احمدیہ انجمن خواتین کا سالانہ جلسہ
بیگم لطیفی اور خدیجہ بیگم کی تقریریں

صاحب بیگم صاحبہ مولانا محمد علی صاحب نے جو بر صدارت پیش کرتے ہوئے بتایا کہ محترمہ بیگم لطیفی بمبئی کے معزز خاندان کی چشم و چراغ ہیں، اور ابتدائے عمر ہی سے انہیں اپنے خاندان کی روایات کے مطابق مسلمان خواتین کی خدمت اور ان کی بہبودی کا خاص خیال ہے۔ اور جب سے لاہور آئی ہیں۔ ہر ایک بہن سے نہایت خلوص کے ساتھ ملتیں اور تمام قومی کاموں میں عملی دلچسپی لیتی ہیں۔

اس کے بعد صدر صاحبہ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف مجھے لندن ہی میں ہوا تھا۔ جب وہاں ان کے تبلیغ اسلام کے کام اور اس کے شاندار نتائج کو دیکھا آپ نے بتایا کہ یہ جماعت فرقہ واری کے خیالات سے بالاتر ہو کر تبلیغ اسلام کا کام کرتی ہے۔ اور ایسی حالت میں جب مسلمان چھوٹے چھوٹے اختلافات کی وجہ سے فرقوں میں منقسم ہو چکے ہیں۔ اتحاد و اتفاق کی آواز جہاں سے اٹھے غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ آپ نے مسلمانوں اور بالخصوص مسلمان خواتین کی جہالت کا ذکر کرتے ہوئے اسے باہمی نااتفاقی کی جڑ قرار دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اس کا صحیح علاج تعلیم ہے۔ وہ تعلیم عورتوں کی خاص ضروریات کے مطابق دی جائے۔ مدارس کی موجودہ تعلیم ان ضروریات کو پورا نہیں کرتی۔ آپ نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا۔ کہ عورتوں کے پاس فرصت کا وقت کافی ہوتا ہے جس کو وہ مفید کاموں میں صرف کرنے کی بجائے فضول باتوں اور ایک دوسرے کی عیب جوئی میں صرف کرتی ہیں۔ آپ نے یورپین عورتوں کی مثال پیش کی۔ کہ وہ کس طرح ہر وقت کسی نہ کسی مفید کام میں مصروف رہتی ہیں۔ اور موزے بنیانیں وغیرہ بنا کر یتیم خانوں میں دیتی رہتی ہیں لیکن ہماری مستورات اس خیال سے کہ بازار میں سستی چیزیں ملتی ہیں۔ ہاتھ سے کام کرنا ہی نہیں چاہتیں۔ آپ نے عورتوں کو اپنے حسب پسند کوئی نہ کوئی ہابی یعنی مشغلہ اختیار کرنے کی تلقین کی۔ جیسے یورپین عورتیں کھلونے اور دوسری چیزیں بنا کر دکانوں پر بیچتی ہیں اور ان سے ہزاروں پونڈ کی تجارت ہوتی ہے۔

اس کے بعد محترمہ خدیجہ بیگم نے سید غلام بھیک صاحب نیرنگ کے مجوزہ مسودہ قانون کی تائید میں ریزولیوشن پیش کیا جس میں حکومت سے استدعا کی گئی۔ کہ اس قانون کو جلد از جلد پاس کرنے میں سہولتیں پیدا کی جائیں۔ محترمہ بیگم مولانا محمد علی صاحب نے اس کی تائید کی۔ اور ریزولیوشن بالاتفاق رائے پاس ہوا۔

محترمہ محمودہ بیگم نے اولیاء امت کے عنوان سے ایک مضمون پڑھا جس میں ان دکھوں اور ایذاؤں کا ذکر کیا گیا تھا جو اولیائے امت کو مسلمانوں کے ہاتھوں پہنچتی رہیں۔ اور اس ضمن میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا بھی ذکر کیا۔ کہ آپ پر بھی خواہ مخواہ اور ناجائز طور پر فتوی کفر لگایا گیا ہے۔ اس پر محترمہ خدیجہ بیگم نے حضرت مرزا صاحب کی خدمات اسلامی کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات کا افسوس کیا کہ انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰) نہ ہی آپ نے نبوت کا دعوٰے کیا ہے۔ بلکہ صاف لکھا ہے۔ کہ نبی کریم صلعم کے بعد دعوئے نبوت کرنے والا کافر اور کاذب ہے جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسٰے کو ناجائز طور پر خدائی کا دعویدار قرار دیا ہے ویسے ہی مرزا صاحب کے پیروؤں کے ایک حصہ نے غلطی سے انہیں مدعی نبوت قرار دے دیا ہے۔

اس کے بعد سیکرٹری صاحبہ نے سالانہ رپورٹ پڑھی اور بتایا۔ کہ انجمن کے اس ننھے سے پودہ نے سات سال میں امید سے بڑھ کر ترقی کی ہے۔ دستکاری کی تحریک ہندوستان اور پنجاب کے کئی شہروں کے علاوہ فجی اور جاوا تک پہنچ چکی ہے۔ اور وہاں سے بھی دستکاری کی چیزیں آرہی ہیں۔ آپ نے لیڈی عبدالقادر کا لندن سے آیا ہوا پیغام مبارکباد سنایا۔ برلن کی بہنوں کا بھی پیغام مبارکباد سنایا۔ آپ نے کئی شہروں کے نام سنائے۔ جہاں کی مستورات کے نام انجمن کے توسط سے آئندہ اصلاحات کے سلسلہ میں ووٹروں کی فہرست میں درج ہوئے ہیں آپ نے بچت فنڈ کی تحریک کا ذکر کیا جس کے ماتحت لوگوں کو ہر جمعرات کے دن اپنے کھانوں میں کمی کر کے بچت کی رقم ایک صندوقچی میں ڈالنے کی تلقین کی گئی۔ صندوقچیاں دفتر انجمن سے مہیا کی جاتی ہیں۔ اور اس رقم سے تبلیغ اسلام کے مشن کھولے جاتے ہیں آپ نے ہندوستان کے آٹھ کروڑ اچھوتوں کی حالت زار بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر امبید کار کے اعلان کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ انجمن نے اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے لئے خاص تجاویز کی ہیں جس میں ہر مسلمان بہن کو انجمن کی امداد کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد چندہ شروع ہوا۔ اور سب سے پہلے صدر صاحبہ نے سو روپیہ عطا کیا۔ بیگم شاہنواز کی طرف سے اپنے بچے کی بیماری کی وجہ سے غیر حاضری کی معذرت اور مبلغ بیس روپے موصول ہوئے۔ اور بھی بہت سی بیگمات نے چندہ میں حصہ لیا۔

آخر میں محترمہ خدیجہ بیگم نے سپین کی آٹھ صد سالہ اسلامی حکومت کی یاد دلاتے ہوئے ان کمزوریوں اور نااتفاقیوں کا بالتفصیل ذکر کیا جو اس شاندار سلطنت کی تباہی و بربادی کا موجب ہوئیں۔ آپ نے سپین کے آخری تاجدار کے غرناطہ سے نکلنے کا قصہ نہایت پر درد الفاظ میں بیان کیا۔ اور مسلمانوں کو تلقین کی۔ کہ وہ ان اسباب سے جو اس تباہی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ پرہیز کریں۔ اور باہمی نااتفاقی کو چھوڑ کر کام کرنے والوں کی امداد کریں۔ ان کا موجودہ رویہ یہ کہ ہر کام کرنے والے کی ٹانگ پیچھے کھینچتے ہیں۔ اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ اس سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچتا ہے۔ بہت ہی قابل افسوس ہے۔

اس کے بعد دعا پر جلسہ ختم ہوا۔ اور تمام حاضرات اس وسیع شامیانہ میں چلی گئیں۔ جہاں اشاعت اسلام کے لئے بنی ہوئی دستکاری کی نمائش کی گئی تھی متعدد خواتین نے اشیاء خریدیں اور قریباً دو بجے یہ پر لطف اجتماع ختم ہوا۔

اخبار احمدیہ

—— سال نو کے خطابات کی فہرست میں ہمارے دوست بابو محمد الٰہی صاحب کا نام بھی ہے جنہیں خانصاحب کا خطاب دیا گیا ہے ہم اس عزت افزائی پر بابو صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

—— ہمارے مکرم بزرگ مولوی حکیم محمد یحیٰی صاحب ساکن دیگراں کی طبیعت چند دنوں سے ناساز ہے وہ ان دنوں لاہور میں مقیم ہیں اور ایک [illegible] بیمار رہیں اور اسی وجہ سے وہ جلسہ سالانہ میں شرکت نہیں فرما سکے۔ احباب ان کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

—— یہ خبر انتہائی رنج و افسوس کا باعث ہو کہ ہمارے دوست مسٹر ریاض قریشی صاحب سب جج بٹالہ کے برادر زادہ مسٹر اشتیاق حسین قریشی جو ریلوے میں ایک معزز عہدہ پر فائز تھے عین عنفوان شباب میں ٹرین سے گر کر کچھ عرصہ مضروب رہنے کے بعد اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ابھی دو ماہ ہوئے کہ مرحوم کی شادی ہوئی تھی۔ لیکن دست اجل نے ہمیشہ کے لئے مرحوم کو اس کے اعزا سے چھین لیا۔ ہمیں اس صدمہ میں مسٹر ریاض قریشی مسٹر نواب قریشی اور مرحوم کے جملہ پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق بخشے

—— میاں نظام الدین گوجرانوالہ کی اہلیہ جنکو سلسلہ سے بہت محبت تھی گذشتہ دسمبر میں انتقال فرما گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما دے۔

—— یہ خبر بھی باعث افسوس ہے کہ مولوی محمد سعید صاحب ساکن رو بلانوالی ضلع مظفر گڑھ کے بھائی ڈاکٹر عبد الرشید بھی گذشتہ دسمبر میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

قارئین کرام ان سب کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو فردوس بریں میں جگہ دے۔

ختم نبوت پر حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ

(از قلم مولوی عمر الدین صاحب احمدی)

قادیان سے گذشتہ سال مولوی فخر الدین صاحب ملتانی نے ایک رسالہ بنام "ختم نبوت پر فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام" شائع کیا اور اسے "بالکل نئی طرز کا لاجواب رسالہ" قرار دیا۔ اور اس پر مختار احمد صاحب شاہجہانپوری جیسے پرانے اور واقف کار احمدی نے تقریظ لکھتے ہوئے اس رسالہ کی تعریف اس طرح کی ہے:-

"میں بلا تامل کہتا ہوں کہ باوجود نہایت مختصر ہونے کے یہ رسالہ بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے فریقین کے [illegible] اختلافات کا فیصلہ کر دینے والا ہے [illegible] جناب مولوی محمد علی صاحب کے بناء اعتراضوں [illegible]"

[illegible] بطور ثبوت لکھتے ہیں:-

"اس کا مزید ثبوت کہ نبوت کا دعوے کرنے سے مرسلانہ نبوت کا دعویٰ مراد ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل حوالہ سے بھی ملتا ہے۔ حضرت صاحب سے سوال کیا گیا بتلا کہ عورت نبیہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا:-

عورت پر نبوت کا دروازہ کیوں بند ہے

"نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- الرجال قوامون علی النساء اور للرجال علیهن درجة عورتیں اصل میں مردوں ہی کے ذیل میں ہوا کرتی ہیں۔ جب صاحب درجہ اور صاحب مرتبہ [illegible] ایک دروازہ بند کر دیا گیا تو یہ بیچاری ناقص [illegible] نقل کس حساب میں ہیں۔"

(الحکم ۱۷ [illegible] ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

[illegible] مسیح موعود تو ذہن پہلے ہیں [illegible] کا دروازہ ہی بند کر [illegible] نہیں ہو سکتا تو عورت کس طرح نبیہ ہو سکتی [illegible] حوالہ سے مسیح موعودؑ کی مرسلانہ نبوت [illegible] لکھتے ہیں [illegible] عورت کی مرسلانہ [illegible] والی [illegible] کو

گنجائش نہ تھی۔ مولوی فخر الدین صاحب اور دوسرے [illegible] اس اضافہ کو مفید سمجھے اور جھٹ کہنے لگے کہ ان [illegible] نے کہا کہ خدا کے بندو ذرا غور کرو یوں تو ہم اور بھی زیادہ [illegible] اگر دعوے نبوت سے مراد حقیقی مرسلانہ نبوت کا دعویٰ ہو تو مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کے معنی یہ ہوں گے کہ حقیقی مرسلانہ نبوت کا دروازہ تو مردوں کے لئے بھی بند ہے چہ جائیکہ کسی ناقص العقل عورت کو مقام حاصل ہو جائے مگر آپ لوگوں کے اعتقاد کی رو سے حضرت صاحب حقیقی مرسلانہ نبوت کے مدعی ہوئے [illegible] نبوت کے دروازوں کو تو آپ بھی بند ہی مانتے ہیں [illegible] میں سے ایک مولوی صاحب نے کہا کہ اس حوالہ کو اس طرح [illegible] کی بجائے یہ بہتر ہے کہ پہلے ہر پہلو سے اچھی طرح اس حوالہ پر غور کر لیا جائے۔ یہ مشورہ بالکل درست ہے اس لئے میں بھی اب یہ مضمون [illegible] درخواست کرتا ہوں کہ اہل قادیان فرداً فرداً اور [illegible] ہو کر خوب [illegible] کے جواب دیں اور کچھ جواب نہ بن پڑے تو ہم ختم نبوت کو بھا [illegible] تسلیم کر لیں۔

مرسلانہ نبوت

مولوی فخر الدین صاحب نے جو یہ اصطلاح اختیار کی [illegible] اس سے کوئی بحث نہیں یہ غلط ہو یا صحیح مگر ہم [illegible] بندہ ہے جس سے کوئی فائدہ نہیں [illegible] کی بنیاد کسی مضبوط امر پر نہیں بلکہ قرآن [illegible]

نبوت [illegible]

ہاں جیسا کہ مولوی فخر الدین [illegible] والی نبوت یا عام نبوت کا دروازہ [illegible] یعنی مردوں عورتوں سب [illegible] اور نہ ہی نبوت کی یہ تعریف ہے [illegible] کے لفظ کا استعمال ہے جس طرح [illegible]

حضرت مسیح مو[illegible]

مولوی فخر الدین صاحب [illegible] [illegible] رو سے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود [illegible] [illegible]

سجدۂ شکر

افضال الٰہی کی کرشمہ سازیاں

مادی طاقتوں کے علاوہ ایک اور زبردست طاقت بھی دنیا میں کارفرما ہے جو نظر نہ آنے کے باوجود سب سے زیادہ قوی اور لازوال ہے۔ اسے ہم اپنی جسمانی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے لیکن اس کی قدرت کے کرشمے ہر روز ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ یہ خدائی طاقت ہے۔ بسا اوقات مادی اور دنیاوی طاقتیں کسی کار خیر کے مخالف ہوتی ہیں وہ اسے مٹانا اور ناکام رکھنا چاہتی ہیں۔ ظاہری حالات بھی ان کے معاون ہوتے ہیں لیکن یکایک ان واقعات کا رخ بدلتا ہے اور حق و راستی کو باطل کے مقابلہ میں فتح ہوتی ہے۔ یہ دراصل خدائی طاقت اور خدا کا ہاتھ ہی ہوتا ہے جو ایک غیر محسوس طریق پر نیکی کی بدی کے مقابلہ پر تائید کرتا ہے۔ گذشتہ جلسہ سالانہ میں بھی ہم نے اس خدائی طاقت کو پوری طرح محسوس کیا اور اس کی کرشمہ سازیاں دیکھیں۔

احمدیت کے خلاف ایک زبردست طوفان مخالفت برپا ہے مولوی، پیر، واعظ، شاعر اور سیاست دان کہلانیوالے سب میدان مخالفت میں اتر آئے ہیں۔ جماعت لاہور بالخصوص اپنے اور پرائے دونوں کے جور و ستم کا تختہ مشق بن رہی ہے۔ قلت تعداد، جماعت کی غربت اور بے سروسامانی ایسے اسباب ہیں جن سے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ کوئی اور جماعت ہوتی تو اب تک اس کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ بڑی بڑی تحریکیں اور جماعتیں عالم وجود میں آئیں۔ بڑے بڑے عظیم الشان پروگرام مرتب ہوئے۔ بڑے زور شور سے کام شروع ہوا لیکن ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب ھباء منثورا ہو گئیں اور آج ان کا نشان تک باقی نہیں۔ لیکن خدا کے فضل سے ہماری چھوٹی سی جماعت پوری سرگرمی سے خدمت دین میں مصروف ہے۔ جماعت کا قدم بحیثیت مجموعی ترقی کی طرف اٹھ رہا ہے اور ہر نیا سورج ہمارے لئے اسلام کی کامرانی کا کوئی نیا پیغام لیکر طلوع ہوتا ہے۔

جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے ہر لحاظ سے ... یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق کے ... دور دور سے لوگ کھچے آئے۔ ایک شاندار اجتماع ... روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی کہ احمدیت کو مٹانا آسان نہیں۔ سالانہ کارگذاری کو دیکھکر جماعت کے قلوب فرحت و انبساط اور حمد الٰہی کے جذبات سے لبریز ہو گئے۔ جلسہ سالانہ نے دلوں میں ایک زبردست ایمانی طاقت پیدا کر دی۔ اس بات کو سب نے محسوس کیا کہ ہماری جماعت ہر لحاظ سے ترقی کر رہی ہے۔ اشد ترین مخالف بھی اس کی خدمات اسلامی اور قوت عمل کے معترف ہو رہے ہیں۔ اس کے عقائد کو روز بروز قبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ اس کا لٹریچر دنیا کے ہر حصہ میں نہایت سرعت سے پھیل رہا ہے۔ اس کے مخالف باوجود انتہائی مخالفت کے رفتہ رفتہ زیر ہو رہے ہیں۔ اس کی ساکھ اپنوں اور غیروں کے درمیان یکساں بڑھ رہی ہے اور یہی ایک جماعت ہے جس کا قدم صراط مستقیم پر ہے اور جو میانہ روی کی بہترین مثال پیش کر سکتی ہے۔ سخت مخالف حالات کی موجودگی میں یہ کامیابیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے افضال کی کرشمہ سازیاں نہیں تو اور کیا ہیں؟

پے درپے قربانیوں اور پیہم حملوں کی مدافعت سے جماعت کافی طور پر تھکی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن سالانہ جلسہ پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ دین کیلئے قربانی اور مجاہدہ میں یہ جماعت تھکنے والی نہیں بلکہ ہر نئی مہم کیلئے پوری مستعدی سے تیار رہے۔ خدمت دین کے اس قدر وسیع کام کے باوجود ایک اور عظیم الشان کام کو ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کیا گیا چندوں کے بوجھ کے نیچے دبی ہوئی جماعت کے سامنے جب ایک لاکھ روپے کی تحریک کی گئی تو سب نے اسے بخوشی پورا کر دینے کا عزم کر لیا۔ امیر قوم کی آواز پر ہر طرف سے لبیک کی صدائیں بلند ہوئیں اور ایک کثیر حصہ جماعت نے اسی وقت رقم مطلوبہ ادا بھی کر دی۔ اچھوتوں میں باقاعدہ اور منظم طریق پر تبلیغ کرنے کے لئے جماعت نے پورے جوش و خلوص سے آمادگی کا اظہار کیا اور اس سلسلہ میں ہر ممکن قربانی کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ ایک طرف یورپ میں دو نئے مشن کھولنے کی تیاریاں ہیں اور دوسری طرف ہندوستان میں آٹھ کروڑ مظلوموں کی رستگاری کا معاملہ درپیش ہے۔ لیکن جماعت کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ وہ ہر نئی خدمت کیلئے آمادہ ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری کوششیں کیا حقیقت رکھتی ہیں خدا خود اپنے دین کی حفاظت کے سامان کر رہا ہے اور یہ

ہماری خوش نصیبی ہے کہ اس نے ہم کو بھی کچھ خدمت کا موقع ... ہے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ انتہائی عاجزی سے اللہ تعالیٰ ... جھک کر سجدہ شکر بجا لائے۔ ہمارا سب سے بڑا سہارا فضل خداوندی ... ہے جب تک یہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہم یقیناً کامیاب و کامران ... آؤ ہم سب مالک حقیقی کے سامنے سربسجود ہو جائیں اور اسی کی ... امیدوار رہیں۔

جلسہ سالانہ میں ہمیں اجتماعی دعاؤں کا لطف حاصل ہوا اور ... المبارک کے آخری ایام کیساتھ ہی ہم نے اپنے چالیس روزہ مجاہدہ کو ختم کیا۔ ہماری دعائیں ضرور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے ... میں رنگ لائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اب ہمارا فرض ہے ... بعد اپنے فرض منصبی کو اور زیادہ مستعدی اور تندہی سے ... ایک مجاہدہ ختم ہوا ہے تو ہم دوسرا مجاہدہ شروع کر دیں ... آرام و سکون دو متضاد چیزیں ہیں۔ مجاہدین کے لغات اور ... پروگرام میں آرام و سکون کا لفظ موجود نہیں ہونا چاہیئے پس ... کہ ہم بیش از پیش جوش و انہماک سے خدمت اسلام کے کاموں ... رہیں اور پوری کوشش کریں کہ آئندہ جلسہ سالانہ پر اللہ تعالیٰ ... اس سے بہت زیادہ اندوختہ عمل پیش کر سکیں۔ اللہم ... دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

چوبیسویں جلد کا آغاز

پیش نظر اشاعت کے ساتھ پیغام صلح کی چوبیسویں جلد ... ہے ہم اس موقع پر تمام وابستگان سلسلہ اور قارئین پیغام ... نو کی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ... یہ سال خیر و برکت کا سال بنائے۔

پیغام صلح کی تیئیس سالہ خدمات قوم کے سامنے ہیں ... خامیوں سے بھی ہم واقف ہیں اور ہمیں ان کا اعتراف بھی ... پھر بھی اپنی بساط کے مطابق یہ اخبار قوم کی مفید خدمت کر ... احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ دوسرے قومی فرائض کے ... ساتھ ساتھ اخبار کی ترقی کے لئے کوشش کرنا بھی اپنے ... داخل سمجھیں اور اسکی توسیع اشاعت اور مالی امداد کیلئے ...

آہ! خان محمد عجب خان صاحب

قارئین پیغام صلح کو یہ خبر پڑھ کر بے حد صدمہ ہوگا ... ہمارے ایک نہایت ہی مکرم دوست اور سلسلہ کے ... خادم اور ہماری انجمن کے لائف ممبر خان محمد عجب خان ... نیشنزاہی۔ اے۔ سی گذشتہ دسمبر کی ۲۱-۲۲ کی درمیانی شب کو اپنے وطن زیدہ ضلع پشاور میں ... فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کا وجود صوبہ سرحد میں احمدیت کے لئے ... باعث تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بزرگ کی ... نازل کرے اور اسے جوار رحمت میں جگہ دے ... اشاعت میں انشاء اللہ مرحوم کی زندگی کے ... درج کئے جائیں گے۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ خانصاحب محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری)

الجیریا (شمالی افریقہ)

برادرم آدم لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ۱۴۔ نومبر کو ملا۔ مجھے ابھی تک سوائے ینگ اسلام کے اور کوئی اخبار نہیں ملتا۔ میں نے مسلم کیٹیکزم۔ رسالہ اسلام اور پرافٹ آف اسلام کا فرانسیسی ترجمہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ پیر شمس الدین صاحب کے لکھنے پر میں نے ٹریکٹ سے کا عربی ترجمہ شروع کر رکھا ہے نیز پرافٹ آف اسلام کا۔ میں ہمیشہ احمدیت کی تبلیغ میں مصروف رہتا ہوں۔ یہاں کے ایک فرانسیسی پروفیسر نے احمدیت پر اعتراضات شائع کئے تھے جن کے جوابات میں نے اخبارات میں شائع کرائے۔ اس نے لکھا تھا کہ جماعت احمدیہ ایک جدید مذہب ہے۔ جس پر میں نے منہ توڑ جواب دے کر اُسے ساکت کر دیا۔ اُس اخبار کا پرچہ جس میں میرا مضمون درج ہے ارسال ہے۔ احمدیت کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے کہ فرانسیسی زبان میں لائٹ کی طرز کا ایک ہفتہ وار اخبار یہاں سے شائع کیا جائے۔ اس کے لئے بہتر ہو کہ آپ ہمیں کچھ امداد اس کی چھپوائی کے لئے دیں۔ سپین مشن کی طرح آپ کو فرانس اور اس کے مقبوضات میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے فنڈ کھولنا چاہیئے۔ کیونکہ انگلینڈ سے دوسرے درجہ پر یہی سلطنت ہے۔ جس کے ماتحت بکثرت مسلمان ہیں جن میں عیسائی مشنری بڑے زور سے کام کر رہے ہیں۔ اور جنہیں بچانے کے لئے مسلمانوں کے پاس کوئی سامان نہیں۔ یہ کام بھی آپ کی جماعت کے کرنے کا ہے۔ اب جبکہ یہاں آپ کی جماعت کی شاخ موجود ہے۔ اور ہم بارہ نوجوان اشاعت اسلام فرانسیسی لوگوں میں کرنے کو تیار ہیں۔ آپ کی تھوڑی سی مدد سے ہم اخبار جاری کرنے کے علاوہ آہستہ آہستہ آپ کا تمام لٹریچر اس زبان میں ترجمہ کر کے چھپوا لیں گے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہفتہ وار اخبار کی چار پانچ ہزار کاپیاں ہم فروخت کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ کی جماعت کے مضامین کا ترجمہ کرنے کے علاوہ مختلف ممالک میں جو آپ کام کر رہے ہیں اُن کی رپورٹیں شائع ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ یہاں کے عربی اور فرانسیسی اخبارات ایسی خبریں دینے سے قاصر ہیں۔ ہم سیاسیات سے علیحدہ رہ کر صرف اسلام و احمدیت کا کام کریں گے۔ اٹھارہ نئے ممبروں کی فہرست ممبران ارسال ہو گی۔ اخبار کے جاری ہونے پر مسلمانوں میں زیادہ بیداری پیدا ہو جائے گی۔ اور ہمارا کام ترقی کرے گا۔ انجمن کے سامنے یہ معاملہ پیش کر دیں۔ اور جتنی جلد ہو سکے مفت لٹریچر بھیج دیں۔

ہسپانیہ

مسٹر اے اے لکھتے ہیں کہ آپ کے لٹریچر کے لئے دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم بہت خوش ہوں گے اگر آپ اپنے رسائل وغیرہ بھی ہمیں باقاعدہ بھیجتے رہیں۔ تاکہ ہمیں اسلام کے اصولوں سے واقفیت حاصل ہوتی رہے آپ لوگ ایک نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔ جس کی کامیابی کے لئے ہم دست بدعا ہیں۔

جرمنی

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن لکھتے ہیں کہ ایک مختصر سا مضمون جلسہ سالانہ کے لئے ارسال ہے قلت وقت کی وجہ سے زیادہ نہیں لکھ سکا۔ ایک شخص کی فارم قبولیت اسلام بھی جا رہی ہے ان کا اسلامی نام سومن ہے اور ۵۵ سال عمر کے ہیں اسلامی نام حسن رکھا گیا ہے کاروباری آدمی ہیں قدرے عربی بھی جانتے ہیں۔ جرمن ترجمۃ القرآن کا کام کہاں تک پہنچا ہے۔ میں نے چند فرموں سے تخمینہ چھپوائی لے کر بھیج دیا ہے خدا کرے یہ ترجمہ ۱۹۳۶ء میں شائع ہو سکے۔ سردست اگر بغیر متن کے شائع ہو کر سستے داموں پر بکے تاکہ عام اشاعت ہو سکے۔ تو نہایت مفید ہو گا۔ کل ۲۷۔ نومبر سے ماہ رمضان شروع ہو گا۔ ۲۶۔ دسمبر کو انشاءاللہ عید ہو گی۔ آجکل لوگ دیوانوں کی طرح احمدیت کی مخالفت کر رہے ہیں۔ خدا ان کو عقل اور سمجھ عطا کرے۔

البانیہ

مسٹر جعفر زوٹو لکھتے ہیں۔ کہ مجھے کرنیل کریس صاحب نے آپ کی چٹھی اور کتب اسلامیہ کی رسیدگی کی اطلاع دینے کی ہدایت کی ہے۔ صاحب بہادر ان کتب کے دیکھنے سے بہت خوش ہوئے اور آپ کے بیحد مشکور ہیں۔ میں خود بھی آپ کے لٹریچر کا فریفتہ ہوں۔ اور بعض اُن کتب کا بھی مطالعہ کر چکا ہوں جو آپ نے صاحب بہادر کو بھیجی ہیں۔ میں مسلمان ہوں اور اُن کا پرائیویٹ سکرٹری ہوں۔ یہاں آپ کا قرآن کسی دکاندار سے نہیں مل سکتا ورنہ میں خرید لیتا اس لئے اگر ممکن ہو۔ تو ایک کاپی قرآن کریم کی بھیج دیں جیسی آپ نے کرنیل صاحب کو بھیجی ہے۔

شمالی امریکہ

مس گریفن لکھتی ہیں کہ آپ کا خط و لٹریچر پہنچا جس سے مجھے دلی تسکین ہو گئی۔ انشاءاللہ کتب کا بغور مطالعہ کر لینے کے بعد تفصیلاً لکھ سکوں گی۔ آپ کی سابقہ اور موجودہ مہربانیوں کو میں بھول نہیں سکتی۔ میں آپ کو اپنی تصویر بھیج رہی ہوں۔ جو کام تعلیم کا آپ مجھ سے لینا چاہیں میں حاضر ہوں۔ میں بچوں کو بخوبی تعلیم دے سکتی ہوں۔ میں نقد معاوضہ ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔ بس صرف سفر خرچ درکار ہو گا۔ اور رہنے کے لئے ایک کمرہ جتنا سادہ ہو بہتر ہو گا اور دن میں دو وقت کا کھانا۔ باقی مرکز میں تعلیم کا انتظام آپ کے ذمہ ہے۔ میں ہر وقت تیار بیٹھی ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صراط مستقیم پر چلاتا رہے اور اسلام کے ذریعے سے مستقل امن اور صحیح ہدایت دنیا میں پھیلائے۔

ہسپانوی مغربی افریقہ

مسٹر محمد لکھتے ہیں۔ امید ہے میرا سابقہ خط پہنچ چکا ہو گا۔ ہماری منتظمہ کمیٹی کے اجلاس میں یہ طے پایا ہے کہ ہسپانوی حکام کو درخواست دینے سے پہلے ہمیں جوڈش سفیر سے ملاقات کرنی چاہیئے چنانچہ ہم ۲۶۔ اکتوبر کو اس سے ملے جس نے جواب دیا۔ کہ اپنی چٹھی مورخہ ۴ جولائی کا ترجمہ ہسپانوی زبان میں کرا کر پولیس کمشنر کو دے دیں۔ جو عرضی پر مناسب رپورٹ کر کے گورنر کو بھیج دے گا۔ چونکہ آجکل گورنر جنرل رخصت پر ہسپانیہ گیا ہوا ہے۔ اور غالباً دسمبر کے بعد واپس آئے گا۔ اس کے آنے پر بقیہ کارروائی کی جائیگی۔ ۲۴۔ اگست کی کانفرنس کے بعد کوئی مزید تحریک نہیں ہو سکی۔ کیونکہ ہم اس کوشش میں ہیں کہ احمدیہ سوسائٹی کو باقاعدہ رجسٹر کرا کر زور شور سے تبلیغ کا کام شروع کیا جائے۔ جو لٹریچر آپ نے بھیجا تھا۔ وہ مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تقسیم کر دیا گیا ہے مزید براں انگریزی لٹریچر بھیج دیں۔ میں انشاءاللہ اپنی تبلیغی رپورٹ آئندہ ڈاک سے بھیج دوں گا۔ خدا کے فضل سے احمدیت ہر جگہ مقبول ہو رہی ہے اور مسلمان اور غیر مسلم اسے لبیک کہتے ہیں۔ برلن سے بھی جرمن لٹریچر پہنچ گیا ہے جسے جرمنوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

ٹرینی ڈاڈ

مسٹر عزیز لکھتے ہیں۔ آپ کا خط ملا۔ جسے میں نے نوجوانوں کی انجمن میں سنایا۔ اور سب نے اسے بے حد پسند کیا۔ چند آیات تشریح کے لئے ارسال ہیں۔ ہماری سوسائٹی نے ۲۳۔ اکتوبر کو مولود شریف کے موقعہ پر جلسہ کر کے حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت مبارک کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ان سب باتوں کا حقیقی اجر اور ثواب آپ کی انجمن کو ملے گا جس نے اسلام پر ایسا مفید لٹریچر تیار کر کے اقطاع عالم میں مفت پھیلا کر جگہ بجگہ مسلمانوں میں بیداری پیدا کر دی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ باوجود مخالفین کی اخلاق سے گری ہوئی شرارتوں کے ان دور دراز ممالک میں آپ کے ہزاروں ہمدرد و خیر خواہ پیدا ہو گئے ہیں۔ چونکہ آپ کا کام خلوص نیت اور خدمت اسلام پر مبنی ہے اس لئے کوئی مخالف آپ کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آپ کا حامی خود خدا ہے۔ آپ پورے زور کے ساتھ کام کئے جائیں اور مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں۔ وہ ہر جگہ خائب و خاسر ہو رہے ہیں۔

لائبیریا (مغربی افریقہ)

مسٹر کسیرو لکھتے ہیں۔ خط ملا۔ جس کے مطالعہ سے مجھے تسکین حاصل ہوئی۔ کتب مرسلہ ابھی نہیں ملیں غالباً دوسرے جہاز سے آجائیں گی۔ میں نے اپنا فوٹو بھیج دیا تھا امید ہے مل گیا ہو گا۔ اس ملک کا نقشہ مطلوبہ عنقریب بھیج دوں گا ہمیں یہاں رواج دینے کے لئے ایک ایسی جامع کتاب کی ضرورت ہے جو اسلام کے دیوانی و فوجداری قوانین پر حاوی ہو۔ کیونکہ عیسائی حکام مسلمانوں کے مذہب سے بالکل ناواقف ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اسلام میں ایسے کوئی قوانین نہیں ہیں۔ گو میں اُن کے سامنے ایسے قوانین کا ذکر کرتا رہتا ہوں۔ لیکن جب تک اُن کے سامنے کوئی کتاب مجموعہ قوانین نہ رکھی جائے وہ مسلمانوں کی بہتری کے لئے کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ ایسی کتاب انگریزی میں ہونی چاہیئے۔ یہاں کے تمام مسلمان آپ کے مسلک پر کاربند ہو رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عیسائیوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت قائم ہوتی جا رہی ہے اور بعض تو ہمارے ساتھ شامل ہونے کو تیار ہیں صرف ہماری مسجد کے بننے کے انتظار میں ہیں۔

نائیجیریا (مغربی افریقہ)

مسٹر ممبیر لکھتے ہیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں گا۔ اگر آپ مجھے اسلام کے صحیح راستہ پر چلنے میں مدد دے سکیں۔ اور مناسب لٹریچر بھیج سکیں۔ چند ضروری امور کے جوابات دیکر مشکور کریں۔

برٹش گائنا (جنوبی امریکہ)

عبدالحق صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کا خط و اسلامی لٹریچر ملا۔ خط کے جواب میں اس لئے دیر ہو گئی۔ کہ میرا خیال تھا کہ سب مفت لٹریچر تقسیم کرنے کے بعد آپ کو اطلاع دوں۔ میں چونکہ حبشی قوم سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس لئے اپنی قوم میں میرا اچھا اثر ہے۔ آپ کا خط آنے کے بعد میں پچیس آدمیوں کو جماعت احمدیہ میں شامل کر چکا ہوں۔ اور اب میں نے ...

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے اہل قبلہ کی تکفیر کی؟

آپ کی کتب کے بعض حوالہ جات

(از میر مدثر شاہ صاحب گیلانی پشاوری)

(۱) ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ سنہ ۱۹۰۲)

حاشیہ: "یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والوں کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدید لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔" (صفحہ ۱۳۰)

۲۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا۔ جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی۔ تب بھی وہ کافر ہو جائیگا۔ اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اس پر فرض ہے۔ کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہو۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸ مارچ ۱۹۰۷ء)

۳۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جبکہ قریباً دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھہرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ اور انہی کے فتوے سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ تو اب اس کا سہل علاج ہے کہ اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت و ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو ان کو چاہیئے ان مولویوں کے بارہ میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں۔ کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک **مسلمان کو کافر بنایا۔** تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا۔ . . .

. . . اور حدیث شریف میں ہے۔ کہ **وما زنا زانی وھو مومن وما سرق سارق وھو مومن** یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہو سکتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے۔ کہ کسی کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے۔ تو دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دیں۔ بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت ان میں نہ پائی جاوے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵)

حاشیہ: میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جن میں خود انہی کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔

۴۔ پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو۔ کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے۔ اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے۔ کہ ہم سے سیدھے منہ کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے۔ کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو۔ تو وہ پیش کریں۔ ورنہ خود سوچ لیں۔ کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہرا دیں۔ آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگا دیں۔ کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱)

۵۔ آخری زمانہ کے وہ علماء جن کو آنحضرت صلعم نے یہود اس امت کے قرار دیا ہے وہ بالخصوص اسی قسم کے مولوی ہیں۔ جو مسیح موعود کے مخالف اور جانی دشمن اور اس کی تباہی کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور اس کو کافر اور بے ایمان اور دجال کہتے ہیں۔ اور اگر ان کے لئے ممکن ہو۔ تو اس کو صلیب دینے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ یہود کے فقیہ اور فریسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اسی طرح پیش آئے تھے اور ان کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن **جو علماء اس قسم کے نہیں ہیں ہم ان کو یہودی نہیں کہہ سکتے۔** بلکہ جو لوگ حضرت عیسیٰ کے دشمنوں کی طرح مجھے کافر و دجال اور بے ایمان کہتے ہیں۔ وہی یہودی ہیں . . . . . **اگر مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب مجھے بے ایمان کافر و دجال قرار نہیں دیتے اور واجب القتل نہیں سمجھتے۔ تو ہم ان کو یہودی نہیں کہتے۔**

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۰۵، ۱۹۰۶ صفحہ ۱۱۴)

مثال کے طور پر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں نے فتوے کفر کی تائید سے انکار فرمایا۔ تو اس کو آپ ایک خط بھیجتے ہیں۔ اس نے بیعت نہیں کی۔ آپ "ایہا العبد الصالح آپ فرید وقت با صدق و صفا" کے الفاظ سے انہیں مخاطب کرتے ہیں

پھر آخری تقریریں وفات سے اس ملاقات کے دوران میں جو میاں فضل حسین صاحب سے ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔

"ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے۔ جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہہ کر خود کافر نہ بن جائے"

اس پر سوال ہوا۔ کہ غیر احمدی آپ کو کافر کہتے ہیں۔ تو کہیں لیکن اب نہ کہیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ تو جواباً میں فرمایا: جو ہم کو کافر نہیں کہتا۔ ہم اس کو ہرگز کافر نہیں سمجھتے۔"

۶۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں موضع بعدیار ضلع امرتسر کے احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں ایک معاہدہ ہوا جس میں احمدیوں کی طرف سے ایک یہ شرط بھی تھی۔ وہاں معمولی رنگ میں بسنے والے سب غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے۔ تو اس پر حضرت صاحب نے الحالا

ذیل تحریر فرمائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جو کچھ کہا بہت خوب اور مبارک ہے۔ (ناجائز) جو مخالف بیانہ ہوتا ہو۔ اس کا جنازہ جائز ہے۔

(۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء) خط بنام میاں غلام قادر سکنہ جہلم

سید میر عابد علی شاہ صاحب بدوملہی ضلع سیالکوٹ کا خط

"احقر کو اس پیارے مولیٰ کریم نے بیعت سے مشرف کیا حضرت والدہ صاحبہ مکرمہ سخت ناراض ہو گئیں۔ اس کے بعد ان کی الموت کے آخری ایام میں قریباً دو اڑھائی مہینہ احقر حاضر رہا دعا کے لئے خط بھیجتا رہا۔ کہ خدا تعالیٰ حضرت والدہ مکرمہ کو شناخت اور غلامی کا شرف بخشے۔ آخر اسی حالت میں حضرت نے اس دنیا سے انتقال کیا۔ تو احقر نے نماز جنازہ کے لئے نماز جنازہ خود پڑھی۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب کی طرف مخدومی مولوی عبد الکریم مرحوم کا خط آیا۔ کہ حضرت صاحب والدہ مرحومہ کے انتقال پر اظہار افسوس کے بعد دعا کی تھی اور آخر یہ تحریر تھا۔ کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم جمعہ کے دن **آپ کی والدہ صاحبہ کا جنازہ پڑھینگے**

شرائط بیعت

۷

چہارم یہ کہ خلق اللہ کو عموماً اور **مسلمانوں کو خصوصاً** اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

۵ چہ دوز خسروی آغاز کردند؛ مسلمان را مسلماں باز کردند

(بقیہ صفحہ ۱۳)

اشاعت اسلام کا کام کرنے کے لئے اپنے وطن کو بھی خیرباد کہہ دیا ہے۔ یہاں کے لوگ عموماً اور ہندوستانی خصوصاً دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ گو میں غریب ہوں لیکن اسلام کے لئے ہر ممکن تکلیف برداشت کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ تین غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ان کے نام شائع کر دیں کیونکہ یہاں کے اخبار تنگدلی کے سبب سے میرا مضمون بھی شائع نہیں کرتے۔ کام کر عیسائیوں کے پاس حضرت نبی کریمؐ اور اسلام کے خلاف کتب ہیں جن میں سے وہ اسلام پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں انجمن کی مالی مدد بھی کرتا۔ لیکن موجودہ کی حالت میں صرف انجمن کی ہدایت کے ماتحت تبلیغ اسلام بلا کسی معاوضہ کے کر سکتا ہوں۔ اپنی ضروریات زندگی سفر کو پورا کرنے کے لئے میں ایک ہفتہ زمینداری کا اور تین ہفتے لیکچر دینے کے لیے دورہ کرتا ہوں نو نام حسب ذیل ہیں (۱) مسٹر البرٹ ایڈورڈ ... عبد اللہ (۲) جان البرٹ ... اسلامی نام ... سو ... اسلامی نام عبد الشکور۔ جن لوگوں کو ... ان کے نام بھی ارسال ہیں۔ اور ... نومسلموں کی تعلیم کے لیے سکول جاری کرنے ... مسلمانوں کی نسبت عیسائی حبشی اسلام سے ... رکھتے ہیں اور جلد اسلام قبول کر لیتے ہیں۔

جزیرہ سیلیبیس ... مقبوضات ...

مسٹر ادریس لکھتے ہیں: امید ہے میرا ... گیا ہوگا۔ مجھے آپ کا خط مورخہ ۲۵ ... اسلام کا ملائی ترجمہ بھیجا جا رہا ہے ... فضل سے اچھی ہے۔ باقی تبلیغ کے ...

تبلیغی مراسلات

برلن مسجد و مشن کی خدماتِ اسلامیہ

(نامہ نگار مقیم برلن کے قلم سے)

ماہ نومبر کا آغاز پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام برلن مسجد کے لکچر سے ہوا۔ امام صاحب نے اس دفعہ "اسلام اور ترکی جدید" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ لیکن اس کے باوجود حاضرین کی تعداد اس قدر بڑھ گئی۔ کہ بعض احباب کو تمام عرصہ کھڑا رہنا پڑا۔ کرسی صدارت کو ہمارے دوست امین لوسفلڈ جرمن نومسلم نے مزین فرمایا۔ ٹھیک ۸ بجے ترکی امام جناب شکری بے نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرمائیں جس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اپنا لکچر شروع کیا۔ آپ نے سب سے اول مصطفےٰ کمال جن کا اب موجودہ نام "کمال اتاترک" ہے کی سوانح عمری بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ "کمال" ایک خیالی فلاسفر نہیں ہے بلکہ ایک عملی مدبر اور سپاہی ہے۔ ازاں بعد آپ نے مختلف اصلاحات کا ذکر کیا۔ جو گزشتہ پچاس ساٹھ سال کے عرصہ میں دنیائے اسلام میں نمودار ہوئی ہیں۔ بالآخر ترکی جدید کی نئی اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا۔ کہ ان تمام تبدیلیوں کے باوجود ہم ترکی کو مسلمان ہی تصور کرتے ہیں۔ اس کی بڑی بھاری وجہ یہ ہے۔ کہ ترک اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں۔ بلکہ سرکاری طور پر بھی جہاں اس امر کا ذکر ہے۔ کہ ترکیہ کا دارالخلافہ "انگورا" ہے۔ اور اس کی زبان "ترکی"۔ وہاں اس امر کا بھی ذکر ہے۔ کہ اس کا مذہب اسلام ہے سامعین نے لکچر کو بے حد پسند کیا۔ اور بعد ازاں ایک ترک اور ایک عرب دوست نے بھی چند کلمات کہے۔ اخباروں کے نمایندے بھی موجود تھے۔ چنانچہ برلن کے تین بڑے مشہور روزانہ اخبار یعنی "لوکال انسائگر"۔ "مورگن پوسٹ" اور "ڈایچ آلگمائنے" نے اس لکچر پر اعلیٰ درجہ کے مقالات کے لکھے۔

۹۔ نومبر کو جرمن مسلم سوسائٹی کی مجلس منتظمہ کا اجلاس ہوا جس میں عیدالفطر کا پروگرام مرتب کیا گیا۔ اور ایک جرمن مسلم کی درخواست مالی امداد کے لئے پیش ہو کر پاس ہوئی۔ میں اس ضمن اس امر کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے مخالفین عموماً لکھا کرتے ہیں کہ مسجد اور مشن غربا کی امداد نہیں کرتے کاش وہ ایسی غلط اور بے بنیاد باتیں مشہور کرنے کی بجائے خود کچھ کام کر کے دکھائیں سچ ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

۱۵ نومبر کو جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام چائے کی دعوت منعقد ہوئی جس میں علاوہ ممبران سوسائٹی کے ان کے دوست و احباب بھی شریک ہوئے جلسہ بفضلہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

۲۱۔ نومبر کو برلن یونیورسٹی کے Auslandamt (جو کہ غیر ملکی اساتذہ اور پروفیسروں کی مجلس ہے) کے ماتحت ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے ایک لکچر "اسلام" کے موضوع پر دیا۔ مذکورہ بالا مجلس کا عموماً ہر ماہ کسی جرمن گھرانے میں اجتماع ہوتا ہے جس میں غیر ملکی اور ملکی اساتذہ اور پروفیسر شامل ہوتے ہیں ان کی تعداد عموماً پچاس ساٹھ کے قریب ہوتی ہے۔ نومبر میں اس مجلس کے رکن اعلےٰ ڈاکٹر باٹس نے امام صاحب برلن مسجد سے ایک لکچر کی درخواست کی جس کو امام صاحب نے بخوشی منظور کیا۔ لکچر مختصر تھا۔ مگر بعد ازاں حاضرین کو سوالات کا موقع دیا گیا جس میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہوا۔ الحمد للہ کہ اس طرح تبلیغ اسلام کا موقع مل گیا۔

نومبر کی ۲۷ تاریخ کو رمضان المبارک کا آغاز ہوا جس کی اطلاع جملہ مسلمانانِ برلن کو بذریعہ گشتی چٹھی دی گئی۔ عیدالفطر انشاء اللہ العزیز ۲۶۔ یا ۲۷ دسمبر کو مسجد میں منائی جائیگی۔ اس گشتی چٹھی میں جرمن مسلمانوں کی خاطر ماہ رمضان کے ضروری احکام بھی درج کر دئے گئے تھے۔ اور اسی طرح اوقات سحری و افطاری بھی دئے گئے۔ یکم دسمبر کو چند تاتاری دوست مسجد میں نماز تراویح ادا کرنے کے لئے تشریف لاتے۔

صلوٰۃ جمعہ و تعلیم قرآن کا سلسلہ بفضلہ باقاعدہ جاری ہے۔ مذہبی کلاس کے بچے اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے عربی حروف سے بخوبی واقف ہو گئے ہیں۔ اور امید ہے۔ کہ رمضان المبارک میں کافی ترقی کر جائینگے۔ اس کے بعد قرآن کریم کا باقاعدہ درس شروع کر دیا جاتے گا۔

جرمنی میں نام نہاد جماعتِ اسلامیہ کے جنرل سیکرٹری کی خدمات کا نقشہ

۱۷ دسمبر ۱۹۳۹ء کے مجاہد میں ایک شخص حبیب الرحمٰن نامی نے جو اپنے آپ کو جماعت اسلامیہ برلن کا جنرل سیکرٹری ظاہر کرتا ہے ایک مضمون اپنی خدمات اسلامی جتانے اور جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کے لئے شائع کیا ہے۔ سب سے اول قابل غور امر یہ ہے کہ جس جماعت کے بارہ میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ جماعت اسلامیہ برلن جو ۱۹۲۲ء سے برلن میں نہایت کامیاب خدمات انجام دے رہی ہے اس کی کوئی خدمت بیان نہیں کی یہاں غرض ہی تھی کہ جنرل سیکرٹری صاحب ذرا ان کامیاب خدمات اسلامیہ پر بھی روشنی ڈال دیتے جو ان کی جماعت ہمارے مشن کے قیام سے پہلے اور بعد میں انجام دے رہی ہے۔ جب بقول ان کے ان کی جماعت اسلامیہ مسلمانان عالم کی نمایندہ ہے۔ تو کیوں اسے اتنی توفیق نہیں ملی۔ کہ ایک مسجد بنا کر تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیتی۔ اور مسلمانان عالم پر اپنی ہستی کا ثبوت ظاہر کرتی مسجد نہ سہی۔ اس جماعت نے کونسا اسلامی لٹریچر جرمن زبان میں پیدا کیا ہے۔ آخر کسی کامیاب خدمت اسلام کا ظاہری وجود بھی کچھ ہونا چاہیئے۔ یا صرف ہمیں گالیاں دینا ہی کامیاب خدمت ہے۔ ہم تو ان کی جماعت کے قیام کے کئی سال بعد جرمنی میں گئے۔ جنرل سیکرٹری صاحب کچھ اپنی سابقہ کامیاب خدمات اسلام کو ہی ظاہر کر دیتے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہندی مسلمانوں کی ذہنیت خصوصاً اور بعض دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی عموماً تخریبی کاموں کی طرف زیادہ کام کرتی ہے بہ نسبت مفید تعمیری کام ہو۔ لیکن اس کی مخالفت کی جو مسلمان پیش پیش ہیں ان پر وہی مثل صادق آتی ہے۔ "نہ کھیلیں گے نہ کھیلنے دیں گے"۔ جنرل سیکرٹری صاحب کی جماعت نے اگر کوئی کامیاب خدمات اسلام انجام دی ہیں۔ تو مسلمانان عالم ان کی تفصیل سننے کو تیار ہیں۔ محض ان کے لکھ دینے سے کوئی عقلمند شخص ان کی اسناد تو نہیں سکتا شاید ان کا خیال ہو کہ ہماری جماعت کو گالیاں دے دینا بڑی خدمت اسلامی ہے۔ لیکن یہ خدمت تو ان کے ہندی بھائی ان سے زیادہ انجام دے رہے ہیں۔ اور تخریبی کام کرنا کوئی خدمت نہیں البتہ کوئی تعمیری کام دنیا کے سامنے رکھنا چاہیئے۔ جنرل سیکرٹری صاحب کو یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ دنیا ایسی بے وقوف نہیں۔ جیسا وہ سمجھ رہے ہیں۔

ہمارا کام سب کو نظر آ رہا ہے۔ خدا کی عبادت کرنے کے لئے مسجد موجود ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے جرمن رسالہ جاری ہے اور بھی وقتاً فوقتاً رسائل شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جرمن ترجمہ القرآن عنقریب شائع ہونے والا ہے اس کے بالمقابل جماعت اسلامیہ ۱۹۲۲ء سے لے کر آج تک کون سی کامیاب خدمات اسلامی سامنے رکھ سکتی ہے ہاں یہ کہ مسلمانوں میں باہمی جھگڑے پیدا کر کے ان کو غیروں کی نظر میں ذلیل کیا گیا ہے۔

جہاں تک مسجد کی تعمیر کا سوال ہے۔ تو اس پر جو روپیہ خرچ ہوا وہ جماعت کا خرچ ہوا ہے یا کچھ ہمارے خاص ہمدردوں کا ہمارے مخالف مسلمانوں کا کوئی اثر نہیں کسی جماعت یا ملک نے اس میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور یہ ہم ہی جانتے ہیں کہ کن حالات کے ماتحت ہم نے اس کی تکمیل کی۔ ورنہ اگر عام مسلمان بھی امداد

۴۴

مالی امداد دیتے۔ تو یہ مسجد بجائے کئی سالوں میں مکمل ہونے کے چند ماہ کے اندر اندر مکمل ہو جاتی۔

رہن کا معاملہ پہلے پریس میں آچکا ہے۔ اور اس میں انجمن کا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ تاہم جونہی انجمن کو اس شرارت کی اطلاع ملی اس نے فوراً جماعت سے اپیل کر کے اس بوجھ کو بھی اتار دیا۔

افسوس ہے۔ کہ جماعت اسلامیہ برلن زبانی تو اپنی کامیاب خدمات اسلامی کا بہت ڈھنڈورہ پیٹتی ہے۔ لیکن اسے مسجد کی تعمیر میں ایک پیسہ دینے کی توفیق نہ ملی۔ اور مطلب زور اس بات پر صرف ہو رہا ہے۔ کہ مسجد میں سیاسی تحریکات جاری رکھنے اور سیاسی آدمیوں کو ٹھہرنے کی اجازت کیوں نہیں دی جاتی۔ جنرل سیکرٹری صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے کسی مرکز میں کسی حکومت کے سیاسی معاملہ پر بحث و مباحثہ کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ہمارا کام خالص مذہبی ہے۔ اور اسلام کی اشاعت ہمارا فرض ہے۔ اس لئے ہم دوسری بحثوں میں الجھ کر اپنے کام کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ رہا یہ امر کہ حبیب الرحمٰن صاحب عالم اسلام سے اپیل کریں گے۔ کہ وہ ہمیں مسلم کا نام استعمال نہ کرنے دیں۔ تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ عالم اسلامی ان جیسا تنگ دل نہیں مسلم کا نام خدا و رسول نے ہر اس شخص کے لئے تجویز کیا ہے۔ جو توحید باری تعالےٰ اور نبوت محمدیہ پر ایمان رکھتا ہو۔ اس ایمان کے لئے نہ کسی مولوی کی سند کی ضرورت ہے۔ اور نہ سیکرٹری صاحب جماعت اسلامیہ برلن کی۔ عالم اسلامی ہماری خدمات اسلام سے بخوبی واقف ہے۔ اور اس کے سامنے اس کا زندہ ثبوت موجود ہے۔

(خاکسار محمد منظور الٰہی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

(بقیہ صفحہ ۴)

یہ لعنت کس پر ہے

جس طرح عیسائی اپنی بیجا محبت کے جوش میں حضرت مسیح علیہ السلام کو مصلوب مان کر لعنتی تسلیم کرتے چلے جا رہے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ لعنت کی حقیقت کیا ہے ٹھیک اسی طرح ہمارے قادیانی بھائی بھی حضرت مسیح موعود کی طرف مکالمہ مخاطبہ کی کثرت سے بڑھ کر مرسلانہ نبوت کا دعویٰ منسوب کرتے ہیں اور اس پر بھولے نہیں سماتے اور نہیں جانتے کہ نبوت جس کا دروازہ از روئے قرآن کریم بند ہے اور جس کا خود فخر ملتانی صاحب کو بھی اقرار ہے۔ ایسی نبوت کو مرسلانہ نبوت کہکر، سے حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرنے کا نتیجہ کیا ہے جبکہ حضرت مسیح موعود ایسے مدعی پر لعنت پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک

عذر گناہ

ممکن ہے۔ جناب فخر ملتانی یہ عذر کریں کہ ان کی مراد مرسلانہ نبوت سے بھی کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہی ہے اور اسی کو انہوں نے مرسلانہ نبوت کہا ہے۔

مگر یہ عذر در اصل بدتر از گناہ ہے کیونکہ وہ خود تو کہتے ہیں کہ مرسلانہ نبوت کا دروازہ تیرہ سو برس سے بند تھا اور حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ مرسلانہ نبوت کا دروازہ تو مردوں پر بھی بند ہے چہ جائیکہ کسی عورت کو یہ منصب مل جائے پھر مولوی صاحب کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ان کی مراد بھی کثرت مکالمہ مخاطبہ ہی ہے۔ کیا وہ اکابر اہل سنت والجماعت کی طرح کثرت مکالمہ مخاطبہ کو اس امت میں جاری و ساری مانتے ہیں اگر نہیں تو پھر ان کا عذر بالکل غلط ہے خصوصاً اس لئے کہ وہ اپنے مضمون ختم نبوت میں یہ لکھ چکے ہیں کہ مرسلانہ نبوت کا انکار کفر ہے لیکن مکالمہ مخاطبہ یا اس کی کثرت کے منکر کو کسی نے بھی کبھی کافر نہیں مانا۔ حتیٰ کہ خود حضرت مسیح موعود پر بھی یہ افترا ہے کہ کبھی آپ نے اپنے دعویٰ کے منکر کو کافر کہا ہے۔ مولوی فخرالدین صاحب نے اپنی اس کمی کو پورا کرنے کیلئے لکھا ہے کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین اور منکرین کو . . . . . یہود کا فر قرار دیا ہے۔" (ختم نبوت صفحہ ۱۳)

پھر اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل خط پیش کیا ہے:۔

"رہی یہ بات کہ ایسا شخص جو نماز پڑھتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے وہ مسیح موعود کے نہ ماننے سے ایما ندار ہے یا کافر۔ اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی نہ ماننا موجب کفر ہے۔ جو شخص مثلاً نماز پڑھتا ہے مگر کہتا ہے کہ چوری کرنا اور زنا کرنا اور شراب پینا اور جھوٹ بولنا اور سؤر کھانا اور خون کرنا کچھ گناہ نہیں ہے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے احکام کی تکذیب کی اور ان سے انکار کیا . . . پس اسی طرح مسیح موعود سے انکار کرنا اس وجہ سے کفر ہے کہ اس میں خدا اور رسول کے وعدہ اور متواتر پیشگوئی سے انکار ہے یہ ایسا مسئلہ ہے کہ ہر ایک مسلمان جو دنیے علم بھی رکھتا ہو اس سے واقف ہے۔ خدا کے حدود کو توڑنا کافر نہیں کرتا بلکہ فاسق کرتا ہے مگر خدا کے قول کے برخلاف بولنا کافر کرتا ہے اس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔"

(خط حضرت مسیح موعود مندرجہ البدر ۲۶ رجون ۱۹۰۳ء)

اس خط سے فیصلہ ہوگیا کہ جو شخص اس بات کا تو قائل ہے کہ خدا اور رسول کا وعدہ جو مسیح موعود کے متعلق ہے بالکل سچا ہے مگر وہ حضرت مرزا صاحب کو اس وعدہ کا مصداق نہیں مانتا۔ تو ایسا

۴۲

شخص فاسق ہے کیونکہ وہ خدا کی حدود کو توڑنے والا ہے لیکن جو شخص اللہ اور رسول کے اس وعدہ کا ہی انکار کرتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ ایسا شخص خدا کے قول کے برخلاف بولتا ہے۔

مگر تعجب ہے کہ فخر ملتانی صاحب اس خط سے الٹا یہ نتیجہ نکال رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے دعوےٰ کا انکار کفر ہے۔ کیا فخر ملتانی صاحب ایک بھی ایسا حوالہ دکھا سکتے ہیں جس میں اوپر کی تحریر کے خلاف آپ نے اپنے دعوےٰ کے منکر کو کافر کہا ہو

بیان المجاھد

فخر ملتانی صاحب! ذرا آپ مولوی فاضل غلام محمد صاحب کا بیان المجاھد ہی دیکھ لیں جس میں انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت حقیقی نہیں بلکہ وہ ویسی ہی نبوت ہے جس کا ذکر ازالہ اوہام اور سراج منیر اور انجام آتھم میں کیا گیا ہے اور پھر اسی نبوت کو حقیقت الوحی کے الفاظ میں

مجازی نبوت

قرار دیا ہے اور رسالہ ہی بحث کرکے ثابت کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوےٰ کا منکر کافر نہیں ہے۔

میاں صاحب کا بیان

پھر اب تو جناب میاں صاحب بھی بظاہر اپنے کفر کے فتوے سے رجوع کر چکے ہیں کیونکہ انہوں نے صاف فرمایا کہ احرار تو جب کسی کو کافر کہتے ہیں تو ان کا منشا ہوتا ہے کہ ایسا شخص منکر اسلام ہے مگر ہم ایسا نہیں کہتے۔

فتدبروا یا اھل القادیان

(بقیہ صفحہ ۳)

یہ روح نہیں نہ کہ پوست۔ مغز نہیں نہ قشر۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بڑے بڑے مولوی مفتی جب مساجد میں امامت کراتے ہیں تو بڑی بڑی لمبی نمازیں پڑھاتے ہیں لمبی لمبی قرآت اور دیر تک دعائیں کرتے ہیں لیکن انہی حضرات کو گھر پر اکیلے نماز پڑھتے کبھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ تو ان کا عمل برعکس پایا۔ ہمارے مولوی صاحبان کو محسوس بھی نہیں ہوتا۔ کہ در اصل یہ ریا ہے۔ جس کے وہ مرتکب ہوتے ہیں لیکن یہ طریق اس مرد خدا کا نہیں تھا۔ جو اس قسم کے ریا اور منافقت کی جڑ کاٹنے آیا تھا۔ اور جس سے از سر نو خدا کے بندوں سے تعلق جوڑ دیئے آپ عابد تھے اور بہت بڑے عابد تھے لیکن آپ کی تمام عبادت اخلاص میں ڈوبی ہوئی تھی اور یہی وہ چیز ہے۔ جو درگاہ باری میں مطلوب ہے۔ اور جس کے بغیر کوئی عبادت کوئی ریاضت کوئی قربانی کوئی صدقہ شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت صاحب خود امامت نہیں کرایا کرتے تھے۔ اور کبھی شاذ طور۔ آپ نے نماز پڑھائی تو مختصر پڑھائی۔ مگر کیا بلحاظ سوز و گداز کے کیا بلحاظ خشوع و خضوع کے یہ مختصر نماز بھی ایک زبردست لطف روحانی دے جاتی تھی۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے کہیں بیان کر آئے ہیں۔ جو نمازیں آپ تنہائی میں ادا کرتے تھے۔ وہ بہت طویل ہوتی تھیں۔ پھر ایک نہایت بین بات آپ کے خلوص کے متعلق یہ ہے۔ کہ آپ بر سر مجلس خواہ کتنا ہی جذبہ کیوں نہ ہو نہیں روتے تھے۔ اور اپنی طبیعت پر پورا پورا ضبط اور قابو رکھتے تھے۔ لیکن جیسا کہ سنا گیا ہے۔ تخلیہ میں اور بالخصوص نماز تہجد میں آپ بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے۔ اور بعض وقت زور زور سے چیخیں نکل جاتی تھیں۔ اس کا ذکر آپ نے اس شعر میں فرمایا ہے ؎

بنالم بر درش زانساں کہ نالد
بوقت وضع حملے باردارے

یعنے میں اللہ تعالےٰ کے دروازے پر اس کرب اور درد سے ہوتا ہوں جس طرح حاملہ وضع حمل کے وقت روتی ہے۔

(باقی [illegible])

(بقیہ صفحہ ۲)

ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر نماز کے اندر اصل چیز انسانی خشوع وخضوع ہے مگر اس کو پیدا کرنے کے لئے نماز کی ظاہری ہیئت ضروری ہے اسی طرح انسانی روح کو زندہ رکھنے کے لئے ایک جسم کی ضرورت ہے۔ اسی طرح قرآنی تعلیم اور قرآنی روح کو زندہ رکھنے کے لئے آنحضرت صلعم کی پاک اور مقدس زندگی ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں اسی لئے ضروری ہے کہ وقتاً فوقتاً مجدد اور اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہا کریں۔ جن کی زندگیوں اور نمونوں سے قرآنی تعلیم قائم رہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ ہر ایک مسلمان کی زندگی تعلیم قرآنی کے احیاء کے لئے ضروری ہے۔ چند دن ہوئے ایک دوست سے سلسلہ گفتگو کے دوران میں اس امر پر تبادلہ خیالات ہوا کہ کیا فی الواقع اسلام کا کوئی مستقبل ہے انہوں نے کہا کہ آج کل سب طرف نیشنلزم کا دور ہے۔ ترکی، ایران، مصر سب کے اندر نیشنلزم کی زبردست رو چل رہی ہے۔ مسلمان نوجوان عموماً مذہب سے بیزار ہیں۔ یورپ میں جو چند نفوس حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں وہ بھی اس قابل نہیں کہ ان کو اسلام کی تعلیم کا صحیح نمونہ کہا جا سکے۔ الا ماشاء اللہ۔ میں نے کہا یہ بالکل درست ہے۔ مشرق میں مغربیت بڑی سرعت سے پھیل رہی ہے اور بالخصوص نوجوان طبقہ کے اندر۔ اور پھر مغربیت کا بھی وہ حصہ جو بُرا ہے مثلاً شراب خوری۔ زناکاری ناچ وغیرہ، مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی امر واقع ہے کہ مغرب خود ان چیزوں سے تنگ آ گیا ہے اور اب مشرقیت کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنا چاہتا ہے لہذا بہت ممکن ہے کہ مشرق مغرب بن جاوے اور مغرب مشرق۔ جس پر وہ فرمانے لگے کہ اس کے لئے بڑا دراز عرصہ درکار ہے۔ میں نے کہا یہ بالکل درست ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج نام نہاد مسلمان نہ ہوتے تو اسلام بڑی سرعت سے پھیلتا۔ ہماری آپس کی خانہ جنگی اور نااتفاقی اور برے نمونے نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے اور اس کی اشاعت میں بڑی بھاری روک بن رہے ہیں۔ کاش مسلمان آج بجائے ایک دوسرے کو کافر کہنے کے دوسروں کو مسلمان بنانے میں اپنا وقت اور دولت صرف کریں اور اگر ہم سچے مسلمان ہوں۔ تو آج بھی یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور مغرب فتح ہو سکتا ہے۔ والسلام

جلسہ سالانہ کی مختصر روئیداد

اجلاس بہ اجلاس کارروائی

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ زبردست مخالفت اور دیگر متعدد موانعات کے باوجود جلسہ سالانہ کامیاب و بارونق رہا جلسہ کی تیاریاں تو ویسے کئی روز قبل شروع ہو چکی تھیں لیکن ماہ دسمبر کے تیسرے ہفتہ کے آغاز کے ساتھ ہی ان میں خاص سرگرمی پیدا ہو گئی۔ امسال جناب شیخ محمد دین جان صاحب آنریری جنرل سکرٹری انجمن ہی مہتمم جلسہ تھے آپ کو اس کام کا کافی تجربہ ہے اس لئے انتظام بحیثیت مجموعی اچھا رہا چوہدری فضل حق صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری و دیگر کارکنان انجمن و احباب جماعت کی مستعدی اور جوش بھی انتظام کو بہتر بنانے میں نمایاں طور پر معاون رہا۔ ہمارے محترم بزرگ جناب دارو غہ نبی بخش صاحب نے مطبخ کے انتظام ونگرانی کا فرض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ طلبائے مسلم ہائی سکول نے رضاکاروں کے فرائض نہایت باقاعدگی و مستعدی سے ادا کئے۔ اسکول ہذا کے اساتذہ اور ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے متعدد ممبروں نے بھی انتظام جلسہ میں قابل قدر حصہ لیا۔ یہ سب اصحاب ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے۔ انجمن کے دفاتر کے عملہ کی خدمات بھی کئی روز تک جلسہ کے انتظامات اور مہمانوں کی خدمت کیلئے وقف رہیں۔

کھانے اور رہائش کا انتظام

کھانے کا انتظام گذشتہ سالوں سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھا سردی کے موسم میں رمضان کے مہینے میں سینکڑوں ہزاروں افراد کے لئے باقاعدگی سے بروقت کھانا اور چائے مہیا کرنا کافی محنت اور مستعدی چاہتا ہے۔ کارکنان جلسہ نے اس فرض کو خوش اسلوبی سے انجام دیا اور حتی الامکان کوشش کی کہ کسی دوست کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ کھانا کھلانے کے لئے مسلم ہائی اسکول میں دو تین کمرے مخصوص تھے۔ دوست بالعموم وہیں تشریف لاکر کھانا کھاتے رہے۔ امسال یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ بچت فنڈ کی تحریک پر عمل کرتے ہوئے ۲۶ دسمبر جمعرات کے روز تمام احباب نے بخوشی گوشت ترک کر دیا۔ اور صرف دال پر گذارہ کیا۔ مہمانوں کی رہائش کے لئے مسلم ہائی اسکول کے اکثر کمرے۔ انجمن کے دونوں مہمانخانے احمدیہ بلڈنگس کے متعدد دیگر وسیع مکانات مخصوص تھے۔ جو سب کے سب رک گئے بلکہ جگہ کی کچھ قلت بھی محسوس کی گئی۔ کئی ایک مہمان شہر اور سول سٹیشن کے مختلف حصوں میں اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے پاس ٹھہرے بعض مہمانوں نے مسلم ہوسٹل میں بھی قیام کیا۔

مہمانوں کی آمد

مہمانوں کی باقاعدہ آمد ۲۲ دسمبر ہی سے شروع ہو گئی تھی بہت سے دوست ۲۳ کو تشریف لائے۔ ۲۴ کی دوپہر تک اکثر دوست تشریف لا چکے تھے۔ گو یہ سلسلہ ۲۵ تک جاری رہا بعض دوست اپنے ہمراہ غیر از جماعت حضرات کو بھی لائے۔ ریلوے اسٹیشن اور احمدیہ بلڈنگس میں مہمانوں کے استقبال کا باقاعدہ انتظام تھا۔

جلسہ گاہ

پہلے ارادہ تھا کہ جلسہ مسجد میں منعقد کیا جائے لیکن بعد میں جگہ کی قلت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس ارادہ کو بدلنا پڑا اور مسلم ہائی اسکول کے وسیع صحن میں ہی انتظام کیا گیا۔ صحن میں ایک وسیع شامیانہ نصب کر کے اردگرد قناتیں تان دی گئیں۔ مغربی جانب خواتین کے لئے پردہ دار نشست کا انتظام تھا۔ اسٹیج اسکول کے صدر دروازے کے بالمقابل بنایا گیا تھا۔ جلسہ گاہ کو جھنڈیوں اور قطعات وغیرہ سے آراستہ کیا گیا تھا۔ امسال تمام اجلاسوں میں سامعین کی تعداد کافی رہی۔ تمام جلسہ گاہ پُر ہو جاتی تھی بلکہ بعض اوقات قلت گنجائش کی وجہ سے بعض دوستوں کو کھڑا بھی ہونا پڑا۔ متعدد اجلاسوں میں غیر از جماعت حضرات کی معقول تعداد بھی شریک ہوئی۔

> **جلسہ سالانہ کے صدر صاحبان**
>
> مندرجہ ذیل حضرات نے جلسہ سالانہ کے مختلف اجلاسوں کی صدارت فرمائی
>
> (۱) جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم رئیس جھنگ
>
> (۲) جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
>
> (۳) جناب شیخ میاں محمد صاحب مالک پریمیر فلور ملز۔ لائل پور
>
> (۴) جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیرآباد
>
> (۵) جناب خان غلام ربانی خانصاحب ایم۔ ایل۔ سی۔ مانسہرہ

خواتین کا جلسہ

خواتین کا جلسہ اور نمائش دستکاری حسب پروگرام ۲۳ دسمبر کو منعقد ہوئی۔ پہلے اس کے لئے ۲۲ دسمبر کی تاریخ مقرر ہوئی تھی۔ لیکن بعد میں اس خیال کے ماتحت کہ جلسہ سالانہ میں اہل وعیال سمیت تشریف لانے والے دوستوں کی خواتین بھی اس میں شرکت کر سکیں۔ ایک دن بڑھا دیا گیا۔ چنانچہ بیرونجات کی متعدد بیگمات نے اس تقریب میں شرکت کی۔ اس جلسہ کی صدر محترمہ بیگم الماطیفی تھیں۔ موصوفہ اور دیگر خواتین نے نہایت مفید تقاریر کیں۔ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سالہائے گذشتہ کی نسبت زیادہ کامیاب رہا۔ لاہور کی غیر از جماعت خواتین بھی کثیر تعداد میں شامل ہوئیں۔ نمائش دستکاری تو نمایاں طور پر کامیاب رہی۔ اشیاء کافی تعداد میں موصول اور فروخت ہوئیں۔ اس اجتماع میں عام چندہ اور اشیائے نمائش کی فروخت کے ذریعہ خواتین نے معقول رقم فراہم کر دی۔ اس اجتماع کی مفصل روئیداد اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔

۲۴ دسمبر کی کارروائی

۲۴ دسمبر کو صرف ایک اجلاس تھا جو حسب پروگرام ۲ بجے بعد دوپہر جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم رئیس جھنگ کی صدارت میں شروع ہوا۔ سب سے پہلے ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اس کے بعد میاں غلام محمد صاحب دفتری نے درثمین سے حضرت مسیح موعودؑ کا نعتیہ کلام پڑھ کر سنایا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر

سوا دو بجے کے قریب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے افتتاحی تقریر سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد شروع فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس اجتماع کا موزوں افتتاح دعا ہی ہو سکتا ہے لیکن اس سے قبل کہ ہم سب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں۔ میں دعا کے متعلق ایک دو [illegible] کہنا چاہتا ہوں۔ سب سے زیادہ مقبول وہ دعا ہوتی ہے جو اضطرار کی حالت میں کی جائے۔ اضطرار کی حالت یہ ہوتی ہے کہ انسان چاروں طرف سے مخالفت کا نشانہ بنا ہوا ہو۔ اسے اپنے بچاؤ کا ظاہری سامان کوئی نظر نہ آئے اور وہ بے اختیار و بے بس ہو کر خدا کے آگے سجدہ کرے اور اس مالک حقیقی سے وہ چیز مانگے جو اسے ظاہری سامانوں سے میسر نہ آسکتی ہو۔ اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم سمجھ لیں کہ ہم میں کوئی قوت وطاقت نہیں اور ہمارے سامنے جو مقابلہ ہے وہ اتنا بڑا ہے کہ ہم کو ہاتھ ڈالنے کا بھی حوصلہ نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ دعا اس وقت قبول ہوتی ہے کہ خدا اور انسان کے درمیان سے حجاب اٹھ جائے یہ حجاب اس طرح اٹھ سکتا ہے کہ انسان کو خدا کے سوا کچھ نظر نہ آئے ایسی حالت تنہائی کے عالم میں خدا کے فضل سے میسر آتی ہے لیکن اسلام نے ایک ایسا اجتماع بھی رکھا ہے جس میں یہ نعمت میسر آجاتی ہے یعنی حج۔ میدان عرفات میں ہزاروں لاکھوں انسان جمع ہوتے ہیں جن سب کا لباس یکساں ہوتا ہے۔ امیر و غریب کی تفریق بالکل دور ہو جاتی ہے۔ سب کی زبان میں ایک ہی ندا ہوتی ہے اس وقت وہ تمام پردے جو خدا اور انسان کے درمیان حائل ہوتے ہیں اٹھائے جاتے ہیں اور لاکھوں کے اجتماع میں یہ نعمت انسان کو میسر آجاتی ہے۔ اگر ہم بھی اس وقت تمام چیزوں کو بھلا دیں اور یہ خیال کر لیں کہ ہمارے سامنے دائیں بائیں اور پیچھے خدا کے سوا کچھ نہیں تو اس نعمت کا کچھ حصہ ہمیں بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ ارشاد فرمانے کے بعد حضرت ممدوح نے تمام حاضرین سمیت نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ دعا کی۔ اکثر احباب کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ بعد ازاں آپ نے جماعت کے ان دوستوں کا ذکر کیا جو گذشتہ سال کے اندر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اور ان کے لئے دعا مغفرت فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے گذشتہ سال کے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ انتہائی مخالفت کے باوجود ہم نے کامیابی و ترقی کے ساتھ اشاعت اسلام کے کام کو جاری [illegible] ہمیں خدمت دین کا ایک اور سال میسر آیا۔ حضرت [illegible]

قادیانی جماعت کی سیاسی سرگرمیوں اور جماعت احرار سے تصادم پر اظہار افسوس فرمایا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے جماعت قادیان کی توجہ اصل کام یعنی خدمت دین و اشاعت اسلام سے ہٹ رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی کہ ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا چاہیئے اور کسی سے ہرگز تصادم نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم قلت تعداد اور عالمگیر مخالفت کے باوجود جو اس قدر کام کر سکے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اپنے مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھا ہے اور ادھر اُدھر کی دلچسپیوں میں ہرگز نہیں الجھے۔ آخر پر آپ نے ڈچ ترجمۃ القرآن کی اشاعت اور مسلم ہائی اسکول لاہور کے بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ اس سلسلہ میں جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا کی تبلیغی سرگرمیوں اور جناب حاجی سعادت علی خاں صاحب رامپوری کی مالی قربانی کی بہت تعریف کی۔ یہ تقریر مکمل قلمبند کر لی گئی ہے انشاءاللہ بہت جلد درج اخبار ہوگی۔

سید اختر حسین صاحب کی تقریر

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے بعد سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل نے ایک مؤثر و مدلل تقریر کی جس کا موضوع تھا۔ "کیا حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا"؟ آپ نے چیلنج کیا کہ حضرت مرزا صاحب کی کوئی ایک تحریر بھی پیش نہیں کی جا سکتی جس سے دعوئے نبوت ثابت ہو سکے۔ آپ نے فرمایا کہ اس قسم کے سوالات و اعتراضات غلط فہمیوں اور ظنوں کی وجہ سے اٹھتے ہیں۔ نیز اس قسم کے الزامات پہلے محدثین پر بھی لگائے گئے ہیں وجہ یہ ہے کہ محدث آنحضرت صلعم کے نور سے اس قدر منور ہوتا ہے کہ لوگوں کے لئے امتیاز مشکل ہو جاتا ہے۔ لوگ غلام کو آقا کے منصب کا مدعی سمجھ لیتے ہیں۔ دوسرے محدث کے ماننے والوں میں سے بعض لوگ غلو کر جاتے ہیں اور عوام کی غلط فہمی کا باعث بنتے ہیں۔ آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں جب کبھی مخالفین نے آپ پر دعویٰ نبوت کا الزام لگایا آپ نے اس کی پرزور تردید کی۔ لیکن قادیانی اصحاب کے غلو سے ان کی مراد بر آئی۔ دلائل کے بعد آپ نے واقعات کی شہادت پیش کی اور بتلایا کہ آج سے تقریباً بیس سال قبل جماعت لاہور نے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھنے اور آپ کے پاس بیٹھنے والے ستر آدمیوں کی حلفیہ شہادتیں شائع کیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا لیکن قادیانی جماعت بار بار کے مطالبات کے باوجود ایک حلفیہ شہادت بھی پیش نہیں کر سکی۔ حالانکہ اس کو اپنی تعداد کے پیش نظر ستر کی بجائے سات سو حلفیہ شہادتیں پیش کرنی چاہیئے تھیں۔ لائق مقرر نے نبی کا نام پانے اور مسیح موعودؑ کا منصب ملنے کی بھی خوب وضاحت کی۔ اور قادیانی عقائد پر پوری طرح روشنی ڈال کر ان کی کمزوری اور غلطی واضح کی۔ دوران تقریر میں مقرر نے حضرت مسیح موعودؑ حضرت محی الدین ابن عربی، سید عبد القادر جیلانی، حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ صاحب کی کتب سے حوالے بھی بکثرت پیش کئے۔ اس تقریر کے بعد ایک بچے نے شاہنامہ اسلام سے چند اشعار جن میں حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

مولانا محمد یعقوب خانصاحب کی تقریر

اس کے بعد مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم نے اپنی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ پیش کیا ہے کہ اس میں اختلاف و تضاد نہیں۔ اگر یہ خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں اختلاف پایا جاتا۔ اسلام کی تعلیمات کے مختلف حصے اور تمام اصول آپس میں حیرت انگیز ربط رکھتے ہیں۔ ان میں ہم آہنگی ہے۔ تحریک احمدیت میں بھی یہ خوبی پوری طرح موجود ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب میں احمدیت کو اس کی مخالف تحریکات مقابل رکھ کر دیکھتا ہوں تو یہ فرق بین طور پر نظر آتا ہے کہ احمدیت کے تمام عقائد اور اصول آپس میں ربط رکھتے ہیں۔ لیکن اس کی مخالف تحریکات میں زبردست تضاد پایا جاتا ہے جو ان کے غلط اور کمزور ہونے کا ثبوت ہے۔ مسلمانوں کا ہر ایک فرقہ خدمت اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور تمام کے تمام اسلامی فرقے اتحاد اسلامی کے مدعی و علمبردار نظر آتے ہیں لیکن ان کا عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ تمام فرقے کسی نہ کسی رنگ میں تکفیر کے گناہ عظیم سے آلودہ ہیں وہ کلمہ گوؤں کے کسی نہ کسی حصہ کو ضرور کافر قرار دیتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کے قول و فعل میں یک رنگی اور ہم آہنگی ہے وہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں قرار دیتی اور صحیح معنوں میں تکفیر المسلمین کی مخالفت و بیخ کنی کرتی ہے۔ آپ نے ڈاکٹر سر محمد اقبال کے اس جدید تخیل پر روشنی ڈالی اور اس کی خامیاں واضح کیں کہ امت مسلمہ میں کوئی نیا مسیح اور مہدی نہیں آئیگا اور یہ خیال مجوسیوں، یہودیوں، اور نصاریٰ سے لیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسیح و مہدی کی آمد کو مجوسی خیال کہنا

جلسہ سالانہ کے مقرر صاحبان

جلسہ سالانہ میں مندرجہ ذیل اصحاب نے تقریریں کیں یا نظمیں پڑھیں

(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ
(۲) حضرت مولانا صدر الدین صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی
(۳) جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر اخبار لائٹ لاہور
(۴) جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
(۵) جناب مولانا محمد عبد اللہ صاحب وکیل ممبر کشمیر اسمبلی سرینگر
(۶) شیخ محمد دین جان صاحب ایڈووکیٹ آنریری جنرل سکرٹری انجمن (رپورٹ سالانہ)
(۷) جناب میر مدثر شاہ صاحب پشاوری
(۸) جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی
(۹) جناب داروغہ نبی بخش صاحب (پنجابی نظم)
(۱۰) شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام
(۱۱) مولوی احمد یار صاحب مولوی فاضل منشی فاضل مبلغ اسلام
(۱۲) سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام
(۱۳) خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ (نظم)
(۱۴) پنڈت قادر بخش صاحب (تقریر)
(۱۵) مسٹر شریف پترا البانوی (انگریزی مضمون)
(۱۶) شیخ عبد الحلیم صاحب پراچہ بی۔ اے (انگریزی مضمون)
(۱۷) ماسٹر رجب علی صاحب آرتھد مدرس ہدو دہلی سکول (نظم)

بجائے خود مجوسی خیال ہے۔ کیونکہ اس سے حدیث کا انکار لازم آتا ہے اور نصف مذہب ہمیں حدیث کے ذریعہ ملتا ہے اور مخالفین اسلام عرصہ سے کہتے چلے آئے ہیں کہ اسلام نصرانی، مجوسی اور یہودی مذاہب وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ فاضل مقرر نے ڈاکٹر موصوف کے مختلف اشعار کو پیش کرتے ہوئے ثابت کیا کہ نہ صرف ان کے گذشتہ اور موجودہ خیالات میں زمین آسمان کا فرق ہے بلکہ ان کے موجودہ خیالات و تخیلات میں بھی زبردست تضاد موجود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مذکورہ بالا غلط نظریہ سب سے کمزور اور بودہ ہتھیار ہے جو احمدیت کے خلاف استعمال کیا گیا ہے۔ اور یہ بودہ ہتھیار اسلام پر ایک خطرناک حملہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ احمدیوں کو مسلمانوں سے ایک علیحدہ اقلیت قرار دینے کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مقرر نے پنڈت جواہر لال نہرو کے ان مضامین کا بھی ذکر کیا جن میں پنڈت صاحب موصوف نے اس بات پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال احمدیوں کو تو جو عقائد ارکان اسلامی کے پابند ہیں مسلمان قوم سے خارج کرنے پر تلے ہوئے ہیں لیکن سر آغا خاں کو مسلمانوں کا رہنما مانتے ہیں۔ جن کے بعض عقائد عام مسلمانوں سے بہت مختلف ہیں اور جن کے پیرو ان کو خدا تک تسلیم کرتے ہیں۔ آخر پر آپ نے فرمایا کہ احمدیت کی مخالف تحریکیں اپنے تضاد اور بودے پن کی وجہ سے انسان کو ہرگز مطمئن نہیں کر سکتیں۔ دلی تسکین اور دماغی سکون صرف احمدیت کے اندر ہے اگر آج جماعت احمدیہ لاہور موجود نہ ہوتی تو دنیا میں اسلام کا صحیح نقشہ نظر نہ آتا۔ آپ کی تقریر کے بعد اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

جنرل کونسل کا اجلاس

۲۴ر دسمبر کی شب کو جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں اکثر ممبر صاحبان شریک ہوئے۔

۲۵ر دسمبر کی کارروائی

پہلا اجلاس

اس اجلاس کے صدر منتخب جناب شیخ میاں محمد صاحب مالک پریمیر فلور ملز لائل پور تھے لیکن وہ ذرا تاخیر سے جلسہ گاہ میں پہنچے۔ ان کی تشریف آوری تک جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے فرائض صدارت انجام دیئے تلاوت قرآن کے بعد خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ نے ایک پنجابی نظم سنائی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا

مولانا محمد عبد اللہ صاحب وکیل سرینگر کی تقریر

اس کے بعد مولوی مصطفٰی خانصاحب ایڈیٹر اسلامک ورلڈ کا وقت تھا۔ لیکن وہ تشریف نہ لا سکے۔ ان کی بجائے جناب مولانا محمد عبد اللہ صاحب وکیل و ممبر کشمیر اسمبلی سرینگر نے ایک عمدہ اور مؤثر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب کی مثال ایک مکان کی سی ہے اگر مکان مضبوط ہے تو وہ حوادث کا کامیابی سے مقابلہ کرتا ہے اور اس میں رہنے والے نقصانات سے محفوظ رہتے ہیں ورنہ نہیں۔ اسی طرح مضبوط دین حملوں کا مقابلہ کرتا ہے اور اگر دین کی بنیاد کچی اور کمزور ہے تو وہ حملوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مذہب کی بنیاد مضبوط ہونے کا واحد معیار صداقت ہے جو مذہب اور دین سچا ہے وہ کسی صدمہ سے گرتا اور مسمار نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں اس وقت تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو مذہب کی ظاہری شکل کو مضبوطی سے لئے ہوئے ہیں لیکن اس کی اصل روح سے بے بہرہ اور محروم ہیں وہ تقلید کے شائق اور اوہام پرستی میں مبتلا ہیں۔ دوسرا گروہ روشن خیال، تعلیمیافتہ اور آزادی پسند، لیکن مذہب کی صحیح تعلیم سے محروم اور حقیقت سے بے خبر ہے یہ گروہ مذہب کو قومی و ملی ترقی میں روک سمجھتا ہے اور اس کو مذہب کے اندر کوئی خوبی و جاذبیت نظر نہیں آتی تیسرا گروہ وہ ہے جو صراط مستقیم پر ہے وہ اوہام پرست اور ظاہر پرست نہیں۔ وہ مذہب کی حقیقی منشا اور روح کو سمجھتا ہے۔ آپ نے ڈاکٹر سر محمد اقبال کے جدید تخیل کا اور مولویوں اور دوسرے مسلمانوں کے عقائد و خیالات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس زمانہ میں جماعت احمدیہ لاہور صراط مستقیم پر ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ ظاہر پرستی سے بچی ہوئی ہے اور مذہب کی صحیح منشا اور روح کو سمجھتی اور اس پر عمل کرتی ہے اور دوسری طرف احادیث کی بھی منکر نہیں۔ تحریک احمدیت کا یہ زبردست فائدہ ہے کہ اس سے دین کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے یقین کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور انسان میں خدمت دین کا صحیح جذبہ عمل پیدا ہوتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے قومیں مضبوط ہوتی اور ترقی کرتی ہیں۔

اس کے بعد داروغہ نبی بخش صاحب نے ایک پنجابی نظم سنائی۔

جس میں مولویوں کی خود غرضیوں، غلط کاریوں اور نفاق پسندیوں کا نہایت موثر پیرایہ میں ذکر تھا۔ حاضرین نے اس نظم کو بہت پسند کیا۔

نظم کے بعد پنڈت قادر بخش صاحب کی مختصر تقریر ہوئی۔ آپ نے کہا کہ میں آگرہ کا رہنے والا اور ذات کا برہمن ہوں۔ عرصہ ہوا اسلام کی خوبیوں سے متاثر ہو کر مسلمان ہو چکا ہوں۔ تمام عقائد اسلامی کو مانتا ہوں کلمہ گو ہوں، نماز پڑھتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں۔ صاحب نصاب نہیں ورنہ زکوٰۃ بھی دوں۔ اللہ توفیق دے تو حج بیت اللہ شریف کا ارادہ ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ کوئی ایسا اسلامی فرقہ نظر نہیں آتا جس کو دوسرے مسلمان کافر نہ کہتے ہوں۔ میری مسلمان قوم سے درخواست ہے کہ مجھے کوئی ایسا فرقہ بتلایا جائے جو کسی مسلمان کے نزدیک کافر نہ ہو۔ ورنہ میرا مسلمان ہونا بیکار ہے کیونکہ میں ہندو ہونے کی حالت میں بھی کافر تھا اور اب بھی بہت سے مسلمانوں کے نزدیک کافر ہوں۔ حالانکہ میں نے اپنا خاندان، وطن، برادری اور گھربار اسلام کی خاطر چھوڑا۔ پنڈت جی کے پوربی لہجہ اور صاف و سادہ باتوں سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے یہ تقریر مکفر مولویوں پر ایک زبردست ضرب کا حکم رکھتی ہے کاش وہ اسے محسوس کریں۔

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی تقریر

اس کے بعد جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کا وقت تھا لیکن وہ دفعتاً شدید علیل ہو جانے کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے ان کی بجائے شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے "اسلام اور ہندو ازم کا پیغام اچھوتوں کے نام" کے موضوع پر ایک پر از معلومات تقریر کی۔ آپ نے ویدوں، پرانوں، سمرتیوں اور سوامی دیانند جی کی مستند تحریروں اور ہندو قوم کی تاریخ اور عام حالات سے اس بات کو پوری طرح ثابت کیا کہ ہندو دھرم اور آریہ دھرم کے اندر اچھوتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ قدیم و جدید خیال کے ہندو اور آریہ سماجی اپنے مذہب کی رو سے اچھوتوں کے ساتھ نامناسب اور غیر مساویانہ سلوک کرنے پر مجبور رہیں۔ اس کے مقابل آپ نے اسلام کی تعلیم مساوات پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ اچھوتوں کی تمام مشکلات کا واحد حل اسلام ہے اس ضمن میں آپ نے قرآن کریم و احادیث کے بہت سے حوالے اور تاریخ اسلام سے متعدد سبق آموز واقعات پیش کئے۔ آپ کی تقریر بھی بہت پسند کی گئی۔ شیخ صاحب کی تقریر کے بعد ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی امام مسجد برلن کا مضمون "یورپ میں تبلیغ اسلام" کے موضوع پر خواجہ غلام نبی صاحب مجور نے پڑھ کر سنایا جو اسی اشاعت کے صفحہ ۲ پر درج ہے

حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تقریر

اس کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے "احمدیت کا مقام اسلام میں" کے عنوان پر اپنے مخصوص پر اثر انداز میں تقریر فرمائی۔ اسی ضمن میں سورہ فاتحہ کی نہایت خوبصورت تفسیر بھی بیان کر گئے۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب کی اصلی غرض و غایت یہ ہے کہ انسان کا خدا کے ساتھ تعلق قائم ہو جائے اور اسی تعلق کا نتیجہ یہ ہو کہ انسان خدا کے بندوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا سیکھ لے۔ قرآن کریم نے پوری [illegible] سے بتلایا ہے کہ ایک مذہبی اور خدا پرست انسان کا طرز عمل [illegible] یہی ہے کہ اس کے دل پر خدا کی عظمت کا صحیح معنوں [illegible] و مخلوق خدا کی خدمت و بہتری میں مصروف ہے [illegible] کے رنگ میں رنگ لے۔ جب تک ایک مسلمان [illegible] صفات میں رنگین نہ کر لے تب تک وہ پوری طرح [illegible] حضرت نبی کریم صلعم نے دنیا میں صحیح معنوں میں خدا کی نمائندگی کی اور حضور کی سیرت پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی زندگی خدا کی عظمت کے اظہار اور خدمت خلق کے لئے وقف تھی۔ حضرت نبی کریمؐ نے اپنے بلند اخلاق اور تقوے سے ایک نہایت متقی اور زبردست قوم پیدا کی جس کی مثال دنیا کی ساری تاریخ میں موجود نہیں۔ جنگ قوموں کو بدکار بنا تی ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ حضرت نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کی فوجوں نے ایام جنگ میں بہترین اخلاق اور پاکبازی کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ مسلمانوں نے اپنی طاقت علم اور حکومت کے ذریعہ اسلام نہیں پھیلایا بلکہ تقویٰ کے ذریعے پھیلایا ہے۔ اس کے بعد لائق مقرر نے دلولہ انگیز اور عقیدتمندانہ انداز میں قرآن کریم و سیرت نبویؐ سے متعدد سبق آموز واقعات بیان فرمائے جن سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے۔ بعض دوستوں کی تو آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر مبارک شروع کیا اور اپنے ذاتی مشاہدات و واقعات کو بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کی ہستی اور طاقت و قدرت پر کس قدر یقین و ایمان تھا۔ آپ کو حضرت نبی کریمؐ اور قرآن سے بے اندازہ عشق تھا۔ آپ کے دل میں دین کی خدمت اور اس کی اشاعت کے لئے بے پناہ تڑپ موجود تھی۔ جو شخص بھی اس امام وقت کے پاس جا کر بیٹھا۔ اسی کے اخلاق سنور گئے اس میں دین کی محبت پیدا ہو گئی۔ اس کو نمازوں میں لذت آنے لگی۔ وہ حضرت نبی کریمؐ کا عاشق اور قرآن کا شیدا ہو گیا۔ موجودہ زمانہ میں جبکہ مادیت و دہریت کا غلبہ ہے اور لوگ اسلام سے بہت بیگانہ ہو چکے تھے اور خود مسلمانوں کو دین فطرت کی کشش و طاقت پر یقین نہ رہا تھا۔ امام وقت نے یہ زبردست لہر پیدا کی کہ اسلام سچا ہے اور تمام دنیا پر غالب آ سکتا ہے۔ اس میں مشرق و مغرب دونوں کو فتح کرنے کی طاقت ہے۔ یہ امام وقت کی صداقت اور تحریک احمدیت کی صداقت کا زبردست اور ناقابل انکار ثبوت ہے۔ خواہ زبان سے لوگ کچھ کہیں لیکن دل سے امام وقت کی خدمات دینی کا اعتراف تمام دنیا کرتی ہے اور یہ اعتراف سب کے دل میں موجود ہے کہ اس شخص اور اس کی قائم کردہ جماعت نے دین اسلام کی بےنظیر خدمت کی ہے تو پھر ہم اس امام کو کس طرح چھوڑ دیں۔ کس طرح اس کا انکار کر دیں۔ اس کا چھوڑنا اور اس کا انکار کرنا آفتاب کا انکار کرنا ہے۔ آخر پر لائق مقرر نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی تازہ شائع شدہ تفسیر میں سے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ جن میں تسلیم بلکہ ثابت کیا گیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ ہرگز نہیں کیا۔ حضرت مولانا ممدوح کی تقریر پر پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی!

نماز ظہر و عصر کے بعد دو بجے کے قریب دوسرا اجلاس زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیرآباد شروع ہوا۔ سب سے پہلے ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے تلاوت قرآن فرمائی۔ اس کے بعد ماسٹر رجب علی صاحب ارشد مدرس بدوملہی اسکول نے "حضرت مسیح موعودؑ" کے عنوان سے ایک اردو نظم پڑھی اور مختصر تقریر کی جس میں جماعت قادیان سے علیحدگی اور جماعت لاہور میں شمولیت کا ذکر کیا۔

بعد ازاں مسٹر شریف بترا البانوی نے انگریزی زبان میں اپنا مضمون پڑھا جس میں ملاں لوگوں کے اسلام پر مظالم اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمات دینی اور اس کے دور رس نتائج کا ذکر کرنے کے بعد جاپان میں اسلام کی اشاعت کی ضرورت کو بیان کیا گیا تھا اور انجمن کی کامیابی کی دعا کی گئی تھی۔ ہم اس مضمون کا ترجمہ کسی آئندہ اشاعت میں درج کرنے کی کوشش کریں گے۔ مسٹر شریف بترا سے اکثر قارئین پیغام صلح واقف ہونگے۔ آپ ملک البانیہ کے رہنے والے ایک باہمت اور صاحب احساس نوجوان ہیں۔ ہندوستان میں [illegible] آ گئے ہیں اور اپنے دو ہم وطن نوجوانوں کی معیت میں [illegible] مصروف ہیں۔ فارغ ہونے کے بعد یورپ میں تبلیغ اسلام [illegible] رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ایک نوجوان شیخ عبدالحلیم صاحب [illegible] نے انگریزی زبان میں ایک مضمون پڑھا جس میں تعلیمات [illegible] خوبیاں بیان کرتے ہوئے عیسائی معترضین اسلام کے [illegible] کا جواب دیا گیا تھا۔

سالانہ رپورٹ

بعد ازاں جناب شیخ محمد دین جان صاحب آنریری [illegible] انجمن نے سالانہ رپورٹ کے ضروری حصے پڑھ کر سنائے [illegible] اسی وقت احباب میں تقسیم کر دی گئی۔ اس کا خلاصہ آئندہ [illegible] میں درج کیا جائے گا۔ احباب اسے ضرور بغور مطالعہ [illegible] اور اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی پڑھنے دیں تاکہ اپنی انجمن کے کام کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر

سالانہ رپورٹ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی [illegible] ہوئی جس کا عنوان "ڈاکٹر امبیدکر کا اعلان اور ہمارا فرض" تھا۔ آپ [illegible] کہ ہندو قوم کے مختلف فرقے اور لیڈر اس امر کی کوشش کر رہے [illegible] ڈاکٹر امبیدکر اپنے عزم تبدیلی مذہب پر عمل نہ کریں۔ اس لئے [illegible] صورت میں دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ کیا فی الواقعہ ڈاکٹر امبیدکر اپنی قوم سمیت ہندو مذہب ترک کر دیں گے؟ دوسرے یہ کہ اگر ہندو مذہب کو ترک کیا۔ تو اسلام کو قبول کریں گے [illegible] پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔ کہ اخبارات اور عام قرائن کے [illegible] بعد اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر ہرگز ہندو [illegible] رہیں گے۔ گو ہندوؤں کی کوششیں بھی بہت زبردست ہیں۔ اس [illegible] آپ نے اخبارات کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں [illegible] امبیدکر کا وہ جواب بھی تھا جو انہوں نے صاف بات کو [illegible] کر دیا۔ باقی رہا یہ سوال کہ وہ ہندو مذہب کو ترک کرنے کے بعد [illegible] قبول کر لیں گے۔ یا نہیں۔ سو مذہب کو ترک کرنے کے بعد اچھوتوں کے [illegible] دو مذہب ہیں ایک عیسائیت اور دوسرا اسلام۔ عیسائیت میں [illegible] اور گورے کی کافی تفریق موجود ہے۔ اور مساوات وہاں بھی [illegible] نہیں۔ خاکسار ڈاکٹر امبیدکر اور دوسرے اچھوت لیڈر اس بات کو [illegible] ہیں۔ اس کے بعد اچھوتوں کے لئے صرف ایک ہی مذہب [illegible] باقی رہ جاتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کیا مسلمان بھی اچھوتوں کے [illegible] کے لئے تیار ہیں؟ اس کے بعد حضرت ممدوح نے [illegible] دائرہ اسلام کے اندر داخل کرنے کے لئے جس عظیم الشان [illegible] ہے۔ اسے بیان کرنے کے بعد مسلمانوں کی غفلت و بے حسی پر [illegible] افسوس کیا اور فرمایا کہ مسلمانوں کی قوم کی موجودہ غفلت [illegible] ان سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور خود ہمیں یہ کام [illegible] لینا چاہیئے۔ آپ نے کہا بے شک ہماری جماعت [illegible] اس پر پہلے ہی کافی سے زیادہ بوجھ ہے۔ لیکن ہماری جماعت [illegible] ایسی خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے وہ اس عظیم الشان [illegible] دینے کی اہل ہے۔ (۱) روئے زمین کے مسلمانوں میں [illegible] جماعت ہے۔ جو کسی کلمہ گو کی تکفیر [illegible] (۲) [illegible] جماعت کا اس بات پر پختہ ایمان ہے کہ [illegible] سے دنیا میں ضرور غالب آئے گا۔ (۳) [illegible] جماعت ہے جس کا تعلق آپس میں [illegible]

یہ جماعت کسی گروہ سے متصادم ہوتے بغیر اپنے کام میں مصروف ہے۔ (۵) پانچویں یہ کہ اس جماعت کی تربیت بہترین طریق پر ہوئی ہے اور اس کے افراد میں خدمت دین کا زبردست جذبہ موجود ہے۔ موجودہ مخالفت اور جماعت کی مشکلات کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے تحریک فرمائی۔ کہ جو دوست جرمن مشن کے لئے چندہ جمع کر کے لائے ہیں۔ وہ دے دیں۔ اس پر احباب نے جمع شدہ رقوم پیش کر دیں۔ بعد ازاں آپ نے استحکام جماعت کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے بجٹ فنڈ دستکاری مسجد فنڈ وغیرہ امور کا ذکر کیا۔ اس کے بعد حاضرین میں بند لفافے تقسیم کر دئے گئے جن میں ایک لاکھ روپیہ کی تحریک کے متعلق مطبوعہ فارم تھے۔

پھر آپ نے فرمایا۔ کہ ہر جماعت کے پاس ایک مسجد یا جمع ہونے کے لئے کوئی ذاتی مکان ضرور ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ مختصر لائبریری بھی ہو۔ اس کے علاوہ مرکز میں پچاس یا کم از کم پچیس ہزار روپے مالیت کی ایک وقف عمارت کی بھی ضرورت بیان فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے لفافے کھول لینے کی اجازت دی۔ مطبوعہ فارموں پر ایک ماہ کی آمد کی اپیل درج تھی۔ خواہ اسے کوئی یکمشت دے دے یا اپنی آمد کا ۱/۲ ۸ فیصدی ایک سال تک دیتا رہے۔ یا ۱/۴ ۴ فیصدی دو سال تک۔ اس تحریک کے پیش نظر جرمن مشن کا مستقل چندہ ایک سال کا چھوڑ دیا گیا ہے۔ بہت سے حاضرین نے اس وقت فارموں کی خانہ پری کر دی۔ یہ تقریر پوری قلمبند کر دی گئی ہے۔ انشاء اللہ جلد اخبار میں شائع کی جائیگی۔ اس تقریر کے بعد اجلاس ختم ہوا۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی دعوت افطاری

اجلاس کے بعد جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مکان پر مقامی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے دعوت افطاری دی گئی جس میں بہت سے نوجوان شریک ہوئے قلت وقت کی وجہ سے ایسوسی ایشن مذکورہ کا اجلاس اور احمدیہ کانفرنس منعقد نہ ہوسکی۔

مسلم ہوسٹل میں ڈنر

سات بجے کے قریب مسلم ہوسٹل کے طلبہ کی طرف سے ڈنر دیا گیا جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ و دیگر متعدد بزرگان و احباب جماعت شریک ہوئے۔ اس اجتماع میں لائل پوری شیخ صاحبان کی خدمت میں ایڈریس بھی پیش کیا گیا۔ اس اجتماع کی کاروائی اور ایڈریس کا خلاصہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

۲۷ دسمبر کی کارروائی

۲۷ دسمبر کو بہت سے احباب دو بجے کے بعد روانہ ہونے کے خواہشمند تھے۔ اس لئے دو اجلاسوں کی بجائے صرف ایک اجلاس پر ہی اکتفا کیا گیا۔ اور پروگرام میں بھی کافی تبدیلی کر دی گئی۔ صبح دس بجے کے قریب خان غلام ربانی صاحب ایم۔ ایل۔ سی مانسہرہ کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت کے بعد ماسٹر محمد یعقوب بیگ صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول نے نعت پڑھی۔ اس کے بعد مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے "حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں" کے موضوع پر تقریر فرمائی پیشگوئیوں کی ضرورت و اہمیت کو بیان کرنے کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود کی چند ایسی پیشگوئیاں بیان کیں جو صفائی سے پوری ہو چکی ہیں۔ لیکن ان کی طرف بہت کم لوگوں نے توجہ کی ہے۔ اس کے بعد آپ نے چندان پیشگوئیوں کو لیا جن پر مخالفین خاص طور پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں محمدی بیگم والی پیشگوئی کو خوب اچھی طرح صاف کیا۔ بعد ازاں جناب [illegible] شاہ صاحب پشاوری نے "کیا حضرت مسیح موعود نے اہل قبلہ کی تکفیر کی ؟" کے موضوع پر تقریر فرمائی اور حضرت مسیح موعود کی کتب کے حوالوں سے اس بات کو بخوبی ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے اہل قبلہ اور اپنے نہ ماننے والوں کی تکفیر ہرگز نہیں کی ضمناً آپ نے یہ بھی ثابت کر دیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ نبوت کا ہرگز نہیں تھا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کی کتب سے جو حوالے پیش کئے وہ اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہیں۔

میر صاحب کے بعد مولوی احمد یار صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام کی تقریر ہوئی۔ آپ نے ان مشہور اعتراضات کا جواب دیا۔ جو آج کل مولویوں اور نئے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی طرف سے اکثر حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ پر ہوتے رہتے ہیں۔ اسی ضمن میں حدیث مجدد کی صحت کو نہایت خوبی و تفصیل کے ساتھ ثابت کیا۔ بعد ازاں دارو غہ نبی بخش نے ایک فی البدیہہ نظم پڑھی جس میں چندہ کی تحریک تھی اور کاسۂ گدائی قوم کے سامنے پیش کیا۔ جو چند منٹ میں روپیوں اور ریزگاری سے پُر کر دیا گیا۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی تقریر

اس کے بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے سورہ بقرہ کے آخری رکوع کی تلاوت کے بعد تقریر شروع کی۔ فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کی توحید کو پھیلانے کے لئے زبردست مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں پہلا کام یہ ہے۔ کہ اپنے آپ کو تقوےٰ اور بلند اخلاق کے ہتھیاروں سے مسلح کرو۔ قوم میں سے چند آدمیوں کا متقی ہو جانا کافی نہیں بلکہ کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ کہ ساری قوم بایک تقوےٰ کو اختیار کرے اگر آج بھی سب مسلمان حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی تبلائی ہوئی راہ تقویٰ کو اختیار کر لیں۔ تو دنیا کی کوئی سلطنت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہم میں سے ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ ایسا محاسبہ جس سے ہمارا نفس مطمئن ہو جائے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت موسیٰؑ حضرت یوسفؑ کا قصہ اور حضرت نبی کریمؐ کی سیرت مبارک کے چند واقعات اپنے مخصوص پراثر انداز میں بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ مذہب کی اصل غرض انسانوں کے اندر بلند کیرکٹر پیدا کرنا ہے۔ اور اسلام اسی بات کو چاہتا ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی پاک زندگی کے چند واقعات بھی سنائے۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے اخلاق کس قدر بلند تھے اور آپ کی ذات اس زمانہ میں خلق محمدی کا صحیح نمونہ تھی۔ اسلامی مساوات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان اور اچھوتوں کی بیداری پر بھی روشنی ڈالی اور اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کی اہمیت جتلائی۔ آخر پر آپ نے نصیحت فرمائی۔ کہ تمام وابستگان سلسلہ احمدیہ کو حضرت نبی کریمؐ صلعم اور حضرت مسیح موعود کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے اخلاق کو بلند اور پاکیزہ بنانا چاہیئے۔ ہم پر اس بارہ میں دوہری حجت ہے۔ ایک حضرت نبی کریم صلعم کی۔ اور دوسری امام وقت کی۔

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی تقریر

مولانا موصوف کے بعد جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے "جماعت کی ترقی و استحکام کے وسائل" کے موضوع پر ایک مختصر لیکن قابل توجہ تقریر فرمائی جس میں چند نہایت اہم تجاویز قوم کے سامنے پیش کیں شاہ صاحب موصوف کی تقریر کے بعد ایک بچہ نے شاہنامہ اسلام سے چند اشعار پڑھ کر سنائے۔

حضرت امیر کی تقریر

اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ کی اختتامی تقریر ہوئی۔ جو قلت وقت کی وجہ سے مختصر تھی۔ اس میں حضرت نے فرمایا۔ کہ ہم نے جو کام شروع کر رکھا ہے یا شروع کرنے والے ہیں۔ اس کا مدار کسی دنیوی غرض و امداد پر نہیں۔ بلکہ ہمارے پیش نظر ہر وقت یہ بات رہنی چاہیئے۔ کہ خدا اور اس کا رسول سچا ہے اور ہم نے اس کا حکم ماننا ہے۔ ہمیں موجودہ مخالفت کو بھی خاطر میں نہ لانا چاہیئے۔ بلکہ اپنے کام میں مصروف رہنا چاہیئے۔ اس کے بعد آپ نے چند نصائح فرمائیں مثلاً بجٹ فنڈ۔ اخبارات سلسلہ کی توسیع اشاعت و دیگر ضروری امور کے متعلق احباب کو تاکید کی اور دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ دعا کا منظر نہایت موثر اور رقت خیز تھا۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ہر ایک فرد سلسلہ کو اس سال خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے اور ہم آئندہ جلسہ پر ایک بار پھر جمع ہوں۔ آمین ثم آمین

بہت سے دوست تو ۲۶ دسمبر کی شام اور ۲۷ دسمبر کی صبح کو واپس تشریف لے گئے۔ لیکن مہمانوں کی ایک معقول تعداد مقیم رہی۔ اور نماز جمعہ و عید میں شریک ہوئی۔ بعض دوست تو اب تک مقیم ہیں۔

درس قرآن

ایام جلسہ میں حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نماز فجر کے بعد درس قرآن دیتے رہے۔ جس میں کافی اجتماع ہوتا رہا۔

سال نو کے خطابات

سال نو کے خطابات میں ہمارے بعض دوست اور ہمدرد بھی شامل ہیں جن کو ان اعزازات کے لئے دلی مبارکباد عرض کی جاتی ہے۔

پریوی کونسلر۔ سر اکبر حیدری فنانس ممبر نظام گورنمنٹ

کے سی۔ ایس آئی۔ ہز ہائینس نواب بہادر رامپور

جی سی۔ آئی۔ ای۔ ہز ہائینس خان آف قلات

کے سی۔ آئی۔ ای۔ سر مرزا اسمٰعیل صاحب دیوان ریاست میسور

او۔ بی۔ ای۔ خان بہادر احمد اللہ دین سوداگر حیدرآباد دکن

ایم۔ بی۔ ای۔ حاجی وجیہہ الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ میرٹھ۔

نائٹ۔ خان بہادر نواب محی الدین فاروقی صاحب وزیر زراعت و صنعت بنگال

مسٹر محمد یامین خانصاحب ایم۔ ایل۔ اے صوبہ متحدہ

قیصر ہند میڈل درجہ اول۔ بیگم شاہنواز صاحبہ

قیصر ہند میڈل درجہ سوم۔ مولوی عبد الجبار صاحب انسپکٹر محکمہ امداد باہمی بنگال

سید احسان مرزا صاحب مرشد آباد۔

شفاء الملک حکیم سید میر سرفراز حسین یادت حسین صاحب سورت

خان بہادر مسٹر ضیاء الدین احمد سپرنٹنڈنٹ پولس سندھ

میاں محمد افضل حسین صاحب پرنسپل زراعتی کالج لائلپور

خانصاحب حاجی غلام نقشبند خانصاحب ای۔ اے سی صوبہ سرحد

خانصاحب محمد مسیح پال محکمہ پولیٹیکل گلگت

خانصاحب شیخ فضل حق صاحب پراچہ ایم۔ ایل۔ اے بھیرہ

خانصاحب حکیم فضل حسین صاحب ای۔ اے سی ریٹائرڈ

مرزا محمد باقر صاحب کوتوال لاہور۔

چوہدری عبد الکریم صاحب آنریری مجسٹریٹ لاہور

خان مشتاق حسین صاحب گورنمنٹ پلیڈر ملتان

چوہدری بشیر احمد خانصاحب سیکرٹری ریڈ کراس سوسائٹی لاہور

خان محمد اسلم خانصاحب علی زئی نائب تحصیلدار ڈیرہ اسمٰعیلخان

شاہنواز خانصاحب چارسدہ ضلع پشاور

خان عبد اللطیف خاں صاحب خان ہیلڑہ ضلع ہزارہ

ملک سلطان محمد خانصاحب اسسٹنٹ رجسٹرار محکمہ امداد باہمی صوبہ سرحد

میجر فیض احمد خانصاحب پشاوری افسر محلات ریاست بہاولپور

مسٹر محمد الٰہی صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ دفتر انسپکٹر جنرل [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپس میں محبت کرو بدخلقی نہ کرو

میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے میں سے کمزور اور کچے لوگوں پر رحم کریں ان کی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ان پر سختی نہ کریں۔ اور کسی کے ساتھ بداخلاقی سے پیش نہ آئیں بلکہ اُن کو سمجھائیں۔ دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی بعض منافق آکر مل جاتے تھے پر حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کیساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے چنانچہ عبداللہ ابن ابی بن نے کہا تھا کہ غالب لوگ ذلیل لوگوں کو یہاں سے نکال دینگے۔ چنانچہ سورہ منافقون میں درج ہے اور اس سے مراد اس کی یہ تھی کہ کفار مسلمانوں کو نکال دیں گے۔ اس کے مرنے پر حضرت رسول کریمؐ نے اپنا کرتہ اس کیلئے دیا۔

مَیں نے یہ عہد کیا ہؤا ہے کہ مَیں دعا کے ساتھ اپنی جماعت کی مدد کروں۔ دعا کے بغیر کام نہیں چلتا۔ دیکھو صحابہ کرامؓ کے درمیان بھی دو گروہ تھے۔ دعا کے زمانہ کے تھے یعنی مکی زندگی کے جیسی اُن کی شان تھی ویسی دوسروں کی نہ تھی حضرت ابوبکرؓ جب ایمان لائے تھے تو انہوں نے کیا دیکھا تھا؟ انہوں نے کوئی نشان نہ دیکھا تھا لیکن وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اندرونی حالات سے واقف تھے۔ اس واسطے نبوت کا دعویٰ سنتے ہی ایمان لے آئے۔ اسی طرح میں کہا کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اکثر یہاں آیا کریں اور رہا کریں گہرا دوست اور پورا واقف بن جانے سے انسان بہت فائدہ اٹھاتا ہے معجزات اور نشانات سے ایسا فائدہ نہیں ہوتا معجزات سے فرعون کو کیا فائدہ ہؤا معجزات کے ہزاروں منکر ہوتے ہیں۔ اخلاق کا منکر کوئی نہیں ہوتا۔ طالب ہو کر اصلی حالات کو دریافت کرنا چاہیئے۔ آریہ لوگوں نے حضرت رسول کریم پر اس قدر اعتراض کئے ہیں لیکن اگر ان لوگوں کو آپ کے اصلی حالات اور اخلاق کریمہ کی صحیح خبر مل جاتی تو یہ کبھی ایسی جرأت نہ کرتے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق کے دو پہلو دکھلائے۔ ایک مکی زندگی میں جبکہ آپ کے ساتھ صرف چند آدمی تھے اور کچھ قوت نہ تھی۔ دوسرا مدنی زندگی میں جبکہ آپ فاتح ہوئے اور وہی کفار جو آپ کو تکالیف دیتے تھے اور آپ ان کی ایذا ہی پر صبر کرتے تھے۔ اب آپ کے قابو میں آ گئے۔ ایسا کہ جو چاہتے آپ ان کو سزا دے سکتے تھے۔ مگر آپؐ نے لا تثریب علیکم الیوم کہکر ان کو چھوڑ دیا۔

(تقریر ۲۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

مومن بھائی بھائی ہی ہیں سو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ کا تقویٰ کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایک قوم (دوسری) قوم پر ہنسی نہ کرے شاید وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں (دوسری) عورتوں پر ہنسیں، شاید وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے لوگوں کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا نام دھرو۔ ایمان کے بعد بُرا نام کیا ہی بُرا ہے اور جو توبہ نہ کرے تو وہی ظالم ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو بہت گمان (بد) کرنے سے بچو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے اور نہ ایک دوسرے کے عیبوں کی ٹٹول کرو اور نہ ایک دوسرے کی چغلی کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو تم اس سے کراہت کرتے ہو اور اللہ کا تقویٰ کرو، اللہ رجوع برحمت کرنیوالا رحم کرنے والا ہے۔ اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے متقی ہے، اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (الحجرات)

حدیث شریف

(۱) ابو موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مومنوں کی مثال ایک دیوار کی سی ہے جس کا بعض بعض کو تقویت دیتا ہے پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالکر بتایا کہ مومن اس طرح ہیں۔ (بخاری)

(۲) نعمانؓ بن بشیر کہتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ مومن اپنے باہمی تعلق میں، دوستی میں، اور اخوت میں ایک جسم کی مانند ہیں کہ اگر ایک عضو تکلیف میں ہو تو تمام جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ (بخاری)

(۳) عبداللہ بن عمروؓ رسول کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ بڑے گناہوں میں سے ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے کسی نے عرض کیا کیا ہوا یا رسول اللہ کیا انسان اپنے والدین کو گالی دے؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیگا اور اگر اس کی ماں کو گالی

ایک پادری اور مولوی کا مباحثہ

جماعت احمدیہ کی خدمات اسلامی کا اعتراف

(از قلم مولوی عمر الدین صاحب احمدی)

مسیح علیہ السلام کا مصلوب ہونا

۱۷ دسمبر ۱۹۴۵ء کو حافظ احمد مسیح صاحب پادری اور انجمن سیف الاسلام کے ہیڈ مولوی خدا بخش صاحب کے درمیان اس امر پر مباحثہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھے یا نہیں۔ حافظ احمد مسیح صاحب کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت مسیح ہی تھے جنہیں رومی گورنمنٹ نے صلیب پر لٹکایا تھا اور وہی تمام عالم کے لئے صلیب پر جان دے کر کفارہ ہوئے اور اس پر تمام یہود و نصاریٰ کا اتفاق ہے۔ اب مسلمانوں کا چھ سو برس کے بعد یہ کہنا کہ مسیح کی بجائے کوئی اور آدمی صلیب دیا گیا تھا۔ جسے خدا تعالیٰ نے مسیح کا ایسا ہم شکل بنا دیا تھا کہ نہ مسیح کی والدہ نے اسے غیر مسیح سمجھا اور نہ شاگردوں نے نہ رومیوں نے اور نہ یہودیوں نے اور نہ ہی عیسائیوں نے اس کو غیر مسیح سمجھا بلکہ سب کے سب اسے مسیح ہی جانتے تھے بالکل ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ قرآن مجید بھی یہ کہتا ہے کہ صلیب پر جسے لٹکایا گیا تھا وہ مسیح ہی تھا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔

"وقولھم انا قتلنا المسیح عیسے ابن مریم رسول اللہ۔ ۔ ۔ ۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم"

یعنی یہود یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح عیسے ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر ڈالا۔ حال یہ ہے کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا لیکن مسیح ان کے لئے مصلوب و مقتول کی مانند بنایا گیا۔

اگرچہ بعض علماء نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ

شبہ لھم المقتول والمصلوب بالمسیح

یعنی ان کے لئے مقتول و مصلوب کو مسیح کے مشابہ بنایا گیا۔ مگر حق یہ ہے کہ مشبہ لھم کا ترجمہ یہ نہیں کہ مسیح کو مقتول کی مانند بنایا گیا کیونکہ مشبہ کی ضمیر واحد غائب کا مرجع مسیح ہے۔ لہٰذا وہی مقتول و مصلوب کی مانند بنایا گیا۔ دراصل ان علماء کو جنہوں نے کسی مقتول کو مسیح کی مانند قرار دیا ہے مسیح کو مشبہ بہ قرار دیا ہے حالانکہ اگر مسیح مشبہ بہ ہوتا تو شبہ کی بجائے شبہ بہ چاہئے تھا۔ پس یہ غلطی تھی جو کھل گئی اور اس طرح قرآن کے بیان اور انجیل کے بیان میں تھوڑا سا فرق رہ گیا یعنی انجیل کہتی ہے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر قرآن کہتا ہے کہ وہ مردہ سا ہو گیا۔

مبلغ سیف الاسلام کا جواب

اس کے جواب میں مولوی خدا بخش صاحب نے کہا کہ شبہ کے بعد جب صلہ "ل" آ جائے تو شبہ کے معنی مشابہ بنانے کے نہیں ہوتے بلکہ اس کے معنی شبہ ڈالنے کے ہو جاتے ہیں چونکہ قرآن مجید میں شبہ بھم نہیں بلکہ مشبہ لھم ہے اس لئے یہاں مشبہ اور مشبہ بہ کا جھگڑا ہی نہیں ہے لہٰذا پادری صاحب کا اعتراض غلط ہے اور ساتھ ہی آپ نے حافظ صاحب کے متعلق کہا کہ حافظ صاحب آپ فتحپوری کے باقاعدہ تعلیم یافتہ مولوی ہیں اور چار سال تک مدینہ منورہ میں بھی رہے ہیں۔ اس لئے آپ کی ان سے تو بعید ہے کہ آپ ایسا غلط اعتراض کریں۔ یہ دراصل آپ عیسائیوں کے بھائی مرزائیوں میں سے کسی نیم ملا بھائی نے دھوکہ دیکر غلطی کے گڑھے میں دھکا دیدیا ہے۔ دیکھو یہ میرے پاس دو عربی لغت کی کتابیں ہیں۔ ایک عیسائیوں کی بنائی ہوئی دوسری مسلمانوں کی دونوں میں لکھا ہے کہ شبہ کا صلہ جب حرف "ل" آتا ہے تو اس کے معنی مشابہ بنانے کے ہوتے ہی نہیں۔

احمدی مبلغ کی تصریح

چونکہ مولوی صاحب نے احمدی جماعت کو مخاطب کیا تھا اس لئے میں نے اسی وقت ایک چٹ پر صرف اتنا لکھ کر کہ

"شبہ لھم ای مثل لھم من حسبوہ ایاہ"

(مفردات امام راغب)

مولوی صاحب کو بھجوا دی جسے دیکھ کر مولوی صاحب کے ہوش و حواس خطا ہو گئے اور جھنجلا کر مجھے جاہل اور بیوقوف کہنے لگ گئے۔ حالانکہ امام راغبؒ لغت کے امام ہیں وہ صاف لکھ رہے ہیں کہ شبہ لھم یعنی مشابہ بنایا گیا۔ ان کے لئے وہ جسے انہوں نے مسیح ہی جانا۔ اس سے مولوی صاحب کا دعویٰ تو ٹوٹ گیا۔ مگر اب شرمندگی مٹانے کے لئے مجھ پر برس پڑے اور اگر میں صبر نہ کرتا تو یقیناً وہاں فساد ہو جاتا غالباً مولوی صاحب کو اپنے ہمنواؤں کی کثرت اور میری تنہائی کی وجہ سے اس قدر جرأت ہوئی۔ انہیں خوف خدا بھی نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے بہت بدتہذیبی سے کام لیا جسے ان کے ہمنواؤں نے بھی محسوس کیا۔

مولوی صاحب کیلئے انعام

جو ہوا سو ہوا اب ہم اعلان کرتے ہیں کہ اگر مولوی صاحب یہ ثابت کر دیں کہ لغت عرب کے لحاظ سے شبہ لھم کے معنی "کہ مسیح مقتول و مصلوب کی مانند بنایا گیا" غلط ہیں تو میں ان کو مبلغ پچاس روپے انعام دونگا۔ مگر یاد رہے وہ ہرگز ان معنوں کو غلط ثابت نہ کر سکیں گے۔

مولوی صاحب کی غداری

چونکہ حافظ احمد مسیح صاحب نے اپنے معنوں کی تائید میں بطور گواہ یہ بھی کہا تھا کہ سب سے بڑے مبلغ اسلام اور خادم محمد صلعم جناب مرزا صاحب قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ مسیح ہی کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ گو ان کے نزدیک مسیح زندہ بچ گئے تھے۔ سر سید احمد خاں نے بھی ایسا ہی مانا ہے۔ اس پر جناب مولوی صاحب کو اور تو کچھ نہ سوجھا مگر یہ کہنا شروع کر دیا کہ مرزا صاحب تو عیسائیوں کے بھائی اور گورنمنٹ انگریزی کے خیر خواہ تھے جن کا پیشہ گورنمنٹ کے لئے سی۔ آئی۔ ڈی کا کام تھا پس وہ ہرگز مسلمان نہ تھے بلکہ دشمن اسلام تھے۔

پادری مولوی حافظ احمد مسیح کا جواب

اس پر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب مرزا صاحب اور ان کی جماعت بلاشبہ ہمارے بھائی ہیں کیونکہ وہ قرآن کے خادم ہیں اور اپنے مالوں کو اشاعت اسلام کے لئے قربان کرتے ہیں اور مار کھاتے گالیاں سنتے ہیں مگر رسول اللہ صلعم کے نام کو بلند کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ یورپ میں مساجد بنانے والے ہیں آریوں و عیسائیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے والے ہیں۔ اگر یہ لوگ آپ کے نزدیک کافر ہیں تو پھر کافر اور کون ہو سکتا ہے اور سچ یہ ہے کہ اگر یہ جماعت نہ ہو تو ہم آپ کو تو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ ہماری مخالف اور سخت مخالف اگر کوئی مسلمانوں کی جماعت ہے تو احمدی جماعت ہی ہے۔ پس اگر وہ ہمارے بھائی ہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ لوگوں نے تکفیر الی اسلام کا کام سنبھال لیا ہے اور یوں ہماری مدد کرتے ہیں۔ دراصل سچی بات یہ ہے کہ آپ لوگ سچے اور پکے مسلمانوں کو خواہ مخواہ کافر بنا رہے ہیں اور اس کا نام آپ نے خدمت اسلام رکھا ہوا ہے۔

مولوی صاحب کا عجیب و غریب جواب

مولوی صاحب نے اس معقول بات کا جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ مرزا صاحب ہرگز مسلمان نہ تھے بلکہ اسلام کے دشمن تھے اور ان کی جماعت تو سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودہ ہے۔ خود مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ یہ خاندان قدیم سے سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور وفادار رہا ہے [illegible] گھوڑوں اور آدمیوں سے سرکار کی مدد کی تھی۔

یورپین پادری کا ریمارک

مولوی صاحب کی بے راہ روی دیکھ کر یورپین پادری جو صدر جلسہ تھے انہوں نے کہا کہ اصل بحث تو یہ ہے کہ آیا مسیح مصلوب ہوا یا نہیں اس لئے اسی امر پر بحث ہونی چاہیئے۔

احمدی مبلغ کا جواب

مولوی صاحب نے خود کاشتہ پودہ پر بہت تمسخر اڑایا لیکن دیدہ دانستہ اس لفظ کو سلسلہ احمدیہ کی نسبت بیان کیا۔ حالانکہ تبلیغ رسالت کی عبارت جو انہوں نے پیش کی اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے خاندان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے گورنمنٹ کو لکھا ہے کہ یہ خاندان سرکار کا خود کاشتہ پودہ ہے۔ جس نے گورنمنٹ کی ہماری سے خطرے کے وقت مدد کی تھی اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ اس خاندان کا خیال رکھے ورنہ سلسلہ احمدیہ تو خدا کا لگایا ہوا ہے اور اسی لئے ہر وہ ہاتھ جو اس کو اکھاڑنے کیلئے بڑھتا ہے کاٹا جاتا ہے اور اس سلسلہ کا استحکام اور روز افزوں ترقی بتا رہی ہے کہ یہ سلسلہ خدا کا ہی ہے اور یہ کتنا صحیح ہے۔

"اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء"

بے انصافی

مولوی صاحب اور ان کے ہمنوال دوسرے علماء کی یہ کتنی بے انصافی ہے کہ سیاست ملکی میں انگریزی حکومت کی وفاداری کو تو اسلام کی دشمنی قرار دیتے ہیں اور اس بنا پر حضرت مسیح موعود کو اسلام کا دشمن قرار دیتے ہیں لیکن خود یہ مانتے ہیں کہ جب اسلام کی سلطنت برباد ہو جائے گی اور اسلام بحیثیت مذہب بھی صرف نام رہ جائیگا اس وقت اسلام کا بیڑا پار کرنے کے لئے حضرت عیسے علیہ السلام تشریف لائیں گے اور مسلمانوں کے وہ حکم ہونگے۔ [illegible] جب ایک عیسائی حکومت کی سیاسی وفاداری ان کے نزدیک اسلام سے دشمنی ہے اور کفر ہے تو حضرت عیسے علیہ السلام کی ملکی اور مذہبی فرمانبرداری سے کیوں ان کی ناک نہیں کٹ جائے گی۔ اور کیوں وہ اس غلط عقیدہ سے توبہ نہیں کرتے۔

وفات عیسےؑ اور ختم نبوت

قرآن مجید کھول کر بیان کرتا ہے کہ [illegible] ہرگز واپس نہیں آ سکتے اور یہ کہ محمد صلعم کے بعد کوئی [illegible] نہ پرانا نبی آ سکتا ہے اور نہ نیا۔ آنا اور [illegible] انا خاتم النبیین ولا نبی بعدی [illegible] بعد اور کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں میرے خلفاء [illegible] مگر وہ میرے وارث ہو کر نبیوں کی مانند ہونگے [illegible] کے ہوتے ہوئے خدا جانے ایک مستقل نبی کہاں [illegible]

(باقی)

ارشاد الٰہی

جماعتِ احمدیؐ کی آئین توجہ کی ضرورت

ھٰاَنتم ھٰؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ ؕ فمنکم من یبخل ؕ و من یبخل فانما یبخل عن نفسہ ؕ واللہ الغنی وانتم الفقراء ؕ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پس تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے۔ اور جو کوئی بخل کرتا ہے۔ وہ صرف اپنی جان سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے۔ اور تم محتاج ہو۔ اور اگر تم پھر جاؤ۔ تو وہ تمہارے سوائے کسی اور قوم کو بدل کرلے آئے۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں (محمد)

اسلام کے متعلق حدیث میں آیا ہے بدء الاسلام غریبا و سیعود غریبا۔ کہ اسلام غربت کی حالت میں پیدا ہوا۔ اور اس پر ایک وقت پھر آئے گا۔ کہ یہ غربت کی حالت میں لوٹ جائے چنانچہ آج یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے اور اسلام واقعی بڑی کس مپرسی اور غربت کی حالت میں ہے۔ ابتدائی زمانہ اسلام کے بے شمار واقعات تاریخ میں مذکور ہیں سب سے اوّل اسلام کو قبول کرنے والے بھی غریب اور بے چارہ لوگ ہی تھے۔ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیف دی جاتیں اور ہر ممکن طریق پر انہیں دکھ اور اذیت پہنچائی جاتی نہ ان کے پاس دولت تھی۔ نہ طاقت نہ جمعیت۔ مٹھی بھر انسانوں کی ایک جماعت تھی جن کے پاس کوئی ساز و سامان موجود نہیں تھا۔ بدر کی لڑائی میں جب کفار مکہ ایک لشکر جرار لے کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ تو ان کے مقابلہ کے لئے صرف تین سو تیرہ مسلمان نکلے جن کے پاس فقط دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ اور سامان حرب بھی کافی نہ تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے انہیں ان کی قربانیوں اور خلوص کے باعث بخشی۔ آہستہ آہستہ مسلمانوں میں طاقت اور جمعیت پیدا ہونی ہوئی۔ اور متموّل اور دولتمند لوگ بھی حلقہ بگوش اسلام لیکن ان لوگوں کی دولت اور ان کا پیسہ ان کی اپنی ذات کے [illegible] نہ رہا۔ بلکہ یہ دولت قومی کاموں پر صرف ہونا شروع [illegible] کرام رضی اللہ عنہم کے پاس جو کچھ بھی تھا۔ وہ خدا کی امانت [illegible] جب کبھی کبھی اسلام کی اعانت اور اعلائے کلمۃ اللہ ضرورت محسوس ہوئی تو صحابہؓ نے اپنی ساری ساری [illegible] کے قدموں میں ڈال دی اور اپنا سب کچھ دین [illegible] نثار ہو گئے۔ اور یہ اسی جذبہ ایثار و قربانی کا نتیجہ [illegible] میں اسلام نے حیرت انگیز طاقت اور ترقی حاصل کرلی۔

آج بھی یہ حالت ہے۔ کہ کثرت تعداد کے باوجود مسلمانوں کے قومی کام ایک کس مپرسی کی حالت میں ہیں۔ اور اسلام پر غربت طاری ہے۔ مسلمان افراد کے پاس دولت اور روپیہ بھی موجود ہے انہیں طاقت اور اقتدار بھی حاصل ہے۔ وہ دولت خرچ کرنے پر قدرت بھی رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی دولت قومی کاموں پر صرف نہیں ہوتی اور ان کا پیسہ اور ان کی طاقت اشاعت اسلام اور حفاظت دین کے لئے خرچ نہیں ہوتی۔ بلکہ مسلمانوں کا مال عیاشی، اسراف، دنیاوی آسائش اور جاہ و جلال بڑھانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ مسلمان دنیا کے لئے تو روپیہ خرچ کرسکتے ہیں۔ لیکن دین یا خدمت اسلام کے لئے ان کا روپیہ صرف نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے پاس پیسہ اور طاقت ہونے کے باوجود ان کا دین غربت کی حالت میں ہے۔

جس طرح ابتدائے اسلام میں اللہ تعالےٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو توفیق دی کہ وہ اپنی پیہم اور بے نظیر قربانیوں سے اسلام کا بول بالا کریں۔ اسی طرح آج بھی خدائے عزیز و قدیر نے صحابہ کے رنگ میں رنگین ایک جماعت بروز محمدؐ کے متبعین کی پیدا کی ہے۔ جو اس بات کا عہد کر چکی ہے۔ کہ وہ اپنی قربانیوں سے اسلام کی غربت و بے چارگی کو ایک دفعہ پھر اس کی عالمگیر ترقی اور عزت و شوکت سے بدل دے گی۔ اس وقت ہماری مخاطب وہی جماعت ہے۔

آیت مندرجہ بالا کی تفسیر میں روح المعانی میں ایک روایت مذکور ہے۔ کہ اس کے ان الفاظ پر کہ "اگر تم پھر جاؤ۔ تو اللہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کھڑی کر دے گا"۔ صحابہؓ نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں۔ جن کے لانے کا یہاں ذکر ہے۔ تو آپؐ نے سلمانؓ فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ "یہ اور اس کی قوم"۔

اور پھر فرمایا۔ کہ اگر ایمان ثریا پر ہو۔ تو فارس کے کچھ لوگ [illegible] یہ امر کسی زیادہ وضاحت کا محتاج نہیں کہ سلمان فارسی کی قوم کی مصداق اس وقت خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی ہے جس کے امام کو حضرت سلمانؓ کی قوم میں سے ہونے کی عزت حاصل ہوئی اور خدا کے فضل [illegible] مسیح موعود نے اس زمانہ میں واقعی ثریا سے ایمان کو لاکر [illegible] پیش کیا ہے۔ اور آپؑ ابنائے فارس کی حدیث کے صحیح مصداق ہوئے پس ہماری جماعت کو بجا طور پر خوش ہونا چاہیئے۔ کہ یہ شرف [illegible] کے لئے مقدر تھا۔ کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قائمقام جماعت قرار دی جاتے۔ اور جب تمام لوگ اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت دین کے کام سے بے پروا ہو گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے انہیں [illegible] کے لئے انتخاب کیا۔

حضرت مسیح موعود کے متبعین بے شک خدمت دین کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کر چکے ہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ابھی ان کی قربانیوں میں وہ رنگ پیدا نہیں ہوا۔ جو صحابہ کرام کی قربانیوں میں تھا۔ صحابہؓ کی قائمقامی کا شرف صحیح معنوں میں اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب قوم میں وہی جذبہ ایثار پیدا ہو جائے جو اسلام کے فدائیوں میں تھا۔ اگر یہ حقیقت پیدا نہیں ہوئی۔ تو ہم اس عزت کے حقدار بھی نہیں۔ اگر ان بزرگوں نے اپنا تن من دھن اسلام کے لئے [illegible] کر دیا تھا۔ تو آج ضرورت ہے۔ کہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنا سب کچھ خدمت اسلام کے لئے قربان کر دیں۔ کیونکہ اسلام کی غربت اسی طرح دور ہو سکتی ہے۔

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہٖ کی اپیل بعنوان "ارشاد الٰہی" سب دوستوں تک پہنچ چکی ہے۔ جماعت [illegible] ایک ماہ کی آمد کا مطالبہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مطالبہ ایسی بڑی قربانیوں کو نہیں چاہتا جیسی قربانیاں اصحاب محمدؐ کو کرنی پڑیں۔ خدمت کے لئے اس مطالبہ پر لبیک کہنا کچھ بڑی بات نہیں۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے اسلام کی نصرت اور طاقت کا ایک زریں موقع پیدا کر دیا ہے [illegible] موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور امیر قوم کی اپیل پر زیادہ تاخیر کے بغیر ایک ایک ماہ کی آمد اشاعت اسلام کے لئے حاضر کر دینی چاہیئے جو یکمشت ادا نہیں کر سکتے ان کے لئے اقساط میں ادا کرنے کی رعایت بھی موجود ہے معاملہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے اور اللہ تعالےٰ دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔

آیت مندرجہ بالا اس وقت بالکل ہمارے حسب حال ہے ہمیں دعوت دی جاتی ہے۔ کہ ہم اللہ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کریں۔ ہم میں سے اگر کوئی بخل کرتا ہے۔ تو وہ جان لے۔ کہ وہ اپنی جان سے بخل کرتا ہے۔ اللہ تو ہمارے اموال سے بے نیاز ہے البتہ ہم ہی محتاج ہیں۔ پس ہماری قوم کو خوب یاد رکھنا چاہیئے اس وقت وہ خدا کے دین کی مدد سے پھر گئے۔ اور انہوں نے [illegible] سے لاپرواہی برتی۔ تو اللہ اپنے دین کی حفاظت کے لئے کوئی اور قوم کھڑی کر دے گا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس وقت سے محفوظ رکھے کہ ہم کر کے اس شرف سے محروم ہو جائیں۔ جو خدا نے ہمیں مامور من اللہ کی شناخت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی قائمقامی کا عطا کیا ہے

حکومتِ ایران کا نیا حکم

گزشتہ چند سال کے عرصہ میں حکومت ایران [illegible] تاجدار کے زیر ہدایت زندگی، ترقی اور [illegible] پیش کر چکی ہے۔ دینی و اسلامی نقطہ نظر سے اس [illegible]

حوصلہ افزا اور دل خوش کن ہے کہ وہ ایرانی مسلمانوں کو ملاؤں اور مجتہدوں کے اثر سے آزاد کرا رہی ہے جنہوں نے مسلمانوں کو اوہام پرست، تاریک خیال اور ایک دوسرے کے دشمن بنا رکھا ہے تبرہ بازی اور پبلک مقامات پر ماتم و سینہ کوبی کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ شیعہ اور سنی مسلمانوں میں جو خلیج حائل تھی وہ اس کی وجہ سے انشاء اللہ کم ہوتی جائے گی۔ ایرانی معاصر "کوشش" طہران رقم طراز ہے کہ "شاہ ایران" کے ایما سے ایک حکم جاری کیا گیا ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی کوشش کرے گا اسے سزائے موت دی جائے گی چنانچہ ایک شخص کو اس جرم پر سزائے موت دی بھی جا چکی ہے۔ بظاہر حکومت ایران کا یہ حکم بہت سخت معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ مقامی حالات کی رو سے یہ سختی ناگزیر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں اعتدال پیدا کرنے کی ضرورت ہو لیکن ہر وہ شخص جس کی نظر حقائق پر ہے اور جو مسلمانوں کی خانہ جنگی کے نتائج سے پوری طرح آگاہ ہے، حکومت ایران کے اس احساس کی تعریف و حوصلہ افزائی کئے بغیر نہیں رہ سکے گا جو اس کو ایرانی مسلمانوں کی خانہ جنگی اور تفرقہ اندازی کے انسداد کے متعلق ہے۔ مسلمانوں کی تکفیر اور ان میں تفرقہ پیدا کرنا اپنے نتائج کے لحاظ سے قتل اور ڈاکہ سے کم درجہ کا جرم نہیں اگر اس کے انسداد کے لئے کسی اسلامی حکومت کو وقتی طور پر مناسب تشدد بھی کرنا پڑے تو ہمارے خیال میں چنداں قابل اعتراض نہیں۔

غلط طریق عمل

اچھوتوں کی بیداری اور ڈاکٹر امبید کار کے اعلان سے ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا ایک وسیع میدان پیدا ہو گیا ہے جس میں معمولی کوشش بہترین نتائج پیدا کر سکتی ہیں لیکن مسلمان بحیثیت مجموعی غافل ہیں انہوں نے اس زریں موقع سے فائدہ اٹھانے اور اپنی فرض شناسی کا ثبوت دینے کی کوئی کوشش نہیں کی البتہ ان کے چند افراد بے معنی بلکہ نقصان رساں کارروائیوں میں مصروف نظر آتے ہیں اور ان میں سے اکثر سستی شہرت کے طالب معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات میں متعدد مرتبہ اس غلط اور نقصان رساں طریق عمل پر اظہار خیال فرما چکے ہیں۔ مقام مسرت ہے کہ معاصر "مدینہ" نے بھی اس طرف توجہ کی ہے کاش اس کی آواز کوئی بہتر نتیجہ پیدا کر سکے۔ معاصر موصوف اس مسئلہ کے متعلق رقم طراز ہے کہ "جب سے اچھوتوں نے اجتماعی اور انفرادی طور پر ہندو مذہب کو ترک کرنے کا اعلان کرنا شروع کیا ہے۔ اس وقت سے برابر اخبارات میں "مبلغین اسلام" کے مضامین شائع ہو رہے ہیں ہر تازہ مضمون کی اشاعت سے مسلمانوں کے "جذبۂ تبلیغ" میں ایک نیا جوش پیدا ہوتا ہے اور اردو زبان میں بھاری بھر کم مضامین مرتب ہو ہو کر اخبارات کے دفتروں میں پہنچنے لگے ہیں . . . جس قوم کے تعلیم یافتہ اور تبلیغی دماغ رکھنے والوں کی ذہنی حالت اس قدر سقیم ہو اس کے جہلاء کی شکایت کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا . . . اخبارات میں مضامین لکھنا، انٹرویو شائع کرانا اور "تار" دینا کہ فلاں بزرگ نے اس مضمون کا تار یا خط ڈاکٹر امبید کر کے نام ارسال فرمایا ہے بالکل بے کار ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ مسلمان خوش ہو سکتے ہیں اور اس وہم میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ بڑا کام ہو رہا ہے اور بس اچھوت اسلام کے دروازے پر کھینچ لائے گئے ہیں لیکن جہاں تک اصل کام کا تعلق ہے اس پر اس قسم کی مضمون نگاری سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ عملی طور پر کام کیا جائے اور اس کی صورت صرف یہ ہے کہ خود اچھوتوں کے مرکز جنوبی ہندوستان میں ہماری تبلیغی انجمنیں اور ان کے مبلغ کام کریں" (۲۵۔ دسمبر ۱۹۳۵ء)

ہم اپنے معاصر کے الفاظ میں صرف اس قدر اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ اخبارات سستی شہرت کے طالبوں کے انٹرویو اور تاریں شائع کرتے رہتے ہیں انہیں بھی عقل و احتیاط سے کام لینا چاہئیے۔

ہندوؤں کے جذبات و عزائم

گزشتہ دنوں آل انڈیا ہندو مہاسبھا کا اجلاس پونا میں منعقد ہوا۔ اسی سلسلہ میں آل انڈیا شدھی کانفرنس بھی ہوئی۔ کانفرنس مذکور کے صدر ڈاکٹر کرت کوٹی نے نہایت واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ

"ہندوستان صرف ہندوؤں کا ملک ہے اور دوسری قومیں محض مہمان کے طور پر ہیں۔ اس حقیقت سے انہیں آگاہ کر دینا چاہئیے"

ہندو مہاسبھا ہندوؤں کی زبردست اکثریت اور ان کے نسبتاً صاف گو عنصر کی نمائندہ جماعت ہے۔ مندرجہ بالا الفاظ اسی کے پلیٹ فارم سے کہے گئے ہیں۔ واقعات و حقائق کی دنیا میں ان الفاظ کا درجہ خواہ کچھ ہی ہو لیکن یہ ہندو قوم کے دلی جذبات و عزائم کے آئینہ دار ضرور ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کو یہ الفاظ سننے کے بعد سمجھ لینا چاہئیے کہ اس ملک میں ان کا قومی وجود زبردست جدوجہد اور کامل اتحاد و تنظیم چاہتا ہے کیونکہ برادران وطن میں ایسے عناصر بکثرت موجود ہیں جو ان کے قومی وجود کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔

"اصلاح پسند" ہندوؤں کا فرض

اب یہ حقیقت محتاج دلیل نہیں رہی کہ ہندو مذہب اور ہندو قوم کے اندر رہتے ہوئے اچھوتوں کے لئے بہتری کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکتی کیونکہ ہندو مذہب کے بنیادی اصول اور ہندو قوم کی ذہنیت و تاریخ کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ اچھوتوں کے لئے مساوات کا تصور بھی ناممکن ہے۔ لیکن "اصلاح پسند" ہندوؤں کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو بعض سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اچھوتوں کے لئے ہر قربانی کرنے کا دعویدار ہے وہ اچھوتوں کے ساتھ مجلسی و معاشرتی مساوات کے اصول کو تسلیم کرتا ہے اور انہیں مندروں میں داخل ہونے کا بھی حق دینا چاہتا ہے لیکن عملی لحاظ سے ہندو قوم میں اس طبقہ کا اثر و رسوخ بمنزلہ صفر ہے اس لئے ان کی بے جان ہمدردی اچھوتوں کے لئے بہت بڑی مصیبت ثابت ہو رہی ہے۔

بعض کم عقل اور فریب خوردہ اچھوت ان لوگوں کی شہ پر ایسے مطالبات اور اقدام کر بیٹھے ہیں جو راسخ العقیدہ ہندوؤں کی آتش غضب کو بھڑکا دیتے ہیں۔ کئی مقامات پر اچھوتوں نے مندروں میں داخل ہونے اور کنوؤں کے استعمال کی کوشش کی اس کے جواب میں قدامت پسند ہندوؤں نے اپنے رویہ کو پہلے سے زیادہ ظالمانہ بنا لیا۔ کئی مقامات پر اچھوتوں کا پانی اور سودا بالکل بند کر دیا گیا ان کے مویشیوں کو کھیتوں میں آنے سے روک دیا گیا۔ وہ معمولی مزدوری سے بھی محروم ہو گئے۔ زدوکوب، آتش زدگی اور مقدمہ بازی کی مصیبتیں اس کے علاوہ تھیں۔

تازہ خبر ہے کہ یو۔ پی کے اچھوتوں نے بنارس۔ اجودھیا۔ متھرا وغیرہ ہندو تیرتھوں کے مندروں میں داخلے کے لئے ستیا گرہ کا فیصلہ کیا ہے۔ رہنما کار بھرتی ہو رہے ہیں۔ ان کی اس تحریک سے جاتی ہندوؤں میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے وہ مقابلہ کی زبردست تیاریاں کر رہے ہیں۔ پنڈت مالویہ اور دوسرے ہندو اکابر کو تاریں دی گئی ہیں اور بہت جلد نازک صورت حالات پیدا ہو جانے کا امکان ہے۔ اصلاح پسند ہندو اچھوتوں سے ہمدردی کے دعوے تو بڑے بڑے کرتے ہیں لیکن ان کا ہر قدم اچھوتوں کے لئے بے شمار نئی مصائب کا سرمایہ دار ہوتا ہے اگر اصلاح پسند ہندوؤں کو [illegible] بلا تعصب لیا [illegible] تو انہیں چاہئیے کہ وہ اچھوتوں کو ہندو مذہب چھوڑنے [illegible] دیں۔ ورنہ ایک ناممکن امر کو ممکن بنانے کی سعی [illegible] ہمدردی نہیں کہلا سکتا۔

سکھوں کی سول نافرمانی

مسجد شہید گنج سکھوں نے امن پسندی، رواداری [illegible] اور مصلحت شناسی غرضیکہ ہر ایک اچھے جذبے کو [illegible] منہدم کر ڈالی اس سے جو افسوسناک نتائج ظاہر ہوئے [illegible] سامنے ہیں۔ یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے جس کا [illegible] مورخ ہی کر سکے گا۔ سکھوں نے اپنی اس غیر عاقلانہ حرکت [illegible] جواز میں ہمیشہ قانونی حق اور عدالتوں کے فیصلوں کو پیش کیا حالانکہ قانون نے زیادہ سے زیادہ انہیں دیرینہ قبضہ کی وجہ سے [illegible] حق دیا تھا مسجد کے انہدام کے لئے مجبور کیا تھا اور [illegible] کو واپس کر دیتے تو یہ بھی قانون و حکومت کے منشا کے خلاف [illegible] لیکن آج دنیا انتہائی حیرت و افسوس سے دیکھ رہی ہے کہ قانون [illegible] دامن میں پناہ لینے والے سکھ حضرات خود قانون کی منظم خلاف ورزی [illegible] مصروف ہیں۔

لاہور میں گزشتہ فسادات کی وجہ سے حکومت نے [illegible] ہتھیاروں پر پابندیاں عائد کر دیں۔ سکھوں نے مطالبہ کیا کہ [illegible] مستثنیٰ قرار دیا جائے حکومت نے جواب دیا کہ ایسی کرپان [illegible] ہو سکتی ہے اس کو مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر سکھوں نے [illegible] شروع کر دیا ہے۔ اس وقت تک لاہور میں تین جتھے گرفتار [illegible] ہو چکے ہیں۔ افسوس سکھوں کے مطالبہ میں کوئی [illegible] وہ بارہا کرپان کو آلۂ قتل و ضرب کے طور پر استعمال کر چکے [illegible] ان کی یہ خواہش کہ دوسرے تمام فرقوں کو غیر مسلح کر کے [illegible] کی اجازت دے دی جائے کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتی [illegible] ضد کا صوبہ کے موجودہ حالات پر نہایت ناگوار اثر پڑے گا۔

"کرپان مورچہ" کے پہلے جتھے کی قیادت سردار بہادر [illegible] ڈپٹی پریزیڈنٹ پنجاب کونسل نے، دوسرے جتھے کی [illegible] ڈھلوں ممبر کونسل نے کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکھ قوم [illegible] ان نامناسب حرکات میں آلودہ ہو چکا ہے جس سے امن پسندی [illegible] کی کچھ توقع تھی۔ دونوں جتھوں کو اقرار جرم کے باوجود [illegible] قید محض کی معمولی سزا ہو گئی عام خیال یہ ہے کہ [illegible] سزائیں اس تحریک کے انسداد کی بجائے اس کے [illegible] حکومت کو قانون کے احترام اور امن کے قیام کے لئے [illegible] قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

مبلغین انجمن کا آئندہ [illegible]

مبلغین انجمن کے علاقہ جات حسب ذیل [illegible] مبلغ حضرات اپنے علاقہ میں پہنچیں [illegible] احباب [illegible] کریں۔ آپ معتقد ہیں ان شاء اللہ مبلغین مرکز [illegible]

تضمین بر اشعار حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(از مولوی مرتضیٰ خانصاحب حسن مانگرول)

حب مجھے اللہ نے یہ منصب عالی دیا، در پئے آزار میرے ہوگئے اہل جفا،
مانتے ہرگز نہیں میں کہہ چکا ہوں بار ہا، اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا،
کون ہوں تا رد کروں حکم شہ ذی الاقتدار

دشمنوں نے قتل کی تدبیر کر کے کیا لیا قوم عیسیٰ کی طرح تزویر کر کے کیا لیا،
گالیاں دے کر مجھے تحقیر کر کے کیا لیا ہائے میری قوم نے تکفیر کر کے کیا لیا!
زلزلہ سے ہوگئے صد ہا مساکن مثل غار

اس جہاں کے جاہ و منصب کی نہیں پرواہ ذرا مجھ فقیر بے نوا کو دولت دنیا سے کیا
مجھ کو اللہ نے بنایا شاہ اقلیم ہدیٰ، مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار

ہائے ان کی عادت جور و جفا جاتی نہیں کجروی سے ہے محبت راستی بھاتی نہیں
کیوں پسند ان کو صداقت اے خدا آتی نہیں مفتری کہتے ہوئے ان کو حیا آتی نہیں
کیسے عالم ہیں کہ اس عالم سے ہیں یہ برکنار

روز و شب ہے کام میرا گریہ و آہ و بکا، ہوگئے ہیں فرط غم سے مضمحل میرے قویٰ،
میں تو مر جاتا اگر ہوتا نہ فضل کبریا، دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ،
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

گو نظر آتا ہوں تجھ کو میں ضعیف و ناتواں بازوؤں میں ہے مرے زور ید اللّٰہی نہاں
کام لے عقل و خرد سے سوچ لے سود و زیاں سر سے پاؤں تک وہ میرا یار ہے مجھ میں نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

میرزا پر اے حسن کرنا گمان افترا، موجب خشم نبی ہے باعث خشم خدا
صدق پر شاہد ہے اس کے خالق ارض و سما پر نہیں اکثر مخالف لوگوں کو شرم و حیا،
دیکھکر سو سو نشاں پھر کر رہے ہیں یہ فرار

ضروری تصحیح

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے رسالہ کشف الظنون عن المجنون میں کتابت کی ایک غلطی رہ گئی ہے صفحہ ۴۳ سطر ۱۲، اور پیغام صلح ۲۱ مجریہ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء کی بجائے ۲۱ مجریہ ۲۱ جون ۱۹۴۳ء لکھا گیا ہے ناظرین [illegible]

(دفتر جائنٹ سیکرٹری)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی سالانہ رپورٹ کا خلاصہ

سال زیر رپورٹ میں انجمن کی کل آمد [illegible] کل خرچ [illegible] ۲۲۳۸۴۰ تھے سال گذشتہ [illegible] میزان ۸-۱۰-۱۶۸۳۵۶ اور میزان خرچ [illegible] تھی۔ انجمن کے حسب ذیل شعبہ جات ہیں :-

۱۔ دو ہائی سکول۔ لاہور اور بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں
۲۔ بیرونی مشن۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ جاوا۔ سیام اور فجی میں
۳۔ ہندوستان میں چودہ مبلغ مختلف علاقوں میں کام کرتے ہیں ان کے علاوہ چار مبلغ آنریری طور پر تبلیغی خدمات سرانجام [illegible]
۴۔ تبلیغ بذریعہ لٹریچر۔ دنیا کے چالیس مختلف مقامات میں مفت [illegible] بھیج کر تبلیغ کا کام کیا جا رہا ہے۔
۵۔ اخبارات و رسائل۔ اردو سہ روزہ پیغام صلح۔ انگریزی [illegible] لائٹ۔ انگریزی پندرہ روزہ ینگ اسلام۔ انگریزی [illegible] مسلم ریویو اپنے مرکز سے شائع ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں [illegible] جرمن رسالہ برلن سے اور چار اخبار جاوا سے [illegible] پیغام اسلام فجی سے شائع ہوتے ہیں۔

جرمن مشن کی مساعی سے دوران سال [illegible] بگوش اسلام ہوئے۔ اور اسی مشن کی کوشش سے تیرہ [illegible] نے بھی اسلام قبول کیا۔ سال زیر رپورٹ میں نومسلمین کے [illegible] کو دینی تعلیم دینے کے لئے ایک مذہبی کلاس کھولی گئی جس میں قرآن مجید، مسائل اسلامی اور عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جرمن مشن کو خدا کے فضل سے روز [illegible] مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام [illegible] لیکچر ہوتے ہیں۔ اور جرمن رسالہ مفید خدمات سرانجام دے رہا ہے [illegible] عنقریب طبع ہونے والا ہے۔

وی آنا مشن نے آسٹریا کے ایک پندرہ روزہ اخبار کے ذریعہ اسلامی مضامین کی اشاعت سے بہت مفید کام کیا ہے اور اسلام و بانی اسلام [illegible] کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کر کے تبلیغ اسلام کے لئے میدان [illegible] روشن خیال طبقہ میں یہ مضامین بہت پسند کئے جاتے ہیں۔ لیکچروں کا باقاعدہ سلسلہ بھی جاری ہے۔ انچارج مشن نے سال زیر رپورٹ میں مختلف مقامات کا دورہ کر کے مفید تبلیغی خدمات سرانجام دی ہیں۔

جاوا مشن۔ یہ مشن بارہ سال سے نہایت شاندار تبلیغی [illegible] دے رہا ہے۔ سال رواں میں اس مشن کی کوششوں سے ڈچ ترجمۃ القرآن شائع ہوا اور مختلف تبلیغی رسائل ترجمہ کر کے تقسیم کئے گئے۔ جماعت جاوا نے [illegible] بھی سال رواں میں تعمیر کی ہے جس کے ساتھ طلبہ کی رہائش کے لئے [illegible] یہ مشن عنقریب اپنی ایک شاخ ہالینڈ میں قائم کرنے والا ہے۔

فجی مشن کی کوششوں سے جزائر فجی میں عیسائیت [illegible] بڑھتا ہوا سیلاب بہت حد تک رک گیا ہے۔ یہاں سے ایک ماہوار اخبار جاری کیا گیا ہے جس میں اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں مضامین شائع ہوتے ہیں۔ مسلمانان فجی کی تعلیمی، مذہبی اور اخلاقی حالت کی [illegible] میں اس مشن نے گرانقدر کام کیا ہے۔ فجی کے [illegible] بغرض حصول تعلیم آئے ہوئے ہیں۔

مفت تقسیم لٹریچر کے ذریعہ یورپ، [illegible] اور شمالی ایشیا میں خدا کے فضل سے مختلف مقامات [illegible] قائم ہو چکے ہیں۔ وہ جگہیں جہاں مبلغ کا بھیجنا یا مشن قائم کرنا [illegible] مفت تقسیم کا لٹریچر اس قدر سالانہ کم خرچ سے [illegible] ہے کہ بعض وقت اس کے نتائج ہماری حیرت کا موجب ہوتے ہیں۔ اس سال ۱۲۵۰۰۰ ٹریکٹ و رسائل مختلف زبانوں میں شائع کر کے تقسیم کئے گئے۔

سال زیر رپورٹ میں انجمن نے بعض احباب جماعت اور چند مخیر معاونین کی اعانت سے قریباً چھ ہزار کاپیاں انگریزی ترجمۃ القرآن کی تمام ہندوستان کے کالجوں کے طلبہ اور لائبریریوں میں تقسیم کی ہیں۔ اسی طرح روما میں مستشرقین کی ایک کانفرنس میں ۰۰ اسّی کتابوں کے تقسیم کئے گئے ہیں ہر ایک سٹ انگریزی ترجمۃ القرآن۔ سیرت نبوی بزبان انگریزی۔ خلافت راشدہ انگریزی اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے انگریزی ترجمہ پر مشتمل تھا۔

صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کے مختصر حالات زندگی

(از جناب ابو العطا حکیم مرزا خدا بخش صاحب)

سید صاحب کا عالی مرتبہ

پیغام صلح کے کسی گذشتہ پرچہ میں حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب مرحوم کے متعلق میرے مکرم و معظم بھائی حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان کی بعض کرامات کا ذکر کیا ہے۔ مجھے جو کچھ ان کے متعلق معلومات ہیں وہ ذیل میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

صاحبزادہ صاحب مرحوم بڑے پایہ کے عالم تھے قلمرو افغانستان میں یکتائے زماں تھے۔ آپ نے اپنے ملک سے تعلیم پا کر ہندوستان میں آ کر تکمیل فرمائی۔ آپ عربی، فارسی اور پشتو کے علاوہ اردو زبان بھی خوب جانتے تھے۔ آپ کو دربار کابل میں بڑا اعزاز و اکرام حاصل تھا۔ چنانچہ جب امیر عبد الرحمٰن فوت ہوئے تو آپ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی اور جب امیر حبیب اللہ خاں تخت کابل پر متمکن ہوئے تو آپ ہی نے امیر حبیب اللہ خاں کے سر پر تاج رکھا۔ اور جب سردار نصر اللہ خاں یورپ سے واپس ہوئے تو سید صاحب موصوف کیلئے علاوہ اور تحائف کے ایک گھڑی سنہری قیمتی ششصد روپیہ لائے تھے۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ آپ کو قلمرو افغانستان میں کیا عزت و عظمت حاصل تھی۔

حج کا ارادہ اور قادیان میں تشریف آوری

جب آپ نے ارادہ حج بیت اللہ معظمہ کا کیا تو خزانہ شاہی سے آپ کو زادِ راہ دیا گیا۔ ان کو پہلے ہی سلسلہ احمدیہ کی خبر مل چکی تھی اور کئی ایک کتب عربی و فارسی مصنفہ حضرت مجدد زماں و مسیح و مہدی دوراں ان کے مطالعہ سے گذر چکی تھیں اور آپ نے ایک خط عربی میں ہو بہو حضرت مسیح موعودؑ کے سطر بہ سطر حضرت مسیح موعودؑ کو لکھ کر ان کی تصدیق فرمائی تھی اور اپنا کمال حسن ظن ظاہر کیا تھا۔ میں نے بچشم خود اس خط کو دیکھا اور پڑھا ہے اور شاید کہیں کاغذات میں اب بھی پڑا ہوگا۔ جب حج کے ارادہ سے وہ کابل سے روانہ ہوئے تو ان کو خیال گزرا کہ اول امام زماں کی زیارت سے مشرف ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ وہ قادیان میں تشریف لائے اور کچھ تحائف بھی ساتھ لائے جو حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پیش کئے گئے ان میں دو چوغے بھی تھے۔ ان میں سے ایک چوغہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے پہنا تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے بطور تبرک مانگ لیا تھا جو ان کے خاندان میں ضرور موجود ہوگا۔ سید صاحب ایک معقول عرصہ تک حضرت صاحب کی خدمت میں رہے اور اس قدر ان کو حضرت مسیح موعود سے عشق ہو گیا کہ جدائی پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ زمانہ حج باقی نہ رہا اور اگلے سال تک حج کا ارادہ ملتوی کر دیا

حضرت مسیح موعودؑ کا پاس ادب

آپ کو الہامات اور رؤیا صادقہ اور مکاشفات بکثرت ہوتے تھے۔ جب مہمان خانہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں آ کر بیٹھتے تھے تو نہایت فروتنی سے اور مودبانہ بیٹھتے تھے اور باوجودیکہ تمام قلمرو افغانستان میں عموماً اور دربار کابل میں خصوصاً آپ کو اس قدر عزت و وقار حاصل تھا اور علم کی رو سے یکتائے زماں تھے لیکن وہ حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے اپنے آپ کو ایک ادنیٰ چاکر کے برابر خیال کرتے تھے اور ہم ہندوستانیوں کے لئے یہ طریق درس عبرت تھا کیونکہ ہم لوگ نہایت بے تکلفی سے حضرت مسیح موعودؑ سے پیش آتے تھے۔ و لی را ولی مے شناسد یا قدر جوہر جوہری مے داند الامعاملہ تھا۔ انہوں نے اپنی فطرت کے آئینہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی قدر و منزلت کو شناخت کر لیا تھا۔ اس لئے وہ اپنی ہستی کو ان کے بالمقابل ہیچ خیال فرماتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کا اتنا بڑا قدر و ادب کرتے تھے، جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا۔

سید صاحب کا حسب و نسب

حالانکہ آپ سید تھے اور اعلیٰ پایہ کے سید تھے، آپ کا شجرہ نسب سیدنا حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش صاحب سے ملتا ہے۔ سید صاحب کا حسب تو جیسا اوپر بیان ہوا۔ نسب آپ کا ایک قطب ربانی حضرت داتا گنج بخش صاحب سے جو خاک پاک لاہور میں خواب استراحت فرما رہے ہیں۔ جن سے بڑے بڑے اولیاء یعنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی جیسے بزرگ فیضیاب ہوئے ہیں ملتا ہے۔ ایسا بزرگ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں آ کر ایسا عاشق صادق ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کیسے بدبخت لوگ ہیں جو مسیح موعودؑ کے دعوے سے انکار کرتے اور مخالفانہ زبان کھولتے ہیں۔

سید صاحب مرحوم کی قادیان سے واپسی اور مسیح موعود سے عقیدت

صاحبزادہ صاحب مرحوم قادیان سے جب واپس جانے لگے تو آپ نے بارہا فرمایا کہ زمین افغانستان میرے خون سے آبیاری چاہتی ہے بغیر میری قربانی کے قلمرو افغانستان میں قبولیت محال بلکہ ناممکن ہے جب قادیان سے تھوڑی دور گئے تو آپ حضرت مسیح موعودؑ سے جو اپنی کل جماعت موجودہ قادیان کے سید صاحب کو الوداع کہنے کے لئے ان کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے۔ کہنے لگے کہ بس حضور آپ واپس تشریف لے جائیں حضرت مسیح موعودؑ نے کہا کہ سڑک تک آپ کو رخصت کر آئیں۔ اس پر سید صاحب حضور کے پاؤں پر گر گئے اور رونے لگ گئے۔ میں یہ نظارہ دیکھ کر سخت متحیر ہوا کہ اتنا بڑا عالم اور ولی اللہ حضرت مسیح موعودؑ کی شان کو اس قدر بلند سمجھتا ہے کہ اپنے آپ کو ایک چاکر کی طرح تصور کرتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو دور تک ہمراہ لیجانے کو حضرت مسیح موعودؑ کے لئے باعث تکلیف اور کسر شان سمجھتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی عظمت شان ان کے دل میں کس قدر رکھتی۔ ہندوستان کے علماء اور فقراء کو دیکھو کہ وہ تو اپنی بے بصیرتی سے مسیح موعودؑ کو کافر اور کاذب کہتے ہیں اور وہ شخص جو تمام قلمرو افغانستان میں اعلیٰ وقار رکھتا ہے اور اس کے سامنے کسی عالم کو یا پیر کو ویسی عزت و منزلت نہیں۔ پچاس ساٹھ ہزار آپ کے مرید ہوں اور دربار کابل میں ان کی اعلیٰ شان ہو۔ وہ تو حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں رہ کر خدا تعالیٰ سے الہام پا کر ایسے گرویدہ ہو جائیں کہ اپنی جان قربان کرنے پر تیار ہو جائیں۔ برخلاف اس کے ہندوستان کے علماء میں کس قدر کبر اور غرور رہا اور پیر لوگ جن کے مریدان کے مریدوں کے عشر عشیر بھی نہیں اس قدر اتراتے ہیں کہ گویا ایک خدائی ان کے ہاتھ میں ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

صاحبزادہ مرحوم کی سنگساری

جب صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب حضرت مسیح موعودؑ سے رخصت ہوئے تو سب ہمراہیان حضرت مسیح موعودؑ سے فرداً فرداً ملے اور نہایت رقت سے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ میرے لئے ثبات قدم کے لئے دعائیں کریں۔ الغرض جب سید صاحب اپنے علاقہ خوست میں پہنچے تو جاتے ہی سردار نصر اللہ خاں کو خط لکھا کہ پنجاب میں امام زمان مسیح موعودؑ ظاہر ہو گئے ہیں اور آپ کو قبول کرنا چاہیئے۔ انہوں نے امیر صاحب کی خدمت میں وہ خط پیش کر دیا۔ وہ پڑھ کر سخت حیران ہوئے اور خط لکھا کہ آپ کابل تشریف لائیں۔ چنانچہ حسب فرمان امیر وہ کابل تشریف لے گئے۔ امیر صاحب نے کوشش کی کہ کسی طرح آپ مسیح موعودؑ کی بیعت سے توبہ کر لیں۔ آپ نے کہا کہ علماء کو جمع کر دو وہ میرے سامنے بحث کر لیں، پھر حق و باطل ظاہر ہو جائیگا۔ چنانچہ علماء جمع ہوئے مگر کسی کو بحث کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے کہ یہ شخص کافر ہو گیا اور اس کو سخت سزا دی جائے۔ چنانچہ سید صاحب کیلئے سنگساری کی تجویز کی گئی اور سخت اور سنگین حراست میں آپ کو رکھا گیا۔ امیر حبیب اللہ خاں تنہائی میں آپ کے پاس آئے کیونکہ وہ ان کے شاگرد بھی رہے تھے اور خواہش یہ تھی کہ کسی طرح وہ مسیح موعودؑ کی بیعت سے تائب ہو جائیں۔ سید صاحب جواباً یہی فرماتے تھے کہ حضرت صاحب کی بیعت کو ترک کرنا قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دستبردار ہونا ہے بالآخر ان کو میدان میں لیجایا گیا جہاں سنگساری ہونی تھی۔ اس وقت بھی امیر صاحب ان کی خدمت میں گئے کہ اب بھی وقت ہے توبہ کر دو۔ آپ نے کہا کہ مجھے اپنی جان کا فکر نہیں بلکہ آپ اپنی خیر مناؤ۔ آخر کار رجب قاضی نے کہا کہ اس کا خون میری گردن پر ہے تب امیر نے سب سے اول سید صاحب پر پتھر مارا۔ بس اس کا پتھر مارنا تھا کہ سب طرف سے آپ پر سنگباری شروع ہو گئی لیکن آپ اخیر دم تک ثابت قدم رہے حتیٰ کہ آپ پتھروں کے انبار کے نیچے دب گئے۔ غالباً چالیس روز کے بعد ان کے ایک مرید احمد نور نے جو اب تک قادیان میں بطور مہاجر رہتے ہیں ان کی نعش مبارک نکال کر خوست ان کے وطن میں لا کر بڑی شان و شوکت سے دفن کی

مولوی عبد الرحمٰن مرحوم کی شہادت

اس واقعہ سے بہت پہلے مولوی عبد الرحمٰن جو صاحبزادہ موصوف کے شاگرد و مرید تھے۔ قادیان میں میری موجودگی میں آئے تھے۔ وہ بھی ایک ولی تھے بڑے نیک اور صالح اور منکسر المزاج انسان تھے جاتے ہوئے وہ حضرت مسیح موعودؑ کا تبلیغی خط اور کتابیں لے گئے تھے اور کابل میں جا کر خود امیر عبد الرحمٰن خاں کے ہاتھ میں دیں جب امیر نے خط پڑھا اور کتابیں دیکھیں تو اس نے عبد الرحمٰن مذکور کے قتل کا حکم دیدیا چنانچہ گلا گھونٹ کر مارا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر عبد الرحمٰن خاں کے نیچے کا دھڑ مارا گیا اور وہ چلنے پھرنے سے عاری ہو گیا بلکہ کہتے ہیں کہ کرم پڑ گئے اور وہ اسی عذاب کی موت سے مرا۔ سید صاحب کا واقعہ ہائلہ امیر حبیب اللہ خاں کی حکومت میں ہوا جس کا انجام یہ ہوا کہ کسی مخفی رازداری سے وہ قتل کیا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

یہاں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کتاب براہین احمدیہ میں شائع کیا تھا کہ دو بکرے ذبح کئے جائیں گے۔ الہام کے الفاظ یہ ہیں شاتان تذبحان یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ چنانچہ اس الہام کی تصدیق مولوی عبد الرحمٰن اور مولینا صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت سے ہو گئی۔ کتنا عرصہ پہلے بلکہ یہ کتاب براہین احمدیہ چھپ گئی تھی کہ کابل میں دو خدا کے مقبولوں کی شہادت ہوگی

مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کر چکے تھے۔

بیگناہوں کے قتل کا نتیجہ

قتل و غارت تو ہمیشہ کابل میں ہوتے ہی رہتے تھے۔ لیکن ان ہر دو بزرگان متذکرہ بالا کی شہادت جو رنگ لائی۔ اس کا کچھ خلاصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ یہ مقام عبرت تھا۔ لیکن اس سے عبرت نہ لی گئی اور امیر عبدالرحمٰن خاں اور امیر حبیب اللہ خاں کے انجام کے بعد جب شاہ امان اللہ خاں سریر آرائے تخت افغانستان ہوا۔ وہ کچھ سمجھدار اور عقلمند حکمران تھا۔ اس نے کچھ لٹریچر حضرت مسیح موعودؑ کا دیکھا تھا اور اس نے احمدیوں کو آزادی دے دی تھی لیکن علماء دیوبند وہاں گئے اور انہوں نے رعایا کے لوگوں میں احمدیوں کے خلاف شور قیامت پیدا کر دیا۔ شاہ امان اللہ کو سخت فکر پیدا ہو گیا کیونکہ نام کے علماء افغانستان ان کے خلاف پراپیگنڈا کرنے اور زہریلا اثر پھیلانے لگے تو شاہ مذکور نے اپنی کمزوری دکھلائی اور اس زہریلے اثر کو دور کرنے کے لئے ایک تیسرے شخص مولوی نعمت اللہ کو اس خیال سے سنگسار کرا دیا کہ اس کی ذات سے یہ الزام دور ہو جائے کہ شاہ امان اللہ خاں احمدیوں کا خیر خواہ ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ جو ہوا وہ سخت عبرت ناک ہے یہ تین خون وہ رنگ لائے جس کی نظیر ملنی مشکل ہے اس خاندان یعنی امیر عبدالرحمٰن خان کے خاندان کا تختہ ہی الٹ گیا اور وہ حکومت افغانستان سے محروم ہو گئے۔ کوئی ہے جو اس پر غور کرے۔ اب بھی کوئی خیر خواہ امیر امان اللہ خان کو خبر کر دے کہ کیوں وہ تاج و تخت سے محروم کیا گیا۔ یہ صرف خدا کے مقبول بندوں کو ہلاک کرنے کی وجہ سے بلا نازل ہوئی ہے۔ اگر اب بھی صدق دل سے تائب ہو جائے تو تعجب نہیں کہ اپنا کھویا ہوا ملک پھر حاصل کرے۔ خدا کے آگے کیا مشکل ہے۔ ان اللہ علی کل شیئ قدیر۔

اسمائے بیعت کنندگان

مندرجہ ذیل اصحاب نے جلسہ سالانہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے دست مبارک پر بیعت کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ الحمد زد فزد۔ تمام احباب جماعت ان کی استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔

۱۔ ماسٹر عبدالرزاق خاں صاحب سنگرور
۲۔ حفیظ اللہ صاحب قریشی متعلم ایف اے کلاس سیالکوٹ
۳۔ بابو محمد حسین صاحب جموں
۴۔ محمد حسین صاحب کپورتھلہ
۵۔ محمد امین صاحب جموں۔
۶۔ عبدالرشید صاحب جموں۔
۷۔ امام بخش صاحب پشاور
۸۔ سید امجد حسین شاہ صاحب مسلم ٹاؤن لاہور
۹۔ سید اقتیاز حسین صاحب " "
۱۰۔ محمد شریف صاحب کوٹلی نتھو ملہی سیالکوٹ
۱۱۔ طفیل محمد صاحب وزیرستان
۱۲۔ محمد یوسف صاحب جموں۔
۱۳۔ عبدالحی صاحب جموں
۱۴۔ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب جموں
۱۵۔ عبدالحی صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل جموں
۱۶۔ اقبال احمد صاحب جموں
۱۷۔ لطیف اللہ صاحب برنالہ
۱۸۔ چراغ دین صاحب چک ۲۳ کسم سر ضلع ملتان
۱۹۔ محمد وارث صاحب چنیوٹ
۲۰۔ فیروز خاں صاحب صدیقی لاہور
۲۱۔ عبدالرحمٰن صاحب لائل پور
۲۲۔ اے رحمٰن صاحب صاحب ایم اے لاہور
۲۳۔ ممتاز حسین صاحب لاہور
۲۴۔ فاروق احمد صاحب لائل پور
۲۵۔ عبداللہ صاحب سکنہ شیر پور تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ
۲۶۔ سید خورشید حسین صاحب بی۔اے لاہور
۲۷۔ شاہ رسول صاحب ولد سید عبدالجبار صاحب ستھانہ
۲۸۔ مسعود حسین ملازم سید عبدالجبار شاہ صاحب ستھانہ
۲۹۔ ادل خاں ساکن نواں گراں۔
۳۰۔ اللہ رکھا صاحب کچا کھوہ ضلع ملتان

مراسلات

چمبہ میں احمدیت کے خلاف دستخط

اور

غریب مسلمانوں کو دھوکا دہی

ناظرین! ریاست چمبہ میں جماعت احمدیہ قریباً گیارہ بارہ سال سے قائم ہے۔ اور شروع سے آج تک ظالموں کے ظلم و ستم برداشت کر رہی ہے۔ مگر جس زور و شور سے دشمنان سلسلہ عالیہ آجکل اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ایسی مخالفت پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ کینہ داران جماعت احمدیہ ہر ممکن کوشش اس کے نیست و نابود کرنے کے لئے عمل میں لا رہے ہیں۔ حتےٰ کہ ایک دن بھی ایسا گزرنے نہیں پاتا جو ہمارے استیصال کے لئے صرف نہ ہو لیکن اللہ تعالےٰ جو ہر حالت میں "حق" کو غلبہ عنایت فرماتا ہے۔ مخالفین کے تمام منصوبوں پر پانی پھیر کر انہیں ذلیل و خوار کر رہا ہے۔ ہمارے شدید ترین مخالف وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق عرب کے زمانہ جاہلیت کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ وہ اگر سارا وقت جوا کھیلنے میں صرف کرتے تھے تو یہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ تاش کھیلنے میں صرف کرتے ہیں۔ باقی صفات میں جہلائے عرب سے کسی قدر کم نہیں۔

مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور ذی شعور طبقہ غیر جانبدار رہا ہے۔ اور اکثر کمینی شرارتوں سے کنارہ کشی کرتا ہے۔ چند روز ہوئے کہ اسی قسم کے نام نہاد مسلمانوں نے ہمارے بائیکاٹ کی تحریک کی۔ اور شہر بھر میں ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہوئے ہم سے قطع تعلق کرنے بلکہ سلام تک نہ کرنے کی تلقین کی گئی۔ اور لوگوں کو یہ بھی مشورہ دیا گیا۔ کہ قبرستان تک احمدیوں کے لئے بند کر دیا جائے۔

تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اس تحریک کی شدید مخالفت کی جس کی وجہ سے یہ "مجلسِ اشرار" اپنے منصوبوں میں ناکام و نامراد رہی۔

ایک اور بات جو ناظرین پر منکشف ہونی چاہیئے وہ یہ ہے۔ کہ ان دنوں چند مفسد اور آوارہ گرد افراد ایک کورے کاغذ پر مسلمانوں سے دستخط لے رہے ہیں۔ اور ظاہر یہ کر رہے ہیں۔ کہ وہ اہل سنت جماعت کی تعداد معلوم کرنا چاہتے ہیں معلوم نہیں کہ ان دستخطوں سے کونسا دام تزویر بنانا چاہتے ہیں۔

۱۹۲۷ء میں بھی اسی طرز پر دستخط لئے گئے تھے جس سے اسلام اور مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا یا تھا۔ ہم تو اس فریب دہی کی وہی تعبیر کریں گے۔ جو ۱۹۲۷ء کے واقعات سے اظہر من الشمس ہے اس بازاری اور فتنہ پرداز گروہ کو احمدیت سے خلاف برانگیختہ کرنے میں ایک زبردست ہاتھ کام کر رہا ہے جس کا اظہار کسی مناسب موقع پر کریں گے۔

ہم اس مضمون کو بشکل ہینڈبل و پوسٹر شائع کرتے ہیں تاکہ اس طرح سمجھ لے بھالے اور ناخواندہ مسلمانوں کو اس دام فریب سے بچا لیتے اور وہ آیندہ آفات و مشکلات کا شکار نہ ہوتے لیکن مجبور ہیں۔ کیونکہ حکومت چمبہ نے ہماری تحریری و تقریری تبلیغ پر سخت پابندیاں عاید کر رکھی ہیں۔ نامعلوم یہ پابندیاں کب تک رہینگی۔ تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(غلام نبی سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ)

طلبہ مسلم ہوسٹل کی طرف سے سپاسنامہ

(از قاضی عبد الرشید صاحب بی۔ اے)

۲۵ ماہ دسمبر ۱۹۳۵ء کی شام کو طلبہ مسلم ہوسٹل نے محترم و مکرم جناب شیخ میاں محمد اسمٰعیل و شیخ میاں مولا بخش و شیخ میاں محمد صاحبان کے اعزاز میں دعوت طعام دی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ، ڈاکٹر طفیل حسین شاہ صاحب۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ خان غلام ربانی صاحب۔ ڈاکٹر نظام الدین صاحب۔ ڈاکٹر الہ بخش صاحب و دیگر سرکردہ احباب جماعت احمدیہ بھی مدعو تھے۔ کھانے کے بعد طلبہ مسلم ہوسٹل کی جانب سے قاضی عبد الرشید صاحب بی۔ اے نے (سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل) مندرجہ ذیل مطبوعہ ایڈریس شیخ صاحبان کی خدمت میں پیش کیا۔

ایڈریس

بخدمت جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب و شیخ میاں مولا بخش صاحب و شیخ میاں محمد صاحب لائلپوری

ہمارے معزز و محترم شیخ صاحبان!

ہم طلبہ مسلم ہوسٹل آپ کے یہاں تشریف لانے اور ہمیں اعزاز بخشنے کا شکریہ ادا کرنے سے پہلے اس خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے اس چودھویں صدی ہجری میں اپنے سب سے برگزیدہ انسانؐ کے ایک خلیفہ کو ایسے نازک وقت میں نازل کر کے مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں پر احسان عظیم فرمایا۔ جب کہ مذہب اسلام کی عمارت اپنی بنیادوں سے سرک گئی تھی اور ترقی اسلام کا راز جماعت بندی اور نظام کی بجائے حیات اجتماعی کو ترک کر دینے میں سمجھا جانے لگا تھا اور اس کے نتیجہ میں فتح اور کامیابی کا وہ بےنظیر ہتھیار تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہا اور زندگی کا وہ مفہوم جو قرآن کریم نے مسلمان کے لئے الفاظ ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین میں بیان کیا تھا۔ فراموش ہو گیا تھا۔ اس لئے آج یہ امر موجب ہزار فرحت ہے۔ کہ حضرت احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام نے ایک نظام اور جماعت کی بنیاد رکھ کر اور پھر اشاعت اسلام کا پروگرام مسلمانوں کا جماعتی پروگرام بنا کر مسلمانوں کو زندہ اور قائم رہنے کا وہ سنہری اصول بتا دیا۔ جو اس سے پہلے عرب کے میدانوں میں تجربہ پر صحیح اتر چکا تھا۔ اور آج ہم مسلم ہوسٹل کے طلبہ جو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کو اور آپ کو اپنے درمیان پاتے ہیں۔ اسے حضرت مرزا صاحب کے عملی پروگرام کا ہی ایک ثبوت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا یہاں تشریف لانا اور ہمارا یہ ایڈریس پیش کرنا محض رب العالمین کی خوشنودی کے لئے ہی ہے اور اس ملاقات کا باعث محض جماعت احمدیہ کا وجود ہے۔ پس جماعتی نظام اور اشاعت اسلام کے پروگرام کی جو بنیاد مجدد زمان نے رکھی تھی تو اس کی تعمیر بہت کچھ آپ کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اس لئے جہاں ہم جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وہاں ہم آپ احباب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو امانت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے سپرد کی تھی۔ آپ نے نہ صرف اس کا حق امانت ہی پوری طرح ادا کیا۔ بلکہ جو پودا ۱۹۰۸ء میں اپنی ننھی حالت میں ہی اپنے باغبان کے بغیر رہ گیا تھا۔ باقی جماعت احمدیہ کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے ایثار اور قربانیوں سے لگاتار سینچ سینچ کر آج اسے ایسا عظیم الشان درخت بنا دیا ہے۔ کہ اس کی ڈالیاں مشرق و مغرب میں پھیل کر دنیا کے بڑے بڑے مفکرین اور صاحبان کمال کو اپنا پھل چکھا رہی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک

محترم و مکرم شیخ صاحبان! ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ اس عظیم الشان انقلاب کا پیدا کرنا کوئی آسان کام نہ تھا ہم جانتے ہیں۔ کہ آپ کو اس مقصد میں اپنے مسلمان بھائیوں سے ایذائیں پہنچیں۔ آپ کے وقت کا کثیر حصہ اس میں خرچ ہوا۔ اور آپ کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کا بہت سا حصہ اس میں کام آیا۔ مگر ساتھ ہی ہمیں اس بات کے اظہار کی خوشی ہے۔ کہ آپ کا صبر و تحمل آپ کا وقت اور روپیہ ضائع نہیں گیا۔ یہ قربانیاں نہ صرف آپ کے لئے آئندہ زندگی کی راحت و آرام کا سامان لائی ہوں گی۔ بلکہ جب تک بھی ان کا اثر چلتا رہیگا اس کے ثواب میں آپ کا حصہ ہوگا۔ الحمد للہ علی ذالک

محترم و مکرم شیخ صاحبان! ہمیں آپ کے اخلاص اور ایثار کوشی کا اعتراف ہے۔ اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ کے من حیث الجماعت تبلیغی کارناموں کا اقرار ہے۔ مگر اس اعتراف اور اقرار کے ساتھ ساتھ ہی ہمارے قلوب میں ایک بےچینی ہے جس کا اظہار کئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے جہاں خدائی پیغام کی امانت کو ہم تک پہنچانے کا فرض ادا کیا۔ کیا اس امانت کو قبول کرنے کی اہلیت بھی ہم میں پیدا کی؟ اور اس کے لئے کوئی موثر ذرائع اختیار کئے؟ اگر نہیں تو ہم یہ بلا خوف کہنے کی جرأت کریں گے۔ کہ جماعت احمدیہ کے موجودہ افراد اور بالخصوص صاحب استطاعت افراد پر ہمارا یہ ایک قرض ہے۔ جس کا انہیں خدا علیم و خبیر کی بارگاہ میں ہمارا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ کیا انہیں اس بات کی فکر نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونے والے نوجوان اپنی حیات اجتماعی کا عملی سبق کہاں سے سیکھیں اور کس طرح حاصل کریں گے؟ کون ان بکھرے ہوئے اجزا کی ترتیب کرے گا؟ سکولوں اور کالجوں کی ذہنی اور مادی ہوا سے وہ کس طرح بچیں گے؟ مگر جماعت احمدیہ نے اگر اس ذمہ داری کو محسوس نہ کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے لائے ہوئے پیغام کو نااہل ہاتھوں میں چلے جانے سے کوئی نقصان پہنچا۔ تو اس کی پہلی ذمہ داری نہ صرف جماعت احمدیہ کے ہر ایک فرد پر ہو گی۔ بلکہ جماعت کے وہ افراد بالخصوص ذمہ دار ہوں گے۔ جو اس کے علاج کی طاقت اور استطاعت رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی ضرورت ایسے انتظام کی ہے۔ کہ جس سے جماعت کے نوجوان یکجا اکٹھے ہو کر دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم حاصل کریں اور نظام جماعت میں عملی حصہ لے کر اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اپنے آپ کو خدائی امانت کے اٹھانے کے قابل بنائیں۔

مکرم و محترم شیخ صاحبان! اس میں شک نہیں کہ آپ نے اور باقی جماعت احمدیہ نے مسلم ہوسٹل قائم کر کے اس حفظ ماتقدم کی طرف ایک قدم اٹھایا ہے ہم اس کے لئے آپ کے ضرور مشکور ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ عرض کر دینا بھی چاہتے ہیں کہ ہم جماعت کے اس قدم کو بہت کمزور پاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہوسٹل کی عمارت بہت مختصر ہے۔ دوسرا اس میں حسب ضرورت کمرے بنے ہوئے نہیں۔ اور تیسرا کرایہ اتنا زیادہ ہے کہ بہت سے غریب احمدی طلبا ادا نہ کر سکنے کے باعث اس میں نہیں آ سکتے اور اگر ان نقائص کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو کبھی یقین نہیں آ سکتا کہ مسلم ہوسٹل کو کوئی جماعت چلا رہی ہے۔ اور پھر وہ جماعت جس کے تبلیغی طاقت کے بازو دنیا کے کونے کونے تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے بعض افراد اس کام کو اپنے پروگرام کا حصہ نہ سمجھتے ہوئے اس کی طرف توجہ نہ کرتے ہوں۔ مگر قرآن کریم نے قوا انفسکم واھلیکم نارا ان پر یہ فرض قرار دیتا ہے کہ مرنے سے پہلے اپنی جماعت کے نوجوان افراد کے بچانے کی فکر کریں۔ اس کے لئے مسلم ہوسٹل کی بنیادوں کو مضبوط کریں اور اس کے تمام نقائص رفع کریں۔ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پچاس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس طرح کی ضرورت کو غیر از جماعت بلکہ اقوام غیر کے لوگ تک بھی محسوس کرتے ہیں اور انفرادی قربانیوں سے آئندہ نسل کے لئے بڑے بڑے فنڈ کھڑے کر دیتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے وہ افراد جو اپنی جان، وقت اور مال محض رب العالمین کی خوشنودی کے لئے وقف سمجھتے ہیں اور آئندہ نسل کو کل کی تباہی اور بربادی سے بچانے کے لئے آج ان سے بڑھ چڑھ کر نمونہ نہ دکھائیں اس بارہ میں ہم احمدی طلبا مسلم ہوسٹل بھی پیچھے نہیں رہنا چاہتے۔ اور ہم نے یہ مصمم ارادہ کیا ہے۔ کہ ہم انشاء اللہ زندگی تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جماعت احمدیہ کی دیگر ضروریات میں حصہ لینے کے علاوہ اپنی آمدنی کا ۱/۲ حصہ سے زیادہ مسلم ہوسٹل اور اس کی شاخوں کی ترقی کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو دیتے جائیں گے

اے خدا ہمیں توفیق دے۔ تو ہماری خواہش کو پورا کر اور ہمیں وہ اخلاص دے اور وہ توفیق بخش جو پہلے سے تیرے دین کی اشاعت کرنے والوں کی ترقی کا باعث ہوں۔

ایڈریس کے جواب میں شیخ میاں محمد صاحب نے فرمایا کہ جن ضروریات کا ایڈریس میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا احساس ہمیں بھی ضرور ہے۔ مسلم ہوسٹل کا مضبوط قیام ایک ایسی قومی ضرورت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور بہتر تو یہ تھا کہ مسلم ہوسٹل کی تعمیر کی تجویز حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی جانب سے سب جماعت احمدیہ کے سامنے پیش کی جاتی۔ تاکہ سب جماعت کو کار خیر میں شرکت کا موقع مل جاتا۔ تاہم آپ نے وعدہ فرمایا کہ طلبہ کی استدعا کا جواب لائل پور سے اپنے بھائیوں سے مشورہ کرنے کے بعد دیں گے۔

شیخ صاحب موصوف کی اس جوابی تقریر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے مختصر الفاظ میں ہوسٹل کی ضرورت اور اہمیت کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں مسلم ہوسٹل کی تعمیر میں طلبا ہوسٹل سے پورا پورا اتفاق ہے۔ اور ان کے خیال میں اگر شیخ صاحبان اسے تعمیر کر دیں۔ تو اس کی ماہوار آمدنی کو وہ اپنے حسب منشا لیڈی بنارہ وہسپتال و تعلیم یتیموں میں صرف کر سکتے ہیں۔

عالم اسلام

— گزشتہ ماہ افغانستان کے علاقہ مزار شریف اور خان آباد میں شدید ژالہ باری اور برف باری ہوئی۔ زمین پر برف کی کئی کئی انچ موٹی تہ جم گئی۔

— گزشتہ دنوں فلسطین کے ہائی کمشنر نے ایک سرکاری اعلان میں فلسطین کو حکومت خود مختاری عطا کرنے کے سلسلہ میں اقدام کی تفصیلات شائع کی تھیں معلوم ہوا ہے۔ کہ یہودی اس تجویز کی شدید مخالفت کر رہے ہیں۔ مجوزہ مجلس قانون ساز فرقہ وار تفصیل پر مشتمل ہوگی۔ اس میں نمائندگی کا تناسب حسب ذیل ہوگا مسلمان گیارہ یہودی ۷۔ عیسائی ۳ برطانوی افسر اور دو مزید نمائندے جن کی قومیت کی تخصیص نہیں کی گئی۔ ظاہر ہے۔ کہ اس میں یہودیوں کی اقلیت رہے گی۔

— استنبول کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ قیصی پاشا لائن کے افتتاح سے ترکی کے ر لائحہ عمل کے اس حصہ کی تکمیل ہو گئی جو جنگ عظیم کے بعد مرتب کیا گیا تھا۔ گزشتہ دس سالوں میں ۲۷۲۸ کلو میٹر لمبی ریلوے لائن تعمیر ہو چکی ہے۔ اس ریلوے لائن نے دیار بکر کو جو مشرقی اناطولیہ میں سب سے بڑا شہر ہے۔ براہ راست بحیرۂ اسود، بحیرۂ روم اور انگورہ سے منسلک کر دیا ہے۔ اس لائن کی تعمیر پر ۹۸ کروڑ ۳۳ لاکھ ترکی یعنی ساڑھے چار کروڑ انگریزی پونڈ خرچ آئے ہیں۔

— اس کے علاوہ ایک اور لائن بھی زیر تعمیر ہے اس کے لئے حکومت ترکی تین کروڑ ترکی پونڈ قرض لے رہی ہے۔ عوام نے اس قرض میں ۴۵ لاکھ پونڈ دئے ہیں۔ اس قرض کو ہر قسم کے محاصل سے آزاد رکھا جائے گا۔

— تعزیرات ایران میں شاہ ایران کے خاص فرمان سے ایک نئی دفعہ کا اضافہ کیا گیا ہے جس کی رو سے ہر وہ شخص جو مسلمانوں کے گروہوں میں تفرقہ ڈالے گا سزائے موت کا مستوجب ہوگا معلوم ہوا ہے کہ شہر "ن" کے مقام میں ایک شخص پر یہ الزام ثابت ہو گیا۔ کہ اس نے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں تفرقہ اندازی کی کوشش کی ہے چنانچہ وہ گولی سے اڑا دیا گیا۔ علماء مجتہدین نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا لیکن حکومت ایران نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی۔

— القدس ۳۰ دسمبر کل قدس اور بغداد کے درمیان سلسلہ ٹیلیفون کا سرکاری افتتاح عمل میں آیا۔

— ہر ایک طبقہ کے سربرآوردہ اصحاب نے اس تقریب میں شرکت کی عراق کی طرف سے ہز ایکسیلنسی لیسین پاشا الہاشمی وزیر اعظم اور فلسطین کی طرف سے برطانوی ہائی کمشنر کی علالت کے باعث ان کے چیف سیکرٹری مسٹر ہول نے انگریزی زبان میں گفتگو کی۔ گفتگو بہت صاف تھی۔ اس سلسلہ میں ٹیلیفون کا طول ۱۳ ہزار کیلو میٹر ہے۔ اور یہ ... کے تاروں کے ساتھ جا رہا ہے۔ عراق اب دنیا کے نوے فیصدی ممالک سے ٹیلیفون پر گفتگو کر سکتا ہے۔

— ۳۰ دسمبر افغانستان میں موضع شیو کی کے مقام پر ایک ... زمین سے برآمد ہوا ہے جس میں قدیم قسم کے جنگی ہتھیار ... پیچے موجود ہیں۔

ہندوستان

— لاہور میں سکھوں نے کرپان کے متعلق سول نافرمانی شروع کر دی ہے یکم جنوری کو کرپان پر پابندی کے حکم زیر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں سردار بہادر لوٹا سنگھ ڈپٹی پریذیڈنٹ پنجاب کونسل کی قیادت میں سکھوں کا ایک جتھا جو چھ افراد پر مشتمل تھا۔ کرپانیں لگائے ہوئے گوردوارہ باؤلی صاحب سے نکلا۔ جسے پولیس نے زیر ۱۴۴/۱۸۸ تعزیرات ہند گرفتار کر لیا۔ اور کرپانیں ضبط کر لیں۔

— ملزمین بذریعہ لاری سنٹرل جیل میں لائے گئے۔ اسی روز ہی سٹی مجسٹریٹ نے مقدمہ کی سماعت کی۔ ملزمین نے اقبال جرم کیا۔ عدالت نے ہر دو دفعات میں ملزمان کو تا برخواست عدالت قید محض کی سزا دی دونوں بیک وقت شروع اور ختم ہوئیں۔ ۲ جنوری کو کوئی جتھہ نہیں نکلا۔

— لاہور ۳ جنوری کرپان مورچہ کے سلسلہ میں آج صبح گوردوارہ ڈیرہ صاحب میں سکھوں کا ایک مختصر دیوان منعقد ہوا جس میں مسئلہ کرپان پر تقریریں کی گئیں بعد ازاں دوسرا جتھہ جو پانچ کرپان بند سکھوں پر مشتمل تھا۔ سردار جواہر سنگھ ڈھلوں ممبر پنجاب کونسل کی قیادت میں نکلا۔ پولیس نے اسے بھی گرفتار کر لیا
سٹی مجسٹریٹ نے ایک دن قید محض کی سزا دی بارہ بجے فیصلہ سنایا گیا ۴ بجے یہ لوگ رہا کر دئے گئے۔

— لاہور ۵ جنوری۔ آج صبح نو بجے پانچ سکھوں پر مشتمل تیسرا جتھہ گوردوارہ ڈیرہ صاحب سے مستان سنگھ کی قیادت میں نکلا۔ پولیس نے اسے بھی گرفتار کر لیا اور کرپانیں چھین لیں۔ ملزمین کو جوڈیشنل حوالات میں رکھا گیا۔

— حکومت پنجاب سکھوں کی اس سول نافرمانی کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار معلوم ہوتی ہے۔ شہر میں پولیس کا کافی انتظام ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ امرتسر اور لاہور کے راستے میں پانچ مقامات پر پولیس کو متعین کر دیا گیا ہے۔ تاکہ لاہور جانے والی لاریوں کی تلاشی لی جائے اور کرپانوں اور دوسرے اسلحہ کو جو لاہور میں ممنوع قرار دیا جا چکا ہے۔ ضبط کر لیا جائے۔ سکھ مسافروں سے خاص طور پر ان کی منزل مقصود اور ان کے سفر کی وجوہ کے متعلق سوالات کئے جاتے ہیں۔ لاہور کے تمام ناکوں پر پولیس کا کافی انتظام ہے۔

— لاہور ۱۲ جنوری۔ سیالکوٹ سے ایک کرپان بند جتھا لاہور آ رہا تھا۔ اسے شاہدرہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ کرپانیں ضبط کر لی گئیں۔

— ۱۰ اور ۱۲ جنوری کو لاہور میں شہید گنج کانفرنس ہونے والی تھی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ زیر دفعہ ۱۴۴ اس کو ممنوع قرار دیا ہے۔

— گزشتہ ہفتہ بعض مقامات پر کانگرس جوبلی منائی گئی۔ مسلمانوں نے بحیثیت قوم اس میں کوئی حصہ نہ لیا۔ بہت سی میونسپلٹیوں میں کانگرسیوں نے اس تقریب میں شرکت کی قراردادیں پیش کیں جو بالعموم نامنظور ہوئیں۔

— کلکتہ میں جوبلی کے روز ہندو مسلمانوں میں فساد ہو گیا۔ نماز عید کے وقت کانگرسی باجے بجانے اور شور مچانے لگے۔ اور مسلمانوں کی استدعا کے باوجود خاموش نہ ہوئے جس کی وجہ سے تصادم ہو گیا متعدد آدمی زخمی ہوئے۔

ممالک خارجہ

— اٹلی اور حبشہ کی جنگ ابھی تک جاری ہے ... جو مصالحتی فارمولا تجویز کیا تھا۔ وہ اپنی موت مر چکا ہے جنگ ... بدستور متضاد خبریں آرہی ہیں۔ حتیٰ کہ رائٹر کی خبروں میں ... پایا جاتا ہے۔ اٹلی کا دعوےٰ ہے کہ متعدد مقامات پر شکست فاش ہوئی ہے۔ لیکن عام خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ... افواج کو شکست ہوئی ہے۔

— روما ۳ جنوری گذشتہ مالی سال کے دوران میں ... خزانہ میں ۲۰۳۰ ملین لیرا کی کمی واقع ہوگئی ہے ... اٹلی کا دو کروڑ لیرا روزانہ خرچ ہے۔

— روما ۳ جنوری۔ دو تین روز ہوئے اٹلی نے ... جنگ حبشہ کے خرچ کے لئے تقریباً تین کروڑ بیس لاکھ پونڈ کی ... دے دی ہے۔

— چند روز ہوئے حبشہ میں سویڈن کی ریڈ کراس ہسپتال ... کیمپ پر اطالوی طیاروں سے خطرناک قسم کے بم گرائے اور ... گیس پھینکی۔ یہ حادثہ ڈیلکا اوبکا کے مقام پر وقوع پذیر ہوا ... قریب حبشی مریض ہلاک اور متعدد سویڈش ڈاکٹر اور نرس ... زخمی اور ہلاک ہوئیں۔ اس قسم کی حرکت بین الاقوامی قانون ... سخت ممنوع ہے۔

— سٹاک ہالم ۳ جنوری حبشہ میں سویڈن کی ریڈ کراس ... پر اطالوی طیاروں کی بمباری سے تمام سویڈن میں غم و دہشت ... دوڑ گئی۔ بہت سے جھنڈے سرنگوں کر دئے گئے ... ذمہ وار اخبار لکھتا ہے۔ کہ ایک ہسپتال پر بمباری اس حقیقت کا ... ثبوت ہے۔ کہ اطالوی کس درندگی سے جنگ کر رہے ہیں ... میں مسولینی کا طریق جنگ دور جہالت کی صدائے بازگشت ہے۔

— بین الاقوامی ریڈ کراس سوسائٹی نے اس حادثہ پر سویڈش ... ریڈ کراس کو ہمدردی کا تار دیا ہے۔ اس کا ایک نمائندہ ہوائی ... جہاز کے ذریعہ بغرض تحقیقات حبشہ جا رہا ہے۔

— ادیس ابابا۔ ۳ جنوری گزشتہ تین ماہ کے عرصہ میں حبشیوں ... نے ۱۴ طیاروں، ۱۲ ٹینکوں، سینکڑوں مشین گنوں، ہزار ہا ... بندوقوں اور کئی ٹن کارتوسوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ حبشی فوج ... ایسے ہوائی جہازوں کو دوبارہ ٹھیک کر کے استعمال کرنا شروع کر ... جن کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔

— فرانس کے ایک سوشلسٹ لیڈر موسیو ... نے ایک ... اپنی حکومت کو مشورہ دیا ہے۔ کہ اطالیہ نے سویڈن کی ریڈ کراس ... پر جو بمباری کی ہے اس کی سزا کے طور پر فرانس کو اٹلی کے خلاف ... پابندیاں عاید کر دینی چاہئیں۔

— جرمنی میں یہودیوں کو ملک بدر کرنے کی مہم ... جاری ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۶ء تک جرمنی ... غیر آریائی عنصر سے قطعاً پاک کر دیا جائیگا ... ڈاکٹروں غیر آریائی ججوں، پروفیسروں اور ... کو ... جا رہا ہے بعض کو پنشن دے دی گئی ہے۔

— ڈیسی ۳ جنوری برطانوی ایمبیسی ... [illegible]

(بقیہ صفحہ ۲)

کیوں نہیں چھوڑتے حالانکہ حضرت عیسےٰ آنحضرت صلعم کی طرح ایک مستقل نبی ہیں اس لئے ان کے آنے سے ختم نبوت یقیناً ٹوٹ جاتی ہے تعجب ہے کہ حق کھل جانے کے باوجود ہمارے مخالفین ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جس سے اسلام کا کچھ بھی باقی نہیں رہ سکتا اور باوجود اپنے آپ کو سچے اور پکے مسلمان جانتے ہیں اور ہم جو یہ ایمان رکھتے ہیں کہ

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

یعنی لاکھوں یوسف آنحضرت صلعم کے عاشق ہیں اور آنحضرت صلعم کے دم کی برکت سے بے شمار مسیح ناصری جیسے آپ کی امت میں پیدا ہوئے تو ہم ان علماء کے نزدیک کافر ہیں۔ مگر مولوی صاحبان لاکھ گلا پھاڑ پھاڑ کر ہمیں کافر کہیں ہمارا تو یہی ایمان ہے اور

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہمارے امام کا قول ہے اور ہمارا ابھی یہی ایمان ہے۔ مولوی صاحبان کو خدا کا خوف کرنا چاہیئے۔ مومنوں پر کفر کا گمان کرنا کوئی ایمانداری کا نشان نہیں بلکہ حدیث کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اس لئے ہم کہتے ہیں

ہم کو کافر کہکے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

کفر و اسلام

کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھ لینے سے ایک کافر صد سالہ بھی فوراً مسلمان ہو جاتا ہے اور اگر وہ اسی پر مرے تو وہ نجات یافتہ ہے۔ مگر ہم یہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور قرآن مجید میں جو کچھ ہے اس سب پر ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ آنحضرت صلعم سے ثابت ہو جائے اسے اپنا ایمان جانتے ہیں۔ لیکن ہم ان علماء کے نزدیک کافر ہیں اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔

من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ الرسول

یعنی جو ہماری نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلہ کا استقبال کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے اس کیلئے خدا اور رسول کا ذمہ ہے اور جب ہم نماز بھی پڑھتے ہیں اور استقبال قبلہ بھی کرتے ہیں اور اسلامی ذبیحہ ہماری روزمرہ کی غذا ہے مگر مولوی صاحبان ہمیں کافر قرار دے کر خدا اور رسول کی ذمہ داری کی توہین کرتے ہیں اور ایک پادری کہتا ہے کہ دیکھو یہ احمدی سچے اور پکے مسلمان ہیں۔ کیونکہ تمام اسلامی اعتقادات کے وہ قائل ہیں اور جس چیز پر اسلام کی بنا ہے وہ ان کے اندر قولاً و فعلاً موجود ہے۔ مگر مولوی صاحبان نہ خدا کا خوف کرتے ہیں اور نہ رسول کی عزت اور پھر بھی مسلمان کے مسلمان ہی ہیں اور ہم ان کی نگاہوں میں کافر ہیں۔ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ مولوی صاحب بتائیے بھ

مومنوں پر کفر کا کرنا گمان
ہے یہی ایمانداری کا نشان ؟

مولوی صاحبان کو تو بدظنی کی وجہ سے ہمارا ایمان کفر نظر آتا ہے لیکن :-

چوں نسیم صبح محشر پردہ بردارد زکار
کافر کیست مومن خود بگرد د آشکار

[illegible] المصلح

ایک غلطی کا ازالہ

رپورٹ سالانہ بابت ۳۵-۱۹۳۴ء میں صفحہ ۳۱ پر جاپان سٹ کی فہرست غلطی سے بجائے "زدماسٹ" کی فہرست کے شائع ہو گئی ہے اب معطی صاحبان کی اطلاع کے لئے "زدماسٹ" اور "جاپان سٹ" دونوں کی فہرستیں شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔ ردمابیں یک صد سٹ اس جگہ سے ۳ راگست ۱۹۳۵ء کو بوساطت تھامس کک ارسال کئے گئے تھے۔ ہر سٹ ترجمۃ القرآن انگریزی بلا متن۔ سیرۃ انگریزی خلافت راشدہ انگریزی اور اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی پر مشتمل تھا۔

جاپان میں سٹ بھیجنے کے لئے قونصل جنرل جاپان متعیم کلکتہ اور پروفیسر برلاس متعیم ٹوکیو (جاپان) سے خط و کتابت کی گئی۔ ان سے وہاں کی لائبریریوں اور اداروں وغیرہ کی فہرستیں موصول ہو گئی ہیں اور سٹ بھیجنے شروع کر دئے ہیں (اسسٹنٹ سیکرٹری)

(۱) جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہور ۲ سٹ (۲) جناب میاں نصیر احمد صاحب بمبئی ۲ سٹ (۳) جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور ۲ سٹ (۴) شیخ عبدالمنان صاحب مال روڈ لاہور ۵ سٹ (۵) جناب محمد فضل خاں صاحب جالندھر ۲ سٹ (۶) جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور ۲ سٹ (۷) جناب ڈاکٹر برکت علی صاحب سہارنپور ۲ سٹ (۸) جناب شیخ نصیر احمد صاحب کالونی فلور ملز لائل پور ایک سٹ (۹) جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب لاہور ایک سٹ (۱۰) ڈاکٹر الہ بخش صاحب لاہور ۲ سٹ (۱۱) جناب ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب بمبئی ۵ سٹ (۱۲) جناب مولوی عزیز بخش صاحب بی اے۔ لاہور۔ ایک سٹ (۱۳) جناب مہر محمد خاں صاحب نرائن گڑھ ۲ سٹ (۱۴) جناب مسٹر ریاض قریشی بٹالہ ۲ سٹ۔ (۱۵) ڈاکٹر نواب احمد صاحب قریشی سیالکوٹ ۲ سٹ۔ (۱۶) جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کلکتہ ۲ سٹ۔ (۱۷) مسٹر مشتاق احمد صاحب گوڑگانواں ۲ سٹ (۱۸) خلیفہ فضل حسین صاحب لاہور ایک سٹ (۱۹) جناب چودھری فضل احمد صاحب مردان ایک سٹ (۲۰) جناب میاں رحیم بخش صاحب سالٹ سپرنٹنڈنٹ ۲ سٹ (۲۱) جناب خان فضل حق صاحب ۵ سٹ (۲۲) جناب قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ ۲ سٹ (۲۳) جناب ڈاکٹر عزیز احمد صاحب یو۔ پی ایک سٹ (۲۴) جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب لاہور ۵ سٹ (۲۵) جناب ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ ایک سٹ (۲۶) جناب سید العنشاہ صاحب نوشہرہ چھاؤنی ایک سٹ (۲۷) جناب شیخ غلام حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس سیالکوٹ ۲ سٹ (۲۸) جناب شیخ میاں عطاء اللہ صاحب امرتسر ایک سٹ (۲۹) جناب شیخ میاں سعید احمد صاحب لاہور ایک سٹ (۳۰) جناب شیخ نذیر احمد صاحب لاہور چھاؤنی ایک سٹ (۳۱) جناب ماسٹر انعام اللہ خاں صاحب لورالائی ایک سٹ (۳۲) جناب شیخ عبدالحق صاحب لائل پور ایک سٹ۔ (۳۳) جناب چودھری سلطان علی صاحب پنشنر سب انسپکٹر پنڈ ملھی ۲ سٹ (۳۴) جناب شیخ محمد حیات صاحب شیخوپورہ ۲ سٹ (۳۵) چودھری عبدالرحمٰن صاحب جموں ایک سٹ (۳۶) میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ بغداد ایک سٹ (۳۷) شیخ عباس صاحب پراچہ بغداد ایک سٹ (۳۸) میاں عبدالکریم صاحب پراچہ بغداد ایک سٹ (۳۹) ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے لاہور ۲ سٹ (۴۰) میاں غلام محمد صاحب جلد ساز ۲ سٹ (۴۱) ماسٹر محمد یعقوب صاحب لاہور ایک سٹ (۴۲) مسٹر شیدائی صاحب معرفت چودھری محمد منظور الٰہی ۲ سٹ (۴۳) چودھری محمد سعید صاحب بھبہ اوورسیر ایک سٹ (۴۴) مسٹر ایس ایس محمود صاحب پشاور ۱ سٹ (۴۵) بابو دلاور خاں صاحب پشاور ایک سٹ (۴۶) جناب عبدالکریم خاں صاحب بانڈہ ۲ سٹ (۴۷) میاں نظام الدین صاحب پشاور ایک سٹ (۴۸) ڈاکٹر نظام الدین صاحب پشاور ایک سٹ (۴۹) مولوی محمد رمضان صاحب پشاور ایک سٹ (۵۰) ڈاکٹر عبدالحمید صاحب پشاور ایک سٹ (۵۱) خان صاحب غلام سرور صاحب ۱ سٹ (۵۲) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور ایک سٹ (۵۳) شیخ اللہ بخش صاحب پشاور ایک سٹ (۵۴) ڈاکٹر محمد حکیم اللہ جان صاحب پشاور ۲ سٹ (۵۵) خان غلام جیلانی خان صاحب پشاور ایک سٹ (۵۶) سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد ایک سٹ (۵۷) ماسٹر نقش دین صاحب قادری بغداد ایک سٹ (۵۸) مسٹر سلطان علی صاحب قادری بغداد ایک سٹ۔

فہرست جاپان سٹ

(۱) جناب احمد سلیمان صاحب برما ۵ سٹ (۲) جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہور ۱ سٹ (۳) ایم مبین الدین صاحب حاجی نگر اعدد (۴) آئی ایم سوسی لا اصدت ۱ سٹ (۵) مسٹر ایم اے فاروقی اعدد (۶) راجہ محمد حیات خانصاحب سلجوقی ۱ سٹ (۷) جناب محمد امام الدین صاحب (مدراس) ۱۳ سٹ (۸) چودھری محمد سعید صاحب بھبہ اوورسیر ۲ سٹ (۹) میسرز مہتاب الدین اینڈ سنز برما ۲ سٹ (۱۰) ایم محمد جمال صاحب مدراس ۱۰ سٹ (۱۱) بیگم میاں رحیم بخش صاحب ۱ سٹ (۱۲) محمد زین العابدین صاحب برار ۱ سٹ (۱۳) سید عبدالشکور صاحب حیدر آباد دکن ۱ سٹ (۱۴) ڈاکٹر عبدالمجید صاحب پشاور ۱ سٹ (۱۵) ڈاکٹر عزیز احمد صاحب (یو پی) ۱ سٹ (۱۶) سید لعل شاہ صاحب بنوں ۲ سٹ (۱۷) ایم عبداللہ صاحب عدن ۱ سٹ (۱۸) نواب سر شمس شاہ مرحوم کی طرف سے (معرفت ڈاکٹر نظام الدین صاحب پشاور) ۱ سٹ (۱۹) خان بہادر مرزا غلام صمدانی صاحب پشاور ۱ سٹ (۲۰) میسرز عبدالعزیز اینڈ سنز ۱ سٹ (۲۱) خانصاحب جنت اللہ صاحب برما ۴ سٹ (۲۲) مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ ۱ سٹ (۲۳) خانصاحب ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ ۱ سٹ (۲۴) جناب مسٹر اللہ جوایا صاحب بغداد ۱ سٹ (۲۵) مسٹر اے ایم کے ساگر بغداد ۱ سٹ (۲۶) مسٹر عبدالحکیم صاحب بغداد ۱ سٹ (۲۷) میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ بغداد ۵ سٹ (۲۸) مسٹر خلیل آفندی بغداد ۱ سٹ (۲۹) جناب ماسٹر غلام محمد صاحب بغداد ۱ سٹ (۳۰) مسٹر بشیر احمد صاحب بغداد ۱ سٹ (۳۱) مسنز ملا داؤد اینڈ امیر حسین پراچہ بغداد ۱ سٹ (۳۲) مسٹر مصطفےٰ بھائی ابراہیم بغداد ۱ سٹ (۳۳) مسٹر عبداللطیف اسمٰعیل خان ۱ سٹ (۳۴) حافظ گل محمد صاحب بغداد ۱ سٹ (۳۵) جناب مس نور النساء صاحبہ بغداد ۱ سٹ (۳۶) مسٹر قادری صاحب ۱ سٹ (۳۷) مسٹر الطاف حسین صاحب بغداد ۱ سٹ (۳۸) مسٹر محمد شیر گل صاحب بغداد (۳۹) سید اختر علی صاحب بغداد ۱ سٹ (۴۰) مسٹر ایم آر مرزا صاحب بغداد ۱ سٹ (۴۱) شیخ عباس یعقوب بغداد ۱ سٹ (۴۲) مسٹر [illegible] صاحب بغداد ۱ سٹ (۴۳) جناب سید تصدق حسین صاحب بغداد ۱ سٹ (۴۴) مسٹر ہاشم عمر صاحب بغداد ۱ سٹ (۴۵) این اکبر صاحب برما ۱ سٹ (۴۶) صاحبزادہ [illegible] ہزاری ۱ سٹ (۴۷) ڈاکٹر عبدالوہاب خاں (سیام) (۴۸) ۱ سٹ شیخ رحمت علی صاحب چمن ۱ سٹ

پڑھنا ہر احمدی کا فرض ہے

(نام نہاد) جماعتِ اسلامیہ برلن کی کذب بیانی!

روز نامہ "مجاہد" لاہور نے اپنی ۷ ؍دسمبر کی اشاعت میں ایک مضمون حبیب الرحمٰن جنرل سیکرٹری جماعت اسلامیہ برلن کے قلم سے شائع کیا ہے۔ جماعت اسلامیہ برلن کی تاریخ کے چند سیاہ اوراق قبل ازیں پیش خدمت کر چکا ہوں۔ اگر ضرورت ہوئی تو کسی آئندہ اشاعت میں نئے انکشافات کا ذکر کیا جائیگا۔ تاکہ مسلمانان ہند اس نام نہاد جماعت کی اصلیت سے واقف ہو جائیں۔ مذکورہ بالا مضمون میں جنرل سیکرٹری صاحب نے جس غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اس سے مسلمانانِ ہند کو آگاہ کرنا ہم اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ذیل میں اصل حالات درج کئے جاتے ہیں۔

جماعت اسلامیہ نے ہم پر یہ الزام دیا ہے۔ کہ برلن مسجد ذاتی ملکیت ہے۔ مگر یہ نہ بتایا۔ کہ وقف اور ذاتی ملکیت میں کیا فرق ہوتا ہے مسجد بے شک وقف ہوتی ہے۔ اور برلن مسجد بھی مثل دیگر مساجد کے وقف ہے۔ وقف اور ذاتی ملکیت میں، جو بڑا بھاری اور اہم فرق ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وقف چیز کو کوئی صاحب یا انجمن فروخت نہیں کر سکتی۔ ہبہ نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی وہ بطور میراث ورثہ میں دی جا سکتی ہے۔ مگر جو شخص یا انجمن مسجد بناتی ہے۔ اس کا حق ہوتا ہے۔ کہ جس کو چاہے امام اور متولی مقرر کرے۔ اس کے برخلاف ذاتی ملکیت میں اس کا مالک اس کو فروخت کر سکتا ہے۔ رہن رکھ سکتا ہے۔ اور اس کو میراث میں بطور ورثہ دے سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو بخاری۔ کتاب الوصایا۔ باب ۱۳، ۲۸۔

اگر ان تینوں باتوں میں سے کوئی ایک بھی برلن مسجد پر صادق آتی ہو۔ تو بے شک کہا جائیگا۔ کہ برلن مسجد مولانا صدر الدین صاحب کی ذاتی جائداد ہے۔

۲۔ پھر دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ مسجد سولہ ہزار مارکس کے لئے رہن رکھی گئی۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ مسجد رہن نہیں رکھی گئی تھی۔ بلکہ جیسا کہ فضل کریم خان درانی جس نے سولہ ہزار مارکس بینک سے وصول کئے کے اپنے شائع کردہ بیان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ صرف رہائشی مکان رہن رکھا گیا تھا۔ اور اس اعلان کی تصدیق ان کاغذات سے ہوتی ہے۔ جو اس معاملہ میں یہاں کی عدالت رجسٹری میں موجود ہیں۔ یہ سراسر غلط پروپیگنڈا اور سفید جھوٹ ہے کہ مسجد کو رہن رکھا گیا تھا۔ ان باتوں سے ناواقف مسلمانوں کو بھڑکایا جاتا ہے۔ کہ مسجد رہن ہے۔ حالانکہ مسجد رہن نہیں رکھی گئی تھی۔ بلکہ مکان اور وہ بھی اب تین سال کا عرصہ ہوا۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بے نظیر قربانی سے واگذار ہو چکا ہے۔

۳۔ پھر یہ لکھا گیا ہے۔ کہ جرمن مسلمانوں کو مسجد میں آنے سے روکا جاتا ہے۔ اور ایک شخص مصطفےٰ کا نام لیا گیا ہے۔ مگر کاش کہ اس بات کی بھی بیان کی جاتیں۔ مسلمانوں کو کبھی مسجد سے نہیں روکا گیا۔ بلکہ ادائیگی صوم و صلوٰۃ کے بارہ میں ہر ایک کے لئے اجازت ہے بذریعہ مضمون ہذا اب بھی اعلان کرتا ہوں۔ کہ ادائیگی صلوٰۃ کے لئے مسجد برلن کے لئے ہر وقت کھلی ہے۔ البتہ جاسوسوں اور ... سے احتیاط کرنے کا حکم قرآن کریم نے بھی دیا ہے۔

بار بار دہرایا جاتا ہے کہ ہم اپنے کام کے متعلق ... ڈھنڈورا کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور اس کے ... جماعت اسلامیہ ۱۹۲۲ء سے بے نظیر کام ... بے نظیر کام کی کوئی دو ایک مثالیں پیش کی جاتیں اس کی تاریخ بہیم افعانت کے رنگ میں کافی روشنی ڈال چکے ہیں کسی آئندہ موقعہ پر انشاء اللہ موجودہ حالت پر بھی قلم اٹھائینگے۔ کاش کہ ہمارے غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈا کی چند مثالیں پیش کی جاتیں۔ کیا یہ درست نہیں ؟ کہ مسجد سے ایک جرمن رسالہ گیارہ سال سے شائع ہو رہا ہے۔ کیا یہ درست نہیں ہے ؟ کہ اب کم و بیش دس ماہ سے مسلمان بچوں کی مذہبی کلاس جاری ہے۔ جس میں ایرانی مصری، افغانی اور تاتاری بچے شامل ہیں۔ اور بفضلہ عنقریب قرآن پڑھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ کیا یہ درست نہیں۔ کہ جرمن مسجد اور مشن کے ماتحت جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام لکچروں کا باقاعدہ سلسلہ جاری ہے۔ پھر احکام اسلام مثلاً صوم و صلوٰۃ کے متعلق مسلمانوں کو باقاعدہ اطلاعات دی جاتی ہیں۔ پھر اسلام پر رسائل لکھے گئے ہیں اور مزید لکھنے کا ارادہ ہے۔ کاش جماعت اسلامیہ جس کی پشت پر بقول ان کے ساری دنیا ء اسلام ہے۔ آج تک اپنے اس بے نظیر کام میں سے کوئی مثال پیش کر سکتی۔ کیا اس جماعت نے آج تک اسلام پر کوئی رسالہ جاری کیا۔ یا کوئی کتاب لکھی۔ یا باقاعدہ لکچروں کا سلسلہ قائم کیا۔ مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم یا نماز جمعہ کا کوئی انتظام کیا ؟ خدا معلوم وہ کون سا بے نظیر کام ہے۔ جس کو جماعت اسلامیہ ۱۹۲۲ء سے انجام دے رہی ہے ہاں ایک کام ضرور ہے۔ اور وہ تفریق بین المسلمین ہے ہمارے خلاف کفر کے فتوے جمع کرنے پر ساری طاقت صرف ہو رہی ہے۔ مگر ان کو چاہیئے۔ کہ پہلے اپنے اسلام کا ثبوت تو پیش کریں۔ کیا شیعہ سنیوں کو۔ اور سنی شیعہ کو کافر نہیں کہتے ؟ کیا حنفی وہابیوں کو اور وہابی حنفیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیتے۔ علماء ہند کا فتوےٰ علماء ترکی کے خلاف موجود اور علمائے ترکیہ کا فتوےٰ علمائے مصر کے خلاف موجود ہے۔ اگر دنیا میں کوئی جماعت ہے۔ جو ہر کلمہ گو کو مسلمان قرار دیتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ لاہور ہے۔

اگر جماعت اسلامیہ کو خدمت دین کا اتنا جوش ہے۔ تو وہ برلن میں کیوں ایک مسجد نہیں بنا لیتی۔ مگر خوب یاد رہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ہم حبیب الرحمٰن اور ان کے رفقاء کو بہانگ دہل بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہم ان کے ان فتوؤں سے بالکل نہیں ڈرتے۔ ہم انشاء اللہ احمدیت پر لکچر دیں گے۔ رسالے لکھیں گے۔ اگر طاقت ہو تو مقابلہ پر آؤ۔ شاید اللہ تعالےٰ کو یہ منظور ہے۔ کہ اب برلن مسجد و مشن کی زندگی میں ایک نیا دور شروع ہو۔ و باللہ التوفیق۔

نوٹ:۔ ہم انشاء اللہ العزیز عید کے بعد جماعت اسلامیہ کے اندرونی پول کھولیں گے۔ اور یہ ثابت کرینگے۔ کہ ان کی اندرونی حالت کیا ہے ! والسلام (خاکسار عبداللہ)

علی پور میں جمعۃ الوداع اور عید الفطر

۲۷ رمضان المبارک کو مسجد احمدیہ علی پور میں ... شان اور اہتمام سے اخویم مکرم مولانا قاضی شیر محمد صاحب کے ... ادا کی گئی۔ تمام صحن مسجد شریف کا پُر ہو گیا۔ موضوع خطبہ ... اور مکفرین کے متعلق اللہ تعالےٰ کا "قانون تھا"

مولوی صاحب ممدوح نے کلم الناس علی قدر عقولہم کو مدنظر رکھتے ہوئے مبسوط اور جامع خطبہ دیا جس میں قرآن اور حدیث اور عقل کی روشنی میں سامعین پر ہر طریق سے اتمام حجت کیا گیا۔ ... بعد اشتیاق مولوی صاحب کے بیان کو سنتے رہے۔ مولانا فاضل ... مولوی محمد حسین صاحب اور قاضی نور محمد صاحب حسب دستور ... بغرض ادائیگی صلوٰۃ اور دیگر غیر از جماعت معزز حضرات بھی بکثرت تشریف لائے یہ مبارک تہوار کامیابی سے انجام پذیر ہوا۔

۲۸ ؍دسمبر عید الفطر کا مبارک دن اور احمدیت کی نمایاں فتح

۲۷ ؍دسمبر کو تمام شہر میں سیکرٹری جماعت احمدیہ علی پور کی جانب سے مندرجہ ذیل مضمون کے اشتہارات چسپاں کئے گئے جن کا خلاصہ درج کئے دیتا ہوں۔ کہ ۲۸ ؍دسمبر کو نماز عید الفطر مسجد احمدیہ واقع وسط بازار حسب دستور باقتداء مولانا قاضی شیر محمد صاحب پیش امام جماعت احمدیہ علی پور ادا کی جائیگی۔ جمیع احباب ٹھیک دس بجے صبح اس روحانی اجتماع میں شمولیت فرما کر مواعظ حسنہ سے مستفید ہوں۔ بعد فراغت صلوٰۃ و خطبہ ہمارے پیش امام صاحب متعلق مسائل متنازعہ جن پر بہ الامتیاز اور ما بہ الاشتراک کی بنا ہے۔ تقریر فرمائیں گے۔ ازاں بعد مولوی نور محمد صاحب و مسٹر گل محمد صاحب و قاضی محمد منیر صاحب و خاکسار سیکرٹری درثمین سے نظمیں پڑھیں گے۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ وقت بغرض تبادلہ خیال سوال ... کے لئے رکھا گیا ہے۔ امن پسند اصحاب از روئے نیک نیتی اور تحقیق حق وقت ...

ٹھیک دس بجے تمام احباب مسجد میں تشریف لے آئے۔ جناب قاضی صاحب نے نماز پڑھائی اس کے بعد مختصر خطبہ جو عام پند و نصائح پر مشتمل تھا دیا۔ بعد ... اخویم مکرم مولوی نور محمد صاحب کلرک ڈاکخانہ علی پور اور قاضی محمد منیر صاحب میاں گل محمد صاحب دکاندار اور خاکسار نے خوش الحانی سے نظمیں پڑھیں ... کے بعد موافق پروگرام مقررہ مرتبہ مولانا قاضی صاحب نے مسئلہ وفات مسیح پر نہایت عالمانہ فاضلانہ ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ اسی دوران میں غیر از جماعت دوست جوق در جوق آ شامل ہوئے۔ تمام مسجد بھر گئی۔ مولوی صاحب نے تتمہ تقریر پر عیسائی صاحبان اور غیر از جماعت صاحبان کے عقائد کا دوبارہ حضرت مسیح موازنہ کر کے دکھایا۔ کہ فریقین تفضیل مسیح علی تمام انبیاء اور الوہیت مسیح کے قائل ہیں۔ مگر غیر از جماعت احباب صرف زبان سے اعلان نہیں فرماتے ورنہ دلائل فریقین میں رائی برابر کا بھی تفاوت نہیں پایا جاتا۔ بالآخر ہمارے خطیب صاحب نے لیکچر بیان کو ختم کیا حسب اعلان شائقین کو تبادلہ خیال کا موقعہ دیا گیا۔

مولوی محمد عیسےٰ صاحب سکنہ ... و مولوی قادری ... صاحب شاہ صاحب سکنہ ماڑیاں و نور محمد صاحب غیر از جماعت حضرات کی جانب سے برائے تبادلہ خیال منتخب ہوئے۔ قاضی صاحب کی تقریر پر مولوی صاحبان کو تبصرہ کرنے کی جرأت تو نہ ہوئی۔ غیر متعلق مسائل پر گفتگو میں اپنی خفت کو پوشیدہ کرنے کی کوشش کی اور اس رنگ میں اپنی شکست کا اعتراف کرتے رہے۔ استفسار کرنے پر کہ آنحضرت کو معراج روحانی ہوا یا جسمانی ؟ (۲) حدیث ... کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔ (۳) بخاری اور مسلم کے متعلق احمدیوں کا اعتقاد ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا۔ کہ گو آپ کے مستفسر ...

کو ہمارے بیان سے دور کا بھی تعلق نہیں تاہم علی طریق تنزل آپ لوگوں پر اتمام حجت کئے دیتا ہوں۔ قاضی صاحب ممدوح نے ایک فاضلانہ جوابی تقریر اپنی وسعت معلومات کی بنا پر فرمائی۔ جواب الجواب کی جرأت اہل سنت کے متبحرہ علماء کو قطعاً نصیب نہ ہوئی علمی رنگ میں کچھ ایسے بدحواس ہوئے۔ کہ زبان لڑکھڑانے لگی۔ باوجود ہمارے کا طرف سے متانت اور سنجیدگی اختیار کرنے کے حسب معمول تمسخر اور استہزاء کا

(باقی ... میں)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۳۸

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ: سالانہ — چھ روپے، ششماہی — تین روپے

طلباء سے: سالانہ — چار روپے، ششماہی — دو روپے

ممالک غیر سے: پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر: میرزا مسعود بیگ ایم۔ اے

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۴ — لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۱۵ شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۳۵ء — نمبر ۳

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حقیقی نفع رساں خدا کی ذات ہے

دنیا میں لوگ حکام یا دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی نفع اٹھانیکی ایک خیالی امید پر ان کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامد کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمتگاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہوجاوے تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقع مخصوص پر نفع پہنچنے کی امید ہوسکتی ہے۔ اس خیالی امید پر انسان اس کے خدمتگاروں کی ایسی خوشامدیں کرتا ہے کہ میں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہوں۔ اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی امید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے۔ مگر اس معطی حقیقی کی جو بدوں کسی معاوضے کے اور التجا کے اس پر بے انتہا فضل کرتے ہیں ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ انسان اس کو نفع پہنچانا بھی چاہے تو؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خدا تعالےٰ کے بدوں پہنچ ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ نفع اٹھاوے نفع دینے والا یا خود یہ دنیا سے اٹھ جائے۔ یا کسی ایسے خطرناک مرض میں مبتلا ہوجاوے کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اس سے غرض اصل بات یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم انسان کے شامل حال نہ ہو۔ انسان کسی سے کوئی فائدہ [illegible] تا۔ پھر جبکہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے پھر کس قدر بےحیائی ہے کہ انسان غیروں کے دروازہ پر ناک رگڑتا پھرے۔ مومن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے جو اس کا حق نہیں ہے۔ متقی کیلئے خود راہیں نکال دیتا ہے۔ اس کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا [illegible] بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اسکے ساتھ وہ محبت کرتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے واللہ رؤف بالعباد (البقرہ ۱۳)

(۱۹۰۰ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے مالوں کو آپس میں ناحق نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر رحم کرنیوالا ہے اور جو شخص حد سے نکل کر اور ظلم سے ایسا کریگا۔ ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ (النساء ۴: ۲۹—۳۰)

(۲) اگر تم ان بدیوں سے بچتے رہو جن سے تم کو روکا جاتا ہے تو ہم تمہاری بدیاں تم سے دور کردینگے اور تم کو عزت کی جگہ میں داخل کردیں گے۔ (النساء)

(۳) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے حقوق کی حفاظت کرنیوالے انصاف کی گواہی دینے والے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ سے قریب ہے اور اللہ کا تقویٰ کرو بیشک اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔ اللہ نے ان سے جو ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں، وعدہ کیا ہے کہ ان کیلئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔ (المائدہ ۵: ۸)

حدیث شریف

(۱) جو شخص خدا کا واسطہ دیکر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو اور جو کچھ مانگے تو اسے دیدو اور جو تمہاری دعوت کرے اسے قبول کرو اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اسے اسکا بدلہ دو۔ اور اگر بدلہ دینے کی توفیق نہ رکھو تو اس کے حق میں نیک دعا کرو یہاں تک کہ اس کا بدلہ اتار دو۔ (بخاری)

(۲) میری امت کا دوسرے ممالک میں سیاحت کیلئے جانا بھی خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ (ابوداؤد)

(۳) جس شخص نے محض ریاکاری اور دکھاوے کی غرض سے ایسی [illegible] وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے مکر و فریب کے دو لباس پہن رکھے ہیں۔

(۴) جو شخص ایک چڑیا کو بھی لہو و لعب کے طور پر بیہودہ مار دیگا قیامت کے دن وہ چڑیا اسکے خلاف بارگاہ الٰہی میں فریاد کریگی کہ اے اللہ اس شخص نے مجھے بے فائدہ مار ڈالا تھا مگر اس فعل سے اسے کوئی بھی فائدہ [illegible]

حضرت مجدد الف ثانی کے حوالے کے متعلق قادیانی جماعت سے مطالبہ

(از مولوی عمر الدین صاحب احمدی۔ از دھلی)

جماعت احمدیہ لاہور کا یہ پرانا مطالبہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۰ پر لکھا ہے کہ:-

"جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں۔ وہ نبی کہلاتا ہے"

اس میں "وہ نبی کہلاتا ہے" سے اگر بعض افراد امت کا سچ مچ نبی ہو جانا یا نبی کہلانا ہی مراد ہے تو یہ حوالہ کہاں ہے۔ مکتوبات امام ربانی میں تو یہ کہیں نہیں ہے۔

چونکہ قادیانی جماعت یہ مانتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ واقعی نبی اللہ ہیں اور اس کے ثبوت میں وہ حقیقۃ الوحی کے صفحات ۳۹۰-۳۹۱ کو خصوصیت سے پیش کیا کرتے ہیں، اس لئے ان سے یہ مطالبہ بارہا ہو چکا ہے کہ وہ مجدد صاحب کا حوالہ مکتوبات میں سے دکھائیں۔ جہاں مجدد صاحب نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو جس میں پیشگوئیاں بکثرت ہوں نبوت قرار دیا ہو۔ یا ایسے ملہم و متکلم کو نبی اللہ لکھا ہو۔ مگر وہ آج تک اس مطالبہ کو پورا نہ کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔

دشمنوں نے بھی یہ سوال اٹھایا اور حضرت مسیح موعودؑ پر اس مطالبہ کی بنا پر افترا کا الزام لگایا۔ مگر قادیانی جماعت نے نبوت کے ثابت کرنے کے شوق میں افترا کے الزام کی بھی پروا نہ کی حالانکہ یہ الزام اس قدر سنگین ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی صداقت ہی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ دشمنوں کی اس مطالبہ میں نیک نیتی نہ تھی۔

سب سے پہلے یہ سوال حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے اٹھایا اور قادیانی جماعت کو غلو سے بچانے کے لئے اصل حقیقت بیان کر دی تاکہ دشمنوں کو مسیح موعودؑ پر حملہ کرنے کا موقعہ نہ ملے لیکن قادیانی جماعت نے پروا نہ کی۔ قادیانی جماعت میں بعض سعید الفطرت ایسے بھی ہیں جو اس سوال کو حل کرانا چاہتے ہیں مگر وہ بوجہ مرید ہونے کے جرأت کے ساتھ اس سوال کو پیش نہیں کر سکتے اور اگر کسی نے کبھی دبے ہوئے اور کمزور الفاظ میں یہ سوال قادیان بھیجا بھی تو انٹ شنٹ جواب دے کر بات کو ٹال دیا گیا۔

گذشتہ دسمبر میں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر میں بھی قادیان گیا۔ وہاں مختلف مواقع پر لوگوں سے مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام پر گفتگو ہوتی رہی اور ایک موقعہ پر میں نے یہ کہدیا کہ حوالہ زیر بحث مکتوبات امام ربانی میں ہے مگر وہاں "نبی" کے بجائے لفظ "محدث" ہے۔ اور اس مکتوب کو حضرت مسیح موعودؑ دو دفعہ پہلے نقل کر چکے ہیں اور وہاں آپ نے "محدث" ہی لکھا ہے اس لئے حقیقت الوحی میں نبی سے مراد محدث ہی ہے ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ مجدد صاحب کی عبارت میں نعوذ باللہ دانستہ خیانت کی گئی ہے۔

اس موقع پر فضل کریم صاحب احمدی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول عارفوالا ضلع منٹگمری کہنے لگے کہ مکتوبات میں "نبی" کا حوالہ بھی موجود ہے میں نے کہا کہ بالکل غلط ہے کسی مکتوب میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کے پانیوالے امتی کو نبی نہیں لکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایسا حوالہ اخبار "فاروق" میں پڑھا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ مجھے دکھائیں۔ میرے خیال میں یہ دھوکہ ہے۔ فضل کریم صاحب مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ماسٹر محمد علی صاحب اظہر کے پاس لے گئے کیونکہ انہیں کے مضمون کی بنا پر وہ کہہ رہے تھے کہ مکتوبات میں نبی کا حوالہ موجود ہے۔ ماسٹر اظہر صاحب نے کہا کہ میں نے مکتوبات میں سے یہ حوالہ دیکھ کر پیش کیا تھا اور یہ حوالہ درست ہے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ حوالہ کس مکتوب میں ہے تو انہوں نے کہا کہ میں یہ دیکھ کر بتا سکونگا۔ زبانی یاد نہیں۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا میں "پیغام صلح" میں یہ سوال اٹھاؤنگا۔ آپ اس وقت جواب دیدینا مگر ساتھ ہی کہدیا کہ میں نے مکتوبات کو اس حوالہ کی تلاش میں پڑھ ڈالا۔ مجھے تو ملا نہیں۔ اور نہ ایسا حوالہ اس میں ہے۔ مگر اظہر صاحب نے حوالہ دکھانے کا وعدہ کیا۔ اس لئے میں اب ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ صاحب اچھی طرح مکتوبات کو دیکھکر مطلوبہ حوالہ پیش کر دیں۔ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون و تسئلون یوم الحساب

بیان المجاھد

میں نے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد سے بھی یہ سوال کیا تھا۔ ان کا جواب سب سے عجیب تھا اور وہ یہ تھا کہ مجدد صاحب سرہندی نے تو محدث ہی لکھا ہے مگر حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے علم پاکر محدث کی بجائے نبی لکھدیا ہے اور یوں مکتوبات کی غلطی کو درست کر دیا۔ اور کہا کہ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے بعض اہل اللہ احادیث کی بعض غلطیوں کو آنحضرت صلعم سے علم پا کر درست کر دیتے ہیں

مگر ہر عقلمند اس جواب سے اندازہ کر سکتا ہے کہ قادیانی علماء اصل مطالبہ کا جواب دینے سے کہاں تک عاجز ہیں اور پھر یہ کسقدر "معقول" جواب ہے اس کے تو یہ معنے ہوئے کہ کسی کی عبارت میں پہلے تو تحریف کر لی اور بعد میں جب پکڑے گئے تو کہدیا کہ خدا سے علم پا کر ہم نے تو اصلاح کر دی ہے۔ شاید یہود کے علماء بھی یہی کام کرتے ہونگے۔ مگر قرآن مجید نے تو ان کے متعلق

یحرفون الکلم عن مواضعہ

کا فتویٰ ہی دیا ہے اور یہی حق ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ایک غلط قدم کا نتیجہ یہ ہے کہ قادیانی علماء ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے جا رہے ہیں اور علم و عقل کے خلاف بہانہ سازی کرتے ہیں۔ بھلا یہ بھی کوئی ایمانداری ہے کہ اپنی غلطی کو چھپانے کے لئے مسیح موعودؑ پر افترا باندھا جائے۔ نہ مسیح موعودؑ نے کہیں لکھا کہ مجھے خدا تعالےٰ نے علم دیا ہے کہ مجدد صاحب نے محدث کا لفظ غلط لکھا ہے اور نہ یہ فرمایا کہ میں مکتوبات کے حوالہ کو تصحیح کر کے پیش کرتا ہوں اور نہ ایسا کرنا جائز ہے۔ بلکہ اس کے تو یہ معنے ہوئے کہ مجدد صاحب کی شہادت تو تھی خلاف۔ لیکن ہم کو اس کو پیش کرنا تھا۔ اس لئے اس میں تحریف کر لی۔ نعوذ باللہ من ذالک

واقعہ تو یہ ہے کہ حقیقت الوحی کے بعد بھی حضرت مسیح موعودؑ نے ایک معترض کے جواب میں مکتوبات کے اسی حوالہ کو پیش کر کے لفظ محدث ہی بیان فرمایا۔ اور حقیقت الوحی میں بھی آپ کی مراد محدث ہی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ امتی نبی اور محدث کو ہم معنی سمجھتے ہیں اور ایسا لکھتے رہے۔ اس لئے ان پر تو کوئی اعتراض پڑ نہیں سکتا البتہ قادیانی جماعت پر اعتراض پڑتا ہے۔ اس لئے ہم ان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مکتوبات میں سے زیر بحث حوالہ دکھائیں اور اگر وہ نہ دکھا سکیں تو مان لیں کہ مسیح موعودؑ کا دعوےٰ بھی محدثیت کا ہی ہے جسے مجازاً نبوت کہہ سکتے ہیں۔ اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد تو بہاولپور والے مقدمہ میں اپنا حلفیہ بیان دے کر اسے لکھوا چکے ہیں۔ وہاں تو صاف آپ نے اقرار کر لیا ہے کہ:-

"حضرت مرزا صاحب درحقیقت نبی نہیں ہیں اور ان کے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہاں مرزا صاحب لغوی معنوں میں نبی ہیں اور ان کو کافر کہنے والا حدیث نبوی کے ماتحت کافر ہے"

بطور حیلہ شرعی کے اگر مولوی غلام احمد صاحب کہیں کہ یہ میرے الفاظ نہیں ہیں تو میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ الفاظ تو ان کے نہیں ہیں مگر ان کا مفہوم یہی ہے جو میں نے خلاصۃً اپنے الفاظ میں اوپر درج کر دیا ہے اور اگر وہ یہ کہیں کہ ان کا مفہوم بھی یہ نہیں اور نہ ان کی شہادت سے تو وہ اپنے بیان کو جسے اظہار الحق کے نام سے شائع کیا گیا ہے پھر پڑھیں اور اس کے صفحات ۸۱-۱۱۸-۳۱۳-۳۱۴ کو خاص طور پر مطالعہ فرمائیں۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ اس پر ایک الگ مضمون لکھ کر دکھاؤنگا کہ بیان المجاہد میں تو کئی جگہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تائید اور تصدیق کی گئی ہے اور اپنے خلیفہ صاحب کے عقائد کو بدلائل غلط قرار دیا گیا ہے۔ والسلام

استحکامِ جماعت کے متعلق ایک ضروری تجویز

بیکار نوجوانوں کو کام دلانے کا سوال!

آج کل ساری دنیا اقتصادی بدحالی کے عذاب میں گرفتار ہے۔ روزگار کا مسئلہ روز بروز زیادہ نازک و پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے۔ چاروں طرف بیکاری کا رونا ہے۔ ہندوستان میں یہ مصیبت اکثر ممالک سے زیادہ تکلیف دہ اور پریشان کن صورت میں موجود ہے۔ تعلیم یافتہ اور سفید پوش نوجوان سب سے زیادہ بیکاری کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ہر طرف ہمیں ان لوگوں کے حواس باختہ مایوس و متلاشی گروہ نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں پر روزگار کے دروازے برادران وطن کی نسبت زیادہ سختی سے بند ہیں۔ تجارت ان کے ہاتھ میں نہیں۔ سرکاری دفاتر میں ان کے لئے بہت ہی کم گنجائش ہے۔ صنعت و حرفت کا میدان بھی رفتہ رفتہ مسلمانوں کے ہاتھ سے چھن رہا ہے۔ جماعت احمدیہ بھی مسلمانوں ہی کا ایک حصہ ہے لیکن اس کے لئے دوہری مصیبت ہے۔ انہیں بحیثیت مسلمان برادران وطن کی "نوازشوں" سے بھی حصہ ملتا ہے پھر مسلمان بھائیوں نے ہمارے حال پر جن "عنایات" کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اسے بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ان حالات میں یہ بات اشد ضروری ہے کہ جماعت کے بیکار نوجوانوں کے لئے روزگار مہیا کرنے کی غیر معمولی اور منظم کوشش کی جائے۔ الحمد للہ بزرگان سلسلہ اس اہم ضرورت سے غافل نہیں۔ قبل ازیں بھی اس بارہ میں کچھ نہ کچھ کام ہوتا رہا ہے۔ لیکن اب اس کو زیادہ وسعت دینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے

جن دوستوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ مطالعہ فرمایا وہ جانتے ہیں کہ اس سال کیلئے استحکام جماعت کا جو پروگرام تجویز ہوا [illegible]ں میں اس مسئلہ کو کافی اہمیت دی گئی ہے۔ ۳ ؍ جنوری کے خطبہ جمعہ میں [illegible] جماعت میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے اس امر کی مزید وضاحت [illegible] بیکاری کے طوفان اور مشکلات کے ہجوم کے باوجود کام کرنے [illegible]وں کے لئے ہر شعبہ زندگی میں کافی گنجائش ہے۔ ضرورت اس [illegible] اروں کے لئے روزگار تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ ان [illegible]یت دیگر مفید و کار آمد بنایا جائے۔ اس کی یہ صورت [illegible]کہ بیکار نوجوان مرکز میں آجائیں۔ یہاں ان کو [illegible]نے کی پوری کوشش کی جائیگی۔ لیکن یہ ایک [illegible] کے چند بزرگ اور کارکن تنہا کچھ زیادہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ بیرونی جماعتیں اور احباب ان کی خاطر خواہ مدد نہ کریں۔ ہر ایک شخص کا ایک حلقہ اثر ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں تھوڑے بہت ذرائع ہوتے ہیں۔ پھر صاحب استطاعت لوگوں کے پاس بیکاروں کے لئے کام مہیا کرنے کی گنجائش بھی ہوتی ہے۔ ان سب کو اس کار خیر میں شرکت کرنی چاہیئے۔ ایک نوجوان آدمی کے لئے بیکاری سب سے بڑی مصیبت اور بہت بڑا اخلاقی خطرہ ہوتی ہے۔ بیکار نوجوان اپنے خاندان اور اپنی قوم پر ایک ناگوار اور نقصان رساں بوجھ ہیں۔ ... ان کے لئے مناسب روزگار مہیا کر دیا جائے تو پھر یہ بوجھ کی بجائے قوم کے دست و بازو بن جاتے ہیں۔ اگر ہم اپنے نوجوانوں کے لئے کام مہیا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو قلت تعداد کے باوجود ہمیں قابل رشک طاقت حاصل ہو سکتی ہے اور جماعت کی ترقی کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہو سکتا ہے جو اسے دنوں میں عروج پر پہنچا دیگا۔

شاہ افغانستان کی ایک تقریر

افغانستان کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ماہ سردیوں کی تعطیلات شروع ہونے سے پیشتر کابل کے مکاتب کے طلبہ کا ایک اجتماع ہوا جس میں شاہ افغانستان نے بھی ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی اس کے مندرجہ ذیل الفاظ تمام مسلمانوں کے لئے قابل توجہ ہیں

"آج مسلمانان عالم سخت خطرات میں مبتلا ہیں۔ اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کی روایات سے بالکل بے خبر اور غافل ہیں۔ ازمنہ ماضیہ کے مسلمانوں کی ترقی کی اصلی وجہ یہ تھی کہ وہ مذہب کے پورے پابند تھے اور موجودہ مسلمانوں کے انحطاط کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ پورے طور پر مذہب کے پابند نہیں۔"

جوان سال بادشاہ کا یہ ارشاد حقیقت پر مبنی ہے مسلمانان عالم کو آج گوناگوں خطرات درپیش ہیں۔ دنیا کے بہت سے حصوں میں ان کی قومی زندگی کو مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہ زوال و پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ اس کی واحد وجہ مذہب سے بُعد ہے۔ مسلمانوں کا غیر تعلیم یافتہ اور تاریک خیال طبقہ مولویوں اور پیروں کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے جو ان کو مذہب کے نام پر تعصب سے دور لیجا رہے ہیں۔ اور خدا پرستی کے نام پر اوہام پرستی کی تعلیم دے رہے ہیں۔ تعلیم یافتہ افراد روشن خیالی کی تاریکی میں مبتلا ہو کر مذہب سے غافل ہو رہے ہیں ضرورت ہے کہ ان سب کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے آگاہ کر کے دعوت عمل دی جائے ہمارے بزرگوں کی ترقی و عروج کا راز ان کی پابندی مذہب پر منحصر تھا ہم بھی صرف اسی طریق پر عمل کر کے کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔

احمدی عازمان حج

احمدیت کی مخالفت کی زہریلی ہوا سے عوام کے دماغ کچھ ایسی بری طرح ماؤف ہو چکے ہیں کہ وہ جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے خلاف ہر ایک بات کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ خواہ وہ واقعات اور عقل کے کسقدر خلاف کیوں نہ ہو۔ ہمارے مخالفین کا ایک غلط الزام یہ بھی ہے کہ احمدی حج کے خلاف ہیں اور کوئی احمدی حج کو نہیں جاتا۔ اس الزام کو ایسی چالاکی سے مشہور کیا گیا ہے کہ بڑے بڑے سمجھدار اور باخبری کے مدعی بھی اس غلط بیانی کا شکار ہو جاتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم قرآن کے حکم کے مطابق دوسرے مسلمانوں کیطرح حج کو اسلام کا رکن سمجھتے ہیں جو مقررہ شرائط کے ساتھ ہر ایک صاحب استطاعت فرض ہے۔ ہماری جماعت کے ایک ایک فرد کے دل میں خانہ کعبہ اور روضہ نبوی کی زیارت کا بے پایاں شوق موجود ہے۔ ہر سال اللہ تعالیٰ ہم میں سے جن خوش نصیب لوگوں کو توفیق دیتا ہے وہ حج کرتے ہیں۔ گذشتہ سال کئی دوست گئے تھے جن کے اسما کا اعلان پیغام صلح میں ہوا۔ امسال پانچ احباب روانہ ہو چکے ہیں۔ دو تین کے ارادہ سفر کی اطلاع مل چکی ہے۔ امید ہے ابھی چند اور دوست بھی ہونگے جو حج کو روانہ ہو چکے ہیں یا ہونیوالے ہیں۔ ہماری جماعت کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں۔ اگر اوسط نکالی جائے تو احمدی دوسرے مسلمانوں سے نسبتاً زیادہ تعداد میں حج کو جاتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ اور عمل نہایت صفائی اور وضاحت سے سب کے سامنے موجود ہے اس کے باوجود یہ غلط بیانی کہ احمدی حج کے خلاف ہیں اور کوئی احمدی حج کو نہیں جاتا کسقدر ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے

"احراری منطق"

نام نہاد مجلس احرار کے کرتا دھرتا آجکل برادران وطن کے بچھائے ہوئے اس زریں جال میں اسیر ہونے کیلئے بیقرار نظر آتے ہیں جس نے ان کو نہرو رپورٹ کے زمانہ میں زر خرید غلام بنا لیا تھا۔ ویسے تو ان لوگوں کو آج تک مسلمانوں کی بہبودی کا کوئی کام کرنیکی توفیق نہیں ہوئی۔ انہوں نے ہمیشہ مفید دینی و قومی کاموں کی مخالفت اور تخریب کو ہی اپنا شیوہ بنایا ہے لیکن اب کچھ عرصہ سے انہیں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے نام سے بھی چڑ ہو گئی ہے۔ معاصر "انقلاب" نے احراری لیڈروں کو ان کی غلط روی پر نہایت متانت و معقولیت سے ٹوکا۔ اس پر یہ لوگ اس کے درپے آزار ہو رہے ہیں۔ طول طویل مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ مولوی مظہر علی اظہر اس کارِ خیر میں سب سے پیش پیش ہیں۔ "انقلاب" کا ایک قصور یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے اتحاد کی ضرورت کا اظہار کیا تھا۔ احراریوں کا شوقِ نفاق پسندی اس کی اس جرأت کو برداشت نہ کر سکا۔ اور ارشاد ہوا کہ مسلمانوں کے اتحاد کی صدا بلند کی جائیگی تو ہندو اور سکھ بھی اپنے اتحاد کی کوشش شروع کر دیں گے۔ لہذا مسلمانوں میں اتحاد کی کوشش کرنا یا ایسی یکجا رکھنا بہ ان میں یکجہتی پیدا کرنا منافی اصول سیاست ہے۔ اس منطق کی رو سے تو مسلمانوں کو اپنی بہتری کا کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ہندو اور سکھ بھی اس کی تقلید کریں گے۔ اغراض پرستی کا جنون انسان کو معقولیت اور ایمانداری سے کس قدر دور کر دیتا ہے۔ مجلس احرار کا کانگریس اور مہاسبھا سے قرب مسلمانوں کے لئے خدا جانے آئندہ کون کون سی مصیبتیں برپا کریگا۔

ہندو دنیا پر ایک نظر

(از محمد انعام الحق ہوشیارپوری)

مسلمانوں کو ہندو قوم کے مشہور مذہبی پیشوا جگت گرو سری شنکر اچاریہ ڈاکٹر کرتکوٹی کا ممنون ہونا چاہیئے کہ انہوں نے اشدھی کانفرنس پونا کی صدارت فرماتے ہوئے ایک ایسی بات واضح طور پر کہدی جو تمام مہاسبھائی ہندوؤں کی دلی آرزو اور ان کی تمام کوششوں کا مقصود ہے لیکن وہ اسے بعض مصلحتوں کی وجہ سے زبان پر نہیں لاتے تھے، ڈاکٹر صاحب موصوف نے کانفرنس مذکور میں نہایت پرجوش الفاظ میں اعلان فرمایا کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کیلئے ہے دوسری تمام قومیں یہاں مہمان ہیں اور انہیں مہمان ہی کی حیثیت سے رہنا چاہیئے چند ہزار انگریزوں کو چھوڑ کر باقی مسلمان اور عیسائی ہی ہیں۔ جن کو ڈاکٹر صاحب نے "مہمان" قرار دیا ہے۔ عیسائیوں سے تو مہاسبھا کو کوئی خاص پرخاش نہیں۔ حقیقت میں ان کا روئے سخن مسلمانوں کی طرف ہے

محولہ بالا اعلان اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مہاسبھائی ہندو مسلمانوں کو ہندوستان سے نکالنا چاہتے ہیں۔ یا کم از کم ان کے قومی وجود اور حقوق کو تسلیم کرنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہیں، کیا ہندوستان سے مسلمانوں کو نکالا جا سکتا ہے؟ ہمارے خیال میں اس سوال پر غور کرنے اور اس کا جواب سوچنے کی بجائے مسلمانوں کے لئے ہندوؤں کے وہ جذبات وعزائم زیادہ قابل توجہ ہیں۔ جو اس اعلان کی اصل وجہ اور حقیقی محرک ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس ملک سے نکالنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا ہندوؤں کو۔ لیکن یاد رہے ممکنات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ کروڑوں ہندوؤں کے دلوں میں جو جذبات وعزائم پرورش پا چکے ہیں مسلمانوں کو اس سے بے خبر نہیں رہنا چاہیئے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک مستقل جدوجہد اور آپس میں پائیدار اتحاد ہی ہندوستان میں مسلمانوں کی قومی زندگی کا ضامن ہو سکتا ہے۔ گذشتہ اشاعت میں بھی اس طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔

نامناسب نہ ہوگا اگر ڈاکٹر کرتکوٹی کے اس "مہاسبھائی نعرہ" کو ذرا دلائل ومعقولیت کی کسوٹی پر بھی پرکھ کر دیکھا جائے۔ انہوں نے ہندوستانی مسلمانوں کو "مہمان" صرف اس لئے قرار دیا ہے کہ ان کا ایک حصہ عرب ایران سے ہندوستان آیا۔ لیکن اسی معیار کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو خود ہندوؤں کے حصے میں بھی میزبانی کی سعادت کی بجائے "مہمان" بننے ہی کا شرف آتا ہے۔ تاریخ کا مستند اور ناقابل تردید فیصلہ موجود ہے کہ آریہ ہندوؤں کے آباؤ اجداد وسط ایشیا سے ہندوستان آئے تھے، انہوں نے ہندوستان کے اصل باشندوں اور حکمرانوں کو مار مار کر پہاڑوں اور جنگلوں میں دھکیل دیا۔ یا غلام بنا دیا۔ اس اعتبار سے ہندوستان کے آٹھ نو کروڑ اچھوتوں کے سوا باقی تمام ہندوستانی "مہمان" ہیں اور ان میں سولہ سترہ کروڑ ہندو بھی شامل ہیں۔ کوئی وجہ نہیں مسلمانوں اور عیسائیوں کیطرح ڈاکٹر صاحب کی قوم بھی ہندوستان میں مہمانوں کی طرح نہ رہے۔ ڈاکٹر امبیدکر کیلئے "مہمان و میزبان" کی یہ تعریف بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر کرتکوٹی کے اس "خلاف مصلحت" اعلان پر بعض ہندو حلقوں میں بہت لے دے ہوئی اور اس کو احتیاط کے خلاف سمجھا گیا۔ اس پر ایک تو ڈاکٹر صاحب موصوف نے پینترا بدل کر میرے اعلان کا اصل مقصد کچھ اور تھا۔ میں تو ہر اس شخص کو ہندو سمجھتا ہوں جو ہندوستان کو اپنا ملک سمجھتا ہے اور ہندو مہا سبھا میں مسلمان بھی شامل ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ ہندوستان کو اپنا وطن سمجھیں اور اس کے مذہب، اس کی کلچر اور اس کے علوم کو سب سے بہتر خیال کریں۔ کاش انہوں نے ہندوستان کے مذہب کلچر اور علوم کی تشریح نہ فرمائی۔ ہندوستان کا اصل مذہب تو وہی ہو سکتا ہے جو بھیل اور دراوڑ وغیرہ قوموں کا آریہ ہندوؤں کے ہندوستان آنے سے قبل تھا کلچر اور علوم وغیرہ کے متعلق یہی بات صحیح ماننی پڑیگی اس لحاظ سے بھی ڈاکٹر صاحب کی قوم "مہمان" ہی رہتی ہے۔ "میزبان" کا مقام ان کو اچھوتوں کیلئے خالی کرنا پڑتا ہے۔

پنجاب کے مشہور سنگھٹنی لیڈر بھائی پرمانند نے بھی ڈاکٹر کرتکوٹی کی تائید میں ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں:-

"مسلمان اور عیسائی اس ملک میں حملہ آور یا غیر ملکی مذاہب کے مبلغوں کی حیثیت میں آئے۔ لہذا انہیں اس ملک کے باشندے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ غیر ملکی لوگ اس ملک کی قومیت میں شامل ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ ہندوستان کو بھارت ماتا سمجھیں اور اس کی خاطر زندہ رہنے اور مرنے کیلئے تیار رہوں"۔

افسوس اس بیان میں بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کے اعلان کی طرح ہی معقولیت کا فقدان ہے۔ آریہ ہندو بھی ہندوستان میں حملہ آوروں کی حیثیت سے آئے۔ انہوں نے ملک کی خاطر زندہ رہنے اور مرنے کی بجائے اس ملک کے اصل باشندوں کو مارنا اور تباہ کرنا اپنا شیوہ قرار دیا۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں ہندو راج کے قیام کا مجنونانہ جذبہ اس قسم کے اعلانات وبیانات کا اصل محرک ہے۔ خردمندی کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان برادران وطن کے اس جذبہ سے پوری طرح باخبر ومحتاط رہیں۔

گذشتہ ہفتہ کوچین کے علاقہ میں مشہور اچھوت قوم تھیہ کے نوجوانوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر امبیدکر کا ایک پیغام بھی پڑھا گیا۔ اس بیان میں ڈاکٹر صاحب نے ہندو دھرم کے متعلق مندرجہ ذیل خیال کا اظہار کیا ہے:-

"ہندوازم کوئی مذہب نہیں یہ فقط ایک متعدی مرض کا نام ہے جو کوئی اس متعدی مرض سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسے ہندو مذہب سے اپنے تعلقات منقطع کر لینا چاہیئے۔ ہندوازم سے پسماندہ اقوام کے سلسلہ تعلقات کو منقطع کر لینا آخر الذکر کے بقائے حیات کے لئے ازحد ضروری ہے"۔

ڈاکٹر صاحب کے مندرجہ بالا افکار ان کے تبدیلی مذہب کے عزم کی پختگی کا ایک اور قابل یقین ثبوت پیش کرتے ہیں۔

آپ نے اپنے ہم قوموں کو تبدیلی مذہب کے متعلق مشورہ دیا ہے کہ:-

"اچھوت اقوام کو تبدیلی مذہب کے متعلق متفقہ اقدام کی ضرورت ہے۔۔۔۔ انفرادی طور پر جدید مذہب کی قبولیت ان کے مفاد کے صریحاً خلاف ہے کیونکہ اس سے ان کی طاقت کمزور اور بدوجہ صدمہ پہنچے گا اور اس طریقہ سے مذہب کی تبدیلی اتفاق واتحاد کی نشانی ہونے کی بجائے افتراق وتشتت کا سبب بن جائے گی"۔

ڈاکٹر صاحب کا تبدیلی مذہب کا پختہ عزم اور اپنے ہم قوموں کو اجتماعی طور پر تبدیلی مذہب کا مشورہ دونوں ایسی باتیں ہیں جو مسلمانوں کے لئے تبلیغی نقطہ نگاہ سے بیحد مفید ہیں۔ پہلے اچھوتوں کو مسلمان کرنے کے لئے ضروری تھا کہ انہیں ہندو دھرم کی زنجیروں سے آزاد کرایا جائے۔ اب یہ کام اچھوتوں کی بیداری اور احساس خودداری سے خود بخود انجام پا رہا ہے۔ نو کروڑ اچھوت برّاعظم ہند کے مختلف حصوں میں پھیلے پڑے ہیں۔ اگر وہ منظم ہو کر متفقہ طور پر تبدیلی مذہب کے لئے تیار ہو جائیں تو اس سے مسلمان مبلغین کا کام اور زیادہ سہل ہو جاتا ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ان سہولتوں کے باوجود مسلمان غافل ہیں۔ نو کروڑ افراد کی ایک عظیم الشان قوم اسلام کے دروازے پر دستک دے رہی ہے لیکن فرزندان اسلام محو خواب ہیں۔

امریکہ کی مس میو اپنی تصنیف "مدر انڈیا" کی وجہ سے ہندوستان میں کافی بدنام ہو چکی ہے۔ ہندو قوم تو اس سے بہت ہی بیزار ہے۔ حال ہی میں اس کی ایک اور کتاب "فیس آف مدر انڈیا" (بھارت ماتا کا روپ) شائع ہوئی ہے جس نے ہندوؤں کے غم وغصہ میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مس میو کی تصنیفات معاندانہ جذبات کے ماتحت لکھی جاتی ہیں۔ وہ ہندوستان یا اس ملک کی کسی قوم کی ہمدرد نہیں۔ اس کا مقصد اصلاح نہیں بلکہ تضحیک وتشنیع ہے لیکن اس نے "مدر انڈیا" میں جو کچھ لکھا ہے وہ بہت بڑی حد تک حقیقت پر مبنی ہے ایک دشمن کی زبان قلم سے بیان ہونے کے بعد بھی حقیقت حقیقت ہی رہتی ہے اس سے انکار کرنا عقلمندی نہیں۔ مس میو نے اپنی تازہ تصنیف میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی مذہبی اور طبعی کیفیتوں پر تبصرہ کیا ہے مسلمانوں کی توحید پرستی کے متعلق وہ لکھتی ہے:-

"مسلمان خالص ترین موحد ہے اس کا مذہب دو حصوں میں منقسم نہیں کہ ایک علماء کے لئے ہو ایک جہلا کے لئے۔ مسلمان کا دنیوی مرتبہ، ذہنی مقام اور معاشرتی پایہ کچھ ہو۔ وہ صرف ایک خدا کی پرستش کرتا ہے جو حاضر وناظر ہے، قادر مطلق ہے مسبب اول ہے سب سے ماوراء مالک الملک حاکم علی الاطلاق ہے"

ہندو اور اس کے مذہب کے متعلق مس میو نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے:-

"گنتی کے چند ترقی یافتہ ودوانوں (علما) کو چھوڑ کر جو ہندو قوم سے الگ تھلگ اور بے نیاز ہیں۔ ہندو سب سے بڑا مشرک ہے۔ وہ کروڑوں دیوتاؤں کی پوجا کرتا ہے۔ اور بعض دیوتاؤں کی پوجا کے بارے میں وہ ایسے اعمال کا ارتکاب کرتا ہے جو تہذیب انسانیت اور اخلاق وشرافت کے بھی سخت خلاف ہیں"۔

ہمارے برادران وطن مس میو کی نیت پر حملہ کر سکتے ہیں وہ اس کے مقاصد کے خلاف اظہار نفرت کی بھی انہیں کھلی اجازت ہے لیکن ایک سچی بات کو جھٹلانا خواہ وہ اشد ترین دشمن کی زبان سے ہی کیوں نہ کہی گئی ہو یقیناً جائز نہیں۔ مس مذکور نے مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت کے عین مطابق ہے۔ جس طرح مدر انڈیا کے مطالعہ سے دانش مند اور اصلاح پسند ہندو اپنی قوم کی معاشرتی اصلاح کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ اگر وہ ایمانداری سے مندرجہ بالا سطور پر غور کریں گے۔ تو انہیں اسلامی توحید کی طرف متوجہ ہونا پڑے گا ❖

مذاہب غیر

ہندوؤں کے مقدس درخت

بعض مخصوص اشجار کو مقدس مان کران کی پوجا کرنا شاید دنیا کی قدیم ترین مذہبی روایات میں سے ہے کیونکہ ہم دنیا کی ہر قدیم قوم اور ہر پرانے مذہب کو پرستش اشجار کا گرویدہ پاتے ہیں ازمنہ قدیم میں سبھی لوگ درختوں کی پوجا کرتے تھے۔ یا تو وہ یہ سمجھتے تھے کہ درختوں پر نیک و بد روحیں رہتی ہیں۔ یا ان کا تصور یہ تھا۔ کہ اشجار دیوتاؤں اور راہبوں کے مسکن ہیں۔ یا ان کا خیال یہ تھا۔ کہ ان کی پرستش کرنے سے بھگوان اپنی گوناگوں نعمتیں نازل کرتے ہیں . . . . بہرکیف اس کی تہ میں کچھ ہی ہو۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ پرانے لوگ درختوں کے پتوں، شاخوں پھلوں پھولوں وغیرہ کو بڑی عقیدت کے ساتھ اپنی پوجا کا نذرانہ پیش کرتے تھے۔ پرانی کتابوں مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ تو اس کے قائل تھے۔ کہ دیوتا درختوں میں اس طرح رہتے ہیں جس طرح جسم میں روح یا اپنے مکان میں مالک مکان مصر میں اوسرس دیوتا کو خدائے اشجار کہتے تھے۔ اور یہ یقین کیا جاتا تھا۔ کہ وہ بیک وقت دنیا کے تمام درختوں پر اپنا نورانی پرتو ڈالتا ہے۔ اس طرح نوآت دیوی کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ ان اشجار میں رہتی ہے۔ جو صحرا کے دامن میں لہلہا رہے ہیں اور جن سے ہر مرنے والے کو گزرنا ہے۔ یونان کے ہر دیوتا کے لئے ایک ایک درخت مخصوص تھا۔ زئیس کے لئے بلوط کا درخت تھا اپالو کے لئے پیپل کا درخت تھا۔ ڈایونی سیس کے لئے انگور کی بیلیں تھیں۔ ہیرا کے لئے خوشبودار جھاڑیاں تھیں اور اتھینی کے لئے زیتون کا درخت مخصوص تھا۔ افریقہ میں جہاں زندگی کا تصور یونان کی نسبت زیادہ تاریک اور لپیٹ تھا مقدس درختوں کو ان کی نشو و نما کے لئے خون پلایا جاتا تھا جس طرح آجکل درختوں کی جڑوں کو تھاولے بنا کر پانی دیا جاتا ہے۔ تاکہ درخت ہرے بھرے رہیں۔ اسی طرح ازمنہ تاریک میں سیاہ رنگ نسلیں درختوں کو حیوانی خون سے پالتی تھیں۔ بعض دیگر ممالک میں درختوں کی پوجا اس غرض سے کی جاتی تھی۔ کہ اس سے باپ دادا کی روحوں کو ثواب پہنچے۔ لوگ مختلف اشیا جو ان کے بزرگ اپنی زندگیوں میں رغبت سے استعمال کرتے تھے۔ درختوں کے لئے . . . . بطور نذر و نیاز لے کر آتے تھے۔ اور درختوں کے تھاولوں میں رکھ کر یہ دعائیں مانگتے ہوئے رخصت ہو جاتے تھے کہ ان اشیاء کا ثواب ہمارے باپ دادا کی روحوں کو پہنچے ہندوستان میں آج بھی شرادھ کی مذہبی رسم بڑ کے درخت کے نیچے ادا کی جاتی ہے۔ اور اگر بستی میں کوئی بڑ کا درخت نہ ہو تو شرادھ کی رسوم ادا کرنے [illegible] کی روحوں سے پرمنت درخواست کی جاتی [illegible] کہ وہ رسومات کو بڑ کے درخت کے نیچے ہی تصور کریں۔

[illegible] شاید ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے [illegible] کی پوجا باقی ہے۔ دیہاتوں میں گاؤں کے بڑے [illegible] کے درخت کے نیچے بیٹھ کر معاملات فیصل کرتے [illegible] یہ تصور خواہ وہ کتنا ہی غیر مؤثر ہو، ہوتا [illegible] کی برکت سے بگڑے ٹھیک ٹھیک ہو جائیں گے۔

ہندوستان میں بڑ کے درخت کو مقدس ماننے جانے کی وجوہات مذہبی ہیں۔ ہندوؤں کے مذہبی قصص میں جابجا اس کا ذکر آتا ہے کہتے ہیں کہ جب دنیا کو تباہ کر دینے والا سیلاب آیا۔ اور اس نے تمام اشیاء کو تباہ کر دیا۔ تو اس کے بعد نارائن بال مکند کے درن میں بڑ کے پتے پر لیٹے خوابیدہ تیرتے نظر آئے پھر ساوتری کے قصے میں بھی بڑ کا ذکر آتا ہے۔ اسی درخت کے نیچے ساوتری دیوی نے ملک الموت کے پنجے سے اپنے شوہر کی جان چھڑائی تھی۔ بڑ کے درخت کو باعث برکت بھی سمجھا جاتا ہے۔ یہ مقدس الفاظ سبھی نے سنے ہوں گے۔ کہ اپنے خاندان کو پیپل کی طرح بڑھنے اور بڑ کی طرح جڑ پکڑنے دو۔

ہم نے پیپل کا ذکر کیا۔ اس درخت کو بھی ہندوستان میں ہندو دھرم کی رو سے بڑی عظمت اور اہمیت حاصل ہے۔ مہاتما بدھ کے پرستار تو اسے دنیا کے سب درختوں سے بڑھ کر مقدس مانتے ہیں۔ سنسکرت میں پیپل کے درخت کو "اشوتھا" کہتے ہیں۔ سری کرشن جی مہاراج کے بھگوت گیتا میں ایک مقام پر کہا ہے۔ "درختوں میں میں اشوتھا ہوں"۔ اسی درخت کے سائے میں بیٹھ کر گوتم بدھ نے "نروان" حاصل کیا۔ اسی کے سائے میں اسے وہ سکون دل ملا جس کی تلاش میں وہ در بدر مارا مارا پھرتا تھا۔ یہیں سے اس نے وہ پیغام حاصل کیا جو تمام دنیا کو شانتی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس موقعہ پر یہ بتا دینا یقیناً دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ بدھوں کے نزدیک مہاتما گوتم بدھ نے انسان کی جون میں آنے سے پہلے تینتالیس مرتبہ پیپل کی جون میں اس دنیا کی سیر کی تھی۔

پیپل کے درخت کی شادابی اور اس کی وسعت کا سبھی کو علم ہے اسی شادابی کی وجہ سے ہندو لوگ اسے خوشحالی اور ثروت کا آئینہ دار سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو اولاد سے محروم ہوتے ہیں۔ پنڈت وِدھوان یا سنیاسی لوگ یہ عمل تجویز کرتے ہیں۔ کہ کسی پیپل کے درخت کے گرد تھاولا بنوائیں۔ اور روزانہ (اس میں) پانی دیا کریں۔ بعض دیگر عورتوں کے لئے یہ تجویز کیا جاتا ہے۔ کہ کم سے کم ایک سو پانچ درختوں کے گرد تھاولے بنوا کر ان میں روزانہ عورت بذات خود عمل [illegible] مدت اس عمل کے لئے بتائی جاتی ہے اس میں کم و بیش [illegible] کو پیپل مہاراج "کو جل" "ارپن" کرنا پڑتا ہے۔ یہ [illegible] عورت کی صحت پر خوشگوار اثر پڑنا لازمی ہے ممکن ہے کہ [illegible] کے بعد اس کا بانجھ پن دور ہو جاتا ہو اور اس کے ہاں اولاد ہو [illegible] جسے لازمی طور پر پنڈت جی کے بتائے ہوئے عمل کی کرامت [illegible] جاتا ہوگا۔

پیپل کے ذکر کے ساتھ ہی ہم نیم کے درخت کی [illegible] یہ درخت ہندو عقائد کی رو سے کالی دیوی کا استھان ہے [illegible] چیچک وغیرہ بیماریاں آتی ہیں . . . . بعض دفعہ رسمی طور پر پیپل اور نیم [illegible] کر دی جاتی ہے۔ بالعموم یہ دونوں درخت قریب قریب بوئے جاتے ہیں۔ تاکہ ان کی شاخیں ایک دوسرے میں جذب ہو کر اچھا [illegible] ڈالیں۔

بیل کا درخت بھی مقدس خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ شوجی اس کے پتوں کو شرف قبولیت بخش کر خوش ہوتے تھے کہانی عام طور پر یوں مشہور ہے کہ ایک برہمنی نے گئو ہتیا کا سنگین جرم کیا۔ لوگوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا وہ غریب ایک بھکارن رہ گئی۔ ایک دن وہ ایک جگہ شوجی کے مندر کے آگے کھڑی بھیک مانگ رہی تھی۔ کہ ایک راہگیر نے از راہ تمسخر پیسے کی بجائے اس کے ہاتھ پر بیل کا ایک پتہ رکھ دیا۔ بھکارن کو اس پر تاؤ آیا۔ بہرحال وہ بھی انسان تھی۔ اس نے وہ پتہ حقارت کے ساتھ کسی طرف پھینکا۔ اتفاق دیکھو وہ شوجی کی مورتی کے جا لگا۔ شوجی نے اس کی غیر ارادی پوجا فوراً قبول کر لی۔ اور اپنا خاص رتھ بھیج کر اس بھکارن کو کیلاش پہاڑی پر بلوا لیا۔

آم کا درخت سب سے زیادہ متبرک اور بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ شادی بیاہ اور ہر قسم کی ضیافت کے موقعے پر اس کے پتے [illegible] پر لٹکائے جاتے ہیں۔ ان پتوں کو خراب کرنے والوں کو بری نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ خیال ہوتا ہے۔ گویا اس نے صاحب خانہ کی خوشحالی اور فارغ البالی کو نقصان پہنچایا۔ بالکل اور تلسی بھی مقدس اوپیا [illegible] ہیں صندل کی لکڑی اگنی کے دیوتا کو نذر چڑھائی جاتی ہے تلسی [illegible] جی کو بہت پسند ہے۔ ہر ہندو گھر میں اس کی پرستش ہوتی ہے کنول کو ان سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ یہ تین رنگوں میں پایا جاتا ہے۔ سرخ، سفید اور نیلا مانا جاتا ہے۔ لکشمی دیوی کی پیدائش کنول ہی سے ہوئی تھی۔ (ماخوذ)

تبلیغی حالات

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کی

دوسری سالانہ کانفرنس

الحمدللہ! احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کی دوسری سالانہ کانفرنس ۱۰ر نومبر کو کامیابی سے انجام پائی۔ ناندی، سنندونگا اور لتوکا سے ڈیلیگیٹس کافی تعداد میں ۹ر نومبر کو پہنچ چکے تھے۔ لیکن چند نوجوان جو ۹ر نومبر کو بعض مجبوریوں کی وجہ سے روانہ نہ ہوسکتے تھے۔ اپنے اخلاص کو ملحوظ رکھتے ہوئے رات کا سفر اختیار کرکے ۱۰ر نومبر کی صبح کو صووا پہنچے۔ ان نوجوانوں کے مذہبی جذبات کو دیکھ کر دیگر احباب کے دل پر خاص اثر ہوا کہ ایسے زمانہ میں جبکہ عام طور پر کھیل تماشوں اور میلوں کو مذہبی اجتماعات پر فوقیت دی جاتی ہے۔ ایسے نوجوانوں کا پیدا ہوجانا جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں یہ خاص خدا وند تعالیٰ کا فضل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں اور برکت دے۔

چونکہ نصوری کے چند دوستوں نے لتوکا کی طرف سے آنیوالے ڈیلیگیٹس کو ۹ر نومبر کی رات کو دعوت دے رکھی تھی۔ لہذا ۹ر نومبر کی رات کو ان کو نصوری میں قیام کرنا پڑا۔ اور ۱۰ر نومبر کو تمام مہمان صبح ۸ بجے کے قریب صووا پہنچ گئے۔ ان کی رہائش اور کانفرنس کے لئے ایک خاص مکان کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک ممبران انجمن کی کانفرنس ہوئی جس میں گذشتہ سال کی رپورٹ سنائی گئی۔ نیا انتخاب ہوا۔ اگلے سال کا بجٹ تیار ہوا۔ مختلف امور پر غور کیا گیا۔ ایک بجے کے بعد کھانا کھلایا گیا۔ کھانا کھا کر تمام حاضرین جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں ایک عام جلسہ کا انتظام پیشتر از یں ہوچکا تھا۔

جلسہ کی کارروائی زیر صدارت مولوی محمد طاہر خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ۲½ بجے بعد دوپہر ٹاؤن ہال میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ جو مولوی حید بخش صاحب نے کی۔ چند نوجوانوں نے قصائد پڑھے۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے احمدیہ جماعت کے مقاصد پر مدلل تقریر فرمائی۔ سکرٹری انجمن نے صبح کی کانفرنس کی مختصر کارروائی سنانے کے بعد ان تمام ممبران و معاونین جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے اس انجمن کی امداد کی۔ اخیر پر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب مبلغ اسلام کی تقریر صداقت اسلام پر ہوئی آپ نے اپنی دو گھنٹہ کی تقریر میں قرآن کریم کی مختلف آیات سے علوم جدیدہ پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ آج جس قدر علوم اور سائنس کے انکشافات ہوئے ہیں۔ ان کے اشارے قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں اور قرآن کریم نے ان تمام امور کے بارے میں تیرہ سو سال پہلے پیشگوئی کردی ہے۔

مولوی سید آزاد محمد صاحب نے سلام پڑھا اور دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ سکرٹری صاحب نے صووا اور نصوری کے بھائیوں کو شام کے کھانے کی دعوت دی۔ چنانچہ حاضرین میں سے اکثر احباب نے اس دعوت کو قبول فرمایا اور معاً نوری تیاری گاہ پر شریک طعام ہوئے۔

(نامہ نگار از فجی)

احمدیت کی مخالفت کی وجوہات

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

آج کل احمدیت کے خلاف جو طوفان بے تمیزی نادان مسلمانوں نے برپا کر رکھا ہے اس سے ہر شخص بخوبی واقف ہے گو اس مخالفت میں کثیر حصہ ایسے لوگوں کا ہے جنہوں نے احمدیت کے اصول اور حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کا یا تو بالکل مطالعہ نہیں کیا یا ان کو بغور نہیں پڑھا اور اس طرح کا لقمہ بوالفضول کے مصداق بن رہے ہیں۔ تاہم اس مخالفت میں چند ایک ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جن کا ایک عرصہ تک جماعت احمدیہ سے تعلق رہا ہے بلکہ انجمن کے ملازم بھی رہ چکے ہیں۔

میں اس وقت اپنی جماعت یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ارکین کے متعلق چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری انجمن کے ممبر تین حصوں میں منقسم ہوسکتے ہیں۔ **اول** ایسے احباب جو برسر روزگار ہیں تعلیم یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مال دنیا سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا ہے وہ اپنے مالوں کا کافی حصہ خدا کی راہ میں خرچ کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہ نہ صرف جماعت کے اصول اور حضرت مرزا صاحب کی تحریرات و عقائد سے ہی بخوبی واقف ہیں بلکہ جماعت کے نظم و نسق سے بھی پوری طرح باخبر ہیں اور اس کے انتظام میں عملی حصہ لیتے ہیں اور اس طرح انجمن کے عقائد و اعمال نظم و نسق وغیرہ سے خوب واقف ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ کے کام میں بے نظیر قربانیاں کرتے رہتے ہیں۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو قسم اول کی طرح صدق دل سے جماعت میں شامل ہیں اور ہر کام میں حسب توفیق حصہ لیتے ہیں۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مال سے وافر حصہ عطا نہیں فرمایا اور بڑے عالم بھی نہیں ہیں لہذا جماعت کے نظم و نسق سے ان کا تعلق کم ہے

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو باقاعدہ جماعت میں شامل ہیں اور قسم اول یا دوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر اس کے علاوہ انجمن کے ملازم بھی ہیں۔ اور اس طرح ان کی روزی کا سامان بھی بنا ہوا ہے۔ ان میں بعض تو ایسے ہیں جو انجمن کی ملازمت سے قبل بڑی اعلیٰ ملازمتوں پر فائز تھے اور انہوں نے محض خدمت دین کی خاطر ان دنیوی وجاہتوں اور ملازمتوں کو خیرباد کہا اور اشاعت اسلام کے کام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور اسی کام میں آج تک دن رات مصروف ہیں اور ان میں سے بعض اس جہان فانی سے رحلت کر چکے ہیں۔

جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں ہمارے مخالفین میں کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جن کا احمدیت سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ بلکہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب اور جماعت کا لٹریچر بہت ہی کم پڑھا ہے اور وہ محض چند پیسوں کی خاطر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ مگر ان مخالفین میں چند افراد ایسے بھی ہیں جو جماعت احمدیہ میں شریک رہ چکے ہیں، بلکہ انجمن کے ملازمین میں ان کا شمار رہا ہے مگر اب احمدیت کی مخالفت میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں۔ بعض نادان یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ جو آپ کی مخالفت کر رہے ہیں احمدیت کے اصول اور تعلیم سے کلی واقف ہیں۔ آپ کے اندر رہ کر آپ کے ساتھ مل کر آپ کی انجمن کے ملازم کی حیثیت سے آپ کے ساتھ برسوں کام کرتے رہے ہیں لہذا آپ کے اندرونی حالات سے واقف ہیں۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ آپ کے اصول غلط۔ عقائد خلاف اسلام۔ انجمن دھوکے کی ٹٹی ہے تو آپ سے الگ ہو گئے وغیرہ وغیرہ

ایسے لوگوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اول یہ لوگ ہم سے خود الگ نہیں ہوئے بلکہ عموماً ان کو کسی جرم کے ارتکاب کی وجہ سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے انجمن کے احکام کی نافرمانی کی۔ امانت میں خیانت کی جس کی وجہ سے ان کو علیحدہ کیا گیا اور پھر ایسے لوگ صرف ملازمین انجمن کے گروہ میں سے تھے۔ آج اگر لال حسین اختر یا فضل کریم درانی انجمن اور احمدیت کے خلاف زہر اگل رہے ہیں تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ احمدیت باطل ہے اور اس کو ملیا میٹ و نابود کر دینا چاہیئے کسی صحیح دماغ کا نتیجہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں کسی ایسے شخص کی مثال پیش کی جاوے جو محض للہ جماعت میں شامل ہوا ہو جس نے احمدیت اور اسلام کی خاطر بے شمار قربانیاں کی ہوں۔ دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح سے اشاعت اسلام کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہو۔ اس کے لئے بڑی بڑی تکالیف اٹھائی ہوں۔ لوگوں سے گالیاں سنی ہوں۔ گھر بار سے نکالا گیا ہو۔ غرضیکہ ہر ممکن قربانی کی ہو اور پھر احمدیت سے منحرف ہو کر مخالفین سے جا ملا ہو اور اس عمارت کو جس کی تعمیر میں اس نے اس قدر حصہ لیا تھا منہدم کرنے پر کمربستہ ہو گیا ہو۔ فرض کیجئے۔ اگر ہماری جماعت کے کل افراد کی تعداد دس ہزار ہو اور اس میں ملازمین کی تعداد ایک فیصد ہو۔ تو اگر ملازمین میں سے دو شخصوں کے نام لئے جاویں جو مخالفین سے جا ملے ہوں تو غیر ملازمین میں سے کم و بیش ایک فیصد ایسے نام ہونے چاہئیں۔ جنہوں نے احمدیت کو ترک کرکے اس کی مخالفت شروع کر دی ہو۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ

نوٹ:- اگر کوئی علیحدہ کردہ ملازم انجمن کے خلاف کچھ لکھے تو بھی کسی حد تک حق بجانب ہوسکتا ہے مگر بانی سلسلہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف لکھنا پرلے درجہ کی بے ایمانی اور ایمان فروشی ہے۔

معاصرین کے افکار

دشمن کا اقرار

انگلستان میں پادریوں کی ایک بڑی مذہبی کانفرنس چرچ کانگرس کے نام سے ابھی حال میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میں پادری کینن اسحاق ٹیلر نے ایک مبسوط مقالہ پڑھا۔ اس میں اسلام اور مسلمانان عالم کا ذکر کرتے لکھتے ہیں :۔

"ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض اعتبارات سے اسلامی اخلاق ہمارے اخلاق سے اعلیٰ ہیں۔ خدا پر اعتماد و توکل منشیات سے اجتناب، خیر و خیرات، راستبازی اور اخوت باہمی، ان سب حیثیات سے مسلمان اس قابل ہیں کہ ہم ان کی تقلید کریں۔ دنیائے مسیحیت کی تین بڑی لعنتیں، شراب نوشی، قمار بازی اور پیشہ حرام کاری ہیں۔ اسلام نے ان تینوں کو یکلخت مٹا دیا ہے۔"

اس بیسویں صدی میں یہ اعتراف ایک مخالف کی زبان سے مخالفوں کے مجمع میں اس حقیقت کا ایک تازہ ثبوت ہے کہ قبول حق کی استعداد بالکل گم در غائب کسی زمانے میں نہیں ہوتی۔ اور جو دیکھنا چاہتے ہیں انہیں حق کی جھلک اب بھی نظر آ کر ہی رہتی ہے۔

مخالف کی شہادت

"اسلام کوئی مسیحیت شکن مذہب نہیں .... محمد کی تعلیمات مسیحیت کی ضد نہیں۔ اسلام مسیحیت اور یہودیت کے بین بین ہے افریقہ اور ایشیا میں یہودیت جدیدہ کو تو (مسیحیت کے مقابلہ میں) اس قدر وسیع کامیابی اس لئے ہو گئی کہ افریقہ اور شام کے مسیحی مقتداؤں نے خود ہی مسیح کی تعلیمات کے بجائے فلسفیوں کے نظریات کو داخل کر لیا تھا اور آوارگی کا مقابلہ انہوں نے تجرد اور دوشیزگی سے کرنا چاہا تھا... اور لوگوں میں اچھا خاصہ شرک، اولیا پرستی، شہدا پرستی اور ملائکہ پرستی سے پھیل چکا تھا۔ اسلام نے آتے ہی ان بد اخلاقیوں اور ان اوہام کو مٹا دیا۔ اسلام نے خالی خولی لفظی مجادلات مذہبی کا خاتمہ کر دیا۔ اور تجرد کو جو زہد و دینداری کی جان سمجھا جانے لگا تھا۔ اس کے خلاف روادارانہ احتجاج کیا۔ اور مذہب کو مرکز و مدار، خدا کی عظمت و توحید کو رکھا۔"

ان حقائق کا اعتراف تو بحمد اللہ انہیں پادری ٹیلر صاحب کی زبان سے پادریوں کے مجمع چرچ کانگرس کے جلسہ میں ہوا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ ادھر ہمارے ہی نادان بھائی ہند انگریزیت کی نقل سے مرعوب و متاثر بیقرار اس کے لئے ہوئے جا رہے ہیں کہ جو لعنتیں فرنگیوں اور مسیحیوں پر مسلط ہیں۔ انہیں خود اپنے اوپر مسلط کرا لیں نئے نئے ناموں سے شرابیں پینے لگیں۔ قمار بازی نئی اصطلاحوں میں جائز و رائج ہو جائے۔ شرک کی نئی صورتوں میں مبتلا ہو کر تعدد ازدواج کی جائز صورتوں سے شرما شرما کر رہیں اور ... عری و بے قیدی کے ساتھ جو چاہیں کریں۔ ایک طرف دوسری طرف بیگانوں کا قدم اسی منزل کی طرف اٹھتا آئے۔ اور جو اب تک دور رہتے وہ کشش محسوس کر کے روز بروز قریب آتے جائیں۔ (صدق)

عورتوں کو عیدگاہ جانیکی ممانعت

کچھ عرصہ سے بھیمڑی علاقہ بمبئی میں مسلمانوں کے دو فرقوں میں اختلاف چلا آتا ہے۔ ایک جماعت چاہتی ہے کہ ان کی خواتین عیدگاہ میں جا کر پس پردہ نماز جماعت عید میں شریک ہوں۔ دوسری جماعت اس کے سخت برخلاف ہے چنانچہ امسال بھی عید الفطر کے موقع پر اس فساد کا اندیشہ تھا۔ بھیونڈی کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور معزز خاندانوں کی خواتین نے اپنے وکیل مسٹر دربے کی معرفت مسٹر ایم کے جادھو سب ڈویژنل مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک درخواست پیش کی تھی کہ ان کو مسجد میں عید کے روز نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ مگر مجسٹریٹ نے اس درخواست کے جواب میں حکم دیا کہ دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت عورتوں کو عیدگاہ میں نماز پڑھنے کے لئے جانے کی ممانعت کر دی جائے۔ اس حکم سے وہاں سنسنی پھیل گئی ہے۔

بہت افسوس کی بات ہے کہ اس تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں بھی مسلمان باہمی ایسا اختلاف رکھتے ہیں اور ان مسائل کو اتفاق و اتحاد سے طے نہیں کر سکتے۔ تعجب تو اس امر کا ہے کہ مسلمان عورتیں سینما تھیٹروں اور سیرگاہوں میں علانیہ جا سکتی ہیں۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔ مگر عیدگاہ میں نماز ادا کرنے کے لئے نہیں جا سکتیں۔ (خاتون)

"اگلا قدم یا پچھلا قدم"

معاصر "پرتاپ" نے "اگلا قدم" کے عنوان سے ایک نوٹ اپنی ایک تازہ اشاعت میں شائع کر کے بزعم خویش اچھوتوں کے تبدیل مذہب کا آخری فیصلہ کر دیا ہے ارشاد ہوتا ہے :۔

"ہندو سبھا نے کھان پان اور ... چھوت کر باقی سب ادھیکار اچھوتوں کو دے دیئے۔ اچھوتوں کو اب کوئی شکایت نہ ہونی چاہیئے۔"

معاصر پرتاپ کا خیال ہے کہ ایک حقوق کے حاصل ... کے بعد اچھوتوں کو ہندو قوم سے رضامند ہو جانا چاہیئے۔ ... پر چلنے، کنوئیں سے پانی بھرنے، اسکولوں میں گھسنے اور مندر ... جانے کی ممانعت نہیں رہی۔ یعنی ہندو سبھا کا ایک قرارداد ... الہ دین کے چراغ کی طرح تمام حقوق اچھوتوں کے جھولی میں ڈال ... اب شکایت کیسی اور شکوہ کیسا؟

لیکن افسوس کہ یہ یقین انگیزی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہی اور ... پرتاپ نے اسی نوٹ کے آخر میں یہ کہہ کر حقیقت حال کا اظہار کر دیا ...

"ہندو سبھا نے جو کچھ کیا ہے۔ محض اس سے کام نہ چلے گا۔ یعنی یہ محض قرارداد ہے۔ ضروری نہیں بلکہ ممکن نہیں کہ ... جاتی بھی اس قرارداد کو قبول کرے۔"

اصل یہ ہے کہ ہندو مہاسبھا چند تعلیم یافتہ ہندوؤں کی ایک ... جو حالات زمانہ سے مجبور ہو کر ریزولیوشن تو منظور کر سکتی ہے، لیکن ... کے اپنے ارکان بھی اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ جب تک ہندو شاستروں میں سے وہ عبارتیں نہیں نکال دی جائیں جن میں چھوت چھات اور ذات پات کا امتیاز بنیادی تعلیم کی حیثیت رکھتا ہے، اور اس تعلیم کو ہندو عورتوں، مردوں کے ذہن سے خارج نہیں کر دیا جاتا اور موجودہ نسل کو بالکل ختم نہیں کر دیا جاتا۔ اس وقت تک محض قرارداد ... سے اچھوتوں کو خوش کرنے کی کوشش کرنا اچھوتوں کے ساتھ مذاق ... اور اپنے آپ کو فریب دینا ہے۔

ایک طرف اسلام ہے جس کی سوسائٹی میں مساوات عام ... سے موجود ہے اور دوسری طرف ہندو سوسائٹی ہے جس کا ایک تعلیم یافتہ طبقہ محض اچھوتوں سے ڈر کر خشک ریزولیوشن منظور کر رہا ہے۔ کیا پرتاپ سمجھتا ہے کہ یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ اچھوتوں کا ہندو رہنا ناممکن ہے۔ اندیشہ صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کی غفلت اور عیسائیوں کی جانفشانی کے باعث وہ کہیں عیسائی نہ ہو جائیں۔ (مدینہ)

خبریں

عالم اسلام

—— مصر نے عراق سے کھجوریں خرید نا بند کر دیا ہے ۔ اس سے عراقی بازاروں میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے ۔ عراقی تاجروں نے اس معاملہ کو وزارت مالیہ کے ذریعہ وزارت خارجیہ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے ۔

—— روس اپنے مال کے لئے عراق میں بازار تلاش کر رہا ہے ۔ کیونکہ اس کا خیال ہے ۔ کہ عراق اس کے لئے بہت اچھی منڈی ثابت ہو سکتا ہے ۔ اس سلسلہ میں ایک معاہدہ کی خبر بھی گرم ہوتی ہے ۔ نیز حکومت روس نے بصرہ اور بغداد میں اپنا تجارتی دفتر کھولنے کی درخواست بھی کی ہے ۔ اس سے کچھ عرصہ قبل جاپان بھی اسی مطلب کی ایک درخواست پیش کر چکا ہے ۔ اس لئے عراق کے بازاروں میں جاپان اور روس کے شدید مقابلہ کا امکان ہے ۔

—— بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ روس اگر اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا تو وہ عراق میں اپنی مصنوعات کپڑے اور دوسری چیزیں بھیجے گا اور عراق اس کے معاوضہ میں خام پیداوار مثلاً کھجوریں ۔ کپاس اور اون دے گا ۔

—— اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے ۔ کہ حکومت عراق نے بعض صنعتیں اہل عراق کے لئے مخصوص کر دی ہیں ۔

—— استنبول ۷ جنوری ۔ حبشی بیمار اور زخمی سپاہیوں کی امداد کے لئے ترکی ہلال احمر نے ایک لاکھ دوائیوں کے بنڈل ادیس ابابا روانہ کئے ہیں ۔ ایک اطلاع منظر ہے ۔ کہ جنرل کاظم قرا بکر اور چار دیگر فوجی افسر حبشہ روانہ ہو گئے ہیں ۔ ترک افسروں کی روانگی کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے ۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے ۔ کہ جنرل وہیب پاشا ترک رعایا نہیں ہیں بلکہ عثمانی فوج کے ایک افسر تھے ۔ ترکی حکومت جنگ حبشہ و اٹلی میں بالکل غیر جانبدار ہے ۔ لیکن ترکی اخبارات میں حبشہ کی حمایت میں زبردست مقالات شائع ہو رہے ہیں ۔ ترکی حکومت کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہتی جس سے میثاق مجلس اقوام کی خلاف ورزی ہو ۔

—— قاہرہ ۷ جنوری ۔ حبشہ میں ڈاگا بور کے مقام پر مصر کی انجمن ہلال احمر پر اطالوی ہوائی جہازوں نے بمباری کی اس خبر سے قاہرہ میں ہیجان و اضطراب کی ایک زبردست لہر دوڑ گئی ۔ مجلس اقوام کے نام شہزادہ عمر اور دیگر عمائدین مصر کی طرف سے احتجاجی خطوط بھیجے گئے ہیں ۔

—— قاہرہ ۸ جنوری ۔ آج قاہرہ میں جاپانی سفارت خانہ کا افتتاح کیا گیا ۔ سکندریہ کے سابق قونصل جنرل اماگی کو پہلا جاپانی سفیر مقرر کیا گیا ۔

—— حجاز اور کویت کے تعلقات کچھ عرصہ سے کشیدہ ہیں ۔ متعدد امور میں اختلاف پیدا ہو چکا ہے ۔ اس کو دور کرنے کی یہ صورت تجویز کی گئی ہے ۔ کہ ریاض دار السلطنت نجد میں ایک متحدہ کانفرنس منعقد کی جائے اور اس میں دونوں حکومتیں اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کریں ۔ اختلاف کی تہہ میں برطانوی حکمت عملی بیان کی جاتی ہے ۔ اس حکمت عملی کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ عرب کے ساحلی علاقوں پر برطانوی اقتدار قائم کر کے جزیرہ عرب کو بے بس کر دیا جائے ۔

—— ایران میں اس سال ایک عظیم الشان تقریب "یوم بعثت النبی" کے نام سے منائی گئی ۔ اور اس کو عید کا درجہ دیا گیا ۔ اس دن ایرانی عوام امراء وزراء اور ارکان مجلس شوریٰ نے جشن منایا ۔ سرکاری دفاتر و محکمے بند رہے ۔ اکثر مقامات پر جلسے ہوئے اور ان میں مقررین نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو تمام دنیا کی کامیابی و فلاح کا اساس بتایا ۔ ایران کے متعدد مقامات پر اس دن جلوس نکالے گئے ۔ ایرانی جرائد نے خاص [illegible]

ہندوستان

—— کراچی ۷ جنوری ۔ کل تربت (بلوچستان) میں زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے جن کی وجہ سے ٹیلیگراف کے سلسلہ خبر رسانی کو شدید نقصان پہنچا ۔ مگر اتلاف جان کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ۔ تسکار پور اور جیکب آباد میں زلزلہ کے خوف سے دہشت طاری ہے ۔

—— لاہور ۷ جنوری ۔ ایک اطلاع منظر ہے کہ سبی میں شدید زلزلہ آیا چند عمارتیں گر گئیں ۔ لوگ دہشت زدہ ہو کر میدانوں میں بیٹھے ہیں ۔ سرکاری طور پر زلزلہ کی خبر کی تصدیق ہو گئی ہے ۔

—— لاہور ۸ جنوری کل صبح ڈاکٹر اے سی وولنر وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی پرنسپل اورینٹل کالج لاہور بعارضہ نمونیہ و تپ محرقہ انتقال کر گئے آپ نے پنجاب میں ۳۵ سال تک علمی خدمات انجام دی تھیں ۔ زبان سنسکرت کے آپ مشہور عالم تھے ۔

—— چند روز سے لاہور میں شدید سردی پڑ رہی ہے ۔ ۷ جنوری کو درجہ حرارت ۳۶ تھا ۔

—— حیدر آباد دکن میں اعلیٰحضرت حضور نظام کی سلور جوبلی کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں ۔ ریاست کے سکھوں نے اس موقعہ پر اعلیٰحضرت کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے

—— لاہور ۸ جنوری سکھوں کا کرپان مورچہ بدستور جاری ہے آج صبح چھٹا کرپان بند سکھ جتھہ نکلا ۔ جسے پولیس نے گرفتار کر لیا ۔ اور اسی روز عدالت میں پیش کیا ۔ عدالت نے انہیں صرف ایک دن قید محض کی سزا دی ۔ ملزم ساڑھے چار بجے سزا بھگتنے کے بعد جیل سے واپس آ گئے ۔

—— لاہور ۔ ۷ جنوری ۔ مسٹر ٹیل مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں سولہ سکھوں کے خلاف مزار کا کوشاہ کے انہدام کے جرم میں مقدمہ زیر سماعت ہے ۔ صفائی کے گواہ پیش ہو رہے ہیں ۔

—— ٹریفک پولیس کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ لاہور میں سڑکوں پر حادثات کی تعداد بڑھ گئی ہے ۔

—— پال گھاٹ ۸ جنوری ۔ گزشتہ سال مالابار میں صرف ایک اسلامی انجمن کی وساطت سے ۸۰۳ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا ۔

—— لاہور ۸ ۔ جنوری ۔ آج صبح ایک معمر مسلمان مسمی جنگے خان لدھیانوی نے گوردوارہ بھائی تارو سنگھ متصل گوردوارہ شہید گنج میں داخل ہو کر اذان دینی شروع کر دی جس سے گوردوارے میں مقیم سکھوں اور متعینہ پولیس میں سخت کھلبلی پڑ گئی ۔ پولیس نے جنگے خان کو زیر دفعہ ۴۴۸ گرفتار کر کے بغرض حصول ضمانت شیخ عبد العزیز مجسٹریٹ علاقہ کی عدالت میں پیش کیا ۔ ملزم نے عدالت میں صحت جرم سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میرے رب کی منشا یہی تھی کہ وہاں (گوردوارہ میں) اس کا نام بلند کیا جائے ۔

—— امید ہے کہ کوئٹہ کی کھدائی کا کام ۳۰ ۔ مارچ تک ختم ہو جائے گا ۔ نیا شہر اسی جگہ آباد کیا جائے گا ۔

—— بمبئی ۸ ۔ جنوری ۔ چند روز تک سر آغا خاں کی جوبلی منائی جانے والی ہے ۔ سر ممدوح آئندہ ہفتہ کے ولایتی ڈاک کے جہاز میں پہنچنے والے ہیں ۔ اس تقریب کی رسوم ۱۲ ۔ جنوری سے شروع ہوں گی اور پانچ روز تک رہے گی ۔ سر آغا خاں بمبئی میں ایک عظیم الشان دربار منعقد کریں گے جس میں ان کے مرید نذر عقیدت پیش کریں گے ۔ اس دربار میں پچاس ہزار افراد کی شرکت کی توقع ہے ۔

—— معلوم ہوا ہے کہ جوبلی کے جشن افغانستان ۔ چترال ۔ کشمیر ۔ ریاست ہائے ملایا ۔ یارقند ۔ گلگت ۔ ایران اور عراق میں بھی منائے جائیں گے ۔

ممالک خارجہ

—— پورٹ سعید کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ماہ دسمبر کے نصف آخر میں اطالوی جہازوں میں ۳۰۵ ٹن زہریلی گیس جو جنگ میں استعمال کی جائے گی ۔ افریقہ لے جائی گئی ۔

—— ادیس ابابا ۷ ۔ جنوری ۔ اطالوی ہوائی جہاز نہایت سرگرمی سے بمباری میں مشغول ہیں ۔

—— لندن ۷ ۔ جنوری ۔ مسٹر سٹنلی بالڈون برطانوی وزیر متعینہ ادیس ابابا نے اس خبر کی تصدیق کر دی ہے کہ اطالوی طیاروں نے ایک اور ایمبولنس پر بمباری کی جو دجابور کے مقام پر متعین تھا اس کا عملہ مصریوں اور برطانیہ پر مشتمل تھا ۔

—— لندن ۷ ۔ جنوری ۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ سابق وزیر اعظم برطانیہ کی لڑکی لندن کے قریب ایک سرائے کی منیجر بن گئی ہے ۔

—— لندن ۷ ۔ جنوری مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کے لڑکے مسٹر میلکم میکڈانلڈ نے ایک دفعہ شکست کھانے کے بعد پھر پارلیمنٹ کے ضمنی انتخاب میں قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا ہے ان کے مقابلہ پر مسٹر چرچل کا بیٹا ریڈلوف چرچل ہو گا ۔

—— لندن ۷ ۔ جنوری ۔ کل بحری کانفرنس کے اجلاس میں فرانسیسی مندوب نے یہ تجویز پیش کی کہ میثاق بحریہ کے تمام دستخط کنندگان اور جرمنی اپنے اپنے بحری پروگرام کا اعلان جمعیت اقوام کی معرفت ہر سال کر دیا کریں ۔ یہ بھی کہا کہ جنگی جہازوں اور آہن پوشوں کے سائز میں تخفیف ہو جانی چاہیئے ۔

—— ہر ہٹلر نے شاہ جاپان کو شہنشاہ ساگا کی ایک ہزار سالہ پرانی تصویر بطور تحفہ پیش کی ہے یہ تصویر مشہور جاپانی آرٹسٹ کناؤ کاکوس نے بنائی تھی اور اب تک برلن کے عجائب گھر میں پڑی تھی ۔

—— ادیس ابابا ۸ ۔ جنوری ۔ ادیس ابابا اور قرب و جوار کے علاقہ میں ایک زبردست طوفان رعد و برق برپا ہے ۔ تمام دیہاتی علاقوں میں خوب بارش ہو رہی ہے ۔ دریا چڑھاؤ پر ہیں اور عنقریب انہیں عبور کرنا مشکل ہو جائیگا اگر بارشیں اسی طرح جاری رہیں تو شمالی محاذ کا تسلسل ٹوٹ جانے کا خطرہ ہے ۔

—— لندن ۸ ۔ جنوری ۔ محکمہ بحری کا ایک اعلان مظہر ہے کہ برطانیہ کے جہاز حسب دستور بحیرہ روم میں اپنی سیاحت پر وسط جنوری کے ابتدا میں روانہ ہو جائیں گے اور بحیرہ روم میں مقیم برطانی جہاز واپس انگلستان آ جائیں گے ۔

—— جنگ حبشہ و اٹلی کے متعلق جو تازہ خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حبشیوں کا پلہ بھاری ہے ۔ جنوب مشرقی محاذ پر اطالویوں کو شکست فاش ہوئی ۔ ایک معرکہ میں ان کے تقریباً ۲ ہزار اور دوسرے میں ۱۲۵۰ آدمی مارے گئے ۔ حبشیوں نے شبخون مار کر کرائی سے اطالویوں کو بھگا دیا ۔ اکسوم اور ادیگرات پر حبشیوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے ۔

—— یورپ کے سیاسی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ اب حبشہ کی جنگ کے انجام پر دیگر دنیا کے ساتھ اٹلی کے شاہی خاندان کی بھی آنکھیں لگی ہوئی ہیں اس جنگ میں اگر اٹلی کو شکست ہوئی تو اس کے ساتھ ہی مسولینی کا زوال شروع ہو جائے گا خیال کیا جاتا ہے کہ مسولینی کا زور گھٹ جانے پر شاہ اٹلی تخت و تاج سے دست بردار ہو جائیں گے اور ولی عہد کو عنان حکومت سپرد کر دی جائے گی ۔

—— امریکہ کی ایک خبر مظہر ہے کہ کرنل لنڈبرگ کے بچے کے قاتل ہاپٹمین کو ۱۷ جنوری کی صبح کو سزائے موت دی جائیگی جب اسے یہ خبر سنائی گئی تو اس نے مسکرا کر اپنے کندھوں کو جنبش دے دی بعد میں اس نے کہا کہ میں برقی کرسی کے ذریعہ اپنی موت نہیں چاہتا ۔

—— حبشہ میں جنگ کی وجہ سے مختلف چیزوں کی قیمتیں بہت چڑھ گئی ہیں ۔ تاجر لوگ خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔

دودھ اور تپ دق

غذا کے تمام ضروری اجزا مع وٹامینز دودھ میں ایسی مناسب مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ کہ اس کا استعمال خوردسال بچوں کی پرورش اور نوجوانوں کی جسمانی نشو و نما کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ دودھ زود ہضم بہتری اور مکمل فطری غذا ہے۔ دنیا میں اور کوئی ایسی غذا نہیں جو کسی دوسرے معاون کے بغیر تنہا زندگی کا سہارا قرار دی جا سکتی ہو۔ سکاٹ لینڈ میں تجربات کی بنا پر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ پانچ سے گیارہ سال تک کے طلبہ کا وزن معمولی غذا کے ساتھ دودھ کی ایک پیالی کے استعمال سے بہت ہی بڑھ گیا۔ مثال کے طور پر گیارہ سال کے وہ بچے جنہیں غذا کے ساتھ چار ماہ تک صاف اور تازہ دودھ کی ایک پیالی بھی دی گئی۔ وزن میں بارہ پونڈ بڑھ گئے۔ لیکن دوسروں کے وزن میں صرف چھ سے آٹھ پونڈ تک اضافہ ہوا۔ بعض کمزور کر دینے والے امراض کے مریضوں کیلئے دودھ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے خصوصاً تپ دق کے علاج میں اس کا استعمال اشد ضروری ہے کیونکہ یہ اس مرض کی ترقی میں زبردست رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اگر ہندوستان کے ہر بچے کو ہر روز صاف اور تازہ دودھ کی ایک پیالی دی جائے۔ تو نئی نسل کی جسمانی حالت میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔

دودھ کی فراوانی کے باوجود ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں تپ دق تمام امراض متعدی سے زیادہ عام اور تباہ کن ہے اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان میں جس قدر اموات جملہ اسباب سے واقع ہوتی ہیں۔ ان کے ساتواں حصہ اور جوان سالی میں واقع ہونے والی اموات کا تیسرا حصہ اس مرض کا رہین منت ہے۔ ہر سال مادر ہند کے تخمیناً دس لاکھ فرزند اس موذی مرض کا شکار ہو جاتے ہیں۔

یہ ایک غمناک حقیقت ہے۔ کہ یہ موذی مرض جو ہندوستان میں بمقابلہ یورپ و امریکہ کے بتدریج بڑھتا چلا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس ملک میں دودھ بہت ہی ناقص حالات کے ماتحت مہیا کیا جاتا ہے۔ مغربی ممالک اور ہندوستان میں گائیں بہت کثرت سے اس مرض میں مبتلا ہیں۔ ممالک یورپ میں ایسی گائیوں کی تعداد ۱۹ سے ۸۰ فیصدی کے درمیان ہے ہندوستان کے متعلق صحیح اعداد تو معلوم نہیں البتہ ڈاکٹر شا ایم کا خیال ہے کہ اس ملک میں دس سے سولہ فیصدی تک گائیں اس مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ تعداد شہروں اور قصبوں کے غیر صحت بخش حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یقیناً بہت کم ہے۔

تجربتاً یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اگر گائے کے دودھ پیدا کرنے والے غدود دن بیماری کا اثر ہو۔ تو تپ دق کے جراثیم یقیناً دودھ میں شامل ہوں گے۔ اگر بیماری سارے جسم میں سرایت کر چکی ہو۔ تو دودھ کا جراثیم سے معمور ہونا یقینی ہے۔ لیکن اگر مرض کی علامات جسم کے کسی دیگر حصہ میں ہوں۔ تو وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ دودھ میں جراثیم ہیں یا نہیں بہر حال مریض گائے کا دودھ خطرناک ہوا کرتا ہے۔ عام طور پر بیمار گائے یا گائیوں کے سارے دودھ میں ملا دیا جاتا ہے۔ کہ مارکیٹ کے سارے دودھ ... ہو جاتے ہیں۔ جدید تجربات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ انسان مویشی کی بیماری کے زہر سے بہت جلد متاثر ہو جاتا ہے۔ اور مریض گائے کا دودھ پینے سے انسان کی انتڑیاں جلد اس کا اثر قبول کر لیتی ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرض تپ دق کے جراثیم انتڑیوں کی لمف پیدا کرنے والے غدودوں میں پائے گئے ہیں۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ تپ دق کے مریضوں کے ساتویں حصہ کا باعث یہی گائے کے جراثیم ہیں۔ مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ دودھ جو عام طور پر ہمارے بازاروں میں فروخت ہوتا ہے۔ مرض تپ دق کے علاج اور انسداد کے لئے نہ صرف ناموزوں ہی نہیں۔ بلکہ اس بیماری کا ایک زبردست سبب ہے بس گائیوں میں اس مرض کے انسداد کے لئے اور انسانوں کو اس کی چھوت سے بچانے کے لئے مندرجہ ذیل تدابیر پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۱۔ گائیوں کے گلے سے ان گائیوں کو فوراً علیحدہ کر دینا چاہیئے جس میں مرض کے علامات ظاہر ہو چکے ہوں۔

۲۔ گائیوں کے گلہ کا وقتاً فوقتاً ویٹرنری ڈاکٹروں سے طبی معائنہ کرایا جائے۔

۳۔ اگر ممکن ہو۔ تو ڈیری فارم وغیرہ اس شہر سے جس کو دودھ مہیا کرتا ہو۔ کم از کم ایک میل باہر بنائے جائیں۔ ڈیری فارم شہر میں بالکل بند کر دینے چاہئیں۔ مویشیوں کو محدود جگہ میں مدت تک قید رکھنا سخت مضر صحت ہے۔

۴۔ ان تمام گائیوں کو برائے تشخیص ٹیوبرکولین کا ٹیکہ کرانا چاہیئے۔ جو بظاہر صحت یاب نظر آتی ہوں، بیماری کے کامل انسداد کی خاطر ان تمام ان مواشی کو علیحدہ کر دینا چاہیئے جن پر ٹیکہ کا اثر اثبات میں ہو۔ تپ دق سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹیوبرکولین کا ٹیکہ ہر گائے کو کم از کم ہر چھ ماہ کے بعد لگانا چاہیئے۔

۵۔ جہاں تک ممکن ہو۔ گائیوں کو چرنے کے لئے چراگاہوں میں بھیجنا چاہیئے۔ اور جب مصنوعی غذا ہی دینی مطلوب ہو۔ تو چارے کا انتخاب غذا کے مختلف اجزا کی موجودگی پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ جب چارہ تبدیل کرنے کی ضرورت ہو۔ تو بتدریج ایسا کرنا چاہیئے

۶۔ ڈیری فارموں میں صاف پانی کی کافی مقدار ہر وقت مہیا رہنی چاہیئے۔

۷۔ بہار خزاں اور موسم گرما میں گائیوں کو ہر وقت کھلی ہوا میں رکھنا چاہیئے۔ موسم سرما و برسات میں جہاں تک ممکن ہو سکے بتھوڑے عرصہ کے لئے کمروں یا اصطبلوں میں رکھنا چاہیئے

۸۔ ہر گائے کے لئے کم از کم ایک ہزار سے گیارہ سو مکعب فٹ تک صاف ہوا کا انتظام کرنا چاہیئے۔

۹۔ موسم گرما اور سرما کے لئے ہوا کی آمد و رفت کا مسلسل اور مکمل انتظام کرنا۔ ہر ایک جانور کو آٹھ ہزار سے دس ہزار مکعب فٹ تازہ ہوا دینی چاہیئے۔ ہوا کی آمد و رفت میں رکاوٹ دور کرنے کے لئے گائیوں کے کمروں کا باقاعدہ معائنہ کرنا چاہیئے

۱۰۔ ڈیری فارموں کی عمارت۔ روشنی صفائی اور ... فرش کے لحاظ سے بہت مناسب ہونی چاہیئے۔

۱۱۔ گوبرا اور گوڑا کرکٹ وغیرہ چوبیس گھنٹوں میں کم از کم دوبار دور پھنکوا دینا چاہیئے۔ اور ڈیری فارموں کے ... کے قریب جمع نہیں رکھنا چاہیئے۔ تاکہ مکھیاں اور دیگر حشرات الارض اس کے گرد جمع نہ ہوں۔

۱۲۔ گائیوں کے جسموں کو ہر روز برش سے صاف ... چاہیئے۔ اور ان کے پیٹ رانوں اور تھنوں کو ... تاکہ ان میں گوبر جم کر جراثیم کو نشو و نما کا موقع نہ ملے

۱۳۔ دودھ دوہتے وقت ایک صاف واٹر پروف ... پیٹ اور کمر کے گرد اس طرح سے باندھنا چاہیئے کہ تھن ... کھلے سوراخ سے باہر رہیں۔

۱۴۔ دودھ دوہنے سے پیشتر تھن اور دودھ دوہنے والے کے ہاتھ اچھی طرح دھو کر خشک کر لینے چاہئیں۔

۱۵۔ دوہنے والے کو اپنی ذاتی صفائی کی طرف زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔

۱۶۔ ہر ایک تھن سے دودھ کی پہلی چھ دھاریں زمین پر گرا دینی چاہئیں۔ کیونکہ وہ جراثیم آلودہ ہوتی ہیں۔

۱۷۔ دودھ خاص ڈھکے ہوئے برتنوں میں دوہنا چاہیئے ایسے برتن اوپر سے گنبد کی طرح ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں اور دودھ کے لئے چھوٹا سا بیضوی نما سوراخ ہوتا ہے (۱۸) بہار خزاں اور موسم گرما ...

۱۹۔ دودھ والے برتن ہر روز اچھی طرح صاف کر لینے چاہئیں

۲۰۔ دودھ سے متعلق تمام کارخانوں میں کام کرنے والوں کا وقتاً فوقتاً طبی معائنہ کرانا چاہیئے۔ تاکہ امراض متعدی خصوصاً تپ دق کا کسی حد تک انسداد ہو جائے۔

۲۱۔ ہر ایک گائے کے دودھ کا وقتاً فوقتاً خوردبینی معائنہ کرانا چاہیئے۔ تاکہ ... مختلف امراض کے جراثیم والے دودھ سے انسانی صحت کے لئے خطرات کم ہو جائیں۔

۲۲۔ مزید احتیاط کے طور پر دودھ کو استعمال سے پیشتر اس حد تک گرم کر لینا چاہیئے۔ کہ دودھ کے مختلف جراثیم تلف ہو جائیں اور پھر اسے بہت ہی کم درجہ حرارت پر فوراً ٹھنڈا کر لینا چاہیئے۔

بے نظیر اسلامی لٹریچر
بیان القرآن
یعنے
اُردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
(مؤلفہ) حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
حمائل شریف مترجم اُردو
مع حواشی
مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
حمائل شریف (پاکٹ سائز)
جلد نہایت خوبصورت اور اعلیٰ
قرآن مجید (معرا)
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی۔ اے ایل ایل بی
سیرت خیر البشر
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
مقام حدیث
النبوت فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اول
حقیقۃ المسیح
المسیح الدجال یاجوج ماجوج
محمد مصطفےٰ
احمد مجتبےٰ
خلافت اسلامیہ
اسلام اور دیگر مذاہب
حدیث مادہ
مسیح موعود
شناخت مامورین
آیت اللہ
مرأۃ الحقیقت
حقیقت اختلاف
سیرت خیر البشر بزبان انگریزی
تاریخ خلافت راشدہ
ٹیچنگز آف اسلام
رسالہ تقدیر انگریزی
جمع قرآن (بزبان انگریزی)
انتخاب قرآن (بزبان انگریزی)
محمد اینڈ کرائسٹ
توحید فی الاسلام
سلک مروارید
ینابیع المسیحیت
رازِ حیات
ضرورت الامام
خطبات غربیہ
ہستی باری تعالیٰ
یسوع کی الوہیت
اسلام اور علوم جدیدہ
حیات بعد الموت
مکالمات ملیہ
مطالعہ اسلام
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں
لمعات انوار محمدیہ
تمدن اسلام حصہ اول
نبی کا ظہور اتم
مذہب محبت
ذرات عالم کا مذہب
ام الالسنہ
براہین نیرہ
پیام اسلام
سیرت نبوی
قرآن اور جنگ
موضوع القرآن
اسوۂ حسنہ
اسلامی نماز کا فلسفہ
عسل مصفےٰ ہر دو حصص
کامران
مؤلفہ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی۔ اے ایل ایل بی
انوار القرآن
پارہ عم کی بے نظیر تفسیر
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہِ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
مرزا مسعود بیگ
ایم - اے

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ لاہور - یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۱۹ شوال ۱۳۵۴ مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۳۵ء نمبر ۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف زندگی!

انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کیلئے وقف کر دی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دیدی ہے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کیلئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں؟ فلہٗ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواستگار نجات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جائے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا للّٰہی وقف کا نسخہ ۱۳۰۰ برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جائے۔ بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں۔ ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آویں۔

(الحکم جلد ۴ - ۳۱)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) اور یتیموں کے مال ان کے حوالے کرو اور مال طیب کے بدلے مال حرام نہ لو۔ اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ (النساء ۴: ۲)

(۲) اور کم عقل لوگوں کو اپنے مال حوالے نہ کرو جن کو اللہ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے اور تم انہیں ان کے ذریعہ سے کھانے کیلئے دو اور انہیں کپڑا پہناؤ اور انہیں نرمی سے سمجھا دو۔ اور یتیموں کو دنیا کے کاروبار میں لگائے رکھو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں۔ اس وقت اگر ان میں صلاحیت دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ اور ایسا نہ کرنا کہ ان کے بڑے ہونے کے اندیشے سے فضول خرچی کر کے جلدی جلدی ان کا مال کھا پی ڈالو۔ اور جو (ولی) امیر ہو تو اسے (مال یتیم کے اپنے اوپر خرچ کرنے سے) بچا رہنا چاہیئے اور جو محتاج ہو وہ مناسب طور پر (کچھ) کھالے پھر جب تم ان کے مال ان کے حوالے کرو تو ان کے سامنے گواہ کر لو اور اللہ کافی حساب لینے والا ہے۔ (النساء ۴: ۵ - ۶)

حدیث شریف

(۱) آنحضرت صلعم نے جب حضرت معاذ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں ان الفاظ میں نصیحت کی "اللہ کا تقویٰ کرو جہاں کہیں تم ہو اور بدی کا تعاقب نیکی کے ساتھ کرو۔ وہ اس کو مٹا دیگی اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ"

(۲) اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا (مسلم ترمذی)

(۳) حلال چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ بُری چیز ہے۔ (ابو داؤد)

(۴) رسول اللہ صلعم نے رشوت دینے والے اور (فیصلہ میں) مکرانی (؟) رشوت لینے والے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (ابو داؤد)

(۵) ایمان قتل کی ڈھال ہے کسی مومن کو قتل کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے (ابو داؤد)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

"اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں"

(مرتبہ جناب … محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری)

شمالی امریکہ

برادر الیس کے صاحب نے شمالی امریکہ سے لفافہ مشمولہ خط اور بیعت فارم آٹھ برادران بذریعہ ڈاک ۲۶ دسمبر ۱۹۳۵ء بھیجا تھا جو لندن سے بذریعہ ہوائی جہاز "سٹی آف خرطوم" روانہ ہوا۔ اور سکندریہ کے قریب سمندر میں غرقاب ہو گیا۔ خدا کی قدرت کہ تمام ہوائی ڈاک سمندر سے نکال لی گئی اور ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء کو وہ لفافہ صحیح وسالم معہ تمام کاغذات متعلقہ ... مل گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ برادر موصوف اس خط میں لکھتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں کہ میں اپنی دوسری تبلیغی رپورٹ ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء لغایت ۱۵ دسمبر ۱۹۳۵ء بھیجنے کے قابل ہو سکا ہوں۔

. . . .

. . . . اور اسی کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ میں آئندہ بھی ماہوار رپورٹ باقاعدہ بھیجنے کے قابل رہونگا جس میں ایسی ہی کامیابیوں کا ذکر ہوگا۔ جو آج تک ہمکو حاصل ہو چکی ہیں۔ آپ نے گذشتہ خط میں ذکر کیا تھا کہ کیکی کی اشاعت میں ہمیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور واقعی ہمارے سامنے وہ پیش آگئیں۔ لیکن الحمد للہ کہ ان کے آتے ہی ہم ان پر غالب آگئے بوجہ اس قابل قدر لٹریچر کے جو آپ وقتاً فوقتاً بھیجتے رہتے ہیں۔ دعوت عمل انگریزی اور رسالہ اسلام نے خاص طور پر بڑا کام دیا۔

سب سے اول خوشی کی یہ بات ہے کہ ہم نے اپنی سوسائٹی کو یہاں رجسٹرڈ کرا لیا ہے (جس کے تمام اخراجات یہاں کی جماعت نے برداشت کئے ہیں) اور اس طرح ہماری جماعت کا اعتبار ان لوگوں کے درمیان قائم ہو گیا ہے جن کے درمیان ہم تبلیغ کر رہے ہیں۔ دوم یہاں سے ایک شہر میں ہمیں ایک نہایت ذہین اور ہوشیار کارکن مل گیا ہے جو انشاء اللہ جماعت کی ترقی میں بھی بڑا ممد ثابت ہوگا۔ سوم۔ اسی شہر میں ہمارا ایک مختصر سا مشن قائم ہو گیا ہے جہاں کے لوگ ہمارا لٹریچر پڑھ کر ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں۔ گو ابھی یہ تھوڑے آدمی ہیں لیکن بڑے پرجوش ہیں۔ لٹریچر کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ہمارا کام ترقی کرتا جائیگا۔ میں جماعت کے ممبروں کو تبلیغ کے کام کی مشق کرا رہا ہوں تاکہ وہ مختلف شہروں میں پھیل کر جماعت کو ترقی دیں۔

مہربانی فرما کر اطلاع دیں کہ آیا ہماری جماعت کی خواتین کی بھی کوئی علیحدہ سوسائٹی ہے کیونکہ ہماری بعض بہنیں جماعت کی ترقی کے لئے بڑی تندہی سے کام کر رہی ہیں۔ بہتر ہے کہ وہ علیحدہ سوسائٹی صرف عورتوں کے لئے بنا کر کام شروع کریں وہ چاہتی ہیں کہ ان کو علم ہو جائے کہ آیا مرکز میں بھی اس مقصد کیلئے علیحدہ سوسائٹی عورتوں کی قائم ہے جس کے ساتھ مل کر وہ کام کر سکیں۔

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل و کرم ہے کہ اس نے ہالینڈ میں تبلیغ کا مرکز قائم کرنے کی ایک راہ نکالدی ہے۔ میرا ایک عزیز شاگرد جو میرے جاوا آنے پر سب سے پہلے جماعت میں شامل ہوا تھا اور باوجود ہر قسم کی تکالیف پہنچائے جانے کے۔ احمدیت پر استقلال سے جما رہا۔ ہالینڈ میں ... کے لئے جا رہا ہے۔ اپنے تعلیمی مشاغل سے جو وقت اسے بچیگا وہ تبلیغ اسلام میں صرف کریگا۔ وہ نہایت مخلص نوجوان ہے ضرورت ہے کہ اسے باقاعدہ طور پر تقسیم کے لئے لٹریچر بہم پہنچایا جائے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ اس نے ایک ایسا مخلص نوجوان کام کرنے کے لئے دیدیا اور اس طرح ہمارے لئے وہاں باقاعدہ کام کرنے کا سامان مہیا کر دیا۔

مصر

پیر شمس الدین صاحب لکھتے ہیں کہ زیرین مصر کے تمام شہروں کا دورہ ختم ہو چکا ہے اور اپنا عربی لٹریچر خوب تقسیم کیا گیا ہے۔ اب دو ماہ بالائی مصر کا دورہ کیا جائیگا۔ عموماً لوگ ہمارے خیالات اور کام کو پسند کرتے ہیں۔ ان ممالک میں زیادہ تر عربی کے ذریعہ سے ہی کام کیا جا سکتا ہے۔ یورپین زبانوں کے جاننے والے کم ہیں۔ جماعت کے دوستوں کا مشورہ ہے کہ مارچ میں یورپ کے لئے روانہ ہو جاؤں۔ لیکن ابھی اس طرف سردی بہت ہے۔

(نوٹ) پیر صاحب گذشتہ ایک سال سے مصر میں تبلیغ اور فروخت کتب کا کام کر رہے ہیں۔ تنگدل ملاؤں کو چھوڑ کر باقی لوگوں نے کوئی مخالفت نہیں کی اور نہ گورنمنٹ مصر نے۔ خدا کے فضل سے ہمارے عقائد اور ہمارا کام اسلام کے لئے ایسا مفید ہے کہ کسی معقول انسان سے اس کی مخالفت کی امید ہی نہیں کی جا سکتی۔ ہمارے ہندی مخالف طرح طرح کی فضول خبریں اڑاتے رہتے ہیں کہ فلاں ملک میں احمدیت کی مخالفت ہے یا ہماری کتب کا داخلہ ممنوع ہے۔ یہ سب کچھ اپنا دل خوش کرنے کی باتیں ہیں۔ پیر صاحب گذشتہ ایک سال سے سلسلہ کا ہر قسم کا لٹریچر تقسیم اور فروخت کر رہے ہیں کسی نے سوائے چند ملاؤں کے ان سے تعرض نہیں کیا۔ اور ملاؤں کی مخالفت بھی آخر سرد پڑ گئی۔

ہمارے لئے خدا کے فضل سے کام کرنے کے لئے بڑا بھاری میدان موجود ہے۔ خدا کے بھروسہ پر استقلال اور ہمت سے کام جاری رکھا جائے تو ہماری کامیابی یقینی ہے۔ ہندوستان میں بھی ہمارے مخالفوں کے لئے زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے اور ان کا دائرہ اثر محدود ہو رہا ہے دوسرے اسلامی ممالک میں ان کو کوئی پوچھتا نہیں۔ ہمیشہ اسلام کے لئے اخلاص سے کام کرنے والوں کی ہر جگہ قدر ہوتی ہے۔ خدا کے فضل سے اس وقت تک کسی بھی اسلامی ملک میں ہماری جماعت لاہور کے خیالات کی مخالفت نہیں ہوئی اور جہاں ہمارا لٹریچر گیا ہے تعلیمیافتہ طبقہ نے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

فلسطین

برادر شیخ صالح احمد صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کی مساعی در بارہ خدمت و اتحاد و حفاظت و اشاعت اسلام کو ہم لوگ نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس زمانہ قحط الرجال میں جو مفید کام آپ کی جماعت لاہور کر رہی ہے کوئی سمجھدار مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ آپ کے ترجمۃ القرآن نے مسلمانوں کے دلوں میں ایک نئی روح پیدا کر دی ہے اور اسلام کے بارہ میں جو غلط فہمیاں غیر مسلموں کے دلوں میں تھیں وہ آپ لوگوں نے نہایت کامیابی سے دور کر دی ہیں اور اسلام کی ترقی کا راستہ صاف کر دیا ہے۔ عیسویت اتنے عرصہ سے اپنے لاتعداد مشنریوں اور اموال کے ذریعہ سے اسلامی ممالک پر حملہ آور تھی اور مسلمان حیران تھے کہ اس کا دفعیہ کس طرح ممکن ہے لیکن آپ کی جماعت کے لٹریچر نے عیسویت کی بنیادوں کو جڑ سے ہلا دیا ہے اور اگر اسلامی دنیا چند دن تک متحد ہو کر اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر آپ کی سرکردگی میں کام کرے تو وہ وقت دور نہیں کہ عیسویت کا دیوالہ نکل جائے۔ اور دنیا کے تمام ممالک میں اسلام ہی اسلام نظر آئے۔ بہرحال آپ لوگوں کی ہمت قابل داد ہے کہ دنیا جہان کے تمام ممالک میں اسلام کا پیغام پورے زور سے پہنچا رہے ہیں۔ ہم بھی کوشش میں ہیں کہ آپ کی جماعت کی ایک زبردست شاخ یہاں قائم کر کے آپ کے کام میں مدد دیں یہاں عیسائیوں اور یہودیوں میں تبلیغ اسلام کا بڑا میدان ہے۔

عراق عرب

اخویم سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بغداد میں عید الفطر جمعہ کے دن منائی گئی۔ چندہ جمع شدہ جماعت بغداد بذریعہ ڈرافٹ روانہ کیا گیا ہے۔ بغداد کی حیثیت اس وقت ایک بین الاقوامی مرکز کی ہو رہی ہے ہر ملک اور ہر طبقہ کا آدمی یہاں موجود ہے۔ اس لئے مختلف زبانوں میں کتب اسلامی کا موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔ مسلسل ... کی جلد کو ایک جرمن لیڈی جو یہاں موجود ہے مطالعہ کر رہی ہے۔ ماسلامک ریویو ماہ جنوری میں جس برطانی کا خط شائع ہوا ہے۔ اسے اسلامی لٹریچر سے آشنا کرنے والے ہمارے مکرم دوست سلطان علی صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

ٹرینیڈاڈ

سید یوسف عزیز صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں آپ کے خط اور لٹریچر پہنچنے کا مشکور ہوں۔ میں نے اپنی مجلس کے اجلاس میں آپ کا خط پڑھ کر سنا دیا جس کا میں سکرٹری ہوں۔ آپ کے خط اور آپ کی انجمن کے کارناموں نے ہم سب کو تسلی دی۔ ہماری سوسائٹی نے ۱۸ اکتوبر کو معراج شریف کے موقعہ پر جلسہ کیا۔ اور آپ کے لٹریچر میں سے حضرت نبی کریم کی سیرت مبارک پر مضامین سنائے گئے۔ جن کو بے حد پسند کیا گیا۔ میں آپ کو اس بات کی اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ اس دور دراز ملک میں ہزارہا لوگ آپ کی جماعت لاہور کے ہمدرد ہیں۔ ہماری سوسائٹی کے تمام ممبروں نے آپ کی اعانت کا عہد کر رکھا ہے۔ جو کتابیں مجھے بھیجی گئی ہیں وہ سوسائٹی کی لائبریری میں رفاہ عام کی خاطر رکھدی گئی ہیں۔ انشاء اللہ چند ماہ کے اندر کئی لوگ جماعت میں شامل ہو کر فارم بیعت پر کر کے آپ کو بھیجد ینگے اور اخبارات کے خریدار بھی پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

بھدرواہ میں احمدیوں کا بائیکاٹ

مخالفین احمدیت کا افسوسناک طرز عمل

قصبہ بھدرواہ (ریاست جموں) ان مقامات میں سے ایک ہے جہاں احمدیت کی مخالفت شدید اور انتہائی گھناؤنی صورت اختیار کر چکی ہے قصبہ اور قرب و جوار کے مسلمان بھائی اپنے مولویوں کی سرکردگی میں اخلاق و انسانیت کے ہر قانون اور احکام قرآنی سے بے پروا ہو کر مٹھی بھر احمدیوں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو صداقت اور دلائل سے تہی دست پا کر وہ طریقے اختیار کر لئے ہیں جو ہمیشہ دشمنان حق کا شیوہ رہے ہیں۔ گالیاں، غلط بیانیاں اور تمسخر و عیب جوئی تو ان لوگوں کے ہاں "ہنر" بن چکے ہیں۔ ان کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔ جب یہ اوچھے ہتھیار بیکار ثابت ہوئے تو ہمارے ایک مبلغ پر بر سر عام حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا گیا۔ اب بائیکاٹ کی گرم بازاری ہے کوشش ہو رہی ہے کہ احمدیوں سے خرید و فروخت، رشتہ ناطہ، میل ملاقات یکسر بند کر دی جائے۔ اس جنون میں وہ بلا تکلف تشدد پر اتر آتے ہیں۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ بائیکاٹ راستبازوں و بیدار انسانوں کا طریق کار نہیں بلکہ ہمیشہ مخالفین حق کا شعار رہا ہے۔

ہمارے نامہ نگار کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ماہ رمضان کے آخری دن بھدرواہ کے ایک غیر احمدی امام نے جو احمدیوں کے بائیکاٹ میں بہت نمایاں حصہ لیتے ہیں اپنے جاہل مقتدیوں سے مسجد میں سوال کیا:۔

"مسلمانو! اگر تم لوگوں کو خنزیر کا گوشت ایک آنہ میں سیر مل جائے تو کیا تم اس گوشت کو خرید کر کھاؤ گے؟"

جب مجمع نے نفی میں جواب دیا تو امام صاحب نے یہ "نصیحت" فرمائی:۔

"عبدالکریم گنائی (احمدی) کی دکان کا گوشت خنزیر ہے۔ اس کی دکان سے کوئی گوشت نہ خریدے۔ اگر کوئی مسلمان عبدالکریم کی دکان سے گوشت خریدیگا تو اس کا بھی بائیکاٹ کر دیا جائیگا"

چنانچہ عبدالکریم گنائی صاحب کی دکان پر باقاعدہ پکٹنگ کیا گیا۔ ایک شخص سے جبراً گوشت چھین کر کتوں کے آگے ڈالا گیا۔ پکٹنگ کی وجہ سے عبدالکریم صاحب کا کافی نقصان ہوا۔

افسوس یہ لوگ احمدیت کی مخالفت کے جنون میں احکام شریعت کی ہتک کر رہے ہیں۔ اللہ کی حدود کو توڑ رہے ہیں۔ شریعت یہودی کے ذبیحہ تک کو حلال قرار دیتی ہے لیکن ہمارے مخالف علماء ایک کلمہ گو کے ذبیحہ کو خنزیر کا گوشت کہتے ہیں یہ دین کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟

ہم حکام ریاست کو انسانیت و انصاف کے نام پر بھدرواہ کے مٹھی بھر مظلوم احمدیوں کی مشکلات و مصائب کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ امن پسند و پابند قانون شہریوں پر اس قسم کے مظالم کا انسداد ہر ایک حکومت کا اولین فرض ہے ہمیں معلوم ہے کہ جناب گورنر صاحب جموں ان حالات سے بے خبر نہیں لیکن ابھی مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ صاحب موصوف کو مفسدہ پردازوں کے صحیح حالات معلوم کرنے کے علاوہ یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کے احکام کی کس حد تک تعمیل ہو رہی ہے +

اطالوی افواج کی بربریت

اٹلی و حبشہ کی جنگ: اطالوی قوم بالخصوص اس کے ڈکٹیٹر مسولینی کے ظلم بے انصافی اور غرور و لالچ کا افسوسناک نتیجہ ہے جس کو کوئی شریف انسان اچھی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن اطالوی افواج کی وحشیانہ حرکتیں اس سے بھی زیادہ قابل نفرت ہیں۔ وہ متعدد مقامات پر حبشی عورتوں اور بچوں کا قتل عام کر چکی ہیں۔ گذشتہ چند ہفتوں کے عرصہ میں اطالوی طیاروں نے غیر جانبدار طبی جماعتوں کے کیمپوں پر بے دریغ گولہ باری کی ہے۔ سویڈن کی ریڈ کراس سوسائٹی کے ہسپتال پر سب سے زیادہ بیدردی سے بم برسائے گئے جس کی وجہ سے سو حبشی مریض نذر اجل ہو گئے اور متعدد ڈاکٹر اور نرسیں بھی ہلاک اور شدید زخمی ہوئیں۔ اس قسم کی حرکات نہ صرف اخلاق و انسانیت کے ضابطے کے خلاف ہیں بلکہ بین الاقوامی قوانین کی رو سے بھی سخت ممنوع ہیں۔ عالمگیر احتجاج پر حکومت اطالیہ نے اس وحشیانہ فعل کی وجہ یہ بیان کی کہ حبشیوں نے دو اطالوی ہوابازوں کو قتل کر کے ان کے سروں کو نشانات فتح کے طور پر ہرار بھیج دیا خود حکومت حبشہ نے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے اس کو سفید جھوٹ قرار دیا ہے۔ بفرض محال اگر یہ الزام صحیح بھی ہوتا تو ہوابازوں کے قتل کا بدلہ غریب مریضوں اور ڈاکٹروں اور نرسوں سے لینا کسی طرح بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ سویڈن کے ایک اخبار نویس نے بالکل سچ کہا کہ اطالیہ کا طریق جنگ زمانہ تاریک کی صدائے بازگشت ہے۔ لیکن افسوس مغرب کی مادہ پرست

سند ہے جو فرعونانہ سیاست اور جوع الارض سے دنیا کو ایک تاریک ... کی طرف لئے جا رہی ہے اس میں اعلیٰ ... کو کچھ ... حاصل نہیں۔

سکھوں کا کرپان مورچہ

مسجد شہید گنج کے افسوسناک اور غیر دانشمندانہ انہدام سے پنجاب بالخصوص لاہور کی فرقہ وارانہ فضا از حد خراب ہو چکی ہے۔ گذشتہ چند ماہ کے قلیل عرصہ میں متعدد مرتبہ کشت و خون تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ جس میں سینکڑوں آدمی ہلاک و زخمی ... ہوئے ہیں۔ ماخوذین و سزا یافتگان کی فہرست بھی کافی طویل ہو چکی ہے۔ ان رنجیدہ و مخدوش حالات میں فضا کی درستگی اور امن کی بحالی کی کوشش ہر ایک قوم کے ذمہ دار افراد کا فرض ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن سکھ رہنما ؤں نے اس کے برعکس راستہ پر گامزن ہو کر کرپان مورچہ کا آغاز کر دیا ہے۔ اس کیلئے باقاعدہ اور منظم پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اکثر ہندو جرائد اس بارہ میں ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ سکھوں اور ہندوؤں کا یہ اقدام خانہ جنگی اور بے اعتمادی کی اس آگ پر جو وہ مسجد شہید گنج کے انہدام سے صوبہ بھر میں لگ چکی ہے تیل کا کام دے رہا ہے۔ زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ سکھوں کے سرکار پرست اور آئین پسند افراد بھی اس آئین شکن تحریک میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں۔ اگر سکھوں نے اپنی اخلاقی و وطنی ذمہ داریوں کو بالکل فراموش نہیں کر دیا تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی روش پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے کوئی خوشگوار تبدیلی کریں۔

اس تحریک کے متعلق حکومت کا طرز عمل بھی قابل اطمینان نہیں۔ اب تک جس قدر کرپان بند جتھے گرفتار ہوئے ہیں ان کو چند گھنٹے قید محض کی بے نتیجہ اور مضحکہ خیز سزا دی گئی ہے۔ مختلف مقامات سے کرپان بند جتھے سول نافرمانی کی غرض سے پیدل لاہور آ رہے ہیں۔ ان سے بھی کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ حالانکہ چند ماہ قبل بہت سے مسلمانوں کو سول نافرمانی کے ارادہ کے شک ہی میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اگر حکومت بحالی امن اور قانون کا احترام قائم کرنے کی حقیقی خواہش رکھتی ہے تو اسے یقیناً اس طرز عمل میں تبدیلی کرنی پڑے گی۔

ایک ضروری اعلان

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۳ جنوری میں جماعت میں بیکاری کے انسداد کی سکیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

"میری خواہش تو یہ ہے کہ جتنے نوجوان بیکار ہیں وہ یہاں مرکز میں آ جائیں ان کے کھانے کا انتظام یہاں ہو جائیگا وہ کچھ علم دین بھی سیکھینگے۔ اگر وہ کوئی کام نہیں جانتے تو ہم ان کو کام سکھلانے کا بھی بندوبست کریں گے اور مختلف مقامات میں خالی اسامیاں معلوم کر کے ان کو کام دلانے کی کوشش کی جائیگی۔" (پیغام صلح ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

اس سلسلہ میں تمام ... اور جماعتوں کو یہ بات نوٹ کر لینی چاہیئے کہ کسی بیکار نوجوان کو لاہور بھیجنے سے قبل اس کے مفصل حالات اور تعلیمی لیاقت وغیرہ سے انجمن کو اطلاع دینی چاہیئے اور اجازت ملنے پر مرکز میں بھیجنا چاہیئے بغیر حصول اجازت اس غرض سے لاہور کا قصد ہرگز نہ کیا جائے۔ انتظامی نقطہ نظر کے لحاظ سے یہ اشد ضروری ہے بہتر ہو کہ خط و کتابت مقامی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کے توسط سے ...

لاہور میں ایک بیگناہ مسلمان کا قتل

لاہور کی مکدر فضا ذرا اصلاح پذیر ہونے پائی تھی کہ ایک رنجیدہ حادثہ نے اسے ازسرنو مکدر کر دیا۔ ۱۱ر جنوری کی شام کو سیالکوٹ کا رہنے والا ایک مسلمان نوجوان ظفر الہٰی اپنے ایک دوست کے ہمراہ لاہور کے مچھی ہٹہ بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک ہندو نوجوان نے بلا وجہ چاقو مار کر شدید زخمی کر دیا اور بیچارہ ۱۳ر جنوری کی شب کو ہسپتال میں انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم لاہور میں محض سیر کی غرض سے آیا تھا۔ قاتل کا نام روشن لال بیان کیا جاتا ہے۔ جسے پولیس نے معہ خون آلود چاقو گرفتار کر لیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد شہر میں ازسرنو تشویش و بیچینی پیدا ہو گئی ہے۔ جگہ جگہ پولیس کے زبردست پہرے بٹھا دیئے گئے۔ مسلح پولیس کی گاردیں مصروف گشت ہیں۔ اس قسم کے حادثات فرقہ وارانہ منافشات کی جڑ ہیں آگ پر تیل کا کام دیتے ہیں اور مذہب کے ہر ایک فرد کے لئے بلا امتیاز مذہب، دولت سرمایہ ذلت و ندامت ہیں۔

ہندو اخبارات اور لیڈروں نے ہمیشہ معصومانہ انداز میں یہی کہا کہ شہید گنج کا تنازعہ مسلمانوں اور سکھوں کا جھگڑا ہے۔ اس میں ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ حالانکہ ان کا عمل ہمیشہ اس کے برعکس رہا ہے اور اب بھی ہے۔ مذکورہ بالا حادثہ اس بات کا ایک اور ثبوت پیش کرتا ہے۔ حیرت ہے کہ اب تک ڈاکٹر ستیہ پال کے سوا اور کسی ہندو یا سکھ کو اس ظالمانہ و بزدلانہ قتل پر اظہار افسوس و ندامت کی توفیق نہیں ہوئی۔ اس خاموشی کے معنی اس کے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں کہ ہندو اور سکھ یا ان کی زبردست اکثریت اس قسم کے واقعات کو برا نہیں سمجھتی۔

"پرکاش" کی حماقت

مہاشہ کرشن کا اخبار "پرکاش" پستی، اخلاق اور بے اصولی کے لحاظ سے آریہ پریس میں بہت نمایاں درجہ رکھتا ہے۔ بازاری آدمیوں کی طرح شرفاء پر آوازے کسنا اور ہر بات میں خواہ مخواہ دخل دینا اس کی پرانی عادت ہے اس بری عادت کی وجہ سے اسے بارہا آریہ اور ہندو حلقوں میں بھی ذلیل و رسوا ہونا پڑا ہے۔ ۳ر جنوری کے پیغام صلح میں احمدیت کی موجودہ مخالفت اور جماعت احمدیہ کے عزم و استقلال اور قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا تھا۔

> جماعت احمدیہ بالخصوص اپنے اور پرائے دونوں کے جور و ستم کا تختہ مشق بن رہی ہے۔ قلت تعداد جماعت کی غربت اور بے سر و سامانی ایسے اسباب ہیں جن سے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی اور جماعت ہوتی تو اب تک اس کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔

اس پر "پرکاش" "لاہوری احمدیوں کی گریہ و زاری" کے عنوان سے لکھتا ہے:

> "بجائے اس کے کہ "پیغام صلح" والے اس قسم کی بے ہنگام گریہ و زاری کر کے دوسروں کی سمع خراشی کریں۔ ان کو احمدیت کے مخالفوں سے [illegible] کرنا چاہئیے کہ وہ کونسی وجوہات ہیں جن سے وہ احمدیت کے خلاف لنگر لنگوٹے کس کر میدان میں نکل آئے ہیں اگر ان کے مخالف کوئی جائز شکایت بیان کرتے تو پیغام صلح والے مرزائیوں کا یہ فرض تھا کہ وہ حتی الامکان اس شکایت کو دور کرنے کی کوشش کرتے اور اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہتے تو ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کا ان کے مخالفوں سے سمجھوتہ کرانے میں اپنا رسوخ استعمال کرتے اور ان کا بال بیکا نہ ہونے دیتے"۔

پرکاش کو دوسروں کے معاملات میں دخل دینے کی بجائے ان وجوہات کو دریافت کرنا چاہیئے جن کی وجہ سے کروڑوں سناتن دھرمی ہندو آریہ سماج اور سوامی دیانند کے خلاف لنگر لنگوٹے کس کر مدت سے آریہ سماجیوں کی چھاتی پر مونگ دل رہے ہیں۔ یہ کام اس کے لئے زیادہ ضروری ہونا چاہیئے باقی رہا اس کا "رسوخ" اور اسکا استعمال۔ اس کے متعلق یہ گذارش ہے کہ باقی دنیا تو رہی ایک طرف۔ "پرکاش" اور اس کے مالک کی تو آریہ سماجی حلقوں میں بھی عزت و وقعت نہیں۔ حال ہی میں انہوں نے پنڈت بدھ دیو جی کے خلاف "جوتا مار" ایجی ٹیشن شروع کیا تھا۔ اس میں پرکاش اور مہاشہ کرشن کے خلاف کی پڑیں اور ذمہ دار آریہ سماجیوں کی زبان و قلم سے مہاشہ جی کے پبلک اور پرائیویٹ کیرکٹر کے متعلق ایسے ایسے پر لطف انکشافات ہوئے کہ حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے اخباری دنیا میں رہنا کس طرح گوارا کر لیا ہے۔ کاش "پرکاش" کو آئندہ ہمیں اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت پیش نہ آنے دے۔

پیغام صلح کے وی پی

احباب کی خدمت میں ایک ضروری اطلاع

جن دوستوں کا چندہ "پیغام صلح" ختم ہو چکا ہے۔ ان کی خدمت میں متعدد یاددہانیوں کے بعد وی۔ پی ارسال کئے گئے ہیں۔ کفایت کے خیال سے سابقہ دستور کے خلاف اطلاعی کارڈ روانہ نہیں کئے گئے۔ اس لئے بذریعہ اخبار درخواست کی جاتی ہے کہ جن دوستوں کی خدمت میں وی۔ پی پہنچیں۔ وہ انہیں ضرور وصول فرما کر اپنے اخلاقی و ملی فرض سے سبکدوش ہوں۔ آج کل اخبار کو روپے کی بہت ضرورت ہے۔

(منیجر)

ڈاکٹر بشیر حسین صاحب کو دعوت چائے

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب (خلف الرشید جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب) کے اعزاز میں ۱۲ر جنوری بروز اتوار بوقت شام مسلم ہوسٹل میں ایک ٹی پارٹی دی گئی جس میں نوجوانوں کے علاوہ بزرگان قوم بھی مدعو تھے۔ بہت سے احباب نے اس پارٹی میں حصہ لیا۔ چائے نوشی کے بعد حضرت امیر قوم کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ ماسٹر غلام محمد صاحب خادم نے تلاوت قرآن کریم سے کارروائی شروع کی۔ بعد ازاں جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب نے ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب کی قومی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ تقریباً دو سال ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ رہے ہیں۔ اس دوران میں آپ نے ایسوسی ایشن کو منظم کیا اور نہایت خلوص دل سے نوجوانوں کی بہتری کے کام میں لگے رہے۔ اب آپ ایک معزز سرکاری عہدہ پر فائز ہو گئے ہیں۔ ہم تمام نوجوانان قوم کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس عہدہ پر مستقل کرے اور قوم اور خاص کر نوجوانوں کیلئے آپ کا وجود بابرکت بنائے۔ آپ سے درخواست کی گئی کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں۔ مرکزی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے نمائندہ کی حیثیت سے نوجوانان قوم کی بہتری کی کوشش کرتے رہیں۔ جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب نے دوران لیکچر میں حضرت امیر قوم کا بھی شکریہ ادا کیا کہ آپ نے کمال مہربانی سے لیکچروں کے سلسلہ کیلئے ایسوسی ایشن کو دس روپیہ ماہوار امداد دے کر ایسوسی ایشن کی مالی حالت کو بہت مضبوط کر دیا ہے۔

ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب نے جواب میں ایک موزوں تقریر کی۔ اور نوجوانوں کے عملی قدم کو اٹھتے ہوئے دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ آپ نے وعدہ فرمایا کہ مرکزی ایسوسی ایشن کی طرف سے جو ہدایت بھی آپ کے نام آئے گی آپ اس کو ضرور تکمیل تک پہنچائیں گے اور ہمیشہ اپنے آپ کو مرکزی ایسوسی ایشن کا ایک ممبر خیال کریں گے۔ نیز آپ نے ایسوسی ایشن کو باقاعدہ چندہ ادا کرنے کا بھی وعدہ فرمایا۔

اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نوجوانوں کو چند نہایت قیمتی نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت میں بہت سے ایسے پرجوش اور باعمل نوجوان موجود ہیں جن پر بزرگ بھی رشک کرتے ہیں۔

جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب نے موجودہ مخالفت اور تعلیم یافتہ طبقہ کی ذہنیت پر افسوس کرتے ہوئے نوجوانوں کو چند ایک نصائح فرمائیں اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(چودھری) عبدالحق۔ بی۔ اے
اسسٹنٹ سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور

ہمارے عقائد اور ہمارا کام

ایک غیر از جماعت بزرگ کے عجیب و غریب اعتراضات

(از مولوی دوست محمد صاحب مصنف "مجاہد کبیر" "آئینہ احمدیت")

"ہمارے عقائد اور ہمارا کام" کے نام سے جو ٹریکٹ چند ماہ ہوئے انجمن کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ اتفاق سے اس کی کاپی مولوی محمود علی صاحب محلہ سید کبیر جالندھر شہر کے نام بھی پہنچ گئی۔ مولوی صاحب نے ٹریکٹ کو تو شاید پڑھا یا نہیں۔ اپنے اسی علم کے زعم میں جو آجکل کے علماء کے لئے عموماً حجاب اکبر کا کام دیتا ہے بعض ایسے اعتراضات لکھکر حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں بھیجدیئے جن کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں ان لوگوں کو علم سے کسقدر بُعد واقعہ ہو چکا ہے اور صداقت اور راستی سے کسقدر دور جا پڑے ہیں کہ جو باتیں امت مرحومہ میں مسلم چلی آتی ہیں اور جو چیزیں آج ہمارے سامنے ٹھوس واقعات کی شکل میں موجود ہیں ان کو بھی جھٹلاتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے۔

مولوی صاحب کی "قابل فخر خصوصیت"

مولوی صاحب نے شروع ہی میں فخریہ طور پر لکھا ہے کہ:۔

"میں اپنا کوئی حلقہ اثر نہیں رکھتا ہوں۔ بلکہ دنیا میں کوئی ایک فرد بھی نہیں جس نے میرے خاص خیالات کو قبول کیا ہو"۔

اس "قابل فخر خصوصیت" کے ہوتے ہوئے مولوی صاحب کے اعتراضات اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق خاص خیالات کی جو وقعت ہو سکتی ہے ظاہر ہے جن خیالات کو ماننے کے لئے مولوی صاحب کا اپنا اعتراف ہے کہ دنیا میں کوئی ایک فرد بھی تیار نہیں۔ ان کی معقولیت تو ظاہر ہی ہے پھر تعجب ہے انہیں اتنے لمبے چوڑے مضمون کی شکل میں لکھکر امیر جماعت احمدیہ کی خدمت میں کیوں بھیجا گیا۔ کیا اس لئے کہ وہ بھی ان کی تردید کر کے ان کے اس طرہ امتیاز کی شان کو دوبالا کر دیں کہ دنیا میں کوئی ایک فرد بھی نہیں جس نے میرے خاص خیالات کو قبول کیا ہو۔

سلسلہ احمدیہ کے متعلق معلومات کا دعوے

سلسلہ احمدیہ کے بارہ میں اپنی ایک اور امتیازی خصوصیت بھی مولوی صاحب نے بتائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں مذہب احمدی سے ایک حد تک شناسا ہوں مجھے جناب مرزا صاحب سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور مولانا محمد احسن امروہوی سے مبادلہ خیال کا اتفاق ہوا ہے۔ مرزا صاحب کی متعدد تصانیف اور مولانا محمد احسن کی ایک تصنیف اعلام الناس دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ بلکہ پہلی صحبت میں مرزا صاحب نے آسمانی فیصلہ کی اور مولانا محمد احسن نے اعلام الناس کی ایک کاپی عنایت کی۔ اور ازالہ الاوہام عاریتاً دی۔ مرزا صاحب کے بعد اس مذہب کے دو فرقوں میں منقسم ہونے سے بھی واقف ہوں اور اس کام کی خبر بھی سنتا رہا ہوں جو مرزا صاحب کی زیست میں اور ان کے بعد ان کے خلفاء اور بالخصوص خواجہ کمال الدین کے اور آپ کے ہاتھوں سے سرانجام پاتا رہا ہے۔ پس اس رسالہ نے آپکے خیالات کو ایک متین اور خوشنما شکل میں پیش نظر لانے کا کام تو دیا۔ مگر بفضلہ تعالیٰ میرے معلومات میں مستضافہ نہیں کیا۔ میں اب بھی یہی سمجھتا ہوں جو پہلے سمجھتا ... قادیانی کے خیالات اور اعمال ہربرٹ سپنسر کی اصطلاح میں Knowable ہیں اور فرقہ لاہوری کا تمام تار و پود .... Unknowable

قبول صداقت سے افسوسناک اغماض

ہربرٹ سپنسر کی اصطلاح مولوی صاحب نے شاید اس خیال سے پیش کی ہے کہ وہ مغرب سے آئی ہے اور اس لئے شاید زیادہ موثر ثابت ہو ورنہ بات وہی ہے جو قرآن کریم نے نقل کی ہے کہ قالوا قلوبنا غلف جن لوگوں کا اپنا ارادہ کچھ بھی سمجھنے کا نہ ہو۔ جان بوجھ کر اغماض کرنا چاہتے ہوں وہ یونہی کہہ دیا کرتے ہیں کہ تمہاری باتوں کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ سمجھ میں آنیوالی ہی نہیں۔ کون عقلمند یہ قیاس کر سکتا ہے کہ جس شخص کو خود حضرت مسیح موعودؑ سے گفتگو کا اتفاق ہوا۔ آپ کی کتاب ازالۃ الاوہام کے پڑھنے کا موقع ملا ہو جس میں صفائی کے ساتھ آپ نے اپنے دعوی کی وضاحت کی ہے اور لکھا ہے کہ "نبوت کا دعوی نہیں بلکہ محدثیت کا دعوی ہے، جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے"۔

مولوی صاحب کا تجاہل عامیانہ

جو شخص اس جماعت کے دونوں فریق کے عقائد و اعمال سے بھی خوب واقف ہے۔ اس کی سمجھ میں قادیانی فریق کے عقائد و اعمال تو آسکتے ہیں۔ لیکن جماعت لاہور کے عقائد و اعمال کی سمجھ اسے نہیں آسکتی۔ کیوں سمجھ نہیں آسکتی؟ اس کی وجہ جو مولوی صاحب نے بیان فرمائی ہے یہ ہے کہ:۔

"لاہوری فرقہ مرزا صاحب کو صرف مجدد اور محدث مانتا ہے اور یہ بھی مانتا ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتا رہا ہو اور یہ بھی مانتا ہے کہ مرزا صاحب واجب الاطاعت ہیں اس سے لازم آتا ہے کہ مسلمانوں میں کم از کم تیرہ ایسے مجدد گزر چکے ہیں جو واجب الاطاعت تھے۔ حالانکہ امت محمدیہ ایسے ایک شخص سے بھی واقف نہیں ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب کے لئے واجب الاطاعت مانا گیا ہو اور جس نے اپنی اطاعت کے لئے مرزا صاحب کی طرح ببانگ دہل اعلان کیا ہو اور جس کی اطاعت نہ کرنے سے طاعون یا کوئی اور عذاب آتا ہو"۔

فرمان نبوی

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ مجدد دین کے آنے کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ خود ساختہ عقیدہ ہے؟ کیا حدیث نبوی میں صفائی کے ساتھ فرمایا نہیں گیا کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کیا ان اللہ یبعث کے الفاظ اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ مجدد کا بطور ایک مامور کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونا ضروری ہے اور اس کے ساتھ علی راس کل مائۃ سنۃ کے الفاظ ایسے لوگوں کو عام علمائے ربانی ... سے ممیز و ممتاز کرانیوالے نہیں؟ کیا یہ غلط ہے کہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں ہر صدی کے سر پر ایسے پاک وجود پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے مکلم پا کر مجددیت کے دعوے کئے؟

مولوی صاحب کی تعجب انگیز لاعلمی

تعجب ہے کہ مولوی صاحب کو صرف ایک مجدد سرہندی ہی کا نام مجددیت کے لقب کو ممتاز نظر آتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ:۔

"مجدد کے نام سے شہرت پانیوالے صرف ایک سرہندی بزرگوار ہیں۔ انہوں نے اپنے مکتوبات میں اگر اپنے تئیں مجدد کہا اور اگر اپنی طرف بلایا ہو تو یہ ان کا ذاتی فعل ہوگا ورنہ ان کے وقت میں ان کی مخالفت کرنیوالے موجود رہے ہیں اور ان کے بعد ان کے حلقہ ارادت سے باہر کروڑوں مسلمان ہیں اور کسی نقشبندی پیر کی طرف سے بھی یہ دعوے نہیں ہوا کہ مجدد صاحب کی اطاعت سے باہر رہنے والے یا ان سے اختلاف رکھنے والے مستحق عذاب ہیں"۔

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ صرف ایک سرہندی بزرگوار ہی نہیں۔ امت مرحومہ میں بیسیوں ایسے بزرگوار ہوئے ہیں جو اپنے اپنے زمانہ میں مجدد کے نام سے شہرت پاتے رہے ہیں۔ مثلاً حضرت عمر بن عبدالعزیز حضرت امام شافعیؒ۔ حضرت امام ابوالحسن الاشعریؒ۔ حضرت ابوعبید اللہ نیشاپوری و قاضی ابوبکر باقلانی۔ حضرت امام غزالی۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی حضرت امام ابن تیمیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی و حضرت صالح بن عمر۔ حضرت سید محمد جونپوری۔ حضرت امام سیوطی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت سید احمد بریلوی۔ یہ تمام بزرگوار اپنے اپنے زمانہ میں مجدد کے نام سے شہرت پاتے رہے ہیں اور اس طرح حدیث نبویؐ کی صداقت کا موجب رہے ہیں۔ حیرت ہے کہ آپ تاریخ کا مطالعہ کئے بدوں محض حدیث ہی کو سن کر فرمانے لگ گئے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ مسلمانوں میں کم از کم تیرہ ایسے مجدد گذر چکے ہیں جو واجب الاطاعت تھے۔

واجب الاطاعت کی تشریح

میں کہتا ہوں لازم ہی نہیں آتا بلکہ ایسے مجدد اس امت میں ہو گزرے ہیں "واجب الاطاعت" سے اگر آپ کی مراد یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے جوا کو اتار کر مجدد وقت کی اطاعت اختیار کی جائے تو حاشا و کلا یہ درست نہیں۔ مجدد تو اسی غرض سے آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کے نیچے لوگوں کو لایا جائے۔ اور اس غرض سے اس کی اطاعت ضروری ہوتی ہے کہ احیائے دین کا جو کام وہ کرے۔ اس میں اس کی امداد کی جائے۔

مجدد کی اطاعت کیوں ضروری ہے

ورنہ اگر اس کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری نہ ہو۔ تو اس کا آنا نہ آنا برابر ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کا یہ فعل عبث تو نہیں کہ ایک شخص کو تجدید دین کے لئے خاص طور پر کھڑا کرتا ہے۔ اگر اس کا ساتھ دینا ضروری نہ ہو اور اس علم اور نور سے فائدہ نہ اٹھایا جائے جو وہ تجدید دین کے لئے اپنے زمانہ کے مناسب حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیکر آتا ہے تو وہ نہ کسی کی اصلاح کر سکتا ہے اور نہ وہ کام سرانجام پا سکتا ہے جس کے لئے وہ مبعوث ہوا۔ اس سے بڑھ کر خطرناک محرومی اور کیا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ روشنی لیکر آئے جس سے زمانہ کی تاریکیاں دور ہو سکتی ہیں اور ہم اپنی جگہ پر اس خیال سے آنکھیں بند کر کے بیٹھ رہیں کہ ہمیں کسی روشنی کی ضرورت نہیں۔ اسی بات کو حضرت مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں بیان فرمایا ہے کہ "مجدد آنست کہ ہرچہ در آں مدت از فیوض با مثال رسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بود و بدلا و نجبا باشند" یعنی مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں امتوں کو جو فیوض پہنچتے ہیں۔ وہ اسی کے توسط سے پہنچتے ہیں۔ اگرچہ اس وقت کے اقطاب و اوتاد و ابدال اور نیک لوگ ہوں۔ آپ اسے حضرت مجدد صاحب کا ذاتی فعل قرار دیتے اور یہ لکھ کر رد کر دیتے ہیں کہ ان کے وقت میں ان کی مخالفت کرنے والے موجود رہے ہیں۔

ہر زمانہ میں بزرگان دین کی مخالفت

لیکن میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ مخالفت

زمانہ میں ہر بزرگ کے بالمقابل ہوتے رہے ہیں۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد حنبل، حضرت امام غزالی جیسے مشہور آئمہ کی مخالفت ان کے زمانہ میں بڑے بڑے علماء نے کی۔ ان پر کفر کے فتوے دیئے۔ سخت ترین اذیتیں پہنچائیں۔ پھر کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ جس بات کی طرف وہ بلاتے تھے وہ ان کا ذاتی فعل تھا اور اللہ تعالے کی طرف سے وہ ان باتوں کو منوانے کے لئے مامور نہ تھے اور یونہی خواہ مخواہ دکھ اور اذیتیں اٹھاتے رہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کا ارشاد

اگر آپ ان لوگوں کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ جس کام کے لئے وہ کھڑے ہوئے۔ جس بات کی دعوت انہوں نے لوگوں کو دی۔ اس کے متعلق صاف طور پر بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے سپرد ہوا ہے۔ بطور مثال حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے ان الفاظ کو بغور مطالعہ کیجئے جو تفہیمات الٰہیہ میں دعوے مجددیت کرتے ہوئے انہوں نے ارشاد فرمائے ہیں:۔

فھمنی ربی جل جلالہ انا جعلناک امام ھذہ الطریقۃ وا وصلناک ذروۃ سنامھا وسد دنا طرق الوصول الی الحقیقۃ القرب کلھا الیوم غیر طریقۃ واحد وھو محبتک وکلا تقیادلک فالسماء ولیس علی من عاداک سماء ولیست الارض علیہ بارض فاھل المغرب واھل المشرق کلھم رعیتک وانت سلطانھم علموا اولم یعلموا فان علموا فازوا وان جھلوا خالوا۔ میرے رب نے مجھے مطلع فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے اس طریق کا امام مقرر فرمایا ہے اور اس کی اعلیٰ بلندی تک پہنچایا ہے اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے اور طریقے مسدود کر دیئے ہیں۔ سوائے ایک طریقہ کے اور وہ تیری محبت اور فرمانبرداری ہے۔ پس جو شخص تجھ سے عداوت کرے نہ آسمانی برکات اس پر نازل ہونگی اور نہ ارضی برکات کا مورد ہوگا۔ اہل مغرب و اہل مشرق سب کے سب تیری رعیت ہیں اور تو ان کا بادشاہ ہے خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں۔ اگر وہ جان لیں تو کامیاب ہوں گے اور اگر بے خبر رہیں تو خائب و خاسر ہوں گے"۔

صفائی سے اپنے عقیدہ کا اظہار کیجئے

فرمائیے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام پر آپ کا کیا فتوے ہے؟ کیا اسے بھی ان کا "ذاتی فعل" قرار دینگے یا Unknowable کہہ کر رد کر دینگے "ذاتی فعل" تو یقیناً نہیں۔ کیونکہ وہ صاف فرماتے ہیں۔ فھمنی ربی جل جلالہ۔ مجھے میرے رب جل جلالہ نے سمجھایا ہے۔ پس یا تو یہ کہا جائے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے نعوذ باللہ اللہ تعالے پر افترا کیا ہے اور اپنے پاس سے ایک بات بنا کر اللہ تعالے کی طرف منسوب کر دی ہے۔ اگر ایسا ہی خیال ہے تو مولوی صاحب کو چاہیئے کہ صفائی کے ساتھ اس کا اظہار کریں۔ تاکہ بزرگان دین کے متعلق ان کی رائے معلوم ہو جائے اور اگر شاہ ولی اللہ صاحب کا فرمانا صحیح ہے اور فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم پاکر انہوں نے ایسا لکھا تو کیا اس کو Knowable قرار دیا جائے گا یا Unknowable دونوں میں سے جو بھی صورت ہو۔ اسی ذیل میں حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات کو بھی رکھ لیجئے کہ انہیں اس سے سر مو تفاوت نہیں

(باقی آئندہ)

جماعت بغداد کی مالی قربانیاں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ڈرافٹ نمبر ۹۰۸۲۴ مؤرخہ ۶ر جنوری ۱۹۳۶ء از ایسٹرن بنک بغداد بنام امپیریل بنک آف انڈیا مبلغ ۱۵۰/۷/۵ روپے کا جس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے مفصلات علیحدہ بحری ڈاک سے ارسال ہیں۔ رسید سے مطلع فرمادیں۔

بحساب اچھوت تبلیغ فنڈ	[illegible]
چندہ ماہوار از ممبران شاخ بغداد	[illegible]
اخراجات جلسہ سالانہ	[illegible]
عید فنڈ از احباب بغداد	[illegible]
فطرہ فنڈ	[illegible]
مسجد فنڈ	[illegible]
لائٹ سپین فنڈ	[illegible]
جاپان اسلامی مشن	[illegible]
اخبار پیغام صلح	[illegible]
دار الکتب اسلامیہ	[illegible]
اخبار لائٹ اسلام	[illegible]
بجٹ فنڈ	[illegible]
اخبار مسلم ریوایول	[illegible]
کمفرٹر ٹریڈ	[illegible]
آنہ مستقل فنڈ کی رقم جلسہ کتابیں آنہ فنڈ کی ختم ہو چکی۔ اب کوئی بقایا نہیں رہا	[illegible]
میزان	[illegible]

تفصیل مسجد فنڈ، عید فنڈ اور صدقہ فطر

اسماء معطیان	مسجد فنڈ	صدقہ فطر	عید فنڈ
از جناب شیخ عباس صاحب الکٹریشن بغداد	عہ ر	×	عہ ر
از جناب سید تصدق حسین صاحب قادری	عہ ر	[illegible]	عہ ر
از جناب سید عابد علی	عہ ر	[illegible] ۴ پائی	عہ ر
ابراہیم آدم صاحب سچوانی	عہ ر	×	عہ ر
حافظ گل محمد صاحب	عہ ر	×	×
میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ	[illegible] ۴ پائی	[illegible] ۴ پائی	×
سلطان علی صاحب	عہ ر	×	عہ ر
ماسٹر فضل دین صاحب	×	۱ ر ۸ پائی	عہ
عبدالحکیم صاحب الکٹریشن	×	۴ ر ۳ پائی	عہ ر
بشیر احمد صاحب پراچہ خانقین	×	۱ ر ۸ پائی	عہ
جناب بیگم صاحبہ سلطان علی صاحب	×	۱ ر ۸ پائی	×
اہلیہ سید تصدق حسین صاحب قادری	×	×	[illegible] ۴ پائی
نور النساء بنت	×	×	۱۰ ر ۸ پائی
ابراہیم ابن سید تصدق حسین صاحب از ماسٹر فضل دین	×	×	۱۰ ر ۸ پائی
محمد سالار خان صاحب بلوچ	×	×	عہ ر
پیر حمید الدین صاحب سدۃ الہندیہ	×	×	عہ ر
اللہ جوایا صاحب علویہ بغداد	×	×	عہ ر
میزان	[illegible] ۴ پائی	[illegible] ۱ پائی	[illegible] ۸ پائی

تفصیل اچھوت تبلیغ فنڈ، جلسہ فنڈ، چندہ ماہوار

اسمائے معطیان	اچھوت تبلیغ فنڈ	اخراجات جلسہ سالانہ	چندہ ماہوار از ممبران جماعت بغداد
از جناب اللہ جوایا صاحب بغداد	[illegible]	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	×
ماسٹر فضل دین صاحب	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	×
سلطان علی صاحب	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	[illegible] ۱۰ ر ۸ پائی	جولائی ۳۵ء [illegible]
حافظ گل محمد صاحب	[illegible]	×	×
بشیر احمد صاحب پراچہ خانقین	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	×	×
میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ بغداد	[illegible] ۱۰ ر ۸ پائی	×	×
سید تصدق حسین صاحب قادری	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	نومبر ۳۵ء تا جنوری ۳۶ء [illegible]
ابراہیم آدم صاحب سچوانی	[illegible]	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	نومبر ۳۵ء [illegible]
غلام رسول صاحب	۱۰ ر ۸ پائی	×	×
محمد شیر گل صاحب	[illegible] ۱۰ ر ۸ پائی	×	نومبر و دسمبر ۳۵ء [illegible]
عبداللطیف اسماعیل صاحب	[illegible]	×	×
شیخ عباس صاحب الکٹریشن	[illegible] ۱۰ ر ۸ پائی	[illegible] ۱۰ ر ۸ پائی	اکتوبر ۳۵ء تا جنوری [illegible]
عبدالحکیم صاحب الکٹریشن	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	۳۶ء [illegible] ۵ ر ۴ پائی؛ نومبر و دسمبر ۳۵ء [illegible] ۵ ر ۴ پائی
سید عابد علی صاحب بغداد	×	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	ستمبر تا دسمبر [illegible] ۱۰ ر ۸ پائی
محمد سالار خان صاحب بلوچ بغداد	×	×	اکتوبر و نومبر [illegible]
عبدالصمد صاحب برق کرکوک	×	×	اگست تا دسمبر ۳۵ء [illegible] ۱۰ ر ۸ پائی
میزان	[illegible] ۸ ر ۴ پائی	[illegible] ۵ ر ۴ پائی	[illegible]

تبلیغی مراسلات

برلن میں عید الفطر

(از مرزا عزیز الرحمان صاحب سابق امام مسجد برلن)

برلن میں عید الفطر بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۳۵ء کو منائی گئی۔ یوں تو برلن میں ہر سال باقاعدگی کے ساتھ عیدیں منائی جاتی ہیں۔ لیکن اس دفعہ کی عید اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر اس امر کو واضح کر دکھایا کہ کسی نیک کام کی مخالفت کی بنیاد اگر محض فتنہ و فساد ہو تو وہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہیں رک سکتا۔ بلکہ اس میں امید سے بھی بڑھ کر کامیابی ہوتی ہے اور مخالفت اپنا سا منہ لیکر رہ جاتی ہے

بسمارک قائد اعظم جرمنی کا قول ہے کہ جہاں تین جرمن ہوں گے وہاں چار پارٹیاں ہوں گی۔ بدقسمتی سے یہ قول آج کل کے مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے دنیا میں ہر جگہ مسلمان ایک دوسرے سے دست بگریبان ہیں۔ افسوس کہ یہی حالت آج مغرب میں بھی ہے۔ گو نیک کوشش باد مخالف کے جھونکوں سے فنا تو نہیں ہو سکتیں۔ لیکن ایک حد تک ان کا بااثر ہونا معرض التوا میں پڑ جاتا ہے۔ بالخصوص اس وقت جبکہ مخالفت اپنے ہی گھر سے ہو۔ کاش اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے۔

عید سے چند روز پیشتر حسب دستور سابق جرمن مسلم سوسائٹی کی طرف سے مسلمانان برلن کے نام دعوت نامے روانہ کئے گئے۔ مخالفوں نے بھی اسی روز جملہ مسلمانوں کے نام اسی قسم کی چٹھیاں روانہ کیں۔ لیکن ایک ستم ظریفی یہ کی کہ ہر چٹھی کے ساتھ دیوبندی اور دہلوی نام نہاد علماؤں کے فتوے بزبان المانوی چھپوا کر ارسال کئے کہ احمدی کافر ہیں اور مسجد میں احمدی امام کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ان فتووں کا اثر مسلمانوں پر جو ہوا۔ وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ مسجد میں حاضرین کی تعداد اگر گزشتہ مواقع سے زیادہ نہ تھی تو کسی لحاظ سے کم بھی نہ تھی۔ ہندوستانی علماؤں کے فتوے تو ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا والا معاملہ ہے۔ اس قماش کے فتوے ممکن ہے کہ جہلائے ہند میں مفید ثابت ہوں۔ لیکن روشن خیال اور مسجد کے کام سے باخبر مسلمانوں میں یہ ریشہ دوانیاں موثر نہیں ہو سکتیں۔

نماز عید امام مسجد ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے پڑھائی اور نماز کے بعد خطبہ بھی انہوں نے ہی پڑھا۔ فاضل امام نے اس موقعہ کی اہمیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے "مسلمان" کی تعریف کی۔ جو کلمہ پڑھے وہ مسلمان ہے۔ جو مسلمان کا ذبیحہ کھائے۔ جو اسلامی قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے۔ جو مسلمان کو السلام علیکم کہے وہ مسلمان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے اور یہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کسی امام یا پیشوا اور کسی عالم یا پیر کا حق نہیں کہ ایسے شخص کو دائرہ اسلام سے خارج کر سکے۔ آج دیدہ و دانستہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح اقوال کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے۔ آج علماؤں اور پیروں کے فتووں کو کہ جو اکثر پیسوں سے خرید سے جا سکتے ہیں اور خریدے جاتے ہیں سر آنکھوں پر اٹھایا جا رہا ہے۔ آؤ سب مل کر اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فہم و ذکا عطا فرمائے آمین۔

خطبہ کے بعد جناب یوسف عبود ابراہیم (عراقی) صاحب نے بھی اسی رنگ میں چھوٹی سی تقریر فرمائی اور سامعین کو بتلایا کہ گو ہم عراقی۔ عربی مصری ترکی۔ ایرانی اور ہندی وغیرہ ہیں۔ لیکن ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ ہم مسلم ہیں اگر ہم میں اختلاف بھی ہو تو محض ایک دوسرے کی بہتری کے لئے۔ کیونکہ ہم سب ایک دوسرے کیلئے بھائی بھائی ہیں۔

اس مختصر سی موثر تقریر کے بعد حاضرین میں کھجوریں اور مٹھائی تقسیم کی گئی اور مسلمانوں نے ایک دوسرے سے عید مبارک کہی اور گلے مل کر رخصت ہوئے۔

اسی روز شام کے آٹھ بجے ایک جلسہ عام کیا گیا۔ وقت مقررہ سے پیشتر ہی مسجد حاضرین سے بھر گئی اور اکثر حضرات کو کھڑا رہنا پڑا۔ حاضرین کی تعداد کم و بیش دو صد تھی۔

جناب عثمان صاحب (تاتار) نے تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا افتتاح کیا۔

ازاں بعد جناب ابن یوسفلڈ (جرمن مسلم) صاحب صدر جرمن مسلم سوسائٹی نے حاضرین کو خوش آمدید کہی اور مختصر الفاظ میں روزہ کی اہمیت بیان فرمائی۔ اس کے بعد جلسہ کا پروگرام شروع ہوا جس میں پہلے خاکسار کا لیکچر بموضوع "عید اور ہندوستان میں اس کا منایا جانا" ہوا۔ خاکسار نے اسلامی تہواروں کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بتائی۔ کہ جہاں دوسرے اکثر مذاہب میں تہوار محض خوشی۔ کھانے پینے اور کم و بیش عیش و عشرت میں مدہوش ہونے کا نام ہے۔ اسلام نے ایسے موقعوں پر بھی نہایت میانہ روی سے کام لیا۔ خوشی کے ساتھ ہی دوسرا عنصر غربا وغیرہ کی ... امداد بھی رکھا اور اسطرح جسمانی خوشی کے ساتھ ساتھ روحانی خوشی کا سامان بھی پیدا کر دیا۔ اس کے علاوہ ایک امتیازی فرق یہ بھی ہے کہ عین اسباب راحت و آرام کے درمیان خالق حقیقی کے دربار میں جھکنا بھی فرض کر دیا اور اس طرح انسان کو اپنے بلند مقصد سے کبھی بھی دور نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد خاکسار نے مادہ پرست مغربیوں کو مشرقی فضا کی عید کے روز سیر کرانے کی کوشش کی۔

دوسرا لیکچر جناب یوسف عبود ابراہیم (عراقی) کا بموضوع "عراق میں عید" ہوا۔ فاضل مقرر نے نہایت دلچسپ رنگ میں یہ بتلایا کہ خواہ خوشی عراقی کھجور کے سایہ میں منائی جائے یا مغربی چیل کے درخت (چیل کا درخت یہاں کرسمس کا نشان ہے اور کرسمس کے ایام میں قریباً ہر گھر کی زینت ہوتا ہے) کے تلے۔ اس کا مقصد ایک اور پیام واحد ہے اور وہ بقول سعدی علیہ الرحمۃ۔ ع

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند

آخری لیکچر جناب اے ڈیوب (شامی) صاحب کا تھا۔ صاحب موصوف نے شام میں عید کے عنوان پر لیکچر دیا۔ انہوں نے یروشلم میں اور خاص طور پر مسجد عمر میں عید کا منظر سامعین کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے بتلایا کہ رمضان میں دن کے وقت اسلامی دکانیں اور خاص طور پر ہوٹل اور چائے خانے سب بند رہتے ہیں اور شہر ویران معلوم ہوتے ہیں لیکن شام کے وقت بازاروں کی رونق دیکھنے کے قابل ہوتی ہے فرزندان توحید مسجد کی جانب کشاں کشاں کھچے چلے آتے ہیں اور خالق حقیقی کے دربار میں ایک بڑا حصہ رات کا سربسجود رہتے ہیں۔ اس ماہ کے آخر پر عید منائی جاتی ہے۔

لیکچروں کے بعد حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی اور یہ جلسہ رات کے بارہ بجے کے قریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

نماز عید سے پیشتر اکثر مسلمانوں نے فطرانہ ادا کیا جس سے کافی رقم جمع ہو گئی اسی طرح شام کے جلسہ کے وقت بھی قریباً ساٹھ روپیہ کی رقم داخلہ کے ٹکٹ کے ذریعہ سے

البانیہ

جغرافیائی اور تاریخی حالات

یورپ میں صرف البانیہ ہی ایک ایسی اسلامی حکومت ہے جو مستقل اور خود مختار ہے۔ اٹلی کا اثر و اقتدار اس میں زیادہ ہے رقبہ چالیس ہزار کیلومیٹر مربع ہے۔

حدود اربعہ

شمال کی جانب زنگوسلافیہ۔ شرق و جنوب کی جانب یونان۔ مغرب کی جانب بحر ایڈریاٹک، واقع ہوئے ہیں۔ پایہ تخت تیرانا ہے۔ آبادی ۱۹۲۷ء کی مردم شماری کے حساب سے ۸۳۴۲۱۸ آدمیوں کی ہے۔ جن میں ۱۸۲۰۵۱ اور راتودکس ہیں۔ ۸۸۷۳۳ رومن کیتھولک، ۳۲۳ یہودی باقی سب مسلمان ہیں جو کہ امام ابو حنیفہؒ کے پیرو ہیں۔ یہاں کے باشندوں کی زیادہ تعداد اٹلی، یونان اور امریکہ میں مقیم رہتی ہے۔ بڑے بڑے اور مشہور شہر یہ ہیں۔ دسکوتاری۔ غور تیزا۔ لعباان۔ براتت۔ فالونا۔ دداج السیسیو۔ ویوتہ وغیرہ

یہاں کے باشندوں کی مادری زبان البانی ہے جو کہ یورپی اور ہندی لغات سے مشترک ہے۔ اس زبان کو اہل ملک نے ۱۸۷۹ء میں لاطینی حروف میں لکھنا شروع کیا۔ علاقہ تمام تر پہاڑی ہے۔ باشندے عموماً بہادر ہوتے ہیں۔ اگرچہ ملک یورپ میں واقع ہے لیکن باشندے زیادہ تر قبائلی اوصاف سے متصف ہیں۔ گزر اوقات زیادہ تر زراعت پر ہے۔ اپنے ملک کی پیداوار یہاں کے باشندے اپنے دیگر ہم وطنوں کو جو کہ یونان اٹلی اور امریکہ میں مقیم ہیں۔ تجارتی اجناس کے طور پر روانہ کرتے ہیں اور وہ اُسے اُن ممالک میں فروخت کرتے ہیں فوجی خدمات جبری ہیں۔ سپاہ ۵۰۰۰ ہے۔ پولیس ۳۵۰۰، فوج و پولیس کے انتظام میں ایک صدر اٹالین افسر ہے۔ نظام حکومت خود اختیاری ہے موجودہ حکمران احمد ثانی زدغو الاول ہے۔

احمد ثانی زدغو الاول کی پیدائش و تربیت

مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۸۹۵ء مات شہر میں جو ان کے قبیلہ کی مستقل اقامت ہے۔ پیدا ہوئے۔ والد کا نام جمال پاشا ثانی زدغو ہے والدہ کا نام فاطمہ خانم طولطبانی ہے۔

بچپن سے جوانی تک شہر مات میں رہے۔ اور اسی جگہ نشو و نما پائی۔ پھر استنبول چلے گئے۔ یہاں ان کے والد وزارت حربیہ کے ایک عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ والد نے ان کو غلطہ سرائے مدرسہ میں داخل کیا یہاں سے کامیاب ہونے کے بعد قانون کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ اور اسی قانونی کالج میں جنگ عظیم کے آغاز تک رہے۔ پھر براستہ زنگوسلافیہ اپنے ملک البانیہ کو چلے گئے۔ اس وقت البانیہ کا ملک ترکوں کے اثر و اقتدار سے نکل چکا تھا۔ انہوں نے اپنا قیام شہر مات میں کیا۔ اور یہ یہاں کے رئیس قرار پائے۔

ممتاز حکومت

جنگ عظیم کو غنیمت جان کر البانیہ کے شمالی علاقہ پر قابض ہو گئی اسی طرح اٹلی نے بھی غربی حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اور فرانسیسی بھی غور تیزا میں داخل ہو گئے۔ تمام ملک میں صرف غور تیزا ہی ایک ایسی جگہ تھی جہاں کسی غیر ملکی سپاہ کو داخل ہونے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ یہاں کے باشندے بڑے بہادر اور شجیع واقع ہوئے ہیں۔ اور کسی غیر ملکی کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرتے۔ اور یہ شہر یعنی غور تیزامات کے علاقہ میں واقع ہے جب احمد بیگ زدغو کو علم ہوا۔ کہ انہوں نے غیر ملکی حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور دشمن کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔

جب طرخان پاشا کی عارضی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ تو ۱۲ر فروری ۱۹۲۰ء کو علاقہ مات کی طرف سے ایک وفد مقرر ہوا۔ اس وقت البانیہ اٹلی کے زیر اثر ہو گیا تھا۔ البانیہ کے باشندوں نے ایک مرکزی مجلس اعلیٰ قائم کی جو چار ممبر پر مشتمل تھی۔ اور صدارت مجلس اعلیٰ کی سلمان بیگ دلبینو کے سپرد کی۔ صدر مجلس اعلیٰ نے ایک وزارت ترتیب دی جس میں احمد بیگ زدغو کو وزیر داخلیہ مقرر کیا گیا۔

۵ر دسمبر ۱۹۲۳ء کو سلمان بیگ نے وزارت کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ پھر احمد بیگ زدغو اپنے اثر و اقتدار سے اپنی ریاست میں وزارت قائم کی۔ اور یہ سلسلہ مارچ ۱۹۲۴ء تک قائم رہا پھر اس وزارت کی صدارت سے مستعفی ہو گئے اور شوکت فرلائی بیگ اس عہدہ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور یہ ان کے معاونین میں سے تھے۔ اس جمعیت کے مقاصد یہ تھے۔ کہ نظام جمعیتہ وطنیہ قائم کی جائے۔ اس جدید انتخاب کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ احمد بیگ زدغو کے . . . . دشمنوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے بغاوت کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور جون ۱۹۲۴ء میں بغاوت پیدا ہو گئی۔ اور باغیوں نے سکوتاری پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت احمد بیگ زدغو مقابلہ کی تاب نہ لا کر زنگوسلافیہ کو روانہ ہو گئے۔ ۱۰ر جون ۱۹۲۴ء کو فان نولی نے جو کہ بغاوت کا زعیم تھا۔ اور ٹوڈکس قبیلہ کا پادری تھا اس نے ایک نئی حکومت قائم کر دی۔

احمد بیگ زدغو زنگوسلافیہ میں اپنا عملی کام کرتا رہا۔ اور وہاں ایک نئی فوج کی ترتیب میں مشغول رہا۔ اور ۱۵ر دسمبر ۱۹۲۴ء کو اپنی فوج کو ہمراہ لے کر البانیہ پر حملہ کر دیا۔ اور ۲۳ر دسمبر ۱۹۲۴ء کو تیرانہ پر قبضہ جما لیا۔ اور باغی افواج اٹلی کی طرف بھاگ گئیں۔ ۸ر نومبر ۱۹۲۵ء کو احمد بیگ زدغو نے ایک نئی جمہوریت قائم کی جس نے مجلس وطنی کو فوراً طلب کر کے ایک جدید نظام جمہوری ترتیب دیا۔ اور اس جمہوریہ کا صدر احمد بیگ زدغو مقرر ہوا۔ پھر شروع ستمبر ۱۹۲۸ء میں جمہوریہ کا نظام بدل دیا گیا۔ اور ملوکیت کا نظام قائم ہوا جس کا بادشاہ احمد بیگ زدغو قرار پایا

البانیہ کی خود مختاری

ستمبر ۱۹۱۲ء تک البانیہ حکومت عثمانیہ کے زیر اثر تھا۔ اسی دوران میں جنگ بلقان کا آغاز ہوا۔ اور بلقانی کامیابی حاصل کرتے ہوئے مقدونیہ کی سرحد کو عبور کر گئے۔ تو ۲۸ر نومبر ۱۹۱۲ء کو البانیہ نے اپنی خود مختار حکومت قائم کی۔ اور فالونا اس کا پایۂ تخت رکھا ممالک غیر کے سفیروں نے اس حکومت کو قبول کر لیا۔ شروع دسمبر ۱۹۱۲ء میں اس جدید حکومت نے اپنے ملک کی حد بندی بھی کر لی اور ۳ر دسمبر ۱۹۱۲ء کو امیر غلیوم ذی و ذینی حکومت کا رئیس مقرر کر لیا گیا۔ یہ زیادہ عرصہ نہ رہنے پائے تھے۔ کہ ۳ر ستمبر ۱۹۱۴ء کو جنگ عظیم کے آغاز میں اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ پھر ان کی جگہ اسعد پاشا طولطبانی نائب الملک قرار پائے۔

۱۷ر دسمبر ۱۹۱۸ء کو دراج میں البانیہ کی وطنی جمعیت کا اجلاس ہوا۔ اور جمعیت نے عارضی طور پر طرخان پاشا کو رئیس مقرر کر لیا۔

۲۰ر اگست ۱۹۱۹ء کو اس عارضی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اور اٹلی کے ساتھ یہ معاہدہ طے پایا۔ کہ البانیہ اٹلی کے زیر اثر رہے گا۔ البانیہ کے باشندوں نے اس کے برخلاف احتجاج کیا۔ اور ۲۱ر فروری ۱۹۲۰ء کو فی العور بمقام لشنہ جمعیت وطنیہ کا اجلاس کر کے طرخان پاشا کی حکومت کو منسوخ کر کے ایک مجلس اعلیٰ قائم کی۔ جو چار ارکان پر مشتمل تھی۔ جو اپنا کام سرانجام دیتی رہی۔ پھر فروری ۱۹۲۵ء میں جمہوریت البانیہ قائم ہوئی۔ جس کے رئیس احمد بیگ زدغو مقرر ہوئے۔ شروع ستمبر ۱۹۲۷ء میں جمعیت وطنیہ منعقد ہوئی جس نے جمہوریت کا خاتمہ کر دیا اور ملکی حکومت قائم کر کے احمد بیگ زدغو کو اپنا بادشاہ مقرر کر لیا۔

البانیہ کا نظام حکومت

نظام حکومت بظاہر دستوری اور ملکی ہے۔ مگر در اصل ڈکٹیٹرانہ انداز ہے۔ بادشاہ اپنے ملک میں ہر لحاظ سے آزاد اور خود مختار ہے۔ اس کی ہر آواز پر اہل ملک لبیک کہتے ہیں۔ یہاں کے رئیس وزارت کی بادشاہ کے سامنے کوئی وقعت نہیں ہے۔ اور نہ رئیس کسی بات کا نفاذ کر سکتا ہے۔ تاوقتیکہ بادشاہ کے احکام اس کے جواز یا عدم جواز میں نہ ہوں۔ یہاں چھ وزارتیں ہیں۔ جن کو داخلیہ۔ خارجیہ۔ حربیہ۔ زراعتیہ مالیہ اور عدلیہ سے معنون کیا جاتا ہے۔ ایک پارلیمنٹ ہے۔ جو ۴۲ ارکین پر مشتمل ہے۔ یہ ارکین تین درجوں پر منقسم ہیں۔ ایک گروہ کو جماعت حزب الرئیسیہ کہتے ہیں۔ دوسرے کو حزب الشعبیہ اور تیسرے کو حزب المحافظین کے نام سے پکارتے ہیں۔

(ماخوذ از سلاطین و قائدین اسلام)

علی پور میں مباحثہ

۳ر جنوری ۱۹۳۶ء کو قاضی شبیر محمد صاحب مبلغ انجمن علی پور کے ساتھ غیر از جماعت علما کا مباحثہ ولادت مسیح کے بارے میں ہوا۔ جس میں، مسلمانوں کے علاوہ مہاشہ جیا رام۔ مہاشہ رام چندر مہاشہ نلیتہ رام صاحبان بھی شامل تھے۔ سورۂ مریم غیر از جماعت علما نے مکمل با ترجمہ معہ تشریح تلاوت کی۔ بعدہٗ ہمیں ان کے ابطال خیالات و عندیہ نفی کے انکشاف پر موقعہ دیا گیا۔ تمام مہاشوں نے کھلے الفاظ میں ہمارے حق میں فیصلہ دیا۔

۲۔ مہاشہ کھلندا رام سے ۷ر جنوری کو تبادلہ خیال بازار میں ہوا۔ انہوں نے ذیل کے سوالات عام مسلمانوں میں کئے۔

تمام ارواح پیدا شدہ ہیں۔ یا عین تخلیق کے اجسام کے ساتھ پیدا کئے جاتے ہیں۔ حشرات الارض اور چار پایوں کے روح بعد میں کہاں جاتے ہیں؟

حسب معلومات بعد حصول جواب شافی و کافی تحقیقی و الزامی مہاشہ جی میدان سے بھاگ نکلے۔ سامعین نے اعتراف کیا کہ بلا شبہ حقیقی طور پر احمدی جماعت اہل اسلام کی نمائندہ ہے۔

(نامہ نگار)

خبریں

عالم اسلام

—— ترکی کی وزارت مالیہ نے ایک حکم نافذ کیا ہے۔ کہ چاندی کے پرانے سکے جو اب تک صدود ترکیہ میں رائج تھے۔ ان کا استعمال یکم فروری ۱۹۳۶ء سے بند کر دیا جائے جن لوگوں کے پاس وہ سکے ہوں۔ داخل خزانہ کر دیں۔

—— مصری اخبارات رقمطراز ہیں۔ کہ امام یمن نے حکومت عراق سے پندرہ فوجی افسران کے لئے درخواست کی ہے۔ کہ جو یمنی افواج کو جنگی خندقیں کھودنے کی تربیت دیں گے۔ حکومت یمن نے اپنے ساحل پر پچاس میل کے فاصلے پر ایک فوجی چوکی بنائی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یمن کو اندیشہ ہے۔ کہ ایریٹیریا کی جانب سے اٹلی یمن پر حملہ کرے گا۔ اور یہ احتیاطی تدابیر اس سلسلہ میں ہیں۔

—— حکومت افغانستان زراعت اور باغبانی کو ترقی دینے کے لئے زبردست کوشش کر رہی ہے۔ ایک قانون نافذ کیا گیا جس کی رو سے ملک کی سرسبزی اور شادابی میں اضافہ کیا جائیگا۔ درختوں کا کاٹنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اور سوختنی لکڑی حاصل کرنے کے مقامات کو خاص کر دیا گیا ہے۔ سرکاری سکیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مسٹر روزاکی جاپانی انجینئر کو ایک ماہر کی حیثیت سے طلب کیا ہے۔ جنہوں نے اپنی خدمات کا جائزہ حاصل کر کے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔

—— انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت ترکی نے خاص قسم کے پانچ ہوائی جہازوں کا نیا آرڈر دیا ہے۔ یہ جہاز ترکی ہوائی بیڑے میں بالکل جدید اضافہ ہوں گے۔

—— حبش و اطالیہ کی جنگ نے حکومت مصر کو خبردار کر دیا ہے۔ ایک طرف اسے ان مظاہروں کی روک تھام کرنی پڑی۔ جو عوام کی طرف سے برطانیہ کے خلاف جاری ہیں۔ اور دوسری طرف یہ خیال ہے۔ کہ اگر دنیا کی جنگی سیاست میں تبدیلی نہ ہوتی۔ اور جنگ شروع ہو گئی۔ تو اٹلی کا پہلا ہوائی حملہ مصر پر ہوگا۔

—— اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت مصر نے دفاعی سکیم تیار کی ہے جس کی رو سے طیارہ شکن توپیں خاص خاص مقامات پر نصب کر دی گئی ہیں۔ سلوم کے اطراف کے پہاڑی علاقوں میں جدید استحکام عمل میں آ رہا ہے۔ فوجی دستے اور سامان جنگ مرکزوں میں منتقل کیا جا رہا ہے نئی سڑکیں بن رہی ہیں۔ قاہرہ سے اسکندریہ تک ۰۰ کیلومیٹر سڑک اس سکیم کے ماتحت زیر تعمیر ہے

—— طہران کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ حکومت ایران و عراق نے سرحدی اختلافات کے ضمن میں ایک نیا حل تلاش کر لیا ہے جس کی رو سے نہ صرف سرحدی نزاع کا فیصلہ ہو جائیگا۔ بلکہ دونوں سلطنتوں کے روابط اخلاص و دوستی کی بنیاد پر مستحکم ہو جائیں گے۔ دریافت شدہ حل پر غور کرنے اور آزادی کے فیصلہ دینے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔

—— ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے۔ کہ فروری میں حیفا کے مقام پر جہازرانوں کے کلب کے افتتاح کے لئے شاہزادہ ولیعہد بیت المقدس تشریف لائیں گے۔ اگر آپ کو فرصت ملی تو عراق کی بھی سیاحت [illegible] گے۔

[illegible]کومت عراق نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ عراق کی پیداوار کے لئے نئے بازار تلاش کئے جائیں اور اس غرض کی تکمیل [illegible] یورپ بھیجا جائے۔

[illegible]ہے کہ عراقی پارلیمنٹ کے ایک رکن نے نہر کے تعین [illegible] پیش کیا ہے جس میں اس امر کی تجویز کی گئی ہے کہ نہر کو [illegible]

ہندوستان

—— علی گڑھ ۱۲ جنوری۔ لارڈ ولنگڈن ماہ مارچ میں مسلم یونیورسٹی کا معائنہ کریں گے۔

—— ریاست حیدرآباد دکن کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے اپنی سلور جوبلی کے لئے جو تاریخ مقرر فرمائی تھی۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ جوبلی کا ہفتہ ۲۴ فروری سے شروع ہو کر ۲ مارچ ۱۹۳۶ء کو ختم ہوگا۔

—— لاہور میں سکھوں کی سول نافرمانی شروع ہے۔ پانچ پانچ افراد پر مشتمل جتھے کرپانیں لگا کر نکلتے ہیں۔ گرفتاری کے بعد ایک دن قید محض کی سزا ملتی ہے۔ باہر سے بھی جتھے پیدل لاہور کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔

—— گزشتہ ہفتہ کوہ مری اور کشمیر میں شدید برفباری ہوئی۔

—— دہلی ۱۲ جنوری۔ اردو کے مشہور اخبار نویس مولانا عارف ہسوی سابق صدر دہلی صوبہ کانگرس کمیٹی آج شام انتقال کر گئے۔ مرحوم ایک مدت سے بیمار تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

—— لاہور ۱۳ جنوری لاہور کی فرقہ وارانہ فضا ایک افسوسناک حادثہ کی وجہ سے پھر خراب ہو گئی۔ کل شام مچھی ہٹہ بازار میں سیالکوٹ کے ایک مسلمان نوجوان مسمی ظفر احمد کو ایک ہندو نوجوان مسمی روشن لال نے جو محلہ پیپل وہڑہ لاہور کا رہنے والا ہے۔ چاقو سے شدید زخمی کر دیا جو آج شب ہسپتال میں انتقال کر گیا۔ نعش پوسٹ مارٹم کے بعد سیالکوٹ پہنچائی گئی۔ مرحوم لاہور سیر کی غرض سے آیا تھا۔

—— ملزم معہ خون آلودہ چاقو کے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا واقعہ کے پیش نظر شہر میں پولیس کے زبردست پہرے بٹھائے گئے ہیں۔ مسلح پولیس کی ٹکڑیاں بازاروں اور گوچوں میں گشت کر رہی ہیں۔

—— بمبئی ۱۳ جنوری ہز ہائی نس سر آغا خاں ہندوستان پہنچ چکے ہیں ان کی گولڈن جوبلی منانے کے لئے وسیع پیمانے پر تیاریاں ہو رہی ہیں یہ تقریب ۱۹ جنوری کو ہوگی۔ اس روز موصوف کو اجتماع کثیر کی موجودگی میں سونے سے تولا جائے گا۔ اس رسم کو ادا کرنے کے لئے ساڑھے تین لاکھ روپے کا سونا صرف ہوگا۔

—— اس موقعہ پر ایک چاندی کی طشتری میں جس کا وزن چار ہزار تولہ ہوگا۔ ہز ہائی نس موصوف کو ایڈریس پیش کیا جائے گا۔ گولڈن جوبلی کی تقریب پانچ روز تک جاری رہے گی۔

—— سندھ اور شمالی ہندوستان کے اکثر مقامات پر آج کل شدید سردی پڑ رہی ہے۔

—— سندھ کو علیحدہ صوبہ بنائے جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں

—— لاہور ۱۳ جنوری۔ ہندوستان اور آسٹریلین ٹیم کا تیسرا غیر رسمی کرکٹ میچ آج اختتام پذیر ہوا۔ ہندوستانی ٹیم کو ۴۸ رنز کی زیادتی سے فتح ہوئی۔

—— بمبئی ۱۳ جنوری شدید اور ہنگامہ خیز بحث کے بعد بمبئی میونسپل کارپوریشن نے ۵۷ راؤں کی اکثریت اور ۱۷ کی اقلیت سے لارڈ ولنگڈن کو الوداعی ایڈریس دینے کی تجویز کو منظور کر لی

—— مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری انجمن حمایت اسلام لاہور کی سیکرٹری شپ کے عہدے سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ انجمن نے آپ کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔

—— دہلی ۱۴ جنوری بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لندن میں ہندوستان کے موجودہ ہائی کمشنر کے سبکدوش ہونے پر سر عبدالقادر کے تقرر کا قوی امکان ہے۔ اس ضمن میں پہلے سر جوزف بھور کا نام لیا جاتا تھا جو اب ہندوستان واپس آ رہے ہیں۔

ممالک خارجہ

—— حبشہ و اٹلی کی جنگ بدستور شروع ہے۔ اب حبشہ کا [illegible] نظر آتا ہے۔ بلکہ بعض حلقوں میں اس خیال کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ اٹلی اس جنگ کو چند ماہ سے زائد عرصہ تک جاری نہیں رکھ سکتا

—— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اطالوی قبائلی فوج کے بعد اب اٹلی کی یورپین فوجوں میں بھی ناراضگی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ دوسری طرف جنیوا میں تیل کی پابندیوں کا سوال فیصلہ کن مراحل پر پہنچ چکا ہے۔ یہ باتیں [illegible] کے لئے بے حد تکالیف کا باعث ثابت ہو رہی ہیں

—— ایک خبر یہ بھی ہے۔ کہ اطالیہ کے یورپین سپاہیوں نے جنوبی محاذ کی طرف جانے سے انکار کر دیا تھا یہی وجہ تھی۔ کہ اطالوی چیف کمانڈر جنوبی محاذ پر طیاروں کے ذریعہ بمباری کرنے کے علاوہ اور کسی قسم کا اقدام نہ کر سکا۔

—— جنیوا ۱۳ جنوری اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ اطالیہ اور حبشہ کے درمیان مصالحت کے لئے عنقریب مزید کوشش کی جائیگی۔ آثار و قرائن سے واضح ہو رہا ہے۔ کہ ملت اطالیہ حکومت کے فوجی اقدام سے سخت رضامند ہے۔

—— جنیوا سے فرانسیسی ذرائع سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ لیگ کی کونسل کے اجلاس کو اس غرض سے ۱۸ جنوری سے یکم فروری پر ملتوی کیا گیا ہے کہ نمائندہ اطالیہ متعین جنیوا کو موقع دیا جا سکے۔ کہ وہ حبشہ کے تنازعہ کے متعلق مزید گفت و شنید کے امکان پر برطانوی اور فرانسیسی نمائندوں سے تبادلہ خیال کر سکیں۔

—— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس دفعہ صدارت جمہوریہ کے انتخابات نہایت ہنگامہ خیز ہوں گے۔

—— ادیس ابابا۔ اطالوی طیاروں نے تمام محاذوں پر دیکھ بھال کا کام دوبارہ شروع کر دیا ہے۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ شدید بمباری ہونے والی ہے۔ ان دنوں شاہ حبشہ ڈیسی کے مقام پر مقیم ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ اطالوی افسر بمباری کے سلسلہ میں ڈیسی کی طرف خاص طور پر نظر رکھیں گے۔

—— پیرس ۱۴ جنوری۔ پیرس کے اخبارات کا بیان ہے۔ کہ اطالیہ اور حبشہ کی صلح کے متعلق فوری اقدام غیر ممکن ہے۔

—— پیرس ۱۳ جنوری فرانس کی ۱۵۰ امن پسند انجمنوں کو متحد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاکہ متحدہ طور پر حبشہ کے خلاف اٹلی کی جنگ کے خلاف مظاہرہ کیا جائے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ فرانس میں مسولینی کے خلاف عوام کا غیظ روز افزوں ہے۔

—— پیرس ۱۴ جنوری ادیس ابابا سے آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ تیجری کے علاقے میں حبشی فوجیں ماکال پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہی ہیں یہ حملہ ۲۰ جنوری کو کیا جائیگا۔ شاہ حبشہ نے قبطی کلیسا کے سردار کو لکھا ہے کہ وہ اپنی تمام فوج اس محاذ جنگ پر بھیج دے۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ حبشہ بذات خود محاذ جنگ پر جانے کو تیار ہیں۔

—— لندن ۱۴ جنوری آج بحری کانفرنس منعقدہ لندن کا اجلاس ملتوی ہو گیا۔ کیونکہ جاپانی مندوبین کانفرنس کے متعلق ٹوکیو سے مزید ہدایات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

—— برطانوی اور دوسرے قونصل خانوں نے اپنی اپنی رعایا کو حکم دے دیا ہے۔ کہ رات کے وقت انگلستان یا فرانس کے اثر و رسوخ کی حدود میں رہا کریں۔ تاکہ کسی حادثہ کا شکار نہ ہو جائیں۔

جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے چند مشاہدات

(از جناب ایم موسیٰ خاں صاحب منشی فاضل ریٹائرڈ محکمہ تعلیم کشمیر)

یوں تو آئے دن کسی نہ کسی جماعت اور گروہ کا سالانہ جلسہ ہوا کرتا ہے۔ تماشائی بھی وقت بہلانے کے لئے اور سیر دیکھنے کے لئے اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ لیکن عنوان بالا جلسہ ایسی تمام اقسام کے جلسوں سے نرالا دیکھا گیا۔ کیونکہ اس میں کسی قسم کا تصنع اور بناوٹ نہ تھی۔ جو کچھ تھا۔ وہ سادگی اور ٹھیٹھ اسلامی شان تھی۔ اور اہل جلسہ بھی اعلیٰ اسلامی تعلیم سے رنگین دیکھے گئے۔ اور کیوں نہ ہو اس جلسہ کی بنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھوں سے پڑی ہوئی ہے۔ اور جس کی غرض محض اشاعت دین حق اور اعلائے کلمہ اسلام ہے۔ میں بھی محض اخوت اسلامی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ شاید مجھے اسلامی معارف اور بزرگان اور علماء دین حقہ کی صحبت بابرکت سے فیض روحانی حاصل ہو جاوے کشاں کشاں کشمیر سے ۲۳ دسمبر ۱۹۳۵ء کی شام کو آ پہنچا۔ مجھ سے پہلے کئی مخلص خادمان اسلام پہنچے ہوئے تھے۔ رہائش کا خاصہ انتظام تھا۔ اس لئے آسانی سے جگہ مل گئی۔ دوسرے روز بعد نماز ظہر کارروائی جلسہ کا آغاز ہوا۔

میں نے اس اجتماع سہ روزہ میں کیا دیکھا؟

یہ دیکھا کہ جس قدر افراد مختلف قطعات پنجاب۔ ہندوستان۔ سرحدی صوبہ۔ ریاستہائے دیسی جموں و کشمیر وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ وہ محض خالصاً للہ اور رضامندی و خوشنودی اللہ تعالیٰ کے لئے مجتمع ہوتے ہیں۔ ہر وقت ان کا شغل دینی امورات کی تحقیق و تدقیق تھا۔ عاجزانہ اور خاکسارانہ صورت تھی جس سے کمال درجہ درد اسلام ظاہر ہوتا تھا۔ ان کے دلوں میں خالص اسلامی تڑپ اور اسلامی شان کی برقراری اور غیر مسلم گمراہوں کو صراط مستقیم دکھلانے کا از حد جذبہ تھا۔ وہ باہمی حقیقی محبتانہ میل جول اور برادرانہ و مشفقانہ اتحاد کا مجسم نمونہ تھے۔ وہ حضرت مولانا محمد علی امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین نظر آتے تھے۔ ان افراد کے خلوص اور اسلامی اخوت کا اثر بہت دیر تک دل سے محو ہوگا۔

قابل یاد نظارہ

قابل یاد نظارہ اس جلسے کا یہ ہے۔ کہ فریضہ نماز ادا کرنے اور نہایت عاجزانہ دعا کرنے کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ اور اس کا انجام بھی ایک پردرد لہجہ میں دعا کرنے اور فریضہ نماز پر ہوا۔ یوں تو بہت جلسے دیکھے ہیں۔ اور ان میں دنیوی آسائش بھی دیکھی ہے ہر قسم کا عمدہ کھانا پینا بھی دیکھا ہے لیکن اس جلسہ میں نمازوں کا وقت پر ادا کرنا اور دعاؤں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا جو کچھ دیکھا ہے۔ یہ روحانی غذا اور کہیں نہیں ملی۔ بلکہ بعض اسلامی جلسے تو ایسے بھی دیکھے ہیں۔ کہ ان کے پروگرام میں ادائے نماز کا وقت بھی درج نہیں ہوتا لیکن برعکس اس کے دل لگی۔ اور لغویات کے سامان بہت دیکھے مگر حقیقی اور اسلامی برکات سے محروم پائے۔ غرضیکہ یہاں بالالتزام باجماعت نمازوں میں سب لوگوں کا شامل ہونا۔ اور اس میں خشوع خضوع اور ارکان نماز کا باقاعدہ ادا کرنے کا ایک پر اثر نظارہ تھا۔ جو لوگ اس میں شامل نہیں ہو سکے ان کی حالت پر سوائے افسوس کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

ایام جلسہ میں ایسا کوئی وقت نہیں تھا۔ کہ اس کا ایک لمحہ بھی رائیگان گیا ہو۔

حضرت ڈاکٹر بشارت صاحب کا درس قرآن

علی الصبح بعد نماز فجر ہر روز حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ کا درس قرآن ایک مخصوص انداز سے ہوتا رہا ہے۔ جس میں علامہ موصوف نہایت دلچسپ و دلآویز انداز سے معارف قرآن کریم کے دریا سامعین کے سامنے بہا دیتے رہے۔ کہ جن سے تشنہ لبان روحانی نے لقدر نصیبہ خود وافر حصہ لیا۔ حضرت مجدد صدی چہاردہم نے معارف قرآن حکیم کی جو وراثت باقی چھوڑی ہے وہ حضرت مولانا محمد علی امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے سنبھالی۔ اور درس سے اس قدر انہار شیریں بہائیں۔ کہ جن سے نہ صرف جماعت احمدیہ لاہور بلکہ تمام دنیا کی سعید روحوں نے اپنی پیاس بجھائی حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف بھی اسی عشق کا راگ الاپ رہے ہیں۔ اور کسی مسلم جماعت میں ایسا عملی تعشق قرآن حکیم نہیں ملیگا۔ اسلامی ترقی کا راز کلام الٰہی میں ہے اور جب تک مسلمان اس طرف دوبارہ توجہ نہ کریں گے۔ وہ ہرگز منزل مقصود پر نہ پہنچینگے جس قدر خدمت قرآن کریم کی حضرت مولانا محمد علی امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بعد کی صدیوں میں اور بالخصوص دور حاضرہ میں شاید اور کسی عالم نے نہ کی ہو۔

ہمیشہ کام کا نتیجہ اس کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے مولانا موصوف کی اسی دلی تڑپ کا نتیجہ ان کی آنکھوں کے سامنے دکھلا دیا ہے جس قدر قبولیت ان تراجم کو ہوئی۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ غیروں نے نہایت محبت سے آپ کی تصانیف کا خیر مقدم کیا۔ وہ خوش نصیب انسان ہیں جنہوں نے آپ کو دیکھا۔ باوجود اعلیٰ قابلیت و مقدرت کے خاکساری سے مزین ہیں اور اس کا پرتو جماعت پر پڑ رہا ہے۔ کوئی آنکھوں والا دیکھے اور سبق حاصل کرے۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنا اور ایک لاکھ روپے کی اپیل

جو وعدہ جماعت نے بوقت بیعت حضرت مسیح موعود سے کیا۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ آج تک حتے الوسع جس خوبی اور خوش اسلوبی سے اس قلیل جماعت نے پورا کیا۔ اس کی مثال دور حاضرہ میں تمام دنیا میں بہت کم ملے گی۔ اس کی زندہ مثال یہی جلسہ ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت پاکیزہ پردرد الفاظ میں ارشاد فرمایا۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ گو جماعت مختلف قسم کے چندوں میں دبی ہوئی ہے لیکن اس وقت ہمارے سامنے ایک بہت بڑا کام ہے۔ جو بہت بڑی کوشش اور قربانی چاہتا ہے دلوں میں تڑپ پیدا کرو۔ کیا آپ کے دلوں میں یہ درد اٹھتا ہے۔ کہ اسلام دنیا میں غالب ہو۔ اور گروہ در گروہ لوگ اسلام میں داخل ہوں۔ جو نقشہ حضرت رسول مقبول صلعم کی زندگی میں دکھلایا گیا۔ اگر جماعت کے دلوں میں حقیقی تڑپ پیدا ہو۔ اور وہ پھر ایک دفعہ جانی و مالی قربانی کرے۔ تو پھر وہی نظارہ سامنے موجود ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہر ایک احمدی اپنی ایک ماہ کی آمد راہ مولا میں دے دے۔ تو ہمارے پاس ایک لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے اور پھر ہم اس عظیم الشان کام میں ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔ ہر طرف سے لبیک کی آواز آئی۔ چنانچہ اسی وقت لئی ہزار روپے جمع ہو گئے۔ اور یقین ہے۔ کہ بہت تھوڑے عرصہ میں۔ ایک لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ جمع ہو جائیگا۔ کہنے کو تو ایک چھوٹی سی بات ہے۔ مگر اس کساد بازاری اور بیکاری کے زمانہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے اپیل اور اپنی مختصر قلیل جماعت سے و نیز بڑی توقع اور اس کا اسی آن میں مثبت جواب ملنا۔ اگر فضل ربی شامل حال نہیں تو اور کیا ہے۔ آؤ ہمارے گم کردہ راہ

مسلمان بھائیو!

اس جماعت کے ایثار مالی سے سبق حاصل کرو۔ اور دین حقہ کی اشاعت میں ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ اور سعادت دارین حاصل کرو۔ اب وقت آیا ہے۔ کہ اسلام دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ آب و تاب کے ساتھ باطل ادیان پر غالب آئے گا۔

رپورٹ سالانہ ۱۹۳۴/۳۵ء

سالانہ رپورٹ ۱۹۳۴/۳۵ء کا ملاحظہ کرو۔ یہ رپورٹ ۷۲ صفحات پر چھپی ہوئی اس وقت اس پر ریمارک کرنا بہت طوالت چاہتا ہے۔ اس جماعت نے سال گزشتہ میں ایک لاکھ سات ہزار جلدیں مختلف ٹریکٹ اور اشتہارات کی مختلف موضوعات پر تائید دین حق میں چھپوا کر مفت اشاعت کی ہے۔ نیز ماہ ستمبر ۱۹۳۵ء میں دو مالکی مشترقین کانفرنس میں اہل صفا جن میں ہر ایک سٹ میں ایک ایک ترجمۃ القرآن۔ سیرت نبوی انگریزی خلافت راشدہ انگریزی۔ اسلامی اصولوں کی فلاسفی انگریزی مفت تقسیم کرتے بوساطت ٹامس کک کمپنی بھیجے گئے۔ علاوہ بریں صرف ترجمۃ القرآن انگریزی بلا متن یکہزار پانصد چودہ جلد مفت ہندوستان اور بلاد غربیہ میں تقسیم کی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی موقعہ پر اس کے متعلق مفصل لکھوں گا۔ اس جماعت کے ایثار کی حالت دیکھ کر دل محبت الٰہی میں سرشار ہو گیا ہے۔ اور اسلامی کاموں کے لئے بے حد جذبہ محبت پیدا ہوا ہے۔ جس کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ سال رواں میں بمقابلہ سال گزشتہ جماعت کو خدمت دین کا زیادہ موقع ملے اور اس میں بیش از بیش ایثار کا مادہ پیدا ہو۔ بشرط صحت و تندرستی پھر کبھی لکھونگا۔

معاصرین کے افکار

مسلم خواتین کے لئے تعلیمی نکتہ

کلکتہ میں اسلامی اور ثقافتی ہفتہ کے دوران میں مسلم خواتین کی کانفرنس بھی منعقد ہوئی تھی۔ کانفرنس کی صدارت محترمہ بیگم صاحبہ مولانا محمد علی مرحوم (ایڈیٹر ہمدرد) نے فرمائی۔ آپ نے ایک ہزار مسلمان خواتین کے سامنے صرف ایک نکتہ پیش کیا اور فرمایا کہ ہمیں اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو یہ تعلیم دینی چاہیئے کہ وہ صرف خدا سے ڈریں اور اسلامی روایات کو بہرصورت زندہ رکھیں۔

یہ نکتہ قرآن وحدیث کی مکمل تعلیم کا اجمال ہے۔ اگر ہماری مائیں اور بہنیں اس کا خیال رکھیں اور بچوں کو یہ تعلیم دیں کہ وہ اس کائنات کا مالک وخالق حقیقی معنی میں خدا کو سمجھیں اور اپنے بچوں کو یہ سمجھائیں۔ کہ انہیں صرف خدائے تعالیٰ کو اسلامی زندگی کا اقتدار اعلےٰ سمجھنا چاہیئے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے بچے نوجوان ہو کر ایک ایسا شاندار اسلامی اجتماع بروئے کار لا سکیں گے جس کو دنیا کی کوئی قوت نہیں مٹا سکے گی۔

ہماری بڑی بوڑھی عورتیں اپنے قصوں اور کہانیوں میں ہمیں ہمارا "خدا بادشاہ" کا سبق دیتی رہی ہیں۔ یہ مختصر جملہ کلمہ طیبہ کی حقیقی روح کو پیش کرتا ہے یعنی ہماری روحانیت اور عقیدت کا مرجع خدائے بزرگ وبرتر کے سامنے جھکتا ہے وہ اپنی تمام اعلیٰ صفات کے ساتھ ہمارے علمی تصورات اور عملی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ ہم صرف اسی کے سامنے مسئول ہیں۔ اسی کے بندے ہیں صرف اسی کی امداد کے محتاج ہیں۔ اگر وہ ہمارا معین وناصر ہو اور ہم اس کو نصرت کے لئے پکاریں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمارے نصب العین کے خلاف نبرد آزما نہیں ہو سکے گی۔ اگر ہم اس کائنات میں صرف ایک ذات پر اعتماد کرنے، ایک وجود کے سامنے جھکنے کے لئے تیار ہو جائیں تو پھر ہم کبھی ناکام نہیں ہوں گے اور ہمیں کسی کے سامنے جھکنا نہیں پڑے گا۔

ہندوستانی خواتین کو بیگم صاحبہ مولانا محمد علی (مرحوم ایڈیٹر ہمدرد) کا یہ نکتہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ اسلامی روایات میں سے پہلی شاندار روایت یہی ہے۔ اسی سے ہماری قومی زندگی کا قوام وقیام ہے۔ اور یہی ہماری مستقبل کی کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ (مدینہ)

خطبہ جمعہ اور اس کے شرعی مقاصد

خطبہ دراصل ایک وعظ تھا۔ جو مسلمانوں کی فلاح وبہبود رشد وہدایت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعض خلفائے راشدین دیا کرتے تھے۔ پھر سلف صالحین نے بھی مدتوں اسی کے ذریعہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو جاری رکھا۔ خطبہ سے مقصود یہ تھا کہ ہفتہ میں ایک بار لازماً مسلمانوں کو حالات وضروریات وقت کے مطابق نصیحت وہدایت کر دی جائے۔ لیکن بعد میں کچھ تو سلاطین اسلام کے استبداد نے اسے ایک بے معنی رسم بنا کر چھوڑ دیا۔ اور کچھ علمائے کرام کے جمود وخمود نے اس کی رہی سہی اہمیت بھی کھو دی۔

آج خطبہ کی حیثیت اتنی رہ گئی کہ خطیب عرصہ دراز کی لکھی ہوئی ایک تحریر جسے عموماً وہ بھی نہیں سمجھتا۔ مصلیوں کو سنا دے اور آواز کے بے معنی اتار چڑھاؤ سے کبھی کبھی اپنی خوش گلوئی کے کمالات کی داد سامعین سے حاصل کرے۔ گویا خطبہ مصلحت سے خالی ایک بے معنی سی عبادت ہے جس کو خطیب غالباً ایک منتر سمجھتا ہے اور سامعین تعویذ سمجھ کر اسے گلے میں لٹکاتے ہیں۔

حضرت رسالت پناہ صلعم کے معمولات خطبہ کی نوعیت کتب احادیث میں تلاش کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ عقائد کی درستگی۔ اعمال کی پختگی، محاسن اخلاق کی بلندی غرض سب کچھ خطبوں سے حاصل ہوتا تھا اور یہ خطبہ جمعہ ہی تھا جس سے مردہ قلوب میں ایمان وعمل کی روح پیدا ہوتی تھی۔

حضرت رسول اللہ صلعم کا معمول صرف یہی نہیں تھا کہ آپ جمعہ وعیدین کے خطبوں میں صرف زہد وتقویٰ، عذاب قبر، حالات قیامت اور توحید وصفات الٰہی ہی بیان کرتے تھے۔ بلکہ ہفتہ میں کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آتا تھا۔ تو اس کے متعلق ہدایت بھی فرماتے تھے۔ اور اکثر تو آپ کا عمل اسی پر رہا۔ کہ حالات وضروریات کے مناسب قرآن مجید کی کوئی سورہ پڑھ دیا کرتے۔ (ہند)

زنانہ نصاب تعلیم کی تبدیلی

ہندو یونیورسٹی بنارس کے آئندہ اجلاس میں یہ ریزولیوشن پیش ہونے والا ہے کہ آئندہ عورتوں کے نصاب تعلیم میں تبدیلی کی جائے تاکہ ہندو یونیورسٹی بنارس سے جو عورتیں تعلیم حاصل کر کے نکلیں۔ وہ ملک کی دماغی اور مجلسی زندگی کے مناسب نشوونما میں پورا حصہ لے سکیں۔ ہندو یونیورسٹی کے زنانہ کالج میں اس قسم کے نصاب تعلیم مقرر کئے جائیں کہ جس سے لڑکیوں کی تمدنی تعلیم پر زیادہ زور دیا جا سکے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے چانسلر اور وائس چانسلر یونیورسٹی اور چند معزز تعلیمیافتہ خواتین کی ایک کمیٹی مرتب کی گئی ہے۔ جو ایک جدید سکیم تیار کرے گی۔ مدت سے ہمارا ارادہ ہے اور اپنے اس خیال کو اس سے قبل اکثر ہم اخبارات میں ظاہر کر چکے ہیں کہ لڑکیوں کا موجودہ نصاب ہرگز تمام ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اور کسی طرح ملک کے مناسب نہیں ہے۔ اس میں تبدیلی ہونی چاہیئے۔ مگر مسلمان ایسے خواب شیریں میں گرفتار ہیں کہ کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ ممکن ہے ہمسایہ قوموں سے کچھ سبق حاصل کریں۔ (خاتون)

"دروغ بافیاں"

اخبار "سنڈے ریفری" کا خاص نامہ نگار بیان کرتا ہے کہ مکیل کی فتح سے پہلے ہی اطالوی پروپیگنڈے کے ماہرین نے ان آہن پوش مردوں اور حملہ آور فوج کے آلات جنگ کی تصویریں شائع کرا دی تھیں جو بعد کو مکیل میں داخل ہوئے یعنی فتح سے پہلے فتح کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ جن علاقوں کے آزاد کئے جانے کی خبریں یورپ کے اخباروں میں شائع ہو رہی ہیں۔ ان کا کہیں وجود ہی نہیں۔

"اطالوی افسران کا یہ فیصلہ کہ غلامی کو منسوخ کر دیا جائے سختی کے ساتھ نافذ کیا گیا۔ لیکن اب مشکل یہ آ پڑی ہے کہ جن علاقوں کو آزاد کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ان کا وجود کہیں نہیں ملتا۔ حال ہی میں کسی نہ کسی طرح چند غلام پکڑ کر لائے گئے۔ مگر وہ سب جنگلوں میں آزاد زندگی بسر کر رہے تھے۔ وہاں سے پکڑ کر وہ ادوا لائے گئے۔

ادوا میں اطالوی جنرل صاحب نے ان کا معائنہ فرمایا۔ اور حکم دیا کہ "اے غلامو آج سے تم غلام نہیں ہو! اور کہتے ہیں کہ غلاموں نے زندہ باد آزادی کے نعرے مارے مگر جب انہوں نے یہ نعرہ بلند کیا تو گستاخی کی پاداش میں ان کو جیل خانہ بھیجا گیا۔"

یہ ان غلاموں کی آزادی کی داستان ہے جو نامہ نگار مذکور نے بیان کی ہے اور جو لوگ نہ جانتے ہوں ان کو معلوم ہو جائے کہ پروپیگنڈا اسی کا نام ہے جو چیز عالم وجود میں نہ ہو اسکو عالم وجود میں لانا اس فن کا کمال شکست پر فتح کے نقارے بجا دینا اور دوسروں کو فتح کی شکست بنا دینا آزادوں کو غلام اور غلاموں کو آزاد بنا دینا۔ جہاں غلام نہ ہوں وہاں ان کو آزاد کرنے کے لئے اپنے تصور کی ایک دنیا پیدا کر لینا اور جو نہ ہو سکتا ہو اس کو صفحہ قرطاس پر نمایاں کر دینا اور جو کچھ ہو چکا ہو اس پر کاغذ کو اس طرح ڈال دینا کہ اٹھائے نہ اٹھے۔ یہی وہ فن ہے جس کو جدید سیاست کی اصطلاح میں پروپیگنڈا کہتے ہیں اور قدیم اصطلاح میں اسی کو دروغ بافی کہا کرتے تھے! (پیام)

پٹنہ میں آل انڈیا صنعتی وزراعتی نمائش

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

سولہ سال کی مدت کے بعد حکومت بہار واڑیسہ نے حکومت ہند کی تائید سے آئندہ ماہ فروری میں پٹنہ میں ایک عظیم الشان صنعتی اور زراعتی نمائش منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نمائش کا انتظام ایک بارسوخ مجلس کے ہاتھوں میں ہے جس میں سرکاری اور غیر سرکاری اصحاب شامل ہیں۔ ہاتھ سے بننے کے کام کی آل انڈیا نمائش اور اس کا مقابلہ اس تقریب کا ایک اہم اور خاص پہلو ہوگا۔ ملک بھر میں یہ دوسرا موقع ہوگا۔ جب ہاتھ سے بننے والوں کے کام کا مقابلہ کیا جائیگا۔

اس نمائش کے جو ہندوستان گیر پیمانہ پر ہوگی مصارف کے لئے حکومت ہند نے دس ہزار اور حکومت بہار واڑیسہ نے بارہ ہزار روپیہ کے گراں قدر عطیے دیئے ہیں۔ آنریبل وزیر تعلیم اور ڈائرکٹر صنعت وحرفت کی اپیل پر مقامی زمینداروں اور ارباب صنعت وحرفت وتجارت کی طرف سے گرانقدر مالی عطیے موصول ہو رہے ہیں۔ توقع ہے کہ ہندوستان اور برما کے سوداگر اور مختلف صوبوں اور ہندوستانی ریاستوں کے محکمہ جات صنعت وحرفت اس نمائش میں حصہ لیں گے۔ اور اپنے تیار کردہ سامان کو مشتہر اور فروخت کرنے کے اس نادر موقع کا فائدہ اٹھائیں گے۔ مقامی صیغہ جات ترقی صنعت وحرفت، صوبائی محکمہ جات صنعت وحرفت اور چند صنعتی کارخانوں کے سامان کے لئے خاص حلقے بنائے جائیں گے۔ ان کے علاوہ [illegible] کمیٹی دیگر ارباب صنعت کے سامان کی نمائش کے لئے ارزانی سے مزید سٹال تعمیر کرے گی۔ بہت سے سٹال کرایہ پر دیئے بھی جا چکے ہیں۔

نمائش کی انتظامیہ کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ ۲ ہزار روپیہ کی مالیت کے نقد انعام اور سونے چاندی کے اور برنجی کے تمغے عطا کئے جائیں گے۔ اور ان کے لئے نمائش میں سامان رکھنے والے خواہ وہ ملک کے کسی حصہ سے متعلق ہوں شامل ہو سکتے ہیں۔ نیز پانسو روپیہ کا ایک خاص انعام اس شخص کو دیا جائیگا۔ جو بہترین بافندہ کی ایک بہترین نئی دستی کھڈی کا نمونہ پیش کرے۔

نمائش میں سامان رکھنے والوں اور اسے دیکھنے والے اصحاب کے آرام کے لئے نمائش کے میدان میں اعلےٰ درجہ کے [illegible] کئے جا رہے ہیں۔ ایسٹ انڈین ریلوے اور بنگال ناگپور ریلوے

(باقی پوٹ میں)

بے نظیر اسلامی لٹریچر
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
(مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل۔بی)
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت
مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب۔ لسان العرب۔ تاج العروس کی بنا
پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا
گیا ہے ہر سورۃ کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے
رعایتی قیمت
محصول ڈاک علاوہ
حمائل شریف مترجم اردو
مع حواشی
مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل۔بی
یہ حمائل شریف حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ ترجمہ بین السطور اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ دیئے گئے
ہیں۔ حضرت مولانا کی تفسیر بیان القرآن اسقدر مقبول ہوئی کہ لوگوں نے اس کا ایک مختصر ایڈیشن
نکالنے کی فرمائش کی تاکہ یہ ترجمہ ہر طبقہ کے آدمی تک پہنچ سکے۔ کاغذ اور لکھائی وغیرہ نہایت اعلیٰ۔
اصل قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ
رعایتی قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ
قسم دوم
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
یہ بے نظیر حمائل شریف جرمنی میں خاص اہتمام سے طبع کرائی گئی ہے۔ اب تک ایسی حمائل ہندوستان میں شائع نہیں ہوئی۔ جلد نہایت خوبصورت۔ قیمت
حمائل شریف (پاکٹ سائز)
جلد نہایت خوبصورت اور اعلیٰ
قیمت فی جلد
قرآن مجید (معرّا)
لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ جلد پر سنہری ڈائی لگی ہوئی ہے۔
قیمت مجلد
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
سیرت خیر البشر
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
مقام حدیث
النبوت فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اول
حقیقۃ المسیح
المسیح الدجال و یاجوج ماجوج
محمد مصطفےٰ
احمد مجتبےٰ
خلافت اسلامیہ
اسلام اور دیگر مذاہب
حدوث مادہ
مسیح موعود
شناخت مامورین
آیت اللہ
مرآۃ الحقیقت
حقیقت اختلاف
سیرت خیر البشر بزبان انگریزی
تاریخ خلافت راشدہ
ٹیچنگ آف اسلام
رسالہ تقدیر انگریزی
جمع قرآن (بزبان انگریزی)
انتخاب قرآن (بزبان انگریزی)
محمد اینڈ کرائسٹ
تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی۔اے ایل ایل۔بی
توحید فی الاسلام
سلک مروارید
ینابیع المسیحیت
راز حیات
ضرورت الہام
خطبات غربیہ
ہستی باری تعالیٰ
یسوع کی الوہیت
اسلام اور علوم جدیدہ
حیات بعد الموت
مکالمات ملیہ
مطالعہ اسلام
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں
لمعات انوار محمدیہ
تمدن اسلام حصہ اول
نبی کا ظہور اتم
مذہب محبت
ذرات عالم کا مذہب
ام الالسنۃ
براہین نیرہ
پیام اسلام
سیرت نبوی
قرآن اور جنگ
موضوع القرآن
اسوہ حسنہ
اسلامی نماز کا فلسفہ
عسل مصفےٰ ہر دو حصہ
یہ سلسلہ احمدیہ کا انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق جملہ امور مثلاً وفات مسیح آمد مہدی۔ دجال یاجوج ماجوج
علامات آمد مسیح موعود وغیرہ بے شمار احادیث و اقوال بزرگان اسلام سے استدلال کیا گیا ہے
ہر احمدی کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت جلد اول جلد دوم
کامران
مؤلفہ
جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی۔اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ لاہور
یہ انگریزی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ اس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج ہیں۔
کی کتاب ہے۔ خصوصاً نوجوانوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب) جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ جملہ
احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت دیدہ زیب طباعت اعلیٰ۔ سفید ولایتی
کاغذ۔ خوبصورت کپڑے کی جلد پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے
یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف مل سکتی ہے احباب آج ہی فرمائش بھیج دیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
مرزا مسعود بیگ
(ایم - اے)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲ شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۳۵ء — نمبر ۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آخری فتح مومن اور راستبازوں کے لئے ہے

غرض مومن وہی ہوتا ہے جو صابر ہو جس میں صبر نہیں ہے وہ پورا مومن نہیں ہے صبر ایسی چیز ہے کہ اسکا اجر بےحساب ہے پس اگر نماز میں کبھی کوئی وسوسہ اور وہم پیدا ہو تو مایوس مت ہو بلکہ ہمت اور استقلال اور صبر کیساتھ شیطان کا مقابلہ کرتے رہو۔ فتح و شکست ہر جگہ ہوتی ہے مگر آخری فتح مومن اور راستبازوں ہی کیلئے ہے۔ کیا یہ سچ نہیں والعاقبۃ عند ربک للمتقین۔ شیطان مومن کے سامنے مخنث ہو جاتا ہے اور اگر مومن نہ ہو۔ ذرا ذرا سے شبہات اور اوہام میں پھنس کر گھبرا جاتا ہو تو شیطان اس کو دبا لیتا ہے پس مستقل طور پر بہادر بن کر شیطان کا مقابلہ کرو اور اس سے لڑو جب تک کہ اس کو ہلاک نہ کرلو۔

پھر متقی کے لئے ایک اور منزل آتی ہے وہ ومما رزقنٰھم ینفقون ہے یعنی جو کچھ ان کو ہم نے دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے اور دیتے ہی رہتے ہیں لکھا ہے کہ ایمان کبھی کسی حال سے کبھی کسی حال سے قوی ہو جاتا ہے۔ اس کیلئے یہ لکھا ہے کہ اول خود دعا کرے اور پھر جن پر حسن ظن ہو ان سے دعا کرائے۔ یہ بھی نہ ہو تو خیرات کرے جب خیرات دیتا ہے تو قبض دور ہو جاتی ہے بہرحال اگر آجا دے تو اس کو پہلے ہی حرکت دے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک قبض پیدا ہو جاتی ہے اور پھر کچھ بھی دینے کی توفیق نہیں ملتی اور اگر اس کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آئیگا۔ تو کچھ دینے کیلئے بھی سینہ کھل جائیگا۔ صدقات ایسی چیزیں ہیں کہ ان سے دنیاوی منازل طے ہو جاتی ہیں۔ اخلاق فاضلہ پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق دی جاتی ہے۔ غرض مختلف مدارج اور اسباب ہیں اور یہ اس لئے ہیں کہ متقی اپنے اصلی مرتبہ پر پہنچ جائے۔ یہ دوسرا درجہ اصلاح کا ہے۔ اس وقت متقی کا نام صالح رکھ[illegible] ہے۔ [illegible] جب شیطان کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ صالح کا درجہ طفیلی درجہ ہے جو تقوے سے آتا ہے۔ پہلا درجہ بہت ہی مشکل ہے کیونکہ اس وقت شبہات سے ایک خطرناک جنگ ہوتی ہے اور شیطان پوری طاقت سے حملہ کرتا ہے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر [illegible])

جواہر ریزے

قرآن مجید

اور اللہ کو اس سے بےخبر نہ سمجھو جو ظالم کرتے ہیں۔ وہ صرف ان کے معاملہ کو اس دن تک پیچھے ڈال رہا ہے جب آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ بھاگے جا رہے ہوں گے اپنا سر اٹھائے ہوئے انکی نگاہ ان کی طرف نہ لوٹ سکیگی اور ان کے دل خالی ہوں گے اور اس دن سے لوگوں کو ڈرا جب ان پر عذاب آجائیگا۔ تو جو ظالم ہیں کہیں گے ہمارے رب ہمیں ایک قریب وقت تک تاخیر دے ہم تیری دعوت کو قبول کرینگے اور رسولوں کی پیروی کریں گے۔ اور کیا تم پہلے قسمیں نہ کھایا کرتے تھے کہ تم پر زوال نہیں آئیگا۔ اور تم ان لوگوں کی جگہوں میں آباد ہوئے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور تمہارے لئے کھل چکا ہے کہ ہم نے ان سے کیا معاملہ کیا۔ اور ہم نے تمہارے لئے مثالیں بیان کیں اور انہوں نے اپنی چال چلی اور ان کی چال اللہ کے اختیار میں ہے اور گو ان کی چال ایسی ہی ہو کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ سو اللہ کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ اپنے رسولوں سے اپنے وعدہ کا خلاف کریگا۔ یقیناً اللہ غالب سزا دینے والا ہے

حدیث شریف

(۱) اے ابن آدم جب تک تو خاکسار نہ ہوگا۔ پرہیزگار نہ ہو سکے گا۔

(۲) اے امت محمد اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی صاحب غیرت نہیں ہے

(۳) لوگو! اپنے اعمال کو خدا ہی کے لئے خالص کرلو۔

(۴) لوگو! اطمینان اور ... [illegible]

(۵) لوگو! اسلام پھیلاؤ۔ کھانا کھلایا کرو۔ نماز پڑھا کرو۔ جب اور لوگ سوتے ہوں۔ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے

(۶) عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔

(۷) اے لوگو! اس خدا سے ڈرو جس نے تمکو ایک ہستی سے پیدا کیا

اخلاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عبادات۔ زہد و اتقا خشیت اللہ

(از جناب مولوی مرتضیٰ خانصاحب بی اے۔ مانگرول)
(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت اقدسؑ کی دعائیں

دعوے کے بعد اگرچہ تصنیف و تالیف کا کام بہت زیادہ بڑھ گیا تھا اور اس کے ساتھ سینکڑوں دوسرے فرائض اور نہایت اہم ذمہ داریاں آپ پر عائد ہو گئی تھیں اور ایک بار عظیم آپ کے کندھوں پر پڑ گیا تھا تاہم عبادات میں وہی شان نظر آتا ہے۔ علاوہ پنجگانہ نماز اور تہجد کے آپ دن میں ایک حصہ یعنی دو تین گھنٹے تخلیہ میں بیت الدعا میں صرف فرماتے تھے جس میں ذکر و فکر کے ساتھ ساتھ آپ درد دل سے اسلام کی فتح و نصرت کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے اور جب امور مہمہ درپیش ہوں تو آپ بہت سا وقت بیت الدعا میں صرف فرماتے تھے۔ بعض اوقات متواتر تین تین گھنٹے آپ ایک ہی سجدہ میں گزار دیتے تھے۔ سفر کی حالت میں بھی یہ التزام رکھا جاتا تھا چنانچہ لاہور وغیرہ مقامات میں جب آپ قیام فرماتے۔ عموماً ایک کمرہ بطور بیت الدعا کے آپ کیلئے مخصوص کر دیا جاتا تھا۔ اور بعض بزرگوں سے میں نے سنا ہے کہ زندگی کے آخری ایام میں آپ تن تنہا بعض اوقات گاؤں سے باہر کسی الگ تھلگ جگہ میں تشریف لے جاتے اور دیر تک دعاؤں میں مصروف رہتے۔ لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ یہ دعائیں کس غرض کے لئے تھیں اور ان کا مقصد کیا تھا۔ کیا کوئی دنیوی اغراض درپیش تھیں جن کے لئے آپ اس قدر التزام کے ساتھ دعاؤں میں مشغول رہتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ ان دعاؤں کا مقصد وحید وہی تھا جس کا اظہار آپ نے اپنے کلام میں بار بار فرمایا ہے۔ مثلاً ایک جگہ درگاہ رب العزۃ میں کمال درد و اندوہ سے عرض کرتے ہیں سہ

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار
دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ میرے اے ناخدا
آ گیا اس قوم پر وقت خزاں اندر بہار
میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار

پھر کبھی بے تاب ہو کر یوں درگاہ باری میں عرض رساں ہوتے ہیں سہ

کب تلک یہ شب چلے جائیں گے ترسانے کے دن
پھر بہار دیں کو دکھلا اے میرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن

پھر کبھی تائید و نصرت دین کے لئے نشان مانگتے ہوئے خدا کے حضور درد کر یوں دعا مانگتے ہیں سہ

یک نظر فرما کہ تا کوتہ شود جنگ و جدال
خلق محتاج است سوئے معجزہ برہان تو
یک نشاں بنما کہ تا نورت درخشد در جہاں
تا شود ہر منکر ملت محامد خوان تو
گر زمین زیر و زبر گردد نہ دارم ہیچ غم
غم ہمیں دارم کہ گم گردد رخ رخشان تو
گفتگو و بحث در دیں در دسر بسیار ہست
قصہ کوتاہ کن بآیات عظیم الشان تو

کیا ایسی دعائیں کرنے والا مفتری ہو سکتا ہے؟

جس شخص کو خدا نے عقل سلیم سے ذرہ بھر بھی حصہ بخشا ہے۔ وہ فی الفور سمجھ سکتا ہے کہ ایسی پاکیزہ دعائیں جو ایسے عظیم الشان مقاصد پر مشتمل ہوں۔ کیا ایک مفتری، ایک کذاب۔ خدا اور رسول کے دشمن کے دل سے نکل سکتی ہیں؟ جس کے دل میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا دریا موجزن ہو۔ اور آج جو دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہو رہا ہے اور مغرب و مشرق میں آفتاب اسلام کی ضیا باریاں دیکھنے میں آ رہی ہیں۔ یہ اسی مرد خدا کی درد بھری آہوں کا نتیجہ ہے چنانچہ اُس نے ان مبارک دنوں کی پہلے سے ہی بشارت دی تھی مثلاً ایک جگہ فرماتے ہیں سہ

طالبو تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دوستو! اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
دیں کی نصرت کیلئے اب آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

یورپ میں اسلام پھیلنے کے متعلق آپ یوں بشارت دیتے ہیں فرماتے ہیں سہ

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر جاں سے نثار

حضرت مسیح موعودؑ کی نمازیں

خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں اور ان کی قبولیت اور اثر کے متعلق لکھ دی۔ اب ہم پھر اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نماز با جماعت کے سخت پابند تھے۔ سوائے کسی سخت مجبوری کے آپ پانچ وقت مسجد میں تشریف لا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ جب آپ سخت بیمار ہوتے اور بیماری کا ایسا حملہ ہوتا کہ آپ باہر تشریف لانے کے قابل نہ ہوں تو گھر کے اندر ہی نماز ادا فرماتے۔ لیکن گھر میں بھی آپ لازماً اور گھر کے لوگوں کو ساتھ شامل کر کے جماعت سے نماز پڑھتے نماز میں دعائے اھدنا الصراط المستقیم آپ بار بار پڑھتے تھے اور تسبیحات کے ساتھ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث بھی بتکرار پڑھا کرتے تھے۔ بوقت ضرورت آپ نمازوں کو جمع بھی کر لیتے تھے زندگی کے پچھلے ایام میں آپ کئی دفعہ سخت بیمار ہوئے اور آپ پر ضعف کے دورے کثرت سے پڑتے رہے۔ ایک دفعہ ایسی حالت میں بھی آپ تہجد کیلئے اٹھے لیکن چونکہ سخت کمزور تھے اور نقاہت حد سے زیادہ تھی سنبھل نہ سکے اور گر پڑے۔ جس پر میں نے بعض ثقہ بزرگوں سے سنا ہے کہ آپ کو الہام ہوا تھا کہ ایسی معذوری اور مجبوری کی حالت میں نماز تہجد آپ کو معاف ہے اور یہ واقعہ تو ہمارے احباب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مرض الموت کی کرب کی گھڑیوں میں جب آپ غایت ضعف اور انتہائی نقاہت کی وجہ سے بے حس و حرکت پڑے تھے اور باوجود تلاش بسیار کے نبض کا پتہ نہ چلتا تھا۔ گویا نزع کی حالت طاری ہو چکی تھی اور صرف چند انفاس باقی تھے کہ صبح کی اذان بلند ہوئی۔ آپ یکلخت چونک پڑے گویا ایک بجلی کی رو آپ میں دوڑ گئی ہو اور کمال اضطراب فرمایا۔ نماز! نماز!! نماز!!! اور جب غایت ضعف سر اٹھنے کی طاقت نہ پائی تو بستر مرگ پر ہی لیٹے لیٹے سینہ پر ہاتھ باندھ لئے اور قبلہ رو ہو کر درگاہ باری میں حاضر ہو گئے اور ایسے حاضر ہوئے کہ پھر اس عالم خاک و خشت میں واپس تشریف نہ لائے

انا للہ وانا الیہ راجعون

سہ صبحگاہاں شد نہاں آں آفتاب رشد و نور
کس نہ دیداست ایں غروب شمس را وقت سحر

(باقی آئندہ)

انجمن حمایت اسلام لاہور کی "تطہیر"

اراکین انجمن کی "مرزائیت نوازی" اور سر محمد اقبال کا استعفاء

قارئین کرام تک یہ خبر پہنچ چکی ہوگی کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال انجمن حمایت اسلام لاہور کی صدارت سے مستعفی ہو چکے ہیں اور استعفا کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ انجمن کے اراکین میں "مرزائی عنصر" بھی موجود ہے اور انجمن کے بہت سے ارکان "مرزائیت نواز" واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب ایسی انجمن کی صدارت نہیں فرما سکتے۔ ڈاکٹر صاحب کا استعفا جب انجمن کی جنرل کونسل میں پیش ہوا تو انجمن نے فیصلہ کیا کہ بعض سرکردہ ممبروں کا ایک وفد ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں بھیجا جائے جو ان سے استعفا واپس لینے کی درخواست کرے۔ یہ وفد جب سر اقبال کے پاس پہنچا تو آپ نے اراکین وفد کی درخواست کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ انجمن میرزائیوں کے متعلق جب تک کوئی صاف اور غیر مشتبہ فیصلہ کر کے عام بدگمانی کو دور نہیں کرتی۔ اس وقت تک ڈاکٹر صاحب اپنا استعفا واپس نہیں لے سکتے۔ آپ نے کہا کہ انجمن کے مفاد کا تقاضا یہ ہے کہ انجمن مسلمانوں کی رائے عامہ کا احترام کرے اور عام مسلمانوں کے خیالات کے ساتھ ساتھ رہے۔

(انقلاب مورخہ ۱۴ر جنوری)

انجمن حمایت اسلام کو قائم ہوئے اکاون برس ہو چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کو وجود میں آئے بھی سینتالیس سال گزر چکے ہیں۔ انجمن حمایت اسلام چونکہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ انجمن ہے اس لئے جماعت احمدیہ کے کئی ممبر انجمن حمایت اسلام کے وقتاً فوقتاً رکن رہ چکے ہیں اور اس کے مختلف شعبہ جات میں کام کر چکے ہیں۔ انجمن کو مالی امداد بھی باقاعدہ دیتے رہے ہیں یتیم خانہ کی اعانت بھی کرتے رہے ہیں۔ اسلامیہ کالج میں احمدیہ جماعت کے کئی افراد پروفیسری کی خدمات بجا لاتے رہے۔ بلکہ کالج کی پرنسپلی بھی احمدیوں کے سپرد رہی ہے۔ اور مختلف حیثیتوں میں احمدیہ جماعت کے ممبر اس انجمن سے تعاون کرتے رہے ہیں۔ لیکن یہ خطرہ آج تک کسی کو محسوس نہ ہوا کہ انجمن میں احمدیوں کا وجود خطرہ کا باعث ہو اور انجمن کا مفاد اسی میں ہے کہ احمدیوں کے وجود سے پاک کر دیا جائے۔ یہ باریک بینی صرف اقبال کیلئے مخصوص تھی کہ وہ انجمن کو اس خطرۂ عظیم سے آگاہ کر کے اس کے مفاد کی صحیح راہ بتا دیتے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ مرزائیت نوازی کو اراکین انجمن حمایت اسلام کا سب سے بڑا گناہ قرار دیا جاتا ہے۔ خود ڈاکٹر سر اقبال .... بھی اس کے مرتکب رہے ہیں۔ ابھی کل تک آپ بھی بڑے "مرزائیت نواز" تھے۔ جماعت احمدیہ کی خدمات کے آپ ہمیشہ معترف رہے ہیں۔ اسے "ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ" قرار دے چکے ہیں۔ اس کے تبلیغی مشاغل کو اسلام کی خدمت اور زمانہ کی اہم ضرورت بیان کر چکے ہیں اور اسلامی تحریکوں کی قیادت احمدیوں کے سپرد کرنے میں بذات خود حصہ لے چکے ہیں۔ آپ حضرت مرزا صاحب کے معتقدات اور دعاوی سے بھی بخوبی واقف ہیں اور کئی مرتبہ حضرت اقدس سے بالمشافہ گفتگو بھی کر چکے ہیں۔ لیکن آج وہی ڈاکٹر اقبال احمدیت تو کیا احمدیت نوازی کو بھی سب سے بڑا گناہ قرار دیتے ہیں ؎

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

انجمن حمایت اسلام اگر احمدی افراد کی رکنیت گوارا نہیں کر سکتی تو شوق سے نہ کرے۔ احمدی احباب دوسرے اداروں کا رکن بننے کے شائق نہیں۔ اس وقت ہماری جماعت کے احباب میں سے صرف جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کے ممبر ہیں یا شاید کوئی ایک آدھ اور دوست بھی ہوگا۔ اور یہ لوگ محض تعاونوا علی البر والتقویٰ کے حکم کے ماتحت انجمن حمایت اسلام کے کاموں میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ کیونکہ انجمن حمایت اسلام بھی آخر مسلمانوں کی مفید خدمات بجا لا رہی ہے اور مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات کو عمدگی سے سرانجام دے رہی ہے اگر یہ انجمن احمدیوں کے وجود کے بغیر بطریق احسن اپنا کام کر سکتی ہے تو احمدیوں کو بھی خواہ مخواہ اس میں گھسنے کی ضرورت نہیں۔ انجمن کو اپنا مفاد بہرحال مقدم رکھنا چاہیئے۔

لیکن کسی نئے اقدام کے لئے کوئی دلیل اور وجہ بھی ہونی چاہیئے اور انجمن کو کسی اصول کے ماتحت کام کرنا چاہیئے۔ مسلمانوں کی "رائے عامہ" کا احترام ایک بے معنی عذر ہے۔ اگر اس طرح انجمن "رائے عامہ" کے سامنے جھکنے لگی تو اسے آئے دن مشکلات کا سامنا ہوگا۔ بدقسمتی سے دنیا میں سب سے زیادہ غیر مستقل اور بے اصولی چیز مسلمانوں کی "رائے عامہ" ہے۔ آج یہ رائے عامہ ایک کے خلاف ہے تو کل دوسرے کے خلاف۔ اور جب بھی کوئی نیک اور مفید تحریک پیدا ہوئی تو اس رائے عامہ نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی سر سید احمد خاں مرحوم نے جب علیگڑھ کالج کی بنیاد رکھی تو مسلمانوں کی "رائے عامہ" ان کی شدید مخالف ہوگئی۔ انگریزی پڑھنے والوں پر رائے عامہ نے کفر کا فتویٰ لگایا اور ان پر طرح طرح کے آوازے کسے اگر سر سید مرحوم اس وقت رائے عامہ کے سامنے جھک جاتے اور سر اقبال کی طرح یہ سمجھ لیتے کہ علیگڑھ کالج کا مفاد اسی میں ہے کہ "وہ عام مسلمانوں کے خیالات کے ساتھ ساتھ رہے" تو آج جو کچھ پڑھے لکھے مسلمان نظر آتے ہیں ان کا وجود بھی عنقا ہوتا۔ اور مسلمانوں کی سوشل حالت اس سے بھی بدتر ہوتی یہ "رائے عامہ" تو روز بدلتی رہتی ہے۔ آج یہ احمدیت کے وجود کو مٹانا چاہتی ہے تو کل یہ شیعوں کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن قرار دیگی اور خصوصیت سے ہر اس جماعت کو جو مسلمانوں کی خدمت کے مقصد کو لیکر کھڑی ہوگی۔ "رائے عامہ" ضرور اس کی مخالفت کرے گی۔ پس انجمن حمایت اسلام کو اپنے مسلک میں تبدیلی کرنے سے قبل خوب اچھی طرح غور کر لینا چاہیئے اور اس "رائے عامہ" کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہیئے جس کے احترام کے لئے صدر انجمن اس قدر بیتاب ہیں۔

معلوم نہیں۔ "عام مسلمانوں کے خیالات" اور "مسلمانوں کی رائے عامہ" سے سر محمد اقبال کی کیا مراد ہے۔ عام مسلمانوں میں کثرت سے ایسے لوگ بھی تو موجود ہیں۔ جو احمدیہ جماعت کو مسلمانوں کی جماعت تصور کرتے ہیں۔ اور اس کی خدمات اسلامی کے دل سے مداح ہیں۔ انجمن حمایت اسلام کا اپنا وجود اس کا زندہ ثبوت ہے۔ انجمن کے اراکین میں سے اکثریت احمدیوں کی مداح ہے۔ جسے ڈاکٹر اقبال "مرزائیت نوازی" کے نام سے پکارتے ہیں یہ "مرزائیت نوازی" ہی احمدیت کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ ہر سمجھدار آدمی "مرزائیت نوازی" کے لئے مجبور ہے۔ تو کیا انجمن کے ان اراکین اور مسلمانوں کے بیشتر حصہ کی آواز کو رائے عامہ میں شامل نہیں سمجھا جاتا؟ کیا "عام مسلمانوں کے خیالات" اور "رائے عامہ" سے مراد صرف "احرار" اور "مجاہد" کی آواز ہے؟ مسلمانوں کے ایسے بھی تو بیشمار جرائد ہیں جو احمدیہ جماعت کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ خدمت اسلام کے کاموں میں اس سے تعاون کرتے ہیں۔ پھر ان کی آواز کیوں "رائے عامہ" میں شامل نہیں سمجھی جاتی؟ کیا ڈاکٹر اقبال کا یہی اصول ہے کہ احمدیت کے مخالف لوگوں کی آواز تو "رائے عامہ" قرار دی جائے اور جو احمدیت کے موافق ہوں۔ ان کی آواز کو عام مسلمانوں کی آواز نہ سمجھا جائے؟

اس "رائے عامہ" کا احترام خود ڈاکٹر سر اقبال کے لئے بھی دقت کا باعث ہوگا۔ احمدیت کی مخالفت میں اس وقت دو قسم کے لوگ پیش پیش ہیں۔ ایک تو سیاسی لوگ ہیں جنکا مسلک ہمیشہ ان کی سیاست اور وقت کی مصلحت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے اور دوسرے مُلّا لوگوں کی جماعت جو ہمیشہ عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتی ہے۔ بظاہر انہیں دو گروہوں کی آواز کو ڈاکٹر موصوف عام مسلمانوں کی آواز قرار دیتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے مُلّا لوگ خود ڈاکٹر اقبال پر بھی کفر کا فتوے لگا چکے ہیں۔ اور انکے خیالات کو غیر اسلامی خیالات قرار دے چکے ہیں۔ تو کیا سر محمد اقبال یہاں بھی "رائے عامہ" کا احترام کریں گے؟ ظاہر ہے کہ یہ احترام انہیں بہت مہنگا پڑیگا۔ عام مسلمانوں کے خیالات کے ساتھ ساتھ چلنے سے انہیں اپنے اسلام سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں۔ احمدی حضرات کو دوسری انجمنوں میں گھسنے کا شوق نہیں۔ ان کی اپنی جماعت کے سامنے خدا کے فضل سے اس قدر بلند مقصد ہے کہ ان کو تمام تر توجہ اسی پر صرف کرنی چاہیئے۔ لیکن تقسیم کار اور اشتراک عمل کے اصول کے ماتحت وہ دوسری انجمنوں میں بھی شامل ہوتے رہے ہیں۔ اگر ان کے وجود کے اخراج سے اسلامی انجمنوں کی "تطہیر" ہو سکتی ہے تو بڑے شوق سے یہ تطہیر عمل میں لائی جائے لیکن بعض اوقات یہ "تطہیر" بہت مہلک ثابت ہوتی ہے۔ ایک تازہ مثال ہمارے سامنے ہے۔ انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند امرتسر ایک بہت پرانی

اسلامی انجمن تھی جو مسلمانوں کی نہایت عمدہ خدمت کرتی رہی اور مسلمان بچوں کو حصول تعلیم کے لئے وظائف دیتی رہی۔ آج سے چند سال قبل یہ انجمن بالکل ایک کس مپرسی کی حالت میں تھی۔ ہماری جماعت کے بعض احباب نے جو اس کے دیرینہ ممبر تھے اس کی طرف توجہ کی اور اس میں از سر نو زندگی پیدا کرنیکی کوشش کی۔ ہماری جماعت کے ایک بزرگ نے سکرٹری کا عہدہ قبول کیا اور نہایت تندہی سے کام کرنے کے بعد انجمن میں ایک نئی زندگی پیدا کر دی۔ ٹرسٹیوں میں ہمارے بہت سے احباب ہر میٹنگ پر لاہور سے امرتسر جاتے رہے اور انجمن کے کاموں میں دلچسپی لیتے رہے۔ وظائف کی صورت میں جو روپیہ قرض دیا گیا تھا۔ اس کی وصولی بھی شروع ہوگئی اور انجمن میں جان پیدا ہوگئی۔ دیر تک اس کے انتظام میں ہمارے احباب کا ہاتھ رہا اور انجمن کے وجود سے مسلمان طلبہ فائدہ اٹھاتے رہے۔ لیکن قوم کے خیر خواہ اور ہمدرد بزرگ مولانا ظفر علی خان صاحب اور ان کے بعض ہمنواؤں نے انجمن ترقی تعلیم کی تطہیر کی ٹھان لی اور اس سے "مرزائی عنصر" کو خارج کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج وہ انجمن کالعدم ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کاش مسلمان کچھ عقل سے کام لیں۔

ہم اراکین انجمن حمایت اسلام لاہور سے بھی گذارش کریں گے کہ وہ ضرور جو مناسب پالیسی اختیار کرنا چاہیں واضح اور غیر مشتبہ طریق پر کریں اور بیشک احمدیوں کے متعلق جو فیصلہ کرنا چاہیں کریں لیکن کسی اصول کے ماتحت کریں ایسا نہ ہو کہ "تطہیر" عامہ کا احترام ان کیلئے مضر ثابت ہو اور عام مسلمانوں کے خیالات کے ساتھ ساتھ رہنے اور برائے عامہ کا پیرو رہنے کا نتیجہ اسی قسم کا ہو جو شاعر نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیہدیہم طریق الھالکینا

جنون مخالفت کی اخلاق سوزیاں

آج کل احمدیت کی اندھی مخالفت کی جو رو چل رہی ہے۔ اس نے مسلمانوں کو اخلاقی لحاظ سے بھی غیر معمولی نقصان پہنچایا ہے۔ ہمارے معاندین کے نزدیک بہت سے عیب ہنر بن چکے ہیں۔ ایمانداری۔ راست گوئی اور معقولیت ان کے خیال میں بے معنی الفاظ ہیں۔ خدا کا خوف ان لوگوں کے دلوں سے بالکل نکل چکا ہے۔ روز حساب کو یہ قطعی طور پر فراموش کر بیٹھے ہیں۔ خطرناک قسم کی غلط بیانیاں اور بہتان طرازیاں پوری دیدہ دلیری سے کی جا رہی ہیں۔

یو۔ پی کے ایک سہ روزہ اخبار کو ہمارے کسی مخالف نے ایک مراسلت اشاعت کے لئے بھیجی جس میں اس خدا ناترس شخص نے حضرت عیسےٰ کے متعلق تین ناپاک اشعار درج کرکے لکھا۔ کہ یہ اشعار حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ہیں۔ جو "ملفوظات مسیح موعود" مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۳۲ پر درج ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اخبار مذکور کے فاضل ایڈیٹر نے ایک خط میں ان اشعار کو نقل کرتے ہوئے حیرت و استعجاب سے دریافت کیا۔ کہ

"یہ اشعار واقعی مرزا صاحب کے ہیں۔ براہ کرم اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔ کوئی شریف آدمی اس قسم کی بدزبانی کو گوارا نہیں کر سکتا۔"

مدیر موصوف کو حقیقت حال سے آگاہ کیا جا چکا ہے۔ کہ یہ ان کے مراسلہ نگار کا بالکل بے حقیقت اور انتہائی افسوسناک بہتان ہے حضرت مرزا صاحب کا پایہ تو بہت بلند ہے۔ کوئی ادنےٰ سے ادنےٰ احمدی بھی اس قسم کی بدزبانی کا تصور تک نہیں کر سکتا اور نہ اس نام کی کوئی کتاب ہمارے ہاں شائع ہوتی ہے۔ اور غالباً قادیانی جماعت کی طرف سے بھی نہیں شائع ہوئی۔ مذکورہ بالا اشعار اس قدر ناپاک اور دل آزار ہیں کہ ہم ان کو نقل کرکے اخبار کے صفحات کو آلودہ نہیں کرنا چاہتے ان میں حضرت مریم کی عصمت پر خطرناک حملہ کیا گیا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس قسم کی بدزبانی کو کوئی شریف آدمی نہ کر سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے لیکن مراسلہ نگار مذکور کی طرح بہتان طرازیاں کرنا بھی ایسا فعل ہے جس کے ارتکاب کے بعد کوئی آدمی شرف انسانیت کا مستحق ہرگز قرار نہیں پا سکتا ہے۔ غور کرنے والی بات ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب جن کا دعوےٰ مثیل مسیح ہونے کا ہے۔ وہ حضرت مسیح ابن مریم کو کس طرح برا کہہ سکتے ہیں

اصل بات یہ ہے۔ کہ حیات مسیح کے مسئلہ میں مولوی لوگ اور ان کے مقلدین احمدیت سے کامل شکست کھا چکے ہیں۔ اس خلاف قرآن و حدیث عقیدہ کو پوری طرح غلط ثابت کیا جا چکا ہے مولوی لوگ اسی شکست کا انتقام لینے کے لئے ایسی افسوسناک حرکات کرتے رہتے ہیں لیکن ان حرکتوں سے ان کی شکست فتح میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ قبل ازیں وہ معقولیت سے تہی ثابت ہو چکے ہیں۔ اب دنیا انہیں اخلاق سے محروم سمجھ لیگی۔

آخر میں ہم اس بات کا ذکر بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ مدیر موصوف نے آئین شرافت وصحافت کی قابل تعریف پابندی کرتے ہوئے مسلمان اخبارات کے لئے لائق تقلید مثال پیش کی ہے۔ انہوں نے مراسلت کو شائع کرنے کی بجائے ہم سے صحیح حالات خط کے ذریعہ معلوم کرکے اپنا اطمینان کر لیا۔

دستکاری اور ہندو

تجارت، ساہوکارہ اور ملازمتوں پر پہلے ہی ہندو قوم کا قبضہ ہے۔ اب وہ دستکاری پر بھی رفتہ رفتہ قبضہ جما رہی ہے۔ پوری کوشش اور تنظیم سے ہندو دستکار مہیا کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں پر روزگار کے دروازے پہلے سے زیادہ مضبوطی سے بند ہو رہے ہیں آج سے چند سال قبل جلد سازی۔ ٹین سازی۔ قلعی گری وغیرہ صنعتیں سو فیصدی مسلمانوں کے ہاتھ میں تھیں۔ اب رفتہ رفتہ ہندو ان کی جگہ لے رہے ہیں۔ لاہور میں آریہ سماج کی طرف سے دستکاری کا ایک سکول قائم ہے جس میں ہندو اور سکھ لڑکوں کو مختلف صنعتوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ اب اس کے ارباب انتظام نے جلد سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی ہے اس سکول کے ایک معلم کا مضمون "آریہ گزٹ" میں شائع ہوا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:-

"جلد سازی میں ہندوؤں کے لئے بہت گنجائش ہے۔ اب تک جتنے بھی کاریگر ہیں۔ وہ غیر ہندو ہیں جو ہندو ہیں وہ آٹا میں نمک کے برابر ہیں لیکن اس کام کے کرانے والے ۹۰ فی صدی ہندو ہیں"

اس کے بعد مضمون نگار نے ہندو مطابع اور کتب فروشوں کو ہندو جلد ساز پیدا کرنے اور انہیں مسلمانوں کی بجائے کام پر لگانے کی تلقین کی ہے۔ برادران وطن کی طرف سے اس قسم کی کوششیں جن جذبات وعزائم کے ماتحت عمل میں آرہی ہیں۔ وہ سب کو معلوم ہیں لیکن ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں۔ دنیا میدان عمل ہے جو جد وجہد کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے۔ یہ میدان مسلمانوں کے لئے بھی کھلا ہے۔ ان کے پاس بھی الحمد للہ دل ودماغ اور ہاتھ پاؤں موجود ہیں۔ اور وہ بھی ہر قسم کے کاروبار میں حصہ لینے کے لئے آزاد ہیں۔ لیکن افسوس ان کا اس طرف خیال ہی نہیں وہ خانہ جنگی میں مصروف ہیں۔ جب تک مولویوں کے اکھاڑے اور پیروں کی محفلیں موجود ہیں مسلمانوں کا پنپنا قدرا مشکل ہی نظر آتا ہے۔ مسلمان تجارت وغیرہ میں حصہ لینے کے لئے بعض اوقات جو مقامی اور عارضی کوششیں کرتے ہیں۔ وہ بالکل ناکافی ہیں۔ ان میں کوئی تنظیم یا قاعدگی نہیں۔ ضرورت ہے کہ دستکاری اور دکانداری کی تربیت دینے کا باقاعدہ انتظام ہو۔ مسلمان تاجر آپس میں پورے تعاون سے کام لیں۔ قوم کو اسلامی دکانوں اور کارخانوں کی سرپرستی پر آمادہ کیا جائے۔ خدا جانے باقی مسلمان کب ان باتوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ہماری جماعت کے افراد کو اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق ایک چھوٹے پیمانے پر ان تمام امور کو مد نظر رکھنا چاہیئے کیونکہ مستقبل قریب میں کوئی قوم ان کے بغیر عزت کی زندگی ہرگز بسر نہ کر سکے گی۔

جماعت کے یتامیٰ

جماعت کی تنظیم و استحکام کے لئے جو پروگرام تجویز ہوا ہے۔ اس میں یتامیٰ کی خبر گیری بھی شامل ہے۔ قوم کے یتیم بچے ایک مقدس امانت ہیں جن کی خدمت و پرورش ہر ایک فرد قوم کا فرض ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویؐ نے اس پر خاص طور پر زور دیا ہے۔ اس بارہ میں سب سے پہلی ضرورت یہ ہے۔ کہ جماعت کے ایسے یتامیٰ جن کی خبر گیری نہ ہو رہی ہو۔ اور جو امداد کے مستحق ہوں۔ ان کی تعداد و حالات کا علم حاصل کیا جائے۔ اس لئے تمام احباب سلسلہ بالخصوص بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جہانتک جلد ممکن ہو۔ یتامیٰ کی فہرستیں معہ ضروری حالات کے مرکز میں ارسال فرمائیں۔ فہرستوں میں بچے کا نام ولدیت عمر، سمت تعلیم اور اگر ممکن ہو تو طبعی رجحان وغیرہ سب باتیں مفصل تحریر کر دینی چاہیئں۔ ان فہرستوں کے موصول ہونے کے بعد انجمن کے حالات و ذرائع کو مد نظر رکھتے ہوئے امداد یتامیٰ کی کوئی مناسب تجویز کی جائے گی۔

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

اس ہفتہ ہزہائینس سر آغا خاں کی گولڈن جوبلی نہایت شان وشوکت سے منائی جارہی ہے۔ جس کے لئے غیر معمولی اہتمام کیا گیا ہے اس تقریب کے متعلق جو دلچسپ تفصیلات قبل ازیں اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں وہ سننے کے قابل ہیں۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

"اس تقریب کے موقع پر ہزہائینس سر آغا خاں کو سونے سے تولا جائے گا۔ سر آغا خاں کو ترازو کے ایک پلڑے میں بٹھا دیا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں ساڑھے تین لاکھ روپے کا سونا اور پونڈ رکھے جائیں گے۔ کیونکہ سر آغا خاں کا وزن ۲۲۰ پونڈ ہے اس وقت سونے کا نرخ ۳۵ روپے فی تولہ ہے ...... اس موقع پر ایک چاندی کی طشتری میں جس کا وزن چار ہزار تولہ ہے ہزہائینس کو ایڈریس پیش کیا جائے گا۔"

(انقلاب ۱۶ر جنوری)

ہزہائینس موصوف کے حلقہ مریدین کی وسعت اور ان کے جذبۂ عقیدت کا کچھ اندازہ ان الفاظ سے ہو سکتا ہے کہ:۔

"اس تقریب میں ہندوستان بھر کے ۲۵ ہزار خوجے حصہ لیں گے بمبئی کے خوجے اس تقریب کو شاندار طریق پر منانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اس وقت تک ساڑھے چار لاکھ روپیہ چندے کے طور پر جمع ہو چکا ہے اور امید ہے اس سلسلے میں پچاس ہزار روپیہ اور جمع ہوگا چندے کی رقوم رنگون سے لیکر سرحد پار کے غیر مشہور علاقوں سے موصول ہو رہی ہیں۔ یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ سر آغا خاں اپنے مقلدین میں کس قدر ہر دلعزیز ہیں اندازہ کیا جاتا ہے کہ سر آغا خاں کے معتقدین کی تعداد چالیس لاکھ ہے جو زنجبار سے لیکر بحیرۂ کیسپین کے سواحل تک پھیلے ہوئے ہیں۔"

(ایضاً)

آغا خانی فرقہ کے جذبۂ عقیدت واحترام پر کوئی حملہ قطعاً مقصود نہیں لیکن اگر غور کیا جائے تو اس شاہانہ جشن کا خود آغا خانی قوم کو بھی کوئی فائدہ نہیں اور یہ سب کچھ ایک فرد واحد کی "شان" بڑھانے اور اپنے جذبۂ عقیدت کو تسکین دینے کیلئے کر رہے ہیں۔ انہیں محض اپنے پیر ومرشد کی خوشنودی مطلوب ہے اور بس۔

ہزہائینس سر آغا خان اور ان کے معتقدین خاص عقائد رکھتے ہیں۔ جو باقی مسلمانوں سے کافی مختلف ہیں۔ ان کا عقیدہ اور نظام اب تک سر مخفی ہے لیکن عام مسلمانوں میں بھی پیروں اور ان سے اندھی عقیدت رکھنے والے مریدوں کی کمی نہیں۔ ایک ایک پیر کے کئی کئی لاکھ مرید موجود ہیں جو ان کی خوشنودی کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ مال اور عزت اور بعض اوقات جان تک بیدریغ پیر پر نثار کر دی جاتی ہے۔ عرس اور قوالی کی محفلیں ہوتی ہیں۔ پیروں اور ان کے متعلقین کے شاہانہ اخراجات کیلئے لوگ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کاٹ کر روپیہ مہیا کرتے ہیں۔ ان کا نظام بھی قائم ہے۔ پیر کی ایک آواز پر مرید جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر ان تمام چیزوں کے باوجود پیروں اور ان کے جاں نثار مریدوں کا وجود بحیثیت مجموعی دین وملت کیلئے مفید ہونے کی بجائے سخت نقصان رساں ثابت ہو رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ پیر پرست لوگوں کا مقصد خدا کی خوشنودی کی بجائے پیر کی خوشنودی ہو جاتا ہے۔ پیر کی ذات ان کے لئے ایک روک بن جاتی ہے اور وہ مذہب روحانیت کے نام پر قربانیاں کرنے کے باوجود خدمت دین کی سعادت اور حصول روحانیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے محض اشاعت اسلام اور خدمت دین کے لئے جماعت قائم کی تھی۔ ان کی بیعت کا مقصد صرف دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لینا تھا۔ پیروں مریدوں والی کوئی بات نہیں حضرت صاحب دین کی نصرت کیلئے لوگوں کو بلاتے تھے اور سعید الفطرت انسان خدمت دین کے پاک جذبہ سے سرشار آپ کے پاس آتے تھے لیکن افسوس قادیانی جماعت اس ملند مقام سو بنیچے اتر آئی ہے۔ ہم اپنے ان دوستوں کا پورا احترام کرنے کے باوجود اس حقیقت کے اظہار کو ضروری سمجھتے ہیں کہ قادیانی جماعت کی توجہ اصل کام سے ہٹ گئی ہے۔ ایک فرد واحد سے عقیدت اور جتھہ بندی کو اصل مقصد سمجھ لیا گیا ہے۔ خلافت اور نظام کے نام پر قوم کی قوت وطاقت ضائع کی جارہی ہے۔ مومنانہ سادگی کی جگہ تکلف نے لے لی ہے آج جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مقلدین کی حیثیت عام پیروں اور مریدوں سے قطعاً مختلف نہیں ہے۔ تمام قادیانیوں کی عقیدت کا مرکز جناب میاں صاحب کی ذات اور مقصد ان کی خوشنودی ہے

پیر پرستی ایک خوفناک مرض ہے۔ قادیانی جماعت اس میں مبتلا ہو چکی ہے لیکن اس کو اس غلطی کا احساس نہیں اور مرض کا سب سے زیادہ خطرناک پہلو یہی ہوتا ہے۔ قادیانی جماعت کی موجودہ ذہنیت سے یہ امید قطعاً نہیں کہ وہ ان مخلصانہ اور پر حقیقت الفاظ کو ٹھنڈے دل سے مطالعہ کرنے کی کوشش کرے گی لیکن واقعات بہرحال واقعات ہیں حضرت مسیح موعودؑ کا مقصد اور قادیانی جماعت کا کام اور طرز عمل دنیا کے سامنے موجود ہے ہمارے قادیانی معاصرین "برکات خلافت" پر خواہ کس قدر طول طویل مضمون شائع کریں۔ قادیانی مبلغین اپنا اور اپنے سامعین کا دل خوش کرنے کی خاطر منکرین خلافت کے انجام پر تلخ کلامیوں اور غلط بیانیوں سے لبریز لیکچر دیتے پھریں۔ لیکن عمل کی ایسی جنس جو حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ مقصد بلند کرنے کے معیار پر بھی پوری اتر سکے۔ ان کے پاس بہت ہی کم رہ گئی ہے اور روز بروز کم ہوتی جارہی ہے اور اس کی وجہ محض پیری مریدی ہے۔

ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو قادیانی جماعت کی جتھہ بندی۔ کثرت تعداد اور ظاہری شان وشوکت سے کبھی کبھی متاثر ہو جاتے ہیں لیکن اگر جتھہ، کثرت تعداد اور ظاہری شان وشوکت ہی سب کچھ ہے تو آغا خانی جماعت زیادہ خصوصیت کی مالک ہے۔ اگر آغا خانی جماعت کا نظام آغا خانیوں کی پیر پرستی اور جان نثاری اسلام کے لئے یکسر غیر مفید ہیں۔ تو پھر انصاف ومعقولیت کا فتویٰ قادیانی جماعت اور پیری مریدی کی بنیاد پر قائم دوسرے جتھوں کیلئے بھی کچھ زیادہ مختلف نہ ہوگا۔

لوگ بدقسمتی سے یہ سمجھنے لگے ہیں کہ پیر پرستی کے بغیر کوئی جماعت بن ہی نہیں سکتی اور مسلمان قوم کی عام حالت اور ذہنیت ان کے اس خیال کو زیادہ تقویت دیتی رہتی ہے۔ کیونکہ کم از کم ہندوستان میں پیر کے بغیر کسی نظام کا قیام بظاہر ممکن معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو یہ خیال قطعاً غلط ثابت ہوگا۔ پیری مریدی سے جتھہ تو قائم ہو جاتا ہے لیکن لوگوں کے اندر سے آزادی خیال، قوت عمل اور غور وفکر کی عادت مفقود ہو کر ان کی ذہنیت واخلاق پست ہو جاتے ہیں۔ دنیا کی تاریخ اس پر شاہد ہے۔ اسلام کے اندر پیری مریدی کیلئے کوئی جگہ نہیں۔ اسلام کی بلندی اور مساوات اس کو برداشت ہی نہیں کر سکتی اور ... میں پیری مریدی کی جھلک تک نظر نہیں آتی۔ یہ مرض پیسا ... زمانہ انحطاط کی پیداوار ہے۔ دیکھ لیجئے پیری مریدی سے آج تک مسلمانوں کو محدود خیالی، عملی گمراہی، عرسوں کے رواج اور قوالی کی محفلوں کے سوا اور کیا ملا۔ ابتدائی حالت میں اس مرض کی شکل خواہ کس قدر خوشنما کیوں نہ ہو۔ اس طرف خواہ کس قدر احتیاط سے قدم کیوں نہ بڑھایا جائے لیکن اس کا انجام یہی ہوتا ہے کیونکہ غلط راستہ پر چل کر کبھی کوئی منزل مقصود پر نہیں پہنچا۔

سلطنت برطانیہ کے مشہور مدبر اور ہندوستان کے مشہور سابق وائسرائے لارڈ ریڈنگ کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے جس پر برطانی حلقوں میں سخت اظہار افسوس کیا جا رہا ہے۔ لارڈ موصوف ایک سیلف میڈ (خود ساختہ) شخص تھے اپنی محنت، زبردست جدوجہد اور ذہانت کی وجہ سے معمولی حیثیت سے ترقی کر کے سلطنت کے اعلیٰ مراتب پر پہنچے۔ اس وقت ہمیں ان کی وہ تقریر یاد آرہی ہے جو انہوں نے بحیثیت وائسرائے ہندوستان پہنچتے ہی ساحل بمبئی پر کی تھی اس میں آپ نے فرمایا تھا:۔

"آج میں وہ بات بتاتا ہوں جو کسی کو معلوم نہیں اور وہ یہ ہے کہ میں پہلی مرتبہ ساحل ہندوستان پر جہاز میں کوئلہ ڈالنے والے لڑکے کی حیثیت سے اترا تھا اور آج دوسری مرتبہ وائسرائے کی حیثیت سے آیا ہوں!"

ایک غور وفکر کرنیوالے دماغ کے لئے ان الفاظ میں ایسا سبق موجود ہے جو اس کو بام ترقی پر پہنچانے میں بے حد معاون ہو سکتا ہے۔ یہ الفاظ لارڈ ریڈنگ کا ایک ایسا ورثہ ہیں جس میں دنیا کے تمام نوجوان برابر کے شریک ہیں

استقلال، محنت اور جدوجہد ایسی دولت ہے جس سے ہر ایک شخص کامیاب ومالدار ہو سکتا ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں جماعت کے نوجوان ترقی کریں، ان میں سے کوئی غیر تعلیم یافتہ۔ بے ہنر اور بیکار نہ رہے۔ ۳۶ء کے پروگرام میں اس چیز کو نمایاں اہمیت دی گئی ہے۔ لیکن ایک چیز نوجوانوں کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جب تک وہ محنت اور جدوجہد کو اپنا شعار نہ بنائیں گے قیمتی سے قیمتی امداد بھی ان کے لئے کچھ زیادہ مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر مرت کوٹی اور بھائی پرمانند نے "ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے" کا جو مہاسبھائی نعرہ لگایا تھا۔ اس کی بعض ہندو حلقوں سے بھی تردید ہوئی اور اس کو ایک غیر دانشمندانہ اور احمقانہ خیال کہا گیا۔ پنجاب ہندو سیوک سبھا نے بھی اس کی تردید میں ایک اعلان شائع کیا ہے یہ نعرہ مہاسبھائی اور سنگٹھنی جنون کا نتیجہ تھا جس میں ذرہ بھر بھی معقولیت نہیں مجنونانہ اقوال وافعال کی تردید کیلئے دلائل کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی وہ اپنی تردید خود کر دیا کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے پنجاب ہندو سیوک سبھا کا اعلان زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن اس اعلان کا ایک حصہ دوسرے لحاظ سے قابل غور ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ:۔

"بے شک ہندوستان میں اکثریت ہندوؤں کو حاصل ہے مگر اس حقیقت کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ مسلمان عیسائی اور ہندوستان کے دوسرے مذاہب کے پیرو اسی مادر وطن کی اولاد ہیں۔ ان میں سے بہت سے ہندو مذہب کو ترک کر کے دوسرے مذاہب اختیار کر چکے ہیں اور بہت سے اشخاص ہندو مذہب کے جبر وتشدد سے تنگ آکر ان سے جا ملے۔"

دشمنوں کا الزام ہے کہ اسلام کی اشاعت تلوار کی مرہون منت ہے۔ ہندوستان کے آریہ اور مہاسبھائی اس بے حقیقت الزام کی اشاعت میں بہت

قادیانی خلافت کے منکرین کی کارروائیاں

منافقین کی شناخت کے اصول

قادیانی ذہنیت

قادیانی جماعت کی ذہنیت کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو دنیا جہان کی خوبیوں کا مجسمہ تصور کرتی ہے اور اس کی نظروں میں باقی سب جماعتیں نقائص اور کمزوریوں کا نمونہ ہیں۔ اسلام کی واحد اجارہ دار یہی جماعت ہے اور باقی تمام کلمہ گو کافر یا فاسق اور یا منافق ہیں۔ چالیس کروڑ مسلمان تو مسیح موعودؑ کے انکار کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور لاہوری احمدی خلافت قادیان کے انکار کے جرم میں فاسق اور منافق ہیں اور امت محمدیہ کی صحیح مصداق صرف قادیانی جماعت ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قادیانی دوستوں کی غلط روش

کسی فرد یا قوم کی انتہائی بے راہ روی کا وقت وہ ہوتا ہے۔ جب وہ بجائے کسی مفید اور اصلاحی کام کرنے کے دوسروں کی عیب جوئی، نقص بینی اور برائی کرنے میں مصروف ہو جائے اور لوگوں پر طرح طرح کے فتوے لگا کر اپنی خوشی کر لے۔ عام لوگوں میں تو یہ بیماری تھی ہی لیکن افسوس ہے کہ قادیانی جماعت بھی جو مسیح موعود علیہ السلام کی متبع کہلاتی ہے آج اسی مرض میں مبتلا ہو گئی ہے۔ قادیانی جرائد میں وقتاً فوقتاً مسلمانوں کے کفر اور نفاق پر مہر ثبت کرنے کیلئے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ سالانہ جلسہ پر بھی خلافت احمدیہ کے منکرین کی معاندانہ کارروائیاں اور خلافت کے منکرین کی منافقت بیان کے عنوان سے با قاعدہ تقریر ہوتی ہیں اور لاہوری جماعت کے ممبروں کو منافق اور ناقص الایمان وغیرہ خطاب دیکر جی خوش کر لیا جاتا ہے۔ گذشتہ جلسہ سالانہ پر بھی مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے اس نہایت ہی اہم موضوع پر تقریر فرما کر داد خطابت حاصل کی ہے کیونکہ قادیان کا جلسہ کامیاب اجتماع کہلا ہی نہیں سکتا تھا جب تک اس میں مسیح موعودؑ کے خدام پر منافقت کا فتویٰ نہ لگایا جاتا۔ چنانچہ مولوی غلام احمد صاحب نے قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات و کشوف کی روشنی میں منافقین کی صفات بیان کرنے کے بعد ان کو کسی نہ کسی طرح پر جماعت لاہور کے افراد پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔

اخلاق سے تہیدستی

ہمیں اس بات کا تو افسوس نہیں کہ ہمیں کیوں برا کہا جاتا ہے یہ ایک پرانی سنت ہے کہ خدا کی راہ میں کام کرنے والوں کو گالیاں بھی دی جاتی ہیں اور برا بھلا بھی کہا جاتا ہے لیکن اس بات کا ضرور افسوس ہے کہ ایک ماموریت من اللہ کو ماننے والی جماعت اخلاق سے بالکل تہیدست ہوتی جا رہی ہے اور کسی پر الزام لگانے وقت ذرا خوف خدا سے کام نہیں لیتی اور اپنی آنکھ کے شہتیر سے بے پروا ہو کر دوسروں کی آنکھ میں تنکا تلاش کرنے کی بے سود کوشش میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت بخشے۔

مجاہد صاحب کی تقریر

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کی تقریر "الفضل" میں شائع ہو رہی ہے جس کا موضوع ہے۔ خلافت احمدیہ کے منکرین کی معاندانہ کارروائیاں۔ اس کی پہلی قسط جو ۱۱ر جنوری کے "الفضل" میں شائع ہوئی ہمارے پیش نظر ہے۔ اس مضمون میں مجاہد صاحب از روئے قرآن حکیم لوگوں کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں جو ہر نبی کے زمانہ میں پائی جاتی ہیں یعنی مومن، منکر اور منافق۔ اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی نبی برحق تھے اس لئے آپ کے زمانہ میں بھی یہ تین گروہ ہو گئے۔ مومنین تو ٹھہرے قادیانی حضرات اور منکرین ہوئے عامۃ المسلمین اور منافق ہوئے لاہوری احمدی جن کی منافقت کی ابتدا تو مسیح موعودؑ کی زندگی ہی میں ہو چکی تھی۔ لیکن اس کا اظہار خلافت کے انکار سے ہوا۔

خلافت کی حقیقت

ہمیں اس خلافت کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ خلافت احمدیہ کیا چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو خود ایک خلیفہ تھے اور آیت استخلاف کے ماتحت مبعوث ہوئے۔ نبی کی خلافت تو کوئی معنی بھی رکھتی ہے لیکن خلیفہ کی خلافت کیا چیز ہے؟ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے خود اپنی جانشینی کا فیصلہ فرما دیا اور اپنے بعد کسی فرد واحد کی بجائے انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا۔ ان حالات میں نہ خلافت رہی اور نہ اس کے انکار کا جرم۔ لیکن ہمارے قادیانی دوست یہ سب کچھ جاننے کے باوجود برابر خلافت کا ڈھول پیٹ رہے ہیں اور منکرین خلافت پر طرح طرح کے فتوے لگا کر اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔

مجاہد صاحب کا استدلال

مولوی غلام احمد صاحب نے منکرین خلافت کا نفاق ثابت کرنے کے لئے عجیب و غریب دلائل دیئے ہیں۔ جو اگر غور سے دیکھا جائے تو منکرین خلافت کی بجائے خود تابعین خلافت پر زیادہ عمدگی سے چسپاں ہوتے ہیں۔ بے موقعہ اور بے قرینہ آیات و الہامات لکھ دینا کوئی خوبی نہیں۔ اس قسم کے کئی الہامات ہم بھی نقل کر سکتے ہیں۔ مجاہد صاحب نے شاید یہ سمجھ رکھا ہے کہ صرف حضرت صاحب کا الہام نقل کر دینا ہی کافی ہے اور لوگ سمجھ لیں گے کہ بس یہ لاہوریوں کی شان میں ہی اترا تھا۔ اور ملک میں یقیناً لاہوریوں کے نفاق پر مہر ثبت ہو گئی۔ اس طریق پر قادیانی خلافت کی صداقت ثابت نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

منافقین کے متعلق مولوی غلام احمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر پیش کرتے ہیں جس میں حضور فرماتے ہیں:-

"جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنیوالے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں۔ اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم دیا جاتا ہے۔ مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۲)

قادیانی جماعت کی حالت

اس عبارت میں حضرت مسیح موعودؑ منافقین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ منافق لوگ کمزور بچہ کی طرح ہر ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ قادیانی حضرات کے اس پیش کردہ معیار کو ایک طرف رکھتے ہوئے اب قادیانی جماعت کی اپنی حالت ان کے خلیفہ صاحب کی زبان سے سنئے۔ فرماتے ہیں:-

"میں ابھی جماعت کی کمزوری پر زیادہ کلام نہیں کرتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ابھی جماعت میں وہ بلوغت نہیں آئی جبکہ عقل پختہ ہوتی ہے۔۔۔ اس وقت ہماری جماعت کے دوستوں کی مثال اس جھولے کی سی ہے جو میلوں پر لگایا جاتا ہے جب اس کا ایک سرا نیچے کو جاتا ہے تو دوسرا اوپر کو اٹھ جاتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ وسطی مقام قبول کرنے کو کبھی تیار نہیں ہوتے۔ اور بسا اوقات میں کسی چیز کے متعلق اپنی رائے اس لئے بیان نہیں کرتا کہ جماعت کی حالت ابھی بچوں کی سی ہے۔۔۔ بسا اوقات میں اپنی رائے کو مخفی رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں ہر عقلمند خلیفہ جس نے ربانی ہونے کا مقام حاصل کیا ہو۔ ایسی ہی احتیاط کریگا جب تک کہ جماعت میں بلوغت نہ آ جائے۔"

(الفضل ۹ر جون ۱۹۳۳ء)

دونوں تحریروں میں مطابقت

خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ جماعت کی حالت [illegible] بچوں کی سی ہے اور ابھی ان کی عقل پختہ نہیں ہوئی وہ بات بات پہ بہک جاتے ہیں اور جھولے کی طرح کبھی ایک حد پر نکل جاتے ہیں اور کبھی دوسری حد پر۔ وسطی مقام کو وہ قبول نہیں کرتے اور جماعت کی حالت کو دیکھ کر بسا اوقات خلیفہ صاحب اپنی رائے کو مخفی رکھتے ہیں۔ اب اس تحریر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ کے سامنے رکھ کر پڑھیئے تو صاف نظر آئیگا کہ دونوں میں ایک ہی قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے ہیں کہ ظاہری بیعت کرنیوالے کمزور بچہ کی طرح ٹھوکر کھاتے ہیں اور جناب میاں صاحب بھی فرماتے ہیں کہ ان کی جماعت کی حالت بچوں کی سی ہے۔ نہ اس میں بلوغت ہے اور نہ اس کی عقل ہی پختہ ہے۔ حضرت اقدسؑ بھی فرماتے ہیں کہ یہ لوگ دوسروں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور جناب میاں صاحب بھی فرماتے ہیں کہ ان کی جماعت کے دوستوں کی مثال ایک جھولے کی سی ہے جو کبھی ایک طرف کو نکل جاتے ہیں۔ اور کبھی دوسری طرف۔ اب اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو مجاہد صاحب کی پیش کردہ دلیل منکرین خلافت پر صادق نہیں آتی بلکہ خود مومنین پر نہایت صفائی سے چسپاں ہوتی ہے۔ بس وہ لوگ جو دوسروں کی عیب چینی کرتے ہیں ان کو مناسب ہے کہ وہ بھی ذرا اگردن جھکا کر اپنی حالت کا مطالعہ کریں۔

قادیان میں منافقین

بہتر تھا کہ مجاہد صاحب منکرین خلافت کی منافقت کے دلائل جمع کرنے سے قبل ذرا گرد و نواح کا مطالعہ بھی کر لیتے۔ منکرین خلافت تو خیر شروع سے ہی انوار و برکات خلافت سے محروم رہے اور انکا ناقص الایمان ہونا کوئی بڑی بات نہیں لیکن حیرت تو اس بات پر ہے کہ آج خود خلافت کے بڑے بڑے حواری بھی جو قیام خلافت کی کوششوں میں پیش پیش تھے اور برسوں تک برکات خلافت سے حصہ لینے کے باوجود آج منافق ثابت ہو رہے ہیں اور خود دربار خلافت سے ان پر منافقت کا فتویٰ لگ [illegible] بعض لوگوں نے تو اعلانیہ طور پر اپنی منافقت کا اظہار کر دیا ہے اور بعض اندر ہی بیزار ہو رہے ہیں۔ خدا جانے یہ کسکی معاندانہ کارروائیوں کا نتیجہ ہے کہ خود تابعین خلافت میں سے دھڑا دھڑ منافق نکل رہے ہیں؟ منکرین خلافت تو بیچارے ایک ہی جرم کی پاداش میں منافق بن گئے لیکن خود خلافت کے ماننے والوں میں بھی تو آئے دن منافق ظاہر ہو رہے ہیں۔

قرآن مجید کا معیار

کاش لوگ مضمون لکھتے وقت یا تقریر کرتے وقت خدا کے خوف [illegible] خدمت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کرنیوالی جماعت کو منافق قرار دینا [illegible] ہے۔ خدا تعالیٰ تو منافقین کی یہ علامت بیان کرے کہ یامرون بالمنکر و [illegible] عن المعروف اور زمانہ اس پر گواہی دے کہ اسوقت تمام اسلامی دنیا میں [illegible] یہی جماعت ہے جو ارشاد الٰہی کی تعمیل کر رہی ہے اور یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر کے حکم پر عمل پیرا ہے لیکن قادیانی دوست ان قرآنی حقائق [illegible] بلکہ ان کے نزدیک منافقت کی سب سے بڑی دلیل خلافت کا انکار ہے اور خلافت [illegible] جو کسی نبی کی خلافت نہیں بلکہ ایک خلیفہ رسول اللہ صلعم کی خلافت ہے [illegible]

نارتھ ویسٹرن ریلوے میں آئندہ ساٹھ فیصدی مسلمان بھرتی ہوں

ریلوے کے سررشتہ نظم و نسق کا تازہ فیصلہ!

نئی دہلی ۱۰ جنوری ریلوے کی ملازمت میں اقلیتوں کے تناسب کے متعلق حکومت ہند نے جولائی ۱۹۳۴ء میں وزیر ہند کی منظوری سے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اعلیٰ ملازمت میں خالی اسامیوں کی ایک چوتھائی مسلمان امیدواروں کے حوالہ کی جائے جو براہ راست بھرتی کئے جائیں۔ اور ۸½ فیصدی اینگلو انڈین آباد شدہ یورپین، سکھ عیسائی اور پارسی امیدواروں کے لئے مختص ہوں بشرطیکہ امیدوار کم از کم قابلیت کے مالک ہوں

جو ریلیں حکومت ہند کے نظم و نسق میں ہیں ان پر فوراً یہ اصول حاوی ہو چکا ہے۔ کمپنیوں کی ریلوں سے بھی حکومت نے اس اصول کو اختیار کر لینے کی استدعا کی ہے

ماتحت ملازمت کے سلسلہ میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۲۵ فی صدی اینگلو انڈین اور یورپینوں کو اور چھ فی صدی دیگر اقلیتوں کو

اس فیصلہ کو جامہ عمل پہنانے کی راہ میں جو مشکلات حائل تھیں۔ انہیں دور کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جن صوبوں میں جو ریلیں مصروف عمل ہیں۔ ان میں مسلمانوں کو تناسب آبادی کے لحاظ سے بھرتی کیا جائے۔ تاکہ اول درجہ کی ریلوں میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۲۵ فیصدی ہو جائے۔

مسلمانوں کی آئندہ براہ راست بھرتی کے لئے مندرجہ ذیل تناسب مقرر کیا گیا ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے۔	ساٹھ فی صدی
ایسٹرن بنگال ریلوے	۴۵ 〃
ایسٹ انڈین ریلوے	۱۹ 〃
جی۔ آئی۔ پی ریلوے	۱۰ 〃
روہیل کھنڈ کماؤں ریلوے	۵۵ 〃
آسام بنگال ریلوے	۳۵ 〃
بنگال اینڈ نارتھ ویسٹرن ریلوے	۱۹ 〃
بی۔ بی اینڈ سی۔ آئی	۱۲ 〃
بنگال ناگپور ریلوے	۱۲ 〃
مدراس اینڈ سدرن مرہٹہ ریلوے	۱۱ 〃
ساؤتھ انڈین ریلوے	۶ 〃

ریلوے بورڈ کے دفتر اور ریلوے بورڈ سے ملحقہ ماتحت دفاتر کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ وہاں آئندہ بھرتی کے وقت ۲۵ فی صدی آسامیاں مسلمانوں کے لئے مختص کی جائیں۔

اس سال مختلف سرکاری ریلوں پر جو بھرتی ہوئی۔ اس کا گوشوارہ یہ ہے:۔

ہندو	۱۲۳۱	۴۶ کسر	۶۹ فیصدی
مسلم	۳۶۷	۱۹ کسر	۲۹ 〃
اینگلو انڈین اور یورپین	۲۱۳	گیارہ کسر	۱۹ 〃
سکھ	۲۴	ایک کسر	۲۶ 〃
دیسی عیسائی	۴	۲ کسر	۱۵ 〃

کمپنی کی ریلوں کے اعداد و شمار یہ ہیں:۔

ہندو	۱۲۴۳	۶۵ کسر	۷۳ فیصدی
مسلم	۲۹۵	۱۵ 〃	۶ 〃
یورپین	۲۴۷	۱۳ 〃	× 〃
سکھ	۱۵		۱ 〃
دیسی عیسائی	۷۱	۳ کسر	سات پانچ فیصدی

یہ احکام سال کی پہلی سہ ماہی میں نافذ العمل نہ ہو سکے دوسری اور تیسری سہ ماہی میں انہیں مختلف ریلوں کے صدر دفتروں میں پہنچایا نہیں گیا (یعنی ریلوے بورڈ کے دفتروں میں پڑے رہے) تفصیلی ہدایات جاری کرنے میں کچھ وقت صرف ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا۔

اب ریلوے کے ایجنٹوں کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ وہ اس سال مسلمانوں کے تلف شدہ حق کو پورا کر دیں۔ ریلوے بورڈ اس معاملہ کی نگرانی کرتا رہے گا۔

اخبار احمدیہ

—— پنڈی بہاؤالدین میں ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست ملک خدا بخش صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے پانچ لڑکیوں کے بعد فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ وہ بچہ کی صحت اور عمر درازی کے لئے احباب سے دعا کے خواستگار ہیں۔

—— ہم اس خوشی پر ملک صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو باعمر نیک اور صاحب نصیب کرے۔ آمین۔

—— ہمارے دوست چودھری محمد عبدالرحمن صاحب کلرک محکمہ نہر فاضلکا کی اہلیہ صاحبہ ایک سال سے بیمار ہیں۔ وہ تمام احباب جماعت سے دلی دعاؤں کے طالب ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی اہلیہ کو شفا کامل بخشے۔

—— یہ خبر سخت افسوس کا باعث ہے۔ کہ ہمارے مکرم دوست خان بہادر ڈاکٹر محمد شریف صاحب ریٹائرڈ سول سرجن پٹیالہ کے حقیقی چچا حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ۱۲ ماہ حال کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

—— ہمیں اس صدمہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف اور ان کے اعزا سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر دے اور مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

قبول اسلام

کوٹ احمدیاں میں مندرجہ ذیل نفوس جو سانسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ اسلام کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔

نو مسلمین کے نام یہ ہیں:۔

اللہ جوائی	سرداراں
برکت علی	بشیر
نذیر	محمد حسین
محمد شفیع	رابعہ

محکمہ ریلوے میں چند خالی اسامیاں

ایسٹرن بنگال ریلوے میں سگنیلنگ کی ٹریننگ کے لئے تین مسلمان امیدواروں کی ضرورت ہے۔

۱۔ امیدوار کی جسمانی صحت عمدہ ہونی چاہیئے۔ اور عمر تئیس ۲۳ سال سے زائد نہ ہونی چاہیئے۔

۲۔ امیدوار کے لئے ضروری ہے کہ اس نے میکنیکل انجینیرنگ یا الیکٹریکل انجینیرنگ کی کم از کم تین سالہ ٹریننگ رڑکی سیپور یا کسی اور منظور شدہ کالج میں حاصل کی ہو اور باقاعدہ امتحان پاس کیا ہو۔

۳۔ انتخاب کے بعد امیدوار کو دو صد روپیہ کی نقد ضمانت داخل کرنی ہوگی جس پر کوئی سود نہیں دیا جائیگا۔

۴۔ ٹریننگ کا عرصہ تین سال ہوگا۔

۵۔ ٹریننگ کے دوران میں حسب ذیل وظیفہ ملے گا۔ سال اول چالیس روپیہ ماہوار۔ سال دوم پینتالیس روپیہ ماہوار اور سال سوم پچاس روپیہ ماہوار۔

۶۔ کامیاب طلبہ کیلئے ملازمت کی گارنٹی نہیں لیکن اگر ملازمت دی گئی۔ تو امیدواروں کو بطور اسسٹنٹ سگنل انسپکٹر یکصد روپیہ مشاہرہ پر لگایا جائیگا۔ اور شرح تنخواہ ۱۰۰ —— ۱۰/۲ —— ۱۲۰ ہوگی۔

۷۔ درخواستیں مندرجہ ذیل نمونہ پر ۳۱ جنوری سے قبل تمام ضروری سرٹیفکیٹوں کے ہمراہ اس پتہ پر بھیجی جائیں۔ ویلفیئر آفیسر ای۔ بی۔ ریلوے ۳ کوئلہ گھاٹ سٹریٹ کلکتہ۔ لفافہ کے اوپر یہ لکھا ہو اپرنٹس اسسٹنٹ سگنل انسپکٹر

۸۔ امیدواروں کو اگر انٹرویو کے لئے بلایا گیا۔ تو انہیں کلکتہ اپنے خرچ پر جانا ہوگا۔

۹۔ درخواست کا نمونہ حسب ذیل ہونا چاہیئے۔

۱۔ نام . . . .

پتہ . . . .

قومیت و ذات . . . . . .

یونیورسٹی سرٹیفکیٹ کے مطابق عمر . . . .

باپ کا نام اور پیشہ . . . .

کس جگہ اور کہاں تک تعلیم پائی . . . .

اس ریلوے میں اگر کوئی رشتہ دار ملازم ہو تو اس کا نام عہدہ اور تعلق رشتہ . . . .

۱۰۔ کوئی امیدوار اگر سفارشوں سے امداد حاصل کرتا ہوا پایا گیا تو وہ حق انتخاب سے محروم کر دیا جائیگا۔

(محمد منظور الہی جائنٹ سیکرٹری)

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا

دوسرا سالانہ جلسہ

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا دوسرا سالانہ جلسہ ۲۶ جنوری بروز اتوار بوقت ۲ بجے دوپہر مسلم ہائی سکول میں زیر صدارت بیگم شاہنواز صاحبہ منعقد ہوگا۔ جلسے کے بعد چائے بھی ہوگی۔ چندہ آٹھ آنے کا ٹکٹ ہے جو کوئی خاتون اس میں شامل ہونا چاہیں مہربانی فرما کر اپنا نام اور آٹھ آنے سکرٹری کو بھیجدیں۔

خاکسار
بنت محمد علی
سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور

شیخ ناصر صاحب سلمہ اللہ کا مکتوب

مکرم و معظم بندہ جناب ابوالمنظور الٰہی صاحب سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ الحمد للہ بندہ خیریت سے کراچی پہنچگیا تھا لیکن جو جہاز ۱۴ جنوری کو کراچی کیماڑی بندر سے روانہ ہونا تھا۔ وہ جہاز اکبر ۱۶ جنوری کو ۵۰۰ حاجیوں کو لیکر روانہ ہوگیا۔ اس جہاز میں مولوی یحییٰ صاحب اور ان کے رفیق روانہ ہوگئے۔ امید ہے وہ جدہ کے قریب ہونگے مولوی صاحب پہلے مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے۔ وہ ہم لوگوں سے پہلے حج کرکے واپس آجائیں گے۔ ہم لوگ انشاء اللہ ایک مہینہ لیٹ جائیں گے۔

کراچی شہر اپنی صفائی کے لحاظ سے عمدہ شہر ہے۔ سڑکیں وسیع ہیں۔ چوڑی بازاروں میں دو لائن ٹریموے کی ریل گاڑی کی طرح چلتی ہیں۔ موٹر گاڑیاں۔ اونٹ گاڑیاں۔ گدھوں کی گاڑیاں۔ بیل گاڑیاں کثرت سے چلتی ہیں۔ شہر کی آبادی کے لحاظ سے ٹریفک کثرت سے ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے حاجی صاحبان کے آرام کے بیشمار کوارٹر بنے ہوئے ہیں۔ جس میں پانچ چھ ہزار آدمی ایکدم آرام پا سکتے ہیں پوسٹ آفس، تار گھر، مسجد، مسلم ہوٹل عین وسط حاجی کیمپ میں ہے۔ . . . . . پانی کے نل بہت ہیں۔ صفائی ہر وقت اچھی رہتی ہے۔ پولیس گارڈ کے آدمی رات دن پہرہ دیتے ہیں۔ حاجی کیمپ کی مسجد میں ہر روز چھ سات سو حاجی نماز ادا کرتے ہیں۔ پنجابی کثرت سے ہیں۔ اس وقت بنگال، یار قند، افغانستان، سندھی کشمیری صرف ۲ آدمی میں نے دیکھے ہیں۔ اس سے پیشتر تین چار جہاز روانہ ہو چکے ہیں حاجی کیمپ میں بجلی کی روشنی ہر طرف ہے۔ حاجیوں کو اگر کوئی تکلیف ہے تو معلم لوگوں سے ہے۔ اس کی نسبت مکہ معظمہ پہنچکر تحریر کرونگا۔ حاجی لوگ کثرت سے آرہے ہیں۔ ۱۹ جنوری کو جہاز علوی ایک ہزار مسافروں کو لیکر جائیگا۔ پہلے ۱۸ تاریخ مقرر ہوئی تھی ۲۰۔ اب ۱۹ تاریخ کا اعلان ہو چکا ہے یعنی اتوار کا دن۔ سمندر کا کنارہ اور جہاز کو دیکھکر دل بہت خوش ہوا۔ اس سے پیشتر میں نے جہاز کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میری موجودگی میں ایک جہاز بصرہ کو روانہ ہوا اور دوسرا جدہ کو۔ اب میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت امیر قوم کی خدمت میں خاکسار کی طرف سے السلام علیکم عرض کردیں اور برادران ملت کی خدمت میں عرض ہے کہ میرے حق میں دعا کریں کہ خداوند کریم مجھے منزل مقصود پر پہنچا دے۔ آمین۔ اگر خداوند کریم کو منظور ہوا تو جماعت کے ہر ایک فرد کے لئے دعا کروں گا۔ خصوصاً احمدیت کی ترقی کے لئے۔ غیر مسلم بادشاہوں کے لئے بھی کہ خداوند کریم ان کو مسلمان کرے۔ عام مسلمانوں کے لئے کہ اللہ پاک ان سب کو جماعت احمدیہ میں شامل کرے۔ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سے آتے وقت ملاقات نہیں ہوئی۔ میری طرف سے السلام علیکم عرض کردیں۔ حضرت مولوی عزیز بخش صاحب، حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب اور تمام احمدیوں کی خدمت میں السلام علیکم عرض کردیں +

حضور نظام کی سلور جوبلی اور ریاست مانگرول

ہز ہائینس نواب محمد جہانگیر کا مکتوب گرامی!

ہز ہائی نس نواب محمد جہانگیر والیٔ ریاست مانگرول اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرکزی سیرت کمیٹی نے حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ کی خوشی اور ہمدردی میں جو اجتماعی مظاہرہ تجویز کیا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی عمدہ اقدام ہے۔ ریاست مانگرول میں سیرت کمیٹی کے مجوزہ پروگرام کی پوری پوری تعمیل کی جاتے گی۔

سیکرٹری سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور

ضلع ہزارہ کے دوست مدد دیں

سید یوسف عزیز صاحب ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ) میں ہمارے عزیز دوست ہیں۔ ان کے والد بزرگوار سید عبدالعزیز صاحب ضلع ہزارہ کے کسی گاؤں میں ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے تھے۔ سید عبدالعزیز صاحب کے والد کا نام سید غلام محی الدین صاحب تھا۔ سید عبدالعزیز صاحب جرنل رابرٹ کی فوج میں شامل ہوکر جنگ کابل میں شریک تھے اور پھر ۱۸۹۳ء میں ٹرینیڈاڈ چلے گئے اور اپنے ہندوستانی رشتہ داروں سے ان کا تعلق بالکل منقطع ہوگیا۔ اگر کوئی دوست ان کے رشتہ داروں کا پتہ دے سکتے ہوں تو باعث شکور ہی ہوگا۔ (محمد منظور الٰہی جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

"پیغام صلح"

کی اشاعت بڑھانا ہر احمدی کا فرض ہے

اچھوت اقوام کے متعلق مفید معلومات

(ازجناب ڈاکٹر عزیز احمد صاحب۔ رامبند گاؤں۔ سی۔ پی)

ہندوستان میں ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق قریباً ۵ کروڑ ہندو اچھوت ہیں اور یہ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی تقسیم اس طرح پر ہے:۔

یو۔پی میں	ایک کروڑ ۱۲ لاکھ	بنگال میں	۶۸ لاکھ
آسام میں	۱۸ لاکھ	بہار اڑیسہ	۵۷ لاکھ
سی۔پی میں	۲۸ لاکھ	بمبئی میں	۲۰ لاکھ
پنجاب میں	۱۲ لاکھ	مدراس میں	۷۲ لاکھ
دیگر صوبجات میں	ایک لاکھ	دیسی ریاستوں میں	ایک کروڑ گیارہ لاکھ

اچھوتوں کی مختلف ذاتوں کی تعداد قریباً پونے تین سو سے نصف سے زیادہ (قریب ۱۵۰) ذاتوں میں دس دس ہزار سے زیادہ افراد ہیں۔ قریب ۸۰ ذاتوں میں ایک ایک ہزار سے زیادہ افراد ہیں اور قریب ۲۲ ذاتیں تو ایسی ہیں کہ ایک ایک سو سے زیادہ افراد ہیں باقی ہندو ذاتوں میں کچھ زیادہ افراد ہیں۔ ان میں سے پانچ ذاتوں یعنی کورو، ڈوم، بھنگی، کوری، بلائی میں پانچ پانچ سات سات لاکھ تک افراد ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد قریباً ۳۰ لاکھ ہے۔ جن میں سے ۲۸ ہزار حروف شناس ہیں۔ پاسی، ہندو دھوبی، وسادھ، پریا، بگڑی ذاتوں میں اور بھی زیادہ لوگ ہیں۔ بارہ بارہ لاکھ کے قریب افراد ہیں جن کی مجموعی تعداد قریباً ۶۸ لاکھ ہوتی ہے۔ ان سب میں قریباً ۳۸ ہزار افراد حروف شناس ہیں باقی پانچ ذاتیں بڑی ہیں۔

(۱) نام شدر یا چنڈال جو اکثر آسام اور بنگال میں آباد ہیں ان کی تعداد ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۲۲ لاکھ سے اوپر ہے۔ ان میں ایک لاکھ سینتالیس ہزار آدمی لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔

(۲) آدی دراوڑ۔ یہ لوگ احاطہ مدراس میں سولہ لاکھ کی تعداد میں آباد ہیں۔ ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ۱۹۳۱ء میں مدراس احاطہ کے ضلع رام ناد میں اونچی ذات کے ہندوؤں نے حسب ذیل ریزولیوشن پاس کئے تھے جس سے انکی حالت کا اندازہ ہو سکیگا:۔

(۱) آدی دراوڑ گھٹنے کے نیچے کوئی کپڑا نہ پہنے۔
(۲) آدی دراوڑ سونے چاندی کا کوئی زیور نہ پہنے۔
(۳) یہ لوگ کوٹ قمیص اور بنیائن نہ پہنیں۔
(۴) یہ لوگ سر کے بال نہ کٹائیں۔
(۵) مٹی کے برتن کے سوا کوئی دوسرے برتن استعمال نہ کریں۔
(۶) آدی دراوڑ چھاتا اور کھڑاؤں کا بھی استعمال نہ کریں۔
(۷) یہ لوگ کسی قسم کی تعلیم حاصل نہ کریں۔
(۸) آدی دراوڑ اپنی تمام زمینیں میراث دار کو بیچدیں اور میراث دار کے غلام بن کر رہیں۔
(۹) اگر یہ لوگ زمینیں نہ بیچیں تو ان کو آبپاشی کیلئے پانی نہ دیا جائے
(۱۰) میراث دار کے ہاں صبح ۷ بجے سے شام کے ۶ بجے تک خدمت میں مصروف رہیں۔ اس کے عوض میں ان کے مردوں کو چار آنے اور عورتوں کو دو آنے روزانہ ملیگا۔
(۱۱) شادی وغیرہ کی خوشی میں ہندوستانی گانے نہ گائیں۔
(۱۲) کسی قسم کی سواری کا استعمال نہ کریں۔

(۳) مانگ۔ ان کی تعداد قریباً ۲۵ لاکھ ہے۔ آدھے سے زیادہ حیدرآباد ریاست میں ہیں۔ چھ لاکھ کے قریب مدراس احاطہ میں ہیں۔ باقی بمبئی اور سی۔پی میں ہیں۔ انمیں بارہ ہزار کے قریب پڑھنا لکھنا جانتے ہیں۔

(۴) چمار۔ ان کی تعداد تمام اچھوتوں میں زیادہ ہے۔ یو۔پی میں ۶۳ لاکھ۔ پنجاب میں ۱۱ لاکھ۔ بہار واڑیسہ میں ۱۳ لاکھ باقی صوبوں میں تیس لاکھ۔ کل چمار ایک کروڑ ۱۷ لاکھ ہیں۔ ان میں سے ۷۴ ہزار پڑھنا لکھنا جانتے ہیں۔

(۵) مہار۔ (جن کو میر یا مہرا بھی کہتے ہیں) ان کی تعداد ۵۰ لاکھ سے اوپر ہے۔ ڈاکٹر امبیدکر انہیں میں سے ہیں۔

احاطہ بمبئی میں	۱۴ لاکھ ۸۰ ہزار
" مدراس میں	۱۴ لاکھ ۱۳ ہزار
سی۔پی میں	۱۲ لاکھ ۵۶ ہزار
ریاست حیدرآباد میں	۱۰ لاکھ ۷۳ ہزار
دیگر صوبوں اور ریاستوں میں۔	۲ لاکھ ۶۵ ہزار
میزان	۵۰ لاکھ ۸۴ ہزار

۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق ان میں ۶۶ ہزار سے زیادہ لوگ لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔ یعنی قریب ½۲ فیصدی۔ عموماً یہ لوگ مزدور پیشہ ہیں اس لئے ملوں میں زیادہ کام کرتے ہیں۔ کچھ چوکیداری کا کام بھی کرتے ہیں۔

مدراس کے مہروں کی حالت سب سے زیادہ خراب ہے۔ لفظ مہار کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے۔ کوئی کہتے ہیں یہ لفظ مہا ہاری رہت کھانے والا اور کوئی کہتے ہیں مہا آریہ ہے یعنی آریہ سے بڑا۔ اسی طرح مہا راشٹر معنی مہا۔ راشٹر ابڑا ملک بتلائے جاتے ہیں۔ دوسرے خیال کے لوگ اسے مہار۔ راشٹر یعنی (مہاروں کا ملک) کہتے ہیں۔ اسی طرح مرہٹی یا مہاراٹی یعنی مہاروں کی بولی۔ زیادہ تعلیمیافتہ مہار صوبہ بمبئی میں ہی ہیں۔ پنجاب میں مہار یا مہر مسلمانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔

تعلیمی حالت

۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق۔ ہندوستان میں قریب ۵ کروڑ اچھوت ہیں۔ ان میں سے صرف ۳ لاکھ کے قریب پڑھنا لکھنا جانتے ہیں۔ ان میں سے ایک لاکھ ۵۴ ہزار بنگال اور آسام کے نام شدر ۲۶ ہزار مہار ہیں ۷۴ ہزار چمار ہیں اور باقی ذاتیں ملا کر ۷۴ ہزار ہیں۔ نام شدر غالباً بنگالی زبان بولتے ہیں۔ چمار ہندی۔ اردو اور پنجابی بولتے ہیں۔ مہار ہندی اور مرہٹی بولتے ہیں۔ مرہٹی میں ان کے اخبار بھی ہیں۔ غرضیکہ اچھوتوں کی کثیر تعداد ہندی اور مرہٹی زبان (قریب چالیس لاکھ) کی تعداد میں لکھ پڑھ سکتی ہے۔ انہیں میں ہمیں کام کرنیکی زیادہ ضرورت ہے۔

ممالک متوسط اور برار (سی۔پی) میں قریب ۳۰ لاکھ اچھوت ہیں۔

مہار	۱۲ لاکھ	مرہٹی بولنے والے
مانگ	۱ لاکھ	مرہٹی بولنے والے
چمار	۵ لاکھ	ہندی بولنے والے
ست نامی	۳ لاکھ	ہندی بولنے والے
پن کا	۲ لاکھ	ہندی بولنے والے
گانڈا	۱ لاکھ	ہندی بولنے والے

دیگر ۳۲ ذاتیں قریباً ۸ لاکھ ہندی یا مرہٹی بولنے والے ◆

خبریں

عالم اسلام

—— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مملکت عربیہ سعودیہ میں تیل کے جو چشمے برآمد ہوئے تھے وہ اچھی مقدار میں پیٹرول برآمد کر رہے ہیں۔ حال ہی میں احساء سے ہزاروں ٹن پیٹرول نکالا گیا اور اس کو بحر احمر تک پہنچایا گیا۔ سلطان ابن سعود ان چشموں کے متعلق جملہ معلومات حاصل کرتے رہتے ہیں اور حال ہی میں انہوں نے بعض مقامات کے چشموں کا بذات خود معائنہ کیا۔

—— مصر کے اخبارات رقمطراز ہیں۔ کہ جب سے شاہ فواد نے ۱۹۲۳ء کے دستور کی واپسی کا اعلان کیا ہے جماعت وفد کی سرگرمیاں بہت ترقی کر گئی ہیں۔ وفد کو توقع ہے۔ کہ انتخاب کے بعد اس کو وزارت کی تشکیل کا موقع ملے گا۔ اور نئی پارلیمنٹ میں اس کی اکثریت ہوگی۔

—— ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ مصر کے اعتدال پسند مدبرین کی کوشش یہ ہے۔ کہ ایک متحدہ قومی وزارت مرتب کی جائے جو برطانیہ سے آزادی کا مطالبہ کرے۔ لیکن جماعت وفد قومی وزارت کی حامی نہیں کیونکہ بعض امور میں اس کا نقطۂ نظر اعتدال پسندوں سے مختلف ہے

—— تیرانا (البانیہ) ۱۵ جنوری۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ اٹلی اور البانیہ میں جنگ چھڑنے والی ہے۔

—— آج شاہ البانیہ احمد زوغو نے ۱۲ ہزار جرار فوج کی پریڈ دیکھی اور سلامی لی۔ اس فوج میں آدھے سے زیادہ ترکی سپاہی تھے۔ پریڈ کے بعد بادشاہ نے ایک ولولہ انگیز تقریر کی جس میں انہوں نے اٹلی کی ریشہ دوانیوں کا ذکر کیا جو تقریباً دو سال سے البانیہ کی آزادی کو سلب کرنے کے لئے ہو رہی ہیں۔ اس تقریر میں اٹلی کی اسلام دشمنی کا کافی تفصیل سے ذکر کیا۔

—— شاہ موصوف نے قرآن مجید [illegible] یات تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ نیک نیتی اور پائیداری [illegible] تعداد میں کم بھی ہوں۔ تب بھی اکثریت پر غالب آ سکتے ہیں۔ ہم اگرچہ تعداد میں کم ہیں لیکن اسی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جن کی جنگجوئی اور ملک گیری شہرہ آفاق ہے اور ہم غاصبوں کو دکھا دینگے۔ کہ تیغ زنی میں اب بھی ہم اپنے اسلاف کی طرح ماہر ہیں۔

—— جدہ ۔ ۱۶ جنوری حکومت سعودیہ اور عرب کی دوسری حکومتوں میں اتحاد عرب کے متعلق جو گفت و شنید جاری تھی ۔ وہ ماہ رمضان کی وجہ سے ملتوی کر دی گئی تھی۔ اب اس کو دوبارہ شروع کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ شیخ یوسف یاسین پرائیویٹ سیکرٹری سلطان ابن سعود کی سرکردگی میں ایک وفد ریاض سے عازم بغداد ہو چکا ہے۔ تاکہ باہمی اتحاد اور سرحدات کے تصفیہ میں حصہ لے سکے۔ سفیر انگلستان بھی گفت و شنید میں ایک پارٹی کی حیثیت سے شامل ہوگا۔ امید ہے کہ امام یمن بھی اس میں حصہ لیں گے۔

—— امید ہے کہ اس گفت و شنید میں یمن اور حکومت سعودیہ کی سرحدات کا بھی آخری فیصلہ ہو جائیگا ۔ اس کے علاوہ دونوں حکومتوں کے درمیان ۱۹۳۴ء میں طائف کے مقام پر جو معاہدہ ہوا تھا ۔ اس کے تمام مسائل کا بھی تصفیہ ہو جائیگا۔

—— امید کی جاتی ہے کہ عنقریب بصرہ اور بغداد کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہو جائیگا۔

—— بغداد اور بصرہ کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے تجارتی جہاز اپنا مال لے کر سواحل عرب یمن اور ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ ان جہازوں میں زیادہ تر عراق کی خام پیداوار ہے۔

ہندوستان

—— لاہور کی فضا اب قدرے سکون پذیر ہو گئی ہے۔ لیکن ابھی تک آپس میں بے اعتمادی موجود ہے۔ پولیس کے انتظامات بھی بدستور ہیں۔

—— لاہور ۱۷ جنوری مزار شاہ کاکو کے انہدام کے مقدمہ کی سماعت شروع ہے۔ آج عدالت نے موقعہ کا معائنہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکول کے سرائے میاں محمد سلطان کی ایک مسمار شدہ قبر دکھائی ہے کہ یہاں شاہ کاکو کا مزار تھا ۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک درخت دکھایا۔ شیخ عبدالغنی سیکرٹری خواجہ برادری نے مجسٹریٹ کے روبرو بیان دیا۔ کہ یہ قبر کسی اور کی ہے اور درخت سکھوں نے رات کے وقت کسی دوسری جگہ سے لاکر نصب کر دیا ہے۔ جو ہاتھ سے گر سکتا ہے۔ چنانچہ جب اس کو ہاتھ لگایا گیا۔ تو وہ گر گیا۔

—— امرتسر ۱۷ جنوری آج یہاں آل انڈیا مسلم شہید گنج کانفرنس کا اجلاس شروع ہو گیا ہے۔ کانفرنس کی طرف سے ایک بلیٹن میں اس افواہ کی تردید کی گئی ہے۔ کہ آل انڈیا شہید گنج کانفرنس خلاف قانون قرار دے دی گئی ہے۔

—— لاہور ۱۷ جنوری سکھوں کی سول نافرمانی شروع ہے آج بھی ۲۵ آدمیوں کو گرفتار کیا گیا۔

—— لاہور ۱۷ جنوری جرمنی کا مشہور پہلوان ہرکنگر آج کل لاہور آیا ہوا ہے۔ اس نے یہاں کے مشہور پہلوانوں امام بخش ، حمیدہ ، گونگا ۔ اور رنگا ماں کو کشتی کے لئے چیلنج دیا ہے ۔ اور ایک ہزار پونڈ معاوضہ مانگا ہے گفت و شنید ہو رہی ہے ۔

—— ریاست بہاولپور میں پھر مہا سبھائی ہندوؤں نے بلاوجہ شور مچا رکھا ۔ ایک شخص کے قبضہ سے ایسے کاغذات برآمد ہوئے جن سے والیٔ ریاست کے خلاف سازش کا یقین ہوتا تھا ۔ اس کو گرفتار کر لیا گیا ۔ اس پر ہڑتال اور مظاہروں کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے مقامی ہندو سبھا کے بعض رکن اور صدر گرفتار کر لئے گئے ہیں ۔

—— نئی دہلی ۱۷ جنوری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے ۔ کہ حکومت نے مس میو کی تازہ تصنیف "فیس آف مدر انڈیا" کا داخلہ ہندوستان میں ممنوع قرار دیا ہے۔ جس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے ۔ کہ اس کتاب میں بعض ایسی عبارتیں موجود ہیں۔ جو ہندوؤں کے مذہبی احساسات کو مشتعل کرینگی۔ اور اس سے ہندو [illegible] مسلمانوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوگی علاوہ ازیں یہ کتاب تعزیرات ہند کی رو سے بھی ممنوع ہے

—— کوئٹہ ۱۷ جنوری آج صبح سات بجکر ۱۴ منٹ پر بڑی خوفناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ زلزلے کے شدید جھٹکے آئے جو چھ سیکنڈ تک محسوس ہوتے رہے ۔ مکانوں کے دروازے کھڑکیاں اور چھتیں ہل گئیں مگر کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔

—— بمبئی ۱۷ جنوری۔ چونکہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت جدید دستور اساسی عنقریب نافذ ہونے والا ہے اس لئے گورنر بمبئی نے موجودہ کونسل کی میعاد میں ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء تک توسیع کر دی ہے۔

—— نئی دہلی ۔ ۱۷ جنوری فیصلہ ہو گیا ہے ۔ کہ ناگپور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی تنخواہ ۵۰ ہزار روپیہ سالانہ اور دوسرے جج کی تنخواہ چالیس ہزار روپیہ سالانہ ہوگی۔

—— لاہور میونسپلٹی کے ایک ممبر لالہ نرسنگھ داس نے دو قرار دادیں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے ۔ ایک یہ کہ حادثات کی روک تھام کے لئے شہر کے اندر سائیکل چلانے کی ممانعت کرائی جائے ۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص چھت کے اوپر چڑھ کر پتنگ نہ اڑائے ۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۔ ۱۶ جنوری آج دوپہر کے اجلاس کے بعد جاپان نے بحری کانفرنس سے سرکاری طور پر اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے۔

—— ماسکو ۔ ۱۶ جنوری حکومت کے نائب وزیر مدافعت نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس وقت سرخ فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ ہے جس میں ۷۷ فی صدی ہتھیاروں سے مسلح اور قواعد دان ہیں اس سال فوجیوں کی تنخواہوں میں ۴۳ فیصدی اضافہ کر دیا گیا ہے ۔

—— وزیر مذکور نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ جاپان اور جرمنی نے اپنے اپنے سامان حرب میں بہت اضافہ کر دیا ہے جس سے سوویٹ روس کو سخت خطرہ لاحق ہے ۔ اسی وجہ سے امسال بجٹ کا کثیر حصہ مدافعت میں صرف کیا جائیگا۔

—— اخبار "بمبئی کرانیکل" کا نامہ نگار متعین لندن رقمطراز ہے ۔ کہ اٹلی میں مسولینی کے خلاف ایک آئین پسند پارٹی قائم ہے۔ جو روز بروز رو بہ ترقی جا رہی ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ اٹلی کا ولی عہد اس کا سرپرست ہے ۔ شاہی خاندان بظاہر اس جنگ میں مسولینی کے ساتھ ہے ۔ لیکن آثار و قرائن سے صاف ظاہر ہے کہ بادشاہ اور ولی عہد سلطنت دونوں مسولینی کی مطلق العنانی کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اور موجودہ دور استبداد کو ختم کر کے از سر نو آئینی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں ۔

—— لندن ۔ ۱۷ جنوری مشہور انگریز شاعر و انشاء پرداز کپلنگ کئی روز سے بیمار ہے ۔ پہلے قدرے افاقہ ہو گیا تھا لیکن آج پھر ان کی حالت بے حد مخدوش ہو گئی ۔

—— ڈربن (جنوبی افریقہ) ۱۵ جنوری گورنر جنرل ہندوستان کے ایجنٹ سر سید رضا علی بہادر نے کیرسے کے ایک ہندو خاندان کی لڑکی مس ساقی سے شادی کرنے والے ہیں ، شادی کی رسوم شریعت اسلامیہ کے مطابق ادا کی جائیں گی ۔

—— جنوبی افریقہ کی انڈین کانگرس نے جس میں ہندو عنصر غیر معمولی طور پر زیادہ ہے ۔ اس مجوزہ شادی کے خلاف شور مچانا شروع کر دیا ہے اس نے حکومت ہند اور ہندوستان کے متعدد ہندو لیڈروں سے بذریعہ تار درخواست کی ہے ۔ کہ وہ اس شادی کو روک دیں ۔ ورنہ یہ جنوبی افریقہ کے ہندوؤں کے لئے باعث ملال ہوگی ۔ (ہندوستان کے مہاسبھائیوں نے بھی یہ چیخ پکار شروع کر دی ہے)

—— ڈربن ۱۶ جنوری سر سید رضا علی نے آج نمائندہ رائٹر سے کہا ۔ کہ میں اپنی مجوزہ شادی کے متعلق عنقریب ایک بیان شائع کراؤں گا اخبارات میں جو اطلاعیں شائع ہوئی ہیں ۔ وہ حقیقت حال سے دور ہیں بعض حلقوں میں یہ بھی کہا جاتا ہے ۔ کہ مس ساقی عیسائی ہیں ۔

—— اس سلسلہ میں آخری اطلاع یہ ہے ۔ کہ شادی ۱۸ جنوری کو ہو جائیگی مسز ارنسٹ روبن اور ان کی لیڈی دلہن کی طرف سے برات کا استقبال کریں گی ۔

—— لندن ۱۰ جنوری ۔ مشہور ہندوستانی سوشلسٹ کارکن اور پارلیمنٹ کے سابق ممبر شاپورجی سکلات والا انتقال کر گئے ۔ آنجہانی کو اختلاج قلب کا دورہ پڑا تھا ۔ ڈاکٹر کے پہنچنے سے قبل خاتمہ ہو گیا ۔

—— حکومت ہالینڈ نے جرمنی کے جواب میں جنگی تیاریاں شروع کر دی ہیں مختلف اسلحہ پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔

—— اٹلی و حبشہ کی جنگ بدستور جاری ہے ۔ اٹلی کو پے در پے شکستیں ہوئیں حبش میں قبل از وقت بارشیں شروع ہو نے اور اطالوی افواج میں بغاوت پھوٹ پڑنے سے اطالیہ کی مشکلات میں بے حد اضافہ ہو گیا ہے گزشتہ دو ہفتہ میں حبشیوں نے اطالوی افواج سے کافی مقدار میں اسلحہ چھین لیا

مراسلات

علامہ سر محمد اقبال اور انجمن حمایت اسلام لاہور

کیا اسلامی عقائد کو مجوسی قرار دینے والا انجمن کا صدر ہو سکتا ہے؟

۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء کے اخبار "مجاہد" میں یہ اعلان ہوا ہے کہ ۱۲ جنوری کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا ایک اجلاس منعقد ہونے والا ہے جس میں ڈاکٹر سر محمد اقبال صدر انجمن اور مولوی غلام محی الدین قصوری جنرل سکرٹری کے استعفوں پر غور کیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ علامہ اقبال سے ان کے استعفا کی وجوہ دریافت کرنے کیلئے ایک وفد ان کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی گزارشات کے جواب میں علامہ ممدوح نے فرمایا کہ:۔

"انجمن حمایت اسلام کو مرزائیوں کے متعلق اپنے مسلک کو واضح اور صاف طور پر مسلمانوں کے سامنے رکھنا چاہئیے۔ کیا وہ مرزائیوں کو مسلمان سمجھ کر اپنے حلقہ اراکین میں شامل رکھنا چاہتی ہے یا ان کو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد سمجھ کر انجمن حمایت اسلام کی رکنیت سے ان کو الگ کر دینے کے واسطے تیار ہے۔ جب تک انجمن حمایت اسلام اپنی مرزائیت نواز پالیسی سے قطعی طور پر دستبردار نہیں ہوتی۔ اس وقت تک میں اپنے استعفا کو واپس نہیں لے سکتا۔"

پیشتر اس کے کہ انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل علامہ سر محمد اقبال کے اس مطالبہ پر غور کرے۔ ہم علامہ ممدوح کے اس خیال کی طرف بھی انہیں متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے مشہور بیان میں انہوں نے ظاہر کیا اور وہ یہ ہے کہ آمد مسیح کا عقیدہ جو مسلمانوں میں رائج ہے وہ مجوسیوں سے آیا ہوا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ بیشمار احادیث جن میں آمد مسیح کا ذکر ہے اور متعدد ثقہ راویوں اور خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے توسط سے ہم تک پہنچی ہیں اور جن کی بنا پر جمہور اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ سب کی سب رسول اللہ صلعم کی احادیث نہیں بلکہ مجوسی اور یہودی روایات سے لیکر کتب حدیث میں داخل کر دی گئی ہیں۔

پہلا سوال تو عامۃ المسلمین سے ہے

کہ کیا یہ باتیں انجمن حمایت اسلام کی "مرزائیت نوازی" سے کچھ کم خطرناک ہیں اور ایسا شخص جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو مجوسی خیالات قرار دے اور اس طرح صحابہ کرام اور خود ذات پاک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب ہو اس قابل ہے کہ اسے انجمن حمایت اسلام کی صدارت کے عہدہ پر متمکن رہنے دیا جائے؟ آخر انجمن حمایت اسلام اہلسنت والجماعت مسلمانوں کی انجمن ہونے کی وجہ سے مسیح کی آمد ثانی کے عقیدہ سے دستبردار نہیں ہو سکتی

دوسرا سوال خود علامہ اقبال سے ہے

کہ جس انجمن کو وہ مرزائیت نوازی سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو پہلے مزعومہ مجوسی خیالات سے کیوں پاک نہیں کرتے۔ کیا مرزائیت نوازی یعنی کسی مرزائی کو مسلمان سمجھنا مجوسیت سے بھی بدتر ہے؟ آخر یہی مرزائیت تھی جس پر ابھی کل تک علامہ ممدوح کی رائے کچھ اور تھی اور مرزائیت نوازی کا بدترین جرم وہ تھا جو انہوں نے ابھی پانچ ہی سال ہوئے شملہ میں کیا کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنائی اور اس کا صدر خود میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کو تجویز کیا۔ اور زور دیکر انہیں کو صدر بنایا۔ اور ان کی صدارت میں خود ممبر بنے رہے بلکہ علامہ ممدوح کی مرزائیت نوازی کے جرموں کی فہرست تو اتنی لمبی ہے کہ یہ مختصر اعلان اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ دیر نہیں ہوئی کہ آپ نے جماعت احمدیہ لاہور کے سالانہ جلسہ میں تمام مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دی اور لکھا کہ:۔

"چونکہ تبلیغ کا کام اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے اس واسطے میں یقین رکھتا ہوں کہ عام مسلمان اس جلسہ میں شریک ہو کر تبلیغ واشاعت اسلام کے ان تمام مسائل پر غور و فکر کرنے میں شریک ہوں گے جو قوم کے سامنے ہیں۔"

اس سے بھی بڑھ کر ۱۹۱۱ء میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ قرار دیا اور طلبائے علیگڑھ کالج کو بتایا کہ:۔

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

تیسرا سوال ارباب انجمن سے ہے

کہ ان استعفوں پر غور کرتے وقت یہ بھی فیصلہ کر لیں کہ آئندہ اس انجمن کے ممبر کون کون سے مسلمان ہوں گے۔

(۱) کیا ایسے مسلمان بھی اس کے ممبر ہو سکیں گے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کرتے ہیں (۲) کیا ایسے مسلمان بھی ممبر ہو سکیں گے۔ جو نماز روزہ کے نزدیک نہیں جاتے (۳) کیا ایسے مسلمان بھی ممبر ہو سکیں گے۔ جو اسلامی عقائد کو مجوسی خیالات قرار دیتے ہیں۔

ان سب سے آخری سوال یہ ہے

کہ کیا اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی کہ لا تقولوا لمن القےٰ الیکم السلٰم لست مومنا یعنی جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اسے مت کہو کہ تو مومن نہیں

اور آنحضرت صلعم کے اس ارشاد کی کہ من صلےٰ صلوتنا واستقبل قبلتنا۔۔۔۔ فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ۔ یعنی "جو شخص ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے۔۔۔۔ وہی مسلمان ہے جس کیلئے اللہ اور اسکے رسول کا عہد ہے" کوئی عزت ان کے دلوں میں ہے؟ اگر ہے تو اپنی اپنی ہوا و ہوس کو چھوڑ کر خدا اور اس کے رسول کے ارشاد کو قبول کریں اور متحد ہو کر قوم کی تعمیر میں لگ جائیں۔

الملتمس

تاج الدین احمد از لاہور

سرکاری اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

"ہندوستانی حاجیوں کے لئے مفید ہدایات" کی ترمیم شدہ ایڈیشن کا فقرہ ۱۲ عازمان حجاز کی آگاہی کے لئے ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔

ان محصولات اور ٹیکسوں کا گوشوارہ جو جدہ پہنچنے پر پیشگی وصول کئے جاتے ہیں۔ سعودی ضوابط کے ماتحت ہر عازم حج کو جدہ پہنچنے پر ۱۰ طلا کی اور ۷۹ پیاسٹر مصری جو قریباً ۱۰۵ روپیہ کے مساوی ہیں مختلف اخراجات اور ٹیکسوں مثلاً معلمین اور وکیلوں کی فیس وغیرہ کی بابت بطور پیشگی ادا کرنا لازم ہے اور اس رقم کی ادائیگی کے بغیر کسی عازم حج کو مکہ معظمہ میں جانے کی اجازت نہیں ملیگی۔ لہذا عازمان حج کو انتباہ کیا جاتا ہے کہ برطانوی سفیر متعینہ جدہ کسی عازم حج کو متذکرہ بالا واجبات کی ادائیگی سے مستثنےٰ یا معاف کرانے کے لئے ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اور جو شخص اس رقم کو ادا کرنے سے قاصر رہیگا۔ اسے حج کئے بغیر ہندوستان کو واپس آنا پڑیگا۔

بے نظیر اسلامی لٹریچر
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
(مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی)
حمائل شریف مترجم اردو
مع حواشی
مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
حمائل شریف (پاکٹ سائز)
جلد نہایت خوبصورت اور اعلیٰ
قرآن مجید (معرا)
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
سیرت خیر البشر
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
مقام حدیث
النبوۃ فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اول
حقیقۃ المسیح
المسیح الدجال و یاجوج ماجوج
محمد مصطفیٰ
احمد مجتبیٰ
خلافت اسلامیہ
اسلام اور دیگر مذاہب
حدوث مادہ
مسیح موعود
شناخت مامورین
آیت اللہ
مرآۃ الحقیقت
حقیقت اختلاف
سیرت خیر البشر بزبان انگریزی
تاریخ خلافت راشدہ
ٹیچنگز آف اسلام
رسالہ تقدیر انگریزی
جمع قرآن (بزبان انگریزی)
انتخاب قرآن (بزبان انگریزی)
محمد اینڈ کرائسٹ
تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی اے ایل ایل بی
توحید فی الاسلام
سلک مروارید
ینابیع المسیحیت
راز حیات
ضرورت الہام
خطبات غوریہ
ہستی باری تعالیٰ
یسوع کی الوہیت
اسلام اور علوم جدیدہ
حیات بعد الموت
مکالمات ملیہ
مطالعہ اسلام
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں
لمعات انوار محمدیہ
تمدن اسلام حصہ اول
نبی کا ظہور اتم
مذہب محبت
ذرات عالم کا مذہب
ام الالسنہ
براہین نیرہ
پیام اسلام
سیرت نبوی
قرآن اور جنگ
موضوع القرآن
اسوۂ حسنہ
اسلامی نماز کا فلسفہ
کامران
مؤلفہ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور
عسل مصفیٰ ہر دو حصص
انوار القرآن
پادھرم کی ایمان افروز تفسیر
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر منیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر مرزا مسعود بیگ (ایم ۔ اے)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی ۔ تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ لاہور ۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۷ شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۳۶ء نمبر ۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعا اور قبولیت دعا کا فلسفہ

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کو بیان کر دیا جائے کہ قانون قدرت میں ہمیشہ دعا کا تعلق ہے۔ آجکل کے نیچری طبع لوگ جو علوم حقہ سے محض بے خبر اور ناواقف ہیں اور ان کی ساری تگ و دو کا نتیجہ یورپ کے طرز معاشرت کی نقل اتارنا ہے۔ دعا کو ایک بدعت سمجھتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے تعلق پر کچھ مختصر سی بحث کی جائے۔

دیکھو ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب اور بیقرار ہو کر دودھ کیلئے چلاتا اور چیختا ہے تو ماں کی پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اسکی چیخیں دودھ کو جذب کر لاتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی دودھ فوراً اتر آیا ہے۔ جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے اور میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ **خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس** کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہونگا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیت دعا کا نمونہ دکھلانے کیلئے ہر وقت طیار ہوں۔

غرض یہ ہے کہ قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے اس لئے اس نے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا کی تعلیم فرمائی۔ یہ خدا تعالیٰ کا منشا اور قانون ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے۔

(الحکم جلد ۵ ۔ ۲۸)

جواہر ریزے

قرآن مجید

کہو دنیا کا سامان تھوڑا ہے اور آخرت اس کیلئے بہتر ہے جو تقویٰ کرے اور تم پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔ جہاں کہیں تم ہوگے موت تمہیں آلے گی۔ خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہی ہو اور اگر ان کو بھلائی پہنچتی ہے کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر ان کو دکھ پہنچتا ہے کہتے ہیں یہ تیری وجہ سے ہے۔ کہو سب اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات سمجھنا ہی نہیں چاہتے (اے انسان) جو کوئی بھلائی تجھے پہنچتی ہے وہ اللہ سے ہے اور جو دکھ تجھے پہنچتا ہے سو وہ تیری اپنی وجہ سے ہے۔ اور (اے رسول) ہم نے تجھے لوگوں کی بھلائی کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کافی گواہ ہے۔ جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ یقیناً اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور جو پھر جائے تو ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

حدیث شریف

(۱) خدا کے نزدیک سب سے محبوب وہ کام ہے جس پر سب سے زیادہ انسان مداومت کرے۔

(۲) باہم ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجو تو باہم محبت ہوگی۔

(۳) تم میں سے جو لوگ صاحب فضیلت اور عالی مقدور ہوں انکو یہ قسم نہیں کھانا چاہیئے کہ قرابت داروں مسکینوں اور مہاجروں سے سلوک نہیں کریں گے۔

(۴) تم کو عفو اور درگذر سے کام لینا چاہیئے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تم کو بخش دے۔ خدا غفور و رحیم ہے۔

(۵) لوگوں کے لئے وہی چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو۔ تو مسلم ہو گے۔

(۶) ایک دوسرے سے بغض و حسد نہ کرو۔

(۷) اے خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

اظہار الحق فی بیان المجاہد

مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام

(از قلم مولوی عصمت اللہ بن صاحب احمدی)

(۲)

مجاہد صاحب کا بیان

مولوی غلام احمد صاحب قادیانی کا بیان جو بہاولپور کے مقدمہ کے دوران میں ہوا تھا وہ اظہار الحق نام کتاب کی صورت میں شائع ہوا ہے مجھے یہ کتاب دیکھنے کا اتفاق ہوا جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ اس کتاب میں قابل مصنف نے قادیانی غلو سے ہٹ کر حقیقت کا اظہار کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت نیک فال ہے جو قادیانی جماعت کے صحیح عقائد پر واپس آ جانے کی امید دلاتی ہے۔ کتاب پر ریویو کرنا تو میرا کام نہیں مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہر احمدی کو جسے مولویوں کے ساتھ مباحثات کا اتفاق ہوتا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ بہت ہی مفید ہے۔ اگرچہ اس میں نبوت کے اجراء کے ثبوت میں ان آیات سے استدلال کیا گیا ہے جن سے ایک قابل آدمی کو ایسا استدلال نہیں کرنا چاہیئے اور ان احادیث سے سہارا لیا گیا ہے جو احادیث صحیحہ کے مقابل کچھ وقعت نہیں رکھتیں اور مجھے مصنف کی اس محنت کے ضائع ہونے کا افسوس ہے۔ کیونکہ جس کی نبوت کے لئے یہ ہاتھ پاؤں مارے گئے ہیں۔ وہ ایسی نبوت اپنی طرف منسوب کرتے ہیں جو حقیقت میں نبوت نہیں ہے اور اس کا منکر کافر نہیں ہے بلکہ وہ مجازی نبوت ہے جو ان معنوں میں نبوت ہی نہیں جو صحف اولیٰ میں نبوت سے مراد ہے۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"ما المعنی من النبوت ما یعنی فی الصحف الاولیٰ"

(حقیقت الوحی)

ختم رسالت

پس جبکہ صحف اولیٰ جس میں تورات، زبور، انجیل و قرآن شامل ہیں ان میں جو معنی نبوت کے ہیں حضرت کی مراد وہ نبوت نہیں ہے اور خود مجاہد صاحب بھی اسی کتاب میں صاف لکھ چکے ہیں کہ

"ہم اس معنی سے تواتر الرسل کے ہرگز قائل نہیں۔ جو معنی اسلام کی اصطلاح میں رسول یا نبی کے سمجھے گئے تھے یا اب لئے جائیں"

(اظہار الحق صلا)

تو اب ان آیات قرآنی سے یا احادیث نبوی کی رو سے جن میں مجازی نبوت کا ذکر نہیں۔ بلکہ حقیقی نبوت کا ذکر ہے۔ اجرائے نبوت کا ثبوت پیش کرنا کسی اہل علم وعقل کی شان نہیں ہو سکتی اور غالباً مجاہد صاحب (میرے) اس بات سے ناراض بھی نہ ہوں گے کیونکہ میری بات سچی ہے اور ان کا اپنا مذہب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب نبوت بند ہے۔

مولوی غلام احمد صاحب نے اپنی کتاب مذکورہ میں بڑی صفائی سے یہ دو امر ثابت کر دیئے:-

(۱) حضرت مرزا صاحب صرف مجازی نبوت کے مدعی ہیں۔

(۲) اور آپ کی نبوت کا انکار کفر نہیں ہے۔

غالباً وہ لوگ جنہوں نے احمدیہ انجمن لاہور کا شائع کردہ ٹریکٹ "بیان المجاہد" پڑھا ہے۔ ان کو تو ہمارے اس بیان پر کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں ہے اور وہ ہم سے ضرور متفق ہوں گے۔ مگر بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے نہ تو مولوی صاحب کا بیان پڑھا ہے اور نہ ہی وہ ٹریکٹ پڑھا ہے جس میں اس بیان کا خلاصہ درج ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس حقیقت کی اشاعت کیلئے اخبار کے کالموں میں بھی کچھ لکھوں۔ شاید قادیانی علماء اب بھی کچھ جواب دیں۔ میں تو اس مسئلہ کو مزید صاف کرنے کے لئے مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں ان کے مکان پر لاہور میں حاضر ہوا تھا۔ لیکن مجھے موقع نہ ملا کہ میں اس امر پر مفصل بحث ان سے کرتا اور اسطرح آسانی سے ایک بات حل ہو جاتی مگر اب مولوی صاحب اخبار کے ذریعہ ہی جواب دیدیں۔ تو نیازمند شکر گزار ہو گا۔

میں نے اوپر لکھا ہے کہ مولوی صاحب صرف مجازی نبوت کو جاری مانتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کو بھی مجازاً نبی مانتے ہیں۔ نہ کہ حقیقت میں نبی۔ اس میرے بیان کی تصدیق بیان المجاہد سے اس طرح ہوتی ہے کہ مولانا فرماتے ہیں:-

(۱) "ہم اس معنے سے تواتر الرسل کے ہرگز قائل نہیں جو معنی اسلام کی اصطلاح میں رسول یا نبی کے سمجھے گئے تھے یا اب لئے جائیں" (صلا)

(ب) "قاضی عیاض اور ملاں علی قاری کے نزدیک ظلی اور بالواسطہ نبوت ہو سکتی ہے **مستقل اور شرعی نبوت نہیں ہو سکتی**۔ . . . . . اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت مراد لیں (اپنے آئمہ کی قائم مقامی سے) تو پھر کفر عاید ہو گا۔ ورنہ اگر مجازی مرتبہ مراد لیں۔ تو پھر مجازی نبوت کفر کو واجب نہیں کرتی۔ اور نہ ہی بدعت کو مستلزم ہے"

ان دونوں بزرگوں کے نزدیک **کسی انسان پر کفر اسی صورت میں عاید ہو گا جب کہ وہ علیٰ وجہ الحقیقت کسی کا نبی ہونا تسلیم کرتا ہو۔ ہاں اگر علےٰ وجہ المجاز کسی کو نبی ماننے یا کوئی علی وجہ المجاز نبوت کا دعوےٰ کرے تو اس سے کفر لازم نہیں آتا۔ اور بالکل انہی الفاظ میں حضرت** اقدس مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:-

(۱) **سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت** یعنے مجھے خدا تعالیٰ نے علی وجہ المجاز نبی قرار دیا ہے نہ کہ حقیقی رنگ میں۔

(تتمہ حقیقت الوحی صلا)

حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدہ ہمیشہ ایک ہی رہا

یہ نوٹ ۱۹۰۷ء کا حوالہ ہے جس کو مجاہد صاحب نے اپنے مسلمان ثابت کرنے کے لئے اور مسیح موعود کو فتوےٰ کفر سے بچانے کے لئے پیش کیا ہے اور آپ کی عبارت "**بالکل انہی الفاظ**" بہت قابل غور ہے۔ اور کمال یہ ہے۔ کہ مجاہد صاحب ۱۹۰۷ء کی بات کو ۱۹۰۱ء سے پہلے سراج منیر اور انجام آتھم وغیرہ کے حوالوں سے ملاتے ہیں۔ حالانکہ قادیانی حضرات ان حوالوں کو لوجہ اپنے اس خیال کے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ بدل لیا تھا۔ ناقابل حجت سمجھتے ہیں۔ اور جناب میاں صاحب نے تو بڑی جرأت سے اپنی کتاب حقیقت النبوۃ میں ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالوں کو منسوخ قرار دیا لیکن مولوی غلام احمد صاحب نے حقیقت الوحی کے حوالہ کو ۱۸۹۲ء کے ایک اشتہار کے حوالہ سے اور انجام آتھم کے حوالہ سے اور پھر سراج منیر کے حوالہ سے ملا کر دکھا دیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب جس مجازی نبوت کے پہلے مدعی تھے اسی مجازی نبوت کے ۱۹۰۱ء کے بعد مدعی تھے۔ گویا دعوے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی یہی حق بھی ہے۔

حقیقی نبوت سے انکار

حضرت مرزا صاحب نہ پہلے حقیقی طور پر نبوت کے مدعی تھے نہ بعد میں بلکہ ہمیشہ حقیقی طور پر نبی کہلانے سے انکار ہی کرتے رہے۔ چنانچہ مجاہد صاحب کے بیان میں مندرجہ ذیل حوالہ اس امر کے ثبوت میں موجود ہے

(۱) "حاشا وکلا مجھے حقیقی نبوت کا دعوےٰ نہیں ہے"

(اشتہار فروری ۱۸۹۲ء)

(۲) "جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے . . . . . ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے"

(سراج منیر صلا ۳ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

غالباً یہاں قادیانی حضرات بول اٹھیں گے کہ ہم بھی حقیقی معنوں کی رو سے نبوت کے جاری رہنے کے قائل نہیں۔ ہم مجازی نبوت کو ہی جاری مانتے ہیں۔ اس لئے پہلے اور پچھلے حوالوں کا پیش کرنا صحیح ہے۔ مگر میں کہوں گا کہ وہ لوگ پھر کیوں ہم سے جھگڑا کرتے ہیں اور ہمیں منکر نبوت مسیح موعود قرار دیتے ہیں جبکہ ہم علی الاعلان ہر میدان میں اقرار کرتے ہیں کہ مجازی طور پر یا مجازی معنوں کی رو سے حضرت اقدس نبی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ قادیانی علم کلام میں مجاز و حقیقت کی اصطلاح بھی کچھ اور ہی معنی رکھتی ہے۔ اس لئے وہ خلاف اصول کلام مجازی معنوں میں نبی کو حقیقت میں نبی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ جس اسم کے ساتھ مجاز کا لفظ لگا دیں وہ اسم حقیقت سے الگ ہوا۔ حقیقی شیر اور مجازی شیر میں یہی فرق ہے کہ حقیقی شیر تو دراصل شیر ہے اور مجازی شیر دراصل شیر نہیں ہے بلکہ بعض صفات شیر کسی میں پائے جانے سے اسے مجازی شیر کہہ دیتے ہیں۔ ایسے ہی حضرت مرزا صاحب بھی اولیائے امت محمدی میں سب سے بڑے ولی ہیں۔ جن میں کمالات نبوت بکثرت ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی کا نام دیا گیا ہے ورنہ وہ نبی نہیں ہیں ایک ولی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے کبھی اپنے دعوے کے منکر کو کافر قرار نہیں دیا جیسا کہ خود مولوی غلام احمد صاحب کو بھی تسلیم ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب اس کے متعلق لکھتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے منکرین کو کافر نہیں کہا

تیسرا اعتراض۔ یہ کہ مرزا صاحب نے اپنے ماننے والوں کے سوا باقی تمام کلمہ گو لوگوں کو کافر کہا ہے" **جواب۔** "اس مسئلہ کفر کے متعلق میں کافی بحث دوسری وجہ تکفیر کے رد میں کر آیا ہوں۔ یہاں صرف اتنا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے مولویوں نے حضرت مرزا صاحب اور آپ کے متبعین پر کفر کا فتوےٰ دیا ہے اور کوئی شخص بھی نہیں بتا سکتا کہ اس فتویٰ تکفیر سے پہلے حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام نے مخالفوں کو کافر کہا ہو۔ چنانچہ حضرت اقدس مرزا صاحب خود فرماتے ہیں۔

(۱) لیکن میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کرکے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لیوے سو

(باقی صلا کالم ۳ پر)

نصرت الٰہی کے حصول کیلئے قربانی کی ضرورت

دشمنان احمدیت کا طرز عمل احباب جماعت کا فرض

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۳۶ء فرمودہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا۔ (المومن ۵۱ : ۴۰)

ترجمہ۔ یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے۔ دنیا کی زندگی میں مدد کرتے ہیں۔

نصرت الٰہی کے نظارے

دل کے اندر بڑا اطمینان اور خوشی پیدا کرنے والا یہ وعدہ ہے جو اس آیت کے اندر ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وعدہ الٰہی کا آج بھی ہماری آنکھوں کے سامنے کوئی نظارہ ہے؟ خدا کے کلام کے سچا ہونے میں، کوئی شبہ نہیں۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ نصرت الٰہی کے وہ نظارے جو حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی میں نظر آتے ہیں اور بعد میں بھی نظر آتے ہیں ان کا کوئی نمونہ آج کل کے مسلمانوں کی زندگی میں نہیں ملتا۔ ویسے تو کوئی شخص دین کے لئے کوشش کرے یا دنیا کے لئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ مگر وہ چیز جس کو نصرت الٰہی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے وہ فی الحقیقت جب آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک نظارہ دکھلا جاتی ہے۔ ایک تو وہ لوگ تھے جو ابتدائے اسلام میں حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ ہو گئے تھے اور آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ لیکن، ملک عرب کا بڑا حصہ اس وقت مسلمان ہوا جس وقت اس نے نصرت الٰہی کے نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان لوگوں کو چند سال قبل جو باتیں محال نظر آتی تھیں وہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہی حقیقت بن گئیں۔

آج یہ نظارے کیوں مفقود ہیں

تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ آج کل یہ باتیں نظر کیوں نہیں آتیں۔ اس آیت میں رسولوں اور مومنوں کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ رسولوں اور مومنوں کو اکٹھا کرنے میں اس امر کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نصرت بھی انہی مومنوں کی کرتا ہے جو رسولوں والے کام کرتے ہیں۔ رسول دنیا میں آکر کیا کرتے ہیں۔ خدا کے نام کو پھیلاتے ہیں۔ خدا کے بندوں کو اس کے آستانے پر جھکاتے ہیں۔ آج کل مسلمان اس کام سے بہت دور پڑے ہوئے ہیں وہ ہر ایک کام کرتے ہیں لیکن ان میں اللہ کا نام پھیلانے کی ہمت نہیں۔ کہلانے کو یہ سب محمد رسول اللہ کے پیرو کہلاتے ہیں لیکن ان میں اس کام کی ہمت مفقود ہے۔ جس کو محمد رسول اللہ صلعم کیا کرتے تھے۔ بلکہ وہ کام کرتے ہیں جو مخالفین اسلام کیا کرتے تھے۔ مخالفین اسلام اشاعت اسلام میں رکاوٹیں پیدا کیا کرتے تھے۔ آج اس کام کو مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے پھر وہ اس وعدہ کے مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کام کریں کافروں والے اور مستحق ہوں اس وعدہ الٰہی کے جو مومنوں کیلئے ہے اور ان مومنوں کے لئے ہے۔ جو رسولوں والے کام کرتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے خدا اپنے قانون کو باطل نہیں کر سکتا۔

دشمنان اشاعت اسلام کا گروہ

آج مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو چکا ہے جو اس جماعت کو مٹا دینا چاہتا ہے جس کا مقصد زندگی اشاعت اسلام کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہ گروہ اس جماعت کی اور اس شخص کی جس نے اس جماعت کو اشاعت اسلام کے کام پر لگایا۔ اندھا دھند مخالفت کر رہا ہے اور اس بات پر اس قدر مصمم عزم کئے بیٹھا ہے کہ گویا اس نے قسم کھا لی ہو کہ ہم اشاعت اسلام کا کام کرنے والوں کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دینگے

مخالفت کی بڑی وجہ

آج ہمارے خلاف بھاری حربہ جس کو یہ لوگ بڑا اہل فتوحِ خیال کرتے ہیں یہ ہے کہ مرزا صاحب نے حکومت وقت کے ساتھ وفاداری کی تلقین کی ہے یا اس کی تعریف کی ہے۔ اس کو بار بار پیش کر کے لوگوں کو ورغلایا اور بھڑکایا جاتا ہے۔ ایک طرف خدمت دین کے اس عظیم الشان کام کو رکھئے جو حضرت مرزا صاحب نے کیا اور دوسری طرف اس الزام کو۔ ایک شخص جس نے تائید اسلام میں بیسیوں کتابیں لکھیں اور ان کتابوں نے بہترین نتائج پیدا کئے۔ اگر اسکی کسی ایک یا چند کتابوں میں دس بیس سطریں حکومت وقت کی تعریف میں لکھی گئیں تو اس وجہ سے اس کے عظیم الشان کام کو کس طرح نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ ساتھ ہی یہ نظر آتا ہو کہ اس نے حکومت وقت کے مذہب پر تحفظ و اشاعت اسلام کی خاطر شدید نکتہ چینی کی ہے۔ اس نے پوری بہادری اور جرأت ایمانی کے ساتھ عیسائیت، آریہ دھرم، دہریت غرضیکہ ہر ایک باطل کی تردید کی۔ انگریزوں کی تعریف اور ان کی وفاداری کی تلقین کرنے والے اور لوگ بھی ہیں جو مخالفین احمدیت کے نزدیک قابل احترام ہیں۔ لیکن افسوس ہمارے ان مخالفین کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آجاتا ہے۔ لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

حضرت صاحب کی تعلیم کا مقصد

حضرت مرزا صاحب پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے اس کی ساری حقیقت یہ ہے کہ ایک تو انہوں نے پر امن رہنے اور حکومت وقت کے قوانین کی پابندی کی تلقین کی۔ دوسرے اپنی جماعت کو خلاف قانون سیاسی تحریکوں میں شامل ہونے سے روکا۔ بے شک قادیانی جماعت نے اس میں غلو کیا۔ لیکن اس کی وہ خود ذمہ دار ہے۔ ان کے اس طرز عمل کا الزام حضرت مرزا صاحب پر یا جماعت لاہور پر کسی طرح عائد نہیں ہو سکتا۔

عوام کو بھڑکانے والوں کا اپنا طرز عمل

جو لوگ آج حضرت مرزا صاحب پر حکومت وقت کی وفاداری کا الزام لگا کر عوام کے جذبات کو بھڑکا رہے ہیں ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے قوانین کو توڑنے اور حکومت کی نافرمانی کی کھلم کھلا تلقین کی ہے؟ سنا ہے کہ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے فلسفی جگر لوگوں کے جذبات کو برانگیختہ کرنے کی خاطر ایک بیان تیار کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب نے حکومت وقت کی وفاداری کی تعلیم کیوں دی حالانکہ وہ خود یہی کام کرتے ہیں اور اسی وجہ سے لاہور کے اخبارات ان کو ٹوڈی لکھ چکے ہیں۔ جماعت احرار کے لیڈر مولوی مظہر علی اظہر بھی آج کل اس بات کا خاص طور پر پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ احمدی جماعت حکومت کے ساتھ ملا ہوا ایک گروہ ہے جو مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے

ہم قادیانی جماعت کے افعال کے ذمہ دار نہیں

میں یا ہم میں سے اور کوئی قادیانی جماعت کے افعال کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا جس طرح ایک شیعہ کے افعال کے جس نے حکومت اسلام کو دشمنان اسلام کے ساتھ مل کر تباہ کر دیا تھا اہل تشیع ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔ اور آج بھی شیعوں میں سے کئی لوگ جمہور اسلام کے خلاف اس قسم کی کاروائیاں کر رہے ہیں۔ اور اسلامی مفاد سے دشمنی کر رہے ہیں

حضرت مرزا صاحب پر الزام اور شیعوں کا اپنا طرز عمل

مگر اس کو اہل تشیع کے مذہب نے کوئی تعلق نہیں۔ بڑا شور مچایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے علما کو گالیاں دیں لیکن ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ان کے ہم عقیدہ لوگوں کا کیا طرز عمل ہے۔ وہ خود دن رات صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں اور اس کو اچھا کام بلکہ افضل عبادت سمجھتے ہیں۔ جہلا تو ہوئے لیکن پڑھے لکھے بھی کیا ہوئے جن میں ذرا سوجھ بوجھ ہے۔ انہیں حضرت مرزا صاحب اور جماعت لاہور کے خلاف اس قسم کی غلط بیانیاں اور الزام تراشیاں کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے

ہر حکومت کی وفاداری ضروری ہے

حضرت مرزا صاحب نے حکومت وقت سے وفاداری یعنی پابندی قانون کی تلقین ضرور کی خواہ وہ کوئی حکومت ہو۔ انگریزوں کی اس میں کوئی تخصیص نہیں

کیونکہ ہمارا کام خدا کے نام کو پھیلانا ہے۔ پولیٹیکل تحریکوں اور سیاسی ہنگاموں میں ہم حصہ نہیں لے سکتے۔

مسلمانوں کا طرز عمل

حضرت مرزا صاحب نے اپنی آخری کتاب "پیغام صلح" میں لکھا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو فساد ہے اس کی اصل وجہ صرف مذہب نہیں بلکہ دنیوی اغراض ہیں آج بھی جتنے لوگ اپنے آپ کو خادم اسلام کہتے ہیں اگر وہ اپنا کوئی کام بتلاتے ہیں تو وہ سیاسی کام ہوگا۔ وہ دینی کام نہیں کرتے جو رسولوں کا کام ہے مگر جس کام کے لئے حضرت مرزا صاحب مامور تھے وہ خالص دینی کام تھا یعنی اشاعت اسلام۔ بجائے اسکے کہ یہ لوگ دین کے کام کو قوت دیں الٹا اس کو نقصان پہنچا رہے ہیں جس شاخ کے اوپر بیٹھے ہیں اسے ہی دیوانوں کی طرح کاٹ رہے ہیں بجائے اس کے کہ خود شوکت اسلام، قوت اسلام، غلبۂ اسلام کیلئے کوئی عمارت بنائیں۔ ایک بنی بنائی عمارت کو گرانیکی کوشش کر رہے ہیں

احباب جماعت کو دلوں میں درد پیدا کرنا چاہئیے

اس کے بعد میں اپنے دوستوں سے بھی ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں ہمارا مقصد بے شک وہی کام کرنا ہے جو رسولوں کا کام تھا لیکن صرف اس مقصد کو سامنے رکھ لینا کافی نہیں بلکہ اس کا درد بھی اپنے دلوں میں پیدا کرو جو کہ رسولوں کے دلوں میں تھا۔ اگر یہ درد پیدا ہو جائے تو انسان بے تاب ہو جاتا ہے اور ایک رنگ میں تو صرف درد کا پیدا کر لینا بھی کافی نہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ہم اپنی جانوں اور مالوں کو اس کام پر لگا دیں، جب تک یہ قربانیاں نہیں ہوں گی اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا نہیں ہو سکتا۔ اس سے پہلے بھی کبھی یہ وعدہ قربانیوں کے بغیر پورا نہیں ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔

نصرت الٰہی کے نظارہ کا ایک سامان

اس وقت ہندوستان میں آٹھ کروڑ کی تعداد رکھنے والی ایک قوم ہندو دھرم کو ترک کر دینے کا فیصلہ کر کے اسلام کے دروازہ پر کھڑی ہے اور ہماری معمولی کوشش سے مسلمان ہو سکتی ہے گویا نصرت الٰہی کے ایک نظارہ کا سامان ہو چکا ہے وہ لوگ جو ہندو دھرم ترک کر دینے کا فیصلہ کر چکے ہیں روز بروز اپنے عزم پر پختہ ہو رہے ہیں چند دن ہوئے اخبارات میں ڈاکٹر امبیدکر کا ایک پیغام چھپا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہندو دھرم ایک متعدی بیماری ہے اگر اچھوت زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں ہندو دھرم سے بالکل قطع تعلق کر لینا چاہئیے۔ انشاء اللہ یہ بات ہو کر رہنے والی ہے۔ لیکن ہم نے اس کیلئے کیا تیاری کی ہے؟

ایک غلط فہمی

میں نے کسی گذشتہ خطبہ میں کہا تھا کہ اگر یہ وقت ہماری زندگی میں آجائے تو ہمیں اپنا سب کچھ بیچ کر بھی اس کام کو کرنا چاہئیے۔ اس سے بعض دوستوں کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنا سب کچھ اس کام پر لگا دیا تو پھر ہمارا اپنی قومی وجود کس طرح قائم رہے گا۔ ہمیں اپنے وجود کے قیام و تحفظ کے لئے بھی کچھ کرنا چاہئیے۔

ہماری جماعت زندہ رہنے کی حقدار ہے

یہ بالکل صحیح ہے ہماری جماعت عقائد و اعمال دونوں لحاظ سے زندہ رہنے کا حق ثابت کر چکی ہے ہمارے عقائد اس قدر پاکیزہ اور صحیح ہیں کہ کوئی جماعت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہمارا کام اللہ کے نام اور اس کے دین کو پھیلانا ہے اس سے بہتر کام اور کیا ہو سکتا ہے اس لئے اس جماعت کا حق ہے کہ یہ دنیا میں زندہ رہے اور ضروری ہے کہ اس کو زندہ رکھا اور مضبوط کیا جائے ہمیں دوسرے دینی کاموں کے ساتھ جماعت کے استحکام اور توسیع کی بھی کوشش جاری رکھنی چاہئیے اس سال تو ہم نے اس کے لئے خاص پروگرام تجویز کیا ہے۔ ہمارا مقصد اور ہمارا کام تو واضح ہو چکا ہے دراصل جماعت کا استحکام اسلام کا استحکام ہے کیونکہ اس کا مقصد حیات خدمت دین کے سوا اور کچھ نہیں

ہمیں اپنا سب کچھ لگا دینا چاہئیے

ایک طرف ہمیں جماعت کے استحکام کی کوشش کرنی چاہئیے اور دوسری طرف اس بات کے لئے بھی تیار رہنا چاہئیے کہ اگر ہمارے سامنے اچھوتوں کے اسلام میں داخل ہونے کا وقت آگیا تو ہم اس کام میں اپنا سب کچھ لگا دیں۔ اگر دل سے عہد کر لیا جائے تو اللہ تعالےٰ توفیق بھی دے دیتا ہے لاکھوں بلکہ کروڑوں مخلوق کو اپنے اندر لینا کوئی معمولی بات نہیں اس کیلئے ہمارے مکان اور جائیدادیں بھی بک جائیں تو ہمیں پرواہ نہیں کرنی چاہئیے تم عزم کر لو کہ ہم نے اس کام کو ضرور کرنا ہے تھوڑا تھوڑا دیکر بھی کرنا ہے ایک ماہ کی آمد دے کر بھی کرنا ہے اور اگر ضرورت پڑے تو اپنا سب مال و دولت خرچ کر کے بھی کرنا ہے پھر خدا کی نصرت بھی آجائے گی۔

قربانیاں کر کے خدا کے وعدوں کے مصداق بنو

اللہ اور اس کے رسول کے وعدے سچے ہیں لیکن ہماری طرف سے کوتاہی ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو ان وعدوں کے مصداق بناؤ تاکہ خدا کے وعدے پورے ہو کر خدا کی ہستی کا ایک اور زندہ نشان بنیں۔ اس کیلئے قربانیوں کی ضرورت ہے

ایک خوشخبری

اس کے بعد میں ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں قوم کے استحکام کے لئے ہمیں بہت سی چیزوں کی ضرورت ہے۔ جن کا کوئی سامان نظر نہیں آتا عرصہ سے ہم ایک ہال کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ جہاں جلسے وغیرہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے ایک شخص کے دل میں شوق ڈالا۔ اور وہ شخص اس کام کو کرنے کیلئے تیار ہو گئے ہیں۔

سید محمد حسین شاہ صاحب کا مبارک اقدام

ہمارے محترم دوست سید محمد حسین شاہ صاحب نے ذکر تو مجھ سے پہلے بھی کیا تھا لیکن آج معلوم ہوا کہ وہ اس ہال کا نقشہ بھی تیار کرا رہے ہیں۔ ہال ۷۰ فٹ لمبا اور ۵۰ فٹ چوڑا ہوگا۔ وہ اپنی بیگم صاحبہ کی طرف سے یہ ہال تعمیر کرا رہے ہیں۔ تمام دوستوں کو شاہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کے لئے دعا کرنی چاہئیے۔ اللہ تعالےٰ ان کے اس نیک ارادہ کو پورا کرے اور اس کی تکمیل میں کوئی روک پیدا نہ ہونے دے اور اس میں برکت ڈالے۔

ہوسٹل کی تعمیر

اس سلسلہ میں ہماری دوسری ضرورت ہوسٹل کی عمارت کی تعمیر ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے بھی کسی صاحب حیثیت کو توفیق دیدیگا ہمیں کوشش بھی کرنی چاہئیے اور دعا میں بھی لگے رہنا چاہئیے۔

والئے بھوپال کی غرباپروری

گذشتہ ہفتہ ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال کی سب سے چھوٹی صاحبزادی شہزادی قمر تاج رابعہ سلطان کا عقد نواب صاحب ممدوح کے برادر زادہ نواب زادہ رشید الظفر کے ساتھ انجام پایا۔ اس موقع پر وہ سب کچھ ہوا جو والیان ریاست کے ان شادیوں کی تقریبوں پر ہوا کرتا ہے شہر میں بارات کا جلوس نہایت شان و شوکت سے نکلا۔ پرتکلف دعوتیں ہوئیں۔ قیدی رہا کئے گئے۔ حکام و معززین ریاست کو خطابوں اور خلعتوں سے سرفراز کیا گیا۔ لیکن اس تقریب کا خاص طور پر قابل ذکر اور لائق ترغیب و تقلید پہلو یہ ہے کہ ہز ہائینس موصوف نے اعلان فرمایا ہے کہ اس شادی کی خوشی میں ریاست کی چار سو غریب و نادار لڑکیوں کی شادی کا انتظام ریاست کے خرچ پر کیا جائے گا بارک اللہ۔

اسلامی اور انسانی نقطہ خیال سے یہ کار خیر بہت ہی قابل تعریف ہے۔ اگر کسی شریف آدمی کے گھر نوجوان لڑکی بیٹھی ہو اور وہ اپنی غربت و ناداری کی وجہ سے اس کے عقد کا انتظام نہ کر سکے تو اس کا اطمینان قلب برباد ہو جاتا ہے۔ شاید اس زمانہ کے مغرب زدہ نوجوان اسے تسلیم نہ کریں۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ ایسے ضرورتمند افراد کی امداد بجائے خود بھی بڑی نیکی ہے پرانے خیال کے امرا اور رؤسا اس قسم کے نیک کاموں میں نہایت دریا دلی و اولوالعزمی سے حصہ لیتے تھے اور اس کو فرائض امارت و ریاست میں سے سمجھتے تھے لیکن نئے خیالات اور نئی تہذیب نے امرا و رؤسا کی دلچسپیوں کے اور بہت سے تہذیب سامان پیدا کر دئیے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے اسلاف کے طرز عمل کو بھول گئے ہیں۔ ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال نے قابل تعریف مثال پیش کر کے اس بھولے ہوئے سبق کو یاد دلایا ہے جس کے لئے وہ لائق مبارکباد ہیں۔

مولوی حکیم محمد یحییٰ صاحب کا مکتوب گرامی

بگرامی خدمت مکرم مخدوم حضرت امیر صاحب قبلہ مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب سے رخصت ہو کر ہم جنوری صبح ۸ بجے شہر کراچی بخیریت تمام پہنچ گئے۔ فللہ الحمد رب السموٰت و رب الارض رب العالمین۔ خدا اس واسطے دیر سے لکھا گیا ہے کہ میری صحت کا حال اچھی طرح معلوم ہو جائے۔ الحمدللہ کہ یہاں پہنچتے ہی میری صحت و طاقت میں نمایاں اضافہ ہوتا گیا۔ جناب کے دعوات مستجاب کی برکت سے بالکل تندرست ہوں۔ میں ہمیشہ جناب کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ مگر خاص کر آج کل شاید سفر درپیش ہے امیدوار ہوں کہ خاص دعا میں فراموش نہ فرمایا جاوے۔ جمعہ کے دن سب بزرگان جماعت مجھے دعاؤں میں یاد فرمائیں ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ؎ آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

جہاز کی روانگی کا اعلان تو ہم جنوری کا تھا۔ مگر چونکہ نصاب جلدی پورا ہو گیا۔ اس لئے اب ۱۲ کو روانہ ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا میرے رفیق سفر برادر زادہ محمد اسحاق و منشی محمد زمان و عبداللہ بعد از عرض السلام علیکم دعا کے خواستگار ہیں۔

بخدمت شریف حضرت مولٰنا صدر الملتہ والدین و حضور ڈاکٹر مرزا صاحب وغیرہم تمام حاضرین نماز جمعہ کی خدمت بابرکت میں السلام علیکم گزارش ہے۔ بخدمت شریف حضرت امام صاحب مسجد احمدیہ السلام علیکم عرض دعا کا امیدوار ہوں والسلام۔

عاجز محمد یحییٰ ساکن دیگراں حال وارد کراچی ۔ [illegible] جنوری ۱۹۳۶

خان محمد عجب خان صاحب مرحوم رئیس زیدہ

کے مختصر حالات زندگی

(از قلم علی بہادر خانصاحب زیدہ)

ہم علی بہادر خانصاحب کے (جو محمد عجب خانصاحب مرحوم کے خواہرزادہ ہیں) بہت ممنون ہیں کہ انہوں نے خانصاحب مرحوم کے حالات زندگی انتہائی مصروفیت کے باوجود قارئین "پیغام صلح" کیلئے قلمبند فرمائے ہیں۔

(مدیر)

اس وقت نہایت ہی قلیل فرصت میں ایک ایسے بزرگ کے حالات زندگی جس نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ احمدیت کی خدمت میں گزارا ہو اور بارہا حضرت مسیح موعود کی صحبت سے مشرف ہو چکا ہو۔ پوری صحت سے نہیں لکھے جاسکتے۔ البتہ جو موٹے موٹے واقعات مجھے یاد ہیں۔ وہ میں قارئین "پیغام صلح" کی خدمت میں پیش کئے دیتا ہوں۔

قبول احمدیت

خان محمد عجب خان صاحب ایک رئیس گھرانے میں پیدا ہوئے اور والدین کے اکلوتے بیٹے ہونے کے باعث آپ کی پرورش بڑے ناز و نعم سے ہوئی۔ ملازمت اختیار کرنے چند سال بعد آپ نے ایک دوست سے جو ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے اور جن کا نام سائیں خیر ہی تھا احمدیت کا نام سنا۔ سائیں مذکور سے آپ کو بہت عقیدت تھی اور اسی کے مشورہ اور ہدایت کے بعد آپ نے احمدیت کے متعلق جستجو شروع کی۔ لوگوں سے حالات سنے۔ کچھ کتابیں وغیرہ دیکھیں۔ بالآخر قادیان تشریف لے گئے اور وہاں مشرف بہ بیعت ہوئے مجھے ٹھیک یاد نہیں کہ آپ نے کس سنہ میں بیعت کی۔

جوش تبلیغ

قبول احمدیت کے بعد تبلیغ اور مناظرات وغیرہ آپ کے روزمرہ مشاغل کا اہم جزو بن گئے اور آپ ہمیشہ جو بھی آپ سے ملتا۔ اسے ضرور احمدیت کی تبلیغ کرتے۔ ایک مرتبہ جبکہ میں ابھی بچہ تھا۔ بڑے دنوں کی رخصتوں پر خانصاحب مرحوم اپنے وطن تشریف لائے اور علاقہ کے تمام علماء نے متفق ہو کر احمدیت کے متعلق آپ سے فیصلہ کن مناظرہ کرنا چاہا۔ آپ نے بخوشی اس مناظرہ کو منظور کیا اور وقت مقررہ پر تمام مسائل پر سیر حاصل بحث کی اور مسئلہ وفات مسیح کو ایسا صاف کیا کہ آپ کے والد صاحب جو قبول احمدیت کی وجہ سے آپ سے سخت ناراض تھے۔ اسی میدان میں انہی مولویوں کے سامنے اپنے خاندان کے دو اور افراد سمیت سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو گئے اور اسی وقت بیعت کے خطوط قادیان روانہ کئے گئے ان بزرگوں کے اسماء گرامی یہ تھے۔ (۱) حبیب اللہ خان (۲) رحمت خان (۳) سمندر خان۔

آپ کا عدل و انصاف اور حق پسندی

غالباً ۱۹۰۹ء یا ۱۹۱۰ء کا واقعہ ہے کہ آپ لنڈی کوتل میں اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوئے۔ اس وقت میں بھی ان کے ہمراہ تھا اس وقت پٹھانوں کے دو قبائل میں بہت سے امور میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ فیصلہ کیلئے دونوں قبائل کے سرکردہ لوگوں نے خانصاحب مرحوم کو ثالث مقرر کیا۔ جب لنڈی خانہ کے قریب چار باغ کے مقام پر آپ فیصلہ کیلئے بیٹھے تو آپ نے دونوں گروہوں کے لوگوں کو مخاطب کرکے سب سے اول انہیں یہ بتایا کہ آپ احمدی ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے مرید ہیں تاکہ بعد میں کسی کو یہ اعتراض نہ ہو کہ ایک احمدی کو کیوں ثالث بنایا گیا۔ اس لئے آپ نے تمام حقیقت شروع میں ہی واضح کر دی اس پر نواب محمد زمان خان نے جو آفریدی قبیلہ کا سردار تھا مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ خانصاحب یہ امر ہمارے نزدیک قابل اعتراض نہیں بلکہ ہم تو آزاد علاقہ کے معاملات کا فیصلہ آپ جیسے افسر سے جو سلطنت برطانیہ کا ملازم ہے کرواتے ہیں تو یہ سب اس لئے ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ آپ کسی کی حق تلفی نہ کریں گے اور ہمیشہ صحیح فیصلہ دیں گے۔

اختتام جرگہ پر خان بہادر میر اکبر خان شنواری نے آپ کے منصفانہ فیصلہ اور حق پسندی کی بہت تعریف کی اور جرگہ کے روبرو آپ کے اخلاق اور خدا پرستی اور شب و روز حلقہ احباب میں قرآن مجید کی تلاوت اور درس تدریس کے سلسلہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے تمام متعلقین کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد میر اکبر خان نے دونوں قبیلوں کے روبرو اپنے احمدی ہونے کا اعلان کیا اور قلعہ لنڈی کوتل پہنچکر بیعت کا خط تحریر کر دیا۔

ایک مولوی صاحب کا فرار

غالباً ۱۹۱۱ء میں آپ ملاکنڈ میں قائم مقام پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوئے خاکسار بھی ان کے ہمراہ تھا۔ اس وقت ملاکنڈ ایجنسی میں تین ای سی ملے سی مقرر تھے۔ ان افسروں سے اکثر خانصاحب مرحوم کی احمدیت کے متعلق گفتگو رہتی تھی۔ چنانچہ ایک روز باقاعدہ بحث کی ٹھن گئی اور ایک ای۔ اے۔ سی نے اسی وقت تار دے کر ہندوستان سے ایک مولوی عبدالجلیل نام کو بلوایا۔ وقت مقررہ پر شام کا کھانا کھانے کے بعد سلسلہ بحث شروع ہوا۔ اور بہت رات تک بحث ہوتی رہی۔ اس بحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی عبدالجلیل صاحب صبح سویرے ہی اپنے خان کو اطلاع دیئے بغیر ہی بھاگ گیا۔ اس بحث سے متاثر ہو کر دو معززین نے جو وہاں ای۔ اے سی کے عہدہ پر فائز تھے یعنی خان بہادر سعید خان اور خان بہادر خان نے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی اور اسی طرح تین کلرک جن کے نام مجھے یاد نہیں۔ سلسلہ میں شامل ہوئے۔

آپ کی تبلیغی مساعی کا اثر

ایک مرتبہ آپ کورم ایجنسی میں بطور ای۔ اے۔ سی مقرر ہوئے۔ وہاں شیعہ علماء کا بہت زور تھا اور حسب سابق احمدیت کے متعلق شیعوں سے سلسلہ بحث جاری ہو گیا۔ بڑے بڑے مباحثے ہوئے اور بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے ذیلدار جو شیعہ خیال کے تھے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اور اسی طرح آپ کے دو کلرک جو کاکا خیل قوم سے تعلق رکھتے تھے اور ایک گرد اور مسمی سردار خان نے بھی احمدیت قبول کی۔ ان شیعہ سرداروں کے احمدی ہو جانے سے کل کورم ایجنسی میں طوفان برپا ہو گیا اور بہت شور و شر پیدا ہوا۔ اور خان محمد عجب خان کی سخت مخالفت شروع ہو گئی۔ وہاں کے لوگوں کا ایک جرگہ پولیٹیکل ایجنٹ ٹل صاحب کے پاس پہنچا جس میں خانصاحب مرحوم کے رویہ کے خلاف سخت احتجاج کیا گیا اور کہا گیا کہ اگر خانصاحب مذکور اس علاقہ میں کچھ عرصہ اور رہے تو ہماری مستورات کو بھی بیدین بنا دیں گے۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو وہاں سے تبدیل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع پاکر ریونیو کمشنر نے آپ کو بذریعہ تار پشاور بلایا اور دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ آپ نے ریونیو کمشنر کو بھی اچھی طرح احمدیت کے اصولوں سے آگاہ کیا۔

احمدیت کی جو آپ نے لگاتار خدمت کی ہے اس کا ایک ثبوت ضلع ہزارہ کی احمدیہ جماعت ہے جس کے اکثر افراد آپ کی کوششوں سے سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے۔

یتیم پروری

آپ کی طبیعت میں یتیموں کے لئے بہت ہمدردی تھی۔ جہاں کہیں بھی آپ رہے ہیں۔ دو چار یتیم بچے ہمیشہ آپ کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے ہیں اور آپ ہمیشہ ان سے عمدہ سلوک کرتے رہے ہیں۔

قرآن مجید سے عشق

قرآن مجید سے آپ کو بے حد عشق تھا۔ نماز تہجد کے بعد آپ فرصت کے وقت میں قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ اکثر خاندان کے سب افراد کو بچوں بوڑھوں سمیت جمع کرکے قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے اور تاکید فرمایا کرتے تھے کہ صبح کی چائے ان کے ساتھ پیکی کا قرآن مجید کی تلاوت کا ناغہ نہ ہو۔

جود و سخا

آپ کے اخلاق میں سخاوت ایک نمایاں خلق تھا۔ آپ سفید پوش مسکینوں کی خاص توجہ سے خبرگیری کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ ہر پاکر ہفتہ میں ایک مرتبہ کھانا اور مہینہ دو مہینہ بعد کپڑوں کے جوڑے نامعلوم صورت میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ جب بھی کوئی مولوی تبادلہ خیالات یا بحث کے لئے آپ کے پاس آتا۔ تو آپ بڑے اخلاق سے اس سے پیش آتے اور روانگی کے وقت ضرور کچھ روپیہ بھی اس کی ضروریات کیلئے اسے دیتے۔

اتباع شریعت کا جوش

نیک کام میں ہمیشہ سبقت فرمایا کرتے تھے اور شریعت کی پابندی کو بہت ضروری سمجھتے تھے۔ علماء علاقہ اور خوانین سے اکثر آپ قانون شریعت کے متعلق گفتگو فرمایا کرتے تھے اور انہیں شریعت پر عمل کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ موجودہ شریعت بل جو حکومت صوبہ سرحد نے پاس کیا ہے اس کے قانون کی شکل نافذ ہونے میں بھی خان عجب خان صاحب مرحوم کی کوششوں کو بہت دخل تھا اور آپ کے مشورہ اور قیمتی رائے سے اس معاملہ میں بہت فائدہ اٹھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے

آریہ اور ہندو دنیا پر ایک نظر

(از محمد انعام الحق ہوشیارپوری)

اغراض پرستی ایک انسانیت کش اخلاقی مرض ہے جس سے دیگر بے شمار اخلاقی عوارض بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اغراض پسند اشخاص ہوا نوام ہر وقت اپنا فائدہ ہو کھتی ہیں حق و انصاف، صداقت و خلوص ان کے نزدیک بے معنی الفاظ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ جائز و ناجائز کا امتیاز ان کے خیال میں غیر ضروری ہوتا ہے۔ اپنے مفاد کی خاطر ہر ایک فعل خواہ وہ ضابطہ اخلاق کے کس قدر ہی خلاف کیوں نہ ہو۔ یہ لوگ پوری دیدہ دلیری سے کر گزرتے ہیں۔

اگر ہندوستان کے آٹھ نو کروڑ اچھوتوں کے مصائب کی حقیقی وجہ تلاش کی جائے۔ تو معلوم ہو گا کہ وہ ہندوؤں کی اغراض پرستی ہے۔ آریہ ہندوؤں کے آباؤ اجداد وسط ایشیا سے ہندوستان آئے اور غریب اچھوتوں کو جو ہندوستان کے مالک و حکمران تھے۔ اس طرح تباہ و ذلیل کیا۔ کہ تاریخ اس کی کوئی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ ہندو قوم ہزاروں سالوں سے اچھوتوں سے نہایت ظالمانہ سلوک کر رہی ہے لیکن زبانی ان کو بھائی اور ہندو جاتی کا انگ (حصہ) کہا جاتا ہے۔ اس طرح آٹھ نو کروڑ انسانوں کے حقوق کو پوری دیدہ دلیری سے غصب کیا جا رہا ہے جب سے اچھوتوں میں ذرا بیداری پیدا ہوئی ہے۔ ہندوؤں میں زبردست بے چینی و تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ان کی طرف سے اچھوتوں کو طرح طرح کے فریب دئے جا رہے ہیں۔ انہیں خیالی خطروں سے ڈرایا اور دھمکایا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ محض اس لئے ہو رہا ہے کہ اچھوتوں کے علیحدہ ہو جانے کے بعد ہندو ان کے حقوق غصب نہیں کر سکیں گے۔

مہاشہ کرشن نے اخبار "پرکاش" کی ۱۹ جنوری کی اشاعت میں "خطرہ" کے عنوان سے مقالہ افتتاحیہ رقم فرمایا ہے جس میں ڈاکٹر امبیدکر کے تبدیلی مذہب کے اعلان اور اچھوتوں کی موجودہ بیداری پر اپنے مخصوص انداز میں رائے زنی کی ہے۔ مہاشہ جی کو یہ تو یقین ہے۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر ہندو دھرم کے جوئے کو ضرور اتار پھینکیں گے۔ چنانچہ شروع ہی میں ارشاد ہوتا ہے۔

"آریہ جاتی کو ایک بھاری خطرہ درپیش ہے۔ ڈاکٹر امبیدکر نے آریہ دھرم کو تیاگ دینے کی جو دھمکی دی ہے وہ کوری نہیں حقیقی ہے۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کے دھرم کو ترک کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ پچھلے دنوں اچھوت جاتی کے دو لیڈر (مہندر مہاسکھ) پونا سے لوٹتے ہوئے بمبئی میں ٹھہرے۔ اور ڈاکٹر صاحب سے ملے۔ ان کا بیان ہے۔ وہ ہندو دھرم کو چھوڑ کر رہیں گے۔ وہ اپنے تئیں عیسائی ثانی سمجھتے ہیں جو اچھوت جاتی کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے آئے ہیں۔"

ڈاکٹر امبیدکر کے عزم کو مہاشہ جی نے آریہ جاتی کے لئے ایک بھاری خطرہ قرار دیا ہے۔ اور فی الحقیقت وہ عظیم الشان خطرہ ہے۔ کیونکہ اچھوتوں کی علیحدگی کے بعد ہندوؤں کی اکثریت کو ناقابل تلافی ضعف پہنچے گا۔ یہی فکر ہندو لیڈروں کو پریشان کئے ہوئے ہے۔ لیکن مہاشہ جی اپنی خود غرضی کو بناوٹی ہمدردی کے نقاب میں چھپاتے ہوئے اچھوتوں کو اپدیش دیتے ہیں:۔

"اس میں شک نہیں۔ کہ خطرہ حقیقی ہے لیکن تو کسی کے سان گمان میں نہیں آ سکتا کہ سب کے سب اچھوت ڈاکٹر امبیدکر کے ساتھ چلے جائیں گے۔ لیکن اگر چلے بھی جائیں تو وہ ہندوؤں کی اکثریت کو بھاری ضعف پہنچا سکتے ہیں۔ . . . . لیکن مجھے یہ خطرہ ضرور ہے۔ کہ جو جائیں گے۔ وہ خوار ہوں گے۔ . . . . کسی کا دھرم بگاڑ دینا آسان ہے لیکن اسے جذب کرنا مشکل ہے۔ مان لو کہ اچھوت عیسائی ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد انہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی سماجک حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اب بھی وہ ایسے ہی ہیں۔ جیسے کہ ہندو سوسائٹی میں تھے۔ اس صورت میں اگر وہ واپس آنے کا فیصلہ کریں۔ تو بھی عیسائیوں کا کیا بگڑا؟"

مہاشہ جی نے تبدیلی مذہب کے بعد اچھوتوں کے خوار ہونے کا اندیشہ تو اس طرح ظاہر کیا ہے۔ کہ گویا وہ ہندو دھرم کے اندر نہایت معزز و مطمئن ہیں۔ عیسائیت کے اندر اچھوتوں کی جو حالت ہو گی۔ اس کے متعلق مہاشہ جی شوق سے جس قدر چاہے اندیشہ کریں لیکن انہیں اطمینان رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اچھوت خوار ہوں گے نہ انہیں ہندو دھرم میں واپس آنے کی ضرورت محسوس ہو گی۔ اس لئے ہم متعدد مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ کہ اچھوتوں کے ہر ایک بہی خواہ کو انہیں قبول اسلام کا مشورہ دینا چاہیئے اور اس بارہ میں ان کی عملی امداد کرنی چاہیئے۔

یہ خیالی خطرہ اچھوتوں کے سامنے بیان کرنے کے بعد مہاشہ جی ان کو ایک اور تلقین فرماتے ہیں کہ:۔

"وہ (اچھوت) ہندو مذہب چھوڑتے ہی کیوں ہیں؟ ان کی تعداد تھوڑی نہیں۔ چار کروڑ کی تعداد جو بھی چاہے کر سکتی ہے وہ اپنی علیحدہ سوسائٹی بنا لے۔ ہندو رہتے ہوئے بھی وہ ان ہندوؤں سے الگ تھلگ رہ سکتی ہے۔ جو اس سے اچھی طرح پیش نہ آئیں۔ ہندو سوسائٹی میں رہتے ہوئے یا اپنی علیحدہ علیحدہ ہستی قائم رکھ سکتی ہے۔ یہ کونسی دانائی ہے کہ اپنے بسے ہوئے گھر کو اجاڑ کر دوسرے کی اجڑی بستی کو آباد کیا جائے؟"

مہاشہ جی کا سوال ہے کہ اچھوت ہندو مذہب چھوڑتے ہی کیوں ہیں؟ لیکن ہم ان سے سوال کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہندو رہیں ہی کیوں؟ جس مذہب کے اندر انہیں جانوروں سے بھی زیادہ ناپاک سمجھا جاتا ہو۔ جہاں ان کے سایہ تک سے بھی پرہیز کی جاتی ہو جس سوسائٹی کے اندر انہیں کتوں سے بھی زیادہ ذلیل قرار دیا گیا ہو۔ وہ وہاں کیوں رہیں۔ اور کس وجہ سے ایسے مذہب اور ایسی سوسائٹی کو "اپنا گھر" سمجھیں؟ ہم جانتے ہیں۔ کہ مہاشہ جی یا ان کا اور کوئی ہم مشرب اس سوال کا جواب ہرگز نہیں دے سکتا۔

ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان کے بعد متعدد مذاہب کے نمائندوں نے انہیں اپنے اپنے مذاہب کی دعوت دی۔ یہ بات مہاشہ جی کو سخت ناپسند ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"ایک طرف تو اچھوت ہندو سوسائٹی سے اس لئے الگ ہونا چاہتے ہیں۔ کہ انہیں نیچ سمجھا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف جو دھمکی دے کر وہ نہ صرف ہندوؤں کے بلکہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے بھاگ کے ودھاتا بھی بن گئے ہیں، ڈاکٹر امبیدکر نے ہندو دھرم کو چھوڑنے کی دھمکی کیا دی ساری دنیا ان کے قدموں پر آ پڑی۔ ہر ایک مذہبی سوسائٹی ان کے پاس ڈیپوٹیشن لئے جا رہی ہے۔ . . . . اس سے اچھوتوں کے دماغ بگڑ رہے ہیں چنانچہ ان کے ایک لیڈر نے یہاں تک کہا ہے۔ کہ ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔"

بے شک اچھوتوں کے دماغ بگڑ رہے ہیں۔ کیونکہ ان میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے۔ کہ ہم بھی مہاشہ کرشن کی قوم کے افراد کی طرح انسان ہیں اور ہمیں ہندو دھرم کے اندر رہ کر جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل و ناخوار زندگی بسر نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس جوئے کو اپنی گردن سے اتار کر خود مختار انسانوں کی طرح جینا چاہیئے۔

منوسمرتی میں اچھوتوں کے متعلق نہایت ظالمانہ اور انسانیت سوز احکام موجود ہیں۔ اور اچھوتوں کے مصائب کی سب سے بڑی وجہ یہی کتاب ہے۔ اس لئے متعدد مقامات پر اچھوتوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ اچھوتوں کی اس گستاخی پر مہاشہ جی مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار ناراضگی فرماتے ہیں:۔

"اس سے بڑھ کر خطرہ یہ ہے۔ کہ اچھوتوں کی منوورتی نہایت بگڑ رہی ہے وہ ایک ایک بات پر دھمکی دینے کے عادی ہو گئے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کی ایک دھمکی یہ ہے۔ کہ منوسمرتی کو یا تو نیست و نابود کر دیا جائے یا اس میں سے وہ شلوک نکال دئے جائیں۔ جو شودروں کے متعلق ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے۔ تو ہم ہندو سوسائٹی سے الگ ہو سکتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ تم لوگ یہ کیوں مانتے ہو۔ کہ منوسمرتی میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ تمہارے متعلق ہے تم اپنے تئیں شودر کیوں مانتے ہو؟ اگر اس پر تسلی نہیں ہوتی تو وہ منوسمرتی کا ایک نشودھت سنسکرن چھپوا لیں۔ جس میں سے وہ تمام شلوک نکال دیں جن پر انہیں اعتراض ہے۔ . . . (اس سے) زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ . . منوسمرتی کے دو ایڈیشن ہو جائیں گے۔ ایک ہمارے لئے دوسرا اچھوتوں کے لئے۔"

ان سطور میں مہاشہ جی نے چالاکی اور ہوشیاری کے کمالات کا خوب مظاہرہ کیا ہے۔ لیکن گزارش یہ ہے۔ کہ اچھوت منوسمرتی کا اپنے لئے خاص ایڈیشن چھپوانے کی دردسری کیوں مول لیں۔ اس کتاب اور ہندو دھرم کو ترک ہی کیوں نہ کر دیں۔ آخر اس میں ان کے لئے وہ کونسی نعمتیں اور برکتیں پوشیدہ ہیں جن سے وہ محروم ہو جائیں گے؟ دوسری گزارش یہ ہے۔ کہ منوسمرتی کے قابل اعتراض شلوک شودروں کے متعلق نہیں تو کن کے متعلق ہیں؟ اور اگر اچھوت شودر نہیں ہیں تو اور کون لوگ ہیں۔ کیا آریہ سماجیوں اور مہاشہ جی کو اس کا مصداق سمجھا جاتے!

مندرجہ بالا مشورہ بتلانے کے بعد مہاشہ جی نے اچھوتوں کو ایک ڈانٹ بھی بتلائی ہے کہ

"اگر ہر ایک چھوٹے موٹے اختلاف پر اچھوتوں کی طرف

باقی صفحہ ۸ کالم ۳

مکتوب بنام جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

(از حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ)

بخدمت آنریری جنرل سکرٹری صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ڈاکٹر سر محمد اقبال پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام نے انجمن کی صدارت سے اپنے استعفا کے واپس لینے کو بعض شرائط سے مشروط کیا ہے جن میں سے ایک شرط حسب ذیل ہے :-

"چونکہ انجمن کا مفاد اس امر کا مقتضی ہے کہ انجمن عام مسلمانوں کے خیالات کے ساتھ ساتھ رہے اس لئے انجمن کے لیئے لازم ہے کہ احمدیت کے متعلق انجمن کی جو بھی پالسی ہو غیر مشتبہ ہو اور عوام کو انجمن کے متعلق بدگمانی کا موقعہ نہ ملے"

چونکہ اس سے پیشتر ڈاکٹر صاحب موصوف یہ بھی اعلان کر چکے ہیں کہ ان کے نزدیک احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں بلکہ حکومت سے بھی استدعا کر چکے ہیں کہ وہ احمدیوں کو مسلمانوں کے زمرہ سے خارج کر کے الگ اقلیت قرار دے۔ اس لیئے اُن کے الفاظ مذکورہ بالا کا مفہوم بھی سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ انجمن حمایت اسلام کے اراکین سے احمدیوں کو خارج کیا جائے اور اُن کے اسی قسم کے الفاظ اخبارات میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ چنانچہ مجاہد ۱۱۔ جنوری ۱۹۳۶ء میں ان کی طرف حسب ذیل الفاظ منسوب کئے گئے ہیں :-

"انجمن حمایت اسلام کو مرزائیوں کے متعلق اپنے مسلک کو واضح اور صاف طور پر مسلمانوں کے سامنے رکھنا چاہیئے کیا وہ مرزائیوں کو مسلمان سمجھ کر اپنے حلقہ اراکین میں شامل رکھنا چاہتی ہے یا ان کو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد سمجھ کر انجمن حمایت اسلام کی رکنیت سے ان کو الگ کر دینے کے واسطے تیار ہے"

بہرحال چونکہ ڈاکٹر صاحب موصوف خود احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے چکے ہیں اس لیئے ان کے مطالبہ کا اور کوئی مفہوم سوائے اس کے نہیں لیا جا سکتا کہ وہ صدارت پر اسی صورت میں رہنا پسند کریں گے کہ انجمن احمدیوں کو کافر قرار دینے میں اور انہیں رکنیت سے خارج کرنے میں اُن کے ساتھ متفق ہو۔ اس لیئے بوجوہات ذیل ملتمس ہوں کہ میری اس تحریر کو بھی جنرل کونسل میں پیش کر کے ممنون فرمایا جائے:-

ا۔ جماعت احمدیہ کے اس وقت دو فریق ہیں جن میں سے ایک کا ہیڈ کوارٹر قادیان ہے اور دوسرے کا لاہور۔ موخرالذکر فریق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام سے موسوم ہے۔

ب۔ اس وقت انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل یا اس کی کسی سب کمیٹی پر فریق قادیان کا کوئی آدمی نہیں البتہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھنے والے ممبران جنرل کونسل میں یا اس کی کسی سب کمیٹی پر ہیں۔

ج۔ پس سر محمد اقبال کے مطالبہ میں جن احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ کر انجمن کی رکنیت سے ان کو خارج کرنے کا مطالبہ ہے اس سے مراد بھی ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہیں اور فریق قادیان کا بظاہر اس مطالبہ سے کوئی تعلق نہیں۔

د۔ بحیثیت پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ اس مسئلے پر بحث کے وقت کہ آیا فی الواقع ممبران احمدیہ انجمن اشاعت لاہور مسلمان ہیں یا اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کر چکے ہیں اپنے دلائل کو پیش کروں۔

اسی بنا پر میری یہ درخواست ہے کہ ذیل کی وجوہات پر صاحب صدر کے مطالبہ کو رد کیا جائے۔

۱۔ انجمن حمایت اسلام کے قائم ہونے کے چار پانچ سال بعد جماعت احمدیہ بھی قائم ہو گئی اور آج تک احمدی ہر رنگ میں اس کے نظم ونسق میں حصہ لیتے رہے اور ان خدمات اسلامی میں شامل رہے ہیں جو یہ انجمن کرتی رہی اراکین انجمن میں بھی شامل رہے اس کے سالانہ جلسوں پر لکچراروں اور مقرروں میں بھی شامل رہے اس کے کارکنوں اور ملازمین میں بھی شامل رہے اس کی مالی اور ہر قسم کی دوسری خدمات میں بھی شامل رہے۔

۲۔ پس انجمن حمایت اسلام لاہور کا پینتالیس سال کا عمل اس بات پر گواہ ہے کہ اُس نے احمدیوں کو اپنے اس قاعدہ کے ماتحت کہ :-

"ہر مسلمان (مرد ہو یا عورت) بلا امتیاز فرقہ تحریری یا زبانی درخواست پر انجمن کا ممبر ہو سکتا ہے"

اسلام کا ایک فرقہ قرار دیا۔ اور ایک دو سال سے نہیں بلکہ پینتالیس سال سے برابر انجمن حمایت اسلام کی احمدیت کے متعلق پالیسی اس کے عمل کے غیر مشتبہ اور واضح الفاظ میں لکھی چلی آ رہی ہے کہ احمدی اسلام کا ایک فرقہ ہیں۔

۳۔ احمدی خود بھی اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ ہی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ بانی احمدیت نے اپنی جماعت کا نام احمدی رکھتے وقت صاف اور غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کیا :-

"اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لیئے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لیئے پسند کرتے ہیں وہ نام مسلمان فرقہ احمدیہ ہے ..... اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لیئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم"

(ضمیمہ تریاق القلوب صفحہ ۲)

۴۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اپنے عقائد کو بار بار شائع کر چکی ہے۔ چنانچہ میں ان شائع شدہ عقائد کی ایک کاپی اس کے ساتھ شامل کرتا ہوں۔ جس سے امور ذیل واضح ہوتے ہیں :-

اوّل۔ ہم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے قائل ہیں۔

دوم۔ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آئے گا۔ نہ پرانا۔ مجدد آئیں گے۔

سوم۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف کی کوئی آیت کوئی حرف منسوخ نہیں۔ نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔

چہارم۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں۔

۵۔ انجمن حمایت اسلام لاہور سے بہت زیادہ وسیع آرگنائزیشن مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ کا ہے جو تمام ہندوستان کے مسلمانوں پر مشتمل ہیں اور دونوں نظاموں میں احمدیوں کی شمولیت پر کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا اور اب تک احمدی ایک فرقہ اسلام ہونے کی حیثیت سے وہاں شامل ہیں۔ سر محمد اقبال بھی مسلم کانفرنس کے صدر رہ چکے ہیں اور وہاں انہوں نے کبھی یہ اعتراض نہیں کیا۔ پس انجمن حمایت اسلام کی صدارت کے لیئے احمدیوں کی شمولیت روک نہیں ہو سکتی۔

۶۔ انجمن کی اپنی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ہماری جماعت کے کسی آدمی نے کبھی انجمن حمایت اسلام کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا۔ بلکہ مالی اور دوسری قربانیوں میں کسی دوسرے اسلامی فرقہ سے پیچھے نہیں رہے۔ اگر ضرورت ہو تو میں اس بات کا ثبوت دے سکتا ہوں کہ احمدیوں کی طرف سے ہزارہا روپے انجمن حمایت اسلام کے خزانے میں جا چکے ہیں۔

۷۔ سر محمد اقبال کا یہ مطالبہ کہ انجمن حمایت اسلام عام مسلمانوں کے خیالات کے ساتھ ساتھ رہ کر احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اپنی رکنیت سے الگ کر دے علاوہ اس کے کہ انجمن کے اپنے پینتالیس سالہ عمل کے خلاف ہے اور ہمارے ادعا اور معتقدات کی رو سے اور ہمارے طرز عمل سے باطل ٹھیرتا ہے۔ بوجوہات ذیل ویسے بھی ناقابل عمل ہے۔

ا۔ عام مسلمانوں کے خیالات کو معلوم کرنے کا انجمن کونسا ذریعہ اختیار کرے گی۔ صحیح ذریعہ تو صرف ایک ہی ہو سکتا ہے کہ ہر معاملہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کی رائے شماری کی جائے مگر یہ انجمن کے لیئے ناممکن العمل ہے۔

ب۔ اگر یہ کہا جائے کہ اسلامی اخبارات سے مسلمانوں کے خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے تو خود اس معاملہ میں کہ آیا احمدی مسلمان ہیں یا کافر۔ اور دوسرے مسلمانوں کو قومی اداروں میں انہیں شامل رکھنا چاہیئے یا نہ۔ لاہور کے روزناموں میں سے نصف ایک طرف ہیں نصف دوسری طرف۔ انجمن کس طرح فیصلہ کرے گی کہ کن اخباروں کی رائے مسلمانوں کے خیالات کا آئینہ ہے اور کن کی نہیں اور ہندوستان بھر کی اسلامی اخبارات کو لیا جائے تو اخبارات سے اندازہ لگانا عقدہ لاینحل ہو جائے گا۔

ج۔ اگر یہ کہا جائے کہ اخبارات نہیں بلکہ علماء کے فتووں پر اس بات کا فیصلہ ہوگا تو پھر بھی کئی سوال ہیں :-

اوّل۔ اس سے پیشتر جن جن بزرگان دین پر اپنے اپنے وقت کے علماء نے کفر کے فتوے دیئے کیا وہ بھی درست تسلیم کیے جائیں گے یا یہ خصوصیت تیرھویں صدی کے علماء کو ہی حاصل ہوگی کہ ان کے کفر کے فتوے مسلمانوں کے مذہب کی بنیاد قرار پائیں۔

دوم۔ مجھے اجازت دی جائے کہ سنیوں اور شیعوں اور خارجیوں اور حنفیوں اور دیوبندیوں اور بریلویوں اور اہلحدیث نے جو ایک دوسرے پر کفر کے فتوے دیئے ہیں ان ...

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۲)

بقیہ صفحہ ۶

سے دشمنی ملنے لگی تو کہاں تک کام چلے گا؟ معقول شکایات تو دور کی جاسکتی ہیں اور کی جانی چاہئیں۔ لیکن خیالی شکایات کا کیا علاج؟ سوسائٹی میں رہتے ہوئے۔ ہر روز اختلافات ہوتے رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی سورن ہندو کسی اچھوت پر ظلم کرلے اسے نظیر بنا کر اگر اچھوت ہندو دھرم سے ہی نفرت کرنے لگیں تو انہیں معقول کون کہے گا۔ . . . اچھوتوں کو چاہیئے کہ وہ دوسرے ہندوؤں کے لئے ہوّا نہ بنیں۔ صدیوں سے وہ مظلوم چلے آرہے ہیں۔ اب ظالم بن کر دکھلانے کی کوشش نہ کریں۔

واقعی مہاشہ جی کی دیدہ دلیری حیرت انگیز ہے۔ ہندو۔ اچھوتوں پر ہزاروں سالوں سے مسلسل ہولناک مظالم کر رہے ہیں اور اچھوت انہیں نہایت صبر و خاموشی سے برداشت کرتے چلے آتے ہیں اب وہ صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ انہیں جانوروں کی بجائے انسان سمجھا جائے اور انسانی حقوق دئے جائیں۔ لیکن مہاشہ جی کے خیال میں اچھوتوں کی شکایات بھی خیالی اور غیر معقول ہیں۔ اور ان کے مطالبات بھی فضول اور لایعنی۔ مہاشہ جی یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ اچھوت صدیوں سے مظلوم چلے آرہے ہیں۔ انہیں آواز بلند کرنے سے روکتے ہیں اور ان کے جائز مطالبات کو بھی ظلم قرار دے رہے ہیں۔ ان کے الفاظ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اچھوتوں سے ہندو قوم کا برتاؤ نہایت اچھا ہے۔ کوئی اکا دکا ہندو کبھی کبھار ان پر ظلم کرتا ہے اور اچھوت اس کو نظیر بنا کر خیالی شکایات کا طومار باندھ دیتے ہیں اور غیر معقول مطالبات پیش کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

اچھوتوں کو یہ سب کچھ کہہ چکنے کے بعد مہاشہ جی نے ہندوؤں کو بھی سمجھایا ہے۔ کہ زمانہ کی ہوا کو بھی تو۔ اور مصلحت وقت یہی ہے کہ اچھوتوں پر مظالم ذرا کم کر دئے جائیں۔ اور اعلان کر دیا جائے کہ ہندو دھرم میں اچھوت و غیر اچھوت کا کوئی امتیاز نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے :-

"اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ کل سے برہمنوں اور اچھوتوں میں رشتے ناطے ہونے لگیں۔ رشتہ ناطہ کے لئے تو کئی اور لوازمات کا پورا ہونا لازمی ہے۔"

جب اچھوت ہندوؤں کے بھائی ہیں۔ ہندو دھرم کے اندر اچھوت اور غیر اچھوت کا کوئی امتیاز ہی نہیں تو پھر رشتے ناطوں کی بندش کیوں، اور اس کا ذکر میں تاخیر کی کیا وجہ ہے اور وہ کونسے لوازمات ہیں۔ جن کا پورا ہونا لازمی ہے؟

بقیہ صفحہ ۷

ہی سر سید احمد خاں مرحوم اور ان کے پیروؤں پر جو کفر کے فتوے دیئے گئے ہیں جن کے رو سے ایک بھی مسلمان روئے زمین پر باقی نہیں رہتا وہ انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کے سامنے پیش کر دوں تاکہ احمدیوں کے اخراج کے ساتھ باقی ممبران کو بھی جنرل کونسل سے نکالنے کے سوال پر غور ہوسکے۔

سوم۔ جس صورت میں ہندوستان کے چوٹی کے عالم ایسے بھی ہیں کہ وہ احمدیوں پر کفر کا فتوے نہیں دیتے جیسے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد اور خود اس شہر لاہور میں مولانا غلام مرشد اور ایسے ہی کئی ایک اور علماء بھی ہیں تو ان کے فتوے کیا قابل قبول نہیں بلکہ فقہ کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ اختلاف کی صورت میں تکفیر نہیں کی جائے گی۔

بالآخر میری یہ التماس ہے کہ اگر انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل صرف اس خوف سے کہ اس نے احمدیوں کو نکالنے کی کوئی کارروائی نہ کی تو اس کے جلسہ سالانہ میں بعض آدمیوں کی طرف سے فساد ڈالا جانے کا خطرہ ہے صاحب صدر کے مطالبہ کو منظور کرنا چاہتی ہے یا آئندہ کے لئے حکمت عملی سے ہی احمدیوں کو الگ کر دینا چاہتی ہے تو "عام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ رہنے کی" پالیسی یہیں تک ختم نہ ہو جائے گی بلکہ جب تک "مجاہد" اور "احسان" کو یا جماعت احرار کو انجمن حمایت اسلام پر کلی اختیارات نہ دے دئے جائیں گے اور جسے وہ نکالنے کو کہیں اسے نکال نہ دیا جائے اس وقت تک انجمن ایسے فسادات کے خطرہ سے بچ نہیں سکتی۔ ممبران جنرل کونسل سے اور صاحب صدر سے میری یہ درخواست ہے کہ اس خیال کو کہ چند آدمیوں کے شور و شر سے انجمن کو نقصان پہنچ سکتا ہے دل سے نکال دیں۔ دنیا میں کوئی مفید ادارہ نہیں جس کی کچھ لوگ مخالفت کرنے والے نہ ہوں۔ پندرہ سال ہوئے جب عدم تعاون کی تحریک زوروں پر تھی انجمن نے نہایت دانشمندی سے اس وقت کے "عام مسلمانوں" کے ساتھ ساتھ رہنا ضروری نہ سمجھا مخالفت کی برداشت کی اور قوم کے سفینہ کو بچا لیا۔ انجمن کے اراکین پر خدا اور اس کی مخلوق دونوں کی طرف سے اہم ذمہ داری ہے۔ اگر اس وقت محض شورش ڈالنے والوں کے خوف سے ان کی ہاں میں ہاں ملا دی گئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ فساد پیدا کرنے والوں کے حوصلے بڑھ جائیں گے۔ مخالفت کا مقابلہ کرنے سے کام کرنے والوں کے اندر ایک ایسی قوت پیدا ہوتی ہے کہ چھوٹی سی جماعت بھی وہ کام کر سکتی ہے جو ایک کثیر جماعت سے نہیں ہو سکتا۔ پس صحیح اصول کے سامنے چند آدمیوں کی مخالفت کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔

والسلام

خاکسار محمد علی
پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احمدیہ بلڈنگس لاہور
۲۰-جنوری ۱۹۳۶ء

آنجہانی ملک معظم کا انتقالِ پُرملال

بادشاہ فوت ہوگئے۔ زندہ باد بادشاہ

——— لندن ۲۱ جنوری۔ شاہ جارج آنجہانی جو گذشتہ چند روز سے شدید علیل تھے۔ گزشتہ رات گیارہ بجکر ۵۵ منٹ پر قصر سینڈرنگھم میں انتقال فرما گئے۔ انتقال سے قبل کئی گھنٹہ تک آپ پر بیہوشی کی حالت طاری رہی۔

——— لندن ۲۱ جنوری شاہ جارج آنجہانی کے انتقال کے فوراً بعد شہزادہ ویلز نے شاہ ایڈورڈ ہشتم کے نام سے عنان حکومت سنبھالی موصوف ابھی بالکل نوعمر معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہے۔ شاہ آنجہانی نے اپنی موت سے صرف بارہ گھنٹے پیشتر بیماری کے باعث اپنے اختیاراتِ حکومت ملکہ اور شہزادوں کو تفویض کئے تھے۔ یہ تمام اختیارات اب نئے بادشاہ کو منتقل ہوگئے ہیں۔ پریوی کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کیا گیا ہے۔ جو اغلباً قصر سینٹ جیمز میں منعقد ہوگا۔

شاہ کی موت کے بعد آئینی کارروائی

لندن ۲۱ جنوری پرانی روایات اور دستور مطابق آج لندن کے رائل ایکسچینج کی سیڑھیوں پر سے نئے بادشاہ کے متعلق اس تاریخی فقرے کے ساتھ اعلان کیا گیا "بادشاہ مر گیا بادشاہ زندہ باد" شاہ کی موت کے بعد آئینی کارروائی اس طرح عمل میں لائی جاتی ہے۔ کہ ڈاکٹر موت کی تصدیق کرتے ہیں جس کے بعد ہوم سیکرٹری کو سرکاری طور پر اطلاع دی جاتی ہے۔ ہوم سیکرٹری ذاتی طور پر لاش کا معائنہ کرنے کے بعد موت کی تصدیق کرتا ہے۔ ازاں بعد کونسل آف ریجنسی کے دیگر ارکان کی معیت میں شہزادہ ویلز کو تخت پیش کرتا ہے۔ شہزادہ ویلز تخت قبول کرتے ہیں اور رسم تاج پوشی تک قانون کے مطابق بادشاہ بن جاتے ہیں۔ نئے بادشاہ نے اپنی بادشاہت کے پہلے تین گھنٹے آئندہ لائحہ عمل پر غور کرنے کے لئے ڈیوک آف یارک اور لارڈ وگرام کی معیت میں گزارے اور ذاتی رنج و غم کو بالائے طاق رکھ کر امور سلطنت کی ادائیگی میں منہمک ہوگئے۔ بادشاہ ڈیوک آف یارک کی معیت میں نارفوک سے بذریعہ ہوائی جہاز لندن جا رہے ہیں۔

پارلیمنٹ کا اجلاس

لندن ۲۱ جنوری بادشاہ کی موت کے باعث پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا اجلاس ازبس ضروری ہوگیا ہے۔ اس لئے آج شام کے چھ بجے پارلیمنٹ کے ایوان عام اور ایوان امراء کا اجلاس منعقد ہوگا ہوم سیکرٹری ایوان کو موت کی خبر سنائے گا جس کے بعد ایوان عام کا اجلاس ملتوی ہو جائیگا۔ اور پھر دوسرے ہفتے میں نئے بادشاہ کا حلف وفاداری لینے کے لئے اجلاس منعقد ہوگا۔ نئے بادشاہ نے اعلان کیا ہے کہ شاہ آنجہانی کا نو ماہ تک ماتم منایا جائے۔ اور ۲۱ جولائی سے نصف ماتم کی صورت اختیار کی جائے۔

مجلس اقوام میں شاہ آنجہانی کا ماتم

جنیوا ۔ ۲۱ جنوری مجلس اقوام کے اجلاس میں آج صرف ارکان مجلس نے شاہ انگلستان کی وفات پر اظہار خیالات او آنجہانی کو خراج تحسین ادا کیا علاوہ ازیں انگلستان کے شاہی خاندان سے اظہارِ ہمدردی کیا گیا۔ اس کے بعد اجلاس ملتوی ہوگیا

ملک معظم کی وفات کی کیفیت

۲۰ اور ۲۱ جنوری کی درمیانی شب کو نو بجکر ۲۵ منٹ پر ڈاکٹروں نے بلیٹین شائع کیا۔ کہ اب شاہ کی زندگی کی کوئی امید نہیں اس وقت سارڈنگھم ہاؤس میں خاموشی طاری ہوگئی۔ ملکہ، شہزادہ ویلز، ڈیوک آف یارک اور خاندان شاہی کے دوسرے متعدد اراکین شاہ کی خوابگاہ والے کمرے میں جمع ہوگئے۔ گیارہ بجکر ۵۵ منٹ پر انتقال ہوگیا۔ بادشاہ کی موت نہایت پرسکون تھی۔ نزع میں انہیں تکلیف نہیں ہوئی۔ وزیر اعظم اور شاہی خاندان کے دیگر افراد کو جو دوسرے مقامات پر تھے۔ بذریعہ ٹیلیفون مطلع کیا گیا۔ سارے علاقے میں یہ خبر جنگل کی آگ کی سرعت سے پھیل گئی مرد اور عورتیں قصر شاہی کی جانب دوڑے۔ عورتیں رو رہی تھیں اور مرد برہنہ سر تھے۔ جس وقت بادشاہ نے آخری سانس لیا۔ ملکہ نے اپنے فرزند یعنی نئے بادشاہ کی طرف رخ کیا۔ اور روتی ہوئی ان سے بغل گیر ہوگئیں۔ سب نے آخری بار فوت شدہ بادشاہ کے چہرے کو دیکھا اور سر جھکاتے آہستہ آہستہ کمرے سے باہر چلے گئے۔ شاہی خاندان کے جو افراد اس وقت موجود نہ تھے۔ انہیں ملکہ نے خود ٹیلیفون کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ موت سے کچھ دیر پہلے بادشاہ پر بے ہوشی کی حالت طاری ہوگئی تھی۔

لندن میں وفات کی خبر

لندن میں عیش و نشاط کی شبینہ محفلیں شاہ کی موت کی خبر سنتے ہی منتشر ہوگئیں۔ ایک بجے تک شہر کے سارے مغربی حصہ میں سناٹا ہوگیا۔ شاہ کی موت کا اعلان ہوتے ہی لندن میں لوگ قصر بکنگھم کے سامنے جمع ہوگئے۔ صبح آٹھ بجے تک قصر کے سامنے برہنہ سر لوگوں کا عظیم الشان اجتماع ہوگیا۔ پارلیمنٹ پر یونین جیک سرنگوں کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی سینٹ پال کے گرجے کے گھنٹے نے ماتم کا اعلان شروع کر دیا جو کامل دو گھنٹے تک جاری رہا۔

کابل میں شاہ آنجہانی کا ماتم

کابل ۲۱ جنوری ملک معظم کی وفات کی وجہ سے آج صبح تمام جھنڈے سرنگوں کر دیئے گئے سردار محمد ہاشم خان وزیر اعظم اور سردار شاہ محمود خاں وزیر حربیہ نے دوسرے وزراء دولت کی معیت میں برطانوی سفارت خانہ میں جا کر سفیر سے اظہار افسوس کیا۔ کابل کے ہندوستانیوں نے بھی ملک معظم کے انتقال پر اظہار افسوس کیا۔

ہندوستان میں ملک معظم آنجہانی کا ماتم

نئی دہلی۔ ۲۱ جنوری "گزٹ آف انڈیا" کی ایک غیر معمولی اشاعت کے ذریعہ ملک معظم آنجہانی کی وفات کا اعلان کیا گیا اور اس میں گورنر جنرل با اجلاس کونسل نے ہدایت کی کہ مزید احکام تک ملک معظم کی سول ملٹری اور فضائی سروس کے جملہ حکام ماتم میں مصروف رہیں گورنر جنرل با اجلاس کونسل نے ہندوستان کی برطانوی رعایا کے جملہ فرقوں سے توقع ظاہر کی کہ اس جانکاہ موقع پر مناسب ادب و احترام کا اظہار کریں گے نیز مزید احکام تک جملہ جہازوں، بندرگاہوں، سٹیشنوں پر تمام جھنڈے سرنگوں کر دیئے جائیں۔

——— دہلی ۔ ۲۱ جنوری ملک معظم آنجہانی کی وفات پر اعلان کیا گیا ہے کہ ماتم کے طور پر مختلف فوجی مقامات پر اور فوجی بحری مرکزوں میں ۷۰ منٹ تک فی منٹ ایک گولہ کے حساب سے توپیں داغی جائیں۔ اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ملک معظم کی عمر ۷۰ سال تھی لاہور میں ۲۲ جنوری کی صبح کو اس حکم کی تعمیل میں توپیں داغی گئیں

——— ہندوستان کے اکثر شہروں میں ۲۱ جنوری کو ملک معظم کا ماتم منایا گیا لاہور میں خبر سنتے ہی تمام سرکاری و غیر سرکاری سکول، کالج، عدالتیں اور میونسپل کمیٹی کے دفاتر بند ہو گئے۔ مال روڈ اور کمرشل بلڈنگ کی اکثر دکانیں بند ہوگئیں سرکاری آفیسروں نے اظہار افسوس کیلئے اپنے بازوؤں پر سیاہ نشان لگائے سرکاری حضرات کے علاوہ متعدد ہندوستانی لیڈروں نے بھی ہمدردی کے تار ملکہ کو ارسال کئے

——— نئی دہلی میں سر عبدالرحیم صدر اسمبلی کے احکام کے مطابق اسمبلی کے دفاتر بند رہے مگر حکومت ہند کے دفاتر کھلے رہے۔ کیونکہ حکومت ہند یوم تعطیل اور یوم تجہیز و تکفین کے تعین کے متعلق وزیر ہند کے احکام کی منتظر ہے کرکٹ کلب نے آسٹریلین ٹیم کے فیصلہ شدہ میچ کو ملتوی کر دیا۔ شہر میں پبلک کے تقریباً کاروبار بند ہو گئے۔ تمام جھنڈے سرنگوں کر دیئے گئے۔

——— بمبئی میں بھی ملک معظم کی وفات پر انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کیا گیا تمام تھیٹر سینما بند رہے۔

——— حیدرآباد دکن۔ ملک معظم آنجہانی کی وفات کے پیش نظر اعلیحضرت حضور نظام کا سلور جوبلی کا جشن ملتوی کر دیا گیا ہے۔ ریاست کے ارباب حل و عقد نے خبر ملتے ہی حکم دیا کہ سرکاری دفاتر سکول کالج اور تمام سرکاری و نیم سرکاری ادارے بند رہیں مقامی اخبارات نے ماتمی پرچے شائع کئے۔

——— کراچی میں سرکاری اور ریلوے دفاتر بازار سکول اور کالج اور سینما اظہار افسوس کے لئے بند رہے۔ علاوہ سرکاری دفاتر اور جہازوں کے جھنڈے سرنگوں کر دیئے گئے یورپین ایوان تجارت نے تمام یورپین فرموں کو ہڑتال کا مشورہ دیا۔ بہت سی ہندوستانی فرمیں بھی بند رہیں۔ متعدد اخبارات نے ماتمی نمبر شائع کئے جن میں ملک معظم کی بڑی بڑی تصاویر طبع ہوئیں۔

——— لکھنؤ میں پوری طرح ماتم منایا گیا یورپین و ہندوستانی سینما ہال بند رہے

——— کلکتہ شہر بھر میں یونین جیک سرنگوں کر دیئے گئے کارپوریشن کے دفاتر بند کر دیئے گئے

——— جموں۔ حکومت جموں و کشمیر نے ملک معظم کی وفات پر اظہار افسوس کرنے کی غرض سے حکم دیا ہے کہ ریاست کے تمام دفاتر سکول اور دوسرے ادارات بند رہیں اور سرکاری جھنڈے سرنگوں کر دیئے جائیں۔

ہندوستانی لیڈروں کا اظہار افسوس

ملک معظم آنجہانی کی وفات پر ہر ایک مذہب کے بلند پایہ ہندوستانی لیڈروں مثلاً ہز ہائی نس سر آغا خاں، گاندھی جی۔ ڈاکٹر ٹیگور، بابو راجندر پرشاد صدر کانگرس شیخ عبدالمجید سابق صدر خلافت کمیٹی مسز نائیڈو، ڈاکٹر ستیہ پال، مسٹر دیسائی نے اظہار افسوس و ہمدردی کیا

سر آغا خاں کا اظہار افسوس

بمبئی ۲۱ جنوری سر آغا خاں نے نمائندہ پریس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ مجھے ملک معظم کی وفات کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مذہبی مراسم کے سوا اپنی گولڈن جوبلی کے باقی ماندہ تمام امور کو ملتوی کر دوں میں اظہار افسوس کے لئے سیاہ بلے لگاؤں گا اور سیاہ لباس پہنونگا۔ میرے مریدبھی اسی طرح سیاہ لباس میں ملبوس ہوں گے آپ نے ملک معظم آنجہانی کے اخلاق و اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو بہترین الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا۔ سر آغا خاں نے ملک معظم کی وفات کے پیش نظر درخواست کی ہے کہ ان کی گولڈن جوبلی کے سلسلہ میں ۵۰ ہزار معززین کے لئے جس گرانقدر دعوت کا انتظام کیا گیا تھا وہ منسوخ کر دی جائے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ماتمی قرارداد

دہلی ۔ ۲۱ جنوری امید ہے۔ اسمبلی ۳ فروری کو اپنے اجلاس کے پہلے روز ملک معظم کی وفات کے متعلق ایک ریزولیوشن منظور کریگی اور اظہار افسوس کے بعد اجلاس کو ملتوی کر دیگی ایوان والیانِ ریاست اور کونسل آف سٹیٹ میں بھی اسی قسم کے ریزولیوشن منظور کئے جائینگے۔

رفتار عالم

اسلامی دنیا

— حکومت ایران نے اپنے ملک کی تجارتی فرموں سے دس لاکھ روپیہ قرض لیا ہے۔ اس روپیہ سے نئی قسم کی سڑکیں تعمیر کی جائیں گی۔ تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔

— حکومت ترکی نے بڑے بڑے شہروں میں صغیر سن بچوں کے لئے خاص عدالتیں قائم کرنے کی تجویز کی ہے کیونکہ صغیر سن مجرمان کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ صرف استنبول شہر میں سالانہ پانچ ہزار بچے مختلف وارداتوں میں ماخوذ ہوتے ہیں۔

— حکومت ترکی کوشش کر رہی ہے کہ اہم تجارتی مراکز میں جہاں تک جلد ممکن ہو۔ وائرلیس اسٹیشن قائم کرے۔ اب تک کونیا۔ ازمیر۔ انطاکیہ میں اسٹیشن قائم ہو چکے ہیں۔ یہ مقامات تجارت کی اہم منڈیاں ہیں وائرلیس کا تعلق تمام یورپ سے قائم کیا گیا ہے۔ ہر ایک جگہ کی خبریں اور تجارتی معلومات بآسانی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

— روزنامہ ٹائمز کا نامہ نگار خصوصی مقیم قاہرہ اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ وفد پارٹی کے نوجوان ایک نیم فوجی ادارہ قائم کریں گے جس کے ارکان نیلی قمیص اور خاکی رنگ کی پتلون پہنیں گے اور داہنا ہاتھ اٹھا کر سلام کریں گے۔

— فلسطین کے عربوں نے اپنی اقتصادی حالت کو درست کرنے کیلئے ایک امدادِ باہمی بنک قائم کیا ہے۔ یہ بنک ملکی تجارت اور دستی صنعت و حرفت کو ترقی دیگا۔

— قاہرہ کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت مصر کے ارباب حل و عقد کا خیال ہے کہ مصری پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں ایک ایسا مسودہ قانون پیش کیا جائے جس کی منظوری کی صورت میں ۲۰ سے ۴۰ برس کے آدمیوں پر فوجی تربیت جبری قرار دی جائے۔

— ادیس ابابا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سید سعید محمد نے جو امام یمن کے نمائندہ ہیں اور غیر سرکاری طور پر حبش کے دربار میں نمائندگی کرتے ہیں یہ اعلان کیا ہے کہ حکومت یمن کو اٹلی کے مقابلہ میں حبش سے کامل ہمدردی ہے۔ اس وقت کئی ہزار عرب حبش میں موجود ہیں۔ اگر ان کو ہتھیار مہیا کر دیئے جائیں اور حکومت حبش کی خواہش ہو تو یمنیوں کی ایک مضبوط اور جنگجو فوج اٹلی کے مقابلہ میں حبش کی طرف سے لڑنے کو تیار ہو جائے گی۔

— آج سے کچھ عرصہ قبل اٹلی اور یمن میں بہت دوستی تھی۔ اور یمن میں اطالوی سیاست کا غلبہ ہو گیا تھا۔ مگر جدید سیاسی حکمت عملی نے اس غلبہ کا خاتمہ کر دیا۔ اب یمن سے اطالوی ایجنٹوں کو خارج کیا جا رہا ہے۔

— شام کی جمہوریت حکومت لبنان نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ مجلس اقوام کی کارروائی سے بالکل متفق ہے اور اٹلی کے بائیکاٹ کا حکم نافذ کر رہی ہے چونکہ لبنان جمہوریت کی ماتحت ریاست ہے۔ اس لئے اس اعلان کو سیاسی حلقوں میں خاص اہمیت دی جا رہی ہے۔

— انگورہ ۱۷ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ ترکی، عراق، ایران اور افغانستان کے وزرائے خارجہ چاہتے ہیں کہ مشرقی ایشیا کے ممالک کا ایک اتحاد قائم کریں۔ امید کی جاتی ہے کہ مذکورہ صدر وزرائے خارجہ عنقریب بغداد میں جمع ہوں گے تاکہ ایک عام اقدامات جارحانہ کے معاہدہ پر دستخط کریں۔

— سیاسی حلقوں میں افواہ ہے کہ وزیر خارجہ ترکی کے دورے کا مقصد یہی ہوتا ہے۔ انگریز سیاح استنبول پہنچا ہے تاکہ جدید ترکی کی امروزہ ترقیات کے متعلق بہترین معلومات حاصل کر سکے۔ مشرقی حلقوں کا بیان ہے کہ غازی مصطفےٰ پاشا۔ فوزی پاشا ڈپٹی ارکان حرب اور وزیر خارجہ افغانستان کی باہمی کانفرنسوں کے نتیجہ میں دونوں ملکوں

ہندوستان

— لاہور ۱۲ر جنوری۔ سکھوں کا کرپان مورچہ بدستور شروع ہے۔ اب تک ۱۹۴ سکھ گرفتار ہو کر سزایاب ہو چکے ہیں۔ سزائیں صرف ایک دن کی ہوتی ہیں۔ صرف ایک سکھ کو جس نے اپنا نام ردل تو مرسنگھ بتلایا۔ ایک ماہ قید سخت کی سزا ہوئی ہے۔

— لاہور ۲۲ر جنوری۔ پنجاب کونسل کا اجلاس لاہور میں ۴ر فروری کو شروع ہوگا۔ اور غالباً اسی دن ۳۷-۱۹۳۶ء کا بجٹ پیش کیا جائیگا۔

— امرتسر ۱۸ر جنوری۔ گذشتہ شب مقامی مجلس اتحاد ملت کا ایک فوری جنرل اجلاس میں ایک ریزولیوشن پاس کر کے مجلس مذکور کو توڑ دیا گیا ہے یہ اراکین کے آپس کے اختلاف کا نتیجہ ہے۔

— نئی دہلی ۱۸ر جنوری۔ اصلاحات کے افسران کی کانفرنس نے جو پچھلے ہفتے اختتام پذیر ہوئی ہے فیصلہ کیا ہے کہ نئے آئین کے تابع بعض صوبجات میں آئندہ دسمبر ہی میں انتخابات عمل میں آنے چاہئیں اور باقی صوبجات میں جنوری میں۔ اور کوئی ایسا صوبہ نہیں ہونا چاہئے۔ جہاں ۱۹۳۷ء کے بعد انتخابات عمل میں آئیں۔

— امرتسر ۲۰ر جنوری۔ شہید گنج کانفرنس کا اجلاس یہاں بند کمرے میں ہوا۔ اخباری نمائندوں کو شرکت کی اجازت نہیں تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ اجلاس انتہائی ہنگامہ خیز تھا متعدد مرتبہ بدمزگی ہوئی اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی۔ تحریک شہید گنج سردست ملتوی کر دی گئی ہے پیر جماعت علی صاحب حج کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ ان کی واپسی تک اگر روپیہ اور رضاکار فراہم ہو گئے۔ تو پھر کام شروع کیا جائے گا۔

— لاہور ۱۲ر جنوری۔ کل دوپہر شیعہ قوم کے ایک وفد نے نواب نثار علی خان قزلباش کی قیادت میں گورنر پنجاب سے ملاقات کی اور ایک میموریل میں ان مشکلات اور رکاوٹوں کا ذکر کیا جو انہیں اپنے مذہبی جلوسوں کو نکالتے وقت پیش آتی ہیں۔

— گورنر موصوف نے جواب میں فرمایا کہ خاص وجوہات کے بغیر ہر نئے جلوس کو نکالنے کی اجازت دے کر بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاہم موصوف نے وفد کو یقین دلایا۔ کہ شیعوں کے مذہبی احساسات کو ہمیشہ ہمدردی کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

— اپریل ۱۹۳۶ء میں اڑیسہ اور سندھ علیحدہ صوبے بنا دیئے جائیں گے نئے آئین کے نفاذ پر ان کا درجہ دیگر صوبوں کے برابر ہوگا۔ نئے آئین کے نفاذ کے قبل تک عارضی انتظامات کئے گئے ہیں جن کی تفصیلات سرکاری طور پر شائع ہو گئی ہیں۔

— دونوں صوبوں کے علیحدہ علیحدہ گورنر ہوں گے جنہیں ایک مجلس مشاورت کی اعانت حاصل ہوگی۔ اڑیسہ کا عدالتی نظام پٹنہ ہائیکورٹ کے ماتحت ہوگا۔ سندھ اور اڑیسہ کے گورنروں کی تنخواہیں ۶۶ ہزار روپیہ سالانہ بغیر الاؤنس کے مقرر ہوئی ہیں۔

— موجودہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ۔ ان جدید صوبوں پر بھی جاری ہوگا۔ بشرطیکہ اگر ان کونسل اس کے خلاف نہ چاہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو آئندہ ماہ ہندوستان آ رہے ہیں۔ بشرطیکہ ان کی اہلیہ کی صحت موجودہ رفتار سے اصلاح پذیر ہوتی رہے

— کراچی ۱۹ر جنوری۔ مسلم پریڈی کمیٹی نے جو کراچی میں گولی چلنے کے سلسلے میں قائم کی گئی تھی۔ یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب گورنر بمبئی یہاں آئیں تو سیاہ جھنڈیوں سے مظاہرہ کیا جائے۔ کراچی کے مسلمانوں کو حکومت بمبئی کے خلاف یہ شکایت ہے کہ اس نے کراچی میں گولی چلنے کے واقعہ کی تحقیقات کیلئے کمیشن مقرر نہیں کیا۔

ممالک خارجہ

— لندن ۱۹ر جنوری۔ کل دوپہر انگلستان کے ملک الشعرا مسٹر روڈیارڈ کپلنگ چل بسے۔ آپ گذشتہ چند روز سے شدید علیل تھے جب ان کی حالت نازک ہوئی تو ان کی بیوی اور لڑکی کو بلا لیا گیا۔ سرجن بھی موت کے وقت پاس تھا۔ آخری وقت مسٹر کپلنگ نے کوئی بات نہ کی۔

— مسٹر کپلنگ انگریزی زبان کے بہت بڑے شاعر اور ادیب تھے۔ ہندوستان میں پیدا ہوئے اور عمر کا کافی حصہ یہیں بسر کیا۔ آپ کئی سال تک لاہور کے انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ کے ایڈیٹر رہے۔ آپ شاہ پرستی کے بہت حامی تھے اور اس دور جمہوریت میں اس چیز کو ایک نئے انداز سے پیش کیا۔

— جوہانسبرگ ۱۹ر جنوری۔ آج صبح سر رضا علی اور مس ہامی کی شادی ہو گئی نکاح کی رسم چیف مجسٹریٹ نے ادا کی۔ سر موصوف نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ یہ بالکل غلط ہے کہ شادی سے قبل دلہن اپنا مذہب تبدیل کرنے والی ہیں۔ ہم یونین گورنمنٹ کے قانون کے ماتحت بیاہے گئے ہیں ہم میں سے کسی نے دوسرے کے مذہب کو اختیار نہیں کیا۔ شادی سے قبل جو معاہدہ ہوا ہے اس کی رو سے میری اہلیہ کو پورا اختیار ہے کہ وہ اپنی جائیداد جیسے چاہیں تصرف میں لائیں۔

— ڈربن ۲۰ر جنوری۔ سر رضا علی کی شادی کے نتیجہ کے طور پر جنوبی افریقہ کی ہندوستانی کانگریس کے صدر۔ نائب صدر۔ سکرٹری۔ خزانچی اور مجلس عاملہ کے بعض ارکان مستعفی ہو گئے ہیں۔ ان کی طرف سے ایک بیان شائع ہوا ہے کہ انہوں نے سر رضا علی کی خدمت میں ایک وفد کے ذریعے درخواست کی تھی کہ وہ اپنی ملازمت کی میعاد ختم ہونے تک اس شادی کو ملتوی کر دیں لیکن یہ درخواست منظور نہیں کی گئی۔ لہٰذا ہم ایک ایسی ایجنسی کے ساتھ تعاون نہیں رکھ سکتے جس کی عنان سر رضا علی کے ہاتھوں میں ہو۔

— لندن ۱۸ر جنوری۔ امید کی جاتی ہے کہ انجمن اقوام کی طرف سے سر سیموئیل ہور سابق وزیر خارجہ انگلستان کو دعوت دی جائے گی کہ وہ یہودی پناہ گزینوں کے دفتر کی صدارت کو منظور کر لیں۔

— ادیس ابابا ۱۹ر جنوری۔ حکومت حبشہ کا خیال ہے کہ اس وقت دول یورپ کی طرف سے جو مزید مصالحتی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں وہ بہت بڑی حد تک مشکوک ہیں لیکن اس کے باوجود حکومت حبشہ صلح کی گفت و شنید کے لئے تیار ہے اس کی طرف سے مندرجہ ذیل شرائط صلح پیش کی گئی ہیں۔

(۱) جنگ ترک کر کے جارحانہ اقدام کرنے والی حکومت اپنی تمام سپاہ حبشہ سے خارج کر دے۔

(۲) انجمن اقوام کی طرف سے قطعی طور پر غیر جانبدارانہ امداد قبول کی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ شاہ حبشہ کو غیر ملکی مشیروں کے انتخاب کے حق سے محروم نہ کیا جائے اور غیر ملکی مشیر بالکل شاہ کے ماتحت ہوں۔

(۳) حبشہ کی فلاح و بہبودی کی سکیموں میں کسی اٹلی کو شامل نہ کیا جائے

(۴) انجمن اقوام کے زیر اہتمام حبشہ کی اقتصادی اصلاح کے لئے جو سکیم تیار کی جائے اس میں کسی غیر ملکی کو امتیازی حقوق نہ دیئے جائیں گے

(۵) حکومت حبشہ کو ایک بندرگاہ دی جائے جس کے ساتھ حبشہ کی سرزمین تک ایک تنگ راستہ بھی ہو۔ اس راستے اور اس بندرگاہ پر حبشہ کی غیر مشروط حکومت ہوگی۔

— جنیوا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کر کے میں اٹلی جنگ سے نکلنے کیلئے ایک بہانہ تلاش کر رہا ہے۔

اقتباسات

چین میں اسلام کا داخلہ

بمبئی کے اخبار کرانیکل نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس سے چین کے اندر اسلام کے داخلہ اور اسلام کی ترقیات پر روشنی پڑتی ہے۔ اس مضمون کا اردو ترجمہ قارئین کے مطالعہ کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

چین کا ایک قابل احترام مقبرہ

صاحب مضمون نے لکھا ہے کہ لینٹن میں ایک مقبرہ ہے جو کہ "انگلاٹا" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اگرچہ کوئی بڑی عالیشان عمارت نہیں ہے لیکن چونکہ بہت قدیم عمارت ہے۔ اس لئے دیکھنے والوں سے تقاضۂ احترام کرتی ہے۔ اس کے میناروں کی بلندی ایک سو ساٹھ فٹ ہے۔ یہ مینارے دور سے دکھائی دیتے ہیں اور تھکے ہوئے مسافروں کو خبر دیتے ہیں کہ سفر پورا ہو گیا۔ منزل آگئی۔ یہ وہ عمارت ہے جہاں پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کے صحابی وہاب رضی ابن قباشہ محو آرام ہیں۔

چین میں پہلی مسجد کی تعمیر اور اشاعت اسلام کا آغاز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وہاب بن قباشہ کو ۶۲۳ء میں سمندر کے راستہ سے عدوشون چین کے دربار کو روانہ فرمایا تھا۔ حضرت وہاب پہلے مسلمان تھے جنہوں نے چین کی سرزمین میں قدم رکھا تھا۔ شہنشاہ چین کے دربار میں کچھ دن گذارنے کے بعد حضرت وہاب رضی اللہ عنہ نے شہنشاہ چین سے درخواست کی تھی کہ ایک مسجد کی تعمیر کی اجازت دی جائے اور اپنے ساتھ جو صداقت لایا ہوں اس کی اشاعت کا موقع دیا جائے۔ شہنشاہ چین نے حضرت کی درخواست منظور کر لی جس کے بعد انہوں نے چین کے اندر پہلی مسجد تعمیر کرائی اور کامل امن و سکون کے ساتھ اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیا۔

چین میں اسلام کی تیز رفتار ترقیاں

حضرت وہاب کی رشد و ہدایت بیزان کی زندگی نے محبت سے لوگوں کے دل موہ لئے اور وہ جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت وہاب نے چین میں اسلام کا علم بلند کیا اور اہل چین کو جہالت اور اوہام پرستی سے نکال کر آسمانی روشنی دکھائی۔ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ چین میں اسلام کی ترقی نہایت تیز رفتاری سے ہوئی کیونکہ ۶۵۱ء میں تبلیغ اسلام کیلئے چین کے اندر اس قدر میدان تیار ہو گیا تھا کہ اس سنہ میں دعوت اسلام کے لئے شمال مغرب سے ایک وفد آیا اور اس نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ ان کو خود شہنشاہ چین کی سرپرستی بھی حاصل ہو گئی۔

چینی فرمانروا کا قبول اسلام

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور حکومت میں اسلام چین کے اندر ہر چہار طرف پھیل چکا تھا۔ خود شہنشاہ چین بھی اسلام سے بہت متاثر تھا۔ یہ وہ دن تھے جبکہ چین میں اسلام کی ترقیات دن دونی رات چوگنی ہو رہی تھیں جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ منچوریا کا فرمانروا بطیب خاطر مسلمان ہو چکا تھا۔

بغاوت کے وقت چینی فرمانرواؤں کو مسلمانوں کی امداد

۷۵۵ء میں چینیوں نے اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی۔ اس موقع پر عباسی سلطان منصور نے فرمانروائے چین کی مدد کی تھی اور پانچ ہزار عربی سپاہ نے ساتھ چینی فرمانروا کا ساتھ دیا تھا۔ یہ عرب نہایت آسانی سے کامیاب ظفرمند ہوئے اور انہوں نے کینٹن میں بود و باش اختیار کی۔

اب ایک طرف تو لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ اور مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اور دوسری طرف شاہی الطاف وعنایات مسلمانوں کے شامل حال تھیں چنانچہ شیانسی اور لانچو اور چینی تاتار اور تبت اور یونان وغیرہ میں نئی مسجدیں تعمیر ہوئیں اور مبلغین اسلام بڑی شد و مد کے ساتھ اپنے مذہب کی نشر و اشاعت میں کوشاں ہوئے۔

مغل فرمانرواؤں کے زمانہ میں مسلمانوں کا عروج

اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آیا کہ چنگیز خاں نے چین پر لشکر کشی کی اور چین کو فتح کر کے اس دولت سے لبریز سلطنت کی باگ ڈور اپنے بیٹے طوبے خاں کے ہاتھ میں دیدی۔ طوبے خاں کا خاندان ۱۳۶۸ء سے ۱۲۶۰ء تک برسر حکومت رہا۔ ان مغل فرمانرواؤں کے زمانہ میں بھی اسلام کی ترقیاں بے روک ٹوک جاری رہیں۔ مغل فرمانرواؤں کی حکومت میں مسلمان بہت سے ممتاز عہدوں پر فائز رہے۔

چین میں مسلمانوں کی موجودہ آبادی کی تعداد

مختصر یہ ہے کہ جب تک چین میں ایک مسلمان بھی باقی ہے حضرت وہاب بن قباشہ رضی اللہ عنہ کا نام بڑی عزت و احترام کے ساتھ زندہ رہے گا۔ کیونکہ انہیں کے ہاتھوں سے چین کے اندر اسلام کا بیج بویا گیا تھا جس کے پودے نے آگے چل کر ایک تناور درخت کی حیثیت اختیار کر لی۔ مجلس اقوام کے شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق آج چین کے اندر مسلمانوں کی تعداد دو کروڑ اسی نوے لاکھ یعنی تقریباً تین کروڑ ہے۔

تبت میں دلائی لامہ کے انتخاب کی رسم

جاپانیوں کی طرح تبت کے باشندوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کو جو دلائی لامہ کہلاتا ہے دنیوی لحاظ سے حاکم اعلیٰ تصور کرنے کے علاوہ مذہبی دیوتا بھی یقین کرتے ہیں اور ان میں دلائی لامہ کے تعین اور تقرر کی ایک عجیب و غریب رسم مروج ہے۔ کچھ عرصہ ہوا تبت کا سابقہ دلائی لامہ مر چکا ہے اس لئے تبتی لوگ کسی دوسرے دلائی لامہ کی تلاش میں مصروف ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جو شخص تخت کا جانشین مقرر ہوتا ہے۔ وہ سابقہ تخت نشین کا کامل مظہر ہوتا ہے۔ ان کا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ سابقہ دلائی لامہ کا مظہر کامل وہ بچہ ہوتا ہے جو اس کی وفات کے بعد سب سے پہلے تولد ہو۔ چنانچہ اس وقت تبت کے تمام سرکردہ رہنما ایسے بچے کی تلاش میں ہیں جو دلائی لامہ کی وفات کے بعد سب سے پہلے پیدا ہوا۔ اور ہر والدین کی یہ زبردست خواہش ہوتی ہے کہ یہ سعادت انہی کے بچے کے حصہ میں آئے۔

ایسے بچے کی شناخت کا یہ طریق ہے کہ جب کبھی کوئی ایسا موقعہ پیدا ہوتا ہے تو بہت سے بچے بطور امیدوار منتخب کر لئے جاتے ہیں۔ اور تحقیق و تدقیق کے بعد تعداد کم ہوتی ہوتی ایک درجن رہ جاتی ہے۔ اس کے بعد شناخت کا ایک نہایت دقت پسند امر باقی رہ جاتا ہے۔ اور وہ اس بات کا پتہ لگانا ہوتا ہے کہ ان بچوں میں سے متوفی دلائی لامہ کی روح کس کے اندر حلول کر چکی ہے۔ اس کا پتہ بچوں کے کندھوں کے ذریعہ لگایا جاتا ہے۔ یہ نشان ہر تبتی کے کندھے پر ہوتا ہے۔ جس کی شکل چاند کی سی ہوتی ہے اور ان بارہ بچوں میں سے وہی بچہ دلائی لامہ کا جانشین مقرر ہوتا ہے جس کے کندھے کے نشان کی شکل چاند کی اس شکل کے ساتھ جو کہ دلائی لامہ کی وفات کے وقت تھی، زیادہ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو۔ اس طریق سے جب مطلوبہ بچہ مل جاتا ہے تو اسے والدین کے قبضے سے لے لیا جاتا ہے اور اس کی تربیت کیلئے مذہبی ماہرین بطور اتالیق مقرر کئے جاتے ہیں۔ بچے کے والدین جو عموماً غریب ہوتے ہیں انہیں اعلیٰ اعزاز دئیے جاتے ہیں اور انہیں اکابرین ملک

مراسلات

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن سفید ڈھیری

عید الفطر کے موقع پر برادرم محمد الرحمان صاحب کی تجویز سے موضع سفید ڈھیری میں احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن قائم کر دی گئی ہے جس کے باقاعدہ کام کے انتظام کے لئے مندرجہ ذیل احباب بہ اتفاق رائے منتخب ہوئے:۔

(۱) مسٹر عبدالاحد صاحب متعلم بی۔ اے۔ اسلامیہ کالج پشاور۔ پریذیڈنٹ
(۲) مسٹر امتیاز احمد صاحب متعلم ایف۔ اے " " " وائس پریذیڈنٹ
(۳) خاکسار غلام ربانی " جے۔ وی ٹریننگ سکول " سکرٹری
(۴) مسٹر عبدالولی خان صاحب جماعت ہشتم اسلامیہ کالج پشاور سکنہ سفید ڈھیری۔ جائنٹ سکرٹری۔

اس کے بعد قرار پایا کہ آئندہ ہمیشہ پندرہ روزہ جلسہ ایسوسی ایشن ہوا کریں۔ اس ایسوسی ایشن کی غرض و غایت سے سب کو مطلع کیا گیا۔ کام سے آگاہ کرتے ہوئے حسب استطاعت چندہ بھی مقرر فرمایا۔

برادرم محمد الرحمان صاحب کی تجویز پر ملک کندل خان صاحب نے پر زور تائید کی اور آئندہ جلسہ کی تاریخ ۱/۲۶ منعقد ہوئی۔ اس تاریخ کے لئے چند احباب کو برادرم مکرم نے مختلف موضوع پر لیکچر دینے کی تیاری کے لئے کہا۔ چنانچہ تاریخ مذکورہ پر جملہ احباب جماعت معہ اپنے چھوٹے چھوٹے نونہال بچوں کے تشریف لائے۔

بعد از نماز جمعہ جلسہ کا افتتاح مسٹر عبدالباری نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ خدا کے فضل سے جلسہ ہر طرح سے کامیاب رہا اور ترقی کی کافی توقع ہو سکتی ہے گویا اب ہماری ایسوسی ایشن انشاء اللہ باقاعدہ کام کر رہی ہے۔ جناب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی استدعا ہے کہ خداوند کریم ہماری ایسوسی ایشن کو کامیاب کرے۔ جلسہ برخاست ہونے پر آئندہ جلسہ مورخہ ۲/۲۴ بروز جمعہ کے لئے مقرر ہوا جس میں مختلف موضوعات پر تقریریں

(بقیہ صفحہ ۲)

اس معاملہ میں ہمیشہ سے سبقت میرے مخالفوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے مجھے کافر کہا۔ میرے لئے فتوے طیار کیا۔ میں نے سبقت کر کے ان کے لئے کوئی فتوے طیار نہیں کیا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

(۲) ۱۹۰۷ء میں حقیقت الوحی شائع ہوئی۔ اس میں بھی یہی فرمایا "میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جنہیں خود اپنے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی ہے۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں"۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲۵)

وہ وجہ کفر یہ تھی۔۔

(۳) "یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے"۔ (صفحہ ۱۶۴) (الحکم رالحق صفحہ ۳۱۳ و ۳۱۴)

خلاصہ کلام یہ کہ آخر تک مسیح موعود نے کسی کو اپنے دعوے کے انکار کی بنا پر کافر نہیں کہا۔ جرم رہا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ مرزا صاحب نبی ہیں اور ان کا منکر کافر ہے۔ کیونکہ آپ حقیقی نبی نہیں ہیں۔

بے نظیر اسلامی لٹریچر
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
(مؤلفہ :- حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل-بی)
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب۔ لسان العرب۔ تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے ہر سیکشن کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۹×۲۲ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر ۲۵ روپے رعایتی قیمت ۱۳ روپے
(محصول ڈاک علاوہ)
حمائل شریف مترجم اردو
مع حواشی
مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
یہ حمائل شریف حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ ترجمہ بین السطور اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ درج کئے ہیں۔ حضرت مولانا کی تفسیر بیان القرآن اسقدر مقبول ہوئی کہ لوگوں نے اس کا ایک مختصر ایڈیشن نکالنے کی فرمائش کی تاکہ یہ ترجمہ ہر طبقہ کے آدمی تک پہنچ سکے۔ کاغذ اور لکھائی وغیرہ نہایت اعلیٰ۔
اصل قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ — رعایتی قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ
قسم دوم — قسم دوم
بیجلد خانی کاغذ — بیجلد خانی کاغذ
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
یہ بے نظیر حمائل شریف جرمنی میں خاص اہتمام سے طبع کرائی گئی ہے۔ اب تک ایسی حمائل ہندوستان میں شائع نہیں ہوئی۔ جلد نہایت خوبصورت۔ قیمت
حمائل شریف (پاکٹ سائز)
جلد نہایت خوبصورت اور اعلیٰ
قیمت فی جلد
قرآن مجید (معرّا)
لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ جلد پر سنہری ڈائی لگی ہوئی ہے۔
قیمت بیجلد — مجلد
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
سیرت خیر البشر — تاریخ خلافت راشدہ — جمع قرآن — مقام حدیث — النبوۃ فی الاسلام — مقدمۃ القرآن حصہ اول — حقیقۃ المسیح — المسیح الدجال و یاجوج ماجوج — محمد مصطفےٰ — احمد مجتبےٰ — خلافت اسلامیہ — اسلام اور دیگر مذاہب — حدوث مادہ
مسیح موعود — شناخت مامورین — آیت اللہ — مرآۃ الحقیقت — حقیقت اختلاف — سیرت خیر البشر بزبان انگریزی — تاریخ خلافت راشدہ — ٹیچنگز آف اسلام — رسالہ تقدیر انگریزی — جمع قرآن (بزبان انگریزی) — انتخاب قرآن (بزبان انگریزی) — محمد اینڈ کرائسٹ
تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی۔ اے ایل ایل۔ بی
توحید فی الاسلام — سلک مروارید — ینابیع المسیحیت — راز حیات — ضرورت الہام — خطبات غربیہ — ہستی باری تعالیٰ — یسوع کی الوہیت — اسلام اور علوم جدیدہ — حیات بعد الموت — مکالمات طیبہ — مطالعہ اسلام — اسلام میں کوئی فرقہ نہیں
لمعات انوار محمدیہ — تمدن اسلام حصہ اول — نبی کا ظہور اتم — مذہب محبت — ذرات عالم کا مذہب — ام الالسنہ — براہین نیرہ — پیام اسلام — سیرت نبوی — قرآن اور جنگ — موضوع القرآن — اسوۂ حسنہ — اسلامی نماز کا فلسفہ
عسل مصفےٰ ہر دو حصہ
یہ سلسلہ احمدیہ کا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق جملہ امور مثلاً وفات مسیح آمد مہدی۔ دجال یاجوج ماجوج علامات آمد مسیح موعود وغیرہ بے شمار احادیث و اقوال بزرگان اسلام سے استدلال کیا گیا ہے ہر احمدی کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت جلد اول عہ دوم
کامران
مؤلفہ
جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور
یہ انگریزی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ اس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج ہیں ۔۔۔ صفحہ کی کتاب ہے۔ خصوصاً نوجوانوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب) جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ جماعت احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت و دیدہ زیب طباعت اعلیٰ۔ سفید ولایتی کاغذ۔ خوبصورت کپڑے کی جلد پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ بعض مقتدر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف ملتی ہے احباب آج ہی فرمائش بھیج دیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت
الروح — تناسخ — ولادت مسیح — رسالہ نماز — قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت — روزہ — حج — زکوٰۃ — اکرام الحق
نوٹ :- محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست مفت روانہ کی جاتی ہے
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اشاعت مذہب کا طریق

سوال:۔ آپ کی رائے میں مذہب کے پھیلانے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

جواب:۔ میرے نزدیک اشاعت مذہب کا بہترین طریق یہی ہے کہ وہ مذہب اپنی خوبیوں اور حسن کی وجہ سے خود ہی اندر چلا جاوے۔ اور اس کیلئے بیرونی کوشش کرنی نہ پڑے۔ مثلاً بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اپنی روشنی کی وجہ سے خود بخود نظر آتی ہیں۔ جیسے سورج چاند، ستارے وغیرہ، اور ایک وہ چیزیں ہیں جو ان روشنیوں کے بغیر نظر ہی نہیں آسکتی ہیں مثلاً چرند پرند وغیرہ کو ہم نہیں دیکھ سکتے جب تک روشنی نہ آوے۔ پس سچا مذہب اپنی روشنی اور حقانیت اور صداقت کے نور سے خود بخود شناخت ہو کر روحوں میں اتر جاتا ہے اور دلوں کو اپنی طرف کھینچ لاتا ہے۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ تعلیم ایک بڑا نشان ہے جس مذہب کے ساتھ تعلیم کا نشان نہیں ہوتا اس کے دوسرے نشان کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ آسمانی تعلیم اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے وہ انسانی طریقوں سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایک انسان جب کلی مر جاوے اور گندی زندگی سے نکل آوے اس وقت وہ خدا میں زندگی پاتا ہے اور سچے مذہب کا نشان محسوس کرتا ہے مگر خدا کے فضل کے سوا یہ کس کا کام ہے کہ گندی زندگی سے مر کر نئی زندگی پاوے۔ یہ اس خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے جس نے دنیا کو زندگی بخشی ہے وہ جس انسان کو مبعوث کرتا ہے پہلے اس کو یہ زندگی عطا کرتا ہے وہ بظاہر دنیا میں ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ اس دنیا کا انسان نہیں ہوتا۔ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے ہوتا ہے پھر خدا تعالیٰ اس کے مناسب حال تعلیم اس کو دیتا ہے جس کو اسی مناسبت کے لوگ سیکھتے ہیں۔ اس میں گندہ نفس پرستی، ظلم اور شہوانی خواہشات کو پورا نہیں کیا جاتا بلکہ وہ پاک باتیں ہوتی ہیں جو انسان پر ایک موت وارد کر کے اس کو ایک نئی زندگی عطا کرتی ہیں، جس سے اس کو گناہ سے نفرت مل جاتی ہے۔ وہ ہر ایک قسم کی ناپاکی اور گند سے نفرت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ میں زندگی بسر کرنے میں راحت اور لذت پاتا ہے۔ پس میرے نزدیک سچا مذہب اپنی اشاعت کا آپ ہی کفیل ہے اس کیلئے کسی خارجی کوشش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اسکی صداقت کے اظہار کا ذریعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے اسے لیکر آتے ہیں۔ (تقریر ۱۹ اپریل ۱۹۰۱ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے نیکی کرو۔ اگر تیرے سامنے دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف (تک) نہ کہو اور نہ ان کو ڈانٹ اور ان دونوں سے ادب سے بات کر، اور ان دونوں کے آگے رحم کے ساتھ فرمانبرداری کا بازو جھکا اور کہہ کہ اے میرے رب تو ان پر رحم کر جس طرح انہوں نے مجھے چھوٹے ہوتے پالا۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے، اگر تم نیک ہو تو وہ بار بار رجوع کرنیوالوں کی حفاظت کرنیوالا ہے۔ اور قریبی کو اس کا حق دو، اور مسکین اور مسافر کو (بھی) اور بے جا خرچ کر کے (مال کو) ضائع نہ کرو، بیجا خرچ کرنیوالے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گذار ہے۔ (بنی اسرائیل)

حدیث شریف

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی کی جائے اور اسکی (موت کی) میعاد میں تاخیر کی جائے تو چاہیئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری)

(۲) جبیر بن مطعم رضی کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جنت میں قطع کرنیوالا داخل نہیں ہوگا یعنی قطع رحم کرنیوالا۔ (متفق علیہ)

(۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی، ماں باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں ہے۔ (ترمذی)

(۴) حضرت انس رضی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ مومن نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ پسند کرے اپنے ہمسایہ یا اپنے بھائی کیلئے وہی چیز جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (متفق علیہ)

اچھوت اقوام کے متعلق احمدیہ جماعت لاہور کے فرائض

(از ایم موسیٰ خانصاحب منشی فاضل ریٹائرڈ محکمہ تعلیم کشمیر)

بنی آدم اعضائے یکدیگرند ٭ کہ در آفرینش زیک جوہراند
چو عضوے بدرد آورد روزگار ٭ دگر عضوہا را نماند قرار

چونکہ اچھوت قوم کو آریہ ذاتوں اور منوجی مہاراج کے قوانین دھرم شاستر نے مرتبہ انسانیت سے گرا کر قعر مذلت میں پہنچا دیا ہے جس سے نکلنے اور ہندوؤں سے مساوی حقوق لینے میں وہ صدیوں سے سرگرداں اور پریشان ہیں لیکن اہل ہنود ہیں کہ ان بیچاروں سے ادنیٰ حیوانات بلکہ اس سے بھی کمتر درجے کا سلوک کرتے ہیں ان کی یہ طاقت نہیں کہ اہل ہنود کے کنوؤں سے پانی بھر سکیں یا ان کے پاٹشالوں میں ان کے افراد قدم رکھ سکیں۔ مندروں میں دیوی دیوتا کے درشن کا تو کیا ذکر اس روشنی کے زمانہ میں بھی اہل ہنود ان اچھوت اقوام کو زمانہ قدیم کی طرح تاریکی میں رکھنا اپنا کرم سمجھتے ہیں اور وہی پرانی ڈگر ہانکتے جاتے ہیں کہ منوجی مہاراج کے دھرم شاستر کے بموجب شودر کا کام باقی دوسری ذاتوں (برہمن۔ چھتری۔ ویش) کی ہر طرح خدمتگزاری کرنا ہے اور [illegible] یہ بھی بیان کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ منوجی مہاراج نے شودروں (اچھوتوں) کے لئے کیا قوانین مرتب کئے تھے جن کا علم تاریخ سے پایا جاتا ہے کہ منوجی مہاراج تھا [illegible] درجہ کے شاستروں سے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ شودر برہما جی کے پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں لہذا ان کا کام ہمیشہ باقی تینے ذاتوں کی خدمتگزاری کرنی ہے۔ علوم مذہبی یعنی ویدوں کی آواز بھی کسی شودر کے کان تک نہیں پہنچنی چاہیئے اور اگر کوئی شودر وید مقدس کے کسی منتر کی آواز سن لے یا سن کر زبان سے ادا کرے تو ایسے شودر کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈال دینا چاہیئے اور زبان کاٹ دینی چاہیئے [illegible]۔ اہل ہنود کے اکثر شاستر انہی تمام کی تعلیم سے بھرے پڑے ہیں اور اس زمانہ میں بھی اہل ہنود کا عملی قدم اس پر گواہ ہے کہ آئے دن اس مظلوم قوم کے ساتھ کیا ہو رہا ہے چھوت چھات کھان پان ناطہ رشتہ، عبادت گاہیں اور تعلیم و تعلم کے تمام دروازے اس قوم پر بند کر دیئے گئے ہیں۔ مساوی حقوق تو دینا تو درکنار ان بیچاروں کو پامال کر رکھا ہے فی زمانہ ایسے اخلاق سوز قوانین اگر دنیا میں ہیں تو وہ صرف اہل ہنود اور اچھوت اقوام کے ہیں

حالانکہ فطرتاً

کوئی انسان یہ حق نہیں رکھ سکتا کہ دوسرے انسان سے اس قسم کی خدمت لے یا اسے اپنے سے حقیر سمجھے۔ جیسا کہ اشعار بالا میں ایک مسلم بزرگ نے وحدت نسل انسانی کی مثال بیان کی ہے۔ آخر ان امورات سے تنگ آکر اچھوت اقوام کے ایک درد مند لیڈر

ڈاکٹر امبیدکار

نے اچھوت اقوام کی آئندہ ترقیات اور بہتری اس میں دیکھی کہ وہ ہندو مذہب کو ترک کر دے۔ بس لیڈر مذکور کا یہ کہنا تھا ہندو جاتی کے لئے ایک مصیبت کا سامنا ہو گیا۔ اس لئے نہیں کہ ان کو اچھوت قوم سے کوئی ہمدردی ہے بلکہ سیاسی نقطۂ نگاہ سے کہ آئندہ جو ہندوستان کو ہوم رول ملتا ہے ہندو قوم اقلیت میں ہو جاوے گی تو تعلیم یافتہ آریہ سماجی لیڈروں نے ایک اور چال چلی وہ یہ کہ پونا کانفرنس میں اچھوتوں کو سبز باغ دکھلانے کے لئے ایک

چالبازی کی قرارداد

پاس کر دی کہ سوائے ناطہ رشتہ اور کھان پان کے باقی حقوق اچھوتوں کو دیئے جاویں۔ پہلے ایک سب کمیٹی مفصل حقوق کے لئے چھ ماہ تک ایک رپورٹ پیش کرے۔ پھر پانچ سال کے اندر اندر عملدرآمد کرنے کا انتظام کیا جاویگا بظاہر یہ دلخوش کن الفاظ ہیں مگر اس کی تہ پا زکر د فریب معلوم ہوتی ہے۔ قرارداد پاس کرنے والے بمقابلہ قدامت پسندوں کے صفر کے برابر ہیں۔ اس معاملہ میں قدامت پسندوں سے کوئی رائے نہیں لی گئی اور نہ ہی وہ اپنے شاستروں سے ایک انچ ادھر ادھر ہو جانے کے لئے تیار ہیں جب تک کہ وہ تمام شاستر صفحہ دنیا سے نابود نہ ہو جائیں رجوع ناممکن ہے اگویا اچھوتوں کو بچوں کی طرح بہلایا گیا ہے۔

لیکن اب اچھوت

بالغ ہو گئے ہیں وہ اس چالاکی کو خوب سمجھتے ہوں گے۔ جیسا کہ ڈاکٹر امبیدکار کا مقولہ ہے کہ ہندو مذہب ایک متعدی بیماری ہے۔ اس کے چھوڑنے میں ہی اچھوت اقوام کی نجات اور ترقی مدارج کے دروازے کھلتے ہیں۔ ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کے مبارک خیال کی تائید کرتے ہیں۔ یہ درست ہو کہ اچھوت اقوام کو صدہا سال کا تجربہ کرنے پر معلوم ہو گیا ہوگا کہ وہ اہل ہنود سے کسی بہتری کی توقع نہیں رکھ سکتے۔

لہذا ان کو فوراً ہندو مذہب

چھوڑ دینا چاہیئے۔ اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کونسا مذہب اختیار کریں کہ جس میں وہ کو ہر قسم کے حقوق حاصل کر سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عیسائی مشنری تمام اچھوتوں کو اپنے زیر سایہ لینے کے تمام ذرائع استعمال کریں گے۔ مگر ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جن مصائب کی وجہ سے وہ ہندوؤں سے جدا ہوئے ہیں وہ عیسائیت میں بھی موجود ہیں۔ ایک سفید رنگ کا آدمی ایک سیاہ نسل کے ساتھ نہ تو کھا پی سکتا ہے۔ نہ ایک گرجا میں عبادت کر سکتا ہے نہ ہی ایک گورستان میں دفن ہو سکتا ہے۔ یہ سب عیوب موجود ہیں۔ پہلے اپنے ان بھائیوں سے پوچھ لو جو عیسائی ہو چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا والا معاملہ ہو جائے۔

سوائے اچھوت بھائیو

اگر واقعی آپ کو ترقی کی ضرورت ہے اور حقیقی راحت کے طالب ہیں اور اعلیٰ انسانی معراج کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مذہب اسلام سے بڑھ کر آپ کا کوئی دین ہمدرد نہیں ہو سکتا۔ جن حقوق کے دینے میں اہل ہنود آپ سے بخل کر رہے ہیں۔ اسلام میں شامل ہوتے ہی آپ کو اسی آن میں حاصل ہو سکتے ہیں جس قدر اسلامی برادری میں وسعت ہے اس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے۔ اسلامی عبادتگاہیں تو ہر اعلیٰ و ادنیٰ، امیر و غریب، عالم و جاہل خورد و کلاں وغیرہ سب کیلئے یکساں کھلی ہوئی ہیں۔ رشتہ داری میں کسی ذات پات کی قید نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے معزز اور بڑا وہ ہے جو تقویٰ (حق اللہ اور حق العباد) کے اصول بجا لاتے جانتا ہے۔ اس بارے میں سفید و سیاہ، امیر و غریب کسی کا امتیاز نہیں۔ کھان پان میں مشترکہ طور پر کھانے میں مسلمان ضرب المثل ہیں۔ باہمی ہمدردی اور جملہ مخلوقات کے ساتھ شفقت کرنا تو خاص الخاص اسلامی تعلیم ہے اور وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے ہے چنانچہ جب تمام دنیا

مختلف قسم کی غلامی

میں مبتلا تھی مثلاً تمام عناصر۔ پانی، ہوا، زمین و آسمان۔ سورج و چاند دیگر اجرام سماوی۔ درخت، پتھر، دریا۔ پہاڑ۔ ملائکہ۔ دیوی۔ دیوتا کی پرستش میں مستغرق تھی تو وہ صرف اسلام ہی تھا جس نے مخلوق پرستی سے نجات دلا کر توحید پرستی (صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت) کا سبق سکھلایا اور سمجھایا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے باقی تمام مخلوق اس کی خادم ہے۔ عقل سے کام لے کر دنیا کی باقی چیزوں سے فائدہ اٹھایئے۔ اسلام کی تعلیم صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور باقی مخلوقات کی ہمدردی کے دو لفظوں میں بند ہے۔

اسلام تو پکار پکار کر

کہتا ہے کہ درحقیقت انسان وہ ہے جو اپنے خالق کی محبت اور رضا میں ایسا محو ہو جائے کہ اس کا سب وجود خدا کا ہو جائے۔ خدا کا بندہ تو وہ ہے جو اپنا مال و دولت، اپنا مرنا جینا اور عبادت سب اس خدا تعالیٰ کا سمجھے جس کی ربوبیت تمام چیزوں کے لئے ہے۔ کوئی چیز اور کوئی شخص اس کے کسی کام میں اس کا شریک نہیں۔ یہی حقیقی راہ اسلام ہے۔ اس پر سب کو کاربند ہونا چاہیئے۔ جو اس سیدھے راستہ پر نہ چلا تو خدا سے دور ہو جاویگا لہذا جو خدا سے محبت اور پیار کرنا چاہتا ہے اور اس کا متلاشی ہے تو اس کے لئے سیدھا راستہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ سے وحی پا کر فرماتا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ لوگوں سے کہدو۔ کہ اگر خدا سے پیار کرتے ہو۔ تو آؤ میرے پیچھے ہو لو اور میری راہ پر چلو۔ تا خدا بھی تم سے پیار کرے۔ لیکن۔

فی زمانہ اسلام میں

اگر با اصول جماعت کوئی ہے اور جو حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح معنوں میں پیروی کرتی ہے اور اشاعت دین حق اور اعلاء کلمہ اسلام میں مالی و بدنی قربانی میں ایک نمونہ بن چکی ہے اور جس نے قرآن کریم کی اشاعت کو مخصوص طور پر اپنا نصب العین اور مقصد اعلیٰ سمجھ رکھا ہے۔ جو نہایت جرأت اور دلیری سے اسلامی اصول تمام دنیا میں پیش کر رہی ہے اور خود رسول مقبول صلعم کے احکام کی قدر کرتی ہے اور ان پر کاربند ہے کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتی حالانکہ باقی اسلامی جماعتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ کی کھلے طور پر نافرمانی کر رہے ہیں (لا تکفروا اھل قبلتکم اپنے اہل قبلہ کو کافر مت کہو) اس فرمان واجب الاذعان کی حقیقت ذکر یہ کر رہی ہو ختم نبوت کے متعلق صحیح معنی اس جماعت نے سمجھ رکھے ہیں۔ کہ نہ نیا اور نہ پرانا کوئی نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔ تاکہ خاتم النبیین کی کسی طرح توہین نہ ہو جائے۔ وہ دنیا بھر میں صرف ایک ہی جماعت یعنی جماعت احمدیہ لاہور رہی۔ اس جماعت کے امیر حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ موسومہ ہمارے عقائد اور ہمارا کام ماہ ستمبر ۱۹۳۵ء میں سات ہزار جلد چھپوا کر شائع کیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے اس جماعت کی اصلی پوزیشن تمام پبلک کے سامنے آجاتی ہے کہ کس قدر پاکیزہ مقاصد رکھتی ہے

اس لئے نہایت موزون ہوگا

کہ اچھوت قوم اسلام میں داخل ہوتے وقت احمدی جماعت لاہور کے علماء سے مل کر اپنی آئندہ کی زندگی کے سدھارنے کا ضرور خیال رکھے۔ اس جماعت نے جو کام کیا ہے۔ یا آئندہ اشاعت اسلام کریگی صرف خدا تعالیٰ کی رضامندی کیلئے کرے گی۔ اس کے ممبران نے تمام دنیوی مفاد پر لات ماردی ہے۔ وہ اپنے اس ایثار عمل کی جزا صرف خداوند کریم سے چاہتے ہیں تو کیا میں اس

پاکیزہ جماعت کی خدمت میں

فرمودہ رسول کریم صلعم پیش نہ کروں۔ جو آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم .... الخ جس کا مقصد یہ ہے کہ تین سو سال میں اسلام نہایت مضبوط اور ترقی پذیر رہے گا۔ اس کے بعد فسق و فجور و کذب وغیرہ سے ترقی اسلام قریب ایک ہزار سال رک جائے گی۔ اس کے بعد پھر اسلام ترقی کرنے لگیگا۔ اور آں سرور دو عالم کے اسم مبارک لفظ (محمد) میں بھی یہ راز مضمر ہے۔ تو کیا اب پوری طاقت، عمل اور پورے ایثار کے ساتھ

(باقی صـ۱۱ کالم ۳ پر)

احراری مصالح

یہ مجلس احرار ہے یا بارہ مصالح کی چاٹ جب دیکھو بعض "مصالح" ہی اس کے مدنظر ہوتے ہیں۔ مسجد شہید گنج کا ہنگامہ برپا ہوا۔ مسلمانوں نے گولیاں کھائیں اور یہ منور بیٹھے رہے کہ ٹک دیدہ ام نہ کشیدیم پر عمل پیرا رہے۔ جب پوچھا گیا کہ حضرت آپ آگے کیوں نہیں بڑھتے۔ تو فرمانے لگے مسجد یقیناً خانہ خدا ہے سکھوں نے حقیقتاً برا کیا کہ اس کو گرا دیا۔ ہمارا الگ رہنا **ملکی مصالح** کی وجہ سے ہے۔

جب اس ہنگامے کے متعلق احرار کا پہلا بیان شائع ہوا۔ تو اس میں نہ مسجد کے احترام کا ذکر تھا۔ نہ سکھوں کو ملامت کی گئی تھی۔ نہ شہدا کے لئے دعائے مغفرت۔ نہ زخمیوں اور مصیبت زدوں کے لئے امداد کی اپیل جب پوچھا گیا کہ حضرت اس تغافل کے کیا معنی؟ تو ارشاد ہوا۔ کہ مسجد یقیناً محترم ہے سکھوں نے یقیناً اس کی بے حرمتی کی۔ شہدا یقیناً دعائے مغفرت کے مستحق ہیں لیکن **جماعتی مصالح** کا تقاضا اس وقت یہی تھا۔ کہ ان معاملات کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے۔

پھر جب مسلمانوں کی طرف سے لے دے شروع ہوئی۔ احرار کے وہی اخبارات بھی بگڑ کھڑے ہوئے۔ جابجا احرار کی ذلت و رسوائی ہونے لگی۔ تو پھر سکھوں کی اس حرکت کے خلاف ایک قرارداد ملامت منظور کی گئی اور شہدا کے لئے دعائے مغفرت بھی مانگی گئی۔ اس پر سکھ دوستوں نے کہا تمہارا دوح یہ کیا؟ آپ تو اچھے خاصے غیر جانبدار تھے۔ یہ جانبداری کیا معنی؟ تو ارشاد ہوا۔ کہ **احراری مصالح** اسی کے مقتضی تھے۔ آخر ہم نے مسلمانوں کو بھی تو منہ دکھانا ہے۔

اس کے بعد ان مقدسین نے ایک نئی قلابازی لگائی صدر احرار نے اپنی ایک تقریر میں شہید گنج کے حادثہ کا سارا الزام حکومت پر عائد کیا۔ اور رات کے دو بجے تک پولیس کا انتظار کرتے رہے۔ کہ وہ آئے۔ اور حضرت صدر محترم کو شہادت کا تاج پہنائے۔ لیکن افسوس کہ کوئی نہ آیا۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

دوسرے دن اخبار "مجاہد" کا جو پرچہ نکلا۔ اس میں صدر احرار کی تقریر کا ایک لفظ بھی درج نہ تھا۔ پوچھا گیا۔ کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے۔ تقریر میں وہ شوراشوری اور تحریر میں یہ بے نمکی ارشاد ہوا۔ یہ یہ **قانونی مصالح** ہیں۔

پھر یہ معاملہ کونسل میں پہنچا مولینا مظہر علی نے ایک نہایت لُٹے کی تقریر فرمائی جس میں سکھوں کو انہدام مسجد کے الزام سے بالکل بری قرار دیا۔ اور خود بارہ حکومت ہی کو اس کا ذمہ دار قرار دیا۔ اس پر پوچھا گیا کہ حضرت۔ ابھی چند روز بھی نہیں گذرے آپ نے ہی تو کہا تھا کہ سکھوں نے مسجد اپنے ہاتھ سے گرائی۔ وہ تو بے قصور ٹھیرے۔ اور حکومت کے خلاف آپ کی فصاحت و بلاغت کا سمندر امڈ پڑا۔ ارشاد ہوا۔ کہ صوبے کے **سیاسی مصالح** اسی کے مقتضی ہیں۔

اس کے بعد جب صوبے کے سیاسی مستقبل کے متعلق "انقلاب" سے بحث چھڑی۔ تو احرار نے باآواز بلند یہ چلانا شروع کیا کہ مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دینا گمراہی ہے۔ نیازمندوں نے گھبرا کر سوال کیا حضرت چودہ سو سال سے تو یہی سنتے آئے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ہر حال میں متحد رہنا چاہیئے۔ یہ آپ نے نیا مذہب کہاں سے تراشا کہ ان کے لئے متفرق رہنا ہی ضروری ہے؟ اس پر ارشاد ہوا۔ کہ **افتراقی مصالح** کا تقاضا یہی ہے۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں کو متحد نہ ہونے دیا جائے۔

(باقی پوٹ میں)

یورپ کی نشاۃ ثانیہ اور اسلام

(مترجمہ شیخ محمد احمد صاحب بی۔اے ایل ایل۔بی وکیل۔ ایبٹ آباد)

صنعت و تجارت یورپ کی بنیاد

مشرق اور بالخصوص مسلم اندلس و صقلیہ کی تجارت و صنعت نے یورپ کی صنعت و تجارت کی بنیاد ڈالی جس کی وجہ سے تاجر طبقہ میں ایک غیر معمولی طاقت پیدا ہوگئی۔ اور تجارتی شہر اس قابل بن گئے کہ وہ ازمنہ وسطیٰ کے نظام جاگیرکا اچھی طرح مقابلہ کر سکیں۔ چنانچہ جنوبی یورپ کے مختلف شہروں میں آزاد جمہوری سلطنتیں قائم ہوگئیں۔ جنہوں نے جاگیرداروں کے مظالم کو لامحدود بہت کا خاتمہ کر دیا۔ اس طرح یہ تہذیب و تمدن سیاسی آزادی اور تنظیم کا بھی لبنان کے ریشمی اور مراکش کے نفیس سوتی کپڑوں کے سلسلہ ہی ساتھ یورپ میں داخل ہوا۔ تجارت اور صنعت کے ترقی پانے اور جنوبی یورپ کے شہروں کے مشرقی تجارت سے متمول بن جانے سے پہلے ان جمہوری ریاستوں کا ہیں بلکہ ان شہروں کا کوئی قابل وقعت وجود بھی نہ تھا۔ [illegible] اور پراونس کے ساحلی شہروں نے سب سے پہلے مشرقی تجارت کی وجہ سے اہمیت حاصل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مارسیلز، آرلیز اور نائمیس میں جمہوری طرز حکومت کی بنیاد رکھی گئی۔ اس زمانہ میں عربوں کے ان شہروں پر اثرات کا سب سے بڑا [illegible] آرٹ [illegible] کا وہ سفرنامہ ہے جو اس نے [illegible] شارلیمین شاہ فرانس کے حضور میں پیش کیا تھا۔ اس نے شارلیمین کے حکم سے ان بلاد کو مسلمانوں سے دعوت مبارزت دینے کی غرض سے بطور سفیر سفر کیا تھا۔ مارسیلز میں اپنی آمد کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے "لوگ ہمارے پاس گرد و گرد تنے اور ان میں سے سب بچوں۔ بوڑھوں اور عورتوں نے ہمیں تحائف پیش کئے۔ ایک نے ہمارے سامنے شفاف مشرقی موتی پیش کئے اور ایک اور ہمارے لئے چمکتے ہوئے [illegible] لایا۔ جن پر عربی نقرات چمک رہے تھے اور ایک تیسرا شخص ہمیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے پاس یہ کپڑے ہیں جنہیں مشرقیوں نے بنا ہے اور اُن کے رنگوں اور زینت کی مثال دنیا میں کہیں بھی موجود نہیں۔ اس کے بعد ایک بوڑھا میرے پاس قرطبہ کے بنے ہوئے نرم چمڑے کے بیگ لایا۔ جن میں سے بعض برف کی طرح سفید تھے اور بعض سرخ حد سیاہ۔ اسی طرح ایک اور تاجر نے دمشق کے ساختہ شدہ قالین ہمارے نذر کئے گئے۔

اطالیہ اور مسلمانوں کے تجارتی تعلقات

جنوبی فرانس کے شہروں کی دیکھا دیکھی جنوبی اطالیہ کے شہر امالفی سلرنو۔ نیپلز وغیرہ نے بھی سسلی، عرب اور افریقہ کے تجارتی تعلقات تجارت قائم کئے۔ اور ان کو اس حد تک بڑھایا کہ شاہ لذدگ ثانی نے نیپلز والوں کو بھی پالرمو کی طرح مسلمان ہونے کا الزام دیا۔ امالفی اور دیگر اطالوی شہروں نے سسلی کے مسلمانوں سے ۸۷۵ء عیسوی میں کئی تجارتی معاہدے کئے۔ اور جب مسلمان روما پہ حملہ آور ہوئے۔ تو ان کی مدد بھی کی۔ نیز صلیبی جنگوں میں انہوں نے ان مسلمانوں کے خلاف جن سے انہوں نے دولت و ثروت حاصل کی تھی۔ لڑنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس تجارت میں جنیوا، پیسا اور وینس نے امالفی اور نیپلز والوں سے بھی سبقت لے جانے کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ ۱۱۱۴ء میں "دینزد" نامی ایک مورخ نے پیسا کو ایسا ناپاک شہر جو ترکوں لعبانیوں

اور کلدانیوں سے بھرا پڑا ہے کا خطاب دیا۔ ان تجارتی تعلقات سے پہلے اطالیہ ابتری کی حالت میں تھا۔ نہ ہی اس کے پاس جنسی پیداوار تھی اور نہ ہی کسی قسم کا سرمایہ موجود تھا۔ جو اسے عرب ساختہ ضروریات زندگی سے تبادلہ کرنے میں مدد دیتا۔ اطالیہ کے تاجر گاؤں میں سے سکیں بچوں کو پکڑ کر لے جاتے تھے اور ان سے عرب سامان تجارت کا تبادلہ کرلاتے تھے

عربوں کی تجارتی شاہراہیں

عربوں نے سندھ، ستان، چین، ملاگا اور ٹمبکٹو تک بری راستے بنا لئے۔ جن پر ان کے کاروان تجارت سفر کرتے تھے۔ نیز ہندوستان کی بحری شاہراہیں بھی ان کے قبضہ میں تھیں۔ انہوں نے فن جہاز رانی کو ترقی دی اور بحیرہ روم کے ملاحوں کو بڑے اور چھوٹے جہاز یعنی "غرفت" بنانے سکھائے۔ اور ان جہازوں کو اثر آب سے محفوظ رکھنے کے لئے تار کرنے کا دستور رائج کیا۔ چنانچہ اب تک بھی اس علاقہ میں تار عربی لفظ گستران کے نام سے مشہور ہے۔ مسلمان اپنی خانجی کو عیسائی بندرگاہوں میں لے جاتے تھے۔ آج بھی بحر شمالی کی بندرگاہوں میں عربی سکوں کی کثرت سے دستیابی اس بات کا ثبوت مہیا کرتی ہے۔ نظام ہندسی کی ایجاد کا سہرا بھی عرب تاجروں ہی کے سر ہے۔

مسلمانوں کی تین مشہور ایجادیں

عرب کی تین مشہور ایجادیں جو یورپ میں مروج ہوئیں ان میں سے ہر ایک دنیا کے تمدن میں انقلاب عظیم پیدا کر دینے کے لئے کافی تھی ان میں سے سب سے پہلی اور اہم قطب نما تھی جس نے یورپ والوں کی طاقت و اثر کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا۔ گن پاؤڈر یا بارود بھی جو بیرنوں نوابوں اور دیگر جاگیرداروں کی طاقت کو کم کر دینے کا باعث بنا عربوں ہی نے ایجاد کیا تھا۔ عربوں کی متعارفہ ایجادوں میں سے تیسری اور سب سے اہم شئے کاغذ تھا۔ یورپ میں نایابی قرطاس قلت کتب کا باعث تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ کس طرح نئی کتابیں لکھنے کے لئے قدیم نوشتوں کو بار بار مٹانا پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ آج بھی یورپ میں گیارھویں صدی عیسوی سے قبل کا کوئی نسخہ الشاذ کالمعدوم کا حکم رکھتا ہے۔ کتابوں کی قیمت اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ لوئیس چہار دہم کو ایک دفعہ پیرس یونیورسٹی کی لائبریری سے الرازی کا ایک نسخہ مستعار لینے کے لئے بہت سا سونا بطور ضمانت جمع کرانا پڑا۔ عربوں نے کاغذ سازی کا فن چینیوں سے سیکھا اور ریشم سے کاغذ بنانا شروع کر دیا۔ یہ ریشمی کاغذ سمرقند و بخارا میں کثرت سے تیار ہوتا تھا۔ پھر ریشم کی جگہ روئی کا استعمال شروع ہوا۔ اس روئی سے بنے ہوئے کاغذ کو دمشقی کاغذ کہتے تھے۔ یہی تین ایجادیں یورپ کو وحشت و بربریت کے دور سے نکالنے میں کامیاب ہوئیں۔

ہسپانیہ کے مسلمان اور عیسائیوں کے تعلقات

یہ کہنا کہ سپین کے عیسائیوں اور مسلمانوں میں حد سے زیادہ منافرت تھی اور وہ ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے ایک اہم غلطی کا ارتکاب کرنا ہے۔ مشہور اندلسی مذہبی تعصب اس دور آخر کی پیدائش ہے جو سپین میں اسلامی تہذیب کے انحطاط کا زمانہ تھا۔ ان لوگوں کے لئے جو اسلامی تہذیب سے رنگین تھے۔ بلکہ ان لوگوں کے لئے بھی جنہیں اسلامی تہذیب اور مسلمانوں سے ذرہ بھر بھی واقفیت حاصل تھی۔ اس بات کو اپنے دل میں جگہ دینا بہت ہی مشکل امر تھا کہ مسلمان ایک قابل نفرت وحشی ہے جو ایک بھونڈے بت "محمت" کی عبادت کرتا ہے۔ اس تخیل کے پیدا کرنے والے دور دراز ممالک کے متعصب عیسائی پادری تھے۔ اندلسی مسلمانوں پر اہل سپین کا غلبہ زیادہ تر مسلم اختلافات کا نتیجہ تھا نہ کہ کسی مذہبی منافرت کا۔ ان میں باہم دوستانہ تعلقات اور عام میل جول ایک اصول تھا نہ کہ استثنا رمحض۔

Ronceseles کے ایام سے جب عیسائیوں اور مسلمانوں کی متحدہ افواج نے شارلیمین کی افواج کو شکست دی (جو سلیمان العرابی ایک باغی کی دعوت پر پیرینیز کو عبور کر کے عبدالرحمٰن اول پر حملہ آور ہوا تھا)، سپین کے شہزادے اُن مسلمان افواج کی قیادت کرتے تھے جن سے ان کے حلیف مسلم حلفا ان کی مدد کرتے تھے۔ اسی طرح مسلم سپہ سالار بھی عیسائی افواج کی قیادت کرتے تھے۔ اندلسی سپہ سالاروں میں سے سب سے زیادہ مشہور جرنیل المنصور نے جب کمپوسٹیلہ کی خانقاہ کو فتح کیا۔ تو اس کی فوج میں کثرت سے عیسائی شامل تھے۔ اسی طرح مشہور مذہبی ہیرو Rodeugo Diaz نے بھی جسے مذہبی روایات کی خرافات کے انبار نے ایک غیرفانی انسان بنا رکھا ہے مسلمانوں کی طرف سے کسی ایک لڑائیوں میں شمولیت کی تھی۔ وہ سات سال تک امیر زاراگوسہ کی ملازمت میں رہا۔ اور جتنی سرگرمی اس نے مسجدیں ویران کرنے میں دکھائی اتنی ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ سرگرمی سے اس نے گرجوں کو لوٹا۔ اس نے اسلامی لباس اختیار کر لیا تھا۔ اور اپنی حفاظت کے لئے وہ ہمیشہ مسلم سپاہیوں پر اعتماد کرتا تھا۔ سپینی اور مسلم سفیر ایک دوسرے کے درباروں میں ہمیشہ موجود رہتے تھے اور اکثر عیسائی حاکم اپنے بچوں کی تربیت مسلمانوں کے انداز پر کرتے اور اس مقصد کے لئے وہ مسلمانوں کو اپنے لڑکوں کے معلم بناتے اور بیماری کی حالت میں بھی قرطبہ کے عرب طبیبوں کی طرف رجوع کرتے تھے۔ نہ صرف حکام ہی بلکہ عیسائی پادریوں کے تعلقات بھی مسلمان بادشاہوں سے نہایت ہی خوشگوار ہوتے تھے۔ بشپ جان نے عربی المانک کا ترجمہ اور تاریخ سپین بشپ جارج کی عربی تصنیف خلیفہ الحاکم کے نام پر معنون کی گئی تھی۔ بین الملی شادیاں جو عوام میں کثرت سے ہوتی تھیں۔ امرا کے طبقہ میں بھی قطعاً نابود نہ تھیں۔ چنانچہ شاہ الفانسو پنجم نے اپنی ہمشیرہ کی شادی خود خلیفہ ٹولیڈو کے ساتھ کر دی تھی۔ اسی طرح المنذر کی شادی ملیسہ جو برمورڈ ثانی کی لڑکی تھی کے ساتھ ہوئی تھی جس نے اپنے خاندان کی رضامندی سے اپنے صاحب اقبال خاوند کے مذہب کو اختیار کر لیا تھا۔ (باقی آیندہ)

ملک معظم آنجہانی کا عالمگیر ماتم

شاہ ایڈورڈ ہشتم کی تخت نشینی

نئے بادشاہ کی تخت نشینی

ملک معظم شاہ جارج آنجہانی کا ماتم سلطنت برطانیہ کے ہر ایک حصہ میں منایا جا رہا ہے۔ سلطنت کے علاوہ دنیا کے متعدد حصوں میں بھی اس حادثہ پر اظہار افسوس و ہمدردی کیا گیا۔

نئے بادشاہ کا اعلان

لندن ۲۲ جنوری۔ قصر سینٹ جیمز میں شاہ ایڈورڈ ہشتم کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا گیا۔ تخت نشینی کے بعد شاہ ممدوح نے ایک اعلان کیا ہے۔ کہ آئینی حکومت کا تحفظ میری زندگی کا اعلیٰ مقصد ہوگا۔ اور میں ساری سلطنت کے جملہ طبقوں کی بہبودی کے لئے کام کروں گا جس طرح کہ میرے والد محترم نے کیا مجھے بھروسہ ہے۔ کہ سلطنت کی تمام پارلیمنٹیں اپنی عقل و دانش سے میری گراں بار ذمہ داریوں میں میری امداد کریں گی۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس راہ میں میری ہدایت کرے۔

اظہار اطاعت

نئے بادشاہ کی تخت نشینی کا اعلان سلطنت کے ہر ایک حصہ میں کر دیا گیا ہے۔ اور مختلف ممالک و صوبوں کی حکومتیں اور اعلیٰ عدالتیں اظہار اطاعت کر رہی ہیں۔

وزیر اعظم کی تقریر

لندن ۲۲ جنوری۔ مسٹر بالڈون وزیر اعظم برطانیہ نے شاہ جارج آنجہانی کی وفات پر ایک تقریر براڈ کاسٹ کی جس کے دوران میں انہوں نے کہا۔ کہ ملک معظم آنجہانی کی وفات کی دہشت انگیز خبر نہ صرف برطانیہ میں بلکہ تمام سلطنت میں انفرادی اور ذاتی رنج و الم کے ساتھ سنی گئی شاہ آنجہانی کو اپنے پچیس سالہ عہد حکومت میں کبھی چین و فراغت نصیب نہ ہوئی۔ انہوں نے اپنے فرائض کو مشکلات کے ہجوم کے باوجود نہایت حسن و خوبی سے انجام دیا۔ اب لوگوں کے لئے شاہ جارج آنجہانی کی مقدس یادگار کو محفوظ رکھنے کا یہ طریقہ ہے۔ کہ وہ نئے بادشاہ کے گرد جمع ہو کر اس کی تائید کریں۔ جب وہ اب تک پرنس آف ویلز کی حیثیت سے جانتے تھے نئے بادشاہ کو سلسل اور جگر آزما ذمہ داریوں کو سامنا ہے اور انہیں اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہے۔ انہیں اس بات کا بھی علم ہے۔ کہ اظہار اطاعت و فرمانبرداری کے علاوہ کروڑوں انسانوں کی محبت اور دعائیں بھی ان کے ساتھ ہیں

حیدرآباد میں ملک معظم آنجہانی کا ماتم

حیدرآباد دکن ۲۳ جنوری۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام کی سلور جوبلی کے متعلق یقینی طور پر یہ معلوم ہو گیا ہے کہ وہ کم از کم ماہ ستمبر تک ملتوی کر دی ہے۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد وزیر اعظم قلمرو آصفیہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ملک معظم آنجہانی کے ماتم کیلئے علاوہ ریاست کے تمام سرکاری دفاتر اور اسکول ایک ہفتہ (شنبہ ۲۸ جنوری) تک بند رہیں۔ بیرونی اضلاع میں ان احکام کے پہنچنے پر چھٹیاں ہونگی۔

پنجاب میں ماتم

گورنر پنجاب نے وزیر ہند کے نام ایک برقیہ ارسال کیا ہے۔ کہ ملک معظم کی وفات کی خبر سن کر تمام پنجاب میں صف ماتم بچھ گئی ہے۔ اور میں حکومت مجالس آئین ساز اور باشندگان پنجاب کی طرف درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ ہماری جانب سے ملک معظم ایڈورڈ ہشتم و ملکہ میری کی خدمت میں انتہائی رنج و الم اور ہمدردی کا اظہار فرمائیں۔ ایک دوسرے برقیہ میں نئے بادشاہ کو ان کی تخت نشینی پر مبارکباد دی گئی ہے۔ اور اظہار اطاعت کرتے ہوئے ان کی درازی عمر کی دعا کی گئی ہے۔ صدر بلدیہ لاہور ملک محمد الدین نے حکم دیا ہے کہ ملک معظم آنجہانی کی تجہیز و تکفین تک بلدیہ کی تمام عمارتوں پر سیاہ جھنڈے نصب کئے جائیں۔ اور نو ماہ تک بلدیہ کی طرف سے جاری ہونے والی خط و کتابت کے کاغذ اور لفافے سیاہ حاشیہ کے ہوں۔ ۲۳ جنوری کو بلدیہ نے ایک خاص اجلاس میں ماتمی قرارداد منظور کی۔

—— لاہور ۲۳ جنوری۔ آنریبل سر ڈگلس ینگ چیف جج پنجاب ہائیکورٹ لاہور نے بھی نئے بادشاہ کی خدمت اظہار افسوس و ہمدردی اور اطاعت کا تار بھیجا ہے علاوہ ازیں صوبہ کے بے شمار مقامات پر ماتمی جلسے منعقد ہوئے اور لاتعداد افراد اسکولوں۔ کالجوں۔ انجمنوں۔ ریاستوں میونسپل کمیٹیوں کی طرف سے اظہار افسوس و ہمدردی کیا گیا۔ دیگر صوبوں میں بھی ایسا ہی ہوا ہے

بھوپال اور ٹونک میں ماتم

بھوپال کی خبر مظہر ہے۔ کہ شاہ جارج آنجہانی کے انتقال کی خبر سن کر سارا بھوپال ایک ماتم کدہ بن گیا۔ ہز ہائی نس نواب صاحب کی صاحبزادی کے عقد کے سلسلہ میں بقایا تمام دعوتیں منسوخ کر دی گئیں ہز ہائی نس موصوف کے ایک خاص فرمان کے ذریعہ تھیٹر اور اسکول تین دن کیلئے بند کر دیے گئے۔ تمام جھنڈے سرنگوں ہو گئے۔ سرکاری اور غیر سرکاری کاروبار بند کر دیا گیا۔ سکولوں۔ پولیس اور ملٹری کے تمام سالانہ ٹورنامنٹ اور دیگر تقاریب یک قلم ملتوی کر دی گئیں۔

—— ٹونک میں بھی تین دن کی ہڑتال منائے جانے کے احکام فوراً جاری کر دیے گئے ہیں۔ اور ریاست میں ہر جگہ جھنڈے سرنگوں ہو گئے۔

شاہ آنجہانی کے ماتم کے متعلق وائسرائے کا اعلان

شاہ آنجہانی کے ماتم کے متعلق وائسرائے نے جو اعلان کیا ہے اس میں درج ہے۔ کہ روزمرہ کے کاروبار میں کوئی فرق نہیں آنا چاہیئے مگر تزک احتشام کے مظاہرہ سے اجتناب ضروری ہے۔ سرکاری خرچ پر ناچ کی محفلیں۔ لنچ۔ گارڈن اور ڈنر پارٹیاں ماتم کا سلسلہ ختم ہو جانے تک بند رہیں خیراتی کاموں کے لئے ناچ اور دوسری محفلیں اس وقت تک بند رہیں جب تک پبلک طور پر ماتم کا زمانہ ختم نہیں ہو جاتا۔ فوجوں میں کھیلوں کے باہمی مقابلے اور میچ ۵ فروری تک اور گھوڑ دوڑ وغیرہ ۲۸ جنوری تک ملتوی رہیں۔

شاہ آنجہانی کی تدفین

شاہ آنجہانی کی تدفین ۲۸ جنوری کو ہوگی۔ اس تاریخ کو دن کے تین بجے سینٹ پال گرجے میں میموریل سروس ادا کی جائیگی جس میں کارپوریشن کے لارڈ میئر اور دوسرے اداروں کے نمائندے شریک ہوں گے۔ اس روز ہوائی جہاز پرواز نہیں کریں گے علاوہ ازیں ہوابازوں کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ویسٹ منسٹر ہال اور تابوت کے راستوں پر ۲۳ تا ۲۸ جنوری پرواز نہ کریں۔ ملک معظم اپنے والد آنجہانی کی تدفین کے بعد قوم کے نام ایک پیغام براڈ کاسٹ کریں گے۔

شاہ آنجہانی کی لاش کا جلوس

لندن ۲۳ جنوری جب ذنت شاہ آنجہانی کا تابوت آہستہ آہستہ سینڈ رنگھم کے کلیسا سے سٹیشن کی طرف لے جایا جا رہا تھا تمام راستے پر مغموم مردوں اور عورتوں کی قطاریں کھڑی تھیں جنہوں نے ماتمی لباس پہن رکھا تھا۔ کلیسا سے روانہ ہونے سے پیشتر مراسم ادا کی گئیں۔ تابوت ایک توپ گاڑی پر رکھا ہوا تھا۔ شاہ ایڈورڈ ہشتم مغموم تابوت کے پیچھے جا رہے تھے۔ ملکہ معظمہ ڈچز آف یارک شہزادی رائل ایک بند گاڑی میں بیٹھی تھیں۔ تابوت کے جلوس میں شاہ آنجہانی کا سفید شکاری گھوڑا "جوک" نامی بھی شامل تھا۔

دارالعوام میں اظہار تعزیت

لندن ۲۳ جنوری آج سہ پہر کو جب دارالعوام کے ارکان کا اجتماع ہوا۔ تو سپیکر اور سرکاری ارکان اپنی اپنی وردیاں پہنے ہوئے تھے۔ تمام بنچ ماتم گسار ممبروں سے بھرے ہوئے تھے۔ مسٹر بالڈون وزیر اعظم نے شاہ جارج کی وفات کا پیغام جس پر نئے بادشاہ کے دستخط موجود تھے پیش کیا۔ اور سپیکر نے اسے پڑھ کر سنایا مضمون یہ تھا۔ کہ مجھے یقین ہے۔ کہ دارالعوام میرے والد کی وفات پر رنج و الم میں گرفتار رہے۔ میرے والد نے اپنی زندگی عوام کی خدمت اور آئینی حکومت کے استحکام کے لئے صرف کر دی انہیں ہمیشہ اپنے فرض کا گہرا احساس رہا۔ میں نے عہد کر لیا ہے۔ کہ میں ان کی مثال کی تقلید کرونگا۔ اس کے بعد مسٹر بالڈون نے تعزیتی قرارداد پیش کی۔ تقریر کے دوران میں آپ نے کہا۔ کہ نئے بادشاہ کی تاجپوشی کی رسم پوری شان و شوکت سے آئندہ سال ویسٹ منسٹر ایبے میں ادا کی جائیگی۔

شاہی تابوت لندن میں

آج جب شاہی تابوت کی گاڑی کنگ کراس کے سٹیشن پر پہنچی۔ تو شاہ ایڈورڈ ہشتم سب سے پہلے نیچے اترے اور انہوں نے اپنی والدہ محترمہ کو ہاتھ سے پکڑ کر نیچے اتارا شاہی تابوت پر تاج رکھا ہوا تھا۔ اس سارے جلوس میں سب سے زیادہ رقت خیز بات یہ تھی۔ کہ آنجہانی بادشاہ کا طوطا شارلٹ جو زندگی میں ہمیشہ ان کا رفیق رہا نورفوک سے یہاں لایا گیا سٹیشن پر سے جاتے وقت اس کے پنجرے پر سیاہ پردے پڑے ہوئے تھے جب شاہی تابوت کا جلوس کنگ کراس کے سٹیشن سے روانہ ہوا۔ تو اس کے آگے سوار پولیس کے دستے جا رہے تھے جس توپ گاڑی پر تابوت رکھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں طرف شاہی ذیلہ دستہ نے سپاہیوں کی قطاریں باندھ رکھی تھیں۔ کنگ کراس سے ویسٹ منسٹر تک ڈھائی میل کا فاصلہ ہے اور اس تمام فاصلے میں انسانوں کا بے پناہ ہجوم نظر آ رہا تھا۔

تجہیز و تدفین کے انتظامات مکمل ہو گئے

لندن ۲۳ جنوری۔ منگل ۲۸ جنوری کو جب ملک معظم ونڈسر میں دفن کئے جائیں گے۔ تو تمام کاروبار بند رہے گا۔ لندن کے بڑے بڑے تجارتی ادارے اور چھوٹی چھوٹی دکانیں تمام دن کے لئے یا دن کے کچھ حصہ کے لئے بند رہیں گی۔ بادشاہ کو دفن کرنے کے انتظامات تقریباً مکمل ہو گئے۔ تابوت کی توپ گاڑی کو نیلی پوش کھینچیں گے۔ شاہ ایڈورڈ شاہزادے اور غیر ممالک کے بادشاہ اس کے پیچھے چلیں گے۔

—— نئی دہلی ۲۵ جنوری ۲۸ جنوری کو ملک معظم کی تجہیز و تدفین کی جائے گی۔ اس دن تمام سرکاری دفاتر بند رہیں گے۔ ڈاکخانے تارگھر۔ ریڈیو تارگھر۔ تمام ہندوستان میں اتوار کی طرح معمولی طور پر کھل کر باقی تمام دن بند رہیں گے۔ حکومت ہند نے حکم دیا ہے۔ کہ اس روز ہندوستان میں جتنی ریل گاڑیاں ۵ منٹ کے لئے کھڑی کر دی جائیں۔

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— قاہرہ ۲۳ جنوری۔ نسیم پاشا کی وزارت مستعفی ہوگئی ہے نحاس پاشا نے وزارت کی تشکیل سے انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ ان کا خیال ہے۔ کہ انگلستان اور مصر کے معاہدے کی ترتیب کے سلسلہ میں حکومت انگلستان کا جواب غیر اطمینان بخش ہے۔ اور اس میں دھمکی موجود ہے برطانوی ہائی کمشنر نے زبانی جواب دیتے ہوئے ظاہر کیا ہے۔ کہ حکومت انگلستان کسی قسم کی دھمکی نہیں دینا چاہتی۔

—— قاہرہ ۲۴ جنوری۔ نحاس پاشا وزارت کی ترتیب یا اس میں شمولیت کے متعلق انکار پر مصر ہیں بنفسہ بہ لحہ مکدر ہو رہی ہے۔ مصری سپاہ کو ہنگاموں کے مقابلہ کے لئے تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ابھی تک کسی شورش کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ صوبائی گورنروں کو امن کے تحفظ کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔

—— جدہ کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ آئندہ جنگ کے خطرات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ حکومت عراق حجاز سے معاہدہ کرنا چاہتی ہے۔ عراق کے وزیر خارجہ نوری پاشا سعید مکہ معظمہ جانے والے ہیں۔ معاہدہ دفاعی ہوگا۔ اور دونوں حکومتیں اس امر کا اقرار کریں گی۔ کہ جنگ کے زمانہ میں ایک فریق دوسرے فریق پر حملہ نہیں کرے گا۔ حجاز کے بعض حلقوں میں اس توقع کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ مجوزہ معاہدہ کامیاب ہوگیا تو شرق اردن بھی حکومت حجاز سے اسی قسم کا معاہدہ کرلیگا۔

—— انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت نے اپنی خارجی پالیسی کو مضبوط بنانے کے لئے سوویٹ روس، پولینڈ، یوگوسلاویہ اور ... کی متحدہ تجارتی معاہدہ پر دستخط کر دئے ہیں۔ اگرچہ میثاق کی دفعات اقتصادی حیثیت رکھتی ہیں تاہم ان سے بہت سے سیاسی فوائد بھی حاصل کر لئے گئے۔

—— عرصہ سے حکومت فرانس کی یہ خواہش تھی۔ کہ بغداد اور دمشق کو ٹیلیفون کی لائن سے ملحق کر دیا جائے۔ اب حکومت عراق نے حکومت شام کی اس تجویز کو منظور کر لیا ہے ٹیلیفون کی لائن زیر تعمیر ہے۔ امید ہے کہ مارچ تک مکمل ہو جائیگی۔

—— عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ امام یمن کے صاحبزادے امیر سیف الاسلام جو نائب السلطنت کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اپنے پہلے سفر پر مصر، شام، فلسطین روانہ ہونے والے ہیں۔ سفر کا مقصد یہ ہے۔ کہ ان ممالک کی جدید تبدیلیوں کا مطالعہ کیا جائے۔ اور ان کی روشنی میں یمن میں اصلاحات نافذ کی جائیں۔

—— مصر کی وزارت جنگ نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ مصری افواج اور اطالوی لشکر سرحد پر ایک دوسرے سے جنگ آزما ہیں

—— جرنیل محمد وہب پاشا کے بعد ایک اور عظیم الشان ترکی جرنیل کاظم قرہ بکر پاشا حبش کی امداد کے لئے ادیس ابابا روانہ ہوگئے ہیں۔ آپ ترکی کے قابل اور مجرب ترین ماہرین جنگ میں سے ہیں۔ ترکی کی جنگ آزادی میں آپ نے بہت سے کارنامے انجام دئے جمہوریت کے قیام کے بعد عام رائے یہی تھی۔ کہ آپ کو صدر جمہوریہ بنایا جائے۔ چونکہ مصطفےٰ کمال پاشا سختی کے ساتھ صدارت کے امیدوار تھے۔ اور ملک میں اختلاف پیدا ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اس لئے آپ نے غیر معمولی ایثار سے کام لے کر دستبردار ہوگئے۔

—— آپ نہایت متدین مسلمان ہیں۔ احکام شرع کے سختی کے ساتھ پابند ہیں۔ قدیم خیالات رکھتے ہیں اس وجہ سے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے حریف ہیں۔

ہندوستان

—— لاہور میں مسلمانوں نے بھی سول نافرمانی کا آغاز کر دیا ہے ۲۴ جنوری کو شاہی مسجد سے چودھری مولا بخش کی زیر ہدایت مسجد شہید گنج میں ادائیگی نماز کے لئے پانچ مسلمانوں کا ایک جتھا نکلا جسے پولیس نے ڈبی بازار میں گرفتار کر کے جوڈیشل حوالات میں بھیج دیا۔

—— اسی روز شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ مسجد شہید گنج کی واگذاری کے لئے مسلمانوں کے جتھے بنا کر بھیجے جائیں جو مسجد شہید گنج میں جا کر نماز ادا کریں۔ اس فیصلہ کے ماتحت جو جتھا نکلا اسے بھی پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔ لاہور کے بعض مسلمان نوجوان لیڈروں سے بالکل مایوس ہوگئے۔ اس وجہ سے انہوں نے اس سول نافرمانی کا آغاز کیا ہے۔

—— سلہٹ ۲۴ جنوری یہاں سے سولہ میل کے فاصلے پر موضع محمد پور میں ہندو مسلم فساد ہوگیا۔ ہندو نماز کے وقت مسجد کے سامنے باجہ بجانے پر اصرار کر رہے تھے۔ جو تصادم کی وجہ بن گیا۔ فریقین کے متعدد آدمی شدید مجروح ہوئے۔

—— امید کی جاتی ہے۔ کہ نئے آئین کے تابع صوبہ سرحد کی عدالتیں لاہور ہائی کورٹ کے ماتحت ہرگز نہیں ہونگی اور محکمہ جوڈیشل محکمہ ایگزیکٹو سے الگ کر دیا جائیگا۔

—— لاہور ۲۴ جنوری۔ سر فضل حسین بالتقابہ کی صحت روبہ اصلاح ہے۔ اگر صحت کی حالت موجودہ رفتار سے بدستور ترقی پذیر رہی۔ تو غالباً سر موصوف دوبارہ پبلک زندگی میں حصہ لینا شروع کر دینگے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر آپ نے پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ تو آپ بلا مقابلہ منتخب ہو جائیں گے۔

—— گزشتہ دنوں چاندی کا بھاؤ بہت گر گیا تھا۔ اب وہ بتدریج چڑھ رہا ہے

—— حکومت ہند نے ایک اعلان کے ذریعہ عازمان حج کو مطلع کیا ہے۔ کہ خشکی کے ذریعہ سفر حج میں بے شمار خطرات ہیں اس لئے خشکی کا راستہ ہرگز اختیار نہ کیا جائے۔

—— نئی دہلی ۲۴ جنوری۔ مقامی سٹی کوتوالی میں جو نام نہاد زمین دوز مندر دریافت ہوا تھا۔ اس کے متعلق حکام کا خیال ہے۔ کہ یہ مندر نہیں بلکہ ایک پرانی عمارت ہے۔ اس سے ہندو حلقوں میں بے چینی پھیل گئی ہے

—— مشہور مسلمان کانگریسی لیڈر مولانا عارف ہسوی جن کا چند روز ہوئے طویل علالت کے بعد انتقال ہوا ہے ان کی والدہ بھی وفات پاگئیں مرحومہ کو اپنے بیٹے کی وفات کا از حد صدمہ تھا۔ خیال ہے۔ کہ یہی صدمہ ان کی موت کا باعث ہوا۔

—— گزشتہ بدھ کے روز کوئین میری کالج لاہور کی دو مسلمان طالبات نے افیون کھا کر اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر لیا۔ ابھی تک حادثہ کی اصلی وجہ معلوم نہیں ہو سکی معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ اپنے پیچھے خطوط چھوڑ گئی ہیں جن سے اس حادثہ پر کچھ روشنی پڑنے کا امکان ہے۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے فرقہ وارانہ کشیدگی کے پیش نظر زیر دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند حکم دیا تھا کہ علاقہ لاہور کی حدود میں پانچ یا پانچ کے زیادہ اشخاص کا اجتماع یا جلسہ ممنوع ہے ۲۴ جنوری کو اس حکم کی میعاد ختم ہوتی ہے۔ اب انہوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ آئندہ کوئی شخص جلوس نکالنا چاہے۔ تو اسے اس مقصد کے لئے سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس سے باقاعدہ لائسنس لینا ہوگا اس کے بغیر کسی جلوس کو نکلنے کی ہرگز اجازت

ممالک خارجیہ

—— پیرس ۲۲ جنوری فرانسیسی حکومت مستعفی ہوگئی ہے موسیو بلوم نے نئی وزارت ترتیب دینے سے انکار کر دیا ہے۔ دیگر متعدد اصحاب سے بھی صدر جمہوریہ نے درخواست کی لیکن وہ بھی رضامند نہ ہوئے۔

—— حبشہ و اٹلی کی جنگ بدستور شروع ہے۔ خبریں بدستور متضاد آرہی ہیں۔ لیکن ذمہ دار حلقوں میں اب یہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ حبشہ کا پلہ بھاری ہے۔

—— ادیس ابابا ۲۴ جنوری۔ گزشتہ اتوار کو صوبہ تیجری میں جو بڑی لڑائی شروع ہوئی تھی۔ وہ اب تک جاری ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حبشیوں نے اطالوی جارحانہ اقدامات کا زور توڑ دینے کے بعد ایک زبردست جوابی حملہ کر کے اطالیہ کے متعدد اہم جنگی مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— ماکال کے گرد و نواح میں بھی زبردست لڑائی ہو رہی ہے۔ اس میں اب تک ہزارہا اطالوی کام آچکے ہیں۔ اس خبر کی تصدیق ہو چکی ہے۔ کہ بے شمار بندوقیں اور دیگر سامان حرب حبشیوں کے ہاتھ آیا۔

—— ادیس ابابا ۲۲ جنوری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ شمالی محاذ پر جو لڑائی پیر کے دن شروع ہوئی تھی۔ اس میں ایک ہزار اطالوی مارے گئے۔ نیز حبشیوں کے قبضہ میں بے شمار سامان آیا جس میں کئی توپیں بھی شامل ہیں۔

—— روما ۲۴ جنوری مارشل باڈوگلیو اطلاع دیتا ہے۔ کہ اطالوی اور حبشی فوجوں کی شدید جنگ جو کل ایریٹریا کے محاذ پر شروع ہوئی تھی وہ بدستور جاری ہے۔ اس لڑائی میں سیاہ پوش افواج کا ایک ڈویژن لڑ رہا ہے۔

—— روما ۲۴ جنوری اسمارا کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ کل علاقہ تمبیں میں جو لڑائی شروع ہوئی ہے اس میں اطالوی افواج کو پوری فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ اطالوی افواج نے اہم مقامات پر قبضہ کر کے حبشی افواج کے جوابی حملوں کو پسپا کر دیا ہے۔ حبشی فوج کے کئی ہزار سپاہی ضائع ہو چکے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ اٹلی نے البانیہ کے تیل کے چشموں سے تیل حاصل کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔

—— جنیوا۔ ۲۴ جنوری آج لیگ کونسل کے اجلاس میں تیرہ ارکان کی کمیٹی کی رپورٹ پر بحث و تمحیص ہوئی تھی۔ اطالوی نمائندہ نے بھی شرکت کی گزشتہ اکتوبر میں اطالوی مندوبین کونسل کے اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے تھے۔ اس کے بعد اطالوی نمائندہ کی شرکت کا یہ پہلا موقع ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ اٹلی کے شاہی ڈاکٹر کی رائے ہے۔ کہ مسولینی کو ایک خاص قسم کا جنون ہے مسولینی کے متعلق اب یہ خیال اٹلی کے مختلف حلقوں میں ترقی کر رہا ہے بعض ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ ممکن ہے۔ اگر حبشہ میں اٹلی کو فتح ہوئی۔ تو مسولینی خوشی سے دیوانہ ہو جائے۔ اور اگر شکست ہوئی۔ تو دفور غم اسے دیوانہ بنادیگا۔

—— گزشتہ دنوں اٹلی سے یہ خبر بھی آچکی ہے۔ کہ مسولینی کی دماغی حالت رفتہ رفتہ خراب ہو رہی ہے۔ وہ عام طور پر بہت کم اپنے کمرہ سے باہر نکلتا ہے۔ اس کی حرکات و سکنات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالکل دیوانگی کے قریب پہنچ چکا ہے۔ خدا جانے ان خبروں میں کہاں تک صداقت ہے

اکسوم ـــــ حبش کا مقدس شہر

بلقیس ملکہ سبا کی قبر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی تلوار

ذیل کا دلچسپ مضمون ایک مصری اخبار نویس نے حبش ہو شائع کیا ہے۔

اکسوم عجیب شہر ہے اور عہد جدید و قدیم کی عمارتیں اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ آٹھ برس پہلے میں نے یہ شہر دیکھا تھا۔ مگر سرسری نظر سے اب پھر میں نے اس کی زیارت کی اور اس وقت جبکہ اٹالین فوج اس پر قابض ہو چکی تھی۔ فاتحوں کا داخلہ بغیر کسی جنگ کے ہوا۔ حبشیوں نے شہر اس ڈر سے خالی کر دیا۔ کہ اس کے کلیسے برباد نہ ہو جائیں اور اٹالین فوج نے بھی ایک گولی نہیں چلائی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ شہر تمام حبشیوں کی نظر میں بیحد مقدس ہے اور اس کی بے حرمتی وہ کسی حالت میں بھی برداشت نہ کر سکیں گے۔

اکسوم۔ ایک پہاڑی ٹیلے پر آباد ہے جس کے چاروں طرف سر بفلک پہاڑ پھیلے ہوئے ہیں۔ شہر میں تمام مکان چھوٹے چھوٹے ہیں مگر ہر مکان کے ساتھ سر سبز باغ ہے۔ لیکن شہر کی جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے وہ اس کے کلیسے اور خانقاہیں ہیں۔

شہر کی آبادی صرف چار ہزار ہے جس میں سے آدھی تعداد پادریوں اور راہبوں کی ہے لیکن یہاں کی یہ خصوصیت عجیب ہے کہ پادریوں اور راہبوں کو شناخت نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ان کا لباس بعینہ ویسا ہوتا ہے، جیسا کہ عام باشندوں کا ہے۔

اکسوم اور حضرت ابراہیم

حبشیوں کا دعویٰ ہے کہ اکسوم شہر کے بانی حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم فلسطین سے حبش میں آئے تھے، اور اس شہر کو آباد کیا جو بعد میں حبش کا پایہ تخت بن گیا۔

تورات کی تختیاں

حبشیوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ دس احکام جو تختیوں پر لکھ کر خدا نے حضرت موسیٰ پر نازل کئے تھے۔ وہ تختیاں بعینہ اب تک اکسوم میں موجود ہیں جنہیں حضرت سلیمانؑ کا بیٹا منلیک جو بلقیس ملکہ سبا کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اپنے والد کی وصیت کے بموجب بیت المقدس سے اکسوم میں لے آیا تھا، اور منلیک نے اکسوم میں اپنی آمد کی تاریخ ایک چٹان پر کندہ کی تھی اور اس میں اپنا نام اس طرح لکھا تھا۔

"شہنشاہ حبش اور شیر ببر جو سبط یہودا سے نکلا ہے"۔

اس وقت سے آج تک حبش کے ہر شہنشاہ کا سرکاری لقب یہی ہوتا ہے۔

تاج کا شہر

اکسوم کا دوسرا نام تاج کا شہر ہے۔ اس نام کی وجہ یہ ہے کہ حبش کے تمام شہنشاہوں کی تاجپوشی اسی شہر میں ہوتی تھی۔ یہیں آکر ہر شہنشاہ حبش کے قدیم تاریخی تاج کو پہنتا اور جشن مناتا تھا۔ لیکن موجودہ شہنشاہ نے یہ رسم ترک دی اور اپنی تاجپوشی ادیس ابابا میں کی۔ اس واقعہ کی وجہ سے حبش کے پادری شہنشاہ سے بہت ناراض ہو گئے تھے، مگر اس نے اپنے تدبر سے کوئی فتنہ پیدا نہ ہونے دیا۔ اور انہیں راضی کر لیا۔

تورات کا تابوت

حبشیوں کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ تورات کا اصلی تابوت بھی اکسوم ہی میں ہے۔ جب کبھی جنگ ہوتی ہے تو حبش کا شہنشاہ اس تابوت کو برکت کے خیال سے اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے جاتا ہے۔ چنانچہ اسی رسم کے مطابق موجودہ شہنشاہ بھی اس تابوت کو اکسوم سے لے گیا ہے اور اس وقت وہ ادیس ابابا میں موجود ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ شہنشاہ نے منت مانی ہے کہ اٹلی پر فتح یاب ہونے کے بعد اس تابوت کے رکھنے کے لئے ایک عالیشان کلیسا اکسوم میں تعمیر کرے گا۔

بلقیس کی قبر

میرے رہبر نے جو ایک بوڑھا حبشی کاہن تھا۔ مجھے ایک قبر کے سامنے کھڑا کیا جو نہایت بوسیدہ ہے اور جس پر کتبہ بھی لگا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔

کاہن نے قبر کو سجدہ کر کے کہا۔

یہاں ملکہ سبا بلقیس ہمیشہ کے لئے سو رہی ہے۔ موجودہ زمانہ کے علما دوسرے ملکوں میں بلقیس کا پایہ تخت تلاش کرنے کی بیفائدہ کوشش کر رہے ہیں۔ بلقیس حبشن تھی اور ہمارے ہی ملک میں رہتی تھی لیکن زلزلوں نے اس کا پایہ تخت برباد کر ڈالا جس کے بعد اس کے بیٹے منلیک نے اس کی لاش یہاں اکسوم میں لا کر دفن کر دی۔

حبشیوں کو حق الیقین ہے کہ بلقیس حبشن تھی اور ان کے اولین شہنشاہ منلیک کی ماں تھی۔ اور یہ کہ بلقیس کی سلطنت اریٹرا میں ساحل سمندر سے شروع ہو کر ماکال اور جبیل تانا کے بھی آگے تک پھیلی ہوئی تھی اور یہ کہ اس کے زمانہ کی سونے کی کانیں کوہ شیگری میں اب تک موجود ہیں۔

عجیب و غریب آثار قدیمہ

ہم نے اکسوم کے کلیسوں میں عجیب و غریب آثار قدیمہ دیکھے جن کے بارے میں حبشیوں کو پورا یقین ہے۔ بعض کا ذکر میں کرتا ہوں:۔

(۱) اون کی ایک بہت ہی پرانی بوسیدہ چادر ہے جس کی نسبت دعویٰ کیا جاتا ہے کہ سینٹ فرو منتوش کی ہے۔ جس نے حبش میں مسیحیت کی تبلیغ کی تھی۔

(۲) لوہے کا ایک تاج جو منلیک ابن سلیمان علیہ السلام کا بتایا جاتا ہے۔

(۳) سفید کپڑے کا ایک ٹکڑا جس کی نسبت دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ اسی نجاشی کے عمامہ کا ٹکڑا ہے جس نے ہجرت حبش کے موقعہ پر صحابہ کرام کو پناہ دی تھی۔

(۴) ایک تلوار جسے کہتے ہیں کہ حضرت بلال حبشی کی تلوار ہے۔

(۵) سونے کا ایک پیالہ جس کی نسبت دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ ان تحفوں میں سے ہے جو حضرت سلیمان نے اپنے بیٹے منلیک کو اس کی تخت نشینی کے موقعہ پر بھیجے تھے۔

حضرت سلیمان کا صندوق

اکسوم کا سب سے زیادہ پرانا اور سب سے مقدس کلیسا وہ ہے جسے کلیسائے صیہون کہتے ہیں۔ اس کلیسے میں قیمتی لکڑی کے کئی صندوق تہہ خانوں میں رکھے ہیں۔ حبشیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ صندوق حضرت سلیمان کے ہیں اور ان میں ان کے وہ تحفے ہیں جو منلیک کیلئے انہوں نے بھیجے تھے۔

میں نے بہت اصرار کیا کہ کوئی ایک ہی صندوق کھولا جائے تاکہ دیکھیں اس میں کیا ہے۔ مگر بڑے کاہن نے انکار کیا اور کہا کہ شہنشاہ حبش کے حکم سے اور اس کی موجودگی ہی میں یہ صندوق کھولے جا سکتے ہیں۔

پھر اس نے آہ سرد بھری اور کہا۔

جب تک اٹالین اس شہر میں موجود ہیں ان صندوقوں کے کھلنے کی امید ہی نہیں کی جا سکتی۔ (ماخوذ)

(بقیہ صفحہ ۲)

اس میدان میں ہمکو اترنا نہیں چاہیئے؟ علما دین جماعت عالیہ کو فوراً میدان عمل میں گامزن ہونا چاہیئے۔ اور جن بزرگان نے سال بھر ایک ماہ کی آمد کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اسے التوا میں نہ ڈالیں جس قدر جلد ہو ادا کر کے وقت کی نزاکت کو سمجھ کر ثواب دارین حاصل کریں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

بعثت ایں اجرت نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان ست ایں بہر حالت شود پیدا

آپ کے سامنے غزوہ تبوک کی سی حالت ہے۔ حضرت صدیق اکبر کا نمونہ دکھائیں اور اس موقعہ پر اس تھوڑے سے صدقہ و خیرات کے عوض ابر عظیم کے مستحق بنیں اور جو کچھ بھی نہیں دے سکتے وہ کم از کم خشوع اور خضوع کی دعاؤں سے مدد کریں۔ یہ خدا کا کام ہے کوشش کرنا آپ کا فرض ہے۔ اور نیک انجام اس خدا کے ہاتھ میں ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ

از تعیش ہا بردں آئید اے مردان حق
خویشتن را از پئے اسلام سرگرداں کنید

بے نظیر اسلامی لٹریچر

بیان القرآن

یعنی اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

(مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل۔ بی)

ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب۔ لسان العرب۔ تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۲×۲۹ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر ۲۵ رعایتی قیمت ۱۳ روپے (محصول ڈاک عہ علاوہ) غیر مجلد ۱۲

حمائل شریف مترجم اردو مع حواشی

مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل۔ بی

یہ حمائل شریف حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ ترجمہ بین السطور اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ حضرت مولانا کی تفسیر بیان القرآن اسقدر مقبول ہوئی کہ لوگوں نے اسکا ایک مختصر ایڈیشن نکالنے کی فرمائش کی تاکہ یہ ترجمہ ہر طبقہ کے آدمی تک پہنچ سکے۔ کاغذ اور لکھائی وغیرہ نہایت اعلیٰ۔

اصل قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ ... رعایتی قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ ...
قسم دوم ... قسم دوم ...
بیجلد حنائی کاغذ ... بیجلد حنائی کاغذ ...

حمائل شریف مطبوعہ جرمنی

یہ بے نظیر حمائل شریف جرمنی میں خاص اہتمام سے طبع کرائی گئی ہے۔ ابتک ایسی حمائل ہندوستان میں شائع نہیں ہوئی۔ جلد نہایت خوبصورت۔ قیمت ...

حمائل شریف (پاکٹ سائز)

جلد نہایت خوبصورت اور اعلیٰ
قیمت فی جلد ...

قرآن مجید (معرا)

لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ جلد پر سنہری ڈائی لگی ہوئی ہے۔
قیمت بیجلد ... مجلد ...

تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی

سیرت خیر البشر مجلد ... بیجلد ...
تاریخ خلافت راشدہ ...
جمع قرآن ...
مقام حدیث ...
النبوت فی الاسلام ...
مقدمۃ القرآن حصہ اول ...
حقیقۃ المسیح ...
المسیح الدجال و یاجوج ماجوج ...
محمد مصطفےٰ ...
احمد مجتبےٰ ...
خلافت اسلامیہ ...
اسلام اور دیگر مذاہب ...
حدوث مادہ ...
مسیح موعود مجلد ... بیجلد ...
شناخت ماموریں ...
آیت اللہ ...
مرآۃ الحقیقت ...
حقیقت اختلاف ...
سیرت خیر البشر بزبان انگریزی ...
تاریخ خلافت راشدہ ...
ٹیچنگز آف اسلام مجلد ... بیجلد ...
رسالہ تقدیر انگریزی ...
جمع قرآن (بزبان انگریزی) ...
انتخاب قرآن (بزبان انگریزی) ...
محمد اینڈ کرائسٹ مجلد ... بیجلد ...

تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی۔ اے ایل ایل۔ بی

توحید فی الاسلام مجلد ... بیجلد ...
سلک مروارید ...
ینابیع المسیحیت ...
راز حیات ...
ضرورت الہام ...
خطبات غربیہ ...
ہستی باری تعالیٰ ...
یسوع کی الوہیت ...
اسلام اور علوم جدیدہ ...
حیات بعد الموت ...
مکالمات ملیہ ...
مطالعہ اسلام ...
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ...
لمعات انوار محمدیہ مجلد ... بیجلد ...
تمدن اسلام حصہ اول ...
نبی کا ظہور اتم ...
مذہب محبت ...
ذرات عالم کا مذہب ...
ام الالسنہ مجلد ... بیجلد ...
براہین نیرہ ...
پیام اسلام ...
سیرت نبوی ...
قرآن اور جنگ ...
موضوع القرآن ...
اسوہ حسنہ ...
اسلامی نماز کا فلسفہ ...

عسل مصفےٰ ہر دو حصہ

یہ سلسلہ احمدیہ کا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق جملہ امور مثلاً وفات مسیح آمد مہدی۔ دجال یاجوج ماجوج علامات آمد مسیح موعود وغیرہ بے شمار احادیث و اقوال بزرگان اسلام سے استدلال کیا گیا ہے ہر احمدی کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت جلد اول عہ دوم ...

کامران

مؤلفہ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور

یہ انگریزی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ اس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج ہیں۔ (۲۰۰) صفحہ کی کتاب ہے خصوصاً نوجوانوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت ...

انوار القرآن

پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر

(مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب) جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ جملہ احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت دیدہ زیب طباعت اعلیٰ۔ سفید ولایتی کاغذ خوبصورت کپڑے کی جلد پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے بعض مقتدر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف (عہ) میں ملتی ہے احباب آج ہی فرمائش بھیج دیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ...

الروح	تناسخ	ولادت مسیح	رسالہ نماز	قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت	روزہ	حج	زکوٰۃ	اکرام الحق
۳ر	۳ر	۴ر	۸ر	۳ر	۴ر	۶ر	۳ر	ار

نوٹ: محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست مفت روانہ کیجاتی ہے

المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تو رے پایہ ہر سعید خواہد بود
نزاے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
میرزا مسعود بیگ
(ایم۔ اے)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیار پوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۹ ذیقعد ۱۳۵۴ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۳۶ء | نمبر ۸

آثارِ محبت

(کلام حضرت اقبال)

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم بر ہ یار تو یکساں کردی

ہمہ مجموع دو عالم تو پریشاں کردی
ہمہ عشاق تو سرگشتہ و حیراں کردی

ذرہ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تو چوں مہ تاباں کردی

ہوشمندان جہاں را تو کنی دیوانہ
اے بسا خانۂ فطنت کہ تو ویراں کردی

جان خود کس ندہد بہر کس از صدق و وفا
راست ما بینست کہ ایں جنس تو ارزاں کردی

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

اے تپ عشق بنازم کہ بدیں خونخواری
کافر استی مگرم مرد مسلماں کردی

ہمہ جا شور تو بینم چہ حقیقت چہ مجاز
سینۂ مشرک و مسلم ہمہ بریاں کردی

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

مراسلات

مکتوب برلن

(از ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

نورِ حق رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کب پیش جاتی ہے

ہمارے مخالفین نے نومبر اور دسمبر میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ مسلمانان برلن اور دیگر جرمن جو اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں مسجد اور مشن سے بدظن ہو جائیں۔ اس غرض کے لئے انہوں نے کئی مختلف طریقے اور حیلے اختیار کئے۔ مگر ان کو کامیابی نہ ہونی تھی اور نہ ہوئی۔ دسمبر بفضلہ نہایت کامیاب مہینہ رہا۔ یکم دسمبر کو شام کے ۸ بجے نماز تراویح کا اجتماع ہوا جس میں اکثر تاتاری احباب نے حصہ لیا۔ احباب کی خواہش تھی کہ نماز تراویح کا باقاعدہ انتظام ہو جائے۔ مگر یہاں سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ برلن بہت بڑا وسیع شہر ہے۔ جس کا عرض و طول تقریباً ۱۵ میل x ۱۵ میل ہوگا۔ اور اس عظیم الشان شہر میں صرف ایک مسجد ہے اور مسلمانان برلن تمام شہر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مسجد تک پہنچنے کے لئے بسا اوقات گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کا سفر بذریعہ ریل اختیار کرنا پڑتا ہے۔ جو کہ عموماً ناممکن ہے۔ لہذا نماز تراویح صرف چند مرتبہ ادا ہو سکی۔ اس ضمن میں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ اگر برلن میں چند اور مسجدیں ہوں تو یہ دقت کسی حد تک رفع ہو سکتی ہے۔ کاش ہمارے مخالفین کو اللہ تعالےٰ یہ توفیق دے کہ بجائے موجودہ مسجد کو بے رونق بنانے کی کوشش کے نئی مساجد تعمیر کریں۔ آخر مساجد کی تعمیر کو اسلام میں بڑا بھاری کار ثواب سمجھا جاتا ہے۔ مگر اصل بات تو یہ ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست + تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۵ر دسمبر کو زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی جناب علامہ ڈاکٹر سعید مارقوس صاحب کا ایک نہایت ہی بصیرت افروز اور روح پرور لیکچر ہوا۔ آپ کے مضمون کا عنوان تھا۔ ”اسلام اور قسمت“۔ فاضل مقرر نے تقریباً ایک گھنٹہ کے عرصہ میں موضوع کے مختلف پہلوؤں پر نہ صرف عالمانہ اور فلسفیانہ رنگ میں بلکہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی نہایت مدلل اور موثر پیرایہ میں روشنی ڈالی اور بتایا کہ اسلام میں تقدیر اور قسمت کا مفہوم ”قسمت“ کے عام مفہوم سے بالکل جداگانہ ہے۔ اسلام اس قسم کی ”قسمت“ سے کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہے۔ بالکل ناآشنا ہے اور ”قسمت“ کا ایسا مفہوم اسلامی تعلیم کے منافی ہے۔ اسلام کوشش اور جدوجہد کا مذہب ہے۔ اسلام نے یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح کوئی سبت یا اتوار کا دن مقرر نہیں کیا بلکہ جمعہ کے روز بھی نماز جمعہ سے قبل اور بعد کاروبار کا حکم دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام عمل اور سعی کا مذہب ہے۔ کاہلی سستی اور اسلام یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایک قسم کی ”قسمت“ کا اسلام ضرور قائل ہے اور وہ یہ کہ انسان سعی کامل اور انتہائی جدوجہد کے بعد اپنے آپ کو کلی اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دے اور اللہ تعالیٰ جو نتائج اس کی سعی اور کوشش پر وارد کرے ان کو بخوشی اور بشرح صدر سے قبول کرے۔ اور اس حالت کو اسلام نے ”رضا بالقضا“ کے نام سے موسوم کیا ہے اور یہی سرٹیفکیٹ صحابہ کرام کو بدیں الفاظ عطا ہوا ”رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ“۔ لیکچر پر از معلومات تھا اور حاضرین نے بہت پسند کیا۔ بلکہ بعض نے اس بات پر اصرار کیا کہ اس کو شائع کر دینا چاہیئے تاکہ جو دوست جلسہ میں شریک نہ ہو سکے وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ صاحب صدر جناب امین بوسفلڈ نے ڈاکٹر صاحب موصوف اور سامعین کا دلی شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔ مگر حاضرین جن کی تعداد ایک صد کے قریب تھی۔ کافی عرصہ تک ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات کرتے رہے۔

۲۷ر دسمبر کو عید الفطر بفضلہ بڑی کامیابی کے ساتھ منائی گئی۔ قبل از دوپہر صلوٰۃ العید خاکسار نے پڑھائی اور انگریزی اور المانی زبان میں خطبہ دیا۔ شام کو ۸ بجے مسجد کے وسیع ہال میں ایک پررونق جلسہ ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم ایک تاتار جناب عثمان نے کی۔ بعد ازاں جناب عزیز الرحمن مرزا۔ عبود ابراہیم صاحب اور دیبہ صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ حاضرین سے مسجد پر تھی۔ یہاں تک کہ بعض احباب کو نشست کی جگہ نہ مل سکی۔ عید کی مفصل رپورٹ قبل ازیں شائع ہو چکی ہے ✦ والسلام

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا دوسرا سالانہ جلسہ

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا دوسرا سالانہ جلسہ ۲۷ر دسمبر بروز اتوار بوقت اڑھائی بجے دوپہر مسلم ہائی سکول میں زیر صدارت بیگم صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب منعقد ہوا۔ جس میں لاہور کی معزز خواتین کافی تعداد میں تشریف لائی تھیں۔ جلسے کی ساری کارروائی ممبران کے اپنے ہاتھوں میں تھی۔ جلسے کا افتتاح رشیدہ طاہرہ صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ اور اس کا ترجمہ بھی کرکے سنایا۔ پھر سیکرٹری نے احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کی دو سالہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد بیان کرنے کے بعد کہا۔ کہ ایسوسی ایشن کے جلسے گزشتہ سال بھی ماہ بماہ ہوتے رہے اور مئی میں اس کے زیر اہتمام خواتین کا ایک عام جلسہ بھی کیا گیا تھا۔ نیز یہ بھی بتایا کہ ایسوسی ایشن اپنے چندے سے خدمت دینی کے طور میں مالی امداد بھی دیتی رہتی ہے۔ چنانچہ ساڑھے تیرہ روپے کا کتابوں کا سٹ ہائی سکول کی لائبریری کے لئے رکھوایا۔ دس روپے برلن مسجد کی مرمت کے لئے دیئے۔ ۲۵ روپے سپین فنڈ میں، دس روپے انجمن کے کوئٹہ ریلیف فنڈ میں، اور دس روپے سید ممتاز علی میموریل فنڈ میں دیئے۔ اس طرح کل تقریباً ستر روپے اس نے مختلف دینی و قومی کاموں میں دیئے۔

آخر میں یہ بھی بتایا کہ ہماری پریذیڈنٹ فرخ سلطان کی تجویز سے نومبر میں ایک تقریری مقابلہ ہوا جس میں سب سے اچھی تقریر کرنے والی کے لئے ایک کپ بطور انعام مقرر تھا۔ سرپرستوں نے فیصلہ کیا تھا کہ سب سے اچھی تقریر محمودہ بیگم کی ہے۔ چنانچہ صدر صاحبہ سے درخواست کی گئی کہ وہ کپ اپنے ہاتھوں سے اپنے ہاتھوں سے محمودہ بیگم کو دیا۔ اور اپنی طرف سے اس میں پانچ روپیہ انعام بھی ڈال دیئے۔

فرخ سلطان نے اپنی افتتاحی تقریر میں تعلیم کا صحیح مقصد بتایا جس کو کہ ہندوستان میں بالکل بھلا دیا گیا ہے اور کہا کہ تعلیم کا صرف یہی مقصد نہیں کہ دماغ کی نشوونما کی جائے بلکہ اس کا تعلق روح سے بھی ہے جب اصلاح معاشرت ساتھ نہ ہو تو تعلیم فضول ہے۔ اسی طرح مذہبی تعلیم بھی نہایت ضروری ہے اور کہا کہ اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی گئی۔

اس کے بعد حمیدہ بادشاہ صاحبہ نے سیرت نبوی پر تقریر کی۔ جس میں انہوں نے آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی زندگی کے چند ایک واقعات سنائے۔

پھر حامدہ بیگم نے ایک تقریر کی۔ جس میں انہوں نے بتایا۔ کہ ہم پر جو کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے تو اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ خدا ظالم ہے۔ بلکہ یہ تو ایک تازیانہ عبرت ہوتا ہے جس سے کہ غافل انسان کو خدا یاد آ جاتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کے ہر فعل میں ہمارے لئے رحمت پنہاں ہوتی ہے۔

محمودہ بیگم نے اپنی تقریر میں لفظ احمدیت کی توضیح کی اور بتایا کہ اس جماعت کا نام احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے نام پر نہیں ہے بلکہ نبی کریم کے نام احمدؐ پر ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس جماعت کے کام کا مجملاً ذکر کیا۔ اور احمدی جماعت کے اصول اچھی طرح کھول کر بیان کئے۔

آخر میں بیگم مولانا محمد علی صاحب نے صدر صاحبہ کی طرف سے حاضرین کا اور خاص کر ممبران ایسوسی ایشن کا شکریہ ادا کیا اور احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کی ممبران کو نصیحت کی کہ وہ غربا اور مساکین کی امداد کو خاص طور پر اپنا نصب العین بنا لیں اور جہاں کہیں بھی جائیں اس مقصد کو اپنے سامنے رکھیں اور دل میں عہد کر لیں کہ اپنے علم و ہنر و دولت سے اپنے غریب بہن بھائیوں کی مدد کیا کریں۔

جلسے میں سعیدہ بیگم، خورشید بیگم، مس سراج الدین اور خاکسار نے نعتیں پڑھیں۔

جلسہ برخاست ہونے پر سب خواتین کی چاء سے تواضع کی گئی۔ جس کا انتظام ممبران ایسوسی ایشن نے نہایت خوبی سے کیا ہوا تھا ✦

خاکسار
اختر
سیکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن

یورپ کی نشأۃ ثانیہ اور اسلام

(مترجمہ شیخ محمد احمد صاحب وکیل - ایبٹ آباد)

(۲)

یورپ کی شاعری اور موسیقی کا ماخذ

اندلسیہ کے باغات نغموں اور موسیقی سے معمور تھے۔ اس کے درباروں میں روحانیت کا دور دورہ تھا اور اس کے علماء اور امرا کی مجالس میں شاعروں اور موسیقی نوازوں کی شرکت لازمی سمجھی جاتی تھی۔ اس کے ہر مرد و عورت کیلئے فن شاعری کے دقائق و نکات کا جاننا ضروری تھا۔ صاحبان فنون و علوم کو نائبان حکومت و تمدن سمجھا جاتا تھا۔ یہ وہ فضا تھی جو کیٹالونیا، قطلان اور پراونس کے تلفظ اصلاح پر اثر انداز ہوئی۔ عود۔ رباب۔ ستار۔ طنبورہ اور نقاروں کے مشہور آلات موسیقی تھے۔ جن کی تقلید میں یورپ والوں نے اپنے آلات موسیقی بنائے۔ چنانچہ وائلن و پیانو کی تخلیق رباب اور ستار کی شرمندہ احسان تھی:

مغرب پر تہذیب و تمدن اندلس کے اثرات ابھی تک علمائے تحقیقات میں زیر بحث ہیں۔ لیکن تمدن عرب سے یورپ کے عام سلوک کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ان علماء کے اس تعصب کو جو ان کے نکالے ہوئے نتائج میں شامل ہو آسانی سے نظر انداز کر سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ پراونس کے علاقہ میں اپنی پرانی شاعری بھی موجود تھی اور بحور کا استعمال کسی حد تک عام گیتوں میں کیا جاتا تھا۔ لیکن شعر کے دو مصرعے ردیف و قافیہ کا ظہور غزل گوئی کی ابتدا سب کے سب اپنی ہستی و بقا کے لئے عربی شاعری کے شرمندہ احسان تھے۔

سپین پراونس کی شاعری یورپ کی موجودہ شاعری کا وہ پیدائشی گہوارہ ہے جس کی گونج تمام یورپ میں پھیل گئی۔ اطالیہ کے شاعر مالاسپینا، زرزگی، سارڈیلو، ٹنگا لانے بھی پراونس کے شاعروں کی زبان قافیہ اور بحر و ردیف کی تقلید کی۔

سسلی میں نارمن حکومت اور مسلمان

مسلم سسلی اور جنوبی اطالیہ پر نارمن نوابوں کے قبضے ہی نے ولیم کو تحریص دلائی کہ وہ انگلستان پر حملہ آور ہو۔ تیس سال کے متواتر مقابلہ کے بعد جب پالرمو کی مسلم حکومت جو تمدن و تہذیب میں قرطبہ کی حریف تھی۔ حملہ آور کے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور ہو گئی۔ تو اس نے اس شرط پر صلح کی کہ اسے مکمل تمدنی اور مذہبی آزادی حاصل ہو۔ اس شرط کی اتنی سختی سے پابندی کی گئی کہ روجر (جو دونوں سسلیوں کا بادشاہ تھا) کو لوگ مسلمان سمجھنے لگ گئے۔ سسلی آخری *Hohastanfen* بادشاہ کے عہد حکومت تک مسلم تمدن کا مرکز اور زندگی بخش تہذیب کا سرچشمہ رہا۔ یہ بھی قدرت کی نیرنگیوں میں سے ایک عجیب بات تھی کہ پوپ ہلڈبرانڈ گریگوری ہنری چہارم کے ہاتھوں سے مسلمانوں ہی نے سینٹ انیگلو کے قلعہ میں بچایا تھا۔ نہ صرف افواج بلکہ مذہب اور بڑی حد تک مسلمانوں کا نظام حکومت بھی سسلی میں نارمن شاہوں کے عہد حکومت میں قائم رہا حتیٰ کہ ذمہ داری کے عہدوں پر بھی مسلمانوں ہی کو مقرر کیا جاتا رہا۔ امیر البحر لاطینی میں *Admiral* یا *Ammiralio* بن گیا۔ دیوان *Dohanas* یا *Douanes* ہو گیا۔ باقی یوروپی ممالک نے بھی سسلی کے نظام حکومت کی تقلید کی۔ انگریزی نظام معاشی اپنا ایکسچیکر اپنے نام کی طرح سسلی سے لیا گیا تھا۔ اسے تھامس برن نے جس نے روجر ثانی کے خازن کی حیثیت میں کام کیا تھا۔ ہنری ثانی آف انگلستان کی ملازمت اختیار کرنے کے بعد اس جزیرہ میں رواج دیا

وحشی یورپ پر مسلم تمدن کا اثر

نارمن سسلی اور نارمن انگلستان کے درمیان متواتر سلسلہ آمد و رفت جاری تھا۔ جس کے ذریعہ سے مسلم تمدن کی بنیادی باتیں انگلستان پہنچتی رہتی تھیں۔ مسلم تمدن کا عظیم الشان اثر وحشی یورپ پر اپنی انتہا کو فریڈرک ثانی کے عہد حکومت میں پہنچ چکا تھا۔ اس بادشاہ نے مسلم تہذیب و تمدن کو اختیار کر لیا تھا۔ اس کے عالیشان دربار میں جہاں سبز و سنہری چھتوں کے نیچے اور ان مشرقی طرز کے باغات میں جہاں شفاف پانی کے فوارے نور افشاں ہوتے تھے اور عجیب و غریب پرندے چہچہاتے تھے اور نوادر روزگار جانور محو رقص ہوتے تھے۔ اندلس اور پراونس کے موسیقی نواز نغمہ زن رہتے تھے۔ ان سب چیزوں کے اجتماع نے فریڈرک کے دربار کو علم و حکمت شاعری و فنون لطیفہ کا مخزن بنا دیا تھا۔ لیکن اس زمانہ کے دیگر یورپین درباروں میں جو پادریوں اور راہبوں سے بھرے پڑے تھے۔ جہالت و توہم کا دور دورہ تھا۔ ان پر وحشت و بربریت چھا رہی تھی۔ مذہبی تعصب جہالت جیسی مکروہ و گھناؤنی شے پیدا کر چکا تھا۔ یہاں تک کہ لامذہبیت کے ان الزامات کی فہرست میں جو فریڈرک پر لگائے جاتے تھے، ایک سب سے زیادہ اہم اور مشہور الزام یہ بھی تھا کہ وہ کافر مسلمانوں کی طرح روزانہ غسل کرنے کا عادی ہے

اسلامی خیالات کا اثر

اگر فریڈرک ثانی کا یورپ کو ایک متمدن ریاست میں تبدیل کر دینے کا خواب شرمندہ تعبیر ہو جاتا۔ تو یورپ کی سیاسی تواریخ نہیں بلکہ اس کا تمدنی و مذہبی ارتقا بھی بالکل ایک نئی صورت اختیار کر چکا ہوتا۔ لیکن گریگوری نہم پاپائے روما کے فتووں نے عیسائی معصوموں کے ہاتھ میں وہ زہر آلود تلوار دیدی جس نے یورپ میں جہالت کو ایک عرصہ دراز تک رہنے کی اجازت دیدی۔ ایسا کیوں ہوا۔ اس لئے کہ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ اٹلی میں جو نئی روشنی عرب اثرات مدنی کی وجہ سے پیدا ہو رہی تھی۔ کلیسا کی ظلماتی طاقتوں کے لئے ایک زبردست خطرہ تھی۔ چنانچہ اس طرح سے یورپ میں ذہنی آزادی اور غور و فکر کرنے کے مادہ کو کلیسا والوں نے اپنی خون آشام قربانگاہ کی بھینٹ کر دیا۔ چنانچہ گریگوری نے فریڈرک ثانی کو دشمن عیسائیت کا خطاب دیا اور لکھا کہ وہ دجال اعلان کرتا ہے کہ قادر مطلق خدا ایک کنواری کے پیٹ سے پیدا ہونے کی کوئی احتیاج نہیں رکھتا ہے اس لئے اس مسئلہ پر ایمان رکھنا کسی عقلمند کا کام نہیں ہو سکتا اور کہ وہ ملحد اس بات کا بھی قائل ہے کہ کوئی فانی انسان مرد و عورت کے نطفہ کے امتزاج کے بغیر پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ ان ملحدانہ خیالات کے علاوہ اس کا یقین ہے کہ صرف مطابق عقل مسائل کا ماننا ضروری ہے واضح ہو کہ یہ خیالات اس دشمن عیسائیت محمد کے اعتقادات کا پرتو ہیں۔ اس فتویٰ کا یہ اثر ہوا کہ تمام یورپ میں بادشاہ کے حامی گردن زدنی قرار دیئے گئے۔ چنانچہ یہ فتوے گولف کی تلوار سے بھی زیادہ سنگین ثابت ہوئے اور آخر کار ایک عرصہ دراز کے بعد بادشاہ نے حکومت کو خیرباد کہہ کر مقامات مقدسہ کی زیارت کو جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے قدس میں پہنچنے پر سلطان الملک الکامل نے اس کا شاندار استقبال کیا۔ اور جب وہ مسجد عمر کے صحن میں سلطان کی باہوں میں باز و ڈالے ... تھا اور ان کے درمیان حساب کے مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی کہ ... علماء کے اس گروہ پر جنہوں نے عیسائی ... میں اس کا ساتھ دیا تھا ... اب قدس کے دروازہ پر کھڑے تھے جا پڑی۔ اس وقت وہ کہہ رہے تھے کتنا خوش قسمت ہے سلطان الکامل جس کے سر پر کوئی مذہبی جنونی ... مقدس شکل میں مسلط نہیں۔

اپنی محبت کے ثبوت میں سلطان نے فریڈرک کو ایک ... دی جس کی شکل و ساخت گنبد نما تھی اور اس میں سورج و چاند کی حرکات وقت کا پتہ دیتی تھیں۔ ہوہنس ٹوفن کے اس عظیم الشان بادشاہ یعنی فریڈرک کی وفات پر مسلمان اور عیسائی دونوں قوموں نے اپنے آنسوؤں کا خراج عقیدت اس کی علم دوستی کی نظر میں گذرانا۔

عیسائی دنیا میں مذہبی ابتری

یورپ کے خوابیدہ احساس کو اس چیز نے جو سائنس سے بھی زیادہ زود اثر اور شعری ادب سے بھی زیادہ روحانیت اپنے اندر رکھتی تھی خواب غفلت سے بیدار کر دیا۔ اور یہ راز بھی عجیب ہے کہ مذہبی توہم کے گل خوردہ ہاتھ کو کاٹ ڈالنے والا آلہ خود مذہب ہی تھا۔ جیسا کہ الغزالی نے لکھا ہے۔ "ادیان کا موہوم توہم اور اصول کا جذباتی تضاد جب کبھی عقل کی کسوٹی پر کسا جائے گا۔ تو اس کا تباہ ہو جانا لازمی امر ہے"۔ چنانچہ نویں اور دسویں صدی میں ہی عیسائی دنیا میں مذہبی ابتری کے آثار نظر آتے ہیں انگلستان اور اسکاٹستان میں کچھ تو تھیوڈور کی وجہ سے اور کچھ لعبد کی وجہ سے تمدن کا معیار ہر اعظم سے بہت بلند تھا بجبریت پیدا ہے۔ الکوین اس کے تاریخی ثبوت ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ معیار حقیقت میں بہت ہی بلند تھا۔ بلکہ وہ باقی یورپ سے مقابلتاً ممتاز نظر آتا تھا۔ ان دو جزیروں کا تمدن آئرش راہبوں کے لاطینی ذوق کی وجہ سے تھا۔ یہاں تک کہ فادر کلیمنٹ نے جیروم۔ آگسٹن اور گریگوری کے احکام کی علی الاعلان خلاف ورزی کی اور اس نے بیوی کے مرجانے پر سالی سے نکاح کو جائز قرار دیا فادر مارکیرسس بھی *Pantheist* تھا۔ لیکن ان جنوبی راہبوں میں جون آرجینا بہت زیادہ بہادر اور بے باک شخص تھا۔ اس مذہبی باغی نے مشرق کا سفر کیا تھا اور وہ یونانی زبان سے خوب واقف تھا۔ یہ الحاد تقریباً سو سال تک آئرش خانقاہوں میں پرورش پاتا رہا۔ آخر کار بالآخر بشپ کنٹربری نے اس کو تباہ کرنے کی ٹھان لی۔ لیکن اس کی امیدیں راسلین نے خاک میں ملا دیں۔ راسلین کچھ عرصہ ہی پیشتر سپین سے واپس آیا تھا اور اس نے وہاں منطق سیکھی تھی۔ جس سے اس نے اس مسلم کے خلاف کام لیا۔ راسلین کے ایک شاگرد پیٹر ابیلارڈ نے اس بات کا اعلان کیا کہ عقل کو نہ صرف یہ ہی حق حاصل ہے کہ وہ ہر ایک مذہبی کلام کا تجزیہ کرے۔ بلکہ ...

اسلامی فلسفہ کا اثر

اس بات کا ٹھیک اندازہ لگانا کہ زمانہ متکلمین سے پہلے کے عیسائیوں پر اسلامی خیالات نے کیا اثر کیا۔ ایک مشکل امر ہے۔ لیکن سب سے پہلی الحادی تحریک جو کلیسائے روم کی حدود میں پیدا ہوئی۔ نویں صدی عیسوی میں بشپ *Adoptionnis* آف ٹولیڈو کی تحریک تھی جس نے جنوبی فرانس کے رہبانوں کے دلوں کو خیالات الحاد سے پُر کر دیا۔ ہم جانتے ہیں کہ اسلامی فلاسفی اور دینیات یہودیوں کے واسطہ سے بینیڈکٹائن خانقاہوں اور مانٹی کیسنو کے خاندان میں رواج پا چکی تھیں۔ جیسا کہ قرطبہ کا الوبر و ہمیں بتاتا ہے کہ نویں صدی عیسوی میں عیسائی مسلمانوں کے مذہب اور فلسفہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے بادل ناخواستہ ان الفاظ کو ایزاد کرنا پڑا۔ لیکن یہ مطالعہ ہمیشہ ان کے مذہب و فلسفہ کی تردید کے لئے نہیں ہوتا"

---

[۱] ایک مشرقی راہب جو پاپائے روما کی طرف سے کنٹربری میں مقرر کیا گیا تھا

بیشتر حصہ ہی ایسا ہے جس کے پاس اسپلار ڈ نے کونسل آف سپین کے ظلم سے پناہ لی تھی۔ بڑے مغموم انداز میں لکھتا ہے کہ "اپنی اندلس کی اقامت کے دوران میں میں نے فرانس۔ انگلستان اور جرمنی کے طلباء کو گروہ در گروہ مسلمانوں کے دار العلوم میں حصول علم کے لئے جاتے دیکھا ہے" اس علمی ذوق کے اثرات کو کم کرنے کے لئے اس نے قرآن کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا۔ کہ اس قسم کی الہامی کتابوں کا مطالعہ خود ان کی تردید کرتا ہے۔

اسلام اور عیسائیت میں متوازیت

اسلام اور عیسائیت کی فانگی بحثوں میں متوازیت اور مشابہت کو ہم صرف حالات کی مشابہت کا نتیجہ قرار نہیں دے سکتے اور نہ ہی اسے محض ایک حادثاتی امر سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہی سوالات اور مباحثات جنہوں نے دمشق کے علماء کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرا یا ہؤا تھا بعینہ اسی انداز اور تقریباً انہی الفاظ میں ایک صدی کے گذر جانے پر ہم پیرس میں سنتے ہیں۔

بغداد اور دمشق کے خلفاء کے درباروں کا تمدن عام مسلمانوں کی نگاہ میں اتنا پسندیدہ نہ تھا۔ اسی لئے جب مامون نے اپنا مشہور دار الترجمہ جو دار الحکمت کے نام سے مشہور تھا قائم کیا — تو اس نے لوگوں کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ یہ محض طبیبوں کی ایک جماعت کی مجلس گاہ ہے۔ عوام اور مذہبی علماء کے نزدیک تحریک مدنیت اپنی ابتدا ہی سے مشتبہ رہی۔ اسی طرح ہمیں مسلمانان سپین کی مذہبی جنونیوں کی ان بغاوتوں کا بھی علم ہے۔ جن میں علوم و فلسفہ کی بیش قرار کتابیں شعلوں کی نذر کر دی گئیں۔ جذبہ مدنیت کی طرف مذہب زدہ عیسائی عوام کا رویہ بھی بالکل مسلمانوں سے ملتا تھا۔ لیکن ان دو بڑی تحریک مدنیت میں اتنا فرق ضرور تھا۔ کہ اسلام میں اس تحریک کے قائد بلند پایہ محدین تھے اور اس کے فوائد اور اثار کا لطف اٹھانا صرف ان ہی دنیا دار لوگوں کے حدود حلقہ کے لئے مخصوص ہو چکا تھا۔ زہاد کے لئے غمزدہ انداز میں اپنی زندگیاں گزار دینے اور اس وقت تک انتظار کرنا مقدر تھا۔ جب بربر، تاتاری اور سپین کے گروہ ان کی مدد پر نہ آ گئے۔ اور جنہوں نے اسلام کے بے مثل اور بے نظیر تمدن کو موت کے گھاٹ اتار کر اسلامیوں کی زندگی کی رو کو جہالت و ادبار کی راہ پر ڈال دیا۔ زمانہ کی نیرنگیوں میں غالباً یہ بھی روز ازل سے مقدر ہو چکا تھا کہ جہاں دسویں صدی میں ہم یورپ والوں کو حصول علم کے لئے مسلمانوں اور خصوصاً افریقیوں کے دست نگر پاتے ہیں۔ اس کے بالکل برعکس بیسویں صدی میں پروفیسر ویسٹر مارک وحشی اقوام کی زندگی کے اطوار کا مطالعہ کرنے کیلئے شمالی افریقہ کو بہترین جگہ سمجھتا ہے۔ سچ ہے تلک الایام نداولہا بین الناس الہا کیوں ہے۔ اس بات کا سمجھنا کوئی مشکل امر نہیں۔ ہم آسانی سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسلامی عیسائی دنیاؤں میں ظلمت و نور کا مقابلہ مختلف حالات میں ہؤا۔ اور اسلام میں ان حالات نے توہم کو عقل پر غلبہ دیدیا۔ اس کے برعکس عیسائیت میں عقل و فکر جو کسی وقت اسلامیت کا خاصہ سمجھا جاتا تھا۔ جذبہ اوہام پر غالب آ گیا۔

مذہب اور عقل کی تطبیق

اگرچہ عربوں کی ذہنی طاقت حساب و علوم کے مشکل مسائل کے حل میں مشغول تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حالات کا یہ بھی تقاضا تھا۔ کہ ان علوم کو مذہبی مسائل کے حل کرنے میں بھی استعمال کیا جاوے اس لئے عربوں نے مذہبی اصولوں کو علوم متداولہ کے اصولوں پر پرکھنے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ مذہب کو عقل انسانی رجو ہمیشہ مکمل نہیں ہوتی) سے تطبیق دینے کی رو عام ہو گئی۔ فارابی نے ارسطو کی کتابوں پر تشریحات لکھیں اور اس کے مسئلہ ہمت کو اپنی مشہور کتاب کا موضوع قرار دیا۔ ابن سینا و فارابی کی تقلید میں ارسطو کی بیچ بہت کو تصوف کا مذہبی جامہ پہنایا۔ ابن رشد نے وحدت دماغ کا مسئلہ ایجاد کر کے مذہب کے اصولوں میں داخل کرنے کی کوشش کی۔ اور دور خہ صداقت کے مسئلہ کو عمومیت دے دی۔ چنانچہ اس کے نزدیک یہ درست نہ تھا کہ جو امر مذہب کے اصولوں پر صحیح اترے۔ سائنس بھی اس کی تصدیق کرے۔ مثلاً پروفیسر بیری نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک چیز کا باورچی خانہ میں صداقت ہونا اسی شئے کے کرہ نشست میں باطل ہونے کے منافی نہیں ہے

عیسائی پادری فلاسفۂ اسلام کے نقش قدم پر

اور یہ تمام کے تمام مسائل اسی صورت میں عیسائی دنیا نے عربوں سے لئے۔ وہی بحث، وہی مجادلے، وہی نظام تخیل و الحاد بینز مشکل و پیچیدہ مسئلے مساجد سے کلیساؤں میں منتقل ہو گئے۔ ارسطو کی وہ عظمت جسے عربوں نے چار چاند لگا دیئے تھے سب سے پہلے معیار عقل کے دعوے کے لئے یورپ میں نمودار ہوئی۔ لیکن پیرس میں اس کی کتابوں اور عرب فلاسفہ کی تشریحات کو پڑھنا کلیسا کے حکم سے ممنوع قرار دیا گیا۔ لیکن علد ہی کلیسا والوں کو محسوس ہونے لگا۔ کہ ان کا مذہب کو عقل کی کسوٹی پر نہ جانچنے کا رویہ انہیں ایک ایسی لڑائی میں شریک ہونے پر مجبور کرتا ہے۔ جس میں کلیسا کے ہتھیار کند ہیں اس لئے انہوں نے اس اصول کو خیرباد کہہ کر ارسطو اور اس کے مسائل کو انہیں ہتھیاروں سے شکست دینے کی ٹھان لی۔ چنانچہ تعلیمات ارسطو پہ مذہبی رنگ چڑھانے کی سعی شروع ہو گئی۔ اس طرح اہل مذہب نے خود ارسطو کو عیسائیت کی مدافعت میں پیش کرنا شروع کر دیا۔ یہ کوشش عیسائیت کا علوم عقلیہ کے سامنے سب سے پہلا عملی اعتراف شکست تھا۔ پادریوں نے اپنی کوششیں علوم ارسطو اور مذہب کو تطبیق دینے میں صرف کرنی شروع کر دیں۔ لیکن اس کام کو ان سے پہلے مسلمان سر انجام دے چکے تھے۔ البرٹس میگنس اور ٹامس اکیوئنز نے جو دونوں عربی سے خوب واقف تھے۔ فارابی اور ابن سینا کے اصول و تراجم کو یورپ میں عام کر دینے کے سوا اور کوئی بڑا کام سر انجام نہیں دیا۔ اور انہوں نے اسی مقصد کے حصول کے لئے الغزالی و الکندی کو اپنا نمونہ قرار دیا۔ اور ان کے مخالفین نے بھی ان کے مقابلہ میں ابن رشد کے دلائل سے کام لیا۔

یورپین سائنس کی بنیاد عربوں نے رکھی

وہ چیز جس سے ذہنی ارتقا کی منازل طے کی گئیں ابھی تک فضول بحث کا موضوع بنی ہوئی ہے۔ حالانکہ ہم اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس "ملحد" مسلمان ابن سینا کی تعلیم و اصول نے اگر ایک طرف کلیسا کے سرکاری علوم و فلسفہ کی تخلیق کی تو دوسری طرف اس کی طبی کتابوں نے گلیلو کو پیدا کیا۔ لیکن ہم اس بات کے عادی ہو چکے ہیں کہ ان مسلمان فلاسفہ کی تعلیموں کو کلیسا و یورپ کا سب سے بڑا دشمن قرار دیں۔ اور یہ سمجھیں کہ اس تعلیم کی شکست میں ہی یورپ کی برتری کا راز مضمر ہے۔ اور اس بات پر یقین رکھیں کہ گلیلو اور ڈیکارٹیز کے عروج کا باعث ارسطو اور اس کے مقلدین کا مٹ جانا تھا۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ سائنس کی وہ ابتدائی باتیں جن پر موجودہ سائنس کے ان باوا آدموں کی تخلیق کی گئی تھی۔ وہی تھیں جو یورپ نے عرب والوں سے سیکھیں اور یورپ کے نشاۃ ثانیہ کے بانی Patrosal اور Erasmus کا ارسطو اور ابن رشد کے خلاف جہاد کرنے کا باعث کوئی مذہبی جذبہ نہ تھا بلکہ یہ سائنس۔ الحاد اور مادہ پرستی کا نتیجہ تھا۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ علوم عقلیہ کی علوم نقلیہ سے جنگ تھی۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ارسطو اور اس کے مسلمان مقلدین ہی تو تھے جو ایک عرصہ دراز تک یورپ میں مذہبی لامعقولیت و بے معنویت کے مقابل میں ذہنی آزادی کے علمبردار بنے تھے اور ارسطو۔ ابن سینا و فارابی کی ڈھالوں کے سایہ تلے طبی مدرسوں اور یونیورسٹیوں میں علوم و فنون نشو و نما پا کر اپنی بالغ عمری کو پہنچے تھے۔

علم کلام

علم الکلام بھی یونانی سوفسطائیت کی طرح ان فنا شدہ اشیاء میں سے ہے۔ جس کا نام اس کے فاتحین نے اپنی فتح کو بقائے دوام دینے کے لئے زندہ رکھا ہؤا ہے۔ لیکن علم کلام کے اسلامی نظریے ہی تو تھے جو روح یورپ کو موت نما نیند سے جگا کر اسے حیات تابندہ بخشنے کے باعث بنے تھے۔ ان متکلمانہ مباحثوں اور مجادلوں نے ہی ان دلائل کو جلا دی تھی۔ جو آشفتہ دماغ انسانی کو حیات نو کی جدوجہد میں تسلیم کرنیوالے تھے۔ جان سٹورٹ مل نے کیا ہی اچھا لکھا ہے "صحت تخیل یا اصول منطق میں سے جو کچھ بھی ہمارے پاس ہی باقی ہے۔ وہ ان متکلمین ہی کے طفیل باقی ہے"۔ ہم ان مسائل سے بعض پر جن پہ وہ بحثیں کرتے تھے ہنس سکتے ہیں۔ لیکن اگر ان دلائل کو جو آج کل ہمارے علماء علوم ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔ ازمنہ وسطیٰ کے کسی ایک عرب متکلم کے سامنے رکھ دیں تو مجھے یقین ہے کہ یہ ہنسی صرف ہمارے لئے ہی مخصوص نہ ہو گی۔ صغریٰ و کبریٰ کے طریقے محض ایک ذہنی شئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ ایک ایسا اہم و کار آمد فارمولا ہے۔ جس کے بغیر علوم کی ترقی ناممکن محض ہے

اسلامی تہذیب و تمدن کی برکات

یہ علوم عربیہ کا کمال تھا۔ جس نے Rescelline کے ایام میں توہم و خرافات و روایات کے حامیوں کے دلوں کو ایک خوف و دہشت سے لرزا دیا تھا۔ اور جس نے رد جر۔ بیکن اور ولیم کو وہ جگہ دی جو انہیں اب حاصل ہے۔ یہ عربی علوم ہی تو تھے۔ جنہوں نے مجنونانہ عقائد اور نظریوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا تھا اور تجربات کی نئی راہیں اور تحقیق کے نئے نئے نظریے اہل یورپ کو سکھائے اور صحت و پیمائش کے اسالیب کو انہیں تکمیل تک پہنچانے میں آسانیاں بہم پہنچائیں یہ عربی علوم، اسلامی تمدن، مسلم تہذیب، مشرقی دماغی آزادی کے اثرات ہی تو تھے۔ جنہوں نے اس سکوت مرگ جو ظلم و جہول یورپ پر ازمنہ وسطیٰ میں طاری تھا کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ اور اس کی بجائے تہذیب حاضر کی بنیادیں استوار کیں۔

آج بیسویں صدی میں جبکہ تہذیب تو اپنی انتہائی منازل کو طے کر چکی ہے اور اس عربی سہارے سے بعید زمانہ کی وجہ سے دور ہو کر پاش پاش ہونے والی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس شرکت علوم و عظمت سائنس کے زمانہ میں ان لوگوں کے کارناموں سے ناواقف نہ رہیں۔ جو تہذیب حاضر کی خوبیوں کے پیدا کرنے والے تھے اور اگر ہم اس زمانہ میں انہیں فراموش کر دیں تو یہ سب سے بڑی احسان فراموشی ہو گی جس پر آئندہ آنے والی نسلیں جو یقیناً ہم سے زیادہ انصاف پسند ہونگی۔ ہم پہ نفرین بھیجیں گی۔

(ترجمہ از Making of Humanity)

تشتت و افتراق کے مہلک اثرات

مسلمانوں کی بے راہ روی

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم

قرآن مجید میں جابجا ایسی اقوام کا ذکر کیا گیا ہے جو مسلمانوں سے قبل پیدا ہوئیں۔ اپنے اپنے وقت میں بڑے عروج پر پہنچیں اور پھر قوانین الٰہی کی مخالفت کی پاداش میں صفحۂ ہستی سے نابود کر دی گئیں اور ان کی جگہ لینے کے لئے دوسری اقوام پیدا ہو گئیں۔ یہ واقعات قصہ کہانی کے طور پر نہیں بلکہ نصیحت اور عبرت کے لئے بیان کئے گئے تھے۔ تاکہ قرآن کے پیرو بھی قوموں کے عروج و زوال کے رموز سے آگاہ ہو جائیں۔ اور ان خطرات سے ہمیشہ اپنا بچاؤ کریں جنہوں نے پہلی قوموں کو تباہ کیا۔ لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب۔ قوموں کے تنزل و تباہی کے متعدد اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک بڑا سبب افراد قوم کی آپس میں نااتفاقی اور اغراض پرستی ہے۔ اس بات سے مسلمانوں کو بار بار ڈرایا گیا ہے اور انہیں نصیحت کی گئی ہے کہ وہ آپس میں تفرقہ اندازی نہ کریں اور نہ آپس کے فضول جھگڑوں میں اپنی قوت کو ضائع نہ کریں۔ ورنہ ان کا غلبہ جاتا رہے گا اور وہ ذلیل ہو جائیں گے خدا کے قانون سے تو کوئی مستثنیٰ نہیں۔ خواہ وہ مسلمانوں سے پہلی اقوام ہوں یا خود مسلمان۔ یہ سچ ہے کہ اسلام ہمیشہ زندہ رہیگا اور قرآن کی تعلیم ابدالاباد تک قائم رہے گی لیکن یہ بھی سچ ہے کہ جو قوم مسلمان کہلانے کے باوجود احکام قرآنی کی خلاف ورزی کرے گی اس کا وہی حشر ہوگا۔ جو پہلی اقوام کا ہؤا۔ اور خدا تعالیٰ اسے تباہ کر کے کسی اور قوم کو اس کی جگہ کھڑا کر دے گا۔ جو صحیح معنوں میں عامل قرآن ہو۔

آج ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد نو کروڑ کے قریب ہے۔ لیکن اس کثرت تعداد کے باوجود انہیں کوئی عزت و غلبہ حاصل نہیں۔ بلکہ ہر جگہ مسلمان ذلت و بے چارگی کی تصویر ہیں۔ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ وہاں بھی انہیں کوئی خاص وقار حاصل نہیں۔ بلکہ جو کچھ تھوڑی بہت ان کی ساکھ ہے اور کچھ برائے نام عزت حاصل ہے اسے بھی دن بدن کھونے اور ضائع کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس تمام مصیبت کا سب سے بڑا سبب مسلمانوں کی آپس میں پھوٹ اور نااتفاقی ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمان قلت تعداد کے باوجود ہر جگہ مظفر و منصور رہے اور ہر مہم میں کامیاب ہوتے تھے۔ ایک قلیل ترین عرصہ میں انہوں نے شاہراہ ترقی کی تمام منازل نہایت سرعت سے طے کر لیں۔ اور اس کے بالمقابل ہم اس کثرت تعداد کے باوجود دن بدن تنزل اور پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ لیکن اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمان اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے مصداق تھے اور موجودہ مسلمان اس سے بالکل برعکس روش اختیار کر کے اشداء علی المسلمین رحماء بین الکفار پر عامل ہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمان تو زبان نبوی المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا کے مصداق اور اپنی قومی زندگی میں مثل المومنین فی توادھم وتراحمھم کمثل الجسد الواحد کی تصویر تھے اور زمانہ حال کے مسلمان ایک دیوار کی بجائے بکھری ہوئی اینٹوں کے ڈھیر کے مانند ہیں اور ان کی قومی زندگی ایک جسم واحد کی مثال نہیں۔ بلکہ ایسے اعضاء کا مجموعہ ہے جن میں سے ہر عضو دوسرے عضو کو کاٹ کر اپنے سے علیحدہ کر دینے پر تلا ہوا ہے۔ پس اگر یہی لیل و نہار رہے تو ہندوستانی مسلمانوں کا انجام بھی ان قوموں کے انجام سے جن کا قرآن مجید نے بارہا ذکر کیا ہے کچھ مختلف نہیں ہو سکتا۔

شیعہ سنیوں سے ناراض، اہلحدیث حنفیوں سے شاکی اور احمدی غیر احمدیوں سے نالاں ہیں۔ ہر گروہ دوسرے گروہ کو زک اور شکست دینے پر تلا ہوا ہے۔ فرقہ بندی نے قومی شیرازہ کو بالکل بکھیر دیا ہے۔ اور مسلمان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اپنی قوت کو ضائع اور جمعیت کو پریشان کر رہے ہیں۔ علماء اور لیڈران قوم بھی الا ماشاء اللہ آنکھیں بند کر کے عوام کالانعام کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور کوئی خدا کا بندہ ایسا نہیں جو مسلمانوں کو راہ راست پر لائے اور انہیں ان کی بے راہ روی پر آگاہ کرے۔

احمدیوں کو اسلام سے خارج کرنے اور کافر ثابت کرنے پر بڑا زور دیا جا رہا ہے۔ یہ کوشش صرف ملا لوگوں تک ہی محدود نہیں بلکہ بڑے بڑے روشن خیال اور عالی دماغ لیڈر بھی اسی رو میں بہے جا رہے ہیں۔ ہمسایہ اقوام تو اپنی طاقت کو محفوظ اور جمعیت کو مضبوط کرنے کی فکروں میں ہیں لیکن مسلمانوں کے رہبر سہی طاقت کو بھی برباد کرنے میں ہی قوم کی کامیابی سمجھتے ہیں۔ ضروریات زمانہ سے آگاہ ہو کر ادیان باطلہ کے پیرو بھی اپنے مذہب کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے ہیں اور ہر ایک قوم اپنی تعداد کو بڑھانے کی فکر میں ہے لیکن قرآن کے پیرو اور محمد رسول اللہ کی امت خدمت دین کا سب سے بڑا شعبہ ان مسلمانوں کی تکفیر کو سمجھے ہوئے ہے۔ آج کروڑوں مخلوق اسلامی تعلیم کیلئے پیاسوں کی طرح تڑپ رہی ہے۔ لیکن مسلمانوں کو اتنی فرصت اور توفیق نہیں کہ وہ ان تک پیغام قرآنی کو پہنچا سکیں اور اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے علاوہ اپنی طاقت کو بھی مضبوط کر سکیں۔ ان کے نزدیک تو کلمہ گوؤں کو خارج از اسلام کرنا ہی سب سے بڑا جہاد ہے

خدا جانے مسلمانوں کی یہ بے رہبری کیا کیا گل کھلائیگی۔ فرقہ بندی کی آگ کو ہوا دینے اور تفریق بین المسلمین کی کوششوں کا ایک تازہ کرشمہ یہ ہے کہ ہمارے شیعہ بھائی بھی مختلف اداروں میں اپنے لئے علیحدہ نمائندگی اور علیحدہ حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ مسلم اکثریت کے طرز سلوک سے مطمئن نہیں اور اپنے سنی بھائیوں کے سلوک کو ناروا اور ناقابل برداشت قرار دیتے ہوئے اپنے لئے علیحدہ حقوق چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے شیعہ بھائیوں کے اخبار "سفینہ" میں اس ارادہ کا اس طرح اظہار کیا گیا ہے:-

(۱) ہمیں اپنے عمل سے بتا دینا چاہیئے کہ ہم اپنے حقوق اکثریت سے لیکر دم لینگے۔ خواہ اس میں ہمیں مالی و جانی قربانیاں ہی کیوں نہ دینی پڑیں۔ اگر سکھ کرپان کے لئے مورچے لگا سکتے ہیں اور مسلمان مسجد شہید گنج کیلئے سینوں پر گولیاں کھا سکتے ہیں تو کیا شیعہ اپنے حقوق کے لئے کوئی قربانی نہیں دے سکتے۔

(۲) آئندہ انتخابات ملدیہ میں ابھی بہت مدت باقی ہے اس لئے اس عرصہ میں شیعوں کو سر توڑ کوششیں کرنا چاہیئے خواہ اس کے لئے حکومت کے پاس جانا پڑے یا کسی دوسری طاقت کی امداد و اعانت حاصل کرنے کی ضرورت لاحق ہو۔

(۳) اس بات کا خدشہ نہیں کرنا چاہیئے کہ اس آپس کی چپقلش سے دوسروں کے لئے سامان تضحیک بہم پہنچے گا کیونکہ ہماری اس تحریک سے مسلمانوں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی صدمہ پہنچے۔ تو اس کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہو سکتی۔ اس کی ذمہ دار مسلم اکثریت ہوگی۔

کاش مسلمانوں کے لیڈر اور رہنما آنکھیں کھولیں اور قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنے کا گناہ عظیم اپنے کندھوں پر نہ اٹھائیں آج شیعوں نے یہ مطالبہ کیا ہے تو کل کوئی اور جماعت اسی قسم کا مطالبہ کرے گی اور آہستہ آہستہ مسلمانوں کی رہی سہی طاقت بھی اس تفرقہ بازی کی طفیل بالکل ضائع ہو جائے گی۔ جب مسلمانوں کے رہنما کلمہ پڑھنے والوں کو کافر بنا رہے ہیں۔ اور خود قوم کے شیرازہ کو بکھیر رہے ہیں۔ تو اگر مختلف فرقے اپنے لئے علیحدہ حقوق اور علیحدہ نمائندگی کا مطالبہ کریں تو وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ اس غلط روش کے بد انجام کی تمام تر ذمہ داری ان نام نہاد رہنماؤں پر ہوگی جو آج فرقہ بندی اور تکفیر کی آگ کو مشتعل کر رہے ہیں اور اس کے مہلک اثرات اور انجام سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اسلامی حکومتوں میں اتحاد

گزشتہ ماہ مختلف ذرائع سے یہ مسرت خیز خبر موصول ہوئی ہے کہ افغانستان، ترکی، عراق اور ایران کی حکومتیں ایک مستقل و پائیدار

اتحاد قائم کرنے والی ہیں۔ آج کل دنیا کے سیاسی حالات بے حد مخدوش ہو رہے ہیں۔ امن عالم کی حالت ایک تودۂ بارود کی مانند ہو رہی ہے جو معمولی سی چنگاری سے بھڑک کر دنیا بھر کو درہم برہم کر سکتا ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا اسلامی سلطنتوں کے مدبرین نے ایک مضبوط و مخلصانہ اتحاد کی ضرورت محسوس کی ہے۔ اور موجودہ بین الاقوامی واقعات کے پیش نظر اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش ہو رہی ہے اس اتحاد کا خاص مقصد بیرونی حملوں سے مسلم حکومتوں کی حفاظت کرنا اور ان کی اقتصادی اور سیاسی حالت کو بہتر بنانا ہے۔ عالمگیر جنگ کا امکان ہر لحظہ ہے۔ کیونکہ یورپین اقوام کے درمیان جذبہ رقابت انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ علاوہ ازیں جاپان اور روس جاپان اور امریکہ اور جاپان اور چین کے درمیان شدید ناچاقی ہے مجلس اقوام کا نفوذ اور اثر بھی رفتہ رفتہ کمزور ہو رہا ہے کیونکہ وہ چین کو جاپان کے ظلم اور حبشہ کو اٹلی کی یورش سے محفوظ نہیں رکھ سکی۔ ان حالات کی وجہ سے اس اتحاد کی ضرورت شدید طور پر محسوس کی گئی ہے۔ یورپین جنگ یا عالمگیر جنگ کے چھڑنے پر مسلم حکومتوں کا رویہ کیا ہونا چاہیئے۔ اس بارے میں مندرجہ ممالک کے مدبرین ایک متفقہ فیصلہ کریں گے اور کسی مسلم حکومت کو خطرہ لاحق ہوا۔ تو متحدہ محاذ پیش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائیگی۔ امن و جنگ دونوں حالتوں میں یہ تمام ممالک ایک دوسرے کی امداد کریں گے۔ علاوہ ازیں یہ ارادہ ہے عراق افغانستان اور ترکی کے درمیان سرحدوں کے مسئلہ کو دائمی طور پر طے کر دیا جائے۔ نیز شیعہ و سنی کے اختلافات کو دور کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ چاروں ملکوں کے دارالسلطنتوں کو ریل پختہ سڑکوں تار اور ٹیلیفون کے ذریعے ایک دوسرے سے ملحق کر دیا جائیگا۔ چاروں سلطنتوں کے مفاد کی حفاظت کے لئے بیس لاکھ سپاہیوں پر مشتمل ایک بین الاقوامی فوج رکھی جائے۔

یہ چاروں حکومتیں مجلس اقوام کی رکن ہیں۔ یہ بھی تجویز ہے۔ کہ مجلس مذکور میں ہر ایک معاملہ کو متحدہ طور پر پیش کیا کریں۔ جب اس اتحاد کی تجویز عملی جامہ پہن لے گی۔ تو بعد دیگر اسلامی حکومتوں مثلاً مصر، نجد حجاز، یمن وغیرہ کو اس میں شمولیت کی دعوت دی جائیگی۔ یقیناً یہ ایک دل خوش کن اور مبارک خبر ہے۔ ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اسلامی سلطنتوں کے حکمرانوں اور مدبروں کو ان تجاویز میں کامیاب کرے۔

شیعہ سنی اتحاد

ہمارے نزدیک اسلامی سلطنتوں کے مذکورہ بالا پروگرام کی سب سے اہم شق شیعہ سنی اتحاد ہے۔ ان سلطنتوں میں زیادہ تر یہی دو اسلامی فرقے آباد ہیں۔ ان میں کافی حد تک اختلافات موجود ہیں کہیں کہیں علاقوں میں ان کا آپس میں برتاؤ بھی اچھا نہیں ہے۔ اگر تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان سلطنتوں کی مشکلات کی ایک بہت بڑی وجہ شیعہ سنی اختلافات ہیں شیعوں کے بعض مجتہد سنیوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور سنی علماء کے نزدیک شیعہ گمراہ و منافق ہیں اگر یہ اختلافات دور ہو جائیں۔ تو عالم اسلامی ترقی کی جانب بہت تیز رفتاری سے قدم اٹھا سکتا ہے۔ گزشتہ چند سال کے عرصہ میں سب سے پہلے رضا شاہ پہلوی نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور اپنی مملکت میں تبرہ کی ممانعت کر دی۔ غالباً اسی کا نتیجہ ہے۔ دیگر اسلامی ممالک کے تاجداروں اور مدبروں نے اس طرف توجہ کی ہے

یہ در اصل تکفیر نوازی کے خلاف اسلامی دنیا کے بہترین دماغوں کا جہاد ہے جس کے نتائج انشاء اللہ نہایت مفید و مبارک ہوں گے لیکن ہمیں یہ دیکھ کر بے حد افسوس ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمان تکفیر ملاؤں اور تکفیر نواز لیڈروں کے زیر اثر اس سے برعکس راستے پر جا رہے ہیں۔ اسلامی ممالک میں یہ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ صدیوں سے بچھڑے ہوئے شیعہ سنی بھائیوں کو آپس میں گلے ملا دیا جائے۔ وہ ایک دوسرے کو کافر کہنا اور آپس میں نفرت کرنا چھوڑ دیں۔ برخلاف اس کے ہندوستان کے بعض بہترین اسلامی دماغ مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کے لئے جدوجہد فرما رہے ہیں۔ اور تفریق و خانہ جنگی کا ایک ایسا دروازہ کھولا جا رہا ہے جس کا نتیجہ مسلمان قوم کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ کاش وہ آزاد اسلامی ممالک کے مدبروں سے کوئی سبق حاصل کر کے اپنے رویہ میں تبدیلی کرے۔

جدید تحریک شہید گنج!

یہ مسلمانوں کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ ان کا ہر ایک قومی کام لیڈروں اور مولویوں کی نااہلیت خودغرضی اور نفاق پسندی اور عوام کی بداخلاقی اور بگڑی ہوئی ذہنیت کی وجہ سے ناکام رہتا ہے۔ اس کی ایک عبرت انگیز مثال تحریک شہید گنج ہے۔ پہلے تو مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے مسجد سکھوں کے قبضہ مستقل طور پر چلی گئی۔ حالانکہ گزشتہ ربع صدی میں ایک سے زیادہ مواقع آئے تو مسلمان معمولی کوشش اور معمولی صرف سے یہ مسجد حاصل کر سکتے۔ گزشتہ سال سکھوں نے مسلمانوں کی درخواستوں اور جذبات کی پروا نہ کرتے ہوئے مسجد منہدم کر دی جس سے تمام اسلامی حلقوں بالخصوص مسلمان نوجوانوں میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے سول نافرمانی شروع کر دی اس موقع پر لیڈر اور علماء گوناگوں وجوہات کی بناء پر عوام کی صحیح رہنمائی سے قاصر رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گولی چلی۔ بہت سے مسلمان شہید و زخمی ہوئے۔ اس کے بعد پیر جماعت علی شاہ صاحب کی قیادت میں ایک تحریک شروع ہوئی۔ اس کا جو نتیجہ ہوا۔ وہ اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ یہ تحریک عملاً ختم ہو چکی ہے۔ لوگوں نے پیر صاحب سے جو توقعات قائم کی تھیں۔ وہ بالکل پوری نہیں ہوئیں اور نہ پیر صاحب اپنے آپ کو ایک مدبر اور قابل رہنما ثابت کر سکے۔ اس کے بعد پھر میدان خالی تھا۔ مسلمان نوجوان جو پیر جماعت علی شاہ صاحب کی تحریک سے امیدیں وابستہ کئے بیٹھے تھے۔ از سر نو مایوس ہو گئے۔ ان میں سے بعض نے دوبارہ سول نافرمانی کا آغاز کر دیا ہے۔ ہر روز شاہی مسجد سے رضاکار مسجد شہید گنج میں نماز ادا کرنے کی غرض سے روانہ ہوتے ہیں جنہیں پولیس راستہ ہی میں گرفتار کر کے جیل میں پہنچا دیتی۔ عدالت سے انہیں چند روز کی سزا ہو جاتی ہے۔ یہ سلسلہ ایک ہفتہ سے زائد عرصہ سے جاری ہے۔ ۱۳ر جنوری تک ۷۰ رضاکار گرفتار ہو کر سزا پا چکے ہیں۔

اس تحریک جدیدہ کے متعلق طرح طرح کی باتیں کہی جا رہی ہیں اور بہت سی بدگمانیوں کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ خدا جانے ان میں کہاں تک اصلیت ہے۔ لیکن یہ تو ایک ظاہر بات ہے۔ کہ یہ تحریک پرجوش نوجوانوں کی ایک اضطراری حرکت ہے۔ اس کی پشت پر کوئی تجربہ کار سنجیدہ دماغ نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ موجودہ حالات میں سول نافرمانی مفید ہونے کی بجائے سخت نقصان رساں ہے اس معاملہ

میں صرف آئینی کوششوں کے ذریعہ ہی کامیابی ممکن ہے اس وقت ضرورت ہے۔ کہ ان میں وائر مقدمات کی پوری تیاری کر کے پیروی کر کے انہیں کامیاب بنایا جائے۔ معاصر محترم "انقلاب" مسلمان نوجوانوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔

"ہم مسلمان نوجوانوں سے مخلصانہ استدعا کرتے ہیں کہ خدا کے لئے مسلمانوں کی حالت پر رحم کرو اور اپنے جوش کو رائیگاں نہ گنواؤ۔ اس سول نافرمانی کو بند کرو ... کوئی اندھا دھند اقدام کر کے قوم کے بہترین مقاصد اور وقار ملی کو صدمہ نہ پہنچاؤ"

ہمارے خیال میں ہر ایک ہوشمند ان الفاظ کی تائید کریگا۔ مسلمان نوجوانوں کو اس نصیحت پر عمل کرنا چاہیئے۔

ایک ضروری اعلان

انسداد بیکاری کی سکیم کے سلسلہ میں یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ تمام احباب اور جماعتیں کسی بیکار نوجوان کو حصول روزگار کی غرض سے لاہور بھیجنے سے قبل اس کے مفصل حالات اور تعلیمی اہلیت وغیرہ سے انجمن کو اطلاع دیا کریں۔ اور اجازت ملنے پر مرکز میں بھیجا کریں۔ بغیر حصول اجازت اس غرض سے لاہور کا قصد ہرگز نہ کیا جائے۔ اس میں اس قدر اور اضافہ کی ضرورت ہے کہ بعض نوجوان اور دوسرے احباب حصول تعلیم و امداد کی غرض سے بلا اطلاع و اجازت مرکز میں آ جاتے ہیں یہ بھی درست نہیں۔ جو لوگ بلا اطلاع آ جاتے ہیں وہ ارباب انتظام کی مشکلات اور انجمن کے بار میں اضافہ کرنے علاوہ بسا اوقات خود بھی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ مرکز میں آنے سے قبل اجازت کا حصول انتظامی نقطۂ نظر کے لحاظ سے اشد ضروری ہے۔ آئندہ کے لئے تمام احباب اور جماعتیں اس کا سختی سے خیال رکھیں۔ بہتر ہوگا۔ کہ اس بارہ میں تمام خط و کتابت جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کے توسط سے کی جائے۔

برادران جماعت کی توجہ قابل

امسال جماعت کی تنظیم کی طرف توجہ کی جا رہی ہے جس کے ضمن میں جماعت کے بیکار افراد کی معاش کا انتظام کرنا ضروری ہے اس کے متعلق تجاویز زیر غور ہیں لیکن ہنوز کوئی فیصلہ نہیں ہوا احباب کام سیکھنا چاہتے ہیں وہ کام کی نوعیت اور اپنی موجودہ قابلیت کے متعلق مرکز کو مطلع کریں جو احباب کاروبار کرتے ہیں وہ جلد از جلد اطلاع دیں۔ آیا وہ اپنے ہاں کام سکھا سکتے ہیں۔ اور اگر سکھلا سکتے ہیں تو کس قسم کا کام سکھلا سکتے ہیں اور اس کی شرائط کیا ہیں۔

(سیکرٹری)

آہ۔ ڈاکٹر عدالت خاں مرحوم!

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

ایک سعید روح

بعض لوگ اس عالم مادی میں ایسی سعید روحیں لے کر آتے ہیں کہ انہیں اگر مادر زاد ولی کہہ دیا جائے تو کچھ بیجا معلوم نہیں ہوتا۔ انہی میں سے ڈاکٹر عدالت خاں مرحوم تھے۔ گجرات کے قریب ایک گاؤں مرالیاں کے رہنے والے تھے۔ قوم کے گوجر اور ایک معزز زمیندار گھرانہ میں سے تھے جس زمانہ میں میں گجرات میں اسسٹنٹ سرجن تھا۔ یہ انٹرنس کے امتحان کی تیاریاں کر رہے تھے۔ مجھ سے دو چار دفعہ ملنے پر احمدیت ان کے دل میں گھر کر گئی۔ اور تھوڑے سے ہی عرصہ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل سلسلہ ہو گئے۔ طبیعت نہایت سادہ مگر بیحد معقول سر تا پا شرافت اور اس کے ساتھ ذہانت کا پتلا۔ انٹرنس میں اعلیٰ نمبروں میں پاس ہوئے۔ میرے ہی مشورہ سے میڈیکل سکول امرتسر میں ملٹری سب اسسٹنٹ سرجن کلاس میں داخل ہوئے۔ اپنی شرافت اور نیکی اور دینداری اور تقویٰ کی وجہ سے لڑکوں میں مُلّا کے نام سے شہرت پا گئے۔ وجہ یہ کہ کسی فتنہ و شرارت اور لہو و لعب سے سروکار نہ تھا۔ ہمیشہ اپنے مطالعہ سے کام تھا یا مذہب سے دلچسپی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جفاکشی اور ایثار اس قدر تھا کہ ہمیشہ دوسروں کے کام آنے میں خوشی تھی ان کے اپنے گاؤں میں کوئی زمیندار ہل جوت رہا ہے۔ اس نے کہا عدالت خاں مجھے کچھ کام ہے تم یہ ذرا ہل تو جوت دو۔ عدالت خاں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ وہ گھر چل دیا۔ یہ اس کی جگہ ہل چلا رہے ہیں۔ کسی نے پکڑ کر کہا کہ لکڑی چیر دو۔ تو انکار نہ تھا۔ اسی لئے برادری شریکے کے دوست دشمن چھوٹے بڑے سب عدالت خاں کے مداح تھے۔ ڈاکٹری کا امتحان نہایت اچھے نمبروں پر پاس کیا۔ اور ملازمت میں ایسی قابلیت اور لیاقت اور شرافت اور دیانت کا ثبوت دیا کہ جس افسر سے واسطہ پڑا وہ ثناخوان ہو گیا۔ جفاکشی کا یہ عالم تھا کہ سردیوں میں جو فوجیں مصنوعی جنگوں اور قواعد کے لئے باہر نکلتی ہیں اور دھاوے بولتی ہیں تو نہایت تکلیف اور مشقت کا سامنا پڑتا ہے۔ جس میں عام طور پر ڈاکٹر لوگ چیخ اٹھتے ہیں۔ لیکن عدالت خاں ایک ایسی ہستی تھی کہ خوش بشاش بشاش۔ جہاں کوئی نہ جانا چاہے وہاں عدالت خاں جانے کو تیار۔

اخلاق و دیانت

پانچ سال ہوئے ان کی شادی میری پھوپھی زاد ہمشیرہ کی لڑکی سے ہوئی۔ میرے ہی ہاتھوں سب کچھ ہُوا۔ اس کے بعد جتنا نزدیک سے میں نے عدالت خاں کو دیکھا۔ اس شخص کو پرلے درجہ کا صالح جوان پایا حسن ظنی کی عادت اس قدر تھی کہ کبھی بدظنی قریب نہیں پھٹکی۔ نہایت کم سخن۔ لیکن جہاں اسلام یا احمدیت پر کسی نے اعتراض کیا اور ایک دم زبان سے قفل کھل گیا اور علم و حکمت کا ایک خزانہ نکلنے لگا۔ اس کے باپ اور بھائی بھی حیران ہو جایا کرتے تھے کہ ویسے تو عدالت خاں بولنا جانتا نہیں مگر مذہب کے بارے میں کس طرح زبان کھل جاتی ہے۔ باپ ناراض ہوئے۔ بھائی خفا ہو لیں۔ بیوی کو غصہ آ جائے۔ مگر اس شخص نے کبھی پلٹ کر کسی کو نہیں کہا۔ کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ نہ معلوم کس کمال کا نفس مطمئنہ قدرت نے عطا کیا تھا۔ امانت داری کا یہ کمال کہ ایک مرتبہ ان کے ایک عزیز نے جو پولیس میں ملازم تھے ان کے والد کو کچھ مرغیاں بھیجیں۔ ان میں سے ایک مرغی جو کھانے کے وقت پکی ہوئی سامنے آئی تو نہ خود کھائی اور نہ کسی بچہ کو کھانے دی۔ بیوی کو کہا کہ پولیس والوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ خدا جانے یہ مرغیاں جائز طریق پر لی گئی ہیں یا ناجائز طریق پر۔ دیکھنا خبردار کسی بچہ کو اس میں سے بوٹی نہ دینا۔"

آسمانی پرتو

آخر شادی کے پانچ سال بعد خدا جانے باغبان حقیقی کو جنت میں کونسا گلدستہ جوانان صالح کا سجانا تھا جو اچانک یہ لہلہاتا ہُوا پھول چن لیا گیا۔ گزشتہ سالانہ جلسہ پر آئے تو مجھے چہرہ غیر معمولی طور پر خوبصورت نظر آیا۔ خدا نے ویسے بھی صحت۔ جوانی۔ خوبصورتی سبھی کچھ عطا فرمائی تھی۔ مگر اب کے دفعہ مجھے ایک غیر معمولی نور چہرہ پر نظر آیا جو بہت پیارا لگتا تھا۔ میں نے سمجھا کہ جوش شباب کا نتیجہ ہے مگر اب سوچتا ہوں تو دل یہ فتویٰ دیتا ہے کہ وہ چمک ایک آسمانی پرتو تھا۔ کہنے لگے۔ اب کے دفعہ میرے دل میں جلسہ کا ایسا اثر ہُوا ہے کہ اب کبھی جلسہ ناغہ نہیں کروں گا۔ جہلم میں متعین تھے۔ گاؤں میں بقیہ رخصت گذاری۔ وہاں قاعدہ تھا کہ سلسلہ کی کتابیں مطالعہ کرتے رہتے تھے رخصت کے ختم ہونے کے بعد جہلم بمعہ اہل و عیال اپنی نوکری پر چلے گئے نمونیا وارڈ سے طبیعت پر اثر ہُوا۔ نمونیا ہو گیا۔ پہلے تشخیص نہ ہو سکی چار دن بعد پتہ لگا کہ نمونیا ہے۔ ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ ڈاکٹروں نے بڑی دوڑ دھوپ کی۔ مگر موت کا علاج کس سے ہُوا ہے۔ آخر ۲۵ر جنوری ۱۹۳۶ء کو شام کے ۷ بجے جان بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

نفس مطمئنہ

بیماری کی ابتدا میں تو بیوی کو تاکید کیا کرتے تھے کہ حضرت امیر کو دعا کے لئے دو وقت صبح شام خط لکھتی رہو۔ لیکن مرنے سے چار روز قبل ایک رویا دیکھی۔ صبح اُٹھ کر کہنے لگے کہ میں تو اپنے آپ کو اتنا نیک نہیں سمجھتا۔ مگر آج میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولانا محمد علی صاحب اور کم و بیش ستر آدمی میرے پاس آئے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور کیسے تشریف لائے۔ فرمایا تمہاری فاتحہ خوانی کے لئے آئے ہیں"۔ اس کے بعد کہہ دیا کہ میری موت اب قریب ہے۔ ڈاکٹر وغیرہ سب کہتے رہے کہ انہیں وہم ہو گیا ہے۔ مگر عدالت خاں یہی کہہ گئے کہ بس میری موت یقینی ہے۔ نماز اس حالت میں بھی کبھی قضا نہ کی۔ تیمم کے ساتھ پڑھتے رہے۔ چنانچہ آخری دن عصر کی نماز بھی پڑھی۔ شام کے وقت کہنے لگے کہ کمزوری کی وجہ سے اسوقت نماز پڑھی نہیں جاتی۔ اچھا آگے چل کر پڑھ لیں گے۔ بھائی کو سامنے بلایا۔ کہا کہ میرے باپ کو کہہ دینا کہ گھبرائیں نہیں۔ صبر کریں۔ بہت سے بیٹے باپوں کی موجودگی میں مرا کرتے ہیں۔ یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے؟ بیوی کو سامنے بلا کر کہا کہ میرا اور تمہارا تعلق اب منقطع ہے۔ یہ بچے اب تک میرے تھے۔ اب تمہارے ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا کہ عدالت خاں تم گھبرا گئے۔ نبض تمہاری بالکل اچھی ہے۔ کہنے لگے میں گھبرایا نہیں میری زندگی کے اب صرف چار منٹ باقی ہیں۔ میز پر ٹائم پیس رکھا تھا اس کے پورے چار منٹ بعد آنکھیں بند ہوئیں اور ختم ہو گئے۔ میں نے اس قدر تفصیل صرف اس لئے کی ہے۔ تا اس نفس مطمئنہ کا نظارہ میرے دوستوں کے سامنے آ جائے۔ کہ ایک مومن متقی کی روح کو مرتے وقت کیا طمانیت نصیب ہوتی ہے۔ دوسرا شخص ہوتا تو عجب دیکھتا کہ میں عین عنفوان شباب میں جوان بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کے جا رہا ہوں اور ماں باپ اور بھائیوں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ رہا ہے تو خدا جانے کیا بیقراری اور گریہ وزاری کی حالت اس پر وارد ہوتی مگر نہیں وہ شخص نہایت طمانیت قلب کے ساتھ اپنے سب کے سب عزیزوں کو چھوڑ رہا ہے۔ سب سے رخصت ہوتا ہے۔ سب کو تسلی دیتا ہے۔ اور اپنے رب سے اس کی تقدیر پر راضی رہتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس پر ایک مومن اور ولی اور متقی اور صوفی کا مجاہدہ آکر ختم ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ کے لئے قرآن کریم میں آیا ہے کہ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے نفس طمانیت یافتہ تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

دنیوی راحت کی ناپائیداری

میں بھی مرالیاں گیا۔ قبر پر فاتحہ پڑھی اور جس لڑکی کو آج سے پانچ سال قبل خدا نے اپنے فضل سے سہاگن بنایا تھا۔ میری اپنی شامت اعمال نے بیوہ بنا کر مجھے دکھایا۔ اس وقت مجھے سمجھ آئی کہ یولج النھار فی اللیل کے نظارے بھی کس قدر عجیب ہیں۔ کس طرح آج سے آٹھ دن قبل اس لڑکی اور اس کے بچوں پر دن چڑھا ہُوا تھا اور یہ خوشی میں بیٹھی رہتی تھی اور پتہ نہ تھا کہ رات آ رہی ہے۔ آٹھ دن میں سیاہ اندھیری رات غم اور مصائب کی چھا گئی۔ مگر ساتھ ہی مجھے یہ تسلی ہوئی کہ یولج اللیل فی النھار بھی تو وہیں لکھا ہُوا ہے کہ جو دن کو رات بنا دیتا ہو وہ رات کو دن بھی تو بنا دیا کرتا ہے۔ اس رات کو پھر دن بنا دینا اس رب قدیر کے لئے تو بڑا آسان ہے۔ ہاں ہماری کوئی شامت اعمال سد راہ نہ بن جائے۔ یہی میں نے اس لڑکی کو سمجھایا کہ دنیا کی ناپائیداری دیکھ لی۔ اس کی خوشیوں اور راحت کی ناپائیداری دیکھ لی۔ پھر کیوں نہ انسان آخرت کی طرف توجہ کرے۔ جہاں کی خوشی اور راحت میں سب سے بڑی خوبی مجھے تو یہی نظر آتی ہے کہ وہ ناپائیدار نہیں بلکہ دائمی ہے۔ وہاں اس کے مٹ جانے کا کھٹکا اور خطرہ نہیں۔ یہی مطلب لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون کا ہے۔ یعنی اس خوشی کے بعد غم نہیں۔ شریف اور نیک شوہر ایک نعمت تھی جو محض خدا کا عطیہ تھی ہمارا کوئی حق نہ تھا۔ اس نے وہ نعمت ایک وقت تک کے لئے دی۔ پھر لے لی۔ کیوں لی۔ یہ اس کی مصلحت ہے۔ مگر مجھے تو ہماری اپنی شامت اعمال نظر آتی ہے۔ ہم اس قابل نہ تھے ورنہ وہ کیوں واپس لے لیتا۔ اب جس نے رات ڈالی ہے وہ دن بھی چڑھا سکتا ہے۔ انسان مایوس کیوں ہو۔ راحت اور آرام کی وجہ سے خدا کو ہم بھول گئے۔ اب حقیقت پھر نظر آ گئی۔ اسی کے حضور استغفار کرو۔ اس کی نعمتوں کا کوئی شمار نہیں۔ وہ جو چاہے کر کے دکھا دے خاک کو اکسیر بنا دے۔ رات کو دن کر دے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اس دنیا کی خوشیوں اور راحتوں پر خدا کو بھول جانے والو! جاگو ہوشیار ہو جاؤ۔ کیا پتہ ہے کل کیا ہو جائے۔ آج کو غنیمت سمجھو اور خدا سے حفاظت طلب کرو اور اس سے تعلق جوڑو۔ اور جہاں عدالت خاں کیلئے نماز جنازہ پڑھو گے۔ وہاں اس کی نوجوان بیوہ اور چھوٹے چھوٹے تین یتیم بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ کہ اللہ اس رات کو دن سے اور عسر کو یسر سے بدل دے۔

بکریماں کارہا دشوار نیست

اراکین انجمن حمایت اسلام لاہور سے

ایک دردمندانہ اپیل

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

۱۔ اس وقت جو ہمارے سامنے احمدیہ جماعت کے کفر و اسلام کا مسئلہ پیش ہے۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے کہ ڈیپوٹیشن سب کمیٹی کی روئداد میں مولانا احمد علی صاحب و غلام مرشد صاحب کی رائے گزشتہ اجلاس میں پڑھی گئی تھی۔ کہ اس انجمن کا یہ کام نہیں۔ کہ کسی فرد یا جماعت کے کفر و اسلام کے متعلق بحث کرے۔ یا فتویٰ صادر کرے میری بھی یہی رائے ہے۔ کہ اس انجمن کو ان بحثوں میں نہ پڑنا چاہیئے۔ یہ صرف انجمن کی خاطر ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ ہم فتووں سے ڈرتے ہیں۔ ہمارا اختلاف اگر کچھ ہے۔ تو وہ محض نیک نیتی کی بنا پر ہے۔ اور دین کی خاطر ہے۔ اور جب تک ہم پر یہ ثابت نہ ہو کہ ہمارا مسلک قرآن و سنت کے خلاف ہے محض فتووں کی بنا پر ہم اس کو چھوڑ نہیں سکتے۔

۲۔ انجمن حمایت اسلام لاہور اس وقت تک کل مسلمان جماعتوں کی مشترکہ انجمن رہی ہے۔ اور سب کو اس میں مساوی حقوق حاصل رہے ہیں۔ تفرقہ بین المسلمین سے اندیشہ ہے۔ کہ اس کے قیام کی اصل غرض ہی فوت ہو جائے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اب بھی آپ کے اشاعت اسلام کالج کی حد امکان ہو چکی ہے۔ اور وہ فتاویٰ تکفیر کا زیادہ خصوصی (احمدیہ جماعت کے خلاف) اکھاڑا بنا ہوا ہے۔ اندیشہ ہے۔ کہ یہی ذہنیت انجمن کے کالج سکولوں۔ دفاتر اور دیگر اداروں میں پھیل جائیگی اور احمدیوں تک محدود نہ رہے گی بلکہ یہ آگ شیعہ سنی مقلد غیر مقلد وغیرہ فرقوں کے درمیان بھی جائیگی اور جو انجمن کے قیام کا منشا اس کے بانیوں کا تھا۔ یا جو منشا اس وقت بھی قواعد انجمن کا ہے۔ بالکل فوت ہو جائیگا۔ اور نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام غیر ممالک میں بھی انجمن اس قسم کی رجعت قہقری کے لئے جواب دہ اور ذمہ وار سمجھی جائے گی۔ اور بعد میں اپنی پوزیشن صاف کرنی ناممکن ہوگی

۳۔ احمدیہ جماعت کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کا سوال بالکل بے وقت ہے۔ جبکہ خود اس کے بانی حضرت مرزا صاحب کے وقت میں اور اس کے بعد بھی اس جماعت کو ہمیشہ مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھا گیا۔ بدقسمتی سے اس وقت جماعت احمدیہ کے دو فریق ہیں اور یہ تقسیم گزشتہ اکیس سال سے چلی آتی ہے۔ اور باوجود فریق قادیان کے مسئلہ نبوت و کفر اسلام میں غلو کے ہر دو فریق جماعت مسلمین میں شمار ہوتے رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کے عقائد سے پہلے بے خبری تھی اور مسلمان اب خبردار ہوئے ہیں۔ خود سر محمد اقبال صاحب صدر انجمن نے جناب مرزا محمود احمد صاحب کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنایا اور ان کے ماتحت کئی سال کام کیا۔

۴۔ اب تین چار سال سے بعض پولیٹیکل وجوہ کی بنا پر احمدیہ جماعت بالخصوص فریق قادیان کی مخالفت شروع ہوئی ہے جیسے کہ پہلے انجمن حمایت اسلام پولیٹیکل جھگڑوں سے علیحدہ رہی ہے۔ اس لئے اب بھی اس کو اس بحث میں نہ پڑنا چاہیئے۔ ورنہ وہ اپنے کام اور اپنی خصوصیات سے بہت دور نکل جائے گی

۵۔ حال ہی میں مسجد شہید گنج کی تحریک کا جو حشر ہوا آپ سب پر روشن ہے۔ اگر ہم متحد ہوتے۔ تو نہ اس خانہ خدا کی اس طرح سے بے حرمتی ہوتی اور نہ ہی باوجود ان گران قدر قربانیوں کے ہم اس قدر ذلیل و رسوا ہوتے۔

۶۔ لاہور میونسپل کمیٹی میں باوجود ہماری اکثریت کے ہماری آپس کی نااتفاقی اور تشتت و رسوائی ہمارے لئے سرچشمہ بننے کے لئے ایسا منظر ہے۔ جو ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے

۷۔ کونسلوں میں بھی ہماری یہی حالت ہے۔ اور آئندہ ریفارم میں بھی اگر ہم نے اپنی اصلاح نہ کی اور ہماری یہی حالت رہی۔ تو صوبہ پنجاب میں باوجود ہماری اکثریت کے ہم کو حیثیت قوم کچھ فائدہ نہ پہنچیگا بلکہ ہم ہمیشہ بدحال اور دوسروں کے دست نگر رہیں گے۔

آپ نے اخبارات میں دیکھا ہوگا۔ کہ حضرات شیعہ و اہلحدیث مسلم اکثریت سے نالاں ہیں۔ کہ ان کے نمائندوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ اور وہ میونسپل الیکشن میں کامیاب نہیں ہوتے۔ قادیانیوں کا علانیہ بائیکاٹ کیا جا رہا ہے۔ مگر انہوں نے علیحدہ اقلیت بننے کی خواہش ظاہر نہیں کی۔ مگر مسلمانوں نے اگر اس طرح سے ناروادار کا سلوک جاری رکھا اور شیعہ اہلحدیث۔ قادیانی وغیرہ جماعتوں کو اکثریت سے علیحدہ ہونا پڑا۔ تو پھر مسلمانوں کی صوبہ میں باوجود کثرت کے اقلیت رہ جائے گی۔ اور آپس نااتفاقی اور بداخلاقی کی وجہ سے ان کو ریفارم سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ کونسلوں اور کمیٹیوں میں ان کی نشستیں اور ملازمتوں میں اکثریت کا سوال بالکل خاک میں مل جائیگا اس لئے اس قسم کے اقدام سے پہلے نتائج پر غور کرنا چاہیئے۔ بالخصوص انجمن حمایت اسلام جیسی مسلمانوں کی بہترین انجمن کو۔

۸۔ اس وقت ہندو اور اچھوت سب اپنی اپنی جگہ متحد ہو رہے ہیں مگر مسلمان ہیں۔ کہ باوجودیکہ ان کا قرآن ایک۔ قبلہ ایک رسول ایک، نماز ایک، حج روزہ و زکوۃ کے مسائل ایک۔ یعنی اصول دین میں اتحاد ہے اور صرف فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے وہ آپس میں دست و گریباں ہو رہے ہیں گو اچھوتوں سے بھی نیچے گر گئے ہیں اور اگر یہی حالت رہی تو ضرور اور بھی گر جائیں گے۔ اور اگرچہ اکثر حصہ اچھوتوں کا اسلامی اصول کی طرف کھنچا آ رہا ہے۔ مگر مسلمانوں کی موجودہ روش اور بدنمونہ سے اندیشہ ہے کہ ان کو اسلام سے دور بھگانے کے مرتکب نہ ہوں۔ خدانخواستہ اگر مسلمانوں نے اس وقت بھی اپنی آنکھیں نہ کھولیں۔ تو پھر ایسا زریں موقعہ ان کو کبھی ہاتھ نہ آئیگا۔ اور ہمیشہ اس روز بد کو یاد کر کے پچھتائینگے۔ اور روئیں گے۔ مگر بعد کا پچھتانا کیا کام آسکتا ہے۔

۹۔ انجمن کے لئے صحیح مسلک یہ ہے۔ کہ اس آڑے وقت میں اپنی قوم کی رہنمائی کرے اور ان کو قرآن مجید کے حکم واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا کی طرف متوجہ کریں اور ان سب کو متحد کر کے ایک پلیٹ فارم پر لائیں۔ اور صوبہ اور ملک میں ایک عمدہ فضا پیدا کریں اور آپس کے اتحاد کے بعد، ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں سے بھی خوشگوار تعلقات اور اتحاد پیدا کرنے میں ممد و معاون ہوں۔ تاکہ ملک شاہراہ ترقی کی طرف گامزن ہو سکے۔

آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کی طرف آپ اصحاب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میری قوم کو باہر کا غنیم کبھی مغلوب نہ کر سکے گا۔ مگر جب مغلوب ہوں گے۔ تو اس کا باعث ان کا آپس کی پھوٹ اور نفاق ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اس روز بد سے بچائے۔ اور ہم دیدہ دانستہ غلط راہ و غلط مسلک پر گامزن نہ ہوں۔ اور بجائے اس کے کہ ہم قوم کی کشتی کو متحدہ کوشش سے مشکلات کی گرداب سے باہر نکالیں ہم آپس کے نفاق و بداخلاقی کا شکار نہ ہوں۔ اور قوم کی کشتی کو غرق کرنے کا موجب نہ بنیں۔ آمین۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو بصیرت عطا فرمائے۔ اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور ہم سب مرد عاقبت میں ثابت ہوں۔ آمین۔

خاکسار۔ مرزا یعقوب بیگ ممبر جنرل کونسل انجمن حمایت اسلام (وائس پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

جواہر ریزے

قرآن کریم

(۱) جو لوگ اللہ کے رستے میں مارے گئے ہیں۔ ان کو مرا ہوا خیال نہ کرنا (وہ مرے نہیں) بلکہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو روزی ملتی ہے اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دے رکھا ہے اس میں خوش ہیں اور (ان کی کامیابی کی) وجہ سے بھی جو ابھی ان کے پیچھے ہیں (زندہ ہیں) خوش ہوتے ہیں۔ ان پر نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہیں۔

(آل عمران ۳: ۱۶۸-۱۶۹)

۲۔ اور جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے (مقدور) دیا ہے اور وہ (راہ خدا میں) اس کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں۔ وہ اس (بخل) کو اپنے حق میں اچھا نہ پائیں گے۔ بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے۔ (کیونکہ) قیامت کے دن وہی ان کے گلے کا ہار بنایا جائیگا جس میں وہ بخل کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔ (آل عمران ۳: ۱۷۹)

حدیث شریف

(۱) ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا۔ کہ تم اپنے میں سے کس کو پہلوان شمار کرتے ہو۔ صحابہ نے جواب دیا کہ اس شخص کو جسے لوگ نہ پچھاڑ سکیں۔ فرمایا نہیں بلکہ حقیقی پہلوان (وہ) ہے جو غضب کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (ابو داؤد)

۲۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے۔ کہ نبی کریم صلعم نے عبد القیس کے شیخ اشج سے فرمایا۔ کہ تجھ میں دو عادتیں ایسی ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں ایک بردباری اور دوسری آہستگی (مسلم)

۳۔ آپس میں مصافحہ کیا کرو۔ کہ اس سے بغض جاتا رہے گا۔ اور ہدیہ دیا کرو کہ اس سے محبت پیدا ہوگی۔ اور بخل جاتا رہے گا۔

۴۔ تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو دوسروں کو کھانا کھلاتے۔

۵۔ جب تک متواضع نہ ہو زاہد نہیں بن سکتا۔

۶۔ مہمان کے لئے تکلف نہ کیا کرو۔

اراکین انجمن حمایت اسلام کے استفسارات اور اُن کے جوابات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

آج کل جو بحث انجمن حمایت اسلام میں ہو رہی ہے۔ کہ اس کے بعض ارکان جو ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہیں انہیں کافر قرار دے کر انجمن حمایت اسلام کی رکنیت سے خارج کیا جائے اس سلسلہ میں انجمن حمایت اسلام کے دو اراکین یعنی مولانا احمد علی صاحب امیر خدام الدین اور میاں عبد المجید صاحب بیرسٹر ایٹ لار نے چند استفسارات مجھ سے کئے ہیں جن کا جواب جملہ برادران اسلام کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

مولانا احمد علی صاحب کے سوالات

سوال (۱) آپ نے جب سے مرزا صاحب کی بیعت کی ہے تب سے لے آج تک آپ کا ان کے متعلق کیا اعتقاد ہے۔ کہ ان کا دعوٰے کیا تھا؟

جواب :- حضرت مرزا صاحب کا دعوٰے یہ تھا۔ کہ چونکہ بروئے قرآن شریف حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے جس مسیح کے اس امت میں آنے کا ذکر احادیث نبویہ میں ہے۔ اس سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام کا مثیل ہے۔ اور کہ اس آنے والے مسیح کو جو احادیث میں نبی کے نام سے پکارا گیا ہے۔ تو اس سے مراد محدث ہے۔ جو اس امت میں آ سکتے ہیں۔ کیونکہ محدث کو اس وجہ سے کہ اللہ تعالےٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ مجازاً نبی کہا جا سکتا ہے مگر آپ کے اپنے الفاظ میں آپ کا دعوٰے "نبوت کا دعوٰے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوٰے ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱) انہی اعتقادات پر میں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کی اور اب بھی میرا یہی اعتقاد ہے۔

سوال (۲) کیا آپ کا اعتقاد ان کے متعلق شروع سے لے کر آج تک ایک ہی ہے یا کبھی بدلا۔ اگر ایک ہی ہے تو خیر اور اگر بدلا ہے تو اب کیا ہے اور پہلے کیا تھا۔ اور بدلنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب (ا) اس کا جواب سوال (۱) کے جواب میں آ چکا ہے۔

(ب) اگر آپ احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتویٰ دینا چاہتے ہیں۔ تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ان عقائد کی بنا پر ان پر جو فتوے چاہیں دیں۔

(ج) اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتوے کا سوال ہے۔ تو ایسا کلمہ گو کا فتوٰے جس کو تیس سال قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو شاید ہی مفید ثابت ہو۔ بالخصوص اس زمانہ میں جب علامہ سر محمد اقبال جیسے بلند پایہ انسان جسے آج سے چار سال پیشتر ایک مسلمانوں کی کمیٹی کا صدر بنائیں۔ آج اسے کافر قرار دیں۔ مرزا محمود احمد صاحب کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے میں سر محمد اقبال پیش پیش تھے۔ اور جس جماعت کو سولہ سترہ سال پیشتر "ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ" تھی یہ الفاظ علیگڑھ میں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے احمدیوں کے متعلق کہے) اسے آج کافروں کی جماعت قرار دیں۔ پس مناسب یہ ہے۔ کہ مجھ پر فتوے آپ دیں۔ وہ آج کی تحریرات پر دیں۔

سوال (۳) کیا مرزا صاحب نے کبھی اپنے نہ ماننے والوں کو صرف اسی وجہ سے اپنی تحریروں میں کافر جہنمی۔ شیطان تحریر فرمایا؟ کہ وہ مرزا صاحب کو نہیں مانتے؟

جواب (ا) حضرت مرزا صاحب کی کوئی ایسی تحریر میری نظر سے نہیں گزری جس میں آپ نے اپنے دعوٰے کے نہ ماننے والوں کو کافر کہا ہو۔

(ب) اس کے برعکس یہ تحریر موجود ہے۔ کہ "ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

(ج) ڈاکٹر سر محمد اقبال نے میرے سامنے بیان کیا۔ کہ جب جناب مرزا صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ میاں (سر) فضل حسین بھی اس وقت وہاں پریکٹس کرتے تھے (یہ ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے) تو وہ دونوں جناب مرزا صاحب کے پاس گئے اور آپ نے ایک سوال کے جواب میں یہ فرمایا کہ :-

"میرے انکار سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہو جاتا"

اور اب یہ شہادت انہوں نے تحریری طور پر بھی ادا کر دی ہے اور علیٰ اس بحث کے ذیل میں ادا کی ہے۔ یعنی ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء کو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے نام چٹھی لکھی ہے جس میں تسلیم کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے یہ لفظ ان کے سامنے فرمائے تھے۔

(د) یہ آپ کو بھی مسلم ہے۔ کہ صرف کافر نہیں بلکہ ایسے مسلمان بھی جن کے گناہ ان کی نیکیوں سے زیادہ ہیں جہنم میں جائیں گے۔ اس لئے کسی کو جہنمی کہنے سے کفر لازم نہیں آتا۔ شیطان کا لفظ بھی عام محاورہ میں بدکردار انسان پر بولا جا سکتا ہے۔ مگر جہاں تک مجھے علم ہے حضرت مرزا صاحب نے اس قسم کے سخت الفاظ صرف ان مخالفین کے متعلق استعمال کئے ہیں۔ جنہوں نے آپ کو کافر و دجال وغیرہ خطاب دیئے اور گالیاں دیں۔

سوال (۴) کیا مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کا جنازہ نہ پڑھنے کا حکم تحریری اپنی جماعت کو کسی کتاب میں دیا ہے؟

جواب (ا) ایسا کوئی حکم حضرت مرزا صاحب نے کسی کتاب میں نہیں دیا۔

(ب) اس کے برخلاف متعدد مرتبہ یہ فتوٰے دیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کا جنازہ جائز ہے مثلاً :-

۱۔ "متوفی اگر مکذب اور مکفر نہ ہو۔ تو اس کا جنازہ بیشک پڑھ لیا جائے کوئی حرج نہیں" (الحکم ۱۸۔ اپریل ۱۹۱۲ء)

۲۔ "جو مخالف برا نہ بولتا ہو تو اس کا جنازہ جائز ہے" (اقتباس از خواب محمد منظور الٰہی)

۳۔ اپنی وفات سے چند ماہ پیشتر بھی خود اپنے قلم سے لکھا کہ "جو مسلمان ہماری ایذا کے درپے نہیں ان کے جنازوں میں شامل ہونا موجب ثواب ہے"

(ج) آپ کی ساری جماعت کا طرز عمل آپ کی زندگی میں اور آپ کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی زندگی میں بھی رہا۔ کہ دوسرے مسلمانوں کے جنازوں میں شامل ہوتے تھے اور قادیان اور لاہور کے اختلاف کی تاریخ سے جماعت لاہور کا یہی مسلک ہے۔

سوال (۵) کیا مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں سے رشتہ داری منقطع کرنے کی تعلیم اپنی کتابوں میں دی ہے؟

جواب :- رشتہ داری منقطع کرنے کی تعلیم حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب میں نہیں بلکہ جابجا صلہ رحمی کے لئے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے کے لئے تاکید فرمائی ہے۔

"رشتہ داروں کے ساتھ غمی اور شادی کے موقعہ پر ہمدردی کرنا اور ساتھ دینا ضروری ہے سوائے ایسے رشتہ داروں کے جو سلسلہ حقہ کی سخت مخالفت کے درپے ہوں اور دشنام دہی کیا کرتے ہوں۔ ایسوں کے ساتھ تعلق رکھنا مناسب نہیں۔" (بدر ۲۶ جولائی ۱۹۰۶ء)

سوال (۶) کیا مرزا صاحب نے اپنے مریدین کو یہ حکم بذریعہ کتب یا کسی دوسرے ذریعہ سے دیا ہے۔ کہ وہ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دیں۔ ہاں اگر لڑکی ہو تو لے لیں۔ تاکہ اپنی جماعت میں زیادتی ہو؟

جواب :- ایسا کوئی حکم نہیں نہ لڑکی اور لڑکے میں تفریق کا کوئی حکم ہے۔ صرف ایسے لوگوں سے رشتہ کرنے سے منع کیا تھا۔ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی جو عناد اور تعصب میں حد سے گزرے ہوئے ہیں۔ یا جو ہماری جماعت کو کافر و دجال کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے الفاظ حسب ذیل ہیں :-

"جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب و عناد اور بخل و عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں۔ . . . کچھ بھی ضرورت نہیں۔ کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے۔ جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے ہیں۔ یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخواں اور تابع ہیں۔" (فتاویٰ احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۷)

ایک امر آپ سے بھی دریافت طلب ہے۔ کہ کیا آپ نے کبھی ان لوگوں کے متعلق فتوٰے دینے کا بھی ارادہ فرمایا ہے۔ جو کفو سے باہر رشتہ کرنے سے منع کرتے ہیں۔ کیا ہر شخص کے کفو ہی مسلمان ہیں اور باقی سب غیر کفو اسکے نزدیک کافر ہوتے ہیں

سوال (۷) کیا مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں یہ حکم دیا ہے۔ کہ سوائے اپنے اماموں کے کسی دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں؟

جواب :- یہ حکم نہیں۔ کہ کسی دوسرے مسلمان کے پیچھے نماز نہ پڑھو البتہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ آپ کو کافر کہتے ہیں یا دجال اور مفتری قرار دیتے ہیں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ آپ نے اپنی وفات سے چند ماہ پیشتر اپنے قلم سے اس کی تصریح ان الفاظ میں فرمائی :-

"چونکہ عام طور پر اس ملک کے ملاں لوگوں نے اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھیرایا ہے اور فتوے لکھے ہیں اور باقی لوگ ان کے پیرو ہیں۔ پس اگر ایسے لوگ ہیں کہ وہ صفائی ثابت کرنے کے لئے اشتہار دے دیں۔ کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں ہیں۔ تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے۔ ورنہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے وہ آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے نماز کیوں کر پڑھیں۔ یہ تو شرع شریف کی رو سے جائز نہیں" (بدر ۲۴ مارچ و ۳ اپریل ۱۹۰۸ء)

ہماری جماعت کا یہ علی الاعلان مسلک ہے اور اس پر ہمارا عمل ہے۔ کہ جو شخص کلمہ گوؤں کو کافر نہیں کہتا ہم اس کے پیچھے بلا امتیاز فرقہ نماز پڑھ لیں گے۔ یعنی خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ یا اہل حدیث اور جو شخص کلمہ گوؤں کو کافر کہتا ہے ہم اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے خواہ وہ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود بھی مانتا ہو۔ تو ہماری نماز میں علیحدگی کی وجہ احمدیت نہیں بلکہ مسلمانوں کی تکفیر ہے۔ جو کوئی بھی کلمہ گوؤں کی تکفیر کرے گا ہم اسے اپنا امام نہیں بنائیں گے۔ اور جو تکفیر سے الگ ہو جائے خواہ کسی طریق کا ہو اس کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیں گے۔

سوال (۸) کیا کوئی ایسا مسلمان جو مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مجدد نہیں مانتا آپ کی مجلس منتظمہ کا ممبر ہے۔ یا کوئی آج تک ہوا ہے؟

جواب :- نہیں۔ اور کوئی شخص ایسا ابھی نہیں۔ جو حضرت مرزا

صاحب کو مسیح موعود اور نبی مانتا ہو۔ یہ انجمن نو ۱۹۱۴ء میں صرف ان لوگوں نے بنائی جو قادیان سے مسئلہ نبوت مسیح موعود اور مسئلہ تکفیر اہل اسلام میں اختلاف کر کے الگ ہو گئے۔ ایسی جماعتیں اور بھی ہیں۔

خالص شیعوں کی انجمنیں بھی ہیں۔ اہل حدیث کی انجمنیں بھی ہیں حنفیوں کی بھی ہیں۔ شیعہ اصحاب انجمن حمایت اسلام میں ہیں۔ کیا آپ نے کبھی کسی شیعہ انجمن سے یہ دریافت کیا۔ کہ تمہاری مجلس منتظمہ میں کوئی سنی ممبر ہے یا نہیں؟ اہل حدیث بھی انجمن حمایت اسلام کے اراکین میں ہیں کیا آپ نے اہلحدیث کانفرنس سے یہ دریافت کیا۔ کہ تمہارے حنفی ممبر کتنے ہیں یا کسی حنفیوں کی انجمن سے یہ دریافت کیا۔ کہ تمہاری انجمن میں کوئی غیر حنفی ممبر ہے یا نہیں؟ بلکہ حزب الاحناف تو حنفیوں کی انجمن ہے۔ اور آپ کے پایہ کا حنفی عالم بھی اس کا ممبر نہیں ہو سکتا اور کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ آپ کی انجمن خدام الدین میں کون کون بریلوی حنفی مسلمان ہیں اور کون کون شیعہ ممبر ہیں؟ تو خصوصیت سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے اس سوال کی کیا غرض ہے؟ کیا صرف یہ کہ چونکہ احمدیہ انجمن میں کوئی حنفی نہیں اس لئے انجمن حمایت اسلام میں کوئی احمدی نہیں ہو سکتا۔ مگر اہل حدیث کانفرنس میں بھی تو کوئی حنفی نہیں۔ پھر اہل حدیث کیوں انجمن حمایت اسلام میں ہیں؟ فرق یہ ہے۔ کہ انجمن حمایت اسلام سب فرقوں کی مشترکہ انجمن ہے۔ وہاں سب فرقوں کے نمائندوں کو جانے کا حق ہے۔ باقی انجمنیں خاص خاص فرقوں کی ہیں۔ وہاں جانے کا دوسرے فرقہ کو خاص حق نہیں۔ پھر انجمن حمایت اسلام کے اساسی قواعد میں یہ امر داخل ہے۔ کہ ہر فرقہ کا مسلمان اس کا ممبر ہو سکتا ہے جو فخر انجمن حمایت اسلام کو حاصل ہے اسے تنگدلی سے برباد نہ کرنا چاہیئے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ممبر بننے کے لئے بر دستے اساسی قواعد جس بات کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ (۱) ایک مسلمان دس شرائط بیعت کا پابند ہو۔ وہ مطبوعہ ارسال خدمت ہیں۔ اور (۲) انجمن کو مالی امداد دے۔ جو قریب قریب دسواں حصہ آمد کا بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ بن جاتی ہے۔ یہ ہماری جماعت کا جہاد ہے۔ اور دوسرے لوگ جو اس میں شامل نہیں ہوتے۔ وہ زیادہ تر اسی جہاد کی مشکل کی وجہ سے نہیں ہوتے۔ دس شرائط بیعت کو آپ دیکھ لیں۔ کہ ان میں کوئی شرط خلاف شریعت نہیں۔

سوال (۹) جو شخص کبھی آپ کا ممبر رہا ہو۔ اور پھر وہ آپ کی جماعت کو ترک کر دے۔ یا وہ آپ یا آپ کی جماعت کے نزدیک مرتد ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جب ہم ہر کلمہ گو کو مسلمان کہتے ہیں۔ تو ایسے شخص کو کیونکر مرتد کہہ سکتے ہیں۔ ہاں یہ آپ بھی جانتے ہیں۔ کہ اصطلاح شرعی میں مرتد سے مراد مرتد عن الاسلام۔ لیکن لغوی اصطلاح میں کسی شخص کو جو ایک صحیح عقیدہ یا خیال کو چھوڑ کر غلط عقیدہ یا خیال اختیار کرے مرتد کہا جا سکتا ہے۔ اگر کبھی ایسے شخص کے متعلق جو جماعت کو چھوڑ گیا ہو۔ ایسا لفظ استعمال کیا گیا ہو تو وہ صرف انہی معنوں سے ہو گا۔ نہ اصطلاح شرعی کے معنے میں ان جوابات کے بعد مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے۔ کہ اگر آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد من صلے صلوتنا واستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالك المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسول الله فلا تخفروا الله فی ذمته کسی کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں اور رسول خدا صلعم کے اس ارشاد کی پروا نہ کی جائے۔ تو مسلمانوں کی تکفیر کے لئے کوئی ایسا عالم پہلے پیدا کرنا چاہیئے جس کی اپنی تکفیر نہ ہو چکی ہو۔

میاں عبد المجید صاحب بیرسٹر ایٹ لا کے سوالات

سوال (۱) اولاً آپ کے جماعت احمدیہ کے دو فرق ہیں ایک فرقہ قادیانی دوسرا فرقہ لاہور۔ آپ نے فرقہ لاہور یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عقائد تو خط میں درج فرما دیئے ہیں مگر فرقہ قادیان کے عقائد کے متعلق آپ نے کچھ ذکر نہیں کیا۔ کیا فرقہ قادیان کے نزدیک غیر احمدی کلمہ گو مسلمان ہیں؟ کیا یہ درست ہے۔ کہ حضرات قادیان کے عقائد کے بموجب جو کلمہ گو مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت کا قائل نہ ہو۔ وہ مسلمان نہیں ہے اور خارج از اسلام ہے؟

جواب:۔ یہ سوال فرقہ قادیان کے نمائندوں سے پوچھنا چاہیئے جس پر کفر کا فتویٰ لگانا مقصود ہو۔ اس کے عقائد اسی سے دریافت کرنے چاہئیں۔

سوال (۲) کیا یہ درست ہے۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو ہمیشہ غیر احمدی حضرات کی طرف سے مالی امداد ملتی رہی ہے اور اب بھی مل رہی ہے۔

جواب:۔ عام مسلمان پبلک کی جو حالت ہے جس سے متاثر ہو کر تعلیم یافتہ لوگ بھی ہماری تکفیر کے درپے ہو گئے ہیں۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ ایسے لوگ ہمیں مالی امداد دیں گے جو ہمیں کافر قرار دیتے ہیں آپ خود روشن خیال ہیں۔ یہی سوچ لیں۔ آپ کس قدر امداد دے رہے ہیں۔ ویسے بھی ہمارا کام اشاعت اسلام ہے۔ اور اشاعت اسلام کی طرف سے مسلمانوں کی غفلت کا جو حال ہے وہ آپ میر غلام بھیک صاحب نیرنگ سے دریافت کر لیجئے۔ ہماری انجمن کو بعض ایسے حضرات کی طرف سے جو ہماری جماعت میں شامل نہیں ضرور امداد ملتی ہے مگر ہماری انجمن کے اڑھائی لاکھ کے آمد و خرچ میں یہ امداد بمشکل تین چار ہزار ہو گی۔ پھر جو امداد ہمیں اس طرح پر ملتی ہے۔ وہ ہماری جماعت کے لئے خرچ نہیں ہوتی۔ بلکہ تبلیغ اسلام پر خرچ ہوتی ہے۔ اور اسی غرض کے لئے لوگ دیتے ہیں۔

سوال (۳) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی جماعت انتظامیہ میں کسی غیر احمدی کو کبھی ممبر مقرر کیا گیا ہے؟ اگر کیا گیا ہے۔ تو کب اور ایسے حضرات کے اسمائے گرامی کیا ہیں۔

جواب:۔ اس کا جواب مولانا احمد علی صاحب کے سوال (۸) کے جواب میں آ چکا ہے۔

سوال (۴) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے کسی شعبہ یا ادارہ میں کسی غیر احمدی شخص کو کبھی بطور رکن جماعت انتظامیہ یا ملازم کے شامل کیا گیا ہے۔ اگر کیا گیا ہے تو کب اور ان کے اسمائے گرامی کیا ہیں؟

جواب:۔ (۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ۱۵ / ۱۴ / ۱۹۱۴ء میں ایک ٹرسٹ بنام بلاد غربی ٹرسٹ قائم کیا تھا جس میں ڈاکٹر سر محمد اقبال موجودہ صدر انجمن حمایت اسلام اور مولوی غلام محی الدین صاحب سابق جنرل سیکرٹری بھی شامل تھے۔

(ب) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پندرہ سولہ سال تک ووکنگ مشن کو چلاتی رہی اب وہ ایک ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس میں نصف کے قریب وہ لوگ ہیں۔ جو جماعت احمدیہ میں شامل نہیں۔ اس نے آسام میں ایک مسلم مشن قائم کیا۔ اور دو تین سال کے بعد اسے "غیر احمدی" اصحاب کے سپرد کیا۔

(ج) ملازمین انجمن میں ایک خاصی تعداد "غیر احمدی" اصحاب کی ہے بطور نمونہ:۔

۱۔ جرمن مشن میں ڈاکٹر حمید مارقوس جو جرمن رسالہ نکلتے ہیں۔
۲۔ دی آنا مشن میں بیرن عمر ارینفلز جو انچارج مشن ہیں۔
۳۔ مسلم ہائی سکول میں مولوی عزیز الدین صاحب سیکنڈ ماسٹر شیخ حسین صاحب پیشین ٹیچر۔ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب سینیئر ڈرائنگ ماسٹر محمد اشرف سینیئر ورنیکلر ماسٹر ان کے علاوہ اور لوگ بھی ہیں۔ جن کے نام لینے میں طول ہوتا ہے۔

(د) مگر ہم نے انہیں اس اصول پر نہیں رکھا۔ کہ انجمن حمایت اسلام ہمارے کسی آدمی کو نوکر رکھ لے۔ غالباً ہماری جماعت کا کوئی آدمی بھی انجمن حمایت اسلام کی ملازمت میں نہیں۔ اور اگر ہو۔ اور انجمن اسے نکال دے تو بھی ہم جواب کے طور پر کسی اپنے ملازم کو جواب نہ دیں گے۔

سوال (۵) کیا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اصول کے مطابق آپ ایک غیر احمدی مسلمان کے جنازہ میں شریک ہو سکتے ہیں اور غیر احمدی امام کے پیچھے نماز جنازہ ادا کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو کیا اس پر آپ کی انجمن کے اراکین پابند ہیں؟

جواب:۔ یقیناً غیر احمدی امام کے پیچھے بھی ادا کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ مکفر نہ ہو تفصیل کے لئے دیکھئے سوال (۴) مولانا احمد علی صاحب

سوال (۶) کیا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے اصول کے مطابق آپ ایک غیر احمدی امام کے پیچھے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اور اگر کر سکتے ہیں تو کیا اس پر آپ کی انجمن کے اراکین کاربند ہیں اور کیا یہ درست نہیں ہے۔ کہ اگر آپ کی انجمن کا کوئی ممبر غیر احمدی امام کے پیچھے نماز ادا کرے۔ تو اس صورت میں اسے دوبارہ علیحدہ نماز پڑھنا پڑتی ہے؟

جواب:۔ اس کا جواب مولانا احمد علی صاحب کے سوال (۷) میں جو بحث میں ہو یا جا چکا ہے میں نے خود "غیر احمدی" امام کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اور اسے دہرانے کا وہم بھی نہیں ہوا۔ لیکن آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جو مسلمان کہلا کر دوسرے مسلمان کے پیچھے نماز پڑھے وہ تو انجمن حمایت اسلام سے نکالا جانے کے قابل مان لیا۔ لیکن جو نماز پڑھتا ہی نہ ہو۔ اس کو انجمن میں کیا مرتبہ ملنا چاہیئے؟

سوال (۷) کیا آپ کی انجمن کا کوئی مرد یا عورت غیر احمدی عورت یا مرد سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر ایسا نکاح ہو جائے تو کیا آپ کے اور آپ کی انجمن کے نزدیک وہ نکاح جائز ہے اگر جائز ہے تو آیا ایسا نکاح مکروہ ہے؟

جواب:۔ ہمارے نزدیک احمدی مسلمان مرد یا عورت کسی غیر احمدی مسلمان عورت یا مرد سے جسے وہ پسند کریں نکاح کر سکتے ہیں۔ ایسا نکاح نہ ناجائز ہے نہ مکروہ۔

سوال (۸) مجدد کی تعریف کیا ہے؟ کیا آپ کے اور آپ کی انجمن کے عقائد کے بموجب مسلمان ہونے کے لئے مجدد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر ایک مسلمان مجدد پر ایمان نہ لائے بلکہ دعویدار مجدد کو گمراہ خیال کرے تو کیا آپ کے اور آپ کی انجمن کے عقائد کے بموجب وہ شخص مسلمان ہے؟

جواب:۔ مجدد کی تعریف حدیث میں یہ ہے من یجدد لها دینها۔ اور ہر مجدد محدث ہوتا ہے اور محدث کی تعریف یہ ہے رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء نبی اور مجدد میں فرق یہ ہے کہ نبی شریعت میں کمی بیشی کر سکتا ہے۔ مجدد نہیں کر سکتا۔ مجدد کو مان لینا اور اس کا ساتھ دینا شریعت اسلامی کے احکام میں سے ایک حکم ہے کسی حکم کا بھی نہ ماننا اچھا فعل نہیں۔ جو مجدد کو گمراہ خیال کرتا ہے ہمارے نزدیک وہ گمراہ مسلمان ہے

سوال (۹) اگر اس وقت فرقہ قادیان کا کوئی آدمی انجمن حمایت اسلام لاہور کی جنرل کونسل یا اس کی کسی سب کمیٹی پر نہیں ہے۔ مگر اگر فرقہ قادیان کے کسی آدمی کا نام انجمن حمایت اسلام لاہور کی جنرل کونسل یا اس کی کسی سب کمیٹی کے لئے تجویز کیا جائے۔ تو کیا آپ اور آپ کی انجمن ایسے آدمی کی شمولیت کے حق میں ہوں گے۔ یا ایسی تجویز کی آپ اور آپ کی انجمن مخالفت کریں گے۔ براہ مہربانی اپنی رائے کی تائید میں مفصل وجوہات درج فرماویں۔

جواب:۔ قادیانی ہو یا حنفی یا احمدی یا شیعہ یا اہل حدیث اگر اس کے جنرل کونسل یا کسی سب کمیٹی پر لیا جانے کا سوال ہو گا اور اس میں میری رائے کی ضرورت ہو گی۔ تو میں اس شخص کے حق میں رائے دوں گا

جو انجمن حمایت اسلام کی سب سے بہتر خدمت کر سکے یعنی اس کے مقاصد کی تکمیل میں ساعی ہو سکے۔ وجہ ظاہر ہے انجمن حمایت اسلام کی رکنیت فرقوں کے نام پر نہیں ملنی چاہیئے بلکہ کام پر ملنی چاہیئے

سوال (۱۰) آپ نے اپنے مطبوعہ خط میں اس امر پر زور دیا ہے کہ احمدی اسلام کا ایک فرقہ ہیں اور کروہ غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ کیا احمدی سے آپ کی مراد صرف ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے یا اس لفظ احمدی میں قادیانی فریق والے بھی شامل ہیں۔ اگر قادیانی فریق والے بھی اس لفظ کے تحت میں آتے ہیں تو ان کے عقیدہ کے بموجب غیر احمدی مسلمان ہیں؟

جواب:۔ اس چٹھی میں تو میں نے ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے متعلق ہی لکھا ہے۔ البتہ قادیانی فریق بھی اپنے آپ کو احمدی ہی کہتا ہے اور میں انہیں مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھتا ہوں۔

قادیانیوں کا مشہور عقیدہ یہی ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن میرے علم میں بہت سے قادیانی ہیں جو ایسا نہیں بھی کہتے۔ حق یہ ہے کہ آپ کو یا انجمن کو اگر وہ کوئی فتویٰ دینا چاہتی ہے۔ خود ان سے دریافت کرنا چاہیئے لیکن کتنے مسلمان فرقے ہوں گے جو ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتے۔ یہاں تو حنفیوں کے دو گروہ ہیں۔ بریلوی اور دیوبندی جن دونوں میں بڑے بڑے بلند پایہ عالم شامل ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے کو کافر کہتا ہے تا بدیگراں چہ رسد اور میرا تو یہ خیال ہے کہ اگر اب مسلمان تلاش کرنا ہو جن پر کفر کا فتویٰ نہ لگا ہو تو یہ مشکل ہے۔

انجمن حمایت اسلام کا رزولیوشن

جنرل کونسل انجمن حمایت اسلام لاہور نے جنرل کونسل میں ۲۶ر جنوری ۱۹۳۶ء کو ذیل کا رزولیوشن پاس کیا گیا ہے

"اگرچہ انجمن حمایت اسلام اپنی ابتدا سے لیکر آج تک کبھی احمدیت نوازی کی مرتکب نہیں ہوئی۔ تاہم حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے عامۃ الناس کے اطمینان کے لئے انجمن اس امر کو علی الاعلان واضح کر دینا مناسب سمجھتی ہے کہ انجمن ہذا کو احمدیت سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی انجمن کی پالیسی احمدیت نوازی کی ہو سکتی ہے۔

نیز قرار پایا کہ اعلان مندرجہ بالا کی نقول تمام محکمہ جات انجمن کو بھیجی جاویں اور ان کے کارکنان کو ہدایت کی جاوے کہ اپنے اپنے اداروں کے انتظام و انصرام میں اس کو مدنظر رکھیں"۔

اس رزولیوشن پر جب جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے یہ دریافت کیا کہ اداروں کے انتظام و انصرام میں اسے مدنظر رکھنے سے کیا یہ منشاء ہے کہ کسی احمدی کو آئندہ ملازم نہ رکھا جائے نہ کسی احمدی طالب علم کو وظیفہ دیا جائے۔ تو ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے جواب دیا کہ غالباً اس سے یہی مراد ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ تو انجمن نے تصریح کر دی کہ انجمن:۔

اپنی ابتدا سے لیکر آج تک کبھی احمدیت نوازی کی مرتکب نہیں ہوئی"

اور یہ واقعات سے ثابت ہے کہ انجمن کی جنرل کونسل کے ممبر احمدی ابتدا سے ہوتے رہے ہیں۔ اس میں بطور ملازم بھی احمدی رکھے جاتے رہے ہیں۔ احمدی طالب علموں کو وظائف بھی ملتے رہے ہیں تو یہ سب کچھ انجمن کے رزولیوشن کی رو سے احمدیت نوازی نہیں۔ کیونکہ احمدیت نوازی کا ارتکاب انجمن نے کبھی کیا نہیں۔ تو پھر اس رزولیوشن کا مطلب کیا ہے۔ اور خلیفہ شجاع الدین صاحب کا ارشاد کس طرح صحیح ہو سکتا ہے آخر ان کو سکرٹری شپ کے ساتھ یہ حقوق تو نہیں مل گئے کہ انجمن کے رزولیوشنوں کے خلاف ان کی تاویل کریں۔ انجمن کا فرض ہے کہ جنرل کونسل میں سکرٹری نے جو اس کے الفاظ کی اس کی اپنی تصریح کے خلاف معنے کئے ہیں۔ ان کی تردید کرے اور ایک رزولیوشن اس امر کے متعلق بھی ہونا چاہیئے کہ آیا انجمن شیعت نوازی کرتی ہے یا نہ اور غیر مقلدیت نوازی کرتی ہے یا نہ۔ دیوبندیت نوازی کرتی ہے یا نہ۔ بریلویت نوازی کرتی ہے یا نہ؟

خاکسار
محمد علی
پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
۳۰ر جنوری ۱۹۳۶ء

لبیک برآواز امیر

جماعت بغداد کا جذبۂ ایثار

اخبار پیغام صلح کی ۷ر جنوری کی اشاعت میں مجاہد اعظم حضرت امیر ایدہ اللہ کا فرمودہ خطبہ جمعہ مورخہ ۲۰ر دسمبر نظر سے گزرا۔ اس حق و صداقت کے علمبردار اور اسلام کے سچے خادم کے درد بھرے الفاظ کی چنگاری نے احباب جماعت بغداد عراق کے قلوب میں پیوست ہو کر خدمت اسلام کے مقدس کام کے جذبہ میں ایک گونہ آگ لگا دی یہ کیسے ممکن تھا کہ مامور وقت کا جانشین ہمارا محبوب رہنما ہمیں امر بالمعروف کے ماتحت جہاد کبیر کی دعوت دے اور ہماری زبانیں اور ہمارے دل لبیک کہنے سے قاصر رہیں۔ جبکہ ہم نے اس بات کا پختہ عہد کیا ہوا ہے کہ امر بالمعروف میں امیر وقت کی اطاعت کریں گے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ عہد کی ذمہ داری تو اس بات کی مقتضی ہے کہ ہمارا مال تو کیا جانیں تک بوقت ضرورت ارشاد امیر پر دین کے لئے قربان ہو جانی چاہئیں۔ یہ تو صرف ایک ماہ کی ہی آمدنی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے جس کی ادائیگی کا طریقہ بھی نہایت ہی آسان کر دیا گیا ہے۔ ہمارا یہ باعزم سپہ سالار اپنی اس سرفروش قوم کو مخاطب کر رہا ہے جن کے دلوں پر ان کے مقدس امام کے یہ پاک الفاظ منقوش ہیں کہ "اسلام کا دوبارہ زندہ ہونا ایک فدیہ چاہتا ہے۔ اور وہ ہمارا اس کی راہ میں مرنا ہے۔"

برادران ایک طرف آپ کے مقدس پیشوا کے یہ اہم اور پاک الفاظ موجود ہیں۔ اور دوسری طرف آپ کے امیر کا یہ قلیل سے قلیل مطالبہ ہے۔ اٹھو اور اس مطالبہ کو جلد از جلد پورا کر کے دنیا کو بتلا دو کہ امیر کی اطاعت امر بالمعروف میں ہم کرتے ہیں۔

به بذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

خاکسار

سید تصدق حسین قادری بغداد

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

باجلاس تحصیلدار صاحب نوشہرہ

حکیم خان وغیرہ ۷ ۲۹ کیس سکنائے اینڈرے گندہاب تحصیل نوشہرہ مدعیان

بنام

عبدالرحمن[۱] عبدالوہاب[۲] پسران باسہنہ شاہ رستم[۳] ولد اکبر لال خان ولد جواہر۔ نعیم[۴] ولد صاحب شاہ۔ حیدر خان[۵] ولد سکندر شاہ نواب الدین ولد[۶] یاد رحلی۔ ضیاء الدین ولد[۷] زین الدین۔ حضرت گل ولد[۸] اندر گل۔ ثمنی[۹]۔ رسول[۱۰] گل پسران ناز الدین۔ آواز الدین[۱۱] ولد نور الدین[۱۲]۔ اباؤ الدین[۱۳] ولد شیر الدین۔ مثال[۱۴] ولد حضرت شاہ ذر غون[۱۵] ولد گل شاہ۔ حسین[۱۶] شاہ۔ محمد شاہ[۱۷] پسران رحیم۔ میاد الدین[۱۸]۔ مجاہدین[۱۹]۔ سراب الدین[۲۰]۔ صاحب الدین[۲۱]۔ پسران گل دین۔ نادر شاہ[۲۲] ولد سلیم شاہ۔ عین الدین[۲۳] ولد علاؤ الدین۔ رحمان شاہ[۲۴] ولد عالم شاہ۔ نور خان[۲۵] ولد معتبر۔ مقرب[۲۶] ولد فیروز الدین۔ ابراہیم خان[۲۷] ولد قلندر۔ جناح الدین[۲۸] ولد ذراب الدین۔ دیران گل[۲۹] ولد ایاز الدین۔ صاحب خان[۳۰] ولد جیال الدین۔ زین الدین[۳۱] ولد لال الدین خٹک سکنائے پڑہ نیڑہ اینڈرے گندہاب۔ محمد یعقوب[۳۲] خان۔ عبد الحفیظ خان[۳۳] محمد رفیق خان۔ حبیب اللہ[۳۴] خان۔ عبد الوہاب[۳۵] خان۔ سعادت اللہ[۳۶] خان پسران عبداللہ خان۔ خوشحال[۳۷] خان ولد فتح محمد خان۔ میر حمزہ[۳۸] خان محمد عمر خان[۳۹] پسران غلام قادر خان۔ محمد ابراہیم خان[۴۰]۔ نادر علی خان[۴۱] محمد امیر خان[۴۲] پسران سعد اللہ خان۔ سید اسلم[۴۳] خان ولد محمد اسلم خان حیدر خان[۴۴]۔ طرہ باز خان[۴۵]۔ سربلند خان[۴۶] پسران میر احمد خان قوم افغان خانخیل خٹک سکنائے مندوری تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور۔ مدعا علیہم۔

دعوئے استقرار حق۔ ۵ کنال ۱۳ مرلہ ۱۳۱۳۲ اراضی واقعہ اندرے گندہاب تحصیل نوشہرہ

اشتہار بنام مدعا علیہم

جملہ مدعا علیہم مندرجہ بالا کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ بتاریخ ۱۷ بوقت دس بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً عدالت ہذا میں حاضر ہو کر پیروی و جوابدہی نہ کریں گے۔ تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۲۲ر جنوری ۱۹۳۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا مسلک

مولانا محمد علی صاحب کا ایک بارہ سال کا پرانا خط

مندرجہ ذیل مراسلت اخبار انقلاب مورخہ ۱۲ر فروری ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی ہے۔ (مدیر)

بخدمت ایڈیٹر صاحب انقلاب لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چونکہ اس وقت یہ بحث عام ہو رہی ہے کہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور جو کچھ اپنا مسلک ظاہر کر رہی ہے۔ آیا وہ واقعی اس کا یقین اور ایمان ہے یا محض پالیسی یعنی نفاق کے طور پر یہ اظہار کیا جا رہا ہے اور چونکہ قرآن شریف کا یہ حکم ہے کہ شہادت کو مت چھپاؤ۔ اس لئے میں ان واقعات کی بنا پر جو میرے علم میں ہیں حسب ذیل شہادت ادا کرتا ہوں۔

جب سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں قائم ہوئی ہے میری اکثر گفتگو امیر جماعت سے بعض مسائل میں موافقانہ اور بعض مسائل میں مخالفانہ ہوتی رہی ہے اور میں یہ وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کا مسلک شروع سے ایک ہی رہا ہے۔ مثال کے طور پر ایک چٹھی جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ذیل میں نقل کرتا ہوں جو اتفاق سے مجھے کل ہی دستیاب ہوئی تھی۔ یہ چٹھی بارہ سال پیشتر کی لکھی ہوئی ہے اور میرے ایک اعتراض کے جواب میں ہے۔ اس کے مضمون کو قارئین مطالعہ فرما کر دیکھ سکتے ہیں کہ یہ خیال کہ جماعت احمدیہ لاہور کسی حکمت عملی کی بنا پر اپنے موجودہ عقائد کو ظاہر کر رہی ہے محض بدگمانی یا غلط فہمی پر مبنی معلوم ہوتا ہے ویسے بھی ایک مسلمان کے شایان نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے متعلق ایسی بدگمانی کرے کہ جو کچھ وہ اپنے اعتقادات ظاہر کر رہا ہے وہ نفاق پر مبنی ہیں۔ آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں کسی احمدی کہلانیوالی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا ہوں۔

اب میں اصل چٹھی نقل کرتا ہوں۔ (خلیفہ) فضل حسین سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات ریلوے روڈ لاہور۔

لاہور یکم مارچ ۱۹۲۴ء۔ مکرم معظم جناب خلیفہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نوازش نامہ پہنچا۔ میرا ہمیشہ سے ایک ہی خیال ہے۔ ممکن ہے الفاظ میں کچھ تغیر ہو جاتا ہو۔ احمدیت عین اسلام ہے۔ ہاں چونکہ مسلمانوں میں دو غلط خیال ہیں جو اس کی ترقی میں رکاوٹ کا موجب ہو رہے ہیں یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زندگی کا خیال اور اسلام کے بزور شمشیر پھیلائے جانے کا خیال۔ اس لئے محض تمیز کے لئے ہم اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ اور مراد اسی قدر ہے کہ ہم وہ مسلمان ہیں جنہوں نے ان دونوں خیالات کو ترک کر دیا ہے اور یہی اصل اسلام ہے

بلاشبہ ہر مسلمان کا یہ اختیار ہے کہ اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کرنے کیلئے محمدی یا احمدی کہلائے لیکن بعض وقت بعض الفاظ جب ایک خاص اصطلاح میں لے لئے جاتے ہیں۔ تو ان کے معنے محدود بھی کر لئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر سب مسلمان اہل قرآن ہیں۔ لیکن آج کل کی اصطلاح میں اس فرقہ سے یہ نام مخصوص ہو گیا ہے جو حدیث کو قبول نہیں کرتا ہے یا اہل حدیث سب مسلمان ہی ہیں۔ مگر اصطلاح مشہور میں ایک خاص فرقہ سے یہ نام مخصوص ہے۔ میرا مطلب اس وقت بھی اسی قدر تھا۔ گویا یہ تشریح بھی میں پسند نہیں کرتا کہ غیر جماعت احباب کو غیر احمدی کہا جائے۔ مگر اس سے بھی آپ کی تسکین نہ ہو۔ تو مزید تشریح کے لئے حاضر ہوں اور میری تو دلی تڑپ ہے کہ سب مسلمان اپنے آپ کو احمدی کہنے لگیں تاکہ اس نام کے ساتھ جو بدنامی لگی ہوئی ہے وہ دور ہو جائے۔ والسلام۔ (خاکسار محمد علی۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ $\frac{3}{24}$-۱)

حقائق

(از خواجہ غلام نبی صاحب مہجورؔ)

زمانہ آیا ہے رازداری کا اب نہ دیدار یار ہوگا　　جو آشکارا تھے راز اُن کا دروغ اب پردہ دار ہوگا

گزر گیا اب وہ دَور پیارے چھپے نہ تھی جبکہ پینے والے　　یہ دن ہیں وہ جن میں بادہ خوار ان کا متقیوں میں شمار ہوگا

گئے وہ دن جب نماز و روزہ جہاں میں اسلام کے نشاں تھے　　جو ڈاڑھی مونچھیں منڈائیگا اب وہی بڑا دیندار ہوگا

جہادِ اکبر جہادِ اصغر سے اب تعلق نہیں ہے باقی　　جو مسجدوں کو گرائیں ان کا مجاہدوں میں شمار ہوگا

متاعِ ایماں کو بیچ دینگے اسمبلی کی نشست پاکر　　وزیر ملت فروش ہونگے اور ان کا یہ روزگار ہوگا

فریب کا نام مصلحت جب رکھینگے ریفارمر ہمارے　　ملیگی عزت بڑھیگی دولت عجب طرح کا وقار ہوگا

یہ پاپ کی ناؤ غرق ہوگی گریگا تحت الثریٰ میں باطل　　چڑھیگا پروان حق کہ اس کی مدد پہ پروردگار ہوگا

کیا ہے پھر استوار عہدِ کہن مسیحِ محمدی نے　　کریگا اس کی مخالفت جو وہی ذلیل اور خوار ہوگا

پھلیگا پھولیگا یہ عقیدہ کہ اہل قبلہ ہیں سب مسلمان　　جو اس پہ قائم رہیگا انساں کبھی نہ وہ شرمسار ہوگا

ملیگی نصرت اسی کو۔ ہوگی اسی پہ فضل و کرم کی بارش　　خدا کے آگے جو آخرِ شب جھکا کے سر اشکبار ہوگا

ہے احمدیت کا وہ سفینہ کہ خود خدا جس کا ناخدا ہے　　مخالفت کے ہوں لاکھ طوفاں مگر یہ دریا کے پار ہوگا

چلے ہی جائیں گے جانیوالے رکیں گے مہجورؔ وہ نہ ہرگز
رہ عدم کے مسافروں کو کسی کا کب انتظار ہوگا

ریویو

پیغام صلح کے بعض مشتہرین پر ایک نظر

دی امپیریل یونائیٹڈ کمپنی نکل روڈ کراچی

یہ کراچی کی مشہور و نیک نام فرم ہے۔ جو کٹ پیس کا کاروبار کرتی ہے۔ اس کا اشتہار گذشتہ دنوں پیغام صلح میں کئی ہفتہ تک شائع ہوتا رہا ہے۔ اس اشاعت میں بھی کسی دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے۔ آج کل شمالی ہندوستان کے اکثر شہروں میں کٹ پیس کی تجارت بڑھ رہی ہے اور ہر جگہ نئی دوکانیں کھل رہی ہیں۔ کیونکہ اس تجارت میں بہت کم سرمایہ سے بے روزگاروں کو ایک پر منفعت روزگار مل جاتا ہے۔ دوسرے غریب اور متوسط درجہ کے سفید پوش لوگ کٹ پیس خرید کر کم داموں میں عمدہ لباس تیار کرا سکتے ہیں۔ کٹ پیس کے اکثر دوکانداروں اور دیگر براہ راست منگوانے والوں کو یہ شکایت ہے کہ کراچی اور بمبئی کے بعض تھوک فروش حسب وعدہ اچھا مال نہیں بھیجتے۔ لیکن جہاں تک ہمارا تجربہ ہے۔ یہ کمپنی نہایت دیانتدار اور خوش معاملہ ہے۔ پہلے یہ صرف تاجروں کو مال مہیا کرتی تھی۔ لیکن اب۔ اس نے گھریلو استعمال کیلئے فیملی کٹ پیس بنڈل تیار کرائے ہیں۔ جن کی تشریح اشتہار سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جو اصحاب کٹ پیس کی تجارت کرتے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یا گھریلو استعمال کیلئے براہ راست کٹ پیس منگوانا چاہتے ہیں۔ وہ اس کمپنی سے خط و کتابت کریں۔ انشاء اللہ انہیں شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

کندن کیمیکل ورکس نئی دہلی

اس کارخانہ کا اشتہار بھی "پیغام صلح" میں کئی ہفتے سے شائع ہو رہا ہے۔ اس نے تپدق کے علاج کے لئے ایک مفید دوا کندن ایجاد کی ہے۔ اس دوا کے متعلق کارخانہ کا دعویٰ ہے کہ یہ آنتوں ہڈیوں اور گلٹیوں کی تپدق کے لئے نہایت مفید ہے اور مرض کے تینوں درجوں میں فائدہ دیتی ہے اور قیمتی اجزا اور خاص ترکیب سے تیار کی جاتی ہے۔ ہم نے چند حضرات سے اس دوا کی تعریف سنی ہے۔ بعض ذمہ دار اطبا۔ ڈاکٹروں اور اخبار نویسوں نے بھی تجربہ کے بعد اس کے متعلق نہایت اچھی رائے ظاہر کی ہے۔ تپدق ایک مہلک مرض ہے جو ہندوستان میں ہولناک تیزی سے پھیل رہا ہے۔ بے شمار گھر اس کی بدولت برباد ہو چکے ہیں۔ ملک کے لاکھوں نوجوان مرد اور عورتیں اس کی وجہ سے زندہ درگور ہیں۔ ہر وہ کوشش جو اس مرض کے انسداد کے لئے کی جائے۔ قابل تعریف اور مستحق حوصلہ افزائی ہے۔ ضرورتمند اصحاب کو کندن کے متعلق لٹریچر کارخانہ سے منگوا کر مطالعہ کرنا چاہیئے اور اس دوا سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اسی پرچہ میں اس کا مفصل اشتہار کسی ضروری جگہ تپدق کا علاج کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے۔

شفاخانہ یونانی و ڈاکٹری حکیم غلام نبی صاحب

موجد زوازہ لاہور

یہ شفاخانہ عرصہ دراز سے لاہور میں جاری ہے اور اس کے لائق منتظموں کی کوشش و دیانتداری سے اس کو قابل رشک شہرت و نیک نامی حاصل ہوئی ہے۔ اس شفاخانہ نے پبلک کے سامنے مختلف امراض کی بہت سی مجرب و ارزاں ادویات پیش کی ہیں جن کی تعریف ہم نے مختلف اصحاب سے سنی ہے۔ عرق ماء اللحم انگوری دو آتشہ بھی اس کارخانہ کی ایک خاص چیز ہے جسے خاص نسخہ اور خاص اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کا اشتہار گذشتہ دنوں پیغام صلح میں بھی شائع ہوتا رہا ہے۔ اس کی ایک بوتل ہمیں بغرض ریویو موصول ہوئی۔ اس کے استعمال کے بعد ہمیں یہ بیان کرنے میں مسرت ہوتی ہے کہ اس عرق کا اثر دل و دماغ و دیگر اعضائے رئیسہ و معدہ پر نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔ کارخانہ کے منیجر صاحب سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بلغمی امراض کے لئے یہ بیحد مفید ہے اور نوجوانوں کے علاوہ سن رسیدہ مردوں، عورتوں کو غیر معمولی فائدہ دیتا ہے۔ ہمیں یہ بھی بتلایا گیا کہ دیگرہ دواخانوں کے تیار کردہ ماء اللحموں سے اس کی طاقت دوگنی ہے۔ اس لئے اس کی خوراک ان سے نصف ہے۔ گویا اس کی نصف بوتل دوسرے ماء اللحموں کی پوری بوتل کے برابر ہے۔ تاہم قیمت نصف ہی رکھی گئی ہے۔ یعنی دو روپے (عگار) علاوہ محصولڈاک۔ ہر بوتل میں بارہ خوراکیں ہوتی ہیں۔ موسم سرما کے کچھ دن باقی ہیں ضرورتمند اصحاب کو منگوانا چاہیئے۔

کپور ڈنٹل اینڈ میڈیکل کالج و ہسپتال

چیمبرلین روڈ لاہور

ہندوستان بالخصوص پنجاب میں دانتوں اور آنکھوں کے امراض بڑھ رہے ہیں۔ ضعف بصارت اور پائیوریا کی شکایت عام ہو چکی ہے۔ اس لئے لائق اور تربیت یافتہ دندان سازوں اور عینک سازوں کی ضرورت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور صوبہ میں ان فنوں کی ایک اچھی درسگاہ کی کسی عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ لاہور میں چیمبرلین روڈ پر مندرجہ بالا نام سے ایک کالج کھولا گیا ہے۔ جس میں امریکن طریق پر دندان سازی وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کالج کے پرنسپل ڈاکٹر روشن لال صاحب کپور ہیں جو اس فن میں اچھی شہرت رکھتے ہیں اور فن دندان سازی پر متعدد عمدہ کتب تصنیف فرما چکے ہیں۔ ہم پبلک کو اس کالج کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور اسکی کامیابی کے متمنی ہیں۔

رپن پرنٹنگ پریس بل روڈ لاہور

یہ لاہور کا مشہور اسلامی پریس ہے۔ جس میں انگریزی اور عربی فارسی۔ ہندی وغیرہ کی اعلیٰ چھپائی بطریق احسن ہوتی ہے۔ ہر قسم کی تصویریں۔ کیلنڈر۔ لیٹر فارم۔ وزٹنگ کارڈ اور شادی وغیرہ تقریبات کے رقعے بھی عمدہ اور بعجلت چھاپے جاتے ہیں۔ اس پریس کا اشتہار گو اخبار میں شائع نہیں ہوتا۔ لیکن پیغام صلح اور انجمن کے دیگر شعبوں کا اس سے کاروباری تعلق قائم ہے۔ انجمن کی اکثر انگریزی کتب اور اخبار لائٹ اسی مطبع میں چھپتی ہیں۔ جن دوستوں کو کچھ چھپوانے کی ضرورت ہو وہ اس پریس کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی اس پریس نے اپنا ایک عمدہ کیلنڈر چھپوایا ہے۔ جو ۲ر کے ٹکٹ ارسال کرنے پر منگوایا جا سکتا ہے۔

علمی معلومات!

دنیا میں کتنے مسلمان ہیں؟

"البلاغ" قاہرہ نے اس امر کے متعلق جو اعداد جمعیت الاقوام کے حوالے سے شائع کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

ملک کا نام	مسلمانوں کی تعداد
شمالی افریقہ وغیرہ	۳۹۴۶۸۰۰۰۰
جاوا بورنیو	۹۵۹۸۰۰۰۰
ہندوستان	۸۹۱۱۸۰۰۰
وسطی اور مشرقی ایشیا	۳۱۸۲۰۰۰۰
چین	۲۹۸۰۰۰۰۰
مغربی افریقہ	۲۱۵۱۱۷۰۰
روس	۱۳۱۲۵۰۰۰
مشرقی یورپ	۷۱۰۲۰۰۰
جزائر ملایا	۲۳۴۰۰۰
کل تعداد	۶۸۲۸۷۰۰۰۰

دنیا کی عظیم ترین دوربین

حال ہی میں امریکہ میں اعلان کیا گیا ہے کہ کیلی فورنیا کی رصدگاہ کی دوربین کے لئے ایک نیا شیشہ تیار کیا گیا ہے جس کا قطر دو سو انچ ہے۔ اس شیشے کی تیاری میں کتنا وقت صرف ہوا۔ اس کا اندازہ صرف اس بات سے ہو سکتا ہے کہ یہ شیشہ پورے ایک سال میں ٹھنڈا ہوا ہے اور تقریباً چار یا پانچ سال اس کو صاف کرنے اور جلا دینے کے لئے ابھی اور درکار ہوں گے۔ اس شیشہ کی تیاری میں ۱۲۰۰۰۰ پونڈ صرف ہوئے ہیں۔ جب یہ کیلی فورنیا پہنچ کر دوربین میں لگا دیا جائے گا۔ تو یہ دنیا کی سب سے بڑی دوربین ہوگی۔ چاند میں موٹر لاری جتنی جسامت کی چیز دوربین میں سے بالکل صاف نظر آسکے گی اس طرح عالم کی لاانتہا وسعتیں اس شیشہ کے ذریعہ سے ہم سے بہت ہی قریب تر ہو جائیں گی۔

شہنشاہ جارج پنجم آنجہانی کی تدفین

دعائے مغفرت

لندن ۲۷ جنوری۔ آج برطانیہ کے باشندوں نے ملک معظم آنجہانی کے لئے کلیساؤں، سکولوں اور دیگر درسگاہوں اور جہازوں میں دعائے مغفرت کی۔ دس لاکھ انسانوں نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ ویسٹ منسٹر ہال میں زبردست اجتماع ہوا۔ میلوں تک انسانوں کے سر ہی سر دکھائی دیتے تھے۔ ہر شخص سیاہ نشان لگائے ہوئے تھا۔ عورتوں نے گہرے سیاہ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ تمام مردوں نے سیاہ نکٹائیاں لگائی ہوئی تھیں۔ ویسٹ منسٹر ہال تمام رات کھلا رہا۔

تابوت شاہی کا جلوس

لندن ۲۸ جنوری۔ ویسٹ منسٹر ہال میں جب دائرلیس کے اشارے پر ٹھیک پونے دس بجے ملک معظم آنجہانی کا جنازہ اٹھایا گیا۔ تو شہر میں مکمل سکوت طاری تھا جس توپ گاڑی پر بادشاہ کا تابوت رکھا ہوا تھا۔ اسے ملاح چلا رہے تھے۔ کیونکہ ملک معظم آنجہانی کو بحری زندگی سے بڑی دلچسپی تھی۔ اور وہ خود "ملاح بادشاہ" کے نام سے مشہور تھے خواتین کے سوا تمام لوگ پیدل چل رہے تھے۔

—— جنازہ پورے احترام واعزاز سے اٹھایا گیا۔ بینڈ بجانے والا دستہ۔ خانگی سواروں کا دستہ۔ فضائی محکمہ کا دستہ۔ مستعمرات کے بحری افسر، مقامی فوج، انڈین سروس، رائل ٹینک کورز۔ پیدل فوج۔ توپخانہ کے افسر سب اپنے اعلیٰ اعلیٰ افسروں کے پیچھے چل رہے تھے۔

—— پیڈنگٹن کے سٹیشن پر پہنچ کر محافظ ملاح دستہ کے افسروں نے شاہی تابوت کو خاص کمرے میں رکھا اور شاہی خاندان کے افراد ٹرین میں بیٹھ کر ونڈسر کو روانہ ہوگئے۔ جب گاڑی دریائے ٹیمز کا پل عبور کرکے ونڈسر کے علاقہ میں داخل ہوئی۔ تو رائونڈ ٹاؤن میں ٹیمپل کا گھنٹہ جو صرف بادشاہ کی وفات پر بجایا جاتا ہے۔ ایک سو ایک دفعہ بجایا گیا۔ سٹیشن سے ماتمی جلوس اس راستے سے گزرا جو بادشاہوں کے لئے مخصوص ہے۔ تمام راستہ میں باقاعدہ فوج استادہ تھی۔ علاوہ ازیں آکسفورڈ کیمبرج اور دوسرے سکولوں اور کالجوں کے تربیت یافتہ فوجی بھی موجود تھے۔

بادشاہ کو سپرد خاک کرنے کا دردناک نظارہ

سینٹ جارج کے گرجا میں جب شاہ آنجہانی کو دفنانے لگے۔ تو سب سے پہلے شاہ ایڈورڈ ہشتم نے چاندی کا برتن لے کر تابوت پر مٹی ڈالی۔ اس کے بعد ایک نقیب نے ملک معظم آنجہانی کے خطابات سنائے۔ جب ماتمی جلوس گرجا کے مغربی دروازہ میں داخل ہوا۔ تو پادریوں نے ایک گیت گایا۔ شاہ ایڈورڈ ہشتم اور ملکہ میری تابوت کے سر کی طرف اور ارل مارشل لارڈ گارٹر پاؤں کی طرف دیگر ماتم گسار بادشاہ اور ملکہ کے عقب میں کھڑے تھے۔ گرجا کا حصہ مخصوص شاہی سپاہیوں اور غیر ملکی فرمانرواؤں سے بھرا ہوا تھا۔ گرجا کے وسط میں ایک ہزار معزز ماتم گسار کھڑے تھے جنہیں خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ مذہبی رسوم کی ادائیگی کے بعد تابوت کو ٹھیک ڈیڑھ بجے جبکہ تمام انگلستان میں دو منٹ کے لئے خاموشی چھا گئی تھی۔ مدفن میں اتار دیا گیا۔ ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہشتم نے انتہائی رقت اور وفور جذبات کے ساتھ اپنے باپ کے تابوت پر مٹی ڈالی۔ جو فراگمور کے شاہی قبرستان سے لائی گئی تھی۔ اس کے بعد ملک معظم۔ ملکہ میری اور دوسرے لوگ لندن کو واپس آگئے۔

ہزاروں ماتم گسار زخمی ہو گئے۔

شاہ آنجہانی کے جنازہ کے ساتھ بے اندازہ ہجوم تھا۔ پانچ ہزار ڈاکٹروں، ایمبولینس کاروں اور تیس ایمبولینس گاڑیوں نے سات ہزار اشخاص کی طبی امداد کی جو عظیم الشان مجمع کے نتیجہ میں مجروح یا بے ہوش ہوگئے تھے۔ ۱۵۰ اشخاص کو جن کو شدید زخم پہنچے تھے۔ ہسپتال پہنچایا گیا جن میں ایک آدمی ہلاک ہوگیا۔

بادشاہوں اور سفراء کی شرکت

شاہ آنجہانی کی تدفین میں شاہ ناروے۔ شاہ بلجیم۔ شاہ ڈنمارک۔ شاہ رومانیہ۔ شاہ بلغاریہ۔ ملکہ رومانیہ۔ ولی عہد رومانیہ۔ ولی عہد ڈنمارک۔ ولی عہد سویڈن بیگم ولی عہد سویڈن۔ پرنس جارج آف یونان، ولی عہد مصر شہزادہ فاروق۔ شہزادہ صاحب آف البانیہ شہزادہ سیام دیگر متعدد شاہی خاندانوں کے افراد تمام غیر ملکی سفراء نے جن میں امریکہ ایران۔ افغانستان۔ آسٹریا۔ پولینڈ سپین۔ ترکی عراق اور پرتگال کے سفراء قابل ذکر ہیں شامل ہوئے۔ ہندوستان کی طرف سے سر سوپندرا ناتھ مترا ہائی کمشنر ہندوستان اور مہاراجہ آف دربھنگہ بھی شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں سر شادی لال اور سر ہارکورٹ بٹلر نے بھی ہندوستان کی نمائندگی کی۔ ملکہ میری اور دیگر شاہی خاندانوں کی خواتین بند گاڑیوں میں تھیں۔ اور سب نے سیاہ پوشاک پہن رکھی تھی۔ ملکہ جس وقت سر جھکائے گزریں۔ تو منظر بہت رقت خیز ہوگیا۔

۵۰۰ سے زیادہ ہار دنیا کے ہر ایک حصہ سے آئے تھے۔ جو بادشاہوں سے لے کر مزدوروں تک نے بھیجے تھے۔ یہ ہار پیر کی صبح کو ونڈسر پہنچ چکے تھے۔ اس کے بعد ایک صد ہار اور پہنچے۔ ان میں سے شاہ جاپان شاہ اٹلی۔ شاہ مصر۔ سابق قیصر جرمنی اور غیر ملکی حکومتوں کے ہار قابل ذکر ہیں۔

ملکہ میری کا پیغام

لندن ۳۰ جنوری برطانوی قوم کے افراد اور سلطنت برطانیہ کی رعایا کے نام ملکہ میری نے قصر بکنگھم سے ایک پیغام شائع کیا ہے جس میں اس ہمدردی اور غمگساری کا شکریہ ادا کیا گیا ہے جو رعایا نے شاہ آنجہانی کی وفات پر ملکہ سے ظاہر کی اور امید ظاہر کی ہے کہ میں ملک وسلطنت کی آئندہ بھی حتے المقدور خدمت کرتی رہوں گی جیسی کہ میں اپنی گزشتہ پچیس سالہ ازدواجی زندگی میں کرتی رہی ہوں مجھے قوی امید ہے۔ کہ زمانہ مستقبل میں انقلابات کے باوجود آپ مجھے اپنے خیال اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ اب میں اپنے فرزند کو آپ کے لئے پیش کرتی ہوں جس نے اس بھروسے پر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ کہ آپ کی محبت اور وفاداری اسی طرح اس کے شامل حال رہے گی جس طرح کہ اس کے والد کے ساتھ تھی۔

قصر بکنگھم میں چھ بادشاہوں کا اجتماع

لندن ۳۰ جنوری سہ شنبہ کی شام کو قصر بکنگھم میں ایک تاریخی نظارہ دیکھنے میں آیا۔ کیونکہ شاہ ایڈورڈ ہشتم نے رومانیہ ناروے۔ بلغاریہ۔ ڈنمارک اور بلجیم کے شاہان اور جمہوریت فرانس کے صدر کے اعزاز میں جو ملک معظم کی تدفین کے سلسلہ میں وارد لندن ہوئے ایک خاص دعوت دی۔ ملکہ معظمہ نے ملکہ ناروے اور

برطانوی شاہی خاندان کی دوسری خواتین کے ساتھ کھانا کھایا

تدفین کے بعد حالات معمول پر آگئے

لندن ۳۰ جنوری۔ ملک معظم آنجہانی کی تدفین کے بعد کاروبار معمول پر آگیا۔ جھنڈوں کو پورا بلند کر دیا گیا اگرچہ اب بھی بہت سے اشخاص نے ماتمی لباس پہنا ہوا ہے۔ مگر رقص و موسیقی ایسے امور دوبارہ شروع ہو گیا ہے۔ ملکہ میری خاموشی سے قصر بکنگھم میں ایام بسر کر رہی ہیں۔

ہندوستان میں ماتم

۲۸ جنوری کو یعنی بادشاہ کی تدفین کے روز ہندوستان کے اکثر شہروں میں ماتم منایا گیا۔ گرجوں میں بادشاہ کے لئے بہ کثرت دعائے مغفرت کی گئی۔ جگہ جگہ سے ہڑتال اور جلسوں کے انعقاد کی خبریں آئی ہیں۔

بیرونی ممالک میں ماتم!

برطانی سلطنت کے باہر بھی بے شمار مقامات پر ملک معظم آنجہانی کا ماتم منایا گیا۔ روم، برلن، کوپن ہیگن مدراس، بانجیوت سے ماتمی اجتماعات کی خبریں آ رہی ہیں۔

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— حکومت ترکی اپنے پروگرام کے مطابق ہر ایک شعبہ میں اجنبی اثرات کا خاتمہ کر رہی ہے۔ ریلوے کا اکثر حصہ اجنبی کمپنیوں سے خرید اجا چکا ہے۔ صرف مشرقی لائن باقی تھی۔ اس کے متعلق بھی خریداری کا حکم نافذ کر دیا گیا ہے۔ حکومت نے وزارت مفاد عامہ کو جملہ اختیارات دے دئے ہیں۔ مارچ میں رجسٹری ہو جائیگی۔

—— عراق کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بصرہ کے قریب ایک آبادی بالکل جدید طرز پر بسائی جا رہی ہے جس میں وسیع سڑکیں ہموار مکانات اور جگہ جگہ باغات ہوں گے۔ ہر جگہ بجلی کی روشنی مہیا کی جائیگی۔ صفائی کا بہترین انتظام ہوگا۔ اس آبادی کا مقصد یہ ہے۔ کہ یہ نمونے کے طور پر کام دے اور آیندہ عراق میں جو نئے شہر آباد کئے جائیں۔ یا عمارتیں بنائی جائیں وہ اس نمونہ پر ہوں۔

—— عراق کی ایک تازہ رپورٹ مظہر ہے۔ کہ گزشتہ سالوں میں عتبات عالیہ کے زائر کئی ہزار کی تعداد میں آتے رہے مگر امسال بمشکل دو سو آدمی آئے ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ایران نے عتبات عالیہ کے زائروں پر شدید پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

—— قاہرہ ۳۰ جنوری۔ علی پاشا مہر (شاہ فواد کے سیاسی مشیر) تمام پارٹیوں پر مشتمل ایک غیر جانبدار وزارت مرتب کر رہے ہیں جس میں وہ خود وزیر اعظم اور وزیر داخلہ کی حیثیت سے کام کریں گے۔

—— شام میں گزشتہ دنوں حکومت فرانس کے خلاف شدید مظاہرے ہوتے اسی سلسلہ میں طلبہ کا پولیس اور فوج سے تصادم ہو گیا۔ اور کشت وخون تک نوبت پہنچ گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ شام کے دو قوم پرست لیڈر سرحد عبور کر کے فلسطین چلے گئے ہیں۔ تاکہ شام کے متعلق موجودہ حالات سے مجلس اقوام کو بذریعہ تار مطلع کریں۔ اب فلسطین میں شام کی سرحد پر برطانوی فوج کا پہرہ قائم کر دیا گیا ہے۔

—— قاہرہ ۲۸ جنوری جامع غیزا کے بارہ سو طلبہ کے ہجوم غفیر کا پولیس سے تصادم ہو گیا جس کی وجہ سے گولی چلانی پڑی جس کے نتیجہ میں پانچ طالب علم اور اٹھارہ دیگر اشخاص زخمی ہو گئے۔ آج صبح قصر عابدین کے گرد جامع الازہر کے ۲۰۰۰ طلبہ جمع ہوئے جنہوں نے "زندہ باد بادشاہ فواد بھی خواہ ملت" کے نعرے لگائے۔ وفد پارٹی کے حامی طلبہ کی ایک معمولی تعداد بھی وہاں جمع ہو گئی تھی جس نے "رہنمائے ملت زندہ باد" کے نعرے لگائے تھوڑی دیر کے بعد یہ مجمع خود بخود منتشر ہو گیا۔ اس کے بعد قصر تک پہنچنے والے تمام راستوں پر پولیس کا زبردست پہرہ بٹھا دیا گیا ہے۔

—— قاہرہ ۳۰ جنوری پرسوں کے مظاہرہ میں پولیس کی گولیوں سے طلبہ زخمی ہوئے تھے۔ ان میں تین جان بحق ہو گئے۔ پولیس نے اسی طلبہ کو آرٹ سکول میں فرنیچر کو آگ لگانے کے سلسلہ میں گرفتار کر لیا ہے مصری یونیورسٹی غیر معین وقت کے لئے بند ہو گئی ہے کل صبح طلبہ نے ایک جلسہ میں متحدہ محاذ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے وہ فتنہ انگیزی کا الزام برطانیہ پر عائد کر رہے ہیں۔

—— قاہرہ ۳۰ جنوری۔ پرسوں شام کے وقت طلبہ کے ایک ہجوم غفیر نے دامن عوبہ کے بجلی کے کھمبوں کو گرا کر تمام شہر کو تاریک کر دیا تھا جس کی وجہ سے پولیس کو گولی چلانی پڑی ایک طالب علم جان بحق ہو گیا۔ ابھی تک دکانیں بند پڑی ہیں۔ پیادہ پولیس تعلیمی عمارتوں پر مقرر ہے نیزہ بردار فوجی دستے شہر میں گشت کر رہے ہیں۔

ہندوستان

—— لاہور ۳۱ جنوری۔ چونکہ کل سے کرپان پر سے پابندی خود بخود دور ہو جائیگی اس سلسلہ میں نہایت معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یکم فروری کے بعد سکھوں کا کرپانی مورچہ ختم ہو جائیگا۔ لیکن اخبار "شیشمین" کا بیان ہے کہ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے دفتر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حسب معمول جتھے روانہ کئے جائیں گے۔ کیونکہ حکومت نے عائد کردہ پابندیوں کو غیر مبہم طور پر دفع نہیں کیا

—— لاہور ۳۱ جنوری۔ آج جدید تحریک شہید گنج کا آٹھواں روز ہے اس اثنا میں ۷۹ مسلم رضا کار گرفتار ہو کر زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری سزایاب ہو چکے ہیں

—— آج بھی شاہی مسجد سے ۲۸ رضا کار مسجد شہید گنج کی طرف نماز ادا کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ پانچ جتھے پانچ پانچ رضا کاروں پر مشتمل تھے اور ایک میں صرف تین رضا کار تھے۔ پولیس نے انہیں ہیرا منڈی کے چوک میں گرفتار کر کے سنٹرل جیل پہنچا دیا۔

—— لاہور ۳۱ جنوری آج نماز جمعہ کے بعد شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ایک بارونق جلسہ ہوا جس میں تقریباً دس ہزار اشخاص شریک ہوئے۔ تحریک کے بانی چوہدری مولا بخش نے لوگوں کو پر امن رہنے کی تاکید کی۔

—— لاہور ۳۱ جنوری گزشتہ دسمبر کے ہندو مسلم فساد کے سلسلہ میں متعدد ہندو مسلمانوں سے نیک چلنی کی ضمانتیں طلب کی گئی ہیں ہندوؤں کی ضمانتیں لاہور کے مشہور ساہوکار لالہ نیچے شاہ نے دیں۔

—— یکم دسمبر کے فساد میں شاہ عالمی دروازہ کے باہر ایک مسلم نوجوان مسمی رئیس احمد شدید مجروح ہو کر میو ہسپتال میں فوت ہو گیا تھا قتل کے الزام میں ایک سکھ اور دو ہندو ماخوذ تھے معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس نے ملزمان کے خلاف مقدمہ واپس لے لیا ہے۔

—— لاہور ۳۱ دسمبر سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک ہندو نوجوان مسمی روشن کے خلاف سیالکوٹ کے ایک مسلمان ظفر الہی نامی کو قتل کرنے کے الزام میں مقدمہ کی سماعت ہو رہی ہے۔ آج تین گواہان استغاثہ کی مکمل شہادتیں قلمبند کی گئیں۔

—— مرزا سر ظفر علی ریٹائرڈ جج پنجاب ہائی کورٹ نے ایک اخباری بیان میں مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ مسجد شہید گنج کی بازیابی کے لئے آئینی کوششیں جاری رکھیں۔ اور انہیں کامیاب بنائیں۔ اور پورے ضبط وتحمل سے کام لیں اور اشتعال انگیز حالات کے باوجود مغلوب الجذبات نہ ہوں۔ دوسرے پنجاب اور بیرون پنجاب کے مسلمان قانون دانوں سے درخواست کی ہے۔ کہ مسجد شہید گنج کے دیوانی مقدمہ میں امداد دیں۔ عوام مسلمانوں سے آپ نے مقدمات کے اخراجات کے لئے مالی امداد کی اپیل کی ہے۔

—— امسال سندھ میں غیر معمولی سردی پڑی جس سے نقصان جان کے علاوہ فصلیں بھی تباہ ہو گئیں۔

—— سکندر آباد دکن ۳۱ جنوری۔ آسٹریلین ٹیم اپنی دوسری اننگ میں ۱۵۴ رنز کر کے آوٹ ہو گئی۔ اور اس طرح نواب معین الدولہ کی ٹیم ایک اننگ اور ۱۱۵ رنز سے جیت گئی۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ ہندوستانی کرکٹ ٹیم کو ایک بین الاقوامی شہرت رکھنے والی ٹیم پر اس قدر شاندار فتح حاصل ہوئی

—— کوئٹہ ۳۰ جنوری کوئٹہ کو از سر نو آباد کرنے کے سلسلہ میں کام شروع ہو چکا ہے۔ حکومت نے عارضی جھونپڑیوں کی تعمیر کی اجازت دے دی ہے

—— ریاست بہاولپور کے خلاف ہندوؤں کی ایجی ٹیشن بدستور جاری ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۳۱ جنوری ادیس ابابا کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ علاقہ تمبین میں ابھی تک جنگ جیاول کا سلسلہ جاری ہے باوجودیکہ گزشتہ تین دنوں کی لڑائی میں راس سیوم کو بہت نقصان پہنچا ہے پھر بھی وہ اطالوی افواج کے مقابلہ میں ڈٹا ہوا ہے۔ اس وقت راس سیوم کسی زبردست معرکہ کا خواہش مند نہیں۔ بلکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ شب خونوں کے ذریعے دشمن کو پریشان کرے۔

—— لندن ۳۱ جنوری۔ ملک معظم نے آج سردار فیض محمد خان وزیر خارجہ افغانستان کو شرف باریابی بخشا

—— روما ۳۱ جنوری اطالوی افواج نے حبشہ کے جنوبی محاذ پر حبشیوں کے ایک زبردست وائرلیس سٹیشن پر قبضہ کر لیا ہے جس کی وجہ سے راس سیوم کو شدید نقصان پہنچا۔ اور وہ ادیس ابابا میں اپنی شکست کی خبر نہ دے سکا۔ اطالوی انجینیروں نے سٹیشن پر قبضہ کرنے کے بعد ادیس ابابا کو غلط خبریں بھیجنی شروع کر دیں۔

—— اسمارا کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اطالوی افواج اریٹیریا اور شمالی حبشہ میں بے شمار پل تعمیر کر رہی ہیں۔ اور ان کی کوشش ہے کہ ماہ مئی سے پیشتر یہ کام ختم ہو جائے۔ تاکہ موسم برسات کے آغاز میں اطالوی افواج کی آمدورفت میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

—— آجکل امریکہ میں خفیہ طور پر ایک گشتی مراسلہ تقسیم کیا جا رہا ہے۔ جس میں انگلستان اور تعزیری احکام نافذ کرنے والی تمام حکومتوں کے بائیکاٹ کی تلقین کی گئی ہے۔ اور مرسل الیہ کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے احباب کو اطالوی مال خریدنے کی ترغیب دے۔

—— لندن ۳۱ جنوری۔ رویٹر کا بیان ہے۔ کہ ذمہ وار حلقوں میں کوئی ایسی خبر نہیں جس کا مفاد یہ ہو۔ کہ تاجپوشی کے بعد ملک معظم ایڈورڈ ہشتم اپنی سلطنت کا دورہ کریں گے۔ اس ضمن میں جو افواہیں مشہور ہو رہی ہیں وہ ابھی قبل از وقت ہیں۔

—— برلن ۳۰ جنوری ہر ہٹلر نے نازی ازم کے برسر اقتدار آنے کی سالگرہ کے سلسلہ میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ جرمنی اس وقت تک امن اور صلح پسند رہنے کا متمنی ہے۔ جب تک اس کی عزت وناموس خطرہ میں نہ پڑ جائے۔ جرمنی کی عزت کی تحدید پر جرمنی ہر ایک کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔

—— شکاگو۔ ۲۹ جنوری۔ امریکہ میں آج کل شدید سردی پڑ رہی ہے جس کی وجہ سے کافی نقصان جان ہوا ہے۔ ساحل اطلانتک تک تمام ملک برف سے دبا پڑا ہے بیسویں صدی کے تمام ریکارڈ مات ہو چکے ہیں۔ یہ سخت سردی کا دوسرا ہفتہ ہے۔ تین روز سے آبشار نیاگرا کا پانی منجمد ہے۔

—— روما ۳۱ جنوری حکومت کی طرف سے دوشنبہ کی شام کو اس امر کا اعلان کیا گیا ہے۔ کہ تمام اطالیہ اپنے چاندی کے سکوں کو خزانہ میں جمع کر دے گا۔ آیندہ ان کی جگہ کاغذ کے نوٹ اور نکل کے سکے مروج ہونگے۔

—— لندن ۲۹ جنوری مشنقیں کی ایسوسی ایشن کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا۔ کہ ہمیں اس امر سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہندوستان میں بیشمار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ حقیقت میں ہندوستان کو سب سے زیادہ وحدت زبان حاصل ہے۔ صرف رسم الخط مختلف ہیں۔ آپ نے لاطینی رسم الخط کی ترویج کی تجویز سے دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ کہ لاطینی رسم الخط کو اختیار کر کے ہندوستان دیگر ممالک سے بہت زیادہ قریب حاصل کر سکتا ہے۔

معاصرین کے افکار

سر محمد اقبال اور احمدی فرقہ

روزنامہ ہند کا مقالہ افتتاحیہ

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے انجمن حمایت اسلام لاہور سے اس بنا پر استعفا دے دیا ہے۔ کہ اس انجمن میں احمدی فرقہ کے لوگ بھی شامل ہیں اور اب استعفا کو واپس لینے کی ایک شرط یہ لگائی ہے کہ انجمن احمدیوں کو اپنی ممبری سے خارج کر دے۔ اب سے مدت پہلے ڈاکٹر صاحب نے ایک مضمون لکھ کر ثابت کرنا چاہا تھا۔ کہ احمدی اور قادیانی کافر ہیں اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ سمجھ کر حکومت انہیں ایک علیحدہ اقلیت قرار دے۔

ڈاکٹر صاحب کے اس مضمون پر بھی ہمیں افسوس ہوا تھا۔ اور اب انجمن حمایت اسلام کے ساتھ ان کی اس ضد پر بھی افسوس ہے۔ ہماری رائے میں ڈاکٹر صاحب کے یہ دونوں فعل عوام الناس کو خوش کرنے کے لئے ہیں۔ جن میں قادیانیوں اور احمدیوں کے خلاف ناراضی پھیلا دی گئی ہے۔ ہمیں ڈاکٹر صاحب کے سیاسی مسلک سے ہمیشہ اختلاف رہا ہے لیکن ہمارا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنے غیر سیاسی خیالات ہی میں بلند ثابت ہوں۔ مگر ان کے یہ دونوں فعل ان کی جیسی پوزیشن کے آدمی کو اونچا کرنے والے نہیں۔ عوام کی ہاں میں ہاں ملانا کسی با اصول آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔

سب سے زیادہ حیرت کا مقام یہ ہے۔ کہ ابھی کچھ مدت پہلے تک ڈاکٹر صاحب صرف احمدیوں کو بلکہ قادیانیوں کو بھی مسلمان سمجھتے تھے۔ چنانچہ تحریک کشمیر کی صدارت کے لئے خود انہوں نے مرزا بشیر الدین محمود صاحب کو نامزد کیا اور ان کی ماتحتی میں کام کیا گیا تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ڈاکٹر صاحب چند ماہ پہلے تک احمدیوں اور قادیانیوں کے عقائد سے ناواقف تھے؟ یہ عقائد ملک کے سامنے تیس چالیس سال سے موجود ہیں اور ڈاکٹر صاحب جیسے ذی علم آدمی سے مخفی نہ تھے۔ پھر انہوں نے اب تک کیوں خاموشی اختیار کی پبلک کا حق ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اس سوال کا جواب دیں اور اسے مطمئن کر دیں۔

اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب سر آغا خاں کو صرف مسلمان ہی نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کا رہنما یقین کرتے ہیں معمولی رہنما نہیں، بلکہ سب سے بڑا رہنما، حالانکہ احمدیوں اور قادیانیوں کے کفر اسلام پر بحث ہو سکتی ہے۔ مگر آغا خاں کا معاملہ کسی بحث کا متحمل ہی نہیں۔ سلف سے خلف تک تمام علماء اسلام متفق ہیں کہ آغا خاں کا فرقہ اسلام سے ہرگز کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ خود اس فرقہ کو بھی تسلیم ہے۔ کہ وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا منکر ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو بتانا چاہیئے۔ کہ آخر وہ سر آغا خاں کو کس بنا پر مسلمان سمجھتے ہیں۔ کیا قادیانیوں اور احمدیوں کے ان کے عقائد اچھے ہیں؟ کیا انکے عقائد کسی لحاظ سے بھی اسلامی قرار دیئے جا سکتے ہیں؟

اہل سنت والجماعت کا فیصلہ ہے۔ کہ جو شخص بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مسلمانوں کی سی نماز پڑھتا ہے: وہ مسلمان ہیں۔ بلاشبہ عقائد دین سے انکار۔ کفر کا مستلزم ہے۔ مگر تاویل کرنے والا باتفاق علمائے اسلام کافر نہیں ہو سکتا۔ یہی سبب ہے۔ کہ ہم آج تک شیعوں اور احمدیوں قادیانیوں کے خلاف کفر کے فتووں کو تسلیم نہ کر سکے کیونکہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ یہ فرقے عقائد دین سے انکار نہیں کرتے، بلکہ تاویل کرتے ہیں۔ ان کی تاویل کتنی ہی غلط ہو۔ صریح انکار کی عدم موجودگی میں کفر تک پہنچ نہیں سکتی۔

ہم نہ شیعہ ہیں اور نہ احمدی، نہ قادیانی، مگر ہم دین کے نام پر مسلمانوں کو فتنہ و فساد میں مبتلا کرنا روا نہیں سمجھتے، ہماری رائے میں اس قسم کے تمام جھگڑوں کو چھوڑ کر صحیح عقائد دین کی تبلیغ کرنا چاہیئے۔ تا کہ گمراہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔ عقائد دین کتاب اللہ میں موجود ہیں۔ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تفسیر و تشریح کرتی ہے ڈاکٹر اقبال کے لئے اور دوسرے تمام لوگوں کے لئے کرنے کا کام یہی ہے۔ کہ کتاب، و سنت کی اشاعت کریں۔ گمراہیوں کا از خود قلع قمع ہو جائیگا۔ عوام الناس کی اصلاح کرنا چاہیئے۔ نہ کہ ان کی ہاں میں ہاں ملا کر نئی گمراہیوں کا دروازہ کھولنا چاہیئے۔

سنیوں کی خانہ جنگی

لکھنؤ میں ان سطور کی تحریر کے وقت تک تلاطم برپا ہے۔ گلی گلی، گھر گھر ایک ہنگامہ برپا ہے، قدم قدم پر دیواروں پر بڑے اور چھوٹے، ہر سائز اور ہر نمونے کے پوسٹر اور اشتہار لگے ہوئے ملتے ہیں۔ بارہا فریقین کے زیادہ پرجوش افراد میں فوجداری بس ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اور تلخ نگاریوں اور درشت کلامیوں کی تو حد ہی باقی نہیں، اور یہ ساری جنگ و جدل ہے کس کے درمیان؟ مسلموں اور غیر مسلموں کے درمیان نہیں، اہل سنت اور گمراہ فرقوں کے درمیان بھی نہیں، خاص اہل سنت اور حنفیوں ہی کے درمیان۔

ایک فریق اپنے کو علمائے فرنگی محل کا پیرو ظاہر کر رہا ہے دوسرا اپنے کو مولنٰنا عبدالشکور صاحب کا متبع۔ بحث کی ابتدا عقائد کے بعض جزیات سے متعلق شروع ہوئی تھی۔ اب ان لفظوں پر آکر ٹھیری ہے کہ

۱۔ فرنگی محل والے دنیا پرست ہیں، بدعتی اور بدعت نواز ہیں۔ فلاں فلاں شیعہ رئیسوں سے تنخواہ پا رہے ہیں پنشن پاتے ہیں، وغیر ذالک۔

۲۔ انجم والے خارجی ہیں، بے دین ہیں۔ فلاں رئیس کے ہاں سے مجلس گیارہویں کے موقعہ پر بہت کچھ وصول کر چکے ہیں۔

وقس علیٰ ھذا

سبحان اللہ! ایمانیات و عقائد کی بحث طے کرنے کا کتنا معقول، صحیح اور مؤثر رویہ ہے! ——— مخالفین خوش ہو ہو کر، اچھل اچھل کر پکار رہے ہیں۔ کہ دونوں فریق سچے! غیرت ایمانی نظریں نیچی کئے ہوئے، زیر لب کہہ رہی ہے، کہ دونوں دعوے جھوٹے! عقل سلیم بہ ادب تمام دونوں فریقوں سے صرف اس قدر دریافت کرنا چاہتی ہے۔ کہ بجز انبیاء کرام کے کوئی بشر آج تک معصوم ہوا ہے، یا ہو سکتا ہے؟ اور اشخاص کے اعمال کی پردہ دری ہی تحقیق مسائل کا معیار ہے۔ تو کوئی ایک مسئلہ بھی اس ساڑھے تیرہ سو برس کی مدت میں تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ———

اللہ کے بندو! جبکہ اس وقت حب کے بندوں احمدیت اسلام میں بدتر رہے ہوں، یہی خدمت دین ہے، کہ آپس کی گت اس طرح سر بازار اچھالی جائیں؟ (صدق ۱۷ر جنوری)

انسانی عمر

ماہرین علم تشریح اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ ایک حیوان کی فطرتی مدت حیات عموماً اس مدت کی پانچ گنی ہونی چاہیئے جو اس کی کامل جسمانی نشو و نما کے لئے ضروری ہے۔ چونکہ انسان کی جسمانی نشو و نما ۲۱ سال میں اپنے کمال تک پہنچ جاتی ہے اس لئے کلیہ مذکور کی بنا پر اس کی عمر اوسطاً ۱۰۵ سال ہونی چاہیئے۔ امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن نے اس مسئلہ کو از سر نو پیش کر کے ماہرین حیاتیات سے دریافت کیا ہے۔ کہ حیوان ناطق عموماً کیوں اس مدت سے قبل ہی اپنے زندگی کے ایام پورے کر لیتا ہے موجودہ زمانہ میں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ایک لاکھ آدمیوں میں سے صرف ۳۲ آدمی سو سال تک زندہ رہتے ہیں ما کثر لوگ ۶۰ اور ۸۰ سال ہی کے درمیان ختم ہو جاتے ہیں اس کا بڑا سبب محققین کے نزدیک یہ ہے کہ ان کے آبا و اجداد کی عمریں بھی زیادہ نہیں ہوتیں۔ پروفیسر ریمنڈ پرل نے طویل مطالعہ و تحقیق کے بعد یہ رائے قائم کی ہے۔ کہ حادثات سے قطع نظر انسان کی مدت حیات بھی اسی حد تک ایک موروثی چیز ہے جس حد تک اس کے قد کی لمبائی۔ (معارف)

اورینٹل کانفرنس کا اجلاس

اس سال آل انڈیا اورینٹل کانفرنس کا اجلاس آخر ماہ دسمبر میں میسور میں منعقد ہوا۔ یہ ہندوستان میں مشرقیات کی نمایندہ جماعت ہے۔ اور حسن اتفاق سے اس اجلاس میں امریکہ، جرمنی، پولینڈ اور انگلستان کے بعض وارد ہند مستشرقین نے بھی شرکت کی، لیکن نہ معلوم کن اسباب سے اس سال اس کانفرنس کے کارکنوں کی اصل توجہ مشرقی زبانوں میں سے صرف آریائی زبان سنسکرت کی طرف مبذول رہی اور کانفرنس کی افتتاحی تقریریں اور صدارتی خطبوں میں صرف اسی کا ذکر خیر رہا۔ ڈاکٹر مٹکاف پرو وائس چانسلر میسور یونیورسٹی نے استقبالیہ خطبہ میں میسور کی مشرقیات نوازی کا ذکر کرتے ہوئے ایک سو سنسکرت اور قلمی مخطوطات کے شائع کئے جانے اور سولہ ہزار کتبے دریافت کئے جانے کا تذکرہ کیا۔ پھر وائس چانسلر میسور یونیورسٹی نے جو مہاراجہ میسور کے بھائی ہیں۔ کانفرنس کا افتتاح کیا۔ اور اپنے خطبہ میں جنوبی ہند کی ایک مکمل تاریخ کے لکھنے کی ضرورت دکھائی ہے۔ اس کے بعد صدر منتخب ڈاکٹر کرشنا سوامی آئنگر نے خطبہ صدارت پڑھا جس میں "مشرقیات" سے مراد "ہندیات" اور "ہندیات" کا مفہوم "ہندویات" لیا گیا، ان کا پورا خطبہ اسی رنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ کانفرنس کی طرف سے قلمی کتابوں کی نمائش کا جو اہتمام تھا۔ اور جس میں ہندوستان کے ہر حصہ سے کتابیں منگائی گئی تھیں لیکن پوری نمائش میں عربی فارسی اور ہندوستانی کی ایک کتاب بھی موجود نہ تھی۔ اس وقت تک مشرقیات میں سنسکرت و عربی، بلکہ عربی و فارسی اور ہندی و ہندوستانی زبانوں کے نام پہلو بہ پہلو لئے جاتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہندوستان کی دونوں قوموں کی موجودہ افسوسناک سیاسی تفریق و معاشرتی بیگانگی ان زبانوں کے خادموں کے لئے کبھی کسی ایک اجلاس میں مجتمع ہونا ناممکن بنا دے۔ (معارف)

لنکا میں عربی النسل مسلمانوں کی پوزیشن

سیلون (لنکا) ایک لحاظ سے ہندوستان ہی کا ایک جزو ہے۔ مگر بہت سے مسلمان ہیں۔ جو وہاں کے مسلمانوں کے حالات سے بالکل ناواقف ہیں۔ لہذا ذیل میں ایسٹرن ٹائمز کے ایک مضمون کے مفید حصوں کا اردو ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

لنکا کے عربی النسل مسلمان

صاحب مضمون نے لکھا ہے۔ کہ لنکا میں ساڑھے تین لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ ان میں سے نصف جو نقائی عرب ہیں جن کا شجرۂ نسب عرب ستان اور اسپین اور مراکش کے عربوں سے ملتا ہے۔ لنکا کے یہ عرب ان عربوں کی اولاد ہیں۔ جو اپنی تجارتی سرگرمیوں کے سلسلے میں دور دور تک پھیل گئے تھے

لنکا کی قومیں اور ان کی تعداد

آگے چل کر لکھا ہے۔ کہ اس جزیرہ کی مستقل آبادی کو چار گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر گروہ مختلف مذہب کا پیرو ہے۔ مگر لنکا کی اقوام کے مابین نسلی معاندت کبھی ظاہر نہیں ہوتی۔ سنگھالی قوم جو زیادہ تر بدھ مت کی پیرو ہے۔ اس کی آبادی بیس لاکھ سے زیادہ ہے۔ یہ قوم ایک جداگانہ اکثریت ہے قبل اس کے کہ لنکا برطانیہ کے زیر نگیں آیا یہی سنگھالی قوم لنکا پر کئی سو برس تک حکمران رہی تھی۔ اہمیت کے اعتبار سے دوسرا درجہ تامل قوم کا ہے۔ جو ہندو ہیں۔ پھر ایک قوم برگھرے جو ڈچ اور پرتگالی اسلاف کی اولاد و احفاد ہیں۔ یہ لوگ عیسائی ہیں از روئے مذہب ان میں بہت سے سنگھالی اور تاملی بھی شامل ہیں۔

مسلمانان لنکا کی تہذیبی و تعلیمی سربلندی

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے عربوں کے علاوہ ان میں ملائی لوگ بھی شامل ہیں۔ ان کا خاص پیشہ تجارت ہے۔ اگرچہ ان کے ہندوستانی رقیبوں نے ان سے شدید ترین مقابلے کئے۔ لیکن انہوں نے پرامن تجارت کی قدیم روایات کو برقرار رکھا۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جو دوسری قومیں لنکا میں داخل ہوئیں۔ انہوں نے بزور شمشیر و فتح اس ملک میں قدم رکھا ہے۔ لنکا کے مسلمانوں کا معیار زندگی بہت قابل اطمینان ہے۔ اور ہندوستان اور بہت سے دوسرے ملکوں کے مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ زیادہ صاف ستھرے رہتے ہیں۔ پھر وہ اگرچہ از حد متشرع ہیں مگر مذہبی مجنون نہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ جدید تعلیم حاصل کرنے کے معاملہ میں ان کی رفتار سست رہی ہے جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بعض لوگوں نے انہیں ڈرایا تھا۔ کہ جدید تعلیم مذہب کے خلاف ہے مگر اب یہ کمی بھی دور ہوتی جا رہی ہے کیونکہ نئی نسلیں جدید تعلیم کی طرف آرہی ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سے مسلمان نوجوان یورپ میں امتیازات کے ساتھ تعلیم حاصل کر کے واپس آگئے ہیں مردانہ تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ عورتوں کی تعلیم کا انتظام بھی جدید طرز طریق پر ہو گیا ہے چنانچہ ظاہرہ کالج جو چند سال پیشتر ایک غیر معروف ادارہ تھا۔ وہ اب اول درجہ کا اسلامی ادارہ ہے۔ اور جزیرہ لنکا کے کسی بڑے سے بڑے کالج سے پیچھے نہیں ہے ظاہرہ کالج میں امراض دندان کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام ہے۔ اور اس کالج میں طلب علموں کو مکمل کاروباری تربیت دی جاتی ہے۔

لنکا کے مسلمانوں کی معاشری حالت بھی بہت اچھی ہے

ان کی معاشری بھی بہت اچھی ہے۔ ان کی عورتیں سخت پردہ کرنے کے باوجود بہت سی تحریکوں کو چلا رہی ہیں جس قسم کی تحریکات میں جنوبی ہندوستان کی عورتوں کو کوئی دخل نہیں ہے لنکا کی مسلم خواتین عام طور پر ذہین اور از حد شائستہ ہیں۔ اور مشرق کی بہت سی عورتوں سے کہیں زیادہ آگے بڑھی ہوئی ہیں۔ ان میں بھی بیداری پیدا ہو گئی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ شریعت مطہرہ کے قوانین پر قائم رہتے ہوئے ان کی معاشری حالت میں بھی زیادہ اصلاح ہوگی۔

مسلمانان لنکا کی سیاسی شکایات و مشکلات

سیاسی نقطۂ نظر سے جدید دستور (ڈونگمور کانسٹی ٹیوشن) نے ان کو بہت ستایا ہے۔ یہ وہ دستور ہے۔ جو جبراً عاید کیا گیا ہے۔ اس دستور کے نفاذ سے قبل لیجسلیٹو کونسل میں مسلمانوں کے تین منتخب نمائندے جایا کرتے تھے۔ اور ان کو جغرافیائی حلقوں میں کھڑے ہونے کا موقعہ ملتا تھا۔ لیکن اب چونکہ لیجسلیٹو کونسل غائب ہو گئی اور اسٹیٹ کونسل کے لئے براہ راست نمایندگی کا طریقہ نہیں رہا۔ اس لئے مسلمانوں کی سیاسی ترقی کو ایک دھکا لگا۔ اور ان کی امتیازی حیثیت گم ہو گئی چنانچہ لنکا کے مسلمانوں میں بے اطمینانی اور غیظ و غضب پایا جاتا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ انگلستان کو ایک وفد بھیجا گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ جو ناانصافیاں ہوئیں ان ناانصافیوں اور تاحال باقی شکایتوں کے خلاف مسلمانوں میں اب بھی شدید ایجی ٹیشن جاری ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ دنیا کے مسلمان حکومت برطانیہ پر اثر انداز ہوں گے اور اس کو بتائیں گے کہ لنکا کے ساتھ مسلمانوں کا مستقل مفاد وابستہ ہے اس لئے ملک کے معاملات میں ان کو واجبی حصہ دینے سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ڈیماکریسی کے قیام میں کوئی عنصر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(الامان)

بچوں کا صفحہ!

(اختر یزدانی)

عید کا ایک دن

عید کیسی خوشی تھی عید کے دن، ابھی چند ہفتے ہوئے گذرے ہیں۔ جب پیارے بچو تم نے خوب خوشیاں منائی تھیں۔ خوبصورت لباس۔ عمدہ کھانا۔ سویاں اور دودھ۔ اس دن سکول سے تمہیں چھٹی تھی۔ کوئی کام نہ تھا۔ ابا جان نے تمہیں پیسے دیئے۔ اماں جان نے دعائیں دیں۔ تمام دن خوشی میں گزرا لیکن آؤ ذرا آج سے تیرہ سو برس پہلے کی ایک عید کا تمہیں حال سنائیں۔

صبح عید کا دن تھا۔ مدینہ میں ہر کوئی خوش و خرم نظر آتا تھا۔ شام کو عید کا چاند دیکھا گیا۔ گلیوں اور بازاروں میں ہر طرف چہل پہل نظر آ رہی تھی۔ بوڑھے، جوان، بچے سب خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے صبح عید ہوگی۔ یہی ہر ایک کی زبان پر تھا۔ مرد گھروں کا بنا ہوا کھدر اپنے مست تھے۔ عورتوں کا لباس نہایت سادہ مگر عمدہ، بچوں کے نئے کپڑے۔ عید کے دن بھلا کون خوش نہ ہوتا۔ عید! خوشی!! جدھر دیکھو خوشی۔ جس کو دیکھو خوش۔ تمام مدینہ خوش تھا۔ بوڑھے جن کے چہروں پر سفید داڑھیاں تھیں مسکراتے تھے اور نوجوانوں کو خوش دیکھ کر ان کو اپنی جوانی کے دن یاد آ رہے تھے۔ عورتیں خوشی کے گیت گا کر بچوں کو خوش کر رہی تھیں نوجوان لڑکے طرح طرح کے کھیل اور تماشے کر رہے تھے۔ کوئی ہنستا تھا۔ کوئی شعر گاتا۔ بچے اپنے اپنے باپ کی انگلی پکڑے عید کا میلہ دیکھنے جا رہے تھے۔ اور اپنے ساتھیوں کو راہ میں دیکھ کر شور مچا دیتے۔ غرض نوجوانوں کی خوشی۔ بوڑھوں کی مسکراہٹ۔ بچوں کا جوش۔ عورتوں کے راگ۔ یہ تھا عید کا متبرک دن۔

یہ سب لوگ ایک طرف جا رہے تھے۔ بھلا کدھر؟ عید گاہ کی طرف۔ نماز عید پڑھنے کے لئے خدا کے سامنے سجدہ شکر بجا لانے کے لئے جس نے مسلمانوں کو ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کی توفیق دی۔ مسلمان کی خوشی اسی میں ہے۔ کہ وہ خداوند کریم کے سامنے جھک جائے جو سب خوشیاں عطا کرنے والا ہے۔ عید کی خوشی سب خوشیوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے خدا کا شکر سب سے زیادہ ادا کیا جاتا ہے۔ نماز کا وقت قریب تھا اس لئے لوگ تیزی سے عید گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

ایک طرف ایک اکیلا بچہ گلی کے ایک کونے میں دبکا کھڑا گزرنے والوں کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ بچوں کو اپنے باپ کی انگلی پکڑے جاتا دیکھ کر بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اس کے دل سے آہ نکلی۔ بچے عید گاہ کو جا رہے تھے۔ اور اسے کوئی ساتھ لیکر جانے والا نہ تھا۔ وہ یتیم اور غریب تھا۔ اس کا دل بھر آیا اور وہ رونے لگا۔

چلنے والوں میں سے ایک شخص آگے بڑھا۔ بچے کو روتا دیکھ کر اُسے گود میں اٹھا لیا۔ اور اس کا منہ چوما۔ "پیارے بیٹا! تم یہاں کیوں کھڑے رو رہے ہو۔ کیا عید گاہ نہ چلو گے"؟

"میرا ابا فوت ہو گیا ہے۔ میں کس کے ساتھ عید گاہ جاؤں"۔ بچے نے روتے ہوئے کہا۔

"اس کا غم نہ کرو۔ میں تمہیں ساتھ لے چلونگا" اس شخص نے کہا۔ اور بچے کی انگلی پکڑ کر عید گاہ کا راستہ لیا۔

پیارے بچو! بھلا یہ شخص کون تھا؟ یہ ہمارے نبی کریم صلعم حضرت محمدؐ کے سوا اور بھلا کون ہو سکتا تھا۔

ع۔ یتیموں کا والی غلاموں کا مولا

انصاف اور فراخ دلی

حضرت عباسؓ ہمارے نبی کریم صلعم کے چچا تھے۔ آنحضرت سے ان کو بہت محبت تھی۔ [illegible] وقت میں وہ نبی کریمؐ کے شامل حال رہے۔ اگرچہ انہوں نے قبول اسلام کا اعلان فتح [illegible] جب وہ مدینہ تشریف لائے تو ہمارے نبی کریم صلعم نے ان کے لئے مسجد نبوی [illegible] مکان تعمیر کرایا۔ جس کا پرنالہ مسجد نبوی کے صحن میں گرتا تھا۔ پرنالہ حضورؐ نے خود اپنے مبارک [illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تجویز ہوا کہ مسجد نبوی کے صحن کو اور کشادہ کیا [illegible] اور اس کے لئے حضرت عباسؓ کے مکان کا ملحقہ حصہ صحن میں شامل کر لیا گیا۔ اور پرنالہ [illegible] صحن میں تھا حضرت عمرؓ نے اتار دیا۔ اس پر حضرت عباسؓ خفا ہوئے کہ کیوں ان کی بغیر [illegible] ایسا کیا گیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے اس جھگڑے کے فیصلے [illegible] حضرت ابی ابن کعبؓ ثالث مقرر ہوئے۔

حضرت عمرؓ جیسے نامور اور زبردست شہنشاہ کا معاملہ فیصلے کے لئے ایک عام شخص [illegible] پیش ہونا اس زمانے میں شاید افسانہ معلوم ہو لیکن اسلام میں یہی مساوات تھی جس نے [illegible] کو اس قدر کمال تک پہنچایا۔ خدا کے نزدیک شہنشاہ اور عام آدمی کی ایک ہی حیثیت [illegible]

حضرت ابی ابن کعبؓ نے حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ دونوں کو اپنے گھر بلایا۔ تاکہ دونوں [illegible] واقعہ بیان کریں۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اُن کے مکان کا نقشہ خود نبی کریم صلعم نے تجویز [illegible] اور اپنے دست مبارک سے اس کی بنیاد رکھی تھی۔ پرنالہ خود نبی کریمؐ کی اجازت سے لگا [illegible] اس طرح کہ حضرت عباسؓ نے سرور عالم کے مبارک کندھوں پر سوار ہو کر یہ پرنالہ لگایا [illegible] عمرؓ کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ اس پرنالہ کو اتار دیں اور اُن کو تکلیف پہنچائیں۔

حضرت عباسؓ جب اپنا واقعہ کہہ چکے تو حضرت ابی ابن کعبؓ نے ایک واقعہ بیان فرمایا۔ انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی زبان سے سُنا تھا۔ حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا کہ:-

"جب حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس تعمیر کرنے لگے۔ تو اُس جگہ کے قریب جہاں [illegible] کی بنیاد رکھی گئی۔ دو یتیم بچوں کا گھر تھا۔ حضرت داؤدؑ نے بہت کوشش کی۔ کہ دونو بچے یہ گھر [illegible] پاس بیچ دیں لیکن وہ نہ مانے۔ آخر جب ان کو بہت زور دیا گیا تو وہ ایک بڑی رقم پر رضامند [illegible] گئے۔ حضرت داؤد حیران تھے۔ کہ کیا کریں۔ تب ان پر وحی نازل ہوئی کہ خدا کے گھر [illegible] بے انصافی اور ظلم پر نہ رکھی جائے۔ بلکہ بچے جو کچھ مانگیں ان کو دے دیا جائے"۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کوئی اور شہادت اس واقعہ کی تصدیق کرنے والی ہے۔ [illegible] ابی ابن کعبؓ نے چند انصار کو بلا بھیجا اور انہوں نے اس حدیث کی تصدیق کی۔

تب حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا۔ "خدا کی قسم حضرت عباس [illegible] پرنالہ اسی جگہ نصب کیا جائے گا۔ جہاں حضرت نبی کریم صلعم نے لگایا تھا [illegible] طرح دوبارہ لگایا جائے گا جس طرح حضرت نبی کریمؐ نے لگایا تھا۔ یعنی حضرت [illegible] میرے دونو کندھوں پر کھڑے ہوں۔ جس طرح وہ حضرت نبی کریمؐ کے کندھے پر کھڑے ہوئے تھے۔ اور دوبارہ پرنالہ درست کریں۔

حضرت عمرؓ فوراً مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور حضرت عباسؓ کو اپنے کندھوں پر کھڑا کر کے ان کے مکان کی مرمت کرائی۔

جب انصاف ہو چکا تو لازم تھا کہ حضرت عباسؓ بھی اپنی سخاوت اور فراخ دلی کا ثبوت دیتے۔ چنانچہ جونہی وہ کندھوں سے نیچے اُترے تو آپ نے فرمایا۔ "اب انصاف ہو چکا ہے۔ میں صرف اپنا پرنالہ ہی نہیں اُتارتا۔ بلکہ سارا مکان مسجد کے لئے وقف کرتا ہوں۔ اس کو گرا کر صحن میں شامل کر لیا جائے"۔

پیارے بچو! یہ تھا اسلام جس نے تمام دنیا پر اپنی روشنی پھیلائی۔ اور یہ تھی۔ اسلامی رواداری اور فراخ دلی۔

بے نظیر اسلامی لٹریچر
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
(مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی)
حمائل شریف مترجم اردو
مع حواشی
مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
قرآن مجید (معرا)
حمائل شریف (پاکٹ سائز)
جلد نہایت خوبصورت اور اعلیٰ
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی۔اے ایل ایل بی
کامران
مؤلفہ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ
عسل مصفیٰ ہر دو حصہ
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کی راہ میں استقامت

استقامت ایک ایسی چیز ہے کہ کہتے ہیں الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ استقامت ہی تو تھی کہ خواب میں حکم ہوا کہ تو بیٹا ذبح کر۔ حالانکہ خواب کی تعبیر اور تاویل بھی ہو سکتی تھی۔ مگر خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان اور دل میں ایسی قوت اور ایسی استقامت ہو کہ یہ حکم پاتے ہی معاً تعمیل کے واسطے تیار ہو گئے اور اپنے ہاتھ سے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ آجکل اگر کسی کا بچہ امراض میں مبتلا رہ کر مر جاوے تو خدا تعالیٰ کی نسبت ہزار شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اور شکوہ و شکایت کیلئے زبان کھولتے ہیں۔ لیکن ایک ابراہیم ہو کہ بیٹے کی محبت کو کچل ڈالا اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنیکو طیار ہو گیا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جنکو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ایسے آدمیوں کے کلمات طیبات قرار دیئے جاتے ہیں۔ اور انکو زریعۂ دعا ان کے کپڑوں کو متبرک قرار دیا جاتا ہے۔ یاد رکھو۔ مومنوں کا ایلام برنگ انعام ہو جاتا ہے اور اس سے عوام کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری۔ اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے جب انکا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی۔ فراخدلی۔ استقلال اور عزم و استقامت کا پتہ ملتا ہے۔ کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں۔ مگر اس کو ذرہ بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لحظہ سست و غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔ بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اٹھتے ہیں کہ آپ تو خدا کے حبیب مصطفےٰ اور مجتبےٰ تھے پھر یہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کیلئے جبتک زمین کو کھودا نہ جاوے اس کا جگر نہ پھاڑا جاوے وہ کب نکل سکتا ہے؟ کتنے گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جائیں تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے جو مایۂ حیات ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ لذت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم کے دکھانے سے ملتی ہے جب تک ان مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر انسان نہ گذرے۔ وہ لوگ جو اس کوچہ سے بیخبر ہیں وہ ان مصائب کی لذت سے کب آشنا ہو سکتے ہیں اور کب اسے محسوس کر سکتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ جب آپکو کوئی تکلیف پہنچتی تھی۔ اندر سے ایک سرور اور لذت کا چشمہ پھوٹ نکلتا تھا اور خدا تعالیٰ پر توکل اس کی محبت اور نصرت پر ایمان پیدا ہوتا تھا۔

(تقریر ماہ جون ۱۹۰۱ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکہ میں تھوڑا ہو یا بہت مردوں کا حصہ ہے (اور ایسا ہی) ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکہ میں عورتوں کا بھی حصہ ہے اور یہ حصہ ہمارا ٹھیرایا ہوا (ہے) اور جب تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین موجود ہوں تو ان کو اس میں سے کچھ دو۔ اور ان کو اچھی بات کہو۔ اور وارثان حقدار کو ڈرنا چاہیئے کہ اگر وہ خود اپنے (مرنے) پیچھے اولاد ضعیف چھوڑ جائے تو ان پر ان کو (کیسا کچھ) ترس (نہ) آتا۔ تو چاہیئے کہ اللہ سے ڈریں۔ اور (ان سے) سیدھی طرح بات کریں۔ جو لوگ ناحق نا روا یتیموں کے مال خورد برد کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں جا پڑیں گے۔ (سورۃ النساء ۴: ۱۰)

اپنے رب کو عاجزی سے اور چپکے چپکے پکارو۔ کیونکہ وہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اور زمین کے اندر اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ اور خوف کرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے اس کو پکارو۔ بیشک اللہ کی رحمت احسان کرنیوالوں سے قریب ہے۔ (الاعراف ۷: ۵۶-۵۵)

حدیث شریف

(۱) ایک شخص نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں ہجرت اور جہاد کے متعلق آپ کے احکام کا خواستگار ہوں تاکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے اجر ملے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے کہا ہاں دونوں زندہ ہیں۔ فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے اجر چاہتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اپنے والدین کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کی اچھی طرح سے خدمت کرو۔ (مسلم)

(۲) ماں باپ بہشت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہیں۔ چاہو تو (ماں باپ کی نافرمانی کر کے) اس دروازے کو ڈھا دو۔ چاہو تو (ان کی فرمانبرداری کر کے) اسے بچا لو۔

سوالات معہ جوابات

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

رکوع و سجود میں قرآنی دعائیں پڑھنے کی ممانعت

سوال ۱؎ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ قرآنی دعائیں رکوع اور سجود میں نہ پڑھنی چاہئیں۔ یہ خدائے بزرگ و برتر کا کلام ہیں۔ کلام الٰہی کی عزت یہ اجازت نہیں دیتی کہ اس کو محل تذلل میں پڑھا جائے۔" اگر ایسا کرنے سے کلام خدا کی توہین ہوتی ہے تو رکوع اور سجود میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلٰے پڑھنے سے کیوں کلام الٰہی کی عزت میں فرق نہیں پڑتا۔ حالانکہ یہ بھی قرآن مقدس کے ہی الفاظ ہیں۔ البتہ بالترتیب قرآن کریم میں شاید نہ آئے ہوں۔ (یعنی سبحان بھی آیا ہے۔ رب بھی۔ اور اعلٰی بھی۔ اور اسی طرح عظیم بھی)

جواب؎ قرآنی دعائیں رکوع اور سجود میں نہ پڑھنے کا حکم تو دراصل حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں روایت ہے۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا و انی نہیت ان اقرأ القرآن راکعا او ساجدا فاما الرکوع فعظموا فیہ الرب واما السجود فاجتہدوا فی الدعاء فقمن ان یستجاب لکم

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ خبردار میں منع کیا گیا ہوں اس بات سے کہ پڑھوں قرآن حالت رکوع میں یا سجدہ میں۔ پس رکوع سو بڑائی کرو اس میں رب کی۔ اور سجدہ سو کوشش کرو دعا میں۔ سزاوار ہے کہ تم سے وہ دعا قبول کی جائے۔

غالباً حضرت مسیح موعودؑ نے وجہ بتائی ہوگی۔ کہ کیوں رکوع اور سجود میں قرآن کا پڑھنا منع کیا گیا ہے اور وہ یہ بتائی۔ کہ ایک صاحب عزت و جلال ہستی کا کلام رکوع و سجود میں جو انسان کے عجز اور تذلل کا مقام ہیں پڑھنا اس کلام کی بے حرمتی ہے اور یہ سچ ہے۔ سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلٰی قرآن کی کوئی آیت نہیں رہ گئی۔ یہ بات کہ ان تسبیحات کے الفاظ تو قرآن میں آئے ہیں۔ جیسا کہ سبحان رب۔ اعلٰی۔ عظیم سب قرآن میں الگ الگ یا کسی اور ترتیب کے ساتھ آگئے ہیں تو آجائیں۔ ان لفظوں کا نام قرآن نہیں۔ اگر ان الفاظ کے قرآن میں آجانے سے یہ قرآن بن گئے۔ تو پھر ان کا ایک ایک حرف بھی قرآن کہلائے گا۔ کیونکہ وہ بھی قرآن میں آگئے ہیں۔ مثلاً۔ ص۔ ب۔ س۔ ح۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر سارے حروف تہجی قرآن بن گئے۔ کیونکہ سارے ہی حروف قرآن میں باری باری آجاتے ہیں۔ پھر لغات عربیہ کا بھی ایک بہت بڑا حصہ قرآن بن گیا۔ کیونکہ اس میں بھی بہت سے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ جو قرآن میں مذکور ہیں۔ پس یہ صحیح نہیں۔ کہ یہ الفاظ قرآن ہیں۔ جب تک ان الفاظ کو اسی ترتیب میں نہ جوڑا جائے جس سے کہ قرآن کی ایک آیت بن جائے۔ تب تک اسے قرآن نہیں کہا جا سکتا۔ ایک نامکمل آیت بھی قرآن نہیں، ہاں ایک مکمل آیت قرآنی الفاظ کی اسی ترتیب کے ساتھ جس میں وہ نازل ہوئی ہے۔ قرآن کہلائیگی اور اس کا پڑھنا رکوع اور سجود کی حالت میں منع ہے

نماز کے اندر مادری زبان میں دعا کا جواز

سوال ۲؎ احمدیہ نقطہ نگاہ سے نماز کے اندر اپنی مادری یا کسی بھی زبان میں دعا مانگنا جائز قرار دیا گیا ہے اور اس پر عمل بھی کیا جاتا ہے۔ مگر غیر از جماعت مسلمان اس کے قائل نہیں۔ بلکہ اس پر معترض ہیں۔ کیا کوئی حوالہ احادیث یا اقوال آئمہ سے پیش کیا جا سکتا ہے جو کہ معترضین کی زبان کو بند کر سکے۔

جواب؎ احمدیہ نقطہ نگاہ کے رو سے بھی نماز کے اندر قرآن کریم اور تسبیحات اور ادعیہ ماثورہ جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں وہ سب عربی میں ہی پڑھنا چاہیئے۔ ہاں ان کے علاوہ سجدوں میں۔ قومہ میں جلسہ میں دعائیں اپنی مادری زبان میں بھی مانگ سکتے ہیں۔ اس پر غیر از جماعت لوگ اگر اعتراض کرتے ہیں تو ان کی زبردستی ہے۔ یا انکی بے علمی کا نشان ہے۔ نماز ہم ٹھیک اسی طرح عربی میں پڑھتے ہیں۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اور آپ سے ثابت ہے۔ البتہ جہاں آپ نے خود اجازت دیدی کہ اب جو چاہو اپنے لئے مانگو، قبول کی جائے گی۔ وہاں ہم کیوں نہ اپنے لئے دعائیں مانگیں اور جو چاہیں مانگیں ان موقعوں پر آپ نے کہیں قید نہیں لگائی کہ جو دعا مانگا کرو عربی میں مانگا کرو۔ جب آپ نے قید نہیں لگائی تو زید یا بکر کو کیا حق حاصل ہے۔ کہ وہ قید لگاتا پھرے۔ کچھ شک نہیں کہ نماز کی اصلی شکل تو عربی میں قائم رہنی چاہیئے۔ تاکہ وہ ایک عالمگیر عبادت کا حکم رکھے اور جب اسلام کل دنیا کے لئے ایک عالمگیر مذہب ہے اور دنیا کی مختلف قوموں نے جو مختلف زبانیں بولتی ہیں۔ اسے قبول کرنا تھا تو چاہیئے تھا۔ کہ ان کی مشترک عبادت کے لئے ایک مشترک زبان ہو اور اس کے لئے عربی سے بہتر اور کوئی زبان نہیں ہو سکتی۔ جس میں قرآن نازل ہوا۔ اور جو اس قابل بھی تھی کہ صفات و معرفت الٰہیہ کی کماحقہ حامل ہو سکے۔ لیکن نماز میں قرآن کریم اور ادعیہ ماثورہ کے علاوہ جہاں جہاں بھی پرائیویٹ طور پر دعا مانگنے کی اجازت ہے اور یہاں تک کھلی اجازت ہے کہ اب اپنے لئے جو چاہو مانگو۔ وہاں عربی کی قید کوئی نہیں لگائی گئی۔ ایک عرب تو اپنے لئے عربی میں جو چاہے مانگ سکتا ہے۔ مگر ایک عجمی یا ہندی یا انگریز عربی میں کیسے جو چاہے دعا مانگ سکتا ہے۔ غرض کہ جس بات کے لئے وہ دعا کرنا چاہتا ہے اس کی عربی اُسے نہیں آتی تو اب وہ کیا کرے۔ کیا دعا نہ مانگے؟ یہ تو بڑی بے انصافی ہوگی کہ ایک عرب تو نماز کے اندر اپنے لئے جو چاہے دعا مانگ سکتا ہے۔ لیکن ایک عجمی نہیں مانگ سکتا۔ کیونکہ اس کو اپنی اسی درخواست کی عربی نہیں آتی اسی لئے خدا اور رسولؐ نے کہیں ایسی قید نہیں لگائی۔ جب ہر ایک عجمی اور عربی کو خدا اور رسول کی طرف سے اجازت دی گئی۔ کہ اب جو چاہو اپنے لئے دعا مانگو۔ تو پھر اس میں کسی قسم کی قید لگانے کا کسی امام یا مجتہد یا مولوی کو حق حاصل نہیں کہ فلاں قسم کی دعا مانگو یا فلاں زبان میں دعا مانگو۔ میں وہ حدیث نقل کئے دیتا ہوں جس میں ایسی اجازت دی گئی ہے کہ اب جو چاہو اپنے لئے مانگو۔ اور حدیث بھی صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں کی متفق علیہ ہے۔ وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال التفت الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا صلّی احدکم فلیقل التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والسلام علینا وعلٰے عباد اللہ الصالحین۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد محمدا عبدہ ورسولہ ثم لیتخیر من الدعاء اعجبہ الیہ فیدعوا۔ ترجمہ۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ متوجہ ہوئے ہماری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس فرمایا جب نماز پڑھے تم میں سے کوئی تو کہے۔ التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ پھر چاہیئے کہ وہ اختیار کرے۔ کوئی دعا جو اسے پسند ہے"۔

اس حدیث کا آخری حصہ کس قدر صفائی سے ہر ایک مسلمان کو اجازت دیتا ہے۔ خواہ وہ عرب کا ہو یا عجم کا۔ ایشیا کا ہو یا یورپ کا اور خواہ ایک لفظ بھی عربی کا نہ جانتا ہو۔ کہ وہ ان کلمات کو پڑھنے کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں جو چاہے دعا کرے اپنے لئے یا غیر کے لئے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی دعا لازمی طور پر اپنی مادری زبان میں ہوگی۔ کیونکہ یہ اجازت عربوں کے لئے مخصوص نہیں۔ کسی خاص دعا کے لئے مخصوص نہیں۔ کسی خاص قوم یا زبان کے ساتھ مختص نہیں۔ حنفیوں وغیرہ نے یہ قید لگائی ہو کہ قرآنی دعائیں مانگے۔ کسی نے کہا ہے کہ وہی دعائیں مانگے۔ جو احادیث میں ہیں۔ کسی نے کہا کہ آخرت کے لئے دعا مانگے۔ مگر حبیب خدا کا رسول صلعم عام اجازت دے اور فرمائے۔ ثم لیتخیر من الدعاء اعجبہ الیہ فیدعوا کہ جو دعا جو چاہے وہ مانگے۔ اس عام اجازت پر قیود لگانے کا حنفی ہوں یا کوئی اور صاحبان کسی کو حق حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہاں نہ کسی خاص مقصد کی قید ہے نہ کسی خاص زبان کی۔ دعا کی عام اجازت ہے جو چاہے مانگے۔

پھر ایک دوسری حدیث صحیح ہے جو امام احمد لائے ہیں اور متعدد کتب صحاح ستہ میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کا آخری حصہ ہے۔ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یدعوا بما شاء کہ التحیات پڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر جو چاہے دعا کرے۔ آخر یہ حکم صرف عربوں اور مولویوں کیلئے ہے یا کل دنیا کے مسلمانوں کے لئے؟ اگر کل دنیا کے مسلمانوں کے لئے ہے تو پھر "جو چاہے مانگنے اور دعا کرنے" میں عربی کی تخصیص تو کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتی۔ جب ہر ایک آدمی کو خواہ وہ عربی کا ایک حرف بھی نہ جانتا ہو جو چاہے مانگنے کی اجازت دی جائے گی۔ تو پھر ایسی دعا اس کی مادری زبان میں ہی ہو سکتی ہے۔ ولا غیر۔ ہاں بیشک ایک عربی جاننے والا خواہ قرآنی دعائیں مانگے یا عربی میں ہی مانگنا پسند کرے تو کرے مگر عربی نہ جاننے والے کیلئے یہاں کوئی قید نہیں وہ اپنی مادری زبان کے سوا دوسری زبان میں جو چاہے کیسے مانگ سکتا ہے؟

اسی طرح صحیح مسلم میں اس حدیث میں جو میں نے سوال ۱ کے جواب میں نقل کی ہے آنحضرت صلعم یہ فرماتے ہیں۔ واما السجود فاجتہدوا فی الدعاء فقمن ان یستجاب لکم اور سجدوں میں دعائیں کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ سجدوں میں دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ سجدوں کیلئے جو دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھا دی۔ مثلاً سبحان ربی الاعلٰی یا سبحانک اللھم ربنا وبحمدک۔ اللھم اغفرلی ان کے علاوہ اور دعائیں کرنے کی کس طرح کوشش کی جائے۔ ایک عرب تو عربی میں کر سکتا ہے۔ مگر ایک عجمی کس طرح عربی میں دعائیں کرے۔ پس یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جہاں کسی خاص دعا کی تخصیص نہیں کی گئی وہاں دعاؤں میں کوشش سوائے اس کے اور کسی طرح نہیں ہو سکتی کہ نماز پڑھنے والا اپنی مادری زبان میں ہی کوشش کرے۔ ناحق کی تخصیص لگانیوالے اور از خود حد بندیاں قائم کرنیوالے خدا کے دین کی وسعتوں کو تنگ کرتے ہیں جو کسی صورت بھی جائز نہیں۔ جو شخص خدا اور رسول کی اس عام اجازت پر حد بندی قائم کرتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ قرآن و حدیث صحیح سے اپنی قیود اور حد بندیوں کیلئے دلیل لائے ورنہ اس کا یا اس کے کسی عالم زید یا بکر کا کوئی حق نہیں کہ خدا اور رسول کی اجازتوں کو امت سے رد کرتا پھرے۔

عیسائیت اور سکھ دھرم

اچھوتوں کی مشکلات کو دور نہیں کر سکتے

ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان کے بعد مذاہب غیر میں سے عیسائیت اور سکھ دھرم کو خاص طور پر اچھوتوں کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے ویسے تو آریوں اور بدھوں نے بھی بہت زور لگایا لیکن یہ بظاہر مایوس سے ہو چکے ہیں۔ عیسائی مشنری اپنے وسیع مادی ساز و سامان کے ساتھ ہندوستان کے ہر ایک علاقہ میں مصروف تبلیغ ہیں۔ سکھوں نے بھی خاص طور پر ڈاکٹر صاحب کو سکھ دھرم کی دعوت دی ہے۔ اُن کے پاس وفد اور لٹریچر بھیجا ہے۔ اس کام کیلئے روپیہ فراہم کیا جا رہا ہے آدمی بھی منتخب ہو رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہز ہائنس مہاراجہ پٹیالہ اس معاملہ میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔

نامناسب نہ ہوگا۔ اس سوال پر غور کیا جائے کہ ان مذاہب میں اچھوتوں کی مشکلات کو دور کرنے کی کہاں تک اہلیت ہے؟ عیسائیت میں رنگ و نسل کا امتیاز شدت کے ساتھ موجود ہے۔ امریکہ کے گورے وہاں کے حبشیوں پر جو انسانیت سوز مظالم کرتے ہیں اس سے اخبار بین حضرات بےخبر نہیں۔ تقریباً ہر ملک میں امیروں اور غریبوں، گوروں اور کالوں کے گرجے علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں۔ خود ہندوستان میں اس بارہ میں عیسائیت پورے طور پر ناکام ثابت ہو چکی ہے۔ ہندوؤں میں سے جو لوگ عیسائی ہوتے ہیں۔ ان میں چھوت چھات کی لعنت بدستور موجود رہتی ہے۔ گذشتہ دنوں ریاست ٹراونکور کے اچھوت عیسائیوں نے "اعلیٰ ذات کے ہندو عیسائیوں" کے مظالم کے خلاف زبردست آواز بلند کی تھی۔ گذشتہ دنوں صوبہ مدراس کے ضلع سیلم سے ایک عبرت انگیز خبر آئی تھی۔ اس علاقہ میں اچھوتوں کی ایک قوم ادی دراوڑ کے نام سے مشہور ہے۔ گذشتہ سال ۲۷ اکتوبر اتوار کے روز ان کے چند افراد "اعلیٰ ذات کے عیسائیوں کے گرجے میں چلے گئے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر عبادت کرنے کا حق جتلایا۔ اس پر فساد ہو گیا۔ گرجے کے اندر عین عبادت کے وقت جوتے اور لاٹھیاں چلیں۔ آدی دراوڑ" عیسائیوں کو بہت مار پڑی۔ معاملہ عدالت تک پہنچا۔ اس علاقہ کے ایک مشہور اور ذمہ دار پادری ریورینڈ ڈومنک Dominique ابھی عدالت میں بطور گواہ پیش ہوئے۔ ان کا بیان مدراس کے مشہور انگریزی اخبار "ہندو" کی ۲۲ رجنوری کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ آپ نے صلیب اور بائیبل کی قسم کھا کر کہا کہ گرجاؤں میں "ذات پات" کا امتیاز مدنظر رکھا جاتا ہے اور اونچی ذات کے عیسائیوں اور ادی دراوڑ عیسائیوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ نشستیں مہیا کی جاتی ہیں۔ پادری صاحب نے کوئمبٹور کے بشپ صاحب کی ایک چٹھی بھی پیش کی جس میں لکھا تھا۔ کہ گرجاؤں میں "اونچی اور نیچی" ذاتوں کے آدمیوں کے بیٹھنے کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ نشستگاہوں کا ہونا ضروری ہے۔ یہ اپنی قسم کا پہلا یا نادر واقعہ نہیں بلکہ اس قسم کے واقعات عام ہیں اور ان کی موجودگی میں کوئی ہوشمند انسان نہیں کہہ سکتا۔ کہ عیسائیت اچھوتوں کی مشکلات کا حل ہے

اس کے بعد سکھ دھرم آتا ہے۔ سکھ دھرم کی ابتدائی حالت خواہ کچھ ہو لیکن گذشتہ دو تین صدیوں میں اس پر ہندو مذہب کا غیر معمولی اثر پڑا ہے اور موجودہ صورت میں سکھ تمدنی، معاشرتی، اور بہت بڑی حد تک مذہبی طور پر بھی ہندوؤں کی ایک شاخ ہیں۔ ان میں بھی اچھوتوں کا ایک مستقل گروہ موجود ہے جن کو "مذہبی سکھ" کہا جاتا ہے۔ ان کی حالت ہندو اچھوتوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ ہندو اچھوتوں میں سے بھی جن لوگوں نے سکھ دھرم قبول کیا ہے وہ سکھوں کے ذلت آمیز سلوک سے نالاں ہیں۔ بہتر ہوگا۔ زیادہ تفصیلات میں جانے کی بجائے ایک اچھوت سکھ کے تجربات و جذبات بیان کر دیئے جائیں۔ چند روز ہوئے ضلع امرتسر کے مذہبی سکھوں کے رہنما سردار کشن سنگھ نے ڈاکٹر امبیدکر کو ایک چٹھی لکھی۔ جس میں وہ فرماتے ہیں کہ:۔

"جب سے آپ نے ہندو دھرم سے بیزاری اور دوسرا کوئی مذہب اختیار کرنے کے ارادہ کا اعلان کیا ہے سکھوں کی طرف سے بھی آپ کو دعوت دی جا رہی ہے۔ کہ آپ اکال تخت پر آ کر خالصہ دھرم قبول کر لیں۔ کیونکہ سکھوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اچھوتوں کو اپنے سینے سے لگا لیتے ہیں یہ دعویٰ سراسر غلط اور بےبنیاد ہے جس نے سکھ مذہب کو فروغ دینے کیلئے بہت کام کیا ہے جو ضلع امرتسر میں ۵۵، ۱۹ اچھوتوں کو سکھ بنا لئے گئے ہیں اور امرتسر جیسے کہ سکھ بنیوالوں کو اچھوت کے نام ہی سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ۱۲ رجنوری سنہ ۳۶ء کے خالصہ سیوک کے صفحہ تین پر ملاحظہ فرمایئے۔ مجھے "بابا کشن سنگھ اچھوت" لکھا گیا ہے کہ میں شرومنی کمیٹی کی ممبری کیلئے کھڑا ہوا ہوں۔ اور میرے مقابل پر بابا موہن سنگھ مکینہ کو کھڑا کر دیا گیا ہے۔ میری آپ سے یہی گذارش ہے کہ ہندوؤں میں رہ کر آپ اچھوت رہتا کہلاتے ہیں اور اب سکھ دھرم قبول کر کے بھی آپ میری طرح اچھوت ہی کہلائیں گے اس لئے سکھ دھرم قبول کرنیکی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اکال تخت کے سامنے کھڑے ہو کر امرت چکھنے سے بھی ہماری اور آپ کی ذات کا یہ کلنک مٹ نہیں سکتا" (انقلاب یکم فروری)

بابا کشن سنگھ کا مندرجہ بالا بیان پڑھ لینے کے بعد عقل کا فتویٰ یہی ہے کہ سکھ دھرم بھی اچھوتوں کی مصیبتوں کا علاج ہرگز نہیں۔ ان کی تمام مشکلات کا واحد حل اسلام ہی ہے جو کہ نوع انسانی کی مساوات کا علمبردار اعظم ہے۔ جو رنگ و نسل وطن و قومیت کے تمام بندھنوں سے آزاد ہے۔ یقیناً اچھوتوں کا ہوشمند و باخبر طبقہ بھی اس حقیقت سے آشنا ہے۔ درحقیقت ہندوستان کے آٹھ کروڑ اچھوت عملی طور پر اسلام کے دروازے پر کھڑے دستک دے رہے ہیں۔ اگر مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہو کر ان مصیبت زدہ انسانوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کر دیں تو ایک عظیم الشان انقلاب ہو سکتا ہے۔ ہماری انجمن نے مشکلات کے ہجوم کے باوجود اس کام کو شروع کر دیا ہے۔ پونا مشن کا قیام پہلا قدم ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کو کامیابی سے جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

احساسِ فرض

شہنشاہ جارج آنجہانی کی وفات گزشتہ ماہ کا ایک المناک واقعہ ہے جس پر نہ صرف سلطنت برطانیہ کے ہر ایک حصہ میں بلکہ دنیا کے دیگر بے شمار ملکوں میں بھی اظہار افسوس کیا گیا۔ ان گنت اخبارات نے آپ کی زندگی کے شاندار و سبق آموز حالات شائع کئے۔ شہنشاہ آنجہانی کو بستر مرگ پر بھی لیٹے لیٹے اپنے فرائض کا پورا احساس تھا۔ اپنی وفات کے چند گھنٹے قبل تک جب تک ہوش رہے آپ ضروری امور سلطنت کو سرانجام دیتے رہے غالباً ۱۹ رجنوری کو آنجہانی نے اپنی پریوی کونسل کا آخری اجلاس منعقد کیا۔ سر جان سائمن نے اس اجلاس کا ایک سبق آموز واقعہ بیان کیا جو ہم سب کے سننے اور غور کرنے کے قابل ہے۔ سر جان سائمن نے کہا کہ:۔

"جب بادشاہ کاغذات پر دستخط کرنے کی کوشش میں ناکام رہے تو انہوں نے آہستہ آہستہ ... بڑی سادگی سے فرمایا۔ کہ مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہیں اس قدر محو انتظار رکھا۔ یہ ان کے آخری الفاظ ہیں جو انہوں نے ہم سے مخاطب ہو کر کہے۔ آخر میں انہوں نے ہماری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا۔ جیسا کہ ہر اجلاس کو برخواست کرتے وقت انہیں تبسم فرمانے کی عادت تھی"

ذرا تصور کیجئے ایک ستر سال کا ضعیف العمر بادشاہ بستر مرگ پر لیٹا ہوا ہے۔ طاقت جواب دے چکی ہے۔ ہاتھ پاؤں میں سکت نہیں رہی۔ لیکن احساس فرض کی یہ کیفیت ہے کہ اس حالت میں پریوی کونسل کا اجلاس منعقد ہوتا ہے۔ ہمارے خیال میں شاہ آنجہانی کی موت کا یہ واقعہ ان کی زندگی کو بہت زیادہ شاندار بنا دینے والا ہے

احمدی نوجوانوں سے خطاب

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ؕ

ترجمہ:۔ یقیناً ہم نے انسان کو محنت و مشقت کے لئے پیدا کیا ہے۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا　　بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(از جناب چودھری فضل داد صاحب کلرک کواپریٹو سوسائٹیز لائلپور)

چودھری فضل داد صاحب ہماری جماعت کے ایک مخلص و باہمت نوجوان ہیں۔ قارئین پیغام صلح ان کے نام اور کام سے ناواقف نہیں ہوں گے۔ آپ ہر سال اپنے لئے خدمت دین کا ایک پروگرام بنا لیتے ہیں اور سارا سال اس پر باقاعدگی سے عمل کرتے ہیں۔ اس سال کا پروگرام انہوں نے اس مضمون کے آخر پر درج کیا ہے۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مبارک ارادوں میں کامیاب کرے اور دیگر نوجوانان سلسلہ کو بھی ان کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے۔　　(مدیر)

اخبار پیغام صلح مجریہ ۲ جنوری ۱۹۳۶ء میں آپ حضرات نے پڑھا ہوگا کہ اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے لئے اپنی انجمن نے باقاعدہ ایک مشن کھول دیا ہے جس کا صدر مقام پونا ہوگا۔ اور اس مشن کے انچارج جناب مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت ہوں گے اور ان کے معاون میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ہوں گے تمام احباب نے یہ خبر نہایت مسرت سے پڑھی ہوگی۔ اور واقعی اس سے بڑھ کر احمدیوں کیلئے خوشی کا مقام اور کیا ہو سکتا ہے کہ تبلیغ اسلام کا دائرہ وسیع ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ انجمن نے نہایت دانشمندی سے یہ مبارک قدم اٹھایا ہے لیکن میرے نوجوان بھائیو! کیا آپ نے یہ بھی غور فرمایا ہے کہ اس مبارک اقدام سے ہماری ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ گئی ہیں اور ان سے عہدہ برا ہونے کیلئے ہم نوجوانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟

احمدیوں کیلئے ہندوستان میں جن مشکلات کا اس وقت سامنا ہے اور جوان پر غالب آنے کی صورت مجھے نظر آتی ہے وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اس سے پہلے صدہا مرتبہ غیر مذاہب نے بالعموم اور مسلمانوں نے بالخصوص تحریک احمدیت کو صفحہ ہستی سے مٹانیکی سر توڑ کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ان جملہ آفات سے اس مبارک تحریک کو محفوظ رکھا لیکن آج کل وہ لوگ میدان مخالفت میں کودے ہیں جن کو اپنی طاقت پر اس قدر گھمنڈ ہے کہ توبہ بھلی۔ وہ اپنا پورا زور و اثر صرف کرکے اس تحریک کو ہمیشہ کے لئے مٹانا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے حال ہی میں جو رسالہ لکھا ہے اور اس میں اپنی عداوت و مخالفت کی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اس رسالہ کا نام اسلام اور احمدازم رکھا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ جس طرح حکومت روس نے عشق آباد میں بہائیوں کو اپنا مرکز قائم کرنے کی اجازت دیکر ایک غلطی کی تھی۔ اسی طرح برطانیہ نے انگلستان میں ووکنگ مشن قائم کرنے کی اجازت دیکر غلطی کی ہے اور اس کے اس فعل نے مسلمانوں کو مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ اتنے بڑے فلسفی کے قلم سے یہ الفاظ نکلتے۔ جائے صد تعجب و افسوس ہے۔ زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ ہماری انجمن کے سالانہ جلسہ میں انہی ڈاکٹر صاحب نے تمام مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دیتے ہوئے لکھا تھا کہ:۔

چونکہ تبلیغ کا کام اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے۔ اس واسطے میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام مسلمان اس جلسہ میں شریک ہو کر تبلیغ و اشاعت کے ان تمام مسائل پر غور و فکر کرنے میں شریک ہوں گے۔

جو کہ قوم کے سامنے ہیں۔ اس قسم کے کئی حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

یہ بھی خدا کا قانون ہے کہ دنیا میں وہی زندہ رہتے ہیں۔ جو اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔ جو قوم مردہ ہو جائے جس کے اندر اپنی محبوب اشیا کیلئے غیرت نہ ہو جس کے دل میں سخت سے سخت صدمہ کے پیش ہونے پر حرکت پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے اٹھا لی جاتی ہے۔ یا اگر باقی

> ### حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی علالت
>
> حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب چند روز سے علیل ہیں۔ اور صاحب فراش ہیں تمام احباب انکی صحتیابی کیلئے درد دل سے دعا کریں

رہے تو ذلت کی حالت میں رہ جاتی ہے۔ اگر عزت کے ساتھ باقی رہنا ہے تو یہ بھی بتانا چاہیئے کہ ہم زندہ رہنے کے قابل ہیں تو ہماری مٹھی بھر جماعت نے قلت تعداد کے باوجود دنیا پر یہ واقعات کے رنگ میں ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہم اس دنیا میں زندہ رہنے کا حق رکھتے ہیں لیکن یہ محض اللہ کا فضل ہے اور برکت اور ہمت ان بزرگ ہستیوں کی ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے واقعات ایسے پیدا کر دیئے ہیں کہ احمدی نوجوانوں کی ہمت کو پرکھا جائے۔ میرا اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم کسی سے الجھیں یا کوئی ایسا فعل کریں جو کہ شریعت اور موجودہ قانون گورنمنٹ کے خلاف ہو۔ بھائیو! "احمدی" نام کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ ہر طرف سے دُکھ اٹھاؤ گے۔ گالی گلوچ سنو گے۔ لیکن پتھر کا جواب پتھر سے ہرگز نہیں دینا۔ اخلاق محمدی کا مجسمہ بن جاؤ۔ لیکن یاد رہے کہ ان عارضی تکلیفات سے متاثر ہو کر اپنے نصب العین سے دور نہیں ہٹنا۔ تحریک احمدیت کا نصب العین ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ اشاعت اسلام۔ حفاظت دین متین۔ قرآن اور آخری نبی محمد صلعم کا نام دنیا کے ان حصوں اور گوشوں میں پہنچانا۔ جہاں کہ یہ اب تک نہیں پہنچے۔ اس سے پہلے جو کچھ ہوا۔ وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور برگزیدہ ہستیوں کی جرأت ایمانی کا واقعات کے رنگ میں اظہار ہے جس کے آگے غیر مذاہب کے فلسفیوں نے سر تسلیم خم کیا۔ اچھوتوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ بہت سے تعلیم یافتہ اچھوت ہندو مذہب سے علیحدگی کا اعلان کر چکے ہیں۔ ہمیں اس

نادر موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ورنہ یاد رہے کہ نوجوانوں کے ماتھے پر یہ کلنک کا ٹیکہ رہتی دنیا تک رہیگا اور بعد میں اس کی تلافی ہرگز نہیں ہو سکے گی۔

اس وقت ہندوستان میں آٹھ کروڑ انسان ایسے بھی ہیں جن کو ہندو انسانیت کا مرتبہ بھی نہیں دیتے۔ جن کے سائے تک سے ایک ہندو ناپاک ہو جاتا ہے۔ وہ ہوا جو ہر ایک چیز کو پاک اور صاف کرتی ہے وہ ان ذلیل انسانوں کے ساتھ لگ کر خود ناپاک ہو جاتی ہے۔ وہ پانی جو ہر ناپاک کو دور کرتا ہے اس پر اگر ان بدبختوں کا سایہ بھی پڑ جائے بلکہ اگر وہ پچاس گز کے فاصلے سے اس کے پاس سے گزر جائیں تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ ان قوموں کو اس ذلت کے گڑھے سے نکالنے کے لئے ان فلسفیوں، شاعروں، اخبار نویسوں، گدی نشینوں، سجادہ نشینوں اور علماء وقت نے کیا کیا؟ حالانکہ اسلام کا پیغام یہ تھا کہ وہ ذلیل سے ذلیل انسان کو اٹھا کر بلند سے بلند مقام پر پہنچاتا ہے۔ ان لوگوں کو اپنی اغراض پرستیوں اور تکفیر نوازیوں سے ہی فرصت نہیں ملتی کہ وہ قرآن مجید کا احترام کرتے ہوئے اس کی تعلیم کو ان لوگوں تک پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ احمدی جماعت کی بالعموم اور نوجوانوں کی بالخصوص اب آزمائش کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ احمدی جماعت کی دائمی بقا پر مہر تصدیق ثبت کرے۔ کیونکہ ایک طرف اتنے بڑے فلسفی، شاعر، اخبار نویس اس مبارک تحریک احمدیت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کو تیار اور دوسری طرف اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کا ایک عظیم الشان کام پیدا کر دیا۔ اور اب تو اس کا عملی قدم بھی اٹھایا جا چکا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ آیا احمدی قوم اس قابل ہے کہ دنیا میں عزت و سربلندی سے زندہ رہ سکے۔ جماعت کا نصب العین ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ حفاظت دین حنیف اور اشاعت اسلام۔ مندرجہ بالا حالات کی موجودگی میں اگر ہمارا قدم نہ ڈگمگا یا بلکہ پہلے سے آگے رہا۔ تو ثابت ہوگا کہ ہم اس دنیا میں رہنے کے حقدار ہیں۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ...... أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

(البقرہ ۲ : ۱۵۵ - ۱۵۷)

ترجمہ۔ اور ضرور ہم کسی قدر ڈر اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہارا امتحان کریں گے اور صبر کرنیوالوں کو خوشخبری دو .... یہی وہ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں۔

نیکیوں پر جو تکالیف آتی ہیں جن میں اظہار صبر کی ضرورت پیش آتی ہے، ان کی حکمت یہاں بیان کی ہے۔ کوئی قوم بڑی نہیں بنتی اور نہ کوئی انسان بڑا بنتا ہے جب تک کہ مصائب کی کٹھالی میں نہ پڑے پس قضا و قدر کے مصائب انسان کو بڑا بنانے کے لئے ہیں، نہ عذاب کے طور پر۔

ہر اک گردش زمانہ کی حیات افروز ہوتی ہے
مصیبت جب بھی آتی ہے سبق آموز ہوتی ہے

اس لئے میں نے اپنا پروگرام اس سال کے لئے حسب ذیل تجویز کیا ہے اور آپ بھائیوں سے بھی ملتمس ہوں کہ ہر ایک نوجوان اپنے ذوق اور حالات کے ماتحت ضرور اپنا پروگرام کم از کم ایک سال کیلئے تجویز کرے۔ اس دنیا میں کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس کو اس شکل میں نہ لایا جائے۔ میرا یہ تجربہ ہے کہ اس کے بغیر کام بطریق احسن ہرگز ہرگز سرانجام نہیں پا سکتا۔ بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ اپنے پروگرام کی ایک نقل جلی قلم سے لکھ کر چوکھٹے میں لگوا کر اپنے سونے کے کمرہ میں آویزاں کرنی چاہیئے۔ یا کسی ایسی جگہ لگائی جاوے جہاں

(باقی صفحہ)

چند اعتراضات اور انکے جوابات

ایک صاحب نے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کی جنرل کونسل کے ممبر ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ پر چند اعتراضات کر کے حصول جواب کی خواہش کی۔ ان کے اعتراضات کا جواب کئی روز ہوئے بذریعہ خط بھیجا جا چکا ہے۔ ذیل میں ان کا خط اور جواب قارئین پیغام صلح کے مطالعہ کیلئے درج کئے جاتے ہیں (قارئین کی سہولت کی خاطر ہر سوال کے ساتھ ہی اسکا جواب درج کیا گیا ہے) معترض صاحب نے اپنے خط میں بعض مقامات پر بلا ضرورت سخت گفتاری و تلخ کلامی سے کام لیا ہے جو ایک محقق کے شایان شان نہیں۔ اظہار مدعا کیلئے اس سے بہتر الفاظ مل سکتے تھے۔ خیر یہ بات ہمارے معترضین دوستوں میں اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اس کا گلہ ہی فضول ہے

(مدیر)

بخدمت مولوی محمد علی صاحب امیر احمدیہ انجمن لاہور۔

السلام علیکم۔ آپ کی مطبوعہ چٹھی ۳۰-۱-۲۰ بہ خدمت آنریری جنرل سکرٹری صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور معہ ٹریکٹ مع در بارہ عقائد جماعت احمدیہ بذریعہ ڈاک میرے نام موصول ہوئی۔ غالباً اس خیال پر کہ میں بھی جنرل کونسل میں اپنی رائے ظاہر کر سکوں۔ مذکورہ بالا چٹھی اور ٹریکٹ کے عقائد پڑھ کر مجھے حسب ذیل سوالات کے جوابات دریافت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے تاکہ میں اپنی صحیح رائے قائم کر سکوں۔ امید ہے کہ بلا کسی تاویل اور طریق بحث کے مختصر جواب بصورت تسلیم یا انکار سے جلد تر مشکور فرماویں گے۔ تاکہ میں جنرل کونسل کے اجلاس ۲ فروری ۳۲ء میں اپنی رائے پیش کر دوں۔

سوال نمبر ۱۔ جبکہ آپ خود ہی امت محمدیہ سے نکل کر جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے اور مسلم قوم سے الگ ایک احمدی قوم بنا لی۔ اور اس احمدی قوم کی امارت بھی آپ کو مل گئی۔ تو پھر مسلمانوں سے اس استدعا کا کیا مطلب ہے کہ وہ آپ کو مسلمان اور امت محمدیہ سمجھیں؟

جواب نمبر ۱۔ آپ کو یہ کیونکر اور کہاں سے معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ امت محمدیہ اور مسلم قوم سے نکل کر اور الگ ہو کر بنائی گئی ہے؟

ما مسلمانیم از فضل خدا ✽ مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم ✽ ہم بریں از دار دنیا بگذریم

جماعت احمدیہ قرآن کریم کے اس ارشاد کے ماتحت بنائی گئی ہے کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر، ایک جماعت (اے امت محمدیہ) تم میں سے ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف لوگوں کو بلائے، اچھے کاموں کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

پس آپ کس طرح اس کو امت محمدیہ سے الگ قرار دیتے ہیں کیا یہ جماعت کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی قائل نہیں؟ کیا نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اس کا شعار نہیں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں کہ من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ جو شخص ہماری نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے۔ وہی مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا عہد ہے پس اللہ کے عہد کی تحقیر مت کرو۔ سوال یہ ہے کہ ان میں سے کونسی بات ہے جو جماعت احمدیہ میں نہیں پائی جاتی اور آپ اس کی بنا پر اسے امت محمدیہ سے الگ قرار دیتے ہیں؟ قرآن کریم نے تو صرف السلام علیکم ہی کو اسلام کا نشان قرار دیا اور فرمایا ہے۔ لا تقولوا لمن القی الیکم السلٰم لست مومنا۔ جو تمہیں سلام علیکم کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔ پھر افسوس ہے کہ آپ ایک ایسی جماعت کو جو نہ صرف السلام علیکم کی قائل بلکہ دین کے ہر معاملہ میں دوسروں سے بڑھ چڑھ کر قدم مار رہی ہے۔ اسلام کی حفاظت اور اشاعت میں رات دن قربانیاں کرتی اور خدا اور رسول کے احکام کو بجا لاتی ہے امت محمدیہ سے الگ قرار دیکر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی توہین کرتے ہیں

اگر جماعت احمدیہ کا نام یا اس کا الگ جماعت کی صورت اختیار کرنا اسکے امت محمدیہ سے الگ ہو جانیکا مترادف ہے تو کیا اہلسنت والجماعت کا نام اور انکا الگ جماعت ہونا اہلحدیث کا نام اور انکا الگ جماعت ہونا، اہل تشیع کا نام اور ان کا الگ جماعت ہونا، بریلوی، دیو بندی وغیرہ وغیرہ مختلف فرقوں کے نام اور ان کا الگ الگ جماعتیں ہونا ان کو امت محمدیہ سے خارج نہیں کرتا؟ پہلے ان سب جماعتوں کو اسلام سے خارج کیجئے۔ اس کے بعد جو جی چاہے ہمیں بھی کہہ لیجئے، ہمیں اپنی ذات کے لئے اس بات کی کوئی خواہش نہیں کہ آپ یا انجمن حمایت اسلام ہمیں کافر سمجھے یا مسلمان، ہم تو صرف یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کے ارشاد ربانی کے ماتحت آپ کو سمجھاتے ہیں کہ:-

مومناں را چرا کافر بخوانی نام اے اخی
رو اگر مرد ی جہود ی باسلام اندر آ۔

ہاں اگر آپ کے یا انجمن حمایت اسلام کے پاس کوئی شرعی دلیل خدا اور رسول کا کوئی فرمان ایسا ہو جس کی بنا پر ہمیں کلمہ طیبہ اور تمام شعائر اور ضروریات اسلامی کے قائل ہونے کے باوجود کافر ٹھیرایا جا سکتا ہو تو اسے پیش کیجئے۔

سوال نمبر ۲۔ کیا آپ کا ایسا ہی ایمان ہے جس کا اظہار حضرت مرزا صاحب نے یوں فرمایا ہے:-

ہست بر وحی خویش ایمانم ✽ ہمچو قرآں منزہ اش دانم

جواب نمبر ۲۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی وحی کو اگر منزہ عن الخطا قرار دیا۔ تو یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو انہی کے ساتھ خاص ہو۔ ہر ولی اور مجدد اور محدث جو خدا سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اپنی وحی کو خدا کی طرف سے ہونے میں خطا سے منزہ ہی سمجھتا ہے۔ کیا حضرت موسیٰ کی ماں کو جو وحی ہوئی تھی اور اس کی بنا پر انہوں نے اپنے نوزائیدہ بچہ کو دریا میں ڈالدیا تھا۔ وہ اسے خطا سے منزہ نہ سمجھتی تھیں؟ اگر وہ ایسا خیال کرتیں تو کس طرح بچہ کو دریا میں پھینکنے کی جرأت کرتیں۔ ایسا ہی حضرت مریم کا حال ہے جنہوں نے اپنی وحی کو منزہ عن الخطا سمجھا۔ پھر حضرت خضر کو دیکھئے جنہوں نے خدا سے علم پا کر ایک معصوم بچہ کو قتل کر دیا۔ اگر وہ اپنی وحی کو خدا کی طرف سے نہ سمجھتے اور ظنی خیال کرتے تو ایسے فعل کے مرتکب کیوں ہوتے؟ یہی حال تمام ان لوگوں کا ہے۔ جو اس امت میں خدا کی طرف سے الہام پاتے ہیں اگر ان کا اپنے الہام کے خدا کی طرف سے ہونے پر یقین اور ایمان نہ ہو تو وہ کس طرح اپنے آپ کو قرب الٰہی کے درجہ پر پا سکتے اور کس طرح خدا ان سے مل سکتا ہے۔ ہاں منزہ عن الخطا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اس کا درجہ قرآن کے برابر ہے۔ کسی محدث یا مجدد کا الہام درجہ کے لحاظ سے کبھی قرآن کے برابر نہیں ہو سکتا اور حضرت مرزا صاحب نے ہمچو قرآں منزہ اش دانم کی تشریح خود ہی ان الفاظ میں کر دی ہے کہ کلام الٰہی سے مراد وہی کلام ہے جو زمانہ کے لئے تازہ طور پر اترتا ہے اور اپنی طبعی خاصیت سے ہم اور اس کے ہم نشینوں پر ثابت کرتا ہے کہ میں یقینی طور پر خدا کا الہام ہوں۔ غرض ایسا الہام قطعاً اس میں اور خدا کے دوسرے کلمات میں جو انبیاء پر نازل ہوئے۔ من حیث الوحی کچھ فرق نہیں رکھتا گو دوسری وجوہ سے فرق ہو (نزول المسیح صفحہ ۱۱۴)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے الہام کو صرف خدا کی طرف سے ہونے میں قرآن کی طرح منزہ سمجھتے ہیں دوسری وجوہ سے اس میں اور قرآن کریم میں فرق یقین کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اس کے باوجود ان کے کلام کو خواہ مخواہ کفر تک پہنچایا جاتا ہے

سوال نمبر ۳۔ کیا آپ مرزا صاحب کے اس دعویٰ کو صحیح اور درست تسلیم کرتے ہیں:-

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ✽ من بہ عرفاں نہ کمترم ز کسے
زندہ شد ہر نبی ز آمدنم ✽ جملہ ابرار زیر پیرہنم

جواب نمبر ۳۔ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم ز کسے، حضرت مرزا صاحب کے اس دعویٰ کو میں صحیح اور درست سمجھتا ہوں جس طرح امت محمدیہ کے ملیل القدر اولیاء بھی ایک ولی کا درجہ قرب الٰہی کے لحاظ سے نبی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ اگر آپ تذکرۃ الاولیاء، مکتوبات امام ربانی اور قلائد الجواہر و فتوح الغیب وغیرہ کتب ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ اس امت کے اولیاء اللہ کے دعاوی سے کسی طرح بڑھ کر نہیں بلکہ اس امت میں تو وہ لوگ ہو گذرے ہیں جنہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ:-

چیزے کہ انبیا را حاصل بنود کل
آں چیز بے مشقت آساں شدست ما را

فرمائیے اس کو کفر قرار دیں گے اور ایک مقرب الٰہی کو کافر و زندیق قرار دینے کی جرأت کریں گے؟ اگر نہیں تو حضرت مرزا صاحب کی صرف اتنی سی بات کہ میرا عرفان انبیا کے عرفان سے کمتر نہیں۔ کیوں معترض ہیں۔ کیا اس امت کے اولیاء اور مجددین کو انبیاء کا عرفان حاصل ہونا کوئی جرم اور گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک ادنیٰ مومن کو بھی ایسا عرفان حاصل کرنے کی نصیحت کی ہے کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کر کہ گویا تو اسے دیکھتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپ اسی عرفان کے حصول کو موجب کفر ٹھہراتے ہیں۔ اگر انبیاء کا عرفان حاصل کرنا کفر ہے تو پھر اس اسلام کو سلام ہے جو خدا سے دوری اور مہجوری سکھاتا ہے یا عرفان کی ادنیٰ منازل سے آگے نہیں بڑھنے دیتا۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ انبیاء جیسا عرفان حاصل کرنا دعویٰ نبوت کا مترادف نہیں۔ عرفان اور چیز ہے جو ہر نبی اور ولی کو حاصل ہوتا ہے اور نبوت ایک منصب ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے حسب ضرورت عطا ہوتا رہا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہی، اور اس لئے اب کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا۔

زندہ شد ہر نبی ز آمدنم ✽ جملہ ابرار زیر پیرہنم

یہ یقیناً صحیح ہے۔ حضرت مرزا صاحب اگر نہ آتے تو آج انبیاء کی صداقت دنیا سے مٹ چکی تھی۔ آپ ہی نے خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر کے انبیاء کی نبوت کا ثبوت بہم پہنچایا، اور ہر نبی کی صداقت ثابت کی۔ اس کے علاوہ آپ نے ان تمام الزامات کو جو انبیاء پر لگائے جاتے ہیں دلائل قطعیہ کے ساتھ رد کیا۔ اور ان کی معصومیت کو ثابت کر کے گویا انہیں زندہ کر دیا

ابرار کا پیراہن کے نیچے ہونا بھی انہی معنوں سے ہے کہ ان کا ابرار ہونا آج دنیا پر مخدوش ہو چکا ہے۔ ان کے کلمات کو لوگ آج ہنسی اور ٹھٹھا میں اڑاتے اور انہیں مقام ولایت سے گرانا چاہتے ہیں لیکن حضرت مرزا صاحب کا وجود ان کی صداقت پر دال ہے۔ آپ نے ان کا نیک اور ولی اللہ ہونا ثابت کیا ہے۔ کس قدر برگزیدہ اور خدا رسیدہ

لوگ اس امت میں ہوگزرے ہیں جن کو موجودہ زمانہ کے بعض فلسفی دماغ خدا رسیدگی کی سند سے گرانے کے درپے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے فرمایا لیس فی جبتی سوئے اللہ۔ میرے جبہ میں اللہ کے سوائے کچھ نہیں، حضرت بایزید بسطامی جنہوں نے لوائی ارفع من لواء محمد کا نعرہ لگایا۔ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمۃ جنہوں نے لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ کا کلمہ اپنے مرید سے پڑھوایا۔ آج آپ انہیں کچھ کہیں لیکن وہ امت محمدیہ کے سرتاج اولیاء تھے۔ حضرت مرزا صاحب کا وجود ان کے ابرار ہونے پر شاہد ہے۔ اگر ان کے یہ کلمات موجب کفر ہیں اور آپ انہیں کافر سمجھتے ہیں تو بیشک حضرت مرزا صاحب پر بھی کفر کا فتوے لگا دیجئے۔ لیکن اگر لیس فی جبتی سوی اللہ اور لوائی ارفع من لواء محمد کہنے والوں کو بھی آپ کافر نہیں کہتے تو حضرت مرزا صاحب کو آپ کس طرح جملہ ابرار زیر پیرہنم کہنے پر کافر قرار دے سکتے ہیں

سوال نمبر ۴۔ بروئے شریعت اسلامیہ وعقیدہ عام امت محمدیہ الہام اور وحی میں کیا فرق ہے۔ نیز بروزی یا ظلی نبی کوئی شرعی اصطلاح ہے؟

جواب نمبر ۴۔ شریعت اسلامیہ میں الہام اور وحی ایک ہی چیز کے دو مختلف نام ہیں تاہم بعض لوگوں نے وحی اس الہام کو قرار دیا ہے جو جبریل کے توسط انبیاء پر نازل ہوتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب ایسی وحی کے مدعی نہیں۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ

> "اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے"
>
> (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

آپ نے اللہ تعالیٰ سے صرف ایسا الہام پانے کا دعویٰ کیا ہے جو امت محمدیہ میں اولیاء اللہ کو ہوتا رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر آپ کا کوئی دعویٰ نہیں۔

بروزی اور ظلی نبی کے الفاظ اگرچہ قرآن اور حدیث میں نہیں، تاہم اولیائے کرام کی ایک اصطلاح ہے جو ان کی کتابوں میں جابجا پائی جاتی ہے۔ چنانچہ شرح فتوح الغیب میں صاف لکھا ہے کہ "ولایت نبوت کا ظل ہے" (صفحہ ۱۲-۱۳ مطبوعہ نولکشور) ایسا ہی حضرت مجدد الف ثانی لکھتے ہیں:۔

> "انبیاء علیہم السلام کے کامل تابعدار کمال متابعت اور کثرت محبت کی وجہ سے بلکہ نہایت بخشش سے اپنے نبی متبوع کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں اور کلی طور پر ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ متبوع اور تابع میں کوئی فرق نہیں رہتا مگر صرف اصالت اور تابعداری اور مقدم اور موخر ہونے کا . . . . پس اصل اور ظل میں مساوات کیونکر ہو سکتی ہے"۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید لکھتے ہیں:۔

> "بہتیرے ایسے مزکی اور مصفی ہوں گے کہ ان کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مشابہت ہوگی۔ اور رسالت کے ظل ہوں گے۔ اور جس موقعہ سے انبیاء لوگ علوم غیبیہ اخذ کرتے ہیں۔ اسی جگہ سے یہ لوگ بھی حاصل کریں گے۔ اس واسطے ایسے لوگ انبیاء کے استاد بھائی کہلاتے ہیں۔ الغرض یہ لوگ اس درجہ کے ہوتے ہیں کہ اگر نبی کا ظہور ختم نہ ہوتا تو منصب نبوت پر یہ لوگ قائم ہوتے۔ حاصل کلام ایسے لوگ قیامت تک پیدا کریں گے"۔
>
> (تمہید صراط مستقیم)

ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ رسالت اور نبوت کے ظل ہوتے ہیں۔ اسی کو مختصراً ظلی نبی کہہ لیجئے۔ اس سے بڑھ کر ظلی اور بروزی کا کوئی مفہوم حضرت مرزا صاحب نے نہیں لیا۔

سوال نمبر ۵۔ انت منی بمنزلۃ ولدی یا انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفرید ی کو بلحاظ یا سداری عقیدہ امت محمدیہ (تعلیم قرآن) آپ کلام یزدانی خیال کرتے ہیں یا القائے شیطانی۔

جواب نمبر ۵۔ اگر حضرت مرزا صاحب انت منی بمنزلۃ ولدی کی بنا پر اپنے آپ کو خدا کا بیٹا قرار دیتے تو یقیناً ہم اسے القائے شیطانی قرار دے کر انہیں چھوڑ دیتے۔ لیکن . . . . انہوں نے صاف لکھا ہے کہ

> پیروی کرنے کے لائق یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں۔ کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق کل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا" (کشتی نوح صفحہ ۱)

اور ایسے تمام الہامات کو صرف قرب اور محبوبیت الٰہی کے معنوں میں لیا ہے۔ جیسا کہ مولانا روم نے فرمایا ہے۔ ع

> گفت اطفال حق اند ایں اولیاء

اور جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ الخلق عیال اللہ۔ کیا خدا کو حرام ہے کہ اپنے کسی راستباز کو شفقت اور محبت کے لحاظ سے ایسا کہے کہ تو مجھ سے ایسا ہے کہ جیسے میرا بیٹا۔ اس میں کوئی فی الحقیقت بیٹا ہونے کا دعوے نہیں۔ بلکہ ایسے پیار اور محبت کا اظہار ہے جیسے کوئی اپنے بیٹے سے پیار کرتا ہے۔ دوسرے الہام کا مطلب صرف یہی ہے کہ

سوال نمبر ۶۔ کیا یہ سچ نہیں کہ مرزا صاحب پر وحی ہوئی کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ الخ اور اسی بنا پر آپ نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور ساتھ ہی تاویل کر دی جس سے آپ تو ظلی اور بروزی نبی مراد لیتے ہیں اور قادیانی بلا شریعت نبی۔ درحالیکہ وحی میں صرف نبی کا لفظ ہے جس کا نتیجہ ہمارے دیکھتے ہی عبداللہ تیماپوری۔ نبی بخش معراج کے وغیرہ مدعیان نبوت پیدا ہو گئے۔ اور اس تجدید کو آپ حضرت مرزا صاحب کا اعلیٰ درجہ کا کارنامہ خیال فرماتے ہیں۔ یا بڑی بھاری غلطی؟

جواب نمبر ۶۔ حضرت مرزا صاحب کو یہ الہام بیشک ہوا کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ لیکن اس بنا پر آپ نے کوئی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ صاف لکھا ہے کہ اس الہام اور دوسرے الہامات سے جن میں نبی اور رسول کا لفظ آیا ہے۔ حقیقی نبوت اور رسالت مراد نہیں اور کہ

> "چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں۔ اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے"
>
> (مکتوب حضرت مرزا صاحب)

تعجب ہے کہ ایسے کھلے الفاظ کے ہوتے ہوئے جو اسی الہام پر حضرت مرزا صاحب نے لکھے ہیں۔ آپ انہیں مدعی نبوت قرار دیتے ہیں۔ قادیانی جو جی چاہے بنائیں۔ اور خواہ کتنے مدعی نبوت پیدا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب ان کے ذمہ دار نہیں۔ کیا مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے دعوے نبوت کی ذمہ داری آپ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالیں گے؟ حضرت مرزا صاحب نے جو تجدید کی جو کام کر کے دکھایا۔ اشاعت وحفاظت اسلام کا جو عظیم الشان کام آپ کے ہاتھوں سے انجام پایا اور پا رہا ہے اس کو کسی نبی بخش یا عبداللہ تیماپوری کے دعوے مٹا نہیں سکتے۔ ہیں دیکھنے والوں کی آنکھیں چاہئیں۔

> گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
> چشمہ آفتاب را چہ گناہ

سوال نمبر ۷۔ جب آپ قادیان تھے۔ حضرت مرزا صاحب کی بیوی کو ام المومنین تسلیم کیا کرتے تھے یا نہیں؟ اور اب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اپنے جواب کے اثبات میں کسی آیت وحدیث کا حوالہ دیں۔

جواب نمبر ۷۔ ام المومنین اصطلاحی اور شرعی رنگ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی بیوی کو ہم نے نہ قادیان میں کبھی ام المومنین کہا۔ اور نہ اب ایسا سمجھتا ہے۔

سوال نمبر ۸۔ کیا یہ سچ نہیں کہ بعد وفات مرزا صاحب آپ نے اپنے احمدیہ سلسلہ کے واسطے خلافت کا سلسلہ ضروری سمجھا۔ اور باتفاق تمام جماعت خلیفہ اول مولانا نور الدین قرار پائے اور آپ سب لاہوری احباب نے ان کی بیعت کی اور جبکہ آپ کے خلاف منشا میاں محمود صاحب خلیفہ دوم بن گئے۔ آپ نے اختلاف عقیدہ کی آڑ میں ان سے جدائی اختیار کی اور پھر لاہور آ کر اپنے لاہوری احباب کے مشورہ سے باوجود اختلاف عقیدہ میاں محمود صاحب کو ان پاک نفس لوگوں میں بھی سمجھا۔ جو لوگوں کو امت محمدیہ سے نکال کر جماعت احمدیہ میں داخل کرنے کے اہل تھے اور جب میاں محمود نے آپ کی تمام تجاویز کو ٹھکرا دیا اور مقام خلافت سے ایک انچ نیچے سرکنا پسند نہ کیا۔ تو پھر آپ نے لاہور کو مدینۃ المسیح بنا کر اپنی موجودہ انجمن کی بنیاد ڈالی اور قادیان سے جو کسی وقت آپ کا دار الامان یا مکۃ المسیح تھا خیال خلافت سے مایوس کوچ کرنا پڑا۔

جواب نمبر ۸۔ یہ صحیح ہے کہ حضرت مولانا نور الدین مرحوم کو خلیفہ تسلیم کر کے ان کی بیعت کی گئی۔ کیونکہ وہ حضرت مرزا صاحب کی طرح صحیح عقائد رکھتے تھے۔ اور اپنے تقوےٰ اور علم کے لحاظ سے تمام جماعت پر فوقیت رکھتے تھے۔ میاں محمود احمد میں چونکہ یہ صفات نہیں۔ اس لئے ان سے علیحدگی اختیار کی گئی اور علیحدہ انجمن بنا کر وہ کام شروع کیا گیا جو حضرت مرزا صاحب نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کا کام۔ اس میں نہ کوئی خلافت کی بات ہے اور نہ ہم نے اپنی خلافت بنائی۔ معلوم نہیں آپ کو باوجود علم کے ایسے سوال کی کیوں ضرورت پیش آئی۔

سوال نمبر ۹۔ کیا مرزا صاحب کا الہام بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید وپائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد جو کہ بذریعہ اخبار الحکم کثرت سے شائع ہو چکا ہے خدا کی طرف سے نہ تھا۔

اگر خدا کی طرف سے تھا تو محمدیاں سے مراد مرزا صاحب کے متبعین تھے یا مخالف۔ اگر متبعین تھے تو آپ لوگوں اور مرزا صاحب نے محمدی کہلانا کیوں ناپسند کیا۔

اگر آپ کوئی جواب نہ دے سکیں تو کیا یہ تاویل جائز نہ ہوگی کہ محمدیان کے لفظ سے وہ لوگ مراد ہیں جو مولوی محمد علی کو امیر مانتے ہیں اور چونکہ احمدی نام کسی وحی اور الہام کی بنا پر نہ تھا بلکہ مردم شماری ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مریدوں کی تعداد معلوم کرنا مقصود تھا اس وقت صحیح معنوں میں مرزا صاحب کے مرید وہی ہیں جو محمد علی کی بات مانتے ہیں اگر اس تاویل سے آپ محمدی کہلانا پسند کر لیں تو ممکن ہے کہ مسلمانوں کو آپ سے ہمدردی ہو جائے۔ یہ خط کسی طور پر مخلصانہ مشورہ ہے اتنا تو شاید فرض۔ اسلئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ لاہور کو مدینۃ المسیح بنا سکتے ہیں وہ احمدی سے محمدی بن سکتے ہیں۔ زیادہ والسلام۔ امید کہ جواب سے بہ واپسی ممنون فرماویں گے

جواب نمبر ۹۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید وپائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

آنے والے دورِ حکومت پر ایک نظر

جدید آئین کے نمایاں خدوخال

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ہندوستان میں جدید آئین کے نفاذ و عمل کے لئے تیاریاں شروع ہیں اور آنے والے دورِ حکومت کی بنیادیں رفتہ رفتہ استوار کی جا رہی ہیں۔ انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب آئین مذکور کے متعلق کافی واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔ اس سلسلہ مضامین میں اہل دیہات کی آگاہی کے لئے نئے آئین کے مختلف پہلو پیش کئے جائیں گے۔ اور یہ دکھایا جائیگا کہ قدیم اور جدید آئین و نظام میں کیا فرق ہے اور آیندہ دورِ حکومت میں ہم کو کیا کچھ حاصل ہوگا۔

موجودہ نظامِ حکومت کی مختصر تاریخ

ہندوستان کی زمامِ حکومت ۱۸۵۸ء میں دولت برطانیہ کے ہاتھ میں آئی جبکہ ملکہ معظمہ وکٹوریہ آنجہانیہ نے ہندوستان کے والیان ریاست اور عام رعایا کے حقوق و مراتب کی حفاظت اپنے ذمے لی۔ اور قیام امن اور عمدہ طریق حکمرانی کے ذریعہ اہل ہند کو خوشحالی اور ترقی کا یقین دلایا۔ اس کے ساتھ ہی وضع قوانین کے لئے کونسلوں کا ایک نیا قانون پاس کیا گیا۔ اور ۱۸۶۱ء میں ان کونسلوں میں ہندوستانیوں کو شامل کیا گیا۔ ۱۸۹۲ء میں مرکزی اور صوبجاتی حکومتوں کے نظام میں مزید تبدیلیاں کی گئیں۔ ان کے ممبروں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ اور ان کو حکومت سے سوالات کرنے اور بجٹ پر بحث کرنے کی اجازت دی گئی۔ اس پر سولہ سال تک عمل ہوتا رہا۔ حتےٰ کہ ۱۹۰۹ء میں لارڈ مارلے وزیر ہند اور لارڈ منٹو (وائسرائے ہند) نے مل کر ایک مسودہ اصلاحات تیار کیا جس کی بنا پر ۱۹۰۹ء کا کونسلز ایکٹ نافذ کیا گیا جس کی رو سے مرکزی اور صوبائی کونسلوں کے ممبروں کی تعداد میں اور اضافہ کیا گیا اور صوبائی کونسلوں میں سرکاری ممبروں کی اکثریت کا اصول جو اب تک رائج تھا ترک کر دیا گیا۔ انتخاب اور نیابت کے اصول کو تسلیم کیا گیا۔ اور گورنر جنرل اور صوبوں کی انتظامی کونسلوں میں ہندوستانیوں کو عہدے ملنے لگے۔ ممبروں کو بجٹ پر بحث کے علاوہ اس کے متعلق قرار دادیں پیش کرنے کا اختیار دیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں بعض نئے ضوابط کے ذریعے متذکرہ صدر اصلاحات کو زیادہ موثر بنا دیا گیا۔

اگست ۱۹۱۷ء میں پارلیمنٹ انگلستان نے ہندوستان کے حق آزادی کو تسلیم کیا اور ہندوستان کو بہت جلد حکومت خود اختیاری کے راستہ پر ڈال دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے ایک ہی سال بعد مسٹر مانٹیگو (وزیر ہند) اور لارڈ چیمسفورڈ (وائسرائے ہند) نے جدید اصلاحات کی یادداشت مرتب کی جس کی بنا پر پارلیمنٹ نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء پاس کیا۔ اس ایکٹ کے رو سے صوبوں کے مختلف شعبوں میں ذمہ داری کا نفاذ عمل میں لایا گیا اور انگلستان کے پارلیمنٹری طرز حکومت کی طرف ایک مستقل قدم بڑھایا گیا اور مرکزی مجلس وضع قوانین میں منتخب شدہ غیر سرکاری ممبروں کی اکثریت قائم کی گئی۔

جدید آئین کی مختصر تاریخ

۱۹۳۰ء میں سائمن کمشن نے سفارش کی کہ

(الف) ذمہ داری کو اس قدر وسعت دی جائے کہ وہ صوبوں کے تمام شعبوں پر حاوی ہو جائے۔

ب وفاقی (فیڈرل) طرز حکومت کو نصب العین قرار دیا جائے۔

۱۹۳۱ء میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں جو سائمن کمشن کی تجویز کے مطابق عمل میں آئی تھی بحث و مباحثہ کے بعد قرار پایا۔ کہ ذمہ داری کو مزید وسعت دی جائے اور وفاقی نظام حکومت کو فی الفور رائج کر دیا جائے

۱۹۳۳ء میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی تجاویز قرطاس ابیض (وہائٹ پیپر) کی صورت میں شائع کی گئیں۔ اور ان کو جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے حوالے کیا گیا۔

۱۹۳۴ء میں کمیٹی مذکور کی رپورٹ انگلستان۔ ہندوستان اور برہما میں بیک وقت شائع کی گئی۔ اور اس کو دیوان عام (ہاؤس آف کامنز) اور دیوان خاص (ہاؤس آف لارڈز) نے منظور کیا۔

۱۹۳۵ء میں قرطاس ابیض دیوان عام و دیوان خاص میں مختلف منازل طے کرنے کے بعد منظور ہو گیا اور اسی سال ۱۲ اگست کو شہنشاہ معظم نے اس پر اپنی منظوری کی مہر ثبت کی

جدید آئین سے ہمیں کیا کچھ حاصل ہوگا۔

ایکٹ ۱۹۱۹ء کے رو سے ہندوستان کے تمام صوبے گورنر جنرل باجلاس کونسل کے زیر نگرانی و ہدایت اپنے فرائض بجالاتے مرکزی حکومت اور اس توسط سے صاحب وزیر ہند کو امن و آئین کے قیام و استحکام میں صوبائی حکومتوں پر پورا پورا اختیار و اقتدار حاصل ہے جدید آئین کے رو سے ہر اس صوبہ میں جو گورنر کے ماتحت ہوگا۔ ایک مجلس وضع قوانین (لیجسلیٹو اسمبلی) اور ایک مجلس عاملہ (اگزیکٹو کونسل) ہوگی جس کو صوبہ کے اندرونی معاملات میں مکمل اختیارات حاصل ہوں گے۔ اور وہ اپنے اس مخصوص و محدود حلقہ میں مرکزی گورنمنٹ اور مجلس وضع قوانین کی نگرانی سے بالکل آزاد ہوگی۔ صوبوں کی حکومتوں کے وہ تمام محکمے جو اس وقت وزرار کے ماتحت ہیں اور جن کو منتقلہ کہا جاتا ہے۔ اور نیز وہ محکمے جو اب تک گورنر کے ہاتھ میں ہیں اور جو محفوظ یا غیر منتقلہ کہلاتے ہیں جن میں پولیس اور عدالت کے محکمے جدید آئین کے ماتحت وزرا کے حوالے کر دیئے جائیں گے اور یہ وزرا مجلس وضع قوانین کے سامنے جواب دہ ہوں گے

صوبہ کے نظم و نسق میں وزرا اور مجلس وضع قوانین کو کم از کم ۹۰ فیصدی اختیار حاصل ہو جائیگا۔ تعلیم حفظان صحت ملازمتیں۔ سڑکیں۔ زراعت قوانین متعلقہ اراضی۔ قرضہ سوسائٹیاں اور محصولات کا ایک بڑا حصہ۔ ان سب میں صوبہ کی حکومت کو وہیں تک دخل ہوگا۔ جہاں تک کہ مجلس وضع قوانین کے ارکان جو سب کے سب غیر سرکاری منتخب شدہ ممبر ہوں گے۔ پسند کریں گے۔ البتہ خارجی معاملات۔ دفاع ملک تجارتی محاصل۔ ریلوے۔ ڈاک اور انکم ٹیکس کے معاملات مرکزی حکومت کے ماتحت رہیں گے۔

پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی

آئندہ پنجاب کی لیجسلیٹو کونسل لیجسلیٹو اسمبلی کہلائے گی موجودہ کونسل کے ممبروں کی تعداد ۹۴ ہے۔ لیکن اسمبلی کے ممبروں کی تعداد [illegible] ہوگی۔ سرکاری ممبروں کی نامزدگی کا طریقہ بالکل اڑا دیا جائیگا جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ آئندہ تمام امور کا تصفیہ غیر سرکاری منتخب شدہ ممبروں کے [illegible] میں ہوگا جملہ ممبروں کا انتخاب شہری اور دیہاتی رائے دہندوں کی طرف سے عمل میں آئیگا۔ جن کی تعداد موجودہ رائے دہندگان سے [illegible] کے قریب بڑھا دی گئی ہے

لیجسلیٹو اسمبلی کا انتخاب ہر پانچ سال کے بعد ہوا کرے گا انتخاب کے بعد گورنر ارکان اسمبلی میں سب سے زیادہ اثر رکھنے والے کی کے مشورہ سے ایسے اشخاص کو وزارت کے عہدوں پر مامور کریگا جن کو اسمبلی میں ووٹوں کی اکثریت حاصل ہو گی۔ وزرار کے تقرر میں اہم اقلیت والی جماعتوں کا خاص خیال رکھا جائیگا۔ تقرر کے بعد یہ وزرا مشترکہ طور پر صوبہ کا نظم و نسق کریں گے۔ صوبائی حکومت کے جملہ محکمے ان وزرا کے ماتحت ہوں گے۔ اور وہی ان کے ذمہ وار ہوں گے۔

موجودہ آئین کی مانند جدید آئین میں بھی گورنر وزرا کے مشورے سے امور حکومت انجام دیگا۔ بجز اس حالت کے کہ اس کی رائے میں یہ مشورہ اس خاص ذمہ داری کی انجام دہی کے مطابق ہو۔ جو بروئے قانون گورنر پر عائد ہوتی ہے۔ ملحوظ رہے کہ "مشورہ" کا لفظ محض رسمی ہے۔ ورنہ حقیقت میں یہ "مشورے" وزرار کے "فیصلے" ہوں گے۔

گورنر کے اختیارات

ملک کی ترقی امن و آئین کے قیام و استحکام پر منحصر ہے۔ اس لئے جدید آئین میں گورنر کو ذاتی طور پر صوبہ کے امن و آئین کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے اس لئے اگر وہ سمجھے گا۔ کہ وزرا کا مشورہ قیام امن میں حائل ہے تو وہ اس کو عارضی طور پر مسترد کر سکے گا۔ خاص ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے گورنر کو چھ ماہ کے لئے ہنگامی قوانین کے اجرا کا اختیار ہوگا لیکن ان قوانین کی تجدید و توسیع کے لئے انگلستان کی پارلیمنٹ کے ہر دو دیوانوں کی منظوری حاصل کرنی ضروری ہوگی جس کے یہ معنی ہیں کہ ہنگامی قوانین کا دوبارہ اجرا یا ان کی توسیع بہت مشکل ہوگی۔

صوبہ کے قیام امن کی غرض سے گورنر کو اس بات کا بھی اختیار حاصل ہوگا۔ کہ نظم و نسق میں کوئی خرابی رونما ہوتے دیکھ کر اس بات میں جملہ اختیارات پر قابض ہو جائے۔ اسی طرح پر پولیس کے ضبط و نظام کے نقائص کو بھی وہ باختیار خصوصی رفع کرنے کا مجاز ہوگا۔

بے نظیر اسلامی لٹریچر
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
(مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی)
جو بہت عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب۔ لسان العرب۔ تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۲×۲۹ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر۔ رعایتی قیمت روپے
محصول ڈاک علاوہ
غیر مجلد
حمائل شریف مترجم اردو
مع حواشی
مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
یہ حمائل شریف حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ ترجمہ بین السطور اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ درج کئے ہیں حضرت مولانا کی تفسیر بیان القرآن اسقدر مقبول ہوئی کہ لوگوں نے اس کا ایک مختصر ایڈیشن نکالنے کی فرمائش کی تاکہ یہ ترجمہ ہر طبقہ کے آدمی تک پہنچ سکے۔ کاغذ اور لکھائی وغیرہ نہایت اعلیٰ
اصل قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ
رعایتی قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ
قسم دوم
قسم دوم
بیجلد
خانی کاغذ
بیجلد
خانی کاغذ
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
یہ بے نظیر حمائل شریف جرمنی میں خاص اہتمام سے طبع کرائی گئی ہے۔ ابتک ایسی حمائل ہندوستان میں شائع نہیں ہوئی۔ جلد نہایت خوبصورت۔ قیمت
حمائل شریف (پاکٹ سائز)
جلد نہایت خوبصورت اور اعلیٰ
قیمت فی جلد
قرآن مجید (معرا)
لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ جلد پر سنہری ڈائی لگی ہوئی ہے۔
قیمت بیجلد
مجلد
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
سیرت خیر البشر مجلد بیجلد
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
مقام حدیث
النبوت فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اول
حقیقۃ المسیح
المسیح الدجال یاجوج ماجوج
محمد مصطفےٰ
احمد مجتبےٰ
خلافت اسلامیہ
اسلام اور دیگر مذاہب
حدوث مادہ
مسیح موعود مجلد بیجلد
شناخت ماموریں
آیت اللہ
مرأۃ الحقیقت
حقیقت اختلاف
سیرت خیر البشر بزبان انگریزی
تاریخ خلافت راشدہ
ٹیچنگز آف اسلام مجلد بیجلد
رسالہ تقدیر انگریزی
جمع قرآن (بزبان انگریزی)
انتخاب قرآن (بزبان انگریزی)
محمد اینڈ کرائسٹ مجلد بیجلد
تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی۔اے ایل ایل۔بی
توحید فی الاسلام مجلد بیجلد
سلک مروارید
ینابیع المسیحیت
راز حیات
ضرورت الہام
خطبات غربیہ
ہستی باری تعالیٰ
یسوع کی الوہیت
اسلام اور علوم جدیدہ
حیات بعد الموت
مکالمات علیہ
مطالعہ اسلام
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں
لمعات انوار محمدیہ مجلد بیجلد
تمدن اسلام حصہ اول
نبی کا ظہور اتم
مذہب محبت
ذرات عالم کا مذہب
ام الالسنہ مجلد بیجلد
براہین نیرہ
پیام اسلام
سیرت نبوی
قرآن اور جنگ
موضوع القرآن
اسوہ حسنہ
اسلامی نماز کا فلسفہ
عسل مصفّٰی ہر دو حصہ
یہ سلسلہ احمدیہ کا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق جملہ امور مثلاً وفات مسیح آمد مہدی۔ دجال یاجوج ماجوج علامات آمد مسیح موعود وغیرہ بے شمار احادیث و اقوال بزرگان اسلام سے استدلال کیا گیا ہے ہر احمدی کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت جلد اول دوم
کامران
مولفہ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی۔اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ لاہور
یہ انگریزی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ اس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج ہیں۔ صفحہ کی کتاب ہے۔ خصوصاً نوجوانوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب) جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ جملہ احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت دیدہ زیب طباعت اعلیٰ۔ سفید ولایتی کاغذ۔ خوبصورت کپڑے کی جلد پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے بعض معتقد احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف میں ملتی ہے احباب آج ہی فرمائش بھیج دیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
نوٹ۔ محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست مفت روانہ کیجاتی ہے
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

نوائے ما بہ ہر سعید خواہد بود ۔ نزاع فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ٹیلیفون ۷۰۰۲

ایڈیٹر
میرزا مسعود بیگ
(ایم - اے)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ ۔ لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۷ ذیقعد ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء ۔ نمبر ۱۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عشق الٰہی کی لذّت

جبکہ جھوٹی محبتوں، فسق و فجور کے رنگ میں جلوہ گر ہونیوالے عشق میں مصائب اور مشکلات کے برداشت کرنے میں ایک لذت ملتی ہے تو خیال کرو کہ وہ جو خدا تعالیٰ کا عاشق زار ہو۔ اس کے آستانہ الوہیت پر نثار ہونیکا خواہشمند ہو وہ مصائب اور مشکلات میں کسقدر لذت پاسکتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت دیکھو۔ مکہ میں انکو کیا کیا تکلیفیں پہنچیں بعض ان میں سے پکڑے گئے قسم قسم کی تکلیفوں اور عقوبتوں میں گرفتار رہے۔ مرد تو مرد بعض مسلمان عورتوں پر اسقدر سختیاں کی گئیں کہ انکے تصور سے بدن کانپ اٹھتا ہے۔ اگر وہ مکہ والوں سے مل جاتے تو اس وقت بظاہر وہ ان کی بڑی عزت کرتے کیونکہ وہ ان کی برادری ہی تو تھے۔ مگر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو مصائب اور مشکلات کے طوفان میں بھی حق پر قائم رکھا۔ وہ وہی لذت اور سرور کا چشمہ تھا جو حق سے پیار کی وجہ سے ان کے سینوں سے پھوٹ نکلتا تھا۔ ایک صحابی رضؓ کی بابت لکھا ہے کہ جب اس کے ہاتھ کاٹے گئے تو اس نے کہا کہ میں وضو کرتا ہوں آخر لکھا ہے کہ سر کاٹا گیا تو سجدہ کرتا ہوا مر گیا۔ . . . غرض اس لذت کے بعد جو خدا تعالیٰ کے عشق میں ملتی ہے ایک کیڑے کی طرح کچل کر مرجانا منظور ہوتا ہے اور مومن کو سخت سے سخت تکالیف بھی آسان ہی ہوتی ہیں سچ پوچھو۔ مومن کی نشانی ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ مقتول ہونے کیلئے طیار رہتا ہے۔ . . . . . غرض ان مصائب میں جو مومنوں پر آتے ہیں۔ اندر ہی اندر ایک لذت ہوتی ہے۔ بھلا سوچو تو سہی۔ اگر یہ مصائب، لذت نہ ہوتے تو انبیاء علیہم السلام ان مصائب کا ایک دراز سلسلہ کیوں کر گزارتے۔

(الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) (مسلمانو!) تمہارے مالوں (کے نقصان) اور تمہاری جانوں (کے زیاں) میں ضرور تمہاری آزمائش کی جائیگی۔ اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے ان سے اور مشرکین سے تم بہت سی ایذا دینے والی باتیں بھی سنو گے اور اگر صبر کئے رہو اور پرہیزگاری اختیار کئے رہو تو بے شک یہ بہت کے کام ہیں۔

(آل عمران ۳ : ۱۸۵)

(۲) اور جو لوگ اپنے کئے سے خوش ہوتے اور کیا کرایا کچھ بھی نہیں اور اس بات پر چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو تو ایسے لوگوں کی نسبت ہرگز خیال نہ کرنا کہ یہ لوگ عذاب سے بچے رہینگے بلکہ ان کیلئے عذاب دردناک ہے۔

(آل عمران ۱۳ - ۱۸۷)

(۳) شہروں میں کفار کا چلنا پھرنا تمکو مغالطہ میں نہ ڈالے یہ تھوڑے سے فائدے ہیں۔ پھر (آخرکار) ان (کافروں) کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بہت بری جگہ ہے

(آل عمران ۱۳ - ۱۹۵ - ۱۹۶)

حدیث شریف

(۱) دو خصلتیں کسی مومن میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ ایک بخل اور دوسری کج خلقی

(ترمذی)

(۲) فرمایا تم میں سے کون ایسا شخص ہے۔ جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال سے محبت کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم میں سے ایسا کوئی بھی نہیں جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال کو عزیز سمجھے اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ انسان کا مال وہی ہے جو اس سے آگے نکل گیا (یعنی اس کے مرنے سے پہلے کار خیر میں صرف ہوگیا) جو پیچھے رہا۔ وہ اس کے وارث کا مال ہے۔

(بخاری)

(۳) وہ شخص بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ جس کا ہمسایہ اس کے شر سے امن میں نہ ہو۔

(بخاری و مسلم)

انجمن حمایت اسلام لاہور کا اعلان

اور چوہدری افضل حق صاحب احراری کا مقالہ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

چوہدری افضل حق صاحب ڈکٹیٹر احرار نے ۱۹ر فروری کے مجاہد میں ایک مقالہ احرار کے انداز خصوصی میں لکھا ہے جس کا عنوان ہے "تطہیر انجمن حمایت اسلام" اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے ۔

"تیس برس پہلے مرزا آنجہانی کا جنازہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے اٹھا تھا۔ کل عین بالمقابل مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ انجمن حمایت اسلام کے دفتر میں لگا دی گئی اور دشن نامرادی پر جنازہ اٹھا۔ کوئی نوحہ کرنے والا ساتھ نہ تھا۔ یعنی انجمن کے اجلاس عام میں قرار پایا کہ قادیانی اور لاہوری دونوں دین محمد صلعم میں شامل نہیں اس لئے خارج کئے جائیں"۔

امر واقع یہ ہے کہ انجمن کے اجلاس میں یہ قرار نہیں پایا کہ "قادیانی اور لاہوری دونوں دین محمد صلعم میں شامل نہیں"۔ اور نہ یہ قرار پایا کہ "اس لئے خارج کئے جائیں"۔ انجمن کے ریزولیوشن میں قادیانی اور لاہوری کا نام تک موجود نہیں اور نہ ہی اس ریزولیوشن میں کسی کو خارج کرنے کا ذکر ہے۔ مگر آج مسلمانوں کا شوق تکفیر اور شوق اخراج اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ حق و ناحق کی سچ اور جھوٹ کی تمیز بھی اٹھ گئی ہے۔ انجمن کی قرارداد حسب ذیل ہے :-

اعلان

"انجمن حمایت اسلام لاہور ۱۸۸۴ء میں قائم ہوئی تھی۔ اور جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے اس کا مقصد اولین اسلام کی حمایت کرنا اور اس کے اصول و مقاصد عالیہ کا اعلاء ہے۔

بفحوائے ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ دین حقہ اسلام کے قبول کرنے والوں کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلم رکھا۔ یہی اسلام خاتم النبیین افضل الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ کامل ہو چکا اور ہدایت کی نعمت خدائے پاک کی طرف سے اس پیغام کامل کے ساتھ مکمل ہو گئی جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچایا گیا اور جس کا نام قرآن مجید رکھا گیا۔ یہی اور صرف یہی اسلام ہے جس کی حمایت اور خدمت کیلئے لاہور کے چند دردمند بزرگوں نے سن مذکور میں انجمن حمایت اسلام کی بنیاد رکھی ہے ظاہر ہے کہ یہ اسلام اپنے ارتقا کے ساتھ فروعی مسائل میں اختلاف رائے [illegible] کہ دین اسلام میں فرقے پیدا [illegible]

[illegible]

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لگایا۔ اور جس کی انتہائی بلندی اور نشوونما کی تکمیل خاتم النبیین خیر الانام نے کر دی قرآن اور مسلمانوں کی دینی تاریخ دونوں اس امر کی شاہد ہیں کہ مسئلہ ختم نبوت دین اسلام کا ایک اساسی اصول ہے اور تمام اسلامی فرقے اس امر پر متفق ہیں۔ کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے ساتھ دین کامل ہو گیا۔ اور اصول خاتمیت کی کوئی تاویل گوارا نہیں کی جا سکتی۔ یہ سب فرقے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی ہستی پیغمبر عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دنیا میں بحیثیت نبی ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اور خواہ ان کے مابین کتنے ہی ضمنی یا فروعی اختلافات کیوں نہ ہوں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمیت کے قائل ہونے کی حیثیت سے قرآن پاک کو آخری وحی ماننے کی حیثیت سے اسلام کا جزو ہیں۔ انجمن حمایت اسلام اپنے دائرہ میں ہر ایسے ہی مسلمان کو لیتی رہے گی۔

عقائد نبوت۔ وحی اور خاتمیت میں انجمن حمایت اسلام عامۃ المسلمین کی ہمنوا ہے۔ اور یہ کونسل اس امر کا اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ مسئلہ ختم نبوت اسلام کا ایک اساسی اصول ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کسی رنگ میں نہیں آ سکتا۔ انجمن کا مسلک یہی ہے اور ایسا ہی رہے گا"

انجمن کی قرارداد کا خلاصہ

اس قرارداد میں تین باتوں کا ذکر ہے :-

۱- یہ کہ اسلام آنحضرت صلعم کی بعثت کے ساتھ کامل ہو چکا۔ اور ہدایت کی نعمت قرآن مجید کے ساتھ مکمل ہو گئی۔

۲- یہ کہ تمام وہ فرقے جو حضرت محمد صلعم کی خاتمیت کے قائل ہیں اور قرآن کو آخری کتاب مانتے ہیں، اسلام کا جزو ہیں۔ اور انجمن حمایت اسلام انہیں اپنے دائرہ میں لیتی رہے گی۔

۳- یہ کہ پیغمبر عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی ہستی دنیا میں بحیثیت نبی ظاہر نہیں ہو سکتی اور آپ کے بعد کوئی نبی کسی رنگ میں نہیں آ سکتا۔ انجمن کا مسلک یہی ہے اور ایسا ہی رہے گا"

چوہدری صاحب کی "خوش فہمی"

ان کے علاوہ تیسری کسی بات کا ذکر انجمن کی قرارداد میں نہیں۔ نہ یہ ذکر ہے کہ انجمن فلاں قسم کے لوگوں کو خارج کرتی ہے بلکہ اس قرارداد کے آخری الفاظ "انجمن کا مسلک یہی ہے اور یہی رہے گا" سے صاف ظاہر ہے کہ اپنی قرارداد کے مطابق انجمن نے پہلے بھی کبھی اس اصول کی خلاف ورزی نہیں کی۔ انجمن نے یہ نہیں کہا کہ اس کا مسلک پہلے کچھ اور [illegible] اپنے دائرہ میں ایسے [illegible]

اور آئندہ نہیں کرے گی۔ بلکہ قرارداد میں صفائی سے یہ بتا دیا گیا ہے کہ انجمن میں بھی ایسے لوگوں کو لیا ہی نہیں گیا۔ جو ختم نبوت کے منکر ہوں یا دین اسلام کے کامل ہونے کا انکار کریں۔

معلوم نہیں۔ چوہدری افضل حق صاحب کے کان میں کس نے کہا کہ اس قرارداد کے ذریعہ سے کچھ لوگ انجمن سے خارج کر دیئے گئے ہیں انجمن سیدھے سادے مسلمانوں کی ایک انجمن ہے۔ اس نے جو کہا، وہی اس کا منشا ہے۔ اس کی قرارداد صاف ہے۔ اس میں نہ مسلک کی تبدیلی کا ذکر ہے نہ کسی کے اخراج کا ذکر۔

چوہدری صاحب کا انجمن حمایت اسلام پر حملہ

چوہدری افضل حق صاحب نے یہ لکھ کر کہ اس ریزولیشن کا مطلب یہ ہے کہ انجمن پہلے غلطی سے احمدی ممبران کو شامل کرتی رہی ہے اب ان کو خارج کرتی ہے احمدی جماعت پر نہیں بلکہ خود انجمن حمایت اسلام پر حملہ کیا ہے کہ یہ ایک منافقانہ ریزولیوشن ہے۔ جس کے الفاظ کچھ ہیں اور مطلب ظاہر الفاظ کے خلاف ہے۔ انجمن کا تو ہرگز یہ منشا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ایسی بڑی انجمن یہ کر سکتی ہے کہ اس کے الفاظ کچھ ہوں اور مطلب کچھ اور۔ مگر چوہدری صاحب پر تعجب ہے کہ ایک طرف انجمن کے ریزولیوشن کو منافقانہ قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اسی ریزولیوشن کو اس کی تطہیر کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ کیا منافقت اور جھوٹ سے بھی تطہیر ہوا کرتی ہے۔

انجمن کی قرارداد صرف ہمارے عقائد کے مطابق ہے

دوسرا سوال یہ ہے کہ انجمن کا ریزولیوشن تو عام الفاظ میں ہے دین کے کامل ہونے کو۔ قرآن کریم کے آخری ہدایت ہونے کو۔ آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کو قادیانی بھی مانتے ہیں ہم بھی مانتے ہیں۔ عامۃ المسلمین بھی مانتے ہیں۔ ان تینوں گروہوں کو ان تینوں باتوں میں سے کسی سے انکار نہیں۔

لیکن قادیانی اور عامۃ المسلمین جن کی ہمنوائی انجمن حمایت اسلام بھی کرتی ہے۔ دونوں باوجود تسلیم خاتمیت و تکمیل دین آنحضرت صلعم کے بعد ایک نبی کے آنے پر ایمان رکھتے ہیں۔ قادیانی نئے نبی کو لاتے ہیں اور عامۃ المسلمین پرانے کو۔ دونوں کچھ نہ کچھ تاویل ختم نبوت کی کرتے ہیں۔ قادیانی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی کامل پیروی سے جو نبی بنے وہ اصول خاتمیت کے منافی نہیں عامۃ المسلمین کہتے ہیں کہ کوئی پرانا نبی آنحضرت صلعم کے بعد ظاہر ہو جائے تو یہ اصول خاتمیت کے منافی نہیں۔ پس قادیانی ایک رنگ میں نبی کے آنے کے قائل ہیں عامۃ المسلمین دوسرے رنگ میں[1]۔ انجمن حمایت اسلام کی قرارداد یہ ہے کہ اصول خاتمیت کی مطلقاً کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ اور آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی کسی رنگ میں بھی نہیں آ سکتا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نہ نیا آ سکتا ہے نہ پرانا۔ اب یہ قرارداد اگر کسی جماعت کے معتقدات کے مطابق ہے تو وہ صرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے جو نہ تو اصول خاتمیت کی کوئی تاویل کرتے ہیں اور نہ کسی رنگ میں آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل ہیں۔ تو اس لحاظ سے انجمن کا رزولیوشن اگر اس کی غرض کسی کو خارج کرنا ہے تو قادیانی جماعت اور عامۃ المسلمین دونوں کو انجمن کی رکنیت سے خارج کرنا ہے اور اپنے معتقدات کی رو سے صرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے افراد ہی آئندہ انجمن حمایت اسلام کے جائز ارکان متصور ہو سکتے ہیں۔ میں چوہدری افضل حق کے ساتھ میں بھی ڈاکٹر سر محمد اقبال اور ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین اور میاں عبدالمجید خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور مولانا غلام محی الدین صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے عامۃ المسلمین کی ہمنوائی [illegible]

---

[1] دونوں میں فرق ہے تو صرف یہ کہ قادیانی کہتے ہیں۔ وہ نبی آ چکا اور عامۃ المسلمین کہتے ہیں ابھی آنے گا۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

جدید تحریک شہید گنج

مسلمانوں اور حکومت کیلئے چند قابل غور باتیں

گذشتہ آٹھ دس ماہ سے لاہور فتنہ و فساد، بے چینی و بے اعتمادی اور قانون شکنی کا مرکز بنا ہوا ہے۔ مختلف فرقوں میں ایک نہایت افسوسناک تلخی پیدا ہو چکی ہے۔ سکھوں کی غیر عقلمندانہ ضد، ہندوؤں کی شاطرانہ چالیں، مسلمانوں کی بے مائگی اور سادہ لوحی یا زیادہ صحیح الفاظ میں بدنصیبی اور حکومت کی غیر متوازن پالیسی کی بدولت روز بروز مصیبتوں کے نئے نئے دروازے کھلتے ہیں۔ خدا جانے اس کا انجام کیا ہوگا۔

سکھوں نے مسلمانوں کی درخواستوں کے باوجود رواداری و شرافت کے تمام جذبات کو پس پشت پھینک کر مسجد شہید گنج منہدم کر دی۔ حکومت کو قانونی فیصلوں اور منطقی مجبوریوں نے ایک اچھی پناہ گاہ مہیا کر دی۔ لیکن احراریوں اور اسی قماش کے چند اور لوگوں سے قطع نظر تمام مسلمان اس حادثہ کی وجہ سے تڑپ اٹھے۔ سول نافرمانی شروع ہوئی۔ گولی چلی بیسیوں مسلمان شہید اور زخمی ہوئے۔ پھر یکم دسمبر کو فرقہ وارانہ فساد کی آگ بھڑکی اور بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ اس کے بعد سکھوں نے کرپان کے متعلق فضول مطالبے پیش کئے اور ان کے نامنظور ہونے پر سول نافرمانی شروع کر دی۔ یہ سلسلہ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ جدید تحریک شہید گنج کا آغاز ہوا۔ درمیانی عرصہ میں بھی وقتاً فوقتاً ہندو، مسلمانوں اور سکھوں پر ایک دوسرے کی طرف سے قاتلانہ حملے ہوتے رہے۔ ان تمام باتوں کی تفصیل سے اخبار بین حضرات پوری طرح واقف ہیں۔

جدید تحریک شہید گنج کو شروع ہوئے تقریباً تین ہفتہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ ہر روز جتھے نکلتے ہیں جنہیں گرفتار کر کے جیل پہنچا دیا جاتا ہے۔ عدالت سے معمولی سزاؤں کے بعد اب شدید سزائیں بھی ملنے لگی ہیں۔ تحریک کے دوبانی روپوشی کے بعد گذشتہ جمعہ کو پولیس کے وسیع انتظامات کے باوجود اچانک شاہی مسجد میں پہنچ گئے اور کئی روز سے مسجد کے اندر ہی بیٹھے ہیں۔ ہزاروں مسلمان شب و روز مسجد میں موجود رہتے ہیں۔ پولیس کے پاس دونوں کی گرفتاری کے وارنٹ موجود ہیں اور وہ مسجد کے دروازوں پر ان کی منتظر بیٹھی ہے۔ جوش و ناگواری میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

اس تحریک میں کوئی ذمہ دار اور باتدبر مسلمان شامل نہیں۔ یہ ناتجربہ کار نوجوانوں کی ایک بے اختیاری اور غیر مآل اندیشانہ حرکت ہے جس کی عنان صحیح دماغوں کی بجائے دکھے ہوئے زخمی دلوں کے ہاتھوں میں ہے۔ ہماری شروع ہی سے یہ ایماندارانہ رائے ہے کہ حصول مسجد کیلئے سول نافرمانی صحیح طریق کار نہیں۔ اس سے فائدہ کی بجائے سخت نقصان ہوگا۔ گذشتہ جولائی میں ہم اپنی آنکھوں سے ایک خونین منظر دیکھ چکے ہیں۔ موجودہ حالات میں اس امر کی ضرورت ہے کہ مسجد کے متعلق عدالتوں میں جو مقدمات دائر ہیں۔ انہیں پوری توجہ سے کامیاب بنایا جائے۔ ان کے لئے بہترین قانونی امداد مہیا کی جائے۔ دعوے کے ثبوت میں تاریخی و قانونی دستاویزات اور حوالے فراہم کئے جائیں۔ اس وقت جو مسجدیں خطرے میں ہیں۔ ان کے تحفظ کیلئے مناسب اقدام کیا جائے اور اسمبلی میں ایک ایسا قانون منظور کرایا جائے جس کی بدولت مسجد شہید گنج جیسے دردناک واقعات کا اعادہ نہ ہو۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان نوجوان ذرا سوچیں اور سنبھلیں اور اپنی غیر مفید تحریک کو بند کر کے ضروری اور مفید کام کی طرف توجہ دیں۔

جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ تحریک شہید گنج کی عنان ناتجربہ کار دماغوں اور دکھے ہوئے دلوں کے ہاتھ میں ہے۔ اسکو چلانیوالے نوجوان حالات کے نشیب و فراز سے قطعی ناواقف ہیں۔ ان کے اس غیر مناسب اقدام کو جس قدر بھی ناپسند کیا جائے کم ہے لیکن ہمیں نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ مسئلہ شہید گنج میں ارباب حکومت کے تجربہ کار اور سلجھے ہوئے دماغ بھی اپنے تدبر اور دوراندیشی کا کوئی اچھا ثبوت پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ قانونی فیصلوں اور منطقی مجبوریوں کی پناہ ہر ایک شخص نہایت آسانی سے لے سکتا ہے۔ اس کیلئے کسی قابلیت کی چنداں ضرورت نہیں۔ کاش ارباب حکومت ایسا کرنے سے پہلے سوچ لیتے کہ ان کے دوش تدبر پر کسقدر بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ خیر اب گذشتہ کوتاہیوں اور خود گذاشتوں کے ذکر کی بجائے یہ زیادہ ضروری ہے کہ آئندہ کیلئے حالات کو بہتر بنانے کی طرف ایمانداری اور پختہ عزم کے ساتھ توجہ کی جائے۔ حکومت اس بات کا کافی تجربہ و مشاہدہ کر چکی ہے کہ مسجد شہید گنج کے انہدام سے مسلمان بے حد متاثر و دکھی ہوئے ہیں۔ اور اس حادثہ کی تلخ یاد کا فراموش ہونا نہایت مشکل ہے۔ ان کے مذہبی جذبات انہیں انہدام مسجد پر بے چین ہونے اور تڑپنے پر مجبور رکھتے ہیں۔ بالمقابل سکھوں کی ضد نفرت اور غیر عقلمندانہ ہے۔ ان حالات میں صحیح طریق کار یہ ہے کہ زخمی دلوں کے لئے کوئی مجرب مرہم پیش کیا جائے۔ حسن سلوک اخلاص کا ثبوت دیا جائے۔ کسی باعزت اور اطمینان بخش مفاہمت کے لئے حکومت وہ تمام وسیع اثر و رسوخ استعمال کرے۔ اگر ایسا کچھ ہو تو پھر امن کا قیام اور فرقہ وارانہ تلخی کا دور ہونا مشکل نہیں۔ موجودہ صورت حالات صوبہ کی تمام آبادی کے لئے شرمناک اور رسوا کن ہے۔ وہاں حکومت کیلئے نیکنامی کا موجب نہیں۔ صوبہ کی ترقی اور شہرت پر اس کا نہایت ناگوار اثر پڑے گا۔

ہندو اور سکھ بھائیوں سے بھی ہم کچھ کہنا چاہتے تھے۔ افسوس آج کل ان میں وہ کان نہیں جو ہماری مخلصانہ اور دردمندانہ معروضات سن سکیں۔ مسلم آزاری اور سنگھٹن کی تباہ کن دہائی نے ان کے اخلاص و آشتی کی باتیں سننے والے کانوں کو بیکار کر رکھا ہے۔ اللہ ہمارے وطن کی حالت پر رحم کرے۔

ﺆ بعد کی اطلاع ہے۔ کہ دونوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

اسلامی سلطنتوں کا اتحاد

گزشتہ دنوں افغانستان، ترکی، عراق اور ایران میں ایک پائیدار اتحاد کی تجویز کے متعلق جو مسرت انگیز اطلاع موصول ہوئی تھی۔ اب اس کی دل خوش کن تفصیلات موصول ہو رہی ہیں جن کے مطالعہ سے توقع ہوتی ہے۔ کہ انشاء اللہ یہ تجویز ضرور جامہ عمل میں آجائیگی۔ اس کے مبارک اثرات کا ظہور بھی شروع ہو گیا ہے۔ عراق اور ایران کی سرحدی نزاع کا معاملہ مجلس اقوام میں پیش ہو چکا تھا۔ لیکن اب یہ دونوں حکومتوں کی رضامندی سے عراق کی تحریک پر واپس لیا گیا ہے۔ ایران اور افغانستان کے درمیان تار کا سلسلہ قائم ہو چکا ہے۔ دیگر اسلامی ممالک میں بھی اس تجویز کا نہایت گرم جوشی سے خیر مقدم کیا گیا ہے۔ شام کے عرب نوجوانوں نے اظہار تشکر کے طور پر ایک ہوائی جہاز خرید کر حکومت عراق کی نذر کیا ہے۔ کیونکہ اس نے دول اربعہ کے اتحاد کی تجویز میں نمایاں حصہ لیا ہے۔

جہاں اسلامی ممالک کے اتحاد دوست اور بیدار مغز مدبرین کے متعلق اس قسم کی خبریں سنکر خوشی ہوتی ہے وہیں ہندوستان کے مسلم اکابر کی اتحاد دشمنی اور تکفیر نوازی کو دیکھ کر بے حد دکھ ہوتا ہے۔ وہاں مسلمان ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں یہاں خانہ جنگی اخراج اور بائیکاٹ کا زور ہے۔ بڑے بڑے عالموں شاعروں اور فلسفیوں کے دماغ اس تباہ کن اور طاقت شکن مشغلہ میں مصروف ہیں ان کی ان حرکتوں کی وجہ سے ہندوستانی مسلمان برادران وطن کی نظروں میں تو ذلیل و حقیر ہو چکے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو اسلامی ممالک میں بھی پورے طور پر ذلیل ہو جائیں گے۔ کاش یہاں کے نام نہاد احرار آزاد اسلامی ممالک کے طرز عمل سے کوئی سبق حاصل کریں۔ وہ تمام تعمیری کاموں میں مصروف ہیں۔ یہاں چاروں طرف تخریب کا دور دورہ ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اخبار احمدیہ

اعلان نکاح

—— ۹ فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۱۵ ذیقعد ۱۳۵۴ھ بعد از نماز عصر تین بجے ہمارے محترم دوست جناب نصیر احمد صاحب فاروقی آئی۔ سی۔ ایس۔ خلف الرشید جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا نکاح آغا محمد صفدر خان صاحب مرحوم سابق سکرٹری لاہور میونسپلٹی کی صاحبزادی سلیمہ سلطان صاحبہ سے سر فضل حسین صاحب بالقابہ کی کوٹھی واقعہ لاہور میں ہوا۔ مہر دس ہزار روپیہ مقرر ہوا۔ نکاح حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا اور ایک نہایت پر حکمت خطبہ ارشاد فرمایا جو تقویٰ اور حقوق العباد کے مضمون پر مشتمل تھا۔ مجلس نکاح میں سر فضل حسین صاحب بالقابہ کے علاوہ دیگر معززین شریک ہوئے جن میں سے مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہے نواب مظفر خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر۔ سر ملک فیروز خان نون صاحب۔ وزیر تعلیم پنجاب مسٹر لطیفی صاحب فنانشل کمشنر۔ سر شہاب الدین صاحب۔ صدر پنجاب کونسل۔ نواب مولا بخش صاحب سابق ایجی۔ جسٹس عبدالرشید صاحب جج ہائیکورٹ ڈاکٹر سید محمد حسینی صاحب۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب جسٹس عبد القیوم صاحب جج ریاست جموں و کشمیر۔ آغا محمد حیدر صاحب۔ رئیس سیالکوٹ اور آغا محمد جعفر صاحب ریٹائرڈ انجنیئر۔

نکاح کے بعد پر تکلف چائے اور شیرینی وغیرہ سے مہمانوں کی تواضع کی گئی اور شام کے ساڑھے پانچ بجے تمام امور بخیر و خوبی سرانجام پا کر مہمان رخصت ہوئے۔

پیغام صلح: ہم اس مبارک و پر مسرت تقریب پر جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو فریقین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین ثم آمین۔

—— اسی روز دن کے ڈیڑھ بجے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں جناب محمد منیر الدین حسین صاحب بی اے۔ بی ٹی کا عقد ایک ہزار روپیہ مہر پر جناب حکیم محمد ضمیر الدین صاحب اورپل کی صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔ نکاح مولوی عزیز بخش صاحب نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو بھی بابرکت بنائے۔ آمین۔

—— کرمی شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی کے صاحبزادے شیخ عبد الرحمان صاحب کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے مولود کا نام محمد صفدر تجویز کیا گیا ہے ہم شیخ صاحب موصوف کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز دے اور دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے۔

—— برادرم آر۔ ایم۔ منشی نظامی صاحب نیاسا لینڈ تمام احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور ان کے جانوں اور مالوں میں برکت دے۔

—— جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد کچھ عرصہ سے عارضہ بخار و پیچش علیل ہیں۔

—— برادر عبد العزیز صاحب شملوی بھی علیل ہیں اور چند مشکلات میں مبتلا ہیں

—— جناب بشیر افضل صاحب۔ موضع کانگو ڈھیر ضلع پشاور اور آزاد دتہ خیل صاحب خانگی مشکلات میں گرفتار ہیں۔

تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ منصوبہ بالا تمام دوستوں کے لئے دعا کریں۔

ضروری اطلاع حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی علالت کی وجہ سے مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر پیغام صلح ۲ فروری سے رخصت پر ہیں۔ یہ پرچہ ان کی عدم موجودگی میں ہی مرتب و شائع ہو رہا ہے۔

تقسیم کار

مخالفین احمدیت سے خطاب

(از خواجہ غلام نبی صاحب گلکار مبلغ اسلام)

ہم ہوئے شوکت اسلام بڑھانیوالے — تم ہوئے حربۂ تکفیر چلانیوالے
ہم ہیں اغیار کو اپنوں میں ملانیوالے — تم ہو اپنوں کو بھی اغیار بنانیوالے
ہم ہیں قرآن کے انوار دکھانیوالے — تم ہو الحاد کا اندھیر مچانیوالے
ہم ہیں پیغام محبت کے سنانیوالے — تم مسلماں کو مسلماں سے لڑانیوالے
ہم ہیں یورپ میں مساجد کے بنانیوالے — تم ہو اللہ کا گھر بیچ کے کھانیوالے
ہم ہیں سرکار مدینہ کے گھرانیوالے — تم ہو عشاق محمد کو ستانیوالے
ہم ہیں کافر مگر اسلام بڑھانیوالے — تم مسلماں مگر اسلام گھٹانیوالے
ہم تمہارے لئے ہیں جان لڑانیوالے — تم ہمارے لئے ہو خار بچھانیوالے
ہم اچھوتوں کو کلیجے سے لگانیوالے — تم مسلمانوں کو بھی دور بھگانیوالے
ہم ہیں پیاسوں کیلئے جام لنڈھانیوالے — تم گداؤں سے بھی ہو چھین کے کھانیوالے
منتظر تم ہو کہ وہ ہیں ابھی آنیوالے — آئے بھی چل بھی دیئے شان بڑھانیوالے

خود بخود مان گئے سارے زمانے والے
تم ہو مجبور برے ناز اٹھانے والے

نئے بادشاہ ایڈورڈ ہشتم

تعلیم و تربیت اور دورہ کے حالات

نئے بادشاہ ایڈورڈ ہشتم (شہزادہ ویلز) ۲۳ جون ۱۸۹۴ء کو وائٹ لاج پارک رچمنڈ میں پیدا ہوئے ۱۶ جولائی ۱۸۹۴ء کو اس وقت کے لاٹ پادری نے بپتسمہ دیا۔ ۱۹۰۲ء میں تعلیم کیلئے مسٹر ایچ پی ہنسل آپ کے اتالیق مقرر ہوئے جنہوں نے ان کو ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم شروع ہونے تک تعلیم دی۔

اپنے والد کی طرح شہزادہ ویلز نے بحری بیڑے میں تربیت حاصل کی ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۷ء تک ان کو سینیئر سروس کے لئے تیار کیا گیا۔ اس کے بعد شاہی بحری کالج میں داخل ہوئے۔ جون ۱۹۱۱ء میں بحری تعلیم حاصل کر چکنے کے بعد ان کو نائٹ آف گارٹر کا خطاب دیا گیا۔ اور ۱۳ جولائی ۱۹۱۱ء کو ان کو شہزادہ ویلز بنایا گیا۔

اکتوبر ۱۹۱۲ء میں میگڈلن کالج آکسفورڈ میں داخل ہوئے تعلیم حاصل کی۔

آکسفورڈ کالج میں پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ تعلیم حاصل کی ہے دونوں گہرے دوست تھے۔

اپنی تعطیلات کو یورپ کے دورہ میں گزارا۔ دو دفعہ جرمنی گئے ڈنمارک اور ناروے کا بھی دورہ کیا۔ ۱۹۱۴ء میں آپکی تعلیم کا زمانہ ختم ہو گیا۔

اس وقت جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ ۱۱ اگست کو فوج میں بھرتی ہو گئے۔ نومبر ۱۹۱۴ء میں آپ کو فرانس میں سرجان فرنچ کا اے ڈی سی مقرر کیا گیا۔ فرانس میں ڈیڑھ سال تک زبردست خدمات انجام دیں ۱۹۱۶ء میں آپ کو بحیرۂ روم کی مہم میں بھرتی کیا گیا۔

آپ مختلف ممالک میں زبردست فوجی خدمات کرنے کے بعد فروری ۱۹۱۹ء کے آخر میں انگلینڈ واپس آئے۔ اور بہت سے کام اپنے ذمہ لے لئے

نو آبادیات کا دورہ

۵ اگست ۱۹۱۹ء کو نو آبادیات کے دورہ کے لئے روانہ ہو گئے ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دورہ کیا۔ پھر آسٹریلیا گئے۔

ہندوستان کا دورہ

اکتوبر ۱۹۲۱ء کو آپ ہندوستان کے دورہ کے لئے آئے شہزادہ ویلز ہندوستان میں ایسے وقت پر آئے جب کہ جنگ عظیم ختم ہونے پر ہندوستان میں تحریک سول نافرمانی، تحریک خلافت، بنگال میں تحریک دہشت انگیزی اور بے چینی بہت زوروں پر تھی۔ کانگرس نے شہزادہ ویلز کے دورہ کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ ان کی آمد پر شہر بمبئی میں ہڑتال منائی گئی۔ سیاہ جھنڈوں کا مظاہرہ کیا گیا۔ کلکتہ اور دیگر شہروں میں بھی اسی قسم کے مظاہرے کئے گئے۔

بمبئی میں بلوہ ہو گیا جس میں بہت سے آدمی ہلاک ہوئے بہت سی رکاوٹوں کے باوجود بھی انہوں نے ہندوستان کے باشندگان سے بلاواسطہ ملنے کی کوشش کی جوبلی سند میں خاص اہمیت کیا جبکہ ہر کسی سے ہاتھ ملایا۔

اس کے بعد ڈیوک گلوسٹر کے ہمراہ افریقہ کے دورہ کے لئے روانہ ہو گئے ۱۹۲۸ء میں ہوائی جہاز سے سفر کیا۔ اور ذریعہ ہوائی جہاز ہی وہ کیمبا، جیبوتی، جاتل وغیرہ ملکوں کو گئے

وسط امریکہ کا سفر کیا جن ملکوں کا دورہ کیا ان میں مندرجہ ذیل شامل ہیں کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ہندوستان، سیلون، مالٹا، جنوبی افریقہ برطانی مشرقی افریقہ، کینیا، روڈیشیا، ریاستہائے متحدہ امریکہ، ارجنٹائن، پانامہ

مسلمانوں کی خانہ جنگی

بات اگر سچی ہے، تو کسی کی زبان سے بھی ادا ہو سچی ہی رہے گی۔ کوئی بھی بات اس لئے جھوٹی نہ ٹھہر جائیگی۔ کہ نکلی ایک جھوٹے کی زبان سے ہے۔ امریکہ کی مس میو "مدر انڈیا" (مادر ہند) کی رسوائے عالم مصنفہ سے اخبار بیں طبقہ میں کون ناواقف ہے۔ وہ کیا ہیں اور کیسی ہیں۔ اور ہندوستان سے متعلق کتابیں کس نیت سے لکھتی ہیں۔ ان چیزوں سے غرض نہیں۔ دو اور دو کو اگر وہ چار کہہ دیں۔ تو یہ حساب اس لئے غلط نہ ٹھہر جائیگا۔ کہ اس کی پیش کرنے والی مس میو ہیں۔ تو انہی نے ایک تازہ کتاب ہندوستان ہی سے متعلق ابھی اور شائع فرمائی ہے۔ اس میں ایک مقام پر سلطان محمود غزنوی کی فتح ہندیوں کے ذرا تفصیلی اور دیگر اسلامی فتوحات کے اجمالی تذکرہ کے بعد لکھتی ہیں۔ کہ مسلمان حملہ آور شمالی مغرب سے ہندوستان پر جب بڑھے۔ تو برابر بڑھتے ہی چلے گئے۔ ہندو فوجیں تعداد میں بھی ان سے زیادہ ہوتی تھیں۔ اور پھر اس کے سردار بھی اپنی لڑائی، جوش و تہور میں بے نظیر ہوتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی پیش قدمی ان کے روکے کبھی بھی نہ رکنے پائی۔ سو وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ کہ ہندو ذات پات چھوت چھات کی بنا پر مختلف ٹکڑیوں میں بٹے ہوتے تھے۔ نہ آپس میں اتحاد، نہ ایک دوسرے پر اعتماد۔ نہ کسی قسم کی تنظیم نہ سپاہ میں افسروں کی اطاعت۔ نہ افسروں میں لڑائی کی صلاحیت۔ بخلاف اس کے مسلمان ہوتے تو تھوڑے سے۔ لیکن نہایت منظم۔ پوری طرح متحد سب ایک جھنڈے کے نیچے جمع، گھٹا ٹوپ بادل سب آفتاب کے سامنے چھپٹ کر رہتے!

یہ بیان ایک تیسرے فریق کا ہے۔ یہ بیان تاریخ کے ایک طویل و عمیق مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہندو لاکھ بے جگری سے لڑتے تھے۔ اپنی قومیت، اپنے وطن، اپنے دھرم کے تحفظ کے لئے لڑتے تھے۔ یہ سب کچھ تھا۔ لیکن وہ یک جہتی، وہ ہم عنانی، وہ مرکزیت نہ تھی جو افواج اسلامی کی خصوصیت خاص تھی۔ اسی وصف کو انگریزی میں "ڈسپلن" کہتے ہیں اور ہماری شریعت کی اصطلاح میں اسی کا نام اطاعت اولوالامر، یا محض اطاعت تھا! ——— اس چیز کے ہو نہ ہونے سے، ذرا سوچ کر دیکھیئے۔ انہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا شریعت نے اس امر پر جو اتنا زور دیا تھا، کیا بلا وجہ، آپ ہی آپ دیا تھا؟ اتنی اہمیت محض ایک عبث و لاحاصل کام کی ٹھہرا دی تھی؟ جنگ کا ذکر چھوڑیے روزمرہ کی عام و پرامن زندگی میں اسلام نے اس کی کس درجہ اہمیت رکھی تھی۔ نماز یاد الٰہی کا نام ہے۔ لیکن وہ یاد الٰہی بھی حتی الامکان باجماعت ہی ہو۔ یہ نہیں کہ ہر شخص الگ الگ اپنے زاویہ میں "دھیان گیان" کے لئے مراقبہ کے لئے بیٹھ جائے۔ دو شخص بھی ہوں، جب بھی ایک امام بنے دوسرا مقتدی۔ اللہ اللہ! کہاں امامت و اقتدا کی یہ تاکید، اور کہاں آپ کا موجودہ عمل!

تشتت و افتراق کی بھی آخر کوئی حد ہونی چاہیئے! سیاسی، مذہبی معاشرتی کسی شعبہ زندگی کو لے لیجیے۔ کروڑوں نہ سہی، لکھوکھا کو بھی چھوڑیئے۔ چند سو کلمہ گو بھی کہیں آپ کو متحد و منظم ملیں گے؟ اخبار اخبار سے لڑیں گے، ہر انجمن دوسری انجمن سے ٹکر کھاتی ہوئی، ہر لیڈر دوسرے لیڈر سے [illegible] نظر آئیگا، عوام عوام سے دست و گریبان نظر آئیں گے، [illegible] سے الجھیں گے، مولوی مولوی کی پگڑی اچھالیں گے، جتنی منتی کی تکفیر کریں گے۔ اور سنی سنیوں کا گلا گھونٹتے دکھائی دینگے! امارت و امامت کا تخیل بھی کہیں آپ نے باقی رہنے دیا ہے؟ کل جب تک آپ میں اطاعت تھی۔ ہر طرف آپ کی جیت ہی جیت تھی، آج جب آپ "اطاعت" سے اپنے کو محروم کر چکے ہیں۔ تو ہار بھی ہر میدان میں آپ ہی کی ہے! ——— جسم تو بھی تک نفع ہے جب تک اس میں روح ہے۔ جب روح ہی نکل گئی پھر سڑنے گلنے کے مردہ جسم کی قسمت میں اور کیا ہے؟ (صدق)

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— انگورہ کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ جمعیتہ وطنیہ کا پیش کردہ قانون امداد مہاجرین ترکی پارلیمنٹ میں منظور ہوگیا ہے۔ ساڑھے بائیس لاکھ ترکی پونڈ کے گیہوں ترک مہاجرین اور معندرین کو جو دنیا کے مختلف حصوں سے ترکی میں وارد ہوئے تقسیم کئے جائیں گے۔

—— اخبار "البلاغ" کا نامہ نگار مقیم انگورہ رقمطراز ہے کہ گزشتہ ماہ ایک روز رئیس جمہوریہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے وزیر خارجہ افغانستان سے بڑی دیر تک گفتگو کی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس گفتگو کا موضوع ترکی۔ افغانستان عراق اور ایران کا مجوزہ اتحاد تھا سیاسی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ چاروں سلطنتوں کی متحدہ سیاسی محاذ قائم کرنے کی یہ کوشش تمام دول عالم کی سیاسی جدوجہد کا رخ بدل دے گی۔

—— ترکی کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ انجمن ہلال احمر ترکیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ترکی میں رومانیہ سے آئے ہوئے مہاجرین جن کی تعداد ۳ ہزار ہے ان کے قیام و طعام کا انتظام کیا جائے تا آنکہ وہ اپنا اپنا انتظام نہ کرلیں۔ مہاجرین کو حکومت نے زمین دی ہے کہ وہ زراعت کرکے اپنا گزارہ کریں۔ اس زمین پر لگان معاف کردیا ہے۔

—— اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایران اور افغانستان کے درمیان تار کے سلسلہ کا انتظام ہوگیا ہے۔

—— بیروت ۷۔ فروری۔ شام میں قوم پرستوں کے مظاہرے بدستور جاری ہیں۔ حامہ میں قومی مظاہرین کا تصادم فرانسیسی افواج سے ہوگیا جس کے نتیجہ میں ایک فرانسیسی افسر، ایک نائب۔ فوجی پولیس کے بیس افسر اور دوا سپاہی زخمی ہوئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مظاہرین نے سرکاری عمارتوں پر پتھروں کی بارش کردی۔ صورت حالات کو خطرناک سمجھتے ہوئے فوج بلا لی گئی۔ مظاہرین کے مجروحین کی تعداد معلوم نہیں ہوسکی۔

—— دمشق، اور حلب میں امن و امان ہے لیکن حامہ کی طرح وہاں بھی مکمل ہڑتال ہے۔

—— بیروت ۷۔ فروری۔ قوم پرستوں کی کشمکش کی وجہ سے حمص میں ۱۵ اشخاص ہلاک ہوئے سرکاری فوج کے ۳۵ افراد مجروح ہوئے۔ فوج کو جب صورت حالات پر قابو پانے کے لئے کہا گیا تو طلبہ نے ہنگامہ کردیا۔ لوٹ کھسوٹ شروع ہوگئی۔ آج تمام بڑے بڑے شہروں میں مکمل ہڑتال رہی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق اور ایران میں شط العرب کی سرحد کا جھگڑا جو گزشتہ دنوں لیگ میں پیش ہوا تھا وہ حکومت عراق کے مطالبہ کی بنا پر واپس لے لیا گیا ہے کیونکہ حکومتوں نے آپس میں دوستانہ مفاہمت کی خواہش ظاہر کی تھی۔ حکومت عراق نے اعلان کیا ہے کہ وہ تمام اسلامی سلطنتوں سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی خواہش مند ہے۔

—— ایران نہایت سرگرمی سے جنگی تیاریوں میں مصروف ہے امسال وزارت دفاع نے جو جنگی نظام وضع کیا ہے اس کی رو سے بیس دبابے دس طیارے اور کثیر تعداد میں بڑی اور چھوٹی توپیں اور تین جنگی جہاز خریدے جائیں گے۔ ان کا آرڈر دیا جاچکا ہے۔

—— چند روز ہوتے جنرل یٰسین پاشا الہاشمی وزیر اعظم عراق نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ عراق کے برطانیہ کے ساتھ تعلقات بدستور خوشگوار ہیں ایران سے اطمینان بخش طریقہ پر گفت و شنید جاری ہے۔ اپنے اس ہمسایہ کی دوستی کا جو احساس عراق میں ہے وہی عراق کے لئے ایران میں ہے

—— علاوہ ازیں آپ نے فرمایا کہ سعودی عربستان کے ساتھ بھی عراق کے تعلقات بہترین ہیں۔ ایک سعودی نمائندہ ان دونوں ممالک کے مابین ایک معاہدہ قرار دینے کے لئے گفت و شنید کرنے کی غرض سے بغداد آیا ہوا ہے

ہندوستان

—— لاہور میں جدید تحریک مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں سول نافرمانی شروع ہے ۷۔ فروری کو اس تحریک کے بانی چوہدری مولا بخش اور دوم ڈکٹیٹر مسٹر یعقوب الحسن جو روپوش تھے اچانک شاہی مسجد میں پہنچ گئے۔ حالانکہ پانچ سو سے زائد باوردی پولیس اور ایک سو کے قریب خفیہ پولیس مسجد کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

—— چوہدری مولا بخش صاحب تانگہ ڈرائیور کے بھیس میں تانگہ لے کر مسجد کے قریب پہنچے انہیں کوئی پولیس والا نہ پہچان سکا۔ مسٹر یعقوب الحسن موٹر میں آئے۔ پولیس والوں نے ان کو پہچان لیا اور گرفتار کرنا چاہا لیکن وہ اپنے آپ کو پولیس والوں کی گرفت سے چھڑا کر مسجد میں داخل ہوگئے۔

—— ان دونوں نے مسجد میں تقریریں کیں چند قرار دادیں اتفاق رائے سے منظور کی گئیں مطالبہ کیا گیا تا فیصلہ مقدمہ مسجد شہید گنج پر حکومت قبضہ کرے۔ مسجد میں گرفتاریاں نہ کی جائیں۔ مسلمان اخبارات کی ضمانتیں منسوخ کی جائیں۔

—— لاہور ۸۔ فروری گزشتہ شب ہزاروں آدمیوں نے شاہی مسجد میں بسر کی۔ وہ اپنے بستر اور خورد و نوش کا سامان اپنے ساتھ لائے تھے۔ پولیس کے انتظامات غیر معمولی ہیں۔ مسجد میں آنے جانے والوں سے اگرچہ کوئی تعرض نہیں کیا جاتا لیکن دیکھ بھال میں نہایت احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ تا حال کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ رات بھر پولیس نے کثیر تعداد میں گیس کے لیمپ روشن رکھے حالات لمحہ بلمحہ نازک ہو رہے ہیں جتھوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔

—— مزید خبر ہے کہ ۸۔ فروری کی صبح کو مسلح پولیس کے پہرے ہٹا دئے گئے اور ان کی جگہ سی۔ آئی۔ ڈی کا رخاص کے سپاہی اور افسر تمام دروازوں پر موجود ہیں۔

—— دہلی میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔ ۷ فروری کو مسودہ قانون ادائیگی اجرت منظور ہوگیا

—— بہاولپور میں ہندوؤں کی شورش بدستور جاری ہے۔ حکومت بہاولپور نے اعلان کردیا ہے کہ قانون کے احترام اور قیام امن کو مد نظر رکھتے ہوئے شورش پھیلانے والوں سے سخت سلوک کیا جائے گا۔

—— کلکتہ ۸۔ فروری۔ جلپور کے آلہ زلزلہ نما نے کل دو بج کر ۱۳ منٹ پر زلزلہ کا ایک بہت بڑا جھٹکا محسوس کیا۔ زلزلہ کلکتہ سے ۲۳۰۰ میل سے آیا تھا۔

—— لاہور ۸۔ فروری۔ مسٹر یعقوب حسن بی اے ڈکٹیٹر دوئم جدید تحریک شہید گنج کے وارنٹ گرفتاری کئی روز ہوئے جاری ہوچکے ہیں۔ پولیس نے ان کے چھوٹے بھائی اور ایک دوست کو بلا وجہ بیان کئے گرفتار کرلیا ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ شملہ میں شدید برفباری اور سیالکوٹ میں شدید بارش ہوئی۔

—— سکندر آباد دکن کی ریلوے ورکشاپ میں مزدوروں نے ہڑتال کردی۔

—— حیدر آباد دکن ۷۔ فروری۔ کل شب عثمانیہ یونیورسٹی کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد ٹاؤن ہال میں بصدارت مہاراجہ سر کشن پرشاد منعقد ہوا۔

—— کلکتہ ۷ فروری۔ بلدیہ کلکتہ کے مسلم اراکین نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جب تک ان کے مطالبات منظور نہ ہوں گے وہ کارپوریشن میں داخل نہیں ہونگے اور نہ آیندہ انتخاب میں حصہ لیں گے۔

—— امید ہے حضور نظام آیندہ ماہ دہلی تشریف لائیں گے۔

—— علی گڑھ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا آیندہ اجلاس ۲۱ تا ۲۳ فروری ریاست رام پور میں منعقد ہوگا۔ سر آغا خاں صدر ہوں گے۔

—— لاہور ۹ فروری شاہی مسجد میں جمعہ سے جو نئی صورت حالات پیدا ہوئی ہے۔ وہ بدستور قائم ہے چوہدری مولا بخش اور مسٹر یعقوب حسن مسجد کے اندر ہیں۔ وہ باہر نہیں نکلتے پولیس افسر مسجد کے اندر جاکر انہیں گرفتار کرنا غیر مناسب سمجھتے ہیں۔ آج اتوار کے باعث نماز ظہر کے بعد مسلمانوں کا غیر معمولی اجتماع ہوا جتھوں کا سلسلہ شروع ہے

ممالک خارجہ

—— لندن ۸۔ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ جاپان اور مانچوکو کی افواج نے منگولیا کے بیرونی محاذ کی طرف بڑھنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ منگولیا اور سوویٹ جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ منگول مانچوکو کے محاذ پر تصادم کا خطرہ لحظہ بلحظہ بڑھ رہا ہے۔

—— ڈبلن ۸ فروری۔ آئرلینڈ کی طبی جماعت کے ایک رکن جو ڈاکٹر بروڈ بھی ہیں ابھی ابھی سے تین میل کے فاصلے پر طبی سرگرمیوں میں مصروف تھے وہاں پہنچے ہیں آپ نے دیسائے بکمین کے علاقہ میں حبشی افواج کی فتح کی تصدیق کی ہے۔ آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ اطالوی فوجیں ہر روز طبی کیمپوں پر بم برساتی رہی ہیں۔

—— حکومت برطانیہ نے اطالیہ کے اس الزام کی پرزور تردید کی ہے کہ برطانیہ نے حبشی افواج کو سامان حرب مہیا کیا۔ اس کے متعلق اس نے ایک مکتوب بھی مجلس اقوام کو بھیجا ہے۔

—— برلن ۷۔ فروری۔ کل سہ پہر میونچ کے ایک گنجان آباد بازار میں ایک فوجی ہوائی جہاز گرنے سے تین آدمی ہلاک اور دو زخمی ہوئے۔

—— لندن ۷۔ فروری۔ کل گارمیش (جرمنی) میں دس ہزار تماشائیوں کے مجمع میں ہر ہٹلر نے موسم سرما کی اولمپک کھیلوں کا افتتاح کیا۔ اس وقت شدید برفباری ہورہی تھی ہٹلر کی سلامی کے لئے تمام ممالک کے جھنڈے جو ان کھیلوں میں شریک ہیں سرنگوں کئے گئے تو ہٹلر نے ہاتھ بلند کرکے سلامی کا جواب دیا۔

—— چونکہ ہاکی ایسوسی ایشن نے دو انگریز کینیڈین باشندوں کو کھیل سے معطل کردیا تھا اس لئے برطانی ٹیم ان کھیلوں میں شریک نہ ہوگی۔

—— کیپ ٹاؤن ۷۔ فروری۔ جنوبی افریقہ کی اسمبلی میں ڈاکٹر مالغی نے ایک قرارداد پیش کی ہے کہ اس ملک کو کسی ایسی جنگ میں شریک نہ ہونا چاہئے جس سے براہ راست تعلق نہ ہو اور اٹلی کے خلاف تعزیری کارروائی کو حدود کے اندر رکھنا چاہئے۔

—— کینٹن چین ۷۔ فروری۔ کیوئنگ پر اشتراکیوں کے قبضہ کا خطرہ دور ہوگیا مرکزی حکومت سے کمک پہنچ گئی ہے۔ نانکنگ سے فوجوں کی آمد کی وجہ سے اشتراکی بڑی سرعت سے پسپا ہورہے ہیں۔ مارشل لا دور کردیا گیا ہے۔ اب کامل امن ہے۔

—— اخبار ڈیلی میل کا ایک نامہ نگار رقمطراز ہے کہ روس اور جاپان کے درمیان جنگ ناگزیر ہوگئی ہے۔ امید ہے یہ جنگ آیندہ موسم بہار میں شروع ہوجائے گی جاپانی افواج مانچوکو کی شمالی سرحدات کو منتقل کی جارہی ہیں اور روسی افواج کا اجتماع ہورہا ہے۔ معمولی جھڑپیں بھی جاری ہیں۔

—— آجکل حکومت حبشہ نہایت سرگرمی سے پروپیگنڈا کررہی ہے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کرکے اسلامی ممالک میں تقسیم کئے جارہے ہیں جن میں یقین دلایا جاتا ہے کہ ہم مسلمانوں کے دوست ہیں۔ حکومت مذکور کا خیال ہے کہ امسال حج پر حاجیوں میں یہ ٹریکٹ تقسیم کرائے جائیں۔

—— شاہ حبشہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ اٹلی کو ایک انچ بھی زمین نہ دونگا

—— معلوم ہوا ہے کہ مسولینی عنقریب میدان جنگ میں خود جانیوالا ہے اس کے ورود کے بعد اطالوی طیارے زیادہ شدت سے گولہ باری میں مصروف ہوجائیں گے

—— ادیس ابابا اور اس کے قرب و جوار میں عام پبلک کیلئے خندقیں کھدوائی گئی ہیں تاکہ فضائی حملوں کے وقت باشندوں کو پناہ دی جاسکے۔ حکومت حبشہ کوشش کررہی ہے کہ ہر ایک آدمی کو جو جنگی خدمات کے اہل ہو محاذ جنگ پر بھیج دے

—— زنجبار میں خوفناک فساد ہوگیا۔ عربوں نے مشتعل ہوکر پولیس پر حملے شروع کردئے ڈاکخانہ لوٹ لیا گیا مسٹر ایچ رودس قائم مقام ڈسٹرکٹ کمشنر زخموں کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ ایک ہندوستانی پولیس انسپکٹر مسٹر قمر الدین بھی ہلاک ہوگیا۔ دیگر بہت سے یورپین مجروح ہوئے۔ دارالسلام سے پولیس طلب کی گئی ہے۔ حالات بدستور نازک ہیں

(بقیہ صفحہ ۲)

کے باوجود آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کو غلط عقیدہ قرار دیا ہے۔ ہاں یہ چوہدری صاحب بھی جانتے ہیں کہ باوجود ان مبارکبادوں کے پرانے ممبران انجمن حمایت اسلام نہ احرار کا قبضہ انجمن پر ہونے دیں گے، نہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا خواہ مؤخر الذکر پر وہ قرارداد انجمن اس کی جائز حقدار بھی ہو۔

اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں

بات تو بڑی صاف ہے اگر دین اسلام کامل ہوگیا ہے تو پھر کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ نہ نئے کی نہ پرانے کی۔ اگر آنحضرت صلعم پر نبوت ختم ہوچکی ہے تو پھر کسی نبی کے آنے کی گنجائش نہیں۔ نہ نئے کی، نہ پرانے کی۔ نبی دین کی تکمیل کے لئے آتے تھے جب دین کامل ہوگیا۔ تو نہ نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ اور اگر ہم یہ مان لیں کہ پرانا نبی آئے گا۔ یا نیا تو اس کے صاف معنی ہیں کہ ابھی دین کامل نہیں ہُوا۔ خدا کرے کہ انجمن حمایت اسلام کی اس صاف قرارداد سے عامتہ المسلمین کو یہ سمجھ آجائے کہ ان کا یہ عقیدہ کہ آنحضرت صلعم کے بعد ایک پرانا نبی آسکتا ہے۔ اصول خاتمیت اور اصول اسلام کے خلاف ہے اور ترک کرنے کے قابل اور جس دن وہ پرانے نبی کے آنے کے عقیدہ کو ترک کردیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ قادیانی عقیدہ کا قدم بھی اکھڑ جائے گا۔

چوہدری صاحب کی "آخری میخ"

باقی رہی چوہدری صاحب کی "آخری میخ"۔ خدا کرے یہ آخری ثابت ہو اور آئندہ وہ اس مشغلہ تکفیر کو چھوڑ دیں۔ چوہدری صاحب کو یہ علم نہیں کہ یہ "آخری میخ" تو پہلے ۱۸۹۱ء میں لگی تھی جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت مرزا صاحب کے کفر پر تمام علمائے ہندوستان و پنجاب کی مہریں لگوائی تھیں۔ اس وقت ایک طرف اکیلے حضرت مرزا صاحب تھے اور دوسری طرف تمام مکفرین ہی مکفرین نظر آتے تھے مگر اس "آخری میخ" کے باوجود کافر کہلوا کر بھی مسلمان حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ملتے گئے اور مکفرین کی تعداد کم ہوتی گئی۔ چوہدری صاحب اور ان کے ہم پیشہ لوگ جب بڑی محنت سے ایک میخ لگاتے ہیں تو وہ ان کے اپنے تابوت میں لگ جاتی ہے اور احمدیت ایک نئی قوت کے ساتھ نکل پڑتی ہے۔

"احمدیت نوازوں" کا گروہ

پہلے احمدی ہُوا کرتے تھے۔ اب احمدیت نوازوں کا ایک اتنا بڑا گروہ ہوگیا ہے کہ وہی تکفیر کی میخیں لگانے والوں کو دم نہیں لینے دیتا اور وہ صرف سرکار پرست نہیں۔ بلکہ رئیس الاحرار مولانا ابوالکلام آزاد جو واقعی بھی حُر کہلانے کے مستحق ہیں۔ وہ بھی احمدیوں پر کفر کا فتوے نہیں لگاتے۔ چوہدری صاحب نے تو اپنی طرف سے احمدیت کا تابوت اب ہمیشہ کے لئے پنجاب سے رخصت کردیا ہے مگر دیکھیں اس فرضی تابوت کا بھوت چوہدری صاحب کے دماغ سے کب نکلتا ہے اور کب ان کو یہ نظر آتا ہے کہ احمدیت کے قلعہ کو مسخر کرنے کے سوائے کوئی اور کام بھی دنیا میں ہے

محمد علی

پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

۵ر فروری ۱۹۳۶ء

بے نظیر اسلامی لٹریچر
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
حمائل شریف مترجم اردو
مع حواشی
مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
حمائل شریف (پاکٹ سائز)
جلد نہایت خوبصورت اور اعلیٰ
قرآن مجید (معرا)
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی اے ایل ایل بی
سیرت خیر البشر
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
مقام حدیث
النبوت فی الاسلام
مقدمۃ القرآن
حقیقۃ المسیح
المسیح الدجال یاجوج ماجوج
محمد مصطفیٰ
احمد مجتبیٰ
خلافت اسلامیہ
اسلام اور دیگر مذاہب
حدوث مادہ
مسیح موعود
شناخت ماموریں
آیت استخلاف
مراۃ الحقیقت
حقیقت اختلاف
توحید فی الاسلام
سلک مروارید
ینابیع المسیحیت
راز حیات
ضرورت الامام
خطبات غربیہ
ہستی باری تعالیٰ
یسوع کی الوہیت
اسلام اور علوم جدیدہ
حیات بعد الموت
مکالمات الٰہیہ
مطالعہ اسلام
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں
لمعات انوار محمدیہ
تمدن اسلام حصہ اول
نبی کا ظہور اتم
مذہب محبت
ذرائت عالم کا مذہب
ام الالسنہ
براہین نیرہ
پیام اسلام
سیرت نبوی
قرآن اور جنگ
موضوع القرآن
اسوۂ حسنہ
اسلامی نماز کا فلسفہ
کامران
مؤلفہ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور
عسل مصفیٰ ہر دو حصہ
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا انتقال پُر ملال

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک رُکن اعظم چل بسا

انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ۱۳ اور ۱۴ فروری کی درمیانی شب کو گیارہ بجے کے قریب اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

علالت

حضرت ممدوح پر ۲ فروری کو ۱۲ بجے کے قریب یکایک فالج کا حملہ ہوا۔ چند سال ہوئے پہلے بھی آپ پر اسی نامراد مرض کا حملہ ہوا تھا جس سے آپ صحتیاب ہو گئے تھے۔ علاج و معالجہ اور تیمارداری میں ہر ممکن کوشش کی گئی۔ چند روز ہوئے طبیعت کچھ سنبھل بھی گئی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حق و صداقت کے اس شیدائی کا دل دنیا سے سیر ہو چکا تھا اور اب اپنے مولا کے پاس جانے کی تمنا تھی۔

وفات

۱۲ تاریخ کو حالت مایوسانہ ہو گئی تھی۔ ۱۳ فروری کی شب کو اس پاک مقدس اور قابل صد رشک زندگی کے آخری لمحے بھی پورے ہو گئے۔ احمدیہ بلڈنگس میں ایک کہرام مچ گیا۔ جن جن دوستوں کو ممکن تھا اسی وقت اطلاع پہنچائی گئی۔ علی الصبح غمگساروں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ آپ کا حیات بخش مطب ایک ماتم کدہ بن گیا۔ ہر ایک شخص کا دل غم سے بھرا ہوا تھا۔ آنکھیں بے اختیار آنسو بہا رہی تھیں۔ حضرت مرحوم کے وطن کلانور ضلع گورداسپور اور متعدد جماعتوں میں بذریعہ تار یہ غم انگیز خبر پہنچائی گئی تھی چنانچہ آپ کے متعدد رشتہ دار اور احباب جماعت جنازہ میں شامل ہونے کیلئے پہنچ گئے۔ صف ماتم میں حضرت مرحوم کے اعزا اور بزرگان و احباب جماعت کے علاوہ لاہور کے اکثر غیر از جماعت معززین اور غیر مسلم حضرات بھی شامل تھے۔ زنانہ میں خواتین کا غیر معمولی ہجوم تھا۔

جنازہ

نماز ظہر کے بعد دو بجے کے قریب جنازہ اٹھایا گیا۔ اس وقت کا منظر نہایت دردناک تھا۔ ہر ایک شخص کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو امڈے آ رہے تھے۔ اس مرد خدا کو اللہ تعالیٰ نے [illegible] عطا فرمایا تھا۔ ہزاروں زندہ درگور مریض اس مکان سے حیات تازہ حاصل کر کے نکلے۔ اسی مکان سے اس طبیب اعظم کا جنازہ اٹھنا اتنا غم انگیز اور رقت خیز منظر تھا کہ دل بے اختیار تڑپ اٹھے۔ جنازہ کے ہمراہ احباب جماعت کے علاوہ بیشمار غیر از جماعت معززین بھی تھے۔ غیر معمولی ہجوم تھا۔ حضرت مرحوم کے متعدد غیر مسلم دوستوں نے بھی شرکت کی اور قبرستان تک ساتھ رہے۔ قبرستان میانی صاحب پہنچ کر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اخلاق و دینداری کے اس پیکر کی میت کو سپرد خاک کیا گیا۔ بعض حضرات بروقت اطلاع نہ ملنے کی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکے وہ بعد میں اظہار افسوس کے لئے قبرستان پہنچے۔ غیر مسلم اصحاب نے بھی دعا میں شرکت کی۔

ماتم

۱۴ فروری کو انجمن کے تمام دفاتر اور مسلم ہائی اسکول لاہور، میونسپل دفاتر، میڈیکل کالج اور کئی دیگر ادارے بند کر دیئے گئے۔ صبح کے وقت مسلم ہائی اسکول لاہور کے اساتذہ و طلبا کا ماتمی جلسہ جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا جس میں اظہار افسوس و ہمدردی کی قرارداد منظور کی گئی۔

پیغامات تعزیت

مختلف مقامات سے تاریں اور تعزیتی پیغامات کثیر تعداد میں موصول ہو رہے ہیں۔ لاہور شہر اور صوبہ کے دیگر حصوں میں اس المناک حادثہ پر اظہار افسوس کیا جا رہا ہے۔

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات

ایک ناقابل تلافی قومی نقصان

انسان کس قدر مجبور و لاچار ہستی ہے۔ اس کو اپنی زندگی میں بعض اوقات ایسے المناک اور درد انگیز فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں جن کے تصور سے بھی اس کا دل کانپ اٹھتا ہے۔ لیکن حالات و حقائق کی قہرمانی طاقتوں کے سامنے وہ بے بس ہو کر رہ جاتا ہے اور اسے وہی کرنا پڑتا ہے جو وہ نہیں کرنا چاہتا۔

بزرگو! اور دوستو! ذرا غور کرو کہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جیسی بے نظیر اور قیمتی ہستی کی وفات کی المناک خبر آپ تک پہنچانا اور اس ناقابل تلافی قومی نقصان پر ماتم کرنا کس قدر درد انگیز فرض ہے۔ آنکھوں میں بے اختیار آنسو امڈے چلے آرہے ہیں۔ اس عدیم المثال رکن جماعت کو مرحوم لکھتے ہوئے قلم کا سینہ شق ہوا جاتا ہے۔ دل کا تقاضا ہے کہ اس حادثہ کے وقوع پذیر ہونے پر یقین ہی نہ کیا جائے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ یہ انمول موتی، یہ پیکر اخلاص، یہ مہر و وفا کا مجسمہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو چکا ہے۔ موت کے بے رحم فرشتے نے اس کو ہم سے چھین لیا ہے۔ اب اس کی نورانی صورت اس کا شگفتہ چہرہ ہمیں کبھی نظر نہ آئیگا۔ ہماری اشکبار و بدنصیب آنکھوں کے سامنے اس کا جنازہ اٹھا اور ہم نے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اس متاع عزیز کو سپرد خاک کیا ہے۔ لوگ اسے ڈھونڈینگے یاد کرینگے اور نہ پائیں گے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

جہاں الفاظ بیکار ہو جاتے ہیں آنسو جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں اس حادثہ عظیم کا ذکر کرتے ہوئے دل میں جو جذبات درد و الم قیامت برپا کر رہے ہیں۔ ان کا اظہار آنسوؤں کے بغیر ممکن ہی نہیں افسوس ان آنسوؤں کو سیاہ حروف کی شکل میں اخبار کے صفحات پر منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس کی ضرورت ہی کیا ہے حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو جاننے والا وہ کونسا دل ہوگا۔ جو ان کی وفات کی خبر سنے گا اور بے اختیار نہ تڑپیگا۔ مرحوم کو دیکھنے والی وہ کونسی آنکھ ہوگی جو اشکبار نہ ہوگی۔ وہ دلوں کا تاجدار تھا۔ بے شمار دل اور آنکھیں عرصہ دراز تک اس کے حضور اپنی عقیدت کا خراج پیش کرتے رہیں گے۔

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کس قدر عظیم الشان کس قدر بلند اخلاق اور کس قدر روشن دماغ اور پاکیزہ سیرت انسان تھے۔ جن لوگوں کو حضرت مرحوم سے شرف تعارف و وابستگی حاصل تھا۔ انہیں یہ باتیں بتلانے کی ضرورت نہیں اور جو اس شرف سے محروم ہیں۔ انہیں ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کس طرح بتلایا جائے یہ ہستی کیا تھی؟ آہ! وہ عالم اعلیٰ کی ایک پاکیزہ روح تھی۔ جو کچھ عرصہ کے لئے اس دنیا میں آگئی تھی۔ یہ شخص ایک چشمہ فیض اور مینار نور تھا۔ جس کا کام مخلوق خدا کی بھلائی اور بہتری تھی۔ ایسے انسان روز روز نہیں صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا وجود دنیا کی سب سے زیادہ بیش قیمت اور کمیاب متاع ہوتی ہے۔

اخلاق و شرافت کے لحاظ سے مرحوم بلند اخلاق و شرافت کے مجسمہ تھے۔ ہر ایک دوست دشمن ایک ہی ملاقات میں ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ فرشتہ صورت ہونے کے ساتھ یہ انسان فرشتہ سیرت بھی تھا۔ اس میں عمر رسیدہ ترین بزرگوں کی شفقت و دلجوئی اور بچوں کا سا بھولا پن دونوں موجود تھے۔ اس کے دل و دماغ پر نیکی۔ پاکیزگی اور سچائی اور ہمدردی اس طرح چھائی ہوئی تھی کہ برائی کے لئے کوئی جگہ ہی باقی نہ تھی۔ دوستوں کے ساتھ وفا بہت بڑی خوبی ہے۔ لیکن اس سے زیادہ بڑی خوبی دشمنوں اور مخالفوں کی خیر خواہی ہے۔ یہ دونوں خوبیاں حضرت مرحوم میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

ایک مسلمان اور احمدی کی حیثیت سے آپ کا دل دین و ملت کے عشق سے لبریز تھا۔ جو دین کی ہر ایک مشکل اور جماعت و قوم کی ہر ایک مصیبت پر بے اختیار تڑپ اٹھتا تھا۔ ان کا قدم ہر ایک دینی و قومی خدمت میں آگے رہتا۔ کم از کم شمالی ہندوستان کی کوئی ایسی مفید اسلامی تحریک نہ تھی۔ جس سے مرحوم کو عملی ہمدردی نہ ہو۔ سلسلہ احمدیہ کے تو وہ رکن اعظم تھے۔ نوجوانی کے عالم ہی میں حضرت مسیح موعودؑ کا فیض صحبت میسر آیا اور آخر دم تک دین کیلئے بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ ہزاروں روپے اور قیمتی وقت بے دریغ صرف کیا۔

ایک ہندوستانی کی حیثیت سے آپ سچے بہی خواہ وطن تھے اصلی اور پائیدار ہندو مسلم سکھ اتحاد کے دل سے حامی۔ آپ کا دائرہ احباب بہت وسیع تھا۔ اور ملک کی ہر قوم کے افراد اس میں شریک تھے۔

ایک طبیب کی حیثیت سے آپ بہت بڑی قابلیت اور وسیع تجربہ کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی دست شفا عطا فرمایا تھا۔ آپ کا حیات بخش مطب ہر ایک دوست دشمن کیلئے کھلا تھا۔ آپ نے اپنی طبی قابلیت کو حصول دولت و وجاہت کی بجائے انسانی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔ آہ! اس طبیب اعظم کے مقدس ہاتھ صرف بغیر فیس کے نسخے ہی نہ لکھتے تھے بلکہ اپنے مریضوں کے لئے مصروف عمل بھی رہتے تھے۔ اس میں بھی امیر غریب اور دوست دشمن کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ اس زمانہ میں اس قسم کی خداترسی و زہد۔ قابلیت و بے غرضی کے نمونے کہاں ملتے ہیں؟

غرضیکہ حضرت مرحوم میں دینداری، پاکبازی، خوش اخلاقی اخلاص، دوست نوازی، وضعداری، اعلیٰ قابلیت، اتحاد دوستی رحم و ہمدردی اور غریب پروری کی تمام صفات موجود تھیں آپ کی وفات ایک قومی نقصان ہے۔ جس کی تلافی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ہم جماعت کے تمام افراد۔ پیغام صلح کے تمام قارئین کی طرف سے آپ کی بیگم صاحبہ، صاحبزادوں، صاحبزادیوں، برادران و دیگر اعزہ اور تمام دوستوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس نیک پاک بزرگ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اس کی دینی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اس کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ہم اپنے رنج و الم کا اظہار تو کر چکے۔ کیونکہ انسانی دل اس کیلئے مجبور ہے۔ دنیا کا قاعدہ بھی پورا ہو چکا۔ لیکن نیکی و خلوص غیر فانی چیزیں ہیں۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنی زندگی میں اس قدر نیکی کے کام کئے جن کا شمار مشکل ہے۔ وہ نیکی و سچائی کے لئے ہی زندہ تھے اور اسی راستہ میں ان کی موت ہوئی۔ ان کی نیکیاں مر نہیں سکتیں۔ وہ شہید ہیں۔ شہداء کو حیات جاودانی کی نعمت ملتی ہے۔ اس لئے یعقوب بیگ زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لٰکن لا تشعرون۔

(از محمد انعام الحق)

یعقوب بیگ نمبر

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی یاد میں عنقریب یعقوب بیگ نمبر شائع کیا جائیگا جس میں بزرگان و احباب جماعت و دیگر مسلم غیر مسلم حضرات کے مضامین اور نظمیں درج کی جائینگی۔ حضرت مرحوم کے احباب اور جماعت کے دیگر اہل قلم حضرات بہت جلد اپنے مضامین اور نظمیں عنایت فرمائیں۔

قیمت اور تاریخ کا اعلان بعد میں ہوگا۔

(مدیر معاون)

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم

آپ کے مختصر حالات زندگی اور دینی و قومی خدمات

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

۱۳ فروری ۱۹۳۶ء کا دن لاہور میں غم و الم کا دن تھا جبکہ ایک فرشتہ سیرت انسان جس کا وجود ہندو، مسلمان، عیسائی، دہریہ، غرضیکہ تمام مذاہب کے انسانوں کے لئے قطع نظر اس امر کے کہ وہ امیر ہیں یا غریب ہمدردی اور محبت و الفت سے بھرا ہوا تھا۔ اس جہان فانی سے اٹھ کر عالم جاودانی کو سدھار گیا۔ شاید ہی کوئی آنکھ ہو جو اس پاکیزہ روح کی پرواز کی خبر سن کر اشکبار نہ ہوئی ہو۔ اور شاید ہی کوئی دل ہو جس نے اس قدسی نفس انسان کی موت کا صدمہ محسوس نہ کیا ہو۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم ۱۶ اپریل ۱۸۷۲ء کو کلانور ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک اعلیٰ مغل خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ۱۸۹۲ء میں جب آپ میڈیکل کالج لاہور میں پڑھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کے فیض صحبت سے متاثر ہو کر ان کی بیعت میں شامل ہو گئے اور اسی وقت سے نیکی و تقویٰ اور دین سے محبت اور مخلوق خدا کی ہمدردی کی ایک نمایاں تصویر بن گئے۔ حضرت مسیح موعود کے فیض صحبت نے آپ کے اندر وہ نور پیدا کیا۔ جس کو دیکھ کر آپ کے والد ماجد مرزا نیاز بیگ صاحب مرحوم بھی حضرت اقدس کی بیعت میں شامل ہو گئے۔ بیعت کے بعد آپ اپنے اوقات کا اکثر حصہ حضرت اقدس کی صحبت میں گزارتے تھے۔ کوئی اتوار، کوئی چھٹی کا دن ایسا نہ تھا جب آپ لاہور سے قادیان نہ پہنچ جائیں اور حضرت اقدس کے فیوض روحانیہ سے مستفیض نہ ہوں۔ آپ کی اس نیکی اور تقوے ہی کا نتیجہ تھا۔ کہ حضرت اقدس نے آپ کو اس مجلس معتمدین کی رکنیت کا شرف عطا فرمایا۔ جو سلسلہ کے کاموں کے انصرام کے لئے خود حضرت احمد [illegible] نے بنائی۔

۱۸۹۷ء میں آپ نے لاہور میڈیکل کالج سے ڈاکٹری کا امتحان [illegible] میو ہسپتال میں ہاؤس سرجن کے عہدہ پر تعینات ہو گئے۔ تھوڑا عرصہ یہاں کام کرنے کے بعد آپ کی تبدیلی [illegible] اور کچھ عرصہ فاضلکا، جہلم، شاہ پور وغیرہ مقامات پر بطور اسسٹنٹ سرجن کام کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ کو لاہور میڈیکل کالج میں [illegible] پروفیسر اناٹومی تعینات کیا گیا اور ایک عرصہ تک اسی کام پر لاہور رہے۔ ۱۹۱۴ء یا ۱۹۱۵ء میں آپ کو کسی دوسرے مقام پر بطور سول سرجن بھیجے جانے کا حکم ہوا۔ لیکن اس وقت لاہور میں خدمت دین کا اہم کام آپ اپنے ذمے لے چکے تھے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے آنریری جنرل سکرٹری کے عہدہ پر مامور تھے۔ اس لئے آپ نے دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے ملازمت کو ترک کر دیا۔ اور صرف اپنی پرائیویٹ پریکٹس کو ہی ذریعہ معاش بنایا۔ جس میں دینی کاموں میں حصہ لینے کا آپ کو اچھا موقعہ ملتا تھا۔

اس تمام دوران ملازمت میں اور اس کے بعد آپ کے ساتھ سینکڑوں مسلمانوں، ہندوؤں اور دیگر اقوام کے لوگوں کو سابقہ پڑا۔ جس کو پوچھو وہی آپ کے اخلاق و اطوار خوش خلقی اور نیکدلی کا دل سے مداح ہے غریب سے غریب انسان آپ کے دروازہ پر آتا تھا اور حسب خواہش بامراد ہو کر جاتا تھا۔ اپنے اخلاق و اطوار کی وجہ سے ہر قوم کے بلند سے بلند طبقہ کے لوگوں اور بڑے بڑے حکام تک آپ کو کافی عزت و رسوخ حاصل تھا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے مشکل سے مشکل کام آپ کے توسط سے نہایت آسانی سے ہو جاتے تھے۔ بہت سی سوسائٹیوں اور انجمنوں میں آپ کی رکنیت باعث فخر سمجھی جاتی تھی۔ آپ پنجاب میڈیکل ایسوسی ایشن کے وائس پریذیڈنٹ تھے، پنجاب ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے ممبر تھے۔ انجمن حمایت اسلام کے ممبر تھے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نائب صدر تھے۔ میونسپل کمیٹی لاہور میں سرکاری نمائندہ کی حیثیت سے ممبر رہ چکے تھے۔

قومی کاموں، مسلمانوں کی فلاح و بہبود، ہندو مسلم اتحاد کے لئے آپ کے دل میں ایسا شوق اور تڑپ تھی کہ شاید ہی کوئی قومی معاملہ ہو۔ جس میں آپ نے بذریعہ تحریر یا تقریر حصہ نہ لیا ہو۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں مسجد شہید گنج اور معاملات سرحد پر آپ نے انگریزی اور اردو میں بہت سے بیش قیمت مضامین لکھے۔ جو اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ تمام انجمنوں اور اداروں کو آپ چندہ بھی دیتے اور آنریری طور پر ان کی حسب ضرورت خدمت بھی کرتے تھے۔ انجمن حمایت اسلام کے تعلیمی اداروں اور یتیم خانہ میں جو بھی بیمار ہوتا۔ آپ اطلاع ملنے پر فوراً اس کو جا کر دیکھتے اور پوری ہمدردی و دلسوزی کے ساتھ اس کا علاج معالجہ کرتے۔ آپ کے مطب میں ایسے غریب بیماروں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ جن کو نہ صرف بلا فیس دیکھتے تھے بلکہ ان کو ادویات بھی اپنے پاس سے مفت دیتے تھے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آپ کے اموال سے بہت فائدہ اٹھایا۔ جب تک آپ کا تعلق قادیان سے رہا۔ اس وقت تک بھی آپ سلسلہ کی ہر تحریک میں نمایاں حصہ لیتے رہے اور جب سلسلہ کا مرکز لاہور بن گیا۔ تو اس کے بعد بھی آخری دن تک آپ اپنے مال اور اوقات کا بیشتر حصہ سلسلہ کے کاموں میں دیتے رہے۔ ان تمام خدمات کی تفصیل کیلئے ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے

قریباً سات سال کا عرصہ ہوا۔ آپ کے دائیں پہلو پر فالج کا حملہ ہوا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو صحت عطا فرما دی۔ اور کافی کمزور ہو جانے کے باوجود پھر ویسی ہی مستعدی کے ساتھ ان مشاغل میں آپ نے حصہ لینا شروع کر دیا جو حالت صحت میں آپ کا دستور العمل تھے۔ مریضوں کو دیکھنے۔ ان کیلئے دوائیں تجویز کرنے اور پھر دعائیں بھی کرنے، حاجتمندوں کی حاجات پوری کرنے۔ قومی کاموں میں حصہ لینے اور اخبارات کیلئے مضامین لکھنے میں شاید ہی کوئی وقت آپ کو آرام کے لئے ملتا ہو لیکن کبھی کسی حالت میں بھی آپ کے چہرے سے شگفتگی کے آثار محو نہیں ہوئے اور کسی ملنے والے سے کسی وقت بھی کبیدگی آپ سے ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا آپ کا بدترین دشمن معترف ہے اور یہ تو وہ ہستی تھی۔ جس کا کوئی دشمن نظر ہی نہیں آتا۔ جس کو دیکھو۔ آپ کی دوستی ہی کا دم بھرتا دکھائی دیتا ہے۔

۱۰ فروری کو آپ پر دوبارہ فالج کا نہایت سخت حملہ دوسرے پہلو پر ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی زبان بھی بند ہو گئی دس دن تک صاحب فراش رہے۔ اور نہایت قابل ڈاکٹروں کا علاج ہوتا رہا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو یہی منظور تھا۔ کہ اس پاک نفس انسان کو اپنی طرف بلا لے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۳ فروری ۱۹۳۶ء کو رات کے ۱۱ بجے یہ پاک روح جسد عنصری سے پرواز کر کے اعلیٰ علیین میں جا پہنچی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون آپ کے جنازہ کے ساتھ ہندوؤں اور مسلمانوں کے کثیر التعداد ہجوم میں انجمن حمایت اسلام کے بھی بعض ممبر تھے۔ جو سب کے سب نہایت دلسوزی کے ساتھ آپ کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ ایک رکن انجمن کے یہ لفظ ہیں کہ "وہ ایک ہیرا تھا جس کا وجود نہ صرف سلسلہ احمدیہ بلکہ تمام مسلمان قوم کے لئے باعث فخر تھا"

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آپ کی زندگی نہ صرف سلسلہ احمدیہ بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے باعث فخر تھی۔ اور آپ کی وفات ایک بہت بڑے قومی نقصان کا موجب ہے۔

اعلان جلسہ

مورخہ ۱۶ فروری بروز اتوار بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوگا۔ جس میں

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے حالات زندگی

پر مختلف اصحاب تقریریں فرمائیں گے۔ تمام دوست تشریف لائیں۔

(سکرٹری)

الہام کی ضرورت کا اعتراف

ہندوؤں اور آریوں کی الہامی کتاب وید دنیا کا ایک بہت بڑا سر مخفی ہے اس کے متعلق دعاوی تو بڑے بڑے کئے جاتے ہیں۔ اس کو دنیا بھر کے علوم و فنون اور روحانیت و اخلاق کا منبع قرار دیا جاتا ہے۔ آریہ حلقوں کی طرف سے اس کو مشرق و مغرب میں پھیلانے کے عزم کا بار بار اظہار ہوتا ہے لیکن کیفیت یہ ہے کہ اردو یا ہندی میں بھی اس کا مکمل ترجمہ اب تک نہیں ہو سکا جس کی وجہ یہ ہے کہ وید کی بعض تعلیمات ایسی ہیں جن کے اظہار کا حوصلہ اس زمانہ میں آریوں کو نہیں ہو سکتا۔ جب کوئی آریہ ودوان ان کا ترجمہ کرتا ہے تو آریہ حلقوں میں شور مچ جاتا ہے اور مترجم پر لے دے شروع ہو جاتی ہے۔

اس پارٹی کا آرگن "آریہ گزٹ" اس قسم کے تراجم پر اظہار ناپسندیدگی کرتا ہوا ایک اچھی بات بھی لکھ گیا۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"کیونکہ پربھو کی بانی (خدائی کلام) صرف ودیا کا درشتہ (علمیت پر مبنی) ہی نہیں۔ اس کے لئے بانی کے سوامی (مالک) پرماتما سے ڈائرکٹ سمبندھ کی ضرورت ہے۔ تاکہ اس کی بانی کے شبدوں (الفاظ) کا اصلی ارتھ اور مطلب اسی سے سمجھا جا سکے" (۲۶ر جنوری ۳۶ء)

گذارش یہ ہے کہ خدا سے براہ راست تعلق کا ذریعہ الہام کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ مگر افسوس آریہ سماج اس ذریعہ کا منکر ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ ابتدائے عالم میں خدا نے اپنا کلام وید کی شکل میں نازل کر کے ہمیشہ اس دروازہ کو بند کر لیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ان الفاظ میں آریہ گزٹ نے اپنے مذہب کے ایک مسلمہ اصول کو پس پشت ڈال کر الہام کے اسلامی عقیدہ کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے ایسا مجبوراً کر لیا ہے۔ حقیقت، وصداقت کے سامنے اس کے اشد ترین منکروں کو بھی آخر کار جھکنا پڑتا ہے۔

اچھوتوں کی مشکلات میں اضافہ

ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان کے بعد ہندوؤں کے بعض طبقے بالخصوص آریہ سماجی زیادہ سرگرمی سے اچھوتوں کو سبز باغ دکھانے میں مصروف ہو گئے ہیں۔ غریب و مظلوم اچھوتوں کو اپنی نمائشی ہمدردی و اخلاص کا یقین دلانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں ان باتوں سے اچھوتوں کی بھلائی تو کیا ہوتی تھی البتہ ان کے لئے نئی مشکلات اور نئی مصیبتیں پیدا ہو گئی ہیں کیونکہ راسخ العقیدہ اور قدامت پسند ہندو ان نمائشی ہمدردیوں کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ انہوں نے تاؤ کھا کر اچھوتوں پر نئے نئے مظالم ڈھانے شروع کر دئے ہیں۔ ہر روز اخبارات میں اس کے متعلق عبرت انگیز اور لرزہ خیز خبریں درج ہوتی رہتی ہیں۔ اچھوتوں کو زد و کوب اور ان کے بائیکاٹ کے واقعات عام ہو رہے ہیں۔ ضلع گیا کے ایک گاؤں چلوشا میں غریب چمار وں کو جبلی تنکیس یا گیلو پتا ۲۶ فروری کئی مقامات پر ان کے جھونپڑے جلا دئیے گئے۔ ہم پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں اب پھر اس کا اعادہ کرتے ہیں کہ اگر اصلاح پسند ہندوؤں کو اچھوتوں سے کوئی حقیقی ہمدردی ہے اور وہ دل سے ان کی اصلاح و بہتری کے خواہاں ہیں تو انہیں اچھوتوں کو ہندو دھرم ترک کرنے کی تلقین کرنی چاہیئے اور اور تبدیل مذہب میں ان کو امداد دینی چاہیئے ورنہ موجودہ نمائشی ہمدردیاں اچھوتوں کی مشکلات میں دردناک اضافہ کرنے کے سوا اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتیں۔

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا ما

مسلم ہائی سکول لاہور میں تعزیتی جلسہ

سٹاف و طلبا مسلم ہائی سکول کا ایک جلسہ آج صبح نو بجے بتاریخ ۱۲ر فروری ۱۹۳۶ء زیر صدارت جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا۔ اور اس میں ذیل کے ریزولیوشن پاس کئے گئے۔

(۱) جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات حسرت آیات پر اظہار رنج و الم کیا جاتا ہے اور اس فرشتہ خصلت انسان کے وفات پانے سے جو نقصان مسلمان قوم کو عام طور سے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو خاص طور سے ہوا اس کی تلافی نا ممکن ہے۔ اس لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اُن کے صاحبزادگان مرزا داؤد بیگ اور مرزا عبدالرحمن بیگ صاحبان اور دیگر اعزا کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۲) نیز یہ قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی ایک ایک کاپی اخبار پیغام صلح۔ انقلاب۔ لائٹ کو بھیجی جاوے

(۳) سکول کو اظہار افسوس کیلئے بند کیا جاوے۔

مرزا خلیل الرحمن سیکرٹری سٹاف ایسوسی ایشن۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ

معاصر انقلاب کا تعزیتی نوٹ

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ تمام دوسری قوموں میں بھی عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کے انتقال پر ہر حلقے میں رنج و اندوہ کا اظہار کیا جا رہا ہے آپ لاہور کے بہترین ڈاکٹروں میں سے تھے اور ایک زمانے میں لاہور کے میڈیکل سکول میں سرجری کے لکچرار بھی تھے پنجاب یونیورسٹی میں آپ میڈیکل فیکلٹی کے نائب صدر رہے۔ مدت تک بلدیہ لاہور کے ممبر بھی رہے اور ہمیشہ اس شہر کے باشندوں کی خدمت سرگرمی سے بجا لاتے رہے آپ انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کے ممبر اور جماعت احمدیہ لاہور کے نہایت برگزیدہ رکن تھے مسلمانوں کے حقوق کی پر زور تائید کے ساتھ ساتھ آپ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتفاق کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔

یوں تو آپ نے مفاد عامہ کے مسائل پر اپنی زندگی میں سینکڑوں مضامین لکھے ہونگے لیکن گذشتہ چند سال کے اندر آپ نے صوبہ سرحد اور قبائل سرحد کے مسائل پر نہایت دلسوزی سے متعدد مقالات لکھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو ان مسائل سے کما حقہ واقفیت ہے اور آپ باشندگان صوبہ سرحد کے نہایت مخلص خیر خواہ ہیں۔ ذاتی اعتبار سے آپ نہایت وسیع الاخلاق، منکسر المزاج اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ عمر بھر کسی کی دلآزاری نہ کی۔ ہر شخص سے محبت و عفو و درگزر کا برتاؤ کیا۔ اور نیکی میں ہمیشہ سبقت کی اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اپنے سرادقات رحمت میں جگہ دے اور پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے ہمیں آپ کی موت کے حادثہ جانکاہ پر آپ کے متعلقین اور احباب سے دلی ہمدردی ہے۔

(انقلاب ۱۵ر فروری)

مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات حسرت آیات

لاہور ۱۳ر فروری۔ آج جناب عبدالرشید صاحب ارشد پریذیڈنٹ سرونٹس آف اسلام لیگ نے سیکرٹری کی معرفت حسب ذیل بیان پریس کو دیا۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات حسرت آیات نے ہزاروں قلوب کو رنجیدہ کیا ہے۔ آپ حد درجہ شریف اور مخلص تھے آپ نے ملک و قوم کی جو عظیم الشان اور غیر فانی خدمات سر انجام دی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اور محتاج بیان نہیں۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(عبدالسلام خورشید جنرل سیکرٹری)

قادیانی جماعت سے مطالبہ

کی یاددہانی

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی)

سالانہ جلسہ ۱۹۳۵ء کے موقعہ پر میں نے قادیان میں بعض قادیانی دوستوں سے یہ کہا تھا کہ حقیقۃ الوحی میں جو حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ میں ایک پہلو سے امتی ہوں اور ایک پہلو سے نبی ۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں" حقیقۃ الوحی کی اس عبارت کا منشاء یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود مجازاً نبی ہیں نہ کہ حقیقتاً ۔ یا یہ کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی سے مراد محدث ہی ہے ۔ جیسا کہ بارہا آپ نے اس مقصد کو کھول کھول کر بیان فرمایا ہے اور اس پر واضح دلیل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کے فیضان کی وجہ سے ایک پہلو سے نبی قرار دیا ہے ۔ اور جو نبی ہوتا ہے کسی کے فیضان سے نبی نہیں ہوا کرتا بلکہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس لئے حضرت اقدس کا دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت ہی کا ہے ۔

پس اگر یہ ثابت کرنا ہو کہ فیضان محمدی کی وجہ سے ایک پہلو سے نبی درحقیقت نبی ہی ہوتا ہے تو حضرت اقدس کی تحریروں سے یہ دکھا دیا جائے کہ آپ نے نبی کی تعریف میں کہیں یہ لکھا ہو کہ وہ کسی دوسرے نبی کے فیضان سے بھی نبی ہو سکتا ہے ۔ اس کے برعکس میں تو حضرت مسیح موعود کے کھلے الفاظ دکھا سکتا ہوں کہ نبی کیلئے بلا استفادہ کسی دوسرے نبی کے خدا سے براہ راست تعلق رکھنا شرط ہے پس جب تک یہ شرط باقی ہے یہ ماننا ہوگا کہ حضرت اقدس نبی نہیں کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کی وجہ سے صرف ایک پہلو سے نبی ہیں اور اس ایک پہلو سے نبی ہونے کے معنے بھی خود بتا دیئے کہ :۔

"نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں"

اب یا تو یہ مان لو کہ نبی ہوتا ہی صرف اس قدر ہے کہ وہ خدا سے بکثرت مکالمہ مخاطبہ پاتا ہے ۔ بس اول تو اگر یہ صحیح نہیں اور یقیناً یہ جزوی نبی کی تعریف ہے کیونکہ بکثرت مکالمہ مخاطبہ جس میں کثرت امور غیبیہ ہوں جزو نبوت ہے نہ کہ نبوت اور الفاظ "صرف اسقدر" اس پر شاہد ناطق ہیں تو ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکلتا کہ یہ نبوت کی تعریف ہے کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا ۔ پس ان الفاظ سے جو کچھ نتیجہ نکل سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ بکثرت مکالمہ مخاطبہ سے مراد امتی نبی یا جزوی نبی ہے جسے دوسرے لفظوں میں محدث کہتے ہیں ۔ اس پر آخر میں دلیل یہ بیان فرمائی کہ مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور گواہ پیش کیا ہے اور مجدد صاحب کی گواہی مندرجہ ذیل ہے ۔

اعلم ایہا الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاہا و ذالک الافراد من الانبیاء وقد یکون ذالک لبعض الکمل من متابعیہم واذا کثر ہذا القسم من الکلام مع واحد منہم سمی محدثا و ہذا غیر الالہام وغیر الالقاء فی الروع و غیر الکلام الذی مع الملک انما تخاطب بہذا الکلام الانسان الکامل واللہ یختص برحمتہ من یشاء

(تحفہ بغداد)

اگرچہ مجدد الف ثانیؒ کے بیان میں تو کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانیوالے کاملین امت محمدیہ کے لئے

"یسمی محدثاً"

یعنی "وہ محدث کہلاتا ہے" کے الفاظ ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ نے دو دفعہ اس گواہی کو اپنی تائید میں من و عن نقل کیا ۔ (دیکھو ازالہ اوہام اور تحفہ بغداد) اور دونوں جگہ محدث ہی کا لفظ نقل فرمایا جیسا کہ اصل شہادت میں موجود ہے مگر حقیقۃ الوحی میں چونکہ آپ محدثیت کو دوسرے پیرایہ میں مجازاً نبی کے لفظ میں بیان کر رہے تھے وہاں اسی شہادت کے الفاظ "یسمی محدثاً" کا ترجمہ "وہ نبی کہلاتا ہے" لکھدیا جس کے صاف یہ معنے ہیں کہ آپ حقیقۃ الوحی میں محدث اور امتی نبی کو ہم معنی طور پر استعمال کر رہے ہیں ۔ یہ صرف ایک قیاسی بات نہیں بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ :۔

"اصل میں ان کی اور ہماری تو نزاع لفظی ہے مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جن اولیاء کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے وہ محدث او نبی کہلاتے ہیں"

(الحکم ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۲ کلمات طیبات امام الزمان ملفوظات)

اب کثرت سے مکالمہ مخاطبہ پانیوالے اولیاء اللہ کو مجدد صاحب کی شہادت سے محدث اور نبی لکھا ہے جس کے صاف یہ معنے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک ایک ولی کو محدث یا نبی کہنا ایک ہی بات ہے ورنہ وہ کیونکر ایسا کر سکتے تھے کہ مجدد صاحب کو تو محدث لکھیں اور آپ ان کے بیان میں تحریف کر کے نبی کا لفظ لکھدیں ۔ ہذا بہتان عظیم ۔

اولیاء اللہ کو جب نبی کہا جاتا ہے تو اس سے تمام اہل اللہ کے نزدیک محدث ہی مراد ہوتی ہے جیسا کہ فتوحات مکیہ اور الانسان الکامل میں

"انبیاء الاولیاء"

کے الفاظ بارہا اولیاء اللہ کی شان میں استعمال کئے گئے ہیں ۔ پس جس طرح مخالفین کا یہ اعتراض غلط ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مجدد صاحب پر نبی کا لفظ لکھنے میں افترا کیا ہے اسی طرح قادیانی غالیوں کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے نہ محدثیت کا یہ بھی غلط ہے ۔

ایک سوال

بعض غالی جب تنگ آجاتے ہیں تو پھر ان کا ایک ہی سوال رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مراد محدثیت ہی ہے تو پھر حقیقۃ الوحی کے صفحات ۳۹۰-۳۹۱ پر جہاں جہاں لفظ نبی ہے وہاں نبی کی بجائے لفظ محدث رکھکر دکھاؤ اگر عبارت ٹھیک رہی تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ نبی سے مراد اس جگہ محدث ہی ہے ورنہ یہ تسلیم تو کرنا ہی پڑے گا کہ نبی سے مراد سچ مچ نبی اللہ ہی ہے ۔

اس سوال کا سیدھا جواب یہ ہے کہ محدث اور امتی نبی چونکہ ایک ہی بات ہے اس لئے ہم ہر جگہ جہاں لفظ نبی ہے اس کیساتھ مسیح موعود کی وصیت کے مطابق امتی کا لفظ لگا دیتے ہیں اور یہ مسلمہ فریقین ہے کہ نبی سے مراد امتی نبی ہی ہے ۔ پس سیاق و سباق کے مطابق ہم نے امتی

[illegible]

امتی کی بجائے حسب تحریر مسیح موعودؑ مجازی کا لفظ لکھدیتے ہیں ۔ تو بھی عبارت بالکل صحیح رہتی ہے ۔ چونکہ مجازی نبی ۔ امتی نبی اور محدث ہم معنی ہیں ۔ لہٰذا مطالبہ پورا ہوگیا

یاد رکھنے والی بات

یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ مجدد صاحب کی عبارت روایت بالمعنے کے طور پر نقل کی گئی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس روایت بالمعنے میں لفظ نبی سے مراد محدث ہی لیں کیونکہ اصل روایت میں محدث کا لفظ ہے ۔ مگر سیاق و سباق عبارت کے لحاظ سے محدث کی بجائے لفظ نبی اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ تا حدیث نبوی میں جو نبی اللہ اور پیرایا مکم مکلم کے الفاظ ہیں ان کی رعایت رکھی جائے ۔ اس لئے یہ مطالبہ کہ نبی کی بجائے لفظ محدث رکھ کر دکھاؤ اس کا دوسرے لفظوں میں یہ منشاء ہے کہ اس جگہ لفظ نبی کے استعمال کی جو غرض ہے اس کو ہم باطل کر دیں پس یہ مطالبہ ہی فضول ہے لیکن جب ہم نے معنوی طور پر اس مطالبہ کو پورا کر دیا تو اب قادیانیوں کو مان لینا چاہیئے کہ یہاں نبی سے مراد بلا شبہ محدث ہی ہے جسے مجازاً یا استعارۃً آنحضرت صلعم نے "نبی اللہ" کہا ہے ۔ پس جس طرح ہم حدیث میں نبی اللہ کی بجائے محدث اللہ نہیں رکھ سکتے اگرچہ حدیث میں نبی اللہ سے مراد امتی نبی یا محدث ہی ہے ۔ اسی طرح ہم حقیقۃ الوحی میں نبی کی بجائے محدث نہیں لکھ سکتے اگرچہ معنے کے اعتبار سے وہاں محدث ہی ہے کیونکہ وہ مجدد صاحب کے مکتوبات سے روایت بالمعنے ہے ۔

ممکن ہے کہ بمصداق "ہر چہ گیرد علتی علت شود" کسی غالی کو بعد مذکورہ بیان سے یہ سوجھے کہ جب عبارت میں لفظ نبی ہی صحیح بیٹھتا ہے اور محدث کا لفظ ٹھیک نہیں بیٹھتا تو معناً بھی نبی سے مراد محدث نہیں لی جا سکتی اس لئے میں اس مغالطہ کا جواب بھی عرض کئے دیتا ہوں اور وہ یہ کہ اگرچہ دو لفظ ہم معنی ہوں تو بھی موزونیت عبارت کے لحاظ سے اگر ایک کی بجائے دوسرا لفظ نہ آسکے تو بھی معنوی اعتبار سے کچھ فرق نہیں پڑا کرتا ۔ مثلاً ہر شخص جانتا ہے کہ محمد و احمد ایک ہی ذات کے دو نام ہیں ۔ اب اگر ایک عبارت میں سیاق و سباق کے رو سے محمد کا لفظ زیادہ موزوں ہو اور احمد کا لفظ موزوں نہ ہو تو اس کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے کہ محمدؐ اور احمدؐ اور ۔ میرا خیال ہے کہ اس بات کو سمجھانے کیلئے زیادہ بحث کی ضرورت نہیں جبکہ ہم قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کے اسماء میں یہ نہیں کر سکتے کہ رحیم کی جگہ رحمٰن کر دیں حالانکہ وہی رحیم ہے اور وہی رحمٰن ہے اور دونوں لفظوں میں معنے بھی بہت حد تک اتحاد ہے ۔ اسی طرح نبی اور محدث کے استعمال کو قیاس کریں ۔ اور اگر لفظوں پر ہی لڑنا ہے تو کوئی قادیانی ہمیں یہی سمجھا دے کہ مجدد صاحب کی عبارت میں تصرف کرنے کا حضرت مرزا صاحب کو کیا حق حاصل تھا یا وہ دکھائیں کہ کہاں مجدد صاحب نے کاملین امت محمدیہ کیلئے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے ۔ اگر مجدد صاحب کے مکتوبات میں لفظ محدث ہی ہے اور نبی کا لفظ ہے ہی نہیں تو پھر یہ ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے کہ یونہی کہتے چلے جائیں کہ یہاں تو نبی کا لفظ ہی موزوں آتا ہے اس لئے حضرت مرزا صاحب کا منشا کاملین امت کو نبی کہنا ہی ہے اور مجدد صاحب کا بھی یہی منشا ہے اور ضرور ان کے مکتوبات میں لفظ نبی ہی ہوگا حالانکہ امر واقع اس کے خلاف ہے ۔

یاددہانی

ایک ماہ سے زائد عرصہ ہوا کہ میں نے قادیانی مولوی ماسٹر محمد علی صاحب اظہر سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ مکتوبات میں سے کہیں سے دکھائیں کہ مجدد صاحب سرہندی نے کاملین امت محمدیہ کے حق میں لفظ نبی استعمال فرمایا ہو کیونکہ انہوں نے قادیان میں مجھ سے کہا تھا کہ جس طرح حضرت

(باقی پر صفحہ ۷)

اخبار احمدیہ

—— حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات کے المناک حادثہ نے جماعت کے تمام حلقوں کو غیر معمولی طور پر متاثر کیا ہے۔ بیرونجات سے احباب تعزیت کیلئے تشریف لا رہے ہیں اور تعزیتی پیغامات کثیر تعداد میں موصول ہو رہے ہیں۔ جن کا خلاصہ انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں درج کیا جائے گا۔

—— لائلپور سے اطلاع ملی ہے کہ جناب شیخ میاں محمد صاحب جناب شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب اور جناب شیخ میاں محمد حسین صاحب معہ اہل و عیال حج کو جا رہے ہیں۔ یہ خوش نصیب قافلہ دس بارہ افراد پر مشتمل ہوگا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو بخیریت منزل مقصود پر پہنچائے اور بعد فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد بخیریت وطن واپس تشریف لائیں۔ ہم شیخ صاحبان کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ اپنی دعاؤں میں جماعت و افراد جماعت کو بھی یاد رکھیں۔

—— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ انجمن آجکل دورہ پر ہیں۔ گذشتہ پروگرام کے مطابق انہوں نے ۱۰ فروری تک سامانہ (ریاست پٹیالہ) ٹھہرنا تھا۔ چونکہ دہلی اور شملہ کی جماعتوں نے آپکی آمد کی تحریک میں خاطر خواہ حصہ نہیں لیا۔ اس لئے شیخ صاحب مرکز کی ہدایت کے مطابق ۱۰ فروری سے قبل ہی سامانہ سے روانہ ہو گئے۔ اور انشاء اللہ چند روز میں انبالہ، سادھورہ، کرنال وغیرہ مقامات کا دورہ کرتے ہوئے دہلی پہنچ جائیں گے۔ دہلی اور ان مقامات کے احباب سے درخواست ہے کہ وہ شیخ صاحب کو ان کے مقصد میں امداد دیں۔

—— منشی عبد الحق صاحب محرر دفتر تبلیغ چند روز سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔

—— ملک عبد الغنی صاحب محرر دفتر تحصیل کو آشوب چشم کی تکلیف ہے۔

—— چودھری محمد سردار خاں صاحب کلرک جنازہ بنام صلح کو تقریباً دو ہفتوں سے پھوڑوں کی وجہ سے شدید تکلیف ہے۔

تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان کارکنان انجمن کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

—— اطلاع ملی ہے کہ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی بخیریت پونہ پہنچکر خدمت دین میں مصروف ہو گئے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۱)

مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی میں کثرت مکالمہ مخاطبہ کو جس میں امور غیبیہ بھی کثرت ہوں نبوت قرار دیا ہے اور مجدد صاحب کو گواہ ٹھہرایا ہے۔ میں دکھا سکتا ہوں کہ مجدد صاحب نے ایسے مکالمہ مخاطبہ پانے والے کو "نبی" نہیں لکھا ہے۔ اور بعض افراد قادیان نے تو مجھے یہ بھی کہا تھا کہ ایسا حوالہ اخبار فاروق میں پیش کیا جا چکا ہے اس لئے میں نے "پیغام صلح" کے ذریعہ اس حوالہ کا مطالبہ کیا مگر اب تک قادیانی جماعت خاموش ہے جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہو رہا ہوں کہ محض دفع الوقتی کے طور پر ان لوگوں نے یہ کہدیا تھا کہ وہ ایسا حوالہ دکھا سکتے ہیں۔ درحقیقت یہی ہے کہ ایسا کوئی حوالہ موجود نہیں ہے۔ تاہم میں قادیانی جماعت کے تمام افراد کو پھر کہتا ہوں کہ وہ ایسا حوالہ پیش کریں لیکن وہ یاد رکھیں کہ وہ ہرگز کامیاب نہ ہونگے اس لئے چاہیئے کہ وہ خدا کے خوف سے ڈر کر اپنے عقیدہ کی اصلاح کر لیں۔

نوٹ:- ایک قادیانی دوست نے بھی میرا مضمون دیکھ کر قادیان خط لکھا مگر اسے بھی جواب نہیں ملا۔ یہ خاموشی بتا رہی ہے کہ اب کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

خاکسار۔ عمر الدین احمدی۔ از پونہ

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— دمشق ۱۰ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ شام کے قوم پرست نوجوانوں نے چندہ جمع کر کے حکومت عراق کو ایک بمبار طیارہ خرید کر دیا ہے۔ دول الاسلامیہ کے اتحاد کی عہد و پیماں میں عراق نے نمایاں حصہ لیا ہے۔ اس سے شام کے قوم پرست نوجوان بہت متاثر ہوئے ہیں۔

—— حکومت عراق نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے کہ امداد باہمی کے اصول پر ایک بنک قائم کیا جائے جس کے ذریعہ سے لوگوں کی اقتصادی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ اس بنک کا سرمایہ ایک ملین پونڈ ہوگا۔

—— تازہ عراقی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق نے بلدیات کو اس بنا پر ۴ ہزار پونڈ قرضہ دینا منظور کر لیا ہے کہ اس رقم سے سڑکوں کی درستی و اصلاح کا کام لیا جائے۔ تاکہ گرد و غبار اڑنا بند ہو جائے۔

—— حکومت عراق عنقریب بصرہ میں ایک زرعی اور صنعتی نمائش منعقد کرنے والی ہے۔ نمائش کو بین الاقوامی حیثیت دینے کی کوشش ہو رہی ہے۔

—— ایران میں فرانسیسی زبان کی تعلیم پر خاص توجہ کی جا رہی ہے وزارت معارف نے ان تمام مدارس میں جہاں کہ فرانسیسی زبان کی تعلیم ہوتی ہے حکم بھیجا ہے کہ طلبہ اوقات درس میں فرانسیسی زبان میں گفتگو کیا کریں۔ تاکہ یہ زبان عام ہو جائے۔ طہران سے فرانسیسی زبان کا ایک اخبار بھی نکلنا شروع ہوا ہے۔ جس سے اس زبان کی ترویج میں کافی مدد مل رہی ہے۔

—— قاہرہ ۱۲ فروری۔ اعلان ہوا ہے کہ عام انتخابات ۱۰ مارچ ۱۹۳۶ء کو شروع ہو جائیں گے۔

—— تازہ ترکی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت کے ادارہ مطبوعات عامہ انگورہ کی نگرانی میں اخبارات کی تنظیم و اصلاح کا کام جاری ہے اس سلسلہ میں ایک نمائش کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ نمائش میں اس بات کو ظاہر کیا جائے گا کہ ترکی نے مطبوعات کے لحاظ سے کسقدر ترقی کی ہے

—— انگورہ کی اطلاع ہے کہ ترکی اور سپین کے درمیان دو سال کیلئے ایک تجارتی معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ معاہدہ کی تصدیق میڈرڈ پایہ تخت سپین میں پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔

—— گذشتہ دنوں میں بعض حلقوں میں یہ افواہ مشہور ہوئی تھی۔ کہ حکومت حجاز کے خلاف ارض مقدس میں بغاوت پھوٹ پڑی۔ حکومت حجاز نے اس کی پر زور تردید کی ہے اور اعلان کیا ہے کہ حجاز میں بالکل امن و امان ہے۔ بغاوت اور جنگ کا کوئی امکان موجود نہیں۔

—— امسال بھی حسب معمول شاہ افغانستان نے غربا کی امداد کے فنڈ میں ۱۵ ہزار روپے کی رقم جیب خاص سے عطا فرمائی ہے۔ یہ رقم بلدیہ کابل کے حوالے کر دی گئی ہے تاکہ حسب ضرورت غربا میں تقسیم کر دی جائے۔

—— پیرس ۱۱ فروری۔ فرانس کے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ شمالی افریقہ اور مشرق قریب کی صورت حالات پر غور و خوض کرنے کیلئے ایک کونسل بنائی جائے گی۔ جو ماہرین مستعمرات پر مشتمل ہوگی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کونسل کی تشکیل کا اہم ترین مقصد مشرق قریب کی صورت حالات پر غور و خوض کرنا ہے اس کے اجلاس میں شام کی تحریک وطنیت پر خاص طور پر بحث و تمحیص کیا جائیگی

—— لندن ۱۲ فروری۔ اس خبر کی تردید ہو گئی ہے کہ حکومت انگلستان نے ۹ عربوں کو بغاوت میں حصہ لینے کے الزام میں گرفتار کر کے ایک سرکاری جہاز پر قید کر رکھا ہے۔ تازہ مصدقہ خبر یہ ہے کہ بغاوت میں بلوائیوں کے چار آدمی ہلاک اور دو مجروح ہوئے تھے۔ اس وقت تک ان کے ۱۰ آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس حادثہ میں پولیس کے ۲۰ افسر ہلاک اور ۳۰ مجروح ہوئے۔

ہندوستان

—— جدید تحریک شہید کے سلسلہ میں لاہور میں سول نافرمانی بدستور شروع ہے۔ ۱۱ فروری کی صبح کو ساڑھے چار بجے دونوں ڈکٹیٹر چودھری مولا بخش اور مسٹر یعسوب الحسن شاہی مسجد سے گرفتار کر لئے گئے۔ اس وقت مسجد میں تقریباً دو سو مسلمان موجود تھے۔ چودھری مولا بخش منبر کے قریب سوئے ہوئے تھے یعسوب الحسن ایک حجرے میں مصروف خواب تھے جس کا دروازہ باہر سے مقفل تھا اور اندر سے بھی زنجیر لگی ہوئی تھی۔

—— پولیس نے قفل اور دروازے کے تختے توڑے اور اس طرح یعسوب الحسن کو گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے وقت پولیس کی کافی جمعیت مسجد کے اندر اور باہر موجود تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پولیس نے مسجد کے احترام کو مدنظر نہیں رکھا۔ پولیس کے سپاہی اور افسر جن میں غیر مسلم بھی شامل تھے جوتوں سمیت اندر گئے۔ پولیس کی طرف سے اس کی تردید ہوئی ہے۔

—— یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ گرفتاری کے وقت یعسوب الحسن اور چند دوسرے آدمیوں نے مزاحمت کی تھی۔ اس ضمن میں پانچ مزید گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ دونوں ڈکٹیٹروں کو گرفتار کر کے مغلپورہ کے تھانہ میں بھیجا گیا۔ اس روز لاہور اور مغلپورہ میں مسلمانوں نے غیر مکمل ہڑتال کی۔ اور نماز ظہر کے بعد شاہی مسجد میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔

—— لاہور ۱۲ فروری۔ آج سٹی مجسٹریٹ نے چودھری مولا بخش اور مسٹر یعسوب الحسن کو زیر دفعہ ۴۴ تعزیرات ہند خلاف قانون اجتماعات میں شامل ہونے کے جرم میں چھ چھ ماہ قید با مشقت کی سزا دی۔ علاوہ ازیں بعد رہائی مچلکہ اور ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا۔ ان پر ابھی اور مقدمات بھی چلائے جائیں گے۔

—— مسٹر یعسوب الحسن پر اس الزام میں ایک مقدمہ چل رہا ہے کہ انہوں نے سی۔ آئی۔ ڈی پولیس کو دھمکی دی تھی کہ وہ مسجد سے نکل جائیں ورنہ انہیں نقصان پہنچایا جائے گا اور ہلاک کر دیا جائیگا۔

—— ریاست بہاولپور میں اب حالات کچھ بہتر ہو رہے ہیں۔ مہاسبھائیوں کی شرارتوں میں کچھ کمی ہو گئی ہے۔ ہندوؤں کی نامکمل اور مضحکہ انگیز ہڑتال جاری ہے۔

—— دہلی میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔ ۱۹۰۸ء کے ترمیم ضابطہ فوجداری کی تنسیخ کی تحریک جو مسٹر بی۔ داس نے پیش کی تھی۔ صدر کے ووٹ سے مسترد ہو گئی۔ اس طرح حکومت ایک شکست سے بچ گئی۔ ہڑتال کے انسداد کا مسودہ قانون منظور ہو گیا۔

—— ۱۱ اور ۱۲ فروری کو بہار، بنگال اور نیپال کے متعدد مقامات میں زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے۔ صوبہ بہار اس سے زیادہ متاثر ہوا بھولی ریلوے اسٹیشن (بنگال اینڈ نارتھ ویسٹرن ریلوے) کے پلیٹ فارم میں شگاف پڑ گئے۔ بھاگل پور۔ ایک دیوار گرنے سے دو آدمی ہلاک ہو گئے۔ مظفر پور میں کئی آدمی مجروح ہو گئے۔ کئی مقامات پر بعض عمارتوں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ بہار کے لوگ بالخصوص ہراساں ہو رہے ہیں۔

—— کلکتہ ۱۲ فروری۔ بلدیہ کلکتہ کے ایک مسلمان رکن مسٹر زکریا نے اپنا استعفیٰ واپس لے لیا تھا۔ آج ان کو دو آدمیوں نے زخمی کر دیا۔

—— بمبئی میں ملک معظم آنجہانی کی یادگار قائم کرنے کی غرض سے گورنر بمبئی کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے۔

—— دہلی ۱۲ فروری۔ حکومت ہند نے رنگروٹوں کی بھرتی کے متعلق خفیہ ہدایات جاری کر دی ہیں۔ مختلف مرکزوں میں کام زور شور سے شروع ہو چکا ہے۔ گذشتہ دو ماہ میں صرف دہلی میں تین ہزار رنگروٹ بھرتی کئے جا چکے ہیں۔

ممالک خارجہ

—— چین میں روس اور جاپان کے درمیان جنگ شروع ہو گئی ہے جاپانی اور خارجی منگولیا کے فوجی دستوں کے تازہ ترین تصادم میں جنگی توپوں اور کلدار توپوں کا آزادانہ استعمال کیا گیا ہے۔

—— ایک اور خبر ہے اس جنگ میں، جاپانی اور منگولین کا مرتے اختلافات کو دور کرنے کیلئے نائب وزیر خارجہ مانچوکیو اور روسی کونسل جنرل کے درمیان جو کانفرنس منعقد ہوئی تھی وہ بے نتیجہ ختم ہو گئی۔

—— ادیس ابابا ۱۳ فروری۔ شاہ حبشہ نے غیر محارب افراد سے ایک ایسی پارٹی کی تشکیل کے متعلق حکم دیا ہے جو متعلقہ جنگی میدانوں میں پھر کر نعشوں کو دفن کریں۔ فوجی نشانات سے سپاہیوں کی تشخیص کا کام بھی اسی پارٹی کے سپرد کیا گیا ہے۔ اطالوی مردوں کے متعلق جو اطلاع شائع ہوئی ہے وہ اسی پارٹی کے امداد و شمار سے اخذ کی گئی ہے۔

—— ایک جرمن اخبار کا نامہ نگار مقیم حبشہ رقمطراز ہے کہ حال ہی میں اطالوی افسروں نے حبشی سرداروں کو اپنے ساتھ ملانے کیلئے پندرہ ہزار پونڈ کی رشوت پیش کی۔ لیکن اس کوشش میں اطالوی افسروں کو کامیابی نہ ہو سکی۔

—— انگلستان کے ایک اخبار ڈیلی ڈسپیچ کا نامہ نگار مقیم روما رقمطراز ہے کہ روما اور دیگر شہروں میں اطالوی عورتوں نے اب سرباز اپنے مردوں کو فوج میں بھیجنے کے خلاف مظاہرہ شروع کر دیا ہے۔ بازاروں میں عام طور پر انقلابی گیت اور نعرے سنائی دیتے گئے ہیں۔ پولیس ان مظاہروں کو دبانے کی ہر چند کوشش کرتی ہے۔ لیکن اب تک اس کو اس میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی

—— ڈیسی ۱۳ فروری۔ حکومت اطالیہ نے اعلان کیا تھا کہ جنگ کے آغاز سے لیکر اب تک کل ۴۴۸ اطالوی سپاہی ہلاک ہوئے لیکن اس کے خلاف حکومت حبشہ نے اعلان کیا ہے کہ صرف ۱۱ جنوری سے لیکر تیس جنوری تک مردوں کو دفن کرنیوالے حبشیوں نے پندرہ ہزار سفید اطالویوں اور ۲۳۰۰ اریٹیریائی عسکریوں کی لاشیں دفن کیں۔

—— لندن ۱۳ فروری۔ بحری کانفرنس کے امریکن اور برطانوی مندوبین کے درمیان ۹۰ منٹ کی گفت و شنید کے نتیجہ پر معلوم ہوا ہے کہ اس امر کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ ۳۵ ہزار ٹن جنگی جہازوں کی تعداد کو برقرار رکھا جائے۔ البتہ توپوں کو ۱۴ انچ کر دیا جائے۔

—— لندن ۱۲ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ دفاعی امور پر مبلغ تیس کروڑ پونڈ صرف کرنے والی ہے۔

—— ادیس ابابا ۱۲ فروری۔ حکومت حبشہ نے حکم دیا ہے کہ کینیڈا کے پادری جان مقرلوبن اور امریکہ کے پادری مسٹر ہیر لڈ شرپ جو صوبہ جاموں میں قید تھے۔ رہا کر دیا جائے

—— ڈیسی ۱۲ فروری۔ کل اطالوی طیاروں نے شدید بمباری کی۔ جس سے برطانوی صلیب احمر تباہ ہونے سے بال بال بچ گیا۔

—— جینوا ۱۱ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ اطالیہ میں تیل کی درآمد پر پابندیاں عائد کرنے کے مسئلہ پر غور کر کے ماہرین کی کمیٹی کے ارکان نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر امریکہ جمعیت اقوام کے ساتھ شمولیت سے انکار کرے تو تعزیری کارروائی مؤثر ثابت نہیں ہو سکتی۔ البتہ اگر امریکہ اپنی درآمد کو اعتدال پر لے آئے تو پابندیوں کا اطلاق مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

—— لندن ۱۲ فروری۔ رائٹر کو ثقاہت پابوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ملک معظم کی رسم تاجپوشی غالباً ۱۹۳۷ء میں انجام دی جائیگی بہت جلد سرکاری طور پر

اچھوتوں پر ہندوؤں کے "احسانات" کی حقیقت

ایک اچھوت نوجوان کی کھری کھری باتیں

(از مسٹر شادی رام صاحب "اچھوت" لاہوری۔)

بحث کے دوران میں جب کوئی شخص طعنہ زنی پر آجائے تو سمجھ لینا چاہئیے کہ اس کے دلائل کا خزانہ ختم ہو چکا۔ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا اور وہ اپنے فعل کو راستی و انصاف پر ثابت کرنے سے قاصر رہ چکا ہے۔ اور ایسی بے بسی کی حالت میں وہ یہ محسوس نہیں کرتا کہ وہ اپنے گناہوں کے لئے دوسروں کو قصوروار ٹھیرانا چاہتا ہے۔ اس کی حالت قابل رحم ہوجاتی ہے مگر اس میں قصور صرف اسی شخص کا ہے جو اپنی آنکھوں پر خود غرضی کی پٹی باندھ کر اپنے گناہوں کو صرف چھپاتا ہی نہیں مگر دوسروں پر بھی تھوپنا چاہتا ہے تاکہ دنیا کی آنکھوں میں دھول ڈال سکے۔

لعن و تشنیع کا حربہ

بالکل یہی حالت اب ہندوؤں کی ہے۔ اب ان کے دلائل کا سودا ایک چکا ہے اور ان کے پاس محض طعنہ بازی ہی ایک ان کا حربہ باقی رہ گیا ہے۔ اسی حربہ سے وہ ہم اچھوتوں پر بہت بے خوفی اور بے رحمی سے حملہ کر رہے ہیں۔ ایک کوئی ماسٹر آتما رام جی ہیں جو طعن و تشنیع کے سفیہانہ حربے کو استعمال کرنیوالے پہلے سپاہی ہیں۔ جب گول میز کانفرنس میں اچھوتوں کے واحد لیڈر ڈاکٹر امبیدکر صاحب نے اچھوتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے کمر باندھی تو بجائے اس کے کہ دلائل سے ڈاکٹر موصوف پر اثر ڈالا جاتا مذکورہ بالا ماسٹر آتما رام جی نے اپنی ساری طاقت اس بات کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے پر خرچ کردی کہ ڈاکٹر امبیدکر کو ہندوؤں نے تعلیم دلائی ہے۔ یہ احسان جتاتے وقت آپ کا قلم اس قدر جوش میں آیا کہ اپنے جامے سے باہر ہو گئے اور لگے ڈاکٹر امبیدکر کو صلواتیں سنانے۔

اسی قسم کے پنجاب میں ایک اور آریہ سماجی ہیں وہ ہوشیارپور والے دیوی چند جی ہیں پچھلے دنوں انہوں نے اس قسم کی دھمکیاں دینی شروع کر دی تھیں کہ اگر اچھوت لوگ ڈاکٹر امبیدکر کی حمایت کریں گے تو ہندو دیہات میں ان کا رہنا ناممکن بنادیں گے انہوں نے ڈاکٹر صاحب اور اچھوتوں کی مخالفت کو اپنا شیوہ ہی بنا لیا ہے۔ میں گذشتہ کئی سالوں سے ان آریہ سماج کے پلیٹ فارموں پر سے خاص کر سالانہ اجلاس کے موقعہ پر بولتے ہوئے سن رہا ہوں۔ ان کے سب لیکچروں میں جو مشترکہ بات پائی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ وہ اچھوتوں پر ہندوؤں کے احسانات کو نمایاں کرکے ان پر اپنا رعب ضرور جماتے ہیں"۔ ڈاکٹر امبیدکر صاحب کو بیرسٹر کس نے بنایا ایم سی راجہ کو اسمبلی کا ممبر کس نے بنایا۔ لالہ رام داس کو پرنسپل کس نے بنایا ماسٹر الشیو داس کو بی اے کس نے بنایا؟ ہندوؤں نے یہی ان کا من بھاتا گیت ہے۔ وہ اسی گیت کو آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ میں الاپا کرتے ہیں۔

ہندو اخبارات بے اصول ہیں

ایسے اشخاص کے علاوہ جو رویہ ہندو اخبارات کھلا کر ان کے اردو اخبارات کا رہا ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ بہت سے ہندو اخبارات تو ایسے ہیں جن کا سر ہے نہ پیر۔ نہ کوئی اصول ہے نہ دھرم ہے۔ مزا تو جب تھا کہ ہمارے ہاتھ میں بھی پریس ہوتا پھر دیکھتے کہ ان کے دانت کیونکر کھٹے ہوتے ہیں۔ ان کو محض اس وجہ سے بیہودہ حرکات کا حوصلہ ہو جاتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کو جواب دینے والا کوئی نہیں۔ خیر اتنا ہم کہے دیتے ہیں کہ کچھ مدت تک وہ ہماری زبان بندی کر سکتے ہیں لیکن دنیا کے تختے پر کوئی ایسی طاقت موجود نہیں ہے جو ہمارے زخمی دلوں کی دہکتی ہوئی آگ کو بجھا سکے۔

بھائی پرمانند کی اشتعال انگیزی

ہم نے آج تک ایسی بیہودہ حرکات کی پرواہ نہیں کی مگر اب ہمارے صبر کا پیالہ بھی لبریز ہو چکا۔ اب ہماری آتمائیں بے بسی کے عالم میں تڑپ رہی ہیں۔ اب بھائی پرمانند نے بھی جو ہندوؤں کے ایک بہت بڑے لیڈر مانے جاتے ہیں اسی حربے کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے جس کا استعمال ماسٹر آتما رام اور دیوی چند جی جیسے لوگ کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے "ہندو اخبار" کے ہفتہ وار ایڈیشن میں ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے "کیا یہ قصور ڈاکٹر امبیدکر کا ہے"؟ اس مضمون میں بھائی جی نے ایسی اشتعال انگیز باتیں لکھی ہیں جن کو پڑھ کر وہ کونسا اچھوت بھائی ہے جس کے دل میں غصہ و حقارت کی آگ نہ بھڑکے گی۔ پہلے تو انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر امبیدکر کی شخصیت ہندوؤں ہی کی مہربانی کا نتیجہ ہے ان کے موجودہ اعلانات پر تبصرہ کرتے ہوئے اور ڈاکٹر صاحب کو سخت سست کہتے ہوئے بھائی جی نے انکی شان میں گستاخانہ باتیں لکھی ہیں۔ پھر پنجاب کے کسی ایک اچھوت نوجوان پر جس کو ڈی اے وی کالج میں پڑھنا پڑا تھا۔ اپنا زور لگائے بغیر اپنے مضمون کو ختم نہ کر سکے۔ بھائی جی نے اچھوتوں کو نہایت ناشکر گزار کہا ہے۔

ہمیں اچھوت کس نے بنایا

خیر ماسٹر آتما رام جی اور دیوی چند جی اپنے دلوں کے بخار نکال لیں اور خوب نکال لیں۔ بھائی پرمانند جی کا غیظ و غضب ہم اچھوتوں پر مسلط ہو جائے اور اچھی طرح سے ہو جائے ہندو اخبارات اپنی مستی میں اپنے قلموں کو پورے جوش میں لائیں۔ اور جی کھول کر گل کھلائیں۔ مگر ایسا کرنے سے پہلے ان سب اصحاب کو میری مندرجہ ذیل چند سطور پر غور فرما لینا نہایت ضروری ہوگا۔

چند روپیے دے کر ہندوستان میں ایک دو اچھوت نوجوانوں کو پڑھا کر بار بار اپنا احسان جتانیوالے ہندوؤ کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ ہمیں اچھوت کس نے بنایا؟ کیا مسلمانوں نے یا انگریزوں نے یا یہ تمہاری اپنی ہی حرکت ہے اور تمہارے ہی عالمگیر دھرم کی جیتی جاگتی ایک بےنظیر مثال ہے ہمیں انسانیت کے درجہ سے کس نے گرایا ہے ہمیں کتوں اور گدھوں سے بدتر کس نے بنادیا ہے۔ کیا تم نے ہمارے سب حقوق نہیں چھین لئے ہیں؟ اے پاکیزہ دل ہندوؤ! کیا اس بات کو دنیا نہیں جانتی کہ تمہارے دھرم شاستروں کے پڑھے جانے کی آواز تک سننے پر ہمارے اچھوت بھائیوں کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جاتا تھا۔ ان کی زبانیں کاٹ دی جاتی تھیں۔ تمہارے وشنو اوتار رام نے ایک اچھوت تپسوی کا جس کا نام شمبوک تھا اس لئے سر قلم کر دیا تھا کہ وہ اچھوت ہو کر تپسیہ (ریاضت) کر رہا تھا۔ ایکلویہ شودر کا انگوٹھا درونا چاریہ نے اس لئے کاٹ لیا تھا۔ کیونکہ ارجن اور اس کے ساتھی جو کہ بھیمانی کشتری یہ برداشت نہیں کرسکتے تھے کہ ایک شودر انکے مقابلہ میں فن حرب و شستر ودیا میں اتنا کمال دکھا سکے۔ تمہارا اچائی کا پتلا راجہ ہرش چند ایک بھنگی کا غلام ہوتا ہوا بھی اس کے گھر کا کھانا نہیں کھاتا تھا کیونکہ بھنگی اچھوت تھا۔!

ناسک اور دہلی کے واقعات

یہ تو رہیں پرانی باتیں۔ آجکل کیا ہو رہا ہے؟ ذرا آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمایئے کہ ناسک میں کیا ہو رہا ہے کیا ہندوؤں نے وہاں ہمارے اچھوت بھائیوں کا دم ناک میں نہیں کر رکھا ہے؟ گویتا کا نقارہ تمہارے سامنے بھی بج رہا ہے۔ میرٹھ میں گولی کا واقعہ چند ہی روز کی بات ہے۔ دہلی میں برات کو چوبیس گھنٹے روکے رکھنا تمہیں چند ہی مہینوں کے بھول نہیں جانا چاہئیے علاوہ اس کے اچھوت بھائیوں کی حالت جن کو نزدیک پہنچنے کے ناقابل اور دیکھے جانے کے ناقابل کہا جاتا ہے کسی کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کئے بغیر رہ سکتی ہے کیا کرن سنگھ کی شہادت تمہاری نگاہوں میں اضافہ نہیں کرگئی۔ کیا کیا گنائیں ہزاروں ایسے واقعات روزانہ ہوتے رہے ہیں۔ کیا تم ہم پر ان شاستروں کو ٹھونسنا چاہتے ہو جنمیں ہمیں اچھوت۔ شودر۔ نیچ۔ چنڈال وغیرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ تم نے ہمارا خون پی پی کر ہماری وہ ناقابل رحم حالت کردی ہے جس کی مثال دنیا کی کسی سوسائٹی میں نہیں ملتی۔

ہمارے بھائیوں کے ضمیر خرید لئے

میں ایک اور بات بھی کہوں۔ جو بھی ہمارا بھائی تمہارے نزدیک آیا۔ اسے تم نے اپنا غلام بنا لیا جو آریہ سماج کے سکولوں اور کالجوں میں پڑھے ہوئے ہیں۔ یا جو ان کے پاس نوکر ہیں ان کے ضمیر کو تم نے خرید لیا ہے۔ ایک دو آدمیوں کو چھوڑ کر ان میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ تمہارے ظلم کے خلاف آواز اٹھا سکیں۔ وہ تمہارے احسان کے نیچے اتنے دب چکے ہیں کہ وہ ہماری مدد کرنے کی بجائے ہمارے راستے میں روڑہ اٹکا رہے ہیں وہ ہمیں ترقی پر لیجانے کی بجائے اندھے کوئیں میں پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں ایسے آدمیوں کے نام لینا میں مناسب نہیں سمجھتا۔

ہمارا حصہ ہمارے حوالے کرو

میں یہ بھی پوچھ لینا چاہتا ہوں۔ کہ تمہیں جو گورنمنٹ کی طرف سے کونسلوں وغیرہ اور گورنمنٹ کی نوکریوں میں جو نیابت ملی ہے کیا وہ محض ہندوؤں کی آبادی کی بنا پر ملی ہے یا اس آبادی میں اچھوتوں کی آبادی بھی شمار کی گئی ہے؟ تمہیں اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیے کہ آبادی کے لحاظ سے جتنے حقوق تمہیں ملے ہیں۔ ان میں سے ایک تہائی حصہ ہمارا ہے۔ اسی نمایندگی کی بدولت آج تمہارے وزیر ہیں۔ جج ہیں مجسٹریٹ ہیں۔ پولیس اور فوج میں اعلیٰ اعلیٰ رتبہ کے آفیسر ہیں۔ میں پھر دہراتا ہوں کہ ان میں حصہ ہمارا ہے آج تم لوگ چند روپے دے کر ایک آدمی کو پڑھاتے ہو یا ایک آدمی کو تیس چالیس روپیے کی نوکری دلانے میں مدد کرتے ہو اور اس کے بدلے تم اچھوتوں کے ضمیر کو خریدنا چاہتے ہو۔ اس کی قیمت یہ چاہتے ہو کہ ہم میں سے کسی کو تمہارے مظالم کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔ واہ رے ہندوؤں تم نے بھی کمال کردیا۔

بچوں کو اغوا کرنیوالوں کا ایک بین الصوبجاتی جتھہ

پولیس نے متعدد اغوا کردہ بچوں کا سراغ لگا لیا

ضلع حصار میں ادنے اقوام کی تین نابالغ لڑکیوں کے اغوا کے متعلق تحقیقات کے دوران میں معلوم ہوا کہ بچوں کو اغوا کرنیوالا ایک بین الصوبجاتی گروہ کچھ مدت سے اس قابل نفرت تجارت میں سرگرم رہا ہے۔ پولیس نے ان لڑکیوں کا پتہ لگانیکی ہر چند کوشش کی لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ اور مقدمہ آخرکار ۳۰ ستمبر ۱۹۳۵ء کو سراغ نہ لگنے کی وجہ سے داخل دفتر کر دیا گیا۔

۳۰ ستمبر کو اطلاع ملی کہ چند بازیگروں نے ایک اغوا شدہ لڑکی کو حت یدا ہے۔ ان بازیگروں نے دیپالپور ضلع منٹگمری میں ڈیرہ ڈال رکھا تھا اس اطلاع کی بنا پر کامیابی سے چھاپہ مارا گیا اور ایک ٹھاکر وب کی لڑکی برآمد کی گئی جو ایک بازیگر کے خیمہ میں لپیٹے ہوئے بستر میں چھپا دی گئی تھی۔ لڑکی نے بیان کیا کہ مجھے ہونی ضلع رہتک سے اغوا کیا گیا پھر مجھے پانچ بازیگروں کے پاس فروخت کیا گیا اور اسکے بعد کئی شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا گیا جس کے قبضہ سے وہ برآمد ہوئی تھی اس نے اسی قسم کی دوسری وارداتوں کے متعلق اہم واقفیت بہم پہنچائی جس کی اور دوسرے ذرائع کی بنا پر پولیس نے اضلاع منٹگمری اور فیروزپور میں جن بازیگروں نے ڈیرے ڈال رکھے تھے ان کے قبضہ سے مزید ۳ لڑکیاں اور ۲ لڑکے برآمد کر لئے نیز ۲۶ اور بچوں کے حالات معلوم ہوئے ہیں جنہیں گزشتہ آٹھ سال میں اغوا کیا گیا تھا۔

اس نوعیت کے جرائم کا سراغ پولیس کو مدت تک نہیں مل سکا حقیقت یہ ہے کہ یہ بردہ فروشی خفیہ طریق پر ہوتی ہے اور اغوا شدہ بچے تو اپنے گزشتہ شرمناک حالات کا اظہار ناپسند کرتے ہیں اس لئے پولیس کی سرگرمیاں کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہو سکیں۔ اس صورت حال میں موجودہ تحقیقات اپنی نوعیت کے اعتبار سے نہایت اہم ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ اس سے پولیس کو تفتیش و انسداد کے واسطے ایک یقینی سررشتہ مل گیا ہے۔

گروہ کا مجرمانہ طریق کار

جہاں تک معلوم ہوا ہے اغوا کنندہ گروہ ۱۶ اشخاص پر مشتمل تھا۔ جو سب کے سب صوبجات متحدہ کے رہنے والے ہیں یعنی اغوا کنندگان کا گروہ صوبجات متحدہ کا ہے اور اغوا شدہ بچوں کے خریدار پنجاب کے بازیگر ہیں ان کا طریق کار اس طرح پر ہے۔

جتھے کا ایک آدمی کسی نابالغ ضعیف ادنے قوم کی لڑکی یا لڑکے کو منتخب کرنے پر مامور کیا جاتا ہے۔ وہ بچے کو ورغلا کر اس بات پر آمادہ کر لیتا ہے کہ وہ کھلونوں کا ٹوکرا یا گٹھڑی اٹھا کر گاؤں یا قصبہ کے باہر کسی خاص جگہ تک چھوڑ آئے۔ جونہی بچہ وہاں تک پہنچتا ہے جتھے کے دوسرے اشخاص بچہ کو دھمکاتے ہیں اور اگر وہ لڑکی ہو تو اسے لڑکوں کا لباس اور اگر وہ لڑکا ہو تو اسے لڑکی کا لباس پہننے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس کے بعد بچہ کو کسی دور مقام پر پہنچا دیتے ہیں اور بازیگروں کے گروہ کے پاس فروخت کر دیا جاتا ہے۔ بسا اوقات یہ بازیگر بچہ کو ایسے دوسرے بازیگروں کے پاس نفع پر بیچ دیتے ہیں۔ ابتدائی اغوا کنندگان بالعموم لڑکے کے لئے اوسطاً ۵۰ روپیہ اور لڑکی کے لئے ۱۰۰ روپیہ وصول کرتے ہیں۔ اور پھر پیشہ ور بازیگر فی لڑکا اوسطاً ۱۰۰ روپیہ اور فی لڑکی اوسطاً ۲۰۰ روپیہ پر دوبارہ فروخت کر ڈالتے ہیں۔

جو تحقیقات اس وقت تک ہو چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے مشرقی رینج کے بعض اضلاع۔ دہلی۔ صوبجات متحدہ اور پٹیالہ۔ فریدکوٹ۔ الور۔ بھرت پور۔ اور جے پور کی ریاستوں میں اغوا کی وارداتیں ہوتی ہیں۔

موجودہ تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوبجات متحدہ کے اغوا کنندگان اور پنجاب کے خریداروں کے درمیان مسلسل اشتراک عمل ہے۔ یہ امر غیر اغلب نہیں کہ صوبہ پنجاب کے بنجاروں اور بازیگروں میں ایسی قسم کے گروہ ہوں جو خود بچوں کو اغوا بھی کرتے ہوں۔ اور یہ شبہ یقین میں بدل جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ صوبہ میں جن جرائم کا سراغ نہیں ملتا ان کا تعلق بہت حد تک انہی آوارہ اور خانہ بدوش قوموں سے ہوتا ہے۔

بجلی کے صدمہ سے حادثات کا انسداد

بجلی کے تاروں کے نزدیک پتنگ اڑانا خطرناک ہے

حال کا واقعہ ہے کہ جالندھر شہر میں ایک لڑکا پتنگ اڑا رہا تھا کہ پتنگ کی ڈور بجلی کے تار سے چھو گئی۔ اور لڑکے کا جسم برقی رو سے جابجا جھلس گیا۔ اور وہ آخر بیہوش ہو گیا اور اس صدمہ سے جانبر نہ ہو سکا۔

جس دن یہ واقعہ ہوا۔ زمین بارش سے بھیگی ہوئی تھی اور معلوم ہوتا ہے کہ پتنگ کی ڈور زمین پر لگنے سے گیلی ہو گئی تھی۔ اس حادثہ سے نہایت نمایاں طور پر ظاہر ہو گیا ہے کہ بجلی کے تاروں کے نزدیک پتنگ اڑانا کس قدر خطرناک ہے

پیغام صلح

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
مرزا مسعود بیگ
(ایم - اے)
عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

جلد ۲۴ لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۵ ذیقعد ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۳۶ء نمبر ۱۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ترقی کے بلند مقام کو حاصل کرنے کیلئے مجاہدہ ضروری ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ایک عجیب نمونہ ہے۔ اور ایک پہلو سے ساری زندگی ہی تکلیفات میں گذری۔ جنگ احد میں آپ اکیلے ہی تھے۔ لڑائی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی نسبت رسول اللہ ظاہر کرنا آپ کی کس درجہ کی شوکت، شجاعت اور استقامت کو بتاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ انسان جب تک اس کوچہ میں داخل نہ ہو۔ اسے لذت ہی نہیں آتی۔ یہ ایک ایسی لذت ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ ہر مومن کو بلاتا ہے جس طرح اور لذتوں کا مزا چکھتے ہو۔ اس کا بھی مزہ چکھو۔ اور تلاش کرنے والے پا لیتے ہیں۔ اس طرف سے اگر تکاہل اور تساہل ہوگا۔ تو ادھر سے بھی حرکت نہ ہوگی۔ ادھر سے مجاہدہ ہوگا۔ تو ادھر سے بھی حرکت ہوگی۔ مجاہدہ ایک ایسی شے ہے کہ اسکے بدوں انسان کسی ترقی کے بلند مقام کو پا نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔

غرض مجاہدہ کرو اور خدا میں ہو کر کرو۔ تاکہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں۔ اور ان راہوں پر چل کر تم اس لذت کو حاصل کرسکو۔ جو خدا میں ملتی ہے۔ اس مقام پر مصائب اور مشکلات کی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔ یہ وہ مقام ہے جسکو قرآن شریف کی اصطلاح میں شہید کہتے ہیں۔ لوگوں نے شہید کے معنی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ کسی کافر یا غیر مسلم کے ساتھ جنگ کی اور اس میں مارے گئے تو بس شہید ہوگئے۔ اگر اتنے ہی معنی شہید کے لئے جاویں تو پھر مخالفوں کو بہت بڑی گنجائش اعتراض کی رہتی ہے اور رہا بھی یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلنے والا مذہب قرار دیا ہے۔ اگرچہ ان لوگوں کی سخت نادانی ہے کہ وہ بدوں دریافت کئے اصل منشا کے اعتراض کر دیتے ہیں۔ مگر ہمکو ان مولویوں پر بھی افسوس ہے جنہوں نے قرآن شریف کے حقائق کو پیش نہیں کیا اور خیالی اور فرضی تفسیریں اور مصنوعی قصے بیان کرکے اسلام کے پاک اور خوشنما چہرہ پر ایک بدنما دھبہ ڈال رہا ہے

(الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۱ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) جو ایمان لاتے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں ہم یقیناً ان سے ان کی بدیاں دور کر دینگے اور ہم ضرور انہیں اس کا بہترین بدلہ دینگے۔ جو وہ کرتے ہیں۔

(العنکبوت ۲۹ : ۷)

(۲) کیا تم دیکھتے ہو اگر اللہ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت کے دن تک دن ہی رکھے تو اللہ کے سوائے کون معبود ہے جو تم پر رات لائے جس میں تم آرام کرتے ہو تو کیا تم دیکھتے نہیں۔ اور اپنی رحمت سے اس نے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم اس میں آرام کرو۔ تاکہ تم اس کے فضل سے ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر کرو

(القصص ۲۸ : ۷۲ - ۷۳)

(۳) بھلا کون تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں رستہ دکھاتا ہے اور کون اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو خوشخبری دیتے ہوئے بھیجتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ اللہ اس سے بلند ہے جو وہ (اسکے ساتھ) شریک ٹھہراتے ہیں۔ بھلا کون مخلوق کو پہلے پیدا کرتا ہے۔ پھر اسے لوٹاتا رہتا ہے اور کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ کہو اپنی روشن دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو۔ (النمل ۲۷ : ۶۳ - ۶۴)

حدیث شریف

(۱) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلم وہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اسے ترک کر دے جس سے اللہ نے روکا ہے (بخاری)

(۲) ابوہریرہ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے۔ خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرتا ہے (بخاری)

(۳) ہر دین کیلئے ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے۔ (مالک)

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ خانصاحب محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری انجمن)

پانامہ (وسطی امریکہ)

سارہ خاتون صاحبہ بیعت سلسلہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ مجھے یہ معلوم کرکے دلی مسرت حاصل ہوئی کہ اسلامی برادری میں مجھے شمولیت کا فخر حاصل ہؤا۔ اور جماعت احمدیہ میں بیعت کرکے روحانی لذت محسوس ہوئی میں بھی دعا کرتی ہوں اور آپ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے بیعت پر قائم رہنے کی توفیق عطا کرے۔ اور اس عظیم الشان خادم اسلام جماعت کی روحانی برکت سے مجھے بھی خدمت اسلام کی توفیق عطا کرے۔ میں انشاءاللہ ایک سچے مسلمان کی سی زندگی بسر کرنے کی کوشش کروں گی۔ میں یہاں عورتوں میں اسلام پر لکچر دینی رہتی ہوں۔ آپ لوگوں کی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔

سیرالیون (مغربی افریقہ)

عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے برادر عبدالعزیز نے جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات اسلامی کی طرف توجہ دلائی اور آپ کا لٹریچر مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مجھے بھی اس خادم اسلام جماعت کے ساتھ شامل ہو کر اسلام کے غلبہ میں مدد دینی چاہیئے۔ اس لئے میں بیعت کا فارم پر کرکے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ اسے قبول کر لیا جائیگا اور میرے لئے روحانی ترقی کی دعا کی جائے گی۔ میں مغربی افریقہ کا پیدائشی مسلمان ہوں۔ ۳۰ سال کی عمر ہے اور آجتک جہاں تک میری طاقت تھی کچھ نہ کچھ خدمت اسلام کرتا رہا ہوں مجھے کچھ عربی بھی آتی ہے اور دیگر علوم سے بھی قدرے واقفیت ہے۔

کیمیرون (مغربی افریقہ)

مسٹر حبوکوٹو لکھتے ہیں کہ میں آپ کے دوستوں میں سے ایک ہوں۔ جب میں اپنے وطن گولڈ کوسٹ میں تھا۔ تو میری آپ سے خط و کتابت رہتی تھی لیکن اب میں یہاں آگیا ہوں۔ اس لئے سابقہ شناسائی کو تازہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں عیسائی ہوں اور آپ کے لٹریچر کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا کہ مجھے اب اس مذہب کو خیرباد کہکر مسلمان ہو جانا چاہیئے۔ لیکن میرے راستہ میں ایک مشکل حائل ہے اور وہ یہ کہ مجھے عربی پڑھانے والا کوئی نہیں ملتا۔ اس لئے آپ کوئی ایسی ترکیب بتائیں کہ مجھے بہت جلد عربی لکھنا اور پڑھنا آجائے۔ اس پر جو کچھ بھی خرچ آئے گا۔ میں ادا کرنیکو تیار رہوں۔

شرق اردن

برادر آر ڈبلیو صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا۔ اس سلطنت کا مختصر حال لکھا جاتا ہے مفصل حالات ان رسائل سے معلوم ہو جائیںگے جو بھیجے جا رہے ہیں۔ ملک کا رقبہ قریباً تین لاکھ پچاس ہزار مربع میٹر ہے حدود اربعہ۔ شمال میں جمہوریہ شام۔ مغرب میں فلسطین۔ جنوب میں مصر سینا اور مشرق میں حجاز و عراق کے ملک ہیں۔ ملک کی آبادی چار لاکھ کے قریب ہے جن میں سے ۷۰ ہزار عیسائی اور باقی مسلمان ہیں۔ ان میں سے دس ہزار چرکسی ہیں جو جنگ ۱۸۷۷ء کے بعد روس سے نقل مکان کرکے یہاں آکر آباد ہو گئے۔ دو لاکھ کے قریب باشندے شہروں میں آباد ہیں اور اسی قدر بدوی لوگ ہیں۔ جن کا ¾ حصہ مستقل رہائش رکھتا ہے اور ¼ خانہ بدوش ہے۔ سلطنت کا مذہب اسلام اور زبان عربی ہے۔ لوگوں میں روح اسلام قائم ہے لیکن تعلیم کی کمی ان کی ترقی میں ہارج ہے موجودہ سلطنت نے تعلیم کے لئے چار ثانوی مدرسے اور بہت سے ابتدائی مدارس قائم کر دیئے ہیں۔ جن میں ابتدائی تعلیم ہر باشندے پر لازم ہے۔ حکومت اب ہونہار طلبہ کو بیرونی ممالک میں صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے بھیج رہی ہے۔ خصوصاً زراعت کی تعلیم کے لئے۔ تاکہ وہ نوجوان واپس آکر ملک کی ترقی میں حصہ لے سکیں۔ موجودہ حکومت کے ماتحت اب ملک میں کافی بیداری کے آثار نمایاں ہیں اور حکومت ملک کی ترقی کے لئے پوری پوری سعی کر رہی ہے۔ خصوصاً زراعت کی ترقی کے لئے۔ عمان میں زرعی بنک قائم ہے جو مزارعین کی امداد کرتا ہے۔ جس کی شاخیں سارے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں اور بیرونی ممالک کے ساتھ بھی اس کا لین دین ہے چونکہ ملک میں آثار قدیمہ کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس لئے کوشش کی جاتی ہے کہ بیرونی ممالک کے سیاحوں کو اُن کے دیکھنے کیلئے دعوت دی جائے جس سے ملک کی آمدنی میں اضافہ ہو۔ امیر عبداللہ بن حسین اعظم یہاں کے بادشاہ ہیں۔ جن کا فوٹو عنقریب آپ کو بھیجدیا جائے گا۔ وہ بڑے روشن دماغ اور ملک کی ترقی میں مصروف ہیں۔ سکہ یہاں فلسطین والا ہی چلتا ہے۔ ایک ہزار مل کا ایک پونڈ فلسطینی بنتا ہے۔ اوزان یہاں کے رطل ہیں جو ۲¾ کیلوگرام کے برابر ہوتا ہے اور ٹن جو تین قنطار کا ہوتا ہے۔ اور پیمانہ یہاں کا میٹر اور اس کے اجزا ہیں۔ باقی حکومت کے مختلف شعبوں کی تفاصیل آپ کو دوسرے لٹریچر سے جو بھیجا گیا ہے معلوم ہو سکینگی۔

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقت میری توجہ دو امور کیطرف ہے۔ اول ہالینڈ میں ایک باقاعدہ اسلامی مشن قائم کرنا۔ دوم اُردو فارسی جاننے والے مبلغین کی تیاری۔ جو حضرت صاحب اور سلسلہ کے لٹریچر کا خود مطالعہ کرکے ان تمام جزائر میں سلسلہ کو ترقی دے سکیں اول الذکر مقصد کے لئے ہمارے تمام بھائی روپیہ جمع کر رہے ہیں۔ اور ہم نے بھی جمعرات کے دن روزہ رکھنے کا طریق رائج کر دیا ہے اور اس دن کی بچت کو اس کام میں صرف کرنے کا انتظام کیا ہے۔ موخرالذکر مقصد کے حصول کیلئے میں نے اپنے مکان پر سات طلبا کی جماعت کھولدی ہے جن کی خوراک و تعلیم کا کل خرچ میں اپنی جیب سے دیتا ہوں۔ کیونکہ اس طریق کے بغیر کوئی شخص یہ زبانیں سیکھ سکتا ہے اور بغیر ان زبانوں کو سیکھنے کے سلسلہ کی پوری تبلیغ کرنا دشوار ہے۔ بکڈپوسے میں کتب اپنے خرچ پر منگوا کر ڈچ حکومت کی بستیوں میں تقسیم کرتا رہتا ہوں۔ اگر اس طرح نہ کیا جائے تو سلسلہ کا دور و نزدیک پھیلنا دشوار ہو جائے اور تبلیغ کا کام رک جائے۔

جنوبی افریقہ

شیخ رشید طاہر کنگ صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا جس میں آپ نے میرے خط نہ لکھنے پر افسوس کا اظہار کیا ہے جو حق بجانب ہے۔ لیکن میری مشکلات اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ میں کوئی خط نہ لکھ سکا۔ اخبار کے جس مضمون کا آپنے ذکر کیا ہے کہ یہاں ایک سوسائٹی تبلیغ اسلام کے لئے بنائی گئی جو مجھے تبلیغ اسلام کے کام میں مدد دیگی۔ افسوس ہے کہ وہ سوسائٹی صرف چھ ماہ چل سکی اور جب میں تبلیغی دورہ سے واپس آیا تو انہوں نے علیحدگی کا نوٹس دیدیا جس پر میں بجز خاموشی کے کچھ نہ کر سکا۔ جون ۱۹۳۵ء سے یہ سوسائٹی میرے نام پر چندہ جمع کرتی رہی ہے اور اس نے کافی روپیہ جمع کر لیا۔ لیکن جب خرچ کرنے کا وقت آیا۔ تو انہوں نے یہ سلوک کیا۔ اور یہی باتیں مخالفین کو اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت دلاتی ہیں۔

افریقن مسلم سوسائٹی عمدہ سوسائٹی تھی۔ لیکن اس کے کارکنوں میں کئی زہریلی کیڑے ہیں۔ جن کی وجہ سے سوسائٹی بدنام ہو رہی ہے خصوصاً وہ لوگ جن کے ہاتھ میں اس کی باگ ڈور ہے۔ گذشتہ سالانہ میٹنگ کے بعد اس کا کوئی جلسہ نہیں ہو سکا اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ سوسائٹی کے فنڈ کا کیا حشر کرتے ہیں۔ میں آپ کو چندہ کا یہاں زولو کتاب کی بھیج رہا ہوں

اصل بات یہ ہے کہ تبلیغ اسلام کا کام بجز آپ کی جماعت کے کوئی دوسری جماعت نہیں کر سکتی۔ آپ کا کام محض خدا کی خوشنودی اور اخلاص پر مبنی ہے اسی لئے آپ لاتعداد اسلامی لٹریچر مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کا مقصد محض نام و نمود اور ذاتی فوائد لئے روپیہ جمع کرنا ہوتا ہے۔ آپ کی تھوڑی سی امداد سے زولو قوم میں بڑا مفید کام ہو سکتا ہے اور پھر اس قوم کے امراء سے ہم چندہ بھی تبلیغ اسلام کیلئے لے سکیںگے۔ صرف کام کے شروع کرنے کیلئے کچھ خرچ کرنا پڑے گا۔

سویڈن

مسٹر ردلف لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کا اخبار یہاں کی لائبریری میں مطالعہ کے لئے ملتا رہتا ہے جس کے اکثر مضامین نہایت دلچسپ ہوتے ہیں خصوصاً آپ لوگوں کے مذہبی خیالات نہایت معقولیت پر مبنی ہوتے ہیں آج ہی میں نے اچھوتوں کے بارہ میں مضمون پڑھا جس نے میرے دل پر بڑا اثر کیا۔ کہ خدا کی مخلوق جو اتنی بڑی تعداد میں ہے۔ اتنی ذلت کی زندگی بسر کر رہی ہے اور ہندوستان کے قومی رہنما گاندھی وغیرہ بھی اس بارہ میں کافی زور نہیں لگا رہے۔ میرے خیالات آپ کے خیالات کے عین مطابق ہیں۔ جن کو میں نے اپنی کتاب میں ظاہر کیا ہے۔ جس کی ایک کاپی ارسال ہے۔ آپ اسے ملاحظہ کر لیں۔

"دی ریلیجن اوف اسلام"

انگریزی زبان میں ایک بہترین اسلامی تصنیف

یورپ میں تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ مغربی زبانوں بالخصوص انگریزی زبان میں بہترین اسلامی لٹریچر پیدا کیا جائے۔ جماعت احمدیہ کی توجہ روز اول ہی سے اس ضروری کام کی طرف مبذول رہی ہے حضرت مسیح موعود نے قیام جماعت کے ساتھ ہی مغربی زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی اہمیت کو محسوس کیا۔ چنانچہ انگریزی رسالہ کا اجرا عمل میں آیا اور اس سلسلہ میں بعض دوسرے ضروری کاموں کی داغ بیل بھی آپ کی زندگی میں ... پڑ چکی تھی۔ اور اس کا بیڑا اس شخص نے اٹھایا جو صحیح معنوں میں سلطان القلم کا جانشین اور اس کی شاخ ہے۔

ابھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا انگریزی ترجمۃ القرآن پایہ تکمیل کو نہ پہنچا تھا۔ کہ اختلاف رونما ہوا۔ ہماری جماعت کے بزرگ محض احمدیت کی صحیح تعلیم کے تحفظ کی خاطر قادیان سے نکل کر نہایت بے سروسامانی کی حالت میں لاہور آ گئے اور چند سال کے عرصہ میں انگریزی ترجمۃ القرآن بڑے اہتمام سے شائع کر دیا۔ اس ترجمہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور اس سے جو بہترین نتائج مرتب ہوئے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ یہ وہ کام تھا جس کو اس وقت تک تمام عالم اسلامی انجام دینے سے قاصر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجدد زماں کی بے سروسامان اور قلیل تعداد جماعت کو اس کی توفیق دی۔ اس طرح ایک راستہ بھی صاف ہو گیا۔ اس ترجمہ کی اشاعت کے بعد انگریزی زبان میں متعدد تراجم شائع ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اور خود ہماری جماعت ڈچ زبان میں ایک اعلیٰ ترجمہ شائع کر چکی ہے۔ جرمن ترجمہ کا مسودہ تیار رکھا ہے

تقریباً گذشتہ ربع صدی میں انگریزی اور ڈچ ترجمۃ القرآن کے علاوہ ہماری جماعت نے انگریزی اور بعض دوسری مغربی زبانوں میں کتابوں اور رسالوں وغیرہ کی شکل میں بہترین و مفید اسلامی لٹریچر پیدا کیا ہے۔ مگر ان میں سے سب سے زیادہ مہتم بالشان علمی کارنامہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ شائع شدہ کتاب "دی ریلیجن اوف اسلام" ہے جس کا ذکر ہم اس وقت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت امیر کو مخاطب کر کے یہ خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ یورپین نومسلموں اور انگریزی خوان مسلمانوں کے لئے انگریزی زبان میں تعلیمات اسلامی پر ایک کتاب لکھی جائے۔ انگریزی ترجمۃ القرآن کی تیاری اور دوسری مصروفیتوں نے اس کام کو تعویق میں ڈال دیا۔ غالباً ۱۹۲۷ء میں حضرت امیر ایدہ اللہ کو ایک مخالف اسلام پادری کی کتاب کے مطالعہ کا اتفاق ہوا۔ جس میں تعلیمات اسلامی کو غلط اور معاندانہ رنگ میں پیش کیا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود کی پاک خواہش کے مطابق اس کتاب کے لکھنے کا عزم کر لیا۔ جن حالات میں یہ کتاب تیار ہوئی۔ ان کا ذکر حضرت ممدوح خود اپنی ایک تقریر میں فرما چکے ہیں۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ قیمتی کتاب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے جماعت کے بہترین دماغ کی کئی سالوں کی محنت شاقہ کے بعد ہمیں یہ نعمت میسر آئی ہے۔ اس کی قدر کرنا اور اس سے کام لینا ہمارا فرض ہے

کتاب تین حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلے حصہ میں ان ماخذوں کا ذکر ہے۔ جن سے اسلامی اصول اور قوانین اخذ کئے جاتے ہیں۔ دوسرے حصہ میں اسلامی اصولوں پر نہایت مدلل اور دلنشین طریق پر بحث کی گئی ہے۔ موجودہ زمانہ میں ان کے متعلق جو شکوک پیدا ہو سکتے ہیں۔ یا مخالفین کی طرف سے جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان سب کا تسلی بخش ازالہ اس میں موجود ہے۔ تیسرے حصہ میں فرائض دینی یعنی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد وغیرہ کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں طلاق، وراثت اور قرضہ وغیرہ اہم مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ غرضیکہ اس کتاب میں مذہب اسلام کے متعلق ہر قسم کی مستند معلومات موجود ہیں۔ اصل عربی کتب سے تقریباً دو ہزار حوالجات دیئے گئے ہیں۔ تعلیمات اسلامی پر انگریزی زبان میں اس سے بہتر اور جامع کوئی کتاب نہیں مل سکتی۔

کتاب بڑے سائز کے تقریباً ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور نہایت اہتمام سے طبع ہوئی ہے۔ بہترین کاغذ۔ صاف و روشن صفائی۔ خوبصورت ٹائپ۔ مضبوط و دیدہ زیب جلد۔ اس کتاب کا اصلی مقصد اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ ہم اسے انگریزی خوان نومسلموں اور مسلمانوں تک پہنچائیں۔ سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں میں اس کتاب کی موجودگی نہایت مفید ہو گی۔ زیادہ نہیں تو سر دست انگریزی خواں دوستوں کو اس کی ایک ایک کاپی فوراً اپنے مطالعہ کے لئے خرید لینی چاہیئے جن دوستوں کے بچے کالجوں میں زیر تعلیم ہیں۔ وہ انہیں اس کے مطالعہ کی ضرور ہدایت کریں۔ قیمت دس روپے فی جلد دیگر تفصیلات اس کتاب کے اشتہار سے جو پیغام صلح میں شائع ہو رہا ہے یا مینیجر دار الکتب اسلامیہ لاہور سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

اصلاح دیہات اور عیسائی مشنری

عیسائی مشنری اپنے مذہب کی تبلیغ میں جن طریقوں اور ذریعوں سے کام لیتے ہیں ان میں ہسپتالوں، اسکولوں اور اسی قسم کے رفاہ عام کے دوسرے کاموں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ وہ عیسائیت کی کڑوی گولی اس شکر میں لپیٹ کر لوگوں کو دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر اس کی کامیابی یکسر ناممکن ہے۔ ملک میں جب کبھی سرکاری یا پبلک طور پر رفاہ عام کی کوئی تحریک شروع ہوتی ہے۔ تو عیسائی مشنری اس کو تبلیغ عیسائیت کے لئے استعمال کرنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں

آج کل ہندوستان کے طول و عرض میں تحریک اصلاح دیہات کا بہت چرچا ہے۔ حکومت متعدد ریاستیں اور کانگریس اس میں دلچسپی لے رہی ہیں۔ حکومت ہند نے اپنے گذشتہ میزانیہ میں ایک کروڑ روپیہ کی رقم خطیر اس کے لئے منظور کی۔ پنجاب اور بعض دوسرے صوبوں میں اس کام کے لئے مستقل محکمے قائم کئے گئے ہیں۔ حکومت اور اہل وطن کی ان سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے عیسائی مشنریوں نے بھی اصلاح دیہات کے متعلق کام شروع کر دیا ہے۔ محکمہ اطلاعات پنجاب کا ایک تازہ اعلان مظہر ہے کہ:-

"مسیحی مشنری سوسائٹیوں نے دیہاتی رقبوں میں اصلاح دیہات کو اپنے تبلیغی کام کا ایک جزو بنا لیا ہے ضلع شیخوپورہ کے موضع مارٹن پورہ میں ریورینڈ ہینیری (امریکن مشنری) کی ترغیب و تحریک کے زیر اثر بہت ترقی ہوئی"

اس اعلان میں صفائی کے مقابلوں وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد اس کام کا ذکر کیا ہے۔ جو ان دیہاتی علاقوں میں پادریوں کی بیویاں کرتی ہیں۔

"دوسری امتیازی خصوصیت وہ امداد ہے جو تعلیم یافتہ اور روشن دماغ عورتوں کی طرف سے دی گئی ہے ...... یہ امداد ان ہندوستانی پادریوں کی بیویوں کی طرف سے دی گئی ہے۔ جو مواضعات میں تعینات کئے گئے ہیں۔ دو مواضعات میں ان خواتین کی بدولت اپنی حالت کو بہتر بنانے کا جذبہ گھر گھر پھیل گیا ہے۔ اصلاح دیہات کا کام چونکہ زیادہ تر گھروں کو بہتر اور خوشحال بنانا ہے۔ اس لئے آخر کار اسے عورتوں کو اپنے ذمہ لینا پڑے گا"

ریورینڈ ہینیری کے طریق عمل کے متعلق اس بیان میں بتلایا گیا ہے کہ:-

"ایسے شخص کی مدد سے جسے تنخواہ دی جاتی ہے دو گاؤں میں ایک کمیٹی مرتب کرنے کی کوشش

کرتے ہیں۔ پھر اس لیبی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے علاقہ میں صحت و صفائی اور تہذیب و تمدن کی روشنی پھیلائے۔"

عیسائی مشنریوں کا مقصد عیسائیت کی تبلیغ اور ہندوستانیوں بالخصوص مسلمانوں کو اپنے مذہب سے بدظن و برگشتہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان کے ہسپتالوں، کالجوں اور تربیت گاہوں کے ہولناک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ اصلاح دیہات کی تحریک میں ان کی شرکت مسلمانوں کے لئے ایک زبردست خطرہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ پنجاب کے مسلمان دیہاتی دیگر اقوام کے دیہاتیوں کی نسبت زیادہ مفلس زیادہ سادہ لوح اور زیادہ جاہل ہیں۔ عیسائی مشنریوں کو ان کی سرگرمیوں سے نہیں روکا جا سکتا۔ اس خطرہ کی انسداد کی واحد اور موثر صورت یہی ہے کہ اسلامی انجمنوں کے کارکن اور دوسرے دردمند مسلمان دیہاتوں میں نکل جائیں۔ اور منظم طریق پر اس کام کو کریں۔

ہندو اور سکھ اپنے تحفظ سے غافل نہیں ہیں۔ اکالیوں، اور آریہ سماجوں کے پرچارک اور کارکن مختلف علاقوں میں اپنے رنگ اور مذاق کے مطابق اس کام کو کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے اندر کوئی حرکت نظر نہیں آتی۔ حالانکہ کم از کم شمالی ہندوستان میں انہیں دوسری قوموں سے زیادہ اس طرف توجہ دینی چاہیئے تھی۔ افسوس مسلمانوں کی ذہنیت بالکل تخریبی ہو چکی ہے۔ وہ تعمیری کاموں کی قدر و قیمت اور ضرورت سے بے خبر ہیں۔ حالانکہ تعمیری کاموں کے بغیر کوئی قوم صحیح معنوں میں زندہ نہیں رہ سکتی۔

مبلغ جاوا کی تبلیغی جدوجہد

اس اشاعت کے صفحہ پر جو تبلیغی ڈاک درج ہے۔ اسمیں قارئین کرام مرزا ولی احمد بیگ مبلغ جاوا کا ایک خط ملاحظہ فرمائیں گے جس میں مرزا صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ وہ آج کل ہالینڈ میں ایک باقاعدہ اسلامی مشن قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دوسرے انہوں نے مبلغین کی اردو و فارسی تعلیم کے لئے ایک جماعت کھول رکھی ہے۔ جس میں سات طلبہ شامل ہیں۔ ان طلبہ کی تعلیم و خوراک کے کل اخراجات وہ اپنی گرہ سے ادا کرتے ہیں۔ نیز وہ اپنے خرچ پر کتب منگوا کر ڈچ حکومت کی نوآبادیوں میں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ مرزا صاحب موصوف اس سے قبل جاوا میں نہایت عظیم الشان کام کر چکے ہیں۔ ایک بہت بڑی جماعت کا قیام۔ قرآن کریم کے ڈچ ترجمہ کی اشاعت۔ متعدد اخبارات کا اجراء، عیسائیوں و دیگر مخالفین اسلام کی کوششوں کا تن تنہا کامیاب مقابلہ معمولی باتیں نہیں۔ انشاء اللہ ان کی مذکورہ بالا کوشش بھی اسلام کی ترقی و غلبہ کا باعث ہوگی۔ افسوس خدا ناترس مخالفین سلسلہ ان ایثار پیشہ احمدی مبلغوں کے متعلق سخت کلامی اور الزام تراشی کرتے ہوئے نہیں ڈرتے۔

مرزا ولی احمد بیگ صاحب کی ان تبلیغی سرگرمیوں میں نوجوانان سلسلہ کیلئے ایک بہت بڑا درس عمل پوشیدہ ہے اگر انسان عزم کرے۔ تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ مرزا صاحب ایک معمولی نوجوان کی حیثیت سے جاوا گئے تھے۔ لیکن محنت و اخلاص کی بدولت انہوں نے اس ملک میں خدمت اسلام کا ایسا قیمتی اور شاندار کام کر کے دکھلایا جسکی بہت کم مثالیں ملتی ہیں۔ ہر ایک احمدی نوجوان ایسا کر سکتا ہے بشرطیکہ خلوص دل سے عزم

ہم مرزا صاحب موصوف اور ان کے رفقا کیلئے دست بدعا ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مزید کامیابی عطا کرے اور ان کی ہمتوں کو بلند کرے۔

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات پر اظہار افسوس و الم

بزرگوں اور دوستوں کے تعزیت نامے

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات پر بزرگان واحباب جماعت اور غیر از جماعت حضرات کی طرف سے بیشمار تعزیت نامے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ، حضرت مرحوم کے صاحبزادے ڈاکٹر مرزا داؤد بیگ صاحب، مرحوم کی بیگم صاحبہ اور برادرزادہ مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے کے نام موصول ہوئے ہیں، یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ان تعزیت ناموں میں سے چند درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ (مدیر)

حضرت خان بہادر مولانا غلام حسن صاحب

پشاور

عزیزی مرزا داؤد بیگ صاحب مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کے کسی فعل پر ناراض نہیں ہو سکتے۔ اس نے حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب کو اپنے پاس بلا لیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے جس سے اپنی یہ نعمت واپس لی ہے اس نے عطا کرے اس کی نعمتوں کے دروازے بے شمار ہیں اور کوئی شمار نہیں اگرچہ انسان کو معلوم ہے کہ دنیا کی سب نعمتیں اور ان میں دوام نہیں ہے۔ تاہم ہماری دلبستگیاں اسکو دھوکے میں رکھتی ہیں۔ باپ بھی مرتے ہیں۔ بیٹے بھائی۔ بہن رشتہ دار اور دوست بھی مرتے ہیں۔ بہرحال جانیوالوں کیلئے کیا رونا ہے۔ وہ رب العالمین کے پاس۔ اگر رونا ہے تو اپنی ذات کیلئے ہے کہ ہم نے دنیا میں کیا کام کیا ہے کہ عنقریب رخصت ہونا ہے۔ اے رب العالمین ہمارا ایک پیارا ہم سب کو چھوڑ کر اور ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر تیری بارگاہ اعلیٰ میں اپنی بضاعت مزجاۃ کے ساتھ حاضر ہے اس کے ساتھ وہ سلوک کر جو تیری ذات اعلیٰ و اکرم اور اس کے پسماندگان پر جو تیرے عاجز بندے ہیں سکینت نازل کر اور اس مصیبت عظمیٰ سے اجر دے اور ان عاجزانہ اور مسکینانہ دعاؤں کو جو مرحوم کے پسماندگان کے لئے برکات کا موجب بنا۔ اگر میں سمجھ سکتا ہوں تو باوجود اس ضعف کے حاضر ہوتا۔ سمجھے جو ہمدردی ہے وہ بیان میں (نہیں آ سکتی)

جناب شیخ میاں محمد صاحب لاہوری

[illegible]

خوبی رخصت کر دے۔ ہم سے رخصت ہیں اپنے خدا سے جا ملے۔ جب ہم پر فنا ہے [illegible] تو اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ لیکن وقت [illegible] جماعت کے ایک رکن ...

بے مثال تھی۔ جو ایک فرشتہ سیرت انسان تھے) کے چلے جانے سے ایک ایسا نقصان عظیم ہوا جس کی تلافی بظاہر ناممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عجیب نہیں۔ کہ ہم بیکسوں کی محض دین اسلام کی خاطر امداد فرما دے۔

آپ کو سخت صدمہ گذرا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آہستہ آہستہ پرانے اصحاب رخصت ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا بھی حافظ ہو اور ہم سب کا بھی۔ عزیز مرزا داؤد بیگ کو میری طرف سے اظہار ہمدردی کریں خدا پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرما دے۔

(نیازمند۔ میاں محمد) ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل

گجرات

حضرت قبلہ مولانا امیر جماعت ایدکم اللہ بنصرہ،

السلام علیکم۔ میں کل ہی شام کو سرگودھا سے واپس آیا ہوں۔ لالہ موسیٰ سے ٹریبیون اخبار لیا۔ اس میں حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب علیہ الرحمۃ کی وفات کی جانکاہ خبر پڑھی۔ سخت صدمہ ہوا۔ گھر آیا تو آپکا تار بھی مل گیا۔ مگر اس وقت میں جنازہ میں حاضر نہ ہو سکتا تھا۔ اس کا بھی بہت افسوس ہوا۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم ایک ولی اللہ تھے۔ ایک بھولا بھالا انسان تھا۔ جو نمازوں میں بھی خشیت الٰہی سے روتا رہتا تھا۔ وعظوں اور خطبوں کو سن کر اکثر ان پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔ خود جب تقریر کرنے لگتے تھے تو آنکھیں پر نم ہو جاتی تھیں۔ اپنی تمام عمر خدمت اسلام کرتے رہے غیر از جماعت مسلمانوں کی محبت اور ہمدردی سے ان کا سینہ بھرا ہوا تھا۔ کفر کے فتاوے سنتے تھے مگر کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔ آخر دم تک مسلمانوں کے خیر خواہ رہے۔ وہ ایک اعلیٰ درجہ کے محب وطن بھی تھے۔ ہندو اور مسلمان کے اتحاد کے لئے ہمیشہ بہت کوششیں کرتے رہے سرحد کے مسلمانوں سے انہیں بہت الفت تھی۔ اور ان کی حمایت میں اکثر مضامین ان کے قلم سے نکلتے رہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے وہ روح رواں تھے۔ حضرت مسیح موعود کے ایک محبوب مرید تھے حضور کے دست راست تھے۔ ہم لوگوں کو ہمیشہ مرزا صاحب کی زیارت سے [illegible] ان کے مسیحا [illegible] دلوں کو تازگی بخشتے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے سامنے ... نہایت اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش کیا۔ ... کے کام میں نہایت دیانتداری سے سرانجام دیئے اور ... بھی پورا انہماک رکھتے رہے ... کہ خدا ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور ہمیں اور

ان کے دیگر پسماندگان کو صبر عطا فرماوے۔ آمین۔ فقط

(خاکسار۔ محمد حسن)

میاں عبدالعزیز صاحب مہناس

ایم۔ اے وکیل گوجرانوالہ

مہناس پورہ۔ گوجرانوالہ

۱۴ فروری ۱۹۳۶ء

ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ معظمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو سال ہوئے میرا چھوٹا بھائی ڈاکٹر عبدالرشید مجھے داغ جدائی دے گیا۔ عزیزی مسعود کے خط سے آج بڑے بھائی کی دل ہلا دینے والی خبر سن رہا ہوں۔ میرے اس بھائی کے ساتھ زہد و اتقاء خلوص اور محبت کا آفتاب غروب ہو گیا۔ میرا یہ بھائی انسان تھا یا فرشتہ انسان دیکھنے میں مگر فرشتے ان کے پاؤں چومیں گے۔ طائران قدس ان کی آمد کی خوشی میں نغمہ سرائی کرتے ہوں گے۔ اور ہم ان کی جدائی کے غم میں آنسو بہاتے ہیں۔ ایسا غمگسار بھائی کہاں سے ملیگا۔ ان کی موت کے ساتھ شفقت اور محبت کا جنازہ بھی نکل گیا۔

جب وہ محبت کے ساتھ مجھے اپنے سینہ کے ساتھ لگاتے تھے تو میرے جسم میں ایک بجلی کی سی لہر دوڑ جاتی تھی۔

ہمشیرہ صاحبہ۔ میرا دل بیٹھا جاتا ہے ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے

آج وہ کل ہماری باری ہے

لیکن اپنی آنکھوں کے سامنے کسی عزیز کا چل دینا نہیں دیکھا جاتا۔ اسلام صبر کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن کیا وہ شاہ دو جہان (روحی فداہ) کے آنسو اپنے لخت جگر کو زیر زمین کرتے وقت نہ نکلے تھے۔ تو پھر ہم صبر کہاں سے لائیں؟

ہمشیرہ صاحبہ۔ آپ کے دل کا داغ مٹانے سے نہیں مٹ سکتا۔ وقت زخم کا اندمال کرے گا۔

بچوں کو ایسا باپ ملنا محال ہے۔ افسوس۔

مجھے ۵ جنوری کو چوٹیں لگیں۔ دو چار روز سے آہستہ آہستہ چل سکتا ہوں۔ اہلیہ کو بخار ہے۔ کچھ بھی سفر کرنے کے قابل ہوئے۔ حاضر خدمت ہوں گے۔

رسمی طور پر نہیں۔ مجھے واقعی اپنا بھائی سمجھیں۔ میرے دل کی کیفیت کا اندازہ کوئی کیا کر سکتا ہے

پھر تو ہے اور لیلیٰ اور ملک جاوداں ہے

بے قیس پیارے تجھ کو بن باس دو برس کا

میری اہلیہ سے مضمون واحد۔

آپ کا غمزدہ بھائی

عبدالعزیز مہناس

تعزیتی جلسہ

[illegible] فروری [illegible] احمدیہ بلڈنگز میں [illegible] صاحب بیگ میں احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں [illegible] ڈاکٹر [illegible] صاحبہ مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے مولوی دوست محمد صاحب۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب وکیل سرینگر اور شیخ غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر [illegible] ہائی اسکول لاہور۔ ڈاکٹر مولانا عزیز بخش صاحب نے حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم کے حالات زندگی کے متعلق تقریریں کیں [illegible] حاضرین کی آنکھیں پرنم تھیں۔ زنانہ گیلری میں خواتین بھی کثیر تعداد میں موجود تھیں۔

زمانہ کے امام کو پہچانو

ومن لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ

(ترجمہ) اور جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (حدیث)

حضرت نبی کریم سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کامل شریعت دنیا میں لے کر آئے اس کا یہ نتیجہ ہے کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی اور آپ کے بعد کوئی نبی قیامت تک نہیں آ سکتا۔ کیونکہ نبیوں کے آنے کی غرض یہی تھی کہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق کوئی ہدایت نامہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے دنیا میں لائیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہدایت نامہ قرآن کریم کی شکل میں ہمیں پہنچایا جو ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر قوم کی ضروریاتِ دینی کو تا قیامت پورا کرنے والا ہے اور اب کوئی ایسی نئی ضروریات دنیا کو پیش نہیں آ سکتی جس کا حل اس پاک کتاب میں موجود نہ ہو اور جس کے لیئے کسی اور نبی کے آنے کی ضرورت ہو۔ اسی لیئے قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اور آپ نے خود بھی احادیث میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی یعنی میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ زمانہ کے گذرنے سے بعض وقت لوگوں کے عقائد میں ایسی باتیں داخل ہو جاتی ہیں جو شریعت حقہ کے مطابق نہیں ہوتیں۔ بعض وقت اعمال میں ایسی سستی واقع ہو جاتی ہے کہ اس کو دور کرنے اور زندگی کی ایک نئی لہر پیدا کرنے کے لیئے ایک قدسی نفس انسان کی ضرورت ہوتی ہے۔

مجددین کی بعثت

اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس **کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔** (ابو داؤد کتاب الملاحم) یعنی اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے انسانوں کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو تازہ کرتے رہیں۔

یہ حدیث ایسی اعلیٰ پایہ کی ہے کہ امام سیوطی نے اپنی کتاب مرقاۃ الصعود میں لکھا ہے اتفق الحفاظ علےٰ تصحیحہ یعنی حدیث کے حافظوں نے اس کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔ پھر عملاً بھی اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی صحت کو متواتر چودہ صدیوں میں اس طرح ثابت کر دکھایا کہ ہر صدی کے سر پر کم از کم ایک مجدد ایسا پیدا ہوتا رہا جس نے اللہ تعالےٰ سے حکم پا کر مجددیت کا دعوےٰ کیا۔ بعض صدیوں میں مختلف ممالک میں کئی کئی مجدد بھی پیدا ہوتے رہے۔ اور انہوں نے اسی حدیث کو اپنے دعویٰ کی بنا قرار دیا۔ ایسے پاک لوگوں میں سے حضرت عمر بن عبد العزیز حضرت امام شافعی۔ امام ابو الحسن الاشعری۔ امام غزالی۔ امام رازی۔ امام جلال الدین سیوطی۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی۔ امام بخاری۔ امام نسائی۔ امام ابن تیمیہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی کے اسمار گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ نبوت سے فیض حاصل کر کے اپنے اپنے زمانوں میں امت محمدیہ کی ہدایت و رہنمائی کی اور مقام تجدید پر کھڑے ہو کر دین کو غیروں کے اعتراضات اور حملوں اور اپنوں کی گمراہیوں اور فاسد خیالات سے پورے طور پر بچایا۔ اگرچہ علمائے زمانہ نے ان کو معاذ اللہ کافر قرار دینے اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی یہاں تک کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر پانچسو علما نے کفر کا فتوےٰ لگایا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک۔ حضرت امام شافعی۔ حضرت امام احمد حنبل کو طرح طرح کی ایذائیں دی گئیں۔ قید کیا گیا۔ کوڑے لگائے گئے اور یہ سب کچھ علماء کے فتووں کی بنا پر ہوا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا گیا اور ان کے اقوال و ارشادات کو موجب کفر ٹھہرایا گیا۔ غرض کون بزرگ ہے جو ان علما کے ہاتھوں سے بچا۔ تاہم انہوں نے ہر قسم کی مخالفتیں سہ کر اور طرح طرح کی مصیبتیں اٹھا کر حق گوئی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے مقدس فرض کی بجا آوری سے کبھی کوتاہی نہ کی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

چودھویں صدی کا مجدد

بعینہٖ یہی صورت حالات آج ہمارے اس زمانہ میں پیش آئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ جس طرح گزشتہ تیرہ صدیوں میں پورا ہوتا رہا ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی میں بھی پورا ہوتا۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ کفر و ضلالت کا زور جیسا کہ آج ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ غیر مذاہب کے اعتراضات ایک طرف، عیسائیت کا عظیم الشان فتنہ دوسری طرف اور خود مسلمانوں کی باہمی مناقشت۔ ان کی بداعمالیاں اور عوام الناس سے لے کر علما تک کی دین سے لاپروائی اور جہالت تیسری طرف اس بات کی متقاضی تھی کہ خدا کا کوئی برگزیدہ آج بھی اسی نیک نمونہ اور علم صحیح کو لے کر کھڑا ہو جو ہمیشہ سے اولیائے امت اور مجددین عظام میں پایا جاتا رہا ہے۔ بلکہ موجودہ فتنہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے کسی ایسے مجدد کا داعی تھا جو ہر رنگ میں سابق مجددین سے بڑھ کر ہو۔ سو خدا کا شکر ہے کہ ایسا ہی ہوا اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ سے خلعت الہام پا کر اس کے حکم سے دعویٰ مجددیت کیا۔ آپ کے علاوہ اور کوئی ایسا شخص نہیں جس نے اس صدی میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور پھر نرا دعویٰ ہی نہیں آپ نے اسلام کی حمایت اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کرنے اور غیر مذاہب کے حملوں کو رد کرنے میں وہ کارہائے نمایاں کیئے ہیں کہ اس کی نظیر گزشتہ تیرہ سو سال میں ملنی مشکل ہے یہ ہم نہیں کہتے حضرت مرزا صاحب کے اشد ترین مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے آپ کی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے یہی الفاظ لکھے ہیں کہ:۔

> "ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلبی و لسانی و حالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہمو سماج کا اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی مالی و جانی و قلبی و لسانی و حالی نصرت کا بیڑہ بھی اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے . . . . . . اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"
>
> (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ ۱۸۸۴ء جون تا نومبر ۱۵۲)

اس اعتراف کے باوجود انہی مولوی محمد حسین بٹالوی اور کئی دیگر علمانے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس مجدد وقت پر کفر کے فتوے لگائے اور طرح طرح کی باتیں آپ کی طرف منسوب کیں بعینہٖ اس طرح جس طرح سابق مجددین کے ساتھ کرتے رہے ہیں ہم بتا چکے ہیں کہ اس زمانہ میں عیسائیت کا فتنہ اور مسلمانوں کی اندرونی حالت اس درجہ پر پہنچ چکی تھی کہ ضروری تھا کہ ان دونوں چیزوں کی اصلاح کے لئے کوئی عظیم الشان مجدد اس زمانہ میں آتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مسیحیت کا دعوےٰ

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت اگرچہ ۱۸۸۲ء سے ہے لیکن ۱۸۹۱ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اور جس مسیح کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے وہ اس چودھویں صدی کا مجدد ہے جو مثیل مسیح ہو کر یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات کو اپنے اندر لیکر ظاہر ہوا ہے۔ اور چونکہ عیسائیت کے فتنہ کی اصلاح کا کام اس زمانہ کے مجدد کے مقاصد میں داخل ہے۔ اس لئے مسیح کا نام اسے دیا گیا جیسا کہ خود فرماتے ہیں:

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اس سے بھی زیادہ صفائی کے ساتھ ایک جگہ اس نام کی حقیقت کو ذیل کے الفاظ میں واضح کیا ہے:۔

> "اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ کے دعویٰ سے بڑا نہیں صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو جو خدائے تعالیٰ کا ہم کلام ہو اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح ہو خواہ مثیل موسیٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں۔ . . . جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہو گی اور کسی خدمت دین کے لئے مامور ہو گیا تو اللہ جل شانہ وقت کے مناسب حال کوئی نام اس کا رکھ سکتا ہے . . . . . اس مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفعہ کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۲)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ جو حضرت مرزا صاحب نے کیا تو اس میں اصل اور حقیقی مسیح اپنے آپ کو قرار نہیں دیا بلکہ فتنہ مسیحیت کے لیئے ایک عظیم الشان مصلح ہونے کے لحاظ سے یہ نام آپ کو عطا دیا گیا۔ لیکن ان تمام تصریحات کے باوجود جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رح نے لکھا ہے کہ:

> "نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات او (یعنی مسیح موعود) را علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند۔"

یعنی قریب ہے کہ ظاہری علما مسیح موعود کے اجتہادات کا ان کی

www.aaiil.org

عقدہ ربہ کی باریکی اور غموض ماخذ کی وجہ سے انکار کر دیں گے اور اسے کتاب و سنت کے مخالف سمجھیں گے۔

مجدد وقت پر فتوے کفر

اس زمانہ کے علما نے اپنے اسلاف کی سنت پر اس مجدد وقت اور مسیح زمان پر طرح طرح کے الزامات لگا کر اور قسم قسم کے بہتان باندھ کر کافر اور اکفر قرار دیئے اور سخت تریں ایذائیں پہنچانے اور مصائب برپا کرنے سے دریغ نہ کیا اور آج تک اسی طریق عمل پر قائم ہیں۔ وہ الزامات جو آپ پر لگائے جاتے ہیں اور جن کی بنا پر آپ کو کافر اور اکفر اور کیا کیا کچھ کہا جاتا ہے۔ مختصراً حسب ذیل ہیں۔

(۱) آپ نے دعوٰے نبوت کیا۔

(۲) مسلمانوں کی تکفیر کی۔

(۳) علمائے زمانہ اور تمام مسلمانوں کو گالیاں دیں۔

(۴) حضرت مسیحؑ اور تمام انبیائے کرام کی توہین کی۔

یہ وہ بڑے بڑے الزامات ہیں جو آج حضرت مرزا صاحب پر لگائے جاتے ہیں اور ان کی بنا پر آپ کو کافر قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان میں ایک بھی صحیح نہیں۔ ذیل میں ہم مختصراً ان کا غلط ہونا ثابت کرتے ہیں۔

دعویٰ نبوت کا الزام

(۱) حضرت مرزا صاحب نے کوئی دعویٰ نبوت نہیں کیا بلکہ اپنی کتابوں میں جا بجا اور بار بار دعویٰ نبوت کے الزام کی تردید کی ہے اور صاف لکھا ہے کہ:-

"دعویٰ نبوت نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

"میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کے رو سے مسلم الثبوت ہیں، اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔" (اعلان مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

"میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔"

(ترجمہ عربی حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)

ایسے ہی اور بیشمار کلمات آپ کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کے دلوں میں فتنہ ہے وہ ان تمام اعلانات اور محکم بیانات کو نظر انداز کر کے بعض ان فقرات کو لے لیتے ہیں جن میں استعارہ اور مجاز کا رنگ پایا جاتا ہے۔ حالانکہ آپ نے خود ہی کھول کر بتا دیا ہے کہ سمیت نبیاً من اللہ علےٰ طریق المجاز لا علےٰ وجہ الحقیقۃ "یعنی میرا نام مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقی طور پر" اور یہ مجازی طور پر نبی کا نام دیا جانا ایسا ہی ہے جیسے حضرت مولینا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد اور امام کے متعلق لکھا ہے کہ

او نبیٔ وقت خویش است اے مرید ✤ تا از و نور نبی آید پدید

یعنی اے مرید ایک امام اپنے وقت کا نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ پس یہ استعارہ اور مجاز کا کلام ہے جس کو حقیقت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ اور آپ نے خود اپنی جماعت کو یہ نصیحت کی ہے کہ:-

"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے ۔۔۔۔ ہم خادم اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔"

اس قدر صفائی کے بعد بھی جو شخص آپ پر دعوٰے نبوت کا الزام لگائے خواہ وہ آپ کا مرید ہو یا مخالف۔ اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے؟

مسلمانوں کی تکفیر کا الزام

(۲) دوسرا الزام یہ ہے کہ آپ نے مسلمانوں کی تکفیر کی۔ یہ ایک اور غلط بیانی ہے جس کی تردید بارہا کی جا چکی ہے۔ آپ کے اپنے الفاظ ہیں کہ:-

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:-

"میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔"

اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:-

"یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھیرا دیں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگا دیں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

عملاً بھی آپ نے مسلمانوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو اسلام نے ایک مسلمان کے ساتھ کرنا ضروری ٹھیرایا ہے۔ یہاں تک کہ ایک مخالف کا بھی جنازہ جائز قرار دیا۔ بشرطیکہ وہ برا نہ بولتا ہو۔ اور کئی لوگوں کے جو آپ کی بیعت میں نہ تھے۔ جنازے خود پڑھے۔

ان کھلی تصریحات کے بعد بھی جو شخص آپ پر مسلمانوں کی تکفیر کا الزام لگائے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟

علماء اور مسلمانوں کو گالیاں دینے کا الزام

(۳) تیسرا الزام یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے علماء زمانہ اور تمام مسلمانوں کو گالیاں دی ہیں۔ یہ الزام بھی سراسر غلط ہے۔ اول تو گالی اس چیز کا نام ہے جو حقیقت کے خلاف ہو۔ مثلاً قرآن شریف نے علماء یہود کے متعلق کہا ہے مثلھم کمثل الحمار یحمل اسفارا یعنی ان کی مثال گدھے کی سی ہے جو لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہو۔ ایسا ہی یہودیوں کے متعلق کہا۔ کونوا قردۃ خاسئین۔ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وجعلنا ھم قردۃ والخنازیر ہم نے ان کو بندر اور سؤر بنا دیا۔ اب کیا ان الفاظ کو گالی قرار دیا جائے گا؟ اگر نہیں۔ تو حضرت مرزا صاحب نے اگر ایسے علماء کے متعلق جن کے اخلاق و اعمال اسلام کے لئے باعث ننگ ہیں اور جن کا کام رات دن مسلمانوں کو کافر بنانا اور گالیاں دینا ہے کوئی سخت لفظ ان کے حسب حال استعمال کئے تو کونسا جرم کیا۔ کیا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے علماء کو شرھم تحت ادیم السماء (یعنی سقف آسمانی کے نیچے بدتریں مخلوق) نہیں فرمایا۔ کیا کنز العمال میں آپ کی یہ حدیث موجود نہیں کہ تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الیٰ علماءھم فاذا ھم قردۃ والخنازیر۔ یعنی میری امت میں ایک گھبراہٹ پیدا ہوگی۔ اس گھبراہٹ کے وقت لوگ اپنے علماء کی طرف جائیں گے تو اس وقت ان کے علماء بندر اور سؤر بنے ہوئے ہوں گے (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۰)

یہ آخری زمانہ کے علما کا نقشہ ہے اور آج بالعموم یہ نقشہ صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ پھر کیا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کو گالیاں کہا جائے گا۔ اگر نہیں تو حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام کیوں کہ انہوں نے علماء کو گالیاں دیں۔ کیا علماء نے ان کو گالیاں نہیں دیں انہیں کافر دجال، شیطان اور زندیق تک نہیں کہدیا۔ اور انہیں ذلیل کرنے اور طرح طرح کے دکھ پہنچانے اور پھانسی پر چڑھانے کی کوشش نہیں کی؟ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ کہا۔ ایسے علماء اور دوسرے لوگوں کے متعلق کہا۔ تمام علما یا دوسرے شرفاء کے متعلق کوئی سخت لفظ استعمال نہیں کئے۔ چنانچہ صاف لکھا ہے لیس کلامنا ھذا فی اخیارھم بل فی اشرارھم (الہدیٰ صفحہ ۷۵) یعنی ہمارا یہ کلام شریر علما کے متعلق ہے۔ نیک علما اس سے مستثنیٰ ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:-

نعوذ باللہ من ھتک العلماء الصالحین و قدح الشرفاء المھذبین سواء کانوا من المسلمین او المسیحیین او الاٰریۃ

(لجۃ النور صفحہ ۶۷) یعنی ہم صالح علماء کی ہتک کرنے اور مہذب شرفاء کی برائی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں، خواہ وہ مسلمانوں میں سے ہوں یا عیسائیوں یا آریوں میں سے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

"ایسے لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں انصار دین کے دشمن اور یہودیوں کے قدم پر چل رہے ہیں۔ مگر ہمارا یہ قول کلی نہیں ہے۔ راستباز علماء اس سے باہر ہیں صرف خائن مولویوں کی نسبت یہ لکھا گیا ہے۔"

(اشتہار ۱۰ دسمبر ۱۸۹۲ء بعنوان قیامت کی نشانی ملحقہ آئینہ کمالات اسلام)

اس قدر کھلی تصریحات کے بعد بھی یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے علماء اور مسلمانوں کو گالیاں دی ہیں۔ کس قدر ظلم عظیم ہے۔

توہین انبیاء کا الزام

(۴) چوتھا الزام توہین انبیاء کا ہے جو حضرت مرزا صاحب پر لگایا جاتا ہے۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ نے ان کو معاذ اللہ گالیاں دیں اور ان کی توہین کی ہے۔ یہ سراسر غلط ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ بلکہ عصمت انبیاءؑ کے عنوان سے ایک زبردست مضمون لکھ کر ان تمام عیوب کی جو عام طور پر انبیاء کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں، سختی سے تردید کی۔ اور اس بات پر بڑا زور دیا کہ تمام انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور کوئی گناہ یا برائی ان سے سرزد نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی انہی معصوم انبیاء میں سے قرار دیا۔ اور خود ان کے مثیل ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر انہیں برا کیونکر کہہ سکتے تھے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بدتریں گالیاں دینی شروع کیں۔ تو آپ نے ان کے فرضی مسیح کا بھی ان کے اپنے معتقدات اور اناجیل کے رو سے نقشہ کھینچا۔ اور صاف لکھا کہ:-

"ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی مسیح مراد لیا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ

عیسیٰ بن مریم جو نبی تھا۔ جس کا ذکر قرآن میں ہے
وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں"
(ایام الصلح ٹائٹیل پیج صفحہ)

یہ طریق حضرت مرزا صاحب ہی کا ایجاد کردہ نہیں۔ عموماً تمام متکلمین اسلام نے اسی طرح سے عیسائیوں سے مباحثات کرتے ہوئے یہی طریق اختیار کیا ہے اور تو اور ہمارے سامنے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اخبار اہلحدیث میں بھی اسی طریق سے عیسائیوں کو جواب دیا جاچکا ہے اور آئے دن دیا جاتا ہے چنانچہ ہم بطور مثال صرف اخبار اہلحدیث کے چند الفاظ نقل کرتے ہیں:۔

"عیسائی مبلغین خواہ کتنا ہی زور ایڑی سے چوٹی تک
مسیح کی معصومیت ثابت کرنے میں کیوں نہ لگائیں۔
ہرگز مریم اور اس کا لڑکا اس آلائش سے محفوظ نہیں
رہ سکتے۔ علاوہ ازیں انجیل میں مرقوم ہے کہ جناب
مسیح اور ان کے شاگردوں کی کسی جگہ دعوت ہوئی
تھی بقضائے اتفاق کہ اس جلسہ میں شراب نوشی بھی جاری
تھی۔ اچانک شراب ختم ہوگئی تو مسیح نے اپنے شاگردوں
کو فرمایا کہ ان چھ مشکوں میں پانی بھر دو۔ انہوں نے
ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مشکوں میں لبالب
پانی بھر دیا اور جناب مسیح نے اس کی شراب بنائی
پس یہ امر بھی گناہ سے خالی نہیں۔ باوجود ان تمام
امور کے ہم کسی صورت میں یہ کہنے کے لئے تیار نہیں
کہ مسیح معصوم یعنی گناہوں سے بالکل پاک اور مبرا تھا
یہ سب مذکورہ بالا واقعات ہمیں بتلاتے ہیں، کہ
مسیح کی معصومیت کا دعوےٰ کرنا غلط ہے"
(اہلحدیث ۲۴ نومبر ۱۹۳۳ء)

بعینہٖ اسی طرح کے الفاظ ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کے بالمقابل استعمال کئے۔ تعجب ہے کہ انہیں انہی الفاظ کی بنا پر توہین انبیاء کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ اور دوسرے متکلمین کے الفاظ پر کوئی گرفت نہیں۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے تو جہاں ایسے الفاظ استعمال کئے۔ وہاں صاف لکھ بھی دیا کہ :۔

"ھذا ما کتبنا من الاناجیل علی سبیل
الالزام وانا نکرم المسیح ونعلم انہ کان
تقیاً ومن الانبیاء الکرام (ترغیب المومنین
ص حاشیہ) یعنی یہ محض اناجیل سے الزامی
طور پر ہم نے لکھا ہے اور ہم مسیح علیہ السلام کی
. . . عزت کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ متقی
اور انبیاء کرام میں سے تھے"

کیا اس کے بعد بھی یہ کہنا حق بجانب ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے انبیاء کی توہین کی۔

مجدد وقت کا کام

غرض یہ ان الزامات کی حقیقت ہے جنہیں آئے دن عجیب و غریب پیرایوں میں آپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور خواہ مخواہ لوگوں کو آپ کی طرف سے متنفر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ صاحبان بصیرت اور انصاف پسند اصحاب کا فرض ہے کہ وہ مولویوں کے کہنے پر نہ جائیں۔ اس ذمہ داری کو پہچانیں۔ جو خدا اور رسول نے ان پر عائد کی ہے اور مجدد وقت کے حالات اور کلمات کا از خود مطالعہ کریں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اگر حضرت مرزا صاحب اس زمانہ کے مجدد نہیں ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ وعدہ جو ہر صدی میں مجدد آنے کا تھا کیا ہُوا؟ جو وعدہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں پورا ہوتا چلا آیا ہے۔ وہ آج اس چودھویں صدی میں جبکہ فسق و فجور اور گمراہی و ضلالت اپنے پورے زور پر پہنچ چکی ہے کیوں پورا نہیں ہُوا؟ کونسا دوسرا مجدد ہے۔ جس نے آج دین کی حمایت اور حفاظت و اشاعت اسلام کا وہ کام کیا ہے جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور آپ کی جماعت نے کر دکھلایا۔ ان کاموں کی تفصیلات ذیل کے پتہ پر خط لکھنے سے معلوم ہوسکتی ہیں۔ مختصراً اس قدر بتا دینا کافی ہے کہ تین یورپین زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے ہوچکے ہیں۔ ہزارہا کی تعداد میں انگریزی ترجمۃ القرآن مفت تقسیم کیا جاچکا ہے۔ کئی انگریز اور جرمن مسلمان ہوچکے ہیں۔ اور آئے دن ہو رہے ہیں۔ وسط یورپ میں (برلن دارالخلافہ جرمنی) کے اندر ایک خوبصورت مسجد ڈیڑھ لاکھ کے خرچ سے تعمیر کی جاچکی ہے اور وہاں ایک مشن قائم ہے۔ ایک مشن سپین میں کھلنے والا ہے۔ جاوا میں ایک مشن عیسائیت کے مقابلہ میں قائم کیا گیا جس نے مسلمانوں کو عیسائیت کے منہ سے بچا لیا۔ جنوبی ہند میں اچھوت اقوام کو مسلمان بنانے کے لئے ایک مشن حال ہی میں کھولا گیا ہے۔ بتائیے اس سے بڑھ کر تجدید دین اور کیا ہوسکتی ہے اور آج کون ایسا آدمی ہے جس نے ان کاموں کا عشر عشیر بھی سرانجام دے کر اپنے آپ کو مجددیت کے منصب کا حقدار ٹھیرایا

آخری اپیل

پس اے خدا کے بندو! اٹھو اور مجدد وقت کے ساتھ ہو کر دین کی وہ خدمت بجا لاؤ۔ جو ایک مسلمان کی پیدائش کا اصل مقصد ہے یعنی اشاعت و حفاظت اسلام۔ اٹھو۔ اور مجدد وقت کی تائید اور حمایت کرکے اس نور اور ایمان کو حاصل کرو جس کو وہ دوبارہ دنیا میں لے کر آیا ہے۔ ورنہ یاد رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ جس شخص نے امام زمان کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا یعنی اس نور سے محروم رہا۔ جو خدا کے مامور دنیا میں لیکر آتے ہیں۔

اخیر پر ہم یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جماعت قادیان نے پیر پرستی اختیار کرکے جو حضرت مرزا صاحب کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا ہے تو وہ سراسر ان کا غلو ہے۔ جیسا کہ مسیح اول کے حق میں ان کے پیروؤں نے غلو کرکے انہیں نبی سے خدا بنا دیا۔ مسیح ثانی کے پیروؤں نے غلو کرکے ایک مجدد کو نبی بنا دیا اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ سب کلمہ گوؤں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ مجدد وقت کی صحیح تعلیم کی حامل لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے۔ جس نے آپ کے دامن کو ان الزامات سے پاک ثابت کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اسلام کی وہ عظیم الشان خدمت کی ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ پس جو مسلمان بھائی مجدد کی صحیح تعلیم کو لینا چاہتے ہیں۔ وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے خط و کتابت کریں۔ یا مل کر صحیح حالات دریافت کریں۔

ضروری اطلاع

یہ مضمون ٹریکٹ کی شکل میں بھی چھپوایا گیا ہے۔ احباب منگوا کر تقسیم کریں۔

تحصیل علی پور میں تبلیغ احمدیت

(از مولوی شیر محمد صاحب احمدی مبلغ علی پور)

۹۔ فروری ۱۹۳۶ء قصبہ بابے والی تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں حضرت کوریمہ صاحب مرحوم کا عرس حسب معمول بڑی شان سے منایا گیا مجمع پانچ چھ ہزار نفوس سے زائد تھا ہر مذہب و ملت کے لوگ شامل ہوئے مولانا محمد یسین واعظ مولوی گل محمد صاحب سکنہ نبی پور مولوی حکیم محمد رمضان صاحب بغدادی مولوی نور محمد صاحب شاعر المتخلص کمتر مولوی گلشن شاعر مولوی احمد بخش عربی بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ خانقاہ کے متصل عظیم الشان مسجد میں ایک ہزار کے مجمع میں بندہ کی تقریر حسب خواہش علماء احناف ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی موضوع تقریر (۱) یورپ میں ضرورت تبلیغ اسلام (۲) اصلاح رسوم (۳) اتحاد بین المسلمین تھا۔ بفضلہ یہ تقریر موثر و مقبول ثابت ہوئی۔ چنانچہ ارباب علم اور تعلیم یافتہ اصحاب ختم تقریر پہ مصر رہے۔ کہ آپ اپنے مفید مصلحانہ بیان کو جاری رکھیں۔ بعد اختتام تقریر مثا قاضی محمد منیر صاحب احمدی نے بکثرت مختلف لٹریچر سلسلہ تقسیم کیا جو بعد اشتیاق ہاتھوں ہاتھ لے لیا گیا۔ از اں بعد نماز عصر تک سلسلہ مواعظ علماء و شعراء جاری رہا۔

مخالفین کی بدحواسی اور ناکامی

مکذبین سلسلہ عالیہ نے انتہائی کوشش کی اور سجادہ نشین کو کہا کہ احمدی مولوی کو تقریر کرنے کی اجازت نہ بخشی جائے۔ عامۃ الناس کو اکسایا حسب معمول بازاری پن اور گندہ دہنی کہنے میں کمی نہ کی نجومی صاحبان اور اپنے شعرا کو پرزور تحریک کرتے پھرے غرضیکہ تشیل علماء بنی اسرائیل بننے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام منصوبوں کو ناکام رکھا بالخصوص مولوی گل محمد خطیب غیر ہم کو ان مکفرین نے پرزور اپیل کی کہ بخدا آپ اس مرزائی مولوی کے بیان کی ضرور تردید کریں جس نے ہمارے بہتوں کو گمراہ کردیا ہے۔ مولوی صاحبان باوجود اصرار مکذبین کے ہمارے خلاف ایک حرف تک نہ بولے۔ برعکس ان لوگوں کو فہمائش کرتے رہے کہ ہم نے کوئی توہین آمیز دل آزار فقرہ احمدی عالم سے سنا جس کی تردید یا جس پہ تنقید و تبصرہ کیا جائے۔ جب احمدی جماعت اولیا کو واجب التعظیم قابل احترام تسلیم کرتی ہے تو تردید کاہے کی؟

بعد اختتام جلسہ انفرادی طور پر بھی احمدیت کے متعلق تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی اور تعلیمات کو خوب واضح طور پہ پیش کیا گیا اور تمام شکوک و اعتراضات کا ازالہ کیا گیا۔

خواتین سلسلہ توجہ کریں

ایک محترم خاتون جو خدمت دین کا شوق رکھتی ہیں اور بمبئی میں خواتین کی ایک انجمن کی روح رواں ہیں۔ ہماری انجمن کی مدد فرمانے کا وعدہ کرتی ہیں۔ اس طرح کہ انہوں نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ ایک سلمہ ستارے کا کام جو عصمت بکڈپو دہلی سے شائع ہوئی اور دوسری کھانے رومال۔ جن کی قیمت ۲ روپیہ اور ایک روپیہ بالترتیب ہے۔ ان کتب کی فروخت پر ہماری انجمن کو ۸ ار اور ۴ ار فی کتاب مرحمت فرمائیں گی۔ اس لئے جن بہنوں کو ان کتب کی ضرورت ہو۔ وہ دفتر میں اطلاع بھیجدیں اور جس قدر کتب درکار ہوں ان کی قیمت بھی ہمراہ ارسال کردیں۔ تاکہ تمام کتب یکجا منگوا لی جائیں۔ اس طرح خرچ ڈاک میں کفایت ہوگی۔

(اسسٹنٹ سکرٹری)

معاصرین کے افکار

"قوتِ عمل"

امیر جماعت احمدیہ لاہور کی ایک تازہ تقریر کا اقتباس:-

"ہم نے سر دست پونا میں ایک مشن اچھوتوں کے اندر کام کرنے کے لئے قائم کر دیا ہے جس کے انچارج مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی ہوں گے۔ اور ان کے ساتھ میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کام کرینگے یہ دونوں انشاء اللہ پرسوں اتوار کے روز فرنٹیئر میل سے روانہ ہو جائیں گے۔ اس مشن کے ذریعہ کوشش کی جائیگی کہ اچھوتوں کے مرکز میں بیٹھ کر حالات کا مطالعہ کیا جائے۔ اور سفید لٹریچر مختلف زبانوں میں تیار کر کے ان میں تقسیم کیا جائے تاکہ ان تک اسلام کا پیغام تو پہنچ جائے اور کل ہمیں دوسری دنیا میں خدا اور رسولؐ کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے"! (پیغام صلح)

ہمارے ندوہ اور دیوبند، البیانت (کانپور) اور تبلیغ اسلام (انبالہ) فرنگی محل اور جمعیتہ العلماء، دار المبلغین (لکھنؤ) اور حمایت اسلام (لاہور) کے اہل حل وعقد یہ سن رہے ہیں؟ یہ دیکھ رہے ہیں؟ لاہوری کیسے ہی ہوں۔ اس سے بحث نہیں۔ اللہ اور اسکے رسولؐ کے نام کی اشاعت کی جو دھن انہیں لگی ہے، کاش وہی ہمارے اندر ہوتی۔ (صدق)

اسلام کے "فرزندانِ رشید"

لکھنؤ کے علماء اہلِ سنت اور اُن کے پیروؤں کی خانہ جنگیوں کا ذکر ایک پچھلے نمبر میں آچکا ہے۔ خیر خدا خدا کر کے اشتہاروں اور پوسٹروں کا زور تو گھٹا۔ اب جلسوں اور کمیٹیوں کی باری آئی ہے۔ گویا قلم جب تھک گئے، تو اب حلقوم کی قوتِ مظاہرہ کا وقت آیا ہے۔ جلسہ پر جلسے ہو رہے ہیں۔ ریزولیوشن پر ریزولیوشن پاس کرائے جا رہے ہیں کہ فلاں مولوی صاحب قطعاً گمراہ بے دین، اُس کے پیرو خارج از اسلام اس کی تحریریں سرکاری گرفت میں لانے کے قابل! مومن خاں نے کہا تھا ؎

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

وہ شاعر آدمی تھے۔ ان کے تخیل میں تلافی کی شکل یہی تھی کہ تغافل کے بعد جور و جفا شروع ہو جائے۔ مولوی صاحبان کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ تحریر کے بعد، تقریر کے میدان میں مورچہ جمایا جائے اور جی بھر بھر کر اپنوں کو بیگانہ اور بیگانوں سے بڑھ کر بیگانہ بنایا جائے لکھنؤ اور مضافاتِ لکھنؤ سے یہ خبریں آرہی ہیں، اور خوب زور و شور سے شائع کرائی جا رہی ہیں۔ ادھر آگرہ سے خبر یہ آتی ہے کہ دو چار دس بیس نہیں، کئی ہزار کی تعداد میں اچھوت، ہندو مسیحی مشنریوں کی کوشش سے عیسائی ہو گئے ہیں۔ شاباش! اسلام کے فرزندانِ رشید ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (صدق)

ہندو جوگیوں کی عجیب و غریب ریاضتیں

روزنامہ اسٹیٹسمین میں دو قدیم ہندو جوگیوں کا حال شایع ہوا ہے۔ ایک جوگی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بارہ سال کی مدت تک زمین پر نہ بیٹھا۔ نہ لیٹا۔ بلکہ مسلسل کھڑا رہا۔ یا چلتا رہا۔ زندگی کی تمام ضرورتیں اس نے اس طرح پوری کیں۔ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ حوائج بشری۔ بات چیت میل ملاقات بیماری وغیرہ کسی حالت میں بھی یہ شخص نہ زمین پر بیٹھا۔ نہ لیٹا۔ کھڑے یا چلتے وہ زندگی کی تمام ضرورتیں پوری کرتا تھا۔ بارہ سال کی طویل مدت اس نے اسی طرح بسر کر دی۔ اس جوگی کا نام گوسائیں بہاران پوری تھا۔

اس جوگی کا دوسرا مجاہدہ یہ مذکور ہے کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ شانے کے اوپر کھڑے کر کے سر کے اوپر لے جا کر مضبوط بند ھوا دیئے اور اب ہاتھوں سے کوئی کام لینے کی صورت باقی ہی نہ رہی۔ ہاتھ جیسے اجزاء جسم سے بیکار کر دیئے گئے۔ اور کھانا، پینا، کسی چیز کا چھونا اٹھانا۔ ہٹانا، رکھنا، ہاتھ کے ذریعہ سے ناممکن ہی نہیں رہا۔ وہ چیلے جو ہر وقت ساتھ رہتے تھے۔ یہ سارے کام وہی کر دیتے تھے۔ اور پورے بارہ سال یہ مجاہدہ بھی مجاہدہ سابق کے ختم کے بعد جاری رہا۔

رشی کیش کے موجودہ سادھو

رشی کیش میں آج کل سمادھی بازی کا بہت زور ہے۔ چند روز ہوئے ایک شخص سمادھی نامی نے ۴۵ دنوں کی سمادھی لگائی تھی یعنی وہ شخص پینتالیس روز تک کھائے، پیئے، پاخانہ، پیشاب کئے بغیر بلاحس و حرکت دم حبس کئے ایک تنگ مکان میں محبوس رہا۔ ۔ اور ۴۵ روز کے بعد اس کو زندہ در گور نکال لیا گیا۔ اب ایک اور جوگی جن کا نام کنول نین ہے ایک مہینے کے لئے سمادھی لگائیں گے۔ ان کی سمادھی کے اختتام پر بابا اور ستھور یوگی ۱۲ گھنٹے تک گنگا کے پانی کے اوپر ہوا میں معلق رہیں گے۔ اخبارات کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پہلی سمادھی کے متعلق بعض لوگوں کے دلوں میں کچھ شکوک و شبہات پیدا ہو گئے اور بے اطمینانی کی باتیں اڑ رہی ہیں ہندو لوگ اس قسم کے شعبدوں کو کمالاتِ انسانیہ میں سے شمار کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی بہت تعظیم و تکریم بجا لاتے ہیں جو اس طرح کا کوئی کرتب دکھا دیتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی نظروں میں ایسے اشغال کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ بہت سے جانور اور کیڑے مکوڑے ایسے ہیں جو پانچ پانچ چھ چھ ماہ کی سمادھیاں لگائے موسم سرما میں گڑھے رہتے ہیں اور موسم گرما کی آمد پر پھر اپنی قبروں سے نکل آتے ہیں۔ پیر الضارکیا خوب فرماتے ہیں:-

اگر بر روئے آب روی خسے باشی اگر در ہوا پری مگسے باشی
دل بدست آرتا کسے باشی

ہوا میں معلق رہنے کی بدرجا کا تعلق بھی حبس دم کے ساتھ ہے

عبرت

ان اشتہاری سادھیوں کی غرض خدا کی طلب یا اس کی خوشنودی کی تلاش نہیں ہوتی۔ ان کا باعث حب وجاہ ہوتی ہے۔ اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں قدر و منزلت اور عظمت و وقعت

کا سکہ جم جائے۔ اور ہر طرف سے بھینٹ، پوجا اور خاطر تواضع ہونے لگے۔ جو لوگ ان سادھیوں وغیرہ کے معتقد ہوتے ہیں وہ بھی بہت کچھ ہاتھ رنگ لیتے ہیں۔

اسی طرح مسلمانوں میں بھی بہتیرے ایسے ریاکار فقیر اور مکار درویش ہوتے ہیں جو اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لئے دھوم دھام کی چلہ کشیاں کرتے ہیں اور بالآخر کسی مرید کی بہو بیٹی کو لے بھاگتے ہیں۔ اگر ہم ریاضتیں اللہ کے لئے ہوں تو اللہ کے لئے کسی کو دکھانے سنانے کی کیا ضرورت ہے ؎

بر وعلم یک ذرہ پوشیدہ نیست
کہ پیدا و پنہاں بنزدش یکیست

انتخابات میں برادریوں کا فتنہ

"احسان" کو ایک سو سے زیادہ مسلمانان نکودر کی طرف سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک شکایت نامہ موصول ہوا ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر کے ایک انتخاب میں ایک پٹھان اور ایک ارائیں اُمیدوار کا مقابلہ ہوا۔ اور مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار ہند نے (جو ارائیں) ہیں ایک مجلس میں ارائیں اور پٹھان کا سوال پیدا کر کے مسلمانوں کو دو ٹولیوں میں تقسیم کر دیا۔

ہم نے ہمیشہ مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے کہ اگر انہوں نے بلدیات مجالس اضلاع اور صوبہ کی کونسل کے انتخابات میں مذہبی فرقہ بندی یا برادریوں کا فتنہ کھڑا کیا تو انکی تباہی میں کوئی شبہ باقی نہ رہے گا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ووٹ دیتے وقت صرف یہ دیکھیں کہ کہ کون سا امیدوار بہتر طریق پر اُن کی نمایندگی کر سکتا ہے۔ یہ ہرگز خیال نہ کریں کہ وہ ارائیں ہے یا ککے زئی ہے یا کشمیری ہے۔

رہا صدر مجلس احرار کا معاملہ تو ہمیں یہ سن کر ذرا بھی تعجب نہیں ہوا اسلئے کہ بزرگان احرار نے فرقہ بندی اور مسلمانوں میں افتراق انگیزی کو علی الاعلان اپنا مقصد اور نصب العین بنایا ہے۔ ان کی طرف سے اس قسم کی حرکات کا صدور ہرگز موجب تعجب نہیں ہو سکتا۔ لیکن مسلمانوں کو متنبہ رہنا چاہیئے۔ اور اسلامی اصول کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ اور مذہبی فرقوں یا ذات یا برادری کے جھگڑوں کو انتخابات کے وقت بالکل فراموش کر دینا چاہیئے (انقلاب)

عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں

اخبار ہمدم عیسائی پادریوں کی تبلیغی سرگرمیوں کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ "اچھوتوں کے عیسائی بنانے کے سلسلہ میں وہ نہایت کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک میلہ جہاں پندرہ بیس ہزار آدمی کا مجمع تھا۔ دیسی عیسائی پادری ایک گوشہ میں چند یتیم لڑکیوں کو سامنے کھڑا کر کے تقریریں کر رہے تھے اور مفلس حاضرین کو مخاطب کر کے بتا رہے تھے کہ یہ لڑکیاں بھی جو اس وقت صاف ستھرے خوبصورت لباس میں بالکل مہذب خواتین معلوم ہو رہی ہیں۔ پہلے تمہاری طرح ننگی اور بھوکی تھیں۔ مگر ان کے نصیب نے یاوری کی اور وہ حلقۂ عیسائیت میں داخل ہو گئیں اور مس صاحبہ ہو گئیں۔ اب ذرا ان کے سایۂ تماشہ کو دیکھو شاہی قوم کا لباس پہن رکھا ہے۔ بادشاہ وقت کی زبان بول سکتی ہیں۔ رنگ کو چھوڑ کر سر سے پاؤں تک یوروپین نظر آتی ہیں۔ ایک جانب ایک پادری صاحب ہارمونیم لئے حضرت عیسٰی کی تعریف میں بھجن گا رہے تھے کہیں دو یورپین مشنری پگڑی سر پر رکھے اور دھوتی پہنے بالکل ہندوستانیوں کا بہروپ بھر میجک لینٹرن کے ذریعہ اچھوتوں کی ذلیل حالت کا نقشہ کھینچ رہا تھا اور بتا رہا تھا

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— شام کے بعد فلسطین میں بھی شدید بے چینی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ برطانیہ کی پالیسی کے خلاف مخالفت کا اظہار زیادہ شدت کے ساتھ ہونے لگا ہے گذشتہ دنوں حیفا میں حکومت برطانیہ کے خلاف زبردست مظاہرے ہوئے۔

—— گذشتہ دنوں شام میں جو مظاہرے ہوئے (جن کا سلسلہ کم و بیش اب تک جاری ہے) فرانسیسی اخبارات کا بیان ہے کہ ان میں اٹلی کا ہاتھ تھا۔ اٹلی کے ایجنٹ شام اور فلسطین میں برطانیہ اور فرانس کے خلاف نہایت سرگرمی سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

—— بیروت ۱۳ ارفروری۔ شام کے گذشتہ چند روزہ فسادات کے نتیجہ میں دمشق کے دو مشہور قوم پرست لیڈر نصیب البقری اور ڈی جمیل مروان کو فرانسیسی حکومت نے گرفتار کر لیا ہے۔

—— گذشتہ دنوں کابل میں ایک سینما ہال تیار کیا گیا ہے جس میں صرف علمی، اخلاقی اور تبلیغی فلمیں دکھلائی جائیں گی۔ مخرب اخلاق فلموں کی سخت ممانعت ہو گی۔

—— حکومت ایران نے وزارت دفاع کی خواہش پر یہ فیصلہ کیا کہ آلات حرب کی تیاری کیلئے ایران میں کارخانے قائم کئے جائیں۔ اس معاملہ میں بیرونی کمپنیوں کے ساتھ گفت و شنید ہو رہی ہے۔

—— حکومت ایران پردہ کی رسم کو اڑا دینا چاہتی ہے اس نے سرکاری طور پر اس کے متعلق جو وسائل اختیار کئے تھے وہ اب پایہ تکمیل کو پہنچ گئے ہیں۔ اب وہ زمانہ دور نہیں جب ایران میں پردہ کا نام و نشان بھی نہیں رہے گا۔

—— حکومت ایران نے تحدید سن ازدواج کے متعلق ایک جدید قانون وضع کیا ہے جس کی رو سے کوئی عورت جس کی عمر ۱۵ سال سے کم ہو شادی نہیں کر سکیگی۔ یہاں تک کہ جن لڑکیوں کے نکاح قبل بلوغ ہو چکے ہیں۔ اور وہ بیوگی یا طلاق کی وجہ سے عقد ثانی کرنا چاہتی ہیں ان پر بھی اس قانون کی پابندی ضروری ہو گی۔

—— حجاز کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ماہ کے آخر میں ایرانی اور ترکی حجاج کا ایک زبردست قافلہ بحری راستہ سے جدہ پہنچا ہے۔ ترکی حجاج کی آمد سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاز اور ترکی کے تعلقات خوشگوار صورت اختیار کر رہے ہیں۔

—— ترکی پولیس نے انگورہ قیصریہ اور دیگر نواحی علاقوں سے چالیس اشخاص کو ایک خفیہ انجمن کے ممبر ہونے کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے ان لوگوں پر یہ شبہ ہے کہ انہوں نے قدیم درویشوں کی مدد سے ایک مذہبی فرقہ کی بنیاد قائم کی ہے۔

—— ترکی کے ہوائی ڈاک کے محکمہ نے انگلستان کی ایک کمپنی کو تین ہوائی جہازوں کی تعمیر کا آرڈر دیا ہے۔ ان طیاروں کو ہوائی ڈاک کو وسعت دینے کیلئے استعمال کیا جائے گا۔

—— ترکی مجلس وزراء نے ان سفید روسیوں کو جو ۱۶ سال یا اس سے زائد عرصہ سے ترکی میں مقیم ہیں ترکی قومیت میں شامل ہونے کی اجازت دیدی ہے۔

—— پیرس ۱۶ ارفروری۔ حکومت فرانس نے دو اسلامی انجمنوں کو خلاف قانون قرار دیدیا ہے ان میں سے ایک کا نام "افریقیہ شمالیہ" ہے اور دوسری کا "الاتحاد الافریقی اسلامی"۔ ان مجالس کے ارکان کو نوٹس دیئے گئے ہیں کہ وہ سیاسی سرگرمیوں پر [illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مجالس افریقہ اور شام میں حکومت فرانس کے مظالم کے خلاف پروپیگنڈا کرتی تھیں اور یورپین جرائد میں مضامین شائع کرتی تھیں۔

ہندوستان

—— دارالامراء میں بھی سندھ اور اڑیسہ کی علیحدگی کی قرارداد بالاتفاق منظور ہو گئی۔ اب یہ دونوں صوبے یکم اپریل کو لازمی طور پر علیحدہ ہو جائیں گے۔

—— لاہور ۱۵ ارفروری۔ مسٹر کے۔ ایل گابا نے حکومت سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ بادشاہی مسجد لاہور کے اندر کوئی گرفتاری عمل میں نہ لائے۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں میں زیادہ جوش پیدا ہو جائیگا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ قضیہ شہید گنج کے سلسلہ میں مسٹر جناح لاہور آ رہے ہیں۔ انہوں نے نوجوانوں کو سول نافرمانی ترک کر کے پرسکون فضا پیدا کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس معاملہ کو سلجھانے کے لئے کافی وقت صرف کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔

—— لاہور ۱۵ ارفروری۔ چودھری سر ظفر اللہ خاں کے بھائی چودھری اسد خاں بیرسٹر ممبر پنجاب کونسل لاہور اور بھٹنڈہ کے درمیان سفر کر رہے تھے کہ رات کے وقت کسی نامعلوم شخص نے آپ پر خنجر سے حملہ کر دیا۔ لیکن آپ بالکل محفوظ رہے۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔

—— ۱۴ ارفروری کو بادشاہی مسجد میں بعد نماز جمعہ ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جتھوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔

—— لاہور ۱۴ ارفروری۔ مسٹر نصیب الحسن پر اس الزام میں ایک اور مقدمہ چلایا گیا ہے کہ ان کو جب پولیس افسر نے وارنٹ گرفتاری دکھا کر گرفتار کرنا چاہا۔ تو انہوں نے مزاحمت کی۔

—— آج کل مجلس احرار سلطان ابن سعود کی خوب مخالفت کر رہی ہے اس کا ایک وفد بھی سلطان سے ملاقات کرنے کیلئے حجاز گیا ہے۔ سول ملٹری گزٹ کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ایجی ٹیشن سے احراریوں کا مقصد سلطان سے روپیہ حاصل کرنا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۶ ارفروری۔ آج آل انڈیا مسلم کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں سر آغا خاں نے ایک اہم بیان پڑھا

—— نئی دہلی ۱۶ ارفروری۔ ہندوستان کی سیاسیات میں مسلمانوں کے طرز عمل کے تعین کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مسلم لیڈروں کا ایک اہم اجلاس سر آغا خاں کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً ہر صوبہ کے متعدد اکابر نے شرکت کی۔

—— بہاولپور میں اب شرارتی ہندوؤں کی سرگرمیاں ختم ہو رہی ہیں۔ ذمہ دار ہندو ان حرکات پر اظہار بیزاری و ندامت کر رہے ہیں۔ حکام ریاست نے پنجاب ہندو سبھا کے وفد کو داخلے کی اجازت نہیں دی۔

—— معلوم ہوا ہے گرلز سکول گھوبانہ کی ایک ہندو استانی نے مسلمان لڑکیوں کے سامنے حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں گستاخی کی جس سے مقامی مسلمانوں میں شدید ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۶ ارفروری۔ کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس شروع ہو گیا ہے آج صرف ملک معظم آنجہانی کی وفات پر قرارداد تعزیت منظور کی گئی۔ اور شاہ ایڈورڈ ہشتم کو ان کی تخت نشینی پر مبارکباد دی گئی۔

—— نئی دہلی ۱۶ ارفروری۔ آج مسلم کانفرنس کا اجلاس سر آغا خاں کی صدارت میں منعقد ہوا مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ کے الحاق کی تجویز التواء میں پڑ گئی۔

—— نئی دہلی ۱۷ ارفروری۔ اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ میں ریلوے کا بجٹ پیش کر دیا گیا ہے۔ آئندہ سال ۲½ کروڑ روپے کے نفع کا اندازہ ہے

—— پشاور ۱۷ ارفروری۔ صوبہ سرحدی کی کونسل کے صدر خان بہادر عبدالغفور خاں صاحب آف زیدا انتقال فرما گئے۔ انا للہ۔

—— مسٹر جناح آئندہ جمعہ (۲۱ ارفروری) کی صبح کو لاہور تشریف لا رہے ہیں

ممالک خارجہ

—— ڈیسی ۱۵ ارفروری۔ حبشی افواج نے اطالوی دفاعی خطوط کو توڑ دیا ہے اور وہ اطالوی چوکیوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ حبشی ہزاروں ٹولیوں میں منقسم ہو کر اطالوی فوجوں سے نبرد آزما ہیں اور انہوں نے اطالوی سپاہیوں کو جم کر لڑنا محال کر دیا ہے۔

—— کیپ ٹاؤن ۱۵ ارفروری۔ سینٹ اور اسمبلی کے مشترکہ اجلاس میں ایک نہایت اہم مسوّدہ قانون پر بحث ہو رہی ہے۔ اس قانون کے ماتحت صوبہ کیپ ٹاؤن کے حبشیوں کو ووٹ کے حق سے محروم کر دیا جائیگا۔ اس وقت صرف اسی صوبہ میں حبشیوں کو یہ حق حاصل ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ اس قانون کے منظور ہو جانے کی صورت میں اس کا اثر چالیس لاکھ حبشیوں کے حقوق پر پڑے گا۔ حبشی نمائندے اور ان کے ہمدرد و ہم خیال اس قانون کی شدید مخالفت کر رہے ہیں لیکن حکومت اس مخالفت کے باوجود اس کو عملی شکل دینے پر تلی ہوئی ہے۔

—— ٹوکیو ۱۵ ارفروری۔ جھیل بیر کے قریب منگول افواج اور جاپانی منچوکو کی فوجوں میں زبردست تصادم ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ ہزارہا منگول سپاہی چار مسلح کاروں کے ساتھ حملہ آور ہوئے اور کئی گھنٹوں کی خونریز جنگ کے بعد پسپا ہو گئے۔

—— ادیس ابابا۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ جھیل ہیگ پر اطالوی طیاروں نے شدید بمباری کی۔ لیکن کوئی آدمی ہلاک اور مجروح نہیں ہوا۔

—— ادیس ابابا ۱۶ ارفروری۔ ستمبر کے بعد کل نہایت زبردست بارش ہوئی۔ جو کئی گھنٹوں تک جاری رہی۔ اس بارش کی وجہ سے ادیس ابابا سے ڈیسی جانے والی سڑک خراب ہو گئی ہے اس پر موٹروں کی آمد و رفت بند کر دی گئی ہے۔

—— ٹوکیو ۱۴ ارفروری۔ کابینہ جاپان نے مانچوریا کی موجودہ صورت حالات سے متاثر ہو کر ریزرو فنڈ سے وزارت حربیہ، وزارت بحریہ اور وزارت خارجیہ کے لئے کثیر رقوم منظور کی ہیں۔

—— لنڈن ۱۶ ارفروری۔ سارے انگلستان پر کہر چھائی ہوئی ہے طیاروں کو پرواز میں شدید مشکلات پیش آئیں۔ دریائے ٹیمز میں جہاز رانی بالکل بند ہو گئی۔ ٹریفک کی رہنمائی کے لئے کئی جگہ آگ روشن کی گئی۔ جنوبی لنڈن میں کہر کی وجہ سے برقی روشنی کا انتظام درہم برہم ہو گیا۔

—— ادیس ابابا ۱۵ ارفروری۔ ۵۰۰ دیسی اطالوی فوجیوں نے اسلحہ سمیت راس دستا کی اطاعت قبول کر لی ہے۔

—— نائب وزیر حربیہ روس نے ایک ملاقات میں بیان کیا کہ روس کے پاس اس وقت ۱۳ لاکھ تربیت یافتہ فوج موجود ہے۔ جو ہر وقت کیل کانٹے سے لیس رہتی ہے۔ مزید براں روس جنگی جہازوں۔ آبدوزوں اور تعلیم یافتہ سپاہیوں اور عمدہ ملازموں کی تعداد میں حیرت انگیز اضافہ کر رہا ہے روس بوقت ضرورت ایک کروڑ سپاہی میدان جنگ میں لا سکتا ہے۔

—— جرمنی بھی نہایت سرعت سے فوجی تیاریوں میں مصروف ہے اس وقت وہ بحری بیڑے کی تعمیر میں سب سے زیادہ توجہ دے رہا ہے اس کی ان سرگرمیوں کی وجہ سے فرانس اور آسٹریلیا میں زبردست ہراس پیدا ہو گیا ہے۔

—— میڈرڈ ۱۷ ارفروری۔ اسپین میں انتخابات ختم ہو چکے ہیں۔ نتائج تین چار روز تک شائع کئے جائیں گے۔ دوران انتخاب میں حکومت کی مخالف پارٹی اور حامی پارٹی کے درمیان فساد ہو گیا جس میں تین آدمی مارے گئے

—— لندن ۱۷ ارفروری۔ انجمن اقوام کی سینما کمیٹی نے چارلی چیپلن کو بین الاقوامی ایکٹر تسلیم کرتے ہوئے ایک سونے کا تمغہ دیا ہے۔

آنے والی حکومت پر ایک نظر

جدید آئین کے نمایاں خدوخال

(۲)

اس سلسلے کے نمبر اول میں ہندوستان کے موجودہ نظام حکومت کی مختصر تاریخ بیان کی گئی تھی۔ جدید آئین کی ترتیبی منازل کا ذکر کیا گیا تھا نئے دستور کے رو سے صوبوں کو جو اندرونی خودمختاری حاصل ہوگی۔ اس پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ گورنر اور وزراء کے تعلقات کے متعلق ابھی یہ بتانا باقی ہے کہ وزراء کا صوبائی معاملات سے وہی تعلق ہوگا جو مرکزی حکومت کے وزراء کا فیڈرل امور سے ہوگا۔ ان فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ صوبائی حکومت کے کاروبار کے باب میں وزراء وہ تمام اطلاعات و معلومات گورنر کو بہم پہنچاتے رہیں گے۔ جن کی گورنر کو ضرورت ہوگی۔ صوبہ کے لئے ایک ایڈوکیٹ جنرل کا تقرر بھی عمل میں آئیگا۔ جو قانونی امور کے متعلق صوبائی حکومت کو مشورہ دیتا رہے گا۔ اور دیگر ایسی قانونی خدمات انجام دیگا۔ جو وقتاً فوقتاً گورنر اس کے ذمہ لگائے گا۔

گورنر کی خاص ذمہ داریاں

وفاقی (فیڈرل) اور صوبائی حکومتوں کا دائرہ اختیارات میں یہ فرق ہوگا۔ کہ آخر الذکر حکومتوں کا اختیار صرف ان معاملات پر محدود ہوگا۔ جن کے متعلق صوبائی مجالس وضع قوانین وضع قانون کی مجاز ہونگی اس کے علاوہ صوبہ کے گورنر پر ذیل کی خاص ذمہ داریاں بھی عائد ہونگی

(ا) صوبہ کے یا صوبہ کے کسی حصہ کے امن و سکون کو کسی سنگین خطرہ میں پڑنے سے بچانا۔

(ب) اقلیتوں کے جائز حقوق کی حفاظت کرنا۔

(ج) سرکاری ملازموں کو وہ حقوق دلانا جو ان کو بروئے قانون حاصل ہیں اور ان کے جائز حقوق کی حفاظت کرنا۔

(د) دیسی ریاستوں کے حقوق کا تحفظ

(ھ) تجارتی امتیازات کو روکنا۔

(و) جن رقبوں کو بروئے ایکٹ ہذا مستثنیٰ رقبے قرار دیا گیا ہو۔ ان کے سلسلہ [illegible] نظم و نسق اور امن کا قائم اور حاصل کرنا۔

(ز) گورنر جنرل کے ایسے احکام کی تعمیل کرانا جو جائز طور پر نافذ کئے گئے ہوں۔ گورنر جنرل کے جن واجب التعمیل احکام کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ وہ امور ذیل تک محدود ہوں گے۔

(ا) صوبہ کے حدود کے اندر وفاقی (فیڈرل) امور کی انجام دہی اور ان وفاقی قوانین کی تکمیل جو صوبہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

(ب) وہ احکام جو ہندوستان یا اس کے کسی حصہ کے امن و سکون کو کسی شدید خطرہ میں پڑنے سے بچانے کے لئے ضروری ہوں۔

مجالس وضع قوانین

مدراس۔ بمبئی۔ بنگال۔ صوبجات متحدہ بہار اور آسام کے صوبوں میں وضع قوانین کے لئے دو دو مجلسیں ہوں گی۔ دیگر صوبجات میں ایک ایک۔ پنجاب ان صوبوں میں سے ہے۔ جن میں ایک ہی مجلس وضع قوانین ہوگی۔ اور جیسا کہ پیشتر کہا جا چکا ہے۔ ان کا نام لیجسلیٹو اسمبلی ہوگا۔ لیجسلیٹو اسمبلی میں طریق انتخاب جداگانہ ہوگا۔ اور مختلف قوموں اور مختلف مفادات کے لئے نشستیں مخصوص کر دی جائیں گی۔ مسلمان۔ سکھ۔ ہندوستانی عیسائی۔ اینگلو انڈین اور یورپین جماعتوں کے لئے الگ الگ نشستیں مقرر ہوں گی۔ نشستوں کی تقسیم فرقہ وارانہ فیصلہ (کمیونل ایوارڈ) مجریہ ۱۶ اگست ۱۹۳۲ء کے مطابق عمل میں آئیگی البتہ ان میں اڑیسہ کے علیحدہ صوبہ بن جانے اور پونا پیکٹ مرتبہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء کے منشا کے مطابق کچھ ضروری تبدیلیاں کی گئی ہیں اس پیکٹ کے رو سے "عام" نشستوں میں سے کچھ نشستیں اچھوت اقوام کے لئے مختص کی گئی ہیں۔ جن کو آئندہ "اقوام مندرجہ جدول" کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ یہ نشستیں دوہرے انتخاب سے پر کی جائیں گی۔ یعنی کسی حلقہ انتخاب میں اچھوت اقوام کے تمام رائے دہندگان اپنے میں سے چار اشخاص کو کثرت رائے سے چنیں گے۔ اور ان میں سے اچھوتوں کی مخصوص نشست کے لئے ایک کا انتخاب اعلیٰ جاتیوں کے ہندو اور اچھوت دونوں مل کر کریں گے۔ پنجاب کی لیجسلیٹو اسمبلی کیلئے نشستوں کی تقسیم حسب ذیل ہوگی:۔

نشستوں کی کل تعداد ۱۷۵۔ عام نشستیں ۴۲۔ عام نشستیں جو اچھوت اقوام کے لئے مخصوص ہوں گی ۸۔

سکھوں کے لئے ۳۱ مسلمانوں کے لئے ۸۴ اینگلو انڈینوں کیلئے ایک، یورپینوں کے لئے ایک، ہندوستانی عیسائیوں کے لئے ۲۔ تاجروں، صنعت و حرفت کاروں وغیرہ کے لئے ایک، زمینداروں کیلئے ۵۔ یونیورسٹی کیلئے ایک مزدوروں کیلئے ۳ عام نشست عورتوں کیلئے ایک، سکھ عورتوں کیلئے ایک مسلمان عورتوں کے لئے ۲۔

لیجسلیٹو اسمبلی میں جو مقررہ قانون پاس ہوگا، اس کو بغرض منظوری گورنر کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ جو اس کو منظور یا نامنظور کریں گے۔ یا مزید غور و خوض کیلئے گورنر جنرل کے پاس بھیجیں گے۔ گورنر جنرل اس پر اپنی منظوری یا نامنظوری کا حکم صادر کریں گے۔ یا ہز میجسٹی ملک معظم کی حضوری میں بغرض صدور احکام پیش کریں گے۔

کوئی قانون خواہ اس پر گورنر جنرل کی منظوری صادر ہو چکی ہو، اس کو ایسی منظوری کے بارہ مہینے کے اندر اندر ہز میجسٹی ملک معظم مسترد کر سکیں گے۔ اور اس استرداد کا اعلان گورنر ایک عام اعلان کے ذریعہ کریں گے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ایسا قانون بارہ ماہ کے خاتمہ سے پہلے نفاذ پذیر نہیں ہوگا۔

رائے دہندوں کی تعداد میں اضافہ

مروجہ آئین کے مطابق معیار رائے دہندگی بہت بلند ہے اس لئے برطانوی ہند میں بہت کم اشخاص یعنی ۷۰ لاکھ مرد اور ۳ لاکھ ۱۵ ہزار عورتیں ووٹ کی مستحق ہیں۔ جدید آئین میں یہ معیار کم کر دیا گیا ہے اس لئے رائے دہندگان کی تعداد میں زبردست اضافہ ہو جائے گا یعنی آئندہ دو کروڑ ۹۰ لاکھ مرد اور ۶۰ لاکھ سے زائد عورتیں ووٹ کی حقدار ہوں گی۔ پہلے صرف ۳ فیصدی اشخاص کو ووٹ کا حق حاصل تھا۔ اب ۱۴ فیصدی افراد ووٹ دے سکیں گے۔

حلقہ ہائے انتخابات علاقہ وار مقرر کئے گئے ہیں۔ ہر ایک حلقہ انتخاب میں رائے دینے کے قابل اشخاص کی فہرست رکھی جائے گی۔ اور ہر وہ شخص جس کا نام مقررہ صفات کی بنا پر فہرست مذکورہ میں درج ہوگا۔ انتخاب کے موقع پر ووٹ دینے کا مستحق ہوگا۔ فہرست مذکورہ میں کسی ایسے شخص کا نام درج نہیں کیا جائے گا۔

(۱) جو برطانوی رعایا یا کسی ہندوستانی ریاست کا والی یا رعایا نہیں ہو یا

(۲) جس کو کسی عدالت مجاز نے دیوانہ قرار دیا ہے یا

(۳) جس کی عمر ۲۱ سال سے کم ہے۔

عام معیار رائے دہندگی

یہ شرائط ہندوستان بھر کیلئے یکساں ہیں۔ لیکن دیگر شرائط ہر صوبہ میں کسی قدر مختلف ہیں۔ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے لئے متذکرہ صدر شرائط کے ماتحت صرف وہی شخص ووٹ کا حقدار ہوگا۔ جو مندرجہ ذیل صفات میں سے کم از کم ایک صفت رکھتا ہو (۱) پانچ روپے یا زائد مالیہ ادا کرتا ہو۔

(۲) پانچ روپے سالانہ مالیہ کی زمین پر حق موروثیت رکھتا ہو۔

(۳) ایسا معافی دار یا جاگیردار ہو جس کی معافی یا جاگیر ۱۰ روپے سالانہ سے کم نہ ہو۔

(۴) ۶ ایکڑ آبپاش یا ۱۲ ایکڑ غیر آبپاش اراضی رکھتا ہو۔

(۵) جائداد غیر منقولہ مالیتی دو ہزار روپے ۲۰۰۰ رکھتا ہو۔ یا اس کا کم از کم ۶۰ روپے سالانہ کرایہ ادا کرتا ہو۔

(۶) کسی ایسی جائداد غیر منقولہ پر بحیثیت کرایہ دار قابض ہو جس کا سالانہ کرایہ ۶۰ روپے سے کم نہ ہو۔

(۷) کم از کم پچاس روپے میونسپل کمیٹی یا چھاؤنی کا ٹیکس ادا کرتا ہو۔

(۸) انکم ٹیکس ادا کرتا ہو۔

(۹) کم سے کم ۲ روپے حیثیت ٹیکس یا ٹیکس پیشہ وران یا ڈسٹرکٹ بورڈ ادا کرتا ہو۔

(۱۰) ذیلدار۔ انعامدار۔ سفید پوش یا نمبردار ہو۔

(۱۱) باقاعدہ افواج کا ریٹائرڈ پنشن خوار ڈسچارج شدہ افسر کمشنڈ افسر یا سپاہی ہو۔

(۱۲) آگزلری فورس (ہند) یا انڈین ٹیریٹوریل فورس کا ریٹائرڈ پنشن خوار۔ ڈسچارج شدہ افسر یا نان کمشنڈ افسر یا سپاہی ہو۔ بشرطیکہ مدت ملازمت ۴ سال سے کم نہ ہو۔

(۱۳) کسی برٹش انڈین پولیس فورس کا ریٹائرڈ۔ پنشن خوار یا ڈسچارج شدہ افسر یا کانسٹیبل یا ہیڈ کانسٹیبل ہو۔

(۱۴) پرائمری یا اس کے برابر یا اس سے زیادہ تعلیمی امتحان پاس کیا ہو۔

عورتوں کا معیار رائے دہندگی

طبقہ نسواں میں سے صرف وہ عورتیں ووٹ دے سکیں گی جو متذکرہ صدر یا مندرجہ ذیل صفات میں سے کوئی صفت حاصل [illegible]

(۱) خواندہ ہو۔

(۲) کسی ایسے شخص کی بیوی ہو جو مفصلہ ذیل صفات میں سے کوئی صفت رکھتا ہو۔

(ا) غیر منقولہ جائداد مالیتی چار ہزار روپے یا زائد کا مالک ہو یا کرایہ کم از کم ۹۶ روپے سالانہ ادا کرتا ہو یا

(ب) ایسی جائداد غیر منقولہ پر بحیثیت کرایہ دار قابض ہو جس کا سالانہ کرایہ کم از کم ۹۶ روپے ہو یا

(ج) کم از کم پچاس روپے براہ راست میونسپل کمیٹی یا چھاؤنی کا ٹیکس ادا کرتا ہو یا

(د) انکم ٹیکس دیتا ہو۔ یا

(ھ) ایسی زمین کا مالک ہو جس کا سالانہ معاملہ کم از کم ۲۵ روپے سالانہ ہو یا

(و) ایسی معافی یا جاگیر دار ہو۔ جس کی معافی یا جاگیر ۵۰ روپے سالانہ ہو یا

(ز) کم از کم تین سال کے لئے ایسی سرکاری زمین کا مزارعہ یا پٹہ دار ہو۔ جس کا لگان کم از کم ۲۵ روپے سالانہ ہو۔ یا

(ح) کسی زمین پر جس کا سالانہ معاملہ کم از کم ۲۵ روپے ہو۔ حق موروثیت رکھتا ہو۔

(۳) کسی ایسے شخص کی بیوی ہو۔ جو باقاعدہ افواج کا [illegible]

پنشن خوار ڈسچارج شدہ افسر کمشنڈ افسر یا سپاہی ہو۔ یا

(۴) کسی ایسے شخص کی پنشن خوار بیوہ ہو یا پنشن خوار ماں ہو۔ جو باقاعدہ افواج کا افسر کمشنڈ افسر یا سپاہی تھا۔

زمینداروں کا معیار رائے دہندگی

زمینداروں کے مخصوص حلقہ ہائے نیابت میں ہر وہ شخص ووٹ کا مستحق ہوگا۔ جو پنجاب میں بودوباش رکھتا ہو۔ اور

(۱) ایسی زمین کا مالک ہو جس کا سالانہ معاملہ ۵۰۰ روپے سے کم نہیں یا

(۲) ایسا معافیدار یا جاگیردار ہو جس کی معافی جاگیر ۵۰۰ روپے سالانہ سے کم نہیں۔

اچھوت اقوام کا معیار رائے دہندگی

بعض اقوام کے لئے جن کو اچھوت اقوام کہا جاتا ہے اور جو آئندہ "اقوام مندرجہ ذیل" کہلائیں گی معیار رائے دہندگی الگ مقرر کیا گیا ہے۔ یہ اقوام حسب ذیل ہیں:۔

آددھرمی۔ بادریا حیار۔ چوہڑہ۔ داگی دکولی۔ ڈومنا۔ اوڈ سانسی۔ سرڑیا۔ مزہبی (مزہبی) بنگالی۔ ہرڑ۔ بازیگر۔ بھنجرا۔ چنال دھنک۔ گگڑا۔ گندھیلا۔ کھٹیک۔ کوری۔ نٹ۔ پاسی۔ پیرنا۔ سپیلہ سرکی بند۔ سیگھ۔ راہداسیہ۔ ان اقوام کا کوئی فرد جو نہ تو مسلم ہے نہ سکھ۔ نہ عیسائی۔ اور اس کو کوئی اور صفت حاصل نہیں۔ وہ صرف اسی صورت میں ووٹ دے سکیگا۔ کہ

(۱) خواندہ ہو۔ یا

(۲) ایسی جائداد غیر منقولہ یا مکان کے طبقہ کا مالک ہو۔ جس کی مالیت ۵۰ روپے سے کم نہ ہو۔

(۳) ایسی جائداد غیر منقولہ پر بحیثیت کرایہ دار قابض ہو۔ جس کا سالانہ کرایہ ۳۶ روپے سے کم نہ ہو۔

بذریعہ درخواست اندراج نام کے قواعد

(۱) کوئی شخص جو کسی ناقابلیت کے زیر اثر نہیں۔ اور اس کو کوئی اور صفت حاصل نہیں۔ اگر اس نے پرائمری یا اس کے برابر یا اس سے کوئی بڑا تعلیمی امتحان پاس کیا ہے تو وہ بذریعہ تحریری درخواست کسی مقامی حلقہ نیابت میں اندراج نام کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۲) ہر عورت اور اچھوت اقوام میں ہر فرد بھی قاعدہ نمبر ۱ کے ماتحت اپنی خواندگی کی بنا پر بذریعہ تحریری درخواست اندراج نام کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۳) اسی طرح کوئی عورت کسی ایسے شخص کی بیوی ہونے کی حیثیت سے جس کو ضروری صفات حاصل ہوں۔ بذریعہ تحریری درخواست اندراج نام کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

ہر درخواست، درخواست دہندہ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہوگی۔ اور اس میں درخواست دہندہ کا نام۔ ولدیت۔ ذات۔ عمر۔ پیشہ۔ سکونت۔ اور بصورت شادی شدہ یا بیوہ عورت کے ولدیت کے بجائے اس کے خاوند کا نام درج ہوگا۔

کونسل آف سٹیٹ

کی فہرست ہائے انتخاب

کونسل آف سٹیٹ کے لئے پنجاب کے حلقہ جات رائے دہندگان کی ابتدائی فہرست ہائے انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ میں شائع کی جائیں گی۔ اور ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء کو ان کو جملہ ڈپٹی کمشنران پنجاب کے دفاتر کے باہر چسپاں کیا جائے گا۔

(۲) جو اشخاص ووٹ دینے کے اہل ہوں اور ان کے نام متذکرہ بالا فہرستوں میں نہ ہوں اور وہ اپنا نام درج رجسٹر کرانا چاہتے ہوں تو وہ ضوابط متعلقہ نظر ثانی فہرست ہائے انتخاب کونسل آف سٹیٹ کے ماتحت فہرستوں کی اشاعت کے ۱۲ دن کے اندر اپنے دعاوی اصالتاً یا بذریعہ ڈاک آخر متذکرہ فقرہ ۳ مندرجہ ذیل کی خدمت میں پیش کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ایسے اشخاص کے ناموں کو جو اہل نہیں ہیں لیکن درج رجسٹر کئے گئے ہیں خارج کرانے کے متعلق جملہ اعتراضات متذکرہ بالا میعاد کے اندر پیش کرنے چاہئیں۔

(۳) کسی تعلیمی قبضہ کے متعلق دعاوی یا اعتراضات رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کے پاس پیش کئے جائیں گے۔

باقی جملہ دعاوی یا اعتراضات اس ڈویژن کے جس میں دعوے گذار یا وہ شخص جس کے خلاف اعتراض اٹھایا گیا ہو۔ اقامت رکھتا ہو۔ کمشنر کی خدمت میں پیش کئے جائیں۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

والدہ کی تعظیم

پہلی حالت انسان کی نیکبختی کی یہ ہو کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کیلئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف کو منہ کرکے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمتگزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو خصوصیت سے نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ان سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کیلئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہونگے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کرکے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونے سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھینگے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو طیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے ورنہ اختیار ہے۔ ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔

(اخبار الحکم ۲۴ر جولائی ۱۸۹۹ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) یقیناً یہی سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً اللہ ہی غالب حکمت والا ہے۔ (آل عمران ۳ع ۲)

(۲) وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت لے لیتے ہیں۔ ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ ان سے اللہ کلام کرے گا۔ اور اللہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھیگا اور نہ ان کو پاک کریگا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (آل عمران ۳ع ۷۶)

(۳) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کے حقوق کی حفاظت کرنیوالے انصاف کی گواہی دینے والے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور اللہ کا تقویٰ کرو۔ بیشک اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔ (المائدہ ۵ع ۸)

(۴) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ستھری چیزیں حرام نہ ٹھہراؤ جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ (المائدہ ۵ع ۸۷)

حدیث شریف

(۱) حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جو شخص ہمارے دین میں ایسی بات نکالے جو اس میں نہ ہو تو وہ رد کی جائے گی۔ (بخاری)

(۲) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ اس وقت میرے گھر میں کچھ نہ تھا جسے کوئی جگر (جاندار) کھا سکے مگر تھوڑے سے جَو جو محراب میں پڑے تھے۔ میں اس میں سے کھاتی رہی۔ یہاں تک کہ ایک عرصہ گذر گیا۔ پھر میں نے ان کو ناپا سو وہ ختم ہو گئے۔ (بخاری)

مکتوب بغداد

مولانا حسرت موہانی کے قابل قدر خیالات

مندرجہ ذیل خط ہمارے محترم دوست سید تصدق حسین صاحب بغداد نے جناب خانصاحب محمد منظور الہیٰ صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری انجمن کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے۔ گذشتہ دنوں مولانا حسرت موہانی صاحب حج کو جاتے ہوئے بغداد میں چند روز ٹھہرے وہاں ہمارے احباب سے بھی ملاقاتیں ہوئیں مخالفین کی موجودہ روش پر بھی تبادلہ خیالات ہوا۔ اس کی کیفیت اس خط میں درج ہے۔ (مدیر)

بغداد مورخہ ۴ ر فروری ۱۹۳۶ء

برادر عزیز جناب محمد منظور الہیٰ صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذشتہ ہفتہ اٹلی کے قونصل جنرل مقیم بغداد کو اخویم سید عباس صاحب الیکٹریشن کے ہاتھ (۱) Inassage of the Holy prophel- (دی گئی) دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ پڑھ کر اپنی رائے دینے کا وعدہ کیا ہے

مسٹر عبدالحمید صاحب آئی۔ سی۔ ایس (رگو ڈگاڈس) کو جو بغرض سیاحت بغداد آئے ہوئے تھے اور یہاں سے حج کو جانے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کا تصنیف کردہ پمفلٹ (۲) Islams great oppor tunity دیا گیا۔ موصوف نے مطالعہ کا وعدہ فرمایا۔

اس ہفتہ خاکسار کو ہندوستان کے عظیم و جلیل مایہ ناز فرزند جناب مولانا حسرت موہانی صاحب سے شرف ملاقات کے حصول کا موقع بھی ملا۔ آپ نجف اشرف کے نیکے راستہ سے ارض حرم کو تشریف لیجا رہے ہیں۔ حسن اتفاق ہے کہ آپ کے ایک ہمسفر حاجی محمد تسلیم صاحب کانپوری اخویم سید عابد علی صاحب کے ہموطن نکلے۔ جن کی عنایت سے مولانا کے موصوف کے تعارف کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا کا بغداد میں صرف پانچ ہی روز قیام رہا۔ اس قلیل عرصہ میں باوجود سفر کی تکان و تکالیف و مصروفیتوں کے مولانا نے ازراہ تلطف اخویم سید عابد علی صاحب جناب لطیف اسماعیل صاحب و کمترین کی دعوت طعام قبول فرما کر شکریہ کا موقع دیا۔ ان اجتماعات میں احباب جماعت اور معاونین کے علاوہ غیر از جماعت دوست بھی شامل ہوئے۔ ان تقاریب میں مولانا کے موصوف سے اکثر مختلف پہلوؤں پر گفتگو رہی۔ مولانا نے اثنائے گفتگو میں ایک موقع پر مسلمانان ہند کے موجودہ طرز عمل پر جو اتحاد و اتفاق کی بجائے اختلال و انتشار و نااتفاقی کا باعث ہو رہا ہے۔ اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ ہندو قوم باوجود صدہا اصولی اختلافات کے ایک تقدس گائے کے مسئلہ پر تو متفق اور متحد ہو جاتی ہے۔ مگر مسلمان جن کے پاس مسلمان ہونے کے لئے کلمہ طیبہ کے اقرار کی سند ایک زبردست ثبوت سمجھا جاتا تھا۔ آج اصولی اختلافات میں نہیں بلکہ فروعی مسائل میں ایک دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔ اگر انہیں احکام شریعت کا پاس نہیں۔ تو اپنی بقا کے لئے کم از کم ہندوؤں سے ہی سبق حاصل کریں۔

حضرت مولانا جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات اسلامی کی تعریف فرماتے تھے۔ ایک موقع پر جبکہ کمترین نے حدیث شریف من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فھو المسلم...... الخ پڑھ کر سنائی تو مولانا فرمانے لگے کہ ہاں یہی تو وہ زریں اصول ہے کاش کہ مسلمان اسے سمجھیں۔ ارے بھائی جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اسے مسلمان نہ سمجھا جائے۔

مولانا نے ازراہ لطف اپنی غزلیات کا ایک مطبوعہ نسخہ بھی عنایت فرمایا۔ کمترین نے بھی "انوار القرآن" مؤلفہ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ہدیۃً پیش خدمت کیا۔ جسے مولانا نے نہایت خوشی سے قبول فرمایا۔

کل برلن سے برادرم ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کا خط ملا۔ آپ نے کمترین کے نام رسالہ مسلمش ریویو جاری کر دیا ہے نیز چند کتابیں زبان المانوی ارسال فرمائی ہیں۔

برادرم سید عابد علی صاحب بسلسلہ ملازمت خانقین تشریف لیگئے ہیں۔ خانقین بغداد سے ۱۱۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دعا فرماویں۔ کہ خداوند کریم برادر موصوف کے وجود کو وہاں پر سلسلہ کے لئے خیر و برکت کا باعث بنائے۔

تحریک ارشاد الہیٰ کے مطبوعہ فارم ممبران جماعت مقیم عراق نے پُر کر دیئے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ بحری ڈاک سے لاہور بھیجدوں گا۔

اردو انگریزی و نیز دیگر زبانوں میں مفت تقسیم کے لئے لٹریچر ضرور ارسال فرماویں۔

باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ میرے و دیگر جملہ ممبران جماعت اور معاونین سے حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر جملہ دوستوں کو سلام علیکم۔

خاکسار

تصدق حسین

جلد ۲۴ — یوم دوشنبہ ۳۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۴ ہجری — نمبر ۱۳

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

مرحوم کا دردِ اسلامی، خدماتِ دینی اور حسنِ سیرت

خطبہ جمعہ ۱۴ر فروری سنہ ۱۹۳۶ء، فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

یاایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلٰوۃ ان اللہ مع الصٰبرین .... ھم المھتدون (البقرہ ۲: ۱۵۳ تا ۱۵۷)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں، انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر تم محسوس نہیں کرتے اور ضرور ہم کسی قدر ڈر اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہارا امتحان کریں گے اور صبر کرنیوالوں کو خوشخبری دو۔ وہ جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہتے ہیں، ہم اللہ کیلئے ہی ہیں اور ہم اس کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں۔ یہی وہ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور رحمت ہے اور یہی وہ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں۔

موت ایک ناگزیر شے ہے

اس موت کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے زندگی کا ایک عظیم الشان سبق سکھایا ہے۔ موت تو ایک ناگزیر شے ہے۔ دنیا میں زندگی اور موت کا ایک ایسا سلسلہ لگا ہوا ہے جس سے کوئی باہر نہیں۔ ابتدائے اسلام میں جبکہ مسلمان مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے اور بے شمار تکلیفیں اٹھا کر مدینہ منورہ میں پناہ گزین ہوئے اور کفار نے وہاں بھی ان کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ اس وقت بھی انہیں یہی سبق دیا گیا۔ استعینوا بالصبر والصلٰوۃ اور کہا گیا۔ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصٰبرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃٌ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون (اور ضرور ہم کسی قدر ڈر اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہارا امتحان کریں گے۔ اور صبر کرنیوالوں کو خوشخبری دو۔ وہ جنہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہتے ہیں۔ ہم اللہ کیلئے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں) یہ عجیب سا کلمہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جو بعض دوسرے اسلامی کلمات کی طرح بالکل عام ہو گیا ہے مصیبت ہو یا موت، اس کلمہ کو پڑھنے اور یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ سب چیزیں جو ہمارے پاس ہیں خدا کی امانتیں ہیں، جب وہ چاہے واپس لیلے۔

زندگی اور موت کا قانون

زندگی اور موت کا قانون بھی بڑا زبردست قانون ہے یہ دونوں چیزیں بھی خدا کی مخلوق ہیں۔ کوئی نیک ہو یا بد، امیر ہو یا غریب اس سے باہر نہیں رہتا۔ بے شک مصیبت میں خدا سے دعا کرنا حل مشکل کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ ایک خدا رسیدہ اور خدا کا تعلق دوستوں کا سا ہوتا ہے کبھی وہ خدا سے اپنی بات منوالیتا ہے اور کبھی اس کی مان لیتا ہے۔ دعا بھی خدا کا ایک قانون ہے۔ جو باطل نہیں ہو سکتا۔ دعا کے صرف مسلمان یا دوسرے خدا کو ماننے والے لوگ ہی قائل نہیں۔ بلکہ وقت پڑنے پر بڑے بڑے دہریے بھی مجبور اور بے اختیار ہو کر دعا کرنے لگتے ہیں۔ اس وقت ان کی آنکھوں کے سامنے سے بھی تمام حجاب اٹھ جاتے ہیں اور خدا کا اٹل قانون اپنی پوری قوت کے ساتھ جاری وساری ہو جاتا ہے۔

مصائب پر صبر کے سوا اور کوئی چارہ نہیں

یہ مصائب جو آتے ہیں دل پر بھی اثر کرتے ہیں اور جسم پر بھی اثر کرتے ہیں۔ آنکھوں میں بے اختیار آنسو آجاتے ہیں لیکن انسان کے لئے یہی بہتر ہے کہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔ انسان کو ماننا تو پڑتا ہی ہے چاہے واویلا کر کے مان لے چاہے صبر کر کے اور بندہ بن کے مان لے۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

قومی غم کا دن

ہمارے لئے آج کا دن یا آج سے دو روز پہلے کا دن ایک قومی غم کا دن تھا۔ یہ کوئی غم کا پہلا دن نہیں، ایسے بہت سے دن ہم پر گذر چکے ہیں۔ چونکہ دوست ہم سے ایک ایک کر کے جدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں محسوس نہیں ہوتا۔ گذشتہ تیس بائیس سال کے عرصہ میں جبکہ ہم یہاں آئے ہیں، بہت سی نورانی ہستیاں اور بہت سے نوجوان ہم سے آہستہ آہستہ جدا ہو کر خدا کے پاس پہنچ گئے۔ اگر یہ سب ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ تو شاید اتنی یا اس سے زیادہ تعداد میں ہو جائیں جتنے کہ ہم یہاں اس وقت موجود ہیں۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کی موت بہترین موت ہے

موت تو سب پر آنی ہے اور خدا بہتر جانتا ہے کہ کن حالات میں آنی ہے لیکن ہمارے سلسلہ کے رکن ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی موت ایک بہترین موت ہے۔ جیسے انسانوں کے ساتھ ان کے اخلاق نہایت پاکیزہ تھے۔ کوئی احمدی ہو، قادیانی ہو، غیر از جماعت ہو۔ بلکہ ہندو سکھ ہو، وہ سب کے ساتھ نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ سب کی خدمت کرتے تھے اور سب کی بھلائی چاہتے تھے۔ اسی طرح خدا کے ساتھ بھی ان کا تعلق نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ تھا۔ خدا نے ان کو حسن صورت بھی دیا تھا* اس کے اخلاق نہایت بلند تھے۔ وہ نہایت پاکباز اور متقی تھا۔ ۱۲ر فروری کو جس روز ان پر مرض کا حملہ ہوا ہے۔ اس حالت میں کہ وہ اپنے مکان کی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے اور ان کی زبان پر یاحی یاقیوم کے الفاظ تھے۔ پھر تو خدا کی مصلحت کے ماتحت ان کی زبان نہ چلتی تھی۔ لیکن مجھے ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے بتلایا کہ مرض کے حملے کے ایک گھنٹے کے بعد صرف ایک لمحہ کیلئے ان کی زبان نے حرکت کی اور "شکر" کا لفظ کہا۔ اس کے بعد کوئی لفظ ان کی زبان سے نہ نکلا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس قدر صابر اور شاکر انسان تھے۔

مرحوم سے آخری ملاقات

اپنی طرف سے ہر کوئی علاج میں کوشش کرتا ہے۔ ان کے ایام علالت میں ہم ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق ان کے سامنے نہ آتے تھے۔ کیونکہ ایسی حالت میں دوست سامنے آجاتا ہے۔ تو دل پر اثر ہوتا ہے اور غم پیدا ہوتا ہے۔ ان کی وفات کے ایک روز پیشتر میں ان کو دیکھنے گیا اور حسب معمول خاموشی سے ان کے سرہانے کی طرف کھڑا ہو گیا۔ اس وقت ان کی بیوی ان کا ہاتھ دبا رہی تھیں۔ مجھے آتے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اس سے مرحوم نے محسوس کیا کہ کوئی شخص کمرے میں آیا ہے اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔ آنکھ سے آنکھ ملی۔ تو مجھے مجبوراً ان کے سامنے ہونا پڑا۔ میں نے سلام علیکم کہا۔ انہوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اس زور سے دبایا جیسے کوئی دوست جدا ہونے لگتا ہے۔ مرحوم شرافت کا پتلا تھا۔ اپنی جماعت کے علاوہ ہندو، مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں اور انگریزوں میں بھی ان کے بیشمار دوست تھے۔ مسلم یا غیر مسلم ہر ایک کے ساتھ اس نے نیکی کی۔ احسان کیا۔ کسی کے ساتھ برائی نہیں کی۔

ڈاکٹر مرزا صاحب کا درد اسلام

پھر ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان کے دل میں اسلام کا اتنا بڑا درد تھا کہ کوئی انسان اس کی تہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کو بہتر جانتا ہے۔ دراصل اسی درد میں انہوں نے اپنی جان دیدی یہ کیا ہے جو ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہے جھگڑا صرف اس بات پر ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ اسلام کے اندر تفرقہ اور تشتت مت پیدا کرو۔ کلمہ گو کی تکفیر چھوڑ دو۔ کیا یہ ہم اس لئے کہہ رہے ہیں۔ کہ کوئی ہم کو کافر نہ کہے۔ شاید ہم میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کی یہ خواہش ہو۔

مخلوق سے ڈرنیوالوں کو توحید کی نعمت نہیں مل سکتی

کافر کہلوا کر تو ہم آزاد ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ہمیں مخلوق کا ڈر نہیں رہا۔ اور جب تک مخلوق کا ڈر ہو۔ انسان کو توحید کی نعمت نہیں مل سکتی۔ اور وہ خدا کو نہیں پا سکتا۔ یہ بڑے بڑے عالم مولوی، لیڈر

اور فلاسفر کیوں عوام کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ حالانکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ عوام کا رخ ایک غلط اور نقصان رساں چیز کی طرف ہے؟ محض اس لئے کہ انہیں مخلوق کا ڈر ہوتا ہے۔ یا اس سے کوئی آرزو یا امید ہوتی ہے۔ نمبرداری اور لیڈری کا شوق ہوتا ہے جو محض عوام کو خوش رکھنے ہی سے مل سکتی ہے۔ خوب یاد رکھیئے۔ جہاں غیر اللہ کا خوف اور اس سے امید ہو۔ وہاں توحید کا گزر نہیں ہو سکتا۔ اس حالت میں توحید کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ سے ڈرا جائے اور اسی مالک حقیقی سے تمام امیدیں وابستہ کی جائیں۔ لیکن جہاں ساری امیدیں مخلوق سے وابستہ ہوں وہاں اللہ کا ڈر کہاں سے آئے۔

ختم نبوت کے معنی

جس طرح مسلمانوں کا آجکل لا الٰہ الا اللہ پر عمل نہیں۔ اسی طرح محمد رسول اللہ پر عمل نہیں۔ منہ سے وہ ختم نبوت کا عقیدہ مانتے ہیں لیکن اس پر بھی ان کا عمل نہیں۔ ختم نبوت کے صرف ایک ہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آئندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی انسان کا حکم نہیں چلے گا۔ آئندہ ہر کوئی سند محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیگا۔ آؤ اب تلاش کرو۔ آپ کی سند کیا ہے۔ حضور تو فرماتے ہیں جس صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا . . . . فذالک المسلم الذی له ذمة الله و ذمة رسول الله۔ لیکن آج ہمارے مخالفین میں سے اس کو کون مانتا ہے؟ ایک جنونی کیفیت سب پر طاری ہے۔ خدا اور رسول کی فرمانبرداری اور ان کے احکام کی تعمیل کی بجائے سب اپنی اپنی اغراض کی پرستش کر رہے ہیں۔

افسوسناک حجت بازی

پھر قرآن کریم میں صاف لکھا ہے۔ لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا۔ اس پر بھی طرح طرح کی باتیں بنائی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی عیسائی۔ یہودی یا ہندو سلام علیکم کہے تو اسے کیا مسلمان سمجھا جائیگا؟ ایک بہت بڑے مولوی نے لکھا ہے۔ کہ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک عیسائی ہماری مسجد میں آکر ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ جائے۔ اور تثلیث کا بھی قائل رہے۔ بھلا اس کو کس طرح مسلمان سمجھا جا سکتا ہے۔ ان لوگوں کے بڑے بڑے لیڈروں کو تو کبھی نماز پڑھنے کی توفیق نہیں ملتی۔ وہ تو کبھی مسجد کا رخ نہیں کرتے اور ایک تثلیث پرست عیسائی مسجد میں آکر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھے گا! یہ سب حجت بازی ہے۔

ہم کفر کے فتوؤں سے نہیں ڈرتے

بس یہی تکفیر کا مسئلہ ہے جس پر جنگ جاری ہے۔ کیا ہم اپنے آپ کو ان لوگوں کی تکفیر سے بچانا چاہتے ہیں؟ خدا بہتر جانتا ہے یہ بات ہرگز نہیں۔ ہم تو کافر کہلوانے کے عادی ہو چکے ہیں۔ نہ صرف کافر بلکہ دجال وغیرہ کہلوانے کے بھی۔ تم سب نے اپنے میں سے بڑا مجھے بنایا اپنا امیر منتخب کیا اور مجھے پادری کہا جاتا ہے۔ کیا قادیان والوں سے ہماری دوستی ہے؟ اور ہم یہ سب کچھ اس لئے کر رہے ہیں۔ کہ انہیں کافر نہ کہا جائے۔ نہیں ان کو تو ہم سے اس قدر بیر ہے۔ کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔

ہمارا مقصد کیا ہے؟

ہمارا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ خدا اور رسول کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ ہمارے مخالف خدا اور رسول کے احکام کی تحقیر کر رہے ہیں جس کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو رہا ہے۔ یہی بات تھی جس پر انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کے اجلاس میں بحث جاری تھی۔ کونسل کے مخالف ارکان ایک طرف تھے۔ اور دوسری طرف ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تنہا۔ اس اکیلے مرد خدا نے مقابلہ کیا اور مخالفین کی اس قدر زیادہ کثرت کی کچھ پروا نہ کی۔

مخالفین کی پست اخلاقی

افسوس آج مسلمانوں کے اخلاق اس قدر گر چکے ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ حکم ہے کہ مرنے والے کا ذکر اچھے الفاظ میں کرو لیکن ہمارے مخالفین جھوٹ بول کر بھی مرنے والوں کے ساتھ بری باتیں منسوب کرتے ہیں۔ احرار کے اخبار "مجاہد" نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کی علالت کے ایام میں لکھا۔ کہ احمدیوں کو انجمن حمایت اسلام سے نکال دیا گیا ہے۔ اس اخراج کے غم میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ گویا انجمن حمایت اسلام نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کو بڑے خزانے دے رکھے تھے۔ کہ ان کو اخراج کا غم ہوا۔ انہوں نے اور بہت سے احمدیوں نے ہمیشہ انجمن حمایت اسلام کی خدمت و امداد ہی کی ہے۔ ڈاکٹر مرزا صاحب نے اس انجمن کو بڑی بڑی رقومیں اور دوسروں سے دلائیں۔ ڈاکٹر

سپاس تعزیت

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم

قبلہ مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کی وفات پر ہمارے دوستوں اور کرم فرماؤں کی طرف سے بیشمار تاریں اور سینکڑوں تعزیتی خطوط موصول ہوئے ہیں۔ اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہم ان تمام احباب کی ہمدردی اور دعاؤں کے لئے ان کے بے حد ممنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزاء خیر عطا کرے۔

فرداً فرداً ان احباب کا شکریہ ادا کرنا مشکل ہے اس لئے بذریعہ اخبار ان کرم فرماؤں کی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

خاکساران { (ڈاکٹر مرزا) داؤد بیگ
(مرزا) مسعود بیگ

صاحب مرحوم تو ہماری جماعت کے ایک بہت اعلیٰ رکن تھے ہم میں سے کسی فرد واحد کو بھی اس کا رنج نہیں ہو سکتا ہے

انجمن حمایت اسلام سے احمدیوں کو خارج نہیں کیا گیا

اور حقیقت یہ ہے۔ کہ انجمن حمایت اسلام نے کبھی مرزا صاحب مرحوم کو اپنی جنرل کونسل سے نکالا نہیں۔ نہ ایسی کوئی قرارداد پیش ہوئی نہ پاس ہوئی۔ اور جو قرارداد پاس ہوئی۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ احمدیوں کو اس سے خارج کیا جائے۔ کیونکہ ہم احمدی ہی اس قرارداد کے صحیح مصداق ہیں کہ کسی نبی کا کسی رنگ میں آنا آنحضرت صلعم کے بعد نہیں مانتے۔

ہم خدمت اسلام کے اعلیٰ کام میں مصروف ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم تو خدمت اسلام کے ایک ایسے اعلیٰ کام میں مصروف ہیں۔ کہ کسی کو ہم پر رشک ہو تو ہو۔ ہمیں کسی پر رشک نہیں ہو سکتا۔ ہم ایک دفعہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر محض خدمت اسلام کے لئے قادیان نکلے۔ پھر اسی جذبہ کے ماتحت وہاں سے نکلے۔ ہمیں انجمن حمایت اسلام یا کسی اور جگہ سے نکلنے یا نکالے جانے کا رنج و غم کیا ہو سکتا ہے؟ ہم تو غم پروف بن گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر مرزا صاحب کو حیات جاوید دیگا

ہاں اگر ڈاکٹر مرزا صاحب کو غم تھا۔ تو یہ تھا۔ کہ ہماری مسلمان قوم کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ کیوں تکفیر کی شیدائی ہو کر اپنے پاؤں پر کلہاڑا مار رہی ہے۔ مرحوم ہمیشہ مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے اور انہیں سمجھاتے رہے۔ ان کی آخری تحریر جو ایک اشتہار کی شکل میں شائع ہوئی ہے۔ اسی موضوع پر ہے۔ اگر انہوں نے اسی غم میں وفات پائی ہو تو انہوں نے خدا کی راہ میں جان دی ہے اور وہ شہید ہوئے ہیں۔ خدا ان کو حیات جاوید دیگا۔ ایک دن تمام مسلمانوں کا یہی مذہب و مسلک ہوگا۔ کہ کسی کلمہ گو کی تکفیر کرنی خلاف اسلام ہے۔

ڈاکٹر مرزا صاحب ایک احمدی کی حیثیت سے

احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمیں ایسا اچھا۔ ایسا مخلص اور ایسا صائب الرائے کارکن کہاں سے مل سکتا ہے؟ چند سال ہوئے پہلے بھی ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ اس سے انہیں آرام تو ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد وہ کچھ کمزور ہو گئے تھے۔ اور اس کی وجہ سے بعض اوقات وہ مجلس منتظمہ کے اجلاسوں میں ذرا تاخیر سے آتے۔ ہم ان کے منتظر رہتے تھے آپ کی رائے ہمیشہ نہایت مخلصانہ اور صائب ہوتی تھی۔

مرحوم کا اخلاص۔ ایثار اور قربانی

دنیا میں خود غرض تو بہت ہیں۔ لیکن ایسے ایثار پیشہ اور مخلص دوست بہت ہی مشکل سے ملتے ہیں۔ جب ہم نے یہاں لاہور میں اس انجمن کی بنیاد رکھی۔ تو مجھے صحیح یاد نہیں۔ غالباً چار یا پانچ سال بعد ہمیں سخت مالی مشکلات پیش آئیں۔ اور ہم نے محسوس کیا۔ کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں کوئی دفتر نہیں کوئی مکان نہیں۔ نہ جمع ہونے کی جگہ ہے نہ بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اس وقت میں نے اپیل کی۔ ایک نشست کے اندر صرف پانچ چھ آدمیوں نے ہی تقریباً ایک لاکھ روپیہ کا انتظام کر دیا۔ صرف ایک اجلاس میں اور میرے جیسے انسان کی اپیل پر یہ کوئی معمولی بات نہیں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے کہا۔ میں یہ مکان دیتا ہوں۔ مرحوم جو قبرستان جا سوئے ہیں (ڈاکٹر مرزا صاحب) انہوں نے کہا میں وہ مکان دیتا ہوں۔ اسی طرح دوسرے احباب نے۔

مرحوم کو اولاد سے بڑھ کر قوم کی فکر تھی

ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اولاد سے بڑھ کر قوم کی فکر تھی۔ انہوں نے سرکاری ملازمت جس سے ان کو ایک بھاری تنخواہ مل رہی تھی۔ صرف اپنی قوم کے استحکام کے لئے چھوڑ دی۔ کہ لاہور میں رہ کر انجمن کا کام بھی کریں گے۔ ہمارا آپس کا تعلق بھی بہت پرانا تھا۔ قادیان کی مجلس منتظمہ میں یہ پانچ آدمی تھے جن کا تعلق یگانگت بے نظیر تھا۔ ان میں سے تین تو چل بسے۔ یعنی شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم۔ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور ڈاکٹر مرزا صاحب جنہیں ہم پرسوں چھوڑ آئے ہیں۔ وہ اپنے عہد وفا کو پورا کر چکے۔ یہ دو باقی ہیں۔ جو ابھی حالت انتظار میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے ان سے معاملہ کرے۔ انشاء اللہ ان کی عمر میں برکت دے

جناب میاں صاحب کا تازہ ارشاد

چند روز ہوئے قادیاں کے جلسہ سالانہ کے منتظمین کا ایک اجتماع ہوا جس میں جناب میاں صاحب نے کارکنوں کی رپورٹیں سننے کے بعد ایک تقریر فرمائی۔ اس تقریر کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

"جلسہ سالانہ کی کارروائی کی اشاعت کے کام کی بھی کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے۔ میں چونکہ اخبارات کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ اس لئے جہاں تک مجھے معلوم ہے صرف سٹیٹسمین نے ہمارے جلسہ کی کارروائی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی اخبار نے ذکر نہیں کیا۔ . . . . غیر مبائعین کے جلسہ کی رپورٹیں اخبارات میں ہمیشہ شائع ہوتی رہتی ہیں مثل مشہور ہے۔ **ڈھائی ٹوٹیاں تے فتو باغبان** وہی حالت ان کی ہے مگر ان کے جلسہ کے حالات تو اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے جلسہ کی کارروائی جس میں اتنی کثیر تعداد میں لوگ شامل ہوتے ہیں سوائے "سٹیٹسمین" کے اور کسی اخبار میں شائع نہیں ہوئی اور جہاں تک میں نے دیکھا ہے۔ اس میں بھی صرف پروگرام چھپا ہے۔ جلسہ کی کارروائی نہیں چھپی ہے"۔

جناب میاں صاحب نے جماعت لاہور کی قلت تعداد کا ذکر جس تحقیر آمیز انداز میں کیا ہے۔ یہ ان کی پرانی عادت ہے۔ قادیانی جماعت کا کثرت تعداد کا غرور جنون کی حد تک پہنچ چکا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اس حقیقت کو فراموش کر جاتے ہیں۔ کہ کثرت تعداد ہی سب کچھ نہیں اور آٹھ کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کے مقابلہ میں قادیانی جماعت اس سے کہیں زیادہ قلت میں ہے۔ جتنی کہ جماعت لاہور اس کے مقابلہ میں۔ اسی ہندوستان میں سینکڑوں ایسے میلے اور عرس ہوتے ہیں جن میں جلسہ قادیاں سے بہت زیادہ تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں اور مقامی باشندوں کے علاوہ کسی کو کبھی خبر نہیں ہوتی۔ اگر اخبارات میں قادیانی جلسہ کی کارروائی نہیں چھپی تو اس کے متعلق جناب میاں صاحب مناسب ہدایت دے سکتے تھے۔ ایک ایسی جماعت کے لیڈر کے لئے جو مذہبی کہلاتی ہو اسی قسم کے الفاظ زیب نہیں دیتے۔ اور ان الفاظ سے جناب میاں صاحب کے مقصد کو کچھ بھی تقویت نہیں پہنچ سکتی

مسجد شاہ چراغ کی واگزاری

گزشتہ موسم گرما میں حکومت پنجاب نے ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ وعدہ کیا تھا۔ کہ مسجد شاہ چراغ یکم جنوری ۱۹۳۶ء تک مسلمانوں کو واپس کر دی جائے گی۔

یہ مسجد مال روڈ پر ہائیکورٹ کی عمارت کے قریب واقع ہے اور اس میں آج کل سشن جج کی عدالت ہے مسلمان عرصہ سے اس کی واگزاری کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جنوری چھوڑ اب فروری کا مہینہ بھی ختم ہونے والا ہے۔ لیکن حکومت نے سشن جج کی عدالت وہاں سے منتقل کی اور نہ مسجد کی واگزاری کے لئے اور کوئی اقدام کیا۔ اس صبر آزما تاخیر پر مسلمان پبلک میں طرح طرح کی تشویش انگیز چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ اور اس قسم کے وساوس کا اظہار بھی ہونے لگا ہے۔ کہ شاید حکومت نے یہ وعدہ مسلمانوں کو طفل تسلی دینے کے لئے کیا تھا۔ یا وہ ہندو جرائد کے ان چند سوقیانہ مضامین سے مرعوب ہو گئی ہے جن میں واگزاری کی مخالفت کی گئی تھی۔ اس قسم کی چہ میگوئیوں اور وساوس سے لازمی طور پر ناگوار غلط فہمیاں پیدا ہوں گی جن کا راعی اور رعایا کے تعلقات پر اچھا اثر نہیں پڑے گا۔ حکومت کو چاہیئے کہ اپنے وعدہ کے مطابق فی الفور یہ مسجد مسلمانوں کے حوالے کر دے یا ایک اعلان کے ذریعہ اس تاخیر کی وجوہ بیان کر کے صحیح تاریخ کا تعین کر دے امید ہے ارباب حکومت اس معاملہ کی اہمیت کا صحیح اندازہ کرتے ہوئے اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں گے

ایک ہندو اُستانی کی بدزبانی

ہندوؤں بالخصوص آریہ سماجیوں میں ایک ایسا انسانیت دشمن گروہ پیدا ہو چکا ہے۔ جو بار بار حضرت نبی کریم صلعم کی توہین کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کا دل دکھاتا ہے۔ اس گروہ کی ذلیل سرگرمیوں کے نتائج وطن کے لئے بے شمار مصیبتوں کا باعث بن چکے ہیں۔ لیکن یہ لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔ یہ دیکھ کر زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ دل آزاری کا یہ پست جذبہ ہندو عورتوں میں بھی ترقی کر رہا ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ گرلز سکول جھنگ مگھیانہ کی ایک ہندو استانی مسماۃ دیاوتی نے چھٹی جماعت کی طالبات کو جغرافیہ کا سبق پڑھاتے ہوئے حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں نہایت توہین آمیز الفاظ کہے جس کی وجہ سے جھنگ مگھیانہ کے مسلمانوں میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور باہر کے مسلمانوں نے بھی اس خبر کو انتہائی غم و غصہ کے جذبات کے ساتھ سنا ہے۔ محکمہ تعلیم کے حکام کا فرض ہے۔ کہ وہ اس معاملہ کی بہت جلد تحقیق کر کے اس عورت کو قرار واقعی سزا دیں۔ اس قسم کے اخلاق ناآشنا مردوں اور عورتوں کا محکمہ کی ملازمت میں رہنا۔ اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا فرض ان کے سپرد کرنا کسی طرح بھی گوارا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ صبر و تحمل سے کام لیں اور آئینی کارروائیوں سے تجاوز نہ کریں۔ اگر محکمہ تعلیم خاطر خواہ کارروائی کرنے سے قاصر رہے۔ تو اس عورت پر فوجداری مقدمات دائر کر کے اسے کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔

——— حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات پر غیر معمولی رنج و افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ دفتر پیغام صلح کو بھی بیرونجات سے احباب اور جماعتوں کے خطوط اور تعزیتی قرار دادیں کثیر تعداد میں بغرض اشاعت موصول ہو رہی ہیں۔ انشاء اللہ سب کا خلاصہ باری باری شائع کیا جائے گا۔ ایک دو اشاعتوں میں ان سب کا درج ہونا بہت مشکل ہے۔ امید ہے احباب اس مجبوری تاخیر پر ہمیں معاف فرمائیں گے۔

——— جناب شیخ الہ دین صاحب شملوی جو امسال حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں بخیریت مکہ معظمہ پہنچ گئے ہیں۔ ان کے دو خط ایک کامران سے اور دوسرا مکہ معظمہ سے موصول ہو چکے ہیں۔ اس میں انہوں نے تمام احباب جماعت کو سلام علیکم لکھا ہے۔

——— نصیر احمد صاحب ولد نذیر احمد صاحب ملازم شیخ عبد الواحد صاحب سب انسپکٹر پولیس جلال آباد ضلع فیروز پور سلسلہ عالیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے

——— جناب شیخ نظام الدین صاحب پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس چک شیخ ضلع سرگودھا اور ان کے صاحبزادے شیخ محمد ہاشم صاحب بیمار ہیں معلوم ہوا ہے کہ شیخ محمد ہاشم صاحب کو نو غیر معمولی تکلیف ہے

——— برادرم ملنگ احمد بادشاہ صاحب بی۔ اے نزول ماء کی وجہ سے علیل اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

——— چوہدری سردار خاں صاحب کلرک پیغام صلح ابھی تک بدستور بیمار ہیں، ان کے علاوہ جماعت کے اور بہت سے احباب و خواتین بھی علیل ہیں احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان تمام بیماروں کے لئے درد دل سے دعائے صحت کریں

——— ڈیرہ غازیخان سے اطلاع ملی ہے کہ ۲۰ر فروری کو مولوی دوست محمد صاحب حجانہ کے مکان میں ایک چراغ سے آگ لگ گئی جس سے ان کا تمام اثاث البیت جل کر بالکل راکھ ہو گیا حتیٰ کہ رات بسر کرنے کیلئے بستر بھی دوستوں سے لینا پڑا مولوی صاحب اس علاقہ کے ایک مشہور قومی کارکن ہیں اور ہندو مسلمانوں میں یکساں ہردلعزیز ہیں۔ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس نقصان پر صبر دے اور نعم البدل عطا فرمائے۔

——— منشی عبد المجید صاحب پنشنر موضع ...جیوال ریاست کپورتھلہ کی صاحبزادی بقضاء الٰہی فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ اپنے مہر میں سے مبلغ پانچ روپے بطور صدقہ جاریہ مسجد برلن کے لئے دے گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نیک بی بی کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی یاد میں جلسہ تعزیت

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات حسرت آیات سے جماعت احمدیہ کے افراد کے علاوہ ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں سب کو غیر معمولی طور پر رنج پہنچا۔ کیونکہ حضرت مرحوم تمام بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد، اتحاد دوست اور قوم پرور بزرگ تھے۔ سلسلہ کی بیش بہا دینی خدمات کے علاوہ انہوں نے لاہور، صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد کی عرصہ دراز تک نہایت قابل قدر طبی۔ ملکی اور سوشل خدمات انجام دیں یہی وجہ تھی کہ مرحوم کی صف ماتم پر احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم حضرات بھی اشکبار نظر آتے تھے اور آپ کے جنازہ کے ہمراہ ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ کا ایک جم غفیر موجود تھا۔

حضرت مرحوم کے چند غیر از جماعت اور ہندو احباب کی طرف سے تجویز پیش ہوئی کہ آپ کی وفات پر اظہار افسوس ہمدردی اور آپ کی بے نظیر خدمات پر خراج تحسین پیش کرنے کیلئے ہندو مسلمانوں اور سکھوں کا ایک مشترکہ پبلک جلسہ منعقد کیا جائے۔ اس کے لئے ۲۳ فروری کی تاریخ مقرر ہوئی اور مندرجہ ذیل حضرات کی طرف سے جلسہ کا اشتہار شائع ہوا۔ (۱) خان بہادر نواب احمد یار خان صاحب دولتانہ رئیس لڈن ممبر پنجاب کونسل۔ (۲) خان بہادر شیخ امیر علی صاحب، ریٹائرڈ سیشن جج۔ (۳) خانصاحب محمد سعادت علی خان آنریری مجسٹریٹ و رئیس لاہور۔ (۴) میاں نظام الدین صاحب رئیس اعظم لاہور۔ (۵) رائے بہادر ڈاکٹر مہاراج کرشن صاحب کپور وائس پریذیڈنٹ پنجاب میڈیکل کونسل لاہور (۶) ڈاکٹر نند لال ایل۔ ایل ڈی بار ایٹ۔ لاء لاہور (۷) خانصاحب شیخ فضل الٰہی صاحب ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب (۸) خانصاحب حکیم احمد شجاع صاحب اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب کونسل لاہور (۹) پروفیسر رچی رام صاحب ساہنی (۱۰) مسٹر عبدالقیوم صاحب بار ایٹ۔ لا پروفیسر لاء کالج لاہور (۱۱) ملک محمد اسلم خان صاحب ایم اے کنسلٹ بیرسٹر لاء لاہور (۱۲) پنڈت پیارے موہن دتاتریہ ایڈیٹر ٹریبیون لاہور (۱۳) میاں بشیر احمد صاحب بی اے آکسن بیرسٹر ایٹ لاء لاہور (۱۴) ڈاکٹر ایس۔ ایس بھٹناگر صاحب پروفیسر پنجاب یونیورسٹی۔ (۱۵) سردار جگت سنگھ صاحب مالک رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور (۱۶) شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ۔ لاہور (۱۷) خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر لاہور (۱۸) مولانا عبدالمجید صاحب سالک ایڈیٹر روزنامہ انقلاب (۱۹) میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور (۲۰) رائے صاحب لالہ پوہو رام صاحب رام گلی لاہور (۲۱) لالہ منگل سین صاحب بھنڈاری رام گلی لاہور۔

حسب تجویز ۲۳ فروری بروز اتوار تقریباً ۲½ بجے دوپہر برکت علی محمڈن ہال میں بصدارت مولانا صدرالدین صاحب جلسہ منعقد ہوا دو روز سے لاہور میں ابر و باراں کا سلسلہ جاری تھا۔ سڑکیں کیچڑ سے بھری ہوئی تھیں۔ شدید ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ لیکن ان باتوں کے باوجود لوگ کثیر تعداد میں جلسہ میں شامل ہوئے۔ سارا ہال بھر گیا۔ یہ مجمع ہندو، مسلمان سکھ وغیرہ تمام اقوام پر مشتمل تھا۔ مقررین میں بھی احمدی، غیر از جماعت اور غیر مسلم سب بزرگ شامل تھے۔ ذیل میں تقریروں کا ایک بہت ہی مختصر ملخص پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تقریر

صاحب صدر یعنی حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے تلاوت قرآن کریم کے بعد سلسلہ کلام اس طرح شروع کیا کہ اس جلسہ کے انعقاد کی غرض یہ ہے کہ ہم سب مل کر ملک و ملت کے ایک عظیم الشان فرد کی وفات پر اظہار افسوس و ہمدردی کریں۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بڑے خدا پرست انسان تھے۔ انہوں نے جوانی سے لیکر آخر عمر تک کبھی نماز تہجد ناغہ نہ کی۔ خدا پرستی ایک بہت بڑا وصف ہے لیکن موجودہ مادہ پرستی کے زمانہ میں تو اس وصف کی قدر و قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔ خدا پرستی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان مہذب بن جاتا ہے اور مخلوق خدا کی بلا تعصب اور بلا امتیاز مذہب و ملت خیر خواہی و خدمت کرتا ہے۔ بے شمار مذہبی آدمیوں پر بھی ان کے مذہب کا رنگ نہیں چڑھتا۔ لیکن ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم کے متعلق میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ ان پر مذہب کا پورا پورا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ تمام قوموں کے لوگ گواہی دے سکتے ہیں کہ ان میں تعصب اور تنگی نفس نہ تھی۔ وہ ہر ایک بیکس اور ضرورتمند کی امداد کرتے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے اپنی عقائد کے لحاظ سے شدید اختلاف تھا اور مولوی صاحب سلسلہ احمدیہ کے بہت بڑے مخالف تھے اور اس بارہ میں وہ بہت دور نکل گئے تھے لیکن ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم نے ان کا علاج بھی نہایت ہمدردی اور کوشش سے کیا۔ نہ صرف علاج کیا، بلکہ مفت دوا دی۔ تیمارداری کی۔ مہمان رکھا اور اپنے پاس سے خرچ کیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب کبھی مولوی محمد حسین صاحب لاہور آتے۔ ڈاکٹر مرزا صاحب سے ضرور ملنے آتے۔ پولیٹیکل میدان میں بھی مرحوم کی خدمات کچھ کم قابل قدر نہیں، وہ سچے بہی خواہ ملک تھے۔ پہلی بیماری کے بعد وہ بحالی صحت کیلئے ایبٹ آباد گئے۔ وہاں جب انہوں نے دیکھا کہ سرخپوشوں پر ظلم ہو رہا ہے تو ان کا دل تڑپ اٹھا۔ اور وہ اپنی صحت اور ہر ایک خطرے سے بے پروا ہو کر مظلوموں کی امداد میں مصروف ہو گئے۔ مرحوم ہندو مسلم۔ سکھ اتحاد کے پرزور حامی تھے۔ ہمیں ان سے سبق لینا چاہیئے۔ اگر ہندو مسلمانوں میں سچا اتحاد ہو جائے۔ تو ان کی پولیٹیکل طاقت مضبوط ہو سکتی ہے اور وہ بہت سے حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔

پروفیسر رچی رام ساہنی

آپ نے فرمایا کہ میں ۴۵ برس سے ڈاکٹر مرزا صاحب کو جانتا ہوں۔ مجھے ایک موقع بھی ایسا یاد نہیں کہ میں نے ان سے کوئی ایسا کلمہ سنا ہو جس سے معلوم ہوتا ہو کہ آپ کے دل میں انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر نہیں بھری ہوئی ہے۔ آپ سب کی خدمت کرتے تھے اس زمانہ اور اس ملک میں ایسا انسان پیدا ہونا بہت مشکل ہے۔ ان کو جاننے والا کوئی ایسا شخص نہیں۔ جس کا دل آپ کی وفات پر رنج و غم سے نہ بھرا ہوا ہو۔ میں آپ کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔

مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری

میں مرزا صاحب مرحوم کو اس وقت سے جانتا ہوں۔ جبکہ وہ میڈیکل کالج میں طالبعلم تھے۔ ان کے بھائی مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم میرے ہم جماعت تھے۔ اس وقت بھی ان میں یہی بلند اخلاق وسعت قلبی اور سچی ہمدردی موجود تھی۔ وہ ایک باوفا اور شفیق دوست تھے۔ نہایت قابل اور بے طمع ڈاکٹر تھے۔ غریبوں کا علاج مفت کرتے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب مرحوم سے ان کی ہمدردی اور نیک سلوک مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے۔ وہ یقیناً مرحوم و مغفور ہیں۔

ڈاکٹر نند لعل صاحب بیرسٹر ایٹ لاء

ڈاکٹر مرزا صاحب ہم سے بے وقت جدا ہو گئے۔ ان کے بلند اخلاق اور اعلیٰ اوصاف سے مترشح ہوتا تھا کہ وہ ایک اخلاقی رہبر ہیں۔ ان کو اپنے عقائد پر پورا پورا یقین تھا۔ لیکن اس کے باوجود انہیں ہر ایک مذہب و ملت کے آدمی سے سچی ہمدردی تھی تعصب انہیں چھو بھی نہیں گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ہر جگہ عزت ہوتی تھی۔ دراصل خدا پرستی کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ انسان مخلوق کا ہمدرد و غمگسار ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی خوبیوں پر ایک بھاری کتاب لکھی جا سکتی ہے ہم گنہگار ہیں۔ وہ ایک فرشتہ تھے۔ امید ہے وہ اس وقت بہشت میں خوش و خرم بیٹھے ہونگے۔ خدا کرے کہ ایسی صداقت پسند ہستیاں ملک میں پیدا ہوں۔

نظم

اس تقریر کے بعد غلام رسول صاحب عاجز طالبعلم تبلیغ کلاس نے ایک نظم پڑھی جو انشاء اللہ یعقوب بیگ نمبر میں شائع کی جائے گی۔

چودھری محمد شفیع صاحب پروفیسر فارمن کرسچن کالج لاہور

میری پندرہ سال سے مرزا صاحب سے ملاقات تھی۔ آپ کو نوجوانوں کی بہبودی کا بھی خاص طور پر خیال رہتا تھا میں جب کبھی آپکے پاس کسی نوجوان کے لئے امداد حاصل کرنے گیا۔ آپ نے توقع سے بڑھ کر فیاضی کا ثبوت دیا آپ انسانیت کا سرمایہ تھے۔ آپ کے سینے کے اندر ایک نہایت ہمدرد اور درد مند دل تھا۔ جو ہر ایک تکلیف پر تڑپ اٹھتا تھا ضرورت ہے کہ ڈاکٹر مرزا صاحب کے اخلاق کو زندہ رکھا جائے اور مسلمانوں میں آپ جیسے اعلیٰ صفات کے آدمی پیدا کئے جائیں۔

لالہ منگل سین صاحب بھنڈاری

میں ڈاکٹر مرزا صاحب کو ۱۹۱۳ء سے جانتا ہوں، رام گلی کے باشندے خاص طور پر آپ کے احسانوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ آپنے اس محلہ کی خلاف کو دور کرنے اور اس کے رہنے والوں کو مہذب شہری بنانے میں بہت کوشش کی۔ میرے ننھیال مرحوم کے وطن کلانور ضلع گورداسپور میں ہیں آپ میری والدہ محترمہ کیساتھ بھائیوں کا سا سلوک کیا کرتے تھے۔ عید وغیرہ تقریبوں پر تحائف بھیجا کرتے تھے۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے سر سے ایک شفیق بزرگ کا سایہ اٹھ گیا

مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ"

میرا ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم سے عرصہ دراز سے تعلق ہے میں نے مرحوم کو کبھی دو حال سے خالی نہ دیکھا ایک تو آپ کبھی بھی بغیر تبسم اور خندہ پیشانی نہ ملے ہمیشہ انکے ہونٹوں پر ایک تبسم رہتا تھا جو دراصل ان کی پاکیزہ روح کا پرتو تھا۔ دوسرے ان میں انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ کہ کسی نے اپنے دکھ کی بات کی ہو اور ان کی آنکھوں میں آنسو نہ آگئے ہوں یہی وجہ تھی کہ ہر طبقہ میں ان کے بے شمار دوست تھے۔ جو ان کی وفات پر دلی رنج و غم محسوس کر رہے ہیں۔ وہ ہندو مسلم اتحاد کے سچے حامی تھے اس سلسلہ میں فاضل مقرر نے ۱۹۲۴ء کے فسادات، شہید گنج ایجی ٹیشن اور سرخپوش تحریک کے متعدد واقعات بیان کرنے کے بعد کہا کہ ہم سب کو مرحوم کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور ان کی پیروی کرنی چاہیئے۔

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات پر اظہار افسوس و الم

بزرگوں اور دوستوں کے تعزیت نامے

جناب صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر پٹیالہ

کتال ہوس پٹیالہ - ۱۳ فروری

سیدنا و مولانا حضرت مولوی صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کی بے وقت وفات کی خبر پڑھ کر دل کو بے انتہا صدمہ ہوا۔ مجھے ان کی تشویشناک حالت کی خبر تو عزیزی شجاعت علی صاحب کے ذریعہ مل گئی تھی۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اس قدر جلد داغ مفارقت دے جائیں گے۔ ورنہ بہت سے موانعات کے باوجود ان کی پاک خدمت میں حاضر ہوتا اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ نیکی۔ تقویٰ، اخلاص اور سچی محبت کے لحاظ سے وہ ہماری جماعت میں ایک بے نظیر انسان تھے۔ ان کی وفات فی الحقیقت ایک سخت قومی صدمہ ہے اللہ تعالیٰ ہماری غریب جماعت پر رحم فرمائے۔ حضرت ڈاکٹر میرزا صاحب تو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اور اُن کی روح اتنی صال میں لذت محسوس کرتی ہوگی۔ مگر ہمارے دلی صدمہ کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ میرے خیال میں حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم کی ایک مستقل یادگار قائم کرنی چاہیئے اور جماعت کا ہر ایک فرد اس میں حصہ لے آپ اس نیک اور خدا رسیدہ انسان کی یادگار قائم کرنے کے لئے ہر احمدی کو انشاء اللہ مستعد پائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر میرزا صاحب کی رُوح پر اپنی بے شمار رحمتیں اور افضال نازل فرمائے اور بزرگان سلسلہ کو بڑی بڑی مدت تک ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین۔ دنیا بڑی ناپائیدار ہے۔

خاکسار - صادق علی

جناب مولوی محمد مرتضیٰ خانصاحب انسپکٹر آف سکولز ریاست مانگرول

از مانگرول مورخہ ۱۷ر فروری ۳۶ء

بخدمت حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ

جناب ڈاکٹر مرزا صاحب کے انتقال پر ملال کی خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میں جانتا ہوں۔ آپ کے لئے کس قدر اندوہناک صدمہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت بڑا بزرگ۔ حضرت کا پرانا صحابی دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ آمین۔ والسلام

(خاکسار - مرتضےٰ خاں)

ڈاکٹر سعید احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن مانسہرہ

مانسہرہ۔ ہزارہ۔ ۱۴ر فروری ۱۹۳۶ء

اخویم محترم سلمہ اللہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کل بعد از دوپہر غلام جان کے خط اور اخبارات سے یہ خبر موحش دجانگداز معلوم ہوئی کہ ہمارا ایک نہایت ہی پیارا بزرگ اور دنیائے اخلاق و مروت کا بہت چمکدار ستارہ ہمیشہ کے لئے ان جسمانی آنکھوں سے چھپ گیا۔ اس غم میں آنکھیں اس وقت تک بے اختیار اشکبار رہیں لیکن افسوس کہ آنسوؤں کی ندی اُسے واپس نہیں لا سکتی۔ یہ قومی نقصان ہے کس کے پاس جاؤں اور یہ غم کس کے پاس لے جاؤں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں سب سے زیادہ ماتم زدہ ہوں اور چاہیئے کہ لوگ مجھے لکھیں اور میرے پاس تعزیت کیلئے آئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کا غم بھی بہت زیادہ ہے لیکن حضرت مرزا صاحب مغفور کی اولاد روحانی کثیر ہے اور کسی کا غم بھی کم نہیں۔ ہم آج بوقت جمعہ جنازہ پڑھیں گے اور خدا کے حضور سب ملکر پھر گریہ و زاری کریں گے۔ ہم سے بڑی نعمت چھن گئی۔ لیکن حکم خدا کے سامنے کسی کو یارہ سرتابی نہیں۔ اللہ ہمیں صبر اور شکر عطا فرمائے۔

میری طرف سے اور میرے گھر والوں کی طرف سے اور سب جماعت مانسہرہ کی طرف سے - والدہ صاحبہ اور ہمشیرگان۔ آپ کے چچا صاحب اور مرزا مسعود بیگ صاحب اور جملہ متعلقین کی خدمت میں بھی بعد از سلام مسنون عرض کر دیں کہ ہم سب آپ کے غم میں شامل ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم آپ کو صبر اور اجر عظیم نصیب فرمائے اور اس غموں کے پہاڑ کے اٹھانے کے لئے استقامت عطا فرمائے۔

مرزا عبد الرحمٰن بیگ صاحب کا کیا حال ہوگا۔ جب وہ اس دور دراز ملک میں جہاں وہ تنہائی میں اس خبر کو سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی استقامت نصیب کرے اور آپ دونوں بھائیوں کو اس چھلدار اور سایہ دار درخت کی طرح مضبوط اور ویسے ہی بارآور درخت بنائے۔ آمین - والسلام - (سعید احمد)

جناب عزیز اللہ صاحب وکیل راولپنڈی

راولپنڈی مری روڈ - ۱۳ر فروری ۱۹۳۶ء

محترمی مخدومی جناب حضرت مولوی صاحب والسلام علیکم

آج انقلاب مورخہ ۳۶-۲-۱۳ میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات حسرت آیات کی اندوہناک خبر پڑھنے میں آئی مرحوم حضرت مسیح موعود کے نہایت ہی پرانے اور مخلص مریدوں میں سے تھے۔ وہ وقت مجھے خوب یاد رہتا ہے جب ڈاکٹر صاحب مرحوم اور ان کے بھائی مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور ہماری امرتسر والی مسجد عیدگاہ میں اغلباً برائے مباہلہ مولوی عبد الحق غزنوی حضرت مرزا صاحب کے معیت میں موجود تھے۔ پہلا موقع تھا کہ مجھے ان ہر دو کی زیارت نصیب ہوئی۔ دونوں کی شکلوں سے نور برستا تھا۔ اور ان کے چہرہ بشرہ سے اخلاص کے نشانات ظاہر ہوتے تھے جماعت میں اچھے کارکنوں کا پہلے ہی قحط ہے اور ابھی حضرت مولوی عصمت اللہ صاحب مرحوم کا غم تازہ ہی تھا کہ پھر یہ دوسرا سانحہ عظیم دیکھنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کے رازوں اور حکمتوں کو کون سمجھ سکتا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور ان کے اقرباء و احباب جو ان سے محبت رکھتے تھے صبر جمیل عطا فرمائے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون جماعت کے لئے یہ ایک بھاری صدمہ ہے۔ جس کی تلافی ناممکن معلوم ہو سکتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ کوئی کوئی ان کا نعم البدل عطا کر دے گا۔ ان کے اقرباء کے پاس میری جانب سے اظہار رنج و افسوس فرمائیں۔

نیازمند
عزیز اللہ وکیل

بدوملہی اسکول میں تعزیتی جلسہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح دام عنایتکم

سلام مسنون۔ براہ نوازش مندرجہ ذیل چند سطور درج اخبار کر کے ممنون فرماویں۔ مشکور رہونگا۔

مورخہ ۵ر فروری ۱۹۳۶ء کو احاطہ سکول میں ایک جلسہ بصدارت جناب محمد اسلم خاں صاحب ہیڈ ماسٹر سکول منعقد ہوا جس میں جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کی حسنات کا اعلان کرتے ہوئے چند اساتذہ صاحبان نے ان کی زندگی کے حالات مفصل حسنہ اور مالی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے اخلاق سے سبق سیکھنے کے لئے طلبہ کو نصیحت کی اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق پاس کیا۔

یہ جلسہ حضرت ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم ۔۔۔ وائس پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی وفات حسرت آیات پر نہایت رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی وفات کو نہ صرف جماعت احمدیہ کے ایک اولوالعزم رکن کی جدائی خیال کرتا ہے بلکہ ایک قومی و ملکی نقصان خیال کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور ان کے فرزندوں و دیگر متعلقین اور احباب کو صبر جمیل نصیب کرے۔ آمین۔

(خاکسار - رجب علی ڈرائنگ ماسٹر ہائی اسکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ)

جماعت راولپنڈی کی تعزیتی قرارداد

آج بتاریخ ۱۴ر فروری ۱۹۳۶ء کو ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب میاں عزیز اللہ صاحب وکیل بعد نماز جمعہ دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی میں منعقد ہوا جس میں حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کی ناگہانی اور المناک وفات حسرت آیات پر اظہار رنج و الم کرتے ہیں اور ان کی وفات کو اہل اسلام کیلئے عموماً اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے لئے خصوصاً ایک ناقابل تلافی نقصان سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے اعزا و اقرباء کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

(۲) مندرجہ بالا قرارداد کی نقول حضرت امیر قوم مدظلہ اخبارات و مرزا داؤد بیگ صاحب خلف حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کو بھیجی جاویں۔

(غلام ربانی)
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے؟
ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ وہی دواخانہ ہے جسے مسیح الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب نے ۱۹۰۳ء میں قائم کیا
ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ وہی دواخانہ ہے جسے مسیح الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب مرحوم نے اپنی زندگی ہی میں اپنے اور اپنے خاندانی مجربات بخش دیئے تھے۔
ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ وہی دواخانہ ہے جس سے کسی کا ذاتی مفاد وابستہ نہیں اور اسکی سالانہ آمدنی تقریباً دو لاکھ روپیہ آیورویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج دہلی پر خرچ ہوتی ہے جہاں ہر مذہب و ملت کے طلباء کو ویدک اور یونانی کی تعلیم دیجاتی ہے اور جس کے شفاخانوں میں غریب مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے۔
ہندوستانی دواخانہ کی کوئی برانچ کسی شہر میں نہیں ہے
ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۶
ہندوستانی دواخانہ کی چار لاجواب دوائیں
تار کا پتہ میڈیسنز دہلی
عرق ماء اللحم خاص الخاص
یہ بہترین مقوی جسم ٹانک اور زود ہضم غذائے دوائی ہے۔ جسمانی قوتوں کو قوی کرتا اور حرارت غریزی کو برانگیختہ کرتا ہے۔ خون بکثرت پیدا کرتا ہے اور بدن کو بہت جلد فربہ بنا دیتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا مقوی باہ ہے۔
ترکیب استعمال۔ پانچ تولہ ماء اللحم خاص الخاص میں مصری ایک تولہ ملا کر پئیں
قیمت فی بوتل ۱۲ خوراک پانچ روپیہ
شربت صدر
نزلہ و زکام اور اس سے پیدا ہونیوالی تمام بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ بگڑے ہوئے خون کو درست کرتا ہے اور اس کے بار بار کے حملوں کو دور کرتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے اور دمہ کھانسی مالیخولیا۔ خون تھوکنا اور سل و دق جیسی خطرناک بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ ترکیب استعمال کا پرچہ ہمراہ ہوگا۔
قیمت فی شیشی ۸ خوراک آٹھ آنے (۸/)
مصفّی
خون کی خرابی سے پیدا ہونیوالے ہر مرض کی تیر بہدف دوا ہے۔ داد، کھجلی، چنبل، چھائیں، مہاسے اور ہر قسم کے پھوڑے پھنسی کیلئے اکسیر ہے۔ آتشک، سوزاک، جذام (کوڑھ) اور بواسیر جیسی خبیث بیماریوں کا زہریلا مادہ اس کے استعمال سے ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ ترکیب استعمال کا پرچہ ہمراہ ارسال ہوگا۔
قیمت فی شیشی ۱۲ خوراک آٹھ آنے (۸/)
سی کو
قبض اتفاقی ہو یا دائمی، اپھارہ، درد شکم، پیٹ کی گرانی، بھوک نہ لگنا، بدہضمی، متلی، ضعف جگر، عظم جگر یعنی جگر بڑھ جانے در منوز ابتدائی حالت میں ہو ورم سر جسم کی سستی خون کی کمی وغیرہ کی شکایتیں اس کے استعمال سے دور ہو جاتی ہیں انکے علاوہ فالج لقوہ مرگی ام الصبیان میں بھی مفید ہے۔ ترکیب استعمال کا پرچہ ہمراہ ارسال ہوگا۔
قیمت فی شیشی ۱۶ خوراک بارہ آنے (۱۲/)
ملنے کا پتہ "ہندوستانی دواخانہ دہلی" پوسٹ بکس نمبر ۲۲

"چند کافر"!

مولویوں اور احراریوں کے نقطہ نظر کی تشریح

دنیا میں بہت سی عجیب و غریب باتیں ہوتی رہتی ہیں ان میں سے ایک ملاحظہ فرمائیں اور مفتیان دین متین ہی کی داد دیں۔

لاہور کے ایک چھوٹے سے کونے میں "چند کافر" رہتے ہیں۔ یعنی جماعت احمدیہ لاہور کے افراد۔ پچاس سال سے علمائے کرام ان کے کفر پر مہر لگا چکے ہیں۔ لیکن یہ لوگ اپنے "کفر" میں ایسے پکے ہیں کہ اپنی ہٹ سے باز نہیں آتے دنیائے اسلام کے مشہور و معروف فلاسفر اور مسلمانان ہند کے خود ساختہ واحد نمائندے نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر یہ لوگ آج اپنی ہٹ سے باز آجائیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہنا چھوڑ دیں۔ تو وہ ان کی مخالفت ترک کر دینگے۔ لیکن "یہ کافر" ایسے دھن کے پکے ہیں کہ اپنی "حرکتوں" سے باز نہیں آتے ان میں "کفر" کی بہت سی باتیں ہیں۔ لیکن ہم چند موٹی موٹی عرض کئے دیتے ہیں

(۱) یہ لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں۔ حالانکہ خدا کو ماننے کے لئے کئی پیروں اور حضرت عیسیٰ کو اس کا شریک ماننا ضروری ہے۔

(۲) حضرت محمد صلعم کو خاتم النبیین جانتے ہیں اور عامۃ الناس کی رائے کی مخالفت سے انہیں ذرا بھر خوف نہیں آتا۔ ان کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ "خاتمیت کی کوئی تاویل گوارا نہیں کر سکتے"۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لانے والے ہیں اور اسلام کو وہ ہی آکر دوبارہ زندہ کریں گے۔

(۳) قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ علماء سے زیادہ قرآن کون جان سکتا ہے۔ ان لوگوں نے قرآن دانی کے زعم میں "علماء کرام کو بالکل بھلا دیا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ قرآن میں ناسخ و منسوخ کے قائل نہیں۔

(۴) یہ لوگ جو صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے۔ اسے مسلمان سمجھتے ہیں۔ حالانکہ علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ کلمہ کسی کو مسلمان کرنے کے لئے کافی نہیں رہا۔ بلکہ ضروریات دین کا ماننا ضروری ہے۔ مثلاً مسواک کی لمبائی ایک بالشت ہو۔ وغیرہ وغیرہ

(۵) انہیں حضرت محمد صلعم سے اس قدر عشق ہے کہ رات دن آپ کے دین کو پھیلانا اور ان پر سے مخالفین کے اعتراضات کو دور کرنا ان کا کام ہے۔ ان کے "کفر کی تعریف ایک پادری یوں بیان کرتا ہے "احمدیت اس بات کا فیصلہ کر چکی ہے کہ پیغمبر صلعم کے کیرکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک کرے"

(۶) بھلا اب بھی کسے ان کے "کفر" میں شک ہوگا کہ یہ لوگ قرآن مجید کا ترجمہ کرتے ہیں۔ حالانکہ "علماء کرام اور مفتیان جامع الازہر نے ترجمہ قرآن کی ممانعت فرمائی ہو۔ اب اسی پر بس نہیں۔ ایک ترجمہ تو گیا، مختلف زبانوں میں تراجم کر کے اس کی پوری جدوجہد سے اشاعت کرتے ہیں اور اس راستہ میں اپنا روپیہ بے دریغ خرچ کرتے ہیں، چند ماہ ہوئے "ان کافروں" نے انگریزی ترجمۃ القرآن کی چھ ہزار کاپی مفت تقسیم کی۔ کیا اس سے وقار اسلام کو ٹھیس نہیں لگی؟

ان لوگوں کے دل میں عجیب دھن سمائی ہے۔ "یورپ کو مسلمان کرینگے"! جانتے نہیں کہ مہدی آئے گا۔ جو تلوار کے زور سے تمام دنیا کو مسلمان کرے گا۔ ابھی چند ماہ ہوئے ان لوگوں نے ایک فاش غلطی کا ارتکاب کیا۔ دنیا بھر کے تمام زبانوں کی لائبریریوں میں "قرآن کریم" "سیرت النبی"، "سیرۃ صحابہ" اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" جیسی کتب رکھدیں بھلا ان "سر پھروں" سے کوئی پوچھے۔ کہ ان باتوں سے کیا فائدہ؟

ان لوگوں کو جب ملو۔ قرآن کی باتیں کریں گے۔ یہ لوگ جوانی میں تو لوگوں کی خدمت کرینگے اور بڑھاپے میں درس قرآن دیں گے اور جو انہیں زیادہ ستائے اس کو زیادہ آرام دیں گے۔ یہ بھلا کون سی خودداری ہے اس چودھویں صدی میں قرآنی تعلیم؟ حالانکہ "ہماری عقل اس قدر پختہ ہو چکی ہے کہ ہم حکمائے فرنگ کے اقوال سے اپنے لئے شاہراہ عمل بنا سکتے ہیں"!

ان کے کفر میں کس کو انکار ہو سکتا ہے جو بات بات پر قرآن اور حدیث کا حوالہ دیں۔ حالانکہ ظنون اور گمان کی بات زیادہ "قرین قیاس" ہے۔ یہ لوگ مذہبی رواداری کے بہت مداح ہیں۔ یہ لوگ حدیث نبوی کے قائل ہیں۔ اور حدیث مجدد کو صحیح مانتے ہیں۔ جو مجوسیوں کا عقیدہ ہے اس روشنی اور علم کے زمانے میں مجدد کی کیا ضرورت؟

یہ چند لوگ بعض اوقات عجیب حرکتیں کرتے ہیں۔ برلن جیسے مہذب شہر میں لاکھوں روپے ضائع کر کے ایک مسجد بنا ڈالی اور مشن قائم کر دیا۔ جو ہر سال بیسیوں یورپینوں کو مسلمان بنا لیتا ہے۔ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے بہت کر کے اس مسجد کے ایک حصے کو رہن رکھدیا لیکن یہ کافر ایسے ضد کے کچے نکلے کہ اسے اٹھارہ ہزار روپیہ دیکر چھڑا لیا۔

ان لوگوں میں سب سے بڑی کفر کی بات یہ ہے کہ موجودہ اسلامی تنزل کا علاج یہ لوگ اشاعت اسلام کو جانتے ہیں۔ حالانکہ تہذیب مغرب اس کا واحد علاج ہے۔ اشاعت اسلام جیسے کام کیلئے یہ لوگ بڑی بڑی قربانیاں کر جاتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے۔ بھلا اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ بھائی کہیں کونسل کی ممبری کیلئے کوشش کرو۔ وزارت سنبھالو۔ تاکہ تم کامیاب لیڈر بن سکو اسلام خدا کا دین ہے۔ خدا کے کاموں میں دخل دینا کہاں کی دانائی ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد یہ آج سے تیرہ سو برس قبل کی باتیں ہیں۔ اب زمانہ تبدیل ہو چکا ہے۔ امیر وقت حکم قرآنی کو منسوخ کر سکتا ہے "چند پرانی باتیں جو عرب جیسے تاریک خطہ کیلئے واجب العمل تھیں۔ آج مہذب دنیا ان کو کس طرح مان سکتی ہے۔

یہ لوگ وحی کے قائل ہیں۔ اس سے بڑھ کر ان کے کفر کی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ خدا انسان سے باتیں کرے! یہ تو بعید از قیاس بات ہے

ان کی تعریف کرنیوالے کون لوگ ہیں۔ چند انگریز جو "دانی سے یہ لکھ دیتے ہیں کہ اسلام میں صرف ایک ہی فرقہ ہونے کے لحاظ سے منظم اسلام کو انگلستان میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ یہ خاص طور پر دلچسپ ہے اور اس کو اس کے ماحول سے الگ کر کے دیکھا جائے۔ تو یہ تحریک صرف ایک زیادہ وسیع اقبال اسلام کے رنگ میں نظر آتی ہے۔ اس خصوصیت کے ساتھ کہ اس میں اشاعت کی روح صاف دکھائی دیتی ہے"۔ بھلا وہ حق لوگ کیا جانیں۔ دین کیا ہے۔ یہ لوگ اگر علمائے کرام کے "ایوان عالی" میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو مسلمان ثابت کر سکیں تو بات ہوئی۔

ان لوگوں کا امیر بھی عجیب انسان ہے کبھی قرآن کا انگریزی ترجمہ کر رہا ہے تو کبھی اردو۔ ابکے تو وہ اس قدر اسلامی حدود سے تجاوز کر گیا۔ کہ قرآن کریم کا ترجمہ اس قدر رچھپوا دیا۔ کہ ملک کے اکثر پڑھے لکھے ہندوؤں اور عیسائیوں تک بھی قرآنی تعلیم پہنچ گئی اور اس کو اس قدر پھیلایا جا رہا ہے کہ دنیا کی کوئی لائبریری نہیں۔ جہاں ان کا ترجمہ، سیرت النبی اور سیرت صحابہ موجود نہ ہو۔ بھلا یہ کفر نہیں؟

اب بھی اگر کوئی شخص ان کے کفر میں شک کرے تو وہ خود کافر ہے مسلمانوں کے لیڈر اور اسلام کی کشتی کے ناخدا کئی بار ان "کافروں" کا جنازہ لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر چھوڑ آئے لیکن یہ لوگ پھر زندہ ہیں۔ ان کی زندگی مسلمانوں کے لئے نہایت تکلیف دہ ثابت ہو رہی ہے ان کی تعلیم کا زہریلا اثر نوجوان طبقہ پر بہت جلد ہوتا ہے

یہ لوگ اسلام کو کچھ ایسے رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ اس کے سمجھنے میں یا دقت پیش نہیں آتی۔ حالانکہ اسلام مذہب ہے ہی ایسا کہ علماء کے بغیر اس کا سمجھنا امر محال ہے۔

بھلا کوئی کہاں تک ان لوگوں کی باتیں لکھے۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے کون انہیں "مسلمان" مانے

دنیائے اسلام کے فلاسفر علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے بھی ایک دفعہ ان کی باتوں سے مرعوب ہو کر کہدیا تھا۔

فکر کافر فی سبیل اللہ جہاد
کار ملاں فی سبیل اللہ فساد

منصور احمد دائیں

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ماہ اپریل میں انجمن صلیب احمر اور ہلال احمر کے اجلاس غازی کمال پاشا کی صدارت میں منعقد ہوں گے جن کے لئے وسیع پیمانہ پر انتظامات ہو رہے ہیں۔

—— بیروت کی امریکن یونیورسٹی میں ایرانی زبان کی تعلیم کے لئے حکومت نے ایک مخصوص رقم منظور کر لی ہے۔ توقع ہے۔ کہ اس جدید اقدام سے اس جامعہ کی اہمیت بڑھ جائیگی

—— ترکی کی مجلس وزراء نے استنبول میں آبنائے باسفورس پر پل کی تعمیر کرنے کی تجویز سے اتفاق کر لیا ہے۔ اس پل کی تعمیر کے لئے ایک مشہور انجینئر کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ اس پل کا نام کبری اتاترک ہوگا۔

—— مصر کا مشہور اخبار "البلاغ" رقمطراز ہے کہ ترکی وزیر داخلہ کی طرف سے ایک تجویز شائع ہوئی ہے جس کی رو سے ہر اس بچے کے لئے جس کی عمر ۱۲ سال سے کم ہو۔ سینما دیکھنا یا سینما ہال میں داخل ہونا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

—— بعض عربی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ امیر سیف الاسلام ولی عہد یمن عنقریب مصر، فلسطین، لبنان، شام اور عراق کی سیاحت کے لئے عازم سفر ہوں گے۔

—— اخبار "اللواء" جو مفتی اعظم فلسطین کا آرگن ہے۔ رقمطراز ہے۔ کہ فلسطین کی پانچ عربی مجالس میں سے دو انجمنوں نے برطانوی ہائی کمشنر کو اطلاع دے دی ہے۔ کہ اگر مجلس تشریعی کے دستور میں یہودیوں کی ہجرت اور عربوں کی زمین کی فروخت کے مسائل داخل کر لئے جائیں۔ تو ان کو مجلس کے دستور کو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ حکومت نے جواب دیا ہے۔ کہ موجودہ حالات میں اس قسم کی کوئی شرط منظور نہیں کی جاسکتی۔

—— شام کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بیروزگاری روز بروز بڑھ رہی ہے۔ دمشق کے بیکار نوجوانوں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ جزیرہ علیا میں ایک زرعی آبادی قائم کی جائے کیونکہ وہاں کی اراضی وسعت کے علاوہ نہایت زرخیز اور شاداب ہے۔ شام کے نوجوانوں میں زراعت کا شوق ترقی پذیر ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ امیر عبد اللہ والئ شرق اردن نے حکومت عراق سے متعدد فوجی افسران کو طلب کیا ہے تاکہ وہ شرق اردن کی فوج کی تنظیم اور دیگر ضروری مہمات کو انجام دیں۔

—— افغانستان کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے سردار عبد الصمد خاں کو روما میں افغانی سفیر مقرر کیا ہے۔ آپ کا تعلق وزارت خارجہ سے تھا۔ اور گزشتہ دنوں آپ لندن اور برلن کے سفارت خانوں میں اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کر چکے ہیں۔

—— کابل ۱۸ فروری۔ سردار شاہ محمود خاں سپہ سالار وزیر حربیہ افغانستان کا ارادہ ہے۔ کہ فروری کے آخر میں یہاں سے بعزم یورپ روانہ ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ افغانستان نے مشرقی ممالک کے متحدہ معاہدہ کی تجویز کی نسبت اصولی طور پر پسندیدگی کا اظہار کیا ہے لیکن تا حال کوئی باضابطہ سمجھوتہ نہیں ہوا۔

—— شام اور حلب میں بدستور اضطراب موجود ہے فوج نے وطنی مجالس و رزعماء کے خلاف تعزیری کارروائی شروع کی ہے۔ جس سے تمام شام میں ہیجان اور اضطراب کو طوفان بپا کر دیا ہے۔ پولیس اور فوج کے مظاہرے ہر جگہ عمل میں آرہے ہیں۔ ... کے ساتھ پولیس کا جو تصادم ہوا تھا۔ اس میں پولیس کے سپاہیوں کو زخم آئے تھے ان میں سے ایک سپاہی ہسپتال میں مر گیا

ہندوستان

—— لاہور ۱۲ فروری۔ آج صبح ساڑھے آٹھ بجے فرنٹیئر میل کے ذریعے مسٹر محمد علی جناح جدید تحریک شہید گنج کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے ریلوے اسٹیشن پر کثیر ہجوم نے جن میں معززین شہر میونسپل کمشنر، مدیران جرائد، وکلا کالجوں کے طلبا اور عام پبلک شامل تھی۔ آپ کا شاندار خیر مقدم کیا۔

—— آپ نے اسٹیشن پر اس شاندار خیر مقدم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ مسئلہ شہید گنج کے متعلق تسلی بخش تصفیہ ہو جائیگا۔ آپ قیام لاہور کے دوران میں نواب احمد یار خاں دولتانہ کے مہمان رہینگے۔

—— نمائندہ ایسوسی ایٹڈ پریس سے ملاقات کرتے ہوئے مسٹر جناح نے فرمایا۔ کہ میرا کام ایک ثالث اور مصلح کا ہے میں لاہور میں اس امید کے ساتھ آیا ہوں۔ کہ مختلف اقوام کے رہنما کسی نتیجہ تک پہنچنے کے لئے میری امداد کرینگے میں کسی فرقہ دارانہ جذبہ کے ماتحت یہاں نہیں آیا۔ ابھی تو پنجاب کو شہید گنج سے بڑھ کر اہم مسائل سے دوچار ہونا ہے۔

—— لاہور۔ ۱۲ فروری۔ آج مسٹر جناح نے نماز جمعہ شاہی مسجد میں ادا کی۔ آپ کی وجہ سے آج مسجد میں تقریباً پچاس ساٹھ ہزار نمازیوں کا اجتماع ہو گیا تھا۔ لاہور کے متعدد مسلمان اکابر موجود تھے۔ نمازیوں کے لئے وضو وغیرہ کا غیر معمولی انتظام کیا گیا تھا۔

—— نماز کے بعد جلسہ ہوا جس میں مسٹر جناح نے بھی تقریر کی۔ آپ نے کہا۔ کہ میں گزشتہ اکتوبر سے ہندوستان پہنچنے کے بعد لاہور آنے کے لئے بیتاب رہا جنگ کی حالت میں گفتگوئے صلح نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے میں آپ کا ممنون ہوں۔ کہ آپ نے میری درخواست پر تحریک سول نافرمانی ترک کر دی۔ میں آپ کی مدد کے لئے آیا ہوں۔ آپ میری مدد کریں۔ میں وہ سب کچھ کر گزروں گا۔ جو میرے امکان میں ہوگا۔ کامیابی و ناکامی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمان ایک شریف قوم ہے آپ اپنی شرافت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے ہمسایوں سے بہترین سلوک کریں۔

—— لاہور ۱۲ فروری۔ آج مسٹر محمد علی جناح کی آمد کے اعزاز میں جدید تحریک شہید گنج کے سلسلہ میں سول نافرمانی ملتوی کر دی گئی ہے اور کوئی جتھا نہیں بھیجا گیا۔

—— لاہور ۲۲ فروری۔ مسٹر محمد علی جناح قیام لاہور کے دوران میں گورنر پنجاب سے ملاقات کریں گے آپ کی قیام گاہ پر معززین شہر کا ہر وقت جمگھٹا رہتا ہے لیکن کی خلوت۔ ۲۳ فروری کو ملاقات ہوتی مزید ملاقاتوں

—— ناگپور ۲۱ فروری آج صبح دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست دہلی تین ماہ سزائے قید بھگت کر ناگپور سنٹرل جیل سے رہا ہو گئے۔ آپ کو قانون تحفظ والیان ریاست کے ماتحت یہ سزا ہوئی تھی۔ آپ نے ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال کے خلاف توہین آمیز مضامین شائع کئے گئے تھے

—— لاہور ۲۲ فروری۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سردار نرندر سنگھ سٹی مجسٹریٹ لاہور تبدیل ہو کر اسی عہدہ پر دہلی جا رہے ہیں۔ آپ کی جگہ سردار عبد الصمد خاں تشریف لا رہے ہیں۔ خان صاحب مرزا محمد باقر سٹی کوتوال لاہور کی تبدیلی کی افواہ غلط ہے۔

—— لاہور ۱۲ فروری۔ کچہری میں ہوا خفیہ پولیس کو چوک سرجن سنگھ میں ایک دیوار پر چسپاں ایک قلمی پوسٹر ملا تھا جس میں جدید تحریک شہید گنج کے سلسلہ میں گورنر پنجاب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سٹی مجسٹریٹ کو قتل کی دھمکی دی گئی تھی۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔ اس سلسلہ میں متعدد مسلم نوجوانوں کی تحریک کرنے لئے گئے ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پولیس مسلم نیوز سروس کے خلاف پریس ایکٹ کے تحت مقدمہ قائم کرنے کی فکر میں ہے۔

ممالک خارجیہ

—— عدیس ابابا ۲۰ فروری ادیس ابابا کے فضائی مستقر میں شاہ حبشہ کو ہلاک کرنے کی ایک سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ سازش کے مرتکبین نے شاہ حبشہ کے طیارہ کے تیل میں ریت ڈال دی تھی جس سے سلنڈروں کو شدید نقصان پہنچا۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ سازش کے مرتکبین جاسوس کے ایک ایسے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں کسی غیر ملکی حکومت سے مالی امداد مل رہی ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ برطانیہ کی وزارت حربیہ مصر اور مالطالیہ کی آویزش کے انسداد کے پیش نظر ایک ایسی سکیم پر غور و خوض کر رہی ہے جس کے مطابق ایک ایسی جدید نہر سویز تیار کی جائیگی جو مشرق کی طرف خالص انگریزی علاقہ سے گزریگی اس نہر کی امداد سے بحیرہ قلزم پر اچھی طرح نگرانی کی جاسکیگی۔

—— لندن ۱۲ فروری مسٹر بالڈون وزیر اعظم انگلستان نے دار العوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا۔ کہ اس وقت میں نہیں کہہ سکتا کہ ملک معظم ایڈورڈ ہشتم کی تاجپوشی کے انتظامات کے متعلق کب تک اعلان ممکن ہوسکیگا

—— لندن ۱۱ فروری معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانیہ اور مصر کے جدید معاہدہ کی بابت کے سلسلہ میں ابتدائی گفتگو ۲ مارچ کو شروع ہو جائیگی۔

—— ادیس ابابا۔ ۱۲ فروری غیر سرکاری بیانات سے پایا جاتا ہے۔ کہ تمبین میں راس کاسا۔ راس سیوم اور اطالوی سیاہ پوشوں کے درمیان خوفناک جنگ شروع ہے

—— برلن ۱۲ فروری وزیر داخلہ جرمنی نے ایک اقتناعی حکم نامہ کے ذریعہ غیر نازی اداروں کو بھی خلاف قانون قرار دیا ہے۔ جو اب تک ہر قسم کی قیود سے آزاد تھے۔ آئندہ کسی غیر نازی ادارہ کو اجازت نہ ہوگی۔ کہ کیمپ منظم کریں کھیلوں میں حصہ لیں یا دوسری سرگرمیوں میں انہماک ظاہر کریں۔

—— ٹوکیو ۱۲ فروری۔ جاپانی اخبارات کا بیان ہے۔ کہ شمالی چین میں جاپانی افواج کی تعداد دگنی کر دی جائیگی۔ اس کے متعلق شاہی منظوری حاصل ہو چکی ہے۔

—— سپین میں نئی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ نئے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ پارلیمنٹ کے افتتاحی اجلاس کے موقع پر ۱۹۳۴ء کی بغاوت کے سلسلہ میں ۳۰ ہزار قیدیوں اور جلاوطنوں کو عام معافی دے دی جائیگی۔ اس اعلان سے ہسپانیہ بھر میں جوش و مسرت کی لہر دوڑ گئی ہے۔

—— ادیس ابابا۔ ۲۲ فروری۔ ہرار کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ہرار اور اجادین میں شدید بارش ہو رہی ہے۔

—— واشنگٹن ۱۹ فروری۔ ریاستہائے متحدہ کی سینیٹ نے اس بل کو منظور کر لیا ہے۔ جس کی رو سے موجودہ قانون غیر جانبداری کو مزید ایک سال تک نافذ کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

—— روما ۲۰ فروری۔ کل حکومت اطالیہ نے مشرقی افریقہ کی لڑائیوں کے سلسلہ میں غیر معمولی اخراجات کے لئے ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ سٹرلنگ وقف کر دینے کا اعلان کیا۔ اس رقم کا تین چوتھائی حصہ لڑائی میں شامل ہونے والی فوجوں کے لئے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اور باقی ماندہ رقم نوآبادیوں کی جدید فوجی اور دیوانی ضروریات پر اور فوجیوں کے بال بچوں کے روزانہ اخراجات پر صرف کی جائیگی

—— برلن ۲۳ فروری سرد جے رگھو اچاریہ نے آج جرمنی کے ارباب حل و عقد سے ملاقات کرنے کے بعد بیان کیا کہ جرمنی میں بھی پنجاب کی طرح ایکٹ انتقال اراضی وضع ہونے والا ہے جس کے ذریعے غیر زراعت پیشہ اشخاص کے پاس اراضی کی فروخت پر پابندیاں عاید کی جائیگی۔

—— جرمنی میں بہت سے رومن کیتھولک پادریوں کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ ان پر حکومت جرمنی کے خلاف ایک سازش میں حصہ لینے کا الزام ہے۔

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

——— انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ماہ اپریل میں انجمن صلیب احمر اور ہلال احمر کے اجلاس غازی کمال پاشا کی صدارت میں منعقد ہوں گے جن کے لئے وسیع پیمانہ پر انتظامات ہو رہے ہیں۔

——— بیروت کی امریکن یونیورسٹی میں ایرانی زبان کی تعلیم کے لئے حکومت نے ایک مخصوص رقم منظور کر لی ہے۔ توقع ہے۔ کہ اس جدید اقدام سے اس جامعہ کی اہمیت بڑھ جائیگی

——— ترکی کی مجلس وزراء نے استنبول میں آبنائے باسفورس پر پل کی تعمیر کرنے کی تجویز سے اتفاق کر لیا ہے۔ اس پل کی تعمیر کے لئے ایک مشہور انجینئر کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ اس پل کا نام کبری اتاترک ہوگا۔

——— مصر کا مشہور اخبار "البلاغ" رقمطراز ہے کہ ترکی وزیر داخلہ کی طرف سے ایک تجویز شائع ہوئی ہے۔ جس کی رو سے ہر اس بچے کے لئے جس کی عمر ۱۲ سال سے کم ہو۔ سینما دیکھنا یا سینما ہال میں داخل ہونا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

——— بعض عربی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ امیر سعود السلام ولی عہد یمن عنقریب مصر، فلسطین، لبنان، شام اور عراق کی سیاحت کے لئے عازم سفر ہوں گے۔

——— اخبار "اللوا" جو مفتی اعظم فلسطین کا آرگن ہے۔ رقمطراز ہے۔ کہ فلسطین کی پانچ عربی مجالس میں سے دو انجمنوں نے برطانوی ہائی کمشنر کو اطلاع دے دی ہے۔ کہ اگر مجلس تشریعی کے دستور میں یہودیوں کی ہجرت اور عربوں کی زمین کی فروخت کے مسائل داخل کر لئے جائیں۔ تو ان کو مجلس کے دستور کو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ حکومت نے جواب دیا ہے۔ کہ موجودہ حالات میں اس قسم کی کوئی شرط منظور نہیں کی جا سکتی۔

——— شام کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بیروزگاری روز بروز بڑھ رہی ہے۔ دمشق کے بیکار نوجوانوں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ جزیرہ علیا میں ایک زرعی آبادی قائم کی جائے کیونکہ وہاں کی اراضی وسعت کے علاوہ نہایت زرخیز اور شاداب ہے۔ شام کے نوجوانوں میں زراعت کا شوق ترقی پذیر ہے۔

——— معلوم ہوا ہے۔ کہ امیر عبداللہ والی شرق اردن نے حکومت عراق سے متعدد فوجی افسران کو طلب کیا ہے تاکہ وہ شرق اردن کی فوج کی تنظیم اور دیگر ضروری مہمات کو انجام دیں۔

——— افغانستان کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے سردار عبدالصمد خاں کو روما میں افغانی سفیر مقرر کیا ہے۔ آپ کا تعلق وزارت خارجہ سے تھا۔ اور گزشتہ دنوں آپ لندن اور برلن کے سفارت خانوں میں اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کر چکے ہیں۔

——— کابل ۸ر فروری۔ سردار شاہ محمود خاں سپہ سالار و وزیر حربیہ افغانستان کا ارادہ ہے۔ کہ فروری کے اواخر میں یہاں سے بعزم یورپ روانہ ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ افغانستان نے مشرقی ممالک کے متحدہ محاذ کی تجویز کی نسبت اصولی طور پر پسندیدگی کا اظہار کیا ہے لیکن تاحال کوئی باضابطہ سمجھوتہ نہیں ہوا۔

——— شام اور حلب میں بدستور اضطراب موجود ہے فرنچ نے وطنی مجالس و زعماء کے خلاف تعزیری کارروائی شروع کی ہے۔ اس نے تمام شام میں ہیجان اور اضطراب کا طوفان بپا کر دیا ہے۔ پولیس اور فوج کے مظاہرے ہر جگہ عمل میں آرہے ہیں۔ ملطیہ کے ساتھ پولیس کا جو تصادم ہوا تھا۔ اس میں پولیس کے سپاہیوں کو زخم آئے تھے ان میں سے ایک سپاہی ہسپتال میں مر گیا

ہندوستان

——— لاہور ۲۱ر فروری۔ آج صبح ساڑھے آٹھ بجے فرنٹیر میل کے ذریعے مسٹر محمد علی جناح جدید تحریک شہید گنج کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے ریلوے اسٹیشن پر کثیر ہجوم نے جن میں معززین شہر میونسپل کمشنر۔ مدیران جرائد۔ وکلا کالجوں کے طلبا اور عام پبلک شامل تھی۔ آپ کا شاندار خیر مقدم کیا۔

——— آپ نے اسٹیشن پر اس شاندار خیر مقدم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ مسئلہ شہید گنج کے متعلق تسلی بخش تصفیہ ہو جائیگا۔ آپ قیام لاہور کے دوران میں نواب احمد یار خاں دولتانہ کے مہمان رہینگے۔

——— نمائندہ ایسوسی ایٹڈ پریس سے ملاقات کرتے ہوئے مسٹر جناح نے فرمایا۔ کہ میرا کام ایک ثالث اور مصلح کا ہے۔ میں لاہور میں اس امید کے ساتھ آیا ہوں۔ کہ مختلف اقوام کے رہنما کسی نتیجہ تک پہنچنے کے لئے میری امداد کرینگے میں کسی فرقہ وارانہ جذبہ کے ماتحت یہاں نہیں آیا۔ ابھی تو پنجاب کو شہید گنج سے بڑھ کر اہم مسائل سے دوچار ہونا ہے۔

——— لاہور۔ ۲۱ر فروری۔ آج مسٹر جناح نے نماز جمعہ شاہی مسجد میں ادا کی۔ آپ کی وجہ سے آج مسجد میں تقریباً پچاس ساٹھ ہزار نمازیوں کا اجتماع ہو گیا تھا۔ لاہور کے متعدد مسلمان اکابر موجود تھے۔ نمازیوں کے لئے وضو وغیرہ کا غیر معمولی انتظام کیا گیا تھا۔

——— نماز کے بعد جلسہ ہوا جس میں مسٹر جناح نے بھی تقریر کی۔ آپ نے کہا۔ کہ میں گزشتہ اکتوبر سے ہندوستان پہنچنے کے بعد لاہور آنے کے لئے بیتاب رہا۔ جنگ کی حالت میں گفتگوئے صلح نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے میں آپ کا ممنون ہوں۔ کہ آپ نے میری درخواست پر تحریک سول نافرمانی ترک کر دی۔ میں آپ کی مدد کے لئے آیا ہوں۔ آپ میری مدد کریں۔ میں وہ سب کچھ کر گزروں گا۔ جو میرے امکان میں ہوگا۔ کامیابی یا ناکامی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمان ایک شریف قوم ہے آپ اپنی شرافت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ہمسایوں سے بہترین سلوک کریں۔

——— لاہور ۲۱ر فروری۔ آج مسٹر محمد علی جناح کی آمد کے اعزاز میں جدید تحریک شہید گنج کے سلسلہ میں سول نافرمانی ملتوی کر دی گئی ہے اور کوئی جتھا نہیں بھیجا گیا۔

——— لاہور ۲۲ر فروری۔ مسٹر محمد علی جناح قیام لاہور کے دوران میں گورنر پنجاب سے ملاقات کریں گے آپ کی قیام گاہ پر معززین شہر کا ہر وقت جمگھٹا رہتا ہے لیڈروں کی خبر۔ ۲۳ر فروری کو ملاقات ہوئی مزید ملاقاتوں

——— ناگپور ۲۱ر فروری آج صبح دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست دہلی تین ماہ سزائے قید بھگت کر ناگپور سنٹرل جیل سے رہا ہو گئے۔ آپ کو قانون تحفظ والیان ریاست کے ماتحت یہ سزا ہوئی تھی۔ آپ نے ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال کے خلاف توہین آمیز مضامین شائع کئے گئے تھے

——— لاہور ۲۲ر فروری۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سردار نرندر سنگھ سٹی مجسٹریٹ لاہور تبدیل ہو کر اسی عہدہ پر دہلی جا رہے ہیں۔ آپ کی جگہ سردار عبدالصمد خاں تشریف لا رہے ہیں۔ خان صاحب مرزا محمد باقر سٹی کوتوال لاہور کی تبدیلی کی افواہ غلط ہے۔

——— لاہور ۲۱ر فروری۔ کچھ عرصہ ہوا خفیہ پولیس کو چوک سرجن سنگھ میں ایک دیوار پر چسپاں ایک قلمی پوسٹر ملا تھا جس میں جدید تحریک شہید گنج کے سلسلہ میں گورنر پنجاب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سٹی مجسٹریٹ کو قتل کی دھمکی دی گئی تھی پولیس مصروف تفتیش ہے۔ اس سلسلہ میں متعدد مسلم نوجوان کی تحریک کرنے لئے گئے ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پولیس مسلم نیوز سروس کے خلاف پریس ایکٹ کے تحت مقدمہ قائم کرنے کی فکر میں ہے۔

ممالک خارجہ

——— عدیس ابابا ۲۱ر فروری ادیس ابابا کے نفغانی مستقر میں شاہ حبشہ کو ہلاک کرنے کی ایک سازش کا انکشاف ہوا ہے معلوم ہوا ہے کہ سازش کے مرتکبین نے شاہ حبشہ کے طیارہ کے تیل میں ریت ڈال دی تھی جس سے سلنڈروں کو شدید نقصان پہنچا۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ سازش کے مرتکبین جاسوس کے ایک ایسے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں کسی غیر ملکی حکومت سے مالی امداد مل رہی ہے۔

——— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ برطانیہ کی وزارت حربیہ مصر اور اطالیہ کی آویزش کے انسداد کے پیش نظر ایک ایسی سکیم پر غور و خوض کر رہی ہے جس کے مطابق ایک ایسی جدید نہر سویز تیار کی جائیگی جو مشرق کی طرف خالص انگریزی علاقہ سے گزریگی اس نہر کی امداد سے بحیرہ قلزم پر اچھی طرح نگرانی کی جا سکیگی۔

——— لندن ۲۱ر فروری مسٹر بالڈون وزیر اعظم انگلستان نے دارالعلوم میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا۔ کہ اس وقت میں نہیں کہہ سکتا کہ ملک معظم ایڈورڈ ہشتم کی تاجپوشی کے انتظامات کے متعلق کب تک اعلان ممکن ہو سکیگا

——— لندن ۲۱ فروری معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانیہ اور مصر کے جدید معاہدہ کی ترتیب کے سلسلہ میں ابتدائی گفتگو ۲ر مارچ کو شروع ہو جائیگی۔

——— ادیس ابابا۔ ۲۱ر فروری غیر سرکاری بیانات سے پایا جاتا ہے۔ کہ تمبین میں راس کاسا۔ راس سیوم اور اطالوی سیاہ پوشوں کے درمیان خوفناک جنگ شروع ہے

——— برلن ۲۱ر فروری وزیر داخلہ جرمنی نے ایک امتناعی حکم نامہ کے ذریعہ ان غیر نازی اداروں کو بھی خلاف قانون قرار دیا ہے۔ جو اب تک ہر قسم کی قیود سے آزاد تھے۔ آئندہ کسی غیر نازی ادارہ کو اجازت نہ ہوگی۔ کہ کیمپ منظم کریں کھیلوں میں حصہ لیں یا دوسری سرگرمیوں میں انہماک ظاہر کریں۔

——— ٹوکیو ۲۱ر فروری۔ جاپانی اخبارات کا بیان ہے۔ کہ شمالی چین میں جاپانی افواج کی تعداد دگنی کر دی جائیگی۔ اس کے متعلق شاہی منظوری حاصل ہو چکی ہے۔

——— سپین میں نئی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ نئے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ پارلیمنٹ کے افتتاحی اجلاس کے موقع پر ۱۹۳۴ء کی بغاوت کے سلسلہ میں ۳۰ ہزار قیدیوں اور جلا وطنوں کو عام معافی دے دی جائیگی۔ اس اعلان سے ہسپانیہ بھر میں جوش و مسرت کی لہر دوڑ گئی ہے۔

——— ادیس ابابا۔ ۲۲ر فروری۔ ہرار کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ہرار اور اجادین میں شدید بارش ہو رہی ہے۔

——— واشنگٹن ۱۹ر فروری۔ ریاستہائے متحدہ کی سینیٹ نے اس بل کو منظور کر لیا ہے۔ جس کی رو سے موجودہ قانون غیر جانبداری کو مزید ایک سال تک نافذ کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

——— روما ۲۰ر فروری۔ کل حکومت اطالیہ نے مشرقی افریقہ کی لڑائیوں کے سلسلہ میں غیر معمولی اخراجات کے لئے ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ سٹرلنگ وقف کر دینے کا اعلان کیا۔ اس رقم کا تین چوتھائی حصہ لڑائی میں شامل ہونے والی فوجیوں کے لئے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اور باقی ماندہ رقم نو آبادیوں کی جدید فوجی اور ہوائی ضروریات پر اور فوجیوں کے بال بچوں کے روزانہ اخراجات پر صرف کی جائیگی

——— برلن ۲۳ر فروری سر دیجے رگھو اچاریہ نے آج جرمنی کے ارباب حل و عقد سے ملاقات کرنے کے بعد بیان کیا کہ جرمنی میں بھی پنجاب کی طرح ایکٹ انتقال اراضی وضع ہونے والا ہے جس کے ذریعے غیر زراعت پیشہ اشخاص کے پاس اراضی کی فروخت پر پابندیاں عاید کی جائینگی۔

——— جرمنی میں بہت سے رومن کیتھولک پادریوں کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ ان پر حکومت جرمنی کے خلاف ایک سازش میں حصہ لینے کا الزام ہے۔

مذاہب غیر

چینی راہبوں کی عجیب و غریب رسمیں

یوں تو دنیا کے مختلف مذاہب اور مختلف اقوام کے طریقے مختلف ہیں۔ اور طرح طرح کی رسمیں ہر ایک قوم اور فرقہ سے منسوب ہیں پھر بھی چین کے راہبوں کی بعض رسمیں ایسی ہیں جو محنت طلب اور سخت ہونے کے ساتھ ہی ساتھ دلچسپ بھی ہیں۔ اسی وجہ سے آج ان کے متعلق کچھ تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

چین میں زیادہ تر بدھ مذہب کے پیرو آباد ہیں۔ اس مذہب کے جو پیرو یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ مذہبی پیشوا اور راہب شمار ہونے لگیں، انہیں مختلف قسم کے امتحانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور جب ہر طرح یہ یقین کر لیا جاتا ہے کہ ان میں نفس کشی، ایثار اور برداشت بدرجہ اتم پیدا ہو چکا ہے۔ تب کہیں انہیں اس منصب کا اہل سمجھا جاتا ہے۔ مختلف محنتیں اور مشقتیں انجام دینے کے بعد ایک امیدوار رہبانیت اس قابل سمجھا جاتا ہے کہ وہ بڑے امتحان میں شریک کیا جائے۔ یہ امتحان چینی بودھوں کی بڑی خانقاہ میں ہوتا ہے۔ جس طرح کہ عیسائیوں میں کنفیشن (اقرار گناہ) کی ایک رسم عمل میں لائی جاتی ہے۔ پھر امیدوار راہبوں کو غسل دیا جاتا ہے۔ لباس تبدیل کرایا جاتا ہے۔ صبح سے ساڑھے تین بجے سہ پہر تک یہ تمام رسمیں عمل میں آ چکتی ہیں۔ اس کے بعد انہیں سب سے بڑے اور سخت امتحان کے لئے تیار ہونا پڑتا ہے۔ یہ آخری امتحان آخر شب ۴ بجے عمل میں آتا ہے۔ خانقاہ کے اندر ستر امیدوار ایک قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں تاکہ اس امتحان کو پاس کر کے بدھ مذہب کے مبلغ بن سکیں۔ ان لوگوں کو گھٹنوں کے بل اول تو جھکنا پڑتا ہے پھر ان کے دماغ پر چار چار نشانات کی تین قطاروں میں، دہکتے ہوئے لوہے سے داغ لگائے جاتے ہیں گویا ان کا دماغ بارہ مقامات پر سے داغا جاتا ہے۔

شنگھائی سے ۱۲ میل کے فاصلے پر لنگا ور کی خانقاہ میں یہ رسم بڑے تزک و احتشام سے منائی جاتی ہے۔ ایک یورپین اخبار کے نامہ نگار کو شوق ہوا کہ وہ کسی نہ کسی طرح ان رسموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ چنانچہ وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ اس خانقاہ میں پہنچا ان دونوں نے راتوں رات سفر کیا۔ دونوں موٹر میں سوار تھے۔ یہ لوگ خانقاہ سے کوئی آدھ میل ادھر ہی اتر گئے اور ناہموار و دشوار گزار پگڈنڈیوں اور راستوں میں ہوتے ہوئے اس خانقاہ کے عظیم الشان چوبی دروازے کے سامنے جا پہنچے نامہ نگار کے دوست نے دروازہ پر دستک دینا شروع کی۔ کافی دیر کے بعد یکایک دروازہ کھلا اور ایک، بالاقامت شخص جو سر سے پاؤں تک سیاہ لبادہ میں ملبوس تھا ان کے سامنے آ کر گرجنے لگا۔

تم لوگ آدھی رات پر یہاں کیا چاہتے ہو؟ یہ اخباری نامہ نگار تو بالکل خوفزدہ ہو چکا تھا اور اس کا ساتھی بھی کچھ دیر تک بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اخباری نامہ نگار کو تو شبہ ہوا کہ کہیں ہم کسی ڈاکو کی گڑھی میں تو نہیں آ گئے۔

آخر تھوڑی دیر کے بعد اسی نامہ نگار کے ہوش بجا ہوئے تو اس نے ہمت کر کے جواب دیا کہ جناب ہم یہاں سر داغنے کی رسم دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا نہیں باہر کے آدمیوں کو اس موقع پر خانقاہ کے اندر داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔ اس موقع پر نامہ نگار نے ذرا جرأت کر کے اپنا ملاقاتی کارڈ اس کے حوالے کر دیا اور کہا کہ آپ اپنے خانقاہ کے افسر اعلیٰ کو یہ کارڈ پہنچا دیجئے۔ شاید وہ ہم سے ملنا پسند کریں۔

وہ طویل القامت آدمی بغیر کچھ کہے سنے واپس چلا گیا۔ اور یہ دونوں آدھی رات کے وقت دروازہ پر سردی میں ٹھٹھرتے رہے۔

انہیں اس حالت میں کوئی آدھ گھنٹہ گزر گیا۔ دونوں قریب قریب مایوس ہو چکے تھے کہ تاریکی میں دو آدمی آتے ہوئے معلوم ہوئے۔ ان میں سے ایک شخص کے لمبی سی ڈاڑھی تھی۔ اس نے آتے ہی پوری آب و تاب سے اپنی ٹارچ کی روشنی اخباری نامہ نگار کے چہرہ پر ڈال کر سوال کیا "تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو"۔ اس نامہ نگار نے کہا کہ "میں ایک جرنلسٹ ہوں اور خالص بدھ مت کی سرزمین (لنکا) سے یہاں وارد ہوا ہوں"۔ لنکا کو بودھ مذہب کے لوگ خالص بدھ مذہب کی سرزمین ہی کہتے ہیں۔ اس نامہ نگار کی یہ ترکیب چل گئی اور خانقاہ کے بڑے راہب نے بڑے تپاک سے انہیں خوش آمدید کہا اور دونوں اس کے پیچھے پیچھے خانقاہ کے عین وسط تک پہنچ گئے۔

اس وقت صبح کے ٹھیک چار بجے تھے اور سر داغنے کی رسم ابھی شروع ہوئی ہی تھی۔ اس نامہ نگار نے چونکہ اپنے آپ کو لنکا کا باشندہ بتایا تھا۔ اس وجہ سے اس کی بڑی آؤ بھگت کی گئی۔ اور جہاں سر داغنے کی رسم عمل میں لائی جا رہی تھی۔ اسے اس کے بالکل قریب ہی ایک گوشہ میں کھڑے ہونے کی اجازت مل گئی۔ اس طرح جو کچھ ہو رہا تھا۔ یہ اسے دیکھ اور سن سکتا تھا۔

ہال کے ہر چہار طرف قطار در قطار بودھ کی سونے کی مورتیں رکھی ہوئی تھیں۔ وسط ہال میں "شکیا مونی" کا ایک بہت بڑا سونے کا بت تھا جو پالتی مارے ہوئے تھا۔ اس بت کے سامنے ایک میز رکھی ہوئی تھی۔ اس میز کے ادھر ادھر تین تین بڑے راہب بیٹھے ہوئے تھے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک، ایک کتاب تھی، وہ بڑی لے سے کچھ منتر وغیرہ پڑھتے جاتے تھے درمیان میں تھوڑے تھوڑے وقفے دیتے جاتے اور دوسرے لوگ گانے لگے اور لکڑی کے ڈھول بجنے لگے۔

ہال کے آخر میں ڈھیلے ڈھالے لباس پہنے ستر امیدوار راہب جھکے کھڑے تھے۔ ان کے سر منڈے ہوئے تھے اور دھیمی روشنی میں ان کے زرد زرد چہرے موت کی بھیانک صورت سے مشابہ تھے۔ سامنے تین بنچیں اور ان کے سامنے سجاوے بچھے ہوئے تھے۔ بنچوں پر کوئلہ، روشنائی، موم بتی وغیرہ وغیرہ ضروری چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ امیدوار راہب بنچوں پر ہاتھ رکھ رکھ کر چٹائیوں (مصلوں) پر جھک گئے۔ ان کے سروں پر کھڑے ہوئے راہبوں نے روشنائی سے چار چار نشانوں کی تین قطاریں بنا دیں۔ ڈھول بجنا شروع ہوئے اور لوہے کی تپتی ہوئی سلاخوں کے ذریعہ سے ان کے چکنے سر (ان) پر دہکتے انگارے رکھ دیئے گئے مگر ان راہبوں کے منہ سے اُف بھی نہیں نکلی۔ بعد میں ان کے سروں پر گھاس وغیرہ رکھ دی گئی اور ہر شخص گانے لگا۔ "نامو پنشید دشی جیا مونی فو" (اے آقائے جاوید یا مونی میں تجھ میں پناہ لیتا ہوں)، اس رسم کے بعد سنگترے ان امیدواروں کو دیئے گئے کیونکہ سنگتروں سے ٹھنڈک پہنچتی ہے اور انہیں راہب بنے ہونے کا تمغہ مل گیا۔

(البقیہ صفحہ ۱۲)

مختلف صوبوں کے باہمی اختلافات

آنے والے دور حکومت میں چونکہ صوبوں کو اندرونی خود مختاری دی گئی ہے اور ایسے حالات پیش آ سکتے ہیں جب کہ مختلف صوبوں کے درمیان انتظامی امور کے متعلق اختلافات پیدا ہو جائیں۔ اس لئے جدید آئین میں اجازت دی گئی ہے۔ کہ اگر ایسی ضرورت پیش آئے۔ تو ایسے جھگڑوں کے چکانے کے لئے ایک بین الصوبجاتی کونسل قائم کر لی جائے۔ ایک بین الصوبائی معاملہ ایسا ہے جس کے لئے جدید آئین میں ایک قاعدہ مقرر کر دیا گیا ہے اور وہ پانی کی بہم رسانی کے متعلق ہے۔ موجودہ قانون میں بہم رسانی آب کے متعلق وضع قانون کا اختیار صوبوں کو حاصل ہے لیکن معاملہ مختلف صوبوں یا کسی ایک صوبہ اور دوسرے علاقہ میں آ پڑے تو اس صورت میں مرکزی مجلس وضع قوانین کو بھی قانون بنانے کا حق ہے اور اس بارہ میں آخری اختیار وزیر ہند کو حاصل ہے۔ اب وزیر ہند کو اس بارہ میں کوئی اختیار نہیں رہا۔ اگر دو صوبوں میں انتظامی یا قانونی اختیارات کے رو سے اختلاف واقع ہو جائے۔ تو جس صوبہ کو کچھ نقصان پہنچے وہ گورنر جنرل سے رجوع کر سکتا ہے جو اگر مناسب سمجھے گا۔ تو خود فیصلہ کرے گا۔ ورنہ کمشن مقرر کر دیگا جس کی رپورٹ پر وہ بعد میں احکام صادر کرے گا۔

فیڈرل کورٹ اور ہائیکورٹیں

جدید آئین کے رو سے ہندوستان میں ایک فیڈرل کورٹ قائم کی جائے گی۔ یہ کورٹ جدید نظام اساسی کی محافظ اور ترجمان ہوگی۔ اور فیڈریشن کے اجزائے ترکیبی کے باہمی اختلافات و تنازعات کے لئے عدالت خاص کا حکم رکھے گی۔

برطانی ہند کی کسی ہائیکورٹ کے آخری حکم۔ ڈگری یا فیصلہ کی اپیل فیڈرل کورٹ میں اسی صورت میں ہو سکے گی۔ کہ وہ ہائیکورٹ اس امر کی تصدیق کرے کہ مقدمہ زیر بحث میں جدید آئین کی کوئی دفعہ یا اصول یا کوئی حکم جو باجلاس کونسل صادر کیا گیا ہو۔ وضاحت طلب ہے اور ہر مقدمہ میں اس بات پر غور کرنا ہائیکورٹ کے فرائض میں داخل ہوگا۔ کہ آیا ایسا سوال پیدا ہوتا ہے یا نہیں اور تصدیق کی ضرورت ہے یا نہیں۔ جب اس قسم کی تصدیق کر دی جائے۔ تو جو فریق مقدمہ چاہے فیڈرل کورٹ میں اپیل کر سکتا ہے ہائیکورٹوں اور فیڈرل کورٹ کے فیصلوں کی اپیل پریوی کونسل میں ہو سکیگی۔

ہائیکورٹوں کی ترتیب

صوبوں کی ہائیکورٹیں ایک چیف جسٹس اور ایسے ججوں پر مشتمل ہوں گی۔ جن کا تقرر ملک معظم حسب ضرورت وقتاً فوقتاً کریں گے۔

موجودہ قانون کی رو سے یہ ضروری ہے کہ ہر ہائیکورٹ کے ججوں میں کم از کم ایک ثلث جج بیرسٹر اور ایک تہائی انڈین سول سروس کے رکن ہوں۔ یہ تناسب جدید آئین میں منسوخ کر دیا گیا۔ اس سے پیشتر انڈین سول سروس کے جج کسی ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نہیں ہو سکتے تھے۔ جدید آئین میں ایسی کوئی شرط نہیں رکھی گئی۔ ہائیکورٹوں کے موجودہ حلقہ اختیار و اقتدار کو بدستور قائم رکھا گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ ججوں کا تقرر وغیرہ ہائیکورٹ کے مشورہ سے گورنر کے ذمہ ہوگا سب ججی کے امیدواروں کا امتحان صوبہ کی پبلک سروس کمیشن لے گی۔ اور سب ججی کے قابل اشخاص کی فہرست یا فہرستیں مرتب کرے گی جن میں سے گورنر صوبہ کی مختلف قوموں کی مقررہ تعداد کو پیش نظر رکھ کر ملازمت کے لئے انتخاب کریگی لیکن ان کا تقرر ترقی اور رخصت وغیرہ ہائیکورٹ کے ہاتھ میں ہوگی۔

آنے والے دورِ حکومت پر ایک نظر

جدید آئین کے نمایاں خدّوخال

(۳۱)

یہ بتایا جا چکا ہے۔ کہ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبروں کے انتخاب میں رائے دہندگی کا حق مختلف قوموں اور جماعتوں کے کن افراد کو حاصل ہوگا۔ اور رائے دہندگی کے حق کو وسیع کرنے کے لئے رائے دہندگی کے معیار کو کس قدر کم کر دیا گیا ہے ذیل کی فہرست میں اُن امور کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔ جن کے متعلق وضع قوانین کا اختیار لیجسلیٹو اسمبلی کو حاصل ہوگا۔ واضح رہے کہ موجودہ آئین کے رو سے مرکزی مجلس وضع قوانین کو کھلی اجازت ہے۔ کہ وہ جس موضوع یا امر کے متعلق چاہے۔ قانون وضع کرے۔ خواہ وہ موضوع یا امر کسی خاص صوبہ سے مختص ہو۔ اسی طرح ہر صوبہ آزاد ہے کہ وہ کسی موضوع پر جو مرکزی حکومت کے لئے مختص ہو۔ لیکن اس صوبہ سے تعلق رکھتا ہو۔ قانون وضع کرے اس طریق عمل سے مرکزی اور صوبجاتی حکومتوں میں تصادم کا جو اندیشہ رہتا تھا۔ اس کو جدید آئین میں رفع کر دیا گیا ہے۔ اور مرکزی اور صوبجاتی حکومتوں کے لئے وضع قوانین کے اختیارات غیر مبہم انداز میں مختص کر دیئے گئے ہیں۔ البتہ بعض امور ایسے ہیں۔ جن میں فیڈریشن اور صوبوں کو وضع قوانین کے یکساں اختیارات حاصل ہیں۔ لیکن اس باب میں صوبوں کے اختیارات اُن امور پر محدود رہیں گے۔ جو اُن کے اپنے علاقوں سے تعلق رکھتے ہوں:-

(۱) امن عامہ کا قیام۔ عدالتوں کی تنظیم و ترتیب فیس وغیرہ وغیرہ
(۲) فیڈرل کورٹ کے علاوہ جملہ عدالتوں کے اختیار و اقتدار و حلقہ اثر کی تعیین۔
(۳) پولیس
(۴) جیل خانجات۔ ریفارمیٹریاں۔ بورسٹل جیل وغیرہ
(۵) صوبہ کا عام قرضہ۔
(۶) صوبہ کی پبلک سروس۔ اور پبلک سروس کمشن۔
(۷) پنشنیں۔ جو صوبہ کی گورنمنٹ دے گی۔ یا صوبہ کے محاصل سے ادا کی جائیں گی۔
(۸) تعمیرات عامہ۔ زمینیں اور عمارتیں۔
(۹) ضروریات عامہ کے لئے زمین کا حصول۔
(۱۰) کتب خانے۔ عجائب گھر وغیرہ
(۱۱) انتخابات اسمبلی
(۱۲) وزرا اور اسمبلی کے صدر و نائب صدر کے مشاہرے۔ ارکان اسمبلی کے مشاہرے۔ الاؤنس اور حقوق۔
(۱۳) لوکل گورنمنٹ (میونسپل کارپوریشن۔ امپروومنٹ ٹرسٹ۔ ڈسٹرکٹ بورڈ۔ انتظامات کان کنی اور دیگر مقامی ادارے)
(۱۴) صحت عامہ۔ اور حفظان صحت۔
(۱۵) زیارات و تیرتھ یاترا اندرون ہند۔
(۱۶) کفن دفن اور قبرستان۔
(۱۷) تعلیم۔
(۱۸) آمد و رفت کے جملہ وسائل و ذرائع اور چھوٹی ریلوے۔
(۱۹) بہم رسانی آب۔ آبپاشی۔ انہار۔ نالے۔ جوہڑ۔ تالاب۔ پانی سے برقی قوت کا حصول۔
(۲۰) زراعت اور اس کے متعلقہ جملہ امور۔
(۲۱) زرعی اراضی کے متعلق جملہ امور۔
(۲۲) جنگلات۔
(۲۳) کانیں۔ تیل کے چشمے۔ اور معدنی نشو و ارتقا
(۲۴) ماہی گیری۔
(۲۵) جنگلی پرندوں اور جنگلی چوپایوں کی حفاظت
(۲۶) گیس اور گیس کے کارخانے۔
(۲۷) صوبہ کی اندرونی تجارت۔ منڈیاں اور میلے۔ ساہوکارہ اور ساہوکار
(۲۸) سرائیں اور سرائے دار
(۲۹) مختلف اشیا کی پیداوار۔ فراہمی اور تقسیم مصنوعات کا نشو و ارتقا
(۳۰) اشیاء خوردنی اور دیگر اشیا میں آمیزش۔ ناپ اور تول۔
(۳۱) مُسکّرات و مُسکرات کی پیداوار۔ تجارت۔ قبضہ۔ باربرداری خرید و فروخت وغیرہ
(۳۲) غربا کی امداد۔ بیکاری۔
(۳۳) مشترکہ اداروں کے قیام و شکست کے متعلق ضوابط۔
(۳۴) خیرات اور خیراتی ادارے۔ خیراتی اور مذہبی اوقاف۔
(۳۵) تھیٹر۔ اداکاری۔ سینما (نمائش کے لئے فلموں کی منظوری اس میں شامل نہیں ہے)
(۳۶) قمار بازی۔ بازی لگانا۔
(۳۷) اس فہرست میں جو امور شامل ہیں اُن کے متعلقہ قوانین کی خلاف ورزی
(۳۸) فہرست ہذا میں مندرجہ امور کے متعلق تحقیقات اور اعداد و شمار
(۳۹) مالگذاری جس میں مالیہ کی تشخیص۔ فراہمی۔ کاغذات مالگذاری۔ مالگذاری کی غرض سے زمین کی پیمائش۔ مالکانہ حقوق کے کاغذات۔ وغیرہ شامل ہیں۔
(۴۰) صوبہ کے اندر تیار کردہ نشی اور غیر نشی اشیاء اور ادویہ اور ہندوستان کے دیگر حصص میں اس قسم کی اشیاء و ادویہ۔ نیز طبی مصنوعات اور ٹائلٹ کی اشیا جس میں الکحل استعمال ہوتا ہے ان سب پر محصول آبکاری وغیرہ
(۴۱) زرعی آمدنی پر ٹیکس
(۴۲) زمین اور عمارات۔ آتش دان اور کھڑکیوں پر ٹیکس۔
(۴۳) زرعی اراضی کے ترکہ پر محاصل
(۴۴) معدنی حقوق پر ٹیکس۔
(۴۵) محاصل سر شماری
(۴۶) پیشوں۔ حرفوں۔ تجارتوں اور روزگار کے ٹیکس
(۴۷) حیوانات اور کشتیوں کے محصولات
(۴۸) کسی مقامی رقبہ میں اشیا کی درآمد پر محصول۔
(۴۹) اشیا کی فروخت اور اشتہارات پر محصول۔
(۵۰) سامان تفریح مشتمل تفریحات و تماشہ جات و قمار بازی وغیرہ
(۵۱) سرکاری اسٹام کے نرخوں کی تعیین۔
(۵۲) اندرونی آبی گذرگاہوں پر مسافروں اور مال کے محصولات۔
(۵۳) محصولات چونگی۔
(۵۴) کوئی ایسا قانون پاس نہیں ہو سکیگا جس میں ہندوستان کی اغراض کے سوا کسی اور مطلب کے لئے ہندوستان یا صوبوں کی آمدنی پر بار ڈالنا مقصود ہو۔

مرکزی اور صوبائی مجلس وضع قوانین کے باہمی تعلقات

اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ فیڈرل اور صوبائی مجلس وضع قوانین کے اختیارات کی حد بندی کر دی گئی ہے۔ لیکن بعض امور ایسے ہیں جن کے متعلق فیڈرل اور صوبائی مجالس کو وضع قوانین کے یکساں اختیارات حاصل ہوں گے۔ ایسے قوانین میں تصادم کا اندیشہ ہے۔ اس لئے جدید آئین میں فیڈرل اور صوبائی مجالس کے حلقہ ہائے اقتدار و اختیار کی تصریح کر دی گئی ہے۔ تاکہ ہر دو حکومتوں میں تصادم کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے۔ اسی پر اکتفا نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ ایسے قوانین کے وضع کرنے سے پہلے جن کا اثر صوبوں پر پڑنے والا ہو۔ مرکزی حکومت کے لئے لازمی ہوگا۔ کہ وہ وضع قانون کا کام ہاتھ میں لینے سے پہلے متعلقہ صوبائی حکومتوں کے نمائندوں کو بلا کر ان کی رائے دریافت کرے۔

اگرچہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے اختیارات وضع قوانین کی حد وسعت سے کوئی چیز باہر نہیں رہی۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ہندوستانی اور دیگر ممالک عالم میں ایسے حالات رونما ہوں۔ جن کا ذکر اختیارات کی فہرستوں میں نہیں آیا۔ ایسی حالت میں گورنر جنرل کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ایک اعلان عام کے ذریعہ مرکزی اور صوبائی مجالس وضع قوانین کو مطلوبہ قانون کے وضع کرنے کا اختیار دے اور اگر اس کو شبہ ہو کہ کبھی مطلوبہ قانون موجودہ فہرست کی حد میں نہیں آتا تو اس کا فرض ہوگا۔ کہ وہ فیڈرل کورٹ سے مشورہ کرے۔ اگر ہندوستان کا امن و سکون شدید خطرہ میں پڑ جائے اور نازک صورت حالات پیدا ہو جائے تو مرکزی حکومت کا پاس کردہ قانون صوبوں کے پاس کردہ قوانین پر عارضی طور پر حاوی ہو جائے گا۔

بعض ایسے امور ہیں۔ جن کے متعلق مسودہ قانون پیش کرنے یا کسی مروجہ قانون میں ترمیم کرنے سے پہلے گورنر کی منظوری ضروری ہوگی۔ مثلاً اگر کسی ٹیکس میں اضافہ کرنا ہو۔ یا قرضہ لینے کے متعلق کوئی جدید ضابطہ اختیار کرنا ہو۔ وغیرہ۔ تو ضروری ہوگا۔ کہ گورنر سے پہلے منظوری حاصل کی جائے۔

مرکزی حکومت فیڈرل امور کے متعلق جو قوانین وضع کرے گی اور جن کا تعلق صوبوں سے ہوگا۔ صوبوں میں ان کے نفاذ و عمل کا اختیار مرکزی حکومت اور اس کے حکام کو حاصل ہوگا۔ گورنر جنرل صوبہ کے گورنر کی رضامندی سے مشروط یا غیر مشروط طور پر ان قوانین کے نفاذ و عمل کا اختیار صوبائی حکومت کو تفویض کر سکتا ہے۔

مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے انتظامی اختیارات

یہ ضروری ہوگا۔ کہ صوبہ کی انتظامی کل ایسے طریق پر چلائی جائے کہ مرکزی حکومت کے انتظامی اختیارات میں رکاوٹ یا خلل واقع نہ ہو۔ اور اس بارہ میں مرکزی حکومت صوبائی حکومت کو ہدایات دے سکتی ہے۔ مرکزی حکومت کو اس بات کا انتظامی اختیار بھی حاصل ہوگا۔ کہ وہ فوجی اہمیت رکھنے والے وسائل آمد و رفت کے متعلق صوبائی حکومت کے نام ہدایات جاری کرے اور اگر کوئی صوبائی حکومت ان ہدایات کی تکمیل کرنے سے قاصر رہے تو گورنر جنرل گورنر کے نام اس کی خاصی ذمہ داریوں کی بنا پر ہدایات کی تعمیل کے متعلق اصل یا ترمیم شدہ احکام صادر کر سکتا ہے۔ کسی ہنگامی حالت کی صورت میں گورنر جنرل کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ گورنر کو ایسے طریق سے مطلع کرے جس میں صوبہ متعلقہ کے اختیارات عمل میں لائے جا سکتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

گوئے تائید الٰہی بہر سعید خواہد بود — نکتہ فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

الصلح خیر

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ: سالانہ چھ روپے، ششماہی تین روپے۔ طلبا سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے۔ ممالک غیر سے: بندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر: میرزا مسعود بیگ (ایم۔ اے)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۴ — لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء — نمبر ۱۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

متقیوں کی بعض دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟

دعاؤں کی قبولیت کا فیض اُن لوگوں کو ملتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اب میں بتاؤنگا کہ متقی کون ہوتے ہیں مگر ابھی میں ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ جو متقی ہوتے ہیں۔ بظاہر اُن کی بعض دعائیں اُن کے حسب منشا پوری نہیں ہوتی ہیں۔ یہ کیوں ہوتا ہے؟ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ان لوگوں کی کوئی بھی دعا درحقیقت ضائع نہیں جاتی لیکن چونکہ انسان عالم الغیب نہیں ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اُس دعا کے نتائج اس کے حق میں کیا اثر پیدا کرنیوالے ہیں پس اللہ تعالیٰ کمال شفقت اور مہربانی سے اس دعا کو اپنے بندے کیلئے اس صورت میں منتقل کر دیتا ہے جو اس کیواسطے مفید اور نتیجہ خیز ہوتی ہے جیسے ایک نادان بچہ سانپ کو ایک نرم اور خوبصورت شے سمجھکر پکڑنے کی جرأت کرے یا آگ کو روشن دیکھکر اپنی ماں سے مانگ بیٹھے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ماں خواہ وہ کیسی ہی نادان سے نادان بھی کیوں نہ ہو کبھی پسند کریگی کہ اس کا بچہ سانپ کو پکڑے یا اپنی خواہش کے موافق آگ کا ایک روشن کوئلہ اس کے ہاتھ پر رکھدے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ یہ اس کی زندگی کو گزند پہنچائیگا۔ پس اللہ تعالیٰ جو علام الغیب اور عالم الکل ہے اور مہربان ماں سے بھی زیادہ رحیم کریم ہے اور ماں کے دل میں بھی یہ رافت اور محبت اسی نے ڈالی ہے۔ وہ کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ اگر اس کا عزیز بندہ اپنی کمزوری اور غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے کسی ایسی چیز کیلئے دعا کر بیٹھے جو اس کے حق میں مضرت بخش ہے تو وہ اس کو فی الفور منظور کرلے نہیں بلکہ وہ اس کو رد کر دیتا ہے اور اس کے بجائے اس سے بھی بہتر عطا کرتا ہے اور وہ یقیناً سمجھ لیتا ہے کہ یہ میری فلاں دعا کا اثر اور نتیجہ ہے۔ اپنی غلطی پر بھی اس کو اطلاع ملتی ہے۔ غرض یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ متقیوں کی بھی بعض دعا قبول نہیں ہوتی۔ نہیں ان کی تو ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ ہاں اگر وہ اپنی کمزوری اور نادانی کی وجہ سے کوئی ایسی دعا کر بیٹھیں جو ان کے لئے عمدہ نتائج پیدا کرنے والی نہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ اس دعا کے بدلہ میں ان کو وہ چیز عطا کرتا ہے جو ان کی شے مطلوبہ کا نعم البدل ہو۔

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء)

ترانہ احمدی

(از جناب عبدالصمد صاحب برق کرکوک عراق)

صلِّ علیٰ محمدؐ کیا شانِ احمدی ہے
دونوں جہاں میں جاری فیضانِ احمدی ہے

معمور نورِ حق سے ہر آنِ احمدی ہے
اس نور سے منور دامانِ احمدی ہے

نورِ محمدی کے آ دیکھ لے کرشمے
مثلِ اویس قرنی ہر جانِ احمدی ہے

مرزا غلام احمدؐ لاریب ہیں مجدد
جو حکم آپ کا ہے فرمانِ احمدی ہے

تثلیث کے چمن میں دیکھو خزاں ہے آئی
پھولا پھلا جہاں میں رضوانِ احمدی ہے

عیسیٰ کی زندگی کی نکلا کشاکشوں سے
مسلم پہ یہ سراسر احسانِ احمدی ہے

کیا ڈر مخالفت کا ان تیرہ باطنوں کی
اہل نظر کے دل میں پہچانِ احمدی ہے

مشرق سے تا بہ مغرب توحیدِ حق کی خاطر
سرگرم کارزرِ میدانِ احمدی ہے

شیدائے حق جہاں میں گر طالبِ سکوں ہے
جائے اماں یہ زیرِ دامانِ احمدی ہے

تکفیر مسلمیں سے نفرت ہے سخت ہمکو
پاک ان غلاظتوں سے دامانِ احمدی ہے

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا"

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ خانصاحب محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سیکرٹری انجمن)

امریکہ

(۱) مسٹر فریڈا دالٹ لکھتے ہیں کہ میں نے یہاں ایک کاپی قرآن کریم مطبوعہ انگلینڈ ترجمہ مولانا محمد علی صاحب دیکھی ۔ اسی وقت سے مجھے اس کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو رہا ہے ۔ میں نے یہاں سے خریدنے کی کوشش کی لیکن نہ مل سکی ۔ اس لئے معروض ہوں کہ دالپسی ڈاک مجھے اس کی قیمت سے اطلاع دی جائے ۔ اس ملک میں اسلام سے دلچسپی بہت بڑھ رہی ہے اور یہ صرف آپ کے قیمتی لٹریچر کی طفیل ہے ۔

(۲) مسٹر ایس ۔ اے لکھتے ہیں کہ آپ کا خط اور مفت لٹریچر کا پیکٹ آج ملا جس کے لئے مشکور ہوں ۔ اس لٹریچر کے ذریعہ سے میں بہت سے لوگوں کو انجمن کی مفید خدمات اسلامی کا یقین دلا چکا ہوں اور بہت سے لوگ ہیں جو دل سے ہمارے ساتھ ہیں صرف ظاہری شرم ان کو اظہار سے مانع ہے ۔ الحمدللہ دو معزز دوست عنقریب بیعت کرنے کو تیار ہیں مسلمانوں کو شامل جماعت کرنے اور عیسائیوں کو مسلمان بنانے کیلئے انگریزی دعوت عمل اور رسالہ اسلام بہت مفید ثابت ہوئے ہیں اور ان کی یہاں بہت مانگ ہے ۔ نیز عقائد جماعت احمدیہ کی ایک ایک کاپی ہر ایک ممبر جماعت کے پاس رہنی ضروری ہے ۔ اس لئے اس کی متعدد کاپیاں بھیجدیں ۔

سیرالیون (مغربی افریقہ)

مسٹر ایم ۔ ایم دین اور ایم آئی لکھتے ہیں ۔ کہ آپکا لٹریچر پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آپ کے خیالات بالکل صحیح ہیں ۔ اس لئے ہم ہر دو آج سے مجدد اعظم کی بیعت میں شامل ہوتے ہیں ، فارم بیعت پر کر کے ارسال خدمت ہیں ۔ مہربانی فرما کر ہماری بیعت قبول کر کے اطلاع دیں اور مزید لٹریچر برائے تقسیم بھیجدیں ، تاکہ ہم مسلمانوں اور عیسائیوں میں تقسیم کر دیں ۔ عنقریب ہم اپنا چندہ بھیجدینگے ۔

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ غیر ممالک میں کام کرنیوالے مبلغ کی مشکلات کا اندازہ لگانا مشکل ہے خصوصاً ممالک شرقیہ میں ۔ اگر ایک مبلغ دیانتداری سے کام کرنا چاہتا ہو تو اسے اپنی آمدنی کا کافی حصہ تبلیغ کے کام میں خرچ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئیے ۔ ورنہ اسے اس کام میں کوئی کامیابی نہ ہوگی ۔ گذشتہ بارہ سال سے میرا اپنا طرز عمل یہ رہا ہے کہ میں لاحاصل بحث مباحثات میں نہیں الجھتا ۔ ہر سال جزیرہ کے مختلف حصوں سے متعدد (بعض وقت ۶ سے ۹ تک) طلباء لیتا ہوں ۔ ان کو اپنے پاس سے خرچ دیتا ہوں ۔ وہ میرے ساتھ ہی میرے مکان پر رہتے ہیں ۔ میں ان کو انگریزی کی تعلیم دینے کے علاوہ انجمن کی انگریزی کتب بھی اپنے پاس سے دیتا ہوں ۔ ایک ایک کر کے تمام کتب کی تعلیم دیتا ہوں ۔ اس طرح دو تین سال تعلیم دیکر ان کو انکے وطن میں بھیجدیتا ہوں ۔ اس طرح سے وہ نوجوان اسلام اور سلسلہ کی تبلیغ ۔ جاوا ۔ سماٹرا بورنیو سیلیبز کے جزائر میں کرتے رہتے ہیں ۔ گذشتہ سال سے میں نے اپنا طرز تعلیم بدل دیا ہے اور اب صرف انگریزی کی تعلیم نہیں دیتا ۔ بلکہ اس کے ساتھ اردو فارسی کی تعلیم بھی دیتا ہوں اور اگر ضرورت ہو تو کچھ سنسکرت اور ہندی کی بھی ۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ ان جزائر میں سلسلہ کی مضبوطی کے لئے ضروری ہے کہ میرے پاس اُردو اور فارسی جاننے والے مبلغ ہوں ۔ کیونکہ سلسلہ کا تمام لٹریچر اردو ، فارسی اور عربی زبانوں میں ہے اور جو شخص سلسلہ کی تبلیغ کرنا چاہے اس کے لئے ان زبانوں کا جاننا ضروری ہے ۔ اب میرے چند شاگرد خدا کے فضل سے اردو فارسی عمدگی سے سمجھ لیتے ہیں ۔ اس لئے مجھے سلسلہ کی تمام کتب کے دو دو سٹ مکمل درکار ہیں ۔ اپنی جیب سے گذشتہ سالوں میں خرچ کرنے کے باعث مجھے سخت بدنی اور روحانی تکلیف بعض وقت پہنچتی رہی ہے اللہ تعالیٰ ہی کو اس کا علم ہے ۔

نائیجیریا (مغربی افریقہ)

مسٹر جبریل لکھتے ہیں کہ میں نے ابھی آپ کی جماعت کا لٹریچر مطالعہ کیا ہے جس نے آپ کے مذہب سے میری دلچسپی بڑھا دی ہے اس لئے میں اسلام کے اصولوں سے واقف ہونا چاہتا ہوں ۔ میں اپنے موجودہ مذہب عیسویت سے بیزار ہوں جس کا میں گذشتہ بیس سال سے پیرو ہوں کیونکہ اس کے اصولوں میں مداہنت اور منافقت پائی جاتی ہے ۔ اگر آپ مجھے اسلام کے متعلق اپنا لٹریچر بھیج سکیں اور اس کی قیمت سے اطلاع دیں تاکہ میں اسے ادا کر دوں تو مہربانی ہوگی ۔ میں اسلام کا پوری طرح مطالعہ کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر عبدالرؤف لکھتے ہیں کہ میں آپ کی جماعت کا بیحد مشکور ہوں میں پیدائشی عیسائی ہوں ۔ لیکن آپ کا لٹریچر پڑھ کر میں مسلمان ہوگیا ہوں اور بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوگیا ۔ تب سے میں غور سے اسلام کی کتب کا مطالعہ کرتا رہا ہوں ۔ میرے متعلقین تبدیل مذہب کے باعث مجھ سے نفرت کرتے تھے لیکن میں اپنے مذہب پر پکا ہوں ۔ رشتہ داروں نے مجھے ہر قسم کے لالچ دیئے ۔ لیکن میں نے یہی جواب دیا کہ میں اسلام پر ہی مرنا چاہتا ہوں ۔ امید ہے کہ آپ مجھے اپنا لٹریچر بھیجتے رہیں گے ۔ تاکہ میں اپنے دین پر پختہ رہوں اور ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رہوں ۔

کانگو بلجیم (وسطی افریقہ)

مسٹر مکالے لکھتے ہیں کہ آپ کی مرسلہ کتب پہنچ گئی ہیں جن کے لئے میں مشکور ہوں ۔ اس علاقہ میں فرانسیسی عام طور پر سمجھی جاتی ہے ۔ اگر اس زبان کی کوئی کتب موجود ہوں تو بھیجدیں ۔ میں عنقریب اپنا فوٹو معہ اپنے چندہ کے بھیجدونگا ۔ میں خدا کے فضل سے سوداگر ہوں اور اپنا کاروبار کرتا ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مذہب کے بارہ میں مدد دیں اور کچھ قرآنی دعائیں تلقین کریں ۔ تاکہ اللہ تعالےٰ میرے کاروبار میں بہت بہت برکت دے ۔ امید ہے اس بارہ میں آپ میری مدد کریں گے ۔

البانیا

مسٹر سنجاری لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے ایک خط لکھ چکا ہوں ۔ اب مجھے انگریزی و عربی کتب کا پارسل ملا ۔ جن کا میں نے بغور مطالعہ کیا اور بار بار کر رہا ہوں ۔ ان میں اسلام کی حقیقی روح بھری ہوئی ہے اور ان کے مطالعہ سے قلب کو تسکین ہوتی ہے ۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی جماعت ہمارے پیارے مذہب اسلام کے غلبہ کے لئے کتنا عظیم الشان کام کر رہی ہے اور آپ کے ذریعہ سے اسلام کی دنیا میں کتنی عزت بڑھ رہی ہے ۔ میں بھی آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں ۔ اس کے لئے مجھے مناسب ہدایات بھیجدیں ۔ تاکہ میں بھی اس نیک کام میں حصہ لے سکوں ۔ مہربانی فرما کر اخبارات باقاعدہ بھیجدیا کریں ۔ تاکہ مجھے جماعت کے کام سے واقفیت رہے ۔

ایران

مسٹر جی ۔ ایچ ۔ ای لکھتے ہیں کہ آپ کا خط پہنچا ۔ ہم آپ کو ایران کے جملہ حالات سے آگاہ ہونے کے لئے مناسب لٹریچر علیحدہ بھیج رہے ہیں ۔ اس سے آپ کو پتہ لگ جائے گا ۔ کہ موجودہ دور حکومت میں کس قدر عظیم الشان ترقیات کی بنیاد رکھی جا چکی ہے ۔

سیرالیون (مغربی افریقہ)

مسٹر عبدالعزیز لکھتے ہیں کہ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یاد فرمایا ۔ اور میرے ساتھ اظہار ہمدردی فرمایا ۔ میں اس علاقہ کو چھوڑ کر نہ جاتا ۔ لیکن خانگی حالات کچھ ایسے ہوگئے ۔ کہ مجھے مجبوراً اپنا وطن چھوڑنا پڑا ۔ اب واپسی پر معلوم ہوا کہ یہاں کے چند مسلمان ایک شخص کے ساتھ خط و کتابت کر رہے ہیں جو زنجبار کا رہنے والا ہے کہ یہاں آکر تبلیغ کا کام کرے لیکن ابھی تک اس کا کوئی عملی نتیجہ نظر نہیں آیا ۔ یہاں کے مسلمان ایک کانگرس منعقد کرنا چاہتے تھے اور جماعت کی طرف سے مجھے نمائندہ بنا کر بھیجا گیا جس پر میں نے تجویز کی کہ آئندہ عیدالفطر سب لوگ مل کر ایک جگہ ادا کریں چنانچہ اتحاد اسلام کی خاطر یہ تجویز بہت پسند کی گئی اور ہم سب مسلمانوں نے ایک ہی جگہ ایک امام کی اقتدا میں نماز عید ادا کی ۔ یہاں جانوروں کے ذبح کے متعلق ایک قانون جاری ہوا تھا ۔ جس پر ہم نے بیت المقدس سے فتوےٰ طلب کیا ۔ لیکن وہاں سے کوئی جواب نہ آیا ۔ الحمدللہ کہ برٹش مسلم سوسائٹی اس بارہ میں ہماری مدد کر رہی ہے ۔ آنریبل اے ۔ رحیم کے بارہ میں پھر کوئی خبر نہیں آئی ۔ افسوس ہے کہ یہاں کے مسلمان ترقی کی طرف قدم بڑھانے سے محض لاپروا ہیں ۔ یہ صرف آپ ہی کی جماعت کی برکت ہے کہ یورپ کی جنگ کے بعد آپ لوگوں کے ذریعہ سے اسلام کا اثر تمام دنیا کے روشن دماغ طبقہ میں پھیلنا شروع ہوا ۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارا ملک بھی آپ کے آئندہ پروگرام میں شامل ہوگا ۔ اور آپ کسی وقت ہمارے علاقوں میں بھی تبلیغ کا مرکز قائم کردیں گے ۔ آپکے خیالات پھیلنے کے لئے مغربی افریقہ میں وسیع میدان موجود ہے اور ایک مضبوط اسلامی مشن حیرت انگیز کامیابی حاصل کرسکتا ہے ۔ آپکے خیالات و عقائد کو مسلمان اور غیر مسلم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور میرا یقین ہے کہ ان علاقوں کے تمام کے تمام مسلمان آپ کی رہنمائی کو لبیک کہینگے اور کسی قسم کی امداد سے بھی دریغ نہیں کرینگے ۔ جو کچھ میری طاقت میں ہے کرتا رہتا ہوں ۔ لیکن مرکزی جماعت کا جو اثر ہوسکتا ہے وہ لوکل مسلمانوں کے ذریعہ سے ناممکن ہے ۔ یہاں کے تمام مسلمان بچوں کا ایک ابتدائی سکول کھولنا چاہتے ہیں جس میں عربی اور انگریزی کی تعلیم دی جائے ۔ لیکن ابھی تک یہ خیال تجویز تک محدود ہے ۔ مسلمانوں کی تعلیم اور ہدایت کیلئے ہم سب لوگوں کی نظریں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں ۔ پادریوں نے تعلیم کے ذریعہ بڑا رسوخ پیدا کر لیا ہے اور اس کام کیلئے گورنمنٹ سے بھی کافی امداد

عید اضحیٰ

پروابستگان سلسلہ احمدیہ کے فرائض

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ۵

عید اضحیٰ قریب آرہی ہے۔ یہ دن اس عظیم الشان واقعہ کی یاد تازہ کرنے کیلئے جبکہ دو برگزیدہ انسانوں نے خدا پرستی اور فرمان الٰہی کی تعمیل اور قربانی کی ایک ایسی درخشندہ مثال قائم کی جو رہتی دنیا تک اولاد آدم کے لئے شمع ہدایت بنی رہے گی۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو انسان کی دینی و دنیوی اور انفرادی و قومی ترقی کا راز صرف قربانی میں مضمر ہے۔ نہ صرف انسان بلکہ کائنات کی ہر ایک مخلوق پر یہی قانون حاوی ہے تا انسان کے اندر قربانی اور فرمان الٰہی کی تعمیل کی روح تازہ رہے۔ اسی لئے اسلام نے عید اضحیٰ کو ایک مقدس تیوہار قرار دیا ہے۔ تم اس روز شریعت کے حکم کے مطابق جانوروں کے گلوں پر چھری پھیرتے ہو لیکن یاد رکھو یہ عمل فرمان الٰہی کی تعمیل کا جذبہ اور قربانی کی روح پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر اصل مقصد کو فراموش کر دیا جائے تو تمہارا اللہ کے نام پر جانوروں کو ذبح کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ کتاب اللہ نے صاف الفاظ میں پکار کر کہہ دیا ہے۔ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم (ان کے گوشت اللہ کو نہیں پہنچتے اور نہ ان کا خون۔ لیکن اسے تمہاری طرف سے تقویٰ ہی پہنچتا ہے)۔

اگر احباب سلسلہ اپنی عید کو حقیقی عید بنانا چاہتے ہیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کے ذبح کئے ہوئے جانور خدا کے ہاں قبول ہوں۔ تو ضروری ہے کہ وہ اپنے جان و مال اور خواہشات و جذبات کو راہ خدا میں قربان کرنے کا کوئی عملی ثبوت دیں۔ یعنی وہ خدمت دین کا کوئی ایسا کام کریں جس میں ان کے مال خرچ ہوں۔ ان کی جان کو کچھ مشقت برداشت کرنی پڑے۔ اس راستے میں انہیں اپنے جذبات و خواہشات کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ مناسب ہوگا۔ اس کے متعلق ہم چند باتیں ذرا وضاحت سے عرض کر دیں۔

تحریک "ارشاد الٰہی"

احباب اس تحریک سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ اس وقت استحکام جماعت کا وسیع اور ضروری کام اور اچھے تولیتی تبلیغ اسلام کی مہم ہمارے سامنے ہے یہ دونوں کام بے حد اہم ہیں۔ انہی کو انجام دینے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک ماہ کی آمد کی اپیل کی تھی۔ اس کی ادائیگی کے لئے نہایت آسان شرائط رکھی ہیں۔ بہت سے احباب نے اس کار خیر میں عملی حصہ لیا ہے لیکن ابھی بہت سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس طرف تا حال توجہ نہیں کی۔ اس کام میں تاخیر مناسب نہیں۔ عید کی مبارک تقریب پر اس فرض سے سبکدوش ہو جانا ہی اچھا ہے۔ اس تحریک کے متعلق پیش نظر اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ضروری اعلان شائع ہو رہا ہے۔ تمام احباب اسے بغور ملاحظہ فرمالیں۔

مساجد فنڈ

اسلام نے مسجد کو فرزندان توحید کا مرکز قرار دیا ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو دیکھئے۔ یہ قوم مسجدوں ہی میں تیار ہوئی تھی۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ جہاں جہاں ہماری باقاعدہ جماعتیں ہیں۔ وہاں اپنی مساجد ضرور ہوں۔ تا کہ احباب ان میں پانچ وقت جمع ہو سکیں۔ بعض مقامات کی جماعتیں بہت مختصر اور غریب ہیں اور مساجد کی تعمیر کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتیں۔ اس لئے تجویز ہوئی ہے کہ عیدین پر اس کار خیر کے لئے چندہ فراہم کیا جائے۔ گذشتہ چند سال سے اس پر عمل بھی ہو رہا ہے۔ جماعت کے صاحب استطاعت افراد کو اس غرض کیلئے خاص عطیات دینے چاہئیں۔ جو احباب عید پر ایک سے زائد جانور ذبح کرتے ہیں۔ وہ صرف ایک پر ہی اکتفا کریں تو بہتر ہے۔ کیونکہ ہر خاندان کی طرف سے ایک جانور ہی کافی ہے۔ اس طرح جو رقم پس انداز ہو وہ مساجد فنڈ میں دی جائے۔ ہر ایک دوست کو بلا استثنا عید فنڈ کے علاوہ کم از کم ایک روپیہ مساجد فنڈ میں دینا

اخبارات سلسلہ کی توسیع اشاعت

اخبارات سلسلہ کی توسیع اشاعت کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کئی مرتبہ تاکید فرما چکے ہیں۔ اس ضروری کام کیلئے بھی جدوجہد کرنی چاہیئے۔ پیغام صلح احباب کی خصوصی توجہ کا مستحق و محتاج ہے۔ امسال انجمن نے اس کی ضخامت وغیرہ میں بھی اضافہ کر دیا ہے۔ اس طرح اخراجات ... روپیہ سالانہ بڑھ گئے ہیں۔ لیکن دوستوں کی طرف سے انجمن کے اس اقدام کی کوئی قابل ذکر عملی حوصلہ افزائی نہیں ہوئی۔

بچت فنڈ اور ایک آنہ مستقل فنڈ

بچت فنڈ اور ایک آنہ مستقل فنڈ کی مفید تجاویز بھی عرصہ سے جماعت کے سامنے ہیں۔ ان پر کم و بیش عمل بھی ہو رہا ہے۔ لیکن ابھی ان میں مزید سرگرمی اور باقاعدگی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ مستقل فنڈ کا چندہ تو اس قدر معمولی ہے کہ کسی غریب سے غریب شخص پر بھی بار نہیں ہو سکتا باقی رہا "بچت فنڈ" سو دین کو تقویت پہنچانے کے لئے ہفتہ میں ایک روز جمعرات کے دن اپنی غذا میں کچھ سادگی پیدا کر لینا ایک ایسی بات ہے جو کسی احمدی پر ذرہ بھر بھی گراں نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ اس میں ایک لذت اور خوشی محسوس کرتا ہے۔

جماعتی اتحاد

اس کے علاوہ جماعتی اتحاد کو مضبوط کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے (جماعتی اتحاد ہر حالت میں قومی ترقی و تحفظ کے لئے ضروری ہے لیکن موجودہ خطرناک حالات میں یہ ہماری حیات قومی کیلئے لازمی حیثیت رکھتا ہے) باہمی تعلقات کو استوار اور زیادہ مستحکم کرنا چاہیئے جس کی ایک صورت آپس میں رشتہ داریاں ہیں۔ مختلف مواقع پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اس بارہ میں بہت کچھ فرما چکے ہیں امید ہے احباب نے اسے فراموش نہ کیا ہوگا۔ طبائع و آراء کے اختلاف، غلط فہمیوں یا دوسری وجوہ سے دوستوں میں کبھی کبھی رنجشیں اور کشیدگیاں بھی پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ یہ ایک قدرتی بات ہے اس سے کسی زمانہ میں کوئی قوم بھی خالی نہیں رہی۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو۔ انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ عیدین اس کے لئے بہترین موقعہ ہے جبکہ چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہیں تو پھر یہ کس قدر قابل افسوس اور نقصان رساں بات ہے کہ ہم میں سے کوئی دو شخص بھی آپس میں کشیدہ رہیں اور ان کی رنجش مستقل صورت اختیار کر لیں۔

رومن رسم الخط کی تحریک

ہندوستان میں اردو و ہندی کا جھگڑا خاص اہمیت حاصل کر چکا ہے۔ ہندو مسلمانوں میں نزاع کی ایک بہت بڑی وجہ یہی مسئلہ ہے۔ ویسے اردو اور ہندی میں کچھ زیادہ فرق نہیں صرف رسم الخط کا اختلاف ہی اس جھگڑے کی اصل وجہ ہے۔ ہندی کا رسم الخط پیچیدہ ہونے کے علاوہ زیادہ جگہ اور زیادہ وقت چاہتا ہے۔ اردو کا رسم الخط اس عیب سے پاک ہے۔ اگر اس کے موجودہ چند معمولی نقائص کو دور کر دیا جائے۔ تو وہ زیادہ آسان اور مفید ہو سکتا ہے۔ ہندی رسم الخط میں اصلاح کی گنجائش بھی نسبتاً بہت کم ہے۔ لیکن ہندوؤں کی ضد اور تعصب ان حقائق کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اب ملک میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی ہے۔ جو اس مسئلہ کا واحد حل رومن رسم الخط کی ترویج کو سمجھتی ہے۔ گزشتہ دنوں پنڈت جواہر لال نہرو نے لندن میں اس تجویز کی پرزور حمایت کی تھی۔ خان بہادر سر ... خان نے بھی پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں ... تحریک پیش ...

کا ارادہ کیا ہے۔ کہ پنجاب کی سرکاری عدالتوں کی زبان ہندوستانی یعنی سلیس اردو ہو۔ اور رسم الخط رومن کر دیا جائے۔ رومن رسم الخط کے مخالفین کے دلائل بھی نہایت وزنی ہیں۔ وہ قومی رسم الخط کی بقا کو قومی کلچر اور مذہبی لٹریچر کے تحفظ کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں لیکن اس بحث سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی یہ تجویز بہت قبل از وقت اور موجودہ حالات میں تقریباً ناممکن العمل معلوم ہوتی ہے۔ کم از کم ہندوستانی مسلمانوں کیلئے رسم الخط کا انتقال موجودہ حالات میں سخت نقصان رساں ہوگا۔ ان کے مذہبی و قومی لٹریچر کا بہت بڑا حصہ عربی رسم الخط میں ہے۔ اس کو رومن رسم الخط میں منتقل کرنا وسیع ذرائع چاہتا ہے جس سے مسلمان محروم ہیں۔ اس بارہ میں ترکی کی مثال دینا صحیح نہیں وہاں یہ تحریک نصف صدی سے زائد عرصہ سے شروع تھی۔ اور حکومت ترکی نے عوام کو رومن رسم الخط سے مانوس کرنے کے لئے مستقل و منظم کوشش کی تھی۔ سردست ہندوستان میں ایسا ہونا بہت مشکل ہے۔

ایک مفید مسودۂ قانون

مروجہ قانون یہ ہے۔ کہ جو شخص وصیت کئے بغیر مر جائے اور اس کا کوئی جائز وارث موجود نہ ہو۔ اس کی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد پر حکومت قبضہ کر لیتی ہے۔ یہ عمل اسلامی شریعت اور اسلامی مفاد کے خلاف ہے۔ ایسے اشخاص کی جائیدادیں مسلمانوں کی ذمہ دار انجمنوں کو ملنی چاہئیں۔ تاکہ وہ ملت اسلامیہ کے کام آسکیں۔ یہ امر باعث اطمینان ہے۔ کہ مولوی سر محمد یعقوب عنقریب اسمبلی میں اس مطلب کا ایک مسودہ قانون پیش کرنے والے ہیں کہ بے وصیت اور لاوارث مسلمان کا ترکہ ملت اسلامیہ کی طرف منتقل ہو جایا کرے۔ مولوی صاحب موصوف نے اس بل کی تائید میں چند قوی قانونی نکات بھی پیش کئے ہیں۔ یہ کوشش یقیناً نہایت مبارک ہے اسلامی حلقوں کی طرف سے اس کی پر زور تائید ہونی چاہیئے۔ بہتر ہوگا۔ کہ اسمبلی میں پیش کرنے سے پیشتر اس مسودہ قانون کے متعلق چند ذمہ دار اور اہل الرائے اصحاب سے مشورہ کر لیا جائے۔ حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ اس مسودہ قانون کو منظور کرانے میں مسلمانوں کی پوری امداد کرے۔ اور کسی قسم کی رکاوٹیں نہ ڈالے۔

مسائل عید اضحیٰ

(۱) خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ موٹا تازہ اور تندرست ہونا چاہیئے۔ کوئی عیب ہو یعنی لولا۔ لنگڑا۔ کانا۔ کان یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہو خصی ہونے کا کوئی ہرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

بکرے کی عمر دو سال کی ہونی چاہیئے یا اس سے زیادہ۔ دو دندا جس کے دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں موزوں ہوا کرتا ہے بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہا کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) قربانی کا وقت ۱۰ ذی الحجہ یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد سے لیکر ۱۲ تاریخ ذی الحجہ عصر کے وقت تک ہے۔ ایک کنبہ کی طرف سے ایک بکرا یا بھیڑ کافی ہے۔

(۳) قربانی کے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں۔ جس سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

(۴) قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ دلوں کا تقویٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے یعنی اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے۔ جب تک یہ تقویٰ مدنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

(۵) عید کے دن نہانا، صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، نماز عید پڑھنا، خطبہ سننا مسنون ہے۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا سنت ہے لیکن عید اضحےٰ میں نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔

(۶) عید کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں۔ اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں سوا ان کے دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہئیں اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے۔ جس کے درمیان میں امام بیٹھتا نہیں خطبہ سننا نہایت ضروری چیز ہے۔ خطبہ کے درمیان میں لوگ ملنا جلنا اور بغلگیر ہونا شروع کر دیتے ہیں یہ جائز نہیں۔

(۷) نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا مسنون ہے۔ نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گذرنا اسلام کی شوکت کا موجب ہے۔

(۸) قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے۔ ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں۔ دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے۔ تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

(۹) عید کے دن باہم ملنا جلنا کھانا پینا، خوشی کرنا منشائے اسلام ہے۔ نماز پڑھ کر گھروں میں گھس کر بیٹھ رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے

(۱۰) ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۲ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیریں کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ ان کلمات کو تین مرتبہ

تحریک ارشاد

سالانہ جلسہ پر جو تحریک احباب جماعت سے کی گئی تھی یعنی ایک ماہ کی آمدنی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس کا انتظار آخر مارچ تک کیا جائیگا۔ مگر جو احباب جتنی دیر سے اس میں شامل ہونگے۔ اسی قدر ان کو اپنی قسط میں اضافہ کرنا ضروری ہوگا۔ کیونکہ آخر دسمبر ۳۶ء تک یہ سب رقم وصول ہو جانی چاہیئے۔ اس لئے جن احباب نے جنوری کی آمد سے اپنی اقساط وضع کرانی شروع کر دی ہیں۔ وہ بارہ اقساط میں اپنی آمدنی ادا کرینگے جو فروری کی مدنی سے شروع کریں گے وہ گیارہ اقساط میں اور جو مارچ کی آمدنی سے شروع کریں گے وہ دس اقساط میں اپنی ایک ماہ کی آمدنی ادا کریں گے۔

اپریل کے شروع میں ہی اس بات کا فیصلہ کر دیا جائیگا کہ اس رقم کو جس کا کل اندازہ ۳۱ مارچ تک معلوم ہو سکیگا۔ جماعت کی ترقی استحکام اور بہبودی کے کن کن کاموں پر خرچ کرنا چاہیئے۔ اس غرض کیلئے جنرل کونسل کا اجلاس ایام محرم میں اپریل کی ابتدائی تاریخوں میں بلایا جائیگا۔ لیکن چونکہ جو تجاویز اس وقت پیش ہوں گی۔ ان پر پہلے مجلس منتظمہ نے غور کرنا ہے اور یہ بھی اندازہ لگانا ہے کہ کسی تجویز کو عمل میں لانے کیلئے کس قدر روپیہ درکار ہوگا اس لئے احباب سے التماس ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت میں اس کے متعلق مشورہ کر کے دفتر میں اطلاع دیں کہ وہ کس قسم کی تجاویز جماعت کی ترقی اور استحکام کیلئے پسند کرتے ہیں ایسی تجاویز مرکز کی مضبوطی کے متعلق بھی ہو سکتی ہیں اور مختلف جماعتوں کی ترقی کے متعلق بھی۔ بہتر ہو کہ یکم مارچ اتوار کا دن اس مشورہ کیلئے مخصوص کر دیا جائے اور ۵ مارچ تک ایسی تجاویز دفتر میں پہنچ جائیں جو احباب اپنے طور پر کوئی تجویز بھیجنا چاہیں۔ وہ بھی ۵ مارچ تک بھیج دیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس امر کی طرف سب احباب کو پوری توجہ دینی چاہیئے جس قدر مختلف تجاویز انجمن کے سامنے آجائیں اسی قدر اچھا ہوگا۔ تاکہ بحث و تمحیص کے بعد بہترین تجاویز کو عمل میں لایا جا سکے۔

خاکسار محمد علی

اخلاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام

زہد و اتقا، خشیت اللہ، چند بصیرت افروز واقعات

(از جناب مرتضیٰ خانصاحب بی۔ اے مانگٹ دل)

(۲)

تصنع سے نفرت

ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ بعض اوقات مناظرہ میں ایسے موقع بھی آجاتے ہیں کہ مخالف کے سامنے وہ بات پیش کرنی پڑتی ہے جس کی صحت پر خود یقین نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ امر خلاف تقویٰ اور خلاف انصاف ہے کہ مخالف کو ایسی بات منوانے کی کوشش کی جائے جس پر خود یقین نہ ہو حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے کہ یہ جواب سنکر آپ کا ایمان حضرت کی صداقت پر اور بھی بڑھ گیا۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ وہی بات فرماتے ہیں جس پر آپ کو خود یقین کامل حاصل ہو اور جس کو آپ دل سے واقعی صحیح سمجھتے ہوں تصنع یا بناوٹ یا یہ کہ دل میں کچھ اور ہو اور زبان پر کچھ اور۔ یہ آپ کا طریق نہ تھا۔ فی الحقیقت آپ کے اس جواب سے آپ کی قلبی حالت۔ آپ کے تقویٰ۔ آپ کی انصاف پسندی۔ آپ کی صحت نیت اور آپ کے ظاہر و باطن کے یکساں ہونے کا نہایت یقینی اور بین ثبوت ملتا ہے۔ مناظروں میں لوگ ہر رطب و یابس خواہ وہ خود اس کو صحیح سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ خصم کے مقابلہ میں پیش کر دیتے ہیں اور وہ اس کو بڑا قابل فخر کارنامہ سمجھتے ہیں اور اس پر بڑا اتراتے ہیں کہ ہم نے اس طرح سے مخالف کو چپ کرا دیا لیکن حضرت میرزاؑ کا مقام ان باتوں سے بہت بلند تھا۔ آپ پسند نہیں فرماتے تھے کہ مخالف کے سامنے آپ وہ بات پیش کریں جس کی صحت پر آپ کو خود یقین نہ ہو۔ یہ خصوصیات ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہوتیں۔ یہ مقام انہی بزرگ اور پاک نفوس کا حصہ ہے جن کو خدا تعالےٰ سے تعلق تام ہوتا ہے اور جن کا دل تقویٰ اور خشیت اللہ سے معمور ہوتا ہے۔ صاحبان بصیرت خود سمجھ سکتے ہیں کہ جو شخص معمولی سے معمولی باتوں کے متعلق اس قدر عدل۔ احتیاط۔ تقویٰ۔ خشیت اللہ ملحوظ رکھتا ہے۔ وہ خدا سے بزرگ و برتر پر اتنا بڑا افترا کیونکر کر سکتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے الہام پاتا ہے اور دنیا کے لئے مصلح بن کر آیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

خشیت اللہ

ایک دفعہ مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص مقدمہ میں گرفتار ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ خدا اس کو اس میں فتح دے۔ آپ نے فرمایا۔ پہلے اس سے پوچھو کہ اس کا مقدمہ سچا ہے یا جھوٹا؟ ایسا نہ ہو کہ مقدمہ جھوٹا ہو اور میں دعا کر کے خدا وند تعالےٰ کے عتاب کا مورد بنوں اور انی اعظک ان تکون من الجاھلین سنوں۔ یہ امر حضور کے کمال تقویٰ اور خشیت اللہ پر دلالت کرتا ہے۔ اگر آپ نعوذ باللہ محض دکاندار ہی ہوتے اور آپ کا خدا سے تعلق نہ ہوتا تو کبھی ایسا خیال بھی آپ کے دل میں نہ گذرتا اور عام لوگوں کی طرح رواجی طور پر کہہ دیتے کہ ہاں دعا کریں گے۔ ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص دعا کے معاملہ میں اس قدر احتیاط سے کام لیتا ہے اور اس کو خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا اس قدر خیال ہے۔ وہ خدا پر جھوٹا دعوےٰ کرنے کی کیونکر جرأت کر سکتا ہے۔ اور ایک مفتری کو کیا غرض کہ وہ خدا کے غضب کا اس قدر خیال رکھے اور ایسی دعا کرنے میں احتیاط برتے جس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا احتمال ہو۔

ایک دفعہ آپ نے ایک شخص کو کسی چیز خریدنے کیلئے کچھ روپے دیئے۔ ایک روپیہ کچھ مشکوک تھا۔ آپ نے وہ الگ کر کے دیا۔ اور شخص مذکور سے بتاکید کہا کہ دیکھو یہ روپیہ کچھ مشکوک ہے۔ دکاندار سے صاف صاف کہدینا۔ وہ اس کو اچھی طرح دیکھ لے۔ ایسا نہ ہو کہ دھوکہ میں رہے۔ قابل غور امر ہے کہ جو شخص خرید و فروخت کے معمولی معاملات میں دوسرے کو دھوکا دینا نہیں چاہتا۔ وہ دین جیسے اہم معاملہ میں کیونکر دھوکہ دے سکتا ہے؟

ایک دفعہ از دواج سے حسن سلوک پر تقریر فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ (غالباً دعویٰ سے قبل) آپ اپنی بیوی سے کچھ درشت روئی سے پیش آئے۔ اس پر آپ دیر تک استغفار کرتے رہے۔ اللہ اکبر! کس قدر تقوےٰ اور خشیت اللہ آپ میں تھی۔ عوام کی حالت یہ ہے کہ دن رات گھر میں لڑائی اور دنگا ہے اور کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ یہ درحقیقت معصیت ہے اور خدا سے معافی مانگنی چاہیئے یہ خاصان خدا کا ہی طریق ہے کہ وہ معمولی سے معمولی باتوں پر خدا سے ڈر جاتے ہیں اور اپنی ادنےٰ سے ادنےٰ فروگذاشتوں پر خدا کے حضور عذر خواہی کرتے ہیں۔

ایک دفعہ جب آپ لاہور میں قیام فرما تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ فلاں بادشاہ کا مقبرہ دیکھنے کے لئے تشریف لے چلیئے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ وہاں جانے میں مجھے تامل ہے اور طبیعت میں انقباض ہے کیونکہ اس شخص کا تعلق خدا سے صحیح نہ تھا۔ اللہ۔ اللہ آپ کس قدر محتاط تھے اور کس طرح چھوٹی باتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی آپ کے مدنظر رہتی تھی۔

خاصان خدا کا طرز عمل

ایک دفعہ ایک سکھ والی ریاست نے آپ کے حالات سن کر آپ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور تشریف لانے کا پیغام بھیجا۔ آپ نے شکریہ کے ساتھ انکار فرما دیا۔ اگر کوئی دنیا دار شخص ہوتا تو ایک راجہ کی دعوت پر پھولے نہ سماتا۔ اور بصد ذوق و شوق ملاقات کے لئے جاتا اور اس پر بڑے فخر کا اظہار کرتا۔ لیکن حضرت مسیح زماں فی الحقیقت ایک ربانی انسان تھے۔ آپ کو دنیا سے اور دنیا کے حکمرانوں اور بادشاہوں سے کیا غرض تھی؟

ایک دفعہ مولانا عبدالکریم صاحبؓ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ کے دل میں بھی ریا آئے آپ مسکرائے اور فرمایا کہ کیا کبھی کسی کو خیال آیا ہے کہ وہ جنگل میں جا کر جانوروں کے سامنے لمبی لمبی نمازیں پڑھے اور ان پر ظاہر کرے کہ وہ بڑا با خدا پرہیزگار اور عبادت گذار ہے۔ یہی حال خاصان خدا کا ہے۔ ہم لوگ اپنے تقویٰ اور پرہیزگاری کا دکھاوا کریں۔ تو کس کے سامنے۔ عوام کالانعام کے سامنے؟ یہ جواب جس قدر پر معنی ہے اسی قدر آپ کے اس بلند مقام اتقا کا پتہ دیتا ہے۔ جس پر آپ فائز تھے۔ اور اس حقیقت کو صاحبان حال ہی سمجھ سکتے ہیں ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں۔

دعا میں سوز و گداز

جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپؐ کا رنگ خوبصورت گندمی تھا۔ لیکن آپ کی زندگی میں کئی ایسے مناظر دیکھنے میں آئے کہ جب کبھی کسی امر مہتمم کے لئے دعا فرماتے آپ کے چہرے کا رنگ بوجہ خشیت اللہ سفید ہو جاتا تھا۔ چنانچہ میرے والد بزرگوار مولانا محمد عبداللہ خان صاحب مرحوم نے مجھ سے ایک دفعہ فرمایا کہ جب آپ ایک مرتبہ قادیان میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ان دنوں میں راجہ جہانداد خان مرحوم گکھڑ کا قصہ چلتا تھا۔ اخبار چودھویں صدی نے راجہ صاحب مرحوم کی جانب سے رومی سفیر کے سلسلہ میں حضرت کے متعلق بہت کچھ نامناسب تحریر کیا تھا جس پر حضرت کو سخت رنج پہنچا۔ کیونکہ آپ نے جو کچھ سفیر مذکور سے ترکی کے عمال کے متعلق فرمایا تھا۔ محض نیک نیتی اور اصلاح کی غرض سے فرمایا تھا۔ نہ کہ کسی بغض یا عناد کی بنا پر۔ اور بالآخر جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔ حضرت والد مرحوم فرماتے تھے کہ ہم سب باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت اندر سے تشریف لائے۔ ہاتھ میں ایک مضمون تھا اور حضور کے چہرے کا رنگ بالکل سفید تھا۔ ہم فوراً سمجھ گئے کہ آپکا رنگ متغیر ہے آپ کسی خاص امر کے متعلق دعا کر کے تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ بیٹھتے ہی آپ نے اس واقعہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ میں نے جناب باری میں دعا کی ہے کہ وہ اس معاملہ میں انصاف فرمائے اور جو سچے کی پردہ دری ہو۔ پھر آپ نے وہ مضمون پڑھ کر سنایا۔ جو بعد میں شائع ہو گیا۔ جس پر راجہ صاحب مرحوم نے ایک رویا کی بنا پر حضرت سے بالحاح معافی مانگی۔

اس قسم کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ بارگاہ ایزدی میں جب آپ دعا فرماتے تھے تو کس قدر سوز و گداز، خوف . . . . . . اور خشیت اللہ آپ پر مستولی ہوتا تھا۔ اس قسم کی دعاؤں کا نمونہ یا تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ملتا ہے یا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ میں نظر آتا ہے۔ دعا بھی ایک بہت بڑا مجاہدہ ہے حقیقی طور پر دعا کرنا ایک بہت مشکل امر ہے۔ رسمی رنگ میں ہاتھ اٹھا کر منہ سے بڑبڑا دینا تو سب کو آتا ہے

تقویٰ اللہ

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں بیان کیا کہ فلاں شخص ایک امیر کے پاس گیا اور اس کو شراب نہ پینے کی نصیحت کی۔ اس پر وہ امیر آدمی بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ جو شراب نہیں پیتے وہ ان کے پاس جو شراب پیتے ہیں بھکاری بن کر آتے ہیں یا اسی قسم کے الفاظ کہے۔ حضرت نے سنکر فرمایا کہ کہنے والے نے تقویٰ اور اخلاص سے نہیں کہا ہوگا۔ ورنہ ایسا جواب نہ سنتا۔ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد مجھے بھی اسی امیر آدمی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ حضرتؑ کی یہ بات میرے دل میں تھی۔ میں نے اس کو بہت ڈانٹ اور سختی سے شراب پینے سے روکا جس پر بجائے اس کے کہ وہ کسی ناراضگی کا اظہار کرتا۔ ترش روئی سے پیش آتا۔ نہایت نادم ہوا اور اظہار تذلل کیا۔

اس واقعہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تمام نصائح تقویٰ پر مبنی تھیں اور آپ اس حقیقت کو خوب سمجھتے تھے کہ نصیحت وہی کارگر ہو سکتی ہے جو تقویٰ اور اخلاص سے کی جائے اس حقیقت کا علم صاحبان اتقا کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ دوسروں کو ہرگز نہیں ہو سکتا۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ بیریوں کے نیچے گرے ہوئے بیر لوگ بلا تامل اٹھا کر کھا لیتے ہیں۔ مالک کی اجازت کے بغیر گرے ہوئے بیر بھی نہیں اٹھانے چاہئیں۔ خواہ وہ [illegible] ہی ہوں۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اگر تقویٰ ملحوظ رکھوگے۔ بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق خدا دے گا۔

خانہ خدا کا احترام

ایک دفعہ صاحبزادوں میں سے کسی کو مسجد میں ہنستے دیکھا۔ فرمایا مسجد میں ہنسنا نہیں چاہیئے۔ یہ خانہ خدا ہے اس کا احترام کرنا چاہیئے۔ ایک طرف ہمارے مولوی صاحبان ہیں کہ مسجدوں میں مناظرے کرتے ہوئے سب و شتم تو ایک طرف ہاتھا پائی تک کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور کبھی ان کو خیال بھی نہیں آتا کہ یہ خانہ خدا کی بے عزتی ہے۔ لیکن شاید ان کے لئے سب کچھ جائز ہے۔ کیوں نہ ہو وارث انبیاء جو ہوئے۔

ایک دفعہ مدرسہ میں بچوں کو جواب مضمون لکھنے کیلئے دیا گیا۔ کہ علم اچھا ہے یا دولت۔ دو صاحبزادے اس پر ایک دوسرے سے گفتگو اور بحث کر رہے تھے آپ نے سنکر فرمایا۔ بیٹا توبہ کرو۔ نہ علم اچھا ہے نہ دولت اچھی ہے۔ خدا کا فضل اچھا ہے۔ ایسا کلمہ ایک مقدس اور حقیقی متقی انسان کے منہ سے ہی نکل سکتا ہے ولا غیر۔

مسیح موعود کیلئے دعا

ایک دفعہ آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے بعد ہم لوگ آپ کے حق میں کس طرح دعائیں کریں؟ آپ نے فرمایا۔ میرے حق میں یوں دعا کی چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ۔ یعنی اے خدا محمدؐ پر اور خلفائے محمدؐ پر درود اور رحمت بھیج۔ اگر آپ نعوذ باللہ مفتری ہوتے تو ایسی دعا کرنے کے لئے حکم نہ دیتے۔ آپ کو یقین کامل تھا کہ آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ پھر اس دعا میں آپ نے اپنے نفس کو مقدم نہیں رکھا۔ بلکہ اپنے مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو مقدم رکھکر آپ کے تمام خلفاء اور جانشینوں کے لئے دعا سکھائی انہی خلفاء اور جانشینوں میں اپنے آپ کو بھی رکھا۔ یہ آپ کا ایسی دعا سکھانا فی الحقیقت آپ کے اتقا کی اور آپ کے صادق ہونے کی ایک نہایت بین دلیل ہے۔

شرک اور ناجائز تعظیم سے نفرت

ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آتے ہی سربسجود ہو گیا۔ آپ نے فی الفور نہایت درشتی سے روکا۔ اس نے کہا کہ میں نے تو خدا کے حضور سجدہ کیا ہے اور اس کا شکر ادا کیا ہے کہ اس نے مجھے امام وقت کی زیارت سے سعادت اندوز فرمایا۔ فرمایا یہ بھی مجھے پسند نہیں کہ میرے سامنے ایسا سجدہ کیا جائے۔ اس سے اشتباہ واقع ہوتا ہے۔ اللہ اکبر! آپ کس قدر احتیاط فرماتے تھے اور خدا کی توحید اس کی جبروت اور کبریائی اور اس کے آداب کا آپ کو اس قدر پاس تھا۔ آپ کو یہ فکر دامنگیر ہوا کہ ایسا نہ ہو۔ دیکھنے والوں کو غلطی لگ جائے اور ناواقف لوگ آپ کو سجدہ ہی کرنے لگ جائیں۔

چکوال والے مولوی نور محمد صاحب نے ایک دفعہ مجھ سے بیان کیا کہ جب وہ بیعت کیلئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک شخص آپ کے سامنے بہت جھکا۔ آپ نے منع فرمایا۔ اور اس پر ایک تقریر کی۔ کہ میں تو شرک اور تعظیم غیر اللہ کو مٹانے اور دنیا میں خدائے واحد کی تعظیم اور اس کی حکومت کو قائم کرنے آیا ہوں مجھے ہرگز پسند نہیں کہ میرے سامنے اس قدر جھکا جائے اور جو تعظیم اور عزت خدائے پاک کیلئے مخصوص ہے اس طرح سے میری عزت اور تعظیم کی جائے ایک انسان خواہ وہ کتنا ہی عظیم المرتبت کیوں نہ ہو۔ آخر انسان ہے خدا نہیں ہے کہ اس قدر اس کے آگے جھکا جائے۔

مولوی نور محمد کہتے تھے کہ یہ تقریر سن کر میرا آپ کی صداقت پر اور بھی ایمان بڑھ گیا اور مجھے یقین کامل ہو گیا کہ آپ فی الواقع صادق اور سچے ملہم من اللہ ہیں۔ ورنہ ہم نے پیروں اور سجادہ نشینوں کو دیکھا ہے۔ وہ اپنے مریدوں سے کس قدر عزت و تعظیم کرواتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ بلکہ قبروں پر علانیہ سجدے کئے جاتے ہیں اور کوئی نہیں روکتا۔

کہ یہ شرک عظیم ہے جس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہو سکتا۔ مگر خدا کے اس عظیم الشان موحد انسان کو دیکھئے کہ سجدہ تو درکنار آپ یہ بھی جائز نہیں سمجھتے تھے کہ آپ کے سامنے جھکا جائے۔ یہ ہے خالص توحید اور یہ ہے سچی عزت خدائے واحد کی۔

مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد آپ کو الہام ہوا۔ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ آپ نے فرمایا کہ اس الہام سے یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کی زیادہ محبت اور اس کی یاد اس کی پرستش کا حکم رکھتی ہے۔ اصل محبت کے لائق ایک ذات خداوندی ہی ہے۔ یہ تھا آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے اور یہ تھی وہ باریک راہ تقویٰ کی جس پر آپ گامزن تھے۔ ایک دنیا کے بندے کو اول تو ایسا الہام ہی کب ہو گا۔ اور اگر بالفرض ہو بھی تو وہ اس نکتہ کو اور اس کی حقیقت کو سمجھ ہی کب سکیگا؟ ایسا الہام حضرت مرزا صاحب جیسے ہی باخدا انسانوں کو ہو سکتا ہے اور اس کی حقیقت کو بھی آپ ایسے بزرگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص نے پوسٹ کارڈوں پر آپ کی تصویر چھپوائی شاید تبرکاً ایسا کیا ہو۔ جب آپ کے علم میں آیا۔ آپ بہت برہم ہوئے اور فرمایا یہ قطعاً ناجائز ہے۔ ایسے لوگوں سے خدا ناراض، خدا کا رسول ناراض اور میں ناراض ہوں۔ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اس طرح سے میری تصویر کو تبرکاً استعمال کیا جائے۔ ان تمام کارڈوں کو فی الفور تلف کر دیا جائے۔ یہ تھی عزت آپ کے دل میں خدا کی توحید کی۔ ایک مفتری خدا اور اس کے رسول کے دشمن کو کیا ضرورت کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اس قدر پاس رکھے۔ مفتری نفس کا بندہ اور ہوا و ہوس کا غلام ہوتا ہے۔ وہ دنیا میں اپنی ہی بڑائی چاہتا ہے۔ اس کو یہ سعادت کہاں نصیب ہو سکتی ہے کہ وہ خداوند تعالیٰ کی توحید اور اس کی عظمت اور اس کے جلال اور اس کی حکومت کو دنیا میں قائم کرے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان اور قبولیت دعا

آپ کو اللہ تعالیٰ پر ایسا زبردست اور غیر متزلزل ایمان تھا۔ کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں لیکن آپ کے ایمان میں تزلزل واقع نہیں ہو سکتا تھا۔ بظاہر خواہ کتنی ہی ایک ناممکن بات ہو لیکن آپ اللہ تعالیٰ کی ذات سے کبھی مایوس نہیں ہوتے تھے۔ آپ ان ڈاکٹروں کو سخت ناپسند فرمایا کرتے تھے جو اپنے مریضوں کو لاعلاج بتا دیتے ہیں آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سب باتوں پر قادر ہے اور خواہ ظاہری اسباب مایوسی بخش ہوں لیکن اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاکٹر نے ایک بچے کو جو خطرناک بیماری میں مبتلا تھا۔ لاعلاج بتایا۔ بچے کے والدین کو سخت تشویش ہوئی۔ آپ کو معلوم ہوا۔ آپ نے ڈاکٹر کو بلایا اور سرزنش فرمائی کہ کیا خدائی اختیارات بھی آپ نے اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں کہ آپ اس کو لاعلاج بتاتے ہیں۔ کبھی کسی کو لاعلاج مت بتلائیے۔ خدا سب باتوں پر قادر ہے۔ آپ کا کام علاج کرنا ہے حقیقی شفا دینے والی وہ ذات علیٰ کل شئی قدیر ہے۔ والدین کو آپ نے تسلی دی اور فرمایا کہ ہم خدا کے حضور اس کے لئے دعا کریں گے۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اور بچہ کو خدا نے شفائے کامل عطا فرمائی۔ یہ تھا آپ کا کامل اور غیر متزلزل ایمان اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات پاک پر اور اس کے علیٰ کل شئی قدیر ہونے پر۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقویٰ کے کس بلند مقام پر آپ بفضلہ فائز تھے ایک افترا پرداز کو ایک دنیا کے کیڑے کو ایسا عظیم الشان ایمان، ایسا زبردست یقین خدا پر کہاں ہو سکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب

اسی طرح ایک شخص عبدالکریم جس کو دیوانے کتے نے کاٹا تھا اور جس کو کسولی والوں نے لاعلاج قرار دیا۔ اس کے لئے آپ نے دعا فرمائی۔ اور وہ شفا پا گیا۔ اسی طرح میر محمد اسحاق صاحب کو طاعون ہوئی آپ کی دعا سے چند گھنٹوں کے اندر اندر خدا نے شفا دیدی۔ اس قسم کے کئی واقعات ہیں جن کو ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ کسی آئندہ اشاعت میں بیان کریں گے۔ سردست محض ایک واقعہ درج ذیل کرتے ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دفعہ نواب محمد علی خانصاحب کے چھوٹے بیٹے عبدالرحیم خاں خطرناک بیمار ہو گئے۔ حکیموں اور ڈاکٹروں کے علاج ناکام ثابت ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا گیا۔ آپ نے ایک شب نہایت خشوع و خضوع اور دلی توجہ سے دعا فرمائی۔ اس پر آپ کو الہام ہوا کہ ہلاکت مقرر ہے اور تقدیر مبرم۔ جس سے آپ کو بہت حزن و ملال ہوا۔ آپ نے درگاہ باری میں عرض کیا کہ اگر یہ دعا کا موقعہ نہیں تو میں شفاعت کرتا ہوں۔ شفاعت کا تو موقعہ ہے۔ جس پر آپ کو الہام ہوا۔ من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ اس الہام کا ہونا تھا کہ آپ کا بدن خوف سے کانپ اٹھا اور آپ بہت ڈرے کہ آپ نے بغیر اذن کے کیوں شفاعت کی۔ آپ پر اس قدر ہیبت اور خشیت طاری ہوئی کہ قریب تھا کہ آپ جان سے گزر جائیں۔ آپ نے معافی مانگی۔ رحم خداوندی نے دستگیری فرمائی۔ اور الہام ہوا کہ انت المجاز۔ اس واقعہ سے بہت سے امور پر روشنی پڑتی ہے۔ لیکن ایک بین بات وہ خشیت اور خوف ہے جو من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ الہام ہونے پر آپ کو لاحق ہوا۔ جس قدر انسان کو خدا کا قرب اور معرفت حاصل ہو گی۔ اسی قدر اس میں خدا کا خوف بھی زیادہ ہو گا۔ ہر کہ عارف تر است ترساں تر۔ ایک دفعہ حضرت کو ایک منذر الہام ہوا۔ آپ بہت ڈرے آپ نے خود بھی دعا کی اور رات کے وقت ہی اپنے ایک مخلص مرید مولانا محمد احسن صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ مجھے ایک منذر الہام ہوا ہے میں بھی دعا کرتا ہوں آپ بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائے۔ اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں جن سے آپ کے اتقا اور خشیت اللہ کا بین اور نہایت کھلا کھلا ثبوت ملتا ہے۔ یہ خشیت اللہ اور یہ تقویٰ انسان میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کو خدا سے تعلق نہ ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ . . . .

. . . . خدا سے وہی ڈرتے ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ اپنی شناخت اور اپنی معرفت کا علم بخشتا ہے

جب ایک دفعہ قادیان میں طاعون نمودار ہوا۔ آپ نے اپنے تمام اہل و عیال اور مریدوں اور متعلقین کو نماز تہجد کی پابندی، استغفار اور دعا کے لئے تاکید فرمائی۔ ایک دفعہ گھر میں فرمایا کہ یہ خدا کے غضب کے دن ہیں، خدا کے آگے جھکے رہو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تمہارے گناہوں کو صاف کرے تو اپنے نوکروں، چاکروں کی خطاؤں سے درگزر کرو اور چشم پوشی اور عفو سے کام لو۔ خدا تم پر رحم کرے گا۔ ایسی نصیحت اسی قلب مطہر سے نکل سکتی ہے جو خود خدا کے خوف سے لبریز ہو۔

جب ۱۹۰۵ء میں سخت زلزلہ آیا۔ آپ خود بھی سجدہ میں گر گئے اور اہل خانہ کو بھی سجدہ میں گر کر دعا کرنے کی نصیحت فرمائی۔ جب صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کا انتقال ہوا۔ گھر میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ جو تم سے اپنے ایمان کی سلامتی چاہتا ہے۔ اس کو چاہیئے کہ وہ صبر سے کام لے اور خدا سے ڈرے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بے صبروں اور ناشکر گزاروں میں شمار کئے جائیں۔

آپ کو سب سے زیادہ دکھ دینے والی موت مولانا عبدالکریم صاحب کی تھی۔ لیکن جس صبر و استقلال کے ساتھ آپ نے یہ صدمہ برداشت کیا وہ آپ ایسے ہی باخدا اور اتقا شعار ان کا ہی کام تھا۔ ایسی اندوہناک موت پر جب بعض احباب رنج و غم ضبط نہ کر سکے۔

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

فریضۂ حج اور اس کی اہمیّت

(از قلم مولوی غلام نبی صاحب مسلم بی۔اے)

واذن فی النّاس بالحجّ یاتوک رجالاً وّعلی کلّ ضامر یاتین من کلّ فجّ عمیق لیشھدو منافع لھُم۔

ترجمہ :- اور لوگوں میں حج کے لئے ندا کردے۔ وہ تیری طرف آئینگے۔ پیدل اور ہر طرح کی دُبلی سواریوں پر (اور سخت تکالیف اٹھاکربھی) جو ہر دور کے راستے سے آتی ہونگی۔ تاکہ اپنا منافع دیکھ لیں۔

آج پھر مکّہ کی وادیاں لبیک کی صدا سے معمور ہیں۔ فاران کے پہاڑ نعرۂ تکبیر سے گونج رہے ہیں۔ حرم کعبہ کی چار دیواری تسبیح وتحلیل کی آواز سے لبریز ہے۔ غلامانِ محمد صلعم۔ عاشقانِ دین اسلام اقصائے عالم سے خویش واقارب۔ مال ومتاع۔ وطن وقوم سے بے نیاز ہوکر لوجہ اللہ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال کی مبارک آواز پر سر جھکائے بیت اللہ کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ مبارک ہے۔ وہ سرزمین جس کی تپش وریت میں سکون قلب جس کی مسموم فضا میں نسیم عطر بیز کا لطف حاصل اور جس کی پتھریلی اور نشیب وفراز گزرگاہوں کے آگے مخملیں اور ہموار روشیں مات ہیں۔

حج ارکان خمسۂ اسلام کا ایک رکن ہے تعلیم اسلام پر ایک گہری نظر اس حقیقت سے روشناس کردے گی۔ کہ اس کے احکام وسعت معانی اور مفاد خلق کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ ان کی بنیاد اجتماعیت پر ہے۔ ان کا اثر دور رس ہے۔ اور ان کی تہ میں امن عالم۔ مشکلات سیاسی ضروریات مدنی اور اجتماعی دقائق کا حل موجود ہے۔ اور دراصل اسلام کے پانچ بنیادی اصول ہی دنیا کو بہشت بنا دینے کے لئے کافی ہیں۔

حج کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ہوتی ہے آپ سے پہلے مکّۂ معظمہ کا نام بھی دنیا میں موجود نہ تھا۔ مگر اس موحدِ اعظم نے دنیا میں اولیں خانۂ خدا کی بنیاد یہاں رکھی اور لوگوں کو حج کا حکم دیا۔ مگر آپ کے زمانہ میں یہ بات عربوں تک ہی محدود رہی۔ عجمی لوگوں نے اس کی طرف بے اعتنائی برتی۔ ہادیٔ عالم کی بعثت نے اس حکم کی عمومیت فرماکر اپنے تمام نام لیواؤں کو بلا استثنےٰ حکم دے دیا۔ کہ بشرطِ استطاعت کم ازکم زندگی میں ایک بار مقررہ ایام میں مقامات مقدسہ تک پہنچیں اور مقررہ دساتیر کے مطابق مراسم عبادت ادا کریں۔

حج کے فوائد کی داستان نہایت طویل ہے۔ سب سے پہلی بات جو انسان یہاں پہنچ کر حاصل کرتا ہے وہ خدائے واحد پر ایمان اور اجتناب عن الشرک ہے۔ حرم کعبہ کو دیکھ کر اس کے بانی ابراہیم علیہ السلام کی یاد دلوں میں تازہ ہو جاتی ہے۔ کہ اس کی بنیاد ایک ایسے بزرگ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ جو کہ پکا موحد تھا۔ جس نے خداوندانِ باطلہ سے روگردانی کرکے ایک خدائے حیّ وقیوم سے تعلق قائم کیا جس نے کفر زار دنیا میں انی وجھت وجھی الخ (میں اپنا سرتسلیم اس خدائے پاک کے آگے خم کرتا ہوں جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا۔ اور میں مشرکین سے سخت بیزار ہوں) کا نعرہ بلند کیا جس نے ماسوا اللہ سے رشتہ توڑا۔ اور خالص اللہ ہی کا ہوگیا۔ اس کا خیال آتے ہی تمام اصنام باطلہ اوہام ضالہ خیالات فاسدہ کافور ہو جاتے ہیں۔ اور سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ الفت الہیٰ کے لئے۔ دماغ منور ہو جاتا ہے نور بصیرت سے۔ اور روح مسرور ہو جاتی ہے محبت خالق حقیقی سے، تمام مذاہب عالم انسانوں اور خدا کے درمیان وساطت کے قائل ہیں۔ ان کی رسوم مذہبی یا دری۔ برہمن اور فنع ودستور کی عدم موجودگی میں نہیں ہوسکتی۔ مگر حج پیغام دیتا ہے کہ ؎

کیوں خالق ومخلوق میں حائل رہیں پردے پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھادو

اسلام میں کوئی ضرورت نہیں رہ جاتی کسی درمیانی شخصیت کی۔ مسلمان کا خدا براہِ راست اپنے بندہ کی سنتا ہے۔ اور صاف کہتا ہے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ (ہم تو اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں اور جب بندہ ہمیں پکارتا ہے۔ تو اس کی دعا کو سنتے اور قبول کرتے ہیں) مکہ مکرمہ کی سرزمین میں ایک گنہگار ترین انسان بھی اس مالک بے نیاز کی درگاہ میں سربسجود ہوکر دعا کرتا ہے اور اپنی نیت کے مطابق کامیاب ہو جاتا ہے ؎

ایں درگۂ ما درگۂ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ!

حج اور مساوات نسلِ انسانی

اسلام مساواتِ کا حامل ہے۔ یہی ایک مذہب ہے۔ کہ جس نے نسلِ انسانی سے شاہ وگدا۔ صغیر وکبیر۔ اسود واحمر۔ شرقی وغربی اور عربی وعجمی کی تفاریق کو مٹاکر تمام انسانوں کو اخوت کی لڑی میں پرو کر ایک صف میں لا کھڑا کیا۔ اسی نے اسی دین فطرت کا اعلان کیا کہ یاایھا النّاس انا خلقناکم من ذکرٍ وانثیٰ وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفو۔ انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

ترجمہ :- اے دنیا کے راہ گم کردہ بھٹکنے والو! ہم نے تم سب کو بلا استثنےٰ احدے ایک ہی طریق پر مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہارے قبیلے اور خاندان تو صرف اس لئے بنائے۔ کہ تم ایک دوسرے کو پہچان میں غلطی نہ کھاؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک بزرگی کا انحصار تمہارے اعمال پر ہے۔ یہ اعلان تھا جس کو اسلام نے دو واضح طریق سے عملی جامہ پہنایا۔ ایک نماز کی شکل میں اور دوسرا حج کی شکل میں۔ نماز بھی مساوات کا ایک عملی سبق ہے۔ مگر حج اس سے بھی زیادہ شانِ مساوات اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ اور اسی موقعہ پر مساوات کے علمبردار اعظم اور ربانی حقیقی نے بآواز بلند ساکنانِ ارضی کو پیغام دیا۔ کہ "آج سے عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور گورے کو کالے پر کوئی بزرگی نہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنا تھا۔" اور آج بھی ہمیں حج میں وہی شان نظر آتی ہے۔ عرفات کا میدان ہے۔ وہاں شاہ وگدا میں کوئی تمیز نہیں۔ گورے اور کالے کا کوئی فرق نہیں۔ عرب اور عجمی میں کوئی اختلاف نہیں الحمد للہ نبی کریم کی بدولت آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس رحمت وبرکت کے نزول کی جگہ میدانِ عرفات میں خوبصورت اور سفید ترک۔ ایرانی اور یورپی۔ سیاہ وبدنما حبشی (اس سیاہی پر ہزار خوبصورتیاں قربان) باہم بغلگیر نظر آتے ہیں۔ عرب کا بادشاہ ابن سعود۔ امراء وزراء اور دولتمندان قوم غریب ومسکین ایک ہی رنگ میں باہم چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ چین کا ایک زرد رنگ کا مصر کے ایک سرخ رنگ کے مسلمان سے گلے مل رہا ہے۔ کامل مساوات کا نمونہ نماز سے بھی بدرجہا اعلیٰ شکل میں لباس میں پایا جاتا ہے۔ آج ہر حاجی بلا تمیز دو سادی چادروں میں ملبوس ہے۔ تمام کے سر اور پاؤں ننگے ہیں۔ کیا آج دنیا کی کوئی قوم اور مذہب مساوات کا یہ نظارہ پیش کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

اتحاد بین المسلمین

اسلام دنیا میں اس لئے آیا۔ کہ اپنے پیرؤں میں الفت ومحبت۔ لطف وکرم اور اتحاد واتفاق کی روح پھونک دے اور اسی ضمن میں فرمایا۔ کہ نفاق وافتراق آگ ہے جس کے کنارے پر تم کھڑے تھے۔ مگر اللہ پاک نے تمہیں بچا لیا۔ اور تمہارے دلوں میں محبت والفت ڈال دی۔ اور یہ وہ نعمت ہے۔ کہ اگر زمین وآسمان کے خزانے بھی اس پر خرچ کردئے جاتے تو حاصل نہ ہوتی۔ قرونِ اولےٰ کی سعید روحوں اور پاک دلوں نے اس دُرِّ بے بہا کو سینے میں رکھا۔ اور ہر طرف اتحاد واتفاق کی نہریں بہائیں۔ اور اس اطاعت اور پابندی حکم پر انہیں اشدا٘ء علی الکفار اور رحماء بینھم کا معزز ترین اور لازوال خلعت بارگاہ ایزدی سے مرحمت ہوا۔

وہ رحمتہ للعالمین۔ نبی کریم اور رؤف رحیم جس کی انتہائی خواہش اپنے متبعین کو صراط مستقیم۔ اور حبل اللہ کے اعتصام کی شکل میں دیکھنا تھی۔ اس نے اپنے آخری خطبہ میں درد انگیز اور نصیحت آمیز الوداعی الفاظ میں فرمایا۔ کہ "آج کے دن مسلمان کا مال۔ خون اور عزت اس دن۔ مقام اور ماہ کی طرح محترم ہے۔ اور خبردار میرے بعد کافر نہ ہو جانا۔ کہ اپنے ہی بھائیوں کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ۔" اور ساتھ ہی حکم دیا۔ کہ "یہ فرمان تمام غیر حاضر بھائیوں کو پہنچا دینا"۔ مگر مسلمان نے اس حکم کی قدر نہ کی۔ اور جو ذلت اٹھا رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ مگر حج آج تک پھر اسی اتحاد کا زبان حال سے درس دے رہا ہے مسلمان نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ ایک سے زیادہ "صراط مستقیم" مقرر کرلئے ہیں۔ کلمہ گو کلمہ گو کے خون کا پیاسا ہے۔ بھائی بھائی کی جان کا دشمن ہے۔

ایک خدا۔ ایک نبی ایک کتاب الہیٰ اور ضروریات دینیہ پر متفق ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو اسلام سے خارج کرنے کی سعیٔ لاحاصل کی جارہی ہے۔ لیکن تاہم حج اس کا بطلان کر رہا ہے وہاں جاکر دیکھو سنی۔ وہابی۔ شیعہ وغیرہ کی کوئی تفریق نہیں۔ تمام ایک ہی رنگ یار میں رنگین۔ اس کی رضامندی کے حصول میں کوشاں ہیں وہاں باوجود اختلاف کے کسی قسم کا مناظرہ نہیں۔ مجادلہ نہیں۔ جنگ نہیں اور گالی گلوچ نہیں۔ یہ ایک سبق ہے۔ کہ اگر وہاں عقائد کے اختلاف کے ہوتے ہوئے صلح اور آشتی ہے۔ محبت والفت ہے تو اور مقامات پر کیوں نہیں۔ اگر اس جگہ اتحاد ہے۔ تو پھر اپنے مقامات پر دشمنی کے کیا معنی؟

فاداانوا! غور کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر ممکن طریق سے تمہیں محبت کی دعوت دیتا ہے۔ کہ ایک ہو جاؤ۔ ذاتی بغض وعناد سے دلوں کو صاف کرلو۔ اختلاف رکھتے ہوئے بھی دشمنوں کی وسیسہ کاریوں اور چالوں سے باخبر رہو۔ اور ملت اسلامیہ اور اسلام کی حفاظت میں متحد العمل ہو جاؤ۔ ایک اور بات حج سے واضح ہوتی ہے۔ کہ ہر ایک گروہ دوسرے کو گمراہی پر خیال کرتا ہے۔ اور اگرچہ تمام فرقے کمال ایمانداری سے شعائر اسلام پر کاربند ہیں۔ مگر حج میں اس کا مظاہرہ بین طور پر ہوتا ہے۔ کہ تمام مسلمان بلا تفریق احدے ایک ہی طریق سے نہایت خلوص وجوش سے مراسم حج ادا کرتے ہیں۔ تمام وقت مقررہ پر اس بے نیاز کی درگاہ میں جھکتے ہیں۔ اور اضطرار وکرب سے اس سے دعائیں مانگتے ہیں۔ جس سے ان کی اسلام سے محبت، اور ان کے دلوں میں خدا کی عظمت کا اندازہ لگتا ہے جب یہ تمام باتیں وہاں ہوتی ہیں تو اس کے باوجود بھی تم ایک دوسرے کو کافر قرار دینے سے

نہیں رکھتے۔ خدا کا خوف نہیں کھاتے۔ اور عقل سے کام نہیں لیتے۔ کیا تم میں کوئی صاحب بصیرت نہیں ہے؟ یاد رکھو۔ کہ موجودہ تفریق اور فرقہ بندی مشرکوں کی صفت ہے۔ اور یہ خدائے پاک کا عذاب ہے۔ جو کہ باہمی نزاع کی شکل میں قوم پر مسلط ہے۔ جب تک اس لعنت و عذاب سے نجات کا طریق نہیں سوچو گے۔ ذلت و ادبار کے بادل قوم پر مسلط رہینگے اور اسلام اور قوم کے دشمن ظلم و ستم کی چکی میں پیستے رہیں گے

حج کی سیاسی اہمیت

اسلام میں سیاست اور مذہب ایک ہی چیز ہے۔ اور دونوں چیزیں اس طرح ملی ہوئی ہیں۔ کہ تمیز ناممکن ہے۔ اور لفظ اسلام حاوی ہے۔ مذہب اور سیاست ہر دو پر۔ اسلام کے تمام احکام میں سیاسی اور روحانی مفاد پوشیدہ ہے۔ نماز اور حج میں جس عظیم الشان تعلیم اتحاد و مساوات کا جذبہ کارفرما ہے۔ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پنجوقتہ نماز دنیا بھر کے مسلمانوں کی مختلف محلوں میں تنظیم پیدا کرتی ہے۔ اور اس پنجگانہ اجتماع میں ہر محلہ کی مقامی تکلیف اور ضروریات کا حل ہو سکتا ہے۔ جمعہ اجتماع ہے ایک شہر کے مسلمان کا ہفتہ میں ایک بار۔ جہاں وہ شہر کے متعلق پیش آمدہ امور کا انصرام کر سکتے ہیں۔ یہی بات کسی قدر اعلے پیمانہ پر عیدین سے مقصود ہے۔ اور سال میں ایک بار تمام ممالک عالم کے مسلمانوں کا مکہ مکرمہ میں اجتماع تمام بین الاقوامی مسائل کے حل کا ذریعہ ہے۔ حج کے موقعہ پر تمام دنیا کے مسلمان وہاں بلا جبر و اکراہ پہنچتے ہیں اور دنیا کا کوئی اسلامی شہر ایسا نہیں ہوتا۔ جہاں کے نمائندے وہاں نہ پہنچتے ہوں دنیا بھر کے مسلمان وہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے طرز عمل سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اور اپنے بھائیوں کی مودت محبت کے بے پناہ جذبات سینوں میں لے کر لوٹتے ہیں۔ دنیا کی بڑھتی ہوئی مشکلات نے اقوام عالم کو لیگ آف نیشنز کے قیام پر مجبور کر دیا۔ مگر اس کی بنیاد مادی اغراض پر ہے۔ ہر قوم کے پیش نظر ملکی اور قومی مفاد ہے۔ اور یہ ذریعہ مظلوم و کمزور اقوام کو کچلنے اور ان پر قبضہ جمائے رکھنے کا۔

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند
بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

مغربی اقوام کی بے بسی اور تلاش حقیقت آشکارا ہے۔ مگر علاج حکیم بشریت کے سوا کہیں بھی نہیں ہے۔ حج کی کیفیت بین الاقوامی مجلس کا اعلیٰ اور صحیح ترین نمونہ ہے۔ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے تمام اقوام کا مفاد ایک ہونا چاہیئے۔ اور وہ ہے عالمگیر امن و سلامتی مگر مذاہب کے اختلافات ملکوں کی تقسیم۔ قومیت کے مہلک فیل کے پیش نظر اس کا خیال ہی لغو اور بے معنی۔ مگر مکہ شریف میں جمع ہونے والوں کا نام ہی مسلم الضمانت ہے امن عالمگیر کی۔ یہ قوم دنیاوی قیود پہاڑوں اور دریاؤں کی لایعنی تقسیم سے بالاتر اور قومیت کے غلط تخیل سے بلند تر مسلم ہے۔ اس کا وطن اسلام کی سرزمین ہے۔ جہاں کی فضا انما المومنون اخوۃ کی روح پرور ہوا سے معطر ہے۔ جہاں ہر جہار طلبیہ کی نہریں بہتی ہیں۔ جہاں صلح و آشتی اور رحمت و راحت کا دور دورہ ہے۔ اس لئے ایسی بین الاقوامی لیگ ہی دنیا میں امن کی علمبردار ہو سکتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں لوگ تمام ذاتی خواہشات سے پاک ہو کر صرف رضائے الٰہی کی خاطر اکٹھے ہوتے ہیں اس لئے ان کے فیصلے قباحت اور فتنہ و فساد پر مبنی نہیں ہوتے۔ اور کسی ملک کے مسلمان کی خواہش نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنے بھائی پر ظلم

کرے۔ کیوں اسے تعلیم ہی یہی دی گئی ہے۔ نیز یہاں چیدہ چیدہ انسان ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں تمام علاقوں سے آتے ہیں۔ جو کہ ایک دوسرے کے خیالات اپنے اپنے علاقوں میں پھیلا کر اس برادری کو وسعت دیتے ہیں ان حقایق کے پیش نظر دنیا کی بین الاقوامی مشکلات کا حل پوشیدہ ہے حج میں۔

حج کا ایک ضروری سبق

مسلمان کے لئے حج میں ایک نہایت ضروری سبق من جملہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کرے۔ اور حج کی فرضیت میں جو مقاصد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھے۔ ان میں ایک یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب مسلمان یہاں آئیگا تو اسے ان مقامات کے دیکھنے کا موقع ملے گا۔ جہاں اس کے ہادی برحق صلعم اور اس کے جاں نثاروں نے شجر توحید اور دین اسلام کی اشاعت میں زہرہ گداز مظالم برداشت کئے۔ مکہ معظمہ پہنچتے ہی مسلمان کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں اس کے پیارے نبی صلعم نے ۱۳ سال تک کفار کے مظالم برداشت کئے آپ کی پشت مبارک پر نجاست رکھی گئی۔ آپ کے فرق مبارک پر خاک ڈالی گئی۔ آپؐ کے تلووں کو کانٹوں سے اذیت پہنچائی گئی۔ آپ پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ یہاں تک کہ آپؐ کو اپنا گھر بار ہمیشہ کے لئے چھوڑنا پڑا۔ مگر اس کے باوجود آپؐ نے کمال ثابت قدمی سے اعلائے کلمۃ الحق کیا اور یہی کہا۔ کہ "اگر سورج میرے دائیں اور چاند بائیں ہاتھ پر رکھ دیا جائے۔ تو بھی میں اشاعت حق سے نہ رکوں گا۔ اس کام کو یا میں پورا کروں گا۔ یا اس کام میں پورا ہو جاؤنگا"۔ اسی مقام پر فدائی نبی کریمؐ بلالؓ کے پاؤں میں رسی ڈال کر گھسیٹا گیا۔ عین دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا۔ دھکتے ہوئے انگاروں پر ڈالا گیا مگر اس پیکر صدق و صفا کے ہونٹوں سے سوائے "احد احد" کے اور کوئی آواز نہ نکلتی تھی۔ اس سرزمین میں عمار۔ یاسر۔ لبینہ ابو فکیہ وغیرہ پر بے پناہ ظلم روا رکھے گئے۔ مصعبؓ بن عمیر عثمانؓ بن عفان ابو بکرؓ وغیرہ یہیں نشانہ جور و اعدا ہم سبنے۔ اس زمین کا چپہ چپہ عبرت گاہ ہے چشم بینا کے لئے۔

آہ! یہ عبرت گاہ تھی۔ نہیں۔ نہیں ہے! چشم عبرت بیں کے لئے۔ کاش کہ مسلمان بھی وہاں سے جاکر ایک سبق حاصل کرتا اب ہی کرے۔ کہ میں اپنے پیارے آقا صلعم اور اس کے مخلص پیروؤں کی تقلید میں دین حق کی خاطر جان پر ہر قسم کے مصائب و آلام کو برداشت کروں گا۔ اور جب تک دنیا میں کفر کا نام تک باقی ہے۔ اسی کی بیخکنی کر کے شجر توحید لگانے میں ساعی رہونگا داستان درد طویل ہے۔ اور سننے والے کم۔ قصہ درد بحالت مجبوری سنایا ہے۔ آج مسلمان۔ ذلیل و مقہور۔ تغافل کیش اور بے حس مسلمان خراب خرگوش میں پڑا ہے۔ اس کے پاس جواہرات ہیں۔ مگر ان کی آب و تاب سے فائدہ نہیں اٹھاتا ہے۔ انمول موتی ہیں۔ مگر رولتا نہیں۔ ان روح پرور اصولوں کی موجودگی میں اس کی نگاہیں مغرب کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ کیا اسلام انتم الاعلون کے پیغام کا حامل نہیں؟ کیا یہ خلافت ارضی کی بشارات نہیں سناتا ہے؟ خدا کا یہ مجرب قانون آج بھی اپنے اندر وہی طاقت رکھتا ہے جس کی بدولت عرب کے منتشر احڈ بے سرو سامان گڈریے صدیوں کی ذلت و رسوائی سے آزاد ہو کر چشم زدن میں اقصائے عالم میں چھا گئے۔ اس میں اب بھی وہ تعلیم ہے جس کی ضرورت آج پھر دنیا کو آگے سے بڑھ کر ہے ست

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگئ داماں بھی ہے

مگر اس کے لئے ضرورت ہے عمل کی۔ جد و جہد کی۔ جانی و مالی قربانی کی۔

ہو صداقت کے لئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسمان مستعار
اپنی خاکستر سے اک تازہ جہاں پیدا کرے

اگر مسلمان کے دل میں تڑپ ہے آزادی کی۔ جذبہ ہے برتری کا اور آگ ہے مخالفانہ قوتوں کے جلانے کی۔ تو اٹھے تمام باتوں کو لات مار کے قرآن پاک کو پکڑے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا۔ کے سنہری اصول پر کاربند ہو کر خذ ما آتینکم بقوۃ پر عمل کرے اور بس۔ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر عنقریب ہی دیکھ لیگا کہ فضائے عالم نعرہ تکبیر کی صدا سے گونج رہی ہے۔ اور ہر طرف الدین کلہ للہ کا دور دورہ ہے ست

آج بھی ہو ابراہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب
"دی ٹیچنگز آف اسلام" کی مفت تقسیم

بہت سے دوستوں کی خواہش پر انجمن کی مجلس منتظمہ نے مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء کو بذریعہ ریزولیوشن ۴۶ یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "دی ٹیچنگز آف اسلام" کی ۵۰۰ کاپیاں خواندہ اور فہمیدہ طبقہ میں مفت تقسیم کی جائیں۔ بشرطیکہ ہمارے دوست اس مد میں چھ آنے (۶/) فی کاپی کے حساب سے رقم پیشگی جمع کروا دیں۔ کتاب کی اصل قیمت ایک روپیہ چھ آنے ہے۔

اس عرضداشت کے ذریعہ ہم اپنے دوستوں سے درخواست کریں گے۔ کہ وہ اس کار خیر میں شرکت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں جو دوست اس موقع سے فائدہ حاصل کرنا چاہیں۔ وہ جلد ہی اطلاع بخشیں۔ کہ کس قدر کاپیاں مفت اشاعت کی ان کے ذمہ ڈالی جائیں۔ قیمت فی کاپی چھ آنے کے حساب سے پیشگی داخل خزانہ ہونی لازمی ہے۔

آخر پر میں یہ عرض کروں گا۔ کہ اس کام کو صرف ہماری جماعت ہی کر سکتی ہے۔ دوسروں پر اس کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله

(ترجمہ) تم سب سے اچھی امت ہو جو لوگوں (کی بھلائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو۔ اور بڑے کاموں سے روکتے ہو۔

خاکسار آنریری جائنٹ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

تبلیغی مراسلات

مکتوب برلن

جرمن مسلم سوسائٹی کی کارگزاری

بعض اوقات ایک مسلمان کا عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضرین کے لئے وہ لطف پیدا نہیں کرتا جس قدر ایک غیر مسلم کے غیر جانبدارانہ لیکن محبت بھرے الفاظ اس اکمل ممتاز ترین انسان کے لئے پیدا کرتے ہیں۔ یہ الفاظ ایک بیتاب روح کا نشین ہوتے ہیں۔ کہ جو سچائی کو دیکھ کر بے اختیار تڑپ اٹھتی ہے۔ اور دنیا کو ایک ایسا پیغام امن وسکون سادہ الفاظ میں سنا جاتی ہے کہ جو بعض اوقات بڑے بڑے عالم و فاضل کی قدرت سے باہر ہوتا ہے۔

برلن مسجد میں حال ہی میں ایک لیکچر جناب کنلھمر فیلڈ کا "محمد صلعم اور ان کا مشن" پر ہوا۔ خاتون موصوف کہنے کو تو غیر مسلم ہیں۔ لیکن اس پیغامبر حقیقی اور خاتم النبیین کے لئے ایسا درد رکھتی ہیں کہ جو اکثر مسلمانوں میں کم ملتا ہے۔ خاتون موصوفہ تقریباً تیس سال کا عرصہ ترکی میں رہیں۔ اس عرصہ میں انہیں اسلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کارہائے نمایاں سے گہری دلچسپی رہی۔ انہوں نے اپنے لیکچر میں نہایت افسوس ظاہر کیا۔ کہ بدقسمتی سے اس زمانہ میں بھی جبکہ درس وتدریس کا سلسلہ اس قدر وسیع ہو چکا ہے۔ اور علم کی روشنی سے دنیا منور نظر آتی ہے۔ چند اشخاص جن میں خاص طور پر عیسائی پادری شامل ہیں۔ ایسے نظر آتے ہیں۔ کہ جو سورج پر خاک ڈالنا چاہتے ہیں اور محض چند طلائی یا نقرئی ٹھیکریوں کی خاطر انصاف اور ایمان کا خون کرتے ہوتے دنیا میں فساد و بربادی کا باعث ہوتے ہیں۔ اس عظیم الشان انسان کے نہ مٹنے والے پیغامات کو کہ جنہوں نے دنیا کی کایا پلٹ دی حقیر اور ناقابل عمل سمجھ کر منہ سے تو ٹھکرا دیتے ہیں۔ لیکن عملی زندگی میں خود انہیں اصولوں کے خواہاں ہیں۔ دنیا کے اس محسن کو یہ احسان فراموش کبھی دیوانہ اور کبھی مہلک بیماریوں کا شکار بتلاتے ہیں۔ لیکن افسوس ان عقل کے اندھوں پر کہ آج تک ایک بھی ایسی مثال نہ دکھلا سکے۔ کہ دیوانہ یا بیمار انسان عالم میں اس قدر پائیدار اور مفید تبدیلی پیدا کر سکا ہو۔ وہ انسان کہ جس پر دشمنوں کی سخت سے سخت ایذائیں تکالیف ذرہ بھر بھی اثر نہ کر سکیں۔ وہ انسان کہ جس کو خود اپنی قوم کی بغاوت وفساد اپنے مطمح نظر سے ایک انچ بھی علیحدہ نہ کر سکے۔ وہ انسان کہ جس کے عزم اور ارادوں کے سامنے بڑے سے بڑا پہاڑ بھی روک نہ ہو سکا ایسے شخص کے خلاف جہاد کرنا محض اپنی کم فہمی اور نادانی کی دلیل اگر نہیں تو اور کیا ہے؟

خاتون موصوف نے کامل ایک گھنٹہ تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو مسحور کئے رکھا۔ آپ کی زندگی کے اکثر پہلو حاضرین کے سامنے پیش کئے اور ثابت کیا۔ کہ ہم اس معزز رسولؐ کے کسی شعبۂ زندگی پر نظر دوڑائیں اس میں صرف ایک اور ایک ہی روح کام کرتی نظر آتی ہے اور وہ بنی نوع انسان کی بہبودی اور ترقی ہے۔

خاتون موصوفہ کی طرز تقریر سے صاف مترشح ہوتا تھا۔ کہ آپ جو بھی لفظ کہہ رہی ہیں محض سچائی اور دلی جذبہ کے ماتحت کہہ رہی ہیں۔ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ اور در اصل جلسہ گاہ بزبان حال پکار پکار کر کہہ رہی تھی۔

بلغ العلےٰ بکمالہٖ   کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ   صلو علیہ و آلہٖ

مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء جرمن مسلم سوسائٹی کی طرف سے مسجد کے ملحقہ مقام میں شام آٹھ بجے "چائے کی شام" ہوئی۔ ایسے جلسوں کا مقصد مسلمانان برلن اور اسلام سے دلچسپی اور ہمدردی رکھنے والے غیر مسلم اصحاب کا ملنا اور ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کرنا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف اسلامی نقاط پا در مشرقی ممالک کے متعلق بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس موقعہ پر ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد نے ایک مختصر سا واقعہ کہ جس میں عربی دلاوری اور مہمان نوازی کا ذکر تھا سنایا جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ اور یہ جلسہ قریباً بارہ بجے رات بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

آج تک جرمن مسلم سوسائٹی برلن کا رویہ یہی رہا کہ مخالفین کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ اپنا پورا وقت اشاعت اسلام پر صرف کیا اور سب اوچھے ہتھیاروں کے جواب میں ؎

جواب جاہلاں باشد خموشی

پر عمل پیرا ہو کر اپنا قیمتی وقت اس مقصد اعلیٰ پر لگایا لیکن اس خدشے کو محسوس کرتے ہوئے کہ سوسائٹی کی کامل خاموشی سے ممکن ہے کہ بعض اشخاص کے دلوں میں شکوک پیدا ہوں اسلئے ادارہ جرمن مسلم سوسائٹی کا ایک اجلاس ہوا جس میں چند معزز حضرات اور بھی مدعو تھے۔

سب سے پیشتر حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی اور جماعت احمدیہ کے عقائد اور کارگزاری پر بحث ہوئی۔ اس بحث میں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب اور خاکسار نے ان ہر تین امور پر روشنی ڈالی بالآخر متفقہ طور پر قرار پایا کہ

اوّل۔ احمدی مسلمان ہیں۔

دوئم۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہی مسلمانان عالم میں ایک ایسی جماعت ہے۔ کہ جس کو اللہ تعالےٰ نے توفیق دی کہ برلن پایہ تخت جرمنی میں خدا کے گھر کی تعمیر کر کے اس کا نام دنیا میں بلند کرے۔

سوئم۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کبھی بھی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو ظلی نبی کہا یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا خادم اور اس کا ثبوت خود انہوں نے عملی رنگ میں دیا۔

چہارم۔ مسجد برلن وقف ہے۔ اور صحیح بخاری [illegible] کی رو سے بنانے والے کو متولیت کا کامل حق ہے۔

اور بالآخر یہ فیصلہ ہوا۔ کہ مسجد کی جانب سے آج تک مخالفت کی پہل نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے برعکس دوسری جماعت نے [illegible] شرارت کی بنیاد ڈالی جب تک اس شرارت کا تدارک جرمنی اور دوسرے ممالک میں نہ کیا جائے اس وقت تک اتفاق اور یکجہتی ناممکن ہے۔

خاکسار:۔ عزیز الرحمٰن
برلن۔ مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۶ء

آہ! ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب

ابھی وابستگان سلسلہ احمدیہ کی آنکھیں حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات کے غم میں اشکبار تھیں کہ ایک اور بزرگ کی جدائی کا صدمہ اٹھانا پڑا یعنی ۲۷ فروری کو ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

معلوم ہوا کہ آپ علی الصبح منہ اندھیرے چنگے بھلے اٹھے چھ بجے کے قریب طبیعت ذرا خراب ہو گئی اور فوراً انتقال ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول اور جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب کے ماموں تھے۔ اور نہایت ہی دیندار بزرگ تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پرانے رکن تھے۔ خدمت دین کا غیر معمولی جذبہ رکھتے تھے۔ اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ہر کوئی آپ کی بلند اخلاقی، نیک نفسی اور شرافت کا مداح ہے۔ طبیعت میں بے حد نرمی تھی۔ ہر شخص سے حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔

چار بجے شام کے بعد جنازہ اٹھا۔ شدید بارش اور ژالہ باری کے باوجود سینکڑوں افراد جنازہ کے ہمراہ تھے احباب جماعت کے علاوہ مختلف حلقوں کے غیر از جماعت بھی شامل تھے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ہم ڈاکٹر صاحب مرحوم کی موت کو ایک بہت بڑا قومی نقصان سمجھتے ہیں۔ اس صدمہ میں ہمیں آپ کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

لاہور میں شدید ژالہ باری!

لاہور ۲۷ فروری۔ کل سے مطلع ابر آلود ہے۔ کل رات خوب بارش ہوئی۔ آج دوپہر کے وقت پھر ایک دم بادل گھر کر آگئے ۴ بجے کے قریب ترشح شروع ہوئی۔ اور ساتھ ہی ژالہ باری شروع ہو گئی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ لاہور میں گزشتہ چالیس برس سے اس قسم کی خوفناک ژالہ باری کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اولے جسامت میں اخروٹ کے برابر تھے۔

بقیہ صفحہ ۶

بے اختیار ان کی چیخیں نکل گئیں۔ آپ نے نہایت تحمل سے ان کو صبر شکیب کی اور راضی برضا رہنے کی نصیحت فرمائی۔ اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ایک نہایت محکم اور صحیح تعلق رکھتے تھے اور اس کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرنا آپ کا شیوہ تھا ایسے ہی صبر آزما صدمات اور مصائب میں انسان کے اصل اخلاق اور اس کی اندرونی حالت کا پتہ لگتا ہے

جب آپ آخری دفعہ لاہور میں بیمار ہوئے اور آپ نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کو دوائی تجویز کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ دوا تو آسمان پر ہے"۔ اس سے آپ کے کامل الایمان ہونے کا ثبوت ملتا ہے کہ شافی مطلق آپ خدا کی ذات ہی کو سمجھتے تھے۔ کسی دنیوی علاج معالجہ پر آپ کو یکسر بھروسہ نہ تھا۔

جماعت کیلئے بلند مقام

ایک دفعہ جب آپ لاہور میں قیام فرما تھے۔ آپ نے اپنے دوستوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو ایک دنیا ہم کو برا کہتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا کا کہنا سچ ہی ہو جائے اور ہم فی الحقیقت برے ہو جائیں۔ اس لئے نیکی تقویٰ، پارسائی میں بڑھ بڑھ کر قدم مارو۔ اور اپنے اعمال سے ثابت کرو کہ فی الواقعہ تم نیک ہو

ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین صاحب نے میرے چچا خیرالدین صاحب کو فرمایا کہ تم نے سنا۔ کل حضرت مرزا نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا فرمائیے انہوں نے کیا فرمایا ہے۔ فرمایا۔ حضرت مرزا فرماتے ہیں۔ تم لوگ ابھی اس مقام پر نہیں پہنچے جس پر میں تم کو پہنچانا چاہتا ہوں۔ فی الحقیقت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو تقویٰ اور طہارت کے بلند مقام پر دیکھنا چاہتے تھے۔

غض بصر اور پاکیزگی

قل للمومنین۔ ان یغضوا من ابصارھم کی عملی تفسیر اگر کسی نے دیکھنی ہو تو خود حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ غض بصر جو تقویٰ کی اصل علامت ہے۔ آپ میں اس قدر تھا کہ بعض ناواقف لوگوں کو یہ گمان ہو جاتا تھا کہ گویا آپ دیکھ ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بعض مستورات کسی جگہ بیٹھی تھیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ دیکھو سامنے مرزا جا رہے ہیں یعنی پردہ کرنا چاہیئے۔ دوسری عورتوں نے کہا کہ کچھ ہرج نہیں۔ اس کو تو نظر ہی نہیں آتا۔ اصل یہ ہے کہ آپ آنکھیں ہمیشہ نیچے رکھا کرتے تھے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنا آپ کا شعار نہ تھا۔

تقویٰ خدا کے فضل سے بچپن سے ہی آپ کی طبیعت میں تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آپ مادر زاد ولی تھے اور فطرت مبارک میں ودیعت وہ تمام اوصاف حسنہ اور اخلاق فاضلہ ودیعت کئے گئے تھے۔ جن کے حصول کے لئے سالک اس قدر ریاضتیں اور مجاہدات کرتے ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ بغیر دلیل کے نہیں۔ جب آپ نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ کے استاد جو مولوی مبارک علی صاحب مرحوم سیالکوٹی کے والد تھے ابھی زندہ ہی تھے۔ جب انہوں نے سنا۔ آپ فوراً بول اٹھے۔ غلام احمد جھوٹا دعویٰ کرنے والا شخص نہیں۔ وہ اپنے دعویٰ میں ضرور سچا ہے۔ میں تو جب وہ مجھ سے پڑھا کرتا تھا۔ اس کو دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا تھا۔ کہ یہ لڑکا ۔۔۔ انسان کا بچہ ہے یا کوئی فرشتہ؟

ایسا ہونا ضروری تھا۔ آپ کا وجود لفضلہ ایک آیت اللہ کا حکم رکھتا تھا۔ آپ دنیا میں پاک نفس لے کر آئے۔ اور ایک دنیا

کو پاک کرکے سدھارے اور پاکیزگی کے ایسے ایسے نمونے چھوڑ گئے کہ قرنوں تک دنیا ان سے مستفیض ہوگی۔ مبارک ہے وہ قوم جس نے آپ کے فیوض سے حصہ لیا اور کس قدر قابل رحم ہیں وہ لوگ جو اب تک ایسے پاک نفس کے انوار و برکات سے محروم ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور وہ اس نور کو دیکھ سکیں۔ جو عین وقت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا

(باقی آئندہ)

عید اضحیٰ

قربانی کی کھالیں

امسال عید الاضحیٰ ۵ مارچ کو ہوگی۔ اس موقعہ پر احباب کو چاہیئے۔ کہ قربانی کی کھالوں کو جمع کرنے کا انتظام کریں۔ اور تمام کھالیں اپنی اپنی جگہ فروخت کرکے رقم اشاعت اسلام کے لئے ارسال کریں۔ احباب کو عید کے موقع پر تمام مسلمانوں سے قربانی کی کھالوں کے وصول کرنے کے لئے جد وجہد کرنی ضروری ہے نیز حسب دستور سابق ہر ایک دوست کم از کم ایک روپیہ عید فنڈ میں دے۔

مساجد فنڈ

مسجد کا بنوانا ویسے بھی بڑے ثواب کا کام ہے اور ہماری جماعت کی تقویت اور استحکام کے لئے یہ اس وقت سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اسی لئے

(۱) جماعتیں مضبوط انتظام کریں کہ ہر ایک دوست سے اس فنڈ میں کم سے کم ایک روپیہ ضرور وصول کیا جائے

(۲) متوسط الحال لوگ کم سے کم پانچ روپے چندہ اس میں ضرور دیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت دیا ہے۔ وہ معقول رقموں سے امداد فرماویں۔

تمام رقوم جمع شدہ فوراً محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کی جائیں۔ نیز مقامی حضرات کھالیں حاصل کر کے احمدیہ بلڈنگس میں پہنچانے کی کوشش فرماویں۔ یا اطلاع دیویں تاکہ وصول کرنے کا انتظام کیا جائے۔ دیگر غیر از احباب سے بھی کھالیں حاصل کرنے کی کوشش کی جائے والسلام۔

اقتباسات

صدر مجلس احرار سب سے پہلے ارائیں ہیں

مسلمانوں کی بدنصیبی نے انہیں جہاں مذہبی فرقہ بندی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ وہاں برادریوں کا فتنہ بھی ان کی تمام سرگرمیوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے چنانچہ انتخابات کے موقع پر یہ فتنہ اکثر بہت بری طرح اپنا سر اٹھاتا ہے۔ اور ہر برادری کے لوگ امیدواروں کی ذاتی قابلیت و دیانت کو فراموش کرکے اپنی اپنی برادری کے امیدواروں کو ووٹ دیتے ہیں۔ اور اخوتِ اسلامی ان کی ان عصبیت و شعوبیت پر جو درحقیقت جاہلیت کا بقیہ ہے سر پیٹتی اور ماتم کرتی ہے۔

عوام سے ہمیں شکایت نہیں۔ اس لئے کہ ملتِ بیضا کی مصلحتیں اور ضرورتیں ان کے پیش نظر نہیں ہیں۔ اور ان کے نقطۂ نگاہ کو درست کرنے کے لئے ابھی تعلیم یافتہ طبقات اور زعمار قوم کو خدا جانے کتنی مدت تک۔ انہیں صحیح اسلامی تعلیم دینی پڑیگی لیکن جب مسلمانوں کا کوئی سیاسی کارکن جو رہنمائی اور مولویت کا مدعی بھی ہو۔ برادری پرستی اور اقربا نوازی کی لعنت میں گرفتار ہو جائے۔ تو اہلِ دل مسلمانوں کے مستقبل سے بالکل مایوس ہو جاتے ہیں۔

پچھلے دنوں ضلع جالندھر کے حلقہ مہت پور میں ڈسٹرکٹ بورڈ کی ایک نشست کا انتخاب ہوا جس کے لئے ایک ارائیں اور ایک پٹھان امیدوار تھے۔ اس سے پیشتر اس حلقے کے ووٹر علی العموم لائق آدمی کے حق میں ووٹ دیا کرتے تھے۔ اور برادری کے خیال کو بہت زیادہ ملحوظ نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ اس علاقے میں ارائیوں کی اکثریت ہونے کے باوجود اس سے پیشتر ایک پٹھان ممبر منتخب ہوا تھا۔ لیکن اس دفعہ وہاں ارائیوں کی ایک کانفرنس منعقد کی گئی جس میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لودھیانوی صدر مجلس احرار اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب نکودری (ایک احراری کارکن) ارائیں ہونے کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ اور انہوں نے پرزور تقریر کرکے ارائیں اور پٹھان کا سوال نہایت شدت کے ساتھ پیدا کر دیا۔ اگر ان کا منظور نظر امیدوار احرار کے نقطۂ نگاہ سے "حریت پسند" اور مدمقابل "رجعت پسند" ہوتا جب بھی یہ سمجھ لیا جاتا کہ ان دونوں احراری مولویوں نے سیاسی زاویۂ نظر سے "حریت پسند" امیدوار کو ترجیح دینا ضروری خیال کیا ہوگا۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ دونوں امیدوار ایک دوسرے سے بڑھ کر سرکار کے وفادار اور پورے پورے تعاونی ہیں۔ اس لئے یہ امر واضح ہے۔ کہ ان "ارائیں احراری مولویوں" نے اپنے منظور نظر امیدوار کی حمایت محض اس کے ارائیں ہونے کی وجہ سے کی۔

اس پر "انقلاب" اور "احسان" نے اصولی اعتراض کیا اور بتایا کہ مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار کو اس انتخابی مہم میں شریک ہو کر برادری کے فتنے کو تیز نہ کرنا چاہیئے تھا۔ مولانا حبیب الرحمٰن اور ان کے "ہز ماسٹرز وائس" یعنی "مجاہد" نے آئیں بائیں شائیں کرنا شروع کر دیا۔ مولوی صاحب نے تو یہ فرمایا۔ کہ میں اول و آخر مسلمان ہوں اور مسلمانوں کو ہمیشہ برادریوں کی بندشوں سے آزاد ہونے کی تلقین کیا کرتا ہوں۔ اور "مجاہد" نے یہ لکھا۔ کہ علاقہ مہت پور میں ارائیوں کی اتنی کثرت ہے۔ کہ اگر وہاں احرار یا مسلمانوں کے نام سے بھی کوئی کانفرنس منعقد کی جاتی۔ تو اس میں ارائیوں ہی کی غالب اکثریت شامل ہوتی لیکن صدر احرار اور "مجاہد" کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ کہ اس سے پیشتر وہی ارائیں برادری کے خیال سے الگ ہو کر دوسری برادری کے امیدوار کو ووٹ دیتے رہے۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کو یہ امر اپنی ارائیں برادری کی حق تلفی کا مترادف معلوم ہوا۔ وہ بے قرار ہو کر انتخاب کے موقع پر وہاں پہنچ گئے۔ اور ارائیوں کو بھڑکانا شروع کر دیا کہ تم لوگ پٹھان کے پیچھے کیوں پھرتے ہو۔ اپنی برادری کے امیدوار کو ووٹ کیوں نہیں دیتے اگر ایسا نہیں ہے۔ تو پھر ہمیں بتایا جائے۔ کہ مولوی حبیب الرحمٰن کو حلقہ مہت پور میں کونسی آل انڈیا اہمیت نظر آئی تھی۔ یا وہاں کون سے احراری مقاصد و مصالح خطرے میں پڑ رہے تھے۔ جن کے تحفظ کے لئے آپ بھاگے بھاگے وہاں پہنچ گئے؟ دوسرے حلقوں اور دوسرے ضلعوں میں بھی تو آئے دن انتخابات ہوتے ہیں۔ ان میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اس جوش و خروش سے کیوں جا کر شامل نہیں ہوا کرتے؟ آخر حلقہ مہت پور ہی کے انتخابات میں کیا خصوصیت تھی؟

"مجاہد" اس معاملے کو محض "مقامی حیثیت کا ایک" "بے معنی" بے نتیجہ اور بے اثر "مسئلہ" قرار دیتا ہے۔ لیکن ہم اس کو ایسا نہیں سمجھتے اس لئے کہ یہ وبا دوسرے مقامات پر بھی پھیلے گی۔ اور کارکنان احرار اپنے صدر کی مثال مدنظر رکھ کر ہر جگہ اپنی اپنی برادریوں کی حمایت کرکے اخوت اسلامی کے سارے نظام کو درہم و برہم کر دیں گے۔ اس کے علاوہ اگر یہ معاملہ "محض" مقامی اور بے معنی بے نتیجہ اور بے اثر تھا۔ تو تمام ہندوستان کی مجالس احرار کے "صدر اعظم" کو کیا مصیبت پڑی تھی۔ کہ وہ اس "بے معنی مسئلہ" کے لئے مہت پور تک شتر رحال کی بے معنی حرکت کا مرتکب ہوتا۔

ہمارے نزدیک مجلس احرار کی فرض شناسی اور اصول پرستی کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس حرکت پر مولانا حبیب الرحمٰن کے خلاف بے اعتمادی کا ووٹ منظور کرکے ان کو صدارت سے علیحدہ کر دے ورنہ لوگ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے۔ کہ مجلس احرار کے عہدہ داروں نے محض اپنے اقربا اور اپنی برادری کے آدمیوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے قومیت اور اسلامیت کا نظر فریب فرغل اوڑھ رکھا ہے ؛ (انقلاب)

اشتراک عمل کی ایک مثال

ہندوستان کے وہ مشہور و معروف یہودی والیسرائے جنہوں نے نہ صرف گاندھی جی، پنڈت موتی لال نہرو وغیرہ کو بلکہ مسلمانوں میں بھی علی برادران، مولانا حسین احمد صاحب، پیر غلام مجدد صاحب، مولانا ابوالکلام، ڈاکٹر محمود وغیرہم کو جیل بھجوا دیا تھا۔ یعنی لارڈ ریڈنگ بہادر، بالآخر اپنی مدت حیات ختم کرکے وہاں جا پہنچے، جہاں اپنے سے بھی بڑے حاکم کے سامنے آج جواب دہی کر رہے ہوں گے۔ ان کی وفات پر ایک تعزیتی مضمون سر تیج بہادر سپرو کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ جو اس عہد دار و گیر میں ان کے وزیر قانون تھے۔ مضمون کے دوسرے حصوں سے یہاں بحث نہیں۔ البتہ اس میں سر سپرو نے اپنی ان ناکام کوششوں کا بھی اجمالاً ذکر کیا ہے۔ جو انہوں نے والیسرائے اور ہندوستانی لیڈروں کے درمیان مصالحت و مفاہمت کرانے میں کی تھیں، فرماتے ہیں:۔

"والیسرائے نے مجھ سے تنہائی میں دو گھنٹے تک گفتگو کی۔ فلاں فلاں سیاسی مسائل زیر بحث رہے مختلف لیڈروں کی بابت بات چیت رہی۔ . . . . . دوسرے دن پھر میری طلبی ہوئی۔ اور ایک گھنٹہ ملاقات رہی میں نے یہ رائے پیش کی۔ کہ حضور والا مختلف پارٹیوں کے نمائندوں سے خود مل کر دیکھیں۔ چنانچہ کچھ نام بھی پیش کر دئے۔ . . . میں نے بہت غور کے بعد یہ رائے قائم کی۔ کہ اپنی ذمہ داری پر بعض دوستوں سے نجی کے طور پر تحریک کروں۔ کہ وہ والیسرائے سے ملیں۔ سب سے پہلے میں مالوی جی سے ملا اور اپنی کوشش میں کامیاب ہوا۔ پھر لاجپت رائے وغیرہ سے ملاقاتیں رہیں۔ پھر اینڈریوز صاحب کے ذریعہ سے میں نے مہاتما جی کو والیسرائے سے ملوایا۔ . . . اسی اثنا میں خلافت کے لیڈروں پر مقدمہ شروع ہو جانے سے حالات کی نزاکت بڑھ گئی تھی۔ میں نے پنڈت موتی لال نہرو کو والیسرائے سے ملنے کو لکھا۔ پہلے تو ان کا حوصلہ افزا جواب آیا پھر ان کی رائے بدل گئی۔ . . . پھر میں نے پنڈت ہردے ناتھ کنزرو اور مسٹر جمنا داس دوارکا داس کو مہاتما جی کے پاس بھجوایا۔ . . . اتنے میں داس صاحب گرفتار ہو گئے۔ مہاتما جی اس پر اڑ گئے۔ کہ جب تک خلافت کے لیڈر رہا نہ کر دئے جائیں وہ کسی کانفرنس میں شریک نہیں ہونے کے . . . . .

داس کا پیام میرے پاس جیل سے یہ آیا۔ کہ آپ اگرچہ ماڈریٹ ہیں لیکن آپ کی دیانت پر ہمیں پورا بھروسہ ہے۔ آپ اگر کانفرنس کو مفید سمجھتے ہیں۔ تو میں مہاتما جی کو آمادہ کر دوں۔ میں نے جواب دیا۔ کہ میں تو یقیناً نہایت مفید سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد مالوی جی نے ایک بڑا تار گاندھی جی کے نام سرکاری تار کی حیثیت سے دیا" ملخصاً

اس بیان میں آپ نے دیکھا۔ ہماری بصیرت کے لئے کتنے سبق موجود ہیں! عین تحریک ترک موالات کے شباب کا زمانہ جذبات انتہائی ہیجان و اشتعال میں اس حال میں بھی داس جیسے انتہا پسند کا اعتماد پوری طرح سر سپرو جیسے وزیر حکومت پر ہے! وہ مشورہ لیتے ہیں۔ اپنے کسی ذاتی معاملہ میں نہیں، کسی قانونی مسئلہ میں نہیں، خاص الخاص وقت کی اہم ترین سیاسی کارروائی میں! اور یہ مشورہ دیتے ہیں! جو خود جزو گورنمنٹ ہیں۔ لیکن بڑے سے بڑے باغی کو، بڑے سے بڑے مخالف حکومت کو اپنی دوستی کا اثر ڈال ڈال کر ادھر کھینچ کھینچ کر لا رہے ہیں! اور اپنی قوم میں بدنام نہ سر سپرو ہوتے ہیں نہ مالوی جی نہ داس صاحب! سیاسیات سب سے الگ الگ، بعض ایک دوسرے کے شدید دشمن بھی، اس پر بھی باہمی اعتماد کے تعلقات کتنے مضبوط کتنے شگفتہ! وہ انہیں سنبھال رہے ہیں یہ انکی بگڑی ہوئی بات بنا رہے ہیں! ـــــ اس گرما گرمی کے زمانہ کو چھوڑ دیجئے آج اس ٹھنڈے زمانہ میں بھی آپ کی قوم کے کسی بڑے آدمی کا دل کسی دوسرے بڑے آدمی کی طرف سے صاف ہے؟ کوئی ایک دوسرے سے متعلق نیک گمان رکھتا ہے؟ کوئی ایک دوسرے کی تائید و رفاقت پر آمادہ ہے؟

("صدق")

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— مصر کا مشہور اخبار "البلاغ" رقمطراز ہے۔ کہ حکومت برطانیہ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ بحر احمر میں عقبہ کو بحری اور جنگی مستقر بنایا جائے۔ عقبہ اور عمان دونوں سرزمین حجاز میں داخل ہیں حکومت سعودیہ مدت سے کوشش کر رہی ہے کہ برطانیہ ان سے دست کشی اختیار کر لے اس سلسلہ میں متعدد کانفرنسیں بھی ہوئیں۔ لیکن اس تازہ خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کانفرنسیں بے نتیجہ رہیں۔

—— تازہ ایرانی ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایرانی خواتین میں تحریک آزادی روز بروز زیادہ مقبول ہو رہی ہے۔ اور ان میں بے نقاب ہونے کا جذبہ ترقی پذیر ہے۔ اب ہزاروں ایرانی خواتین بلا حجاب پبلک جلسوں میں شرکت کرنے لگی ہیں۔ گزشتہ دنوں ایرانی پارلیمنٹ کے صدر نے تمام ارکان کو چائے کی دعوت دی جس میں کثیر تعداد میں بے نقاب عورتیں بھی شریک ہوئیں۔

—— طہران ۲۳ فروری۔ حکومت ایران آجکل فوجی استحکامات میں منہمک ہے۔ طلبہ کے لئے ایک سال تک جبری فوجی تعلیم لازمی قرار دے دی گئی ہے۔ نیز عوام کے لئے دو سال تک فوجی خدمت انجام دینا ضروری ہے۔

—— مراکش کی ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ ریف کے غازی عبدالکریم کو جنہوں نے مراکش میں فرانس کی فوجوں سے جنگ کی تھی اور اب جزیرہ ری یونین میں قید ہیں۔ شمالی افریقہ میں تخت حکومت پر بٹھلایا جائیگا۔ حکومت فرانس نے غازی موصوف کے سامنے چند شرائط پیش کی تھیں۔ جسے انہوں نے قبول فرما لیا ہے۔

—— انگورہ کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ گزشتہ ماہ ترکی کی تاریخ میں پہلی مرتبہ لاطینی کیتھولک کلیساؤں میں ترکی زبان کا استعمال ہوا۔ یہ ترکی زبان کی ایک عظیم الشان کامیابی خیال کی جاتی ہے آیندہ ترکی کے سارے لاطینی کلیساؤں میں ترکی زبان میں مذہبی کتب کی عبارتیں پڑھی جائیں گی۔

—— ترکی اور رومانیہ میں تجارتی روابط روز بروز ترقی کر رہے ہیں۔ رومانیہ ترکی سے کم از کم بیس ہزار ٹن نمک خریدے گا۔ تاکہ دونوں حکومتوں میں درآمد و برآمد میں توازن قائم رہے اس کے بدلے ترکی میں رومانیہ سے پٹرول اور تعمیری لکڑی درآمد کی جائیگی۔

—— ٹیونس ۲۵ فروری۔ ٹیونس کی مشہور درسگاہ زیتونہ یونیورسٹی میں اس نئے حکم پر کہ انتظامی ملازمتوں کے امیدواروں کے لئے فرانسیسی زبان کا جاننا ضروری ہے۔ بہت تشویش پھیل گئی ہے۔ کیونکہ اس یونیورسٹی میں صرف عربی پڑھائی جاتی ہے۔ جذبہ ناراضگی نے بلووں کی صورت اختیار کر لی ہے جن میں اشتراکی اور ٹیونسی قوم پرست شامل تھے۔ متعدد گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ بعض طلبہ کو جلاوطن کیا جائیگا۔ اور بعض شورش پسندوں کو فوجی رقبہ میں بھیج دیا گیا ہے۔

—— شام کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ وہاں فرانسیسی حکومت شدید مظالم کر رہی ہے۔ ملک کے طول و عرض میں آرڈیننس جاری کر دیئے گئے ہیں فرانسیسی فوجیں شہروں کے گلی کوچوں میں گشت لگا رہی ہیں۔ سینکڑوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اخبارات پر سنسر بٹھا دیا گیا ہے۔ اور مواصلات کو روک کر ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں۔ شہدا کی لاشیں سڑکوں پر سڑ رہی ہیں۔ ہسپتال زخمیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ قید خانوں میں ہزاروں تعداد میں شامی نوجوان اور عورتیں بند ہیں۔

ہندوستان

—— مسٹر جناح ابھی تک لاہور ہی میں قیام فرما ہیں اور تنازعہ شہید گنج کے متعلق ایک باعزت مصالحت کے لئے پوری کوشش کر رہے ہیں آپ نے متعدد ہندو مسلم سکھ اکابر سے ملاقاتیں کی ہیں۔ ارکان حکومت سے تبادلۂ خیالات ہوا ہے آپ کی کوشش سے نظر بند رہا ہو چکے ہیں ہندوؤں کے ایک نہایت ہی متعصب اور فسادپسند طبقہ کے علاوہ صوبے کے تمام حلقے آپ کی مبارک کوششوں کو اچھی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ اور آپ کے مشن کی کامیابی کے متمنی ہیں

—— لاہور ۲۴ فروری۔ آج مسٹر جناح نے پھر گورنر پنجاب سے ملاقات کی۔ ملاقات کے وقت ارکان حکومت بھی موجود تھے۔ اس ملاقات کے متعلق بھی گزشتہ ملاقات کی طرح نہایت رازداری سے کام لیا جا رہا ہے۔

—— لاہور ۲۴ فروری۔ مسٹر جناح کی خواہشات کے احترام میں سول نافرمانی کی تحریک بالکل ترک کر دی گئی ہے۔

—— لاہور ۲۵ فروری۔ دوشنبہ کی شام کو پنجاب کونسل کی یونینسٹ پارٹی کے ارکان نے سر فیروز خاں نون وزیر تعلیمات کے دفتر میں مسٹر جناح سے ملاقات کی اور آپ کی سرگرمیوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے ہر ممکن امداد کا یقین دلایا۔

—— اس کے بعد مسٹر جناح نے سکھ لیڈروں سے بھی ایک طویل ملاقات کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہندو اور سکھ لیڈروں نے بھی آپ کو تعاون و امداد کا یقین دلایا ہے۔

—— لاہور ۲۷ فروری۔ مختلف اصحاب اور جماعتوں کی طرف سے مسٹر جناح کے اعزاز میں دعوتیں دی جا رہی ہیں۔

—— تحریک شہید گنج کے تمام نظربند رہا ہونے کے بعد لاہور پہنچ رہے ہیں اور ۲۸ فروری کو وہ اس مسئلہ پر مفصل تبادلۂ خیالات کریں گے۔

—— دہلی میں اسمبلی کا اجلاس جاری ہے۔ ۲۴ فروری کو ریلوے کی مالی پالیسی کے متعلق پنڈت جی۔ بی۔ پنت کی تحریک تخفیف جس کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ اخراجات میں فوری تخفیف کی جائے ۴۵ کے مقابلہ ۶۲ ووٹوں سے منظور ہو گئی۔

—— نئی دہلی ۲۵ فروری۔ ملک معظم نے سر سیلاٹ گریہم اور سر جان آسٹن ہابٹ کو علی الترتیب سندھ اور اڑیسہ کے جدید صوبوں کا گورنر مقرر فرمایا ہے۔

—— حیدرآباد ۲۵ فروری۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ عید کے تیسرے روز اعلیٰ حضرت حضور نظام بذریعہ شاہی سپیشل، جانب دہلی روانہ ہوں گے۔

—— لاہور ۲۴ فروری آج دو بجے بعد دوپہر پنجاب کونسل کا بجٹ سیشن شروع ہو گیا ہے۔ ایک ریزولیوشن کے ذریعہ شاہ جارج پنجم کی موت پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اور شاہ ایڈورڈ ہشتم کو تخت نشینی پر مبارکباد دی گئی۔

—— لاہور ۲۵ فروری آج پنجاب کونسل میں حکومت کا بجٹ برائے سنہ ۳۷-۱۹۳۶ء پیش ہو گیا۔ تمام ازدیادی مطالبات منظور ہو گئے۔

—— کلکتہ ۲۵ فروری۔ مسلمانوں نے کلکتہ کارپوریشن کے بائیکاٹ کا آخری فیصلہ کر لیا ہے۔ مسٹر فضل حق بھی اس پر رضامند ہو گئے ہیں

—— حکومت نے سیالکوٹ میونسپلٹی کو توڑ دیا ہے باشندگان شہر حکومت کے اس فیصلہ پر اظہار اطمینان کر رہے ہیں۔

ممالک خارجہ

—— شنگھائی ۲۶ فروری۔ ٹوکیو سے ایک خونریز فوجی بغاوت کی تشویشناک و حیرت انگیز خبر موصول ہوئی ہے۔ فوج کے ایک حصہ نے جو ۳ ہزار افراد پر مشتمل ہے خوفناک مظاہرہ کیا۔ اور وزیر مالیات۔ وزیر اعظم اور امیر البحر کو قتل کر دیا گیا ہے۔

—— محرکین موجودہ دستور اساسی میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ان کا تقاضا ہے۔ کہ ایک ایسا فوجی ڈکٹیٹر شپ قائم ہو جائے جو براہ راست شہنشاہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ متعدد اراکین سلطنت اس تجویز کو سخت ناپسند کرتے تھے۔

—— ٹوکیو ۲۶ فروری فوجی قوت کے مظاہرہ نے جاپان کے طول و عرض میں شدید اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ جاپان میں مقیم برطانوی رعایا بالکل محفوظ ہے۔

—— شنگھائی ۲۶ فروری جاپان میں بغاوت کی وجہ سے چین میں اضطراب و تشویش کی زبردست لہر دوڑ گئی ہے۔ اور اس خدشہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کہ چین کے متعلق جاپان کا طرز عمل زیادہ سخت ہو جائیگا۔ اور ممکن ہے۔ کہ جاپان چین منگولیا اور روس کے خلاف شدید اقدام کرے۔

—— رائٹر کی ایک مصدقہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ یہ مظاہرہ ایک فوج کے بہت چھوٹے حصہ تک محدود ہے۔ یہ جاپان کی خارجی پالیسی پر کوئی اثر نہیں ڈال سکیگا۔

—— لندن ۲۶ فروری سفارت جاپان کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ٹوکیو کے حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ شہر میں بحری پولیس اور وزارت بحریہ وفادار بحری فوج متعین کر دی گئی ہے مسٹر گوٹو کو جدید وزیر اعظم مقرر کیا گیا ہے۔ ان کے ہلاک ہونے کی خبر بالکل بے بنیاد ہے۔ قاتلانہ حملے کرنے والے گرفتار ہو گئے ہیں۔

—— لندن ۲۶ فروری آج ملک معظم نے لارڈ زیٹلینڈ وزیر ہند کو باریاب کر کے آدھ گھنٹہ تک ان سے ملاقات کی۔

—— لندن ۲۶ فروری معلوم ہوا ہے کہ ملک معظم آنجہانی کی تدفین وغیرہ پر مبلغ ۲۵ ہزار پونڈ صرف ہوتے ہیں۔ ان میں سے مبلغ سات ہزار پونڈ غیر ملکی شاہی خاندان کے دوسرے مہمانوں کی دعوت اور موٹر کاروں کے کرایہ پر صرف ہوئے۔

—— روما ۲۶ فروری مارشل باڈوگلیو کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالوی فوج اریٹیریا کے محاذ جنگ میں زبردست اقدامات کر رہی ہیں۔ ہوائی فوج نے اسبالاجی اور تمبین کے جنوب میں حبشی فوجوں پر شدید بمباری کی۔

—— ادیس ابابا ۲۵ فروری دو ہزار پونڈ کا وہ طیارہ جسے انجمن اقوام نے حبشہ کی ریڈکراس سوسائٹی کو تحفہ کے طور پر عطا کیا تھا۔ ایک حادثہ کی وجہ سے مستقر ہوائی میں پاش پاش ہو گیا۔ طیارہ کا ہوا باز کپتان ہاسٹر اس حادثہ سے بمشکل جان بچا سکا۔

—— ادیس ابابا ۲۵ فروری حبشہ کی وطن پرست سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک فقید المثال اجلاس منعقد ہوا جس میں ہر خیال کے عیسائی مسلمان عرب اور حبشی جوق در جوق شامل ہوئے تمام پارٹیوں کے لیڈروں نے پرجوش تقریریں کیں۔ اور اس امر کو واضح کر دیا۔ کہ اطالیہ کے مقابلے میں تمام باشندگان حبشہ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں متفق ہیں۔

جسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اَلصُّلْحُ خَيْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
میرزا مسعود بیگ
(ایم۔ اے)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۹ ذوالحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۳۶ء — نمبر ۱۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مخالفین مامورں کی ذاتیات پر اعتراض کیوں کرتے ہیں؟

یہ لوگ جو اصل مقصد کو چھوڑ کر ذاتیات پر اعتراض کرنے لگتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ خدا کا فرستادہ اپنے ساتھ دلائل اور براہین پر زور رکھتا ہے۔ اس کی ہر ایک بات پکی اور محکم ہوتی ہے اور ایسے تائیدی نشان اس کیلئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دوسرے اُن سے عاجز رہ جاتے ہیں اس لئے مخالف جب کوئی راہ گریز نہیں پاتے تو رکیک عذر کرنے لگتے ہیں اور بیہودہ نکتہ چینیاں شروع کرتے ہیں جن میں سے اکثر تو افترا ہوتے ہیں اور بعض ایسے امور اور معاملات ہوتے ہیں جو کہ ان کے قصور فہم کا نتیجہ ہوتے ہیں اسی طرح جب ہمارے مخالفوں نے دیکھا کہ جو بات ہر وہ معقول ہے اور دلائل اور براہین کے ساتھ موکد کی جاتی ہے پھر قرآن شریف ہمارے ساتھ ہے۔ احادیث ہمارے ساتھ ہیں۔ عقل اور قانون قدرت ہماری تائید کرتے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر ہزاروں آسمانی نشان ہماری تائید میں ظاہر ہوئے۔ وہ نشانات بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی بیان فرمائے تھے پورے ہو گئے اور ان کے علاوہ اور صدہا نشانات خود ہمارے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ اب جبکہ یہ چاروں طرف سے گھر گئے یعنی زمانہ شہادت دے اٹھا کہ اس وقت مامور من اللہ کی ضرورت ہے اور ضرورت وقت اور واقعات پیش آمدہ نے بتا دیا کہ یہ زمانہ مسیح موعود ہی کا ہے اور اس کی تائید بزرگان ملت کے کشوف، رویا اور الہامات سے بھی ہو گئی اور قرآن شریف ہماری ہی تائید میں ثابت ہوا۔ اور دن بدن اس سلسلہ کی ترقی بھی ہوتی جاتی ہے۔ تب ان مخالفوں نے یہ چال بدلی کہ اور تو کہیں ہاتھ پڑنے کی جگہ باقی نہیں ہے۔ ذاتیات پر ہی گفتگو شروع کر دی۔ اس خیال سے کہ انسان جلد تر اس طرز سے متاثر ہو جاتا ہے۔

(تقریر اپریل ۱۹۰۱ء)

عید اضحٰی
قربانی کی کھالیں

امسال عید اضحٰی ۴ مارچ کو ہو گی۔ اس موقعہ پر احباب کو چاہیے کہ قربانی کی کھالوں کو جمع کرنے کا انتظام کریں اور تمام کھالیں اپنی اپنی جگہ فروخت کر کے رقم اشاعت اسلام کیلئے ارسال کریں۔ احباب کو عید کے موقع پر تمام مسلمانوں سے قربانی کی کھالوں کے وصول کرنے کیلئے ہر دو جہد کرنی ضروری ہے نیز حسب دستور سابق ہر ایک دوست کم از کم ایک روپیہ عید فنڈ میں دے

مساجد فنڈ

مسجد کا بنانا ویسے بھی بڑے ثواب کا کام ہے اور ہماری جماعت کی تقویت اور استحکام کے لئے یہ اس وقت سب سے بڑی ضرورت ہے اسی لئے

۱۔ جماعتیں مضبوط انتظام کریں کہ ہر ایک دوست سے اس فنڈ میں کم سے کم ایک روپیہ ضرور وصول کیا جائے۔

۲۔ متوسط الحال لوگ کم سے کم پانچ روپے چندہ اس میں ضرور دیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت دیا ہے وہ معقول رقوم سے امداد فرمادیں۔

تمام رقوم جمع شدہ فوراً بحساب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کی جائیں۔ نیز مقامی حضرات کھالیں حاصل کر کے احمدیہ بلڈنگس میں پہنچانے کی کوشش فرمائیں۔ یا اطلاع دیں تاکہ وصول کرنے کا انتظام کیا جائے۔ دیگر غیر از جماعت احباب سے بھی کھالیں حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ والسلام

خاکسار - فضل حق
اسسٹنٹ سیکرٹری

اقتباسات

صدر مجلس احرار کی فتنہ انگیزیاں

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بہ خلوت می روند آں کار دیگر می کنند

(روزنامہ "احسان" کا ایک مقالہ افتتاحیہ)

صدر مجلس احرار اسلام مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی بعض فتنہ پردازانہ سرگرمیوں کے سلسلہ میں ہم نے اور معاصر "انقلاب" نے درجہ اول کی اہمیت رکھنے والے چند ایک اصولی اعتراضات اٹھائے تھے اور مولوی صاحب موصوف۔ ان کی مجلس اور اس مجلس کے نفس ناطقہ "مجاہد" تینوں سے یہ استفسار کیا تھا۔ کہ وہ کن دینی۔ سیاسی اصولی۔ نظری اور عملی دلائل کی بنا پر صدر مجلس احرار کے اس فعل کے لئے وجہ جواز پیدا کر سکتے ہیں۔ جو اس سے برادری اور قرابت داری کے احساسات کی بنا پر ایک دوڈی کے مقابلہ میں دوسرے لوڈی کے انتخاب کی حمایت کرنے کی شکل میں سرزد ہوا۔ اعتراضات واضح و معین اور استفسار غیر مبہم تھا لیکن جن لوگوں کی سیاسیات منتی اور حریت مآبی "کفن دزد سے جند" کے اجتماع سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ ان سے یہ توقع کس طرح کی جا سکتی تھی۔ کہ وہ اپنے قصور پر نادم ہو کر آئندہ کے لئے ایسی بیہودہ فتنہ انگیزیوں سے توبہ کر لیں گے۔ اگر مولوی حبیب الرحمٰن اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتے یا مجلس احرار اسلام ان کی اس اصول شکنی پر مناسب سرزنش کر دیتی۔ اور "مجاہد" حق بات کے اعلان میں اس لئے تامل و تذبذب سے کام نہ لیتا۔ کہ سچائی کی زد اس شخص کی ذات گرامی پر پڑتی ہے جس کے گن گانا اور جس کے نیک و بد کو سراہنا اس کے مقصد تخلیق میں داخل ہے۔ تو بات کبھی کی آئی گئی ہو جاتی لیکن "مجاہد" کی دلائل آفرینیوں اور چودھری افضل حق کی منطق آرائیوں نے محض اس لئے اس بحث کو طول دینا پسند کیا۔ کہ مولوی حبیب الرحمٰن (رہبر) کے جذبہ قبیلہ پروری کے لئے جواز نہیں۔ تو رخصت ہی کا کوئی پہلو نکالا جائے۔

"مجاہد" اس بحث کے سلسلہ میں اپنا اور مجلس احرار اسلام کا عقیدہ اور مسلک تو بہ الفاظ ذیل بیان کرتا ہے:۔

"برادری پرستی اصول اسلام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اور جو شخص یا جماعت اسلام کے اس اصول پر عمل پیرا نہیں۔ اس کا وجود اسلام کیلئے یقیناً بہت بڑے خطرے کا موجب ہے۔"

لیکن مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور مولوی عبدالرحمٰن ... کی برادری پرستی کو اسلام کے لئے بہت بڑے خطرے کا موجب سمجھنے قرار دینے اور اس کی مذمت کرنے کے بجائے وہ ... اس فعل کے لئے بصورت ذیل جواز کا پہلو نکالنے کی کوشش ...

... کیا اس انتخاب میں ان دونوں حضرات کو صرف ... لئے حصہ نہیں لینا چاہیئے تھا کہ وہ بد قسمتی سے ... اولاً مجلس احرار کے ارکان اور ثانیاً ارائیں واقع ... ہوئے تھے۔ کیا ان دونوں قیود کے بعد کسی انتخاب میں حصہ لینا ان کے لئے شرعاً ممنوع ہو جاتا ہے"

ہم "مجاہد" کے اس تجاہل عارفانہ کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے جس کے بل بر وہ اپنی مجلس کے صدر و ارکان کی خطاؤں پر نہ صرف پردہ ڈالنے بلکہ انہیں عین ثواب ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے ہم "مجاہد" سے اور مجلس احرار اسلام سے یہی پوچھنا چاہتے ہیں کہ:۔

۱۔ آیا اس مجلس کے ان لوڈی اور سرکار پرست امیدواروں کی انتخابی مہموں کی حمایت کرنے کے معاملہ میں شتران بے مہار کی طرح آزاد واقع ہوئے ہیں۔ اور اس مجلس میں ایسے مسلک شکنوں سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کی جاتی؟

۲۔ آیا برادری پرستی کا فعل مذموم اس حالت میں قابل معافی ہو جاتا ہے۔ اور اسلام کے لئے بہت بڑا خطرہ نہیں رہتا جب اس کے مرتکب مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور مولوی عبدالرحمٰن نکودری ہوں۔

اگر ان دونوں سوالوں کا جواب اثبات میں ہے۔ تو ہم سمجھ لیں گے۔ کہ مجلس احرار اسلام کے مسالک و دعاوی کی حیثیت محض خالی خولی لغافی کی سی ہے۔ اور اس مجلس کے کرتا دھرتا لوگوں کے اقوال افعال ہر لحاظ سے پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اس حالت میں ہم مسلمانوں کو ٹھگوں کی اس ٹولی اور چوروں کی اس جمعیت سے بچنے کی تلقین کریں گے۔ جو بظاہر اسلام پرستی اور حریت نوازی کے بلند بانگ دعاوی کرتی ہے لیکن دراصل عوام کالانعام کی طرح غرض پرستیوں کی اسی دلدل میں پھنسی ہوئی ہے جس کی لازمی خصوصیات سرکار کی کاسہ لیسی کی مٹی اور برادریوں کے نام پر حصول عز و جاہ کی خواہش کا پانی ہیں۔

بلکہ مجلس احرار کے خطا کار صدر کی بے جا حمایت کے جوش میں "مجاہد" نے پچھلے دنوں میں کئی طرح کی نئی نئی فتنہ انگیزیوں میں بھی کوئی (دقیقہ سعی) فروگزاشت نہیں کیا۔ کبھی اس نے ارائیں اور دیگر لوگوں کو "احسان" کے خلاف بھڑکا کر ارائیوں سے سند تحسین حاصل کرنے کی کوشش کی کبھی یہ لکھا۔ کہ اس علاقہ میں ارائیوں کی غالب اکثریت آباد ہے۔ کبھی یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ مدیر "احسان" پٹھان ہونے کے باعث مجلس احرار کے صدر کی حرکت پر تمسخر حرف بھیج رہا ہے۔

ہم "مجاہد" کی ان لغو اور بیہودہ باتوں کا کافی و شافی جواب پہلے ہی دے چکے ہیں۔ کہ احسان یا مدیر احسان کو اپنے پٹھان بھائی کی کامیابی و ناکامی سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ "مجاھد" اور مولوی حبیب الرحمٰن کی شرارت ہے۔ کہ جس تفرقہ انگیزی کو پھیلا کر انہوں نے بابو سمیع اللہ کے لئے برادری کے ووٹ حاصل کئے اسی تفرقہ انگیزی کے دامن میں وہ ان اعتراضات کی بوچھاڑ سے پناہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو اسلام کے اولیں اور بنیادی معاشری اصولوں کے علمبرداروں کی طرف سے ان پر کی جا رہی ہے۔ ہم "مجاہد" کو بتائے دیتے ہیں۔ کہ چمگادڑ کی طرح دورخی حکمت عملی کا نتیجہ ندامت و خسران کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور شتر مرغ کی طرح بے بنیاد مباحث کی ریگ کا سراب طیار کر کے اس میں چھپانے کی کوشش کرنا صدر مجلس احرار کو اس جرم کی لازمی تعزیر سے بچا سکتا جو اس سے سرزد ہو چکا ہے سیدھی سی بات یہ ہے۔ کہ مولوی حبیب الرحمٰن اور مولوی عبدالرحمان دونوں اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کریں۔ اگر وہ اس کے لئے طیار نہ ہوں تو مجلس احرار اسلام اور "مجاھد" دونوں کو چاہیئے۔ کہ ان کی روش کی مذمت صاف الفاظ میں کر کے اپنی اصول پرستی کا ثبوت دیں۔ جب تک یہ نہیں کیا جاتا۔ اس وقت تک عامۃ المسلمین کا اس ڈھونگ سے بدظن رہنا جو مجلس احرار کی شکل میں قائم ہے۔ ایک لازمی امر ہے۔

"احسان" ۲۸ فروری

خوش فہمی!

"جو اچھوت مذہب کے اندر مساوات کامل کی تلاش کر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ روئے زمین پر کسی مذہب کے اندر بھی مساوات کا وجود نہیں ہے۔ . . . رہا اسلام، تو خود مسلمانوں کے اندر دیکھ لو۔ کہ شیعہ اور سنی اور احمدی اور اسمٰعیلی کیسی کیسی تفرقیں ان میں موجود ہیں، اور معاشری تفوق حاصل کرنے کے لئے کس کس طرح یہ ایک دوسرے کا سر پھوڑ رہے ہیں۔"

یہ اقتباس ہندو قوم کے مشہور لیڈر ڈاکٹر مونجے کے ایک بیان کا ہے۔ جو روزنامہ "اسٹیٹسمین" میں شائع ہوا ہے۔ گویا موصوف کا فرمانا یہ ہے۔ کہ اچھوت جو معاشری مساوات کی تلاش میں اسلام کی طرف لپکے جا رہے ہیں۔ یہ ان کی کیسی صریح حماقت ہے۔ یہ لعنت خود مسلمانوں کے اندر بھی تو ایک دوسرے فرقہ کے مقابلہ میں قائم ہے!

اب اس بیان کے پڑھنے والے للہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا ماجرا بیان کریں۔ کہ انہوں نے بھی کبھی مسلمانوں کے ایک فرقہ والے کو دوسرے فرقہ والے سے چھوت چھات کرتے دیکھا ہے؟ کبھی ایڈیٹر صاحب "النجم" بھی اس لئے دسترخوان سے اٹھ گئے ہیں کہ چوکے میں ایک رافضی کے آ جانے سے "رسوئی" ناپاک ہو گئی تھی؟ ایڈیٹر صاحب "اہلحدیث" نے اس لئے کبھی غسل واجب سمجھا ہے کہ ناچیز ایک بدعتی کا سایہ ان پر پڑ گیا تھا؟ ایڈیٹر صاحب "مجاھد" نے کبھی یہ فتوے دیا ہے۔ کہ "مرزائی" جس کنوئیں سے پانی بھرتے ہوں اس کا پانی پینا حرام؟ کسی حنفی نے یہ فتوے بھی دیا ہے کہ "وہابی" کے قدم رکھ دینے سے فرش نجس ہو جاتا ہے؟

غرض اختلافات ہمارے آپس میں جو کچھ بھی اور جتنا کچھ بھی ہے وہ عقائد کے باب میں ہے، یا معاشری اونچ نیچ کا چھوت پن اور اچھوت پن کا؟ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سودے سلف میں، تو بیچارے ہم کافروں اور کھلے ہوئے مشرکوں تک سے نہیں کرتے! پھر یہ آخر خدا کا کیا قہر ہے کہ ہندو قوم کے بڑے بڑے ذمہ دار لیڈر تک اب اپنی خوش فہمیوں کے یہ نمونے پیش کرنے لگے ہیں!

حمایت اسلام کی تبدیلی روش

"رائے عامہ" کی قربانگاہ پر اصول و ضمیر کی قربانی

انجمن حمایت اسلام لاہور مسلمانوں کی "رائے عامہ" کے احترام کے عجیب و غریب مظاہرے کر رہی ہے۔ متعدد اعلانات اور قراردادوں کے ذریعہ وہ "مرزائیت نوازی" کے الزام سے اپنی بریت کر چکی ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی رائے عامہ ابھی تک انجمن کے رویہ سے مطمئن نہیں ہوئی اور ارباب انجمن کے ارباب حل و عقد نے غالباً یہی مناسب سمجھا ہے کہ علی الاعلان احمدیت کے متعلق دل آزار اور دور از حقیقت مضامین شائع کر کے اپنی "مرزائیت دشمنی" اور اسلام نوازی کا ثبوت دیں۔ تاکہ مسلمانوں کو یقین ہو جائے کہ احمدیت کے متعلق انجمن حمایت اسلام کی بھی وہی روش ہے جو "احسان" و "مجاہد" نے عرصہ سے اختیار کر رکھی ہے۔

انجمن مذکور کے اخبار "حمایت اسلام" کو جاری ہوئے دس سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے اور آج تک یہ اخبار ہمیشہ فرقی الجھنوں اور باہمی اختلافات کی کشمکش سے علیحدہ رہتے ہوئے صرف انجمن کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور انجمن کی اطلاعات کی اشاعت کے لئے وقف رہا ہے اور یہی اس کے اجرا کا مقصد تھا۔ لیکن اب اس کی پالیسی بھی تبدیل ہو رہی ہے اور اس میں "مرزائیوں کے کفریہ عقائد" کے خلاف جہاد شروع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ "حمایت اسلام" کی ۱۳ فروری کی اشاعت میں "خود ساختہ نبیوں کی ایک فہرست" شائع کی گئی ہے جس میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح، حکیم ابن ہشام وغیرہم کے نام اور مختصر حالات دے کر سب سے آخر پر حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام بھی دیا گیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ فہرست "مجاہد" میں شائع ہو چکی تھی۔ اور ایڈیٹر "حمایت اسلام" نے بڑے شکریہ کے ساتھ قارئین "حمایت اسلام" کی معلومات کے لئے اسے ہدیۂ نظر کیا ہے۔ اسی طرح "مسلمانان برلن کی اپیل" بھی کسی اخبار سے نقل کی گئی ہے جس میں جماعت اسلامیہ برلن نے مسلمانوں سے التجا کی ہے کہ وہ احمدیہ جماعت کا کسی نہ کسی طرح خاتمہ کر دیں۔ تاکہ مسلمانان برلن کو بھی خدمت دین کا کچھ موقع نصیب ہو۔

ظاہر ہے کہ یہ ہر دو مضامین "حمایت اسلام" نے دوسرے اخبارات سے نقل کئے ہیں اور یہ محض جماعت احمدیہ کو چڑانے اور دکھ دینے کی غرض سے کیا گیا ہے۔ ورنہ کسی نامہ نگار یا مراسلہ نویس نے اخبار مذکور کو یہ مضامین ارسال نہیں کئے اور نہ کسی نے ان کی اشاعت کی درخواست کی۔ یہ محض آج کل کی "رائے عامہ" کا احترام ہے۔ اور "مرزائیت نوازی" کے الزام سے بچنے کا طریق۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ انجمن کے معتمدین اعزازی کی طرف سے جو اعلان قریباً ایک ماہ قبل شائع ہوا تھا۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ انجمن حمایت اسلام کبھی احمدیت نوازی کی مرتکب نہیں ہوئی اور نہ ہی انجمن کی پالیسی احمدیت نوازی کی ہو سکتی ہے۔ اس اعلان کی رو سے انجمن کا مسلک اب بھی وہی ہونا چاہیئے تھا جو اب تک رہا ہے۔ نہ اب تک اس نے "مرزائیت نوازی" کی اور نہ آئندہ کرے گی۔ اس لحاظ سے اخبار کی پالیسی بھی وہی ہونی چاہیئے تھی جو گذشتہ دس سالوں میں رہی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انجمن کے معتمدین کا یہ اعلان مدیر "حمایت اسلام" کی نظروں سے نہیں گزرا۔ اور اگر انہوں نے یہ اعلان دیکھا ہے تو انہیں اس کی صداقت پر یقین نہیں اور غالباً ان کا یہ خیال ہے کہ اب تک تو انجمن حمایت اسلام واقعی احمدیت نوازی کرتی رہی ہے۔ لیکن آئندہ اسے یہ حرکت نہ کرنی چاہیئے جس کے تدارک کے لئے انہوں نے اخبار میں احمدیت کے خلاف اپیلیں اور جھوٹے نبیوں کی فہرست وغیرہ قسم کے مضامین کی اشاعت شروع کر دی ہے۔

ہمیں اس بات کا تو ڈر نہیں کہ احمدیت کے خلاف "حمایت اسلام" میں کیوں مضامین شائع ہونے لگے ہیں۔ جہاں اس قدر طوفان مخالفت موجود ہے اور بیسیوں جرائد احمدیت کے خلاف اوراق سیاہ کر رہے ہیں۔ ان میں "حمایت اسلام" کا اضافہ ہمارے لئے کسی تشویش اور پریشانی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ البتہ ہمیں اس بات کا ضرور افسوس ہے کہ ایک ذمہ دار انجمن کا آرگن اور تعلیم یافتہ و سمجھدار لوگوں کی جماعت کا اخبار ایسے اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے اور اپنی مرنجاں مرنج اور غیر فرقی روش کو ترک کر کے عام اخباروں میں شمار ہونے لگے۔ افسوس! یہ لوگ مخلوق سے جس قدر ڈرتے ہیں۔ اتنا اگر خالق سے ڈریں تو آج مسلمانوں کی مشکلات کا خاتمہ ہو جائے۔

کاش مدیر "حمایت اسلام" جھوٹے نبیوں کی فہرست شائع کرنے سے قبل ذرا واقعات پر غور فرما لیتے اور حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کا نام اس فہرست میں درج کرنے سے قبل ان کی تحریرات پر ایک نظر دوڑا لیتے۔ انصاف اور تقویٰ کا تو یہی تقاضا تھا لیکن اندھی مخالفت شئے دیگر ہے۔ کیا مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور سجاح وغیرہ میں سے کوئی ایسا بھی گذرا ہے جس نے مدعی نبوت پر لعنت بھیجی ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا ہو؟ کیا کوئی ایسا نبی بھی گزرا ہے جس نے رسول اکرم صلعم کی نبوت اور قرآن کی حقانیت پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہوں اور خدمت اسلام کے لئے مجاہدین کی ایک جماعت تیار کی ہو؟ کیا مسیلمہ، اسود عنسی اور ابن ہشام تبلیغ اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ ہی کیا کرتے تھے اور محمد رسول اللہ کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے ان کی زندگی وقف تھی؟ کیا یہ سب جھوٹے نبی محمد رسول اللہ ہی کی غلامی کا دم بھرتے تھے اور شریعت اسلامی پر شیدا تھے؟ یقیناً ان سب باتوں کا جواب نفی میں ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار مدعی نبوت پر لعنت بھیجی ہے آپ نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ایسا دعویٰ کرنا آپ کے نزدیک جائز تھا بلکہ آپ ایسے مدعی کو مرتد اور خارج از اسلام سمجھتے تھے اور آپ کی تمام تصانیف اسی حقیقت سے بھری ہوئی ہیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں "حمایت اسلام" کا یا "مجاہد" کا حضرت مرزا صاحب کا نام جھوٹے نبیوں کی فہرست میں شامل کرنا شرارت اور خبث باطن کا مظاہرہ نہیں تو اور کیا ہے؟

رہی مسلمانان برلن کی اپیل۔ تو ان بے چاروں سے ہمیں واقعی ہمدردی ہے کہ برلن میں احمدیہ انجمن کی شاخ اور چند مخلص مسلمانوں کی موجودگی کے سبب ان کے منصوبے پورے نہیں ہوتے۔ ان مسلمانان برلن کو ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ اگر وہ احمدیہ جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کا یہ طریق نہیں کہ وہ اخبارات میں ان کے خلاف اپیلیں شائع کریں اور واویلا کریں۔ یہ اپیلیں احمدیہ جماعت کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکیں گی، بلکہ احمدیت کو اور مضبوط کرنے کا باعث ہوں گی اور اس سلسلہ کی جس قدر مخالفت کی جائیگی اسی قدر اس کے وابستگان کے عزائم میں بلندی اور ہمت میں ترقی ہوگی۔ احمدیہ جماعت کو مٹانے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانان برلن اور ان کے ہمنوا تبلیغ و اشاعت دین کا کام خود اپنے ہاتھوں میں لیں اور اس کام میں اس قدر انہماک اور دلچسپی کا اظہار کریں کہ لوگوں کی توجہ احمدیہ جماعت سے ہٹ کر ان کی طرف منعطف ہو جائے۔ احمدیت کو شکست دینے کا صرف یہی طریق ہے کہ احمدیت سے زیادہ اخلاص و ایثار اور خدمت اسلام کا کام کر کے دکھایا جائے۔

ہمیں امید ہے کہ مدیر "حمایت اسلام" اور ارکان انجمن اس تبدیلی روش پر دوبارہ غور فرمائیں گے اور "رائے عامہ" کو اس قدر زیادہ وقعت نہ دیں گے جس کی وجہ سے انکی نیکنامی پر حرف آئے اور جو کسی مفید اور تعمیری خدمت اسلام کی بجائے باہمی کشمکش اور مسلمانوں کی تخریب و تباہی کا باعث ہو۔

مسٹر جناح کی مساعی!

تنازعہ شہید گنج نہایت نازک صورت اختیار کر چکا تھا۔ سکھوں کے طرز عمل۔ حکومت کی عدم توجہ اور جدید تحریک شہید گنج کے اجراء سے اس کی پیچیدگیوں میں بے حد اضافہ ہو گیا تھا اور اس گتھی کو سلجھانے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی کہ مسٹر محمد علی جناح اپنے بہت سے کاموں کا حرج کر کے لاہور تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری کے مبارک نتائج سے اخبار بین حضرات بیخبر نہیں ہونگے۔ حکومت کی حکمت عملی میں امید افزا تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ تحریک شہید گنج کے تمام نظر بند رہا کر دیئے گئے ہیں۔ اخبارات کی ضمانتوں کی واپسی اور ایسے تمام ماخوذین جو تشدد کے مرتکب نہیں ہوئے کی رہائی کا اعلان ہو چکا ہو۔ مسلمانوں کی طرف سے سول نافرمانی بالکل بند کر دی گئی ہے بعض ذمہ دار سکھوں نے بھی مسٹر جناح کی سرگرمیوں کو کامیاب دیکھنے کی تمنا ظاہر کی ہے اور امداد کا وعدہ کیا ہے۔ ارباب حکومت نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ ان کی گذشتہ پالیسی کی نسبت موجودہ طرز عمل زیادہ مفید اور بہتر ہے۔ اس قدم کو اب آگے بڑھانا چاہیئے۔ ہمیں پہلے روز سے اس بات کا یقین ہے۔ کہ اگر ارباب حکومت اپنا اثر و رسوخ مناسب طریق پر استعمال کریں تو مسلمانوں اور سکھوں کے مابین ایک باعزت سمجھوتہ ضرور ہو سکتا ہے۔ سکھ حضرات کی خدمت میں بھی ہم گزارش کریں گے کہ انہیں نامناسب جذبات کی رو میں بہ جانے کی بجائے حقائق پر غور کرنا چاہیئے۔ اور صلح پسندی، رواداری اور فراخ حوصلگی کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اگر تنازعہ شہید گنج کا فیصلہ نہ ہوا تو صوبہ کا امن و امان ہمیشہ خطرہ میں رہے گا۔ اور پنجاب کی ترقی کو ناقابل تلافی صدمہ پہنچیگا۔ سکھوں کا قومی و مذہبی مفاد زیادہ تر اسی صوبہ سے وابستہ ہے۔ کیونکہ پنجاب سکھ مذہب کا مولد و مرکز ہے اور سکھوں کی زبردست اکثریت یہیں آباد ہے۔

مہاسبھائیوں اور آریہ سماجیوں کی شر پسندی

مسٹر جناح کی مبارک سرگرمیوں کا مسلم و غیر مسلم سرکاری و غیر سرکاری حلقوں کی طرف سے اچھے جذبات کیساتھ خیر مقدم کیا گیا ہے کیونکہ ہر ایک ہوشمند اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے کہ صوبہ کی تمام اقوام کا مفاد کامل امن و امان اتحاد اور یکجہتی کا طلبگار ہے۔ خانہ جنگی اور بداعتمادی سے صوبہ کی ترقی یقیناً رک جائے گی۔ بلکہ یہ روز بروز پستی کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے گا۔ لیکن مہاسبھائیوں اور آریہ سماجیوں کا ایک لاعلاج طبقہ ایسا ہے۔ جس کی شر پسند فطرت نے اس موقع پر بھی اسے خاموش نہ رہنے دیا۔ ان کی اندرونی ریشہ دوانیاں اور جوڑ توڑ تو ہے ایک طرف ان کے اخبارات فساد انگیزی میں مصروف ہیں۔ ایک طرف سکھوں کو تاکید کی جا رہی ہے کہ مسلمانوں سے مصالحت ہرگز نہ کرو۔ دوسری طرف مسٹر جناح کی مبارک و مصالحانہ سرگرمیوں کا نہایت ہی پست فطرتی کے ساتھ مذاق اڑایا جا رہا ہے اور مسلمانوں کو طرح طرح کے طعنے دیئے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں سے کچھ کہنا فضول ہے۔ البتہ ہم صوبہ کے تمام ذمہ دار اکابر اور ارباب حکومت کو اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں اگر ان لوگوں کی اندرونی ریشہ دوانیوں کا علاج مشکل ہے تو کم از کم انکے اخبارات کی زباں درازیوں اور اشتعال انگیزیوں کو تو روکنا چاہیئے۔ یہ لوگ پنجاب کی کشتی کو اپنے تعصب و فساد کے سمندر میں غرق کر دینا چاہتے ہیں کہ اسے [illegible] اکثریت اس میں سوار ہے اور اس بات کو فراموش کئے ہوئے ہیں کہ اس کشتی کے ڈوب جانے سے ہندو، سکھ، عیسائی و غیرہ سب ڈوب جائیں گے۔

جناب میاں صاحب کا اندازِ تکفیر

قادیانیوں کے مسئلہ تکفیر نے اسلام اور احمدیت کو غیر معمولی نقصان پہنچایا ہے۔ اور اب تو یہ مسئلہ قادیانیوں کے لئے بھی طرح طرح کی مشکلات کا باعث ثابت ہونے لگا ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ قادیانی حلقوں میں برملا کہا جاتا تھا۔ کہ ہمارا فرض ہے۔ کہ غیر احمدیوں کو کافر سمجھیں اور ان کا فرض ہے وہ ہمیں کافر سمجھیں۔ لیکن یہ دور گزر چکا ہے۔ اس قسم کے واضح اور برملا اعلانوں کی جگہ اب قسم قسم کی تاویلوں، اینچا پیچیوں اور "الفاظ کی جادوگری" نے لے لی ہے جناب میاں صاحب نے حال ہی میں اپنی ایک تقریر میں فرمایا کہ:-

"کئی جگہ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ آپ ہمیں کافر کہتے ہیں؟ میں کہتا ہوں۔ آپ اپنے آپ کو کیا کہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں۔ مسلمان! میں کہتا ہوں جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ میں اسے مسلمان کہتا ہوں۔ پھر میں پوچھتا ہوں۔ آپ بتائیں کیا غیر احمدیوں میں حقیقت اسلام موجود ہے؟ وہ کہتے ہیں نہیں۔ میں کہتا ہوں یہی میرا عقیدہ ہے۔ نام کے لحاظ سے جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ہم بھی اسے مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن آپ بھی مانتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے حقیقت اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ اور میں بھی کہتا ہوں کہ انہوں نے حقیقت اسلام کو ترک کر دیا ہے۔ اور جب میں حضرت مرزا صاحب کو راستباز مانتا اور آپ کی صداقت کا قائل ہوں۔ تو میں کس طرح تسلیم کر سکتا ہوں کہ حقیقت اسلام آپ کو قبول نہ کرنے والوں میں بھی پائی جا سکتی ہے"

"الفضل" ۲۹ فروری سنہ ۱۹۳۶ء

حضرت مسیح کو نہ ماننے والوں کی تکفیر کا مسئلہ جناب میاں صاحب نے ایجاد فرمایا۔ اور برسوں انہوں نے غیر از جماعت لوگوں کو برملا کافر کہا اور یہاں تک ارشاد فرمایا۔ کہ جس کسی نے حضرت مسیح موعود کا نام تک نہیں سنا وہ بھی کافر ہے لیکن آج خود انہی کے الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ ان میں پہلے کی سی جرأت نہیں رہی۔ اور یہی انقلاب اس فتنہ تکفیر کے باطل ہونے کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ صداقت اپنے اندر زبردست طاقت و جرأت رکھتی ہے۔ وہ زمانہ کے ساتھ ساتھ رنگ نہیں بدلتی۔ اور نہ اس کو "الفاظ کی جادوگری" کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن قادیانیوں کا مسئلہ تکفیر بیس پچیس سال کے عرصہ میں ہی کئی انداز اور کئی رنگ تبدیل کر چکا ہے۔

کاش جناب میاں صاحب اس مسئلہ سے رجوع کر لیں۔ بے شک یہ ان کی "ایجاد" ہے۔ موجد کو اپنی "ایجاد" کا ضرور خیال ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر ایجاد مفید ہی ہو۔ اور موجد کی خواہش کے مطابق رائج بھی ہو جائے۔ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی واضح تعلیمات کی موجودگی میں قادیانی تکفیر کے لئے کوئی گنجائش نہیں علاوہ ازیں ہم جناب میاں صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا تمام مسلمان یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے حقیقت اسلام کو چھوڑ دیا ہے؟ اور کیا تمام قادیانی اسلام اور احمدیت کی حقیقت کو پکڑے ہوئے ہیں؟ اور پھر یہ گزارش ہے کہ کسی کے کفر و اسلام کا فیصلہ اس کے ظاہر پر ہو گا۔ یا یہ تحقیقات کی جائیگی۔ کہ وہ حقیقت اسلام سے کس قدر دور یا قریب ہے!

جناب میاں صاحب کا کارنامہ عظیم

اس تقریر میں جناب میاں صاحب نے اپنا ایک کارنامہ عظیم بھی بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"اللہ تعالے نے میری خلافت کے شروع زمانہ میں مجھ سے ایک کام لیا۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے عقیدہ کو تفصیلی طور پر خدا تعالے نے میرے ذریعہ جماعت میں قائم کیا۔ بے شک لوگ پہلے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے قائل تھے اور مسئلہ اجراء نبوت کو مانتے تھے مگر اس کی تفصیلات اور تشریحات معیّن صورت میں لوگوں کے سامنے نہیں آئی تھیں"

ذرا غور فرمائیے۔ نبوت کی تفصیلات و تشریحات نبی پر نہ کھلیں لیکن اس نبی کی وفات کے برسوں بعد خلیفہ پر کھل گئیں۔ خدا خیر کرے۔ اگر اسی طریق پر تفصیلات و تشریحات کھلتی رہیں۔ تو بڑی قباحت ہوگی۔ جناب میاں صاحب کے جدت طراز دماغ نے ایک مجدد کو نبی بنایا ہے۔ ان کے عقیدت کیش مرید انہیں خدا جانے کیا بنا کے رکھ دیں۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں:-

"غیر مبائعین اعتراض کرتے ہیں۔ کہ نبوت مسیح موعود کا مسئلہ بعد میں بنایا گیا ہے۔ مگر یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہم نے کوئی نیا مسئلہ نہیں بنایا۔ ہر شخص جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ اس وقت بھی اس کے یہی عقائد تھے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی سمجھتا تھا۔ مگر اس مسئلہ کی تشریح تفصیل اور اس کے تمام پہلوؤں کا ذہن میں مستحضر ہونا یہ بالکل جداگانہ چیز ہے"

حضرت مسیح موعود نے بار بار دعوائے نبوت سے انکار کیا اور اس کو مخالفین کا افترا قرار دیا۔ اور کہا صرف محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ اب جناب میاں صاحب اور ان کے مرید ایمانداری سے فیصلہ کریں کہ سچ کون بولتا ہے اور جھوٹ کون؟

باقی رہی ان اشخاص کی گواہی جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اس کے متعلق ہم میاں صاحب کو جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کی حلفیہ شہادتوں والا مطالبہ یاد دلاتے ہیں۔ اس وقت ڈھائی بوٹیاں تے فتوباغباں کی مصداق جماعت نے تو ستر افراد کی حلفیہ شہادتیں پیش کر دی تھیں۔ لیکن میاں صاحب اور ان کی کثیر جماعت میں سے ایک شخص کو بھی حلفیہ شہادت کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد ہم جناب میاں صاحب کی توجہ گرامی اس خفیہ سرکلر کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں جو وہ ابھی گزشتہ سال اس بارہ میں شہادتیں فراہم کرنے کی غرض سے خاص خاص لوگوں کو بھیج گئے ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا ہر ایک شخص قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ آپ کو نبی سمجھ کر ہی بیعت کی تھی۔ اور آپ کے نہ ماننے والے کافر ہیں۔ تو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کے مطالبہ پر سکوت اور گزشتہ سال والے خفیہ سرکلر کا کیا مقصد ہے! کیا آج جناب خلیفہ صاحب ایسے قادیانی میدان میں لا سکتے ہیں کہ جو حلف اٹھا کر کہدیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت یہ سمجھ کر کی تھی کہ آپ کا دعوائے نبوت کا ہے۔ اور آپ کو نہ ماننے والے کافر ہیں۔

عبادات۔ زہد و اتقا خشیت اللہ

(از جناب مولوی مرتضےٰ خانصاحب بی۔ اے ناگروُل)

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

شفقت علیٰ خلق اللہ

مخلوق خدا کی خدمت جو ابتغاء لوجہ اللہ بجا لائی جائے حقیقت میں عبادت کا حکم رکھتی ہے۔ اسلام محض نماز روزے کا ہی نام نہیں بلکہ بحکم بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن حقیقی مسلم وہی ہے جو ایک طرف آستانہ الٰہیہ پر جھکا رہے اور دوسری طرف بندگان خدا سے بھلائی اور نیکی کرے اور اپنی خداداد طاقتوں سے فائدہ رسانی عامۃ الناس میں مشغول رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان عبادات کے ساتھ جن کا ذکر گذشتہ اشاعتوں میں کیا جا چکا ہے۔ خدمت خلق اللہ کا اہم فرض بجا لانے میں کوتاہی نہیں فرماتے تھے۔ آپ کی عزلت کے زمانہ سے یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ آپ نے . . کوئی رہبانیت اختیار کر رکھی تھی ہرگز نہیں تعلیم اسلام کا آپ سے بڑھ کر کون واقف ہوگا اور مغز شریعت کو آپ سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا؟ اگر آپ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے حصول کے لئے مجاہدانہ عبادات بجا لا رہے تھے۔ تو دوسری طرف آپ سنت نبوی کے مطابق ایک متاہلانہ زندگی بسر کرتے تھے اور اس کے ساتھ ہی مخلوق خدا کی خدمت، بندگان خدا سے ہمدردی اور شفقت آپ کی حیاتِ طیبہ کا ایک جزو لاینفک تھا۔ آپ بفضلہ کامل متبع تھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کی شان میں بجا طور پر کسی نے کہا ہے ؎

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق کے شامل

نشاں اس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا

حضرت مسیح موعود با اتباع حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ سے تعلق تام رکھتے تھے اور شب و روز عبادات الٰہی میں مستغرق رہتے تھے وہاں دوسری طرف خلق خدا کی خدمت سے کبھی فارغ نہیں بیٹھتے تھے اور یہی تعلیم آپ نے اپنی جماعت کو دی۔ چنانچہ اس ضروری امر کو آپ نے اپنی شرائط بیعت میں بھی داخل فرمایا۔ حق تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی ساری زندگی ہی خدا کی عبادت اور اس کے بندوں کی خدمت کیلئے وقف تھی۔ جس کی کسی قدر تفصیل ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں بیان کریں گے۔ سردست یہ بتانا مقصود ہے کہ جن دنوں میں آپ گوشہ تنہائی میں مجاہدانہ عبادات بجا لا رہے تھے۔ آپ نے عبادات کے اس دوسرے پہلو یعنی شفقت علیٰ خلق اللہ کو نظر انداز نہیں فرما دیا تھا۔ بندگان خدا کے لئے آپ کی طبیعت میں اس قدر شفقت تھی کہ جب کبھی کسی کو بیمار سنتے۔ آپ عیادت کے لئے اس کے مکان پر تشریف لے جاتے۔ دوا اور دعا کے ساتھ مدد فرماتے اور اس میں مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز نہ کرتے۔ آپ خود حکیم حاذق تھے اپنے پاس ضروری ادویات کا ذخیرہ رکھتے تھے۔ قادیان اور اردگرد کے بہت سے مریض ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ بڑی محبت و محنت سے سب کا علاج کرتے۔ جو ادویات آپ کے پاس ہوتیں۔ غربا میں بلا کسی معاوضہ کے تقسیم فرما دیتے۔ خطرناک مریضوں کے لئے دعا بھی فرماتے۔ سائل کے سوال کو آپ نے حتی الامکان کبھی رد نہیں فرمایا جو کچھ پاس ہوتا۔ دریغ نہ فرماتے۔ ہر حاجتمند کی حاجت روائی کے لئے کمربستہ ہو جاتے اور جس طرح بن پڑتا اس کی امداد فرماتے۔ محتاجوں، بیکسوں مصیبت زدہ کے لئے خدا کے حضور دعائیں فرماتے اور آپ کا یہ فیض بلا امتیاز مذہب ملت جاری رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ گاؤں کے تمام لوگ کیا ہندو کیا مسلم یا سکھ آپ کی بے انتہا عزت و تعظیم کرتے تھے اور آپ کے اخلاق فاضلہ اور کریم النفسی کے معترف تھے۔ اور ان میں سے بعض ایسے بھی تھے کہ آپ کے انتقال پر ڈاڑھیں مار مار کر روتے تھے کہ ایسا شفیق انسان اب پیدا نہیں ہوگا۔

دوست نوازی

آپ اپنے ملنے والوں کو تقویٰ، طہارت، حقوق اللہ اور حقوق عباد اللہ کی نگہداشت کی تلقین فرماتے۔ کبھی کبھی سیالکوٹ میں جہاں مولوی محمد حسین صاحب اور آپ کے بعض دوسرے احباب رہتے تھے انکی ملاقات کے لئے تشریف لیجاتے اور حق دوستی ادا کرتے۔ شیعہ سنی سب آپ سے بخوشی ملتے اور آپ کو ایک بہت بڑا بزرگ سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک ایسی ہی مجلس میں جہاں شیعہ سنی سب موجود تھے۔ ایک شیعہ بزرگ نے بطریق مزاح آپ کو مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھیئے آپ کو بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ساتھ حضرت فاطمۃ الزہرا کی زیارت ہوئی۔ حضرت عائشہ کی زیارت نہیں ہوئی۔

پیری مریدی اور ریا سے نفرت

الغرض حضرت مسیح موعودؑ ایسے زاہد گوشہ نشین نہیں تھے کہ آپ نے مخلوق خدا کی خدمت کو فراموش کر دیا ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ تعلق باللہ کے ساتھ ساتھ ادائے حقوق عباد اللہ اور خدمت خلق بھی آپ کی زندگی کا ابتدا سے ایک ضروری جزو لازم تھا اور آپ کے یہی اخلاق عالیہ تھے جن کی وجہ سے دُور و نزدیک کے لوگوں کو آپ سے بڑی عقیدت ہو گئی اور آپ کی نیکی پارسائی اور آپ کے زہد و اتقا اور آپ کے مستجاب الدعوات ہونے کا لوگوں کو اس قدر یقین ہو گیا کہ بعض نے آپ سے شرف بیعت حاصل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور آپ سے درخواست بھی کی لیکن آپ نے انکار فرما دیا۔ اور جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو اس بارہ میں الہام نہ ہوا۔ آپ نے کسی سے بیعت نہ لی۔ یہ امر آپ کے کمال تقویٰ اور طہارت پر دلالت کرتا ہے۔ اگر آپ کو پیری مریدی کا شوق ہوتا۔ تو آپ لوگوں کی درخواست بیعت کو غنیمت سمجھتے اور بلا تامل سلسلہ بیعت شروع کر دیتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے نفس کیلئے کسی بڑائی کے خواہشمند نہ تھے بلکہ ہر حالت میں رضائے مولیٰ آپ کے مدنظر تھی۔ یہ امر منجملہ ان امور کے ہے جن سے آپ کی صداقت کا بین ثبوت ملتا ہے آپ کے دل کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ پیر بنیں۔ اور لوگ آپ کی بیعت کریں۔ آپ جس قدر عبادات بجا لا رہے تھے۔ اور زہد و اتقا جو آپ نے اختیار کیا ہوا تھا۔ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے تھا۔ فی الحقیقت آپ ایک نہایت مخلص عابد تھے۔ کہ ریا کا آپ میں ایک شائبہ بھی نہ تھا۔ آپ بہت بڑے زاہد تھے۔ کہ ایک تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنے نفس پر مقدم کر لیا تھا اور اس راستہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا

تقویٰ کا بلند ترین مقام

آپ بفضلہ اتقا کے انتہائی مقام پر فائز تھے جو ایک امتی کو بہ اتباع حضرت سید الاتقیا صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی اتقا اور خشیت اللہ کی تعلیم آپ ساری عمر خلق خدا کو دیتے رہے اور اپنی زندگی میں اس کے ایسے ایسے نمونے ظاہر کئے کہ آپ ایسے ہی اولیائے عظام کا حصہ ہے آپ کی تصانیف کو اٹھا کر دیکھو کس قدر تقویٰ خشیت اللہ کی تعلیم ان میں پائی جاتی ہے۔ علاوہ نثر کے عربی، فارسی اردو منظوم کلام میں جابجا خلق خدا کو آپ تقویٰ پر کاربند ہونے اور اللہ تعالیٰ سے ایک محکم اور پائیدار تعلق جوڑنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ پھر آپ کی زبانی تقاریر ہیں جن میں آپ نے تقویٰ پر ایسے ایسے نایاب موتی بکھیرے ہیں کہ دل سے بے اختیار مرحبا کی صدا بلند ہوتی ہے۔ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہو۔ آپ کا دل دولت اتقا سے مالا مال تھا۔ یہی دولت آپ دوسروں کو دینا چاہتے تھے۔ لیکن افسوس بہت کم تھے جنہوں نے اس دولت کی پرواہ کی۔ مہدی کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ وہ مال لٹائے گا اور کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ وہ مال یہی دولت تقوے ہے جس کے دریا حضرت مہدی نے بہا دیئے۔ لیکن اس سے سیراب ہونا بہت کم لوگوں کی قسمت میں تھا۔ مگر اس میں شک نہیں کہ جیسے کہ دنیا کا قاعدہ ہے۔ پیچھے آنے والے حسرت کے ساتھ روئیں گے کہ اے کاش ان کو اس مزکی و مطہر انسان کا زمانہ نصیب ہوتا اور وہ اس نور سے جو وہ لے کر آیا تھا حصہ لیتے۔ نعم ما قال المسیح الموعود ؎

امروز قوم من نہ شناسد مقام من

روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک سعید الفطرت ایک صحیح القلب انسان آپ کی عملی زندگی پر نظر ڈال کر اور آپ کی تقویٰ کی تعلیم کو دیکھ کر کبھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں نے کئی مخالفوں کے سامنے آپ کا کلام پیش کیا۔ ان کو طوعاً و کرہاً ماننا پڑا۔ کہ ایسے پاکیزہ خیالات کسی گندے دل سے نہیں نکل سکتے۔ خود ڈاکٹر عبد الحکیم خاں جو بہت بڑا معاند تھا۔ اس نے ایک دفعہ مجھ سے بیان کیا۔ کہ مرزا صاحب کی فلاں تقریر جو انہوں نے سالانہ جلسہ پر تقویٰ پر کی۔ پڑھ کر میں ششدر پیچ میں پڑ گیا مطلب یہ تھا کہ تقویٰ کی ایسی اعلےٰ تعلیم دینے والا مفتری کیونکر ہو سکتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ایک مفتری ایک کذاب خدا و رسول کے دشمن کو یہ سعادت، یہ دولت کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ وہ خود بھی نہایت اعلےٰ درجہ کی متقیانہ زندگی کا پابند ہو۔ جس کے ہزاروں انسان گواہ ہوں اور دوسروں کو بھی ایسے دردِ دل سے اتقا کی تعلیم دے اور نہ صرف تعلیم ہی دے بلکہ اتقا کی روح ان میں پھونک دے۔

آپ کے پاکیزہ کلام کا نمونہ

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:- ؎

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ ٭ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ ٭ خدا کا عشق مے ہے جام تقویٰ

مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ ٭ کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ

پھر اسی نظم میں ایک جگہ فرماتے ہیں:-

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے ٭ نہ یہ ہم سے کہ احسان خدا ہے

کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے ٭ کہ وہ حاصل ہو جو شرط لقا ہے

یہی آئینہ خالق نما ہے ٭ یہی اک جوہر سیف دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے ٭ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخر شانِ اولیا ہے ٭ بجز تقویٰ زیادہ ان میں کیا ہے

اسی طرح تقویٰ کی تعلیم دیتے ہوئے دنیا، ہوا و ہوس و ذلت سے رہ کش ہونے کی یوں نصیحت فرماتے ہیں ؎

کہاں تک حرص و شوق و مالِ فانی ٭ اٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی
کہاں تک جوش آمال و امانی ٭ یہ سوچو چھوڑ ہیں تم میں منانی
تو پھر کیونکر ملے وہ یار جانی ٭ کہاں غربال میں رہتا ہے پانی؟
کرو کچھ فکر مُلکِ جاودانی ٭ یہ ملک مال ہے جھوٹی کہانی
بسر کرتے ہو غفلت میں جوانی ٭ مگر دل میں یہی تم نے ہے ٹھانی
خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی ٭ ذرا سوچو یہی ہے زندگانی

اسی طرح ایک دوسری نظم میں آپ ارشاد فرماتے ہیں :-

رنگ تقوےٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوب تر
ہے یہی ایماں کا زیور ہے یہی دیں کا سنگار
نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں !!!
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا یہ سامانِ دمار
جس نے نفسِ دُوں کو ہمت کرکے زیر پا کیا
چیز کیا ہیں اس کے آگے رستم و اسفند یار
جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار
تلخ ہوتا ہے ثمر جب تک کہ ہو وہ ناتمام
اس طرح ایماں بھی ہے جب تک نہ ہو کامل پیار

یہ ایک دو نظموں میں سے مشتے نمونہ از خروارے چند اشعار ہیں۔ ورنہ شروع سے لیکر آپ کی تصانیف اور آپ کی تقاریر کو دیکھ جاؤ یہی تقویٰ کی تعلیم قدم قدم پر آپ کو ملے گی۔ یہ باتیں تصنع سے نہیں ہو سکتیں۔ جب تک دل کے اندر جوش نہ ہو۔ درد نہ ہو۔ اس طرح کی دردمندانہ نصائح زبان پر نہیں آسکتیں۔ تصنع اور بناوٹ دیر تک نہیں سکتا۔ جلد ہی پول کھل جاتا ہے اور حقیقت منکشف ہو جاتی ہے

آپ کی تعلیم اور عملی زندگی

حضرت مرزا کی یہ مخلصانہ نصائح جو آپ خلق خدا کو دیتے تھے محض قول ہی قال نہ تھیں بلکہ حال کی جیتی جاگتی تصویر تھیں۔ آپ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس آکر رہو۔ میرے حالات کو دیکھو۔ میری شب و روز کی زندگی پر گہری نظر ڈالو۔ میرے پاس ٹھہر کر میرے اعمال و افعال کی تنقید کرو۔ تم پر خود منکشف ہو جائیگا کہ میں دنیا کا کیڑا ہوں یا ایک صادق بندہ۔ اگر آپ کے اقوال و افعال میں تفاوت ہوتا اور آپ کا ذاتی عمل اس سے برعکس ہوتا جو آپ نصیحت فرماتے تھے۔ آپ ہرگز لوگوں کو اپنے پاس آکر رہنے اور اپنے حالات کا مطالعہ کرنے کی دعوت نہ دیتے۔ کیونکہ اس طرح سے آپ کا پول کھل جاتا اور پوست کندہ حالات معلوم ہو جاتے وہ لوگ جو سالہا سال آپ کے پاس رہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں تھے۔ بڑے بڑے فاضل اور عالم لوگ تھے۔ بڑے فہیم اور ذکی اور دین و دنیا کو خوب دیکھے ہوئے بزرگ تھے۔ انھوں نے آپ کے پاس رہ کر بڑی غائر نظروں سے آپ کے اعمال و افعال کی جانچ پڑتال کی اور آپ کے حالات کو خوب پرکھا۔ اور بالآخر وہ سب اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضرت مرزا حقیقت ایک نہایت صادق اور راستباز انسان ہیں جس کے دل کے اندر خدا اور اس کے رسول کے عشق کا دریا موجزن ہے۔

دشمن بھی عاشق زار بن گئے

...... بلکہ یہ عجیب بات ہے کہ جو لوگ آپ کے مخالف اور دشمن تھے اور جو آپ کے قتل کے ارادہ سے گئے۔ وہ بھی آپ کی پاک و صاف زندگی آپ کے زہد و اتقا، آپ کے تقویٰ و طہارت آپ کی جوشِ خدمتِ اسلام کو دیکھ کر آپ کے عاشق زار بن گئے۔ ایسے ہی بزرگوں میں سے ہماری جماعت میں ایک مولانا عمرالدین صاحب ہیں وہ خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ ان سے پوچھ لو۔ کیا وہ ایک سازش کے ماتحت حضرت مرزا صاحب کے قتل کے ارادہ سے قادیان نہیں گئے تھے۔ لیکن وہاں جاکر جب آپ نے اس سراپا اخلاق انسان فداہ ابی و امی کے حالات کو دیکھا۔ آپ کے اعمال و افعال پر نگاہ ڈالی۔ آپ کے اخلاق کریمانہ اوصافِ حسنہ کا ملاحظہ کیا تو انگشت بدندان رہ گئے۔ اور بصد عجز و نیاز آپ کی غلامی اختیار کرلی۔ کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ وہ جو آپ کی جان لینے کی غرض سے گیا تھا۔ خود دل و جان سے آپ پر قربان ہو گیا۔ ایسی مثالیں بہت سی ہیں۔ کہ لوگ بغض و عناد لے کر آپ کی خدمت میں گئے لیکن آپ کے پاس رہ کر تھوڑے ہی عرصہ میں وہ تمام بغض و عناد مبدل بہ محبت و خلوص ہو گیا۔

آپ کے متبعین کی قوت بیان

غرض آپ کے اتقا آپ کی عظیم القدر روحانی طاقتوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے۔ آپ کی صحبت میں رہنے والے آپ کے

انفاس قدسی کی برکت سے تقویٰ و طہارت کے بلند مقام پر پہنچے خدمت اسلام کے جوش سے تو کوئی دل ہی خالی رہا ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کے مریدوں میں سے ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جنہوں نے مقام ولایت کو حاصل کیا۔ خدا نے ان کو اپنا تقرب عطا فرمایا اور نعمتِ رویائے صالحہ و صادقہ سے سرفراز فرمایا۔ پھر ایک ایسا گروہ بھی آپ کے متبعین میں پیدا ہوا جس نے علوم دین میں ید طولےٰ حاصل کیا۔ اور وہ دنیا کے ہادی بنے۔ حضرت مرزا فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بشارت دی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ میرے متبعین کو حالتِ امیت سے نکال کر قوتِ بیان عطا فرمائے گا۔ بحمداللہ ایسا ہی ہوا آپ کے متبعین کو خدا نے ایسی قوت بیان عطا فرمائی کہ دنیا اس کی شاہد ہے۔ کیا یہ کچھ کم کرامت ہے۔ کہ آپ کے انفاس طیبہ کی بدولت امّی عالم بن گئے اور دنیا کے ہادی اور رہنما بنے۔ ان کے نام تاریخ عالم میں مہر و ماہ کی طرح ابدالآباد تک چمکیں گے۔ حق تو یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا نے ذروں کو آفتاب بنادیا۔ اسی سے ہی اندازہ لگا لیجیئے۔ کہ وہ خود کس عظیم الشان قدر و منزلت کا انسان تھا۔ اور کون دانا ہوگا۔ جو ایسی عظیم القدر ہستی سے تعلق پیدا کرنا اپنے لئے فخر و مباہات کا موجب نہ سمجھے۔

(باقی آیندہ)

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنیکے دن

(از منصور احمد صاحب وائیں)

قرآن مجید میں ایک واقعہ کفار کا یوں درج ہے۔ کہ ہمارے نبی کریم صلعم کو یہ لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ "ہم تجھ پر ایمان نہیں لائینگے یہاں تک۔ کہ تو آسمان کو جیسا کہا کرتا تھا ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہم پر گرا دے" یہ طنز تھی جو کفار ہمارے نبی کریم صلعم پر کیا کرتے تھے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ آج پھر ایسا زمانہ آگیا ہے۔ کہ لوگ خدا کے امام پر وہی طنز کرتے ہیں۔

مسیح موعود کا ایک الہام ہے

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

اس کی صداقت ہم لوگ گزشتہ کے زلزلہ میں دیکھ چکے ہیں اور ہزارہا بندگان خدا اس الہام کی صداقت پر ایمان لاچکے ہیں۔ لیکن مخالفین سلسلہ احمدیہ جہاں طرح طرح کے تمسخر سے کام لے کر (جو ہمیشہ کفار کا شیوہ رہا ہے) اپنی اخباروں میں اپنی ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہاں اس شعر پر بھی تمسخر کیا جاتا ہے چنانچہ "احسان" مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۳۶ء میں جناب "سند باد جہازی" فرماتے ہیں :-

"پھر بہار آئی۔ تعجب ہے۔ کہ مرزائیوں نے نظر بندوں کی رہائی کے واقع پر مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی چسپاں نہیں کی۔ حالانکہ ان نظر بندوں میں مولینا ظفر علی خاں بھی ہیں جن کی مرزائیوں کو پرانی یاد اللہ ہے قادیان کی "زنبیل عیاری" سے اور کوئی پیشگوئی نہ نکل سکے۔ تو فی الحال یہی کہہ کر جی خوش کر لینا چاہیئے کہ :-

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

اس کے علاوہ یہ مصرع بھی چسپاں ہو سکتا ہے۔

"پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن"

اگر کوئی پوچھے کہ "ثلج" سے کیا مراد ہے؟ تو بڑی آسانی سے کہا جاسکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا اشارہ "مولینا ظفر علی خاں" کی جانب ہے آخر مولینا ظفر علی خاں جنہوں نے مرزائیوں کے "آتشکدہ فارس" کو ٹھنڈا کردیا۔ "ثلج نہیں تو اور کیا ہے"؟

خدا بڑا غیور ہے۔ امام زمان علیہ السلام پر تمسخر کرنے والے اپنا کام کررہے ہیں۔ لیکن اس کی قدرت کاملہ بھی اپنا معجزہ دکھاتی ہے۔ منشی ظفر علی خاں صاحب تشریف لے آئے۔ آتے ہی پہلی تقریر میں "احمدیت" پر آتش زبانی کی "سند باد جہازی" اپنی "جہاز" بلڈنگ میں بیٹھے خوشیاں منا رہے تھے۔ اور اپنے زعم میں احمدیوں کو "البرز شکن گرز" لگا چکے تھے۔ لیکن آسمان پر ایک شور ہوا۔ تمام لاہور نے سنا۔ آسمانی آواز پکار پکار کر کہہ رہی تھی ؎

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

چند لمحے گزرے ہونگے۔ کہ شدید ژالہ باری شروع ہوگئی ایک قیامت تھی جس سے قلوب ہل گئے۔ آسمان سے دوسری آواز آئی ؎

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن

ایک تازیانہ عبرت ہے ان کے لئے جو اسے سمجھیں اور نصیحت پکڑیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

خدا کے کام اسی طرح ہوتے ہیں۔ اے کاش یہ لوگ دشمنی اور تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر حق اور صداقت کو قبول کریں۔

جناب میاں صاحب کا تازہ ارشاد

"ڈھائی بوٹیاں تے فتو باغباں" کا طعنہ

(از شبیر محمد صاحب اختر)

حضرت میاں صاحب کا خطبہ جن "حقائق" و "معارف" کا مرقع ہوتا ہے وہ ناظرین پیغام صلح سے پوشیدہ نہیں۔ جناب میاں صاحب نے جلسہ سالانہ کے اختتام پر منتظمین کو ایک خطبہ دیا۔ تمام انتظامات پر ریویو کرتے ہوئے جلسہ سالانہ کی کاروائی کی اشاعت کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

"رپورٹ میں جلسہ سالانہ کی کاروائی کی اشاعت کے کام کی بھی کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے۔ میں چونکہ اخبارات کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ اس لئے جہاں تک مجھے معلوم ہے صرف "سٹیٹسمین" نے ہمارے جلسہ کی کاروائی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور اخبار نے ذکر نہیں کیا پس میں نہیں سمجھ سکتا۔ اس سلسلہ میں کونسا خاص کارنامہ سرانجام دیا گیا ہے۔" (الفضل ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء)

یہ تو شعبہ اشاعت کا کام ہے۔ اب میاں صاحب کی نگاہ ایک ایسی چیز پر پڑی جسے دیکھ کر وہ رہ نہ سکے۔ وہ غیر مبائعین کے جلسوں کی کاروائی تھی جو اخبارات نے شائع کر دی۔ اس کی اشاعت "غیر مبائعین" کارکنوں کی مستعدی اور ان کے فرض کی ادائیگی کا ثبوت تھا جس کو دیکھ کر حضور نے اپنے کارکنوں کو یوں فرمایا:۔

"اس کے مقابلہ میں غیر مبائعین کے جلسہ کی رپورٹیں اخبارات میں ہمیشہ شائع ہوتی رہتی ہیں۔ مثل مشہور ہے "ڈھائی بوٹیاں تے فتو باغباں"۔ وہی حالت ان کی ہے مگر ان کے جلسہ کے حالات تو اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے جلسہ کی کاروائی جس میں اتنی کثیر تعداد میں لوگ شامل ہوتے ہیں سوائے سٹیٹسمین کے اور کسی اخبار میں شائع نہیں ہوئی۔"

(الفضل مورخہ ۲۲ فروری)

میاں صاحب کے دربار خلافت سے ہم "غیر مبائعین" کو بڑے بڑے خطابات ملا کرتے ہیں لیکن امسال نیا خطاب ملا ہے۔ جسے ہم بصد شکریہ قبول کرتے ہیں ؎

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

لیکن ذرا قرآن مجید کو دیکھیں وہ کیا فرماتا ہے۔ کم من فئة ... الخ "کثرت" کو قائم رکھنے کے لئے یوں ارشاد ہوتا ہے:۔

"میرے نزدیک ضلع گورداسپور کی جماعتیں نہایت ہی اہم ہیں اور اگر ہم ان کو مضبوط کریں اور ان جماعتوں کو بڑھانے کی کوشش کریں تو علاوہ مذہبی فوقیت کے سیاسی اور اقتصادی فوقیت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور ہماری آواز اتنی طاقت پکڑ لیتی ہے کہ حکومت اور ملک اس آواز کو نظرانداز نہیں کرسکتا۔" (الفضل ص ۶ ۲۲ فروری ۱۹۳۶ء)

آخر اس جمعیت کا کیا فائدہ؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن اشاعت و تبلیغ دین تھا نہ کہ سیاسی جماعتیں بنانا۔ حضور نے اپنا مشن "لیظہرہ علی الدین کلہ" بتایا۔ لیکن آج محمودی بھائیوں کی احمدیت کیا ہے۔ "ہماری آواز اتنی طاقت پکڑ لیتی ہے کہ حکومت اور ملک اس آواز کو نظرانداز نہیں کرسکتا"۔ لیکن خدارا ذرا ان لوگوں کو تو دیکھو۔ جنہیں حقارت سے آپ "ڈھائی بوٹیاں تے فتو باغباں" کہتے ہیں۔ ان کا مشن کیا ہے اس کی شہادت دوسروں کے منہ سے سنو:۔

"ہم نے سردست یوپی میں ایک مشن اچھوتوں کے اندر کام کرنے کے لئے قائم کردیا ہے جس کے انچارج مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی ہوں گے اور ان کے ساتھ میاں شبیر احمد صاحب ایم۔ اے کام کریں گے۔ یہ دونوں انشاءاللہ پرسوں اتوار کے روز فرنٹیر میل سے روانہ ہو جائیں گے۔ اس مشن کے ذریعہ کوشش کی جائے گی کہ اچھوتوں کے مرکز میں بیٹھ کر حالات کا مطالعہ کیا جائے اور مفید لٹریچر مختلف زبانوں میں تیار کر کے ان میں تقسیم کیا جائے۔ تاکہ ان تک اسلام کا پیغام تو پہنچ جائے اور کل ہمیں دوسری دنیا میں خدا اور رسول کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔" (پیغام صلح)

ہمارے ندوہ اور دیوبند الٰہیات (کانپور) اور تبلیغ اسلام (انبالہ) فرنگی محل اور جمعیۃ العلماء دارالمصنفین (لکھنؤ) اور حمایت اسلام (لاہور) کے اہل حل و عقد سو رہے ہیں؟ یہ دیکھ رہے ہیں؟ لاہوری کیسے ہی ہوں۔ اس سے بحث نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اشاعت کی جو دھن انہیں لگی ہے۔ کاش وہ ہمارے اندر ہوتی۔" (صدق)

یہ جلسہ سالانہ پر کیا کرتے ہیں؟ یوپی میں ایک نیا مشن کھولا گیا ہے "ان کا باغبان" جس چیز کے غم میں گھلا جا رہا ہے وہ صرف خدمت اسلام ہے۔

یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ اپنی بڑائی کی فکر۔ ہرگز نہیں۔ کیا یہ لوگ خلیفہ کے وقار کی خاطر ہزاروں روپیہ ضائع کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ان کا روپیہ کہاں لگ رہا ہے؟ صرف اشاعت اسلام پر اور حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام کے مشن پر۔ ان لوگوں کی توجہ سوائے تبلیغ اسلام کے اور کسی طرف نہیں ہوتی۔ لیکن اس پر بھی ہمیں یہ طعنہ دیا جاتا ہے۔ کہ "ڈھائی بوٹیاں نکلے فتو باغبان"۔ چند غیر مبائعین کس قدر حقارت آمیز الفاظ ہیں جو دی کھائی ہمیں تعداد ت محمود کا طعنہ دیا کرتے ہیں۔ لیکن ان کی نگاہ ان الفاظ پر شاید کبھی نہیں پڑتی یا شاید بقول ایک قادیانی بزرگ کے ان کی آنکھیں غلطی کرتی ہوں گی۔

اشاعت اسلام کا کام ذرا ملاحظہ فرمائیں۔ گرداسپور کی ایک جماعت کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک دفعہ میں نے فوج میں داخل ہونے کی تحریک کی۔ تو اس جماعت نے ستر رنگروٹ دیئے جو جماعت ستر رنگروٹ دے سکتی ہے۔ اس کے متعلق اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کتنی بڑی جماعت ہے"۔

(الفضل ۲۲ فروری ۳۶ء)

حضرت اقدس نے جماعتیں اشاعت اسلام کے متبرک کام کے لئے تیار کیں۔ لیکن قادیان کے "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ" کا معیار رنگروٹ لینے پر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زندہ معجزہ ہم نے یہ دیکھا کہ حضور نے اپنے وابستگان دامن کو پیر پرستی کی لعنت سے نجات دلا کر ان میں ایک اعلیٰ جذبہ پیدا کیا جس کے لئے اسلام دنیا میں آیا تھا۔ لیکن پیر پرستی کا نظارہ ذرا میاں صاحب کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ کریں:

بعض باتوں میں لجنہ کا کام مردوں کی نسبت زیادہ سمجھ اور عقل کا ہوتا ہے۔ مثلاً گھر میں پہرہ کے متعلق پہلے میں لجنہ کے کام کی حکمت نہیں سمجھا تھا اور میں نے خیال کیا کہ یہ عجیب سی بات ہے کہ ایک مرد کا عورتیں پہرہ دیں لیکن انہوں نے بتایا کہ اگر کوئی مرد برقعہ پہن کر عورتوں میں آ جائے تو آپ اس کا برقعہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن ہم عورتیں اس کا پتہ لگا سکتی ہیں۔ تب میں سمجھا کہ انہوں نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا"

(الفضل ۲۲ فروری ۳۶ء)

اب ذرا لجنہ اور کور کے پہروں کا فرق دیکھئے۔ فرماتے ہیں:۔

"مگر ایک بات میں تو میں نے ان کا انتظام مردوں سے بھی اچھا دیکھا۔ جب میں باہر نکلتا ہوں تو پہرہ والے مجھے اس طرح گھیر لیتے ہیں کہ یہ پتہ نہیں لگتا۔ کوئی کس کام کے لئے جا رہا ہے۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی قیدی ہے جسے عدالت سے جیل خانہ میں لے جایا جا رہا ہے۔ لیکن عورتوں میں مجھے یہ محسوس ہی نہیں ہوا کہ میں کسی پابندی کے نیچے ہوں۔ جو عورتیں پہرہ کے لئے مقرر تھیں۔ وہ ہمیشہ مجھ سے بیس تیس قدم کے فاصلے پر رہتیں۔ اور ایسی خاموشی سے رہتیں کہ ایک دو دفعہ تو مجھے خیال ہوا کہ شاید ان کا انتظام ٹوٹ گیا۔ لیکن پھر معلوم ہوا کہ ایک عورت دور کھڑی تھی جو پہرہ کا نظام انتظام دیکھ رہی تھی۔ یہ اس خوبی کا انتظام تھا کہ میں سمجھتا ہوں مردوں سے بھی اچھا تھا"

(الفضل ۲۲ فروری ۳۶ء)

ہم بیچارے "غیر مبائعین" بھلا ان نظاروں کا تصور تک بھی لا سکتے کیا ہمیں۔ ہمارے ہاں یہ بات مفقود ہے۔ ہمارا امیر جماعت سالانہ جلسہ سالانہ میں معروف کار رہا۔ سٹیج پر جہاں اور لوگ بیٹھے تھے وہاں وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھا تھا۔ لیکن کس اطمینان سے چند غیر مبائعین سامنے تھے اور وہ ان میں سے ایک تھا۔ ان کا بھائی، ان کا دوست ایک ایک سے مل رہا تھا اور اسلامی بے تکلفی سے۔

ڈنمارک کے زمیندار

پنجاب کے زراعت پیشہ لوگوں کیلئے سبق

(ایک نامہ نگار کے قلم سے)

بار بار سننے میں آتا ہے کہ پنجاب میں دیہاتی زندگی کی موجودہ حالت کو بہتر بنانے کے لئے بیش، زمین، خوراک، زیادہ بھرپور فصلوں اور زیادہ روپیہ کی ضرورت ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ ڈنمارک نہایت ہی غریب ملک تھا۔ لیکن اب وہاں کے لوگ بہت خوشحال ہیں اس کی موجودہ خوشحالی کا راز محض اس امر میں مضمر نہیں کہ اس نے اپنے خوراک کے ذرائع میں اضافہ کرنے کی طرف توجہ کی۔ ڈنمارک نے تین اصول اختیار کئے۔ امداد باہمی تعلیم اور قوانین کا نفاذ۔ تعلیم کی نوعیت ٹیکنیکل نہیں تھی۔ بلکہ اس سے پہلے یہ مقصود تھا۔ کہ لوگوں میں نصب العین قائم کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے جس سے ان میں حقیقی انسانیت پیدا ہو۔ اس خیال کی تکمیل مشہور و معروف ڈینش ہائی سکول کے قیام سے ہوئی۔ جہاں مادہ پرستی کے اصول کو ٹھکرا دیا گیا مذکورہ بالا ہائی سکول کے منتظمین کو یقین ہے۔ کہ نوجوان دیہاتی لڑکوں کو خواہ سوسائٹی میں ان کی کیسی ہی کم حیثیت کیوں نہ ہو۔ باعزت اور نیک معاش شہری بنایا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ آوارہ ہو جائیں گے۔ سکول مذکور کے ایک مدرس نے اس کے اغراض و مقاصد کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محض کھانے اور پینے کے لئے زندگی بسر کرنے سے کوئی اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی ایک معمولی آدمی کی زندگی گذارنے سے جو ایک دن غائب ہو جائے گا۔ اور اپنے پیچھے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑ جائے گا جس کی کچھ قدر و قیمت ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود ہملیٹ کا فقرہ دوہرا رہا ہے۔ وہ آدمی کیا ہے جس کا زندگی میں مقصد محض کھانا پینا اور سونا ہو۔ ایک حیوان بس اس سے زیادہ نہیں۔ سر ہوریس پلنکیٹ جنہوں نے آئرلینڈ میں زراعت کی اصلاح کے متعلق بہت مفید کام کیا ہے اور جو ٹیکنیکل تعلیم کے ماہر ہیں رقمطراز ہیں۔ کہ میرا ایک دوست جو زراعت کے لئے حکومت کی طرف سے امداد کے متعلق ڈنمارک کے نظام کا مطالعہ کر رہا تھا۔ کاشتکاروں کی انجمنوں کی کارگزاری دیکھکر حیران و ششدر رہ گیا۔ نہ صرف مکھن کی تیاری میں بلکہ اس سے کہیں زیادہ اور وقت طلب معاملہ میں یعنی بڑے بڑے کارخانوں میں جو ہر قسم کی جدید مشینری اور ساز و سامان سے آراستہ ہیں نہایت سائنٹیفک پیمانہ پر گوشت تیار کیا جاتا ہے۔ پہلے وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ کاشتکاروں کی انجمنوں کی اس اعلےٰ ٹیکنیکل صنعت میں کامیابی کی شاید یہ وجہ ہے کہ وہاں ٹیکنیکل تعلیم کا طریق نہایت مکمل ہے۔ لیکن بہت جلد اسے دوسری وجہ معلوم ہو گئی۔ جبکہ ڈنمارک کے ایک ماہر تعلیم و زراعت نے اسے بتایا کہ "یہ ٹیکنیکل تعلیم کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کی وجہ انسانیت پروری ہے"۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ تمام تعلیم ایک واحد عمل ہے۔ اور اصلی ٹیکنیکل تعلیم بھی کسی اور قسم کی تعلیم کی طرح ذہنی اور روحانی ترقی سے وابستہ ہے۔ ٹیکنیکل تعلیم کارخانوں اور دارالتجارت میں کام کرنے تک محدود نہیں۔ اس میں اور کئی امور شامل ہیں۔ اور ایک ایسی تعلیم جو محض مادیت پرمبنی ہو اور جس کا مقصد صرف نفع اٹھانا ہو بہترین نتائج پیدا نہیں کرسکتی۔ خواہ اس کا تعلق عوام سے ہو۔ خواہ رہنماؤں سے ایسی محدود تعلیم کے نقائص ایک فرد کے لئے کافی بڑے ہیں۔ لیکن ایک قوم کے لئے تو وہ تباہ کن ثابت ہوں گے۔

گرنڈوگ جو نواب ہائی سکولوں کا بہت بڑا محرک ہے۔ اس تعلیم کے بالکل خلاف ہے جس کا مقصد محض مادہ پرستی ہو اور اسے روحانی اغراض سے کوئی تعلق نہ ہو۔ وہ کہتا ہے کہ بحیثیت ایک شہری کے میری سب سے زبردست خواہش یہ ہے کہ ایک ایسا ڈینش ہائی سکول بہت جلد یہاں تک کہ کل کی بجائے آج ہی کھل جائے۔ جس میں ملک کے تمام لڑکے تعلیم حاصل کرسکیں۔ جہاں انہیں صرف عام انسانی فطرت اور زندگی کے مطالعہ کے لئے نہیں بلکہ خود اپنے آپ کو جاننے کے لئے آسانی سے موقع مل سکے اور جہاں جملہ شہری تعلقات کے معاملہ میں ان کی رہنمائی کی جائے اور وہ ہر لحاظ سے اپنے ملک کی ضروریات سے واقف ہو جائیں جہاں ان کی روزمرہ زندگی اور حب الوطنی قومی تقریروں اور رنگا رنگی معلومات سے اثر انداز ہو۔ جہاں وہ ایک دوسرے سے رابطہ اتحاد پیدا کریں۔ اور جہاں وفاداری اور اخلاص صلح اور اتفاق معصوم مسرت لطف اور خوشی کا دور دورہ ہو"۔

معلم کے متعلق اس کی یہ خواہش تھی کہ وہ

(۱) ایک ایسا شخص ہو۔ جسے اپنی مادری زبان پر کامل عبور ہو وہ زبان نہیں جو صرف کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ جو عوام اپنی روزمرہ گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔ جو اپنے طلبا کو جو کچھ وہ سنیں۔ اسے اچھی طرح سمجھنے باقاعدہ طور پر سوچنے اور اپنے خیالات اور معلومات کو واضح طور پر ظاہر کرنے میں مدد دے

(۲) ایک ایسا شخص جسے اپنے ملک کی تاریخ سے واقفیت اور محبت ہو۔ اور جو اسے نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کرسکے

(۳) ایک ایسا شخص جو اپنے ملک کے حالات، اس کے کاروباری اور تجارتی کاموں اور دولت کے ذرائع کو باقاعدہ طور پر بیان کرسکے۔ اور

(۴) مناسب ہوگا۔ کہ اگر کوئی ماہر اپنے طلبا کو ملک کے آئین و قوانین کے متعلق صحیح اور عملی تعلیم دے۔

وہ اشخاص جن کا مقصد محض یہ ہے کہ لوگ اپنا پیٹ بھر لیں۔ ملک کی حالت کو کبھی بہتر نہیں بنا سکتے۔ اپنی اصلاح آپ کرنے کا سرچشمہ مادہ پرستی نہیں بلکہ روحانیت ہے اور وقت آگیا ہے کہ جو لوگ پنجاب میں ترقی کے خواہاں ہیں۔ وہ اس بات کو اچھی طرح محسوس کرلیں ✦

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— گزشتہ ہفتہ جو ترکی اخبارات موصول ہوئے ہیں۔ ان میں جناب فیض اللہ خاں وزیر خارجہ افغانستان کے سفر ترکی کے بعض دلچسپ تفصیلات درج ہیں۔ وزیر موصوف نے دس روز انگورہ میں قیام کیا۔ یہاں ان کی بیحد عزت و تکریم کی گئی۔ آپ نے غازی مصطفےٰ کمال و دیگر ارکان سلطنت سے اہم ملاقاتیں کیں۔

—— انگورہ کے قیام کے بعد آپ استنبول پہنچے۔ یہاں بھی ان کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا۔ حکومت اور قوم دونوں نے بیحد تعظیم و تکریم کی۔

—— استنبول میں آپ نے نمائندگان جرائد کو بیان دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں حکومت ترکی، اتاترک، جنرل عصمت پاشا و دیگر وزرائے حکومت کا اس درجہ ممنون ہوں کہ شکریہ ادا کرنے سے نہ صرف ترکی زبان ہی بلکہ فارسی زبان میں بھی جو میری مادری زبان ہے عاجز ہوں۔

—— اس سوال کے جواب میں کہ حکومت ترکی، افغانستان، عراق اور ایران کا معاہدہ کب اور کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ کہ چاروں حکومتوں کے درمیان معاہدہ کے متعلق گفت و شنید مکمل ہو چکی ہے۔ لیکن ابھی یہ نہیں بتایا جا سکتا۔ کہ معاہدہ کب اور کہاں ہوگا لیکن یہ معاہدہ ضرور منعقد ہوگا۔

—— ایران اور روس کے تعلقات کی نسبت آپ نے فرمایا۔ کہ افغانستان کے ان دونوں ہمسایہ سلطنتوں سے اچھے تعلقات ہیں۔ اور کسی جدید معاہدہ کی ضرورت نہیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ ایرانی اور افغانی سرحد کے مسئلہ میں ترکی کو حکم بنایا گیا تھا۔ جنرل فخر الدین نے اس کا فیصلہ فرما دیا۔ اب ایران و افغانستان میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس معاملہ میں ہم حکومت ترکیہ کے شکر گذار ہیں۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت افغانستان ہر شعبہ میں ترکی ماہرین فن سے امداد لے رہی ہے۔ چنانچہ وزیر موصوف نے بھی اس سفر میں متعدد ماہرین فنون سے ملاقات کی۔

—— لندن ۲۸ فروری معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانیہ اور مصر کے درمیان معاہدہ [illegible] کرنے کے لئے برطانوی نمائندے سر مائلز لیمپسن [illegible] مصر کی نئی [illegible] میں شریک جلسہ ہوں گے۔ جو ۲ مارچ کو منعقد [illegible]

—— [illegible] معلوم ہوا ہے کہ اناطولیہ کے ان مشائخ نے جنکی جاگیریں حکومت ترکی نے ضبط کی تھیں حکومت کے خلاف ایک خفیہ سازش کی۔ ان کے [illegible] سے مریدوں [illegible] تھے۔ انہوں نے ان فوجیوں کو ورغلایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] اناطولین رجمنٹ نے بغاوت کر دی۔ اس پر رجمنٹ کے ہتھیار [illegible] لئے گئے اور تمام مشائخ کو گرفتار کر کے انقرہ بھیج دیا گیا۔

—— بیان کیا جاتا ہے۔ اس بغاوت کا مقصد از سر نو مذہبی کو رائج کرنا تھا۔ ایک ایرانی الاصل [illegible] اس بغاوت کا سرغنہ ہے۔ اس نے اعلان شائع کیا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلعم کو دیکھا۔ آپ نے حکم دیا کہ جو مصیبت [illegible] اور ممالک اسلامیہ میں جو بے دینی پھیلی گئی ہے اس کو رفع کرو قرآن کو جو خدا نے تبرک عربی زبان میں نازل فرمایا اسے لوگ ترکی اور ایرانی زبان میں پڑھتے ہیں اور وہ کفار کے رسم الخط میں لکھا جانے لگا ہے۔ [illegible] حکومت نے بند کر دیا۔ جب یہ اعلان فوج میں پہنچا تو اس کا نتیجہ مذکورہ بالا صورت میں نکلا لیکن یقین کیا جاتا ہے کہ حکومت ترکی اس شورش

ہندوستان

لاہور ۲۸ فروری حکومت پنجاب نے احکام جاری کر دئے ہیں کہ شہید گنج تحریک کے سلسلہ میں جو اشخاص سزایاب ہو چکے ہیں۔ یا جن کے خلاف مقدمات زیر سماعت ہیں۔ ان سب کو رہا کر دیا جائے (بشرطیکہ انہوں نے اشخاص و املاک کے ساتھ تشدد کرنے کا جرم نہ کیا ہو) اور اخبارات کی ضمانتیں واپس کر دی جائیں۔

—— لاہور ۲۸ فروری آج شاہی مسجد میں بعد نماز جمعہ ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں مسٹر جناح و دیگر چند حضرات نے مسئلہ شہید گنج کے متعلق تقریریں کیں مسٹر جناح نے فرمایا کہ "میرے خیال میں فی الحال سول نافرمانی کو فی العور بند کر دینا چاہئیے" اور مسجد . . . کے حصول کے لئے آئینی جد وجہد کرنی چاہئیے۔ میں سکھوں سے گفت و شنید شروع کر دی ہے۔ اور امید کرتا ہوں کہ مسئلہ باعزت تصفیہ ہو جائے گا۔

—— پشاور ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء میں صوبہ سرحد میں ۵۸۷ قتل کی وارداتیں ہوئیں بمقابلہ ۱۹۳۴ء میں ۴۹۸ حادثات قتل وقوع پذیر ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ دیگر جرائم میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

—— ۲۸ فروری کی شب کو ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب مع لیڈی ایمرسن دہلی روانہ ہوئے۔ اور یکم مارچ کی صبح کو واپس لاہور آ گئے۔ اس سفر کا مقصد ہز ایکسیلنسی والیسرائے اور لیڈی ولنگڈن کی ملاقات اور ان کو الوداع کہنا تھا۔

—— لاہور ۲۹ فروری مسٹر جناح مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لئے دہلی تشریف لے گئے ہیں۔ تنازعہ شہید گنج کے سلسلہ میں ابھی تک سکھوں سے باقاعدہ گفت و شنید شروع نہیں ہوئی۔ اس لئے امید ہے مسٹر موصوف لیگ کے اجلاس سے فارغ ہو کر دوبارہ لاہور آ ئیں گے۔ (واپس تشریف لے آئے)

—— نئی دہلی ۲۸ فروری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ وائسرائے اور کاونٹس آف ولنگڈن ۱۵ اپریل کو دہلی سے روانہ ہو کر ۱۶ اپریل کو بمبئی پہنچیں گے۔ نئی دہلی سے رخصت پبلک ہوگی لیکن بمبئی میں ورود پرائیویٹ ہوگا۔ ۱۸ اپریل کو آپ انگلستان روانہ ہو جائیں گے۔

—— جدید والیسرائے مارکوئیس آف لنلتھگو ۱۷ اپریل کو وارد بمبئی ہوں گے۔ اور ۱۸ اپریل کو دہلی پہنچیں گے۔ بمبئی سے روانگی پرائیویٹ ہوگی۔ مگر دہلی میں آمد پبلک ہوگی۔ ۱۸ اپریل کو آپ سے والیسرائے ہند کی حیثیت سے حلف وفاداری لیا جائیگا

—— دہلی میں اسمبلی کا اجلاس جاری ہے۔ ۲۸ فروری کو اسمبلی میں ۳۷-۱۹۳۶ء کے لئے بجٹ پیش کر دیا گیا ہے۔

—— اس بجٹ میں دو ہزار روپے تک کی سالانہ آمدنی پر انکم ٹیکس منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اور انکم ٹیکس کے بوجھ کو نصف کر دیا گیا ہے۔ ڈاک کے محصول میں رعایت کی گئی ہے۔ ایک آنے والے لفافہ کا وزن آدھ تولہ کی بجائے ایک تولہ کر دیا جائیگا۔ اس کے بعد ہر زائد تولہ پر دو پیسے لگائے جا سکیں گے۔

—— لاہور میں پنجاب کونسل کا اجلاس بھی جاری ہے۔ ۲۸ فروری کو ایک ممبر چوہدری کیسر سنگھ (ضلع گورداسپور) کے انتقال کی وجہ سے اجلاس ایک روز کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

ممالک خارجہ

—— ٹوکیو ۲۷ فروری۔ سرکاری افواج اگرچہ ٹوکیو پہنچ گئی ہیں۔ مگر اس نے باغی فوجیوں کو ان مقامات سے خارج کرنے کے لئے ابھی تک کوئی اقدام نہیں کیا۔ جہاں وہ قبضہ کئے ہوئے ہیں۔

—— باغیوں نے اپنے جو اغراض و مقاصد شائع کئے ہیں۔ ان میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ ملک کو اوڑھے سیاسی لیڈروں اور فوج کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے والے مدبروں سے جو ملک کے زوال کا باعث ہیں۔ پاک کرنا چاہتے ہیں۔

—— اخبارات پر ابھی تک سنسر موجود ہے۔ لیکن یہ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ شورش صرف ٹوکیو تک محدود ہے۔ باقی ملک میں امن و سکون ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ باغیوں کے ہاتھوں ۸۰ عمر رسیدہ مدبر ہلاک ہو چکے ہیں۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ باغی شہنشاہ کے نہایت وفادار ہیں اور اس کا بے حد احترام کرتے ہیں یہ بغاوت صرف موجودہ حکمت عملی کے خلاف ہے جس میں فوج کو مدبروں کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔

—— ٹوکیو ۲۷ فروری مسٹر کوٹو قائم مقام وزیر اعظم نے دوسرے وزرا کی معیت میں استعفےٰ دے دیا ہے

—— ٹوکیو ۲۸ فروری رائٹر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ باغی فوجوں نے بارکوں میں واپس چلے جانے کے متعلق حکومت کے ارباب حل و عقد کے مشورہ کو منظور کر لیا ہے۔

—— جنیوا ۲۸ فروری پنڈت جواہر لال نہرو کی اہلیہ محترمہ مسز کملا نہرو آج صبح پانچ بجے وفات پا گئیں۔

—— ماسکو ۲۸ فروری مشہور روسی ماہر نفسیات پولف کا ۸۶ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔

—— روما ۲۸ فروری سمالی لینڈ اور ایریٹیریا کے محاذوں پر فضائی سرگرمیاں بڑے زور سے جاری ہیں۔ ایریٹیریا میں اطالوی طیاروں کو روکنے کے لئے حبشیوں نے طیارہ شکن توپیں نصب کرنا شروع کر دی ہیں۔

—— پیرس ۲۷ فروری آج صبح مجلس وزرا کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ اطالیہ پر تعزیرات کے اطلاق کے متعلق فرانس کا طرز عمل حسب سابق رہیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ فرانس متحدہ اور اجتماعی اقدام کی حمایت کریگا۔

—— لنڈن ۲۷ فروری۔ اطالیہ نے لنڈن کے مجوزہ بحری معاہدہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

—— ٹوکیو ۲۹ فروری۔ اب دہشت و خوف کا خاتمہ ہو گیا ہے اور شہر میں پھر سے کاروبار شروع ہو گیا ہے سینما اور تھیٹر کھل گئے ہیں جو فوجی سرکاری دفاتر کی حفاظت کر رہے تھے۔ وہ ہٹا لئے گئے ہیں لیکن اسلحہ بارود کی تجارت ممنوع قرار دی گئی ہے۔ اخبارات و دیگر مطبوعات کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔

—— ٹوکیو ۲۷ فروری روس کے سیاسی حلقوں کی رائے ہے کہ اگر جاپان پر فوجی جماعت قابض رہی تو دوسرے علاقوں کے جاپانی مشرق بعید میں حملے شروع کر دینگے یا ہر دو جماعتیں آپس میں لڑ کر تباہ و برباد ہو جائینگی اور اس طرح جاپان کی طاقت کمزور ہو جائیگی

—— جاپانی بغاوت کی خبروں سے پیرس کے حلقوں میں بھی اضطراب پیدا ہو گیا ہے فرانسیسی اخبارات پیشگوئیاں کر رہے ہیں کہ مشرق بعید کے امن و امان کی تباہی کا سامان پیدا ہو گیا ہے عنقریب روس جاپان [illegible]

یعقوب بیگ نمبر کا مقصدِ اشاعت

موجودہ زمانہ میں دنیا کی مختلف جماعتیں اور قومیں اپنے اکابر کی وفات پر اخبارات و رسائل کے خاص نمبر شایع کرتی ہیں جن کا مقصد وفات پانے والے بزرگ کی یاد تازہ رکھنا اور اس کو خراجِ تحسین وعقیدت پیش کرنا ہوتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جماعتِ احمدیہ لاہور کے ایک رکن اعظم ہونے کے علاوہ پنجاب کے ممتاز مسلم اکابر میں سے تھے۔ نامناسب نہ ہوگا اگر عام قاعدہ کے مطابق ہی ان کی یاد میں خاص نمبر شایع کیا جاتا۔ لیکن "یعقوب بیگ" نمبر کے نام سے یہ جو اوراق آپکی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں۔ اُن کا مقصد اس سے بہت بلند ہے۔ حضرت مرحوم اعمالِ حسنہ کا اندوختہ کثیر لئے ہوئے اپنے مولا کے پاس چلے گئے۔ اب انہیں دنیا کے لوگوں کی تعریف و توصیف و عقیدت کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ مردِ خدا تو اپنی زندگی میں بھی ہمیشہ ان چیزوں سے بے نیاز رہا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس کے مدِ نظر رہتی تھی۔

اس نمبر کی اشاعت کا مقصدِ وحید یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والوں میں حضرتِ مرحوم کی تقلید کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ بھی اپنی زندگی کو اس قالب میں ڈھالیں۔ حضرت مرحوم کی زندگی کا خلاصہ خدا پرستی۔ نیکی اور خدمتِ خلق ہے۔ وہ اوّل درجے کے خدا پرست انسان تھے۔ اُن کی زندگی کے ہر ایک پہلو سے اس کا اظہار ہوتا تھا۔ وہ ساری عمر خدا کے نام اور اس کے دین کو بلند کرنے کیلئے مردانہ وار جدوجہد کرتے رہے۔ وہ ہر وقت یادِ خدا یا خلقِ خدا کی بھلائی میں مصروف رہتے تھے۔ اُن کی زندگی نیکی کے لئے وقف تھی۔ وہ اس قدر نیک تھے کہ بُرائی کا تصور بھی کبھی اُن کے قریب نہ آیا۔ انہوں نے ہر ایک دوست دشمن کے ساتھ نیک برتاؤ کیا۔ عقائد و آرا کے شدید اختلاف کے باوجود آج دنیا میں ایک شخص بھی ایسا موجود نہیں جس کے دل میں اُن کی طرف سے ذرہ بھر ملال ہو۔ حضرتِ مرحوم انتہا درجہ کے راستباز انسان تھے۔ حق گوئی اور حق کی حمایت آخری دم تک اُن کا شیوہ رہا۔ ان تمام باتوں کی تفصیل آیندہ اوراق میں آپ کے مطالعہ سے گذرے گی۔ ہماری ہر ایک بہن بھائی سے درخواست ہے کہ وہ ان اوراق سے بہتر سے بہتر سبق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

کامیاب زندگی کے متعلق دنیا میں مختلف نظریے ہیں۔ لیکن حقیقی کامیاب زندگی یہی ہے۔ کہ انسان دنیا میں اعمالِ حسنہ کرے۔ خدا پرستی۔ نیکی۔ سچائی اور خدمتِ خلق کو اپنا شعار بنائے۔ اور جب دنیا سے رخصت ہو۔ تو حسرت و یاس کی بجائے اطمینان و اُمید سے اس کا دل بھرپور ہو۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی زندگی اس لحاظ سے ایک اعلیٰ درجے کی کامیاب زندگی ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگی کو اس طریق پر کامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(مدیر)

راضی ہیں ہم رضا پہ تری کردگار آج

حضرت مرزا صاحب مرحوم کی یاد میں چند آنسو

(از جناب مولوی مرتضٰے خاں صاحب حسؔن - مانگرول)

کیوں ہو رہی ہیں آنکھیں مری اشکبار آج
کیوں سینہ چاک چاک ہے جگر ہے فگار آج

کیوں محو گریہ آج ہیں ابنائے روزگار
روتے ہیں کس کے غم میں صغار و کبار آج

اک جوئے خوں رواں مری آنکھوں سے آج ہی
کیا دل کو ہو گیا مرے پروردگار آج

کس درد سے تڑپتی ہے جانِ حزیں مری
یا رب کہاں گیا مرا صبر و قرار آج

فرقت میں کس کی عیشِ جہاں تلخ ہو گئی
کلہائے تر بھی بن گئے آنکھوں میں خار آج

کیوں دنیا میری آنکھوں میں ظلمت کدہ بنی
جس میں مٹ گیا تفاوتِ لیل و نہار آج

کیوں ہو رہا ہے حال زبوں میرا درد سے
کیوں مضطرب ہے سخت دلِ بیقرار آج

گم کونسا وہ لعلِ گرانمایہ ہو گیا
ہیں ڈھونڈتی یہ آنکھیں جسے بار بار آج

شور و فغاں ہے کوچۂ احمد میں کیوں بپا
کیوں حضرتِ امیر بھی ہیں اشکبار آج

دنیا سے آج میرزا یعقوب اُٹھ گیا
اے دوستو ہمارا وہ محبوب اُٹھ گیا

سر سے ہمارے ظلِ ہمایونی اٹھ گیا
روتے ہیں اپنے بخت پہ ہم زار زار آج

آباد جس سے گلشنِ الفت جہاں میں تھا
نذرِ خزاں ہوا وہ گلِ پر بہار آج،

قائم تھی جس سے ملتِ بیضا کی آبرو
گم ہو گیا کہاں وہ دُرِ آبدار آج،

روحِ رواں جو قوم کی ملت کی جان تھا
سوئے جناں رواں ہے وہ عالی وقار آج

آنکھوں پہ جس کو خلق بٹھاتی تھی شوق سے
زیرِ زمیں چھپا وہ عزیز دیار آج

دستِ شفا خدا نے کیا تھا جسے عطا
دستِ اجل کا ہو گیا وہ خود شکار آج

جس سر میں سودا عشق محمد کا تھا بھرا
راہ خدا میں ہو گیا وہ سر نثار آج

خلق خدا کے واسطے کھاتا رہا جو غم
دنیا سے ہائے چلدیا وہ غمگسار آج

اے فخرِ قوم مایہ عز و وقارِ قوم
ہے قوم تیری غم میں ترے سوگوار آج

اے نورِ چشم ملتِ احمد کہاں ہے تو
فرقت کا تیری سخت گراں ہے یہ بار آج

تجھ سا شفیق ہائے ملیگا کہاں [illegible]
تجھ سا کہاں ملیگا ہمیں غمگسار آج

تجھ کو خدا نے پاس بلایا ہے [illegible]
[illegible] خلعتِ قرب و جوار آج

جود و سخاء و بذل و کرم [illegible] شعار
[illegible] ملیگا اجر تجھے بے شمار آج

خلقِ خدا پہ رحمت و شفقت تھا تیرا کام
برسیگی تجھ پہ رحمتِ پروردگار آج

پہلو میں تیرے سوتا ہے مجھ غمزدہ کا باپ [1]
دونو ولی خدا کے ہوئے ہمکنار آج

دونو پہ آج رحمتِ حق کا نزول ہے
جنت بنا ہے دونوں کا دارالقرار آج

فرقت میں گرچہ جانِ حزیں کا زبوں ہے حال
گو مضطرب ہے سخت دلِ بیقرار آج

حکم خدا کے سامنے مجبور ہیں مگر
راضی ہیں ہم رضا پہ تیری کردگار آج

اک حیّ لایموت تیری ذات پاک ہے
انساں جسے ہیں کہتے وہ اک مشت خاک ہے

---

[1] محمد عبد اللہ خاں صاحب مرحوم

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِىْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ○ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ○

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ✤ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور

۱۸۷۲ء - ۱۹۳۶ء

بریں رواق زبرجد نوشتہ اند بزر ✤ کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند

قبول احمدیت کی سرگزشت

موعود اور بعد کے واقعات

(مرحوم کے اپنے قلم سے)

حضرت مولانا نورالدینؒ سے پہلی ملاقات

میری عمر قریباً ۱۸-۱۹ سال کی تھی۔ یعنی ۱۸۹۲ء میں جب میں میڈیکل کالج کی سیکنڈ ائیر کلاس میں پڑھتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود لاہور تشریف لائے۔ (ڈاکٹر) عبدالحکیم خاں مرحوم نے جو اس وقت تیسرے سال میں پڑھتے تھے۔ مجھے اطلاع دی۔ میں ان کے ساتھ ان کی زیارت کے لئے گیا۔ آپ "محبوب رائیوں" کے مکان واقع ہیرا منڈی میں مقیم تھے۔ مکان کا بڑا پھاٹک تھا جو بند تھا۔ آمد و رفت کے لئے کھڑکی کھلی رہتی تھی۔ میں اس کے راستہ سے اندر داخل ہوا۔ تو صحن میں چند اشخاص دیکھے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب سے میرا تعارف کرایا گیا۔ میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس طرح سے ملاقات میں لطف نہیں آتا۔ آپ نے محبت سے مجھے بغلگیر کیا جس سے مجھے ایک قسم کا سرور حاصل ہوا۔ میرا سینہ سرد ہو گیا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا ایک بجلی کی رو نے میرے اندر داخل ہو کر خاص قسم کی طمانیت اور لذت اور سرور سے میرا سینہ بھر دیا۔ یہ وہ کیفیت تھی۔ کہ اس سے پہلے میں اس سے آشنا نہ تھا۔

ایک عجیب واقعہ

پھر ہم جب بیٹھک میں گئے۔ تو حضرت مرزا صاحب کو وہاں بیٹھا ہوا پایا۔ آپ نہایت کشادہ پیشانی سے لوگوں کے ساتھ بالکل بے تکلف ہو کر بات چیت کر رہے تھے لوگ سوالات کرتے تھے۔ اور آپ جواب دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص وارد ہوا۔ اس نے حضرت صاحب کو ان کے منہ پر بہت سی بے نقط گالیاں دینی شروع کیں۔ حضرت صاحب سر نیچا کر کے اس کی گالیاں سنتے رہے۔ جب وہ گالیاں دیتے دیتے تھک گیا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ "بھائی کچھ اور کہہ لے" اس سے وہ بہت شرمندہ ہوا۔ اور حضرت صاحب سے معافی مانگنے لگا۔ اور کہا۔ کہ مجھے معاف کریں۔ میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا۔ اتفاق سے سامعین میں ایک تعلیم یافتہ ہندو بھی تھا۔ اس نے کہا۔ کہ حضرت مسیح کی تحمل اور بردباری کا قصہ تو کتابوں میں پڑھا ہے مگر اس رنگ میں رنگین کوئی شخص دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ مرزا صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ انکو اس رنگ میں رنگین پایا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا۔ کہ یہ شخص کامیاب ہو جائیگا۔

بیعت

حضرت صاحب کی تحمل دیکھ کر اور ان کا رویہ دیکھ کر میرے دل میں یہ پکا یقین ہو گیا۔ کہ یہ شخص صادق ہے۔ جھوٹا نہیں مسئلہ مسائل کی تو ہم کو اس وقت واقفیت نہ تھی۔ اور نہ ہی ان کی ضرورت سمجھی۔ حضرت صاحب غالباً مغرب کا وقت قریب ہونے کی وجہ سے اٹھ کر اوپر تشریف لے گئے۔ عبدالحکیم خاں صاحب نے مجھے کہا۔ کہ چلو ... کو چلیں میں نے کہا۔ ... تو بیعت ... حضرت صاحب کو حامد علی (مرحوم) ملازم کی معرفت اطلاع کی حضرت صاحب نے ہم کو بالاخانہ پر بلا لیا۔ اور مجھ سے بیعت لی۔ اس زمانہ میں پوری دس شرائط بیعت کا اعادہ کرا کر آپ بیعت لیتے تھے چنانچہ مجھ سے بھی اس طریق پر بیعت لی۔

مرزا ایوب بیگ مرحوم

اگلے روز میرے چھوٹے بھائی مرزا ایوب بیگ (مرحوم) بھی اتفاق سے حضرت صاحب کے ہاں جا پہنچے انہوں نے بھی پہلی ملاقات پر حضرت صاحب کی بیعت کر لی جس سے حضرت صاحب بہت خوش ہوئے۔ مگر اس زمانہ میں مخالفت کی شدت کی وجہ سے عوام پر بیعت کا اظہار نہ کیا جاتا تھا اس لئے بجائے ... نہ میری بیعت کا انکو علم ہوا۔ اور نہ ہی ان کی بیعت کا مجھے علم ہوا۔ بعد میں یہ حقیقت کھل گئی۔

بیعت کے تاثرات

بیعت کے بعد ہم دونوں میں ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی۔ یعنے اس سے قبل صوم و صلوٰۃ و دیگر شرعی احکام کی ہم کو آگاہی نہ تھی۔ اور عام نوجوانوں کی طرح شعائر اسلامی کی کوئی خاص اہمیت و عزت دل میں نہ تھی۔ مگر بیعت کے بعد پنجوقتہ نماز بلکہ تہجد پر بھی ہم قائم ہو گئے۔ اور نماز میں خاص رقت و دل سوزی پیدا ہو گئی۔ اور سچی خوابیں آنی شروع ہوئیں جو کہ ایک بالکل نئی اور دلکش کیفیت اپنے اندر رکھتی تھیں۔ اس وقت تک میں نے قرآن مجید سوائے ایک آدھ سیپارہ کے نہ پڑھا تھا۔ میں نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا حضرت مولانا رحیم اللہ صاحب ہماری جماعت کے ایک صوفی منش انسان تھے۔ وہ ہم سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ تالاب کے نزدیک سکھوں کی گلی میں امام مسجد تھے (جہاں مرزا خدابخش صاحب کا مکان ہے) وہ ہر روز مجھ کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے ہمارے مکان واقعہ انارکلی میں تشریف لاتے۔ اور قرآن مجید پڑھاتے چنانچہ میں نے سیکنڈ ائیر کلاس میں تمام قرآن مجید ختم کر لیا۔

حضرت قبلہ گاہی والد صاحب مرحوم

میرے والد صاحب مرحوم مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور ضلع گورداسپور نہایت ہی خدا پرست اور صوفی منش انسان تھے آپ محکمہ نہر میں ضلعدار تھے جن ایام میں ہم نے بیعت کی آپ کلر کہار ضلع ملتان میں تشریف رکھتے تھے۔ ہماری دینی بے رغبتی کو دیکھ کر انہوں نے بعد میں ہم سے یہ فرمایا۔ کہ ان کا خیال تھا۔ کہ اعلیٰ تعلیم دینے کے بجائے اگر وہ صرف دینیات کی تعلیم دیتے اور ہم دیندار ہوتے تو ان کو وہ زیادہ پسند کرتے تھے۔ حضرت صاحب کی بیعت کے بعد جب ہم دونوں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ہمارا رنگ بالکل بدلا ہوا دیکھا ہم باوقت نماز پنجگانہ ادا کرتے اور نمازوں میں روتے۔ اور بہت خشوع سے دعائیں کرتے اور نماز تہجد ادا کرتے۔ قرآن شریف باقاعدہ پڑھتے۔ اس حالت کو دیکھ کر ان کو سخت تعجب ہوا۔ کہ یہ تبدیلی کس طرح پیدا ہوئی۔ ہم نے ابھی ان پر اپنی بیعت کا اظہار نہ کیا تھا۔ بیعت کے تقریباً ایک سال بعد مجھے قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں پر حضرت مسیح موعودؑ۔ مولانا عبدالکریمؓ و دیگر احباب سے ملاقات ... وہاں پر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ حضرت قبلہ والد صاحب کو بھی سلسلہ میں شمولیت کے لئے دعوت دوں۔ چنانچہ قادیان ہی سے میں نے ان کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ جو کہ ۱۶ صفحات پر مشتمل تھا۔ والد صاحب قبلہ کے کرم اور مہربانی کے عوض میں بھی ان کے ساتھ یہ نیکی کرنا چاہتا تھا۔ کہ ان کو حضرت مسیح موعود کی بشارت پہنچائی جائے۔ اور سلسلہ میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے۔ میں نے خط حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں سنایا حضرت اقدس نہایت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کاش ہمارے لڑکے بھی ایسے ہوتے حضرت قبلہ والد صاحب خود ایک دفعہ تارک الدنیا ہو گئے تھے اور حضرت امام علی شاہ صاحب سجادہ نشین رتڑ چھتڑ ضلع گورداسپور کی خدمت میں دو تین سال نہایت ہی سادہ اور فقیرانہ زندگی بسر کر چکے تھے۔ اور دادا صاحب مرحوم کی وفات پر گھر واپس تشریف لائے تھے۔ ان کو یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ میں بھی ان کی طرح پڑھائی چھوڑ چھاڑ کر فقیری کا جامہ نہ پہن لوں۔ انہوں نے مجھ کو نصیحت کی۔ کہ اس میں جلد بازی نہ کی جائے۔ اور جب وہ خود تشریف لائیں گے۔ تو حضرت مرزا صاحب سے مل کر مجھے انکے متعلق سمجھائیں گے۔ قبلہ والد صاحب چونکہ مدت تک تصوف کے جامہ میں رہے تھے ان کو صوفیائے کرام کی شناخت تھی۔ ان کو صوفیا سے ایک قسم کی خوشبو آتی تھی جس سے وہ ان کا مقام پہچان سکتے تھے۔

میں نے ان کے اس خط کے جواب میں ان کو ۴ صفحے کا خط لکھا جس میں حضرت مسیح موعود کے متعلق مزید امور واضح کئے۔ اور یہ لکھا۔ کہ میری طرف سے بالکل بے فکر رہیں میں اپنی پڑھائی میں پہلے سے زیادہ کوشاں ہوں میرا حافظہ پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اب پوری توجہ کے ساتھ کتابیں پڑھتا ہوں جس مضمون کو اب میں ایک بار دیکھ لوں مجھے از بر ہو جاتا ہے۔ لڑکے جو وقت اپنا کھیل کود اور گپ بازی میں صرف کرتے ہیں۔ وہی وقت میں نماز اور قرآن مجید کے مطالعہ میں صرف کرتا ہوں چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اگرچہ میں انٹرنس پاس تھا۔ اور میرے ساتھ کئی طالب علم ایف اے اور بی۔ اے پاس تھے لیکن میں بیعت کے بعد ہمیشہ اول نمبر پر پاس ہوتا رہا۔ پہلے سال میرا وظیفہ نہ تھا۔ مگر آخر کے چار سال حضرت صاحب کے تعلق کی وجہ اور برکت سے مجھے وظیفہ ملتا رہا۔ اور آخر میں مجھے ہاؤس سرجن کیا گیا۔ یہ عہدہ جماعت کے بہترین لڑکے کو دیا جاتا تھا۔

عبداللہ آتھم کا مباحثہ

جن دنوں امرتسر میں حضرت اقدس کا عبداللہ آتھم سے مباحثہ ہو رہا تھا۔ قبلہ والد صاحب انہیں دنوں میں حضرت مسیح موعود کی ملاقات کے لئے امرتسر تشریف لائے۔ میں اور ... بیگ مرحوم بھی مباحثہ میں اکثر شامل ہوتے تھے حضرت صاحب سے پہلی ملاقات ... انہیں حضرت اقدس کے تقدس اور ... کا یقین ہو گیا۔ اور انہوں نے فرمایا۔ مجھے ان سے اس قدر خوشبو آتی ہے ... ان کا تمام جسم عطر سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صاحب کی بیعت کر لی۔

اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؒ نے والد صاحب کی عزت کو ملحوظ رکھتے ہوئے خود بھی ان کے ساتھ تجدید بیعت کی۔

مخالفت

جس زمانہ میں ہم نے بیعت کی۔ مخالفت بہت زوروں پر تھی۔ جدھر ہم لوگ جاتے تھے۔ اکثر لوگ اشارہ کرتے ۔ اور بابیہودہ گوئی کرتے تھے۔ مثال کے طور پر حضرت اقدسؑ کے قیام لاہور کا ایک واقعہ درج کرتا ہوں۔ لوگوں کی مخالفت کے خیال سے ہی جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں حضرت اقدس لاہور میں قیامگاہ کا بڑا پھاٹک بند رکھتے ۔ اور دریچہ سے آمد و رفت ہوتی تھی۔ انہی دنوں ایک دیوانہ شخص پھرتا تھا۔ وہ بھی مہدی ہونے کا دعویدار تھا حضرت صاحب مسجد سے نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے۔ کہ وہ سامنے آ گیا۔ اس نے حضرت صاحب کو دھکا دیا جس سے آپ کا عمامہ نیچے گر گیا۔ سید عصیلت علی شاہ صاحب مرحوم انسپکٹر پولیس اور سید امیر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس آپ کے ساتھ تھے۔ یہ دونوں بڑے کڑیل جوان تھے ۔ اور بھی جماعت کے بہت سے احباب آپ کے ساتھ تھے۔ ان ہر دو بزرگوں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور مارنا چاہتے تھے۔ کہ حضرت صاحب نے چھڑا دیا۔ فرمایا اس کو کچھ نہ کہو مسکین ہے ۔ اس سفر میں حضرت صاحب دہلی ہی سے تشریف لائے تھے اور وہاں کی مخالفت اظہر من الشمس ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی شخصیت

حضرت مسیح موعودؑ بہت کشادہ پیشانی تھے۔ اور آپ کا چہرہ چمکتا تھا۔ جیسا کہ احادیث میں ہے۔ گویا ابھی غسل کر کے نکل رہے ہیں۔ ڈاڑھی اور سر کے بالوں میں مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے۔ سر کے بال بالکل ایک دوسرے سے جدا معلوم ہوتے تھے۔ آپ کا چہرہ ہمیشہ مسکراتا ہوا معلوم ہوتا تھا گفتگو ہمیشہ نہایت جوش سے کرتے تھے ۔ اور سامعین پر اس کا ایک خاص اثر ہوتا تھا۔ آپ کے ہر لفظ سے اور آپ کے بشرے سے صداقت ٹپکتی تھی۔ جو شخص آپ کو ایک بار دیکھ لیتا تھا ۔ وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ بشرطیکہ اس کے اندر خود سعادت کا مادہ موجود ہو۔ دور دراز کے ممالک سے لوگ آپکی زیارت کیلئے اکثر تشریف لاتے تھے ۔ آپ کی زندگی کے آخری ایام کا واقعہ ہے۔ کہ ایک عیسائی سیاح لاہور میں وارد ہوا جو حضرت مسیحؑ کی زندگی کے حالات پر بذریعہ بائیسکوپ لیکچر دیتا تھا۔ مفتی محمد صادق صاحب اس کو حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے لے آئے ۔ اس کو جب معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ حضرت صاحب سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس پر آپ کی شخصیت کا خاص اثر ہوا۔ اس نے کہا میں تمام دنیا میں پھرا ہوں۔ مگر میں نے اس قسم کی شخصیت کا کوئی انسان نہیں دیکھا چنانچہ حضرت صاحب کی ملاقات کے بعد اس نے مختلف مقامات پر کئی لیکچر دیئے۔ اور اگرچہ وہ پہلے حضرت مسیحؑ کو خدا۔ اور خدا کے بیٹے کی حیثیت میں پیش کرتا تھا لیکن بعد میں اس نے ان کو ایک عظیم الشان انسان اور مصلح کی حیثیت میں پیش کیا۔

مولوی عبدالکریم صاحب

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی قرآن خوانی کا حال تو اکثر احباب کو معلوم ہوگا۔ وہ اعلےٰ درجہ کے مقرر اور مضمون نویس تھے۔ جس زمانہ میں میں پہلی مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا مہمانوں کی تعداد بہت کم ہوا کرتی تھی۔ مولوی عبدالکریم صاحب سر سید احمد خاں صاحب کے ہم عقیدہ تھے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بحث کیا کرتے تھے چنانچہ اس زمانہ میں حضرت صاحب کا تقریباً تمام وقت ان کے ساتھ بحث میں گزرتا تھا۔ یعنی نماز فجر سے ظہر تک اور ظہر سے عصر تک غرضیکہ تمام دن کھانے اور نماز کے اوقات کو چھوڑ کر ان کے ساتھ بحث ومباحثہ میں بسر ہو جاتا۔ یہاں تک کہ وہ بالکل حضرت مسیح موعود کے ہمخیال ہو گئے۔ اور نیچریت کے بجائے روحانیت نے ان کے دل میں جگہ کر لی۔ مولوی صاحب مرحوم میرے اور عزیزی ایوب بیگ مرحوم کے ساتھ خاص محبت رکھتے تھے ۔ جب میں پہلی مرتبہ قادیان گیا۔ تو میں نے خواب دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے اور مولانا صاحب کو بھائی بھائی بنا دیا۔ چنانچہ جب میں نے خواب حضرت صاحب کے سامنے بیان کیا۔ تو انہوں نے ہم دونوں کو کہا۔ کہ آج سے تم ایک دوسرے کے بھائی ہو۔ چنانچہ وفات تک ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ خصوصیت سے تعلق قائم رکھا۔ چنانچہ ان کے مرض الموت میں میں تقریباً تین ماہ کی رخصت پر قادیان میں تھا۔ اسی اثناء میں وہ بیمار ہو گئے جس میں ان کا انتقال ہوا۔ اور مجھے تقریباً ڈیڑھ دو ماہ ان کی خدمت کا موقعہ ملا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی نورالدینؓ

جب میں نے اور عزیزی ایوب بیگ مرحوم نے بیعت کی۔ تو ہم دونوں جماعت میں سب سے چھوٹے تھے۔ اور جملہ اکابر ہمارے ساتھ خصوصیت سے محبت کرتے تھے۔ کیونکہ ایک دن کی اگر کالج سے رخصت ہوتی۔ تو وہ تمام دن ہم قادیان میں گزارتے عموماً رات کی گاڑی سے جاتے۔ اور راتوں رات بٹالہ سے قادیان پہنچتے اور اگلے دن شام کی گاڑی میں واپس لاہور ہوتے بعض اوقات پچھلی رات ہمیں واپسی کی گاڑی ملتی ۔ ایسے ہی حضرت مولانا نورالدین صاحب جب جموں سے لاہور تشریف لاتے ۔ تو ہم تقریباً تمام فرصت کا وقت ان کی صحبت میں گزارتے یعنی صبح کی اذان کے وقت ہم انکی قیامگاہ پر پہنچتے بعض اوقات وہ سوئے ہوتے تھے اور ہم انکے ساتھ جا کر لیٹ جاتے تھے۔ وہ ہم کو دعا اور الحمد شریف کے معنے سمجھاتے۔ پھر ہم ان کے ساتھ نماز ادا کرتے ۔ اور کالج کے وقت تک ان کے پاس بیٹھتے۔ کالج سے فارغ ہو کر پھر ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ جب وہ سوتے تب ہم اپنے مکان کو چلے جاتے۔ حضرت مولینا صاحب کو ہمارے ساتھ خاص محبت ہو گئی ۔ اگرچہ ان کے بہت سے دوست شہر میں تھے ۔ اور پہلے ان کے ہاں ٹھیرا کرتے تھے مگر بعض اوقات ہمارے مکان پر ٹھیرتے۔ اور کبھی صرف چند گھنٹوں کو لاہور آتے۔ تو ہمیں کالج میں جا کر ملتے۔ اس خلوص ومحبت کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہم کو بیٹیا کہکر خطاب کرتے ایام خلافت میں بھی وہ مجھ کو کبھی بیٹیا اور کبھی بھائی کر کے خطاب کرتے تھے ۔ ان کے بعض خطوط میں انشاء اللہ ہدیہ ناظرین کروں گا۔

حضرت مسیح موعودؑ ہم کو ہمیشہ اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتے اور سلوک کرتے ۔ چنانچہ جب میں نے ڈاکٹری کا امتحان دیا۔ تو حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا کہ تم پاس ہو گئے۔ اس کی تشریح حضرت اقدس نے حقیقت الوحی میں یوں فرمائی۔ کہ میں نے یعقوب بیگ کے لئے دعا کی تھی۔ چونکہ مجھ میں اور اس میں یگانگت ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کیا۔ مگر مراد اس سے یعقوب بیگ کی تھی حضرت اقدس مجھے اپنی بیماری کے علاج کے لئے یا حضرت ام المومنین و دیگر اہل بیت کے علاج کے لئے اکثر لاہور سے بلا لیتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد ہے۔ کہ

ہ
کر
کے
قبول
ایام میں کر
طور پر مجھے
بھی کریں اور دعا بھی کریں۔
حقیقت میں وہ اتو آسان ہے ۔

اس زمانہ کا قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں قادیان اپنے اندر ایک خصوصیت اور کشش رکھتا تھا۔ یعنی اس جگہ سوائے قال اللہ وقال الرسولؐ کے کوئی ذکر اور فکر نہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا اکثر وقت خدمت دین اور کتابیں لکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد اکثر سیر کو تشریف لے جاتے تھے ۔ جو مہمان وہاں موجود ہوتے ۔ آپ کے ساتھ سیر کے لئے باہر جاتے تمام راستے لوگ سوالات کرتے ۔ اور آپ جواب دیتے تھے ڈائری نویس آپ کے ملفوظات لکھتے جاتے ۔ باایں ہمہ سب سے تیز رفتار تھے۔ اور تمام جماعت میں آگے چلتے تھے۔ جوتا اکثر ٹوٹا اور پھٹا ہوتا تھا۔ یعنی جیسا ملا پہن لیا۔ ایڑی اکثر بیٹھی ہوتی تھی۔ بعض اوقات سلیپر میں آپ کے پاؤں پر دوسرے لوگوں کا پاؤں پڑ جاتا تھا۔ مگر مڑ کر پیچھے نہیں دیکھتے تھے ۔ ظہر کی نماز سے عصر تک باہر مسجد میں بیٹھتے تھے۔ اور تمام وقت مختلف مسائل دینی پر گفتگو میں گزرتا تھا۔ ایسے ہی مغرب اور عشا کے درمیان آپ مسجد میں بیٹھتے اور اس وقت بھی اکثر سائلین کے جوابات دیتے اور دینی مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی تھی ۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب تقریباً تمام وقت گھر سے باہر مطب میں گزارتے تھے۔ صبح و شام مریض آتے تھے جن کو مشورہ دیتے تھے۔ باقی تمام وقت قرآن وحدیث۔ فقہ و منطق وغیرہ علوم کے درس و تدریس میں گزرتا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد میں آپ ایک رکوع قرآن مجید کا درس دیتے تھے جس میں تمام جماعت کے احباب اور سکول کے طالب علم اور مہمان شامل ہوتے تھے ۔ ایسے ہی دیگر اکابر دین کی صحبت میں دین ہی کا چرچا ہوتا تھا۔

ہم اس زمانہ میں یہ کہا کرتے تھے۔ کہ قادیاں کا زمین اور آسمان جدا ہے ۔ کیونکہ وہاں پر دنیا واری کے دھندوں کا ذکر نہ ہوتا تھا۔ اور سوائے قال اللہ وقال الرسولؐ اور خدمت دین کے اور کوئی چرچا نہ تھا۔ یہ کیفیت حضرت مسیح موعودؑ کے وقت اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کے وقت میں بھی بہت حد تک قائم رہی۔

آخری التماس اور ایک زرّیں اصول

میں نے مختصراً اپنی قبول احمدیت کا تذکرہ اور اس کے تاثرات اور اس زمانہ کے حالات کا ذکر کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو اپنے پیشۂ طبابت میں عدیم النظیر کامیابی اور قبولیت عطاء فرمائی۔ یہ اسی سلسلہ میں منسلک ہونے کا نتیجہ تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے جو اعلیٰ درجہ کا چال چلن اور نمونہ عطا کیا جس کا اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہر ایک دوست دشمن ہمیشہ معترف رہا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود و دیگر اکابر ہی کی خدمت و صحبت کا نتیجہ تھا ۔

ہیں ڈاکٹری کے امتحان میں کامیاب ہو کر قادیان گیا چنانچہ مجھے ملازمت کا حکم بھی وہیں پہنچا حکم ملتے ہی فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں ایک نئی زندگی میں داخل ہونے والا ہوں۔ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا تعلق لوگوں کے جسموں کے ساتھ ہوگا نہ ان کی روحوں کے ساتھ۔ اس لئے تمہاری نظر میں جو شخص تمام رات خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اور جو دن رات خدا کو گالیاں دیتا ہے ایک ہونے چاہئیں۔ چنانچہ ساری عمر حضرت اقدس کی اس نصیحت پر میرا عمل رہا اور جہاں کہیں میں رہا مسلمان۔ ہندو سکھ۔ عیسائی۔ دہریہ اور خدا پرست ہر ایک کے ساتھ میرا یکساں سلوک رہا۔ اور موافق و مخالف ہمیشہ مجھ پر اعتماد کرتے رہے۔ اور سب میں ہر دلعزیزی حاصل کی۔ یہانتک کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اگرچہ حضرت مسیح موعود کے سخت ترین دشمن تھے۔ مگر میرے مرید تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنی جماعت اہلحدیث کا ڈیپوٹیشن لے کر صرف میری ملاقات کے لئے لاہور میرے مکان پر آئے۔ اور اپنے اور اپنی بیگم صاحبہ کے علاج کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔ ایک دفعہ انہیں علم ہوا کہ میں قادیان جا رہا ہوں۔ بٹالہ کے ریلوے اسٹیشن پر جب میں اترا تو مولوی صاحب وہاں پر موجود تھے۔ مجھے اپنے مکان پر لے گئے بڑی پر تکلف دعوت کھلائی۔ بلکہ اگلے دن علی الصبح کھانا کھلا کر رخصت کیا۔ اور قادیان کی سڑک تک میرے ساتھ پا پیادہ گئے اور مجھے کہا کہ جب تم بٹالہ آؤ۔ میرے ہاں ٹھیرا کرو اس مکان پر تمہارا حق ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب بھی جب آتے تھے۔ تو یہیں ٹھیرتے تھے ایسے ہی حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی اگرچہ سلسلہ کے اولین مکفروں میں سے اور بہت سخت دشمن تھے۔ مگر میرے وہ بھی مرید تھے۔ قیام وزیر آباد کے دوران میں جب میں ان کے مکان پر جاتا بڑے تپاک سے میری تعظیم و تکریم کرتے۔ اگرچہ اس سے قبل انہوں نے میرے بائیکاٹ کا حکم دے دیا تھا۔ مگر ان کو سرخ باد کے مہلک مرض کا دورہ ہو گیا۔ ادھر ادھر کے علاج کرائے۔ مگر مرض بڑھتا گیا۔ بالآخر میری طرف رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت دے دی ایسے ہی صدہا دوسرے واقعات ہیں جو خوف طوالت سے درج نہیں کئے جاتے غرضیکہ مسیح موعودؑ کے تعلق سے ہم نے دین و دنیا دونوں حاصل کئے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

ایک وہ وقت تھا۔ کہ زمانہ طالب علمی میں میں صرف ایک روپیہ ماہوار چندہ دیتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سالہا سال تک سو روپیہ ماہوار مستقل چندہ اور اس کے سوا ہزارہا روپے کی جائیداد اور نقد دینے کی توفیق دی۔ علاوہ ازیں صرف خدمت دین کی خاطر نوکری چھوڑنے کی توفیق دی اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے اپنا چاکر بنا کر نوکری سے بڑھ کر دیا۔ اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق دی۔ چار سال ہوئے کہ میں سخت علیل ہو گیا تھا بچنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ مگر محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور ہزارہا دوستوں کی دعاؤں سے مہلک مرض سے نجات پا کر پھر اسی طرح اپنے کام اور خدمت دین میں مصروف ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میری یہ عرض ہے۔ کہ سب احباب اپنے نمونہ سے یہ ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے قبول احمدیت سے کیا خصوصیات حاصل کیں ورنہ لفظی باتوں اور محض دعووں سے کچھ حاصل نہیں صحابہ کرام کی طرح اپنی زندگیوں کو ایک خاص نمونہ اور دین کی اشاعت و خدمت کیلئے روشنی کا مینار بنانا چاہیئے جس سے دوسروں کو بھی راستہ اور ہدایت ملے اور وہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور آپ لوگوں کے صدق نیت اور حسن اعمال کو دیکھ کر قائل ہوں۔ (نومبر ۱۹۳۳ء)

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم

(از رشحات قلم جناب خان بہادر مولینا مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاور)

ایک اہم ذمہ داری

کسی بزرگ کی سیرت پر اشاعت کی غرض سے لکھنا بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ مجھے اس عقبہ میں اقتحام کا اتفاق بہت کم پڑتا ہے۔ انسان کو یہ میسر نہیں ہو سکتا کہ محافظ فرشتہ کی طرح کسی کی معیت میں رہ کر اس کے اعمال اور اخلاق کا ریکارڈ مہیا کرے۔ اس کے ناقص علم کا منبع بیشتر اس کے کان ہیں اور آنکھ بہت کم۔ نیات سے آگاہی جس پر بموجب انما الاعمال بالنیات حقیقت کا مدار ہے میسر نہیں آتی۔ باوجود ان نقائص کے جو انسان کے علم میں کسی غیر کے متعلق پہنچ رہے ہیں ایک حدیث کے اس فقرہ میں کہ انتم الشہداء فی الارض اس جہان سے رحلت کرنیوالوں کے متعلق کچھ بیان کرنے کی اجازت دی گئی ہے یہ غرض اس غرض کے لئے نہیں ہو کہ میت کی مدح سرائی کی جاوے بلکہ اصلی مقصد یہ ہو کہ انسان اپنی زندگی میں اپنے ابناء جنس کے ساتھ راستبازی، صداقت، مروت و رواداری کو اپنا شعار بنائے یہ غرض درمیان میں نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے سامنے تو اپنی یا کسی غیر کی دیانت کو پیش کرنا ممنوع ہو چنانچہ عالم الغیب والشہادۃ فرماتا ہے۔ اتعلمون اللہ بدینکم

مرحوم کی فطرت سلیمہ

اس تمہید کے بعد میں اصل مدعا کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم جو دارالعمل کا قالب جس کے ساتھ ہماری دلبستگیاں تھیں چھوڑ گیا ہے۔ اس کے ساتھ میرا ربط تین حیثیتوں سے تھا۔ وہ میرا عزیز تھا ہم مشرب تھا۔ ہمدرد و وفادار دوست تھا۔ مرحوم کے ساتھ میرا تعارف ۱۸۹۲ء میں ریاست سے شروع ہوا۔ گویا ہم دونوں کو مربوط کرنیوالی کڑی احمدیت تھی۔ مرحوم کی عمر اس وقت ۲۰ سال تھی اور وہ میڈیکل کالج کا متعلم تھا عنفوان شباب تھا جو کئی بے اعتدالیاں ساتھ لاتا ہے مگر بادی النظر میں اسی حالت میں سادگی نمایاں تھی۔ کہہ سکتے ہیں کہ فیشن کا زمانہ عموماً مروج نہیں ہوا تھا یا اس کی طبیعت کی افتاد یہی تھی مگر دوسرے خیال کی تائید ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں ایسی کہربائی قوت تھی کہ وہ اپنے سے ملنے والوں کی طبیعت کو اپنی طرف جذب کر لیتا تھا۔ انسان کی حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی جب وہ دیکھتا ہے کہ میڈیکل کالج کے ایک جوان متعلم نے جس کو اپنے کورسوں کے مطالعہ کے سوا اور کسی لٹریچر کے مطالعہ کی فرصت نہیں ملتی تھی کس طرح ایسے مامور کو اس کے ابتدائی زمانہ میں شناخت کر لیا جس کا دعویٰ بادی النظر میں انوکھا تھا اور جس کو اب تک اسکی قوم نے شناخت نہیں کیا۔ اس سے مرحوم کی فطرت سلیمہ کا پتہ چلتا ہے حضرت مرزا صاحب جو اس وقت مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے ان کے ساتھ مرحوم نے رشتہ ارادت مربوط کیا تھا۔

جوہر کی صفائی

حضرت مرزا صاحب کی نظر عنایت اس مرحوم جوان پر ارادت کی ابتدا سے تھی اور پھر اس کی مستقبل زندگی میں اس سے جن قابل قدر اعمال اور اخلاق کا ظہور ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامور کی نظر نے خطا نہیں کی تھی۔ یہ واقعہ بھی مرحوم کی جوہر کی صفائی پر دلالت کرتا ہے کہ مرحوم کو اسکے شباب میں حضرت مرزا صاحب نے اس انجمن کا لائف ممبر مقرر کیا تھا جو ۱۹۰۵ء میں اپنی جماعت کے نظام کیلئے بنائی تھی۔ اس کے بعد احمدیت پر کئی ابتلا آئے مگر یہ جوان جادہ مستقیم سے نہیں سرکا۔ میں ایک اور حیرت افزا واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ اسلام کا صحیح علم اور اس کی ہمہ گیری کا وسیع نقشہ اس زمانہ میں رسمی علماء میں بھی مفقود ہے الا ماشاء اللہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے عمل کا دائرہ نہایت تنگ اور زنار یک ہے انکے نمونے بجائے اس کے کہ اسلام کو فائدہ پہنچائیں ضرر کا باعث ہو رہے ہیں مگر ان کے مقابلہ میں مرحوم کے عمل کا دائرہ اس قدر وسیع اور روشن تھا کہ اس سے ہر ملت اور ہر حیثیت کا انسان استفادہ اور اقتباس کر سکتا تھا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اخلاق فاضلہ

میں حیران ہوں کہ اس کی فراخ حوصلگی اور رواداری اور حسن ظنی اور خوش مزاجی اور سبقت الی الخیرات اور خیر خواہی کافۃ الناس کو جو اس کے وجود میں پائی جاتی تھی۔ کس باعث کی طرف منسوب کروں۔ اس کے مشرب کی طرف یا فطرت سلیمہ کی طرف۔ تذبذب اس سبب سے ہے کہ مرحوم کو اسلامی شریعت کا علم وسیع پیمانہ پر نہ تھا۔ جیسا کہ ہر چیز کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک میزان مقرر کیا ہے انسان کے اعمال اور اخلاق کیلئے بھی ایک میزان ہے اس کے دونوں پلڑوں کو مستقیم رکھنا انبیاء کا کام ہے۔ اس سے نیچے کے افراد کیلئے اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ میرے سے بیان سے رفیق میں ضرور یہ بات پائی جاتی تھی کہ وہ ٹو گڈ too good تھا اور اس کی یہی صفت اس کی موت کا باعث ہوئی۔

مرحوم کی زندگی کے تین حصے

اس کی زندگی کے تین حصے ہیں متعلمی۔ گورنمنٹ سروس۔ پرائیوٹ پریکٹس۔ یہ تینوں حصے درخشاں ہیں۔ مرحوم نے گورنمنٹ سروس جس کا مستقبل نہایت منور تھا۔ دینی خدمات کے جوش میں ترک کر دی تھی تاکہ وہ اس احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو مدد دے سکے جو لاہور میں ۱۹۱۴ء میں قادیان سے ہجرت کرنیوالی جماعت نے بنائی تھی۔ یہاں مرحوم کی پرائیوٹ پریکٹس اس کے اپنے فن میں باکمال ہونے اور اپنی ذاتی خوبیوں کے سبب نہایت کامیاب ہوئی تھی کہ اس کو اپنی معز زاور پر منفعت سروس کے ترک کرنے کا کوئی افسوس نہ ہوا میں بات کو مختصر کرتا ہوں کہ وہ عطر کی ایک کھلی شیشی کی طرح تھا جس کی خوشبو ہر دماغ کیلئے وقف تھی۔ اس کی منزلی زندگانی جیسا کہ حضرت رسول کریم فرماتے ہیں خیرکم خیرکم لاہلہ اس کی متمدن زندگی کی طرح ایک نیک نمونہ تھی مرحوم کے اہل کیلئے اس کی جدائی صبر شکن تھی۔ وہ یا انجمنیں جن کا وہ رکن تھا اس کا نعم البدل تلاش کریں تو لاحاصل ہوگا ماسکے دمت اگر اسکی مجنوں کا لطف ڈھونڈیں تو ناکامی ہوگی

مرحوم کی جدائی کا صدمہ

میں نے اپنی لمبی عمر میں کئی پیاری ہستیاں دفن کیں۔ مگر مجھے یاد نہیں کہ میں کسی کی جدائی سے ایسا متاثر ہوا ہوں جیسا کہ اس رفیق کی جدائی سے ہر جدا ہونیوالی ہستی پر ہماری تمنا اور دعا یہی ہوتی ہے کہ وہ کچھ مدت اور زندہ رہے بعضوں کے پروگرام بھی غیر مکمل ہوتے ہیں مگر رب العالمین نے جو اس عالم کا پروگرام بنایا ہوا ہے اور جس کی تمیش در تمیش حکمتوں تک کسی مخلوق کی رسائی نہیں اگر وہ ہماری تمناؤں اور دعاؤں پر تبدیل ہونا ہے تو سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے چارہ یہی رکھا ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا مفہوم ذہن نشین کر لیا کرو۔ جیسا کہ رحلت کرنیوالا اللہ تعالیٰ کا بندہ اور محکوم تھا ہم بھی اس کے بندے اور محکوم ہیں اور جیسا کہ وہ اپنے وقت پر اللہ تعالیٰ کے ہاں چلا گیا۔ ہم بھی ایک وقت پیچھے جاویں گے راہ جس کے لئے مقرر ہیں وہاں جا کر اس سے مل جاویں گے ✦

ایک صادق دوست کی وفات

(از قلم جناب مولانا مولوی صدرالدین صاحب)

توکل علی اللہ اور مخلوق خدا سے ہمدردی

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بڑے با خدا مرد تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان و ایقان حاصل تھا۔ اس پر پورا توکل تھا۔ اس کی عبادت کرنے اور اس کے حضور دعائیں کرنے میں بہت لذت اور اطمینان پاتے تھے۔ مشکلات میں اور بیماری میں جناب الٰہی کے افضال سے مایوس نہ ہوتے تھے پریشانی واضطراب کا شکار رہنے کے بجائے بشاشت بھرے چہرے سے دوسروں کی کلفت کو دور کر دیتے تھے۔

خدا کی مخلوق کے ساتھ ان کو بڑی ہمدردی اور محبت تھی۔ للّٰہیت اور اخلاص کے ساتھ لوگوں کی خدمت کرنے اور کسی قسم کی تنگی تھی ان کے نزدیک بہت تک نہ پھٹکتی تھی۔ انہوں نے ہندو، سکھ، مسلمان سب کی خدمت بے اخلاص اور محبت سے کی ہے اور دوستوں اور رشتہ داروں پر تو خاص الخاص عنایات مبذول کرتے تھے۔ ان کے دوستی کے اندر نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی تہذیب اور بلند اخلاق کا سبق موجود تھا۔ تعلقات کے نباہنے میں انہوں نے ہمیشہ بڑی شرافت، بردباری اور اعلیٰ درجہ کی وضعداری سے کام لیا۔

مقبولیت عام اور اس کا حصول

ہندو دوستوں کے ساتھ بھی پوری وفا اور خوش مزاجی کا برتاؤ کرتے تھے۔ ایک ہندو یا سکھ دوست کو ان پر اتنا ہی اعتماد تھا جتنا کہ کسی مسلمان دوست کو۔ اس لئے کہ وہ انسانیت کا ایک نمونہ تھے اگر مذہب کا بڑے سے بڑا کام یہی ہے کہ وہ اپنے پیرو کو انسانیت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچا دے تو حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب کو یقیناً ان کے مذہب نے انسانیت کے بلند سے بلند مقام پر پہنچا دیا ہوا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ خدا کی مخلوق ان سے دلی محبت رکھتی تھی۔

مرحوم حدیث قدسی کے مصداق تھے

حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے مجھے پیارا ہو جاتا ہے تو میں اس کا چرچا آسمان پر کرتا ہوں۔ پھر فرشتے اس کی محبت مخلوق کے دلوں میں بٹھاتے ہیں تو وہ خدا کا پیارا ہونے سے مخلوق کا محبوب بن جاتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب اس حدیث کے مصداق تھے۔ زندگی میں بھی سب لوگوں نے ان سے محبت کی اور ان کی تعظیم کی اور موت پر بھی لوگوں نے ان سے محبت کا اظہار کیا اور ان کی تعظیم کی۔ ان کے جنازے پر ایک اژدحام تھا۔ اس میں جہاں تمام فرقوں کے مسلمان تھے وہاں ہندو اور سکھ بھی جمع تھے اور سب کی زبان پر ان کے ... کے اظہارات تھے اور ان کے اخلاق حمیدہ اور ان کی شرافت کے تذکرے تھے ... خدا تعالیٰ ہم سب کو اس قسم کی قابل رشک پاکیزہ زندگی ... فرما دے۔ آمین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند فرما دے اور ان کے عزیز و اقارب کے اطمینان و تسلی کے سامان اپنی جناب سے مہیا فرما دے۔ میری دلی خواہش ہے کہ جماعت کے سب دوست ان کے لئے اور ان کی اہلیہ محترمہ کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دلی تڑپ سے دعائیں کریں۔

ہماری جماعت کے ... رکن

ہماری جماعت جس کی بنیاد لاہور میں رکھی گئی تھی اس کے یہ تین بہت بڑے رکن تھے جو ہم کو داغ جدائی دے گئے ہیں۔ ایک حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور جنہوں نے ہزارہا روپے اس جماعت کے لئے خرچ کئے اور جن کے اخلاق اور محبت کا نقشہ ہمارے دلوں سے کبھی مٹ نہیں سکتا۔ ان کی بارعب اور ... شخصیت قوم کی عزت کا باعث تھی وہ اس دار فانی سے رحلت کر گئے اس کے بعد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور رہین کے وجود سے دنیائے اسلام میں نشر و اشاعت اسلام کا ولولہ پیدا ہوا اور جو اول المجاہدین ہیں۔ جنہوں نے بڑی کامیابی سے اسلام کا جھنڈا انگلستان میں نصب کیا اور اسلام کی خوبیوں کو ایسے معقول اور دلربا رنگ میں بیان کیا کہ ایک عالم کو اپنا شیدا بنا لیا وہ جماعت لاہور کے ایک عظیم الشان رکن تھے جن کی جدائی سے ایسا نقصان ہوا کہ اس کا تدارک نہیں ہو سکا اور اب تیسرا رکن بھی ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ جماعت لاہور کی استواری پر حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب نے ہزارہا روپے صرف ... بڑی تو ایک مرکز ان کی چندے میں پیش کر دیا۔ جہاں ان کے مال نے قوم کے استحکام میں مدد دی ... ان کی فرشتہ سیرت شخصیت بھی قوم کے افراد میں افزائش کی اور قوم کے افراد کی ... کا باعث ہوئی۔ خدا تعالیٰ ان کو اجر دے ... اس کی جناب میں ساری قوم کو دست بدعا ہونا چاہئے۔

(از قلم جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

مرحوم کے اخلاق حسنہ اور ہر دلعزیزی

نوجوانوں میں سے سب سے پہلے حضرت اقدس علیہ السلام کے سلسلہ عالیہ میں شامل ہونے والے مرزا صاحب مرحوم تھے۔ آپ نے اپنی طالبعلمی کے زمانہ میں اشاعت و حفاظت اسلام کے کام کو اپنے ذمہ لیا اور کالج لائف میں اور ملازمت میں جہاں رہے اور جس کسی سے آپ کا واسطہ پڑا۔ آپ نے ہمدردی اور احسان سے اس کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ مولوی محمد حسین جیسے مخالف سلسلہ بھی میں نے آخری حصہ زندگی میں آپ کے مکان پر آتے دیکھے۔

لیکھرام کی موت کے وقت اس معجزہ الٰہی کو پورا ہوتا دیکھنے والے آپ ہی تھے۔ کالج کا سرجن جوان کی بہت عزت کرتا تھا جب انہیں اپنی امداد کے لئے بلاتا اور مرزا کر کے پکارتا۔ تو لیکھرام اس بیہوشی کے عالم میں بھی چونک اٹھتا تھا کہ یہ مرزا یہاں کہاں آ گیا۔

میرے ساتھ آپ کے تعلقات ۳۴ سال سے زیادہ کے رہے ہیں۔ مجھے ان سے دلی محبت تھی اور ان کو مجھ سے ... ہر ہفتہ قادیان جایا کرتے تھے۔ اس عرصہ میں میں نے دیکھا ہے کہ آپ کی زندگی کا مقصد اول سلسلہ کی اشاعت اور حفاظت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ رہا ہے۔ برہموؤں، آریوں، عیسائیوں، سکھوں غرضیکہ ہر ایک مذہب کے جلسوں میں آپ جاتے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور ہمیشہ اسلام کی صداقت پر لیکچر دیا کرتے تھے اور باوجود اس کے کل اقوام کے لوگ ان کی دل سے عزت کرتے تھے اور آپ سے محبت رکھتے تھے۔

نبی کریم صلعم سے عشق اور سیرت کے جلسوں کی ابتدا

مرحوم عاشق نبی کریم صلعم تھے۔ بڑے ترانے سے نعتیہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ بارہ وفات کے موقع پر سیرت نبی کریم صلعم کے جلسہ کرنے کی بنیاد سب سے پہلے آپ نے ہی یہاں رکھی تھی اور یہ کل سیرت کمیٹیاں اور بارہ وفات پر سیرت کے لیکچر آپ کی اس تحریک کے بعد ہونے شروع ہوئے ہیں۔ انجمن حمایت اسلام انجمن اسلامیہ اور کل مسلمانوں کی تحریکوں میں آپ ساری عمر حصہ لیتے رہے۔

اسلامی انجمنوں کی خدمت

انجمن حمایت اسلام کے کالج کے لڑکوں کا سالہا سال تک مفت علاج کرتے رہے۔ اس کے ہر ایک جلسہ میں شامل ہوتے رہے۔ طالبعلمی کے زمانہ میں ہر ہفتہ دوکانوں پر سے پیسہ پیسہ مانگ کر انجمن کے خزانہ میں امداد دیتے رہے اور پھر صاحب توفیق ہونے پر چندہ میں حصہ لیتے رہے۔

مرحوم کی شہادت

آخر جب بعض فتنہ پرداز خود غرض لوگوں نے انجمن حمایت اسلام میں کفر و اسلام کا مسئلہ چھیڑا۔ اور اس طرح انجمن کو تباہ کرنا چاہا۔ تو مسئلہ تکفیر پر جو کہ مسلمانوں میں ایک مہلک مرض کی طرح لگا ہوا ہے تقریر کرتے ہوئے اور اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کرتے ہوئے حق کی تائید میں اپنی عزیز جان تک کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اس طرح شہادت کا درجہ پایا۔

سلسلہ احمدیہ کیلئے قربانیاں

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں آپ سابقین میں سے تھے۔ حضرت اقدس کے پیارے صحابہ میں آپ کا اعلیٰ درجہ تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام پر افترا اور بہتان کا سلسلہ جب قادیان میں شروع ہوا۔ اور ہماری جماعت علیحدہ ہو گئی۔ تو اس وقت سے آخری دم تک آپ اس سلسلہ کی ترقی اور حفاظت میں کوشاں رہے اور اس کی خاطر آپ نے اپنی معزز ملازمت کو بھی قربان کر دیا۔ اور ہر وقت مقاصد سلسلہ عالیہ کے لئے اپنے وقت گرامی۔ مال اور قلم کو قربان کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخر اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان عزیز پر کھیل گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کی وفات اور قوم کا فرض

کل بنی نوع انسان پر عموماً اور مسلمانوں اور ان میں سے احمدیوں پر خصوصاً ان کے بے حد احسان ہیں۔ قوم کا فرض ہے کہ جو کمی آپ کی وفات سے سلسلہ کو پہنچی ہے۔ اس کی تلافی کرے اور کوئی ایسی تجویز سوچے، جس میں ان کے تقوے اور قربانی کا نمونہ ہمیشہ تک دنیا کے سامنے رہے اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ آپ کی ایک یادگار بنائی جائے۔ جس میں یہ خیال رکھا جائے کہ اس سے مستفید ہونے والے اپنے اندر اسلامی خدمت کی ویسی ہی تڑپ پیدا کریں جیسی کہ مرزا صاحب مرحوم کے اندر تھی۔ اس کے متعلق میں انشاء اللہ آئندہ مفصل عرض کروں گا۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کو اپنے حضور میں اعلیٰ درجات عطا کرے۔ آمین۔

خادمِ خلق، اہلِ دل، مردِ باصفا
میرزا یعقوب بیگ رحمہ اللہ

قبلہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کے سانحۂ ارتحال پر جو رنج و غم ان کے دوست و احباب نے محسوس کیا ہے اس کا کسی قدر مظاہرہ پیش نظر اشاعت کے اوراق سے ہو سکتا ہے۔ ان کے احباب نے مرحوم سے اپنی دلی عقیدت کا نہایت عمدہ پیرایہ میں اظہار کیا ہے اور مرحوم کے اعلیٰ اخلاق اور صفات حسنہ سے متاثر ہو کر مقالات سپرد قلم کئے ہیں۔ فرائض ادارت مجھے بھی کچھ لکھنے پر مجبور کرتے ہیں اگرچہ دماغی و قلبی کیفیت کے سبب میں لکھنے کے ناقابل ہوں۔

عام طور پر قاعدہ یہ ہے کہ لوگ متوفی کو ہمیشہ تعریفی کلمات سے یاد کرتے ہیں اور انسان کی وفات کے بعد صرف اس کی خوبیاں ہی بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن مرحوم مرزا صاحب اس قسم کی شخصیت تھے کہ ان میں فی الحقیقت خوبی ہی خوبی تھی۔ مجھے یہ خوف ہوتا ہے کہ جو کچھ لکھا جا رہا ہے لوگ اسے مبالغہ نہ سمجھیں، کیونکہ ایسے مواقع پر بالعموم مبالغہ آمیزی سے کام لیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرحوم کے اوصاف حمیدہ کے بیان کے لئے اخبار کے چند اوراق بالکل ناکافی ہیں۔ ایسے نیک، پرہیزگار، متقی، ولی اللہ اور فرشتہ خصلت انسانوں کا وجود دنیا میں عنقا ہے۔ ایسے انسانوں کیلئے عام قاعدہ کے مطابق چند تعریفی کلمات لکھنا گویا ان سے ناانصافی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح پر بڑی بڑی برکات نازل کرے۔ وہ اپنی قسم کا واحد انسان تھا۔

مرحوم اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں ایک سچے مسلم کا نمونہ تھے لوگ اپنے لئے عام طور پر کوئی motto یا مقصد حیات تجویز کیا کرتے ہیں۔ مرحوم نے بھی اپنی زندگی میں ایک موٹو تجویز کیا ہوا تھا جو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے کہ لا تموتن الا وانتم مسلمون۔ مغفور کے خطوط کی پیشانی پر ... آیت ... کی مدت ... ان کی ہمیشہ ... کی چیزوں پر یہ آیت منقش تھی اور وہ ہمیشہ ... اس کو دور رکھتے تھے اور ہمیشہ ہر حالت میں ایک سچا مسلم بننے کی سعی فرمایا کرتے تھے۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے مقصد حیات میں کامیابی بخشی اور ان پر موت اسی وقت آئی جب وہ ایک سچے مسلم کی طرح تحفظ اسلام کیلئے جان لڑا چکے تھے۔

مرحوم کی اہلی زندگی ارشاد نبوی خیرکم خیرکم لاھلہ کی مصداق تھی۔ اہل خانہ سے صحیح طور پر سلوک کرنا اور تمام اقارب کے حقوق ادا کرنا ایک مشکل مقام ہے۔ اسی لئے کسی شخص کے کیریکٹر کا جائزہ لینے کے لئے سب سے اول اس کی اہلی زندگی کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ علیہ التحیۃ والسلام دنیا کے بہترین انسان تھے اور آپ نے اپنے اہل و عیال کیساتھ حسن سلوک کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ اور اپنی امت کو بھی اس کی تقلید کی تاکید فرمائی۔ الحمد للہ مرحوم کو اس ارشاد کی تعمیل کی پوری پوری توفیق عطا ہوئی۔ وہ ایک فرمانبردار اور سعید فرزند، شفیق باپ، سچے رفیق زندگی، ہمدرد بھائی، محسن چچا اور تمام خویش و اقارب کے مربی و مشفق تھے۔ ہر ایک سے محبت، ہر ایک سے حسن سلوک اور بدی کے جواب میں بھی نیکی کرنا آپ کا خاصہ تھا۔

جماعت کا ایک فرد ہونے کی حیثیت میں بھی وہ ایک سچے مسلمان کا نمونہ تھے مجسم ایثار، خلوص و محبت کے پیکر، جماعت کی ترقی و بہبود کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے والے اور محض ابتغاء لوجہ اللہ۔ ایسی سچی قربانی کرنے والا شاید ہی کوئی اور پیدا ہو۔ جماعت کی تاریخ پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جماعت کے وقار کو قائم کرنے میں اور حکام و پبلک کی نظروں میں اس جماعت کو معزز و ہر دلعزیز بنانے میں مرحوم کی مساعی، اخلاق حسنہ اور اثر و رسوخ کو بہت دخل تھا۔ وہ جماعت کی ہر تحریک میں حصہ لیتے اور ہمیشہ السابقون الاولون کا نمونہ پیش کرتے ہر جلسہ میں اکثر شریک ہوتے۔ درس قرآن میں، لیکچروں میں، نوجوانوں کے جلسوں میں، بوڑھوں کے کاموں میں دلچسپی لیتے۔ انہیں صحیح مشورہ دیتے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کا سلیقہ مرحوم پر ختم تھا سلسلہ کے استحکام کے لئے مغفور کا وجود بڑی برکت و قوت کا باعث تھا۔ جماعت کے استحکام کے لئے بیشک قربانی اور چندہ کی بھی ضرورت ہے لیکن اخلاق و مروت، حسن سلوک، مہمان نوازی اور اخلاص ایسی صفات ہیں جو دلوں کو ایک دوسرے سے مربوط کر دیتی ہیں۔ سینکڑوں آدمی مرزا صاحب مرحوم کے اخلاق کے گرویدہ ہو کر سلسلہ میں شامل ہوئے اور جماعت کی تقویت کا باعث ہوئے

مہمان نوازی مرحوم کی نمایاں صفت تھی اور تقری الضیف کی آپ پوری تعمیل فرماتے تھے۔ جس قدر زیادہ مہمان آتے۔ آپ اسی قدر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے کہ آپ کو مہمانوں کی خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ کوئی احمدی آئے تو آپ کا مہمان۔ غیر احمدی آئے تو آپ کا مہمان۔ نومسلم ہو تو آپکا مہمان کسی اور ملک کا مسافر ہو تو آپ کا مہمان۔ ہر ایک کیلئے آپ کا دروازہ کھلا تھا۔ اور آپ کے دسترخوان پر ہر ایک کا حق تھا۔ مہمان خانہ میں کسی کو کوئی شکایت پیدا ہوئی اور مرزا صاحب مرحوم کو علم ہو گیا۔ تو آپ فوراً اس مہمان کو اپنے ہاں لے آئے تاکہ اس کی دلجوئی ہو اور وہ کوئی برا اثر لے کر نہ جائے۔ سرحدی مہمان تو خصوصیت سے مرحوم کے ہاں قیام فرماتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت سے مرحوم کو اس قدر عشق تھا کہ اس کی مثال کم دیکھنے میں آتی ہے۔ مسیح موعود کا نام جب بھی زبان پر آتا آپ آبدیدہ ہو جاتے۔ مامور من اللہ سے جو عہد باندھا تھا اسے آخر تک بڑی خوبی سے نبھایا اور تیادہ مستقیم پر قائم رہ کر ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ قادیانی اخبار کا یہ لکھنا کہ مرحوم نے احمدیت کے ساتھ اپنا تعلق آخر تک نہ نبھایا۔ ان کی حق پوشی کی دلیل ہے۔ مغفور کو حضرت اقدس اور آپ کے سلسلہ سے ایسا عشق تھا کہ قادیانی حضرات میں سے کسی کو کم نصیب ہوا ہوگا۔ کسی کی خوبیوں کا صحیح طور پر وہی اندازہ لگا سکتا ہے جس کا اپنا دل صاف ہو۔ رنگین عینک لگا کر دیکھنے سے چیزیں اپنے اصلی رنگ میں نظر نہیں آیا کرتیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے اور مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح اخلاق کو دنیا میں قائم رکھے۔

اسلام اور مسلمانوں سے عشق کا یہ عالم تھا کہ ہمیشہ نماز دل میں اور بالخصوص تہجد میں اللھم اید الاسلام والمسلمین اور اللھم انصر الاسلام والمسلمین کی دعائیں مانگا کرتے تھے اور بڑے خشوع و خضوع اور اخلاص سے ملت مسلمہ کی فلاح و بہبود کی آرزوئیں کیا کرتے تھے۔ ہندوستانی مسلمان تو خیر مغفور کے اپنے ہموطن تھے اور ان سے محبت ہونی قدرتی امر تھا لیکن اور بھی جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں مرحوم کی دعائیں ان کی مدد کو پہنچتی تھیں۔ ترکوں پہ کوئی مصیبت آئے یا چینیوں کو کوئی گزند پہنچے یا افغانوں میں کشت و خون ہو۔ یا اہل ایران کو تکلیف پہنچے۔ یا مصری کسی بلا میں گرفتار ہوں۔ مرزا یعقوب بیگ مرحوم کا دل بہیاں دیکھ کے مضطرب ہوا کرتا تھا اور وہ بارگاہ الٰہی میں رو رو کر ان کی نجات کیلئے دعا فرمایا کرتے اور کوشش کرتے کہ ہر ممکن طریق سے ان کی امداد کی جائے۔

کوئی سائل آ جائے۔ کوئی محتاج آ جائے۔ کوئی غریب کوئی مریض، ہر ایک کی حاجت روائی خدا کے فضل سے کرتے قبلہ مرحوم نے ہزاروں لاکھوں بندگان خدا کو مختلف رنگوں میں فائدہ پہنچایا اور مرحوم کی نیک کمائی میں تعمیل ارشاد ربانی حق السائل والمحروم ہر محتاج و غریب کا گویا حق تھا۔

مرحوم کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا اور آپ ہر دوست سے بلاتفریق مذہب و ملت یکساں سلوک فرماتے جس سے ایک دفعہ تعلق پیدا ہو گیا۔ اس سے آخر تک تعلق رکھا اور بڑے اخلاص اور سچائی سے دوستی کے حقوق ادا کئے موجودہ زمانہ میں ایسی ہر دلعزیزی جو مرحوم کو حاصل تھی۔ شاید ہی کسی کو نصیب ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مرحوم کی صفائی قلب اور نیک نیتی کا نتیجہ تھا کہ تمام اقوام کے لوگ انہیں یکساں آنکھوں پہ بٹھاتے تھے۔ اور آج ان کی تعریف میں سب رطب اللسان ہیں۔

دنیا میں ہر انسان پر ابتلا اور مشکلات آیا کرتی ہیں۔ مرحوم بھی اس قانون سے مستثنٰے نہ تھے۔ لیکن آپ ہر مشکل کے وقت ایک سچے مسلم کی طرح پورے صبر و تحمل سے کام لیتے اور ذات باری کے افضال سے کبھی مایوس نہ ہوتے۔ آپ کا صبر و استقلال ہر مسلمان کے لئے قابل رشک تھا۔ اللہ تعالیٰ پہ توکل اور اس کی رضا پہ راضی رہنے کا جذبہ مرحوم میں کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ ہر حال میں شاکر تھے۔ اور مرض الموت کے حملہ کے وقت بھی جو آخری کلمہ منہ سے نکلا۔ وہ کلمۂ "شکر" تھا

کہاں تک لکھا جائے کہ مرحوم میں کیا کیا خوبیاں اور کیسے اوصاف تھے۔ مرحوم کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے عرصہ درکار ہے۔ اس وقت تو بار بار میرے سامنے شاعر کا یہ قول آتا ہے

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

مرحوم کے خاندان کو، جماعت احمدیہ کو، ملت اسلامیہ کو بلکہ انسانیت کو مرحوم کی وفات سے جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی تلافی صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو سکتی ہے۔ ورنہ بظاہر یہ نقصان ناقابل تلافی ہے۔ ابھی تو مرحوم کو ہم سے جدا ہوئے بہت عرصہ نہیں ہوا۔ لیکن جوں جوں وقت گزرے گا ہمیں مرحوم کی جدائی اور اس پاک و مفید وجود کی کمی محسوس ہو گی۔ اللہ تعالےٰ ہمارے حال پر رحم کرے اور ہمیں صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ تمام احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ درد دل سے مرحوم کے اعزا و اقارب کیلئے دعا فرما دیں اور مرحوم کی ترقی مدارج کے لئے بھی دست بدعا ہوں۔

لا شک ان ھذہ السھام قد اصابت قلوبنا وقطعت اکبادنا۔ وان المصیبۃ واحدۃ فصبر جمیل۔ اللھم اغفر لہ ولنا وارحمہ وارحمنا ونور اللہ مرقدہٗ۔

(مسعود بیگ)

ایک فرشتۂ رحمت کا داغِ مفارقت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(از جناب مولٰینا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

بنی آدم کا انجام

فرزندان آدم کے لئے موت ناگزیر ہے۔ آدم کی وجہ تسمیہ تورۃ موسیٰ میں یوں لکھی ہے۔

عافار اتا وی ایل عافار تاشوب

خدا نے کہا "تو خاک ہے اور خاک میں واپس جائیگا"۔

کس قدر حقیقت کے مطابق یہ وجہ تسمیہ ہے۔ کہ اس کی کہیں استثنا نہیں۔ قرآن مجید نے اسی حقیقت کو یا وجہ تسمیہ آدم کو یوں بیان فرمایا۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہٗ من تراب ثم قال لہٗ کن فیکون۔ یقیناً عیسےٰ کی مثال اللہ تعالےٰ کے نزدیک آدم کی مثال ہے۔ اسے خاک سے پیدا کیا پھر اسے کہا ہو جا۔ تو وہ (خاک) ہو جاتا ہے"

لیکن یہ آدم کا صرف ایک حصہ ہے۔ کیونکہ انسان صرف خاک ہی نہیں۔ اس میں ایک اور چیز بھی ہے۔ جو اسی خاک میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ودیعت کی جاتی ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ کے لئے ہی ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ آدم کی خاک کا حصہ خاک کے سپرد ہوتا ہے۔ لیکن اس کی روح خدا سے آتی ہے۔ اور خدا کی طرف ہی لوٹ جاتی ہے۔ یہ شرف اور منزلت کا ایک مقام ہے وہی شخص اس پہ پہنچتا ہے جس کی زندگی اللہ تعالےٰ کی ہو جاتی ہے۔ (کیونکہ انا للہ میں لام شرف اور عزت کے اظہار کے لئے لایا گیا ہے) یہ شخص اللہ تعالےٰ کی صفات میں رنگین ہو جاتا ہے۔ وہ بلحاظ اپنے شرف اور بزرگی کے اللہ تعالےٰ کا مال ہے۔ اور ایسا مال ہے جو اسی کی طرف لوٹنے والا ہے ایک انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں۔ کہ وہ اللہ کا ہی ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ بھی اسے اپنا مال سمجھ کر اپنی طرف بلا لے اسی کی راہ میں یا ربانی صفات میں ترقی کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مولا سے جا ملے۔

ہمدردئ احباب

ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم کی زندگی اسی مندرجہ عنوان آیت کی ایک تفسیر عملی تھی۔ ہر مذہب و ملت کے اشخاص کے ساتھ ان کا سلوک غایت درجہ ہمدردانہ تھا۔ ہر شخص کی مصیبت پر ان کی آنکھ کو روتا اور ہر ایک کی راحت پہ ان کے لب متبسم دیکھے گئے۔

۱۹۱۷ء کے وسط میں میں پہلی مرتبہ لاہور آیا۔ اور اس کے بعد میں کئی ہو رہا۔ اس طویل عرصہ میں میں نے حضرت مرزا صاحب مرحوم کو اپنے اور اپنے متعلقین کے ہر رنج و راحت میں برابر کا شریک پایا۔ نہ صرف وہ ہمارا علاج نہایت ہمدردی سے مفت کرتے تھے۔ بسا اوقات دوا کی قیمت بھی نہیں لیتے تھے۔ انفلوئنزا کے دنوں میں میری نازک حالت میں انہوں نے بہت خدمت کی اور پھل وغیرہ خرید کر بھیجتے رہے۔

میرے تبلیغی ذوق میں مرحوم کی حوصلہ افزائی

میرا موجودہ تبلیغی ذوق ابتدا سے مرزا صاحب مرحوم کا مرہون منت ہے۔ غالباً ۱۹۱۶ء کا واقعہ ہے۔ اس وقت کسی جلسہ میں تقریر کرنے کے خیال سے مجھے لرزہ آ جاتا تھا۔ کہ یہ سماج لاہور سے مناظرہ خواہ مخواہ طے پا گیا۔ یہ ایک غلطی کی وجہ سے ہوا۔ مجھے یہ علم نہ تھا۔ کہ میرے مقابل پہ پنڈت رامچندر دہلوی سا کہنہ مشق مناظر ہے۔ مرزا صاحب مرحوم میری مرضی کے خلاف ساتھ چلنے پہ مصر ہو گئے۔ اور گاڑی میں بٹھا کر مجھے ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول لاہور میں مناظرہ کے لئے لے گئے جلسہ غیر متوقع طور پر بارونق تھا۔ حضرت مرزا صاحب مسلمانوں کی طرف سے صدر منتخب ہوئے۔ میرا پنڈت رامچندر صاحب سے ۲ گھنٹہ تک تناسخ روح اور مادہ کے مضمون پر مناظرہ ہوا جو نہایت کامیاب رہا۔ اختتام مناظرہ پہ حضرت مرزا صاحب مرحوم نے نہایت جوش سے مجھے مبارکباد کہی۔ اور سٹیج سے اترنے سے پہلے اپنی جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر انعام دیا۔ بات چھوٹی سی تھی لیکن اس کا اثر میری آیندہ زندگی کو شاندار بنا گیا۔ میری ہمت اور جرأت کی . . . بنیاد اسی سے پڑی میرا سب سے پہلا مناظرہ تھا۔ اپنی طبعی اور قلبی کمزوری کی وجہ سے ناکامی کی صورت میں شاید وہی آخری بھی ہوتا۔ لیکن آپ کی بروقت حوصلہ افزائی نے مجھے آگے قدم بڑھانے کی جرأت دلائی۔

درس قرآن سے عشق

گزشتہ موسم گرما میں قرآن شریف کا درس شروع کرنے کا مجھے حکم دیا گیا۔ اور میں اس سے بہت گھبراتا تھا کیونکہ میری زندگی میں یہ پہلا واقعہ تھا۔ مرزا صاحب کے غیر معمولی شوق اور تقاضا نے مجھے اس پر مجبور کر دیا۔ وہ شخص جس نے مولانا نورالدین صاحب مرحوم جیسے علامہ کا درس سنا تھا۔ اور اس کے نوٹ کاپی میں محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ جو حضرت مسیح موعود کی پر معارف تقریروں کو اپنے حافظہ میں جگہ دئے ہوئے تھا۔ وہ میرے درس میں کیا لطف اٹھا سکتا تھا۔ لیکن میں حیران تھا۔ کہ وہ درس کی رونق بڑھانے میں سب سے پیش پیش تھے۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شمولیت کی بڑے زور سے تاکید کرتے تھے علم النفس کا یہ ایک راز تھا جس پر وہ دانستہ یا نادانستہ عمل پیرا تھے کہ ایک نالائق شخص کو کیونکر قابل بنایا جاتا ہے۔

رحم و دلسوزی کے پیکر

آہ وہ رحم و ہمدردی اور دلسوزی کا ایک پیکر تہِ خاک ادجھل ہو گیا وہ مسیح موعود کے دم سے جی اٹھنے والوں میں سے ایک تھا۔ اس کی زندگی آیت اللہ تھی جو حضرت مسیح موعود کے معجزہ احیاء موتے پر ایک دلیل تھی۔ قرآن کا عشق اسلام مسلمانوں اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی دوست و دشمن کے ساتھ نیک سلوک کتنی خوبیاں تھیں جن کی جامع وہ ایک ہستی تھی۔ میں اس سے زیادہ ان کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ اس آیت مندرجہ عنوان کی ایک تفسیر عملی تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون؂

اخلاق اور انسانیت کا پیکر۔ اسلام کا سچا فرزند۔ احمدیت کا ایک ستون

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ

اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں اس پر ہوں

(امیر قوم حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کے قلم سے)

ابدی زندگی

ابھی ایک ماہ سے کچھ ہی اوپر ہوا حضرت مرزا صاحب مرحوم زندگی کی پوری قوت کے ساتھ اور کام کرنے کی ان تھک طاقت کے ساتھ ہم میں تھے۔ آج وہ ہمیں نظر نہیں آتے ان کا جسم خاکی خاک کے اندر ہے مگر ان کی روح جو اس جسم خاکی کی قیود کے باوجود بلند پروازی کرتی ہوئی خدا کے حضور پہنچی رہتی تھی۔ اب ان قیود سے آزاد ہو کر کن بلند مقامات پر پہنچ چکی ہے۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے ہم انہیں تصور میں بھی نہیں لا سکتے۔ جن لوگوں کی زندگی اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلق میں۔ خدا کے دین کی اشاعت میں۔ خدا کے نام کو بلند کرنے میں۔ خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے میں۔ مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی میں خرچ ہوتی ہے۔ وہ مرتے نہیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۔ وہ

لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء

جو لوگ اللہ کی راہ میں (کام کرتے ہوئے) مارے جائیں، انہیں مرا ہوا مت کہو بلکہ وہ احیاء زندہ ہیں۔ کے مصداق ہوتے ہیں۔ ہم اُن کی علیحدگی پر روتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا ایک بڑا کارکن اٹھ گیا۔ مگر وہ اپنے رب کے حضور اس سے بہتر زندگی بسر کرتے ہیں اس سے بہتر رزق ان کو ملتا ہے جو یہاں ملتا تھا۔

بل احیاء عند ربھم یرزقون ہ فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ

وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔ اس سے خوش ہوتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا۔

دوسرے عالم میں راحت کے سامان

یہی نہیں بلکہ خدا کے دین کو جو کامیابیاں ان کے بعد حاصل ہوتی ہیں اور جن کی ابتدا ان کی کوششوں سے ہوئی ہوتی ہے وہ ان کے لئے اس دوسرے عالم میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ خوشی کا موجب ہوتی ہیں جیسے کہ اس عالم میں

ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم

وہ ان کارکنوں کی وجہ سے بھی خوش ہوتے ہیں جو انہیں ابھی نہیں آملے ان کے پیچھے ہیں

ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

کہ ان پر بھی کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل

اللہ کی نعمت اور فضل کی وجہ سے وہ خوش ہوتے ہیں

وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین

اور اس وجہ سے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

پس گو ہم الفاظ میں یوں ہی کہتے ہیں کہ آج فلاں عزیز فلاں بزرگ فوت ہو گیا ہمارا ایک بازو ٹوٹ گیا۔ ہماری قوم کا ایک ستون گر گیا۔ مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک اس سے بہتر زندگی میں ہوتا ہے اس سے بہتر انعامات کو پاتا ہے اور ہم سے بڑھ کر یقین رکھتا ہے کہ ہماری کوششیں خدا کی راہ میں ضائع نہ ہوں گی بلکہ اللہ تعالیٰ ان پر بڑے بڑے اجر مترتب کرے گا۔ کسی نامعلوم طریق پر اُن کی روحانیت ان کاموں میں معاون رہتی ہے جنہیں انجام دے کر انہیں یہاں خوشی حاصل ہوتی تھی۔

عالم روحانی سے ہمارے تعلقات

ایک رنگ میں ہمارے عزیز مرنے والے جب اس دوسرے عالم میں چلے جاتے ہیں تو فی الحقیقت ہمارا ایک نیا تعلق اس دوسرے عالم سے پیدا کر دیتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہماری تمام غفلتوں اور سستیوں کی وجہ جو اس زندگی میں ہمارے اندر ہوتی ہیں صرف ایک ہی ہے کہ اس دوسرے عالم کو ہم حقیقت کے رنگ میں نہیں دیکھتے ہم یہاں کی خوراک یہاں کے لباسوں یہاں کی آسائشوں کو حقیقت سمجھ لیتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ یہ تو ہمارے سفر کی ایک منزل ہے اور ہمارے سفر کی غرض و غایت درحقیقت کچھ اور ہے۔ جب ہمارا کوئی عزیز ہم سے جدا ہو کر اس دوسرے عالم میں چلا جاتا ہے تو اگر ہمارے دل میں ان کے ساتھ سچی محبت ہے تو اس دوسرے عالم سے ہمارا زبردست تعلق پیدا ہو جانا چاہیئے۔ جب ہمارا کوئی عزیز کسی غیر ملک میں چلا جاتا ہے تو کیا یہ سچ نہیں کہ اُس وطن کے ساتھ بھی ہمارا ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اگر ہمیں جانے والے سے سچی محبت ہے اور اسے دوسرے عالم میں بلا لیا گیا ہے۔ تو ہمارا بھی اس دوسرے عالم سے ایک نیا تعلق پیدا ہو جانا چاہیئے اور اس طرح ہر دوست ہر رفیق ہر کارکن کی موت اگر ہم اس سے صحیح سبق حاصل کریں ہمارے اس دوسرے عالم کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرنے والی ایک نئی کڑی ہوتی ہے

نیا رزق

اور جس قدر ہمارے تعلقات اس دوسرے عالم کے ساتھ مضبوط ہوں گے اسی قدر خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں۔ خدا کی راہ میں کام کرنے میں خدا کے دین کو پھیلانے میں ہم میں قوت زیادہ پیدا ہو گی۔ اور یوں نہ صرف مرنے والے کو ہی اپنے رب کی طرف سے ایک نیا رزق ملتا ہے بلکہ پچھلوں کو بھی اُس کی جدائی کے غم کے اندر خدا کی طرف سے ایک نیا رزق اور نئی طاقت ملتی ہے۔ اور اسی لئے ہمیں یہ سبق دیا گیا ہے کہ جب اپنے عزیز یا رفیق کو سپرد خاک کرنے سے پہلے آخری فرض ادا کر دینا اُس کی نماز جنازہ پڑھو۔ تو اسے

الحمد للہ رب العالمین

سے شروع کرو۔ کیونکہ اس کی ربوبیت نہ صرف زندگی کے ذریعہ سے کام کرتی ہے بلکہ موت کے واسطہ سے بھی کام کرتی ہے۔

سچے دوست کی جدائی کا صدمہ

حضرت مرزا صاحب مرحوم کی وفات پر غم ان کے اس دوست کو کس طرح نہ ہو اس کے دل پر چوٹ کس طرح نہ لگے اس کی آنکھوں سے آنسو کس طرح نہ نکلیں جس کے ساتھ ان کے چالیس سال کے تعلقات ہوں جو دن رات اکٹھے کام کرتے رہے ہوں جن کے دلوں میں ایک ہی قسم کے خیالات موجزن ہوں جن کا مقصد زندگی ایک ہو جو ایک دوسرے کے لئے قوت کا موجب ہوں جو دن کی روشنی میں بھی اکٹھے کام کرنے کے عادی ہوں اور رات کی تنہائی میں بھی اکٹھے آنسو بہانے کے عادی ہوں۔ جب بمصداق

غریباں را دل از بہر تو خون است

وہ لوگ بھی جنہیں تھوڑا سا تعلق مرزا صاحب مرحوم سے ہوا وہ بھی ان کی موت پر آنسو بہا رہے ہوں۔

مرحوم کی ہر دلعزیزی اور رقت قلب

مولوی محمد یعقوب خان صاحب نے کیا اچھا نقشہ جلسہ تعزیت میں مرحوم کا کھینچا جب یہ کہا کہ انہیں دو حالتوں سے خالی دیکھنا مشکل تھا۔ یا کسی دوست کو دل کر چہرہ شگفتہ ہے اور تبسم اور انبساط کی لہر سارے جسم میں دوڑ رہی ہے یا کسی مصیبت زدہ کی ملاقات پر چشم پرنم ہیں۔ اسی جلسہ تعزیت میں اگر اپنے مسلمان دوستوں نے اپنے غم کا اظہار کیا تو ویسے ہی جذبات کے ساتھ اسی قدر ہندو دوستوں نے بھی ویسے ہی پُردرد الفاظ میں اپنی قلبی حالت کو ظاہر کیا۔ مرزا صاحب مرحوم کا تعلق دوسرے لوگوں کے ساتھ مذہب کی قیود سے بہت بالا تھا وہ تمام انسانوں کو ایک ہی رب العالمین کا کنبہ سمجھتے تھے اور با ایں اسلامی غیرت اور سلسلہ کی محبت اس قدر زبردست تھی کہ کسی موقعہ کو تبلیغ سے خالی نہ جانے دیتے تھے اپنی حق گوئی اور صاف گوئی کے ساتھ غیر کے دل میں بھی گھر کر لیتے تھے۔

جسمانی اور روحانی معالج

وہ ڈاکٹر بھی تھے اور مبلغ بھی تھے جسمانی امراض کا علاج بھی کرتے تھے اور روحانی امراض کا بھی۔ اور جن لوگوں کا جسمانی علاج کرتے ان کے علاج میں نہ صرف ظاہری سامانوں یعنی دوائی سے کام لیتے بلکہ باطنی سامان یعنی دعا سے بھی کام لیتے تھے کام کرنے کی طاقت خدا کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اس قدر زبردست تھی کہ شبانہ روز مصروفیت کے باوجود نماز باجماعت کے بڑے پابند تھے اور بیماری کے پہلے حملہ کے بعد کمزوری کے ایام میں بھی نماز باجماعت کو نہیں چھوڑا۔ رقت قلبی اس قدر تھی کہ انسان کی مصیبت اور خدا کے ذکر پر ان کا دل یکساں پگھلتا تھا۔ اور قرأت کے وقت ان کی رقت اور سبحان اللہ کی آواز نمازیوں کے دلوں پر خاص کیفیت پیدا کرتی تھی۔

عدیم المثال قربانیاں

حضرت مرزا صاحب مرحوم کے اوصاف کو بہت لوگ بیان کرتے رہیں گے۔ میں صرف ایک بات کہ کر اس وقت اس صادق اور مخلص دوست کی یاد کے اس قصہ کو ختم کرتا ہوں۔ مرزا صاحب مرحوم ان چند دوستوں میں سے تھے جنہوں نے ابتدائے سلسلہ سے قادیان میں اپنی جانوں اور مالوں کو بے دریغ لگایا۔ وہ اگرچہ ملازمت کو چھوڑ کر قادیان نہ گئے تھے لیکن قادیان کے تعلق کے بالمقابل انہیں ملازمت کی کوئی پروا نہ تھی اور ہر ضرورت کے وقت دوڑتے ہوئے قادیان پہنچتے تھے۔ لیکن جب وہ وقت آیا کہ قادیان سے مسلمانوں کی تکفیر کی آواز اٹھی تو ان دوستوں نے ایک بلند مقصد یعنی اتحاد مسلمین کے سامنے ایک چھوٹے مقصد کو قربان کر دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ جس قدر بھی کام خدمت دین کا ہو سکے تکفیر اہل اسلام کی معیت سے الگ رہ کر کریں گے۔ اس لئے چند آدمیوں نے لاہور میں ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ مگر ہمارے پاس مکان نہ مبلغ نہ دفتر نہ روپیہ

نہی جماعت کے ہنگہ پرستی کی زبردست روکے سامنے احمدیوں کے لیے بھی ٹھہرنا مشکل تھا۔ ان ایام میں حضرت مرزا صاحب مرحوم نے جو قربانیاں کیں۔ ان کا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ اللہ ہی ان کو جانتا ہے اور وہ ہی ان کا اجر انہیں دے۔ اور ان قربانیوں کے طفیل ان کے پس ماندگان پر بھی رحم فرمائے۔ جماعت ترقی کی اور لاہور سے ان کی تبدیلی ہوئی سول سرجن بنا کر کہیں جاتے اور دنیوی مفاد کے لحاظ سے یہ ایک زبردست کشش تھی مگر جماعت کی ضروریات نے تمام دنیوی مفاد کو قربان کر دیا اور اپنی ملازمت سے استعفےٰ دے کر

دین کو دنیا پر مقدم

کرنے کا حق ادا کیا۔ جو اقرار امور کے ہاتھ پر کیا تھا اسے عزت کے وقت پورا کر دکھایا۔ ملازمت کو ترک کیا اور خدا کے دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔ آج تو لوگ [illegible] حالانکہ ادنیٰ ادنیٰ مفاد دنیوی پر ایمان کو بیچتے ہیں۔ مگر یہ ایک [illegible] تھا جس نے دنیا کی عزت [illegible] قربان کر دیا اور اپنے آپ کو اور ہر شے کو دین کی ضرورت کے [illegible] مسلمانوں میں سے ثابت [illegible] کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ

اس کی مثالیں کہاں سے تلاش کریں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ چار پانچ سال بعد جب یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ انجمن کے پاس اپنا دفتر بھی کوئی نہیں تو اپنا نیا تعمیر کردہ بیش قیمت مکان خدا کے نام پر دے دیا۔ اور اسی میں آج تک انجمن کے دفتر چلے آتے ہیں خود عسرت سے بھی زندگی کا کچھ حصہ بسر کرنا پڑا۔ لیکن خدا کے دین کی خدمت کے لئے ہر قسم کی قربانی ہر وقت کرنے کو تیار رہتے۔

اے خدا تو اپنی بیشمار رحمتیں ان پر بھیج اور ان کی اہلیہ اور ان کی اولاد پر اپنی برکتیں نازل فرما اور تو خود ہی ان کا کفیل بن

قطعہ تاریخ وفات!

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجور)

از جہاں چوں میرزا یعقوب شد — وقف گریہ چشم زشت و خوب شد

صحبت قدوسیاں مرغوب شد — زیں سبب از خاکیاں محجوب شد

قول و فعلش نزد یزداں خوب تر — در نگاہ حاسداں معیوب شد

متقی بود و زعہد طفلگی — در گروہ اتقیا محسوب شد

یوسف ملت بزیر خاک رفت — دیدۂ ما دیدۂ یعقوب شد

وائے شہباز م زدستم من پرید — گریہ پیہم مرا محبوب شد

دوستش را نعمت لطف و کرم — دشمنش در بارگاہ معتوب شد

مجلس و گلشن جنت نشست — مسلم ہندی دراں مندوب شد

فوج خارج شد زرائے تخرجہ

"داخل خلد بریں یعقوب شد" ۱۹۳۶

مجاہدین کی یاد!

(از قلم خواجہ غلام نبی صاحب مہجور)

داغے درون سینۂ مہجور جا گرفت
کز درد ہجر رخ نیلوفری لالہ زار شد

"ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب فوت ہوگئے" یہ الم انگیز جملہ ایک آدمی کی زبان سے کچا کھوہ سٹیشن پر نکلا میں جانتا ہوں۔ اس کے دل میں بھی درد تھا۔ مگر اسے کیا معلوم کہ ان چند لفظوں نے میرے دل پر کیا اثر کیا۔ میں دوڑ کر اس کے قریب گیا۔ وہ ہاتھ میں بیگ لئے ایک آدمی سے باتیں کرتا ہوا ٹرین میں بیٹھ چکا تھا میری آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سمندر اُبل پڑا اور زبان سے بھی اضطراب میں چند کلمات نکلے "آپ کے وہ کون ہوتے تھے؟" اس نے کمرے میں کھڑے کھڑے میری طرف ہمدردانہ نگاہ سے دیکھ کر پوچھا۔ "وہ ایک مسلمان تھے!" میں نے جواب میں کہا۔ ان کے دل میں ہر مسلمان کے لئے محبت کی ایک دنیا آباد تھی؟ میرے وہ کون تھے؟ میری انجمن کے ایک عالی پایہ رکن۔ مہر و وفا کے شاداب گلشن۔ احسان کر کے نہ جتانے والے محسن۔ بزرگ محترم۔ ایثار مجسم۔ خدا کے دین کے مددگار مسکینوں اور غمزدوں کے یار۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ نہیں! نہیں! ڈاکٹر مرزا غریب نواز۔ بیواؤں اور یتیموں کے دمساز جسم کی بیماریوں کے اعلےٰ ڈاکٹر۔ ہاں ہاں دل کے غم و اندوہ کو دور کرنے میں بھی پورے ماہر مگر آہ اسے

جو لگایا انہوں نے آج مرض
وہ ہے فرقت کا لاعلاج مرض

روئے جا اے چشم ملت روئے جا! اس خدا کی رحمت کے لئے جو شیخ رحمت اللہ کا نام پا کر ہمارے سامنے چلتی پھرتی تھی۔ مگر آج ہم اس سے محروم ہیں۔

ہاں ہاں ابر نو بہار کی طرح برس جا! خواجہ کمال الدین کے لئے جس نے دین کی عزت کو کمال تک پہنچانے کے واسطے اپنے آخری دم تک کوشش کی۔ مگر آج وہ معدوم ہیں۔

محبت کے اشک خونیں بہائے جا! مولوی محمد عصمت اللہ کے لئے۔ استاذی مولوی محمد عبد اللہ خان کیلئے۔ پختہ کار عجب خاں کے لئے۔ نوجوان یار عدالت خاں کے لئے۔ اور پھر اس پیکر وفا کے لئے۔ آہ سے

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

ان مجاہدوں کو اپنے دل میں یاد رکھو۔ اور اس مقصد کو حاصل کرو جس کے لئے یہ کوشاں تھے۔ اپنوں اور غیروں کی طعن تشنیع کو ہرگز خاطر میں نہ لاؤ۔ اور بڑھے جاؤ۔ یہاں تک کہ دین الہیٰ کے آفتاب کی روشنی سے تمام جہان جگمگا اٹھے سے

قیمت جان و دل بیچنے کو [illegible] کا سر پہ کوئی مرے

رنج وفات یوسف ملت نوشتہ ام — از درد درون بمزرع قرطاس کشتہ ام

اشکم ز چشم ریزۂ یاقوت می چکد — خون دلم بخون تمنا سرشتہ ام

چوں پارہ پارہ دامن صبر و شکیب شد — لخت جگر بہ آتش ہجرش برشتہ ام

مرہم چساں شد دلم آں یار باوفا — سنگیں دلے نیم نہ ز نوع فرشتہ ام

مہجور

ایک اور شمع بجھ گئی

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

غیر متعصبانہ طبیعت اور اعلیٰ اخلاق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انوار آسمانی کی جو مختلف شمعیں جلائی تھیں زمانہ حسب عادت انکو یکے بعد دیگرے بجھاتا چلا جا رہا ہے مگر ابکے دفعہ ایک ایسی شمع بجھی جو ہماری جماعت میں سب سے پرانی [illegible] تھی یعنی حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی اس دا[illegible] ہے چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو سب سے پہلے [illegible] میں میں نے میڈیکل کالج میں دیکھا۔ اس وقت آپ تقرڈا [illegible] تھے اور لوگوں میں مرزائی مشہور تھے۔ مگر میڈیکل کالج کے [illegible] شمالی ہند کے طلبا کا ایک [illegible] ڈگل تھا۔ انہیں [illegible] اور خاموش پایا۔ یہ سب سے الگ ہی نظر آتے تھے [illegible] ہوس اسرجن بنے تو ایسی شرافت کا سلوک طلبا [illegible] بلکہ ہر صوبہ کا طالب علم آپ کے نیک سلوک کا مدا[illegible] زبان سے تبدیل ہو کر جس شفاخانہ میں بھی جا کر رہے۔ تمام [illegible] ثنا خوان بن جاتا رہا۔ آریہ سماج جو مذہبی عقائد کے لحا[illegible] [illegible]ت کے سخت خلاف واقع ہوئی تھی۔ باوجود ڈاکٹر صاحب [illegible] تھی اور آریہ سماج کے عقائد کے خلاف تقریروں کے ان کے غ[illegible] ہمدردانہ سلوک کی اس قدر مداح ہوا کرتی تھی۔ کہ ان کی [illegible] کے لئے جو میموریل اہل شہر دیا کرتے تھے۔ اس میں وہ لوگ [illegible] دیا کرتے تھے۔ آخر کار لاہور تبدیل ہو کر آئے اور ڈاکٹر [illegible] ن ہو سکے اور یہاں لیسے جیسے کہ پھر نہ نکلے

بزرگوں ک[illegible]

جب لاہور سے تبدیل [illegible] نے استعفا دے دیا حالانکہ سول سرجن بنا کر آپ کو بھیجے [illegible] علاوہ تبلیغ دین کے مشغلے کے جو سب سے زیادہ خدمت آپ [illegible] اپنے ذمے لی ہوئی تھی وہ قادیان کے بزرگوں کی خدم[illegible] [illegible] موعود علیہ السلام اور آپ کے خاندان کی طبی خدمت [illegible] تا میں برابر کرتے رہے یہاں تک کہ احمدیہ بلڈ[illegible] [illegible] موعود کی آخری علالت کے وقت مرزا یعقوب بیگ [illegible] علاج اور خدمت میں مصروف ہے اور آپ کے [illegible] بعد رخصت ہوا۔ مولانا نور الدین مرحوم جب گھوڑے [illegible] بیمار ہو گئے تو بھی مرزا یعقوب بیگ صاحب تھے جو [illegible] جایا کرتے تھے [illegible] کو پہنچا تو دستور العمل تھا۔ [illegible] حاضر تھے۔ حضرت مولانا مرحوم کی بیماری نے [illegible] ایک لمبے عرصہ پر ممتد ہو گیا مگر ڈ[illegible] آپ کی حاضری میں بھی فرق نہیں آیا [illegible] لمبے عرصہ تک شب و روز آپ کی خد[illegible] ڈاکٹر صاحب وقف رہے اور آپ [illegible] [illegible] مت دین میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ دفتہ [illegible] مرحوم قضا کر گئے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے جس تن[illegible] ت کی۔ اسے دیکھ دیکھ کر حضرت مسیح موعود [illegible] صاحب سالہا سال کی تہجد گزاری [illegible] ہیں وہ [illegible] خدمت کیلئے رات گزارنے کا ثواب ہے۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم ڈاکٹر صاحب موصوف کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے اور مجھے ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ ان کا نمونہ اختیار کرو۔ بزرگوں کی خدمت کا اگر کوئی ثواب ہے اور یقیناً بہت ثواب ہے تو پھر اس معاملہ میں ڈاکٹر مرزا صاحب جماعت میں سب سے گوئے سبقت لیگئے

دوست و دشمن سے یکساں سلوک

ویسے ان کا مکان۔ ان کا مطب، ہندو و مسلمان۔ احمدی اور غیر احمدی دوست اور دشمن سب کے لئے کھلا ہوا تھا۔ اس چشمہ پر جو آتا تھا فیضیاب ہوتا تھا۔ جہاں احمدی شب و روز ان کی طبی خدمات سے مستفیض ہوتے تھے وہاں مخالف سے مخالف مولوی بھی اُن کی طبی خدمات سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ رئیس المکفرین مولوی محمد حسین بٹالوی تک ان سے علاج کراتا۔ مفت دوائیں لیتا۔ اور ان کے گھر روٹیاں کھایا کرتا تھا۔ ہندو ہو یا مسلمان سب سے یکساں محبت اور ہمدردی کا برتاؤ تھا۔ علاج کرانا ہو علاج کرالو۔ سفارش کرانا ہو سفارش کرالو۔ کھانا کھانا ہو۔ کھانا کھالو۔ ڈاکٹر صاحب کو جہاں پکڑ کر لیجانا چاہو وہاں لے جاؤ۔ وہ ہر وقت سب کی خدمت کیلئے حاضر تھے۔

نیک ظنی کی انتہا

ایک بات جو اُن میں سب سے نرالی تھی۔ وہ ان کا کمال درجہ کا حسن ظن تھا۔ وہ ظن المومنین خیراً کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ ہر شخص کی نسبت ان کا گمان نیک ہوا کرتا تھا۔ جب تک کہ وہ اپنے صریح فعل سے ان کے حسن گمان کو باطل نہ کر دے۔ وہ کبھی بدگمانی کرنا جانتے ہی نہ تھے جو بات جس نے کہدی ہمیشہ اس پر نیک گمان کیا اور یہ ایسی صفت تھی جو آج کے زمانہ میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ مگر وہ اس کے ایسے زبردست عامل تھے کہ بعض دفعہ ان کو اس کی وجہ سے نقصان بھی اٹھانا پڑا لیکن انہوں نے اپنے اس عمل کو نہیں چھوڑا۔ یہ ان کی پاکیزگی قلب کا نتیجہ تھا کہ وہ ہر ایک کو شریف اور اپنے بیان میں سچا سمجھتے اور کبھی بدگمانی نہ کرتے جب تک کہ عملاً اس کے خلاف ثبوت نہ بہم پہنچ جاتا۔

خدمت اسلام کا جذبہ

تبلیغ اسلام کے شیدائی تھے۔ مسلمانوں سے کمال ہمدردی تھی۔ حب وطن ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اس لئے کہیں بھی اگر موقعہ ملتا آپ اسلام کی تبلیغ سے نہ چوکتے۔ مسلمانوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے کوئی بھی انجمن بنے یا مجلس منعقد ہو۔ آپ اس میں ضرور حصہ لیتے۔ چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ انجمن ترقی تعلیم مسلمانان امرتسر میں آپ نے بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ اور ان دونوں انجمنوں کی سالہا سال بڑی خدمت کی۔ ان کے طلباء کو ملاحظہ دیکھتے اور علاج کرتے۔

[illegible]

بیتاب ہو جاتا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ ان پر تو یہ شعر نہایت صحیح طور پر صادق آتا تھا کہ ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

جب سرحدی صوبہ کا سیاسی مطلع مکدر تھا۔ تو سرحد کے متعلق آپ نے بڑے بڑے معرکۃ الآرا مضامین لکھے اور گورنمنٹ پر سخت نکتہ چینی کی اور حکومت کی طاقت سے ذرا بھی نہیں ڈرے پنجاب پر جو جو سیاسی رنگ میں مصیبت آئی سب میں آپ سینہ سپر ہونے سے باز نہ رہے مسجد شہید گنج کے معاملہ میں بڑی سعی اور تگ و دو سے کام لیا۔ غرضکہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کوئی بھی مصیبت ہو وہ سب سے پہلے ہر ایک قسم کے ایثار اور خدمت کے لئے تیار رہا کرتے تھے۔

جذبہ اتحاد ملت اور صفائی قلب

وہ اتحاد ملت کے شیدائی تھے۔ دوستوں میں آپس میں جب کوئی بات رنجش کی پاتے اور انہیں کسی بحث میں گرم ہوتے دیکھتے تو فوراً ان گرما گرم لفظوں کو مذاق کی طرف لے جا کر رنجش کو ہنسی میں اڑا کر دور کر دینا چاہتے۔ ایسے موقعہ پر قہقہہ پر قہقہہ لگاتے اور ایسی باتیں کرتے جن سے غصہ فرو ہو جائے۔ یہ ان کی کمال پاکیزگی قلب اور محبت و شفقت کی علامت تھی۔ غرضکہ وہ سرتا پا نیکی و خلق مجسم تھے۔ کہاں تک گنے جاؤں ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست

ایک طرف محبت و ہمدردی میں گداز تھے اور رقت قلب کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک وعظ ہر ایک درد بھری بات میں آپ اشکبار نظر آتے تو دوسری طرف خوش مزاجی کا یہ عالم تھا۔ کہ ہر وقت چہرہ مسکراتا نظر آتا اور بات بات پر خوشی کا قہقہہ ان کا مشہور تھا۔

حضرت مسیح موعود سے عشق اور احمدیت سے عشق

انہیں حضرت مسیح موعود سے جو عشق تھا اور احمدیت سے جو محبت تھی۔ وہ محتاج بیان نہیں اور اسے ایسا نباہا کہ آخر احمدیت کی حمایت میں ہی جان دی۔ کسی حاسد کی چشم بدبین کو نظر نہ آئے۔ تو اس کی کوردلی کا قصور ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ مرزا یعقوب بیگ کو ہمیشہ احمدیت کی چلتی پھرتی تصویر زمانہ نے سمجھا اور بہت صحیح سمجھا۔ انجمن حمایت اسلام لاہور نے جب احمدیوں کو اپنی انجمن سے خارج کرنے کیلئے ریزولیوشن پاس کرنا چاہا۔ تو ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم باوجود روکنے کے نہ رکے اور آخر کار اس قربانگاہ میں جا کر احمدیت کے نام پر اپنی قربانی اس شان سے دی کہ احمدیت کی تاریخ میں سنہرے حرفوں سے لکھے جانے کے قابل ہے یہ اسی پر جوش تقریر کا نتیجہ تھا۔ . . . . .

. . . . . جو احمدیت کی حمایت میں آپ نے کی تھی کہ آپ پر فالج گرا۔ اور دیکھو خدا کو پیارے آخری الفاظ تھے جو حق کی تائید میں آپ کی زبان سے نکلے کہ پھر اس کے بعد مشیت الٰہی نے کوئی اور لفظ سوائے "شکر" کے آپکی زبان سے نکلوانا پسند نہ کیا۔ یہ وہ مقام شہادت ہے جس پر خوش نصیب ہی پہنچا کرتے ہیں اور یہ وہ خدا کے بندے ہوتے ہیں جو حق کے لئے جان دے کر روحانیت کے آسمان کا تارا بن کر چمکتے ہیں۔ ؎

ایں چنیں باید خدا را بندۂ
سر پئے دلدار خود افگندۂ
نقد جاں از بہر جاناں باختہ
دل ازیں ملکی سرے پرداختہ
زیر ایں موت است پنہاں صد حیات
زندگی خواہی بخور جام ممات
ایں بود رسم و رہ صدق و صفا
ایں بود مرداں حق را انتہا

حضرت استاذی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم

ایک شاگرد کا اظہارِ عقیدت

مَا محمد اِلّا رسُول قد خلت من قبلہ الرّسل

(از جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب سینئر اسسٹنٹ سرجن)

پاک ممبر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا عبدالکریم مرحوم و مغفور کی برکات اور دعاؤں کے بعد لاہور میں ہمارے پاک ممبر کے الہام کے ماتحت جن فرشتہ سیرت نیک خصلت اور پاک روحوں کے ساتھ اس خاکسار نابکار کو شدید محبت لوجہ اللہ تھا۔ اور ہے۔ اُن میں سے ایک خاص بزرگ یعنی میرے استاد حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم بھی تھے۔ جو گذشتہ ۱۳ فروری ۱۹۳۶ء کو اس دنیائے ناپائیدار سے رحلت فرما کر اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میڈیکل کالج میں مرحوم کا اعلیٰ نمونہ

میں ۱۹۰۳ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک لاہور میڈیکل سکول میں تعلیم حاصل کرتا رہا۔ اس چار سال کے عرصہ میں خدا، محمد رسول اللہ صلعم۔ اسلام۔ قرآن کا عشق۔ خدمتِ دین۔ ہمدردیٔ خلق کا کامل نمونہ میں نے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کی ذات میں پایا۔ میڈیکل کالج اور سکول کے طلباء اور استادوں اور پروفیسروں اور جملہ اشخاص میں جو عزت و شرف آپ کو حاصل تھا۔ اس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ ہر مذہب و ملت کے طلباء مرحوم کے اخلاقِ حسنہ اور اعلیٰ سلوک کے ہمیشہ مداح تھے۔ مرحوم کے دل میں اپنے پیارے شاگردوں کے لئے ایک خاص قسم کی محبت تھی۔ جو کسی صورت میں بھی دیگر استاد صاحبان کو نصیب نہ ہو سکی۔ چنانچہ جب بدقسمتی سے ۱۹۰۶ء کے ماہ مئی میں لاہور میڈیکل سکول کے طلباء نے چند شکایات کی بناء پر سٹرائک کر دی تھی۔ اس وقت کے جملہ طلباء نے باہم ملکر جو میموریل شکایات کے انسداد کے لئے حکام اعلیٰ کی خدمت میں روانہ کیا تھا اس میں حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے اعلیٰ سلوک کا بابت عمدہ پیرایہ میں ذکر کیا تھا۔ اور جب امر کو اس وقت کے حکام علی الحکم طبی نے بھی بہت پسند کیا اور اس پر خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔ مرحوم ہمیشہ کالج سے کامیاب ہو کر چلے جانے والے شاگردوں کو نصیحت فرماتے کہ خدا سے ڈرنا۔ مخلوق خدا کی خدمت اور ہمدردی کرنا۔ بیماروں کے لئے دعا کرتے رہنا۔ رشوت نہ لینا۔ جھوٹ سے بچنا۔ بُری عادت کو اختیار نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

عبادت و پرہیزگاری

مرحوم صوم و صلوٰۃ و تلاوتِ قرآن کے بڑے پابند تھے۔ غرباء حاجتمندوں کی خفیہ اور علانیہ طور پر ہمیشہ مدد کیا کرتے۔ چنانچہ کئی احمدی غیر احمدی۔ اور بندہ ڈاکٹر آپ کی بروقت امداد سے اپنے زمانہ طالب علمی میں مرحوم سے فائدہ اٹھا [illegible] ہے۔ جب میں میڈیکل سکول میں داخل ہوا [illegible] اس وقت مرحوم لوہاری منڈی کے اندر سکونت پذیر تھے [illegible] صاحب پانچ پہر سال کے بچے تھے [illegible] پہ تو دن کی آبادی تھی۔ وہ لوگ حیران ہوا کرتے تھے کہ یہ بندہ خدا سارا دن تو اپنی نوکری اور خدمت مخلوقِ خدا میں گذارتا ہے اور راتوں کو اٹھتا ہے۔ تو نماز گذارتا ہے اور تلاوتِ قرآن مجید کرتا ہے۔

جوشِ تبلیغ اور خدمتِ اسلام کا جذبہ

اُن ایام میں انجمن فرقانیہ لاہور جو اس وقت احمدیوں کی جماعت کا نام تھا۔ اس کے ایک قائمقام کی حیثیت سے لنگے منڈی میں پانی کے تالاب کے پاس حضرت مرحوم مرزا یعقوب بیگ صاحب آریہ سماجی دوستوں کے ساتھ گرمیوں کے ایام میں چند مسائل پر مناظرہ بھی کیا کرتے تھے۔ نہایت معقولیت اور خندہ پیشانی حوصلے بردباری تحمل سے معترض کے سوالات کا جواب دیتے تھے جس سے سامعین کے قلوب پر بڑا نیک اثر پیدا ہوتا تھا۔ خدا کے دین کی خدمت کے لئے مرحوم نے اپنا آرام دولت اور جان تک قربان کر رکھی تھی لاہور کی مختلف مجالس میں مرحوم ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ مثلاً برہم سماج۔ تھیاصوفیکل سوسائٹی وغیرہ۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کی جنرل کونسل کے ممبر آپ اپنی زندگی کے آخری ایام تک تھے۔ انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند امرتسر کے آپ روح رواں تھے افسوس یہ مفید سوسائٹی آپ کی وفات سے پہلے ہی مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشی سے اپنی ترقی کے درجہ سے گر گئی۔ مرحوم کی گاڑھے پسینہ کی اور نیک کمائی کا ایک بڑا حصہ خدمت اسلام۔ خدمت جماعت احمدیہ خدمتِ مخلوقِ خدا کے لیے صرف ہوا۔

صحابہ کرام کا نمونہ

حضرت نبی کریم محمد صلعم کے زمانہ مبارک میں خلفائے راشدین کے پاک وجود نیز صحابہ کبار کے نیک نمونوں میں مرحوم کی پاک زندگی کی مثال بھی اگر شامل کی جاوے تو کسی مذہبی رنگ میں کوئی مبالغہ آمیزی کی بات نہ ہو گی۔ آہ! آج ہم میں نہ تو حضرت شیخ رحمت اللہ مرحوم موجود ہیں۔ اور نہ ہی خواجہ کمال الدین مرحوم۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو خدا جانے اُن کو اس عزیز صدق و صفا کے اعلیٰ نمونہ اور رفیق کار کے چلے جانے کا کتنا غم ہوتا۔ آخر کار مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ کا ایک خوشنما پھول بھی ہم بدنصیبوں سے موت کے زبردست ہاتھوں نے چھین لیا۔ اس وقت تمام احمدی جماعت کو اس بزرگ کی رحلت سے سخت نقصان پہنچا ہے جس کی تلافی محض خداوند کریم کے فضل و کرم ہی سے ہو سکتی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ موجودہ زمانہ میں حضرت امیر مولانا محمد علی ایدہ اللہ بنصرہ کے پاک اور قیمتی وجود کے بعد حضرت مرزا یعقوب بیگ مرحوم کا وجود ہی احمدیت کا ایک کامل نمونہ تھا جس کو تمام احمدی قوم کی تاریخ میں ہمیشہ دعاؤں سے انشاء اللہ تعالیٰ یاد کیا جاوے گا۔ مرحوم نے خدمت دین کے لئے اپنی پاک زندگی وقف کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ لاہور میں ہمارے پاک ممبر کے الہام کی مرحوم مرزا صاحب کے وجود نے تصدیق کی ہے۔

احبابِ جماعت کا فرض

میں اپنے اس مختصر بیان میں مرحوم کی دینی خدمات کا تذکرہ تکمیل کے درجہ تک پہنچانے کے ناقابل ہوں اور نہ اخبار کے اوراق اجازت دیتے ہونگے۔ جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے مختصر طور پر عرض کیا ہے۔ اے میرے بزرگو! اے میرے عزیز نوجوانو! خدا کے لئے اٹھو اور غور کرو۔ قوم کے بزرگ آئے دن اس دنیا سے باری باری کوچ کر رہے ہیں۔ اے میری قوم کے نونہالو! کوشش کرو اور ان رخصت ہو جانے والے بزرگوں کی یادگار قائم کرو۔ اپنے آپ کو مسیح موعود کے بہترین جانشین بہ لحاظ عقائد اور اعمال کے ثابت کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ کر میدان میں نکلو تا خدا اور رسول صلعم کی خوشنودی حاصل کر سکو۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ تمہارا اس کام میں حامی و ناصر ہو آمین

پیشتر اس کے کہ میں اس عرضداشت کو ختم کروں میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور تمام احمدی جماعت کے مخلص احباب کی خدمت میں دست بستہ عرض گذار ہوں کہ سب دوست اللہ تعالیٰ کی درگاہ پاک میں مرحوم کی پر نور روح کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے خاص فضل و رحمت سے بطفیل حضرت محمد رسول اللہ صلعم۔ بحرمت جملہ انبیاء علیہم السلام بطفیل خلفائے راشدین بطفیل حضرت مسیح موعود ہمارے اس بزرگ مرحوم اور میرے اس "شہید" استاد حضرت مرزا یعقوب بیگ کو بہشت اعلیٰ مقام میں جگہ عطا فرماوے۔ آمین۔

مرحوم کی راقم الحروف سے الفت

مرحوم کو اس خاکسار سے اتنی الفت تھی جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ مرحوم کو بڑی خوشی تھی کہ میں اس کے شاگردوں میں ایک تھا جس کو حضرت مسیح موعود اور حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے بعد جماعت احمدیہ لاہور میں ابتدا ہی سے شامل ہونے کا فخر تھا۔ مرحوم کی تحریری شہادت کے ساتھ میری شہادت بھی شامل ہے کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ مجددیت کا تھا۔ نہ کہ نبوت کا میں عراق میں بوجہ خدمات سرکاری عرصہ پانچ سال تک گذشتہ جنگِ عظیم میں رہا۔ مرحوم کے ساتھ میری خط و کتابت جاری رہی۔ مرحوم نے اپنے دینی تعلق کی وجہ سے مجھے ایک دفعہ خط لکھا کہ اب کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر ہم نے کھڑے ہو کر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے خدمتِ دین کا اقرار کیا ہے۔ تم بھی اپنے اقرار کا خط حضرتِ امیر کی خدمت میں روانہ کرو۔ جس پر میں نے حضرت مرحوم کو لکھا کہ میں نے بھی بذریعہ کشف اس وقت کھڑے ہو کر حضرت امیر کی خدمت میں خدمتِ دین کے لئے اسی قسم کا اقرار کیا۔ میں اس امر کو اپنی کسی ذاتی بڑائی کے لئے بیان نہیں کرتا ہوں۔ فقط ایک دینی تعلق اور ہمدردی اور اخلاص کو ظاہر کرتا ہے جو مرحوم استاد کو اس خاکسار کے ساتھ لوجہ اللہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے پاک لوگوں کے نمونوں سے تقویٰ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

اتحاد اسلامی کا شہید

مرحوم کی ہر دلعزیزی اور حق گوئی

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی شخصیت محتاج تعارف و توصیف نہیں۔ آپ نہ صرف جماعت احمدیہ کے رکن اعظم اور حضرت مسیح موعود کے پرانے مخلص خدام میں سے تھے بلکہ آپ کی ہر دلعزیزی صوبہ پنجاب و سرحد میں مشہور و معروف ہے آپ اپنی نمایاں خصوصیات رقیق القلبی و غریب پروری اور مہمان نوازی میں یکتائے روزگار نظر آتے ہیں۔ سب سے اعلےٰ اوصاف جو آپ کی جبلی فطرت میں مرکوز تھے۔ وہ اخلاص و حق گوئی کی صفات تھیں۔ موجودہ وقتوں میں ہر دلعزیزی کی عمدہ صفت نے ایک بدنما شکل اختیار کر رکھی ہے۔ یعنی یہ کہ مغربی تہذیب کے دلدادے اپنے مافی الضمیر کو کھل کر مخالف کے سامنے پیش نہ کریں گے۔ مبادا کہ اس طرح سے کوئی خفا ہو جائے۔ اور یوں ان کی ہر دلعزیزی میں فرق پڑے۔ غرضیکہ اس زمانہ کی ہر دلعزیزی وہ صحیح قسم کی صفت طیبہ نہیں رہی بلکہ ہر قسم کے جھوٹ اور تقیہ اور منافقانہ طرز کو اس لئے جائز سمجھا جا رہا ہے۔ کہ تاکسی طرح جذبات عامہ کو کوئی موقع خلاف ہونے کا نہ مل سکے۔

مگر حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کا کمال یہ تھا۔ کہ اگر ایک طرف ہر دلعزیزی کا یہ عالم تھا۔ کہ مسلمان تو مسلمان۔ ہندو، سکھ اور ہر مذہب کے افراد آپ کی توصیف کرتے تھے۔ تو دوسری طرف حق گوئی و راست روی طبع پر ایسی غالب تھی۔ کہ ہر موقع پر اپنے معتقدات کو بلاخوف و جھجک پیش کر دیا کرتے تھے۔ اس خاکسار کو اپنا ایک واقعہ یاد ہے۔ کہ قریباً عرصہ تین چار سال کا ہوا جب میڈیکل ایسوسی ایشن کے ایک ڈنر میں مجھے آپ کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا۔ ڈنر کے بعد مروجہ دستور کے مطابق مختلف حضرات مجلس کو نغمہ و ساز سے محظوظ کرنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم نے بھی صاحب صدر سے کچھ کہنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ اجازت کے بعد سب سے پہلے آپ نے قرآن شریف سے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی۔ اور پھر بطور نصائح چند کلمات نوجوان طبقہ ڈاکٹروں کو کہے جن میں یہ بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ آپ نے فن طب میں ہر فرقہ وارانہ تعصب کو بالائے طاق رکھنے کی نصیحت کی۔ بلکہ اس کو واضح کرتے ہوئے۔ آپ نے یہی فرمایا۔ کہ جب پہلے پہل آپ اس فن میں داخل ہوئے۔ اور اپنے مرشد حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ سے برکت چاہی تو آپ کے مرشد نے یہی نصیحت کی۔ کہ علاج معالجہ میں طبیب کو یہ امر مطلقاً نہ دیکھنا چاہیے۔ کہ مریض کس مذہب کا پابند یا کس مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ غرضیکہ میرا مطلب اس واقعہ کے بیان سے یہ ہے۔ کہ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم بلا دھڑک اپنے خاص معتقدات کو بیان کرنے میں تامل نہ کیا کرتے تھے۔ باوجود اس صاف گوئی کے جو انسان ہر دلعزیزی حاصل کر لے۔ جیسا کہ آپ کو حاصل تھی۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے اگر ایک طرف ایمان کی پختگی میں تو دوسری طرف آزادیٔ رائے و شفقت علی خلق اللہ میں کمال حاصل کیا ہوگا۔ اور یہ وہ کمال ہے۔ جو حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم میں نمایاں خصوصیت دکھلائی دیتا ہے۔

خدمتِ خلق

حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم نے جس خلوص و ایثار سے جماعت احمدیہ کی خاص طور پر اور عام مسلمانوں کی عام طور سے خدمات اپنی حین حیات میں سر انجام دیں۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ہر فرد جماعت کم و بیش ان سے واقف ہے آپ نے اپنی ہر دلعزیزی و رسوخ کو جو حکام اور پبلک میں آپ کو حاصل تھا۔ اسے ہمیشہ غریبوں اور محتاجوں کی امداد کے لئے استعمال کیا۔ گویا ایک رنگ میں آپ زندگی حاجت مندوں اور تلاش روزگار میں سرگرداں لوگوں کیلئے وقف نظر آتی ہے۔ آپ نے بہت ڈاکٹروں کو ملازمت دلائی اور سینکڑوں دوسرے حاجتمندوں کی حاجت روائی کی آپکا دروازہ نہ صرف غریب مریضوں کیلئے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ بلکہ دوسرے ہر قسم کے محتاجوں

آپ کی وفات اور اتحاد اسلامی

قرآن شریف میں حکم آیا ہے۔ ولا تموتن الا و انتم مسلمون۔ اس حالت میں تمہیں موت آئے۔ کہ تم پکے مسلمان ہو۔ اگر یہ آیت لفظاً اس زمانہ میں کسی پر صادق آسکتی ہے۔ تو وہ ڈاکٹر صاحب مرحوم تھے۔ جو نہ صرف اپنی حیات کے دوران میں اپنے اعتقادات کے پورے راسخ اور مسلمانوں کے سچے خیرخواہ رہے۔ بلکہ انہیں موت بھی ایسی راہ سے آئی۔ جیسا کہ آیت شریفہ میں ارشاد ہوتا ہے۔ حالانکہ آپ ضعیف العمر تھے۔ اور پہلے ایک دفعہ فالج کے حملہ کا شکار بن چکے تھے۔ تفکرات خانگی نے آپ کی صحت کو برباد کر رکھا تھا۔ مگر جب انجمن حمایت اسلام میں احمدیوں کے اخراج کا سوال پیش ہوا۔ یعنی احمدیوں کے اخراج کے پیچھے کفر بازی اور مسلمانوں کی جمعیت کے پراگندہ کرنے کی خبیث حرکت ظہور میں آئی۔ اور جب آپ کو آپ کے دوستوں نے انجمن مذکور کے اجلاسوں میں شرکت سے منع فرمایا۔ مبادا کہ بحث مباحثہ سے آپ کی صحت مخدوش ہو جائے۔ تو آپ نے کبھی اس بات کو گوارا نہ کیا۔ کہ اپنی صحت یا زندگی کو ترجیح دیں۔ اور مسلمانوں کی مجلس میں کفر بازی و تشتت و انتشار کا سدّباب نہ کریں۔ چنانچہ آپ پر جو مرض الموت کا حملہ فالج کا ہوا۔ اس کا تمامتر باعث آپ کا وہ رنج و صدمہ تھا۔ جو آپ کو انجمن مذکور کے نالائق و ناروا اور غیر اسلامی رویہ سے ہوا۔ آپ انتہا درجہ کے رقیق القلب انسان تھے۔ دوسری طرف اخوت اسلامی کے انتہائی حامی۔ پس جب اسلامی اخوت کو پاش پاش ہوتے دیکھا۔ تو آپ کا رقیق قلب اس امت مرحومہ کی حالتِ ناگفتہ بہ کو برداشت نہ کر سکا۔ اسلام میں حضرت عثمانؓ وہ پہلے انسان ہوئے ہیں جنہوں نے اخوت اسلامی میں افتراق و تخاصم کو پیدا نہ ہونے دیا۔ یہاں تک کہ اس جہاد میں آپ کی جان بھی شہید ہو گئی۔ بعینہٖ اسی طرح حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کا نام آپ کی وفات کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہیگا۔ کیونکہ آپ نے قومی زندگی و اتحاد پر اسے نثار کر دیا یقیناً ایسی دائمی زندگی کی نسبت زبان پر یہ الفاظ آیت شریفہ کے جاری کی بنا پر لوگوں کو شہید بنا دیتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ جس شخص نے اتحاد اسلامی کی خاطر اپنی جان کو قربان کیا۔ وہ آج ڈاکٹر صاحب مرحوم کی ذات با صفات تھی۔ اللہ تعالےٰ اس پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش فرمائے۔

مرض تکفیر پر ایک کاری ضرب

حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب کی وفات کا واقعہ اس بات پر ایک بڑی زبردست دلیل ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دامن مسلمانوں کی تکفیر سے بالکل پاک تھا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود کے خاص الخاص مریدوں میں سے تھے۔ اگر واقعی حضرت اقدس نے امت اسلامیہ میں تکفیر کو رواج دیا تھا یا یوں کہئے کہ اگر واقعی حضرت صاحب کا سچا اعتقاد یہ تھا۔ کہ آپ کا نہ ماننے والا شخص دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ تو یہ ناممکن ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم اس امر سے بے خبر ہوں۔ اور اگر ڈاکٹر صاحب اس بات کو جانتے تھے۔ کہ فی الواقع حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کی تکفیر کی ہے۔ مگر وہ محض جماعت قادیان کی مخالفت کی وجہ سے اس مسئلہ کو نہیں مانتے تھے۔ تو یہ ناممکن ہے۔ کہ انجمن حمایت اسلام کے فیصلہ سے ان کو ایسا شدید صدمہ لاحق حال ہو۔ جو ان کی موت کا باعث بنے۔ کیونکہ کسی شخص کو فی الواقع صدمہ اور جانکاہ صدمہ تب ہی پہنچتا ہے۔ جب اس کے اپنے سچے اعتقاد کے برخلاف کوئی امر پیش آئے۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ کوئی شخص کسی امر کو دل سے سچا نہ مانتا ہو۔ مگر جنبہ داری کی بنا پر اس کا قائل ہو۔ اگر ایسے شخص کے ظاہرا معتقدات کے خلاف کوئی امر پیش آئے۔ تو ہرگز اس کے دل کو جانکاہ صدمہ نہیں پہنچتا۔ پس حضرت ڈاکٹر صاحب کی وفات ان تمام لوگوں کے فاسد اعتقاد کے برخلاف ایک دلیل محکم ہے۔ جو یہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے امت اسلامیہ میں تکفیر کے مرض کو عام کیا۔ یعنی اپنے تمام نہ ماننے والوں کو دائرہ اخوت سے باہر نکال پھینکا۔ غرضیکہ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے نہ صرف اپنی زندگی میں یہ شہادت ادا کی۔ بلکہ اپنی موت سے ایک زبردست برہان تکفیر مسلمانان کے خلاف بہم پہنچائی ہے۔ اور یہ ایسی دلیل ہے۔ جس کا جواب کسی مخالف کو قیامت تک بن نہیں آسکے گا۔

آہ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ غفر اللہ لہ

(از قلم سیّد منصور علی صاحب چشتی بی۔اے)

قربانی اور ایثار نفس

آج عید قربان ہے۔ سنت ابراہیمی کو پورا کرنے کے لئے لوگ بکرے ذبح کر رہے ہیں۔ بعض اس قربانی کا صحیح مفہوم سمجھتے ہیں۔ بعض اسے صرف حکم خداوندی تصور کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مگر دنیا میں ایسی بھی بہت سی ہستیاں آتی ہیں۔ جو خود قربانی مجسم ہوتی ہیں جن کی زندگی کا ہر لمحہ ایثار نفس کا ایک زندہ ثبوت ہوتا ہے جن کا مقصد حیات صرف خدمت خلق اللہ ہوتا ہے۔ جن کا وجود جن کا مال جن کی عزیز ترین متاع حیات اللہ کے لئے وقف ہوتی ہے۔ جن کا اٹھنا بیٹھنا سونا اور جاگنا اپنے قبضے میں نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے لئے وقف ہوتا ہے۔ جو مصائب و آلام میں مبتلا ہیں جن کو درد اور تکالیف نے گھیرا ہوتا ہے۔ اور وہ ایسے دست شفا کے منتظر ہوتے ہیں جن کا وجود اور طرز تکلم ہی ان کی بہت سی تکالیف کو کم کر دیتا ہے۔ ایسی نیکیوں اور خوبیوں کے مالک۔ مرحوم میرزا یعقوب بیگ تھے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ دے۔

شرافت و محبت کے پیکر

مرحوم شرافت محبت اور خلوص کی زندہ مثال تھے۔ جس کسی کو ان سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اپنے دل پر ایک خاص اثر لے کر گیا ہے۔ مجھ سے اور میرے خاندان سے جو محبت اور الفت انہیں تھی۔ اس کے اظہار کے لئے میرے پاس موزوں الفاظ نہیں ہیں۔ نہیں جانتا کہ اپنے درد دل کا کس طرح اظہار کروں۔ وہ کون سے صحیح الفاظ ہوں گے جس سے میرے دل کی بھڑاس نکل جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسی ہستیاں ہر روز پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے نیک نفس انسان پیدا کرنے کے لئے مادر گیتی کو ایک وقت درکار ہے۔

یعقوب و ایوب کی فرشتہ خصالی

میری دادی اماں جن کی عمر اس وقت اکیاسی برس کی ہے میرزا صاحب مرحوم کی وفات پر بہت رنج و غم محسوس کر رہی ہیں کیونکہ ان کے مغفور بیٹے مولوی عبدالرشید چشتی بی۔اے کی مرحوم اور ان کے چھوٹے بھائی میرزا ایوب بیگ مرحوم کے ساتھ گہری دوستی تھی۔ آج ان دونوں کے بچپن کا زمانہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہے جبکہ وہ پاکیزہ ہستیاں اپنی نیکی اور خوبی کی وجہ سے دنیا کے لئے مثال تھیں۔ میری دادی اماں ارشاد فرمایا کرتی ہیں۔ کہ عام طور پر لوگ کہا کرتے تھے کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ہمراہ دو فرشتے یعنی میرزا یعقوب بیگ اور میرزا ایوب بیگ (غفر اللہ لہم و نور اللہ مرقدھم) دائیں اور بائیں جانب ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ یہ خوش شکل خوش پوش خوش وضع اور خوش قطع نوجوان واقعی جس کسی کے ساتھ ہوتے تھے فرشتے معلوم دیتے تھے۔ زہد و ورع اتقا و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ بچپن سے لے کر تا دم آخر احکام اسلام کی پوری پابندی کی۔ میرزا ایوب بیگ مرحوم کو مجھے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کیونکہ میری پیدائش سے پہلے ہی وہ عالم جاودانی کو سدھار چکے تھے۔ مگر اس جوان سال و جواں مرگ کے زہد و اتقا کے متعلق جو حکایات مشہور ہیں وہ عمر و رسنی ہیں اور حیات رشید (مرحوم چچا کی زندگی کے حالات) میں ان کے ایک دوست مرثیہ لکھتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں ؎

ہم نہیں بھولے تہجد خوانیاں ایوبؔ کی
اس پہ طبعی کا بھی سچ مچ تھا وہ شیدائے زمن

مرحوم ایک طبیب کی حیثیت میں

آہ ایسی بے نظیر ہستیاں اس زمانہ میں مفقود ہوتی جا رہی ہیں اگرچہ ایوب مرحوم کو نہیں دیکھا۔ مگر یعقوب مرحوم کے عادات و اخلاق اور سحور کن اطوار کو دیکھ کر صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس خاندان پر آفتاب است والا معاملہ ہے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ حضرت اخی مکرم سلمہ بیمار ہوئے۔ تو میرزا صاحب مرحوم نے نہ صرف دوا ہی تجویز کی۔ بلکہ پانی کا لوٹا منگوایا۔ وضو کیا۔ اور پروردگار عالم کے دربار میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دعا فرمائی میرا یقین ہے۔ کہ یہ انہی کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ کہ اخی مکرم صحت یاب ہوئے۔ عوام کا نظریہ ہے۔ کہ ڈاکٹر لالچی ہوتے ہیں۔ اور غالباً یہ کسی حد تک صحیح بھی ہے۔ مگر میرزا صاحب مرحوم کی ذات میں یہ چیز میں نے بالکل برعکس پائی۔ اگر کسی شخص کی مالی حالت کمزور دیکھی۔ تو اسے نہ صرف طبی مشورہ ہی مفت دیا۔ بلکہ اپنے دواخانہ سے مفت دوائی دلوائی۔ اور اس کے لئے دعا بھی فرمائی۔ اللہ اللہ ایسی پاکیزہ اور نیک نفس ہستیاں آج ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ طبیعت میں وجاہت پسندی ہرگز نہ تھی۔ بلکہ نہایت منکسر المزاج تھے۔ اگر کسی شخص نے منہ پر تعریف و توصیف کی ہے۔ تو شرمندگی محسوس کر رہے ہیں۔ غربا اور مساکین کے لئے ان کا در ہر وقت کھلا تھا۔ اور یہ سب کام اللہ کے خوش کرنے کے لئے تھا۔

رسول اللہ صلعم اور اسلام سے عشق

مجھے بحیثیت طالب مسلم ہائی سکول اکثر نماز جمعہ میں ان کے ساتھ شمولیت کا موقع ملتا تھا۔ خطبہ میں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نام اگر آیا ہے۔ تو میرزا صاحب مرحوم زار و قطار رو رہے ہیں۔ اور صلوٰۃ پڑھ رہے ہیں۔ مذہبی۔ ملکی۔ ملّی ہر تحریک میں نہایت جوش و خروش سے حصہ لیتے تھے۔ اپنی جماعت احمدیہ کے روح رواں تھے۔ اور ہر تحریک میں نہایت فراخ دلی سے حصہ لیتے تھے۔ ایک ہی وقت میں اگر تین تحریکیں ہوئیں۔ تو تینوں میں دل کھول کر چندہ دیا۔

پشاور میں حکومت نے جب نہتے پٹھانوں پر گولیاں چلائیں تو میرزا صاحب مرحوم کا دل یہاں بیٹھے چھلنی ہو رہا تھا۔ ایک نہایت زبردست چٹھی وائسرائے کے نام لکھی اور چھپوا کر حکومت کے ہر معزز رکن کو بھیجی۔ اس کے پڑھنے سے ان کے دلی احساسات کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ وہ ہر لمحہ زندگی کو آخری لمحہ سمجھتے تھے تاکہ بہتر سے بہتر خدمت خلق کر سکیں۔ غالباً شاعر نے انہی کے لئے یہ شعر لکھا تھا ؎

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس نفس آخریں بود!

مرحوم ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے معنی خوب سمجھتے تھے۔ اور اسے اپنے ہر لحظۂ زندگی میں عملی جامہ پہناتے تھے وضعداری ان کا خاصہ تھا۔ جس سے ایک دفعہ ملاقی ہوئے اس کے آخری دم تک تعلقات نبھائے میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ساتھ ان کو دلی عقیدت تھی۔ اس عقیدت کو آخری وقت تک نبھایا۔

اسلامی انجمنوں کی خدمت

آپ نے نہایت خلوص کے ساتھ ربع صدی سے زیادہ انجمن حمایت اسلام کے کالج اور سکولوں کے طلبہ کی خدمت کی مجھے خوب یاد ہے۔ کہ جب کبھی میں ان کے مطب میں موجود تھا۔ اسلامیہ کالج کے کسی دارالاقامہ کا طالب علم بحیثیت مریض آیا۔ یا یتیم خانہ کا کوئی مریض بچہ آیا۔ تو سب مریضوں کو چھوڑ کر پہلے ان کی طرف توجہ کی۔ اسلامیہ کالج۔ اسلامیہ سکولوں کے طلبا کو بھی آپ سے دلی عقیدت تھی۔ مگر افسوس کہ ان کی موت پر کسی طالب علم کو کالج اور سکول کھلا ہونے کی وجہ سے شرکت جنازہ کا موقعہ نہ ملا۔

بیماری کے دوران میں جب کبھی میں عیادت کے لئے گیا اگرچہ مجھے ذاتی طور ملنے کی سعادت نصیب نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحبان کا مشورہ تھا۔ کہ کسی سے ملنے نہ دیا جائے۔ صرف دعا کے لئے درخواست کرتے تھے۔ اور خصوصاً حضرت دادی اماں سے۔ ان کی صحت کے لئے بارگاہ رب العزت میں ہم نے بہت دعائیں کیں مگر اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کہاں تک ان کی خوبیاں بیان کی جائیں ان کی زندگی کا ہر واقعہ خوبی مجسم تھا ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

فالج ایک دفعہ پہلے بھی گر چکا تھا۔ ضعیفی کا عالم اس پہ فالج کا دورہ۔ یہ بہت نامراد مرض ہے ؎

تپ دق بجوان و فالج بہ پیر
فلاطوں گر بہ آید نیست تدبیر

آخر یا حی یا قیوم برحمتک استغیث پڑھتے ہوئے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

قطعہ تاریخ

یعقوب بیگ بپائے رضائے حق ۱۳۵۴

دکتور نامور چوں ز دنیائے دوں برفت
بگذاشت بہر پیر و جواں سیر تش سبق
زیں عرصۂ فنا چو بدار القرار رفت
با خوش ترین خصال و نوائیں ترین نسق
جانہا ز تاب آتش ہجرش کباب شد
دلہا شد از مفارقتش در حبوب شق
نوشید مے ز جام فنا حکم رب ہمیں است
قد سلط الھلاک علیٰ کل ما خلق
سال رحیل میرزا یعقوب بیگ چیست
منصور چشت گفت بپائے رضائے حق

عقیدت کے چند پھول

ازجناب ملک عبدالقیوم صاحب

بیرسٹر ایٹ لاء۔ پروفیسر لاء ۔ کالج لاہور

بزرگوں کا قول ہے ۔ کہ زندگی کا بہترین سرمایہ وہ ہے ۔ جو موت کے بعد کام آئے۔ ظاہر ہے کہ سرمایہ نقد، جنس اور دنیا کے دیگر مادی لوازمات نہیں ہو سکتے۔ تو گویا زندگی کا بہترین اندوختہ انسان کا اخلاق ہے ۔ کیا مرزا یعقوب بیگ صاحب یہ سرمایہ رکھتے تھے؟ میرے خیال میں مرزا صاحب مرحوم ان بزرگوں میں سے تھے۔ جن کی زندگی کا ہر ایک دن ضرور کسی ایسے کام میں صرف ہوا جس سے ان کے ہم جنسوں نے استفادہ نہ کیا ہو۔ سب سے پہلے مرزا صاحب کے طبی مشاغل کو لیجئے ۔ ہمدردی بنی نوع انسان جس پر آپ کا مزاج آپ کی ملاوت زبان ایسے اوصاف تھے جس سے کوئی شخص متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکتا تھا۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب زندگی بھر ایک ایسی تحریک کے معاون رہے جس کی استعانت ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ یعنی تبلیغ اسلام۔ اس وقت تفرقی عقائد کی الجھن میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اور نہ مجھے اس سے سروکار ہے ۔ مگر میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ مرزا صاحب مرحوم کے اس تحریک کی سرپرستی میں مشہور ضرب المثل کے تمام پہلوؤں کا ایفا کیا۔ اور اس کی دامے۔ درمے قدمے خدمت کی۔

آپ کا نہایت ہی نمایاں اور درخشندہ طغرۂ امتیاز یہ تھا کہ آپ نہ صرف اپنے حلقہ میں بلکہ دیگر مذاہب کے نام لیواؤں کے درمیان بھی ایک مخلص اور بے لوث انسان ہونے کی حیثیت سے ہر دلعزیز اور مشہور تھے ۔ آپ کے انتقال کا ماتم فی الحقیقت اس امر کا ماتم ہے۔ کہ اذانِ حمیت اور غیرت کا ایک مخلص علمبردار اب نہیں رہا۔

میری دلی دعا ہے ۔ کہ وہ رب برتر و توانا جس کے قبضۂ اختیار میں ہماری زندگی اور ہماری موت ہے۔ مرزا صاحب مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں دائمی روحانی امن کا سزاوار فرماتے ۔ اور مسلمان نوجوانوں کو خدمتِ خلائق اور تبلیغ اسلام کی شاہراہ پر ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ازجناب مولانا سید حبیب صاحب

مالک روزنامہ "سیاست" لاہور

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب سے مجھے اول مرتبہ ۱۹۲۰ء میں نیاز حاصل ہوا جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ۱۹۱۶ء میں "سیاست" کے اجراء کے دوسرے روز ہی مجھے گرفتار کر کے میرے وطن بھیج دیا گیا۔ جہاں میں تقریباً دس ماہ تک نظربند رہا۔ یہ میری تیسری نظربندی تھی۔ اس نظربندی کا خاتمہ شاید شدتِ عام کی وجہ سے ہوا۔ ... احکام ایک ماہ تک لاہور پہنچے۔ میری آزادی کے بعد تین مہینے تک سنسر قائم رہا جو آخر اپریل ۱۹۲۰ء میں اٹھا لیا گیا۔

اس زمانہ میں ایک سفر کے دوران میں مجھے نمونیہ ہو گیا۔ میں کسی مقامی ڈاکٹر یا حکیم سے واقف نہ تھا ۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب میرے مکان کے قریب تھے ۔ لہٰذا انہیں بلایا گیا۔ علالت شدید تھی۔ لہٰذا وہ جب دوسری مرتبہ آئے تو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو ہمراہ لائے۔

اس زمانہ میں جو رابطہ قائم ہوا موصوف کے وقت انتقال تک برابر جاری رہا۔ اس عرصہ میں ڈاکٹر صاحب نے نہ صرف میرا بلکہ میرے متعدد اقارب کا علاج کیا۔ دفتر کے ایک ملازم پر عمل جراحی اور میری والدہ محترمہ کی آنکھوں کا علاج ان کے دو ایسے کارنامے ہیں جن کو معرکہ کا علاج کہنا چاہیئے۔

اس طویل واقفیت کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مرحوم از بس خلیق نیک منش متدین پروقار اور مخیر انسان تھے جن کا خلق اور جن کی ہمدردی پر ان کے ہم قوم فخر کر سکتے ہیں۔ مرحوم اپنے فن کے ماہر اور دین کے سچے آدمی تھے ۔ وہ کسی کے دشمن نہ تھے ۔ اور ان کی دوستی قید ملک و ملت سے بالاتر تھی۔ تاہم وہ اپنی رائے کے پکے آدمی تھے ۔ اور اصول کے معاملہ میں کسی طاقت یا شخص یا مصلحت کے روبرو سرتسلیم خم کرنا نہ سیکھے تھے۔

میں نے جب کبھی چاہا کہ ان کی گراں مایہ طبی خدمات کا معاوضہ پیش کیا جائے۔ تو مرحوم ہنس کر ٹال دیتے۔ اور فرماتے۔ کہ تم مسلمانوں کے لئے اس قدر قربانی کر رہے ہو ۔ کیا ہم پر تمہاری اس قدر خدمت کرنا بھی فرض نہیں۔

مرحوم کی خبر انتقال میں نے دہلی میں سنی ۔ بے حد صدمہ ہوا میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہماری قوم کی صفوں میں ان کے انتقال سے ایسا رخنہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو آسانی سے پُر نہ ہو سکے گا۔

مجھے ان کے اقربا سے سچی ہمدردی ہے ۔ اور میں ان کے ترقی کا خواہاں ہوں۔　　(سید) حبیب

ازجناب مولانا عبدالمجید صاحب قرشی

ایڈیٹر "ایمان" پٹی

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" زاد لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں شکرگزار ہوں کہ جناب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے متعلق آپ نے مجھے یاد فرمایا۔ کاش! میں تندرست ہوتا۔ اور مرحوم کے اعزاز میں کوئی مستقل مقالہ قلمبند کر سکتا مجھے گذشتہ دس سال سے مرحوم سے شرف نیاز حاصل ہے۔ میں نے انہیں ہر ملاقات میں شریف حلیم ہمدرد اور حق پرست دیکھا۔ ہمارے تعلقات کا سلسلہ اس وقت سے شروع ہوا۔ جب کہ مرحوم آل انڈیا تنظیم کمیٹی امرتسر کا ممبر بنایا گیا۔ مجھے یاد نہیں کہ تنظیم کمیٹی کی کوئی میٹنگ ہوئی ہو۔ اور اس میں مرحوم شامل نہ ہوئے ہوں تنظیم کانفرنس کے اجلاس میں مرحوم کی زبان سے ہمیشہ وہی الفاظ نکلتے تھے جو شرافت اور صلح جوئی کی یادگار ہیں۔ ابھی میری بیماری کے متعلق آخری واقعہ قابل ذکر ہے ۔ لاری پر بیٹھے بیٹھے مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹر صاحب (مرحوم)

سے بھی مشورہ لینا چاہیئے۔ میں جس وقت احمدیہ بلڈنگس میں داخل ہوا۔ مرزا صاحب سامنے کھڑے تھے۔ ڈسپنسری بند ہو چکی تھی۔ آپ گھر کے لوگوں کو موٹر میں سوار کرا چکے تھے ۔ ملازم نے آپ کو اوور کوٹ پہنایا موٹر پر قدم رکھنے والے تھے۔ کہ مجھ پر نگاہ پڑی ۔ زنانہ سواریوں سے الگ ہو کر کھڑے ہو گئے ۔ نہایت تپاک سے ملے ۔ اور دریافت فرمایا کس طرح؟ میں نے عرض کیا۔ کہ گناہوں کی پاداش میں گرفتار ہوں۔ اسی وقت آپ نے ڈسپنسری کھلوائی ۔ بڑی توجہ سے معائنہ فرمایا۔ پھر نسخہ لکھا ۔ اور اس پر "بلا قیمت" کے الفاظ لکھ دیئے ۔ میں نے ہر چند ہاتھ پکڑا۔ زبان سے روکا اور کہا۔ کہ یہ بلا فیس معائنہ بھی آپ کی کافی عنایت ہے مگر آپ نہیں مانے اور فرمایا۔ کہ مجھے ہمیشہ قومی خادموں کا خیال رہتا ہے پھر فرمایا دو دن یہیں ٹھیریں۔ میں قارورہ اور لعاب دہن کا امتحان کروں گا۔ میں نے اجازت چاہی تو فرمایا۔ کہ پھر پٹی سے بھیج دیں۔ یہاں آ کر چند روز کے بعد معلوم ہوا۔ کہ آپ صاحب فراش ہیں۔ میں نے ان کی شرافت اور بزرگی اور فیضانِ عام کا لحاظ کر کے دل سے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے ۔ آخری بات یہ ہے۔ کہ آپ بڑی خوبی کے آدمی تھے ٭

ازجناب مولوی مسعود علی صاحب چشتی

بی۔ اے (علیگ) لاہور

میرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم نہایت نیک نفس اور شریف انسان تھے جن لوگوں کو ان سے ملاقات کرنے کا موقع ملا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کس قدر دوست نواز اور محبت صادق تھے جن لوگوں سے ان کے قدیم مراسم تھے ۔ انہیں آخری وقت تک بہت خوش اسلوبی سے نبھایا۔ آج ہر شخص دوست و دشمن ان کی نیکی ۔ شرافت ۔ ہمدردی اور خلوص کا مداح ہے ۔ راقم الحروف کے خاندان سے ان کے پچاس سالہ تعلقات تھے ۔ اور خود اسی پر بزرگانہ شفقت فرماتے تھے میں ان کو ہمیشہ چاچی کہہ کر مخاطب کیا کرتا تھا ۔ اور وہ اس کا جواب کچھ اس طرح دیا کرتے تھے۔ کہ جس سے قلبی انس و محبت ٹپکتی تھی۔ آج وہ شفقت و خلوص کا مجسمہ ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور میرے بھائی میرزا داؤد بیگ (جو میرے ہم جماعت بھی ہیں) اور عزیزی عبدالرحمٰن بیگ، کو اپنے والد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔ میں نے ایک قطعۂ تاریخ وفات لکھا ہے۔ جو ذیل میں درج ہے:۔

میرزا یعقوب بیگ عالی تبار
چوں ازیں جائے زحمت خود بربست
سال رحلت چو خواستم چشتی
گفت ہاتف کہ او بجنت رفت

ہندو دوستوں کا خراج تحسین

از جناب پروفیسر رچی رام صاحب ساہنی

سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج

ایک اور کڑی ٹوٹ گئی۔ میرے لئے یہ باور کرنا مشکل ہے کہ ہم اپنے دوست کا محبت بھرا چہرہ پھر نہ دیکھ سکیں گے۔ میں انہیں قریباً چالیس سال سے جانتا ہوں۔ جب وہ میوہسپتال لاہور میں ہاؤس سرجن تھے اس تمام عرصہ میں کسی ایک موقعہ پر بھی انہوں نے موجودہ زمانہ کی لعنت فرقہ داری اور عصبیت کا قولاً یا فعلاً کسی رنگ میں بھی مظاہرہ نہیں کیا۔ ان کے اقوال و افعال میں اخلاص، ایمانداری اور صاف گوئی ہمیشہ نمایاں طور پر نظر آتی تھی۔ پست خیالی اور کم ظرفی کو ان سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ وہ خود ایک مذہبی آدمی تھے۔ اور تمام مذاہب کی خوبیوں کا اعتراف اور احترام کیا کرتے تھے تمام اقوام میں ان کے سچے اور مخلص دوست موجود تھے۔ اور وہ لوگ بھی جنہیں مرحوم سے خفیف سا تعلق حاصل ہوا۔ یا مختصر سی ملاقات نصیب ہوئی۔ آپ کے مداح اور شیدائی بن کر رہے میں نے کبھی کسی کی زبان سے ان کی بد تعریفی نہیں سنی۔ وہ ایک بچوف سپے بہی خواہ وطن، اور بنی نوع کے دلی ہمدرد انسان تھے۔ ان کی مسکرائی حسنہ کے فوائد ان کی ذات یا ان کے طبی حلقہ اثر تک ہی محدود نہ تھے۔ بلکہ اپنی پرائیویٹ زندگی میں بھی غریبوں پر مہربان اور حاجتمندوں کے مددگار رہتے۔ ان کی سخاوت اس رنگ کی تھی کہ ان کا بایاں ہاتھ بھی نہ جانتا تھا کہ ان کے دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔ اور ان کی نیکو کاری کا لوگوں کو اکثر بالواسطہ علم ہوتا تھا۔

وہ طالب علموں کے خاص مربی تھے۔ اور نوجوانوں کو کئی طریقوں سے امداد دیا کرتے تھے۔ ان کی ناگہانی موت میرے لئے ایک دلفگار صدمہ ہے۔ اور میرے حلقہ احباب میں ان کی جگہ پر نہیں ہو سکتی۔ گو ہماری ملاقات گاہے گاہے ہوا کرتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں ایک دوسرے سے محبت تھی۔ اور ہم ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے۔

ان کے پسماندگان سے مجھے دلی ہمدردی ہے اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ان کے خاندان کے حلقہ سے باہر تمام اقوام میں بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو ان کے رنج وغم میں ان کے شریک حال ہیں۔

از جناب ڈاکٹر نند لعل صاحب

ایم اے ایل ایل ڈی بیرسٹرایٹ لا

افسوس از حد افسوس کہ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم ہم سے قبل از وقت ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے ہیں۔ مرزا صاحب مرحوم کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق عالیہ سے صاف طور پر مترشح ہوتا ہے۔ کہ وہ حقیقی خدا پرست فرشتہ سیرت تھے۔ ان کی شیریں زبانی۔ ان کی پاکیزگی خیال ان کی انسانی ہمدردی۔ ان کی صفائی دل۔ ان کی صداقت پسندی اعلے درجہ و پایہ کی صفات تھیں۔ وہ بغض، تکبر، بغض و بدخواہی سے مبرا تھے۔ بلکہ ان سب عیوب کے سخت برخلاف تھے وہ ایک روحانی و اخلاقی رہبر تھے۔ اس لئے وہ خیالات جو اخلاقی و جماعتی و قانونی طور پر ناپسندیدہ ہوں۔ ان کے نزدیک آنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ مرزا صاحب کی اس ناگہانی و بے وقت وفات کے باعث ہم سب سخت مغموم ہیں ہم سے ایک چیدہ و درخشاں اخلاقی جواہر چھینا گیا ہے ہم سب کو چاہیئے۔ کہ بدرگاہ خداوند تعالےٰ دست بستہ معروض ہو کر دعا کریں۔ کہ مرزا صاحب مرحوم کے اعلےٰ روحانی و اخلاقی خیالات ہمارے دلوں میں جاگزیں رہیں۔ تاکہ جو اعلیٰ اور عمدہ سبق ہم نے ان کے نیک اور قابل رشک اطوار و اعلےٰ اخلاق سے سیکھے ہیں۔ ان کو فراموش نہ کر سکیں

از جناب پنڈت ہرت دت صاحب شرما

بی اے ایل ایل بی سیکرٹری لوکل سیلف گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کی بے وقت موت نے باشندگان صوبہ پنجاب اور بالخصوص اہل لاہور سے ایک نہایت ہی مخلص اور بے ریا قومی کارکن اور ایک سچا ہمدرد اور خیر خواہ دوست چھین لیا ہے۔ ہر شخص جو مرحوم سے ملاقی ہوا۔ ان کی اعلےٰ قابلیت، اخلاق حسنہ۔ عمدہ صفات اور جذبہ رفاہ عام و خدمت خلق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مرزا صاحب مرحوم نے رفاہ عام کی متعدد تحریکات میں پبلک کی خدمت کے لئے بلا امتیاز مذہب و ملت بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ مختلف اقوام اور مختلف فرقوں میں باہمی یگانگت اور تعلقات محبت و اخوت بڑھانے کی ہر تحریک میں مرحوم نمایاں طور پر حصہ لیتے تھے۔ میونسپل اصلاحات اور شہری زندگی کی بہتری کے لئے جاری شدہ تحریک میں آپ نے خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔ آپ لاہور سنٹرل ریٹ پیئرز ایسوسی ایشن کے ایک ممتاز ممبر اور کارکن تھے۔ اور آپ نے باشندگان لاہور کی طرف سے حکام بالا کے پاس متعدد وفود کی قیادت کی۔ اور ریٹ پیئرز کی شکایات کو بڑی قوت و جرأت اور پوری قابلیت کے ساتھ حکام بالا تک پہنچایا۔

۱۹۳۳ء میں جو سب سے پہلی لاہور میونسپل ریفارم کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کا مرحوم کو صدر منتخب کیا گیا اور جس قابلیت سے آپ نے فرائض صدارت کو انجام دیا۔ ہر طرف سے صدائے تحسین بلند ہوئی۔ ایسی پاک روح کی جدائی سے جو شدید نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی واقعی ممکن نہیں۔

از جناب رائے صاحب لالہ پولو رام صاحب

سابق انڈین پوسٹ سروس

جب میں مرحوم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی بے وقت اور ناگہانی موت پر اظہار افسوس کے لئے قلم اٹھاتا ہوں۔ تو میرا دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔

مرحوم میرے بہت عزیز دوست تھے۔ تیس سال سے وہ میرے پاس کے محلہ میں اقامت گزیں تھے۔ وہ ایک اعلےٰ پایہ کے اور بے حد بزرگ تھے۔ اور ہر ایک معاملے کو خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ نہایت خوش اسلوبی اور بے تعصبی کے ساتھ سرانجام دیتے تھے۔ وہ یقیناً ایک نیک دل انسان تھے۔ پچھلی دفعہ جب وہ بیمار ہو گئے۔ تو مجھے خبر نہ ملی۔ ایک شخص جو مرحوم کے دوستوں میں سے تھے۔ ان کی تیمارداری کو گئے۔ تو مرحوم نے سب سے پہلے دریافت فرمایا۔ کہ کیا مجھے (راقم) ان کی بیماری کی اطلاع دی گئی ہے۔ یا نہیں؟ وہ شخص بھاگتا ہوا میرے پاس آیا۔ اور مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اور میں فوراً ان کے دولتکدہ پر پہنچا۔ مجھے دیکھ کر مرحوم کی آنکھوں سے محبت کے آنسو بے اختیار نکل پڑے۔ اس نے میرے دل پر بہت اثر کیا۔ اور میں اپنے آپ کو ضبط نہ کر سکا میری آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ اور میں نے فوراً انہیں گلے سے لگا لیا۔ ان کی تکلیف اس طرح کم ہو گئی۔

اس کے علاوہ وہ میرے ساتھ مل کر کام کرتے تھے یعنی ہماری ریٹ پیئرز ایسوسی ایشن رام گلی احمدیہ بلڈنگس کے وائس پریزیڈنٹ تھے۔ ان کی موت نے ہم سے ایک اعلےٰ کارکن اور مفید صلاح کار چھین لیا ہے۔ اور میرا ایک اعلےٰ مشیر، باوفا ساتھی اور سچا دوست مجھ سے جدا ہو گیا۔

پرماتما مرحوم کی روح کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

از جناب ماسٹر بیلی رام صاحب کلانوری

مکرمی و معظمی جناب مرزا داؤد بیگ جی زاد اقبالہ

السلام علیکم۔ میں مرزا نصر اللہ بیگ صاحب کے سلام کے لئے گیا۔ آپ نے ایسا جانکاہ حادثہ سنایا۔ کہ میں سن ہو گیا۔ الفاظ یہ تھے "ہمارے خاندان کا چراغ گل ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب داغ مفارقت دے گئے" سخت رنج ہوا کیوں نہ ہوتا۔ مجھے مرزا نیاز بیگ صاحب خدا مغفرت کرے۔ کا نیاز حاصل تھا گھٹنوں کے بل ان کے کنارے ان کی خدمت میں بیٹھنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ان کی مفارقت میں سخت دکھ ہوا۔ مگر اس دکھ درد میں ایک روشنی نظر آئی جس سے پژمردہ دل ہرا ہو گیا۔ وہ روشنی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تھے آپ نے اپنے اوصاف حمیدہ سے اس دنیا میں جو ایک بار بھی ان کے سامنے آیا حلقہ بگوش بنا کر چھوڑا۔ سرکاری ملازمت چھوڑ کر خداوند تعالےٰ کی مخلوق کی خدمت اختیار کی۔ آپ کا نشتر کرکے بیمار کا آدھا دکھ کم ہو جاتا تھا۔ سائل نصف حصہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا تھا۔ ہر کا پیاسا کبھی ان کے دروازہ سے خالی نہ جاتا تھا۔ اس زمانہ میں جب کہ مذہبی آگ کا شعلہ سر فلک پہنچا ہوا ہے۔ ہندو قوم ان کے قدم چومتی تھی اور وہ ان کو گلے لگاتے تھے مرد خدا تھے کیا لکھوں۔ اگر سمندر دوات بنا کر اور تمام جنگلوں کی لکڑیاں قلم بنا لوں تو بھی میں ان کے اوصاف حمیدہ نہیں لکھ سکتا مختصر یہ کہ مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر تھے جنہوں نے خلق خدا کے جسمانی اور روحانی زخموں کو صاف کرکے دکھ دور کیا۔

خدا انہیں جنت نصیب کرے

ایک مفید و مخیر وجود کی جُدائی

(از جناب "لعطا" حکیم میرزا خدا بخش صاحب)

احمدیت سے عقیدت

مرزا یعقوب بیگ صاحب

بہت سے دوستوں نے پیغام صلح میں شایع کئے ہیں۔ میں خود کی نسبت کچھ حالات میں نے کسی کو سنانے کے لئے لکھا۔ اسلئے تو پڑھا نہیں کہ ان کی دائمی جدائی سے ہوا ہے وہ محرک ہموم و غموم کہ جو رنجش بار کے اٹھانے کے ناقابل بنا دیتا ہے۔ کیونکہ میں مرحوم کو بچپن سے جانتا تھا۔ مجھے اُن سے دلی شفقت تھی۔ میں اُن کو محبت و عزت کی نگاہ سے دیکھتا۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے جامع تھے۔ میرزا نیاز بیگ رئیس کلانور کے چشم و چراغ تھے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ پانچ بھائی تھے۔ سب سے بڑے مرزا رسول بیگ جو ضلعدار تھے۔ اور اس سے چھوٹے مرزا اکبر بیگ تھے۔ جو سب انسپکٹر پولیس ہو گئے تھے۔ ان سے چھوٹے مرزا یعقوب بیگ پھر مرزا ایوب بیگ اور سب سے چھوٹے مرزا اسکندر بیگ ہیں۔ اوّل الذکر دو یعنے مرزا رسول بیگ اور اکبر بیگ ایک ماں سے اور آخر الذکر تین بھائی دوسری ماں سے تھے۔ ان سب بھائیوں میں باہم محبت و یگانگت تھی۔ اُن کے والد بزرگوار ایک نہایت نیک صالح۔ اور صوفی مزاج بزرگ تھے۔ ۱۸۹۶ء سے ۱۹۰۵ء تک میں قادیان میں رہا۔ اس دوران میں مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مرزا ایوب بیگ صاحب کو قادیان میں برائے زیارت مرزا صاحب مسیح موعود بار بار آیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب اور حضرت مولینا نور الدین صاحب ان سے نہایت شفقت سے ملتے تھے۔ اور اُن کے ساتھ دلی محبت سے پیش آتے تھے۔ میں چونکہ ریاست مالیر کوٹلہ میں ملازم تھا مجھے لبا اوقات ریاستی کاروبار کرنے کے لئے اور بعض وقت حضرت مسیح موعود کے خاص کاموں کے لئے لاہور بھی جانا پڑتا تھا۔ اسلئے مجھے ٹھیک معلوم نہیں کہ مرزا یعقوب بیگ اور مرزا ایوب بیگ نے کب بیعت کی۔ اتنا ضرور ہے کہ بیعت کے بعد باوجود طالب علمانہ زندگی کی سخت مصروفیتوں کے جب بھی ان کو موقع ملتا تھا۔ وہ ضرور قادیان آجاتے تھے۔ اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کو حضرت مسیح موعود سے کس قدر حسن اعتقاد اور کس قدر عشق اور وارفتگی تھی۔ عالم شباب ہو۔ میڈیکل کالج اور دیگر کالجوں کی اعلیٰ تعلیم درپیش ہو اور لاہور کے مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کے دینی و دنیوی مجالس کے جلسوں کا گرم بازار ہو۔ سیر و تفریح کے مقامات و باغات ہوں سب سے منہ موڑ کر دیوانہ وار بٹالہ سے یکوں پر جو نہایت تکلیف سواری ہوتی تھی۔ سوار ہو کر کچی اور ناہموار سڑک پر ہچکولے کھاتے [illegible] یہ سب باتیں بغیر سچی اور دلی محبت کے جو عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھیں وقوع میں نہیں آسکتیں۔ میرا خیال ہے کہ ان ہر دو بیٹوں کی اخلاقی تبدیلی اور صلاحیت نے والد بزرگوار اور بڑے بھائیوں کو بیعت حضرت مسیح موعود پر مجبور کر دیا۔ اور پھر سارا خاندان مشرف بہ بیعت ہوا۔

عبادت الٰہی اور خدمت خلق

جب مرزا یعقوب بیگ اور مرزا ایوب بیگ تعلیم سے فارغ ہو کر ملازم ہو گئے۔ تو اُن کو مالی قربانی کا موقع ملا۔ مرزا ایوب بیگ مرحوم کی عمر نے تو وفا نہ کی۔ اور جلد ہی عنفوان شباب میں ہی رحلت فرمائے عالم جاودانی ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مگر مرزا یعقوب بیگ ایک مدت تک ملازم رہنے کے بعد لاہور میں مکانات بنوانے کے بعد سکونت پذیر ہو گئے۔ اور اُن کا مطب خوب چمک اٹھا۔ بیماروں کے ساتھ خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہوتا۔ غور و خوض اور توجہ سے تشخیص و تحقیق پر کافی وقت صرف کر کے دوائی تجویز کرتے۔ اور نہایت اخلاص، محبت اور عزت سے پیش آتے تھے۔ اُن کی طبیعت نہایت بردبار اور متحمل تھی۔ وہ بیماروں کی بے صبری اور واویلا سے کبھی چیں بجبیں نہ ہوتے تھے۔ دشمن سے دشمن شخص سے بھی ایسے پیش آتے تھے کہ گویا ایک قدیمی دوست آگیا ہے۔ کوئی لفظ بھی ناگوار منہ سے نہ نکالتے تھے۔ بلکہ بڑی ہمدردی اور بڑی محبت سے اُن کے علاج میں مصروف ہو جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک معقول رقم دینی خدمت کے لئے پیش کرتے تھے۔ جب کبھی حضرت مسیح موعود کے خاندان کے کسی فرد کی بیماری کی خبر سنتے تو بلا توقف حاضر ہو کر علاج معالجہ فرماتے تھے۔ غریبوں، امیروں سب کا یکساں خیال فرماتے تھے۔ مجھے خود اپنے ذاتی مشوروں کے لئے بضرورت پڑی ہے۔ اور اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا اور سلام کہکر الگ بیٹھ جاتا۔ تو وہاں سے اٹھ کر مجھے کہتے آپ تشریف رکھیں میں ابھی دیکھتا ہوں یہی سلوک سب مریضوں سے کرتے تھے۔ عبادت کا یہ حال تھا۔ کہ باوجود عالم شباب اور کامیاب ڈاکٹر ہونے کے نماز میں جب کھڑے ہوتے تو نہایت ہی خشوع و خضوع سے کھڑے ہوتے۔ اور چہرہ پر عجز و انکسار کے آثار ہر وقت ٹپکتے دکھائی دیتے تھے۔ گویا کوئی پیر فرسودہ سال خدا کے حضور میں کھڑا اس کو دیکھ رہا ہے۔ یہ تو دن کی نمازوں کا حال تھا۔ رات کی نمازوں خاصکر تہجد کی نماز کا کیا حال ہوتا ہو گا۔ جمعہ کے خطبہ کے وقت کوئی دکھ اور عذاب کا بیان سنتے تو بسا اوقات رو دیتے۔ اور اگر کوئی خدا کی رحمت اور نعمائے اخروی کا ذکر سنتے یا کسی دوست کی خوشخبری سنتے ہوئے بے اختیار الحمدللہ اور سبحان اللہ زبان سے کہتے۔ اور بسا اوقات بلند آواز سے ہنس پڑتے۔

مالی قربانیاں اور ایثار عظیم

مالی قربانی کا یہ عالم تھا۔ کہ جب کبھی دینی ضرورت کے لئے چندہ کی تحریک حضرت امیر کی زبان مبارک سے نکلی سب سے پہلے آواز جس کی اٹھتی تھی وہ انہی کی ہوتی تھی جو ہزار یا پانچسو سے کم نہ ہوتی۔ ایک دفعہ روپیہ کی بہت ضرورت تھی۔ آپ نے اپنے مکان کا شمالی حصہ جس میں اب دفتر ہے۔ جس کی قیمت پچیس تیس ہزار سے کم نہ تھی فوراً انجمن کو مرحمت فرما دیا۔

دین کی خدمت کا اتنا بڑا اشتیاق تھا۔ کہ جب انجمن نے اُن کو جنرل سیکرٹری تجویز کیا۔ تو آپ نے ملازمت سے استعفا گورنمنٹ میں پیش کیا۔ گورنمنٹ نے اُن کو طلب کیا۔ جب وہ افسر کے سامنے پیش ہوئے کہ آپ استعفا کیوں دیتے ہیں۔ ہم نے تو آپ کو سول سرجن جہلم تجویز کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب میں نے مستقل سکونت لاہور ہی میں اختیار کر لی ہے۔ اسلئے میں باہر جانا پسند نہیں کرتا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو کس قدر شکر و احسان گورنمنٹ کا مانتا۔ اور کس خوشی سے اتنے بڑے عہدے کو قبول کرتا۔ مگر اُن کے کندھے پر جنرل سیکرٹری کا بار گراں انجمن کی طرف سے رکھا جا چکا تھا۔ اس لئے انہوں نے دنیوی اعزاز اور دنیوی ترقی کو دین کی خاطر ٹھکرا دیا۔ اور استعفا واپس نہ لیا۔ ایسی باتیں سوائے ایسے شخصوں کو جن کو خدا اور خدا کے دین سے بے پایاں محبت ہو اور کون کر سکتا ہے۔ یہ تبدیلی اور یہ صلاحیت یہ ہمدردی خلائق کس مرد خدا کے جذب قلوب کا نتیجہ ہے۔ سنو یہ وہی مرد خدا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر مجدد و صدی چہاردہم و مسیح موعود و مہدی معہود بن کر دنیا میں ظاہر ہوا۔ جس نے ایسے گرامی قدر انسان پیدا کر کے اپنے پیچھے چھوڑے۔ جنہوں نے اس کے حسن کو دنیا کے تمام کناروں اور اطراف و اکناف عالم میں اسلام اور قرآن کو حسب احکام کلام اللہ پہنچا دیا۔ انہی لوگوں میں ایک مرزا یعقوب بیگ مرحوم بھی تھے۔ جنہوں نے اپنی ساری عمر طفولیت سے لے کر آخیر دم تک اس دین کی خدمت گذاری میں صرف کی۔ بہت دفعہ میں نے دیکھا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر بصورت استدعا دینی پانچ پانچ ہزار روپیہ کی رقم دینے سے دریغ نہیں کیا۔ بلکہ بڑی کشادہ پیشانی سے ایسی بھاری رقوم دیدیتے تھے۔

بزرگوں کی خدمت اور خویش و اقارب سے ہمدردی

صرف یہی نہیں بلکہ اپنی چلتی ہوئی پریکٹس کو دین کے خادموں کے لئے خیر باد کہہ دیتے تھے۔ دو دفعہ حضرت مولینا علامہ نور الدین بیمار ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ تو گھوڑے پر سے گر کر بہت عرصہ تک صاحب فراش رہے۔ مرزا صاحب موصوف عرصہ تک اُن کے علاج اور تیمارداری کے لئے قادیان میں رہے۔ اور اپنی آمدنی کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتے تھے۔ دوسری دفعہ حضرت علامہ موصوف کی مرض الموت . . . میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اُن کی خدمت کے لئے وہاں گئے اور بڑی تندہی سے اُن کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ جزاہ اللہ خیر الجزا۔ مرحوم بڑے کنبہ پرور اور خیر خواہ تھے۔ اپنے بھتیجوں اور رشتہ داروں وغیرہ کو اپنے خرچ سے تعلیم و تربیت کرتے رہے۔ علاوہ ان خوبیوں کے تحمل اور بردباری کے مظہر اتم تھے کبھی کسی سے درشت کلامی کے روادار نہیں ہوئے تکلیف ذاتی کے پہنچنے پر وہ بے صبر اور بے چین نہیں ہوتے تھے۔

ایسے مفید اور مخیر انسانوں کا بے وقت جدا ہونا۔ باعث سخت قلق اور رنج و غم ہے۔ فطرتاً بیوی اور بچوں اور عزیزوں کو ان کی مفارقت سے سخت غم و اندوہ ہوگا۔ مگر دیگر لوگ جن کو اُن سے واسطہ پڑا ہے۔ ہموم و غموم پر پیارہ لوٹے بغیر نہیں رہ سکے۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر و سکون کی توفیق بخشے۔ اور اُن کو صبر کرنا ضروری ہے۔ دنیا میں کون رہا۔ سب اسی جہان سے رخصت ہوتے رہے ہیں۔

حضرت آدم نبی بچھو زمیں کے چل بسے ۔۔۔ نوح کشتیبان عالم بھی یہاں سے چل بسے
یوسف و یعقوب و اسمٰعیل و اسحاق و خلیل ۔۔۔ اور جہاں کہ بانی مہر والے چل بسے
ہود اور یونس و یونس و شیث و ایوب و شعیب ۔۔۔ وہ جو اسلام کے چشمہ خضر چل بسے
حضرت عیسیٰ نبی داؤد و موسیٰ خاک میں ۔۔۔ لیکے توریت و زبور و انجیل حق چل بسے
جو ختم الانبیا ہم بعثت کو آخر کر کے منہ
بجز ذات مقدس قادر و قیوم صمدانی۔

قابل رشک موت

(از جناب سید عبدالمجید صاحب [illegible] - کپورتھلہ)

ان خصوصیات [illegible] نفس کا بلند ترین احساس دوسروں کی ذات [illegible] سب کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرنا کسی کا ناجائز [illegible] دل میں آگنا کا خیال تک نہ آنے [illegible] سے پاک رہنا۔ فیاضانہ بردباری اور تحمل [illegible] نفس اور ایثار۔ خوداعتمادی۔ بلاتمیز مذہب و ملت اور بلا امتیاز غیر انسانی حدود کے بے غرضانہ خدمت خلق۔

یہ مادی طریق سے ان خصائل حسنہ کی خصوصیات کا جو انسان کو ان سے [illegible] ہیں [illegible] کو روحانی انداز میں یوں کہنا چاہیئے کہ وہ شخص خصائل حسنہ کا عامل اور ان سے متصف سمجھا جا سکتا ہے جس کے دل میں ہر وقت زندہ خدا کے خالق الرحمٰن الرحیم اور اس کی صفت رحمانیت اور رحیمیت پر اعتقاد حق الیقین کے درجے تک پہنچا ہوا ہو اور جو اس کے ناطہ عشق حقیقی پیدا کرکے اس کے احکام کی تعمیل میں ہمیشہ دیوانہ وار سرگرم رہے اور جب ان سے ان کا خداوند کہے کہ

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات

اور ہم تم کسی قدر ڈر اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہارا امتحان کریں گے۔

وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ ۲۔۱۵۶

اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے

[illegible]

قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۲۔۱۵۶

کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

جب وہ اس آزمائش میں پورے اترتے ہیں تو ایسے لوگوں کی نسبت فرمایا جاتا ہے۔

اولٰئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولٰئک ھم المھتدون۔ ۲۔۱۵۷

یہی وہ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور رحمت ہے اور وہی ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں

جب کوئی ہستی اس درجہ پر پہنچ جاتی ہے تو وہ حیات ابدی حاصل کر لیتی ہے۔ ایسی ہستیوں کی نسبت اگر [illegible] یہ خداوندی ارشاد ہے کہ

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون۔ ۲۔۱۵۳

جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو [illegible] اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے۔ انہیں مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

یہ خیال نہ پیدا ہونا چاہیئے۔ کہ اس میں صرف وہی لوگ ہیں جو خدا کے رستے پر جنگوں میں مارے جاتے ہیں۔ بلکہ اس سے عام جہاد بھی مراد ہو سکتا ہے اور وہ وہی جہاد ہے جس کے متعلق ارشاد خداوندی ہے کہ

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین۔ ۲۹ : ۶۹

جنہوں نے ہمارے ڈھونڈھنے کی کوشش کی۔ ہم انہیں ضرور اپنے رستے دکھا دیں گے اور اللہ یقیناً نیکوکاروں کے ساتھ ہے یہی ہستیاں وہی ہوتی ہیں۔ جن کی نسبت وعدہ فرمایا گیا ہے کہ

من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا ۴۔۶۹

جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے تو یہ ان کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا نبیوں صدیقوں اور شہیدوں اور صالح لوگوں کے ساتھ اچھے ساتھی ہیں۔

جس شخص کی نسبت خدائے برتر و بزرگ نے اوپر کے وعدے کئے ہیں ان تمام منزلوں میں سے گزر کر دنیا کی زندگی کی آخری منزل سے گزر رہا ہوتا ہے تو وہی اس خدائی پیغام یا خوش آمدید ہوتا ہے کہ

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۸۹ : ۲۷-۳۰

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف لوٹ آ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ سو میرے ممتاز بندوں میں ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

جب ہم دیکھتے ہیں اس زمانہ میں بھی کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے جو ان راستوں کے خدا کے اس پیغام کا جواب بستر مرگ پر [illegible] قربان کر دینے کے تکمل میں پورے طور سے کے جواب میں نہایت [illegible] زبان پر [illegible] مرزا یعقوب بیگ مرحوم [illegible] جاتا ہے۔ آہ! مرحوم کی موت، موت شماتی [illegible] موت وہی ہے جو خودغرضانہ زندگی کو [illegible] ایک حیات ہو اور قابل رشک ہے جو مرحوم کو نصیب ہوئی ہے۔

مرحوم کی موت کو دیکھ کر دل سے بے اختیار دعا نکلتی ہے کہ اے قادر مطلق ہمیں ایسے ہی نیکوں کے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ جس کی اسلام جیسے لازوال مذہب نے تعلیم دی ہے اور ہمیں بھی ایسی ہی موت عطا فرما جس کے لئے تو نے یہ فرما کر موت کو بھی قابل رشک بنا دیا ہے۔ آمین

اے خدا تو ہم سب کو اس موت پر صبر جمیل کی توفیق بخش اور ہم میں لاتعداد مرزا یعقوب بیگ مرحوم جیسی ہستیاں پیدا کر دے۔ آمین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم

آپ کے مختصر حالات زندگی اور دینی و قومی خدمات!

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب)

۱۲ر فروری ۱۹۳۶ء کا دن لاہور میں غم والم کا دن تھا جبکہ ایک فرشتہ سیرت انسان جس کا وجود ہندو و مسلمان، عیسائی دہریہ وغیرہ کیلئے قطع نظر اس امر کے کہ وہ امیر ہے یا غریب، ہمدردی اور محبت و الفت سے بھرا ہوا تھا۔ اس عالم فانی سے اٹھ کر عالم جاودانی کو سدھار گیا۔ شاید ہی کوئی آنکھ ہو جو اس پاکیزہ روح کی پرواز کی خبر سن کر اشکبار نہ ہوئی ہو۔ اور شاید ہی کوئی دل ہو جس نے اس قدسی نفس انسان کی موت کا صدمہ محسوس نہ کیا ہو۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم ۱۶ر اپریل ۱۸۷۲ء کو کلانور ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک اعلیٰ مغل خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ۱۸۹۲ء میں جب آپ میڈیکل کالج لاہور میں پڑھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کے فیض صحبت سے متاثر ہو کر ان کی بیعت میں شامل ہو گئے۔ ابتدا ہی وقت سے نیکی و تقویٰ اور دین سے محبت اور مخلوق خدا کی ہمدردی کی ایک نمایاں تصویر بن گئے۔ حضرت مسیح موعود کی فیض صحبت نے آپ کے اندر وہ نور پیدا کیا جس کو دیکھ کر آپ کے والد ماجد مرزا نیاز بیگ مرحوم رئیس کلانور بھی حضرت اقدس کی بیعت میں شامل ہو گئے۔ بیعت کے بعد آپ اپنے اوقات کا کثیر حصہ حضرت اقدس کی صحبت میں گزارتے تھے۔ کوئی اتوار کوئی چھٹی کا دن ایسا نہ تھا جب آپ لاہور سے قادیان نہ پہنچ جائیں اور حضرت اقدس کے فیوض روحانیہ سے مستفیض نہ ہوں آپ کی اس نیکی اور تقویٰ ہی کا نتیجہ تھا کہ حضرت اقدس نے آپ کو اس مجلس معتمدین کی دوامی رکنیت کا شرف عطا فرمایا۔ جو سلسلہ کے کاموں کے انصرام کے لئے خود حضرت ممدوح نے بنائی۔

۱۸۹۷ء میں آپ نے لاہور میڈیکل کالج سے ڈاکٹری کا آخری امتحان پاس کیا۔ اور یہیں میو ہسپتال میں ہاؤس سرجن کے عہدہ پر تعینات ہو گئے۔ تھوڑا عرصہ یہاں کام کرنے کے بعد آپ کی تبدیلی ہو گئی۔ اور کچھ عرصہ فاضلکا۔ جہلم۔ شاہ پور وغیرہ مقامات پر بطور اسسٹنٹ سرجن کام کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ کو لاہور میڈیکل کالج میں بطور پروفیسر اناٹومی تعینات کیا گیا۔ اور ایک عرصہ تک اسی کام پر مامور رہے۔ ۱۹۱۴ء یا ۱۹۱۵ء میں آپ کو کسی دوسرے مقام پر بطور سول سرجن بھیجے جانے کا حکم ہوا لیکن اس وقت لاہور میں خدمت دین کا اہم کام [illegible] آنریری جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر مامور تھے اس لئے آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے ملازمت کو ترک کر دیا اور صرف اپنی پرائیویٹ پریکٹس کو ہی ذریعہ معاش بنایا۔ جس میں دینی کاموں میں حصہ لینے کا آپ کو اچھا موقعہ ملتا تھا۔

ایام ملازمت میں دوران ملازمت میں اور اس کے بعد آپ کے ساتھ سینکڑوں مسلمانوں، ہندوؤں اور دیگر اقوام کے لوگوں کو سابقہ پڑا جس کو پوچھو وہی آپ کے اخلاق و اطوار خوش خلقی اور نیکدلی کا دل سے مداح ہے۔ غریب سے غریب انسان آپ کے دروازہ پر آتا تھا۔ اور حسب خواہش بامراد ہو کر جاتا تھا۔ اپنے اخلاق و اطوار کی وجہ سے ہر قوم کے بلند سے بلند طبقہ کے لوگوں اور بڑے بڑے حکام تک آپ کو کافی عزت و رسوخ حاصل تھا جس کی وجہ سے لوگوں کے مشکل سے مشکل کام آپ کے توسط سے نہایت آسانی سے ہو جاتے تھے۔ بہت سی سوسائٹیوں اور انجمنوں میں آپ کی رکنیت باعث فخر سمجھی جاتی تھی۔ آپ پنجاب میڈیکل کونسل کے سب سے پرانے رکن اور پنجاب سٹیٹ میڈیکل فیکلٹی کے نائب صدر تھے۔ انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن، برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن اور پنجاب ٹیمپرنس سوسائٹی کے بھی ممبر تھے اور کئی اداروں کے رکن تھے۔ اسلامی جماعتوں میں سے مسلم لیگ، انجمن حمایت اسلام، انجمن اسلامیہ پنجاب کے ممبر اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نائب صدر تھے۔ میونسپل کمیٹی لاہور میں بھی تین سال تک نامزد ممبر رہ چکے تھے۔

قومی کاموں، مسلمانوں کی فلاح و بہبود، ہندو مسلم اتحاد کے لئے آپ کے دل میں ایسا شوق اور تڑپ تھی۔ کہ شاید ہی کوئی قومی معاملہ ہو جس میں آپ نے بذریعہ تحریر یا تقریر حصہ نہ لیا ہو۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں مسجد شہید گنج اور معاملات سرحد پر آپ نے انگریزی اور اردو میں بہت سے بیش قیمت مضامین لکھے جو اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ تمام انجمنوں اور اداروں کو آپ چندہ بھی دیتے تھے۔ اور آنریری طور پر ان کی حسب ضرورت خدمت بھی کرتے تھے۔ انجمن حمایت اسلام کے تعلیمی اداروں اور یتیم خانہ میں جو بھی بیمار ہوتا۔ آپ اطلاع ملنے پر فوراً اس کو جا کر دیکھتے۔ اور پوری ہمدردی و دلسوزی کے ساتھ اس کا علاج معالجہ کرتے آپ کے مطب میں ایسے غریب بیماروں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا جن کو نہ صرف بلا فیس دیکھتے تھے۔ بلکہ ان کو ادویات بھی اپنے پاس سے مفت دیتے تھے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آپ کے اموال سے بہت فائدہ اٹھایا۔ جب تک آپ کا تعلق قادیان سے رہا۔ اس وقت تک بھی آپ سلسلہ کی ہر تحریک میں نمایاں حصہ لیتے رہے۔ اور جب سلسلہ کا مرکز لاہور بن گیا تو اسکے بعد بھی آخری دن تک آپ اپنے مال اور اوقات کا بیشتر حصہ سلسلہ کے کاموں میں دیتے رہے [illegible] قریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا آپ کے بائیں پہلو پر فالج کا حملہ ہوا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت عطا فرما دی۔ اور کافی کمزور ہو جانے کے باوجود پہلی سی مستعدی کے ساتھ ان مشاغل میں آپ نے حصہ لینا شروع کر دیا۔ جو حالت صحت میں آپ کا دستور العمل تھے۔ مریضوں کو دیکھنے ان کے لئے دوائیں تجویز کرنے اور پھر دعائیں بھی کرنے، حاجتمندوں کی حاجات پوری کرنے۔ قومی کاموں میں حصہ لینے اور اخبارات کے لئے مضامین لکھنے میں شاید ہی کوئی وقت آپ کو آرام کے لئے ملتا ہو لیکن کبھی کسی حالت میں بھی آپ کے چہرے سے شگفتگی کے آثار محو نہیں ہوتے اور کسی ملنے والے سے کسی وقت بھی کبیدگی آپ سے ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا آج دوست و دشمن معترف ہے۔ اور یہ تو وہ ہستی تھی جس کا کوئی دشمن نظر ہی نہیں آتا جس کو دیکھو آپ کی دوستی ہی کا دم بھرتا دکھائی دیتا ہے۔

۲ر فروری کو آپ پر دوبارہ فالج کا نہایت سخت حملہ دوسرے پہلو پر ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی زبان بھی بند ہو گئی دس دن تک صاحب فراش رہے۔ اور نہایت قابل ڈاکٹروں کا علاج ہوتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ کہ اس پاک نفس انسان کو اپنی طرف بلالے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۱ر جنوری ۱۹۳۶ء کو رات کے ۱۱ بجے یہ پاک روح جسد عنصری سے پرواز کر کے اعلیٰ علیین میں جا بیٹھی انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کے جنازہ کے ساتھ ہندو اور مسلمانوں کے کثیر التعداد حاضرین انجمن حمایت اسلام کے بھی متعدد ممبر تھے جو سب کے سب نہایت دلسوزی کے ساتھ آپ کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ ایک رکن انجمن کے یہ لفظ ہیں۔ کہ **"وہ ایک ہیرا تھا جس کا وجود نہ صرف سلسلہ احمدیہ بلکہ تمام مسلمان قوم کیلئے باعث فخر تھا"**۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آپ کی زندگی نہ صرف سلسلہ احمدیہ بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے باعث فخر تھی۔ اور آپ کی وفات ایک بہت بڑے قومی نقصان کا موجب ہے۔

شہید بزرگ مرحوم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ

ضمیر ہر فرد مسلم ... از ایمان لاشک از ضیاع آں وجود محبت مند بزرگ و خیر خواہ امم اسلام خون آلود گردیدہ وتلکہ جگرہا ... بیشمار افراد غیر مسلم کہ صفت خود داری و خدا پرستی را ... دارند از غیوبیت آں اولو العزم و فرشتہ ... مجسم خدا و رسول پرست بودہ سوختہ وکباب گشتہ است ۔ چنانچہ مدت مدیدہ شدہ کہ آں بزرگوار شخصیت تمام زندگی مادی و معنوی خود را بارہ امم اسلامی و خدمت مقدسہ اشاعت اسلام صرف و بہ ذریعہ وحیدہ مبارکہ متوغل و فی ھذا الوقت ہرگز ... مملکت ہندوستان و ممالک سائرہ حقیقت شناس اسلام نام و شخصیت مشار الیہ ناواقف ... باشند و خاصتہً از اہلیت شان بمرتبہ بزرگوار شہادت بروح پر نور شان تحفہ مبارکبادی ... شدہ میرود ۔ بزرگ ترین صفات ... احترام آں مجسم ایمان ایں بود کہ ۔ باوجود ... دانشگاہ رجال بزرگ ترین دولت برطانیہ باعز و اقتبال ... شدہ لیکن نہ خدمت و ملازمت اغیار ... شدن یا خطاب و بانعنوان ... کہ بکیفیت خود غرضی ... دائز استحصال آں صفات ... نفرت میکرد ... استکراہ مشاہدہ سے فرمودہ اند ۔

... صفت ... پاک و عقائد تام و بذرائع ... وحیدہ علیہ السلام ... و لوہیت و بشریت میباشد کہ بذریعہ ... سید البشر رسول مجتبیٰ محمد المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ... زمین با کمال ترقیاتی نشر گردیدہ ؟ ... از ہر گونہ کو الف اغراض شخصی بیکزبان آزادانہ ... خوف و اندیشہ بیان میکنم ۔ کہ لاشک و ... ذالک آں وجود مبارک بمرتبہ شہادت رسیدہ در روح پر نور و مقدس شان،

بارواح طیبہ و طاہرہ مسلمانان شہدائے گزیدہ کہ بارہ حمایت و حفاظت مقدسات دنیائے اسلام خون عزیز خود را از صدر ترقی ... اند بنابراں بالکل احساسات عمیقہ ... روح فنا فی اللہ تحفہ مبارکبادی میپاریم ۔

و از باقیماندہ ارکان انجمن وحیدہ اسلامی احمدیہ تمنا میدارم کہ باید ہرگز انحراف از مسلک مقدسہ مسالمت نشوند و ہر فرد شان بداند کہ در دنیا و آخرت سرفراز ہستند و فاصتہً بہ پسماندگان افراد خاندان آں شہید بزرگ تہنیتہ مبارکی را از صمیم القلب اھداے نمائم کہ ایشان متلقب بہ لقب پسماندگان شہید بزرگ مرحوم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ توسیم شدہ اند فقط حق و حقیقت شناس ۔ یکضمیر و زبان ترکی

غ ۔ ح ۔ م ۔ زکریا

آہ! مرزا صاحب مرحوم

(از غلام رسول صاحب جانباز طالب علم تبلیغی کلاس)

گیا دن گزر شام فرقت کی آئی ۔ گھٹا بدنصیبی کی دنیا پہ چھائی،
عنادل کو گل سے ہوئی ہے جدائی ۔ دہائی ہے اے میرے مولا دہائی

زہ وائے غمخوار ما دور گشتہ
دلِ دوستاں سخت رنجور گشتہ

عجب یاس وحسرت نے چہرہ دکھایا ۔ سماں وہ مصیبت قیامت کا آیا
قضا نے ادھر کوس رحلت بجایا ۔ اجل نے بھی پیغام اپنا سنایا

زاہل جہاں یار انکار کردہ
رواں سوئے فردوس رہوار کردہ

وہ صابر رضائے الٰہی پہ رہنا ۔ تکالیف صبر وتحمل سے سہنا
زباں سے فقط کلمۂ شکر کہنا ۔ بلا حق سے کیا صبر کا خوب گہنا

چہ تا بم کہ گویم بتو شان صابر
شدہ مورد فضل رحمان صابر

فدا جان کی اس نے راہِ خدا میں ۔ بس اک حکم قرآن کی اقتدا میں
مٹا نے کو تکفیر کے مدعا میں ۔ بقا ہے ۔ بقا ہے ۔ بقا اس فنا میں

نمیرد کسے جاں دہد در رہِ حق
کہ یابد حیاتِ دوام از در حق

وہ پیکر شرافت کا خلق صفا کا ۔ نمونہ وہ بوبکر سے با صفا کا
وہ مخمور عشقِ شہِ انبیاء کا ۔ وہ حامی تھا دینِ رسولِ خدا کا

پسندیدہ سیرت ستودہ صفاتے
مجسم وفا با خدا نیک ذاتے

عزیزوں نے رو رو کے دریا بہایا ۔ جدائی کے صدموں نے جاں کو ستایا
تو دے صبر پسماندگان کو خدایا ۔ ہو مرحوم پر تیری رحمت کا سایا

بروبار باراں رحمت خدایا
کشادہ بجن باب جنت خدایا

معذرت

اخبار قریباً تیار ہو چکا تھا ۔ آخری کاپی پریس میں جانیوالی تھی کہ اچانک قضائے الٰہی سے پروپرائٹر عالمگیر پریس کا چھوٹا بچہ فوت ہو گیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اس حادثہ کے سبب پریس بند ہو گیا اور اخبار وقت پر شائع نہ ہو سکا ۔ ہم اس تاخیر پر ناظرین کرام سے معذرت خواہ ہیں ۔ (منیجر)

دو بزرگوں کے خطوط

از خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ

بخدمت قبلہ مخدوم مولانا سلمہٗ و حفظہٗ دام اللہ بقاءہٗ آمین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں شب گذشتہ دورہ سے واپس آیا۔ تو حضور کا نوازش نامہ ملا۔ شکر گزار فرمایا۔ مرزا صاحب مرحوم کا صدمہ واقعی ایک بہت بڑا قومی صدمہ ہے اور ایک ایسی جماعت کے لئے جو پہلے ہی سے جماعتی مالی اور جاہتی وغیرہ ہر لحاظ سے کمزور اور بے بضاعت ہو۔ بظاہر حالات ناقابل برداشت معلوم ہوتا ہے۔ اور اس متبرک انسانی صورت اور فرشتہ سیرت سراپا اخلاص و مکارم الاخلاق کی جدائی کا خیال آتا ہے۔ تو دل بیٹھ جاتا ہے اور سانس پھول جاتا ہے مگر انا للہ و انا الیہ راجعون کا سبق موجب سہارا ہوتا ہے ابتلا نہایت سخت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا رحم و فضل شامل حال ہو تو یہی ابتلا موجب رحمت اور کرم بھی ہو سکتا ہے ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است ۔ زیر آں گنج کرم بنہادہ است

اللہ تعالیٰ اس مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت اور اپنے قرب میں جگہ دے اور ہمارے لئے اور مرحوم کے کنبے کے لئے موجب شفاعت بنائے۔ آمین۔ میرا مرحوم سے تقریباً تیس سال گزشتہ سے نیاز مندی کا تعلق تھا۔ مرحوم میں تقوےٰ اللہ اور اخلاص کا وہ جوہر تھا۔ کہ طبیعت خود بخود محبت میں جذب ہوتی چلی جاتی تھی۔ اور مرحوم ہمیشہ اور ہر حالت میں بہ تمام و کمال اپنا ہی اپنا نظر آتا تھا۔ محبت اور اخلاص کا مرحوم کامل نمونہ تھا۔ صبر اور توکل میں بھی کمال تھا۔ انکسار اور حلم میں اپنی نظیر آپ تھا۔ میں نے بارہا مرحوم کے اخلاص کی مثال میں دوستوں سے کہا۔ کہ مرزا صاحب کے سامنے اگر خود ان کی آپ موت کا وارنٹ رکھ کر دوستی کے واسطہ سے التجا کی جائے۔ تو وہ اس پر بھی اپنے دستخط کر دینے میں انکار یا عذر نہیں کریں گا۔ غرض مرزا صاحب مرحوم کا صدمہ واقعی قومی اور بہت بڑا صدمہ ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(خاکسار غلام رسول عفی عنہ)

مولینا مولوی عزیز بخش صاحب ڈپٹی اسٹیشن ماسٹر ریٹائرڈ

میرا خاص طور پر ان سے اس وقت سے تعلق ہوا جبکہ آغاز ۱۹۲۷ء میں انہوں نے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ کی خدمت میں تحریک کر کے مجھے اپنی ملازمت سرکاری سے ایک سال کی رخصت لے کر امرتسر میں انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند کا کام چلانے کے لئے بلایا۔ اس انجمن کی جب سے ۱۹۱۰ء میں بنا پڑی ڈاکٹر مرزا صاحب مسلسل ٹرسٹی چلے آتے تھے۔ اتفاق سے ۱۹۲۵ء میں اس کی آمد کی حالت زبون ہو گئی۔ اور ۱۹۲۶ء میں ٹرسٹیان انجمن کو اس کا فکر ہوا۔ انہوں نے عارضی طور پر خانصاحب خلیفہ تفضل حسین صاحب کو کام چلانے کے لئے مجبور کیا۔ ان کی کوشش سے انجمن کے کام میں کچھ جان پڑی لیکن وہ لاہور میں مستقل رہائش کی وجہ سے اپنا سارا وقت نہ دے سکتے تھے۔ اس لئے ڈاکٹر مرزا صاحب نے سب ٹرسٹیوں کو مجھے کام پر لگانے کا مشورہ دیا۔ ڈاکٹر صاحب کو اس انجمن کی بہتری کا اتنا انہماک تھا۔ کہ جب وہ مجھ سے ملتے۔ اس کا حال دریافت کر کے مناسب مشورہ دیتے رہتے۔ علاوہ اس کے اپنا دوسرا کام چھوڑ کر انجمن کے ہر اجلاس میں وقت پر امرتسر پہنچتے۔ یہاں تک کہ ان کی توجہ اور دعاؤں سے انجمن کی حالت پھر بہتر ہو گئی۔ اس میں ان کی ذاتی غرض کوئی نہ تھی محض مسلمانوں کے غریب طبقہ کے طلبہ کی امداد کا جذبہ تھا۔ تاکہ وہ تعلیم پا کر آسودہ حال ہو جائیں۔ یہ جذبہ انسانی ہمدردی کا ڈاکٹر صاحب سے ہر ایک شعبہ دینی و دنیاوی میں ظہور پذیر ہوتا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ حسب منشائے حدیث نبوی خیر الناس من ینفع الناس (لوگوں میں بہتر وہ انسان ہے جو دوسروں کو نفع پہنچاتے) کا مصداق تھے۔ اسلام نے جو دو حق قائم کئے ہیں۔ ایک طاعۃ لامر اللہ (خدا کے حکم کے آگے سر جھکانا) اور دوسرا شفقۃ علی خلق اللہ (یعنی مخلوق خدا کی ہر حالت پر شفقت کی نگاہ سے ان کو فائدہ پہنچانا) یہ دونوں حقوق ڈاکٹر صاحب نے جس طرح پر ادا کئے ہیں۔ وہ دوسروں کے لئے قابل نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت

چند تعزیتی خطوط اور قرار دادیں

میاں سر فضل حسین بالقابہ

مکرمی مولوی صاحب میں نے مرزا یعقوب بیگ کی اچانک اندوہناک موت کی خبر سنی۔ اللہ تعالیٰ اپنی جوار رحمت میں جگہ دے وہ ایک نہایت ہی نیک اور مخلص مسلمان تھے جن کا دل خدمت خلق اور ہمدردی بنی نوع کے جذبہ سے لبریز تھا۔ میرے دل میں ان کا بہت احترام تھا۔ مہربانی فرما کر میری مخلصانہ ہمدردی ان کے اہل خانہ تک پہنچا دیں۔ مجھے ان کے صاحبزادہ کا پتہ معلوم نہیں۔ اس لئے میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ میرا پیغام ان تک پہنچا دیں۔
آپکا مخلص فضل حسین
(بخدمت حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب)

آنریبل نواب سر عبدالقیوم صاحب وزیر صوبہ سرحد

جناب مرزا صاحب لسلامت
آپ کا خط ۱۳ ماہ حال موصول ہوا۔ ایک پرانے اور سچے سماجی رہنما کی وفات سے جو صدمہ ہوا وہ انداز بیان سے باہر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ہندوستان کی چیدہ مایہ ناز ہستیوں میں سے تھے اور ان کی وفات سے مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا ہے وہ ناقابل تلافی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے ایک دن ہم سب نے مرنا ہے سوائے اس کے کہ داعی اجل کو لبیک کہیں اور چارہ کیا۔ زیادہ والسلام۔ (آپکا صادق الخیر خواہ)
عبدالقیوم عفی عنہ

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب

مکرمی مولوی صاحب ابھی اخبار انقلاب میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے انتقال کی خبر پڑھ کر بہت رنج ہوا شرافت کا پیکر مجسم تھے اور فطرتاً بنی نوع انسان کے ہمدرد۔ خدا تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ مجھے معلوم نہیں ان کے صاحبزادے کہاں ہیں آپ از راہ عنایت میرا پیغام ہمدردی ان تک پہنچا دیں۔ میں کئی روز سے نزلہ و زکام سے صاحب فراش ہوں۔ ورنہ اس مقصد کے لئے خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ والسلام
محمد اقبال۔ میوروڈ۔ جاوید منزل
(بخدمت حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب)

کرنل سی ایچ۔ رائن ہولڈ آئی ایم ایس

انسپکٹر جنرل سول ہسپتالہائے پنجاب

ڈیر ڈاکٹر داؤد بیگ۔ آپ کے والد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کی افسوسناک اور بے وقت موت کی خبر میرے لئے بڑے رنج کا باعث ہوئی۔ مہربانی کر کے اپنی والدہ محترمہ اور خاندان کے سب افراد سے میری طرف سے اظہار ہمدردی کریں۔ آپکا مخلص سی۔ ایچ۔ رائن ہولڈ

مرحوم کی وفات پر مختلف انجمنوں اور اداروں نے تعزیتی قرار دادیں منظور کر کے ان کی نقول ارسال فرمائی ہیں۔ جو تمام کی تمام قلت گنجائش کے سبب شائع نہیں کی جا سکتیں۔ ان سب اداروں کے ارکان کی ہمدردی اور تعزیت کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہمارے عزیز مرحوم کو دار جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے۔ (مدیر)

بعض جماعتوں کے نام حسب ذیل ہیں:-
(۱) برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن پنجاب برانچ لاہور (۲) انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن لاہور۔ (۳) میڈیکل ایسوسی ایشن منوں (۴) لاہور سنٹرل ریٹ پیئرز ایسوسی ایشن لاہور (۵) انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن لائلپور برانچ۔ لائل پور (۶) انجمن اشاعت الحق۔ بہار شریف (۷) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی (۸) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ۔ (۹) ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن۔ لائلپور (۱۰) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم۔ (۱۱) سرونٹس آف اسلام لیگ لاہور۔

مرحوم کے سانحہ ارتحال پر بے شمار برقی پیغامات بھی موصول ہوئے۔ ان سب کرم فرماؤں کی عنایت کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے مرحوم کے پس ماندگان کو ہمدردی کے تار ارسال کئے مندرجہ ذیل نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:- (مدیر)

۱۔ محترمہ ام المومنین صاحبہ۔ قادیان
۲۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ قادیان
۳۔ نواب زادہ سعید اللہ خاں صاحب ڈپٹی کمشنر لدھیانہ
(۴) بیگم صاحبہ خانصاحب مفتی محمد یعقوب خانصاحب ڈسٹرکٹ جج کوہاٹ
(۵) مولینا سید کشفی شاہ صاحب رنگون۔
۶۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سکندرآباد
۷۔ سراج الدین ذکی صاحب۔ سیالکوٹ
۸۔ شیخ غلام فرید صاحب پریزیڈنٹ مسلم بنک کلانور
۹۔ شیخ انعام اللہ صاحب ایم۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر کلانور
۱۰۔ ملک ولایت اللہ خاں صاحب منیجر انسپکٹر شاہجہان پور
۱۱۔ سیکرٹری ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لائلپور
۱۲۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد شریف صاحب منیجر سول سرجن بٹالہ

وائے یار پنجاہ سالہ

اے راہ نورد عالم بالا چگونۂ ما بے تو در جحیم تو بے ما چگونۂ

(از جناب مولینا سید عبدالرحمٰن صاحب چشتی)

یار عزیز میرزا یعقوب بیگ اپنی پاکیزہ زندگی گزار کر آخر چل بسے۔ عندہٗ اجرٌ عظیم ۱۳۵۴۔ اس محترم ہستی کی رحلت نے دماغ بے کار کر دیا ہے بہت چاہا کہ نالۂ موزوں کہوں۔ مگر کچھ بن نہ آیا۔ ایسی زندگیاں ایک دنیا سے خراج تحسین حاصل کرتی ہیں۔ اور انشاء اللہ عاقبت بھی محمود ہو گی۔

اپنے پنجاہ سالہ دوست کو کندھوں پر اٹھا کر پیوند خاک کرنے کے لئے لے گئے اور دفن کر آئے۔ مسافر کا اللہ بیلی۔ دعا ہے۔ کہ خداوند کریم اس کے بچوں ڈاکٹر میرزا داؤد بیگ اور عزیز حبیب الرحمٰن بیگ کو دنیا میں کامیابیاں نصیب کرے۔ اور عمر دراز ملے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے قدموں پر چلنے کی توفیق عطا ہو۔ الٰہی آمین۔ وہ تو گئے اور ہمیشہ کے لئے گئے۔ جہاں ہم سب نے بھی جانا ہے۔ اور بہت اس سے پہلے جا چکے۔ یہی سب کا انجام ہے ؎

بس اتنی سی حقیقت ہے طلسم راز ہستی کی کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

وہ تو اب ہمارے پاس نہیں آئیں گے ہم ہی کو وہاں جانا ہے ؎

اے خاک تیرہ نعم مہمان نگاہ دار این یار غار ماست کہ در بر گرفتہ ام

سوائے اس یقین کے جو مذہب سے حاصل ہوا ہے۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ جانے والے کہاں گئے اور ان پہ کیا بیتی ؎

کس نا مد از اں جہاں کہ تا پرسم ازو کا حوال مسافران عالم چوں شد

ارتحال یار دل را خوں کند دہر با ما ہر کسے ہیچوں کند
شمع روشن بود آں نیکو خصال گشت خاموش و دل ما خوں کند
آں طبیب حاذق و ہمدرد خلق کے کسے یادش ز جاں بیروں کند
وائے آں پنجاہ سالہ دوستم! رفت از دنیا مرا محزوں کند
ایں چنیں مردے چو از دنیا رود بخت قومے را مگر وا ژوں کند

ماخطا داریم تو آمرزگار
بخش یعقوب مرا پروردگار

حضرت مرزا صاحب مرحوم کی کامیاب زندگی

(از جناب مولوی محمد یٰسین صاحب داتوی)

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے ۔۔۔ کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر ۔۔۔ کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

بعالی خدمت جناب مرزا داؤد بیگ صاحب جناب مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب وجناب مرزا مسعود بیگ صاحب سلمہم ربہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ برخوردار محمد ابراہیم مقیم احمدیہ مہمان خانہ کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ جناب حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے فدائی اور ہمرنگ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔ حضرت ممدوح کی جدائی کا جس قدر رنج اور افسوس ہے اس کا اظہار احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ ان کی خوبیوں اور کمالات کے ثبوت کے لئے خدائے تعالےٰ کا یہ ایک ہی سرٹیفکیٹ کافی ہے "تم پاس ہو گئے" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی یہ تعریف وتفسیر فرمائی:۔

"جولائی ۱۸۹۷ء میں جب عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اسسٹنٹ سرجنی کا آخری امتحان دیا۔ اور ہم نے ان کے لئے دعا کی۔ تو یہ الہام ہوا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ پاس ہو گیا ہے۔ کیونکہ مخلصوں کے لئے جو یگانگت کی حد تک پہنچتے ہیں۔ ایسے فقرے آجاتے ہیں چنانچہ بائیبل میں بھی اس طرز کی پیشگوئیاں درج ہیں۔ بالآخر عزیز مذکور اپنے امتحان میں بڑی خوبی سے کامیاب ہوا۔ اور لاہور کے میڈیکل کالج میں ہاؤس سرجن مقرر ہوا۔" (از نزول المسیح صفحہ ۲۴۳)

الہام تو ہوا صرف ڈاکٹری کے امتحان کے لئے۔ مگر ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے عین حیات میں اس دنیا دار الابتلاء میں ہر ایک ابتلاء کے وقت پاس ہی ہوتے رہے۔ چنانچہ جب ۱۹۱۴ء میں آپ کو کسی دوسرے مقام پر بعہدہ سول سرجن بھیجے جانے کا اعلان ہوا۔ تو منافقین نے ان کے لاہور سے باہر جانے پر اس لئے خوشی منائی۔ کہ ان کی غیر حاضری میں انجمن احمدیہ لاہور کی بیخ کنی ہو جائیگی۔ مگر صاحب موصوف نے محض خدمت اسلام اور رضائے الٰہی کے لئے اس عہدہ اور عزت اور اس دولت کو جو اس عہدہ جلیلہ کے ذریعہ ملنی یقینی تھی ترک کر دیا جس کے حصول کے لئے پہلے عمر اور ہزارہا روپیہ کالجوں میں خرچ کر چکے تھے۔ یہ بھی ایک بہت ہی بڑا امتحان تھا۔ مگر مرحوم ومغفور خدا کے فضل سے مطابق الہام بالاعزت اور دولت دونوں پر لات مار کر دین الٰہی کے خادم بن گئے اور اب پھر جب احراری اقبالی فتنہ برپا ہوا۔ تو اس میں بھی نمبر اول پر ہی پاس ہو کر سلامت نکل آئے اور اسی روشن سڑک پر سے جو مرزا ایوب بیگ مرحوم کی وفات کے وقت بنائی گئی تھی۔ اپنے مولا سے جا ملے۔ یہ وہ سڑک ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے:۔

"مرزا ایوب بیگ کی صحت کے لئے دعا کرنے کے ایام میں یہ خواب دیکھا۔ کہ ایک سڑک ہے گویا وہ چاند کے ٹکڑے اکٹھے کر کے بنائی گئی ہے اور ایک شخص ایوب بیگ کو اس سڑک پر لے جا رہا ہے۔ اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے۔ اور نہایت خوش اور چمکیلی ہے گویا زمین پر چاند بچھایا گیا ہے۔" محبوب الالہامات صفحہ ۱۰ جلد ۲

مرزا ایوب بیگ صاحب کی محبت احمدیت اور اخلاص کا نمونہ میں نے بھی دیکھا ہے۔

۱۸۹۷ء میں میں قادیان سے واپسی پر رات کو جناب خواجہ عزیز الدین صاحب کے مکان پر آ ترا۔ صبح دس بجے مرزا ایوب بیگ صاحب کا یہ پیغام مجھ نادیدہ مہمان کے نام آیا۔ کہ آج شام کو آپ میرے مہمان ہونگے اگر آپنے بہر صورت جانا ہی ہے۔ تو رات کو ہم خود ہی آپ کو سٹیشن پر پہنچا دینگے چنانچہ مجبوراً خواجہ عزیز الدین صاحب اور دیگر احمدی برادران طریقت کے ہمراہ چیفس کالج میں انکے مکان پر پہنچے اور کھانا کھانے کے بعد ان کے اخلاص اور اخلاق حمیدہ کے نمونے دیکھے۔

دس بجے رات کو تانگہ پر بٹھا کر معہ ایک احمدی بھائی کے سٹیشن پر پہنچا کر ریل پر سوار کرا دیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ خبر وفات کے بعد جمعہ کے دن ڈاکٹر صاحب مرحوم کا جنازہ پڑھا اور دعائے مغفرت کی گئی۔ اللہ تعالےٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ اپنے فضل اور کرم سے ان کے پسماندگان کو خدمت اسلام کے لئے ان کے قائم مقام بنا دے۔ آمین۔

شائع ہو گئی

دی ریلیجن اوف اسلام

شائع ہو گئی

مصنفہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔اے۔ایل ایل۔بی امیر جماعت احمدیہ لاہور

یہ انگریزی زبان میں حضرت امیر کی تازہ اور لاثانی تصنیف ہے جو آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ مذہب اسلام کے متعلق ہر قسم کی معلومات سے پُر ہے۔ اصل عربی کتب کے تقریباً دو ہزار حوالجات دیئے گئے ہیں۔ تمہید میں عام رنگ میں مذہب پر بحث کی گئی ہے اور مذہب اسلام کی خصوصیات کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انسانی تمدن میں جو درجہ مذہب کو حاصل ہے اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔

پہلے حصہ میں ان ذرائع کا ذکر ہے جن سے اسلامی اصول و قوانین اخذ کئے جاتے ہیں یا آئندہ حسب ضرورت اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

دوسرے حصہ میں اسلامی اصولوں پر بحث ہے اور تفصیل سے ہستی اور صفات باری تعالیٰ پر، فرشتوں، شیطان، الہامی کتب اور بعثت انبیاء علیہم السلام پر روشنی ڈالی ہے۔ اسی ضمن میں عصمت انبیاء، معجزات، شفاعت، زندگی بعد الموت اور تقدیر وغیرہ کے مسائل پر بھی نہایت عالمانہ رنگ میں بحث کی ہے۔

تیسرے حصہ میں ان تمام باتوں کا بیان ہے جو ایک مسلمان پر فرض ہیں یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد وغیرہ۔ ان کے علاوہ تعلقات زوجیت، طلاق وراثت، قرضہ وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسلام کے متعلق جملہ معلومات حاصل کرنے کیلئے انگریزی زبان میں اس سے بہتر کوئی کتاب دستیاب نہیں ہو سکتی مسلم اور غیر مسلم تمام کے لئے بےنظیر کتاب ہے۔ اسلام کا مطالعہ کرنے والے کو دیگر چھوٹی چھوٹی کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

کاغذ، طباعت اور جلد نہایت اعلیٰ ہے مختصر یہ کہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت فی کاپی دس روپے (عـ۱۰) محصولڈاک ۱۲ علاوہ

چند قابل قدر آراء

سر ایس۔ ایم سلیمان چیف جسٹس "یہ کتاب نہایت جامع اور دقیق معلومات سے لبریز ہے اس میں اسلامی فلسفہ، نفس، معرفت الہٰی، شرایت اسلامیہ پر نہایت مفصل اور عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب مصنف کی اعلیٰ قابلیت، وسیع معلومات اور انتہائی محنت کا نتیجہ ہے"

سر شفاعت احمد خاں "یہ کتاب نہایت عالمانہ رنگ میں لکھی گئی ہے۔ فاضل مصنف کی انتہا درجہ کی قابلیت اور نکتہ سنجی پر دلالت کرتی ہے۔ اس میں فاضل مصنف نے اہم امور اسلامیہ پر کما حقہ روشنی ڈالی ہے اور ان کی تشریح کرنے میں کمال درجہ کی قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ اسلام کے متعلق ایک مستند اور بے نظیر کتاب ثابت ہو گی"

سر محمد اقبال "نہایت مفید کتاب ہے اور مذہب اسلام کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے ازبس ضروری ہے"

سر ظفر اللہ خاں "یہ یقیناً اسلام پر ایک مستند کتاب ہے"

سر شہاب الدین "اس میں تمام مسائل پر مفصل اور قابل اعتبار معلومات درج ہیں۔ شروع سے آخر تک تمام امور پر بے نظیر فاضلانہ بحث کی گئی ہے۔ کوئی پبلک یا پرائیویٹ لائبریری اس کتاب سے خالی نہ ہونی چاہیئے"

جسٹس میاں عبد الرشید "یہ کتاب وسیع معلومات سے پر ہے۔ بے نظیر ریسرچ ورک کیا گیا ہے اور ہر اختلافی مسئلہ پر تنقید کی گئی ہے"

اخبار ایسٹرن ٹائمز لاہور۔ مؤرخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء

"بڑی مدت سے یہ ضرورت محسوس کی جاتی تھی کہ اسلام پر کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جو اس کے مفہوم اور اس کے مشن کو اچھی طرح سے واضح کر سکے۔ اگرچہ یورپ میں مصنفین کیطرف سے یورپ کی مختلف زبانوں میں پمفلٹ اور رسالے وغیرہ نکلتے رہتے تھے۔ جو اسلام کے مختلف مسائل پر روشنی ڈالتے تھے۔ لیکن اس مضمون پر کوئی ایسی کتاب دستیاب نہ ہو سکتی تھی جس میں اسلام کے ہر ایک پہلو پر سیر کن بحث ہو۔ اور جس میں مذہب اسلام کی ہسٹری اور اس کے اصولوں کو مفصل بیان کیا گیا ہو۔ اس قسم کی کتاب کی ضرورت اس لئے بھی زیادہ محسوس کی جاتی تھی کہ جو لٹریچر اسلام کے متعلق غیر مسلم مشنریوں کی طرف سے نکلتا تھا اس میں عام طور پر اسلام کی غلط تصویر پیش کی جاتی تھی۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مولانا محمد علی صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے۔ مولانا کی یہ تازہ تصنیف ایک اور وجہ سے بھی قابل قدر ہے کیونکہ یہ ان کے سالہا سال کے تجربہ اور مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے۔ قابل مصنف نے اول سے آخر تک قرآن شریف اور حدیث سے نیز دیگر مستند کتب سے بکثرت حوالہ جات درج کرنے میں غیر معمولی محنت کی ہے۔ اس طرح یہ گویا اسلام کا "انسائیکلوپیڈیا" ہے۔

اخبار ٹریبیون لاہور۔ مورخہ یکم مارچ ۱۹۳۶ء

آجکل عام طور پر لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے کہ مذہب آپس میں بجائے محبت کے نفرت پھیلانے کا باعث ہے لیکن مولانا محمد علی صاحب نے "دی ریلیجن اوف اسلام" میں بڑے زور سے یہ ثابت کیا ہے کہ مذہب آج بھی نسل انسانی میں صلح و محبت پیدا کر سکتا ہے اس کتاب کو مطالعہ کرنے کے بعد ہر سنجیدہ انسان کو یہ معلوم ہو گا کہ اسلام کا نصب العین دنیا میں محبت، مساوات، اخوت اور آزادی پھیلانا ہے۔

"ریلیجن اوف اسلام" میں اسلام کے تمام عقائد و دیگر مسائل پر نہایت وسیع معلومات کے علاوہ عصر حاضر کے چند نہایت اہم امور کو بھی حل کیا گیا ہے جیسے سرمایہ داری قومیت اور دولت کی تقسیم وغیرہ وغیرہ۔ ہم مولانا محمد علی صاحب کو اس بےنظیر کتاب لکھنے پر مبارکباد دیتے ہیں اور وہ لوگ جو مذہب کو جاننا چاہتے ہوں۔ ان کیلئے اس کتاب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے یہ کتاب خصوصاً وکلا کیلئے بہت مفید ثابت ہو گی کیونکہ اس میں شادی، طلاق وغیرہ مسائل پر جو مسلمانوں کو آگے دن پیش آتے رہتے ہیں واضح طور پر روشنی ڈالی گئی ہے"

ملنے کا پتہ — منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روحانی و نفسانی لذت کے معنی

یاد رکھو انسان دو قسم کی لذتوں کا مجموعہ ہے ایک روح کی لذت ہے اور دوسری نفس کی لذت، روحانی لذت تو ایک باریک اور عمیق راز ہے جس پر اگر کسی کو اطلاع مل جائے اور ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی جسکو یہ سرّ راز و ذوق مل جائے وہ اس سے سرشار اور مست ہو جائے۔ نفسانی لذتیں ایسی ہیں کہ ہمیشہ آنی اور فانی ہوتی ہیں۔ نفسانی لذت وہ لذت ہے جس کیساتھ ایک طوائف بازاروں میں ناچ کرتی ہے وہ بھی اس لذت میں شریک ہیں جیسے مولوی واعظ کی حیثیت میں گاتا ہے اور لوگ اسکو پسند کرتے ہیں ویسی ہی بازاری عورت گاتی ہے اسے بھی پسند کرتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نفس ہی چیز ہے جو ایک واعظ کے وعظ سے بھی لذت اٹھاتا ہے اور دوسری طرف ایک بدکار عورت کے گانے سے بھی لذت اٹھاتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ عورت بدکار ہے اسکے اخلاق اور اسکی معاشرت بہت ہی قابل نفرت ہے لیکن اس پر بھی اگر وہ اس کی باتوں اور اسکے گانے سے لذت اٹھاتا ہے اور اس کو نفرت اور رہبہ نہیں آتی تو یقیناً سمجھو کہ یہ نفسانی لذت ہے ورنہ روح تو ایسی گھنونی اور متعفن شے پر راضی نہیں ہو سکتی۔ اس قابل رحم واعظ کو یہ خبر نہیں ہوتا کہ مجھ میں پاک حصہ نہیں ہے ایسا ہی وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالے سامعین نہیں سمجھتے کہ ہم یہاں صرف نفسانی لذت کیلئے بیٹھے ہیں اور خدا کا بجز ہم میں نہیں ہے پس میں خدا تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ ہماری تقریریں ہمارے بولنے والے اور سننے والوں میں سے اس ناپاک اور خبیث روح کے حصہ کو نکال کر محض للہیت بھر دے ہم جو کچھ کہیں خدا کیلئے اسکی رضا حاصل کرنیکے واسطے اور جو کچھ سنیں خدا کی باتیں سمجھکر سنیں اور نیز عمل کرنے کیواسطے سنیں اور مجلس وعظ سے ہم صرف اتنا ہی حصہ نہ لیجائیں کہ کہیں کہ آج بہت اچھا وعظ ہوا مسلمانوں میں ادبار اور زوال آنیکی یہ بڑی بھاری وجہ ہے ورنہ اسقدر کانفرنسیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لسان اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے اور شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں وہ بات کیا ہے کہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزل ہی کی طرف جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانیوالے اخلاص لیکر نہیں جاتے وہاں لیکچراروں کی غرض جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے خواہ تنخواہ مولوی ہوں یا نئے تعلیمیافتہ، مشائخ ہوں یا صوفی، صرف واہ واہ سننا ہوتا ہے تقریر کرتے وقت ان کے مخاطب سامعین ہوتے ہیں جنکی خوشی اور رضامندی انکو مطلوب ہوتی ہے نہ کہ خدا کی رضا۔ (۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء)

اخبار احمدیہ

— کشمیر سے ہمارے دوست غلام محمد خاں صاحب عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ وہ امتحان انٹرنس میں شریک ہوئے ہیں اس لئے سب احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ جماعت کے اور بھی بہت سے نوجوان امتحان دے رہے ہیں۔ اب سب کی کامیابی کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

— پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن کی صاحبزادی علیل ہے تمام دوست عزیزہ کی صحت کیلئے دعا فرماویں

پروفیسر صاحب موصوف عنقریب وسطی یورپ کا دورہ کرنے والے ہیں، ان کی کامیابی کے لئے بھی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے

— قاضی عبدالرحمٰن صاحب احمدی جماعت کے ایک پرانے بزرگ ہیں جو عرصہ چار سال سے بعارضہ فالج بیمار ہیں اور قاضی محمد بشیر صاحب احمدی بھی بواسیر کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ان سب دوستوں کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

— ضلع مظفرگڑھ میں ہمارے ایک معاون میاں الہ بخش صاحب ایک مقدمہ کے سبب پریشان ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مقدمہ سے نجات بخشے۔

— افسوس ہے کہ ہمارے دوست مرزا غلام ربانی صاحب سیکرٹری جماعت راولپنڈی کی چھوٹی صاحبزادی قضائے الٰہی سے وفات پاگئی ہے۔ انا للہ

— ماسٹر غلام محمد صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور کی اہلیہ بھی وفات پاگئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں اپنے ہر دو دوستوں سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جدا ہونیوالی روحوں کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے؟

ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ وہی دواخانہ ہے جسے مسیح الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب نے ۱۹۰۳ء میں قائم کیا۔
ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ وہی دواخانہ ہے جسے مسیح الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب مرحوم نے اپنی زندگی ہی میں اپنے اور اپنے خاندانی مجربات بخش دیئے تھے۔
ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ وہی دواخانہ ہے جس سے کسی کا ذاتی مفاد وابستہ نہیں اور اسکی سالانہ آمدنی تقریباً دو لاکھ روپیہ آیورویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج دہلی پر خرچ ہوتی ہے جہاں ہر مذہب و ملت کے طلباء کو ویدک اور یونانی کی تعلیم دیجاتی ہے اور جس کے شفاخانوں میں غریب مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے۔ (ہندوستانی دوا خانہ کی کوئی برانچ کسی شہر میں نہیں ہے۔)

ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۶ | ہندوستانی دواخانہ کی چار لاجواب دوائیں | تار کا پتہ ہمدرد منڈی سنز دہلی

عرق ماء اللحم خاص الخاص

یہ بہترین مقوی جسم ٹانک اور زود ہضم غذائے دوائی ہے۔ جسمانی قوتوں کو قوی کرتا اور حرارت غریزی کو برانگیختہ کرتا ہے۔ خون بکثرت پیدا کرتا ہے اور بدن کو بہت جلد فربہ بنا دیتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا مقوی باہ ہے۔
ترکیب استعمال۔ پانچ تولہ ماء اللحم خاص الخاص میں مصری ایک تولہ ملا کر پئیں
قیمت فی بوتل ۱۲ خوراک پانچ روپیہ

شربت صدر

نزلہ و زکام اور اس سے پیدا ہونیوالی تمام بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ بگڑے ہوئے خون کو درست کرتا ہے اور اس کے بار بار کے حملوں کو دور کرتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے اور دمہ کھانسی مالیخولیا۔ خون تھوکنا اور سل و دق جیسی خطرناک بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ ترکیب استعمال کا پرچہ ہمراہ ہوگا۔
قیمت فی شیشی ۸ خوراک آٹھ آنے (۸/)

مصفّی

خون کی خرابی سے پیدا ہونیوالے ہر مرض کی تیر بہدف دوا ہے۔ داد، کھجلی، چنبل، چھائیں، مہاسے اور ہر قسم کے پھوڑے پھنسی کیلئے اکسیر ہے۔ آتشک، سوزاک، جذام (کوڑھ) اور بواسیر جیسی خبیث بیماریوں کا زہریلا مادہ اس کے استعمال سے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ ترکیب استعمال کا پرچہ ہمراہ ارسال ہوگا۔
قیمت فی شیشی ۱۲ خوراک آٹھ آنے (۸/)

سی کو

قبض اتفاقی ہو یا دائمی، اپھارہ، درد شکم، پیٹ کی گرانی، بھوک نہ لگنا، بدہضمی، متلی، ضعف جگر، عظم جگر یعنی جبکہ جگر بڑھ جائے اور ہنوز ابتدائی حالت میں ہو درد سر، جسم کی سستی، خون کی کمی وغیرہ کی شکایتیں اس کے استعمال سے دور ہو جاتی ہیں انکے علاوہ فالج لقوہ مرگی ام الصبیان میں بھی مفید ہے۔ ترکیب استعمال کا پرچہ ہمراہ ارسال ہوگا۔
قیمت فی شیشی ۱۶ خوراک بارہ آنے (۱۲/)

ملنے [illegible] ستانی دواخانہ دہلی پوسٹ بکس نمبر ۲۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۴ | یوم دوشنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ہجری | نمبر ۱۸

حکام ریاست چمبہ اور جماعت احمدیہ

مخالفین احمدیت دلائل سے تہیدست ہو کر اس سلسلہ کی مخالفت میں طرح طرح کے حیلوں، جھوٹے اتہامات، گالی گلوچ اور بائیکاٹ وغیرہ کے غیر اسلامی حربوں کو استعمال میں لا رہے ہیں اور مذہب و انسانیت کے تمام اصولوں کو ترک کرکے ضمیر کش روبہ اختیار کر چکے ہیں۔ متعدد مقامات سے اس قسم کی شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ جن کا کئی بار پیغام صلح کے صفحات میں بھی تذکرہ ہو چکا ہے۔

ریاست چمبہ میں بھی عرصہ سے احمدیت کے خلاف ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا جا رہا ہے لیکن اب مخالفین کی ریشہ دوانیاں حد سے متجاوز ہو رہی ہیں۔ انہیں اپنے منصوبوں میں جب کسی طرح کامیابی نصیب نہ ہوئی اور اس چٹان سے ٹکرا کر انہیں اپنا ہی سر خون آلود نظر آنے لگا۔ تو اب انہوں نے حکام ریاست کو احمدیہ جماعت کے خلاف بھڑکانا شروع کیا ہے۔ چمبہ میں اب یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ احمدی ریاست کے باغی ہیں اور وہ چمبہ میں وہی حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں جو آج سے چند سال قبل کشمیر میں پیدا ہوئے تھے۔ حکام ریاست بھی اس غلط پروپیگنڈے سے متاثر نظر آتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مقامی جماعت کے بعض افراد کو بلا کر ان کے بیانات وغیرہ قلمبند کئے ہیں اور ان پر اسی قسم کے سوالات بھی کئے ہیں۔

ہم کئی بار در بارہ چمبہ اپنی جماعت کی پوزیشن واضح کر چکے ہیں اور اب پھر صفائی سے عرض کئے دیتے ہیں کہ ہماری جماعت کو کسی قسم کی سیاسی تحریک سے مطلقاً کوئی سروکار نہیں۔ جماعت احمدیہ ایک، خالص مذہبی جماعت ہے جس کا مقصد وحید اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے ہمیں نہ کسی ریاست کی سیاسیات میں دخل دینے کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور حکومت کی۔ البتہ جب ہمارے مقصد کے حصول میں کوئی رکاوٹ پیش آئے اور ہم محسوس کریں کہ تبلیغ دین کے لئے ہمیں آزادی حاصل نہیں۔ تو اپنے جائز حقوق حاصل کرنے کیلئے ہم ہر قربانی کے لئے بھی آمادہ ہیں اور جہاں ضرورت ہو یہ قربانی کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ ورنہ ہمیں اور الجھنوں میں پڑنے کی نہ فرصت ہے اور نہ ضرورت۔ ریاست چمبہ کے ارباب حل و عقد کا فرض ہے کہ وہ صورت و حالات کا پہلے سے تدبر اور عقل و دانش سے جائزہ لیں اور جو رپورٹ ان تک پہنچے اس پر کوئی اقدام کرنے سے قبل رپورٹ کی صحت و ثقاہت کے متعلق اچھی طرح تسلی کرلیں۔ صداقت و دیانت آہستہ آہستہ دنیا سے نابود ہو رہی ہے اور لوگ جھوٹ اور حق پوشی کو اب ہوشیاری اور حسن تدبر سے تعبیر کرتے ہیں اور کسی کی مخالفت میں ہر ناجائز فعل کو جائز سمجھتے ہیں۔ چمبہ میں احمدیت کے مخالفین بھی اسی اصول پر کاربند نظر آتے ہیں ہمیں توقع ہے کہ حکام ریاست چمبہ اس غلط پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں گے اور جماعت احمدیہ کے اصول و روش کو اچھی طرح مطالعہ کرکے اپنی دانائی کا ثبوت دیں گے۔

ایک اچھوت لیڈر کی آواز

اچھوتوں کے مشہور لیڈر مسٹر جگن ناتھ پرشاد کھٹیک ایڈووکیٹ لکھنؤ کی ایک دردناک و قابل توجہ اپیل اخبارات میں شائع ہوئی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:۔

"آریہ اور ہندوؤں کے چالاک لیڈر اپنی تعداد کو زیادہ ظاہر کرنے کیلئے ہمارے ساتھ فرضی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور ہمارا شمار جو آٹھ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اپنے ساتھ کرتے ہیں۔ ابھی تک تو وہ سیاسی فائدہ ہی اٹھاتے رہے ہیں۔ لیکن اب وہ ہم کو اپنے دھرم میں شمار کرکے ہمارے قدیمی دھرم پر حملہ کر رہے ہیں۔ ہم اچھوتوں کا فرض ہے کہ ہم ان کے اس جارحانہ اقدام کے خلاف اپنی حفاظت کا انتظام کریں۔ ہندوؤں کے سیاسی لیڈر گاندھی جی بھی اپنا تمام ملکی کام چھوڑ کر صرف اب ہمارے دھرم ہی پر حملہ کرنے میں مصروف ہیں۔" (انقلاب ۱۵ مارچ)

ان سطور سے ہندوؤں اور ہندو دھرم سے اچھوتوں کی بیزاری اور نفرت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اچھوت ہندوؤں کی چالاکیوں اور ان کی نمائشی ہمدردیوں کی حقیقت کو اچھی طرح جان گئے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے اس اپیل کے سب سے زیادہ قابل توجہ وہ الفاظ ہیں جن میں مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے

"مسلمانوں سے ہماری التجا ہے کہ آپ اور ہم مشترکہ اپنی سیاست کا پلیٹ فارم بنائیں...... آپ ہماری قوم کو بیدار کرنے میں ہماری امداد کیجئے۔ اگر اپنی تسلی اور روحانی اطمینان کے واسطے کوئی اچھوت اسلام قبول کرتا ہے تو ہم کو اعتراض کا کوئی حق نہ ہوگا۔ لیکن موجودہ وقت میں آریہ ہندوؤں سے چھٹکارا حاصل کرانے میں آپ ہر طریق میں ہمارا ساتھ دیجئے۔"

(ایضاً)

جنوبی اور مغربی ہند کے اچھوت لیڈروں کے خیالات و جذبات سے آپ قبل ازیں واقف ہو چکے ہیں۔ یہ شمالی ہندوستان کے ایک ذمہ دار اچھوت لیڈر کے الفاظ ہیں۔ ان الفاظ کے پیچھے ایک روح اور زبردست جذبہ کارفرما ہے جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اچھوت نہ صرف ہندو دھرم سے علیحدگی کا عزم کر چکے ہیں۔ بلکہ وہ مسلمانوں میں شامل ہونے کے لئے بخوشی آمادہ ہیں۔ صرف مسلمانوں کی طرف سے معمولی حرکت کی ضرورت ہے۔ یہ دیکھ کر دل مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے کہ سات آٹھ کروڑ انسانوں کی ایک عظیم الشان قوم اسلام کے دروازے پر کھڑی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ دل کو سخت دکھ دینے والی بات ہے کہ مسلمان غافل ہیں اور نہیں سمجھتے کہ کل کو وہ خدا کے سامنے کیا جواب دیں گے اور مستقبل کے مورخ کا قلم ان کے متعلق کیا لکھے گا۔

ہوا کا رُخ

اب یہ حقیقت شک و شبہ سے بالاتر ہو چکی ہے کہ اچھوتوں کے ہوشمند طبقات ہندو دھرم کو ترک کرنے کا پورا عزم کر چکے ہیں ڈاکٹر امبیدکر نے جو اعلان کیا ہے وہ ان کے اپنے یا چند رفقا کار کا خیال نہیں بلکہ یہ وہ آواز ہے جو عرصہ سے کروڑ ہا اچھوتوں کے دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ تھی ورنہ مغربی ہندوستان کے ایک گوشہ میں بلند کیا ہوا نعرہ اس قدر جلد طول و عرض ہند کے اچھوتوں کو ہرگز حرکت میں نہ لا سکتا تھا۔ ہندو دھرم کو ترک کرنے کے بعد اچھوتوں کے لئے دو ہی راستے ہیں یعنی اسلام یا عیسائیت۔ عیسائیت ان کی مشکلات کو دور نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر مسلمانوں نے اچھوتوں کو اسلام کی تعلیمات و برکات سے آگاہ نہ کیا تو اس کا لازمی نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ اچھوت عیسائیت قبول کرلیں چنانچہ ہوا کا رخ اس کا پتہ دے رہا ہے۔ گذشتہ ہفتہ مندرجہ ذیل خبر اکثر روزناموں میں شائع ہوئی ہے:۔

"تھیا نوجوانوں کی ایک سپیشل کانفرنس ٹراونکور میں نرکھرا کے مقام پر منعقد ہوئی اور ایک تجویز منظور کی گئی جس میں تمام تھیا طبقہ کے افراد سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ہندو مذہب چھوڑ کر عیسائی مذہب اختیار کرلیں۔ کانفرنس میں اس تجویز کی موافقت میں ۱۴۰۰ افراد نے رائیں دیں۔ صرف ایک شخص نے مخالفت کی۔"

اگر مسلمان بدستور غافل و خاموش رہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اچھوت وسیع پیمانہ پر اس تجویز کو عملی صورت دیدیں گے اس طرح وہ نہ صرف خود ایک غلط راستہ اختیار کریں گے۔ بلکہ مسلمان بھی ثواب اور خدمت بنی نوع انسان کے ایک زریں موقع سے محروم رہیں گے۔ اگر مسلمان اب بھی اپنے فرائض کو ادا کرنے کیلئے آمادہ ہو جائیں تو یہ خطرہ دور ہو سکتا ہے۔

مسٹر جناح کی نیک مساعی

تنازعہ شہید گنج کی وجہ سے پنجاب کی فضا بید خراب

تھی۔ مسلمانوں اور سکھوں میں کشیدگی روز بروز ترقی پذیر تھی۔ آریہ سماجی اور مہاسبھائی ہندوؤں کی افسوسناک کوششوں کی وجہ سے حالات نہایت نازک صورت اختیار کر چکے تھے۔ مسلمانوں کا ایک پرجوش طبقہ اپنے جذبات سے مجبور ہو کر سول نافرمانی کا آغاز کر چکا تھا کہ مسٹر محمد علی جناح لاہور تشریف لائے اور یہاں کافی روز قیام پذیر رہے۔ آپ نے اپنے بے نظیر تدبر، قابلیت اور وسیع اثر سے کام لے کر مسلمانوں کو سول نافرمانی ترک کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب اور حکومت پنجاب کے دیگر ارکان سے تبادلہ خیالات کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے تحریک شہید گنج کے تمام نظر بند غیر مشروط طور پر رہا کر دیئے اخبارات کی ضمانتیں واپس کر دی گئیں اور چند مستثنات سے قطع نظر ان سینکڑوں اشخاص کو بھی غیر مشروط رہائی نصیب ہو گئی جو اس تحریک میں سزایاب ہو چکے تھے۔ یا جن کے مقدمات زیر سماعت تھے۔ علاوہ ازیں حکومت نے اعلان کیا کہ وہ مسلمانوں اور سکھوں میں ایک باعزت سمجھوتہ کے متعلق ہر قسم کی امداد و سہولت بہم پہنچانے کیلئے تیار ہے۔ مسٹر جناح نے متعدد ذمہ دار سکھ حضرات سے بھی گفتگو کی۔ جس کی تفصیلات پوری طرح معلوم نہیں ہو سکیں۔ تشریف لیجانے سے قبل مسٹر جناح نے ایک مصالحتی مجلس قائم کر دی ہے جس میں بااثر ہندو، مسلمان سکھ شامل ہیں۔ یہ مجلس مسٹر جناح کی زیر ہدایت اپنا کام جاری رکھیگی۔ غرضیکہ مسٹر جناح کی قابل قدر مساعی سے حالات سکون پذیر ہو چکے ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ سکھ حضرات رواداری دوراندیشی اور امن دوستی کا ثبوت دیں۔ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے بھی چند روز ہوئے اپنی ایک تقریر میں مسٹر جناح کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین ادا کرتے ہوئے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ گویا کہ اب صوبہ کا امن وامان بہت بڑی حد تک سکھوں کی عقلمندی پر منحصر ہے۔ اگر انہوں نے صحیح طرز عمل اختیار کیا تو گذشتہ تلخ واقعات فراموش ہو کر آئندہ کے لئے ایک مستحکم اتحاد قائم ہو جائے گا۔ یہ صحیح ہے کہ ہندوؤں کا ایک طبقہ اپنی چند لیت اغراض اور تقاضائے فطرت کی وجہ سے سکھوں کو غلط راہ پر گامزن رکھنے کیلئے کوشاں ہے۔ اس طبقہ کی کوششیں خواہ کس قدر ہی زبردست کیوں نہ ہوں لیکن سکھوں کے ہوشمندانہ طرز عمل کی موجودگی میں یہ کامیاب نہیں ہو سکتیں۔

مسٹر جناح پنجاب کی تمام اقوام بالخصوص مسلمانوں کے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے پنجاب کی فضا کو بہتر بنانے کیلئے اپنا بیش بہا قیمتی وقت صرف کیا اور وہ کام کر دکھایا جو بظاہر ناممکن نظر آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مزید مساعی کو بھی بار آور کرے۔

قابل توجہ احباب جماعت

ہمارے ایک نہایت ہی محترم دوست سلسلہ کے ایک پرانے اور قابل قدر مخلص کا لڑکا یورپ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے انہوں نے کچھ روپے کا انتظام خود اور کچھ اپنے مکان کی کفالت پر انجمن کی وساطت سے کیا تھا۔ مگر سوء اتفاق سے وہ نوجوان گذشتہ سرمائیوں میں بیمار ہو گیا اور آخری امتحان کے لئے چھ ماہ اور ٹھہرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے جس کے لئے صرف ایک ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ انجمن کے پاس اگر روپیہ ہوتا تو وہ خود امداد کرتی۔ لیکن اس وقت یہ انتظام نہیں ہو سکتا۔ اگر دس دوست ایک ایک سو روپے کی امداد کر دیں تو انجمن اپنی ذمہ داری پر یہ قرضہ دو سال کے اندر اندر ادا کر دے گی۔ کیونکہ انجمن کے پاس اس دوست کا مکان مکفول ہے۔ اس کے متعلق جملہ احباب سے التماس ہے کہ وہ اس تھوڑی سی امداد کے ساتھ اس نوجوان کی تعلیم کو تکمیل تک پہنچانے میں ساعی ہونے کی کوشش کریں

محمد علی

یدخلون فی دین اللہ افواجا

قبول اسلام

کوٹ احدیاں میں خواجہ غلام نبی صاحب مہجور کے ہاتھ پر مفصلہ ذیل نفوس نے قبولیت اسلام کا شرف حاصل کیا۔

نام معہ ولدیت	اسلامی نام	عمر	سکونت
(۱) لالو ولد چھیا	لال دین	۳۲	کوٹ احدیاں
(۲) اللہ دتہ ولد لال دین	اللہ دتہ	۱۷	”
(۳) کاشی رام ولد گنگو	عبد الحمید	۱۸	”
(۴) سیکر بنت دوہڈا	بیگم بی بی	۵۰	”
(۵) دیرو زوجہ اللہ دتہ	امیر بیگم	۱۶	”
(۶) منگتو ولد بوڑا	شہاب دین	۵۰	لالہ اکبر بہادلپور
(۷) بالو ولد چھیا	محمد اقبال	۳۰	کوٹ احدیاں
(۸) اندر ولد منگو	مجید	۱۲	”
(۹) سہاگن بنت لال دین	سہاگ بھری	۷۰	”
(۱۰) سردارا ولد چھیا	سردار محمد	۲۰	”
(۱۱) مہتاب بی بی زوجہ سردارا	مہتاب بی بی	۱۹	”
(۱۲) بابو ولد سردارا	نواب دین	۸	”
(۱۳) میناز وجہ بالو	امینہ بی بی	۲۰	”
(۱۴) بشیراں بنت بالو	بشیراں	۶	”
(۱۵) بادی بنت بالو	نواب بی بی	۹	”
(۱۶) زینب زوجہ عبد الحمید	زینب بی بی	۳۰	”

حافظ محمد عالم صاحب کو صدمہ

قارئین "پیغام صلح" اس خبر کو بے حد رنج و افسوس کے ساتھ پڑھیں گے۔ کہ "پیغام صلح" کے مطبع "عالمگیر الیکٹرک پریس" کے مالک جناب حافظ محمد عالم صاحب مدیر رسالہ "عالمگیر" کا اکلوتا، و نو مولود صاحبزادہ انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمیں اس صدمہ عظیم میں حافظ صاحب موصوف اور ان کی بیگم صاحبہ سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

آنریری مبلغین کی فوری توجہ کے قابل

جن دوستوں نے سالانہ جلسہ کے موقع پر اپنی خدمات بطور آنریری مبلغ پیش کی تھیں ان میں سے شہری حضرات کو ایک ایک چٹھی ارسال کی گئی تھی جس کا جواب تاہنوز بہت سے احباب نے نہیں دیا۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ جلد جواب دے کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں

محمد علی

ضرورت رشتہ

مندرجہ ذیل دو رشتوں کی ضرورت ہے۔

(۱) محکمہ نہر کے ایک معزز افسر کی صاحبزادی کیلئے جو جوان کنواری اور امور خانہ داری سے واقف ہے۔ لڑکا نیک، صالح، اور برسر روزگار نوجوان ہونا چاہیئے۔

(۲) بنگال کے ایک ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز کی صاحبزادی کے لئے۔ لڑکی خوش شکل اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ امسال بی اے کا امتحان دے رہی ہے۔ عمر ۱۹ سال۔ لڑکا ہر طرح قابل ہونا چاہیئے اس بات کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ کہ وہ کس حصہ ملک سے تعلق رکھتا ہے خواہشمند حضرات اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

وحدت کو حاصل کرنے اور قائم رکھنے کے لئے کوئی دوسری سبیل نکالیں وہ دوسری سبیل میری رائے میں یہی ہے۔ اور صرف یہی ہے کہ قوم کو وسیع پیمانہ پر رواداری اور آزادئ اعتقاد کی تعلیم دی جائے۔ ہر شخص آزاد ہو۔ کہ جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے جو شخص کسی کے عقیدے کو غلط سمجھے۔ اس کا حق ہو کہ وہ آدمیت اور نرمی سے اسے اپنا ہم عقیدہ بنالے۔ مگر عقیدے کے اختلاف کی بنا پر اس سے قطع تعلق اور عداوت کا سلوک نہ کرے۔ صرف عقیدہ وجہ عداوت ہرگز نہ ہو چاہیئے۔ اگر یہ حالت میسر آجا دے تو اس صورت میں اختلاف عقائد ہرگز وحدت کو نہیں توڑیگا۔

ہمارے سامنے انگلستان کی مثال ہے۔ جہاں ہر شخص قطعی طور پر آزاد ہے کہ جو عقیدہ چاہے اختیار کرے اس ملک میں پکے عیسائی بھی ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو عیسائیت کی پر زور تردید کرتے ہیں۔ مگر یہ سب لوگ انگریزی قوم کے اجزا ہونے کی حیثیت سے سب ایک ہیں۔ قومی خطرے کے وقت سب پہلو بہ پہلو لڑیں گے اور قوم کی بہتری کے ہر معاملہ میں ایک ہونگے

آخر مسلمانوں کو وحدت حاصل کرنے کے لئے کیوں اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ آزادی رائے کی جس قدر برکات ہیں ان سے محروم ہو کر ہی ایک ایسی وحدت کے پیچھے پڑے ہیں جو رواداری نہ ہونے کے سبب کبھی میسر نہیں آسکتی

مسلمانوں کی بدبختی

ہماری قوم کی بدبختی اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے۔ کہ جو جماعت بھی اسلام کا بہتر نمونہ پیش کرتی ہے۔ یا اسلام کی اچھی خدمت کرتی ہے۔ اسے ہی اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں مثلاً اہل حدیث دوسرے مسلمانوں سے یقیناً بہتر مسلمان ہیں۔ انہی لوگوں نے رسولؐ کی سنت کو زندہ کیا اور ان کے دلوں میں یقیناً اسلام کی محبت موجزن ہے۔ انہی لوگوں نے پہلے پہل بدعات اور ہندووانہ رسومات کو اسلامی سوسائٹی سے خارج کیا۔ مگر مولوی صاحبان نے ان کو اسلام سے خارج قرار دیا۔

علامہ مشرقی نے ایک جماعت کھڑی کی ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے واقعی کام آنے والی جماعت ہے۔ اور اس جماعت نے اکثر مواقع پر اپنے مفید ہونے کا ثبوت بھی دیا ہے۔ مگر چونکہ ان کے لیڈر کے بعض خیالات مولوی صاحبان کے خیالات سے مختلف واقع ہوئے ہیں اس لئے یہ بھی کافر ہیں۔

احمدیت کا وجود مولویوں کے باعث شرم ہے

احمدی اسلام کی تعلیم پر جس طرح عمل پیرا ہیں دوسرے مسلمان یقیناً ویسے نہیں۔ وہ نماز پڑھتے اور ہم سے بہتر پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے مکفروں میں سے ہزاروں میں سے ایک بھی زکوٰۃ نہیں دیتا۔ وہ روزے رکھتے ہیں اور اپنے مکفروں سے یقیناً بہتر طریق پر رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت باقاعدہ کرتے ہیں۔ جب توفیق ملے۔ حج بھی کرتے ہیں۔ پھر تبلیغ اسلام کا جو رسول اللہ کا سب سے بڑا اور محبوب کام تھا۔ جو درد اور جوش وہ رکھتے ہیں۔ اس کا ہزارواں حصہ بھی ان کے مخالف مولوی صاحبان میں نہیں پایا جاتا۔ ان کے دلی جوش کا نتیجہ دنیا کے سامنے ہے۔ یورپ میں مساجد کس نے بنوائیں تبلیغ اسلام کے لئے دنیا کے مختلف حصوں میں مشن کس نے قائم کئے دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کس نے کئے۔ دس ہزار قرآن مجید دنیا کی لائبریریوں میں کس نے بھیجے۔ ہزاروں اچھوتوں کو کلمہ توحید کس نے پڑھایا۔ اور ان سب باتوں پر لاکھوں روپیہ کس نے خرچ کیا؟

اصل بات یہ ہے کہ اس جماعت کا وجود ہمارے مولوی صاحبان کے لئے ایک مجسم شرم ہے۔ اس لئے یہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

قومی آزادی کی ضرورت

میں یہ چاہتا ہوں کہ جو شخص اپنے اعضاء رئیسہ کو

۴۴

(بقیہ صفحہ ۵)

پیمانہ رکھو اور دوسروں کے لئے اور۔ ورنہ حاشا وکلا حضرت امیر قوم نے ایک لفظ بھی اس میں ایسا نہیں لکھا جس سے ان کے کہنے کا مقصد ہو کہ پہلے وہ اور عقیدہ رکھتے تھے اور اب کچھ اور۔ اور اگر کوئی شخص ایسی بات ان کی طرف منسوب کرتا ہے تو یہ ایک بہتان عظیم ہے جس کے لگانے سے ہر ایک خدا ترس انسان کو پرہیز کرنی چاہیئے۔

کتر بیونت

دوسرے سوال کے یہی تینوں جواب ہیں جنکو مسٹر خدا بخش صاحب نے بری طرح کتر بیونت کر کے "الفضل" میں شائع کیا ہے سوال دوئم کے جواب (الف) کا تو ذکر تک نہیں جس میں نہایت صاف اور واضح الفاظ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب نے تحریر فرما دیا تھا کہ انہوں نے جب سے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کی تب سے لیکر آج تک کبھی بھی اپنے عقیدہ میں تبدیلی نہیں کی بلکہ ابتدا سے لیکر اس وقت تک حضرت مرزا صاحب کے متعلق ایک ہی عقیدہ پر قائم ہیں اور جس کو پڑھ کر ایک سطحی نظر سے دیکھنے والا انسان بھی فوراً کہہ دے گا کہ یہاں کسی عقیدہ کے بدلنے کا اشارہ تک بھی نہیں پایا جاتا۔ برخلاف اس کے تینوں جوابات کو بڑی عمیق نظر سے پڑھنے والا انسان بھی نہیں بتا سکیگا۔ کہ ان جوابات میں "نہایت صاف الفاظ" تو ایک طرف رہے کسی مبہم اور غیر واضح الفاظ میں اشارہ تک بھی کہیں نہیں پایا جاتا۔ جن میں بقول مسٹر خدا بخش صاحب حضرت مولوی صاحب موصوف نے تسلیم کر لیا ہو کہ "میرا سابقہ عقیدہ موجودہ عقیدہ سے مغائر تھا"

"الفضل" کی غلط روی

آخر میں مجھے مدیر "الفضل" سے بھی شکایت ہے کہ اس نے ایک ایسے مضمون کو جس کے متعلق اسکو علم تھا کہ اس میں نہایت بری طرح خیانت کی گئی ہے شائع کر کے کوئی مستحسن فعل نہیں کیا۔ اسے ہمیشہ اپنے اغیار سے شکایت رہتی ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب اور قادیان کے دیگر اکابرین کے مضامین کو اپنا مطلب نکالنے کیلئے یا اصل مضمون کو بگاڑنے کیلئے نہایت بددیانتی سے کتر بیونت کر کے پیش کرتے ہیں۔ اگر مدیر "الفضل" کو ان کے اس قسم کے افعال سے واقعی تکلیف ہوتی ہے تو اس کو دوسروں کے ساتھ بھی ایسا فعل ہونے دیکھکر ضرور تکلیف محسوس ہونی چاہیئے۔ لیکن آج مجھے اس کے متعلق ایک ایسے مضمون کو جس میں بری طرح خیانت کی گئی تھی۔ اپنے اخبار میں شائع کرنے سے شبہ ہی نہیں بلکہ یقین ہونے لگا ہے کہ اس کا اس قسم کا شور کرنا محض ایک ہنگامہ برپائی ہے جس میں حقیقت کچھ بھی نہیں۔

---

۴۴ کاٹ کر باہر پھینک دے۔ وہ کب تک زندہ رہ سکتا ہے۔ مسلمانو! خدا کے لئے عقل سے کام لو باہمی تکفیر کو چھوڑو۔ اگر دنیا میں عزت کی زندگی چاہتے ہو۔ تو سب مل جاؤ۔ ایک ہو جاؤ۔ اور اختلافات کو پس پشت ڈال کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر متحد ہو جاؤ پھر دیکھیں گے۔ کون تمہاری طرف میلی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

---

* سامنے ہیں۔ یہ بزرگ ان ہستیوں میں ہیں۔ جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ یہ احمدیت کے باغ کے ایک پھلدار درخت تھے جنہیں دیکھ کر آنکھوں میں تراوت اور روح کو مسرت ہوتی تھی۔

اے خدا کے نیک بندے تجھ پر لاکھ لاکھ سلام ہوں اور تیری روح کو ابدی راحت ہو۔ آمین

ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب مرحوم

(از قلم شیر محمد صاحب اختر)

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مغفور کی وفات حسرت آیات کا غم ابھی تازہ تھا۔ تمام قوم کی آنکھیں ابھی تک ان کے سوگ میں اشکبار تھیں۔ دل خون ہو کر آنکھوں کے راستہ سے ٹپکتا تھا۔ اس محب قوم کے ماتم میں قوم کی حالت کیا تھی؟ یہ ہمارے دل جانتے ہیں لیکن وائے حسرت کہ ۲۷ فروری کی صبح قوم کے لئے ایک اور قیامت کا دن تھا۔

صبح ۹ بجے ایک دلفگار خبر ملی کہ ڈاکٹر سید جلال چل بسے "ڈاکٹر سید جلال صاحب چل بسے"؟ میں نے تعجب سے ایک دوست سے پوچھا "کیا یہ ممکن تھا۔ میں نے انہیں ۲۶ فروری کی شام کو دیکھا مجھے ملے ہنس کر۔ دعا دی۔!!

عجیب موت تھی اس پیرانہ سال نوجوان کی۔ صبح ۵ بجے اٹھے۔ درگاہ ایزدی میں شکرانہ بجالاتے۔ فریضہ نماز سے فارغ ہو کر اپنے بچوں سے کھیلے۔ ایک سے پیار کیا۔ دوسرے کو بٹھایا یکایک چھ بجے دل میں ایک درد اٹھا۔ فوراً طبی مدد طلب کی گئی۔ لیکن موت کا علاج کیا؟ اپنے عزیزوں اور جگر کے ٹکڑوں کو دعا دیتے ہوئے اس دنیا کو خیرباد کہہ کر اپنے مولا کریم کے پاس چلے گئے

ڈاکٹر سید جلال صاحب دیکھنے میں بوڑھے لیکن اپنے اندر ایک جوان دل رکھتے تھے کس قدر شفیق تھے۔ جابدست غریبوں پر ہمیشہ دست شفقت اور ان کا علاج مفت کیا کرتے تھے۔

قومی تحریکوں میں ہمیشہ حصہ لیتے۔ ماہ رمضان میں حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے چالیس روز کے مجاہدہ کا حکم دیا۔ ڈاکٹر صاحب اس مجاہدے میں پیش پیش رہے۔ سردی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صبح اور شام کی نماز باجماعت احمدیہ بلڈنگس میں ادا کرتے۔ دسمبر کی سردی۔ شاید ہم جیسے کئی نوجوان گھر سے باہر نکلنے کی جرات بھی نہ کر سکیں۔

یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے کس قدر جوش تھا۔ اس مرد خدا کے دل کے اندر سپین مشن کی تحریک شروع ہوئی۔ تو سب سے پہلے حصہ لینے والوں میں سے تھے۔

مرحوم نے ۱۹۳۳ء میں ایک تجویز فرمائی۔ کہ وہ لاہور میں گلی گلی میں جاکر لوگوں سے اس مشن کے لئے دست سوال دراز کریں گے۔ سپین فتح کرنے کے لئے اس قدر اس مرد خدا کے دل میں جوش تھا۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ کاش میری قبر سپین میں ہو۔ کئی بار گفتگو میں برلن یا کسی اور مغربی ملک میں بطور مبلغ جانے کی خواہش ظاہر فرمائی۔

ایسی ہستیاں قوم کے لئے مایہ ناز ہیں۔ ان لوگوں کے اندر اسلام کے لئے تڑپ۔ بنی نوع انسان کی محبت۔ چھوٹوں کے لئے شفقت دیکھ کر دل میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ یہ لوگ کون ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام۔ یہ خلق عظیم کس کا پرتو ہے۔ اس آقائے نامدار صاحب کا مسیح موعودؑ بھی ایک غلام تھا مرحوم کس کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے؟ خدا کے رنگ میں تخلقوا باخلاق اللہ کا صحیح نمونہ تھے۔

ڈاکٹر سید جلال ہم سے جدا ہو گئے۔ لیکن ان کی روح ہم میں موجود ہے۔ ان کے نقش قدم ہماری رہبری کے لئے ہمارے

غریب پرور بزرگ

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم

(از شیخ محمد انعام الحق)

"یعقوب بیگ نمبر" میں بعض مضامین قلت گنجائش کے سبب شائع نہ ہو سکے۔ ذیل میں شیخ انعام الحق صاحب اور مولوی غلام نبی صاحب کے مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ ہم ان دوستوں سے معذرت چاہتے ہیں کہ ان کے مضامین کو خاص نمبر میں جگہ نہ دی جاسکی۔ (مدیر)

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کی قابل فخر و نادر روزگار ہستی بے شمار اعلیٰ اوصاف کا مجموعہ تھی۔ غریب پروری کی خوبی بھی جو انسانیت کا ایک قابل قدر جوہر ہے حضرت مرحوم میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ ویسے تو آپ ہر وقت اور ہر ایک شخص کی خدمت و امداد کے لئے تیار رہتے تھے لیکن غریبوں، محتاجوں اور مظلوموں پر آپ خاص طور پر مہربانی فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک غیر معمولی درد مند اور حساس دل عطا فرمایا تھا، جو ہر ایک مصیبت زدہ کی بے کسی اور ہر ایک مظلوم کی فریاد پر تڑپ اٹھتا تھا۔ اس خود غرضی اور مادہ پرستی کے زمانہ میں بالعموم غریبوں کو پامال کیا جاتا ہے۔ طاقت والے مظلوموں کی فریادوں کو انتہائی پندار و غرور سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ امیر اور خوشحال لوگ غریبوں سے سیدھے منہ سے بات تک نہیں کرتے۔ لیکن حضرت مرحوم ہر ایک غریب و مظلوم کو نہ صرف سینے سے لگا لیتے بلکہ اس کے لئے سینہ سپر بھی ہو جاتے۔ آہ! اس فرشتہ سیرت انسان کا مطب، دواخانہ، مکان اور دستر خوان ہر وقت غریبوں کے لئے کھلے رہتے۔ اس کی زبان اور قلم ان کی خدمت و دستگیری پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔

"پیغام صلح" میں پہلے بھی اہل قلم کے متعدد مضامین شائع ہو چکے ہیں جن میں اختصار لیکن نہایت جامعیت سے حضرت مرحوم کے اعلیٰ اوصاف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان مضامین کی موجودگی میں مزید کسی تحریر کی بظاہر ضرورت نہیں رہتی لیکن حضرت مرحوم کے احسانات اور میری دلی عقیدت کا تقاضا ہے کہ ضرور کچھ لکھا جائے۔ اسی جذبہ بے تاب کے ماتحت یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ میں حضرت مرحوم کی غریب پروری کے متعلق چند باتیں اپنے تجربات و مشاہدات کی بنا پر عرض کرونگا میں جماعت کا ایک غریب فرد ہوں اس لئے میرے لئے یہ بہترین موضوع ہے۔

مجھے حضرت مرحوم کی زیارت پہلی مرتبہ اپنے وطن ہوشیارپور میں نصیب ہوئی۔ اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی۔ یہ واقعہ خواب کی طرح مجھے یاد ہے۔ ایک مقامی انجمن کا جلسہ تھا۔ ڈاکٹر سلطان احمد صاحب جو آجکل غالباً نیف باغ لاہور میں مطب کرتے ہیں اس انجمن کے سیکرٹری تھے۔ ان کی و دیگر کارکنان انجمن کی کوشش و اصرار سے حضرت مرحوم ہوشیارپور تشریف لائے تھے۔ اجلاس شروع ہوا۔ نواح ہوشیارپور کے ایک مشہور رئیس صدر قرار پائے۔ چند اشخاص کے بعد حضرت مرحوم نے تقریر شروع کی۔ حاضرین ہمہ تن گوش بنے ہوئے تھے کہ صدر جلسہ نے کسی خاص مجبوری کی وجہ سے رخصت چاہی۔ ایک رئیس اعظم تحصیلدار دگر کی صدارت پر بٹھا دیئے گئے۔ یہ صاحب ہوشیارپور کے ایک مشہور مخالف احمدیت خاندان کے فرد تھے۔ اس صدارت کی تبدیلی کے بعد بھی حضرت مرحوم کی تقریر جاری رہی۔ آپ نے اشاعت اسلام کے ضمن میں غالباً ووکنگ مشن یا جماعت احمدیہ کی کسی اور خدمت اسلامی کا ذکر کیا۔ جسے صدر برداشت نہ کر سکا۔ اس نے نہایت نامناسب الفاظ اور سخت لہجے میں تقریر بند کرنے کو کہا۔ شرفاء شہر کو ایک معزز مہمان کے ساتھ یہ بدتمیزی سخت ناگوار ہوئی۔ بعض نے صدر کو ٹوکا بھی۔ دوسری طرف سے بعض معاندین سلسلہ کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ایک ہلڑ سا مچ گیا۔ جلسہ گاہ کے ایک کونے میں چند نوجوان آپس میں دست و گریبان بھی ہو گئے۔ لیکن صدر کی اس بدتمیزی کے باوجود حضرت مرحوم کے چہرے پر ملال کے کوئی آثار نہ تھے انہوں نے صدر کے کہنے کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد باقاعدہ رخصت ہو کر جلسہ گاہ کے باہر آ گئے۔ لوگوں کا ایک جم غفیر آپ کے ساتھ سڑک پر آ گیا۔ اس ہجوم میں ایک دائم المرض بوڑھا مہتاب نامی آگے بڑھکر اپنے مرض کی تکلیف بیان کرنے لگا۔ مرحوم نے سڑک پر ہی اسے نہایت مہربانی و توجہ سے دیکھا اور تسلی دیکر نسخہ تجویز کر دیا۔ اس کے بعد کئی اور مریض آئے۔ ان کے ساتھ بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔ اتنے میں ایک بڑھیا آئی جس کی غالباً کوئی نوجوان عزیزہ بیمار تھی۔ اس نے مریضہ کو گھر چل کر دیکھنے کی استدعا کی۔ گاڑی کا وقت قریب تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کے مکان پر گئے اور مریضہ کو دیکھا۔ اسی روز شام کو جلسہ ختم ہو گیا۔ رات کے وقت جگہ جگہ مرحوم کی غریب پروری کا چرچا تھا۔ کافر کہنے والی زبانیں مشغلہ تکفیر میں مصروف رہیں۔ لیکن لاہور کا "مرزائی ڈاکٹر" اپنے حسن اخلاق، تحمل اور غریب پروری کی وجہ سے بیسیوں دلوں کو جیت کر لے گیا۔

اس واقعہ کو برسوں گذر گئے۔ غالباً ۱۹۲۱ء کا ذکر ہے۔ میں اس زمانہ میں اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ کا طالب علم تھا۔ لوہاری دروازہ کے باہر برہمو سماج کی طرف سے ہولی کا جلسہ تھا۔ ایک بنگالی دوست مجھے بھی وہاں لے گیا۔ وہاں حضرت مرحوم بھی مدعو تھے۔ آپ نے "تمباکو نوشی کے نقصانات" پر ایک نہایت مفید تقریر فرمائی جس سے استفادہ کر کے میں نے ایک مضمون لکھا۔ جو اسکول میں بیحد پسند کیا گیا اور معائنہ کے وقت انسپکٹر صاحب کے سامنے خاص طور پر پیش کیا گیا۔ ہولی کے جلسے میں تقریروں کے بعد لطیفہ گوئی کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک کم عمر غریب لڑکا بھی لطیفہ سنانا چاہتا تھا۔ اس نے کئی مرتبہ سٹیج پر پہنچنے کی کوشش کی لیکن منتظمین جلسہ نے اسے جھڑک دیا۔ حضرت مرحوم نے اسے دیکھا تو رائے صاحب لالہ رگھو ناتھ سہائے صاحب ہیڈ ماسٹر دیال سنگھ سکول کو خاص طور پر توجہ دلا کر اسے سٹیج پر بلوایا۔ اور اس کا لطیفہ سنکر داد دی۔ اور کہنے لگے کہ بچوں کی دل شکنی کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ انہی میں سے قوم و وطن کی بہترین تقریریں کرنے والے میسر آئیں گے۔ یہ حضرت مرحوم کی زیارت کا دوسرا موقع تھا۔ اس کے بعد متعدد مرتبہ جلسوں وغیرہ میں آپ کو دیکھا اور چند موقعوں پر آپ کی تقریریں بھی سنیں۔

۱۹۲۵ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے بعد حضرت مرحوم کی غریب پروری کے بیسیوں تجربے اور سینکڑوں مشاہدے ہوئے۔ مرحوم نہایت قابل ڈاکٹر تھے۔ ہمیشہ آپ سے قابل قدر طبی امداد ملتی رہی۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء میں شدید بیمار ہو گیا۔ آپ کو معلوم ہوا۔ تو خود آدمی بھیجکر بلوایا۔ نہایت توجہ سے معائنہ کیا۔ تسلی دی۔ دفتر سے سفارش کر کے چھٹی دلوائی۔ یہ عنایتیں صرف میری ذات یا میرے متعلقین کے لئے نہ تھیں بلکہ میرے ہر تعلق والے سے تھیں۔ میرے ایک عزیز جو اچھے عہدہ پر ہیں۔ میری اطلاع کے بغیر آپ کے پاس آئے۔ باتوں باتوں میں کہیں میرا ذکر بھی آ گیا۔ اصرار کے باوجود ان سے فیس نہ لی۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوشحال ہیں۔ میرے ایک دوست کے چھوٹے بھائی سخت بیمار ہو گئے۔ چاروں طرف سے مایوس ہو کر حضرت مرحوم کے پاس گئے۔ برسبیل تذکرہ میرا ذکر بھی کر دیا ان سے فیس نہ لی بلکہ دوا بھی نصف قیمت پر دی۔ حالانکہ وہ کافی قیمتی تھی۔ فرمانے لگے۔ تم ہمارے اپنے آدمی کے دوست ہو۔ ایک عزیزہ کے لئے عینک کی ضرورت پڑی۔ بلا فیس نمبر تجویز کیا اور نہایت خاموشی سے دواخانہ میں ہدایت کر دی کہ عینک قیمت خرید پر دی جائے۔ خیر یہ تو طبی امداد تھی۔ ویسے بھی ہر وقت آپ سرپرستی و عنایت کے لئے تیار رہتے تھے۔ ایک خاص معاملہ میں لاہور کے ایک بڑے آدمی کی سفارش کی ضرورت پڑی۔ کئی بااثر حضرات سے درخواست کی۔ سب نے ٹال دیا۔ مایوس ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا فوراً وعدہ فرما لیا اور فی الفور اس کے پاس پہنچے اور کام کرا دیا۔ غرضیکہ ہر مصیبت اور ہر سختی اور ہر ایک حق تلفی کے وقت آپ نے دستگیری فرمائی۔ آج یہ باتیں یاد آتی ہیں تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ آپ ایسے اوقات میں بھی غریبوں کو یاد رکھتے ہیں جبکہ لوگ عزت و وجاہت والوں کی پیشوائی و خاطرداری میں ہی اپنی شان سمجھتے ہیں۔ کچھ عرصہ کا ذکر ہے حضرت مرحوم کی ایک عزیزہ کا عقد تھا۔ اس موقعہ پر آپ نے جماعت کے غریب افراد کو بھی خاص طور پر مدعو فرمایا جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ میں گیا لیکن ہجوم میں حضرت مرحوم کو نظر نہ آسکا۔ دوسرے روز مجھے خاص طور پر بلوا کر پوچھا کہ کیا وجہ تم نہیں آئے۔ میں نے خود اپنے ہاتھ سے تمہارا نام لکھا تھا۔ کیا تمہیں اطلاع نہیں ہوئی جب میں نے اپنی شرکت کا عرض کیا تو اظہار اطمینان و مسرت فرمایا اس سے آپ حضرت مرحوم کے جذبہ غریب پروری کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

یہ تو ذاتی واقعات تھے ویسے بھی میں نے حضرت مرحوم کے مطب اور مکان پر ہمیشہ غریبوں، مسکینوں اور مظلوموں کا ہجوم دیکھا آپ ہر ایک کی امداد کرتے۔ ہر ایک کو تسلی دیتے۔ مفت علاج کرتے مفت دوا دیتے۔ بلکہ بعض اوقات دودھ وغیرہ کے لئے بھی اپنے پاس سے پیسے دیتے۔ آپ کے اخلاق انتہائی بلند تھے۔ آپ کی ذات ایک چشمہ فیض تھی جس سے ہر کوئی سیراب ہوتا اور ہو سکتا تھا آپ کا دستر خوان وسیع آپ کا گھر ہر ایک مسافر کے لئے کھلا تھا۔ اس میں مسلم غیر مسلم، احمدی غیر احمدی، ہندی اور عربی و عجمی کی کوئی تفریق نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

رواداری اور اسلام

مسلمانوں کی بے رہروی

(از جناب ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے سابق ہیڈ ماسٹر)

رواداری کی واضح تعلیم صرف اسلام میں ہے!

سوائے اسلام کے کسی دوسرے مذہب نے صاف اور واضح الفاظ میں رواداری کی تعلیم نہیں دی

جن لوگوں نے ویدوں اور ہندو مذہب کی دوسری کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ان سے دریافت کرنے پر یہی جواب ملا۔ کہ ان کتابوں میں کہیں رواداری کی تعلیم نہیں۔ ہندو مذہب کی ایک شاخ یعنے آریہ سماج اس تہذیب اور روشنی کے زمانے میں پیدا ہوئی ہے۔ اس فرقہ کی مستند کتاب ستیارتھ پرکاش بھی اس اعلےٰ تعلیم سے بالکل خالی ہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آریہ سماج کی پیدائش کے بعد سے ہندوستان کی قوموں میں باہمی منافرت اس حد تک بڑھ گئی ہے۔ کہ اس سے پہلے کبھی اتنی نہیں ہوئی اور ان پچاس ساٹھ سالوں میں مذہبی بنا پر جس قدر کشت و خون ہوا آریہ سماج سے پہلے کہیں اس کا سواں حصہ بھی نہ ہوا ہوگا۔

کوئی وقت ایسا تھا۔ کہ اس ملک میں بدھ مت کا دور دورہ تھا۔ اور اس ملک کی اکثر آبادی اس مذہب کی پیرو تھی۔ مگر بعض اسباب ایسے پیدا ہو گئے کہ برہمن مذہب نے زور پکڑا۔ اور راجپوتوں کی حمایت سے برہمن مذہب نے قلع قمع کر ڈالا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس مذہب کے پیرو اب چین جاپان میں تو پائے جاتے ہیں۔ مگر ہندوستان میں کہیں شاذ ونادر ہوں گے۔ بائیبل یعنی پرانے عہد نامے اور نئے عہد نامہ کی ورق گردانی کرو۔ ان میں جہاں تمہیں بہت سے نہایت اعلےٰ اخلاقی اصول نظر آئیں گے۔ وہاں رواداری کی تعلیم کا نام ونشان بھی نہیں ملیگا۔ اس تعلیم کے نہ ہونے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عیسائی اقوام نے ہمیشہ اقتدار کے زمانے میں غیر اقوام کو ہر طرح کے دکھ دیئے۔ اور عیسویت کی اشاعت میں نہایت سختی سے کام لیا۔ دو سو برس تک سارے یورپ نے مل کر مسلمانوں سے صلیبی جنگیں لڑیں جن میں صرف یورپ کے بیس لاکھ عیسائی موت کا شکار ہوئے۔ اور مسلمانوں اور ایشیائی عیسائیوں پر جو مصائب اور بربادی آئی اس کا انسانی عقل اندازہ بھی نہیں کر سکتی۔

مذہب کے نام پر عیسائیت کے مظالم

عیسائیوں کا یہ سلوک صرف غیر مذاہب کے لوگوں تک محدود نہ تھا۔ بلکہ عیسویت کے مختلف فرقے بھی ایک دوسرے کے برباد کرنے پر ہر وقت تلے رہتے تھے۔ اور ان میں بھی ہر وقت خون ریزی ہوتی رہتی تھی۔ یورپ کے شمالی ملکوں اور جنوبی ممالک کے درمیان ایک جنگ تیس سال تک جاری رہی جس نے یورپ کے بہت سے حصے کو بالکل ویران کر دیا۔

فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کا قتل عام ایک مشہور واقعہ ہے۔ جب پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگوں کا قتل عام کیا گیا۔ جو دوسرے فرقے کے بادشاہ کے حکم سے کیا گیا۔

اسی رواداری کی تعلیم کے نہ ہونے کے سبب ہسپانیہ کے عیسائی بادشاہ نے دس لاکھ مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ ان میں سے جو سمندر عبور کر کے افریقہ نہ پہنچ سکے ان کو یا قتل کر دیا گیا۔ یا عیسائی ہونے پر مجبور کیا گیا۔ مسلمانوں کے اس اخراج کا خمیازہ سپین ابھی تک بھگت رہا ہے۔ اس واقعہ کے بعد یہ ملک جہالت اور وحشت کے گڑھے میں ایسا گرا۔ کہ ابھی تک نہیں نکل سکا۔

جب لوتھر نے اسلام سے متاثر ہو کر جرأت کر کے پوپ کے طلسم کو توڑا۔ تو کچھ مدت کے بعد پوپ کو خطرہ پیدا ہوا۔ کہ بہت سے لوگ اس کے جوئے کو اتار پھینکیں گے۔ اور اس کی مطلق العنانی کا آخر کار خاتمہ ہو جاوے گا۔ بڑی سوچ بچار کے بعد اس نے ایک مذہبی عدالت قائم کر دی جس کی شاخیں ہسپانیہ پرتگال اور دوسرے سب ملکوں میں قائم کر دیں۔ جو پوپ کی مذہبی حکومت کو مانتے تھے۔ جب کسی شخص کے متعلق یہ شبہ ہوتا کہ وہ کسی مسئلہ میں پوپ سے اختلاف رکھتا ہے۔ اسے فوراً پوپ کے جاسوس اس عدالت کے سامنے پیش کر دیتے اور تحقیقات کے بعد خواہ الزام ثابت ہو۔ خواہ نہ ہو۔ اسے عقوبت کے بعد زندہ جلا دیا جاتا۔ اس طرح شاید تین چار سو سال کے عرصہ میں لاکھوں آدمی زندہ جلا دیئے گئے۔ پرتگیزوں نے تو یہ عدالت اپنے ہندوستانی مقبوضات میں بھی جاری کر دی تھی۔ اور زیادہ تر یہی ان کے ہندوستان میں ناکام رہنے کا موجب بنی۔

خود انگلستان میں جو اس وقت ساری دنیا کی استادی کا دعویدار ہے۔ یہ کیفیت تھی۔ کہ لوگوں کو عقائد کی بنا پر پارلیمنٹ کی ممبری اور سرکاری عہدوں سے محروم رکھا جاتا تھا۔ اور اگر کوئی شخص کوئی ایسا عقیدہ پیش کرتا۔ جو مجوزہ عقائد کے خلاف ہوتا تو حکومت کے قوانین اور عوام کی بدسلوکی اس پر عرصۂ حیات تنگ کر دیتی۔ اور اسے اتنی تکلیف دی جاتی کہ وہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا۔ چنانچہ سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں ہزاروں آدمی عقیدے کی آزادی حاصل کرنے کی خاطر اپنے وطن مالوف سے نکلے اور ہزاروں مصائب جھیل کر نئی دنیا میں جا آباد ہوئے ملکہ میری کے ہزاروں آدمیوں کو مذہبی عقائد کے سبب زندہ جلا دینے کا حال ہر طالب علم کو معلوم ہے۔

اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ مذہبی تعصب اور تنگ نظری کیسی خطرناک لعنت ہے۔ جو کسی قوم پر پڑ سکتی ہے۔ اس نے یورپ کی انفرادی زندگی غیر محفوظ بنا دی تھی اور ملک کی علمی اور عقلی ترقی کو ناممکن بنا دیا تھا۔

اسلامی تعلیم کا اثر

برخلاف اس کے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ایک امّی نے نہایت واضح الفاظ میں رواداری کی تعلیم دے کر دنیا پر ایک عظیم الشان احسان کیا۔ جس تعلیم کی بدولت جب تک اس پر عمل رہا۔ اسلامی ایشیا عیسائی یورپ کی نسبت بالکل بہشت کا نمونہ تھا۔ اور علمی اور عقلی اعتبار سے یورپ کو اس سے کچھ نسبت ہی نہ تھی۔

"لا اکراہ فی الدین" ایک ایسی آیت ہے جس کے دو معنے نہیں ہو سکتے۔ اس آیت کے ماتحت مسلمانوں نے اپنی حکومت کے زمانے میں کسی ماتحت قوم کو دکھ نہیں دیا مصر میں قبطی اب تک پائے جاتے ہیں۔ ایران میں زرتشتی اب تک موجود ہیں۔ افغانستان میں ہندو آرام سے بستے ہیں سپین میں مسلمانوں نے آٹھ سو برس حکومت کی لیکن کوئی مورخ ایک واقعہ بھی ایسا نہیں بتا سکتا۔ کہ مسلمانوں نے مذہب کی بنا پر کسی کو تکلیف دی ہو۔ اور ہندوستان میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کے بعد پچیس کروڑ ہندوؤں کا موجود ہونا مسلمانوں کی رواداری کی نہایت ہی روشن دلیل ہے پچھلے تیرہ سو سال میں خود اسلامی سوسائٹی میں بہت سے عقائد کے اختلاف ہوئے۔ اور بے شمار فرقے پیدا ہوئے۔ مگر ان مختلف فرقوں میں اختلاف عقائد کی بنا پر کبھی جنگ تک نوبت نہیں پہنچی۔ یہ سچ ہے۔ کہ بعض افراد کو ان کے انقلاب انگیز عقائد کی بنا پر سزا دی گئی۔ اور بعض کو قتل بھی کیا گیا۔ مگر ایسے واقعات شاذ کا حکم رکھتے ہیں۔ عام طور پر مسلم سوسائٹی میں رواداری کی حکومت رہی۔

مسلمانوں کا موجودہ قابل افسوس رویہ

لیکن افسوس سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس زمانے میں شاید اس لئے کہ یہ زمانہ رسولؐ کے زمانے سے بہت دور ہے۔ اور اسلام کی صحیح روح مفقود ہو گئی ہے۔ اور اسلام کی اصلی تعلیم فراموش ہو گئی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں عقیدے کے نہایت معمولی اختلاف پر مخالف کے ساتھ شدید عداوت کا سلوک کیا جاتا ہے۔ اکثریت والے اقلیت والوں کو طرح طرح کے دکھ دیتے ہیں۔ ان سے سلام ترک کر دیتے ہیں۔ ان پر جھوٹے مقدمے بنواتے ہیں۔ ان کے مُردوں کو عام مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہیں کرنے دیتے ان کو ملازمتوں سے علیحدہ کروانے کی کوششیں کرتے ہیں۔ دھوبیوں کو ان کے کپڑے دھونے سے روکتے ہیں۔ اور ہر طرح سے ان پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور طرّہ یہ ہے۔ کہ اس غیر اسلامی طرز عمل کا نام غیرت ایمانی رکھتے ہیں۔

اکثریتوں کا اقلیتوں سے یہ سلوک مسلمانوں کی قومی قوت کو تباہ کر رہا ہے۔ اور اس لئے ان کے قومی وقار کو خاک میں ملا دیا۔

ایک غلط خیال

بعض صاحبان اس پر بھی قانع نہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی رواداری نے ان کی قومی وحدت کو نقصان پہنچایا ہے۔ ان صاحبان کا خیال ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مروج مذہب کے خلاف کوئی عقیدہ پیش کرے۔ تو اس کو اس سے زبردستی روکنا چاہیئے۔ بلکہ اگر ضرورت پڑے اور مولوی صاحبان اس کو کافر قرار دیں۔ تو اسے قتل بھی کر ڈالنا چاہیئے تاکہ نیا فرقہ پیدا نہ ہو اور اسلام کی وحدت کو نقصان نہ پہنچے وحدت واقعی ضروری چیز ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا لا اکراہ فی الدین کے ہوتے ہوئے ہم ایسے اصول وضع کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کیا ایسی وحدت ایک پسندیدہ چیز ہے جو آزادی کو قربان کر کے حاصل کی جاوے؟

آزادی رائے کی ضرورت

میری رائے یہ ہے۔ کہ اسلام کی رواداری کی تعلیم تہذیب کی تاریخ میں ایک عظیم الشان لینڈ مارک ہے۔ اور مسلمان اس پر جتنا فخر کریں بجا ہے مسلمانوں کے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ اس قیمتی ورثہ کو یونہی کھو دیں۔ بلکہ ان کے لیڈروں کو چاہیئے کہ قومی

جائنٹ سیکرٹری اثنا عشریہ راولپنڈی کی حق پوشی

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ٥

(از قلم خواجہ محمد عبداللہ صاحب۔ راولپنڈی)

مذہب کے نام پر غلط بیانیاں

آجکل احمدیت کی اندھی مخالفت کی جو رَو چل رہی ہے۔ اس نے مسلمانوں کو اخلاقی لحاظ سے بھی غیر معمولی نقصان پہنچایا ہے۔ ہمارے مخالفین کے نزدیک بہت سے عیب ہُنر بن چکے ہیں۔ ایمانداری۔ دیانتداری اور راست گوئی ان کے خیال میں بے معنی الفاظ ہیں۔ خدا کا خوف ان کے دلوں سے بالکل نکل چکا ہے۔ روز حساب کو قطعی طور پر فراموش کئے ہوئے ہیں۔ خطرناک قسم کی غلط بیانیاں اور بہتان طرازیاں پوری دیدہ دلیری سے کی جا رہی ہیں۔

۲۱ فروری ۳۶ء کے "الفضل" میں مسٹر خدا بخش صاحب جائنٹ سکرٹری اثنا عشریہ کی طرف سے ایک مضمون "مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ اور موجودہ عقائد" کے عنوان سے شائع ہوا ہے مضمون نگار صاحب نے جس دیانت اور امانت سے اس مضمون کو لکھا ہے۔ اس کا اندازہ آسانی سے اس ایک ہی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جناب مولوی احمد علی صاحب کا سوال نقل کرنے کے بعد کس طرح سے حضرت مولوی محمد علی صاحب مدظلہ کا جواب کتر بیونت کے ساتھ درج کر کے پبلک کو دھوکا دینے کی کوشش کی گئی ہے اگر ان کو مضمون نگاری کا بہت ہی شوق تھا اور اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ان کو سوائے "الفضل" کے کوئی اور اخبار بھی نہیں مل سکتا تھا حالانکہ ان کے اپنے فرقہ کے کئی اخبارات ہیں تو کیا دیانتداری اس بات کی متقاضی نہ تھی کہ وہ سارا سوال و جواب نقل کر دیتے۔ یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جس کو صیغہ راز میں رکھا گیا تھا۔ تمام سوالات کے جوابات مولوی احمد علی صاحب کی خدمت میں بھیجے گئے۔ اخبار "پیغام صلح" میں شائع ہوئے ہزارہا تعداد کے اشتہاروں میں ان کی اشاعت کی گئی نہ معلوم مسٹر خدا بخش صاحب کے ایسا کرنے کے کون سے محرکات تھے اور اس کے تحت میں کیا کیا وجوہات کارفرما تھے۔ العلم عند اللہ

متناقض بیان

مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسٹر خدا بخش صاحب کس دیدہ دلیری سے تحریر فرماتے ہیں "مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور نے ان (مولوی احمد علی صاحب) کے سوالات کے جوابات کو پیغام صلح مجریہ ۳ر فروری میں درج کرتے ہوئے نہایت صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ میرا سابقہ عقیدہ موجودہ عقیدہ سے مغائر تھا" مگر ان کی دلی گھبراہٹ کا پتہ اس بات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے جو کہ ان الفاظ "نہایت صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے" کے لکھتے وقت ان کو پیدا ہوئی تھی۔ اپنی اس دلی گھبراہٹ کو محسوس کرتے ہوئے چند سطور آگے چل کر تحریر کرتے ہیں "ممکن ہے بعض سطحی نظر کے انسان اس واضح ترین مطلب کو نہ سمجھ سکیں اس لئے "تسہیل تفہیم" کے لئے مولوی صاحب کی عبارات پر مزید روشنی ڈالی جاتی ہے"۔ کیا خوب منطق ہے! "نہایت صاف الفاظ" اور "واضح ترین مطلب"۔ پھر نہ باوجود نہایت صاف الفاظ اور واضح ترین مطلب ہونے کے "تسہیل تفہیم" کے لئے جناب خدا بخش صاحب کے مزید روشنی ڈالنے کے محتاج ہیں۔ اگر "نہایت صاف الفاظ" اور "واضح ترین مطلب" کے لئے کسی مزید روشنی کی ضرورت ہے۔ تو اس بات کا اندازہ ہمارے قابل مضمون نگار صاحب کو ہی معلوم ہوگا کہ نہایت ہی غیر صاف الفاظ اور غیر واضح ترین مطلب کو کسقدر روشنی کی ضرورت ہوگی۔ ہم تو اس کا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔

مولوی احمد علی صاحب کے سوالات

اب میں جناب مولوی احمد علی صاحب کے دو سوال اور حضرت مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے ان کے جواب بمعہ مختصر سی تشریح کے قارئین کرام کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کرتا ہوں جس پر وہ اندازہ لگا سکیں گے کہ مضمون نگار صاحب نے کہاں تک دیانت سے کام لیا ہے۔

سوال (۱) آپ نے جب سے مرزا صاحب کی بیعت کی ہے تب سے لیکر آج تک آپ کا ان کے متعلق کیا اعتقاد ہے کہ ان کا دعویٰ کیا تھا۔

جواب۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ یہ تھا کہ چونکہ بروئے قرآن شریف حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے جس مسیح کے اس امت میں آنے کا ذکر احادیث نبویہ میں ہے اس سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام کا مثیل ہے اور کہ اس . . . آنے والے مسیح کو جو احادیث میں نبی کے نام سے پکارا گیا ہے تو اس سے مراد محدث ہے جو اس امت میں آسکتے ہیں کیونکہ محدث کو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ مجازاً نبی کہا جا سکتا ہے مگر آپ کے اپنے الفاظ میں آپ کا دعویٰ "نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱) انہی اعتقادات پر میں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کی۔ اور اب بھی میرا یہی اعتقاد ہے۔ (عبارت مذکور میں جلی قلم کے حروف قابل غور ہیں۔ ناقل)

سوال (۲) کیا آپ کا اعتقاد ان کے متعلق شروع سے لیکر آج تک ایک ہی ہے یا کبھی بدلا۔ اگر ایک ہی ہے تو خیر اور اگر بدلا ہے۔ تو اب کیا ہے اور پہلے کیا تھا اور بدلنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب (ا) اس کا جواب سوال ۱ کے جواب میں آچکا ہے (یعنی حضرت مرزا صاحب کے جن اعتقاد کا ذکر پہلے سوال کے جواب میں آچکا ہے۔ انہی اعتقادات پر آپ نے حضرت صاحب کی بیعت کی اور اب بھی آپکے یہی اعتقادات ہیں کبھی بھی بدلے نہیں۔ ناقل)

(ب) اگر آپ احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتویٰ دینا چاہتے ہیں تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ان عقائد کی بنا پر ان پر جو فتوے چاہیں دیدیں۔

(ج) اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتوے کا سوال ہے تو اس کفر کا فتویٰ جس کو تیس سال قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو۔ شاید ہی مفید ثابت ہو۔ بالخصوص اس زمانہ میں جب علامہ اقبال جیسے بلند پایہ انسان جب آج سے چار سال پیشتر ایک مسلمانوں کی کمیٹی کا صدر بنائیں۔ آج اسے کافر قرار دیں۔ مرزا محمود احمد صاحب کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے میں سر محمد اقبال پیش پیش تھے۔ اور جس جماعت کو سولہ سترہ سال پیشتر "ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ" بتائیں۔ (یہ الفاظ علیگڈھ میں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے احمدیوں کے متعلق کہے) اسے آج کافروں کی جماعت قرار دیں۔ پس مناسب یہ ہے کہ جو کچھ فتویٰ آپ دیں آج کی تحریرات پر دیں۔

سوالات کا اصل مقصد

ہر منصف مزاج انسان جو ان سوالات کو غور سے پڑھیگا اسی نتیجہ پر پہنچیگا کہ مولوی احمد علی صاحب کا دوسرا سوال پہلے سوال کا ہی اعادہ ہے جس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جو کچھ وہ دوسرے سوال میں پوچھنا چاہتے تھے۔ وہ سب کچھ وہ پہلے سوال میں صراحت سے پوچھ چکے تھے اور حضرت مولانا محمد علی صاحب اس کا جواب بھی نہایت مفصل اور واضح دے چکے تھے۔ لہذا اس مسئلہ کے متعلق کسی مزید سوال کی ضرورت نہ تھی۔ وہ لوگ جو فریق احمدیہ لاہور اور قادیان کی بحثوں سے واقف ہیں وہ فوراً سمجھ گئے ہونگے کہ اس سوال کو دوہرانے سے مولوی احمد علی صاحب کی غرض محض اس بحث کی طرف اشارہ تھا جس میں فریق قادیان بہتان کے طور پر حضرت مولوی محمد علی صاحب کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ اختلاف سلسلہ کے پہلے حضرت مولوی صاحب موصوف حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبی مانتے تھے اور اس کے لئے وہ ریویو آف ریلیجنز کی تحریرات پیش کرتے ہیں جن میں حضرت مولوی صاحب موصوف نے حضرت مرزا صاحب کے لئے لفظ نبی کا استعمال کیا تھا۔ مگر اس بات کی طرف قطعاً توجہ نہیں کرتے کہ وہ لفظ کن معنوں میں استعمال کیا گیا تھا۔ حالانکہ اس بات کی وضاحت ریویو آف ریلیجنز میں بکثرت موجود ہے۔ مگر ہمارے قادیانی دوستوں نے "دشمن بات کہے انہونی" والے مقولہ پر ہی عمل کیا چنانچہ مولوی احمد علی صاحب اسی بات کو مدنظر رکھکر حضرت امیر قوم کو دوسرے سوال کے جواب میں جوابات (ب) و (ج) دینے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ جواب (ب) سے مقصد صرف یہ تھا کہ اس وقت اس بحث کی ضرورت نہیں کہ اس سے تیس سال قبل آپ نے جو لفظ حضرت مرزا صاحب کے لئے کبھی کسی جگہ استعمال کیا تھا تو وہ کن معنوں سے کیا تھا اور آپ کی اس لفظ کے استعمال سے کیا مراد تھی اور قادیانی صاحبان اس کو کس رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ بلکہ اس وقت بحث پیش نظر صرف یہ ہے کہ آیا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبر اپنے مطبوعہ اعتقادات کے مطابق جو کہ آپ کے سامنے ہیں مسلمان ہیں اور انجمن حمایت اسلام کے ممبر ہو سکتے ہیں یا نہیں اور ہر عقلمند کے نزدیک بات بھی یہی درست ہے کہ اگر جماعت احمدیہ لاہور پر کوئی فتویٰ لگایا جا سکتا ہے تو وہ اس کے عقائد پر ہی لگایا جا سکتا ہے جو کہ وہ رکھتی ہے نیز جواب (ج) ایک الزامی جواب تھا جس کا مطلب بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ آپ کے مسلمات تو یہ ہیں کہ آپ اگر کسی کے متعلق فتوے لگاتے ہیں تو اس کی موجودہ حالت کے مطابق لگاتے ہیں اور اس بحث میں نہیں پڑتے کہ وہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے جیسے کہ سر محمد اقبال کی مثال اسی بات کو واضح کرنے کیلئے دی گئی تھی اور ان کی (مولوی احمد علی صاحب کی) توجہ صرف اس بات کی طرف مبذول کروانی چاہی تھی کہ آپ اپنے انہی مسلمات کے مطابق ہی اب ہمارے ساتھ برتاؤ کریں۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ اپنے لئے اور

(باقی صفحہ ۷ پر)

رفیق اعلیٰ سے وصال

(از قلم مولوی غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ایک نادر الوجود شخصیت

آج ہم اپنے درمیان ایک نورانی چہرہ نہیں دیکھتے۔ آج ہمیں ایک مجسم قربانی و ایثار زہد و اتقا کی مبارک صورت نظر نہیں آتی۔ آج نگاہیں ایک مخلص عاشق اسلام کی دید کو ترس رہی ہیں۔ روح میں اضطراب ہے۔ آہ! آج ہم سے ایک ایسی بابرکات ہستی جدا ہو گئی جس کا اٹھنا بیٹھنا۔ موت و زلیست وقف تھا۔ تائید دین حق کے لئے جس کے منور سینے میں آگ تھی جذبہ اشاعت اسلام کی۔ جس کی روح مضطرب رہتی تھی اقصائے عالم میں تعلیم نبی کریم صلعم کو پہنچانے کے لئے اور جس کا مقصد حیات تھا سب کچھ راہ حق میں قربان کرنا۔

دنیا میں ہزاروں انسان آئے اور چل بسے۔ آئیں گے اور اپنا وقت پورا کر کے گذر جائیں گے۔ مگر اسلام کے شیدائی۔ نبی کریم صلعم کے فدائی خال خال نظر آئیں گے۔ حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کی ذات مقدس کو بھی ان پرنور ہستیوں میں سے ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ ان نادر الوجود بزرگوں میں سے تھے۔ جن کو مجدد زماں کی مصاحبت اور بیعت میں اولیت کا شرف نصیب ہوا۔ جنہوں نے براہ راست اس ماہ درخشاں کے نور سے حصہ پایا۔ جنہوں نے دین کی خاطر ہر قسم کی تکالیف کا سامنا کیا۔ جن کی زندگی کا مقصد رضائے دوست حقیقی کا حصول تھا۔ اور جن کے وجود وں نے مسیح موعود کی روح اقدس کو اطمینان اور سرور دے دیا تھا۔ کہ اگر ایک طرف شقی القلب مخالف اسلام کی بیخکنی میں مصروف تھے تو دوسری جانب یہ چند مقدس نفوس اپنے عزیز از جان اسلام کی خاطر سینہ سپر تھے۔

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لیکر
ڈھونڈھ اب انکو چراغ رخ زیبا لیکر

مرحوم کے اخلاق عالیہ

آپ کے اخلاق عالیہ کی جس قدر توصیف کی جائے کم ہے اور پھر اس دور رذائل میں تو آپکے فضائل زیادہ آب و تاب سے درخشندہ ہیں "اگر احمدیت کو علیحدہ رکھدیا جائے تو ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب مرحوم جیسی پاک منش، مخلص، ایثار پیشہ اور رحمدل ہستیاں مسلمانوں میں النادر کالمعدوم کا حکم رکھتی ہیں" یہ الفاظ تھے جو سلسلہ کے ایک مخالف نے آپ کے حالات زندگی ... دراصل آپ کسی بنی آدم کے نقصان یا برائی کے لفظ سے نا آشنا محض تھے کسی کے سامنے "نہ" کے لفظ سے ناواقف تھے۔ ایک دوست نے بتایا کہ "مجھے آپ کی سفارش کی ضرورت تھی۔ میں آپ سے قبل ازیں ناواقف تھا۔ مگر آپ کمال خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ نہ صرف میری پرزور سفارش کی جس سے میرا مقصد حاصل ہو گیا۔ بلکہ باوجود اجنبی ہونے کے اپنے ساتھ چائے پلائی اور بعد ازاں جب کبھی مجھے آپ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو آپ ہمیشہ نہایت کمال ہمدردی اور شفقت سے مصروف گفتگو رہتے اور حسب استطاعت اعانت فرمانے سے دریغ نہ کرتے۔ آج مجھے جس قدر کوفت روحانی اس بزرگ انسان کی

وفات سے ہوئی ہے آگے کبھی نہ ہوئی تھی"۔

دوست و دشمن سے یکساں سلوک

اس اظہار لطف و کرم، جود و سخا میں دوست و دشمن کی تمیز نہ تھی اور یہی بزرگان اسلام کا خاصہ چلا آیا ہے اور یہی عمل خداوندی ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی معاندت سلسلہ سے کون احمدی ناواقف ہے۔ آپ مجدد زمان کی مخالفت میں سرگردہ مکفرین تھے اور شب و روز ہر جائز و ناجائز ذریعہ سے اس سلسلہ الٰہیہ کی بربادی میں سرگرداں رہتے تھے۔ مگر جب مولوی صاحب بیمار ہو جاتے ہیں تو لاہور میں مرزا صاحب مرحوم کے پاس بغرض علاج آتے ہیں۔ آپ ان کی آمد سے پیشانی پر بل تک نہیں لاتے۔ خدمت خلق کا جذبہ غالب آتا ہے۔ آپ ان کو اپنے مکان میں ٹھیراتے ہیں۔ باقاعدہ علاج کرتے ہیں۔ مفت دوائی دیتے ہیں اور طرہ یہ کہ اس عرصہ میں اشارۃً یا کنایتاً نہ اپنا احسان جتلایا اور نہ ہی مولوی صاحب کے سامنے مخالفت سلسلہ کا ذکر کر کے نادم کیا یہ انتہائی ضبط۔ اور رنگ بہار میں رنگین ہونے کا ثبوت ہے۔ ایسے مواقع پر ایک عام انسان کیا کچھ نہیں کر گذرتا۔ مگر آپ کے طرز عمل نے واضح کر دیا کہ آپ ایک معمولی انسان نہیں۔ بلکہ برگزیدہ ہونے کا فخر رکھتے ہیں۔ کاش کہ مسیح موعود کے دامنگیروں کے طرز عمل سے ان کو کافر قرار دینے والے عبرت پکڑیں۔

اسلامی ہمدردی

برادران قوم و ملک کی ہمدردی میں بھی آپ کسی سے پیچھے نہیں تھے اور اس ضمن میں حکومت کی مخالفت اور ناراضگی ایک سچے مومن کی طرح آپ کو حق بات کہنے سے باز نہیں رکھ سکتی تھی اور اپنے بھائیوں کی تکلیف آپ کو بے چین کر دیتی تھی۔ جب آپ پر اول بار فالج کا حملہ ہوا تو آپ بحالی صحت کیلئے ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ ان دنوں سرحد میں سرخپوشوں پر حکومت کی طرف سے لرزہ خیز مظالم ہو رہے تھے۔ اس وقت ان کے خلاف آواز اٹھانا اپنے آپ کو جیل میں ٹھونسنا تھا اور اسی لئے تمام اخبارات اور لیڈران کے متعلق خاموشی سادھے ہوئے تھے۔ مگر اس نحیف و ناتواں انسان نے حکومت کے عتاب سے بے نیاز ہو کر ان مظالم کے خلاف آواز اٹھائی اور اخبارات میں مضامین دیئے۔ احباب نے مصلحت وقت اور صحت کا خیال دلایا۔ مگر آپ نے انسانی ہمدردی کے لئے ذاتی آرام کو قربان کر دیا۔ لیکن اس احتجاج میں بھی اخلاص تھا۔ عام طور پر بعض لوگ حکومت کی مخالفت ہر حالت میں اپنا فرض سمجھتے ہیں مگر آپ کے پیش نظر حکومت اور قوم ہر دو کی بہبودی تھی۔ چنانچہ حکومت نے آپ کے خیالات کی قدر کی اور اپنے رویہ کی اصلاح فرمائی۔

گذشتہ سال شہید گنج کے سلسلہ میں جب مسلمانوں کی شہادت کی خبر آپ کو ڈلہوزی میں ملی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اخبارات پر بند تھا۔ آپ نے اسی دن مولوی یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ کو ناسید بھیجا کہ وہاں جا کر اخباریوں کا جلسہ مدعو کر کے حکومت کی متشددانہ پالیسی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں جس پر عملدرآمد کیا گیا۔

ہندو مسلم اتحاد کا جذبہ

آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ گذشتہ اہل ملک کی طرح ہندوؤں سے آپکا رابطہ اتحاد قائم تھا۔ چنانچہ اپنے تہواروں پر ان سے تحائف کا تبادلہ کرتے اور اپنے دوستوں کی ہر ممکن امداد فرماتے۔ اگر آج بھی ہندوستانی اقوام اس روح کو تازہ کریں تو ملک کی غلامی اور ذلت کی زنجیر بہت جلد کٹ جائے ۔

نوجوانوں کیلئے درس حیات

موت و زلیست کا سلسلہ لاتناہی ہے۔ مادر گیتی نے ہزارہا نامور ہستیاں آغوش میں پرورش کیں۔ مگر قضاء و قدر کے اٹل ہاتھ نے انہیں آغوش لحد میں سلادیا۔ اسی قانون ایزدی کے ماتحت مرزا صاحب مرحوم بھی ہمیں داغ مفارقت دیگئے۔ مگر موت میں بھی فرق ہوتا ہے مرزا صاحب درحقیقت زندہ ہیں۔ جب تک دنیا قائم ہے انشاء اللہ العزیز ان کے کارنامے زندہ رہینگے اور ہم ان سے حسب استطاعت غذائے روحانیت حاصل کرتے رہیں گے۔

دوستو! سلسلہ کے بزرگ ایک ایک کر کے جدا ہو رہے ہیں۔ اسلام کے شیدائی باری باری گوشہ گیر ہوتے جا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ ان کی جگہ لینے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ اگر یہ غلط ہے تو بتاؤ کہ خواجہ صاحب مرحوم کا جانشین کون ہوا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی جگہ لینے کیلئے کون آگے بڑھا۔ اس کے علی الرغم دشمنان اسلام و سلسلہ تمام طاغوتی طاقتوں کے ساتھ درپے فنا ہیں۔ اسلام کی مخالفت میں عیسائی و دیگر غیر مسلم اقوام نہایت تن دہی سے برسر پیکار ہیں۔ مگر بزرگان قوم کا انتقال اور نوجوانان ملت کی غفلت کیسی غیر مآل اندیشی خون کے آنسو رلاتی ہے

دین و فکر دین احمد مغزو جاں ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دین

ڈاکٹر صاحب کی زندگی کا مقصد اعلائے کلمۃ الاسلام تھا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ جنت الفردوس میں ان کی روح اطمینان تامہ حاصل کرے تو آؤ اس مقدس انسان کی سنت کو زندہ کریں۔ قرآن حکیم کو اپنا دستور العمل قرار دیں۔ باہمی تکفیر کی لعنت کو دور کریں اور دنیا کے ہر فرد و بشر کے دل و دماغ کو نور اسلام سے منور کریں ۔

تبلیغی سرگرمیاں

برلن میں عید الاضحیٰ

جرمن مسلم سوسائٹی کی رپورٹ کارگزاری!

(از قلم مرزا عزیز الرحمان صاحب ایم۔ ایس سی)

ماہ فروری ۱۹۳۶ء میں جرمن مسلم سوسائٹی برلن کے حسب ذیل دو جلسے ہوئے۔ مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۶ء بروز جمعۃ المبارک سوسائٹی کی طرف سے ٹیکنیکل یونیورسٹی کے وسیع ہال میں جناب یوسف عبود ابراہیم (عراقی) صاحب کا ایک نہایت اہم اور پر از معلومات لیکچر ہوا۔ لیکچر کا موضوع ہسپانیہ میں اسلامی تہذیب کی یادگاریں تھا۔ فاضل لیکچرار گذشتہ گذشتہ موسم گرما کے دوران میں ہسپانیہ بغرض سیر و سیاحت تشریف لے گئے تھے اور وہاں سے تین مختلف لیکچروں کے لئے مفید اور قیمتی مواد ہمراہ لائے۔ یہ لیکچر اس سلسلہ کا پہلا جزو تھا جو صرف "الحمراء" پر حاوی تھا۔ محترم مقرر نے سب سے پہلے حاضرین کی خدمت میں ہسپانیہ کی اسلامی تاریخ کے چند فراموش شدہ اوراق الفاظ کی صورت میں پیش کئے اور ان عربوں کے کارناموں کا مختصر تذکرہ فرمایا کہ جو یورپ میں تہذیب اور شائستگی کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ ازاں بعد انہوں نے چند ایک ضروری غلطیوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا کہ جو عام طور پر رائج ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے بتلایا کہ "الحمراء" کے نام کی وجہ تسمیہ یہ سمجھی جاتی ہے کہ وہ سرخ ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس عظیم الشان قصر کی بنیاد عبدالرحمٰن بن الاحمر نے رکھی اور ابن احمر ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس قصر کا نام بھی الحمراء تجویز فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے اس عجائب روزگار عمارت کی خصوصیات کا ذکر شاعرانہ الفاظ میں کیا۔ ایک بات جس نے اس لیکچر کی اہمیت کو اور بھی زیادہ بڑھا دیا وہ یہ تھی کہ انہوں نے لیکچر کو محض الفاظ تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ بہت سی تصاویر بھی میجک لالٹین کے ذریعہ دکھلائیں۔ لیکچر امید سے زیادہ کامیاب رہا۔

ایک نہایت دردبھرے لیکن دلچسپ واقعہ کا ذکر مسلمانوں کے لئے بہت سبق آموز ثابت ہوا۔ آپ نے انہیں الفاظ میں ذکر کیا کہ آپ جبل طارق سے جہاز کے ذریعہ ہسپانوی افریقہ میں گئے اور وہاں سے اپنے ایک دوست کو عربی زبان میں ایک خط لکھا جس میں موجودہ افریقہ کے مسلمانوں کی حالت پر آنسو روئے کہ جو غلامی کے قعر ذلت میں گر کر دنیا و آخرت دونوں سے محروم ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ خط حکومت کی خفیہ پولیس کے ہاتھ آگیا اور آپ کو فوراً زیر حراست لے لیا گیا۔ آپ کامل چھ روز جیل میں رہے۔ جیل تو ویسے ہی ایک وحشتناک چیز ہے لیکن وہاں کی جیل کے بدبودار غلیظ اور نیم آلود کمرے۔ الامان خدا دشمن کو بھی نہ دکھلائے لیکن یہی جیل آپ کے لئے ایک رحمت بن گئی۔ جیل میں آپ کو چند قیدی ملے جو برسوں سے جیل کی مصیبت میں پڑے ہیں اور عمر بھر کی قید حکومت نے ان کی قسمت میں لکھ دی ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ رلیف میں مجاہد اسلام اور غازی ملت جناب عبدالکریم کی فوج کے آدمی تھے۔ جن کو مغربی ظلم و تعدی اور تہذیب حاضرہ کی بربریت نے محض اس گناہ کی پاداش میں جیل میں ٹھونس رکھا ہے کہ وہ دنیا میں آزاد ہو کر رہنا چاہتے ہیں۔ چند ایک قیدیوں سے آپ کی گفتگو بھی ہوئی۔ ایک بوڑھے مسلمان سے جب آپ نے دریافت فرمایا کہ آپ زندگی کا بھلا کیا لطف اٹھا رہے ہیں۔ یہ بھی کوئی زندگی ہے؟ تو اس بوڑھے شخص کے چہرے پر تبسم کے آثار نمایاں ہوئے اور کہا کہ کاش تم آزاد زندگی اور غلامی کی زندگی میں فرق جانتے۔ ہمارے لئے غلامی موت سے بدتر ہے اور اگر آج ہم یہاں سے آزاد ہو جائیں۔ تو اس وقت تک دم نہ لیں گے جب تک کہ یا ملک کو آزاد کر کے صحیح زندگی حاصل کریں اور یا شہید ہو کر ابدی حیات سے لطف اندوز ہوں اللہ۔ اللہ۔ ع

بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی پوشیدہ ہیں

اس جواب نے آپ میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اور آپ کو یقین ہو گیا کہ مسلمان آزاد پیدا ہوا ہے اور آزاد ہی زندہ رہ سکتا ہے۔ بلکہ مسلمان کی زندگی کا منتظم نظر ہی ہے بلکہ بنی نوع انسان کو غلامی کی ذلت سے خواہ وہ جسمانی ہو یا روح اور خیالات کی۔ آزاد کرنا ہے۔

مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء کو جرمن مسلم سوسائٹی برلن کی "شام چائے" کا جلسہ ہوا۔ اس موقعہ پر جناب ڈاکٹر بلر صاحب نے "جرمن عجائب خانہ برلن کے اسلامی حصہ" پر مختصر سی لیکن پر از معلومات تقریر فرمائی۔ صاحب موصوف نے شروع ہی میں فرمایا کہ پورے اسلامی حصہ پر تقریر کرنا تو ایک شخص کی طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ اس حصہ میں متعدد ایسی اشیاء رکھی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک پر مکمل تقریر ہو سکتی ہے۔ آپ چونکہ غالیچوں سے خاص واقفیت اور دلچسپی رکھتے ہیں اس لئے آپ نے ان بیش بہا غالیچوں کے متعلق قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے بتلایا کہ غالیچے گو ظاہرا طور پر کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے لیکن ان میں سے بعض عجائب خانہ کی گراں ترین اشیاء میں سے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ نے ایک غالیچہ کا ذکر کیا۔ کہ جو خاص بڑا تو نہیں۔ لیکن تقریباً چار سو سال پرانا ہے اور اس وقت اس کی قیمت کا اندازہ نو لاکھ روپیہ ہے۔ اسی طرح بعض اور غالیچوں کی خصوصیات کا تذکرہ بھی کیا۔ آپ نے بتلایا کہ پرانے غالیچوں کے رنگ نہایت پائیدار ہیں اور یہ رنگ خالص قدرتی ہیں یعنی پودوں وغیرہ سے نکالے گئے ہیں۔ موجودہ صنعت و حرفت کی ترقی ایسے پائیدار رنگ آج تک پیدا نہ کر سکی۔ ایک غالیچے کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہ بعض جگہوں سے خراب ہو گیا تھا۔ اس لئے اسے ترکی میں درست کرنے کیلئے بھیجا گیا۔ جب وہ واپس آیا تو معلوم ہوا کہ کام نہایت عمدہ کیا گیا ہے لیکن چند سالوں کے بعد ان حصوں کا رنگ بالکل پھیکا پڑ گیا ہے اور دیکھنے میں غالیچہ نہایت برا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ ایک مجبوری ہے جس کا حل موجودہ سائنس کی ترقی نہیں کر سکی۔ پرانے غالیچوں پر اس قدر باریک کام کیا گیا ہے کہ وہ محض آتشی شیشے کی مدد سے ہی نظر آ سکتا ہے اور یہ سب کام صرف ہاتھ سے ہی کیا گیا ہے قریباً ۴×۴ مربع انچ کے رقبہ میں سوئی کو چار ہزار سے دس ہزار دفعہ چلایا گیا ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایک ایک غالیچہ کی تیاری پر کس قدر وقت اور محنت کا استعمال ہوا ہے۔

بالآخر فاضل مقرر نے چند تصاویر کا ذکر فرمایا اور اس طرح یہ دلچسپ لیکچر اختتام پذیر ہوا۔ حاضرین اس لیکچر سے بہت محظوظ ہوئے۔

برلن میں عید الاضحیٰ

مسجد برلن میں عید بروز بدھ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۶ء منائی گئی۔ عید کی نماز میں دنیا کے مختلف ممالک کے مسلمانوں نے حصہ لیا۔ اس دفعہ کی صلوٰۃ عید میں ایک خاص نمایاں بات یہ تھی کہ مستورات کیلئے بھی پردہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس طرح مسلمان خواتین کو بھی خالق حقیقی کے دربار میں جھکنے کا موقع ملا۔ نماز سے پیشتر جناب فہمی مراد صاحب نے نہایت دردبھری قرأت سے قرآن کریم سے ایک رکوع تلاوت فرمایا۔ نماز امام مسجد جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نے پڑھائی اور خطبہ بھی انہوں نے ہی پڑھا خطبہ میں سب سے پہلے آپ نے عیدین کا فلسفہ بیان فرمایا۔ اور پھر حج کی اہمیت کا مختصراً تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے یہ ہر دو عیدین محض اظہار مسرت اور کھانے پینے تک ہی محدود نہ رہنی چاہئیں۔ بلکہ ان مواقع کی اہمیت سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اسلام دنیا کی سوشل ترقی چاہتا ہے۔ اسلام کا مطمح نظر محض افراد کی ترقی نہیں۔ بلکہ وہ اس ترقی کو ملی ترقی کا پیش خیمہ تصور کرتا ہے اسلام دراصل سوسائٹی کا مذہب ہے اور اسی کی بہتری کے لئے اسلام نے پانچ بنائے اسلام کا نظام قائم کیا۔ ان بنائے اسلام میں قومی اور ملی مفاد کا راز مضمر ہے۔ ازاں بعد آپ نے جملہ مسلمانوں سے اپیل کی کہ موجودہ زمانہ اسلام کو مٹانے پر تلا ہوا ہے۔ مسلمانوں کو خواہ وہ کسی فرقہ یا کسی ملک و قوم سے تعلق رکھتے ہوں معمولی فروعی اختلافات کو پس پشت ڈال کر متحد ہو جانا چاہیئے اور لامذہبیت کی تباہ کن رو کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیئے۔ آخر پر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح راستہ دکھلائے اور انہیں متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ کے بعد جناب عثمان غنی صاحب تاتاری نے قرآن مجید سے چند آیات کی تلاوت فرمائی اور مسلمان ایک دوسرے سے معانقہ اور عید مبارک کہتے ہوئے رخصت ہوئے۔

عید کے روز شام کے آٹھ بجے مسجد کے وسیع ہال میں جناب پروفیسر گرٹز مانز صاحب کا لیکچر بموضوع "اسلام کی قدر و منزلت گوئٹے کی نظر میں" ہوا۔ لیکچر سے پیشتر جناب ابراہیم صاحب نے نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید سے ایک رکوع تلاوت فرمایا۔ ازاں بعد جرمن مسلم سوسائٹی کے صدر جناب امین بوسنفلڈ (جرمن مسلم) صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہی اور مختصر طور پر اسلامی تہواروں کی خصوصیات کا خاکہ الفاظ میں کھینچا۔ آپ نے بھی اس بات پر زور دیا کہ اسلام سوسائٹی کی ترقی چاہتا ہے اور یہی راز دنیا کی ترقی کا ہے۔

لیکچر کے دوران میں پروفیسر صاحب موصوف نے اس بات پر افسوس فرمایا کہ عام طور پر مغربی لٹریچر میں اسلام کا نقشہ صحیح الفاظ میں نہیں کھینچا جاتا۔ آپ نے فرمایا کہ گوئٹے مغربی لٹریچر میں دماغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ گوئٹے نے قرآن کریم کو مکمل طور پر پڑھا اور وہ اس پر حکمت کتاب کی تعریف میں بجا طور پر رطب اللسان ہوا۔ گوئٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قدر کرتا تھا اور اسلامی اصولوں کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ بلکہ ان پر خود بھی عامل تھا۔ گوئٹے پر اسلام کا اس قدر اثر ہوا کہ اس نے ایک دیوان "مغرب و مشرقی دیوان" لکھا۔ جو گوئٹے کی محبت اسلام کو ظاہر کرتا ہے اور اسی محبت کے جنون میں ایک بار پکار اٹھتا ہے کہ "اگر اسلام اللہ تعالیٰ کے

دیار حبیب کی زیارت

شیخ الہ دین صاحب کا مکتوب

مدینہ منورہ ۔ ۲۲ ذیقعد

مکرمی جناب خانصاحب بابو منظور الہٰی صاحب سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مورخہ ۳ فروری کو مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر براہ جدہ شریف ۶ فروری کو جمعرات کے دن بوقت شام (مغرب) مدینہ منورہ میں پہنچا۔ مسجد نبیؐ کو دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا۔ دوسرے دن نماز صبح مسجد نبوی میں ادا کی۔ روضہ رسول اللہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے تھا۔ میں نے جیسی رونق بیت اللہ شریف میں حجاج کی دیکھی۔ ویسی ہی رونق حجاج کی حرم نبوی میں دیکھی ۔ پانچوں نمازوں میں ۶ ہزار سے زائد حاجی نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ ہر روز قافلہ حجاج بذریعہ موٹروں ۔ اونٹوں اور سواریوں اور پیدل سینکڑوں لوگ چاروں طرف سے آ رہے ہیں۔ حاجی لوگ ۸ دن مدینہ منورہ میں رہتے ہیں۔ ۴۰ نمازیں ادا کر کے واپس مکہ شریف جاتے ہیں۔

گذارش یہ ہے کہ رستہ مدینہ منورہ کا بہت خراب ہے۔ کوئی سڑک حکومت کی طرف سے باقاعدہ نہیں۔ وسیع ریتلا میدان ہے ڈرائیور جو رستہ پسند کرتا ہے اس پر اپنی موٹر لاری چلاتا ہے چلتے چلتے ہماری لاری ریت میں دھنس گئی۔ تمام حاجیوں نے زور لگا کر بڑی مشکل سے لاری کے پہیوں کو آدھ گھنٹہ میں ریت سے نکالا۔ تب ہماری لاری روانہ ہوئی۔ جب ہماری لاری رابغ پہنچی تو حاجی صاحبان سے معلوم ہوا۔ کہ دو دن سے ندی میں زیادہ پانی آجانے کے باعث کوئی لاری عبور نہیں کر سکتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تین لاریاں بہ گئی ہیں لیکن کسی حاجی کے جان و مال کا نقصان نہیں ہوا۔ صرف ایک لاری کا اسباب معہ لاری کے ندی میں بہہ گیا۔ یہ تین لاریاں الٹی ہوئی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ مکہ معظمہ سے اور لاریاں آئیں جنہوں نے حاجیوں کو مدینہ منورہ میں پہنچایا۔ دوسرے دن ہماری لاری نے اس ندی کو بمشکل عبور کیا۔ الحمد للہ کوئی نقصان نہیں ہوا مدینہ منورہ کے رستہ میں ایک لاری ملی جس کا پچھلا حصہ ٹوٹ گیا تھا اس لاری میں مستورات کی تعداد معہ بچوں کے آدمیوں سے زیادہ تھی یہ لوگ وسیع جنگل میں مصیبت میں گرفتار نظر آئے۔ مدینہ منورہ اس جنگل سے قریباً ۴۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ خدا جانے یہ لوگ کس طرح مدینہ منورہ پہنچے۔ اتوار کو جنت البقیع میں فاتحہ کے لئے گیا جنت البقیع مسجد نبوی کے پاس ہے۔ اس کا رقبہ ایک میل سے زیادہ ہوگا۔ بڑی بڑی بزرگ ہستیاں اس پاک زمین میں مدفون ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ۔ حضرت عباس رضی اللہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے نور نظر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور ہزاروں صحابہؓ اس جگہ مدفون ہیں۔ حضرت رسالتمآبؐ کی ۹ بیبیاں اور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے حقیقی بھائی بھی اسی جگہ مدفون ہیں۔ حضرت حمزہؓ اور کئی ایک اور شہدا ایک احاطہ میں مدفون ہیں اور اس کے نزدیک دوسری جگہ پر اور شہدا بھی مدفون ہیں۔ احاطہ میں کسی قبر کا نشان نہیں۔ [illegible] کا دروازہ پتھروں سے چنا دیا ہوا ہے۔ حکومت حجاز کی طرف سے ہر ایک زیارت پر نجدی پولیس کا آدمی ہوتا ہے حتی کہ جنت البقیع میں چار پولیس مین موجود رہتے ہیں۔ تاکہ کوئی شخص قبر کو نہ چومے۔ بعض لوگ جن کو پیر پرستی کی عادت ہے ناجائز حرکتیں کرتے ہیں تو حکومت کے سپاہی ان کو فوراً روکدیتے ہیں

مسجد قبا کو پرانا مدینہ کہتے ہیں۔ اس مسجد میں دو نفل ادا کئے جہاں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ بیٹھی تھی۔ وہاں پر بھی دو نفل پڑھے مسجد القبلتین میں دو نفل ادا کئے۔ غرضیکہ جہاں تک ممکن ہو سکا۔ تمام زیارت گاہوں پر نفل ادا کئے۔

مدینہ منورہ میں بیشمار کنوئیں ہیں۔ بئر اریس اس کنوئیں کا نام ہے جس میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے وہ مہر جس پر رسول کریم کا نام کندہ تھا۔ گر پڑی تھی۔ اس کنوئیں کا پانی بہت صاف اور میٹھا ہے۔ میں نے بھی پیا۔ عین الزرقا۔ عین النبی اس کے علاوہ اور بھی نہریں ہیں۔ جن کا پانی مدینہ منورہ میں آتا ہے۔ کئی ایک کنوئیں ہیں۔ جہاں اونٹوں کے ذریعہ چرسوں کے ساتھ پانی نکال کر کھیتوں کو پانی دیتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے کھیت ہرے بھرے نظر آتے ہیں۔ آج کل جو بوئے ہوئے ہوتے ہیں۔

ترکوں کے زمانہ میں ایک شخص ہارون درویش جبل احمد پر رہتا تھا۔ ترکوں نے وہاں پر ایک چھوٹی سی مسجد بنادی ہے جو اب تک موجود ہے۔ یہاں پر کئی ایک مسجدیں ہیں جن کے دیکھنے سے اسلام کی گذشتہ شان و شوکت نظر آتی ہے۔

مسجد نبوی کا امام جو پانچوں وقت نماز پڑھاتا ہے۔ شیخ صالح ہے۔ جو حافظ قرآن ہے۔ پاکیزہ صورت ہے۔ نجد کا رہنے والا ہے شیخ عبدالرؤف مسجد نبوی میں مغرب کے بعد روزمرہ درس حدیث دیتے ہیں۔ دو ڈھائی گھنٹہ درس ہوتا ہے۔ ان کی آواز بہت بلند ہے جو تھکنے میں نہیں آتے۔ مسجد نبوی میں ۱۸ خوجے ہیں ایک ان کا سردار ہے بعض کے پاس عورتیں ہیں۔ ان خوجوں کی داڑھی مونچھ نہیں لیکن جسیم اور قدآور ہیں۔ ان کی تنخواہ مقرر ہے۔ جو بیت المال سے ادا کی جاتی ہے۔ ترکوں کی طرف سے مکان کا کرایہ آتا ہے (بیت المال وہ خزانہ ہے۔ جو لاوارث حاجی یہاں پر مر جاتے ہیں ان کا مال بیت المال میں جمع کرا دیا جاتا ہے) مدینہ منورہ کی مسجد میں پندرہ مؤذن ہیں اور ایک ان کا ہیڈ ہے جن کی ایک ہفتہ کے بعد اذان دینے کی باری آتی ہے۔ مسجد نبوی میں ۴۹ نجدی پولیس مین ہیں اور ایک ان کا افسر ہے۔ اگر پولیس کے آدمی نہ ہوں تو حاجی لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کے اندر گھس جائیں۔ جو حاجی مزار کی جالی کو ہاتھ لگاتا ہے۔ فوراً روکدیا جاتا ہے۔ معلم لوگ حاجیوں سے پیسہ بٹورنے کے لئے طرح طرح کے حیلے اختیار کرتے ہیں۔ مسجد میں بے شمار گداگر ہیں۔ اچھی پوزیشن کے آدمی گداگری کرنے میں شرم نہیں کرتے۔ نہایت افسوس ہے کہ خانۂ خدا میں یہ حرکت ہو۔

مدینہ منورہ میں ایک روپیہ کا سوا تین سیر آٹا ملتا ہے۔ آلو دو سیر روپیہ کے اور چاول تین سیر۔ خمیری روٹی وزنی تین چھٹانک ایک آنہ کی۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں اشیاء کس قدر گراں ہیں۔ ایک آدمی کا ۴ روپے سے پیٹ نہیں بھرتا۔ ایک پولیس مین حاجی سے معلوم ہوا کہ پیر جماعت علیشاہ اور دیوبند سے علماء دین ہندوستان و پنجاب سے مکہ معظمہ میں آ رہے ہیں جو سلطان ابن سعود سے سوال کریں گے کہ آپ نے کن وجوہات کو مدنظر رکھکر ملک عرب میں انگریزوں کو کانوں کا ۶۰ سال کیلئے ٹھیکہ دیا ہے۔ حالانکہ حدیث شریف میں صاف حکم آچکا ہے کہ حرمین الشریفین میں نصاریٰ نہ آئیں۔ حکم نہیں تو آپ نے کیوں نصاریٰ کو اپنے ملک میں آنے کی اجازت دی۔ اب مکہ شریف جا کر معلوم ہو جائیگا۔

اس سے پیشتر مدینہ منورہ میں متعہ کی رسم جاری تھی۔ اہل تشیع میں یہ رسم مدت سے چلی آ رہی ہے۔ لیکن اب سلطان ابن سعود نے حکم دیدیا ہے کہ کوئی اہل شیعہ متعہ نہیں کر سکتا بلکہ نکاح کر سکتا ہے متعہ کی رسم ملک عرب میں بالکل بند کر دی گئی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان کے شیعوں میں یہ رسم اب تک جاری ہے

مدینہ منورہ میں نماز مندرجہ ذیل اوقات پر ادا کی جاتی ہے۔

	منٹ	بجکر
نماز فجر کی اذان	۳۵	۱۱
نماز فجر کی ادائیگی	۵۵	۱۱
نماز ظہر کی اذان	۴۰	۶
نماز ظہر کی ادائیگی	۰	۷
نماز عصر کی اذان	۳۰	۹
نماز عصر کی ادائیگی	۵۰	۹
نماز مغرب کی ادائیگی	۰	۱۲
نماز عشا کی اذان	۳۰	۱
〃 〃 ادائیگی	۴۵	۱

لاکھ در لاکھ شکر اس خداوند کریم کا ہے جس نے مجھ ناچیز کو مدینہ منورہ کی زیارت کرائی اور آٹھ دن میں ۴۰ نمازیں پڑھنے کی توفیق بخشی۔ اس جمعہ مبارک کے روز مسجد نبوی کا اندرونی حصہ اور باہر کا صحن حاجیوں سے پُر ہیں۔ خداوند شاہد ہے۔ میں نے جماعت احمدیہ لاہور کے لئے بہت سی دعائیں رسول پاک کے حرم شریف میں کی ہیں آٹھ دن دعاؤں میں مشغول رہا ہوں۔ آئندہ خداوند کریم منظور کرنے والا ہے۔ تمام واقعات جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں تحریر میں نہیں آسکتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہفتہ کے روز بندہ مدینہ منورہ سے روانہ ہو جائے گا۔ حضرت امیر قوم کی خدمت میں اور دیگر بزرگان دین کی خدمت میں خاکسار کی طرف سے السلام علیکم کہدیں اور میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ پاک مجھے حج نصیب کرے اور بندہ سب کے حق میں دعا کرے گا۔ فقط۔

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی اسامیوں کیلئے مقابلہ کا امتحان

انڈین پولیس میں بھرتی کے لئے مقابلہ کا امتحان پبلک سروس کمشن کے ماتحت الہ آباد، بمبئی، کلکتہ، لاہور، پٹنہ، رنگون اور مدراس میں یکم ستمبر ۱۹۳۶ء کو ہونا قرار پایا ہے۔ بشمولیت امتحان کے لئے عرضیاں پہنچنے کی آخری تاریخ یکم مئی ۱۹۳۶ء ہے۔ درخواست کے فارم اور دیگر حالات لوکل گورنمنٹوں کے دفاتر یا پولیٹیکل افسر یا ایجنٹ متعلقہ سے مل سکتے ہیں۔　　　محمد منظور الہٰی آنریری جائنٹ سیکرٹری

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— مصر کا مشہور اخبار "البلاغ" رقمطراز ہے۔ کہ حکومت حبش اور یمن میں ایک تجارتی معاہدہ ہوگیا ہے۔ اس معاہدہ میں اطالوی تعلقات کا کوئی تذکرہ نہیں۔ حکومت فرانس کی طرف سے بھی ایک وفد صنعا (پایۂ تخت یمن) میں وارد ہوا ہے۔ تاکہ حکومت یمن اور فرانس کے درمیان تجارتی معاہدہ کے سلسلہ میں گفت و شنید کا آغاز کرے لیکن بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس گفتگو کو کوئی سیاسی اہمیت حاصل نہیں۔

—— لندن سے جو تازہ اخبارات موصول ہوئے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ کو ایشیائی میثاق سے بہت دلچسپی پیدا ہوگئی ہے۔ کیونکہ اس میں ترکی، ایران، افغانستان اور عراق شامل ہیں گویا دول اسلامیہ کی روح رواں ہیں۔ لندن میں مسٹر ایڈن اور وزیر خارجہ افغانستان (سردار فیض محمد خاں) کے درمیان اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات ہوا معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہی ڈیفنس کونسل نے دار العوام میں وزیر خارجہ برطانیہ سے اس مسئلہ کے متعلق تشریحات کا مطالبہ کیا ہے۔

—— گذشتہ دنوں زنجبار میں جو اضطراب رونما ہوگیا تھا۔ اس کے انتقام پر حکومت نے ۵۷ عربوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان لوگوں پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ انہوں نے مظاہرات میں حصہ لیا ہے۔ اور ان ہی کی وجہ سے شورش پیدا ہوئی ہے۔

—— تازہ ایرانی اخبارات رقمطراز ہیں۔ کہ اینگلو پرشین کمپنی کی وساطت سے ایران کے جنوبی چشموں سے گذشتہ ماہ دسمبر میں ۶۸۰۰۰ ٹن پٹرول نکالا گیا ہے۔ ۱۹۳۵ء میں جو پٹرول نکالا گیا۔ اس کی کل مقدار ۷۰۴۹۱۲۷ ٹن ہے۔

—— حکومت ترکی نے اوقاف کے متعلق ایک جدید قانون وضع کیا ہے۔ تمام یونانی۔ ارمنی۔ اور اسرائیلی اقلیتوں نے جو اب تک اپنے اوقاف کی نگران تھیں۔ اس جدید قانون کو تسلیم کر لیا ہے

—— حکومت ترکی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ آیندہ ربیع میں کاشتکاروں میں اراضی تقسیم کرے گی۔ یہ اراضی ۲۰ اور ۵۰ سال کے لئے حکومت کی طرف سے برائے نام قیمت پر فروخت کی جائے گی۔ اور ایک خاص مجلس زمین کی قیمت مقرر کرے گی اور زراعت کی ترقی کے اسباب مہیا کرے گی۔

—— شام میں پھر نئے سرے سے یہ افواہ گشت کر رہی ہے۔ کہ حکومت فرانس اس بات پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ کہ شرق اردن کے امیر عبد اللہ کو شام کا بادشاہ بنا دیا جائے۔ تازہ سیاسی سفروں اور ملاقاتوں سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے

—— عراقی پارلیمنٹ میں گذشتہ دنوں ایک مسودہ قانون پیش کیا گیا تھا۔ کہ رمضان میں جو مسلمان علانیہ کھائے پیئے اور اس طرح ماہ صیام کی بے حرمتی کرے۔ اس کو تعزیری سزا دی جائے گذشتہ دسمبر میں پارلیمنٹ میں اس پر گرما گرم بحث ہوئی اور بالآخر آراء شماری پر یہ تحریک منظور ہوگئی۔

—— مکہ معظمہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ امسال رسم حج کی ادائیگی کے لئے ۳۰ ہزار حاجی میدان عرفات میں جمع ہوئے۔ تمام حجاج خوش و خرم اور مطمئن نظر آتے تھے اور خدا کے فضل سے کسی وبائی مرض نے سر نہیں اٹھایا۔

ہندوستان

—— بھکشو اوٹاما کی کوشش کے باوجود ریاست بہاولپور کے مفسدہ پرور ہندوؤں اور حکام ریاست میں کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ آپ کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ مہاشہ خوشحال چند ایڈیٹر "ملاپ" کی مہاسبھائی ذہنیت بیان کی جاتی ہے۔ ہندوؤں کی ہڑتال بدستور جاری ہے۔ ہندوؤں کی طرف سے تشدد آمیز پوسٹر چسپاں کئے جا رہے ہیں۔

—— ہری پور ہزارہ کے قریب ایک گاؤں میں گذشتہ ہفتہ شدید زلزلہ آیا۔ بے شمار مکانوں کو شدید نقصان پہنچا۔ ایک مکان کے ملبے کے نیچے چار آدمی دب گئے۔

—— کوئٹہ ۱۲۔ مارچ۔ کل صبح یہاں زلزلہ کا ایک شدید جھٹکا محسوس ہوا لیکن کسی نقصان کی اطلاع تا حال نہیں ملی۔

—— گذشتہ ہفتہ شمالی ہند کے اکثر مقامات پر شدید ژالہ باری اور بارش ہوئی جس کی وجہ سے از سر نو سردی بڑھ گئی ہے۔ ریاست کشمیر صوبہ سرحد وغیرہ کے پہاڑی مقامات سے شدید برف باری کی خبریں بھی موصول ہوئی ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۱ مارچ آج اسمبلی کے اجلاس میں ۴۶ کے مقابلہ میں ۷۹ ووٹوں سے محکمہ فوج کے مطالبات زر کے خلاف انڈیپینڈنٹ پارٹی کی طرف سے تخفیف کی تحریک منظور ہوگئی۔ فوج کے اخراجات کے لئے صرف ایک روپیہ منظور کیا گیا۔

—— کراچی ۱۲ مارچ۔ سندھ عنقریب علیحدہ صوبہ بن جانے والا ہے۔ سر لینسلوٹ گراہم اس کے پہلے گورنر مقرر ہوئے ہیں۔ آپ کے استقبال کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— اعلیٰ حضرت حضور نظام ۹ مارچ کو حیدر آباد دکن سے دہلی تشریف لائے۔ اور اب تک دہلی میں قیام فرما ہیں۔ اعلیحضرت کے اس سفر کا مقصد صرف والیسرائے سے الوداعی ملاقات بیان کیا جاتا ہے۔ اس مرتبہ اعلیٰحضرت پبلک تقریبات میں شرکت نہیں فرمائیں گے۔ شہزادہ والا شان ولی عہد۔ مہاراجہ سر کشن پرشاد اور سر اکبر حیدری بھی اعلیٰ حضرت کے ہمراہ دہلی آئے ہیں۔

—— پنڈت جواہر لال نہرو الہ آباد پہنچ گئے ہیں۔ ۱۳ مارچ کو مسز کملا نہرو کے پھول نذر دریا کئے گئے۔ اس رسم میں چیف جسٹس سر سلیمان نے بھی شرکت کی۔

—— جموں توی ۱۴ مارچ ریاست کشمیر کی تحصیل کرنہ میں ۸۶ آدمی ژالہ باری سے ہلاک ہوگئے۔

—— مدراس ۱۲ مارچ۔ آج تھیا نوجوانوں کی ایک سپیشل کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ایک تجویز کے ذریعہ تمام تھیا قوم سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ ہندو مذہب کو ترک کر کے عیسائی مذہب اختیار کر لیں۔ کانفرنس میں اس تجویز کی موافقت میں ۱۴۰۰ افراد نے رائیں دیں اور صرف ایک شخص نے مخالفت کی۔

—— لاہور ۱۳ مارچ۔ اخبار "ڈیلی ہیرلڈ" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ ہز ایکسیلنسی سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب عنقریب چھ ماہ کی رخصت پر تشریف لے جانے والے ہیں۔ اور ان کی جگہ سر ہنری کریک قائمقام مقرر ہوں گے۔

—— لاہور ۱۲ مارچ شیشہ موتی بازار میں ایک ہندو نوجوان کندن لعل کو ایک اور ہندو نوجوان نے پیٹ میں چاقو گھونپ کر ہلاک کر دیا قتل سے پہلے [illegible]

ممالک خارجہ

—— واشنگٹن ۱۳ مارچ امریکن سینیٹ میں اخراجات کا توازن رکھنے والی کمیٹی نے محکمہ جنگ کے لئے ساٹھ کروڑ ڈالر منظور کئے ہیں صلح کے زمانے میں اس سے قبل اتنی بڑی رقم جنگی مصارف کے لئے کبھی منظور نہیں کی گئی۔ اس رقم میں سے ساڑھے سولہ لاکھ فوج کو مسلح اور منظم کرنے کے لئے صرف کئے جائیں گے

—— لندن ۱۲ مارچ۔ لارڈ میئر کے زیر اہتمام مینشن ہاؤس میں لندن کے شہریوں کا ایک جلسہ ہوا۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ شاہ جارج پنجم آنجہانی کی یادگار ان کے ایک بت کی صورت میں قائم کی جائے اور علاوہ ازیں ایک ایسا ادارہ کھولا جائے۔ جو تمام ملک کے لئے سود مند ہو۔

—— کاہرا ۱۳۔ مارچ۔ جرمنوں کے اس مطالبہ پر رائے زنی کرتے ہوئے۔ کہ ان کی نوآبادیات واپس دے دی جائیں آسٹریلیا کے وزیر امور خارجہ سینیٹ میں بیان دیا۔ کہ آسٹریلیا کسی علاقہ کی واپسی پر غور نہیں کرے گا۔ کیونکہ آسٹریلیا کے تحفظ کے لئے نیوگنی کا قبضہ میں رکھنا نہایت ضروری ہے۔

—— لندن ۱۳۔ مارچ سر لینسلوٹ گراہم گورنر صوبہ سندھ آج عازم ہند ہوگئے۔ نائب وزیر ہند و دیگر اصحاب نے آپ کو وکٹوریہ اسٹیشن پر الوداع کہی۔

—— جرمنی نے رائن لینڈ میں معاہدہ لوکارنو کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جو اقدام کیا ہے۔ اس سے سارے یورپ میں تہلکہ مچ گیا ہے۔ بلجیم فرانس میں غیر معمولی اضطراب پیدا ہوگیا ہے۔

—— برلن ۱۴ مارچ۔ حکومت جرمنی کی طرف سے شائع شدہ جدید میمورنڈم میں اس امر کی دھمکی دی گئی ہے کہ اگر متعلقہ دول نے ہر ہٹلر کی مصالحتی تجاویز اور معاہدہ لوکارنو کے جدا ہونے کے دلائل پر ہمدردانہ غور و خوض نہ کیا۔ تو حکومت جرمنی اپنے مصالحتی اقدام کو منسوخ قرار دے کر صرف جنگی کارروائیوں پر انحصار کرے گا۔ دول یورپ کی کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ مذکورہ علاقوں میں جرمنی کی فوج کا قبضہ معاہدہ ورسائی اور معاہدہ لوکارنو کی خلاف ورزی ہے۔ اس لئے وہ قصوروار ہے۔

—— صورت حالات کا گہرا مطالعہ کرنے کے لئے دول یورپ کی کانفرنس نے ایک سب کمیٹی بنا دی ہے جس کا اجلاس [illegible] جلد ہوگا۔

—— ماسکو ۱۳ مارچ۔ روس میں ایسا شدید انفلوئنزا پھیلا ہے۔ کہ اس کی مثال گذشتہ دس سال میں نہیں ملتی۔

—— حکومت جرمنی نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ وہ کسی ایسی کانفرنس میں شامل نہیں ہونا چاہتی۔ جو عارضی یا دائمی طور پر رائن لینڈ سے جرمنی کی سیادت کو محدود کر دے۔

—— روما ۱۴ مارچ۔ مارشل باڈوگلیو نے اعلان کر دیا ہے کہ موجودہ تیاریوں کے اختتام پر حبشہ پر شدت سے حملہ کیا جائے گا۔ مگر چونکہ یہ تیاریاں۔ ابیسینیا کے تمام محاذ پر عمل میں آ رہی ہیں اس لئے ابھی اس امر کا اندازہ ناممکن ہے۔ کہ اطالوی فوج کس مقام کو ہدف قرار دیگی۔

—— لندن ۱۱ مارچ۔ امیر البحر جنرل بیٹی کا انتقال

لاہور۔ یوم جمعۃ المبارک مطبوعہ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق مارچ ۱۹۳۶ء

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایمان بالغیب کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدء اور معاد کے ماننے میں فلسفیوں کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے۔ نبیوں کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارور ہوگا کہ جب غیب کی باتوں کو غیب ہی کی صورت میں قبول کیا جائے۔ اور ظاہری حواس کی کھلی کھلی شہادتیں یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائیں۔ کیونکہ تمام و کمال مدار ثواب اور استحقاق قرب و توصل الٰہی کا تقویٰ پر ہے اور تقویٰ کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشوں اور لمبے چوڑے انکاروں اور ہر ہر جزئی کی موشگافی سے اپنے تئیں بچاتا ہے اور صرف دوراندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہوں پر غلبہ اور رجحان دیکھ کر حسن ظن قبول کر لیتا ہے۔ اسی بات کا نام ایمان ہے اور اسی ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا و آخرت میں سعادتیں حاصل ہوتی ہیں جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی میں ترقی چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہو کر اور خود اس کا ہاتھ پکڑ کر درجہ ایمان سے درجہ عین الیقین تک اس کو پہنچا دیتا ہے مگر یہ سب کچھ بعد استقامت و مجاہدات و ریاضات و تزکیہ و تصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہیں اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلی صفائی کرنا چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بدعقائد اور بداعمال کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا وہ اس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جن کو مانا گیا ہے کسی قدر غیب میں ہیں یعنی ایسی حالت پر واقعہ ہیں جو ابھی تک عقلی ثبوت نے ان پر احاطہ تام نہیں کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئے بلکہ انکا ثبوت غلبہ ظن تک پہنچا ہے وبس

جواہر ریزے

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

دل مدہ الا بدلدارے کہ حسنش دائم است
تا سرور دائمی یابی ز خیر المحسنین

ہست جام عشق او آب حیات لازوال
ہر کہ نوشید است او ہرگز نمیرد بعد ازیں

آں خردمند یکہ او دیوانہ راہش بود
ہوشیار ے آنکہ مست روئے آں یار حسیں

اے برادر دل منہ در دولت دنیائے دوں
زہر خونریز است در ہر قطرۂ ایں انگبیں

تا توانی جہد کن از بہر دیں با جان و مال
تا ز رب العرش یابی خلعت صد آفریں

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں را گزیں

"چیستان ثنائی"

"حضرت مسیح موعودؑ کی عمر"

(از قلم مولینا عمر الدین صاحب)

میرٹھ میں یکم مارچ ۱۹۳۶ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب اور خاکسار کا مظاہرہ صداقت مسیح موعود پر ہوا جس کی مفصل رپورٹ میں ناظرین "پیغام صلح" کی خاطر پہلے لکھ چکا ہوں جو کسی آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔ (مدیر) لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب کے چیستان کا کل حل اس میں نہیں لکھا گیا۔ اس لئے یہ علیحدہ مضمون لکھتا ہوں۔

ثنائی طریق مناظرہ

مولوی ثناء اللہ صاحب چونکہ محکم دلائل کا مقابلہ کرنے سے ہمیشہ عاجز رہے ہیں۔ اس لئے وہ مناظروں میں کسی ایسی متشابہ بات کو لے بیٹھتے ہیں جس سے وہ فتنہ پیدا کر سکیں۔ مگر یہ ان کا کام ایسے موقعوں پر ہوتا ہے جب کہ وہ دیکھ لیتے ہیں۔ کہ مدمقابل محکمات میں سے پیچھے نہیں ہٹنے دیگا۔ اور اگر کبھی انہیں مجبوراً کسی محکم امر پر بحث کرنی بھی پڑ جائے۔ تو بھی وہ مکاروں کی طرح متشابہات میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرٹھ میں جب کہ ہماری طرف سے محکمات کے ساتھ مسلمات ثنائیہ کے مطابق صداقت مسیح موعود کا ثبوت پیش کیا گیا۔ تو مولوی صاحب نے ان تمام دلائل کو چھوڑ کر ایک چیستان ہمارے سامنے رکھ دیا۔ جو حسب ذیل ہے

چیستان

مرزا صاحب لکھتے ہیں :-

"میری پیدائش اس وقت ہوئی۔ جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے۔"

(تحفۂ گولڑویہ صفحہ ۹۵ حاشیہ پہلا ایڈیشن اور دوسرا ایڈیشن کا صفحہ ۱۵۲)

دوسری طرف مرزا صاحب مارچ ۱۹۰۶ء میں لکھتے ہیں :-

"اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے"

(چشمۂ مسیحی کا مقدمہ صفحہ ب یکم مارچ ۱۹۰۶ء)

پہلی عبارت کو دوسری عبارت سے ملا کر پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ مارچ ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب کی عمر ابھی گیارہ سال کی بھی نہیں ہوئی تھی کیونکہ بوقت پیدائش گیارہ سال چھٹے ہزار میں سے باقی تھے۔ اور مارچ ۱۹۰۶ء میں ابھی چھٹا ہزار ختم نہیں ہوا۔ اور چونکہ مرزا صاحب مئی ۱۹۰۸ء میں فوت ہو گئے اس لئے اگر یہ تسلیم کر لیا جائے۔ ۱۹۰۶ء کے بعد ۱۹۰۸ء میں چھٹا ہزار ختم ہو گیا تھا۔ تو مرزا صاحب کی عمر گیارہ سال حد بارہ سال ہوئی۔ اور اس ۱۱ یا ۱۲ سال میں مرزا صاحب کو سفید ڈاڑھی بھی آ گئی جس پر مہندی لگائی جاتی تھی۔ اور آپ کے بیٹے بلکہ پوتے بھی پیدا ہو گئے۔ واقعی یہ کرامت ہے۔ اور اگر ان کی عمر اسی برس کے قریب ہوئی ہے۔ تو پھر کلام میں یہ تناقض اور تخالف مرزا صاحب کے کاذب ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔

"لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً" اور اس اتنے بڑے اختلاف کا تو کوئی حل ہی نہیں ہے جو مرزا صاحب کی عمر سے تعلق ہے۔

حق پوشی اور غلط بیانی

چونکہ مولوی صاحب کو یہ علم تھا۔ کہ اگر تحفہ گولڑویہ کی پوری عبارت پڑھ دی گئی۔ تو چیستان خود بخود حل ہو جائے گا۔ اس لئے انہوں نے صرف اتنے ہی لفظ پڑھے جو میں نے اوپر نقل کر دئے ہیں۔ اور جب میں کتاب مانگوں تو دی نہیں۔ بہت مہربانی کی تو یہ کہ میرے پاس آ کر دیکھ جاؤ۔ کہ جو الفاظ میں نے پڑھے ہیں۔ وہ درست ہیں۔ یا نہیں لیکن جب مولوی صاحب کو بہت شرمندہ کیا گیا۔ کہ جو حوالہ آپ پیش کر رہے ہیں۔ وہ تحفہ گولڑویہ کا ہے۔ اور آپ بار بار تریاق القلوب کا صفحہ ۹۵ بتا رہے ہیں۔ حالانکہ تریاق القلوب میں یہ عبارت قطعاً نہیں ہے۔ اور اپنی کتاب تریاق القلوب مولوی صاحب کے پاس بھیج دی۔ تو مجبور ہو کر مولوی صاحب نے کہا۔ کہ میں اپنی تریاق القلوب کی کاپی بھیجتا ہوں۔ اس کو دیکھ لیں۔ اس کے صفحہ ۹۵ پر حاشیہ میں وہ الفاظ موجود ہیں۔ اور ساتھ ہی مولوی مبارک حسین صاحب کو ہدایت کی۔ کہ وہ کتاب لئے ہوئے رہیں۔ صرف عبارت دکھا دیں۔ مگر جب میرے سامنے کتاب آئی۔ تو میں نے دکھایا۔ کہ زیر بحث عبارت تحفہ گولڑویہ کی ہے۔ جو تریاق القلوب کے ساتھ مجلد ہے۔ اس پر مولوی صاحب کو اپنا تمام چیستان بھول گیا۔ اور بے سرا راگ الاپنا شروع کر دیا۔

حل چیستان

اس "چیستان" کا حل یہ ہے کہ تحفہ گولڑویہ میں جہاں چھٹے ہزار سے گیارہ برس رہتے اپنی پیدائش لکھی ہے۔ وہ قمری حساب کی رو سے ہے اور جہاں چشمہ مسیحی میں لکھا ہے۔ کہ ابھی چھٹا ہزار ختم نہیں ہوا۔ بلکہ آخر میں ہے۔ وہاں شمسی حساب کی رو سے لکھا ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے۔ کہ قمری سال ۳۵۵ دنوں کا ہوتا ہے۔ اور شمسی سال ۳۶۵ دنوں کا۔ قمری سال پہلے ختم ہو جاتا ہے۔ اور شمسی بعد میں۔ اسی حساب سے چھ ہزار برس قمری جہاں ختم ہوتے ہیں وہاں شمسی چھ ہزار کے ختم ہونے میں ابھی قریباً ایک سو پینسٹھ ۱۶۵ سال باقی ہوتے ہیں پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا قمری اور شمسی حساب کے فرق کو دانستہ یا نادانستہ مدنظر نہ رکھنا اور ایک چیستان کے رنگ میں اعتراض کرنا ان کی کرامت نہیں بلکہ ان کے زیغ قلب کا ثبوت ہے

ممکن ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب صرف یہ کہہ کر پیچھا چھڑانے کی کوشش کریں۔ کہ ایک احمدی نے یہ جو کچھ کہا ہے۔ وہ اس کے دماغ کا اختراع ہے۔ اور تاویل بے جا ہے۔ اس لئے میں اس معمہ کا حل خود حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں ہی پیش کرتا ہوں سنیئے :-

"خدا تعالے نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے۔ کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے۔ یعنی ۲۳ برس کا تمام و کمال زمانہ یہ کل مدت گزشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں۔

اس حساب کی رو سے میری پیدائش اس وقت ہوئی۔ جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے"

(تحفہ گولڑویہ ایڈیشن دوم ص ۱۵۲۔ پہلا ایڈیشن ص ۹۵)

الفاظ "قمری حساب" اور "اس حساب کی رو سے" صاف بتا رہے ہیں۔ کہ چھ ہزار میں سے گیارہ برس قمری حساب کی رو سے اس وقت باقی تھے۔ جب کہ حضرت مسیح موعودؑ پیدا ہوئے لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے عمداً ان الفاظ کو اسی طرح چھپا لیا جس طرح یہود توراۃ کی عبارتوں کو چھپاتے تھے اور لطف یہ ہے کہ جس حاشیہ سے آپ استدلال کرتے ہیں وہیں آگے یہ الفاظ موجود ہیں :-

"مدت ہوئی کہ ہزار ششم گزر گیا۔ اور اب قریباً بچاس سال اس پر زیادہ جا رہا ہے۔ اور اب دنیا ہزار ہفتم کو بسر کر رہی ہے" (ایضاً ص ۱۵۵ حاشیہ)

اب اس حساب سے حضرت مسیح موعود کی عمر اس وقت جبکہ اوپر کی عبارت لکھی جا رہی تھی۔ قریباً ۶۱ برس کی تھی۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب کا اس صریح بیان کے بالمقابل ایچا پیچی سے گیارہ سال عمر ثابت کر کے تمسخر اڑانا ان کے اپنے ہی کور باطن کا ثبوت ہے۔

یہ الفاظ "مدت ہوئی کہ ہزار ششم گزر گیا" بحساب قمری ہیں۔ اس لئے چشمہ مسیحی میں جو بعد کی کتاب ہے۔ یہ لکھنا۔ کہ "اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے" ضرور بحساب شمسی ہے اور اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ چشمہ مسیحی عیسائیوں کے مقابل لکھی گئی ہے۔ اور عیسائیوں کا حساب شمسی ہے۔ چنانچہ بائیبل میں جو جگہ بجگہ تاریخیں اور سال لگائے گئے ہیں۔ وہ شمسی حساب ہیں اور تحفہ گولڑویہ میں سے جو حاشیہ کی عبارت زیر بحث ہے۔ اس کے متن میں یہ مذکور ہے۔ کہ نصاریٰ کا حساب شمسی ہے۔ پس قمری حساب سے الف ششم گزر چکا تھا۔ اور شمسی حساب سے الف ششم ابھی ختم نہ ہوا تھا۔ بلکہ خاتمہ کے قریب تھا۔ لہذا مولوی صاحب کا اعتراض باطل ہو گیا

قرآن مجید سے حل

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب قرآن مجید پر نگاہ دوڑائیں۔ تو ان کو اپنے چیستان کا حل آسانی سے سورہ کہف کی آیت :-

ولبثوا فی کھفھم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعاً میں نظر آ جائیگا۔ اس میں خدا تعالے فرماتا ہے۔ کہ اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو سال رہے۔ اور نو (اور) بڑھ گئے

اب یہ تین سو سال پر جو نو سال کا اضافہ ہے یہ اس لئے الگ بیان کیا گیا ہے۔ کہ تا سوچنے والوں کو یہ بھی پتہ چل جائے کہ شمسی حساب سے تین سو سال کی مدت قمری حساب کی رو سے ۳۰۹ سال بن جاتی ہے لہذا یہ کہنا کہ وہ تین سو سال غار میں رہے۔ یہ بھی درست ہے۔ اور یہ کہنا کہ وہ ۳۰۹ سال غار میں رہے یہ بھی درست ہے۔ اگر کسی یہودی مولوی کو یہی اختلاف کثیر نظر آئے تو کوئی تعجب نہیں مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو تو مسلمان بننا چاہیئے ؛

پیغام صلح
جلد ۲۴ یوم جمعہ ۔ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۴ ہجری نمبر ۱۹

تحریک "ارشاد الٰہی"

۳۱ مارچ ۱۹۳۶ء تک تمام جوابات موصول ہو جانے چاہئیں

تنظیم جماعت اور اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے دو عظیم الشان کام ہمارے سامنے ہیں۔ وقت ان کو جلد از جلد انجام دینے کا تقاضا کر رہا ہے۔ آج کل قوموں اور جماعتوں کی جو دوڑ شروع ہے۔ اس کے پیش نظر غفلت و تامل میں ایک لمحہ ضائع کرنا بھی شدید نقصان کا موجب ہے۔ انہی دو کاموں کو انجام دینے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ پر ایک ماہ کی آمد کی اپیل کی تھی۔ اس تحریک کی تفصیلات دشرائط سے احباب بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ کیونکہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور "پیغام صلح" کی دوسری تحریروں میں بار بار ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ بہت سے احباب نے اپنے فارم پُر کر کے دے دیئے ہیں۔ لیکن ابھی تک ایسے احباب کی کافی تعداد بھی موجود ہے۔ جنہوں نے اس ضروری کام کو سرانجام نہیں دیا۔ حالات زیادہ دیر تک انتظار کی اجازت نہیں دیتے۔ لہذا حضرت امیر ایدہ اللہ کا حکم ہے کہ تمام احباب ۳۱ مارچ تک فارموں کی خانہ پری کر کے بھیج دیں۔ اور اپنے وعدہ کے مطابق اقساط کی ادائیگی شروع کر دیں۔ جو احباب جتنی دیر سے اس تحریک میں شامل ہوں گے۔ اسی قدر ان کو اپنی قسطیں اضافہ کرنا ہوگا۔ انجمن کی خواہش ہے کہ مارچ کے آخر تک اس رقم کا صحیح اندازہ ہو جائے جو اس تحریک کے ماتحت وصول ہوگی۔ تاکہ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی لائحہ عمل تجویز کیا جائے اور سوچا جائے کہ اس رقم کو جماعت کی ترقی واستحکام کے کن کن کاموں پر صرف کیا جائے

بظاہر ایک ماہ کی آمد کی قربانی بہت بڑا مرحلہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کو ذرا اپنے مقصد بلند اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عظیم الشان وعدے کے بالمقابل رکھ کر دیکھئے تو یہ قربانی حقیر معلوم ہوگی۔ ہمارا مقصد بلند ہے ساری دنیا میں خدا کے دین اور اس کی کتاب کو پھیلانا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرنا۔ لیکن اگر اس کے پیچھے عزم راسخ، عمل پیہم اور مستقل قربانیوں کی طاقت نہ ہو تو ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمارا دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ اسی وقت حقیقی معنوں میں عظیم الشان کہلا سکتا ہے کہ ہمارا قول و فعل بھی اس وعدہ سے کلی مطابقت رکھتا ہو۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک شخص کو تاخیر و التوا الجھنوں سے آزاد ہو کر پہلی فرصت میں شرح صدر کے ساتھ اس تحریک میں شامل ہو جانا چاہیئے

اگر تنظیم جماعت اور اچھوتوں میں تبلیغ کا کام ضروری ہے اور آپ اسے کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کو اچھی طرح یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کیلئے ہم سے ہر ایک شخص کی کوشش اور قربانی درکار ہے۔ دفتر کو بار بار یاددہانیوں کی ضرورت کا پیش آنا اور اخبارات میں ایک ہی بات کو بار بار دوہرانے کی ضرورت کا محسوس ہونا قومی زندگی کا کوئی قابل تعریف پہلو نہیں۔ جب ایک کام کو ضروری سمجھ لیا گیا ہو اور متفقہ طور پر اسکو کرنیکا فیصلہ کر لیا گیا ہے تو پھر بہترین صورت یہی ہے کہ ہر ایک فرد قوم دلی خوشی اور پہلی فرصت میں امیر قوم کی اپیل پر لبیک کہے اور مرکز کی آواز کو دل کے کانوں سے سنے۔

خودکشی کی وبا!

پنجاب کونسل میں ایک استفسار کا جواب دیتے ہوئے سر ڈانلڈ نے بیان کیا کہ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۴ء تک پنجاب میں خودکشی کے واقعات کی رفتار حسب ذیل رہی۔

سال	خودکشی کرنیوالے	خودکشی کی کوشش کرنیوالے
۱۹۳۰ء	۴۴۸	۱۴۱
۱۹۳۱ء	۴۲۳	۱۵۱
۱۹۳۲ء	۴۸۷	۱۵۷
۱۹۳۳ء	۵۳۵	۱۴۲
۱۹۳۴ء	۶۵۶	۱۷۰

ان اعداد و شمار کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور اس کا سبب زیادہ تر مادی تہذیب اور لامذہبی ہے۔ لامذہبی کے نقصانات میں سے سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان بزدل ہو جاتا ہے وہ ذرا سی مصیبت سے گھبرا جاتا ہے اور اس کو اس مصیبت سے چھٹکارے کی راہ سوائے خودکشی کے اور کوئی نہیں سوجھتی۔ وہ اپنی ہلاکت کو ان تمام تکالیف کا خاتمہ سمجھتا ہے اور نہیں جانتا کہ اس کی خودکشی سوسائٹی کے لئے کس قدر نقصان کا باعث ہوگی۔ یہ ہے مغربی تہذیب اور اس کا اثر

مذہب کی تعلیم کیا ہے؟ بڑی سے بڑی مصیبت کو دیکھکر مت گھبراؤ۔ بلکہ کہو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تکلیف کا مردانہ وار مقابلہ کرو۔ "خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو" کس قدر زریں اصول ہے۔

اس خودکشی کی وبا کی روک تھام کسی حد تک گورنمنٹ کر سکتی ہے لیکن ہمارے خیال میں مذہبی لیڈروں اور رہنماؤں کا فرض ہے۔ کہ وہ نوجوانوں کے سامنے مذہب کی صحیح تعلیم پیش کریں۔ اور لامذہبی کا مقابلہ کریں۔ تاکہ قوم کے نوجوان صرف نوکری نہ ملنے یا امتحان میں ناکام رہنے پر خودکشی جیسی لعنتی موت کا شکار نہ ہوں

نمائشی اچھوت ادھار کے نتائج

ہندوؤں نے سیاسی اغراض کی بنا پر اچھوت ادھار کی جو نمائشی اور پُرفریب تحریک شروع کر رکھی ہے۔ اس کے نتائج اچھوتوں اور ہندوؤں دونوں کے لئے تلخ ثابت ہو رہے ہیں اس تحریک کی وجہ سے اچھوتوں پر قدامت پسند ہندوؤں کے مظالم میں اضافہ ہو گیا ہے اور طول و عرض ہند میں ان غریبوں کے لئے نئی نئی مصیبتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ علاوہ ازیں سناتنیوں کی کثیر تعداد تحریک اچھوت ادھار کے لیڈروں کے خلاف شدید غم و غصہ کا اظہار کر رہی ہے۔ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ناسک میں ۱۵ اور ۱۶ مارچ کی درمیانی شب کو سناتن دھرمیوں کے ایک مشتعل گروہ نے پنڈت مالویہ اور شنکر اچاریہ پر جبکہ آخر الذکر ناسک سے رخصت ہونیوالے تھے حملہ کر دیا۔ کیونکہ ان دونوں حضرات نے ناسک میں چھوت چھات کے خلاف تقریریں کی تھیں۔

پنڈت مالویہ کو ہندو قوم میں جو اثر و رسوخ حاصل ہے۔ وہ محتاج تشریح نہیں۔ چھوت چھات کو ترک کرنے کی جو صورت وہ تجویز فرماتے ہیں وہ بھی سب کو معلوم ہیں۔ یعنی اچھوتوں کو پبلک جلسوں میں شرکت کی اجازت دیدی جائے اور وہ دُور کھڑے ہو کر مندروں کی مورتیوں کا درشن کر سکیں۔ روٹی بیٹی کا تعلق ان سے ہرگز قائم نہ کیا جائے۔ لیکن قدامت پسند ہندو اس صورت کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ اچھوت ادھار کی تحریک سراسر نمائشی اور خاص اغراض پر مبنی ہے اور وہ ہندو مذہب ہندو تاریخ اور ہندوؤں کی ذہنیت، رجحان اور مذاق سے ذرہ بھر بھی مطابقت نہیں رکھتی۔ اس کا مستقل طور پر اور حقیقی معنوں میں کامیاب ہونا قطعی ناممکن ہے۔ اس تحریک کے علمبرداروں کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اچھوتوں کی علیحدگی کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کریں۔ اگر انہوں نے اپنی نمائشی کوششوں کو جاری رکھا تو اس کا نتیجہ ہندو مذہب اور ہندو قوم میں زبردست انتشار کی صورت میں رونما ہوگا۔ اور یہ ہندوؤں کیلئے اچھوتوں کی علیحدگی سے زیادہ نقصان رساں

سرکاری ملازمتیں اور مسلمان!

پچھلے دنوں پنجاب کونسل میں حکومت کے مطالبہ زر بابت محکمہ جنگلات پر مسلمانوں کی طرف سے سوال اٹھایا گیا تھا کہ ان کی تعداد سرکاری ملازمتوں میں بہت کم ہے اور مسلمانوں کو فرقہ وارانہ تناسب سے ملازمتیں ملنی چاہئیں۔ محکمہ جنگلات پنجاب میں کل ملازمین کی تعداد گیارہ سو چودہ ہے اور مسلمان صرف ۴۱۴ یعنی ۳۹ فیصدی حالانکہ پنجاب میں مسلمانوں کی تعداد ۵۶ فیصدی سے بھی زیادہ ہے آنریبل ممبر مال نے اس امر کا اعتراف کیا کہ واقعی مسلمانوں کی تعداد ملازمتوں میں بہت کم ہے

ریلوے میں اس سے بھی زیادہ بری حالت ہے۔ وہاں مسلمانوں کا تناسب ۴-۵ فیصدی ہے۔ چنانچہ اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے ۲۳ مسلم ممبروں نے ایک یادداشت وائسرائے ہند کی خدمت میں بھیجی ہے اور استدعا کی ہے کہ وہ ریلوے میں مسلمانوں کے تناسب کو پورا کرنے کیلئے عملی قدم اٹھائے۔

حکومت کے پاس بیسیوں دفعہ وفد گئے مسلم پریس مدت سے چلا رہا ہے، مگر وعدوں کے باوجود ابھی تک کوئی اطمینان بخش عملی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ ضرورت ہے کہ حکومت ہند مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت کرے اور ان کو سرکاری ملازمتوں میں آبادی کے مطابق جگہ دے۔

پوسٹ کارڈ کی قیمت

معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند نے نئے بجٹ میں لفافے کی قیمت کم کر دی ہے لیکن پوسٹ کارڈ کی قیمت بدستور رہنے دی ہے اس پر اسمبلی کی انڈیپنڈنٹ پارٹی نے اپنے خاص اجلاس میں اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ وہ پوسٹ کارڈ کی قیمت کو دو پیسے کرنے کیلئے کوشش کریگی۔ یہ ایک نہایت اعلیٰ تجویز ہے کیونکہ عام پبلک زیادہ تر پوسٹ کارڈ کا استعمال کرتی ہے اور اس تخفیف سے یقیناً عام لوگوں کو بہت سہولت ہوگی۔ ایک چیز کی ارزانی اس کی کھپت کو زیادہ کر دیتی ہے۔

ہم ممبران اسمبلی سے پر زور سفارش کریں گے کہ وہ اس ترمیم کی حمایت کریں اور عامۃ الناس جن کے وہ نمائندے ہیں کی سہولت کیلئے کوشش کریں اور حکومت ہند کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی اس تجویز کی حمایت کرے۔

ذریتہ البغایا کی تفسیر

احرار کی زبانی

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ ذریتہ البغایا کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جسے سلسلہ احمدیہ کے مخالف مسلمان بڑی اہمیت دے کر حضرت صاحب کی نسبت بدزبانی کر رہے ہیں۔ بڑے بڑے جبہ پوش مولوی لوگ اپنی علمیت کا زور دکھا رہے ہیں۔ ذیل میں ہم شیعہ صاحبان کے بزرگوں کا حوالہ اور اس کی جو تعبیر احراریوں کے بے اصول اخبار "مجاہد" مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی ہے پیش کر کے علماء کرام اور ان کے متبعین سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی پوزیشن صاف کریں۔

شیعہ صاحبان کی معتبر کتاب حدیث فروع کافی میں ابوحمزہ نے امام ابوجعفرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ امام صاحب نے اسے مخاطب کر کے فرمایا واللہ یا اباحمزہ ان الناس کلھم اولاد بغایا ماخلا شیعتنا" (فروع کافی جلد ۳ حصہ دوم کتاب الروضۃ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

ترجمہ اے ابوحمزہ خدا کی قسم ہمارے شیعوں کے سوا باقی تمام لوگ بغایا کی اولاد ہیں۔

اس کے علاوہ شیعہ صاحبان کے خاتم المحدثین اخوند ملا محمد باقر مجلسی اپنی کتاب جلاء العیون میں بہ سند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ:-

جناب رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے فرمایا۔ کہ اے علی کیا میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیر نے کہا ہاں یا رسول اللہ پس حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ ہم اور تم ایک طینت سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور ہماری زیادتی طینت سے ہمارے شیعہ پیدا ہوئے جب قیامت ہوگی تو لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔ مگر تمہارے شیعوں کو ان کے باپ کے نام سے بلایا جائیگا۔ کیونکہ وہ حلال زادے ہیں۔"

(ترجمہ اردو جلاء العیون باب تین فصل اول بیان الارث صفحہ ۲۱)

اب اس کی تشریح اخبار "مجاہد" نے ایک شیعہ نامہ نگار کی قلم سے کی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

"بغایا کی تشریح"

"جو لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف کرتے ہیں اور جن کے دلوں میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نہیں اور جو تمسک بالثقلین کرنے سے محترز ہیں، وہ یقیناً اولاد بغایا ہیں۔ اس موقعہ پر مولانا حافظ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر دیوان حافظ سے نقل کرنا نہایت موزوں ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں:-

حرامزادہ و بدبخت و شوم و بے بنیاد
محبت شاہ مردان کے کند اقرار

پس مخالفین آل عبا کو اگر اولاد بغایا بقول حافظ رحمۃ اللہ علیہ حرامزادہ و بے بنیاد وغیرہ کہا جائے۔ تو کیا تعجب ہے کیونکہ ولد البغایا۔ ابن الحرام اور ولد الحرام۔ ابن الحلال۔ بنت الحلال وغیرہ یہ سب عربی کا اور ساری دنیا کا محاورہ ہے کہ جو شخص نیکوکاری کو ترک کر کے بدکاری کی طرف جاتا ہے اس کو باوجودیکہ اس کا حسب و نسب درست ہے۔ صرف بداعمالی کی وجہ سے ابن الحرام ولد الحرام وغیرہ کہتے ہیں

اس کے خلاف جو نیکوکار ہوتے ہیں۔ ان کو ابن الحلال کہتے ہیں۔ اندریں حالات امام (ابو جعفر صادقؑ) کا اپنے مخالفین کو اولاد بغایا کہنا بجا اور درست ہے۔"

(اخبار مجاہد ۴ مارچ ۱۹۳۶ء کالم ۲ و ۳)

کیا ہمارے سنی مولوی صاحبان شیعہ اماموں کے ان اقوال اور اخبار "مجاہد" کی تشریح کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور کیا ان کے نزدیک شیعوں کے سوا سب مسلمان جن میں بڑے بڑے اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں۔ معاذاللہ "ذریتہ البغایا" کی ذیل میں آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے تو صرف گندی گالیاں دینے والے مخالفوں کے بارہ میں یہ الفاظ استعمال کئے تھے لیکن امام جعفر نے تو بلاتخصیص سب غیر شیعہ مسلمانوں کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے چہ فرمایند مفتیان دین متین دریں مسئلہ؟ (از الفضل)

ایک مولوی صاحب کے اعتراضات کا جواب

حضرت مسیح موعود پر غلط بیانی کا بے بنیاد الزام

(از سید محمد امین صاحب گیلانی متعلم مولوی فاضل کلاس)

مولوی صاحب کی تحقیقات کی بنیاد

مولوی حکیم محمد جمیل صاحب صدیقی فاضل دیوبند نے یکم مارچ ۱۹۳۶ء کے روزنامہ نیرنگ میں چند اعتراضات حضرت مسیح موعود پر کئے ہیں اور ظاہر کیا ہے کہ مرزا صاحب نے کذب بیانی کی ہے۔ آجکل کے مولویوں کی نسبت مولوی صاحب مذکور نے کافی حد تک شرافت سے کام لیا ہے۔ اور ہمیں احمدی کہکر ہی مخاطب کیا ہے۔ باقی جس مضمون کے بیان میں انہوں نے رقمطرازی فرمائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے ہمارے کسی مخالف کی کتاب سے یہ حوالجات نقل کر کے اپنے سر سے بلا ٹالی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ان بے بنیاد باتوں کا کئی بار جواب دے چکے ہیں اور ہمارے لٹریچر کے مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے مولوی صاحب کو غلط فہمی لگی ہے۔ باقی رہا ان کا یہ ارشاد کہ "مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے"۔ اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب کا اپنا قول ہی نقل کئے دیتا ہوں ؎

اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

مولوی صاحب آپ کا تو ابتدا سے ہی شیوہ چلا آیا ہے کہ خدا کے پیاروں کو کذاب اور مفتری قرار دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ "صدیقاً نبیاً" کہکر یاد کرتا ہے آپ ان کو "لم یکذب ابراھیم الا ثلاث کذبات" کہکر یاد فرماتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ یہ تو مسیح موعود کی صداقت کی ایک بڑی دلیل ہے کہ آپ نے ان پر بھی حضرت ابراہیم کی طرح اتہام لگایا۔ تا حضرت صاحب کا یہ فرمان برحق ٹھہرے ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اعتراض اوّل

شہادت القرآن صـ ۴۱ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی بخاری کی حدیث ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے"۔

الجواب:- مولوی صاحب کا ارشاد بالکل بجا ہے۔ جناب مرزا صاحب نے شہادت القرآن میں ایسا ہی لکھا ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو خدا نہیں مانتے۔ بلکہ ایک انسان سمجھتے ہیں۔ صرف ان میں اور ہم میں اس قدر فرق ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ میں مامور ہو کر آئے تھے۔ لیکن مامور ہونے سے ان کی ذات نسیان سے بری نہیں ٹھہر سکتی وہ بھی بھول سکتے ہیں۔ جس طرح باقی لوگ بھول سکتے ہیں۔ ان کی قلم سے بھی سبقت ہو سکتی ہے۔ جس طرح دوسرے محررین سے ہوتی ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی مچھلی بھول گئے تھے۔ "فلما بلغا مجمع بینھما نسیا حوتھما فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا" (الکہف) حضرت آدم علیہ السلام کیلئے فرمایا "فنسی ولم نجد لہ عزما"۔ اسی طرح رسول کریم ایک مرتبہ چار رکعت کی جگہ صرف دو رکعت پڑھ کر نماز ختم کر بیٹھے۔ جب یاد دلایا گیا تو باقی دو رکعت بھی ادا فرمائی۔

"ورجل یدعوہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین فقال انسیت ام قصرت فقال لم انس ولم تقصر قال بلیٰ قد نسیت فصلّی رکعتین" (بخاری جلد اول صـ ۱۲۱ نیز ترمذی جلد ا۔ ابواب الصلوٰۃ صـ ۶۲)

دونوں جگہ پر مذکور ہے کہ حضور نے بالکل یقین نہ کیا اور اس بات پر مصر رہے کہ میں نے پوری نماز ادا کی ہے۔ لیکن تحقیق کے بعد یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ حضور بھول گئے ہیں تو اس پر حضور نے باقی دو رکعت ادا فرمائی۔ جب ہمارے خاتم النبیین سید الاوّلین والآخرین بھول چوک سے بری نہیں۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کی کیا ہستی ہے۔ وہ تو رسول کریم کے ایک ادنیٰ غلام تھے جیسے کہ انہوں نے خود فرمایا ہے ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

اگر آپ کا فتویٰ صحیح مانا جائے تو ان تمام انبیاء پر اس کی زد پڑتی ہے۔ کیونکہ کلیہ سب کے لئے مساوی ہوگا۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا ست
کار طفلاں تمام خواہد شد

جناب من دیکھئے امت محمدیہ کی وہ باوقار ہستیاں جن پر ہم لوگوں کو ناز ہے اور ہونا بھی چاہیئے۔ ان کے متعلق آپ کیا کہیں گے۔ امام بیہقی صاحب اپنی کتاب الاسماء والصفات میں لکھتے ہیں۔ کہ "کیف انتم اذا نزل عیسیٰ ابن مریم فیکم من السماء وامامکم منکم رواہ البخاری"۔ بخاری شریف میں من السماء کا لفظ بالکل نہیں ہے۔ پس کیا مولوی صاحب، بخاری کے کسی نسخہ سے من السماء کا لفظ نکال کر دکھا سکتے ہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔ ان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ

دوسرا اعتراض

حقیقۃ الوحی مرزا صاحب کی آخری تصنیف صـ ۳۹۰ ملخصاً "مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے جس پر امور غیبیہ بکثرت ظاہر کئے جاتے ہیں وہ نبی کہلاتا ہے مرزا صاحب نے دیدہ دانستہ جھوٹ بولا ہے"۔

الجواب:- حضرت مجدد صاحب سرہندی کی عبارت عربی میں ہے۔ جہاں اصلی عبارت کے نقل کرنے کی ضرورت حضرت مرزا صاحب کو محسوس ہوئی ہے وہاں پر تو عربی عبارت ہی نقل کر دی اور اس کا ترجمہ بھی کر دیا۔ چنانچہ ازالہ اوہام صـ ۹۱۵ پر اور تحفہ بغداد حاشیہ صـ ۲۰ و ۲۱ پر ایسا ہی کیا ہے۔ لیکن حقیقۃ الوحی میں تو حضرت مرزا صاحب اس عبارت کا استنباط بیان فرماتے ہیں۔ کیونکہ مجدد صاحب کی یہ عبارت اصل میں قرآن مجید کی اس آیت کی تشریح ہے۔ "فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول"۔ یعنی امور غیبیہ کثرت سے اللہ تعالیٰ مرسل پر ہی ظاہر کیا کرتا ہے۔ لفظ مرسل عام ہے اس میں محدث اور نبی شامل ہیں چنانچہ اس کی تائید میں میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی ایک عبارت نقل کرتا ہوں۔ وہ اپنی کتاب الخیر الکثیر صـ ۷۳ و ۷۴ پر تحریر فرماتے ہیں "واعلم ان الحدیث الذی حکم فیہ بکثرت الانبیاء حین انما یرید بہ ما یعم المحدث والمرسل فیہ مرادف النبی"۔ اس حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ امت کے باقی محدثین بھی نبی اور مرسل اور محدث کو مرادف ہی خیال کرتے رہے ہیں چنانچہ حضرت صاحب نے بھی اسی کلیہ کے مطابق ارشاد فرمایا ہے:-

"رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہوں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث یا مجدد ہوں"۔ (حاشیہ ایام الصلح صـ ۱۷۱)

ایک تو کسی حوالے کا نقل کرنا ہوتا ہے اور ایک کسی کے حوالہ سے استنباط کرنا۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا "ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" یہی الفاظ کسی انجیل سے مولوی صاحب نکال کر نہیں بتلا سکتے بلکہ یہ تو مسیح کے ارشاد کا استنباط ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اس طرح پر لکھنا کوئی عجوبہ بات نہیں بلکہ عام طریقہ چلا آیا ہے۔

تیسرا اعتراض

تحفۃ الندوہ صـ ۵۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔

الجواب:- اس موقعہ پر حضرت صاحب نے سورہ تحریم کی ان آیات کی طرف اشارہ کیا ہے جو ذیل میں درج ہیں:-

"وضرب اللہ مثلا للذین اٰمنوا امرات فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربھا وکتبہ وکانت من القانتین"

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک مومن جو خدا تعالیٰ سے ساتھ کامل تعلق رکھتا ہو۔ وہ ابن مریم ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ آیا مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ میں ابن مریم ہوں۔ کہاں تک درست ہے سو معلوم رہے کہ تفسیر کبیر جلد ۲ صـ ۶۸۹ پر لکھا ہے "اطلاق اسم الشیٔ علیٰ ما یشابھہ فی اکثر خواصہ وصفاتہ جائز حسن" اگر حضرت صاحب نے اپنے آپ کو ابن مریم لکھدیا تو کونسا جرم ہو گیا۔ دیکھو حضرت رسول کریم نے فرمایا کہ

"من احب ان ینظر الیٰ عیسیٰ ابن مریم فی زھدہ فلینظر الیٰ ابی الدرداء"

(منصب امامت مصنفہ سید اسماعیل شہید صـ ۳۵)

معلوم ہوا کہ بعض خواص کو ملحوظ رکھکر کسی کو تشابہت دی جا سکتی ہے جس طرح رسالت کو ملحوظ رکھکر رسول کریم صلعم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دی گئی ہے۔ حالانکہ فی الواقع رسول کریم کی اور حضرت موسیٰ کی نسبت تامہ نہیں بن سکتی۔ کیونکہ موسیٰ تو ایک قوم کی طرف اور ایک خاص وقت تک کیلئے تھے لیکن

(باقی صـ ۶ پر)

حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم کی تعزیت

انجمن حمایت اسلام لاہور کا ریزولیوشن

نقل ریزولیوشن عشہ اجلاس جنرل کونسل منعقدہ یکم مارچ ۱۹۳۶ء

آنریری سیکرٹری (۲) نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے بیان کیا۔ کہ ڈاکٹر صاحب انجمن کی جنرل کونسل کے بہت پرانے اور ہمدرد رکن تھے۔ خاص طور پر یتیم خانہ کے کاموں میں بہت زیادہ دلچسپی لیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کی وفات پر اظہار افسوس کیا جائے۔ اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا جائے۔

تجویز بالاتفاق منظور ہوئی۔ اور قرار پایا کہ ریزولیوشن کی نقل ان کے پسماندگان کی خدمت میں بھیج دی جائے۔

نقل مطابق اصل ہے — سپرنٹنڈنٹ

صدر دفتر لاہور

مکتوب برلن

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کی وفات کی جانکاہ خبر سے مسلمانان برلن کو دلی رنج ہوا۔ نماز عید کے بعد ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کی ناگہانی وفات کی خبر مسلمانوں کو سنائی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک تاتاری مسلمان جناب یوسف اکچورہ کی وفات حسرت آیات کا تذکرہ کیا۔ اسی وقت جملہ مسلمانان نے ان ہر دو حضرات کے لئے نماز جنازہ پڑھی اور مرحومین کے لئے دعائے مغفرت مانگی۔ کہ اللہ تعالےٰ ان ہر دو کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

عید کے روز شام آٹھ بجے جرمن مسلم سوسائٹی کا جلسہ ہوا۔ جلسہ کے شروع ہونے سے پیشتر جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب نے ایک ریزولیوشن حاضرین کی خدمت میں پیش کیا۔ کہ یہ جلسہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور وائس پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ناگہانی وفات کی خبر سن کر قلبی غم و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور اپنی دلی ہمدردی جملہ ممبران انجمن اور مرحوم کے پسماندگان کی خدمت میں پیش کرتا ہے نیز دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حاضرین نے یہ ریزولیوشن کھڑے ہو کر پاس کیا۔ اور مرحوم کی یاد میں ایک منٹ خاموش کھڑے رہے۔

(خاکسار۔ عزیز الرحمن مرزا)

مکتوب بغداد

برادر عزیز جناب محمد منظور الٰہی صاحب سلمہ الرحمن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۶ء میں یہ المناک اور غم انگیز خبر انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ پڑھی گئی۔ کہ ملت اسلامیہ کا فرزند کامل ملک و ملت کا سچا بہی خواہ شمع احمدیت کا جان نثار پروانہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ ہمیں دائمی داغ مفارقت دے کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

اس دردناک و الم انگیز حادثہ کی خبر نے وابستگان سلسلہ اور معاونین انجمن مقیمان بغداد کے قلوب کو جو سخت ترین صدمہ پہنچایا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ آہ انجمن کے اس عظیم و جلیل فقید کی وفات ناقابل برداشت نقصان ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ مگر مشیت ایزدی یہی تھی۔ انسان یہاں مجبور اور لاچار ہے۔

کل شام کو اس حادثہ الیمہ پر اظہار افسوس اور دعائے مغفرت کے لئے کمترین کے مکان پر ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں ممبران جماعت اور معاونین کی طرف سے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

"یہ جلسہ مجاہد فی الدین حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس قحط الرجال زمانہ میں اس امن و اتحاد کے پرجوش حامی پاک سیرت بزرگ کے فقدان کو ملت اسلامیہ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے۔ اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اس یگانہ عصر ہستی کا نعم البدل عطا فرمائے۔"

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ازراہ کرم ہماری اس قلبی دلسوزی اور ہمدردی کا اظہار مرحوم محترم کے اعزا و اقارب کی خدمت میں کر دیں۔

(خاکسار (سید) تصدق حسین قادری)

مکتوب جاوا

مکرمی مرزا مسعود بیگ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کل مجھے "پیغام صلح" کا پرچہ ملا جس میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے انتقال کی روح فرسا خبر درج تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جب سے میں نے مرحوم کی بیماری کی خبر سنی تھی شب و روز ان کی صحت کے لئے دعائیں کرتا تھا۔ مگر افسوس ہماری دعائیں بارور نہ ہوئیں۔

میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے مشفقانہ سلوک کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ جاوا روانہ ہونے سے قبل مجھے کچھ عرصہ مرحوم کے پاس ٹھہرنے کا موقع ملا۔ اور اس دوران میں وہ مجھ پر بہت ہی عنایت کرتے رہے رات کے وقت جب وہ فارغ ہوتے۔ تو اشکبار آنکھوں سے وہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اور احمدیت کے ابتدائی دور کے ایمان افزا واقعات سنایا کرتے۔ مرحوم کا اخلاص اور جذبہ ایمان اور مسیح موعود سے محبت و عقیدت دیکھ کر میں ایسا متاثر ہوتا۔ کہ خود میرا ایمان بھی مسیح موعود اور ذات باری پر پہلے سے کئی گنا ترقی کر گیا

اے خدا تو مرحوم کی روح پر بڑی بڑی برکات نازل فرما اور اسے اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔

مہربانی فرما کر جملہ اہل خانہ تک میرا پیغام ہمدردی پہنچا دیں۔ مجھے مرزا عبد الرحمن بیگ کا پتہ معلوم نہیں ورنہ میں انہیں بھی تعزیت کا خط لکھوں۔

کل ہم نے احمدیہ مسجد پورووکرٹو میں مرحوم کا جنازہ غائبانہ ادا کیا۔ اور میں نے انڈونیسیا کی تمام جماعتوں کو لکھا ہے۔ کہ وہ بھی مرحوم کا جنازہ ادا کریں

مہربانی کر کے مجھے حضرت مرحوم کا ایک فوٹو اور مختصر حالات زندگی ارسال کریں تاکہ میں ڈچ اور جاوی رسالوں میں اسے شائع کر سکوں جملہ احباب کو السلام علیکم۔ (آپ کا بھائی مرزا ولی احمد بیگ)

بقیہ صفحہ ۵

آنحضرت صلعم تو تمام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے اور قیامت تک ان کا زمانہ رسالت رہیگا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "رحمۃ للعالمین"، "کافۃ للناس"

محاورات عرب بھی ہمیں اس بات سے نہیں روکتے چنانچہ کامل المبرد میں ایک واقع کی تحت میں لکھا ہے۔

وحدثت ان راهبين دخلا البصرة من ناحية الشام فنظرا الى الحسن البصرى فقال احدهما لصاحبه مل بنا الى هذا الذى كان سمته سمت المسيح (کامل المبرد ص ۹۱۹ مطبوعہ لاہور)

اس واقع میں دو راہبوں نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کو مسیح کا ہم صورت خیال کر کے مسیح سے نسبت دی ہے تو کیا حسن بصری حقیقی مسیح علیہ السلام بن گئے۔ نہیں بلکہ بعض خواص میں وہ مسیحؑ سے کچھ نسبت رکھتے تھے۔

احمدیت اور محمدیت

اس سوال کی تحت میں مولوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر نہیں بتلا سکتے اور ہرگز نہیں بتلا سکتے تو احمدیت چھوڑ کر محمدی بن جاؤ۔ مولوی صاحب کے اس ارشاد سے مجھے بہت رنج ہوا ہے خدا تعالیٰ وہ وقت نہ لائے کہ ہم رسول کریم کے ایک پہلو پر ایمان لائیں اور دوسرے پہلو کو ترک کر دیں۔

ہم تو احمدی بھی ہیں اور محمدی بھی۔ یہ منصب مولوی صاحب کو ہی نصیب ہو۔ واقع یہ ہے کہ مولوی صاحب اپنے اصل مسلک سے مجبور ہیں۔ کیونکہ جس طرح پر وہ قرآن مجید میں ناسخ منسوخ کے قائل ہیں۔ اسی طرح وہ رسول کریم کے صفات کے ساتھ بھی پیش آنا چاہتے ہیں۔ یعنی اسم محمد نے احمد کو منسوخ کر دیا۔ نعوذ باللہ ہم تو رسول کریم کو محمد بھی مانتے ہیں اور احمد بھی۔ ہمارے مسیح موعود نے اگر اپنی جماعت کا نام احمدیہ جماعت رکھا ہے تو اس کی علت غائی بھی انہوں نے یہی بیان فرمائی ہے کہ یہ مبارک نام میرے پیارے آقا کا ہے اور میں اپنی مظلوم جماعت کو ان کے جمالی نام سے موسوم کرتا ہوں۔ سو مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے پیارے آقا کے نام کی طرف منسوب ہیں۔ اور بدبخت ہے وہ جو اس پر حسد کرتا ہے اس کا جواب تو صرف یہی ہے کہ "موتوا بغیظکم"

(باقی دارد)

نوجوانانِ قوم سے اپیل

(از قلم مولوی غلام نبی صاحب مسلّم بی۔ اے)

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہ ہو نومید نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں
نہیں تیرا بسیرا قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

تاریخ کی شہادت

قوموں کی ترقی کا راز جوانوں کی مساعی سے وابستہ ہے اقوامِ عالم کی گذشتہ و موجودہ تاریخ اس بات کا بدیہی ثبوت ہے انقلابِ فرانس۔ آزادیٔ امریکہ۔ استخلاص روس اور آزادیٔ ترکی کی اساس نوجوانوں کی ہڈیوں اور خون سے تیار شدہ مواد پر پڑی۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی ترقی و عظمت، عروج و شوکت کا سہرا اسلام کے فدائی نوجوانوں کی بے پناہ قربانیوں اور جد و جہد کا مرہونِ منت ہے۔ اور آج بھی طارقؓ۔ محمد بن قاسمؒ۔ خالد بن ولیدؓ کے کارہائے نمایاں نوجوانوں کی اولوالعزمیوں کا زندہ ثبوت پیش کرتے ہیں۔ جو کہ اپنے آگے جبابرہ کی سلطنتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گئے۔ موجودہ دور میں بھی مصطفےٰ کمال۔ رضا شاہ پہلوی امان اللہ خاں اور ابن سعود کی ہستیاں اس میدان میں تاریخ کا اعادہ کرتی نظر آتی ہیں۔

موجودہ زمانہ کی رفتار

موجودہ دور میں پھر نوجوانوں کی جد و جہد کی ضرورت ہے مگر اس کی نوعیت نبی کریم صلعم کے عمل کی سی ہے۔ اس وقت پھر دنیا میں دہریت و مادیت کے اثرات غالب آچکے ہیں۔ مذہب کی روح مٹ چکی ہے۔ توحید ناپید ہو رہی ہے۔ شیطان اپنی تمام طاغوتی طاقتوں سے مسلح ہو کر حق کے استیصال پر آکھڑا ہوا ہے بت پرستی کا دور دورہ ہے۔ انسان انسان کے خون کا پیاسا۔ بھائی بھائی کا دشمن اور اقوامِ عالم اپنی ہستی کے برقرار رکھنے کے لئے ایک دوسرے کو ہڑپ کر جانے کی فکر میں ہیں۔ حرص جوع الارضی کا سودا دماغوں پر مسلط ہے۔ فضائے عالم میں بدامنی و بےچینی فتنہ و فساد قتل و غارت کے بادل مسلط ہیں۔ اور تو اور اسلام کے پیرو۔ قرآن کے ماننے والے۔ اسلاف کی تاریخ سے واقف مسلمان خدا سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ لامذہبیت ان کے دماغوں پر مسلط ہو چکی ہے۔ الفت اسلام کا جذبہ ان کے سینوں سے مٹ چکا ہے۔ اشاعت قرآن کی تڑپ مفقود ہے یورپ کی گمراہ کن خوشنما تہذیب نے ان کی آنکھوں سے قرآن کی ٹھنڈی مگر حقیقی روشنی اوجھل کر دی ہے۔ آج مسلمان سلطنتیں، اسلامی عالمگیر اصول سے روگردانی کر کے یورپ کے گمراہوں کی پیش کردہ قومیت کے تخیل کی پیروی کر رہی ہیں۔ عامۃ المسلمین اپنے عمل سے ننگ اسلام ہیں۔ علماء دین علم دین سے بے بہرہ حقیقی نصب العین سے بے خبر اسلام کے نام لیواؤں کی تکفیر اور باہمی نزاع کی آگ بھڑکانے میں مشغول۔ ان کی زبانیں مسخ ہو چکی ہیں۔ ولولۂ تبلیغ ختم ہو چکا ہے۔ جوشِ اشاعتِ دین قصہ ماضی بن چکا ہے۔ افسوس کہ

دین کافر فکر و تدبیرِ جہاد ٭ دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد

کے مصداق موجودہ مُلّا روحِ اسلام کو کچل کر چند شیطانی اقوال کی پٹری میں ایک ایسا مستقل کیڑا بن چکے ہیں جس نے قوم کی ملکیت اور ساتھ و کی جڑوں کو بالکل کھوکھلا کر رکھا ہے۔

مجدد وقت کا مشن

اس سے بھی ہزار گنا زیادہ قباحتیں ہیں جو کہ اسلام کے نام پر جاری ہیں اور جن میں اقوامِ عالم گرفتار ہیں۔ ان کی اصلاح ایک وقت کی زبردست ضرورت ہے۔ اسلام آج چلا چلا کر کہہ رہا ہے کہ مجھ بے کس کا کوئی مددگار ہے؟ ہے کوئی جو مجھے اپنوں اور بیگانوں کے بے پناہ حملوں سے بچانے والا ہے؟ یہ کام تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے سر پر اپنے ایک مجدد کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ نے جس تندہی اور قربانی سے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ اس کے دشمن و دوست یکساں معترف ہیں۔ مگر آپ نے صرف بنیاد رکھی دین کی تائید میں پودا لگایا اور اس کی آبیاری کا کام اپنے حلقہ بگوشوں کے سپرد کر گئے۔ افسوس کہ ایک گروہ نے حقیقی مقصد سے قطع نظر کر کے سیاسیات اور دنیوی خواہشات کو ہی مقصد وحید قرار دے لیا۔ پھر کیا مجدد وقت کا لگایا ہوا پودا خشک ہو جائے گا اور دین اسلام پھر کس مپرسی کی حالت میں ہو جائیگا۔ اس کا جواب احمدی نوجوانوں کے ذمہ ہے۔

ہماری ذمہ واریاں

عزیز بھائیو! یہ کام ہم ہی نے کرنا ہے۔ یہ خدائے پاک کا ایک احسان ہے کہ ہمیں اس خدمت کا موقع دیا جا رہا ہے۔ آج ہم اس نازک دور میں دین کی خاطر مصائب و آلام کا مقابلہ کر کے نبی کریمؐ اور آپ کے اصحاب کے سچے خادموں کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ یہ کام خدائی ہے۔ ضرور ہو کر رہے گا۔ مگر افسوس ہے کہ اس سعادت سے اور لوگ استفادہ حاصل کریں گے۔ اور ہم محروم رہ جائیں گے۔ دوستو عامۃ المسلمین نے تیرہ سو سال تک قرآن کی خدمت سے عدم توجہی کا اظہار کر کے غداری کا ثبوت دیا ہے اگر مسلمان اور سلاطین ملت دین کی محبت سے لبریز ہو کر اس پیغام الٰہی کی اشاعت کا التزام کرتے تو نہ صرف دنیا کا بچہ بچہ اس سے روشناس ہوتا بلکہ اس دین کا حلقہ بگوش ہوتا۔ افسوس کہ نبی رحمۃ للعالمینؐ کی رحمت کا جام پوری طرح چھلک رہا اور اقوام عالم کو اس سے تشنہ کام رکھا گیا ہے۔ رب العالمین کے للعالمین نذیراً پیغام سے دنیا کے انسانوں کو بے خبر رکھا گیا ہو۔ مسلمانوں نے بلغوا عنی ولو آیۃ کے حکم کی صریح نافرمانی کی۔ جس کا پھل ذلت دار دیا ہے۔

آج اس اہم ترین کام کا بوجھ ہمارے ہی کندھوں پر ہے اس لئے کہ ہم اس کے دامن سے وابستہ ہیں۔ جس کا مقصد ہی دنیا اور بالخصوص اقوام مغرب تک پیغام الٰہی پہنچانا تھا۔ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ ہم نے اپنی جان و مال کو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ اس کی رضا کے عوض فروخت کیا ہوا ہے۔ انشاء اللہ ہم ہی اس نعمت سے بہرہ ور ہوں گے۔

دعوتِ عمل

اگرچہ ہماری محدود جماعت کا کام کے لحاظ سے کوئی بڑی سے بڑی اسلامی جماعت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن موجودہ رفتار بہت ہی سست ہے۔ اگر نوجوان اپنے فرض کا احساس کرتے تو کامیابی سے کئی گنا زیادہ ہوتی۔ اور اس وقت تک دنیا کا کوئی متنفس تعلیم اسلام سے بے بہرہ نہ ہوتا۔ مگر سعئی ماضی، آئندہ کے لئے ایک لمحہ توقف اور کاہلی پیام موت ہے۔ اس کام کو بخوبی سرانجام دینے کے لئے نوجوانانِ قوم کی تنظیم نہایت ضروری ہے جس کے لئے مرکزی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن پوری مستعدی کر میدان میں کود رہی ہے۔ اس لئے اس اپیل کے دیکھتے ہی تمام ایسوسی ایشنز اپنی اپنی جگہ کسل و جمود کا جامہ اتار پھینکیں۔ ممبروں کو بیدار کریں۔ اور نور اسلام کو اقصائے عالم کے کفرستان کی تاریکیوں میں لے جانے کے لئے تیار ہو جائیں (آئندہ مضمون میں پہلی ضرورت کی تشریح کی جائے گی)

نوجوانو! اٹھو۔ بہت سو چکے۔ زمانہ بربادی پر تلا ہوا ہے فلک کج رفتار تباہی کے درپے ہے۔ اقوامِ عالم مخالفت کی دوڑ دھوپ میں بڑھ چکی ہیں۔ اپنے اخلاق کو سنوارو۔ قرآن کو اوڑھنا اور بچھونا بناؤ۔ صورت اور سیرت کے لحاظ سے اسلام کا کامل نمونہ بن جاؤ۔ وقت دور نہیں کہ اسلام کی عظمت کا ڈنکا بجے اور فضائے عالم صدائے توحید سے تھرا اٹھے سب کوئی جو اس جہاد میں ساتھ دے۔

اورسیر کی ضرورت

اگر کوئی اورسیر فارغ ہوں اور کام کی تلاش میں ہوں تو اپنی درخواست سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے پتہ پر بھجوا دیں جس نام پر درخواست دینی ہو اسے خالی چھوڑ دیں۔ مگر ویسے ہر پہلو سے درخواست مکمل ہو۔ اگر اس کے متعلق کچھ مزید دریافت کرنا چاہیں تو سکرٹری سے خط و کتابت کریں۔ (سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

ترکی زبان سیکھ لیجیے

چند روز سے حاجی الغازی محمد زکریا آفندی لاہور میں تشریف فرما ہیں اور بعض احباب کے اصرار پر اس امر کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں کہ لاہور میں ترکی زبان کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیں۔ آپ ترکی کے ایک اچھے ادیب ہیں اور نہایت آسان طریقوں سے زبان سکھا سکتے ہیں۔ اگر لاہور میں زبان ترکی کی تحصیل کے شائقین اچھی تعداد میں مل گئے تو آپ جلد سے جلد ایک مکتب قائم کر لیں گے جس میں ترکی کے علاوہ عربی۔ لاطینی اور فارسی کے لکھنے پڑھنے اور بولنے کی تعلیم بھی دی جائیگی۔ اگر کوئی صاحب گھر پر ترکی زبان سیکھنا چاہیں تو فوراً ذیل کے پتہ پر اطلاع دیں (حاجی الغازی محمد زکریا آفندی معرفت [illegible] لاہور)

برلن کے حبیب الرحمان کون ہیں؟

پنجاب کا پریس ایک شخص حبیب الرحمان نامی مقیم برلن کے نام سے بخوبی واقف ہوگا۔ آپ کون ہیں؟ یہاں برلن میں کب سے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ اکثر احباب نے ہم سے ان کی شخصیت کے متعلق دریافت کیا ہے۔ ہم اس بات کو معیوب سمجھتے ہیں کہ کسی شخص کے متعلق خواہ مخواہ اظہار رائے کیا جائے۔ مگر ایک طرف چند احباب کا یہ تقاضا ہے اور دوسری طرف یہ حبیب الرحمان صاحب اپنے آپکو "فدائے ملت" اور "خادم دین" لکھکر اپنی پبلک پوزیشن قائم کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ ایک شخص اپنے آپ کو خادم دین اور فدائے ملت بتائے ہمارا فرض ہے کہ اس کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔

حال ہی میں (ماہ جنوری) میں فضل کریم خاں درانی ایڈیٹر "دی ٹرتھ" نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ "وہ اپنے قیام برلن کے دوران سے اس شخص کو بخوبی جانتے ہیں اور اس کی حیثیت ایک Vagabond کی ہے"۔ اور اسی ضمن میں لکھا ہے کہ یہ وہی حبیب الرحمان ہیں جن کا نام ایک جرمن لڑکی کی خودکشی کے واقعہ کے ساتھ ملوث تھا۔ اس واقعہ کے متعلق ہم اس وقت کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ بہتر ہوگا۔ اگر درانی صاحب خود ہی اس پر مزید روشنی ڈالیں۔

ہم صرف اس قدر عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ آج کل بھی ان حضرات کا یہی حال ہے۔ یہ صاحب یہاں ایک جگہ "لونا پارک" میں کام کرتے تھے۔ ان کی حالت بد سے بدتر ہو رہی تھی کہ ایک عورت کو ان کے حال پر رحم آیا اور وہ ان کو اپنے ہاں لے آئی۔ آج تک وہ اس عورت کے ساتھ رہتے ہیں۔ لیکن لطف یہ ہے کہ اس عورت کو اپنی منکوحہ بیوی بتاتے ہیں حالانکہ وہ شادی شدہ ہے اور اس کا خاوند زندہ ہے اور اس کی ایک لڑکی بھی ہے۔ اگر جرأت ہے تو حبیب صاحب اس کا انکار کریں۔

ہم ذاتی نکتہ چینیوں سے ہمیشہ پرہیز کرتے رہے ہیں اور یہی ہمارا مسلک ہے۔ لیکن جس حالت میں ان کی ذات اسلام میں تفرقہ اور حق کے راہ میں ایک رکاوٹ بن رہی ہو۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اُن کی اصلی حیثیت مسلمانوں کے سامنے پیش کریں۔

یہ ہے "زمیندار" اور "احسان" کے "فدائے ملت"۔ اس کے علاوہ اور بھی واقعات ہیں جن کے پیش کرنے کی اگر ضرورت پڑی تو انشاء اللہ ان کو ظاہر کیا جائے گا۔

اب میں ان کی "جماعت اسلامیہ" کے متعلق چند سطور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس نام نہاد جماعت کا آغاز ۱۹۲۲ء میں ہوا۔ اس کی گذشتہ دس سالہ تاریخ پر ہم کسی سابقہ اشاعت میں روشنی ڈال چکے ہیں۔ یہ جماعت یہاں کی عدالت میں رجسٹرڈ شدہ تھی۔ پہلے ۵ سال تو قدرے اچھی طرح سے گذرے مگر بعد ازاں اس میں جنگ و جدال کا وہ طوفان برپا ہوا کہ الامان۔ ممبران جماعت نے ایک دوسرے کے خلاف عدالتی کاروائیاں تک کیں۔ اور قانونی نالشوں تک نوبت پہنچی اور چند دکلا برلن کی روزی کا سامان بن گیا۔ آخر مسلمان تھے "کل مومن اخوۃ" کا خوب مظاہرہ کیا انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اس جگہ یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ فریقین میں سے کسی کا بھی مسجد یا مشن برلن سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ ممبران جماعت اسلامیہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے تھے) ۱۹۲۹ء میں عدالت نے تنگ آکر آخر ایک صاحب عبدالستار خیری کو وقتی صدر مقرر کر دیا تاکہ وہ اس قصے کو یا تو درست کریں اور یا خاتمہ کیا جاوے۔ مگر بیچارے عبدالستار خیری صاحب کیا کرتے۔ انہوں نے بڑی کوشش کی۔ مگر کچھ نہ ہونا تھا اور نہ ہوا۔ وہ ہندوستان چلے گئے اور "جماعت اسلامیہ" کی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو عدالت نے پھر ایک شخص ڈاکٹر داصل اسلان کو اس کا "وقتی صدر" مقرر کیا۔ مگر ۱۹۳۵ء میں یہ صاحب بھی برلن کو خیرباد کہتے ہوئے اپنے وطن واپس تشریف لے گئے اور جماعت اسلامیہ اسی کس مپرسی اور یتیمی کی حالت میں سسکنے لگی۔ اب ۲ جنوری ۱۹۳۶ء کو ایک شخص "جارج کینجنی" نامی اس کا "وقتی اور اضطراری صدر" مقرر ہوا۔ اس تمام قصہ کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ مسلمانان عالم اور بالخصوص مسلمانان ہند اس نام نہاد جماعت اسلامیہ کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو جاویں۔ ناظرین کرام عبدالجبار خیری اور نافی چلبی مرحوم کے ناموں سے تو آشنا ہوں گے کسی زمانے میں حبیب الرحمان صاحب نے ان کی تعریفوں کے پل باندھے تھے۔ مگر ہم اس قدر عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ اول تو ان دونوں حضرات میں شدید عداوت تھی۔ ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے (اس کا ثبوت عدالت کے کاغذات میں موجود ہے) دوم نافی چلبی کبھی بھی اس جماعت اسلامیہ کے صدر نہیں رہے۔ یہ حبیب الرحمان صاحب کا کرشمہ ہے کہ "نیست سے ہست" بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح انہیں حبیب الرحمان صاحب نے ڈاکٹر داصل اسلان کی روانگی برلن کے بعد ایک شخص بنام محمد احمد مصری کو جماعت اسلامیہ کا صدر مشہور کر رکھا تھا۔ چنانچہ ان کو بطور صدر پیش کر کے ایک دو لیکچر بھی دلوائے۔ مگر لطف یہ ہے کہ ان صاحب کا عدالت کے کاغذات میں سرے سے نام ہی نہیں مگر یہ حبیب الرحمان صاحب کے "کمالات" کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ اور وہ اس قسم کے کمالات میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

اب حبیب الرحمان صاحب کا ایک اور کمال ملاحظہ فرمائیں۔ جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ ۲ جنوری ۱۹۳۶ء کو عدالت نے پھر ایک دفعہ اضطراری اور وقتی صدر "جارج کینجنی" نامی کو مقرر کیا اور یہ حبیب الرحمان صاحب "فدائے ملت" کی درخواست پر ہوا۔ اب پولیس کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ یہ صاحب "جارج کینجنی" مسلمان ہی نہیں بلکہ کیتھولک عیسائی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ در پردہ وہ کیتھولک مشن کے جاسوس ہیں۔ اور مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ قرآن کریم نے ایسے لوگوں کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا و اذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون۔

کاش اس "فدائے ملت" کو اسلام کا کچھ پاس ہوتا اور وہ بجائے تخریب اسلام کے تعمیر اسلام۔ نفاق بین المسلمین کے اتحاد بین المسلمین کا کوئی کام کرتے۔ یہ خادم اسلام یہاں بظاہر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمان اکٹھے ہوں اور مسجد ان کے سپرد کر دی جائے۔ لیکن در پردہ برلن اور ہندوستان میں ہمارے اور مسجد کے خلاف پروپاگنڈا کر رہے ہیں جو مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے

ہم آخر پر اس بات کا اعادہ کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول کے مطابق کسی شخص کے نقص یا برائی کی تشہیر کو گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ مگر یہ پرلے درجہ کا ظلم اور نا انصافی ہوگی۔ اگر ان باتوں کا اعلان نہ کریں جو واقعات اور صداقت پر مبنی ہیں اور جن کے اخفا سے قوم کو نقصان عظیم پہنچ رہا ہے۔

(شیخ محمد عبداللہ۔ از برلن)

شہادت کربلا کی مکمل تاریخ

ایک آنہ میں ۶۸ صفحے کی تصنیف

مرکزی سیرت کمیٹی نے حضرت عثمانؓ کے آخری عہد سے لیکر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک کے مفصل، صحیح اور مستند واقعات شائع کئے ہیں۔ رسالہ کا حجم ۶۸ صفحے ہے۔ جو مسلمان اسلام کی آخری دردناک تاریخ اور واقعات کربلا کی صحیح صحیح تفصیل معلوم کرنا چاہتے ہوں، وہ اس اہم اور بے مثال کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ جتنی کتابیں چاہئیں اسی قدر ایک ایک آنہ کے ٹکٹ محصولڈاک اور پیکنگ وغیرہ کے لئے ارسال فرمائیں اور اگر لفافہ بھیجنے کے خرچ سے بچنا چاہیں تو اپنے شہر کی سیرت کمیٹی سے ایک آنہ دے کر حاصل کر لیں۔

پتہ :- سیکرٹری سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر ہیں اور بدستور خدمات دینی میں مصروف ہیں۔

—— مہتہ عبدالحق صاحب کلرک دفتر انجمن کی طبیعت علیل ہے اور چوہدری سردار خاں صاحب کلرک پیغام صلح بھی ابھی تک بیمار ہیں

—— ہمارے دوست کیپٹن عبدالعزیز صاحب برنالہ نے اپریشن کرایا ہے۔

—— عزیز مشتاق احمد خلف ملک امانت خاں صاحب پروفیسر زراعتی کالج لعارضہ تپ محرقہ بیمار ہیں۔

—— عزیز امتیاز احمد صاحب خلف عبدالعزیز صاحب گرداور قانونگو بہاولنگر بیمار ہیں۔

—— ان تمام دوستوں کے لئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے

—— ہمارے عزیز دوست مولانا آفتاب الدین احمد صاحب امام ووکنگ مسجد کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ کا جنازہ غائب ادا کیا جائے۔

پیغام صلح :- ہمیں مولانا صاحب کے اس رنج میں دلی ہمدردی ہے خدا مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

—— کسی گذشتہ اشاعت میں کتاب "دی ٹیچنگز آف اسلام" کے متعلق ایک اعلان نکلا تھا۔ مگر ابھی تک بہت کم دوستوں نے اس کی طرف توجہ فرمائی ہے۔ احباب توجہ فرمائیں اور اس کتاب کی

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

— ترکی حکومت نے اس بین الاقوامی صنعتی نمائش میں شرکت کا فیصلہ کر لیا ہے جو لندن میں سال رواں کے اندر منعقد ہونے والی ہے اسی طرح تل ابیب (فلسطین) میں جو نمائش ہونے والی ہے۔ ترکی حکومت اس میں بھی شرکت کریگی۔

— انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت ترکی کی وزارت زراعت نے مستقل طور پر ایک زرعی آلات کا عجائب گھر قائم کیا ہے جس کا افتتاح سرکاری طور پر اواخر مارچ میں ہوگا۔

— ترکی کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ذمہ دار حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت ترکیہ حربی قیود کو اٹھا دینے پر تلی ہوئی ہے۔ چنانچہ حکومت مذکور نے معاہدہ لوزان کی اس دفعہ کو اپنے لئے ناقابل برداشت بتایا ہے جس کی رو سے دردانیال کی قلعہ بندی کی ممانعت ہے۔ حکومت ترکیہ نے متعلقہ حکومتوں کو ایک یادداشت ارسال کی ہے جس میں واضح طور پر لکھا ہے۔ کہ دردانیال کی قلعہ بندی ترکی کا حق ہے۔ اور وہ یہ حق حاصل کر کے رہیگی

— ترکی میوہ جات کی تجارت فروغ پذیر ہے۔ میوہ جات بیرونی ممالک کو بحری راستوں کے علاوہ فضائی راستوں سے بھی بکثرت روانہ کئے جا رہے ہیں۔

— عرب رہنماؤں نے چند ماہ تک بغداد میں ایک [illegible] العرب کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

— ترکی، ایران، افغانستان اور عراق کے معاہدہ کے متعلق یورپ کے مختلف ممالک میں خاص توجہ دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ انگلستان۔ فرانس اور اٹلی کے بعض حلقوں میں تو اس کے متعلق تشویش کا اظہار بھی کیا جا رہا ہے۔ جرمنی کا ایک مشہور نازی اخبار رقمطراز ہے کہ مشرق قریب کی بہت زیادہ اہم اسلامی حکومتوں میں اتحاد ہونا اسلام کے مقاصد کی بہت بڑی کامیابی کے مترادف ہے۔

— بغداد کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ عراق اور مملکت سعودیہ کے درمیان ایک نہایت اہم معاہدہ ہو گیا ہے۔ سلطان ابن سعود [illegible] عراق [illegible] گئی ہے۔

— قاہرہ۔ ۷ مارچ۔ ایک شاہی فرمان کی رو سے نئی پارلیمنٹ مصر کے انتخابات کی تاریخ ۲ مئی مقرر کی گئی ہے۔

— حکومت ترکی نے مالکان جہازات سے باربرداری کے سارے جہاز خرید لئے ہیں۔ اس طرح اسٹیمر کی تجارتی حمل و نقل کا اجارہ اب کاملاً حکومت کے ہاتھوں میں آگیا ہے۔ تجویز ہے۔ کہ ایک انگریز ماہر کی نگرانی میں جس کی خدمات عنقریب مستعار لی جانے والی ہیں۔ سرکاری طور پر جہازرانی کو وسیع اور منظم کیا جائے۔ یہ کارروائی اس لئے کی جا رہی ہے۔ کہ جنگ کی صورت میں اناطولیہ سے فوجوں اور توپ خانوں کی منتقلی میں مزید سہولتیں پیدا کی جائیں۔

— اب اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ مجلس ملیہ ترکی نے یورپ کے موجودہ نازک حالات کے پیش نظر اسلحہ خریدنے اور اپنے بیڑے کو دوبارہ مسلح کرنے کے لئے ۱۲ ملین پونڈ منظور کئے ہیں۔

— بعض عربی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ مصر کی وفد پارٹی کی تقلید میں فلسطین میں ایک "طوفانی فوج" کا نظام قائم کیا گیا ہے [illegible] مفتی اعظم فلسطین

ہندوستان

— اعلیٰ حضرت حضور نظام ابھی تک دہلی میں فروکش ہیں معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور ممدوح ۲۰ مارچ کو علیگڑھ تشریف لے جائیں گے اور وہاں مختصر قیام کے بعد اسی روز عازم حیدر آباد فرخندہ بنیاد ہوں گے آپ کے قیام کی وجہ سے دہلی میں بڑی رونق ہے۔ گزشتہ جمعہ کو آپ نماز کے لئے جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ جس کی وجہ سے مسجد میں نمازیوں کا غیر معمولی اجتماع ہو گیا۔

— نئی دہلی۔ ۷ مارچ پنڈت جواہر لال نہرو آج دہلی پہنچ گئے ہیں۔ آپ کا شاندار خیر مقدم کیا گیا۔ اور جلوس نکالا گیا

— ناسک ۱۶ مارچ۔ سناتن دھرمیوں کے ایک گروہ نے پنڈت مالویہ پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے شہر میں ہیجان و اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ شنکر آچاریہ اور پنڈت مالویہ نے چھوت چھات کے خلاف شدید پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ اس وجہ سے ناسک کے قدامت پسند سناتن دھرمی بے وجہ چراغ پا ہو گئے اور پنڈت جی پر حملہ کر دیا۔

— بنارس ۷ مارچ ایک برطانی فوجی افسر بستر میں سگریٹ پیتا پیتا سو گیا۔ اور جل کر مر گیا۔

— معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت پنجاب سیالکوٹ میونسپلٹی کے ممبروں پر مقدمہ چلانے والی ہے۔

— کوئٹہ ۷ مارچ ہفتہ مختتمہ ۷ مارچ میں ۱۸۴۴۷ روپیہ کی مالیت کا سامان زمین سے کھود کر نکالا گیا۔ اب تک ۱۸۰۷ ۴۴۹ ۵ روپیہ کا مال اور ۹۲۸ ۷ لاشیں نکالی جا چکی ہیں۔

— جموں ۷ مارچ کشمیر اسمبلی کا اجلاس کل شروع ہو گیا

— بہاولپور ۱۶ مارچ۔ اکثر ہندو دکانداروں نے خود بخود ہڑتال ترک کر دی ہے۔ کافی دکانیں کھل گئی ہیں۔ ہندو مہاسبھا کے فسادی کارکن ابھی تک ہڑتال کو جاری رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ دکانداروں کے گھروں پر جا کر انہیں ورغلاتے ہیں۔

— جالندھر ۱۶ مارچ۔ آج میٹرکولیشن کے امتحان کا ریاضی [illegible]

— بہاولپور ۱۶ مارچ۔ حکومت ہند نے جناب نواب صاحب بہاولپور کی سفارش پر موجودہ وزیر اعظم کے عہدے میں ایک سال کی مزید توسیع کر دی ہے۔

— کوئٹہ ۷ مارچ کل صبح تین بجے کے قریب زلزلہ کا ایک شدید جھٹکا محسوس ہوا۔ لوگ نیند سے بیدار ہو گئے۔ لیکن کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔

— مسلمانوں نے ایک درخواست دی تھی۔ کہ سکھوں نے عدالت کے حکم امتناعی کے باوجود مسجد شہید گنج کی متنازعہ زمین پر ایک چبوترہ تعمیر کر لیا ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے سشن جج نے اسی سلسلہ میں موقع بھی دیکھا۔ سکھوں کی طرف سے جواب دعوے میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ الزام قطعاً غلط ہے۔ متنازعہ زمین پر سابقہ عمارت کے انہدام کے فوراً بعد اور موجودہ مقدمہ دائر کئے جانے سے بہت پیشتر یہ چبوترہ تعمیر ہو چکا تھا۔ لہذا امتناعی حکم کی قطعاً خلاف ورزی نہیں کی گئی اور نہ عدالت کی توہین ہوئی ہے۔

— جدید وائسرائے ہند ۱۸ اپریل کو ساڑھے پانچ بجے شام نئی دہلی پہنچیں اس کے بعد فوراً بعد وائسرائے ہاؤس میں حلف وفاداری کی رسم

ممالکِ خارجہ

— رائن لینڈ پر جرمنی افواج کی چڑھائی نے یورپ میں نہایت نازک صورت پیدا کر دی ہے۔ جس کی وجہ سے فرانس۔ انگلستان اور دیگر ممالک کے مدبر بے حد پریشان ہو رہے ہیں

— لندن ۱۶ مارچ یہ خیال بعض حلقوں میں یقین کا درجہ اختیار کر چکا ہے۔ کہ رائن لینڈ سے جرمنی افواج ہرگز نہیں ہٹائی جائینگی خواہ اس پر کتنی ہی بڑی فوجی طاقت سے حملہ کیوں نہ کر دیا جائے۔ اور اگر فرانس یا بلجیم کی طرف سے فوجی اقدام کیا گیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ سارے یورپ کا حرمن امن جل کر خاک سیاہ ہو جائیگا۔

— برلن۔ ۱۶ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جرمنی کی طرف سے لیگ کونسل میں شمولیت کی منظوری حسب ذیل دو شرائط پر مبنی ہے:-

(۱) مذاکرات مساوات کے اصول پر مبنی ہوں۔

(۲) معاہدہ لوکارنو اور ہر ہٹلر کی مصالحتی تجاویز ایک ہی وقت میں زیر بحث لائی جائیں۔

— لندن ۱۶ مارچ۔ توقع تھی۔ کہ آج سہ پہر کے وقت مجلس اقوام کی کونسل کا اجلاس منعقد ہوگا۔ یہ امید پوری نہیں ہوئی۔ جرمنی کے جواب سے جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے آج صبح برطانوی کابینہ میں اس پر غور کیا جا رہا ہے۔ سہ پہر کے وقت مجلس اقوام کی کونسل کے خفیہ اجلاس میں اس پر غور کیا جائے گا۔

— برلن ۷ مارچ۔ جرمنی کے اقدام سے سیاسیات عالم میں جو طوفان برپا ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق یہاں کے بعض حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ہٹلر کی گردن اب کچھ خم ہو گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گو جرمنی اس بات پر مصر ہے۔ کہ معاہدہ لوکارنو اور جرمنی شرائط پر بیک وقت غور کیا جائے۔ مگر ہٹلر اس بات پر بھی غالباً آمادہ ہو جائے گا۔ کہ ہر دو امور پر الگ الگ اور یکے بعد دیگرے بحث کی جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہٹلر اس بات پر زور دے رہا ہے۔ کہ جرمنی کی پیش کش غور کرنے کے لئے کسی قسم کی تاخیر عمل نہ دلائی جائے۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ حبشی فوج نے شمالی محاذ پر زبردست حملہ کر دیا ہے۔ اور امبالاجی کے علاقہ میں شدید جنگ ہو رہی ہے۔ غیر سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اطالوی سپاہیوں کی بھاری تعداد ہلاک ہو گئی ہے۔ اور متعدد ٹینک بھی حبشیوں کے ہاتھ آئے ہیں۔

— ادیس ابابا۔ ۱۶ مارچ حبشہ کا ایک سفیر کسی خفیہ مقصد کے حصول کے لئے عازم جنیوا ہوا ہے۔

— برطانی سفیر متعینہ مشہد (ایران) نے واضح الفاظ میں اطلاع دی ہے۔ کہ ہندوستانی زائرین کو سرحد پر روکا جا رہا ہے۔ اور حکومت ایران نے ان کو ویزا دینے سے انکار کر دیا ہے۔

— ایک امریکن نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ حبشہ و اطالیہ کی جنگ کے خاتمہ کی کوئی صورت نہیں صلح کی جو شرائط اطالیہ نے پیش کی ہیں اور جن شرائط پر شاہ حبشہ صلح کرنا چاہتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان اختلاف کی ناقابل عبور خلیج حائل ہے۔ موجودہ حالات میں مصالحت کی کوئی گفتگو کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی۔

— پیرس۔ ۷ مارچ۔ حکومت فرانس نے مزید دو ہزار فوج مشرقی سرحد کی طرف ارسال کی ہے۔

مراسلات

گیا میں دیوبندی اور بریلوی علماء کا مناظرہ

کیا علمائے دیوبند کافر ہیں؟

۲۲ - ۲۳ - ۲۴ فروری کو گیا میں مولوی حشمت علی صاحب بریلوی اور مولانا محمد منظور صاحب دیوبندی کے درمیان زبردست مناظرہ ہوتا رہا۔ اگرچہ بعض ناسمجھ مسلمانوں کے خیال میں یہ مناظرہ حق و باطل کی تمیز اور کفر و اسلام کے شناخت کے لئے تھا۔ مگر میرے خیال میں اور ہر ایک مسلمان کی نظروں میں یہ مناظرہ قرآن کے زریں الفاظ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً کی کھلی ہوئی خلاف ورزی تھی۔ طے شدہ شرائط کی رو سے مناظرہ ہفتوں ختم نہ ہوتا۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ حکام شہر نے امن عامہ میں خلل آنے کے ڈر سے ۲۴ فروری کو ہی ہر دو مولوی صاحبان کو مناظرہ بند کرنے کا حکم دے دیا۔ غرض تین روز ہر دو مولوی صاحبان نشستند و گفتند و برخاستند پر عمل کرتے ہوئے فروعی اختلافی مسائل کو سلجھانے کی بجائے اور زیادہ الجھا کر گیا کے مسلمانوں میں منافرت کا بیج بو کر چلتے بنے

موضوع مناظرہ

موضوع مناظرہ بھی بہت دلچسپ تھا۔ احمدی جماعت کے مخالفوں کے لئے اور خاص کر حضرات علماء دیوبند کے لئے تو ایک اچھا خاصا درس عبرت تھا۔ یعنی مولانا حشمت علی صاحب بریلوی کا بروئے قرآن و حدیث یہ فتوٰے تھا۔ کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کافر تھے۔ ان کو مسلمان کہنے والے بھی کافر اس لئے کل علمائے دیوبند کافر اور علمائے دیوبند کو مسلمان سمجھنے والا بھی کافر اور پھر ان کافر شدہ مسلمانوں کو کافر نہ سمجھنے والا اور حتٰے کہ مذبذب بھی کافر اور علٰے ہذا القیاس سلسلہ لامتناہی۔

اپنے اس دعوٰے کے ثبوت میں مولانا حشمت علی صاحب نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی مشہور کتاب "تحذیر الناس" کے صفحہ ۳ - ۱۴ - ۲۸ کی عبارتوں سے مصنف کو ختم نبوت سے منکر ثابت کیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب پر علمائے حرمین شریفین کا متفقہ کفر کا فتوٰے پڑھ کر سنایا۔ مولانا محمد قاسم صاحب کے ہم خیال مولانا عبدالحی صاحب فرنگی کی کتاب دافع الوسواس صفحہ ۱۲ کا یہ جملہ "بعد آنحضرتؐ کے یا زمانے میں آنحضرتؐ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں۔ بلکہ صاحب شریعت نبی کا ہونا محال ہے" پڑھ کر قادیانیوں کا استاد ثابت کیا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید کا حالت خواب میں لا الٰہ الا اللّٰہ اشرف علی رسول اللّٰہ اور حالت بیداری میں اللّٰھم صل علٰی سیدنا وشفیعنا ومولانا اشرف علی پڑھنا ثابت کر کے دیوبندیوں پر قادیانیوں سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھنے کا الزام عائد کیا۔ غرض قریباً وہ سب اعتراضات بریلوی مولوی صاحب نے علماء دیوبند پر کئے جو علمائے دیوبند احمدی جماعت پر کرتے ہیں۔ اور اپنے اعتراضات کا ثبوت اسی طرح کتابوں کے حوالوں صفحوں اور سطروں کے شمار سے پیش کئے جس طرح اکثر علمائے دیوبند خاص کر فتوٰے نویس مولوی صاحبان احمدیوں کے متعلق پیش کرتے ہیں۔

مولوی محمد منظور صاحب دیوبندی نے عالمانہ انداز میں ان سب اعتراضات کا مدلل جواب دے کر مولانا محمد قاسم صاحب اور کل علمائے دیوبند کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اول تو آپ نے قرآن و حدیث سے ثابت کیا۔ کہ ننانوے وجوہ کفر کے ہوتے ہوئے اگر ایک وجہ بھی اسلام کی کسی شخص میں ہو۔ تو اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔ نیز ایک ہزار کافر کو غلطی سے مسلمان کہہ دینا بہتر ہے۔ اس سے کہ ایک مسلمان کو غلطی سے کافر کہہ دیا جائے۔ اور پھر تحذیر الناس اور دافع الوسواس کے حوالوں کے متعلق جواب دیا۔ کہ کسی عبارت کے ایک ٹکڑے سے کھینچ تان کر مصنف کی مرضی کے خلاف معنی نکالنے جائز نہیں۔ یہ الزام کہ مولوی محمد قاسم صاحب ختم نبوت کے قائل نہیں تھے۔ بالکل غلط اور سراسر غلط ہے۔ بلکہ آپ اور ان کے ہمخیال کل علمائے دیوبند ختم نبوت کے ان ہی معنوں میں قائل ہیں جن معنوں میں ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ قائل تھے۔

راقم الحروف کو جو مناظرہ میں شروع سے آخر تک موجود رہا مولوی حشمت علی صاحب کے اعتراضات اور مولوی محمد منظور صاحب کے جوابات کی معقولیت اور غیر معقولیت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ علمائے دیوبند کی خدمت میں مودبانہ عرض کرنا ہے۔ کہ

ہرچہ بر خود مپسندی بر دیگراں مپسند

خدارا علمائے بریلوی کے اعتراضات اور اپنے جوابات کو سامنے رکھ کر تعصب کا رنگین چشمہ اتار کر لاہور کی احمدیہ جماعت پر اپنے اعتراضات اور ان کے جوابات پر غور فرمانے کی تکلیف گوارا کریں۔ بریلوی حضرات آپ پر ختم نبوت کے منکر ہونے کا نہ صرف الزام لگاتے ہیں۔ بلکہ اپنے دعوٰے میں آپ کے مسلمہ بزرگوں کی کتابوں کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ اور آپ ان ہی بزرگوں کی تحریروں سے ان کا ختم نبوت پر اقرار ثابت کر کے اپنے مخالف کے اعتراضات کا رد کرتے ہیں۔ کیا اسی طرح آپ حضرات لاہور کی احمدیہ جماعت پر ختم نبوت سے منکر ہونے کا الزام لگا کر ان کے پیر و مرشد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمتہ اللہ علیہ کی کتابوں کے حوالے نہیں دیتے۔ اور کیا وہ بالکل آپ ہی کی طرح جناب مرزا صاحب کو مدعی نبوت پر لعنت بھیجنے والا ثابت نہیں کرتے یہ کہاں کا انصاف اور رواداری ہے۔ کہ اپنے بزرگوں کے متعلق تو آپ یہ کہیں۔ کہ ننانوے وجوہات کفر کے ہوتے ہوئے بھی ایک شخص کو مسلمان بننے کے لئے صرف ایک وجہ اسلام کی کافی ہے اور جناب مرزا صاحب اور ان کی لاہوری جماعت کے متعلق آپ کے حافظے سے یہ قول بالکل محو ہو جائے۔ اپنے بزرگوں کے اقوال اور تحریروں کا صحیح مطلب تو آپ سیاق و سباق سے ملا کر پڑھنے سے نکالنے کا حکم دیں۔ اور جناب مرزا صاحب کے الفاظ کو توڑ موڑ کر یا ان کی کتابوں کے کسی جملہ کو اس کی اصلی جگہ سے الگ کر کے ان پر کفر کے فتوؤں کا طومار باندھ دیں حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے اور ان کے رفقا لاکھ کوشش کریں اور ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں دفعہ تحریری اور تقریری مرزا صاحب کو نبی نہیں بلکہ صرف مجدد ثابت کریں۔ مگر آپ لوگ یہی کہے جائیں۔ جو مولوی حشمت علی صاحب بریلوی نے آپ کو کہا ہے کہ یہ لوگ شیعہ حضرات کی طرح تقیہ کرتے ہیں۔ مرزا صاحب مجدد نہیں بلکہ نبی تھے۔ دل سے تو نبی مانتے ہیں اور زبان سے مجدد کہتے ہیں۔

میں نے مولوی محمد منظور صاحب دیوبندی سے اپنی جماعت کے متعلق ایک تحریری فتوٰے دریافت کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ جناب مولوی صاحب شائد عدیم الفرصتی کی وجہ سے جواب نہ دے سکے شاید کبھی جواب دیں۔ انشاء اللہ چند روز اور انتظار کے بعد وہ سوالات بھی ناظرین کی خدمت میں عرض کرونگا۔

(خواجہ عنایت اللہ از گیا)

دی ریلیجن آف اسلام

چھپ گئی ہے شائع ہو گئی

مصنفہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی امیر جماعت احمدیہ لاہور

یہ انگریزی زبان میں حضرت امیر کی تازہ اور لاثانی تصنیف ہے جو آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ مذہب اسلام کے متعلق ہر قسم کی معلومات سے پُر ہے۔ اصل عربی کتب سے تقریباً دو ہزار حوالجات دیئے گئے ہیں۔ تمہید میں عام رنگ میں مذہب پر بحث کی گئی ہے اور مذہب اسلام کی خصوصیات کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انسانی تمدن میں جو درجہ مذہب کو حاصل ہے۔ اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب تین حصوں میں منقسم ہے

پہلے حصہ میں اُن ذرائع کا ذکر ہے۔ جن سے اسلامی اصول و قوانین اخذ کئے جاتے ہیں۔ یا آئندہ حسب ضرورت اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

دوسرے حصہ میں اسلامی اصولوں پر بحث ہے اور تفصیل سے ہستی او صفات باری تعالیٰ پر، فرشتوں، شیطان، الہامی کتب اور بعثت انبیاء علیہم السلام پر روشنی ڈالی ہے۔ اسی ضمن میں عصمت انبیاء، معجزات، شفاعت، زندگی بعد الموت اور تقدیر وغیرہ کے مسائل پر بھی نہایت عالمانہ رنگ میں بحث کی ہے۔

تیسرے حصہ میں ان تمام باتوں کا بیان ہے جو ایک مسلمان پر فرض ہیں یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد وغیرہ۔ ان کے علاوہ تعلقات زوجیت، طلاق وراثت، قرضہ وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسلام کے متعلق جملہ معلومات حاصل کرنے کیلئے انگریزی زبان میں اس سے بہتر کتاب دستیاب نہیں ہو سکتی مسلم اور غیر مسلم تمام کے لئے بینظیر کتاب ہے۔ اسلام کا مطالعہ کرنے والے کو دیگر چھوٹی چھوٹی کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

کاغذ، طباعت اور جلد نہایت اعلیٰ ہے۔ مختصر یہ کہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت فی کاپی دس روپے (عہ) محصولڈاک عہ علاوہ

چند قابل قدر آراء

سر ایس۔ ایم سلیمان چیف جسٹس "یہ کتاب نہایت جامع اور دقیق معلومات سے لبریز ہے اس میں اسلامی فلسفہ، فقہ، معرفت الٰہی، شریعت اسلامیہ پر نہایت مفصل اور عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب مصنف کی اعلیٰ قابلیت، وسیع معلومات اور انتہائی محنت کا نتیجہ ہے"

سر شفاعت احمد خاں۔ "یہ کتاب نہایت عالمانہ رنگ میں لکھی گئی ہے۔ فاضل مصنف کی انتہا درجہ کی قابلیت اور نکتہ سنجی پر دلالت کرتی ہے۔ اس میں فاضل مصنف نے اہم امور اسلامیہ پر کما حقہ روشنی ڈالی ہے اور ان کی تشریح کرنے میں کمال درجہ کی قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ اسلام کے متعلق ایک مستند اور بے نظیر کتاب ثابت ہوگی"

سر محمد اقبال۔ "نہایت مفید کتاب ہے اور مذہب اسلام کا مطالعہ کرنیوالوں کیلئے ازبس ضروری ہے"

سر ظفر اللہ خاں۔ "یہ یقیناً اسلام پر ایک مستند کتاب ہے"

سر شہاب الدین۔ "اس میں تمام مسائل پر مفصل اور قابل اعتبار معلومات درج ہیں۔ شروع سے آخر تک تمام امور پر بے نظیر فاضلانہ بحث کی گئی ہے۔ کوئی پبلک یا پرائیویٹ لائبریری اس کتاب سے خالی نہ ہونی چاہیئے"

جسٹس میاں عبد الرشید۔ "یہ کتاب نہایت وسیع معلومات سے پُر ہے بینظیر ریسرچ ورک کیا گیا ہے اور ہر اختلافی مسئلہ پر تنقید کی گئی ہے"

اخبار ایسٹرن ٹائمز لاہور۔ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء

"بڑی مدت سے یہ ضرورت محسوس کی جاتی تھی۔ کہ اسلام پر کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جو اس کے مفہوم اور اس کے حسن کو اچھی طرح سے واضح کر سکے۔ اگرچہ یورپ میں مصنفین کی طرف سے یورپ کی مختلف زبانوں میں پمفلٹ اور رسالے وغیرہ نکلتے رہتے تھے جو اسلام کے مختلف مسائل پر روشنی ڈالتے تھے۔ لیکن اس مضمون پر کوئی ایسی کتاب دستیاب نہ ہو سکتی تھی جس میں اسلام کے ہر ایک پہلو پر سیر کن بحث ہو اور جس میں مذہب اسلام کی ہسٹری اور اس کے اصولوں کو مفصل بیان کیا گیا ہو۔ اس قسم کی کتاب کی ضرورت اس لئے بھی زیادہ محسوس کی جاتی تھی کہ جو لٹریچر اسلام کے متعلق غیر مسلم مشنریوں کی طرف سے نکلتا تھا۔ اس میں عام طور پر اسلام کی غلط تصویر پیش کی جاتی تھی۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مولانا محمد علی صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے۔ مولانا کی یہ تازہ تصنیف ایک اور وجہ سے بھی قابل قدر ہے۔ کیونکہ یہ ان کے سالہا سال کے تجربہ اور مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے۔ فاضل مصنف نے اول سے آخر تک قرآن شریف اور حدیث سے نیز دیگر مستند کتب سے بکثرت حوالجات درج کرنے میں غیر معمولی محنت کی ہے۔ اس طرح یہ گویا اسلام کا "انسائیکلو پیڈیا" ہے۔

اخبار ٹربیبون لاہور۔ مورخہ یکم مارچ ۱۹۳۶ء

آجکل عام طور پر لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے کہ مذہب آپس میں بجائے محبت کے نفرت پھیلانے کا باعث ہے۔ لیکن مولانا محمد علی صاحب نے "دی ریلیجن آف اسلام" میں بڑے زور سے ثابت کیا ہے کہ مذہب آج بھی نسل انسانی میں صلح و محبت پیدا کر سکتا ہے۔ اس کتاب کو مطالعہ کرنے کے بعد ہر سنجیدہ انسان کو یہ معلوم ہوگا۔ کہ اسلام کا نصب العین دنیا میں محبت، مساوات، اخوت اور آزادی پھیلانا ہے "ریلیجن آف اسلام" میں اسلام کے تمام عقائد و دیگر مسائل پر نہایت وسیع معلومات کے علاوہ عصر حاضرہ کے چند نہایت اہم امور کو بھی حل کیا گیا ہے۔ جیسے سرمایہ داری توہمت اور دولت کی تقسیم وغیرہ وغیرہ۔ ہم مولانا محمد علی صاحب کو اس بے نظیر کتاب لکھنے پر مبارکباد دیتے ہیں اور وہ لوگ جو مذہب کو جاننا چاہتے ہوں۔ ان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ یہ کتاب خصوصاً وکلاء کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ کیونکہ اس میں شادی، طلاق وغیرہ مسائل پر جو مسلمانوں کو آئے دن پیش آتے رہتے ہیں۔ واضح طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ۔ منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یاہل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃ سوآء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
نزے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون نمبر ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا!

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے

طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۹ ذالحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۶ء — نمبر ۲۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دنیوی کامیابیوں کو خداشناسی کا ذریعہ بناؤ

دنیا کی کامیابیاں ابتلا سے خالی نہیں ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے خلق الموت والحیات لیبلوکم یعنی موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ ہم تمہیں آزمائیں۔ کامیابی اور ناکامی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہنچتی ہے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے اور گویا نئی زندگی ملتی ہے اور اگر ناکامی کی خبر آجائے تو زندہ ہی مر جاتا ہے اور بسا اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے لیکن جہنمی زندگی اور موت دشوار ترین چیز ہے سعید آدمی **ناکامی** کے بعد کامیاب ہو کر اور بھی سعید ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے اس کو ایک مزہ آتا ہے جب وہ غور کرتا ہے کہ **میرا خدا کیسا ہے** اور دنیا کی کامیابی خداشناسی کا ایک بہانہ ہو جاتا ہے ایسے آدمیوں کیلئے یہ دنیوی کامیابیاں حقیقی کامیابی کا (جسکو اسلام کی اصطلاح میں فلاح کہتے ہیں) ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی خوشحالی راحت دنیا اور دنیا کی چیزوں میں ہرگز نہیں ہے حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے تماشے دیکھ کر بھی انسان سچا اور دائمی سرور حاصل نہیں کر سکتا۔ تم دیکھتے ہو کہ دولتمند زیادہ مال و دولت رکھنے والے ہر وقت خنداں رہتے ہیں مگر ان کی حالت جرب یعنی خارش کے مریض کی سی ہوتی ہے جسکو کھجلانے سے راحت ملتی ہے لیکن اس خارش کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ خون نکل آتا ہے **پس ان دنیوی اور عارضی کامیابیوں کو خداشناسی کا ایک ذریعہ قرار دو** (تقریر ۱۸ جنوری ۱۸۹۷ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) کیا تو نے نہیں دیکھا۔ اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے کوئی تین خفیہ مشورہ کرنے والے نہیں ہوتے مگر وہ انکا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ۔ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں وہ ہوں پھر انہیں قیامت کے دن اس کی خبر دے گا جو انہوں نے کیا۔ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

(المجادلۃ ۵۸ : ۷)

(۲) اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم الگ ہو کر بات چیت کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی بات چیت نہ کرو اور نیکی اور تقویٰ کی بات چیت کرو اور اللہ کا تقویٰ کرو جس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔ (المجادلۃ ۵۸ : ۹)

حدیث شریف

(۱) فتنے اور اختلاف کے موقعہ پر عبادت کرنا ایسا ہی ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا (مسلم)

(۲) اگر ایک شخص کوئی نیک کام کر رہا ہو اور بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ اس سے رک جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل ایسا ہی شمار کرے گا جیسا کہ وہ اس حالت میں کرتا تھا جبکہ وہ معذور نہیں تھا (بخاری)

(۳) کوئی شخص دو آدمیوں میں فیصلہ نہ کرے جبکہ وہ غصے کی حالت میں ہو۔ (متفق علیہ)

(۴) جو شخص مجھے ضمانت دے اس بات کی کہ وہ لوگوں سے کچھ مانگا نہیں کریگا تو میں اس کے واسطے جنت (حاصل کرنے) کا ضامن ہوتا ہوں (نسائی)

سرزمین فجی میں ۱۹۳۵ء

جماعت احمدیہ اور آریہ سماج کے ایمان افروز معرکے

وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا شاندار منظر

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری فجی)

ایک تاریخی سال

سرزمین فجی میں ۱۹۳۵ء ایک تاریخی سال گزرا ہے۔ اس سال فجی میں ایسی زبردست مذہبی جنگ لڑی گئی جس کی مثال فجی کی تاریخ میں موجود نہیں۔ مغرور و سرکش آریہ سماج کو پے درپے ایسی شکستیں ہوئیں۔ کہ ایک دنیا کو عبرت ہوئی۔

اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ فجی کے لوگ آریہ سماج کے خوف سے لرزہ براندام تھے لیکن آج وہ وقت ہے۔ کہ چھوٹے چھوٹے بچے آریہ سماج کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اور آریہ پنڈت ہیں کہ سہمے بیٹھے ہیں۔

آریہ سماج کی مقابلہ سے پہلوتہی

۱۹ر اپریل ۱۹۳۴ء کے "پیغام صلح" کے ذریعہ قارئین کرام کے ملاحظہ سے گزر چکا ہے۔ کہ کس طرح ایک جوشیلے آریہ سماجی سری رام نے ہم سے ایک مہینے کا میعادی چیلنج آریہ سماج کے نام لکھوا کر اس بات کا بیڑا اٹھایا تھا۔ کہ وہ ہمارے مقابلہ پر آریہ سماج کو کھڑا کرے گا۔ اور اگر آریہ سماج نہ کھڑا ہوا۔ تو وہ لکھ دیتا ہے۔ کہ واقعی حمدیوں کے مقابلہ میں آریے نہیں ٹھہر سکتے۔ ہمارے اس چیلنج نے آریہ سماج کو بے حد رسوا کیا اور سری رام کی ہزار کوشش کے باوجود آریہ سماج میدان میں نہ آیا جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ آریہ سماج کے نوجوان طبقہ کی عقیدت میں فرق آنے لگا۔ اور وہ کھلے بندوں اپنے پنڈتوں اور لیڈروں کو کوسنے لگا

آریہ سماج پر سوالات

۱۶ر جون ۱۹۳۴ء کے اخبار "وردھی بانی" کے ذریعہ ہم نے آریہ سماج سے ایک سوال پوچھا۔ کہ ستیارتھ پرکاش کے آٹھویں سملاس میں سوامی دیانند نے لکھا ہے :-

"منتشیہ ربن لیش چھیے۔ تتو منتشیہ آجاینت یہ یجروید میں لکھا"

ہم آریہ سماجیوں کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ یہ منتر یجروید سے نکال کر دکھائیں۔ مگر آریہ سماج نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد ۱۵ر فروری ۱۹۳۵ء کو "پیغام اسلام" کے ذریعہ آریہ سماج سے ایک سوال پوچھا گیا۔ کہ ستیارتھ پرکاش کے پانچویں سملاس میں سوامی دیانند نے لکھا ہے۔ کہ "ویدوں میں بھی یتیہ برہمنی وجانتہ وغیرہ الفاظ میں سنیاس کی ہدایت آئی ہے۔" ہم آریہ سماج کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مندرجہ بالا منتر ویدوں سے پیش کرے۔ مگر آریہ سماج کی طرف سے کوئی جواب نہ نکلا۔

ایک آریہ سماجی کی اشتعال انگیز کتاب

یہ حالات چل ہی رہے تھے۔ کہ ایک معتمد آریہ سماجی کیسر سنگھ نامی نے ایک گندی منظوم کتاب شائع کی۔ جس میں سناتن دھرمیوں کے قابل صد احترام مہاراج رام چندر جی کے گورو وشسٹھ رشی کو گنی کا پتر (کنجری کا بیٹا) لکھ مارا۔ اس ناپاک کتاب کا نکلنا تھا۔ کہ فجی بھر کے سناتن دھرمیوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی چنانچہ ۱ر مارچ ۱۹۳۵ء کو سناتن دھرمیوں کے اپدیشک پنڈت رام چندر جی نے ایک عظیم الشان احتجاجی جلسے کا انتظام کیا۔ بہت سے مقررین نے گرم گرم تقریریں کیں۔ راقم الحروف سے بھی لیکچر کی درخواست کی گئی۔ لیکچر شروع ہوا۔ میں نے وشسٹھ رشی کی پیدائش کے اصل حالات رگ وید سے پیش کرکے آریہ سماج کو ایسا آڑے ہاتھوں لیا۔ کہ سناتن دھرمیوں نے چیرز پر چیرز دئے۔ سناتن دھرمیوں کا ایک اسلامی مبلغ کو اپنے جلسہ میں لیکچر کیلئے کھڑا کرنا اور اس کے لیکچر پر چیرز پر چیرز دینا یہ ایسی چیزیں تھیں۔ کہ آریوں کے سینے پر سانپ لوٹ گئے۔ نوجوان آریوں نے اپنے پنڈتوں اور لیڈروں کا دم ناک میں کر دیا۔ کہ احمدی مبلغ ہر جگہ آریہ سماج کو نیچا دکھا رہا ہے اور آریہ سماج ہے۔ کہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

ایک اور سوال

یہ گرماگرمی ہو ہی رہی تھی۔ کہ ۱۵ر مارچ ۱۹۳۵ء کے "پیغام اسلام" کے ذریعہ آریہ سماج سے ایک اور سوال پوچھا گیا۔ کہ ستیارتھ پرکاش کے چوتھے سملاس میں سوامی دیانند نے لکھا ہے :-

اکنا۔ ونکات۔ سم بھوسی۔ ہردیاد۔ دہی جایسے۔ آتما۔ وتی۔ پتر ناماسی۔ ساجیو شرد شتم" یہ سام وید کا قول ہے

ہمارا دعوے ہے کہ یہ منتر سام وید تو کیا چاروں ویدوں میں نہیں اور پھر ہم نے یہ بھی لکھا۔ کہ آریہ سماجیو ہمارا بہت سا قرضہ تمہارے نام ہو چکا ہے۔ آگے بڑھو اور جواب دو۔ آریہ سماج کا نوجوان طبقہ آریہ سماج کے قابو سے باہر ہوا جا رہا ہے۔ ہمارے اس آخری سوال نے آریہ سماج کی پوزیشن کو اتنا نازک بنا دیا ہے کہ اگر وہ ہمارا جواب نہیں دیتا تو پھر اس کے گھر میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھنے کو ہے۔

آریہ سماجیوں کی بہانہ سازیاں

آخر ۲۳ر مارچ کو آریہ سماج نے ایک اشتہار نکالا جس کا عنوان تھا احمدیہ انجمن کا چیلنج منظور۔ یہ تو ایک حقیقت تھی۔ کہ آریہ سماج میں ہمارے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اور نہ آریہ سماج اپنے گھر کی بغاوت کو برداشت کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے ایسی ہی کارروائی کرنی تھی۔ کہ مقابلہ بھی نہ ہونے پائے۔ اور گھر والوں کی بھی کچھ تسلی ہو جائے۔ چنانچہ آریہ سماج نے اپنے اشتہار میں ایسی ہی چالبازیوں سے کام لیا۔ اول یہ کہ ہم نے پوچھے تھے تین منتر مگر آریہ سماج دو منتروں کو تو بالکل پی ہی گیا۔ صرف ایک منتر "یتیہ برہمنی وجانتہ" کو لیا۔ اور پھر اس کے بھی تین ٹکڑے یتیہ، برہمنی وجانتہ کرکے ایک ٹکڑا ایک ایک وید سے دکھا دینے کا وعدہ کیا گویا یہ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

دوئم۔ یہ تین لفظ بھی تین ویدوں سے نکال کر اس وقت دکھائے جائیں گے۔ جبکہ احمدیہ جماعت فی لفظ پچاس پونڈ اور کل ڈیڑھ سو پونڈ جمع کرے۔ سوم :- یہ کہ ۳۱ مارچ کو راقم الحروف کا مناظرہ شہر سے ایک سو پچاس میل کے فاصلہ پر مقام تاویلیا (مر دیبلا) قوم کے ایک مولوی صاحب سے ہو چکا تھا۔ اور ہم نے احمدی جماعت سمیت وہاں پہنچنا تھا۔ اس کا اعلان ملیالم قوم نے اشتہارات کے ذریعہ کر رکھا تھا۔ آریہ سماج نے موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ اور لکھا۔ کہ ۳۱ر مارچ کو ہمارے مندر میں آؤ۔ گویا ایک مظفر بیگ بیک وقت صووا میں بھی موجود ہو۔ اور صووا سے ایک سو پچاس میل دور با میں بھی مناظرہ کر رہا ہو۔ ادھر ہمارا جواب نکلا (۱) تین لفظ نہیں تین منتر دکھانے ہونگے (۲) پونڈوں کی بازی تو معمولی ہے۔ اگر ہمارے پوچھے ہوئے تین منتر ویدوں سے دکھا دئے جائیں۔ تو ہم ویدک دھرم قبول کرلیں گے (۳) ۳۱ر مارچ کو ہمارا مناظرہ با میں مقرر ہو چکا ہے ۱ر اپریل مقرر کرو۔ ہم مندر میں آئیں گے۔

ہم انتظار میں رہے۔ کہ آریہ سماج کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے۔ مگر آریہ سماج نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر ہمارا دوسرا اشتہار نکلا جس کا عنوان تھا۔ "کہو اب کیا کہتے ہو" اس اشتہار میں ہم نے اعلان کر دیا۔ کہ ہم نے اپنا با والا مناظرہ ملتوی کر دیا ہے ہمیں آپکا مقرر کیا ہوا ۳۱ر مارچ منظور ہے۔ ہم دو بجے مندر میں آئیں گے۔

اس پر آریہ سماج نے جواب دیا۔ کہ آپ بیشک آجائیں۔ ۳۱ر مارچ کو آپ کی انجمن کے ٹرسٹیز آ کر تین لفظ (ہمارا مطالبہ تین منتروں کا تھا) تین ویدوں سے دیکھ سکتے ہیں، ۱ر اپریل کو آپ بھی دیکھ سکتے ہیں لیکن چونکہ ہم نے تار کے ذریعہ با کا جلسہ ملتوی کرا دیا تھا۔ اس لئے ایک اشتہار نکال کر ۳۱ر مارچ کو سماج مندر میں پہنچنے کا اعلان کر دیا۔ (باقی باقی)

مکتوب بغداد

برادر عزیز جناب محمد منظور الٰہی صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل رات نو بجے کے قریب میرے ایک محترم دوست جناب ساگر صاحب نے اچانک یہ خبر دی۔ کہ K.L.M ہوائی جہاز پر یورپ سے ہندوستان کے مشہور عوام لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو آج بغداد پہنچے ہیں۔ اور صبح چار بجے ہندوستان کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔

یہ کیسے ممکن تھا۔ کہ ہندوستان کا ایک باہمت اور اولوالعزم سپوت بغداد میں وارد ہو اور ہم شرف ملاقات سے محروم رہیں۔ رات کے تین بجے خاکسار مع برادرم عبداللطیف اسماعیل و سید عبدالرشید صاحب اور جناب ساگر صاحب موصوف کے قیام گاہ ہوٹل میں پہنچے۔ سفر کی تیاری کی مصروفیت کے باوجود پنڈت جی نے شرف ملاقات کا موقع دیا۔ آپ نہایت خندہ پیشانی سے ملے۔ کچھ دیر ادھر ادھر کی گفتگو ہوتی رہی۔ اس موقعہ پر کمترین نے علامہ اقبال کے عجیب و غریب بیان پر آپ کے حقیقت افروز تبصرہ اور استفسارات کا تذکرہ کیا جس پر موصوف نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ کیا وہ مضمون آپکی نظر سے بھی گذرا۔ اثبات میں جواب دیتے ہوئے میں نے عرض کیا۔ کہ سنا ہے کہ علامہ نے آپ کے استفسارات کا جواب دینے کی کوشش فرمائی ہے جس پر وہ ہنس پڑے۔ میں نے پھر عرض کیا۔ کہ ممکن ہے۔ آپ کو جواب الجواب دینے کی ضرورت پیش آئے۔ اور اسلام کے متعلق بانی سلسلہ کا نقطۂ نظر معلوم کرنے کی ضرورت پڑے۔ اس لئے آپ کی خدمت میں بانی

قادیانی غلو کا نیا قدم

"ظلی قرآن" کی تیاریاں

غلو ایک خطرناک اخلاقی و ذہنی مرض ہے۔ اس کی حالت دلدل کی طرح ہوتی ہے۔ جو شخص یا قوم اس کا شکار ہو جاتی ہے وہ روز بروز نیچے دھنستی چلی جاتی ہے۔ قادیانی جماعت کی عبرتناک مثال ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے ایک مجدد کو نبی بنایا۔ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی واضح تعلیمات اور روشن مسلک کے باوجود کروڑوں کلمہ گو مسلمانوں کو بلا تکلف کافر قرار دے دیا۔ یہ ایک بہت بڑی غلطی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جناب میاں صاحب اور انکی جماعت سے آئے دن خطرناک غلطیاں سرزد ہو رہی ہیں۔ ان کی حالت بالکل دلدل میں پھنسے ہوئے آدمی کی طرح ہو رہی ہے۔ پہلے ظلی نبی، اصلی نبی بنا۔ اس کے بعد قادیان کے جلسہ سالانہ کو نہایت بیباکی سے "ظلی حج" قرار دے دیا گیا۔ اب قادیانی غلو کے تیوروں سے معلوم ہوتا ہے کہ "ظلی قرآن" کی بھی تیاری شروع ہو گئی ہے۔

گذشتہ جلسہ سالانہ پر جناب میاں صاحب نے جو تقریر ارشاد فرمائی تھی۔ اس کا ایک حصہ "الفضل" ۱۲ مارچ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں وہ اپنے ایک خطبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

> "میں نے اس خطبہ کو دوبارہ پڑھا ہے اور میری طبیعت پر یہ اثر ہے کہ وہ خطبہ اپنے اندر ایک الہامی رنگ رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے فضل سے بہت اچھا بولنے کی توفیق دی ہے بہت سے آدمیوں کی نسبت میں اچھا اور بعض سے بہت اچھا بول سکتا ہوں۔ مگر بعض باتیں اپنے اندر ایسی روحانی لہر رکھتی ہیں جو عام باتوں سے ممتاز ہوتی ہیں۔ بعض تحریرات اور تصنیفات میں میرے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوا ہے۔ چنانچہ "احمدیت" اور "دعوۃ الامیر" کے بعض حصے ایسے ہیں جن کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ خدائی تائید شامل ہو اور وہ انسانی الفاظ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے القا کردہ الفاظ ہو گئے ہیں۔ قرآن مجید کا تو ہر لفظ الہامی ہو مگر قرآن مجید کے ظل کے طور پر بعض دفعہ خدا تعالیٰ اپنے بعض بندوں کی زبان پر بھی الہامی کلمات جاری کر دیا کرتا ہے۔ اس خطبہ کے بعض حصوں کے متعلق بھی مجھ پر یہ اثر ہے کہ ان کے پیچھے ملائکہ کام کر رہے ہیں" ۱۲ صٓ کالم ۱۔

قادیانیوں کا فن تاویلات ظل کو اصل بنانے میں ہمیشہ مشاق واقع ہوا ہے۔ ان لوگوں کو جناب میاں صاحب سے جو اندھی عقیدت ہے وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔ ان حالات کی موجودگی میں اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ وفا شعار اور عقیدت کیش قادیانی حضرات اپنے پیر کی تحریروں اور تقریروں کو باقاعدہ "ظلی قرآن" مان لیں۔ اور یہ ظل بھی کچھ عرصہ کے بعد اصل کا درجہ حاصل کر لے۔ اگر بفرض محال جناب میاں صاحب کی یہ خواہش نہ بھی ہو تو ان کے مرید ضرور اس کی کوشش کریں گے۔ ہمیں افسوس ہو کہ میاں صاحب اپنی تحریروں اور تقریروں میں بے محابا ایسے الفاظ استعمال فرما دیتے ہیں جو دنیا میں احمدیت کو بدنام اور اسلام کے اندر ایک فتنہ پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے مندرجہ بالا الفاظ بھی ایسے ہی ہیں۔

ہماری دعا ہو اللہ تعالیٰ جناب میاں صاحب اور ان کے مریدوں کو غلو کے مرض سے نجات دے۔ گو اس دعا میں یقین و اطمینان کا عنصر بہت ہی کم ہے

معاصر "صدق" کی خدمت میں

مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی کا اخبار "صدق" اپنی ۱۱ مارچ کی اشاعت میں ہمارے انگریزی اخبار "ینگ اسلام" پر ریویو کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

> "لاہوری جماعت کا اخبار ہے۔ جس کے دوسرے پرچے "لائٹ"۔ "پیغام صلح" وغیرہ پیشتر سے نکل رہے ہیں مسلک و روش وہی ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے رسائل و اخبارات کی ہوتی ہے۔ قابل داد اس جماعت کی ـــ عقائد و خیالات کیسے ہی ہوں۔ قوت عمل ہے۔ تعداد کے لحاظ سے دیکھئے تو بس مٹھی بھر کارگذاریوں کے لحاظ سے دیکھئے۔ تو ملک بھر پر چھائے ہوئے ہیں۔ کاش عقائد بھی درست ہوتے"

جناب مولانا عبدالماجد صاحب کا ہمارے دل میں بہت احترام ہے۔ کیونکہ مولویانہ خیالات و مسلک کے باوجود وہ بسا اوقات حق گوئی سے کام لیتے ہیں۔ اور حقائق سے آنکھیں بند نہیں کرتے۔ مندرجہ بالا سطور میں انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کی قوت عمل کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا شکریہ۔ بس ہماری یہی تمنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت دین کا اہل بنائے اور اس کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آخر پر جو "کاش عقائد بھی درست ہوتے" فرمایا ہے۔ اس کے متعلق گذارش ہے کہ ہمارے عقائد پوشیدہ نہیں۔ مولانا موصوف ان سے بخوبی واقف ہیں۔ کاش مولانا بتائیں کہ ان میں سے کونسا عقیدہ غلط اور خلاف قرآن و حدیث ہے ہمارے عقائد کو غلط قرار دینے کی مولانا کے پاس کوئی وجہ اور دلیل تو ہوگی اور ضرور ہونی چاہیئے۔ کاش مولانا اس سے ہمیں بھی آگاہ فرمادیں۔ امید ہے موصوف اس بارہ میں تو ہم سے متفق ہوں گے کہ بلا وجہ اور بلا دلیل کسی کے عقائد کو غلط قرار دے دینا ایسی بات ہے جو انصاف و معقولیت سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔ غلط عقائد رکھنے والے مٹھی بھر احمدیوں کے اندر تو قوت عمل موجود ہے اور وہ خدمت دین میں مصروف ہیں اور صحیح عقائد رکھنے والے مولوی اور ان کے کروڑوں پیرو اس سعادت سے محروم ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہو؟ کیا مولانا اس پر بھی غور فرمانیکی زحمت گوارا کرینگے

حصول علم کا شوق

اس ہفتہ اخبارات میں ایک دلچسپ اور سبق آموز خبر شائع ہوئی ہے کہ قصبہ زندہ کی ایک ہندو خاتون سنتی سندھیا دیوی جو سات بچوں کی ماں ہیں جن کے سب سے چھوٹے بچے کی عمر دو سال ہے۔ میٹرکولیشن کا امتحان دے رہی ہیں۔ چند سال کا ذکر ہے سی۔ پی کی ایک پردہ نشین مسلمان۔۔ خاتون نے جو کئی بچوں کی ماں تھیں۔ بی۔ اے کا امتحان پاس کیا تھا۔ یہ خاتون شادی سے قبل نوشت و خواند سے بالکل ناواقف تھیں۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد ادھر توجہ ہوئی۔ متعدد بچوں کی پرورش اور خانہ داری کے دھندوں کے باوجود بی۔ اے کی ڈگری حاصل کر لی۔ اس قسم کی چند اور مثالیں بھی موجود ہیں۔ اور ان لوگوں کو جو اپنے فرائض و مصروفیتوں کو حصول علم میں روک سمجھتے ہیں۔ ان سے سبق حاصل کرنا چاہیئے و ما علینا الا البلاغ

مردوں اور عورتوں کو۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہر ایک احمدی کو خواہ وہ کسی عمر کا ہو علم دین کے حصول کا بے پایاں شوق تھا۔ اُس وقت کوئی تنخواہ دار مبلغ نہ تھا۔ احباب اپنی ذاتی کوشش سے اسلام اور دیگر مذاہب کا مطالعہ کرکے فرض تبلیغ کو انجام دیتے تھے۔ ان کو ایک لگن تھی۔ ایک شوق تھا۔ ضرورت ہے کہ احباب جماعت اپنی اس قومی خصوصیت کو قائم رکھیں اور ترقی دیں۔ طلبہ کے لئے تعلیمی مصروفیتیں، نوجوانوں کے لئے اپنے روزگار کے مشاغل ... بوڑھوں کے لئے کبیر سنی کا ضعف و اضمحلال اور عورتوں کیلئے امور خانہ داری حصول علم میں روک ثابت نہیں ہونے چاہئیں۔ اگر سچا شوق اور پکا عزم ہو اور باقاعدگی سے مطالعہ جاری رکھا جائے۔ تو یہ بالکل ممکن بلکہ آسان ہے۔

گوشت خوری اور ہندو

آریہ سماجیوں اور دوسرے ہندوؤں کا اسلام پر ایک اعتراض یہ بھی کہ اس نے گوشت خوری کو جائز قرار دیا ہے اور یہ اول درجے کا ظلم ہے۔ لیکن اب تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہندوؤں کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو علی الاعلان گوشت خوری کی حمایت کر رہا ہے عمل کے لحاظ سے تو ہندوؤں کی اکثریت گوشت خور ہے۔ ڈاکٹر مونجے آج سے بہت پہلے گوشت خوری کی تلقین فرما چکے ہیں۔ حال ہی میں لاہور کے مشہور ہندو روزنامہ "بھارت ماتا" کے ہولی نمبر میں پروفیسر سہادرمل ایم۔ اے کے قلم سے گوشت خوری کی حمایت میں ایک زبردست مضمون شائع ہوا ہے۔ یاد رہے کہ "بھارت ماتا" اپنے ماحول اور کارکنوں کے لحاظ سے آریہ سماجی اخبار ہے۔ اس کے ایڈیٹر رام پرشاد صاحب بی۔ اے کٹر آریہ سماجی اور سوامی شردھانند کے خاص رفقا میں سے ہیں۔ پروفیسر صاحب اپنے مضمون میں فرماتے ہیں

> "ہندو قوم ہی ایک ایسی قوم ہے جس کے افراد یہ سمجھتے ہیں کہ گوشت کھانا پاپ ہے۔ یورپ، امریکہ اور افریقہ اور ایشیا میں ہندوستان میں بھی اونچی ذات کے ہندوؤں کے سوا باقی تقریباً سب لوگ کھلم کھلا گوشت استعمال کرتے ہیں۔ کیا وہ سارے کے سارے پاپی ہیں؟ اور ہم ہندو ہی دھرماتما ہیں۔ ہم کو اس سوال پر اچھی طرح سے غور کرنا چاہیئے اور اس کے ساتھ یہ بھی ضرورت ہے کہ ایسی باتوں کے بارے میں غور کرتے وقت پرانے شاستروں کا حوالہ دینا بالکل مفید نہیں ہو سکتا۔ اول تو شاستروں کے متعلق لوگوں کی رائے یکساں نہیں ہوتی، دوم ایک ہی بات کے رنگ مختلف معنی نکالتے ہیں۔ ہر ایک سوال کے بارہ میں ہمیشہ پرانے لوگوں کی رائے کو اونچا درجہ دینا اور خود آزادانہ رائے سوچ کر کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش نہ کرنا سوسائٹی کیلئے مفید نہیں ہو سکتا؟"

اس کے بعد مضمون نگار نے گوشت خوری کے مخالفین کے سامنے چند معقول دلائل پیش کی ہیں۔

> "جو صاحبان جیو ہتھیا کرنا پاپ سمجھتے ہیں وہ چند لوگوں کو چھوڑ کر ہر حالت میں جانور کو مارنا گناہ نہیں مانتے مثلاً پلیگ کے دنوں میں چوہوں کو مارنا برا نہیں سمجھا جاتا۔ اخلاقی طور پر اگر خوراک کے لئے کسی جانور کو مارنا برا ہے تو اپنی ذاتی حفاظت کے لئے بھی کسی جانور کو مارنا اچھا نہیں کہلا سکتا۔ ہمارے پاؤں کے نیچے ہزاروں کیڑے کچلے جاتے ہیں اور ہم اس بات کو جانتے ہیں۔ لیکن پھر بھی پرواہ نہیں کرتے اور نہ اس کو پاپ سمجھتے ہیں..... ہم انسان کو ہر حالت میں دوسرے جانوروں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اپنے فائدے کیلئے ان کو استعمال کرتے ہیں۔ گھوڑا، گدھا۔ بیل، گائے وغیرہ سب کام میں لائے جاتے ہیں۔ اور کچھ جانور ایسے ہیں۔ جن کو آدمی کھا بھی لیتا ہے۔ ہندوؤں میں یہ خیال گھس گیا ہے۔ کہ جس طرح ایک انسان کو مارنا پاپ ہے ویسا ہی ... حالانکہ خاص خاص حالتوں میں انسانوں کو مارنا بھی پاپ نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ بڑے ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً دشمنوں کو لڑائی میں مارنا..... جانوروں کو مارنے سے ہم اس واسطے ڈرتے ہیں کہ ہم خود موت سے ڈرتے ہیں۔ جو آدمی خود ڈرپوک اور کائر ہے وہ کسی جانور کو بھی نہیں مار سکتا"

فاضل مضمون نگار نے جو کچھ کہا ہے اس پر کسی اضافہ کی چنداں ضرورت نہیں۔ کل تک ہندوؤں اور آریہ سماجیوں کو گوشت خوری اسلام کا ایک زبردست عیب نظر آتا تھا۔ لیکن آج خود ان کے اہل علم اور سرکردہ اخبارات گوشت خوری کی حمایت میں مصروف ہیں۔ کیا یہ اسلام کی ایک فتح نہیں؟

پرانے خادم کی حاضری

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر پیغام صلح نے ۱۹ مارچ کو دوبارہ انجمن کے اسسٹنٹ سکرٹری کے عہدہ کا جائزہ لے لیا ہے۔ آپ پیغام صلح کی ایڈیٹری کیلئے ایک بہترین اور موزوں ترین فرد تھے لیکن انجمن کا مفاد اس تبدیلی کا تقاضا کر رہا تھا۔ سردست اخبار کی ادارت کا بار گراں پھر کمزور کندھوں پر آ پڑا ہے اور جب تک کوئی بہتر صورت نہ پیدا ہو جائے مجھے ہی یہ کام کرنا ہوگا۔ بزرگان و احباب جماعت سے میں امداد کی درخواست کرتا ہوں۔ ان کی دعائیں، مفید مشورے اور قابل قدر قلمی اعانت میری کوتاہیوں کی پوری طرح تلافی کر سکتی ہے امید ہے وہ اس سے دریغ نہ فرمائیں گے۔

خاکسار محمد انعام الحق ہوشیارپوری

مسلم ہائی سکول لاہور

مسلم ہائی سکول لاہور کا سالانہ امتحان قریب الاختتام ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز اوائل اپریل میں جماعت بندی شروع ہو جائے گی۔

خدا کے فضل سے ہمارا اسکول پنجاب کے بالعموم اور لاہور کے بالخصوص ممتاز سکولوں میں سے ہے۔ اور اس کا یونیورسٹی نتیجہ ہمیشہ قابل تعریف رہا ہے۔

قومی استحکام میں سب سے بڑی چیز بچوں کی تعلیم و تربیت ہے۔ اگر بچے کی تعلیم اعلیٰ اور صحیح اصول پر ہو۔ تو یقیناً بڑا ہو کر وہ قوم کا ایک مفید و معزز رکن بن سکتا ہے

بیرونی احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم کیلئے اس قومی درسگاہ میں بھیجیں تاکہ وہ قابل اساتذہ اور بزرگان جماعت کے زیر سایہ مرکز میں رہ کر تعلیم و تربیت پائیں اور آئندہ خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالے سپاہی بن سکیں۔ علاوہ ازیں کہ وہ اپنے زیر اثر دوستوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ اپنے بچوں کو اس سکول میں داخل کرائیں۔

حجاج اور محکمہ ریلوے

ہم متعدد مرتبہ اس افسوسناک حقیقت پر اظہار رائے کر چکے ہیں کہ محکمہ ریلوے حجاج کیلئے کوئی رعایت پیش نہیں کرتا اور نہ ان کے لئے کوئی قابل ذکر سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ متعدد تہواروں، جاتراؤں اور عرسوں وغیرہ پر رعایتی ٹکٹ جاری ہوتے ہیں۔ سپیشل ٹرینوں کا انتظام کیا جاتا ہے لیکن حجاج ان تمام چیزوں سے محروم رہتے ہیں۔ اس بارہ میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کی غفلت سب سے زیادہ قابل الزام اور افسوسناک ہے۔ یہ ریلوے ایسے علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں ساٹھ فیصدی سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ نہ صرف ہندوستانی بلکہ افغانی بخاری اور بارقندی حاجیوں کی بہت بڑی تعداد بھی اسی ریلوے کے ذریعے سفر کرتی ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کی موجودگی اور مسلم اخبارات کے پے درپے مطالبات کے باوجود اس محکمہ کے ذمہ دار کارکنوں نے کوئی حرکت نہیں کی۔ آج کل حجاج واپس آرہے ہیں۔ مناسب ہوگا۔ کہ کم از کم نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ان کیلئے خاص رعایتیں اور سہولتیں مہیا کردی جائیں۔ ہماری انجمن کی طرف سے محکمہ ریلوے کو اس کے متعلق توجہ دلائی گئی ہے۔

سرکاری ملازمتیں اور مسلمان

سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا تناسب بہت کم ہے برادران وطن کی اجارہ داری اور ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اکثر سرکاری محکموں کے دروازے مسلمانوں پر بند ہیں۔ پنجاب کونسل میں مطالبات زر کی بحث کے دوران میں مسلمانوں کی قلت نمائندگی کا جو نقشہ نظر آیا۔ وہ حد درجہ افسوسناک ہے۔ مسلمان ممبروں نے جب اس کی طرف حکومت کو توجہ دلائی۔ تو ریونیو ممبر نے فرمایا کہ حکومت مختلف اقوام کے تناسب کے متعلق ہر اس فارمولے پر خوشی کے ساتھ عمل پیرا ہوگی۔ جسے کونسل طے کردے گی۔ ہمارے خیال میں حکومت کا یہ جواب کسی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے۔ حکومت کی پالیسی یا اس کی غفلت و بے انصافی کی وجہ سے سرکاری ملازمتوں پر ایک قوم کا اجارہ قائم ہو چکا ہے۔ اس قوم کے نمائندے کسی منصفانہ فیصلہ پر ہرگز راضی نہیں ہو سکتے۔ ان کی کوشش یہ ہوگی۔ کہ موجودہ صورت قائم رہے۔ حکومت کیلئے صحیح طرز عمل یہ ہے کہ اس سے ایک قوم کی اجارہ داری قائم کرنے کی جو غلطی سرزد ہوئی ہے اس کی تلافی کرے۔ اس کے لئے صرف یہ کافی نہیں کہ آئندہ بھرتی میں پسماندہ طبقات کے تناسب کو ملحوظ رکھا جائے۔ بلکہ ضرورت ہے کہ غالب طبقے کی بھرتی اس وقت تک قطعی طور پر بند کردی جائے۔ جب تک تمام تناسب درست نہ ہو جائیں۔ محکمہ پولیس کی چھوٹی ملازمتوں میں مسلمانوں کو معمولی سی اکثریت حاصل ہے اس پر ہندو اور سکھ طوفان محشر برپا کر رہے ہیں پنجاب کونسل میں بھی ان کی طرف سے یہ سوال اٹھایا جا چکا ہے اس محکمہ کے متعلق مندرجہ بالا مطالبہ وہ خود پیش کر چکے ہیں۔ ہم ان کے

حضرت خدیجہ رضؓ اور ورقہ ابن نوفل سے گفتگو کی وجہ

(از سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام)

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمارے محترم بزرگ مولانا عمر الدین صاحب شملوی کو ایک عرصہ کی پیر پرستی سے نجات دے کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح جانشین انجمن کے ساتھ شمولیت کی توفیق بخشی۔ انہوں نے تو بقول قادیانی حضرات عقائد سابقہ سے رجوع کر کے اپنی بے وفائی کا ثبوت دیا۔ لیکن علماء قادیان عزور داد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے اب تک عہد وفا کو نہیں توڑا۔ اور اب تک وہ غلط سبق نہیں بھولا جو قبلہ مولانا انہیں پڑھا کر آئے تھے۔ حالانکہ خود مولانا اس کو بھلا چکے ہیں۔ ابھی تک بڑے زور شور سے اس امر کو پیش کیا جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے دعوے کو نہ سمجھا تھا۔ جبھی تو ڈرتے ہوئے حضرت خدیجہ کے پاس آئے۔ اور ورقہ ابن نوفل سے اس معاملہ کے متعلق استفسار کیا۔ میرے پاس چونکہ متعدد احباب نے اس اعتراض کو پیش کیا ہے۔ اس لئے چاہتا ہوں۔ کہ اس کے متعلق چند امور کو پیش کروں۔

اصولی رنگ میں

اگر اصولی رنگ میں دیکھا جائے۔ تو یہ بالکل ناممکن ہے کہ کسی نبی یا رسول کو اپنے دعوے کے سمجھنے میں غلطی لگ سکے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذیل کا ارشاد کافی ہے:۔

"نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے۔ اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے کہ جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا۔ لیکن بعض جزوی امور جو اہم مقاصد سے نہیں ہوتے ان کو نظر کشفی دور سے دیکھتی ہے۔ اور ان میں کچھ تواتر نہیں ہوتا۔ اس لئے کبھی ان کی تشخیص میں دھوکا بھی کھا لیتی ہے۔

پس حضرت عیسےٰؑ نے جو اپنی پیشگوئیوں میں دھوکے کھائے۔ وہ اسی رنگ میں کھائے تھے۔ مگر نبوت کے دعوے میں انہوں نے دھوکہ نہیں کھایا۔ کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے دکھائی گئی۔ اور باربار دکھائی گئی (اعجاز احمدی)

باقی یہ کہنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی ہوئی تو آپ اس کو شیطانی القاء سمجھتے رہے۔ پہلے درجے کی جرأت ہے۔ اس صورت میں تو پھر یہ ماننا پڑے گا۔ کہ نبی جو اول المومنین ہوتا ہے۔ وہی نعوذ باللہ "اول الکافرین" بنا۔

اگر فی الواقع نبی ہی اس وحی کا سب سے پہلا منکر ہو جائے جو نزول وحی اور اس کی کیفیت کا بہترین شاہد ہے۔ تو کفار پہ کوئی الزام نہیں آسکتا۔ جو اس راز سے ناواقف ہونے کے باعث انکار کرتے ہیں۔

اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے بھی غور طلب ہیں

"لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبہ سے کم تر ہو۔ تو وہ شیطانی کلام ہے۔ نہ ربانی۔ کیونکہ تم جانتے ہو۔ کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے۔ اور اپنی کرنیں زمین پر چھوڑتا ہے۔ تو اس کی روشنی ایسی صاف دنیا پر پڑتی ہے۔ کہ کسی دیکھنے والے کو اس کے نکلنے میں شک باقی نہیں رہتا۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۰۵)

پھر فرمایا:۔

جو الہامات ایسے کمزور اور ضعیف الاثر ہوں۔ جو ملہم پر مشتبہ رہتے ہوں۔ کہ خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف سے۔ وہ درحقیقت شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ یا شیطان کی آمیزش سے اور گمراہ ہے وہ شخص جو ان پہ بھروسہ کرے۔ (نزول المسیح صفحہ ۱۱۴)

اس لحاظ سے تو اگر کسی کلام کے متعلق شک بھی ہو۔ تو اسے "شیطانی" کا خطاب مل گیا۔ چہ جائے کہ ایک نبی اپنے الہام کو شیطانی قرار دیتا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو تو چاہیئے کہ وہ سورۂ علق کو (نعوذ باللہ) الہام الٰہی نہ سمجھیں۔

غار حراء کی وحی پر تعجب کی وجہ

غار حراء میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی وحی پر تعجب کرنے کو اس امر کی دلیل ٹھیرانا کہ حضورؐ کو شک ہو گیا تھا۔ بالکل باطل ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ انبیاء کو قبل از نبوت بھی وحی ہوتی ہے۔ مگر جبرئیل کے ذریعہ نہیں ہوتی۔ اسے وحی ولایت کہتے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے۔ جو مومنین کے لئے اب بھی باقی ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:۔

"اول ما بدی بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا فکان لا یری رویا الا خرجت مثل فلق الصبح وھی التی ابقی اللہ تعالے علی المسلمین وھی من اجزاء النبوۃ۔" (فتوحات ۲ صفحہ ۲۵۶)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے جو وحی شروع ہوتی تھی۔ وہ رویا تھی۔ آپ کوئی رویا نہ دیکھتے مگر وہ فلق صبح کی طرح پوری ہو جاتی اور یہی وہ چیز ہے۔ جسے اللہ تعالے نے مسلمانوں کے لئے باقی رکھا ہے۔

غار حراء کی اس خاص وحی سے پیشتر حضور صلے اللہ علیہ وسلم وحی نبوت کی کیفیت سے ناواقف تھے۔ اس لئے یک لخت اس نئی طرز وحی اور اس کی عظمت کو دیکھ کر متعجب ہو گئے۔ اور پھر مرعوب بھی ہو گئے۔ اور فرشتہ کے جواب میں کہا "ما انا القاری" میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ حضور کو نبی بننے کی کوئی توقع نہ تھی اور نہ ہی نبوت ایسا درجہ ہے جس کو انسان کوشش کے بعد حاصل کرنے کی توقع رکھے۔ اس میں قادیانیوں کے اس خیال کی بھی تردید ہے۔ کہ نبوت کا درجہ پانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کوشش کرتے کرتے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرلے

سوال یہ ہے۔ کہ ایک شخص جب ایم۔ اے کا امتحان دیتا ہے تو ڈگری ملنے پر اس کو کوئی تعجب نہیں ہوتا۔ ہاں خوشی ضرور ہوتی ہے کہ مدت کی آرزو بر آئی۔ پس اگر نبی بھی نبوت سے پہلے اس ڈگری کے حصول کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ تو اسے کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے کہ ڈگری حاصل کرتے ہوئے گھبرا جائے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی واقعہ ہوا۔ اور آپ نے بھی گھبراہٹ کا یوں اظہار کیا۔

"ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی"

کہ میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی۔

ظاہر ہے کہ اگر وہ اس ڈگری کے حصول کی نیت رکھتے تھے تو یہ عذرات پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی گھبراہٹ ہوئی۔ مگر یہ مطلب نہیں۔ کہ آپ کو اپنے نبی ہونے یقین نہ ہوا تھا۔ آپؐ کو یقین کامل تھا۔ کہ آپؐ مقام نبوت پہ کھڑے کئے گئے ہیں۔ مگر اتنے عظیم الشان کام کے مقابلہ میں اپنی حالت کو دیکھ کر گھبرا رہے تھے۔

سیرت ابن ہشام میں ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جس طرف دیکھتے تھے۔ آپ کو جبرئیل کی صورت نظر آتی تھی۔ اور یہ آواز آتی تھی:۔

"یا محمد انت رسول اللہ وانا جبرئیل"

(جزو اول صفحہ ۲۲۶ مطبع خیریہ مصر)

کہ اے محمدؐ آپ رسول اللہ ہیں اور میں جبرئیل ہوں۔ اس کے باوجود شک تو کبھی ایک معمولی انسان کو نہیں رہ سکتا۔ چہ جائیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے حکیم انسان نے شک کیا ہو

حضرت مسیح موعود نے اس پر اپنی آخری تحریر "پیغام صلح" میں ذیل الفاظ لکھے ہیں۔

"ایک دن اسی غار میں آپ پوشیدہ طور پر عبادت کر رہے تھے۔ تب خدا تعالےٰ آپ پر ظاہر ہوا۔ اور آپ کو حکم ہوا۔ کہ دنیا نے خدا کی راہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اور زمین گناہ سے آلودہ ہو گئی ہے اس لئے میں تمہیں اپنا رسول کر کے بھیجتا ہوں۔ اب تو اور لوگوں کو متنبہ کر کہ وہ عذاب سے پہلے خدا کی طرف رجوع کریں۔ اس حکم کے سننے سے آپ ڈرے۔ کہ میں امی یعنی ناخواندہ ہوں اور عرض کیا۔ کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ تب خدا نے آپ کے سینہ میں تمام روحانی علوم بھر دئے۔" (پیغام صلح طبع ثانی صفحہ ۳۰)

اسی طرح حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

جب آنحضرت صلعم) وحی کی عظمت سے مرعوب ہوئے اور ڈر کر خدیجہؓ سے ذکر کیا۔ (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

یہ شہادتیں ہمارا مطلب صفائی سے واضح کر رہی ہیں۔ کہ گھبرانا یا حضرت خدیجہؓ کے پاس آنا۔ وحی کی عظمت اور کام کی اہمیت کے باعث تھا۔ نہ کسی شک کی بنا پر

حضرت خدیجہؓ سے گفتگو

آپ حراء سے نکل کر حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے۔ تاکہ اس معاملہ پر خوب سوچ لیں۔ جب آپ پھر اٹھے۔ تو فرمایا۔ "لقد خشیت علی نفسی" مجھے تو اپنی جان کا بھی خوف ہو گیا۔ کیونکہ وہ اس عظیم الشان کام میں دینا پڑے گی۔ بالکل حضرت موسےٰ علیہ السلام کی طرح جنہوں

باقی بر صفحہ ۶

بقیہ صفحہ ۵

نے کہا تھا۔

واخاف ان یقتلون۔ مجھے ڈر ہے کہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی خوف تھا۔ کہ اگر مجھے قتل کر دیا گیا۔ تو میں اس عظیم الشان مشن کو پورا نہ کرسکوں گا حضرت خدیجہؓ نے فرمایا۔ **کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابداً**۔ خدا کی قسم اللہ تعالےٰ آپ کو ہرگز رسوا نہ کریگا۔ اور آپ کی صفات حمیدہ کا تذکرہ کیا۔ گویا یہ تسلی دی۔ کہ جو کام آپ کے سپرد ہوا۔ اس میں ضرور آپ کامیاب ہونگے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت آپ کو ہلاک نہ کر سکے گی۔

ورقہ بن نوفل کے پاس آمد

اس کے بعد آپ کو حضرت خدیجہؓ اپنے چچا زاد بھائی ورقہ ابن نوفل کے پاس لے آئیں جس کی تعریف میں لکھا ہے۔

وکان امراً تنصر فی الجاھلیۃ وکان یکتب الکتاب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانیۃ ما شاء اللہ ان یکتب (بخاری ابتدار)

کہ وہ زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گیا تھا۔ اور عبرانی لکھتا تھا اور انجیل کو عبرانی میں لکھتا تھا۔ اس کے پاس کیوں لائیں؟ یہ خیال سراسر غلط ہے اور محض افترا ہے۔ کہ یہ پوچھنے آئیں۔ کہ یہ شیطان کا نزول ہوا ہے۔ یا فرشتہ کا۔ دراصل اس کے پاس آنا اس غرض سے تھا۔ کہ چونکہ وہ عبرانی سے واقف ہے خود یہود و نصاریٰ کے صحف قدیمہ کو لکھتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کو اس زمانہ کے نبی اور اس کے حالات کی خبر ہوگی اور یہ دریافت کرنا مقصود تھا۔ کہ کیا اس قسم کے حالات کسی اور نبی کے ساتھ بھی واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس نے حالات سن کر حضورؐ کو حضرت موسےٰؑ کی اس پیشگوئی کا کہ "تیرے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" آپ کو مصداق قرار دیتے ہوئے کہا۔

ھذا الناموس الذی نزل علی موسےٰ

یہ وہ رازدار فرشتہ ہے۔ جو موسےٰ پر نازل ہوا تھا۔ ان الفاظ میں اس نے صفائی سے اس پیشگوئی کو حضورؐ پر چسپاں کر دیا یہ ہرگز نہیں کہا۔ کہ یہ وہ فرشتہ جو ایلیا پر نازل ہوا۔ یا ابراہیمؑ پر نازل ہوا۔ صرف موسےٰ کا نام لینا بتاتا ہے۔ کہ اس نے آپ کو موسےٰ سا نبی سمجھا۔ اور اسی پیشگوئی کا مصداق سمجھا۔ پھر کہا۔ کہ **یالیتنی فیھا جذعاً یالیتنی اکون حیاً اذ یخرجک قومک۔** اے کاش میں اس زمانہ میں جوان ہوتا۔ اے کاش میں اس وقت زندہ ہوں۔ جب تجھے تیری قوم نکال دے گی۔ اس طرح [illegible] حضرت موسےٰ کو ہجرت کرنا پڑی [illegible] آپ کو ہجرت کرنا ہوگی۔ [illegible] سے بڑھکر اور کیا وضاحت [illegible] بڑی پیشگوئی کا ذکر کر دیا جس کے پورا ہونے کا انتظار [illegible] مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں لوگوں کو لگا ہوا تھا۔ اور یوحنا سے [illegible] استفسار کر رہے تھے۔ کہ کیا تو "وہ نبی" ہے؟

یہ سوال و جواب صاف ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی شک یا غلط فہمی کو دور کرنے نہیں آئے تھے بلکہ صحف سابقہ کی پیشگوئیاں دریافت کرکے ورقہ بن نوفل سے تصدیق کرانا مد نظر تھا۔ اور وہ ہو گئی۔

جناب میاں محمود احمد صاحب نے بھی ایک مرتبہ لکھ دیا تھا۔ کہ "میں اس شخص کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ جو کہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی وحی کی نسبت یہ شبہ ہوا تھا۔ کہ رحمانی ہے [۲۶]

مصر اور احمدیہ لٹریچر

(پیر شمس الدین صاحب کارکن دار الکتب اسلامیہ لاہور)

ملک مصر میں گو اسلامی حکومت ہو اور کثرت بھی مسلمانوں کی ہے مگر پھر بھی اس جگہ دوسرے ملکوں سے اسلامی کتب لاکر فروخت کرنے کی ممانعت ہے جب تک کہ شیخ الازہر کی اجازت حاصل نہ کی جائے یہ ممانعت کچھ احمدیہ لٹریچر کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عام ہے۔ چنانچہ مسٹر پکتھال اور علامہ یوسف علی صاحب نے جو قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کی بھی یہاں ممانعت ہے۔ کیونکہ شیخ الازہر نے ان کی فروخت کی اجازت نہیں دی۔ خاکسار برما۔ ملایا۔ چین۔ مشرقی اور جنوبی افریقہ کا دورہ کرکے اس جگہ بھی دسمبر ۱۹۳۴ء میں احمدیہ لٹریچر فروخت کرنے کے لئے لایا۔ مگر نہر سویز پر اترتے ہی کسٹم والوں نے یہ اعتراض کرکے کہ مصر میں قرآن پاک کا ترجمہ لانا ممنوع ہے تمام لٹریچر کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور محکمہ مطبوعات کے افسر اعلےٰ کے پاس قاہرہ میں بھیجدیا۔ اس محکمہ نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ اور دیگر کتب کو شیخ الازہر کے پاس ملاحظہ کیلئے ارسال کر دیا۔ ازہر والوں نے دو ماہ تک ان کتابوں کو خوب دیکھا۔ اس کے بعد چند کتابوں کی فروخت کی اجازت دے دی مگر بہت سی کتابوں کو رد کر دیا۔ جن میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی شامل تھا۔ ان حالات کے ماتحت میں نے ایک عرضی بنام وزیر اعظم حکومت مصر کو بھیجکر یہ التماس کی۔ کہ خاکسار نے بہت سے ممالک کا دورہ کیا ہے اور احمدیہ لٹریچر کسی جگہ بھی ممنوع قرار نہیں دیا گیا۔ اب کیا وجہ ہے کہ اسلامی ملک اور اسلامی حکومت میں اسلامی لٹریچر کی ممانعت ہو۔

اس درخواست کا یہ نتیجہ نکلا کہ تمام لٹریچر کے فروخت کرنیکی اجازت دی گئی۔ سوائے قرآن مجید انگریزی ترجمہ کے۔ اس کے بعد میں نے ایک دوسری درخواست وزیر اعظم کی خدمت میں پیش کر دی کہ کیا وجہ ہے کہ مسٹر سیل۔ روڈویل۔ پامر۔ میکس ملر اور دیگر عیسائی مصنفین کا ترجمہ قرآن مجید انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں تو مصر میں شیخ الاسلام کی موجودگی میں ہی فروخت ہوں۔ مگر حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ قرآن پاک فروخت کرنے کی اجازت نہ ہو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن مجید کا ترجمہ بھی فروخت کرنے کی اجازت مل گئی۔ یہ تحریری اجازت اب بھی میرے پاس موجود ہے جسے میں مخالفین کو دکھا کر خوب زور شور سے یہ شعر پڑھتا ہوں ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

گو ازہر والوں نے بہت مخالفت کی اور حکومت مصر کو ہر طرح سے اکسایا کہ احمدیہ لٹریچر کے فروخت کرنے کی مصر میں اجازت نہ دی جائے۔ مگر پھر بھی ان کو شکست فاش ہی نصیب ہوئی۔ اور مجھے اللہ نے فتح دی۔ ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ جس کمیٹی نے انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق فیصلہ کرنا تھا۔ اس میں ایک ممبر لاء کمیٹی کے پریذیڈنٹ بھی تھے۔ انہوں نے یہ رائے دی کہ مصر میں اس ترجمۃ القرآن کی اشاعت قانون کے خلاف نہیں ہے گو ازہر والے اس ترجمہ کے مخالف ہی ہوں۔ کمیٹی نے لاء کمیٹی کے صدر کی اس رائے کو تسلیم کر لیا۔ اور قرآن مجید کے فروخت کرنے کی اجازت دیدی۔ الحمد للہ۔

[۲۶] یا شیطانی"۔ (حقیقۃ الامر)

لیکن اس خیال پر اب بھی قائم ہیں یا نہیں؟ اسے کوئی بھی نہیں جانتا۔

اسلام اور تہذیب حاضرہ

(از بشیر محمد صاحب اختر)

"لیکن اسلام مہذب اور متمدن قوموں میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ برعکس اس کے اسلام ادنےٰ قوموں میں زیادہ مقبول ہوا۔ جن میں سے منگول اور حبشی ہیں" (مذہب کیا ہے؟ صفحہ ۱۴۸)

مندرجہ بالا الفاظ پروفیسر ولیم بوسٹ کی کتاب، "مذہب کیا ہے؟" سے ماخوذ ہیں۔ یہ الفاظ حقیقت سے کس قدر بعید ہیں؟ اس کا ثبوت خود مہذب یورپین اقوام کی موجودہ حالت کے مطالعہ سے مل سکتا ہے۔ بیسویں صدی میں تہذیب یورپ اپنے کمال کو پہنچ چکی ہے لیکن ان لوگوں کی حالت کیا ہے؟ ایک عام بے چینی، رنگ و نسل کے جھگڑے۔ ایک قوم دوسری قوم کو کھا جانے پر تلی بیٹھی ہے۔ ایک پارٹی دوسری پارٹی کو کچل رہی ہے۔

گو سائنس اور علوم کی ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن کیا یہ علوم یورپ کو سکون اور اعتماد کی نعمت دے سکتے ہیں، ہرگز نہیں۔ باہمی جھگڑے اور فسادات کو مٹانے کے لئے امن کی کانفرنسیں، تخفیف اسلحہ کمیٹیاں اور جمعیت اقوام کے اجلاس پہ اجلاس منعقد ہو رہے ہیں۔ مگر واقعات شاہد ہیں کہ باہمی مناقشات دن بدن بڑھ رہے ہیں۔

ان تہذیب کے علمبرداروں نے کئی پانچ سالہ اور دس سالہ پروگرام تیار کئے لیکن ناکام رہے۔ یورپ شاہ پرستی سے تنگ آ کر جمہوریت کی طرف گیا اور اب جمہوریت سے اکتا کر ڈکٹیٹر شپ کی طرف جا رہا ہے۔ جرمن کا ڈکٹیٹر ہر ہٹلر دنیا کی ایک بہت بڑی شخصیت مانا گیا ہے لیکن کیا وہ جرمنی کو امن اور پرسکون زندگی دے سکا؟ جرمنی میں یہودیوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اس کی خونیں داستان تاریخ عالم پر ایک دھبہ ہے۔ نٹشے نے دنیا کے سامنے "فوق البشر" کا نظریہ پیش کیا۔ جو دنیا کو امن اور سکون دے سکیگا۔ اسی نظریے کی بدولت اٹلی میں میسولینی اور اس کی تحریک فسطائیت پیدا ہوئی۔ میسولینی کو خدا کا اوتار مانا جانے لگا۔ نوجوان اپنی ہر خواہش میسولینی کے سامنے قربان کر رہے ہیں۔ اٹلی کے ہر سکول کی دیواروں پر فسطائیت کے دس "آتشین اصول" کندہ ہیں۔ جن میں سے تین خاص طور پر قابل غور ہیں:۔

(۱) اس تحریک کو ماننے والا کبھی مستقل امن و سکون کا قائل نہیں ہو سکتا۔

(۲) میسولینی کبھی غلطی نہیں کر سکتا۔

(۳) ڈکٹیٹر کی زندگی ہر شے سے زیادہ قیمتی ہے

(اسٹیٹسمین مورخہ ۲۴ ۳/۳۵)

روس میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب دنیا پر عیاں ہے۔ کئی پروگرام بنائے گئے۔ مذہب کو خیرباد کہا گیا۔ اب آپس میں ان لوگوں کی چل رہی ہے۔

امریکہ جسے عام طور پر دنیا کا مہذب ترین ملک مانا جاتا ہے اس کی حالت بھی قابل رحم ہے۔ مسٹر ہوور سابق صدر کا ایک مکتوب مفتوح موجودہ صدر امریکہ کے نام چھپا ہے جس کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔

"اس نظام حکومت سے تو انسانی آزادی و حریت کی بنیادیں گرائی جا رہی ہیں . . . . ایک وسیع ترین پیمانہ پر شخصی ملکیت و اقتدار کی پالیسی پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے۔ جماعتی تفریق کے جذبات عام ہو رہے ہیں" (اسٹیٹسمین ۳/۳۵ - ۲۶)

غرض ان حاملین تہذیب و تمدن کی اندرونی حالت کا نقشہ کھینچنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے اور ان لوگوں کے متعلق قرآن مجید کی آیت تحسبھم جمیعاً وقلوبھم شتّٰی ۵۹/۱۴ (تو انہیں اکٹھا سمجھتا ہے اور ان کے دل علیحدہ علیحدہ ہیں) خوب صادق آتی ہے۔

اب ذرا اسلام کی طرف آیئے۔ اس فرصت میں ہم صرف وحدت انسانی کے زریں اصول کو لیں گے۔ اسلام دنیا کو امن کا پیغام دیتا ہے اور وہ ایک ایسی اعلیٰ سوسائٹی کا نظریہ پیش کرتا ہے جس میں گورے کالے کی تمیز بالکل مٹ جاتی ہے۔ وہاں صرف ایک بلند ترین مقصد سامنے ہوتا ہے۔ للّٰہ المشرق والمغرب مشرق مغرب اللہ ہی کا ہے۔ اسلام میں چھوٹائی بڑائی کا معیار رنگ، و نسل پر نہیں بلکہ ارشاد ہوتا ہے:۔

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ وجعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ۔ ۴۹ : ۱۳

اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے متقی ہے

اس حکم کے ماتحت تمام پیدائشی اور خاندانی حقوق زائل ہو جاتے ہیں۔ یہ محض ایک فلسفیانہ اصول نہیں، بلکہ تاریخی واقعات ہیں۔ قریش جو عرب کی معزز ترین قوم تھی۔ اسامہ بن زیدؓ ایک غلام زادے کے زیر کمان ہو کر لڑتی ہے۔ اسلام نے مشرق و مغرب کو ملا کر ایک کر دیا۔ اسلام کے ماننے والے جب برسر اقتدار ہوں تو وہ دنیا میں ہڑبونگ نہیں مچا دیتے بلکہ وہ ایک پرامن و پرسکون فضا پیدا کر کے دنیا کو جنت کا نمونہ بنا دیتے ہیں۔

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللّٰہ عاقبۃ الامور ۲۲/۴۱

وہ جنہیں اگر ہم زمین میں طاقت دیں تو وہ نماز کو قائم کرینگے اور اچھی باتوں کا حکم کریں گے اور بری باتوں سے روکینگے اور سب کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہی ہے۔

یورپ میں مذہبی اختلافات پر جو قتل و خونریزی ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ذرا سے اختلاف پر بیدریغ خون بہا دیا جاتا تھا۔ پوپ کو خدا کے مرتبہ تک پہنچا دیا گیا تھا۔ لیکن اسلام وحدت انسانی کے دائرہ کو اس قدر وسیع کرتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین۔ دین کے معاملے میں جبر نہیں۔ بلکہ ایسی فضا پیدا کر دو کہ ویکون الدین للّٰہ دین صرف اللہ کے لئے ہی رہ جائے۔ اگر کسی قوم سے مقابلہ ٹھن ہی جائے تو اس وقت بھی عدل اور انصاف کو ہاتھ سے مت دو۔ ارشاد فرمایا

لا یجرمنکم شناٰن قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ۵ : ۹

اور کسی قوم کی دشمنی تمکو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔

اسلام وحدت نسل انسانی کا ایک ایسا اعلیٰ نظریہ پیش کرتا ہے جس کی مثال دوسرے مذاہب میں یکسر مفقود ہے

ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ ۷ : ۱۸۹

وہی ہے جس نے تمکو ایک جان سے پیدا کیا ہے

اب ذرا غور فرمایئے کہ اسلام نے جو نظریہ دنیا کے سامنے امن عامہ کا پیش کیا۔ کیا اس کے ہوتے ہوئے یہ کہنا "لیکن اسلام مہذب اور متمدن قوموں میں کامیاب نہیں ہو سکا" کسقدر بے معنی اور دور از حقیقت بات ہے۔

آج برنارڈ شا جیسا مفکر و فلسفی بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ سو سال کے عرصے میں اسلام تمام یورپ پر چھا جائے گا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے ایڈیٹر پیغام صلح کو دوبارہ انجمن کا اسسٹنٹ سکرٹری مقرر کیا گیا ہے۔ سردست اخبار کی ادارت کے فرائض اسسٹنٹ ایڈیٹر کے سپرد کئے گئے ہیں۔

— مولوی عزیز بخش صاحب کچھ دنوں کے لئے ڈیرہ غازیخان گئے تھے۔ ۱۹ مارچ کو واپس تشریف لے آئے ہیں۔

— ہمارے محترم دوست حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل بعارضہ انفلوانزا بیمار ہیں۔

— چودھری فضل حق صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن کی اہلیہ محترمہ کئی روز سے بیمار ہیں۔

— جماعت کے ایک اور دوست کا اپریشن ہوا ہے عرصہ سے جہلم کے ہسپتال میں بیمار پڑے ہیں۔

— خاکسار مدیر کے ایک نہایت عزیز دوست میاں محمد عظیم صاحب وکیل پھالیہ ضلع گجرات شدید علیل ہیں۔ ان تمام بیماروں کے لئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے۔

— سید انتظر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ انجمن آج کل لائلپور میں مقیم ہیں۔ ان سے خط و کتابت کا پتہ حسب ذیل ہے:۔

نزد امام باڑہ لائل پور

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— القدس ۱۹ مارچ. ہائی کمشنر فلسطین سیاحت مصر سے فارغ ہو کر گذشتہ ہفتہ بذریعہ طیارہ واپس آگئے ہیں. آپ نے جدید دستور کے سلسلہ میں عرب لیڈروں سے ملاقات اور ان سے جدید دستور اساسی کو کامیاب بنانے کی اپیل کی۔

—— بیروت ۱۹ مارچ. بیروت کے طلبار نے جامعہ شام کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا. کہ احتجاجی طور پر جامعہ شام کو بند کر دیا جائے۔

—— بغداد ۲۰ مارچ مجلس خواتین عراق نے فیصلہ کیا کہ "جمعیۃ طیران عراقیہ" کو چندہ جمع کر کے ایک طیارہ خرید دیا جائے جس کا نام طیارہ "السیدات العراقیات" رکھا جائے۔

—— امسال سلطان ابن سعود نے حجاج کو شاہی ضیافت دی. اور اپنی تقریر کے دوران میں اتحاد کی ضرورت پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی پاک تعلیم کا مقصد صرف اسی قدر نہیں کہ اتحاد اسلامی اور ہم آہنگی ہو جائے بلکہ اس کا اعلےٰ مقصد عالمگیر اخوت کا قیام ہے۔ اس دعوت میں دنیا کے ہر حصے کے مسلمان مدعو تھے

—— وزیر اعظم عراق نے عراقی پارلیمنٹ میں اعلان کیا ہے۔ کہ حکومت عراق اور حکومت سعودیہ کے مابین جو معاہدہ زیر غور تھا وہ پایہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ حکومت یمن بھی قدرے ترمیم کے بعد اس معاہدہ میں شرکت کا اعلان کر دیگی۔

—— غازی کمال پاشا کے قتل کی سازش میں چند اشخاص پر مقدمات چل رہے تھے۔ عدالت خصوصی نے جملہ ملزمین کو بے قصور قرار دیتے ہوئے سب کو بری کر دیا ہے۔

—— بغداد ۱۹ مارچ. نجد کے بہت سے بدوی قبائل زنبیوں اور مویشیوں کے گلے لے کر عراقی حدود میں چارہ اور پانی کی تلاش میں وارد ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے عراقی منڈیوں سے ضروری سامان خریدنے کی خواہش ظاہر کی. حکومت عراق ان لوگوں کی آسانی اور حفاظت کا انتظام کر رہی ہے۔

—— بغداد "عراق ٹائمز" لکھتا ہے۔ کہ بعض یزیدی قبائل نے عراق کے خلاف شامی علاقہ میں سازش کر رکھی ہے۔ ان قبائل کے سرداروں نے ہائی کمشنر سے ملاقات کی۔ اور ارادہ ظاہر کیا۔ کہ انہیں شام میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔ ہائی کمشنر نے جلد جواب دینے کا وعدہ کیا ہے۔

—— انگورہ ۲۰ مارچ. ازمیر کے علاقہ میں طوفان اور برفباری سے چھ گاؤں بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ اور فصلوں کو نقصان پہنچا. وادی دریائے مالاندر کے باشندے برفباری کی وجہ سے گھر بار چھوڑ گئے ہیں. حکومت نے ان کی امداد کے لئے خاطر خواہ انتظامات کر دئے ہیں۔

—— حکومت عراق اپنے ملک میں چائے کی کاشت پر خاص طور سے غور کر رہی ہے۔ کاشت شروع ہو چکی ہے۔ اور اس کا دائرہ روز بروز وسیع ہو رہا ہے۔ حکومت نے بعض افسروں کو سیلون بھی بھیجا ہے۔ کہ وہ وہاں چائے کی کاشت کے طریقوں کا مطالعہ کریں۔

—— عراق کی تجارت ترقی پر ہے۔ بصرہ بندرگاہ سے گذشتہ پانچ سالوں میں دس لاکھ ٹن کے قریب مال باہر گیا۔ اور ملک کے اندر آیا۔ عراق کے پٹرول ... سے تیل بھی زیادہ تعداد میں نکل رہا ہے۔ جس کا بیشتر حصہ فرانس بھیجا گیا۔

ہندوستان

—— نئی دہلی ۱۸ مارچ. مسٹر جناح اور بابو راجندر پرشاد کے درمیان اتحاد و اتفاق کے متعلق گفت شنید پہلے بعض وجوہ کی بنا پر ناکام رہی تھی اب دوبارہ بابو راجندر پرشاد کے آنے سے امیدیں وابستہ ہو گئی ہیں۔ چونکہ سر آغا خاں. سر فضل حسین اور دوسرے مسلم زعمار نے اقتصادی اساس پر فرقہ وارانہ اتحاد کی بڑی تاکید کی ہے۔ اگر اتحاد و اتفاق کے تمام . . . کے متعلق مخلصانہ احساسات کا مظاہرہ ہوا۔ تو بابو راجندر پرشاد مسرت سے جدید ذرائع مفید پر غور کریں گے۔

—— فرید پور ۱۸ مارچ سی آئی. ڈی نے گوپال کے ایک غیر آباد مکان پر چھاپہ مار کر ۲ بم اور خطرناک آتشگیر مواد برآمد کیا۔ چند آدمیوں کو اس سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور متعدد مکانوں کی تلاشیاں بھی عمل میں آئی ہیں۔

—— پٹنہ ۱۸ مارچ. پٹنہ میں "جھنجھنیا" (بنگال کا پر اسرار مرض) پھیل رہا ہے۔ جاہل اور بے علم لوگ اس سے بہت ترساں ہیں دو موتیں بھی واقع ہو گئی ہیں۔ لوگوں نے انگلیوں پر سیاہ دھاگا باندھ لیا ہے تاکہ مرض اصابت نہ کرنے پائے۔

—— مدراس ۱۸ مارچ فنانس ممبر حکومت مدراس نے دوران تقریر میں اس امید کا اظہار کیا۔ کہ جدید دستور اساسی اپریل ۱۹۳۷ء سے نافذ ہو جائیگا۔ حکومت کا خیال ہے۔ کہ انتخابات کے لئے وسط فروری بہترین موقع ہو سکتا ہے۔

—— پشاور ۱۸ مارچ سرحدی کونسل نے پشاور میں ایک یونیٹری یونیورسٹی کے متعلق ایک غیر سرکاری قرارداد منظور کر لی ہے

—— کراچی ۱۸ مارچ۔ السیوشی ایٹڈ پریس کی خبر ہے۔ کہ سندھ کی علیحدگی کے سلسلہ میں انتظامات مکمل ہو رہے ہیں. ہز ایکسیلینسی یکم اپریل کو کراچی پہنچ جائینگے۔ اور ان کو کراچی میونسپلٹی کی طرف سے ایڈریس دیا جائیگا. نظم و نسق میں تغیر تبدل کیا جا رہا ہے۔ ۴۲ لاکھ روپیہ سے گورنمنٹ ہاؤس بنایا جائیگا۔

—— میرٹھ ۱۸ مارچ ½۱۱ بجے صبح کو زلزلہ کا ایک زبردست جھٹکا محسوس کیا گیا. تقریباً نصف منٹ تک گڑگڑاہٹ جاری رہی۔ شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ کسی قسم کا جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا

—— بمبئی ۱۹ مارچ بمبئی کارپوریشن نے کثرت آرا سے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جب لارڈ ولنگڈن ساحل ہند سے رخصت ہوں تو ان کو الوداعی ایڈریس پیش کیا جائے۔

—— لاہور ۲۰ مارچ عدالت عالیہ نے پیپلز بنک آف انڈیا لمیٹڈ کے سرکاری لیکویڈیٹر کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے لالہ ہرکشن لال کو دیوالیہ قرار دے دیا۔ اور تمام جائیداد سرکاری لیکویڈیٹر کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔

—— نئی دہلی ۱۹ مارچ شہزادی درشہوار نے دہلی کے اندھوں اور بہروں کے سکول کا معائنہ کیا سکول کے کام میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے ۱۰۰ روپیہ عطا فرمایا۔

—— نئی دہلی ۲۰ مارچ پنڈت نیل کنٹھ داس کی ترمیم جس کی رو سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ فی من سوا روپیہ کے حساب سے نمک محصول کو اڑا دیا جائے. مکمل بحث و تمحیص کے بعد ۴۷ کے مقابلہ میں ۵۲ ووٹوں سے منظور ہو گئی ہے۔

—— نئی دہلی معلوم ہوا ہے کہ اسمبلی کا موجودہ سیشن زیادہ سے زیادہ ۲۵ / ۲ تک جاری رہے گا۔

ممالک خارجہ

—— ادیس ابابا۔ ۱۹ مارچ اطالویوں نے بغاوت برپا کرنے کے لئے شہنشاہ حبشہ کی موت کی خبر ہوائی جہازوں سے پمفلٹ پھینک کر تمام ملک میں پھیلا دی. لیکن شہنشاہ حبشہ کے بنفس نفیس شمالی محاذ پر نمودار ہونے سے بغاوت فرو ہو گئی۔

—— لندن ۱۹ مارچ. کل صبح ملک معظم نے اپنا پہلا دربار منعقد کیا جس میں ۷۰۰ اشخاص نے حصہ لیا۔ ڈیوک آف یارک اور ڈیوک آف کنٹ نے بھی شمولیت کی۔

—— لندن ۱۹ مارچ. لیگ کونسل کے ایک خاص اجلاس میں مختلف سلطنتوں کے نمائندوں نے جرمنی کے معاہدات کی خلاف ورزی کرنے کے متعلق غم و غصہ کا اظہار کیا۔ اور اس کے اس فعل کی مذمت کی۔ . . . . اٹلی کے نمائندہ نے بیان کیا۔ کہ اٹلی کو لیگ سے ہمدردی ہے۔ مگر جرمنی کے خلاف کوئی اقدام نہیں کریگا۔

—— پیرس. موسیو وینیزیلوس سابق وزیر اعظم یونان کا انتقال ہو گیا ہے۔

—— ادیس ابابا ۱۷ مارچ حکومت حبشہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ آخری دم تک لڑیں گے۔

—— ماسکو ۱۸ مارچ معلوم ہوا ہے۔ کہ روسی سنٹرل ایشیا میں ابھی تک متعدد ازدواج اور عورتوں کا تبادلہ اور کم سنی کی شادی کی رسمیں کثرت سے مروج ہیں. حکومت کی کوششیں ان رسوم کو مٹانے میں ناکام رہی ہیں۔ حال میں انجمن خواتین نے ان رواجوں کے برخلاف زبردست احتجاج کیا ہے ۔

—— نیویارک ۱۹ مارچ طوفان کے باعث ۹۴ اموات اور ڈیڑھ کروڑ ڈالر کے نقصان کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ مختلف ریاستوں میں دو لاکھ آدمی بے خانماں ہو گئے ہیں۔

—— لندن ۱۹ مارچ کابینہ نے دول لوکارنو کے معاہدہ کا متن منظور کر لیا ہے۔

—— ادیس ابابا۔ ۱۹ مارچ اسبالاگی کے نواح میں حبشیوں اور اطالویوں میں خونریز جنگ ہو رہی ہے۔ دونوں اطراف کو بہت زیادہ نقصانات برداشت کرنے پڑے ہیں۔ شہنشاہ حبشہ فوجوں کی بذات خود قیادت فرما رہے ہیں

—— لنڈن ۲۰ مارچ لیگ کونسل کے اجلاس نے اپنے سہ پہر کے اجلاس میں جرمنی کے خلاف فرانس اور بلجیم کی طرف سے مذمت کی پیش کردہ قرارداد کو منظور کر لیا اور قرار دیا۔ کہ جرمنی نے معاہدہ وارسائے کی خلاف ورزی کی ہے۔

—— حکومت جرمنی کے نمائندہ نے لیگ کونسل کے فیصلہ پر بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ صبح کے اجلاس میں جرمنی کی صفائی میں میں نے جو بیان دیا۔ اگر لیگ کے ممبر اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے تو یہ فیصلہ نہ کرتے۔

—— جرمن نمائندہ نے صبح کے اجلاس میں جرمنی زبان میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ معاہدہ لوکارنو کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس کی ذمہ داری فرانس پر ہے جس نے روس کے ساتھ معاہدہ کیا۔ اور اس طرح لوکارنو کی خلاف ورزی کی تھی۔ جرمنی صلح سے رہنا چاہتا ہے۔ اس نے بار بار صلح کا ہاتھ بڑھایا۔ مگر فرانس نے اسے نظر انداز کر دیا جرمنی نے جو کچھ کیا اپنی حفاظت کے لئے کیا ہے۔

معلومات

یورپ و امریکہ کے اخبارات کی اشاعت

امریکہ

سٹرڈے ایوننگ پوسٹ	۲۱ لاکھ
لیڈیز ہوم جرنل	۱۷-لاکھ ۹۹ ہزار
پکٹوریل ریویو	۱۷-لاکھ ۶۵ ہزار
امریکن میگزین	۱۶-لاکھ-۴ ہزار
وومن ہوم کمپینین	۱۴-لاکھ ۶۷ ہزار
کاسمو پولیٹن	۹ - لاکھ ۸۲ ہزار
لٹریری ڈائجسٹ	۹ - لاکھ
کنٹری جنٹلمین	۷ - لاکھ ۴۶ ہزار

برطانیہ

ٹائمز	۲۷- لاکھ ۹۱ ہزار
نیوز آف دی ورلڈ	۳۰ لاکھ
ڈیلی ہیرلڈ	۳۰ لاکھ
ڈیلی مرر	۱۰ لاکھ ۲۸ ہزار
ڈیلی کرانیکل	۱۰ لاکھ
جان بل	۷-لاکھ ۶۲ ہزار
پنچ	۱۰-لاکھ
پکچر شو	۲-لاکھ ۶۸ ہزار
آنسرز	۴-لاکھ ۸۷ ہزار
مائی میگزین	۱۰-لاکھ ۹ ہزار
لیڈیز جرنل	۴ -لاکھ
اسپورٹ ٹائمز	۵۸ ہزار

ہندوستانیوں کا افلاس

ہندوستانیوں کی غریبی اور افلاس کے متعلق کئی مرتبہ حقائق پیش ہو چکے ہیں اس باب میں تازہ حقائق ملاحظہ فرمائیے صنعت و حرفت کے ذریعے سے مختلف باشندوں کی فی کس آمدنی کا اوسط درج ذیل ہے

ملک	فی کس آمدنی
امریکہ	سات سو بیس روپے
کینیڈا	چار سو ستر روپے
برطانیہ	چار سو دس روپے
جاپان	ایک سو اٹھارہ روپے
ہندوستان	صرف بیس روپے

مجموعی آمدنی کا فی کس اوسط یہ ہے:-

کینیڈا	تیرہ سو روپے
برطانیہ	گیارہ سو روپے
جاپان	دو سو ستر روپے
امریکہ	دو سو روپے
ہندوستان	سو روپے

سیونگ بنک کی امانتوں کا اوسط یہ ہے:-

برطانیہ	دو سو ستر روپے
فرانس	سوا سو روپے
جاپان	نوے روپے
ہندوستان	صرف دو روپے

فرصت کے اوقات میں کام کرو

پنجابی کسانوں کو ایک مفید مشورہ

پنجاب میں یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ زمیندار سال میں بارہ مہینے صبح سے لیکر رات تک کام کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہل چلانے اور تخم ریزی کے اوقات پر اسے سخت شاقہ سی کام لینا پڑتا ہے لیکن اس کی مدت چنداں زیادہ نہیں ہوتی۔ اگر اسے بیلنے میں شکر کا رس نہ نکالنا ہو یا رہٹ نہ چلانا ہو۔ تو اسے فرصت کے کافی دن مل جاتے ہیں۔ بعض جگہ تو بیلنا یا کنواں چلانے کا کام وہ کسی دوسرے شخص سے لے لیتا ہے۔ اگر مندرجہ بالا خیال بہت مشکل سے دور ہوگا۔ لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ پنجابی زمیندار کو سال کے زیادہ حصہ میں نہایت محنت سے کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر پنجاب کی زراعتی آبادی کے ایام کارکردگی کی اوسط سالانہ نکالی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ یورپ کے معمولی سے کاشتکار کے مقابلہ میں آدھا کام بھی نہیں کرتا۔ اگر کوئی شخص اس بارہ میں اصلیت معلوم کرنے کا آرزو مند ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ سردیوں میں کسی دن دہلی سے راولپنڈی تک ہوائی جہاز میں دیہاتی علاقہ کو ایک نظر دیکھ جائے۔ وہ کھیتوں میں کام کرنے والوں کی قلیل تعداد دیکھ کر حیران رہ جائے گا۔ اگر کوئی شخص موٹر میں جا رہا ہو۔ تو وہ بھی یہ دیکھکر حیران ہوگا۔ کہ کھیتوں میں بہت ہی کم لوگ نظر آتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کر لینا چاہیئے۔ کہ کسان کسی اور جگہ کام میں مصروف ہیں۔ خاص گاؤں کے اندر مرد نہیں بلکہ عورتیں کام کرتی ہیں۔ اور فی الحقیقت انہیں حد سے زیادہ مشقت کرنی پڑتی ہے اور صوبہ کے بعض حصوں میں جہاں مرد معمول سے زیادہ سست واقع ہوئے ہیں۔ عورتوں کو اپنے مکانوں کی صفائی کے لئے بھی وقت نہیں ملتا۔ عام طور پر مکان اندر سے نہایت صاف ستھرے خوشنما اور سجے ہوئے ہوتے ہیں۔ برتن وغیرہ آئینہ کی طرح چمکتے ہیں۔ اور داغ دھبہ کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا۔ جس محنت و احتیاط سے عورتیں اپنے گھروں کو رکھتی ہیں اگر مرد بھی اپنے کھیتوں میں اسی محنت و احتیاط سے کام لیں۔ تو زراعتی کساد بازاری کی شکایت خود بخود دور ہو جائے۔ مرد تو شاذ ہی کام کرتے دیکھے جاتے ہیں ان عورتیں کبھی بیکار نہیں بیٹھتیں۔ ہل چلانے یا فصل سمیٹنے کے علاوہ اگر کوئی مرد کام کرتا ہوا پایا جائے تو وہ سب اوقات اس کے لئے ایک عذر پیش کر دیگا۔ وہ ہر دوسری قسم کی محنت کو خلاف شان سمجھتا ہے یہی وجہ ہے کہ کمین لوگوں کی غیر معمولی تعداد سے گاؤں والوں کی آمدنی گھٹ جاتی ہے۔ حالانکہ کمین لوگوں کا کام خود زمیندار کو کرنا چاہیئے جب پنجابی کسی نئے رقبہ میں آباد ہوتے ہیں تو وہ چھوٹے موٹے کام کیلئے نہ صرف کمین لوگوں کو اپنے ساتھ لیجاتے ہیں بلکہ مزارعان کو بھی "توڑ" کے لئے لے جاتے ہیں اور بسا اوقات دیواریں بنانے کے لئے پٹھانوں سے کام لیتے ہیں۔

پنجابیوں کی بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہم سفید پوش بن جائیں اور ہمارے سفید کپڑے کسی محنت طلب کام سے داغدار نہ ہوں۔ کسانوں کی بیکاری کا نظارہ دیکھنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ موسم سرما میں کسی گاؤں کا معائنہ کیا جائے ہزاروں دیہات میں جا بجا الاؤ کے نشان نظر آئیں گے۔ اگر آپ صبح کو جائیں تو آپ خاکستر کو گرم پائیں گے اور دریافت کرنے پر آپ کو بتایا جائے گا کہ یہ الاؤ کی راکھ اس رواج کا نتیجہ ہے جسے "پوڑ" اور بعض علاقوں میں "دھونی" کہا جاتا ہے۔ صبح کے وقت گاؤں والے گھاس پھونس اور اسی قسم کا نباتاتی ایندھن جمع کرتے اور الاؤ روشن کرتے ہیں اور اس کے اردگرد آلتی پالتی مار کر بیٹھتے اور گھنٹہ دو گھنٹہ حقہ پیتے ہیں باتیں کرتے ہیں۔ اگر آپ ان سے کہیں کہ وہ دن کا قیمتی حصہ اس طرح کیوں ضائع کرتے ہیں تو وہ کہیں گے کہ ذرا گرم ہونے کے لئے۔ اگر آپ کہیں کہ گرم ہونے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ میں کھرپہ یا کدال لیکر ان کاموں میں سے جن کی گاؤں کے اندر اور باہر ضرورت ہے چند کام کرو۔ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم غریب ہیں۔ گویا غریبوں کو کام نہیں کرنا چاہیئے۔ بدقسمتی سے وہ واقعی غریب ہیں اور غریب اس لئے ہیں کہ وہ کام نہیں کرتے۔ پنجاب میں ابھی بہت سا محنت طلب کام باقی ہے جس سے دولت اور صحت اور آرام ملیگا۔ اور لگاتار مشقت و محنت کے احساس سے عزت نفس کا مادہ پیدا ہوگا۔ اور فضول مشاغل میں وقت ضائع کرنے کی عادت جاتی رہے گی۔ اکثر بارانی علاقوں میں بند لگانے کی ضرورت ہے کہ جو تھوڑی سی بارش وہاں ہوتی ہے وہ جمع ہو جائے اور ضائع نہ ہو۔ بارش کے بہ جانے سے نہ صرف "وتر" نہیں رہتا بلکہ اس کے ساتھ زمین کا زرخیز حصہ بھی بہ جاتا ہے ور رقبہ کاشت میں سال بہ سال پانی نہ روکنے کے باعث شگاف اور غاروں کی وجہ سے کمی ہو جاتی ہے۔ بہت سے کھیتوں کو ہموار کرنے اور ان کے گرد بند بنانے کی ضرورت ہے۔ گاؤں کی سڑکوں کی سطح کو بلند کرنے اور انہیں ہر موسم میں آمد و رفت کے قابل بنائے جانے کی ضرورت ہے۔ بہت سے کھیتوں میں مویشی اور جنگلی جانوروں کو دور رکھنے کے لئے باڑ لگانا ضروری ہوتا ہے۔ کھاد کو باقاعدہ فراہم کرنے کے لئے گڑھے کھودنے اور گڑھوں کو جہاں سے ملیریا پیدا ہوتا ہے پُر کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں گاؤں کے گرد و نواح کی اصلاح کے لئے ابھی بڑے بھاری پیمانہ پر کام کرنا ضروری ہے۔ کھیتوں کو فالتو نباتات سے پاک صاف رکھنے کے متعلق تساہل سے کام لیا جاتا ہے اور پنجاب کے بہت سے حصوں میں "پوہلی" اور "پیازی" کی آفتیں بڑھ رہی ہیں۔ جس سے ان لوگوں کا نقصان ہو رہا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے املاک چھوٹے ہیں اور ان پر گزارہ کرنا محال ہے۔

زمین میں "وتر" قائم رکھنے کے لئے سہاگہ چلانے کے معاملہ میں عام طور پر بے پروائی برتی جاتی ہے۔ چنانچہ کوئی وجہ نہیں کہ کسان اپنا سارا سال نفع آور کاموں کی نذر نہ کر سکے۔

زراعتی اجناس کی قیمتیں گر گئی ہیں اور بے شغلے کار رہنے کا زمانہ گذر چکا ہے اور اگر پنجابی کسان زمانہ حال کے شدید مقابلہ میں زندہ رہنے کا متمنی ہے تو اسے چینیوں کی طرح یا صابر گڑھ والیوں کی طرح ہر وقت کام کرنا ہوگا۔ تاکہ وہ اپنی چھوٹی سی زمین سے اتنی معاش پیدا کرے کہ وہ سادہ دہقانی زندگی کا ایک معقول معیار قائم رکھ سکے۔ پنجابی زمیندار کا مقولہ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ "بیکار رہنے میں ہماری شان ہے" بلکہ یہ ہونا چاہیئے کہ "کام کرنے میں ہماری شان ہے"۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

اوورسیر کی ضرورت

اگر کوئی اوورسیر فارغ ہوں اور کام کی تلاش میں ہوں تو اپنی درخواست سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے پتہ پر بھجوا دیں جس نام پر درخواست دینی ہو اسے خالی چھوڑ دیں۔ مگر ویسے ہر پہلو سے درخواست مکمل ہو۔ اگر اس کے متعلق کچھ مزید دریافت کرنا چاہیں تو سکرٹری سے خط و کتابت کریں۔ دسکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تانگہ ڈرائیور

ایک نوجوان کو جو کہ نومسلم ہے اور تانگہ ڈرائیوری کی خاص مہارت رکھتا ہے ملازمت کی ضرورت ہے۔ اگر کسی صاحب کو رئیسی تانگہ کیلئے ڈرائیور کی ضرورت ہو تو پتہ ذیل پر اطلاع دیں۔ حبیب الرحمان بی۔ اے سٹوڈنٹ اسلامیہ کالج لاہور

نیچے قیمتیں پوری درج ہیں۔ اخیر مارچ تک نصف قیمت پر ملیں گی مفصل فہرست طلب کریں!

ادویات متعلقہ امراض عورات و بچگان

نصف قیمت پر — نصف قیمت پر

امرت دھارا کے بتیسویں سالانہ جلسہ کی خوشی میں

جن کو ماہِ مارچ میں خط ڈال کر نصف قیمت پر منگوا سکتے ہیں

(جو احباب دوائی اب کوئی نہ منگوانا چاہیں وہ روپیہ جمع کرا دیں۔ پھر جب تک اُن کا روپیہ ختم نہ ہوگا۔ اُن کو وہی رعایت ملتی رہے گی)

اہلارام (رجسٹرڈ) کسی قسم کا پردہ کثرت حیض یا استحاضہ ہو۔ سُرخ پیلا سفید اس سے دور ہوتا ہے۔ درد کمر سوم ازگی کو دُور کر کے حیض کی بے قاعدگی دور ہوتی ہے قیمت ۳۲ گولی دو روپے۔ ۱۶ گولی ایک روپیہ۔ نمونہ ۴ ر

تیتالی (رجسٹرڈ) حیض کا نہ آنا اور ... اور ان سے پیدا شدہ کل امراض کو دُور کر کے حیض کھولتی ہے قیمت دو روپے نمونہ آٹھ آنے۔

چینی گولی (رجسٹرڈ) بعض عورتوں کو سیال بہنے والی دوائی استعمال کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ان کے واسطے گولیاں تیار کی گئی ہیں۔ حیض کو کھولنے اور درد وغیرہ کو دُور کرنے میں تقریباً ویسا ہی اثر رکھتی ہے قیمت ۴۰ گولی دو روپے ۲۰ گولی ایک روپیہ۔ نمونہ ۴ ر

تھاروتی (رجسٹرڈ) حیض ادویہ کے ساتھ بطور جز بھی استعمال کرنے سے بہت مفید ہے اور جلدی حیض جاری ہوتا ہے خیال رکھی جاتی ہے۔ قیمت دو روپے نصف ایک روپیہ۔

رتو سہرا کیپسول (رجسٹرڈ) یہ بند شدہ حیض کھولنے کیلئے اکسیر ہے۔ اکثر تین چار دن کے اندر ہی حیض جاری ہو جاتا ہے بوجہ گرم ہونے کے بادی و بلغمی مزاج کی عورتوں کو دینا چاہیے قیمت ۲ گولی ایک روپیہ۔

رتو سراو طلسم اگر کسی وجہ سے حیض یکدم بند ہو جائے۔ دو تین ماہ سے بند ہو یا کم ہو۔ اس دوائی کی چند گولیاں کھانے سے اکثر ایک دن میں جاری ہو جاتا ہے۔ قیمت ۸ گولی ایک روپیہ۔

کشتہ پوست بیضہ مرغ سیلان رحم اور جریان الرحم دونوں کو نافع ہے۔ بعض عورتوں کو وقت خاص پانی آتا ہے اس کے لئے خاص مفید ہے۔ چند روز کھلا دیں۔ بند کر دیتا ہے قیمت فی تولہ تین روپے۔ ۶ ماشہ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

میٹھا پھل (رجسٹرڈ) (حیرت انگیز اکسیر) ایک عجیب و غریب دنیا کو حیرت میں ڈالنے والی دوائی ہے۔ حمل کے دو ماہ کے بعد تیسرے مہینے ناقابل بیان طاقت سے یہ ایسا کرتی ہے۔ کہ اس سے لڑکا پیدا ہوتا ہے چاہے حمل کے اندر لڑکی ہو یا لڑکا۔ جن کے لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کیلئے خاص طور پر نعمت خداوندی ہے۔ قیمت دس روپے

پرسوت بٹی عورتوں کی وضع حمل کے بعد بد احتیاطیوں سے کبھی سوت کا مرض ہو جاتا ہے جس سے مدتوں تکلیف ہوتی رہتی ہے۔ یہ گولیاں اس مرض کے واسطے اکسیر ہیں۔ قیمت ۳۲ گولی دو روپیہ نمونہ چار گولی ۴ ر

دیودار (ادی کواتھ) پرسوت کے درد و سیاہ رحم کی خرابیوں سے پیدا شدہ بخار پسینہ آنا۔ درد سر اور شول وغیرہ کو نافع و مفید ہے۔ رحم کی صفائی کرتا ہے۔ قیمت ۲۰ تولہ چار روپے۔

سوما وتی (رجسٹرڈ) عورتوں کو جو سفید پانی آتا ہے جسکو لیکوریا کہتے ہیں۔ ... جریان الرحم۔ سیلان رطوبت ... وغیرہ کہتے ہیں۔ بجز اس کی قسم کا اور کسی وجہ کا ہو اس سے آرام آجاتا ہے قیمت دو روپے نمونہ صرف ۴ ر

گربھ چنتا منی رس حاملہ عورات کی تمام امراض۔ بخار۔ کھانسی۔ بد ہضمی بھوک بند۔ متلانا۔ قے۔ اسہال۔ درد سری وغیرہ کو مفید ہے قیمت ۳۲ گولی دو روپے نمونہ ۸ گولی چار آنے۔

موتی پاک (رجسٹرڈ) جن عورتوں کو اسقاط حمل ہو جاتا ہے۔ ان کو جب حمل کا پتہ لگے اسوقت اس دوائی کو شروع کر کے اول تک زمانہ حمل تک ... اس ماہ کے اخیر تک جبکہ حمل گرتا ہے۔ اس دوائی کو کھانا چاہیے۔ رحم دیگر کئی امراض سے محفوظ رکھتی ہے قیمت فی پاؤ دس روپے آدھ پاؤ پانچ روپے۔

دوائی بندش خون (رجسٹرڈ) جب خون علاوہ حیض کے جاری ہو تو اس دوائی کے تین دن کے استعمال سے بند ہوگا۔ قیمت دو روپے نمونہ ۱۲ ر

من رنجن (رجسٹرڈ) **دوائی اختناق الرحم** عورتوں کی مرض ہسٹریا کی مجرب دوائی ہے۔ قیمت ۴۶ گولی چار روپے نمونہ ۱۲ گولی ایک روپیہ۔

برہم پترس (رجسٹرڈ) **(اٹھرا کی دوائی)** بعض عورتوں کی اولاد ہو کر مر جاتی ہے جس کو اٹھرا یا سوکھا مسان کی مرض کہتے ہیں۔ اس کے استعمال سے ایشور کی کرپا سے بچہ زندہ رہتا ہے قیمت سات سو گولی دس روپے۔ نمونہ ۵۰ گولی دو روپے آٹھ آنے۔

دایہ لائق (رجسٹرڈ) یہ دوائی جننے کے وقت دینے سے عورت بچہ بآسانی جنتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ نمونہ آٹھ آنے۔

سکھ جنانی (رجسٹرڈ) اس دوائی کے صرف کمر پر باندھنے سے بچہ بآسانی پیدا ہوتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (۱۲ ماہ تک جتنی بار چاہیں کام لے سکتے ہیں)

ابلا سکھ (رجسٹرڈ) یہ دوائی عورتوں کے واسطے ٹانک ہے۔ جو عورتیں کمزور ہوں یا دن بدن بیمار ہیں۔ یا خواہش جماع دن بدن کم ہوتی جاوے۔ یا پرسوت کی وجہ سے کوئی خرابی ہو۔ فائدہ کرے گی۔ قیمت ۴۰ گولی تین روپے نمونہ ۱۰ گولی ۱۲ ر

ابلا آنند (رجسٹرڈ) اس کے بھی مندرجہ بالا اوصاف ہیں۔ اور گرم مزاجوں کے واسطے ہے خوراک ۶ ماشہ قیمت چالیس خوراک تین روپے۔ نمونہ ۱۰ خوراک ۱۲ ر

دودھلا (رجسٹرڈ)۔ اس کے دو ہفتہ کے استعمال سے ہی کافی دودھ پیدا ہوتا ہے۔ قیمت ۵ تولہ ایک روپیہ

دودھجا (رجسٹرڈ) کبھی خدانخواستہ ایسی ضرورت پڑتی ہے کہ دودھ سکھایا جائے بعض اوقات دودھ چھڑانے کے وقت عورت کا دودھ زیادہ ہوتا ہے تو بھی ایسی دوائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لگانے سے دودھ پیدا نہیں ہوتا ہے اور کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

عزت (رجسٹرڈ) چند یوم عورت کو کھلانے سے عورت کی نفسانی خواہش کو کم کرتی ہے۔ قیمت پوری دوائی دو روپے۔

خشکہ۔ رطوبت کو خشک کرتی ہے اور مضیق ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ

گود بھری (رجسٹرڈ) جبکہ مرد کی منی ٹھیک ہو بعد فراغت حیض یہ گولیاں عورت کو کھلائی جاتی ہیں اور ایک دوائی اندر رکھائی جاتی ہے۔ ۳-۴ ماہ کے اندر انشور کی کرپا سے حمل ٹھہر جاتا ہے۔ قیمت دونوں ادویات پانچ روپے۔

سپاری پاک عورتوں کی امراض رحمی سفید رطوبت۔ کثرت طمث کو دور کر کے ان کو مضبوط و تندرست بناتی ہے قیمت ایک ...

کالا کرست بچوں کی امراض شل بد ہضمی دست۔ بخار۔ کھانسی وغیرہ کو مفید ہے ہر بچوں والے گھر میں رکھنا چاہیے۔ قیمت ۸ ر نمونہ ۴ ر

پسلینی (رجسٹرڈ) **دوائی ڈبہ اطفال** ڈبہ اطفال یعنی بچوں کی پسلی روگ کے واسطے یہ دوائی اکسیر ہے۔ قیمت ۳۲ گولی چار روپے۔ ۸ گولی ایک روپیہ۔

بال سکھ (رجسٹرڈ) بچوں کے واسطے ٹانک دوائی ہے۔ بد ہضمی قبض۔ ... پیلے دستوں کا آنا بخار کی شدت کی پیاس۔ بچے کا سوکھتے جانا۔ اور ہمیشہ بیمار رہنا سب دور ہوتے ہیں۔ قیمت ۶۴ گولی ایک روپیہ۔ ۳۲ گولی ۸ ر۔ نمونہ ۴ ر

مشکلیہ (رجسٹرڈ) **دوائی مرگی بچگان** یہ مرض اکثر بچوں کو ہوتی ہے۔ اس سے ۱۴ دن میں آرام آجاتا ہے قیمت ۴۰ گولی دو روپے۔ ۲۰ گولی ایک روپیہ

جلاب بچگان بچوں کو اکثر امراض قبض سے شروع ہوتی ہیں۔ اگر مناسب نرم جیز ایسی دی جائے جس سے کھل کر بلا تکلیف دست ہو جائے تو تھوڑی جلدی آرام آتا ہے قیمت ۶۴ گولی ایک روپیہ ۳۲ گولی ۸ ر نمونہ ۴ ر

کالی دور (رجسٹرڈ) بچوں کی کالی کھانسی کیواسطے یہ گولیاں بہت مفید ہیں جنیطوں کے استفادہ ہوتا ہے۔ قیمت ۶۴ گولی ۸ ر

سر سوپ بچوں کے دانت آسانی سے نکلنے کے واسطے اس دوائی کو گلے میں باندھنا چاہیے۔ قیمت ایک روپیہ

پھولو پھلو (رجسٹرڈ) **(عجیب دوائی)** یہ سوکھیا مسان کی ایک عجیب دوائی ہے۔ اسکو صرف کمر پر ملا جاتا ہے اور وہاں سے باریک باریک کرم نکلتے ہیں۔ جو مرض کا باعث ہوتے ہیں۔ تین دن کے اندر کرم نکل جاتے ہیں اور وہ بچہ جو دن بدن سوکھ رہا تھا اور ہڈیاں نظر آتی تھیں اب تندرست ہونا شروع ہوتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

سوکھا ہرا (رجسٹرڈ) اگر اس دوائی سے کرم نہ نکلیں اور پھر بچہ سوکھتا جاتا ہو۔ تب اس علاج کو دینا چاہیے۔ اگر کرم نکلیں تب بھی اس دوائی کو کھانے سے بچے بہت جلد طاقت آجاتی ہے۔ یہ دوائی بچوں کے سوکھے پن کیواسطے اکسیر ہے۔ قیمت ۳۰ گولی ایک روپیہ

المشتہر

خط و کتابت و تار امرت دھارا لاہور — مینجر امرت دھارا اوشدالیہ۔ امرت دھارا بلڈنگس۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

جلد ۲۴ — لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۵ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۳۶ء — نمبر ۲۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو

اس سے یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے نہیں نہیں ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لاھلہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہوا اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض وقت ایک غصہ میں بھرا ہؤا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے۔ اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ عاشروھن بالمعروف۔ ہاں اگر وہ بیجا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جما دے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین اور ملت کے خلاف ہو۔ کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

(تقریر ۲۲ دسمبر ۱۹۰۰ء۔ الحکم جلد ۴ ص ۴۶)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) وہ لوگ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو۔ ان کے سینوں میں کچھ نہیں مگر بڑائی (کی خواہش) جسے وہ پہنچنے والے نہیں سو اللہ کی پناہ چاہ۔ وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے (المؤمن ۴۰: ۵۶)

(۲) اور بات میں اس شخص سے بہتر کون ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اور کہتا ہے میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہیں (بدی کو) اس (طریق) سے دور کر جو بہت اچھا ہے۔ (حٰم السجدہ ۴۱: ۳۳)

حدیث شریف

(۱) جس نے مسجد تعمیر کی اس غرض سے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر تیار کرتا ہے (ترمذی)

(۲) حلال چیزوں میں سے کوئی چیز خدا کے نزدیک ایسی بری نہیں جیسی طلاق۔ (ابوداؤد)

(۳) جب لوگ بیٹھ کر اللہ کی یاد کرتے ہیں تو فرشتے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور ان کے دلوں میں تسلی اور اطمینان پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ اپنے پاس والوں سے انکا ذکر کرتا ہے۔ (مسلم، ترمذی)

۴۔ جو شخص اس واسطے علم حاصل کرے کہ علماء سے مقابلہ کرے اور نادانوں سے جھگڑا کرے تاکہ اس طرح خلقت کو اپنی طرف متوجہ کرے وہ جہنم میں جائے گا۔ (ترمذی)

سرزمین فجی میں ۱۹۳۵ء
جماعت احمدیہ اور آریہ سماج کے ایمان افروز معرکے

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری فجی)

(۲)

سماج مندر میں اجتماع

۱۳ مارچ کو لوگ کثیر تعداد میں وقت مقررہ سے پہلے ہی سماج مندر میں پہنچ گئے اور تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ سینکڑوں لوگ باہر مندر کو گھیرے کھڑے تھے اور آواز سن لینے کو ہی غنیمت سمجھ رہے تھے۔ کارروائی شروع ہوئی۔ مسٹر وشنو دیو پرچار منتری آریہ سماج نے راقم الحروف سے پوچھا کہ آپ کس حیثیت سے آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں تین حیثیتوں سے آیا اول مسلم مشنری کی حیثیت سے، دوئم ایڈیٹر پیغام اسلام کی حیثیت سے سوئم ساہو خاں صاحب ٹرسٹی احمدیہ انجمن کے نمائندہ کی حیثیت سے، باقی ٹرسٹیز یہاں سے دو صد میل کے فاصلہ پر نادی سٹونکا میں رہتے ہیں۔ اس پر مسٹر وشنو دیو نہایت غیر متعلق باتیں کرنے لگا جن کا جواب ساتھ کا ساتھ دیدیا جاتا رہا اور ہر رنگ میں ان پر اتمام حجت کر دی جاتی رہی۔ پبلک نے سر ہلا ہلا کر تسلیم کیا کہ مسٹر وشنو دیو حیلوں بہانوں سے جان چھڑا رہے ہیں۔ آخر میں نے کہا کہ آپ نے بہت سا قیمتی وقت غیر متعلق باتوں میں ضائع کر دیا۔ پبلک مسٹر وشنو دیو اور مرزا مظفر بیگ کا منہ دیکھنے نہیں آئی پبلک تو یہ دیکھنے آئی ہے کہ وہ تین منتر ویدوں میں ہیں کہ نہیں۔ پبلک کا وقت برباد نہ کرو اور اصل کارروائی شروع کرو میرے اس مطالبہ کی تمام پبلک نے تائید کی۔

ہمارا مطالبہ اور آریہ سماج کی پہلو تہی

لیکن پبلک کی حیرت و مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہی جب کہ اس نے آریہ سماج کا یہ اعلان سنا کہ "ہم مرزا مظفر بیگ سے گفتگو کرنا منظور نہیں کرتے ان کے لئے ۷ اپریل رکھا گیا تھا۔ آج ٹرسٹیز آتے" اس پر ہم نے مسٹر وشنو دیو کو بتلایا کہ کل آپ نے اعلان کیا ہے۔ دو سو میل کے فاصلہ سے آج ٹرسٹیز یہاں کیسے پہنچ سکتے تھے اور پھر اس حالت میں جبکہ برسات کی وجہ سے تاہوا کی ندی نے رستہ بھی بند کر رکھا ہے اور آمد و رفت ناممکن ہو گئی ہے۔ جو ٹرسٹی صوا (ساہو خاں صاحب) میں موجود تھا اور اب اس جلسہ میں بھی موجود ہے اس نے مجھے اپنے نمائندہ کی حیثیت سے پیش کر دیا ہے آپ کو مجھ سے بات چیت کرنا ہوگا۔ ہم ابھی بیان کر ہی رہے تھے کہ مسٹر وشنو دیو نے جلسہ برخاست، جلسہ برخاست کا شور مچا دیا۔ تمام آریہ سماجیوں کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں کہ اصل کارروائی شروع بھی نہیں ہوئی اور جلسہ برخاست بھی ہو گیا۔ مسٹر کنئی سنگھ وائس پریذیڈنٹ نے آریہ سماج منتظمین ... مشانے کی غرض سے "ویدک دھرم کی جے" کا نعرہ لگایا ... مسلمانوں کو خدا دے۔ تکبیر کے پے در پے فلک شگاف نعرے بلند ہونے شروع ہوئے۔ اب وہی کنئی سنگھ ہنس کر اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر ہم سے درخواست کرنے لگے کہ نعرہ بند کریں۔ مسٹر وشنو دیو مندر سے باہر چلے گئے ہیں۔ اب آپ لوگ بھی جائیں۔ ہم ... کریں گے۔ العظمۃ للہ ... وہ وقت تھا۔

جبکہ آریہ سماج نے سنگھٹن کے ذریعہ ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے کہ مسلمان کے سایہ کو بھی ناپاک سمجھا جاتا تھا اور آج وہ وقت ہے کہ مسلمان آریوں کے مندر میں پہنچکر اللہ اکبر کی پرہیبت صدا سے مندر کے ایک ایک ذرہ کو ہلا دیتے ہیں۔ آخر ہم مندر سے باہر نکلے لوگوں نے گھیر لیا کوئی معانقہ کرتا ہے تو کوئی مصافحہ۔ پھر لوگ موٹروں اور لاریوں کے ذریعہ ساہو خاں صاحب کے دولتکدہ پر پہنچے۔ وہاں لوگوں نے لیکچر سننے کی پرزور خواہش کا اظہار کیا۔ پون گھنٹہ میرا لیکچر ہوا۔

۷ اپریل کی کیفیت

۱۳ مارچ کی کارروائی قارئین کرام کے ملاحظہ سے گزر چکی ہے اس کے بعد ہم نے ۷ اپریل کی تیاری کی اور ایک اشتہار نکالا کہ ہم ۷ اپریل کو پھر مندر میں آئیں گے۔ ۱۳ مارچ کو تو تم لوگوں نے ٹرسٹیوں کے کمزور اور غلط بہانے پر ٹالا۔ ۷ اپریل تو مرزا مظفر بیگ کے لئے خاص مقرر ہے۔ مرزا مظفر بیگ ۷ اپریل کو مندر میں آئیگا تین منتر طیار رکھو۔ وقت کافی تھا۔ اس لئے جناب محمد طاہر خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ فجی کو لٹوکا اطلاع کر دی گئی کہ احمدی جماعت سمیت پہنچیں۔ چنانچہ ۶ اپریل کو جناب خانصاحب ممدوح بہت سے احباب کو لیکر صوا پہنچ گئے۔ ۶ اپریل کو "فجی سماچار" اخبار میں آریوں نے بہت کچھ رونا رویا اور مناظرے سے بچنے کے لئے حیلے بہانے کئے اور آخر لکھا کہ ہم اپنے مندر میں صرف چار احمدیوں کو آنے دیں گے۔ تین منتر نہیں صرف ایک منتر وہ بھی تین ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا الگ الگ ویدوں سے دکھایا جائیگا۔ آریوں کے اس اعلان پر پبلک نے شور مچا دیا کہ آریہ میدان مناظرہ سے بھاگ نکلے۔ پبلک کی طرف سے ہم کو ٹیلیفون پر ٹیلیفون آنے لگے کہ آریے تو بھاگ نکلے پھر اب کل کیا ہوگا۔ آپ مندر میں جائیں گے کہ نہیں اس پر ہم نے اسی وقت ایک اشتہار نکالا جس میں ہم نے پبلک کی اطلاع کے لئے اعلان کیا کہ ہم کل ۷ اپریل دن کے دو بجے آریہ سماج مندر میں پہنچیں گے۔ پبلک وقت پر پہنچے۔

جناب محمد طاہر خاں صاحب نے فرمایا کہ اگر آریہ لوگ دھرم کی بازی منظور نہیں کرتے اور روپے ہی لیکر منتر دکھا سکتے ہیں تو ہم روپے کا بھی بندوبست کر لیتے ہیں۔ آریہ سماجی پچاس پچاس پونڈ کل ڈیڑھ سو پونڈ مانگتے ہیں۔ ہم انہیں ایک ایک منتر پر ایک ایک سو پونڈ دیں گے۔ چنانچہ مطلوبہ روپیہ کے نوٹ ایک بڑے لفافے میں بند کر کے رکھ لئے گئے۔

۷ اپریل کو احمدی جماعت کے لوگ جوق در جوق ساہو خانصاحب کے ہاں جمع ہوئے۔ تمام احباب کے ذہن نشین کرایا گیا کہ آپ لوگ وقت سے کچھ دیر پہلے مندر میں جا بیٹھیں۔ لیکن اگر آپ کو باہر نکلنے پر مجبور کیا جائے تو بغیر کسی مزاحمت کے آپ لوگ باہر نکل کر ہمارا انتظار کریں۔ ہم آپ بھائیوں سے وعدہ کرتے ہیں کہ بغیر آپ کو ساتھ لئے ہم کوئی کارروائی نہ کرینگے۔

آریہ سماجیوں کا غیر مہذبانہ سلوک

احباب وقت سے پہلے مندر کی طرف موٹروں لاریوں کے ذریعہ چل دیئے۔ کچھ احباب تو مندر میں داخل ہو جانے میں کامیاب ہو گئے باقی باہر روک لئے گئے۔ پھر اندر کے احمدیوں کو بھی پہچان پہچان کر ہاتھ پکڑ پکڑ کر باہر نکلنے پر مجبور کیا گیا۔ کون شریف آدمی اپنی یہ توہین برداشت کر سکتا ہے۔ اگر احباب کو ہماری نصیحت نہ ہوتی تو گویا آریوں نے اپنے مندر میں اپنے ہاتھوں فساد کا سامان کر لیا تھا۔ ہمارے احباب نے کمال شرافت سے کام لیتے ہوئے مندر کو خالی کر دیا اور ہمارے انتظار میں باہر کھڑے ہو گئے۔ اس مناظرہ کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی اس لئے لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ صوا میں بہت کم ایسے اجتماع دیکھے گئے۔ ہمارے پہنچتے ہی احمدی جماعت نے صدائے احتجاج بلند کی کہ ہم کو باہر نکال دیا گیا ہم مندر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ اور آریہ سماج کے پرچار منتری اور پریذیڈنٹ کو باہر بلوایا اور انہیں بتلایا کہ کس قدر بری بات ہے کہ شریف انسانوں کو اندر سے بے عزت کر کے نکالا گیا اور پھر یہ کتنی بے انصافی ہے کہ آریے تو سب بیٹھ سکیں اور احمدی صرف چار۔ آپ لوگ احمدی جماعت کو اندر جانے کی اجازت دیں۔ ہمارے بہت سے احباب دو دو سو میل کا لمبا سفر طے کر کے آئے ہیں۔ یہ دونوں صاحب مشورہ کے لئے اندر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے کہ نہ صاحب (ٹرسٹیز) فیصلہ ہو چکا ہے کہ احمدی صرف چار ہی آئیں۔ اس پر تمام لوگوں نے شور مچا دیا کہ یہ لوگ مقابلہ کرنا نہیں چاہتے اور خواہ مخواہ بہانہ بازیوں سے کام لے رہے ہیں۔ چلو ہم دوسرے میدان میں لیکچر کا انتظام کرتے ہیں جہاں ان کی حقیقت کھولی جائے۔ راقم الحروف نے کہا کہ آپ سب لوگ یہیں باہر کھڑے رہیں میں اکیلا مندر کے اندر جا کر پبلک کے سامنے پھر اپیل کرتا ہوں۔ میں نے تمام پبلک کے سامنے بلند آواز میں آریہ پنڈتوں اور لیڈروں کو مخاطب کیا کہ یہ نہایت ظلم اور بے انصافی ہے کہ سناتن دھرمی، کبیر پنتھی، سکھ، آریے، عیسائی غرض فجی بھر کی قومیں تو مندر میں بیٹھ سکیں۔ مگر جس جماعت کے ساتھ مناظرہ ہے اس احمدی جماعت کے لوگ مندر میں نہ بیٹھ سکیں۔ بلکہ بیٹھے ہوئے احمدیوں کو ہاتھ ... پکڑ کر نہایت غیر مہذبانہ طریق سے باہر نکال دیا جائے اور پھر اگر یہ چار کی شرط اگر چند دن پہلے بتلا دی جاتی تو ہم دو دو سو میل دور سے آنیوالے احمدیوں کو تکلیف نہ دیتے یہ چار والی شرط تو صرف کل اخبار میں لکھی گئی۔ جبکہ آنے والے یہاں پہنچ چکے تھے اور پھر اگر یہی بات ہے تو ہم اسے بھی منظور کرتے ہیں۔ اگر احمدی چار بیٹھیں تو آریے بھی صرف چار بیٹھیں۔ باقی آریوں کو ہٹا دیا جائے آریوں، احمدیوں کے بغیر دیگر سب قومیں بیٹھی رہیں۔ احمدی اور آریے صرف چار چار رہیں۔ یہ ایسی معقول اور مبنی بر انصاف بات تھی کہ تمام پبلک کے سر ہل گئے۔

اتمام حجت

مگر آریوں کی ضد ملاحظہ ہو۔ جواب ملا کہ آریے سب بیٹھینگے اور احمدی صرف چار۔ احمدی تکبیر کا نعرہ لگاتے ہیں اس پر میں نے کہا کہ یہ تو ایک بہانہ ہے نعرہ کی ابتدا تو آریہ سماج کے وائس پریذیڈنٹ مسٹر کنہی سنگھ کی طرف سے ہوئی۔ احمدی اور آریے دونوں نعرے لگاتے رہے۔ نکالتے ہو تو دونوں کو نکالو دونوں کے صرف چار چار آدمی رکھو۔ اور پھر نعرہ تو میں بھی لگا تا رہا۔ کہ مجھے بھی نکال دو تو مناظرہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

اچھوت ہندو قوم کی جائیداد ہیں

ہندو لیڈروں کے خود غرضانہ اور پُر فریب دعاوی

اچھوتوں کی بیداری نے ہندو قوم میں تشویش اضطراب کی زبردست لہر دوڑا دی ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ اچھوتوں کی علیحدگی ہندو قوم کو بے حد کمزور کر دیگی۔ اب تک ہندو اچھوتوں کے حقوق پر مسلط رہے ہیں۔ آئندہ اس کی بہت کم گنجائش ہے یہی وجہ ہے۔ کہ ہندو لیڈر اچھوت ادھار کی نمائشی تحریک کے ذریعے اچھوتوں کو اپنی فرضی ہمدردی کا یقین دلانے میں مصروف ہیں۔ لیکن تعلیم یافتہ و بیدار مغز اچھوتوں کی تیز نگاہیں ہندوؤں کی ان ہمدردیوں کی غرض و غایت سے اچھی طرح آگاہ ہو چکی ہیں۔ اس وجہ سے ہندو لیڈروں کی تشویش و بے چینی میں بے حد اضافہ ہو گیا ہے۔ اور وہ اضطرار کی حالت میں ایسی ایسی باتیں کہہ رہے ہیں۔ جو عقل و ہوشمندی سے کوئی مطابقت نہیں رکھتیں۔ چند روز ہوئے۔ پنڈت مالویہ نے ناسک میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہندوؤں کے علاوہ کسی کا ہریجنوں پر کوئی دعوٰے نہیں ہو سکتا۔ آج تک ہریجن ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ اور وہ ہندو ہیں۔ اس سے پیشتر جب ہریجنوں پر ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ توڑے جاتے تھے۔ انہوں نے ہندو مذہب کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ تو اس وقت جب کہ ہندو لیڈر چھوت چھات کو دور کرنے کے لئے مصروف عمل ہیں۔ کیا وہ اپنا آبائی مذہب ترک کر دیں گے۔ . . . . . . ہم ہندو اچھوتوں کے بزرگ اور رہنمائی بند ہیں ہم انہیں خوشحال و مطمئن رکھیں گے مسلمانوں اور عیسائیوں کا ان پر کوئی حق نہیں۔ ان کی بادشاہت میں پسماندہ اقوام کی حالت مطلقاً نہیں سدھری"

(انقلاب ۱۷ مارچ)

مندرجہ بالا چند سطور میں پنڈت مالویہ جی نے تضاد و غلط بیانیوں کے متعدد نمونے پیش کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا اچھوتوں پر کوئی حق نہیں۔ کیونکہ ان کے عہد حکومت پسماندہ اقوام کی حالت مطلقاً نہیں سدھری۔ موجودہ حالات اور تاریخ کی روشنی میں پنڈت جی کا یہ دعوٰے بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ اسلامی عہد حکومت اور اسلامی تعلیمات و تہذیب و تمدن نے اچھوتوں پر نہایت مفید و خوشگوار اثر ڈالا۔ ان کی ایک معقول تعداد اسلام قبول کر کے معزز ہو گئی۔ اور جو مسلمان نہیں ہوئے۔ ان کی بھی حالت ہندو راج کے زمانے کی نسبت بہت بہتر ہو گئی۔ اس کا اندازہ آپ کو شمالی اور جنوبی ہندوستان کے اچھوتوں کی حالت کے سرسری موازنہ سے ہو سکتا ہے اس کے علاوہ انگریزی تعلیم اور حکومت نے بھی اچھوتوں پر تھوڑا بہت اثر ضرور ڈالا ہے اچھوتوں کی موجودہ بیداری میں انگریزی تعلیم کا کافی حصہ ہے۔

لیکن اگر ایک لمحے کے لئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے عہد حکومت میں اچھوتوں کی حالت نہیں سدھری تب بھی پنڈت مالویہ کے دعوٰے کے لئے کوئی گنجائش پیدا نہیں ہوتی۔ اس حالت میں مسلمانوں اور عیسائیوں کا زیادہ سے زیادہ یہ قصور ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ انہوں نے اچھوتوں کی اصلاح نہیں کی لیکن ان غریبوں کو ذلت و پستی کے تاریک غار میں پھینکنے والے تو ہندو راج اور ہندو مذہب اور ہندو قوم ہیں۔ ایک ایسا شخص جو کسی غریب کو اندھے کنوئیں میں دھکیل دیتا ہے۔ یقیناً اس شخص سے بہت زیادہ مجرم ہے۔ جو اس کو کنوئیں سے نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

پنڈت جی اس امر پر اظہار تعجب فرما رہے ہیں۔ کہ جب اچھوتوں پر مصائب کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ تو اچھوتوں نے ہندو مذہب کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ لیکن اس وقت جب کہ ہندو لیڈر چھوت چھات کو دور کرنے میں مصروف ہیں۔ تو پھر کیوں وہ اپنا آبائی مذہب ترک کریں۔ اگر پنڈت جی کا اظہار تعجب نمائشی نہیں تو ہم انہیں بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ اچھوتوں کو اب معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ہندو مذہب میں رہ کر ان کی بہتری ناممکن ہے جنہوں نے اپنے مذہبی احکام کی تعمیل ہی میں انہیں ہزاروں سالوں تک ہولناک مصائب میں مبتلا رکھا۔ اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اچھوت ادھار کی تحریک سراسر نمائشی اور خود غرضی پر مبنی ہے۔ اس لئے انہوں نے ہندو دھرم کو ترک کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور ان کا یہ فیصلہ ہر لحاظ سے صحیح اور درست ہے۔ ہمارے خیال میں یہ حقائق پنڈت جی کے تعجب کو دور کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہیں۔

پنڈت جی کا دعوٰے ہے۔ کہ ہم اچھوتوں کے بزرگ اور رہنمائی ہیں۔ انہوں نے انہیں خوشحال و مطمئن رکھنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اچھوتوں کو گزشتہ ہزاروں سالوں میں ہندوؤں کی بزرگانہ نوازشوں اور برادرانہ مہربانیوں کا کافی سے زیادہ تجربہ ہو چکا ہے۔ اس تجربہ کی موجودگی میں پنڈت جی کے دعوے کی جو قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔ اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

پنڈت مالویہ ایک مہا سبھائی بزرگ ہیں۔ ان کے گزشتہ معاملات کے پیش نظر ان کی یہ تقریر کچھ زیادہ تعجب انگیز نہیں۔ وہ ممدوح الطرفین ہیں ان کے افعال و اقوال میں ہمیشہ زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ وہ انتہائی بے تکلفی سے چھوت چھات کے خلاف تقریر بھی فرما دیا کرتے ہیں۔ اور ایک اچھوت لڑکے کے ہاتھ سے پھولوں کا ہار پہن لینے کی وجہ سے انہیں کپڑوں سمیت اشنان کی ضرورت بھی لاحق ہو جایا کرتی ہے لیکن ہمیں یہ دیکھ کر بے حد افسوس ہوا کہ ہندو قوم کے وہ لیڈر بھی حقائق کو پس پشت پھینک کر پنڈت جی کی ہمنوائی میں مصروف ہیں جن سے کسی حد تک ایمانداری کی توقع ممکن تھی۔ شریمتی کستورا بائی گاندھی نے امرتسر کی اچھوت ادھار کانفرنس کی صدارتی تقریر میں قریب قریب انہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ہندوؤں کا اچھوتوں کو اپنی جائیداد قرار دینا ہر لحاظ سے قابل افسوس اور لائق مذمت ہے اس خیال کا محرک ان کا اچھوتوں کو اپنا غلام بنائے رکھنے کا جذبہ ہے۔ لیکن ہم ہندو قوم کو واضح الفاظ میں تبلا دینا چاہتے ہیں۔ اچھوت تو ایک طرف رہے خود ہندوؤں میں اسلام کی تبلیغ مسلمانوں کا ایک اہم فرض ہے۔ کوئی سچا مسلمان . . . کسی حالت میں بھی اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔

ملیریا کی تباہ کاریاں

"ہندوستان میں ہر سال تقریباً دس کروڑ آدمی ملیریا میں مبتلا ہوتے ہیں جن میں سے بیس لاکھ راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں۔ اور ساڑھے سات کروڑ کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ وہ مدت تک اپنا کام کاج کرنے کے ناقابل ہو جاتے ہیں۔ ان مریضوں کے علاج معالجہ پر جو روپیہ صرف ہوتا ہے اور اثرات مابعد کی وجہ سے جو مالی نقصان ہوتا ہے۔ اس کا مجموعی کا تخمینہ اسی کروڑ روپیہ سالانہ سے ہرگز کم نہیں ہے"

مندرجہ بالا الفاظ اس تقریر سے ماخوذ ہیں۔ جو چند روز

ہوئے مسٹر راجن نے اسمبلی میں کی۔ فی الحقیقت یہ اعداد و شمار بے حد ہولناک ہیں۔ اور ہندوستان کی بے بسی و بدنصیبی کا ایک دردناک پہلو نمایاں کرتے ہیں۔ طاعون، ہیضہ۔ انفلوئنزا، چیچک وغیرہ سے غالباً اس کا عشر عشیر بھی جانی و مالی نقصان نہیں ہوتا مگر ان دباؤں کے پھیلنے پر حکومت اور عوام میں کسی قدر حرکت ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن ملیریا کے خلاف اب تک کوئی قابل ذکر اقدام نہیں کیا گیا۔ اس بارہ میں رعایتی قیمت پر کونین کی فروخت اور مچھر دانیوں کے استعمال کی تلقین کافی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ضرورت ہے۔ کہ حکومت کا محکمہ حفظان صحت اس وبا کے خلاف وسیع پیمانہ پر مہم جاری کرے اور باشندگان ملک اجتماعی اور انفرادی دونوں طریق پر اس سے پورا تعاون کریں۔ اس کے بغیر ملیریا کی آفت ملک سے دور نہیں ہو سکتی۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ۲۳ مارچ کو مسجد شہید گنج کے مقدمہ میں حضرت ممدوح کی شہادت ہوئی۔ جو متعدد مقامی روزناموں میں شائع ہو چکی ہیں۔

— خاکسار مدیر کی ایک عزیزہ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

— برادرم عبید اللہ صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں اور احباب سے اعلیٰ نمبروں پر پاس ہونے کی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

— جناب عبد المجید صاحب ساکن فیض اللہ چک کا صاحبزادہ بیمار ہے۔

— برادرم عبد الباری صاحب ولد عبد الہادی صاحب سکنہ عظیم کلہ بیمار ہیں۔

— جماعت کے اور بہت سے احباب و خواتین بھی بیمار ہیں۔ ان کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جناب شیخ محمد حیات صاحب انجنیئر شیخوپورہ کے برادر نسبتی میاں ولایت احمد صاحب وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں شیخ صاحب موصوف آپ کی اہلیہ محترمہ اور مرحوم کے دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

— مسٹر منظور احمد صاحب وائیں سابق کلرک "پیغام صلح" کو انجمن نے دار الکتب اسلامیہ کا سفری ایجنٹ مقرر کیا ہے۔ امید ہے احباب ان کو اس کام میں ہر ممکن امداد دینگے۔

مکتوب مصر

مصری مسلمانوں کی مذہبی و اخلاقی حالت

(جناب پیر شمس الدین صاحب۔ کارکن دار الکتب اسلامیہ لاہور)

مصر وہ ملک ہے جس پر یونانیوں۔ ایرانیوں۔ عربوں ترکوں اور فرانسیسیوں وغیرہ نے حکومت کی ہے۔ اور آج کل زیادہ اثر انگریزوں کا ہے۔ یہاں کے اصلی باشندے قبطی ہیں۔ جو کہ فرعون کی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ فرعون کے غرق ہو جانے کے بعد جب اس کی قوم کمزور ہو گئی۔ تو ہمیشہ دوسری قومیں ہی مصر پر حکمران رہی ہیں۔ یہی حال ہندوستان کا ہے۔

مذہبی حالت

مصر میں آج کل گرچہ بہت سی قوموں کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ مگر مذہب دو ہی ہیں یعنی اسلام اور عیسائیت۔ جب عربوں نے مصر کو فتح کیا۔ تو اسی وقت سے اسلام کی تبلیغ شروع ہو گئی۔ چنانچہ اب یہ حال ہے۔ کہ کثرت مسلمانوں کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ قبطی لوگوں نے کثرت سے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اگرچہ وہ اب بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ جن کا مذہب عیسائیت ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے۔ کہ پہلے قبطی لوگ فرعون کو خدا مانتے تھے۔ اور اب حضرت عیسےٰ کو خدا مانتے ہیں۔

یہاں کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں رہتا۔ جیسا کہ ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں رہتا ہے۔ امریکن مشن والے لگاتار عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور مسلمان ان کی طرف سے بے پرواہ رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ مصر کے بعض حصوں میں عیسائیوں کی تعداد زیادہ بڑھ گئی ہے اور مسلمان غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ مصر کے لوگوں نے آپس میں آج کل سیاسی اتحاد کر رکھا ہے بعض مسلمان تو یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم عیسائی ہیں اور بعض عیسائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اکثر لوگوں کی زبان سے یہ بھی سننے میں آیا ہے۔ کہ مسلمان اور عیسائی ایک ہی ہیں۔

اطوار و اخلاق

یہاں کے باشندے متلون مزاج ہیں۔ دلائل کو سننا گوارا نہیں کرتے اور نہ دلائل دینا جانتے ہیں۔ کانوں کے بہت کچے ہیں۔ یک طرفی بات سن کر ہی جوش میں آجاتے ہیں۔ دوسری طرف کی بات کو سننا پسند نہیں کرتے۔

مصری مسلمانوں میں کار خیر میں حصہ لینے کا شوق نہیں ہر دو اشاعت اسلام کے لئے مصر سے یورپ جو کہ نزدیک ہے نہیں جا سکتے۔ جب کبھی کسی مصری مسلمان سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ کیوں تبلیغ اسلام کا کام نہیں کرتے۔ تو فوراً یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ یہ کہاں ہمارا ... ان عقلمندوں کو اتنا بھی علم نہیں۔ کہ نشر اسلام کا کام مسلمان کریں گے یا عیسائی وغیرہ۔

مصری مسلمانوں کے بہت سے حالات یو۔ پی۔ کے مسلمانوں سے ملتے ہیں۔ ہر بات میں واللہ العظیم بہت کہتے ہیں۔ سست الوجود۔ باتونی۔ قوت عمل مفقود۔ بیکار بیٹھنے کے عادی۔

مالی حالت

مسلمان عام طور پر غریب ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جو آمدنی کے ذرائع ہیں۔ ان تمام پر بالعموم غیر مسلموں کا قبضہ ہے آپ یہ سن کر بہت تعجب کریں گے۔ کہ اس جگہ تمام محکموں میں اکثر قبطی لوگ یعنی عیسائی ہیں۔ اور مسلمان برائے نام حالانکہ کثرت مسلمانوں کی ہے۔ بعینہ جو حالت مسلمانوں کی ہندوؤں کے مقابلہ پر ہندوستان میں ہے۔ وہی حالت مسلمانوں کی یہاں کے عیسائیوں کے مقابلہ پر ہے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر۔ عام طور پر ملازمت۔ تجارت اور صنعت و حرفت عیسائیوں کے ہاتھوں میں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ آسودہ حال ہیں۔ اور مسلمان غریب اور اتنے کمزور ہیں۔ کہ اپنی آبادی کے لحاظ سے بھی سرکاری ملازمتوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ باوجودیکہ حکومت اسلامی ہے

اخلاقی حالت

مصری مسلمان عیاشی میں نمبر اول ہیں۔ عورتوں پر۔ جوا پر۔ سگرٹ نوشی پر۔ سینما۔ تھیٹر۔ ڈریسنگ اور شراب پر دل کھول کر روپیہ خرچ کرتے ہیں اپنے وقت کا بہت سا حصہ بیکار قہوہ خانوں میں بیٹھ کر گزار دیتے ہیں۔ غرضیکہ ان مسلمانوں کی زندگی کا مقصد سوائے کھانے پینے اور عیش و عشرت کے اور کوئی نہیں اور نہ ان میں کوئی مذہبی روح ہے۔ عام طور پر شکایت کی جاتی ہے۔ کہ ترکوں نے مذہب اسلام چھوڑ دیا ہے۔ ایسے صاحبان سے کوئی یہ پوچھے۔ کہ مصری مسلمان کونسے اسلام پر قائم ہیں؟ کیا یہ علانیہ شراب نہیں پیتے؟ اور دیگر ان کاموں میں جو اسلام نے ممنوع قرار دیئے ہیں۔ علانیہ وہ حصہ نہیں لیتے؟ اس جگہ کے مسلمانوں کی مذہبی حالت سے تو ہندوستان کے مسلمانوں کی مذہبی حالت کئی درجے اچھی ہے۔

تعلیمی حالت

مسلمان انگریزی تعلیم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسے حاصل نہیں کرتے۔ مگر قبطی لوگ شوق سے پڑھتے ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ قبطی لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ہر ایک محکمہ میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ٹھیک یہی حالت ہندوستان کے مسلمانوں کی ہے۔ جو انگریزی تعلیم سے نفرت کرتے ہیں۔ اور ہندو شوق سے اسے حاصل کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کی ملازمتیں حاصل کرتے ہیں۔

اچھوتوں کی مشکلات کا حل

صرف اسلام ہی ہے

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

پنجاب میں اس وقت بیس لاکھ کے قریب اچھوت اقوام ہیں۔ اور کل ہندوستان میں آٹھ کروڑ کے قریب۔ ان قوموں سے جو سلوک ہندو کرتے ہیں۔ دنیا کے اور کسی ملک میں انسانوں نے انسانوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا اور بدترین غلامی اچھوت پن کے مقابلہ میں ایک نعمت معلوم ہوتی ہے۔ یہ سلوک کسی رسم و رواج پر مبنی نہیں جو اس رسم کے چھوڑنے سے دور ہو سکے۔ بلکہ ہندوؤں کی مقدس ترین کتابوں میں صراحت سے اس کا حکم موجود ہے۔ اور اس لئے باوجود اس نئی تحریک کے جو پولیٹیکل وجوہات پر ہندوؤں میں شروع ہوئی ہے۔ کہ اپنی طاقت کو بڑھانے کے لئے اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملا لیا جائے خود ہندو مذہب ان کی حالت کی اصلاح میں ایک سد آہنی کی طرح حائل ہے اور جب تک ہندوؤں کا ایمان ویدوں اور سمرتیوں پر ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ گاندھی جی کی خودکشی کی دھمکیوں سے وہ اپنی سب سے زیادہ عزیز چیز مذہب کو خیرباد کہہ دیں۔

ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے ہم مسلمانوں کا بھی فرض ہے۔ کہ ہم اپنے ان مظلوم اہل وطن کی بہتری کے لئے ہر ایک ممکن کوشش کریں اور اگر غور کیا جائے۔ تو اسلام ہی دنیا کی وہ اکیلی روحانی طاقت ہے۔ جو اچھوت پن کی لعنت کو دور کر سکتی ہے ہندو اگر اپنی کتب مقدسہ کی خلاف ورزی کریں گے بھی تو اسی حد تک کریں گے۔ کہ ان کو اپنے کنوؤں میں ہر پانی [illegible]

[illegible]

ایک ذات میں ان کو داخل کر کے ان کے ساتھ تعلق رشتہ داری قائم کریں۔ یہ محض ناممکن ہے۔ اسلام کو اللہ تعالےٰ نے یہ طاقت دی ہے۔ کہ اس نے حبشی غلاموں اور عرب کے قریش سرداروں میں آناً فاناً صرف مساوات قائم کر دی۔ بلکہ برادری اور رشتہ داری کے تعلقات بھی قائم کر دیئے۔ اور آج بھی اسلام میں یہ طاقت موجود ہے۔ کہ جہاں اس کا قدم جاتا ہے۔ ہر قسم کی تفریق کو دور کر کے سب انسانوں کو انسانیت کے ایک ہی مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ آج دنیا کی تمام قومیں اس بات کا اعتراف کرتی ہیں کہ اسلام میں جو طاقت ذاتوں اور قوموں اور رنگوں کی تفریق کو مٹانے اور سب انسانوں کو یکساں انسانیت کے مرتبہ پر پہنچانے کی ہے اور کسی قوم یا کسی مذہب میں موجود نہیں اور ان تمام تفریقات کا جو آج روئے زمین پر انسان کو انسان کا دشمن بنا رہی ہیں۔ اسلام علاج واحد ہے

چار سال ہوئے علاقہ مدراس کی ایک اچھوت قوم کے فاضل ممبر نے جن خیالات کا اظہار کیا تھا وہ بمبئی لائٹ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں چھپی تھی۔ اس چٹھی میں مسٹر سکومارن بی۔ اے نے جو اچھوتوں کے لیڈر اور مشہور لکھنے والے ہیں۔ اچھوتوں کو پہلے یہ توجہ دلائی ہے کہ وہ ایک سخت دھوکے میں مبتلا ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم ہندو ہیں۔

اس کے بعد اس نے اچھوتوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ ان کیلئے وقت آ گیا ہے کہ وہ ہندوؤں سے بالکل الگ ہو جائیں اور کوئی دوسرا مذہب اختیار کر کے اپنی انسانیت کو قائم کریں۔

جنوبی ہند کے اچھوت لیڈر کا اعلان

"تھیوں کے لئے یہ وقت آ گیا ہے کہ وہ اس مذہب کو بکلی خیرباد کہیں۔ جو بحیثیت ایک غیور قوم کے ان کی ترقی، ان کی آزادی اور ان کی آسائش حاصل کرنے میں روک ہو رہا ہے اور کسی دوسرے مذہب میں شامل ہو جائیں۔ فی الحقیقت ہم ایک ایسے نازک مرحلہ کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ جہاں ہم کو ہندو مذہب سے اس طرح بچنا ہو گا۔ جیسے ایک نئی لم شیطان سے بچنا چاہیئے اور اس سے اس طرح بھاگنا ہو گا جس طرح انسان ایک زہریلے وبائی مقام سے بھاگتا ہے۔ ہاں اس ہندومت سے علیحدہ ہو جانا ہو گا۔ جو ان قابل نفرت رسوم کی وجہ سے جو ایک ہزار ایک جماعتوں اور ذاتوں کی تفریق سے پیدا ہو گئی ہیں۔ ہر اس چیز کا مرکز ہو گیا ہے جو بیہودہ کمینہ قابل نفرت، قابل حقارت اور ظلم ہے۔ ایک تھیم جو اپنے اندر ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی خودداری رکھتا ہے۔ اسے اب ہندو مذہب کے اندر نہ رہنا چاہیئے"

[illegible]

ہے کہ ہم کس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ سب سے پہلے بدھ مذہب کو لیکر بتایا ہے کہ اس میں اب بدھ کے بتوں کی پرستش ہوتی ہے اور یوں یہ بھی ایک بت پرستی کا مذہب ہو گیا ہے۔ پھر بتایا ہے کہ بدھ مذہب کے پیرو ہندوستان میں بھی بہت تھوڑے ہیں اور پھر اس مذہب میں اور ہندو مذہب میں بہت سی باتیں بھی ملتی جلتی ہیں۔ اس پانی کو بھی چھوڑ دینا چاہیئے۔ جو کیچڑ کی طرف بہا چلا جا رہا ہے" اس کے بعد عیسائی مذہب کو لیا ہے اور بتایا ہے کہ عیسائیت میں جا کر ذاتوں کی تفریق اسی طرح باقی رہ جاتی ہے۔ جیسے ہندو مذہب میں اور وہاں بھی ذاتوں ذاتوں میں بڑے چھوٹے میں کالے گورے میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس لئے تھیا لوگ عیسائی مذہب کو اختیار کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور نہ ان کی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ اس کے بعد اسلام کو لیا ہے:۔

"میری رائے میں تھیم لوگوں کے لئے اسلام ہی تمام امیدوں کا مرکز ہے اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ تمام مذاہب میں سے اسلام ہی ایک مذہب ہے جس کے پیروؤں میں اتحاد اور اخوت کا خیال بلند ترین مقام پر پہنچا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہم لوگوں میں اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ لیکن یہ خیال کرنا محض حماقت ہے کہ چونکہ ملپلے (مالابار کے مسلمان) ناصاف رہتے ہیں اور ظالم اور بیوقوف ہیں۔ اس لئے ہندوستان کے سب مسلمان ایسے ہی ہیں۔ . . . . سوائے مسلمانوں کے کوئی قوم ایسی نہیں جس میں اخوت کا احساس اس قدر مضبوط ہو گیا ہو اور اس لئے اگر تھیم لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے نام پر جو داغ ہے وہ دور ہو جائے اور ان کی جو درگت بنتی ہے اور ان کی جو تحقیر ہوتی ہے اس کا خاتمہ ہو۔ اگر وہ بازاروں میں معزز آدمیوں کی طرح اپنا سر اونچا رکھکر چلنے کے آرزومند ہیں تو میں لاکھ مرتبہ لاکھ سے بھی زیادہ مرتبہ کہوں گا۔ کہ انہیں چاہیئے کہ مناسب احترام کے ساتھ اسلام اور صرف اسلام کو قبول کر لیں اس وقت بھی مسلمان ہندوؤں کی ایک تہائی ہیں مگر جنہیں ہندو کہا جاتا ہے ان کی تین چوتھائی تھیم ہیں۔ جب یہ تھیم اسلام کو قبول کر لیں گے۔ تو ہندوستان کی ½ آبادی مسلمان ہو جائے گی۔ میرا مضبوط ایمان ہے کہ اگر ہندوستان سوراج یا اپنی حکومت چاہتا ہے تو ہندو آبادی جو ہر ایک خباثت اور بیہودگی کا منبع ہے کم ہونی چاہیئے اور مسلمانوں کی تعداد بڑھنی چاہیئے۔

اس سے اس بات کا امکان نظر آتا ہے کہ ہندوستان عنقریب ایک اسلامی سلطنت بن جائے اور یہی وہ چیز ہے جس کی ہندوستان کو اپنی حفاظت اور ترقی کے لئے ضرورت ہے۔ نقشہ پر ایک نظر اس کی صداقت کو واضح کر دے گی۔ ہندوستان کے شمال مغرب میں ایک نہایت موزوں مقام پر افغانستان، بلوچستان اور ترکستان کے ممالک ہیں۔ اور اس سے اور پرے چلے جائیں۔ تو ایران، ایشیائے کوچک عرب اور ٹرکی کے ممالک ہیں۔ اس سے بھی آگے افریقہ کا عظیم الشان براعظم ہے جس میں یا مسلمان ممالک ہیں یا ایسے ممالک جن میں مسلمانوں کی آبادی کی بڑی بھاری اکثریت ہے۔ پس سوائے پیغمبر عرب کے اور کس کا مذہب تھیم قبول کر سکتے ہیں [illegible]

اچھوتوں کی طرف مدد کا ہاتھ بڑھائیں"

ڈاکٹر امبیدکر کا اعلان

مدراس کے اس اچھوت لیڈر کی رائے کس قدر صحیح تھی ڈاکٹر امبیدکر جو سارے ہندوستان کے اچھوتوں کے واحد لیڈر ہیں۔ وہ اس کے بعد تین چار سال تک گاندھی جی اور دوسرے کانگرسی لیڈروں کی طرف دیکھتے رہے۔ لیکن آخر اکتوبر ۱۹۳۵ء میں وہ بھی اس قطعی نتیجہ پر پہنچے کہ جب تک ہندو مذہب کو ترک نہ کیا جائے گا۔ اچھوت اس ذلت کی حالت سے جس میں وہ ہزاروں سال سے پڑے آتے ہیں۔ باہر نہیں نکل سکتے۔ چنانچہ یولا کانفرنس میں جس کی رپورٹ سب اخبارات میں چھپ چکی ہے۔ انہوں نے اس امر کا اچھوتوں کے ہزاروں کے مجمع میں اعلان کر دیا۔

"یولا ضلع ناسک میں اچھوت کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے ڈاکٹر امبیدکر نے فرمایا کہ آج تک ہم نے ہندوؤں کی ذہنیت بدلنے میں جس قدر کوششیں کی ہیں۔ وہ رائگاں گئیں اور اب اس بات کی کوشش کہ ان سے تلافی مافات چاہیں اور مل کر کام کریں۔ قوت اور روپیہ کا ضائع کرنا ہے اب ہمارے لئے ایک ہی اعلیٰ طریق ہے اور وہ ہے ہندو دھرم سے مکمل قطع تعلق۔ ہم وہاں ہرگز مساوات کے لئے جدوجہد نہیں کریں گے۔ جہاں کہ اس کے دینے سے انکار کر دیا گیا ہو ہم پر موجودہ جور و ستم کے پہاڑ اس لئے گرائے جاتے ہیں

کہ ہم بدقسمتی سے ہندو کہلاتے ہیں۔ اگر ہم کسی اور مذہب کے پیرو ہوتے تو ہمارے ساتھ یہ انسانیت سوز سلوک روا نہ رکھا جاتا۔ ایسی میں سب کو کہتا ہوں کہ وہ مذہب اختیار کر لو جو تمہیں مساوات اور اعلیٰ سلوک پیش کرتا ہو۔ اب ہم اپنی غلطی کی اصلاح کر لیں گے۔ بدقسمتی سے میں اچھوت کی لعنت کا ٹیکا پیشانی پر لیکر پیدا ہوا تھا۔ مگر یہ میرا قصور نہ تھا۔ لیکن میں ہندو رہ کر نہیں مروں گا۔ کیونکہ یہ میرے بس میں ہے۔"

(سول ملٹری گزٹ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

ڈاکٹر امبیدکار کے اس اعلان پر ہندو لیڈروں نے اور بالخصوص گاندھی جی نے انہیں بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ کسی طرح ہندو مذہب کو نہ چھوڑیں۔ مگر ڈاکٹر امبیدکار نے صفائی سے یہ اعلان کر دیا کہ اب وہ کسی صورت میں ہندو مذہب میں نہیں رہ سکتے اور گاندھی جی کو انہوں نے حسب ذیل جواب دیا:۔

"کسی کے دل میں یہ خیال خام نہ گذرے کہ میں نے یہ اقدام کوتہ اندیشی اور بن سوچے کیا ہے یا یہ کہ فیصلہ اس غصہ کے جوش میں کیا گیا ہے جس کے محرک مختلف مقامات کے اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم ہوئے ہیں۔ یہ فیصلہ ان برود امور سے آزادانہ اور بالاتر ہے۔

میں مسٹر گاندھی سے اس بات پر متفق ہوں کہ مذہب اشد ضروری ہے۔ مگر اس بات سے اختلاف رکھتا ہوں کہ انسان ایسے آبائی مذہب کو اختیار کئے رکھے۔ جو اس کے جذبات اور احساسات کو کچل ڈالے۔ کیونکہ انسان کو ایسے مذہب کی ضرورت ہے جو اس کے دل میں ترقی اور بہتری کی تڑپ پیدا کرے اور اخلاق عالیہ کے حصول میں اس کا رہنما اور ممد ثابت ہو۔ میں نے ذاتی طور پر تبدیلی مذہب کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں اس بات سے مطلق بے نیاز ہوں کہ جماعت میرا ساتھ دیتی ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ کرنا ان کا ذاتی کام ہے۔ اگر انہوں نے اس امر کو مفید خیال کیا تو میری پیروی کریں گے۔"

(سول اینڈ ملٹری گزٹ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

شری شنکر اچاریہ (ڈاکٹر کرتکوٹی) نے ٹائمز آف انڈیا کے نمائندہ کو بتایا کہ ڈاکٹر امبیدکار نے ہندو مذہب کو چھوڑنے کے خیال سے رجوع فرما لیا ہے جس کا جواب ڈاکٹر صاحب نے ذیل کے الفاظ میں دیا۔

"یولا کانفرنس کے بعد ڈاکٹر کرتکوٹی کے ساتھ میری کوئی ملاقات نہیں اور نہ ہی تبادلہ خیالات کا موقع میسر ہوا ہے۔ ہاں اچھوت اقوام کی تبدیلئے مذہب کے متعلق خط و کتابت ہوتی رہی ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ اس نتیجہ پر کیسے پہنچے کہ میں حال ہی میں تبدیلئے عقیدہ کے خیال سے باز آگیا ہوں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس اعلان کی صاف الفاظ میں پر زور تردید کر دوں۔ نہ تو کوئی مجھے اس خیال سے روکنے کبھی آیا اور میں نے یقیناً اپنے خیالات کو بھی نہیں بدلا۔ اور میں کہتا ہوں کہ نہ تو میں نے اپنی تجاویز کو ترک کیا ہے اور نہ ہی کروں گا۔ میں بصمیم قلب اچھوتوں کے درمیان سے ذات پات کی بندھنوں کو توڑنے کا متمنی ہوں مگر میں اسکی تکمیل اور بار آور ہونے کا منتظر نہیں ہوں۔ اگرچہ میری مخلصانہ اور حقیقی خواہش ہو۔ میں اس امر کا پختہ یقین رکھتا ہوں کہ اچھوتوں سے ذات پات کی تمیز تبھی دور ہوگی جبکہ وہ موجودہ دھرم کو چھوڑ کر کسی ایسے مذہب کے حلقہ بگوش ہو جائینگے جو کہ ان امتیازات سے بلند تر ہو۔"

(ٹائمز آف انڈیا ۶ دسمبر ۱۹۳۵ء)

باقی ۔۔۔۔۔ باقی

(بقیہ صفحہ ۲)

کس سے ہوگا۔ ان بہانہ سازیوں کو چھوڑ دو۔ اور انصاف سے کام لو اور اگر تم احمدیوں سے اتنے ہی ڈرتے ہو تو سنو میں اتنی جیری سبھا میں گارنٹی کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ احمدیوں کی طرف سے امن کا میں ذمہ دار ہوں کوئی احمدی اُف تک نہ کریگا۔ یہاں پولیس کی بھی بھاری تعداد موجود ہے گھبراؤ مت۔ لیکن اگر آریوں کی منشا مناظرہ کی ہوتی تو وہ کسی انصاف اور سمجھوتہ پر راضی ہو جاتے۔ وہ تو آئی ہوئی بلا کو ٹالنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے پبلک کی نظروں میں ذلیل ہونے کے باوجود انکار کر دیا۔ اس پر میں نے احمدی جماعت کو تو باہر ہی رہنے دیا اور نوٹوں سے بھرا ہوا لفافہ بلند کر کے اعلان کیا کہ آریو تم میں کون مائی کا لال ہے جو میرے پوچھے ہوئے تین منتر ویدوں سے نکال کر دکھائے۔ میں ایک ایک منتر پر ایک ایک سو پونڈ انعام دونگا۔ کوئی ہے مائی کا لال جو کھڑا ہو اور انعام حاصل کرے؟ میں نے یہ اعلان بلند آواز سے تین بار کیا۔ تمام مندر میں سناٹا تھا اور لوگ تھے کہ حیرت سے آریہ پنڈتوں کا منہ تک رہے تھے۔ مندر کی فضا وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا شاندار منظر پیش کر رہی تھی۔ تمام آریہ پنڈت اپنی اپنی کرسیوں پر مردہ بنے بیٹھے تھے اور کسی کو توفیق نہ ملی کہ جواب میں ایک لفظ تک منہ سے بولے۔ اختتامی اتمام حجت کے بعد میں مندر کے دروازہ سے باہر نکلا۔ وہیں دروازہ پر ایک کھلی لاری احمدیوں نے تیار رکھی تھی جس پر ایک میز دھر دیا گیا۔ اور میں اس میز پر چڑھ گیا۔ بیشمار لوگ ارد گرد جمع ہو گئے۔ لفافہ چاک کر کے نوٹ پبلک کو دکھائے گئے۔ اور پھر باآواز بلند بار بار آریوں کو للکارا۔ مگر جن لوگوں پر موت وارد ہو چکی تھی۔ ان کی طرف سے جواب کیا ملتا۔ آریہ سماج کی اس کھلی شکست اور اسلام کی اس شاندار فتح پر مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور خدا کا شکر ادا کیا۔

چند ایمان افروز نظارے

ہماری جماعت کے ایک سخت مخالف مسلمان جوہر سردار صاحب کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اختیار ہو کر مندر سے نکلے اور کود کر لاری پر چڑھ گئے۔ وہاں سے کود کے تو میز پر چڑھ کر میرے سینے سے سینہ ملا کر بغلگیر ہو گئے۔ یہ نظارہ دیکھ کر مسلمانوں نے دُگنے جوش سے تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ ہم دونوں بھائی بغلگیر بھی ہیں اور تکبیر کے نعرے بھی بلند کر رہے ہیں۔ بہت دیر تک ہم اسی جوش میں بغلگیر رہے۔ آخر اعلان ہوا کہ تمام لوگ ساہو خالصاحب کے ہاں چلیں وہاں لیکچر ہوگا۔ مسلمانوں کے چہرے مارے خوشی کے تمتما رہے تھے بیشمار ہندو مسلمان ساہو خانصاحب کے دولتکدہ کے متصل میدان میں جمع ہو گئے۔ لیکچر کا انتظام ہوا۔ ہمارے پر جوش بزرگ جناب مولانا عبد الکریم صاحب بانی مسلم سکول قصوری جوش ایمان سے بیخود ہو کر تمام پبلک کے سامنے آگے بڑھے اور راقم الحروف سے بغلگیر ہو گئے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ جس آریہ سماج نے مسلمانوں کے کلیجوں میں ناسور ڈال رکھے تھے اس آریہ سماج کو مسلمانوں نے اپنی آنکھوں ذلیل ہوتے دیکھا تو ان کے کلیجے ٹھنڈے ہو گئے۔ جوش بھرے جلسہ میں ایک گھنٹہ جوش بھرا لیکچر ہوا۔ اور پھر تکبیر کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

آریہ سماج کی اس دوسری شکست نے ان کے اپنے دلوں پر اتنا اثر ڈالا کہ تمام آریے بازاروں میں سر جھکا کر چلتے۔ اور مسلمانوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملانا انہیں دشوار ہو گیا۔

(باقی دارد)

اسلام اور تہذیب حاضرہ

(از شیر محمد اختر۔ مدیر معاون)

(۲)

گذشتہ اشاعت میں ہم وحدت نسل انسانی کے متعلق اسلام کا نظریہ پیش کر چکے ہیں۔ اس فرصت میں اسلامی رواداری کے متعلق کچھ عرض کریں گے۔

انسانی تہذیب کا معراج "رواداری" ہے۔ اسلام کے خلاف مغربی مصنفین نے جو سب سے بڑا الزام لگایا ہے وہ "جبر" یا "ناروا داری" ہے۔ لیکن ذرا تاریخ کے اوراق اُلٹئے اور دیکھئے۔ سپین اور سسلی میں کیا ہوا؟ ان تہذیب کے علمبرداروں کی "تہذیب" اور "رواداری" کی کیفیت وہاں کی چپہ چپہ زمین زبان حال سے بتا رہی ہے۔ یونان کی ۱۸۲۱ء کی بغاوت بتاتی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ کیا ظالمانہ سلوک کیا گیا ہے۔ بیسویں صدی کا تازہ واقعہ جنگ بلقان ہے جس میں تمام یورپ کی متحدہ طاقت پس پردہ کارفرما تھی۔ اور ترکی کے عیسائی اور یہودی باشندوں کو بغاوت پر اکسایا گیا۔ تاریخ کے صفحات پر آپ کو یہ بھی نظر آئے گا کہ عیسائیوں نے یہودیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ سپین سے جب مسلمانوں کو نکال دیا گیا تو اس کے بعد یہودیوں پر کیا ظلم ہوا؟ زار روس کے عہد میں یہودیوں پر کیا مظالم توڑے گئے۔ لیکن انہی صفحات میں آپ دیکھیں گے کہ اسلامی سلطنتوں میں عیسائیوں اور یہودیوں کی کیا پوزیشن تھی؟ انہیں ہر قسم کی آزادی حاصل تھی۔ ان کے ساتھ انتہائی رواداری کا سلوک کیا جاتا تھا۔

آج جرمنی میں یہودیوں کے ساتھ "رواداری" کا جو سلوک ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ میسولینی کی بربریت کے نظارے آپ کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔

جب سپین میں مسلمانوں کی سلطنت کا چراغ گل ہو گیا تو عیسائیوں نے یہودیوں پر وہ مظالم ڈھائے کہ الاماں۔ ان مظلوم یہودیوں میں سے بہت سے لوگ . . . بھاگ کر مراکو اور ٹرکی چلے گئے اور وہاں ان کو پناہ دی گئی۔ ان لوگوں کے خاندان آج تک وہاں آباد ہیں اور ان کو مکمل مذہبی اور ملکی آزادی میسر ہے۔

جب پوپ کی مذہبی عدالت سے ہر مخالف کو قتل کا حکم دیا جاتا تھا۔ تو دنیا میں اس وقت عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے کوئی جائے پناہ تھی تو وہ صرف اسلامی سلطنتیں تھیں۔

اٹھارہویں صدی میں جب عیسائیت دو حصوں میں منقسم ہو گئی اور کیتھولک عیسائی برسر اقتدار تھے تو دوسرا حصہ عیسائی سلطنت کی بجائے اسلامی حکومت کو ترجیح دیتا تھا۔ جہاں ان کو مذہبی آزادی ملتی تھی۔

اب ذرا اسلام کی طرف آئیے اور دیکھئے کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے؟ اسلام رواداری کی کیسی اعلیٰ تعلیم دیتا ہے۔ محمد مصطفےٰ صلعم اور صحابہؓ کا طرز عمل رواداری کا ایک بلند اور عدیم المثال نمونہ تھا۔ اسلام دنیا میں ایک ایسی سوسائٹی پیدا کرنا چاہتا ہے جس میں تمام اقوام عالم شریک ہوں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

قل یا اھل الکتٰب تعالوا — کہو اے اہل کتاب اس
الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم — بات کی طرف آؤ جو ہمارے

الا نعبد الا اللہ ولا نشرک — درمیان اور تمہارے درمیان برابر
بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا — ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت
بعضا اربابا من دون اللہ — نہ کریں اور نہ اسکے ساتھ کسی کو شریک
فان تولوا فقولوا اشھدوا — بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ
بانا مسلمون۔ — کے سوا رب بنائے اور اگر وہ پھر جائیں
تو تم کہو گواہ رہو کہ ہم فرمانبردار رہیں۔

یہ ارشاد قرآنی اسلامی رواداری کا مظہر مکمل ہے۔ مذکورہ بالا قانون کے ماتحت مسلمانوں عیسائیوں اور یہودیوں کو ایک سطح پر رکھا گیا ہے۔ اسلام کا مقصد یہی ہے کہ وہ دنیا کو فساد اور خونریزی سے پاک کرے۔ انسان کی ذہنی ترقی کو اس مقام تک پہنچائے جہاں اسے فرشتے بھی سجدہ کریں۔

رواداری کی ایک اور مثال ملاحظہ کریں۔ حکم ہوتا ہے

ولا تسبوا الذین یدعون — اور ان کو گالی نہ دو۔ جن کو یہ
من دون اللہ فیسبوا اللہ — اللہ کے سوا پکارتے ہیں (ایسا
عدوا بغیر علم — نہ ہو) کہ وہ زیادتی کر کے بے علمی
(۶ : ۱۰۹) — سے اللہ کو گالی دیں۔

عیسائی مصنفین نے اپنا زور اس بات پر صرف کیا ہے کہ وہ ثابت کریں کہ اسلام کی تعلیم میں جبر ہے اور اسلام نام ہے تلوار اور خونریزی کا۔ لیکن اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم — اللہ تمہیں ان سے نہیں روکتا
یقاتلوکم فی الدین ولم — جنہوں نے تمہارے ساتھ دین کے
یخرجوکم من دیارکم ان — بارہ میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں اپنے
تبروھم وتقسطوا الیھم — گھروں سے نہیں نکالا۔ کہ تم ان سے بڑے
ان اللہ یحب المقسطین۔ — بڑے احسان کرو اور ان سے انصاف
کرو۔ اللہ انصاف کرنیوالوں سے محبت رکھتا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم میں جسقدر رواداری پر زور دیا گیا ہے اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب کی کتاب پیش نہیں کر سکتی۔ ہمارے آقا نامدار صلعم کا اسوہ حسنہ اس پر شاہد ہے۔

نجران کے عیسائیوں کا وفد حضورؐ کی خدمت میں آتا ہے ان کے گرجا کا دن آگیا اور وہ گھبرا گئے۔ لیکن حضورؐ نے انہیں مسجد نبویؐ میں گرجا کرنے کی اجازت دیدی۔

کیا اس اسلامی رواداری کی کوئی مثال تاریخ پیش کر سکتی ہے؟ مشہور عیسائی مصنف۔ ای۔ جے بونس اپنی کتاب "انفلوئنس آف اسلام" میں اسلامی رواداری کی تعریف ان الفاظ میں یوں کرتا ہے:۔

"تاریخ اسلام انسانیت پروری اور بلند حوصلگی کی شاندار مثالیں پیش کر سکتی ہے جو مظالم اور خونریزی کی المناک داستان کا ایک مکمل ازالہ ہے۔" (صفحہ ۱۷۵)

اسی صفحہ پر یہی مصنف لکھتا ہے

"صلیبی جنگوں میں اسلام عیسائیت کی تعلیم پر عیسائیوں سے زیادہ عامل تھا اور فتح کے بعد صلاح الدین کی غیر معمولی رحمدلی اور صبر اس کے مخالف سرداروں سے اسے بہت ممتاز کرتا ہے۔"

تاریخ اسلام کا مشہور ترین واقعہ فتح بیت المقدس اور حضرت عمرؓ کا داخلہ رواداری کی ایک زندہ جاوید مثال ہے۔ حضرت عمرؓ نے گرجا میں نماز عصر ادا کرنے سے اس لئے انکار کر دیا۔ کہ شاید ان کے بعد آنے والی نسلیں گرجا میں نماز ادا کرنا اسلامی شعار نہ بنا لیں اور گرجا کو مسجد میں تبدیل نہ کر دیں۔

قرآن اور اسلام ایسے خدا کا تخیل پیش کرتا ہے جو سب جہانوں کا خدا ہے۔ جو مسلمانوں کا خدا ہے، عیسائیوں یہودیوں کا خدا ہے اور جو تمام مخلوقات کا خدا ہے۔ اس کی رحمتیں ہر ایک پر عام ہیں۔ عیسائی اور یہودی کہتے ہیں:۔

(باقی پیٹ میں)

رفتار عالم

اسلامی دنیا

— مکہ معظمہ کی تازہ ترین ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ جدہ اور مکہ معظمہ کے درمیان ... اس سال حج کے موقع پر مدینہ کے درمیان راستہ کی تکمیل ہو چکی ہے۔ [illegible] عنقریب ہے۔ عراقی موٹروں کے ذریعہ سے پہلے قافلہ [illegible] امیر احمد جابری امیر

— معلوم ہوا ہے کہ سلطان [illegible] کو وہاں سے واپس ہوتے کویت سے ملاقات کی [illegible] کے بعد حسب عادت حجاز واپس ریاض میں [illegible] ہو گئے۔

— [illegible] سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر خارجہ ترکی نے [illegible] قیام میں فرانسیسی مالی اداروں سے اسی کروڑ روپیہ قرضہ کے متعلق طے کیا ہے۔ سیاسی حلقوں سے یہ بھی [illegible] ہوا ہے۔ کہ حکومت فرانس اس قرض کے دئے جانے پر متفق ہے۔

— بغداد۔ شام کی آزادی نے اہل عراق کے دلوں میں اہل شام کے لئے بڑی ہمدردی پیدا کر دی ہے۔ چند ہفتے قبل حکومت عراق نے شام کے فرانسیسی ارباب حل و عقد سے شدید احتجاج کیا تھا۔ اور عراقی پریس نے بھی شام کے واقعات پر شدید تنقیدات کی تھیں۔

— شام کی پارلیمنٹ کے صدر شیخ بیگ برکات نے ملت شام کی طرف سے [illegible] شاہ غازی اور ملت عراق سے امداد کی ہر

— حکومت عراق کی طرف سے مصیبت زدگان شام کی امداد کے لئے ایک کمیٹی بن گئی ہے۔ جس نے مبلغ ۲۰۰ پونڈ چندہ جمع کر لیا ہے جو مصیبت زدگان شام کو [illegible] دیا جائیگا۔

— جدہ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ اہل شام کی طرف سے سلطان ابن سعود کو اس مضمون کا تار دیا گیا ہے کہ ان دنوں شام پر آفات و مصائب کی گھٹا چھا رہی ہے۔ ہر دو ظلم ناروا کا نشانہ بنے ہوئے ہیں

— تازہ ترین اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایران اور ترکیہ کی اخباری کمپنیوں میں براہ راست خبروں کا تبادلہ قرار پایا ہے اور درمیان میں غیر ملکی کمپنیوں کا واسطہ نہ رہیگا معاہدہ ہو چکا ہے۔ اس کا افتتاح دونوں حکومتوں کے وزراء خارجیہ نے کیا۔

— جہاز "زمزم" کے ذریعہ احمد داؤد قونصل ایران متعینہ مصر جدہ پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے سلطان ابن سعود کی خدمت میں شاہ ایران کی جانب سے اوراق اعتماد پیش کئے۔

— احمد داؤد کے ذمے علاوہ سفارت مصر کی خدمت کے حکومت سعودیہ کی سفارت بھی کی گئی ہے۔

— کابل ۲۲ مارچ افغانستان جس سرعت سے دن بدن ترقی کر رہا ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وہاں لاسلکی نظام کی توسیع کا کام ہو رہا ہے۔ اور اس وقت تک پانچ [illegible] براہ راست [illegible] اور [illegible] سے ہر وقت باخبر رہا کریگا۔

— استنبول کی ایک تازہ ترین اطلاع مظہر ہے۔ کہ کیتھولک گرجاؤں میں ترکی زبان داخل کی گئی ہے۔ ترکی کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ عیسائیوں کی نماز ترکی زبان میں ادا ہونے لگی ہے۔ اس کی ابتدا ایک کیتھولک پادری نے ... شائع کی ہے۔ اور اعلان کیا گیا ہے کہ تمام گرجاؤں میں نماز کے وقت ترکی زبان استعمال کی جائے۔

ہندوستان

— لاہور ۲۲ مارچ کو مسلمانوں کے ایک وفد نے ممبر خزانہ حکومت پنجاب سے ملاقات کی۔ اور شہید گنج کی سول نافرمانی کے سلسلہ میں باقی محبوسین کے لئے عفو عامہ کا مطالبہ کیا۔ آنریبل ممبر خزانہ نے اس موضوع پر غور و خوض کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

— نئی دہلی ۲۱ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہز ہائینس مہاراجہ پٹیالہ نے ایوان والیان ریاست کی چانسلر شپ سے استعفا دے دیا ہے۔

— نئی دہلی ۲۲ مارچ۔ "ہندوستان ٹائمز" لکھتا ہے کہ بلاز ... اور عہدے قبول کرنے کے متعلق معاملہ لکھنؤ کانگرس سیشن میں پیش ہوگا لیکن ممکن ہے کہ کوئی آخری فیصلہ نہ ہو سکے۔

— بمبئی ۲۱ مارچ ایک مارواڑی سیٹھ کے مکان میں چور دیوار توڑ کر گھس گئے اور اہل خانہ کو کلوروفارم سنگھا کر بیہوش کر دیا۔ ایک بوڑھے آدمی نے شور مچانا چاہا لیکن اسے اس قدر زد و کوب کیا گیا کہ وہ صبح مردہ پایا گیا۔ چور بہت سے قیمتی جواہرات اور ہزار ہا نقد روپیہ اڑا کر لے گئے۔

— بنارس ۲۲ مارچ۔ امپٹی آنس ڈے کے سلسلہ میں آج یہاں جو اجلاس ہوا۔ اس میں وہ تجویز جس میں کانگرس والوں کے عہدے قبول کرنے کی مخالفت کی گئی تھی۔ پاس کر دی گئی۔

— نئی دہلی ۲۲ مارچ مسٹر بنرجی نے جو فنانس بل میں ترمیم پیش کی تھی۔ کہ کارڈ کی قیمت دو پیسے کر دی جائے آج ۶۳ آراء کی موافقت اور ۴۴ آراء کی مخالفت سے منظور ہو گئی۔

— نئی دہلی ۲۳ مارچ سر محمد ظفر اللہ خاں نے آج اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جس سے ریلوے ایکٹ میں ترمیم مقصود ہے اور بغیر ٹکٹ سفر کرنے والوں کی سزائیں بڑھا دی جائینگی۔

— علیگڑھ ۲۲ مارچ حضور نظام دکن مسلم یونیورسٹی علیگڑھ تشریف لے گئے۔ جہاں ان کا شاندار اور پرتپاک استقبال کیا گیا۔ وائسرائے ہند بھی علی گڑھ تشریف لے گئے۔ جہاں حضور نظام نے بحیثیت چانسلر ان کو ڈاکٹر آف لا کی اعزازی ڈگری پیش کی۔

— نئی دہلی ۲۳ مارچ اسمبلی میں مسٹر سوبھاش چندر بوس کے متعلق کانگرس کی طرف سے جو تحریک التوا پیش کی گئی تھی۔ ۶۲ آراء کی موافقت اور ۵۹ آراء کی مخالفت سے منظور ہو گئی جب ان کے شماری کے نتیجہ کا اعلان کیا گیا تو ایوان "بندے ماترم" "مہاتما گاندھی کی جے" اور "سوبھاش چندر بوس کی جے" کے نعروں سے گونج اٹھا۔

لاہور ۲۳ مارچ۔ آج چھ بجے شام منٹو پارک میں جرمنی کے پہلوان کریمر اور گونگا پہلوان کے درمیان کشتی ہوئی۔ خلاف توقع جرمن پہلوان نے گونگا کو چیت گرا لیا۔

— لاہور ۲۳ مارچ مسجد شہید گنج کے مقدمہ کی سماعت ہوئی جس میں مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب۔ مولانا ثناء اللہ صاحب کے علاوہ حضرت میر [illegible] صاحب [illegible] نے متفقہ طور پر کہا۔ کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد قرار دی جائے۔ وہ تا قیامت مسجد رہتی ہے۔

— لاہور ۲۳ مارچ مسجد شہید گنج کے مقدمہ کی سماعت جاری ہے جس میں مسلم علماء اور دیگر اکابران اسلام نے شہادتیں دی ہیں اور مسجد شہید گنج کے متعلق شرعی تاریخی ثبوت بہم پہنچائے۔

۴۴

ممالک خارجہ

— لندن ۲۳ مارچ۔ گزشتہ رات اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء کو لندن میں ملک معظم کا یوم ولادت منایا جائیگا۔ علاوہ ازیں انگلستان اور سلطنت برطانیہ کے تمام اسٹیشنوں پر بھی اس تقریب پر خوشی منائی جائیگی۔

— نیپلز ۲۲ مارچ ولی عہد اٹلی کی بیگم شہزادی میری جوزف عنقریب عازم اسمرا (حبش) ہوں گی۔ تاکہ فوجی ہسپتال میں نرس کے فرائض سر انجام دے سکیں۔

— ادیس ابابا ۲۲ مارچ راس ایلو کی افواج نے اریٹیریا کی سرحد پر اطالوی فوج پر شب خون مارا۔ اور بہت سے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ راس سیوم اور راس کاسا کی افواج نے متحدہ طور پر انالو کے نواح میں اطالوی عساکر کو شکست فاش دی۔

— جب سے شہنشاہ حبشہ نے افواج کی عنان قیادت اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ حبشی افواج کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور ان کی یلغار جاری ہے۔

— لندن ۲۱ مارچ۔ غیر سرکاری اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حبشی فوجوں ساٹھ میل کا علاقہ اطالوی عساکر کے قبضہ سے چھین لیا ہے اور شدید بمباری کے باوجود حبشیوں کی فوجیں بڑھ رہی ہیں

— لندن ۲۴ مارچ۔ چار ماہ کی مسلسل کوشش اور گفت و شنید کے بعد امریکہ فرانس اور برطانیہ کے درمیان جدید بحری معاہدہ کی شرائط طے ہو گئی ہیں۔ اور ۲۵ مارچ ہر سہ ممالک کے نمائندوں نے دستخط ثبت کر دئے ہیں۔

— معلوم ہوا ہے۔ کہ جاپان بھی اس معاہدہ کی بعض شرائط سے متفق ہے۔

— سنگاپور ۲۲ مارچ۔ سنگاپور میں فضائی استحکامات کے لئے نئی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔ انگلستان کے متعدد ہوا باز اور طیارے سنگاپور پہنچ چکے ہیں۔ جدید معاہدہ کی تشکیل اور تکمیل نے مشرق بعید کے حالات کو بہت زیادہ خطرناک کر دیا ہے۔ جاپان اس معاملہ کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہا ہے۔

— روما ۲۳ مارچ۔ مسولینی نے فسطائی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ ایوان امرا بہت جلد توڑ دیا جائیگا۔ اور اس کی جگہ فسطائی ایوان لے لے گا۔

— اپنی تقریر کے دوران میں مسولینی نے برطانیہ کے خلاف بہت کچھ کہا۔

۴۴

— چارگاؤں ۲۵ مارچ بنگال ناگپور ریلوے پر سمنا پور اور چارگاؤں ریلوے سٹیشن کے درمیان نمبر ۱۴۴ ڈاؤن پسنجر کے ساتھ ایک حادثہ ہو گیا دریا نرولا کے پل پر گاڑی پٹڑی سے اتر گئی۔ انجن اور تیسرے درجہ کے [illegible] ہو گئے تھرڈ کلاس کے مسافر بری طرح زخمی ہوئے ہیں۔ سلسلہ آمد و رفت بند ہے۔

— نئی دہلی ۲۵ مارچ ... کے سلسلہ میں مبلغ ۴۰ لاکھ روپیہ کے ضمنی مطالبات پر مسٹر ستیہ مورتی کی پیش کردہ تحریک تخفیف ۴۷ کے مقابلہ میں ۶۴ ووٹوں سے منظور ہو گئی

مذاہب غیر

ہولی

ہولی ہندوؤں کے اہم ترین تہواروں میں سے ایک ہے یہ آمد بہار کا جشن ہے وہ بہار جو جاڑے کی خنکیوں کے بعد خندہ حیات لئے ہوئے آتی ہے

ہولی کے دن ہندو لوگ اپنے شہر کے بازاروں میں جلوس بنا کر نکلتے ہیں اور خدائے بہار وسنت دیوتا کی تعریف میں بھجن گاتے ہوئے شاہراہوں سے گذرتے ہیں۔ ایک دوسرے پر رنگ بھی پھینکتے ہیں اور وہ مذاق جو شاید کسی اور وقت بعضوں کو ناگوار خاطر ہونا ممکن ہے۔ ہولی کے موقع پر خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرلیا جاتا ہے اور نہ صرف برداشت کی جاتی ہے بلکہ اس کا حوصلہ افزا جواب بھی دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کو خوش بختی کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔

ہندوستانی کیوپڈ یعنی کام دیو کو بڑے اہتمام سے جلایا جاتا ہے۔ ہر ہندوستانی شہر اور گاؤں میں ہولی کے دن کام دیو کو جلانے کا جشن بڑی دھوم سے منایا جاتا ہے۔ ہر گھر کا کوڑا کرکٹ ایک ڈھیر کی صورت میں جمع کرلیا جاتا ہے اور ایک طول طویل جلوس کے غلغلے پر کام دیو کی مورتی اس ڈھیر پر نصب کی جاتی ہے۔ مرد، عورتیں اور بچے چھوٹے بڑے سب اس ڈھیر کے گرد جمع ہوتے ہیں اور اس ڈھیر کو آگ دکھائی جاتی ہے اور سب مل کر کام دیو کے جل جانے پر خوشی مناتے ہیں۔

ہولی کے ساتھ ایک تاریخی روایت مختص ہے کہا جاتا ہے کہ دوسرے یگ میں اپنی بیوی کو کھو چکنے کے بعد شوجی کیلاش کی سب سے اونچی چوٹی پر گئے اور وہاں عبادت شروع کردی سالہا سال تک وہ وہاں پوجا پاٹھ میں مشغول رہے۔ ادھر دنیا کی برائیوں کو برباد کرنے کا وہ کام جو اُن کے سپرد تھا نا تمام رہ گیا۔ بھگوان کے دشمن راکھشسوں نے دنیا کے امن وامان کو تباہ و برباد کرنا شروع کیا۔ اور موقع پا کر دیوتاؤں کو ستانے لگے۔ ان راکھشوں نے خالق کائنات یعنی برہما سے یہ پرارتھنا کی تھی۔ کہ ان کی موت صرف شوجی کے فرزندوں کے ہاتھوں ہو۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے۔ کہ شوجی اب دنیا سے تائب ہو کر کیلاش کی بلندیوں پر جا بیٹھے ہیں اور اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ اب ان کے ہاں کوئی لڑکا ہو۔

دیوتا راکھشسوں کی چیرہ دستیاں زیادہ عرصہ تک برداشت نہ کرسکے مگر سوال یہ تھا کہ انہیں ختم کس طرح کیا جائے برہماجی راکھشسوں کی یہ التجا قبول کرچکے تھے کہ ہم صرف شوجی کے فرزندوں کے ہاتھوں مریں اور شوجی کے اول تو کوئی اولاد ہے نہیں۔ دوسرے آئندہ اولاد ہونے کا امکان بالکل مفقود ہے۔

بالآخر دیوتاؤں نے ایک کونسل منعقد کی اور اس میں یہ طے پایا کہ کام دیو ہی صرف ایسا دیوتا ہے جو شوجی کو ان کے خواب عبادت سے بیدار کرکے دنیا کی طرف واپس لاسکتا ہے۔ کام دیو کو طلب کیا گیا اور اسے اس کا کام بتایا گیا اول اول تو کام دیو بہت ہچکچایا۔ کیونکہ وہ شوجی کے غصہ سے آشنا تھا۔ اور جانتا تھا کہ وہ مجھے جیتا نہ چھوڑیں گے۔ لیکن دیوتاؤں کے کہنے سننے اور خود معاملہ کی اہمیت پر غور کرنے کے بعد کام دیو نے یہ کام اپنے ذمے لے لیا۔

وہ اپنے نازک رتھ پر سوار ہوا اور شوجی کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ شوجی سمادھی میں تھے۔ کام دیو نے اپنی مینکر کی کمان میں پھولوں کا تیر جوڑا اور شوجی کو نشانہ بنا ڈالا۔ شوا اس سے بے رنگ لرز گیا وہ غصہ سے کانپنے لگا۔ یہ نہ جانتے ہوئے کہ سمادھی میں خلل انداز ہونے والا کون ہے اس نے اپنی تیسری آنکھ کھولی جس سے آگ برستی تھی اور کام دیو کو جلا دیا

تاہم وہ کام جس پر کام دیو کو لگایا گیا تھا ناتمام نہ رہا۔ بہت جلد شوا نے پاربتی سے وواہ کرلیا جس کے بعد شوا کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس کے لڑکے نے راکھشسوں کو ختم کردیا۔

اسی اثنا میں کام دیو کی شریک زندگی رتی روتی ہوئی شوا کے پاس آئی اور اپنے شوہر کی موت پر شوا کے سامنے نوحہ کیا۔

شوا رتی کے آنسوؤں سے متاثر ہوا۔ اور اس نے رتی سے کہدیا۔ کہ جا تیرا شوہر تیرے لئے زندہ ہوگیا وہ تجھ کو نظر آئیگا مگر دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہیگا۔

ہندو جوگیوں کی ریاضتیں

"سمادھی" کا لفظ شاید آپ نے سنا ہو۔ ہندو جوگیوں کی اصطلاح میں چلہ کشی کی شدید ترین صورت کا نام ہے سمادھی بیٹھنا ہر شخص کا کام نہیں۔ خاص ہی خاص لوگ اس کی ہمت کرسکتے ہیں برسوں پیشتر سے اس کے لئے تیاریاں ہوتی ہیں۔ پہلے خوب مشق حبس دم کی کرائی جاتی ہے سانس روکے رہنے کی مشق منٹ دو منٹ سے شروع کراکے گھنٹوں اور پہروں تک پہنچائی جاتی ہے۔ غذا میں پہلے دودھ، شہد وغیرہ اور پھر صرف دہی اور پھلوں کا رس رہ جاتا ہے اس کے بعد فاقہ اور فاقہ پر فاقہ پھر باری سارے جسم کی صفائی بذریعہ جلاب کی آتی ہے۔ جوگی، جانوروں کی طرح ایکبارگی پورے پانچ سیر پانی پی کر اسے معدہ اور انتڑیوں کے ایک ایک گوشہ میں پھرا کر انتڑیوں کا کل لمبان ۳۰ فٹ ہوتا ہے راستے خارج کردیتا ہے۔ اسی طرح حلق اور نرخرہ اور ناک کے اندر کی صفائی بھی خاص ترکیبوں سے ہوتی ہے۔ ان سب منزلوں سے گذرنے کے بعد اصل سمادھی کی نوبت آتی ہے۔ اور جوگی، دونوں کے لئے مہینوں کے لئے بالکل بے آب ودانہ بالکل بے حس اور بظاہر بالکل مردہ ہو کر ایک بڑی سی قبر میں محبوس ہوجاتا ہے۔

ہردوار کے قریب، رشی کیش ہندوؤں کا ایک مشہور تیرتھ ہے اسٹیٹسمین میں ایک میم صاحبہ میری سیلوز لکھتی ہیں کہ وہاں حال میں ایک نوجوان جوگی ۴۲ دن کے لئے سمادھی بیٹھا۔ جوگی نے گنگا اشنان کیا اور اس کے بعد ایک مجمع عام کے سامنے جس میں وہاں کے مہنت بھی تھے اور سرکاری پولیس بھی۔ کوٹھڑی نما قبر کے اندر اترا۔ فرش زمین پر چوپالتی پالتی مار کر بیٹھ گیا آنکھیں بند کرلیں اور زبان تالو سے لگالی جس سے سانس کی آمد ورفت کا راستہ ہی رک گیا۔ اس پُران یوگ میں کہتے ہیں کہ روح [illegible] دماغ کے بالائی گوشہ ام الدماغ میں قید ہو کر رہ جاتا ہے اور چلہ کش کو بجز ایک خاص سرور کے کسی طرح اور کسی چیز کا احساس نہیں رہ جاتا۔ اسی طرح وقت و زمانہ کا احساس بھی باقی نہیں رہتا۔ دو سیکنڈ اور دو گھنٹے اور دو ہفتے اس کے لئے سب یکساں ہوجاتے ہیں۔ بہرحال مقبرہ کی عمارت ہر طرف سے چن دی گئی۔ پکی اینٹوں سے پاٹ دی گئی۔ صرف چھت کی طرف دو چھوٹے سے جھروکے رہنے دیئے گئے اس پر بھی بہت گھنی جالی اور لوہے کی سلاخیں لگا دی گئیں۔ دو دن گزرے چار دن، آٹھ دن، ہوتے ہوتے پورے ۴۲ دن گذر گئے۔ ذرا اس طویل مدت کا خیال تو کیجئے۔ اور جب بیالیسویں دن کی صبح ہوئی تو اپنے وقت مقررہ پر مردہ جوگی اپنی زبان پر خدا کا نام لیتا ہوا جی اٹھا۔ آنکھیں کھول دیں تنفس جاری ہوگیا سول سرجن مع اپنے عملہ کے پہلے سے بلا لئے گئے تھے۔ قبر کھولنے والوں نے دیکھا کہ دیمک نے مردہ کے بائیں ہاتھ میں گھر تک بنا لیا ہو

قرآن مجید میں جو ذکر آتا ہے کہ فلاں قوم کو یا فلاں فلاں اشخاص کو مرنے کے بعد جلا کھڑا کیا گیا اس میں آخر بعض لوگوں کو خلاف عقل و خلاف فطرت کونسا پہلو نظر آتا ہے؟ جب اس سے ملتی جلتی نظیریں انسان کی محدود اور اکتسابی قوت ارادی کے اندر مل جاتی ہیں۔ تو خدا کی غیر محدود جیسی قدرت۔ کیا اتنا بس بھی نہیں رکھتی؟ لیکن خیر اس پہلو سے یہاں قطع نظر کیجئے۔ اس وقت سوچنے کی بات صرف اتنی ہے کہ اس ریاضت شدیدہ سے حاصل کیا ہوا؟

اسلام سے قبل ساری دنیا اسی غلط فہمی، نادانی وجہل میں مبتلا تھی کہ قرب حق بس شدید سی شدید مشقتوں اور ریاضتوں ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ ہاتھ سکھا لینا، سانس روک لینا، کنوئیں میں الٹے لٹک جانا۔ مہینوں بھوکے پیاسے رہنا۔ عورت کی صورت سے نفرت کرنا۔ انسانوں سے بھاگ کر جنگلوں اور ویرانوں میں، جانوروں کے بھٹ میں پناہ لینا۔ یہ روحانیت کے کمالات سمجھے جاتے تھے، اور ولایت کی منزلیں۔ دنیا کے آخری معلم نے آکر بتایا کہ ان کرتبوں کو خدا شناسی اور خدا رسی میں مطلق دخل نہیں اور قرب حق و رضائے الٰہی تو نام ہے صرف ریاضتِ ادائے حقوق کا تعمیل احکام کا، امتثال امر کا یا ایک لفظ میں اطاعت کا۔ بات کہنے میں کتنی سادہ اور سہل ہے۔ کاش عمل کی توفیق بھی عطا ہوجائے۔ (ماخوذ)

آنریری مبلغین کی فوری توجہ کے قابل

جن دوستوں نے سالانہ جلسہ کے موقع پر اپنی خدمات بطور آنریری مبلغ پیش کی تھیں۔ ان میں سے سب حضرات کو ایک ایک چٹھی ارسال کی گئی تھی جس کا جواب تاہنوز بہت سے احباب نے نہیں دیا۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ جلد جواب دے کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

محمد علی

گپتیوں کے متعلق سرکاری اعلان

صوبجات متحدہ میں گپتیاں بنتی ہیں اور کثیر تعداد میں فروخت کی جاتی ہیں۔ وہاں انہیں رکھنے یا بیچنے کے لئے کسی لائسنس کی ضرورت نہیں۔ ان میں سے بعض گپتیوں پر چمڑا چڑھایا جاتا ہے اور بظاہر وہ معمولی چمڑے سے منڈھی ہوئی چھڑی معلوم ہوتی ہیں۔ مبادا کوئی شخص اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر گپتیوں کو پنجاب میں لے آئے۔ عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ پنجاب میں لائسنس حاصل کئے بغیر گپتیوں کو قبضہ میں رکھنے یا فروخت کرنے کی ممانعت ہے اور قانون اسلحہ کے ماتحت قابل تعزیر جرم ہے۔ (محکمہ اطلاعات)

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۴ — لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۰ر محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ر اپریل ۱۹۳۶ء — نمبر ۲۲

دردِ دل

(از حضرت مسیح موعود)

بیکسے شد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست ۔۔۔ ہر کسے در کارِ خود بادینِ احمد کار نیست

ہر طرف سیلِ ضلالت صد ہزاراں تن ربود ۔۔۔ حیف بر چشمیکہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست

اے خداوندانِ نعمت اینچنیں غفلت چراست ۔۔۔ بیخود از خوابید یا خود بختِ دیں بیدار نیست

اے مسلماناں خدارا یک نظر بر حالِ دیں ۔۔۔ آنچہ می بینم بلاہا حاجتِ اظہار نیست

آتش افتاد است در دینش بخیزید اے یلاں ۔۔۔ دیدنش از دور کارِ مردمِ دیندار نیست

آنچہ بر ما میرود از غم کہ داند جز خدا ۔۔۔ زہر مینوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست

ہر کسے غمخوارئ اہل و اقارب میکند ۔۔۔ اے دریغ ایں بیکسے را ہیچکس غمخوار نیست

خونِ دیں می بینم واں چوں کشتگانِ کربلا ۔۔۔ اے عجب ایں مرداں را ہر آں دلدار نیست

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

اسلام میں عورت کی حیثیت

(از جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب بی۔ اے ایڈیٹر اخبار "لائٹ")

(۱)

دہلی کے انگریزی روزنامہ "ہندوستان ٹائمز" میں ایک متعصب و بے علم شخص مسٹر دسوانی کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں اسلام پر افسوسناک حملے کئے گئے ہیں۔ لکھا ہے۔ اسلام نے عورت کو بہت پست و ذلیل درجہ دیا ہے اس کو مردوں کی ملکیت و جائیداد قرار دیدیا ہے۔ مرد ہر وقت عورت کو چھوڑ سکتا ہے لیکن عورت مرد کو نہیں چھوڑ سکتی۔ غرضیکہ سارا مضمون اسی قسم کی غلط بیانیوں سے لبریز ہے۔ اس دل آزار مضمون کی اشاعت پر سارے اسلامی ہند میں سخت برہمی پیدا ہو گئی۔ معزز معاصر "لائٹ" نے اس زہریلے مضمون کا نہایت معقولیت و متانت سے جواب دینا شروع کیا ہے جس کے ترجمہ کی پہلی قسط شکریہ کے ساتھ درج اخبار کی جاتی ہے۔ (مترجمہ معاون)

"ہندوستان ٹائمز" نے جو "نیشنلزم" کا پرچارک ہونے کا دعویدار ہے۔ اپنے کالموں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک دل آزار مضمون لکھکر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ تاریخ انسانیت میں صرف ایک ایسی شخصیت ہے۔ جسے "عورتوں کو آزادی بخشنے والے" کا خطاب دیا جا سکتا ہے اور وہ ذات پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی ہے جنہوں نے "جنت ماں کے قدموں کے تلے ڈھونڈھنے" کا ارشاد فرمایا۔ اور جنہوں نے کسی شخص کی نیکی کو جانچنے کے لئے "اس کا بیوی سے سلوک" ایک کسوٹی قرار دیا۔ لیکن "اس عورتوں کو آزادی بخشنے والے" انسان کو بدنام کرنے کیلئے کہا جاتا ہے کہ "وہ عورتوں پر حد سے زیادہ سختی کرنے والے تھے"۔ چنانچہ مضمون نگار لکھتا ہے:۔

"عورت کے لئے جو پوزیشن محمدؐ نے قائم کی۔ وہ صرف ایک ادنیٰ حقیر مخلوق کی تھی۔ جس کا مقصد صرف اپنے مالک کی خدمتگاری ہے اور جسے بغیر کسی وجہ اور ایک گھنٹہ کی اطلاع کے باہر نکالا جا سکتا ہو۔ خاوند کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے وہ خود مختار ہے اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ لیکن اس قسم کی کوئی رعایت عورت کو نہیں دی گئی۔ آقا کی مرضی کے مطابق وہ غلاموں کی طرح بلا مرضی گزارہ کئے جاتی ہے۔ خواہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ یا بے دخل کر دیا جائے"۔

(ماخوذ از رائس۔ "ایرانی عورتیں اور انکے طریقے")

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اسلام کا نظریہ عورت کے متعلق کیا ہو مضمون نگار کو لازم تھا کہ وہ اسلام کے مخزن۔ قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوتا۔ پیغمبر اسلام (صلعم) کے اقوال کو دیکھتا۔ یہ کہاں کی دیانتداری ہے کہ میجر رادر رائس کے اقوال پر اپنے مضمون کی بنیاد رکھتا۔

قرآن مجید عورت کو مرد کے برابر رتبہ دیتا ہے۔

(۱) ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف (۲:۲۲۸) — اور ان کے پسندیدہ طور پر (حقوق) ہیں۔ جیسے ان پر (حقوق) ہیں۔

(۲) یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا — اے لوگو! اپنے رب کا تقوی اختیار کرو جس نے تم کو ایک ہی اصل سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔

مذکورہ بالا آیات میں "عورت کی پستی" کہاں ہے؟

طلاق کے معاملہ میں قرآن مجید کا حکم ہے کہ میاں بیوی میں ناچاقی ہو جائے تو ایک مصالحتی بورڈ بنایا جائے جو دونوں میں تصفیہ کرا دے۔ اس بورڈ میں دونوں کے رشتہ دار رہیں۔ اگر یہ تجویز بھی کارگر ثابت نہ ہو سکے۔ تو پھر بھی ایسی احتیاطی تدابیر وضع کی گئی ہیں کہ جلدی میں کوئی قدم نہ اٹھایا جائے مثلاً جب طلاق کا اعلان کر دیا جائے۔ تو اس کا اثر تین ماہ کے بعد شروع ہوگا۔ کیا "بغیر کسی وجہ اور ایک گھنٹہ کی اطلاع کے باہر نکالنا" اسی کا نام ہے؟

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ خدا کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ جس چیز سے نفرت ہے وہ طلاق ہے۔ یہ کہنا کہ طلاق کے بالمقابل کوئی حق عورت کو نہیں دیا گیا بالکل غلط ہے شاید مضمون نگار نے "خلع" کا لفظ نہیں سنا ہوگا۔ جو عورت کا مرد سے جدائی کا نام ہو اس صورت میں اس کو صرف اپنا حق مہر چھوڑنا پڑتا ہے۔ اس قسم کا ایک واقعہ حدیث کی کتب میں مرقوم ہے کہ ایک خاتون جمیلہ نے نبی کریم صلعم سے درخواست کی کہ اسے طلاق دلائی جائے۔ اس کی استدعا پر حضرت نبی کریمؐ نے وہ جائداد جو اس کے خاوند نے بطور مہر اسے دی تھی۔ واپس کرا کر اس کو طلاق دلا دی۔ اس خاتون کو اپنے خاوند سے کوئی خاص تکلیف بھی نہ تھی۔ صرف وہ اسے پسند نہ کرتی تھی۔ اب ذرا آپ مضمون نگار کے الفاظ کو دیکھیں:۔

"آقا کی مرضی کے مطابق وہ غلاموں کی طرح بلا مرضی گزارہ کئے جاتی ہے"۔

اس کے بعد مضمون نگار نے نبی کریم صلعم کے بعض اقوال کو غلط رنگ میں پیش کر کے غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی ہے۔

وہ مسٹر رائس چند دلچسپ حدیثیں بیان کرتا ہے کہ پیغمبر اسلام (صلعم) نے فرمایا:۔ "میں نے دوزخ دیکھا لیکن اس جیسا دردناک اور خوفناک منظر میں نے نہیں دیکھا"۔ جب صحابہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ (صلعم) دوزخ میں زیادہ تعداد عورتوں کی کیوں تھی تو آنحضرت (صلعم) نے فرمایا "کیونکہ وہ اپنے خاوندوں کی مہربانیوں اور حقوق کو اچھی طرح ادا نہیں کرتیں"۔ ایک اور حدیث یوں ہے کہ رسول خدا (صلعم) نے فرمایا:۔ اپنی بیویوں کو نرمی سے تنبیہ کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اس کو چھوڑ دو تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی"۔

ذیل کے چند محاورات بھی حدیثوں کی بنا پر بعض اسلامی ممالک میں مشہور ہیں:۔

"عورتیں شیطان کی چابک ہیں"۔

"بادشاہ، گھوڑے اور عورت کا اعتبار نہ کرو"۔

"عورت کی تابعداری نقصان کا باعث ہوتی ہے"۔ وغیرہ

یہاں بھی غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے جو فرمایا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ حضور نے دوزخ کے کسی میں عورتیں دیکھیں جو وہاں اس لئے تھیں کہ ان کا اپنے خاوندوں سے نیک سلوک نہ تھا۔ بھلا وہ انسان جو خود جنت کو عورت (ماں) کے قدموں میں لا کر رکھتا ہے کب کہہ سکتا ہے کہ تمام عورتیں دوزخ میں جائیں گی۔ حدیث کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ عورتوں کو اپنے خاوندوں سے وفاشعاری اور نیک سلوک سے پیش آنا چاہیئے۔ اور یہ ایک ایسی صفت ہے جس کی موجودہ "مہذب سوسائٹی" کو ازحد ضرورت ہے۔ جہاں خاوند بیوی سے صرف اسی قدر توقع رکھ سکتا ہے کہ اس کے خرچ کے بل ادا کرے۔

اسلام کسی ایسی سوسائٹی کا تصور بھی نہیں کر سکتا جس میں "گھر" جیسی پیاری چیز کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔ اسلام خاوند اور بیوی کے درمیان محبت، عزت اور احسان مندی کے جذبات پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ گھر کی زندگی بہشت کا نمونہ ہو۔ آج اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ وہ گھرانے جن میں تہذیب حاضرہ کا اثر زیادہ ہے۔ دوزخ کا نمونہ ہیں۔ خاوند اور بیوی کے علاوہ معصوم بچے بھی اس آگ کے شعلوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ ناشکر گزار عورت گھر کی پر امن فضا کو دوزخ میں تبدیل کر دیتی ہے۔

تیسرا الزام مضمون نگار نے یہ لگایا ہے کہ:۔

"حضرت محمد صلعم نے غلاموں کے آزاد کرانے کی طرف خاص توجہ تو فرمائی۔ لیکن آزاد ہونیوالے غلام سب کے سب مرد ہی تھے۔ ان میں کوئی عورت نہ تھی۔ اسلام لڑکیوں کی تعلیم کے رواج دینے کے خلاف ہے۔ عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ ننگے سر مسجد میں جائے یا گھر میں ہی نماز ادا کرے۔ اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ لڑکوں کیلئے پندرہ سال کی عمر میں روزے رکھنے کا حکم ہے لیکن لڑکیوں کے لئے بارہ سال کی عمر میں"۔

مندرجہ بالا بیان کو آپ ذیل کے واقعات سے مقابلہ کریں:

(۱) ایک دفعہ جنگ کے قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی بھی پکڑی ہوئی آئی۔ حضرت نبی کریم نے اس کا احترام کرتے ہوئے صرف اسے ہی آزاد نہ کر دیا۔ بلکہ اس کی تمام قوم جو کئی ہزار کی تعداد میں تھی سب کو آزاد کر دیا۔

(۲) حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ

(۳) حضرت نبی کریمؐ کے وقت میں عورتیں مسجدوں میں نماز پڑھنے کیلئے جایا کرتی تھیں۔ اور ان کی قطار مردوں کے پیچھے ہوتی تھی۔

دوسری حدیث جو بیان کی گئی ہے اس میں "تنبیہ کرو" اصل الفاظ کا غلط ترجمہ ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں "فاستوصوا بالنساء"۔ ترجمہ:۔ میری بات سنو کہ عورتوں سے نیک سلوک کرو۔ یہ تمام حدیث دراصل اس بات کو واضح کرتی ہے۔ کہ کیوں مرد عورتوں سے نیک سلوک کریں۔ اس لئے نہیں کہ ان کی فطرت میں "کجی" ہے۔ جیسا کہ مضمون نگار نے ترجمہ کیا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ عورت طبعاً اس قدر حساس واقع ہوئی ہے کہ وہ جلدی سے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ایک مولوی صاحب کے اعتراضات کا جواب

حضرت مسیح موعودؑ پر غلط بیانی کا بے بنیاد الزام

(از سید محمد امین صاحب گیلانی متعلم مولوی فاضل کلاس)

گزشتہ سے پیوستہ

چوتھا اعتراض :- "کشتی نوح صفحہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی قرآن مجید میں اول سے آخر تک کہیں بھی نہیں ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی۔"

الجواب :- یہ تمام مغالطہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے ناواقفی کی بناء پر ہے۔ اگر مولوی صاحب حضرت صاحب کی کتب کا خود بھی مطالعہ کرتے اور صرف سائیں جی کی کتاب سے نقل مطابق اصل کی زحمت گوارا نہ کرتے۔ تو یہاں تک نوبت نہ آتی۔

حضرت صاحب کی اصل عبارت یوں ہے۔

"اور یہ بھی یاد رہے۔ کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں۔ کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں"

اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائیبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے۔ ذکریا ۱۴/۱۲ انجیل متی ۲۴/۸ مکاشفات"

پھر آگے چل کر متن میں ہی فرماتے ہیں :- "دوسرا نشان طاعون کا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا وان من قریة الا نحن مهلکوها قبل یوم القیمة او معذبوها عذابا شدیدا

بنی اسرائیل ع"

پھر ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ واذا وقع القول علیهم اخرجنا لهم دابة من الارض تکلمهم ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون

اور جب مسیح موعود کے بھیجنے سے حجت ان پر پوری ہو جائیگی تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکال کھڑا کرینگے وہ لوگوں کو کاٹے گا۔ اور زخمی کرے گا۔ اس لئے کہ لوگ خدا کے نشان پر ایمان نہیں لائے تھے

(دیکھو سورة النمل پ ۲۰ نزول المسیح صفحہ ۳۸)

حضرت صاحب نے جو دعوےٰ پیش کیا ہے اس کی دلیل بھی ساتھ ہی دے دی ہے کشتی نوح میں بھی خوب وضاحت سے بیان فرما دیا اور پھر نزول المسیح میں بھی تشریح کر دی باوجود تشریحات کے اگر مولوی صاحب حق کی طرف رجوع نہ کریں یہ انصاف کا خون کرنا ہے۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ

جب کھل گئی سچائی پھر مان لینا اس کو
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے (مسیح موعود)

پانچواں اعتراض :- "البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۶ الہام من جانب اللہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔ لیکن مرزا صاحب لاہور میں مرے اور قادیان میں دفن ہوئے۔

الجواب :- حضرت صاحب کا الہام یہ ہے۔ کہ "ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں" اس کی تشریح خود ہی یوں فرما دی ہے

"اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ جیسا کہ وہاں کے دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کیئے جائیں گے۔ دوسرے یہ معنی ہیں۔ کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔ فقرہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی مکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فقرہ "سلاماً سلاماً" مدینہ کی طرف۔

البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۶

جناب مولوی صاحب تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ جائز نہیں۔ اگر آپ کو مرزا صاحب کے کسی کلام میں اعتراض ہے۔ تو خود ان کی تشریح کو دیکھیں اور خدا را ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ اپنی ناموری کو خدا کی رضامندی پر قربان کر دیں "سائیں جی" کے حوالجات آپ کو آخرت میں کام نہیں آئیں گے حضرت مسیح موعود فرما گئے۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں۔
اک نشان کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

چھٹا اعتراض :- "قادیانی اخبار البدر مورخہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۷ء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو۔ اس شہر کے گاؤں کو چاہیئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ سراسر جھوٹ کذب و افترا علی الرسول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں نہیں فرمایا۔ کہ لوگ شہر کو چھوڑ دیں۔"

الجواب :- مولوی صاحب نے جس صداقت اور ایمانداری سے کام لیا ہے وہ تو اس سے پہلے عیاں ہو چکی ہے۔ تشریح کی ضرورت نہیں پہلے پانچوں اعتراض سائیں لال حسین کی کتاب "ترک مرزائیت" سے نقل کردہ ہیں۔ ایک اعتراض مولوی صاحب نے اپنی علمیت کی بناء پر لکھا ہے۔ سو وہ بھی غلط۔

۱۹ر دسمبر ۱۹۰۷ء کے "البدر" میں حضرت مسیح موعود کا کوئی مضمون نہیں ہے اور نہ کوئی اس قسم کی عبارت حضرت صاحب سے وہاں پر مروی ہے۔ مولوی صاحب کو عبارت خود بنانی پڑی۔ جس کی وجہ سے دہلی اور لکھنؤ کے اہل زبان کے بھی کان کاٹ لئے۔ فرماتے ہیں :-

"اس شہر کو چاہیئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں"

ذرا گاؤں کو یعنی اہل شہر بانڈھنا ملاحظہ ہو۔

اب میں مولوی صاحب کی توجہ کو اصل عبارت کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں اور وہ ریویو جلد ۲ صفحہ ۳۶۵ کی اس طرح پر ہے۔ کہ "جس شہر میں وبا ہو۔ اس شہر کے لوگ بلا توقف شہر سے باہر نکل جائیں۔"

الجواب :- کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ پر ہے۔ یاایها الناس ان هذا الطاعون رجس فتفرقوا عنه فی الشعاب یعنی اے لوگو! یہ طاعون ایک بہت بری بلا ہے پس جب یہ کہیں آ پڑے۔ تو تم گھاٹیوں میں متفرق ہو جاؤ۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے متعدی بیماری سے بچنے کی غرض سے یہ ارشاد فرمایا ہے اس سے تقدیر کا انکار لازم نہیں آتا۔ چنانچہ دوسری حدیث میں فرمایا۔ "فر من المجذوم فرارك من الاسد"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الصلوٰة اللہ کے زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ یعنی ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کے مطابق ملک ہندوستان میں طاعون مسلط کر دی جس کو شمس العلما مولوی ذکا اللہ صاحب نے اپنی کتاب تاریخ ہندوستان میں جو کارنامہ جہانگیر کے نام سے مشہور ہے جلد ۴ صفحہ ۱۲۵ پر خوب وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کے چند کلمات جن کا تعلق صرف اس اعتراض کے ساتھ ہے نقل کئے دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں :-

"اس سال یعنی ۱۰۲۵ھ ہجری میں بلکہ اس سے پہلے سال ہندوستان کے بعض مقام میں وبائے عظیم پھیلی۔ پرگنات پنجاب سے اس کا ظہور ہوا۔ رفتہ رفتہ شہر لاہور میں سرایت کی اس وبا سے بہت سے مسلمان تلف ہوئے۔ پھر وہ سرہند میں آئی۔ . . . . . . اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ اپنا گھر بار چھوڑ کر جنگل میں چلے جاتے۔ تو ان کی جان سلامت رہتی۔ نہیں تو تھوڑے سے عرصہ میں تمام آدمی اس دیہ کے صحرائے عدم میں چلے جاتے۔"

اس بیان کے بعد صرف ایک بات باقی رہ جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضور صلعم نے دوسرے مقام پر اس شہر کو بالکل ترک کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تو اس بات میں ہمارا بھی اتفاق ہے۔ کہ اس علاقہ کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں جس جگہ میں وبا ہو وہاں سے نکل کر گرد و نواح میں پناہ لی جائے اپنے آپ کو قدرت رکھنے کے باوجود ہلاکت میں ڈالنا کوئی خوبی کی بات نہیں اگر اس سے تقدیر کا انکار لازم آتا ہے۔ تو پھر کسی بیماری کا علاج بھی مولوی صاحب کے نزدیک خلاف شریعت ہوگا۔ اور خصوصاً دق اور سل کے مریض کو حکیم لوگ تبدیلی مقام کی زیادہ تلقین کیا کرتے ہیں۔ اس سے قدرت کا انکار لازم نہیں آتا۔؟ ؎

آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اچھوتوں کی مشکلات کا حل

صرف اسلام ہی ہے

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۲)

اچھوتوں کے جلسوں میں ہندو مذہب سے بیزاری کا اعلان

ڈاکٹر امبیدکار کے اعلانات کے علاوہ ہندوستان کے متفرق مقامات پر اچھوتوں نے جلسے کرکے ڈاکٹر امبیدکار کی تائید کی ہے اور یہ اعلان کیا ہے۔ کہ وہ ہندو مذہب کے پیرو آئندہ نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ پی۔ ایڈیٹور لکھتے ہیں:-

"میں مسٹر سی کرشنن ایم۔ ایل سی کالی کٹ سے حرف بحرف متفق ہوں۔ کہ مسٹر گاندھی اور ان کے حواری اچھوتوں کو اس لئے ہندو دھرم میں رکھنے کے لئے مضطرب ہیں۔ کہ ان کو سیاسی مقاصد کے لئے آلہ کار بنایا جائے اور اکثریت کو برقرار رکھا جائے۔ ڈاکٹر امبیدکر اس دلیرانہ اعلان کے متعلق بہت تعریف کے مستحق ہیں۔ اور یہ اعلان بہت پہلے آنا چاہئے تھا اور آج تمام فہمیدہ اور ہوشمند ہمدردان بنی نوع انسان اس پر مسرت و شادمانی کا اظہار کر رہے ہیں کیونکہ ہمارے سامنے یہ بیّن حقیقت ہے کہ ہمارے اچھوتوں سے کتوں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جاتا ہے۔" (ٹائمز آف انڈیا۔ ۲۲ر نومبر ۱۹۳۵ء)

"پونا اور گرد و نواح کے اچھوتوں کی ایک زبردست میٹنگ کی صدارت کرتے ہوئے مسٹر شورام جبا کیمبل نے کہا۔ کہ صدیوں تک اچھوت اقوام انتہائی ذلت و پستی میں رہیں اور انگریزی حکومت سے پہلے وہ اپنی افسوسناک حالت کی اصلاح نہ کر سکیں۔ موجودہ حکومت کی ابتداء سے اچھوت تعلیم حاصل کرنے لگے ہیں۔ اور تعلیم نے ان کی آنکھیں کھول دی ہیں اور اب وہ ہندو دھرم کے متشدد رسوم سے جو کہ ان کے گلے میں ٹھونسے گئے تھے۔ چھٹکارا حاصل کرنے میں ساعی ہیں۔ آپ نے ڈاکٹر امبیدکر کی تائید کی۔"

(سول اینڈ ملٹری گزٹ ۳ر دسمبر ۱۹۳۵ء)

کراچی کے چار ہزار مہاروں کا متفقہ ریزولیوشن:-

"ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں، کہ ہندو دھرم میں اچھوتوں کی بہتری کا کوئی امکان نہیں رہا۔ ناسک کی مہاسبھا کی لفظی ہمدردی ہماری نجات کا سامان بہم نہیں پہنچا سکتی۔ ہم ڈاکٹر امبیدکر کے فیصلے کی تائید کرتے ہیں۔"

"آل کرالا تھیا یوتھ لیگ کے اس ارادہ پر کہ ہندو دھرم کو چھوڑ دیا جائے۔ ڈاکٹر امبیدکر نے ایک پیغام میں تحریر فرمایا۔ کہ تبدیلی مذہب پر بحث کا وقت گزر چکا اب وقت فیصلہ کن عمل کا ہے۔ میں تھیا قوم پر دو امور واضح کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا یہ کہ ہندو مت مہے سے کوئی مذہب ہی نہیں، یہ ایک وبائی بیماری ہے اس لئے اچھوتوں کی نجات اور حفاظت کے لئے لابدّ ہے۔ کہ وہ "اعلیٰ جاتیوں" سے اپنے تعلقات منقطع کر لیں۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ اچھوت اقوام تبدیلی مذہب میں متحدہ اقدام کریں۔ یہ تبدیلی جماعتی رنگ میں ہونی چاہیئے۔ اور جس مذہب میں بھی جائیں متفق اور اکٹھے جائیں۔"

(سول اینڈ ملٹری گزٹ ۸ر جنوری ۱۹۳۶ء)

"مسٹر بی۔ سی دینکٹر ولیڈر اچھوت۔ اور نگار اماسوامی ہریجن ممبر حیدر آباد (دکن) کارپوریشن اور دیگر ہریجن لیڈر مہاراشٹر ہریجن یوتھ کانفرنس سے آج واپس آئے۔

"انٹرویو کے دوران میں مسٹر دینکٹرو نے فرمایا۔ کہ ہندوستان میں ہریجنوں کی موجودہ روش انہیں ایک اعلیٰ اور باعزت مقام بہم پہنچائے گی۔ میرا ارادہ حیدر آباد (دکن) میں اچھوت اقوام کا اجلاس منعقد کرنے کا ہے جس کے فرائض صدارت سرانجام دینے کے لئے ڈاکٹر امبیدکر کو مدعو کیا جائے گا۔ کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ ریاستی اچھوتوں کو ہندو دھرم تیاگ دینے کے لئے تیار کیا جائے۔ جب نئے مذہب کے متعلق نواب آف ڈھاکہ کا پروگرام بتایا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں انفرادی تبدیلی کے خلاف اور جماعتی تبدیلی کے حق میں ہوں۔ اور بہتر تو یہ ہے۔ کہ ایک نیا ہی مذہب بنایا جائے۔ اور ریاستی ہریجنوں کو پیغام دیا۔ کہ وہ ہندو دھرم سے منقطع ہونے کے مسئلہ کو پوری توجہ سے سوچیں۔" (ٹائمز آف انڈیا ۲۴ر جنوری ۱۹۳۶ء)

ایک پبلک اجلاس منعقدہ لاجپت رائے ہال میں مسٹر منہراج کی صدارت میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر لیسہ دی ٹھاکر جنرل سیکرٹری آل انڈیا ہریجن سیوک سنگھ نے کہا:-

"ڈاکٹر امبیدکر کا ہندو قوم کے خلاف واویلا کرنا بالکل حق بجانب ہے کیونکہ یہ قوم انہیں مساوات کی نعمت دینے کو تیار نہیں۔ آپ نے بتایا کہ ناسک میونسپلٹی نے صرف اس بناء پر ڈاکٹر موصوف کو ایڈریس پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ کہ آپ ہریجن ہیں۔ بڑودہ میں وکالت کے سلسلہ میں آپ کو رہائش کے لئے مکان نہ دیا گیا۔ کہ آپ ہریجن ہونے کے مجرم تھے۔ کیا ان شہادات کی موجودگی میں ڈاکٹر امبیدکر ہندوؤں کے خلاف احتجاج کرنے میں حق بجانب نہیں؟ بعض ہندوؤں کی یہ دلیل کہ ہریجن بچوں کو تعلیم دلانے میں ڈاکٹر جیسے "باغی" ہی پیدا ہونگے بالکل لچر اور بودی ہے۔" ("ٹائمز آف انڈیا" ۱۴ر فروری ۱۹۳۶ء)

مورتی کھنڈن اور کتب مقدسہ ہنود کا جلانا!

ہریجن اپنی آواز صرف تجاویز کے ذریعہ ہی دنیا میں بلند نہیں کر رہے بلکہ انہوں نے ان مورتیوں کو توڑ ڈالا ہے جن کی وہ چند ماہ قبل پوجا کرتے تھے اور ان کتب کو نذر آتش کیا ہے جو کہ ان کے نزدیک نہایت مقدس تھیں۔ ذیل میں اخبارات سے چند ایک اقتباسات اسی ضمن میں درج کئے جاتے ہیں:-

"ہندو دھرم کے ترک کر دینے کے متعلق تجویز کا عملی اظہار کرنے کے لئے ناسک کے گرد و نواح سے ۸۰۰ ہریجن نوجوان ناسک میں اکٹھے ہوئے اور منوسمرتی اور دیگر ذات پات کی تعلیم دینے والی مذہبی کتب کو ہندو دھرم کی رسوم کے مطابق چتا پر رکھ کر نذر آتش کیا۔ اس کانفرنس کا انعقاد ناسک ڈسٹرکٹ ہریجن یوتھ لیگ کی محنتوں کا ثمر تھا۔ بہت سے اشخاص نے تقاریر کیں اور بہت سے مسلمانوں نے بھی شرکت کی۔

جب باری باری مقررین نے آگر شاستروں کی پرزور مذمت کی اور ہندوؤں کے جگر سوز مظالم کا ذکر کیا گیا تو تمام مجلس میں غصہ کے جذبات پوری طرح مشتعل ہو چکے تھے۔

جب ایک نوجوان نے کہا۔ کہ چونکہ ابھی تک نئے مذہب کے متعلق فیصلہ نہیں ہوا۔ اس لئے ہندو دھرم کی آخری رسوم ادا نہیں ہونی چاہئیں۔ تو تمام طرف سے جوش اور غصہ کی صداؤں نے اسے خاموش کر دیا۔ اسے بتایا گیا۔ کہ یہ حتمی فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ کہ ہم ہندو دھرم چھوڑ دیں گے۔ اور یہی ہندو دھرم کی آخری رسوم ادا کرنے کے لئے کافی وجہ جواز ہے۔ اور نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ جوانمردی سے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنائیں۔ بعد ازاں ایک چتا تیار کی گئی جس میں تمام مذہبی کتابیں پھینکی گئیں۔ اور ہر کتاب پھینکنے سے قبل اس میں سے اچھوتوں کے خلاف فقرات حاضرین کو سنا دیئے جاتے تھے۔ ایک ریزولیوشن بھی پاس کیا گیا۔ کہ آئندہ کوئی ہریجن ہندو یاترا اور مقدس مقامات میں شرکت اختیار نہ کرے۔ برہمنوں کو خیرات وغیرہ نہ دے۔ اور ہندو تہواروں کو نہ منائے اور اعلان کیا گیا۔ کہ اب سے داخلہ مندر کے متعلق احتجاجی کمیٹی کو توڑ دیا جاتا ہے۔" (سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ ۱۰ر نومبر ۱۹۳۵ء)

"ہندو دھرم چھوڑنے کے متعلق فیصلہ کو عملی شکل میں ظاہر کرنے کے لئے ۲۰۰۰ اچھوتوں کا قصبہ سکھین واقعہ تعلقہ نیفاڑ میں اجتماع ہوا۔ دوران جلسہ میں انہوں نے بہت سے ہندو دیوتاؤں مثلاً کھنڈیرو مہاسوبا اور نیپڈھر بالی کی مورتیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ مذہبی کتب کو جلا دیا۔ اور متبرک جنیوا در مالاؤں کو توڑ کر آگ میں پھینک دیا۔"

(ٹائمز آف انڈیا۔ ۲۰ر نومبر ۱۹۳۵ء)

احمد نگر میں تمام ذاتوں کے ہریجن ایک جلسہ کی شکل میں اکٹھے ہوئے اور جماعت ہندو مذہب کے چھوڑنے اور ڈاکٹر امبیدکر کے اختیار کردہ مذہب پر چلنے کا پر زور الفاظ میں اظہار کیا۔ علاوہ ازیں ہندو مذہبی کتب کو جلایا۔ اور ایک دیوی کی مورتی کو پاش

پاش کر ڈالا۔ (ٹائمز آف انڈیا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

"ستارہ کے لوگوں نے پونا میں ڈاکٹر امبیدکر اور یولا کانفرنس کی تجاویز کی تائید میں ایک جلسہ کرکے ہندو مذہبی کتب کو جلا ڈالا اس اجلاس کے ذریعہ حکومت سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ ایسی کتب کی ضبطی کے احکام صادر فرمائے۔ جو ذات پات کے سسٹم کی موید ہیں۔ اس میٹنگ میں مسٹر ایل۔ بی پادر کی صدارت میں قریباً ۱۲۰۰ ہریجن حاضر تھے" (ٹائمز آف انڈیا۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۵ء)

"بمبئی ۹؍ مارچ اطلاع مظہر ہے کہ کل ہندوؤں نے ہولی کا تہوار بڑے شاندار طریق سے منایا۔ اچھوتوں نے بھی تہوار کی شان و شوکت بڑھانے میں ہندوؤں کی مدد کی اچھوتوں نے ایک عظیم الشان جلوس نکالا جس نے شہر کے تمام بڑے بڑے بازاروں اور گلی کوچوں کا چکر لگایا۔ جلوس کے خاتمے پر اچھوتوں نے ایک جلسہ منعقد کیا جسمیں متعدد مقررین نے تقریریں کیں اور کہا کہ اچھوت ہندو مذہب میں رہ کر انسان نہیں بن سکتے۔ اور اگر وہ صدہا سال تک بھی ہندو رہیں۔ تو انکو مساوات نہیں مل سکتی۔ جلسہ میں ہندوؤں کا ایک بت توڑ دیا گیا۔ اور دھرم شاستروں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ "ہندو مذہب مردہ باد" کے فلک شگاف نعروں کے درمیان جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ (حریت ۱۲؍ مارچ ۱۹۳۶ء)

کیا اچھوت اسلام قبول کریں گے؟

اس بات کا اندازہ قبل از وقت ہے۔ کہ ہندو دھرم چھوڑنے کے بعد ڈاکٹر امبیدکر اور ان کے پیرو کونسا مذہب اختیار کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب کا پہلا منشاء یہ ہے۔ کہ وہ اچھوتوں کو اس بات کا احساس اور یقین دلائیں کہ ان کی نجات ہندو دھرم میں ناممکن ہے۔ یہ کوئی چند دنوں کا کام نہیں بلکہ اس کے لئے کئی سال کی مدت درکار ہے ہندوستان ایک وسیع براعظم ہے۔ اس کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے اچھوتوں تک پہنچ کر گوش گذار کرنا ہے۔ کہ آجتک جس دھرم کو وہ راحت و آزادی ترقی و نجات کا ذریعہ سمجھے بیٹھے تھے۔ درحقیقت وہی انکی روحانی اخلاقی اور سیاسی موت کا واحد سبب ہے۔ ڈاکٹر امبیدکر نے تاحال مستقبل کے مذہب کے متعلق بحث کی ممانعت کر دی اور یہ بات ہے بھی درست کیونکہ ایسے مباحث سے اندرونی تفرقات اور مناقشات کے پیدا ہو جانے کا بڑا اندیشہ ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے اس امر کا مکمل اور متحدہ فیصلہ کرنا ہے۔ کہ وہ ہندو نہیں رہیں گے۔

بہر حال چند ایک قرائن سے پایا جاتا ہے۔ کہ انکا رجحان زیادہ تر اسلام کی طرف ہے۔ دراصل دو ہی مذہب ہیں جن میں ایک انتخاب کرنا ضروری ہے یعنی اسلام اور عیسائیت۔ عیسائیت کی قبولیت شائد دنیوی طور پر انکے لئے منفعت بخش ہو۔ مگر ان لوگوں کے تجربات جو عیسائیت کے دامن میں آ چکے ہیں بتاتے ہیں۔ کہ عیسائیت بھی وہ مساوات اور اخوت پیش نہیں کرتی جو اسلام کے دائرہ میں قدم رکھتے ہی نصیب ہو جاتی ہے اور بعض موقعوں پر اچھوت رہنماؤں نے صاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ صرف اسلام ہی ان کے لئے موزوں مذہب ہے۔ اس موضوع پر ایک مدراسی اچھوت لیڈر کے خیالات پہلے بیان کر چکا ہوں یہاں دو اور مثالیں اس کی تائید میں [illegible] جاتی ہیں:-

"بابا پیاریت [illegible] کی صدارت میں اچھوتوں کی ایک زبردست میٹنگ ہوئی جس میں ہندو دھرم اور ذات پات کی مذمت پر زور الفاظ میں کی گئی۔ اور ہریجنوں پر ہندوؤں کے مظالم پر غیظ و غضب کا اظہار کیا گیا۔

"مقررین نے ڈاکٹر امبیدکر کی رہنمائی پر مکمل اعتماد ظاہر کیا۔ اور ہندو دھرم سے علیحدہ ہونے پر اس کی تائید کی اور کہا کہ ہندو مذہب کمزوروں اور مظلوموں کیلئے نہیں ہے اور اچھوتوں کو اسلام قبول کر لینا

چاہیئے۔ تاکہ دنیا میں عزت اور خودداری سے زندگی بسر کریں۔ ہندوؤں کے مظالم کی مثالیں پیش کی گئیں۔ اور مذہبی کتابوں سے خلاف اچھوت سطور پڑھ کر ان کے پول کھولے۔

جب جلسہ کے اختتام پر صاحب صدر نے اسلام قبول کرنے کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔ تو انہوں نے پرزور نعرہ ہائے اللہ اکبر بلند کئے!" (ٹائمز آف انڈیا۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۵ء)

"مسٹر راج بھوج سیکرٹری آل انڈیا اچھوت لیگ نے ایک انٹرویو میں فرمایا۔ کہ میں ڈاکٹر امبیدکر کے خیالات سے متعجب نہیں ہوا۔ کیونکہ اس سے قبل بھی آپ ایسے ہی خیالات کا کئی مقامات پر اظہار کر چکے ہیں۔ مگر حیران کن بات یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر نے اس بات کے اعلان مصلحتاً مخفی رکھا ہے کہ وہ کونسا مذہب اختیار کرینگے بہر حال ڈاکٹر امبیدکر متعدد شیخوں پر اسلام کی تائید اور تعریف میں تقاریر کر چکے ہیں" (سول اینڈ ملٹری گزٹ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

مدراس ۷؍ مارچ مسٹر دانیال ٹامس ایم ایل سی کے زیر صدارت بمقام ولڈ تھیکولم ضلع مٹنے دلی۔ ہریجنوں کی ایک منعقد ہوئی مسٹر ٹامس اور دیگر مقررین نے ہریجنوں کو مشورہ دیا۔ کہ وہ اپنے آپ کو منظم کریں۔ اور اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں مسٹر مادھو ودیلہ نے تقریر کے دوران میں ڈاکٹر امبیدکر کی تائید کی آپ نے کہا۔ کہ پسماندہ اقوام صدیوں سے ہندو دھرم کی بدولت اقتصادی اور مجلسی مصائب کو برداشت کر رہی ہیں لہذا ان کیلئے یہ بات ناممکن ہے۔ کہ ہندو مذہب میں رہتے ہوئے مذہبی اور مجلسی مساوات کے اصول پر سلوک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ کوئی خوددار ہریجن ہندو نہیں رہ سکتا۔ اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ انہیں کونسا مذہب قبول کرنا چاہیئے۔ آپ نے کہا انکے لئے مذہب اسلام ہی بہترین مذہب ہے۔ دیگر مذاہب میں ذات پات اور فرقہ واری کے جھگڑے موجود ہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کی آغوش میں انہیں کامل مساوات حاصل ہو سکتی ہیں۔ آپ نے ہریجنوں کو مشورہ دیا۔ کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو اسلام کو اختیار کریں۔ آپ نے ہریجنوں کیلئے قبول اسلام پر بہت زور دیا" (انقلاب ۸؍ مارچ ۱۹۳۶ء)

مدراس اور یوپی کے لیڈروں کی طرف سے اسلامی لٹریچر کا مطالبہ

میں یہاں ضروری سمجھتا ہوں کہ دو اچھوت لیڈروں کے خطوط کا ذکر کروں جنہیں سے ایک جنوبی ہند اور دوسرے یوپی کے ہیں اول الذکر لکھتے ہیں۔

"میں تھیا قوم کا فرد ہوں۔ مالابار کے علاقہ میں ہماری تمام جماعتوں نے تجاویز پہلے ہی پاس کر دی ہوئی ہیں۔ کہ تھیا قوم فوراً ہندو دھرم کو چھوڑ دے اب معاملہ زیر بحث یہ ہے۔ کہ کونسا مذہب اختیار کیا جائے اس مسئلہ پر ہمارے رہنماؤں کے خیالات میں اختلاف کی خلیج وسیع تر ہوتی گئی ہے۔ ان میں سے اکثر کا خیال ہے۔ کہ تھیا قوم کی صدیوں کی ذلت اور پستی کا علاج صرف اسلام کے زندگی بخش پیغام میں ہے۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہم اسلام کے موٹے موٹے اصولوں سے بھی نابلد محض ہیں"

اس کے علاوہ مدراس سے بھی ایک اور خط آیا ہے جس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ٹراونکور میں جہاں کے اچھوت تعلیم یافتہ لوگ ہیں عیسائیت اور اسلام کو اختیار کرنے میں پرانے لوگوں اور نوجوان طبقہ میں اختلاف رائے ہے۔ پرانے لوگ عیسائیت کی طرف مائل ہیں مگر نوجوان اسلام کے حامی ہیں یہاں پر سولہ لاکھ عیسائی پہلے موجود ہیں جن میں پرانے عیسائی بھی شامل ہیں۔ مگر مسلمان صرف تین لاکھ ہیں۔ اور وہ بھی جب معمول بے حس ہیں۔ نو لاکھ کی اچھوت قوم اس وقت یہ فیصلہ کرنا چاہتی ہے کہ وہ کس مذہب کو قبول کرے عیسائی ان لوگوں کی امداد کر رہے

ہیں، جو عیسائیت کی طرف مائل ہیں مگر نوجوان طبقہ جو اسلام کی طرف مائل ہے۔ اس کی حمایت کرنے والا کوئی نہیں۔ یہ افسوسناک حالات ہیں کاش آج مسلمانوں میں کچھ بھی احساس اپنے فرض کا ہوتا۔ تو لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں یہ لوگ ان کے ساتھ آ ملنے کو تیار ہیں۔

یوپی کے ایک مشہور اچھوت لیڈر بھی اسی درد سے رقم طراز ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم لوگوں تک نہیں پہنچی اس لئے جلد تر ہندی زبان میں اسلام پر ٹریکٹ شائع کرکے اچھوتوں پر واضح کر دیا جائے کہ اسلام اپنے تمام پیروؤں کو اخوت مساوات برادری اور برابری کی لڑی میں پرو دیتا ہے۔

پونا میں اسلامی مشن

گر اسلامی لٹریچر کا مطالبہ اچھوت لیڈروں کی طرف سے نہ بھی ہوتا تو بھی ہمارا فرض تھا۔ (وہ فرض جو اسلام اور ملک کی مظلوم آبادی کی طرف سے ہم پر عائد ہوتا ہے) کہ اسلام کا روح پرور پیغام ان کے دروازوں تک لیجاتے اور انہیں بتاتے کہ اسلام کے دامن میں تمہارے لئے حقیقی مساوات اور اخوت موجود ہے۔ اس فرض کے احساس سے متاثر ہو کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے پونا میں اسلامی مشن قائم کر دیا ہے مشن چلانے کا کام مولینا عبدالحق ودیارتھی فاضل سنسکرت اور میاں بشیر احمد ایم اے کے سپرد کیا گیا ہے۔ جو وہاں ماہ جنوری کے اختتام سے نہایت سرگرمی سے اشاعت اسلام میں مشغول ہیں۔

مشن کے قائم کرنے کا مقصد دوگونہ ہے

۱۔ مرہٹی زبان میں اسلامی لٹریچر پیدا کرکے مرہٹی بولنے والوں کو اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیم اور بڑے بڑے اصول سے آشنا کرنا

۲۔ اچھوت رہنماؤں سے ذاتی میل ملاپ کا واسطہ پیدا کرنا تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ اسلام کس حد تک اپنی تعلیم کو عملی جامہ پہناتا ہے مؤخر الذکر بھی اول الذکر کی طرح ضروری بلکہ زیادہ ضروری ہے کیونکہ عملی سلوک اور برادرانہ برتاؤ ہی اچھوتوں کی ہمدردی اور توجہ کو کھینچ سکتا ہے درحقیقت اسی لحاظ سے ملک کے بعض حصص کے اور بالخصوص احاطہ بمبئی کے مسلمان اسلام کی بجائے ہندو اثر کے ماتحت ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اچھوتوں کو ناپاک خیال کرتے ہیں۔ اور جب وہ اسلام قبول کرتے ہیں تو ان سے برادرانہ سلوک کرنے سے گریز کرتے ہیں پس مشن کا قیام نہ صرف اچھوتوں کے دل میں اس بات کا احساس پیدا کرنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ اسلام انہیں ایسی مکمل برادری عطا کرتا ہے جس کا وہم بھی ہندو دھرم میں ناممکن تھا۔ بلکہ اس لئے بھی کہ مسلمانوں کی موجودہ ذہنیت میں ایک انقلاب پیدا کیا جائے۔

پونا مشن کے علاوہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے پنجاب میں بھی بعض اچھوت اقوام میں تبلیغ کا کام شروع کر دیا ہے اگرچہ فی الحال یہ کام مختصر پیمانے پر جاری کیا گیا ہے۔ مگر حالات کے پیش نظر امید واثق ہے کہ عنقریب ہی اس کا دائرہ عمل بہت وسیع ہو جائیگا۔ یوپی اور مدراس کے اچھوتوں کی ضروریات بھی زیر غور ہیں۔ اور اگر سرمایہ کا خاطر خواہ بندوبست ہو گیا۔ تو انشاء اللہ العزیز وہاں بھی تبلیغ کا کام شروع کر دیا جائیگا۔ معمولی پیمانے پر پونا مشن اور پنجاب میں کام چلانے کے لئے ایک ہزار روپیہ ماہوار خرچ ہوگا۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کب حالات بہتر پلٹا کھائیں اور کام وسیع تر پیمانے پر چلانے کی فوری ضرورت آ پڑے۔ اس لئے دور بینی کا تقاضا ہے۔ ہم فوری ضرورت کیلئے مکمل طور پر تیار رہیں۔

ہمیں اس بات کا پوری طرح احساس ہے یہ کام ہم نے اپنی طاقت سے بڑھ کر اپنے ذمہ لیا ہے۔ مگر یہ دیکھ کر کہ مسلمان تخریبی کام میں مشغول ہیں اور اندرونی قوت کی بربادی کی فکر میں ہیں۔ ہم نے اچھوتوں میں اشاعت اسلام کا کام اپنے کمزور کندھوں پر اٹھا لیا ہے۔ جس سے ہماری زبردست ذمہ واریوں میں بہت بڑا اضافہ ہو گیا ہے۔ اس وقت جبکہ ڈاکٹر امبیدکر آٹھ کروڑ اچھوتوں کو ہندو دھرم سے علیحدہ ہونے

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

پونا مشن کی مخالفت

مسلمانوں کی تخریبی ذہنیت کے کرشمے

ہندوستان کے مہیا ر تعلیم یافتہ اور صاحب احساس اچھوت ہندو دھرم کو ترک کر دینے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ حالات یقین دلاتے ہیں کہ ان کو اس عزم آہنی سے کوئی طاقت باز نہیں رکھ سکتی۔ یہ لوگ کسی ایسے مذہب کی تلاش میں ہیں جو انہیں مساوات کی دولت عطا کر سکے۔ گویا اس طرح آٹھ کروڑ افراد کی ایک عظیم الشان قوم اسلام کے دروازے پر آ کھڑی ہوئی ہے بلکہ بعض ذمہ دار اچھوت لیڈر تو واضح الفاظ میں اسلام کی طرف اپنا رجحان ظاہر کر چکے ہیں۔ یہ موقع تھا کہ مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہو کر زندگی و بیداری کا ثبوت دیتے۔ اپنے فروعی جھگڑوں کو بالائے طاق رکھ کر اچھوتوں میں وسیع پیمانہ پر تبلیغ اسلام کرتے۔ لیکن افسوس صد افسوس ایسا نہیں ہوا۔ وہ غفلت کی ایسی گہری نیند سوئے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ فردائے قیامت ہی کو بیدار ہوں گے۔ ان میں کوئی حرکت اور زندگی نہیں معلوم ہوتی۔ اچھوت اقوام کے اعلانات پر جو طول و عرض ہند میں ڈنکے کی چوٹ کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کروٹ تک نہیں لی ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان پر ان میں سے سستی شہرت کے چند طالب اٹھے اور اخبارات میں کچھ تاریں اور خطوط چھپوا کر خاموش ہو گئے اس بے حسی اور غفلت پر صبر کیا جا سکتا تھا۔ لیکن زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمان خود کچھ کرتے ہیں نہ کسی کو کرنے دیتے ہیں۔ ان کے لیڈروں اور مولاناؤں کو تعمیری کاموں کی توفیق نہیں۔ اگر اتنا ہی ہوتا تب بھی موجودہ حالات میں غنیمت تھا۔ مگر رونا اس بات کا ہے۔ کہ ان کی تخریبی ذہنیت ہر نیک کام کو بگاڑنے اور خراب کرنے کیلئے فوراً حرکت میں آجاتی ہے۔ ان لوگوں کو خانہ ویرانی دنیا ہی سے عشق ہے اور یہ عشق اس لئے ہے کہ قوم کی بربادی ان کی ذاتی تعمیر کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

مسلمانوں کی افسوسناک بے حسی کو دیکھ کر ہماری مٹھی بھر جماعت نے مشکلات و مصائب کے ہجوم کے باوجود اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کیلئے پونا کے مقام پر ایک مشن قائم کیا۔ اپنے ایک بہترین مبلغ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو جو ہندوؤں کے مذہبی لٹریچر سے واقفیت کے لحاظ سے ہندوستان میں یگانہ ہیں اس مشن کا انچارج مقرر کیا۔ اور ان کے ساتھ ایک قابل نوجوان بھیجا۔ ان دونوں نے گزشتہ چند ماہ کے عرصہ میں نہایت مفید کام کیا ہے۔ افسوس مسلمانوں کے نادان دوست خدمت اسلام کے اس مفید کام کو خاموشی سے نہیں دیکھ سکے۔ انہوں نے اپنی ذہنیت اور فطرت سے مجبور ہو کر اس کی مخالفت شروع کر دی ہے۔ اخبارات میں الٹے سیدھے مضامین اور غلط بیانیوں سے لبریز مراسلتیں شائع کرائی جا رہی ہیں۔ اور اس "کار خیر" میں سب سے پیش پیش احراری حضرات اور ان کا اخبار ہے۔

احراری حضرات کے "گزشتہ کارناموں" اور موجودہ مشاغل پر ایک نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو سکتی ہے۔ کہ ان لوگوں نے ہمیشہ اور ہر موقع پر اسلامی مفاد اور مفید کاموں کی مخالفت کی ہے۔ ان کو ذاتی اغراض کی خاطر قوم فروشی میں کبھی بھی تامل نہیں ہوا۔ اغراض پرستی ان لوگوں کا اصول ہے۔ ان کا وجود ایک ایسی جنس ہے جس کو ہر ایک صاحب زر خرید سکتا ہے۔ قبل ازیں یہ کئی مرتبہ بک چکے ہیں۔ اچھوتوں کے اعلانات کی وجہ سے ہندو قوم میں زبردست تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ وہ اچھوتوں کو ہندو مذہب میں رکھنے کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ اور احراری حضرات کئی مرتبہ ہندو لیڈروں کا آلہ کار بن چکے ہیں۔ اس وجہ سے بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ پونا مشن کی احراری مخالفت اور ہندو لیڈروں کی خواہشات میں ضرور کوئی تعلق ہے لیکن ہمیں ان باتوں میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان غوغا آرائیوں کے باوجود پونا مشن کا کام جاری رہے گا۔ اس مشن کا مقصد اللہ کے نام کو بلند کرنا اس کے دین کو پھیلانا اور کروڑوں مظلوم و ذلیل انسانوں کو اسلام کی پر رحمت آغوش میں لانا ہے۔ اللہ ضرور اس میں برکت دے گا۔ انشاءاللہ

مخالفت کرنے والے نہ صرف اللہ کے نزدیک گنہگار بلکہ زمانہ مستقبل کے مورخ کے نزدیک بھی قابل نفرت ہوں گے ؛

روحانی سلسلے اور قلت تعداد

جناب خلیفہ قادیان کا ایک تازہ خطبہ جمعہ "الفضل" ۲۸ مارچ میں شائع ہوا ہے جس کے مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں:-

"روحانی سلسلے چونکہ کمزور جماعتوں سے چلائے جاتے ہیں۔ ان کے افراد بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس سامان نہایت ہی کم ہوتا ہے۔ دنیوی طور پر ان سامانوں اور افراد سے کامیابی کا منہ دیکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے جو کمی اس کوشش اور سامان کی قلت اور افراد کی کمی کی وجہ سے رہ جاتی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کا فضل پورا کر دیتا ہے"

جناب خلیفہ صاحب کا مندرجہ بالا ارشاد بالکل صحیح ہے روحانی سلسلے ہمیشہ قلیل تعداد سے چلائے جاتے ہیں۔ اصول و عمل کے مقابلے پر کثرت تعداد کوئی چیز نہیں۔ ایک بیفائدہ اور بے عمل غول بیابانی کی نسبت ایک قلیل تعداد لیکن باعمل، اصول پسند اور صحیح العقائد جماعت کہیں بہتر ہے اصول و عمل کے مقابلے میں کثرت تعداد کا غرور باطل گروہوں اور جماعتوں کا شیوہ ہوا کرتا ہے

اس کے ساتھ ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ قادیانی جماعت نے تمام امور سے آنکھیں بند کر کے ہمارے مقابلے پر ہمیشہ کثرت تعداد کو اپنی بڑائی۔ کامیابی اور سچائی کا معیار ٹھہرایا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم جناب میاں صاحب کو ان کی چند ہفتے قبل کی بھی وہ تقریر یاد دلانا چاہتے ہیں۔ جس میں موصوف نے ہماری جماعت کو قلت تعداد کا طعنہ دیتے ہوئے انتہائی حقارت سے ڈھائی بوٹیاں نے تنور یا غبان کی پھبتی کسی تھی۔ اس وقت ہم نے عرض کیا تھا کہ:-

کثرت تعداد ہی سب کچھ نہیں اور آٹھ کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کے مقابلہ میں قادیانی جماعت اس سے کہیں زیادہ قلت میں ہے۔ جتنی کہ جماعت لاہور اس کے مقابلہ میں"

ان الفاظ کو لکھے بہت دن نہیں ہوئے تھے کہ جناب میاں صاحب نے خود اس کا اعتراف فرما لیا۔ کاش آئندہ کیلئے قادیانی اپنی کثرت تعداد کا غرور بے جا اور قلت تعداد کی وجہ سے جماعت لاہور کی تحقیر چھوڑ دیں ؛

ریاست نیپال میں مسلمانوں پر ظلم

نیپال ایک چھوٹی سی خود مختار ہندو ریاست ہے جس کو ہندو لیڈر اور اخبارات اپنی واحد آزاد سلطنت کہا کرتے ہیں۔ وہاں سے مسلمانوں پر ہولناک مظالم کی پے در پے خبریں آ رہی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ریاست کے متعصب حکام نے علاقہ پر دھا کے سینکڑوں مسلمانوں کو مقدمہ چلائے بغیر جیل میں ڈال رکھا ہے ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئی ہیں۔ راجہ نے جنک پورہ کی مسجد گرانے کا حکم دیا ہے۔ اس علاقہ میں روز بروز مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو رہا ہے۔ ان پر انتہائی جبر و تشدد کیا جا رہا ہے۔ ان کا تقریر

محض یہ کہ ان کی تبلیغ اور اچھے نمونہ سے کئی ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور بہت سے اس کیلئے آمادہ تھے۔ یہ خبریں ہندوستان کے اسلامی حلقوں میں انتہائی تشویش کے ساتھ سنی جا رہی ہیں۔ ریاست نیپال کے حکام کو چاہیئے کہ وہ انصاف و عقلمندی سے کام لیں۔ اس ریاست میں مسلمانوں کیلئے بہت سے ایسے قوانین نافذ ہیں جو ازمنہ تاریک کی یادگار ہیں۔ مسلمانوں پر انتہائی مظالم روا رکھے جاتے ہیں لیکن حکام نیپال کو یہ بات فراموش نہ کر دینی چاہیئے کہ آجکل دنیا میں بیسویں صدی کا دور دورہ ہے اور نیپال بھی اسی دنیا کا ایک حصہ ہے۔ ہندوستان کی سرحد پر آزاد اسلامی سلطنتیں موجود ہیں۔ ان میں رہنے والے نیپال کے ہزاروں ہم مذہب کامل آزادی، خوشحالی اور امن و سکون سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حکام ریاست کو ان اسلامی سلطنتوں کی رواداری و انصاف کی تقلید کرنی چاہیئے۔ نیپال انگریزی حکومت کے زیر اثر ہے۔ کیا وہ اس موقع پر مداخلت نہ کرے گی؟

مولوی ابوتراب کا تازہ کلام

مولوی حکیم ابوتراب محمد عبدالحق صاحب ایڈیٹر "اخبار اہل السنت والجماعت" کے نام اور آپ کی "اسم گرامی اور دلچسپ کارناموں" سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہوں گے۔ کیونکہ ان کا ذکر اخبارات کے فکاہی کالموں میں اکثر ہوتا رہتا ہے۔ آپ نے زمانہ کی ہوا سے متاثر ہو کر احمدیت کے خلاف لکھنا شروع کیا ہے۔ اپنے اخبار کی ۱۴ مارچ کی اشاعت میں رقمطراز ہیں:۔

"اس [illegible] مرزا غلام احمد صاحب قادیانی [illegible] دیئے اور [illegible] ان [illegible] [illegible] مولوی محمد حسین صاحب [illegible] امداد کے ساتھ [illegible] عالم تھے اور ان کی اہلیت [illegible] فائق تھی۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کے دل مرزا صاحب کی طرف متوجہ ہو گئے۔"

ان سطور میں مولوی ابوتراب صاحب نے ایک ایسی بات کہی ہے جو واقعات و معقولیت [illegible] ان کے اس ارشاد پر ہر ایک عقلمند و واقف کار شخص مسکرا دیگا مولوی ابوتراب نے ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی امداد سے کتابیں لکھیں اور یہی امداد ہی ان کتابوں کی خوبی و مقبولیت کی وجہ ہے لیکن گذارش یہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کا اپنا کوئی علمی و دینی کارنامہ موجود ہے؟ رسالہ اشاعۃ السنۃ کو چھوڑ کر بیٹیں اور تکفیر کے فتوے! جو دوسرے کو امداد دے کر براہین احمدیہ اور سرمہ چشم آریہ جیسی کتابیں لکھوا سکتا ہے۔ اس کا اپنا کوئی ان سے بھی بلند علمی کارنامہ موجود ہونا چاہیئے۔ مولوی ابوتراب صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابیں کسی انسان کی امداد سے نہیں بلکہ خدائی تائید اور علم سے لکھی گئی ہیں یہی ان کے مفید و مقبول ہونے کی وجہ ہے۔

نامناسب نہ ہوگا کہ مولوی ابوتراب صاحب اور ان جیسے دوسرے حضرات کے اضافہ علم کے لئے براہین احمدیہ کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی اپنی رائے پیش کر دی جائے:۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہمو سماج کا اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی نصرت کا بیڑہ بھی اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرے۔۔۔۔ اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ ۱۸۸۴ء جون تا نومبر صفحہ ۱۵۲)

جگت گرو شنکر اچاریہ جی کو مناظرہ کا چیلنج

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا ایمان افروز اعلان

بمبئی کرانیکل کی تازہ اشاعت میں یہ پڑھ کر تعجب ہوا کہ آپ نے ناسک کے جلسہ میں یہ فرمایا ہے:۔

"ہندو دھرم شاستروں میں اچھوت پن کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور اچھوت پن نہایت نامعقول چیز ہے"

میرے خیال میں آپ کا آخری فقرہ قطعاً درست اور راست ہے اسی قدر پہلا فقرہ غلط اور بے بنیاد ہے۔ اچھوت اور اچھوت پن کا مسئلہ ہندو دھرم کی جان ہے جس کے نکالنے کی آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لیکن آپ کا یہ کہنا کہ ہندو شاستروں میں [illegible] یہ قطعی غلط ہے [illegible] بذریعہ اخبارات یہ چیلنج [illegible] اس مسئلہ پر مجھ سے جہاں چاہیں اپنی [illegible] میں شاستر [illegible] مناظرہ کر لیں۔ اور ایک [illegible] اگر [illegible] ڈاکٹر امبیدکار کو اس مناظرہ کا حکم تسلیم [illegible] تا کہ آئندہ کیلئے اس بات کا فیصلہ ہو جائے کہ ہندوؤں کو اچھوت اقوام کو اپنے اندر ملانے کا حق دینا از روئے شاستر کہاں تک ہے یا ان کی ہر طرح کی [illegible] کے احکام موجود ہیں اور [illegible] اسلام ہی اچھوتوں کے کل دکھوں کا کامل علاج ہے۔

آپ کا بہی خواہ

[illegible] عبدالحق ودیارتھی

[illegible] لاء [illegible] روڈ۔ پونہ سٹی

مسلم ہائی سکول لاہور

مسلم ہائی سکول لاہور ہماری قومی درسگاہ ہے۔ آج کل اس کا داخلہ شروع ہے۔ احباب کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اس اسکول میں بھیجیں۔ یہاں ان کو بہترین دنیوی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل ہوگی۔ انہیں حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر بزرگان کی ملاقات اور ان کے قیمتی نصائح سننے کا جلد جلد موقع ملیگا مرکز سے وابستگی پیدا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے اس سکول کو نہ صرف لاہور میں، بلکہ پنجاب بھر میں ایک امتیازی درجہ حاصل ہے۔ صوبہ کے اسلامی حلقوں میں اس کی تعلیمی خدمات کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ معزز معاصر "انقلاب" اپنی یکم اپریل کی اشاعت میں اس سکول کے متعلق رقمطراز ہے کہ

"یہ سکول انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ۱۹۱۷ء سے جاری کر رکھا ہے۔ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب بی۔ اے علیگ بی۔ ٹی اس کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ آپ کے علاوہ چھ سات ٹرینڈ گریجویٹ ٹیچر ہیں اور باقی سارا سٹاف بھی بہت قابل ہے۔ گذشتہ سال میٹرک کا نتیجہ اسی فیصدی تھا۔ ایک طالب علم پنجاب بھر میں دنیوی نمبر پر اور مسلم طلبہ میں دوم اور مقامی اسلامیہ سکولوں میں اول رہا۔ تقریری مباحثوں اور کھیلوں میں بھی اس سکول کے طلبہ ہمیشہ انعامات لیتے رہتے ہیں۔ سکاؤٹنگ میں بھی اس سکول نے نام پیدا کیا ہے۔ لاہور ڈویژن میں جتنے مسلمان افسر انسپکٹنگ سٹاف میں تبدیل ہو کر آئے ہیں سب نے اپنے اعزہ کو اسی سکول میں بھیجا ہے۔۔۔۔ اس کے علاوہ مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ مولانا سالک مولانا مہر مدیران "انقلاب" کے اعزہ اور فرزند بھی اسی سکول میں پڑھتے رہے ہیں جس سے سکول کے منتظمین کی قابلیت اور اخلاق پر روشنی پڑتی ہے بحیثیت مجموعی یہ سکول نہایت اچھا کام کر رہا ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کی سرپرستی میں انتہائی توجہ فرمائیں"

مندرجہ بالا اقتباس کی موجودگی میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں بعض بےعقل اور جاہل لوگ محض احمدیت کی دشمنی کی وجہ سے اس مفید درسگاہ کی مخالفت میں مصروف ہیں اور اس کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ان حرکتوں کا صحیح اور موثر جواب یہی ہو سکتا ہے کہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں بچوں کو اس سکول میں داخل کرائیں اور اپنے غیر از جماعت عزیزوں اور دوستوں کو بھی اس کی تحریک کریں۔ تمام خط و کتابت ہیڈ ماسٹر صاحب کے نام کی جائے

معاصرین کے افکار

تکفیر کا زوال

ایک احراری بزرگ نہایت دل شکستگی کے عالم میں … رہے تھے کہ ساری دنیا مرزائیت نواز ہوگئی ہے … رہنے کا کچھ اب نہیں۔ ڈاکٹر … عالم نے مسجد شہید … میں جہاں مفتی کفایت اللہ۔ مولانا ثناء اللہ … مولانا سید علی حائری … شہادت دلوائی۔ وہاں مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ … کی بھی گواہی کرا کر گویا تسلیم کر لیا … مان ہیں اور مسجد کے … ہے جس طرح حنفی۔ وہابی … اسی طرح مسجد کی نسبت متعلق ایک شرعی نقطہ نظر رکھتے ہیں۔

مرزائیوں کی بات بھی قابل … اُدھر دہلی میں یہ ستم ٹوٹا۔ اُدھر لاہور میں … رکن نے اس جفا دری مرزائی کہ اعلیٰ حضرت بادشاہ … مسلم یونیورسٹی کا ممبر نامزد کر دیا۔ چودھری ظفر اللہ … بنا کر کہا۔ کہ ہم تو مرزائیوں کو ملت اسلامی … احراری بزرگ … کے لئے مصروف جہاد ہیں۔ اور ہمارا جماعت … ہماری یونیورسٹی کے انتظام میں دخیل بنا … بادشاہ … ادھر کدھر جا ہیں۔

رہا … کہ افتراق کی حکمت عملی چند روز سے زیادہ نہیں … کلمہ گو سے کسی نہ کسی وقت مل کر رہے گا۔ ان کو طاقت ایک دوسرے سے الگ نہیں کر سکتی۔ اعلیٰ حضور نظام کا ضمیر روشن اس حقیقت سے پوری طرح … ہے۔

مبارک ہیں حضور نظام جو تمام مسلمانوں میں اتحاد اور رواداری دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔

مبارک ہے بٹالہ کا وہ مرزائی (قادیانی) ڈاکٹر جس نے بارگاہ خلافت کی تہدید سے بے نیاز ہو کر اپنی صاحبزادی کا نکاح ایک غیر مرزائی سے کر دیا۔

مبارک ہے لاہور کا وہ مرزائی گھرانہ (ملک غلام محمد صاحب قادیانی) جس نے اپنی بیٹی کی شادی حال ہی میں ایک احراری نوجوان سے کر دی (اس تقریب میں چودھری افضل حق نے شامل ہو کر مرزائیوں کے پلاؤ کے ساتھ پورا انصاف کیا۔)

مبارک ہے بٹالہ کا وہ وہابی پنشنر جس نے اگرچہ آج سے نو ماہ پیشتر اپنے ایک عزیز مرزائی پر نماز جنازہ نہ پڑھی۔ لیکن حال ہی میں اپنی وہابی لڑکی ایک کٹر مرزائی کے ساتھ بیاہ دی۔

مبارک … [illegible] … کے ساتھ کر دیا۔

ہمیں بے حد مسرت ہے۔ کہ مذکورہ بالا چاروں مرد میدان ککے زئی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

جن مرزائیوں نے اپنی لڑکیاں غیر مرزائیوں کو دے دیں۔ ان کی اخلاقی جرات قابل داد ہے۔ کہ انہوں نے اپنے امام اور اپنی جماعت کی ناراضی کا خیال نہ کیا۔ اور جو سمجھ میں آیا۔ وہ کیا۔

بٹالہ کے جس اہل حدیث نے اپنی لڑکی مرزائی کو دے دی۔ اس کی جوانمردی بھی قابل تقلید ہے۔ کہ اس پر فتن زمانے میں اس نے عوام کالانعام کے طعنوں کی کچھ پروا نہ کی اور ایک کلمہ گو مسلمان کو بے تکلف اپنا داماد بنا لیا۔

یاد رکھو۔ افتراق انگیزیاں کسی کام نہ آئیں گی۔ بارہا ملاؤں نے کوشش کی ہے۔ کہ حنفی۔ وہابی۔ شیعہ۔ آپس میں نکاح نہ کریں۔ لیکن اس کوشش کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اور اسلامی فرقوں کے درمیان مخلوط شادیاں ہو رہی ہیں۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کچھ مدت تک کشمکش رہے گی۔ لیکن آخر دونوں کلمہ گو ہیں۔ کب تک الگ الگ رہینگے خدا کا شکر ہے۔ کہ ان کے درمیان مناکحت شروع ہو گئی ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔ (انقلاب)

تنظیم مساجد

تنظیم مساجد ایک اہم اسلامی مطمح نظر ہے۔ اس سلسلہ میں جو آواز بھی بلند کی جائے گی۔ اور عمل کے میدان میں جو قدم بھی اٹھایا جائے گا۔ وہ بہرصورت محمود رہیگا۔ مسجد اسلامی ضبط و نظم کا مرکزی مقام ہے مسجد خدا کی حکومت اور الٰہی تصرف کی پائیگاہ ہے۔ مسجد صرف آب و گل کے تعمیری حسن کا نمونہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ انسانی زندگی کی تعمیر و ترقی کا سب سے بڑا ایوان ہے۔ مسجد میں مسلمان یہ تصور لیکر جاتا ہے۔ کہ وہ اس کائنات کے واحد مالک۔ تنہا خالق۔ ایک شاہ و شہنشاہ اور صرف ایک معبود کے ایوان میں … رہا ہے۔ اور یہ خیال لیکر نکلتا ہے۔ کہ یہ تمام دنیا مساوی رشتہ بھائیوں کی ایک منظم برادری ہے جو ایک دوسرے کی امداد کے لئے تشکیل پذیر ہوئی ہے۔ آج مسلمانوں کی تعداد چالیس کروڑ سے کچھ کر۔ ور تک اندازہ کی جاتی ہے۔ انسانوں کا گروہ جو انسانی مساوات۔ انسانی اخلاق اور عرفان و حق شناسی کا ایک جداگانہ معیار رکھتا ہے۔ اس ایک مسجد کی پیداوار ہے۔ جو آج مسجد نبوی کے مبارک نام سے وسعت ارضی کو شرف حیات عطا کر رہی ہے مسلمان آج بھی اپنی مسجدوں کو حقیقی معنی میں مسجدیں بنا سکتے ہیں۔ اور اگر زندگی و بیداری کے اس دور میں چند باہمت مسلمان شیر و شکر ہو کر متحدہ عزم کے ساتھ میدان میں آجائیں۔ تو ان کی تمام مشکلات کا حل نکل آئے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے۔ اور ہر مسلمان اپنی اپنی بستی میں اس مقصد کی اہمیت کو محسوس کرے تو پھر اس کے بعد زندگی کی کوئی راہ نہیں۔ جو سامنے نہ آجائے۔ (مدینہ)

گاندھی جی کے متفرق خیالات

گاندھی جی کے خیالات پر پادری اینڈ ریوز نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا ترجمہ "خیالات مہاتما گاندھی" کے نام سے اردو میں چھپ گیا ہے۔ ہم ذیل میں اسی کتاب سے گاندھی جی کے متفرق خیالات پیش کرتے ہیں۔

(۱) "ہندوستان میں اسلام جہاں کہیں اس کی حکومت رہی ہے۔ صفائی و پاکیزگی پیدا کرنے والا ثابت ہوا ہے"

(۲) "اسلام" یورپ اور ہندوستان دونوں کے لئے خدا کی وحدانیت کی اعلیٰ ترین صداقت سے انحراف و گمراہی کے تاریک ترین زمانہ میں ایک نہایت قیمتی مصلح اور محتسب ثابت ہوا"

(۳) "اسلام" نے جو سب سے بڑا فائدہ انسان کو پہنچایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس نے مذہب کو خس و خاشاک سے پاک و صاف کر دیا ہے"

(۴) "دنیا میں ایک ایسی غیبی طاقت موجود ہے۔ جس کی اگرچہ تعریف نہیں کی جا سکتی! تاہم وہ ہر جگہ اور ہر چیز میں موجود ہے۔ میں اسے محسوس کرتا ہوں۔ اگرچہ آنکھوں سے دیکھ نہیں پاتا۔ یہی وہ نادیدہ طاقت ہے۔ جو اپنے آپ کو محسوس کراتی ہے۔ اور ساتھ ہی ہر قسم کے ثبوت سے بے نیاز ہے"

(۵) "وہ ذات خدا نہیں ہو سکتی۔ جو محض عقل کو مطمئن کرے۔ خدا کو خدا ہونے کے لئے قلب پر حکومت کرنی چاہیئے"

(۶) "عبادت اور دعا ایسی چیزیں نہیں ہیں۔ جو صرف ہونٹوں سے ادا کی جائیں۔ بلکہ انہیں دل سے ادا کرنا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ گونگا اور ہکلا جاہل اور بے وقوف بھی مساوی طریقہ سے انہیں انجام دے سکتا ہے۔ ان لوگوں کی دعائیں جن کی زبانیں تو آب حیات ہیں! مگر جن کے دل میں زہر بھرے ہیں۔ کبھی مقبول بارگاہ نہیں ہوتیں"

(۷) "مغربی تہذیب کوئی تہذیب نہیں ہے۔ لیکن تہذیب کی ایک نئی شکل ہے۔ جو محض … مادی ہے"

(۸) "برائی کا مقابلہ نہ کرو۔ کے معنے یہ ہیں۔ کہ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں روکنا چاہیئے"

(۹) "شیطان اپنا جال بہت خوبصورت طریقہ سے بچھاتا ہے اور اس کا جال بہت جاذب توجہ بھی ہوتا ہے"

(۱۰) "غلطی کا اقرار ایک جھاڑو کی مانند ہے۔ جو کوڑے کرکٹ کو لے جاتی اور سطح پہلے سے زیادہ صاف کر دیتی ہے"

(۱۱) "میں دعا کے بغیر کوئی کام شروع نہیں کرتا"

(۱۲) "میں خدا کی حقیقی وحدانیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور اسی طرح بنی نوع انسان کے ایک ہونے پر بھی میرا ایمان ہے"

(۱۳) "زندگی تجربوں کے ختم نہ ہونے والے سلسلہ کا نام ہے"

مراسلات

مسلمان بچوں کیلئے ایک قابل اعتماد انگریزی سکول

لاہور میں عرصہ سے ایک ایسے انگریزی سکول کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ جس میں مسلمان شرفا کے کم عمر بچوں کیلئے جدید طریق لیکن اسلامی فضا میں بہترین تعلیم وتربیت کا انتظام ہو۔ لاہور میں بچوں کو انگریزی طریق پر تعلیم وتربیت دینے والے متعدد سکول موجود ہیں۔ اور ان میں مسلمانوں کے سینکڑوں بچے داخل بھی ہیں۔ لیکن یہ سکول بالعموم عیسائیوں کے تبلیغی اداروں کے زیر انتظام ہیں۔ وہاں مسلمان بچوں کیلئے اسلامی تعلیم و فضا کا میسر آنا بالکل ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان سکولوں کے کمسن طلبا اور طالبات پر عیسائیت اور مغربیت کا نامبارک اور نقصان رساں رنگ چڑھ جاتا ہے جس کا دور ہونا بہت مشکل ہوتا ہے۔

پنجاب کے اسلامی حلقوں میں یہ خبر انتہائی مسرت سے سنی جائیگی۔ کہ مذکورہ بالا ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مسلم ٹاؤن واقعہ فیروزپور روڈ لاہور میں ایک درسگاہ کا اجرا عمل میں آیا ہے۔ جس میں چار سے لے کر دس سال کے بچے تعلیم پاسکتے ہیں۔ اس کا انتظام نہایت دیندار۔ ذمہ دار اور دردمند ہاتھوں میں ہے۔ جناب مولانا صدرالدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی مبلغ انگلستان وجرمنی اس کی نگرانی فرمائیں گے۔ مولانا ممدوح کا جوش اسلامی تعلیمی تجربہ اور اعلیٰ قابلیت محتاج تعارف نہیں۔ اس سکول کی نمایاں خصوصیت یہ ہوگی۔ کہ اس میں تعلیم پانے والے بچوں کو ضروریات زمانہ کے مطابق اعلےٰ تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ دینی معلومات و اسلامی جذبات وتہذیب کی نعمت بھی میسر آجائے گی۔ سکول کے ساتھ اقامت گاہ بھی ہوگی۔ اس میں رہنے والے بچوں کی نگرانی مہذب ماہرفن اور اعلےٰ تعلیم یافتہ یورپین خواتین کے سپرد ہوگی۔ تعلیم کے لئے بھی بہترین سٹاف اور سامان مہیا کیا جارہا ہے۔ جو بچے بورڈنگ ہاؤس میں داخل نہ ہونگے۔ صرف دن کے وقت تعلیم کے لئے آیا کریں گے۔ ان کی آمدورفت کا انتظام سکول کے ذمہ ہوگا۔ امید ہے کہ جذبہ بالخصوص لاہور کے مسلمان شرفا اس ادارہ سے فائدہ حاصل کریں گے۔ اور اس کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ باقاعدہ افتتاح یکم اپریل کو ہوجائے گا۔ سکول کی عمارت اور بورڈنگ ہاؤس نہایت پرفضا اور صحت افزا مقام پر ہے۔ اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ڈے سکالرز { ٹیوشن فیس　۸ روپے
　　　　　　{ موٹر لاری کا خرچ　۵۰ روپے

بورڈنگ ہاؤس کے طلبا کا خرچ مبلغ تیس روپے ہوگا۔ جس میں فیس سکول اور خرچ خوراک شامل ہے۔

درخواستیں بھیجنے اور مزید خط وکتابت کا پتہ

ہیڈ مسٹرس۔ انگلش سکول مسلم ٹاؤن فیروزپور روڈ لاہور۔

لاہور کے [illegible] نوجوانوں کا مستحق اقدام

لاہور کے چند نوجوانوں نے ینگ مسلم سٹار ایسوسی ایشن کے نام سے ایک انجمن تین سال سے قائم کر رکھی ہے۔ جس کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے۔ کہ وہ مسلمان طلبا میں تعلیم کا شوق پیدا کریں۔ اور اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے انہوں نے ایک "کپ" بطور انعام اس طالب علم کے لئے رکھا ہوا ہے۔ جو لاہور کے مسلم سکولوں میں سے امتحان میٹرک میں اول نمبر پر رہے۔ چنانچہ گذشتہ سال یہ کپ ہمارے مسلم ہائی سکول کے ایک طالب علم کو دیا گیا۔ جو لاہور کے مسلم سکولوں میں اول نمبر پر تھا۔ اس سال بھی یہ "کپ" اول نمبر پر آنے والے مسلم طالب علم کو دیا جائے گا۔ اور اس کے علاوہ ایک قیمتی شیلڈ اس سکول کو دی جائے گی۔ جس میں سے پانچ سال تک متواتر لڑکا اول رہے۔

یہ نہایت مبارک تحریک ہے۔ اور ہماری دعا ہے۔ کہ خدا ان نوجوانوں کو وہ ہمت عطا فرمائے۔ کہ وہ مسلمانوں میں تعلیم کے رواج کو فروغ دینے کے لئے اس سے زیادہ بہتر تجاویز عمل میں لاسکیں۔

(نامہ نگار)

مصطلحات اور اسمائے مقامات کو ایک معیار پر لانے کا مسئلہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

۱۹۱۸ء کا واقعہ ہے۔ کہ سررشتہ تعلیم پنجاب نے ان اصطلاحی الفاظ کو جو ریاضی۔ کیمیا۔ طبعیات۔ حفظان صحت کے متعلق ودیگر کتب میں مستعمل ہوتے ہیں۔ نیز جغرافیہ کے اسمائے مقامات کو ایک معیار پر لانے کے مسئلہ پر غور کیا تھا۔ دیسی زبانوں میں جو کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ ان میں سے بیشتر ایسی ہیں۔ جن میں انگریزی کتب کی پیروی کی جاتی ہے۔ اور ہر مصنف اپنے مذاق خاص کے مطابق اصطلاحی الفاظ کو وضع یا ایجاد کرلیتا ہے۔ یا ان کا ترجمہ کرلیتا ہے بعض حالتوں میں تو انگریزی مصطلحات کو ان کا ترجمہ دیئے بغیر بجنسہٖ رہنے دیا جاتا ہے۔ جغرافیہ میں مقامات کے ناموں کا جو انگریزی تلفظ ہے۔ اسے مصنفین اپنے خیال کے مطابق دیگر حروف میں پیش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں مختلف مصنفوں میں باہم ارتباط کے فقدان کے باعث لازمی طور پر یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ معلمین اور متعلمین دونوں بہت پریشان ہوتے ہیں۔

۱۹۱۸ء میں سررشتہ تعلیم نے اصطلاحی الفاظ اور اسمائے مقامات کو ایک معیار پر لانے کے سوال کو ماہرین مصطلحات وعلم اللسان کے سپرد کردیا تھا۔ جنہوں نے بحث وتمحیص کے بعد معیاری اصطلاحات کی مندرجہ ذیل کتب مرتب کرکے شائع کی تھیں۔

۱۔ انگریزی اور اردو اصطلاحی الفاظ .... ایک روپیہ
۲۔ انگریزی پنجابی اصطلاحی الفاظ .... ایک روپیہ
۳۔ دنیا کے مشہور مقامات کے نام
　(۱) انگریزی اردو .... ۸ر آنے
　(۲) انگریزی ہندی .... ۸ر آنے
　(۳) انگریزی پنجابی .... ۸ر آنے

(یہ کتابیں میسرز رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز لاہور نے شائع کی ہیں۔) یہ امر مشاہدہ میں آیا ہے۔ کہ سکولوں کے لئے مجوزہ کتابوں کے مصنف اور ناشر معیاری الفاظ کو استعمال کرنے کی احتیاط نہیں کرتے۔ اور اصطلاحات کی یکسانی اور صحت کو اپنے انفرادی مذاق پر قربان کردیتے ہیں۔ اس لئے سکولوں کے لئے جغرافیہ اور سائنٹیفک مضامین کی کتب کے مصنفوں اور ناشروں کی توجہ متذکرہ بالا کتابوں کی طرف منعطف کی جاتی ہے۔

امید ہے۔ کہ تعلیم کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان فہرستوں کے اصطلاحی الفاظ سے کامل طور پر استفادہ کیا جائے گا۔ اور اس امر کا خاص طور پر خیال رکھا جائے گا۔ کہ زیر تصنیف کتب میں صرف وہی الفاظ استعمال کئے جائیں۔ جو ان فہرستوں میں دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی کتاب میں ان وضع کردہ مصطلحات کے سوا دوسرے الفاظ استعمال کئے گئے۔ تو یہ امر اس کتاب کے لئے اس وقت مضر ثابت ہوگا جب کہ اس کی مدارس کے لئے موزونیت کا سوال زیر غور ہوگا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینی میں مصروف ہیں۔

— حاجی شیخ مولا بخش صاحب لائلپور اطلاع دیتے ہیں کہ شیخ میاں محمد اسماعیل صاحب معہ دیگر احباب بذریعہ "اکبر" جہاز ۲ اپریل کو کراچی پہنچ رہے ہیں اور ۴ اپریل کو ۹ بجے رات لائلپور پہنچ جائینگے

— شیخ الہ دین صاحب شاہ دی بخیریت تمام حج سے تشریف لے آئے ہیں۔

— مولوی محمد یحییٰ صاحب دیگراں معہ دیگر احباب حج سے بخیریت تشریف لے آئے ہیں۔ آپ نے لاہور میں ایک رات قیام فرمایا اور پھر وطن تشریف لے گئے۔

— پیغام صلح - ہم اپنے ان دوستوں کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب

دہلی میں لیکچر

گزشتہ ہفتہ جمعہ کے روز دہلی کی مشہور اسلامی درسگاہ اینگلو عربک کالج کے وسیع ہال میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا اسلام کی خوبیوں پر ایک موثر پاپایہ لیکچر ہوا جس میں لیڈی سر محمد اکبر خاں آف ہوتی صدر مجلس حاضرین میں شہر کے سارا ہالی بھر گیا۔ اسمبلی کے معزز ممبر بھی شریک جلسہ تھے۔

جاوا مسلم مشن

دو نئے رسالوں کا اجرا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب مسلم مشنری جاوا اسو اطلاع دیتے ہیں کہ انہوں نے دو نئے ماہوار رسالے "دی مسلم" اور "دی رریڈیں دی اسلام" جاوی اور ڈچ زبان میں جاری کئے ہیں۔ "دی مسلم" کا مقصد واحد ڈچ ایسٹ انڈیز میں صحیح اسلامی تعلیم کو پھیلانا ہے۔ اور مؤخر الذکر اخبار ہالینڈ اور مقبوضہ آبادیات میں اسلامی تعلیم کو شائع کریگا۔ ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ تین ماہ کیلئے ڈچ رسالہ کی دو ہزار کاپیاں ڈچ زبان جاننے والوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں ہوں مفت تقسیم کرینگے۔ ہماری جماعت کا ایک ممبر اس وقت ہالینڈ کے اعلیٰ طبقہ میں اسلامی لٹریچر ڈچ زبان میں تقسیم کر رہا ہے۔

میکلیگن انجینیرنگ کالج مغلپورہ

سنہ ۳۷-۱۹۳۶ء کیلئے وڈ میں طلباء اور کام سیکھنے والوں کا داخلہ

ا۔ نوٹیفکیشن

اے کلاس۔ میکینکل اور الیکٹریکل انجینیرنگ میں ڈپلوما اور ڈگری سٹینڈرڈ تک پہنچانے کیلئے نوجوانوں کیلئے بمدت پانچ سال کا کورس۔ جس میں سے تین سال کی تعلیم کالج میں ہوگی اور بقیہ دو سال کالج سے باہر عملی تربیت میں صرف کئے جائیں گے۔ امیدواروں کی عمر یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء تک ۱۷ سال سے کم اور ۲۱ برس سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔ داخلہ کی درخواستیں چھپے ہوئے فارم پر کرنی چاہیئں ان درخواستوں کو راقم الحروف کے پاس ۱۵ر مئی ۱۹۳۶ء تک پہنچ جانا چاہیئے۔ داخلہ کے امتحان کی تاریخ ۲۱-۲۳ر مئی ۳۶ء مقرر ہوئی ہے

بی کلاس۔ مستریوں بنانیکی غرض سے نوجوانوں کیلئے پانچ سال کا کورس جس کا ایک حصہ (تقریباً ۱۵ مہینے کالج میں) ایک حصہ (تقریباً ۴۵ مہینے) کام سیکھنے والوں کی حیثیت سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ورکشاپوں میں صرف کیا جائیگا۔ امیدواروں کی عمر یکم جولائی ۱۹۳۶ء تک ۱۶ سال سے کم اور ۱۹ سال سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔ داخلہ کی درخواستیں چھپے ہوئے فارموں پر کرنی چاہیئں اور درخواستوں کو ہر حالت میں ۳۰ر اپریل ۱۹۳۶ء تک راقم الحروف کے پاس پہنچ جانا چاہیئے۔ جو امیدوار ریلوے افسروں کی جانب سے نامزد ہو سکنے کے خواہشمند ہوں۔ ان کی درخواستیں ۲۵ر اپریل ۱۹۳۶ء تک چیف میکینیکل انجنیر کے پاس پہنچ جانی چاہیئں۔ داخلہ کے امتحان کی تاریخ ۔۔۔ مئی ۱۹۳۶ء مقرر ہوئی ہے۔

سی کلاس۔ صنعت گروں کی حیثیت سے کالج کے ورکشاپوں میں نوجوانوں اور بچوں کی تربیت کیلئے دو سال کا کورس۔ امیدواروں کی عمر یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء تک ۱۴ سال سے کم اور ۱۸ سال سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔ درخواستیں چھپے ہوئے فارم پر ہونی چاہیئں اور ہر حالت میں یکم مئی ۱۹۳۶ء تک راقم الحروف کے پاس پہنچ جانی چاہیئں۔ اس کورس کیلئے داخلہ کا کوئی امتحان نہ ہوگا۔ موزوں وقت پر منتخبہ امیدواروں کو انٹرویو کیلئے سیلیکشن کمیٹی کی تاریخ سے مطلع کر دیا جائیگا۔

ہر ایک کورس کے لئے جداگانہ پراسپکٹس جاری کئے گئے ہیں۔ جو ہر ایک کورس کے متعلق مزید تفصیلات پیش کرتے ہوئے ظاہر کرتے ہیں کہ داخلہ کے امیدواروں کو کسی قابلیت اور تعلیم کا مالک ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ان وظائف اور مشاہرات کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو ہر ایک کلاس میں دیئے جاتے ہیں۔ پراسپکٹس اور درخواستوں کے فارم کالج آفس میں درخواست کرنے پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔ جو متوقع امیدوار مقررہ شرائط کو نہ سمجھ سکے یا امتحان داخلہ وغیرہ کے متعلق کچھ استفسار کرنا چاہتا ہو۔ اسے کام کے اوقات میں کالج آفس میں درخواست کرنی چاہیئے۔ امیدواروں یا ان کے رشتہ داروں کو کسی حالت میں بھی کالج سٹاف کے کسی ممبر کو ان کے گھروں میں انٹرویو کا موقع نہیں دیا جائیگا۔ جس امیدوار نے ناجائز امداد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اسے امتحان میں داخل ہونے سے محروم کر دیا جائیگا۔

(پرنسپل میکلیگن انجینیرنگ کالج مغلپورہ)

تصحیح

اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۳ر مارچ میں سید اختر حسین شاہ صاحب کے مضمون میں چند کتابت کی غلطیاں رہ گئی تھیں صحت نامہ عرض ہے

(۱) صفحہ ۵ کالم ۲ میں خلق الصبح چھپا ہے یہ فلق الصبح ہے

(۲) " " ۳ میں لا ینطق لسانی چھپا ہے یہ ینطلق لسانی ہے

(۳) " " ۲ میں ما انا القادی چھپا ہے۔ یہ ما انا بقاری ہے

(۴) صفحہ ۶ کالم ۱ میں "ما یخبیر ربک اللہ" چھپا ہے۔ یہ "ما یخزیک اللہ" ہے

مسلم ہائی سکول لاہور کا داخلہ

۱۳ر مارچ کو سکول کے نتیجہ کا اعلان کر کے سکول محرم الیٹر اور موسم بہار کی تعطیلات کی تقریب میں بند ہو گیا ہے اور ۲۰ر اپریل ۱۹۳۶ء کو پھر کھلیگا لیکن داخلہ کیلئے دفتر روزانہ دو گھنٹہ کیلئے دن کے ۱۰ بجے تک کھلا رہیگا داخل کروانیوالوں کو اپنے بچوں کو داخل کرا دینا چاہیئے۔ تاکہ بعد میں مایوس نہ ہونا پڑے۔ کیونکہ بفضلہ تعالیٰ مسلم ہائی سکول لاہور کی شہرت بہت زیادہ ہے اور اس کے مقابلہ میں جگہ محدود ہے۔

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

——ممالک متحدہ امریکہ کی یہودی انجمن کے کارکن اعظم مسٹر سکن مارک نے فلسطین کی نیشنل کانفرنس میں ایک نہایت خوفناک تجویز پیش کی ہے۔ کہ جرمنی سے نکالے ہوئے ایک لاکھ یہودیوں میں سے پچاس ہزار کو فلسطین میں آباد کیا جائے۔

——فلسطین کانفرنس میں یہ تجویز منظور ہوگئی ہے۔ کہ "اینگلو جیویش مشن" کی ہر امکانی امداد کی جائے۔ اور جرمنی اور پولینڈ کے خارج شدہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد کیا جائے۔ اس کے لئے ۲۵ لاکھ ڈالر کی اپیل کی گئی ہے۔

——جمعیتہ اقوام نے حکومت حجاز سے یہ خواہش کی تھی۔ کہ وہ اٹلی پر عائد کردہ پابندیوں کے متعلق اپنی رائے سے مطلع کرے، حکومت سعودیہ نے جواب دیا ہے۔ کہ چونکہ ان پابندیوں میں شرکت سے جو فوائد جمعیتہ اقوام کو حاصل ہوں گے۔ ان میں سے حکومت سعودیہ کو کچھ حصہ نہ ملے گا۔ اس لئے ہمارے لئے غیر جانبدار رہنا ہی بہتر ہے

——مجلس تشریعی فلسطین کے نفاذ کے سلسلہ میں جو فرقہ وارانہ جذبات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے آزاد خیال عیسائیوں کی ایک جماعت بن گئی ہے۔ جنہوں نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ ان کا مسلمانوں سے اتحاد ہے۔

——وزارت تعلیم ترکیہ نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ ترکی طلبا قہوہ خانوں میں نہ بیٹھیں۔ حکم کی خلاف ورزی کی صورت میں ذمہ وار مالکان قہوہ خانہ اور ہوٹل ہوں گے۔

——حکومت حجاز نے چودہ طلبا کو گذشتہ ماہ فروری میں فن پرواز کی تعلیم کے لئے اٹلی روانہ کیا تھا۔ یہ لڑکے اٹلی پہنچکر محکمہ طیران میں داخل ہو چکے ہیں۔

——تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ روس اور ترکی کے مابین نئے معاہدہ ہونے کی وجہ سے ایک سو پچاس سے زائد سفید فام روسی عہدیداروں کو ترکی چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔

——قاہرہ ۲۶ مارچ مصر کے وزیر اعظم نے اخبارات پر سے تمام قیود اٹھالی ہیں۔ ایک انٹرویو کے دوران میں وزیر اعظم نے کہا۔ کہ اگر میرے رفقا نے میری رائے سے اتفاق کیا۔ تو صحافت کو بالکل آزاد کر دوں گا۔

——جدہ کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حجاز میں بیرونی ممالک سے اشیا کی درآمد کے لئے ایک کمپنی بنائی گئی ہے جس کا نام "اشتراکتہ العربیہ" ہے۔ اس کا تمام سرمایہ اور کارکن عربی ہونگے۔

——استنبول ۲۷ مارچ۔ ترکی بحری خطوط کی تنظیم مکمل ہو چکی ہے۔ استنبول، بیریہ، اسکندریہ کے خط کی طرف آئندہ ربیع میں دوبارہ توجہ کی جائے گی۔

——انگورہ۔ اس ہفتہ کے ترکی اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مجلس کبیر ملی نے بحری بیڑہ میں توسیع کے لئے ۲۱ لاکھ ترکی گنی منظور کی ہے۔ اور پانچ آبدوز جہازوں کا آرڈر حکومت فرانس کو دیا ہے۔

——جدہ۔ ۲۶ مارچ حکومت حجاز نے محکمہ پرواز کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے قوم سے اپیل کی ہے۔ کہ قوم اس سلسلہ میں حکومت کی امداد کرے۔

ہندوستان

لاہور۔ گورنمنٹ کالج کے سابق پرنسپل کے ریٹائرڈ ہو جانے کے سلسلہ میں مسٹر گوردت سوندھی پروفیسر اقتصادیات کو عارضی پرنسپل مقرر کیا گیا ہے۔ آپ اس کالج کے پہلے ہندوستانی پرنسپل ہیں۔

——لاہور ۲۶ مارچ۔ آج مسٹر سیل ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں ڈاکٹر محمد عالم کی طرف سے دائر کردہ دیوانی مقدمہ شہید گنج کی مزید سماعت ہوئی۔ جس میں دو ایک شہادتوں کے علاوہ مسٹر ایس پرتاپ ڈپٹی کمشنر لاہور کی بھی شہادت ہوئی۔

——بمبئی ۲۶ مارچ کونسل کا صدر مسٹر حسین علی رحمت اللہ سابق میئر بمبئی کارپوریشن کو منتخب کیا گیا ہے۔

——لاہور ۲۷ مارچ گذشتہ فسادات لاہور کے سلسلہ میں ایک نوجوان مسمی حسن محمد کو ایک سکھ کو قتل کرنے اور چند سکھوں کو زخمی کرنے کے الزام میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی۔ عدالت عالیہ میں اپیل کی گئی۔ جو فاضل ججوں نے نامنظور کی۔

——بمبئی ۲۷ مارچ۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ "اکبر" نامی جہاز حاجیوں کو لے کر ۵ اپریل کو بمبئی پہنچ رہا ہے۔

——سرینگر ۲۷ مارچ لفٹنٹ کرنل۔ ای۔ جے۔ ڈی۔ کولوین وزیر اعظم ریاست کشمیر اپنی رخصت سے واپس آگئے ہیں۔ اور ۲ اپریل کو اپنے عہدے کا چارج لیں گے۔

——لاہور ۲۶ مارچ پروفیسر رچی رام ساہنی نے عدالت عالیہ میں ایک دعوے دائر کیا تھا۔ کہ موجودہ "ٹربیون ٹرسٹ" کا حساب کتاب صاف نہیں۔ اس لئے ٹرسٹیوں کو علیحدہ کر کے حساب درست کرایا جائے۔ عدالت عالیہ نے درخواست منظور کر لی ہے۔ اور خواجہ نذیر احمد بیرسٹر اخبار اور پریس کے ریسیور مقرر کئے گئے ہیں

——لاہور۔ ۲۶ مارچ۔ نواب احمد یار خاں دولتانہ نے امسال مسلم لیگ میں شامل ہونے والے ڈیلیگیٹوں کے لئے لاہور سے بمبئی تک سپیشل ٹرین کا انتظام کیا ہے۔

——کوئیٹہ ۲۷ مارچ ایک زبردست زلزلہ کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ جو صبح ۱۰ بجکر ۸ منٹ پر آیا اور چھ سیکنڈ رہا۔ نقصان کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔

——نئی دہلی۔ ۲۷ مارچ۔ گورنر جنرل نے راجہ غضنفر علی خان ممبر کونسل آف سٹیٹ کو اجمیر درگاہ بل کے پیش کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

——نئی دہلی ۲۷ مارچ اسمبلی کے اجلاس میں سر محمد یعقوب نے مطالبہ کیا۔ کہ برطانی اخبارات جن میں مسلمانوں کے لئے دل آزار مضامین شائع ہوتے ہیں۔ کے خلاف سخت نوٹس لیا جائے۔ سر ہنری کریک نے جواب دیا۔ کہ وزیر ہند کی طرف سے برطانی اخبارات کو سرزنش ہو چکی ہے۔

——نئی دہلی ۲۸ مارچ۔ اسمبلی کے امروزہ اجلاس میں ایک ہنگامہ خیز بحث کے بعد معاہدہ اوٹاوہ کے سلسلہ میں مسٹر محمد علی جناح کی ترمیم منظور ہوگی۔

——ناگپور۔ ۲۸ مارچ معلوم ہوا ہے۔ کہ صوبہ برار کا فیصلہ ہوگیا ہے برار پر برطانی اور نظام کا جھنڈا لہرائے گا۔ اور ولی عہد دکن پرنس برار کہلائیں گے۔ سکہ اور ڈاک خانہ کے متعلق مطالبات تھے۔ وہ غالباً منظور نہیں ہوئے۔

ممالکِ خارجہ

——لندن ۲۸ مارچ۔ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ جاپان کی طرف سے منگولیا کی سرحد پر چند حملے کئے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے حکومت سویٹ نے جاپان کو انتباہ کیا ہے۔ کہ جنگ کی صورت میں روس منگولیا کی امداد کرے گا۔

——لنڈن کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یورپ میں طیاروں کی چوری کی وارداتیں بہت کثرت سے ہو رہی ہیں، ہنگری۔ ہالینڈ فرانس اور سوئیٹزرلینڈ سے متعدد جہاز گم ہو گئے ہیں۔ جرمنی نے چوروں کے خلاف انسدادی تجاویز بھی کی ہیں۔ لیکن وہ کارگر ثابت نہیں ہوئیں۔

——لندن ۲۹ مارچ بحرہ روم میں اطالوی جہازوں کی پر اسرار نقل و حرکت کا پتہ ملا ہے۔ اور جزیرہ مالٹا کے گرد آبدوز کشتیوں کے چکر لگانے کا حال معلوم ہوا ہے۔ اس سے برطانیہ میں اطالویوں کے خلاف بدگمانی زیادہ ہو رہی ہے۔

——برلن ۲۹ مارچ جرمنی کے انتخابات کی مہم جو اب قریب الاختتام ہیں۔ اس دفعہ خوب گرم رہی ہیں۔ نازی پارٹی نے اپنا بہت سرگرمی سے پراپاگنڈہ کیا ہے۔ ہر ہٹلر نے دوران انتخاب دس بار تقریریں کی اور اس دفعہ پھر ۹۰ فیصدی نازی اکثریت کی امید ہے۔

——ادیس بابا۔ ۲۹ مارچ۔ کو کچھ عرصہ ہوا۔ کہ ایک افواہ پھیلائی گئی تھی۔ کہ حکومت حبشہ کے خلاف بغاوت ہوگئی ہے۔ اور ولی عہد مجروح ہوگیا ہے۔ مگر حکومت حبشہ نے اس کی تردید کر دی ہے۔

——ادیس بابا۔ ۲۸ مارچ۔ اطالوی حملوں کی روک تھام کے لئے حبشیوں کی تیاریاں زوروں پر ہیں۔ جون سے ستمبر تک وہاں بارشیں ہوتی ہیں۔ اس لئے شاید ان دنوں جنگ رک جائے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اطالوی ہوا باز فی الحال بمباری نہ کریں گے۔

——ماسکو۔ بذریعہ ہوائی ڈاک معلوم ہوا ہے۔ کہ سویٹ روس میں بہت جلد ایک زنانہ فوج تیار کی جا رہی ہے۔ جس میں سپاہیوں گھوڑ سوار افسروں کے علاوہ ہوا باز عورتیں بھی شامل ہوں گی۔

——پیرس ۲۷ مارچ۔ حکومت فرانس نے سرحد جرمنی پر زمین دوز قلعے تیار کئے ہیں۔ جن کا سلسلہ چار سو میل طویل ہے۔ ان قلعوں کو جدید اسلحہ جنگ اور جنگی سامان سے خوب آراستہ کیا گیا ہے۔ ان میں ریلوے کا بھی مکمل انتظام ہے۔

——پیرس۔ ۳۱ مارچ۔ ادیس بابا کے ایک پیغام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اطالوی طیارات نے ہرار (حبشہ) پر اس قدر بمباری کی ہے۔ کہ شہر برباد ہو گیا ہے۔

——ہرار کی مسمار شدہ عمارات میں فرانسیسی ہسپتال، کیتھولک مشن ایک کلیسا اور ایک مسجد بھی شامل ہے۔

——لندن ۳۱ مارچ۔ ہرار جیسے۔ غیر مسلح اور امن پسند شہر پر اطالوی فوج کی بمباری کی خبر سے انگلستان میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ دارالامراء اور دارالعلوم میں اس پر خوب بحث ہوئی ہے۔

——ہرار کی تباہی کی وجہ سے اٹلی کے خلاف برطانیہ میں غم و غصہ کا اظہار کیا گیا ہے۔

——برلن۔ ۳۱ مارچ۔ انتخابات کا نیصلہ شائع کر دیا گیا ہے۔ اور نازی پارٹی کو بہت شاندار فتح ہوئی ہے۔ کل تمام مانتے جا نفسلہ ؟ سے باہر بے حد چہل پہل رہی۔ ہزار ہا انتخابیوں نے جمع ہو کر ہر ہٹلر کی اس عظیم الشان فتح پر شادمانی کے اظہار کے لئے تالیاں بجائیں۔

بقیہ صفحہ ۶

کے لئے تیار کر رہا ہے۔ مسلمان کی خاموشی صرف خدا ہی نہیں بلکہ اسلام سے غداری ہے آج کروڑ انسان اسلام کے دروازہ پر داخلے کیلئے منتظر کھڑے ہیں۔ اور مسلمان باہمی مناقشات تکفیر بازی اور تخریب میں سرگرم عمل ہیں۔ ان کے سامنے اس وقت ایک ایسا زبردست موقعہ ہے۔ جو کبھی ہی نصیب ہوتا ہے۔ اور اگر انہوں نے اس موقعہ پر بھی غفلت سے کام لیا۔ تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کف افسوس ملیں گے اور خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ٹھہرینگے

مسلمانوں کی طرف سے تبلیغ اسلام کے متعلق اس قدر بے اعتنائی اس وجہ سے ہے کہ اس کے علماء کلیتہً ایک اور کام میں مشغول ہیں جیسا کہ مولینا شبلی مرحوم فرماتے ہیں سے

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں!

تکفیر (مسلمانوں کو کافر بنانا) اور تبلیغ (غیر مسلموں تک پیغام اسلام پہنچانا) دو ایک دوسرے کے متضاد کام ہیں۔ اور جب تک مسلمان باہمی تکفیر کے حربوں سے دستکش نہیں ہونگے تبلیغ کی طرف مطلق توجہ نہیں دے سکتے۔ آج تک مسلمان کی سب سے بڑی خصوصیت جس کا غیروں کو بھی اعتراف ہے۔ یہ سمجھی جاتی تھی۔ کہ ہر مسلمان پیدائشی مبلغ ہوتا ہے۔ ہوتا ہی۔ وہ جو چاہے کام کرے۔ تاجر ہو، زمیندار ہو، ملازم ہو۔ مگر وہ تبلیغ کے موقعہ کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اسی خصوصیت کی بدولت تھا۔ کہ دین اسلام باوجود کوئی خاص تبلیغی نظام نہ ہونے کے دنیا کے کناروں پھیل گیا۔ مگر آج مسلمانوں نے اپنی یہ خصوصیت یہاں تک کھو دی ہے کہ اور سب کاموں کی طرف ان کی توجہ ہو سکتی ہے۔ مگر تبلیغ کے لئے ایک پیسہ بھی خرچ کرنا ان کے لئے دشوار ہے۔ عیسائی ایک غیر ملک سے آکر کروڑوں روپے یہاں کے لوگوں کو عیسائی بنانے پر خرچ کر رہے ہیں اور اچھوتوں میں انہیں یہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ کہ ہر سال ایک لاکھ انسان عیسائیت میں داخل ہو رہے ہیں اور ہر دس سال کی مردم شماری میں ان کی تعداد میں دس لاکھ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت وہ بے دریغ روپیہ بہا رہے ہیں۔ کہ اچھوت اقوام سب کی سب عیسائیت میں داخل ہو جائیں۔ آریہ سماج بھی ہزارہا روپیہ ان لوگوں کو شدھ کرنے کے لئے خرچ کر رہی ہے۔ سکھوں نے تین لاکھ روپیہ اس غرض کیلئے فوراً الگ کر دیا ہے۔ اور ان کے آدمی اس وقت جنوبی ہند میں بھی پہنچے ہوئے ہیں۔ مگر اسلام کی بے کسی آنسو بہانے کے قابل ہے۔ کہ مسلمانوں پر اس عالمگیر جد و جہد کا اتنا بھی اثر نہیں۔ کہ سارے ملک میں کوئی دس بیس مقامات پر ہی اچھوتوں میں تبلیغ کے مرکز قائم کر دیں۔ نہیں بلکہ تعصب اور جہالت کا ستیا ناس ہو۔ ایک ہی جماعت جو اس وقت اچھوتوں میں تبلیغ پر کچھ توجہ دے رہی ہے یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ اس کی بھی مخالفت کر رہے ہیں مگر ہمیں اس کی پروا نہیں۔ کام تو خدا اور اس کے رسولؐ کا ہے۔ ہماری انجمن نے انہی حالات کے پیش نظر یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ مدراس اور یو۔ پی میں دو اور مرکز کھول دئے جائیں۔ اور اس طرح مرہٹی کے علاوہ ہندی اور تامل زبانوں میں بھی تعلیم اسلام کو اچھوتوں تک پہنچایا جائے۔ تمام بہی خواہان اسلام سے یہ التماس ہے کہ اس وقت وہ انجمن کی تھوڑی سی حوصلہ افزائی کریں۔ تو انشاء اللہ اپنی زندگیوں میں رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دیکھ لیں۔ جو احباب کم سے کم پچیس روپے سالانہ سے انجمن کی امداد کریں انہیں باقاعدہ تین یا چھ ماہ بعد کام کی رپورٹ بھی پہنچائی جاتی رہے گی۔ والسلام

سرزمین فجی میں ۱۹۳۵ء

جماعت احمدیہ اور آریہ سماج کے ایمان افروز معرکے

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری فجی)

(۳)

ٹھاکر کندن سنگھ کے چیلنج کا حشر

ہمارے فجی آنے سے پہلے آریہ سماجیوں کے پہلوان ٹھاکر کندن سنگھ نے اخبار "ویدک سندیش" کے ذریعہ پانچ سو روپے کا انعامی چیلنج نہایت زوردار الفاظ میں نکالا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص آریہ سماج کے کسی ایک سدھانت (اصول) کو ویدوں کے خلاف ثابت کردے۔ اس کو پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ آریہ سماجیوں کو دو بار مندر میں پہنچ کر شکست دے آنے کے بعد ہم نے اس چیلنج کی طرف توجہ دی اور اخبار "ویدک سندیش" کا مطلوبہ پرچہ بڑی مشکل سے مہیا کیا۔ ۱۲ اپریل کو ہم نے ایک اشتہار نکالا۔ جس کا عنوان تھا "چیلنج منظور"۔ اس اشتہار میں ہم نے آریوں کے اس مشہور پہلوان کو میدان مقابلہ میں نکلنے کی دعوت دی اور کہا۔ کہ ہم آریہ سماج کے اصولوں کو ویدوں کے خلاف ثابت کریں گے۔ ہم نے ٹھاکر کندن سنگھ کو اپنے اس اشتہار میں لکھا۔ کہ وہ ٹھاکر اور سنگھ ہی کیا ہوا۔ جو میدان سے بیٹھ دکھا جائے امید ہے کہ آپ اپنے زوردار چیلنج کی عزت کو قائم رکھ کر آگے بڑھیں گے۔ ہمارے اس اعلان پر پبلک میں پھر جوش پیدا ہوا کیونکہ آریوں کے پہلوان کے فخر و غرور کے ٹوٹنے کا وقت آگیا تھا۔ مگر آریوں کا یہ پہلوان اسلام کی قوت سے خوب آشنا تھا۔ اس نے پادری سیموئل مشن سے ہمارا مناظرہ سنا اور سماج مندر میں دو بار ہمارا وندنا دیکھا۔ آریہ کے اس پہلوان پر موت طاری ہوگئی۔ ہم نے کئی اشتہاروں میں ٹھاکر جی کو بار بار مخاطب کیا۔ لوگوں نے ٹھاکر جی کو ان کے منہ پر طعنے دیئے۔ مگر آریوں کے اس "بہادر" پہلوان نے اتنا لمبا پرانا یام (حبس دم) کیا۔ کہ گویا مر ہی گیا ہے۔ اور یوں آریہ سماج کو ایک اور رنگ میں رسواکن شکست ہوئی۔

آریہ سماجیوں کا ایک اور اشتہار

آریوں کو اپنی خفت مٹانے کے لئے اور تو کچھ نہ سوجھا آخر ایک اشتہار نکالا۔ کہ وکیل کے ہاں روپیہ جمع کرو۔ ہم تین لفظ (ہمارا مطالبہ تین منتروں کا تھا) ویدوں سے نکال دکھائینگے ہم جانتے تھے۔ کہ آریہ سماجی اب صرف تنکوں کا سہارا لئے ہوئے ہیں۔ مگر ہم نے ان کے تنکے بھی توڑ کر رکھ دیئے اور وکیل کے ہاں بھی پہنچے۔ آریہ سماجی صرف وکیل کے کلرک کے کمرہ میں آئیں بائیں شائیں کر کے چلتے بنے۔ ہم نے بار بار کہا۔ کہ چلو وکیل صاحب کے کمرے میں چلو۔ مگر وہ ایک بار بھی تیار نہ ہوئے۔ غرض جوں جوں وقت گزرتا جاتا تھا۔ آریہ سماج پبلک کی نظروں سے گرتا چلا جاتا تھا۔ اور آریہ سماج کو اپنی ساکھ رکھنی بے حد مشکل ہوگئی۔

نصوری میں آریہ سماجی جلسہ

مرتا کیا نہ کرتا آریہ سماج نے ۲۰ اپریل کو ایک اشتہار نکالا۔ کہ ۲۱ اپریل کو آریہ بھون نصوری میں جلسہ کر کے مناظرے کے حالات سنائے جائینگے۔ آریوں کا یہ اشتہار ہم کو پانچ بجے عصر کے وقت ملا۔ اسی رات ہمارے ایک نصوری کے دوست کی شادی تھی۔ اور برات نصوری سے ہمو آنی تھی۔ میرا لیکچر بھی تھا دس بجے رات میں لیکچر کے لئے کھڑا ہوا۔ اور میں نے کہا۔ کہ آج میرا لیکچر یہی ہے۔ کہ ہم کو آریوں کا ایک اشتہار ملا ہے۔ کہ کل آریہ بھون نصوری میں ان کا جلسہ ہے جس میں مناظرے کے حالات سنائے جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہم بھی اس جلسہ میں شریک ہوں اور وہاں بھی ایک مقابلہ ہو جائے۔ اگر تمام احباب میری تجویز کو بالاتفاق منظور کریں۔ تو میرا لیکچر یہی ہے۔ کہ میں ابھی دفتر میں جا کر اشتہار چھپا لوں۔ تاکہ پبلک کو بروقت اطلاع ہو سکے۔ تمام احباب نے بالاتفاق میری تائید کی اور میں اپنے چند کارکنوں کو لے کر چل دیا۔

ہماری تیاری

رات کے اڑھائی بجے ہم لوگ اشتہار اشت چھپا فارغ ہوئے۔ اور جہاں برات ٹھہری تھی۔ وہاں پہنچے۔ تمام لوگ محو خواب تھے۔ ایک نعرہ لگایا گیا۔ کہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اشتہارات تقسیم ہوئے۔ آریوں کا جلسہ نصوری میں تھا۔ اور برات نے صبح نصوری لوٹ جانا تھا۔ اس لئے علاقہ نصوری میں تقسیم کرنے کے لئے اشتہارات کا بنڈل براتیوں کے حوالہ کیا گیا۔ اور چند خاص ہدایات دینے کے بعد ہم آرام کرنے کی غرض سے گھر چلے گئے۔

۲۱ اپریل علی الصبح چاروں طرف اشتہار بٹ گیا۔ اس اشتہار کے ذریعہ آریہ سماج کو اطلاع کی گئی تھی۔ کہ ہم بھی بھون میں آئیں گے۔ اشتہار کا نکلنا تھا۔ کہ آریہ سماج میں ایک زلزلہ سا آگیا۔ اور آریوں کو اپنی ایک اور شکست نظر آنے لگی۔ . . . .

جلد جلد آریہ لیڈر ایک جگہ جمع ہوئے۔ اور سر جوڑ کر سوچنے لگے۔ آخر ایک لمبی چوڑی چٹھی ٹائپ کر کے ہم کو پہنچا دی گئی۔ کہ نہ صاحب آپ دور ہی رہیں بھون تو کجا آپ بھون کی حدود میں بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ آریوں کی یہ دستخطی چٹھی فجی کے مسلمانوں کو ہمیشہ کام دیگی۔ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ آریہ مسلمانوں کو چیلنج پہ چیلنج کرتے اور مقابلہ کے لئے للکارتے تھے۔ اور اب ایک زمانہ ہے۔ کہ مسلمان ان کو بار بار مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں۔ اور آریہ نہیں آتے کیا سچ فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سے

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

۲۱ اپریل کو نصوری میں اجتماعات

۲۱ اپریل کو ہم وقت پر نصوری پہنچے۔ اور آریہ بھون کے قریب مسلم سکول میں اپنا جلسہ شروع کر دیا۔ آریوں نے غلطی سے اپنا جلسہ جلد ختم کر دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ سب کی سب پبلک ہمارے

جلسہ میں کھچا کھچ بھر گئی۔ تین گھنٹے برابر میرا لیکچر جاری رہا۔ اور آریہ سماج کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی گئیں۔ آریہ سماجی تھے۔ کہ دم بخود بیٹھے تھے۔ ایک معزز آریہ نے بر سر [illegible] میں کہا۔ بیشک آپ شیر ہیں۔ میں خود آریہ ہوں۔ مگر میں کسی سے نہیں ڈرتا اور صاف اعلان کرتا ہوں کہ آریہ آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

آریہ سماج اوچھے ہتھیاروں پر

جب آریہ سماج کی ذلت پر ذلت نصیب ہوتی چلی گئی۔ تو آخر آریے اپنے اصلی چیچھوروں میں اتر آئے۔ اور اپنے اشتہاروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت پر گند اچھالنے لگے ایک دو بار ہم نے انہیں وارننگ دیا۔ کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ اور اپنی روش کو بدل دو۔ ورنہ نتائج کے ہم ذمہ وار نہ ہوں گے۔ مگر آریوں نے اسے محض ایک دھمکی سمجھا۔ اور ان حرکات سے باز نہ آئے۔ ادھر بھی کیا دیر تھی ؎

ضبط کروں میں کب تک آہ چل میرے خامہ بسم اللہ

ہم نے اپنا قلم سنبھالا۔ حضرت صاحب اور احمدیت پر آریوں کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیتے تھے ہم نے سوامی دیانند اور آریہ سماج پر دلائل کی ایسی شدید گولہ باری کی۔ کہ آریوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ فجی کے آریے تو کیا ہندوستان کی سب سے دو اخبارات "ملاپ" وید پرکاش "شانتی" "وشال بھارت" "پرکاش" اور "آریہ مترا" وغیرہ وغیرہ تک سب چلا اٹھیں۔ اور حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب کے نام تار دیا کہ مرزا مظفر بیگ ہمارا ناک میں دم کئے ہوئے ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آریوں سے اوراق [illegible] ہم کو تا رہا ہے۔ انسپکٹر جنرل [illegible] افیسر سے [illegible] اصل حالات گوش گذار کئے۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ آریہ [illegible] ناکام رہے۔ اور یوں خدا نے انہیں ایک بار پھر خائب و خاسر کیا۔ ہمارے اشتہارات میں پبلک نے اتنی دلچسپی لی۔ کہ بعض ہمارے اشتہارات ہم کو دو دو تین تین بار چھاپنے پڑے۔ کئی غیر مسلم لوگوں نے ہمارے اشتہارات فریموں میں لگوا کر اپنے گھروں میں لٹکائے۔ یہ اشتہاری جنگ مدتوں جاری رہی۔ اور یہ تحریری مناظرہ ہوا۔ کہ فجی کے لئے گویا ہمیشہ کا ریکارڈ بن گیا۔ لوگوں نے باقاعدہ فائیلیں تیار کی ہیں۔ تقریری مناظرے کی تو آریے تاب نہ لا سکتے تھے۔ تحریری مناظرہ کر کے بھی انہوں نے دیکھ لیا۔

سناتن دھرمیوں کا فیصلہ

آخر وقت آگیا۔ کہ ایک سناتن دھرمیوں نے ایک اشتہار نکالا جس کا عنوان تھا "آریہ سماج کی بھینکر ہار" اس اشتہار میں سناتن دھرمیوں نے اپنا منصفانہ فیصلہ ان الفاظ میں دیا۔

"ہم نے نیائے (انصاف) کو درشٹی (نظر) میں رکھتے ہوئے جنتا (پبلک) میں سپشٹ گھوشت (صاف اعلان) کرتے ہیں کہ اس شاستر ارتھ (مناظرہ) میں احمدیوں کے آگے آریہ سماجیوں کی وہ بھینکر (خوفناک) ہار ہوئی ہے۔ کہ وہ سدا یاد رکھیں گے۔"

سناتن دھرمیوں کا یہ اشتہار آریہ سماجیوں پر ایک بم کا گولہ تھا۔ اور آریہ سماجی سنسناتے کہ چاروں طرف رسوا ہو رہے تھے لالہ رنتی رام صاحب پریزیڈنٹ سناتن دھرم مہاسبھا فجی نے اپنی ایک ملاقات میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا "کہ آریہ سماج کو آپ نے ایسا نیچا دکھایا ہے کہ اس سے پہلے نہ دیکھا نہ سنا گیا۔"

موپلا مولوی سے مناظرہ

اسی مارچ کا مناظرہ ملیالم (موپلا) قوم سے ملتوی کر دیا گیا تھا۔ کہ ۱۳ مارچ کو آریہ سماج مندر میں جانا پڑا تھا۔ اس لئے پھر ملیالم قوم سے مناظرہ کے لئے ۱۹ مئی کا دن مقرر ہوا اور اشتہارات تقسیم ہوئے۔ چاروں طرف سے احمدی مقام بائیں جمع ہوئے۔ لعتوری۔ صُوا کے احمدی بھی ڈیڑھ سو میل کا سفر طے کر کے ۱۸ مئی رات کے تین بجے وہاں پہنچے۔ مہمانوں کے لئے کھانے کی دیگیں چڑھی ہوئی تھیں اور پرجوش ملیالم لوگ رات بھر انتظامات میں مصروف رہے۔ یہ لوگ عربی النسل اور علاقہ ملیبار کے رہنے والے ہیں جن کو ہندوستان میں موپلا اور فجی میں ملیالم کہا جاتا ہے۔

۱۹ مئی دن کے ۱۰½ بجے جلسہ شروع ہوا۔ وسیع پنڈال حاضرین سے کھچا کھچ بھر گیا۔ خاکسار (راقم الحروف) کا لیکچر ہوا۔ جو ایک بجے تک جاری رہا۔ ایک بجے سب لوگوں نے کھانا کھایا دو بجے ملیالم قوم کی طرف سے ان کے مشہور لیڈر مولوی عبداللہ صاحب میرے مقابلہ پر میدان مناظرہ میں اترے اور احمدیت پر اعتراضات پیش کئے۔

موپلا قوم کا اعلان

میری طرف سے جب جوابات کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو پبلک اتنی متاثر ہوگئی۔ کہ بہت سے آدمیوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک سکتہ کا عالم تھا۔ جب میں مولوی عبداللہ صاحب کے تمام اعتراضات کا جواب دے چکا۔ تو مولوی عبداللہ صاحب اور ملیالم قوم کے دیگر لیڈر باری باری میرے گلے لپٹ کر روتے اور آنسو بہاتے رہے۔ کہ ہم لوگ آج تک غلطی پر رہے اور آپ کی مخالفت میں جوش دکھاتے رہے۔ آج ہم پر حق کھل گیا ہے۔ آخر پر موپلا قوم نے بھرے جلسہ میں اعلان کیا۔ کہ احمدیت پر ہمارے شبہات و شکوک کا ازالہ ہو گیا ہے۔ اور ہم آئندہ احمدی جماعت سے مل کر کام کریں گے۔ غرض یہ عظیم الشان جلسہ پانچ بجے عصر کے وقت بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔

آریہ سماجیوں کی سازش

آریہ سماجی خوشیاں منا رہے تھے۔ کہ موپلا قوم احمدیوں کے مقابلہ پر مناظرہ کیلئے اٹھی ہے مگر جب انہیں احمدیوں کی کامیابی کی خبر ملی۔ تو گویا مر ہی گئے۔ آخر اور کچھ نہ سوجھا۔ تو ایک سناتن دھرمی پنڈت ورنداون نامی کو کچھ دے دلا کر احمدیوں کے خلاف تیار کیا۔ مگر سناتن دھرمیوں نے ایک جلسہ کر کے بھرے جلسہ میں اس پنڈت کی وہ گت بنائی۔ کہ تو بہ ہی بھلی اور پھر متفقہ طریق پر اس پنڈت کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ یہ پنڈت لٹوکا پہنچا۔ اور احمدیوں کے خلاف جلسہ کیا لٹوکا کے احمدی شیر اس جلسہ میں پہنچے اور پنڈت جی کے خوب دانت کھٹے کئے چونکہ اس جلسہ کا انتظام آریوں نے کیا تھا۔ اس لئے آریوں نے چند معزز احمدیوں پر مقدمہ چلا دیا۔ کہ ہمارے جلسہ کو انہوں نے برباد کر دیا ہے۔ تاریخ مقررہ پر آریے ایک یورپین بیرسٹر کو لے کر عدالت میں پہنچے۔ مگر احمدیوں نے کوئی بیرسٹر کھڑا نہیں کیا مجسٹریٹ نے حالات سن کر فیصلہ آریوں کے خلاف دیا۔ اور یوں آریوں کو عدالتی رنگ میں بھی احمدیوں کے مقابلہ میں شکست فاش ہوئی

آریہ سماجیوں میں پھوٹ

آریہ سماج کی پے در پے ناکامیوں کی وجہ سے آریوں کے گھر میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور آریوں کے دو دل (فریق) ہو گئے۔ نئے دل نے اپنا نام "ویدک دھرم پرچارک منڈل" رکھا۔ اس دل کے ایڈیٹنگ پنڈت شرودت جی شرما نے ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء کو ایک بہت بڑا پوسٹر نکالا۔ جس میں پنڈت جی نے نہایت صاف اور کھلے الفاظ میں احمدیوں کے مقابلہ میں آریہ سماجیوں کی شکست کا اعلان کر دیا۔ یہ پوسٹر کیا نکلا۔ کہ آریوں کی ناک کٹ گئی۔ سناتن دھرمیوں نے تو آریوں کی بھینکر ہار کا اعلان کر ہی دیا تھا۔ اسے خود ایک آریہ پنڈت وایدیٹک کا آریوں کی شکست کا اعلان کر دینا گویا ؏

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

والا معاملہ تھا۔ اس پوسٹر کے نکلنے کے دن آریوں کی حالت قابل رحم تھی۔ بے چارے شرم کے مارے منہ نہ دکھا سکتے تھے۔

پنڈت شرودت جی نے اپنے پوسٹر میں لکھا۔ کہ اگر مرزا مظفر بیگ بھارت میں جا کر اخبارات میں لکھیں گے۔ کہ ہم نے فجی میں ایک بھی آریہ نام دھاری وید بھگت میرے مقابلہ پر اپنے ویدوں پر اعتراضات کو دور کرنے کے لئے میدان میں نہیں نکلا۔ تو یہ بالکل سچ ہوگا۔ اور ایمانداری سے ہمارے پاس سوائے خاموشی کے اور کوئی جواب نہ ہوگا۔ اور پھر لکھا۔ کہ آریہ سماجی لوگ مرزا مظفر بیگ کا جواب نہیں دے سکے۔ اور ان پر جہالت کی سیاہی چھا رہی ہے۔

پنڈت شرودت شرما نے اپنے اس پوسٹر میں جہاں آریوں کی شکست کا اعلان کیا۔ وہاں اس میں یہ بھی لکھا۔ کہ ہم دیانند کے سینک (سپاہی) ہیں اور اب ہم مرزا مظفر بیگ کا مقابلہ کریں گے۔ ہماری طرف سے فوراً جواب نکلا جس میں آریوں کی شکست کے اعلان پر پنڈت جی کی حق گوئی کی داد دی گئی۔ اور ہم نے پنڈت جی کو میدان میں نکلنے کے لئے للکارا مگر آج پانچ مہینے گزر نے کو ہیں۔ لیکن دیانند کے سینک محمدؐ کے شیروں کے مقابلہ پر نہ نکل سکے۔ اور یوں فجی والوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر کی صداقت کو دیکھا ؎

آزمائش کے لئے ہر چند نہ آیا کوئی ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آریوں کے سب سے بڑے فاضل اور گورکل کانگڑی کے فارغ التحصیل جو تھے وہ تھے پنڈت امی چند رجی ودیا النکار نوجوان طبقہ نے پنڈت جی کو ہمارے مقابلہ کے لئے بہت مجبور کیا۔ مگر پنڈت جی کانوں پر ہاتھ دھرتے رہے۔ آخر انہیں "ودیا النکار" کے طعنے دے گئے۔ اور اتنا تنگ کیا گیا۔ کہ بے چارے نوکری سے ہاتھ دھو کر ماہ نومبر میں بال بچہ سمیت ہندوستان کو چلتے بنے

آریہ سماج پر مُردنی

خدا کی شان ہے کہ وہ آریہ سماج جس کی عورتیں فجی کے گلی کوچوں میں ویدک دھرم کی جے کا نعرہ لگاتی پھرتی تھیں ملاریوں پر جلوس نکالتیں۔ "اوم" کے جھنڈے اڑاتیں۔ طبلہ ہارمونیم پر مسلمانوں کے خلاف دل آزار گیتیں گاتی پھرتی تھیں وہی۔ ہاں ہاں وہی آریہ سماج آج موت کے منہ کے بیچ ہے۔ نہ ویدک دھرم کی جے کے نعرے ہیں نہ لاریوں پر جلوس اور اوم کے جھنڈے نہ طبلہ کی تھاپ ہے۔ نہ ہارمونیم کی تانیں غرض ؏

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

آریہ سماج پر ایک مردنی سی چھائی ہوئی ہے اور تمام آریے مردہ سے ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آریہ سماج کا سالانہ جلسہ آیا۔ تو مقررہ تاریخوں پر آریوں نے دھیان تک نہ دیا۔ اور کسی نے کوئی دلچسپی نہ لی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آریہ سماج کو اپنا سالانہ جلسہ ملتوی کر کے چند ماہ پیچھے ہٹا دینا پڑا۔

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

اخبار رشی سماچار کا اعتراف

۱۸ فروری ۱۹۳۶ء کے اخبار رشی سماچار میں اپنی اس نامرادی کا رونا دردناک الفاظ میں رویا ہے کہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ آریہ سماج کو اپنا سالانہ جلسہ ملتوی کرنا پڑا۔ اور لکھا کہ "کیا آریہ سماجیوں میں ڈھیلا پن آگیا ہے یا ذاتی الجھنوں کی وجہ سے حسب سابق حوصلہ نہیں رہا؟ جہاں پہلے سینکڑوں کی تعداد میں آریہ سماجی سالانہ جلسوں میں شریک ہو کر دتین دن تک بھاؤں اور سمیلنوں کی دھوم مچا دیتے تھے۔ ہون کی خوشبو سے آکاش منڈل کو پاک پرچار کا ادارہ بنا لیتے تھے۔ وید منتروں کی تلاوت اور زوردار لیکچروں سے آسمان کو ہلا دیتے تھے۔ وہاں ۱۹۳۵ء کے آخر پر ان سب چیزوں کے مفقود ہونے کا نظارہ کر کے آریہ سماجیوں کو پچھتاوا ہو رہا ہے۔ اس حالت کیلئے چاہے کوئی بھی ذمہ دار کیوں نہ ہو پر اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آریہ سماجی اب ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ ان میں سماج سے وہ پریم نہیں جو ہونا چاہیئے اور ان میں جلسوں میں حصہ لینے کا حوصلہ جاتا رہا۔ اگر سچ مچ ایسا ہی ہے تو آریہ سماج کا مستقبل مایوس کن ضرور ہے"۔

یہ ہے ۱۹۳۵ء میں آریوں اور احمدیوں کی جنگ پر آریوں کے اپنے قلم کا لکھا ہوا فیصلہ۔

آخر پر ہم اپنے مالک حقیقی کا ہزار ہزار شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں داخل کر کے محض اپنی بندہ نوازی سے ہماری حقیر کوششوں کے بڑے بڑے نتائج پیدا کئے اور ہمیں کسی میدان میں شرمندہ نہ ہونے دیا۔ سچ ہے ؎

ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہوگا
کیا ذاتی فکر و بیش و کم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا۔ ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا۔ تیرے کرم سے ہوگا

میاں چنوں ضلع ملتان میں اسلام و احمدیت کا پیغام

ایک کامیاب تبلیغی اجتماع

بللہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

راقم جناب شیخ میاں ظہور احمد و جناب شیخ میاں شریف احمد صاحبان رئیس و مالکان کارخانہ جات روئی میاں چنوں ان مخلص نوجوانوں میں سے ہیں جن کے دل میں اسلام کی اشاعت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آپ مدت سے ایک احمدیہ جلسہ کی انعقاد کی تجویز میں کوشاں تھے۔ چنانچہ آپ نے اس غرض کے واسطے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت بابرکت میں شیخ محمد یوسف صاحب گرنمی اور مولانا عمر الدین صاحب شملوی کی خدمات کے لئے درخواست کی مگر ہر دو صاحبان چونکہ مرکز سے باہر دورہ پر تھے۔ اس واسطے مولوی سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ لائلپور کو بذریعہ تار میاں پہنچنے کا حکم نافذ کیا گیا جس کے لئے ہم حضرت امیر ایدہ اللہ کی مہربانی کے از حد مشکور ہیں۔

مورخہ ۲۷ مارچ بروز جمعۃ المبارک باوجود قلت وقت اطلاع کارخانہ شیخ میاں محمد اسمٰعیل مولا بخش صاحبان میں حاضرین کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ اور شاہ صاحب نے بصدارت جناب میاں شیخ ظہور احمد صاحب بی۔ اے صداقت اسلام پر دس بجے رات سے گیارہ بجے تک ایک موثر تقریر فرمائی جس میں شاہ صاحب موصوف نے صداقت اسلام اور بانی علیہ التحیۃ والسلام کے کمالات پر ایک عالمانہ تبصرہ فرمایا بلحاظ جامعیت گویا ایک دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا۔ نہایت دلنشین پیرایہ میں حاضرین کو بتلایا گیا کہ کس طرح اسلام اور بانی اسلام کا وجود مسعود دنیا کے لئے رحمت کا باعث ہے اور اصول اسلامی عالمگیر ہیں جن پر شاہ و گدا مزدور تاجر غرضیکہ ہر شخص عمل کر سکتا ہے۔ راستبازوں کے ساتھ محبت نسل انسانی میں اتحاد اسلام کا ایک درخشندہ اصول ہے ہر ایک شخص کا اپنے مسلک اور کاروبار کے لئے بہترین نمونہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ اجتماع سامعین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوکر بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

بروز ہفتہ مورخہ ۲۸ مارچ ہمارے ہر دو قابل فخر نوجوانوں نے اسپین فنڈ اور اشاعت اسلام و غیرہ کے لئے نہایت تندہی اور جوش سے فراہمی چندہ کے لئے کمر ہمت باندھ لی۔ اور دن بھر کی ان تھک جدوجہد کے بعد آپ ایک معقول رقم بقدر پانصد روپیہ کی فراہمی میں کامیاب ہو گئے۔ چندہ دہندگان میں سے جناب چودھری عبدالرحمن صاحب نائب تحصیلدار میاں چنوں اور چودھری نواب الدین صاحب زمیندار اور ان کے صاحبزادہ محمد اقبال صاحب کی دینی محبت قابل داد ہے۔ اول الذکر صاحب نہایت دیندار افسر ہیں جو افسوس ہے باعث عدیم الفرصتی جلسہ میں تشریف نہ لا سکے اور آخر الذکر صاحبان اتحاد و توڑی کے دل دادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے

۲۸ مارچ کی شام کو کرسیاں اور دریوں اور روشنی کا انتظام کرایا گیا۔ شہر میں عام منادی کے علاوہ معززین اہل اسلام سکھ۔ ہندو صاحبان کو بذریعہ خطوط دعوت جلسہ دی گئی باوجود ایک مختصر قصبہ ہونے کے خلاف توقع لوگ جوق در جوق جلسہ میں آئے۔ بعد نماز مغرب بفضلہ جلسہ کا پنڈال کھچا کھچ بھر گیا حاضرین میں سے مسلم سکھ ہندو سب طبقوں کے اصحاب موجود تھے بصدارت چودھری نواب الدین صاحب جن کی وسعت قلبی کے ہم بہت مشکور ہیں۔ جلسہ شروع ہوا بعد تلاوت قرآن مجید و نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب مولوی اختر حسین صاحب نے کھڑے ہو کر سورۃ ن والقلم وما یسطرون الخ۔ کی آیات تلاوت فرماتے ہوئے اسلام کی معقولیت اور بانی اسلام کی معجزانہ معجز نمائی پر خیالات کا اظہار فرمایا کہ کس طرح ایسے زمانہ میں اور ایسے حالات میں جبکہ تحریر کا کوئی رواج عرب میں نہیں مخالفت کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور خود آنحضرت صلعم کی ذات مقدس امی ہے۔ خلاف توقع ایسی پیشگوئی کی جا رہی ہے۔ کہ جب علم اور تحریر کا رواج پڑے گا۔ تو ں توں دنیا میں عقلمند لوگ اسلام اور نبی کو معقول اور قابل نمونہ سمجھتے اور ثابت ہوگا کہ قرآن کے اصول ہی عین عقل کے مطابق ہیں اور فاضل مقرر نے نہایت تفصیل سے بیان کیا کہ اس پیشگوئی کے مطابق پورا آئندہ بذریعہ قلم اور دوات و علوم صداقت اسلام دنیا میں ترقی کرتی گئی۔ اور کرتی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے متعدد مشہور علماء اور حکماء کی شہادتوں کو بھی بیان فرمایا۔ کہ کس طرح وہ نبی کریم کو دنیا کے کل نبیوں سے بڑھ کر مانتے ہیں اور کہ وہ روز بروز کس سرعت اور شان سے یورپ میں اسلام کا چرچا پھیل رہا ہے۔

اور پھر احمدیت کا ذکر فرماتے ہوئے نہایت وضاحت سے ظاہر کیا۔ کہ اشاعت اسلام کا کام بذریعہ قلم بحیثیت جماعت صرف احمدیہ قوم کر رہی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی مشہور رؤیا کے مطابق یورپ میں انگریزوں اور جرمنوں کو کلمہ پڑھوا رہی ہے بہت سے شکار پکڑے جا رہے ہیں۔ افسوس ایسی خادم جماعت کو کافر خطاب ملا یان وقت دے رہے ہیں۔ جو کہ نہایت ہی ناشکری اور بے انصافی کی بات ہے

آپ نے تکفیر کو اسلام کے لئے ایک خطرناک چیز ثابت کیا اور ہدایت کی کہ کسی مسلمان کلمہ گو کو کافر نہ کہا جائے۔ اعلامیت نہایت سے اپنے بیان کی تائید کرتے ہوئے احمدیہ جماعت کی قربانی اور خدمات کی طرف توجہ دلا کر فرمایا کہ جو قوم دن رات بذریعہ تحریر و تقریر و تراجم القرآن مجید انگریزوں کو مسلمان کر رہی ہے۔ اور اچھوتوں کو اسلام میں لا رہی ہے۔ کیا وہ کافر قوم ہو سکتی ہے اور کیا وہ قوم جو مسلمان کو کافر بنا رہی ہے وہ اسلام کی خیر خواہ ہو سکتی ہے سلسلہ احمدیہ کی عظمت اور حضرت مسیح موعود کی محبت اور عشق رسول حاضرین کے دل میں عمدہ پیرایہ میں ذہن نشین کرایا گیا جس سے حاضرین محظوظ ہوئے۔ اور تکفیر کے متعلق معقول حاضرین کے دل میں

بقیہ کالم ۳

ایک نفرت پیدا ہو گئی۔

الحمد للہ یہ جلسہ کیا بلحاظ اثر کیا بلحاظ تعداد حاضرین ہر طرح کامیاب رہا۔ افسوس چند سنگدل لوگوں نے شرکت جلسہ سے اجتناب کیا۔ بلکہ جب ان کو دعوت نامہ بھیجا گیا۔ تو حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو سخت سست بھی کہا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت فرمائے۔ آمین۔ اس جلسہ کو بارونق بنانے میں ہمارے کارخانوں کے دو معزز اہلکاران صوفی شیر محمد صاحب انجنیئر اور حاجی منظور الٰہی صاحب احمدی منیجر کارخانہ نے بہت محنت اور عرقریزی سے کام کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ہر دو اصحاب کو جزائے خیر دے اور جلسہ کے اختتام پر شیخ صاحبان نے حاضرین کو کھانا کھلا کر اسلامی مساوات اور مہمان نوازی کا ثبوت دیا جس کا بہت عمدہ اثر لوگوں پر ہوا۔ جلسہ ہذا کی رونق اور کامیابی کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے ارادہ ہے کہ انشاء اللہ آئندہ سالانہ جلسہ کا انعقاد کیا جائے جس میں اعلیٰ پیمانہ پر خدمت دین کا مظاہرہ کیا جا سکے۔ بالآخر ہم جناب سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل کے اخلاص اخلاق اور تکلیف فرمائی کے مشکور ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے علم عمر اور تقویٰ میں برکت دے۔ آمین

خاکسار نور محمد
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میاں چنوں
ضلع ملتان۔ ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء

ضرورت ہے

ڈاکٹروں کی ضرورت

اردن ہسپتال کیلئے ذیل کے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے:۔

(۱) ایک اسسٹنٹ سرجن جس کی تنخواہ کا گریڈ ۱۹۱-۱۵-۱۶۱م روپیہ ماہوار ہوگا۔ ایم ڈی یا ایم آر سی پی سند یافتہ کو ترجیح دی جائیگی۔ رخصت و پنشن کے حقوق محکمہ جات سرکاری کے مطابق

(۲) چار سب اسسٹنٹ سرجن جن کا گریڈ ۵۹-۳-۱۱۱ روپیہ ماہوار کا ہوگا۔ رخصت و پنشن کے حقوق سرکاری ملازمین کے مطابق۔

(۳) پانچ سینیر اور پانچ جونیر ہاؤس سرجن اور فزیشن جن کی تقرری چھ ماہ سے ایک سال تک کی ہوگی سینیروں کو مکان مفت معہ پچاس روپیہ الاؤنس ماہوار۔ پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت نہ ہوگی۔ سینیر ہاؤس سرجنوں کا پہلا گروہ چھ ماہ کیلئے مقرر ہوگا جس کے بعد جونیر ان کی جگہ لے لیں گے بشرطیکہ ان کا کام تسلی بخش ہو۔ جونیر ہوس سرجنوں کو نہ کچھ تنخواہ ملیگی اور نہ مفت مکان۔ بلکہ صرف پندرہ روپیہ الاؤنس آمد و رفت ملیگا۔ تمام درخواستیں معہ نقول تازہ ترین اسناد کے بنام چیف میڈیکل افسر دہلی ۱۵ اپریل سے پہلے بھیجدی جائیں

زندگی الالف انشورینس کمپنی لمیٹڈ لاہور کو ایک لائق سٹینو گرافر کی ضرورت ہے زبانی مل کر فیصلہ کر لیا جائے۔

ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب لاہور کو گورنمنٹ کالج لاہور کے انگریزی ڈیپارٹمنٹ کے لئے ایک عارضی امیدوار کی ضرورت ہے جو ۳۱ دسمبر تک عارضی طور پر کام کریگا۔ تنخواہ کا گریڈ ۲۵۰-۲۵-$\frac{۵۰۰}{۲۵}$-۷۰۰ روپیہ ماہوار (جس پر پیشرو تیس فیصدی تخفیف ہوگی۔ اسامی پنجاب ایجوکیشنل سروس گزٹیڈ میں ہوگی۔ پنجاب گورنمنٹ کے ملازم بھی اپنے محکمہ کے ذریعہ سے درخواست بھیج سکتے ہیں۔

نقشہ نویسوں، اوورسیئروں، کلرکوں وغیرہ کی ضرورت

لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کو ذیل کی اسامیوں کیلئے امیدواروں کی ضرورت ہے:۔

(۱) اسٹیمیٹر (الف) گریڈ ۹۳-۵-۱۴۳ روپیہ ماہوار
(ب) گریڈ ۵۱-۳-۹۱ روپیہ ماہوار
(۲) نقشہ نویس۔ (الف) ،، ۱۷۰-۱۰-۲۷۰ روپیہ ماہوار
(ب) ،، ۱۲۷-۵-۱۷۷ ،، ،،
(ج) ،، ۹۳-۵-۱۴۳ ،، ،،
(د) ،، ۵۱-۵-۱۲۶ ،، ،،
(ھ) ،، ۵۱-۲-۹۱ ،، ،،
(۳) ٹریسر ،، ۵۱-۲-۵۵ ،، ،،
(۴) اوورسیر ،، ۶۸-۷-۲۴۳ ،، ،،
(۵) سٹینو گرافر ،، ۸۵-۶-$\frac{۱۲۵}{۸}$-۱۸۵ ،،
(۶) کلرک (الف) ۴۳-۴-$\frac{۹۴}{۴}$-۱۲۴ روپیہ ماہوار
(ب) ۴۳-۲-[illegible]-۸۴ ،،

ملازمت ایک ماہ کے نوٹس پر ختم کی جا سکتی ہے۔ درخواستوں میں عمر۔ سابقہ تجربہ۔ تعلیم۔ اور نام دفاتر اور حکام جن کے ماتحت کام کیا ہو اور تنخواہ جو لیتا رہا ہو۔ کی تفصیل ہونی چاہیئے۔ ۱۹ اپریل تک عرضیاں ذیل کے پتہ پر پہنچ جانی چاہئیں۔ آئی۔ اے۔ جونز چیئرمین لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کچہری ضلع لاہور۔

ایک مسلمان فروخت کنندہ کی ضرورت

امپیریل تباکو کمپنی آف انڈیا لمٹیڈ لاہور کو ایک ہوشیار نوجوان فروخت کنندہ کی ضرورت ہے جس کی انگریزی، فارسی تعلیم اچھی ہو۔ عمر ۲۵ سال سے کم ہو جسمانی صحت عمدہ ہو اور ہر جگہ سفر پر جانے کے لئے تیار ہو۔ درخواستیں اپنے ہاتھ سے لکھکر معہ نقول سندات دی امپیریل ٹوبیکو کمپنی آف انڈیا لمٹیڈ لاہور کو بھیجدی جائیں۔ زبانی درخواست پر غور نہ ہوگا۔

ڈاکٹر کی ضرورت

ایک سند یافتہ ریٹائرڈ ڈاکٹر کی لفٹنٹ سردار گھمبیر سنگھ صاحب سندھاوالیہ او۔ بی۔ ای ڈاکخانہ بکسر ضلع میرٹھ کو ضرورت ہے درخواستیں معہ اسناد و کم از کم تنخواہ کی شرح بھیجدی جائیں۔

سب اوورسیر کی ضرورت

پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی فاضلکا ضلع فیروزپور کو ایک ڈرگی پاس سب اوورسیر کی ضرورت ہے جو سروے اور پبلک ورکس کا کام جانتا ہو۔ درخواستیں معہ نقول اسناد ۲۵ اپریل ۳۶ء تک پہنچنی چاہئیں۔

حبیبیہ طبیہ کالج ڈنگہ ضلع گجرات کو دو تجربہ کار حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو بطور پرنسپل و پروفیسر کام کریں گے۔ ایک ایم بی بی ایس اور ایک ریٹائرڈ سول سرجن۔ درخواستیں معہ نقول اسناد کم از کم شرح تنخواہ بھیجدی جائیں۔

(بقیہ صفحہ ۳)

ایک طرف جھک جاتی ہے اور اس لحاظ سے اس کو پسلی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اصل الفاظ یوں ہیں خلقت من ضلع یعنی عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ اگر اس کو لفظی معنوں پر محمول کر لیا جائے تو یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہوگا۔ ایک جگہ قرآن مجید نے فرمایا ہے خلق الانسان من عجل۔ انسان کو شتابی سے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا:۔

اللہ الذی خلقکم من ضعف۔ خدا وہ ہے جس نے تم کو ضعف سے پیدا کیا۔

اس سے لازماً یہی مطلب نکلتا ہے کہ انسان فطرتاً کمزور اور جلدباز واقع ہوا ہے اسی طرح عورت کا پسلی سے پیدا ہونا بتاتا ہے کہ اس سے مطلب عورت کی وہ حساس فطرت ہے جو اسے ایک طرف مائل ہونے پر مجبور کرتی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید مرد اور عورت کی تخلیق کے متعلق نہایت صفائی سے بیان کرتا ہے۔

خلق لکم من انفسکم ازواجاً

خلق کم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا

اب مضمون نگار کا یہ کہنا کہ عورت کو پسلی سے تشبیہ

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب فرسٹ اڈیشنل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۱۶ سنہ ۱۹۳۶ء

بمعاملہ درخواست سید ابراہیم ولد مراد شاہ ہزارہ سکنہ کوئٹہ برائے عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت قرضہ یافتنی لعل شاہ متوفی

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ مندرجہ صدر سائل نے درخواست گذرانی ہے کہ لعل شاہ اس کا حقیقی برادر بتاریخ $\frac{31}{3.5}$ کو بجادثہ زلزلہ بمقام کوئٹہ ملبہ مکان کے نیچے دب کر مر گیا ہے۔ متوفی کے مبلغ ایک ہزار آٹھ سو چھیاسٹھ روپے دس آنے (۱۸۶۶ روپے ۱۰ آنے) پوسٹ آفس و تنخواہ کے جمع ہیں۔ اس روپیہ کی وصولی کے لئے سارٹیفکیٹ جانشینی دیا جاوے۔ لہذا بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر کسی کو سارٹیفکیٹ مطلوبہ کے دیئے جانے میں کوئی اعتراض ہو تو بتاریخ $\frac{23}{36}$ 4 بوقت دس بجے صبح حاضر عدالت ہذا آکر عذرات خود پیش کرے۔

آج بتاریخ ۲۳ ر مارچ سنہ ۱۹۳۶ء بہ ثبت مہر و دستخط ہمارے عدالت ہذا سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

از پیشگاہ جناب خان محمد امیر خانصاحب

سب جج درجہ چہارم کوہاٹ

دوکان نہال چند وزیر چند بذریعہ وزیر چند ولد نہال چند سکنائے ہنگو

بنام

محراب گل ولد غلام رسول قوم کاریگر سکنہ کوگی بالہ تحصیل ہنگو۔

دعوے دلا پانے مبلغ [illegible] روپیہ پر رو تمسک

اندریں معاملہ میں کئی دفعہ سمنات بنام مدعا علیہ جاری کیے گئے۔ مگر وہ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی پیغام صلح لاہور میں بروئے پیشی $\frac{4}{36}$ 24 جاری ہوا ہے کہ اگر مدعا علیہ تاریخ مقررہ پر عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر نہ ہوا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ ہو کر غیر حاضری میں مقدمہ سماعت اور فیصلہ کیا جاوے گا۔

آج بدستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ تحریر $\frac{3}{36}$ 20

دیکر اس کی تحقیر مقصود ہے واقعات سے بعید ہے۔

باقی ——— باقی

شائع ہو گئی — شائع ہو گئی

دی ریلیجن آف اسلام

مصنفہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی امیر جماعت احمدیہ لاہور

یہ انگریزی زبان میں حضرت امیر کی تازہ اور لاثانی تصنیف ہے جو آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ مذہب اسلام کے متعلق ہر قسم کی معلومات سے پُر ہے۔ اصل عربی کتب کے تقریباً دو ہزار حوالجات دیئے گئے ہیں۔ تمہید میں عام رنگ میں مذہب پر بحث کی گئی ہے اور مذہب اسلام پر بحث کی گئی ہے اور مذہب اسلام کی خصوصیات کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انسانی تمدن میں جو درجہ مذہب کو حاصل ہے اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔

پہلے حصہ میں ان ذرائع کا ذکر ہے جن سے اسلامی اصول و قوانین اخذ کئے جاتے ہیں یا آئندہ حسب ضرورت اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

دوسرے حصہ میں اسلامی اصولوں پر بحث ہے اور تفصیل سے ہستی اور صفات باری تعالیٰ پر، فرشتوں، شیطان، الہامی کتب اور بعثت انبیاء علیہم السلام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی ضمن میں عصمت انبیاء، معجزات، شفاعت، زندگی بعد الموت اور تقدیر وغیرہ کے مسائل پر بھی نہایت عالمانہ رنگ میں بحث کی ہے۔

تیسرے حصہ میں ان تمام باتوں کا بیان ہے جو ایک مسلمان پر فرض ہیں یعنی نماز، روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج اور جہاد وغیرہ۔ ان کے علاوہ تعلقات زوجیت، طلاق، وراثت، قرضہ وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسلام کے متعلق جملہ معلومات حاصل کرنے کیلئے انگریزی زبان میں اس سے بہتر کتاب دستیاب نہیں ہو سکتی۔ مسلم اور غیر مسلم تمام کے لئے بے نظیر کتاب ہے۔ اسلام کا مطالعہ کرنے والے کو دیگر چھوٹی چھوٹی کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

کاغذ، طباعت اور جلد نہایت اعلیٰ ہے۔ مختصر یہ کہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت فی کاپی دس روپے (عہ) محصولڈاک عہ علاوہ

چند قابل قدر آراء

سر ریس۔ ایل سلیمان چیف جسٹس:"یہ کتاب نہایت وسیع اور دقیق معلومات سے لبریز ہے۔ اس میں اسلامی فلسفہ، فقہ، معرفت الٰہی، شریعت اسلامیہ پر نہایت مفصل اور عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ کتاب مصنف کی اعلیٰ قابلیت، وسیع معلومات اور انتہائی محنت کا نتیجہ ہے۔"

سر ذوالفقار علی خاں (؟) شفاعت احمد خاں:"یہ کتاب نہایت عالمانہ رنگ میں لکھی گئی ہے، فاضل مصنف کی انتہائی قابلیت اور نکتہ سنجی پر دلالت کرتی ہے۔ اس میں فاضل مصنف نے اہم امور اسلامیہ پر کما حقہ روشنی ڈالی ہے اور ان کی تشریح کرنے میں کمال درجہ کی قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ اسلام کے متعلق ایک مستند اور بے نظیر کتاب ثابت ہو گی۔"

سر محمد اقبال:"نہایت مفید کتاب ہے اور مذہب اسلام کی اصلی تعلیم کے شیدائیوں کے لئے از بس ضروری ہے۔"

سر ظفر اللہ خاں:"یہ یقیناً اسلام پر ایک مستند کتاب ہے۔"

سر شہاب الدین:"اس میں تمام مسائل پر مفصل اور قابل اعتبار معلومات درج ہیں۔ شروع سے آخر تک تمام اور پر فاضلانہ بحث کی گئی ہے۔ کوئی پبلک یا پرائیویٹ لائبریری اس کتاب سے خالی نہیں ہونی چاہیئے۔"

جسٹس میاں عبدالرشید:"یہ کتاب نہایت وسیع معلومات سے پُر ہے۔ بے نظیر ریسرچ ورک کیا گیا ہے اور ہر اختلافی مسئلہ پر تنقید کی گئی ہے۔"

اخبار اسٹیٹسمین ٹائمز لاہور مورخہ ... فروری ۳۶ء

مدت سے یہ ضرورت محسوس کی جاتی تھی کہ اسلام پر کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جو اس کے مقاصد اور اس کے مشن کو اچھی طرح سے واضح کر سکے۔ آج تک یورپین مصنفین کی طرف سے یورپ کی مختلف زبانوں میں پمفلٹ اور رسالے وغیرہ نکلتے رہتے تھے جو اسلام کے مختلف مسائل پر روشنی ڈالتے تھے۔ لیکن اس مضمون پر کوئی ایسی کتاب دستیاب نہ ہو سکتی تھی جس میں اسلام کے ہر ایک پہلو پر سیر کن بحث ہو اور جس میں مذہب اسلام کے ... اصولوں کو مفصل بیان کیا گیا ہو۔ اس قسم کی کتاب کی ضرورت اس لئے بھی زیادہ محسوس کی جاتی تھی کہ مذہب اسلام کے متعلق غیر مسلم مشنریوں کی طرف سے ... اس میں عام طور پر اسلام کی غلط تصویر پیش کی جاتی تھی۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مولانا محمد علی صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے۔ مولانا کی یہ تازہ تصنیف ایک اور وجہ سے بھی قابل قدر ہے کیونکہ یہ ان کے سالہا سال کے تجربہ اور مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے۔ فاضل مصنف نے اول سے آخر تک قرآن شریف اور حدیث سے نیز دیگر مستند کتب سے بکثرت حوالہ جات درج کرنے میں غیر معمولی محنت کی ہے۔ اس طرح یہ گویا اسلام کا "انسائیکلوپیڈیا" ہے۔

اخبار ٹریبیون لاہور مورخہ یکم مارچ ۱۹۳۶ء

آجکل عام طور پر لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے کہ مذہب آپس میں بجائے محبت کے نفرت پھیلانے کا باعث ہے لیکن مولانا محمد علی صاحب نے "دی ریلیجن آف اسلام" میں بڑے زور سے یہ ثابت کیا ہے کہ مذہب آج بھی نسل انسانی میں صلح و محبت پیدا کر سکتا ہے۔ اس کتاب کو مطالعہ کرنے کے بعد ہر ایک انسان کو یہ معلوم ہو گا کہ اسلام کا نصب العین دنیا میں محبت، مساوات اخوت اور آزادی پھیلانا ہے۔ "ریلیجن آف اسلام" میں اسلام کے تمام عقائد و دیگر مسائل پر نہایت وسیع معلومات کے علاوہ عصر حاضرہ کے چند نہایت اہم امور کو بھی حل کیا گیا ہے۔ جیسے سرمایہ داری، قومیت اور دولت کی تقسیم وغیرہ وغیرہ۔ ہم مولانا محمد علی صاحب کو اس بے نظیر کتاب لکھنے پر مبارکباد دیتے ہیں اور وہ لوگ جو مذہب کو جاننا چاہتے ہیں۔ ان کیلئے اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ یہ کتاب خصوصاً وکلاء کے لئے نہایت مفید ثابت ہو گی۔ کیونکہ اس میں شادی، طلاق وغیرہ مسائل پر جو مسلمانوں کو آئے دن پیش آتے رہتے ہیں واضح طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اخبار پاؤنیر۔ الہ آباد۔ مورخہ ۲۲ مارچ ۳۶ء

یہ مذہب اسلام پر ایک مستند اور بے نظیر کتاب ہے جس میں اسلامی شریعت، فقہ اور فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی اس کے علاوہ بھی بہت سی تصنیفات ہیں اور ان کی قابلیت مسلم ہے۔ بڑی مدت سے یہ ضرورت محسوس کی جاتی تھی کہ کوئی ایسا شخص جو مذہب اسلام کی پورے طور پر واقفیت رکھتا ہو۔ ایسی جامع کتاب لکھے۔ چنانچہ مولانا صاحب موصوف نے "دی ریلیجن آف اسلام" لکھی ہے جو مذہب اسلام کے متعلق ہر قسم کی واقفیت بہم پہنچاتی ہے۔

ملنے کا پتہ: مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ احمدیہ کے واعظ کیسے ہونے چاہئیں

یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ تیار ہوں۔ لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہی۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں کہ جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کرکے دکھائیں۔ تاکہ اُن کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے۔ عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہی۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ ان کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانیوالا ہو جاتا ہے کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا۔ تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لئے سب سے اول جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے۔ وہ اس کی عملی حالت ہی۔ دوسری بات جو ان واعظوں کیلئے ضروری ہی وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد و مسائل کی ہو۔ جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس کو انہوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو۔ اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے۔ اور تیسری بات یہ ہو کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالب ہو سکیں اسلئے ان کی زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہار حق کیلئے بول سکیں اور حق گوئی کیلئے ان کے دل پر کسی دولتمند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔ (الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۲ء)

جواہر ریزے

قرآن شریف

۱۔ بڑی نیکی یہ نہیں۔ کہ تم اپنے مونہوں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ لیکن بڑا نیک وہ ہے جو اللہ اور آخرت کے دن فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے۔ اور اس کی محبت کے لئے قریبیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنیوالوں کو اور غلاموں کو آزاد کرنے میں مال دے اور نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ (البقرۃ ۲: ۱۷۷)

۲۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو بے شک میں قریب ہوں۔ اور دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ قبول کرتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ میری فرمانبرداری کریں اور چاہیئے مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ ہدایت پائیں (البقرۃ ۲: ۱۸۶)

حدیث شریف

۱۔ جو شخص لوگوں سے اس نیت سے مال (قرض) لے کہ وہ اسے ادا کریگا تو اللہ اس سے ادا کرا دے گا۔ اور جو اس نیت سے کہ وہ خورد برد کرے۔ تو اللہ اسے بھی خورد برد کر دے گا۔ (بخاری)

۲۔ دنیا کی محبت سب گناہوں کی سردار ہے اور کسی ہی چیز کی محبت تمہیں اندھا اور گونگا کر دیتی ہے (ابوداؤد)

۳۔ اللہ کے عذاب سے بچانے والا خدا کے ذکر سے بڑھکر اور کوئی عمل نہیں ہے۔ (مالک)

۴۔ جس شخص نے ایسے غیر مسلم کو جسکے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہو عمداً بلاوجہ کافی قتل کر دیا۔ خداتعالیٰ نے جنت اس پر حرام کر دی (نسائی)

مسئلہ ختم نبوت

حضرت مسیح موعودؑ کی تالیفات کی روشنی میں

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

کئی بار میرے دل میں یہ خیال آیا ہے۔ کہ میں ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح" کی خدمت میں تحریک کروں۔ کہ وہ پیغام صلح میں جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات درج فرماتے ہیں وہاں حضرت کی تالیفات سے وہ مقامات درج کئے جائیں جن میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ارقام فرمایا ہے۔ اس قسم کے مضامین بے شمار ہیں۔ جب وہ مسلسل شائع ہوں گے تو ایک محقق کی طبیعت خود بخود اس طرف مائل ہوگی۔ کہ ایسے شخص کی طرف . . . دعوئے نبوت منسوب کرنا سراسر ظلم ہے۔ اس وقت تک ہماری طرف سے اس موضوع پر نہایت مدلل اور مبسوط مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ اور قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور تفاسیر معتبرہ اور لغت کی مستند کتب کے حوالجات سے اس قدر اس مسئلہ کو روشنی میں لایا گیا ہے کہ جس پر زیادہ متصور نہیں۔ میں نے دہلوی۔ دیوبندی۔ امرتسری۔ بٹالوی۔ لدھیانوی۔ لاہوری وغیرہ علماء کی تصنیفات کو خوب غور سے پڑھا ہے۔ اور میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ ان بزرگوں نے بھی حتے الامکان مسئلہ ختم نبوت کے اظہار میں بہت محنت اور سعی کی ہے۔ مگر جس قدر وضاحت اور صراحت اور زور استدلال و اجتہاد سے ہمارے اکابرین سلسلہ نے اس مسئلہ کو واضح و ثابت کیا ہے۔ وہ اتنا گرانمایہ کارنامہ ہے کہ آنے والی نسلیں اس کی وجہ سے اس سلسلے کی ممنون و متشکر رہیں گی۔

اگر یہ سوال ہو۔ کہ فی الواقع یہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم فرمایا ہے۔ تو پھر باوجود اتنی بڑی صداقت کے ان کی طرف دعوئے نبوت کیوں منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں ہم اپنے بھائیوں کی خدمت میں مودبانہ گذارش کریں گے۔ کہ ان لوگوں کو (یعنی مسلمانوں کو) یہ تو مسلم ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے دعوئے الوہیت نہیں کیا۔ بلکہ نبوت اور رسالت کا ان کا دعویٰ تھا۔ پھر کیوں ساٹھ کروڑ نصاریٰ کا اس پر اتفاق ہوگیا۔ کہ وہ خدا تھے۔ ان میں بڑے بڑے علماء سائنسدان۔ فلسفی، منطقی اور ہر قسم کے علوم کے ماہر موجود تھے پھر اس قدر علم وعقل کی موجودگی کے باوجود کیا چیز ان کی ٹھوکر کا باعث ہوئی؟ صاف ظاہر ہے۔ کہ کوئی نہ کوئی چیز وبال تھی۔ جو ان کی لغزش کا باعث ہوئی اور وہ سابقہ انبیاء کے کچھ الفاظ ہیں۔ جن کی غلط تشریح نے یہ توہم پیدا کردی ہے۔ ہاں اگر ان متشابہ الفاظ کا حل کسی اصول کی بناء پر یا واقعات کو سامنے رکھ کر کیا جاتا۔ تو قطعاً غلطی لگنے کا احتمال نہ تھا۔ کیا یہ دلیوں کے بزرگوں نے کبھی الوہیت کی یہ تشریح کی کہ خدا ایک بھی ہے۔ اور تین بھی۔ اور کہ آخری زمانے میں خدا خود آکر ہمارے گناہوں کے بدلے پھانسی پائے گا۔ یقیناً فانوس وغیرہ ان تشریحات سے خالی ہیں پھر اگر ان مسائل پر مدار نجات تھا۔ تو صدیوں تک یہ معمہ کیوں راز سربستہ رہا۔ یہ باتیں نظر انداز کرنے کے قابل نہیں مگر اس کے ساتھ واقعات پر نظر کرو۔ کہ جب اتنی بڑی ہستی کا ظہور ہوتا ہے تو کوئی اقتدار اور مافوق الفطرۃ بات اس میں پائی نہیں جاتی۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح موعود نے بھی صدہا مرتبہ نہایت مدلل اور مبسوط دلائل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا۔ آخری نبی ہونا۔ نبوۃ کا آپ کے وجود پر منقطع ہونا۔ مسدود ہونا۔ بند ہونا۔ ہر طور اور ہر طریق سے مبرہن فرمایا ہے جس سے زیادہ وضاحت محال ہے اور یہ شاید اس وجہ سے ہے۔ کہ دعویٰ نبوۃ کا آپ کی طرف منسوب ہونا خدا تعالےٰ کے علم میں تھا۔ اس لئے اس نے اس افترا کا جواب خود حضور کے قلم سے لکھوایا۔ مخالفین حضرات کو اس قدر تو سوچنا چاہیئے کہ اگر اس شخص کے دماغ میں دعویٰ نبوۃ کا منصوبہ تھا تو پھر اپنے ہی خلاف وہ اس قدر میٹریل کیوں فراہم کر گیا۔ بلکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس کام کے لئے وہ شروع سے اپنا راستہ صاف کرتا رہتا اور کبھی یہ نہ لکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کبھی اس مسئلہ پر کچھ لکھتا تو نہایت مبہم اور غیر واضح الفاظ استعمال کرتا جو وقت پر کام آتے۔ مگر یہاں تو اس قدر دلائل اور براہین اس مسئلہ کے اثبات کیلئے استعمال فرمائے ہیں۔ کہ حد کردی ہے۔ اور یہ خصوصیت ابتدائی کتابوں میں ہی نہیں پائی جاتی بلکہ آخری تصنیفات کا بھی یہی حال ہے۔ میں چند حوالجات درج ذیل کرتا ہوں۔

خاتم النبیین کے حوالجات

(از کتب حضرت مسیح موعود)

(۱) اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر (دہلی) کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں۔ کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائک کا منکر بہشت دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرئیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے لہٰذا میں اظہاراً للحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولٰینا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ (اشتہار ۲ ر اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(۲) تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنے میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا وکلّا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ میں جیسا کہ کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ پر لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے۔ کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر وہ لفظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۹۷)

(۳) سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اسلئے اپنی جماعت کے معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ کیونکہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔ جو شخص انکار میں حد سے گذر جاتا ہے۔ جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردیا ہے۔ (خط مندرجہ اخبار الحکم ۱۷ر اگست ۱۸۹۹ء)

(۴) ان الزامات کی نسبت اگرچہ میں نے بار بار بیان کیا اور اپنی کتابوں کا مطلب سنایا کہ کوئی کلمہ کفر ان میں نہیں ہے۔ نہ مجھے دعویٰ نبوت وخروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا اور قرآن شریف کا ایک نقطہ یا شعشہ منسوخ نہیں ہوگا۔ (نشان آسمانی صفحہ ۳۰)

(۵) ان پر (مولوی غلام دستگیر پر) واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگا دے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے (مجموعہ اشتہارات حصہ سوم وچہارم صفحہ ۲۲۳)

(۶) ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالےٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے کمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اکمال پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے۔ خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود و اوامر احکام

(باقی بر صفحہ ۱۱)

"تنظیم جماعت"

چند ابتدائی امور

موجودہ جد وجہد کے زمانہ میں صرف منظم و مضبوط جماعتیں ہی زندہ رہ سکتی ہیں اس سال تنظیم جماعت کے کام کی طرف خاص توجہ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ موجودہ حالات میں یہ کام اشد ضروری ہے۔ ہمارا مقصد وحید خدمت دین و اشاعت اسلام ہے۔ یہ مقصد اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے۔ جبکہ جماعت خاطر خواہ مضبوط و منظم ہو۔

جو احباب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالٰے کے بلند پایہ پر نصائح خطبات کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ انہیں کام کی تفصیلات کا علم ہو چکا ہوگا۔ یہ کام کافی وسیع ہے اور مسلسل محنت چاہتا ہے لہذا ہمیں اس میں عزم راسخ کے ساتھ ہاتھ ڈالنا چاہیئے۔ اور پورے استقلال سے اسے جاری رکھنا چاہیئے۔ فی الحال حسب ذیل ابتدائی امور کی تکمیل ہمارے پیش نظر ہے۔

۱۔ جماعت کی مردم شماری۔

۲۔ افراد جماعت کے اجتماع کا انتظام

تنظیم کے کام کے لئے مردم شماری اشد ضروری ہے جماعت کے تمام افراد اور ان کے متعلقین کے نام و دیگر کوائف کا علم ہونا چاہیئے۔ یہ کام لاہور میں شروع ہو چکا ہے۔ اور انشاءاللہ بہت جلد پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیگا۔ اس کے لئے خاص فارم تجویز کئے گئے ہیں۔ بیرونی جماعتوں کو بھی تیار رہنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت امیر نے تحریک کی تھی۔ کہ ہر ایک دوست اپنے متعلقین اور رشتہ داروں کو داخل سلسلہ عالیہ کرنے کی کوشش کرے بہت سے دوستوں کی بیویاں بچے والدین۔ بھائی۔ بہنیں جماعت میں . . شامل نہیں ہیں جن گھروں میں یہ صورت ہے۔ وہاں دوستوں کا اولیں فرض ان کو تبلیغ کرنا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہماری تبلیغی مساعی کے اولیں مستحق ہمارے غیر از جماعت متعلقین اور عزیز و دوست ہیں۔ ہر ایک گھر اور خاندان بجائے خود ایک چھوٹی سی حکومت ہے۔ افراد سے خاندان اور خاندانوں سے جماعتیں اور قومیں بنتی ہیں۔ خاندانوں کے ممبروں میں خیالات و عقائد و اعمال کی یک رنگی و یکجہتی قوم کی طاقت میں زبردست اضافہ کا موجب ہوتی ہے۔

افراد کے اجتماع کا انتظام بھی نہایت ضروری ہے آپس میں ملاقات و تبادلہ خیالات سے زندگی و حرکت پیدا ہوتی ہے جذبات اخوت و اتحاد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلام نے اسی لئے نماز باجماعت پر زور دیا ہے ہمیں اپنی اس کمزوری کو تسلیم کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ متعدد مقامات پر احباب جماعت کے اجتماع کی کوئی خاطر خواہ صورت نہیں ہے۔ انہیں آپس میں ملاقات کا موقع بہت کم میسر آتا ہے۔ اس کا نتیجہ جمود و افسردگی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے ؟ ضرورت ہے احباب ہر روز پانچ نہیں تو دو تین یا کم از کم ایک نماز میں لازمی طور پر جمع ہوں۔ اکٹھے ہو کر مالک حقیقی کے آگے جھکیں۔ آپس میں تبادلہ خیالات کریں۔ مرکز سے جو تحریکیں ہوتی ہیں۔ ان کو عمل میں لانے کے ذرائع سوچیں مقامی ضرورتوں اور حالات پر غور و فکر کریں کچھ ذاتی مشکلات ہیں ان کے متعلق بھی ایک دوسرے سے امداد و مشورہ حاصل کر سکتے ہیں کوئی بیمار ہے اس کی تیمارداری و علاج کی تجویز ہو۔ کوئی اور کسی مشکل میں مبتلا ہے۔ اس کو مفید مشورہ اور امکانی امداد دی جائے۔ آج کل ہم ایک نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ مخالفت کا طوفان برپا ہے۔ عام مسلمانوں کی ذہنیت کچھ ایسی ہو گئی ہے۔ کہ وہ احمدیوں کو دکھ دینا کار ثواب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے مولویوں کی تلقین یہی ہے۔ اس طوفان مخالفت سے بچاؤ کی صورت صرف یہ ہو سکتی ہے۔ کہ ہم تنظیم و اتحاد اور کامل یکجہتی کا ایک زبردست بندھ تیار کر لیں۔

اجتماع کی بہترین جگہ مسجد ہے کئی جماعتوں کے پاس مسجدیں نہیں۔ انہیں کوئی اور مناسب مقام مثلاً کسی دوست کی بیٹھک یا کوئی کرایہ کا مکان تجویز کر لینا چاہیئے۔ وہاں وہ جمع ہو کر نمازیں پڑھیں۔ سلسلہ کے اخبارات و لٹریچر کا مطالعہ کریں تبادلہ خیالات ہو۔ اگر ممکن ہو۔ تو درس قرآن بھی جاری کر دیا جائے۔ اگر کوئی جمع ہونے کی جگہ ہوگی۔ تو تبلیغ میں بھی آسانی ہوگی۔ احباب بلا تکلیف زیر تبلیغ حضرات اور معترضین کو بلا سکیں گے کر ان سے تبادلہ خیالات کر سکیں گے۔ جن مقامات پر مسجدیں نہیں وہاں انشاءاللہ مسجدیں بھی بن جائینگی۔ کیونکہ احباب جب جمع ہونا شروع ہونگے تو انہیں خود بخود مسجد کی ضرورت محسوس ہوگی۔ اگر انسان سچے دل سے دینی کاموں کے لئے کسی چیز کی ضرورت محسوس کرے۔ تو اللہ تعالٰے ضرور اس کا کوئی نہ کوئی بندوبست کر دیتا ہے۔ کوئی غیبی امداد مل جاتی ہے۔ یا انسان کے اپنے اندر ہی اس قدر ہمت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اس ضرورت کو پورا کر لیتا ہے۔ یہ ہیں تنظیم جماعت کے ابتدائی امور جن پر احباب کو پہلی فرصت میں توجہ دینی چاہیئے۔

جاوا مشن کا تازہ کارنامہ

اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے ہمارا جاوا مشن بیش بہا دینی خدمات انجام دے رہا ہے جن کی قدر و قیمت سے اہل نظر بھی بخوبی واقف ہیں۔ لیکن ان خدمات کی اہمیت کا صحیح اندازہ زمانہ مستقبل کا مورخ ہی کر سکے گا۔ جاوا میں عیسائی مشنری خوفناک غلبہ حاصل کر چکے تھے۔ مسلمانوں کی ایک معقول تعداد عیسائی ہو چکی تھی۔ اور یہ یقین کیا جانے لگا تھا۔ کہ چند سال کے عرصہ میں جاوی مسلمانوں کا کافی حصہ تثلیث کا پرستار ہو جائے گا۔ لیکن ایک بےسر و سامان احمدی مبلغ نے اس طوفان کو فرو کر دیا۔ جاوی مسلمان جو عیسائیت کے مقابلہ پر اپنے تئیں بے بس سمجھ چکے تھے۔ اب ہالینڈ پر تبلیغی یورش کے بلند و پر جوش عزائم سے معمور ہیں۔ اللہ تعالٰے انہیں ہمت و کامیابی عطا فرمائے۔

گذشتہ سال جاوا مشن قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ نہایت حسن و خوبی سے شائع کر چکا ہے۔ یہ کوئی معمولی مرحلہ نہ تھا۔ کام کرنے والے ہی کام کی مشکلات کو جانتے ہیں۔ انشاءاللہ اس ترجمہ کے نتائج نہایت خوشگوار اور دور رس ہوں گے۔ اس کے بعد اس مشن نے ایک اور شاندار تبلیغی قدم اٹھایا ہے۔ مرزا ولی احمد بیگ صاحب جو اس مشن کے روح رواں ہیں۔ ان کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے دو نئے ماہوار تبلیغی رسالے جاوی اور ڈچ زبان میں جاری کئے ہیں۔ جو ڈچ انڈیز اور ہالینڈ میں تبلیغ اسلام کا فرض انجام دیں گے تین ماہ کے لئے ڈچ رسالہ کی دو ہزار کاپیاں ڈچ زبان جاننے والوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں ہوں مفت تقسیم کریں گے۔ نیز جماعت احمدیہ جاوا کا ایک رکن ہالینڈ کے اعلیٰ طبقہ میں اسلامی لٹریچر ڈچ زبان میں تقسیم کر رہا ہے۔ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ جاوا مشن کی ان مساعی میں برکت دے۔ اور ان کو کامیاب بنائے۔ اگر کسی دوست کو ڈچ زبان جاننے والوں کا علم ہو۔ جو اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کا شوق رکھتے ہوں تو اطلاع دیں۔

ایک لمحہ فکریہ

چند روز ہوئے روما پایۂ تخت اٹلی سے ایک سبق آموز خبر موصول ہوئی تھی۔ کہ شاہ اٹلی کی بہو ولیعہد اٹلی کی بیگم شہزادی میری جوزف عنقریب اسمرا (حبش) تشریف لے جائینگی۔ تاکہ

(باقی صفحہ ۹ کالم اول)

ہندو دنیا پر ایک نظر

اغراض پرستی انسان کو مجنون بنا دیتی ہے۔ بڑے سے بڑے آدمی کو جب یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔ تو وہ ادنے سے ادنے افعال واقوال سے بھی تامل نہیں کرتا۔ وہ نہایت آسانی سے روشن واقعات سے اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ پوری دیدہ دلیری سے حقائق کو جھٹلاتا ہے۔ اس کی باتیں بے دلیل اور اس کی حرکتیں مضحکہ خیز ہو جاتی ہیں۔ آج کل بڑے بڑے ہندو لیڈروں کا یہی حال ہو رہا ہے۔ اچھوت ہندو دھرم کو ترک کر دینے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اور ہندو سیاسی اغراض کی بنا پر ان کا شمار ہندوؤں میں رکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اچھوتوں کی علیحدگی کی صورت میں ان کی اکثریت اور سیاسی فوقیت پر ایک کاری ضرب پڑتی ہے۔ اس لئے انہوں نے اچھوت ادھار کی پرفریب تحریک جاری کر رکھی ہے۔ اس تحریک کے علمبردار بلا تکلف ایسی ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جن کو سچائی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ ہندو دھرم کی مستند کتب، ہندو قوم کی تاریخ اور عام رویہ اور خود ان کا اپنا طرز عمل ان باتوں کی تردید کرتا ہے۔

گزشتہ دنوں پنڈت مالویہ اور سناتن دھرمیوں کے ایک اور مذہبی پیشوا جگت گرو شنکر اچاریہ ناسک پہنچے۔ وہاں بڑی فراٹے کی تقریریں کیں۔ اچھوتوں کو خوب خوب سبز باغ دکھلا کر گروجی نے اپنی ایک تقریر میں یہاں تک ارشاد فرمایا کہ

"ہندو دھرم شاستروں میں اچھوت پن کا کوئی ثبوت نہیں اور اچھوت پن نہایت نامعقول چیز ہے"

گروجی کی یہ تقریر شمالی ہندوستان کے آریہ اور ہندو اخبارات نے بصد فخر نمایاں طریق پر چھاپی۔ "بمبئی کرانیکل" اور دوسرے انگریزی مجراتی ہندی وغیرہ اخبارات میں بھی شائع ہوئی گروجی واقعی بہت دل گردے کے انسان معلوم ہوتے ہیں۔ کہ اس دیدہ دلیری سے کوہ ہمالیہ سے بھی بڑی غلط بیانی کر گزرے حالانکہ ہندو دھرم شاستروں کا ایک ایک ورق اور راسخ العقیدہ ہندوؤں کے ایک ایک فرد کا طرز عمل اس کی بکار بکار تردید کر رہا ہے۔

گروجی کے ارشاد کا ایک جواب تو ناسک کے سناتنیوں نے دیا تھا جو پہلے ہی معقول نمبر میں پہنچ چکا ہے۔ خیر یہ ان کا آپس کا معاملہ ہے۔ اس میں ہمارا دخل دینا مناسب نہیں لیکن ہم گروجی کی توجہ مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کے اس چیلنج کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں۔ جو پیغام صلح اور دیگر اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ مولانا نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے:-

"اچھوت اور اچھوت پن کا مسئلہ ہندو دھرم کی جان ہے جس کے نکالنے کی آپ اور پنڈت مالویہ فکر میں ہیں . . . . . آپ کا یہ کہنا کہ ہندو شاستروں میں اچھوت پن کا ثبوت نہیں قطعاً غلط ہے۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں بذریعہ اخبارات یہ چیلنج بھیجتا ہوں۔ کہ آپ اس مسئلہ پر جب چاہیں پہلی فرصت میں شاستر ارتھ (مناظرہ) کر لیں اور ایک سنسکرت دان انگریز یا ڈاکٹر امبیدکر کو اس مناظرہ کا حکم تسلیم کیا جائے۔ تاکہ آئندہ کے لئے اس بات کا فیصلہ ہو جائے۔ کہ ہندوؤں کو اچھوت اقوام کے اپنے اندر رکھنے کا حق وید اور شاستر کی بنا پر حاصل ہے۔ یا ان کی ہر طرح کی آزادی چھین کر ذلیل رکھنے کے احکام موجود ہیں اور عالمگیر مذہب اسلام ہی اچھوتوں کے کل دکھوں کا کامل اور واحد علاج ہے"

گرو شنکر اچاریہ جی کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کے اس چیلنج کو منظور کر کے مذکورہ بالا موضوع پر ان سے مناظرہ کریں۔ تاکہ ایک اہم مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے۔ لیکن ہمیں امید نہیں وہ اس چیلنج کو منظور کریں۔ کیونکہ وہ ہندو دھرم شاستروں کی تعلیم سے بخوبی واقف ہیں۔ اور ان کی تعلیم گروجی کے مذکورہ بالا اعلان سے بالکل مختلف ہے۔ باقی رہا اخلاقی فرض۔ سو اگر گروجی اور دوسرے ہندو لیڈروں کو اخلاق و انصاف کا پاس ہوتا۔ تو یہ اچھوت ادھار کا ڈھونگ ہی کیوں رچاتے۔ اچھوتوں کی سچی ہمدردی کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ ان کو ہندو دھرم ترک کرنے میں امداد دی جائے کیونکہ ہندو دھرم کے حلقہ کے اندر رہتے ہوئے ان کی بہتری قطعاً ممکن نہیں۔ دیکھئے پنجاب کے آریہ سماجی اخبارات جنہوں نے گروجی کی ناسک والی تقریر کو بصد فخر و غرور چھاپا تھا۔ مولانا کے چیلنج کے متعلق کیا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ کیا وہ گروجی کو میدان مناظرہ میں لا سکتے ہیں؟ اگر نہیں۔ تو ان کی بعید از حقیقت تقریروں اور دعاوی پر فخر و غرور کوئی شریفانہ حرکت نہیں کہلا سکتی۔

یہ سطور لکھی جا رہی تھیں کہ اخبارات میں ایک عجیب و غریب اور عبرتناک خبر نظر پڑی جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ ریاست جے پور کے ایک گاؤں میں اچھوت گنگا اشنان کے سلسلے میں پرشاد (کھانا) تیار کر رہے تھے۔ کہ تقریباً ڈیڑھ سو اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے لاٹھیوں سے مسلح ہو کر حملہ کر دیا کیونکہ اچھوت اس میں گھی کا استعمال کر رہے تھے۔ حملہ آور ہندوؤں نے گھی کے استعمال پر شدید احتجاج کیا۔ اچھوتوں نے کہا۔ وہ ہمیشہ اس موقع پر گھی کا پرشاد کرتے ہیں۔ اور انہوں نے حکام سے گھی کے استعمال کی باقاعدہ اجازت لے لی ہے۔ لیکن اچھوتوں کی یہ دلیل کام نہ آئی۔ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے زبردستی ان کے پکوان کو پھینک دیا۔ اور جبراً ان کی دعوت بند کر دی۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے دور دراز سے اچھوت آئے تھے۔ جو ہندوؤں کے اس طرز عمل سے مایوس ہو کر منتشر ہو گئے۔ جے پور پولیس کو اس حادثہ کی اطلاع دی جا چکی ہے۔ مگر تا حال کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر اجمیر کی اچھوت ایسوسی ایشن نے شد و مد کے ساتھ تبدیلی مذہب کا پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ اس علاقہ کے اچھوت لیڈر تلقین کر رہے ہیں کہ اچھوتوں کی حالت اس وقت تک بہتر نہیں ہو سکتی جب تک وہ مذہب تبدیل نہ کریں۔

اچھوتوں کی مظلومی و بیچارگی اور ہندوؤں کی ظالمانہ ذہنیت پر ذرا غور کیجئے۔ اچھوت ایک مذہبی تقریب پر حکام کی اجازت لے کر گھی کا پکوان تیار کرتے ہیں۔ اپنے پیسوں سے گھی خریدتے ہیں لیکن ہندو زبردستی حملہ کر کے کھانا ضائع کر دیتے ہیں۔ اور اچھوت بےبسی کی حالت میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ پولیس کو اطلاع دی جاتی ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی جس مذہب کے اندر رہتے ہوئے اچھوتوں کو گھی کے استعمال کے لئے باقاعدہ اجازت لینی پڑے اور حصول اجازت کے بعد وہ گھی مہیا کر کے کھانا تیار کریں۔ لیکن ان کو یہ کھانا کھانے سے جبراً روک دیا جائے۔ اس مذہب میں وہ کیوں رہیں؟ اور اس ذلت کا علاج اس مذہب کو ترک کر دینے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اجمیر کی اچھوت ایسوسی ایشن کو چاہئے کہ وہ اپنا پروپیگنڈا باقاعدہ جاری رکھے۔ اور اچھوتوں کو ہندو دھرم کے ترک کرنے کی تلقین کرتی رہے۔

تناسخ زمانہ لاعلمی کا ایک نظریہ ہے جدید تحقیق بالخصوص مسئلہ ارتقا نے اس کی بنیادیں تک ہلا دی ہیں۔ لیکن ہندوؤں اور آریہ سماجیوں کے بعض طبقے اس پر بدستور اصرار کئے جاتے گزشتہ دنوں دہلی کی ایک کمسن لڑکی شانتی دیوی کے متعلق بہت چرچا کیا گیا۔ کہ اس کو اپنے گزشتہ جنم کے حالات یاد ہیں جنہیں وہ تفصیل کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ اس پر بہت غل غپاڑہ ہوا۔ اخباروں میں مضامین لکھے گئے۔ شانتی دیوی کی تصویریں شائع ہوئیں۔ آریہ سماجیوں کو بہت جوش آیا تو انہوں نے ایک آواگون (تناسخ) کانفرنس منعقد کر ڈالی جس میں مسئلہ تناسخ کی حمایت میں خوب خوب الٹی سیدھی تقریریں کی گئیں۔ ان حرکتوں سے تناسخ کی صحت تو کیا ثابت ہونی تھی۔ البتہ شانتی دیوی کا خوب پروپیگنڈا ہو گیا۔ توہم پرست لوگ جوق در جوق اس کو دیکھنے کے لئے جانے لگے۔ چڑھاوے چڑھنے شروع ہو گئے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان چڑھاووں کے ذریعہ شانتی دیوی کے والدین مالا مال ہو گئے ہیں۔ سال ڈیڑھ سال کے عرصہ میں انہوں نے ۷۵ ہزار روپے کی رقم خطیر جمع کر لی ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر عرض کر آئے ہیں۔ کہ تناسخ زمانہ جہالت کا ایک نظریہ ہے کسی زمانہ میں لاعلمی کی وجہ سے عقلمند بھی اسے مانتے ہوں گے لیکن آج کل عقلمند جاہلوں کو اس کے ذریعہ سے بے وقوف بنا کر فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

گزشتہ دنوں ضلع سیالکوٹ میں کچھ سانسی مسلمان ہوئے تھے اس پر آریہ سماجی حلقوں میں بہت اضطراب کا اظہار کیا جا رہا ہے سب سے زیادہ "بے چینی" پرکاش کو ہے۔ اس نے اس کے متعلق ۲۹ مارچ کی اشاعت میں ایک زہریلا نوٹ لکھا ہے جس کا عنوان ہے "سانسیوں کو ذلیل کرنے کی ناپاک کوشش"۔ حیرت ہے ہندو اچھوتوں پر انسانیت سوز مظالم کر رہے ہیں۔ ان کے سایہ تک سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ انہیں جانوروں سے بھی زیادہ ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ ریاست جے پور میں ان کے ساتھ جو سلوک ہوا ہے وہ آپ ابھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یہ سب کچھ "پرکاش" اور اس کے بھائی ہندوؤں کو بخوشی گوارا ہے۔ لیکن جب یہ لوگ اسلامی تعلیمات و مساوات کی کشش سے حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے ہیں تو "پرکاش" پر وحشیانہ طرازی کی ہذیانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے۔ اچھوتوں کو ہندو دھرم کے تاریک گڑھے میں مقید رکھنا ناپاک کوشش ہے نہ کہ مساوات کی نعمت سے مالا مال کرنا۔

عروج اسلام کی عملی راہ

یعنی

جماعت احمدیہ کا استحکام

(از جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب)

جب کبھی دنیا میں خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی مصلح آتا ہے تو کم وبیش کچھ عرصہ کے بعد اس کے پیرو اس کی اصل تعلیم سے دور جا پڑتے ہیں۔ بجائے روح کے صرف چھلکا اور بجائے اصلیت کے محض دکھاوا ان کے ہاتھ میں رہ جایا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود ایک عظیم الشان مصلح ربانی اس مادیت کے دور میں مبعوث ہوئے مگر افسوس کہ ان کے بیشتر حصہ پیروان کے پاس صرف ایک نقل رہ گئی قادیانی قصر سے جب تکفیر ونبوت کے غلغلے بلند ہونے لگے اور بجائے علم وآزادی کے روح پرور اصولوں کے اندھا دھند شخصی تقلید اور غلو کی بادِ صرصر چلنے لگی۔ تو حضرت مسیح موعود کے چند خدام نے لاہور میں علیحدہ جماعت قائم کی۔ ان کی یہ خدمت تا ابد سنہری حروف میں لکھی رہے گی۔ اس لئے کہ انہوں نے ایک ڈوبتے بیڑے میں سے ایک حصہ کو سنبھالا اور ٹوٹتے ہوئے کام کو دوبارہ جاری کیا۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان حضرات کی تعداد اس قدر قلیل تھی اور کام ایسا اہم درپیش تھا کہ غالباً ان کے خیال میں یہ بات نہ آتی تھی کہ وہ ایک جماعت کی صورت اختیار کر کے اگر ایک طرف غلو کا سدِّ باب کرنے میں کامیاب ہو جائینگے تو دوسری طرف اشاعت اسلام کے فریضہ کو بجا لاسکینگے۔ لیکن خدا تعالےٰ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے

قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے

بیس سالہ کام اور مصلحت ربانی!

جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے بیس سالہ قیام میں اپنے عمل سے دو امور کو زمانہ پر ثابت کر دکھلایا ہے یعنی یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزول کی اصل غرض دنیا میں تعلیم فرقانی کو پھیلانا ہے اور دوئم یہ کہ آپ کے مدِّنظر سچا اسلامی اتحاد قائم کرنا ہے جس کے اندر نہ تو یہ تنگ نظری ہے کہ فروعی اختلاف کی بنا پر کوئی کافر بن جائے اور نہ یہ تشتت وانتشار کہ ہر مسلمان اپنی جگہ پر مگن بیٹھا رہے اور جماعتی طاقت کی ضرورت محسوس نہ کرے۔ خدا تعالیٰ کی مصلحت بھی عجیب رنگوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اگرچہ یہ بالکل صحیح ہے کہ اس بیس سال کے دوران میں جماعت لاہور نے اپنی جماعتی قوت کو مضبوط کرنے کیلئے وہ توجہ وانہماک نہیں دیا۔ جو ایسی جماعت کا حق ہے۔ بلکہ جس قدر قوت اس جماعت کو میسر آئی وہ تمام کی تمام تبلیغ اسلام واشاعت فرقان خصوصاً بلادِ غربیہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے میں صرف ہوتی رہی نتیجہ اس امر کا لازماً یہ نکلا کہ جماعتی قوت اس سرعت سے ترقی پذیر نہ ہوئی جیسی کہ ہونی لازم تھی اور اگرچہ اس کا انجام قدرتاً یہی ہونا تھا کہ اشاعت کا کام بھی سرعت سے ترقی نہ کرے۔ لیکن ایک حکمت خدا تعالیٰ کی اس میں یہ مخفی نظر آتی ہے کہ قادیانی جماعت سے بین فرق کر دکھلائے یہ ظاہر ہے کہ اگر جماعت احمدیہ لاہور ابتدا سے ہی اپنی جماعتی ضروریات کو مقدم کر لیتی اور دیگر مسلمانوں کو شمولیت کے لئے شدومد کے ساتھ دعوت دیتی تو غالباً ایک عامی نگاہ میں قادیان اور لاہور کی جماعتوں میں فرق کرنا دشوار ہو جاتا۔ مصلحت ربانی کا تقاضا یہی ہوا کہ جماعت احمدیہ لاہور شروع شروع میں اصل کام یعنی اشاعت فرقان کی طرف اپنی بیشتر توجہ کو صرف کردے۔ تا جیسا کہ اس کا سچا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح موعود اشاعت تعلیم فرقانی کے لئے مبعوث ہوئے نہ اپنی ذات کو منوانے کیلئے ویسے ہی اس پر اس کا عمل گواہ ٹھہرے اور اس طرح ایک سطحی نگاہ میں وہ قادیانی جماعت سے نمایاں طور پر متمیز ہو سکے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ بیس سالہ کام نے عیاں طور پر واضح کر دکھلایا ہے اور ایک منصف مزاج بلا تامل یہ کہہ اٹھیگا کہ جہاں قادیان کی طاقت چھا بندیوں اور سیاست دانیوں میں صرف ہو کر اشاعت نور اسلام کے فریضہ سے عملاً منحرف ہو چکی ہے۔ وہاں جماعت لاہور کے مدِّنظر صرف خدمت اسلام واشاعت نور فرقان ہی ہے۔

خالصتاً مذہبی جماعت

کیا اس میں کوئی شک ہے کہ حضرت مسیح موعود خالص طور پر ایک مذہبی جماعت بنانے کے لئے آئے تھے جس کو نہ سیاست سے کوئی تعلق تھا نہ سیاست دانی سے کوئی واسطہ؟

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار
ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار

اور کیا اس میں کوئی کلام ہے کہ قادیانی جماعت کا نصب العین بجائے اشاعت مذہب کے ایک گدی یا ریاست کے قیام پر آ رہا ہے؟ آج سے بیس سال قبل قادیان کی سرزمین جن علوم کی گہوارہ بن چکی تھی وہ اس وقت کہاں ہیں؟ رواداری۔ وسعت قلبی۔ آزادی اور پابندی اصول کی جو موجیں قادیان کی سرزمین سے حضرت مسیح موعود اور حضرت مولانا نور الدینؒ کے وقتوں میں اٹھی تھیں اور جنہوں نے اپنی لپیٹ میں تمام ہندوستان اور پھر کل عالم اسلام کو لینا تھا۔ ان کا کیا حشر ہؤا؟

عروج اسلام اس زمانہ میں نہ کسی اسلامی حکومت کے قائم کرنے میں مضمر ہے۔ نہ جماعتی طاقتوں اور جتھوں کے مظاہروں سے وابستہ۔ بلکہ آج اس کا صحیح راستہ تعلیم فرقانی کی خوبصورتی اور عمدگی کو الم نشرح کرنے میں ہے۔ پس اگر کسی جماعت کی ضرورت ہے تو صرف اس لئے کہ علوم فرقانی اشاعت پذیر ہوں اور اگر کسی طاقت کی حاجت ہے تو اس لئے کہ پیغام اسلام تمام غیر از مسلم اقوام تک پہنچایا جائے۔ زمانہ گواہی دے رہا ہے کہ کونسی جماعت باوجود اپنے انتہائی ضعف کے اس نصب العین کو اپنے سامنے رکھ رہی ہے۔

زندگیوں میں سچا انقلاب

مذہبی ریفارمر ہمیشہ لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے آیا کرتے ہیں۔ اصل مقصد دلوں کی تبدیلی اور آخری مدعا اعمال کی اصلاح ہؤا کرتا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ کسی زمانہ میں ایک قسم کے ذرائع سے کام لیا جاتا۔ اور دوسرے وقت میں کسی اور قسم کے ذرائع مفید ہؤا کرتے ہیں۔ مگر ماموروں ومصلحین کے مدِّنظر نیات وخطرات قلب کی تبدیلی ہوتی ہے۔ مادیت ودنیا پرستی سے چھڑانا۔ اخلاق مرضیہ وعادات حسنہ کا ودیعت کرنا تمام جدوجہد کی غرض وغایت ہے۔ خلاصہ ساری مذہبی کارروائی کا اور روح وہ نچوڑ تمام سعی وکوشش کا یہ ہؤا کرتا ہے کہ لوگوں کے دلوں سے حسد ولالچ کے جذبات خبیثہ ٹھنڈے پڑ کر ہمدردی وخیر خواہی کے جذبات طیبہ نشوونما پائیں۔

جماعت احمدیہ لاہور کو بھی یہ امر پیش نظر رکھنا لازم ہے کہ منتہائے نظر محض صحیح علم کلام کا پھیلانا یا قیام مشن نہیں اگرچہ یہ بالکل سچ ہے کہ آج یہ امور اصل کام کے ذرائع ہیں۔ مگر مقصد دلوں کی تبدیلی ہے۔ علم کلام کا پیدا کرنا اور اس کی اشاعت محض ایک ذریعہ ہے جیسا کہ اگرچہ ایک جماعت کیسی ہی منظم ومضبوط کیوں نہ ہو اور کتنا ہی وہ حضرت مسیح موعود کے دامن سے ظاہر طور پر وابستہ دکھلائی کیوں نہ دے۔ تاہم جب تک اصل نصب العین سامنے نہ رکھے سچے معنوں میں مسیح موعود کی جانشین نہ کہلائیگی۔ ایسا ہی یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ کوئی جماعت خواہ کس قدر عمدہ علم کلام اسلام پر پیدا کرتی ہو اور کتنی طاقت اشاعت پر کر رہی ہو۔ تاہم صحیح جانشین حضرت مسیح موعود کی وہ تب کہلانے کی مستحق ہوسکے گی۔ جبکہ اس کی نظر ذرائع سے اوپر اٹھ کر دلوں کی حالت اور قلوب کی کیفیت کو ملاحظہ کرتی ہو۔ اصل مقصد نہ جماعت کا قیام ہے نہ علم کلام کا پیدا کرنا اور اس کی اشاعت بلکہ زندگیوں میں انقلاب اور اعمال کی عمدگی۔ اگر بالفرض ہم یہ مان لیں کہ ایک بڑی منظم وطاقتور جماعت قائم ہو گئی یا بالفرض مذہب اسلام پر عمدہ عمدہ تصانیف بکثرت شائع ہو گئیں مگر دلوں سے دنیا پرستی اور ہوا وحرص کے جذبات کم نہ ہوئے اور ان کی جگہ غنا وطمانیت کی راحت بخش موجیں دلوں میں پیدا نہ ہوئیں تو پھر یقین کر لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود کا نصب العین حاصل نہ ہؤا۔ اور وہ گوہر مراد ہاتھ نہ آیا جس کی خاطر ساری کوشش وسعی کی گئی۔

مقاصد وذرائع کا تعلق

کسی جماعت کا استحکام اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کے سامنے اگر ٹھیک ٹھیک اس کا نصب العین واضح ہو تو دوسری طرف وہ ذرائع جو مقصد کے حصول کے لئے اس زمانہ میں ممد ومعاون ہوں۔ ان سے بے اعتنائی نہ ہو۔ مامور ومصلح جس عروج کو لانا چاہتا ہے وہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک مقاصد وذرائع واضح نہ ہوں اور ٹھیک ٹھیک ان کا صحیح صحیح مرتبہ ودرجہ نہ دیا جائے نہ نصب العین کو نظر انداز کرنے سے اصل شے حاصل ہوتی ہے۔ نہ ہی ذرائع کو چھوڑ کر نصب العین کے حصول کی توقع رکھنی چاہیئے جب ان دونوں امور کو اپنی اپنی جگہ ٹھیک استعمال کیا جائے تب ہی وہ کمال حاصل ہوتا ہے جسے زوال نہیں۔

قرآنی فلسفہ اور ظاہر وباطن کا تعلق

قرآن نے اس ظاہر وباطن یا روح وجسم کے فلسفہ کو اپنی تعلیم میں نہایت عمدگی سے واضح کیا ہے اور جو کچھ مسلمانوں میں افراط وتفریط کی راہیں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان کی بنا بھی اسی بات پر ہے کہ اگر ایک فریق نے ظاہر پر بے جا تشدد کیا اور باطن کو نظر انداز کر دیا تو دوسرے گروہ نے باطن کو برقرار رکھتے ہوئے ظاہر کو غیر ضروری قرار دیدیا۔ شریعت کے جس قدر ارکان ہیں۔ ان کی حقیقت قرآن شریف میں جگہ جگہ مذکور ہے۔ ظاہر ارکان بے حقیقت ومردہ شے ہیں۔ اگر اصل مغز موجود نہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا

کہ ظاہر ارکان بے فائدہ ہیں بلکہ کمال کا تقاضا یہی ہے کہ اگر روح جسم کے ذریعے قائم ہے تو جسم کے قیام کا مقصد روح کی پرورش ہے۔ گذشتہ قرنوں میں ملا کا دور دورہ رہا جس کی علمی نظر زیادہ تر شریعت کے ظاہر افعال تک محدود رہی۔ ملا کی نگاہ میں وہ شخص جس نے ظاہر ارکان شریعت کی پابندی پوری پوری کر لی نجات یافتہ ٹھہرا۔ خواہ اس نے ظاہر افعال کے ذریعے اسلام کی حقیقت اور مذہب کی روح سے کچھ بھی حاصل نہ کیا ہو اور اسی طرح جس نے ظاہر حرکات و سکنات کی بجا آوری میں مستعدی نہ دکھلائی۔ وہ بالکل بے نصیب و بے بہرہ ہو گورا۔ خواہ اس کے اندر سچے جذبات ہمدردی و خیر خواہی بنی نوع کیسے ہی موجزن کیوں نہ ہوں۔ یہ تو وہ دور تھا جو گزر چکا۔ موجودہ وقتوں میں اس کا ردعمل یا Reaction بہت زبردست طرح سے جاری ہے اور جیسا کہ ملا ازم نے ظاہر ارکان کی پابندی اور اصل حقیقت سے بے اعتنائی میں حد درجہ کو بکلی نظر انداز کر دیا۔ ایسا ہی ہمارے زمانہ کا خاصہ یہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کہ حقیقت کو پہچانتے ہوئے ان ذرائع سے بے توجہی برتی جا رہی ہے۔ جو اس کے حصول کے ممد و معاون ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر پرانی روشنی کا عالم عام طور سے مغز و روح سے بے خبر ہے اور محض چھلکے کو اصل شئے قرار دے رہا ہے تو دوسری طرف اس کے بالمقابل نئی روشنی کا تعلیم یافتہ مسلمان ارکان و ذرائع کے استعمال کو فضول و بے فائدہ شئے سمجھ رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ اگر ملا کی تمام جد و جہد بے مغز ہے حقیقت ثابت ہو رہی ہے تو تعلیم یافتہ طبقہ کا بہت بڑا حصہ مغز و روح کو جانتے ہوئے اس کے حصول سے بے بہرہ و بے نصیب ہے کیونکہ وہ ان ذرائع کو استعمال کرنا فضول سمجھ بیٹھا ہے جن سے اس کا حصول وابستہ ہے

قادیانی غلو و ظاہر پرستی

احمدیت میں قادیانی و لاہوری تفریق دراصل ملا ازم اور اس کا ردعمل تحریکیں ہیں۔ قادیان میں ملا طبع اصحاب نے ظاہر پرستی کو وہ مرتبہ دیا اور حقیقت سے وہ بے اعتنائی برتی جس کا نتیجہ آج کل کی قادیانی ذہنیت ہے اور جس کا خلاصہ سوائے حضرت مسیح موعود کے مقام اور خاندان اور بہشتی مقبرہ کے اور کچھ نہیں۔ اصل مدعا یعنی اسلام کی خدمت اور قرآن کی اشاعت جو امور جماعت احمدیہ کے لئے بطور روح و مغز کے ہیں۔ وہ قریباً قریباً نظر انداز ہو چکے ہیں۔ ایسا ہی جماعت کے قیام کا مقصد جو وسعت قلبی و آزادی کا پیدا کرنا تھا۔ وہ مفقود ہو کر اس کی بجائے تنگ دلی تنگ نظری اور کورانہ تقلید کا دور دورہ ہے۔ ظاہر امور پر بے جا تشدد اور اصل حقیقت سے بکلی بے توجہی محض بیعت کر لینا اور جماعت میں شمولیت مسلمان اور کامل مسلمان بنا دینے کے لئے کافی سمجھا جا رہا ہے۔ اور جماعت سے باہر رہنا اسلام کے منافی قرار دیا جا رہا ہے بحض جماعتی ترقی اور جتھابندی اسلام کی ترقی کے مترادف ہو چکی ہے۔ نہ اشاعت علوم حقہ پیش نظر ہے۔ نہ اصل تبدیلی قلوب خاطر مراد۔ جماعت احمدیہ لاہور جو قادیانی غلو و افراط کے انسداد کے لئے ابتداء میں یہ ضروری تھا۔ کہ یہ جماعت اپنی طاقت کو بڑھانے کی بجائے اصل کام یعنی اشاعت اسلام کی طرف اپنی تمام قوت لگا دیتی۔ ایسے ہی یہ بھی ضروری تھا۔ کہ وسعت قلبی اور آزادی خیال کے اصولوں پر زور دیا جاتا تا قادیانی پیر پرستی و کورانہ تقلید کا سدباب ہوتا۔ لیکن وقت آ چکا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور اپنی جماعتی طاقت کو بڑھائے۔ اشاعت اسلام کی تحریک اسی قدر طاقت سے ترقی کر سکتی ہے جس قدر مضبوط و منظم جماعت اس کی حمایت میں ہو اگر وہ جماعت جو اشاعت کے لئے وقف ہے۔ کمزور ہو جائے۔ تو لازماً خود اصل کام بھی کمزور ہو جائے گا۔ اشاعت اسلام کے نصب العین کو نظر انداز کر کے جماعت کی ترقی بے معنی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اشاعت کے کام کو پیش نظر رکھتے ہوئے جماعت کی تنظیم و تربیت کی ضرورت نہیں۔ دونو امور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ اگر ایک روح ہے تو دوسری اس کا جسم اگر ایک مقصد ہے۔ تو دوسرا ذریعۂ حصول۔

مسلمان قوم کی بدقسمتی

جب ایک حصہ جماعت نے مامور و مصلح کے نصب العین کو نظر انداز کر کے محض اس کی ذات کو مقصد قرار دے لیا۔ تو بالمقابل مامور الٰہی کے سچے متبع کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنے عقائد اور اعمال سے دنیا پر روشن کر دیا۔ کہ مسیح موعود کے نزول کی غرض و غایت اسلام میں نہ کوئی تفرقہ پیدا کرنا ہے۔ اور نہ اپنی ذات کو منوانا بلکہ اصل مدعا اسلام کی ترقی اور قرآن کی اشاعت ہے مسلمانوں پر یہ لازم تھا۔ کہ اگر وہ اسلام کی حقیقت سے آشنا اور زمانہ کی ضروریات سے واقف ہوتے تو اس جماعت کو جس نے عملی طور پر یہ ظاہر و عیاں کر دیا تھا۔ کہ اس کا مقصد جتھابندی ہے نہ فرقہ بازی بلکہ محض خدمت اسلام ایک رحمت ایزدی سمجھتے اور اس کے ساتھ تعاون میں اپنی برکت ڈھونڈتے لیکن افسوس واقعات نے اور بیس سالہ تجربہ نے اس امید کو حرف غلط کر دکھلایا۔ جو طوفان مخالفت اس وقت جماعت احمدیہ کے خلاف اٹھا ہے۔ وہ بلا اس لحاظ کے ہے کہ اس کا رخ قادیانی جماعت کی طرف ہے۔ یا لاہور کی طرف۔ موجودہ مخالفت کو اس سے کچھ غرض نہیں۔ کہ کوئی جماعت فرقہ بازی کا رنگ اختیار کر کے یا مسلمانوں کو کافر قرار دے کر اور آنحضرت کے بعد ایک نئی نبوت قائم کر کے اتحاد اسلامی میں رخنہ انداز ہو رہی ہے۔ یا وہ خالص خدمت اسلام و اشاعت قرآن کے مبارک کام کو سر انجام دے رہی ہے مخالفوں کے لئے صرف یہی بات کافی ہو . . . . کہ جماعت کا تعلق حضرت مرزا صاحب سے ہے۔ افسوس کہ مخالفوں نے اتنا بھی نہ سوچا کہ آخر مجددوں کا اس امت میں آنا ایک مسلم امر ہے۔ یہ زمانہ کیا بلحاظ مسلمان قوم کے انحطاط کے اور کیا بلحاظ غلبہ مخالفین اسلام کے پکار پکار کر ایک مصلح ربانی کا تقاضا کر رہا ہے۔ اگر اس وقت ایک مامور و مجدد مبعوث ہو گیا ہے۔ یہ تو عین تقاضئے وقت و حاجت زمانہ ہے اور یہ امر جائے تشکر و اطمینان ہے۔ نہ کہ باعث فکر و فساد پھر اگر کوئی ادنےٰ شبہ بھی اس بات کا وارد ہو تا کہ حضرت مسیح موعود خدمت اسلام کے لئے بلاتے ہیں یا اپنی ذات کے منوانے کو تو اس کا فیصلہ اپنے قول و فعل سے آپ کی سچی متابعت کرنے والے پیش کر رہے ہیں بس یہ ایک ایسا عمدہ و مبارک موقع مسلمانوں کے لئے تھا۔ اگر وہ چاہتے تو فائدہ اٹھاتے بلکہ اس کے موجودہ طوفان مخالفت نے نہ صرف عامی انسان کو اپنے ساتھ وابستہ کر لیا ہے۔ بلکہ تعلیم یافتہ طبقہ بھی عام طور سے اسی رو میں بہہ گیا ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ جیسا کہ خود حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں مخالفت کا زیادہ تر باعث جہالت و تعصب تھا۔ اس وقت کے طوفان کی بنیاد زیادہ تر خود غرضی و نفس پرستی کی صفات خبیثہ پر قائم ہے۔

حسن ظنی و تلطف

حسن ظنی بلاشبہ ایک عمدہ صفت ہے۔ اور نرمی و لطافت بھی خوبی کی بات ہے۔ لیکن ان کا استعمال بھی ایک محل و موقع کو چاہتا ہے۔ اگر تجربہ سے ثابت ہو جائے کہ ایک انسان یا قوم کے بارے میں یہ امور باعث اصلاح نہیں تو پھر لازم ہو کہ اصل واقعات سے آنکھیں بند نہ کر لی جائیں۔ اس میں کلام نہیں کہ شریعت کی حدود سے تجاوز کرنا کسی کا حق نہیں لیکن ان حدود کے اندر رہ کر علاج کرنا عین مناسب و تقاضئے حکمت ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور نے بیس سال کے دوران میں عام مسلمانوں سے حسن ظنی کا برتاؤ کیا۔ اور سختی سے بکلی مجتنب رہے یہ چاہیئے تھا۔ کہ مسلمان ان کی اسی روش سے فائدہ اٹھاتے۔ خدمت اسلام کے کام میں ان کے شامل حال ہوتے اور ان کے مخالفوں کو بکلی خطا کار سمجھتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ کچھ جہالت و تعصب کی بنا پر جماعت کے مقاصد و مطالب سے آگاہ نہیں ہوئے۔ کثیر حصہ اپنی ذاتی اغراض کے لئے یا محض عوام کے ڈر و رعب سے حق گوئی کو اختیار نہیں کر سکتا پس اب وقت آ گیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور اپنے بے جا خیالات حسن ظنی اور بے محل نرمی کو چھوڑ دے۔ جہاں جماعت لاہور پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ قادیانی غلو کی تردید شد و مد سے کرے وہاں ان پر یہ فرض بھی اسی شد و مد سے عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو بتلائیں کہ مجدد وقت کے دامن سے وابستگی اور جماعت احمدیہ میں شمولیت ہی اصل ترقی کی راہ ہے۔ جہاں وہ اجرائے نبوت و تکفیر کے مہلک و تباہ کن مسائل کے خلاف جہاد کریں اسی جوش و صدق سے وہ یہ بھی بتلا دیں۔ کہ اتحاد اسلامی کی سچی و عملی راہ اب کونسی ہے۔ بے شک امام وقت کا انکار موجب کفر تو نہیں لیکن موجب تشتت و انتشار و باعث حرمان و بدنصیبی ضرور ہے جہاں قرآن و حدیث سے یہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ وہاں پر یہ بھی پیش کیا جائے۔ کہ امام وقت کی متابعت میں جہاد زمانہ میں شامل ہونا ایک بڑی برکت و رحمت کا موجب ہے۔ بلکہ یہ کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ جہاں پر اس شخص سے اسلامی تعلقات لگائے جاتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو مسلمان سمجھتا ہے۔ وہاں مکفرین سے بکلی بیزاری کا اعلان و اظہار ہو۔　　(باقی)

اسلام میں عورت کی حیثیت

(از مولینا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ)

(۲)

حضرت نبی کریم صلعم کے پیغام اور شخصیت کو پرکھنے کے لئے سب سے مقدم معیار قرآن مجید ہے۔ جس کے صحیح ہونے میں ذرا بھر بھی شک نہیں کیا جا سکتا۔ اور جس کی صحت پر مخالف نقادان اسلام کو بھی اتفاق ہے۔

حضرت عائشہ رض سے جب حضرت نبی کریم صلعم کے کیریکٹر کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کان خلقه القرآن آپکا خلق قرآن تھا۔ جب تک اس مسلمہ اصول کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ نبی کریم کے متعلق کوئی تنقید دیانتدارانہ نہیں ہو سکتی

ہندوستان ٹائمز میں جو کچھ لکھا گیا ہے مضمون نگار نے قرآن مجید کے حوالہ جات سے کلی اجتناب کیا ہے۔ اور ان حدیثوں کو لیا ہے جن کو اسلام میں وہ مرتبہ حاصل نہیں۔ جو قرآن مجید کو ہے۔ اور پھر ان حدیثوں کے مجموعہ میں سے مضمون نگار کی نظر انتخاب ایسی حدیثوں پر پڑی جن کو لے کر وہ ہادی اعظم کی بدنما تصویر پیش کر سکے۔

قرآن مجید میں صاف صاف ارشاد ہے۔

۱۔ ولھن مثل الذی (۱) اور ان کے پسندیدہ طور (حقوق) علیھن بالمعروف ہیں۔ جیسے ان پر حقوق ہیں۔

۲۔ ربکم الذی خلقکم ۲۔ جس نے تم کو ایک ہی اصل سے من نفس واحدۃ وخلق پیدا کیا۔ اور اسی سے اس منھا زوجھا۔ کا جوڑا پیدا کیا۔

قرآن مجید میں بار بار آتا ہے۔ کہ نیک مرد اور نیک عورت کیلئے بہت اجر ہیں اور وہ دونوں کے درمیان کوئی تمیز نہیں کرتا۔ ہم کتب حدیث میں حضرت نبی کریم صلعم کا یہ حکم بار بار دیکھتے ہیں کہ:۔

"جنت ماں کے قدموں کے تلے ہے"

"علم کا حاصل کرنا مسلم عورت اور مسلم مرد پر فرض ہے"

ان صاف احکام کے ہوتے ہوئے جو شخص نبی کریم صلعم پر یہ الزام لگائے۔ کہ انہوں نے عورتوں کو مرد کا غلام اور انہیں بے علم رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ وہ یا جاہل محض ہے یا شرارت کا پتلا۔

ہم گزشتہ اشاعت میں اس پر بحث کر چکے ہیں کہ مضمون نگار نے مندرجہ بالا اصول کو صرف نظرانداز ہی نہیں کیا۔ بلکہ جو روایات اس نے بیان کی ہیں۔ ان کو بھی توڑ موڑ کر پیش کیا ہے اس کی دو مثالیں اور سن لیں:۔

مضمون نگار نے لکھا ہے۔ کہ حدیثوں کی بنا پر عورت کو شیطان کا چابک کہا گیا ہے۔ حدیث میں عربی لفظ "حبائل" ہے جس کے معنے رسی کے ہیں نہ کہ چابک کے اس کا مطلب یہ ہے: . . . . . . کہ بعض اوقات عورت کے متعلق جذبات انسان کو گمراہ کر دیتے ہیں۔

دوسری حدیث جس کا ذکر مضمون میں کیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ "بادشاہ گھوڑے اور عورت کا اعتبار نہ کرو" اصل لفظ جس کا ترجمہ "اعتبار" کیا گیا ہے "الطیرۃ" ہے۔ جس کے معنے شگون بد کے ہیں۔ اور یہ حدیث بھی نہیں ہے۔ اس کی تردید حضرت عائشہ رض کی طرف سے کتب حدیث میں موجود ہے۔ جب ان کے سامنے یہ کہا گیا۔ کہ یہ حضرت نبی کریم صلعم کا قول ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔

"ماقالھا رسول اللہ صلعم قط۔ انما قال ان اھل الجاھلیۃ کانوا یتطیرون من ذالک"

یعنی رسول اللہ صلعم نے ہرگز یہ الفاظ نہیں فرمائے۔ جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ یہ ہے۔ کہ ایام جاہلیت میں لوگ ان چیزوں سے شگون لیا کرتے تھے"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کریم صلعم نے اس خیال کی تردید فرمائی اور اسے جاہلیت کہا۔ حضرت نبی کریم صلعم کے صاحبزادے ابراہیم کی موت کے دن سورج کو گہن لگ گیا۔ بعض لوگوں نے اسے ابراہیم کی موت کا نتیجہ قرار دیا لیکن حضرت رسول کریم صلعم نے اس خیال کی زبردست تردید کی پس جو شخص اس عظیم الشان ہستی کی طرف جس کا مقصد وحید دنیا کو توہم پرستی سے پاک کرنا تھا۔ کوئی ایسی چیز منسوب کرے کہ گویا آپ عورت۔ گھوڑے اور بادشاہ سے بدشگونی لیتے تھے اسے اور کیا کہا جائے۔ کہ وہ محض شر انگیز یا گندا کرنے والا ہے۔ باقی محاورات بھی زمانہ جہالت کے اقوال ہیں جن کا ذکر حدیث کی کتب میں نہیں۔

اس کے بعد کثیر ازدواجی اور طلاق کا الزام آتا ہے اور یہ کوئی نیا الزام نہیں۔ بلکہ کئی بار لگایا گیا ہے۔ لیکن ان دونوں کے متعلق انسانیت کے جذبات نفرت دن بدن کم ہو رہے ہیں۔ اور کبھی غیر مسلموں نے ان میں سے اول الذکر کا نفاذ بذریعہ قانون ضروری سمجھا ہے۔ اور باقی بھی ان میں اکثر رسمے ہیں یہ کہنا۔ کہ حضرت نبی کریم صلعم کے نواسے [illegible] یہ اسلام کے خلاف کوئی الزام نہیں۔ اسلام [illegible] قرآن مجید اور حضرت محمد صلعم کا اور بس۔

اسلام میں "مجرد زندگی کی مذمت" ہے یہ بھی ایک الزام ہے جو مضمون نگار نے اسلام کے خلاف پیش کیا ہے۔ بلاشبہ اسلام مجرد رہنے کو برا کہتا ہے۔ لیکن اس میں کونسی برائی ہے؟ کون دیانتداری سے اس کا انکار کر سکتا ہے۔ کہ متاہل زندگی ہی اعلےٰ اخلاق کی تربیت گاہ ہے۔ وہ لوگ جو مجردانہ زندگی کی تعریف کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر ایسا کہنے میں ریاکاری سے کام لیتے ہیں اور ان کے عمل سے بھی وہ ریاکار ثابت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ درحقیقت اس قدر بزدل ہیں۔ کہ متاہل زندگی کی ذمہ واریوں کا بوجھ سہار نہیں سکتے۔ اور اسلئے نہایت "پارسانہ" لہجہ میں تجرد کی توصیف اور شادی کو شہوت پرستی کہہ کر اس کی مذمت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس ان کی عملی زندگی کی شہادت کچھ اور ہے شہوت پرستی تو ان کی زندگی میں بدستور پائی جاتی ہے جیسے ان بے پدر بچوں کی کھوپڑیوں سے معلوم ہوتا ہے۔ جو راہب خانوں کے تالابوں سے برآمد ہوتی ہیں اور اس قتل کے مرتکب وہی "حضرات" ہوتے ہیں جو تجرد کے حامی ہیں

شادی کو برا کہنا انسانی فطرت کو جھٹلانا ہے۔ اور اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ زندگی کی تگ و دو سے مکر و فریب کے ذریعہ کنارہ کشی کی جائے۔ اسلام جو جوانمردی کا مذہب ہے۔ بھلا ایسے بزدلانہ راہ چھوٹ کا ترن ہونے کی کب اجازت دے سکتا ہے۔ یہ کہنا کہ "عورت محض ایک لاوارث چیز ہے" سفید جھوٹ ہے جو پیغمبر اسلام کے اسوۂ حسنہ اور احکام کے سراسر خلاف ہے حضرت نبی کریم صلعم عورتوں کے ساتھ نہایت کریمانہ سلوک فرمایا کرتے۔ کذب بیانیوں کی یہ ایک خاصی فہرست ہے مگر مندرجہ ذیل الفاظ میں مضمون نگار نے جھوٹ کی بھی حد کر دی ہے

"عورت کو اس کی مرضی یا ارادے کے بغیر بیاہ دیا جاتا ہے۔ اگر اس کی شادی ایسے مرد سے کر دی جائے جس کی کئی بیویاں۔ یا داشتہ لونڈیاں ہوں۔ تو اس کو کوئی حق نہیں۔ کہ وہ اس کے خلاف آواز نکالے۔ اگر شادی کے بعد اس کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہو۔ تو اس کو طلاق دے دیا جاتا ہے جب وہ جسمانی طور پر اپنے خاوند کے لئے جاذب نظر نہ رہے۔ تو بھی اسے فوراً طلاق دے دیا جاتا ہے لیکن اگر وہ طلاق مانگے تو اسے مہر سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے جب خاوند بیوی باہر جائیں تو عورت کو حق نہیں کہ وہ آگے یا مرد کے ساتھ ساتھ چلے اسے خاوند سے پیچھے کافی فاصلہ پر چلنا ہوگا"

اسلام کا سرسری مطالعہ کرنے والوں پر بھی روشن ہے کہ جب تک عورت مرد (دونوں) رضامند نہ ہوں نکاح نہیں ہو سکتا نکاح کے وقت جب تک عورت "ہاں" نہ کہہ دے اس وقت تک نکاح نہیں ہوتا۔ "داشتہ لونڈیاں" رکھنا یا متعہ کرنا قرآن کے نزدیک ناجائز ہے۔ اور اس کی مذمت کی گئی ہے۔ اس کا رواج حضرت نبی کریم صلعم کے زمانے میں ہرگز نہ تھا۔ "شادی کے بعد اس کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہو۔ تو اس کو طلاق دے دیا جاتا ہے" یہ الزام ہم نے اپنی زندگی میں پہلی بار سنا ہے اور اس نکتہ سنجی کے لئے ہم پروفیسر کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ طلاق کے متعلق گزشتہ مقالہ میں ہم روشنی ڈال چکے ہیں۔ جھوٹ کا پلو مار پھر یہ کہنا ہے کہ:۔

"کمسنی کی شادی کی اجازت اسلام نے اس لئے دی ہے۔ کہ (حضرت) رسول خدا (صلعم) نے خود ایسی شادی کی اور دوسروں کو شادی کرنے کے لئے کہا"

حضرت عائشہ صدیقہ رض کی شادی کو اس کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ بہتان عظیم ہے۔ اسلام کمسنی کی شادی کی اجازت نہیں دیتا۔ جب تک لڑکی بالغ نہ ہو جائے وہ شادی کے لئے رضامندی کا اظہار نہیں کر سکتی۔ اور اگر ایسی شادی ہو جائے تو لڑکی بالغ ہونے پر اسے منسوخ کر سکتی ہے۔ یہ خیال کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کی عمر شادی کے وقت چھ سال کی تھی۔ ایک عام غلط فہمی ہے۔ اور اس کی تردید اس سے قبل کئی بار انہی صفحات میں لکھی جا چکی ہے۔ اور بتایا جا چکا ہے۔ کہ شادی کے وقت آپ کی عمر کم از کم چودہ سال کی تھی۔

انگریزی حکومت اور مجدد وقت

حضرت مسیح موعودؑ پر ایک اعتراض کا جواب

(از شبیر محمد اختر مدیر معاون)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جہاں اور طرح طرح کے اعتراضات ہو رہے ہیں۔ وہاں ایک بڑا اعتراض یہ بھی ہے۔ کہ آپ نے انگریزی حکومت کی بہت تعریف کی ہے۔ اور مخالفین سلسلہ اس پر آئے دن بہت کچھ لکھتے رہتے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب دینے سے قبل ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ قارئین کرام ذرا تیرھویں صدی کے آخری زمانے پر نظر دوڑائیں۔

پنجاب میں سکھوں کی حکومت تھی اور سکھا شاہی کی خونچکاں داستان آج تک زبان زد خلائق ہے۔ تیرھویں صدی کے مجدد حضرت سید احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمتہ نے اس سلطنت کے خلاف جہاد فرمایا اور بالاکوٹ کے مقام پر شہید ہو گئے۔ اس زمانے کا نقشہ ذرا احمدیت کے ایک معترض کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

"اس کے بعد جب آپ نے دیکھا کہ ملک پنجاب میں شعائر اسلام کی علانیہ بے حرمتی ہو رہی ہے اور طاغوتی قوتیں اسلام کے مٹانے پر تلی ہوتی ہیں۔ پنجاب کی مساجد بارود خانوں اور اصطبلوں کی شکل میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ قرآن مجید کی سیڑھیاں بنائی جا رہی ہیں۔ خدا کا نام لینا یا اذان دینا جرم قرار دیا جا رہا ہے۔ اذان دینا ایک طرف رہا مسلمان ہونا موجب ہلاکت ہو رہا ہے۔" (رسالہ حقیقت اسلام ماہ جون ۳۶ء)

تیرھویں صدی کے مجدد سکھ مظالم سے پنجاب کو پاک نہ کر سکے لیکن خدا کے مامور کی دعائیں اور خون رنگ لایا۔ اور خدا نے انگریزوں کو سکھوں پر مسلط کر دیا۔ اور اس طرح ایک عذاب سے مسلمانوں کو نجات دی۔

تیرھویں صدی کے آخر میں اکابرین اسلام کی تحریروں کو آپ دیکھیں گے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ تمام لوگ انگریزی سلطنت کو ایک نعمت عظمےٰ خیال کرتے تھے چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نواب صدیق حسن خانصاحب سر سید احمد خاں صاحب وغیرہم تمام بزرگوں کی تحریروں میں انگریزی سلطنت سے وفاداری کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اس کا سبب وہی مذہبی آزادی ہے۔ جو سکھوں کے عہد میں مفقود تھی۔

نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب "ترجمان وہابیہ" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ رسالہ اس غرض سے لکھا گیا ہے۔ کہ سرکار عالیہ برٹش کو یہ بات معلوم ہو جائے۔ کہ مسلمانان ریاست ہائے ہندو رعایائے ہند میں کوئی بدخواہ اس دولت عظمےٰ کا نہیں ہے۔" (صـ)

"اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادگی مذہب کو ناپسند کرتا ہے۔" (صفحہ)

"کتب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش و آزادگی اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی ہے کسی حکومت میں نہ تھی۔" (صـ۹)

نواب صاحب مرحوم صرف اسی پر اکتفا نہیں فرماتے بلکہ سلطنت انگلشیہ کو شریعت اسلامی کے دوسرے درجہ پر بتاتے ہیں

"امام شوکانیؒ نے جہاں حکام کے عدل کا بیان کیا ہے۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اگر شریعت اسلام کے موافق عدل نہ ہو سکے۔ تو حکام فرنگ کی طرح تو امن واماں رعایا اور اصلاح و درستی برایا کا لحاظ رکھا جائے۔"

مولوی محمد حسین صاحب و دیگر علماء پنجاب نے بھی متفقہ طور پر انگریزی حکومت سے وفاداری کا فتویٰ دیا ہے۔

ہمارے زمانے میں بھی "نیشنلزم" کے حامی اعظم مولوی ظفر علی خاں صاحب نے بھی ایک قصیدہ حکومت کے حق میں لکھا ہے۔ جو انکے جذبات کو ظاہر کرتا ہے کہ چودھویں صدی کے شروع میں پنجاب کا مسلمان انگریزوں کو کس نظر سے دیکھتا تھا ؎

ہے شیریں نام ایسا بادشاہ جارج خامس کا
عذوبت ہے زبانوں میں حلاوت ہے بیانوں میں
ودیعت ہے شہنشاہ کی عقیدت آفریں الفت
سروں میں اور سینوں میں دلوں میں اور جانوں میں
نظر آئی تیری ظل الٰہی شان دونوں کو
برہمن کو صنم خانہ میں مسلم کو اذانوں میں
سلامت قیصرہ کو اور قیصر کو خدا رکھے
یہی اک نغمہ جاں پرور ہے سب قومی ترانوں میں
رہیں ثابت قدم ہم اپنے قیصر کی اطاعت پر
کہ جس سے سرخرو ہم ہو سکیں دونوں جہانوں میں
ہمارے واسطے کیا کم یہی انعام و عزت ہے
کہ داخل ہو گئے قیصر کے ہم بھی مدح خوانوں میں

چودھویں صدی کا مجدد آیا۔ اس کا کام سب سے اہم اور مشکل تھا۔ اس کے پیش نظر یورپ اور مادی تہذیب کی اصلاح تھی۔ وہ اٹھا اور اس نے عیسائیت کے وہ پرخچے اڑا کر رکھ دئے۔ کہ اس کی مثال تاریخ اسلام میں نہیں۔ ہاں آپ اس کے ساتھ ہی انگریزی حکومت سے تعاون کا اور اس کے قوانین کی پابندی کا حکم بھی جماعت کو دیتے ہیں۔ کیا بحکم آیت قرآنی یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین للّٰہ شھداء بالقسط۔ اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ (المائدہ) مسلمانو! خدا لگتی گواہی انصاف سے دیا کرو۔ اور کسی قوم کی عداوت سے بے انصافی نہ کرنے لگو۔ عدل کیا کرو عدل پرہیزگاری کے بہت ہی قریب ہے۔ (تفسیر ثنائی) حضرت مسیح موعودؑ نے ان میں ایک اچھی بات دیکھی اور انصاف کا یہی تقاضا تھا۔ کہ اس احسن عمل کی تعریف کی جاتی چنانچہ آپ نے ایسا کیا لیکن جہاں مذہب کا معاملہ تھا۔ وہاں عیسائیوں کو "دجال" کے نام سے پکارا۔ اور اسلامی اصطلاح میں "دجال" سے سخت تریں لفظ شاید کوئی اور نہ ہو سکے گا۔ آپ نے حکومت کی اندھا دھند اطاعت سے جماعت کو منع فرمایا ہے:۔

"یہ بات بالکل سچ ہے۔ کہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے شکر گزار ہیں اور اس کے خیر خواہ ہیں۔۔۔ مگر ہم اس کو خطا سے معصوم نہیں سمجھتے اور نہ ہی اس کے قوانین کو حکیمانہ تحقیقاتوں پر مبنی سمجھتے ہیں۔" (نور القرآن)

عیسائیت کے خلاف جب حضرت مسیح موعودؑ نے جہاد شروع کیا۔ تو اس کا نتیجہ وہی نکلا جو ہونا تھا۔ حضرت اقدس کے خلاف حکومت کو اکسایا گیا۔ اور آپ کو باغی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس خانہ تلاشی کیلئے جاتا ہے۔ عبد اللہ آتھم جو انگریزی حکومت کا ایک عہدیدار تھا۔ اس سے مباہلہ اور مناظرہ کیا جاتا ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام دی جاتی ہے۔ آپ کیخلاف سول اینڈ ملٹری گزٹ جیسے نیم سرکاری اخبار نے بھی مضمون لکھنے شروع کر دئے۔ جس کا جواب حضرت اقدس نے اسی اخبار میں دیا۔ اور تمام الزامات کی تردید کی

۱۹۳۶ء میں ہندوستان کی حالت ۱۸۸۰ء کے مقابلہ میں بالکل مختلف ہے۔ ایک شخص موجودہ زمانے کی تحریکات سے متاثر ہو کر اور واقعات کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دے کہ "بھلا انگریزی حکومت کی تعریف کرنا اور حکومت سے وفاداری کا حکم دینا کیا یہ مجدد کا کام ہے؟" یہ سراسر ظلم ہوگا اس ذات اقدس پر جس پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے حالانکہ اس زمانے کے حالات ہی ایسے تھے۔ آج بھی دیکھ لو جس قدر مذہبی آزادی انگریزی حکومت میں ہے کسی دوسری حکومت میں نہیں۔ ہمارے سامنے کا واقعہ ہے۔ کہ کشمیر ایجی ٹیشن شروع ہوا۔ مسلمانوں پر ریاست کی طرف سے جو مظالم ڈھائے گئے جس کی یاد سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہم نے مجروحین کو خود دیکھا۔ اس حالت کی کیفیت باشندگان ریاست کی زبان سے سنئے۔ جب انگریزی فوج نے دخل دے کر معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ کیا اس وقت یہ انگریزی فوج ان مظلوم مسلمانوں کے لئے ایک "رحمت" نہ تھی؟ کیا انگریزی حکومت کی بروقت مداخلت ان کو حیات تازہ نہ دے گئی؟ اگر ایسے حالات میں ہم انگریزی حکومت کے اس رویہ کی تعریف کر دیں۔ تو بس ایک آفت آ جائے گی۔ "مرزائی حکومت پرست ہیں" کا فلک شگاف نعرہ بلند کیا جائیگا۔

اخیر میں ہم معترضین حضرات سے گزارش کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ خدارا آپ مجدد وقت کو اگر آزمانا چاہتے ہیں تو دیکھو کہ انہوں نے دنیا میں کام کیا کیا۔ اور ان کے کام کا عمل کیا ہے؟ نہ یہ کہ خواہ مخواہ واقعات سے قطع نظر کر کے جو جی میں آیا لکھ دیا۔ اور کہہ دیا حضرت مسیح موعودؑ نے انگریزی حکومت کی تعریف کرنے میں کونسی برائی کی؟ کیا اظہار حقیقت اسلام میں روا نہیں؟ کیا کسی ایسی حکومت کی تعریف کرنا ناجائز ہے۔ جو مسلمانوں کو مظالم سے نجات دلائے؟ خدارا ذرا غور کرو۔ اور سوچو کہ امام وقت کی مخالفت تمہیں کیوں بے بصر کر رہی ہے؟

بقیہ صفحہ ۳

وہاں کے فوجی ہسپتال میں نرس کے فرائض انجام دے سکیں۔ نرس کے کام کی انہوں نے باقاعدہ تربیت حاصل کر لی ہے ایک حقیقت بین آنکھ اور ایک غور و فکر کرنے والے دماغ کے لئے اس خبر میں ہزاروں سبق پوشیدہ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حبشہ پر اٹلی کی چڑھائی سراسر ظالمانہ ہے۔ لیکن بہر حال اٹلی اس کو ایک قومی مقصد قرار دے چکا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اٹلی اپنے بہترین فرزند اور جرنیل میدان جنگ کو روانہ کر چکا ہے مسولینی کے لڑکے جدال و قتال میں مصروف ہیں۔ اٹلی کے سرکاری خزانہ میں سونے کی کمی محسوس ہوئی اطالوی خواتین نے اپنی شادی کی انگشتریاں پیش کر دیں شاہی خاندان حتےٰ کہ ملکۂ اٹلی کی انگشتری بھی اس میں شامل تھی۔ اب ولی عہد کی بیگم اٹلی کی آئندہ ملکہ۔ شاہی محلوں میں پلی ہوئی شہزادی شاہی محلوں کا آرام و عیش چھوڑ کر میدان جنگ کو جا رہی ہے وہاں نرس کا کام کرے گی سپاہیوں کے زخم صاف کرے گی۔ ان کو دوا پلائیگی۔ اپنا آرام قربان کریگی۔ اطالوی قوم پر اس قربانی کا جو اثر ہوگا۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ سب کچھ کس لئے؟ ایک قوم کو غلام بنانے کے لئے!

آؤ ہم ذرا اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈالیں اور دیکھیں ہم جو خدمت دین و اشاعت اسلام کے پاک ترین مقصد کو لے کر نکلے ہیں کیا کر رہے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں

احسان کا بدلہ

مسلمانوں کے ایک مشہور مبلغ مولوی غلام فرید جواب جوش میں آکر ہمیں اور ربانی سلسلہ کو بُرا بھلا کہنے سے بھی نہیں رکتے۔ کچھ عرصہ ہمارے ہاں رہ چکے ہیں۔ ہم سے علیحدگی کے وقت جو خط انہوں نے گھر سے جا کر بھیجا۔ وہ خود ان کی اور دوسروں کی آگاہی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ تاکہ ایسے واعظان اسلام کے اخلاق کا اندازہ ہو سکے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

میں انجمن کا تہ دل سے مشکور ہوں جس نے میری ہر طرح سے مدد فرمائی۔ شوق تو یہ بھی تھا۔ کہ کورس پورا کروں۔ لیکن بعض ناگزیر حالات کی بنا پر ایسا کرنے سے معذور ہوں۔ انجمن کا پہلے بھی خادم تھا۔ اور اب بھی ہوں۔ انشاء اللہ آئندہ بھی رہوں گا۔ لیکن سردست انجمن کے ماتحت کام کرنے سے مجبور ہوں۔ واقعات کچھ ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے الگ ہونا پڑا ہے۔ بہر حال قیامت تک آپ کی جماعت کا شکر گزار رہونگا۔ اور آپ حضرات کی اسلامی خدمات کا معترف ہونگا۔

میرے والد صاحب ضعیف العمر ہیں۔ غریب مزاج اور مسلمہ طور پر شریف بزرگ ہیں۔ ان کی سلسلے ہی ہے۔ اس لئے ان کی رائے کے خلاف کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ ورنہ مجھے آپ کے پاس رہنے سے دین اور دنیا کے فائدے ہیں۔ کسی طرح کی تکلیف نہ تھی۔ لیکن اس وقت تمام فوائد کو پس پشت ڈال کر استعفیٰ دینے پر مستعد ہوا ہوں۔ امید ہے۔ آپ بھی مجھ پر احسان فرما کر مجھے سبکدوش فرمائیں گے

(نیازمند۔ غلام فرید مبلغ تحصیل چنیاں ضلع سیالکوٹ)

مسلم ہائی سکول لاہور کے خلاف افسوسناک پروپیگنڈا

غیر از جماعت اساتذہ کا بصیرت افروز اعلان

احراری اخبار "مجاہد" آج کل مسلم ہائی سکول لاہور کے خلاف افسوسناک پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ اس کے صفحات میں پے در پے خلاف حقیقت اور دور از قیاس باتیں درج ہو رہی ہیں۔ اس پروپیگنڈا کے جواب میں سکول ہذا کے غیر از جماعت اساتذہ نے مندرجہ ذیل تحریر بغرض اشاعت ارسال کی ہے جسے بجنسہ درج اخبار کیا جاتا ہے انصاف پسند اور صاحب فہم حضرات اس کے مطالعہ سے صحیح نتیجہ پر بآسانی پہنچ سکتے ہیں۔ (مدیر)

محترم ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح"

السلام علیکم۔ براہ نوازش ذیل کی چند سطور اپنے گرامی اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔

ہم ذیل کے غیر احمدی ممبران سٹاف مسلم ہائی سکول لاہور گزشتہ چند ایام سے سکول کے مخالفین کے مضامین اخبار "مجاہد" کے ذریعہ دیکھ رہے ہیں۔ اور چونکہ اخبار مذکور کو صحیح صحیح اطلاع نہ ملنے سے عوام میں بدظنی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ اس واسطے بحیثیت غیر احمدی ہونے کے ہمارا اخلاقی فرض ہے۔ کہ پبلک سے ان شکوک کو رفع کیا جائے۔ جو ایک قومی اور مفید درسگاہ کے خلاف مخالفین کے پروپیگنڈے سے پھیل رہے ہیں۔

تمام سٹاف سے ہم ذیل کے آدمی جن کو یہاں کام کرتے ہوئے عرصہ پندرہ سولہ سال یا کم و بیش ہو چکا ہے۔ اپنے تجربہ کی بنا پر اعلان کرتے ہیں۔ کہ:۔

۱۔ شروع سال میں جب کہ داخلہ کا وقت ہوتا ہے۔ مخالفین اوچھے ہتھیاروں پر آکر سکول کی شہرت اور ہر دلعزیزی کو تباہ کرنے کی غرض سے غلط پروپیگنڈا کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں چنانچہ اس سال بھی اخبار "مجاہد" کے ذریعہ بے بنیاد اور غلط واقعات پبلک کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

۲۔ آج تک سٹیشنری۔ کتب اور دیگر سامان جو وقتاً فوقتاً سکول میں آتا رہا۔ ہمیشہ غیر احمدی صاحبوں سے خرید کیا گیا۔ یہاں تک کہ آج کل جو سٹیشنر سکول کے سامنے بیٹھتا ہے۔ وہ غیر احمدی ہے اور طلباء کے علاوہ سکول بھی اپنی ضروریات کی اشیاء اسی سے خرید کرتا ہے۔ اور سکول میں نہ کبھی پہلے اور نہ حال ہی میں کسی طالب علم کو مجبور کیا گیا۔ اور نہ ہی پیٹا گیا۔ کہ وہ احمدی دکاندار سے سٹیشنری خریدے۔ [illegible] سے پتہ ہے۔ کہ کسی احمدی کی نہ سکول کے گرد و نواح میں اور نہ ہی کسی اور جگہ سٹیشنری کی دکان موجود ہے افسوس ہے کہ اخبار موصوف نے اس میں تحقیق سے کام نہیں لیا۔ اور [illegible] اخباری فرائض سے دور رہا ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

دوسری بات جس پر اخبار موصوف نے [illegible] زیادہ زور دیا ہے دینیات کی تعلیم ہے۔ اس [illegible] سے کہ کوئی خاص احمدی استاد دینیات [illegible] مقرر نہیں کیا گیا۔ بلکہ ہمیں میں سے اکثر [illegible] اور دینیات سلیبس کا انتظام و تقرر ہم [illegible] آدمی کے ہاتھ میں ہے اور آج تک اس اور لڑکوں کی طرف سے [illegible] کا موقعہ نہیں ملا۔ حالانکہ طلباء و والدین [illegible] ہیں۔ تو اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مخالفین [illegible] رکھتے ہوئے۔ غلط واقعات اخبار کے حوالہ کر کے اپنے آپ کو اور اخبار کو گنہگار ٹھہراتے ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ احمدی طلبہ کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ اور غیر احمدی طلباء کو سرزنشیں اور سزائیں دی جاتی ہیں۔ یہ اتہام کسی دیہاتی سکول پر عائد ہوسکتا ہوگا۔ لاہور جیسے مہذب اور تعلیم یافتہ شہر میں اس کا وہم و گمان کرنا ہی بعید از قیاس ہے۔ شیعہ طلباء کا عنصر دوسرے طلباء سے کسی حالت میں کم نہیں۔ لیکن آج تک کسی شیعہ اخبار نے اس قسم کی شکایات نہیں کی۔ بلکہ اکثر شیعہ اصحاب اس درسگاہ کے مداح ہیں۔ اور سکول کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اس سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب سید غلام مصطفےٰ شاہ جو علیگڈھ کے گریجوایٹ ہیں۔ ان کو ہم سالہا سال سے جانتے ہیں اور انہوں نے فرقہ دارانہ تعصب کو برطرف رکھتے ہوئے اکثر غیر احمدی طلبا کی فیسیں معاف کر رکھی ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ اپنی گرہ سے ان کو وقتاً فوقتاً مدد بھی دیتے ہیں۔ اور دیتے رہتے ہیں حقیقت میں علیگڈھ کی برادرانہ اخوت و ہمدردی ان سے نمایاں ہے۔ اور آج تک ان کی شخصیت سے کسی فرد کو بھی نقصان نہیں پہنچا ہے۔

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور جو تکفیر کے دور کرنے کے اصولوں۔ باہمی الفت و محبت کے قوانین پر کاربند ہے۔ ہمیشہ نادار اور غریب طلبا کی مدد میں کاربند اور کوشاں رہتی ہے قطع نظر اس بات سے کہ وہ احمدی ہے یا غیر احمدی جملہ اراکین لاہور پارٹی کا سلوک ہم لوگوں سے بالکل ویسا ہی ہے جس طرح کہ دوسرے اساتذہ سے بلکہ بعض ایک کے ساتھ ایسی رعائتیں کی گئی ہیں جو احمدی بھائیوں کو نہیں ملیں اور یہ محض ان کے خلوص کا نتیجہ ہے۔

اخیر میں ہم پبلک سے درخواست کریں گے۔ کہ ہمارے سالانہ نتائج۔ کارکردگی۔ بچوں کی طرف ہماری پدرانہ محبت اور ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے مخالفین کے غلط پروپیگنڈے کا خیال نہ کریں۔ اور اپنے بچوں کو بدستور اسی پرانی درسگاہ میں بھیج کر اسلامی اخوت۔ رواداری اور محبت کا نمونہ پیش کریں۔

نیازمندان:۔ (۱) (مولوی) عزیز الدین بی اے بی ٹی۔ سیکنڈ ماسٹر

۲۔ (سید) یعقوب حسن زیدی۔ بی اے ایس اے وی۔ سائنس ماسٹر

۳۔ (ماسٹر) بشیر حسین۔ ایف اے او ٹی۔ پرشین ٹیچر

۴۔ (ماسٹر) محمد اشرف ڈرل ماسٹر

۵۔ (ماسٹر) عبدالرحمن سینیر ڈرائنگ ماسٹر

(۶) (مولوی) علم الدین۔ لیبارٹری اسسٹنٹ

۷۔ (مولوی) نور الحسن۔ ایف اے ایچ پی۔ ورنیکلر ٹیچر

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— حکومت ایران نے اپنی سفارت متعینہ واشنگٹن اور اپنے دوسرے امریکن قونصل خانوں کو بند کر دیا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ امریکن اخبارات میں بعض ایسے مضامین شائع ہوئے ہیں جن میں شاہ ایران کے خلاف ناشائستہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

—— ایک خبر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اور ایران کے سفارتی تعلقات کا سلسلہ قطعی طور پر منقطع نہیں ہوا بلکہ یہ کام سفیر امریکہ متعین ایران کے ذریعے سرانجام پاتا رہے گا۔

—— افریقہ کے متعلق تازہ ترین اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ براعظم افریقہ کے ۱۲ ممالک مراکش، مصر، سمالی لینڈ وغیرہ میں ۹۰ فی صدی مسلمان آباد ہیں اس کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی مسلمانوں کی تعداد ۶۰ فی صدی سے کم نہیں ہے۔ حبشہ میں مسلمانوں کی تعداد کافی ہے۔ عیسائی حکومت ہونے کے باوجود وہاں کے مدارس میں قرآن کریم کی تعلیم لازمی ہے اور مقدمات میں زیادہ تر اسلامی شریعت پر انحصار کیا جاتا ہے۔

—— گزشتہ دنوں طرابلس کے اطالوی حکام نے فوج میں مسلمانوں کی جبری بھرتی کا حکم دیا جس پر طرابلسی مسلمانوں نے بغاوت کر دی تازہ مصری اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالوی حکام کی انسدادی تدابیر کے باوجود بغاوت فرو نہیں ہوئی اور روز بروز ترقی کر رہی ہے۔

—— ایک سرکردہ مصری اخبار کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ جب اطالوی حکومت فوج کے ذریعے اس بغاوت کو فرو کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی تو اس نے سمالی اور عرب مولویوں کو طرابلسی مسلمانوں میں پھیلا دیا تاکہ یہ اپنے ہم مذہب بھائیوں کو اطالوی حکومت کی اطاعت پر آمادہ کر سکیں اور اعلان کیا کہ اطالوی حکومت ہر ایک طرابلسی سپاہی کو ۱۵ پونڈ ماہوار تنخواہ دے گی لڑائی میں مارے جانے کی صورت میں اس کے بیوی بچوں کو تاعمر پنشن ملے گی لیکن یہ تدبیر بھی کارگر نہیں ہو سکی۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ شیخ تاج الدین الحسنی وزیر اعظم شام جنہیں اس لئے ناپسند کیا جاتا تھا کہ وہ فرانس کے حامی خیال کئے جاتے تھے مستعفی ہو گئے اور عطا پاشا الایوبی نے نئی وزارت مرتب کی ہے۔ اس وزارت کو شامی اور فرانسیسی دونوں اعتماد و اطمینان کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

—— قاہرہ یکم اپریل۔ کل قصر زعفران میں برطانوی اور مصری گفت و شنید کا از سر نو آغاز ہو گیا۔ افتتاحی اجلاس میں فریقین کے نمائندوں کا رویہ مصالحانہ اور دوستانہ تھا معمولی گفت و شنید کے بعد مصطفیٰ نحاس پاشا رئیس وفد مصر اور سر مائلس لیمپسن رئیس وفد برطانیہ نے تقریریں کیں۔

—— بغداد کی ایک خبر مظہر ہے کہ مصر اور مملکت سعودیہ کو بھی مجلس اقوام کا رکن بنا لیا جائے گا۔ ممالک عربیہ میں اس خبر پر مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— حکومت عراق نے بغداد میں ایک لاسلکی نشرگاہ کے قیام کا فیصلہ کیا ہے اور اس کے لئے تیس ہزار دینار کی رقم منظور کی ہے۔

—— حکومت مصر نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ اخبارات کے دفاتر میں ٹیلیفون لگانے کا خرچ کم کیا جائے اور مدیران جرائد سے ریلوے کا کرایہ کم لیا جائے۔ اب مدیران جرائد چوتھائی کرایہ پر سفر کر سکیں گے۔

—— ترکی میں تانبے کی جدید کانیں دریافت ہوئی ہیں ان میں کھدائی کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

—— حکومت ترکی نے امسال ۶۶ کروڑ ترکی پونڈ فوجی استحکامات پر صرف کر دینے کا فیصلہ کیا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر اس رقم میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔ اسلحہ سازی بعد طیارہ سازی کے کارخانوں میں توسیع کی جائے گی۔ چند نئے کارخانے بھی قائم کئے جائیں گے آئندہ فوجی افسر اور سپاہی بھی اسلحہ سازی کی تربیت حاصل

ہندوستان

—— امسال محرم خیریت سے گزر گیا صرف امرتسر میں معمولی سا فرقہ وارانہ فساد ہوا جس پر بہت جلد قابو پا لیا گیا فساد میں کوئی نقصان جان نہیں چند آدمی معمولی طور پر زخمی ہوئے۔ بعد کی خبر ہے کہ انبالہ میں ہندوؤں نے تعزیہ کے جلوس پر خشت باری کی جس سے مسلمانوں میں شدید ہیجان پیدا ہو گیا۔ پولیس نے بارہ ہندوؤں کو گرفتار کر لیا۔

—— نئی دہلی ۳۔ اپریل۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۲۳۔ جون کو ملک معظم کے یوم ولادت کے سلسلے میں عام تعطیل منائی جائے گی۔

—— کراچی ۴۔ اپریل۔ حاجیوں کا جہاز علوی ۲۸۔ مارچ کو جدہ سے روانہ ہو چکا ہے ۱۷۔ اپریل کو کراچی پہنچے گا۔

—— ریاست نیپال میں مسلمانوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں ان کی وجہ سے ہندوستانی مسلمانوں میں شدید بے چینی پیدا ہو رہی ہے کئی مقامات پر احتجاجی جلسے منعقد ہو چکے ہیں۔

—— نئی دہلی ۴۔ اپریل گورنر سی پی ۶۔ مئی کو چار ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ مسٹر ڈی رگھوندر راؤ کو قائم مقام گورنر مقرر کیا گیا ہے آپ اس صوبہ کے پہلے ہندوستانی قائم مقام گورنر ہیں۔

—— ملتان ۴۔ اپریل۔ خان بہادر سید راجن بخش ممبر اسمبلی کا طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔

—— قصور میں امسال ایک ہفتہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے تعزیے اور ذوالجناح کا جلوس نکالنے کی ممانعت کر دی گئی تھی شیعوں نے سول نافرمانی کی اور کئی آدمی گرفتار ہوئے۔

—— بہاولپور میں مہاسبھائی ہندوؤں کا طلسم ٹوٹ رہا ہے۔ ہندو رفتہ رفتہ اپنی دکانیں کھول رہے ہیں۔ حکام ریاست کی طرف سے اعلان ہو گیا ہے کہ جب تک ہندو ہڑتال ترک کر کے خلاف قانون حرکات پر اظہار افسوس نہ کریں گے ان کی کسی درخواست پر غور نہیں ہوگا اور نہ ہز ہائی نس کسی وفد کو شرف باریابی عطا فرمائیں گے۔

—— لاہور ۳۔ اپریل۔ دیہاتی یونینسٹ پارٹی کی جدید ترین سیاسی تجاویز سے معلوم ہوتا ہے کہ جدید دستور اساسی کے ماتحت سر سکندر حیات خاں سر فضل حسین کے مجوزہ کابینہ میں ایک وزیر کی حیثیت سے شامل ہوں گے۔ اس پارٹی نے ایک خاص اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ سر فضل حسین کی براہ راست نگرانی کے ماتحت صوبہ بھر میں پارٹی کی شاخیں قائم کی جائیں جس کا صدر دفتر لاہور رہے۔

—— سر سکندر حیات خان نے (جو ۲۹۔ سے ۳۱ مارچ تک لاہور میں مقیم رہے) اپنے رفقائے کار اور احباب کی خواہشات کے مطابق وعدہ کیا ہے کہ ریزرو بنک سے مستعفی ہو کر پنجاب کی سیاسیات میں دوبارہ شامل ہو جائیں گے آپ کا یہ فیصلہ یونینسٹ پارٹی کے سرکردہ رہنماؤں کی رضامندی سے عمل میں آیا ہے۔

—— پنجاب کے سرکردہ ہندو سکھوں نے سر سکندر حیات سے ملاقات کر کے ظاہر کیا تھا کہ اگر آپ اپنے آپ کو وزارت عظمیٰ کے لئے پیش کریں تو ہم آپ کو زبردست امداد دیں گے لیکن آپ نے معذرت ظاہر کرتے ہوئے شکریہ کے ساتھ اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

—— لاہور ۴۔ اپریل۔ احراری اخبار مجاہد کی یہ خبر بالکل جھوٹ ہے کہ میاں سر فضل حسین خرابی صحت کی بنا پر آئندہ انتخاب میں حصہ نہیں لیں گے اس کی باقاعدہ تردید ہو چکی ہے۔

—— کٹک ۲۔ اپریل۔ کل اڑیسہ علیحدہ صوبہ بن گیا۔ سر جان ہبک گورنر کل صبح آٹھ بجے تشریف لائے آپ کا شاندار استقبال کیا گیا ۱۷ توپوں کی سلامی دی گئی۔

—— کراچی ۲۔ اپریل۔ کل صبح سندھ بھی علیحدہ صوبہ بن گیا۔ علیحدگی کی رسم نہایت تزک و احتشام سے منائی گئی جس وقت گورنر نے سرزمین سندھ پر قدم رکھا ۱۷ توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ اس کے بعد معزز حکام اور شہریوں نے آپ سے ملاقات کی۔ چیف جسٹس کمشنر نے آپ کو حلف وفاداری دیا۔ صدر بلدیہ نے سپاسنامہ خیر مقدم

ممالک خارجہ

—— اٹلی و حبشہ کی جنگ بدستور شروع ہے۔ خبریں بھی متضاد آ رہی ہیں گزشتہ ہفتہ جبوتی کے ایک پیغام سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالویوں نے سلطان اوسا کے علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے ہرار پر بم باری کی گئی ہے۔ اطالوی لشکر دیسی تک پہنچ گیا ہے۔

—— لندن ۳۔ اپریل۔ ایسٹر کی تعطیلات کی وجہ سے ۸۔ اپریل سے ۲۰۔ اپریل تک دارالعوام بند رہے گا اس کے بعد ۲۱۔ اپریل کو اجلاس منعقد ہوگا۔

—— سویڈن کی حکومت اپنی فوجی طاقت میں نہایت سرعت سے اضافہ کر رہی ہے فوجی بجٹ کی رقم دگنی کر دی گئی ہے۔

—— ادیس ابابا۔ حکومت حبشہ کا دعویٰ ہے کہ ماچیو میں اسے عظیم الشان فتح حاصل ہوئی ہے۔ حبشی افواج نے اطالویوں کے ۴ قلعوں پر قبضہ کر کے ۷۰۰ سفید فام اطالویوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ دو ہزار دیسی اطالوی سپاہی کام آئے۔

—— روما کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سینکڑوں اطالوی طلبہ انگلستان مردہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے برطانی سفارت خانہ کے سامنے مظاہرہ کرنے کی غرض سے جانا چاہتے تھے لیکن مسلح پولیس نے ان کا راستہ روک لیا۔

—— جنیوا ۴۔ اپریل۔ حکومت حبشہ نے انجمن اقوام سے مندرجہ ذیل تین امور کے متعلق درخواست کی ہے۔ (۱) حبشہ کی مالی امداد کی جائے۔ (۲) بعض حکومتوں کی جانب سے حبشی افواج کے لئے اسلحہ کی ترسیل کی راہ میں ابھی تک رکاوٹیں عائد کی جاتی ہیں انہیں رفع کیا جائے۔ (۳) اطالیہ کے خلاف تعزیری احکام کو مکمل کیا جائے۔

—— لندن ۶۔ اپریل لارڈ لنلتھگو۔ لیڈی لنلتھگو اور پرسنل سٹاف سمیت آج وکٹوریہ اسٹیشن سے ہندوستان روانہ ہو گئے۔ اسٹیشن پر آپ کو الوداع کہنے کیلئے کافی اجتماع تھا۔

—— لندن ۲۔ اپریل۔ اطلاع ملی ہے کہ روس اور خارجی منگولیا کے باہمی امداد کے معاہدے کے اعلان کے بعد فوراً جاپانی افواج نے مانچوکو کی حدود سے متجاوز کر کے خارجی منگولیا پر شدید حملے شروع کر دیئے تھے مگر منگولیا کی سپاہ نے جاپانی فوجوں کو شدید نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا۔

—— حکومت روس نے اپنی فوج کو حکم دے دیا ہے کہ اگر جاپان یا مانچوکو کی فوجیں خارجی منگولیا کی سرحد سے تجاوز کریں تو بلا کسی تامل کے ان پر گولہ باری شروع کر دی جائے اس واقعے سے اندازہ کیا جا رہا ہے کہ حکومت روس شرق اقصیٰ کی جنگ کے احتمالات میں پڑنے کو برداشت کر سکتی ہے۔

—— لندن ۵۔ اپریل۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ملک معظم کی رسم تاجپوشی مئی ۱۹۳۷ء کے لگ بھگ ادا کی جائے گی صحیح تاریخ کا اعلان بہت جلد کر دیا جائے گا۔

—— لندن ۵۔ اپریل۔ اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ ادیس ابابا کے ہوائی مستقر پر گولہ باری کی گئی جس کے جواب میں حبشیوں نے گولیاں برسائیں ایک پرانا طیارہ تباہ ہو گیا لیکن نقصان جان کوئی نہیں ہوا۔

—— ہر ہٹلر نے اپنے سفیر خصوصی کے ذریعہ وزیر خارجہ برطانیہ کو اطلاع دی ہے کہ حکومت جرمنی رائن لینڈ میں فوجی قلعوں کی تعمیر کے سوال کو ملتوی نہیں کر سکتی۔ مگر جس صورت میں کہ متعلقہ دول لوکارنو معاہدے کے مذاکرات کو بند کر دیں۔ حکومت جرمنی اپنے طرز عمل میں ترمیم کرے گی۔

—— اسکے جواب میں وزیر خارجہ نے برطانیہ کے طرز عمل کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ حکومت جرمنی کے اقدامات کی وجہ سے فرانس، بلجیم کو امن کے اطمینان کے متعلق بہت خسارہ ہوا ہے۔ جس کی تلافی ضروری ہے۔ اور برطانیہ ان کی امداد سے دریغ نہ کرے گی۔

بقیہ صفحہ ۲

اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی اور الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا۔ جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کو تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۷ طبع دوم صفحہ ۵۱)

(۷) مسیح کیونکر آسکتا وہ رسول تھا۔ اور خاتم النبیین کی دیوار روئیں اس کو آنے سے روکتی ہے۔ سو اس کا ہم رنگ آیا وہ رسول نہیں مگر رسولوں کے مشابہ ہے اور مثیل۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۲ طبع دوم صفحہ ۲۶۱)

(۸) اس جگہ بڑے بڑے شبہات پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا۔ تو پھر وہ باوجود امتی ہونے کے کسی طرح سے رسول نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے۔ اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوۃ تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵ طبع دوم صفحہ ۲۸۸)

ایمان اور غیرت ایمانی

شہنشاہ ہند جارج پنجم کی وفات پر مسیحیوں کے فرقہ کیتھولک کا جو جلسۂ تعزیت کلکتہ میں منعقد ہوا، اس میں ایک طویل تقریر کے دوران میں پادری صاحب نے فرمایا :۔

"اس عیش پرستی کے دور میں، جب مذہب کی طرف سے بے اعتنائی برتنے کا قدرتی نتیجہ بد اخلاقیوں کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے شاہ جارج کی زندگی ایک با اصول انسان کی زندگی رہی جن کی زندگی کا اصول یہ تھا کہ وہ خالق و مخلوق کے فرائض برابر ادا کرتے رہیں۔ وہ دنیا کے سامنے یہ ظاہر کرنے میں کبھی نہ جھجکے، کہ ان کا دین مسیحی ہے، اور ان کا عمل بھی مسیحی، اور نہ رعایا کے سامنے اس امر کے اعلان میں، کہ بادشاہت ان کے پاس محض بطور امانت الٰہی کے ہے"۔

خیر وہ تو بادشاہِ ہفت اقلیم تھے، ان کے پایہ کی شخصیت مسلمانوں میں ہے ہی کہاں۔ لیکن بہر حال جو آزاد مسلمان حکومتیں ہیں، کاش ان کے حکمران رواؤں کے حق میں ایک مسلمان مقرر اسی لب و لہجہ میں تقریر کر سکتا ؟ ــــ

ضعف قلب اور ضعف ایمان کی پہلی خطرناک علامت یہی ہے، کہ اپنے ایمان پر فخر کرنے کے بجائے، اپنے اسلام پر ناز کرنے کے بجائے، اس سے شرمایا جائے، اسے چھپایا جائے اور دنیا کے سامنے، بجائے اس کے کہ للکار کر اپنی توحید کا اپنی اسلامیت کا اعلان کیا جائے، نیچی نظروں سے، اور دھیمی آواز کے ساتھ، گویا بادلِ ناخواستہ صرف اتنا اقرار رہ جائے کہ "ہاں صاحب مسلمان ہوں تو سہی مگر"... گویا مسلمان ہونا کوئی جرم ہے، چار و ناچار دبی زبان سے اس کا اقبال تو کرنا پڑ رہا ہے لیکن معاً "مگر" کا پیوند لگا کر گویا اس جرم کی تلافی کی کوئی صورت پیش کی جا رہی ہے :ــــ اس جبن و بزدلی کے ساتھ کوئی قوم بھی اپنی زندگی قائم رکھ سکی ہے ؟ (صدق)

ہندوستان کی یونیورسٹیاں

حکومت ہند کی طرف سے مالی امداد

نئی دہلی ۲۰ مارچ۔ سر گرجا شنکر باجپائے نے اسمبلی میں حسب ذیل اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے بتایا ہے۔ کہ برطانی ہند میں آئینی یونیورسٹیوں کی تعداد کتنی ہے۔ اور ۱۹۳۰-۳۱ء و ۱۹۳۴-۳۵ء میں انہیں کس قدر امدادی رقوم دی گئی تھیں :۔

نام یونیورسٹی	۱۹۳۰-۳۱ء روپیہ	۱۹۳۴-۳۵ء روپیہ
کلکتہ	۶۲۱۰۹۹	۴۲۸۱۱۳
بمبئی	۱۲۲۰۰۰	۳۱۵۵۰۰
مدراس	۴۲۹۵۰۰	۳۱۵۵۰۰
پنجاب	۳۵۲۸۷۴	۲۲۷۹۵۰
الہ آباد	۷۳۲۰۲۱	۶۷۹۷۳۸
بنارس ہندو	۹۹۸۱۶۲	۳۵۸۵۶۶
پٹنہ	۳۰۸۳۰	۲۱۲۰۸
علی گڑھ مسلم	۷۶۱۱۲۰	۴۳۵۴۶۴
رنگون	۳۲۰۰۰۰	۵۱۷۸۵
لکھنؤ	۱۱۶۷۹۳۳	۱۱۸۲۹۱۸
ڈھاکہ	۹۶۹۸۸۲	۵۹۶۱۵۹
دہلی	۱۰۰۰۰۰	۹۰۰۰۰
ناگپور	۵۴۲۶۰	۴۲۵۰۰
اندھرا	۳۵۰۵۴۱۹	۱۷۰۰۰۰
آگرہ	۵۵۷۲۰	۷۷۰۲۵

جعلی پرچیوں کی وبا

جرم قابل دست اندازی پولیس قرار دیا گیا

الیکشن کے موقع پر جعلی پرچیاں ڈالنے کی وبا اس قدر عام ہو چکی تھی۔ کہ اس کی روک تھام کے لئے ضابطہ فوجداری میں ترمیم کی ضرورت محسوس ہونے لگی چنانچہ اس بارہ میں ترمیمی مسودہ قانون پنجاب کونسل میں پیش ہو کر پاس ہو گیا۔ جب پر ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب اور ہز ایکسیلنسی وائسرائے و گورنر جنرل ہند کی منظوری کی مہر ثبت ہو چکی ہے۔ اور اب یہ قانون پنجاب کے طول و عرض میں نافذ کر دیا گیا ہے۔

قانون مذکور کی رو سے انتخابات کے موقع پر جعلی پرچیاں ڈالنے کا جرم قابل دست اندازی پولیس قرار دیا گیا ہے جس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ مشتبہ اشخاص کے خلاف قانونی کارروائی کرنے میں جو دیر پہلے ہو جاتی تھی۔ اب نہیں ہوگی۔ اور پولیس افسر انتخاب کی طرف سے اطلاع موصول ہونے پر بلا تاخیر و توقف فوری کارروائی عمل میں لا سکے گی جرم بدستور قابل ضمانت رہے گا۔

جعلی پرچیاں ڈالنے کا فعل قانون کی نظر میں جرم ہونے کے علاوہ اخلاقی اعتبار سے بھی ایک مذموم اور قابل مذمت حرکت ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ باشندگان پنجاب اپنی قانونی اور اخلاقی ذمہ واریوں کو کماحقہ محسوس کریں گے۔ اور امیدوار اور رائے دہندگان کبھی ایسا موقع نہیں پیدا ہونے دیں گے۔ کہ پولیس کو قانون ترمیم ضابطہ فوجداری پنجاب (جرائم متعلقہ انتخابات) مجریہ ۱۹۳۶ء کے ماتحت فوری کارروائی کی ضرورت پیش آئے۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

یوگوسلاویہ کے مسلمان

استاذ محمد قسطار سکرٹری مجلس العلماء بوسینیا (یوگوسلیویا) نے ذیل کا خطبہ جنیوا کی مؤتمر علما میں ارشاد فرمایا۔ چونکہ یوگوسلیویا میں مسلمانوں کی تعداد بہت کافی ہے اور ان کا دینی نظام بھی بہت مستحکم ہے۔ اس لئے ان کے حالات ہندوستان میں دلچسپی سے پڑھے جائیں گے۔ استاذ محمد قسطار نے فرمایا کہ آج یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کی تعداد ۱۶۴۰۰۰ ہے۔ ۱۹۱۸ء سے پہلے یہ لوگ تین حکومتوں کے ماتحت زندگی بسر کرتے تھے اور ان کے کندھوں پر سربیہ، جبل اسود اور آسٹریا کا جوا رکھا ہوا تھا جنگ عظیم کے اختتام پر یہ جملہ طوائف جنوبی یوگوسلاویہ کے ترک اور البانی مسلمانوں کے ساتھ مستقل اور آزاد تھے۔ آخر انہوں نے دینی تنظیم کے لئے جدوجہد شروع کی اور ۱۹۳۰ء میں یوگوسلاویہ میں ایک اسلامی مجلس رئیس العلماء کی صدارت میں قائم ہوئی اور تمام مسلمان اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اس دینی مجلس کی نگرانی میں علماء کی دو جمعیتیں اور قائم ہوئیں۔ ایک جمعیت بوسینیا میں مسلمانان بوسینیا ہرزگوینا اور شمال مغربی یوگوسلاویہ کے لئے اور دوسری اسکوٹ میں مقدونیا، جبل اسود اور سنجاق کے مسلمانوں کے لئے۔ جب یہ انتظام قائم ہوگیا تو مسلمانوں کی ترقی اور تنظیم کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے ایک قدم اور بڑھایا گیا جس کے نتائج خاطر خواہ نکلے۔ چونکہ میں بوسینیا کی مجلس علماء کا سکرٹری ہوں اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ مغربی یوگوسلاویہ کے اطراف میں مسلمانوں نے جو علمی اور مذہبی ترقی کی ہے اور جو اجتماعی حیثیت ان کو اب حاصل ہو گئی ہے۔ اس سے آپ کو باخبر کروں۔

آسٹریا سے مقابلہ

مسلمانوں نے حکومت آسٹریا سے دس سال تک دینی استقلال اور مذہبی حریت کیلئے مقابلہ کیا۔ گو یہ مقابلہ ایک ایسی حکومت کے ساتھ سخت دشوار تھا جو ہر صورت میں طاقتور تھی اور مسیحی پروپیگنڈہ نے جس کو اور زیادہ جابر بنا دیا تھا۔ تاہم مسلمانوں نے ۱۹۰۹ء میں مذہبی آزادی حاصل کر لی جس کے باعث مسلمانوں کے لئے علوم شرعیہ سے تمسک اور اجتماعی تنظیم کا دروازہ کھل گیا۔ اور وہ محکم اساس و بنیاد پر قائم ہو گئے۔ مجلس علماء بوسینیا کا دائرہ عمل مغربی یوگوسلاویہ کے تمام صوبوں پر پھیلا ہے اور ان اطراف میں ۱۹۳۲ء کی مردم شماری کے مطابق مسلمان مردوں کی تعداد ۲۱۵۲۴۱ اور عورتوں کی تعداد ۲۱۳۸۳۹ ہے۔

پیدائش و اموات

۱۹۳۳ء میں مسلمانوں کے ہاں ۱۴ ہزار بچے پیدا ہوئے۔ اور ۸ ہزار ایسے کچھ کم مسلمان فوت ہوئے۔ گذشتہ تین سالوں کی نسبت پیدائش کا تناسب زیادہ رہا۔ ہر سال لڑکیوں کی نسبت ۵۰۰ لڑکے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح لڑکیوں کی نسبت ہر سال ۵۰ لڑکے زیادہ مرتے ہیں۔ ۱۹۳۳ء میں ۷۷۰۰ مسلمانوں کی شادیاں ہوئیں جن میں ۵۰ مسلمان نوجوانوں نے عیسائی اور یہودی عورتوں سے نکاح کئے۔ اسی مدت میں ۹۰۷ طلاقیں ہوئیں جن میں گیارہ عیسائی اور یہودی عورتیں بھی شامل تھیں۔ گذشتہ سالوں کی نسبت اس سال تعدد ازدواج کے واقعات میں ۱۵ فیصدی کی کمی ہو گئی ہے۔

اسلامی شعائر میں آزادی

۱۹۳۳ء میں بوسینیا و ہرزیگوینا میں ۱۸ اشخاص نے اسلام قبول کیا اور ۲۵ اشخاص نے مرتد ہو کر مسیحیت کو اختیار کر لیا۔ مرتدین میں وہ لوگ شامل ہیں۔ جو سرحدی مقامات میں رہتے ہیں اور جہاں کیتھولک عیسائیت کی تبلیغ بڑے پیمانہ پر کی جاتی ہے۔ ارتداد کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ پاپائے اعظم نے کیتھولک کلیسا پر مخلوط شادی کے سلسلے میں سخت پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

بوسینیا اور ہرزیگوینا میں اسلامی شعائر پر کھلم کھلا عمل کیا جاتا ہے۔ کل مساجد کے خطیبوں، اماموں، مؤذنوں اور واعظوں کی تعداد ۱۵۲۲ ہے۔ ان اطراف کے جملہ مسلمان حنفی المذہب اور عقائد اہل السنت والجماعت ہیں۔

اسلامی تعلیم کا نظام اساسی

بچوں کو ابتدائی مدارس میں جن کو ہم مکاتب کہتے ہیں۔ مدارس امیریہ میں داخل ہونے سے پہلے پہلے عربی نوشت وخواند اور دین کے اصول و مبادی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان دینی مکاتب کے اخراجات کے لئے مستقل اوقاف ہیں جن سے کافی روپیہ وصول ہوتا ہے اور بے دریغ مدارس پر خرچ کیا جاتا ہے۔ ۱۹۳۴ء اور ۱۹۳۵ء میں ہمارے دینی مدارس کی تعداد ۷۹۸ تھی۔ ان میں ۱۷ مدارس مردانہ ۲۳ زنانہ اور ۷۵۸ مخلوط تھے۔ ان میں اساتذہ کی تعداد ۹۶۴، طلبا کی ۲۱۷۷۸ اور طالبات کی ۲۱۵۰۲، اور مجموعی تعداد ۴۳۲۸۰ تھی۔ ان مدارس میں مدت تعلیم دو سال ہے اس کے بعد حکومت کے ابتدائی اور ثانوی مدارس میں طلبا کو داخل کیا جاتا ہے۔ اور وہاں بھی بعض مدارس میں مذہبی تعلیم کا انتظام ہے۔

سرکاری مدارس

۱۹۳۱ء میں سرکاری ابتدائی مدارس میں ہمارے طلبا کی تعداد ۲۲۳۱۸، اور طالبات کی ۸۶۰۱ تھی۔ شہری مدارس ابتدائیہ میں علی الترتیب ۴۳۱ اور ۲۰۴ تھی۔ باقی ثانوی مدارس اور دیگر درسگاہوں کے طلباء کی تعداد حسب ذیل ہے۔

ثانوی مدارس میں	۳۸۵ - لڑکے	۱۹۷ لڑکیاں
مدارس معلمین میں	۷۰ - "	۳۷ - "
فنی مدارس میں	۱۹۶ - "	۲۶۶ "
کالجوں میں	۱۹۷ - "	×

ان کے علاوہ لڑکیوں کا ایک اور عظیم الشان مدرسہ بھی ہے جس میں ان کو زمانہ حاضرہ کے مطابق مذہبی اور عصری تعلیم دی جاتی ہے تاکہ زنانہ مدارس میں تعلیم کے لئے ان کی خدمات حاصل کی جا سکیں مدارس میں داخلہ کے لئے سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ طلباء نماز باجماعت ادا کریں اور دیگر ارکان اسلام کی پابندی میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی عمل میں نہ لائیں۔

محاکم شرعیہ

ہمارے لئے یوگوسلاویہ میں محاکم شرعیہ بھی قائم ہیں۔ پہلے تو یہ محاکم ان ہی مقامات میں قائم تھے۔ جہاں مسلمان رہتے ہیں۔ لیکن جدید قانون کی رو سے تمام ملک میں یہ محاکم قائم کر دیئے گئے ہیں اور ہم اس کے لئے رئیس وزراء ڈاکٹر ایم، سٹویاڈینوفیٹس کے ممنون ہیں کہ ان کی مساعی سے مسلمانوں کے بہت سے حقوق تسلیم کر لئے گئے ہیں۔

اقتصادی حالات

جنگ عظیم سے قبل بوسینیا اور ہرزیگوینا کے مسلمانوں کی اقتصادی حالت بہت ہی اچھی تھی۔ کیونکہ کثیر اراضی پر ان کا قبضہ تھا۔ لیکن جنگ کے بعد حالت خراب ہو گئی۔ کیونکہ حکومت نے کاشتکاروں کے ہاتھ بہت سستی اراضی فروخت کرنے کا قانون جاری کر دیا جس سے اغنیاء فقیر ہو گئے۔ اور متمول مسلمانوں کی اقتصادی حالت تباہ ہو گئی۔ لیکن امید ہے کہ بہت جلد حالات میں انقلاب ہوگا اور مسلمان پھر اپنی مالی پوزیشن کی اصلاح کریں گے۔ اوقاف کی آمدنی نے اقتصادی حالت پر بہت اچھا اثر ڈالا ہے۔ کیونکہ ان سے ۵۵ ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔

ایک زبردست خواہش

بوسینیا اور ہرزیگوینا کے مسلمان مغربی یورپ میں اپنے آپ کو قدیم سپاہی تصور کرتے ہیں اور اس بات کے خواہشمند رہتے ہیں کہ اسلامی ممالک اور مسلمان بھائیوں سے روابط پیدا کریں ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی راحت نہیں ہو سکتی کہ دنیا کے مسلم بھائیوں کے اجتماع میں شریک ہوں اور چونکہ فریضہ حج اس مقصد کے لئے سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ اس لئے ہم زیادہ سے زیادہ تعداد میں حج کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۳۲ء تک ہمارے ملک میں حاجیوں کی تعداد ۹۳۲ تک پہنچ چکی ہے جن میں سے ۱۴۴ مسلمانوں نے خود بیت اللہ کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ ہم مصر کی اسلامی یونیورسٹی کے ساتھ بھی روابط پیدا کر رہے ہیں۔ تاکہ ہمارے نوجوان اس چشمہ صافی سے سیراب ہو کر اپنے دیگر مسلمان بھائیوں کو بھی اس یونیورسٹی میں جانے اور استفادہ کرنے کی ترغیب دیں۔

اسلام یورپ کو فتح کرتا جا رہا ہے

ایک ولایتی اخبار رقمطراز ہے کہ یورپ میں مذہبی تحریکوں کے باخبر مبصرین کو اس واقعہ پر سخت حیرت ہو رہی ہے کہ اسلام کس تیزی اور خاموشی کے ساتھ یورپ والوں کے دماغوں پر چھایا جا رہا ہے۔ بودھ مذہب کی رفتار بھی کافی تیز ہے لیکن اسلام نے تو یورپ میں نہایت ہی مضبوطی کے ساتھ قدم جما لئے ہیں اور یورپ کی تمام اہم جماعتوں میں اس کا اثر پہلے کے مقابلہ میں بہت ہی گہرا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہسپانیہ جیسے بعض ممالک میں اس نے اپنا اثر کھو دیا ہے۔ لیکن اس نے اپنے لئے انگلستان اور ہالینڈ کی نئی زمین تیار کر لی ہے۔ اور آسٹریا، پولینڈ، ہنگری اور اٹلی میں تو اس نے اپنا پورا اثر جما لیا ہے۔

بہت سے لوگوں نے محض اس لئے اسلام قبول کر لیا۔ کہ جنگ عظیم سے پہلے کئی سال کی گندہ عیسائی ڈپلومیسی نے عیسائیت کے خلاف ان کے دل میں نفرت پیدا کر دی تھی اور بہت سے لوگوں نے مغربی اخلاق کی برائیوں سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کرنے کی ایک وجہ یورپ والوں کی دماغی پریشانی بھی ہے یہی وجہ تھی کہ مسلم مبلغین کو امریکہ کے مقابلہ میں یورپ میں زیادہ کامیابی ہوئی۔

اس وقت یورپ میں ۸۵۰۰۰۰ مسلمان ہیں، حالانکہ اب سے تیس سال پیشتر یورپ میں صرف ۲۰۰۰۰۰ مسلمان تھے۔ اس وقت پیرس میں ۶۰۰۰ مسلمان ہیں۔ پیرس میں کئی مسجدیں بھی ہیں۔ ایک مسجد حال ہی میں برلن میں بنی ہے اور بوداپسٹ، ویٹنا اور وارسا اور جنیوا میں مسجدوں کی تعمیر کا مسئلہ زیر غور ہے۔ تخمینا بیان کیا جاتا ہے کہ برطانیہ میں روزانہ ایک آدمی اسلام قبول کرتا ہے اور ممکن ہے کہ یہ تعداد آگے چل کر کئی گنا زیادہ ہو جائے۔ یورپین ممالک میں یوگوسلاویہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مسکن ہے۔ جہاں کئی لاکھ مسلمان ہیں۔

تار کا پتہ پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلْحُ خَيْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۸ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء نمبر ۲۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اصلاح قلب

سب سے پہلے اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو۔ اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ۔ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہش تمہارے قویٰ اور تمہارے اعضاء کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں۔ تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں۔ کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔

(فتح اسلام)

جواہر ریزے

قرآن مجید

اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور ہم نے اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہم نے ہر ایک مناسب چیز اگائی اور تمہارے لئے اس میں روزی کا سامان بنایا اور ان کے لئے بھی جیسے تم رزق نہیں دیتے اور کوئی چیز نہیں مگر اس کے خزانے ہمارے پاس ہی ہیں اور ہم اسے صرف ایک مناسب اندازہ سے اتارتے ہیں اور ہم ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو (بادلوں کو پانی سے) بار دار کرتی ہیں تب ہم بادل سے پانی اتارتے ہیں پھر ہم وہ تمہیں پلاتے ہیں اور تم اسے جمع کر کے رکھنے والے نہیں ہو اور یقیناً ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔ (الحجر ۱۵: ۱۹—۲۳)

حدیث شریف

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے فرمایا کیا اسے کوئی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے سر کے بال سنوار لے اور ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے تھے۔ فرمایا کیا اسے پانی نہیں ملتا کہ اپنے کپڑے دھولے؟

(ابو داؤد)

(۲) سخی اللہ سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے جنت سے قریب ہے آگ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے لوگوں سے دور ہے جنت سے دور ہے اور دوزخ کی آگ سے نزدیک ہے اور جاہل سخی اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ بھاتا ہے۔ (ترمذی)

(۳) جس شخص نے کسی بیمار کی خبر پرسی کی وہ گویا بہشت کے میوے چنتا رہا جب تک کہ واپس نہ ہوا۔ (ابو داؤد)

عروج اسلام کی عملی راہ

یعنی جماعت احمدیہ کا استحکام

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب)

(۲)

امام وقت کی عملی راہ پر ایمان

یہ صحیح ہے کہ امام وقت یا مجدد و مامور شریعت کے تابع ہوا کرتے ہیں اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان سے اجتہادی غلطی ہو جایا کرتی ہے لیکن تقاضائے وقت کے لحاظ سے جس عملی راہ کو وہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت اختیار کرتے ہیں۔ وہ وقت و حالات کے عین مناسب حال ہوا کرتی ہے اور امام وقت کے پیچھے متبعین پر لازم ہے کہ وہ اس راہ کی پوری پوری پیروی کریں۔ ہر جگہ اور ہر بات میں اپنے اجتہاد و رائے کو اختیار کرنا اور امام وقت کے عمل سے الگ ایک دوسری راہ تجویز کرنا بڑی بھاری غلطی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک وقت امام وقت کی تجویز کردہ راہ سمجھ نہ آئے۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددوں کا مبعوث ہونا اور ان پر ایمان لانا بجز اس کے اور کیا معنی رکھتا ہے کہ اپنے زمانہ کیلئے امام کا فعل حجت ہو۔ ایک دو مثالیں اس امر کی وضاحت کے لئے ضروری ہیں۔

ہندو مسلم اتحاد

جس شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کا رسالہ "پیغام صلح" پڑھا ہوگا اس پر یہ امر عیاں ہے کہ آپ کو یہ علم دیا گیا تھا کہ آپ کے بعد ایسا زمانہ آنیوالا ہے جس میں ملکی مصلحتوں کی بنا پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی ضرورت پیش آئے گی۔ پھر صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے اپنے پیغام میں اس اتحاد کی ایک عملی راہ بھی تجویز کی ہے چنانچہ آپ نے یہ لکھا ہے کہ مسلمان تو ہر قوم کے رشیوں اور اوتاروں کو سچا مانتے اور ان کی عزت و تکریم کرتے ہیں اور اس لئے ان کی طرف سے اتحاد کی جو پہلی شرط ہے وہ پوری ہوتی ہے مگر ہندو صاحبان کی طرف سے یہ شرط مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ بھی مسلمانوں کے پیغمبر اور ان کی کتابوں کی عزت و تکریم کرنا نہ سیکھیں۔ آپ نے اس شرط کو ایسا ضروری و اہم قرار دیا ہے کہ آپ کے خیال میں جو اتحاد بغیر اس شرط کی تکمیل کے قائم کیا جائے گا وہ سچا و دائمی نہ ہوگا۔ یہ باتیں آپ نے ۱۹۰۸ء میں لکھیں مگر ہندوستان کی فضا نے ۱۹۱۸ء میں ہندو مسلم اتحاد کے ایسے نظارے دیکھے اور وہ بغیر تکمیل اس شرط کے تھے کہ ایک دفعہ ان حالات سے گزرنے والا انسان اس وہم میں پڑ جاتا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو شرط اتحاد کے لئے لگائی ہے وہ تو کوئی ضروری شرط نہیں۔ مگر جائے غور ہے کہ وہ اتحاد جو اس شرط کی تکمیل کے بغیر قائم ہوا۔ وہ کتنے دن رہا؟ پھر اس کے بعد کس طرح دوسری قسم کے واقعات پے در پے نمودار ہوئے اور جو گذشتہ ایک سال سے بڑے زور سے پکار رہے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کی سچی اور پکی اگر کوئی راہ ہے تو وہی جسے آپ نے بیان فرما دیا۔ اس مثال سے واضح ہے کہ عمل کے میدان میں جو راستہ امام وقت تجویز کرتا ہے وہی اس وقت حالات و واقعات کے عین مناسب ہوا کرتا اور وہی بہترین کامیابی لانے کا موجب ہوا کرتا ہے

اعلان حق اور تکفیر سے بیزاری

اس طرح پر ایک اور مثال لیجئے۔ آپ نے بار بار فرمایا کہ میرا انکار موجب کفر نہیں جب آپ نے جماعت بانی اور رمنا کی علیحدگی کا حکم دیا تو سوال ہوا کہ جو اصحاب تکفیر کے موجب نہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہمیں مسلمان سمجھتا ہے ہم اسے مسلمان جانتے ہیں اور تمام اسلامی سلوک اس سے روا رکھتے ہیں اس لئے نماز بھی اس کے پیچھے پڑھ لینگے مگر شرط یہ ہے کہ وہ اعلان کر دے کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت مسلمان ہے۔ اب یہ ایک ایسی شرط ہے جس سے بعض دلوں میں شبہ وارد ہوتا تھا کہ حضرت صاحب نے یہ شرط کس لئے لگائی۔ لیکن موجودہ مخالفت نے اس کی ضرورت کو کماحقہ ثابت کر دیا ہے اس لئے کہ حق کا اعلان صفائی کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ تکفیر کے مرض کا انسداد نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص جب کھلم کھلا مکفرین سے بکلی بیزاری کا اعلان کرتا ہے اور حضرت مرزا صاحب کو مسلمان سمجھنے کا اشتہار دیتا ہے تو گویا اس نے عملی رنگ میں تکفیر کے مرض کا سدباب کر دیا۔ ورنہ دوسری صورت میں منافقت کا رنگ ترقی پکڑ جاتا ہے۔ احمدی اصحاب سے ملاقات ہوئی تو کہہ دیا ہم تو تمہیں مسلمان سمجھتے ہیں۔ جب مکفرین کا زور دکھلائی دیا تو انکار کر دیا۔ اس وقت کے مسلمان کی حالت ایسی ہی کمزوری کی ہے حالانکہ مسلمان وہ ہستی ہے جو اپنے اعتقادات کو ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہے۔ غرضیکہ استحکام جماعت کے لئے سب سے پہلی اور سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ افراد امام وقت کے شاہراہ عمل پر ایسا محکم ایمان رکھتے ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو جائے اور بظاہر عقلی وجوہ بھی اس کے خلاف دکھلائی دیں تو بھی مامور وقت کے راستہ کو سچا و یقینی جان کر اسی پر عملدرآمد کرنے والے ہوں،... ...اسی سے جماعت کے اندر یکجہتی و اتحاد کا رنگ پیدا ہو سکتا ہے اسی سے وہ ایمان و عزم پیدا ہوتا ہے جو فتح کا پہلا زینہ ہے۔ ورنہ اگر آزادی کے یہ غلط معنی سمجھ لئے جائیں کہ جماعت کا ہر شخص اپنے اپنے خیال و اجتہاد کے مطابق ایک جدا جدا شاہراہ عمل تجویز کرنے کا مجاز ہے تو پھر اس جماعت کے اندر اتحاد کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ اگر یہ صحیح ہے کہ امام وقت پر ایمان لانے کا مطلب سوائے اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ جن جن مشکلات کے اندر اس نے خدا تعالیٰ کی منشا کے ماتحت ایک راستہ اسلام کے عروج کا بتلایا ہے وہی راہ کامیابی کی ہے تو ظاہر ہے کہ اس راستہ سے انحراف کر کے اور راہیں تجویز کرنے کے معنی بجز اس کے اور کیا نکلینگے کہ ایسے شخص کا ایمان امام وقت پر پختہ و کامل نہیں اور جب ایمان ہی کامل نہ ہوا تو ترقی و عروج کی امید اور جماعت کے استحکام کا خیال ایک امر موہوم ہے

جہاد کا صحیح مفہوم اور دعوی مسیحیت

جماعت احمدیہ لاہور نے مسلمان قوم کے اندر اشاعت اسلام کے عملی سبق کو بہت حد تک رائج کیا ہے یہاں تک کہ ان کے قول و فعل سے غیر از جماعت اصحاب نے اس راستہ کو اختیار کیا ہے بعض نے علوم دینی کے اخراج کی طرف توجہ دی ہے بعض کمیٹیوں یا تبلیغی انجمنوں کے ذریعہ نشر و اشاعت کر رہے ہیں۔ یہ امر بہت حد تک قابل اطمینان ہے مگر اس بارہ میں بھی جماعت احمدیہ لاہور کو اپنی توجہ ایک امر کی طرف منعطف کرنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ جہاں اشاعت اسلام کی تحریک کو پیش کر کے عملی رنگ میں جہاد زمانہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے وہاں پر جو غلط خیال سیفی جہاد کے متعلق دلوں میں بیٹھا ہوا ہے، اسے دور کرنے پر زور نہیں لگایا جاتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جب تک جہاد کا غلط مفہوم دلوں سے بکلی مٹ نہ جائے تب تک پورے جوش سے اصل جہاد کو پکڑا نہیں جا سکتا۔ جو کچھ حضرت مسیح موعود نے جہاد سیفی کے متعلق فرمایا۔ وہ عین راست و صحیح ہے وہ بکلی قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ مگر جماعت لاہور نے اس مسئلہ کو اچھی طرح مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا۔ پھر اسی مسئلہ کا جزو دعوائے مسیحیت ہے جس کا نام سنکر اکثر مسلمان چونک پڑتے ہیں حضرت مرزا صاحب کی خدمات اسلام دیکھ کر اکثر اصحاب اس بات کے قائل ہو جاتے ہیں کہ آپ مجدد ہیں۔ لیکن اگر انہیں یہ کہا جائے کہ آپ مسیح موعود ہیں تو اس پر گھبرا جاتے ہیں۔ حالانکہ بات صرف اس قدر ہے کہ ایک عظیم الشان اصلاح کے وقت جس مجدد نے دین کو زندہ کرنا تھا۔ اس کا راستہ نرمی اور خلق یعنی احمدیت سے وابستہ تھا۔ نہ شان و شوکت اور جلال سے۔ بس اسی لئے ایسے مجدد کا لقب مسیح موعود ہوا۔ کیونکہ مسیح کی سب سے بڑی خصوصیت نرمی و حلیمی و برداشت ہے۔ جماعت لاہور کو لازم ہے کہ اگر وہ جماعت کی ترقی صحیح معنوں میں چاہتے ہیں۔ تو حضرت مرزا صاحب کے دعوئے مسیحیت کو واضح دھیان کریں۔

عقل و علم اور جذبات عالیہ

جماعت لاہور کی تمام بنیاد محکم اصولوں پر قائم ہے جن کی صحت میں کسی شخص کو خواہ وہ بڑے سے بڑا مخالف بھی ہو کلام نہیں اور یہ وہ علمی اصول ہیں۔ جن کی بنا قرآن و احکام شریعت پر ہے۔ آخر کار زمانہ انہی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا اور انہی کا غلبہ عالم اسلامی میں ہو کر رہے گا۔ پھر نہ صرف جماعت لاہور کی بنیاد محکم علمی اصولوں پر قائم ہے۔ بلکہ اس جماعت کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس کی طرف سے مذہب اسلام پر وہ علم کلام نکلا۔ جو حقیقتاً بے نظیر ہے اور جو آخر کار دنیا کو فتح کرنے کا موجب ہوگا۔ خصوصاً یورپین اقوام کو۔ علم اور اصول خواہ کیسے ہی محکم و استوار ہوں۔ اور عقلی دلائل خواہ کتنے بلند پایہ ہوں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انسانوں کی زندگیوں میں عملی انقلاب جذبات عالیہ کی تحریک سے پیدا ہوتا ہے یہ سچ ہے کہ عقل و علم ہدایت کیلئے ضروری ہے۔ اور جذبات کو ان کے ماتحت اور ایک حد کے اندر تحریک ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی جماعت محض علمی اصولوں اور عقلی دلائل پر اپنا تمام انحصار رکھے تو وہ کامیاب نہ ہو سکے گی۔ دنیا میں کبھی کوئی جماعت زیادہ تر اس لئے نہیں بڑھی کہ اس کے عقائد صحیح تھے بلکہ۔۔۔ لوگوں کی توجہ تب ہی جذب کرنے کا موجب ہوئی جب اس میں حد اعتدال کے اندر جذبات کی

(باقی صـ۱۱ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۴　　یوم شنبہ ۱۸ر محرم ۱۳۵۵ھ ہجری　　نمبر ۲۴

قادیانی احمدی لڑکی کا نکاح "غیر احمدی" سے

چند قابل غور باتیں

گذشتہ دنوں اخبارات میں بعض قادیانی حضرات کے اس طرز عمل کا بہت چرچا رہا جو انہوں نے جناب میاں صاحب کے حکم کے خلاف "غیر احمدیوں" کو لڑکیاں دینے کے متعلق اختیار کر رکھا ہے ایک متمول قادیانی ملک غلام محمد صاحب کی صاحبزادی کی شادی کے متعلق تو خصوصیت سے لکھا گیا۔ جو ایک احراری نوجوان سے ہوئی ہے اور جناب میاں صاحب نے . . . کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اس پر جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت کا ایک مضمون "پیغام صلح" ۳ر اپریل میں شائع ہوا۔ جس میں متعدد مثالیں پیش کر کے ثابت کیا گیا۔ کہ جناب خلیفہ قادیان کے واضح حکم کے باوجود بعض قادیانی حضرات نے "غیر احمدیوں" کو لڑکیاں دیں اور ان خلاف ورزی کرنیوالوں سے خلیفہ صاحب کا سلوک مختلف ہے۔

(۱) غریب طبقہ کو جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں کی جاتی۔

(۲) متوسط طبقہ کو جماعت سے خارج کرنے کے بعد معافی مانگنے پر دوبارہ جماعت میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

(۳) اوپر کے طبقہ سے کوئی باز پرس نہیں کی جاتی۔

مضمون کے آخر پر جناب خلیفہ صاحب سے یہ گذارش کی گئی تھی کہ:۔

"یہ مختلف اور متفاوت سلوک کونسے مذہب میں روا ہے اور وہ حکم جو جناب میاں صاحب نے "غیر احمدیوں" کو لڑکیاں نہ دینے کے متعلق نافذ کیا ہے۔ اس متفاوت سلوک اور ان کے عملی نمونہ کے کہاں تک مطابق ہے؟ کاش وہ اس بارہ میں غور کریں اور ایسے حکم کو جو نہ صرف اکثر حالات میں ناقابل عمل ہے بلکہ بانی سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ کی بھی تائید اسے حاصل نہیں۔ (کیونکہ آپ نے خود میاں صاحب کی سالی کا رشتہ غیر احمدی سے کرنے کی اجازت دی) منسوخ کر کے سلسلے کی بدنامی کو دور کرنے کا موجب ہوں۔ اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے حکم کی اتنی عزت کریں کہ امیر اور غریب پر یکساں طور پر اس کا نفاذ عمل میں آئے"۔

معاصر "الفضل" نے اپنی ۸ر اپریل کی اشاعت میں اس مسئلہ پر توجہ فرمائی ہے۔ سب سے اول احرار کے اخبار "مجاہد" کی بد اخلاقی پر اظہار افسوس کیا ہے۔ مگر مجاہد کے علاوہ دیگر اخبارات مثلاً "انقلاب" اور "احسان" وغیرہ نے جو کچھ لکھا ہے اسے بالکل نظر انداز کر دیا ہے اس کے بعد "پیغام صلح" پر احرار کی بیہودہ سرائی کی حمایت کا سراسر غلط اور بے معنی الزام لگاتے ہوئے ملک غلام محمد صاحب کی صاحبزادی کی شادی پر خلیفہ صاحب کی خاموشی کے متعلق مندرجہ ذیل عذر پیش فرمایا ہے:۔

"ملک غلام محمد صاحب ایک عرصہ غیر مبائعین کے ایک سرکردہ اور معزز رکن رہے جو اپنی لڑکیوں کا رشتہ غیر احمدیوں سے کرنا جائز سمجھتے ہیں اور جیسا کہ اس مضمون سے بھی ظاہر ہے جو ۳ر اپریل کے "پیغام صلح" میں جماعت احمدیہ (قادیانیہ) کے خلاف احرار کی مذکورہ بالا بیہودہ سرائی کی حمایت کرتے ہوئے لکھا گیا ہے اس وقت ملک صاحب نے اپنی لڑکی کا رشتہ اپنے ایک قریبی غیر احمدی رشتہ دار سے کے ہاں کر دیا۔ اس کا اعلان ہو جانے بلکہ تمام ابتدائی رسوم ادا ہو چکنے کے کچھ عرصہ بعد وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر کے جماعت احمدیہ (قادیانیہ) میں شامل ہو گئے جس پر ابھی سال سوا سال ہی گزرا ہے۔ بیعت کرتے وقت انہوں نے یہ معاملہ جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ لڑکی بھی بیعت کر لے تو پھر اس رشتہ میں مداخلت کی جا سکتی ہے لیکن جب رشتہ پہلے کا ہو چکا ہے لڑکی بالغ ہے اور بیعت نہیں کر رہی تو پھر ہم اس میں دخل نہیں دے سکتے"!

ہم پر احرار کی بیہودہ سرائی کی حمایت کا الزام بالکل غلط ہے اتنا غلط جتنی کہ کوئی بے حقیقت سے بے حقیقت چیز غلط ہو سکتی ہے ہم کسی کی بیہودہ سرائی کی حمایت نہیں کرتے خواہ وہ احراریوں کی طرف سے ہو یا قادیانیوں یا کسی اور کی طرف سے۔ ہم نے تو ایک اصولی بات کہی تھی اور اصولی بات کی تائید ہم ضرور کریں گے۔ معاصر الفضل نے مندرجہ بالا سطور میں اپنی عادت کے مطابق نہایت مبہم طرز اختیار کیا ہے اور "ابتدائی رسوم" کے لفظی پردہ میں بہت سے حقائق کی پردہ پوشی کی ہے۔ گذارش یہ ہے:۔

(۱) ملک غلام محمد صاحب کی صاحبزادی کا عقد ان کے قادیانی ہونے کے بعد ہوا یا پہلے؟

(۲) کیا ان کی صاحبزادی نے اپنی مرضی سے عقد کیا یا ملک صاحب کی مرضی سے یہ عقد ہوا؟

(۳) ولی ملک صاحب خود تھے یا اور کوئی؟

جہاں تک معلوم ہو سکا ہے۔ عقد ملک صاحب کے قادیانی ہونے کے بعد ان کی مرضی سے ہوا اور ولی بھی وہ خود ہی تھے۔ اب صورت یہ ہے کہ ملک صاحب تو جناب خلیفہ صاحب کی بیعت کر کے پکے مسلمان ہو گئے۔ ان کی صاحبزادی قادیانی عقائد کی رو سے کافر ہی رہی۔ کیا معاصر "الفضل" بتلائے گا کہ ملک صاحب کا اپنی صاحبزادی ایک کافر کو دینا۔ برات کی آؤ بھگت کرنا اور اس کافر لڑکی کا ولی بننا کہاں تک درست ہے؟ لیکن بفرض محال حالات اس سے کسی قدر مختلف بھی ہوں اور اس رشتہ کے متعلق "الفضل" سعی بسیار کے بعد کوئی اچھی سی تو جیہہ پیش کرنے میں کسی قدر کامیاب بھی ہو جائے تو باقی مثالوں کے متعلق کیا کہا جائیگا؟ ان میں تو کوئی گنجائش نظر نہیں آتی اور ان میں سے اکثر کے متعلق بار بار لکھنے کے باوجود اب تک خاموشی چلی آتی ہے

بات اصل میں یہ ہے کہ یہ سب کچھ بے اصولی اور غلو کا نتیجہ ہے میاں صاحب نے پہلے قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے واضح ارشادات کے خلاف غیر از جماعت مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ اس تکفیر کے نتیجہ میں غیر از جماعت لوگوں کو لڑکیاں دینے کی ممانعت کی گئی۔ لیکن عمل کی دنیا اقوال و دعاوی کی دنیا سے بہت مختلف ہوتی ہے کہنا آسان اور کرنا مشکل ہے۔ بہت سے قادیانی اپنے خلیفہ کے اس حکم پر عمل نہ کر سکے۔ خلاف ورزیاں ہوئیں۔ خلیفہ صاحب نے اس جرم کی بنا پر غریبوں کو یک بینی و دو گوش جماعت سے خارج کر کے ان پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا۔ متوسط الحال لوگوں کو سزا دیکر اخراج تو کیا لیکن بعد میں ان کی توبہ قبول فرمالی گئی۔ اور امراء کو پوچھا تک بھی نہیں یہ مذہب کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ "پیغام صلح" کے مولہ بالا مضمون میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اب اس کی یاد دہانی عرض کی جاتی ہے۔

حقیقت اور مجاز

نبوت مسیح موعود میاں محمود احمد صاحب کی تصریحات کی روشنی میں

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

(از مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

نبوت مسیح موعودؑ کی بحث میں آج تک میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدین کی طرف سے اس بات پر زور دیا جاتا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو اپنے آپ کو مجاز کے طور پر نبی قرار دیا ہے تو اس سے حقیقت کی نفی نہیں ہو جاتی اور جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ آپ کو معاذ اللہ "نقلی اور بناوٹی نبی" قرار دیتا ہے حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود اپنی نبوت کے لئے جہاں مجاز کا لفظ استعمال کیا ہے وہاں حقیقت کی نفی بھی کر دی ہے۔

سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔

میرا نام اللہ کی طرف سے نبی رکھا گیا ہے مجاز کے طریق پر حقیقت کے طور پر نہیں۔ لیکن باوجود اس کے میاں صاحب نے "القول الفصل" میں نہایت جرأت کے ساتھ لکھ دیا کہ:۔

"اگر کوئی شخص نبی کے معنی یہ کرے کہ وہ نبی جو بناوٹی یا نقلی نہ ہو بلکہ درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کی رو سے نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کے رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔"

(القول الفصل صفحہ ۱۲)

گویا میاں صاحب کے نزدیک مجاز کے یہ معنے کہ حقیقت اس میں نہ پائی جائے "نقلی اور بناوٹی" کا ہم معنی اور مترادف ہے۔

یہ تو نبوت مسیح موعود کے بارہ میں ان کا ارشاد ہے اس کے مقابلہ میں ان کا ایک تازہ کلام ضمیمہ روزنامہ الفضل مورخہ ۱ اپریل ۳۶ء میں "معارف القرآن" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں صفحہ ۷ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

"غرض مجاز کے طریق کو بالکل چھوڑ کر کوئی زبان بولی ہی نہیں جا سکتی۔ اور مجاز کی صورت میں حقیقی معنے مراد لینے سے کلام کا مطلب بگڑ جاتا ہے۔ اس لئے حقیقت اور مجاز کو موقع اور محل پر ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے اور ان میں سے کسی کو چھوڑا نہیں جا سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ یہ دونو قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں بھی پایا جاتا ہے اور اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے متعلق بعض مخالفین نے ٹھوکر کھائی ہے۔ جب قرآن کریم میں اللہ کی آنکھ۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں کا ذکر آ جائے۔ تو لوگ اسے استعارہ اور مجاز قرار دیتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں اسے نہیں مانتے مثلاً اگر آپ کی وحی الٰہی میں یا آپ کے کلام میں حیض کا لفظ آ جائے تو کہتے ہیں ہم نے حیض ہی دیکھنا ہے۔ اس غلطی کی وجہ سے کئی لوگوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔"

بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ اللہ کی آنکھ۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں کا ذکر جو قرآن میں آیا ہے وہ استعارہ اور مجاز ہے اور اس سے ان الفاظ کے اصل اور حقیقی معنی مراد نہیں۔ نہ آنکھ، ہاتھ اور پاؤں کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ کی آنکھ، ہاتھ اور پاؤں میں پائی جاتی ہے۔ ایسا ہی مسیح موعودؑ کے الہام اور کلام میں جو حیض کا لفظ آیا ہے۔ وہ بھی مجاز ہے اور حیض کی اصل حقیقت اس سے مراد نہیں لی گئی۔ کیا یہ کہنا صحیح ہوگا۔ کہ چونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی آنکھ، ہاتھ اور پاؤں سے میاں صاحب اصل حقیقت مراد نہیں لیتے اس لئے ان کے نزدیک ان سے "نقلی اور بناوٹی آنکھ اور ہاتھ اور پاؤں" مراد ہیں اور ایسا ہی چونکہ وہ مسیح موعودؑ کے الہام اور کلام میں "حیض" کے لفظ کی اصل حقیقت مراد نہیں لیتے۔ اس لئے ان کے نزدیک اس سے "نقلی اور بناوٹی حیض" مراد ہے؟

اگر یہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی آنکھ، ہاتھ اور پاؤں اور مسیح موعود کے حیض سے ان کی اصل حقیقت مراد نہ ہونے کے باوجود وہ "نقلی اور بناوٹی" نہیں۔ تو مسیح موعودؑ کی نبوت سے نبوت کی اصل حقیقت مراد نہ لینے پر اسے "نقلی اور بناوٹی" کس طرح کہہ سکتے ہیں؟

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ میاں صاحب کے منقولہ بالا فقرات میں جہاں "حیض" کا لفظ آیا ہے۔ وہاں اگر نبی کا لفظ رکھ دیا جائے تو کیا ہرج واقعہ ہوگا؟ آخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے نبی کے لفظ کو مجاز قرار دیا ہے اور اس کے ساتھ حقیقت کی نفی بھی کی ہے تو پھر میاں صاحب ہی کے الفاظ میں اگر یہ کہا جائے تو کیا غلطی ہوگی کہ:۔

"مجاز اور حقیقت دونوں قرآن کریم میں موجود ہیں اور مسیح موعودؑ کے کلام میں بھی ایسا پایا جاتا ہے اور اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات (اور کلام) کے متعلق بعض مخالفین (اور کثیر حصہ موافقین بلکہ خود میاں صاحب) نے ٹھوکر کھائی ہے۔ جب قرآن کریم میں اللہ کی آنکھ۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں کا ذکر آ جائے۔ تو (وہی) لوگ اسے استعارہ اور مجاز قرار دیتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں اسے نہیں مانتے۔ مثلاً اگر آپ کی وحی الٰہی میں یا آپ کے کلام میں نبی کا لفظ آ جائے تو کہتے ہیں ہم نے نبی ہی مراد لینا ہے اس غلطی کی وجہ سے کئی لوگوں اور خصوصاً میاں صاحب نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔"

امید ہے میاں صاحب اس پر غور فرمائیں گے اور حقیقت اور مجاز کی ان تصریحات کی روشنی میں جو انہوں نے اب کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ کو پھر ایک دفعہ پڑھیں گے۔ جو آپ کی آخری کتاب کے آخری صفحات میں پائے جاتے ہیں کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔

لائلپوری شیخ صاحبان کا خیر مقدم

یکم ۴ کی رات کو شیخ محمد اسمٰعیل و شیخ میاں محمود و شیخ محمد حسین صاحبان معہ دیگر احباب بخیریت حج بیت اللہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں آپ کا جہاز ۲ تاریخ کی صبح ۶ بجے بندرگاہ کراچی میں پہنچا۔ ایک دن کراچی قیام فرمایا۔ اور ۳ اپریل کو لائل پور روانہ ہو گئے۔ کراچی اور لائلپور کے درمیان شجاع آباد، ملتان۔ خانیوال، شورکوٹ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور گوجرہ پر اس مبارک قافلے کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ لائلپور کے ریلوے سٹیشن پر کم و بیش ایک ہزار کا مجمع اس قافلے کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ حالانکہ بارش کی وجہ سے موسم خراب ہو گیا تھا۔ لوگ اس کثرت سے آئے تھے پلیٹ فارم پر تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ شیخ صاحبان کے گلے میں بکثرت پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ تمام پلیٹ فارم پر پھول ہی پھول بکھرے ہوئے نظر آتے تھے۔

جس وقت گاڑی ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو ان کی آمد کی خوشی میں گولوں کی سلامی دی گئی۔ تمام لوگوں نے آپ کا خیر مقدم کیا اور بعض نوجوانوں نے نعتیہ کلام پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد شیخ صاحبان پلیٹ فارم سے باہر تشریف لائے۔ جہاں دو کاریں پھولوں سے سجی کھڑی تھیں۔ ان کاروں میں یہ قافلہ شیخ صاحبان کے دولتکدہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور باقی دوست بھی ساتھ ساتھ چلے جا رہے تھے۔ شیخ صاحبان ریلوے اسٹیشن سے سیدھے مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز نفل ادا کی۔ اس کے بعد آپ نے مختصراً اپنے سفر کے حالات سنائے اور دعا کے بعد سب دوست رخصت ہو گئے۔

۶ اپریل کو شیخ نصیر احمد صاحب خلف الرشید شیخ میاں محمد اسماعیل صاحب نے ان بزرگوں کے حج سے واپس تشریف لانے کی خوشی میں ایک شاندار دعوت دی جس میں احباب جماعت، شیخ برادری اور لائل پور کے معززین مدعو تھے کھانے کے بعد شیخ میاں محمد اسماعیل صاحب نے غربا کو خیرات کی۔ اور اپنے دوستوں کو تحفے تحائف جو وہ ساتھ لائے تھے تقسیم کئے۔

(نامہ نگار)

پیغام صلح:۔ ہم اپنے ان بزرگوں کی خدمت میں ہدیہ خیر مقدم عرض کرتے ہیں۔

علامہ رشید رضا مرحوم کی ایک عیسائی کیساتھ بحث

حضرت مرزا صاحب پر توہین مسیح کا الزام لگانیوالوں کیلئے سرمۂ بصیرت

(از مدیر)

مخالفین سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ پر یہ غلط اور سراسر بے بنیاد الزام بھی لگاتے رہتے ہیں کہ آپ نے انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضرت عیسیٰؑ کی توہین کی ہے۔ اس الزام کا شافی اور مفصل جواب ہماری طرف سے بارہا دیا جا چکا ہے لیکن معاندین و مخالفین کا مقصد تحقیق حق کی بجائے محض عوام کو اشتعال دلانا اور غلط فہمیاں پھیلانا ہے اس لئے وہ بار بار اس قسم کے غلط الزامات کا اعادہ کئے جاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ مولویوں کی تفسیروں اور دوسری کتابوں میں اکثر انبیاءؑ کے متعلق نہایت افسوسناک اور ناگفتہ بہ باتیں لکھی ہوئی تھیں ان کے متعلق بے معنی اور توہین آمیز قصے مشہور رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت مدلل اور دلآویز طریق پر تمام انبیا کو ان الزامات سے پاک ثابت کر دکھلایا ہے اور دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ جبکہ آپ خود مثیل مسیح ہونے کے دعویدار ہیں تو اس صورت میں آپ حضرت عیسےٰ کی توہین کس طرح کر سکتے تھے؟

واقعہ یہ ہے کہ عیسائیوں نے حضرت نبی کریم صلعم کیخلاف ناقابل برداشت غلط بیانیاں اور حضورؐ کی شان میں خطرناک گستاخیاں کی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا کی شان میں یہ باتیں کب برداشت کر سکتے تھے۔ آپ نے عیسائیوں کو الزامی جواب دینے اور حضرت نبی کریم صلعم کی حضرت عیسےٰ و دیگر انبیاء پر فضیلت ثابت کرنے کیلئے عیسائیوں کے مسلمات کی رو سے ان کے یسوع مسیح پر نہایت زبردست جرح کی اور حضرت نبی کریم صلعم کی فضیلت کو نہایت واضح طور پر ثابت کر دکھلایا۔ اس بحث میں آپ کے پیش نظر قرآن کا مسیح نہیں بلکہ عیسائیوں کا فرضی یسوع تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہم ناظرین پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت اچھا عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے ..... ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔"

(نور القرآن سرورق صـ۲ـ)

جس کسی کو بھی عیسائیوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مقابلہ پیش آئیگا۔ وہ الزامی جوابات کا طریق اختیار کرنے پر مجبور ہوگا مولوی حضرات کو مخالفین اسلام کے مقابلہ کی توفیق نہیں ملتی۔ وہ تو زیادہ تر برادرکشی اور تکفیر المسلمین کے شغل ہی میں مصروف رہتے ہیں۔ اس لئے انہیں اس کا اندازہ نہیں۔ تین چار سال ہوئے اکرام الحق کی ایک معمولی سی ضرب سے متاثر ہو کر جمعیتہ العلماء دہلی کے اخبار "الجمعیتہ" نے حالت بے بسی میں تسلیم کر لیا تھا کہ انجیل اور قرآن کا مسیح علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ اس وقت ہم مصر کے ایک ذی مرتبہ عالم علامہ سید رشید رضا مرحوم کی ایک مثال پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان کے تعلیمیافتہ و اخبار بین حضرات علامہ مرحوم سے بخوبی واقف ہوں گے۔ ندوی علما سے آپ کے خاص مراسم تھے۔ ہندوستانی اخبارات میں آپ کے مضامین کے تراجم عرصہ سے شائع ہو رہے ہیں آپ نے ایک مسیحی فاضل سے اپنی ایک گفتگو کی کیفیت مضمون کی شکل میں قلمبند فرمائی ہے۔ اس مضمون کا ترجمہ رسالہ فاران بجنور کے فروری ۳۶ء کے پرچہ میں شائع ہؤا ہے اس کے بعض حصے قابل غور ہیں۔ موضوع بحث کے متعلق علامہ مرحوم فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک غیر متعصب مسیحی فاضل کے ساتھ جو تاریخ اور جغرافیہ کا بڑا ماہر تھا اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی کہ تاریخ میں بزرگ ترین اور کامیاب ترین انسان کون ہے...... میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا اور فاضل مسیحی نے موسیٰ اور عیسیٰ کا۔ معمولی گفتگو کے بعد ہم دونوں اس امر پر تو متفق ہو گئے۔ کہ یہ تینوں انسان بہت بڑے بزرگ ہیں۔ مگر اختلاف اس میں تھا کہ کہ ذاتی حالات، اخلاقی سیرت، تاریخی اثرات اور زمانہ کے ماحول کے لحاظ سے ان میں افضل کون ہے اور اپنے مقاصد میں کامیاب کون رہا؟"

سلسلہ گفتگو شروع ہؤا۔ علامہ مرحوم نے پہلے حضرت موسیٰؑ کو لیا۔ فرعون کے محل میں موسیٰ کی پرورش کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں

"آپ (حضرت موسیٰ) دولت اور سلطنت کے سہارے آگے بڑھے۔ سیاست و حکومت کی محبت نے آپ پر قبضہ کیا۔ تمدن و تہذیب کے گوشوں پر نظر ڈالی اور سحری علوم کا مطالعہ کیا۔ ہر قسم کی صنعتوں میں درک حاصل کیا...... آپ نے اپنے حمایتیوں کا ایک گروہ بنایا اور ایک سلطنت قائم کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ یہ شوق آپ میں ملوکانہ تربیت اور سیاسی ماحول نے پیدا کر دیا.... تاریخ اس قسم کے باغیوں کے متعدد واقعات پیش کرتی ہے جنہوں نے سلطنتوں میں خروج کر کے ریاستیں اور سیادتیں قائم کر لیں اور حضرت موسیٰ تو صرف فرعون سے اپنی قوم کو آزاد کرا کر بھاگ نکلے۔"

حضرت موسیٰ کے سمندر سے پار اتر جانے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

"بعض مورخ لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے سمندر کو اس کے اتار کی انتہائی حالت میں اور بہت کم گہرائی کی جگہ سے عبور کر لیا تھا۔ مگر جس وقت فرعون اور اس کے لشکر نے اپنے قدم اس میں اتارے تو سمندر کا چڑھاؤ بہت زور پر ہو گیا اور سب اس میں غرق ہو گئے۔ اس قسم کا واقعہ نپولین بونا پارٹ کو بھی پیش آچکا ہے۔"

حضرت موسیٰ کے دیگر معجزات کے متعلق آپ کا ارشاد ہے کہ:۔

"اس کے علاوہ حضرت موسیٰؑ کے جو حیرت انگیز کام ہیں ان کی روایات مشکوک اور ان کے سمجھنے میں مشکلات ہیں۔ ان کاموں کا آپ کی نبوت پر دلالت کرنا اور ان کا خدا سے ہمکلام ہونا محال نظر آتا ہے ..... وہ شریعت جس کو آپ لائے تاریخ گواہ ہے کہ اس کا اکثر حصہ مصریوں کی شریعت سے ماخوذ ہے۔ باقی ماندہ حصہ کی تدوین و ترتیب ایسے آدمی سے کچھ بعید نہیں جس کی تربیت قانون و سلطنت کے سایہ میں انجام کو پہنچی ہو۔"

حضرت موسیٰؑ کے بعد آپ نے حضرت عیسےٰؑ کو لیا ہے۔ ان کے متعلق فرماتے ہیں۔

"آپ ایک یہودی مرد ہیں۔ موسوی شریعت نے آپ کی ذہنی تربیت کی ہے۔ رومی قوانین سے واقف اور یونانی فلسفہ سے آگاہ ہیں اور آپ کو ان تینوں قوموں کی مدنیت پر پوری بصیرت حاصل ہے جو تہذیب کی عظمت اور علم و حکمت کی وسعت میں معمورہ ارضی کی تمام قوموں پر فائق تھیں۔ اس کے باوجود اور ان سہولتوں کے ہوتے ہوئے کوئی چیز آپ کو نئی شریعت بنانے میں اور کسی نئی امت کی تخلیق پر آمادہ نہ کر سکی۔ آپ ایک شستہ زبان خطیب، قادر الکلام مقرر اور فصیح البیان واعظ تھے۔ جن کے ذہن میں رہبانیت ترک دنیا اور آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے نفس کی تذلیل کے بارے میں بعض یونانی فلاسفروں کی انتہاپسندی نے دخل حاصل کر لیا تھا۔"

حضرت عیسیٰ کی تعلیم کا ذکر آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:۔

"ہم حضرت موسیٰؑ کی نسبت تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ صاحب اثر و نفوذ تھے لیکن تاریخ حضرت عیسےٰ کے متعلق کسی قابل ذکر اثر کا پتہ نہیں دیتی۔ نہ علم میں نہ اصلاح اور مذہبیت میں بلکہ آپ کی تعلیم تہذیب و تمدن کی دشمن ہے اور انسان کو رفیق اعلیٰ سے حیوانیت کے سب سے نچلے طبقہ میں پھینک دیتی ہے کیونکہ اس میں تربیت نفسانی کی بنا ذلت و خواری پر اور حق تلفی اور پامالی کو رضامندی کے ساتھ قبول کر لینے پر رکھی گئی ہے ..... ایک دوسری حیثیت سے بھی آپ کی تعلیم میں شتر بے مہاری کا سبق موجود ہے ..... تیسری حیثیت سے صاف نظر آتا ہے کہ مسیح کی تعلیم بت پرستانہ ہے۔ کیونکہ وہ انسان پرستی کا حکم دیتی ہے۔"

آخر پر علامہ مرحوم نے حضرت عیسےٰ کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں فیصلہ دیا ہے:۔

"خلاصہ یہ کہ دنیا کی تاریخ حضرت مسیح کے کسی ایسے کارنامہ سے بالکل بےخبر ہے جو ان کو قوموں کے مصلحین اور ملتوں کے شارعین کی صف میں جگہ دے سکے۔"

علامہ رشید رضا مرحوم نے اس بحث میں بظاہر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو انبیاء کی صف میں ہی شمار کرنے سے تامل کیا ہے لیکن حقیقت میں ان کا یہ مقصد نہیں۔ انہوں نے محض حضرت نبی کریم صلعم کی فضیلت کو ثابت کرنے کیلئے یہ طریق اختیار کیا ہے۔ اس وجہ سے ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ اور کیا جا سکتا ہے۔ اور جو کوئی بھی اس کام کو ان حالات میں اپنے ذمہ لیگا۔ اسے ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم وغیرہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن ذرا غور فرمایئے کہ علامہ مرحوم کی گفتگو تو ایک فاضل اور غیر متعصب عیسائی سے بھی اور مقصد صرف حضرت نبی کریم صلعم کی فضیلت ثابت کرنا تھا لیکن اس کے باوجود وہ یہ طریق اختیار کرنے پر مجبور ہوئے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کا مقابلہ تو نہایت متعصب عیسائیوں سے تھا۔ وہ حضرت نبی کریم پر خطرناک الزامات لگاتے تھے حضورؐ کی شان میں ناقابل برداشت گستاخیاں کرتے تھے مسیح موعود الزامی جواب نہ دیتے تو کیا کرتے؟ ایک انصاف پسند اور حضرت نبی کریم صلعم اور اسلام سے سچی محبت رکھنے والے کی نظر میں اس وجہ سے حضرت مسیح موعود قابل الزام ہیں۔ نہ علامہ رشید رضا مرحوم۔ لیکن تعصب اور اندھی مخالفت کا برا ہو کہ مخالف اخبارات حضرت مسیح موعودؑ کے خدمت اسلام کے اس فعل کو توہین انبیاء قرار دیتے ہیں۔ اور علامہ رشید رضا مرحوم کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور ان کے مضامین کے تراجم بصد فخر اپنے اخبارات و رسائل میں شائع کرتے ہیں۔ آہ! ان لوگوں کے پیمانے کس قدر مختلف ہیں۔

مسلمان بچوں کیلئے انگلش سکول

مسلم ٹاؤن میں کھل گیا

یکم اپریل ۳۶ء کو مسلم ٹاؤن میں ایک انگلش سکول کھولا گیا ہے جس میں مسلمان شرفاء کے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام نہایت عمدہ پیمانے پر کیا گیا ہے۔ بعض مسلمان مدت سے اس بات کو محسوس کر رہے تھے کہ مسلمان شرفاء کے چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں کے لئے کوئی ایسا مدرسہ مسلمانوں کا نہیں جیسے انگریزی سکول ہیں۔ اس لئے ان کو مجبوراً اپنے ننھے ننھے بچے ایسی تعلیمگاہوں میں بھیجنے پڑتے تھے جہاں دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ وہاں یہ خطرہ ہر دم لاحق رہتا ہے کہ وہاں عیسائی مذہب کا سبق ذہن نشین نہ کرا دیا جائے۔ اس خطرہ اور کمی کا تدارک کرنے کیلئے یہ مدرسہ کھولا گیا ہے اس میں انگریزی تعلیم تو یورپین لیڈیوں کے ہاتھ میں رہے گی۔ اور مذہبی تعلیم نہایت اعلیٰ پایہ کی شریف خواتین کے ہاتھ میں ہوگی وہ لڑکے اور لڑکیاں جو بورڈنگ ہوس میں سکونت اختیار کریں گے ان کی تربیت ایک یورپین لیڈی کے ہاتھ میں ہوگی۔ سکونت اور خوراک کا انتظام نہایت ہی عمدہ ہوگا۔ فیس ماہوار آٹھ روپے علاوہ خرچ بورڈنگ ہوس بائیس روپے۔ فیس داخلہ دس روپے راقم الحروف بھی اس مدرسہ کی طرف خاص الخاص توجہ کرے گا۔ (صدر الدین)

نوٹ:- عرضیاں ہیڈ مسٹرس انگلش سکول مسلم ٹاؤن لاہور کے نام آنی چاہئیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— لاہور میں تنظیم جماعت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ اور سید امجد شاہ صاحب اور بعض دیگر احباب اس کام کو نہایت سرگرمی سے کر رہے ہیں۔

— مرزا امیر زمان خاں صاحب کلرک لائٹ کی خالہ زاد بہن کا عقد عبداللہ جان صاحب اسسٹنٹ اکونٹنٹ اسلامیہ کالج پشاور سے ۹ اپریل کو ہوا۔ مولانا عزیز بخش صاحب نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں خطبہ نکاح پڑھا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو بابرکت بنائے۔ ہماری طرف سے مبارکباد قبول ہو۔

— ہمارے ایک مخلص بھائی چوہدری محمد عبدالرحمٰن صاحب قبول شاہ کوٹھی نہر ضلع فیروزپور کی اہلیہ بیمار ہیں اور وہ دیگر معاملات کی وجہ سے بھی پریشان ہیں۔ ان کے لئے دردِ دل سے دعا کی جائے۔

— ماسٹر غلام محمد صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور کا اکلوتا بیٹا بعمر ۳ ماہ ۷ اپریل کو انتقال کر گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دو ماہ ہوئے ماسٹر صاحب کی اہلیہ کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔

پیغام صلح:- ہمیں ماسٹر صاحب سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے کہ خدا اُن کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

— مرزا کمال الدین صاحب دار الکتب اسلامیہ کے سفری ایجنٹ ان دنوں لاہور ہی میں دورہ کر رہے ہیں۔ مقامی دوست ان کی ہر ممکن کوشش سے مدد کریں۔

— مندرجہ ذیل رقوم منشی سید احمد صاحب ایجنٹ خان غلام ربانی خاں صاحب وکیل مانسہرہ کی معرفت اچھوت فنڈ میں وصول ہوئی ہیں:-

نام	مقام	روپیہ — آنہ
خان فیروز خاں صاحب		۵ — ۰ — /
منشی عبدالجبار صاحب پٹواری		۰ — ۸ — /
" عبدالحنان صاحب	" مونگا	۰ — ۰ — /
" محمد امین صاحب	"	۰ — ۲/ — ۰
" علی گوہر صاحب	" دانہ	۰ — ۰ — /
" خالصہ خالصاحب	" ہلکوٹ	۵ — ۰ — /
" عبدالرحمٰن صاحب محرر		۲ — ۰ — /
میزان		۵ — ۲/ — ۶

— ایک احمدی دوست بیکار ہیں۔ جماعت اول سے چہارم تک بچوں کو تعلیم دینے میں ماہر ہیں۔ دینی تعلیم سے بخوبی واقف ہیں ضرورتمند احباب ان کی خدمات سے فائدہ اٹھا کر ان کی امداد فرمادیں۔ پتہ۔ ع۔ ح معرفت دفتر پیغام صلح لاہور

— سکرٹری صاحب ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن مطلع فرماتے ہیں کہ:- بروز اتوار مورخہ ۱۲ اپریل ۳۶ء کو بوقت ۵ بجے شام مسلم ہوسٹل واقع کوٹھی جہاز نما جیل روڈ میں ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس ہوگا۔ ماسٹر غلام محمد صاحب فاروق بی۔ اے انگریزی میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر تقریر کریں گے۔ لیکچر کے بعد حاضرین کی چائے سے تواضع کی جائے گی۔

مسلم ہائی سکول لاہور کے خلاف طوفانِ بےتمیزی

کئی سال سے دیکھنے میں آ رہا ہے کہ جب سالانہ امتحانات کے بعد جماعت بندی و داخلہ کا موسم آتا ہے تو مسلمانوں کے تعمیری کاموں کے دشمن یعنی احرار مسلم ہائی سکول لاہور کی مجنونانہ مخالفت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ طلبہ اور ان کے والدین کو ورغلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ طرح طرح کی بہتان طرازیاں ہوتی ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب اور دیگر اساتذہ کے خلاف بالکل بے بنیاد الزامات عائد کئے جاتے ہیں۔ اسکول کے انتظامات میں فرضی نقص نکالے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ کے فضل سے ان کی یہ کوشش ہمیشہ نامراد رہتی ہے کیونکہ مسلم ہائی اسکول اپنی استعداد و ذرائع کے مطابق نہایت اچھا کام کر رہا ہے۔ طلبہ اور ان کے والدین ہر طرح سے مطمئن ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب اور دوسرے اساتذہ جن میں احمدیوں کے علاوہ دیگر عقائد کے حضرات بھی شامل ہیں نہایت تندہی اور اخلاص سے کام کرتے ہیں۔ سکول کی تعلیمی حالت نسبتاً بہتر ہے اور یونیورسٹی کے نتائج ہمیشہ قابل اطمینان رہتے ہیں۔ طلبہ کی اخلاقی و جسمانی تربیت بھی بہت اچھی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے بہت سے ماہرین تعلیم اور روشن خیال و دیندار حضرات کے بچے اس میں داخل ہیں۔

"مجاہد" کی بہتان طرازیوں کی کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال احراری جنون میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ ہر روز نقاب پوش نامہ نگاروں کی فرضی مراسلتوں سے کالم کے کالم سیاہ کئے جاتے ہیں لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اخلاص و محنت کی فتح ہوگی۔ انشاء اللہ کسی صحیح الخیال اور باخبر مسلمان پر اس غلط پروپیگنڈا کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اسکول بدستور ترقی کرتا رہے گا جن لوگوں کو اپنے بچوں کی بہترین تعلیم و تربیت منظور ہے وہ ضرور اس میں اپنے بچوں کو بھیجیں گے چنانچہ داخلہ کی رفتار ہمارے خیال کی تائید کر رہی ہے احراریوں کے افلاس عمل کی یہ کیفیت ہے کہ وہ ہائی اسکول چھوڑ کوئی پرائمری سکول بھی قائم نہ کر سکے لیکن اچھی کامیاب اسلامی درسگاہوں کی تخریب میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ مسلمان قوم کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

احراری سرغنوں کا نیا مشغلہ

احراریوں کے اس اتحاد شکن اور افتراق انگیز مطالبہ پر کہ احمدیوں کو ملت اسلامیہ سے ایک علیحدہ فرقہ قرار دیا جائے تمام صحیح الخیال اسلامی حلقوں نے اظہار نفرت و ملامت کیا ہے اور حکومت پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ گذشتہ دنوں اعلیٰحضرت حضور نظام دکن نے چوہدری سر ظفر اللہ خاں کو مسلم یونیورسٹی کورٹ کا ممبر نامزد فرمایا۔ اس پر احراری سرغنے بہت چراغ پا ہو رہے ہیں۔ معاصر محترم انقلاب کا بیان ہے کہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی حبیب الرحمان نے ایک جلسہ میں اعلیٰحضرت ممدوح کے خلاف نہایت بیہودہ اور سوقیانہ تقریریں کیں بخاری نے تو یہاں تک کہہ دیا۔

مسلمانو! سُنا کیا ہُوا۔ نواب حیدر آباد نے ظفر اللہ کو علیگڈھ یونیورسٹی کا چانسلر (چانسلر نہیں کورٹ کا ممبر بنایا ہے پیغام صلح) بنا دیا۔ اب ہمیں حیدر آباد اور علیگڈھ یونیورسٹی کی اینٹ سے اینٹ بجانی ہے۔

ہم دردمند و ذمہ دار مسلمانوں سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ

www.aaiil.org

اچھوت اقوام میں تبلیغ

محبت، علم اور قربانی سے اُن کے دلوں میں جگہ پیدا کرو

(از جناب بیرن عمر رولف ایرنفلز)

حضرت مولینا محمد علی صاحب کی دردمندانہ اپیل "اچھوت اقوام میں تبلیغ" ہر ایک دردمند مسلمان کے دل پر اثر کریگی۔ ڈاکٹر امبیدکر اور تھیا قوم کے لیڈر مسٹر سکھوماران بی۔اے کا اعلان مسلمانوں کو اس فرض احتیاط سے سبکدوش کر رہا ہے۔ جو ایک ہمسایہ قوم کے معاملات میں حصہ لینے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ان دونوں لیڈروں کا کھلا کھلا اعلان ایک مذہب کی تلاش کے متعلق کافی ہے کہ مسلمان اُن کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ ہر مرد یا عورت جو اچھوت اقوام کی بہتری اور ترقی میں ممد ہو سکتا ہے۔ وہ ضرور اس نیک کام میں حصہ لے۔ میں چونکہ کئی سالوں سے مسلم مشن کا کام کر رہا ہوں اور اس سے قبل رومن کیتھولک کے مشنری سکولوں میں بھی تجربہ حاصل کر چکا ہوں۔ اِس لئے میں اس موضوع پر اظہار رائے کر رہا ہوں۔

(۱) تبلیغ اسلام کا مقصد وحید دوسروں کی مدد ہوتا ہے اسلامی تبلیغ کا مقصد یہ نہیں کہ وہ کسی قدر تعداد میں انسان اپنے ساتھ ملا لے۔ بلکہ اس کا مقصد تو صرف یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جن لوگوں کو وہ اسلام کی روشنی میں لائے۔ انکی روحانی۔ علمی۔ جسمانی اور اقتصادی حالت کو بھی بہتر بنانے کی کوشش کرے۔

(۲) اپنی ہمسایہ ہندو قوم کے جذبات کا احترام کیا جائے اور اُن کے مذہب اور بزرگوں کے لئے کسی ایسے خیال کا اظہار نہ کیا جائے جس سے اُن کے جذبات مجروح ہوں۔ اور صرف انہیں قوموں کو مذہبی تعلیم دی جائے جنہوں نے نئے مذہب کے اختیار کرنے کا اعلان کیا ہے۔

(۳) ان نومسلمین کی امداد کرنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔ اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ کوئی ایسا فعل نہ کریں جس سے ہندو بھائیوں ان نومسلمین اور دوسری اچھوت اقوام کی دل آزاری ہو بلکہ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اسلامی اخوت کی وہ مثال پیش کریں۔ جو عیسائی بھی نہیں پیش کر سکتے۔ اگر دیانتداری سے ایسا کیا گیا۔ تو یقیناً اِس کا اثر نہایت خوشگوار ہوگا۔ اور اس کا نتیجہ نہ صرف مسلمانوں کیلئے مفید ہوگا۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے فائدہ رساں ہوگا۔ مسلمانوں کے اِس مبارک کام کی نقل ہندو ریفارمر اور عیسائی کریں گے۔ اور اس طرح اچھوت اقوام کو اسلام کی طفیل اعلیٰ رتبہ مِل جائیگا۔

اِس کے علاوہ مسلمان مبلغوں کو چاہیئے۔ کہ وُہ اپنی سرگرمیاں محض تقریر اور تحریر تک محدود نہ رکھیں۔ بلکہ وہ اپنے اچھوت بھائی بہنوں کو اپنے نیک افعال سے مدد پہنچائیں۔ اِس کام کے لئے ضروری ہے کہ مبلغ تیار کئے جائیں۔ جو طبی، تعلیمی اور اقتصادی معاملات میں ماہر ہوں جو نئی مسجد تیار کی جائے۔ اِس کے ساتھ ایک چھوٹا سا شفاخانہ کھولا جائے جس میں مروجہ ہر قسم کا طبی سامان اور دوائیاں ہوں۔ ایک پرائمری سکول بچوں کے لئے ہو۔ اور ایک ایسا دفتر جہاں سے ان نومسلمین کو زراعت کے جدید طریقوں اور روزی کمانے کے دیگر ذرائع کی تربیت دی جائے۔ اور ساہوکاروں کے پنجے سے بچنے کی تلقین کی جائے

(۴) نومسلمین پر کسی اجنبی رسم و رواج کی پابندی کے لئے سختی نہ کی جائے اور توہم پرستی سے انہیں بچایا جائے۔ خاص لباس، یا خاص انجمن یا مخصوص زبان کو پکا مسلمانی قرار نہ دیا جائے۔ بلکہ مبلغین کو محتاط رہنا چاہیئے۔ کہ اشاعت اسلام کو کسی صوبے یا قومی خود ستائی کا باعث نہ بنایا جائے۔ اِس سے اسلام کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اچھوتوں کے سامنے صرف خالص اسلامی تعلیمات کو پیش کیا جائے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کسی خاص لباس کسی سوشل انجمن یا کسی قسم کی چیاں چنیں کا نام نہیں۔ بلکہ اسلام رنگ و نسل۔ لباس و زبان کے جھگڑوں سے بالاتر ہے۔ یورپ میں مبلغین اسلام اس اصول پر خوب کاربند ہیں اور اسی اصول پر جنوبی ہندوستان کے اچھوتوں میں کام کرنا ضروری ہے جنوبی ہند میں اب بھی بعض اس قسم کے سادہ لباس موجود ہیں۔ جو زمانہ قدیم کی یادگار ہیں۔ اور جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے عربوں سے ملتے جلتے ہیں مسلمان مبلغین کو محتاط رہنا چاہیئے۔ کہ وُہ ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں جو برہمن جنوبی ہند میں کر رہے ہیں۔ کہ وُہ قدیمی رواجوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہمارے مبلغین کو چاہیئے کہ وہ دیکھیں کہ اُن کے رواجوں میں سے کون سا رواج اسلامی سادگی، اخوت اور مساوات کے قریب تر ہے۔

یہ کوئی آسان کام نہیں ہے مسلمان مبلغین کو صرف اسلامی تعلیمات سے ہی بہرور نہیں ہونا چاہیئے بلکہ مندرجہ ذیل شعبوں میں سے ان کا کسی ایک میں ماہر ہونا ضروری ہے۔ (۱) ڈاکٹری (۲) تعلیم (۳) اقتصادیات (زراعت یا مالیات) اس کے علاوہ وُہ جس علاقہ میں تبلیغ کا کام کرنے والا ہو۔ وہاں کے لٹریچر۔ زبان اور موجودہ لیڈروں کے حالات... اُن کی سوشل مجلسوں اور اُن کے قومی لباس سے خوب واقف ہو۔

ہریجن تہذیب

ہریجن تہذیب کو سمجھنے کا کام بہت مشکل ہے۔ اور اس مسئلہ کو وہی سمجھ سکتا ہے۔ جو اچھوت اقوام کی تاریخ اور تہذیب کو جانتا ہو۔ ہریجن تہذیب آرین ہندوؤں کی تہذیب سے کوئی واسطہ نہیں رکھتی اور اس سے بہت قدیم ہے۔ یہ اچھوتوں اور اعلیٰ جاتی کے شودروں (مثلاً نائر وغیرہ قومیں جو اس وقت مالابار میں آباد ہیں) کے آبا و اجداد کے ذریعے ہندوستان میں عروج پر تھی۔ جب ابھی آرین، تورانی اور دیگر قومیں جنہیں آج مہذب سمجھا جاتا ہے ابھی وسط ایشیا کے جنگلوں اور صحراؤں میں بھٹکتی پھرتی تھیں اس وقت ہندوستان کے یہ باشندے زراعت میں کمال حاصل کر چکے تھے اُن کے اپنے شہر تھے اور صنعت و حرفت کو خوب سمجھتے تھے اُن میں کئی پیغمبر بھی آئے ہونگے۔ اس تہذیب کے آثار سندھ کی وادی میں۔ موہنجو دڑو اور سر جان مارشل نے دریافت کئے ہیں۔

آثار قدیمہ کی تحقیقات کے علاوہ دیگر ذرائع سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیاتر کی اعلیٰ قوم ایک وقت میں اسی ہریجن تہذیب سے وابستہ تھی اسی طرح "پارائن" قوم بھی اسی تہذیب کی ایک یادگار ہے۔ (اس مسئلہ پر انانتھ کرشنا آئر کی کتاب "کوچین کے قبیلے اور ذاتیں" جلد ۱ صفحہ ۱ اڈگر تھرسٹن کی کتاب "جنوبی ہند کی ذاتیں اور قبیلے" جلد ۱ صفحہ ۸۸-۸۹ اور لے۔ سی کلٹین کی کتاب "مدراس گورنمنٹ میوزیم بلیٹن" جلد ۵ نمبر ۱ صفحہ ۵۹-۶۰-۶۱ میں روشنی ڈالی گئی ہے)

مالابار کا ایک بادشاہ ۸۲۵ء میں مسلمان ہوا

پلاین یا چیرین اقوام کے متعلق بھی مندرجہ بالا بیان کافی ہے بلکہ یہ قومیں اُن سے بھی زیادہ قدیم ہیں۔ ان کا حوالہ بھی مذکورہ بالا کتب میں ملتا ہے۔ اِس زمانہ کو جب یہ قومیں ہندوستان میں آباد تھیں غیر مہذب زمانہ نہ سمجھ لیا جائے۔ اور ان لوگوں کو نرے جنگلی خیال نہ کیا جائے۔ بلکہ یہ لوگ شکاری تھے۔ شودر اور دیگر قوموں نے جو کام ہندوستان کی قدیم تہذیب کی تعمیر کے لئے کیا ہے وُہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آثار قدیمہ اور دوسرے محققین کی تحقیقات ہر سال نئے نئے انکشافات ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں۔ گو ہر ایک مبلغ کے لئے ناممکن ہے کہ ان تحقیقات سے کلی واقف ہو لیکن اُسے کم از کم موجودہ تحقیقات کے مسائل کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ وہ انکشافات سے فائدہ اٹھا سکے جو ان اچھوت اقوام کے آبا و اجداد کی تہذیب پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اور اُسے معلوم ہوگا کہ وُہ لوگ کس قدر اعلیٰ رتبہ رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ اس سے یہ پتہ چل سکیگا کہ ان متمدن اور مہذب قوموں میں کون کون خدا کے پیغمبر آئے۔ جن کی تعلیمات کو رنگ و نسل اور ذات پات کے جھگڑے نے نہایت ظالمانہ طریقہ سے جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے جس کا نظارہ جنوبی ہند میں دیکھا جا سکتا ہے (اڈگر تھرسٹن "جنوبی ہند کی ذاتیں اور قومیں" جلد دوئم صفحہ ۵۴ پر لکھتا ہے کہ چیرومن پیرومل مالابار کا بادشاہ جو ۸۲۵ء میں مسلمان ہوا تھا۔ اس کے نام کے معنے ہی ہیں "چیرا قوم کا بڑا"۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ اچھوت اقوام اسلام کے ابتدائی ایام میں ہی اس کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو چکی تھیں۔ اور پھر اس کے بعد انقلابات زمانہ نے انہیں اس پستی میں گرا دیا جس میں کہ وہ اب نظر آ رہی ہیں یہ امر یقینی ہے کہ اس قسم کی تاریخی اور دوسری تحقیقات واقعی مسلم مشنریوں کو بہت مدد دے سکتی ہے۔

مسلم مشنریوں کا فرض ہوگا۔ کہ وہ ان حالات میں سکھانے کی بجائے خود سیکھے۔ یہ بہت نقصان رساں ہوگا۔ کہ اگر نومسلمین کو مجبور کیا جائے کہ وُہ اپنے قومی لباس کو تبدیل کریں۔ بلکہ اس کے خلاف رومن کیتھولک مشنریوں کی طرح جو دو قبل از جنگ زمانے میں طریقے اختیار کرتے تھے کئے جائیں ورنہ نومسلمین کی اقتصادی وغیرہ حالت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

ہریجن لٹریچر کا مطالعہ

ایک مسئلہ غور طلب رہ گیا ہے۔ وہ ہریجن لٹریچر اور اُن کے لیڈروں کی زندگی کے حالات کا مطالعہ ہے اِس کے لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی اخبار میں ان لیڈروں کی زندگیوں اور ان کے کاموں کی رپورٹ شائع کرتے رہیں۔ جوں جوں ان اچھوت اقوام کے متعلق ہماری معلومات بڑھتی جائیں گی ہمیں اُن سے اور اُن کے لیڈروں سے محبت ہوتی جائیگی۔ محبت ہی وُہ رشتہ ہے جو نومسلمین اور مبلغوں، استاد اور شاگردوں کو آپس میں منسلک کر سکتا ہے ہمیں اُن کے دلوں کو قابو کرنا چاہیئے محبت جس کی بنا علم اور باہمی ارتباط پر ہو محبت جس کا ثبوت افعال اور قربانی سے دیا جائے صرف ایسی محبت ہی ان مظلوم اچھوت اقوام میں ہمارا راستہ کھول سکتی ہے۔

مبلغ اسلام کا کام اگر مندرجہ بالا طریق پر شروع کیا گیا اور صرف انہیں لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ جو ہندو مذہب سے بیزاری کا اعلان کر چکے ہیں تو یقیناً کامیابی ہوگی اور اس طرح ہمارے ہندو بھائیوں کو بھی شکایت کا موقعہ نہ مل سکے گا۔ بلکہ وُہ خود اسلامی رواداری کا سبق سیکھیں گے اور جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہندوستان میں اسلامی تہذیب اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بتلائے ہوئے اصول رائج ہونگے۔

(ترجمہ)

وی آنا میں انڈین سنٹرل یورپین سوسائٹی کا قیام

دی آنا میں جو سنٹرل یورپ کا ایک ممتاز ترین مقام ہے کچھ عرصہ ہؤا ایک انجمن قائم کی گئی ہے جس کا نام انڈین سنٹرل یورپین سوسائٹی ہے جس کا مقصد ہندوستانی اور وسط یورپ کے تمدنی اور کاروباری تعلقات کو بڑھانا اور ایک دوسرے کو مدد پہنچانا ہے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے انجمن ہذا نے دی آنا میں ایک تمدن کے متعلق علیحدہ شعبہ قائم کیا ہے اور اس کے لئے ہندوستانی اور آسٹریا کے ماہرین کی امداد حاصل کی گئی ہے ۱۹۳۶ء کے لئے صدارت ہر ڈاکٹر ولہم کاپرس نے قبول کی ہے جو وہاں کی یونیورسٹی کے پروفیسر اور

Head of The Institute for Ethnology in Vienna. ہیں۔

یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر بتیہ۔ ڈاکٹر بیرن ہین گلڈرن، ڈاکٹر جیجر، ڈاکٹر اپیل اور بہت سے ہندوستانی احباب نے مدد کا وعدہ فرمایا ہے ان میں بیرن عمر رولف ایہرنفلز بھی ہیں جو انڈین کلچر پر ابلیمنٹ کے مصنف بھی ہیں۔ ان احباب نے تمدنی مسئلوں پر باہمی تبادلہ خیالات اور دونوں ملکوں کی تہذیب کی اشاعت میں مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

اس انجمن کو ابتدائی زمانے میں بہت سے مواقع ایسے مل گئے ہیں کہ جس سے کاروباری اور تمدنی تعلقات ہندوستان اور ڈانوبین ممالک میں مستحکم ہو رہے ہیں۔ اس انجمن کے قیام کی اطلاع بہت سے ہندوستانیوں کو مل چکی ہے اور جب وہ دی آنا آتے ہیں تو ان کو وہاں اپنے بہت سے دوست اور معاون مل جاتے ہیں جو ان کے قیام کو ہر لحاظ سے خوشگوار اور پر لطف بنا دیتے ہیں۔ اور اس طرح کاروباری اور تمدنی تعلقات کے بڑھنے کا بھی موقع مل جاتا ہے۔ اس انجمن کی مدد سے اب ہندوستانی سائنسدان ہندوستانی زندگی اور تمدن پر وسط یورپ میں لیکچر دے سکینگے بہت سے ہندوستانی طلباء نے تحصیل علم کے لئے درخواستیں دی ہیں۔ اور ان کے حسب خواہش مناسب انتظام کر دیا گیا ہے۔ وی آنا میں ہندوستانی اور ڈانوبین سٹیٹس کے باشندوں کی تعداد ۵۰ — ۶۰ کے قریب ہے اور اس میں زیادہ تر طلباء ہیں۔

وسط یورپ اور ہندوستان کے درمیان مذکورہ بالا تعلقات کو مستحکم کرنے کے متعلق ہر ایک قسم کی اطلاع خواہ زبانی ہو یا بذریعہ خط و کتابت اس انجمن سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

یہ انجمن صرف تمدن کے مسئلوں تک ہی اپنی سرگرمیوں کو محدود نہیں رکھے گی۔ بلکہ کاروباری اور تجارت کی تحریکات کی نشر و اشاعت میں ہر ممکن کوشش کرے گی تاکہ ہندوستان اور آسٹریا (ڈانوبین ممالک) میں تعلقات قائم ہو جائیں۔

یہ انجمن ہندوستانی، امپورٹ اور اکسپورٹ کے تاجروں کو اطلاع دینا چاہتی ہے کہ وہ انجمن سے خط و کتابت کر کے وسط یورپ کی مارکیٹوں کے متعلق ہر قسم کی اطلاع لے سکتے ہیں ابتدائی صورت میں اطلاعات مفت دی جائیں گی لیکن اطلاعات باقاعدہ اور بر وقت ہوں گی۔

اس انجمن کی کامیابی کا انحصار ہندوستان کے کاروباری اور متمدن حلقوں کی باہمی امداد پر ہے اس لئے ہندوستانی احباب جو ان مسئلوں میں دلچسپی رکھتے ہیں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ مندرجہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کریں:-

Indian Central -
European society in Vienna
1, Tuchlanben 7 9/19
Austria (EUROPE)

(نامہ نگار)

ضرورت ہے

ٹائپسٹ کی ضرورت

یار محمد خاں صاحب ٹمبر مرچنٹ جہلم کو ایک ٹائپسٹ کی ضرورت ہے جسے دفتری کام اور حساب کتاب رکھنے کا تجربہ ہو تنخواہ ۳۰ سے ۵۰ روپیہ ماہوار تک۔ درخواستیں معہ نقول سندات تعلیم و چال چلن ۱۵ راپریل تک بھیجدینی چاہئیں۔

انجنیئر کی ضرورت

دی چھپرا الیکٹرک سپلائی ورکس چھپرا کو ایک سند یافتہ ریزیڈنٹ انجنیئر کی ضرورت ہے۔ جسے کسی بجلی کے کارخانہ میں کم از کم پانچ سالہ عملی تجربہ ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت۔ ۱۵ راپریل تک درخواستیں معہ نقول سندات بھیجدی جائیں۔

لائبریرین کی ضرورت

ایک تجربہ کار لائبریرین کی جسے ایڈیٹوریل کام کا تجربہ ہو ٹائپ کا کام جانتا ہو۔ تنخواہ ۸۵ — ۵ — ۱۱۰ روپیہ ماہوار آزمائشی ہوں گے۔ عرضیاں معہ نقول سندات ۲۵ راپریل تک ڈائرکٹر بلیریا سروے آف انڈیا کسولی بھیجدی جائیں۔

کلرکوں کی ضرورت

ایچ رونسن صاحب ڈپٹی کمشنر گوڑگاؤں کو اپنے دفتر میں آئندہ چند سال کے اندر خالی ہونیوالی اسامیوں کے لئے انٹرنس، الیف اے گریجوایٹ امیدواروں کی ضرورت ہے جن کی عمریں علی الترتیب ۱۹ - ۲۱ - ۲۳ سال سے نیچے ہوں۔ فہرست امیدواروں میں حسب ضرورت ترمیم ہؤا کرے گی۔ ضلع گوڑگاؤں کے باشندوں کو ترجیح دی جائے گی۔ امیدواری مستقل کا کوئی حق پیدا نہ کرے گی۔ درخواستیں جن میں عمر، قومیت، بازات، تعلیمی لیاقت تجربہ وغیرہ ہو ۳۰ راپریل سے پہلے بھیجدی جائیں۔

معلومات

علامتی زبان

لنڈن کے رائل انسٹیٹیوشن میں سر رچرڈ پیجٹ نے علامتی زبان پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ تمام ملکوں کے بہروں اور گونگوں کی علامتی زبان فطری اور عام ہے اور یہ زبان دنیا کے بعض حصوں میں مستعمل رہی اور ہے۔ شمالی امریکہ کے سرخ ہندوستانی گفتگو میں علامتی زبان ہی استعمال کرتے تھے۔ ۱۹۲۹ء میں ولیم ٹامکن نے عام ہندوستانی علامتی زبان کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں ۸۰۰ — ۷۰۰ علامات بتائی تھیں جنوبی مغربی کوئنس لینڈ کی علامتی زبان کے متعلق ۱۸۹۷ء میں والٹر ای روک نے لکھا تھا۔ گیرک میری نے نیو پولیٹن کی علامتی زبان کے متعلق لکھا ہے حال ہی میں روس کی مجلس سائنس نے علامتی زبان کے متعلق کچھ معلومات فراہم کئے ہیں۔ جو بارہویں سے سترہویں صدی تک روسی آرمینیا میں عورتوں میں مروج تھی۔ کیمبرون میں مسٹر اوین سینڈرسن نے اس قسم کی زبان دریافت کی ہے۔ ان زبانوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تمام تر ایک واحد زبان (DIALECT) سے ماخوذ ہے اور وہ بنی نوع انسان کے اشاروں والی زبان ہے۔ لیکن اب تک اشاروں والی زبان نظر انداز کر دی گئی ہے۔ علامتی زبان بہت زیادہ ترقی کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کے ذریعہ سے مجرد خیالات کا بھی اظہار کیا جا سکتا ہے۔ اور اس اظہار میں کیفیت اور کمیت دونوں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ اس علامتی زبان کے لئے کل ۸۵۰ الفاظ ہیں لیکن سمجھا جاتا ہے کہ ابھی اس میں اور کمی کرنے کی ضرورت ہے۔

پانی کی گہرائی کی سیاحت

گذشتہ اگست ۳۵ء کی بیالوجی کے ماہرین نے خلیج چیساپیک کے اندر جا کر آبی جانوروں، مچھلیوں، کیکڑوں اور کیڑوں کی زندگی کا مطالعہ کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ وہ لوہے کی بکس نما کشتی میں جو غوطہ زنی اور پانی کے اندرونی سفر کے لئے خاص طور پر بنائی گئی تھی، مختلف اوقات میں اندر گئے اور دیر تک رہے اور مچھلیوں اور دوسری آبی مخلوقات کے حرکات و سکنات کا مطالعہ کرتے رہے۔ جہاں گھاس پات زیادہ تھے وہاں پر ان مخلوقات کی آبادی بھی زیادہ تھی اور شب کو ان کی زندگی زیادہ دلچسپ ہو جاتی ہے۔ شب کے وقت جب وہ لوگ پانی کے اندر پہنچے تو مچھلیوں نے آ کر ان کو گھیر لیا اور جب انہوں نے روشنی دیکھی تو ہزاروں کی تعداد میں آ کر اسی روشنی سے لطف اٹھانے لگیں۔ اور جب یہ روشنی گل کر دی جاتی۔ تو خود ان کی روشنی سے آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہو جاتی تھی۔ ان غوطہ زنوں نے ایک مرتبہ صبح کو پانی کے اندر کی سیر کی۔ آفتاب کے بلند ہونے کے ساتھ ساتھ اندر کی سطح کا رنگ بدلتا جاتا تھا۔ پہلے انہوں نے ہلکا گلابی رنگ اپنے چاروں طرف دیکھا۔ پھر گہرا سرخ، پانی کا رنگ بھی بدلتا جاتا تھا۔ پہلے زردی مائل سبز، پھر گہرا زرد اور آخر میں نارنگی کی طرح سرخ ہو گیا اور جب دن چڑھ گیا تو رنگ زرد ہو کر آخر میں سبز ہو گیا۔ ان آبی مخلوقات کا مطالعہ روشنی کے ذریعہ سے بھی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ڈاکٹر بیب (نیو یارک) نے الٹرا وائلٹ سرچ لائٹ کے ذریعے نصف میل پانی کے اندر کی تمام مخلوقات کا معائنہ کیا۔ اس روشنی سے تمام مچھلیاں کھنچکر ایک جگہ چلی آتی تھی۔ آئندہ سال ڈاکٹر موصوف کا ارادہ ہے کہ اس سے زیادہ طاقت کی روشنی استعمال کریں گے۔ اس روشنی سے جب مچھلیوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جائینگی تو پھر وہ آسانی سے ان کو جال میں پکڑ سکیں گے۔

(معارف)

مسئلہ ختم نبوت

حضرت مسیح موعود کی تالیفات کی روشنی میں خاتم النبیین کے حوالجات

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۲)

(۹) خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس اُمت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا۔ کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرئیل کا آنا ضروری امر ہے۔ اسلام کا تختہ ہی الٹا دیوے حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے۔ کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جاویگا۔ (ازالہ اوہام ص۵۸۶ طبع دوم ص۲۹۳)

(۱۰) اکیسویں آیت یہ ہے۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص۶۱۴۔ طبع دوم ص۳۰۷)

(۱۱) قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص۷۶۱ طبع دوم ص۳۰۸)

(۱۲) وقد ختم اللہ برسولنا النبیین وقد انقطع وحی النبوۃ۔ وکیف یجئی المسیح ولا نبی بعد رسولنا ایجئی معطلا من النبوۃ کالمعزولین (تحفہ بغداد ص۶)

(۱۳) والاحادیث کلھا قد اتفقت علیٰ ان المسیح الموعود من ھذا الامۃ فان النبوۃ قد ختمت وان رسولنا خاتم النبیین۔ (تحفہ بغداد ص۲۷)

(۱۴) وھذا لان اذ کان نبینا خاتم الانبیاء فلا شک انہ من امن ینزل المسیح الذی ھو نبی اسرائیل فقد کفر بخاتم النبیین۔ (تحفہ بغداد ص۲۸)

(۱۵) وما کان اللہ ان یرسل نبیا بعد نبینا خاتم النبیین وما کان ان یحدث سلسلۃ النبوۃ ثانیا بعد انقطاعھا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۷۷)

(۱۶) محمد رسول اللہ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ خدائے کریم و رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین قرار دیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیہ مذکور فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ترجمہ حمامۃ البشریٰ ص۲۰)

(۱۷) اور طالبان حق کے لئے یہ بات واضح ہے کہ اگر ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوۃ کا دروازہ کھول دیا حالانکہ وہ بند ہو چکا اور یہ خلاف ہے جیسے کہ مسلمانوں سے مخفی نہیں اور ہمارے رسول کے بعد کس طرح کوئی نبی آسکتا ہے۔ جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔ (ترجمہ حمامۃ البشریٰ ص۲۰)

(۱۸) اور ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کی برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیوض اولیاء اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہو رہے ہیں۔ (ترجمہ حمامۃ البشریٰ ص۴۹)

(۱۹) اور میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کے خاتم ہیں اور ہماری کتاب ہدایت کا ذریعہ ہے سوائے مصطفےٰ کے ہمارا کوئی نبی نہیں جس کی ہم اقتدا کریں اور کوئی کتاب نہیں سوائے قرآن کریم کے جو محافظ ہے پہلے صحیفوں کا اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کی اولاد کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ (ترجمہ آئینہ کمالات ص۲۱)

(۲۰) کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوۃ کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول ہوں۔ (حاشیہ انجام آتھم ص۲۸)

(۲۱) بالآخر میں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور لکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں۔ جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ (کرامات الصادقین ص۲۵)

(۲۲) سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبویؐ سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم النبیین کے بعد نبی کیسا۔ (حاشیہ انجام آتھم ص۲۸)

(۲۳) میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوۃ کے دروازے خاتم النبیین کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ (سراج منیر ص۳)

(۲۴) ازاں جملہ ایک یہ ہے کہ مسیح جو آنیوالا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنے خدا سے وحی پانیوالا لیکن اس جگہ نبوۃ تامہ کاملہ مراد نہیں ہے۔ کیونکہ نبوۃ تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے۔ (ازالہ اوہام ص۷۰۱ طبع دوم ص۳۵۱)

(۲۵) ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوۃ کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ قرآن کریم ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ (سراج منیر ص۳)

(۲۶) یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجاوے اور وحی نبوت شروع ہو جاوے۔ (ایام الصلح ص۱۴۶)

(۲۷) چوتھے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر ہمارے مخالف حضرت عیسےٰ کو خاتم الانبیاء ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحیح مسلم میں جو آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے وہاں حقیقی نبوۃ مراد ہے۔ (حاشیہ کتاب البریہ ص۱۹۱)

(۲۸) حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقاید دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوۃ پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی۔ (ازالہ اوہام ص۵۳۴ طبع دوم ص۲۴۶)

(۲۹) ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوۃ لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ (ازالہ اوہام ص۵۷۷ طبع دوم ص۲۸۹)

(۳۰) اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اتریں گے اور پنتالیس برس تک جبرئیل وحی نبوۃ لے کر ان پر نازل ہوتا رہے گا تو کیا ایسے عقیدہ سے دین اسلام باقی رہ جائیگا۔ اور آنحضرت کی ختم نبوۃ اور قرآن کی ختم وحی پر کوئی داغ نہیں لگے گا۔ (تحفہ گولڑویہ ص۸۹)

(۳۱) اور ختم نبوۃ آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوۃ آپ پر ختم ہو گئے۔ (لیکچر سیالکوٹ نومبر ۱۹۰۴ء)

(۳۲) اور نبوت ہمارے نبی کریم کے بعد منقطع ہو گئی اور کوئی کتاب ہے بعد قرآن کے جو سب صحیفوں سے بہتر ہے اور نہ کوئی شریعت ہے بعد شریعت محمدیہ کے۔ (ترجمہ ضمیمہ حقیقت الوحی ص۶۴)

(۳۳) اور تمام نبوتیں اور کتابیں جو پہلے گذر چکی ہیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں کیونکہ نبوۃ محمدیہ ان سب پر حاوی اور مشتمل ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی اور نہ اس کے پہلے کوئی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ (الوصیت ص۱۰)

(۳۴) آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۴۱)

(۳۵) اُس خدا نے خبر دی کہ جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص۴۴)

(۳۶) کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئیگا۔ جو کہ مستقل نبوۃ کی وجہ سے آپ کی ختم نبوۃ کی مہر کو توڑ دیگا۔ اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا ... اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا۔ اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ (حقیقت الوحی ص۲۹/۳)

(۳۷) اور یہ کہنا کہ نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے۔ کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸)

(۳۸) پھر ایک اور نادانی یہ ہے۔ کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ سراسر افترا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۳۹۰)

رفتارِ عالم

اِسلامی دُنیا

—— قاہرہ ۹ر اپریل - آئندہ انتخابات کے سلسلے میں مصر کی وفد پارٹی نہایت سرگرمی سے کام کر رہی ہے کل سترہ حلقے ہیں ان میں سے بارہ وفد پارٹی کے حق میں ہیں - اور باقی پانچ دیگر مختلف پارٹیوں کی حمایت کر رہے ہیں -

—— مصر کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا حکومت مصر نے حکم دیا تھا کہ کوئی مصری مدبر یا سفیر یا قونصل کسی غیر مصری عورت کے ساتھ شادی نہ کرے مجلس وزراء نے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کئی عہدہ داروں اور سفیروں کو واپس مصر بلا لیا ہے جن میں قائم مقام سفراء متعینہ وارسا اور ہیگ کے علاوہ فسٹ سکرٹریاں متعینہ پیرس و طہران بھی شامل ہیں انہیں وزیر خارجہ یا دیگر وزارتوں میں متعین کیا جائیگا -

—— عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت فرانس نے سلطان تیونس کے دستخطوں سے ایک حکم جاری کیا ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ مصری روزنامہ "البلاغ" کا داخلہ تیونس میں بند کر دیا جائے کیونکہ روزنامہ مذکورہ نے فسادات شام کے مفصل حالات شائع کئے تھے -

—— حکومت فلسطین کے گزٹ میں اخبارات کے متعلق ایک نئے قانون کا مسودہ شائع کیا گیا ہے جس کی رُو سے برطانی ہائی کمشنر کو اختیار دیا گیا ہے کہ جو اخبار حکومت پر نکتہ چینی کرے وہ اُس کی اشاعت حکماً بند کر سکتا ہے -

—— امسال حج کے موقع پر ایک نومسلم انگریز عورت نے حج کے متعلق ایک فلم برقعہ کے اندر سے اتاری تھی حکومت مصر نے عوام کے احتجاج پر اس فلم کی نمائش بند کر دی تھی لیکن اب اس شرط کے ساتھ اجازت دی گئی ہے کہ جب یہ فلم دکھائی جائے تو تماشائی ادب سے خاموش رہیں - اور کوئی شخص سگریٹ نہ پئے -

—— قاہرہ ۷ر اپریل - حکومت حجاز اور حکومت عراق میں باہمی تعاون کی بنا پر ایک جدید معاہدہ ہوا ہے جس کا متن شائع ہو گیا ہے دونوں حکومتوں کے ارباب حل و عقد اس معاہدے کے بارے میں مسرت کا اظہار کر رہے ہیں معاہدہ کی قابل ذکر شرط یہ ہے کہ دونوں حکومتیں جنگ یا بغاوت کی صورت میں ایک دوسری کی امداد کرینگی اندازہ کیا جاتا ہے کہ یہ معاہدہ مفاہمت اقوام عرب کا ابتدائی مرحلہ ہے -

—— اس معاہدہ کی رو سے دونوں حکومتیں اس بات کی بھی سختی کے ساتھ پابند ہوں گی کہ ایک دوسری کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی اقدام نہ کریں - اور باہمی اختلافات کو امن پسندانہ طریقہ پر رفع کریں -

—— عربی اخبارات رقمطراز ہیں کہ فسادات شام کی اصل وجوہ دو ہیں ایک تو عام اقتصادی کساد بازاری جو مشرق و مغرب پر بُری طرح مسلط ہو چکی ہے - اور دوسری وجہ سیاسی بیداری اور یورپین اقوام کی وعدہ خلافی ہے - ایام جنگ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے عربوں سے بڑے بڑے وعدے کئے تھے وہ پورے نہیں کئے گئے اس وجہ سے عرب اقوام بہت مشتعل اور بے چین ہو رہی ہیں -

---

—— حیدر آباد دکن ۸ر اپریل - عثمانیہ یونیورسٹی کے طلبہ نے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ گفتگو میں ہمیشہ اُردو زبان استعمال کریں گے - جو شخص غیر ضروری طور پر انگریزی یا کسی اور زبان کے الفاظ استعمال کریگا اسے جرمانہ کیا جائیگا -

—— لاہور ۸ر اپریل ۱۹ر اپریل کو لاہور میں جرمن پہلوان کریم کی جیجا پہلوان عرف شیر پنجاب سے کشتی ہوگی -

ہندوستان

—— حیدر آباد دکن ۸ر اپریل - اعلیٰ حضرت حضور نظام کی حکومت نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جس میں قلمروئے آصفیہ میں اطالیہ یا کسی اطالوی مقبوضہ ملک کو کسی قسم کا قرضہ دینے کی جس سے حکومت اطالیہ کو مالی امداد پہنچ سکے ممانعت کر دی ہے -

—— نئی دہلی ۸ر اپریل - آج صبح لارڈ ولنگڈن نے اسمبلی میں الوداعی تقریر کی - کانگریسی ارکان دانستہ غیر حاضر تھے - لارڈ موصوف نے کانگریسی ارکان کے اس طرز عمل پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ جب کبھی میں ملک معظم کے نمائندہ کی حیثیت سے یہاں تقریر کرنے آیا یا اس حیثیت میں پیغام بھیجا کانگریسیوں نے دانستہ طور پر ناشائستگی اور بدخلقی کا مظاہرہ کیا - آج بھی کانگریسی ارکان غیر حاضر ہیں -

—— ہز ایکسلنسی نے اپنی تقریر میں صوبہ بنگال میں دہشت انگیزی ۱۹۳۲ء کی تحریک سول نافرمانی اور پنجاب میں فرقہ وارانہ کشیدگی کا خاص طور پر ذکر کیا - آپ نے مسٹر جناح کو مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا کہ "میں مسٹر جناح جیسے اکابر کو خراج تحسین ادا کرتا ہوں کہ ان کی بدولت پنجاب میں فرقہ وارانہ کشیدگی کے سلسلے میں غیر آئینی طریقوں کا انسداد ہو گیا -

—— دہلی میں اسمبلی کا اجلاس جاری ہے -

—— لاہور ۸ر اپریل - یونینسٹ پارٹی نے اپنے پروگرام کے ماتحت سرگرمیاں شروع کر دی ہیں - میاں سر فضل حسین نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ آپ سیاسی کارکنوں کی عملی تربیت کے لئے ٹریننگ کلاس کھولنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کا چھ ماہ کا علمی اور چھ ماہ کا عملی سیاسی نصاب ہوگا -

—— مسٹر ٹیل ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں مسجد شہید گنج کے دیوانی مقدمہ کی سماعت جاری ہے - صفائی کے گواہوں کی شہادتیں ہو رہی ہیں - ڈاکٹر عالم و دیگر مسلم وکلا گواہوں پر زبردست جرح کرتے ہیں - بالعبد کی خبر ہے کہ صفائی کے گواہوں کی شہادتیں ختم ہو گئیں -

—— جالندھر شہر ۹ر اپریل - شہر اور مضافات میں وبائے طاعون زور پکڑ رہی ہے -

—— حکومت بنگال نے اصلاح دیہات کا ایک خاص پروگرام تجویز کیا ہے - اس میں حکومت ہند کی طرف سے عطا کردہ گرانٹ سے پورا پورا فائدہ حاصل کیا جائیگا - دیہات میں تعلیم کے ساتھ کھیل کے میدانوں - کتب خانوں و دیگر تفریحی مشاغل کا بھی انتظام کیا جائیگا -

—— خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب - ایم اے سابق سشن جج ریاست   (کاٹھیاوار) کے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں - یہ اسلامی ریاست ضلع سورت میں واقع ہے -

—— بمبئی ۸ر اپریل - مسٹر سبھاس چندر بوس آج صبح کونٹ ورڈی نامی جہاز سے یہاں پہنچے پولیس پہلے ہی سے ان کے انتظار میں تھی ابھی مسٹر بوس ساحل بمبئی پر قدم رکھنے نہ پائے تھے کہ انہیں گرفتار کر لیا گیا -

—— مسٹر بوس نے تختہ جہاز پر نمائندہ پریس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں جانتا تھا کہ مجھے بمبئی میں جہاز پر اترتے ہی گرفتار کر لیا جائے گا - پورٹ سعید میں بھی پولیس نے مجھے گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی مگر جہاز کے کپتان کے شدید احتجاج پر پولیس نے گرفتار نہ کیا پورٹ سعید میں مجھے مصری لیڈروں سے جو مجھ سے ملاقات کرنے کے مشتاق تھے ملنے نہیں دیا گیا -

—— نئی دہلی ۷ر اپریل - جاپانی قونصل جنرل متعینہ ہند آج یہاں پہنچے موصوف ہندوستان اور جاپان کے تجارتی معاہدے کے سلسلے میں ہوم ممبر اور کامرس ممبر سے ملاقات کریں گے -

ممالک خارجہ

—— عدیس ابابا ۸ر اپریل - اطالوی ذرائع سے خبر موصول ہوئی تھی کہ کئی معرکوں میں حبشی فوجوں کو شکست فاش ہوئی ہے اسکے جواب میں شاہ حبشہ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں اس خبر کی تردید کرتے ہوئے بتلایا گیا ہے - کہ حبشی افواج کو ہرگز شکست نہیں ہوئی -

—— اس اعلان میں شاہ حبشہ نے واضح طور پر کہا ہے کہ میری فوجیں اُس وقت تک جنگ جاری رکھیں گی جب تک حبشہ میں ایک اطالوی بھی باقی ہے - ہم نے صلح کیلئے کوئی درخواست نہیں کی -

—— برخلاف اسکے اطالوی سپہ سالار مارشل باڈاگلیو نے ایک اخباری ملاقات میں کہا ہے - کہ حبشی افواج کو ایسے علاقوں میں شکستیں ہو رہی ہیں جن کی صورت حالات اطالوی فوج کی ہمت افزائی کر رہی ہوئی مجھے زیادہ دلاورانہ تجاویز پر آمادہ کر رہی ہے -

—— لندن ۷ر اپریل - معلوم ہوا ہے کہ برطانی سفیر متعینہ روما کو حکومت اٹلی نے یقین دلایا ہے - کہ اطالوی طیارے ادیس ابابا پر بمباری نہیں کریں گے -

—— تازہ خبروں کی وجہ سے اس اندیشہ کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اطالیہ بہت جلد جبل الطارق پر بمباری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے -

—— لندن ۷ر اپریل - اخبار ڈیلی میل کی پیشگوئی ہے کہ مسٹر بالڈون وزیر اعظم بہت جلد مستعفی ہو جائیں گے کیونکہ ان کا بہرہ پن زیادہ ہو گیا ہے - اور اس وجہ سے وہ اپنے اہم فرائض کو بوجہ احسن انجام نہیں دے سکتے - ان کی جگہ مسٹر نیول چیمبرلین وزیر اعظم ہونگے - مسٹر بالڈون غالباً کونسل کے لارڈ پریذیڈنٹ بنائے جائینگے - یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سر سموئیل ہور کو چانسلر بنایا جائیگا -

—— لندن ۸ر اپریل - انگلستان کی سیاسی صورت حالات میں عجیب و غریب تغیرات رونما ہو رہے ہیں بعض پارٹیاں اور گروہ مسٹر بالڈون وزیر اعظم پر طرح طرح کے الزامات عائد کر رہے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ معترض گروہ کو ملک میں غیر معمولی اثر و رسوخ اور تائید حاصل ہے -

—— یہ الزامات اور نکتہ چینی ایسے حلقوں کی طرف سے کی جا رہی ہے جنہوں نے ہمیشہ مسٹر بالڈون کے اقدامات کی تائید کی ہے اور ازمنہ ماضیہ میں مسٹر بالڈون کو ہمیشہ ان پر اعتماد رہا ہے -

—— لندن ۹ر اپریل - اخبار ٹائمز کا نامہ نگار خصوصی متعین دارالسلام اطلاع دیتا ہے کہ ٹانگانیکا میں مقیم جرمنوں میں یہ افواہ پھیل رہی ہے - کہ ٹانگانیکا عنقریب حکومت جرمنی کو واپس کر دیا جائیگا اس جگہ بعض جرمن بھی جرمنی کی طرح نازی افسروں کی حیثیت سے مقرر کئے جاتے ہیں -

—— لندن ۸ر اپریل - وزیر امور خارجہ نے دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا کہ حکومت انگلستان متمنی ہے - کہ ہر ممکن ذریعہ سے فضائی حملوں کا انسداد کر دیا جائے موجودہ حالات میں یہ مقصد صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے - کہ ایک جامع فضائی معاہدہ ہو جائے -

—— نیس ۸ر اپریل - شنبہ کے دن نیس کے ایک ہوٹل میں ہسپانیہ کے سابق شاہی خاندان کے ارکان کا ایک خفیہ اجلاس سابق شاہ الفانسو کی صدارت میں منعقد ہوا جس سے یہ نتیجہ نکالا جا رہا ہے کہ شاہ موصوف پھر ہسپانیہ کے تخت و تاج پر نظر رکھتے ہیں معلوم ہوا ہے کہ اس کانفرنس کے نتیجہ میں سابق شاہ الفانسو اور اس کے لڑکے کو فیصلہ

(بقیہ صفحہ ۲)

تسکین کا سامان موجود ہو۔ یہاں تک تاریخ گواہ ہے۔ کہ وہ تحریکیں جن کی بنیاد غلط عقائد پر ہوئی۔ جنہوں نے جذبات انسانی کی تحریک و تسکین کا سامان پیدا کیا وہ ترقی پا گئیں۔ یہ صحیح ہے کہ جذبات کا حد اعتدال سے تجاوز کر جانا گمراہی کا موجب ہوتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اعتدال و میانہ روی کو ملحوظ رکھ کر اور عقل و علم کی ہدایت کے ماتحت جذبات طیبہ کو استعمال نہ کیا جائے۔ جماعت احمدیہ لاہور کا استحکام و عروج اسی ایک نکتہ کے اختیار کرنے میں مضمر ہے کہ اس کے افراد کے اندر امام وقت سے محبت و اطاعت کے جذبات عالیہ ترقی کریں نہ اس طور کی نمائشی اور بے اثر محبت جس کا مظاہرہ قادیان کے ظاہر پرستوں نے کیا ہے یعنی امام وقت کے مقام اور مٹی سے محبت۔ بلکہ سچی اور اصلی محبت جس کا خلاصہ یہ ہو کہ محبوب کے راستہ میں فنا ہونے کی تمنا۔

(باقی آئندہ)

شہریار دکن کے خلاف احرار کا جوش عناد

"زمیندار" کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ لدھیانہ میں تقریر کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے

حضور نظام کی سلطنت کو چیلنج دیا تھا کہ وہ سنبھل جائیں وگرنہ مجلس احرار کو اپنی توجہ اس سلطنت کی طرف مرکوز کرنی پڑے گی۔

ہماری اپنی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مجلس احرار کے زیر اہتمام ایک جلسہ ہوا جس میں دو تین ہزار آدمی جمع تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے اپنی تقریر میں فرمایا:-

مسلمانوں سنا کیا ہوا؟ نواب حیدرآباد نے ظفر اللہ کو علیگڈھ یونیورسٹی کا "چانسلر" بنا دیا۔ اب ہمیں حیدرآباد اور علیگڈھ یونیورسٹی کی اینٹ سے اینٹ بجانی ہے۔ بڑے مولوی صاحب (یعنی مولانا حبیب الرحمٰن نے) فرمایا کہ میں اس نواب کو اعلیحضرت نہیں کہوں گا۔ نہ پرنور اور نہ نظام کہوں گا۔ اس کا نام لوں گا۔ چنانچہ آپ نام ہی لیتے گئے۔ دونوں حضرات نے دیر تک حیدرآباد کے خلاف بہت زہر اگلا۔

اگر یہ دونوں رپورٹیں درست ہیں۔ اور بظاہر ان کی درستی میں شبہ کی گنجائش نظر نہیں آتی تو کونسا دردمند عاقبت اندیش اور مصالح ملت سے آشنا مسلمان اس مخالفانہ جوش و خروش۔ اس معاندانہ انداز کلام اور ان شر انگیز خیالات و افکار پر انتہائی رنج وقلق کا اظہار نہ کرے گا۔ یہ درست ہے کہ چودھری سر ظفر اللہ خاں اعلیحضرت حضور نظام کی چانسلری کے زمانے میں مسلم یونیورسٹی کے چانسلر نہیں بلکہ یونیورسٹی کورٹ کے ممبر بنے اور احرار کو یا بعض دوسرے افراد کو اس سے اختلاف ہو سکتا ہے وہ اختلاف اصولاً درست ہو یا نادرست ہو لیکن اسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔ مگر خدارا یہ تو بتایا جائے کہ کیا اس کی بنا پر اعلیحضرت حضور نظام کو یا ان کی سلطنت ابد مدت کو چیلنج دینا یا ان کی ذات با برکات کے خلاف تحقیر آمیز اور شرمناک انداز بیان اختیار کرنا کسی بنا پر بھی جائز تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ کیا اعلیحضرت حضور نظام کی تمام دینی، اسلامی اور ملکی خدمات عظیمہ و جلیلہ کو یک قلم فراموش کرکے وہ طرز گفتگو اختیار کرنا جو حسب بالا رپورٹوں کے مطابق لدھیانہ کے ایک جلسے میں اختیار کیا گیا ہے کسی نقطہ نگاہ سے بھی اسلام کے مسلک عدل پر پورا اتر سکتا ہے؟ ہمیں صد درجہ رنج و افسوس ہے کہ جماعت احرار کے افراد تقریباً ہر معاملہ میں حد اعتدال سے تجاوز اختیار کر رہے ہیں۔ وہ "قادیانیت" کی مخالفت میں جو چاہیں کہیں جو چاہیں کریں۔ وہ اسے اسلام کی جتنی بڑی خدمت قرار دینا چاہیں قرار دیں۔ لیکن کیا اس کی بنا پر اہم اسلامی اداروں یا ہندوستان کی مایہ ناز اسلامی سلطنت اور مایہ ناز مسلم تاجدار کے خلاف بازاری اور سوقیانہ انداز میں زبان درازی قابل برداشت سمجھی جا سکتی ہے کیا یہ اعلیحضرت حضور نظام ہی کی ذات با برکات۔۔ نہیں جن کی دریا نوالی دیوبند، ندوہ، علیگڈھ، اسلامیہ کالج اور صدہا دوسرے اسلامی اداروں کے لئے زندگی کا سب سے بڑا سرچشمہ بنی رہی ہے اور اس وقت تک ہے؟ کیا یہ اعلیحضرت حضور نظام ہی کی ذات با برکات نہیں جن کی علم نوازی اور اسلام پروری کی بدولت سینکڑوں علماء وسائل معاش کی طرف سے فارغ البال ہیں اور ان میں سے اکثر علماء ان لوگوں کے خاص ممدوح اور خاص مطاع ہیں، جنہوں نے لدھیانہ کے ایک جلسے میں اعلیحضرت کے خلاف لغو و ناشائستہ انداز گفتار اختیار کیا؟ . . . . . .

قرآن کا حکم تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو کسی قوم کی مخالفت کے جوش میں عدل اور توازن سے منحرف نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن احرار کا شیوہ یہ ہے کہ انہیں قادیانیوں کی مخالفت کے جوش میں نہایت اہم مسلم اداروں اور صد درجہ واجب الاحترام اسلامی شخصیتوں اور اسلامی سلطنتوں کے خلاف صف آرا ہونے میں بھی تامل نہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سلسلہ کہاں پہنچ کر ختم ہوگا اور اس کا انجام کیا ہوگا؟ (انقلاب)

باجلاس شیخ عبدالرحمٰن صاحب فرسٹ ایڈیشنل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۱۹ سرٹیفکیٹ جانشینی ۱۹۳۶ء

بمعاملہ درخواست مدن لعل نابالغ بذریعہ دیا رام سکنہ چمن بمراد عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت قرضہ یافتنی اوتم چند متوفی۔

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ مندرجہ صدر سائل نے بذریعہ دیا رام نانا خود درخواست گذرانی ہے کہ اوتم چند اس کا حقیقی چچا تاریخ $\frac{5}{35}$ 31 بحادثہ زلزلہ بمقام کوئٹہ ملبہ مکان کے نیچے دب کر مر گیا ہے۔ متوفی کا مبلغ الف ۱۰۰۰/ ایک ہزار روپیہ لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ لاہور میں جمع ہے اس روپیہ کی وصولی کے لئے سارٹیفکیٹ جانشینی دیا جائے۔ لہٰذا بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر کسی کو سارٹیفکیٹ مطلوبہ کے دیئے جانے میں کوئی اعتراض ہو تو تاریخ $\frac{4}{36}$ 21 حاضر عدالت ہذا آکر عذرات خود پیش کرے۔

آج بتاریخ ۳۰ر مارچ ۱۹۳۶ء بہ ثبت مہر و دستخط ہمارے عدالت ہذا سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

شائع ہو گئی

دی ریلیجن آف اسلام

مصنفہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی امیر جماعت احمدیہ لاہور

یہ انگریزی زبان میں حضرت امیر کی تازہ اور لاثانی تصنیف ہے جو آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ مذہب اسلام کے متعلق ہر قسم کی معلومات سے پُر ہے۔ اصل عربی کتب کے تقریباً دو ہزار حوالجات دیئے گئے ہیں۔ تمہید میں عام رنگ میں مذہب پر بحث کی گئی ہے اور مذہب اسلام پر بحث کی گئی ہے اور مذہب اسلام کی خصوصیات کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انسانی تمدن میں جو درجہ مذہب کو حاصل ہے اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔

پہلے حصہ میں ان ذرائع کا ذکر ہے جن سے اسلامی اصول و قوانین اخذ کئے جاتے ہیں یا آئندہ حسب ضرورت اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

دوسرے حصہ میں اسلامی اصولوں پر بحث ہے اور تفصیل سے ہستی اور صفات باری تعالیٰ پر فرشتوں پر شیطان، الہامی کتب اور بعثت انبیاء علیہم السلام پر روشنی ڈالی گئی ہے اسی ضمن میں عصمت انبیاء، معجزات، شفاعت، زندگی بعد الموت اور تقدیر وغیرہ کے مسائل پر بھی نہایت عالمانہ رنگ میں بحث کی ہے۔

تیسرے حصہ میں ان تمام باتوں کا بیان ہے جو ایک مسلمان پر فرض ہیں یعنی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور جہاد وغیرہ، ان کے علاوہ تعلقات زوجیت، طلاق، وراثت قرضہ وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسلام کے متعلق جملہ معلومات حاصل کرنے کیلئے اس سے بہتر کتاب دستیاب نہیں ہو سکتی مسلم اور غیر مسلم تمام کے لئے بے نظیر کتاب ہے اسلام کا مطالعہ کرنے والے کو دیگر چھوٹی چھوٹی کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

کاغذ، طباعت اور جلد نہایت اعلیٰ ہے مختصر یہ کہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت فی کاپی دس روپے (عـہ) محصولڈاک عـہ علاوہ

چند قابل قدر آراء

سر ایس۔ ایم سلیمان چیف جسٹس۔ "یہ کتاب نہایت جامع اور دقیق معلومات سے پُر ہے۔ اس میں اسلامی فلسفہ، فقہ، معرفت الٰہی، شریعت اسلامیہ پر نہایت مفصل اور عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب مصنف کی اعلیٰ قابلیت، وسیع معلومات اور انتہائی محنت کا نتیجہ ہے۔"

سر شفاعت احمد خاں۔ "یہ کتاب نہایت عالمانہ رنگ میں لکھی گئی ہے۔ فاضل مصنف کی انتہا درجہ کی قابلیت اور نکتہ سنجی پر دلالت کرتی ہے۔ اس میں فاضل مصنف نے اہم امور اسلامیہ پر کماحقہ روشنی ڈالی ہے اور ان کی تشریح کرنے میں کمال درجہ کی قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ اسلام کے متعلق ایک مستند اور بے نظیر کتاب ثابت ہو گی۔"

سر محمد اقبال۔ "نہایت مفید کتاب ہے اور مذہب اسلام کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے ازبس ضروری ہے۔"

سر ظفر اللہ خاں۔ "یہ یقیناً اسلام پر ایک مستند کتاب ہے۔"

سر شہاب الدین۔ "اس میں تمام مسائل پر مفصل اور قابل اعتبار معلومات درج ہیں۔ شروع سے اخیر تک تمام امور پر فاضلانہ بحث کی گئی ہے کوئی پبلک یا پرائیویٹ لائبریری اس کتاب سے خالی نہ ہونی چاہیئے۔"

جسٹس میاں عبد الرشید۔ "یہ کتاب نہایت وسیع معلومات سے پُر ہے بے نظیر (ریسرچ ورک) کیا گیا ہے اور ہر اختلافی مسئلہ پر تنقید کی گئی ہے۔"

اخبار سیٹرن ٹائمز لاہور۔ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء

"بڑی مدت سے یہ ضرورت محسوس کی جاتی تھی کہ اسلام پر کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جو اس کے مفہوم اور اس کے مشن کو اچھی طرح سے واضح کر سکے۔ اگرچہ یورپین مصنفین کی طرف سے یورپ کی مختلف زبانوں میں پمفلٹ اور رسالے وغیرہ نکلتے رہتے تھے جو اسلام کے مختلف مسائل پر روشنی ڈالتے تھے۔ لیکن اس مضمون پر کوئی ایسی کتاب دستیاب نہ ہو سکتی تھی جس میں اسلام کے ہر ایک پہلو پر بہتر رنگ بحث ہو اور جس میں مذہب اسلام کی ہسٹری اور اس کے اصولوں کو مفصل بیان کیا گیا ہو۔ اس قسم کی کتاب کی ضرورت اس سبب سے بھی زیادہ محسوس کی جاتی تھی کہ جو لٹریچر اسلام کے متعلق غیر مسلم مشنریوں کی طرف سے نکلتا تھا۔ اس میں عام طور پر اسلام کی غلط تصویر پیش کی جاتی تھی۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مولانا محمد علی صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے۔ مولانا کی یہ تازہ تصنیف ایک اور وجہ سے بھی قابل قدر ہے۔ کیونکہ یہ ان کے سالہا سال کے تجربہ اور مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے فاضل مصنف نے اول سے آخر تک قرآن شریف اور حدیث سے نیز دیگر مستند کتب سے بکثرت حوالہ جات درج کرنے میں غیر معمولی محنت کی ہے اس طرح یہ گویا اسلام کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔"

اخبار ٹریبیون لاہور۔ مورخہ یکم مارچ ۱۹۳۶ء

"آج کل عام طور پر لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے کہ مذہب آپس میں بجائے محبت کے نفرت پھیلانے کا باعث ہے۔ لیکن مولانا محمد علی صاحب نے "دی ریلیجن اوف اسلام" میں بڑے زور سے یہ ثابت کیا ہے کہ مذہب آج بھی نسل انسانی میں صلح و محبت پیدا کر سکتا ہے۔ اس کتاب کو مطالعہ کرنے کے بعد ہر سنجیدہ انسان کو یہ معلوم ہو گا کہ اسلام کا نصب العین دنیا میں محبت، مساوات، اخوت اور آزادی پھیلانا ہے۔ "ریلیجن اوف اسلام" میں اسلام کے تمام عقائد و دیگر مسائل پر نہایت وسیع معلومات کے علاوہ عصر حاضرہ کے چند نہایت اہم امور کو بھی حل کیا گیا ہے۔ جیسے سرمایہ داری، قومیت اور دولت کی تقسیم وغیرہ وغیرہ۔ ہم مولانا محمد علی صاحب کو اس بے نظیر کتاب لکھنے پر مبارکباد دیتے ہیں اور وہ لوگ جو مذہب کو جاننا چاہتے ہیں۔ ان کیلئے اس کتاب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ یہ کتاب خصوصاً وکلاء کے لئے نہایت مفید ثابت ہو گی۔ کیونکہ اس میں شادی، طلاق وغیرہ مسائل پر جو مسلمانوں کو آئے دن پیش آتے رہتے ہیں واضح طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔"

اخبار پاؤنیر الہ آباد مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۳۶ء

"یہ مذہب اسلام پر ایک مستند اور بے نظیر کتاب ہے جس میں اسلامی شریعت، فقہ اور فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی اس کے علاوہ بھی بہت سی تصنیفات ہیں اور ان کی قابلیت مسلم ہے۔ بڑی مدت سے یہ ضرورت محسوس کی جاتی تھی کہ کوئی ایسا شخص جو مذہب اسلام کی پورے طور پر واقفیت رکھتا ہو ایسی جامع کتاب لکھے۔ چنانچہ مولانا صاحب موصوف نے "دی ریلیجن اوف اسلام" لکھی ہے جو مذہب اسلام کے متعلق ہر قسم کی واقفیت بہم پہنچاتی ہے۔"

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور**

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزدے فتح نمایاں بنام ما باشد

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۵ء — نمبر ۲۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن کریم کی خوبیاں!

بالآخران تمام تحقیقاتوں سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا۔ کہ آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلام الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے جس کے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں جس کی تعلیمات ہر ایک طرح کی آمیزش شرک بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالات حضرت عزت کے ظاہر کرنے کیلئے بے انتہا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیت جناب الٰہی سے بھرا ہوا ہے اور کسی طرح کا دھبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات ذات پاک حضرت باری تعالیٰ پر نہیں لگاتا۔ اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا۔ بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ہر ایک مطلب مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے اور ہر ایک اصول کی حقیقت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقین کامل اور معرفت تام تک پہنچاتا ہے اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھلاتا ہے جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے اور ہر ایک فساد کی اس زور سے مدافعت کرتا ہے جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے۔

(مقدمہ براہین احمدیہ حصہ دوم)

جواہر ریزے

قرآن مجید

مومن یقیناً کامیاب ہیں جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنیوالے ہیں اور جو لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں اور جو پاکیزگی کے لئے کام کرتے ہیں۔ (المومنون - ۱ - ۴)

اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں یقینی بات کے ساتھ مضبوط کرتا ہے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ ظالموں کو ہلاک کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (ابراہیم : ۲۷)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جب تمہیں کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادہ ہو جاؤ تو کشادہ ہو جایا کرو۔ اللہ تمہارے لئے کشادگی کر دیگا۔ (المجادلۃ : ۱۱)

حدیث شریف

(۱) جس شخص کے واسطے اللہ بہتری چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا کرتا ہے۔ (ترمذی)

(۲) جو شخص علم کی تلاش میں نکلا وہ اپنی واپسی تک گویا اللہ کی راہ پر چلتا رہا۔ (ترمذی)

(۳) اگر تم میں سے کسی کا خادم اس کیلئے کھانا لائے اور وہ اس کو ساتھ کھانے کیلئے نہ بٹھائے۔ تو کم از کم ایک دو لقمے تو اسے کھلائے۔ کیونکہ وہ اس کی گرمی اور تیاری کی تکلیف میں شریک رہا ہے۔ (ابو داؤد)

(۴) جس نے عیب دیکھا اور اسے چھپا لیا۔ گویا اس نے زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو قبر سے نکالا۔ (ابو داؤد)

مسئلہ ختم نبوت

حضرت مسیح موعود کی تالیفات کی روشنی میں خاتم النبیین کے حوالجات

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب۔ محلہ حاجی پورہ۔ سیالکوٹ)

(۳)

(۳۸) اور میری کتابوں کے یہودیوں کی طرح معنی محرف مبدل کرکے اور بہت کچھ اپنی طرف سے ملاکر میرے پر صدہا اعتراض کئے گئے ہیں کہ گویا میں ایک مستقل نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اور قرآن کو چھوڑتا ہوں ...... سو میری یہ تمام شکایت خدا کی جناب میں ہے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۹)

(۳۹) اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

(۴۰) ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے۔ (ایضاً)

(۴۱) ایسا ہی آپ نے لا نبی بعدی فرما کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔ (ایام الصلح صفحہ ۱۵۲)

(۴۲) میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اس کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات حصہ چہارم صفحہ ۳۳۳)

(۴۳) میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے۔ (الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء کلمات طیبات)

(۴۴) یہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ افضل الرسل سید المعصومین، رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین ہیں اور مس شیطان سے سب سے بڑھ کر پاک ہیں۔ (الحکم ۷ نومبر ۱۹۰۵ء کلمات طیبات)

(۴۵) ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ معصوم نبی ہیں کہ جن پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے اور ہر ایک طرح کا کمال اور درجہ انہی پر ختم ہو گیا ہے۔ (الحکم ۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

(۴۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان خاص معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں۔ کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے۔ جو ان کی امت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ ان کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔ (چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۹)

(۴۷) ہم وہ لوگ ہیں جن کا مقولہ ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ امنا باللہ وملئکتہ ورسلہ و کتبہ والجنۃ والنار والبعث بعد الموت واثرنا القرآن کتاباً ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً ولا ندعی نسخ القرآن بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً ولا ندعی النبوۃ ولا ندعی نسخ القرآن بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ونشہد انہ خاتم النبیین وخیر المرسلین وشفیع المذنبین ونشہد ان الحق کلہ فی قرآن (انوار الاسلام صفحہ ۳۴)

(۴۸) اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھہرے۔ کیونکہ آنحضرت کے ہاتھ پر وہ تمام کام پورا ہو گیا۔ جو پہلے اس سے کسی نبی کے ہاتھ پر پورا نہیں ہوا تھا۔ (ست بچن صفحہ ۱۴۹)

(۴۹) بباعث اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام نبوت کے علم ختم ہو گئے اور آپ پر کامل اور جامع طور پر وحی نازل کی گئی۔ اور آخری معارف وہ سب کچھ جو پہلوں اور پچھلوں کو دیا گیا تھا وہ آپ کو عطا ہوا۔ ان تمام وجوہات سے آپ خاتم الانبیاء ٹھہرے۔ (نجم الہدیٰ صفحہ ۳۰۲)

(۵۰) کل انسانوں کے کمالات بہیئت مجموعی ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں۔ اور اسی لئے آپ کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے اور رحمۃ للعالمین کہلائے۔ انک لعلیٰ خلق عظیم میں بھی اسی مجموعہ کمالات انسانی کی طرف اشارہ ہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ پر نبوت کاملہ کے کمالات ختم ہوئے

یہ ایک مسلم بات ہے کہ کسی چیز کا خاتمہ اس کی علت غائی کے اختتام پر ہوتا ہے جیسے کتاب کے جب کل مطالب بیان ہو جاتے ہیں تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پر رسالت اور نبوت کی علت غائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اور یہی ختم نبوت کے معنی ہیں۔ کیونکہ یہ ایک سلسلہ ہے چلا آیا ہے کامل انسان پر آکر اس کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ (تقریر حضرت اقدس مندرجہ دین الحق صفحہ ۶۱)

مسئلہ ختم نبوت پر اس طرح شرح و بسط سے لکھنے والے امت مسلمہ میں بہت کم بزرگ ہوئے ہوں گے۔ مگر افسوس کہ اس شخص کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ بلکہ خود اسی کو اس مسئلہ کا مخالف جتا کر مدعی نبوت قرار دیا جاتا ہے۔ محسن کشی کی اس سے بدتر مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ ان حوالجات میں آپ کی ابتدائی تصنیفات بھی ہیں اور درمیانی بھی اور آخری بھی۔ پس دیکھنا یہ ہے کہ کس طرح ابتدا سے لیکر آخیر تک آپ کا مسلک ایک ہی رہا ہے۔

مخالفین کی طرف سے دو تین عبارتیں اس موقعہ پر پیش ہوتی ہیں۔ جو یا تو قلت تدبر کی وجہ سے یا اس قدر ذخیرہ دلائل کو نظر انداز کرنے کے سبب سے ٹھوکر کا موجب ہوئی ہیں۔ طوالت کے خوف سے میں صرف ایک ہی عبارت کی طرف توجہ دلا کر اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۹۷ سے ایک عبارت ختم نبوت کی تردید اور اجرائے نبوت کے اثبات کیلئے پیش کی جاتی ہے۔ عبارت اس طرح پر ہے:-

اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپکا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے

اس عبارت کو یہیں تک پڑھا جاتا ہے اور اس سے استدلال یہ کیا جاتا ہے کہ اس عبارت کا لکھنے والا ختم نبوت کا منکر اور اجرائے نبوت کا قائل بلکہ خود مدعی نبوت ہے۔ اس طرح سے لوگوں کو ورغلایا اور بھڑکایا جاتا ہے اور ان واضح اور صریح حوالجات کو نہیں دیکھا جاتا جن کی طرف میں نے اپنے مضمون میں بطور نمونہ اشارہ کیا ہے۔ یوں پبلک کو مصنف کے خلاف اکسایا جاتا اور سب و شتم کیا جاتا ہے۔ خدا مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی جزائے خیر دے۔ انہوں نے حال میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کیا ہے اور اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لئے حضرت مرزا صاحب کے اسی مضمون کے متعدد حوالجات ان کی کتابوں سے نقل کئے ہیں۔ جب اتنا بڑا علامہ اپنی تفسیر کو حضرت کے کلمات طیبات سے مزین کرتا ہے تو پھر دوسرے لوگوں کو کیوں آپ کے اقوال پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا نہیں چاہیئے۔ اس عبارت میں فی الواقعہ ذرا بھی اشکال نہیں۔ اگر اس عبارت کو اس سے اگلی عبارت کے ساتھ ملا کر پڑھ لیا جائے تو بات صاف ہو جاتی ہے چنانچہ اوپر کی عبارت جہاں ختم ہوتی ہے۔ اس سے اگلی عبارت اس طرح پر ہے

اور یہ قوت قدسی کسی اور نبی کو نہیں ملی ہے۔ یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔

اب مطلب بالکل صاف ہے کہ آنحضرت کی پیروی سے اس امت کے علماء مثیل انبیائے بنی اسرائیل ہوں گے۔ فرمایئے اس بات کے تسلیم کرنے میں کسی مسلمان کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے اور یہی دعویٰ مرزا صاحب کا تھا۔ یہی معنی اس مقام پر مقام نبوت پر پہنچنے اور نبی تراش کے ہیں۔ جو خود مصنف نے حدیث پیش کر کے واضح کر دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی معنی اپنی طرف سے کرنا تفسیر بما لا یرضی قائلہ کا اپنے آپ کو مصداق ثابت کرنا ہے

عروج اسلام کی عملی راہ

یعنی

جماعت احمدیہ کا استحکام

(از جناب ڈاکٹر الہٰ بخش صاحب)

(۳)

فتح کا راز یعنی مجاہدانہ سپرٹ

اگر غور سے دیکھا جائے تو ثابت ہوگا۔ کہ کسی جماعت کو زیادہ تر غلبہ اس لئے نہیں ہوا۔ کہ اس کے اصول علم و عقل کی کسوٹی پر صحیح تھے۔ بلکہ اس لئے وہ غالب ہوئی۔ کہ اس کے افراد کے اندر سچی مجاہدانہ سپرٹ موجود تھی۔ مجاہدانہ سپرٹ سے کیا مراد ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے راستہ پر پکا ایمان اور اس کی خاطر قربانی کی تمنا جب پورے جوش و اخلاص سے افراد سلسلہ اپنے برحق ہونے کا یقین رکھتے ہوں اور پھر اس راہ میں اپنی زندگی قربان کرنے کے لئے تیار رہیں تب یہ کہا جائے گا۔ کہ اس جماعت کے اندر غالب ہونے کی قوت موجود ہے۔ عام طور پر دنیا پر اس بات کا اثر کم ہوتا ہے کہ جو بات کہی جاتی ہے۔ وہ سچی یا صحیح ہے۔ بلکہ اثر اس بات کا ہوتا ہے کہ کہنے والے نے کس قدر اخلاص و ایمان سے اسے پیش کیا ہے اور کس قدر تڑپ و سوز و کہ قربانی، استقامت و صبر اس کی خاطر اختیار کر سکتا ہے۔ غرضیکہ فتح و غلبہ اس امر میں مضمر ہے۔ کہ جذبات عالیہ یعنی ایمان، استقامت۔ ایثار اخلاق کا کس قدر مظاہرہ کوئی جماعت کر سکتی ہے جماعت احمدیہ لاہور سے پہلی یہ غلطی ہوئی۔ کہ اس نے غیر از جماعت اصحاب پر ضرورت سے زیادہ حسن ظنی سے کام لیا۔ چونکہ خود ان کے اندر منافقانہ رنگ کا شائبہ بھی موجود نہیں۔ اس لئے ہر شخص کی بات پر انہوں نے پورا پورا یقین کر لیا۔ جس کسی نے یہ کہہ دیا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانتا ہے انہوں نے سادگی اور حسن ظنی سے یہ مان لیا کہ وہ فی الحقیقت امام وقت کے تمام دعاوی کو تسلیم کرتا اور جماعت میں شمولیت کا حکم رکھتا ہے۔ حالانکہ ہر جگہ اور ہر شخص اس لائق نہیں ہوتا کہ اس کی ہر بات پر پورا پورا یقین کر لیا جائے خصوصاً اس زمانہ میں جب ہر طرف ڈپلومیسی اور چالاکی بڑھتی جا رہی ہے اور ہر شخص خود غرضی و مطلب پرستی کی خاطر دوسرے کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ بھروسہ غیر از جماعت اصحاب پر کیا گیا۔ یعنی بجائے اس کے کہ اپنی جماعت پر تمام کام کا بار کا بوجھ ڈالا جاتا۔ اس شوق سے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اشاعت اسلام کے مبارک کام میں شامل کیا جائے ان کے وعدوں پر اعتماد کر کے بڑے بڑے کاموں کو ہاتھ ڈالا گیا اس میں کوئی کلام نہیں کہ ایسے نیک دل اور وسیع القلب انسان بھی بہت سے مسلمانوں کے اندر موجود ہیں جو ہر اشاعت کے کام میں جماعت کا ہاتھ بٹانے کے لئے ہر وقت طیار ہیں اور جنہوں نے ہر طرح سے امداد کی ہے لیکن یہ عام حالت نہیں۔ بلکہ استثنائی صورتیں ہیں، عام حالت کو اس پر قیاس کرنا غلطی ہے اور ایسا رویہ اختیار کرنا جس سے یہ دھوکہ لگے کہ اگر غیر جماعت امداد نہ کریں تو پھر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ بات ہے جس سے جماعت کی خود داری اور عزت کو صدمہ پہنچتا ہے

شجاعانہ و خود دارانہ سپرٹ

دراصل منجملہ ان اوصاف کے جن کا جماعت کے اندر نشوونما پانا ضروری ہے اور جن سے دوسروں پر غلبہ حاصل ہوتا ہے سب سے بڑھ کر شجاعت و بہادری کی صفت ہے۔ جس جماعت کے افراد کے اندر . . . . اپنی جماعت کے متعلق غیرت کا جذبہ نہ رہے وہ کبھی ترقی نہ کر سکے گی۔

مثلاً اگر ایک شخص اشاعت اسلام کے کام میں مدد تو دیتا ہے لیکن مخالفوں کے ساتھ ہر کراہ مروت کی سنگ و بیعزتی میں شامل ہوتا ہے تو یہ جماعت کی عزت و خودداری کے منافی ہوگی۔ کہ اس سے کسی قسم کی امداد لے۔ ہاں جو شخص دل سے حضرت مسیح موعود کی صداقت کا قائل اور جماعت کی خدمات کا معترف ہو کر کام میں شامل ہونا پسند کرتا ہے مگر وہ اپنی کسی کمزوری کی وجہ سے جماعت میں نہیں آسکتا۔ ایسے شخص سے مدد قبول کر لینا کوئی ہرج کی بات نہیں۔ ورنہ ہر کس و ناکس کے سامنے اپنی جماعتی حاجات کو پیش کر کے اپیلیں کرنا نہ کوئی مستقل نتیجہ پیدا کر سکتا ہے اور نہ جماعت کے متعلق دنیا میں وہ خوددارانہ و شجاعانہ فضا پیدا کرے گا۔ جو تمام فتح و غلبہ کی کنجی ہے۔ جو جماعت اپنی ضروریات کے لئے ہر وقت دوسروں کی محتاج و ممنون رہنے کی عادی ہو جائے۔ وہ اگر آج نہیں تو کل کو ختم ہو جائے گی۔ ہاں جو جماعت مردانہ وار خود اپنے بھروسہ و اعتماد پر کوئی کام کر کے دوسروں پر غلبہ و فتح حاصل کرنے کی متمنی ہوتی ہو۔ وہ ضرور دوسروں پر فوقیت لے جائے گی۔ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اگر ایک جماعت تھوڑا کام کرتی ہو۔ اس قدر جتنا وہ اپنی کامل قربانی و ایثار سے اٹھا سکتی ہو لیکن یہ بات ضرور قابل اعتراض اور فتح کے منافی ہے کہ ہر وقت غیروں کی امداد پر بھروسہ ہو۔ بلکہ اس کا ایک خطرناک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جماعت میں سے کمزور لوگ ایک تو عامہ مخالفت کے ڈر سے اور دوم امداد کی توقع سے صاف صاف عقائد پیش نہیں کر سکتے۔ جو جماعت کی خصوصیات اور زمانہ کی ضروریات میں سے ہیں۔

ہر دلعزیزی کی وبا

اس زمانہ کی دنیا پرستیوں کی لعنتوں میں سے ایک بڑی لعنت یہ ہے۔ کہ اپنا کوئی اصول و بنیاد نہ ہو۔ جس موقع پر جس طرح سے کسی کی خوشنودی حاصل ہو سکے اسی طرح سے اور ویسا ہی اپنا اعتقاد ظاہر کر دیا جائے۔ ایک مذہبی جماعت جو اشاعت حق کے لئے قائم ہوئی ہو۔ اس سے اگر کوئی اور غلطی ہو جائے تو قابل عفو ہو سکتی ہے لیکن اگر وہ حق کو چھوڑ کر دوسروں کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جائے اور جہاں کسی نے کسی بات کو قابل اعتراض قرار دیا۔ وہاں ہی طمع سازی اور دنیاداری کی چالاکیوں سے لگے چھپانے۔ تو ایسی جماعت کبھی حق کی تبلیغ نہیں کر سکتی بے شک یہ صحیح ہے کہ امر حق کو بہترین رنگ میں پیش کرنا چاہیئے اور حکمت کے تقاضوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ امر حق کا خواہ وہ فروعی امر سے متعلق ہو کسی رنگ میں اخفاء کیا جائے یا ڈر اور بزدلی کے جذبہ سے یا ہر دلعزیزی کی لعنت سے متاثر ہو کر اپنے عقائد کو من و عن ظاہر نہ کیا جائے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ حق کے لئے مامور ہو کر آتے ہیں وہ مر جانا قبول کرتے اور ہر ذلت و لعنت کو اٹھانا منظور کرتے ہیں۔ مگر حق گوئی سے ذرہ بھر انحراف نہیں کیا کرتے۔ ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ کو انتہائی ضعف و ناکامی کی حالت میں حکومت و سلطنت پیش ہوتی ہے۔ صرف اس شرط پر کہ بتوں کی تردید نہ کریں۔ کیا ہی عمدہ موقع مصلحت کا ہے اور حکمت کا عین تقاضا ہے کہ حکومت قبول کر لیں اور پھر آہستہ آہستہ اپنے عقائد کو منوائیں۔ مگر آپ صاف جواب دیتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے حضرت مرزا صاحب کو تمام لوگ پیشوا بنانے کے لئے تیار اور اشاعت کے کام میں امداد دینے پر مستعد ہیں لیکن آپ تمام کو دشمن بنا لیتے اور ایک جہان کی مخالفت سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ صرف ان فروعی مسائل کی بنا پر کہ مسیح فوت ہو چکے۔ اور آنے والا مسیح اس امت کا فرد ہے۔ اب وہ اصحاب جو حق بات کا اخفاء حکمت تقاضا قرار دیتے ہیں وہ آئیں اور دیکھیں کہ کیوں حضرت نبی کریم نے مصلحت وقت کو استعمال نہ کیا اور کس لئے حضرت مرزا صاحب نے فروعی مسائل کی خاطر تمام طوفان مخالفت خرید لیا۔

مردانگی و حق گوئی

یہ بالکل غلط بات ہے کہ مقاصد کی تکمیل دوسروں کو ہر طرح ساتھ ملانے سے ہوا کرتی ہے اور پھر دینی امور و مہمات میں اگر . . . . . . یہ اثر پڑ جائے کہ کوئی دینی جماعت اپنے کسی عقیدہ کو مردانہ وار پیش نہیں کرتی تو سب کام دھرے کا دھرا رہ جائیگا غلبہ ان باتوں سے نہیں ہوا کرتا کہ کوئی جماعت کس قدر حکمت کو عمل میں لا رہی ہے۔ بلکہ سچا اور حقیقی غلبہ ان صفات کے اظہار سے ہوتا ہے جو روح کا خاصہ ہیں۔ ازل سے یہ قانون خدا تعالیٰ کا جاری ہے کہ روح مادہ پر غالب ہے۔ پس جب کبھی روحانی صفات یا اخلاقی جوہروں کا مظاہرہ جماعتی رنگ میں کیا جائے گا۔ ہر مادی شئے مغلوب و مفتوح ہو کر پاؤں پر گر پڑے گی۔ ملکوں کا فتح ہو جانا۔ جماعت کا بڑھنا، لوگوں کا جوق در جوق داخل ہونا۔ روپیہ و طاقت کا میسر آجانا۔ اشاعت کے کام کا ترقی پکڑنا۔ کتب کی اشاعت اور مشنوں کا قیام یہ تمام ظاہری سامان ہیں۔ جو مادیت سے وابستہ ہیں اور ان سامانوں کا حقیقی و اصلی طرح پر حاصل ہو جانا اس بات کو لازم کئے ہوئے ہے کہ پہلے روحانی امور کا زبردست مظاہرہ کیا جائے یعنی اخلاق عالیہ کی ایک عظیم الشان لہر پیدا کی جائے جب ایسا ہوگا۔ تب ہی یہ سامان غلام ہو کر قدموں میں آگرینگے پس ایمان و شجاعت و مردانگی و حق گوئی اور وفا کی صفات کا اظہار ہے۔ جو ہو نہیں رہا۔ اور جس سے تمام ترقی جماعت کی اور پھر اس سے اشاعت اسلام کی رک رہی ہے۔

روح کا غلبہ مادیت پر

استحکام جماعت کے لئے سب سے زیادہ نہ روپیہ درکار ہے نہ جتھہ نہ بڑے بڑے سامانوں کی ضرورت ہے۔ نہ عمارتوں کی حاجت بلکہ ضرورت ایسے قلوب کی ہے۔ جو خواہ تھوڑے ہوں ضعیف و نادار ہوں۔ مگر ایمان و شجاعت استقامت و ایثار میں کامل ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ظاہری سامان نظر انداز کر دینے چاہئیں۔ بلکہ صرف یہ کہ ترقی کی روح،

اوصاف حمیدہ وصفات طیبہ کے نشوونما میں منحصر ہے۔ جہاں یہ جوہر پیدا ہوں گے۔ وہاں مادی سامان خود بخود مفتوح و مغلوب ہوتے چلے جائیں گے۔ مسلمان قوم کا خاصہ جو سب سے بڑھکر نمایاں ہے وہ اس کا شجاعانہ پہلو اور مردانگی کا سپرٹ ہے۔ یہ قوم کسی ایسی تحریک سے متاثر نہیں ہو سکتی جس میں شجاعت و مردانگی کا رنگ اعلیٰ طور پر نمایاں نہ ہو۔ ایک طرف جماعت احمدیہ لاہور کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ جہاد کا جو غلط مفہوم مسلمانوں میں رائج ہے اس کا قطعی طور پر قلع قمع کرے دوسری طرف اس کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ یہ جماعت عملی رنگ میں مجاہدانہ سپرٹ کی جھلک دکھلائے۔ جب ایک جہاد زمانہ کو اس نے سنبھالا ہے تو اس کے مناسب حال اس جوش و اخلاص، اس مردانگی و بہادری اس ایثار و قربانی کو دکھلا دے جتنی کہ اگر موت کے منہ میں اس کی خاطر جانا پڑے۔ تمام اموال و جائیداد اس کے لئے وقف کرنے پڑ جائیں۔ ہر قسم کی عزت و شہرت کو ہاتھ سے کھونا پڑے۔ تو یہ جماعت ان تمام مدارج کو طے کرنے کی اہلیت رکھتی ہو۔ یہ مسلک کہ ایک جماعت دھیمی دھیمی رفتار سے اشاعت اسلام کے اعلیٰ مقصد کو لئے ہوئے ہے۔ دنیا کو جذب کرنے کا موجب نہیں ہو سکتا۔ دنیا تب ایک قدم اٹھاتی ہے جب سامنے دس قدم اٹھانے والا موجود ہو۔ . . . .

. . . . جماعت احمدیہ لاہور چونکہ امام وقت کی جانشین ہے اور امام وقت کی صحیح پوزیشن مسلمان قوم کے حقیقی پیشرو کی ہے اس لئے اس جماعت کا فرض ہے کہ وہ حق پیشوائی ادا کرے۔ جب وہ اپنا رہنمائی کا فرض ادا کرے گی۔ اسی وقت خدا تعالیٰ مسلمان قوم کو اس کی اقتدا میں لے آئے گا۔

جماعت احمدیہ کی صحیح پوزیشن

کوئی قوم اپنے ماتحتوں پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اسے اپنی اصلی پوزیشن کا صحیح احساس نہ ہو۔ مثلاً بجائے دوسروں سے اپنی اطاعت کرانے کے وہ ان کو اپنا ہمسر، برابر یا شریک کار سمجھے تو ایسا شخص کبھی اقتدار نہ کر سکے گا۔ اب اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امام وقت مسلمانوں کا لیڈر ہوا کرتا ہے یعنی یہ کہ دوسرے لوگوں کو ان کی برابری یا ہمسری کی بجائے اس کی اطاعت اختیار کرنی لازم ہے۔ امام وقت کے بعد اس کی جماعت اس کی جانشین ہے پس یہ جماعت اگر امام کی سچی متبع ہے تو اس لائق ہے کہ باقی مسلمان اس کی اطاعت میں آئیں اس کا درجہ فوقیت و برتری کا ہے لیکن اگر خود جماعت کے اندر یہ احساس موجود نہ ہو۔ بلکہ ہمسری و برابری کا غلط تصور رائج ہو یعنی یہ کہ اگر کوئی مسلمان جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائے تو کیا۔ اور نہ ہوا تو کیا۔ کیونکہ سب مسلمان بھائی بھائی تو ہیں ہی۔ یا یہ کہ اگر ایک بات دوسرے سے ہم نے منوالی ہے۔ تو دوسری بات میں ہم اپنے عقائد و اصول کو چھوڑ کر اس کے ہمنوا ہو جائیں۔ یہ تو سچ ہے کہ ہر کلمہ گو دائرہ اخوت کے اندر آجاتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تمام مسلمان برابر درجہ کے ہیں اور کسی جگہ اصلاح کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر یہی بات تھی تو پھر مصلح ربانی کا آنا فضول و بے معنی ہوا؟ اور اگر امام وقت کسی ضرورت کے پورا کرنے کو آیا ہے تو سب سے بڑی ضرورت مسلمان قوم کی اصلاح ہے جو اسی رنگ میں مقدر ہے کہ امام وقت کی متابعت و اطاعت میں جذب ہو جائیں۔ یہ تو بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی تفریق نہیں ہر شخص اپنے عمل کی پاداش پائے گا لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہو کہ مصلح ربانی محض ایک جتھا قائم کرنے آتے ہیں اور عمل کی زبردست لہر پیدا کرنے نہیں آتے؟ اور اگر عمل کی لہر پیدا کرتے ہیں۔ اور اس کی نمائندہ ایک جماعت موجود ہے تو پھر یہ کیونکر تسلیم کیا جائے کہ جہاد زمانہ کو عمل میں لانے والی جماعت اور بیٹھے رہنے والے برابر درجہ کے ہیں۔ قرآن کریم نے تو خود اس کا فیصلہ کر دیا ہے:۔

لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله . . . . وفضل الله المجاهدین علی القاعدین اجرا عظیماً۔

اگر جماعت احمدیہ فی الواقع جہاد زمانہ میں مصروف ہے تو پھر اسے یہ بھی احساس ہونا لازم ہے کہ یہ مقام فوقیت و برتری کا ہے اور دوسروں کو اس نعمت عظمیٰ میں شریک کرنا ان پر ایک احسان عظیم کرنا ہے۔ ہاں اگر جماعت احمدیہ جہاد زمانہ سے بے خبر ہو گئی ہے تو محض احمدی کہلانا اور امام وقت کی ظاہری طور پر متابعت میں آجانا بے معنی باتیں ہیں۔

اشاعت اسلام اور جماعت کی ترقی!

یہ امر تو صاف ظاہر ہے کہ اشاعت اسلام جیسا اہم فریضہ ادا نہیں ہو سکتا۔ جب تک ایک زبردست جماعت اس کی حمایت میں نہ ہو جب جماعت احمدیہ لاہور نے حضرت مسیح موعودؑ کے نزول کی اصل غرض و غایت یعنی اشاعت اسلام کو صاف صاف دیکھ لیا تو انہیں اس بات کے سمجھنے میں مشکل نہ ہونی چاہیئے کہ جماعت کی ترقی کے بغیر اشاعت اسلام ایک وہم و خواب ہے۔ لیکن وسیع نظر اس امر پہ کہ اشاعت کا کام ایک زبردست جماعت کو چاہتا ہے تو مسلمانوں کی اصلاح بجائے خود ایک مستقل تجویز ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے نزول کی غرض اگر صرف یہی قرار دی جائے کہ آپ نے غیر مسلم اقوام خصوصاً یورپ تک اسلام کا پیغام عملی رنگ میں پہنچانا تھا تو یہ امر صحیح نہ ہوگی۔ جہاں آپ کا یہ عظیم مقصد بلا شبہ تھا۔ وہاں مسلمان قوم کی اصلاح کا کام کم اہم نہیں بلکہ ایک وجہ سے اس سے بڑھکر درجہ رکھتا ہے کیونکہ اشاعت اسلام کے لئے جو جماعت تیار ہونی ہے وہ مسلمانوں میں سے ہوگی۔ لہٰذا جس قدر مسلمان قوم کی اصلاح ہوگی اسی قدر ایک تو بجائے خود یہ مقصد پورا ہوگا اور دوسرا اشاعت کے لئے راستہ کھل جائے گا۔ پس مسلمانوں کو جماعت احمدیہ میں شامل کرنا یا دوسرے معنوں میں ان کی اصلاح مقدم امر ہے لیکن جماعت احمدیہ لاہور نے اس کام کو التوا میں ڈالا ہوا ہے۔ جہاں اس جماعت کے قلوب میں یورپ کو فتح کرنے کا عزم راسخ ہے۔ وہاں خود مسلمانوں کی اصلاح کی تڑپ اس قدر جوش سے موجزن نہیں۔ حالانکہ یورپ کا فتح کرنا خود مسلمانوں کی اصلاح پر منحصر ہے۔ اگر یورپ فتح نہ بھی کرنا ہو۔ تب بھی مسلمانوں کی اصلاح و ترقی بجائے خود ایک عظیم الشان کام ہے۔ مگر جبکہ یورپ کی فتح کا انحصار بھی اسی بات پر ہے تو پھر تو گویا ڈبل طور پر یہ کام مقدم ہو جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور اپنی قوت کا بیشتر حصہ یورپ میں خرچ کرتی اور کر رہی ہے اور جماعت کی ترقی یعنی مسلمانوں کی اصلاح کو ثانوی حیثیت دیکر اس سے بہت حد تک بے توجہ ہو رہی ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ نہ اشاعت کا کام یورپ میں خاطر خواہ ترقی کر رہا ہو اور نہ مسلمانوں کی اصلاح اور جماعت احمدیہ کی ترقی عمل میں آرہی ہے۔

قادیانیوں کی گمراہی

مسلمان قوم کی اصلاح انہی امور سے متعلق ہے جن کو مصلح وقت نے پیش کیا۔ اور ان کا عروج بھی اسی امر سے وابستہ ہو کہ وہ اس کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ لیکن قادیان کا قدم ضلالت کی طرف جا پڑا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے تشدد و ظلم کا راستہ اختیار کر لیا ہے ایک طرف عقائد کے رنگ میں وہ بجائے معلوم ہونے کے غلاہی چکے ہیں اور اسلامی اخوت کے اندر جو تفریق حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفوں نے روا رکھی اور جس غیر اسلامی طریق سے خود امام وقت دوسروں کو دیکھتے رہے۔ اسی کو انہوں نے اپنا بڑا کارآمد ہتھیار سمجھ لیا اور عملی رنگ میں بھی ان کی ہمدردی مسلمانوں اور اسلام سے بہت حد تک منقطع ہو چکی ہے۔ سختی اور تشدد میں حد اعتدال سے تجاوز کرنا اور شریعت کی حدود کو توڑ دینا یقیناً غلطی اور گمراہی کا راستہ ہے۔ البتہ اس قسم کی ملاطفت و نرمی کو استعمال کرنا جس سے ڈر اور جھجک کا دھوکہ لگنے کا احتمال ہو اور اپنے عقائد کو پورے زور و جوش سے پیش نہ کرنا بھی تفریط کی راہ ہے۔ دراصل اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جب کبھی کسی نبی یا مامور کی جماعت ضلالت کی طرف چلی گئی ہے تو اس کا باعث بعض غلط فہمیاں ہوئیں۔ بعض امور خود نبی یا مامور سے ایسے رنگ میں سرزد ہوئے جن کا مقصد تو کچھ اور تھا مگر غالی متبعین نے اسے دوسرا رنگ چڑھا دیا۔ یہی معنی اس آیہ کریمہ کے ہیں۔ فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله یعنی کج دل پیرو متشابہ کو حقیقت کا جامہ پہنا دیتے ہیں اور منشا کو بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ بغیر کسی وجہ کے بالکل خیالی اور وہمی طور پر ایک عقیدہ گھڑ کر دیں بلکہ ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ بات کا مطلب بگاڑ دیا۔ نبی یا مامور کا مفہوم کچھ اور تھا اور انہوں نے اس پر حاشیہ کچھ اور لگا دیا۔ اور بات کو اس طرح بدل دیا کہ ایک نیا ڈھانچہ بنا کھڑا کیا جس سے سادہ لوح اور عامی آدمی آسانی سے دھوکہ میں پڑ گئے۔ بیٹے مسیح کے غالی مریدوں نے بھی اسے انسان سے خدا بنا دیا حالانکہ یہ بات بالبداہت غلط اور عقل کے صریح مخالف ہے لیکن یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ ان کا ایسا فعل بلا کسی وجہ کے ہے۔ دراصل حضرت مسیح نے زمانہ کی مادیت و دہریت کا مقابلہ اس رنگ میں چاہا تھا کہ لوگوں کے ذہن اس طرف منتقل کر دیا کہ خدا حقیقتاً موجود ہے اور اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے گویا لوگ اس کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ جس نے ایک خالص اکلوتا بیٹا زمانہ میں اپنے آپ کو پیش کیا اور اس امر پر بلاشبہ بہت زور دیا۔ دنیا کو معلوم ہے کہ اس کا اصل مطلب کیا ہے لیکن ظاہر پرست غالی مریدوں نے اسے بالکل نیا رنگ دیدیا۔ اور ایک امر جسے زمانہ کی ضرورت کے مطابق ایک رنگ دیکر نبی نے اصلاح چاہی تھی اسے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ بعینہٖ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض امور کو ایک رنگ میں پیش کر کے زمانہ کی اصلاح چاہی تھی۔ لیکن ظاہر پرست غالیوں نے کچھ دوسرا ڈھانچہ اس پر کھڑا کر کے سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ میں ڈال دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لفظ نبی کو اس لئے استعمال کیا تھا کہ زمانہ جو خدا کی ہمکلامی سے منکر ہو رہا ہے اسے معلوم ہو جائے کہ کلام موقوف نہیں ہوا۔ چنانچہ اس وقت بھی ایک شخص موجود ہے جس سے ہمکلامی ہو رہی ہے۔ آپ نے بڑی وضاحت سے یہ لکھ دیا کہ صرف اسی لغوی معنی کی بنا پر یعنی محدثیت پر لفظ بولا گیا ہے۔ اسی طرح پر حضرت مرزا صاحب نے اس امر پر بہت زور دیا کہ مسلمان مصلح وقت کو مان کر پھر ہی عروج کی طرف قدم اٹھا سکتے ہیں یعنی اسلام اور مسلمانوں کا کمال اسی بات میں مضمر ہے۔ کہ اب مجدد وقت کی متابعت اختیار کی جائے۔

(باقی آئندہ)

جناب خلیفہ قادیان کے ایک خطبہ

کے چند پر معلومات اقتباسات

۲۷ مارچ کو جناب خلیفہ قادیان نے جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا وہ اُن کی رائے میں بہت ہی اہم تھا۔ اِس کے بعض ضروری حصے ناظرین کرام کی معلومات میں اضافہ کی غرض سے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ امید ہے دلچسپی سے مطالعہ کئے جائیں گے۔

(مدیر)

خطبہ کی اہمیت

ایک نہایت اہم معاملہ کے متعلق خطبہ کہنا چاہتا ہوں۔ اور چونکہ اس پر بولنے کے لئے مجھے زیادہ وقت چاہئے تھا۔ اسلئے میں نے اعلان کرا دیا تھا۔ کہ دوست ساڑھے بارہ بجے مسجد میں پہنچ جائیں گو میں خود ایک بجکر چار یا پانچ منٹ پر پہنچا ہوں۔ لیکن میری غرض دیر کرنے سے یہ تھی۔ کہ بعض دفعہ جب تمام لوگ وقت پر نہ آئیں۔ تو دوسروں کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اِس لئے میں دانستہ کچھ دیر کرکے آیا ہوں۔ تا سب لوگ جمع ہو جائیں۔

حکومت انگریزی کی وفاداری اور شاندار خدمات

حکومت کے بارے میں کیسے کیسے خطرناک حالات میں سے ہم گذرے ہیں۔ مگر کس صفائی کے ساتھ نہ صرف حکومت کے خلاف کسی قسم کی بغاوت میں حصہ لینے سے ہم نے اپنے آپ کو بچایا۔ بلکہ دوسروں کو بھی محفوظ رکھا۔ آج اگر حکومت بھول گئی ہو۔ تو بھول جائے۔ کیونکہ بعض لوگوں کا حافظہ خراب ہوتا ہے۔ اور وہ باتوں کو پوری طرح یاد نہیں رکھ سکتے۔ مگر اب بھی تقریباً وہ سب افسر موجود ہیں جو ۱۹۱۴ء کی لڑائی کے ایام میں موجود تھے۔ وہ تھوڑی دیر کے لئے اپنے مخالف جذبات کو دبا کر اِن دنوں کو یاد کریں جب ۱۹۱۴ء میں لڑائی شروع تھی اور ۱۹۱۸ء میں اُن کے قلب کی کیا کیفیت تھی اور کس طرح وہ وفاداری کے بھوکے نظر آتے تھے۔ اس دن کس طرح حقیر سے حقیر انسان جو اُن کی مدد کیلئے ہاتھ بڑھاتا تھا۔ اُسے ادب اور احترام کے مقام پر بٹھلانے کیلئے تیار ہو جاتے تھے۔ ۱۹۱۸ء کا انگریز کس طرح اپنے ملک کی عزت کو خطرے میں گھرا ہوا پاتا تھا۔ اس دن بے شک کہنے کو اخبارات میں یہ اعلان ہوتے رہتے تھے کہ ہم بالکل محفوظ ہیں اور ہماری طاقت دشمن کی طاقت سے بہت زیادہ ہے لیکن انگلستان کے بڑے بڑے جرنیلوں نے تو اب کتابیں لکھ کر اصلی حالات کو طشت از بام کر دیا ہے۔ اور اُن میں ان تمام واقعات کا ذکر ہے۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ چار سال انگلستان والوں کے لئے عذاب کے سال تھے۔ کئی موقع ایسے آئے۔ جب انگلستان یہ محسوس کرتا تھا کہ آج وہ اپنی آزادی کو کھو دینے کے لئے بالکل تیار بیٹھا ہے۔ انگلستان کے لیڈر یہ محسوس کرتے تھے۔ کہ قوم کی عزت اِس وقت اتنے خطرے میں ہے کہ بالکل ممکن ہے وہ اُسے ہمیشہ کے لئے کھو بیٹھیں۔ یہ خطرناک دن آئے اور اُن دنوں میں چھوٹی سے چھوٹی امداد کے بھی وہ محتاج ہوئے۔ اِن دنوں پر غور کرکے اور اِن واقعات کی یاد تازہ کرکے حکومت کے افسر سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت نے کس جرأت کس دلیری کس بہادری اور کس مردانگی کے ساتھ مخالف حالات میں حکومت انگریزی کی مدد کی۔ لیکن اس کا ایک شمہ بھر بھی بدلہ نہیں لیا۔

تحریک خلافت کے ایام میں حکومت کی امداد

اس زمانہ میں (تحریک خلافت کے زمانہ میں) وہ ہندوستان جس میں تینتیس ۳۳ کروڑ کی آبادی ہے۔ اِس کے باشندے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک حکومت انگریزی کے خلاف آگ لگ چکی تھی۔ مسلمان خلافت کا شور مچا رہے تھے۔ اور کوئی جماعت من حیث الجماعت انگریزوں کے ساتھ نہ تھی۔ ایسے خطرے کے وقت میں جب اپنے اور پرائے سب گھبرا رہے تھے۔ سوائے جماعت احمدیہ کے اور کونسی جماعت تھی جس نے من حیث الجماعت انگریزوں کا ساتھ دیا۔ مجھے یاد ہے۔ جب رولٹ ایکٹ پر شور اُٹھا۔ تو میں نے اپنی جماعت کے لوگوں کو اردگرد کے دیہات میں بھیجا۔ کہ وہ وہاں کے رؤسا اور بڑے بڑے لوگوں کو اکٹھا کرکے قادیان میں لائیں تاکہ میں انہیں نصیحت کروں۔ جب یہ رؤسا آئے اور میں نے مسجد میں جمع کرکے اُنہیں نصیحت کی۔ کہ آپ انگریزوں کے خلاف شورش میں حصہ نہ لیں۔ تو وہ بھوکے بھیڑیئے کی طرح ہمارے آدمیوں سے لڑتے تھے۔ مگر ہم نے اُنہیں سمجھا بجھا کر اور منتیں کرکے اس ارادہ سے اُنہیں باز رکھا۔ اور علاقہ میں شورش پیدا نہ ہونے دی۔ پھر یہاں ہی نہیں۔ سارے پنجاب میں ہم نے لوگوں کو بھیجا۔ اور امن قائم کیا۔ وہ وقت ایسا خطرناک تھا۔ کہ اگر ذرا آگ لگ جاتی۔ تو انگریز مصنف تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حکومت انگریزی کو شدید صدمہ پہنچتا۔ اس موقعہ پر ہم نے گالیاں سنیں مار یں کھائیں لیکن حکومت سے غداری نہیں کی۔

اسلامی حکومت کی بربادی کے باوجود سرکار انگریزی کی امداد

ہمارے جذبات اس وقت دوسرے مسلمانوں سے کم نہیں ہیں خلافت ترکیہ کے گو ہم قائل نہیں۔ مگر اسلامی حکومتوں کی ترقی کی امنگیں ہمارے دلوں میں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ ہیں۔ بلکہ ہم نے تو کبھی اِس بات سے انکار نہیں کیا۔ کہ اسلامی حکومت کے قیام کے سب سے زیادہ خواب ہمیں ہی آتے ہیں اور خواب آنا تو لوگ وہم سمجھتے ہیں۔ ہمیں تو الہام ہوتے ہیں کہ اسلامی حکومتیں دنیا میں قائم کی جائیں گی۔ پس ہمیں کتنا دکھ ہوتا تھا یہ دیکھکر کہ انگریزی حکومت ہم ہی سے قربانیاں لینے کے بعد ترکوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی ہے۔ ہمارے دل بھی زخمی تھے اور ہمارے دلوں سے یہ بھی دیکھکر خون بہ رہا تھا کہ صرف ایک قابل ذکر اسلامی حکومت دنیا میں باقی تھی مگر افسوس کہ اُسے بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ ہمارے جذبات سے کھیلا گیا۔ ہم نے امن قائم رکھنے کی پوری کوشش کی اور کسی ایسی حرکت کو پسند نہیں کیا جس سے حکومت کے لئے مشکلات پیدا ہوں۔ میرے جذبات کی شدت کا ثبوت ... سے مل سکتا ہے کہ میں نے انہی دنوں مسلمانوں کے سامنے پیش کی تھی کہ اگر آپ پرامن طریق سے کوشش ... نہ دیں کہ ترکوں کا بادشاہ سب مسلمانوں کا خلیفہ ... یہ نہیں کہ اکثر مسلمان ان کو خلیفہ تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن باقی مسلمان بھی ان کو واجب الاحترام تسلیم کرتے ہیں۔ تو میں پچاس ہزار روپیہ اور جتنے تمام بیرونی مبلغ آپ کو اس غرض کیلئے دینے پر تیار ہوں کہ وہ ترکوں کی حمایت میں پروپیگنڈہ کریں۔

بنگالی انارکسٹوں کے خلاف قادیانی جماعت کی جد و جہد

ہم امن پسند ہیں پھر ان تمام حالتوں میں ہمارا رویہ جہاں ایک طرف حکومت کے لئے پر امن رہا۔ وہاں ملک سے بھی دوستانہ رہا۔ بنگال میں انارکسٹ انگریزوں کے خون سے کھیل رہے تھے۔ میں نے اپنے خرچ پر انارکسٹوں کی اصلاح کے لئے وفد بھیجے اور ان کا نہایت مفید اثر ہوا۔ اور اب بنگال میں کام کرنے والے مسلمان موجود ہیں ان سے تحقیق کرکے دیکھ لیا جائے کہ اب ان کے کیا خیالات ہیں اور ایک دو سال پہلے ان کے خیالات کیا تھے؟ ہمارے مبلغوں کی اس وقت کی رپورٹوں سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کس طرح انہیں سمجھایا بجھایا گیا اور درست کیا گیا۔ اور اُن کے خیالات کو دور کرنے کی کوشش کی گئی۔ بلکہ خود حکومت کے انگریز افسروں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ ہم نے کن حالات میں انارکسٹوں کی اصلاح کا کام کیا۔ ہم نے مجرم نہیں پکڑوائے بلکہ ان کی اصلاح کی کوشش کی ہے اور جب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کوئی باغیانہ خیالات رکھتا ہے تو ہم نے اس کے خیالات کو دور کیا ہے۔ چنانچہ کئی انارکسٹ تھے جنہوں نے ہماری کوششوں کی وجہ سے اپنے خیالات کو بدل دیا۔ ہماری جماعت میں بھی بعض لوگ موجود ہیں۔ جو پہلے انتہا پسند تھے مگر سمجھانے کے بعد ان کی اصلاح ہو گئی۔ سارے سلسلہ خدمات میں صرف ایک شخص کا نام ہم نے گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا ہے اور وہ بھی اس لئے کہ وہ ہندوستان میں نہیں تھا۔ بلکہ ہندوستان سے باہر کسی اور ملک میں تھا اور ہم اُسے سمجھا نہیں سکتے تھے۔ وہ حکومت انگریزی کے خلاف ایک بہت بڑی سازش کر رہا تھا۔ جب اس کے نام سے حکومت کو اطلاع دی گئی تو پہلے تو فارن سیکرٹری نے اپنی بے بسی کا اقرار کیا۔ لیکن آخر اس حکومت کی معرفت جس میں وہ رہتا تھا اسے وہاں سے نکال دیا گیا جہاں سے وہ حکومت کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔

حکومت کی ناقدر دانی

یہ چند مثالیں ان بہت سی خدمات کی ہیں جو ہم نے حکومت کے فائدہ کے لئے کی ہیں۔ مگر نہ تو حکومت نے ہماری قدر کی اور نہ قوم نے ہماری قدر کی۔ حالانکہ نہ ہم نے کبھی ملک سے غداری کی اور نہ حکومت کے کسی حکم کی خلاف ورزی کی اور اس کے خلاف بغاوت کا راستہ اختیار کیا۔ مگر باوجود اس کے حکومت نے بھی ہمیں برا سمجھا اور قوم نے بھی۔ پس ہر منصف مزاج انسان اگر انصاف سے دیکھے تو اسے ہماری امن پسندی کے جذبات کا قائل ہونا پڑتا ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمیں گذشتہ دو سال کے عرصہ سے نہایت ہی تلخ تجربہ ہو رہا ہے اور کسی ایسے قصور کی وجہ سے جس کا ہمیں علم نہیں۔ ہمارے خلاف بعض حکام کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح پتہ لگے۔ ہمارا جرم کیا ہے۔ مگر ہمیں جرم کا پتہ نہیں لگا۔

ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب اور جناب میاں صاحب کی ملاقات

پچھلے سال کے آخر میں اتفاقی طور پر ہمارا ایک جگہ اجتماع ہو گیا اور ہز ایکسیلنسی کی مہربانی سے مجھے ملاقات کا موقع مل گیا۔ ان کی گفتگو کا جو اثر اس وقت میرے دل پر تھا۔ وہ یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں پر کامل اعتماد رکھتے ہیں اور وہ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ ہمارے ساتھ بد دیانتی کا سلوک ہوتا ہے۔ دوسری طرف میری طبیعت پر یہ اثر بھی تھا۔ کہ وہ پوری نیک نیتی کے ساتھ جماعت احمدیہ اور حکومت میں جو اختلاف واقع ہو گیا ہے اسے مٹانے کے لئے کوشش کرنا چاہتے ہیں۔ ذاتی رویہ ان کا نہایت ہی شریفانہ اور ان

عہدہ کے بالکل مناسب حال تھا۔ پس گو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک اُن کا نقطہ نگاہ اپنے ماتحتوں کے متعلق نہ بدلے ہم کسی متفقہ اصول پر نہیں پہنچ سکتے۔

قادیانی جماعت اور ڈاکخانہ

ڈاکخانہ میں پہلے ایک احمدی افسر ہوا کرتا تھا۔ پھر حکومت نے اسے بدل دیا اور چونکہ تبدیلیوں کے متعلق گورنمنٹ کا قانون ہے اس لئے ہم نے کوئی برا نہ منایا۔ اور اس احمدی سے دریافت کیا کہ جو شخص آپ کی جگہ آ رہا ہے وہ کیسا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں اسے جانتا ہوں وہ ایک شریف آدمی ہے اور اس سے کسی قسم کے خطرہ کا خیال نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ خود میں نے جماعت کے کارکنوں کو ہدایت دی کہ تم لوگ اس سے پورا پورا تعاون کرنے کی کوشش کرو۔ اس سے پہلے ایک اور احمدی کلرک ڈاکخانہ سے بدلا جا چکا تھا۔ اور اس طرح سب ایک مذہب کے آدمی ڈاک خانہ میں مقرر کر دیئے گئے اور میں نے سلسلہ کے افسروں کو تعاون کی ہدایت کی۔ اور کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ شخص شریف ہے۔ مگر اس عملہ کی تبدیلی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اول تو وہی شخص جس نے تعریف کی تھی۔ اس کے خلاف آرٹیکل لکھے جانے لگے اور اخبارات میں شائع کرائے جانے۔ گویا انہوں نے تو یہ سلوک کیا کہ آنے والے کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے اچھا سلوک رکھا جائے وہ شریف آدمی ہے۔ لیکن انہوں نے اس سے یہ سلوک کیا کہ اس کے خلاف اخباروں میں مضامین لکھے۔

ادویات کا پارسل

پھر میرے ساتھ جس نے یہ تاکید کی تھی کہ اچھا سلوک کیا جائے یہ معاملہ کیا گیا کہ میں نے ایک دوائی منگائی۔ وہ دوائی ابھی مجھے نہیں پہنچی تھی اور نہ اس کے متعلق خط ملا تھا کہ ایک رپورٹر نے احرار کے دفتر سے مجھے اطلاع دی کہ آج فلاں شخص یہ بیان کر رہا تھا کہ میں نے احرار کے اخبار میں یہ مضمون بھیجا ہے کہ یہاں ایسی ایسی دوائیوں کا پارسل آیا ہے۔ میں حیران ہوا کہ یہ اطلاع انہیں کیونکر مل گئی کیونکہ ابھی تک پارسل کی اطلاع مجھ کو بھی نہ ملی تھی۔ زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ اس میں قیمتوں کا بھی ذکر تھا اور ایک دوا کا نام بھی صحیح تھا۔ یہ رپورٹ میرے پاس صبح ۹ بجے کے قریب پہنچی اور بارہ بجے کے قریب ڈاک والا وہ پارسل میرے نام لایا۔ میں نے اسی وقت پارسل لیکر دفتر کے ایک آدمی کو اس رپورٹ پر نشان لگا کر جو مجھے صبح پہنچی تھی۔ ڈاکخانہ میں بھیجا کہ انہیں اس رپورٹ کا اتنا حصہ پڑھا آؤ۔ اور کہہ آؤ کہ پارسل ہمیں اب پہنچا ہے۔ لیکن یہ اطلاع پہلے پہنچی تھی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں میں سے کوئی احرار کے دفتر میں اطلاعات دیتا رہتا ہے اس پر پوسٹ ماسٹر صاحب نے کہلا بھیجا کہ میں اس واقعہ کی تحقیق کر دوں گا۔ وہ آدمی واپس آیا تو اسی وقت دفتر سے ایک اخبار مجھے بھیجا گیا۔ "احسان" تھا یا "مجاہد"۔ مجھے صحیح یاد نہیں۔ میں نے جب اسے کھولا۔ تو اس میں پارسل کا ذکر بھی چھپا ہوا دیکھا۔ چنانچہ وہ پرچہ بھی میں نے انہیں بھجوا دیا۔ اب اس کے صاف طور پر یہ معنی ہیں کہ ڈاکخانہ کا عملہ پارسلوں اور خطوط کی اطلاعات احرار تک پہنچاتا ہے اور انہیں خبریں ہم پہنچاتا رہتا ہے۔ ہم نے اس بارہ میں شکایت کی۔ لیکن اب تک کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ بلکہ جو افسر تحقیق پر مقرر ہوا اس کا رویہ نہایت افسوسناک رہا۔ اور وہ مجرموں سے بھی زیادہ جرم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ میں صرف یہ جواب ملا ہے۔ جو خبر نکلی ہے لاہور سے نکلی ہے۔ قادیان کے ڈاکخانہ سے نہیں نکلی اور دلیل یہ دی گئی ہے کہ یہ اخبار سولہ تاریخ کا ہے اور جو پارسل قادیان پہنچا ہے اس میں سولہ کی خبر نہیں چھپ سکتی تھی۔ بظاہر یہ ایک معقول بات معلوم ہوتی ہے لیکن ہے جھوٹ۔ اس لئے کہ خبر سترہ کے اخبار میں چھپی تھی اور سترہ کی مہر لگی ہوئی ہمارے پاس موجود ہے سولہ کو پارسل قادیان پہنچا۔ سترہ کو دوپہر کے وقت تقسیم ہوا اور سولہ کو شام کو فون کے ذریعہ سے خبر بھجوائی جا سکتی تھی۔ جیسا کہ احرار ان دنوں کرتے رہے ہیں۔ اور شام کو چھپ کر سترہ کو اخبار قادیان پہنچ سکتا تھا۔ اور کی مہر اس اخبار پر خود ڈاک خانہ کی لگی ہوئی موجود ہے۔ مگر افسروں کو دھوکہ دینے کے لئے ماتحت عملہ اسے سولہ قرار دیتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ ایک قطعی ثبوت ہمارے پاس ایسا موجود ہے۔ جس سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بات لاہور سے نہیں نکلی۔ اگر گورنمنٹ نے اس معاملہ میں تحقیق کی تو اس کے سامنے وہ یقینی اور قطعی ثبوت پیش کر دیا جائے گا۔ اب تک میں نے اس کو ظاہر نہیں کیا لیکن اگر گورنمنٹ تحقیق کرے گی تو وہ یقینی اور قطعی ثبوت میں اس کے سامنے پیش کر دوں گا۔

حکومت کو چیلنج

میں آج صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم حکومت کی نوکریوں کے محتاج نہیں۔ مگر حکومت کو بھی چاہیئے کہ وہ کھلے طور پر اعلان کر دے کہ آئندہ احمدیوں کو سرکاری ملازمتوں میں نہیں لیا جائیگا۔ کچھ افسر کچھ کہتے ہیں اور کچھ افسر کچھ کرتے ہیں۔ یہ بے اصولی بات ہے۔ میں تو آگے ہی اپنی جماعت کے لوگوں سے کہتا رہتا ہوں کہ چھوڑ دو ان نوکریوں کو۔ اور جاؤ دنیا میں خدا تعالیٰ کی نوکری کرو۔ تجارت کرو۔ زراعت کرو صنعت و حرفت میں ترقی کرو۔ اور اس طرح جہاں اپنی روزی کماؤ۔ وہاں خدا تعالیٰ کا نام بھی دنیا میں پھیلاؤ۔ اگر گورنمنٹ اعلان کر دے تو جیسا کہتے ہیں کہ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا میں اتی طور پر اس ظلم کو بھی جماعت کے لئے ایک مبارک فال ہی سمجھوں گا۔ میں تو پہلے ہی لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ وہ غیر ملکوں میں نکل جائیں۔ بھوکے رہیں۔ پیاسے رہیں۔ ننگے رہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ ان کی ترقی کے راستے کھولدیگا اور قومی کیریکٹر بھی مضبوط ہو گا۔ مگر گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ کھل کر ایک دفعہ ہم سے کہدے کہ تم آئندہ باغی سمجھے جاؤ گے تا اگر جنگ شروع ہو تو کوئی افسر یہ نہ کہنا شروع کر دے کہ لاؤ اپنے احمدیوں کو ملک کی خدمت کیلئے پیش کرو۔ مصیبت کے وقت اگر گورنمنٹ نے ہمیں بلانا ہے تو اب آرام میں بھی ہمارے حقوق ہیں جو سے اور اگر مصیبت کے وقت اس نے ہمیں نہیں بلانا تو پھر بیشک ہم اب بھی اپنے حقوق کا اس سے مطالبہ نہیں کرتے۔

حکومت دوستی کی کوئی علامت پیش نہیں کرتی

چوہدری اسد اللہ خاں صاحب نے پنجاب کونسل میں بعض تقریریں کیں۔ اس پر ایک گورنمنٹ افسر نے چوہدری صاحب کو مخاطب کرکے کہا۔ گورنمنٹ تو آپ کی دوست ہے۔ مگر آپ اور میر اکبر علی صاحب اس کے خلاف تقریریں کرکے خواہ مخواہ اسے دشمن بنا رہے ہیں۔ چوہدری صاحب نے تو جو جواب دیا ہوگا۔ دیا ہوگا۔ میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ دوستی کی کوئی علامت بھی تو ہوا کرتی ہے۔ دوست تو ہم ہیں کہ باوجود اس قدر اشتعال انگیز حالات کے ہم نے حکومت کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی۔ میں نے ایک سکیم بھی سوچی تھی اور میں امید کرتا ہوں کہ اس سکیم کے ماتحت حکومت کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کرے۔ مگر جب حکومت نے کسی قدر ہماری تسلی کی کوشش کی۔ تو میں نے دیانتداری سے اس سکیم کو نظر انداز کر دیا۔

کانگرس سے اتحاد کی دھمکی

کوئی قانون ہمیں اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ہم ضرور انگریزی مال لیں۔ بے شک ہم بائیکاٹ کے مخالف ہیں۔ مگر بغیر بائیکاٹ کئے کے کوئی طریق اختیار کرنا تو منع نہیں۔ اگر ہم ایسا کرنے لگیں تو کانگرس بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائے گی۔ کانگرس میں اس وقت کوئی تنظیم نہیں اگر ہم ایک تنظیم کے ساتھ یہ کام کرنے لگیں تو ہزاروں ہندو اور سکھ ہم سے مل جائیں گے اور قانون شکنی کا خیال لوگ بھلا دیں گے۔

حکومت کو ایک اور موقع

یقیناً ایک وقت آئیگا جب مجبور ہو کر ہمیں ان ذرائع کو اختیار کرنا پڑیگا جو ہمیں ان تکالیف سے بچائیں۔ اس لئے میں ایک دفعہ پھر حکومت کو توجہ دلا دیتا ہوں کہ وہ اب بھی اپنے رویہ پر غور کرے۔ ہم اس بات پر تیار ہیں کہ اس سے صلح کریں مگر اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ بڑی بڑی باتوں میں ہماری شکایتوں کو دور کرے۔ آج حکومت اپنے آپ کو ہماری طرف سے مستغنی سمجھتی ہے مگر میں اس نگاہ سے دیکھ رہا ہوں جس نگاہ سے وہ نہیں دیکھ رہی۔ کہ حکومت کو پھر مشکلات پیش آنے والی ہیں اور آسمان سے خدا تعالیٰ یہ ثابت کر دیگا۔ کہ کل کو یہی حکومت پھر ہماری مدد کی محتاج ہوگی پھر کل کے افسر ہمیں کہیں گے کہ آؤ ہماری مدد کرو اور پچھلے افسروں کے رویہ کو نظر انداز کر دو۔ مگر میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر آج انہوں نے ہماری شکایات کو دور کرنے کی کوشش نہ کی۔ تو کل ان کا ہمیں اپنی مدد کے لئے بلانا بے کار ثابت ہوگا۔

بعض احمق قادیانی

بعض بیوقوف ایسے ہیں جو اب تک مجھے لکھتے رہتے ہیں۔ کہ فلاں افسر کے پاس ہماری سفارش کر دیں۔ نہ معلوم وہ لوگ میرے خطبے پڑھتے ہیں یا نہیں پڑھتے۔ اور اگر پڑھتے ہیں تو کیوں سمجھتے نہیں۔ میں متواتر جماعت کو بتا رہا ہوں۔ کہ حکومت کے بعض افسر ہمارے امن کو برباد کر رہے ہیں۔ مگر وہ احمق مجھے لکھتے ہیں۔ کہ ہماری سفارش کر دیں۔

(الفضل ۴ر اپریل ۱۹۳۶ء)

مسٹر نصیر احمد فاروقی صاحب کی شادی خانہ آبادی

ایک مبارک و پرمسرت تقریب

گذشتہ ہفتہ مسٹر نصیر احمد فاروقی صاحب آئی۔سی۔ایس خلف الرشید جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی شادی جناب آغا صفدر صاحب مرحوم سابق سیکرٹری ملیدیہ لاہور کی اکلوتی صاحبزادی سے عمل میں آئی

برات کی روانگی

۱۱ اپریل کو ڈھائی بجے دوپہر برات بذریعہ ریل سیالکوٹ روانہ ہوئی براتیوں میں سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صدر الدین جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب، ڈاکٹر طفیل حسین صاحب و سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور، مولانا یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ"۔ شیخ عبدالرحمن صاحب مز جج کوئٹہ خانصاحب چودھری محمد منظور الہٰی صاحب۔ خان مولی خان صاحب آف کشمیر مسٹر ممتاز احمد فاروقی صاحب انجنئر، چودھری محمود احمد صاحب۔ ڈاکٹر نواب احمد قریشی صاحب، سید امجد علی شاہ صاحب اور چودھری عبدالکریم صاحب کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

وزیر آباد اور سیالکوٹ کے براتی

جب ٹرین وزیر آباد کے اسٹیشن پر پہنچی۔ تو وہاں شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری۔ شیخ میاں محمد صاحب لائلپوری، خان بہادر میاں غلام رسول صاحب نیم جھنگ، شیخ محمد جان صاحب سوداگر وزیر آباد۔ شیخ نیاز احمد صاحب سوداگر و رئیس اعظم وزیر آباد، ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ مسٹر محمد امین صاحب منیجر ڈیری فارم لائلپور و دیگر چند احباب برات میں شریک ہو گئے۔ سیالکوٹ میں ملک شیر محمد خان آف جموں۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب وکیل سرینگر اور مقامی جماعت کے اراکین نے شمولیت فرمائی۔

سیالکوٹ میں شاندار استقبال

سیالکوٹ کے ریلوے اسٹیشن پر دلہن کے چچا جناب آغا عبید خاں صاحب سابق صدر دانگیز کو آنیسر بلدیہ سیالکوٹ اکثر مقامی حکام و معززین کی معیت میں برات کا استقبال کیا۔ مقامی بلیجہ فوج اپنی خاص وردی اور بیلچوں کے ساتھ موجود تھی۔ اس نے برات کو باقاعدہ سلامی دی اور مہمانوں کے اسباب وغیرہ کی نگہداشت کا انتظام اپنے ذمہ لیا جس پر ہم اُن کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ معزز میزبان نے مہمانوں کیلئے اعلیٰ درجہ کی موٹریں کثیر تعداد میں فراہم کی تھیں۔ برات ایک جلوس کی شکل میں قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئی۔ اس شان کے باوجود سادگی موجود تھی۔ باجے وغیرہ فضولیات سے بالکل اجتناب کیا گیا اور فریقین کی طرف سے کوئی خلاف شرع رسم نہیں ہوئی۔ برات کا قیام سیالکوٹ چھاؤنی کی ایک شاندار کوٹھی میں ہوا۔ برات کے ساتھ جو خواتین تشریف لے گئی تھیں ان کو شہر میں ٹھہرایا گیا۔

مہمانوں کی مدارات

معزز میزبانوں نے مہمانوں کی خاطر و مدارات نہایت فیاضی سے کی۔ ۱۱ اپریل کی شب کو سیالکوٹ چھاؤنی کے ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں ڈنر دیا گیا جس میں سیالکوٹ کے اکثر حکام و معززین اور ریاست جموں کشمیر کے متعدد اعلیٰ افسران بھی شامل ہوئے۔

واپسی

۱۲ اپریل کو چار بجے بعد دوپہر برات کی واپسی عمل میں آئی سات بجے شام برات لاہور پہنچ گئی۔ اسٹیشن پر احباب کافی تعداد میں استقبال کے لئے موجود تھے۔

ولیمہ

۱۳ اپریل کی شام کو ڈاکٹر صاحب نے پرتکلف دعوت ولیمہ دی خواتین کے لئے ڈاکٹر صاحب کے مکان پر انتظام تھا، مردوں کیلئے مسلم ہائی سکول کی عمارت میں۔ اس دعوت میں جماعت کے افراد کے علاوہ متعدد غیر از جماعت حضرات اور خواتین مدعو تھے۔

عطیات

اس تقریب پر مبلغ پچاس روپے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اور مبلغ پچیس روپے محترمہ بیگم صاحبہ آغا صفدر مرحوم نے انجمن کو اشاعت اسلام فنڈ کے لئے عطا فرمائے۔ جزاک اللہ۔

مبارکباد اور دعا

ہم اس تقریب پر تمام احباب جماعت کی طرف سے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ اور محترمہ بیگم صاحبہ آغا صفدر مرحوم کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس تعلق کو بابرکت بنائے۔ آمین ثم آمین۔

باجلاس شیخ عبدالرحمن صاحب فرسٹ ایڈیشنل

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

سرٹیفکیٹ جانشینی ۲۲ / ۱۹۳۶ء

معاملہ درخواست ماسٹر محمد شفیع ولد حاجی نبی بخش ذات کمبوہ راجپوت پیشہ درزی سکنہ کوئٹہ برائے عطائے سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت قرضہ یافتنی بابو محمد عبداللہ متوفی

درخواست زیر دفعہ ۲۷۲۔ ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

مقدمہ مندرجہ صدر میں سائل نے برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی ۸۳۲ یافتنی بابو محمد عبداللہ متوفی زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے۔ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ 4/5/36 وقت ۲ بجے پیش کرے۔

آج بہ دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

9/4/36 مہر عدالت

دستخط حاکم

معذرت

آئندہ اشاعت

۱۹ اپریل کو اتوار کی وجہ سے پریس اور ڈاکخانہ بند رہیں گے۔ لہٰذا آئندہ پرچہ ۲۰ اپریل کو شائع ہو گا۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔

مجدد کو ماننے کا فائدہ

ہم نے مجدد کو اس لئے مانا ہے کہ ہم میں کام کی نئی روح پیدا ہو جائے۔ اگر یہ پیدا نہیں ہوئی تو مفت کی بدنامی اور ذلت کا کیا فائدہ۔ اس صورت میں تمہارا جماعت کے اندر رہنا بیکار ہے تم میں سے ہر ایک شخص کو کام کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئیے۔ بیکار تو پہلے ہی ساٹھ ستر کروڑ موجود ہیں۔ ہمیں کام کرنے والوں کی ضرورت ہے اصل بات یہ ہے کہ دل میں درد پیدا کرو اگر تمہارے دل میں درد پیدا ہو جائے تو علاج اور راستہ خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ وہ درد پیدا کرو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں موجود ہے فلعلك باخع نفسك علٰى اٰثارهم ان لم يؤمنوا بهذا الحديث اسفا (الکھف ۱۸ : ۶) ترجمہ۔ تو کیا تو اپنی جان کو ان کے پیچھے رنج میں ہلاک کر دے گا اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔ لعلك باخع نفسك الا يكونوا مؤمنين تم تو اس غم میں گھلے جا رہے ہو کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے وہاں تو پیغام پہنچا دیا تھا اور پھر یہ حالت تھی تم نے تو ابھی پیغام ہی نہیں پہنچایا یا اگر پہنچایا ہے تو بہت ہی تھوڑے لوگوں کو ایک مرتبہ تم اس بات پر اپنی ساری طاقت لگا دو اور پختہ عزم کر لو کہ ہم نے پیغام ساری دنیا میں پہنچانا ہے تمہارے ہر ایک فرد ہر ایک بوڑھے بچے۔ جوان۔ مرد۔ عورت میں یہی تڑپ ہو جس دن یہ درد اور تڑپ پیدا ہو جائے گی اس دن خود بخود راستے کھل جائیں گے اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار جلسہ

قومی استحکام کے سلسلہ میں نوجوانوں کا پہلا قدم

مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۳۷ء بروز اتوار ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس مسلم ہوسٹل میں منعقد ہوا۔ ماسٹر غلام محمد صاحب خادم۔ بی اے نے ترقی اسلام پر انگریزی میں ایک جامع تقریر فرمائی۔ جس کے بعد چند اور نوجوانوں نے بھی اسی موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ صاحب صدر جناب ڈاکٹر الہٰ بخش صاحب نے آخر میں اپنے قیمتی خیالات سے نوجوانوں کو مستفیض فرمایا۔

خاکسار نے تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کا ایک دوسرے سے تعارف کرایا۔ اور خواہش ظاہر کی کہ مرکزی انجمن کی طرف سے تنظیم کے جو حلقہ جات مقرر ہوئے ہیں۔ ان تمام میں لیکچر کرائے جائیں۔ اس سے ایک تو آپس میں میل ملاقات اور تعارف بڑھیگا۔ اور دوسرے ہم خوابیدہ دوستوں کو جگانے میں بھی بہت حد تک کامیاب ہو سکینگے۔ دوستوں نے اس خواہش پر لبیک کہا اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کے متعلق مستقل پروگرام مرتب کر رہے ہیں۔

تعارف کے بعد ایسوسی ایشن کی طرف سے حاضرین کی چاء سے تواضع کی گئی۔ جس کے اخراجات ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن نے اپنی گرہ سے پورے کئے۔ نماز مغرب تمام دوستوں نے ہوسٹل میں ہی ادا کی۔ جلسہ کامیاب اور بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ دعا ہے کہ دوسرے حلقوں میں بھی ہمارے نوجوان دوست ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس تحریک پر لبیک کہیں تاکہ جماعت کے استحکام اور بیداری کا باعث بن سکے۔

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— کابل کا مشہور اخبار "اصلاح" اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ افغانستان اور ایران کی حد بندی کا خوش اسلوبی سے تصفیہ ہو چکا ہے۔ افغانی اور ایرانی سرحد پرستونوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ جنرل فخر الدین کے ثالثی فیصلہ کی رو سے موسیٰ آباد اور ایران کا علاقہ جس کی اس وقت تک حد بندی نہ ہو سکی تھی مساویانہ طور پر تقسیم کیا گیا ہے۔ متعدد چشمے افغانستان کے حوالے کر دیے گئے ہیں۔ اس سے اب دونوں ہمسایوں کے درمیان غلط فہمی کا امکان جاتا رہا ہے کیونکہ اب حدود کا صاف طور پر نشان دے دیا گیا ہے۔

—— طرابلس کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ باد سموم کے مسلسل جھکڑوں نے طرابلس میں ہولناک خشک سالی پیدا کر دی ہے۔ چراگاہیں اور نخلستان جھلس گئے ہیں۔ اطالوی گورنر جنرل بالبو نے حکم دیا ہے کہ تمام مویشی اور بھیڑیں وغیرہ قریب کے محفوظ علاقے میں منتقل کر دی جائیں۔ اس غرض کے لیے تمام جہاز وقف کر دیے گئے ہیں۔

—— ایک دوسری اطلاع مظہر ہے کہ اب تک دس ہزار مویشی باہر بھیجے جا چکے ہیں۔ زبردست آندھیوں سے بھی کافی نقصان ہو رہا ہے ان کی وجہ سے تار کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا ہے اور اس کے باعث بہت دقت پیش آ رہی ہے۔ آندھی کے سبب سمندر میں جہازوں کی نقل و حرکت بھی مشکل ہو گئی ہے۔

—— بعض عربی اخبارات کا بیان ہے کہ اٹلی و حبشہ کی جنگ کا اطالیہ کے افریقی مقبوضات پر خاص اثر پڑ رہا ہے۔ چنانچہ طرابلس الغرب میں تحریک آزادی دوبارہ زندہ ہو رہی ہے سنوسی فرقہ جنگ آزادی کے لیے رضاکار جمع کر رہا ہے۔

—— گزشتہ ماہ امیر المجاہد عبد القادر کی سالگرہ الجزائر کے تمام شہروں اور قصبوں میں شاندار طریق پر منائی گئی اور اجتماعات میں اس خیال کا اظہار کیا گیا کہ امیر موصوف کا نصب العین صرف اس صورت میں قائم ہو کہ ملک کو غیروں کی غلامی سے آزادی دلائی جا سکے۔

—— قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت ترکی مستقبل قریب میں ایک بہت بڑی جنگ کا خطرہ محسوس کر رہی ہے چنانچہ تمام جنگی شعبوں کی از سر نو اصلاح و تنظیم ہو رہی ہے۔ فوجی سپاہیوں کو ہر وقت ڈیوٹی پر حاضر رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وزارت جنگ کی طرف سے روس کو کسی قسم کے جنگی آلات مہیا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حکومت روس ترکی کو تمام حربی ضروریات معمولی قیمت پر مہیا کر دے گا۔

—— ایک ذمہ دار ترکی افسر کا بیان ہے کہ فوجی تعلیم لازمی ہونے کے باعث ساری آبادی ایک غیر مرتب فوج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اب وزارت جنگ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ نوجوانان ترکی کو مختلف طریقوں سے مورچہ بندی کی تعلیم دی جائے تاکہ متوقع جنگ میں ترکی کی ساری آبادی تجربہ کار فوج کی صورت میں تبدیل ہو سکے۔

—— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین مراقش نے از سر نو حکومت فرانس کے خلاف جہاد شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے ایک باقاعدہ سبز پوش فوج مرتب کی ہے جس کی فرانسیسی افواج کے ساتھ کئی جھڑپیں ہو چکی ہیں۔ فرانسیسی حکام اس صورت حالات سے بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ سبز پوش تحریک کے قائد غازی شعیب ہیں۔

—— گزشتہ ہفتہ اتحاد عرب کے باب میں ایک نیا اور امید افزا قدم اٹھایا گیا ہے یعنی امام یمن اس اتحاد میں شرکت کے لیے آمادہ ہو گئے ہیں جو عراق اور مملکت سعودیہ کے مابین ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وزیر اعظم یمن صنعا سے مکہ کو روانہ ہوئے ہیں وہاں سے بغداد جا کر اس معاہدہ پر دستخط کریں گے۔

—— کابل کی ایک اطلاع سے معلوم ہوتا ہے سردار فیض محمد خان وزیر خارجہ افغانستان ۱۳ مارچ کو ماسکو سے کابل کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ سردار موصوف [illegible]

ہندوستان

—— اس ہفتہ لاہور [illegible] اجتماعات کی بدولت بے حد رونق رہی ایک طرف انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا دوسری طرف آریہ سماج لاہور کی گولڈن جوبلی منائی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ایک نمائش بھی ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں ادارہ معارف اسلامیہ کا اجلاس بھی منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے مختلف حصوں سے اہل علم جمع ہوئے۔

—— نئی دہلی ۱۲ - اپریل - کل شام لارڈ ولنگڈن اور لیڈی ولنگڈن نے وائسرے ہاؤس میں معززین کو الوداعی پارٹی دی۔ حاضرین کی تعداد ڈھائی ہزار سے زیادہ تھی۔

—— اس ہفتہ بمبئی میں مسلم لیگ کا اور لکھنؤ میں انڈین نیشنل کانگرس کے سالانہ اجلاس منعقد ہوئے دونو کامیاب و شاندار تھے۔

—— مسٹر سبھاش چندر بوس کو بنگال سے جایا جا رہا ہے افواہ ہے آپ کو سیونگ کے مقام پر نظر بند رکھا جائے گا۔

—— ریاست فرید کوٹ میں ایک مسجد میونسپل دفتر کے طور پر استعمال ہو رہی ہے مسلمان اس کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

—— اخبار "ہندوستان ٹائمز" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ عنقریب پنڈت جواہر لال نہرو مولانا ابو الکلام آزاد اور مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کانگرس [illegible] کے پنجاب آ رہے ہیں تاکہ کانگرسیوں اور "ترقی پسند" مسلمانوں [illegible] کوئی سمجھوتہ کرنے کی کوشش کریں۔

—— بمبئی ۱۱ - اپریل - بیان کیا جاتا ہے کہ بابو راجندر پرشاد سابق صدر کانگرس نے مسٹر محمد علی جناح کے نام ایک مکتوب میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ تمام مختلف فیہ مسائل کا حل نکالنے کے لیے کانگرس اور مسلم لیگ میں اتحاد کا ہونا چاہیے خواہ ان مسائل کا تعلق مجالس آئین ساز سے ہو یا اس کے سوا اس خط میں بابو راجندر پرشاد نے فرقہ وارانہ فیصلہ اور مخلوط انتخاب کے سلسلہ میں بھی کئی تجاویز پیش کی ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ مسٹر محمد علی جناح نے بابو راجندر پرشاد کی اس تجویز سے اتفاق کیا ہے کہ تمام اہم مسائل کے حل کے لیے مسلم لیگ کا کانگرس کے ساتھ اتحاد عمل ہونا چاہیے۔

—— بہاولپور ۹ - اپریل - ہندو پنچایت بہاولپور نے مقامی ہندو سبھا اور اہل ہنود کی دوسری پارٹیوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ موجودہ مکدر فضا کو صاف کرنے میں حکومت کی امداد کریں اور ہڑتال ختم کر کے ہز ہائی نس نواب صاحب سے مراعات خسروانہ کی استدعا کی جائے۔

—— نئی دہلی ۱۲ - اپریل - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ لارڈ اور لیڈی ولنگڈن ۱۵ - اپریل کو نئی دہلی سے روانہ ہو کر ۱۶ - اپریل کو بمبئی پہنچیں گے اور اٹھارہ تاریخ کو جہاز پر سوار ہو جائیں گے۔

—— نواکھلی ۱۳ - اپریل - قانون انسداد دہشت انگیزی بنگال کی دفعہ ۱۸ کے ماتحت تھانہ فینی میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے جس کی رو سے قصبہ کے باشندوں پر یہ فرض عائد کر دیا گیا ہے کہ چودہ سال سے تیس سال کی عمر کا کوئی شخص باہر سے گاؤں میں آئے یا گاؤں سے باہر جانے لگے تو فوراً پولیس کو اطلاع دی جائے۔

—— لاہور ۱۲ - اپریل - کوٹ فتح خاں کے فرقہ وارانہ فساد کی تحقیقات کرنے کے لیے ایک مسلم کمیٹی کل شام کیمبل پور روانہ ہو گئی ہے یہ کمیٹی پہلے ڈپٹی کمشنر کیمبل پور سے ملاقات کرے گی اس کے بعد واقعہ کوٹ فتح خاں کی تحقیقات میں مصروف ہو جائے گی۔

—— حکومت رومانیہ نے ایک عجیب و غریب اعلان کیا ہے جس کی رو سے کوئی شخص بلا اجازت ڈاڑھی نہیں رکھ سکتا۔ ڈاڑھی رکھنے کے لیے اسے حکومت سے لائسنس لینے کی ضرورت ہے۔ بلا لائسنس ڈاڑھی رکھنے پر ماخوذ ہو کر مستوجب سزا ہوگا۔

ممالک خارجہ

—— روما ۱۰ - اپریل - شاہ حبشہ گم ہو گئے ہیں خیال کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی موٹر چھوڑ دی جس پر اٹلی والوں نے قبضہ کر لیا۔ شاہ حبشہ نے یہ اس لئے کیا کہ ان کو اطالوی طیاروں کی بمباری کا خطرہ تھا۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ خچر پر سوار ہو کر جنوب کی جانب سفر کر رہے ہیں۔

—— ولی عہد دو ہزار نوجوانوں کی معیت میں دیسی کے شمالی علاقہ کی طرف اپنے والد کی تلاش میں جا رہا ہے۔

—— ادیس ابابا ۱۱ - اپریل - جنوبی محاذ پر بکروس کے مقام پر گزشتہ پانچ چھ روز سے شدید لڑائی شروع ہے۔ اس لڑائی میں اطالیہ اور حبشہ دونوں کی افواج کو شدید نقصان برداشت کرنا پڑا ابھی تک لڑائی کسی نتیجہ پر نہیں پہنچی۔

—— لندن ۱۱ - اپریل - وزیر مالیات انگلستان نے دار العوام میں تقریر کرتے ہوئے اندازہ ظاہر کیا ہے کہ ۱۹۳۶ء میں فضائی فوج کی ضروریات ایک کروڑ پونڈ سے زیادہ نہ ہوں گی۔ البتہ ۱۹۳۷-۳۸ء کے دفاعی مصارف سال رواں کی نسبت زیادہ ہوں گے۔

—— سکندریہ ۱۱ - اپریل - چند روز ہوئے ایک جہاز (جسے حکومت اطالیہ سے منسوب کیا جاتا ہے) بحیرہ روم میں برنڈزی کے قریب ادھر ادھر گھومتا دیکھا گیا ہے۔ اس جہاز پر برقی سرنگیں پڑی ہوئی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس جہاز کا پچھلا حصہ بالکل سرنگیں بچھانے والے جہاز کی مانند تھا۔

—— پیرس ۱۲ - اپریل - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ شاہ حبشہ نے حکومت برطانیہ کو پیغام بھیجا ہے جس میں اپنی دردناک حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ میری فوج میں اب صرف پانچ ہزار سپاہی رہ گئے ہیں۔

—— لندن ۱۳ - اپریل - روزنامہ "ٹائمز" کا نامہ نگار خصوصی قاہرہ سے رقمطراز ہے کہ مصر میں برطانوی کالجوں کی طرز کا ایک جدید کالج قائم کیا جا رہا ہے جس کی طرز تعلیم بالکل برطانیہ کے پبلک سکولوں کی سی ہو گی۔ اس کالج میں برطانوی پرنسپل اور برطانوی سٹاف رکھا جائے گا۔

—— ادیس ابابا ۱۳ - اپریل - آج صبح اطالوی طیاروں کی ہوائی گشت کے بعد جو شرق کی طرف سے آئے تھے اطالوی بمبار طیارے مغرب کی طرف سے آکر ادیس ابابا کے اوپر بہت بلند پرواز کی۔ خطرے کا ہوائی الارم دیدیا گیا جس سے آبادی کی اکثریت بڑی سرعت کے ساتھ دار السلطنت سے باہر کی طرف بھاگ گئی۔

—— یونان کے وزیر اعظم کا انتقال ہو گیا۔

—— ٹوکیو ۱۳ - اپریل - معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۳۶-۳۷ء کے بجٹ کی مجوزی رقم سے نصف حکومت جاپان نے فوجی مصارف کے لیے منظور کی ہے۔

—— پیرس ۱۳ - اپریل - حکومت فرانس نے نپولین کے مقبرہ کی مرمت کا فیصلہ کیا تھا۔ مقبرہ پر آٹھ پونڈ سونا لگایا جائے گا۔

—— بغداد ۱۴ - اپریل - حکومت عراق نے امسال محرم میں سینہ کوبی حکماً بند کر دی۔ پولیس نے جلوس نکالنے کی اجازت نہیں دی۔ شہروں میں کوئی شخص سر بازار عزاداری نہیں کر سکتا۔

—— روما ۱۳ - اپریل - مارشل بڈگلیو کے اعلان کے مطابق شمالی محاذ پر اطالوی دستے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ ایک اطالوی فوجی دستے نے جھیل سانا پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— اسمارا ۱۳ - اپریل - شمالی محاذ پر اطالوی طیاروں نے زہریلی گیس برسائی اور بم باری کی جس سے دیہات کے دیہات تباہ ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے [illegible] ہزار سے زائد حبشی ہلاک ہوئے۔ جبشیوں نے جوش انتقام میں اطالوی [illegible] کر دیا۔ بہت سے اسیروں کی مشکیں کس کر محاذ پر ڈال دیا۔ ان میں [illegible] اطالوی طیاروں کی بم باری کی نذر ہو گئے۔

دو دوستوں کی خط و کتابت

مذہب اور لامذہبی کا موازنہ

(۱)

بھائی اختر!

تمہارا خط معہ لٹریچر کے ملا۔ جیہ خوش۔ "الفذر عشیرتک الاقربین" کی پہلی زد مجھ پر ہی پڑی بھائی ذرا سوچو۔ اس چودھویں صدی میں تم کیا کر رہے ہو۔ اگر زندہ رہنا ہے تو اپنا سوشل وقار پیدا کیجئے۔ ان مذہبی بحثوں کو جانے دیجئے۔ تم نے مجھے اشاعت اسلام کے کاموں کے لئے دعوت دی ہے۔ او میری حالت یہ ہے کہ میں ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکا۔ کہ مذہب کی بھی ضرورت ہے یا نہیں؟

راقم تمہارے باقی دوست تمہارا خط پڑھ کر تم سے مایوس ہو رہے ہیں۔

تمہارا مسعود

محبی و رفیقی! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا خط ملا۔ شکریہ۔ میں نے جو لٹریچر بھیجا تھا۔ اگر آپ اسے ایک دفعہ غور سے پڑھ لیتے تو یقیناً آپ کے تمام شکوک مذہب کے متعلق دور ہو گئے ہوتے۔ مذہب سے بیزاری کی مرض عام ہے اور اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔ مادی تہذیب نے ہمارے دماغوں میں یہ زہریلے خیالات بھر دیئے ہیں، ورنہ "مذہب" ہمارے لئے اسی قدر ضروری ہے، جس قدر سانس لینے کے لئے ہوا۔ مذہب زندگی کے لئے ایک ایسا لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ جو ہمیں ایک ایسے مقام ارفع تک پہنچا دے۔ جہاں فرشتے سجدہ کریں۔ آج دنیا مذہب کو چھوڑ کر کیا کامیاب ہے؟ ہرگز نہیں۔ مذہب کا سب سے پہلا اصول توحید ہے۔ انسان کو ماسوا اللہ کے سامنے جھکنے سے مذہب روکتا ہے وہ ہم میں ایک ایسی سپرٹ پیدا کرتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو خلیفۃ اللہ سمجھیں تخیل کی یہ بلندی آپ کو لامذہبیت میں نظر نہ آئے گی۔ بلکہ وہاں آپ شخصیت پرستی دیکھینگے۔ جس پر آپ کو مایوسی ہو گی۔ وہاں جور و استبداد کے مناظر دکھائی دیں گے۔

زندگی گھر سے شروع ہوتی ہے اور مذہب گھر کو جنت بنانے کا ذمہ لیتا ہے۔ انسان کی زندگی کو کامیاب بنانے میں گھر کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ روس نے مذہب کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ آج ذرا وہاں کی حالت دیکھئے۔ "گھر" کی وہاں کیا حالت ہے؟ کیا ان کے گھر دوزخ کا نمونہ نہیں؟ شاید آپ مجھے یہ کہہ دیں کہ ایک مثال پر کلیہ قائم کرنا درست نہیں ہوتا۔ لیکن میں کہونگا کہ روس ہی وہ ملک ہے، جہاں مذہب کو نوٹا خیرباد کہا گیا ہے۔ اور روس کے نتائج آپ اس وقت دیکھینگے جب موجودہ نسلیں جن کی تربیت کسی قدر مذہبی ماحول میں ہو چکی ہے رخصت ہو جائیں گی۔

مذہب خالق و مخلوق کے درمیان ایک ایسا لطیف رشتہ قائم کرتا ہے جو انسانی ترقیوں کے لئے ازبس ضروری ہے۔ وہ دماغ اور تخیل کی بلندی واحد ذریعہ ہے کامیابی کا۔ ترقی کا۔ اور مذہب کا سب سے بڑا کام تخیل کو بلند کرنا ہے۔ اس قدر بلند کرنا کہ جبرئیل جیسا مقرب فرشتہ وہاں جا کر رک جائے۔ مذہب کائنات کی روح ہے۔ اگر روح کو چھوڑ دیا جائے تو بے جان جسم بھلا کس کام کا ہے۔

مذہب انسان کا تخیل کس قدر بلند کرتا ہے کہ انسان خدا سے باتیں کر سکتا ہے اور مذہب کے پیش کردہ قوانین براہ راست خداوندی قوانین ہیں۔ مذہب قیام امن کے لئے دنیا میں سب سے ضروری ہے۔ مذہب بنی نوع انسان کو امت واحدہ کہکر ایک ایسی سوسائٹی پیدا کرتا ہے جس میں لوگ ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھیں۔ اور "امداد باہمی" ایسے اصول جن کو آج مادی تہذیب کامیابی کا واحد ذریعہ سمجھتی ہے۔ مذہب کا ایک ادنی کرشمہ ہے۔

خط طویل ہو رہا ہے اور کہیں بار خاطر نہ گذرے میں چند اقتباسات "دانایان فرنگ" کی تحریروں سے عرض کرتا ہوں۔ تاکہ آپ دیکھ سکیں کہ جن کی آپ پیروی کو آج "تہذیب" خیال کرتے ہیں۔ مذہب کے متعلق ان کا کیا خیال ہے۔

پروفیسر میکس ملر اپنی کتاب "ابتدائے مذاہب" میں لکھتا ہے:-

> "مذہب" وہ متحرک قوت ہے جس سے انسان لامحدود (خدا) کو پہچانتا ہے۔

جیمس مارٹینو اپنی کتاب "مطالعہ مذہب" میں رقمطراز ہے:-

> "ایک حی و قیوم خدا پر (یعنی ایک ایسے دماغ و ارادے علوی پر جو تمام کائنات پر حکمران ہے۔ اور انسان سے اخلاقاً منسوب ہے) پر ایمان رکھنے کا نام مذہب ہے۔"

پادری جارج ہاجس حکیم الٰہیات امریکہ (Rev: George Hodges, D.D) لکھتا ہے:-

> "ایک نادیدہ طاقت (جو کائنات عالم اور انسان پر ہر طرح حاوی و حکمران ہے انہیں بناتی ہے اور ان کی پرورش کرتی ہے) کے احساس کا نام "مذہب" ہے اور پھر اسی "نادیدہ طاقت" کو اپنے اندر بھی محسوس کریں جو ہمارا "نفس حقیقی" ہے اور جو ہماری "ذات طبعی" سے جدا ہے اور "غیر فانی" ہے۔ "روح انسانی" اور "ذات الٰہی" کے رشتے کی تعیین کرنے کی کوشش کا نام "مذہب" ہے۔

اب تو آپ نے دیکھ لیا۔ مذہب کی ضرورت کو محسوس کیا جاتا ہے یا نہیں؟ ہاں آج کا مذہب جو "ملا" پیش کرتا ہے وہ اس قابل ہے۔ کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اور آپ ایسے نوجوان جو باوجودیکہ مذہبی ماحول میں پرورش پاتے ہیں۔ آج مذہب سے بیزار ہیں۔ یہ اسی "ملا ازم" کا رد عمل ہے۔

میرے تمام دوست مجھ سے مایوس ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ میں مذہبی آدمی "بن گیا"۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ یہ اسی ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ جو مذہب کے خلاف آج پیدا ہو چکی ہے۔ یا کر دی گئی ہے۔ کیا وہ اس لئے مایوس ہیں کہ میں مادی تہذیب کے بھنور سے نکل کر مذہب کی پر امن وادی میں داخل ہو چکا ہوں۔ وہ اس لئے مایوس ہیں کہ میں دنیا میں ایک ایسے تخیل کا حامل ہوں جو مجھے مسجود ملائک بنا دے۔ وہ اس لئے مایوس ہیں کہ میں مذہب کو اپنا لائحہ عمل بنا کر کامیاب ہونا چاہتا ہوں۔ والسلام۔

آپ کا اختر

(باقی پھر)

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

مولوی ظفر علیخان صاحب کی نگاہ میں

نیرنگیٔ زمانہ کا ایک کرشمہ

(از قلم سید محمد امین شاہ صاحب گیلانی)

حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ ۱۹۱۵ء میں احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں درس قرآن مجید سے اہالیان لاہور کو مستفید فرمایا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں مولانا ظفر علیخان صاحب نے بھی حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے درس کے متعلق اپنے اخبار "زمیندار" میں بہت تعریف کی۔ فرماتے ہیں:-

> "جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ان عزیز الوجود بزرگوں میں سے ہیں جن کی عالمانہ زندگی کا کوئی لمحہ خدمت اسلام سے خالی نہیں رہتا اور روزانہ قرآن کریم کا درس دیتے ہیں اور ہر آیت کی تفسیر میں حقائق و معارف کے دریا بہا دیتے ہیں۔ حال میں اس درس کے بعض اہم اقتباسات انہوں نے خود ہی قلمبند کر کے شائع فرمائے ہیں جن میں اکثر آیات جزء اول اور کسی قدر آیات جزء ثانی کی تفسیر ہے اور اس خوبی کی تفسیر ہے کہ شاید اردو زبان کا خزانہ ایسے تابناک جواہر ریزے بڑی مشکلوں سے بھی نہ نکال سکے۔" (زمیندار ۱۵ اپریل ۱۹۱۵ء)

وہی حضرت مولوی محمد علی صاحب جو ۱۹۱۵ء میں باوجود احمدی ہونے کے مولانا ظفر علیخانصاحب کی نگاہ میں خادم اسلام تھے لیکن آج انہی کو "پادری" اور "دشمن اسلام" اور طرح طرح کے فحش الفاظ کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ کیا ہم مولوی ظفر علیخاں صاحب سے اس بات کا استفسار کر سکتے ہیں کہ یہ موجودہ مخالفت کس بنا پر ہے؟ احمدیت کی وجہ سے تو ہو نہیں سکتی کیونکہ حضرت مولانا صاحب اس وقت بھی احمدی تھے اور جماعت احمدیہ لاہور کے امیر بھی۔ اس وقت تو احمدی ہوتے ہوئے "عزیز الوجود بزرگ" تھے لیکن آج انہی عقائد اور اعمال کے باوجود اسلام کی "تباہی کا باعث" ہیں۔ اور روزمرہ آپ تقاریر میں کہا کرتے ہیں کہ "ان کی ابہا سے بچو"۔ معلوم نہیں کہ یہ "ابہا" کب سے ہمارے ساتھ لگ گئی ہے۔ کہ جس کی وجہ سے مولوی ظفر علی خاں ہم سے اس قدر خائف ہیں اور لوگوں کو اس "ابہا" سے بچنے کی تلقین کیا کرتے ہیں۔

یورپ اور اسلام

ذیل میں اس پورے خطبہ کا ترجمہ ہدیہ قارئین کرام ہے جو یورپ کی مسلم کانگرس منعقدہ جنیوا کی رسم افتتاح کے موقع پر ڈاکٹر زکی علی نے دیا۔

میری عزیز مسلم بہنو اور بھائیو!

دنیا کے موجودہ اصل حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ اگر یورپ مذہبی، تہذیبی، سیاسی اور اقتصادی نقطہ نگاہ سے اسلام کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کی قدر کرنے کے لئے تیار رہو تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس حقیقی اور دائمی امن کے قیام کے لئے زبردست قدم اٹھائیں جس کے لئے سب لوگ دل سے آرزومند ہیں۔ اسلام نے جس کے متبعین کی تعداد تمام کرۂ ارض پر چالیس کروڑ ہے، دنیا میں نہایت عظیم الشان جگہ حاصل کی اور بہت بڑی ضروریات کو پورا کیا کیونکہ اسلام محض ایک مذہب ہی کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ ایک ایسی تہذیب بھی ہے جو نہایت متضاد عناصر پر مشتمل ہے۔ مگر بایں ہمہ ایک نمایاں اور ممتاز وحدت اس میں پائی جاتی ہے۔

چند خود مختار ریاستوں کے ماسوائے اسلامی ممالک کی اکثریت یورپ کی دول عظمیٰ کے زیر نگیں اور ان کے زیر اثر ہے۔ یہ تمام مسلمان اقوام آزادی اور حقوق میں مساوات حاصل کرنے کیلئے پیہم مصروف جدوجہد ہیں۔ امن عالم کی موجودہ سخت ترین بے قراری اور مشکلات کے ہوتے ہوئے یورپ پر یہ لازم ہے کہ دنیا میں قیام امن کی خاطر اسلام کی طرف اپنی توجہ کو بڑھائے اور مسلمانوں کے ساتھ دوستی اور محبت کا رشتہ جوڑے

لیکن بدقسمتی سے اسلام کو یورپ میں اب تک بہت کم عزت اور عدل و انصاف کا حق حاصل ہے اور غلط فہمیوں اور شکوک و شبہات کی حالت اب تک قائم ہے۔ اس کی وجہ درحقیقت یہ ہے کہ عام مسیحی آبادی کو اسلام اور مسلمانوں کے متعلق بالکل باطل خیالات میں رنگا گیا ہے۔ صدہا سال تک اسلام کے برخلاف بہتانات، بغض و تعصب، سب و شتم اور کذب و افترا یورپ اور یورپین قلوب میں پرورش پاتے رہے ہیں۔ ایک زبردست معاندانہ پروپیگنڈا جس کی تہ میں دشمنوں، ملوکیت پرستوں اور مذہبی تعصب سے سرشار مصنفین کا ہاتھ کام کر رہا تھا مذہب اسلام، اس کے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے متعلق خیالات عامہ کو مسموم کرتا رہا۔ کتب تواریخ جو یورپین سکولوں میں بچوں کو پڑھائی جاتی تھیں۔ اسلام اور اس کی تاریخ کے متعلق اس طرح غلط بیانیوں سے بھری ہوئی تھیں کہ وہ یورپین بچے بڑے ہو کر اسلام اور مسلمانوں سے نفرت ہی اپنے دل میں رکھیں۔ ان عام الزامات میں سے جو مغرب میں اسلام پر لگائے جاتے تھے چند ایک یہ ہیں:-

(۱) اس مذہب میں رواداری نہیں۔

(۲) اس کی تعلیم سائنس اور موجودہ ترقیات سے مطابقت نہیں رکھتی۔

(۳) تعدد ازدواج کی اس نے حمایت کی ہے۔

یہ ان غلط الزامات میں سے جو اسلام پر لگائے جا سکتے ہیں صرف چند ایک کے نام ہم نے لئے ہیں۔ میرے لئے اس سے بہتر اور کوئی بات نہ ہوگی کہ ان بے بنیاد الزامات کے جواب دینے کے بجائے بعض نامور اور غیر جانبدار یورپین محققین اور مستند لوگوں کی بعض تحریرات نقل کر دوں:-

پروفیسر کمسٹن (Cumston) نے جو جنیوا یونیورسٹی میں تاریخ طب کے پروفیسر تھے۔ لکھا ہے "مسلمان جانتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان خوبصورت الفاظ کو کس طرح عمل میں لانا ہے کہ علم سیکھو جو خدا کا خوف سکھاتا ہے جو شخص علم رکھتا ہے اس کی عزت اور محبت کی جاتی ہے۔ علم انسان کو غلطی اور گناہ سے بچاتا ہے۔ علم زندگی کی راحت و آرام اور تکالیف و مشکلات میں انسان کی رہبری کرتا ہے علم سکھانا نمازوں کا درجہ رکھتا ہے"

تھوڑا آگے چل کر اس نے لکھا ہے۔ "اسلام دوسرے مذاہب کے خلاف ایک اعلیٰ اخلاقی ضابطہ اور ایک صحت بخش قانون لیکر آیا اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ "صاف ستھرا رہنا پرہیزگار رہنا ہے" اور علم دو قسم کا ہے ایک جسمانیات کا علم اور دوسرے روحانیات کا یعنی مذہب۔ غسل اور وضو کا رواج اور منشیات کی ممانعت، شادی کے لئے تاکید، عصمت کے خطرے میں ہونے کی صورت میں شادی کو لازم ٹھیرانا اور گمراہ مردوں سے عورتوں کی حفاظت۔ یہ تمام قوانین جو اسلام نے نافذ کئے ہیں۔ اخلاقی طور پر صحت بخش حالات کو پیدا کرنے والے ہیں جو نہایت اعتدال کی صورت رکھتے ہیں۔

پروفیسر ایڈورڈ مانٹیٹ جو جنیوا یونیورسٹی کے ریکٹر اور ایک نامور مستشرق تھے جنہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا۔ لکھتے ہیں کہ:- اسلامی اصلاحات نے ایک دور رس ترقی کا راستہ مکمل کر دیا، تاکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسل انسانی کے ایک عظیم الشان محسن صحیح طور پر ثابت ہوں۔۔۔۔ انہوں نے ایک نہایت شاندار عمارت کی پختہ بنیادیں رکھیں۔ ایک ایسی عمارت جو اب تک مرور زمانہ کے تھپیڑوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔

جے بارتھولیمی سینٹ ہیلر لکھتے ہیں "تاریخ کے غیر جانبدار صفحات کوئی دوسری رائے ظاہر نہیں کر سکتے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت تاریخ میں ایک غیر معمولی اور ایسے عظیم الشان انسان کی ہے جو سطح ارضی پر کبھی پیدا ہوا ہو۔۔۔۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و قیمت کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے مذہبی و قومی تعصبات کو دور کر دیں۔

بیرن کارا ڈی واکس ایسا ممتاز مستشرق لکھتا ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک فلاسفر کی حیثیت سے ایک دانا مصلح [illegible] اور عالی الشان سمجھا جا سکتا ہے جو ایک مابعد الطبعیات سے بڑھ کر حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے ایک شاندار اور پختہ علم دین کی بنیاد رکھی۔

سب سے معزز خواتین و حضرات! کتنی دیر تک غلط خیالات اور باطل تصورات اسلام کے متعلق موجودہ یورپ میں پرورش پاتے اور اس کے بڑھنے والے بچوں کے دلوں میں جگہ پکڑتے رہے جن کا یہ نتیجہ ہوا کہ منافرت بددلی اور شکوک و شبہات پیدا ہوتے رہے کسی طرح سے ہم ان سب کو دور کرنا اور اس کی جگہ خوش دلی اور باہمی مفاہمت کا بیج بونا چاہتے ہیں۔

ایک مقدس کام ہمارے سامنے ہے جس میں یورپین لوگوں کے سامنے اسلام کی ایک جھلکتی ہوئی تصویر پیش کرنا، اسلامی کلچر کے سمجھنے میں ان کی ذہانت کو تیز کرنا اور بڑھانا۔ اسلامی تہذیب کی شان و شوکت کا انہیں قائل کرنا ہے۔ اس اعلیٰ ترین مقصد کے حصول کے لئے تمام عملی ذرائع کا استعمال ضروری ہے۔ اب اس [illegible] کو تکمیل تک پہنچانے کا وقت آ گیا ہے۔

ایک سمجھدار یورپین پر یہ روشن کر دینا چاہیئے کہ اسلام [illegible] ایک عالمگیر اسلامی برادری قائم کرتا ہے اور وہ برادری عملی طور پر دائرہ اسلام کے اندر پیدا ہو چکی ہے۔ اسے بتا دینا چاہیئے کہ اسلام نے انسان کے حقوق مساوی طور پر قائم کئے ہیں۔ اسے آزادی بخشی عطا کی ہے اور موجودہ تہذیب کی دیگر شاندار فتوحات یورپ سے صدیوں پہلے اس نے حاصل کیں، یہ بھی ان پر واضح کر دینا چاہیئے کہ اصل اسلام نے عورت کو آزادی دی ہے۔ اور اسے مرد کی برابر کی رفیق حیات اور اس کی حصہ دار قرار دیا ہے۔ یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ اسلام نے ہر زمانہ میں انسانی ترقی کو تسلیم کیا ہے اور حصول ترقی کی کوشش کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ یہ بھی یورپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلم برادری میں حقوق کے لحاظ سے ذات اور نسل، رنگ، جماعت اور مرد و عورت کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا اور یہ کہ اسلام کا اخلاقی ضابطہ بالکل سادہ ہے اور تمام زمانوں اور سب اقوام کے حالات سے مطابقت کی شاندار اہلیت اس میں پائی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے اسلام کا معقولیت سے کامل اتحاد ہے اور انسانی روح اور عقل و فکر کو وہ اپیل کرتا ہے۔ اسلام ایک عالمگیر نظام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جو یقینی طور پر امن پیدا کرنے والا اور عدل و انصاف کی اہلیت رکھتا ہے۔ فی الحقیقت اسلام کے تمدنی اور اخلاقی ضابطہ میں یورپ کو ایک ایسا لائحہ عمل مل سکتا ہے جو موجودہ یورپین تہذیب کے دوبارہ نظم و نسق میں بہت کچھ ممد و معاون ثابت ہوگا۔ مشرق و مغرب کی باہمی مفاہمت اور قدر شناسی اور مخلصانہ طور پر مل کر کام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یورپ مسلم اقوام کے حقوق کو پورے طور پر تسلیم کرے۔ اور ان کے کلچر اور روایات کی عزت کرے۔

میں اس خطبہ کو ختم کرتے ہوئے ایک دفعہ پھر اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں کہ اسلام دنیا کے لئے ایک ایسا نصب العین پیش کرتا ہے جس سے آگے قدم نہیں بڑھایا جا سکتا اور انسان کو ایک ایسی بلند ترین منزل مقصود کی طرف لے جاتا ہے جس سے آگے انسانی ذہن کی رسائی مشکل ہے ؏

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلْحُ خَيْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۷ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۳۶ء — نمبر ۲۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حدیث کی اہمیت اور اس کا صحیح مقام

تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے۔ جن لوگوں کو ادب قرآن نہیں دیا گیا۔ وہ اس موقع پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہیں۔ جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا۔ مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے۔ قرآن خدا کا قول ہے۔ اور سنت رسول اللہ کا فعل۔ اور حدیث سنت کیلئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے۔ اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے۔ تو وہ خود قرآن ہے۔ . . . . . . یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے۔ بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کیلئے تائیدی گواہ ہے۔ البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہؓ کو ڈال دیا تھا۔ سنت ان باتوں کا نام نہیں۔ جو سو ڈیڑھ سو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں۔ بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے اور سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے۔ جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتداء سے چلا آیا ہے۔ جس پر ہزارہا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظن کے مرتبہ پر ہے۔ مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے پس حدیث کی قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے۔

(کشتی نوح)

جواہر ریزے

قرآن مجید

حق تیرے رب کی طرف سے ہے۔ پس تو جھگڑا کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ پھر اگر کوئی اس کے بعد جو تیرے پاس علم آچکا ہے اس کے بارے میں تجھ سے جھگڑا کرے تو کہو آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے لوگوں اور تمہارے لوگوں کو بلائیں۔ پھر گڑگڑا کر دعا کریں۔ پس جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔ یقیناً یہی سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً اللہ ہی غالب حکمت والا ہے

(آل عمران ۳: ۶۰-۶۲)

حدیث شریف

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ دو ساجھیوں میں میں تیسرا ہوں جب تک ان دونوں میں سے کوئی خیانت نہیں کرتا۔ مگر جب کوئی ایک خیانت کرتا ہے تو میں بیچ میں سے نکل جاتا ہوں۔ (ابوداؤد)

(۲) اے علی تین باتوں میں تو توقف مت کر۔ (نماز کے ادا کرنے) میں جب اس کا وقت ہو جائے۔ جنازہ (پڑھنے) میں جب تیار ہو اور بیوہ کے نکاح (کرانے) میں جب اس کا جوڑ مل جائے۔ (ابوداؤد)

(۳) باہمی محبت مہربانی اور شفقت میں ایمان والوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے۔ جب اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے کا سارا اس کے ساتھ بے خوابی اور حرارت کی تکلیف اٹھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۴) دوست سے محبت اعتدال کے ساتھ رکھو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کبھی تمہارا دشمن ہو جائے (اسی طرح) دشمن کے ساتھ دشمنی حد سے زیادہ نہ کرو کیونکہ ممکن ہے کہ کبھی تمہاری محبت ہو جائے۔ (ترمذی)

عروج اسلام کی عملی راہ
یعنی
جماعت احمدیہ کا استحکام

(از جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب)

(۴)

دو امور پر زور دینے سے نتیجہ کج دلوں نے یہ نکال لیا کہ نبوت کا سلسلہ بعد خاتم الانبیاء کے جاری ہے اور یہ کہ حضرت مصطفٰے کا کلمہ اب کسی کو دائرہ اخوت میں نہیں لا سکتا۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب کے وقت کا ہر ایک سلیم العقل و امیاندار شخص گواہی دیگا کہ یہ امور آپ کے وہم و گمان میں نہ آئے تھے۔ ساری عمر جو شخص مخالفوں کو ملزم گردانتا رہا ہو کہ کیوں وہ ایک نبی کا آنا بعد خاتم النبیین کے مانتے ہیں اور آنحضور کی ہتک کرتے ہیں۔ اور جو انسان مکفرین کو اس درجہ ملزم قرار دیتا رہا ہو کہ وہ کیوں اسلامی عقائد بجا لانیوالے شخص کو کافر قرار دیتے ہیں۔ کیا ایسا شخص خود اپنی عقائد کو مان سکتا ہے؟ کیا یہ وہ مامور و مصلح ہے جو قادیانی دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں؟ غلو کی مماثلت تو مکمل ہے پہلے بھی مسیح کے نادان دوستوں نے فرط محبت میں اس کی وہ گت بنائی ہے کہ کوئی سنجیدہ انسان اسے نبی کیا ایک معمولی کیریکٹر کا انسان بھی نہیں مان سکتا اور یہاں بھی غالی مرید اندھی محبت میں وہ اصول تراش رہے ہیں جن سے دنیا حضرت مرزا صاحب کو مجدد چھوڑ کر ایک با اصول انسان بھی ماننے کو تیار نہیں۔

صحیح توازن کی ضرورت

غلطی کا سرزد ہونا انسانی فطرت کا خاصہ ہے لیکن غلطی میں حد سے بڑھ کر محکم اصولوں کو پاش پاش کر دینا امر دیگر ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں سے انسان پر توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اصلاح کے قابل نہیں رہتا۔ اگر قادیانی غلو صرف بعض امور پر بے جا تشدد تک محدود رہتا تو ممکن تھا کہ کچھ عرصہ کے بعد واقعات سے مجبور ہو کر اعتدال پر آ جاتے مگر یہ امر اب ممکن نہیں رہا۔ قادیانیوں کو اس وقت خوب معلوم ہے کہ مسلمان اسے کبھی چھوڑ نہیں سکتے۔ انہیں خوب علم ہے کہ تکفیر کا عقیدہ یقیناً گھنونا اور مہلک ہے اور اس کا انہیں احساس بھی ہے۔ اسی لئے اب وہ نبوت و تکفیر پر زور نہیں جو پہلے تھا۔ لیکن اب کیا کریں جو اصول انہوں نے وضع کر لئے ہیں۔ ان کو کس منہ سے منسوخ کریں اور دنیا کو کیا کہیں عقائد کے رنگ میں اب یہ لوگ مجبور ہیں۔ جب پوچھا جائے گا تو کہیں گے کہ نبوت جاری ہے اور حضرت مرزا صاحب کو نہ ماننا موجب کفر ہے۔ افسوس کہ اس وقت ان لوگوں نے اتنا سمجھ لیا ہوتا۔ کہ بیس برس جس اصول پر انسان مقرر ہے۔ اسے وہ چھوڑ نہیں سکتا۔ خواہ وہ غلط ہی ثابت ہو جائے۔ کیونکہ اس کی عادت راسخ ہو جاتی ہے اور دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا۔ بجز اس کے کہ ڈھیٹھ ہو جائے ہاں اگر دل میں خشیت اللہ ہو تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گوشہ تنہائی اختیار کر لے تو دوسری بات ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود بیس برس تک ختم نبوت اور رد تکفیر کی تبلیغ کر کے اپنی اصولوں کے خلاف خود مان سکتے ہیں؟ اور اگر اپنی غلطی نظر بھی آ جائے تو کیا وہ اپنی ماموریت و مصلحیت کے دعووں پر مصر رہ سکتے ہیں یا منہ چھپا کر دنیا سے الگ ہو جائیں گے؟

غرضیکہ ادنیٰ تامل سے یہ امر ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحب محض یک خادم اسلام ہو کر آئے ہیں نہ نبی ہو کر اور آپ کی متابعت بیشک برکات و ترقیوں کا موجب ہے مگر نہ بنائے کفر۔ جماعت احمدیہ لاہور کو جہاں شکر و حمد کا موقع ہے کہ اس کے اصول راسخ ہیں اور غالب آکر رہیں گے وہاں اس امر کی طرف توجہ مبذول کرنا ضروری ہے کہ امام وقت کے وجود کو پیش کیا جائے اور مسلمانوں کی خدمت انہیں اس سلسلہ میں منسلک کر کے ادا کی جائے۔

غلو کا سدِّ باب

دنیا میں جب کبھی خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انسان آتے ہیں۔ ایک عرصہ مخالفت کے بعد ان کی محبت دنیا میں پھیل کر رہتی ہے یہی قانون ازل سے جاری ہے۔ یہی بات حضرت مسیح کے ساتھ ہوئی جس شدومد سے دنیا نے پہلے آپ کی مخالفت کی۔ اسی جوش سے بعد میں آپ کی معتقد ہوئی۔ حضرت مرزا صاحب جیسی عظیم الشان و مصلح ہستی جو مثیل مسیح ہے بھی اسی قانون کے ماتحت ہے۔ دنیا ایک زمانہ مخالفت کے بعد لازماً آپ کی طرف جوق در جوق آئے گی اور آپ کی محبت بڑھے گی۔ اس سے چارہ نہیں۔ اگر غالی گروہ کے مقابل معتدل جماعت آپ کا اصل مقام پیش کرنے میں تساہل کرے گی تو یقیناً غالی گروہ کا غلبہ ہو جائے گا۔ ہاں غلو کے سدِّ باب کا ایک ہی راستہ ہے یہ نہیں کہ محض غلو کا رد کیا جائے۔ بلکہ یہ کہ اصل مقام و مرتبہ من و عن پیش کیا جائے۔ جہاں یہ کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں وہاں ساتھ ہی یہ کہا جائے کہ عظیم الشان مصلح ربانی و مسیح موعود ہیں۔ جہاں ہم کہیں کہ نبوت حضرت مصطفٰے پر ختم ہو چکی ساتھ ہی یہ بتلا دیں کہ خدا تعالیٰ سے ہمکلامی جاری ہے اور اس کا بڑا مظہر زمانہ کا مجدد موجود ہے۔ جہاں ہمارا اس بات پر اصرار ہو کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے وہاں یہ بھی واضح کر دیں کہ اسلام و مسلمانوں کی ترقی کا راز اب دامن مجدد سے وابستہ ہونے میں ہی مضمر ہے۔ جہاں ہم قادیانی افراط سے نفرت کرنے والے ہوں وہاں اتنی ہی شدومد سے مکفر علماء سے بیزاری کا اعلان کریں۔

جماعت احمدیہ لاہور کا استحکام توازن کے قائم کرنے پر منحصر ہے یہ جماعت کبھی ترقی نہیں کر سکتی اگر تصویر کا ایک ہی رخ دکھلانے کی عادی ہو جائے۔ بیشک یہ بات کہ ایک ہی وقت میں تمام لوگوں کو امر حق صاف صاف بتلا کر سب کو منحرف کر لیا جائے مشکل امر ہے مگر ماموروں اور مجددوں کی اصل نیابت کا حق اسی طرح ادا ہو سکتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے ایک ہی وقت میں امر حق کہکر ایک طرف تمام مخالفین اسلام کو اور دوسری طرف ساری قوم کو دشمن بنا لیا۔ مگر یہ وہ طریق ہے جس سے سچا غلبہ اور دائمی فتح نصیب ہوا کرتی ہے۔ دنیا مردانگی اور صاف گوئی کی پیاسی ہے۔ ایثار و استقلال کی طالب ہے۔ انسانی روح کو شجاعت و بہادری جذب کر لیتی ہے۔ ڈر، بزدلی اور جھجک کسی وقت بھی کامیابی لانے کا موجب نہیں بنی۔ اگر ایک جماعت صاف گوئی اور مردانگی کو اختیار کر کے مر بھی جائے تو بھی اسی کی فتح ہے اگر وہ غلبہ حاصل کرے اور یقیناً اسے غلبہ ہو گا۔ تو اس کی مراد بر آئی۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کا حتمی وعدہ حضرت مسیح موعود نے بتلایا ہے۔ اسے ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے۔

لٹریچر اور تبلیغ

جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے کثیر تعداد لٹریچر شائع ہوا مگر اسی مناسبت سے لیکچروں اور ملاقاتوں کے ذریعے تبلیغ نہیں کی گئی۔ بیشک یورپ میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ لٹریچر ہے۔ لیکن مشرق میں ذاتی اختلاط و ارتباط باعث کشش و جذب ہے۔ ایک تو یہ ضرورت ہے کہ اس جماعت کے پاس مخلص و قابل مبلغ خاصی تعداد میں ہوں اور دوئم یہ کہ خود جماعت کے اصحاب اپنے ذاتی رسوخ کو جماعت کی ترقی کے لئے استعمال کریں۔

جماعت لاہور کے اکثر اراکین اپنے مال کا کثیر حصہ اشاعت اسلام میں خرچ کرتے ہیں۔ مگر یہ امر براہ راست جماعت کی ترقی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ جب تک ملنے جلنے والے اشخاص رات دن کی گفتگو اور اختلاط سے یہ محسوس نہ کریں کہ یہ شخص اشاعت کا دلدادہ ہے گویا جماعت کی ترقی نہ صرف ایک شخص کے مال کی خواہاں ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اس کے اوقات اور اس کے دل و دماغ کو طلب کرتی ہے جب تک مال کے ساتھ ساتھ اوقات اور دل و دماغ کی قربانی نہیں کی جاتی۔ تب تک پورا فائدہ نظر نہیں آ سکتا۔ ذاتی تعارف و ملاقات وہ اثر پیدا کرتے ہیں جو لٹریچر پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ایک تو وہ لٹریچر ہے جو کتب کی صورت میں ہے۔ وہ نہ ہر ایک تک پہنچتا ہے نہ جسے نصیب ہوتا ہے وہ ہر آن اس سے فائدہ مند ہوتا ہے۔ البتہ اخبار ایک ایسی شے ہے جسے کثرت سے تقسیم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا اثر مستقل اور بار بار ہوتا رہتا ہے اس طرف بھی جماعت احمدیہ لاہور نے توجہ کم دی ہے اور انگریزی خواندہ طبقہ کو جماعت اور اس کی خصوصیات اور اس سے ملحق ہونے کی تلقین کرنے کا سامان کم پیدا کیا ہے۔

اخبار "ینگ اسلام" کا اجراء

انہی تذکرہ بالا ضروریات کو مدنظر رکھ کر جماعت کے بعض نوجوانوں نے پندرہ روزہ انگریزی اخبار "ینگ اسلام" کا اجراء کچھ عرصہ ہوا کیا۔ جماعت کی حقیقی ترقی اسی امر میں مضمر ہے کہ ایسے رنگ میں جماعت کے حالات کو پیش کیا جائے جو قبول کرنے کا موجب ہوں اور چونکہ انگریزی زبان کا اثر تعلیم یافتہ طبقہ خصوصاً نوجوانوں پر بہت قوی ہے اس لئے جماعت احمدیہ لاہور جیسی مبلغ جماعت کبھی اپنے فرض تبلیغ سے سبکدوش نہ ہو سکتی تھی۔ جب تک ایسا اخبار اس کی ترجمانی کرنے والا نہ ہو۔ اس اخبار کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ سوائے حق گوئی کے اس کی اور کوئی پالیسی نہیں۔ اسے اس سے کچھ غرض نہیں کہ اپنے عقائد و خصوصیات کو پیش کرنے سے کوئی انسان ناراض ہوتا ہے یا خوش۔ بس اپنے مطلب سے مطلب اور کام سے کام ہے اور ایک یہ خصوصیت بھی ہے کہ صرف ملاّ کی تنگ نظری کے خلاف ہی جہاد نہیں کرتا۔ بلکہ مغربی فیشن پرستی اور مادیت کے خلاف بھی اسی جوش و سرگرمی سے تیز اور کاری تلوار چلاتا ہے۔ دراصل یہ ایک بڑا زبردست تبلیغی حربہ ہے جس کی اشاعت جسقدر زیادہ ہو گی۔ اسی قدر سرعت سے تعلیم یافتہ طبقہ جماعت سے مانوس ہو گا۔

مرکزی ضروریات

جہاں جماعت کی ترقی کیلئے صحیح سپرٹ کا ہونا لازمی ہے وہاں مرکزی ضروریات کا پورا کرنا کچھ کم توجہ کا محتاج نہیں۔ جماعت کے مرکز میں ایک عمدہ مہمانخانہ کا ہونا لازمی ہے جس میں وقتاً فوقتاً جماعت کے احباب قیام پذیر ہو کر اصل سپرٹ حاصل کریں۔ یہ ایک ایسا لازم شعبہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اشاعت کی پانچ شاخوں میں سے ایک شاخ اسے قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک عمدہ ہوسٹل، ہال، لائبریری کی حاجت مرکز کو ہے اتفاق سے جماعت کا مرکز خود لاہور جیسے شہر میں ہے۔ جہاں تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ کو جماعت کے مسلک سے آگاہ کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ ایسے ذرائع موجود ہوں۔ نہ صرف مرکز میں ان کی ضرورت ہے بلکہ ہر بیرونی شاخ میں جماعت کی مسجد اور ریڈنگ روم ہونا ضروری ہے اس کے بغیر نہ کوئی مذہبی اور علمی جماعت آپس میں اختلاط کر سکتی ہے نہ ترقی۔ ان اور اسی قسم کی دیگر ضروریات کیلئے جن کا بیان

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

سکھوں کی تبلیغی سرگرمیاں

مسلمانوں کیلئے ایک لمحہ فکریہ!

ہندو قوم سے اچھوتوں کی بیزاری اور ان کا ہندو دھرم کو ترک کرنے کا عزم ایک بہت بڑا تاریخی واقعہ ہے۔ اس مظلوم قوم کی بیداری اور احساس مظلومیت کے اندر عظیم الشان انقلابی طاقتیں پوشیدہ ہیں جو کہ ملک کا نقشہ بدل دینے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ آٹھ کروڑ افراد کی قوم کا اپنے پرانے مذہب سے بیزار و غیر مطمئن ہو کر اسے چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں۔ غالباً ساری دنیا کی تاریخ اس کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

اچھوت عزت و مساوات کے متلاشی ہیں۔ وہ کوئی ایسا مذہب چاہتے ہیں جو انہیں اچھوت پن کی ذلت سے نکال کر انسانیت کا شرف بخش سکے۔ وہ ایسی برادری کے طلبگار ہیں جو انہیں بھائی سمجھے اور ان سے بھائیوں کا سا سلوک کرے۔ اچھوت جو کچھ چاہتے ہیں وہ انہیں اسلام صرف اسلام کے اندر ہی مل سکتا ہے۔ یہ وقت تھا کہ مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہو کر اس مظلوم قوم کو دولت ایمان و مساوات سے مالا مال کر دیتے۔ اچھوتوں کے انقلابی نعروں نے ساری دنیا کو چونکا دیا ہے لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی خواب غفلت کی وہی کیفیت ہے۔ گویا آٹھ کروڑ افراد کی ایک عظیم الشان قوم ان کے دروازے پر کھڑی آوازیں دے رہی ہے لیکن مسلمان ان آوازوں کا جواب مدہوش خراٹوں سے دے رہے ہیں بخلاف ان کے دوسری قومیں اپنی مذہبی و تمدنی کمزوریوں کے باوجود اچھوتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہی ہیں۔ عیسائیوں کو تو چھوڑیئے ان کی تبلیغی سرگرمیاں تو عرصہ دراز سے جاری ہیں اور غالباً وہ کسی حد تک اچھوتوں کی دستگیری کر بھی سکتے ہیں۔ گو حقیقی طور پر عیسائیت اچھوتوں کی بہتری کا ذریعہ ہرگز نہیں بن سکتی۔ لیکن زیادہ تعجب ہندوؤں کے مختلف فرقوں کے دعاوی اور مساعی پر ہے۔ آریہ سماجی، مہا سبھائی، دیو سماجی وغیرہ اور سناتنیوں کا ایک خاص طبقہ اچھوتوں کو سبز باغ دکھلانے میں مصروف ہیں اور ان کی باتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر قیمت پر اچھوتوں کو اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہیں۔

سکھ جو تمدنی و معاشرتی اور چھوت چھات کے لحاظ سے ہندو قوم اور ہندو دھرم ہی کا ایک حصہ ہیں۔ اس جدوجہد میں غیر معمولی حصہ لے رہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے خاص خاص طبقات کی امداد و حوصلہ افزائی بھی انہیں حاصل ہے۔ چند روز ہوئے۔ بیساکھی کے موقعہ پر امرتسر میں سکھوں کی ایک عظیم الشان تبلیغی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں سر جوگندر سنگھ وزیر زراعت، ماسٹر تارا سنگھ اکالی۔ پروفیسر تیجا سنگھ۔ بھائی دلیپ سنگھ، بھائی سمپورن سنگھ، بھائی اجل سنگھ ریاست پٹیالہ کے سکھ افسران وغیرہ غرضیکہ ہر خیال و عقیدے کے ذمہ دار سکھ شریک تھے۔

اس کانفرنس میں اچھوتوں کو سکھ بنانے کے متعلق نہایت پرزور تقریریں ہوئیں بعض قابل توجہ قرار دادیں بھی منظور کی گئیں۔ اچھوتوں میں سکھ مذہب کی تبلیغ کی عملی ذرائع پر سنجیدگی سے غور کیا گیا۔ سنا ہے۔ بعض حضرات نے یہ تحریک کی کہ تعلیمیافتہ اور عالی خاندان سکھ اچھوتوں کو اپنی لڑکیاں دیں۔ ماہ جون میں اچھوتوں کا ایک ہفتہ منانے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں فراہمی سرمایہ کیلئے عملی اقدام کیا گیا۔ ہز ہائینس مہاراجہ پٹیالہ پچیس ہزار روپیہ اس مقصد کیلئے پہلے دے چکے ہیں۔ پچاس ہزار اور دیں گے۔ "اکال تخت" کے جتھہ دار نے اعلان کیا کہ دربار صاحب کی طرف سے پچیس ہزار روپیہ دیا جائیگا۔ گورکھ سنگھ مسافر نے تجویز پیش کی کہ تمام سکھ گوردواروں پر ایک سالانہ رقم عائد کر دی جائے تو اس طرح ایک لاکھ نوے ہزار روپیہ سالانہ باآسانی وصول ہو جایا کرے گا۔ اس کے علاوہ افسران ریاست پٹیالہ نے پانچ ہزار، سنت پریم سنگھ نے پانچ ہزار، سر جگندر سنگھ نے گیارہ سو اور دیگر متعدد حضرات نے ایک ایک ہزار روپیہ دیا۔

کاش مسلمان ان تمام حقائق پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ سکھوں میں چھوت چھات کی رسم تقریباً ہندوؤں کی طرح ہی جاری ہے۔ ان میں اچھوتوں کا ایک مستقل گروہ "مذہبی سکھوں" کے نام سے موجود ہے جس سے ہندو اچھوتوں سے بہتر سلوک نہیں ہوتا۔ کم از کم شمالی ہندوستان کے ہندو اور سکھ اچھوتوں میں مطلق فرق نہیں۔ ان پابندیوں کے باوجود سکھ قوم کی جدوجہد اور حوصلوں کی یہ کیفیت ہے۔ اسلام تو ایک خالص تبلیغی مذہب ہے۔ عرب کے ریگستان سے چند آدمی نکلے اور دین فطرت کی خوبیوں اور اپنے تبلیغی اوصاف و مساعی کی وجہ سے ساری دنیا پر چھا گئے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت دراصل وہ خراج ہے جو ہندو دھرم نے اسلام کے حضور پیش کیا۔ ضرورت تھی۔ آج یہ قوم اچھوتوں کو گلے لگانے کے لئے اس تنظیم و عجلت کے ساتھ اٹھتی کہ دوسری قوموں کو اس میدان میں قدم رکھنے کا موقعہ ہی نہ ملتا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ آج سب سے پیچھے ہے۔ اس پر موت کی سی بیہوشی طاری ہے۔ اسے اپنا ماضی یاد ہے نہ مستقبل کی فکر ہے۔ اس کی زندگی کا ثبوت اب صرف برادر کشی اور خانہ جنگی کے ہنگاموں ہی میں مل سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور نے بیشمار مشکلات کے باوجود اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ پونا میں ایک باقاعدہ مشن قائم ہو چکا ہے۔ دیگر مقامات پر مشن قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ جنوبی مغربی اور وسطی ہندوستان کی زبانوں میں اچھوتوں کیلئے اسلامی لٹریچر تیار ہو رہا ہے لیکن مسلمان ہیں کہ اس جماعت کی تباہی پر تلے ہوئے ہیں۔ چاروں طرف سے اندھی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اگر یہ لوگ خدمت و اشاعت اسلام کی سعادت حاصل نہیں کر سکتے تو نہ سہی۔ کاش یہ کام کرنے والوں کیلئے روک تو نہ بنیں۔

مسلم ہائی اسکول لاہور

قبل ازیں ہم مسلم ہائی اسکول لاہور کے متعلق متعدد مرتبہ احباب کو توجہ دلا چکے ہیں۔ آج کل احراری اور دوسرے مخالف طبقے اس درسگاہ کو نقصان پہنچانے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ ... میں جھوٹے مضامین شائع کراتے جاتے ہیں۔ طلبہ کے والدین پر مخالف اثر ڈالا جاتا ہے۔ خود طلبہ کو بھی ورغلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان مخالفانہ سرگرمیوں کا بہترین اور موثر جواب یہ ہے کہ احباب اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس سکول میں داخل کرائیں۔ اور اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ مسلمانوں کے ذی فہم اور روشن خیال طبقہ پر احراری پروپیگنڈا کا ذرہ بھر بھی اثر نہیں ہوا۔ ان کے بچے بھی کافی تعداد میں سکول میں زیر تعلیم ہیں۔ نئے طلبہ بھی جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔ مقامی سکولوں کے لئے اپریل کے آخر تک داخلہ کھلا رہے گا۔ بیرونجات کے طلبہ ہر وقت داخل کئے جا سکتے ہیں۔ سکول سے اردو زبان کا ایک مختصر سا رسالہ بھی شائع کیا ہے جس سے تمام حالات و قواعد معلوم ہو سکتے ہیں۔ احباب اسے ہیڈ ماسٹر صاحب کے نام خط لکھ کر مفت منگا سکتے ہیں۔

اس سکول کے علاوہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں انجمن کا ایک اور ہائی سکول بھی موجود ہے۔ جو دوست کسی وجہ سے اپنے بچوں کے لئے مرکز لاہور کی سکونت پسند نہیں کرتے۔ وہ بدوملہی سکول کی خدمات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ دیہاتی زندگی کے عادی بچوں کے لئے یہ سکول مفید ہے۔

نوجوانان سرحد کی تبلیغی سرگرمیاں

یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائے گی۔ کہ سفید ڈھیری (ضلع پشاور) میں احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا قیام گزشتہ سال ...

چکا ہے۔ اس کے ممبر اسلامیہ کالج۔ ٹریننگ کالج اور پشاور کے مختلف سکولوں کے طلبہ ہیں جن کی تعداد اب ۸۴ تک پہنچ چکی ہے ۔ہیں۔ روئداد سے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے یہ نوجوان دوست باقاعدہ ہفتہ وار جلسے منعقد کرتے ہیں۔ ان کا میدان عمل صرف سفید ڈھیری تک محدود نہیں بلکہ شیخ محمدی اور بازید خیل میں بھی ان کے جلسے ہوتے ہیں۔ ان نوجوانوں کی ہمت اور کوشش کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ نوجوان طبقہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف توجہ کرنے لگا ہے۔ اور اس کے نتائج انشاء اللہ العزیز نہایت شاندار ہوں گے۔

اس تمام جدوجہد کا سہرا ہمارے دو نوجوان دوستوں۔ محمد الرحمٰن اور غلام ربانی خان صاحب النہروی نجے دی کلاس ٹریننگ کالج پشاور کے سر ہے۔

دعا ہے۔ کہ خداوند کریم [illegible] کو توفیق دے کہ وہ اسلام کے بہترین خادم اور سچے احمدی [illegible] آمین۔ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن سفید ڈھیری کی روئداد [illegible] ہو چکی ہے جو انشاء اللہ [illegible] آئندہ اشاعت میں [illegible]۔

"عروج اسلام کی عملی راہ"

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ہماری جماعت کے ایک [illegible] اور [illegible] کی ترقی اور جماعت کی تنظیم کی [illegible] لگن [illegible] مضمون [illegible] عنوان سے نکل رہا ہے۔ [illegible] ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ کہا ہے اور جن [illegible] کی طرف [illegible] ممکن ہے۔ اس کے بعض حصوں سے ہمیں یا [illegible] بعض کو کسی قدر اختلاف ہو لیکن بحیثیت مجموعی مضمون [illegible] مستحق توجہ ہے۔ ضرورت ہے [illegible] سنجیدگی سے غور کریں۔ جماعت کی تنظیم و استحکام وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں ہر مخلصانہ تجویز قابل قدر ہونی چاہیئے۔

مفتی محبوب سبحانی کیا ہیں؟

مشہور عیسائی رسالہ "المائدہ" لاہور کے دفتر سے ایک شخص مفتی محبوب سبحانی واعظ کا ایک بے معنی سا ٹریکٹ "کارزار قادیان" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت امیر [illegible] اللہ تعالےٰ کے عقائد میں بہت سے اصولی اختلافات ہیں۔ اس پر احرار اور دوسرے مخالف اخبارات تعریفی ریویو کر رہے ہیں۔ ہم اس ٹریکٹ کے بودہ دلائل کا جواب دینے سے قبل ترجمان احرار "مجاہد" اور دوسرے اخبارات سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مفتی محبوب سبحانی احراری واعظ ہیں یا عیسائی واعظ؟ یہ بات قابل ذکر ہے کہ نہ صرف یہ رسالہ دفتر "المائدہ" سے شائع ہوا ہے بلکہ اس کے آخری صفحات میں عیسائی کتب کا اشتہار بھی موجود ہے۔ جن میں [illegible] اسلام کی مخالفت میں لکھی گئی ہیں۔ ہم مفتی مذکور سے یہ کہیں گے۔ کہ عیسائیوں کی [illegible] چھپ کر بیٹھنا اور دوسروں پر ہتھیار چلانا بہادری نہیں۔ اپنے مذہب و عقائد کو مردوں کی طرح ظاہر کرنا چاہیئے۔ اگر انہوں نے توحید کو چھوڑ کر تثلیث کی گمراہی قبول کر لی ہے تو خیر احراریوں کو اپنے [illegible] کی [illegible] مبارک ہو لیکن اگر وہ مسلمان ہیں تو پھر اپنے وعظ کے لئے المائدہ کے صفحات کا انتخاب [illegible]

کرنے کے کیا معنی ہیں؟ وہ "مجاہد" "زمیندار" اور اسی وضع و قماش کے دوسرے اخبارات کے صفحات بآسانی سیاہ کر سکتے تھے اگر ہمارے مندرجہ بالا سوال کا جواب عنایت ہوا۔ تو "کارزار قادیان" کے متعلق بھی کچھ عرض کیا جائیگا۔

انجمن حمایت اسلام سے ایک سوال

معلوم ہوا ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجتماع کا جو اجلاس ۱۱ اپریل کو مولوی ظفر علی خاں صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں جماعت احمدیہ کے خلاف بہت نامناسب اور قابل اعتراض الفاظ کہے گئے۔ اور سوقیانہ اشعار پڑھے گئے۔ نیز "زمیندار" کا بیان ہے۔ کہ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد پیش ہو کر متفقہ طور پر منظور ہوئی:-

انجمن حمایت اسلام لاہور کا یہ عظیم الشان جلسہ جو لاہور اور پنجاب کے مسلمانوں کا نمائندہ جلسہ ہے۔ اعلیٰ حضرت تاجدار مملکت دکن سے مودبانہ درخواست کرتا ہے۔ کہ سر ظفر اللہ خاں قادیانی اپنے عقائد باطلہ کی رو سے روئے زمین کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہے اور مسلمان بھی چونکہ مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج اور کافر قرار دے چکے ہیں۔ اور سر ظفر اللہ خاں مرزائی ہے۔ اس لئے (یہ جلسہ درخواست کرتا ہے) اس فیصلہ پر جسے آپ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے چانسلر کی حیثیت سے صادر فرمایا ہے۔ اور جس کی رو سے سر ظفر اللہ خاں کو مسلم یونیورسٹی کا رکن مقرر کیا گیا ہے۔ نظر ثانی فرمائیں۔

"زمیندار" ۱۵ اپریل۔

ہم انجمن حمایت اسلام کے ارباب حل و عقد بالخصوص ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب اور شیخ عظیم اللہ صاحب سیکرٹریاں سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ "زمیندار" کا بیان اور یہ جو اطلاع ملی ہے۔ وہ صحیح ہے۔ یا غلط؟ کیا انجمن اس تجویز اور مولوی ظفر علی خاں کی تقریر سے متفق ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے۔ تو کیا انجمن باقاعدہ اعلان کرنے کے لئے تیار ہے؟

"انگریز امیر المومنین"

منشی ظفر علی خاں صاحب آف "زمیندار" جب ۲۷ فروری ۱۹۳۱ء کو کرم آباد کی نظربندی سے رہا ہو کر لاہور پہنچے۔ تو میاں عبدالحنان صاحب۔ سید حبیب صاحب۔ میاں حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی احراری۔ چودھری افضل حق صاحب احراری منشی مرتضیٰ خان آف "احسان"۔ ملک [illegible] صاحب مالک "احسان" سید دلیر حسن صاحب مدیر "احسان" ملک لال دین صاحب قیصر میاں محمد اشرف صاحب عطا۔ اور سید عنایت شاہ صاحب و ارکان اتحاد و اسلامیہ کالج کے طلبہ کے روبرو جو پہلی تقریر کی اس میں اپنے علماء کرام کی یوں تعریف کی:-

"ہمارا پریس کمزور ہے۔ ہمارے علماء کمزور ہیں ہمارے امراء کمزور ہیں اور ان پر فالج گر چکا

ہے۔ چند نفوس قدسی کو چھوڑ کر علماء کی اکثریت غافل واقع ہوئی ہے"

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:-

"ہم مسلمان سب کے دوست ہیں۔ اگر آج انگریز کلمہ پڑھے تو ہم اسے امیر المومنین بنانے کو تیار ہیں۔" (اخبار "احسان" ۲۹ فروری ۱۹۳۱ء صفحہ ۳ کالم ۲)

مسلمان علماء و امراء پر فالج گر چکا ہے اور منشی صاحب انگریز کو کلمہ پڑھنے پر امیر المومنین بنانے کو تیار ہیں۔ لیکن میں نہایت ادب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب تک انگریز کی طرف دوستی کا ہاتھ نہ بڑھایا جائے۔ اس کے سامنے اسلام کا صحیح نقشہ پیش نہ کیا جائے۔ وہ مسلمان کیسے بنے۔ منشی صاحب کے چند نفوس قدسی انگریزوں میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے آج تک کیا کرتے رہے۔ اور اب کیا کر رہے ہیں۔

اسلام کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ جب تک کسی قوم میں مالی اور جانی قربانیاں کر کے تبلیغ اسلام نہ کی جائے وہ مسلمان نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کا پریس کمزور علماء و امراء مفلوج اور چند نفوس قدسی باہم تکفیر بازی میں مشغول۔ آخر انگریز قوم اسلام کہاں سے سیکھے۔ کیا مفلوج اور باہمی جدال پیدا کرنے والے علماء سے۔ یا ذاتی اغراض کے لئے باہم جنگ زرگری کرنے والے اخبار نویسوں سے۔

مسلمانوں کا جو گروہ اپنی طاقت و حیثیت کے مطابق انگریزوں میں تبلیغ اسلام کر رہا ہے وہ مفلوج اور مکفر نفوس قدسی کے نزدیک قابل گردن زدنی ہے۔ پھر انگریز مسلمانوں کی کس چیز کو دیکھ کر اسلام قبول کریں؟ منشی ظفر علی خاں صاحب نے قرآن کریم و دیگر کتب اسلامی کے انگریزی تراجم چھپوانے کے لئے اسی شہر لاہور میں بارہ لاکھ روپیہ کی اپیل کی تھی۔ ممکن ہے ان کے زیر اہتمام یہ کام ہو رہا ہو جس کی تکمیل پر سب انگریز مسلمان ہو جائیں گے۔ اور منشی صاحب ان کو امیر المومنین بنا لیں گے۔ اس وقت تک تو یہ ذہنیت ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان انگریز کی ذاتی خوبی کی وجہ سے اس کی تعریف کر دے تو منشی صاحب اور ان کے پیرو اسے غدار قوم اور چاپلوس اور کیا کچھ نہیں کہتے۔ بہرحال زمانہ خود بتا دیگا۔ کہ انگریزوں میں اسلام پھیلانے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ (ابوالفضل)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ہمارے محترم دوست قاضی ثناء اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ میڈیکل برانچ لاہور چھاؤنی حج بیت اللہ سے واپسی پر گزشتہ اتوار اپنے ایک عزیز کے ہاں سکھر میں ٹھہر گئے۔ قیام کے دوران میں ان کو بخار ہو گیا۔ اور ابھی تک علیل ہیں۔ ان کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

— یہ امر باعث قابل ذکر و شکر ہے۔ کہ ہمارے سب دوستوں نے جو امسال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کا جنازہ غائبانہ مل کر مکہ معظمہ میں پڑھا۔

دو دوستوں کی خط و کتابت

مذہب اور لامذہبیت کا موازنہ

(۲)

بھائی مولانا!

تمہارا والا نامہ ملا۔ تم نے خواہ مخواہ مذہب کی بحث کو چھیڑا۔ مذہب کا جو نقشہ تم نے پیش کرنا چاہا ہے۔ کسی قدر "خوش کن" ہے۔ لیکن ذرا تاریخ مذاہب پر نظر دوڑاؤ اور دیکھو کہ مذہب کی تاریخ کس قدر بے گناہوں کے خون سے آلودہ ہے۔ کیا یہی مذہب ہے جس پر تمہیں ناز ہے۔ دنیا میں جس قدر جنگیں اور خون ریزیاں مذہب کے نام پر ہوئی ہیں۔ اس قدر شاید کسی اور مقصد کے لیئے نہ ہوئی ہوں۔ مسلمانوں میں سب سے اول تفرقہ چند مذہبی معتقدات کی بنا پر ہوئی۔

آج ذرا زمانہ کے حالات کو دیکھو۔ مذہب کے ماننے والے کس قدر ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی حالت کو ہی لو۔ وہ اپنے مذہب کے نام پر ہر جرم کو ثواب سمجھتے ہیں۔ کیا یہی مذہب ہے؟ اگر یہ مذہب نہیں۔ تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس وقت مذہب کو ماننے والے سترکروڑ انسان غلام اور خوار کیوں ہیں؟ اتاترک نے مذہب کی بندشوں کو ذرا ڈھیلا کیا۔ تو آج ترکی ایک زندہ قوم بن گئی

دور کیوں جاتے ہو۔ آج تمہارے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے مگر معتقدات سے مجھے تم سے اختلاف ہے۔ لیکن انسان ہونے میں ہم سب ایک ہیں وہ سب مذہب کے نام پر ہے۔ غریب لوگوں کو لوٹا جاتا ہے۔ سب مذہب کے نام پر۔ چند "خود غرض" لوگ سٹیج پر آکر عوام کے جذبات کو مذہب کے نام پر بھڑکاتے ہیں۔ اور اپنا الو سیدھا کر لیتے ہیں۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ مذہب کی ضرورت ہے؟ تم لاکھ حوالے پیش کرو۔ لیکن واقعات کے ہوتے ہوئے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ دنیا میں فساد کا باعث صرف مذہب ہے۔

جب کسی ملک میں مذہبی لوگوں کا اقتدار بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ مذہب کے نام پر عوام کا خون چوسنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو پھر اس کا رد عمل شروع ہوتا ہے۔ اور یہی فساد کی اصل وجہ ہے۔

اب عقل انسانی پختہ ہو چکی ہے۔ انسانی دماغ تعلیم سے منور ہو کر سوسائٹی کے قیام کے متعلق خود سوچ سکتا ہے۔ پھر یہ لا مذہبی جھگڑوں میں پڑنے کی کیا ضرورت؟ تم نے ایک عجیب بات کہی ہے۔ "مذہب انسان کا تخیل کس قدر بلند کرتا ہے کہ انسان خدا سے باتیں کر سکتا ہے۔" مذہب نے تم لوگوں کو "ایسا" بنا دیا ہے۔ کہ تم اس ترقی اور سائنس کے زمانے میں "خدا سے باتیں کرنے" کا ایک لایخل معمہ میرے سامنے رکھ رہے ہو۔ اسی لئے میں مذہب سے مایوس ہوں۔ کہ مذہب کے پیرو عقل سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ خدا تمہاری حالت پر رحم کرے۔

تمہارا مسعود

صدیقی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا خط مجھے کل ملا۔ آپ نے جو اعتراضات "مذہب" پر کئے ہیں۔ اور جس مذہب کی تصویر آپ کے ذہن میں ہے۔ آئندہ میں اسے "So called مذہب" کہوں گا۔ وہ مذہب نہیں بلکہ مذہب کی بگڑی ہوئی ایک تصویر ہے۔ اگر چند لوگ اپنی اغراض کے لئے ایسے مکروہ افعال کا ارتکاب کریں۔ جن سے سوسائٹی کے امن کو نقصان کا احتمال ہو۔ تو اس سے مذہب کا قصور ثابت نہیں ہو سکتا۔ مذہب نام ہے۔ سوسائٹی کے قیام امن کے لائحہ عمل کا۔ مذہب نام ہے محبت اور اخوت کا۔

اگر تمام دنیا کو ایک سوسائٹی تصور کر لیا جائے۔ تو لازم ہوگا کہ اس سوسائٹی کے لیئے ایک ایسا لائحہ عمل یا پروگرام موجود ہو۔ جس سے امن قائم رہ سکے انفرادی طور پر اگر ہر ایک شخص اپنے لئے جداگانہ لائحہ عمل تیار کرے۔ تو اس سے کبھی یکجہتی اور یگانگت پیدا نہیں ہو سکتی۔ آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ مذہب کو چھوڑ کر اخلاقیات کے چند اصول مرتب کر لیئے جائیں۔ جس پر زندگی کا دارومدار ہو۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے؟ ہرگز۔ ایک فعل جسے زید احسن خیال کرتا ہے۔ بکر کے لئے وہی فعل مکروہ ہوگا۔ زہر جو عام حالتوں میں مہلک ہے۔ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق حیات بخش بن جاتا ہے۔

میں مذہب کو "اسلام" کے نام سے پکارتا ہوں۔ اسلام دنیا کو ایک امت کہہ کر پکارتا ہے۔ خدا کو رب العالمین وہ نوع انسانی کیلئے چند ایسے سادہ اور اعلےٰ اصول پیش کرتا ہے۔ جن پر چل کر ہم ایک ایسی سوسائٹی قائم کر سکتے ہیں۔ جس میں سب جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ مذہب خدا کا تخیل اب سے شروع اور اس کی ربوبیت کا مشاہدہ آپ تمام جہانوں میں یکساں دیکھیں گے۔

باہمی تفرقات کا ہونا۔ ترقی علوم کے لیئے ایک روک ہے۔ مذہب کے نام پر جنگیں کی گئی ہیں۔ میں مانتا ہوں۔ لیکن اس میں مذہب کا کیا قصور؟ اگر پانی میں کوئی زہر ملا دے۔ تو اس میں پانی کا کیا جرم کہ اس کو کوسا جائے؟ پانی بہرحال پانی ہے۔ اسلام کے اصول وہی ہیں۔ لیکن حالات زمانہ سے چند ایسے واقعات رونما ہوئے۔ جن کے سبب آج آپ مذہب سے ہی مایوس ہو رہے ہیں۔ حالانکہ اگر آپ اسلام کا مطالعہ کرتے۔ اور قرآنی تعلیمات میں غور و فکر سے کام لیتے تو یقیناً آپ مایوس ہونے کی بجائے ایک ایسی بڑی راحت محسوس کرتے۔ جو "لا مذہبیت" میں نہیں۔

اسلام نے دنیا کے سامنے جو سوسائٹی پیش کی ہے اگر اس کو ایک طرف رکھا جائے۔ اور تیرہ سو سال میں جو جنگیں مذہب کے نام پر ہوئی ہیں (آپ کے خیال کے مطابق) ان کو دوسری طرف تو یقیناً جنگوں کا پڑا بہت ہلکا رہے گا۔

مذہب دنیا میں صرف ایک خدا کی بادشاہت قائم کرتا ہے۔

مذہب انسان کو خدائی اخلاق سے مزین کرتا ہے۔ مذہب ایسا رنگ انسانی طبائع کو دینا چاہتا ہے۔ جو خدا کا رنگ ہے۔ وہ ایک ابدی زندگی کے لیئے انسان کو تیار کرتا ہے۔ اور جس کے سامنے ہماری موجودہ زندگی ایک "ٹھہرنے اور سستانے" کی جگہ ہے۔

خون اور جنگوں کا نام سن کر گھبرا نہ جایا کرو۔ کسی نئی چیز کی ایجاد کے لیئے پرانی چیزوں کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ برائی کو مٹانے کے لیئے بعض اوقات سختی کرنی پڑتی ہے۔ ایک قوم جو دنیا کی سوسائٹی کے لیئے ضرر اور نقص امن کا باعث ہو۔ اسے اگر تباہ کر دیا جائے۔ تو یہ ظلم نہیں۔ بلکہ قیام امن کے لیئے ضروری ہے۔

میں ایک دفعہ پھر عرض کروں گا۔ کہ آپ قرآنی تعلیم کو بنظر عمیق مطالعہ کیجئے۔ اور پھر سوچئے۔ کہ آیا مذہب کی ضرورت ہے۔ یا نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ذرا اُن ملکوں اور قوموں کی حالت کا بھی اندازہ لگائے جو مذہب کو خیرباد کہہ کر "اخلاقیات" کے خودساختہ قوانین پر عامل ہیں۔ روس میں آج صرف دھوکہ دہی کی سزا قتل ہے۔ یہ اس لامذہبیت کے نتائج ہیں۔ جس کی رو میں آپ جیسے نوجوان بھی بہہ نکلے ہیں۔ "آئندہ خدا انسان سے باتیں کرتا ہے" یہ ایک دلچسپ موضوع ہے۔ انشاء اللہ خط میں اس پر روشنی ڈالوں گا۔

والسلام۔ آپ کا اختر

مصالحتی بورڈ جھنگ کیخلاف شرارت

جب سے نئے قانون کے ماتحت پنجاب کے بعض اضلاع میں قرضہ مصالحتی بورڈ قائم ہوئے ہیں۔ ہندو سبھائیوں میں شدید اضطراب برپا ہے حال ہی میں ہمارے ایک معزز نامہ نگار نے جھنگ سے اطلاع دی ہے کہ وہاں کی انجمن وکلاء نے قرضہ بورڈ کے خلاف ایک نہایت زہر آلود اور افترا پرداز پمفلٹ شائع کیا ہے۔ حالانکہ آئینی اعتبار سے انجمن وکلاء مرتہم کے پمفلٹ کی اشاعت کی مجاز نہ تھی محض چند مہاسبھائیوں نے اپنی ایک سب کمیٹی بنالی۔ نہ کوئی ایجنڈا جاری کیا گیا۔ نہ مسلمان ممبروں کو اس میں شرکت کی دعوت دی گئی اور خود بخود وہ پمفلٹ شائع کر دیا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ پچھلے دنوں جب آنریبل ... وہاں جھنگ تشریف لے گئے۔ تو بعض ہندوؤں نے ان کے سامنے یہ پمفلٹ پیش کیا۔ تو آپ نے صرف خلاف آئین ہونے کی وجہ سے اس کی طرف توجہ کرنے سے انکار کر دیا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ قرضہ مصالحتی بورڈ جھنگ نہایت کامیاب ... بہبودی سے انجام دے رہا ہے اور اس کے فیصلوں ... کو نئی زندگی مل رہی ہے۔ چونکہ اس سے ساہوکاروں کو ... کا موقع نہیں ملتا۔ اور وکلا اس بورڈ میں پیش نہیں ہو سکتے۔ اس لئے وہ دن رات اسی کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی نہ کسی طرح دروغ بافی اور افترا پردازی سے کام لے کر بورڈ کو نقصان پہنچایا جائے اور اسے بدنام کر دیا جائے۔ انجمن وکلا کا پمفلٹ کسی معقول یا آئین پسند انسان کے نزدیک پرکاہ جتنی بھی وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ کسی ... ضرورت کی ترجمانی میں ... لکھنے اور شائع کرنے والے سو فیصدی وہ لوگ ہیں جنہیں صرف زمینداروں سے زیادہ ساہوکاروں اور ... ان کے مقاصد کا پاس ہے ہمیں امید ہے کہ ذمہ دار حلقوں میں اس پمفلٹ کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جس کا وہ مستحق ہے۔

(انقلاب)

خریداران پیغام صلح کیخدمت میں!

ایک ضروری گذارش

جن احباب کا چندہ اخبار "پیغام صلح" اپریل یا اس سے قبل ختم ہو چکا ہے ان کو دفتر کی طرف سے یاددہانی کرائی جا رہی ہے احباب اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ اور ایک ہفتہ کے اندر چندہ بھیج کر عنداللہ ماجور رہوں۔ ورنہ ہفتہ کے بعد ان کے نام وی۔پی ارسال کئے جائیں گے۔ جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔

مینیجر "پیغام صلح"

(بقیہ صفحہ ۲)

کرنا قبل از وقت ہوگا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس دفعہ سالانہ جلسہ پر ایک لاکھ روپیہ کی فراہمی کی تحریک کی ہے۔ دراصل یہ تحریک جماعت کی مضبوطی و انتظام کے لئے ہے۔ کیونکہ موجودہ مخالفت نے روشن کر دیا ہے کہ جماعت کو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی ضرورت ہے۔ نہ دوسروں کا بھروسہ تلاش کرنا۔ بلکہ اس سے بڑھکر یہ کہ دوسروں کو جذب کرنا ضروری ہے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک وہ ذرائع موجود نہ ہوں جو اس کے لئے ضروری ہیں۔

قربانی کے بغیر دعاوی ہیچ ہیں

ان دعاوی سے کوئی فائدہ نہیں کہ ہم امام وقت کے متبع ہیں اور ہم نے بیعت کرلی ہے۔ جب تک اس کے ساتھ اصل جوہر پیدا نہ ہوں۔ کبھی قربانی کے بغیر کوئی جماعت نہیں بنی۔ ایسی قربانی جو افراد پر موت وارد کرے۔ قرآن شریف میں خدا نے فرمایا۔ خلق الموت والحیات یعنی موت سے زندگی پیدا ہوتی ہے۔ مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری انفرادی زندگی پوری خوشحالی سے برقرار رہے اور ہم قومی طور پر زندہ بھی ہو جائیں۔ یہ خیال غلط اور خام ہیں۔ حضرت مسیح موعود مسلمانوں کے اسی غلط وہم کو دور کرنے آئے تھے۔ پس اگرچہ یہ راستہ مشکل اور بہم خطرناک ہے مگر قومی زندگی بجز اس کے ممکن نہیں۔ قرآن میں ان لوگوں کی تعریف جو مذہبی انقلابات کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ ان الفاظ میں آئی ہے

فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا

وما استکانوا واللہ یحب الصٰبرین

خدا کے رستہ میں تکالیف کے پے در پے پہنچنے سے مومنوں کا قدم سست نہیں پڑتا۔ نہ ہی وہ عاجز آتے یا تھک جایا کرتے ہیں۔ بلکہ مسلسل و پیہم استقلال و صبر سے جوانمردی کا جوہر دکھاتے ہیں۔ پس اس قوم کے لئے ایک لاکھ روپیہ کا اپنی جماعت کے قیام کے لئے پیدا کرنا کونسا مشکل کام ہے جبکہ یہ قوم یورپ میں مشنوں کے قیام پر دو لاکھ یا اس سے زائد خرچ کرسکتی ہے۔ کیا ابھی ایک سال نہیں ہوا کہ گورنمنٹ نے اپنے ملازموں پر دس فیصدی کی تخفیف دو سال تک لگائے رکھی تھی؟ کیا اس وقت ہم تمام کے اخراجات پورا ہونے سے رک گئے تھے۔ جو اب حضرت امیر کی تحریک ایک ماہ کی آمد پر ہمارے دلوں میں قبض پیدا ہو؟

حضرت امیر کے ارشاد کی قدر کرو

یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس جماعت کو حضرت امیر جیسا راسخ فی العلم اور ان تھک خیر خواہ قوم مشکل سے میسر آئے گا۔ آپ کی خدمات اسلامی کا زمانہ معترف ہے۔ مگر افسوس کہ قوم میں قدر شناسی کا مادہ بہت کم ہے۔ ورنہ جہاں آپ نے ایک لاکھ کی تحریک کی ہے وہاں قوم کو چاہیئے کہ دو لاکھ لا حاضر کرے اور امیر قوم کا کیا احسان ہے کہ وہ بات نہیں کہتا جس پر خود عمل نہ کرے۔ پہلے خود اس تحریک میں شمولیت کرتا ہے۔ پھر دوسروں کو بلاتا ہے۔ دین کے لئے اور قوم کے احیاء کے لئے ہمارے احباب کو پورے انشراح صدر سے کام لینا چاہیئے۔ اس میں ان کا اور ان کی اولاد کا فائدہ ہے۔ ورنہ خدا کے کام تو رک نہیں سکتے۔ نہ کبھی پہلے رکے۔ صرف سعادت کی بات ہے۔ جس کے حصہ میں ہو وہ لے لیوے۔

زنبل مال در رہش کے مفلس نے گردد
خدا خود میسر و ناصر اگر ہمت شود پیدا

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

ملازموں کی ضرورت

سروے آف انڈیا کا امتحان مقابلہ

محکمہ سروے آف انڈیا کلاس دوم کے لئے ؛ افسلہ کا امتحان کلکتہ، بنگلور اور ڈیرہ دون میں ۲۵ راگست ۱۹۳۶ء کو ہونا قرار پایا ہے۔ پانچ اسامیاں خالی ہیں جن میں سے تین کھلے مقابلہ کے امتحان سے پر کی جائیں گی اور دو ریزرو رکھی جائیں گی۔ تاکہ اگر ضرورت ہو تو کم از کم ایک ایک اینگلو انڈین اور مسلمان مقرر کیا جا سکے۔

عرضیوں کے ڈپٹی کمشنر ضلع کے پاس [illegible] آخری تاریخ یکم مئی ۱۹۳۶ء ہے۔ قواعد اور درخواستوں کے فارم اور سیلبس امتحان کی شرائط وغیرہ مفت سرویر جنرل آف انڈیا ۱۳ وڈ سٹریٹ کلکتہ سے مل سکتے ہیں (لائق گریجوایٹ مسلمانوں کے لئے عمدہ موقعہ ہے۔ فوراً قواعد و فارم وغیرہ منگوالیں)

محکمہ آب و ہوا میں ملازمین کی ضرورت

(۱) اسیسٹنٹ آبزرورز اور کلرک جو سائنس یا آرٹ کے گریجوایٹ ہوں

تنخواہ کا گریڈ ۷۰ – ۴ – ۱۱۰ – ۵ – ۱۶۰ روپیہ ماہوار۔

(۲) جونیئر آبزرورز اور کلرک جو ایف۔ اے یا ایف۔ ایس سی ہوں تنخواہ کا گریڈ ۴۰ – ۳ – ۷۰ – ۴ – ۱۱۰ روپیہ ماہوار

(۳) جونیئر آبزرورز جو انٹرنس پاس ہوں۔ تنخواہ کا گریڈ ۴۰ – ۲ – ۸۰ روپیہ ماہوار۔ امیدواروں کی عمریں ۲۵ سال سے کم ہونی چاہئیں درخواستوں میں عمر، سابقہ تجربہ اگر ہو، تعلیمی لیاقت اور قومیت و مذہب اور صوبہ جس میں رہائش ہو، درج کردی جائیں اور ۳۰ اپریل سے پہلے بنام میٹورولوجسٹ انچارج meteorologist in charge Upper Air Observatory, Agra. اپر ایئر آبزرویٹری آگرہ بھیجدی جائیں

درخواست میں لکھ دینا چاہیئے کہ امیدوار اپنے خرچ پر آگرہ میں انٹرویو کے لئے آسکتا ہے اور ہندوستان، برما اور خلیج فارس اور دوسرے مقامات پر جو اس محکمہ کے ماتحت ہیں۔ ملازمت کے سلسلہ میں جانے کو تیار ہے۔

کٹر اور فٹر کی ضرورت

گورنمنٹ انڈسٹریل سکول امرتسر کو ایک کٹر اور فٹر کی ضرورت ہے تنخواہ کا گریڈ ۲۰۰ – ۱۰ – ۲۸۰ روپیہ ماہوار معہ کچھ فیصدی منافع۔ امیدوار انگلستان کی کسی منظور شدہ ٹیلرنگ اور کٹنگ انسٹی ٹیوٹ کا سیکھا ہوا ہو اور کسی مشہور فرم میں عملی کام کرچکا ہو۔ اور کم از کم ۵ سالہ اس کام کا عملی تجربہ رکھتا ہو۔ انگلستان کا عملی تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست کے ہمراہ اپنی عمر اور مصدقہ نقول سندات بھیجدی جائیں درخواستیں ۳۰ اپریل سے پہلے انسپکٹر انڈسٹریل سکولز پنجاب لاہور کے نام بھیجدی جائیں۔

محکمہ تعلیم افغانستان

جے۔ ڈی۔ احمد صاحب پرنسپل حبیبیہ کالج کابل کو تین، اول دوم درجہ کے ایم۔ اے یا ایم۔ ایس سی کی ضرورت ہے۔ جو کہ بطور لیکچرار میتھمیٹک، کیمسٹری انگریزی لگا یا جائے گا۔ تنخواہ ۲۵۰ – ۳۵۰ روپیہ سکہ ہندوستانی۔ عرضیاں بتوسط بالا پتہ پر معرفت پوسٹ ماسٹر لاہور ۲۱ اپریل تک بھیجدی جائیں۔

ایک تجربہ کار اکونٹنٹ کی ضرورت

۳۴۰۴/ے سول ملٹری گزٹ لاہور کو ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ نقول سندات و کم از کم تنخواہ جو منظور ہو بھیجدی جائیں۔

ایک دیانتدار منیجر کی ضرورت

۳۳۹۹/ے سول ملٹری گزٹ لاہور کو ایک دیانتدار اور تجربہ کار منیجر کی ایک ہندوستانی ہوٹل اور ریسٹورنٹ کے جاری کرنے کے لئے ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ نقول سندات و کم از کم تنخواہ جو منظور ہو۔ بھیجدی جائیں۔

انسپکٹر کی ضرورت

ڈی پیلی صاحب انسپکٹر جنرل پولیس سندھ کراچی کو ایک موٹر مکینکل انسپکٹر کی پولیس ٹریفک ڈیپارٹمنٹ کراچی کیلئے ضرورت ہے تنخواہ ۱۸۰ – ۱۵/۲ – ۲۵۵ روپیہ ماہوار معہ لوکل الاؤنس ۶۰ کرایہ مکان۔ وردی کا الاؤنس ۳/۱۲ ماہوار۔ آمد و رفت کا الاؤنس [illegible] روپیہ ماہوار۔ درخواستیں ۲۰ اپریل سے پہلے بھیجدی جائیں۔ موٹروں کا کام اعلیٰ طور پر جاننا ضروری ہے۔

فارسٹ رینجر کی ضرورت

ڈیرہ دون پاس رینجر کی محکمہ جنگلات پٹیالہ کو ضرورت ہے تنخواہ ۶۰ — ۱۵۰ روپیہ ماہوار حسب لیاقت۔ جو امیدوار جنگلات کے سٹلمنٹ اور ورکنگ پلان کے کام سے واقف ہوگا اسے ترجیح دی جائیگی۔ عرضیاں بنام کارل جونسن صاحب کنسرویٹر آف فارسٹ پٹیالہ۔

محکمہ صنعت و حرفت میں ضرورت ملازمین

(۱) دو میکینسٹ۔ تنخواہ کا گریڈ ۶۰ – ۴ – ۱۰۰ روپیہ ماہوار (ایک پندرہ فیصدی کٹ پر اور دوسرا بلا کٹ) کم از کم لیاقت کسی منظور شدہ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کا ڈپلومہ اور دو سالہ تجربہ عملی کام کا۔

(۲) ایک سمتھ گریڈ ۸۰ — ۴ — ۱۰۰ روپیہ ماہوار

(۳) فونڈری مین گریڈ ۶۰ — ۵ — ۹۰ 〃 〃

(۴) ویلڈر گریڈ ۶۰ — ۵ — ۹۰ 〃 〃

کسی منظور شدہ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کا ڈپلومہ اور کام کا عملی تجربہ رکھتے ہوں

عرضیوں کے فارم درخواست کرنے پر مفت مل سکتے ہیں جن کو پر کرکے معہ نقول اسناد مصدقہ ۳۰ راپریل ۱۹۳۶ء تک بھیج دی جائیں۔ حسب ضرورت امیدواروں کو امتحان کے لئے بلایا جائیگا۔ آمد و رفت کے اخراجات امیدوار کے ذمہ ہونگے درخواستیں بنام انسپکٹر آف انڈسٹریل سکولز پنجاب لاہور

مذہب اور اخلاق

مذہب انسانی ترقی و امن کیلئے ضروری چیز ہے

(از مسٹر منصور احمد صاحب وائیں)

مغرب کی مادی تہذیب جو چار دانگ عالم میں نہایت سرعت سے پھیل رہی ہے اس سے مرعوب ہو کر ہمارے بہت سے انگریزی دان مسلمان اور غیر مسلم دوست اپنے مذہب کو خیرباد کہہ رہے ہیں اور ان کو اپنے مذہب پر یقین نہیں رہا۔ ان میں سے بعض تو خدا کی ہستی کے بالکل منکر ہو چکے ہیں جن کو دہریہ کہا جا سکتا ہے لیکن جو خدا کی ہستی کے قائل ہیں وہ کسی خاص مذہب پر ایمان نہیں لاتے مغربی تعلیم جو مشرق میں نہایت زور سے ترقی کر رہی ہے۔ اس مشرق میں جہاں سے تہذیب قدیم کا نور نکلا جس نے تاریک دنیا کو روشن کر دیا۔ جو علم اور حکمت کا مرکز رہا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مسلم اور غیر مسلم تعلیم یافتہ طبقہ مذہب کے احکام اور ضروری امور کی اہمیت کا قائل نہیں رہا۔ وہ مذہب کو قومی ترقی اور موجودہ سائنس کے زمانہ کیلئے ایک شک خیال کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر زندگی شرافت اور نیکی سے بسر کی جائے۔ تو یہی کافی ہے۔ یہ لوگ اس حد تک تو زیادہ برے نہیں۔ کیونکہ بہت لوگ ایسے بھی ہیں جو کسی مذہب کے پیرو نہیں۔ لیکن وہ نہایت شرافت اور نیکی سے زندگی بسر کرتے ہیں اور وہ بہت سے مذہب کے پیروؤں سے بہتر ہیں ان لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ان کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ بنی نوع انسان سے یکساں محبت کریں اور خدا کی مخلوق میں تمیز نہ کریں۔ حقوق العباد کا خاص خیال رکھیں تو پھر بھلا کسی خاص مذہب سے دامن وابستہ کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔ محبت اور رحمدلی کو یہ لوگ انسان کی سب سے بڑی خصوصیت خیال کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر اور کسی فرض کے قائل نہیں۔ ان کا یہ خیال ایک حد تک درست ہے لیکن اس کو کلیتہً صحیح اور کافی نہیں مانا جا سکتا۔ کیونکہ قومی زندگی کی بنیاد صرف اخلاق پر رکھنا اور مذہب کی ضرورت سے انکار کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ البتہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کی اخلاقی حالت اس قدر اعلیٰ ہے کہ وہ اپنی قیمتی جان دوسروں کی بھلائی کے لئے قربان کرنے کو تیار رہیں اور وہ ہر ایسے فعل سے اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں جو ان کے نزدیک بُرا اور غلط ہو۔ لیکن ہم ایسے لوگوں پر کلیہ نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ یہ لوگ بہت کم ہیں۔ یہ لوگ ایسے اخلاقی ماحول میں تربیت دیئے گئے ہیں کہ عام انسانوں سے ایک قدم آگے بڑھ کر حتی الامکان نیکی و بدی میں تمیز کر سکتے ہیں۔ مجبوراً ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ مذہب اخلاقیات سے بالاتر ہے اور اس کی ضرورت ہر انسان کو ہے۔ مذہب کے پیرو ان اخلاقیات کے پیروؤں سے تعداد میں کئی لاکھ گنا زیادہ ہیں۔ یہ صرف مذہب کی تعلیم ہے جو انسان کو خدا کی طرف لیجاتی ہے اور اس ذات باری کے سامنے سرِ عجز جھکانے پر مجبور کرتی ہے۔ مذہب ہمارے ہر فعل اور ہر خیال کو ایک راہ پر لاتا ہے۔ انسان کے دل پر خدا کے احکام سے زیادہ کوئی چیز اثر نہیں کر سکتی۔ بعض لوگ اخلاقیات کے نظریوں کو شاید غلطی اور بناوٹ سے بالاتر خیال کریں۔ لیکن ان کے نظریہ کو ہم عالمگیر نہیں کہہ سکتے۔ ایک خیال جو اخلاقی نقطہ نگاہ سے ایک جگہ نیک خیال کہا جا سکتا ہے۔ شاید دوسرے ملک میں اسے بُرا خیال مانا جائے۔ صرف اخلاق کا احساس نیکی اور بدی میں امتیاز کر سکتا ہے لیکن بعض فلاسفر اس قسم کے احساس کی موجودگی کے قائل نہیں ہیں

مذہب نظام عالم کیلئے ضروری ہے

اگر فرض کر لیا جائے کہ اخلاقیات کے نظریے ہمیں صراط مستقیم کی طرف لیجانے کیلئے کافی ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے مذہب کی چنداں ضرورت نہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے نظریے ہیں کہاں؟ ہستی باری تعالیٰ پر ایمان، اس کی وحی، جزا و سزا۔ اس کے احکام کی پیروی، یہ تمام باتیں مذہب میں داخل ہیں اور صرف یہی ایسے نظریے ہیں۔ جو ہمیں گناہ سے روکتے ہیں۔ ہستی باری تعالیٰ پر اور مذہب پر ایمان لائے بغیر با اخلاق اور نیک زندگی بسر کرنی ناممکن ہے۔ مذہب ہی دنیا کی حفاظت کر سکتا ہے اگر دنیا میں کوئی مذہب نہ ہوتا تو آج دنیا کا نظام درہم برہم ہو چکا ہوتا۔ بنی نوع انسان کو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ مذہب کی ضرورت کو محسوس کرے۔ جس کے بغیر دنیا ایک قدم ترقی نہیں کر سکتی۔ شاید کوئی یہ کہدے کہ مذہب کی ضرورت اس وقت تک تھی۔ جب دنیا جہالت کی تاریکی اور بربریت میں مبتلا تھی۔ اب دنیا چونکہ مہذب ہو چکی ہے اس لئے مذہب کی ضرورت خود بخود نہیں رہی۔ لیکن اس حقیقت کا اعلان کرنے والا کوئی نہیں کہ جب سے اس عالم کا وجود ہے۔ کوئی قوم قبیلہ یا کسی خاص ملک کے لوگ صرف اپنے ضروری فرائض کے سرانجام دینے سے اخلاق کی بلند ترین منزل تک جا پہنچے ہوں۔ اور انہیں خدا کا خوف، قیامت کے دن کا ڈر، اور کسی دنیاوی خطرہ یا مصیبت کا احساس نہ تھا۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ دنیا کی ترقی اور بہتری کے لئے مذہب ازحد ضروری ہے۔ وہ لوگ جو تجربہ کی آنکھ سے واقعات عالم کا نظارہ کرتے ہیں۔ وہ مذہب کی ضرورت کو خوب محسوس کرتے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ مذہب کے بغیر دنیا کی سوسائٹیوں کی حالت کس قدر ابتر ہو جائے۔ یہ لوگ مذہب کو اخلاق کی قربانگاہ پر چڑھانے کیلئے ہرگز تیار نہ ہوں گے۔

اخلاق اور مذہب

اخلاق مذہب کا جزو ہے۔ مذہب اخلاق کا جزو نہیں ہو سکتا اخلاق مذہب کے مقابل میں ایک اضافی حیثیت رکھتے ہیں لیکن مذہب ایک خود مختار شاہراہ ہے۔ جس پر چل کر ہم کامیاب زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ مذہب کی ضرورت اور اس کا طبائع انسانی پر اثر اخلاقیات کے اثر سے کہیں بڑھ کر ہے۔ دنیا میں چند لوگ ہیں۔ جو اخلاقیات کے احساس کے زیر اثر اپنے فرائض کی نگہداشت کرتے ہیں۔ بالآخر ہمیں ماننا پڑیگا کہ یہ تصور رکھنا کہ اخلاق کے سانچے میں ہم انسانوں کی طبائع کو تیار کر سکتے ہیں کہ وہ مذہب کے بغیر راستی اختیار کریں۔ ناقابل یقین ہے۔ مذہب اور اخلاقیات کو ہم عالمگیر اور ملکی قانون سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ جس طرح ملکی قانون کی خلاف ورزی کرنیوالا سزا کا مستوجب ہے اسی طرح خدا کے قانون کو توڑنے والا قیامت کے دن قابل پرسش ہوگا۔

اخلاق اور بین الاقوامی قانون

اخلاقیات اور بین الاقوامی قانون ایک نوع کے ہیں۔ اگر کوئی قوم بین الاقوامی قانون کی کسی قسم کی خلاف ورزی کرے تو وہ خود اس کی ذمہ دار ہوتی ہے لیکن ضرورت کے وقت شاید ایسی قومیں دنیا میں بہت کم ہوں۔ جو اپنے مقصد کے حاصل کرنے کیلئے کسی بین الاقوامی قانون کو توڑتے وقت ہچکچائے اور ان کے دل میں اس وقت اس جرم کی جوابدہی کا خیال تک نہیں ہوتا۔ اگر یورپ کی طاقتور قوموں کو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کا ذرہ بھر احساس ہوتا تو ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کبھی نہ ہوتی ہماری آنکھوں کے سامنے اٹلی، ابی سینیا کو بربریت کے تاریک گڑھے سے نکال کر مہذب بنانے کے بہانے اس پر حملہ کر کے لیگ آف نیشن کے معاہدات کو نہ ٹھکرا دیتا۔ اگر اس بین الاقوامی قانون کی حفاظت کے لئے ایک لشکر عظیم ہوتا تو جنگ عظیم نہ شروع ہوتی۔ اور اٹلی ابی سینیا کو "مہذب" بنانے کی جرأت نہ کرتا۔ اور بے سروسامان حبشہ پر اس قدر سامان جنگ سے حملہ نہ کرتا۔ مذہب ایک ایسا قانون ہے جس کا اثر وہاں تک ہے جہاں اخلاقیات کے اصول نہیں پہنچ سکتے۔ اخلاق بین الاقوامی قوانین کی طرح صرف چند سادہ اصول وضع کر کے ختم ہو جاتا ہے جن کی خلاف ورزی کرنے والا کسی سزا کا مستوجب نہیں ہوتا۔

اخلاقیات اور انسانی طبائع

مذہب کی طرح اخلاق کے پاس کوئی طاقت نہیں جس سے وہ انسانی طبائع پر حکومت کر سکے۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ زندگی بسر کرنے کے لئے صرف اخلاق اور نیکی کافی ہے اور جو مذہب کی ضرورت کا سرے سے انکار کرتے ہیں۔ انکے لئے مسٹر ایچ ڈنلپ کا فقرہ جو اس نے بعنوان

Appeal to the Anglo-Saxon World

میں لکھا ہے۔ قابل غور ہے "انسانی فطرت نہیں بدلی۔ بلکہ اس میں حس بہیمی زیادہ ہو چکی ہے جس کو ایک آڑ کا سہارا دیا جاتا ہے۔ وہ آڑ قانون ہے۔ اس قانون کی حفاظت طاقت سے کیجاتی ہے جسے پولیس کہتے ہیں"

رفاہ عامہ کے نقطہ سے مذہب کی ضرورت کو واضح کیا جا چکا ہے۔ اب کسی اور پہلو سے اس کی ضرورت پر بحث کرنا چنداں ضروری نہیں۔ کسی چیز کی قیمت کا اندازہ اس کے انسان کے لئے مفید ہونے کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مذہب کی ضرورت کا معاملہ ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ مذہب انسانی طبائع کی رہبری کیلئے اس دنیا میں جہاں سینکڑوں قسم کی کششیں اور دلچسپیاں ہیں اپنی طرف راغب کر رہی ہوں ضروری اور لازمی ہے۔ تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ اگر خدا کے احکام کی خلاف ورزی کی سزا کا ڈر انسان کو نہ ہے۔ تو انسانی سوسائٹی کی وہی حالت ہو۔ جو ہم جنگلی انسانوں میں دیکھتے ہیں۔ کوئی قانون نہ ہو۔ بلکہ طاقت کی حکومت ہو۔

واشنگٹن ایک زبردست شاعر کہتا ہے کہ

"اخلاق کا مذہب کے بغیر مد کے نظریہ کو فرض کرتے وقت ذرا احتیاط لازمی ہے۔" (ترجمہ)

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— ایتھنز ۱۵- اپریل - ترکی وزیر نے یونان سے درخواست کی ہے کہ وہ دردانیال کی قلعہ بندی کے سلسلہ میں ان کی حمایت کریں۔ یونانی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ اگر دردانیال کی قلعہ بندی کی گئی تو یونانی جزائر نوس' مشی لین' چی ادس اور سیموس کی قلعہ بندی پر زور دیں گے کیونکہ معاہدہ لوزان کی رو سے دردانیال کی طرح ان جزائر کی قلعہ بندی کی بھی اجازت ہے۔

—— ماسکو ۱۵- اپریل - یہاں کے سیاسی حلقوں میں یہ افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ روس اور افغانستان کے درمیان ایک سیاسی معاہدہ طے پا گیا ہے۔

—— بغداد ۱۶- اپریل - حکومت عراق نے ایک اعلان کیا ہے جس میں عوام سے اس بات کی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ ملکی مصنوعات کو فروغ دیں۔ اس سلسلہ میں عنقریب ایک قانون کا نفاذ بھی ہونے والا ہے۔

—— کابل ۱۷- اپریل - معلوم ہوا ہے کہ افغانستان اور جرمنی میں ایک اقتصادی معاہدہ طے پایا ہے اس معاہدہ پر وسط مئی میں دستخط ثبت کر دیئے جائیں گے۔ یہ معاہدہ سردار فیض محمد خاں وزیر خارجہ افغانستان اور ہر ہٹلر کی ملاقات کا نتیجہ بتلایا جاتا ہے جو گزشتہ فروری میں ہوئی تھی۔

—— طہران ۱۶- اپریل - بیان کیا جاتا ہے کہ ایران میں لاطینی حروف کی ترویج آئندہ موسم گرما تک ملتوی کر دی گئی ہے کیونکہ ابھی تک مطابع اور کتب فروشوں کو معاوضہ دینے کے لیے کوئی خاص رقم منظور نہیں ہوئی۔

—— دمشق ۱۶- اپریل - قومی اور ملکی مجالس نے حکومت فرانس سے مطالبہ کیا تھا کہ شام کے تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے چنانچہ کل شام تمام سیاسی قیدی رہا کر دئے گئے ہیں جس پر تمام ملک میں مسرت و اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— پیرس ۱۵- اپریل - یہاں کے مشہور اخبار "لا یورنل" میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انگریزوں کے خلاف یہ الزام عائد کیا گیا ہے۔ عرب اقوام کے اتحاد کی تحریک انگریزوں کے ایما سے جاری ہوئی ہے تاکہ اطالیہ کی حکمت عملی کا رد عمل کیا جا سکے۔

—— استنبول ۱۶- اپریل - حکومت فرانس نے ترکی سے اسّی لاکھ گنی کا لوہا اور کوئلہ خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت فرانس نے یہ رقم انگورہ کے مرکزی بنک میں جمع کرا دی ہے۔

—— قاہرہ ۱۶- اپریل - مصر اور رومانیہ کے مابین تجارتی معاہدہ کی تجدید ماہ اگست میں ہو گی - رومانیہ اور مصر کے نمایندوں میں جدید معاہدہ کے متعلق گفت و شنید شروع ہو گئی ہے۔

—— محکمہ مخابرات افغانستان کی طرف سے قندھار ہرات کے درمیان ٹیلیفون کے اجرا کا جو کام جاری تھا اب اس کی تکمیل ہو گئی اور گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

—— ایرانی شہروں کی آرائش ورزشی کھیلوں کے میدان اور باغات لگانے کے لیے حکومت نے پچاس لاکھ ریال منظوری دے دی ہے۔ میونسپلٹیوں کو رقم خرچ کرنے کے پورے اختیارات دے دیئے ہیں۔

—— افغانستان کی ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ ملک حضرت محمد ظاہر شاہ نے افغانستان میں ہندو مندروں کی مرمت کے لیے ۱۴ ہزار روپیہ کی رقم خطیر عطا کی ہے۔

—— بغداد کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق اجنبی کارندوں کو سبکدوش کر رہی ہے حال ہی میں ۱۴ اجنبی عہدہ دار جن کا مجموعی مشاہرہ ۲۱۷۴ روپیہ ہے سبکدوش کئے جانے والے ہیں۔ ۱۹۲۵ء میں غیر ملکی عہدیداروں کی تعداد ۱۶۴ تھی گزشتہ ۱۹۳۴ء میں کم ہوتے ہوتے ۸۷ رہ گئی - اب ان کو بھی برطرف کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ہندوستان

—— لکھنو ۱۵- اپریل - کانگرس کی مجلس انتخاب مضامین نے فیصلہ کیا ہے کہ کانگرس کا آئندہ اجلاس دسمبر میں پونا کے مقام پر ہوگا۔

—— نئی دہلی ۱۵- اپریل - شاہ جارج آنجہانی کی یادگار قائم کرنے کے لیے وائسرائے نے جو فنڈ قائم کیا ہے اس میں اس وقت تک ۱۵۰۹۸ اور ایک ہزار پونڈ کی رقم جمع ہو چکی ہے۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے اس فنڈ میں ایک ہزار پونڈ کی رقم خطیر عطا فرمائی ہے۔

—— نئی دہلی ۱۵- اپریل - کل اسمبلی میں گندم آٹا - چاول اور نمک پر محصول درآمد کا مسودہ قوانین منظور ہو گیا۔

—— نئی دہلی ۱۵- کل والیان ریاست کی طرف سے لارڈ و لنگڈن اور لیڈی ولنگڈن کو الوداعی پارٹی دی گئی۔

—— مقدمہ مسجد شہید گنج میں ڈاکٹر شیخ عالم کی فاضلانہ بحث شروع ہے۔ ۱۵- اپریل کو ڈاکٹر صاحب موصوف نے سماعت کے دوران میں غیر متوقع طور پر ایک اہم بیان داخل کر کے سنسنی پیدا کر دی مقدمہ کے مدعا علیہم کی طرف سے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ گوردواروں پر بھی مسجدوں کے سے گنبد اور محراب ہو سکتے ہیں گوردوارہ ست گرمہ واقع شاہ آباد ضلع کرنال کا ایک فوٹو پیش کیا گیا تھا۔ اس فوٹو میں بھی تین گنبد تھے اور مغرب کی جانب محراب بھی تھا۔

—— آج ڈاکٹر شیخ محمد عالم نے ان کے اس بیان کے جواب میں مصدقہ نقل شجرہ و خسرہ موضع شاہ آباد پیش کرتے ہوئے اس میں اس عمارت کو جسے گوردوارہ ست گرمہ کہا گیا ہے وہ ایک قدیمی عمارت ہے۔ عدالت نے فریق مخالف کے وکیل کے اعتراضات کو مسترد کرتے ہوئے نقل شجرہ و خسرہ شامل مثل کر دیئے۔

—— کراچی ۱۶- اپریل - قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ سندھ کے ہندو مسلمانوں کے ساتھ مل کر جدید اصلاحات کو کامیاب بنانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

—— بہاولپور کے مہاسبھائی ہندوؤں کی شرارتیں بدستور شروع ہیں۔ لیکن ان کا اثر اب رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے ریاست کے معزز اور ذمہ دار ہندو ان کی حرکات کے خلاف اظہار بیزاری کر رہے ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۶- اپریل اسمبلی کے لابی کے حلقوں میں آج صبح یہ افواہ مشہور ہے کہ اسمبلی کی انڈی پنڈنٹ پارٹی سے بعض ارکان نے استعفے دے دیا ہے جنہیں مسٹر جناح کی پالیسی سے اتفاق نہیں۔

—— خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ممبر ایک اور پارٹی کی بنیاد رکھیں گے جس کا رجحان اور میلان گورنمنٹ کی طرف ہوگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انڈی پنڈنٹ پارٹی کے قوم پرست ممبروں اور مستقل ممبروں کے درمیان عرصہ سے اختلاف بڑھ رہا تھا آخر الذکر ممبر عام طور پر حکومت کی حمایت کیا کرتے تھے اوٹاوہ پیکٹ پر بحث نے اس اختلاف کو زیادہ وسیع کر دیا اور اس کا نتیجہ مذکورہ بالا صورت میں ظاہر ہوا۔

—— بمبئی ۱۶- اپریل - لارڈ ولنگڈن اور لیڈی ولنگڈن آج شام ۵۔۲ پر بذریعہ سپیشل ٹرین یہاں پہنچے - آمد پرائیویٹ تھی - ۳۱- توپوں کی سلامی دی گئی۔

—— کراچی ۱۷- اپریل - دریائے سندھ کے کنارے کوٹڑی کے مقام کاغذ سازی کا ایک عظیم الشان کارخانہ کثیر سرمایہ سے تعمیر کیا جانے والا ہے۔

—— بمبئی ۱۷- اپریل - لارڈ لنلتھگو آج بخیریت پہنچ گئے آپ کا شاندار استقبال کیا گیا آپ کی خدمت میں بمبئی کارپوریشن کی طرف سے سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا گیا جس کا لارڈ موصوف نے مناسب جواب دیا۔

—— بہاولپور ۱۶- اپریل - ہندوؤں نے ہڑتال ترک کر دی ہے۔ بازار کھل گئے ہیں۔ شورش برپا کرنے والے قیدی جو ڈسٹرکٹ جیل میں مقید تھے رہا کر دئے گئے ہیں۔

—— اخبار ڈیلی ہیرلڈ اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ آنریبل سر فیروز خان نون مسٹر بائین کے بعد لندن میں ہندوستان کے ہائی کمشنر بنائے جائیں گے۔

—— بیان کیا جاتا ہے دسمبر یا جنوری میں نئے دستور اساسی کے ماتحت

ممالک خارجہ

—— روما ۱۶- اپریل - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اطالوی افواج نے ڈیسی پر قبضہ کر لیا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ۲۱- اپریل کو اطالوی فتوحات کی خوشی میں جشن منایا جائے گا۔

—— ٹوکیو ۱۵- اپریل - جاپانی امیر البحر ناگانو بحری بیڑے میں اضافہ پر زور دے رہے ہیں۔ اس وقت جاپان کی بحری قوت دنیا میں تیسرے درجہ پر ہے۔ جاپان کے پاس ایک لاکھ ستر ہزار ٹن کے دس لاکھ جنگی جہاز موجود ہیں۔

—— اسمارا ۱۵- اپریل - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اٹلی کی موٹر سوار فوج نے سرحد سوڈان پر واقع شہر گمبٹ پر کسی مزاحمت کے بغیر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ قبضہ نصف شہر پر سمجھنا چاہیے جو کہ حبش کے قبضہ میں تھا باقی نصف میں برطانوی فوج اور ہوائی فوج اور برطانوی کسٹم ہاؤس ہے۔

—— اسمارا ۱۵- اپریل - شاہ حبشہ لاپتہ ہیں - ان کی اس پراسرار گمشدگی کے بارے میں نہایت دلچسپ باتیں سننے میں آ رہی ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ اس خیال سے کہ قبائل کے آدمی کہیں ان کو پہچان نہ لیں شاہ حبش نے اپنی ڈاڑھی منڈوا دی ہے - ابھی تک اس افواہ کی تصدیق نہیں ہوئی کہ شاہ حبشہ تخت و تاج سے دست بردار ہونے والے ہیں یا اٹلی ڈیوک آف ہرار کو فرضی بادشاہ بنانے پر غور کر رہا ہے۔

—— مجلس اقوام نے تحقیقات کے بعد فیصلہ دیا ہے کہ اٹلی نے حبشہ میں زہریلی گیسوں کا استعمال کیا ہے۔

—— ویرڈاوا - ۱۷- اپریل - روگاؤں کے محاذ سے خونریز جنگ کی خبر آئی ہے اس محاذ پر حبشی افواج کی قیادت غازی وہب پاشا کر رہے ہیں۔ شدید حملہ کے باوجود حبشی فوجیں میدان میں ڈٹی ہوئی ہیں۔

—— لندن ۱۷- اپریل - حکومت حبشہ کی طرف سے سرکاری طور پر ڈیسی پر اطالوی قبضہ کی تردید کی گئی ہے۔ سمالی لینڈ کے محاذ کی سرگرمیاں بالکل ایک سی ہیں۔

—— انقرہ ۱۷- اپریل - رومانیہ' فرانس اور ترکی کی طیارہ راں کمپنیوں میں ایک معاہدہ ہوا ہے جس کی رو سے پیرس بخارسٹ اور استنبول کے درمیان ہوائی سروس شروع ہو جائے گی ہوائی ڈاک کے ترکی طیارے استنبول سے براستہ انگورہ دمشق جایا کریں گے۔

—— ادیس ابابا ۱۷- اپریل - ملکہ حبشہ نے کل رات آلہ نشر الصوت کے ذریعے تمام دنیا کے سامنے انسانیت کے نام پر اطالویوں کے ناقابل برداشت مظالم کے خلاف احتجاج کیا ہے اور درخواست کی دنیا ان کے ملک کے لیے دعا کرے کہ وہ اپنی آزادی کی خاطر جن مصائب و آفات میں گھر ہوا ہے اس سے نجات پا گئے۔

—— ادیس ابابا ۱۶- اپریل - شمالی محاذ سے حبشیوں کی شاندار فتح کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اتوار کے دن شاہ نجاشی نے بیس ہزار جاں نثار حبشیوں کی معیت میں جھیل اشنگی کے جنوب مغرب میں اطالویوں کو زبردست شکست دی - ایک غیر سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ اس جنگ میں دو ہزار ایبسینیا اور چارسو اطالوی کام آئے۔

—— روما ۱۷- اپریل - پچھلے دنوں اطالوی طیاروں نے ادیس ابابا کی فضا میں پرواز کرتے ہوئے اشتہار پھینکے تھے جن میں مذکور تھا کہ اطالوی فوج صوبجاتی اضلاع میں بڑی بڑی کامیابی حاصل کر رہی ہے - ان اعلانات میں اہل حبشہ و ادیس ابابا کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ اطالوی طیارات ایک دن میں ادیس ابابا کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیتے محض عوام کے فائدہ کے لیے یہ اعلان کیا جا رہا ہے۔

—— لندن کی ایک خبر مظہر ہے کہ حکومت ترکیہ نے دردانیال کے استحکام کا نوٹس دیا تھا اس کا جواب حکومت برطانیہ نے بھیج دیا ہے۔ تفصیلات ابھی تک معلوم نہیں ہو سکیں۔

—— نوح جبل الطارق میں ایک جینی جہاز کسی وجہ سے ٹوٹ گیا - اس میں چین کی نمائشی اشیا بار تھیں جو صحیح سلامت ہیں۔

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور — ٹیلیفون نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نرئے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)
عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۳۶ء — نمبر ۲۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صحیح اور سچا یقین پیدا کرو

اے دے لوگو! جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اسکے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہیئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہیئے۔ خود سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہیں آ سکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو۔ تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو۔ اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان ان پر چڑھ نہیں سکتا۔ ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی طاقت دیتا ہے یہانتک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے۔

(کشتی نوح)

جواہر ریزے

قرآن کریم

۱۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جب تم آپس میں مقرر وقت کے لئے قرض کا معاملہ کرو۔ تو اسے لکھ لو اور چاہیئے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا عدل کے ساتھ لکھے۔ (البقرہ ۲: ۲۸۲)

۲۔ اللہ ہی کا ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو۔ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ۔ اللہ اس کے مطابق تم سے حساب لے گا پھر وہ جس کو چاہے مغفرت کرے اور جس کو چاہے عذاب دے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (البقرہ ۲: ۲۸۴)

۳۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی باتیں آ چکی تھیں اور انہی کے لئے بھاری عذاب ہے۔ (آل عمران ۳: ۱۰)

حدیث شریف

۱۔ اس عورت پر جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہے جائز نہیں۔ کہ کسی مرنے والے کا تین دن رات سے زیادہ سوگ کرے۔ سوائے خاوند کے کہ اس کا چار مہینے اور دس دن ہونا چاہیئے (متفق علیہ)

۲۔ کسی انسان کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے نہیں ہو سکتے (مسلم)

۳۔ حسد سے پرہیز کرتے رہو۔ کہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی یا گھاس کو کھا جاتی ہے۔

(مسلم و ترمذی)

منشی ظفر علی صاحب آف "زمیندار"

کی افسوسناک غلط بیانی

منشی ظفر علی صاحب نے ہمارے ایک عزیز سید محمد امین شاہ صاحب گیلانی کے مضمون کا جواب دیتے ہوئے ایسی صاف اور صریح غلط بیانی سے کام لیا ہے جس کی نظیر سوائے جماعت احرار اور غالباً نیلی پوشوں کے جس کی قیادت کا منشی جی کو دعوے ہے کسی جگہ نہیں مل سکتی آپ لکھتے ہیں کہ:-

"۱۹۱۵ء میں میں کرم آباد میں نظر بند تھا۔ اور "زمیندار" کی ادارت کے فرائض سے جبراً سبکدوش کر دیا گیا تھا۔ جو الفاظ مجھ سے منسوب کئے گئے ہیں۔ اگر فی الواقعہ میرے ہی قلم سے نکلے ہوں تو اس کی وجہ صاف ظاہر ہے اس زمانہ میں حکیم نورالدین آنجہانی میرزائیت کی مسند خلافت پر متمکن تھے خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب کی جماعت میرزا بشیر الدین محمود سے کٹ کر ہنوز الگ نہ ہوئی تھی . . . . میں سمجھتا تھا کہ لاہوری میرزائیوں کی آزاد خیال جماعت . . . . رفتہ رفتہ سیدھے راستہ پر آجائیگی . . . . اسی لئے میں ان کی صحبتوں میں بطیب خاطر شریک ہوتا تھا۔ اور دو ایک تعریفی کلمات سے ان کا دل مٹھی میں لینے کی کوشش کرتا رہتا تھا لیکن جب حکیم نورالدین اس جہان سے آنجہانی ہوگئے . . . . . . مولوی محمد علی صاحب . . . . . . نے لاہوری میرزائیوں کو مسلمانوں سے بدستور جدا کرا لیا ڈیڑھ اینٹ کا جھونپڑا الگ آباد رکھنے پر رضامند کر لیا۔ اور ان کے راہ راست پر آنے کی ساری امیدیں میرے نہاں خانہ دل سے ایک ایک کر کے رخصت ہوگئیں۔ تو میرا اسلامی فرض ہو گیا۔ کہ مسلمانوں کو ان کے شر سے بچانے پر پورا زور قلم صرف کر دوں۔"

("زمیندار" ۱۹ر اپریل ۱۹۳۶ء)

اسے کہتے ہیں۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔ بقول منشی ظفر علی صاحب "اندلسی" زیادہ خطرناک ہیں "دمشقیوں" سے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا کر چھوڑتے ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا نورالدین رح صاحب نے ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو وفات پائی اور ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مولانا محمد علی صاحب یہاں لاہور تشریف لے آئے تھے۔ اور جس تحریر کا سید محمد امین شاہ صاحب نے حوالہ دیا ہے۔ وہ اختلاف سلسلہ سے ایک سال بعد منشی ظفر علی صاحب نے لکھی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ستمبر ۱۹۱۲ء میں انگلستان پہنچ چکے تھے۔ اگست ۱۹۱۳ء میں ووکنگ ان کا ہیڈ کوارٹر بنا۔ ۱۹۱۴ء کے آخر پر خواجہ صاحب مرحوم ہندوستان واپس آگئے۔ اور ان کی جگہ مولانا صدرالدین صاحب وہاں کام کرنے لگے گویا منشی ظفر علی صاحب نے جو جھوٹ کی عمارت ۱۹۱۵ء کے واقعات کی بنا پر خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور اقتدار نماز کے بارہ میں بنا کر اپنی شیخی بگھاری تھی۔ وہ دھڑام سے نیچے آگری اور ان کا سارا تانا بانا جو انہوں نے مکڑی کے جالے کی طرح ۱۹ر اپریل کے پرچہ میں تنا تھا۔ ایک ہی ضرب سے ٹوٹ گیا۔ ہم بقول منشی جی منافق اس لئے ہیں کہ ان پر ہماری ضرب کاری لگتی ہے۔

اور ان کے اپنے نفاق اور دلی بغض و عداوت کا بھانڈا پھوٹتا ہے۔ منشی جی کی عادت ہے۔ کہ جب وہ دلائل سے عاجز آجاتے ہیں۔ تو کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچنے لگتے ہیں اور دوسروں پر بے معنی اعتراضات اور غلط الزامات کی بوچھاڑ شروع کر دیتے ہیں۔ محض اس لئے کہ ان کے فریب خوردہ لوگ ان کے پنجے سے نہ نکل جائیں۔

چنانچہ اس مضمون میں بھی ذریتہ البغایا کا فرسودہ اعتراض دہرایا گیا ہے حالانکہ اگر وہ اپنے رفقاء کار شیعہ صاحبان سے پوچھ لیتے۔ تو ان پر اس لغو اعتراض کی حقیقت ظاہر ہو جاتی۔ منشی جی کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ پہلے یہ لفظ بقول شیعہ صاحبان امام ابوجعفرؑ نے تمام غیر شیعہ مسلمانوں کے لئے استعمال کیا۔ اور اسی طرح امام باقرؑ نے بھی یہ الفاظ غیر شیعہ مسلمانوں کے لئے استعمال لئے۔ منشی جی کو چاہیئے۔ کہ پہلے اپنی پوزیشن صاف کریں۔ حضرت مرزا صاحب نے تو صرف گالیاں دینے والے اور مکفر لوگوں کے بارہ میں یہ لفظ استعمال کیا۔ لیکن شیعہ صاحبان کی مسلمہ کتب میں اس قسم کے الفاظ تمام اہل سنت والجماعت گروہ کے لئے استعمال کئے گئے ہیں جن میں بڑے بڑے اولیا بھی شامل ہیں۔ حوالہ دیکھیئے۔

"۱۔ فروع کافی جلد ۳ حصہ دوم کتاب الروضۃ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ میں امام ابوجعفرؑ سے ابوحمزہ نے روایت کی ہے۔ کہ امام صاحب نے اسے مخاطب کر کے فرمایا

واللہ یا اباحمزۃ ان الناس کلھم اولاد بغایا ماخلا شیعتنا۔

ترجمہ۔ اے ابوحمزہ خدا کی قسم ہمارے شیعوں کے سوا باقی تمام لوگ بغایا کی اولاد ہیں۔

۲۔ شیعہ صاحبان کے خاتم المحدثین اخوند ملا محمد باقر مجلسی اپنی کتاب جلاء العیون میں بہ سند معتبر حضرت امام باقرؑ سے روایت کرتے ہیں:-

"جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرمایا۔ کہ اے علی کیا میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیر نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ پس حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ ہم اور تم ایک طینت سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور ہماری زیادتی طینت سے ہمارے شیعہ پیدا ہوئے۔ جب قیامت ہوگی تو لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائیگا۔ مگر تمہارے شیعوں کو ان کے باپ کے نام سے بلایا جائیگا۔ کیونکہ وہ حلال زادے ہیں۔" (ترجمہ اردو جلاء العیون باب تین فصل اول بیان البشارت صفحہ ۲۱)

منشی جی کے یار غار اخبار "مجاہد" ۴ر مارچ ۱۹۳۶ء نے تو صاف لکھ دیا ہے۔ کہ امام ابوجعفر صادق کا اپنے مخالفین کو اولاد بغایا کہنا بجا اور درست ہے امید ہے کہ منشی جی بھی ان کا جواز مان لیں گے۔ ہم منشی جی کے قلم سے مندرجہ بالا حوالجات کا جواب دیکھنے کا نہایت شوق سے انتظار کریں گے۔

منشی جی کا یہ لکھنا کہ:-

"اسی لئے اس مولفتہ القلوب گروہ کی تالیف قلب کا کوئی موقع میں ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ اسی لئے میں ان کی صحبتوں میں بطیب خاطر شریک ہوتا تھا اور دو ایک تعریفی جملوں سے ان کا دل مٹھی میں لینے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔"

یہ اس بات کا صریح اقرار ہے کہ منشی صاحب کا ہم سے ملنا جلنا محض منافقت اور مداہنت تھی۔ اور بات بھی یہی سچ ہے کہ منشی جی کی حالت ان دنوں ایسی بیکسی کی ہو رہی تھی۔ کہ اگر وہ منافقت اور مداہنت سے ہمارے احباب کی مالی اور اخلاقی مدد حاصل نہ کرتے۔ تو ان کا کام مشکل سے ہی چلتا غالباً ایسی منافقت اور مداہنت کی طبیعت ثانی کی وجہ سے آپ کو گورنمنٹ کی ثناخوانی بھی کرنی پڑی تھی۔ اور مندرجہ ذیل قصیدہ لکھنا پڑا تھا۔

ہے شیریں نام ایسا بادشاہ جارج خامس کا
ودیعت ہے زبانوں میں حلاوت ہے بیانوں میں
ودیعت ہے شہنشاہ کی عقیدہ آفریں الفت
ہر دل میں اور سینوں میں دلوں میں اور جانوں میں
نظر آئی تری ظل الہی شان دونوں کو
برہمن کو صنم خانہ میں مسلم کو اذانوں میں
سلامت قیصرہ کو اور قیصر کو خدا رکھے
یہی اک نغمہ جاں پرور ہے سب قومی ترانوں میں
رہیں ثابت قدم ہم اپنے قیصر کی اطاعت پر
کہ جس سے سرخرو ہم ہو سکیں دونوں جہانوں میں
ہمارے واسطے کیا کم یہی انعام و عزت ہے
کہ داخل ہو گئے قیصر کے ہم بھی مدح خوانوں میں

ممکن ہے منشی جی یہاں بھی یہ کہہ دیں۔ کہ محض حکومت کی تالیف قلوب کے لئے انہوں نے منافقت اور مداہنت سے یہ کام کیا ہو لیکن آخر اس منافقت کا کبھی خاتمہ بھی ہوگا یا نہیں۔ آج تک منشی جی کا طرز عمل یہی رہا ہے کہ آج ایک شخص کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ تو دوسرے ہی دن اس کی پگڑی اچھالنی شروع کر دیتے ہیں۔ اس شخص کے ایسے ہی طرز عمل کو دیکھ کر مجلس حزب الاحناف لاہور نے اپنے رسالہ میں لکھا تھا:-

ظفر علی خاں:- یہ وہ اسلام کش مسلم آزار ہستی ہے جس کا اخبار زمیندار ہمیشہ بزرگان اسلام پر سب و شتم سے لبریز نکلتا رہا ہے اور اس کے نامہ اعمال کی طرح اس کا یہ اخبار ہمیشہ علمائے کرام۔ پیشوایان اسلام اور بزرگان ملت حضرت سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام پر تبرے سے سیاہ نظر آتا رہا ہے۔ یہ وہ ہندو نواز گاندھی نثار ہستی ہے۔ کہ کبھی دشمنان اسلام کے ناپاک حملوں کے جواب میں اس کا وہ قلم نجس رقم جو ان اہل اللہ کے خلاف کالم کے کالم نہیں ورق کے ورق سیاہ کرتا ہے۔ دو چار سطر بھی نہیں لکھتا۔ جب زمیندار اٹھا کر دیکھیئے۔ تو آپ اس میں ہندوؤں اور خصوصاً گاندھی کی مدح سرائی دیکھیئے گا۔ اور علمائے کرام حقیقی خادمان دین و ملت متبعان سنت پر گالیاں افترائیں۔ بہتانوں کی بوچھاڑ اور نگہبانان اسلام کے

(باقی بر صفحہ ۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عقائد حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

پیغام صلح

جلد ۲۴ — یوم پنجشنبہ ۳۰ محرم ۱۳۵۵ سنہ ہجری — نمبر ۲۷

مضبوط جماعت بنا لیں ایک خبر یہ ہے کہ آئندہ انتخابات میں احراری سرگرم حصہ لیں گے اور اتحاد پارٹی سے مقابلہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

سیاسی معاملات سے ہمیں کوئی تعلق نہیں لیکن انتخابات کی مہم میں احراریوں کا شریک ہونا مسلمان قوم کے لئے اخلاقی لحاظ سے بھی نہایت نقصان دہ ہوگا۔ یہ لوگ معمولی تحریروں اور تقریروں میں انتہائی شوخ زبانی سے کام لیتے ہیں۔ جب یہ انتخابی پروپیگنڈے کے سلسلے میں اپنے "کمالات" کا مظاہرہ کریں گے۔ اس کی کیفیت کے تصور سے ہر شریف آدمی گھبرا اٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچائے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ ہر شریف اور سمجھدار مسلمان احراریوں کے انتخابی پروپیگنڈے سے بکلی مجتنب رہے گا اور اس بات کے اظہار کی تو کوئی ضرورت نہیں کہ اگر ان لوگوں کے چند آدمی کامیاب ہو گئے تو یقینی طور پر مخالفین کا آلہ کار بن کر اسلامی مفاد کو نقصان پہنچائیں گے کیونکہ ان لوگوں کو ذاتی اغراض کے لئے قوم فروشی میں کبھی دریغ نہیں ہوا۔ ان کا ضمیر ایسی جنس ہے جو ہر وقت سیم و زر کے عوض خریدی جا سکتی ہے۔

جناب موسیٰ خاں صاحب

جماعت کے اکثر احباب جناب موسےٰ خان صاحب آف بارہ مولا (کشمیر) سے واقف ہوں گے۔ گزشتہ سال "پیغام صلح" میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں آپ جماعت کے قدیم رکن ہیں عرصہ کی جدائی کے بعد جماعت کو آپ کی ملاقات کا موقع ملا۔ گزشتہ سالانہ جلسہ پر تشریف لائے اور تقریباً چار ماہ مرکز میں قیام فرمایا۔ چند روز ہوئے واپس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ بہت خوبیوں کے بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اچھا دماغ، حساس دل دیا ہے جس میں اسلام اور احمدیت کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ مرکز میں آپ کا قیام جماعت کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ آپ نے اپنے قابل تعریف [illegible] احباب کے سامنے ایک اچھا نمونہ پیش کیا اور اپنے مفید و قیمتی مشوروں سے کارکنوں کی امداد فرمائی۔ اور اس بات میں بھی پیغام صلح کو کافی حصہ ملا۔ غرضیکہ آپ کا قیام لاہور [illegible] تک احباب کو یاد رہیگا اور ہماری دلی خواہش ہے کہ [illegible] جلد پھر لاہور تشریف لائیں۔ ہم امید کرتے ہیں [illegible] میں جماعت کی ترقی و تنظیم کے لئے آپ کا وجود [illegible] ثابت ہوگا۔ اور آپ اس کام کے لئے کافی وقت دیں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس قیمتی وجود کو تادیر سلامت رکھے اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

ایک دردناک حادثہ

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

۱۸ اپریل کو دوپہر کے وقت عزیز ضیاءالدین احمد خلف میاں عبدالشکور صاحب لوکل کمیشن ایجنٹ برانڈرتھ روڈ پر ایک تانگے کے نیچے آکر مجروح ہوا۔ اور شام بجے شام اپنے والدین کو

قوم اور قومی اخبار

قارئین "پیغام صلح" سے ایک ضروری درخواست

بہت سے بزرگ اور دوست "پیغام صلح" کی موجودہ حالت سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ اس کو زیادہ بہتر دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔ ان کی اس نیک خواہش کا احترام ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہ ہے۔ کہ اخبار میں ترقی و اصلاح کی بہت زیادہ گنجائش ہے کارکنوں کے لئے کام کا ایک وسیع محنت طلب میدان موجود ہے۔ کوشش و محنت سے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔

کارکنان اخبار نے اپنی استطاعت کے مطابق اخبار کو زیادہ بہتر بنانے کا عزم کر لیا ہے۔ جہاں تک ان کے قلم کا تعلق ہے۔ انہوں نے اپنے لئے ایک پروگرام بنا لیا ہے۔ اس پر انشاء اللہ بہت جلد عمل شروع ہو جائیگا۔ بہت سے دوستوں کو شکایت تھی کہ مخالفین کی طرف سے سلسلہ عالیہ پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات پر پوری توجہ نہیں دی جاتی۔ انشاء اللہ ہم اس شکایت کے ازالہ کی کوشش کریں گے۔ قارئین و نامہ نگار حضرات سے درخواست ہے۔ وہ اس سلسلہ میں ہماری امداد فرماتے رہا کریں۔

لیکن ہم صرف اس پر مطمئن نہیں ہو سکتے۔ بلکہ تمام وابستگان سلسلہ کی شکایات و خیالات سے آگاہ ہو کر اخبار کی بہتری کے لئے باقاعدہ جدوجہد کرنا چاہتے ہیں اس لئے تمام بزرگ اور دوست اپنی شکایات و تجاویز سے آگاہ فرمائیں۔ سہولت کے لئے جملہ امور کو مندرجہ ذیل عنوانات پر تقسیم کیا جا سکتا ہے:-

۱۔ مضامین:- اخبار میں کس قسم کے مضامین زیادہ تر ہونے چاہئیں؟

۲۔ ترتیب:- اخبار کی موجودہ ترتیب میں کن تبدیلیوں کی ضرورت ہے؟

۳۔ کتابت و طباعت:- اخبار کی کتابت و طباعت تسلی بخش ہے یا نہیں؟

۴۔ متفرق امور:- اگر کوئی ہوں۔

ہر کام پر سنجیدگی سے توجہ کی جائے۔ تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنی شکایات و آراء سے ہمیں آگاہ فرمائیں۔ تاکہ ہم کوئی لائحہ عمل تجویز کر سکیں۔ اس کام میں تاخیر نہ کریں۔ اپنی پہلی فرصت میں اس کے متعلق ایک خط ایڈیٹر کو لکھ دیں۔

خانہ جنگی کا احراری پروگرام

کچھ عرصہ سے احراری لیڈروں کو وزارتوں کا جنون لاحق ہو رہا ہے۔ وزارت تو بڑی چیز ہے ان تمام خود ساختہ "رہنماؤں" میں کوئی اس قابلیت کا بھی مالک نہیں کہ کسی معمولی دفتر کی ہیڈ کلرکی کے فرائض انجام دے سکے۔ لیکن آپ جانتے ہیں۔ کہ جنون بری بلا ہے۔ یہ انسان کو کسی معاملے پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی مہلت ہی نہیں دیتا۔

دہلی کی ایک خبر ہے۔ کہ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور سید عطاء اللہ شاہ آج کل وہاں مقیم ہیں اور سر فضل حسین کی اتحاد پارٹی کے مقابلہ میں مسلم لیگ کے ارکان کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سر موصوف کے مقابلہ میں مسلم لیگ کے تعاون سے ایک

ہندو دنیا پر ایک نظر

اس حقیقت میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ چھوت چھات کا مسئلہ ہندو دھرم کا ایک بنیادی اصول ہے۔ اگر اچھوتوں کے ساتھ ذرا سی بھی رعایت کردی جائے تو اس مسئلہ کی رو سے ہندو مذہب کا شیرازہ فوراً بکھر جائے اور اس کی بوسیدہ عمارت پل بھر میں زمین بوس ہو جائے۔ بعض ہندو لیڈر موجودہ سیاسی حالات کے پیش نظر اپنے دھرم کے اس بنیادی اصول کو فراموش کرکے اچھوتوں کو سبز باغ دکھلانے میں مصروف ہیں۔ اچھوت ان کے فریب سے کہاں تک متاثر ہوں گے؟ اس کا جواب مستقبل دے گا لیکن جہاں تک معقولیت دلائل کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایسے کام کو اپنے ذمہ لیا ہے جو سراسر ناممکن ہے۔ اگر ہندو دھرم کو تھوڑی دیر کے لیئے نظر انداز بھی کردیا جائے تو ہندوؤں کی گزشتہ ہزاروں سالوں کی تاریخ۔ ان کی قومی ذہنیت اور مزاج بھی اچھوتوں کی بہتری کا روادار نہیں ہو سکتا۔ چھوت چھات کا رواج نہ صرف ہندو دھرم کا ایک بنیادی اصول ہے بلکہ ہندو تہذیب و تمدن اور ہندو روایات کا ایک نہایت اہم جزو بن چکا ہے جسے کسی حالت میں بھی علیحدہ یا فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

ہندوؤں کے سیاسی لیڈر خواہ کچھ کریں اور کچھ کہیں۔ لیکن قدامت پسند اور راسخ العقیدہ ہندو اچھوت ادھار کی نمائشی تحریک کو کبھی کامیاب نہ ہونے دیں گے۔ چھوت چھات کا اصول کتنا ہی قابل اعتراض ظالمانہ اور انسانیت سوز کیوں نہ ہو لیکن راسخ العقیدہ ہندوؤں کی یہ بات ضرور قابل تعریف ہے کہ وہ صاف بیانی اور حق گوئی سے کام لے رہے ہیں۔ اپنے سیاسی لیڈروں کی طرح منافقت ان کا شیوہ نہیں۔ ان کی زبان پر بھی وہی کچھ ہے جو کہ ان کے دل میں ہے۔ ان کے اقوال و افعال میں یکسانی ہے۔ گاندھی جی۔ پنڈت مالویہ اور ڈاکٹر کرت کوٹی کی قماش کے حضرات کا طرز عمل اس سے بالکل برعکس ہے۔ اس وقت دکن کے ایک سناتنی بزرگ رام چندر راؤ کا مضمون جو اخبار "رہبر دکن" حیدرآباد میں شائع ہوا ہے ہمارے سامنے ہے اس میں انہوں نے قابل تعریف صاف گوئی سے کام لیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"آج کل سیاسی انقلاب کے باعث اچھوت اور چنڈال ذاتوں کا سوال سارے ہندوستان میں نہایت اہم مسئلہ بن گیا ہے سیاسی چال کے تحت مختلف لیڈر اس کے متعلق مختلف طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں لیکن جن لوگوں کو اپنا دھرم اور اس کے عقائد سچے دل سے پیارے ہیں وہ اس مسئلہ کو دھرم ہی کی روشنی میں دیکھتے ہیں جو لوگ دھرم کے سچے ہیں ان کے لئے یہ کیونکر ممکن ہے کہ محض سیاسی مصلحت کی بنا پر اپنے دھرم کے خلاف کریں۔"

چھوت چھات کی طرح تناسخ بھی ہندو دھرم کا ایک مایہ ناز مسئلہ ہے آریہ سماجی اور بعض دوسرے ہندو چھوت چھات کے متعلق تو کچھ الٹی سیدھی تاویلات بھی کر لیا کرتے ہیں لیکن تناسخ کے بارہ میں سب متفق ہیں۔ گزشتہ دنوں زمانہ جہالت کے اس غلط نظریئے کے ثبوت میں دہلی کی ایک کمسن لڑکی شانتی دیوی کا جو ہنگامہ اٹھایا گیا تھا اس میں آریہ سماجی سب سے پیش پیش تھے۔ تناسخ کا عقیدہ چھوت چھات کے مسئلہ کی پرزور حمایت کرتا ہے تناسخ کو مان کر اچھوت ادھار کا عزم مہا پاپ سے کم نہیں ہے۔ رام چندر راؤ جی نے اس مضمون میں نہایت واضح الفاظ میں فرمایا ہے:۔

"عقیدہ تناسخ کے مطابق نیچ ذات میں انسان کی پیدائش اس کے پچھلے جنم کے گناہوں کا نتیجہ ہے ان کے لئے مکتی یا راحت پانے کا راستہ یہی ہے کہ وہ بلا چون وچرا اپنی ذات کے فرائض نہایت خوشی اور اطاعت کے ساتھ انجام دیں تاکہ دوسرے جنم میں وہ کسی بہتر اور برتر ذات میں پیدا ہوں۔"

رام چندر راؤ نے ان اچھوت لیڈروں کی غلط فہمی دور کرنے کی بھی کوشش کی ہے جو آج کل ہندو لیڈروں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں:۔

"اچھوتوں کے بعض لیڈر مسٹر راجہ وغیرہ بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ اچھوت ہندو بھی رہیں اور ذات پات کی مساوات بھی حاصل کریں کیا وہ ہندو مت کے بنیادی عقیدہ تناسخ سے ناواقف ہیں . . . . تناسخ کے قاعدے سے نیچ اور اچھوت ذات پاپی ہیں اس ذات میں ان کی پیدائش ان کے جرم اور پاپ کی سزا ہے جس کا انہیں کوئی شعور نہیں انہیں اپنی مکتی کی خاطر نہایت خندہ پیشانی سے اس لعنت اور عذاب کو سہنا چاہیئے اعلیٰ ذات کے کسی ایماندار اور سچے ہندو سے یہ نہیں ہو سکتا کہ خلاف عقیدہ تناسخ وہ کسی پاپی اور گناہگاروں کی مدد کرے۔ کسی سزا یافتہ کو پوجا پاٹ اور مذہبی مراسم کے پاک فرائض کے ادائی کی اجازت دے۔ اس کا مرتبہ سوسائٹی میں بڑھائے اور اس طرح اپنے دھرم کو ناش کرے۔ باقی رہی سیاسی چال تو اس کا دھرم سے کوئی واسطہ نہیں۔"

آخر پر آپ نے کروڑوں راسخ العقیدہ سناتن دھرمیوں کے دلی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں اچھوتوں کو دو ٹوک جواب دیا ہے:۔

"یا تو اچھوتوں کو ذات پات کی ساری پابندیوں کے ساتھ سیدھے اور سچے طریقہ پر ہندو رہنا چاہیئے یا نہایت ایمانداری سے اس دھرم کو چھوڑ دینا چاہیئے۔"

چھوت چھات کے متعلق کسی کا خواہ کچھ خیال ہو لیکن رام چندر راؤ کی صاف بیانی قابل صد تعریف ہے انہوں نے منافقت کا طریق اختیار کرکے اچھوتوں کو فریب دینے کی کوشش نہیں کی۔

اچھوتوں کی بیداری اور اچھوت ادھار کے نمائشی ہنگامہ میں یہ ایک راسخ العقیدہ سناتنی کی آواز تھی بہتر ہوگا کہ ہندو قوم کے عمل کی ایک تازہ جھلک بھی دکھلا دی جائے۔ اجمیر کی ایک اطلاع ہے کہ ملحقانہ علاقہ سیکر کے ہندوؤں اور اچھوتوں نے برابر کا سرمایہ لگا کر ایک کنواں تعمیر کرایا۔ جب یہ تیار ہو چکا تو ہندوؤں نے اچھوتوں کو کنویں کے قریب آنے سے بھی روک دیا۔ چند سنجیدہ لوگوں نے سمجھوتہ کی کوشش کی تو ہندوؤں نے انہیں فحش گالیاں دیں۔ آخر رات کے وقت تحریک اچھوت ادھار کے ایک کارکن کے ہمراہ اچھوت کنویں پر پہنچے تو ہندوؤں نے بالٹی۔ رسی اور لالٹین سب چیزوں پر قبضہ کرلیا۔ اور اچھوتوں کو مار مار کر بھگا دیا اور جو مہاشہ جی ان کے ساتھ تھے ان کو ایک مندر میں لے جاکر بند کر دیا۔ اور ان کے ساتھ نہایت وحشیانہ اور انسانیت سوز سلوک کیا۔ تین سو ہندوؤں کا مجمع رات بھر انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتا رہا۔ ابھی چند روز کی بات ہے اسی راجپوتانہ میں ہندوؤں نے اچھوتوں پر اس وجہ سے ہلہ بول دیا تھا کہ وہ ایک مذہبی تقریب پر حکام سے باقاعدہ تحریری اجازت لینے کے بعد گھی کا کھانا تیار کر رہے تھے۔ اس قسم کے واقعات آئے دن طول وعرض ہند میں ہوتے رہتے ہیں۔

ہندوؤں کے ان اقوال و افعال کا جو اثر اچھوت اقوام پر ہوتا ہے اس سے بھی قارئین کرام ناواقف نہ ہوں گے۔ اس سلسلہ میں بھی ایک تازہ واقعہ ملاحظہ ہو گزشتہ یکشنبہ کی رات کو ناگپور میں مسٹر امبیدکر کی سالگرہ منانے کی غرض سے اچھوتوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں متعدد اچھوت لیڈروں نے پرزور تقریریں کیں اور ببانگ دہل کہا کہ ہم ضرور ہندو مذہب ترک کردیں گے اور ان بے انصافیوں کا انتقام لیں گے جو ہندو ہم سے کر رہے ہیں۔ ہمیں کانگرس یا مسٹر گاندھی پر کوئی اعتماد نہیں۔ ہمارا لیڈر صرف ڈاکٹر امبیدکر ہے۔ ایک مقرر نے کہا اگر ہمیں پس ماندہ اقوام کی فلاح مقصود ہے تو ہندو مذہب کے استیصال کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ایک مقرر مسٹر کمار نے کہا کہ ہندو ناقابل اعتماد اور زن مرید ہیں۔

صدر جلسہ مسٹر پاٹ پاون بابا کی تقریر نہایت پرجوش اور غم و غصہ سے لبریز تھی انہوں نے ہندو مذہب کے خلاف سخت الفاظ استعمال کئے اور کہا کہ

"ہندو مذہب ایک شیطانی مذہب ہے۔ مسٹر گاندھی نے پونہ میں اس لئے روزہ نہیں رکھا تھا کہ اچھوتوں کی فلاح و بہبود کی کوشش کی جائے بلکہ اس مقاطعہ جوعی کا فی الحقیقت یہ مقصد تھا کہ اچھوتوں کو دائمی فلاکت میں مبتلا کیا جائے . . . . مذہب ترک کرنے کے متعلق ہماری یہ گفتگو ایک گیدڑ بھبکی کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ ہم حقیقتاً اپنے مفاد کی حفاظت پر تلے ہوئے ہیں۔"

(انقلاب ۲۳۔ اپریل)

اس کے بعد دو ہندو مقرروں نے تقریریں کیں لیکن ان کی بات کسی نے نہ سنی اور ان کے بیانات پر شدید استہزا کا اظہار کیا گیا۔

اچھوتوں کے متعلق ہندو دھرم کی تعلیمات سے آپ بخوبی واقف ہو چکے۔ تحریک اچھوت ادھار کا حقیقی مقصد بھی آپ کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہا۔ اس تحریک کے متعلق راسخ العقیدہ ہندوؤں کے جو جذبات ہیں وہ بھی معلوم ہو چکے اور سب سے آخر اچھوتوں کے غم و غصہ کی کیفیت بھی آپ نے ملاحظہ فرمالی ذرا غور کریں کہ ان باتوں کی موجودگی میں اچھوتوں کے اندر تبلیغ اسلام کا کام کس قدر ضروری اور اس کے ساتھ ہی کس قدر آسان ہے۔ ہر ایک مسلمان کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیئے وہ اس کے لئے کیا کر رہا ہے + (مدیر)

مکتوب برلن

برلن مشن کی تبلیغی جدوجہد

(از جناب مرزا عزیز الرحمٰن صاحب)

عید اضحیٰ

ماہ مارچ کے شروع میں مسجد برلن میں عید اضحیٰ کی تقریب اسلامی شان سے منائی گئی۔ مفصل کارروائی تو قارئین "پیغام صلح" کی نظروں سے گزر چکی ہوگی۔ مختصراً یہ کہ صبح دس بجے کے قریب مسلمانانِ برلن جوق درجوق مسجد میں تشریف لائے اور سنتِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے خالق حقیقی کے دربار میں سربسجود ہوئے امامت امام مسجد ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے کی اور خطبہ بھی انہوں نے ہی پڑھا۔ اسی روز شام کے وقت ایک جرمن پروفیسر جناب پروفیسر گرز ماخر صاحب کا لیکچر "گوئٹے اور اسلام" کے موضوع پر مسجد کے وسیع ہال میں ہوا۔ حاضرین اس لیکچر سے بہت محظوظ ہوئے۔

ایک نامور سوسائٹی میں تین لیکچر

ماہ مارچ میں مسجد کی جانب سے برلن کی ایک بہت مشہور سوسائٹی "لیسنگ ہوگ شولے" میں تین لیکچر ہوئے۔ ہر لیکچر کا داخلہ بروئے قواعد سوسائٹی ہذا بذریعہ ٹکٹ تھا جس کی قیمت قریباً سوا روپیہ تھی۔ اس کے باوجود حاضرین کی تعداد ہر لیکچر میں کافی تھی۔

پہلا لیکچر دس مارچ کو اس سوسائٹی میں خاکسار کا ہوا۔ لیکچر کا موضوع "اسلام میں دنیا اور آخرت کا مفہوم" تھا۔ خاکسار نے سب سے پہلے تو اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ اسلام کی تصویر یورپ میں نہایت غلط پیش کی جاتی ہے اور مشکل یہ ہے کہ بڑے بڑے پروفیسر اور فاضل کہلانے والے بھی اکثر دیدہ و دانستہ عام پبلک میں اسلام کی نسبت شکوک پیدا کر دیتے ہیں اس کے بعد خاکسار نے اسلام میں ہستی باری تعالےٰ پر روشنی ڈالی اور رب العالمین۔ رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین کا مفہوم پیش کیا۔ اور بتایا کہ ایسے خدا کو ماننے والے ہی دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں ازاں بعد اسلامی اصولوں کا مفصل تذکرہ کیا۔ اور بتلایا کہ یہی اصول ہیں کہ جن پر تمام انسان خواہ وہ کسی زمانہ یا ملک سے تعلق رکھتے ہوں۔ نہایت عمدگی سے عامل ہو سکتے ہیں۔ اور دراصل اکثر موجودہ مشرقی اور مغربی اصلاحات اپنے اندر اسلامی پہلو رکھتی ہیں اور اسی مذہب حقہ کے اثر کا نتیجہ ہیں۔ گو ظاہرا طور پر اس کو ماننے سے انکار بھی کیا جاتا ہے

بالآخر خاکسار نے اسلامی جنت اور دوزخ کا نقشہ حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ جنت اور دوزخ انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ زندگی بعد الموت روحانی زندگی ہے اور اسے جسم سے تعلق نہیں۔ اسی لئے جنت اور دوزخ مادی اشیا نہیں۔ بلکہ جیسا کہ ایک حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے یہ دونوں روح کی حالت کو ظاہر کرتی ہیں۔ قرآن حکیم میں بیشک جنت اور دوزخ کا تذکرہ ایسے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ جو مادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید نہایت صاف طور پر کہتا ہے۔ کہ جنت اور دوزخ کی مثال ایسی ہے جیسی باغ اور آگ وغیرہ۔ ان ہر دو حالات کا حاصل کرنا انسان کے اپنے ہاتھ میں ہی ہے۔ اور یہ حالات آخر دنیا میں ہی انسان کی روح پر اثر ڈالنا شروع کر دیتے ہیں

دوسرا لیکچر

۱۸ر مارچ کو جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کا لیکچر بموضوع "اسلام میں آزادی خیال و عمل" ہوا۔ فاضل مقرر نے قسمت، تقدیر اور جبر کے الفاظ کی مکمل تشریح فرمائی۔ سب سے پہلے تو آپ نے بتایا۔ کہ اکثر مغربی حضرات مشرقی اصطلاحات کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ مشرقی زبانوں میں ایک ہی لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اسی وجہ سے یہ غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں آپ نے حافظ اور دیگر مشرقی شعراء کے بعض حصہ کلام کا ترجمہ مختلف مغربی عالموں کا سنایا۔ اور بتایا کہ کس طرح ایک ہی شعر کا ترجمہ مختلف حضرات مختلف النوع طریقوں میں سے کرتے ہیں اور بعض تراجم تو ایسے ہیں۔ کہ جن کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہی حال قسمت اور تقدیر کے الفاظ کا ہے۔ فاضل مقرر نے حوالہ جات کے ذریعہ ثابت کیا۔ کہ قسمت اور تقدیر کا عام مفہوم کہ جو سمجھا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہے گا۔ بالکل غلط ہے اور یہی نہیں بلکہ ایسا مطلب تعلیم اسلامی کے خلاف ہے آپ نے قرآن شریف کی متعدد آیات تلاوت فرمائیں اور بتلایا کہ اسلام نے انسان کے لئے علم و عمل کا ایک بحر ناپیداکنار راستہ . . . . کھول دیا ہے۔ اور اسے قدرت دی ہے کہ پوری کوشش کرے۔ ہاں جب انسانی کوشش ہو چکی۔ اب نتیجہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور یہی مفہوم اس بات کا ہے۔ کہ ایک مسلم اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں چھوڑ دیتا ہے

تیسرا لیکچر

سب سے آخری لیکچر بھی پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کا ۲۵ر مارچ کو بعنوان "اسلام اور غلامی" ہوا آپ نے تعجب ظاہر کیا۔ کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے مذہبیاً غلامی کا تدارک کیا اور اسلام پر ہی مغربی علماء غلامی کا الزام لگاتے ہیں۔ اسلام سے پیشتر غلاموں کی حالت نہایت بدتر تھی۔ بلکہ عیسائیوں نے غلامی کو تجارت اور معاش کا ذریعہ سمجھ کر عام رواج دیا اور انسانوں کو محض اس لئے غلام بنایا۔ کہ وہ سفید چمڑی کے انسان نہ تھے۔ اور ان پر اس قسم کے مظالم کئے۔ کہ انسانیت آج تک اس پر آنسو رو رہی ہے۔ جس چیز کو اہل مغرب نے کچھ عرصہ دور کرکے دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اسی چیز کو آج سے چودہ سو برس پیشتر عرب کے ایک امّی نے جڑوں سے اکھاڑ پھینکا۔ لیکن اگر اندھا سورج کی روشنی نہیں دیکھ سکتا۔ تو سورج کا اس میں کیا قصور؟

آپ نے اسلام سے پیشتر غلاموں کی حالت کا نقشہ کھینچا اور بتلایا کہ اسلام نے محض ایک ہی قسم کے غلاموں کو جائز رکھا ہے اور وہ ان دشمنوں کو جو لڑائی میں مغلوب ہوتے ہوں۔ اگر یہ دشمن تاوان . . . . . . پیش کردیں تو وہ غلام رہا ہو سکتا ہے۔ اس مہذب زمانہ میں بھی لڑائی میں شکست خوردہ حکومت کو کثیر تاوان کے طور پر پیش کرنا ہوتا ہے۔ اگر اسلام نے ایسے غلاموں کو جائز رکھا۔ جو یہ رقم ادا نہ کریں۔ تو یہ کون ظلم ہے؟ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر خوشی کے موقعہ پر غلام کے آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اسلام نے غلامی کو فی الفور قطعی طور پر بند نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ غلاموں کی حالت پشت در پشت غلامی کی وجہ سے نہایت پست ہو چکی تھی ان کے اخلاق اور عادات گر چکے تھے۔ ان کے پاس روپیہ پیسہ نہ تھا۔ اگر ایسے اشخاص کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جائے۔ تو فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ آخر سوائے اس کے کہ وہ شرارتوں۔ مارپیٹ۔ چوری اور ڈاکہ سے اپنا گزارہ کریں اور ان کے لئے راستہ ہی کونسا کھلا ہے؟ اسلام نے غلاموں کی حالت کو بہتر بنایا۔ انہیں وہی کھانا اور کپڑا دیا جو ان کے مالک کھاتے اور پہنتے تھے۔ انہیں تعلیم دلوائی۔ انہیں انسان بنایا۔ اور پھر آزادی خود بخود ان کے قدم چومنے لگی۔ آپ نے اسلامی تواریخ سے مختلف مثالیں دیں۔ کہ وہ اشخاص جو کسی وقت مسلمانوں کے غلام تھے۔ کہاں سے کہاں تک پہنچے۔ خاندان غلاماں تو شاید دیر کی بات ہے امیر عبدالرحمٰن مرحوم فرمانروائے افغانستان نے دو غلاموں کو وزارت کے عہدہ پر فائز کیا۔

بالآخر آپ نے لونڈیوں کے متعلق بھی تذکرہ کیا۔ اور بتلایا۔ کہ لونڈیوں سے بغیر شادی کے ازدواجی تعلقات رکھنا اسلامی نقطۂ نظر سے جائز نہیں۔ بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی ایسا سمجھتے ہیں لیکن قرآن حکیم نہایت واضح طور پر کہتا ہے کہ لونڈیوں کو آزاد کرکے ان سے شادی کرلو یا بلوغت کے پہنچنے پر ان کی شادی کردو۔

۱۵ر مارچ کو جرمن مسلم سوسائٹی برلن کی طرف سے مسجد کے ملحقہ مکان میں دعوت چائے کا جلسہ ہوا۔ اس موقعہ پر جناب ہیٹر صاحب نے مشرقی اور مغربی حکایات اور نظموں کا ترجمہ حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ یہ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ اور حاضرین دیر تک تبادلہ خیالات میں مشغول رہے۔

بقیہ صفحہ ۲

جرم حفاظت اسلام ذکایت فتن وشرور اشرار لئام کے ہزاراں مذمت۔ اس کی فحاشی اس کی دریدہ دہنی اس کی بدزبانی نے ہر گندہ ذہن کو مات کردیا۔ وہ گندی ناپاک ناشائستہ۔ نہایت سخیف وبیہودہ سوقیانہ گالیاں لکھتا ہے جسے دیکھ کر بازار کلکتہ کے اوباش اور تمام غنڈے لفنگے اپنی تبرا بازی بھول جائیں۔ تو کیا عجب۔ (صفحہ ۴۲)

مندرجہ بالا سارٹیفکیٹ کے علاوہ کتاب الاشرار اور انجمن اتحاد المسلمین لاہور کے ٹریکٹ نمبر اول میں منشی جی کی منافقت و مداہنت کے جو قصے درج ہیں۔ وہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ عادات ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہیں۔ جبھی تو فدایانِ اسلام اس کو اپنے آئینہ دل میں منافق نظر آتے ہیں (ابو الفضل)

مَیں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچادوں گا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سیکرٹری)

انگلستان

ایک زیر تبلیغ معزز لیڈی صاحبہ لکھتی ہیں کہ میں نے آپ کی تمام کتب واخبارات جو آپ نے بھیجے تھے۔ بڑی دلچسپی سے مطالعہ کیے میں ان تمام کے لئے آپ کا اور آپ کی انجمن کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں نے آپ کی ارسال کردہ کتابیں مطالعہ کے لئے اپنے چند دوستوں کو بھی دیں۔ اسلام کے بارہ میں جو بالکل غلط خیالات یہاں کے لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہیں۔ وہ بے حد شرارت آمیز ہیں اور لوگ اسلام کو بدھ مذہب اور ہندوؤں کے مشرکانہ خیالات کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ قابل افسوس امر یہ ہے کہ بہت سے تعلیم یافتہ اور عالم آدمی بھی اسلام کی حقیقی تعلیم سے بالکل بے خبر ہیں۔ میں نے اپنی ایک عزیزہ کے ذریعہ اسلامی تعلیم کا مطالعہ کیا ہے اور مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ اسلام انہی خیالات کا اظہار کرتا ہے جن کو میں صحیح سمجھتی رہی ہوں۔ اور موجودہ عیسویت کئی وجوہات سے حضرت مسیحؑ کی صحیح تعلیم سے دور جا چکی ہے۔ میں نے حضرت مسیح کی خدائی پر کبھی یقین نہیں کیا۔ اور آپ کی طرح انہیں ایک پیغمبر اور معلم سمجھتی رہی ہوں۔ مجھے ابھی آپ کی ایک کتاب واپس ملی ہے۔ جو میری ایک دوست لیڈی مطالعہ کے لئے لے گئی تھی۔ جسے ان کتب سے بڑی دلچسپی پیدا ہوگئی ہے۔ اسے حضرت محمدؐ کی پاکیزہ اور سچی تعلیم کا بالکل علم نہ تھا۔ گو میں ابھی تک مسلمان نہیں لیکن آنحضرتؐ پر درود وبرکات بھیجنا ضروری سمجھتی ہوں میں اسی لیڈی کو محمد اینڈ کرائسٹ بھیج رہی ہوں جس کے مطالعہ کی وہ بہت شائق ہے۔ یہ کتاب نہایت دلچسپ ہے اور اس کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح کی تعلیم میں کس قدر گڑبڑ کر دی گئی ہے گو بعض ایسی باتوں کا مجھے پہلے بھی علم تھا لیکن اس کتاب نے بہت سی نئی باتوں کا انکشاف کیا۔ میں دوبارہ ان تمام کتب کے لئے آپ کی تہ دل سے مشکور رہوں۔

جرمنی

امام مسجد صاحب برلن لکھتے ہیں۔ کہ ۹ر اور ۲۷ر مارچ کو دو جرمن نوجوانوں نے اسلام قبول کیا جن کے نام رفیق اور عزیز رکھے گئے۔ ۲ر اپریل کو میں البانیہ اور یوگوسلاویہ کے دورہ پر جانے والا ہوں۔ راستہ میں پراگ۔ ویانا اور بڈاپسٹ وغیرہ شہروں میں اسلام لیکچر دیتا جاؤنگا وہاں کے دوستوں نے لیکچروں کا انتظام کر رکھا ہے غالباً یہ دورہ تین چار ہفتوں کا ہوگا۔

ٹرینیڈاڈ

سید عزیز صاحب لکھتے ہیں۔ کہ آپکا خط پہنچا۔ جسے یہاں کے نوجوان احباب میں سنا دیا گیا۔ سب نے انجمن کے مفید کاموں کی بے حد تعریف کی۔ یہاں جو مولوی مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے لایا گیا تھا۔ اس نے اس بارہ میں تو کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ بلکہ اس کے خلاف مسلمانوں میں اختلاف کی خلیج کو بڑھایا ہے۔ یہاں آکر اس نے ایک عجیب وغریب مسئلہ رائج کیا ہے کہ اگر ایک احمدی لڑکا کسی سنّی لڑکی سے نکاح کرے تو وہ درست ہے اور اگر ایک سنّی لڑکا کسی احمدی لڑکی سے نکاح کرے۔ تو وہ زنا کرتا ہے۔ ایسا نکاح ناجائز ہے۔ یہ ہے مسلمان علماء کی حالت۔ جو اسلام کی اشاعت کے لئے اتنی دور آتے ہیں جب یہ شخص پہلے پہل جہاز سے اترا تھا۔ تو کہتا تھا۔ کہ وہ نہ سنّی ہے نہ شیعہ۔ نہ وہابی نہ احمدی بلکہ صرف مسلمان ہے۔ لیکن روزمرہ وہ اپنے خیالات تبدیل کرتا رہتا ہے۔ اور اب اس بات پر آگیا ہے۔ کہ نیک مسلمان بننے کے لئے سنّی ہونا لازمی ہے۔ اور اب اس کی تمامتر کوشش احمدیت کے خلاف مصروف عمل ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور مولوی شمس الدین بھی آیا ہوا ہے۔ جو انگریزی سے نابلد ہے۔ اور کفر کے فتوے دے رہا ہے۔

ہم اپنی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اور تمام نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہمارے مخالف کب تک حق کا مقابلہ کریں گے۔ آخر ان کے لئے شرمندگی اور روسیاہی ہے اور حق کی فتح ہوگی۔ بدزبانیوں اور کفر کے فتووں کی اب پرکاہ کے برابر بھی قدر نہیں ہم حضرت مسیح موعودؑ کی تمام اردو تالیفات منگوانا چاہتے ہیں۔ تاکہ جماعت اور بھی مضبوط ہو جائے اور جگہ بجگہ ہمارے مرکز قائم ہو جائیں

۴ر مارچ کو ہماری ایک نہایت کامیاب میٹنگ ہوئی جس میں مسز امینہ رحمت صاحبہ نے جو ہمارے قابل عزت بزرگ مسٹر رحمت صاحب سوداگر کی صاحبزادی ہیں نہایت عمدہ اور مؤثر لیکچر عورتوں کی موجودہ ضروریات پر دیا۔ یہ لیکچر بے حد پسند کیا گیا۔ اور عورتوں کی ایک سوسائٹی بنانے کا فیصلہ کیا گیا اس کے بعد ایک نومسلمہ خاتون مسز لطیفہ ولٹ شائر صاحبہ نے جو مولانا امیر علی صاحب کے ذریعہ سے مسلمان ہوئی ہیں اس لیکچر کی تائید کی۔ اور جلسہ نہایت کامیابی کے ختم ہوا۔

الجیریا

مسٹر مراد لکھتے ہیں۔ کہ انجمن نے جو توجہ ہسپانیہ میں اشاعت وتبلیغ کی طرف کرکے اس کے لئے فنڈ کھول دیا ہے۔ نہایت مفید بات ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری اور مفید تر بات یہ ہے۔ کہ آپ فرنچ قوم میں بھی تبلیغ اسلام کی طرف ذرا سی توجہ کریں۔ فرانسیسی قوم انگریزی قوم سے دوسرے درجہ پر ہے۔ جس کے ماتحت کثرت سے مسلمان بستے ہیں۔ فرنچ زبان یورپ کے تمام ممالک اور ایشیا وافریقہ کے اکثر ممالک میں سمجھی جاتی ہے۔ مراکو۔ الجیریا۔ ٹیونس سینیگال۔ فرنچ صحراء۔ شام۔ مدغاسکر۔ ماریشس ودیگر علاقہ جات ہند وغیرہ میں کثرت سے مسلمان اقوام بستی ہیں جن کی طرف آپ نے ابھی تک ذرا بھی توجہ نہیں کی۔ نہ فرانسیسی زبان میں کوئی لٹریچر تیار کیا ہے۔ اور نہ کوئی اسلامی مشن ہی فرانس میں قائم کیا ہے جس کے ذریعہ سے فرنچ قوم میں تبلیغ اسلام ہو۔ اور اس کے ماتحت بسنے والے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو۔ اس فرض سے آپ لوگوں کو غفلت نہیں کرنی چاہئے اور اس طرف فوری توجہ کرکے فنڈ کھول دینا چاہئے۔ اگر ذرا سی مالی امداد مل جائے۔ تو ہم یہاں سے ایک نہایت کامیاب اخبار فرانسیسی زبان میں جاری کرکے تمام مقبوضات فرانس میں پھیلا سکتے ہیں۔ یہاں کا نوجوان طبقہ آپ کے ساتھ ہے۔ صرف کام شروع کرنے کی دیر ہے۔ اور ابتدائی اخراجات کی۔ تاکہ ان میں احساس پیدا ہو جائے پھر وہ خود سارا کام سنبھال لیں گے۔ اخبار لائٹ کی طرز پر اخبار جاری کیا جائے۔ اور ایک تبلیغی دفتر قائم کیا جائے۔ اور ان کے لئے بہت سرمایہ کی ضرورت نہیں۔ اخبار کے ابتدائی اخراجات چالیس پونڈ سے نہیں بڑھ سکتے اور اگر چند ماہ بعد باقاعدہ انجمن احمدیہ رجسٹرڈ کرالی جائے اور دفتر بنا لیا جائے۔ تو ڈیڑھ صد پونڈ مزید خرچ ہوگا۔ کم ازکم اخبار کے اجرا کا تو فوری انتظام ضروری ہے۔ تاکہ ہم جماعت کو بڑھا سکیں اور مرکز مضبوط کرسکیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— اخویم آر۔ ایم منشی صاحب نیاسالینڈ درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کے لئے صحتیابی ازدیادی ایمان اموال تجارت میں برکت کے لئے دعا کی جائے۔ ہمارے اس بھائی صاحب کے دل میں اسلام کی خدمت کی بڑی تڑپ ہے۔

— امیر زمان خاں صاحب کلرک لائٹ کا ہمشیرہ زادہ محمد شفیع مالیخولیا کے مرض میں مبتلا ہے احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔

— ہمارے مکرم دوست سید سلامت اللہ شاہ صاحب مالک یونائیٹڈ آرٹس مارٹ میکلوڈ روڈ لاہور کے والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون؛

پیغام صلح۔ ہمیں سید صاحب سے اس صدمے میں دلی ہمدردی ہے۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

— شیخ اسلام دین صاحب خلف الرشید حاجی شیخ الہ دین صاحب بدستور بیمار ہیں۔ احباب درد دل سے ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— ایک دوست بے کار ہیں۔ پہلی جماعت سے چہارم تک کے طلبہ کو تعلیم دینے تجربہ رکھتے ہیں۔ ضرورت مند مقامی حضرات توجہ فرمائیں۔

ان کا پتہ: س۔غ۔ ح۔ معرفت پیغام صلح ہے۔

جماعت کی ترقی اور حضرت مسیح موعودؑ کی شخصیت

حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کے انگریزی تراجم کی ضرورت

(از ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

یہ امر محتاج دلائل نہیں کہ اگر کوئی جماعت اپنی توسیع کی خواہاں ہے۔ تو اُسے لازم ہے کہ بانیٔ جماعت کے وجود کو پیش کرے مثلاً اگر اسلام کی ترقی مقصود ہو تو یہ نہیں ہو سکتا کہ محض اسلام کے اُصولوں کو پیش کر دیا جائے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو چھوڑ دیا جائے، جیسا کہ اکثر آزاد خیال لوگ اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ جب مذہب اسلام چند اُصولوں کا نام ہے نہ کہ کسی شخصیت کا تو کیا ضرورت ہے کہ پیغمبر اسلام کے وجود مبارک کو دُنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ حقیقی مقصد و مدعا اُصولوں کا منوانا اور ان سے قوت عمل پیدا کرانا ہے مگر عملی رنگ میں یہ امر ناممکن ہے کہ بغیر کسی شخصیت کے عام طور پر دنیا اُصولوں پر عمل پیرا ہو جائے۔ اسلام جو عین توازن و اعتدال کا مسلک ہے۔ اُس نے نہ تو کسی شخصیت و ذات کو فی نفسہٖ قرار دیا ہے، جیسا کہ بعض پیروانِ مذاہب نے اپنے اپنے مقدس بزرگوں کو مقصد اور نہ ہی خشک طور پر اُصولوں کو منوایا ہے، اس جگہ اُن احباب کے نقطہ خیال کی بھی تردید ہوتی ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ کی ذات بابرکات کو وہ مرتبہ و اہمیت دینے کو تیار نہیں جو آپؐ کو سلام کا رسول اور نبی ہونے کے لحاظ سے حاصل ہے خشک اُصول اور خیالی باتیں انسانی زندگی میں تغیر کہاں پیدا کر سکتی اور حرکت کا موجب کیسے بن سکتی ہیں؟ جب تک اُن اُصولوں پر عمل پیرا ایک ہستی اُن کے سامنے موجود نہ ہو تب تک انسانوں کی زندگیوں میں تحریک پیدا نہیں ہو سکتی، دُنیا کی تاریخ بھی ہمیں یہی بتلاتی ہے، کہ کسی اُصول کے متعلق دنیا میں کبھی انقلاب پیدا نہیں ہوا جب وہ اُصول مفقود ہو چکا ہو۔ جب تک کوئی انسان ایسا پیدا نہیں ہو گیا جو اس پر عمل پیرا ہو کر دوسروں کی حرکت کا موجب نہیں بنا۔ صداقت وسچائی کے اُصول تو ابتداء سے ایک ہی چلے آتے ہیں پھر یہ کیا بات ہے کہ کسی وقت میں اُن اُصولوں پر عمل کرنے والی ایک قوم کھڑی ہو جاتی ہے مگر دوسرے وقتوں میں وہ اُصول انسانی زندگیوں سے مفقود نظر آتے ہیں؟ کیا یہ وجہ ہوا کرتی ہے۔ کہ ایک وقت دُنیا اُن اُصولوں کو سچا و صحیح تسلیم نہیں کرتی اور دوسرے وقت انہیں ٹھیک سمجھنے لگ جاتی ہے؟ تاریخ کے مطالعہ سے تو یہی دکھلائی دیتا ہے۔ کہ ہمیشہ کسی زبردست شخصیت کا اثر ہوا کرتا ہے۔ کہ بعض اُصول انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کا موجب بن جایا کرتے ہیں بغیر شخصیت کے محض اُصولوں کے ترویج کبھی کامیابی لانے کا موجب نہیں بنتی۔ خدا تعالیٰ کا قانون بھی یہی ہے۔ جو اُس نے اپنی پاک ہدایات کے نازل کرنے کے وقت ملحوظ رکھا۔ یہ نہیں ہوا کہ ایک لکھی لکھائی کتاب آسمان سے نازل ہو جائے اور انسان آگے بڑھ کر اصلاح پا جائیں اس لئے کہ انسان ایک ذی شعور ہستی ہے اور وہ اُصول اس کی بہتری کے لئے ہیں اس لئے وہ اپنی عقل اور سمجھ سے ان کی پابندی پر مستعد ہو جائے۔ ہمیشہ ربانی ہدایات کسی زندہ قلب پر نازل ہوئی اور مذہبی ریفارم کسی زبردست شخصیت کے ذریعے ظہور میں آئی۔

حضرت مرزا صاحب کی شخصیت

اس وقت سب سے بڑا اعتراض جماعت احمدیہ لاہور کے مسلک پر مسلمانوں کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ جب اُصول اسلام وہی ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں نہ کوئی اور۔ تو پھر جماعت احمدیہ حضرت مرزا صاحب کی ذات کو کیوں پیش کرتی ہے اور کس لئے عام مسلمانوں سے ایک مخاصمت کی صورت پیدا کر لی جاتی ہے؟ اگر جماعت احمدیہ حضرت مرزا صاحب کی شخصیت کو پیش نہ کرے تو کہا یہ جاتا ہے۔ کہ مسلمان اشاعت اسلام کے اُصول سے بکلی متفق و متحد ہیں اور ہر طرح آپس میں تعاون کرنے کو تیار ہیں۔

افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بعض دوست بھی اس سطحی منطق سے ایسے مرعوب و مسحور ہو جاتے ہیں کہ وہ جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ بات تو ٹھیک ہے مقصد تو اشاعت اسلام ہی ہے اگر تم اس کے لئے تیار ہو تو ہمیں حضرت مرزا صاحب کی ذات سے کوئی تعلق نہیں بعض یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر مسلمان عام طور پر اشاعت اسلام کے اُصول کو عملی رنگ میں اختیار کر لیں تو جماعت احمدیہ کی ضرورت نہ رہے گی۔ لیکن صرف اس قدر کہہ دینے سے بات صاف نہیں ہو جاتی بلکہ اس کے ساتھ یہ کہنا بھی لازم آتا ہے کہ موجودہ حالت مسلمانوں کی ایسی ہے کہ وہ عملی رنگ میں اشاعت کا کام اختیار کرنے کے قابل نہیں رہے۔ جب تک وہ جماعت احمدیہ میں شامل نہ ہو جائیں اور اس لئے جماعت احمدیہ کا وجود اس وقت کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ازبس ضروری و لابدی ہے آخر حقائق و واقعات پر انسانی منطق و فلسفہ فائق و برتر نہیں جب واقعات ایک امر کو ثابت و عیاں کر دیں، تو پھر منطق و علمی بحثوں کو لئے پھرنا اِن مذہبی و خیالی لوگوں کا رویہ ہوا کرتا ہے جو عملی رنگ میں کسی بات کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ کیا عمل کے میدان میں یہ حقیقت نہیں کہ اشاعت اسلام کا بھولا ہوا سبق اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کی ذات بابرکات کے ذریعے دوبارہ یاد آیا! کیا یہ واقعہ نہیں کہ عام مسلمانوں کی ایمانی حالت اس عملی راہ سے اس قدر دُور جا پڑی ہے کہ باوجود اس سبق کو دوبارہ رائج کر دینے کے اور باوجود عظیم الشان اور معجز نما نتائج ظاہر ہونے کے نصف صدی گذر جانے پر بھی اِس جہادِ زمانہ یعنی اشاعت اسلام کے متعلق مسلمانوں کا طرزِ عمل جیسا کہ اس تحریک سے قبل تھا ویسا ہی ہے۔ آخر خدارا غور کرو کہ اگر عام مسلمان اشاعت نورِ فرقان پر اپنا ایمان اور اس کے لئے ادنیٰ توجہ بھی روا رکھتا ہے تو یہ جمود اور بے حسی کیوں؟ آخر اسی ملک ہند میں اچھوت اقوام اسلام کی پیاسی ہیں۔ اگر یورپ کی مہم دُور اور غیر سے متعلق تھی تو اپنے ملک کی اشاعتی ضروریات پر کیا توجہ صرف ہوئی؟

جماعت احمدیہ اشاعت کیلئے مخصوص ہے

یونہی خیالی اور وہمی منطق بھگارتے جانا جس کا عمل اور واقعات میں نہ وجود ہے نہ ہونے کی کوئی توقع ہے اس کا کیا فائدہ اور اس سے کیا حاصل! یونہی لاحاصل آزادی کے گیت گانا اور جماعت میں شمولیت کو تنگ دلی و تنگ نظری، اور فرقہ بازی قرار دیتے جانا اگر کسی کے دل کو خوش کر دے تو اور بات ہے ورنہ اِن باتوں سے نہ اسلام کو کچھ فائدہ پہنچ رہا ہے نہ اسلام کا قدم مخالف اقوام کے اندر جم رہا ہے۔ اگر اسلام کا مطلب یہی ہے کہ ایک مسلمان گھر کے اندر بے حس و حرکت پڑا رہے اور چاروں طرف سے دشمن اس کو کھانے کے لئے تیار ہوں، اگر فرقہ بازی اسی کا نام ہے کہ ایک منظم صورت میں نہ صرف دشمن کا دفاع ہو، بلکہ اس کے گھر پر کامیاب یلغار کی جائے تو میں کہتا ہوں، کہ سلام ہے ایسے "اسلام" کو جس کا نتیجہ بے حسی و بے برکتی ہو اور مبارک ہے ایسی تنگ دلی و فرقہ بازی جس کا ما حاصل اسلام کی بلندی و شوکت ہے۔

اِس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ اس زمانہ میں مسلمان قوم کی حالت یقیناً ایسی زبوں ہو چکی ہے کہ جب تک وہ ایسی شخصیت کے دامن سے وابستہ نہیں ہو جاتے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئی، تب تک ان کی نجات نہیں ہو سکتی۔ اِس میں ذرہ بھر مبالغہ اور غلو نہیں کہ اسلام کے لئے اِس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کی ذات اُسے دوبارہ عروج و ترقی دلانے کا موجب ہے پس اگر جماعت احمدیہ لاہور سچے دل سے اِس بات کی خواہاں ہے کہ اشاعتِ اسلام کا کام ترقی کرے اگر صحیح جذبہ اور حقیقی تڑپ کے ساتھ یہ خواہش ہے کہ دنیا میں اسلام کی عظمت و شان قائم ہو تو پھر اسے محکم طور سے یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کا راستہ سوائے حضرت مرزا صاحب کی شخصیت کو پیش کرنے کے دوسرا کوئی نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو کس طریق پر پیش کیا جائے

ہاں یہ امر قابل غور ضرور ہے کہ کس رنگ میں حضرت مرزا صاحب کی ذات کو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ کیا ایک نبی کی شکل میں جیسا کہ قادیانی حضرات کا شغلہ ہے یا ایک مجدد و مصلح کی صورت میں؟ کیا آپ کی ذات کو ان علوم حقہ و اُصول صحیحہ کے ذریعے سامنے لایا جائے جو آپ نے زندہ کئے یا آپ کے مقام و خاندان و مقبرہ کی طرف توجہ دلائی جائے؟ اسلام کے سچے اُصولوں کے احیاء پر اور زمانہ کی ضروریات پر خود حضرت مرزا صاحب نے عظیم الشان لٹریچر پیدا کیا ہے اِس لئے نہایت ضروری ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے اس لٹریچر کی اشاعت نہایت کثرت سے ہو اس سے دو فائدے مقصود ہیں۔ ایک یہ کہ اسلام کے وہ علمی اُصول اور عقلی دلائل جن سے اس دین کا غلبہ مقصود ہے وہ اشاعت پذیر ہوں گے اور دوسرا یہ کہ حضرت مرزا صاحب کی ذات بابرکات سے دُنیا واقف ہو گی اور یہ بات جماعت کی ترقی کا باعث بنیگی۔ اِس میں کلام نہیں کہ حضرت مرزا صاحب علوم فرقانی کا دروازہ کھولنے آئے تھے اِس لئے نئے علوم کی بھی ضرورت ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو کمال خدا تعالےٰ نے مصلح وقت کو عطا کیا تھا اور جس معجز نما و مسحور کن طرز پر آپ نے اسلام کے محاسن و معانی کو پیش کیا ہے وہ کسی دوسرے کا حصہ ہو سکتا ہے۔ علاوہ منطقی دلائل اور فلسفیانہ طرز کے آپ کے کلام میں حقیقی اثر اور روحانیت کی ایسی کیفیت ہے جو کسی دوسرے کی کتابوں میں نظر نہیں آتی۔

انگریزی تراجم و مفت اشاعت

اگر جماعت احمدیہ لاہور اشاعت کے کام کی ترقی دیکھنے کی خواہشمند ہے تو وقت آپہنچا ہے کہ وہ مسلمان قوم کو حضرت مرزا صاحب کے اپنے علم کلام سے آشنا کرے تا مسلمانوں کو معلوم ہو کہ یہ انسان کس قدر قوت و طاقت رکھنے والا ہے اور اس کا سینہ اسلام کے لئے کس درد و سوز سے لبریز تھا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اردو کتب کثرت سے مفت یا بہت ہی کم قیمت پر دی جائیں اور دوم یہ کہ انہیں انگریزی جامہ پہنا کر انگریزی خوان طبقہ کو ان سے روشناس کرایا جائے۔ جماعت لاہور نے تو اپنی قوت کا بیشتر حصہ اصل مقصد پر لگایا مگر افسوس ہے کہ جماعت قادیان نے باوجود اپنے تمام ادعا منابعت و محبت حضرت مرزا صاحب کے یہ کام آج تک سرانجام نہیں دیا۔ حالانکہ دنیا میں حضرت مرزا صاحب کی شخصیت کی قدر و محبت تبھی قائم ہوگی جب آپ کے لٹریچر کو عام لوگوں میں وسیع پیمانہ پر پھیلایا جائیگا۔ فہمیدہ و سنجیدہ طبقہ اور تعلیم یافتہ گروہ بھی تبھی اس عظیم الشان مصلح ربانی کی عظمت کا قائل ہوگا جب اس کے کلام سے روشناس ہوگا۔ کیا جماعت احمدیہ لاہور پر یہ لازم نہیں کہ وہ اگر اپنی جماعتی ترقی کی خواہاں ہے جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں بجز ترقی اسلام کے اور کچھ نہیں تو وہ حضرت مرزا صاحب کی شخصیت کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرے اور کیا آپ کا لٹریچر اردو اور انگریزی زبانوں میں پیش کرنے کے سوا کوئی دوسرا اور ذریعہ ہے جس سے یہ مقصد و مدعا حاصل ہو سکے؟

بقیہ صفحہ ۱۱

ایک یتیم کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ جو پدر و مادر کی آغوش محبت سے محروم ہیں۔ انہوں نے ایک ایسی جاہل۔ بت پرست۔ ان پڑھ اور ناشائستہ قوم میں پرورش پائی۔ جس کے پاس نہ کوئی شریعت و قانون ہے۔ نہ تمدن اور وحدت قومی اور نہ علم و ہنر۔ ان کے زمانہ تک اس قوم نے جو بڑی ترقی کی۔ وہ یہ تھی۔ کہ دوسری قوموں کے میل جول سے اس کے چند آدمی معمولی لکھنا پڑھنا سیکھ گئے تھے۔ مگر آپ ان لوگوں میں سے بھی نہیں۔ اور نہ ان لوگوں میں سے کوئی دکھائی دیتا ہے۔ جس نے آپ پر ایمان میں سبقت کی ہو۔ لیکن اس کے باوجود بہت قلیل عرصہ میں آپ نے ایک ایسی قوم ایک ایسا دین۔ ایک ایسی شریعت اور ایک ایسی حکومت و مدنیت ایجاد کی۔ جو تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ آپ نے لوگوں کو یہ سکھلایا کہ عقیدوں کی بنیاد دلائل عقلی پر رکھیں

اخلاق و آداب میں اعتدال کا طریقہ اختیار کریں جسم اور روح دونوں کے حقوق ادا کریں اور ان خدائی دستوروں کی رعایت رکھیں جن پر مخلوق کے بندوبست اور قوموں کی ترقی و تنزل کا دار و مدار ہے۔ آپ نے لوگوں کو عبادت کے وہ آثار و نتائج بھی بتائے۔ جو پاکیزگی اور اخلاق کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں مثلاً نماز کہ وہ ہر برائی۔ اور بد اخلاقی سے روک دیتی ہے۔ آپ نے انسانوں کے لئے پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام ٹھہرایا۔ ان کے دنیاوی معاملات کو جلب منفعت اور دفع مضرت کے اصول پر مقرر کیا۔ ان کو عقل و فکر کی آزادی بخشی۔ عورت کو اس کی املاک میں خود مختاری عطا کی۔ افسری و ماتحتی۔ آقائی اور غلامی کے تعلقات کی عادلانہ حد بندی کی۔ نظام حرب اور قواعد جنگ کی تنقیح فرما کر بغاوت و سرکشی۔ مقتولوں کی بے حرمتی، عورتوں بچوں۔ بوڑھوں۔ عالموں اور درویشوں کے قتل سے منع فرمایا۔ حالانکہ نہ تو آپ نے کسی شاہی محل میں پرورش پائی۔ نہ علم و ہنر میں بصیرت حاصل کی۔ نہ فضلائے عصر سے فضائل کا اکتساب کیا (کیونکہ ایسے لوگ عرب میں موجود ہی نہ تھے) نہ آپ کو یونانی اور رومی قوانین سے استفادہ کا موقعہ ملا۔ نہ کسی متمدن حکومت نے آپ پر کوئی اثر ڈالا۔ نہ مصری شریعت کی آپ کو ہوا لگی اور نہ آپ کو فارغ البالی کی زندگی ملی۔ تاہم آپ نے دنیا کے سامنے جو قانون پیش کیا۔ اور دین و دنیا کیلئے جو دستور العمل مرتب فرمایا۔ اس کی نظیر نہ دنیا میں ملتی ہے۔ نہ بابل اور مصر میں۔

مسیحی فاضل کا اقرار

مسیحی فاضل نے اس تقریر کو سن کر یہ تو تسلیم کر لیا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تاریخ کے بزرگ ترین انسان ہیں لیکن مسلمانوں کی موجودہ پستی اور بدحالی کو میرے خلاف بطور حجت استعمال کیا۔ میں نے کہا اسلام اور مسلمانوں میں ویسا ہی فرق ہے۔ جیسا عیسائیت اور عیسائیوں میں۔ آپ کو تو اتنا ہی بس ہے۔ کہ اسلامی تمدن ان سے بیگانہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آج وہ موجودہ حالت کو پہنچ گئے۔ اس کے خلاف یورپ کی وہ مدنیت جس کو لوگ غلطی سے مسیحی تمدن کہہ دیتے ہیں۔ جب تک مسلمانوں سے یورپ والوں کا میل جول نہ ہو گیا۔ اور انہوں نے مسلمانوں کی کتابوں کا ترجمہ نہ کر لیا۔ وہ تمدن ان میں ناپید ہی رہا۔ اور یہ لوگ جوں جوں اس میں ترقی کرتے چلے گئے اسی قدر عیسائیت سے

ملازمین کی ضرورت

پروفیسر کی ضرورت

گجرات کالج احمد آباد (کاٹھیاواڑ) کو ۷ نومبر ۳۶ء سے ایک فزکس کے پروفیسر کی ضرورت ہے۔ ملازمت پہلے پہل پانچ سالہ معاہدہ پر ہوگی۔ پہلا سال آزمائشی ہوگا تنخواہ کا گریڈ ۳۰۰ — ۲۰ — ۴۲۰ — ۳۰ — ۶۶۰ — ۴۰ — ۹۰۰ روپیہ ماہوار ہوگا۔ پراویڈنٹ فنڈ کا فائدہ ہوگا۔ پنشن والی اسامی نہیں۔ امیدوار کم از کم شروع تنخواہ کا گریڈ جو وہ لینا پسند کرے لکھ سکتا ہے۔ امیدوار کسی انگریزی سکاچ۔ آئرش یا امریکن یونیورسٹی کا اول درجہ کی آنرز ڈگری رکھتا ہو جس امیدوار نے کسی ہندوستانی یونیورسٹی سے اول درجہ آنرز ڈگری لے کر اعلےٰ پایہ کا ریسرچ کام کیا ہو۔ وہ بھی درخواست دے سکتے ہیں

امیدواروں کو اس بات کا ثبوت بہم پہنچانا چاہیئے کہ انہیں پانچ سالہ تجربہ اڈوانس فزکس پڑھانے کا اور دس سالہ تجربہ ریسرچ کا ہے۔ جو شائع ہو چکا ہے۔ درخواستوں کے فارم معہ دیگر شرائط ملازمت پرنسپل سے مل سکتے ہیں۔ یکم جون سے پہلے عرضیاں پہنچنی چاہئیں۔

دائیوں کی ضرورت

ضلع ملتان کے لئے پانچ سند یافتہ دائیوں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۲۵ روپے ماہوار معہ مفت مکان عرضیاں سول سرجن ملتان کے نام یکم مئی سے پہلے معہ نقول اسناد و سابقہ تجربہ کی تفصیل کے بھیج دی جائیں۔

محکمہ وٹرنری کو ضرورت

پبلک سروس کمشن (ہند) کو امپیریل انسٹی ٹیوٹ آف وٹرنری ریسرچ مکتیسر کے لئے ایک بائیو کیمسٹ کی ضرورت ہے جو آنرز یا ایم۔ ایس۔ سی کیمسٹری پاس ہو۔ آرگینک کیمسٹری میں خاص اعلےٰ تعلیم حاصل کی ہو۔ اور بائیو کیمسٹری ریسرچ کا عملی تجربہ رکھتا ہو۔ تنخواہ نئے امیدوار کے لئے ۲۰۰ — ۱۵ — ۳۵۰ — ۲۰ — ۶۵۰ روپیہ ماہوار۔ جو شخص پہلے ہی ملازم گورنمنٹ ہو اسے تنخواہ کا پرانا گریڈ ۲۵۰ — ۲۵ — ۵۵۰ — ۲۵ — ۷۵۰ روپیہ ماہوار ملیگا۔ دو سال کے لئے امتحاناً جگہ ہوگی۔ اس عرصہ میں طرفین ۳ ماہ کا نوٹس دے کر علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ ملازم سرکار درخواست دے سکتے ہیں۔ مسلمان امیدوار اس لیاقت کا مل گیا۔ تو اسے ترجیح دی جائیگی۔ بشرطیکہ اس کا نام پبلک سروس کمشن کی فہرست امیدواران پر ہو۔ عرضیاں ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء سے پہلے پہنچنی ضروری ہیں۔ فارم درخواست معہ دیگر تفصیلات کے سیکرٹری پبلک سروس کمشن شملہ سے مفت مل سکتی ہیں فارم کے لئے درخواست کرتے وقت جگہ کی تفصیل دے دی جائے۔

موجودہ انقلابات

میں احمدی نوجوانوں کا فرض

(از شبیر محمد اختر مدیر معاون)

بیسویں صدی میں جس قدر انقلابات ہوئے ہیں ان کی مثال شاید تاریخ پیش نہ کر سکے۔ آج کل تمام دنیا میں ایک عالمگیر بے چینی و جدوجہد میں مصروف ہے ہر ملک اور قوم اپنے بقا کے لئے۔ ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ دماغوں میں انقلابی خیالات ہیں دل جوش سے پر ہیں۔ ملک کی حفاظت سب سے "مقدس فرض" سمجھا جا رہا ہے۔ اٹلی حبشہ پر ہاتھ صاف کر رہا ہے۔ جرمنی رائن لینڈ کی طرف پاؤں پھیلا رہا ہے۔ ترکی قلعہ بندی میں مصروف ہے۔ جاپان چین پر نگاہ جمائے بیٹھا ہے روس ترکی کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے۔ عرب شام۔ مصر اپنی اپنی جگہ پر اپنی حفاظت میں مشغول ہیں۔ ہندوستان میں کانگرس مصروف عمل ہے مسلم لیگ خواب سے بیدار ہو رہی ہے۔

غرض حالات عالم کے مطالعہ کرنے والوں کے لئے عجیب دلچسپی کا سامان موجود ہے۔ واقعات کی روشنی میں اگر مختلف ممالک کا مطالعہ کیا جائے تو آپ دیکھیں گے۔ کہ ہر ایک جماعت۔ ہر ایک ملک سیاسی طاقت حاصل کرنے کے درپے ہے۔ مسلمانوں کی حالت جو کچھ ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً ہندوستان کے مسلمان کی حالت تو قابل رحم ہے علما جو مسلمانوں کے "رہنما اور لیڈر" سمجھے جاتے ہیں اور جو اپنے آپ کو "نائب رسول" کہہ کر اپنا حق مسلمانوں سے منوانے کے عادی ہیں ان کی حالت کا نقشہ انہیں میں سے ایک ــــــ مولوی ظفر علی خاں صاحب کی زبان سے سنئے:-

"ہمارے علماء کمزور ہیں۔ ہمارے امراء کمزور ہیں اور ان پر فالج گر چکا ہے۔ چند نفوس قدسی کو چھوڑ کر علماء کی اکثریت غافل واقع ہوئی ہے"

اخبار "احسان" ۲۹ فروری ۳۶ء

ان واقعات کے ہوتے ہوئے ایک مسلمان مفکر کے سامنے یہ سوال آتے ہیں۔ کہ کیا اس عالمگیر انقلاب میں مسلمان کی زندگی ممکن ہے؟ کیا اسلام موجودہ طوفان کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ اور مسلمان کا فرض کیا ہے؟

ان سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں اسلام کی تعلیم اور قرآن کی طرف متوجہ ہونا پڑیگا کیا اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کے موجودہ اعتقادات اور ان کا عمل یکساں ہے؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں دیتے ہیں اسلام کی تعلیم ایک ایسی اعلےٰ تعلیم ہے کہ جس نے چند منتشر بدوؤں کو اٹھا کر دنیا کا رہنما اور وارث بنا دیا۔ اس نے خونخوار شتربانوں کو اتنا مہذب بنایا۔ کہ وہ دنیا کے لئے استاد ثابت ہوئے یہ محض افسانہ نہیں حقیقت ہے اور مخالفین اسلام نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن آج معاملہ اس کے برعکس ہے۔

ستر کروڑ انسان اسلام کے پیرو ہوں اور ان کی حالت اس قدر ناگفتہ بہ ہو مسلمانوں نے اسلام کی تعلیم کو چھوڑ کر اپنے چند معتقدات کو "اسلام" سمجھ رکھا ہے۔ وہ اپنے اس "اسلام" کو بچانے کے لئے اسلامی تعلیمات کے خلاف کئی باتیں کر جاتے ہیں۔ اور یہ ان کی ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان قوم کی یہ حالت ہے۔ اس کے لیڈروں اور رہنماؤں کو ذرا نظر عمیق سے مطالعہ کیجئے۔ تو آپ کو چند خونخوار "درندے" نظر آئیں گے۔ جو "بے توف بھیڑوں اور بکریوں" کا خون چوس رہے ہیں زمانہ بتا رہا ہے کہ اگر مسلمانوں کی حالت یہی رہی۔ تو ان کا ذلیل ہونا مقدر ہے اور اس حالت کا نقشہ بار بار قرآن مجید نے بنی اسرائیل کی زندگی سے پیش کیا ہے جو باوجودیکہ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ لیکن ان کی غلامی کی داستان رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے۔ آج یہی حال مسلمانوں کا ہے۔ جناح نے کہا تھا۔ کہ مسلمان ویران زمین ہے۔ جو چاہتا ہے اس پر قبضہ کر لیتا ہے۔

مسلمانوں کی موجودہ پستی کو دیکھ کر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ "کیا اسلام موجودہ طوفان کا مقابلہ کر سکتا ہے؟" اس کا جواب ہم بلا خوف و خطر "ہاں" میں دیتے ہیں۔ اعتقادی رنگ میں نہیں۔ بلکہ تاریخ شاہد ہے اسلام کے عالمگیر اصول گواہ ہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک ثبوت ہے۔ جب تک مسلمانوں کے ہاتھ میں قرآن تھا۔ وہ باعزت تھے وہ دنیا کے رہنما تھے۔ اور دنیا کے وارث تھے . . . . . . لیکن جب انہوں نے اسلام اور قرآن کو چھوڑا۔ اور اربابا من دون اللہ کو اپنی کامیابی کا ذریعہ بنایا۔ وہ ذلیل ہو گئے۔ آج دوسری قومیں اسلام کے اصولوں پر اپنا لائحہ عمل تیار کرتی ہیں۔ اس لئے وہ کامیاب ہیں۔ اسلام کسی کی میراث نہیں۔ جو شخص اس پر عمل کرے گا۔ وہ بامراد و کامیاب ہوگا۔

اب ذرا قرآن مجید پر نظر ڈالئے وہاں ایک نقشہ پیش کیا گیا ہے ظہر الفساد فی البر والبحر۔ خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا۔ اس کے بعد دوسری قوموں کے واقعات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ ان کے حالات دیکھو۔ خدا نیکوں سے کیا سلوک کرتا ہے اور بدوں کو وہ پسند نہیں کرتا۔ پھر ایک بشارت دی ہے۔

فانظر الی اثر رحمت اللہ کیف
یحی الارض بعد موتھا ان ذالک
لمحی الموتی (الروم ۵۰)

سو اللہ کی رحمت کے آثار کی طرف دیکھ
کس طرح زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ
کرتا ہے۔ بے شک وہی مردوں کو زندہ کرنے
والا ہے"

ہم اس زمانہ میں دیکھتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی قوم چند دعاوی لے کر اٹھی ہے اور اس کا دعوےٰ ہے۔ کہ اس زمانہ میں "اللہ کی رحمت کے آثار" وہی قوم ہے۔ اس کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ قرآن کے ذریعہ دنیا کو فتح کر سکتی ہے "کیا اسلام موجودہ طوفان کا مقابلہ کر سکتا ہے" کے چیلنج کا جواب وہ دیتے ہیں۔ کہ ہاں کر سکتا ہے۔

قرآن کریم کے اس دعوےٰ کے پورا ہونے کا وقت کہ "اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا" وہ یہی زمانہ بتاتے ہیں سرسری طور پر اس قوم کی تاریخ کو دیکھنے والا معلوم کر سکے گا۔ کہ انہوں نے تھوڑے سے عرصہ میں کیا کچھ کیا ہے۔ ان کا سب سے بڑا میدان عمل یورپ ہے۔ جہاں ان کی کوششوں کے شاندار نتائج رونما ہو رہے ہیں۔ یورپ کی ذہنیت مذہب کے متعلق بدل گئی ہے اور بدلی جا رہی ہے اور اس ذہنیت کی تبدیلی مسلمانوں کے احیاء اور استحکام کا باعث ہوگی۔ مغربی تہذیب جس کے اثر سے آج مشرق مغرب کا غلام بن چکا ہے۔ اگر اسلام کے رنگ میں رنگین ہو گئی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مشرق خود بخود اسلامی رنگ میں رنگا جائیگا۔ دہریت اور مغربیت کا خاتمہ اسلام کی حیات تازہ کا باعث ہوگا۔

اس وقت مسلمانوں کا کیا فرض ہے؟ اس کا جواب جوان کے "لیڈروں" کے عمل میں نظر آتا ہے۔ وہ تو یہ ہے۔ کہ "بھائی بھائی کا گلا کاٹے۔ تفرقہ بازی کو زیادہ قوت پہنچائی جائے۔ مذہب کو چھوڑ کر سیاست پر مسلمانوں کی زندگی کا انحصار ہو"

لیکن احمدی نوجوانوں کا ایک فرض ہے۔ آپ ایک مجدد کی قوم کے نوجوان ہیں۔ دوسرے نوجوان سیاسی اغراض کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ دوسری قوموں کے نوجوان دنیاوی شہرت کے لئے جان پر کھیل جاتے ہیں۔ کیا آپ اسلام کے لئے کچھ کرنے کو تیار ہیں؟ آپ تعداد میں بہت کم ہیں۔ پروا نہ کیجئے۔ آئیے! اسلام کے لئے قرآن کے ذریعہ جہاد کے لئے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی عزت کے لئے اپنی زندگیاں دے دیں اور دنیا میں ایک مثال قائم کر دیں جس طرح جنگ بدر میں دو بچوں نے جام شہادت پینے کے لئے کس بے تابی کا اظہار کیا تھا۔ اور ان کی قربانی قیامت تک ایک یادگار رہے گی بالکل اسی طرح آئیے کہ قرآن اور اسلام کی تعلیم کا جھنڈا لے کر نکلیں اور حضرت مجدد زمان علیہ السلام کے ہاتھ پر جو عہد کیا تھا۔ اس پر جان دے دیں۔ مٹ جائیں۔ یہ موت ہماری قوم کی زندگی ہوگی۔ قربانیاں قوم کی زکوٰۃ ہوتی ہیں۔ ہمارا نصب العین صرف ایک ہو "اسلام کو دنیا میں پھیلانا" اگر ہم میں سے ہر ایک نوجوان اس **سلسلہ** کو لے کر نکل پڑے۔ تو وہ وقت قریب ہے کہ جب تمام دنیا سے یہ ہنگامہ آرائیاں مٹ جائیں اور ہر طرف ایک امن اور امان کا دور دورہ ہو۔ اور اس کا سہرا آپ جیسے احمدی نوجوانوں کے سر ہوگا

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ ٹرکی نے حکومت یونان کو سرکاری طور پر مطلع کیا ہے کہ ترک افواج نے آبنائے باسفورس پر فوجی قبضہ کر لیا ہے۔

—— بیت المقدس ۱۹-اپریل- یافہ میں عربوں اور یہودیوں کے مابین سخت فساد ہو گیا پولیس کو مداخلت کرنی پڑی۔ بلوائیوں پر لاٹھی چارج کا کوئی اثر نہ ہوا چنانچہ فوج کو طلب کر کے گولی چلائی گئی جس کی وجہ سے متعدد آدمی ہلاک ہوئے۔

—— یروشلم ۲۰ اپریل عربوں اور یہودیوں میں خوفناک تصادم ہو گیا جس میں ۱۹ آدمی ہلاک ہوئے اور ۳۵ آدمی شدید مجروح جن میں سے گیارہ کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔

—— یروشلم ۲۰ اپریل- یافہ میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے اب حالت بالکل پرسکون ہے حکومت نے اعلان شائع کیا ہے جس کی رو سے ہائی کمشنر فلسطین کو ہنگامی اختیارات دے دئے گئے ہیں۔

—— یافہ ۲۰ اپریل- شہر میں مکمل ہڑتال ہے۔ تمام دکانیں بند ہیں۔ لوہے کی خود پہنے ہوئے پولیس اور فوج کے سپاہی رائفلیں اٹھائے گلیوں کوچوں محلوں اور بازاروں میں گشت لگا رہے ہیں۔ فساد کی ابھی تک کوئی قابل اطمینان وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ یکم اپریل کو مصر و عراق کے درمیان لاسلکی ٹیلیفون کا افتتاح ہوا۔ وزیر اعظم مصر نے وزیر اعظم عراق سے گفتگو کی۔

—— عراق کے ملک الشعراء استاذ جمیل صدقی الزہاوی کا گزشتہ ماہ انتقال ہو گیا آپ بہت ضعیف العمر تھے اور ممالک عربی میں بزرگ ترین شاعر منصور ہوتے تھے۔ تمام بلاد عربیہ میں آپ کے انتقال پر اظہار حزن و ملال کیا جا رہا ہے۔

—— انگورہ ۱۸ اپریل- ترکی حکومت اس وقت اپنی طاقت کو مضبوط کرنے میں سرگرمی سے مصروف ہے چنانچہ حال ہی میں کوئلے کی کانوں کے پاس لوہے کے کارخانے قائم کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔ ابتدائی مراحل طے ہو گئے ہیں "لندن" [illegible] کا ایک عظیم الشان کارخانہ قائم کیا گیا ہے جس میں ۱۴ انچ قطر کی توپیں تیار کی جائیں گی۔

—— پیرس ۲۰ اپریل- وزیر خارجہ ترکی ڈاکٹر توفیق رشدی آراس کا ایک بیان [illegible] اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ آج کل [illegible] اور محض تصوری ہیں [illegible] تعمیر کرنا چاہتے ہیں جو غیر ممکن ہے۔

—— آپ نے [illegible] فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ مجلس اقوام [illegible] قائم کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا لیکن تجربہ سے مجلس اقوام [illegible] ثابت ہوئی اور وہ اپنے مقصد میں بالکل ناکام رہی ہے۔

—— [illegible] ۲۰ اپریل- فرانسیسی بحری فوجی حکام کا ایک وفد [illegible] کی زیارت میں حدیدہ پہنچا۔ حدیدہ اور صنعا میں اس وفد کا شاندار استقبال کیا گیا [illegible] امام یمن سے گفت و شنید کرتے رہے [illegible] گفت و شنید کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ سلطان ابن سعود نے جدہ اور ریاض کے درمیان ایک ہوائی ڈاک کا سلسلہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ رسل و رسائل میں آسانیاں ہوں اس ہوائی سروس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ نو آموز ہوا بازوں کو باقاعدہ مشق کا موقعہ ملے گا۔

ہندوستان

—— لاہور ۱۹-اپریل- مسجد شہید گنج کے مقدمہ میں ڈاکٹر عالم کی فاضلانہ بحث جاری ہے۔

—— نئی دہلی ۱۸-اپریل- جدید وائسرائے لارڈ لنلتھگو مع لیڈی لنلتھگو یہاں ۵½ بجے پہنچے۔ چیف کمشنر نے آپ کا استقبال کیا۔ لارڈ موصوف اسٹیشن سے شاہانہ جلوس کی صورت میں قصر وائسرائے کی طرف روانہ ہوئے۔

—— اس عرصہ میں متعدد والیان ریاست، سرکاری ارکان، حکام و ارکان اسمبلی دربار ہال میں جمع ہو چکے تھے۔ جلوس دربار ہال میں شام کے چھ بجے پہنچا۔ ہوم سکرٹری نے لارڈ موصوف کی تقرری کا اعلان پڑھ کر سنایا۔ سر ڈگلس ینگ چیف جسٹس لاہور نے آپ سے حلف وفاداری لیا۔ اس کے بعد تمام مہمانوں کو وائسرائے ہند اور لیڈی لنلتھگو کے حضور پیش کیا گیا اور پھل اور مٹھائی سے ان کی تواضع کی گئی۔

—— وائسرائے کے دربار میں کانگرس پارٹی کے کسی ممبر نے شرکت نہیں کی۔ البتہ چار سو معزز مہمانوں کے درمیان پنڈت مالویہ گاندھی ٹوپی پہنے موجود تھے۔ ان مہمانوں میں ۳۰ کے قریب والیان ریاست اور باقی سرکاری حکام و ارکان تھے۔ یہ سب کے سب سفید درباری لباس میں ملبوس تھے۔ کانگرس نیشنلسٹ پارٹی کے صدر مسٹر اینے بھی شریک دربار تھے۔

—— لارڈ ولنگڈن ۱۹-اپریل کو بمبئی سے رخصت ہو گئے۔ بلدیہ بمبئی نے آپ کو الوداعی ایڈریس دیا۔

—— نئی دہلی ۱۸-اپریل- آج شام ۹½ بجے جدید وائسرائے نے اپنی تقریر براڈکاسٹ کی اس تقریر میں آپ نے پولیس، کسانوں، دیہاتیوں، کارخانہ داروں اور نوجوانوں سے بہت سے وعدے کئے۔

—— آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کامیابی اور شادمانی کے حصول کے لئے جو باتیں بے حد ضروری ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اعتماد باہمی کے علاوہ ایک دوسرے کا احترام کیا جائے۔ آئندہ پانچ سال کے عرصہ میں بدون ذریعے و تامل میں اپنا دل و دماغ اور اپنی صحت آپ کے ملک ہندوستان کی خدمت کے لئے وقف کروں گا آپ سے میں صرف یہ بات کا ملتجی ہوں کہ آپ اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں۔

—— دہلی ۱۹-اپریل- دہلی میں بادشاہ کی خوشی اور اپنے یہاں کے جشن سیمیں کی تقریب پر لارڈ لنلتھگو کی طرف سے دہلی کے ہزارہا غرباء کو دعوت طعام دی گئی ہے۔ دعوت میں ہندوؤں کو حلوا پوری اور بھاجی اور مسلمانوں کو گوشت پلاؤ اور نان دیئے جائیں گے۔ عیسائیوں کو اجازت ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کھانا کھائیں یا ہندوؤں کے ساتھ۔ غریب طبقوں میں وائسرائے کی اس دعوت کا بہت چرچا ہے۔

—— دہلی ۱۹، وائسرائے ۲۳ کو دہلی سے پہاڑ کو تشریف لے جائیں گے سابقہ روایات کے مطابق آپ شملہ تشریف لے جانے سے پیشتر ڈیرہ دون بھی جائیں گے۔

—— مراد آباد ۲۰ اپریل- آئندہ انتخابات میں مراد آباد کے زنانہ حلقے کی طرف سے بیگم صاحبہ محمد علی مرحوم آف کامریڈ کھڑی ہوں گی۔

—— لاہور ۱۹-اپریل- پنجاب کے مشہور پہلوان "جیجا" اور جرمن پہلوان کریم کی کشتی ہوئی جیجا نے کریم کو نصف منٹ میں چاروں شانے چت گرا لیا۔

—— لاہور ۱۹-اپریل- آج نواب محمد شاہنواز خاں آف ممدوٹ کی کوٹھی واقع ڈیوس روڈ لاہور میں سر فضل حسین نے اتحاد پارٹی کے ہیڈ کوارٹر کی رسم افتتاح ادا فرمائی اور اس سلسلہ میں پارٹی کے مقاصد و پروگرام کے متعلق ایک زبردست اور مفصل تقریر فرمائی۔

ممالک خارجہ

—— روما ۲۰-اپریل- روزنامہ "پوپولو دی اطالیہ" میں ایک زبردست مقالہ شائع ہوا ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ حکومت اطالیہ سارے حبشہ پر قابض ہونے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ تمام اہل حبشہ کو اطمینان دلایا جا سکے۔

—— لندن ۲۱ اپریل- کل عصر کے وقت ہندوستانی کرکٹ ٹیم انگلستان پہنچ گئی۔

—— لندن ۲۱-اپریل- قصر شاہی سے ایک اعلان شائع ہوا ہے کہ انگلستان اور مصر کی گفت و شنید ۱۵-مئی تک ملتوی کر دی گئی ہے تاکہ مصری مندوبین کو انتخابات میں حصہ لینے کے لئے وقت مل جائے۔

—— روزنامہ "بمبئی کرانیکل" کا نامہ نگار خصوصی متعینہ دائمو رقمطراز ہے کہ اسالاجی کے قریب حبشی فوجوں نے اطالوی فوج کے چودہ اہم اور مستحکم جنگی مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس معرکے میں ہزارہا اطالوی کام آئے حبشیوں نے ان کے میگزین پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— اطالویوں کی طرف سے حبشی فوجوں اور آبادیوں پر عرصہ سے گولہ باری ہو رہی تھی۔ اس کے علاوہ زہریلی گیس کے ذریعہ انہیں درگور کیا جا رہا تھا اور ان کے بال بچوں اور ان کی عورتوں کو سفاکانہ طریق پر قتل کیا جا رہا تھا اس لئے حبشیوں نے اس معرکہ میں اطالویوں سے خوب اچھی طرح انتقام لیا۔

—— حبشہ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل شاہ حبشہ بعض جگہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ جہاں وہ جاتے ہیں اپنی تقریروں کے ذریعے افواج کی ہمت میں کئی گنا اضافہ کر دیتے ہیں۔ جنرل وہیب پاشا نے آپ کے احکام کے مطابق ہی جنگل سے سوکھی لکڑیاں جمع کر کے اطالویوں کے خاردار حلقوں کو جلا ڈالا اور اس طرح راستہ صاف کر کے اطالوی کیمپ پر قبضہ کر لیا۔

—— شاہ حبشہ کے قتل کی افواہ کی قابل وثوق ذرائع سے تردید ہو گئی ہے۔

—— ادیس ابابا ۲۰-اپریل- شہر بالکل خالی کر دیا گیا ہے۔ تمام رات خروج فوج کا سلسلہ جاری رہا۔ برطانوی اور ولندیزی ایمبولنس کاریں پہنچ گئی ہیں۔

—— میڈرڈ ۲۱-اپریل- ہسپانوی جمہوریت میں اشتراکیت پسند عنصر غالب آ رہا ہے۔ یہ لوگ رفتہ رفتہ حکومت کی تمام مشینری پر قابض ہو رہے ہیں۔

—— حکومت [illegible] نے تمام [illegible] سال کی عمر کے بچوں کے لئے فوجی تعلیم لازمی قرار دی ہے اور بچوں کو سکولوں میں نشانہ بازی اور فوجی کھیلیں سکھلائی جایا کریں گی۔

—— ادیس ابابا ۲۱-اپریل- معلوم ہوا ہے کہ جنوبی محاذ پر حبشی قبائل کے لشکر نے اطالیہ کی متعدد اسلحہ سے بھری ہوئی لاریوں پر قبضہ کر لیا ہے یہ لاریاں ادیس ابابا کی طرف جا رہی تھیں۔

—— لندن ۲۱-اپریل- مانچسٹر کے فوجی مظاہرات کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے وزیر جنگ نے کہا کہ یورپ کی موجودہ صورت حال ۱۹۱۴ء سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔

—— اطالیہ اور حبشہ کی گفتگوئے صلح بالکل ناکام رہی۔ اطالیہ حبشہ کے مفتوحہ علاقوں پر قبضہ رکھنا چاہتا ہے [illegible] اس پر آمادہ نہیں ہیں لیگ کونسل نے گفتگوئے مصالحت کی ناکامی پر افسوس کی قرارداد منظور کی ہے۔

—— ادیس ابابا ۲۱-اپریل- حکومت حبشہ نے عوام الناس کو حکم دیا ہے کہ ہر ایسا نوجوان جو فوجی خدمات کے قابل ہو اسلحہ کارتوس اور خوراک کی فراہمی میں مصروف ہو جائے اور [illegible] دشمن کے مقابلہ میں آخری جنگ لڑنے کے لئے تیار ہو جائے اس وقت پانچ ہزار نوجوانوں نے مادر وطن کی حفاظت کے لئے اپنی خدمات پیش کر دی ہیں اور حکومت کو اطمینان دلایا ہے کہ ہم وطن کی عزت و ناموس کی خاطر آخری دم تک لڑیں گے۔

علامہ رشید رضا مرحوم کی ایک عیسائی سے بحث

حضرت مرزا صاحب پر توہین مسیح کا الزام لگانے والوں کیلئے سرمۂ بصیرت

"پیغام صلح" ۱۱ اپریل میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک مقالہ شائع ہوا تھا جس میں علامہ رشید رضا مرحوم (مصر) کے ایک مضمون کا ذکر اور اس کے اقتباسات درج تھے بعض احباب کی خواہش پر اس مضمون کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے: (مدیر)

ایک غیر متعصب مسیحی فاضل کے ساتھ جو تاریخ اور جغرافیہ کا بڑا ماہر تھا اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ کہ تاریخ میں بزرگ ترین اور کامیاب ترین انسان کون ہے۔ اس گفتگو میں ہم دونوں نے اپنے آپ کو غیر جانبدار بلکہ ایک حد تک بے اعتقاد تسلیم کر لیا تھا تاکہ عقیدت و محبت تحقیق کی راہ میں رکاوٹ ثابت نہ ہو۔ اس سوال کے جواب میں میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا۔ اور فاضل مسیحی نے موسےٰ اور عیسےٰ (علیہم السلام) کا۔ معمولی گفتگو کے بعد ہم دونوں اس امر پر تو متفق ہو گئے کہ تینوں انسان بہت بڑے بزرگ ہیں۔ مگر اختلاف اس میں تھا۔ کہ ذاتی حالات۔ اخلاقی سیرت تاریخی اثرات اور زمانہ کے ماحول کے لحاظ سے ان میں سے افضل کون ہے۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب کون رہا۔

حضرت موسےٰ کا ماحول

میں نے کہا حضرت موسےٰ نے اپنے زمانہ کے سب سے بڑے بادشاہ (فرعون) کے خاص محل میں شہزادہ کی طرح پرورش پائی۔ آپ دولت اور سلطنت کے سہارے آگے بڑھے۔ سیاست و حکومت کی محبت نے آپ پر قبضہ کیا۔ تمدن اور تہذیب کے گوشوں پر نظر ڈالی۔ اور سحری علوم کا مطالعہ کیا۔ ہر قسم کی صنعتوں میں درک حاصل کیا۔ شریعت اور قانون کے سایہ میں حکمرانی کے اصول سیکھے۔ سلطانی عزت اور سیاسی وقار کے مطابق آپ میں شجاعت بلند حوصلگی دقت نظر اور ذہنی بلوغ پیدا ہوا۔ اور جب آپ اس قابل ہوئے۔ کہ فرعون اور حامیانِ فرعون کے دشمن اور ان کے لئے رنج و حزن کا موجب ہو سکیں۔ تو آپ نے محسوس کیا۔ کہ بنی اسرائیل کثرت نسل ذکاوت فطرت اور جفاکشی کے باوجود مظلومی اور ذلت کی لعنت میں گرفتار ہیں۔ اس لئے آپ نے اپنے حمایتیوں کا ایک گروہ بنایا۔ اور ایک سلطنت قائم کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ یہ شوق آپ میں ملوکانہ تربیت اور سیاسی ماحول نے پیدا کر دیا۔

تاریخ کی گواہی

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرعون کا مقابلہ اس قوت سے کیا جس سے آپ عموماً لوگوں کو مائل اور قبائل کو مسخر کیا کرتے تھے۔ اور یہی وہ طلسماتی قوت تھی جس کی گود میں پل کر آپ جوان ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے حمایتیوں کے زور سے فرعون پر خروج کیا۔

اس قسم کے خروج کی مثالیں اکثر ممالک میں ملتی ہیں۔ اور تاریخ اس قسم کے باغیوں کے متعدد واقعات پیش کرتی ہے۔ جنہوں نے سلطنتوں میں خروج کر کے ریاستیں اور سیادتیں قائم کر لیں۔ اور حضرت موسےٰ تو صرف فرعون سے اپنی قوم کو آزاد کرا کر بھاگ نکلے تھے۔ البتہ سمندر سے پار اتر جانا ضرور حیرت انگیز ہے۔ جو نہ تو کسی حیلہ سے سرانجام پا سکتا ہے اور کسی سحر یا ہنر سے لیکن اس کے متعلق بعض مورخ لکھتے ہیں۔

"بنی اسرائیل نے سمندر کو اس کے اتار کی انتہائی حالت میں اور بہت کم گہرائی کی جگہ سے عبور کر لیا تھا۔ مگر جس وقت فرعون اور اس کے لشکر نے اپنے قدم اس میں اتارے تو سمندر کا چڑھاؤ بہت زور پر ہو گیا۔ اور وہ سب اس میں غرق ہو گئے۔"

اسی قسم کا واقعہ نپولین بونا پارٹ کو بھی پیش آ چکا ہے وہ بھی اپنی فوج کو جوار کے وقت لئے ہوئے بحر احمر سے کنارہ پر جا پہنچا تھا۔ مگر جب وہ ساحل مصر کی طرف واپس آنے لگا۔ تو مد کی ابتداء ہو چکی تھی۔ اگر اس نے یہ حکم نہ دیا ہوتا۔ کہ لشکر کے آدمی ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ تاکہ ان کی مجموعی قوت مد کی طاقت پر غالب آ جائے۔ تو وہ سب کے سب غرق ہو جاتے

اس کے علاوہ حضرت موسےٰ کے جو حیرت انگیز کام ہیں۔ ان کی روایات مشکوک اور ان کے سمجھنے میں مشکلات ہیں۔ ان کاموں کا آپ کی نبوت پر دلالت کرنا اور ان کا خدا سے ہمکلام ہونا محال نظر آتا ہے۔ جب آپ کے زمانہ کے لوگوں کی ہی ان باتوں سے تسلی نہ ہو سکی۔ تو دور حاضرہ کے لوگ ان سے کس طرح تشفی پا سکتے ہیں۔

وہ شریعت جس کو آپ لائے تاریخ گواہ ہے۔ کہ اس کا اکثر حصہ مصریوں کی شریعت سے ماخوذ ہے۔ باقی ماندہ حصہ کی تدوین و ترتیب ایسے آدمی سے کچھ بعید نہیں جس کی تربیت قانون و سلطنت کے سایہ میں انجام کو پہنچی ہو۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام

اب حضرت عیسےٰ (علیہ السلام) کے حالات پر نظر ڈالئے آپ ایک یہودی مرد ہیں۔ موسوی شریعت نے آپ کی ذہنی تربیت کی ہے۔ رومی قوانین سے واقف اور یونانی فلسفہ سے آگاہ ہیں اور آپ کو ان تینوں قوموں کی مدنیت پر پوری بصیرت حاصل ہے۔ جو تہذیب کی عظمت اور علم و حکمت کی وسعت میں معمورۂ ارضی کی تمام قوموں پر فائق تھیں

اس کے باوجود اور ان سہولتوں کے ہوتے ہوئے کوئی چیز آپ کو نئی شریعت بنانے میں اور کسی نئی امت کی تخلیق پر آمادہ نہ کر سکی۔

آپ محض ایک شستہ زبان خطیب۔ قادر الکلام مقرر اور فصیح البیان واعظ تھے جن کے ذہن میں رہبانیت ترک دنیا اور آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے نفس کی تذلیل کے بارے میں بعض یونانی فلاسفروں کی انتہا پسندی نے دخل حاصل کر لیا تھا۔ پس آپ نے ان مضامین کو پھیلانا شروع کیا۔ اور جنہوں نے اپنے لئے آپ کے کلام میں تسکین پائی ان کے پیچھے ہو لئے۔ اور آپ کے متعلق عجیب عجیب باتیں پھیلانے لگے۔ مگر وہ کرامتیں۔ جو آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اس کا دسواں حصہ بھی نہیں۔ جو مسلمانوں کے بعض خدا رسیدہ بزرگوں مثلاً سید احمد بدوی۔ اور شیخ عبد القادر جیلانی کے متعلق منقول ہیں۔

رہی آپ کی عجوبہ پیدائش سو یہ ایسا دعوےٰ ہے جس کو توہمات کی دنیا سے علیحدہ کر کے برہان عقلی سے بغیر نبوت اسلام کے ثابت کرنا محال ہے۔ اگر کوئی مورخ حسن ظن سے کام لے تو اتنا کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ مریم کے شوہر یوسف نجار کے فرزند ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ عیسائی بھی اس زوجیت کے منکر نہیں ہم حضرت موسےٰ کی نسبت تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ صاحب اثر و نفوذ تھے لیکن تاریخ حضرت عیسےٰ کے متعلق کسی قابل ذکر امر کا پتہ نہیں دیتی۔ نہ علم میں۔ نہ اصلاح اور مدنیت میں۔ بلکہ آپ کی تعلیم۔ تہذیب و تمدن کی دشمن ہے۔ اور انسان کو افق اعلےٰ سے حیوانیت کے سب سے نچلے طبقہ میں پھینک دیتی ہے۔ کیونکہ اس میں تربیت نفسانی کی بنا ذلت و خواری برادرِ حق تلفی اور پامالی کو رضامندی کے ساتھ قبول کر لینے پر رکھی گئی ہے۔ ان کی تعلیم میں اس اعتقاد کے ساتھ دنیا کی ترقیوں کو خیرباد کہنے کا حکم موجود ہے۔ کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں سے گذر سکتا ہے۔ مگر کسی امیر کا خدا کی بادشاہت میں گذر نہیں ہو سکتا۔

ایک دوسری جہت سے بھی آپ کی تعلیم میں شتر بے مہاری کا سبق موجود ہے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ جو شخص نجات کے لئے مسیح کی مصلوبیت پر ایمان لاتا ہے۔ وہی آسمانی بادشاہت میں داخل ہو سکتا ہے۔ اور اس کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔ غور کرو جس شخص کا یہ عقیدہ ہو۔ اس کو تو سب روا ہو جائیگا اور وہ ہمیشہ اپنی خواہشات کا مطیع رہے گا تیسری جہت سے صاف نظر آتا ہے کہ۔

مسیح کی یہ تعلیم بت پرستانہ ہے

کیونکہ وہ انسان پرستی کا حکم دیتی ہے اور عقل کے قانون کو گل کرتی ہے۔ وہ انسان کو بعید از عقل عقائد کو مان لینے پر مجبور کرتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ خدا تین ہیں۔ اور تین نہیں۔ بلکہ ایک ہے حالانکہ یہ بات بداہتاً باطل ہے۔ کہ ایک تین ہوں۔ اور تین ایک ہو۔ اس تعلیم کی رو سے فکر و ارادہ کی آزادی بھی سلب ہو جاتی ہے کیونکہ وہ دینی عمائد کے اقتدار کے ساتھ اس قاعدہ سے وابستہ کر دیتی ہے۔ کہ جس چیز کو وہ زمین پر کھول دیں وہ آسمان پر بھی کھول دی جائیگی۔ اور جس کو وہ بند کر دیں وہ آسمان پر بھی بند کر دی جائیگی۔

یہ گمان کہ یورپین تمدن مسیحی تمدن ہے باطل محض ہے کیونکہ یہ مادی مدنیت ہے جو مال و دولت۔ عزت و وجاہت تسلط و تغلب اور شہوت پرستی پر موقوف ہے۔ اور مسیحی تعلیم ان کے منافی ہے۔ یورپین باشندے مسیحی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اس حد تک پہنچے ہیں۔ اگر یہ مدنیت مسیحی تعلیم کے اثر سے ہوتی۔ تو مسیح سے قریب تر اس کا ظہور ہو جانا چاہیئے تھا۔

خلاصہ یہ کہ دنیا کی تاریخ حضرت مسیح کے کسی ایسے کارنامے سے بالکل بے خبر ہے۔ جو ان کو قوموں کے مصلحین اور ملتوں کے شارعین کی صف میں جگہ دے سکے۔

سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم

اب آیئے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وہ ہم کو

(باقی بر صـ۸)

مسلم ہائی اسکول لاہور کی مختصر تاریخ اور خدمات

(از جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب بی اے علیگ بی ٹی ہیڈ ماسٹر)

سکول کے قیام کا مقصد

اس حقیقت سے کسی ہوشمند انسان کو انکار نہیں ہو سکتا کہ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت قوموں کی بقا و ترقی کے لئے ایک اہم بلکہ اوّلین شرط ہے۔ مسلمان قوم بھی اگر عزت و شرف کے ساتھ زندہ رہنا اور میدان ترقی میں قدم بڑھانا چاہتی ہے تو اسے اپنی آئندہ نسل کی اچھی تعلیم و تربیت کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی ہوگی کیونکہ اس کے بغیر ہمارا مستقبل ہرگز محفوظ و کامیاب نہیں ہو سکتا اس میں کچھ شک نہیں کہ موجودہ حالات و ضروریات اور گوناگون مجبوریوں نے ہمارے گرد و پیش مشکلات کی سنگین دیواریں کھڑی کر دیں ہیں۔ لیکن عزم راسخ اور مخلصانہ جد و جہد کی بدولت ان مشکلات کی موجودگی میں بھی ہم کامیابی کی راہ نکال سکتے ہیں۔ مسلم ہائی سکول لاہور اور اس کی تقریباً بیس سالہ زندگی اس بات کا ایک زندہ ثبوت ہے اس سکول کا مقصد وحید مسلمان بچوں کو صحیح تعلیم و تربیت دے کر انہیں دیندار، مہذب، لائق، باحوصلہ اور تندرست نوجوان، دردمند قومی کارکن اور اچھے شہری بنانا ہے، الحمد للہ سکول اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو رہا ہے۔ جن حضرات کو اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے کسی قابل اعتماد درسگاہ کی تلاش ہے ان کے لئے اس اسکول کی خدمات حاضر ہیں۔

سکول کی مختصر تاریخ

۱۹۱۷ء میں چند دردمندان جماعت کی حمیت دینی و ایثار کی بدولت یہ سکول عالم وجود میں آیا۔ زندگی کے ابتدائی ایام ہی میں اس نے پنجاب کے تعلیمی و اسلامی حلقوں میں نمایاں حیثیت و قابل رشک عزت و نیک نامی حاصل کر لی، اور بہت جلد اس کی شہرت پنجاب کی حدود سے نکل کر دیگر صوبوں اور متعدد بیرونی ممالک میں پہنچ گئی۔ جاوا، فجی، افریقہ اور ٹرینیڈاڈ تک سے طلبہ اس میں حصول تعلیم کے لئے آنے لگے۔ اس وقت بھی بیرونی ممالک، یو۔پی اور صوبہ سرحد وغیرہ کے کئی طالب علم زیر تعلیم ہیں۔ بیرونی ممالک کے متعدد فارغ التحصیل طلبہ اپنے وطنوں میں جا کر مسلمانوں کی قابل قدر تبلیغی و تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ لاہور کے اکثر مسلمان شرفاء اور اہل علم اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے اسی سکول پر اعتماد کرتے ہیں سکول کے قائم ہونے کے بعد آج تک جتنے مسلمان افسر انسپکٹنگ سٹاف میں تبدیل ہو کر آئے سب نے اپنے بچوں کو اسی سکول میں بھیجا۔ مولوی ظفر علی خان آف "زمیندار" مولانا سالک، مولانا مہر ایڈیٹران اخبار "انقلاب" وغیرہم کے اکثر اعزہ اسی سکول کے فارغ التحصیل ہیں سکول کی ابتدا کرایہ کی عمارت میں ہوئی تھی لیکن ۱۹۲۵ء میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے کی لاگت سے اس کی اپنی وسیع و شاندار بلڈنگ تعمیر ہو گئی امسال اسی بلڈنگ کے پہلو میں بورڈنگ ہوس کے لئے بھی متعدد عمدہ کمرے بن گئے ہیں۔

سکول کی خصوصیات

اس سکول کی مندرجہ ذیل خصوصیات قابل ذکر ہیں:- (۱) بہترین دینی و دنیوی تعلیم (۲) اعلیٰ اخلاقی و جسمانی تربیت (۳) طلبہ میں صحیح اسلامی و قومی جذبات کا نشو و نما۔ (۴) بہترین سٹاف اور نتائج (۵) اچھا اور سستا بورڈنگ ہاؤس۔ ان میں سے ہر ایک خصوصیت کے متعلق علیحدہ علیحدہ چند الفاظ عرض کئے جاتے ہیں۔

بہترین دینی و دنیوی تعلیم

ہمیں ایسی تعلیم ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی جو نوجوانوں کو سچا مسلمان بنانے کی بجائے لا مذہبیت و دہریت کا شیدا بنا دے لہٰذا سکول میں دینی تعلیم پر خاص توجہ دی جاتی ہے دینیات کا باقاعدہ نصاب موجود ہے جس کے ماتحت مختلف جماعتوں کو ان کی استعداد کے مطابق ارکان اسلام قرآن مجید ناظرہ و با ترجمہ سیرت نبویؐ۔ تاریخ خلافت راشدہ کی تعلیم دی جاتی ہے انہیں شروع ہی سے صوم و صلوٰۃ دیگر احکام اسلامی کا پابند بنایا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی خصوصیت سے خیال رکھا جاتا ہے۔ کہ طلبہ میں صحیح اسلامی اتحاد کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ فرقی تنگ نظری و تعصب سے محفوظ رہیں۔ ہر اتوار کو دینی و اخلاقی لیکچر بھی ہوتے ہیں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کی عام تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کی بھی پوری سعی کی جاتی ہے سکول کے نتائج اس پر شاہد ہیں۔

اعلیٰ اخلاقی و جسمانی تربیت

سکول کے طلبہ کی اخلاقی و جسمانی تربیت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ ان میں نیک خیالات و نیک عادات پیدا کی جاتی ہیں۔ انہیں باقاعدہ ورزش کرائی جاتی ہے سکول کے پاس کھیل کا اپنا وسیع و عمدہ میدان موجود ہے۔ دوسری کھیلوں کے علاوہ باکسنگ اور گتکا بھی سکھلایا جاتا ہے ان کھیلوں کے مقابلوں میں بارہا طلبہ نے انعامات حاصل کئے ہیں یہاں پر طلبہ کو امتحانات کے ساتھ ساتھ عملی زندگی کے لئے بھی تیار کیا جاتا ہے معلومات کے اضافہ کے لئے کتب خانہ موجود ہے علاوہ ازیں لٹریری سوسائٹی بھی قائم ہے جس میں انہیں مضمون نگاری اور تقریر کی مشق کرائی جاتی ہے۔ تقریر کے مقابلوں میں بھی طلبہ نے کئی مرتبہ انعامات حاصل کئے ہیں متعدد ماہرین تعلیم اپنے تجربات اور مشاہدات کی بنا پر اس خیال کا اظہار فرما چکے ہیں کہ مسلم ہائی سکول کے طلبہ اخلاقی و تعلیمی لحاظ سے ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ اس سکول کے سکاؤٹ بھی اپنے بلند اخلاق، خدمت خلق، راست گفتاری، اور پابندی اصول کی وجہ سے صوبہ بھر میں مشہور ہیں۔ اور اکثر مواقع پر اپنی شاندار خدمات کی وجہ سے پبلک سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔

طلبہ میں صحیح اسلامی و قومی جذبات کا نشو و نما

موجودہ انگریزی تعلیم کا ایک بہت بڑا نقص اسلامی و قومی جذبات کا فقدان ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سکول کو مخلص اساتذہ اور دیندار سرپرستوں کی وجہ سے ایسا ماحول میسر ہے کہ طلبہ میں اسلامی و قومی جذبات کا نشو و نما قابل اطمینان طریق پر ہوتا ہے۔ اس کے بہت سے فارغ التحصیل طلبہ قومی تحریکوں میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں۔ اور موجودہ خانہ جنگی اور فرقی تنازعات سے علیحدہ رہ کر مسلمانوں کی مفید خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بہترین سٹاف اور بہترین نتائج

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام اساتذہ ٹرینڈ اور اعلیٰ قابلیت کے مالک ہونے کے علاوہ اپنے دلوں میں اسلامی درد رکھتے ہیں انہیں اپنی مقدس و نازک ذمہ داریوں کا پورا احساس ہے۔ اس سکول کا سٹاف اتحاد اسلامی اور رواداری کا ایک بہترین نمونہ پیش کرتا ہے اس میں شیعہ، سُنی، احمدی وغیرہ ہر عقائد کے اصحاب موجود ہیں۔ اور سب کے سب یکجہتی، تعاون اور اخلاص سے اپنے فرائض میں مصروف ہیں اس طرح طلبہ کو اپنے نمونہ سے اتحاد و اسلامی کا زریں سبق دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سکول کے نتائج ہمیشہ اعلیٰ رہتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ سال میٹرک کا نتیجہ ۸۰ فیصدی تھا ایک طالب علم نے ۷۴۴ نمبر اور وظیفہ حاصل کیا۔ اور پنجاب کے تمام مسلم طلبہ میں سے دوسرے نمبر پر اور مقامی اسلامیہ سکولوں میں اوّل نمبر رہا اور یونیورسٹی میں دسواں درجہ حاصل کیا۔ ایک مقامی انجمن مسلم سٹار ایسوسی ایشن نے اس طالب علم کو ایک کپ بھی بطور انعام دیا۔

اچھا اور سستا بورڈنگ

طلبہ کی رہائش کے لئے اسکول کے ساتھ ایک اعلیٰ درجہ کا بورڈنگ ہاؤس بھی موجود ہے۔ جس کی اب اپنی بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے اس بورڈنگ ہوس میں کم سے کم خرچ پر بہترین رہائش اور عمدہ اور صحت بخش خوراک کا انتظام ہے یہاں طلبہ کو صفائی، کفایت شعاری، باقاعدگی کی عملی تعلیم دی جاتی ہے اور ان کے اخلاق و صحت کا سختی سے خیال رکھا جاتا ہے، لاہور کے بہت سے شرفاء نے شہر میں مستقل سکونت رکھنے کے باوجود اپنے بچوں کو اس بورڈنگ ہاؤس میں داخل کر رکھا ہے۔

اخراجات کا اندازہ

اس قدر خوبیوں کے باوجود سکول کی فیس عام سرکاری سکولوں سے زیادہ نہیں، بورڈنگ ہاؤس کے اخراجات اکثر سکولوں کی نسبت کم ہیں۔ حالانکہ خوراک بہتر دی جاتی ہے۔ بورڈنگ ہاؤس اور سکول کی فیس اور خرچ خوراک کا مجموعہ تخمینہ تقریباً پندرہ روپیہ ماہوار ہے۔ تفصیلات خط و کتابت سے معلوم کی جا سکتی ہیں، تمام خط و کتابت ہیڈ ماسٹر کے نام ہونی چاہیئے غریب طلبہ کو حسب گنجائش فیس وغیرہ میں بھی رعایت دی جاتی ہے۔

آخری التماس

جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ اس سکول کا مقصد وحید مسلمان بچوں کو صحیح تعلیم و تربیت دے کر انہیں دیندار مہذب، لائق اور با حوصلہ اور تندرست نوجوان دردمند قومی کارکن اور اچھے شہری بنانا ہے، اس کے بانیوں کی منشا یہی ہے اور اس کے کارکن اسی مقصد کے لئے ساعی ہیں۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کو اس درسگاہ کی حتی الامکان امداد کرنی چاہیئے جس کی آسان ترین اور بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنے بچوں کو اس سکول میں تعلیم کے لئے بھیجیں۔ سکول کا مقصد فرقی تنازعات اور فروعی جھگڑوں سے بہت بلند ہے، ہم بلا امتیاز عقائد ہر کلمہ گو بھائی کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ یہ سکول تمام مسلمانوں کا اپنا سکول ہے۔ وہ اپنے بچوں کو بلا تامل اس سکول میں داخل کرا سکتے ہیں۔ ہم بمسرت تمام ان بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہیں، اور اس کو اپنا ایک مقدس اسلامی و قومی فرض سمجھتے ہیں۔ والسلام۔

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

جبرائیل نمبر ۸۳۸

قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
نزلے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلْحُ خَیْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے

طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے

ممالک غیر سے
چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ | لاہور یوم دوشنبہ مطبوعہ ۵ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا ایک پیارا خزانہ ہے

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے۔ اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کیلئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ کیا وہ ایک پیسہ کے ضایع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے۔ تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو۔ کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو۔ کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں۔ اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے۔ انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں۔ انہوں نے مردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت دور جا پڑے۔ انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا۔ اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح ان میں سے ایسی نکل گئی۔ جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے۔ ان کے اندر [illegible] ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اجزا کاٹ دیئے ہیں [illegible] ام سے ڈرو۔

(کشتی نوح)

جواہر ریزے

قرآن کریم

(۱) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ کرو جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور تم نہ مرو سوائے اس حال کے کہ تم فرمانبردار ہو اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ (آل عمران ۳: ۱۰۲-۱۰۳)

(۲) اے لوگو جو ایمان لائے ہو بڑھا بڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
(آل عمران ۳: ۱۳۰-۱۳۲)

(۳) اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر کرو۔ اور مقابلہ میں بڑھ کر صبر دکھاؤ اور محافظت کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔
(آل عمران ۳: ۲۰۰)

حدیث شریف

(۱) اللہ تعالیٰ وہ نماز قبول نہیں فرماتا جو بغیر پاک ہونے کے پڑھی جائے نہ وہ صدقہ قبول فرماتا ہے جو غنیمت کے مال میں خیانت یا چوری کر کے دیا جائے۔
(ابوداؤد۔ ترمذی)

(۲) نیک بخت وہ شخص ہے جو فتنوں سے الگ رہے اور جب مصیبت میں گرفتار ہو تو صبر کرے۔ (ابوداؤد)

(۳) جو طبیب کا کام کرے اور طب کے فن میں اس کی شہرت نہ ہو تو وہ اپنے عمل کی خطا کا ذمہ دار ہے۔ (نسائی)

(۴) اپنے ہاتھ کی کمائی [illegible] داؤد نبی علیہ السلام اپنے ہاتھ [illegible]

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

آسٹریا

بیرن عمر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت امیر کی اپیل اچھوت فنڈ پہلی یک صد روپیہ پیش کرتا ہوں میں نے اپنی قیام گاہ پر مسلمانوں اور اسلام دوست لوگوں کی باقاعدہ مجالس کا انتظام کر رکھا ہے جہاں لیکچر اور عربی کے اسباق دیئے جاتے ہیں۔ ایسٹر کی رخصتوں کے دنوں میں آسٹریا اور زیگو سلو یکیا کے مسلمان میرے گاؤں میں آئیں گے۔ اس طرح ہم تبلیغ اسلام کے لئے مفید تجاویز سوچ سکیں گے۔ ایک افریقی دوست کی مدد سے میں عنقریب ایک میگزین جاری کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس میں کامیابی ہو گئی۔ تو نہایت مفید ہو گا۔ کامیابی کے لئے دعاؤں کی اشد ضرورت ہے

نائیجیریا

مسٹر عبدالوہاب صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مجھے آپ کا لٹریچر پہنچا جس کے مطالعہ سے میرے دل پر اسلام کی سچائی کا گہرا نقش ہو گیا ہے۔ اور مجھے اسلام کا اتنا علم ہو گیا۔ جتنا کہ [illegible] پر ہو سکتا۔ یہ خط میں بطور شکریہ لکھ رہا ہوں اور آپ کی جماعت کی خدمات اسلام کا اعتراف کرتا ہوں جس کے ذریعہ سے اسلام کی تعلیم ایسی خوبی اور [illegible] کے ساتھ دنیا میں پھیل رہی ہے کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس سے پہلے مسلمان نہایت کمزوری کی حالت میں تھے۔ اور مخالفین اسلام کے حملوں سے مرعوب ہو گئے تھے لیکن اب وہ ہر میدان میں خم ٹھونک کر مخالفین کا مقابلہ کرتے اور ہر جگہ کامیاب ہو رہے ہیں۔ ہمارے وہ نوجوان جو عیسائیت سے مرعوب ہو کر اسلام چھوڑ چکے تھے آپ کے لٹریچر کے ذریعہ سے [illegible] ہیں۔ بلکہ [illegible] کا لٹریچر پڑھتا ہے وہ اس کی تعریف کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔

نیاسالینڈ

مکرم برادر آر۔ ایم ملشی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس وقت صرف دیسی باشندوں میں تعلیم قرآن کا کام کیا جا رہا ہے تعمیری کام کوئی نہیں۔ عیسائی مشنری اتنے سے ہی متحرک ہو چکے ہیں یہاں کی حکومت غیر متعصب ہے مشرقی افریقہ اور نیاسالینڈ میں بہت فرق ہے۔ حکومت عیسائیوں سے زیادہ خائف ہے خصوصاً بعض مشنوں کے پیروؤں نے جنگ عظیم کے موقعہ پر غدر کر دیا تھا۔ لیکن ان کی شرارت تمام قلعی پہلے ہی کھل گئی [illegible]

کریں مسلمانوں نے اس موقعہ پر کوئی حصہ نہ لیا۔ بلکہ حکومت کو امداد دی۔ حکومت چاہتی ہے۔ کہ مسلمان تعلیم حاصل کریں۔ لیکن خود مسلمان تعلیم سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ حکومت کا تعلیمی بجٹ تعلیم کے بہانے مشنری لے جاتے ہیں۔ اگر مسلمان تعلیم پھیلانے کا کام کریں، تو گورنمنٹ ان کی بھی مدد کرے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں احساس نہیں۔ مسلمانوں کے بچے جو عیسائی سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مسلمان اپنے بچوں کو پڑھاتے ہی نہیں۔ اب گورنمنٹ تعلیمی کام اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے اور اس نے زنجبار سے ٹیچر منگوائے ہیں۔ حکام کو مذہب سے واسطہ نہیں۔ وہ اپنی قوم و ملت و حکومت کے پورے وفادار ہیں جن ہمارے اسلامی لٹریچر کا مطالعہ بھی کر چکے ہیں۔

بندہ اس بات کو مانتا ہے۔ کہ سوائے آپ کے لٹریچر کے عیسائیت کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اور اس لٹریچر کو بجائے احمدی لٹریچر کہنے کے خالص اسلام لٹریچر کہنا چاہئے کتاب کا ترجمہ ہو جانے پر ٹائپ کر کے روانہ کر دوں گا۔ مسلم کیٹیکزم کا ترجمہ بھی شروع ہے۔ بندہ کو نہ اخباری شہرت کی ضرورت ہے۔ نہ ریا کاری پسند ہے محمدؐ کا باغ لٹا جا رہا ہے صرف اسی کا صدمہ ہے۔ منافقوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ یوم الحشر کی جواب دہی نہیں مزا چکھا ئے گی) آپ فی سبیل اللہ کام کرتے جاؤ۔ ڈبح ترجمۃ القرآن کی ایک کاپی بھیج دیں۔ ایک دوست کو دینی ہے۔

حضرت امیر و دیگر برادران سے اپیل کریں۔ کہ وہ تہجد اور دوسری نمازوں میں میرے لئے دعائے خیر فرمائیں کہ میرے ایمان اور تجارتی کاروبار میں اللہ تعالےٰ بہت بہت ترقی اور برکت عطا کرے۔ تاکہ میں کچھ خدمت اسلام کر سکوں سب کام اس کے فضلوں اور توفیق پر منحصر ہے۔

میاں غلام فرید سیالکوٹی

کا عذرِ گناہ بدتر از گناہ

ہم نے میاں غلام فرید سیالکوٹی کا ایک خط شائع کر کے ان کے اخلاق کا نمونہ دکھایا تھا۔ کہ کوئی زمانہ تھا۔ کہ انہوں نے ہمیشہ کے لئے انجمن کا خادم رہنے اور قیامت تک جماعت کی شکر گزاری کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن چودھویں صدی کے واعظ اور ایفائے وعدہ دو متضاد چیزیں ہیں پھر لطف یہ ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے میاں جی کو دوسرا جھوٹ گھڑنا پڑا۔ کہ تحریک شدھی کے زمانہ میں ہمارا تبلیغی ڈھونگ دیکھ کر میاں جی اور ان جیسے بے شمار دودھ کے دانت رکھنے والے معصوم مسلمان بچے" صراط مستقیم سے بھٹک گئے تھے۔ سبحان اللہ جھوٹ اور جھوٹ بھی پیٹ بھر کر۔ قابل غور امر یہ ہے۔ کہ یہ خط بغیر ہمارے کسی اثر، دباؤ یا تحریک کے میاں جی نے اپنے گاؤں سے جا کر لکھا۔ جب کہ وہ بقول خود منشی ظفر علی صاحب کی کوششوں سے حقیقت پا چکے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو غلط سمجھ چکے تھے۔ کیا ۱۹۲۶ء سے پہلے تمہارے تمام اسلامی فرقوں کے علماء نے ہم پر کفر کا فتوےٰ نہ دے رکھا تھا۔ یا میاں جی نے کسی غار میں پرورش پائی تھی۔ کہ ان کو ان فتوؤں کا علم نہ تھا۔ اور ۱۹۲۶ء یا اس کے بعد کونسا نیا فتوےٰ منشی ظفر علی ایڈیٹر کو نے شائع کیا تھا۔ کہ انہیں ہمارے کافر ہونے کا یقین ہو گیا۔ میاں جی کو علم ہے۔ کہ تمام اسلامی فرقوں کے علماء کا ایک دوسرے کے کافر ہونے پر بھی وہی فتوے ہے۔ جو ہماری نسبت ہے۔ کسی فرقہ کا نام لیں۔ جو کفر کے فتوے سے بچا ہوا ہو۔ اگر یہ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو تمہارے اب لکھنے کا کیا فائدہ۔ کیا تمہارے اسی مولانا ظفر علی خاں پر اسی شہر لاہور میں ۱۹۲۶ء کے آگے پیچھے کفر کا فتوےٰ نہیں لگ چکا یہاں تک کہ اس کے نکاح کے فسخ ہونے کا بھی اعلان ہو گیا۔

مدعا یہ کہ میاں جی نے ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے اور کئی جھوٹ بول دئے۔ اس سے تو بہتر تھا۔ کہ خاموش رہتے۔ اور اپنے اخلاق کا بھانڈا چوراہے میں نہ پھوڑتے ہم نے ان کا خط محض ان کی موجودہ بدزبانی دیکھ کر شائع کیا تھا۔ کہ شاید ان کو اپنی تحریر کا پاس آ جائے۔ اور وہ کم از کم بدزبانی سے تو باز رہیں۔ نیک نیتی سے مخالفت ہمیں بری نہیں لگتی۔ لیکن پبلک میں بدزبانی کر کے غلط بیانی کرنا شرفا کا قاعدہ نہیں۔ ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ میاں جی کا ریکارڈ موجود ہے۔ لیکن فی الحال یہی کافی ہے ؎

عاقل را اشارہ کافی ست (ابوالفضل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ رضی اللہ عنہم قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

پیغام صلح

جلد ۲۴ یوم دوشنبہ ۶ صفر ۱۳۵۵ ہجری نمبر ۲۸

زبان اردو کی مخالفت

مسلمانوں کے لئے ایک قابل غور مسئلہ

مہاسبھائی اور سنگٹھنی ہندوؤں کی متعصبانہ ذہنیت ہراس چیز کو مٹا دینے پر تلی ہوئی ہے جس سے اسلام یا مسلمانوں کا ذرہ بھر بھی تعلق ہو۔ وہ ہندوستان کو خالص ہندوؤں کا ملک سمجھتے ہیں۔ اور اس میں اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی عہد حکومت کی کوئی نشانی قائم رہنے کے روادار نہیں ہیں۔ حتےٰ کہ ان کے لئے مسلمانوں کا وجود بھی تکلیف دہ ہے کئی معاملات میں واقعات و حالات کی رو ان کے ارادوں اور خواہشوں کا ساتھ نہیں دے رہی ورنہ خدا جانے وہ اب تک کیا کچھ کر چکے ہوتے

زبان اردو کی مخالفت بھی مہاسبھائی اور سنگٹھنی حلقوں سے محض اسی لئے ہو رہی ہے۔ کہ یہ زبان اسلامی عہد حکومت کی پیداوار اور ہندو مسلمانوں کے گزشتہ اتحاد اور شاہان اسلام کی ہندو نوازیوں کی ایک جیتی جاگتی یادگار ہے یہ ایک مسلمہ تاریخی حقیقت۔ ہے کہ زبان اردو ہندو مسلمانوں کے اتحاد و ارتباط سے عالم وجود میں آئی۔ اس کی بنیادیں خالص ہندی ہیں۔ اس کی دیواریں ہندی۔ فارسی۔ عربی وغیرہ زبانوں کی امداد سے اٹھائی گئی ہیں اور دیگر بے شمار زبانوں نے مل کر اس شاندار عمارت کی آرایش و زیبایش میں حصہ لیا ہے۔ بر اعظم ہند میں صرف یہی ایک زبان ہے۔ جو ملک کی قومی زبان بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ہندو مسلمانوں۔ سکھوں عیسائیوں اور پارسیوں وغیرہ تمام باشندوں کو اس سے ایک قدرتی مناسبت ہے اس زبان میں ترقی کرنے کا مادہ اور بے اندازہ وسعت اور لوچ ہے۔ اس میں نشو و نما کی صلاحیت ہے۔ یہ آسان دلکش اور شیریں ہے۔ اس کا رسم الخط خوبصورت اور مختصر ہے۔ برخلاف اس کے ہندی جس کی مجنونانہ حمایت میں

آج کل ہمارے برادران وطن مصروف ہیں ایک محدود و مشکل اور غیر مانوس زبان ہے۔ ہندوؤں کے ایک قلیل حصے کے سوا کروڑوں ہندوستانیوں کو اس سے کوئی مناسبت نہیں اس کا رسم الخط کافی مشکل ہے اور اس کی طباعت کے اخراجات بھی اردو کی نسبت گراں ہیں۔

لیکن جن آنکھوں پر تعصب اور مسلم آزاری کی پٹی بندھی ہوئی ہو۔ ان کے سامنے یہ تمام حقایق بیکار ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ مہاسبھائی اور سنگٹھنی اپنی تمام طاقتوں کو فراہم کرکے اردو کی بیخ کنی کے لئے میدان عمل میں آگئے ہیں۔ کانگریسی اور کروڑوں دوسرے ہندو ان کی پشت پر ہیں۔ وہ واضح الفاظ میں ڈنکے کی چوٹ کہہ رہے ہیں کہ ہندوستان کی قومی زبان ہندی صرف ہندی ہو سکتی ہے۔ اردو ایک بدیشی زبان ہے اس کو محفل وطن میں ہرگز ہرگز کوئی جگہ نہیں ملنی چاہیئے۔ گاندھی جی اور دوسرے متعدد ذمہ دار کانگریسی ہندو بھی ان کی ہمنوائی میں مصروف ہیں اور آج سے چند سال قبل یہ لوگ ناصحانہ انداز میں فرماتے تھے۔ کہ ہندوستان کی قومی زبان "ہندوستانی" ہے جسے فارسی اور ہندی دونوں* کی حمایت میں مصروف ہیں اس کے لئے کانفرنسیں کر رہے ہیں۔ لاکھوں روپیہ چندہ جمع ہو رہا ہے۔ اخبار اور رسالے اس مقصد کی تکمیل کے لئے جاری کئے جا رہے ہیں۔

حامیان ہندی کی کوششیں کس قدر ہی نامناسب اتحاد شکن اور ملک کے لئے نقصان رساں کیوں نہ ہوں۔ لیکن ان کی وسعت و تنظیم سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اِن کوششوں کا مقابلہ نہ کیا گیا۔ تو ان کے نتائج نہایت دور رس اور انقلاب انگیز ہوں گے۔ یہ لوگ ایک زبردست عزم کے ساتھ میدان میں آئے ہیں۔ ہندو والیان ریاست اور سیٹھ ساہوکاروں کی دولت ہندو سیاست دانوں اور حکام کا اثر و رسوخ۔ ہندو اہل قلم کا دماغ اور ہندو پریس کی طاقت ان کی پشت پر ہیں۔ اب رواداری کا واسطہ دینا اور دلائل پیش کرنا بیکار ہیں بچاؤ کی صورت صرف میدان مقابلہ میں جد و جہد ہے۔

زبان اردو جہاں ہندوستان کی مشترکہ جائیداد اور ہندو مسلم اتحاد کی جیتی جاگتی تصویر ہے وہاں مسلمانوں کی بھی ایک قومی متاع ہے۔ مسلمان حکمرانوں۔ رئیسوں۔ شاعروں۔ ادیبوں اور خوشنویسوں نے اس کی تعمیر میں بہت زیادہ حصہ لیا ہے

مسلمان قوم نے زبان اردو کی ترقی کے لئے غیر معمولی ایثار کیا۔ ہندوستان میں جو مسلمان آئے۔ ان کی اپنی زبان عربی فارسی یا ترکی تھی۔ گزشتہ صدی کے آخر تک مسلمانوں کا تمام تر مذہبی۔ تاریخی اور علمی ذخیرہ عربی اور فارسی میں تھا۔ حتےٰ کہ خط و کتابت فارسی میں ہوتی تھی۔ اردو صرف شعر و شاعری کی زبان تھی لیکن مسلمانوں نے ملک کے مفاد و اتحاد کی خاطر اپنی مذہبی و قومی زبانوں کو ترک کرکے ان کی جگہ اردو کو دے دی۔ اپنا لٹریچر اردو میں منتقل کرتے گئے عربی و فارسی کو فراموش کرکے اردو کی ترقی کے لئے وقف ہو گئے۔ اس کا صلہ برادران وطن کی طرف سے یہ دیا جا رہا ہے کہ ہندوستان اور مسلمانوں کے سر پر ایک غیر مانوس اور بوسیدہ زبان کا نامعقول بار زبردستی تھوپا جا رہا ہے۔

اگر اردو زبان مخالفین کے حملوں کی وجہ سے کمزور ہو گئی یا اس کی جگہ ہندی کو دے دی گئی۔ تو یہ نہ صرف ہندوستان کے لئے فال بد ہوگی، بلکہ اس سے ہندوستان میں اسلامی مفاد کو غیر معمولی صدمہ پہنچیگا۔ ہندوستان میں اردو زبان کے ساتھ مسلمانوں کے بہت سے مذہبی سیاسی۔ تاریخی۔ تمدنی تجارتی اور اقتصادی مفاد وابستہ ہیں۔ مذہبی و تاریخی لٹریچر زیادہ تر اسی زبان میں ہے۔ ان کی سیاسی تنظیم کے لئے یہ زبان سب سے زیادہ مفید ذریعہ ہے۔ ۹۵ فیصدی اسلامی اخبارات و رسائل اسی زبان میں شائع ہوتے ہیں مسلمان تاجروں کی خط و کتابت اور اشتہارات کا ذریعہ یہی زبان ہے۔ مسلمانوں کے ہزاروں۔ لاکھوں۔ اخبار نویس مصنف۔ شاعر۔ کاتب سنگساز۔ کتب فروش اور مطبع والے اسی زبان کی بدولت اپنی روزی کماتے ہیں۔ اگر مخالفانہ حملوں کی وجہ سے اردو زبان مردہ ہو گئی۔ تو ہندوستانی مسلمانوں میں ایک ایسا انتشار پیدا ہو جائیگا۔ کہ ان کے سنبھلنے کی کوئی صورت ہی باقی نہیں رہے گی۔

جماعت احمدیہ کو بھی اردو سے ایک غیر معمولی لگاؤ ہے حضرت مسیح موعودؑ کی زیادہ تر کتابیں اور سلسلہ احمدیہ کے دیگر لٹریچر کا بیشتر حصہ اسی زبان میں ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ اس زمانہ میں اسلام کی ترقی کا بہت بڑا انحصار مجدد وقت کے علم الکلام اور آپ کے دلائل پر ہے. . . . .

. . . احمدیت ہی اسلام کی صحیح و حقیقی شکل ہے۔ تو پھر اسلام و احمدیت کی ترقی کے سلسلہ میں زبان اردو کی اہمیت بالکل واضح ہے اس زبان کا تحفظ ایک حد تک ہمارا ایک قومی و مذہبی فریضہ ہے۔

اردو زبان کی ترقی و حفاظت کے متعلق ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اس سوال کا جواب ایک علیحدہ صحبت کا طلبگار ہے مختصر یہ ہے اردو کی مفید کتابوں، اخباروں اور رسالوں کی حوصلہ افزائی کی جائے تجارتی و ذاتی خط و کتابت میں زیادہ سے زیادہ اس زبان کا استعمال ہو۔ اگر ممکن ہو تو گھروں میں بھی اردو میں گفتگو کی جائے جلسوں کی کارروائی حتی الامکان اسی زبان میں ہو دکانوں پر سائن بورڈ اردو زبان میں لگائے جائیں بچوں کو اردو بولنے کی عادت ڈالی جائے اور سب سے زیادہ یہ کہ جو لوگ اردو سے ناواقف ہیں۔ ان کو اس زبان میں لکھنے پڑھنے کے قابل بنایا جائے۔

برادران جماعت کیلئے سب سے بہتر یہ ہوگا۔ کہ سلسلہ کے اردو لٹریچر کو خریدیں خود پڑھیں دوسروں کو پڑھنے کے لئے دیں "پیغام صلح" کی توسیع اشاعت کی کوشش کریں، اس طرح وہ اپنے دو اہم فرائض کو بیک وقت ادا کر سکیں گے۔

جمبہ میں احمدیوں کے بائیکاٹ کا حشر

ایک عرصہ سے جمبہ میں جماعت احمدیہ کے بائیکاٹ کی تحریک جاری تھی۔ اور اس تحریک کے روح رواں چند احراری تھے چنانچہ ان لوگوں نے ہر ممکن کوشش کی۔ کہ وہ اپنے اس اخلاق سوز ارادے میں کامیاب ہو جائیں۔ عید الضحےٰ کے موقعہ پر مقامی انجمن اسلامیہ کے صدر نے خیر احمدی دوستوں کو چائے کی دعوت پر بلایا۔ اور ان سے تبادلہ خیالات کیا۔ پھر کیا تھا۔ کہ یہ لوگ جوش میں آ گئے اور خون پی کر رہ گئے جمبہ میں چند مسلمانوں کی شادیاں ہوئیں جن میں احمدی جماعت کو بھی مدعو کیا گیا۔ اور اس طرح مسلمانوں نے مخالفین کی شر انگیز تحریک کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ احمدی تو ہر ایک مجلس اور سوسائٹی میں مدعو کئے جاتے ہیں اور یہ احراری شامل نہ ہوتے بائیکاٹ کرتے چلے تھے دوسروں کا اپنا بائیکاٹ ہو گیا۔

حال ہی میں ایک دو شادیوں میں جماعت احمدیہ کو مدعو کیا گیا تھا۔ مدعوئین میں جمبہ کے ایک امام مسجد بھی تھے۔ اس پر احراریوں نے شور مچایا۔ اور مولوی صاحب کو دھمکی دی لیکن مولوی صاحب کی ایک ڈانٹ سے چپ ہو گئے۔

خدا کے فضل سے بائیکاٹ کی تحریک خود بخود دب کر رہ گئی مسلمانوں نے اس تحریک کی عملاً مخالفت کر کے ثابت کر دیا ہے کہ احرار کا زہریلا پروپیگنڈا ان کو اسلام دشمنی پر آمادہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ اجرائے نبوت اور ضرورت نبوت

قادیانی حضرات کی مضحکہ خیز دلائل

قادیانی دوستوں کی طرف سے "اجرائے نبوت" اور "ضرورت نبوت" پر جس قدر مضامین "الفضل" میں شائع ہوتے ہیں ان کے عجیب و غریب استدلال کو پڑھ کر ایک عقل سلیم رکھنے والا انسان حیران رہ جاتا ہے۔ مثلاً چند دن ہوئے ایک قادیانی مبلغ نے مرزا صاحب کی نبوت پر یہ دلیل دی۔ کہ چونکہ مرزا صاحب نے "کشتی نوح" لکھی ہے۔ اور نوح نبی ہے۔ اس لئے مرزا صاحب نبی ہیں۔ اگر یہ معیار نبوت صحیح ہے۔ تو جگر مراد آبادی کو کیا کہا جائیگا جس نے "شعلہ طور" لکھی ہے۔ اگر وہ اور کچھ نہیں تو حضرت موسیٰ کے مقابل نبی ضرور ہوں گے۔ "ضرورت نبوت" کے ثبوت میں "الفضل" مورخہ ۱۵ اپریل [illegible] میں صفحہ ۲ پر یہ عبارت درج ہے۔

نبوت مسیح موعود پر تمسلانے والے علماء نے گاندھی جی کو مہدی قرار دیا۔ پھر حال مولانا راشد الخیری کی وفات پر ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ بہن نے انہیں اپنے خط تعزیت میں "پیغمبر نسواں" کا خطاب دیا۔ سرچئے! ضرورت نبوت کا اقرار ہے یا نہیں۔ انہوں نے دعوے نہیں کیا اور نہ خدا نے انہیں مامور کیا . . . . . . ایک دن انہیں پیغمبر

کا خطاب دے رہی ہے۔

سبحان اللہ۔ کیا پر زور دلائل ہیں! اگر اسی قسم کے دلائل سے ہی "ضرورت نبوت کا اقرار" ثابت ہو سکتا ہے تو مولانا جامی کا وہ شعر بطور دلیل کیوں پیش نہیں کیا جاتا جس میں حدیث "لا نبی بعدی" کا حوالہ دیکر بھی مولانا جامی نے فردوسی۔ انوری اور سعدی کو پیغمبر شعر و سخن قرار دیا ہے اور پھر زمانہ حال کے ایک شاعر کسی محبوب کی تعریف کرتے ہوئے اسے "پیغمبر جمال" اور "پروردگار عشق" بھی کہہ چکے ہیں جس سے ضرورت نبوت کے علاوہ "ضرورت الوہیت" بھی ثابت ہو جاتی ہے

دراصل بات یہ ہے۔ کہ قادیانی بزرگوں نے حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے ہزار ہا پہلو بدلے ہیں۔ اور صرف حضرت مرزا صاحب کو نبی بنانے کیلئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نبوت کے بند دروازہ کو کھول رہے ہیں۔ خواہ اس میں خود مرزا صاحب پر بھی حرف کیوں نہ آئے۔ اسی منقولہ بالا عبارت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے نبی ماننے کے بعد بھی لوگ ضرورت نبوت کو محسوس کر رہے ہیں۔ گویا مرزا صاحب کا زمانہ نبوت ختم ہو چکا۔ اور اب دنیا کو اور انبیاء اور مہدیوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ گاندھی اور راشد الخیری کی "مہدویت" اور "نبوت" کو لوگوں نے اب محسوس کیا ہے۔

(ایم۔ ایف۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ لائل پوری شیخ صاحبان نے اپنے وطن چنیوٹ کے خیراتی شفاخانہ میں ایک وارڈ کا اضافہ کیا ہے۔ اس کی رسم افتتاح میں شرکت کے لئے حضرت ممدوح ۲۵ اپریل کو چنیوٹ تشریف لے گئے۔ اور ۲۶ اپریل کو واپسی ہوئی۔

— ۲۶ اپریل کو جنرل کونسل کا اجلاس ہوا جس میں بیرونجات سے متعدد احباب نے شرکت کی۔

— مغربی ہندوستان میں اچھوتوں میں تبلیغ کا کام باقاعدہ جاری ہے۔ پونا مشن کو عنقریب ناسک میں منتقل کر دیا جائے گا چند روز ہوئے ناسک کے اچھوتوں نے ڈاکٹر امبیدکر کا جو جنم دن منایا تھا۔ اس میں میاں بشیر احمد صاحب شامل ہوئے اور ایک تقریر بھی کی جسے اچھوتوں نے بہت پسند کیا۔

— جنوبی ہندوستان میں بھی انشاء اللہ اس مقصد کے لئے ایک مشن قائم کر دیا جائے گا۔ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی اسی غرض سے پونا سے مدراس تشریف لے جا رہے ہیں۔ تمام احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کام میں برکت و ترقی عطا کرے اور کارکنوں کا حامی و ناصر ہو۔

— جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور کا صاحبزادہ عزیز امتیاز حسین بعارضہ تپ محرقہ شدید علیل ہے جس کی وجہ سے شاہ صاحب موصوف کو بہت پریشانی ہے۔ تمام دوست اس بچہ کیلئے خاص درد دل سے دعائے صحت کریں۔

— شیخ اسلام دین صاحب خلف شیخ الہ دین صاحب بدستور علیل ہیں۔

— مکرم سید تصدق حسین صاحب بغداد کے تازہ خط سے معلوم ہوا۔ کہ وہ چند روز سے بیمار ہیں۔ ان دونوں دوستوں کی صحت کامل کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

— اخویم عبد الحکیم صاحب الیکٹریشن بغداد عرصہ نو ماہ سے بیکار ہیں۔ دعا کی جائے۔ اللہ تعالےٰ ان کے لئے روزگار کا کوئی بہتر انتظام فرمائے۔

— منشی صفی اللہ صاحب مدرس مانگرٹے ہری پور بعض مشکلات میں مبتلا ہیں اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

— جناب محمد یوسف صاحب بغداد مالی مشکلات میں مبتلا ہیں، اور احباب سے دعا کے طالب ہیں۔

ذریۃ البغایا

ایک نادر اعتراض اور اس کا جواب

(از حضرت مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مرحوم)

حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کے ایک قیمتی مضمون کا مسودہ ہمیں پرانے کاغذات میں ملا جسے شائع کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

حضرت مرزا صاحب کی ذات پر جہاں اور نا روا اعتراضات ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ حضرت ممدوح نے عیاذاً باللہ مسلمانوں کو ذریۃ البغایا کہا ہے جس کے معنے ہیں "زنا کار عورتوں کی اولاد"۔

معترضین کا طرزِ عمل اور ہمارا فرض

اعتراض کرنے والوں نے اپنا اعتراض ادا کرتے ہوئے اس بات کی پروا تک نہیں کی کہ کس قدر گند ان کے منہ سے نکل رہا ہے اگرچہ ہم پر کوئی الزام نہیں آسکتا تھا۔ کہ جیسے کو تیسی سنا دیتے۔ مگر ہمیں اپنے سینوں میں بغض وعناد اور جوشِ انتقام کا مواد فراہم کرنا زیب نہیں دیتا۔ ہمارا فرض ہے کہ ہر اعتراض کو ٹھنڈے دل سے سنیں اور اس کا حقیقی اور تحقیقی جواب سنجیدگی اور متانت کے ساتھ عرض کر دیں۔ اس طریق سے ممکن ہے کسی سعید روح کو فائدہ پہنچے۔ "تو تو میں میں" کی خاردار جھاڑیوں میں الجھنا مہذب انسانوں کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس سے کسی فائدہ ہی کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

اصلی معنی

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ذریۃ البغایا کا لفظ آئینہ کمالات اسلام میں ضرور استعمال فرمایا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس کے معنے کیا ہیں؟ آیا وہی معنی ہیں جو کہ معترضین کے خیال میں جاگزیں ہیں یا کچھ اور؟ ——— صاحب "تاج العروس" لکھتے ہیں:-

"البغیۃ فی الولد نقیض الرشد و یقال ھو ابن بغیۃ" ولد میں لفظ بغیہ کے استعمال سے رشد وہدایت کی نقیض مراد ہوتی ہے۔ اور انہی معنوں کے اعتبار سے کہا جاتا ہے "ھو ابن بغیۃ" یعنے وہ ہدایت و رشد سے دور ہے یا بہت بڑا کجرو ہے۔

اس مستند لغت کے حوالے سے ذریۃ البغایا کے معنے ہوئے وہ لوگ جو رشد وہدایت سے دور ہیں یا بہت بڑے کجرو ہیں۔

ان معنوں کے لحاظ سے وہ اعتراض بالکل دور ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب مسلمانوں کو عیاذاً باللہ ذریۃ البغایا زناکار عورتوں کی اولاد سمجھتے ہیں۔

ذریۃ البغایا کے معنی زناکار عورتوں کی اولاد کے بھی ہیں مگر سیاق کلام ان گندے معنوں کو لینے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

ایک علمی قاعدہ

یہ ایک علمی قاعدہ ہے کہ کسی عبارت میں آئے ہوئے مشترک المعانی الفاظ کے وہی معنے لئے جائیں گے جن کی قرینہ اور سیاق کلام اجازت دیتا ہو۔ سیاق کلام اور قرینے کے مخالف معنوں کا استعمال کرنا اصول علمی کے ماتحت بہت بڑی غلطی کا ارتکاب ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ سخت کجروی کا مرتکب ہوتا ہے۔ آیئے حضرت مرزا صاحب کی اس عبارت کا بغور مطالعہ کریں جس میں ذریۃ البغایا کا لفظ استعمال ہوا ہے اور پھر سیاق کلام اور قرائن پر نظر ڈال کر دیکھیں کہ آیا اس سے وہی معنی مراد ہیں جو معترضین لیتے ہیں یا وہ جن کو ہم نے ایک مستند حوالہ لغت کے ساتھ اوپر لکھ دیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی تحریر

حضرت مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"وقد حبب الی منذ دنوت العشرین ان انصر الدین واجادل البراھمۃ والقسیسین والفت فی ھذہ المناظرات مصنفات عدیدۃ ومولفات مفیدۃ منھا کتابی البراھین کتاب نادر ما نسج علی منوالہ فی ایام خالیۃ فلیقرہ من کان من المرتابین قد سللت فیہ صوارم الحجج القطعیۃ علی اقوال الملحدین ورمیت بشررھا الشیطین المبطلین۔ قد خفض ھام کل معاند بذالک السیف المسلول وتبینت فضیحتھم بین ارباب المنقول والمعقول وبین المنصفین۔ فیہ دقائق العلوم وشواردھا والالھامات الطیبۃ الصحیحۃ والکشوف الجلیلۃ ومواردھا۔ ومن کل ما یجلی درر معارف الدین المتین ولی کتب اخری تشابہ فی الکمال منھا الکحل والتوضیح والازالۃ وفتح الاسلام وکتاب آخر سبق کلھا الفتہ فی ھذہ الایام اسمہ دافع الوساوس ھو نافع جدا۔ الذین یریدون ان یروا حسن الاسلام ویکفوا افواہ المخالفین۔ تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم فھم لا یقبلون۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۳۵)

ترجمہ

جب میری عمر بیس برس کے قریب ہوئی تو میرا محبوب ترین مشغلہ یہ بن گیا کہ دین کی مدد کروں۔ اور برہمنوں اور پادریوں سے مناظرے کروں۔ چنانچہ میں نے اسی قسم کے مناظرات میں کئی ایک کتابیں تالیف کیں۔ اور مفید ترین تالیفیں لکھیں، انہی میں سے میری ایک کتاب براہین ہے۔ جو کہ نہایت نادر کتاب ہے اور موجودہ زمانہ میں جس کی طرز پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ متشکک فی الاسلام کو اسے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ میں نے اس میں اقوال ملحدین پر دلائل قاطعہ کی تلواریں کھینچی ہیں۔ اور اس کے دہکتے چمکتے انگاروں سے مبطل شیطانوں کو بھگا دیا ہے۔ اس سیف مسلول سے ہر معاند کا سر آپ آپ ہو چکا ہے۔ اور میں نے ارباب معقول و منقول و منصف لوگوں میں ان کی ایسی قلعی کھول دی ہے۔ جس سے ان کی فضیحت و رسوائی الم نشرح ہو گئی۔ اس میں کشوف جلیلہ اور صحیح اور پاکیزہ الہامات اور دقائق علمی کا بڑا بھاری ذخیرہ ہے اور وہ تمام مواد موجود ہے جس سے معارف دین متین کے موتی آب و تاب پاتے ہیں اور انہی کتابوں میں سے سرمہ چشم آریہ اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام اور فتح الاسلام ہیں۔ اور ایک اور کتاب بھی ہے جو ان سب پر سبقت لے جا چکی ہے اور جسے میں نے انہی دنوں میں دافع الوساوس کے نام سے تالیف کیا ہے۔ اور جو کہ ان لوگوں کے لئے جو حسن اسلام کو دیکھنا اور مخالفین کی زبان بندی کرنا چاہتے ہیں بہت بڑی نافع ہے۔

یہ وہ کتابیں ہیں جنہیں ہر مسلمان محبت اور مودۃ کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور ان کے معارف سے نفع حاصل کرتا ہے اور میرے بیان کو قبول کر لیتا ہے۔ اور میری دعوت اسلام کی تصدیق و تائید کرتا ہے مگر ہدایت سے دور اور کجرو لوگ جن کے دلوں پر کجروی اور ہدایت سے دوری کے باعث اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر مہر لگا دی ہے وہ انہیں نہیں مانتے۔

صاف اور واضح عبارت

یہ صاف اور واضح عبارت کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ بیس برس کی عمر سے مجھے برہمنوں اور پادریوں کے ساتھ مناظرات کا شوق پیدا ہو گیا اور میں نے اس فن میں کئی ایک کتابیں لکھیں جن کو ہر ایک مسلمان شوق اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا اور اس کے معارف سے مستفید ہوتا ہے اور میرے بیان کو قبول کر کے میری دعوت اسلام کی تصدیق و تائید کرتا ہے، مگر کجرو لوگ اپنی کجروی کے باعث ان سے استفادہ نہیں کر سکتے۔

اس مقام پر ذریۃ البغایا کا ترجمہ کجرو اور ہدایت سے دور کس قدر چسپاں اور سیاق کلام کے مطابق ہے مگر "زناکار عورتوں کی اولاد" کس قدر بھدا اور برا معلوم ہوتا ہے۔

عربی میں لفظ "عین" مشترک المعانی ہے جس کے معنے ہیں آنکھ، چشمہ، ذات وغیرہ۔ اگر کوئی کہے عین ماء تجری اور ترجمہ کرے "پانی کی آنکھ جاری ہے"۔ تو کونسا عقلمند اور ذی علم انسان اس ترجمہ کو صحیح باور کرے گا۔ ایسے مترجم کو یہی کہا جائے گا کہ بندہ خدا عقل کے ناخن لو۔ ہوش میں آؤ۔ عین کے معنے تو آنکھ کے ضرور ہیں مگر مناسب مقام اور سیاق کلام اور قرائن اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ یہاں عین سے آنکھ مراد لی جائے۔ یہاں عین کے معنے چشمہ اور نہر کے ہیں۔

ایک اور غیر وسیع اعتراض

اسی طرح مذکورہ بالا عبارت میں ذریۃ البغایا کے معنے زناکار عورتوں کی اولاد نہیں بلکہ کجرو اور ہدایت سے دور شدہ لوگوں کے ہیں۔ فثبت عدم الاعتراض۔

اگر یہ کہا جائے کہ "کل مسلم" مستثنےٰ منہ ہے اور ذریۃ البغایا مستثنیٰ اور دونوں کا ہم جنس ہونا لازمی امر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذریۃ البغایا کا اطلاق مسلم ہی کے لئے ہے کسی مخالف کے لئے نہیں۔

یہ اعتراض بھی چنداں وسیع نہیں مستثنےٰ منہ اور مستثنےٰ کا ہم جنس ہونا بیشک ضروری امر ہے۔ مگر استثنائے منقطع مراد ہو تو پھر کیا اعتراض ——— قرآن کریم نے کفار کی نسبت کہا ہے ختم اللہ علی قلوبھم اور اسی کے مطابق حضرت مرزا صاحب ذریۃ البغایا کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ الذین ختم اللہ علی قلوبھم جس سے معلوم ہوا کہ لفظ ذریۃ البغایا سے عام مخالفین اسلام بھی مراد نہیں صرف وہ مخالفات مراد ہیں جو ختم اللہ علی قلوبھم کی سزا کے نیچے آ چکے ہیں۔

جنہیں ادبیت کے ساتھ لگاؤ ہے وہ جانتے ہیں۔ کہ اس تخصیص بعد تعمیم نے کلام میں وہ لطف پیدا کر دیا ہے کہ سبحان اللہ پہلے تو یوں فرمایا کہ ہر مسلم میری کتابوں کو شوق اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ ان میں حقائق و معارف کے موتی بھرے

(باقی صفحہ ۸)

لائل پوری شیخ صاحبان کا عظیم الشان کار خیر

شیخ محمد ابراہیم ٹرسٹ کی فیض رسانیاں

خیراتی زنانہ ہسپتال چنیوٹ کے اِن ڈور پیشنٹ وارڈ کی رسم افتتاح

احباب جماعت کو معلوم ہوگا کہ لائل پوری شیخ صاحبان یعنی شیخ محمد اسماعیل صاحب۔ شیخ مولا بخش صاحب اور شیخ میاں محمد صاحب نے اپنے والد مرحوم شیخ محمد ابراہیم صاحب پر ایک لاکھ روپے کی رقم سے ایک خیراتی ٹرسٹ قائم کیا ہوا ہے۔ اس وقف کی طرف سے شیخ صاحبان کے وطن چنیوٹ ضلع جھنگ میں ایک زنانہ خیراتی شفا خانہ کامیابی سے جاری ہے۔ جو اس علاقہ میں بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ لیکن اس میں مریضوں کے قیام کا انتظام نہ تھا۔ اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے محترم شیخ صاحبان نے پندرہ ہزار روپے کی رقم خطیر سے اِن ڈور پیشنٹ وارڈ تعمیر کرا دیا جس میں آٹھ مریضوں کی رہائش کا مکمل انتظام ہے اور اس کے ساتھ ایک اپریشن تھیٹر مع سازو سامان اور لیڈی ڈاکٹر اور نرسوں کے مکان بھی ہیں۔

سر فیروز خان صاحب نون وزیر تعلیم پنجاب نے

۲۵۔ اپریل کو اس وارڈ کی رسم افتتاح ادا فرمائی۔ اس تقریب میں تینوں شیخ صاحبان موجود تھے۔ لاہور سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ جھنگ سے خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم تشریف لے گئے تھے۔ میاں امین الدین صاحب ڈپٹی کمشنر جھنگ۔ لفٹننٹ کرنل جمال الدین صاحب سول سرجن لائل پور نے بھی شرکت فرمائی۔ علاوہ ازیں ضلع لائل پور و ضلع جھنگ کے متعدد افسر اور معززین موجود تھے۔ پہلے ان کی چائے سے تواضع کی گئی۔ پھر **سر فیروز خان صاحب نون کی خدمت میں سپاسنامہ** پیش کیا گیا اس کا ضروری حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں شفا خانہ مذکور کے حالات بیان کئے گئے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ شیخ صاحبان کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے خلق خدا کے فائدہ کا ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ افسوس مسلمانوں کا اہل ثروت طبقہ ایسے کاموں کی طرف توجہ نہیں کرتا حالانکہ برادران وطن میں اس قسم کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ شیخ صاحبان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور انہیں جماعت کی۔ اسلام کی۔ اور خلق خدا کی خدمت کی توفیق مزید عطا فرمائے۔ جس صورت میں اس کا یہ ارادہ ہو چکا ہے کہ دین اسلام کو امام وقت کے ذریعہ سے دنیا میں غالب کرے تو امید ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کے دل میں یہ بھی ڈال دے گا کہ اشاعت اسلام کے لئے بھی کوئی عظیم الشان کام کسی وسیع پیمانے پر ہو اور ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ تبلیغ اسلام سب سے اچھا صدقہ جاریہ کا کام ہے۔ آخر میں ہم پھر شیخ صاحبان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت دے۔

ہمیں جس امر کی بہت بڑی خوشی ہے وہ یہ ہے کہ ان تینوں بھائیوں کے والدین کیا اچھے اور کیا چھوڑ گئے ان سب کے دل میں خدمت اسلام کا خاص جذبہ موجود ہے اور وہ ہر وقت اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کن رستوں سے خدمت اسلام کے کام کو قوت پہنچائی جائے اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے اور ان کی عمروں میں برکت دے۔

سپاس نامہ کا خلاصہ

صاحب صدر اور اراکین بورڈ آف ٹرسٹیز شیخ محمد ابراہیم ٹرسٹ کی طرف سے میں آپ کی اس دوبارہ تشریف آوری پر نہایت مخلصانہ خیر مقدم پیش کرتا ہوں۔ ہم اس تکلیف کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جو آپ نے یہاں تشریف لا کر اِن ڈور پیشنٹ وارڈ کے افتتاح کرنے میں برداشت کی ہے۔ اس کا قیام بہت حد تک آپ کی امداد کا مرہون منت ہے جس کی وجہ سے اس علاقہ کے باشندگان آپ کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

زنانہ ہسپتال کی ضرورت ایک مدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ لائل پور اور شاہ پور کے درمیان کوئی طبی امداد نہیں مل سکتی تھی۔ اس ضرورت کو مدنظر رکھ کر ۲۷۔ جنوری ۱۹۳۳ء کو ایک ٹرسٹ بنام "شیخ محمد ابراہیم ٹرسٹ" قائم کیا گیا۔ جس کا مقصد ایک خیراتی زنانہ ہسپتال کھولنا تھا۔ ۲۴ر جنوری ۱۹۳۳ء کو فیصلہ کیا گیا۔ کہ ہسپتال چنیوٹ ضلع جھنگ میں قائم ہو۔ تاکہ جھنگ سرگودھا اور شاہ پور کے باشندگان کو اس سے فائدہ پہنچ سکے۔ اس کی افتتاحی رسم چودھری غلام مصطفےٰ صاحب پی۔ سی۔ ایس۔ ڈپٹی کمشنر جھنگ ڈسٹرکٹ کے دست مبارک سے ادا ہوئی۔ مگر شروع شروع میں اس کی ترقی کی رفتار بہت سست تھی۔ کیونکہ یہ ایک تنگ گلی کے مختصر سے مکان میں کھولا گیا تھا۔ اور اس کا دائرہ فیض بہت محدود تھا۔

اسی سال ماہ اگست میں اس سکیم پر نظر ثانی کی گئی۔ اور موجودہ موقعہ اس کے لئے تجویز کیا گیا۔ اس تجویز کو جناب نے بنظر استحسان دیکھا۔ اور بنفس نفیس اس مقام پر تشریف لائے۔ اس سے ہمارے حوصلے بڑھ گئے۔ اور اس کو ایک مستقل شکل دینے کی تجویز ہوئی۔ ہم جناب خان بہادر شیخ خورشید محمد صاحب سابق ڈپٹی کمشنر ضلع جھنگ کے تہ دل سے شکر گزار ہیں۔ کہ انہوں نے اس قطعہ زمین کے حاصل کرنے میں بہت امداد فرمائی۔ اس دن سے یہ ہسپتال روز افزوں ترقی کرتا رہا۔ اور اس کا دائرہ فیض وسیع ہوتا گیا۔ اس کے بعد ایک اِن ڈور پیشنٹ وارڈ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کیونکہ کئی مریض دور دراز گاؤں سے لائے جانے لگے۔ جن کی رہائش کا انتظام بحالت مجبوری اور مکانوں میں کیا جاتا تھا۔ ایک اور تکلیف اپریشن تھیٹر اور لیڈی ڈاکٹر کے لئے رہائشی مکان کی عدم موجودگی تھی۔ اب خدا تعالےٰ کی عنایت سے یہ تمام تکالیف رفع کر دی گئی ہیں۔

اس مزید عمارت کی تعمیر کا کام آج سے تین ماہ قبل شروع کیا گیا تھا۔ اور اب تقریباً ۱۵۰۰۰/ روپیہ کی لاگت سے یہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ ہسپتال کا رقبہ ۲۷۰۰۰/ مربع فٹ ہے۔ اور اس میں آٹھ مریضوں کی رہائش کا مکمل انتظام ہے۔ اور ایک اپریشن تھیٹر مع تمام سامان کے مہیا کیا گیا ہے۔ لیڈی ڈاکٹر صاحبہ اور نرسوں کی کمپاؤنڈ میں موجودگی کی وجہ سے یہ سکیم نہایت اعلےٰ پیمانہ پر چل سکتی ہے۔ یہ ہسپتال جس کی ابتدا بہت چھوٹے پیمانے پر ہوئی۔ اب خدا کے فضل و کرم۔ جناب کی دلچسپی اور دوسرے افسران کی امداد سے اس حد تک ترقی کر چکا ہے۔ کہ وہ باقاعدہ زنانہ انڈور ہسپتال کہلانے کا مستحق ہے۔

ہمیں یہ اعلان کرتے ہوئے بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ کہ ہمارے ٹرسٹ کی بنیاد نہایت مستحکم ہے۔ اب اس کے پیش نظر ایک فیملی اور ایک خاص آئی وارڈ کی تعمیر ہے مگر ان حالات میں ہماری امیدیں بر آتی معلوم نہیں ہوتیں۔ کیونکہ موجودہ احاطہ میں زمین کی قلت ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آپ اور دوسرے افسر صاحبان ہماری سرگرمیوں میں خاص دلچسپی لیں گے۔ اور ارد گرد کی زمین حاصل کرنے میں ہماری مدد کریں گے۔ تاکہ یہ سکیم پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے۔

ہم ان تمام اصحاب کے شکر گزار ہیں۔ جنہوں نے اس سکیم کی تکمیل میں ہمارا ہاتھ بٹایا ہے۔ ان میں سے خاص طور پر میاں امین الدین صاحب آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈپٹی کمشنر **ضلع جھنگ** اور مسٹر اے۔ اے۔ میکڈانلڈ آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع لائل پور قابل ذکر ہیں۔ جو ہمیشہ ہماری اعانت کرتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کرنل سی۔ ایچ۔ رینالڈ انسپکٹر سول ہسپتال پنجاب کا معائنہ اور لفٹننٹ کرنل جمال الدین صاحب آئی۔ ایم۔ ایس سول سرجن لائل پور کا مفید مشورہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جو ہمارے لئے از حد حوصلہ افزا اور بیش بہا ثابت ہوا ہے۔ نیز موجودہ پریزیڈنٹ صاحب اور ممبر صاحبان لوکل میونسپل بورڈ عام طور پر اور شیخ الٰہی بخش صاحب سابق پریزیڈنٹ لوکل میونسپل بورڈ خاص طور پر ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ نیز ہم حاجی مبارک دین اور چودھری محمد اسمٰعیل ممبران بورڈ آف ٹرسٹیز کی قابل قدر خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے تعمیر کے کام کی نگہداشت نہایت محنت سے کی۔

قبل اس کے کہ ہم اس سپاسنامہ کو ختم کریں۔ پھر ایک دفعہ جناب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جن کی اعانت کے بغیر یہ کام کبھی پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکتا۔

آخر میں بورڈ آف ٹرسٹیز کی طرف سے آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نیاز مندان ممبران:۔ **"شیخ محمد ابراہیم ٹرسٹ"**

(بقیہ صفحہ ۷)

پڑھتے ہیں۔ پھر فرمایا مخالف و کجرو لوگ ان سے پورا پورا استفادہ نہیں کر سکتے مگر چونکہ مخالفوں ہی سے موافق نکل آیا کرتے ہیں۔ اور کجرووں ہی سے صراط مستقیم پر چلنے والے پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے الذین ختم اللہ علیٰ قلوبہم کی قید لگا کر یہ ظاہر کر دیا کہ ان جواہر بے بہا سے حقیقی محروم وہی لوگ ہیں جن کی حقیقی تعریف الذین ختم اللہ علیٰ قلوبہم ہے و کہ عام مخالف خدا بھی انہی کی نسبت فرماتا ہے۔ فہم لا یومنون اور حضرت صاحب بھی انہی کی نسبت کہتے ہیں فھم لا یقبلون۔

ایک لطیف نکتہ

فہم لا یومنون کے بالمقابل فہم لا یقبلون میں ایک

دو دوستوں کی خط وکتابت

"الہام"

(۴)

اختر بھائی!

تمہارے خطوط ہمارے لئے کافی دلچسپی کا باعث ہو رہے ہیں۔ اور تمہارے سب احباب خوش ہیں کہ تم نے اُن کے لئے تبادلہ خیالات کا عمدہ مواد بہم پہنچایا ہے۔ میں اور میرے چھوٹے بھائی ایک طرف اور باقی تمام دوست ایک طرف ہیں اور زبردست بحث ہو رہی ہے۔

کل رات "الہام کی ضرورت" پر دلچسپ مباحثہ ہوا۔ ہم ایک مولوی صاحب کو پکڑ لائے تھے جو بیچارے ہمارے سوالات سے ایسے سٹ پٹائے کہ ہمیں ملحد کہہ کر بھاگ گئے۔ قبل اس کے کہ تم کچھ اس پر لکھو۔ میرے نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر لکھنا میں کہتا ہوں۔ کہ:۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور پروردگار عالم کے درمیان سلسلہ کلام کے لئے کوئی رابطہ وواسطہ نہ تھا، بلکہ خود حضورؐ کا قلب منور ہی وُہ آئینہ خیالی تھا۔ جو عکس پذیر راز تھا۔ دست آئینہ ساز نے آئینہ عالم نما میں تجلیات ربانی کے بصیرت افروز جلوے کوٹ کوٹ کر بھر دیئے تھے، حضورؐ کا دل درحقیقت وُہ "ایلچی" اور "پیامبر" تھا۔ جو خدا کے پاس پیغام لے جاتا تھا۔ اور خدا کے پاس سے پیغام ربانی لے کر آتا تھا۔ حقیقت محمدیؐ ہی وہ گوش سامع تھی جس میں صوت سرمدی کے لازوال نغمے اور بے نیاز صوت وحروف تکلم گونجتی تھی۔ خود حضورؐ ہی کے دل سے وہی گوہر ہیز فوارہ کی طرح اُٹھتی تھی۔ اور خود حضورؐ پر نازل ہوتی تھی۔ ایسے ہی خود حضورؐ الہام کہتے تھے۔

وُہ قوت جو پیغمبر کے دل پر قادر مطلق نے نقش کی ہوتی ہے جو حسب ضرورت پرتو ربانی سے چمک کر پیغمبر کی زبان سے الفاظ کی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے یا کبھی روح القدس کی صورت میں پیش نظر ہوتی ہے۔ اسی کا نام میں جبرائیل رکھتا ہوں۔

قرآن مجید کا نجماً نجماً نازل ہونا میرے مندرجہ بالا بیان کی شہادت ہے۔ کہ حالات کے مطابق حضور صلعم کا قلب مبارک چمکا۔ اور الفاظ کی صورت حضورؐ کے آئینہ دل کا عکس ظاہر ہوا۔

تم اپنی زندگی میں دیکھ لو۔ ہمارے دماغ میں کس قدر منظر کسقدر خیالات موجود ہیں لیکن جیسا موقع ہوتا ہے۔ ویسا ہی منظر اور خیال ہمارے پیش نظر آجاتا ہے۔ بالکل یہی حال ملکہ نبوت کا ہے۔ نبی کے اندر ملکہ نبوت ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ نبی ہماری طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ مگر جب کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے۔ جو اس کے ملکہ نبوت کو تحریک کا باعث ہو۔ تو فوراً اس "تار مضراب آشنا" سے سمادی نغموں کا دریا ابلنے لگتا ہے۔ چنانچہ ہر وہ شخص جس نے سیرت نبویؐ کا ایک سرسری مطالعہ بھی کیا ہے اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ قرآنی سورتیں عموماً اس وقت نازل ہوا کرتی تھیں۔ جب حالات نبوت سے کسی قسم کا سوال کیا جاتا تھا"۔　　　تمہارا ــــ مسعود

محترم مسعود! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

شکر ہے۔ کہ میرے خطوط نے میرے دوستوں میں مذہب سے دلچسپی پیدا کر دی۔ گو میں آپ لوگوں سے دُور ہوں۔ مگر دِل دُور نہیں خدا کرے کہ آپ لوگ میرے ہم خیال ہو کر اشاعت اسلام ایسے مقدس کام میں مدد دے سکیں۔ اور وہ خواب جو میں ایک عرصہ سے دیکھ رہا ہوں۔ جلد پورا ہو۔

گذشتہ خط میں میں اس سوسائٹی کا ذکر کر رہا تھا۔ جو اسلام دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ رب العالمین کا تخیل ہمیں بتاتا ہے کہ اس سوسائٹی کا نظریہ خدا کے متعلق یہ ہے۔ کہ وُہ تمام جہانوں کا رب ہے لفظ "رب" کے استعمال نے بتایا کہ وہ خدا مخلوقات کی پرورش کو کمال تک پہنچائے۔ یہ امر تو مسلمہ ہے کہ انسان کی تکمیل روح کے بغیر نامکمل ہے۔ جسمانی ربوبیت کے لئے ہمارے اندر ہر ایک چیز موجود ہے لیکن جب تک بیرونی امداد نہ ہو اندرونی قوا بیکار ہیں۔ آنکھ میں دیکھنے کی قوت تو موجود ہے لیکن روشنی (جو ایک بیرونی قوت ہے) کے بغیر آنکھ بیکار ہے۔ اسی طرح روح کی حالت ہے۔ کانشنس ہم میں موجود ہے۔ اس میں نیکی بدی کے امتیاز کی طاقت موجود ہے لیکن یہ طاقت بیرونی اثرات کے ماتحت کام کرتی ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ہم ایک بُرا فعل کرنے لگتے ہیں۔ کہ ایک بیرونی خطرہ ہمیں اس سے روک دیتا ہے۔

انسانی فطرت میں ایک نور رکھا گیا ہے جس کو قرآن مجید اِن الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ الست بربکم۔ قالوا بلیٰ (کیا میں تمہارا رب نہیں انہوں نے کہا ہاں) اب ذرا آپ ہبوط آدم کا قصہ لے لیجئے۔ فطرت آدم احول کے اثرات سے متاثر ہو کر ایک لغزش کا موجب بنتی ہے۔

اس کے بعد خدا نے انسان کو ایک بیرونی ہدایت کا وعدہ دیا

فاما یاتینکم منی ھدًی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی ہدایت آئے۔ تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی۔ سو نہ اُن کو ڈر ہے اور نہ وُہ غمگین ہونگے۔　　(البقرۃ: ۳۸)

انسان اور حیوان بہت سی باتوں میں مشترک ہیں لیکن جو چیز انسان کو ممتاز کرتی ہے۔ وُہ اس کی روحانی حالت ہے۔ ایک شخص جس کی روح مردہ ہو جائے۔ وُہ حیوانوں سے بھی بدتر ہے۔

اگر فی الواقع الہام بیرونی چیز کا نام نہیں۔ تو پھر ذوالنون قدرت باطل ٹھہرتا ہے جسمانی تربیت کے لئے ہمیں بیرونی امداد کی ضرورت ہو لیکن روحانی تربیت کیلئے ہمیں بیرونی امداد کی ضرورت نہ پڑے

قرآن مجید ایک نہایت لطیف مثال سے یہ بات سمجھاتا ہے۔

واللہ جَعَلَ لکم مما خلق ظللاً وجعل لکم من الجبال اکناناً وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر وسرابیل تقیکم باسکم۔ کذالک یتم نعمتہٗ علیکم لعلکم تسلمون۔

اور اللہ نے تمہارے لئے اس سے جو پیدا کیا سائے بنائے۔ اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں۔ اور تمہارے لئے کپڑے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔ اور ایسے کپڑے جو جنگوں میں بچاتے ہیں۔ اسی طرح وُہ تم پر اپنی نعمت کو پورا کرتا ہے۔ تاکہ تم فرمانبرداری کرو۔　　(النحل: ۸۱)

اس آیت میں انسان کو جن چیزوں کے ذریعے دکھوں اور تکلیفوں سے آرام ملتا ہے اُن کا ذکر ہے۔ اور تکمیل انسانی کیلئے صرف جسمانی دکھوں سے نجات کافی نہیں ہے۔ بلکہ روحانی تکلیفوں اور دکھوں سے بچانے والی بھی کوئی چیز ضروری ہے جس طرح جسمانی اسباب بیرونی ہیں۔ اسی طرح روحانی بھی بیرونی ہونے ضروری ہیں اور وہ بیرونی چیز الہام ہے۔

اگر دل کی کسی کیفیت کا نام الہام رکھا جائے۔ تو پھر حضرت یعقوبؑ کے واقعہ کو کیا کیا جائے گا حضرت یوسفؑ ایک قریب کے کنوئیں میں گرائے جاتے ہیں، اور حضرت یعقوبؑ کو کچھ پتہ نہیں چلتا لیکن جب مصر سے حضرت یوسفؑ کی قمیص بھائی لے کر روانہ ہوتے ہیں۔ تو اُن کو اطلاع مل جاتی ہے۔ اور یہ واقعہ الہام یا وحی کے بیرونی ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں مکھیوں پر وحی کا ذکر ہے کیا اس سے بھی یہی مراد لی جائے؟

یہ وحی، وحی فطرت ہے۔ اس میں اِن استعدادوں کا ذکر ہے جو خدا نے شہد کی مکھی میں رکھی ہیں۔ اور یہ فطرت کی آواز ہے۔ اس کا مقابلہ وحی نبوت سے نہیں ہو سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی۔ تو جو حالت آپؐ کی اس وقت ہوئی۔ اس کا ذکر کتب حدیث میں آتا ہے۔ حضورؐ کو جس وقت وحی ہوتی تو آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آجاتا تھا۔ اور حضورؐ کی حالت ایسی ہوتی گویا وہ کسی دوسری دنیا میں منتقل ہو گئے ہیں۔ اور جبرائیل کا مختلف صورتوں میں آنا بھی ظاہر کرتا ہے۔ کہ الہام بیرونی طور سے ہوتا ہے۔

طوالت کے خوف سے خط ختم کرتا ہوں۔ سب احباب کو سلام علیکم عرض کر دیجئے گا۔　　　والسلام

آپ کا ــــ اختر

میاں چنوں میں مناظرہ

خاکسار نے جموں میں ۱۷ر اور ۱۸ر اپریل کو عالمگیر مذہب اور توحید پر تقاریر کیں اس کے بعد فوری حکم کے باعث میاں چنوں جانا پڑا۔ جموں میں مولانا محمد عبد اللہ صاحب وکیل سری نگر اور شیخ محمد یوسف صاحب گرہتی نے بقیہ سلسلہ تقاریر کو جاری رکھا۔ مولانا عمر الدین صاحب بھی ۲۰ر اپریل کو دہلی سے میاں چنوں پہنچ گئے۔ ساڑھے سات بجے شام سے لے کر سوا تین گھنٹے تک صداقت مسیح موعودؑ پر خاکسار کا غیر از جماعت سے مناظرہ ہوا۔ مولانا عمر الدین صاحب ہماری طرف سے صدر تھے۔ سائیں لال حسین نے حسب عادت پہلے درجہ کی بدزبانی سے کام لیا۔ مگر شکر ہے۔ کہ مناظرہ امن وامان سے ختم ہوا۔ اور لوگوں پر جماعت احمدیہ کے دلائل اور متانت وتہذیب کا ہی اثر پڑا۔

۲۱ر اپریل کو پھر جلسہ کیا گیا۔ منادی کرائی گئی۔ کہ صداقت مسیح موعود پر تقاریر ہوں گی۔ مخالفین کو سوالات وجوابات کا وقت دیا جائیگا۔ مولانا عمر الدین صاحب اور خاکسار کی تقاریر ہوئیں۔ گو مولویوں نے ہمارے جلسہ میں آنے سے لوگوں کو روک دیا تھا۔ مگر پھر بھی لوگ آئے نہایت امن وامان سے ہماری باتیں سنتے رہے۔　　(سید اختر حسین)

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— قاہرہ ۲۲ راپریل شاہ فواد والی مصر نے حضرت امام حسینؓ کی یادگار کی (جسے مقام حسینی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے) تجدید تعمیر کے لئے حکم دیا ہے۔ اور اس کے لئے مبلغ ڈیڑھ لاکھ پونڈ منظور ہوئے ہیں۔

—— قاہرہ تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سوڈان کو خود مختار اضلاع میں تقسیم کیا جائیگا۔ مقامی افسروں کی امداد و معاونت کے لئے برطانی مشیر کا تقرر ہونگے سوڈان کا برطانی گورنر جنرل اپنے عملہ میں دو معزز سوڈانیوں کو اعزازی کونسلر کے طور پر مقرر کریگا۔

—— قاہرہ کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ مصری کابینہ وزارت نے ہفتہ رواں میں بہت سے اہم مسائل پر غور وخوض کیا۔ جس میں سے خاص قابل ذکر یہ ہے کہ قرآن مجید کا انگریزی۔ فرانسیسی اور جرمنی ترجمہ کیا جائے۔

—— قاہرہ ۲۲ راپریل۔ جرمن سفیر متعینہ مصر ہروان سٹوہرے ۱۸ راپریل کو صحرا میں ایک آندھی میں گم ہوگئے تھے۔ برطانوی ائیرفورس اور دیگر فوجی پیدل ذرائع سے ان کی تلاش کی جارہی ہے

—— یروشلم کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ عربوں کا وفد جو تجویز کردہ مجلس قانون ساز کے متعلق غور وخوض کرنے کے لئے لندن جارہا تھا۔ فسادات کی وجہ سے ملتوی کردیا گیا ہے۔

—— فلسطین کے طول وعرض میں ایک عام ہڑتال کرائی جارہی تھی۔ کہ یروشلم میں فساد ہوگیا۔ اور پکٹنگ کرنے والے عرب گرفتار کرلئے گئے۔

—— یافہ کے فسادات میں بہت سے عرب اور یہودی مارے گئے ہیں۔ اور زخمیوں کی تعداد بھی کافی ہے۔

—— یروشلم سے بذریعہ ہوائی ڈاک ایک اطلاع مظہر ہے کہ سیریا کے نیشنلسٹوں کی سرکردگی میں ۲۰ ہزار مسلح عرب سرحد پر جمع ہو رہے ہیں۔

—— استنبول کی ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ رومانیہ سے جو مہاجر حکومت ترکیہ کی ہدایت کے مطابق تھریس میں پناہ گزیں ہوئے ہیں۔ حکومت ترکیہ ان کے لئے ہر ممکن کوشش امداد کی کررہی ہے اور وہاں نو آبادیات کی مدد اور ان کی حوصلہ افزائی سے دریغ نہیں کیا جارہا۔ ان کے لئے نئے گھر بنائے جائیں گے

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ قاہرہ اور مکہ شریف کے درمیان باقاعدہ ہوائی سروس شروع ہوگئی ہے اور اب مشرقی ممالک کا فضائی سلسلہ آمد ورفت مکمل ہوگیا ہے۔

—— کابل کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حال میں ہی دلکشا پیلس میں ایک شاہی دربار منعقد ہوا جس میں سلطنت افغانستان کے سب افسروں نے شرکت کی۔ اعلیحضرت بادشاہ افغانستان نے فرمایا کہ تمام سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں اضافہ کردیا جائے۔

—— روس اور افغانستان کا معاہدہ جو حال میں ختم ہورہا تھا اس کی دوبارہ تجدید کی گئی اور حکومت افغانستان کی طرف سے ہز ایکسیلنسی سردار فیض محمد خاں وزیر خارجہ نے دستخط کئے۔

—— افغانستان میں کرنسی پیپر (نوٹ) رائج کرتے گئے ہیں مادر ان کے متعلق عوام میں ہر دلعزیزی پیدا ہورہی ہے۔ اس وقت تک جتنے نوٹ جاری ہوچکے ہیں ان کی قیمت دو کروڑ سے لاکھ روپیہ ہے۔

—— قاہرہ ۲۵ راپریل شاہ فواد شدید علیل ہیں۔

ہندوستان

—— مسجد شہید گنج لاہور کے مقدمہ میں ڈاکٹر محمد عالم بیرسٹر کی مدلل اور جامع بحث چھ دن کے بعد ختم ہوگئی ہے۔ عدالت کی طرف سے ڈاکٹر صاحب نے خراج تحسین حاصل کیا ہے سکھوں کی طرف سے ۲۷ اپریل کو بحث شروع ہوگی۔

—— کراچی ۲۴ راپریل ریاست خیرپور کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ملک معظم نے ہز ہائی نس میر فیض محمد خاں کی مسند نشینی کو منظور کرلیا ہے۔ دستار بندی کی رسم ایک دربار میں جو ۳۰ اپریل کو منعقد ہوگا کی جائے گی۔

—— بمبئی ۲۴ راپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ بمبئی کی موجودہ کونسل اکتوبر کے وسط میں توڑ دی جائیگی۔ اور جدید انتخابات ماہ دسمبر ۳۶ء یا جنوری ۳۷ء میں شروع ہوجائینگے۔

—— ضلع چاٹگانگ کے چند حصوں میں تحریک دہشت انگیزی کے انسداد کے لئے کرفیو آرڈر نافذ تھا لیکن اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایسے تمام آرڈروں کو معطل کرتے ہوئے صرف چند اشخاص پر پابندیاں باقی رکھی ہیں۔

—— ناگپور ۲۴ راپریل ڈاکٹر مونجے نے سیواجی کی سالگرہ کے جلسہ میں پھر زہر اگلا۔ اور کہا کہ ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے۔ اور ہمیشہ ہندوؤں کا ملک رہیگا۔ اور سامعین کو تلقین کی کہ وہ ہندو نسل کے ذہن نشین کرادیں۔ کہ ہندو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے اور دوسروں کی امداد کے بغیر جنگ آزادی میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ یو۔ پی کی نئی صوبجاتی لیجسلیٹو اسمبلی کے انتخابات میں پنڈت مالوی کی نیشنلسٹ پارٹی اور ہندو سبھا سرگرمی سے حصہ لیگی۔

—— نواب چھتاری جو عارضی طور پر یو۔ پی کے گورنر رہ چکے ہیں وزیر اعظم کی گدی کے امیدوار ہیں۔ بنگال میں بھی کسی مسلمان کو وزیر اعظم بنایا جائیگا۔

—— لاہور ۲۴ راپریل کانگرسی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ ہندو سبھا کے ایک لیڈر نے پنجاب کانگرس کے ایک سرکردہ لیڈر سے ملاقات کی جو پردہ راز میں ہے۔ لیکن یقین کیا جاتا ہے۔ کہ گفتگو کا موضوع ہندو سبھا اور کانگرس کا اتحاد وتعاون تھا۔

—— پونا ۲۴ راپریل سونیا مورتی مندر کے سامنے باجا بجانے پر ہندو مسلم فساد ہوگیا جس سے نصف درجن کے قریب آدمی مجروح ہوئے۔ مندر سے پچاس گز کے فاصلہ پر ایک مسجد تھی جس پر ہندوؤں نے حملہ کردیا جس سے فساد اور بڑھ گیا۔ فسادات میں سوڈا کی بوتلوں کا استعمال کیا گیا۔ مکانات سے خشت باری اور گلیوں میں آزادانہ لاٹھیوں کا استعمال کیا گیا۔ پولیس کافی تعداد میں پہنچ گئی۔ کل مجروحین کی تعداد اسی سے زیادہ ہے۔ دو چھوٹی مسجدیں اور چار پانچ مندر جلا کر خاک کردئے گئے حالات نازک ہیں۔

—— بعد کی اطلاع۔ شہر کی حالت سکون پذیر ہے۔ کرفیو آرڈر کا نفاذ کردیا گیا ہے۔ اور فوج اور پولیس شہر میں گشت کررہی ہے

—— نئی دہلی ۲۴ راپریل آج کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں دو مسودہائے قانون منظور ہوئے یعنی گندم اور چاولوں پر محصول درآمد کے متعلق قانون محاصل (ٹیرف ایکٹ) اور قانون معاون کے متعلق ترمیمی مسودہ قانون ۲۵ راپریل کو فنڈس کے متعلق قانون محاصل پر بحث ہوگی۔ اور قانون کی منظوری کے بعد اجلاس ختم ہوجائیگا۔

ممالک خارجہ

—— ادیس ابابا۔ اطالوی افسروں نے لاسلکی کے ذریعہ شہر والوں کو دھمکی دی۔ کہ ان کی فوج شہر میں داخل ہوجائیگی۔ اس دھمکی سے ڈر کر بہت سے متمول حبشی دارالسلطنت سے بھاگ گئے ہیں۔ تمام شہر بند ہے لیکن ملکہ حبشہ نے شہر سے باہر نکلنے سے انکار کردیا ہے۔

—— لنڈن ۲۴ راپریل ڈیسی کی اطالوی فتح کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ قبائل گالا کے متعدد دستوں نے اطالویوں سے بہت سا روپیہ لیکر شہنشاہ حبشہ سے غداری کی۔ اور حبشہ کو شکست کا سامنہ دیکھنا پڑا۔

—— ادیس ابابا ۲۴ راپریل میجر ڈبلیو لائڈ جونس نے ایک پریس کے نامہ نگار کو بیان دیتے ہوئے کہا ہے۔ کہ حبشہ کو ہڑپ کرنے کے لئے اطالیہ کو بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑیگی مجلس اقوام کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ لیگ ایک خوبصورت مشین ہے جو جذبہ نفرت بڑھاتی ہے۔ اور ہمیں لیگ پر کوئی اعتماد نہیں۔

—— میجر ڈبلیو لائڈ جونس نے اس بیان میں کہا کہ ہم عہد کرچکے ہیں کہ جب تک ہم میں سے ایک آدمی بھی زندہ ہے۔ ہم اطالوی فوجوں سے لڑینگے۔

—— ڈیسی ۲۴ راپریل تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ تازہ دم حبشی سپاہی آگے بڑھے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سے متعدد قدرتی محفوظ راستوں اور چٹانوں کی آڑ میں متعین کئے جارہے ہیں۔

—— ادیس ابابا ۲۴ راپریل حبشہ کے جانباز شہزادے نے اطالویوں کو متعدد بار شکست دی اور اطالوی افواج کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا جس کی وجہ سے وہ راہ فرار اختیار کرگئے۔ بعد ازاں اپنی افواج سمیت ادیس ابابا میں پہنچ گیا ہے۔

—— لندن ۲۲ راپریل لندن کے یہودیوں نے ایک جلسہ میں جرمن کے یہودیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا ہے جنہیں حکومت جرمنی نے جلاوطن کردیا ہے۔ ان کے لئے ایک ملین پونڈ کا چندہ بھی ہوا۔

—— لندن ۲۲ راپریل فرانس نے اطالوی اور حبشہ کی جنگ کا آسان ترین فیصلہ پیش کیا ہے کہ دونوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تاکہ اٹلی جلد از جلد اس قضیہ سے فارغ ہوکر یورپ کے معاملات کی طرف توجہ دے سکے۔

—— لنڈن ۲۲ راپریل مسٹر ایڈن انگلستانی وزیر خارجہ نے ہاؤس کو حبشہ اور اٹلی کے متعلق مجلس اقوام کی کارروائی سے مطلع کیا کہ مجلس کا فیصلہ ہے کہ اطالیہ نے زہریلی گیس استعمال کرکے تہذیب وانسانیت کی قبر کھودی ہے۔

—— ادیس آبابا۔ ۲۳ راپریل ریوٹر کے نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے ملکہ حبشہ نے پرنم آنکھوں سے جرائد عالم سے ایک دردناک اپیل کی۔ کہ وہ انصاف کے نام پر اس غیر منصفانہ جنگ کا خاتمہ کرنے کے لئے اقدام کریں اور حبشہ کو اطالوی لٹیروں سے بچائیں

—— ملکہ نے دوران بیان میں کہا۔ کہ حبشی آزادی کی قربانگاہ پر اپنے خون کا آخری قطرہ بہادینگے۔

—— وائنا ۲۴ راپریل۔ آسٹریا میں جبری بھرتی کا یکم اپریل کو اعلان کردیا ہے اس قانون کی رو سے پچاس ہزار جدید اشخاص کو بھرتی کیا جائیگا۔

کرۂ ارض کا ایک پُراسرار گوشہ

ملک تبت کے عجیب و غریب حالات

اسلام کی بے شمار برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ بھی ہے کہ اس نے انسان کے اخلاق کو بلند کرنے کے ساتھ ساتھ تمدن و معاشرت کی اصلاح بھی کی۔ اسلام سے قبل دنیا پر ایک ہولناک تاریکی چھائی ہوئی تھی انسان نہ صرف مذہبی و اخلاقی طور پر پستی کے گڑھے میں گرا ہوا تھا۔ بلکہ تمدنی و معاشرتی لحاظ سے بھی اس کا درجہ بہت پست تھا۔ دین فطرت کی روشنی جہاں جہاں پہنچی۔ وہاں کے باشندے نہ صرف اپنے مذہبی عقائد میں اصلاح پر مجبور ہوئے۔ بلکہ ان کے تمدن و معاشرت میں بھی کسی نہ کسی حد تک خوشگوار تبدیلی آگئی۔ لیکن وہ ممالک جہاں آفتاب اسلام کی شعاعیں تاحال نہیں پہنچیں یا پہنچی ہیں۔ تو برائے نام وہ ابھی تک اسی ہولناک تاریکی میں مبتلا ہیں۔ تبت انہی ممالک میں سے ایک ہے۔ ذیل میں تبت کے حالات دئے جاتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ اہل تبت کس قسم کے توہمات اور اخلاقی و تمدنی پستی میں پھنسے ہوئے ہیں ان کا مذہب ایک مجموعہ توہمات کے سوا کچھ نہیں چالاک راہب مذہب کے نام پر لاکھوں انسانوں کا خون چوس رہے ہیں۔ وحشیانہ ریاضتوں کو نجات آخروی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ خیالات میں پاکیزگی۔ اخلاق میں بلندی اور معاشرت میں صفائی مفقود ہے ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے ہیں بدھ مذہب ان کو اس پستی سے نکالنے میں مطلق کامیاب نہیں ہو سکا۔

تبت ایک ایسا خطۂ زمین ہے جو دلچسپیوں سے پُر ہے۔ دو سال ہوئے حکمران تبت دلائی لامہ مر گیا۔ اب اسی دن اسے دلائی لامہ کی تلاش ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ دلائی لامہ کی دریافت کے لئے وہ دلائی لامہ جو اس دنیا سے گزرا ہو رہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے ان کے عقیدے کے مطابق آنجہانی دلائی لامہ کو ان کے لئے حکمران کا پتہ بتانا چاہئے تھا لیکن چونکہ مرنے سے پیشتر وہ نہیں بتا سکا۔ اب ان لوگوں کا خیال ہے۔ کہ وہ جھیل میں جو اس ملک کے ایک سرے پر واقعہ ہے جب منجمد ہوگا۔ تو آنجہانی دلائی لامہ کا چہرہ نظر آئے گا۔ اس کو ملک کے بڑے بوڑھے (لاما) دیکھیں گے اور اس طرح ان کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ نئے دلائی لامہ کو کہاں ڈھونڈیں۔

اگر دلائی لامہ کی گدی کے لئے ایسے بچے مل گئے جو بتلائی ہوئی تمام خصوصیتوں کو پورا کریں گے۔ تو گدی کے حقیقی وارث کا فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعہ کیا جائیگا تمام امیدواروں کے نام لکھ کر ایک طلائی طشتری میں رکھے جائینگے۔ اور مہا منتری لکڑی کے چمٹے سے ایک پرزہ کاغذ اٹھائیگا۔ اور اس طرح جس بچے کا نام نکلے گا۔ وہ دلائی لامہ متصور ہوگا۔ اس بچے کو ایک محل میں لایا جائیگا جو صرف اسی مقصد کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔ اور جہاں تمام دلائی لامہ رہتے ہیں۔ اس محل کو پاک اور بابرکت سمجھا جاتا ہے اس محل کا محافظ اس بچے کی غور و پرداخت کا کام اپنے ذمہ لے گا۔ اور اس بچے کی اس طرح پرورش کرے گا جس طرح کہ کوئی ماں اپنے بچے کی کرتی ہے۔ وہی اس دلائی لامہ کا باپ متصور کیا جائیگا۔ اور وہی اس کی ماں۔ جب وہ بچہ بڑا ہوگا۔ تو عجیب و غریب سلطنت کا مالک بنے گا۔

تبت کی آبادی

تبت کی آبادی تیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ ان میں سے پندرہ لاکھ مرد ہیں۔ اور ان پندرہ لاکھ مردوں سے پانچ لاکھ بھکشو ہیں ان بھکشوؤں کے رہنے کے لئے جو مٹھ ہیں۔ وہ بہت مضبوطی سے بنائے گئے ہیں۔ ہر ایک مٹھ ایک اچھا خاصہ قلعہ ہے تبت میں تین ہزار مٹھ ہیں۔ ان میں رہنے والے بھکشو بہت ہی جفاکش اور تندمزاج ہوتے ہیں۔ تندمزاج ہونے کے علاوہ جنگجو بھی ہیں۔ دس فٹ لمبے بگل (جو جنگی بگل سمجھا جاتا ہے) کی آواز پر لوگ لبیک کہنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بگل اس وقت بجایا جاتا ہے جب خطرہ بہت زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ بھکشو لوگ شال اوڑھے رہتے ہیں جب جنگی بگل بجتا ہے۔ تو وہ ان شالوں کو دھوتی کی طرح باندھ کر کمربستہ ہو دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تبت میں یہ روایت چلی آئی ہے۔ کہ جب یہ بھکشو اپنے شالوں کو کمر میں باندھ کر لڑائی پر آمادہ ہو جائیں۔ تو دشمن کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔ کہ ان کے ساتھ صلح کر لے بلکہ بسا اوقات تو ایسا ہوا ہے۔ کہ جب کسی دشمن کو خبر پہنچتی ہے۔ کہ بدھ بھکشوؤں نے جنگ پر کمر باندھ لی ہے۔ تو وہ مزید تاخیر کے بنا اور بھکشوؤں کی طرف سے حملہ کا انتظار کئے بغیر ہتھیار ڈال دیتا ہے اور جس طرح ہوتا ہے صلح کر لیتا ہے۔ اور جب جنگ ختم ہو جاتی ہے تو یہ بھکشو لوگ اپنے اپنے مٹھ میں جا کر پھر ریاضت یا دیگر کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنا زیادہ تر وقت تاریک اور بند مندروں میں گزارتے ہیں۔ جہاں مختلف قسم کی خوشبو بات دن رات جلتی رہتی ہیں۔ ان مندروں میں چاندی کے پیالے بڑی تعداد میں رکھے جاتے ہیں۔ مندروں میں چکر سے کبھی بنے ہوتے ہیں۔ جن کو پرارتھنا کے وقت یہ لوگ پھراتے ہیں۔ یہ بھکشو لاکھوں کروڑوں بار "اوم منی پدم ہم" وغیرہ منتر کا جاپ کرتے اور چکر پھراتے رہتے ہیں۔ ان پجاریوں اور بھکشوؤں کی حقیقی معنوں میں تبت کے لوگوں پر حکومت ہے۔ اور عام تبتی بھی ان کے ڈر سے "اوم منی پدم ہم" کا جاپ کرتے رہتے ہیں۔ ان بھکشوؤں کے کہنے پر عام تبتی باشندے گاؤں میں جھونپڑوں کے اندر پرارتھنا کے ہی بڑے بڑے چکر بناتے ہیں۔ جو پانی کے زور سے چلتے ہیں اور ان سے "اوم منی پدم ہم" کی آواز نکلتی رہتی ہے۔ اور کبھی بند نہیں ہوتی۔

تبت میں ساہوکارہ کا کام بھی یہی لامہ (بھکشو) لوگ کرتے ہیں۔ لوگوں کو تیس فیصدی فی سال سود پر رقم قرض دیتے ہیں اور ملک کی تمام تجارت ان کے پیسے سے ہی چل رہی ہے۔ مزید براں جب کوئی اچھا موقعہ آتا ہے۔ تو یہ بڑی بڑی رقمیں لے کر اپنی خدمات بھی سوداگروں کے حوالے کرتے ہیں۔

ظالمانہ طریق حکومت

لیکن ان تمام باتوں سے دلائی لامہ کو کیا فائدہ ہے۔ دلائی لامہ کو تو ان باتوں کو سمجھنے اور ان پر غور کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا کیونکہ وہ ان باتوں کے سمجھنے کے قابل بننے سے پہلے ہمیشہ کی نیند جا سوتا ہے تبت میں دلائی لامہ بنانے اور اس کے ہاتھ حکومت کی باگ ڈور دینے کا طریقہ بظاہر کس قدر معصوم اور اچھا معلوم کیوں نہ ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ طریقہ نہایت ہی ظالمانہ ہے وجہ یہ ہے کہ دلائی لامہ کو اٹھارہ برس کا نہیں ہونے دیا جاتا۔ بلکہ اس سے پہلے ہی موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے گو خفیہ طور پر۔ اور یہ اسلئے کہ دلائی لامہ کا جو سرپرست ہوتا ہے اس کا اقتدار اور زیادہ بنا رہے۔ جب نئے دلائی لامہ کے لئے بچہ ڈھونڈ لیا جاتا ہے۔ اس کو شاہانہ طریق سے پالا جاتا ہے اس کی غور و پرداخت کی جاتی ہے۔ اور اسے متبرک سمجھ کر اس کا مان کیا جاتا ہے۔ اور اس کو حاکم تسلیم کیا جاتا ہے لیکن وہ بالغ نہیں ہوتا کہ خفیہ طور پر قتل کر دیا جاتا ہے اس حکومت کا کیا فائدہ جس میں جان ہی جوکھوں میں ہے۔

تبت کی گزشتہ سو سال کی تاریخ میں سوائے اس دلائی لامہ کے جو حال ہی میں مرا ہے کوئی دلائی لامہ سن بلوغ کو نہ پہنچ سکا۔ آنجہانی دلائی لامہ نے بھی ایک چال چلی۔ اور بجائے دشمن کے قابو میں آنے کے اس نے دشمن پر قابو پا لیا۔ وہ اٹھارہ برس کا تھا۔ مگر غضب کا ذہین۔ اس نے اپنے سرپرست کو ہی زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ مہر ہیں وغیرہ دلائی لامہ نے اس سے پہلے ہی کسی نجات دہی کی تدبیر اور جب وہ اس سے چھٹکارا حاصل کر چکا۔ تو اس نے شہنشاہ چین کے نمائندہ کو جو تبت میں ایک چینی وائسرائے کی حیثیت رکھتا تھا۔ بڑی بھاری رشوت دی۔ تاکہ وہ ان تمام امور کے متعلق اپنی زبان بند رکھے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ اور دلائی لامہ تمام معاملات حکومت پر غالب آگیا۔ وہ نہ صرف تبت کا حقیقی حکمران بنا۔ بلکہ ان کا مقدس گورو بھی۔ اس دلائی لامہ کی تقدیس کے صدقے اس کے ناخن اس کے بال اور اس کے اوڑھے ہوئے کپڑے بطور تبرک اور طلسم بڑی بھاری قیمتوں کے عوض فروخت ہوئے۔ غرضیکہ آنجہانی دلائی لامہ کا عہد حکومت ایک تاریخی بات ثابت ہوا۔

روس اور برطانیہ کی آنکھ

انیسویں صدی کے اخیر تک برطانیہ اور روس دونوں کی آنکھ تبت پر تھی۔ لیکن روسیوں نے ایک چالاکی سے اپنے پاؤں زیادہ مضبوطی سے جمانے شروع کر دئے۔ دلائی لامہ کے دربار میں ایک روسی آیا جس کا نام ڈورجیف تھا۔ اس نے ایک ایسا جھوٹ بولا کہ اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور اس جھوٹ کی بدولت ہی اس نے دلائی لامہ کے دل کو تسخیر کر لیا۔ اس نے کہا۔ کہ شہنشاہ روس اور اس کے باشندے اہل تبت کا مذہب اختیار کرنے والے ہیں اور اس طرح وہ دلائی لامہ کے روحانی اقتدار کے ماتحت آجائیں گے اس پر دلائی لامہ بہت خوش ہوا۔ اور جب ڈورجیف نے سینٹ پیٹرس برگ سے واپس چند خلعتیں اور اسلحہ اس کی خدمت میں پیش کیا۔ تو اس کی وفاداری اور سچائی پر شک کی گنجائش نہ رہی اور دلائی لامہ اس کی طرف کھنچنے لگا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب وائسرائے ہند کا ایک مراسلہ دلائی لامہ کو پہنچا۔ تو اس نے اسے کھولے بغیر واپس کر دیا۔ اس پر برطانوی حکومت کو خطرہ محسوس ہوا۔ نیز یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ کہیں روسی اقتدار کے ماتحت تبت کے رستے ہمیں نقصان نہ

(باقی بر صفحہ ۱۲)

(بقیہ صفحہ ۱۱)

پہنچے اس لئے ۱۹۰۴ء میں ایک مسلح فوج صدر مقام تبت کو بھیجی گئی۔ اس فوج کو کافی کامیابی ہوئی جس کی وجہ سے وہ نقشے تھے جو تبت کی سرزمین کے متعلق حکومت برطانیہ نے پہلے ہی سے حاصل کر لئے تھے۔

برہمنوں کی غداری

ان نقشوں کی کہانی بھی عجیب و غریب ہے یہ ہندوستانی پنڈتوں (برہمنوں) نے تیار کئے تھے۔ یہ لوگ برطانوی حکومت کے پیدائشی جاسوس ہیں۔ وہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر تبت پہنچے۔ انہوں نے بیوپاریوں اور سوداگروں کے بھیس بدلے ہوئے تھے۔ جب وہ اکیلے ہوتے تھے تو اپنے کمپاس اور دیگر آلات وغیرہ نکال کر سروے کرنا شروع کر دیتے تھے۔ ان کے پاس پراتھنا والے جو چکر تھے ان پر بھی کمپاس وغیرہ کی شکلیں بنی ہوئی تھیں اور ان کے پاس جو مالائیں تھیں۔ وہ جریبوں کا کام دیتی تھیں۔

ان عجیب و غریب طریقوں سے ان برہمنوں نے نقشے تیار کئے۔ ان نقشوں کی امداد سے برطانوی مہم کو تبت میں کامیابی ہوئی۔ اور اس مہم کے بعد دیگر لوگ بھی تبت میں آنے جانے لگے۔ اور اس طرح سے دنیا کو تبت اور اہل تبت کے متعلق زیادہ کچھ معلوم ہونے لگا۔

دنیا کو معلوم ہے کہ اہل تبت کا گزارہ زیادہ تر یاک یا سراگ کے گوشت یا چائے پر ہے۔ چائے کا استعمال اس ملک میں اس کثرت سے ہوتا ہے کہ شاید کسی اور ملک میں ہوتا ہو تبت کے لوگ کہتے ہیں کہ گوشت خوری کو اور تو کوئی خاص نقصان نہ ہو لیکن قصابوں کا جسم بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی گتی ہوگی یا نہ کیونکہ یہ لوگ مہاتما بدھ کے فرمان کی خلاف ورزی کر کے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔ یہ خیال ایک طبقہ کا ہے۔ دوسرے طبقہ کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ بدھ کے اصولوں کی خلاف ورزی کی سزا تمام ان لوگوں کو جو گوشت کھاتے ہیں بھگتنی پڑے گی کسی ایک شخص یا چیدہ اشخاص کو نہیں۔

اہل تبت کی ظلم پسندی

تبت کے لوگ سخت ظالم ہیں جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ وہ خود بہت اذیت برداشت کر سکتے ہیں۔ وہ دوسرے لوگوں کو ایذا دینے میں بالکل دریغ نہیں کرتے اس کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ وہ ایک زندہ انسان کو یاک کی تازہ کھال میں بند کر کے اوپر سے سی دیتے ہیں۔ اور پھر ایک طرف ڈال دیتے ہیں۔ دھوپ میں پڑی رہنے سے وہ کھال چند دن میں سوکھ جاتی ہے اور جو آدمی اس میں بند ہوتا ہے۔ وہ جاں بحق ہو جاتا ہے۔ یہ تو ہوئی دوسروں کو ایذا پہنچانے کی بات۔ مگر جو اذیت وہ خود برداشت کرتے ہیں اس کو دیکھ غیر ملکی لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔

ہولناک ریاضت گاہیں

بھکشوؤں کی تعداد کثیر وہ جو رضاکارانہ طور پر زندہ درگور رہ جاتے ہیں اور برسوں تک زندہ درگور رہتے ہیں مشہور سیاح سون نے اپنے سفرنامہ میں ایک بھکشو کا حال لکھا ہے جس کو اس نے اپنی آنکھوں سے ایک جگہ زندہ دفن دیکھا تھا۔ وہ بھکشو تین سال تک ایک سمادھ میں بند رہا اور ایک چھوٹا سا سوراخ تھا جس سے اسے روزانہ کھانا دیا جاتا ہے۔ ہر ہفتے روز کچھ چائے اور آگ جلانے کے لئے تھوڑی سی لکڑیاں بھی دے دی جاتی تھیں بھکشو کے پاس صرف ایک پراتھنا کا چکر اور ایک متبرک کتاب تھی جس کو وہ ایک مدھم سے دیئے کی روشنی میں پڑھا کرتا تھا۔ وہ اس سوراخ میں سے جس کے ذریعے اسے کھانا وغیرہ دیا جاتا تھا بالکل نہیں بولتا تھا۔ اور دیواریں اس قدر موٹی تھیں کہ ان سے آواز باہر نہیں نکل سکتی تھی ان زندہ درگور بھکشوؤں کے لئے الگ مٹھ بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کا درجہ خاص مانا جاتا ہے۔

جب کوئی نوجوان بھکشو بننے کی خواہش ظاہر کرتا ہے تو اسے پہلے چھ ماہ کے لئے اس قسم کی بنی ہوئی سمادھوں میں زندہ دفن ہونا پڑتا ہے۔ ایک پہاڑی کے دامن میں بنیں اس قسم کے مٹھ ہیں جن میں کئی کئی سمادھیں بنی ہوئی ہیں۔ ہر ایک سمادھ میں صرف چھ انچ مربع سوراخ ہوتا ہے۔ جس سے ان بھکشوؤں کو ضروریات زندگی بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ جب کوئی سیاح وہاں جاتا ہے اور یہ جاننا چاہتا ہے کہ آیا فی الواقع فلاں سمادھ میں کوئی بھکشو دفن ہے۔ تو اس کا ہمراہی جو اس کی رہنمائی کے لئے ساتھ ہوتا ہے سمادھ کے دروازے کے نزدیک دستک دیتا ہے جس پر کوئی بیس سیکنڈ کے بعد ایک ہاتھ کانپتا اور لرزتا ہوا باہر آتا ہے اور ادھر ادھر ٹٹولتا ہے۔ مگر اپنے لئے خوراک وغیرہ کوئی چیز نہ پا کر مایوسی سے اندر چلا جاتا ہے۔ ان سمادھوں کو سر دریا فتنگاہیں کہتے ہیں ان زندہ درگور بھکشوؤں میں کچھ ایسے بھی پائے گئے۔ جو بارہ برس کی عمر میں ہی دفن کئے گئے تھے جب کہ ان بے چاروں کو یہ بھی پتہ نہ تھا۔ کہ زندگی کس چیز کا نام ہے بہت سے بھکشو ان ریاضت گاہوں میں چالیس چالیس برس پڑے رہتے ہیں۔ ایک تو ۶۹ برس تک زندہ دفن رہا۔ اور مرنے سے پہلے اس نے خواہش ظاہر کی کہ میں باہر نکلنا چاہتا ہوں۔ اور مرنے سے پہلے دھوپ اور سورج کے درشن کرنا چاہتا ہوں جب اسے باہر نکالا گیا تو اس کی آنکھیں تقریباً تقریباً بند ہو چکی تھیں ان میں بینائی مفقود تھی۔ وہ محض ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا جس پر چھلی کی طرح خشک کھال منڈھی ہوئی نظر آتی تھی جونہی اسے دھوپ میں لایا گیا۔ اس نے دم توڑ دیا۔

اہل تبت کی معاشرت

عام تبتیوں کی پرائیویٹ زندگی بھی عجیب و غریب ہوتی ہے کلبے کا کنبہ متحد و مشترکہ رہتا ہے۔ ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ جائیداد مشترکہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بیویاں بھی مشترکہ ہوتی ہیں۔ اگر ایک گھر میں چار بھائی ہیں۔ تو ان میں سے ایک کی بیوی تمام کی بیوی متصور ہوتی ہے۔ اور اگر خاندان کا دوسرا بھائی شادی کر لیتا ہے تو دوسری اسی طرح تیسری بیوی بھی سب کی مشترکہ ہوگی۔ نہ تو ان لوگوں میں صفائی کی عادت ہے اور نہ ہی ان کے نزدیک اخلاق کچھ چیز ہیں۔

تبت کے اندر انسانی قتل کوئی حیثیت نہیں رکھتا چائے کی اینٹیں بہت کام دیتی ہیں اعلےٰ طبقہ کے انسان کی جان لے لینے کا جرمانہ صرف ۱۲۰ چائے کی اینٹیں ہیں۔ متوسط طبقہ کے انسان کا قتل اسی اینٹوں کے بدلے معاف ہو سکتا ہے۔ عورت کے قتل کا بدلہ اسی اینٹوں سے چکایا جا سکتا ہے اور مزدور اور گداگر کی جان کی قیمت صرف تین چار چائے کی اینٹیں ہیں لیکن اس عجیب و غریب سرزمین میں عورت کا درجہ بہت اونچا ہے۔ وہ گھر بھر کی حکمران قرار دی جاتی ہے۔

اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو عطیہ اراضی

پنجاب گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ بہتر زراعت بہتر مکانات اور بہتر حفظان صحت میں مزید ترقی کے حصول کے لئے ساٹھ تعلیم یافتہ اشخاص کو دو مستطیل (یا مربعے) فی کس کے حساب سے ۱۲۰ مستطیل (یا مربعے) عطا کئے جائیں۔ ۴۰ مستطیل چک نمبر ۱۰۲ ای بی نوآبادی نیلی بار تحصیل پاک پٹن ضلع منٹگمری میں عطا کئے جائیں گے ان ۲۰ عطیات میں سے ۱۸ کے لئے تعلیمی معیار پنجاب یونیورسٹی کی بی اے یا بی۔ ایس سی کی ڈگری ہوگی۔ اور باقیماندہ دو ان اشخاص کے لئے مختص کئے جائیں گے۔ جو پنجاب یونیورسٹی کی بی ایس سی (زراعت) کی ڈگری حاصل کر چکے ہوں۔ ۸۰ مستطیل یا مربعے ان مختلف مواضع میں عطا کئے جائیں گے۔ جو مندرجہ ذیل نوآبادیوں میں پہلے سے قائم ہیں۔

توسیعات لوئر چناب کینال	ضلع لائلپور
نوآبادی نیلی بار	اضلاع منٹگمری ملتان
نوآبادیات لوئر چناب و لوئر جہلم کینال	ضلع جھنگ
نوآبادی نہر لوئر باری دوآب	ضلع منٹگمری
” ” ”	ضلع ملتان

ہر ایک نوآبادی میں ۸ اور ہر گاؤں میں کم از کم دو عطیے ہوں گے۔ جملہ ۴۰ عطیے ان اشخاص کو تفویض ہوں گے۔ جن کے پاس پنجاب یونیورسٹی کی بی ایس سی (زراعت) کی ڈگری ہوگی لیکن اگر اس طرح تعداد پوری نہ ہو سکی۔ تو ان اشخاص کی درخواستوں پر غور کیا جائیگا جن کے پاس فن زراعت کا لیونگ سرٹیفکیٹ ہوگا۔

عطیات کے لئے امیدواروں کو درخواستیں اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے پاس کم از کم ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء تک بھیج دینی چاہئیں۔ جو درخواستیں اس تاریخ کے بعد موصول ہونگی ان پر غور نہیں کیا جائے گا۔ آخری انتخاب گورنمنٹ کا مقرر کردہ سلیکشن بورڈ عمل میں لائے گا۔ اور جن امیدواروں کی سفارش کمشنر صاحبان کریں گے۔ بورڈ ان سے ملاقات اگست کے تیسرے یا چوتھے ہفتہ میں بمقام لاہور کرے گا۔ عطا کردہ اراضی کا قبضہ آئندہ فصل ربیع کی تخم ریزی کو پیش نظر رکھ کر بروقت دیا جائیگا۔

عطیہ کی ایک نہایت اہم شرط یہ ہے۔ کہ عطیہ دار بذات خود اراضی میں سکونت اختیار کرے اور اپنے ہاتھوں سے کاشت کرے لیکن وہ اپنے کام میں امداد کے لئے اجرت پر مزدور رکھ سکتا ہے شرائط میں یہ بھی ہے۔ کہ عطیہ دار زراعت کے جدید ترین طریقے اور ترقی یافتہ بیج استعمال کریں حقوق ملکیت کے حصول کی کوئی شرط نہیں اور عطیہ داروں کی حیثیت مزارعان موروثی ہی رہیگی۔ اور وراثت کے متعلق زمین عطیہ دار کے بڑے لڑکے کے نام منتقل کی جائیگی اراضی تابع ادائیگی۔ مالیہ زمین۔ آبیانہ۔ حبوب و مالکانہ عطا کی جائیگی شرح وہی ہوگی جو اس نوآبادی میں نافذ العمل ہے جس میں کہ اراضی واقع ہے۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

کوئے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزلے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر: محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ: سالانہ - چھ روپے، ششماہی - تین روپے

طلبا سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے: پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۲ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۳۶ء — نمبر ۲۹

چند نصیحتیں

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایکدن
ہر کوئی مجبور ہے حکم خدا کے سامنے

مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم یاس و الم فکر و بلا کے سامنے

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی
سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن تجھ کو بھی جانا ہے خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

نزول مسیح کی حقیقت

احادیث نبویہ کی روشنی میں

(مولوی احمد یار صاحب مولوی فاضل ۔ منشی فاضل ۔ بی ۔ اے ۔ مبلغ اسلام)

کچھ عرصہ ہوا میں نے اس مضمون کی پہلی قسط لکھی تھی جس میں وہ قرآنی دلائل عرض کر دیئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا نہ کسی اور قوم سے۔ آج قارئین عظام کے ملاحظہ کے لئے وہ احادیث نبویہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں جن سے مسیح موعودؑ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہونا اس طرح واضح و روشن ہے جیسا کہ نصف النہار کا سورج۔ تمام قارئین کرام خصوصاً احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ ایسی باتوں کو غیر از جماعت دوستوں تک پہنچائیں اور ان سے مطالبہ کریں کہ اگر آپ کے پاس ان باتوں کا کوئی معقول جواب ہے تو پیش کریں چشم ما روشن دل ما شاد ۔ ہم ہر وقت ان پر غور کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر کیوں مسیح مثل اور مہدی دوران کی تکذیب سے باز نہیں آتے اور مطالبوں کے غلط عقائد کو چھوڑ کر حقیقی اسلام میں داخل نہیں ہوتے۔

(۱) تمام دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہونا یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے حضورؐ سے پہلے جتنے انبیاء گزرے ہیں وہ سب کے سب ایک مخصوص قوم کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر فرماتا ہے:۔

(۱) وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً و لکن اکثر الناس لا یعلمون (سورۃ سباع ۳)	(۱) ہم نے آپکو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کیلئے بشیر و نذیر کرکے بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔
(۲) تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا (۲۵ـ۱)	(۲) بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا۔ تاکہ وہ تمام قوموں کو ڈرائے
(۳) ان ھو الا ذکر للعلمین (۳۸ـ۸۷)	(۳) نہیں ہے یہ مگر نصیحت سب قوموں کے لئے۔
(۴) وما ھو الا ذکر للعلمین (۸۱ـ۲۷)	(۴) یہ تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔

اس کے بالمقابل اور کسی نبی کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ اس کو بھی ہم نے تمام دنیا کی طرف مبعوث کیا۔ بلکہ برعکس اس کے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنی اپنی خاص قوم کی طرف بھیجے گئے۔ اگر اس بارہ میں احادیث کی ورق گردانی کی جائے تو مذکورہ بالا آیات کی تفسیر میں سینکڑوں ایسی حدیثیں ملتی ہیں جن کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ دنیا کی تمام قوموں کی طرف مبعوث ہونا یہ صرف میرا خاص امتیاز ہے جو اور کسی کو نہیں دیا گیا۔ بلکہ اور جتنے نبی گزرے ہیں۔ ان سب کی ہدایت مختص بالقوم اور نبوت مختص بالزمان تھی جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:۔

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت خمسا لم یعطھن احد قبلی ...... وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ متفق علیہ

(مشکوٰۃ باب فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ:۔ جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے ایسی پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے اور کسی کو نہیں دی گئیں .... (ان میں سے ایک یہ ہے) کہ مجھ سے پہلے جتنے انبیاء گزرے ہیں وہ اپنی اپنی مخصوص قوم کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے لیکن میں سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

اب وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے بچتے آسمان سے اتارتے ہیں۔ کیا کوئی عقلمند انہیں خیرخواہ اسلام خیال کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان آیات قرآنی و احادیث نبویؐ کی روشنی میں یہ دشمنان دین متین و حامیان مسیحیت و صلیب ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک کرتے ہیں اور دین اسلام کو لوگوں کی نظروں میں سخت رسوا کرتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اور جس کو آنحضور فداہ ابی و امی نے بطور فخر بیان فرمایا ہے وہ ایک نبی اسرائیل کے نبی کو دیتے ہیں۔ کیا اس سے زیادہ اور کوئی بات توہین آمیز اور خلاف قرآن و سنت ہو سکتی ہے کہ وہ چیز جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے مخصوص فرمائی ہو۔ وہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کی جاوے۔ اگر مسیح موعود کو اسی امت کا ایک فرد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تسلیم کر لیا جائے تو یہ تمام اعتراضات خود بخود رفع دفع ہو جاتے ہیں۔

(۲) امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنی صحاح میں مندرجہ ذیل حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم

یعنی اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔

اب اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ مسیح موعود عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہوں گے بلکہ میری امت کا ایک فرد ہوگا۔ جو حضرت مسیح ابن مریم کے رنگ میں رنگین ہوگا۔ جیسا کہ جملہ وامامکم منکم اس پر شاہد ہے بعض لوگوں نے لفظ نزول اور عیسیٰ ابن مریم سے دھوکا کھایا۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ آنے والا مسیح موعود حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں۔ جو اخیر زمانہ میں آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ حالانکہ اگر ما بعد کے فقرے پر غور کرتے یعنی امامکم منکم کے معنوں میں تدبر و تفکر سے کام لیتے تو یقیناً کبھی ایسا عقیدہ رکھنے کی جرأت نہ کرتے۔ آنحضرت صلعم نے کیسے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ آنے والا مسیح موعود جو تمہارا امام ہوگا (اے مسلمانو) وہ تمہیں میں سے ہی ہوگا۔ لیکن مولوی صاحبان جو توہم پرست لوگوں کی طرح ہر سیدھی سادی بات کو معجزے کا رنگ دینے کے مشتاق ہیں۔ بھلا وہ کب اس کو معمولی طور پر لیتے۔ انہوں نے پہلے خلاف سنت اللہ و قانون الٰہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انیس سو سال سے زندہ مانا۔ پھر انہیں جیتے آسمان پر بٹھایا۔ پھر آخری زمانہ میں امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے دمشق کے مشرقی منارے پر اتارا۔ کتنے تکلفات کئے۔ ایسی بے معنی باتیں اپنے معتقدات میں داخل کیں۔ لیکن اتنا نہ ہو سکا کہ حدیث کے الفاظ کو ظاہر پر محمول کرکے اس سے معمولی مطلب اخذ کرلیں اور ان خرافات سے بچ جائیں۔ جب کبھی مولویوں سے اس حدیث شریف کے متعلق گفتگو کی جاتی ہے۔ تو وہ بار بار لفظ نزول و عیسیٰ ابن مریم کو پیش کرتے ہیں اور کئی دفعہ سمجھانے کے باوجود اس امر پر اصرار کرتے ہیں کہ لفظ نزول سے مراد آسمان سے نازل ہونا ہے۔ حالانکہ کسی حدیث میں لفظ من السماء نہیں آیا ہے اور عیسیٰ ابن مریم سے مراد مسیح ناصری علیہ السلام لیتے ہیں۔ حالانکہ اس کی تشریح کے لئے فقرہ امامکم منکم ساتھ ہی لکھا ہوا موجود ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نازل ہونے والا عیسیٰ ابن مریم امت محمدیہ میں سے ہی ہوگا۔ نہ بنی اسرائیل سے۔ جیسا کہ مولوی صاحبان کا خیال ہے حالانکہ مولوی صاحبان یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیشگوئیوں کے الفاظ استعارہ اور مجاز سے پر ہوتے ہیں۔ ان کے ظاہری معنوں پر اصرار کرنا غلطی اور اعراض عن الحق ہے۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے محروم رہ گئے۔ (باقی آئندہ)

فن دباغی کی مفت تعلیم

گورنمنٹ ٹیننگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر شہر کی جماعت الف کلاس اے میں داخلہ ۲۰ رمئی ۱۹۳۶ء کو یا اس کے بعد شروع ہوگا۔ داخلہ کے لئے کم سے کم تعلیمی معیار قابلیت پنجاب یونیورسٹی کا امتحان میٹرکولیشن یا اس کے مساوی کوئی دوسرا امتحان ہے۔ کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ داخلہ کی درخواستیں ٹیننگ ایکسپرٹ گورنمنٹ ٹیننگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر شہر کے پاس ۲۰ رمئی ۱۹۳۶ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ اس ادارہ میں داخلہ کے متعلق مزید معلومات بابت ٹیننگ ایکسپرٹ سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

مبلغ کیلئے پانچ ضروری باتیں

اشاعت اسلام کا جذبہ رکھنے والوں کیلئے قابل توجہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

دین حق کا سب سے پہلا مبلغ خود انبیاء و رسل کا گروہ ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین۔ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف رسول ہیں اور ہم پر نہیں ہے۔ مگر کھلا کھلا پہنچا دینا۔ یعنی تبلیغ۔ انبیاء و رسل کے بعد ان کے متبعین اس کے اہل ہوتے ہیں۔ جو انہی کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اللہ پر ایمان رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ باوجود مخالفت کے محض رضائے الٰہی کی خاطر تم امت کی اصلاح اور تبلیغ حق میں برابر لگے رہتے ہو اور اپنی استقامت اور نیک نمونہ سے اہل دنیا پر ثابت کرتے ہو کہ تم سچ مچ اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور جو کچھ منہ سے وعظ کہتے ہو۔ اس پر خود بھی عمل کرتے ہو۔ اور یہی تمہارے ایمان اور اخلاص کا ثبوت ہے۔

۱۔ عمل

پس ایک مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس امر کی تبلیغ کرتا ہو سب سے پہلے خود اس کا عامل ہو۔ ورنہ وہ تبلیغ بے اثر ہوگی اور بجائے مفید ہونے کے جگ ہنسائی کا موجب ہوگی۔ مثلاً ایک مبلغ اگر نماز کا وعظ کرتا ہے تو ضروری ہے کہ پہلے وہ خود بھی نماز پڑھتا ہو۔ ایک بے نماز مبلغ اگر نماز کی تلقین کرے گا۔ تو لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ بلکہ ایک مذاق بن جائیگا اسی کو حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ؎

زمین مردہ نمی خواست عیسوی انفاس
ز وعظ بے عملاں خود اثر کجا باشد

پس سب سے پہلے ایک مبلغ کیلئے ضروری ہے کہ جس امر کا وہ وعظ کرتا ہو۔ اس کا خود بھی عامل ہو۔ جو شخص اسلام کی صداقت کی تبلیغ کرتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اسلام کے اصولوں پر بھی عمل کرنے والا ہو ایک بے عمل کی تبلیغ محض ایک تماشہ ہوگی۔ سلف صالحین میں اس امر کا بہت خیال رکھا جاتا تھا۔ ایک دفعہ ایک بزرگ کے پاس کوئی عورت اپنا بچہ لے آئی کہ آپ اسے نصیحت کریں کہ یہ میٹھا کم کھائے۔ بہت میٹھا کھاتا ہے انہوں نے فرمایا کل لے آنا۔ جب وہ دوسرے دن لائی۔ تو آپ نے اس بچہ کو نصیحت کی کہ میٹھا کم کھایا کرے۔ عورت نے پوچھا کہ آپ نے کل کیوں نہ نصیحت کی۔ فرمایا میں خود میٹھا کھا کر بیٹھا ہوا تھا۔ میں کس منہ سے اسے نصیحت کرتا کہ میٹھا نہ کھایا کرو۔

۲۔ تعلق باللہ

دوسرا امر مبلغ کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے اور وہ اعمال صالحہ اور عبادت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ بالخصوص نماز اور دعاؤں سے جن میں تہجد کی دعا بہت پر اثر ہوتی ہے۔ اسی کو قرآن کریم فرماتا ہے۔ ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأ واقوم قیلا۔ بے شک رات کا جاگنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور رجوع و دعا کتنی بے اثر رکھتی ہے۔ پس اعمال بدنی ہوں یا مالی مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و صدقات ان سب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا مبلغ کیلئے از حد ضروری ہے بالخصوص تہجد کی نماز۔ اصل بات یہ ہے کہ دلوں کا بدلنا محض افضال الٰہی پر منحصر ہوتا ہے ایک ہندو یا عیسائی کے قلب پر اتنا اثر ہونا کہ وہ اپنا مذہب اپنے اعزا و اقربا سب کو چھوڑ کر دین حق کو قبول کرے کس قدر روحانی اثر اور کشش کو چاہتا ہے۔ جو محض اللہ تعالیٰ کے تصرف کا ہی نتیجہ ہو سکتا ہے۔ (ان میں وہ لوگ شامل نہیں جو کسی دنیوی غرض سے مسلمان ہوتے ہیں بلکہ میرا مقصد ان لوگوں سے ہے جو محض دین کو سامنے رکھ کر مسلمان ہوتے ہیں) اس قدر عظیم الشان دینی تبدیلی اور روحانی انقلاب نہیں پیدا ہو سکتا جب تک تبلیغ کے ساتھ ساتھ تصرف الٰہی نہ کام کرے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ مبلغ کا تعلق جناب الٰہی سے ہو اور وہ کسی حد تک صاحب حال بھی ہو کہ اس کی دعائیں نصرت الٰہی کی جاذب ہیں۔ اور اس کی روحانیت اپنا اثر دکھا سکے۔

۳۔ کبر نفس سے اجتناب

تیسرا امر مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ اس میں تکبر اور خود پسندی اور نخوت اور غرور نہ ہو۔ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور۔ بے شک اللہ ہر ایک شیخی خورے، اترانے والے کو پسند نہیں کرتا۔ خواہ یہ شیخی خورا کافر ہو یا مسلم، ایک عامی انسان ہو یا مبلغ۔ شیخی اور فخر، تکبر، خود بینی اور اترانا جناب الٰہی کو پسند نہیں اور ایسا شخص مبلغ روحانی کے بلند مقام سے گر جاتا ہے بدقسمتی سے یہی وہ کمزوری ہے جو ایک مبلغ کو اس کی کامیابیوں کے بعد لاحق حال ہو جاتی ہے اور مزید ترقی اور اثر سے اسے محروم کر دیتی ہے۔ یہی وہ راہ ہے جس سے شیطان بڑے بڑے صاحب علم لوگوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف میں ایک روشنی دیکھی۔ آواز آئی کہ اے عبد القادر تو نے ہماری بڑی عبادت کی ہے اس لئے ہم تجھے نماز معاف کرتے ہیں۔ حضرت سید عبد القادر سمجھ گئے فرمانے لگے کہ تو بولنے والا ضرور شیطان ہے۔ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سید و آقا پر نماز معاف نہیں ہوئی تو مجھ پر کس طرح نماز معاف ہو سکتی ہے۔ اس پر وہ روشنی تاریکی سے مبدل ہو گئی۔ ایک آواز شیطان نے کہا کہ اے عبد القادر یہ وہ مقام ہے جہاں سے میں نے بڑے بڑے لوگوں کو دوزخ میں گرا دیا۔ مگر تیرے علم نے تجھے بچا لیا۔ اس پر حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ میرے علم نے نہیں بلکہ خدا کے فضل نے مجھے بچا لیا۔ گویا جاتے جاتے شیطان یہ حملہ کرنا چاہتا تھا کہ کم سے کم حضرت سید عبد القادر کو اپنے علم پر ناز ہو جائے کہ اسی کا نام تکبر اور خود پسندی ہے۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر اسے رد کر دیا کہ مجھے میرے علم نے نہیں بلکہ خدا کے فضل نے بچا لیا اور اس دلدل میں پھنس جانے سے بچ گئے صوفی کہتے ہیں کہ تکبر کا جن سب سے آخر میں انسان کے قلب کے اندر سے باہر نکلتا ہے اور کچھ نہیں تو اپنے علم اور تقویٰ پر ہی گھمنڈ پیدا ہو گیا۔ تو بھی ایک سالک ہلاک ہو گیا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

مرا شیخ دانائے مرشد شہاب ٭ دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش ٭ دگر آنکہ بر غیر بدبیں مباش

کہ میرے مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کشتی کے سفر میں دو نصیحتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ غیر کے لئے بدبین نہ بننا اور دوسرے یہ کہ اپنے لئے خود بین نہ بننا

ہر کامیابی کو خدا کا فضل سمجھو

پس یہ خود بینی ہی تمام روحانی ہلاکتوں کی جڑ ہے۔ لہذا ایک مبلغ کے لئے بڑا ضروری ہے کہ وہ اپنی کامیابی کے نشہ میں اپنے علم و فضل پر نہ بہہ جائے بلکہ ہر ایک فتح اور کامیابی کو خدا کا فضل سمجھے جس وقت مبلغ کی کامیابی پر تحسین و آفرین کے غلغلے اٹھ رہے ہوں چاہیئے کہ اس وقت وہ خدا کی تسبیح و تحمید کر رہا ہو اور اپنے لئے استغفار کر رہا ہو۔ کیونکہ حقیقت میں تعریفوں کے لائق تو وہ ذات ہی جو ہر ایک عیب اور نقص سے پاک ہے اور ہر ایک خوبی اور کمال کی جامع ہے۔ یہ تو اسی کا فضل و کرم ہوتا ہے جو علم اور معرفت بخشتا ہے اور موقعہ پر وہ دلائل سمجھا دیتا ہے جس سے خدا کا دشمن مغلوب اور لاجواب ہو جاتا ہے۔ ورنہ بندہ کا علم ناقص کہاں ہر ایک امر پر احاطہ کر سکتا ہے چنانچہ اسی لئے جب آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ نے وہ عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی کہ عرب سے باطل پرستی مٹ گئی اور لوگ دین حق میں جوق در جوق داخل ہونے لگے تو ارشاد ہوا کہ اس موقعہ پر اب خدا کی تسبیح و تحمید کرو اور استغفار کرو تا کہ کسی کو تکبر کرنے اور اترانے کا موقع نفس کو نہ ملے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا۔ کہ جب خدا کی نصرت اور فتح آ گئی اور تو نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔ تو اب اپنے رب کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ کر اور استغفار کر وہ اللہ رجوع برحمت کرنے والا ہے۔ اس سورت کے نزول کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دین حق کا مبلغ اپنی کامیابیوں کے نظارے دیکھنے کے بعد اپنے بل بوتے پر نازاں نہ ہو بلکہ اسے خدا کا فضل سمجھتے ہوئے اسی کی تسبیح و تحمید کرے۔ کیونکہ تمام عیبوں اور کمزوریوں سے پاک اور تمام خوبیوں کی جامع وہی ایک ذات ہے۔ جس کی نصرت سے ہی تمام کامیابیاں ہوتی ہیں۔ اور ساتھ ہی حکم دیا کہ استغفار کرو۔ تا بندہ کسی کبر اور خود پسندی کا شکار بن جانے سے محفوظ رہے

تمام کامیابیاں اور نصرتیں اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہیں

اور سچ بھی یہی ہے کہ یہ جناب الٰہی ہی کی ذات بابرکات ہے جو محض اپنے فضل و کرم سے کامیابیوں کا سہرا جس کے سر چاہتا ہے باندھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک امی سے وہ کام لے لیتا ہے جس کے سامنے بڑے بڑے علماء اور فضلاء دنگ رہ جاتے ہیں۔ حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے کئی دفعہ جناب الٰہی میں دعا کی کہ بار خدایا تو نے موسیٰ کے عصا سے جو محض ایک لکڑی تھا۔ کیسے کیسے کام لئے۔ تو میں تو پھر ایک آدمی ہوں اور کرمنا بنی آدم تیرا ہی ارشاد ہے کہ ہم نے بنی آدم کو سب مخلوق پر بزرگی بخشی ہے تو مجھ سے بھی کوئی خدمت دین کا کام لیجیے۔ اگر لکڑی کی طرح بے جان ہوں تب بھی اگر تو چاہے تو موسیٰ کے عصا کی طرح کام لے سکتا ہے۔

۴۔ علم کی پیاس

چوتھی بات ایک مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ اسے علم کے حصول کی پیاس لگی رہے۔ وہ کبھی یہ نہ سمجھے کہ جو کچھ میں سیکھ چکا وہ کافی ہے اور مجھے اب کسی مزید علم کی ضرورت نہیں۔ بدقسمتی سے یہ کمزوری بھی بعض مبلغین میں دیکھی جاتی ہے کہ وہ دو چار مضامین یاد کر کے سمجھنے لگتے

ہیں کہ اب ہم دنیا کے معلم ہیں متعلم نہیں۔ یعنی ہمارا کام ہے دنیا کے لوگوں کو سکھانا اور سیکھنا ہمارا کام نہیں کیونکہ اب ہم کافی سیکھ چکے ہیں اس کمزوری کی وجہ سے ایک مبلغ علم کی ترقی سے محروم ہو جاتا ہے اور وہ ایک محدود دائرہ کے اندر چکر لگاتا رہتا ہے اور اپنی سمجھی ہوئی باتوں کو انتہائی علم سمجھ کر قلو بنا غلفت کا مصداق بن کر رہ جاتا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ جب ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جامع علوم لدنیہ اور واقف اسرار آلہیہ تھے۔ قرآن کریم میں یہ دعا کرنے کا حکم ہوتا ہے کہ رب زدنی علما کہ اے میرے رب میرے علم کو بڑھا۔ تو ہم اور آپ کس حساب میں ہیں جو اپنے آپ کو تمام علوم ظاہری و باطنی کا جامع سمجھ کر کسب علم سے اپنے تئیں بے نیاز سمجھ لیں۔ اور خود بخود یہ فرض کر لیں کہ ہمارا کام اب سیکھنا نہیں بلکہ سکھانا ہے۔ یہ ایک ایسی غلطی ہے جس میں مبتلا ہو جانے سے قلب میں لطف نہیں رہتی اور علم کی پیاس مٹ کر خود بینی اور خود پسندی جگہ لے لیتی ہے جو جہالت کا دوسرا نام ہے۔

۵۔ مناظروں کے غیر معتدل شوق سے پرہیز

پانچویں بات ایک مبلغ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ حقیقی علم کو دوسروں تک پہنچائے محض مناظرہ و مباحثہ کا دلدادہ ہو کر نہ رہ جائے۔ میرا مطلب اس سے یہ نہیں کہ مناظرہ و مباحثہ نہ کیا جائے بیشک اگر ضرورت آن پڑے تو مباحثہ و مناظرہ کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ مگر محض اسی کو مقصود و فاطر بنا لینا مذہب کو بازیچہ اطفال بنا لینے کے مترادف ہے۔ حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر کوئی مناظرہ کے لئے آجائے۔ تو بہت استغفار کرو۔ کیونکہ بعض دفعہ انسان کے قلب کے اندر کوئی مخفی کبر نفس ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے نصرت الہی شامل حال نہیں ہوتی۔ اور ایک شخص حق پر ہونے کے باوجود وقت پر لاجواب ہو جاتا اور شکست کھا جاتا ہے۔ آخر جنگ حنین کے وقت مسلمان باوجود کثرت تعداد کے میدان سے بھاگ نکلے۔ اس شکست کی وجہ قرآن کریم نے صاف طور پر یہ بتلائی ہے کہ اعجبتکم کثرتکم تمہاری کثرت نے تمہیں مغرور کر دیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نصرت الہی شامل حال نہ ہوئی اور میدان چھوڑنا پڑا۔ جنگ بدر میں نصرت آلہیہ جس قوت اور شوکت کے ساتھ ہوئی۔ اس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔ لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلہ۔ بے شک اللہ نے تمہاری بدر کی جنگ کے موقع پر جب حالت میں کہ تم عاجز اور کمزور تھے۔ گویا جناب الہی میں عاجزی پسند ہے۔ جب مسلمان عاجز تھے اور جناب الہی کی طرف نظریں لگی ہوئی تھیں۔ تو خدا کی نصرت شامل حال رہی۔ جب کثرت تعداد نے مغرور کر دیا۔ تو نصرت الہی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ یہی حال مناظروں کا ہے۔ اول تو حتی المقدور مناظرہ طلب کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اسلام میں عام طور پر جنگ جارحانہ طریق پر نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ مدافعت کے طور پر ہوا کرتی ہے اور جو حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ مناظرہ کرنا ہی پڑ جائے۔ تو بہت استغفار کی ضرورت ہے کہ ہماری شامت اعمال اور مخفی کبر کہیں نصرت الہی سے ہمیں محروم نہ کر دے پس مناظرہ تو ایک جنگ ہے جو ضرورت کے وقت کرنی پڑ جاتی ہے۔ اصل تبلیغ مناظرہ نہیں ہے بلکہ صحیح اور ٹھوس علم دین کو لوگوں تک پہنچانا ہے +

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

(بقیہ صفحہ ۱۸)

ممکن تھا تو حضرت عمرؓ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تک زندہ رہے ان کے متعلق کیوں فرمایا لو کان بعدی نبیا لکان عمر۔ اگر ابراہیم زندہ رہ کر نبی بن سکتا تھا تو لو کان بعدی نبی تو صحیح نہ رہا۔ کیونکہ نبیوں کا بعد میں آنا تو قادیانی عقیدہ کے مطابق ممکن ہو گیا۔

میاں محمود احمد صاحب نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے یہ جواب دیا ہے کہ:-

"اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوراً ہی آپ کی جماعت کو سنبھالنے کے لئے کسی نبی کی ضرورت ہوتی جس طرح حضرت موسے کے بعد تھی تو حضرت عمرؓ ہی آپ کے بعد نبوت کے مقام پر ترقی پاتے۔ لیکن چونکہ آپ ایک ایسی جماعت تیار کر کے رخصت ہونے والے تھے جو اپنی نیکی اور تقوے میں حضرت موسے کی جماعت سے کئی درجے زیادہ تھی اور مکمل تھی۔ اس لئے آپ کے بعد فوراً کسی نبی کی بعثت کی ضرورت نہ تھی"

اب سوال یہ ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو وہ آنحضرت صلعم کے فوراً بعد نبی ہوتے یا مسیح موعود کے آنے کے بعد نبی بنتے؟ اگر فوراً بعد انہوں نے نبی بننا تھا تو حضرت عمرؓ کے رستہ میں یہی بات کیوں روک بن گئی؟ اور اگر حضرت عمرؓ فوراً بعد نبی نہ ہو سکتے تھے۔ تو حضرت ابراہیم کیسے ہو جاتے؟ بینوا و توجروا۔ غرض جس پہلو سے بھی دیکھا جائے۔ اس حدیث سے امکان اجرائے نبوت قطعاً ثابت نہیں +

ملازمین کی ضرورت

۱۔ ڈسٹرکٹ میڈیکل افسر آف ہیلتھ ملتان کو ایک مسلمان لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی ملتان کے ضلع کے لئے ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ نقول سندات و کم از کم تنخواہ جو مطلوب ہو۔ ۲۰ رمئی سے پہلے بھیج دی جائیں۔

۲۔ باغبانپورہ سوگیوال میونسپلٹی کے لئے سیکرٹری کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۶۰ — ۵ — ۱۰۰ روپیہ ماہوار اسیدوار کمیٹی کے کام سے واقف ہو۔ درخواستیں معہ نقول سندات ۱۵ رمئی تک بنام پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی باغبانپورہ سوگیوال ضلع لاہور بھیج دی جائیں۔

ڈاکٹر کی ضرورت

ہوائی جہازوں کے محکمہ کراچی میں ایک سب اسسٹنٹ سرجن کی ضرورت ہے جگہ مستقل ہے۔ لیکن پہلا سال امتحانا ہوگا تنخواہ ۶۰ — ۷ — ۲۰ روپیہ ماہوار ۱۵ روپیہ بھتہ معہ ۱۵ روپیہ کرایہ مکان جب تک کراچی میں رہے۔ ملیگا۔ سرکاری مکان مل جانے پر یہ الاؤنس بند ہو جائینگے۔ امیدوار کے لئے ملیریا سروے آف انڈیا کرنال کا کورس یا اس کے برابر کوئی امتحان پاس ہونا ضروری ہے جسے گورنمنٹ قبول کرتی ہو۔ درخواستیں معہ نقول سندات ۵ رمئی تک ڈی جی پبلک ہیلتھ کمشنر گورنمنٹ آف انڈیا کے نام بھیج دی جائیں۔

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیاں

(مرتبہ جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الہی صاحب)

نائیجیریا

مسٹر پیرس لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا خط و اسلامی کتب پہنچیں اس ملک میں ہر ایک چیز دستیاب ہو سکتی ہے۔ آپ حالات کا مطالعہ کر کے کوئی ایسی مرکزی جگہ قائم کر سکتے ہیں۔ جہاں سے سب طرف کام ہو سکے۔ آپ کے کئی ممبر پہلے بھی ہمارے علاقہ میں موجود ہیں۔ یہاں کے دیسی باشندے اسلام قبول کرنے کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں۔ اور یہ سب آپ کی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ وہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ دنیا کی موجودہ مشکلات صرف اسلام ہی دور کر سکتا ہے یہاں کے لوگوں کو بذریعہ تعلیم صحیح راستہ پر لانا نہایت آسان امر ہے۔ آپ کے ہاں سے لائق استاد ملنے آسان ہیں۔ جو یہاں آکر تعلیم و تنظیم کا کام کریں اور پرانے مسلمانوں کو متحد کریں۔ یہ درخواست اس علاقہ کے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کی طرف سے سمجھی جائے۔

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہالینڈ کے اخبارات سے معلوم ہوا۔ کہ وہاں کے ایک مشہور ڈاکٹر وان ڈرہوگ نے اسلام قبول کیا ہے۔ وہ مستشرق ہیں۔ اور کہا جاتا ہے . . . . . کہ انہوں نے اسلام پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ میں ان کا پتہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ تاکہ براہ راست ان سے خط و کتابت کر سکوں۔ اس بارہ میں میں نے برادو مہان ملال کو امسٹرڈم لکھا ہے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ ہمارے ڈچ ترجمۃ القرآن کا پھل ہے۔ لیکن ایک امر یقینی یہ ہے۔ کہ اس ترجمۃ القرآن کی مانگ بہت ہو رہی ہے۔

سوئٹزرلینڈ

مسٹر ہیرلڈ (نو مسلم) لکھتے ہیں۔ کہ مجھے آپ کا . . . . لٹریچر پہنچا۔ جو کہ نہایت دلچسپ تھا میں نے اسے اپنی عبادت گاہ میں رکھ دیا۔ جہاں اسے دوسرے دوست بھی مطالعہ کر سکتے ہیں افسوس ہے کہ میں جلدی آپ کو لکھ نہ سکا۔ میں انگریزی عمدگی سے پڑھ سکتا ہوں لیکن لکھ نہیں سکتا جیسا کہ اس خط سے معلوم ہو جائیگا۔ دوم میں بہت معروف ہوں اس لئے جلد آپ کا شکریہ ادا نہ کر سکا۔

انگلینڈ

مسٹر ایم ایس لکھتے ہیں۔ کہ مجھے آپ کا خط ملنے سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ امید ہے کہ آپ معہ عیال راضی خوشی ہونگے۔ افسوس ہے۔ کہ مجھے گزشتہ تین ماہ سے مسلمانوں کی عام بے کرچی باعث اپنا کام تبلیغ بند کرنا پڑ گیا۔ باوجودیکہ کئی انگریز میری سے اسلام سے دلچسپی لے رہے تھے مجھے جسمانی اور مالی طور پر بہت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اس لئے عارضی طور پر یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ اس بات سے خوشی حاصل ہوئی کہ آپ کی انجمن کا نمائندہ یہاں پہنچ چکا ہے۔ میں انشاء اللہ سے ہر قسم کی مدد دینے کو تیار رہوں۔

ایک احراری کے اعتراض کا جواب

حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیح موعود کے متعلق ایک غلطی کا ازالہ

(شیر محمد اختر - مدیر معاون)

اخبار "مجاہد" مورخہ ۱۷ راپریل سنہ ۳۶ء کے صفحہ ۱۱ پر ایک صاحب "مولانا محمد چراغ آف گوجرانوالہ کا ایک لمبا چوڑا مضمون شائع ہوا ہے جس میں مضمون نگار نے کوشش کی ہے کہ وہ ثابت کرے کہ

"مسئلہ نبوت میں جو پوزیشن "مرزا میاں محمود" اپنے خیال سے پیش کر رہے ہیں، وہی پوزیشن٭ (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کو کھلی کھلی وحی سے اور بڑی شد و مد سے روشن طریق سے براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا۔ مگر مرزا (صاحب) بارہ سال تک اس سے بیخبر اور غافل رہے۔ لہٰذا مسیح موعود ہوں بلکہ اپنے مسیح موعود ہونے کا سختی سے انکار کرتے رہے"

مندرجہ بالا بیان کو ثابت کرنے کے لئے "مولانا" نے ایک حوالہ ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۰ کا یوں پیش کیا ہے کہ:-

"اے برادران دین و علمائے شرع متین آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں"

آج کل جماعت کی مخالفت نے ہمارے بڑے بڑے "مولانا" ان کو بھی کذب بیانی اور حق پوشی پر مجبور کر دیا ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ اس طریق سے پیش کیا گیا ہے کہ انسان غلطی کھا جاتا ہے۔ ذرا ساری عبارت کو دیکھیں تو آپ پر روشن ہو گا کہ مسیح موعود کے دعوے کا انکار ہے یا اقرار؟ ساری عبارت یوں ہے:-

"اے برادران دین و علمائے شرع متین آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر تصریح درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا ہو گا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری و کذاب ہے"

حضرت مسیح موعود نے اس عبارت میں مسلمانوں کے اس خیال کی تردید فرمائی ہے جو آمد مسیح کے متعلق تھا کہ حضرت مسیح دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے اور مسیح موعود کے لفظ سے حضرت مسیح ابن مریم مراد لیا ہے۔ بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ مثیل مسیح ہیں اور وہ موعود جس کے مسلمان منتظر تھے وہ اس امت میں سے ایک شخص ہو گا۔ اور وہی مسیح موعود ہو گا۔ اور عیسیٰ ابن مریم جو انبیائے بنی اسرائیل میں سے گزرے ہیں وہ نہیں۔ لیکن مضمون نگار نے عبارت کو کاٹ کر ایک غلط مفہوم پیدا کیا ہے جو ایک دیانتدار شخص کے لئے نازیبا ہے۔

٭ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب نے کبھی مسیح موعود ہونے [illegible]

دوسرا حوالہ اعجاز احمدی صفحہ ۷ کا یہ پیش کیا گیا ہے کہ:-

"اور تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اس ... سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا۔ مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا، حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا .... پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین احمدیہ میں مسیح موعود قرار دیا"

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:-

"مولوی محمد علی صاحب (اور خود مرزا) مرزا کو ایک خطرناک فتویٰ کے ماتحت لاتے ہیں جس کی طرف ان کی توجہ شاید اب تک نہیں ہوئی۔ اور وہ یہ کہ مسیح موعود کی مسیحیت سے انکار قابل مواخذہ ہے (دیکھو ٹریکٹ مسیح موعود و ختم نبوت صفحہ ... ناقل) پس اگر مرزا صاحب کو خدا نے مسیح موعود کہا تھا اور آپ فی الواقع مسیح موعود تھے مگر بارہ سال تک آپ نے مسیح موعود ہونے کا انکار کئے رکھا (ازالہ صفحہ ۱۹۰) بلکہ مدعی مسیحیت کو مفتری و کذاب قرار دیتے رہے (ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۰) تو کیا آپ کے قابل مواخذہ کے فتوے کے ماتحت نہیں آتے؟ یقیناً اگر مسیح موعود کی مسیحیت کا انکار کرنے والا دوسرے لوگوں کو قابل مواخذہ ہو کیونکہ دوسرے لوگوں کے انکار نادانی پر مبنی ہیں مگر یہ خود خدا کہتا ہے"

اس کے جواب میں گذارش ہے کہ غلط فہمی کا جواب اوپر آچکا ہے نیز حضرت مرزا صاحب کا اصل دعویٰ مجدد ہونے کا ہے مسیحیت کا دعویٰ مجددیت ہی کے ماتحت ہے۔ اگرچہ آپ کو بارہ سال تک اس بارہ میں ذہول رہا۔ لیکن یہ ذہول ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیحیت کے مقام پر کھڑا کیا ہو اور آپ نے اس سے انکار کیا ہو۔ آپ نے خود حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ:-

"یہی بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنیوالا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے .... اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام سے اس امت میں سے آئیگا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ براہین احمدیہ میں عیسیٰ کا نام دئے جانے کے باوجود آپ کو ابھی اس مقام پر کھڑا نہیں کیا گیا تھا۔ یہ تمام الہامات کہ آپ کو ایسے نام دئے گئے صرف بطور ارہاص تھے۔ اس لئے آپ کی اس طرف توجہ منعطف نہ ہوئی۔ لیکن بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ... کر دیا۔ اور صریح الفاظ میں الہام ہوا جعلناک المسیح ابن مریم تو آپ نے دعویٰ کرنے میں کوئی پس و پیش نہیں کیا۔ اس لئے بارہ سال تک جو ذہول رہا۔ اس کو مسیحیت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ مسیح یا عیسیٰ نام دئے جانے کو ویسا ہی سمجھتے رہے جیسے دوسرے اولیاء اللہ کو مختلف انبیاء کے نام دئیے جاتے ہیں۔ آپ نے مقام مسیحیت پر کھڑا ہونے کے باوجود اسی رنگ کا ... آپ کو سمجھا جیسے حضرت بایزید بسطامی اپنے آپ کو ابراہیم اور عیسیٰ سمجھتے تھے (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۹)

ہم بتا چکے ہیں کہ آپ کا اصل دعویٰ مجدد ہونے کا تھا) کے ساتھ ہی آپ روحانی طور پر اپنے آپ کو مسیح ابن مریم سے مشابہ بھی سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک اشتہار ... کی تعداد میں چھپوا کر شائع کیا جس میں کتاب براہین احمدیہ کرنے کے بعد تحریر فرمایا۔

"اس ذرہ درگاہ نے بفضل خداوند حضرت غنی مطلق سے یہ مدعی دکھلایا ہے۔ کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق عادت اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائیں قبول شدہ ... خادم دین سے صادر ہوئے ہیں اور جن کی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (آریوں وغیرہ سے) بشہادت رویت گواہ ہیں۔ کتاب موصوف میں درج کئے ہیں اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے۔ کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے"

اور آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۲ پر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:-

"یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں ... مضمون نگار نے حضرت مرزا صاحب کا ایک ... کیا ہے:-

"ایسا ہی نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیمات کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے۔ اور اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک نہیں رہتا"

اس حوالہ کو لے کر "مولانا" اعتراض کرتے ہیں کہ میں بھی ... لبینہ عالم ذکاست آپ پر مرزا جی کی مسیحیت کو لے کر پیش کرتا ہوں کہ مرزا جی کو اپنے دعوے مسیح موعود میں بارہ سال تک پتہ نہ ... اس کے بعد اعجاز احمدی صفحہ ۲۴ کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ بعض ...

(باقی صفحہ ۶ کالم ۳)

ہندو دنیا پر ایک نظر

(از مدیر)

سوامی دیانند اور ان کے پیرووں نے ہندو دھرم کے بوسیدہ اصولوں میں بہت سی تبدیلیاں کر کے اس کا نام ویدک دھرم رکھا۔ اور دعوےٰ کیا۔ یہ دھرم عالمگیر مذہب ہے۔ جو ہر زمانہ اور ہر ایک جگہ چل سکتا ہے۔ بیّن واقعات نے اس دعوے کو بالکل غلط اور بے بنیاد ثابت کر دیا ہے۔ آریہ سماجیوں کو آئے دن اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں میں بہت سی تبدیلیاں کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی رہتی ہے اور اس بارہ میں وہ اکثر تعلیمات اسلامی کی خوشہ چینی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کا مذکورہ دعوےٰ بدستور موجود ہے۔ اکثر آریہ سماجی اجتماعات میں یہ دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ ایک طرف ویدک دھرم کے عالمگیر ہونے کا نہایت بلند آہنگی سے دعوےٰ کیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے پنڈت اور مہاشے سوامی دیانند کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ایسی باتوں کی حمایت میں قرار دادیں منظور کی جاتی ہیں جو ویدک احکامات اور سوامی دیانند کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔

چند روز ہوئے لاہور میں پنجاب آریہ پرتی ندھی سبھا کی گولڈن جوبلی منائی گئی۔ اس موقعہ پر بھی یہ مضحکہ خیز صورت پیش آئی۔ پنڈت ٹھاکر دت جی حیثیت پریذیڈنٹ آریہ سمیلن نے نہایت جوش سے فرمایا کہ
"رشی دیانند اس یگ کے آچاریہ ہیں اور ان کے قائم کئے ہوئے نیموں (اصولوں) پر چلنا ہمارا فرض ہے"
(آریہ گزٹ ۱۶ اپریل)

اس پنڈال میں ویدک دھرم کی جے کے نعروں سے گونج اٹھا بلکہ اسی اجتماع میں ایک قرار داد منظور کی گئی۔ کہ ودھوا اواہ پر آریہ سماج کو زور دینا چاہیئے۔ بعض مہاشوں نے اس پر اعتراض کیا۔ کہ سوامی دیانند جی نے ودھوا اواہ کی مخالفت کی ہے اس پر اچاریہ رام دیو جی پردھان پنجاب آریہ پرتی ندھی سبھا نے فرمایا۔ کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ سوامی دیانند نے ودھوا اواہ کی مخالفت کی ہے۔ لیکن یہ آپتکال (اضطراری حالت) ہے۔ اور ایسے حالات میں ہم اس حکم کی خلاف ورزی کرتے میں حق بجانب ہیں"

اچاریہ رام دیو جی نے معترضین کو خاموش کر کے وقت ٹال دیا۔ لیکن ان کا یہ جواب صحیح نہیں۔ اول تو یہ کہ سوامی دیانند نے ودھوا اواہ کے جواز کی کوئی صورت باقی رکھی ہی نہیں اس کو ہر صورت میں ناجائز قرار دیا ہے اور اس کی بجائے "نیوگ" کی تلقین فرمائی ہے۔ لہذا آریہ سماج کو کسی صورت میں بھی اس کے جواز کا حق نہیں دوسرے اس بارہ میں آریہ سماج کو اضطراری حالت کیسے لاحق ہو سکتی ہے ان کے ہاں نیوگ کا مسئلہ باقاعدہ موجود ہے آریہ سماجی مصنف اس کی حمایت میں فخریہ کتابیں لکھتے ہیں۔ ان کے اخبارات اس کی تائید میں آئے دن مضامین شائع کرتے رہتے ہیں آریہ سماجی لیکچرار اور مناظر ہر موقع پر اس مسئلہ کی باریکیوں اور خوبیوں کا اظہار فرمایا کرتے ہیں۔ ان تمام باتوں کی موجودگی میں اضطراری حالت کا امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ تیسرے جو چیزیں حالت اضطرار میں جائز ہوتی ہیں۔ ان کے جواز کا حلقہ بہت محدود ہوتا ہے۔ ان کے لئے کسی خاص پروپیگنڈے کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ان کے لئے اصل اصول کو چھوڑا جاتا ہے۔ لیکن آریہ سماج ودھوا اواہ کا پروپیگنڈا اس زور اور وسعت کے ساتھ کر رہا ہے کہ اس کے ہنگامہ میں سوامی دیانند جی کی اصل تعلیم بالکل دب کر رہ گئی ہے۔ ہاں اگر آپت کال (حالت اضطرار) سے اچاریہ رام دیو جی کا یہ مطلب ہے کہ اس بارہ میں ویدک دھرم اور سوامی دیانند کی تعلیم زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ تو یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن ایک نامکمل اور ناقص مذہب کے اندر رہتے ہوئے تو یہ اضطرار ہمیشہ لاحق رہے گا۔

آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں میں عرصہ دراز سے لفظ "ہندو" پر معرکہ آرائی کا سلسلہ شروع ہے۔ آریہ کہتے ہیں۔ کہ "ہندو" کا لفظ غیر ملکی ہے۔ یہ عہد اسلامی میں باہر سے آیا۔ اور مروج ہوا۔ عہد اسلامی سے قبل اس لفظ کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ اصل لفظ "آریہ" ہے۔ سوامی دیانند اور آریہ سماج نے عرصہ تک اسی بات پر زور دیا۔ اور ہندو کے لفظ سے اجتناب کیا۔ لیکن ان کا یہ اہتمام زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ اب آریہ اخبارات اور آریہ لیڈر بے تکلف آریہ کی بجائے ہندو کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھی آریہ سماج کی ایک بہت بڑی ناکامی ہے سناتن دھرمی آریوں کے خلاف دلائل پیش کرتے ہیں۔ ہم ان کی اصل بحث میں دخل نہیں دیتے۔ لیکن آریہ سماجی حضرات کی خدمت میں اس قدر گزارش ضرور کریں گے کہ اگر "ہندو" کا لفظ اس لئے قابل ترک ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ آیا ہے۔ تو آریوں کو اسلام اور ہندوستان کے عہد اسلامی کی تمام برکات سے کنارہ کش ہو جانا چاہیئے۔ انہیں توحید اور ودھوا اواہ کی تائید بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ چیزیں بھی اسلامی تعلیمات کی خوشہ چینی سے ہی آریوں میں رائج ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر مونجے مہاشہ کرشن یا اچاریہ رام دیو جی کی طرح بڑے بول بول لینا آسان ہے لیکن سارا ہندوستان تو کجا ایک طرف اگر ہندو قوم بھی اسلامی برکات سے بے نیاز ہو کر زندہ رہنا چاہے۔ تو نہیں رہ سکتی

آج کل مختلف اسلامی حلقوں کی طرف سے مسلمان عورتوں کے حق خلع کے متعلق کوشش ہو رہی ہے۔ اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کرنے کی تجویز بھی بعض اصحاب کے سامنے ہے۔ اس پر آریہ اخبارات نے شور مچانا شروع کر دیا ہے کہ اسلامی شریعت ناقص ہے۔ اسی لئے مسلمانوں کو خلع کا قانون منظور کرانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ ان لوگوں کی کم علمی و کوتاہ فہمی کا ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے شریعت اسلامی نے عورت کو حق خلع واضح طور پر دے رکھا ہے۔ اسلامی عہد حکومت میں قانون خلع پر عمل ہوتا رہا ہے۔ اب بھی اکثر اسلامی ممالک حتےٰ کہ ہندوستان کی بعض اسلامی ریاستوں میں مسلمان عورتوں کو خلع کا حق حاصل ہے۔ عہد انگریزی میں ان سے یہ حق چھین لیا گیا ہے۔ اسی حق تلفی کی تلافی کے لئے مجوزہ قانون کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اور اس ضرورت کا احساس اسلامی شریعت کی برتری کا ثبوت ہے۔ نہ کہ اس کے ناقص ہونے کا؟ افسوس تعصب آریہ مہاشوں کو کیسی نامعقول باتوں پر مجبور کر دیتا ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ جسے تمام اہل علم نے متفقہ طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ کہ آریہ یا ہندو وسط ایشیا سے ہندوستان میں آئے تھے اور ویدوں کی عمر چند ہزار سال سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن سوامی دیانند جی اور ان کے پیرووں کا دعوےٰ ہے کہ آریہ یا ہندو ہندوستان کے قدیمی باشندے ہیں۔ اور ویدوں کی عمر دو ارب سال کے قریب ہے۔ ایک مذہبی عقیدے کے طور پر کم فہم لوگ اس بات کو مان سکتے ہیں۔ لیکن علمی تحقیق کی روشنی میں اس کو ایک مضحکہ خیز مبالغہ سے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ آریہ حلقوں میں بھی بعض صداقت پسند اہل علم اب کس بے معنی نظریے کی تردید کرنے لگے ہیں۔ ان میں سے پنڈت وشوبندھو کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یہ پہلے آریہ سماجیوں کے تبلیغی کالج کے پرنسپل تھے وہاں انہوں نے نہایت دلیری سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور ان کی تائید میں معقول دلائل دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آریہ سماجیوں میں طوفان محشر بپا ہو گیا۔ پنڈت جی تبلیغی کالج سے علیحدہ کر کے ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور میں ریسرچ سکالر کے عہدہ پر مقرر کئے گئے۔ حال ہی میں انہوں نے کافی تحقیق کے بعد "ہندو دھرم اور گیتا" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جس میں اپنے خیالات کا از سر نو اظہار کیا۔ اس پر دوبارہ "آریہ جگت" میں بے چینی پیدا ہو گئی۔

اخبار "آریہ مسافر" ۲۱ اپریل میں مشہور آریہ اپدیشک ماسٹر لکشمن جی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے پنڈت وشوبندھو جی کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ویدک لٹریچر میں رشیوں اور ویدوں کا زمانہ قریباً دو ارب سال پہلے کا بیان کیا گیا ہے۔ آریہ جاتی میں مروجہ سنکلپ منو آدی شاستر، مہرشی دیانند کی تحقیقات اور پنڈت لیکھرام جی کے زبردست ثبوت سب ایک طرف اور ریسرچ سکالر صاحب کا عیسائیوں کا سا دو چار دوسری طرف۔ آپ اربوں کی بجائے ہزاروں سالوں پر آ گئے۔ یہ دعوےٰ یقیناً ریسرچ سکالر کے پد (عہدے) ایم۔ اے کی ڈگری اور دیانند کالج کی توہین ہے۔"

معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ مہاشوں کے نزدیک "ریسرچ" کا یہ مطلب ہے کہ جو بات سوامی دیانند جی اور ان کے مخصوص چیلے کہہ گئے ہیں صرف اسی کی تائید کی جائے خواہ تحقیقات علمی کا فتوےٰ کچھ ہو۔ ظاہر ہے کہ بات معقولیت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔

بقیہ صفحہ ۵

خیال یہ ہے۔ کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے۔ تو امن اٹھ جاتا ہے۔ اور شک پڑ جاتا ہے۔ کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث نے اپنے دعوے میں بھی دھوکا کھایا ہو۔ یہ خیال سراسر سفسطہ ہے۔ اس کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو مقام مسیحیت پر کھڑا کیا گیا۔ تو آپ نے اس کے سمجھنے میں کوئی دھوکا نہیں کھایا۔ بارہ برس تک جو ذہول رہا۔ وہ اس مقام پر کھڑا کئے جانے سے پہلے کا زمانہ ہے۔ محض کسی کو عیسےٰ کے نام سے پکارا جانا اہمیت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ خود لکھتے ہیں کہ:۔

"اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے پھر جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہو گئی۔ اور کسی خدمت دین کے لئے مامور من اللہ ہو گیا تو اللہ جلّ شانہٗ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے۔ یہ نام کوئی بڑی بات نہیں . . . . . . پھر اگر خدا تعالےٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دے کر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھ دے۔ تو اس میں کیا استبعاد ہے؟" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴-۳۴۱)

ڈاکٹر سر اقبال اور احمدیت

حضرت مرزا صاحب پر دعویٰ نبوت اور تکفیر المسلمین کے بے بنیاد الزامات

(از مولوی غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے)

(۱)

مسلمانوں کا انتشار اور خانہ جنگی

اس وقت ہر ایک قوم اپنی قوت کو مجتمع کر کے اپنے بقا کے لئے کوشاں ہے۔ آج ۳۱ کروڑ دیوتاؤں کے پجاری جن کی کوئی چیز بھی مشترک نہیں زندگی کی جدوجہد میں یکجاں ہو کر مصروف ہیں۔ باوجود عقائد کے سخت اختلاف کے وہ متحد العمل ہیں۔ مگر افسوس مسلمان جن کی تخمیر ہی اخوت و مساوات، اتحاد و وحدت سے ہوئی وہ پراگندہ و منتشر کبھی وقت تھا کہ مسلمان رحماء بینھم و اشداء علی الکفار تھے۔ انما المومنون اخوۃ کا خلعت فاخرہ ان کے زیب تن تھا۔ لیکن ایک وقت آیا کہ خود غرض فاجروں نے عوام الناس کو حقیقت سے بے خبر کر کے ان میں باہمی نفاق و افتراق کی بنیاد رکھی اور معمولی مسائل کی اختلاف کی آڑ میں اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل میں امت میں فتنہ و فساد اور قتل و خون کا دروازہ کھول دیا۔

مسلمان لیڈروں کے مشاغل

اس وقت بھی قوم کی قیادت ایک ایسے گروہ کے ہاتھ میں آگئی ہے جن کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ ہماری تفریق و تکفیر سے قوم کی طاقت برباد و غارت ہو رہی ہے وہ نہیں سوچتے۔ کہ آج دشمنان اسلام تمام طاغوتی قوتوں کے ساتھ دین حق کے مٹانے میں ہر ممکن ذرائع سے سرگرم عمل ہیں اور ان کے مقابلہ کی بھی ضرورت ہے۔ مگر ان کا کام تب ورد زبان مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا اور اندرونی قوت کو کمزور کرنا ہے۔ کفار اگر اسلام پر حملے کریں۔ تو ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی جیسا کہ ان کے طرز عمل سے ظاہر ہے۔ وہ اگر جنگ کریں گے تو ان کے ساتھ جو کلمہ گو ہیں جن کا کام ہر وقت اعلائے کلمۃ الحق ہے جو اپنی زندگیاں اشاعت اسلام کے لئے خدا کے پاس فروخت کر چکے ہیں

تفریق ایک لعنت ہے

مخلصانہ اختلاف رائے ہمیشہ ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ اور اس کی بدولت اقوام ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی رہی ہیں۔ مگر تفریق ایک لعنت ہے۔ جو بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ ایک عذاب ہے جو خدائے پاک کی ناراضگی ظاہر کرتا ہے۔ اسلام اور امت مسلمہ کی زبوں حالی کا سرچشمہ کور باطن۔ خدا دشمن اور حقیقت ناشناس تکفیر ملاؤں کی سرگرمیاں ہیں چنانچہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اس کا مرثیہ لکھتے ہیں :-

دین حق از کافری رسوا تر است ❊ زانکہ ملا مومن کافر گر است
از شکر غیبا لے ایں قرآن فروش ❊ دیدہ ام روح الامین را در خروش
زاں سوئے گردوں دلش بیگانۂ ❊ نزد او اُم الکتاب افسانۂ
بے نصیب از حکمت دین نبی ❊ آسمانش تیرہ از بے کوکبی
کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد ❊ ملت از قال و اقولش فرد فرد
مکتب و ملا و اسرار کتاب ❊ کور مادر زاد و نور آفتاب

دین کافر فکر و تدبیر جہاد
دین ملا فی سبیل اللہ فساد (جاوید نامہ)

ڈاکٹر سر اقبال مکفرین کی صف اول میں

مگر افسوس کہ ڈاکٹر صاحب آج ان مکفرین کی صف اول میں کھڑے ہیں اور خدائے واحد کی پرستار۔ نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نام لیوا قرآن و سنت کی حقیقی متبع جماعت کو خارج از اسلام کرنے کی غیر مستحسن سعی میں مصروف ہیں۔ حالانکہ آج ڈاکٹر صاحب مسلمانوں میں کوئی ایسی جماعت یا فرقہ نہیں بتا سکتے جو خدمت اس[illegible] و اشاعت اسوہ نبی کریم صلعم میں جماعت احمدیہ کے مقابلے میں [illegible] بھی کام کر سکی ہو۔

ڈاکٹر صاحب کے بیان (جو انہوں نے احمدیوں کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دینے کے متعلق لکھا ہے) پر تبصرہ کرنے سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ کلمہ گوؤں پر کفر کے فتوے اور خادم اسلام جماعتوں کو خارج از اسلام قرار دینا اس گروہ مکفرین کی سنت قدیمہ ہے۔ اور کوئی بزرگ یا جماعت نہیں جو ان کے اس حربہ سے بچی ہو۔ بات اصل میں یہ ہے کہ امتداد زمانہ سے ایک سچائی جہالت کے پردے میں چھپ جاتی ہے تو جب کوئی بندہ حق آ کر اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ تو وہ لوگوں کو نئی چیز معلوم ہوتی ہے اور لوگ اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے اس پر تکفیر کا حربہ استعمال کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کسی شخص کے دائرہ اسلام میں رہنے کے لئے دو شرطیں پیش کی ہیں۔ ایک اقرار توحید اور دوم ختم رسالت پر ایمان۔ چنانچہ آپ "اسلام اور احمدیت" میں تحریر فرماتے ہیں "محمد (صلعم) کے سادہ مذہب کی بنیاد ان دو اصولوں پر ہے (۱) خدا ایک ہے اور محمد صلعم آخری نبی ہیں۔ جب تک ایک شخص اسلام کے ان بنیادی اصول (توحید الٰہی اور ختم نبوت) کا پابند ہے اس وقت تک ایک متشدد سے متشدد ملا اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ اگرچہ وہ قرآن کے مطالب میں کتنا ہی غلطی پر سمجھا جائے۔"

احمدیت کی فتح

دراصل ڈاکٹر صاحب کا یہ بیان ایک نوعیت سے بے عدیل ہے اور دراصل یہ تکفیر بازی کے تابوت میں آخری میخ کا کام دیتا نظر آتا ہے۔ اس سے قبل مسلمانوں میں تکفیر بازی فروعی مسائل پر تھی اور وہ معمولی اور غیر ضروری اختلاف پر ایک دوسرے کو ہدف تکفیر بنا دیتے تھے، مگر ڈاکٹر صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ پر ایمان رکھتا ہو۔ خواہ اس کے اعمال اور اقوال دوسرے مسلمانوں سے کتنے ہی مختلف ہوں۔ وہ دائرہ اسلام کے اندر ہے۔ گو ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ یہی وہ اصول ہے جس کا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور گذشتہ بیس سال سے اعلان کرتی آئی ہے۔ کہ ہم ہر اس شخص کو جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور اس اصول کی رو سے دنیا بھر کے کلمہ گو خواہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں ہمارے نزدیک مسلمان ہیں۔ اور درحقیقت ڈاکٹر صاحب نے ہماری ترجمانی کی ہے۔ اور یہی مجدد زمانؑ نے فرمایا تھا "میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا" (تریاق القلوب ص۱۳۰) میرے خیال میں اب مکفر ملاؤں کے گھر میں صف ماتم بچھ گئی ہو گی۔ کہ ان کی اور ان کے آباؤ اجداد کی صدیوں کی محنت اور "اسلام نوازی" کو ڈاکٹر صاحب نے ایک ضرب [illegible] پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے اور ہر احمدی مسرور و شادمان ہے کہ آج نبی کریم صلعم کی حقیقی تعلیم اور جماعت احمدیہ کی مسلسل پیش کردہ بات کا اقرار خدائے پاک نے ایک مخالف شخص سے کرا دیا۔

ڈاکٹر صاحب کے بیان کا بودہ پن

اس پر ڈاکٹر صاحب کے باقی مضمون کا بودہ پن دیکھئے۔ آپ نے ہرگز اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ آیا مجدد زمان نے ختم نبوت کو نہیں مانا۔ یا احمدی جماعت ختم نبوت کی قائل نہیں۔ بلکہ یہی کہا ہے کہ یہ جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ "توحید اور ختم رسالت اساس اسلام ہیں پس احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔ ڈاکٹر صاحب کا فرض تھا کہ وہ ثابت کرتے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور احمدی مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ مگر چونکہ یہ فتویٰ ذاتی مصالح کی بنا پر دیا گیا ہے جس کا بعد میں ذکر ہو گا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے عوام الناس میں مقبولیت اور احمدیت کے خلاف جذبہ نفرت کی فراوانی دیکھ کر یہ الزام تھوپ دیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا

ڈاکٹر صاحب کا الزام دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔
(۲) جماعت احمدیہ نبی کے آنے کی قائل ہے۔

(۱) کیا حضرت مرزا صاحب نے دعوائے نبوت کیا؟ اس سوال کا جواب بارہا دیا جا چکا ہے۔ مرزا صاحب عام مسلمانوں کی طرح ختم نبوت کے قائل تھے اور اس بات پر محکم یقین رکھتے تھے کہ نبوت ہمارے نبی کریم صلعم پر ختم ہو گئی۔ ذیل کے چند حوالے اس کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔

(۱) "ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" (ازالہ اوہام ص[illegible])

(۲) "میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی"
(اعلان ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(۳) "اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا ایک نقطہ منسوخ نہیں ہو گا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں"۔
(نشان آسمانی ص۲۸)

(۴) "تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسائل فتح اسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں

ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں "ازالہ اوہام" کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق گزرتے ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ جلشانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں۔ یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منھم احد فعمر (صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۲۱ - پارہ ۱۴ باب مناقب عمرؓ) تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرا ئے میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو (لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں"۔

(۳ر فروری ۱۸۹۲ء القول المجید صفحہ ۸۲ مصنفہ مولانا محمد احسن امروہی)

"ہم مسلمان ہیں۔ خدا کی کتاب قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور رسول ہیں اور ان کا دین سب دینوں سے افضل ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر وہ شخص جس نے اس کے فیض سے پرورش پائی ہو اور ان کے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا ہو اور خدا کا کلام اور خطاب کرتا ہے۔ اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے اور حقیقت میں وہ نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔ ان کو سوائے فہم قرآن کے کچھ نہیں دیا جاتا اور وہ نہ زیادہ کرتے ہیں اور نہ کم کر سکتے ہیں۔ قرآن شریف میں سے کچھ۔ اور جو شخص قرآن شریف میں سے کچھ کم و بیش کرے وہ شیاطین اور بدکاروں میں سے ہے"۔

(مواہب الرحمٰن عربی صفحہ ۶۶-۶۷ ۱۹۰۰ء کے بعد کی تصنیف)

جماعت احمدیہ لاہور پر غلط فتویٰ

مذکورہ بالا حوالہ جات اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ مدعی نبوت کو کافر و کاذب قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی "ایمانداری" اسی بات سے واضح ہو جاتی ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب کو چھوا تک نہیں۔ اور اپنے دماغی خیالات پر اپنے غلط اور سراسر بے حقیقت الزامات کی دیواریں استوار کر لی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ قادیانی جماعت کا ایک بڑا گروہ مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے بھلا اس سے مرزا صاحب کی ذات کا کیا تعلق؟ کیا عیسائیوں کے مسیح کو ابن خدا ماننے کے مجرم حضرت مسیحؑ خود ہیں اور اگر نہیں تو قادیانیوں کے مرزا صاحب کے نبی ماننے میں مرزا صاحب کا قصور؟ اور حقیقت یہ ہے کہ خاتم النبیین کے وہ بھی منکر نہیں۔ وہ اس لفظ کی ایک غلط تاویل کرتے ہیں۔ اور بقول اقبال کلمہ توحید کے اقرار اور ختم نبوت کی تصدیق کے بعد ہر قسم کی تاویل کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس لئے قادیانی گروہ بھی خارج از اسلام نہیں۔ خیر اس کو بھی ہم چھوڑتے ہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور پر فتویٰ کفر کیوں؟

گذارش یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے افراد پر فتوے کفر کس بنا پر لگایا۔ جب کہ وہ ایک مدت سے اس بات کا پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں۔ کہ تمام کلمہ گو خواہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں مسلمان ہیں۔ نبی کریم صلعم کے بعد مدعی نبوت کو کافر و کاذب جانتے ہیں اور آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نیا ہو یا پرانا۔ افسوس کہ ڈاکٹر صاحب نے دیانت و امانت کے خلاف ایک ایسی جماعت پر تکفیر کا اقدام کیا ہے۔ جو کہ اپنے اعلیٰ اصولوں کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ اور جس کے اصولوں کی ڈاکٹر صاحب نے اپنے ٹریکٹ میں پیروی کی ہے۔ افسوس حالات زمانہ اور دنیوی مفاد کی دلچسپیاں اصول پسندی اور صداقت شعاری پر غالب آگئیں۔ اگر حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور یقیناً نہیں آسکتا تو ڈاکٹر صاحب ان لوگوں کے متعلق کیا فتوےٰ صادر کرتے ہیں جو مانتے ہیں کہ عیسےٰؑ دو ہزار سال سے چرخ چہارم پر تشریف فرما ہیں اور قیامت کے قریب دنیا میں دوبارہ تشریف لا کر اسلام کو زندہ کریں گے۔ کیا اس سے ختم نبوت نہیں ٹوٹے گی۔ اس طرح تو ڈاکٹر صاحب کے قائم کردہ اصول کے ماتحت دنیا بھر کے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت حلقہ اسلام سے باہر ہو جاتی ہے۔ تعجب ہے کہ مردہ پرست قبروں کو سجدہ کرنے والے۔ حضرت علیؓ کو خدا ماننے والے۔ شریعت اسلام کے منکر آغا خانی۔ خلفاء راشدہ کو سب و شتم کرنے والے شیعہ دن رات تکفیر المسلمین میں مشغول رہنے والے مولوی۔ حضرت عیسیٰ کو دو ہزار سال سے زندہ بجسد عنصری آسمان پر بٹھا کر الآن کما کان کا مصداق قرار دینے والے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد حضرت عیسےٰ کو لا کر ختم نبوت کا عملاً انکار کرنے والے۔ انبیاء علیہم السلام کو طرح طرح کے گناہوں کا مرتکب ٹھہرانے والے۔ قرآن کریم کی کئی سو آیات کو منسوخ سمجھنے والے صحابہ کرامؓ کو مرتد اور منافق تک ٹھہرانے والے یہ سب لوگ تو مسلمان لیکن ہم خدا کی توحید کے قائل۔ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کے قائل قرآن کے ایک ایک حرف اور ایک ایک شعشہ پر ہمارا ایمان۔ ہم رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کے قائل۔ اس بات کے قائل کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا یا پرانا اور جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعوےٰ کرے وہ کافر کذاب ہے۔ ہم ان تمام عقائد کے قائل جو اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم ہیں۔ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ ہم تمام صحابہؓ اور تمام بزرگان دین اور تمام آئمہ کا احترام کرتے ہیں۔ خواہ وہ اہل سنت کے امام ہوں یا اہل تشیع کے۔ ان عقائد کے رکھتے ہوئے اور اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا اپنی زندگیوں کا مقصد قرار دیتے ہوئے تثلیث کے مرکزوں میں مسجدیں بناتے ہوئے، قرآن کریم کے ترجمے کر کے ان مقامات میں پہنچاتے ہوئے جہاں آج تک یہ پیغام حق نہیں پہنچا۔ غرضیکہ ان عقائد اور اس کام کے ساتھ ہم کافر۔ الیس منکم رجل رشید۔

(باقی آئندہ)

احراری تقسیم کار

مجلس احرار اسلام میں آغاز کار سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ پارٹی کے مسلک کی تجویز دوسری جماعتوں کے ساتھ گفت و شنید آئین کے متعلق بحث و تمحیص غرض سیاسیات کے تمام مسائل کی دیکھ بھال چودھری افضل حق اور مولوی مظہر علی کے سپرد تھی اور عام جلسوں میں تقریر بازی، ترغیب و اشتعال اور غیر ذمہ دارانہ غوغا آرائی کا کام مولانا حبیب الرحمٰن اور سید عطاء اللہ شاہ کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ کیونکہ اپنی اپنی قابلیت اور اپنی اپنی طبیعت کے لحاظ سے ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

لیکن اس دفعہ مجلس احرار میں تقسیم کار کا یہ نظام تلپٹ کر دیا گیا ہے۔ اب مسلم لیگ کے ساتھ دستور کے سلسلے میں ساری گفتگو میں "بڑے مولوی صاحب" اور "بڑے شاہ صاحب" فرما رہے ہیں نتیجہ معلوم۔ ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

حالانکہ بڑے بڑے مجمعوں میں چھ چھ سات سات گھنٹے مسلسل "تقریرتے" چلے جانا اور چیز ہے۔ اور سیاسیات کے عقدوں کو کھولنا بالکل شئے دیگر ہے۔

لاہور میں کون نہیں جانتا کہ "بڑے مولوی صاحب" اپنی تقریر میں جب کبھی ڈومینین سٹیٹس (درجہ مستعمرات) کا ذکر فرماتے ہیں تو انگریزی بولنے کے شوق میں ہمیشہ "ڈومنی سٹوٹس" ہی فرماتے ہیں تا بدیگر مسائل چہ رسد ہر شخص جانتا ہے اور "بڑے مولوی صاحب" تو خیر ہمیشہ سے دُون کی لینے کے عادی ہیں۔ کم از کم سید عطاء اللہ شاہ کو تو عمر بھر اعتراف رہا ہے۔ کہ وہ سیاسیات کے مسائل کو نہیں جانتے۔ ان کے لئے سوچنے کا کام چودھری افضل حق کے سپرد ہے۔ اور شاہ صاحب کو اپنے اس "پیر عقل" اور "معلم اول" پر اس قدر اعتماد ہے کہ اگر وہ یہ کہہ دے۔ کہ مسجد کا گرا دینا معمولی بات ہے۔ اس پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تو شاہ صاحب "سمعنا و صدقنا" کہہ کر بیمانہ خدا کی حرمت کے متعلق تمام آیات و احادیث کو اپنے "مرشد دانش" کے قدموں پر نثار کر دیتے ہیں

اس میں "بڑے مولوی صاحب" یا "بڑے شاہ صاحب" کی کوئی توہین نہیں۔ "ہر کارے و ہر مردے" یہ حقیقت سب لوگوں پر روشن ہے۔ کہ یہ دونوں بزرگ مسائل آئین سیاست میں بالکل معصوم واقع ہوئے ہیں۔ نہ آئین کی کسی شق کو سمجھ سکتے ہیں۔ نہ اس پر گفتگو کرنے کے اہل ہیں۔ خدا ان کو عبدالمتین چودھری راجا غضنفر علی خاں اور مسٹر جناح سے بچائے ؎

برآ از بزم بحث اے جذبہ توحید غالب را
کہ ترک سادہ با با فقیہاں بر نمی آید

اصل بات یہ ہے کہ اتحاد پارٹی کی شاندار تنظیم کو دیکھ کر بزرگان احرار بوکھلا گئے ہیں۔ اسی لئے آج کل کچھ "بھنگیائی" ہوئی سی باتیں کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ ہم آئندہ آئین کو مسترد کر دینگے۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہم انتخابات میں حصہ لیں گے لیگ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس آئین سے اس کے نقائص کے باوجود کام لیا جائے عملاً یہی مسلک احرار کا معلوم ہوتا ہے پھر استرداد کے کیا معنی؟

ارے بھئی۔ اگر تم آئین کو مسترد کرتے ہو۔ تو اپنے گھر جا کر بیٹھو تمہیں اس سے کیا فائدہ کہ میاں فضل حسین اور سر سکندر حیات خاں کیوں مل بیٹھے۔ اور تم کو اس سے کیا تعلق۔ کہ لیگ اس آئین کے

مسئلہ ختم نبوّت

پر "الفضل" کی غلط تاویلات کی تردید

(از شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۱)

ہم نے "پیغام صلح" مورخہ ۷ر ۱۱ اور ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں سے ۵۰ حوالے اس غرض سے نقل کئے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے متعلق آپ کا مسلک پبلک پر واضح ہو جائے۔ مزید برآں ایک تحریک ہم نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کی خدمت میں کی تھی۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تالیفات میں۔ اس مضمون کے متعلق بے شمار حوالے پائے جاتے ہیں۔ اس لئے "ملفوظات" کے عنوان کے نیچے جہاں وہ حضورؑ کے دیگر مضامین درج کیا کرتے ہیں۔ وہاں ان حوالوں کو بھی نقل کیا کریں۔ اور مقصود اس تحریک سے یہ تھا کہ تا بغیر کسی تاویل وتشریح کے اور بغیر کسی حاشیہ آرائی کے حضرت امامؑ کا مذہب دربارہ ختم نبوت پبلک پر خود بخود ظاہر ہو جائے اور جب ایک شخص کا مذہب معلوم ہو جائے۔ کہ وہ نبوت کو ختم مانتا ہے۔ تو پھر ایسے شخص کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔

"الفضل" کا تردیدی مضمون

ہمارے اس سلسلہ مضامین پر "الفضل" نے تردید کے لئے قلم اٹھایا ہے۔ سب سے پہلے ارشاد ہوتا ہے۔

"اس مضمون کے پڑھنے سے ایک ناواقف شخص جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بنظر امعان مطالعہ نہ کیا ہو۔ اور جو اس تشریح سے ناواقف ہو۔ جو ختم نبوت کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں فرمائی ہے دھوکا کھا سکتا اور بعض غلط فہمیوں کا شکار ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ جس نے حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کیا ہو۔ ہرگز کسی دھوکا میں نہیں آسکتا"

ناظرین غور فرمائیں۔ کہ ہم نے پچاس حوالے دھوکے سے نکالنے اور بچانے کے نقل کئے ہیں یا دھوکے میں ڈالنے کے لئے اور پھر ہم نے اپنے پچاس حوالوں پر حصر نہیں کیا۔ بلکہ ایڈیٹر صاحب کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ التزاماً آئندہ جدید حوالجات کو اخبار میں نقل کرتے رہیں تا محقق طبائع خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ کہ ختم نبوت کے متعلق حضرت اقدس کے صحیح اور اصلی خیالات کیا ہیں کیا اس قسم کی تجویز دھوکا دہی پر محمول ہو سکتی ہے۔ غالباً "الفضل" کو دھوکے کی تعریف معلوم نہیں ورنہ ایسی مفید اور نفع رساں تجویز کا نام دھوکا نہ رکھتا۔

ایک قابل تعجب امر

ایک اور بات بھی قابل تعجب ہے کہ میرے مضمون کا جواب بھی لکھ رہے ہیں۔ اور مجھے ہی معترض بھی بتا رہے ہیں۔ آپ کے مضمون کا عنوان "معترض کا عجیب خیال" نیچے ارشاد ہوتا ہے "ان اقتباس سے منشا یہ ہے کہ معترض کے نزدیک جب بار بار حضرت مسیح موعودؑ نے رسول کریم کے خاتم النبین ہونے پر اپنے اعتقاد کا اظہار فرمایا ہے"۔ کیا یہ تعنیہ بالعکس نہیں کہ میری حیثیت خود چھن رہی ہے اور کیا قادیانی دوست مذہب کی طرح علم ادب کی بھی ترمیم وتنسیخ کی فکر میں ہیں۔

خلط مبحث کی کوشش

اس سے آگے نہایت دھڑلے کے ساتھ لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ خاتم النبیین سمجھتی رہی سمجھتی ہے اور سمجھتی رہیگی۔ میرے مضمون کی سرخی جس پر بات چلی ہے یہ تھی۔ کہ "مسئلہ ختم نبوت حضرت مسیح موعود کی تالیفات کی روشنی میں" اس پر کچھ ارشاد فرمانا تھا۔ مگر یہ جماعت احمدیہ کا مذہب آپ کیوں لے دوڑے اور یہ نیا مضمون کیوں چھیڑ دیا۔ جماعت جو کچھ سمجھتی رہی وہ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے "جماعت کیا سمجھتی رہی" . . . . اس جملے کی تفصیل کا یہ موقع نہیں کیونکہ اس طرح پر اصل مضمون ناتمام رہ جائیگا۔ ہماری طرف سے اکابر قادیان کا مذہب بقید حوالجات شائع ہو چکا ہوا ہے۔ اس کا جواب بھی آج تک ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ آپ اس کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ "اور سمجھتی ہے" کا جواب ہمارا اور آپ کا ۱۹۱۴ء سے لیکر آج تک کا لٹریچر گواہ ہے۔ اور اسی بات کی تشریح وتوضیح کے لئے اخبار کے یہ صفحات وقف ہو رہے ہیں۔ کاش جن کو اس قدر سمجھنے کا دعوٰے ہے۔ خدا کرے کہ وہ "اصل حقیقت کو بھی سمجھیں بہر دعوٰے سمجھتی رہیگی" چونکہ مستقبل سے وابستہ ہے۔ اس لئے اس کے متعلق میرا یا آپ کا قیاس فضول ہے آگے فرماتے ہیں۔

"سوال یہ ہے۔ کہ خاتم النبین کا حضرت مسیح موعودؑ نے مفہوم کیا سمجھا۔ اس غرض کے لئے جب ہم حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پر نگاہ دوڑاتے ہیں۔ تو ہمیں آپ کا یہ عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاتم النبین کے بعد امت محمدیہ میں سلسلہ نبوت جاری ہے"

حضرت مسیح موعود نے خاتم النبیین کا مفہوم کیا سمجھا؟ معترض کی دوڑتی ہوئی نگاہ میں یہ کہ امت محمدیہ میں سلسلہ نبوت جاری ہے یہ تشریح ہے معترض صاحب کی اس عبارت کی جس میں انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ آنحضرت کو ہمیشہ خاتم النبیین سمجھتی رہی سمجھتی ہے اور سمجھتی رہے گی۔ اور اس کی مزید تشریح اور بھی فرمائی ہے چنانچہ لکھتے ہیں "یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ خاتم النبیین کا وہ مفہوم ہرگز نہیں۔ جو غیر احمدی یا غیر مبائع سمجھتے ہیں اور نہ کبھی حضرت مسیح موعودؑ نے خاتم النبیین کے ان معنوں کو تسلیم فرمایا۔

ہم نے کثیر ذخیرہ حوالجات کا پیغام صلح کے تین نمبروں میں جمع کرا دیا ہے جن کے مطالعہ سے صریح طور پر واضح ہو جاتا ہے حضرت مسیح موعود کی طرف ایسے دعاوی کا منسوب کرنا بہتان ہر کذب اور افترا ہے۔ کیونکہ جو شخص اجرائے نبوّت کا قائل ہو وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آنحضرت کے بعد مدعی نبوت کاذب ہے۔ کاذب ہے۔ بے دین اور خارج از اسلام ہے اور لعنتی ہے۔

ورنہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی رسول کا آنا اسلام کی ہتک اور کسر شان کا موجب ہے۔ اس سے اسلام کا تختہ الٹ جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے بعد نیا یا پرانا قدیم ہو یا جدید کوئی بھی نبی نہیں آئیگا۔ آنحضرت صلعم کو بغیر کسی استثنا کے نبی کہا گیا ہے ختم نبوت دونوں طرح سے ہے (۱) زمانے کے تاخر کی وجہ سے (۲) تمام کمالات نبوۃ کے جمع ہونے کی وجہ سے۔ ہر چیز کا جس طرح سے ایک آغاز ہے اسی طرح سے انجام بھی ہے۔ اسی طرح نبوت کے لئے بھی ایک انجام ہے جیسے کتاب کے کل مطالب جب ختم ہو جاتے ہیں۔ تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہی ختم نبوت کے معنی ہیں۔ ایک سلسلہ جو چلا آیا ہے۔ کامل انسان پر آکر اس کا خاتمہ ہو گیا۔ وغیرہ وغیرہ

اجرائے نبوت کے شائقین غور کریں

اب اجرائے نبوت کے شوقین حضرت اقدس کی ان تصریحات پر غور فرمائیں۔ جو گزشتہ حوالجات کا ملخص ہیں اور پھر انصافاً بتلائیں کہ آپ کی طرف "الفضل" کا بے سرو پا عقیدہ کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے یہاں منسوخی عقیدہ کی بھی بحث نہیں چل سکتی۔ کیونکہ ہمارے پیش کردہ حوالجات ابتدائے درمیانی اور اخیری ہر سہ زمانوں پر حاوی ہیں۔ اور اگر کسی اور وجہ سے ان تحریرات کو ناقابل عمل سمجھا جائے تو وہ وجہ بھی تحریر فرمائی جائے۔ تاکہ اس پر غور کیا جائے۔ غرض ایک طرف یہ عقیدہ کہ نبوت آنحضرت صلعم کے بعد بند ہو چکی ہے۔ اور دوسری طرف یہ مذہب کہ امت محمدیہ میں نبوت جاری ہے۔ یہ دونوں عقیدے ایک شخص کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ کیا چند مشتبہ عبارات کو بمقابلہ صدہا محکم اور واضح حوالجات کے نظر انداز کر دیا جائیگا۔ کیا بحوالہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۱ قلت کو کثرت کے ماتحت کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ ابتدا سے امت محمدیہ میں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکالمہ ومخاطبہ مانتے رہے ہیں۔ اور کبھی اس کا نام ظلی نبوت رکھا کبھی بروزی اور کبھی اس کو امتی اور نبی کہا۔ اور کبھی اس کے پانے والے کا نام محدث اور مجدد رکھا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ محدث اور مجدد پر نبی کے الفاظ کا اطلاق جائز قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں صحیح ہیں۔ تو ساری نزاع کا خاتمہ ہے۔ اور اگر صحیح نہیں۔ تو ہم سے اس کا ثبوت طلب کیا جائے ہم ثبوت بہم کرنے کے لئے تیار ہیں اور خود میں ہی اس مضمون پر الگ الگ عنوان قائم کر کے ان کے نیچے متعدد حوالجات شائع کر چکا ہوں۔ اور اپنی رائے کو ان سے الگ رکھا ہے۔ تاکہ طالبان حق کے لئے ایک واضح اور صریح امر کے سمجھنے کے لئے آسانی ہو۔

مجددین ومحدثین اور اجرائے نبوت

پس مکالمہ ومخاطبہ کے اجرا کا خیال امت محمدیہ میں یا خود اپنے متعلق یہ کسی بعد کی کتاب میں ہی نہیں بلکہ تقریباً ہر ایک کتاب میں، اس خیال کا اظہار فرمایا ہے۔ توضیح مرام جو ابتدائی تصنیف ہے اس میں فرماتے ہیں۔

"اگر یہ عذر پیش ہو۔ کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے تو میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی الٰہی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہیگا۔ نبوت تامہ نہیں بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں

وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔" (صلی)

اس عبارت میں صاف طور پر لکھا ہے کہ محدثین پر وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ اور محدثین اور مجددین کو جزوی نبی تسلیم کیا ہے اور اس جزئی یا ظلی اور بروزی نبوت، اور نبوت تامہ کاملہ کے درمیان بعد میں اگر کوئی اور نبوت بھی قرار دی گئی ہے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں ایک تعارض اور تناقض اپنے عقیدے میں پیدا کر لیا گیا ہے جو یقیناً یقیناً غلط ہے۔ اور اگر محدثین اور مجددین پر نبی کے لفظ کا اطلاق جائز ہے جیسا کہ آپ کی تحریرات اس پر شاہد ہیں۔ تو اس صورت میں کوئی بھی نقص اور خلل واقع نہیں ہوتا۔ بلکہ شروع سے اخیر تک ایک ہی مذہب پایا جاتا ہے۔ جونسی راہ ہمارے دوست چاہیں پسند فرمائیں۔

"الفضل" کی شان بے نیازی

ہم اپنے کرم فرما کی نظر میں اس وجہ سے بھی مورد غضب ہیں کہ اپنے مضمون و تین عالم ربانی ہم کانٹ چھانٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے دوست کی شان بے نیازی ملاحظہ ہو۔ کہ اس تحریر فتنہ کی وجہ سے خود ہمارے پیش کردہ حوالوں میں سے بھی کسی پر ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ان کی یہ مصلحت اندیشی ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ امید ہے کہ تشریح کے بعد اس پردہ آئندہ صحبت میں کچھ روشنی ڈالیں گے۔ چونکہ ہماری نزاع کا سارا دارومدار اسی امر پر منحصر ہے اس لئے وہ مہربانی کر کے بتلائیں کہ ان حوالجات میں جو حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوۃ کو مسدود کہا ہے منقطع کہا ہے [illegible] اور نئے اور پرانے نبی کا آئندہ آنا تسلیم نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام پر نبوت کا آغاز اور آنحضرت صلعم پر اختتام قرار دیا ہے۔ اگر بقول آنجناب نبوت کا سلسلہ امت محمدیہ میں جاری ہے۔ تو ان حقائق کی آپ کیا تشریح فرماتے ہیں۔ ہم آپ کی تشریح کو سننے کے لئے دل سے متمنی ہیں۔ اور اگر یہ مدت [illegible]۔ تو ہم کہنے کے حقدار ہونگے ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

"الفضل" کی نرالی روش

"الفضل" نے ہمارے مقابلہ پر جو روش اختیار کی ہے وہ بالکل نرالی ہے۔ وہ ہمارے پیش کردہ حوالجات کی تردید تو نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے لئے ایک دوسری راہ تجویز کرتا ہے۔ یعنی ہمارے حوالوں کو نظرانداز کر کے اور عبارات کو سامنے رکھ کر اس میں سے اپنا مفہوم نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر بحث میں یہی طریق اختیار کیا جائے۔ کہ ایک فریق جو دعوے اور دلائل مسئلہ کے اثبات کے متعلق پیش کرے تو دوسرا فریق اس کو چھوڑ کر نہیں بلکہ کسی دوسرے راستہ پر چل پڑے۔ تو نتیجہ بحث معلوم۔ اس لئے ہم اپنے مخاطب کو مشورہ عرض کریں گے۔ کہ وہ روش کو تبدیل کر کے صحیح مسلک پر گامزن ہوں۔

قوت اجتہاد کے عجیب و غریب مظاہرے

اس کے بعد آپ نے ظلی نبوت کے اجراء کے متعلق ایک حوالہ استفتاء صفحہ ۲۲ سے نقل فرمایا ہے یہ حوالہ سننے اور اس سے جو آپ نے استدلال کیا ہے۔ اس پر غور فرما کر ہمارے بھائی کی قوت اجتہاد کی داد دیجئے۔

ان بیناخاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ الا الذی ینور بنورہ ویکون ظہورہ ظل ظہورہ

یقیناً ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر وہ نبی جو آپ کے نور سے منور کیا جائے اور جس کا ظہور آپ کے ظہور کا ظل ہو۔

اس کی تشریح بھی آپ کے الفاظ میں سن لیجئے فرماتے ہیں:-

"اس حوالے کی رو سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین اس رنگ میں مانتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی جدید شریعت لانے والا نبی نہیں ہوگا۔

انصاف فرمائیے۔ کہ "آپ کے بعد کوئی جدید شریعت لانے والا نبی نہیں ہوگا۔" یہ پیش کردہ عبارت کے کن الفاظ کا ترجمہ یا مفہوم ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے۔ کہ یہ ساری کی ساری عبارت اپنی طرف سے تصنیف فرما کر صفحہ کاغذ پر اس لئے رکھ دی گئی ہے۔ کہ تا کسی نہ کسی طرح اس جدید عقیدے میں جان پیدا کی جائے اور طرہ یہ ہے۔ کہ اس کے متعلق فرما رہے ہیں۔ کہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اول تو اس عبارت میں ختم نبوت کے متعلق دو قرائن ایسے ہیں کہ ان کی موجودگی میں اجرائے نبوت کے لئے سعی کرنا فضول ہے اول تو قرینہ خاتم الانبیاء کا اور دوسرا لا نبی بعدہ کا اور تیسری بات جو اس حوالے میں قابل توجہ ہے یہ ہے کہ ظل کے لفظ کے ساتھ یہاں نبی کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح کی رو سے ظلی نبوت نبوت نہیں کہلاتی۔

ظل کی تشریح

ظل کی تشریح سن لیجئے:- (۱) فیکون النبی کالاصل والولی کالظل (کرامات الصادقین صفحہ ۸) (۲) صدہا ایسے لوگ گزرے ہیں جنہیں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد اور احمد تھا اور وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۶) (۳) حضرت عمر کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب کا وجود ہی تھا (ایام الصلح صفحہ ۳۲)

۴۔ اور آپ (ابوبکر صدیق) کتاب نبوت کے اجمالی نسخہ تھے اور ارباب فضل و فتوت کے امام تھے۔ اور نبیوں کی مٹی کا بقیہ تھے ہمارے اس قول کو کسی قسم کا مبالغہ نہ سمجھو۔ بلکہ یہ وہ حقیقت ہے۔ جو حضرت عزت کی طرف سے ظاہر ہوئی ہے۔ وہ ہمارے رسول اور سید صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے آداب میں ظل کی مانند تھے (سر الخلافہ صفحہ ۳۲)

۵۔ یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات کبھی ضائع نہیں ہوں گے۔ یہ تصوف کا مسئلہ ہے اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا۔ تو اولیائے امت تو مر ہی جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزید محمد کہلایا۔ (اخبار بدر ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

ظل کے لفظ کی اس قدر تشریح اور تفسیر اگر ذہن میں رکھ لی جائے تو اس بحث میں کبھی تکلیف نہیں ہوتی دیکھئے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ سے شروع کر کے حضرت بایزید اور دیگر اولیائے امت کو بھی اس تشریح میں شامل کر لیا گیا ہے۔ پھر اس کو اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش کرنا محض آپ کی زبردستی اور حسن عقیدت نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ صفت خلفاء راشدین اور دیگر اولیاء عظام میں بھی پائی جاتی ہے تو مجھ کو اور کسی دیگر مسلمان کو اس کے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے مگر آپ کے عقیدے کے حق میں یعنی اجرائے نبوت کے لئے اس کا پیش ہونا بہت خطرناک ہے۔ اول ظل اور بروز کی تشریح حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے اچھی طرح پڑھ لیجئے۔ پھر اگر مناسب خیال فرمائیں تو پیش کیجئے۔

ہم نے ہمیشہ ظلی اور ظلی نبوت کو آپ کی تشریحات کے ساتھ ملا کر پڑھا اور سمجھا ہے اور جو شخص ایسا کرے گا وہ غلط راہ اختیار نہیں کرے گا۔ دوسری صورت میں باب فتنہ وا ہوگا۔ جو میں اور آپ اور ساری دنیا مشاہدہ کر رہی ہے۔ (باقی)

چین میں مسلمانوں کی موجودہ حالت

قاہرہ کی جمعیۃ الرابطۃ الاسلامیہ نے جو ۱۹۳۳ء میں قائم کی گئی تھی تمام دنیا کے مسلمانوں کے حالات پر خطبات کا انتظام کیا ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی کڑی اسی انجمن کی مجلس عاملہ کے ایک چینی رکن محمد ما چین کے وہ دو خطبے ہیں جو موصوف نے چینی مسلمانوں سے متعلق جولائی ۱۹۳۴ء میں دیئے تھے اور جو اب ایک مستقل رسالہ کی شکل میں "چین میں اسلام کی تاریخ اور چینی مسلمانوں کے حالات پر ایک مبسوط نظر" کے عنوان سے شائع ہو گئے ہیں۔ ان خطبات میں مندرجہ ذیل دس ابواب قائم کئے ہیں:-

(۱) اسلام کب اور کیونکر چین میں پہنچا۔ (۲) اسلام اور چینی مذاہب کا موازنہ (۳) اسلام سے متعلق چین کے بڑے بڑے آدمیوں کی رائیں۔ (۴) چینی مسلمانوں کی مذہبی حالت (۵) تعلیمی اور تمدنی حالت (۶) سیاسی حالت (۷) اقتصادی حالت (۸) معاشرتی حالت (۹) چینی مسلمانوں کے انحطاط کے اسباب اور ان کا علاج (۱۰) الازہر قاہرہ کے مقابلہ میں چینی تبلیغی انجمنوں کا مطالعہ۔

چینی مسلمانوں کی مذہبی حالت

چین کے مسلمان فاصلہ کی درازی کے باعث دنیائے اسلام سے بالکل علیحدہ رہتے آئے ہیں لیکن خدا کے فضل سے ان کے مذہبی عقائد اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہیں اور ان پر عوام کی توہم پرستی یا چین کے دوسرے مذہبی فرقوں کا اثر نہیں پڑا ہے۔ وہ اولیاء اللہ کی کرامتوں کے قائل ہیں، مگر ناقص تعلیم کی وجہ سے وہ ان اولیاء کو تقرب الی اللہ کا وسیلہ نہیں بنا سکتے وہ اپنے ولیوں کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں جو پہاڑوں میں واقع ہیں۔ دفن کرتے ہیں۔ ان کے مقبروں پر کتبے نہیں ہوتے۔ قبروں پر لوگ صرف جمعہ کے روز اور رمضان کی پہلی تاریخ کو جاتے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کر کے ایصال ثواب کرتے ہیں۔

چینی مسلمان النسفی کی شرح العقائد کا نہایت احترام کرتے ہیں۔ وہ ان تمام باتوں کو جو اس کتاب کے خلاف ہوں مسترد کر دیتے ہیں یا کم از کم شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ سب لوگ مذہب حنفی کے پیرو ہیں۔ پنج وقتہ نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ گھر میں نماز پڑھ لینے کی ان کے ہاں مطلق اجازت نہیں۔ وہ سردی اور بارش کے موسم میں بھی فجر کی نماز کے لئے علی الصباح لالٹین لے کر مسجدوں کو جاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں نماز میں قرآن پاک کی آیتیں عربی زبان میں تلاوت کرتے ہیں خواہ مفہوم ان کی سمجھ میں نہ آئے۔ اذان اور جمعہ کا خطبہ بھی عربی زبان میں ہوتا ہے جو عموماً سمجھ میں نہیں آتا۔ اس کی تلافی کے لئے امام جمعہ کی نماز سے پیشتر یا بعد میں چینی زبان میں بھی خطبہ دیتا ہے۔

رمضان کے مہینہ میں مرد، عورت اور بچے سب روزہ رکھتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ توبہ اور عبادت بہ نسبت اور مہینوں کے رمضان میں زیادہ قبول ہوتی ہے۔ یون نان کے صوبہ میں رمضان کے مہینہ میں نمازی افطاری کے لئے مسجد کے دروازہ پر غروب آفتاب سے کچھ پہلے اکٹھا ہو جاتے ہیں اور مغرب کی نماز کے بعد ایک دوسرے کو اپنے گھروں میں کھانے کی دعوت دیتے ہیں بعض صوبوں میں روزہ دار ساتھ بیٹھ کر مسجد ہی میں کھا لیتے ہیں۔ اس کھانے کے مصارف کچھ دولتمند احباب ادا کرتے ہیں اور کچھ خود دسترخوان میں شرکت کرنے والے، مسافروں سے کچھ نہیں لیا جاتا۔

اور بچے مذہبی اداروں کے طلبہ مسافروں اور بوڑھوں کی مدد کا بڑا ذریعہ آمدنی زکوٰۃ کی رقم ہے۔ قربانی کے جانوروں کی کھالوں اور صدقات کی رقم سے بھی جو مسجدوں کے صندوقچوں میں جمع ہوتی رہتی ہے کچھ آمدنی ہو جاتی ہے۔ یون نان کے صوبہ میں مسلمان کاشتکار اپنی پیداوار کا دسواں حصہ طلبہ کے اخراجات کے لئے خوشی سے دیدیتے ہیں۔

فاصلہ کی درازی، سفر کی دشواری اور اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے چینی مسلمان حج کے لئے بہت کم جاتے ہیں۔ تاہم ان مشکلات کے باوجود بعض لوگ سفر حج کے لئے روپیہ جمع کر لیتے ہیں اور وہ حجاز پہنچ کر اس رقم میں سے صدقہ بھی کرتے ہیں اور اپنے علمی اداروں کے کتب خانوں کے لئے مذہبی کتابیں بھی خرید لاتے ہیں۔ ہر سال تقریباً ایک سو آدمی حج کے لئے جاتے ہیں اور ان میں زیادہ تر صوبہ قنصو کے ہوتے ہیں

تعلیمی اور تمدنی حالت

چین میں اسلامی تہذیب پست حالت میں ہے اگر آپ کسی چینی مسلمان سے آنحضرت صلعم کی زندگی، آپ کے اخلاق اور اسلام کے بنیادی حقائق و قوانین کی نسبت سوال کریں تو آپ کو تشفی بخش جواب نہ ملے گا۔ اس کے اسباب حسب ذیل ہیں:-

(۱) عربی زبان کی دشواری (۲) تعلیم کے ناقص طریقے۔ (۳) اسلام پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کے ترجموں کی کمی (۴) کتب حوالہ کی کمیابی (۵) اپنے دوسرے ہم مذہبوں سے چینی مسلمانوں کی دوری (۶) دوسرے مسلمانوں کی بے پروائی۔

چینی مسلمان عربی زبان کا احترام جو قرآن و حدیث کی زبان ہے۔ اپنی قومی زبان سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ تاہم وہ اسے یورپی زبان سے بھی زیادہ مشکل پاتے ہیں۔ مذہبی تعلیم کے ناقص نظام سے زبان کی دقت اور طلباء کی بددلی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مسلمان بچے مسجدوں کے مدرسوں میں چند سال تک تعلیم پاتے ہیں جہاں وہ ہجے کرنا اور کلمہ طیبہ سیکھنے کے بعد قرآن پاک کی سورتیں حفظ کرتے ہیں۔ اس تعلیم سے فارغ ہو کر کچھ لڑکے زراعت شروع کر دیتے ہیں اور کچھ تجارت، بقیہ ثانوی مدارس میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں وہ اشتقاق، الفاظ، صرف و نحو اور اس کے متعلقات سیکھتے ہیں۔ بہت سے طلبہ کافی استعداد پیدا ہونے سے قبل ہی گھبرا کر پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ جو طلبہ ثانوی تعلیم ختم کر لیتے ہیں۔ وہ اعلیٰ مدارس میں داخل ہو جاتے ہیں جہاں وہ پانچ بڑی کتابیں پڑھتے ہیں۔ اس نصاب کی مدت طویل ہوتی ہے اور بہت کم لڑکے اسے دس سال میں ختم کرتے ہیں۔ اگرچہ حال میں اس نصاب میں کچھ تخفیف بھی کر دی گئی ہے۔ جب کوئی طالب علم قابل اطمینان طور پر اپنی کتابیں پوری کر لیتا ہے۔ تو عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے روز استاد اسے مسجد میں سب کے سامنے آہونگ کی سند دیتے ہیں۔ جو شیخ کے مترادف ہے اور فارسی لفظ اخوند سے ماخوذ ہے۔

اس نصاب تعلیم کے متعدد نقائص ہیں۔ مثلاً سلسلہ درسیات کی درازی، جو مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کا کافی نہ ہونا۔ عربی زبان سے بہت تھوڑی واقفیت۔ طلبہ میں زیادہ اونچے درجوں کی کتابوں کے سمجھنے کی لیاقت نہیں ہوتی اور نہ وہ عموماً اپنا مفہوم تحریر یا تقریر کے ذریعہ اہل عرب کو سمجھا سکتے ہیں۔ دوسری طرف وہ خود اپنی قومی زبان میں بھی کمزور رہ جاتے ہیں اور علاوہ ان کے چینی اسلامی اداروں میں تعلیمی یا تبلیغی کام مل جاتے ہیں۔ اکثر اپنے لئے کوئی وسیلہ معاش حاصل کرنے سے بھی عاجز رہتے ہیں۔

یون نان کے مسلمان تاجروں نے یہ حالت دیکھ کر اپنے صوبہ کے پایہ تخت یون نان فو کی سب سے بڑی مسجد میں ایک مدرسہ علوم عمرانی قائم کیا ہے جس میں مذہبی علوم اور جدید مضامین کے علاوہ عربی، چینی اور انگریزی زبانوں کی تعلیم بھی ہوتی ہے۔ اسی طرز پر تین اور مدرسے بھی پیکنگ، شنگھائی اور نسے جو ان میں قائم کئے گئے ہیں۔ طلبا چینی اور انگریزی زبانوں اور جدید سائنس میں بہت تیزی کے ساتھ ترقی کر رہے ہیں لیکن عربی زبان اور دینیات میں وہ قدیم اسلامی مدارس سے ابھی تک پیچھے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ مدت محدود اور مضامین متعدد ہیں، نیز عربی اور دینیات کی تعلیم کے طریقے اب تک ویسے ہی ناقص ہیں، جیسے پہلے تھے۔ اس مدرسہ کے مہتمم صاحبان معیار کو بلند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

علماء کا مبلغ علم محدود ہے۔ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے ان کی واقفیت مذہب کے بنیادی اصول، فقہ، علم کلام اور مذہبی لٹریچر سے متعلق کافی نہیں ہے۔ اسی لئے ان کے وعظ اور خطبے زیادہ تر اسرائیلی روایات پر مبنی ہوتے ہیں جن لوگوں نے غیر مذہبی تعلیم حاصل کی ہے وہ اگر مذہبی مسائل یا اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں ان موضوعوں پر کافی کتابیں نہیں ملتیں۔ کیونکہ تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتابوں کے ترجمے موجود ہی نہیں ہیں۔

چین میں عربی کتابیں پہلے قلمی ہوتی تھیں اور طلبہ اپنی ضرورت کے مطابق ان سے نقل کر لیتے تھے۔ سب سے پہلے عربی کتابیں جو چین میں طبع ہوئیں، وہ مانیوکو کے لکڑی کے ٹائپ کی چھپی ہوئی تھیں۔ باہر سے عربی کی کتابیں صرف پچھلے تیس برس میں آئی ہیں۔ ان میں زیادہ تر قسطنطنیہ اور بمبئی سے آئی ہیں اور حال میں کچھ مصر سے بھی آئی ہیں چین میں کوئی عربی کتبخانہ نہیں ہے اور عربی کتابیں گراں قیمت ہیں۔

جمہوریہ کے قیام تک چینی مسلمانوں نے غیر مذہبی تعلیم سے دلچسپی نہیں لی۔ اس کے بعد انہوں نے چینی کلچر کی ضرورت محسوس کی اور مسجدوں اور ملک کے مختلف حصوں میں ابتدائی مدارس قائم کرنے شروع کئے۔ ان مدارس کی تنظیم سرکاری مدارس کے طرز پر کی گئی ہے۔ پھر وزارت تعلیم کی منظوری سے ایک ثانوی مدرسہ پیکنگ میں اور دوسرا یون نان میں قائم کر دیا گیا۔ ان مدارس کا بڑا نقص یہ ہے کہ ان میں نہ تو مذہبی تعلیم ہوتی ہے۔ اور نہ اسلامی آداب و ارکان کی پابندی کی جاتی ہے۔

ساحل کے چینی مسلمان اہل عرب و ایران کی اولاد ہیں اور شمالی چین کے مسلمانوں کے مورث مشرقی ترکستان اور ایران کے رہنے والے تھے۔ یہ لوگ نقل مکان کر کے چین میں آباد ہو گئے۔ مگر ان کے تعلقات اپنے اصلی وطنوں سے عرب تاجروں کے ذریعہ جو چینی بندرگاہوں میں آیا کرتے تھے قائم رہے۔ لیکن گذشتہ پانچ صدیوں میں مشرق بعید سے عربوں کی تجارت بند ہو جانے سے چینی مسلمان اپنے غیر ملکی بھائیوں سے منقطع ہو گئے۔ چینی حجاج عربی زبان میں گفتگو نہیں کر سکتے تھے اور نہ انہیں اسلامی حکومتوں کی مذہبی، تمدنی اور سیاسی تحریکوں سے آگاہی تھی۔

جنگ عمومی کے دوران میں چینی مسلمانوں نے جب سنا کہ مسلمان عیسائیوں کے مقابلہ میں کامیاب ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنی مسرت کا اظہار کیا۔ لیکن جب انہیں اطلاع ملی کہ واقعہ برعکس ہے تو ان کو یقین نہ آیا اور وہ سمجھے کہ یہ خبر عیسائیوں کی اڑائی ہوئی ہے وہ سعد زغلول عبدالکریم، مصطفےٰ کمال، ابن سعود، محمد علی، رضا خاں اور دوسرے مشہور لیڈروں سے ناواقف تھے۔ جب غازی مصطفےٰ کمال نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی۔ تو چینی مسلمانوں نے ان کی بہت کچھ تعظیم و تکریم کی۔ اور یون نان میں بعض خطیبوں نے ان کے نام کے خطبے بھی پڑھے۔ لیکن جب انہوں نے خلافت کو منسوخ کر دیا اور ترکی حکومت کو ایک غیر مذہبی حکومت بنا دیا۔ تو خطبوں میں ان کا ذکر بھی موقوف ہو گیا۔ آج خطبوں میں

اجرائے نبوت کی ریتلی بنیاد

حدیث لوعاش ابراھیم لکان نبیا سے اجرائے نبوت کا غلط استدلال!

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت آج کل حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت ایک **تبلیغی نوٹ بک** کی تالیف میں مصروف ہیں۔ جو انشاء اللہ چند ماہ میں مکمل ہو کر شائع ہو جائے گی۔ اس میں متعدد مسائل کے علاوہ قادیانی عقیدہ اجرائے نبوت پر بھی قرآن، حدیث، اقوال بزرگان سلف اور خود حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی رو سے بحث کی گئی ہے۔ اور ان تمام دلائل کا جو قادیانی حضرات اجرائے نبوت کی تائید میں پیش کرتے ہیں مفصل و مسکت جواب دیا گیا ہے۔ خاکسار مدیر کی درخواست پر جناب مولوی صاحب نے کمال مہربانی سے اس کا ایک حصہ "پیغام صلح" کے لئے عنایت فرمایا ہے جو شکر کے ساتھ ہدیہ قارئین کرام ہے

جس طرح مولوی صاحب موصوف کی قیمتی تالیف "آئینہ احمدیت" نہایت مقبول و مفید ثابت ہوئی ہے۔ اسی طرح انشاء اللہ یہ تبلیغی نوٹ بک مقبول و مفید ثابت ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو ان خدمات دینی کی بہت بہت توفیق دے۔ (مدیر)

جس طرح قرآن کریم کی صریح اور محکم آیات دربارہ ختم نبوت کو چھوڑ کر ایسی متشابہ آیات پر امکان نبوت کی بنیاد رکھی گئی ہے جس کے معنی اگر محکم آیات کے ماتحت اور سیاق و سباق کو پیش نظر رکھ کر کئے جائیں۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا کوئی امکان ان سے ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان محکم و متواتر و ثقہ احادیث کے مقابلہ میں جن میں خود رسول اللہ صلعم نے انقطاع نبوت کا اعلان بڑے زبردست الفاظ میں کیا ہے۔ چند ضعیف، مطعون و مردود اور غیر معتبر احادیث کو پیش کیا جاتا ہے اور ان سے قیاساً اجرائے نبوت کا امکان ثابت کیا جاتا ہے۔ انہی میں سے ایک حدیث حسب ذیل ہے۔ حدثنا عبد القدوس بن محمد حدثنا داؤد بن شبیب الباھلی حدثنا ابراھیم بن عثمان حدثنا الحکم بن عتیبۃ عن مقسم عن ابن عباس قال لما مات ابراھیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ان له مرضعاً فی الجنۃ ولو عاش لکان صدیقاً نبیا۔ (ابن ماجہ جلد اول کتاب الجنائز باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ وذکر وفاتہ صفحہ ۱۳۷ مصری) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلعم کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا تو آنحضرت صلعم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا جنت میں اس کے لئے ایک اناہ ہے اور فرمایا کہ اگر زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔

قادیانی احمدیہ "پاکٹ بک" میں اس حدیث پر یہ لکھا ہے کہ یہ آیت خاتم النبیین کے نزول سے چار سال بعد کی بات ہے۔ اگر آنحضرت صلعم خاتم النبیین کا یہ مطلب سمجھتے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ تو آپ کو فرمانا چاہیئے تھا۔ لوعاش ابراھیم لما کان نبیاً لانی خاتم النبیین کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تب بھی نبی نہ ہوتا۔ کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں (قادیانی پاکٹ بک صفحہ ۲۴۲)

الجواب

رسول اللہ صلعم تو بار بار فرما چکے تھے انا خاتم النبیین لانبی بعدی۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ خاتم النبیین کے معنی یہی سمجھتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ لیکن قادیانی صاحب یہ بھی یہی کہے چلے جاتے ہیں کہ "اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا یہ مطلب سمجھتے ...... کا مطلب سمجھنا درد زبانا اور کس طرح ہوتا ہے لانبی بعدی کے ہوتے ہوئے لوعاش ابراھیم لکان نبیاً کو پیش کرنا بقول امام نووی بہت بڑی جسارت ہے۔

(۲) اس حدیث پر محدثین نے بڑی جرح کی ہے اور نہ صرف سند کے لحاظ سے بلکہ مضمون کے لحاظ سے بھی اس کو پایہ اعتبار سے ساقط ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری موضوعات کبیر میں لکھتے ہیں قال النووی فی تھذیبہ ھذا الحدیث باطل وجسارۃ علی الکلام بالمغیبات ومجازفۃ وھجوم علی عظیم وقال ابن عبد اللہ فی تمہیدہ لا ادری ما ھذا فقد ولد نوح علیہ السلام غیر نبی ولو لم یلد النبی الا نبیا لکان کل احد نبیا لانھم من ولد نوح علیہ السلام یعنی امام نووی نے کتاب تہذیب میں لکھا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اور غیب کی باتوں پر بہت بڑی جسارت ہے اور ابن عبد اللہ نے اپنی تمہید میں لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے۔ نوح علیہ السلام کے ہاں جتنے بیٹے ہوئے سب نبی ہوتے۔ کیونکہ وہ نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۸)

(۳) ابن ماجہ مطبوعہ مطبع نظامی دہلی میں اس حدیث پر یہ حاشیہ لکھا ہے۔ قال الشیخ الدھلوی ھذہ جراءۃ عظیمۃ قلت ان کان معنی ھذا القول ان ھذا الحدیث لم یصح رفعہ من حیث انہ روی ابن ماجہ بسند فیہ ابوشیبۃ ابراھیم بن عثمان العبسی قاضی واسط وھو متروک الحدیث کما قال ابن حجر۔ یعنی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ جرأت عظیمہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس قول کا یہ مطلب ہے کہ اس حدیث کا رفع صحیح نہیں ۔ کیونکہ ابن ماجہ نے اس کو ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی قاضی واسط سے روایت کیا ہے۔ اور وہ بقول ابن حجر متروک الحدیث ہے (ابن ماجہ مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۱۱) ایسا ہی ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ ان سندہ ابا شیبۃ ابراھیم بن عثمان الواسطی وھو ضعیف یعنی اس کے اسناد میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ہیں اور وہ باعتبار روایت ضعیف ہیں۔ ۔ ۔ ۔

نوٹ (۱) قادیانی پاکٹ بک نویس نے اس راوی کی ثقاہت کو ثابت کرنے کے لئے اسماء الرجال کی کتابوں سے بہ لفظ نقل کئے ہیں کہ قال یزید بن ھارون ما قضی علی الناس رجل اعدل فی قضاء وقال ابن عدی له احادیث صالحۃ وھو خیر من ابی حیۃ (تہذیب جلد اصفحہ ۱۴۵) یعنی یزید بن ہارون نے کہا ہے کہ اس زمانہ میں اس سے زیادہ عدل اور انصاف کے ساتھ کسی نے فیصلے نہیں کئے۔ ابن عدی نے کہا ہے اس کے لئے اچھی باتیں ہیں۔ اور وہ ابی حیہ سے بہتر ہے۔ قادیانی نوٹ بک نویس نے احادیث صالحہ کا ترجمہ کیا ہے اس کی حدیثیں سچی ہوتی ہیں۔ حالانکہ یہاں حدیث کی سچائی کا کوئی ذکر نہیں اور نہ اصطلاحات حدیث میں حدیث صالح بھی کوئی حدیث کی قسم ہے۔ اس کے سیدھے معنی ہیں اس کے متعلق اچھی باتیں منقول ہیں اس سے باعتبار روایت اس کے ضعیف اور متروک الحدیث ہونے کی نفی نہیں ہوتی اور نہ ملا علی قاری اور حافظ ابن حجر جیسے اعلیٰ پایہ کے محدثین کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی رائے قابل وقعت ہے۔ ابن حیہ سے بہتر ہونا بھی ضروری نہیں کہ راوی ہونے کے لحاظ سے ہو۔ بلکہ کسی اور اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے۔ رہا یہ کہ ملا علی قاری نے تضعیف کہنے کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے۔ له طرق ثلثۃ یقوی بعضھا ببعض (یہ روایت تین طریقوں سے مروی ہے۔ ایک طریقہ دوسرے کو قوت دیتا ہے) اس سے روایت کے صحیح ہونے پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ نہ کہ راوی کی ثقاہت پر۔ اور آگے چل کر باقی دو طریقوں کے ذکر میں معلوم ہو جائیگا۔ کہ روایت کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے بھی اس سے اقتضاع نبوت ہی ثابت ہوتا ہے امکان نبوت ثابت نہیں ہوتا

نوٹ (۲) قادیانی نوٹ بک نویس نے یہ بھی لکھا ہے کہ ملا علی قاری نے آیت خاتم النبیین کی اس لئے تاویل کی ہے۔ تاوہ اس حدیث کے معارض نہ ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ فلا ینافی قوله خاتم النبیین اذا المعنی انه لا یاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۹) کہ یہ حدیث خاتم النبیین کے مخالف نہیں ہے کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپ کی ملت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

الجواب۔ افسوس ہے کہ قرآن کی آیت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ملا علی قاری جیسے اعلیٰ پایہ کے انسان نے ایک ظنی حدیث کے لئے اس کی تاویل کی ہے۔ کبر مقتاً عند اللہ۔ قرآن کی آیت کی تاویل حدیث اور وہ بھی ایسی مشکوک حدیث کے لئے کرنا کہاں تک جائز ہے۔ لیکن جو فقرہ نقل کیا گیا ہے اس میں تو آیت خاتم النبیین کی کوئی تاویل نہیں بلکہ حدیث (لوعاش ابراھیم لکان نبیا) کی تاویل کی ہے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتے۔ تو ایسے نبی ہوتے کہ نہ آنحضرت صلعم کی شریعت کو منسوخ کرتے اور نہ آپ کی امت سے باہر ہوتے۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے نبی کو جو امتی بھی ہو۔ محدث ہی قرار دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اس کا کوئی منصب نہیں (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳)

(۴) جن لوگوں نے اس حدیث کو صحیح سمجھا ہے۔ انہوں نے بھی اس کو امکان نبوت کی موید نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ انقطاع نبوت کی موید قرار دیا ہے۔ مثلاً

(الف) ملا علی قاری آیت خاتم النبیین نقل کر کے لکھتے ہیں (لوعاش و بلغ اربعین وصار نبیاً لزم ان لا یکون نبینا خاتم النبیین) کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے اور چالیس سال کی عمر کو پہنچتے اور نبی ہو جاتے تو لازم آتا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہیں (موضوعات کبیر صفحہ ۵۸)

(ب) ابن ماجہ میں اس حدیث سے پہلے ایک دوسرے طریق سے بھی اس کو روایت کیا گیا ہے۔ اور اسی کو ذہبی نے بھی نقل کیا ہے ...

ہو بخاری کتاب الادب باب من سمی باسماء الانبیاء)

حدثنا ابن نمیر قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا اسمٰعیل قلت لابن ابی اوفی رایت ابراھیم ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مات صغیراً ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہٗ ۔ (ترجمہ) ابن نمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن بشر سے سنا۔ کہا مجھ سے اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہ میں نے ابن ابی اوفی سے پوچھا آپ نے آنحضرت صلعم کے بیٹے ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا۔ کہ چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا۔ اور اگر یہ مقدر ہوتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوں۔ تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ابن ماجہ کے حاشیہ میں اس پر لکھا ہے۔ لا یخفی ان الطریق الموقوف الذی اخرجہ البخاری فی باب من تسمی باسماء الانبیاء صحیح لا شک فی صحتہ وقد اخرج المؤلف ایضاً بہذا الطریق ۔ ۔ ۔ ۔ ولا یخفی ان الحدیث الموقوف الذی لا یدرک من قبل الرای لہ حکم المرفوع کما بین فی اصول الحدیث وھذا الحدیث کذالک لانہ لما علم ان ولد النبی لا یلزم ان یکون نبیاً لزم ان یکون ھذا القول ای لو قضی الخ من جہۃ سماعہ عن النبی صلعم لان الرای یخالفہ والکلام فی الحدیث من حیث ھذا او مشکل لان النبی صلعم خاتم النبیین ۔ یعنی مخفی نہ رہے کہ وہ طریق موقوف جس سے بخاری نے اس کو بیان کیا ہے صحیح ہے اس کی صحت میں کوئی شک نہیں اور مولف (یعنی ابن ماجہ) نے بھی اس طریق کو نقل کیا ہے اور مخفی نہ رہے کہ حدیث موقوف جس کے متعلق اس سے قبل کوئی رائے معلوم نہ ہو مرفوع کے حکم میں ہے۔ جیسا کہ اصول حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور یہ حدیث (لو قضی ان یکون بعد محمد نبی عاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہٗ) ایسی ہی ہے کیونکہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ لازمی نہیں کہ نبی کا بیٹا نبی ہو تو ضروری ہے کہ یہ قول کہ اگر قضا وقدر میں ایسا ہوتا کہ محمد صلعم کے بعد نبی ہو تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا ۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں) نبی کریم صلعم سے سننے میں آیا ہو کیونکہ کوئی شخص اس کے خلاف نہیں کہہ سکتا اور حدیث میں جو لکھا ہے وہ معنی کے لحاظ سے مشکل ہے کیونکہ نبی صلعم خاتم النبیین ہیں۔

۳۔ تیسرا طریق جس سے یہ حدیث بیان ہوئی ہے۔ حضرت انس سے مروی ہے اور اس کے یہ لفظ ہیں عن انس قال لو عاش ابراھیم یعنی ابن النبی صلعم لکان ملا صدیقاً ولو بقی لکان نبیا ولکن لم یکن یبقی لان نبیکم آخر الانبیاء ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ابراہیم فوت ہو گیا اور اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ لیکن وہ زندہ نہ رہ سکتا تھا کیونکہ تمہارا نبی آخر الانبیاء ہے۔

اس حدیث میں بھی امکان نبوت کی نہیں بلکہ ختم نبوت ہی کی تائید کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ابراہیم کے زندہ نہ رہنے اور نبی نہ بن سکنے کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

قادیانی ٹریکٹ نویس نے اس حدیث کو مواہب اللدنیہ (جلد ۳ صـــ) سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "آخری الفاظ ولکن لم یکن یبقی لان نبیکم آخر الانبیاء ناقل کی رائے ہے"۔ حالانکہ اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ کہ ابتدائی الفاظ تو حضرت انس کے ہوں اور آخری ناقل کے مواہب اللدنیہ میں اس روایت کو یوں بیان کیا گیا ہے وقد روی من حدیث انس بن مالک انہ قال لو بقی یعنی ابراھیم ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکان نبیاً ولکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء اخرجہ ابو عمر یعنی حضرت انس کی احادیث سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ لیکن وہ زندہ نہ رہ سکے کیونکہ تمہارا نبی آخر الانبیاء ہے ابو عمر نے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ ساری حدیث ایک ہی شخص کا قول ہے۔ ولکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء ناقل کی رائے ہوتی۔ تو قاعدہ کے مطابق وہ قلت یا اقول لکھ کر اس کی تشریح کر دیتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا اور "ولکن" کا لفظ پہلے فقرہ کے ساتھ ایسا ملا ہوا ہے کہ اسے الگ کر کے دوسرے شخص کے الفاظ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نہ کسی شارح نے ایسی توجیہ کی ہے نہ اس توجیہ کا کوئی اور خارجی ثبوت موجود ہے۔ یہ وہ تین طریق ہیں۔ جن سے یہ حدیث بیان ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ ان میں سے آخری دو* روایتوں میں ابراہیم کے زندہ نہ رہنے کی وجہ یہی قرار دی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ آخری نبی ہیں۔

د۔ حافظ ابن حجر اور امام قسطلانی لکھتے ہیں اور یہی تمام محدثین کی رائے ہے کہ ان القضیۃ الشرطیۃ لا تستلزم الوقوع۔ شرطی قضیہ کے لئے وقوع پذیر ہونا لازمی نہیں اور اس کی مثال میں زرقانی نے لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا کی آیہ کریمہ کو پیش کیا ہے۔

(شرح مواہب اللدنیہ جلد ۳ صـ۲۱۵)

یعنی جس طرح سے اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ اگر اللہ کے سوائے کوئی دوسرا بھی معبود ہوتا تو زمین و آسمان بگڑ جاتے اور اس شرطیہ جملہ سے زمین و آسمان کے بگڑنے کا امکان پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً کے شرطی جملہ سے امکان نبوت لازمی نہیں۔ ابن ماجہ کے حاشیہ میں شیخ عبدالغنی مجددی مہاجر مدنی نے اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ التعلیق بالمحال یستلزم المحال فلا ینافی ذالک ان النبی صلعم ختم بہ النبوۃ وامثالہ فی کتاب اللہ تعالیٰ کثیرۃ ۔ لقولہ تعالیٰ ولئن اتبعت اھواءھم بعد ما جاءک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر۔ وقولہ تعالیٰ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم شیئاً قلیلا اذاً لاذقناک ضعف الحیوۃ وضعف المماۃ ثم لا تجد لک علینا نصیرا والغرض ان الشرطیۃ المحالیۃ لا تستلزم الوقوع ولو کان کذالک لزم کذب المتکلم تعالیٰ من ذالک علوا کبیرا وقد بحث الشیخ عبدالحق المحدث الدھلوی فی ھذہ المسئلۃ فی مدارجہ تحت حدیث لو بقی ابراھیم لکان نبیا۔ یعنی تعلیق بالمحال سے محال لازم آتا ہے۔ پس یہ اس بات کے منافی نہیں کہ نبی کریم صلعم پر نبوت ختم ہو گئی اور اس کی مثالیں کتاب اللہ میں بہت ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ولئن اتبعت اھواءھم الخ اور جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول۔ ولولا ان ثبتناک الخ اور الغرض شرط محال کا وقوع لازمی نہیں اور اگر ایسا ہو تو متکلم کا کذب لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بلند اور بہت بڑا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنی کتاب مدارج النبوت میں اس مسئلہ پر حدیث لو بقی ابراھیم لکان نبیا کے تحت میں بحث کی ہے (ابن ماجہ مطبوعہ مطبع نظامی دہلی صـ۱۱ حاشیہ)

قادیانی ٹریکٹ نویس نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ "یہ کہنا کہ "لو" محال کیلئے آتا ہے صریحاً دھوکہ ہے کیونکہ "لو" جس جملہ میں آئے اس کی شرط تو محال ہوتی ہے مگر جزا ممکن ہوتی ہے جیسا کہ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر خدا کے سوا اور بھی خدا ہوتا تو دونوں زمین و آسمان خراب ہو جاتے۔ اب خدا کے سوا اور خدا کا ہونا تو ممکن نہیں مگر زمین میں فساد کا ہونا ممکن ہے۔ اسی طرح لو عاش ابراھیم الخ والی حدیث میں ابراہیم کا زندہ رہنا محال ہے مگر اس کا نبی بننا ممکن"۔

انا للہ ۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی توحید کی یہ دلیل پیش کی کہ یہ نظام کائنات ایک ہی حالت پر چل رہا ہے۔ اس میں بگاڑ پیدا نہیں ہوتا۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ ایک ہی قادر مطلق ہستی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اگر کوئی اور بھی خدا ہوتا تو یہ نظام اس طرح قائم نہ رہ سکتا کیونکہ ایک خدا اس کو ایک طرح چلانا چاہتا ۔ اور دوسرا دوسری طرح۔ اس کا یہ نتیجہ ہوتا کہ زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے۔ اس توحید الٰہی کی دلیل کو میاں عبدالرحمٰن صاحب خادم یوں توڑتے ہیں کہ زمین میں فساد تو ممکن ہے۔ صاحب من! یہ معمولی فسادات جو زمین کے اندر ہوتے رہتے ہیں ان کا ذکر نہیں۔ بلکہ زمین و آسمان کے بگڑنے سے نظام کائنات کا بگڑنا مراد ہے*۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ "لفسدتا" (زمین و آسمان کا بگڑنا) ممکن ہے تو ایک سے زیادہ خدا کا ہونا بھی ممکن ہے۔ جزا کے وقوع کے ساتھ شرط کا وقوع لازمی ہے اور اگر یہ نہیں تو اس کے کیا معنے ہوں گے۔ قل لو کان معہ الھۃ کما یقولون اذاً لابتغوا الی ذی العرش سبیلا۔ کیا اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود کا ہونا تو محال ہے اور عرش کے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف کفار کا رستہ تلاش کر لینا ممکن ہے؟ کیا قل لو کان فی الارض ملٰئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکاً رسولاً کا مطلب یہ لیا جائے۔ کہ ملائکہ کا زمین پر مطمئن پھرنا تو محال ہے لیکن فرشتہ کا رسول بنکر آسمان سے نازل ہونا ممکن ہے؟ پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر قادیانی اصول کے مطابق تو اس کا بھی یہی مطلب ہو جائے گا کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کا آنا ممکن نہیں لیکن حضرت عمرؓ کا نبی ہونا ممکن ہے۔ کیا کوئی قادیانی اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے؟ اگر نہیں تو یہ اصول کیونکر صحیح ہوا۔ کہ "لو" جس جملہ میں آ جائے۔ اس کی شرط تو محال ہوتی ہے۔ مگر جزا ممکن ہوتی ہے۔ کاش ایسا لکھتے ہوئے کچھ تدبر اور سوچ و بچار سے کام لیا جاتا۔

ر۔ اگر ابراہیم کا زندہ رہنا اور نبی ہونا قادیانی عقیدہ کے مطابق

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

* بعض لوگ اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قیامت کے دن جب نظام کائنات درہم برہم ہو جائیگا۔ تو کیا اس آیت کی رو سے دو خدا ثابت ہو جائیں گے؟ یہ صحیح نہیں نظام کائنات جو قیامت کے دن بگڑیگا۔ وہ خود اللہ تعالیٰ اپنی مرضی اور منشا سے کسی اور نظام کے قیام کیلئے بگاڑیگا۔ جس کی وہ پہلے سے خبر بھی دے چکا ہے دو خدا اس سے تب ثابت ہوتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کو اس میں دخل نہ ہوتا اور اس کے ارادہ کے بغیر کسی دوسرے خدا کے دخل در معقولات سے بگڑ جاتا۔

* یہ دونوں روایتیں دو جلیل القدر صحابہ (حضرت انس اور ابن ابی اوفی) کے الفاظ میں ہیں اور اس لئے اصطلاح حدیث میں ان کو لفظاً موقوف کا درجہ دیا گیا ہے اور ابن عباس کی روایت کو مرفوع کہا گیا ہے۔ لیکن زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں تینوں روایتوں کے متعلق لکھا ہے (عن) ابن عباس مرفوعاً وانس وابن ابی اوفی موقوفاً لفظاً وحکمہ الرفع لانہ لا یقال رأیاً۔ یعنی ابن عباس کی روایت (لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیا) مرفوع ہے اور انس ابن ابی اوفی کی لفظاً موقوف اور رفع کے حکم میں ہے کیونکہ انہوں نے اپنی رائے سے نہیں کہا پس مضمون کے لحاظ سے یہ تینوں حدیثیں ایک ہی درجہ اور حکم رکھتی ہیں۔ اور اگرچہ ایک دوسری کی مؤید ہیں۔ تاہم انقطاع نبوت کے سوائے اور کسی چیز کی حامی نہیں۔

ؔ مرفوع وہ حدیث ہے۔ جس کی اسناد حضرت نبی کریم صلعم تک پہنچتی ہوں اور موقوف وہ حدیث ہے۔ جس کی اسناد کسی صحابی تک پہنچتی ہوں۔

بچوں کا صفحہ

حضرت علیؓ کا جذبۂ ایمانی!

(از شبیر محمد اختر۔ مدیر معادن)

اسلام کا سورج ابھی جہالت اور ظلمت کے تاریک پہاڑ کے پیچھے سے طلوع ہو رہا تھا۔ اور اسلام کی مدھم اور خوشگوار کرنیں ابھی انسانوں پر آہستہ آہستہ پڑ رہی تھیں اس زمانے میں ہمارے نبی کریم صلعم نے قریش کے سرکردہ سرداروں کو ایک دعوت پر بلایا۔ دعوت کے ختم ہونے کے بعد پیغمبر خدا صلعم جن کا دل خدا کی محبت و عظمت اور مخلوق خدا کی ہمدردی سے بھرا ہوا تھا۔ اٹھے آپ نے فرمایا "میں تمہارے لئے ایک پیغام لایا ہوں۔ جو آپ لوگوں اور تمام بنی نوع انسان کے لئے دینی اور دنیوی فائدہ کا باعث ہوگا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ تم میں سے کون اس کار خیر میں میری مدد کرتا ہے" ہمارے نبی کریم صلعم کا یہ پیغام صرف عرب کے لئے نہ تھا۔ بلکہ تمام دنیا کے لئے ایک پیغام رحمت تھا۔ سرداران قریش حضرتؐ کا پیغام سن کر خوش نہیں ہوئے۔ بلکہ غصہ سے دانت پیس کر رہ گئے۔ لیکن ان لوگوں میں چند ایسے بھی تھے۔ جن کے لئے یہ پیغام تسکین قلب کا باعث ہوا۔ پیغمبرؐ خدا کے ساتھ جو اس وقت تنہا تھے۔ انہیں ہمدردی پیدا ہوگئی۔ وہ حضورؐ کی مدد کرنا چاہتے تھے لیکن حضورؐ کی مدد کرنا تمام عرب کی مخالفت مول لینا تھا۔ وہ ڈر کر چپ ہو گئے۔

پیارے بچو! دنیا میں ایسے موقعے بھی آتے ہیں۔ جب حق کی حمایت کے لئے زبان کھولنا بڑی ہمت کا کام ہوتا ہے سچی بات کہنا بعض دفعہ دنیا بھر کی مصیبت اپنے سر لینا ہوتا ہے یہی حال اس دعوت میں ہوا عرب کے ذی عزت سردار جس شخص کے پیغام کو سن کر ناراض ہوں۔ اس کی حمایت کرنا ایک جرم تھا۔

تمام مجمع پر ایک خاموشی طاری ہوگئی۔ قریش کے سردار غصے سے چپ تھے جو لوگ ہمارے پیغمبر صلعم کے حامی تھے وہ قریش کے خوف کی وجہ سے خاموش ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت نبی کریمؐ ان کے منہ تک رہے تھے۔ مجمع میں سے تیرہ سال کا ایک نوعمر بچہ اٹھا۔ اور اس نے اس خاموشی کو توڑا۔ اس کی آواز میں جوش اور درد تھا جس نے تمام سرداروں کو حیران کر دیا

ع اٹھا اور اٹھ کے بولا میں اگرچہ عمر میں کم ہوں
میری آنکھوں میں ہے آشوب گویا چشم پر نم ہوں
بھری محفل میں لیکن آج یہ اعلان کرتا ہوں
کہ میں سچے نبیؐ پر جان و دل قربان کرتا ہوں
میں اپنی زندگی بھر ساتھ دوں گا یا رسول اللہ
یقین کیجئے کہ قدموں میں رہونگا یا رسول اللہ

ایک بچے میں یہ جرأت!

بڑے بوڑھے جو چپ تھے کھلکھلا کر ہنس پڑے سارے
انہیں معلوم کیا تھا جانتے کیا تھے وہ بے چارے
کہ یہ لڑکا وہ جس پہ ہنس رہے ہیں اس حقارت سے
پہاڑوں کے جگر تھرا اٹھیں گے اس کی ہیبت سے

واقعات نے ثابت کر دیا کہ اس کم عمر بچے کے الفاظ اپنے اندر کس قدر حقیقت رکھتے تھے۔ ان الفاظ میں سینکڑوں فاتحوں کی قوت عمل پوشیدہ تھی اسلام کا سورج چمکا۔ اور اس کی روشنی تمام عرب اور اس کے بعد تمام دنیا میں پھیلی اسلام کے پیغام نے بڑے بڑے دلوں پر اپنا اثر کر لیا۔ یہ بچہ کون تھا؟ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہ تھے۔

پیارے بچو! آج بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا دین بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ "کون میرا ساتھ دیگا" تم میں سے کون ہے۔ جو حضرت علی کی طرح اٹھے اور اس پیغام پر لبیک کہے تم اپنے سے بڑے کا ادب کرو لیکن جہاں کوئی ایسا موقع آجائے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ تو تم بھی اسی جرأت سے اپنے آپ کو خدا کے نام پر پیش کر دو۔ شاید اس راہ میں تمہیں کوئی تکلیف پہنچے۔ لیکن اس تکلیف کا مردانہ وار مقابلہ کرو۔ اور تمہارا یہ فعل انسانیت کے لئے مایہ ناز ہوگا۔ اور تم حضرت محمد صلعم کے نقش قدم پر چل رہے ہونگے

ہمارے مولا کریم صلعم بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور ان سے پیار کی باتیں کیا کرتے تھے ایک دفعہ یہی بچہ جس کا ذکر ہم تمہیں سنا رہے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کے حضور میں بیٹھا تھا۔ کہ ایک شخص تازہ کھجوریں لایا۔ آپ نے اور دوستوں کو بھی بلا لیا۔ اور سب مل کر کھانے لگے حضرت نبی کریم کھجوریں کھاتے اور گٹھلیاں حضرت علیؓ کے سامنے رکھتے جاتے تھے جب کھجوریں ختم ہو گئیں۔ تو حضرت علی کے سامنے گٹھلیوں کا سب سے بڑا ڈھیر تھا۔ حضورؐ نے مسکرا کر فرمایا "بعض لوگ بہت کھجوریں کھاتے ہیں" حضرت علی نے عرض کی "یا رسول اللہ بعض گٹھلی تک کھا جاتے ہیں"

پیارے بچو! ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو جھڑکا نہیں۔ بلکہ آپ خوب ہنسے۔

تم میں بہت سے بچے اپنے اندر حضرت علی جیسی جرأت رکھتے ہیں ان میں اسلام کا جذبہ موجود ہے اٹھو! بڑھو! اور اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کرو

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— قاہرہ ۲۸ اپریل شاہ فواد ایک بجے دوپہر رحلت فرما گئے انا للہ آخری وقت تک آپ کے ہوش وحواس بیدار رہے۔

—— شہزادہ فاروق ولی عہد مصر جو اس وقت انگلستان میں زیر تعلیم ہیں۔ واپس لایا جا رہا ہے

—— شاہ فواد کی موت کا باعث وہ زخم تھا۔ جو آج سے ۳۰ سال پیشتر ان کے چچا زاد بھائی سیف الدین نے حالت دیوانگی میں شاہ فواد پر قاہرہ کی ایک کلب میں ریوالور سے حملہ کر کے گردن پر لگایا تھا۔ اسی زخم سے بیماری کے آخری ایام میں جریان خون کی شکایت ہو گئی۔ اور یہی موت کا باعث بنی۔

—— مصر کے نئے بادشاہ شاہ فاروق انگلستان سے روانہ ہو گئے ہیں برطانوی تباہ کن جہازوں کی حفاظت میں شاہ فاروق کو اسکندریہ لایا جا رہا ہے۔

—— شاہ فواد کے ماتم کے طور پر ملک معظم برطانیہ نے ایک ہفتہ کے لئے درباری ماتم کا اعلان کر دیا ہے۔ جو یکم مئی سے شروع ہو گا۔

—— کوبل کے ایک اخبار نے ایک اطلاع شائع کی تھی کہ روس کے باشندے جو مذہب کے پابند ہیں۔ ان پر تشدد کیا جاتا ہے لیکن روسی سفیر متعینہ کابل نے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ یہ افواہ غلط ہے۔ البتہ سویٹ روس میں سیاست اور مذہب کو جدا کر دیا گیا ہے کسی شخص کو مذہب کی بنا پر تعرض نہیں کیا جاتا اور حکومت کو مذہب سے الجھنے کی کوئی ضرورت نہیں

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت فرانس نے شام کی بادشاہت عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر کو پیش کی ہے۔ تاکہ اس ذریعہ سے اہل شام کا جذبہ نفرت حکومت فرانس کے خلاف کم ہو جائے۔

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت فرانس امیر زید (شریف حسین کے چھوٹے بھائی) کی صدارت میں جمہوری حکومت قائم کرنا چاہتی ہے۔

—— بغداد کی تازہ ہوائی ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ عراق اور حجاز کے درمیان معاہدہ اتحاد ہو گیا۔ اقوام عرب کے اتحاد پر مصر میں مسرت [illegible] کا اظہار کیا گیا ہے۔

—— اطلاع موصول ہوئی ہے کہ امام یحیی والی یمن نے بھی اپنے وزیر اعظم کی سرکردگی میں ایک وفد بغداد بھیجا ہے۔ تاکہ یمن کو بھی اس معاہدے میں شامل کر لیا جائے۔

—— قاہرہ یکم مئی شاہ فواد کو فراعنہ مصر کی رسم کے مطابق نہایت تزک و شان سے دفن کیا گیا ہے۔ اسکندریہ میں عین اس وقت جبکہ شاہ فواد کا جنازہ اٹھایا جا رہا تھا۔ دس ہزار اشخاص کا ایک جلوس نکلا اور مصری رسوم کے مطابق ٹرام کاروں اور دکانوں کو برقی روشنی سے منور کیا گیا

—— قاہرہ یکم مئی پارلیمنٹ مصر کے انتخابات ۲ مئی کو شروع ہونگے کابینہ مصر نے ابھی تک نئے ولی عہد کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا

—— ایک پرائیویٹ اطلاع مظہر ہے۔ کہ خالدہ ادیب خانم پسماندہ اقوام میں اصلاحی کام کرنے کے لئے دو تین ماہ تک لاہور آ رہی ہیں۔

—— حکومت ترکیہ اپنی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے مختلف تجاویز عمل میں لا رہی ہے ایک تجویز یہ کی گئی ہے۔ کہ کوئلے کی کانوں کے قریب لوہے کے کارخانے تعمیر کئے جائیں جس کے ابتدائی مراحل طے کئے جا رہے ہیں۔

ہندوستان

—— شملہ ۲۸ اپریل وائسرائے ہند ۵ یا ۶ مئی کو شملہ پہنچ جائینگے

—— بمبئی ۲۸ اپریل بمبئی کارپوریشن کی گولڈن جوبلی عنقریب منائی جانے والی ہے جس کے لئے شاندار تیاریاں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔

—— پونا ۲۷ اپریل پونا میں اب امن قائم ہو چکا ہے فوج کو واپس بلا لیا گیا ہے۔

—— لاہور ۲۸ اپریل پنجاب گورنمنٹ کا سکرٹریٹ ۲ مئی کو لاہور میں بند ہو کر ۷ مئی کو شملہ میں دوبارہ کھلے گا۔

—— لاہور ۲۷ اپریل مسٹر ایم اے خلیق رکن کراچی کارپوریشن لاہور تشریف لائے تھے آپ نے لاہور کی صفائی کی حالت دیکھ کر پریس کو ایک بیان دیا ہے۔ اور تعجب کا اظہار کیا۔ کہ کیا لاہور میں میونسپلٹی کا کوئی وجود نہیں؟ اور کیا شہر کے نمائندوں کو شہر کی بہبودی کا خیال بھی ہے۔ یا وہ محض رنگینیوں کو زینت بخش کر خوش ہوتے ہیں؟

—— لاہور ۲۹ اپریل مسٹر محمد علی جناح لاہور آئے ہیں آپ کی آمد کا مقصد آئندہ آئین کے نفاذ کے سلسلے میں مختلف پارٹیوں کو متحد کرنا اور ان سے تبادلہ خیالات کرنا ہے۔

—— آپ کا مقصد ایک ایسی پارٹی کا قیام ہے جس کا فیصلہ مسلم لیگ نے کیا ہے۔ تاکہ اس پارٹی کے ٹکٹ پر آئندہ مسلمان صوبجاتی کونسلوں میں جائیں۔ آپ کا خیال ہے کہ اس تنظیم کے ماتحت مسلمان ایسی پوزیشن اختیار کریں گے۔ کہ حکومت اور کانگرس دونوں ان کے تعاون کی خواہشمند ہونگی۔

—— شملہ ۳۰ اپریل نیمیئر رپورٹ شائع ہو گئی ہے جس کو عنقریب صوبجاتی حکومتوں کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ جدید دستور اساسی کے تابع صوبائی حکومتوں کو مرکزی حکومت کی طرف سے سالانہ مالی امداد کا گوشوارہ حسب ذیل ہے:-

یو پی ۲۵ لاکھ ۔ آسام ۳ لاکھ اڑیسہ ۴۰ لاکھ۔
صوبہ سرحد ایک کروڑ سندھ ایک کروڑ پانچ لاکھ

—— پونا ۳۰ اپریل ہندوؤں اور مسلمانوں میں مصالحت کرانے کی غرض سے ایک مشترکہ جلسہ منعقد ہوا تھا لیکن ایک ہندو کی یادگاری کے سبب کشیدگی کی فضا پیدا ہو گئی تھی۔ اس جلسہ میں قرار پایا۔ کہ ایک مشترکہ فنڈ کھولا جائے۔ جس سے خراب شدہ مسجدوں اور مندروں کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔

—— لکھنؤ ۳۰ اپریل۔ پنجاب کی ایک طالبہ مس زینت مختار نے امسال لکھنؤ یونیورسٹی کے امتحان ایم۔ اے (انگریزی) میں اول رہی ہے۔ یہ پہلی مسلم طالبہ ہے۔ جس نے ہندوستان بھر میں یہ اعزاز حاصل کیا ہے۔

—— بنوں میں ایک مغویہ ہندو لڑکی کا مقدمہ دلچسپی کا باعث ہو رہا ہے۔ لڑکی نے عدالت میں بیان دیا ہے۔ کہ وہ اپنی رضا و رغبت سے مسلمان ہو چکی ہے عدالت نے اسے ایک مسلم ممبر سرحد کونسل کے حوالے کر دیا ہے کیونکہ لڑکی ابھی بالغ نہیں۔

—— دہلی ۳۰ اپریل شہری مسجد میں بعد نماز مغرب ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں شہر کے معززین۔ علماء نے بھی شمولیت کی اور اس جلسہ میں حضور نظام کے خلاف تقریر کرنے والے سلمان سے مسلمانان دہلی نے اظہار بے تعلقی کیا۔ اور حضور پر پورے اعتماد کا اظہار کیا۔

ممالک خارجہ

—— [illegible] ۲۷ اپریل حکومت اطالیہ [illegible] پیش بندیاں ہو رہی ہیں حکومت کی [illegible] ایسے مضامین شائع کئے جا رہے ہیں [illegible] کیا جا رہا ہے۔ کہ [illegible] باز رکھنے کا کام [illegible]

—— حکومت اطالیہ [illegible] ہو کر رہے گا۔

—— ادیس ابابا ۲۷ اپریل [illegible] کے ایک ہزار آدمی ضائع ہوئے [illegible] کو بھی گرا دیا ہے۔ جو معمولی بلندی [illegible]

—— لندن ۲۵ اپریل [illegible] میں جب وہ دانیال اور [illegible] پیش ہو گا تو روس۔ یونان۔ رومانیہ [illegible] کی حمایت کرینگے۔ اور اطالیہ [illegible] کی مخالفت کی جائے گی۔

—— فرانس اپنے رویہ کا اعلان [illegible] پر کرے گا۔

—— لندن ۲۸ اپریل بعض حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ شہنشاہ حبشہ نے اگر اپنے ملک کے بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی تو وہ ہوائی جہاز کے ذریعہ فرار ہو جائیں گے [illegible] کی سرکاری طور پر تردید کر دی گئی ہے۔

—— شہنشاہ اور ملکہ حبشہ شکست [illegible] کی نسبت موت کو ترجیح دینگے۔

—— ادیس ابابا ۲۸ اپریل۔ اطالوی [illegible] دار السلطنت سے صرف ۷۰ میل کے فاصلہ پر رہ گئی ہیں۔ [illegible] خطرناک جنگ جاری ہے۔

—— اطالوی ہوائی جہازوں کے ذریعہ [illegible] جا رہی ہے۔ کہ ادیس ابابا کی گلیوں میں [illegible] جائیں گی۔

—— روما ۳۰ اپریل فرانس میں ایک طیارہ شہنشاہ حبشہ کے لئے تیار کیا گیا تھا مگر حکومت فرانس نے وہ طیارہ روک لیا۔ لیکن ایک ہوا باز اچانک اس طیارے کو لے اڑا [illegible] جہاز ضبط کر لیا گیا ہے لیکن ہوا باز [illegible]

—— روما ۳۰ اپریل ہرار [illegible] اطالوی فوج کی [illegible] ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے متعلق اطالوی [illegible] ہے

—— ادیس ابابا ۳۰ اپریل۔ اطالوی فوج [illegible] کر کے ادیس ابابا کے قریب پہاڑی علاقے [illegible] میں پہنچ گئی ہے اطالویوں کو پایہ تخت کی طرف بڑھنے سے روکنے کی آخری کوشش کی جا رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ادیس ابابا کا بچہ بچہ تیغ و کفن باندھے شہر سے روانہ ہو گیا۔

—— بڈاپسٹ ۲۸ اپریل بڈاپسٹ میں نازیوں کی ایک خطرناک سازش کا انکشاف ہوا ہے علاوہ ۵۰ نازی لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق (ہوشیارپوری)

شرح چندہ: سالانہ چھ روپے، ششماہی تین روپے۔ طلبا سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے۔ ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۴ — لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۷ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۳۶ء — نمبر ۳۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قبولیت دعا کیلئے ایک ضروری بات

دعا کرنے والے کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ صبر اور استقلال سے کام لے بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں کہ وہ دعا کی درخواست کرتے ہیں اور چند روز بعد کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو دکانداری ہے ہیاں تو کچھ بھی نہیں میرے لئے دعا کی تھی کچھ فائدہ نہ ہوا نادان اتنا نہیں جانتے کہ صرف دعا کرنیوالے ہی کا تو سارا کام نہیں کہ دعا بھی کرے اور اس دعا کے اثر سے مستفید ہونے کی فطرت بھی دیدیے دعا کرنیوالا تو طبیب کی طرح ہوتا ہے۔ اگر مریض اس کا نسخہ استعمال کرکے کوئی پرہیز نہیں کرتا۔ تو تندرست کیونکر ہوگا۔ جیسے دوا کے خواص اور اثر ہر حال میں ان کے ساتھ ہیں اور وہ کبھی ضائع ہوتے اور بے اثر بھی نہیں ہوتے لیکن ان کا اثر زیادہ تر مریض کے مزاج اور حالت۔ پرہیز وغیرہ پر منحصر ہے۔ مثلاً جس شخص کو حرارت کے بڑھ جانیکی وجہ سے بعض امراض لاحق ہو رہے ہیں تبرید ادویات اس کو دی جائیں گی۔ ان کے زیادہ مؤثر ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ گرم اشیاء کے کھانے سے پرہیز کرے لیکن اگر ان کو نہیں چھوڑتا تو کیا دواؤں کی تاثیر کو باطل قرار دینگے ہرگز نہیں بلکہ خدا کا راستباز اور مقبول بندہ جب کسی کیلئے دعا کرتا ہے تو وہ دعا اپنے رنگ میں ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ اس کی قبولیت سے فائدہ اٹھانیوالی فطرت پیدا کرنا یہ دعا کرانے والے کے فرائض میں سے ہے۔

جس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔ بدیوں کو چھوڑ دے اور دعا کرنیوالے پر حسن ظن رکھے اور صبر اور استقلال سے کام لے سعدی نے کیا اچھا کہا ہے۔ طلبگار باید صبور و حمول

طالب کو کبھی ملول ہونا ہی نہیں چاہیئے۔ ایسے لوگ بے نصیب ہوتے ہیں جو جلد گھبرا جاتے ہیں اور بدظنی سے کام لینے لگتے ہیں۔ دعا کرنیوالے کو یہ بھی ضروری یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی طرف سے کوئی میعاد مقرر نہ کرے۔ خدمت میں لگا رہے پھر وقت آجائیگا کہ وہ فائدہ اٹھالے۔ اپنے آپ کو اگر اس راہ میں دکھوں میں ڈالنا پڑے تو کچھ بھی پرواہ نہ کرے ہمت نہ ہارے

(تقریر حضرت مسیح موعود۔ الحکم جلد ۵ نمبر ۶ سنہ ۱۹۰۰ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

اور یقیناً ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو دوزخ کیلئے پیدا کیا ہے۔ ان کے دل ہیں جن سے وہ سمجھ کا کام نہیں لیتے اور ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ اور ان کے کان ہیں جن سے وہ سننے کا کام نہیں لیتے۔ وہ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ وہ زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی بےخبر ہیں۔ (الاعراف ۷: ۱۷۹)

اور کہیں گے۔ اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو ہم دوزخ والوں میں نہ ہوتے۔ (الملک ۶۷: ۱۰)

وہ لوگ جو غائبانہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔ اور اپنی بات کو چھپاؤ یا اسے ظاہر کرو۔ وہ سینوں کی کو جاننے والا ہے (الملک ۶۷: ۱۳)

حدیث شریف

(۱) وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ رہے۔ (الشیخین)

(۲) جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرے اور نیک بات کہے یا چپ رہے (ابوداؤد)

(۳) جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت رکھے تو چاہیئے کہ اسے تبلا دے کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں (ابوداؤد۔ ترمذی)

(۴) کسی آدمی کے واسطے روا نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھ جائے۔

(ابوداؤد۔ ترمذی)

مراسلات

ایک حاجی کا خط

امسال دیگر متعدد خوش قسمت احباب سلسلہ کے علاوہ شیخ الہ دین صاحب سٹھلوی کو بھی حج بیت اللہ شریف کی سعادت نصیب ہوئی۔ شیخ صاحب موصوف نے ۱۳ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے ایک خط بغرض اشاعت ارسال کیا۔ شیخ صاحب تو جلد واپس ہندوستان آ گئے۔ لیکن ان کا خط مختلف واسطوں سے ہوتا ہوا ہمیں گزشتہ ہفتہ ملا۔ جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اس میں ارض پاک کے دیگر حالات کے علاوہ حاجیوں کی بعض تکالیف کا بھی ذکر ہے۔ جن کی طرف حکومت حجاز اور ہندوستان کے اہل اثر و رسوخ حضرات کو توجہ دینی چاہیئے۔

شیخ صاحب نے قیام حجاز کے دوران میں جماعت و احباب جماعت کے لئے بہت بہت دعائیں کیں۔ اللہ ان دعاؤں کو قبول فرمائے ان دنوں جناب صاحبزادے شیخ اسلام دین صاحب عرصہ سے بعارضہ فالج علیل ہیں۔ تمام احباب ان کی صحت کامل کیلئے دردِ دل سے دعا کریں (مدیر)

مکہ معظمہ　　۱۳ ذی الحجہ

مکرمہ معظم سلمہ اللہ ربہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اس سے پیشتر ایک خط مدینہ منورہ سے آپ کی خدمت میں لکھا تھا۔ امید ہے آپ کو مل گیا ہوگا۔ ۲۳ ذیقعد کی شام کو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ پہنچا۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک لاری کا راستہ خراب ہے جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ رستہ صاف نہ ہونے کے علاوہ ہموار بھی نہیں ہے۔ بوڑھا آدمی لاری کا سفر مشکل کرے کی یہ حالت۔ خدا کی پناہ۔ راستہ میں ایک لاری الٹ گئی۔ مسافروں کو سخت چوٹیں آئیں۔ ایک نوجوان تو بہت بری طرح زخمی ہوا۔ کیا اچھا ہوتا۔ اگر سعودی حکومت اس راہ کو درست کر کے پختہ سڑک تیار کر دیتی۔ اس سے مسافروں کو آرام ملتا۔ اور غریب رعایا کو کام مل جاتا۔ کیونکہ مکہ سے مدینہ تک افلاس زدہ لوگ کثرت سے ملتے ہیں۔ جن کا گزارہ بھیک مانگنے پر ہے۔ راستہ کی صفائی کا نتیجہ حاجیوں کی تعداد میں اضافہ کا باعث ہوگا۔ اور آئے دن کی شکایات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اب ذرا کرایہ لاری کا حال سنیئے جدہ اور مکہ شریف کا فاصلہ چند اور امرتسر سے تھوڑا سا زیادہ ہوگا۔ لاہور سے امرتسر لاری کا کرایہ ۱۲ آنے ہے لیکن یہاں جدہ سے مکہ کا کرایہ لاری ایک گنی انگریزی ہے۔ مکہ سے مدینہ کا کرایہ ۱ ½ گنی یا ۱۲۰ روپیہ ۱۰ ہے حالانکہ فاصلہ ۲۰۰ میل ہے ہمارے ہاں لاہور سے کراچی قریباً ۹۰۰ میل ہے۔ اور کرایہ ۹ روپے ۱۰ آنے ہے آپ خود اندازہ لگائیں کہ حاجیوں سے کس قدر روپیہ کیا جاتا ہے اگر اس کے مقابلہ میں ان کے سہولت کا سامان بہم پہنچایا جاتے۔ تو واقعی اس کا اثر بہت اچھا ہو۔ اور لوگ کثرت سے حج کو آئیں۔ ورنہ یہاں تو ہمارا عاشق رسول میں یہ حال ہے۔ کہ ان تکالیف کو یہ سمجھ کر برداشت کرتے ہیں کہ ؎

بر زمین کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ ارباب نظر خواہد بود

لیکن بہر حال سعودی حکومت کا فرض ہے کہ وہ زائرین حرم کی تکالیف کا خیال رکھیں۔

۲۴ ذیقعد کو جبل ثور پر گیا۔ یہ پہاڑ مکہ سے ۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ تقریباً تین میل چڑھائی ہے۔ غار ثور میں دو نفل نماز ادا کی اور احمدیہ انجمن کی ترقی اور احمدی احباب کے لئے بہت سی دعائیں کیں۔

۲۵ ذیقعد کو خانہ ابوبکر صدیق کو دیکھا۔ یہ مکان بالکل برباد حالت میں ہے۔ جس کا مفصل حال لکھنا اپنے دل کو مجروح کرنا ہے۔

۲۷ ذیقعد کو مسجد بلال پر گیا۔ یہ پہاڑ مکہ سے قریباً ایک میل کے فاصلے پر ہے مسجد کا باہر سے دروازہ مقفل تھا۔ مسجد کی چھت گری ہوئی ہے۔ باہر دو نفل نماز ادا کی۔ اس کے قریب ہی وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم کا معجزہ شق القمر کا واقع ہوا تھا۔ اس جگہ بھی دو نفل نماز ادا کی

۲۹ ذیقعد کو کوہ حرا پر گیا۔ یہ پہاڑ مکہ سے ۷ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس جگہ لیٹ کر دعا مانگی جاتی ہے اس غار کے نیچے ایک اور غار ہے ان دونوں غاروں پر دو دو نفل نماز پڑھی۔ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور احباب جماعت کے لئے درد دل سے دعائیں مانگیں واپسی پر ایک اور مقام آتا ہے جہاں رسول اللہ صلعم حج سے واپس آکر دو نفل ادا کیا کرتے تھے۔ اس جگہ دو نفل ادا کئے اور احباب کے لئے دعا مانگی۔ راستہ میں ایک بڑا قبرستان "جنت المعلےٰ" ہے جہاں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے علاوہ بہت سی مشہور قبریں ہیں۔ اس قبرستان کے اندر چند زیارت گاہیں ہیں۔ ان پر قفل لگا ہوا ہے۔ اور تمام قبروں کو منہدم کر دیا گیا ہے۔ یہاں پر چاند اتوار کو دیکھا گیا۔ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ پیر کو تھی۔

مولوی محمد یحییٰ صاحب ہر روز ملتے ہیں حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات کا سنکر سخت صدمہ ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مرزا یعقوب بیگ اور ایوب بیگ دونوں بھائی فرشتہ خصلت باخدا انسان تھے میں نے مرحوم کے لئے مصلے ابراہیمؑ پر بہت سی دعائیں کیں۔ خداوند کریم ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔ آج حرم شریف میں طواف کرتے ہوئے قاضی ثناء اللہ صاحب لاہور چھاؤنی والے سے ملاقات ہوئی۔ ان کے ہمراہ ان کی ہمشیرہ اور ایک احمدی ہیں۔

جمعہ ۵ ذی الحجہ جناب شیخ محمد اسمٰعیل۔ شیخ میاں محمد صاحبان لائل پور والوں سے ملاقات ہوئی۔

۶ ذی الحجہ کو ایک عورت طواف کرتے بھیڑ میں کچل کر مر گئی سنگ اسود کے گرد کوئی انتظام نہیں۔ صرف دو سپاہی متعین ہیں حالانکہ اس ہجوم غفیر کو قابو میں لانے کے لئے کافی انتظام کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح "مقام ابراہیمؑ" پر بھی صرف دو سپاہی ہوتے ہیں۔ لیکن نمازیوں کا اتنا ہجوم کہ الامان۔ ایک پٹھان طواف کرتے کرتے بیہوش ہو گیا۔ خدا جانے اس کا کیا حشر ہوا۔ یہاں عورت مرد۔ بوڑھے جوان مل کر طواف کرتے ہیں۔ یہ مقام عبرت ہے۔ کہ عورتوں کے لئے علیحدہ وقت نہیں مقرر کیا جاتا۔ اور عورتوں کے لئے معلم مرد ہونا کسی طرح واجب نہیں

۷ ذی الحجہ کو عرفات روانہ ہوئے۔ اسی دن منے پہنچے۔ رات یہاں گزاری۔ صبح اٹھ کر مزدلفہ روانہ ہوئے۔ ۹ ذی الحجہ کو عرفات پہنچے۔ یہاں ۷ گھنٹہ قیام کیا۔ اور بہت سی دعا مانگی۔ عرفات کے ایک سمت ایک اونچا پہاڑ ہے جس کا نام "جبل الرحمت" ہے۔ یہاں میں نے درد دل سے جماعت احمدیہ کے لئے دعائیں کیں۔ کہ اے خدا تو جماعت احمدیہ کے دونوں فریق کو ایک کر دے جو حق میں کوشش میں لگے ہوئے ہیں ان کی مدد فرما۔

دین ہے۔ دین احمدؐ کی کل کا ــــــ ہو طریقہ محمدؐ کی کل کا۔

اس کے پاس نہر زبیدہ ہے جس انجنیئر کے زیر اہتمام یہ نہر تیار ہوئی ہے اس کا کمال قابل تعریف ہے۔ نہر کی پچھلی طرف ایک تالاب ہے۔ عرفات کے میدان میں ہمارا ایک ساتھی مولوی شرف دین بنگالی فوت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اسے یہیں دفن کیا گیا۔ ۹ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے قبل تمام لوگ میدان عرفات باہر آ گئے۔ عرفات کے میدان میں کوئی خطبہ نہیں پڑھا گیا۔ یہ خطبہ حکومت کی طرف سے بند کر دیا گیا ہے رات مزدلفہ میں گزاری۔

۱۰ ذی الحجہ کو منے پہنچے۔ یہاں ۳ دن قیام کیا۔ اور قربانی کی ۱۳ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے قبل مکہ شریف پہنچ حرم کا طواف کیا۔ دو نفل ادا کئے۔ اور احباب جماعت کے لئے دعا کی۔ انشاء اللہ ۳۔ دن کا عمرہ ادا کر کے جدہ روانہ ہو جاؤنگا۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے مجھ جیسے عاجز اور کمزور بندے کو یہ توفیق دی ورنہ جوان لوگ بھی یہاں تھک جاتے ہیں۔ مدینہ منورہ اور مکہ شریف میں غریب لوگ زیادہ ہیں۔ مدینہ اور مکہ میں دو تکیے ہیں۔ جن کا نام تکیہ المصری ہے یہاں غریبوں کو ایک وقت کا کھانا ملتا ہے۔ مکہ شریف میں صبح کے وقت ۴ ہزار آدمیوں کو کھانا دیا جاتا ہے جس کا خرچ حکومت مصر ادا کرتی ہے۔ باقی حالات زبانی عرض کرونگا۔

ایک بات قابل افسوس ہے۔ کہ یہاں چوریاں بہت ہوتی ہیں۔ حرم میں بہت سی وارداتیں چوری کی ہوئی ہیں۔ لیکن اس کا علاج نہیں۔ اگر کوئی مر جائے۔ تو اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں کہ موت کیسے واقع ہوئی۔

حضرت امیر ایدہ و دیگر بزرگان قوم کی خدمت میں سلام علیکم

(خاکسار:۔ شیخ الہ دین)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۴　　یوم جمعۃ المبارک ۱۵؍ صفر سنہ ۱۳۵ ہجری　　نمبر ۳۰

حبشہ کی عبرتناک بربادی!

تہذیبِ نو کے علمبرداروں کی بربریت

گذشتہ ہفتہ اس صدی کا ایک بہت ہی دردناک واقعہ ظہور پذیر ہوا یعنی براعظم افریقہ کی مشہور و قدیم سلطنت حبشہ جو ہزار ہا سال سے شوکت و عظمت سے قائم چلی آرہی تھی، تہذیب نو کے ایک علمبردار اطالیہ کی ہوس استعمار کی نذر ہوگئی۔ حبشہ و اطالیہ کی جنگ کا حسرتناک انجام اب دنیا کے سامنے ہے۔ شاہ حبشہ اور اس کی قوم نے مدافعت کی ہر چند کوشش کی۔ لیکن اطالیہ کے بمباز طیاروں، زہریلی گیسوں اور بے اندازہ سیم و زر کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اطالوی طیاروں نے حبشی فوجوں، جھاؤنیوں اور قلعوں کے علاوہ پر امن آبادیوں، شفاخانوں اور عورتوں اور بچوں پر بھی نہایت بے رحمی سے بم برسائے اور ہر جگہ زہریلی گیسوں کا آزادانہ استعمال کیا۔ حالانکہ جمعیت اقوام کے فیصلوں کی رو سے زہریلی گیسوں کا استعمال قطعاً ممنوع ہے۔ یاد رہے اٹلی جمعیت اقوام کا ایک سرکردہ رکن ہے اور بدنصیب حبشہ کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے۔

آخری اطلاعات کے مطابق شاہ حبشہ اور ان کے وفادار رفقاء مایوس ہو کر ایک برطانوی جہاز میں فلسطین کی طرف روانہ ہوگئے ہیں۔ غالباً وہ اپنے خاندان کو فلسطین کے کسی صومعہ میں داخل کرا دینگے۔ جنگ و بربادی کے اثرات کی وجہ سے ملکہ حبشہ اور شاہی خاندان کے بعض دیگر افراد کی صحت بالکل برباد ہوچکی ہے۔ ایک خبر یہ بھی ہے کہ شاہ حبشہ اپنے خاندان کو فلسطین پہنچا کر لندن جائیں گے اور اقوام عالم کے نام درد مندانہ اپیل کریں گے۔ کہ حبشہ کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ دوسری طرف اطالوی فوجیں فاتحانہ نعرے لگاتی ہوئی ادیس ابابا پایہ تخت حبشہ میں داخل ہو چکی ہیں۔ شاہی محل پر اطالوی جھنڈا نصب کر دیا گیا ہے۔ شاہ حبشہ کے ساتھی اور وطن پرور حبشی ڈھونڈ کر گرفتار و قتل کئے جا رہے ہیں۔ حبشہ کے خود دار فرزند پوشیدہ گوشوں میں چھپے ہوئے اپنی آزادی اور قومی سلطنت کی بربادی پر آنسو بہا رہے ہیں۔ کل تک وہ آزاد تھے لیکن آج غلام ہیں۔ ان کا بادشاہ آوارہ وطن ہو چکا ہے۔ ان کی تمام بہی کی امیدیں ختم ہو چکی ہیں حبشہ کی بربادشدہ عظمت کے کھنڈروں پر اطالوی فرعونی عزم کے ساتھ اپنی حکومت کی بنیادیں استوار کر رہے ہیں۔ اطالیہ کے مختار مطلق سینیئر نے جس کو نیرو ثانی کہنا نامناسب نہ ہوگا۔ داخلہ ادیس ابابا کا اعلان کرتے ہوئے کہا :-

"اطالیہ کی گذشتہ تین صدیوں کی تاریخ میں بہت سے اہم مواقع آئے ہیں۔ مگر یہ موقع سب سے زیادہ اہم ہے میں اطالیہ کے باشندوں اور ساری تمام دنیا کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ جنگ ختم ہوگئی۔ حبشہ کا ملک اطالیہ کی ملکیت ہے کیونکہ روما کی شمشیر نے اسے فتح کیا ہے اور تہذیب و تمدن نے بربریت پر فتح حاصل کی ہے۔ ہم نے جس عزم و استقلال سے فتح حاصل کی ہے۔ اسی عزم و استقلال کے ساتھ اس فتح کی مدافعت کریں گے۔"

یہ تو اطالوی ڈکٹیٹر کا اعلان ہے لیکن دوسرے مغربی ممالک نے بھی ایسی روش اختیار کی ہے جس پر انسانیت ہمیشہ آنسو بہاتی رہے گی جرمنی میں مسولینی کی تعریف کے پل باندھے جا رہے ہیں۔ جرمن اخبارات اس کی قصیدہ خوانی میں مصروف ہیں۔ فرانس میں حبشہ کی بربادی پر اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ حکومت فرانس شاہ حبشہ کو اس شرط پر اپنی حدود میں داخل ہونے کی اجازت دینے کو تیار ہے کہ وہ جنگی معاملات میں کوئی دخل نہ دیں۔ اکثر مغربی حکومتیں مجرمانہ خاموشی سے اس خونیں ڈرامے کو دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہو رہی ہیں۔ برطانیہ کے پاس اس مظلوم و بدبخت ملک کیلئے ایک ناتمام آہ بھی نہیں۔

مختلف سلطنتیں اور قومیں ایک دوسرے سے ہمیشہ لڑتی رہی ہیں۔ سیادت و حکمرانی کے لحاظ سے دنیا کے جغرافیہ میں ہمیشہ جلد جلد تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ دنیا کی تاریخ ان خونیں روئیداووں سے بھری ہوئی ہے لیکن اس تاریخ میں اطالیہ کے ظلم کی مثالیں بہت ہی کم ملتی ہیں۔ اطالیہ کو ایک تو آبادی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے وہ حبشہ کی زرخیز زمین کو تاک لیتا ہے۔ پرامن حبشیوں سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوتی ہے یہ سلسلہ عرصہ تک جاری رہتا ہے۔ آخر ایک معمولی سی بات کو بہانہ بنا کر حبشہ کے سامنے نہایت ذلت خیز شرائط پیش کی جاتی ہیں جن کو شاہ حبشہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس کے بعد جنگ شروع کر دی جاتی ہے۔ لاکھوں جانباز و سرفروش حبشی اپنے ملک و قوم کی آزادی کی مدافعت کے لئے میدان جنگ میں کود پڑتے ہیں۔ اطالوی ان کو بمباری اور زہریلی گیسوں سے بے دریغ ہلاک کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ شاہ حبشہ مجلس اقوام اور مغربی سلطنتوں سے اپیلیں کرتے ہیں۔ ان کے جواب میں ہمدردی کی نمائشی آوازیں بلند ہوئیں اطالیہ کے اقتصادی مقاطعہ کی تجویز بھی منظور ہوئی۔ لیکن جہاں تک موثر عملی کارروائی کا تعلق تھا کوئی قدم نہ اٹھایا گیا۔ کمیٹیوں اور سب کمیٹیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ ادھر اطالوی فوجیں اپنے طیاروں اور گیسوں سے حبشہ کو تباہ کرتی رہیں۔ مجلس اقوام تو تاحال کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکی۔ لیکن اطالویوں کے فرعونی فاتحانہ نعرے اور حبشہ کی بربادی کا الم ناک منظر دنیا کے سامنے ہے۔

یہ سب کچھ تہذیب و تمدن کے نام پر ہوا ہے۔ یہ مغربی تہذیب ذہنیت کا ایک ناقابل فراموش کارنامہ ہے اس پر اطالوی اور دوسری گوری قومیں فخر کر سکتی ہیں۔ لیکن انسانیت ہمیشہ ماتم ہی کرتی رہے گی۔ ایک امن پسند قوم اپنے وطن میں آرام سے آہستہ آہستہ ترقی کر رہی ہے اس کا کوئی قصور نہیں سوائے اس کے کہ وہ شریف ہے۔ اس کے ملک کی زمین زرخیز ہے اور اس کے پاس بمبار طیاروں اور زہریلی گیسوں کی کمی ہے اس قوم کو تہذیب تمدن کے نام پر برباد کر دیا جاتا ہے۔ اس ستم پر شاید کوئی دنیوی طاقت اطالیہ سے بازپرس نہ کر سکے۔ لیکن منتقم حقیقی کا مخفی ہاتھ ایسے مجرموں کو نہیں چھوڑا کرتا۔ اور یاد رہے کہ اس جرم عظیم کے لئے صرف اطالیہ ہی ذمہ دار نہیں۔ بلکہ یورپ کی بہت سی حکومتیں اس کی عادی اور وحشیانہ تہذیب اور وہ مذہب جس کے سایہ میں یہ تہذیب پیدا ہوئی، سب حصہ دار ہیں۔

یورپ کے مصنف اور پادری عہد نبوت و خلافت کی جنگوں اور اسلامی قوانین جنگ پر طرح طرح کے اعتراضات کیا کرتے ہیں۔ کیا اپنے ایک شاگرد رشید کے اس "کارنامے" پر ان کی گردنیں شرم سے جھکیں گی اسلام کی جنگیں مدافعت کیلئے ہوتی تھیں۔ ان میں عورتوں، بچوں، بوڑھوں مذہبی پیشواؤں اور معابد کی حفاظت کی جاتی تھی۔ فصلوں اور پھلدار درختوں تک کو محفوظ رکھا جاتا تھا۔ لیکن تہذیب نو کے اس علمبردار نے عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور مریضوں سب پر بمباری کی۔ اس نے بے دریغ زہریلی گیسیں فضا میں پھیلا دیں۔ اطالوی فوجوں نے بے شمار حبشی بستیوں اور شہروں کو جلا ڈالا۔ برباد کر دیا۔ سینکڑوں گرجے اور مسجدیں مسمار ہو گئیں حبشی مسلمانوں کے مذہبی پیشواؤں کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ حیف ہے اس تہذیب پر اور حیف ہے ان اسباب و عناصر پر جن سے یہ وحشیانہ تہذیب پیدا ہوئی ہے۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں حبشہ نے چند مسلمانوں کو پناہ دی تھی۔ مسلمانوں نے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھا۔ عرب کے ہمسایہ ممالک دیکھتے ہی دیکھتے اسلامی علم کے زیر سایہ آگئے۔ لیکن حبشہ کی سلطنت کی طرف کسی مسلمان فاتح نے ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہ دیکھا۔ حبشہ کی بربادی کا درد آج بھی ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے۔

آہ! حبشہ کی شاندار سلطنت جو چودہ صدیوں تک مسلمانوں کی شرافت، امن پسندی اور پاس احسان کی زندہ یادگار رہی رہی۔ آج برباد ہو گئی۔ اس کے کھنڈر زبان حال سے مغربی تہذیب و اقوام کی درندگی کا افسانہ سنا رہے ہیں۔ حبشہ کی سلطنت عیسائی تھی اور اس کو اس اطالوی قوم نے تباہ کیا۔ جو عیسائیت کے پیشوائے اعظم پوپ روما کی "روحانی برکات" کی سب سے زیادہ حصہ دار ہے۔

جموں میں احمدی مبلغین کی تقریریں

پادری عبد الحق کے اعتراضات کا دندان شکن جواب

جموں میں احمدی مبلغین کی تقریریں ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء سے ۲۴ اپریل تک ہوتی رہیں جو عوام نے دلچسپی سے سنیں۔ ان کے بیان کا نصف سے زیادہ اسلامیات سے ماخوذ تھا چونکہ مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف ہیں۔ ان پر ایک خاصہ اثر دکھائی دیتا تھا۔ اور نہ صرف ... شہادت دیتے تھے۔ بلکہ بعض نے زبان سے بھی کہا۔ کہ ضرورت ہے۔ کہ کوئی اسلامی مبلغ اسلامی نقطۂ نظر سے انہیں ... پر روشنی ڈالے ہمارے مکرم مولوی عبد اللہ صاحب وکیل کشمیر نے جب یہ ذکر ہوتا تھا۔ بایا۔ کہ مبلغ مرزائی ... اس پر ... مسلمان افسر ریاست نے جو کئی ڈگریاں فضیلت کی رکھتے ہیں۔ اور چند کتب تصوف وغیرہ کے مصنف بھی ہیں۔ فرمایا۔ کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ بے شک مرزائی ہو۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ مسلمانوں کو اسلامی نقطۂ نظر سے واقف کیا جائے۔ تاکہ کوئی بد اثر ان پر نہ پڑے چنانچہ مقامی احمدیہ جماعت کی درخواست پر مولوی سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل و مولوی محمد یوسف صاحب گرمتی مبلغین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تشریف لائے مولوی سید اختر حسین کی تشریف آوری کے بعد پادری صاحب کی آخری تثلیث فی التوحید پر تھی۔ اس میں مولوی صاحب موجود تھے انھوں نے پادری صاحب کی خدمت میں رقعہ تحریر کیا۔ کہ اگر ان کو بعد اختتام تقریر ایک ... چند بات پوچھنے کی اجازت دی جائے۔ تو وہ ممنون ہونگے۔ اور سامعین کو بھی مقابلہ کا موقع مل جائیگا۔ اس پر پادری صاحب آپے سے باہر ہو گئے اور ایسی درشتی اور سخت کلمات عمل میں لائے۔ کہ جتنا انھوں نے نیک اثر مسیحی تعلیم اور ذاتی متانت و وقار کے متعلق پہلی چار تقریروں میں سامعین پر کیا تھا۔ قریباً وہ سب ضائع کر دیا۔ چنانچہ بے شمار لوگ بول اٹھے۔ کہ کیا یہ مسیحی اخلاق و تعلیم کا نمونہ ہے۔ اور یہ کہ پادری صاحب کے بیہ وجہ برہم ہو جانے سے . . . . . معلوم ہو گیا۔ کہ وہ مولوی صاحب کے بازو دست آزمائے ہوئے تھے۔ تاب مقابلہ نہ رکھتے تھے۔ اسی واسطے اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے۔ اس روز پادری صاحب نے باوجودیکہ بارہا ظاہر کر چکے تھے کہ وہ کسی مذہب پر خفیف سے خفیف نکتہ چینی نہیں کرتے۔ قرآن شریف کی اس دلیل توحید کو کہ اگر ایک سے زیادہ اللہ ہوں تو زمین و آسمان تباہ و برباد ہو جائیں گے بہت ناقص تمثیل قرار دیا۔ اور دوسرے روز صبح کو سرگودھا تشریف لے گئے۔

بعد ازاں مولوی سید اختر حسین صاحب و مولوی محمد یوسف صاحب گرمتی نے بشمول جناب مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل کشمیر مسجد احمدیہ میں ... ۱۹۳۶ء انہی موضوعات فاضلانہ تقاریر کیں جن سے اسلام کی برتری مقابل بیانات پادری صاحب ونیز جملہ دیگر ادیان ظاہر و باہر لیظہرہ علی الدین کلہ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ اور ہر کروہ اسلام کے کامل و اکمل و افضل و اعلیٰ ہونے پر زبان حال و قال سے کہہ رہا تھا۔ پادری صاحب کے موضوعات پر تقاریر ہو چکنے کے بعد مقامی جماعت نے مناسب سمجھا کہ سلسلہ حقہ احمدیہ پر جو طرح طرح کے اعتراضات آئے دن جھوٹ اور افترا سے پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات دیے جائیں۔ چنانچہ دوسرے روز منادی کرائی گئی۔ کہ جو شخص چاہے سوال کرے۔ جواب دیے جائیں گے

چنگنا چری اچھوت کانفرنس

ہندو دھرم کو ترک کرنیکا متفقہ فیصلہ

بیش نظر اشاعت کی آخری کاپی پریس جا رہی تھی کہ چنگنا چری سے جناب احمد بادشاہ صاحب کا مندرجہ ذیل تار موصول ہوا:-

کانفرنس نے اتفاق رائے سے ہندو دھرم کو ترک کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔ وہ (ازہاوا قوم) اسلام کی طرف مائل ہے۔ کوشش کی ضرورت ہے کامیابی کی قوی توقع ہے مسٹر گاباکے لیکچر کا اچھا اثر ہوا۔ (احمد بادشاہ)

پہلے روز ان اعتراضات سے۔ کہ حضرت مرزا صاحب (نعوذ باللہ) گورنمنٹ برطانیہ کے آلہ کار تھے۔ اور حضور ممدوح نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی . . . . ان سب کی حقیقت ظاہر کی گئی۔ روز دوسرے روز دیگر اعتراضات مثلاً دعوے الوہیت۔ ابنیت۔ توہین امام حسین علیہ السلام وغیرہم کے متعلق پوزیشن صاف کی گئی۔

موجودہ دشمنان احمدیت مثلاً منشی ظفر علی خاں آف زمیندار ڈاکٹر اقبال وغیرہم کے اپنے اقراروں اور تحریروں اور نیز کتب مسلمہ آئمہ و اولیاء است مرحوم سے واضح کیا گیا۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن ان تمام اعتراضات جو نفسانی اغراض کی بنا پر جھوٹ و افترا سے ان کے ذمے لگائے جاتے ہیں۔ یا ان کی تحریروں کو محرف و مبدل کر کے دکھائے جاتے ہیں۔ بالکل پاک ہے۔ الحمد للہ کہ حاضرین کا فی تھی۔ اور سامعین پر ایک خاص اثر دلچسپی اور جذب کا چھایا تھا۔ ایک شخص نے قادیانی لاہوری تنازعہ کا حوالہ دے کر قادیانی جماعت سے اتفاق ظاہر کر کے حضرت صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا۔ اس کا جواب حضرت صاحب کے اشتہار ایک غلطی کے ازالہ سے ہے جس کا معترض نے ذکر کیا تھا۔ دیا گیا اور بتایا گیا۔ کہ حضرت صاحب کے اس بیان میں لفظ نبی اور رسول بیشک آئے ہیں لیکن حضور نے سب جگہ تصریح فرما دی ہے۔ کہ اس سے مراد مجاز ہے۔ نہ کہ حقیقت اور کہ اسلام کی رو سے نبوت کی تعریف بیان کر کے اور لغوی استعمال کر اس سے ممتاز کر کے کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں چھوڑی نتیجہ یہ ہوا کہ غیر از جماعت دوستوں میں ایک صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ کچھ شک نہیں کہ معترض خود اپنے سوال کو نہیں سمجھے ہوئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس روز کی تقاریر اصلاح و سلسلہ عالیہ احمدیہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئیں۔ (نامہ نگار)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— میٹریکولیشن کے امتحان کا نتیجہ عنقریب نکلنے والا ہے۔ بہت سے دوست اپنے کامیاب بچوں کو لاہور کے کالجوں میں داخل کراتیں گے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان کی سکونت کا انتظام اپنے قومی دارالاقامہ "مسلم ہوسٹل" میں کریں۔ یہ اسی مقصد سے کھولا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں تمام خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل سے کی جائے۔ یہ ہوسٹل جیل روڈ پر ایک وسیع ہوادار کوٹھی ہے۔

— چودھری عبد العزیز صاحب کیپٹن جموی۔ انبالہ چھاؤنی میں بیمار ہیں۔ اپریشن کرایا گیا ہے۔ ان کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

— مولانا احمد صاحب تبلہ کی اہلیہ محترمہ عرصے سے بیمار رہیں۔ گزشتہ دنوں پھر زیادہ تکلیف ہو گئی ہے۔ ان کے لئے بھی تمام دوست دعائے صحت کریں۔

— خواجہ عنایت اللہ صاحب بٹ کے صاحبزادہ عزیز عبد القیوم نے امسال سیکنڈ ایر کا امتحان پٹنہ یونیورسٹی سے پاس کیا ہے۔ اس خوشی میں خواجہ صاحب نے مبلغ دو روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ دعا ہے یہ کامیابی عزیز مذکور کی آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

سپاس تعزیت

میرے بچے ضیاء الدین احمد کی اچانک موت میرے لئے ایک صدمہ جانکاہ تھی۔ احباب نے جس ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ اور بیرونی دوستوں نے بذریعہ خطوط میرے رنج کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا میں تہ دل سے مشکور ہوں ہر ایک بھائی کو علیحدہ علیحدہ جواب دینا میرے لئے مشکل ہے۔ اس لئے اخبار میں یہ چند سطور تعزیت ناموں کے شکریہ اور رسید کے طور پر لکھ رہا ہوں۔

خادم۔ عبد الشکور۔ محصل انجمن

حرمت مساجد از روئے سکھ مذہب

سکھ حضرات ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام)

قرآن پاک میں نہایت واضح الفاظ میں یہ تعلیم موجود ہے کہ:۔

(۱) دین کے بارے میں کسی قسم کا جبر، لالچ یا فریب وغیرہ قطعاً جائز نہیں۔ (سورہ ۲۔ آیت ۲۵۶)

(۲) مذہبی آزادی کے لئے جنگ کرو۔ یہاں تک کہ فتنہ و فساد مٹ جاوے اور کل ادیان خدا کی رضاجوئی کے لئے ہو جاویں (یعنی کامل مذہبی آزادی قائم ہو جاوے)

(۳) اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے نہ ہٹاتا رہتا تو یقیناً راہبوں کی کوٹھڑیاں اور گرجے اور عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔ گرا دی جاتیں۔ (سورہ ۲۲۔ آیت ۴۰)

(۴) جن کو لوگوں نے خدا کے سوا معبود بنایا ہے۔ ان کو تم گالی نہ دو۔ ورنہ وہ جواب میں تمہارے معبود کو گالی دیں گے۔

ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مذہب اسلام میں دین کے بارے میں جبر کرنا جائز نہیں۔ کل مذاہب کیلئے مذہبی آزادی ہونی چاہیئے۔ اسلامی جنگ کی غرض بھی معابد مذاہب کی حفاظت کرنا ہے بلکہ معبودان باطلہ کو درشت کلامی سے یاد کرنا بھی درست نہیں وغیرہ

سکھ مذہب میں گو ایسی صریح تعلیم حرمت معابد کے متعلق موجود نہیں رگو اس کے خلاف بھی کوئی نہیں، تاہم بہت سے اقوال اور واقعات ایسے ملتے ہیں، جن پر غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سکھوں کو دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ دسم پاتشاہ سری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج ارشاد فرماتے ہیں:۔

ایکا ہی کی سیو، سب ہی کو گورو دیو ایک۔ ایک ہی
سروپ سبے ایکے جوت جانیو"

سب انسانوں کو صرف ایک خدا کی عبادت کرنا واجب ہے کیونکہ سب کا مالک صرف ایک ہے۔ تمام مخلوق اسی ایک کا ظہور ہے سب کو ایک ہی جوت سمجھو۔ اس سے ظاہر ہے کہ گورو صاحب کے نزدیک سب انسان ایک خدا کی مخلوق ہونے میں مساوی ہیں۔

دیگر۔ "ایک پتا ایکس کے ہم بارک" یعنی ہمارا سب کا ایک باپ خدا ہے اور ہم سب اس کے بیٹے ہیں۔ اس میں بھی سب انسانوں کو بھائی قرار دیا ہے پھر ایک جگہ اس سے بھی واضح الفاظ میں فرمایا:۔

"کہو نانک گور کھوئے بھرم۔ ایکو اللہ پار برہم"

یعنی گورو نانک صاحب فرماتے ہیں۔ مرشد نے دوئی کے جملہ شکوک دفع کر دیے۔ اللہ کہو یا پار برہم مطلب ایک ہی ہے۔ اس قول سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ باوجود طریق عبادت میں اختلاف کے گورو صاحب کے نزدیک انسان اور انسان میں کوئی فرق نہ تھا۔ ان احکام کی تعمیل میں سکھوں کو بھی چاہیئے تھا۔ کہ دوسرے انسانی فرقوں سے مساوات کا سلوک کرتے ہوئے اگر ہر جگہ نہیں تو کم از کم جہاں انکا اقتدار تھا، یا ہوتا۔ وہاں تو دوسرے مذاہب کو پوری پوری آزادی ضرور دیتے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اکثر مقامات پر ان کی ہمسایہ قومیں ان کے رویہ کی شاکی ہیں دوسرے فرقہائے انسانی اور بالخصوص اپنے ہموطنوں کو مذہبی عبادات کی بجا آوری میں آزادی دینا تو ایک طرف رہا، الٹا ان کے بعض معابد پر قبضہ کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ کہیں ڈسکہ کا جھگڑا ہے تو کہیں جموں کا۔ کہیں فریدکوٹ کا تنازعہ ہے تو کہیں سرہند شریف کا۔ غرض آئے دن کوئی نہ کوئی قضیہ یا ہنگامہ اٹھتا ہی رہتا ہے۔ یہ شاید یہ سمجھتے ہوں کہ اس طرح ان کی طاقت کا مظاہرہ ہو کر دوسری اقوام پر ان کا رعب چھا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا ہو بھی گیا تو کیا ہوا۔ مذہبی معاملات میں جبر سے غالب آنا حقیقی فتح نہیں۔ حقیقی فتح انسانوں کے دلوں پر قبضہ پانا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است

میرے عزیز بھائیو! گورو صاحبان کی تو یہ تعلیم معلوم نہیں ہوتی۔ وہ تو ہندو مسلمانوں کے معابد کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ گورو دسم پاتشاہ فرماتے ہیں

دیہرا مسیت سوئی پوجا او نماز اوئی
مانس سب ایک پے انیک کو بھرماؤ ہے

یعنی۔ دیہرا (ہندو کا معابد) اور مسیت (مسجد مسلمانوں کا معابد) اور پوجا اور نماز ایک ہی بات ہے۔ سب خدا کی یاد کے طریقے ہیں۔ سب انسان باوجود انیک ہونے کے نوعاً سب ایک ہیں۔ گورو صاحب کے قلب مبارک میں ہندو اور مسلمان اور ان کے معابد کی حرمت کے متعلق جو جذبہ رونما تھا۔ اس کے متعلق اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے اور خاص کر گورو نانک صاحب کے سوانح حیات میں تو کئی ایسے واقعات پائے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اسلامی معابد کی بالخصوص بڑی عزت کیا کرتے اور اکثر خلوص نیت سے ان جگہوں میں تشریف فرما ہوا کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ایک مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی طرح ایک مرتبہ کابل گئے۔ تو ایک مسجد میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔ جب حج کو تشریف لے گئے تو مکہ معظمہ میں ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ چنانچہ آپ کے حج کے واقعہ کو ساکھی بھائی بالا میں یوں لکھا ہے کہ جب حاجی آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ تو آپ نے مردانہ سے فرمایا:۔

مردانیا انہاں حاجیاں تائیں جانے دہ۔ جے اساڈے
نصیب حج کعبہ دی ہے۔ تاں اسی بھی جاویں گے۔
مردانیا! اہ راہ ایسا ہے جے مہر محبت خدمت کردیاں
جائیے۔ تاں فیض پایدا ہے۔ اتے جے حجت یا اسا
مسخری رنج کر دیا جائیے تاں حاجی نہیں ہوئیدا.....
تب بابا نانک مکہ کے نجیک آ لگے حاجیاں کا بانا لیا
کیا اور ہتھ میں عاصا لیا ہور ایک ہتھ میں تسبیح لیتی
اور سر پر مصلے پھیر یا۔ بغل وچہ کتاب رکھی حاجی درویش
ہو کر جا لے مکہ کی حج کو حاضر بھئے۔ تب مکہ مسیت
وچ بیٹھے۔ لگے سورہ کلام دی صفت کرن۔"

ترجمہ۔ اے مردانہ ان حاجیوں کو جانے دے۔ اگر ہمارے نصیب خانہ کعبہ کا حج ہو گا۔ تو ہم ضرور پہنچیں گے۔ مردانہ! یہ راہ ایسا ہے کہ اگر مہر محبت اور خدمت خلق کرتے جاویں تو فیض حاصل ہوتا ہے اور اگر تمسخر یا رنج کرتے جاویں۔ تو حاجی نہیں ہو سکتے.......

تب بابا نانک نے مکہ معظمہ کے قریب آ کر حاجیوں کا لباس اختیار کیا (پہن یا باندھا) اور ایک ہاتھ میں عصا لیا اور دوسرے میں تسبیح اور سر پر مصلے بچھا لیا (یہاں مصلے سے غالباً سر کی چادر مراد ہے) بغل میں کتاب رکھی (یعنی قرآن حمائل کیا) حاجی درویش بن کر مکہ معظمہ کے حج کو حاضر ہوئے اور مکہ کی مسجد میں جا بیٹھے اور قرآن مجید کی تعریف بیان کرنے لگے۔ یعنی درس قرآن شروع کر دیا۔

عبارت مذکورہ بالا سے بابا نانک صاحب کا حج کعبہ کے لئے تشریف لیجانا اور وہاں مسجد میں قیام پذیر ہونا اور درس قرآن دینا وغیرہ واقعات صاف ظاہر کرتے ہیں کہ بابا نانک صاحب کے دل میں اسلام اور اس کے معابد مسجد کی بہت تعظیم موجود تھی۔ کیا اب بھی کسی سکھ کو کسی شبہ کی گنجائش باقی ہے اس واقعہ کو بھائی گورداس جی یوں بیان فرماتے ہیں

بابا پھر مکے گیا نیل بستر دھارے بن والی
عاصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلےٰ دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گذاری

ترجمہ:۔ بابا نانک جی پھر مکہ شریف پہنچے۔ نیلگوں لباس پہنا ہوا تھا، ہاتھ میں عصا تھا، بغل میں کتاب تھی۔ وضو کا کوزہ اور مصلےٰ بھی پاس تھا۔ بانگ دیتے اور نمازیں پڑھتے تھے۔ مکہ معظمہ پہنچکر مسجد میں جا بیٹھے بابا صاحب کا نمازیں پڑھنا اور اذانیں دینا بھائی گورداس کی ایک دوسری عبارت سے بھی ظاہر ہے۔ وہ یوں ہے:۔

بابا گیا بغداد نوں باہر جا کیتا استھانا
اک بابا اکال روپ دوجا ربابی مردانا
دتی بانگ نماز کر سن سمان ہویا جہانا

ترجمہ:۔ جب بابا جی ممالک اسلامیہ کی سیر کرتے بغداد شریف پہنچے تو شہر سے باہر قیام فرمایا۔ ایک مظہر خدا بابا جی تھے اور دوسرا آپ کا ربابی مردانہ تھا۔ بابا جی نے وہاں نماز کیلئے اذان کہی تو ایک محویت کا عالم طاری ہو گیا۔

میں نہیں سمجھتا۔ کہ ایسی کھلی تعلیم کے ہوتے ہوئے کیوں گورو نانک صاحب کے سکھ کہلانے والے اپنے گورو کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ گرنتھ صاحب میں لکھا ہے ؎ سکھی سکھیا گورو بچار۔ یعنی جو گورو کی تعلیم پر عمل کرے وہی سکھ کہلا سکتا ہے پس میرے سکھ بھائیوں کو چاہیئے کہ گورو صاحب کی اس تعلیم پر عمل کر کے خود بھی نمازوں کے پابند ہو جاویں نہ کہ الٹا مسلمانوں کو بھی مسجدوں میں نمازیں ادا کرنے سے روکیں۔ مسجد کی فضیلت تو خود گرنتھ صاحب میں بھی بحرف جلی مرقوم ہے دیکھو بتا۔

فریدا بے نماز اکتیا اِہ نہ بھلی ریت
کبھی چل نہ آئیا پنجے وقت مسیت

ترجمہ:۔ بے نماز کتے یہ اچھی عادت نہیں۔ تو کبھی پنجوقتہ نماز کے لئے مسجد میں نہیں آتا۔ شاید کوئی صاحب خیال کریں کہ یہ شلوک حضرت بابا فرید شکر گنج کا ہے۔ درست ہے۔ مگر گورو صاحبان نے گرنتھ صاحب میں اپنے کلام کے ساتھ لکھکر اس کو اپنا ہی کلام تسلیم کیا ہے اس پر بھی اگر کوئی گورو کا سکھ کہلا کر اس کلام سے روگردانی کرے۔ تو وہ گورو صاحب کا مرید نہیں بلکہ توہین کرنے والا ہو گا۔ عبارت مذکورہ سے صاف ثابت ہے کہ مسجد نماز کے لئے ہے اور جو شخص خود مسجد میں نماز نہیں پڑھتا، بلکہ الٹا اوروں کو بھی مسجد میں نماز ادا کرنے سے روکتا ہے اور مسجدوں کو گراتا ہے وہ بحکم گرنتھ صاحب کتے کے مانند اور بحکم قرآن بڑا ظالم ہے خدا سب ایمانداروں کو اس گناہ سے محفوظ رکھے اور ان کو سمجھ دے کہ نمازیوں کو مساجد سے روکنا کیسا برا کام ہے۔

ڈاکٹر سر اقبال اور احمدیت

حضرت مرزا صاحب پر دعویٰ نبوت اور تکفیر المسلمین کے بے بنیاد الزامات

(از مولوی غلام نبی صاحب مسلم - بی - اے)

(۲)

۱۹۱۱ء میں ڈاکٹر سر اقبال کی رائے

علامہ سر اقبال نے اپنے بیان میں دیدہ و دانستہ غلط روش اختیار کی ہے۔ وہی اقبال جس نے ۱۹۱۱ء میں علیگڈھ میں ملت بیضا پر عمرانی نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا کہ اگر تحریک اسلامی سیرت کا نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان جاؤ۔ عقائد کے متعلق غلطی ہو سکتی ہے مگر عملی زندگی کے نمونہ کے تعلق اس قدر انقلاب جو کہ موجودہ خیالات میں علامہ اقبال نے ظاہر کیا ہے۔ نہایت پر معنی ہے۔

جماعت لاہور کے متعلق صریح غلط بیانی!

علامہ سر اقبال کو جماعت احمدیہ لاہور کے خیالات اور عقائد سے بھی واقفیت ہے اور انہیں معلوم ہے کہ ختم نبوت اور اتحاد اسلامی کی جو تعلیم اس انجمن نے پیش کی ہے اس کی نظیر ڈھونڈھنے سے بھی اور کہیں نہیں ملیگی۔ مگر اس کے باوجود ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں

"یہاں یہ بھی یاد رہے کہ تحریک احمدیت دو گروہوں قادیانی اور لاہوری میں منقسم ہے۔ اول الذکر علی الاعلان مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرتا ہے۔ موخر الذکر عقیدہ یا پالیسی کی بنا پر مصلحت وقت کے لحاظ سے قادیانیت کو نرم صورت میں پیش کرتا ہے۔ بہرحال یہ سوال کہ آیا بانی تحریک ایک نبی تھا جس کا انکار دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے دونوں گروہوں میں مابہ النزاع ہے۔ ۔ ۔ ۔ مجھے یقین ہے میں کو کہ میں ثابت کر دوں گا کہ ایک مکمل نبی کا خیال جس کے انکار سے دائرہ اسلام سے ایک انسان خارج ہو جاتا ہے۔ تحریک احمدیت کا ضروری جزو ہے"

ڈاکٹر صاحب کے الفاظ قابل غور ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے۔ کہ احمدی دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے اور دوسرا ختم نبوت کا قائل ہے۔ مگر جو گروہ ختم نبوت کا قائل ہے اور مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا۔ وہ منافقت سے ایسا کرتا ہے گویا بقول اقبال افراد انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے دلوں میں حضرت مرزا کی نبوت کا عقیدہ پوشیدہ ہے جو بالکل غلط ہے۔ الغرض محال اگر اسے ایک لمحہ کیلئے تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ وہ دنیا میں دن رات یہی اعلان کرتی ہے کہ نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نیا ہو یا پرانا اور جو بھی دعوئے نبوت کرے۔ وہ کافر، کاذب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ افسوس کہ ڈاکٹر صاحب نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ تو نہایت بے تکلفی سے صادر فرما دیا جو مکمل ختم نبوت کے مدعی ہیں مگر ان کے متعلق زبان خاموش ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ دو ہزار سال سے الآن کما کان کی حالت میں چرخ چہارم پر متمکن ہیں اور قرب قیامت میں تشریف لاکر اسلام کو زندہ کرینگے کیا اس سے ختم نبوت کا عقیدہ سلامت رہتا ہے؟ مگر ان کے متعلق ایک لفظ تک کہیں گے۔ کیونکہ اس طرح شہرت اور ہر دلعزیزی خطرے میں پڑ جاتی ہے

منافقت کا بے حقیقت الزام

ڈاکٹر اقبال نے ان خادمان اسلام پر منافقت کا ایک افسوسناک اور بے حقیقت الزام لگایا ہے۔ ہم دشمن اسلام ہی ہی، مگر کیا کسی اخلاقی قانون کے یا شریعت اسلامی کے مطابق دشمنان اسلام کے متعلق جھوٹ بولنا جائز ہے؟ اگر ہمارا موجودہ عقیدہ منافقانہ ہے تو ڈاکٹر صاحب ہی بتائیں کہ اصل عقائد ہم نے چھپا کر کہاں رکھے ہیں۔ آخر ہماری ایک جماعت ہے جو ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہے ہندوستان سے باہر بھی اس کے ممبر موجود ہیں۔ یہی تحریریں، رسالے اخبارات، کتابیں، اشتہارات ہیں جن کے ذریعے ہم اپنے عقائد افراد جماعت تک پہنچاتے ہیں۔ اور اگر کوئی خفیہ تحریریں ان عقائد کے خلاف ہیں۔ تو ان کو مخالفین شائع کیوں نہیں کر دیتے! پھر کیا ھلا شققت قلبہ کا وعید یاد نہیں؟ کیا ہمارے دلوں کو چیر کر دیکھ لیا کہ ہم جو اپنے عقائد ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے خلاف ہمارے دلوں میں کچھ اور مخفی ہیں

اس جماعت کا ثانی پیش کرو

اور کیا ایک منافق جماعت ایثار اور قربانی کے وہ نمونے دکھا سکتی ہے۔ جو یہ چھوٹی سی جماعت دکھا رہی ہے۔ خدمت اسلام کا اتنا عظیم الشان کام۔ یورپ میں مشنوں کا قیام، مسجدوں کی تعمیر قرآن کریم کے ترجمے، ان کی مفت اشاعت، سیرت نبوی اور تعلیم اسلام پر کتابوں کے مختلف زبانوں میں ترجمے کیا یہ ایک کافر یا منافق قوم کے کارنامے ہیں۔ کیا دنیا کی تاریخ میں کوئی اور بھی کافر یا منافق قوم نظر آتی ہے۔ جس نے خدمت اسلام کا اسقدر عظیم الشان کام کیا ہو۔ اور کیا یہ کام عظیم الشان قربانیوں کے بغیر ہو سکتا ہے؟ تبلیغ اسلام کے لئے ایک معمولی حیثیت کا احمدی اس قدر مال دیتا ہے۔ جس کی توفیق آج بڑے بڑے روسا کو بھی نہیں ملتی۔ آج جن کو منافق کہا جاتا ہے وہ تہجد گزار، پابند صوم و صلوٰۃ۔ فدائی اسلام، شیدائی خیر الانام ہیں۔ قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل ان کا اوڑھنا بچھونا اور دین اسلام کی اشاعت ان کا مقصد حیات ہے۔ اور مسلمان؟ دیکھو کہ نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج نہ زکوٰۃ نہ شکل سے اسلام ہویدا نہ اعمال سے، احکام الہی سے بے رخی اور شیطان کی پیروی دستور العمل، روزہ میں حقہ پینا، شراب کے نشے میں مخمور رہنا مقصد حیات۔

ہمارے واضح عام فہم اور صحیح اسلامی عقائد

آج ہم حسب معمول اپنے عقائد کا علی الاعلان اظہار کرتے ہیں کہ خدائے عالم الغیب اس بات پر شاہد ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے افراد بصمیم قلب مندرجہ ذیل باتوں پر کاربند ہیں۔

(۱) ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں۔

(۲) ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کی بعثت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل کر دیا ہے اور اس لئے آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا خواہ نیا ہو یا پرانا۔ ہاں مجدد آئیں گے۔ جن کا کام خدمت اسلام اور تائید دین ہے۔

(۳) ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور اس کا کوئی حکم منسوخ نہیں اور نہ قیامت تک منسوخ ہوگا۔ اور وہ قیامت تک واجب العمل ہے۔ حکم جہاد بھی قرآن کریم کے احکام میں سے ایک حکم ہے اور وہ قیامت تک منسوخ نہ ہوگا۔ ہم ان لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ جو قرآن کریم کے کسی حکم کو یا کسی آیت کو منسوخ سمجھتے ہیں۔

(۴) ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ نبی نہیں کہتے۔

(۵) ہم ہر اس شخص کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں۔

(۶) ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے اولیاء اللہ سے کلام کرتا ہے اور ایسے لوگ اصطلاح شریعت میں محدث کہلاتے ہیں۔ اس پر اولیاء اللہ کی اصطلاح میں ظلی نبوت کا لفظ استعمال ہوتا ہے ورنہ جیسے ظل اللہ، اللہ نہیں۔ اسی طرح ظلی نبی، نبی نہیں۔

(۷) ہم تمام صحابہ کرام اور تمام بزرگان دین کی عزت کرتے ہیں اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تکفیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

(۸) مسلمانوں کی تکفیر کو ہم سب سے بڑھ کر قابل نفرت فعل سمجھتے ہیں اور جو لوگ کسی مسلمان یا کسی مسلمان جماعت کی تکفیر کرتے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کے صریح حکم کی کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہا جائے خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمان قوم کے اتحاد پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔ ان سے اظہار نفرت کے طور پر ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور جو لوگ تکفیر کے فتووں سے متنفر ہیں ان کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

(۹) حدیثوں میں جو نزول مسیح کا ذکر ہے اسے درست مانتے ہیں مگر چونکہ قرآن کریم حضرت مسیح کی وفات کا ذکر صاف الفاظ میں فرماتا ہے اس لئے اس سے مراد ہم ایک مجدد کا مثیل مسیح ہو کر ظاہر ہونا لیتے ہیں اور چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس پیشگوئی کا مصداق مانتے ہیں۔

(۱۰) دین اسلام ہمارے نزدیک نہ پہلے جبر سے پھیلا نہ آئندہ کوئی ایسا مہدی ظاہر ہوگا۔ جو اسلام کو بزور شمشیر پھیلائے۔ بلکہ مہدی وہی ہے جو خدا تعالیٰ سے ہدایت پاکر دین اسلام کی صداقت کو ظاہر کرتا ہے۔

(۱۱) تعلیم اسلامی کا ماخذ ہمارے نزدیک قرآن کریم احادیث اور اجتہاد آئمہ ہر لیکن قرآن کریم اصل سرچشمہ ہے اور سب پر مقدم ہے کوئی ایسی حدیث یا اجتہاد قابل قبول نہیں جو قرآن کریم کے خلاف ہو اس طرح حدیث اجتہاد آئمہ پر مقدم ہے اور اجتہاد کا دروازہ اس امت کیلئے جسے خدا اور اس کے رسول نے کھولا ہے۔ اسے کوئی بند نہیں کر سکتا۔

یہ ہیں وہ عقائد جو ہمارا دستور العمل ہے اور جنکے صحیح لاثانی اور بے نظیر ہونے پر تعلیں تحریر ہے اور جنکی خوشہ چینی کر کے ڈاکٹر اقبال نے کلمہ گو کی تعریف کی ہے۔ ہمارے ان عقائد سے ڈاکٹر صاحب بھی واقف ہیں مگر افسوس ہے کہ اس کے باوجود وہ بلا ثبوت ہمیں اجرائے نبوت کے معتقد کہے جا رہے ہیں۔ مگر ہم مسلمان بھائیوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ تعصب سے سینہ صاف کر کے چند لمحات کیلئے ہمارے معتقدات پر غور کریں۔ اور اس کے بعد ایماندارانہ فیصلہ کریں کہ ان عقائد کے ہوتے ہوئے ہم خارج از اسلام قرار دیئے جا سکتے ہیں ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں کہ کوئی ہمیں کافر کہتا ہے۔ کفر و ایمان کا تعلق خدا پاک کی ذات سے ہے جس کی درگاہ سے ہر نیک و بد دوست و دشمن کا فیصلہ ہو کر رہیگا۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اس لعنت تکفیر کی بدولت مسلمانوں کا شیرازہ بکھر رہا ہے ان کی قوت ٹوٹ رہی ہے۔ اسلام کی بیکسی میں اضافہ ہو رہا ہے اور مسلمان دن بدن ذلت و شکست کی عمیق گہرائیوں میں گرتے جا رہے ہیں

(باقی آئندہ)

مسئلہ ختم نبوت

پر "الفضل" کی غلط تاویلات کی تردید

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۲)

"الفضل" کا دوسرا نامکمل حوالہ

دوسرا حوالہ اجرائے نبوت کی تائید میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ سے دیا ہے۔ وہ یہ ہے:-

خدا تعالے کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا ہے۔

یہ حوالہ اگر پورا درج کر دیا جاتا۔ تو مطلب صفائی کے ساتھ ظاہر ہو جاتا۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اور جو الزام ہم الحجات کی کانٹ چھانٹ کا مجھ پر عاید کرنا چاہا ہے۔ اس الزام کے خود بدولت مرتکب ہو رہے ہیں۔

ملی الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

جن الفاظ پر مندرجہ بالا حوالہ ختم ہوا ہے۔ اس سے آگے عبارت اس طرح پر ہے "اور میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے۔ نہ کہ اصلی نبوت"۔ اس جگہ ظل کا اقرار اور اصل کا انکار موجود ہے اور ظل کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے اوپر دکھا چکا ہوں۔ اس مقام پر اصل نبوت کا انکار موجود ہے۔ اصل کے لفظ کو اگر اپنے اصلی معنوں اور مفہوم کے ساتھ دیکھا جائے تو بات بالکل صاف ہے اور جہاں تک ہم کو یاد ہے۔ ابھی تک اس لفظ اصل کی کوئی جدید تشریح ایجاد نہیں ہوئی۔ اس حالت میں کیا یہ عبارت اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش ہونے کے قابل ہے یا اس کی تردید کر رہی ہے۔ اور آخری حصہ عبارت کو پیش نہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ معترض کے دل میں اس کے متعلق دھڑکا ہے۔

مستقل نبوت سے صاف انکار

اسی ضمن میں ایک غلطی کے ازالہ سے ایک اور حوالہ بھی دیا ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے"

اس حوالے میں علاوہ شریعت لانے کے مستقل نبوت سے انکار فرمایا ہے۔ جب مستقل نبوت سے انکار ہے تو غیر مستقل نبوت سے ہم کو یا کسی اور کو کیا انکار ہو سکتا ہے

نبی کے لئے کتاب اور شریعت ضروری ہے

مگر اس بات کو بغور دل سن لیا جائے کہ بغیر شریعت یا کتاب کے کوئی نبی ہی نہیں ہو سکتا۔ اس پر قرآن شریف اور حضرت مسیح موعود کی کتب شاہد ہیں۔ اول قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیات پر غور کیجئے۔

۱- لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معهم الکتب والمیزان لیقوم الناس بالقسط (الحدید ۱۵ ع ۲۵)

۲- کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معهم الکتاب بالحق (البقرہ ع ۲۱۳)

۳- ووهبنا لہ اسحٰق ویعقوب کلا هدینا ونوحا هدینا من قبل ومن ذریتہ داود وسلیمٰن وایوب ویوسف وموسٰی وهارون وکذٰلک نجزی المحسنین وزکریا ویحیٰی وعیسٰی والیاس کل من الصٰلحین واسمٰعیل والیسع ویونس ولوطا وکلا فضلنا علی العٰلمین ... اولٰئک الذین اٰتینٰهم الکتٰب والحکم والنبوۃ (الانعام ع ۸۵)

۴- فقد کذب رسل من قبلک جاءو بالبینٰت والزبر والکتٰب المنیر (آل عمران ع ۱۸۳)

۵- انہ لفی زبر الاولین (الشعراء ع ۱۹۵)

۶- ام لکم براءۃ فی الزبر (القمر ع ۴۳)

حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب کہ ہر ایک نبی کتاب لاتا ہے

۱- واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔

یعنے یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دونگا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانے میں میرا رسول آویگا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور تمہیں اس کی مدد کرنی ہوگی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰)

۲- وکذٰلک انزلنا الیک الکتٰب فالذین اٰتینٰهم الکتٰب یؤمنون بہ ومن هؤلاء من یؤمن بہ وما یجحد باٰیٰتنا الا الکٰفرون۔

اے پیغمبر جس طرح اگلے پیغمبروں پر ہم نے کتابیں اتاری تھیں۔ اسی طرح تجھ پر یہ کتاب اتاری ہے۔ پس جن کو تجھ سے پہلے ہم نے کتاب دی ہے۔ ان کے سمجھدار اور سعید لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۳)

۳- اور ہم ان کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو دنیا کے کل نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھیں (چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۹)

۴- جو شخص نبوت کا دعوے کرے گا۔ اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالے کی ہستی کا اقرار کرے نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالے کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور خلق اللہ کو وہ کلام سنا دے جو اس پر خدا تعالے کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بنا دے۔ جو اس کو نبی سمجھے اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانے۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴)

۵- پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسٰے امتی ہرگز نہیں ہے گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی۔ اور ان کو ہدایت تھی کہ وہ ان کتابوں پر عمل کریں۔ اور کراویں۔ جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔ (براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۹۲)

پس یہ ایک مستقل مذہب ہے۔ کہ ہر ایک نبی کتاب لاتا ہے مگر جہاں یہ فرمایا ہے۔ کہ نبی کے لیے شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو وہاں وہی ظلی، بروزی، لغوی نبوۃ مراد ہے۔ جس کی تعریف محدث اور مجدد پر صادق آتی ہے۔ اور زیر بحث حوالے کے یہ الفاظ "اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر جس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے" یہ سب الفاظ اولیائے امت اور مجددین محدثین پر صادق آتے ہیں۔ نہ کہ نبیوں پر۔ غلطی کے ازالہ کی اگلی عبارات یعنی انعکاسی نبوت اور ظلی طور پر احمد نام پانا اور بروزی رنگ میں کمالات نبوت کا آپ کے اندر پایا جانا یہ سب صوفیانہ محاورات ہیں۔ ان سے دعوئے نبوت سمجھنا غلطی ہے۔

معترض کی ایک اور ناکام کوشش

ایک غلطی کے ازالہ سے جب عنان توجہ پھیری ہے تو اس کے بعد آپ کی نگاہ انتخاب چشمۂ مسیحی کی ایک عبارت پر پڑی ہے۔ اس کتاب سے پورے ڈھائی کالم کا ایک حوالہ نقل کر دیا ہے اس حوالے میں ایک عبارت ہے "نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے" ان الفاظ کو مضمون کی سرخی بنایا گیا ہے۔ مگر اس میں سے "ظلی طور پر" کے الفاظ دانستہ حذف کر دئے گئے ہیں تاکہ کسی طرح نبوت کا اجراء ثابت ہو جائے۔ مگر مطلب پھر بھی نہیں بنتا۔ کیونکہ یہاں کسی نبی کی تخصیص نہیں۔ بلکہ ہر ایک نبی کا یہ کام تبلایا ہے۔ اور اس پر قرینہ یہ ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اس پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں۔ اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں"

اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ کام ہر ایک نبی کا ہے۔

. . . . اب بڑا غضب ہوا۔ کہ اس کام کے لئے تو ہمارے دوستوں نے محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں سے انتخاب کیا تھا۔ اور اس رحمت سے مدعا یہ تھا کہ کسی طرح اجرائے نبوت کا مسئلہ اختراع کیا جاوے۔ مگر اس عبارت سے تو یہ بات نہیں نکلتی۔ بلکہ ہر ایک نبی کی یہ ڈیوٹی معلوم ہوتی ہے اور حضرت مسیح موعود نے آگے اپنے مافی الضمیر کی جو اس عبارت میں آپ کے دل میں تھا۔ یوں تشریح فرما دی ہے۔

"گزشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا۔ جیسا کہ موسٰے کی ماں اور حضرت مریم کو مگر تم مرد ہو کر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں اس مثال میں جس نبوت کی ترغیب و تحریص ہے خود غور کر لی جاوے اس میں تو صریح طور پر حصول وحی اور الہام کے لئے اشارہ کیا گیا ہے نہ کہ اجرائے نبوت کی طرف

ریویو کا ایک حوالہ

پھر لکھتے ہیں۔ کہ ریویو جلد ۱ نمبر ۶ میں اپنے آپ کو حضرت مسیح ابن مریم سے افضل بتاتے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہ نبی نہیں کس قدر تعجب کی بات ہے۔

اس کے متعلق ہماری گزارش یہ ہے۔ کہ ریویو محولہ بالا کا مضمون کتاب دافع البلا سے لیا گیا ہے۔ اور دافع البلا اپریل ۱۹۰۲ء میں تصنیف ہوئی ہے مگر اس کے بعد یعنے ماہ مئی ۱۹۰۲ء میں جو ریویو آف ریلیجنز شائع ہوا۔ اس میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

کہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ بعد کی تحریر لامحالہ پہلی تحریر کی تشریح کرنے والی ہوگی۔ اس لئے یہ تحریر آپ کے مدعا کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی اس ضمن میں حقیقت الوحی سے ایک اور حوالہ نقل کیا ہے۔

ایک بودی دلیل

کہ مسیح ابن مریم اگر میرے زمانہ میں ہوتا۔ تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا۔

میرا اس حوالے پر ایمان ہے۔ اور میرا کیا ہر ایک مسلمان جو قرآن شریف اور احادیث کی رو سے اس بات کا قائل ہے۔ کہ سابق انبیاء ایک خاص قوم خاص ملک اور خاص خاص زمانوں کے لئے مبعوث ہوا کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نائب اور خلفاء تمام ملکوں اور تمام زمانوں کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ کام حضرت مسیح علیہ السلام سے نہیں ہو سکتا مگر اس حوالے سے اجرائے نبوت کو تعلق اور واسطہ ہی کیا ہے۔

نبوّت کی تعریف

اس عنوان کے نیچے ارشاد ہوتا ہے "حضرت مسیح موعود ۱۹۰۱ء سے پہلے نبی کی جو تعریف کرتے تھے اور جو تعریف مسلمانوں میں عام رائج تھی۔ یعنی یہ کہ وہ شریعت جدیدہ لائے۔ یا بعض پہلے احکام کو منسوخ کرے۔ یا بلا واسطہ نبوت پائے اس کی رو سے آپ اپنے آپ کو نبی اور رسول نہیں کہتے تھے لیکن بعد میں آپ کو معلوم ہوا۔ کہ اصل تعریف نبوت کی وہ نہیں جو مسلمانوں میں مسلّم ہے"

ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ ۱۹۰۱ء کی تخصیص آپ نے حضرت اقدسؑ کی کونسی کتاب سے نکالی ہے وہ حوالہ لکھئے تاکہ اس پر غور کیا جائے۔ دوسری بات دریافت طلب یہ ہے کہ یہ جو فرمایا۔ کہ:-

"حضرت مسیح موعودؑ ۱۹۰۱ء سے پہلے نبی کی تعریف وہ فرمایا کرتے تھے جو عام مسلمانوں میں رائج تھی۔ . . . . . لیکن بعد میں آپ کو معلوم ہوا۔ کہ اصل تعریف نبوت کی وہ نہیں ہے جو مسلمانوں میں مسلّمہ ہے"

اس کے متعلق بھی گزارش ہے۔ کہ آیا یہ بات حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی ہے یا مضمون نویس نے۔ آپ کے کسی مضمون سے ایسا سمجھا ہے اور تیسری بات دریافت طلب یہ ہے۔ کہ دوسری بار جب اپنی غلطی سے متنبہ ہوئے آیا وہ بھی استدلال کی بنا پر تھا۔ یا وحی اور الہام کے ذریعہ مطلع کی گئی تھی زیادہ غور طلب بات یہ ہے کہ مسیح موعودؑ قرآن شریف اور حدیث اور کتب لغت کو چھوڑ کر عوام مسلمانوں کے پیچھے کیوں لگ پڑے تھے یہ بہکی بہکی باتیں ہیں جو ہماری تو کیا کسی عقلمند کی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں نبی کی تعریف

چونکہ مضمون نبی کی تعریف کے متعلق پیدا ہو گیا ہے اس لئے میں اس جگہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے ایک دو حوالے جو آپ نے نبی کی تعریف کے متعلق لکھے ہیں نقل کرکے دریافت کرتا ہوں کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ فی الواقعہ نبی تھے۔ تو آپ کی یہ تعریف آپ پر چسپاں کردی جائے حوالے یہ ہیں۔

۱۔ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔

(ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۵۳۴
" " " دوم صفحہ ۲۲۶)

۲۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تابہ قیامت منقطع ہے۔

(ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۶۱۴ طبع دوم صفحہ ۳..)

۳۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔

کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے۔ کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو

۴۔ صاحب نبوۃ تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر کسی دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا بنصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ (صفحہ ۵۶۹ دوم صفحہ ۲۸۵)

ایک دریافت طلب بات

ان حوالجات میں چند باتیں نبی کی تعریف کے بارے میں بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ وہ احکام و عقائد جبریل سے لے سکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ تیرہ سو برس ہوئے وحی نبوت پر مہر لگ چکی ہے۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب نے احکام عقائد دین جبریل سے سیکھے تھے۔ اور یہ کس کتاب میں لکھا ہے۔ برخلاف اس کے آپ نے کتاب البریہ کے حاشیہ میں جہاں اپنی سوانح عمری لکھی ہے۔ اپنے اساتذہ کے نام (فضل الٰہی، فضل احمد، گل علی شاہ) لکھے ہیں اور لکھا ہے کہ میں نے قرآن شریف اور دیگر کتب مذہبی انہی استادوں سے پڑھی ہیں اس لئے نبی کی یہ تعریف آپ پر صادق نہیں آتی اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ رسول مطاع ہوتا ہے۔ مطیع نہیں ہوتا۔ مگر آپ آنحضرت صلعم کے مطیع ہیں۔ آپ شروع سے اخیر تک یہی فرماتے رہے ہیں جیسے کہ ہمارے دوسرے دوستوں کو بھی اس سے انکار نہیں پس اس تعریف کے لحاظ سے بھی آپ نبی ثابت نہیں ہوتے۔ (باقی باقی)

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کے ماہوار جلسہ کی مختصر روئیداد

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا ماہوار اجلاس ۳ رمئی بروز اتوار بوقت پانچ بجے شام گیلری مسجد احمدیہ بلڈنگس میں زیر صدارت سعیدہ بیگم بنت ڈاکٹر غلام محمد صاحب منعقد ہوا۔ جلسے کا افتتاح حامدہ بیگم نے تلاوت قرآن کریم سے کیا اور اس کی تفسیر بھی سنائی۔ پھر سکرٹری نے گذشتہ جلسے کی رپورٹ پڑھی۔

فہمیدہ بادشاہ نے نبی کریم صلعم کی سیرت پر ایک مضمون پڑھا جس میں انہوں نے حضور کی سادگی لباس و پاکیزگی کا خاص طور پر ذکر کیا اور اختر بنت حضرت مولانا محمد علی صاحب نے نعت پڑھی۔

انعام کا اعلان

اس کے بعد حامدہ بیگم نے چند ایک تجاویز پیش کیں جو بالاتفاق رائے پاس ہوئیں۔ ایک تجویز ان میں سے یہ تھی کہ ہر سال ایک انعام ایسوسی ایشن کی طرف سے اس ممبر کو دیا جائے جو باقاعدہ اس کے جلسوں میں پابندی وقت کے ساتھ شامل ہو۔ جو سب سے زیادہ مضمون پڑھے اور جو سب سے اچھا پڑھے۔

نئے عہدیداروں کا انتخاب پچھلی میٹنگ میں ہوا تھا صرف سکرٹری کا انتخاب رہتا تھا۔ وہ اس دفعہ ہوا۔ سال رواں کے عہدیدار یہ ہیں۔

پریذیڈنٹ	سعیدہ بیگم بنت ڈاکٹر غلام محمد صاحب
وائس پریذیڈنٹ	فہمیدہ بادشاہ بنت شیخ عبدالواحد صاحب
	رشیدہ بیگم بنت خواجہ عبدالغنی
سکرٹری	رضیہ بیگم بنت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم
اسسٹنٹ سکرٹری	خورشید بیگم بنت خواجہ جلال الدین صاحب
خزانچی	رشدی بیگم بنت سید امجد علیشاہ صاحب

آخر میں آئندہ جلسے کے لئے دن مقرر کرکے جلسہ برخاست ہوا۔ حاضرین کی شربت اور میٹھے سے تواضع کی گئی۔

سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— قاہرہ ۵ مئی انتخابات مصر میں وفد پارٹی کے ۱۶۳ امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ ان کے برخلاف تمام مخالف جماعتوں نے صرف ۴۵ نشستیں حاصل کی ہیں۔

—— جدہ ۵ مئی سلطان عمر بن عوض والی حضرموت انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ولی عہد کو تخت پر بٹھا دیا گیا ہے۔

—— قاہرہ ۳ مئی حکومت مصر نے طہران اور کابل کی سفارت کے لیے ڈاکٹر عبدالرحمٰن بک عزام کا تقرر منظور کیا ہے اس کے علاوہ وہ عراق کی سفارت کے فرائض بھی سر انجام دیں گے اور بغداد میں قیام فرمائیں گے۔

—— استنبول ۵ مئی مدرسہ حربیہ استنبول سے انگورہ منتقل کر دیا گیا ہے۔ نئی عمارت پر دس ہزار پونڈ صرف کئے گئے ہیں۔

—— زنجبار ۳ مئی۔ مقامی مسلمانوں نے ایک مجلس جمعیۃ الشبان المسلمین کے نام سے قائم کی ہے جس کا وفد سلطان زنجبار کی خدمت میں حاضر ہوا جس کو سلطان نے قیمتی نصیحتیں کیں۔

—— قاہرہ ۵ مئی۔ نئے بادشاہ مصر کے نام پر ایک درسگاہ قائم کی گئی ہے۔ جس کا نام "معہد فاروق" ہوگا۔ درسگاہ کے اخراجات محکمہ تعلیم ادا کرے گا۔

—— استنبول ۵ مئی۔ حکومت ترکیہ نے ایک معاہدہ کیا ہے۔ جس کی رو سے استنبول۔ شام۔ عراق اور بغداد کے مابین ہوائی سروس کا سلسلہ قائم کیا جائے گا۔

—— حکومت مصر اور نہر سویز کمپنی کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا۔ اور جس پر شاہ فواد نے اپنی موت کے دن دستخط کئے تھے۔ شائع ہو گیا ہے۔ اب ۲۵ فی صدی نفع مصری ہوگا۔

—— اطلاع مظہر ہے کہ وزیر خارجہ ترکیہ سے دردانیال کے استحکامات کے متعلق جب دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ متعلقہ حکومتوں نے اس بارے میں ترکی کے حق میں جواب دیا ہے۔

—— بغداد میں بدستور ہلچل ہے۔ پچھلے چند روز سے بصرہ اور بغداد کے درمیان سلسلہ آمد و رفت بند ہے۔ ریلوے لائن ٹوٹ گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ریلوے انجن پر بم پھینکا گیا تھا۔

—— قاہرہ ۶ مئی کابینہ مصر کا ایک اعلان مظہر ہے کہ پرنس محمد علی (مرحوم شاہ فواد کے ۱۰ سالہ بھتیجے) کو بالفعل ولی عہد مقرر کیا گیا ہے۔

—— حکومت فرانس نے سلطان ابن سعود کی خدمت میں ایک اعلیٰ درجے کا ہوائی جہاز پیش کیا ہے۔

—— رومانیہ سے جو مسلمان ترک وطن کر کے تھریس میں مقیم ہوئے ہیں۔ حکومت ترکیہ نے ان کی امداد کے لیے دس ہزار بیل۔ دو ہزار گاڑیاں اور بہت سے جانور مفت مہیا کر دیئے ہیں۔

—— ان مہاجرین کو شہد کی مکھیوں یا ریشم کے کیڑوں کو پالنے یا دوسری صنعتوں کے شروع کرنے کے لیے خاص سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

—— بغداد ۵ مئی۔ دردانیال کی دوبارہ قلعہ بندی کے متعلق ترکوں کی تجاویز پر بلقان کی کانفرنس متفق ہو گئی ہیں۔ بشرطیکہ کانفرنس کے کسی ممبر حکومت پر کسی غیر ممبر حکومت کے حملہ کی صورت میں کانفرنس منعقد کی جائے جو دردانیال کے متعلق کارروائی کرنے کا فیصلہ کرے۔

—— بیروت ۱۱ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ شام کی آزادی کی تحریک کے ساتھ ملک کے عیسائی [illegible] کو بھی ہمدردی ہے۔ چنانچہ اس وقت

ہندوستان

—— لاہور۔ ڈاکٹر محمد عالم بیرسٹر کی جوابی تقریر مقدمہ شہید گنج مسجد میں ختم ہو گئی ہے۔ عدالت نے فیصلہ محفوظ رکھا ہے۔

—— پشاور ۳ مئی۔ سر کنگھم ہوم منسٹر گورنمنٹ صوبہ سرحد ۹ ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ مسٹر گرڈنی وسط مئی میں چارج لے لیں گے۔

—— شملہ ۴ مئی۔ گورنر مدراس چار ماہ کی رخصت پر ۱۸ جون کو جا رہے ہیں ان کی جگہ آنریبل راجہ بہادر سر کے وی ریڈی کو قائمقام گورنر مقرر کیا گیا ہے۔

—— ٹریونڈرم ۵ مئی۔ مسٹر خالد شیلڈرک ریاست ٹراونکور کا تبلیغی دورہ کر رہے ہیں۔ ۷ مئی کو واپس پہنچیں گے۔ اور ایک ہفتہ تک ریاست کے مختلف شہروں میں اسلام پر لیکچر دیں گے۔

—— پنڈت مدن موہن مالویہ اور مسٹر ملوٹرا [illegible] علاقے کا دورہ کر رہے ہیں اور جنوبی ہند کے اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

—— ۱۱ مئی کو بری۔ بحری اور فضائی فوجوں اور پولیس کے سامنے گورنر جنرل کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا جائے گا۔ تمام ہندوستان کے اضلاع کے صدر مقاموں میں پولیس اور فوج کے مختلف شعبوں کی پریڈ ہوگی جہاں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور فوج کے افسر پیغام پڑھیں گے۔

—— لوہارو ۳ مئی۔ ریاست لوہارو میں فساد ہو گیا تھا اور مفسد جاٹوں نے بہت ہلچل پیدا کر دی تھی۔ لیکن اب صورت حالات پر قابو پا لیا گیا۔

—— کلکتہ ۵ مئی۔ بنکورا کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ دو ماہ سخت گرمی پڑنے کے بعد ایک زبردست طوفان آیا۔ جس سے درختوں کو بہت نقصان ہوا۔ اور بہت سی جھونپڑیاں طغیانی میں بہ گئیں۔ جانوروں کا بھی کافی نقصان ہوا۔ لیکن کسی انسان کی موت واقع نہیں ہوئی۔

—— پٹنہ ۴ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ آل انڈیا کانگرس کا آئندہ اجلاس جون کے اخیر میں ہوگا۔ اجلاس الہ آباد میں ہوگا یا واردھا میں ہوگا۔ اس کا فیصلہ نہیں ہو سکا۔

—— الہ آباد ۵ مئی۔ پنڈت جواہر لعل نہرو نے اہل ہند کے نام اپیل کی ہے۔ کہ ۹ مئی کو یوم عدیس ابابا منایا جائے۔

—— نارتھ ویسٹرن ریلوے کے افسران اور عملہ نے زلزلہ کوئٹہ کے مصیبت زدہ ریلوے ملازمین کی امداد کے لئے ۲۸۵۳۲/۸/۲ روپیہ کی گرانقدر رقم منظور کی ہے۔

—— شیخوپورہ۔ ۵ مئی۔ موضع سندی کی نہر میں ایک مردہ بیل نکالا گیا۔ اس بیل کے پیٹ سے دو شیر خوار بچوں کی لاشیں برآمد ہوئیں۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

—— لاہور میں "انارکلی" فلم کے خلاف ایک عرصے سے مسلمان ایجی ٹیشن کر رہے تھے۔ لیکن چند دن ہوئے مولٰنا ظفر علی خان نے اس فلم کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اور اب یہ فلم دکھایا جا رہا ہے اس کے برخلاف مسلمانوں کی طرف سے دوبارہ ایجی ٹیشن شروع کیا جا رہا ہے۔

—— حیدر آباد دکن ۷ مئی یہاں افواہ پھیل رہی ہے کہ ڈاکٹر امبیدکر کی آمد پر پانچ ہزار ہریجن فوراً ہندو دھرم ترک کر دیں گے معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ کون سا مذہب اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ریاست حیدر آباد میں ہریجنوں کی آبادی ۲۵ لاکھ کے قریب ہے گویا یہاں ۱۷ فیصدی اچھوت آباد ہیں۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۴ مئی۔ عدیس ابابا کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حبشہ کی تمام امیدیں خاک میں مل گئی ہیں شہنشاہ حبشہ اور ولی عہد اور دیگر شاہی خاندان کے ہمراہ عدیس ابابا سے عازم جبوتی ہو گئے ہیں۔

—— عدیس ابابا میں طوائف الملوکی اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے اور اطالوی فوجوں کے لیے راستہ بالکل صاف ہو گیا ہے۔

—— لندن ۴ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کابینہ بلجیم نے مشرقی سرحدات کے استحکام اور ان پر فوجی کمک پہنچانے کے اسباب و علل پر غور و خوض کیا ہے اور فیصلہ کیا گیا ہے۔ ۲۸ مئی ۱۹۳۶ء کو فوجی خدمات سے سبکدوش ہونے والے سپاہیوں کو بدستور اپنی خدمات پر مامور رکھا جائے۔

—— پیرس ۴ مئی۔ شاہ ابی سینیا کی سپشل ٹرین عصر کے وقت جبوتی پہنچی شہنشاہ نے وہاں کسی قسم کا بیان نہیں دیا۔ بلکہ سیدھے اپنے ساتھیوں سمیت برطانوی جنگی جہاز میں سوار ہو گئے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ وہ عدن جائیں گے۔

—— عدیس ابابا ۵ مئی۔ آج سہ پہر اطالوی فوجیں عدیس ابابا میں داخل ہو گئیں۔

—— واشنگٹن ۵ مئی مسٹر کورڈل ہل نے عدیس ابابا کے امریکن سفیر کو نقل مکانی کا حکم دے دیا ہے۔

—— عدیس ابابا ۵ مئی۔ شاہ نجاشی کے فرار ہونے کی سب سے بڑی وجہ پانچ ہزار سپاہیوں کی غداری ہے۔ جنہوں نے اطالویوں سے بھاری رقمیں لے کر لڑنے سے انکار کر دیا۔

—— میڈرڈ ۵ مئی۔ سوشلسٹوں کے بچوں کو فسطائیوں نے زہر دیدیا جس سے مزدور مشتعل ہو گئے۔ اور ہسپانیہ میں فساد ہو گیا۔ اور فسادیوں کا محافظ دستوں سے تصادم ہو گیا جس پر فوج کو گولی چلانی پڑی۔

—— لندن ۵ مئی۔ اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ ہندوستان میں صوبجاتی خود مختاری کا نفاذ یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو ہو جائے گا۔

—— لندن ۶ مئی۔ آج صبح اطالوی فوج عدیس ابابا میں داخل ہو گئی ہے سفیر انگلستان متعینہ عدیس ابابا نے اطالوی فوج کے داخلہ کے متعلق وزارت خارجہ کو اطلاع دے دی ہے کہ اطالویوں فوج کے چند زبردست دستے لاریوں کی معیت میں عدیس ابابا میں داخل ہو رہے ہیں۔

—— لندن ۶ مئی۔ مسٹر ایڈن نے دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ یکم مئی ۱۹۳۶ء کو شہنشاہ ابی سینیا نے سفارت خانہ برطانیہ کو اطلاع دی کہ وہ اپنے تمام اختیارات وزراء کے حوالے کر کے حکومت سے دست بردار ہو رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے خاندان سمیت جبوتی جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔

—— حکومت برطانیہ نے حکومت فرانس کے مشورہ سے شہنشاہ کو فلسطین تک پہنچانے کا انتظام کر دیا۔ اور اپنے جنگی جہاز کے ذریعہ شہنشاہ کو جبوتی سے حیفہ بندرگاہ تک پہنچانے کا انتظام کیا ہے۔

—— شہنشاہ کے چلے جانے کے بعد عدیس ابابا میں بدنظمی پھیلی ہوئی ہے۔ شہر میں لوٹ مار کا بازار گرم ہے مشتعل ہجوم نے غیر ملکی سفارتوں پر بھی حملہ کیا لیکن سفارت برطانیہ اس حملہ سے بالکل محفوظ رہی۔ غیر ملکی افراد کے مال و اسباب پر بھی ہاتھ صاف کیا گیا۔ چند ایک لوگ ہلاک و مجروح بھی ہوئے ہیں۔

—— ۶ مئی کو وحشی قبائل نے سفیر امریکہ اور سفارت خانہ پر حملہ کر دیا۔ سفارت کے عملے اور محافظین نے جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ مدد کی چونکہ اور کوئی صورت نہ رہی تھی اس لیے سفیر مذکور نے بذریعہ وائرلیس امریکہ اطلاع دی۔ اور وزیر خارجہ امریکہ نے وزیر خارجہ انگلستان کو آمادہ کیا کہ وہ سفارت خانہ برطانیہ عدیس ابابا کے ذریعہ سفیر امریکہ متعینہ عدیس ابابا کی مدد کرے۔

کان کنی کے سکول کا داخلہ

اکثر دوستوں کو علم نہیں کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے دھنباد میں ایک کان کنی کا سکول جاری ہے۔ جس کے پاس شدگان کے لئے سرکاری کانوں اور پرائیویٹ کمپنیوں میں ملازمت کرنے کا بڑا وسیع میدان ہے۔ اس محکمہ کی طرف مسلمانوں کی خاص توجہ درکار ہے۔ قواعد داخلہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) درخواست کا فارم پرنسپل صاحب سے مفت مل سکتا ہے جسے ہر طرح صحیح طور پر پُر کرکے ۱۵ جون سے پہلے بلکہ بہتر ہے کہ اس سے بہت پہلے پرنسپل صاحب کو بھیج دیا جائے

(۲) مفصل پراسپکٹس منیجر آف پبلیکیشن سول لائنز دہلی یا پرنسپل صاحب سے ایک روپیہ ایک آنہ بذریعہ وی پی منگوانے سے مل سکتا ہے۔ درخواست کنندگان کیلئے اس کا مطالعہ مفید ہے۔

(۳) تمام درخواست کنندگان کا امتحان مقابلہ لیا جائیگا۔ امیدوار کا ایف۔ اے یا ایف ایس سی انگریزی میتھمیٹکس۔ فزکس یا کیمسٹری میں پاس ہونا ضروری ہے اور داخلہ کے سن کی یکم جنوری کو اس کی عمر بائیس سال سے زائد نہ ہونی چاہیئے

(۴) امتحان داخلہ بذریعہ مقابلہ جولائی کے شروع میں حسب ضرورت ذیل کے مرکزوں میں لیا جاتا ہے۔ دھنباد۔ بمبئی، مدراس لاہور، دہلی۔ ناگپور۔ ڈھاکہ اور رنگون۔

(۵) امیدواروں کو امتحان کی تاریخ سے اطلاع دی جائے گی جس کے لئے دس روپیہ فیس کسی سرکاری خزانہ میں بحساب "۲۵ انڈسٹریز۔ سنٹرل۔ فیس۔ انڈین سکول آف مائینز دھنباد" داخل کرانا ہوگا۔ اور خزانہ کی رسید، درخواست اور دیگر فارموں اور سندات کے ہمراہ جن کا ذکر پراسپکٹس میں ہے پرنسپل کے نام بھیجنی چاہیئے۔ فیس داخلہ امتحان نقد یا بذریعہ منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ ہرگز نہ بھیجی جائے

(۶) گذشتہ امتحانات کے پرچے نہیں مل سکتے۔ لیکن امتحان ذیل کے مضامین میں لیا جائیگا:۔

پہلا دن۔ (الف) ارتھمیٹک۔ منسوریشن۔ (ب) جیومیٹری۔ (ج) الجبرا (د) ٹرگنومیٹری۔ یہ پرچہ تین گھنٹہ کا ہوگا۔ (ہ) ان آرگینک کیمسٹری۔ یہ پرچہ دو گھنٹہ کا ہوگا۔

دوسرا دن۔ (الف) پہلا پرچہ فزکس کا دو گھنٹہ کا ہوگا۔ اور دوسرا انگریزی کا تین گھنٹہ کا۔ انگریزی پرچہ اس اصول پر ہوگا۔ کہ گویا امتحان دہندہ عام طور پر جغرافیہ سے بھی واقف ہے۔

سکول کا انضباط

(۱) سکول کا سشن یکم نومبر سے شروع ہوتا ہے

(۲) پڑھائی کی فیس پہلے اور دوسرے سال ایک سو بیس (۱۲۰) روپیہ سالانہ تیسرے اور چوتھے سال ایک سو اسّی (۱۸۰) روپیہ سالانہ ہے۔

(۳) کھیلوں کی کلب کا داخلہ تین روپیہ تمام عرصہ کے لئے اور دس روپیہ چندہ سالانہ مقرر ہے۔

(۴) ہوسٹل کا انتظام طلبا کے سپرد ہوتا ہے۔ اور عموماً خوراک پر پندرہ روپیہ سے پچیس روپیہ ماہوار تک خرچ آتا ہے۔

(۵) تمام درخواستیں بنام پرنسپل انڈین سکول آف مائنز دھنباد ای۔ آئی ریلوے ہوں۔

افریقہ میں اسلام کی فتوحات

مسیحی مبلغوں کی پریشانی

افریقہ میں اس وقت تین مذہبوں کی جنگ ہے اسلام، مسیحیت اور قدیم بت پرستی۔ اسلام اور مسیحیت دونوں قدیم بت پرستوں میں اشاعت و تبلیغ کے لئے کوشاں ہیں مسیحیوں کا خیال ہے کہ افریقہ میں اسلام بے پناہ طریق پر ترقی پذیر ہے مغربی ساحل پر داہومری میں کم و بیش ڈیڑھ سو درسگاہیں ہیں جن میں قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس ذریعہ سے باشندوں کے دل پر اسلام کی گرفت مضبوط تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ حبشہ میں بہت سے قبائل مسلمان ہو چکے ہیں۔ تباہ حال اور پس ماندہ بالخصوص تیزی کے ساتھ اسلام قبول کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس وقت ایشیا کے تین لاکھ اٹھاسی ہزار مسلمان افریقہ میں موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے اسلام کی اشاعت زوروں پر ہے مسلم تاجروں نے ساحل کے ساتھ ساتھ جابجا اپنی دوکانیں اور فرمیں کھول لی ہیں۔ یہ لوگ گرم آب و ہوا میں رہنے کے عادی ہیں۔ اور بلاتکلف ایسے مقامات پر پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں کوئی یورپین آسانی کے ساتھ مقیم نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ افریقہ کی عورتوں سے شادیاں کر لیتے ہیں۔ اور مسلم خاندان سے شروع ہو جاتے ہیں۔ عربی افریقہ کی علمی زبان ہے۔ اس سے بھی مسلمانوں کو اشاعت میں بہت مدد مل رہی ہے۔

ایک امریکن مسیحی مبلغ کہتا ہے کہ اسلام نے افریقہ کے لئے ایک مخصوص تعلیمی سکیم تیار کر رکھی ہے سینی گال میں جو فرانس کے ماتحت ہے عربی زبان سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے اس قسم کے بے شمار ابتدائی مدارس موجود ہیں اور ایک ہائی سکول ہے ان سب میں دس ہزار طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔ فرانسیسی سوڈان میں بھی عربی کی تعلیم کا انتظام ہے، وہاں دو ہزار ایک سو سترہ مدارس ہیں جن میں پچیس ہزار طلبہ پڑھتے ہیں۔ فرانسیسی گانا میں بھی عربی کی تعلیم ترقی پر ہے۔ ابھومی کو میں اگرچہ مسلمانوں کی آبادی صرف گیارہ فیصدی ہے لیکن وہاں تین سو مسجدیں اور چار سو پچپن مکاتب قرآن ہیں۔ برٹش نائجیریا کے تمام مدرسوں میں عربی پڑھائی جاتی ہے۔ جزیرہ ماریشس میں چالیس مسجدیں ہیں اور وہاں سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کا ایک اخبار فرانسیسی زبان میں نکلتا ہے۔ کیپ ٹاؤن میں مسلمانوں نے ڈچ زبان میں قرآن حکیم کی تفسیر شائع کی ہے۔

افریقہ میں اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ

(باقی پھر سہی)

ٹیکنیکل تعلیم کی روز افزوں اہمیت

میکلیگن انجینیرنگ کالج نہایت اہم ضرورت کو پورا کر رہا ہے

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

اس میں شبہ نہیں کہ ادبی تعلیم کلچر کے نقطہ نظر سے مفید ثابت ہو سکتی ہے لیکن جہاں تک ذریعہ معاش کا تعلق ہے اس کی اہمیت بتدریج کم ہو رہی ہے۔ اب تو جملہ مہذب ممالک میں ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ تعلیم پر پیش از پیش زور دیا جاتا ہے اور اگر ہمارے ملک کو اقتصادی اور صنعتی ترقی کی شاہراہ پر کامیابی سے گامزن ہونا ہے تو اسے لازمی طور پر موجودہ دنیا کی مقتضیات کے مطابق اپنے مسلک کو بدلنا پڑے گا۔ پنجاب میں پیشہ ورانہ اور ٹیکنیکل تعلیم پر مناسب توجہ مبذول ہو رہی ہے۔ ان نسبتاً پرانے اداروں کے علاوہ، جہاں طلبا طبی، قانونی، زراعتی، ویٹرنری اور دیگر پیشوں کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ خوش قسمتی سے ہمارے یہاں ایک ادارہ ایسا ہے جو گذشتہ پندرہ سال کی مدت میں ٹیکنیکل انجنیری کی تعلیم کے لئے ایک اول درجہ کی درسگاہ بن گیا ہے یہ ادارہ لاہور کا میکلیگن انجینیرنگ کالج ہے۔ انجنیری کے مکینیکل اور الیکٹریکل شعبہ جات میں یہ کالج اسی قسم کا مفید اور اہم کام کر رہا ہے۔ جو سول انجنیری کے شعبہ میں رڑکی اور رسول کر رہے ہیں۔

تعلیمی نصاب

اس ادارہ میں جو تعلیمی نصاب مقرر ہیں وہ ہر لحاظ سے مکینیکل اور الیکٹریکل انجنیری کے تمام ضروری شعبہ کی ضروریات پر حاوی ہیں بالفاظ دیگر یہاں اعلیٰ درجہ کے مستند انجنیروں اور سبارڈینیٹ عملہ انجنیری سے لیکر ماہر کاریگروں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہے تعلیمی نصاب کو تین مختلف حصوں میں منقسم کر دیا گیا ہے۔ اول درجہ پر کالج کی "اے" کلاس ہے۔ جہاں وہ طلبا زیر تربیت ہیں جنہوں نے انجنیری کو بطور پیشہ اختیار کیا ہے۔ یہاں ان نوجوانوں کو علمی اور عملی تعلیم دی جاتی ہے جو مکینیکل یا الیکٹریکل انجنیری کا پیشہ اختیار کرنے کے خواہشمند ہوں اس کالج کی تعلیم وہی ہے جو برطانیہ عظمیٰ کی یونیورسٹیوں کے انجنیرنگ نصاب میں معین ہے اور ان ضروریات پر حاوی ہے۔ جن کی تکمیل پر کامیاب طالب علم انسٹی ٹیوشن آف مکینکل انجنیرز اور انسٹی ٹیوشن آف الیکٹریکل انجنیرز کا ایسوسی ایٹ ممبر بن سکتا ہے اس جماعت کے نصاب کی میعاد ۵ سال ہے جس میں تین سال کالج میں صرف کرنے پڑتے ہیں اور باقی دو سال منظور شدہ ورکشاپوں یا منظور شدہ انجینیرنگ کارخانوں میں۔ اسی میعاد کے اختتام پر اگر امیدوار چاہیں تو وہ یا تو کالج کا ڈپلومہ لے سکتے ہیں۔ یا پنجاب یونیورسٹی کی بی۔ ایس سی (انجینیرنگ) کی ڈگری لینے کے لئے اس کا امتحان دے سکتے ہیں۔ قابل اور موزوں طلبا کی حوصلہ افزائی کے لئے خاص انتظامات خاص وظائف کی صورت میں موجود ہیں۔ پہلا ۳۰ روپیہ ماہوار کا ڈنلاپ سمتھ سکالرشپ (وظیفہ) ہے جس کی میعاد تین سال ہے اور جو اس طالب علم کو دیا جاتا ہے جو داخلہ کے امتحان میں اول رہا ہو۔ کچھ ۲۵ روپیہ ماہوار کا سرکاری سکالرشپ ہے جو اس فرسٹ ایئر سٹوڈنٹ کو دیا جاتا ہے جو سشن کے امتحان میں اول رہے۔ پچاس پچاس روپیہ ماہوار کے وظائف سیکنڈ اور تھرڈ ایئر طلبا کے واسطے مقرر ہیں۔ جن کی میعاد بالترتیب ایک اور دو سال ہے۔

"بی" کلاس

"بی" کلاس میں جو تربیت دی جاتی ہے اس سے یہ مقصد ہے کہ اوورسیر یا فورمین بننے کے لئے اعلیٰ درجہ کے میکینک یا الیکٹریشن مہیا کئے جائیں۔ لیکن اس جماعت کے جو طالبعلم اعلیٰ معیار کے مطابق اتریں وہ مکینیکل اور الیکٹریکل انجنیرز لنڈن کے انسٹی ٹیوشنوں کے امتحان دے سکتے ہیں۔ اس طرح وہ اعلیٰ پورے طور پر مستند انجنیر شمار ہوتے ہیں اور اعلیٰ ملازمت کے قابل۔ جو نوجوان واقعی ہوشیار ہوں ان کے لئے "بی" کلاس میں اس پیشہ میں انتہائی ترقی کرنے کا موقع مل سکتا ہے اور اس کے باوجود انہیں ان اخراجات کا بار اٹھانا نہیں پڑتا جو "اے" کلاس کی تعلیم کے لئے ناگزیر ہیں۔

بیس بیس روپیہ ماہوار کے دس وظائف ایسے پنجابی طلبا کے لئے مخصوص ہیں، جو غریب ہوں اور داخلہ کے امتحان اور سالانہ امتحانات میں اچھا درجہ حاصل کریں۔ ان انعامات کی تقسیم میں قابلیت اور فرقہ وارانہ اصول دونوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ سردار مہر سنگھ چاولہ نے رفاہ عام کے خیال سے بکمال فیاضی دس دس روپیہ ماہوار کے دو وظائف کا انتظام کر دیا ہے۔ جن کی میعاد پانچ سال ہے اور جو دو سکھ طلبا کو دیئے جاتے ہیں۔

کاریگر اور ماہر مستری

ان تعلیمیافتہ اشخاص کے لئے جو بیکار ہوں۔ ملازمت کا نیا ذریعہ بہم پہنچانے کی غرض سے تربیت کا ایک نیا نصاب موسومہ "سی" کلاس کھولدیا گیا ہے۔ جس کی میعاد نو۔ نو ماہ کے دو سیشن ہیں۔ اس نصاب سے نوجوانوں اور لڑکوں کو ملازمت کا عمدہ موقع مل سکیگا۔ جو کلرکی وغیرہ کی قسم کی ملازمت میں کم گنجائش ہونے کے سبب سے ماہر کاریگر اور مستری بننے کے خواہشمند ہیں اور اس شعبہ میں بے شبہ نفع آور مواقع موجود ہیں۔ یہ ذکر کر دینا بے جا نہ ہوگا۔ کہ اب بسبب ضرورت ایسے آدمیوں کی ہے جو محض مستری نہ ہوں۔ بلکہ جو اپنے کام سے بخوبی واقف ہوں۔ لکھ پڑھ سکتے ہوں۔ اپنا حساب کتاب رکھ سکتے ہوں۔ نمونہ بنا سکتے ہوں۔ اپنا کام خود جاری کر سکتے ہوں۔ اور اس کے متعلق رپورٹیں وغیرہ مرتب کر سکتے ہوں۔ آٹھ آٹھ روپیہ ماہوار کے آٹھ وظیفے اور دس دس روپیہ کے آٹھ وظائف موسومہ رائے بہادر لالہ امرناتھ "ٹرسٹ سٹیپنڈز" بالترتیب ہر سال فرسٹ اور سیکنڈ ایئر کے ان طلبا کو دیئے جائیں گے۔ جو ہونہار ہوں اور افلاس زدہ ہوں۔ سی کلاس میں تعلیم کے واسطے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ نہ اس کے لئے کتابوں کی ضرورت ہے۔ جماعت کے کمرہ میں استعمال کرنے کیلئے طلبا کو ڈرائنگ کا سامان اور ضروری آلات مفت مہیا کئے جائیں گے۔

کالج کے دارالتجارب اور ورکشاپ

طلبا کی عملی تعلیم کے لئے اس کالج میں لیبورٹریاں اور ورکشاپ ہیں۔ جن میں اعلیٰ درجہ کا ضروری سامان مہیا کیا گیا ہے۔ یہاں آلات اور ساز و سامان میں ہر سال اضافہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ عملی تعلیم دینے کی غرض سے اس کالج کو کسی بیرونی ذریعہ کا محتاج رہنا نہ پڑے۔ سال زیر رواں میں ایک جدید قسم کی ہائیڈرالکس (آبیاتی) لیبورٹری کے ساز و سامان پر ۱۱۵۰۰ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے اور تجویز ہے کہ اس قدر رقم اگلے سال صرف کی جائیگی کالج کی ورکشاپ کو بلحاظ گنجائش دگنا بنانے کا انتظام ہو رہا ہے اور نئی مشینوں پر ۵۰ ہزار روپیہ صرف کیا جا رہا ہے اب ورکشاپ میں دائرہ کار بڑھ جائیگا۔ کیونکہ موجودہ سامان میں ایک فونڈری ویلڈنگ شاپ، شیٹ میٹل ورکشاپ اور برقی مرمت کے آلات کا اضافہ ہونے والا ہے۔

ملازمت کے عمدہ مواقع

اس قسم کے انسٹی ٹیوشن کی کامیابی کا اندازہ اس امر سے لگانا چاہیئے کہ اس کے طلبہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے اپنے شعبہ میں کس قدر کامیاب ہوئے ہیں۔ جہاں تک اس معیار کا تعلق ہے شدید مالی کساد بازاری اور اس کے ساتھ ہی ذرائع ملازمت کے محدود ہو جانے کے باوجود میکلیگن انجینیرنگ کالج خوش قسمت واقع ہوا ہے۔ "اے" اور "بی" جماعت کے جن طلبہ نے گذشتہ اکتوبر میں امتحان پاس کئے۔ ان میں نصف سے زیادہ کو محکمہ ہائیڈرو الیکٹرک نارتھ ویسٹرن ریلوے اور میونسپل کمیٹیوں میں ملازمت مل گئی ہے نیز باقی طلبا دیگر سرکاری ملازمت میں منسلک ہو گئے ہیں اور یہ ایک ایسا ریکارڈ ہے جس پر یہ کالج موجودہ کساد بازاری کے زمانہ میں بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔

نئے داخلے

اس انسٹی ٹیوشن کی مسلمہ مفید حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ معلوم کرنا عوام کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ نئے داخلوں کیلئے امتحانات مقابلہ "اے" کلاس کے لئے ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ مئی کو۔ "بی" کلاس کیلئے ۲۸ اور ۲۹ مئی کو ہوں گے۔ "سی" کلاس کے متعلق سلیکشن کمیٹی کا اجلاس مئی کے خاتمہ پر یا جون کے پہلے ہفتہ میں ہوگا۔ ہر سہ کلاسوں کے لئے درخواستیں پیش کرنے کی آخری تاریخ ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء ہے۔ مزید معلومات پراسپکٹس سے حاصل ہو سکتی ہیں جو درخواست دینے پر پرنسپل صاحب سے مفت مل سکتے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عمل کے بغیر دعوے کوئی چیز نہیں

یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے یہ تو صرف پوست ہے مغز تو اس کے اندر ہے اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔ چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔ مغز ہی لیا جاتا ہے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح جن میں نہ زردی ہوتی ہے اور نہ سفیدی۔ جو کسی کام نہیں آسکتے اور ردی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں۔ ہاں ایک دو منٹ تک کسی بچہ کے کھیل کا ذریعہ ہو۔ تو ہو۔ اسی طرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعوے کرتا ہے۔ اگر وہ ان دونوں باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اسے ڈرنا چاہیئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس ہوائی انڈے کی طرح ذرا سی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جائے گا۔

اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کو ٹٹولنا چاہیئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں۔ یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو۔ ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکا کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آجائے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ مرنا ضرور ہے پس نرے دعوے پر ہرگز کفایت نہ کرو۔ اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔

(تقریر حضرت مسیح موعود ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک سے ہی ہیں۔ وہ بُرے کام کرنے کو کہتے ہیں اور اچھے کاموں سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ دیا سو اللہ نے ان کو چھوڑ دیا۔ بیشک منافق نافرمان ہیں۔ (التوبہ ۹: ۶۷)

(۲) اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں۔ یقینی بات کے ساتھ مضبوط کرتا ہے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ ظالموں کو ہلاک کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(ابراہیم ۱۴: ۲۷)

حدیث شریف

(۱) ۔ آدمی کے اسلام کی (ایک) خوبی یہ ہے کہ جو لاحاصل بات ہو اسے چھوڑ دے (ترمذی)

(۲) اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی ظاہر نہ کر۔ کہ خدا اسے آرام دیگا اور تجھے دکھ میں مبتلا کر دیگا (ترمذی)

(۳) اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں تمہارے واسطے ناپسند رکھی ہیں۔ (۱) قیل و قال (۲) دولت کا ضائع کرنا (۳) بہت مانگنا یا پوچھنا۔ (ابوداؤد)

(۴) جو شخص (کسی کے چھپے عیب لوگوں کو) سنائے یا (اپنی خوبیاں) دکھائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کے چھپے عیب لوگوں کو سنائے اور دکھلائے گا۔ (ترمذی)

(۵) جب تم بیمار کے پاس جاؤ۔ تو اس کی درازیٔ عمر کے واسطے دعا کرو۔ کیونکہ اس سے اس کا دل خوش ہوتا ہے (ترمذی)

مسئلہ ختم نبوت

پر "الفضل" کی غلط تاویلات کی تردید

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب، محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۳)

حضرت مسیح موعود کے ایک فقرہ کی تشریح!

معترض صاحب نے نبی کی تعریف میں حضرت مسیح موعود کا یہ کلام پیش کیا ہے۔

"جس پر خدا تعالیٰ کا کلام یقینی قطعی بکثرت نازل ہو"

اس فقرہ کی تشریح میں پھر آپ کی سب سے پہلی تصنیف توضیح مرام کے صفحہ ۹ سے دکھاتا ہوں۔ فرماتے ہیں:-

"یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت میں محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔"

اب اس حوالے سے جو توضیح مرام سے نقل کیا گیا ہے ثابت ہو کہ ہمارے دوست کے پیش کردہ حوالے کی بہ نسبت اس میں بہت زیادہ زوردار الفاظ سے اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ محدث کی وحی اور کلام جو اس پر خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ دخل شیطان سے منزہ یعنی یقینی اور قطعی ہوتا ہے۔ مگر ایسا شخص نبی نہیں ہوتا۔ بلکہ محدث ہوتا ہے۔ اگر یہی تعریف جو اول محدث کی لکھی ہے۔ بعد میں نبی کی تعریف فرما دی گئی ہے تو پھر دونوں تحریروں میں تخالف ماننا پڑے گا اور اگر پچھلے حوالے میں نبی سے مراد محدث لے لی جائے۔ کیونکہ آپ محدث پر نبی کا اطلاق جائز سمجھتے تھے۔ تو کوئی بھی مشکل نہیں رہتی اور اول اور آخر کی دونوں تحریریں مل جاتی ہیں۔

قادیانی حضرات کے لئے ایک قابل غور بات

اس حوالے میں جو الفاظ تشریح طلب اور بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ "یہ مکالمہ و مخاطبہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے۔"

"الفضل" ان الفاظ کو اجرائے نبوت کی دلیل میں پیش کرتا ہے ہمارے دیگر قادیانی دوست بھی کہا کرتے ہیں کہ ان الفاظ میں آپ کا دعوی نبوت ظاہر ہوتا ہے۔ چند باتیں اس میں غور طلب ہیں۔ اول وہ لوگ مانتے ہیں کہ مسئلہ نبوت آپ پر ۱۹۰۱ء میں کھلا یہی خیال ہمارے معترض صاحب بھی ظاہر فرماتے ہیں دوسری طرف اس حوالہ میں حضرت اقدس کا ارشاد ہے کہ اگر میں ایکدم کے لئے اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے انکار کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ اب قادیانیوں کو یہ غور کرنا چاہیئے کہ ایک دم تو کیا سالہا سال تک آپ کے فرمودہ کے مطابق حضرت مسیح موعود نے انکار کیا ہے اگر حضور کا دعوی نبوت مانا جائے تو آپ خود ہی اس تعزیر کے نیچے آتے ہیں اور آنا بھی چاہیئے کیونکہ جو شخص نبوت کا منکر ہے اس کے کافر ہونے میں کیا شک ہے اور اگر نبی خود اپنی نبوت سے انکار کرے تو وہ کب اس سزا سے بچ سکتا ہے قادیانی عقیدے کی رو سے یہ حوالہ سخت خطرناک ہے اور جب تک خود تو بہ نہ کر لی جائے یا حضرت مسیح موعود کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنے کی قطعاً برات نہ کی جائے ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ مگر ہمارے معتقدات کی رو سے ہم پر یا ہمارے امام پر کوئی الزام نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود کو الگ رکھیئے جو شخص ایک صداقت کو حق الیقین کے مرتبہ تک مشاہدہ کرے اور پھر وہ اس کا انکار کرے تو اس کے خسر الدنیا والآخرۃ ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ یہاں نبوت مراد نہیں بلکہ اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کے متعلق فرمایا ہے اور ساتھ ہی یہ کہا ہے کہ میں کافر ہو جاؤں۔ یہ نہیں کہا کہ جو لوگ مجھ کو یا میری وحی کو نہ مانیں گے۔ وہ بھی کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کے لئے یہ چیز قطعی اور یقینی نہیں اس لئے یہ وعید اپنے تک ہی محدود رکھی ہے کیونکہ دوسری جگہ خود لکھا ہے کہ "میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اگر فی الواقعہ نبی ہوتے تو دونوں جگہ کافر لکھنے سے دریغ نہ فرماتے۔

دوسری بات اس حوالہ میں ایک اور بڑی عجیب ہے فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے ایک دم کیلئے بھی انکار کروں تو کافر ہو جاؤں۔ اس ایک دم کے لفظ کو یاد رکھیئے اور دوسری طرف اس عبارت کو پڑھیئے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ کا دعوی تبدیل ہو گیا تھا پہلے الفاظ حضرت مسیح موعود کے ہیں اور دوسرے موجودہ قادیانی جماعت کے۔ بس ہم حضرت کے الفاظ کی عزت کرتے ہوئے تسلیم کریں گے کہ یقیناً ایک دم کے لئے بھی کبھی آپ کا عقیدہ تبدیل نہیں ہوا۔

نبی کا لفظ بطور مجاز و استعارہ ہے

رہا آپ کا یہ فرمانا کہ جیسا آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور اس کی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں شک نہیں کر سکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ یہ تو آپ کے مکالمہ و مخاطبہ کے قطعی اور یقینی ہونے پر دلالت کرتا ہے نہ کہ نبی ہونے پر۔ بے شک آگے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی اور قطعی بکثرت نازل ہو۔ مگر یہ اس نبی کی تعریف ہے جو ظلی اور بروزی ہو، امتی اور نبی ہو۔ محدث اور مجدد ہو جس کی نبوت استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہو۔ یا جس کو لغوی طور پر نبی کہا جائے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں۔ کہ خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔ دوسری جگہ زیادہ تفصیل سے فرمایا ہے:-

(۱) اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے۔

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۴)

(۲) یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آ گیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں۔

غرض دوسری تحریروں سے ملا کر اگر دیکھا جائے تو صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ یہ تعریف نبوت تامہ کاملہ کی نہیں ہے اور اس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہمارے دوست ٹھوکر کھا گئے ہیں۔

لفظ "کثرت" کی تشریح

اس جگہ ایک لفظ "کثرت" کا استعمال فرمایا ہے جو تشریح طلب ہے۔ چنانچہ حقیقت الوحی صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں:-

"تیسری قسم کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور ان کی پیشگوئیاں تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں۔ اور وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں اور اس قدر ان کی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے ایسا ہی اس کے حقائق و معارف بھی کیفیت اور کمیت میں تمام بنی نوع سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔"

کثرت کے متعلق اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۵ اور صفحہ ۳۲۶۔ حاشیہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۴ و ۵۰۱ و ۵۰۵ و ۵۰۴۔ چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۱۴۱-۱۴۰ براہین پنجم صفحہ ۵۶ حقیقت الوحی صفحہ ۵۱-۵۳-۵۲- تتمہ صفحہ ۱۰۲- صفحہ ۷۶- الوصیت صفحہ ۱۱-۱۲- لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳ قابل ملاحظہ ہیں۔

معترض کی ایک اور ناکام کوشش

معترض صاحب نے ہماری دیانت کو محل اعتراض قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ بحوالہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۶ طبع دوم ۲۹۳ جو عبارت نقل کی گئی ہے اس سے دو چار سطریں پہلے بھی درج کر دی جاتیں۔ تو معلوم ہو جاتا۔ کہ پیش کردہ عبارت مسیح ناصری کے متعلق ہے اور مسیح ناصری کا دوبارہ دنیا میں آنا منافی ختم نبوت ہے۔ ہم اپنے بھائی کی ہمت اور جستجو کی داد دیتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے حوالے کو بے اثر ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش فرمائی ہے۔ مگر ان کو اس قدر تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر ان کو اپنا اصول موضوعہ کو یاد آ جاتا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنا غلط ہے۔ تو اس حربے کو ہاتھ میں لیتے ہوئے مزید تلاش عبث تھی کیونکہ مخالف اس کو سنتے ہی ہتھیار ڈال دیتا ہے اور اگر یہ اصول یہاں جاری نہیں ہو سکتا تو ہم صرف اسی حوالے کو درج کر کے آپ کی تسلی کئے دیتے ہیں۔

لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کیلئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء

(باقی صفحہ ۹ پر)

اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے متعلق ایک فوری ضرورت

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم اپیل

چنگناچری ریاست ٹراونکور میں ازہاوا قوم کی جو کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس کا نتیجہ آپ کو معلوم ہو چکا۔ کانفرنس نے متفقہ طور پر ہندو دھرم کو ترک کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ لوگ اسلام کی طرف مائل ہیں کوشش کی ضرورت ہے۔ اب ۱۱ر۱۲ مئی کو لکھنؤ میں ایک عظیم الشان اچھوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ وہاں بھی ہمارے مبلغین جائیں گے۔ یو۔ پی کے روشن خیال اچھوت بھی ہندو دھرم سے سخت بدظن ہیں انشاء اللہ لکھنؤ کانفرنس کا فیصلہ چنگناچری کانفرنس سے ملتا جلتا ہوگا۔ یہ حالات نہایت مسرت انگیز اور امید افزا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہماری ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ ہو جاتا ہے۔ اچھوتوں کا ہر وہ قدم جو اسلام کی طرف اٹھتا ہے۔ ہمارے تبلیغی فرائض میں اضافہ کر دیتا ہے۔ اگر ہم ان فرائض کو ایمانداری سے انجام دے سکیں تو دین و دنیا میں ہماری سرخروئی ہے اور ہم کامیاب و خوش نصیب ہوں گے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ اگر خدانخواستہ اس بارہ میں غفلت اور سستی سے کام لیا۔ تو یہ ہمارا ایک ناقابل معافی قصور ہوگا۔ سب سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اچھوتوں تک اسلام کی صحیح تعلیمات پہنچا دیں اور ان کو اسلامی مساوات کی خوبیوں سے آگاہ کر دیں۔ اس کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک انگریزی رسالہ "اخوت اسلامی" "Islamic Brotherhood" لکھا ہے جو چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں اخوت کے ان اصولوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو اسلام نے بتائے ہیں اور قرآن مجید کی تعلیمات کو پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ تمام بنی نوع انسان ایک خاندان کی مانند ہیں۔ تمام ملکوں اور قوموں میں رسول آئے خدا کی ربوبیت سے کوئی قوم محروم نہیں رہی اسلام میں رنگ و نسل اور غربت و امارت کا کوئی امتیاز نہیں۔ ذریعہ عزت تقویٰ اور اعمال صالحہ ہیں۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ جب تم برسر اقتدار ہو تو انصاف کرو۔ کسی کی دشمنی تمہیں جادہ انصاف سے منحرف نہ کر دے۔ دوسرے باب میں اسلامی اتحاد کے ذرائع مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر نہایت دلنشین انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا ہے کہ یہ ارکان اسلامی ایک سچی اخوت کو قائم کرنے میں ممد ہوتے ہیں۔ تیسرے باب میں اخوت اسلامی کو عملی رنگ میں پیش کر کے تفصیل بتایا ہے کہ اسلام کی تعلیم اخوت محض ایک خالی خولی اصول ہی نہیں بلکہ حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے پیروؤں نے اس پر عمل کر کے بتا دیا کہ اسلامی برادری میں ایک بلند پایہ سردار قوم اور ایک غلام زادہ مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق تاریخ اسلامی سے مستند واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اخوت اسلامی کے متعلق ممتاز نومسلمین کی آراء درج ہیں۔ ان میں انگلستان، جرمنی اور آسٹریا وغیرہ مغربی ممالک کے بڑے بڑے فاضل اور عالی خاندان لوگ شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ان مصنفین کی تحریروں کے اقتباسات بھی دیئے گئے ہیں جنہوں نے اسلامی تعلیمات کی تحقیق کر کے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے غرضیکہ یہ رسالہ نہایت مفید مؤثر اور جامع ہے اس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے اچھوتوں میں پھیلانا بہت اچھے نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ اس بارہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب سے مندرجہ ذیل اپیل کی ہے۔ وقت بہت اہم ہے کام کی اہمیت بالکل واضح ہے۔ لہٰذا تمام دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اس اپیل پر پہلی فرصت میں لبیک کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

اپیل

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت . . . جب عیسائیت کروڑوں روپوں کے ساتھ اچھوتوں کو اپنی طرف کھینچنا چاہتی ہے۔ اسلام صرف اپنی عالمگیر اخوت کی دولت کو ہی پیش کر سکتا ہے۔ مالی رنگ میں بے بسی کی حالت ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ رسالہ "اسلامک برادرہڈ" کم سے کم تین زبانوں میں ترجمہ ہو جائے۔ اور اچھوتوں کو پہنچ جائے۔ ہندی۔ مرہٹی۔ ملیالم اس میں اچھوتوں کی بڑی بھاری اکثریت آ جاتی ہے۔ سردست پانچ پانچ ہزار طبع کرا کر تقسیم کرانا ہے۔ ہندی میں پانچ ہزار رسالہ چھپ رہا ہے۔ کیونکہ ۱۱۔۱۲۔ مئی کو لکھنؤ کانفرنس میں اس کی فوری بھاری ضرورت ہے۔ ایک ایک ... اگر ایک زبان کی ذمہ داری لے لے تو قریب پانچ سو روپے بکار ہیں۔ اس قدر درد دل والے بزرگ تو مسلمانوں میں بہت ہوں گے۔ لیکن شاید انہیں زیادہ موثر آواز بیدار کر سکتی ہو۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو۔ میں توقع رکھتا ہوں۔ کہ اس سلسلہ میں آپ کچھ امداد فرما کر ممنون فرماویں۔ اور پانچ ہزار کا نہیں تو ایک ہزار کا یا پانچ سو کا ہی خرچ اپنے ذمہ لے لیں دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے آپ کو شرح صدر عطا فرمائے وقت بہت تنگ ہے۔ یاد دہانی کی احتیاج سے مستغنی فرماویں

اگر اس رسالہ کے لئے تینوں زبانوں کا انتظام ہو گیا۔ تو اور بھی اسی قسم کے مختصر رسالے تعلیمات اسلامی پر لکھنے کا ارادہ ہے وباللہ التوفیق۔ تاکہ کم سے کم ہم اتنا فرض تو ادا کریں کہ ایک قوم جو سچے مذہب کو تلاش کر رہی تھی ہم نے اسلام اس کے سامنے پیش کر دیا۔ والسلام

خاکسار

محمد علی

معاصر "الفضل" سے ایک سوال

"الفضل" یکم مئی میں ایک قادیانی مبلغ محمد سلیم صاحب مبشر بلاد عربیہ حیفا فلسطین کا ایک مضمون بعنوان "مسیح اول کا انکار کرنے والوں کی عبرتناک حالت" شائع ہوا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:۔

"یہ بھی مقام عبرت ہے کہ دنیا میں کسی قوم کا معبد ان کے قبضہ میں نہیں ہے صرف مکہ مکرمہ ہے جو ابتدا سے آج تک مسلمانوں کے قبضے میں چلا آتا ہے۔ مگر عیسائیوں کی قسمت دیکھئے ان کا وہ متبرک مقام جو ان کے کفارہ کا باعث ہوا۔ وہ بھی ان کے قبضہ میں نہیں۔ عبرت! عبرت!! یہ بھی صداقت اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہے کاش مخالفین چشم بصیرت سے غور کریں!!"

معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مضمون نگار کو یہ مضمون لکھتے وقت اور معاصر "الفضل" کو شائع کرتے وقت اپنا مایہ ناز عقیدہ تکفیر المسلمین یاد نہیں! حجاز پر پہلے ترکوں اور شریف کی حکومت تھی اور اب سلطان ابن سعود حکمران ہیں۔ یہ سب قادیانی عقائد کی رو سے خارج از اسلام ہیں۔ اس صورت میں قادیانی مبشر کی دلیل کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ اس دلیل کا کوئی وزن تو اس صورت میں ہو سکتا۔ جب جماعت لاہور کے عقائد کی رو سے ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھا جائے۔ کیا معاصر "الفضل" اپنے عقیدہ تکفیر المسلمین اور اس دلیل میں کوئی تطبیق دے کر دکھلائے گا؟

بات اصل میں یہ ہے کہ یہ قادیانی عقیدہ تکفیر جناب خلیفہ قادیان اور ان کے چند رفقاء کی اختراع ہے جو چند خاص اغراض کے ماتحت عمل میں آئی۔ قرآن و حدیث اور تعلیمات حضرت مسیح موعود سے اسے کوئی تعلق نہیں یہی وجہ ہے کہ مختلف حالتوں اور زمانوں میں اس عقیدہ کی مختلف تشریحات ہوتی رہی ہیں۔ اور بسا اوقات اصلیت قادیانیوں کی اختراع اور تکلف پر غالب آ جاتی ہے اور ان کی زبانیں بے اختیار اپنے عقیدہ کے خلاف کلمہ گوؤں کو مسلمان کہہ دیتی ہیں۔ یہ بھی صداقت کا ایک زندہ معجزہ ہے۔ کاش قادیانی حضرات چشم بصیرت سے اس پر غور کریں۔

یو۔پی میں شیعہ سنی جنگ

صوبہ یو۔پی کے بعض شہروں مثلاً لکھنؤ اور بنارس وغیرہ میں شیعہ حضرات کا غلبہ ہے اس لئے وہاں رسوم محرم نہایت اہتمام و دھوم دھام سے ادا کی ...

ہیں۔ جن کے بعض حصے مثلاً تبرہ وغیرہ سنی اور دوسرے غیر شیعہ مسلمانوں کے لئے نہایت دل آزار ہوتے ہیں۔ چند سال سے لکھنؤ کے سنی مقامی حکام کی مخالفت کے باوجود "چار یاری جھنڈا" نکالتے ہیں اور ایام محرم میں سر عام مدح صحابہؓ کرتے ہیں جس کو شیعہ حضرات کا شوق تبرہ بازی برداشت نہیں کر سکتا۔ بنارس میں بھی کم و بیش ایسے ہی حالات ہیں۔ یہ معاملہ کئی دفعہ حکام اور عدالتوں تک پہنچ چکا ہے اور متعدد سنیوں کو ماخوذ و سزایاب ہونا پڑا ہے

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ایام محرم میں سنی مسلمانوں کا چار یاری جھنڈا نکالنا اور سر عام مدح صحابہؓ کرنا اچھے ارادوں پر مبنی نہ ہو اور اس میں انتقامی جذبات کار فرما ہوں۔ لیکن شیعہ حضرات کا اس پر معترض اور مشتعل ہونا معقولیت سے بالکل بعید ہے سنی کسی کو برا نہیں کہتے۔ بلکہ صرف اپنے قابل احترام بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں۔ جن میں حضرت علیؓ بھی شامل ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی ہتک کرتے کرتے شیعوں کی ذہنیت کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ وہ ان کے متعلق کوئی اچھا کلمہ سننے کی تاب ہی نہیں رکھتے۔ بدزبانی کا لازمی نتیجہ یہی ہوا کرتا ہے۔ احراری بھی اسی مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ وقت آئے گا کہ ان کی ذہنیت بھی بالکل ایسی ہو جائے گی۔ اور دیسے آجکل بھی مجلس احرار کافی حد تک شیعوں کے زیر اثر ہے۔

سر فیروز خاں نون کا نیا عہدہ

یہ خبر مسرت و اطمینان کے جذبات کے ساتھ سنی جائیگی کہ سر بھوپندرا ناتھ مترا ہائی کمشنر ہند متعین لندن کے ریٹائر ہونے پر ملک سر فیروز خاں نون وزیر تعلیمات کو اس عہدے پر فائز کیا جائیگا ملک صاحب ممدوح لندن میں ہندوستان کے پہلے مسلمان ہائی کمشنر ہوں گے۔ انشاء اللہ آئندہ اکتوبر میں اس عہدہ کا چارج لے لینگے۔ موجودہ حالات میں یہ بہترین انتخاب ہے ہم ملک صاحب ممدوح کو اس اعزاز پر اور حکومت کو اس کے صحیح انتخاب پر دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ پنجاب سے ملک صاحب کی طویل غیر حاضری بہت سے دلوں کو شاق گزرے گی۔ اور اس سے یہاں کے اسلامی مجلسی اور سرکاری حلقوں میں ایک ایسی کمی ہو جائے گی جس کا پورا کرنا آسان نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ حقیقت ہے۔ کہ انگلستان میں ملک صاحب کا قیام ملک و ملت کے مفاد کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

اس تقرر کے اعلان کے بعد یہ سوال مختلف حلقوں میں زیر بحث ہے۔ کہ ملک صاحب کے انگلستان تشریف لے جانے پر وزارت تعلیم کا قلمدان کس صاحب کے سپرد کیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں میاں سر فضل حسین صاحب کا نام بار بار زبانوں پر آ رہا ہے۔ ہمارے خیال میں اگر میاں صاحب اس عہدہ کو قبول فرمالیں۔ تو یہ صوبہ کی خوش قسمتی ہوگی۔ ہمیں امید ہے۔ کہ حکومت کی نظر انتخاب اس معاملہ میں بھی اپنی بہترین اہلیت کا ثبوت دیگی۔

احراریوں کی "تبلیغی کانفرنسوں" کی حقیقت

آج کل مجلس احرار کے کرتا دھرتا جس بے دردی سے مسلمانوں کی طاقت اور روپیہ کو اپنی چند ذاتی اغراض کے لئے استعمال کر رہے ہیں وہ غداری، قومی خیانت اور اغراض پرستی کا بدترین اور قابل صد نفرت نمونہ ہے۔ سر زمین پنجاب پر ہر ہفتہ کسی نہ کسی مقام پر نام نہاد تبلیغی کانفرنس کا اعلان کرکے لمبے دار عبارت میں قد آدم پوسٹر شائع کر دیئے جاتے ہیں "مجاہد" میں بھی پروپیگنڈا شروع ہو جاتا ہے۔ چند مخصوص آدمیوں میں سے کسی کو صدر کانفرنس اور کسی کو مجلس استقبالیہ کا صدر مقرر کر دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں سے چندہ جمع کرکے پنڈال کی تعمیر شروع ہو جاتی ہے۔ بے فکرے احراری رضا کاروں کی ٹولیاں اس جگہ پہنچ کر مفت خوری کی داد دیتی ہیں۔ اس کے بعد احراری لیڈر تشریف لے جاتے ہیں آخر کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ اس میں تبلیغ اسلام کا نام تک نہیں لیا جاتا حضرت مرزا صاحب اور احمدیت کے خلاف بدزبانی کی جاتی ہے۔ سر فضل حسین بالقابہ کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ احمدیوں کے بائیکاٹ کی تلقین ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام کے خلاف قرارداد ملامت منظور کی جاتی ہے۔ اور سب سے آخر تان اس پر ٹوٹتی ہے۔ کہ احرار کو ووٹ اور چندہ دو۔ سر فضل حسین اور ان کی اتحاد پارٹی غدار۔ حکومت پرست اور دشمن اسلام ہے۔

یہ ہے احراریوں کی تبلیغ اور تبلیغی کانفرنسوں کا طول و عرض۔ ان کانفرنسوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے۔ وہ احراری لیڈروں کی تلقین کے مطابق ایک دوسرے کا سر پھوڑنے میں مصروف ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس عذاب سے مسلمانوں کو جلد نجات دے

امرتسر میں احراری جلوس پر حملہ

۸ مئی کو امرتسر میں احراری جلوس پر بعض اشخاص نے حملہ کر دیا۔ پہلے چودھری افضل حق۔ صدر احرار کانفرنس امرتسر کی موٹر پر سیاہ برچھیاں پھینکی گئیں۔ اور خشت باری کی گئی لیکن پولیس نے بہت جلد حالات پر قابو پا لیا۔ اس کے بعد جب جلوس کٹڑہ بھنگیاں میں پہنچا۔ تو ایک مکان سے موٹر پر تیزاب اور تارکول پھینکا گیا جس سے چودھری افضل حق کی آنکھ زخمی ہو گئی۔ اس واقعہ کی اطلاع جب جلوس والوں کو ملی۔ تو وہ اس مکان کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ ان پر بھی خشت باری کی گئی۔ اس کے بعد پولیس نے آکر امن قائم کیا۔ اور احرار کانفرنس پولیس ہی کی حفاظت میں ہوئی۔ جلسوں اور جلوسوں میں بدنظمی و بدمزگی پیدا کرنے کی کوششیں بے حد قابل نفرت ہیں۔ اس حادثہ میں ہمیں چودھری افضل حق اور ان کے رفقائے کار سے ہمدردی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ اس قسم کی غیر شریفانہ حرکتوں کی ابتدا کرنے اور ان کو سب سے زیادہ رواج دینے والے احراری حضرات ہی ہیں۔ امرتسر میں بزرگان احرار کو جو کچھ بھگتنا پڑا۔ انہی کے لگائے ہوئے درخت کا میوہ تلخ ہے۔ اگر وہ شروع ہی سے اس قسم کی حرکتوں کی سرپرستی نہ فرماتے۔ تو انہیں یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔

محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ

بعض ہندو اخبارات آج کل مس خدیجہ بیگم فیروز الدین صاحبہ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل انسپکٹرس گرلز اسکولز لاہور ڈویژن کے خلاف غوغا آرائی میں مصروف ہیں۔ اور اس لائق و محترم خاتون پر تعصب و مذہبی جانبداری کے غلط الزامات تراش رہے ہیں۔ جہاں تک ہم معلوم کر سکے ہیں۔ ہندو اخبارات کے یہ الزامات قطعاً بے حقیقت ہیں۔ مس موصوفہ اپنے فرائض کو کمال قابلیت و دیانت اور غیر جانبداری سے انجام دے رہی ہیں۔ ہندو اخبارات کی غوغا آرائی جوش تعصب و عناد کا نتیجہ ہے۔ اور اس میں بعض نااہل معلمات کا بھی ہاتھ ہے ایک لائق معزز اور دیانتدار خاتون کے خلاف اس قسم کے غلط الزامات کی اشاعت قابل صد نفرت فعل ہے۔ جس پر ہندو اخبار نویسوں کی گردنیں شرم و ندامت سے جھک جانی چاہئیں۔ ہمیں یقین ہے کہ محکمہ تعلیم پر اس غلط پروپیگنڈے کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ متعدد شریف اور انصاف پسند ہندو حضرات نے ان اخبارات کے خلاف نفرت و بیزاری کا اظہار کیا ہے۔

حبشہ کے زخمی دل کی آہ!

گزشتہ ہفتہ یہ خبر اکثر روزناموں میں شائع ہو چکی ہے کہ شاہ حبشہ نے ادیس ابابا چھوڑنے سے قبل ایک دردناک اپیل اقوام عالم کے نام کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے آخری دم تک وطن کی حفاظت کی لیکن میں دشمن کے مقابلہ اور مدافعت میں ناکام رہا۔ میں نے آخر دم تک ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا لیکن مجھے یورپ کی شاطرانہ اور عیارانہ چالوں کے مقابلہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ یورپ کی سلطنتوں نے جو سلوک مجھ سے اور میرے ملک سے کیا میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ حبشہ کی طرح یورپ بھی بہت جلد تباہ ہو جائیگا"

شاہ حبشہ کے یہ پُردرد اور حسرت انگیز الفاظ یورپ کی عیارانہ چالوں کے تلخ تجربہ کا اظہار کر رہے ہیں مستقبل قریب کا مورخ جب واقعات کو پیش کرکے ان الفاظ کی تشریح کرے گا۔ تو یقیناً دنیا حیران رہ جائیگی۔ امید ہے حبشہ کے زخمی دل کی آہ قدرت کے مخفی ہاتھ کو عنقریب حرکت میں لے آئے گی۔ اور شاہ حبشہ کی پیشگوئی بہت جلد پوری ہو کر رہے گی۔

ڈاکٹر سر اقبال اور احمدیت

حضرت مرزا صاحب پر دعویٰ نبوت اور تکفیر المسلمین کے بے بنیاد الزامات

(از مولوی غلام نبی صاحب مسلم۔ بی۔ اے)

(۳)

حضرت مرزا صاحب نے اپنے منکرین کو کافر نہیں کہا

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "نبوت مرزا" کا عقیدہ جزو احمدیت ہے۔ اور اس کے لئے اپنے پاس دلائل کا ذخیرہ رکھنے کے مدعی ہیں اس دعوے کے جواز میں پیش کردہ دلائل پر نظر ڈالنے سے قبل میں ڈاکٹر صاحب کے بیان کی بنیاد پر ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کے سامنے احمدیت پر اعتراض کرنے کے لئے صرف وہ لٹریچر ہے۔ جو قادیانیوں نے اپنے مخصوص خیالات و عقائد کی ترجمانی کرتے ہوئے شائع کیا ہے۔ مگر وہ اس لٹریچر کے سہارے پر جماعت احمدیہ لاہور کو بھی مطعون کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم خود قادیانیوں کی تحریرات کی عرصہ ۲۱ سال سے تردید کر رہے ہیں۔ جس کا اقرار ڈاکٹر صاحب بھی کرتے ہیں۔ اس اقرار کے باوجود اس الزام کا عائد کرنا قابل تعجب ہے

ڈاکٹر صاحب کی بنیادی غلطی

احمدیت پر تبصرہ کرنے کیلئے ضروری تھا کہ بانی سلسلہ کی اپنی تحریرات کو سامنے رکھا جاتا۔ کیونکہ ایک صحیح ناقد کا یہی اصول ہونا چاہیئے بانی سلسلہ دوسروں کے خیالات اور عقائد کا ذمہ دار نہیں خواہ وہ تحریرات عقیدت کیشوں کی ہوں یا معاندین کی۔ اگر ڈاکٹر صاحب اس موجودہ روش کو مبنی بر دیانت و تقویٰ تصور کرتے ہیں تو وہ سلسلہ کے متعلق ہماری تحریرات کے متعلق کیوں چشم پوشی سے کام لیتے ہیں؟ کیا یہی تعلیم اسلام ہے اور یہی انصاف و عدل کا تقاضا ہے؟ حضرت مرزا صاحب کی ذات اور تعلیم پر اعتراضات کرنے تھے تو ان کی کتب کو سامنے رکھتے، دنیا کو یہ کہہ کر سنا دینا کہ چونکہ احمدیوں کی اکثریت مرزا صاحب کی نبوت کی معتقد ہے لہٰذا مرزا صاحب یقیناً مدعی نبوت ہیں۔ خلاف اصول ہے۔ مسلمانوں کو ہی لیجئے۔ ان میں اکثریت ایسے اشخاص کی ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو چرخ چہارم پر حیات تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب علماء اور سواد اعظم کے علی الرغم اس عقیدے کو جزو مجوسیت قرار دیتے ہیں۔ نیز آپ سر سید احمد خاں، محمد بن عبدالوہاب وغیرہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ حالانکہ مطابق عقائد جمہور وہ مرتد، کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ کیا ڈاکٹر صاحب ان جمہور کی باتوں کو تسلیم کر کے ان بزرگوں پر معترض ہونے کی تکلیف گوارا کریں گے؟ مسلمانوں میں نبی کریم صلعم اور دیگر بزرگان امت کے متعلق خوش اعتقادی کی بناء پر بے شمار خلاف شریعت امور رائج ہیں۔ کیا ڈاکٹر صاحب ان عقائد کو حضرت نبی کریم صلعم کی طرف منسوب کریں گے؟ (نعوذ باللہ) عیسائیوں کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں اور وہ اس عقیدہ کو مسیح کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ سب مسلمان قائل ہیں کہ یہ عیسائیوں کا غلو ہے اور حضرت عیسیٰؑ کا دامن اس سے پاک ہے۔ پس اگر عیسائیوں کی اکثریت کا جناب مسیح کو ابن اللہ تسلیم کرنا ان کی ذات کو قابل اعتراض نہیں گردانتا تو قادیانیوں کے عقائد کے مرزا صاحب کس طرح ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب کا دعویٰ بلا دلیل

ان الفاظ کے بعد میں ڈاکٹر صاحب کے اس ارشاد کو لیتا ہوں جس کو تسلیم کرنے کے بعد آپ حضرت مرزا صاحب کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: "اسلام کی تعلیم مکمل اور نا ابد ہے نبی کریم صلعم کے بعد ایسے الہام کا دروازہ بند ہے جس کا انکار کرنے سے کوئی شخص کافر ہو جاتا ہے"۔ ڈاکٹر صاحب نے بجا فرمایا۔ ہمارا بھی یہی ایمان ہے اور اسی عقیدہ پر حضرت صاحبؑ تمام عمر قائم رہے ڈاکٹر صاحب نے اس اصول کے بیان کرنے کے بعد حضرت مرزا صاحب کی ایک بھی تحریر ایسی پیش نہیں کی جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ نے اپنے الہام کے منکر کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا ہے تو کیا ایک اصول قائم کرنا اور پھر جب یہ چسپاں کرنا ہو۔ اس کا دعویٰ پیش کئے بغیر کہہ دینا کہ "لہٰذا وہ کافر ٹھہرا" تقاضائے دیانت اور اسلام ہے؟

حضرت مرزا صاحب کے ارشادات

حضرت مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز اس امر کا دعویٰ نہیں کیا کہ میری وحی کا منکر کافر ہے بلکہ اس کی تردید آپ پر زور الفاظ میں فرماتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ان کے اپنے الفاظ درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) "ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"

اس کے نیچے حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"

(تریاق القلوب ص ۱۳۰)

(۲) "پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو۔ کہ ہمارے ذمے یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گوؤں کو کافر ٹھہرایا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۰)

(۳) "میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا"

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۶۵)

(۴) "ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اپنے رسالہ "المسیح الدجال" وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایمان نہیں لائیگا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا۔ جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا اور دوزخ میں پڑے گا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اس کی عادت ہے یہ افترا میرے پر کیا ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اس کو قبول نہیں کر سکتی"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

(۵) سوال ہوا کہ غیر احمدی آپ کو کافر کہتے ہیں تو کہیں۔ لیکن آپ نہ کہیں تو کیا ہرج ہے۔ الجواب فرمایا۔ جو ہمیں کافر نہیں کہتا۔ ہم اسے ہرگز ہرگز کافر نہیں سمجھتے"

(آخری تقریر لاہور)

ڈاکٹر صاحب کی اپنی شہادت

اس کی تائید میں ڈاکٹر صاحب کی اپنی ناقابل تردید شہادت موجود ہے۔ ۱۹۳۴ء موسم سرما میں جب حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ڈاکٹر صاحب کی عیادت کیلئے گئے تو ڈاکٹر صاحب نے خود حضرت مرزا صاحب کے متعلق آپ سے گفتگو کی جس کا خلاصہ مولانا موصوف کے الفاظ میں یہ ہے اور جس کی تصدیق ڈاکٹر صاحب نے حال ہی میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے نام ایک خط میں کی "ایک دفعہ جناب مرزا صاحب سیالکوٹ گئے ان ایام میں میاں فضل حسین صاحب وہاں کام کرتے تھے۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب کہیں جا رہے تھے تو اتفاق سے رستے میں میاں صاحب سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کدھر جا رہے ہیں تو انہوں نے کہا۔ کہ میں مرزا صاحب کی طرف جا رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو اثنائے گفتگو میں میاں صاحب نے جناب مرزا صاحب سے سوال کیا کہ کیا آپ اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ تو آپ نے صاف الفاظ میں جواب دیا۔ کہ "میں اپنے منکر کو کافر نہیں کہتا"۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ جناب مرزا صاحب کے یہ الفاظ مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے یہ بھی فرمایا کہ البتہ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ واقعہ کس سال کا ہے۔ لیکن اتنا یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ میاں فضل حسین ان دنوں وہاں پریکٹس کرتے تھے۔ سو اس کے متعلق صرف اتنا بیان کر دینا ضروری ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے سیالکوٹ تشریف لیجانے کا واقعہ ۱۹۰۴ء کا ہے"۔

کاش ڈاکٹر صاحب تقوے سے کام لیتے اور حضرت مجدد کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی رائے قائم کرتے اور جب وہ خود مرزا صاحب کی رائے سے واقف تھے جس کے منکر وہ اب بھی نہیں۔ تو پھر کس اصول پر انہوں نے حضرت مرزا صاحب پر تکفیر کا فتوےٰ لگانے کی افسوسناک جرأت کی ہے۔ میں تمام انصاف پسند، پاک طینت مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی ذات کو درمیان سے علیحدہ کر کے بتائیں کہ آیا مذکورہ بالا عبارات کا قائل ڈاکٹر اقبال کی پیشکردہ شرط کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہے؟ دوستو! دنیا چند روزہ ہے آخر خدا کے حضور جانا ہے اس لئے عقل و انصاف سے کام لو۔

ایک غلطی کا ازالہ

ڈاکٹر صاحب کی تمام تحریر میں ایک بات واضح ہے کہ آپ مسلمانوں کے سیاسی و مادی غلبہ کے لئے مضطرب ہیں۔ اور بنا بریں وہ احمدیت کا سیاسی رنگ میں مقابلہ کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ روحانی ترقی اور روحانیت کا احیاء ان کے نزدیک ترقی کے منافی ہے اور مسلمانوں کی بربادی کا باعث ان کے نزدیک وہ ہستیاں ہوئی ہیں جو کہ مقام روحانیت پر فائز ہونے کی دعویدار رہی ہیں۔ اس جگہ ایک خطرناک غلطی کا ازالہ ضروری ہے۔ اسلامی تعلیم سے بے بہرہ انسان کا منتہائے زندگی مادی غلبہ کا حصول ہے اس کے نزدیک کامیابی یہی ہوتی ہے کہ اس کی حکومت ہو، رعب ہو۔ خواہ اس میں اخلاق اور اسلامی تعلیمات کا کوئی عنصر موجود نہ ہو مگر اسلام کے مقصد سے باخبر مسلمان، اخلاق عالیہ، صفات ستودہ کا قائل ہے اس کا مقصد حیات روح کی پاکیزگی اور تعلق باللہ ہے۔ احکام الٰہی کی پیروی اس کی روح کی غذا ہے۔ اس کے پیش نظر مادی غلبہ نہیں ہوتا۔ گو اللہ تعالیٰ اس کی ذاتی صلاحیت کے پیش نظر اسے یہ غلبہ عطا فرماتا ہے۔ اب ڈاکٹر صاحب نے جو اعتراض قرون وسطیٰ

(باقی ص ۶ پر)

ہندو دنیا پر ایک نظر!

حکومت نیپال اپنی مٹھی بھر مسلمان رعایا پر بدستور ظلم و جور کر رہی ہے۔ بدنصیب نیپالی مسلمانوں کی تباہ حالی و مظلومیت کی داستان بہت ہی رنجدہ اور دردناک ہے۔ چند ہندو اسلام کی خوبیوں سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ مسلمانوں کا لبس یہی "جرم" ہے اسی کی پاداش میں ان پر طرح طرح کے مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ ہزاروں مسلمانوں کی مذہبی آزادی چھینی جا چکی ہے۔ ان پر فرضی مقدمات دائر کئے جا رہے ہیں۔ بارہ[12] بے قصور مسلمانوں کو جیل میں بند کر دیا گیا جن میں سے ایک جیل کی سختیوں کی تاب نہ لا کر راہی ملک بقا ہوا۔ چند اور رجاں بلب ہیں مرنے والے کی میت بھی مسلمانوں کو نہیں دی گئی۔ بہت سے مسلمانوں کی جائیدادیں ضبط ہو چکی ہیں۔ وہ اور ان کے بال بچے بھوکوں مر رہے ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث کے بہت سے نسخے ضبط کر لئے گئے ہیں اور ان کی بے ادبی کی گئی۔ نومسلموں کو بے رحمی سے زدوکوب کیا گیا۔

ویسے بھی نیپال میں مسلمانوں کے لئے ہر قسم کے مذہبی جلسوں اور وعظوں کی بالکل ممانعت ہے۔ ان کو انگریزی تعلیم سے بالکل محروم رکھا جاتا ہے۔ کسی سرکاری محکمہ میں مسلمانوں کو کوئی قابل ذکر ملازمت حاصل نہیں۔ گائے کی قربانی کی شدید ممانعت ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو عمر قید کی سزا دی جاتی ہے۔ اس جرم میں پہلے پھانسی کا حکم ہوتا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ اچھوتوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے ان کو کنوؤں سے پانی بھرنے کی اجازت نہیں۔ اب بعض مقامات پر مسلمانوں کے لئے مکان سے نکلنا اور رستہ چلنا تک بند کیا جا رہا ہے ہندو کسی مسلمان کو اچھے کپڑے پہنے دیکھتے ہیں تو علانیہ گالیاں دیتے ہیں۔ مسلمان اس قدر کمزور اور خائف ہو چکے ہیں کہ مہاراجہ نیپال یا حکومت انگریزی تک اپنی فریاد بھی نہیں پہنچا سکتے۔

انگریزی علاقہ کے ہندو اخبارات اپنی "آزاد سلطنت" کی حمایت میں دیوانہ وار مصروف ہیں۔ لیکن ان کو ان حقائق کی تردید کی جرأت نہ ہو سکی۔ ہندو اخبارات اور ہندو لیڈر آئے دن اسلامی ریاستوں اور سلطنتوں پر بہتان طرازی کیا کرتے ہیں۔ اگر ان کا ضمیر بالکل مردہ نہیں ہو گیا تو وہ بتائیں کہ حکومت نیپال کا یہ طرز عمل انسانیت و انصاف کی بدترین توہین اور مذہبی و شخصی آزادی کے سراسر منافی نہیں؟ افغانستان وایران میں ہزاروں ہندو سکھ آباد ہیں۔ کیا ان کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے؟ افغانستان کے ہندوؤں کی فرضی اور خالی از حقیقت شکایات پر یہ لوگ طوفان محشر برپا کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن حکومت نیپال کی وحشیانہ حرکتوں کے خلاف ان کی زبان بالکل خاموش ہے اصل میں بات یہ ہے کہ ہندو قوم ہزاروں سالوں سے ایسے حالات میں زندگی بسر کر رہی ہے کہ حکمرانی کی قابلیت اور انصاف و رواداری کے اوصاف اس میں بالکل نہیں رہے۔ گذشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ دیکھ لیجئے جب کبھی ہندوؤں کو کسی قسم کا اقتدار حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے دوسری قوموں کے ساتھ نہایت ناروا سلوک کیا۔ ہندو ریاستوں اور ہندو علاقوں میں آج بھی ایسا ہو رہا ہے۔ نیپالی مسلمانوں کے مصائب کی وجہ بھی یہی ہندوانہ ذہنیت ہے۔ حکومت نیپال اور ہندو قوم سے انصاف و انسانیت کے نام پر اپیلیں کرنا کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ حکومت انگریزی معمولی اشارے سے صورت حالات کو بہتر بنا سکتی ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ ذمہ دار مسلمان اکابر حکومت ہند کو اس طرف توجہ دلائیں۔ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں بھی اس سوال کو اٹھانا چاہیئے۔

ہندو لیڈروں نے ڈاکٹر امبیدکر پر ڈورے ڈالنے کی ہر چند کوشش کی۔ لیکن اس میں انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ اب انہوں نے ڈاکٹر موصوف کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ تاکہ اچھوت اقوام ان سے بدظن ہو جائیں۔ گذشتہ دنوں ڈاکٹر صاحب ناگپور گئے۔ تو ہندوؤں نے یہ افواہ پھیلا دی کہ انہوں نے گاندھی جی سے وعدہ کر لیا ہے کہ دس سال تک میں مذہب تبدیل نہیں کروں گا۔ اور نہ اچھوتوں کو کسی دوسرے مذہب میں شامل ہونے دونگا۔ ڈاکٹر امبیدکر نے ایک اعلان میں اس کی باقاعدہ تردید کر دی ہے اور اس افواہ کو بالکل بے سروپا قرار دیا ہے۔ ہندو لیڈروں کو جان لینا چاہیئے کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے ان کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ بفرض محال اگر وہ ڈاکٹر امبیدکر پر ڈورے ڈالنے میں کامیاب بھی ہو جائیں۔ تب بھی وہ اچھوتوں کی موجودہ بیداری اور بے چینی کو دور نہیں کر سکتے۔ اب تو ہندوؤں کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ یا اچھوتوں کے تمام مطالبات پورے کر کے انہیں مساوی درجہ دیدیں یا انہیں ہندو دھرم سے علیحدہ ہو جانے دیں

چند روز ہوئے لاہور میں ایک ہریجن دلہن کی ڈولی پر چند بداخلاق مسلمان نوجوانوں نے حملہ کر دیا۔ اس واقعہ کی جو تفصیلات اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ اگر وہ یا ان کا کوئی حصہ صحیح ہے۔ تو کسی شریف اور صاحب عقل مسلمان کو اس فعل کی مذمت میں تامل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ لاہور کے تقریباً تمام اسلامی اخبارات نے اس شرمناک حرکت پر اظہار نفرت وملامت کیا ہے۔ حکام کا فرض ہے کہ بعد تحقیقات مجرموں کو قرار واقعی سزا دیں۔ لیکن ہندوؤں نے اس انفرادی واقعہ پر جو شور برپا کر رکھا ہے۔ وہ اس حرکت سے بھی زیادہ مجرمانہ اور شرمناک ہے۔ وہ اس کے لئے ساری مسلمان قوم کو ذمہ دار قرار دے رہے ہیں حسب معمول انہیں اس کے اندر سازش کا ہوا نظر آ رہا ہے۔ ہندو لیڈر اور اخبارات اچھوتوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی ذلیل کوشش میں بھی مصروف ہیں۔ چنانچہ اس واقعہ کے سلسلہ میں انہوں نے موری دروازہ کے باہر اچھوتوں کا ایک جلسہ بھی منعقد کیا تھا۔

ایک انفرادی واقعہ کے لئے آٹھ نو کروڑ کی پوری قوم کو ذمہ دار قرار دینے کی کوشش ہندو قوم کے اخلاق و دیانت کا ایک نہایت تاریک پہلو پیش کرتی ہے۔ بد اخلاق لوگ ہر ایک قوم میں ہوتے ہیں۔ ان کی حرکتوں پر ساری قوم کو مطعون نہیں کیا جا سکتا۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ اس قوم کے ذمہ دار افراد بداخلاق لوگوں کی نامناسب حرکت پر واضح الفاظ میں اظہار بیزاری بھی کر چکے ہوں۔ ہم اس واقعہ پر طوفان محشر برپا کرنے والے مہاشوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا ہندوؤں میں اس قسم کے واقعات مفقود ہیں؟ کیا ہندو نوجوان اچھوت عورتوں کے اغوا اور عصمت دری کے کبھی مرتکب نہیں ہوئے؟ زیادہ نہیں ان کو لاہور کی عدالتوں کی گذشتہ دو ہفتوں کی کارروائی ہی مطالعہ کر لینی چاہیئے اور پھر ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ اچھوتوں کے سمجھدار افراد ہندوؤں کی چال کو سمجھ گئے ہیں اور انہوں نے خود غرض مہاشوں کا آلہ کار بننے سے انکار کر دیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اچھوتوں کی موجودہ بیداری ممدوح الطرفین پنڈت مالویہ کے لئے سب سے زیادہ باعث اذیت ہے۔ اچھوت جہاں کہیں جلسہ کرتے ہیں پنڈت جی کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر وہاں جا پہنچتے ہیں ناسک میں اچھوتوں کا اجتماع ہوا۔ پنڈت جی ڈاکٹر امبیدکر کو روکنے کیلئے وہاں جا براجے۔ اور اچھوتوں کو ورغلانے کی ہر چند کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ البتہ سناتن دھرمی ہندوؤں نے ڈاکٹر امبیدکر کو پیٹ ڈالا اب ریاست ٹراونکور میں ازہوا قوم کی کانفرنس ہوئی تو پنڈت جی نے وہاں کا عزم کر لیا۔ پہلے افواہ گرم ہوئی تھی کہ آپ وہاں عیسائیوں سے مناظرہ فرمائیں گے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ مناظرہ کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ صرف ہندوؤں کی تنظیم کریں گے اور اچھوتوں کو سبز باغ دکھائیں گے۔ پنڈت جی جیسے کٹر سناتن دھرمی کا اچھوت ادھار کا دعویٰ ہونا سب سے بڑا فریب اور سب سے بڑی ستم ظریفی ہے۔ اچھوت ہندوؤں سے حق مساوات مانگ رہے ہیں اور پنڈت جی جن کے نزدیک اچھوت کا سایہ تک ناپاک ہے ان کو مطمئن کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں ہندو قوم کے بزرگ بھی کس قدر دلچسپ اور ستم ظریف واقع ہوئے ہیں۔

لاہور کے مشہور آریہ سماجی روزنامہ "پرتاپ" میں آریہ سماج کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں پنڈت جی نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ آریہ سماج جو ہندو دھرم کے تمام فرقوں کی نسبت اسلام سے بہت قریب ہے اسلام کا مخالف بن گیا ہے۔ بابو بپن چندر پال آنجہانی بھی آریہ سماج کو اسلام کا شاگرد کہا کرتے تھے۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آریہ سماج نے اسلام سے بہت کچھ حاصل کیا ہے اور حاصل کر رہا ہے۔ وہ اسلام کا شاگرد ہے۔ سوامی دیانند کے اکثر اصلاحی خیالات اسلامی تعلیمات کے رہین منت ہیں لیکن یہ شاگرد احسان فراموش ہے جس چشمہ سے پانی پیتا ہے اسی کو خراب کرنے کی نامراد کوشش کرتا ہے جس درخت کا میوہ کھاتا ہے اسی پر کلہاڑی چلانے کیلئے بیتاب ہے۔ اخلاقی لحاظ سے اسکا یہ فعل بہت ہی افسوسناک ہے

(بقیہ صفحہ ۵)

کے صوفی منش بزرگوں (مثلاً سید عبد القادر جیلانی، بایزید بسطامی، فرید الدین عطار، شیخ سعدی، شبلی، منصور، امام غزالی اور مجدد سرہندی وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین) پر کیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے جذبہ عمل مفقود کرنے کا باعث ہوئے ہیں۔ مگر ایک حامی اسلام ان کے وجودوں کو نعمت غیر مترقبہ سمجھیگا۔ مادی غلبہ جو انسان کو احکام اسلامی کا پابند نہ رہنے دے وہ ایک لعنت ہے۔ جب کبھی مسلمانوں پر ایسی حالت آئی تو انہوں نے اسلام کی دل کھول کر تخریب کی اور اپنی اس طاقت کے بل بوتے پر حضرت مجدد الف ثانی، امام غزالی، امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام احمد حنبل امام بخاری، غرضیکہ تمام آئمہ اسلام کو تختہ مشق ستم وجور بنایا جس میں ملانوں کی بدباطنیوں نے حقیقی اسلام کی پاکیزہ تعلیم کو عقائد فاسدہ کے سیاہ پردے میں مستور کر دیا۔ ہمارا ایمان ہے کہ اگر یہ مبارک وجود نہ ہوتے تو اسلام کا نام جو آج تک زندہ چلا آیا ہے۔ مٹ چکا ہوتا اور اب ہمیں فخر ہے کہ ان مردان خدا کی اولوالعزمیوں اور صبر و استقلال کی طفیل ہم میں حقیقی اسلام کی تعلیم موجود ہے اور ان کی بدولت کروڑ در کروڑ کلمہ گو موجود ہیں۔ ورنہ سلاطین اور ارباب اقتدار نے تو اسلام سے غداری میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کو اسی مادی

انجمن حمایت اسلام لاہور کا عکسی قرآن مجید

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

قرآن کریم کی خدمت کسی رنگ میں کوئی کرے۔ بہترین اسلامی خدمت میں سے ہے انجمن حمایت اسلام لاہور نے حال میں ایک نہایت خوبصورت عکسی قرآن شریف شائع کیا ہے۔ جو اپنی طباعت کاغذ اور خوبصورتی کے لحاظ سے اور صحت اور اوقاف کے لحاظ سے اور دلکش طرز تحریر اور دوسری بہت سی خوبیوں کے لحاظ سے بہترین نسخوں میں جو کسی ملک میں طبع ہوئے ہوں دکھا جانے کے قابل ہے۔ ہندوستان میں قرآن شریف کے نسخوں کا بہت بڑا حصہ غیر مسلم مطبعوں میں چھپتا ہے جن کی غرض صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ بازار میں ارزاں داموں پر فروخت کرکے اس کے ذریعہ سے روپیہ کما سکیں۔ اور جو اسلامی مطبعوں میں طبع ہوتا ہے اس میں سوائے خاص خاص اور قیمتی نسخوں کے عام طور پر کاغذ طباعت اور صحت کی حالت قابل افسوس ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں جب ایک معمولی اخبار یا اشتہار یا کتاب کے لئے اس بات کو پسند کیا جاتا ہے کہ وہ ہر طرح سے دیدہ زیب ہو تعجب ہے کہ مسلمان کس طرح پر ناقص کاغذوں پر طبع شدہ اور لاپرواہی سے لکھے ہوئے اور غلط چھپے ہوئے قرآن کریم کے نسخوں کو نذر بیچ دے رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ تھوڑے پیسوں کے خرچ سے وہ دستیاب ہو جاتے ہیں۔ مسلمان قوم کا فرض ہے۔ کہ طبع قرآن کریم کے معاملہ میں نہ صرف حسن مذاق کا ثبوت دے بلکہ کلام الہٰی کے احترام کا بھی۔ تاکہ اسے بہترین صورت میں پبلک کے سامنے رکھا جائے۔ ہمارے اسلاف نے مطبع کی ایجاد سے پیشتر قرآن کریم کے نسخوں کے لکھنے میں جس محبت اور احترام کا اظہار کیا ہے۔ اور جس محنت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ اپنی جگہ بے نظیر ہے۔ اور دنیا کی اور کسی مذہبی کتاب کے لئے اسی رنگ کی محبت اور احترام کا ثبوت نہیں ملتا۔ گو بعض کتابوں کی پرستش تک بھی کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے بادشاہوں نے قرآن کریم کے لکھنے پر اس قدر محنت کی ہے اور الفاظ قرآنی کو اس قدر خوبصورت جامہ پہنایا ہے۔ جسے دیکھ کر عقل انسانی حیرت میں رہ جاتی ہے۔ انہی بادشاہوں میں حضرت اورنگ زیب عالمگیر تھے جن کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ دیکھ کر اس سے زیادہ خوبصورت کتاب دیکھنے کی خواہش دل میں نہیں رہتی۔

انجمن حمایت اسلام لاہور نے قرآن کریم کی طبع کے معاملہ میں نہایت مبارک اقدام کیا ہے۔ اور گو اس انجمن کی قومی خدمات کئی رنگوں میں مسلمانوں کو مرہون منت کر رہی ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی طبع کا یہ نیا کارنامہ ایسا ہے۔ کہ جس پر ہر مسلمان کے دل سے بے اختیار صدائے تحسین نکلیگی یہ درست ہے۔ کہ اور بھی بڑے بڑے خوبصورت نسخے قرآن کریم کے مل سکتے ہیں لیکن مسلمان قوم کا بہت بڑا حصہ وہ ہے جس کی یہ طاقت نہیں کہ ان نسخوں کو حاصل کر سکے۔ انجمن حمایت اسلام نے خوبصورتی اور صحت کے لحاظ سے ایک ایسا نسخہ مسلمان پبلک کے سامنے رکھا ہے جسے ایک غریب مسلمان بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اور اگر مسلمان پبلک نے انجمن کے اس کام کی قدردانی کی تو یقین ہے کہ انجمن اس نسخے کو غربا تک پہنچانے میں اور بھی زیادہ سہولتیں پیدا کر دے گی۔ علاوہ ظاہری خوبصورتی کے جو محنت اس نسخہ کی تیاری میں صحت الفاظ اور اوقاف پر کی گئی ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے اس ساری محنت کا بار گراں یعنی اس کی آیت شماری اور صحت لفظی اور صحت اوقاف سے لے کر اس کے لکھوانے اور ہر ایک قسم کا سامان مہیا کرنے تک جس سے یہ کام احسن طریق پر تکمیل کو پہنچا۔ پروفیسر ظفر اقبال صاحب نے جس خوش دلی سے مسلسل چھ سات سال تک اٹھایا ہے۔ اور شب و روز اسی پر عرقریزی کی ہے اس کے لئے ہر مسلمان کے دل سے بے اختیار دعا نکلے گی جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ قرآن کریم کو خوبصورتی کا ظاہری جامہ پہنانے اور اس کی صحت کا اہتمام کرنے والوں کے نام جہاں قیامت تک زندہ رہیں گے ان میں پروفیسر ظفر اقبال کا نام بھی عزت کیساتھ لکھا جائیگا۔ یہ عشق محبت کلام الہٰی تھی جس نے پروفیسر صاحب سے اپنی گوناگوں معروفیتوں کے اندر یہ کام کرالیا۔ ہاں اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس کام کے لئے دل میں تڑپ اور شوق ہو اسے کرنے کے لئے ایک معروف انسان کو بھی کس طرح وقت اور سامان مل جاتے ہیں۔

اس نسخہ قرآن کریم کی طرز تحریر بھی نہایت واضح ہے۔ تمام اعراب علیحدہ علیحدہ ہر حرف پر ایسے صاف ہیں کہ ایک نو آموز یا ایک بچہ بھی آسانی سے اسے صحیح پڑھ سکے گا۔ عام طبع شدہ نسخوں سے اور بھی کئی باتوں میں یہ نسخہ ممتاز ہے۔ مثلاً سورتوں کی آیات کا شمار نہایت محنت کے ساتھ درست کرکے دیا گیا ہے۔ تاکہ کسی نجوم الفرقان کی مدد سے آسانی سے آیت مطلوبہ مل سکے ابتدا میں اوقاف کی تشریح سورتوں کی کئی قسم کی فہرستیں عام معلومات کے رنگ میں ایک بیش بہا اضافہ ہیں

میں امید رکھتا ہوں۔ کہ مسلمان کتب فروش آیندہ ناقص کاغذ پر اور غلط چھپے ہوئے نسخوں کو ترک کرکے اس نسخہ قرآن کریم کو مسلمانوں میں مروج کرنے کے لئے پوری کوشش کریں گے۔ اور ایسا ہی مسلمان اخبارات بھی اس امر کا اپنے صفحات میں خاص طور پر پروپیگنڈا کریں گے

پیغام صلح :- قرآن کریم تین قسم کے کاغذوں پر چھپا ہے قسم خاص۔ ہینڈ میڈ پارچمنٹ پیپر سیاہ مراکو لیدر کی منقش تہ دار جلد ہدیہ ۲۵ روپے۔ قسم اول۔ کاغذ عمدہ ولایتی جلد ولایتی کپڑے کی منقش ہدیہ پانچ روپے۔ قسم دوم۔ کاغذ عمدہ سفید کپڑے کی مینی دار منقش جلد ہدیہ تین روپے۔ سائز سب کا ایک ہی یعنی ۲۹×۲۰/۱۶

ایرانی خواتین کو شاہ ایران کی نصیحت

گزشتہ دنوں ایک اجتماع عظیم میں شاہ ایران نے ایک نہایت ولولہ انگیز تقریر کی جس میں ایرانی خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

" میری بہنو اور بیٹیو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ملک و قوم کی خدمت کو انجام دینے کا ولولہ اپنے اندر پیدا کرو۔ زندگی میں قناعت اختیار کرو۔ اعتدال کی راہ اختیار کرکے کفایت کو اپنا شعار بناؤ بناؤ سنگار اور اسراف سے ہمیشہ پرہیز کرتی رہو اگر تم نے ان چند باتوں پر عمل کیا۔ تو تمہاری اور تمہاری آیندہ نسلوں کی نجات یقینی ہے"۔

ہمارے خیال میں ہندوستان کی مسلمان خواتین کو بھی تاجدار ایران کی زریں نصیحت گوش ہوش سے سنکر اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان کو اس نصیحت کی ایرانی خواتین سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی تباہ حالی کی ایک بہت بڑی وجہ ان کی فضول خرچی اور مالی کمزوری ہے پہلے تو تمام ور پر شادی و مرگ کی تقریبات پر فضول خرچی کی جاتی تھی۔ لیکن اب مسلمانوں کی روزمرہ کی معاشرت بھی بے حد گراں اور مسرفانہ ہو چکی ہے۔ اور اس سے ان کی مشکلات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور بہت سے اخلاقی مفاسد بھی پیدا ہو رہے ہیں اگر ہماری خواتین کفایت و اعتدال کو اپنا شعار بنائیں۔ تو قوم نہ صرف تباہی سے بچ جائے۔ بلکہ دوبارہ مضبوط و باعزت ہو جائے کیونکہ گھر کے اخراجات زیادہ تر انہی کے ہاتھ سے ہوتے ہیں۔

مسئلہ جہاد اور حضرت مسیح موعودؑ

اسلام میں جہاد کا مفہوم اور موجودہ مسلمانوں کی ذہنیت

(از مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

ان چند بے بنیاد الزامات میں سے جو حضرت مسیح موعودؑ پر لگائے جاتے ہیں۔ ایک نہایت بے بنیاد الزام یہ ہے۔ کہ آپ نے جہاد کو منسوخ کر دیا۔ اس الزام کی تردید کئی مرتبہ مختلف پہلوؤں سے کی جا چکی ہے۔ اور معترضین کو بتایا جا چکا ہے۔ کہ اسلام میں جہاد کا اصل مفہوم دین کے لئے کوشش اور جد و جہد کرنا ہے۔ خواہ وہ کوشش دشمنان اسلام کے قاتلانہ حملوں کے جواب میں دفاعی جنگ کی صورت میں ہو جس کا نقشہ ابتدا سے اسلام میں نظر آتا ہے اور خواہ مخالفین اسلام کے قلمی اور لسانی حملوں کے جواب میں قلم اور زبان سے اسلام کی صداقت اور فوقیت کو ثابت کیا جائے اور اسلام کی تبلیغ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جد و جہد کی جائے۔ اس دوسرے جہاد کا نام قرآن کریم نے جہاد کبیر رکھا ہے۔ وجاھدھم بہ جہاداً کبیراً یہی درحقیقت حقیقی جہاد ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے قائم ہے۔ جہاد بالسیف خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہے جن کا ذکر قرآن کریم نے کھلے الفاظ میں کیا ہے۔ قاتلوا فی سبیل اللّٰہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللّٰہ لایحب المعتدین۔ اللہ کے رستہ میں ان لوگوں کے ساتھ لڑو جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ اور زیادتی مت کرو۔ اللہ تعالےٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس صاف اور کھلی شرط کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ جہاد بالسیف ہر زمانہ میں اور ہر وقت مسلمانوں پر فرض ہے۔ ظاہر ہے کہ آج اسلام کو کوئی تلوار کا مقابلہ درپیش نہیں۔ آج دشمنان اسلام جن حیلوں سے اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں۔ وہ یقاتلونکم کی شرط کو پورا نہیں کرتے اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا کہ وجوب الجہاد معدوم و متروک فی ھذا الزمن و ھذہ البلاد۔ جہاد کی شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں اور اس کے ساتھ ہی ممانعت جہاد کا ایک منظوم فتویٰ شائع کیا۔ جس میں جہاد بالسیف کو ممنوع قرار دیتے ہوئے جہاں اس پیشگوئی کا ذکر کیا جس میں آنحضرت صلعم نے مسیح موعودؑ کے زمانہ کو اس کا زمانہ قرار دیا ہے۔ اور یضع الحرب والا کلام بتایا وہیں مسلمانوں کی موجودہ کمزوریوں کا ذکر کیا اور بتایا۔ کہ اس زمانہ میں نہ تو مسلمانوں میں وہ طاقت و قوت نہ وہ دولت و عظمت وہ عطارح و علم نہ وہ فراست و معرفت نہ وہ وحدت و محبت موجود ہے جو جہاد کے لئے ضروری ہے۔ اور نہ ہی اس وقت غیر اقوام کی طرف سے مسلمانوں کے دینی معاملات میں کوئی جبر کیا جاتا ہے جو جہاد کے اولین شرائط میں سے ہے۔ چنانچہ فرمایا ؎

(۱) اب تم میں کیوں وہ سبقت کی طاقت نہیں رہی
سبب اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

(۲) اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں منع صلوٰۃ اور صوم سے

یہ دونوں شعر اس فتوے کی جان ہیں جو ممانعت جہاد کے متعلق آپ نے نظم میں لکھا ہے۔ اور ان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے انہی وجوہ کی بنا پر جو قرآن کریم نے قاتلوا فی سبیل اللّٰہ الذین یقاتلونکم میں بیان کی ہیں جہاد بالسیف کو ممنوع قرار دیا لیکن اس کے ساتھ اس دوسرے جہاد کو جسے قرآن کریم نے جہاد کبیر کے نام سے پکارا ہے۔ یعنی اعلائے کلمۃ اللہ اور تبلیغ و اشاعت اسلام اس درجہ ضروری اور لازمی قرار دیا۔ کہ یہی ایک کام آپ اور آپ کی جماعت کا اوڑھنا اور بچھونا بن گیا۔ رات دن اسی جہاد کو آپ نے اپنی زندگی کا نصب العین بنائے رکھا۔ اور آریوں عیسائیوں برہموؤں دہریوں اور ہر مذہب اور ہر عقیدے کے لوگوں سے وہ قلمی جنگ آپ نے کئے کہ اسلام کی تیرہ صد سالہ تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یہ ہم ہی نہیں کہتے سلسلہ احمدیہ کا وہ اشد ترین مخالف یعنے مولوی محمد حسین بٹالوی اس نے یہی الفاظ آپ کے متعلق لکھے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ جہاں آپ نے جہاد بالسیف کو ممنوع قرار دیا وہیں حاکم قوم یعنے انگریزوں کو دجال کے نام سے پکارا۔ جو مذہباً ایک بہت برا نام ہے۔ لیکن چونکہ حقیقتاً ان پر صادق آتا ہے اس لئے اس کے استعمال میں کسی خوف و لحاظ سے کام نہیں لیا گیا۔ لیکن ہر چہ گیرد علتی علت شود۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ان جہادی کارناموں اور دینی کوششوں کو تو آج کل کے جہادی مسلمان نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس حامی دین اور ناصر ملت مجاہد فی سبیل اللہ کو یہ کہہ کر بدنام کرتے ہیں کہ اس نے جہاد کو ممنوع قرار دے کر قرآن کریم کے ایک حکم کو منسوخ کر دیا خود تو پانچ سے لیکر پانچ سو آیات تک بھی منسوخ کر دیں۔ تو کوئی ہرج نہیں لیکن مرزا صاحب　　اگر ایک وقتی اور مشروط حکم کو اس زمانہ اور اس ملک کے لئے فقدان شرائط کی وجہ سے غیر ضروری قرار دیں۔ تو وہ گناہ عظیم اور ان کے کفر پر دال ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ جہاد بالسیف کو اس قدر ضروری سمجھنے کے باوجود پھر اس پر عامل بھی نہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے فتوائے ممانعت جہاد کو موجب کفر قرار دیا تھا۔ تو بات جب تھی کہ خود جہاد کر کے دکھاتے۔ لیکن نہیں مرزا صاحب کا تو جو کچھ عمل تھا۔ اسی کے مطابق انہوں نے زبان سے بھی کہا۔ مگر ہمارے مخالفین کا عمل کچھ ہے۔ اور زبان سے کچھ اور کہتے ہیں عملاً تو تلوار اٹھانے کی طاقت ہے نہ جرأت و امنگ بلکہ ہندوؤں کی تقلید میں عدم تشدد کے بھی قائل بن جاتے ہیں لیکن جب مرزا صاحب کا نام لیں تو جہاد بالسیف دین کا سب سے بڑا رکن بن جاتا ہے۔ اور اس کے بغیر ان کے دین کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ کیا لم تقولون ما لا تفعلون کا اس سے بڑھ کر تعجب انگیز نظارہ کہیں دکھائی دیتا ہے؟ خدا کے بندو! اگر تم جہاد بالسیف کے ایسے ہی قائل ہو۔ کہ اس کو آج غیر ضروری قرار دینے والوں کو کافر لعین کہتے ہو۔ تو تمہارا ایمان کہاں ہے؟ کہ تلوار لے کر نہیں اٹھتے اور باغت بی جہاد کی طرح کلمہ نگو کافر کہہ کر ہر ہندو اور انگریز کا سر قلم نہیں کر دیتے۔ تم تو وہ سیاسی نوجوان ہی اچھے رہے۔ جو اگرچہ ایک غلط اصول پر قائم ہیں لیکن ملکی آزادی کے لئے اپنے مخالفین کی جانیں لینے اور جان دینے سے دریغ نہیں کرتے ہیں کیا کہا جائے کہ نہ تلوار اٹھانے کی ہی سکت ہے اور نہ دین کے لئے مجاہدانہ کوشش ہی کرنا گوارا پھر منہ سے جہاد جہاد پکارتے ہیں اور اس حقیقی مجاہد کو جس نے جہاد کبیر کی طرح ملا یا کافر قرار دیتے ہو۔

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔اے۔ پی سی ایس ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

مسماۃ راجکماری دختر بالکند بذریعہ مسٹر منوہر لال جوہر مختار رنیق سائلہ سکنہ کوئٹہ

بنام

تارا چند ولد لالہ چمن لال ذات کھتری سکنہ کوئٹہ لٹن روڈ مسئول الیہ

سارٹیفیکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ الصمام ۹ عسہ ۱۵۲۵ بافتنی لالہ بالکند متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء

بنام ہر خاص و عام

مقدمہ مندرجہ عنوان سائلہ نے درخواست برائے حصول سارٹیفیکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی الصمام ۹ عسہ ۱۵۲۵ بافتنی لالہ بالکند متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہو وہ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ $\frac{5}{36}$ ۶ کو پیش کرے آج بدستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ $6\frac{5}{36}$

(بقیہ صفحہ ۲)

کے لئے ہرگز روا نہیں رکھیگا۔ کہ ایک رسول کو بھیجکر جس کے آنے کے ساتھ جبریل کا آنا ضروری ہے اسلام کا تختہ الٹ دے۔ حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی رسول نہیں بھیجیگا؟

فرماتے ہیں آنحضرت صلعم کے بعد کسی رسول کا آنا اس لئے منع ہے کہ جبریل کی آمد بند ہو چکی ہوئی ہے جیسا کہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴/۲۹۷ اور ۶۱۴/۳۰۷ پر اس سے پہلے درج ہو چکا ہوا ہے۔ اب اگر مسیح علیہ السلام اس لئے نہیں آسکتے کہ جبریل کا نزول بند ہے تو پھر مرزا صاحب کی نبوت آپ کس طرح ثابت کر سکتے ہیں۔ دوسری بات قابل غور اس حوالے میں یہ ہے کہ خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی رسول نہیں بھیجیگا۔ پس اگر یہ وعدہ فی الواقعہ ہے تو اس کی موجودگی میں نہ ہی مسیح ناصری تشریف لا سکتے ہیں اور نہ ہی مرزا صاحب نبی بن سکتے ہیں۔ فرمائیے کہ اسی قدر عبارت کے نقل کرنے میں یہ خاکسار حق بجانب ہے یا نہیں اور کیا یہ حوالہ ختم نبوت کے لئے کافی اور وافی ہے یا نہیں۔ آپ نے محض ذوق لوگوں کی غرض سے ایسا لکھ دیا۔ ورنہ جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں ان تحریروں کو تو آپ منسوخ مانتے ہیں اور اگر یہ میری غلطی ہے تو پھر اسی ازالہ اوہام میں حضرت اقدس نے جو لکھا کہ اب کوئی نبی نیا یا پرانا قدیم یا جدید آنحضرتؐ کے بعد نہیں آسکتا۔ ان حوالوں کی طرف آپ نے کیوں توجہ نہ فرمائی۔

الفضل کا بے بنیاد الزام!

اخیر پر "الفضل" نے ہم پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ ہم نے حضرت صاحبؑ کی تحریرات میں کانٹ چھانٹ سے کام لیا ہے اس الزام کی بنا حقیقت الوحی کی دو عبارتوں پر ہے۔ مگر ہم اصل عبارات لکھنے سے پہلے یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے مضمون کا عنوان ہے "مسئلہ ختم نبوت حضرت مسیح موعودؑ کی تالیفات کی روشنی میں"۔ اس موضوع کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلی عبارت اس طرح پر ہے۔ "کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا۔ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء کی چھین لے گا"۔ جہاں تک ہم خیال کر سکتے ہیں۔ ہمارے مطلب کو واضح کرنے کے لئے عبارت پیش کردہ نہایت کافی ہے اس لئے کہ ختم نبوت کا ثبوت اس عبارت میں آچکا ہے اور ایک بحث کو چھیڑ کر کسی دوسرے مضمون کو شروع کر دینا غلط مبحث ہے۔ اجرائے نبوت کا مضمون ایک مستقل اور علیحدہ عنوان کے نیچے ہونا چاہیئے نہ کہ ختم نبوت کی بحث میں اس کو شروع کر دیا جائے اور جس چیز کا اجرائے بعد ختم نبوت آپ نے تسلیم کیا۔ اس کی طرف بھی میں نے اپنے مضمون میں تصریح کر دی ہے اس کو دوبارہ پڑھ لیا جائے اسی طرح استفتاء کی عبارت کے متعلق الزام ہے کہ پوری نقل نہیں کی گئی اور جس قدر درج کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ "نبوت ہمارے نبی کریم کے بعد منقطع ہو گئی اور نہ کوئی کتاب ہے بعد فرقان کے جو سب صحیفوں سے بہتر ہے اور نہ کوئی شریعت ہے بعد شریعت محمدیہ کے"۔ کیا یہ تحریر نبوت کے انقطاع پر اپنے آپ میں واضح نہیں جو اس سے زیادہ کی تمنا کی جاتی ہے بے شک اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ "بیں انی سمیت نبیاً علی لسان خیر البریۃ"۔ یعنی جان لے کہ آنحضرتؐ کی زبان پر میرا نام نبی رکھا گیا ہے۔ جس کی آگے تشریح بھی فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔ "وذالک امر ظلی من برکات المطاوعت وما اری فی نفسی خیراً ووجدت کلما وجدت من ھذہ النفس المقدسۃ۔ وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنت اللہ علی من اراد فوق ذالک او حسب نفسہ شیئاً او اخرج عنقہ من الربقۃ النبویۃ وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علی طریق المستقلۃ"

کیوں صاحب اب تو آپ خوش ہو گئے ہوں گے مگر فرمائیے ختم نبوت سے زائد چیز اس ساری عبارت سے کیا پیدا ہوئی؟ وہی ظلی نبوت جس کی تشریح میں قبل ازیں کر چکا ہوں۔ پھر ذرا بیٹے نفس مضمون کے لحاظ سے اس کی کیا ضرورت ہے کہ میں اس کو نقل کرتا۔ مضمون کے لحاظ سے جس قدر عبارت کی ضرورت تھی وہ لے لی گئی اور باقی کو چھوڑ دیا گیا۔ مگر آپ نے ہمکو خواہ مخواہ کذب، جھوٹ اور کانٹ چھانٹ کا طعنہ دیدیا۔ اخیر پر جب دیکھا کہ دلائل سے کام نہیں چلتا تو یہ فرما کر دل خوش کر لیا۔ کہ "غیر مبائع معترض نے دیانت سے کام نہیں لیا۔ جس کی ہر شریف انسان سے توقع کی جاتی ہے"۔

میں تو حضرت مسیح موعودؑ کا نام لیوا ہوں سو ایسے موقعہ کیلئے حضورؑ کی تعلیم ہے ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار

اچھوت کب تک صبر کریں؟

ہندو سوسائٹی سے ایک ضروری سوال

"پرتاپ" ڈاکٹر امبیدکر کی ناگپور والی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"جہاں تک دھرم گرہن (اختیار) کرنے یا چھوڑنے کا تعلق ہے۔ ہندو آپ سے (ڈاکٹر امبیدکر سے) کوئی سودا کرنے کو تیار نہیں . . . . . .

. . ہندو سماج دلتوں کو تمام حقوق دینے کو تیار ہے لیکن اس کے لئے صبر و استقلال کی ضرورت ہے"

بالکل انہی الفاظ میں انگریز ہندوستانیوں کے پیدائشی مطالبات کا جواب دیا کرتے ہیں۔ کہ ہم تو ہندوستان کو ذمہ وار حکومت دینے کا فیصلہ کئے بیٹھے ہیں۔ لیکن اس بڑے کام کے لئے بہرحال صبر و استقلال کی ضرورت ہے۔

ظاہر ہے۔ کہ انگریزوں کے الفاظ نے آج تک کسی ہندوستانی کو حقیقی معنوں میں مطمئن نہیں کیا۔ بالخصوص اس لئے کہ صبر و استقلال کے وقت اور مدت کا فیصلہ بہرحال انگریزوں کے صوابدید پر منحصر ہے وہ چاہیں تو اس مدت کو لامتناہی بنا سکتے ہیں۔ پھر "پرتاپ" جس تلقین صبر و استقلال کو انگریزوں کے تعلق میں سننے کے لئے تیار نہیں اور اسے تیار نہیں ہونا چاہیئے۔ اس تلقین کو اچھوتوں پر کیونکر موثر سمجھ سکتا ہے انگریز تو بہرحال ہندوستانیوں کو وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ دیتے ہی رہتے ہیں خواہ وہ اصلاً کتنا ہی کم ہو۔ لیکن ہندو سماج نے تو اچھوتوں کے لئے اتنا بندوبست بھی نہیں کیا۔ جتنا انگریز ہندوستان کے لئے اب تک کر چکے ہیں۔ یا جتنا بندوبست انہوں نے مانٹیگو چیمسفرڈ اصلاحات یا منٹو مارلے اصلاحات کے سلسلہ میں کیا تھا۔ اگر کونسلوں کو سیاسیات ہند کے مندر قرار دیا جائے۔ تو ہندوستانیوں کو تو ان مندروں میں بڑی مدت سے داخلے کا حق ملا ہوا ہے اس کے برعکس اچھوتوں کو مذہبی مندروں میں داخلے کی اب تک اجازت نہیں۔ بلکہ انہیں جو بڑے سے بڑا حق دینے پر آمادگی ظاہر کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اچھوت مندروں کے دروازے پر کھڑے ہو کر مورتیوں کی زیارت کر لیا کریں۔ اس پر بھی ہندو سماج میں اچھا خاصا ہنگامہ بپا ہے۔ کیا ہندوؤں کے عامہ کے ترجمانوں میں اتنا حوصلہ، اتنی ہمت اور اتنی دیانت نہیں ہے۔ کہ واقعہ کو واقعہ کی حیثیت میں دیکھیں اور جن چیزوں کو وہ اپنے اوپر پسند نہیں کرتے ان چیزوں کو دوسروں کے لئے پسندیدہ قرار دینے سے احتراز کریں؟ اس قسم کی تلقینات سے ہندو سوسائٹی میں اصلاح محال ہے۔ صحیح صورت یہی ہے کہ یا تو آج تمام بندھن توڑ دئے جائیں۔ یا صاف لفظوں میں اقرار کیا جائے۔ کہ ہندو سماج کسی تغیر کو قبول نہیں کر سکتی اور اچھوت اپنے لئے کوئی دوسرا راستہ تجویز کر لیں۔ آخر اس اعتراف میں تامل کیوں ہے؟ انسانیت کی خدمت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ اچھوتوں کو موجودہ حالت سے باہر نکالا جائے اگر ہم انگریزوں کے سیاسی اقتدار کو اپنے نقصان پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو اچھوتوں سے کیوں کر توقع رکھی جا سکتی ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کے سیاسی اقتدار کی خاطر اپنے مجلسی، مذہبی اور سیاسی حقوق کی پامالی گوارا کریں؟

(انقلاب)

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— قاہرہ ۸ مئی۔ کل مصر کے نئے تاجدار شاہ فاروق انگلستان سے وارد قاہرہ ہوئے۔ تو حاضرین کے جم غفیر نے آپ کا پرجوش استقبال کیا۔ شاہ موصوف نے قاہرہ آتے ہی سب سے پہلے شاہ فواد مرحوم کی قبر پر فاتحہ خوانی کی۔

—— اسکندریہ میں بھی شاہ موصوف کا شاندار استقبال ہوا جنگی جہازوں سے توپوں کی سلامی دی گئی۔ بندرگاہ میں برطانوی جہازوں کو آراستہ کیا گیا۔

—— بغداد کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا کہ حکومت عراق و برطانیہ میں عراقی ریلوے لائن کے متعلق جو معاہدہ زیر بحث تھا۔ وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اخبارات میں اس معاہدہ کی شرائط شائع ہوگئی ہیں۔

—— آئندہ یہ ریلوے حکومت عراق کی ملکیت ہوگی۔ اس کے لئے حکومت عراق برطانیہ کو ایک رقم ادا کریگی۔ ریلوے کا انتظام ایک خاص مجلس کے سپرد ہوگا۔ جو پانچ افراد پر مشتمل ہوگی۔ رئیس مجلس حکومت عراق کا ایک وزیر ہوگا۔ باقی چار ارکان مجلس کا انتخاب بھی حکومت کریگی لیکن ان میں سے ایک برطانوی رعایا کا فرد ہوگا۔

—— یہ مجلس بیس سال تک قائم رہے گی۔ اور اس مدت میں برطانوی افراد کو ریلوے کی ملازمت سے علیحدہ نہیں کیا جائیگا۔

—— انگورہ ۸ مئی۔ جرمنی کا ایک وفد تجارتی معاہدہ کے متعلق گفت و شنید کرنے کے لئے یہاں آیا ہے۔ اسٹیشن پر سرکاری حکام نے اس وفد کا استقبال کیا۔

—— انگورہ ۸ مئی۔ حکومت ترکی غیر مسلح علاقہ جات کو مستحکم کرلینے پر تلی ہوئی ہے۔ وہ دردانیال کی اسلحہ بندی کے متعلق جو کچھ کر رہی ہے۔ اگر اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا تو وہ دوسرے ذرائع سے اس حق کو حاصل کرکے رہے گی۔

—— انگورہ ۹ مئی۔ ترکی کے باخبر حلقوں میں دردانیال کی طرف فوجوں کی نقل و حرکت کو بہت زیادہ اہمیت دی جارہی ہے۔ حکومت ترکی نے اس بات کا اعلان کردیا ہے۔ کہ معاہدات کی خلاف ورزی اس کا مقصد نہیں وہ صرف جائز مدافعتی حقوق حاصل کرنا چاہتی ہے۔

—— شاہ فواد کے انتقال کے باوجود مصر میں انتخابات زور شور سے جاری ہیں۔ وفد پارٹی کی اکثریت یقینی ہے۔

—— حکومت مصر نے طہران اور کابل کی سفارت کے لئے استاذ عبدالرحمٰن بک عزام کا تقرر منظور کیا ہے موصوف حکومت مصر کی طرف سے طہران اور کابل میں سفارت کے فرائض انجام دیں گے۔ عراق کے لئے بھی آپ ہی کا تقرر عمل میں آیا ہے۔ غالباً آپ بغداد میں قیام کرتے ہوئے تینوں حکومتوں میں مصر کی نمائندگی کرینگے۔

—— بعض مصری اخبارات کا خیال ہے کہ حکومت انگلستان و مصر کی موجودہ گفت و شنید کے نتیجہ میں قاہرہ اور دوسرے مقامات سے تمام برطانوی فوج کو نکال کر نہر سویز کے نزدیک متعین کردیا جائیگا سکندریہ کو فوجی مرکز بنایا جائیگا۔ اور اس جگہ تمام فوجی دفاتر رکھے جائیں گے مغربی مصر میں مارسا مترہ کو فوجی مرکز بنایا جائیگا۔ خرطوم میں برطانوی فوج کے چند اور دستے بھی متعین کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ چند ایک ٹینک بھی وہاں رکھے جائینگے۔

—— یروشلم ۷ مئی۔ مشہور عرب لیڈر اور میونسپل کونسلر حسن صدقی اور عرب ہڑتال کمیٹی کا ایک اور ممبر ایک اعلان شائع کرنے کے الزام میں گرفتار کرلئے گئے ہیں جس میں عوام سے پرزور اپیل کی گئی تھی کہ وہ ٹیکس ادا نہ کریں۔

ہندوستان

—— بعض ہندو حلقوں میں یہ افواہ گرم تھی۔ کہ ڈاکٹر امبید کر نے گاندھی جی کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میں دس سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک تبدیلی مذہب کے سلسلہ میں کسی قسم کا اقدام نہیں کروں گا۔ ڈاکٹر امبید کر نے اس افواہ کی تردید کردی ہے۔

—— بمبئی ۸ مئی۔ ٹیلیگراف آفس بمبئی کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ حبشہ سے تار کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔

—— شملہ ۸ مئی ایک پریس کمیونک شائع ہوا ہے۔ کہ سر جیوتندرا ناتھ مترا ہائی کمشنر ہند متعین لنڈن کے ریٹائر ہونے پر ملک سر فیروز خاں نون وزیر تعلیمات پنجاب کو اس عہدے پر فائز کیا جائیگا۔

—— گزشتہ دنوں ریاست لوہارو میں جاٹوں کے ایک چھوٹے سے گروہ نے مسلح بغاوت کردی تھی۔ اور پولیس اور فوج کا باقاعدہ مقابلہ کیا تھا۔ حکام ریاست نے اب حالات پر قابو پالیا ہے۔ کامل امن و امان قائم ہوگیا ہے۔

—— ڈاکٹر سر محمد اقبال، ملک برکت علی ایڈووکیٹ، خلیفہ شجاع الدین بیرسٹر، پیر تاج الدین وغیرہ حضرات کے دستخطوں سے ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں مسٹر محمد علی جناح کے پروگرام کو سراہا گیا ہے اور آپ کے انتخابی بورڈ کی تجویز کی حمایت کی گئی ہے گویا یہ لوگ اتحاد پارٹی سے علیحدہ ہو کر مسٹر جناح کی پارٹی سے مل گئے ہیں۔

—— راولپنڈی ۸ مئی معلوم ہوا ہے آغا جان بیرسٹر کے مکان پر مسٹر جناح کو چائے کی دعوت دی گئی جس میں متعدد اصحاب نے تقریریں کیں۔ جوابی تقریر میں مسٹر جناح نے کہا۔ کہ میں نے احرار پر واضح کردیا ہے۔ کہ جب تک وہ مسجد شہید گنج کے معاملہ میں مسلمانوں سے معافی نہیں مانگیں گے مسلم لیگ ان سے اتحاد نہیں کرسکتی۔

—— رائے بہادر لالہ رنگی لال ڈسٹرکٹ و سیشن جج بلوچستان میں ایڈیشنل جوڈیشنل کمشنر کی حیثیت سے متعین ہوئے ہیں۔

—— امرتسر ۹ مئی کل شام احراریوں کے جلوس پر بعض لوگوں نے حملہ کردیا جس کے نتیجہ کے طور پر چوہدری افضل حق زخمی ہوگئے جلوس ایک کٹڑہ سے جارہا تھا۔ کہ چوہدری افضل حق کی موٹر پر سیاہ پرچیاں پھینکی گئیں۔ اور احرار مردہ باد کے نعرے لگائے گئے لیکن پولیس نے فی الفور حالات پر قابو پالیا۔

—— جب جلوس کٹڑہ بھنگیاں میں پہنچا۔ تو ایک مکان سے موٹر پر تیزاب اور تارکول پھینکا گیا جس سے چوہدری افضل حق کی آنکھ زخمی ہوگئی۔ اور ان کو فی الفور ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ ان کی حالت تشویشناک بیان کی جاتی ہے۔

—— اس واقعہ کے بعد جلوس والے مکان کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان پر بھی خشت باری کی گئی۔ پولیس فوراً موقع پر پہنچ گئی۔ اب تک سات گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔ شہر میں سوار پولیس کا پہرہ ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ تحریک مسجد شہید گنج کے رہا شدہ کارکنوں کی پولیس کڑی نگرانی کر رہی ہے۔ اور ان کو بار بار طلب کر رہی ہے جس کی وجہ سے بعض حلقوں میں بے چینی کا اظہار کیا جارہا ہے۔

—— شملہ ۸ مئی۔ حکومت ہند کو عدیس ابابا سے سرکاری طور پر اطلاع ملی ہے۔ کہ اس وقت تک ادیس ابابا میں مقیم ہندوستانی بخیر و عافیت ہیں۔

ممالک خارجہ

—— عدیس ابابا ۸ مئی۔ چار پانچ روز سے عدیس ابابا میں لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ گزشتہ شب بھی بہت سی دکانیں لوٹی گئیں شہر میں ہر طرف تباہی اور بربادی نظر آتی ہے۔ بازاروں اور سڑکوں پر کافی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔

—— ٹوکیو ۸ مئی۔ ایک مشہور جاپانی اخبار نے روسی سفارت خانے پر جاسوسی کا الزام عائد کیا ہے۔ جاپان کے دفتر جنگ سے متعدد دستاویزات گم ہوگئی ہیں اخبار مذکور اس کا الزام بھی روسی جاسوسوں پر عائد کر رہا ہے۔

—— مختلف ذرائع سے موصول شدہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ بیرونی منگولیا کی سرحد پر پانچ ہزار جاپانی سپاہیوں نے منگولیا اور اشتراکی فوجوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جاپانیوں کو زبردست شکست دی اس لڑائی میں ڈیڑھ ہزار جاپانی ہلاک ہوئے۔

—— روما ۷ مئی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مشرقی افریقہ میں جس قدر اطالوی سپاہی اس وقت موجود ہیں ان میں سے نصف کو حکم دیا جائے گا کہ وہ حبشہ میں مقیم رہیں اور آباد کار بن جائیں ان کے بیوی بچے بھی وہیں بھیج دیئے جائیں گے۔

—— کوپن ہیگن ۹ مئی۔ ناروے۔ فن لینڈ۔ سویڈن۔ ڈنمارک اور ہالینڈ کی خارجی وزارتوں کے مندوبین کا ایک اجلاس آج منعقد ہوا اس میں انجمن اقوام کی رکنیت سے مستعفی ہونے کے سوال پر غور کیا گیا۔

—— لنڈن ۸ مئی۔ مسٹر ایڈن وزیر امور خارجہ انگلستان نے دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حکومت انگلستان فلسطین میں شاہ حبشہ کی سکونت سے متعلقہ شرائط پر غور و خوض کر رہی ہے۔

—— جنیوا ۸ مئی۔ انجمن اقوام کے حلقوں میں اس خیال کا اظہار ہو رہا ہے کہ آئندہ سے لیگ کونسل کے اجلاس میں اطالوی نمائندہ حبشی نمائندہ کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کردے گا اور اس امر کا اظہار کرے گا کہ حکومت حبشہ کا خاتمہ ہوچکا ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ لیگ کونسل کوئی شدید اقدام اختیار نہیں کرے گی بلکہ کوئی درمیانی اور معتدل راستہ تلاش کریگی۔

—— لنڈن ۹ مئی۔ حبشہ کے سفیر مقیم انگلستان نے اعلان کیا ہے کہ یہ خیال بالکل خلاف حقیقت ہے کہ حبشہ میں اس وقت کوئی منظم اور با اثر حکومت نہیں۔ حبشی وزرا کی ایک جماعت مغرب میں باقاعدہ طور پر حکومت کر رہی ہے تمام پرانے کاغذات ملک کا ⅔ حصہ ابھی تک ان کے قبضے میں ہے۔

—— لنڈن ۷ مئی۔ جنیوا میں یہ افواہ گرم ہے کہ ادیس ابابا پر قبضہ حاصل کرلینے کے فوراً بعد حکومت اطالیہ باغی راس ہیسا کو حبشہ کا شہنشاہ بنا دے گی۔ اور اس کے بعد اس نئے شہنشاہ سے من مانی شرائط پر ایک معاہدہ مصالحت کیا جائے گا۔ اور اس طرح حبشہ کو ایک اطالوی نوآبادی میں تبدیل کردیا جائے گا۔

—— جبوتی ۸ مئی۔ اطالوی فوجی حکام اور حبشہ میں فرانسیسی ریلوے کے حکام میں سخت تنازعہ پیدا ہوگیا ہے۔ ریلوے کے فرانسیسی حکام نے اطالوی فوجیں اور سامان جنگ لے جانے سے انکار کردیا ہے کیونکہ ۱۹۰۶ء کے عہد نامہ کی رو سے انہیں یہ اختیار حاصل ہے۔

—— روما ۹ مئی۔ آج فسطائی گرانڈ کونسل کا اجلاس منعقد ہوگا جس میں حبشہ کو قلمروئے اطالیہ میں باقاعدہ شامل کرنے کی سفارش کی جائیگی۔ اس اجلاس کے عین بعد مجلس وزرا کا اجلاس منعقد ہوگا جس میں گرانڈ کونسل کی تجویز کو قانون کی صورت میں بدل دیا جائے گا۔

—— حیفا ۸ مئی۔ شاہ نجاشی "انٹرپرائیس" جہاز کے ذریعہ آج یہاں پہنچے

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور — ٹیلیفون نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نرائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون نمبر ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلباء سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور یوم جمعۃ المبارک مطبوعہ ۱۲ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ رمئی ۱۹۳۶ء — نمبر ۳۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

علماء اسلام کی حقیقت سے دور جا پڑے ہیں

میں افسوس کرتا ہوں کہ ہمارے اکثر علماء کی توجہ اکثر ظاہری اور پست اور موٹے خیالوں کی طرف کھنچی ہوئی ہے اور وہ ان باریک حقیقتوں کو سمجھتے نہیں کہ جو خداوند کریم نے کتاب عزیز میں رکھی ہیں اور جو ہمارے سید ہادی علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ وہ ایسے عارف کو جو خدائے تعالیٰ سے معارف حکمیہ کا انعام پاوے اور ان حقائق کو کھولے جو ضرورت وقت نے ان کا کھولنا فرض کر دیا ہے، زندیق اور ملحد اور محرف اور دین سے برگشتہ قرار دیتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ حقیقتوں سے اکثر ناواقف اور صرف ظاہر اور مجاز پر قناعت کرنے والے ہیں اور اس سرور حقیقی کی طرف ان کی طبیعتوں کو میل ہی نہیں اور نہ کچھ مناسبت ہے۔ جو اسرار غامضہ پر اطلاع پانے سے حقانی عارفوں کو حاصل ہوتا ہے۔ . . . . . . وہ قبلہ حقیقت تک پہنچنے میں سدراہ ہو رہے ہیں۔ میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ ان بتوں کے توڑنے کیلئے خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے اور میں کسی دلیل سے شبہ نہیں کر سکتا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ان بتوں کو بکلی توڑ دیا جائے اور خدا پرست لوگ گم گشتہ حقیقتوں کو پھر پالیویں۔ خدا تعالیٰ جو تمام بھیدوں سے واقف ہے خوب جانتا ہے کہ لوگ حقیقت اسلامیہ سے دور جا پڑے ہیں اور حقانیت کی مبارک روشنی کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تم ہمت ہار دو گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (الانفال ۸: ۴۶)

(۲) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ تمہارا کیا عذر ہے کہ جب تم کو کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں نکل پڑو۔ تو تم بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاؤ۔ کیا تم آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر رکھ جانے کو راضی ہو گئے ہو۔ مگر دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں تو تھوڑا ہی ہے (التوبہ ۹: ۳۸)

(۳) اور کہہ اے میرے رب مجھے سچائی کے داخلہ سے داخل کیجیو، اور سچائی کا نکلنا نکالیو۔ اور میرے لئے اپنی جناب سے مدد دینے والا غلبہ مقرر فرمائیو (بنی اسرائیل ۱۷: ۸۰)

حدیث شریف

(۱) جو شخص اس بات کا متمنی ہے کہ جب وہ آئے تو لوگ اس کے واسطے تعظیماً کھڑے ہوں۔ تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ سمجھے۔ (ابو داؤد)

(۲) طعن کرنے والا۔ فحش گو اور بدزبان شخص ایماندار نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

(۳) مصافحہ کیا کرو۔ یعنی ہاتھ ملایا کرو۔ کہ اس سے کینہ جاتا رہیگا اور تحفہ دیا کرو۔ کہ اس سے محبت پیدا ہوگی اور بغض جاتا رہیگا (مالک)

ڈاکٹر اقبال اور احمدیت

حضرت مرزا صاحب پر دعویٰ نبوت اور تکفیر المسلمین کے بے بنیاد الزامات

(از مولوی غلام نبی صاحب مسلم۔ بی۔ اے)

(۴)

تکفیر اور سنت خوارج

مسلمانوں میں کلمہ گوؤں کی تکفیر کی ابتدا اہل خوارج نے کی اور اس کے بعد یہ خلیج وسیع ہوتی گئی کہ آج اس کا مٹانا بظاہر ناممکن ہو گیا ہے ان مکفرین نے بڑے بڑے ائمہ اسلام پر ہاتھ صاف کیا ہے سر اقبال صاحب یہ تو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کلمہ توحید بشمولیت ختم نبوت پر ایمان لائے تو اس کے بعد خواہ اس کی تفاسیر دوسروں سے کتنی ہی مختلف ہوں ایک متشدد سے متشدد ملا بھی اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ مگر یہی ڈاکٹر صاحب ہیں کہ احمدیوں کو باوجود توحید و ختم نبوت پر قائم ہونے کے خارج از اسلام قرار دینے پر مصر ہیں۔ مسئلہ تکفیر کلمہ گو نہایت ہی خطرناک ہے۔ مگر اس سے خدا کے فضل سے احمدیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور نہ ہی اس وقت تک پہنچیگا جب تک اشاعت اسلام ان کا مقصد حیات رہیگا۔ مگر اس سے ملت اسلامیہ کو سخت نقصان پہنچا ہے اور قومی ترقی رک جاتی ہے کاش کہ ڈاکٹر صاحب اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔

تکفیر کی تاریخی تباہ کاریاں

ڈاکٹر اقبال۔ یہ علماء ظواہر کی پیروی کی ہے۔ حضرت علیؓ کو خوارج نے علی الاعلان کافر کہا (منہاج السنہ جلد ۲) حضرت بایزید بسطامی کو سات مرتبہ جلاوطن کیا گیا۔ حضرت ذی النون مصری کو زنجیروں میں جکڑ کر بغداد لایا گیا۔ ابو سعید خراز اور سہیل بن عبداللہ تستری پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ منصور کو قتل کرایا گیا امام ابوبکر نابلسی کو مصر لا کر قتل کیا گیا اور انکی کھال کھنچوائی گئی۔ امام غزالی پر کفر کا فتویٰ لگایا اور ان کی کتاب احیاء العلوم کو نذر آتش کیا۔ ابوالحسن شاذلی اور احمد بن رفاعی کو ملحد اور زندیق کہا (طبقات الشعرانی صـ۱۷ تا ۱۹) ابوبکر شبلی پر کفر کا فتویٰ لگایا (انوار احمدیہ صـ۶) امام ربانی مجدد الف ثانی کو کافر کہا گیا اور قید رکھا گیا۔ (انوار احمدیہ صـ۳) امام ابو حنیفہ کو کوڑے لگائے گئے اور قید رکھا گیا۔ امام مالک پر تو اس قدر ظلم کیا گیا کہ دونو بازو کندھوں سے نکل گئے اور پچیس سال تک نماز با جماعت سے محروم رہے۔ امام احمد ابن حنبل کو کوڑے لگائے گئے۔ قید کیا گیا۔ امام بخاری کو جلاوطن کیا گیا۔ (ہدیہ مجددیہ صـ۳۵) علاوہ ازیں جس قدر خدام اسلام گزر چکے ہیں اور جن کے وجودوں پر آج دنیائے اسلام ناز کرتی ہے۔ اس دروازہ سے ہو گزرے ہیں (رحمہم اللہ اجمعین)

یہ ہے کارنامہ ان علماء کا۔ جن کی صف میں کھڑے ہونے کیلئے ڈاکٹر صاحب کو اضطراب تھا اور آج وہ اپنا شوق پورا کر چکے ہیں اور اس بات کو فراموش کر گئے ہیں کہ انہی علماء کے متعلق حدیث شریف میں آچکا ہے کہ وہ بدترین مخلوق ہوں گے۔ اس کے متعلق نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

"سو یہ بڑے بڑے فقیہہ یہ بڑے بڑے مدرس یہ بڑے بڑے درویش جو ڈنکا دینداری، خدا پرستی کا بجا رہے ہیں۔ رد حق، تائید باطل، تقلید مذہب تقلید مشرب ہیں مخدوم عوام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھو تو در اصل پیٹ کے بندے نفس کے مرید ابلیس کے شاگرد ہیں۔ جنہوں شکل انڈیر لے اکل۔ ان کی دوستی دشمنی ان کے باہم کار دو کد فقط اسی حسد و کینہ کیلئے ہے۔ نہ خدا کے لئے، نہ امام کے لئے، نہ رسول کے لئے (اقتراب الساعۃ صـ۱) درحقیقت پیٹ کی فکر اور نفس پروری باعث ہوئی ہے مسلمان کی ذلت کا۔ ورنہ اسلام ایسا سادہ اور آسان فہم مذہب اس قدر دقیق نہ ہو جاتا"

پھر لکھتے ہیں:۔

"اب تو اس کا پل ٹوٹ گیا ہے۔ نفی شرک و بدعت منع تقلید کے پیچھے مولویوں میں رات دن غصہ تکفیر رہتا ہے ایک دوسرے کو کافر بتاتا ہے۔ حق کو باطل۔ باطل کو حق ٹھہراتا ہے۔ یہی سبب اعظم ہے غربت اسلام اور قرب قیامت کا" (اقتراب الساعۃ صـ۱۵)

یہ ہے صحیح نقشہ موجودہ مسلمان کی حالت پست کا اور اسکا باعث صرف تکفیر ہے اور کچھ نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ اگر آج مسلمان کلمہ گوؤں کی تکفیر سے باز آجائیں تو آئندہ چند ہی سالوں میں دنیا میں کوئی متنفس نہیں رہیگا جو حلقہ بگوش اسلام نہ ہو جائے۔ باقی رہا حضرت مرزا صاحب کی تکفیر تو یہ سنت قدیم ہے اس کے متعلق نواب صاحب لکھتے ہیں:۔

"مہدی علیہ السلام جب سنت کو رائج کریں گے اور بدعت کا ازالہ کریں گے تو علماء وقت کہ خوگر تقلید و اقتداء مشائخ خود باشند۔ گویند ایں مرد خانہ برانداز دین ملت ماست و بمخالفت برخیزند و حسب عادت خود حکم بتکفیر و تضلیل وے کنند" (حجج الکرامہ صـ۳۶۳)

کن شاندار الفاظ میں علماء کی تاریکی دل کا نقشہ کھینچا ہے اور ان الفاظ کی موجودگی میں جب ہم مہدی معہود کے ساتھ سلوک دیکھتے ہیں تو آپ کی صداقت وحقانیت کا کامل یقین ہو جاتا ہے۔ اسی کے متعلق آپ نے ضمیمہ انجام آتھم صـ۴۸ میں لکھا تھا:۔

"مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجال رکھتے کیونکہ احادیث میں پہلے سے یہی فرما دیا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا۔ اور اس وقت کے شریر مولوی اسے کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائینگے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔ . . . . یہ زمانہ گذر جائے گا۔ اور دوسرا زمانہ آئیگا۔ اور خدا اس زمانے کے لوگوں کو آنکھیں دے گا۔ اور وہ ان لوگوں کے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ جنہوں نے مجھے پا کر میرا ساتھ دیا۔ سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وقت گذر جائیگا۔ اور ہر ایک غافل اور منکر اور مکذب سخت حسرت کے ساتھ لوٹایا جائیگا جس کا نتیجہ اس کے ہاتھ میں ہوگا۔"

مکفر مولویوں کے چند شاہکار

تو تکفیر کی لعنت احمدیوں اور غیر احمدیوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ آج کل دیوبندی اور بریلوی، مقلد اور غیر مقلد اسی زور شور سے ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں کہ الامان۔ مساجد سے اخراج، رشتہ و ناطہ کا انقطاع ان کا عام شغل ہے۔" ذیل میں چند ایک فتاوے ان مکفرین کے درج کئے جاتے ہیں۔ تا کہ ان پیشہ وروں کی حقیقت واضح ہو جائے۔"

(۱) "غیر مقلدوں سے مخالطت اور مجالست کرنا اور ان کو اپنی خوشی سے مسجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع ہے۔ ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ اس فتویٰ پر ۲۵ علماء کے دستخط ہیں۔" (جامع الشواہد صـ۵)

(۲) "چاروں اماموں کے پیرو۔ اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی اور چشتیہ اور قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ سب لوگ کافر ہیں۔" (جامع الشواہد صـ۵)

(۳) (۱) "اسماعیل دہلوی نرا کافر تھا (۲) گنگوہی۔ دیوبندی نانوتوی۔ انبیٹھی۔ تھانوی۔ وغیرہ ہم وہابی کھلے مرتدین۔"

(۴) "تقویۃ الایمان وغیرہ . . . . . معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی۔ تحذیر الناس تصنیف نانوتوی۔ براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہ ملعونہ مباحات انہوں نے سب کفری بول بجس ہزار بول ہیں۔ جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔"

(۵) "جو بایں صفت اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے اور ان سفہاء ماوراں کے نظراء تمام خبثاء جو شخص . . . . ان ملحدوں کی حمایت اور مروت اور رعایت کرے۔ ان کی ان باتوں کی تصدیق، تحسین، توجیہ تاویل کرے۔ وہ عدو خدا دشمن مصطفیٰ ہے۔ (۶) غیر مقلدین سب بے دین پکے شیاطین پورے ملاعین ہیں۔"

(ریاک لیسٹ برا اہلحدیث صـ۳۴-۳۵)

ان کے علاوہ ان تکفیر کے عاشقین کی ہزارہا تحریریں ہیں جنہوں نے ملت اسلامیہ کا جگر چھلنی کر رکھا ہے۔ جن کی بدولت ہماری اندرونی قوت مٹ گئی۔ ہم نہبان مرصوص نہ رہے مسلمان تحسبھم جمیعًا و قلوبھم شتی کا نمونہ بن گئے۔ رحماء بینھم کا سبق بھلا بیٹھے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا زریں اصول فراموش کر چکے اور جس کا نتیجہ آج اغیار کا تشدد حکومت اور سختی ہے

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

مذکورہ بالا تحریر ڈاکٹر صاحب کے بیان کے بودہ پن ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس کے علاوہ تمام امور بے معنی ہیں اور الحمدللہ کہ ڈاکٹر صاحب جماعت احمدیہ کا کفر ثابت کرنے میں بالکل ناکام رہے اور صرف مکفرین کی صف ہی میں رہک کر رہ گئے

ڈاکٹر اقبال کی ایک اور بے اصولی

البتہ ڈاکٹر صاحب کے بیان میں سر سید احمد خاں مرحوم۔ آغا خاں اور مصطفیٰ کمال کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ان کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں

ڈاکٹر صاحب سر سید احمد مرحوم کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ ہم سر سید کی مساعی کے مشکور رہیں اور ان کو ہمدرد اسلام سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے عقائد اہل سنت کے ساتھ متفق ہونے کے باوجود ہمیں کافر قرار دیا جاتا ہے اور ہندوستان کی غلامی کا ملزم گردانا جاتا ہے اور سر سید مرحوم جن کی زندگی ہی حکومت کی تائید و تعریف میں گذری۔ جو شب و روز لوگوں کو وفاداری کی تلقین کرتے رہے

(باقی صـ۱۱ پر)

غلط بیانیوں کا طوفان

اور اس کا صحیح و آسان علاج

آج کل جس بیباکی اور کثرت سے احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف غلط بیانیاں کی جا رہی ہیں۔ جھوٹ بولا جا رہا ہے اور بہتان تراشے جا رہے ہیں۔ اس کی مثالیں بہت ہی کم ملتی ہیں۔ مخالفین کو اندھی مخالفت کا جنون لاحق ہو رہا ہے۔ اس جنون میں وہ ایسے افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جن پر انسانیت و انصاف ہمیشہ سے ماتم کرتے آئے ہیں جن باتوں کو شاید راہزن اور ڈاکو بھی پسند نہ کریں۔ وہ آج احراری حلقوں کے اندر جائز و مباح سمجھی جاتی ہیں۔ اس طرح وہ اغیار کے سامنے مسلمان قوم کے اخلاق کا ایک نہایت تاریک پہلو پیش کرکے اس کی رسوائی کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔

واقعات بہرحال واقعات ہیں خواہ وہ کتنے ہی افسوسناک اور تکلیف دہ کیوں نہ ہوں احراری و دیگر مخالفین نے جو حالات پیدا کر دیئے ہیں ان کا ہمیں مقابلہ کرنا ہے اس مرحلہ پر ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر عزم و استقلال اور واقعات و حالات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی بہترین قابلیت پیدا کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں مخالفین کی بد زبانیاں حد برداشت سے تجاوز کر چکی ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگان سلسلہ کے متعلق ایسے سخت کلمات کہہ رہے ہیں جنہیں سن کر ہر ایک احمدی کا دل زخمی ہو ہو جاتا ہے۔ لیکن قوموں کی زندگی میں ایسے مرحلے بھی آیا کرتے ہیں۔ ان مرحلوں کو ہم صبر و استقامت کی طاقت ہی سے طے کر سکتے ہیں۔ قوت برداشت بالآخر بد زبانی اور اشتعال انگیزی کی ہر ایک کوشش پر غالب آ جایا کرتی ہے۔

احراریوں کی ہنگامہ آرائی اور مخالفت کا اثر عوام پر اس لئے ہو رہا ہے کہ انہوں نے احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق غلط فہمیوں کی گہری تاریکی پھیلا رکھی ہے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات و عقائد اور جماعت احمدیہ کی خدمات دینی سے لوگوں کو بیخبر رکھا جائے۔ بلا ہیں غلط رنگ میں پیش کیا جائے اور ان کے ساتھ ایسی غلط باتیں اور غلط عقائد منسوب کئے جائیں۔ جن کو سنکر مسلمان فوراً مشتعل و متنفر ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے عوام احمدیت کے خلاف ہر ایک بات کو قبول کر لیتے ہیں۔ جس طرح کہ گذشتہ صدیوں میں عیسائی پادریوں نے یورپ کے اندر اسلام کے متعلق غلط باتیں پھیلائیں۔ اسی طرح آج ہندوستان کے اندر احراری اور ان کے ہمنوا احمدیت کے خلاف غلط باتیں پھیلا رہے ہیں۔ اس کا واحد علاج یہ ہے۔ لوگوں تک احمدیت کی تعلیم اور جماعت کے کام کو پہنچایا جا سکے۔ تاکہ ان کی غلط فہمیاں دور ہوں۔ اس کے بعد ان کے اندر تبلیغ احمدیت کا کام بہت سہل ہو جائیگا۔ عوام کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کا بہترین طریق لٹریچر کی تقسیم ہے۔ تبادلہ خیالات بھی بیشک بعض حالتوں میں مفید ہوتا ہے۔ لیکن گفتگو بسا اوقات غیر مفید بحث کا رنگ اختیار کر لیتی ہے اور اس طرح اصل مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ دوسرے زبانی باتوں کا اثر دل و دماغ سے جلد محو ہو جاتا ہے۔ لیکن جب کوئی کتاب، ٹریکٹ یا اخبار دوسرے کو مطالعہ کے لئے دی جائے اور وہ اسے پڑھے تو اسے سوچنے کا اچھا موقع مل جاتا ہے۔ بحث میں جو ضد کا پہلو پیدا ہو جاتا ہے وہ اس طرح بہت کم پیدا ہوتا ہے۔ لہذا اگر ہم موجودہ مخالفت اور موجودہ غلط فہمیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں تو اس کا آسان اور بہترین علاج یہ ہے کہ ہم اپنے لٹریچر کو نہایت وسعت سے پھیلا دیں اور عوام کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دیں۔ ہمارے پاس اتنے آدمی نہیں کہ وہ ہر ایک شخص کے پاس پہنچکر گفتگو کر سکیں۔ اکثر دوستوں کے لئے بھی باقاعدگی سے ایسا کرنا مشکل ہے لیکن لٹریچر ہم معمولی صرف سے ہر ایک جگہ پہنچا سکتے ہیں۔ انجمن مفت لٹریچر اکثر شائع کرتی رہتی ہے احباب اگر اسے لوگوں تک پہنچانے میں کارکنان انجمن کی پوری امداد فرمائیں۔ تو اس لٹریچر سے پورا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے پھر بعض کم قیمت رسالے اور کتابیں ہیں اخبارات کے خاص نمبر ہیں جن کو احباب آسانی سے خرید کر اپنے حلقہ اثر میں پہنچا سکتے ہیں۔ صاحب استطاعت احباب تو ان چیزوں کے علاوہ زیادہ قیمت کی کتابیں بھی تقسیم کر سکتے ہیں اور زیر تبلیغ لوگوں کے نام مستقل طور پر اپنی طرف سے اخبار جاری کرا سکتے ہیں۔ بہرحال ہمیں لٹریچر کی تقسیم و اشاعت کے کام کو زیادہ وسیع اور منظم کرنا چاہئیے۔

"مسیح موعود نمبر"

فیصلہ کیا گیا ہے کہ "یوم مسیح موعودؑ" پر اخبار پیغام صلح کا ایک خاص پرچہ "مسیح موعود نمبر" کے نام سے شائع کیا جائے جس میں حضرت امام اور احمدیت کے متعلق مضامین ہوں۔ مخالفین کی طرف سے آج کل سلسلہ عالیہ پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا مدلل جواب دیا جائے۔ اس نمبر کی تیاری کا کام شروع ہو چکا ہے اکثر بزرگان سلسلہ نے مضمون عنایت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ احباب کا فرض ہے کہ "یوم مسیح موعودؑ" کی تقریب پر اس پرچہ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں لوگوں تک پہنچائیں۔ اس کا اثر نہایت مفید ہوگا۔ علمی مضامین کے علاوہ یہ پرچہ ظاہری طور پر بھی انشاءاللہ دیدہ زیب ہوگا قیمت فی پرچہ ۲ر آنے ہوگی۔ ایک روپیہ میں دس کاپیاں ملیں گی احباب پہلی فرصت میں فرمائشیں بھیج دیں۔

جن بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں اس نمبر کے لئے مضمون کی درخواست کی گئی ہے۔ وہ بہت جلد مضامین عنایت فرماویں۔ مضامین زیادہ طویل نہ ہوں تو بہتر ہے۔ آج کل سلسلہ عالیہ پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کو پیش نظر رکھا جائے جن بزرگوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت و ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ وہ اپنے کچھ چشم دید حالات لکھیں تو اچھا ہے۔

تبلیغی وفد کا دورہ

امروزہ فردا میں انجمن کا ایک تبلیغی وفد اپنا دورہ شروع کرنے والا ہے۔ جو ڈاکٹر عصمت اللہ، شیخ محمد نصیب اور سید اختر حسین صاحبان پر مشتمل ہوگا۔ یہ وفد تنظیم جماعت کا کام کرے گا۔ اور سلسلہ کے متعلق پبلک لیکچر بھی دے گا۔ اس کے پروگرام کی اطلاع جماعتوں کو بروقت ملتی رہے گی۔ جن اغراض کے لئے یہ وفد دورہ کرنے والا ہے وہ نہایت اہم ہیں۔ اس لئے جماعتوں کا فرض ہے کہ اس وفد کو ہر ممکن امداد دیں۔ مفصل ہدایات دفتر سے بھیجی جا رہی ہیں۔

آہ ڈاکٹر انصاری

ڈاکٹر انصاری کا انتقال اس ہفتہ کا سب سے زیادہ پُرملال واقعہ ہے۔ آپ کی وفات قوم و ملک کا بہت بڑا نقصان ہے۔ مرحوم کے سیاسی خیالات اور کانگرسی سرگرمیوں سے ہماری طرح اکثر مسلمانوں کو اختلاف رہا۔ لیکن آپ کا درد اسلامی، قومی خدمات اور اصول پسندی میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ آپ نے مسلمانوں کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں محترمہ بیگم انصاری، مرحوم کے برادر بزرگ حکیم نابینا صاحب اور دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ ہماری پرودکرتو کی مسجد کی تعمیر قریب الختم ہے۔ اس کے سامنے کی گیلری اتنی وسیع ہے کہ اس میں ایک وقت پانچ سو آدمی سما سکتے ہیں۔ اس کی بائیں طرف لائبریری ہے اور دائیں طرف مذہبی کلاس کا کمرہ ہے مسجد کے چاروں طرف گلاب، اور دیگر خوشبودار پھولوں کے پودے ہیں مسجد کی تکمیل کے بعد مبلغین کے سکول اور استادوں کے لئے مکانات کی تعمیر شروع کی جائیگی جن کا نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ احمدی بھائی آہستہ آہستہ مسجد کے گرد و نواح میں اپنے رہائشی مکانات بنوا رہے ہیں۔ اس لئے ہم نے اس محلہ کا احمدیہ بلڈنگس (ملائی زبان میں کمپونگ احمدیہ بلڈنگس) رکھ دیا ہے۔

بٹاویہ کے برادران مجھ پر زور دے رہے ہیں۔ کہ مجھے اپنا ہیڈ کوارٹر وہاں رکھنا چاہیئے۔ ورنہ ہالینڈ کے لئے مبلغ روانہ نہیں ہو سکے گا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ بٹاویہ حکومت کا دارالصدر اور گورنمنٹ کے تمام محکمہ جات کا مرکزی مقام ہے اس کے علاوہ ایک بڑا تجارتی شہر بھی ہے۔ لیکن اس کی آب و ہوا سخت تکلیف دہ ہے۔ گزشتہ موقع پر جب مجھے نو ماہ وہاں رہنا پڑا۔ تو دماغی بیماری لاحق ہو گئی تھی۔ اور چونکہ پہلے کی طرح جوان اور مضبوط نہیں رہا۔ اس لئے ذرا سی بیماری بھی سخت تکلیف دیتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اگر میں اپنی جان کا خیال رکھوں۔ تو ہالینڈ کا مسلم مشن جاری نہیں ہو سکتا۔ اس لئے خدا تعالےٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے۔ میں انشاء اللہ میلاد النبی کے ایام کے بعد وہاں چلا جاؤنگا اور آپ کو اپنے مستقل پتہ سے اطلاع دونگا۔ (جملہ احباب مرزا صاحب مکرم کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں جنہوں نے ایک قلیل عرصہ میں تن تنہا خدمت اسلام و سلسلہ کا اتنا عظیم الشان کام کیا ہے جو وہم و گمان سے بڑھ کر ہے)

پولینڈ

پروفیسر ڈاکٹر لیون لکھتے ہیں۔ کہ آپ کے رسالہ جات مجھے باقاعدہ مل رہے ہیں جن کے لئے میں مشکور ہوں۔ مہربانی فرما کر موجودہ کتب جلد بھیج دیں۔ جن کی موجودگی مجھے اپنی کتاب اسلام کے لکھنے میں مدد دے گی۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اسلام کا صحیح نقطہ نگاہ لوگوں کے سامنے آجائے کیونکہ اس وقت تک متعصب مصنفین نے اسلام کے اصولوں کو تعصب کی عینک سے بدنما کر کے دکھایا ہے۔ میں انشاء اللہ اسلام کی صحیح تعلیم کو اپنی زبان میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ)

مسٹر اکولو لکھتے ہیں۔ کہ آپ کے قیمتی لٹریچر اور اخبار کی شہرت سن کر درخواست کرتا ہوں۔ کہ جلد مجھے نمونۃً ارسال فرمائیں۔ میں یہاں کے ایک اسلامی سکول میں استاد ہوں۔ لیکن ایسا انتظام یہاں کوئی نہیں۔ کہ نوجوان مسلمان تعلیم اسلام سے کماحقہٗ آگاہ ہو سکیں مختصراً ہمارا ماحول غیر اسلامی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ کے ذریعہ سے ہم اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ ہو جائیں اور عملی مسلمان بن سکیں

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں اور خدمات دینیہ میں بفضلہ تعالےٰ مصروف ہیں۔ آپ ۹ مئی کو راولپنڈی جماعت کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ۱۱ مئی کو صبح واپس تشریف لائے۔

—— جماعت راولپنڈی کا جلسہ خدا کے فضل سے کامیاب رہا روئداد کی انتظار ہے۔

—— ہمارے ایک بھائی استاد عزیز الرحمٰن صاحب سابق امام مسجد کارخانہ شیخاں امرتسر حج کو تشریف لے گئے تھے۔ اور ملک ایران کے راستے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ امید ہے چند دنوں تک لاہور پہنچ جائیں گے۔

—— چودھری امجد خانصاحب کا بچہ حشمت خاں علیل ہے عزیز کو رکے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔

—— بہت سے دوستوں نے امتحانات دئے ہیں۔ ان کو دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔

—— ڈاکٹر حسن علی صاحب کے صاحبزادے مسٹر فضل احمد نے ایف اے بی اور مسٹر محمد حسن نے ہیلی کالج آف کامرس میں دوسرے سال کا امتحان دیا ہے۔ ان کے لئے دعا کی جائے۔

—— خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ حسب معمول امسال بھی مسلم ہائی سکول لاہور کا نتیجہ میٹریکولیشن نہایت شاندار رہا اور باوجود مخالفت کے دن بدن سکول ترقی کر رہا ہے لاہور کے لوکل مسلم سکولوں میں ہمارے سکول کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

وطن اسلامیہ ہائی سکول	۵۴ فیصدی
بھاٹی گیٹ " " "	۶۵ "
شیرانوالہ " " "	۵۶ "
مسلم ہائی سکول	۷۲ "

مسلمانوں کی تن آسانی

ایک عزیز قریب ایک بڑے شہر میں عرصے سے ریلوے آفس میں ایک عہدہ پر ہیں۔ حال میں اطلاع ملی کہ اپنے نوجوان لڑکے کو انگریزی تعلیم کچھ تھوڑی بہت دے دلا کے انہوں نے انجن ڈرائیوری میں بھرتی کرا دیا ہے۔ ٹریننگ ہو رہی ہے۔ اور عنقریب ملازمت مل جائے گی۔ شریف کا لڑکا اور انجن ڈرائیوری! دس روپیہ کی محرری نہیں، پولیس کی کانسٹیبلی، عرائض نویسی نہیں، اسٹامپ فروشی نہیں، انجن ڈرائیوری! تنخواہ کچھ بھی سہی۔ چالیس سہی، پچاس سہی، سو سہی، لیکن آخر ہے تو وہی ذلیل پیشہ کمینوں کے قابل! بھلا کسی شریف کی غیرت اسے گوارا کر سکتی ہے؟ باپ دادا کی ساری عزت و جاہت انہوں نے خاک میں ملا کر رکھ دی! خاندان کی ناک، بات کی بات میں کٹ کر رہ گئی! اب کوئی شریف تو اپنے پاس بٹھانے کا روادار ہوگا نہیں، برادری میں کوئی لڑکی تو ایسے لڑکے کو ملے گی نہیں، فاقے ہوتے تو ہوا کرتے۔ دفتر کی نوکری نہ ملتی، بلا سے آخر اور بھی تو ہزارہا شریف زادے ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ یہ کوئی سب سے نئے نرالے تھے؟ —— بھلا شرافت کہیں محنت مزدوری کر کے بھی قائم رہ سکتی ہے! ہاتھ پیر کی مشقت کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے؟

یہ ذہنیت آج ہر طرف آپ پر مسلط ہے یا نہیں؟ ہر بڑی سے بڑی ذلت گوارا، ہر سخت سے سخت تکلیف قبول، لیکن بھلا کہیں آپ اپنے ہاتھ سے لکڑی چیر سکتے ہیں؟ کہیں اپنے ہاتھ سے درخت سے لکڑی کاٹ سکتے ہیں؟ کہیں اپنے ہاتھ سے اسٹیشن پر دوسروں کا نہیں، خود اپنا اسباب اٹھا سکتے ہیں؟ کہیں سب کے سامنے، اپنے ہاتھ سے کنوئیں سے پانی بھر سکتے ہیں؟ کہیں سڑک پر رکشا کھینچ سکتے ہیں؟ کہیں اپنے سر پر بوجھ لیکر چل سکتے ہیں؟ کہیں حمالی کا، قلی گیری کا، خلاصی گیری کا، تانگہ بانی کا، دکٹوریہ بانی کا کام کر سکتے ہیں؟ کہیں دوسروں کا نہیں، خود اپنا سودا بھی بازار سے اپنے ہاتھ سے لا سکتے ہیں؟ استغفر اللہ! کوئی آپ کی جانب ان چیزوں کا شبہ بھی کرے، تو اس سے لڑنے کو تیار ہو جائیں۔ آپ شریف ہیں۔ آپ معزز ہیں، آپ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ظاہر و واضح ہے۔ کہ شرافت اور عزت اور تعلیم، ان چیزوں کے بعد باقی کیونکر رہ سکتی ہے؟ —— صحابہ نے جو کچھ کیا ہو۔ اسے بھول جائیے۔ علیؓ اور عمرؓ اور ابوبکرؓ نے جس جس طرح دوسروں کی خدمتیں کی ہوں۔ اپنے اکل حلال کے لئے جو محنتیں کی ہوں بھول جائیے ان سب کو۔ بہرحال آپ کی عزت اور شرافت اور تعلیم کیسے ان ذلتوں ان حقارتوں کو برداشت کر سکتی ہے۔

"جب رسول اللہ صلعم نے یہ خبر سنی۔ تب آپ نے خندق مدینے کے گرد کھودنے کا حکم دیا، اور مسلمانوں کو رغبت دلانے کے لئے رسول اللہؐ خود بھی اس کے کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ . . . . خندق کھودنے میں رسول اللہ سے متعدد معجزے ظاہر ہوئے۔ . . . . . . سلمان فارسیؓ کہتے ہیں میں خندق کھودنے میں مصروف تھا۔ کہ ایک عظیم الشان پتھر نکل آیا۔ ہر چند میں نے اس کے اکھاڑنے کی کوشش کی۔ مگر اس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ رسول اللہؐ نے میری اس شدت کو دیکھ کر کدال میرے ہاتھ سے لے لی۔ اور اس پتھر پر لگائی . . . . . پھر رسول اللہؐ نے دوسری مرتبہ کدال ماری . . . . . . پھر تیسری ایسا ہی ہوا" (سیرۃ ابن ہشام ذکر غزوۃ خندق)

یہ خندق کھودنے والے سارے مسلمانوں کے صف بصف کھڑے ہو کر خندق کھودنے والے تھے کون؟ —— ہمارے شرفا اور شریف زادے، اور معززین اور تعلیم یافتہ انہیں کی

رام راج کا ایک عبرت آموز واقعہ

ہری جن بھائیوں کی توجہ کے قابل

(از شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام)

رامائن بالمیک یعنی حضرت رام چندر جی مہاراج کی سوانح حیات ہندو دھرم کی ایک مشہور و معروف مذہبی کتاب ہے۔ سوامی دیانند جی مہاراج نے بھی تلسی رامائن کو غیر مستند و بالمیک رامائن کو مستند قرار دیا ہے۔ آئے دن جگہ جگہ اس رامائن کی کتھائیں حصول برکت کیلئے کرائی جاتی ہیں۔ شری رامچندر جی مہاراج کے واقعات زندگی کی یاد کو تازہ رکھنے کیلئے ہر سال بڑی دھوم دھام سے رام لیلا منائی جاتی ہے۔ غرضیکہ رامچندر جی مہاراج کی سوانح کو ایک ہندو جیون کے لئے اسوہ حسنہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس سوانح کا ایک واقعہ رامائن بالمیک سے درج ذیل کیا جاتا ہے وھو ہذا

ترجمہ - رامائن بالمیک - اتر کانڈ - سرگ ۷۳

بعد برادران - شری رامچندر جی شترگھن کو وداع کر کے دھرم کے مطابق راج کرتے ہوئے سکھ سے رہنے لگے۔ (۱) اس کے کچھ دنوں بعد اس دیش کا ایک بڈھا برہمن مردہ بچہ کو لیکر محل شاہی کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ (۲) بیٹے کے فراق میں بے حد مغموم وہ بار بار ہائے بیٹا ہائے بیٹا کہکر چلاتا اور روتا ہوا انیک طرح کے بین کر کے کہنے لگا۔ (۳) میں نے گذشتہ جنم میں ایسا کونسا پاپ کیا تھا۔ کہ آج میں اپنے اکلوتے بیٹے کو مردہ دیکھ رہا ہوں (۴) ہائے میرا بیٹا تو ابھی جوان بھی نہ ہونے پایا تھا۔ اس کی ابھی چودہ ہی برس کی تو عمر تھی۔ مجھے دکھ دینے کے لئے ہی وہ بے وقت لقمہ اجل ہوا ہے (۵) اے بیٹا۔ میں اور تمہاری ماتا ہم دونوں ہی تمہارے غم میں تھوڑے ہی دنوں میں مر جائیں گے۔ اس میں کچھ شک ہی نہیں (۶) مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی کسی سے جھوٹ بولا ہو یا کبھی کسی جاندار کو تکلیف دی ہو یا کبھی کوئی اور جرم کیا ہو۔ پھر نہ معلوم کس گناہ کی پاداش میں یہ لڑکا اپنے باپ کی تجہیز و تکفین کی رسوم ادا کئے بغیر ملک عدم کو چلا گیا (۷) شری رام چندر جی کے راج میں ایسا ہیبتناک واقعہ نہ کہیں دیکھنے میں آیا نہ سننے میں کہ وقت سے پہلے ہی کوئی بچہ مر گیا ہو (۸) اس لئے بلاشبہ شری رام ہی کا کوئی جرم اس کا باعث ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے راج میں رہنے والا یہ بچہ فوت ہو گیا ہے (۹) کیونکہ دوسری سلطنتوں میں تو بچے نہیں مرتے اس لئے اے راجہ آپ میرے اس مردہ بچہ کو زندہ کریں (۱۱) ورنہ میں مع اپنی بیوی کے بیکسوں کی طرح راجہ کے دروازہ پر ستیہ گرہ کر کے جان دیدونگا تب آپ کو براہمن کے مارنے کا پاپ لگیگا۔ تو آپ سکھی ہونا۔ (۱۲) اے راجہ تیری اور تیرے بھائیوں کی عمر دراز ہوگی اے زبردست طاقت کے مالک اس وقت تک ہم آپ کے راج میں سکھی تھے (۱۳) لیکن آپ کے راج میں رہنے سے ہمیں یہ سکھ ملا۔ کہ ہم موت کے پھندے میں پھنس گئے۔ اب آپ کے راج میں کچھ بھی سکھ نہیں۔ (۱۴) "اکشواکو" خاندان والوں کا یہ راج شری رام کے راجہ ہونے سے بیکس ہو گیا ہے (۱۵) جب شریعت کے مطابق رعایا پروری نہیں کی جاتی۔ تب بد اخلاق راجہ کے گناہوں کے باعث لوگ مرتے ہیں (۱۶) یا آپ کی غفلت سے اور حفاظت نہ کر سکنے کے باعث شہروں یا دیہات میں لوگ اپنے دھرم سے الٹے کام کرتے ہیں۔ اس سے بے وقت موت کا خوف ہوتا ہے۔ (۱۷) اس لئے ضرور شہری یا دیہاتی آبادی کی سیاست میں کوئی کمی ہے جس کی وجہ سے یہ بچہ فوت ہوا ہے (۱۸) اس طریق پر طرح طرح کی باتیں کرتا ہوا وہ براہمن بار بار روتا تھا۔ اور (وہ) بچہ کو سینے سے لگائے ہوئے اسی طرح کی بیشمار طعنہ آمیز باتیں رامچندر جی کے متعلق کہتا ہوا وہ براہمن بیحد دکھی ہو رہا تھا۔

سرگ ۷۴

اس طرح اس رنجیدہ اور غمگین برہمن کا سارا دلدوز ویلا شری رامچندر جی نے سنا (۱) تب بہت دکھی ہو کر شری رامچندر جی نے اپنے منتریوں (وزیروں) کو بلایا۔ وزیروں کے علاوہ وششٹ۔ وام دیو۔ بھرت وغیرہ بھائیوں اور بڑے بڑے سیٹھ ساہوکاروں کو بھی بلایا (۲) وششٹ کے ہمراہ آٹھ برہمن آئے اور بولے دیوتا سروپ شری رامچندر جی کا اقبال بلند ہو (۳) مارکنڈے۔ مودگلیہ۔ وام دیو۔ کشیپ۔ کاتیائن۔ جابالی۔ گوتم نارد جی (۴) یہ سب برہمن معزز نشستوں پر بیٹھے۔ ان آئے ہوئے جملہ رشیوں کو شری رامچندر جی نے ہاتھ جوڑ کر پرنام (سلام) کیا (۵) اور وزیروں اور بڑے بڑے آدمیوں کا حسب حیثیت خیر مقدم کیا۔ جب وہ سب صاحب اقبال اشخاص اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے (۶) تب شری رامچندر جی نے ایوان حکومت پر دھرنا مارے بیٹھے براہمن کا تذکرہ چلایا جس کو سن کر اور خود مہاراج کو اس دکھ کر (۷) ان رشیوں میں سے خود نارد نے سب سے پہلے یہ کلمات طیبات ارشاد فرمائے۔ اے راجہ اس براہمن زادہ کی بے وقت موت کا باعث عرض کرتا ہوں سنئے (۸) اے رام میری گذارش کو سن لینے کے بعد جو مناسب ہو کیجئے۔ اے راجہ پہلے ست جگ میں صرف براہمن ہی ریاضت کیا کرتے تھے (۹) اے راجہ اگر دواپر جگ (دنیا کے تیسرے دور) میں شودر ریاضت کرے تو بھی بڑا گناہ ہے۔ مگر اب تو آپ کے راج میں اس دوسرے جگ میں ہی ایک بڑا تپسوی بے عقل شودر تپ کرتا ہے۔ اس وجہ سے اس برہمن کا فرزند فوت ہوا ہے۔ اس لئے آپ اپنے راج میں اس امر کی تحقیقات کیجئے (۲۸ و ۲۹ و ۳۲)

سرگ ۷۵

نارد جی کے امرت جیسے کلمات سن کر شری رامچندر جی بہت خوش ہوئے اور لچھمن جی سے بولے (۱) اے سومیہ جاؤ تم جاؤ اور اس مقدس براہمن کو سمجھا بجھا کر اس کے متوفی فرزند کی لاش کو تیل کی کشتی میں رکھوا دو۔ اے سومیہ طرح طرح کی خوشبودار ادویہ اور خوشبودار تیلوں سے اس بچہ کی لاش کی اس طور حفاظت کرو۔ کہ جس سے وہ بگڑنے نہ پائے (۳) لچھمن کو یہ حکم دے کر رام نے اڑن کھٹولا طلب کیا۔ (۴) حکم کے ہوتے ہی چشم زدن میں کھٹولا موجود تھا۔ مہارشیوں کی تعظیم بجا لا کر شہر کا انتظام لچھمن اور بھرت کے حوالہ کر کے اور چمکتی تلوار اور تیر و کمان ہاتھ میں لے کر شری رامچندر جی اڑن کھٹولے پر سوار ہوئے (۸ - ۹) شری رامچندر جی مغرب کی جانب روانہ ہوئے اور وہاں وہ ادھر ادھر شودر تپسوی کو تلاش کرنے لگے۔ لیکن جب وہ وہاں نہ ملا تو شمال کی جانب روانہ ہوئے (۱۰) مگر وہاں بھی شری رامچندر جی کو کوئی خلاف شرع فعل کا نشان نہ آیا۔ تو جانب مشرق جا کر بڑی مستعدی سے اس کی تلاش کرنے لگے۔ (۱۱) پھر مشرق کو تلاش کرتے کرتے جب جنوب کی سمت آئے تو وہاں کوہ بندھیاچل پر ایک تپسوی کو دیکھا جو سر کے بل لٹکا ہوا ریاضت کر رہا تھا (۱۳-۱۴) رامچندر جی اس کے پاس جا کر کہنے لگے تمہاری ریاضت قابل داد ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہاری ذات کیا ہے؟ برا نہ ماننا۔ میں تم سے یونہی دل لگی کے طور پر پوچھ رہا ہوں۔ میں مہاراج دشرتھ کا بیٹا رامچندر ہوں (۱۵-۱۶) نیز یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تم یہ ریاضت کس غرض سے کر رہے ہو (۱۷) اور سچ سچ بتاؤ۔ کہ تم برہمن ہو یا کھشتری یا ویش یا شودر (۱۸)

سرگ ۷۶

زاہد نے اسی طرح لٹکتے ہوئے جواب دیا کہ اے رام میں شودر ہوں۔ شودر کے خاندان میں پیدا ہوا ہوں (میں) جو نیوں کے چکر بھگت کر نہیں بلکہ اسی جسم کے ذریعہ بہشت میں جانے اور روحانی طاقت حاصل کرنے کے لئے ایسی ریاضت شاقہ کر رہا ہوں (۲) بے پروبھو میں جھوٹ نہیں بولتا۔ بالکل سچ عرض کر رہا ہوں کہ میں دیوتاؤں کے لوک (بہشت) میں جانا چاہتا ہوں۔ آپ مجھ کو شودر یقین کیجئے۔ اور میرا نام شمبوک ہے (۳) اس شودر کے منہ سے یہ کلمہ سنتے ہی شری رامچندر نے چمکتی تلوار میان سے کھینچ لی۔ اور اس سے اس شودر کا سر کاٹ ڈالا (۴) اس کا سر کٹتے ہی سب دیوتا مبارک مبارک کہکر رام چندر کی تعریف کرنے لگے۔ اس وقت آسمان سے پھولوں کی بارش ہوئی (۷) شری رام چندر جی کے اس فعل سے خوش ہو کر سب دیوتا کہنے لگے۔ اے رام آپ نے دیوتاؤں کی بڑی بھاری مہم سر کر دی ہے۔ آپ کی مہربانی سے یہ شودر ذات کا انسان ہمارے بہشت میں نہیں آسکا۔ اب آپ جو چاہیں صلہ مانگیں (۸) شری رامچندر جی نے دیوتاؤں کا یہ کلام سنکر ہاتھ جوڑ اندر سے کہا۔ (۹) اگر آپ سب دیوتا مجھ پر مہربان ہیں۔ تو مجھ کو بھی منہ مانگا صلہ دیجئے۔ کہ وہ براہمن زادہ زندہ ہو جائے (۱۰) شری رامچندر جی کے یہ کلمات سن کر دیوتا بولے۔ ہے رام اب آپ لوٹ جائیے وہ براہمن زادہ تو زندہ بھی ہو گیا اور آج ہی اپنے والدین کے پاس بھی پہنچ گیا ہے (۱۳-۱۴) ہے رام جس وقت آپ نے اس شودر کو قتل کیا تھا۔ وہ براہمن کا بچہ تو اسی وقت زندہ ہو گیا تھا (۱۵)

ہم نے بالمیک رامائن کا لفظی ترجمہ اوپر درج کر دیا ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہندو عقائد کی رو سے شودروں کا کیا درجہ ہے اور ہندو تاریخ کی رو سے خود رام چندر جی کے زمانہ میں اچھوتوں سے کیسا سلوک ہوتا تھا۔ اور تو اور ایک شودر عبادت کا حق بھی نہیں رکھتا تھا۔ آج بھی ہندو ذہنیت یہی ہے۔ اگر ہندوؤں کو حکومت مل جائے۔ تو وہ اچھوتوں کے ساتھ یہی سلوک کریں۔ بلکہ شاید اس سے بھی بڑھ کر ہریجن بھائیوں کو ہندو تاریخ کے اس واقعہ سے کچھ سبق حاصل کرنا چاہیے اور اپنے لئے کوئی راستہ تجویز کرنا چاہیئے۔ جس سے ان کے مصائب کا خاتمہ ہو جائے اور مذہبی آزادی اور انسانی حقوق حاصل ہوں۔

مسئلہ حیات مسیح

اور شرک فی الصفات باری تعالیٰ پر ایک نظر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال "یہ مسلمہ امر ہے کہ خدا کے مامور جس برائی کو دور کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اس میں خود مبتلا نہیں ہوتے۔ مگر مرزا صاحب کو جب یہ الہام ہو چکے ہوئے تھے، الرحمٰن علم القرآن انک علیٰ صراط مستقیم۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ وغیرہ وغیرہ۔ تو باوجود علم قرآن اور صراط مستقیم پر ہونے کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر کیوں مانتے رہے اور مجددیت کے دعوے کے بارہ سال بعد یعنی ۵۲ سال کی عمر تک اعتقاد مذکور پر قائم رہے۔ بعد ازاں عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ ثابت کر کے اس کو مشرکانہ عقیدہ ثابت کیا۔ تو پھر کس طرح یقین کیا جائے کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں راستباز تھے؟ جبکہ خود بھی مدت تک اسی مشرکانہ عقیدہ پر قائم رہے۔ کیا خدا کے مامور کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ خود شرک میں مبتلا رہے۔

جواب: مسیح کی حیات کا مسئلہ قبل ازیں نہ تو ایمانیات میں شامل تھا۔ اور نہ ہی اعمال پر اس کا کچھ اثر تھا۔ اس لئے قرب الٰہی کے حصول کے لئے ایک سالک کی راہ میں حائل نہ ہو سکتا تھا۔ البتہ مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئیوں میں یہ مسئلہ ضمناً آ گیا تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ پیشگوئیوں کے معاملات میں قبل از وقت طبع آزمائی کرنا اہل تحقیق کا شیوہ نہیں۔ اسی لئے اس کی تفصیل کی طرف سلف صالحین اور اہل حق و معرفت میں سے نہ کسی نے توجہ کی اور نہ اس کے نتائج پر غور کیا صرف اجمالی رنگ میں اسے مانا جاتا رہا۔ البتہ موجودہ زمانہ میں اس کی طرف خاص طور پر جناب الٰہی نے توجہ منعطف کرائی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا جس کے لئے وہ پیشگوئی مقدر تھی۔ لہٰذا ضروری تھا کہ اس پیشگوئی کی ہر ایک تفصیل میں سے گزر ہوتا اور اس کی تمام شاخوں پر روشنی ڈالی جاتی۔ چنانچہ سب سے پہلے ضروری تھا کہ اس بات کی تحقیق کی جاتی کہ آنے والا کون ہے۔ وہی مسیح ابن مریم یا امت محمدیہ کا کوئی مجدد۔ اور یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس شخص پر ہی کھل سکتا تھا۔ جو اس کھڑا کیا جاتا ہے جو اس پیشگوئی کا صحیح مصداق ہوتا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب پہلے خود اس مسئلہ کو اسی طرح مانتے رہے جیسے کہ عام مسلمان مانتے ہیں۔ مگر جب آپ پر منجانب اللہ اس امر کا انکشاف ہوا۔ تو آپ نے علی الاعلان اس امر کا اظہار کر دیا۔ اور اس میں اس نقص کی طرف بھی توجہ دلائی۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم کو دنیا میں واپس لانے سے نہ صرف ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے۔ بلکہ انہیں اتنے عرصہ تک الآن کما کان کی شان سے زندہ آسمان پر ماننا خدا کی صفت حی و قیوم میں ایک رنگ میں شریک ماننا ہے۔ اس سے یہ فرض کر لینا صحیح نہیں کہ پھر اب تک جو لوگ حیات مسیح کو مانتے رہے۔ وہ شرک کے مرتکب ہوئے ہرگز نہیں۔ کوئی مسلمان عقیدۃً مسیح میں کسی قسم کی خدائی صفت کو نہیں مانتا۔ پہلے لوگ اب تک فقط ایک پیشگوئی کو مجمل طور پر مانتے رہے اس کی تفصیل میں نہ گئے اور اس کے نتائج پر غور نہ کیا۔ اس لئے وہ عند اللہ معذور رہے جس کی تفصیل ابھی سامنے ہی نہ آئی تھی۔ اس پر عند اللہ مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں اس کے بعد کہ اب اس کی تفصیلات پر روشنی پڑ چکی اور اس کے بد نتائج سے آگاہی ہو گئی۔ کہ اس طرح مسیح میں ایک خدائی صفت ماننی پڑ جاتی ہے جس سے مسیحیوں کے باطل عقیدہ کو مدد ملتی ہے۔ تو پھر اب بھی اگر کوئی شخص ضد کرتا ہے اور اس عقیدہ سے باز نہیں آتا۔ تو وہ خدا کے نزدیک خطاکار ہے۔

پس یہ مسئلہ اس سے قبل مجمل طور پر پیشگوئی کے رنگ میں موجود تھا۔ جس کی تفصیلی علم متقین نے سوا اللہ کے کر رکھا تھا۔ فقط ظاہری الفاظ کے مطابق اجمالی طور پر اسے مانتے رہے۔ نہ کوئی اس کی تفصیل میں پڑا تھا۔ اور نہ کسی کی اس کے برے نتائج پر نظر تھی اور نہ قبل از وقت کسی پیشگوئی کی تفصیلات پر طبع آزمائی کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اس لئے وہ سب لوگ عند اللہ معذور رہے اور چونکہ ایمانیات اور اعمال سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا اس لئے کسی سالک کے حصول قرب الٰہی میں یہ مسئلہ روک نہ ہو سکتا تھا۔ خود حضرت مسیح موعود بھی ابتدا میں اسی طرح ہی اجمالاً مانتے رہے لیکن جب وہ وقت آ گیا کہ اس پیشگوئی کا دنیا میں ظہور ہو۔ اور مسیحیوں میں تبلیغ اسلام کے لئے خدا اس مجدد کو مبعوث فرما دے جسے کسر صلیب اور مسیحیوں میں تبلیغ کی وجہ سے ہی مسیح موعود کا لقب دیا گیا تھا۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

> چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
> مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

تو پھر اللہ تعالیٰ نے اسی پیشگوئی کے مصداق صحیح حضرت مرزا صاحب پر اس راز کو کھولا۔ اور آپ کی توجہ کو اس کی تفصیلات پر مبذول کرائی۔ اور اس کے بد نتائج کو سامنے رکھ کر دکھایا۔ تب آپ نے سب سے پہلے اسی مسئلہ کو صاف کیا اور لوگوں کو توجہ دلائی۔ مسیح ابن مریم کے نزول کو نہ صرف ختم نبوت باطل ٹھہرتی ہے۔ بلکہ ایسے عقیدہ سے مسیحیوں کے باطل عقیدہ کو مدد ملتی ہے اور اس مسئلہ کو جب تک مسترد نہ کر دیا جائے مسیحیوں میں کما حقہ تبلیغ اسلام ممکن نہیں۔ پس اس تحقیق و تشریح کے بعد اگر کوئی شخص ضد کرتا ہے۔ اور حضرت مسیح کو زندہ حی و قیوم خدا کی طرح آسمان پر الآن کما کان کے رنگ میں زندہ سمجھتا ہے تو پھر کہنا پڑے گا کہ وہ شخص شرک فی الصفات کا مرتکب ہو رہا ہے اور عند اللہ خطاکار ہے مگر جب تک تحقیق و تشریح نہ ہوئی تھی اور تفصیل و نتائج پر روشنی نہ پڑی تھی۔ بلکہ ان امور سے ایک قسم کا ذہول رہا۔ اس وقت تک کوئی شخص مواخذہ کے نیچے نہیں آ سکتا تھا۔

باقی رہ گیا الہام انک علیٰ صراط مستقیم۔ سو یہ بالکل صحیح تھا۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود سے بڑھ کر سیدھے رستہ پر کون تھا۔ اسلام سے بڑھ کر صراط مستقیم اور کونسی ہو سکتی ہے اور پھر اسلام کی وہ تشریح جو حضرت مسیح موعود نے کی۔ کیا بہترین تشریح نہیں؟ پھر آپ کی راہ سے بڑھ کر صراط مستقیم اور کونسی ہو سکتی ہے اور اس مسئلہ متنازعہ فیہ حیات و ممات مسیح اور نزول مسیح میں بھی آپ ہی صراط مستقیم پر نظر آتے ہیں۔ نہ کہ آپ کے مخالف علماء اور اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو الرحمٰن علم القرآن الہام کیا۔ تو قرآن کا بھی وہ علم دیا۔ کہ تمام دنیا کے علماء کو آپ نے چیلنج کیا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ اور مسیح کی حیات و ممات کی نسبت جو غلطی تھی، وہ بھی آپ ہی پر اللہ تعالیٰ نے کھولی علم ہمیشہ بتدریج ملتا ہے۔ یہ تو ضروری نہیں۔ کہ پہلے ہی دن سارا علم کھول کر رکھ دیا جائے۔ رہ گیا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ الخ کا الہام۔ تو اس میں کیا شک ہے۔ کہ آپ کو جب مسیحیوں میں تبلیغ کے لئے مامور کیا۔ تو اس کے لئے ہدایت بھی عطا فرمائی۔ جن میں سے ایک یہ مسئلہ حیات و ممات مسیح بھی تھا کیونکہ مسیح کی وفات سے ہی کسر صلیب کا عظیم الشان کام وابستہ تھا۔ پس ان الہامات کی صداقت مثل آفتاب روشن ہے۔

اعلانات

"یوم مسیح موعودؑ"

قابل توجہ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشنز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما کر اپنے مولا سے جا ملے تھے۔ اور ان کے یوم وصال منانے کے لئے ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن ہر سال جلسوں کا انتظام کرتی ہے تاکہ قوم میں اپنے محسن کی یاد تازہ ہو۔ اور تبلیغ اسلام کا وہ جوش جو حضرت مسیح موعودؑ ہم میں پیدا کر گئے تھے اس کو زندہ رکھا جائے۔ اس لئے گزارش ہے۔ کہ ہر ایک جماعت کے نوجوان اس سال یوم وصال منانے کے لئے پوری سرگرمی سے کام لیں مرکزی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا جلسہ مسلم ہائی سکول لاہور میں منعقد ہو گا۔ والسلام

خاکسار م۔ عبد الحق اسسٹنٹ سیکرٹری

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور

ایک غلطی کا ازالہ

بعض غیر احمدیوں کی مخالفت اور غلط پروپیگنڈا سے کچھ احباب جماعت اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ میں نے نعوذ باللہ شاید احمدیت سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ جو کہ سراسر غلط اور بہتان عظیم ہے۔

میں یہ اعلان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں اب بھی پہلے کی طرح احمدی ہوں۔ اور سلسلہ احمدیہ کو ہی صحیح اسلام سمجھتا ہوں اور خدا کی وحدانیت اور رسول خدا صلعم کی نبوت پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور میرا اس بات پر محکم ایمان ہے۔ کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ ان پر سب قسم کی نبوتیں ختم ہو چکی ہیں۔ اب نہ کوئی نیا نبی آنے والا ہے اور نہ ہی کوئی پرانا۔ البتہ ہر صدی کے سر پر اس امت میں مجدد آئیں گے۔ جن میں سے ایک حضرت مرزا صاحب بھی ہیں۔ میں انہیں اس صدی کا مجدد اعظم و محدث تسلیم کرتا ہوں اور مجھے فخر ہے۔ کہ میں ہندوستان کی اس عظیم الشان واحد جماعت کا فرد ہوں جس کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کی حقیقی تڑپ موجود ہے اور جس کا مقصد اعلیٰ اعلائے کلمۃ الحق ہے۔ اور جو تکفیر کی مہلک اور خطرناک مرض سے بالاتر ہو کر دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کی تبلیغ میں دن رات مشغول ہے۔

آخر میں میں خدا سے نہایت عجز و انکسار سے دعا مانگتا ہوں کہ مجھے عمر بھر اس سلسلہ عالیہ کا خادم ہی بنائے رکھے۔

اخوت اسلامی

اچھوت اقوام کیلئے چند قابل غور باتیں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں "اسلامک برادر ہڈ" اخوت اسلامی کے نام سے جو رسالہ تصنیف فرمایا ہے اس کا مفصل ذکر گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے۔ ذیل میں اس مفید رسالہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ (مدیر معاون)

اسلام کے دو بنیادی اصول۔ توحید اور اخوت

اسلام جس کے لفظی معنی سلامتی کے ہیں۔ کی تعلیم کے دو بنیادی اصول ہیں یعنی توحید اور اخوت۔ یہ دونوں اصول قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں اور دونوں خیالوں کو تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ ایک خاندان میں جو ہم آہنگی ہو سکتی ہے وہ کہیں اور نہیں پائی جاتی۔ اور اسلام کی بنیاد توحید اور مساوات جیسے دو عظیم الشان نظریوں پر رکھی گئی ہے جہاں تمام بنی نوع انسان کو ایک خاندان کہکر پکارا گیا ہے۔

مساوات انسانی کا قرآنی نظریہ

اسلام کا مطالعہ کرنے والے دوست جانتے ہوں گے کہ قرآن میں توحید کا عقیدہ کس صفائی اور وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ان میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو نہیں جانتے کہ مساوات بنی نوع انسان کا نظریہ بھی اسی صفائی اور وضاحت سے قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ لفظ رب کے معنی ہیں وہ ذات جو تدریجاً ایک چیز کو اپنے کمال تک پہنچائے "تمام جہانوں کا رب" یہ الفاظ صاف بتلاتے ہیں کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ جہان کی تمام قومیں ایک باپ کے بچوں کی مانند ہیں اور وہ سب کی خبرگیری کرتا ہے اور تدریجاً ان کو کمال تک پہنچاتا ہے صاف الفاظ میں فرمایا گیا ہے۔ کان الناس امۃ واحدۃ۔ سب لوگ ایک ہی جماعت ہیں۔ (۲ : ۲۱۳) دوسری جگہ فرمایا۔ یاایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ وجعلنکم شعوباً و قبائل لتعارفوا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے متقی ہے۔" (۴۹ : ۱۳)

جن الفاظ پر قرآن مجید ختم ہوتا ہے وہ یہ ہیں:۔

قل اعوذ برب الناس۔ ملک الناس۔ الٰہ الناس کہو میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود کی۔

مساوات انسانی کے نظریہ کی عملی تکمیل

جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے کہ قرآن بنی نوع انسان کے درمیان اتحاد کی محض تعلیم ہی نہیں دیتا۔ بلکہ اس نظریے کو عملی رنگ میں تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ خدا کی جسمانی پرورش سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اس کا فیض ہر ایک قوم کے لئے یکساں ہے۔ لیکن یہ صرف اسلام کی ہی تعلیم ہے۔ کہ خدا جسمانی پرورش کے ساتھ ساتھ تمام دنیا کے لئے روحانی پرورش کا بھی سامان بہم پہنچاتا ہے۔

یہ صرف قرآن مجید کی ابتدائی آیات میں ہی مرقوم نہیں کہ خدا تمام جہانوں کا رب ہے اور وہ ان کی تدریجاً تکمیل کرتا ہے اور یہ تکمیل اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک جسمانی پرورش کے ساتھ روحانی پرورش نہ کی جائے۔ چنانچہ روحانی تکمیل کے لئے خدا نے وحی کے ذریعہ ہر ایک قوم کو مستفیض فرمایا۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر اور کوئی قوم نہیں۔ مگر اس میں ڈرانیوالا گزر چکا (۳۵ : ۲۴) "لکل امۃ رسول اور ہر ایک قوم کے لئے ایک رسول ہے" (۱۰ : ۴۷)

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے ان پیغمبروں کے علاوہ جن کا ذکر بائیبل میں آتا ہے۔ بہت سے اور پیغمبروں کا ذکر ہے ان میں سے ہود اور صالح ہیں۔ جو عرب کے علاقوں میں مبعوث ہوئے حضرت لقمان حبشہ میں آئے۔ ایک پیغمبر سوڈان میں جو حضرت موسیٰ کے ہمعصر تھے۔ مبعوث ہوئے۔ ذوالقرنین فارس کے بادشاہ اور پیغمبر تھے۔ اس بیان کو اور واضح کرتے ہوئے قرآن مجید نے صاف فرمایا کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے پیغمبر دنیا میں مبعوث ہوئے جن کے نام مذکور نہیں۔

ورسلاً قد قصصنھم علیک من قبل ورسلاً لم نقصصھم علیک

اور (کچھ) رسول ہیں جن کا حال ہم تجھ سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور (کچھ) رسول ہیں جن کا ذکر ہم نے تجھ سے نہیں کیا۔ (۴ : ۱۶۴)

اسلام رنگ و نسل و زبان کے امتیازات سے پاک ہے

قرآن مجید اس خیال کی تردید کرتا ہے کہ ایک خاص قوم خدا کے روحانی فیض کیلئے مخصوص کر دی جائے۔ بلکہ اخوت کی تعلیم دیتا ہے کہ دنیا کی تمام قومیں خدا کی نگاہ میں ایک خاندان کی مانند ہیں۔ جو ان تمام کو یکساں دیکھتا ہے اور ان کی جسمانی اور روحانی پرورش کرتا ہے۔

اسلام صرف اس نظریے کی تردید ہی نہیں کرتا کہ کسی قوم سے خدا رعایت کرتا ہے بلکہ اس نظریے کو بھی رد کرتا ہے کہ کوئی قوم راندہ درگاہ خداوندی ہو۔ بلکہ خدا سب کی دعائیں سنتا ہے۔ دعا کرنے والا خواہ کسی قوم سے ہو۔ وہ ہر ایک پر رحم کرتا ہے اور وہ ہر ایک کے نیک اعمال کا اجر دیتا ہے۔ مختلف ملکوں کے باشندوں۔ مختلف نسلوں، مختلف الرائے لوگوں اور مختلف رنگ اور زبان کے انسانوں کے درمیان خدا کوئی تمیز نہیں کرتا۔ اس نے سب انسانوں کو یکساں پیدا کیا۔ اور ان کو یکساں فطرت دی فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا۔ اللہ کی (بنائی ہوئی) فطرت پر قائم رہو جس پر اس نے لوگوں کو اصل حالت میں پیدا کیا۔ اور اس پر اور بڑھایا۔ لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ اللہ کی پیدا کی گئی حالت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ یہ قائم رکھنے والا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (۳۰ : ۳۰)

اسلام میں رنگ اور زبان کا کوئی امتیاز نہیں۔ رنگت زبان کا جھگڑا جس نے قوموں کو ایک دوسرے کے خلاف کر دیا ہے۔ قرآن کے نزدیک خدا کا ایک نشان ہے

ومن آیتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم۔ ان فی ذالک لآیت للعلمین

اور اس کے نشانوں میں سے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف ہے۔ اس میں یقیناً علم والوں کے لئے نشان ہیں۔" (۳۰ : ۲۲)

چند ارشادات قرآنی

ہم اس جگہ چند آیات قرآن مجید درج کرتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ:۔

(۱) خدا سب کی دعا سنتا ہے۔

وقال ربکم ادعونی استجب لکم اور تمہارا رب کہتا ہے۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا (۴۰ : ۶۰)

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالٰہ مع اللہ۔ بھلا کون اضطرار والے کو دیتا ہے۔ جب وہ اسے پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کرتا ہے اور تمہیں ملک کے حاکم بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟" (۲۷ : ۶۲)

(۲) خدا کی بخشش اور رحم ہر ایک کے لئے یکساں ہے

ورحمتی وسعت کل شیء۔ اور میری رحمت ہر شے پر حاوی ہے۔" (۷ : ۱۵۶)

ربنا وسعت کل شیء رحمۃ۔ ہمارے رب تو رحمت اور علم سے ہر چیز پر حاوی ہے (۴۰ : ۷)

قل یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً کہو۔ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ سبھی گناہ بخش دیتا ہے۔ (۳۹ : ۵۳)

وان ربک لذو مغفرۃ للناس علیٰ ظلمھم اور یقیناً تیرا رب لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے معاف کرتا رہتا ہے۔

(۳) لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ۔ تو جو کوئی ایک ذرہ کے برابر بھلائی کرتا ہے اسے دیکھ لیگا۔ اور جو کوئی ایک ذرہ کے برابر بدی کرتا ہے اسے دیکھ لیگا۔"

من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا۔ من جاء بالسیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلھا وھم لا یظلمون جو کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے لئے دس دس کی مثل ہیں اور جو کوئی بدی کرتا ہے تو اس کی مثل ہی اس کو سزا دی جائے گی۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔" (۶ : ۱۶۱)

ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئاً۔ اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں رکھیں گے پس کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔" (۲۱ : ۴۷)

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی توحید کے عقیدے سے صرف یہی بات نہیں کہ وہ تمام جہان کی قوموں کا باپ ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کا سلوک مختلف اقوام عالم سے ایک جیسا ہے

ایک خدا کو ماننے کے عقیدے کا لازمی نتیجہ ایک انسانیت کا تصور ہے ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ تمام لوگوں کو بار بار ایک جماعت کہکر پکارا گیا ہے۔

"اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنا دیئے۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو"

انسانیت کے اس خاندان میں جس کا تصور قرآن مجید نے پیش کیا ہے کسی خاص ملک سے تعلق رکھنا کسی فخر کا باعث نہیں اور کسی دوسرے ملک کا ہونا بے عزتی نہیں۔ رنگ اور زبان کا امتیاز کسی کو بلند نہیں کر سکتا۔ بلکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے متقی ہے۔ (۴۹ : ۱۳)

اسلام کے ان بنیادی اصولوں کو مستحکم کرنے کیلئے رسول خدا صلعم نے حج الوداع کے موقعہ پر صاف اور کھلے الفاظ میں فرمایا۔ "عرب کو عجم پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی گورے کو کالے پر کوئی فخر ہے"۔ بخاری شریف میں رسول خدا کا فرمان ہے۔ "اگر حبشی غلام تم پر حاکم کر دیا جائے اس کی اطاعت کرو"

باہمی تعلقات کے متعلق بھی وسیع الخیالی کی تعلیم دی گئی ہے پیغمبر خدا کے ارشاد کے مطابق مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے لوگ محفوظ رہیں"۔ قرآن مجید نے اس کے متعلق ایک زریں اصول بنایا ہے

یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط ولا یجرمنکم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بما تعملون

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کے (حقوق) کی حفاظت کرنیوالے انصاف کی گواہی دینے والے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقوے سے قریب تر ہے اور اللہ کا تقویٰ کرو۔ بیشک اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔ (۵ : ۸)

پھر فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ والاقربین (۴ : ۱۳۵)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ انصاف کی پوری محافظت کرنے والے اللہ کیلئے گواہی دینے والے رہو۔ گو (معاملہ) تمہاری اپنی ذات یا ماں باپ یا قریبیوں کے خلاف ہو"

ایک جگہ فرمایا۔ ولا یجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

اور کسی قوم کی دشمنی کہ انہوں نے تمہیں حرمت والی مسجد سے روکا۔ تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (۵ : ۲)

مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر ایک معاملہ میں انصاف کو مد نظر رکھیں اور وہ قومیں جو اس سے سختی کا برتاؤ روا رکھیں۔ ان سے بھی انصاف کریں صرف انصاف کی تاکید نہیں کی گئی۔ بلکہ صرف ان لوگوں کے سوا جنہوں نے جنگ کی ہو۔ باقی لوگوں سے صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے

لا ینہکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یحب المقسطین۔ اللہ تمہیں ان سے نہیں روکتا جنہوں نے تمہارے ساتھ دین کے بارہ میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں گھروں سے نہیں نکالا۔ کہ تم ان سے بڑے بڑے احسان کرو۔ اور ان سے انصاف کرو۔ اللہ انصاف کرنیوالوں سے محبت رکھتا ہے۔ (۶۰ : ۸)

(باقی آئندہ)

مکتوب برلن

امام مسجد برلن کا سفر یوگوسلاویہ

گذشتہ ماہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن نے یوگوسلاویہ کا تبلیغی سفر کیا جس کی مختصر کیفیت انہوں نے اپنے تازہ خط میں لکھی ہے۔ جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

خاکسار ۸ اپریل کو برلن سے سفر یوگوسلاویہ پر روانہ ہوا۔ برلن سے چل کر پہلا قیام پراگ میں ہوا۔ پراگ جیکوسلاواکیہ کا دارالسلطنت ہے اس ملک میں مسلمانوں کی آبادی بہت ہی قلیل ہے۔ جنگ عظیم کے بعد جب جیکوسلاواکیہ علیحدہ ملک قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت بہت تھی لوگوں کو یہ علم نہ تھا۔ کہ یہاں مسلمان بھی آباد ہیں۔ آج سے چند سال قبل اس ملک کے مسلمان ایک دوسرے سے الگ تھلگ بستے تھے ۱۹۳۴ء کے آخیر میں ایک مجلس کا قیام عمل میں آیا جس میں یوگوسلاویہ اور البانیہ اور جیکوسلاواکیہ کے مسلمان شامل ہیں۔ ۱۲ فروری ۱۹۳۵ء کو اس ملک کی حکومت کے محکمہ تعلیم نے قانوناً اسلام کو ایک مستقل مذہب تسلیم کر لیا اور مسلمانوں کو وہی حقوق عطا کر دیئے۔ جو دوسرے مذاہب والوں کو وہاں حاصل ہیں۔ قبل ازیں اسکولوں میں مسلمان بچوں کے لئے عیسائیت کی تعلیم لازمی تھی۔ لیکن اس قانون کے نفاذ کے بعد مسلمان بچوں کو اس پابندی سے آزاد کر کے ان کی مذہبی تعلیم کا انتظام مجلس اتحاد اسلامیہ کے سپرد کر دیا گیا۔ جو اسلامی تہواروں مثلاً عید الفطر وعید الضحیٰ وغیرہ کا بھی انتظام کرتی ہے

اس مجلس کی خواہش پر خاکسار دو دن پراگ میں ٹھہرا اور مجلس کے سابق صدر حاجی عبداللہ بر کیش صاحب کی مہمان نوازی کا شرف حاصل کیا۔ میں جس وقت پراگ پہنچا۔ تو ریلوے اسٹیشن پر چند اصحاب استقبال کیلئے موجود تھے۔ جن میں سے صرف ایک صاحب محمد توفیق کلنگر کو میں ذاتی طور پر جانتا تھا۔ لیکن یہ اسلامی اخوت کا ایک معجزہ ہے کہ ایک ناواقف اجنبی مسلمان خواہ وہ کسی ملک کا باشندہ اور کسی قوم کا فرد ہو۔ جب اپنے دینی بھائیوں سے ملتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے حقیقی بھائیوں سے ملاقات کر رہا ہے۔ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو "السلام علیکم" کہکر مخاطب کرتا ہے۔ تو ان کے اندر اخوت کی ایک ایسی برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ گویا وہ پرانے دوست بلکہ حقیقی بھائی ہیں۔

پراگ میں میرے ساتھ یہی معاملہ ہوا۔ جونہی مسلمانان پراگ کو معلوم ہوا کہ میں برلن مسجد کا امام ہوں۔ وہ میرے گرد جمع ہو گئے۔ پس پھر کیا تھا۔ ہم نے آپس میں نہ صرف پر جوش مصافحے کئے۔ بلکہ اس طرح بغلگیر ہوئے جس طرح کہ بچھڑے بھائی آپس میں ملتے ہیں۔ ریلوے سٹیشن پر فوٹو گرافر کے علاوہ پریس کے نمائندے بھی موجود تھے۔

مجلس اتحاد اسلامیہ نے اسی شام کو میرے ایک لیکچر کا اعلان کیا ہوا تھا۔ چنانچہ شام کو آٹھ بجے خاکسار نے "اسلام میں عورت کا درجہ" کے مقررہ موضوع پر ایک لیکچر دیا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ لوگوں نے لیکچر کو بے حد پسند کیا۔ دوسرے دن پراگ کے ORIENTAL INSTITOTE کی طرف سے دعوت نامہ آیا چنانچہ میں اس ادارہ کے ڈائرکٹر سے ملا۔ وہاں کا کتب خانہ دیکھا۔ افسوس اس میں اسلامی کتب بہت ہی کم تھیں۔ برلن واپس آکر میں نے اپنا رسالہ مسلم ریویو جاری کر دیا ہے اور خیال ہے۔ کچھ اسلامی کتابیں بھی وہاں بھیجی جائیں۔

دوسرے روز دوپہر کا کھانا مجلس اتحاد اسلامیہ کی طرف سے تھا۔ چند ترک اور البانوی احباب بھی شریک طعام تھے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد چار بجے محمد توفیق کلنگرا ور جیکوسلاواکیہ کے ایک اور مسلمان سے ملاقات ہوئی۔ اسی روز پانچ بجے سہ پہر ہمارے معزز نومسلم دوست بیرن عمر ایرنفلز صاحب کی والدہ محترمہ کے ہاں چائے کی دعوت پر گیا۔ جہاں بیرن صاحب کی ہمشیر بھی موجود تھیں۔ ان معزز خاتونوں کی مہمان نوازی تا دیر یاد رہے گی۔ اس روز شام کے آٹھ بجے میرا دوسرا لیکچر ہوا جس کا موضوع "اسلام اور آزادی" تھا۔ حاضرین کی تعداد اس لیکچر میں بھی کافی تھی۔ یونیورسٹی کے متعدد پروفیسر اور اخبارات کے نمائندے بھی موجود تھے۔ لیکچر کے بعد سوالات کا بھی موقع دیا۔ یہ سلسلہ رات کے گیارہ بجے تک جاری رہا۔

۱۴ اپریل کی صبح کو میں بیرن عمر ایرنفلز صاحب کی ملاقات کیلئے LICHTE NAN روانہ ہو گیا۔

پراگ میں مسلمان بھائیوں سے مل کر بے حد محظوظ ہوا۔ اور یہ ناشکری ہو گی۔ اگر میں ان تمام احباب کا دلی شکریہ ادا نہ کروں۔ جنہوں نے ازراہ مہمان نوازی میری عزت افزائی فرمائی اور میرے قیام پراگ کو مفید اور پر لطف بنانے میں قیمتی امداد دی۔ ان احباب میں سے مندرجہ ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور میرے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔

(۱) حاجی عبداللہ بر کیش (۲) جناب غفور لانگوز البانیہ نائب صدر مجلس اتحاد اسلامیہ (۳) جناب حمزک محمد از یوگوسلاویہ (۴) جناب اسماعیل بیگوچ ثابت از یوگوسلاویہ (۵) مس عزیزہ ایلنگر از جیکوسلاواکیہ۔ (باقی آئندہ) محمد عبداللہ

برلن ۱۲ اپریل

بیروزگاروں کیلئے مفید معلومات

وکٹوریہ جوبلی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ بمبئی میں داخلہ

لاہور میں امتحان کے متعلق اعلان

لاہور ۱۱ مئی عوام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وکٹوریہ جوبلی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ بمبئی کے امتحانات کا داخلہ حسب معمول ڈائرکٹر آف انڈسٹریز پنجاب کے دفتر واقع مال روڈ (متصل ملکہ کا بت) میں منعقد ہونگے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مضمون	تاریخ	وقت
۱۔ انگلش کمپوزیشن وپرائسی رائٹنگ	منگل ۔ مورخہ ۲ جون سنہ ۱۹۳۶ء	۱۰ بجے تا ۱۲ بجے دوپہر
۲۔ حساب و الجبرا	״ ״ ״ ״	۱۲½ ״ ۳½ ״ ״
۳۔ جیومیٹری و ٹرگنومیٹری	جمعرات ״ ۴ ״ ״	۱۰ ״ ایک ״ ״
۴۔ کیمسٹری و فزکس	״ ״ ״ ״	۲½ ״ ۵½ ״ شام
۵۔ فری ہینڈ و سکیل ڈرائنگ	جمعہ ״ ۵ ״ ״	۱۰ ״ ۱۱½ ״ صبح

جو امیدوار امتحان داخلہ میں شریک ہونا چاہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی درخواستیں تاریخ امتحان سے آٹھ دن پیشتر پرنسپل انسٹی ٹیوٹ مذا کی خدمت میں پہنچا دیں۔ انسٹی ٹیوٹ میں حسب ذیل مضامین نصاب تعلیم میں شامل ہیں۔

(۱) مکینکل انجنیئرنگ (۲) الیکٹریکل انجنیئرنگ (۳) صنعت پارچہ بافی (سوتی) (۴) ٹیکنیکل ایپلائیڈ کیمسٹری اور (۵) سینیٹری انجنیئرنگ و پلمبنگ

ہر نصاب کی مدت تعلیم ۴ سال ہے جو چھ چھ ماہ کی آٹھ ٹرموں میں منقسم ہے۔ بمبئی پریذیڈنسی کے امیدواروں کی فیس فی ٹرم کے لئے ۴۰ روپے ہے اور دیگر امیدواروں کے لئے ۵۸ روپیہ ہے۔ مزید معلومات اور داخلہ کی فارمیں پرنسپل انسٹی ٹیوٹ مذکور سے حاصل ہوسکتی ہے۔

پنجاب ایگریکلچرل کالج لائل پور

جو امیدوار پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور میں داخل ہونے کے خواہشمند ہوں ان کو چاہیئے کہ وہ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۳۶ء کو سات بجے صبح آکر انٹرویو کریں اور داخلہ کا امتحان دیں۔

درخواستیں مقررہ فارم پر معہ ضروری اسناد مصدقہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۳۶ء تک پرنسپل کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ یا امیدوار داخلہ کے وقت خود اپنے ساتھ لے آئے۔

ٹیوشن فیس کالج کے پہلے دو سال کے لئے سات روپے بارہ آنے ماہوار ہے۔ (جس میں سائنس کی فیس بھی شامل ہے) اور آخری دو سال کے لئے چودہ روپے دس آنے ماہوار جس میں سائنس فیس بھی شامل ہے۔ فیس ہمیشہ پیشگی لی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جو غیر پنجابی طالب علم ہندوستانی ریاستوں یا دوسرے صوبوں کی طرف سے (سوائے صوبہ دہلی) داخل ہوں گے۔ ان کے ہاں کی حکومتوں کا فرض ہوگا۔ کہ آٹھ سو روپیہ سالانہ فی طالب علم کے حساب سے کالج کو روپیہ ادا کریں۔

یونیورسٹی کے وظائف مل سکتے ہیں۔ پہلے اور دوسرے سال کے نتائج پر چند سرکاری وظائف دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ دریں مختلف ڈسٹرکٹ بورڈ اور دوسری انجمنیاں بھی بے شمار وظائف دیتی ہیں۔ یہ کالج ایک سکونتی ادارہ ہے جس میں نہایت زوردار ٹیوٹوریل سسٹم بھی قائم ہے۔ اعلےٰ درجہ کی سائنٹفک کلچرل تعلیم دی جاتی ہے۔ عملی زراعت کی طرف خاص توجہ کی جاتی ہے کھیل لازمی ہیں اور فوجی ٹریننگ کا بھی انتظام ہے۔ ایگریکلچرل کے گریجویٹوں کو محکمہ زراعت اور بعض دوسرے سرکاری محکموں میں اسامیاں ملجاتی ہیں اور انہیں لا کالج میں بھی داخل ہونیکا حق حاصل ہے جن امیدواروں نے زراعت کا پہلا امتحان پاس کیا ہو۔ وہ آرٹ یا سائنس کی فیکلٹی میں جاکر تھرڈ ایئر کلاس میں داخل ہوسکتے ہیں۔ کالج کے پراسپکٹس اور مجوزہ فارم داخلہ پرنسپل کے دفتر سے بلاقیمت دستیاب ہوسکتے ہیں۔ (ایم۔ افضل حسین پرنسپل۔ پنجاب ایگریکلچرل کالج۔ لائلپور)

ضرورت

ڈسٹرکٹ بورڈ گجرات کو ایک لائق سیکرٹری کی ضرورت ہے تنخواہ کا گریڈ ۲۰۰ — ۱۰ — ۳۰۰ ماہوار ہوگا۔ ایک سال آزمائشی رہنا ہوگا۔ درخواستیں معہ نقول سندات ۳۰ مئی سے پہلے چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ گجرات کے پتہ پر پہنچنی چاہئیں۔ باشندہ ضلع گجرات اور زمیندار اور دفتر کا تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائیگی۔

۲۔ مسٹر بی۔ ایس کوہلی اگزکٹو افسر نوشہرہ ضلع پشاور کو چھاؤنی نوشہرہ کے لئے ایک تجربہ کار وٹرنری اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔ جو انگریزی اچھی طرح جانتا ہو۔ اسے وٹرنری اسسٹنٹ اور تانگہ انسپکٹر ہر دو فرائض ادا کرنے ہونگے۔ تنخواہ کا گریڈ ۵۰—۵—۷۰ روپیہ ماہوار۔ ایک سال آزمائشی رہنا ہوگا عرضیاں معہ نقول سندات ۲۰ مئی سے پہلے پہنچنی چاہئیں

جماعت بغداد کی مالی قربانی

ہمارے محترم دوست سید تصدق حسین صاحب کے ذریعہ احباب بغداد کی طرف سے رقومات ذیل حسب تفصیل مندرجہ گذشتہ ماہ داخل خزانہ انجمن ہوئی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سب بھائیوں اور بہنوں کو دینی و دنیوی برکات سے بہت بہت حصہ دے۔ جو محض خوشنودی خدا کیلئے اتنی قربانیاں کر رہے ہیں

اسمائے معطیان	چندہ روپے	آنے	پائی
تصدق حسین صاحب قادری	۴۶	۰	۰
جناب سلطان علی صاحب	۲۴	۸	۰
جناب فضل دین صاحب	۸	۰	۰
سید عابد علی صاحب	۲۴	۰	۰
جناب ابراہیم آدم صاحب مجوالی	۲۲	۰	۰
جناب لطیف اسماعیل صاحب	۴۰	۰	۰
جناب شیخ عباس صاحب	۵۲	۰	۰
جناب اسماعیل محمود صاحب	۰	۱۰	۸
جنابہ مخزیہ بانو صاحبہ	۲	۰	۰
جناب عبدالرحمن صاحب انصاری	۱	۵	۴
جناب عبدالصمد صاحب برق	۱۴	۸	۴
جناب عبداللہ آفندی صاحب	۰	۱۲	۱۰
جناب عبدالخالق صاحب	۲	۰	۰
محمد سالار رضا خان صاحب بلوچ	۱۲	۰	۰
محمد شیر گل صاحب	۲	۰	۰
جناب محمد یعقوب صاحب پراچہ	۶	۱۰	۸
جناب بشیر احمد صاحب پراچہ	۱	۰	۰
جناب الحاج بابا صاحب	۱	۵	۴
جناب عبدالحکیم صاحب	۲	۳	۳
جناب عبدالعزیز صاحب	۱	۵	۴
جناب سید ابراہیم صاحب قادری	۱	۰	۰
جنابہ نور النساء بیگم قادری	۰	۱۰	۸
بیگم صاحبہ سلطان علی صاحب	۰	۱۰	۸
اسمٰعیل محمود صاحب	۰	۱۰	۸
حاجی عبدالرحمن صاحب	۰	۱۰	۸
حافظ گل محمد صاحب	۰	۱۰	۸

فنڈوں کے لحاظ سے اس رقم کی تفصیل اس طرح ہے۔

فنڈ	روپے	آنے	پائی
تحریک ارشاد الٰہی از ممبران جاعت	۱۱۴	۰	۰
چندہ ماہواری	۹۱	۱۰	۸
اچھوت تبلیغ فنڈ	۴۸	۱۰	۸
حساب دارالکتب اسلامیہ	۴۲	۱۳	۰
لائٹ سپین فنڈ	۴۱	۵	۸
عید فنڈ	۲۶	۳	۳
بجٹ فنڈ	۱۹	۳	۳
آنہ مستقل فنڈ	۱۴	۱۰	۶
مسجد فنڈ	۱۱	۰	۰
جاپان اسلامی سٹ ایک عدد	۸	۰	۰
اخبار پیغام صلح	۸	۰	۰
اخبار لائٹ	۶	۱۰	۸
اخبار ینگ اسلام	۶	۰	۰
اخبار دکھرڑ	۴		
اخراجات سالانہ جلسہ	۳	۵	۴
میزان	۴۴۴	۴	۰

(خاکسار تصدق حسین)

جدید لیجسلیٹو اسمبلی پنجاب

کی فہرست رائے دہندگان کے متعلق سرکاری اعلان

اطلاع عامہ کے لئے یہ امر مشتہر کیا جاتا ہے کہ جدید لیجسلیٹو اسمبلی پنجاب کی فہرست رائے دہندگان کا حصہ دوم عنقریب معرض ترتیب میں لایا جائے گا۔ تاکہ خاص جماعتوں کے افراد کے نام جو دیگر صفات نہیں رکھتے فہرست میں درج کئے جائیں۔ ان افراد کا اندراج درخواست دینے پر فہرست رائے دہندگان میں ہو سکتا ہے۔

ایسی جماعتوں کے اشخاص اور وہ صفات جن کی بنا پر ان کا اندراج عمل میں آ سکتا ہے۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) اقوام مزارعہ پیشہ کے جملہ افراد جو دیگر صفات نہیں رکھتے اور جو خواندہ ہیں۔

(ب) جملہ دیگر اشخاص جن کو کوئی اور صفت حاصل نہیں اور جنہوں نے پرائمری یا اس کے مساوی یا اس سے کوئی بڑا امتحان پاس کیا ہو۔

ج۔ تمام عورتیں جن کو کوئی اور صفت حاصل نہیں اور جو (۱) خواندہ ہیں۔

(۲) جو کسی ایسے شخص کی جو حضور ملک معظم کی باقاعدہ افواج کا افسر یا نان کمیشنڈ افسر یا سپاہی تھا بیوہ یا پنشن خوار بیوہ یا پنشن خوار ماں ہو۔

(۳) کسی ایسے شخص کی بیوی ہو۔

(۱) جس پر گزشتہ مالی سال کے دوران میں کم از کم ۵۰ روپیہ انکم ٹیکس تشخیص کیا گیا ہو یا صوبہ کے اندر کم از کم پچاس روپے براہ راست محصول میونسپل کمیٹی یا محصول جائداد کی تشخیص کیا گیا ہو یا۔

(ب) جو حضور ملک معظم کی باقاعدہ افواج کا ریٹائرڈ پنشن خوار یا ڈسچارج شدہ افسر کمیشنڈ افسر یا سپاہی ہو یا

ج۔ مقررہ تاریخ سے گزشتہ ۱۲ ماہ کے دوران میں مسلسل صوبہ کے اندر کسی ایسی جائیداد غیر منقولہ کا مالک چلا آیا ہو جس کی مالیت کم از کم ۴ ہزار روپیہ ہو یا ایسی زمین جس کا سالانہ کرایہ کم از کم چھیانوے روپے ہو۔ اس جائیداد غیر منقولہ میں وہ اراضی شامل نہیں جس پر معاملہ زمین تشخیص ہو

(د) مقررہ تاریخ سے گزشتہ ۱۲ ماہ کے اندر مسلسل اپنے حلقہ نیابت میں کسی ایسی جائیداد غیر منقولہ پر بحیثیت کرایہ دار قابض رہا ہو جس کا سالانہ کرایہ کم از کم ۹۶ روپیہ ہو۔ اس جائیداد غیر منقولہ میں وہ اراضی شامل نہیں جس پر معاملہ زمین تشخیص کیا گیا ہو۔

(ہ) صوبہ کے اندر کسی ایسی زمین کا مالک ہو جس کا سالانہ معاملہ کم از کم ۲۵ روپیہ تشخیص کیا گیا ہو۔

(و) جو ایسا معافی دار یا جاگیردار ہے جس کی معافی یا جاگیر ۲۵ روپیہ سالانہ سے کم نہ ہو یا

(ز) جو بموجب شرائط پٹہ اپنے حلقہ نیابت میں کم از کم تین سال کے لئے ایسی سرکاری زمین کا مزارعہ یا پٹہ دار ہو جس کی بابت سالانہ لگان واجب الادا کم از کم ۲۵ روپیہ ہو۔

جب مزارعہ یا پٹہ دار کی طرف سے واجب الادا رقم فصل بفصل تشخیص ہو۔ تو اس کی طرف سے قابل ادائیگی جو سالانہ لگان . . . . . وہ رقم متصور ہو گی۔ جو تاریخ معینہ سے تین سال کے لگان واجب الادا کی سالانہ اوسط کے برابر ہو۔

۲۔ کسی زمین کے متعلق جس پر کم از کم پچیس روپیہ سالانہ معاملہ تشخیص ہو۔ ایسا حق موروثیت رکھتا ہو جس کی تعریف باب دوم ایکٹ دخل رعیتانہ پنجاب ۱۸۸۷ء میں کی گئی ہے۔

تشریح

جس صورت میں ایک شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں۔ تو وہ بیوی جس کے ساتھ اس نے سب سے پہلے شادی کی ہو۔ فہرست رائے دہندگان میں درج ہونے کے مستحق متصور ہو گی۔ ۳۔ درخواستوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۱۶ر جون ۱۹۳۶ء ہے۔

۴۔ مقررہ تاریخ جس کے حوالہ سے فہرست مرتب کی جا رہی ہے۔ یکم اپریل ۱۹۳۶ء ہے۔

۵۔ ہر درخواست پر درخواست دہندہ کے اپنے دستخط ہونے ضروری ہیں۔ اور اس میں مندرجہ ذیل امور درج ہونے چاہئیں

الف۔ درخواست دہندہ کا نام ولدیت ذات عمر پیشہ اور سکونت شادی شدہ یا بیوہ عورت کی صورت میں اس کی ولدیت کے بجائے اس کے خاوند کا نام درج ہونا ضروری ہے

ب۔ وہ صفت جس کی بنا پر فہرست رائے دہندگان میں اندراج نام کا دعوے کیا گیا ہے۔

ج۔ اس امر کا اظہار کہ درخواست دہندہ نے فہرست رائے دہندگان میں نام درج کئے جانے کے لئے کوئی اور درخواست نہیں دی۔

د۔ ایسے مزید امور جو بروئے اعلان ہذا مطلوب ہوں

۶۔ جو شخص خواندگی یا کسی تعلیمی صفت کی بنا پر اندراج نام کا دعویدار ہے۔ ضروری ہے اس کی درخواست ساری کی ساری درخواست دہندہ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہو۔ اور اس امر کو درخواست میں واضح کرنا ہو گا۔ درخواست یا تو اس شخص کے روبرو لکھی جائیگی جو ایسی درخواستیں لینے کا مجاز ہے یا اس بارہ میں اس درخواست کے ہمراہ اس بات کی تصدیق ہو۔ کہ درخواست واقعی درخواست دہندہ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور اس تصدیق پر کسی مجسٹریٹ یا سب جج یا کسی گورنمنٹ لوکل باڈی کے مسلمہ سکول یا فوجی سکول کے ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹرس (معلمہ اول) یا کسی سرکاری گزیٹیڈ افسر یا محکمہ امداد باہمی کے انسپکٹر یا سب رجسٹرار کے دستخط ہوں گے۔

۷۔ ہر اس شخص کی درخواست کے ہمراہ جو پرائمری یا اس سے کوئی بڑا تعلیمی امتحان پاس کرنے کی بنا پر اندراج نام کا دعویدار ہو۔ محکمہ تعلیم متعلقہ کی طرف سے کوئی امتحان پاس کرنے کی سند ہو۔ یا اس سند کی مصدقہ نقل ہو جس پر کسی مجسٹریٹ یا سب جج یا افسر جاری کنندہ سند یا کسی گورنمنٹ یا لوکل باڈی سے متعلقہ کسی منظور شدہ یا فوجی سکول کے ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹرس (معلمہ اول) یا محکمہ امداد باہمی کے کسی انسپکٹر یا کسی سب رجسٹرار کی تصدیق ہو۔ اگر درخواست کنندہ صرف پرائمری پاس ہو۔ تو اس کو اس پرائمری سکول کے رجسٹر داخل خارج کی ایک نقل جاری کرنے والے افسر مجاز کی طرف سے تصدیق کردہ بدیں مضمون پیش کرنی چاہیئے کہ اس نے پرائمری کا کورس پورا کیا ہوا ہے۔

۸۔ جملہ درخواستیں جو اس اعلان کے احکام و شرائط کے ماتحت دی جائیں۔ ضروری ہے کہ وہ درخواست دہندہ کے علاقہ کے پٹواری یا محرر یا کسی دوسرے افسر کو جسے اس غرض سے صاحب ڈپٹی کمشنر نے مقرر کیا ہو۔ یا درخواست دہندہ کے علاقہ کے اکسٹرا نائب تحصیلدار درخواست دہندہ کی تحصیل کے تحصیلدار یا نائب تحصیلدار یا درخواست دہندہ کے ضلع کے ڈپٹی کمشنر یا الیکٹرل افسر کو دی جائیں۔

۹۔ ضروری ہے کہ درخواستیں درخواست دہندہ کی طرف سے اصالتاً پیش کی جائیں۔ یا ایسی صورتوں میں جب کہ تصدیق کی ضرورت ہو اور وہ درخواستیں ٹھیک طور پر تصدیق شدہ ہوں۔ تو بذریعہ ڈاک یا کسی آدمی کے ہاتھ ارسال کی جائیں۔

۱۰۔ جو درخواست ایک بیوی کی طرف سے اپنے خاوند کی کسی صفت کی بنا پر دی جائے۔ اس میں خاوند کی خاص صفت درج کر دینی چاہیئے جس کی بنا پر اندراج نام کا دعوے کیا گیا ہے۔ لیکن اگر خاوند کا نام سوائے ذیلدار۔ انعامدار سفید پوش یا نمبردار ہونے کی صفت کے کسی اور صفت کی بنا پر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کے ماتحت مرتبہ پنجاب لیجسلیٹو کونسل کی فہرست رائے دہندگان میں درج ہے۔ اور اس کی وہ صفت زائل نہیں ہوئی تو یہ کافی ہو گا کہ درخواست دہندہ اس حقیقت کو بیان کر دے نیز اس امر کی وضاحت کر دے کہ اس کا نام کس حلقہ نیابت یا ضلع میں درج ہو

۱۱۔ جن اشخاص نے اس عارضی فہرست رائے دہندگان میں جو ۱۵ر مئی سے ۲۳ر جولائی ۱۹۳۵ء تک مرتب ہوئی تھی۔ اندراج نام کی درخواست دی تھی۔ ان کو دوبارہ درخواست دینے کی ضرورت نہیں۔ ان اشخاص کے نام خود بخود اس نئی فہرست میں منتقل کر دیئے جائیں گے۔

۱۲۔ شہری رقبوں میں درخواستیں ۸ بجے صبح سے لے کر ۱۲ بجے دوپہر تک محرروں یا ان دوسرے اشخاص کے سپرد کر دینی چاہیئں۔ جن کو کسی شہر کے مختلف وارڈوں یا دیگر تحتی حصوں میں خاص طور پر ان مقامات کے لئے مقرر کیا گیا ہو جن کا ذکر اس اعلان میں کیا گیا ہو جسے گورنمنٹ نے صادر کیا ہو۔ اور جو ہر قصبہ میں نمایاں مقامات پر آویزاں کیا گیا ہو۔

۱۳۔ جو اشخاص عارضی طور پر کوہستانی مقامات پر اقامت گزیں ہیں ان کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی درخواستیں اپنے اپنے اضلاع میں درج فہرست کرنے والے با اختیار افسروں کے پاس بھیج دیں۔

۱۴۔ اگر درخواستوں کے متعلق ایسے امور اور مفصل ہدایات جو اعلان عامہ میں درج نہیں ہیں۔ ہر دفتر تحصیل ہر دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر یا دفتر صاحب ریفارمز کمشنر پنجاب لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

آر۔ جے۔ ایس ڈاڈ
ریفارمز کمشنر پنجاب

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— قاہرہ ۱۰ مئی جدید پارلیمنٹ نے شاہ فاروق کے بالغ ہونے تک ایک ریجنسی کونسل کا تقرر منظور کیا ہے۔ اس کونسل کے تقرر میں شاہ فواد کی وصیت پر عمل نہیں کیا گیا۔

—— قاہرہ ۱۰ مئی مصر کی ریجنسی کونسل کے قیام پر وزیر اعظم مصر نے کابینہ کے ارکان سمیت استعفیٰ داخل کر دیا۔ امید ہے اب نحاس پاشا لیڈر وفد پارٹی جدید کابینہ کی تشکیل کرینگے

—— قاہرہ ۱۰ مئی وزیر اعظم مصر اور سعودی عرب کے نمایندہ نے ایک معاہدہ مودت پر دستخط کر دئے۔ گویا مصر نے نجد کو ایک باقاعدہ حکومت تسلیم کر لیا۔ اور دونوں حکومتوں میں تبادلہ نمایندگان منظور ہو گیا۔ اس سے قبل مصر نے اب تک سعودی گورنمنٹ کو جائز حکومت تسلیم نہ کیا۔

—— ایران کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ رسم پردہ کی موقوفی کے بعد سب سے پہلی شادی مغربی طرز پر صدر پارلیمنٹ کا بیٹی کی ہوئی۔ اس میں رضا شاہ پہلوی نے بھی شرکت فرمائی۔

—— طہران ایرانی اخبارات کی خبریں مظہر ہیں۔ کہ حکومت ایران نے اجنبی سکوں کے متعلق ایک قانون نافذ کیا ہے۔ اس قانون کی رو سے اجنبی سکہ ہائے لین دین ممنوع قرار دیا ہے۔ اجنبی سکے صرف ایران بنک یا شاہی بنک میں حکومت کے مقرر کردہ نرخ پر لئے جاسکیں گے

—— تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ فلسطین کے عربوں نے جو تحریک شروع کر رکھی ہے۔ وہ نہایت نازک صورت اختیار کر چکی ہے۔ حال ہی میں ایک عظیم الشان جلسہ مفتی اعظم بیت المقدس کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ یہودیوں کا بائیکاٹ کیا جائے اور سول نافرمانی کا آغاز کیا جائے۔ اور حکومت کو مطالبات پر غور کے لیے ۱۵ مئی تک مہلت دی گئی ہے۔

—— عربوں کے مطالبات یہ ہیں کہ انہیں مجالس آئین ساز میں ۷۰ فی صدی نشستیں ملازمتوں میں ۷۵ فیصدی کا تناسب دیا جائے اور فلسطین میں یہودیوں کا مزید داخلہ بند کیا جائے۔

—— فلسطین۔ (بذریعہ ڈاک) یہودیوں میں ایک تحریک ہوئی ہے کہ تمام یہودی عربی زبان سیکھیں تاکہ اس طرح عرب اور یہودی سیاسی۔ معاشرتی اور تہذیب میں ایک دوسرے سے اتحاد و اتفاق کا ثبوت دیں اور یہ صرف زبان کی یک رنگی سے ممکن ہے

—— بیت المقدس ۹ مئی بیان کیا جاتا ہے۔ شاہ حبشہ ادیس ابابا سے جاتے ہوئے آنحضرت صلعم کا نامہ مبارک جو حضور سرور عالم نے شاہ نجاشی کو لکھا تھا۔ اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ اس پر حضورؐ کی مہر نبوت بھی لگی ہوئی ہے

—— بیت المقدس میں چونکہ ہڑتال ہے لیکن ہڑتال کمیٹی نے شاہ حبشہ کے لئے موٹر کا انتظام کر دیا ہے۔ تاکہ ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

—— بیت المقدس ۱۱ مئی جب سے شاہ حبشہ اپنے ملک سے آئے ہیں۔ کل پہلی مرتبہ آپ نے نمایندگان اخبارات سے ملاقات کی جس کے دوران میں آپ نے بیان کیا۔ کہ جنگ کے اختتام کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ اطالیہ والوں نے زہریلی گیس کا استعمال شروع کر دیا چونکہ حبشی سپاہیوں کے پاس زہریلی گیس کی مدافعت کا سامان نہ تھا لہذا انہیں پسپا ہونا پڑا۔ اگر اطالوی زہریلی گیس استعمال نہ کرتے

ہندوستان

—— شملہ ۱۰ مئی ہر سال حکومت ہند کے دفاتر کو شملہ تبدیل کرنے پر تقریباً ۱۹ لاکھ روپیہ صرف ہوتا ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ والیسرائے ہند اس میں معتدبہ کمی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

—— حیدرآباد (دکن) ۱۰ مئی معلوم ہوا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام خسرو دکن کا جشن سیمیں جو ملک معظم جارج پنجم آنجہانی کی وفات کی وجہ سے ستمبر تک ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اب ماہ جنوری ۱۹۳۷ء میں منایا جائیگا۔

—— دہلی ۱۰ مئی۔ ڈاکٹر ایم۔ اے انصاری سابق صدر انڈین نیشنل کانگرس ڈیرہ دون سے دہلی کو واپس آتے ہوئے بجنور کے قریب حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

—— ڈاکٹر انصاری کی اچانک موت کے صدمہ کے اظہار کے لئے ۱۱ مئی کو ہندوستان کے بہت سے شہروں میں ہڑتال کی گئی۔ اور مختلف لوگوں نے اور جماعتوں نے تعزیت کے ریزولیشن پاس کئے اور تمام ملک میں رنج و غم کا اظہار کیا گیا

—— لکھنؤ ۱۱ مئی مختلف اضلاع کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ مغربی یو پی میں آندھی کا زبردست طوفان آیا ہے جس کی وجہ سے آم کی فصل کو بے حد نقصان پہنچا ہے۔

—— حیدرآباد دکن ۱۰ مئی سٹی پولیس کمشنر نے شارع عام میں باجہ بجانے کے متعلق احکامات صادر کئے ہیں کہ شارع عام یا پبلک مقامات میں کمشنر پولیس کی اجازت کے بغیر باجہ نہ بجایا جائے ۲۔ ڈرنے والے حیوانات کے نزدیک سے گزرتے وقت باجے کو بند کر دیا جائے۔

—— پشاور ۱۱ مئی خان بہادر شیخ محبوب الٰہی صاحب کو ڈیرہ اسمٰعیل خاں کا ڈپٹی کمشنر مقرر کیا گیا ہے۔ آپ ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے پہلے ہندوستانی ڈپٹی کمشنر ہیں۔

—— لاہور ۱۱ مئی میٹرکیولیشن کا نتیجہ نکل گیا ہے۔ امسال نتیجہ ۷۶ر۹۳ فیصدی رہا۔ چھ سو لڑکیاں امتحان میں شریک ہوئیں پنجاب میں اول رہنے والا لڑکا بہادر سنگھ سناتن دھرم سکول لاہور کا طالب علم ہے۔

—— سرینگر ۱ مئی کشمیر مسلم کانفرنس کے زیر اہتمام ۸ مئی کو یوم ذمہ دار اسمبلی منایا گیا۔ اور شیخ محمد عبداللہ کی سرکردگی میں ایک جلوس نکلا اور شام کو ان کی صدارت میں ایک پبلک جلسہ بھی ہوا۔

—— لاہور ۱۳ مئی۔ آج لاہور کا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۱۱۵.۷ تھا۔ لوگ گرمی کے بے حد شاکی ہیں۔

—— دہلی ۱۲ مئی پرسوں تین بجے رات لکڑیوں کی منڈی میں جو آگ لگی تھی۔ وہ ابھی تک نہیں بجھی اب تک ایک لاکھ من کے قریب لکڑی جل چکی ہے۔

—— سرگودھا میں آج کل طاعون کا بہت زور ہے شہر خالی ہو رہا ہے۔

—— بمبئی ۱۳ مئی۔ فورٹ ایریا میں ایک چار منزلہ عمارت کو آگ لگ گئی جس سے بمبئی کی عظیم ترین سٹیشنری کی دکان جل کر تباہ ہو گئی

—— شملہ ۱۳ مئی معلوم ہوا ہے۔ کہ محکمہ تار و ڈاک ایک ایسی ڈائرکٹری مرتب کرنے کی فکر میں ہے جس میں ان تاجروں اور اشخاص کے نام درج ہونگے جن کی آمدنی تین سو روپیے ماہوار سے زیادہ ہے۔

ممالک خارجہ

—— اسمارا ۹ مئی حبش کے مشہور جرنیل راس سیوم نے اطالیہ والوں کے سامنے ہتھیار ڈال دئے ہیں۔ اور ہرار پر اٹلی والوں کا قبضہ ہو گیا۔

—— لندن ۱۱ مئی۔ جبوتی سے آمدہ تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ حبشہ میں اطالوی پروانہ راہداری کے بغیر کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا۔

—— برسلز ۱۱ مئی شاہ حبشہ کے ایک کمانڈر نے بیان دیا ہے کہ شاہ حبش کی شکست کی وجہ درباریوں کی غداری اور فوج کا انحراف ہے

—— روما ۱۰ مئی مسولینی نے ایک عظیم الشان اجتماع کے سامنے اعلان کیا ہے۔ کہ شاہ اٹلی آیندہ شہنشاہ حبشہ کہلائے گا۔ اور حبشہ کا پہلا وائسرائے بڈوگلیو ہوگا جس نے ادیس ابابا فتح کیا ہے

—— لندن۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ہند فیڈریشن کے قیام کے لئے سرگرم عمل ہے اور اس کا قیام ۱۹۳۸ء تک عمل میں آجائے گا۔ اور شاید ملک معظم آکر افتتاح کریں۔

—— جینیوا ۱۱ مئی معلوم ہوا ہے۔ کہ لوکارنو کے سائل نصف جون تک ملتوی کر دئے گئے ہیں۔ یعنی اطالیہ کے مطالبہ کو تسلیم نہیں کیا گیا۔

—— سالونیکا ۹ مئی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں ہڑتالی مزدوروں نے بلوہ کر دیا۔ اور بہت سے مرد و زن ہلاک و مجروح ہوئے۔ فوج اور پولیس کی مدد سے امن قائم کیا گیا۔ اب چار تباہ کن جہاز اور فوجی افسر پہنچ چکے ہیں۔

—— لندن ۱۱ مئی۔ پارلیمنٹ جاپان میں ایک رکن کے سوال کے جواب میں وزیر اعظم نے کہا۔ کہ واقعی روس اور جاپان میں جنگ کا خطرہ موجود ہے لیکن ان مصائب پر قابو پا لیا جائیگا۔

—— ادیس ابابا ۱۰ مئی ہرار میں لوٹ مار کے باعث برطانوی ہندوستان اور عرب کے کئی باشندے خانماں برباد ہو گئے ہیں مشہور ہندوستانی سوداگر مسٹر محمد علی کی دکان کو لوٹ کر جلا دیا گیا دکان مذکور کے محافظوں کو برطانوی سفارت خانہ میں پناہ لینی پڑی۔

—— ادیس ابابا ۱۱ مئی چند مستحکم عمارتوں کے علاوہ باقی شہر کھنڈروں میں تبدیل ہو گیا ہے۔ چاروں طرف راکھ کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔ برطانوی ریڈ کراس سوسائٹی کو نوٹس دے دیا گیا ہے کہ وہ پندرہ روز کے اندر حبشہ چھوڑ کر برطانیہ چلی جائے اس کے بعد اطالوی ریڈ کراس سوسائٹی ضروری فرائض انجام دیگی

—— جینیوا ۱۳ مئی لیگ کونسل کا اجلاس مسٹر ایڈن وزیر امور خارجہ انگلستان کی صدارت میں منعقد ہوا اطالوی نمائندہ بیرن الوئسی نے کہا۔ کہ ہم حبشہ کے مندوبین کی موجودگی کو کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے۔ اس وقت حبشہ پر صرف اطالوی حکومت حکم فرما ہے لہذا دفعہ ۱۶ پر بحث کرنا فضول ہے اس پروٹسٹ کے بعد اطالوی نمائندہ واک آؤٹ کر گیا۔

—— لندن ۱۳ مئی مارشل بڈوگلیو نے ادیس ابابا میں متعینہ غیر ملکی سفارتوں کے نام ایک گشتی مراسلہ ارسال کر کے ان پر واضح کیا ہے کہ غیر ملکی سفارتیں اخلاقاً ادیس ابابا میں رہ سکتی ہیں مگر ان کا کوئی سیاسی کام باقی نہیں رہا۔ اس کے علاوہ جدید وائسرائے و گورنر ادیس ابابا نے غیر ملکی سفارتوں کو مطلع کیا ہے کہ مستقبل میں مقامی حکومت غیر ملکی سفیروں کو محض پرائیویٹ حیثیت دے کر ان کے ارکان کا احترام کریگا

تار کا پتہ مسلمان لاہور

جبرائیل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — قرعہ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء — نمبر ۳۳

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فلاح عاقبت کا انحصار رسمی علوم کی بجائے آسمانی نور پر ہے

بعض کہتے ہیں انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کیلئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خداتعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی تدبیروں اور بناوٹوں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خداتعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اترا وہی آسمان کی طرف لیجاتا ہے۔ سو اے وے لوگو! جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر نازمت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ کیجاتی ہے یہ اشتغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ تصور ہو سکتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں .... سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت اسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد و بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار و انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خداتعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کیطرف کھینچتا ہے۔

(فتح اسلام)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) اے اہل کتاب کیوں حق کو باطل کے ساتھ ملاتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو۔ درجالیکہ تم جانتے ہو۔ (آل عمران ۱۳ : ۷۰)

(۲) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ کرو جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور تم نہ مرو۔ سوائے اس حال کے تم فرمانبردار ہو اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ (آل عمران)

(۳) اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی باتیں آگئیں اور انہی کے لیے بھاری عذاب ہے۔ (آل عمران)

حدیث شریف

(۱) میری امت کے ثواب مجھے دکھائے گئے ان میں اس خس و خاشاک کا بھی تھا جو آدمی مسجد سے نکالتا ہے۔ (ترمذی)

(۲) دنیا فائدے حاصل کرنے کی چیز ہے اور اس کا بہترین فائدہ نیک عورت ہے۔ (ابوداؤد)

(۳) اگر کوئی عورت مر جائے اس حال میں کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو۔ وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی)

(۴) خدا کے نزدیک سب اچھا وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

(۵) عورتوں سے انکی بیٹیوں کے نکاح کے معاملے میں مشورہ کرو (ابوداؤد)

شودر "پاپ یونی" ہیں

بھگوان کرشن، مہاراج منو اور سوامی دیانند کا فتوےٰ

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام)

بھارت ورش میں کسی زمانہ میں کیرو اور پانڈو کا ایک عظیم الشان جنگ ہوا تھا جس کو جنگ بھارت یا مہابھارت کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس جنگ کے تفصیلی حالات جس کتاب میں مندرج ہیں اس کو بھی مہابھارت کہتے ہیں۔ مہابھارت میں جہاں کیرو اور پانڈو کے جنگ کے دیگر حالات ہیں وہاں اس میں بھگوان کرشن کا وہ وعظ حسنہ بھی ہے جسکو گیتا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ گیتا وہ شہرہ آفاق کتاب ہے جس سے نہ صرف ہندو دنیا بلکہ مسلمانوں کا بھی بچہ بچہ واقف ہے۔ گیتا کا لب لباب یہ ہے کہ ارجن مہاراج کشتری ہونے کے باوجود جنگ کرنے سے احتراز کرتے ہیں۔ اس پر بھگوان کرشن ان کو وعظ فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر اپنے دھرم (فرض منصبی) کے لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو بھی ہے ارجن تجھ کو افسوس کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ مذہبی جنگ سے بڑھ کر کشتریوں کے لئے اور کوئی بات ذریعہ نجات نہیں ہو سکتی"۔ (گیتا ادھیائے ۲ شلوک ۳۱)

کیونکہ صفات اور افعال کی تقسیم کے لحاظ سے (براہمن کشتری۔ ویش اور شودر) میں نے ہی پیدا کئے ہیں۔

(گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۱۳)

عبادت۔ زہد۔ ریاضت۔ پاکیزگی۔ عفو۔ نیک خصلت کتب مقدسہ کی تعلیم وید اور سمرتی پر ایمان رکھنا۔ یہ براہمن کے فطرتی اوصاف ہیں۔

(گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۴۲)

بہادری۔ طاقت۔ استقلال۔ چستی۔ جنگ میں پیٹھ نہ دکھانا۔ خیرات کرنا۔ اور لوگوں پر حکومت کرنا۔ یہ کشتریوں کے فطرتی اوصاف ہیں (گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۴۳)

کاشتکاری۔ مواشی کی حفاظت۔ تجارت یہ ویشوں کے فطرتی اوصاف ہیں (گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۴۴)

سیوا (خدمت) کرنا ہی ایک شودر کا فطرتی کام ہے

(گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۴۴)

اگر اپنا دھرم (فرض منصبی) بجا لانے میں تکلیف بھی ہو اور دوسرے ورن کا کام آسان ہو۔ تو بھی اپنا کام ہی سب سے افضل ہے (کیونکہ وہ پیدائشی حق ہے

(گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۴۷)

ہے ارجن اگر اپنے پیدائشی (فطرتی) کام کے کرنے میں نقصان ہو یا نفرت ہو۔ تو بھی اپنا کام چھوڑنا مناسب نہیں کیونکہ جس طرح دھواں آگ کے ساتھ ہی ہوتا ہے اسی طرح ہر ایک کام کے شروع میں نقصان یا نفرت ضرور ہوتی ہے۔ (گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۴۸)

ارجن کو صرف کشتری دھرم بتانا مقصود تھا۔ تاکہ وہ اپنے کشتری ہونے کے فرض کو سمجھے اور جنگ کے لئے آمادہ ہو جائے۔ مگر ضمناً تمام ورنوں کے فرائض بھی بتا دیئے۔ ان میں شودر کا فرض صرف ایک بتایا یعنی خدمت کرنا۔ لہذا کسی شودر کے لئے عبادات مذہبی بجا لانا۔ مذہبی کتب کا مطالعہ کرنا۔ سیاسی حقوق کے لئے جدوجہد کرنا یا تجارت کے کاروبار میں حصہ لینا یا کاشتکاری کرنا وغیرہ بھگوان کرشن کے مذکورہ بالا فتوے کی رو سے قطعاً ناجائز معلوم ہوتا ہے۔

منوجی مہاراج نے بھی ہر چہار ورن کے یہی فرائض بتائے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ منوسمرتی ادھیائے اول شلوک ۸۷ لغایت ۹۱۔

اس بڑی طاقت والے پرماتما نے کائنات کی حفاظت کے لئے منہ۔ بازو، ران اور پاؤں سے پیدا شدہ ورنوں کے لئے الگ الگ فرائض مقرر کئے ہیں۔

(۸۷)

پڑھنا پڑھانا، یگیہ کرنا، کرانا۔ خیرات دینا لینا یہ چھ کام برہمن کے مقرر کئے۔ (۸۸)

ملک کی حفاظت، خیرات کرنا۔ یگیہ کرنا، عیش پرستی سے الگ رہنا یہ کشتریوں کے فرائض مقرر کئے۔

مویشی کی حفاظت۔ خیرات کرنا، یگیہ کرنا، پڑھنا تجارت، سود کا لین دین اور کاشتکاری یہ ویشوں کے فرائض مقرر کئے۔ (۹۰)

پربھو نے شودر کا ایک ہی کرم کہا ہے کہ وہ ان چاروں ورنوں کی بلا کسی منافقت کے خدمت کرے

(۹۱)

سوامی دیانند جی مہاراج نے بھی ورنوں کے اوصاف اعمال فرائض مذہبی قریب یہی بتائے ہیں۔ ان کے اقوال حسب ذیل ہیں

برہمن کے فرائض پڑھنا۔ پڑھانا، یگیہ کرنا۔ کرانا خیرات کرنا یہ چھ ہیں۔

(ستیارتھ پرکاش سمولاس ۴ نمبر ۳۵ صفحہ ۱۱۴ اردو)

انصاف اور عدل سے رعیت کی حفاظت۔ خیرات کرنا، یگیہ کرنا، تحصیل علم، بہادری، خودداری، استقلال ہوشیاری، نبرد آزمائی۔ فیاضی، ایفائے وعدہ یہ گیارہ کشتری ورن کے عمل اور اوصاف ہیں۔

(ستیارتھ ۴ - ۳۶ - صفحہ ۱۱۵)

گائے وغیرہ حیوانوں کی پرورش، خیرات، یگیہ۔ تحصیل علم، تجارت، سود، کھیتی۔ یہ ویش ورن کے اوصاف اور عمل ہیں۔

(ستیارتھ ۴ - ۳۷ - صفحہ ۱۱۶)

شودر کو چاہیئے۔ کہ مذمت، حسد، غرور وغیرہ عیبوں کو چھوڑ کر برہمن کشتری اور ویش کی خدمت مناسب طور پر کرے اور اس سے اپنا وجہ معاش پیدا کرے۔ شودر کا یہی ایک کام اور وصف ہے۔

(ستیارتھ پرکاش سمولاس ۴ نمبر ۳۸ صفحہ ۱۱۶ اردو)

بھگوان کرشن گیتا میں ایک دوسری جگہ شودر اور عورت کو پاپ یونی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں (کائنات کی اشیاء کو چوراسی لاکھ اقسام میں تقسیم یا تسلیم کیا گیا ہے ہر ایک قسم کو یونی کہتے ہیں۔ پاپ یونی کا مطلب یہ ہے کہ وہ یونی جو گزشتہ جنم کی بداعمالی کی پاداش میں ظہور پذیر ہوتی ہو)

عورت۔ ویش اور شودر پاپ یونیاں ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں بھی جنم پاوے۔ (یعنی برے سے برے جنم میں کیوں نہ ہو) اور میرا آسرا لے تو اے ارجن وہ بھی نجات حاصل کرے گا۔

(گیتا ادھیائے ۹ شلوک ۳۲)

منو مہاراج بھی اچھوت جاتیوں کو پاپ یونیاں قرار دیتے ہیں۔ ان کا قول ہے۔

جو لوگ ظلم اور نافرمانی کرتے ہیں وہ مرنے کے بعد ہاتھی، گھوڑا، شودر، قابل نفرت ملیچھ، شیر، چیتا اور سور بنتے ہیں۔

(منوسمرتی ادھیائے ۱۲ شلوک ۴۳)

سوامی دیانند جی مہاراج بھی شودروں کو پاپ یونی مانتے ہیں آپ کی تحریر یوں ہے۔

متوسط تموگنی (ظلم صفت) ہاتھی گھوڑا، شودر، ملیچھ، شیر، بھیڑیا اور سور کے جنم میں جاتے ہیں۔

(ستیارتھ پرکاش سمولاس ۹ نمبر ۹۴ صفحہ ۳۴۶ اردو)

مذکورہ بالا حوالجات سے صاف ثابت ہے کہ بھگوان کرشن مہاراج منو اور مہارشی دیانند جو اپنے اپنے زمانہ میں ہندو دھرم کے مشہور پیشوا ہو گزرے ہیں۔ تینوں صاحبان باوجود مختلف زمانوں میں ہونے کے اس بات پر متفق ہیں کہ

۱۔ شودر ورن۔ برہمن کشتری اور ویش ورنوں کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کچھ زیادہ خواہش کرے گا تو ہندو دھرم اس کو اجازت دینے میں مجبور ہے۔ جب اتنے اتنے بڑے پیشوا کچھ نہ کر سکے تو مہاتما کیا کر سکتے ہیں۔

۲۔ جس طرح گدھا یا سور وغیرہ گزشتہ اعمال کا نتیجہ ہے اسی طرح شودر ملیچھ وغیرہ بھی گذشتہ کے اعمال بد کا نتیجہ ہے۔ لہذا نتیجہ صاف ہے۔ کہ جس طرح ساری دنیا کے انسان مل کر خواہ کتنا ہی صابن لگا کر روزانہ ایک گدھے کو نہلاتے رہیں۔ مگر اس کو گھوڑا نہیں بنا سکتے۔ اسی طرح ساری دنیا کے آریہ سماجی مل کر خواہ کتنے ہی ہون کریں۔ جنجو چھوڑ سوت کے رسے کیوں نہ پہنا دیں مگر ایک شودر کو یا ایک ملیچھ کو اس جنم میں ہرگز براہمن نہیں بنا سکتے۔ البتہ اسی زندگی میں بلکہ ایک منٹ میں نہ صرف تمام جسمانی نجاستوں اور نفرت آمیز باتوں سے شدھ کر کے بلکہ روحانی تزکیہ کر کے بالکل پاک وصاف کر دینے اور انسانی سوسائٹی کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کرنے کی طاقت صرف ایک شخص میں ہے جس کا نام محمدؐ ہے اللھم صلے علی محمد وعلے آل محمد وبارک وسلم

یوم مسیح موعودؑ
اور
مسیح موعود نمبر

۲۶ رمئی وہ تاریخ ہے جبکہ دور حاضرہ کے سب سے بڑے خادم اسلام عاشق رسول حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صدی چہاردہم اپنے مولا سے جاملے۔ وہ جس مقصد کیلئے دنیا میں تشریف لائے تھے اس کیلئے انہوں نے نہایت کامیابی سے کام کیا خدا کی تائید خدا کے مامور کیساتھ تھی۔ انہوں نے نہایت ناموافق حالات میں ایک پودا لگایا۔ مخالفت کی لُو نے اس نرم و نازک پودے کو جھلسا دینا چاہا۔ دشمن کے ہاتھ نے اسے زمین سے اکھاڑ کر پھینک دینا چاہا لیکن خدائی کام کو انسانی مخالفتیں برباد نہیں کرسکتیں۔ یہ پودا مخالفت کی باد صرصر اور دشمنوں کے اٹھائے ہوئے طوفانوں کے اندر محض تائید ربانی کے طفیل بڑھا، پھلا اور پھولا۔ حضرت مسیح موعودؑ جس وقت اس دنیا سے رخصت ہوئے تو یہ پودا ایک مضبوط درخت بن چکا تھا۔ اب اس درخت کی نگہداشت اور اس کے پھلوں پھولوں کو دنیا کے مختلف حصوں اور گوشوں میں پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ ہر سال ۲۶ رمئی کو "یوم مسیح موعود" اسی لئے منایا جاتا ہے کہ ہمارے دلوں میں اس مقدس فرض کا احساس اور زیادہ از سر نو زندہ ہو جائے۔ ہمارے دلوں میں خدمت و اشاعت اسلام کا تازہ ولولہ پیدا ہو۔ اس سال بھی مرکزی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن نے یوم مسیح موعودؑ منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ امید ہے کہ تمام جماعتیں اس یوم کو نہایت اہتمام و خوبی سے منائینگی۔ اس روز جلسے منعقد کئے جائینگے جن میں حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی، عظیم الشان کام، تعلیمات اور دعاوی پر تقریریں کی جائیں گی۔

مسیح موعود نمبر

اس تقریب کو زیادہ مفید بنانے کیلئے ضروری ہے کہ اس موقعہ پر خاص طور پر کوئی ایسی چیز شائع کیجائے جسکو احباب خود مطالعہ کریں۔ اپنے بیوی بچوں کو پڑھائیں اور احباب و رشتہ داروں میں تقسیم کرسکیں۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اخبار پیغام صلح کا "مسیح موعود نمبر" شائع کرنیکا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس پرچہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کے متعلق نہایت مفید اور دلچسپ مضامین ہونگے۔ مشہور مشہور اعتراضات کا جواب بھی دیا جائیگا۔ اس پرچہ کی تیاریاں شروع ہوچکی ہیں بزرگان جماعت کے مضامین موصول ہورہے ہیں۔ وقت گو کم ہے لیکن ہم اسکو مفید و دیدہ زیب بنانیکی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ یوم مسیح موعودؑ کے پروگرام کا ایک اہم حصہ یہ ہونا چاہیئے کہ تمام دوست اور جماعتیں اس نمبر کی کاپیاں حسب استطاعت خرید کر غیر از جماعت حضرات میں تقسیم کریں۔ اس بارہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت تمام جماعتوں کو بذریعہ خطوط تحریک کیگئی ہے اور ہر ایک جماعت کے ذمہ پرچوں کی ایک تعداد ڈال دی گئی ہے۔ بعض احباب کو فرداً فرداً بھی تحریک کی گئی ہے۔ ان سب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں فرمائشیں بھیجدیں اور کوشش کیجائے کہ پرچوں کی قیمت بھی فرمائش کیساتھ ارسال کردی جائے۔ ایک روپے میں دس کاپیاں قیمت مقرر ہوئی ہے۔ اس سے کم لینے والوں سے ۲ رفی پرچہ قیمت وصول کی جائے گی۔ وقت بہت کم ہے۔ لہٰذا اس کام میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے ◆

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— حضرت ممدوح کی بڑی صاحبزادی محترمہ زکیہ لوشیں صاحبہ بی۔ اے۔ (بیگم ڈاکٹر نواب قریشی صاحب) کو اللہ تعالے نے بچی عنایت فرمائی ہے۔ اس مسرت پر ہم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بیگم صاحبہ حضرت امیر۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ڈاکٹر نواب قریشی صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بچی کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادمہ دین بنائے

—— جناب مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" ۱۷ رمئی کو جنوبی ہندوستان کے سفر سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ مولانا عبدالحق ودیارتھی مدراس تشریف لے گئے ہیں۔

—— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ آج اچھوت کانفرنس میں شرکت کے لئے لکھنؤ تشریف لے جارہے ہیں۔ احباب انکی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

—— مسٹر رحمت اللہ صاحب کارکن دفتر تحصیل (سابق مینجر اخبار لائٹ) کئی ہفتے سے علیل ہیں ان کے لئے خاص طور پر دعائے صحت کی جائے۔

—— عبدالحق صاحب مہتہ کارکن انجمن بھی تاحال علیل ہیں ان کے لئے بھی تمام دوست دعائے صحت کریں۔

گورو گوبند سنگھ صاحب کی توہین

ماسٹر تارا سنگھ صاحب کا انوکھا طریق تبلیغ

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرمکھی مبلغ اسلام)

۵ تا ۷ مئی سنہ حال کو علاقہ ٹراونکور مدراس میں اچھوتوں کی ایک بہت بڑی کانفرنس ہوئی جس میں شرکت کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے زیر اہتمام مسٹر کے ۔ ایل گابا، مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ اور مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی پر مشتمل ایک وفد بھیجا گیا تھا۔ وہاں کے اچھوتوں کی درخواست پر وفد مذکور نے قریب ایک ہفتہ کے اندر بہت سے علاقہ کا ایک مختصر سا دورہ کیا جس کے خوشگوار نتائج ڈاکٹر عقیل کی رپورٹ سے جو پیغام کی کسی اشاعت میں کسی جگہ درج ہے ظاہر ہیں۔ مسٹر گابا اور جناب خانصاحب تو واپس تشریف لے آئے ہیں۔ لیکن مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ہنوز وہیں ہیں اور اسی علاقہ میں کام کریں گے۔

خانصاحب مذکور کی واپسی سے ایک روز پیشتر ماسٹر تارا سنگھ صاحب بھی چند سکھوں کا ایک وفد لیکر علاقہ مذکور میں پہنچ گئے۔ اخبار کے نمائندہ نے جب ماسٹر تارا سنگھ صاحب سے ملاقات کی تو دوران گفتگو میں نمائندہ نے سوال کیا کہ سنا ہے کہ سکھوں میں بھی اچھوت موجود ہیں جن سے اونچی ذات کے سکھ اسی طرح نفرت کرتے ہیں جس طرح اونچی ذات کے ہندو تیوزوں (ہریجنوں) سے

نمائندہ اخبار نے جو کچھ سنا اور کہا واقعات اس کے حرف حرف کی تصدیق کرتے ہیں۔ پنجاب کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ سکھوں میں مذہبی رورداسیہ رہتیا وغیرہ اچھوت موجود ہیں جو اعلیٰ ذات کے سکھوں کے کنوؤں پر نہیں چڑھ سکتے۔ اعلیٰ ذات کے سکھوں میں بیاہ شادی نہیں کر سکتے اور تو اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی نہیں کھا سکتے۔ نہ اعلیٰ ذات کے سکھ ان کی چھوئی ہوئی کوئی چیز کھاتے ہیں اور یہ دستور ان میں متواتر بہ تفریق چلی آ رہی ہے۔ ماسٹر صاحب کو چاہئے تھا کہ نمائندہ اخبار کو جواب دینے وقت سوچ سمجھ کر جواب دیتے کیونکہ آپ کا جواب صرف علاقہ مدراس تک تو محدود نہ رہنا تھا بلکہ ملک بھر میں شائع ہونا تھا۔ نمائندہ اخبار کا ظاہر کرنا ہی اس امر کا یقین دلانے کو کافی تھا کہ یہ جواب ہندوستان کے اخبارات میں چکر لگائیگا۔ پنجاب کے دیہات میں آئے دن جو کشمکش چھوٹی ذات اور اعلیٰ ذات کے سکھوں میں رونما ہوتی رہتی ہے ماسٹر صاحب کی زبان کی حرکت اس کو جھٹلا نہیں سکتی۔ اگر ماسٹر صاحب نے اس کا جواب صرف نفی میں دیدیا ہوتا تو غنیمت تھا۔ ماسٹر صاحب اس حد کو بہت پیچھے چھوڑ گئے فرمایا:

"Guru Gobind [illegible] a member of the depressed classes"

ترجمہ:۔ "گورو گوبند سنگھ صاحب بھی اچھوت ذات کے ایک فرد تھے"

ماسٹر صاحب کا یہ بیان مدراس کے انگریزی اخبار "ہندو" کے ۱۱ مئی کے پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ ہے ماسٹر صاحب کی ذہنیت کہ اچھوتوں کو سکھ بنانے کے لئے اپنے گورو صاحبان ہی کو اچھوت بنا دیا۔ میرے خیال میں اگر کسی اور صاحب کی زبان سے گورو صاحب کی شان میں ایسے کلمات نکلے ہوتے تو سکھ آسمان سر پر اٹھا لیتے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے اور اگر ایسا نہ کر سکتے تو ان کلمات کے کہنے والے کے خلاف عدالت میں مقدمہ ضرور دائر کر دیتے۔ مگر اب دیکھئے سکھ اخبارات اس پر کوئی نوٹس لیتے ہیں یا نہیں۔ میں تو عرصہ ہوا سکھ دھرم کو چھوڑ کر اسلام کی دولت پا چکا ہوں اور اسلامی تعلیمات مساوات کے فیض سے انسانی سوسائٹی میں کسی اچھوت پن کا قائل نہیں ہوں مگر میرا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ کسی بزرگ کی نسبت ایسے کلمات کہے جائیں جو لاکھوں انسانوں کے نزدیک توہین آمیز ہونے کے علاوہ بالکل خلاف واقعہ ہوں۔ کیونکہ جہاں تک میں نے سکھ مذہب کی تاریخ کو دیکھا یا سنا ہے۔ اس میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ گورو گوبند سنگھ صاحب اچھوت تھے۔ سکھ دھرم کی تاریخ کی رو سے گورو گوبند سنگھ صاحب کا نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

گورو گوبند سنگھ صاحب ولد گورو تیغ بہادر صاحب ولد گورو ہرگوبند صاحب ولد گورو ارجن صاحب ولد گورو رامداس صاحب۔ اور گورو رامداس صاحب کے متعلق یوں لکھا ہے

"گورو رامداس صاحب سنہ ۱۵۳۴ء میں بمقام لاہور محلہ چونہ منڈی ہرداس مل سوڈھی کھتری کے گھر مائی دیا کور کے بطن سے پیدا ہوئے"

(تواریخ گورو خالصہ مصنفہ گیان سنگھ گیانی گورمکھی حصہ اول ۲ صفحہ ۶۲۰)

ماسٹر تارا سنگھ صاحب نے گورو گوبند سنگھ صاحب کو اچھوت کہکر سارے گورو صاحبان کو اچھوت بنا دیا۔ کیونکہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے مورث اعلیٰ گورو رامداس صاحب تھے جو چوتھے گورو تھے اور آپ تیسرے گورو امرداس صاحب کے داماد تھے جو بمنزلہ فرزند کے ہی ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر گورو گوبند سنگھ صاحب اچھوت تھے تو گورو امرداس صاحب تک جملہ گورو صاحبان اچھوت ہوگئے۔ نامعلوم ماسٹر صاحب نے کیوں ایسا ناواجب کلمہ گورو صاحب کی شان میں کہہ دیا۔ اچھوتوں کو سکھ بناتے گورو صاحبان ہی کو اچھوت بنا ڈالا۔

میرے خیال میں ماسٹر صاحب کو تاریخ سے ناواقفیت کے باعث لفظ "رامداس" سے دھوکہ لگا ہے کیونکہ رامداس یا روداس یا رمداس نام کے ایک بھگت بھی ہوئے ہیں جو اچھوت تھے۔ ان کا بھی کلام گرنتھ صاحب میں متعدد مقامات پر پایا جاتا ہے۔ ماسٹر صاحب نے شاید ان بزرگوں کو ہی گورو گوبند سنگھ صاحب کے مورث اعلیٰ سمجھ لیا ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر میرے اس بیان کو ماسٹر صاحب کے بیان کی تردید نہیں بلکہ تصحیح سمجھا جائے مجھے امید ہے کہ ماسٹر صاحب اپنے بیان پر نظر ثانی فرما کر خود بھی ضرور تصحیح فرما دینگے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے سولھویں سالانہ جلسہ کی مختصر روئیداد

(از سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی)

جیسا کہ احباب کو علم ہے ہمارا سالانہ جلسہ ۹، ۱۰ مئی ۱۹۳۶ء کو منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے:۔

۹ مئی کی کارروائی

پہلا اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر محمد عصمت اللہ صاحب ٹھیک ½ ۵ بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نعت شریف کے بعد شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے "ہندو۔ عیسائی وغیرہ کتب مقدسہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیش گوئیاں" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے وید۔ گیتا۔ توریت اور اناجیل سے متعدد ایسی پیش گوئیاں دکھلائیں جن سے صاف ظاہر ہوا کہ فی الحقیقت سمارشی۔ مثیل موسیٰ وغیرہ آنحضرت صلعم ہی ہیں اور آپکے بغیر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ فاضل مقرر کی تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ اگرچہ گرمی کی شدت تھی مگر پھر بھی سامعین کی تعداد جن میں ہر طبقہ اور ہر خیال کے آدمی تھے کافی تھی۔ اس لکچر کے بعد پہلا اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس ½ ۹ بجے شب زیر صدارت شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی۔ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن حمید کے بعد سید اختر حسین شاہ صاحب اختر مولوی فاضل نے "تکفیر اہل قبلہ اتحاد و اخوت اسلامی کی تباہی کا موجب ہے" کے موضوع پر تقریر کی۔ راولپنڈی کے سالانہ جلسہ پر شاہ صاحب کی تقریر کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ چنانچہ لوگ کثرت شریک جلسہ ہوئے۔ دوران تقریر میں شاہ صاحب نے کہا کہ ایک وہ وقت تھا کہ یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً کا نظارہ تھا اور آج اسلام کی یہ حالت ہے کہ (بقول کسے) یخرجون عن دین اللّٰہ افواجاً کا منظر نظر آتا ہے۔ تکفیر کا مہلک مرض اس قدر ترقی کر رہا ہے کہ معمولی سی معمولی باتوں پر بھی علماء اسلام کفر کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔ فاضل مقرر نے متعدد ایسے حوالہ جات پیش کئے جن میں گزشتہ ائمہ۔ مجددین اور اولیاء پر مولویوں نے کفر کے فتاویٰ لگائے اور امام شعرانی نے کیا خوب کہا ہے کہ جب تک ایک انسان کو ظاہر پرست علماء زندیق نہ کہیں وہ کمالات روحانی کو حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ تقریر ½ ۱ گھنٹہ تک جاری رہی اور حاضرین بہت محظوظ ہوئے اس کے بعد حضرت مولینا صدر الدین صاحب کا وقت تھا۔ چنانچہ آپ نے جماعت احمدیہ لاہور کی اسلامی خدمات بیان کیں۔ اور فرمایا کہ کس طرح اس چھوٹی سی جماعت نے یورپ میں تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو اس مہم میں کس قدر کامیابی ہوئی۔ یہ سب حضرت مسیح موعودؑ کی ہی برکت ہے کہ آج یورپ کے دریدہ دہن اور اسلام دشمن پادریوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق اپنا طرز عمل بدل لیا ہے اور یورپ کے بہت سے سعید الفطرت اصحاب حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں اور آج زویمر جیسا متعصب اور گستاخ پادری اس خادم اسلام جماعت کے مقابلہ میں نہیں آتا۔ یہی نہیں بلکہ دوسرے عیسائی مصنفین اور پادری بھی اسلامی تعلیمات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ ازاں بعد مولوی صاحب نے ووکنگ اور برلن میں تبلیغ اسلام کا مختصر ذکر کیا۔ اور جماعت احمدیہ کے جہاد عظیم یعنی اشاعت قرآن۔ سیرت نبویؐ اور تبلیغ اسلام کی تفصیل بتائی۔ جس کے بعد دوسرا اجلاس ختم ہوا۔

۱۰ مئی کی کارروائی

دوسرے دن پہلا اجلاس صبح ½ ۹ زیر صدارت شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی شروع ہوا۔ تلاوت کلام مجید اور نعت شریف کے بعد سید اختر حسین شاہ صاحب اختر نے "ختم نبوت اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا آپ پر افترا ہے" کے وسیع مضمون پر بحث کی۔ آپ نے قرآن اور حدیث اور عربی لغت سے متعدد حوالہ جات ختم نبوت کی تائید میں پیش کرتے ہوئے۔ قادیانی اختراع یعنی "اجرائے نبوت" کے گمراہ عقیدہ کی وہ دھجیاں اڑائیں کہ شرفا اور سلیم العقل حاضرین نعرہ تحسین و آفرین بلند کئے بغیر نہ رہ سکے۔ دوران تقریر میں شاہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے بہت سی ایسی تحریرات دکھائیں جن میں آپ نے جہاں کہیں لفظ "نبوت" استعمال کیا اس کے مفہوم کو محدثیت تک محدود سمجھا۔ دوسرا بڑا الزام حضرت مسیح موعودؑ پر جہاد کی منسوخی کا تھا اس مسئلہ پر بھی فاضل مقرر نے نہایت وضاحت سے بحث کی۔ اور اس غلط خیال کا رد کیا۔ اسی ضمن میں شاہ صاحب نے مولوی حبیب الرحمٰن صدر احرار ہند کی وہ عبارت بھی پڑھ کر سنائی جس میں حالات زمانہ کو جہاد بالسیف کے منافی قرار دیتے ہوئے کلمہ حق کی ضرورت محسوس کی گئی تھی۔

تبادلۂ خیالات

اس تقریر کے بعد ایک گھنٹہ سوال و جواب کے لئے رکھا گیا تھا۔ ختم نبوت کے منکرین یعنی قادیانی اور غیر از جماعت اصحاب کو آدھ آدھ گھنٹہ کا وقت سوال جواب کے لئے دیا گیا۔ پہلے غیر از جماعت کو اعتراضات کا موقعہ دیا گیا اور اعتراض اور جواب کے لئے پانچ پانچ منٹ مقرر کئے گئے۔ غیر از جماعت کے نمایندہ مولوی محمد یوسف فاضل دیوبند نے جو مقامی اسلامیہ سکول میں مدرس ہیں۔ اپنے پہلے وقت میں ثابت کرنا چاہا کہ مسیح موعودؑ نے جہاد کو حرام قرار دیا ہے۔ اب سلاطین اسلام اپنے ملکوں کی حفاظت کیسے کریں۔ اور ایسے ہی خانہ کعبہ کی حفاظت کیسے کی جائے۔

مسیح موعودؑ اور جہاد

سید اختر حسین شاہ صاحب نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ نے تو صاف حکم دیا ہے:۔ دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال گویا مذہب کے لئے تلوار سے جہاد کرنا حرام ہے۔ آپ کی کسی تحریر میں سیاسی جنگوں کو حرام نہیں کیا گیا بلکہ آپ نے مذہبی جنگوں کو حرام ٹھیرایا ہے جس سے حضرت اقدس کو اسلام کے خونی مہدی کے عقیدہ کا رد کرنا منظور تھا۔

نبوت مسیح موعودؑ

اپنے دوسرے وقت میں غیر از جماعت مناظر محمودی حضرات کی مدد سے نبوت کی طرف آیا اور کہا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور سابقہ انبیاء کی توہین کی ہے۔ جواب میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ تو حضرت مسیح موعودؑ پر افترا کر رہے ہیں۔ آپ نے کہیں بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی آپ نے دوسرے انبیاء کی توہین کی ہے۔ بلکہ آپ نے ان کی عزت۔ اور عصمت کو دنیا میں قائم کیا ہے۔ مولوی صاحب نے چند ایک اور بے معنی اعتراضات کئے جن کے جوابات فاضل مقرر نے نہایت خندہ پیشانی اور تحمل سے دلائل و براہین قاطعہ سے دئے جن کا پبلک پر بڑا اثر پڑا۔

قادیانی فریب

اب محمودی حضرات کی باری تھی۔ چنانچہ محمودی نمایندہ بڑے جوش و خروش سے اٹھا اور ریویو کی تحریرات پڑھ کر سنانی شروع کر دیں اور اپنی تائید میں چند ایک اور بے محل اور بودے اعتراضات کئے۔ جن کا شاہ صاحب نے مدلل جواب دیا۔ اور ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں کہیں لفظ نبوت لکھا ہے اس سے مراد حقیقی نبوت نہیں بلکہ محدثیت ہے باایں ہمہ آپ نے میاں صاحب اور ان کے رفقاء کار کی اختلاف سے پہلے کی تحریریں پڑھ کر سنائیں جن میں بین اور صاف طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے نبی ہونے کا انکار کیا گیا تھا۔ یہ عبارتیں پڑھی تھیں کہ قادیانی کیمپ میں کھلبلی مچ گئی اور انہوں نے بدتہذیبی کا مظاہرہ پبلک کو دکھایا۔

(باقی)

ضروری اعلان

چونکہ "مسیح موعود نمبر" کی تیاری میں عملہ پیغام صلح مصروف ہے اس لئے ۲۴ مئی کی اشاعت ناغہ کی جائے گی۔ اس کے بعد انشاء اللہ ۲۶ مئی کو مسیح موعود نمبر شائع ہوگا۔ قارئین کرام نوٹ فرمائیں۔

(مینیجر)

اخوّتِ اسلامی

اچھوت اقوام کیلئے چند قابل غور باتیں

(از حضرت امیر ایداللہ تعالےٰ)

(۲)

اسلام کے قانون کے مطابق چار قسم کے ارکان مقرر کئے گئے ہیں۔ جن کا مقصد رنگ و نسل اور زبان کے جھگڑے کو مٹا کر نسل انسانی کو متحد کرنا ہے۔ ان چاروں ارکان کا فائدہ روحانی طور پر بھی ہے۔ لیکن ہم یہاں اس کا ذکر نہ کریں گے۔ بلکہ ناظرین کی توجہ انتخاذ جیسے اعلےٰ مقصد کی طرف مبذول کرائیں گے۔ اسلام کے چار ارکان۔ اور بنیادی اصول حسب ذیل ہے:۔

۱۔ نماز ۳۔ زکوٰۃ

۲۔ روزہ ۴۔ حج

نماز باجماعت

نماز کی ادائیگی کے دو طریق ہیں۔ ایک نماز جو علیحدگی میں ادا کی جائے۔ اور ایک نماز جو باجماعت اور مسجد میں ادا کی جائے علیحدگی میں جو نماز ادا کی جائے۔ اس کا مقصد ادا کرنے والے کی روحانی ترقی ہے۔ لیکن نماز باجماعت کا مقصد اور ہے۔ یعنی یہ نسل انسانی میں اتحاد پیدا کرنے کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔ سب سے پہلے ایک محلہ کے رہنے والے جب پانچ وقت روزانہ ایک مسجد میں جمع ہوں گے۔ تو اس سے اُن کے درمیان سوشل تعلقات بڑھیں گے۔ روزمرہ کی نمازوں میں یہ تعلقات ایک محدود دائرہ کے اندر ہیں۔ ایک محلہ کے چند لوگوں کے درمیان ـــ لیکن نماز جمعہ کے ذریعہ اس کو اور وسیع کیا گیا ہے۔ جب چند محلوں کے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اور پھر عید کے موقع پر تمام شہر کو ایک جگہ جمع کر کے اس دائرے کو وسیع تر کیا جاتا ہے۔ اس طرح نماز مسلمان قوم کے درمیان سوشل تعلقات کو بڑھاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر ایک اور مقصد حاصل ہوتا ہے۔ نماز باجماعت کے ذریعہ مساوات پیدا ہوتی ہے۔

مسجد کی فضا

مسجد کے دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی ہر ایک مسلمان مساوات اور محبت کی فضا محسوس کرتا ہے۔ خالق کے سامنے تمام انسان کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بادشاہ اپنی رعایا کے ایک غریب ترین آدمی کے ساتھ، ایک امیر آدمی لباس فاخرہ پہنے ایک گودڑی پوش کے ساتھ اور ایک سفید رنگ کا آدمی ایک کالے کلوٹے حبشی کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اگر غلام یا ایک فقیر پہلی صف میں کھڑا ہو اور بادشاہ دوسری صف میں تو غلام کے پاؤں ہوں گے۔ اور بادشاہ کا سر اس کے قدموں میں ہوگا۔ اور دونوں خدا کے سامنے سربسجود ہوں گے۔ دنیا میں مساوات کی اس سے اعلےٰ مثال ناممکن ہے۔ مسجد کی چار دیواری کے اندر رتبہ۔ دولت اور رنگ کا امتیاز مٹ جاتا ہے۔ اور اخوت کی ایک پُر لطف فضا پیدا ہو جاتی ہے جو بیرونی دنیا سے بالکل علیحدہ ہوتی ہے۔ اور یہ فضا صرف اسی مقدس چار دیواری کے اندر ہے۔

اس تگ و دو کی دنیا میں پانچ بار دن میں اطمینان کا سانس لینا۔ زمانہ حاضرہ کی غیر مساویانہ روش میں مساوات اور روزمرہ کی زندگی کے حسد اور بغض میں محبت۔ یہ واقعی ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ اس سے ہمیں زندگی کا ایک بہت بڑا سبق ملتا ہے۔ انسان کو غیر مساوی روشوں تگ و دو۔ نفرت و حسد کے جذبات کے اندر کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ دن میں پانچ مرتبہ ان حالات سے نکال کر مسجد میں لایا جاتا ہے۔ اور اُسے یقین دلایا جاتا ہے۔ کہ مساوات۔ اخوت اور محبت انسانی خوشی کے لئے حقیقی ذرائع ہیں۔

نماز اخوت و مساوات کا عملی سبق ہے

اگر انسانی معروفیات کے نقطۂ نظر سے بھی لیا جائے تو نماز پڑھنے میں جو وقت صرف ہوتا ہے۔ وہ ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے ہم وہ سبق سیکھتے ہیں۔ جس سے زندگی کامیاب ہو سکے۔ مساوات۔ اخوت اور محبت کے وہ سبق جب ہم اُن کو عملی رنگ میں لیتے ہیں۔ تو وہ تہذیب انسانی اور اتحاد بنی نوع انسان کے لئے بنیاد کا کام دیتے ہیں۔ پانچ دفعہ دن میں نماز باجماعت کا مقصد اور باتوں کو چھوڑ کر یہ ہے کہ وہ مساوات اور اخوت کی اسلامی تعلیم کو عملی رنگ دے۔ اسلام اگرچہ کتابی مساوات اور اخوت کا وعظ کرتا تو یہ تعلیم کتابوں میں بندہ جاتی۔ اگر اس کو عملی جامہ نہ پہنایا جاتا۔ اور وہ عملی جامہ پانچ مرتبہ نماز باجماعت ہے۔

روزہ اور مساوات انسانی

دوسرا رکن روزہ ہے۔ ماہ رمضان میں ہر ایک مسلمان کو ایک ماہ کے صبح سے شام تک روزے رکھنے ضروری ہیں۔ روحانی اور اخلاقی فائدہ کے علاوہ قرآن مجید نے اس کا سوشل فائدہ بھی بتایا ہے جو نماز سے حاصل کردہ فائدہ سے زیادہ پُر اثر ہے۔ ایک قرب و جوار کے امیر و غریب اعلےٰ اور ادنیٰ لوگ دن میں پانچ بار مسجد میں لائے جاتے ہیں۔ اور ان میں باہمی تعلقات پیدا کئے جاتے ہیں۔ لیکن ماہ رمضان کے چاند کا طلوع ہونا عالمگیر مساوات کے لئے ایک مشعل کا کام دیتا ہے۔ اس کا دائرہ کسی خاص محلہ یا شہر یا ملک تک محدود نہیں۔ بلکہ اس کا اثر تمام دنیا پر ہوتا ہے۔ امیر اور غریب مسجد میں پہلو بہ پہلو کھڑے ہونے کے باوجود اپنے گھروں میں مختلف رنگوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ امیر لوگ پُر تکلف کھانوں سے چنی ہوئی میزوں پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ اور پھر دن میں چار بار اور کئی دن میں چھ بار کھانا کھاتے ہیں۔ حالانکہ غریب کو دو بار بھی پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا کہ وہ اپنی بھوک کو مٹا سکے۔ غریب بھوک میں زندگی بسر کرتا ہے۔ اور امیر جانتا بھی نہیں کہ بھوک کیا چیز ہے۔ اس حالت میں بھلا امیر غریب کی تکلیف کو کس طرح محسوس کر سکتا ہے اور اس سے کس طرح اظہار ہمدردی کر سکتا ہے؟ ان دونو جماعتوں کی گھریلو زندگی میں ایک حد فاصل ہے۔ اور یہ حد فاصل اس وقت دور ہوتی ہے۔ جب ایک امیر بھی اپنے غریب بھائی کی طرح پورے ایک ماہ کے روزے رکھتا ہے۔ اور بھوک کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ تمام اسلامی دنیا میں امیر اور غریب دونو کو اس طرح مساوات کی عملی تعلیم دی جاتی ہے اور دونو کو روزانہ دو وقت کھانے کی اجازت ہے۔ گو دونو کے کھانوں میں فرق ہوتا ہے لیکن تاہم امیر کو اپنی خوراک کو کم اور سادہ کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ تاکہ اس طرح اس کو اپنے غریب بھائی کے قریب تر لایا جائے۔ اور اس طرح اُن کے دلوں میں غریبوں کے لئے ہمدردی پیدا ہو۔ اور اسی لئے ماہ رمضان میں خیرات کرنے کا حکم ہے۔

زکوٰۃ اور مساوات انسانی

تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ اسلام کو صرف اس بات کا فخر نہیں کہ اس نے دنیا کے اہم مالیات کے مسئلوں کو حل کیا ہے۔ بلکہ اس نے احساسات اور کیرکٹر کو تکمیل تک پہنچایا۔ جس پر تہذیب انسانی کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ بالشوزم کے سخت قوانین جن کے مطابق ایک آدمی کو صرف اس قدر دیا جاتا ہے جس سے وہ زندگی بسر کر سکے۔ انسانیت کے اعلےٰ جذباتِ ہمدردی اور محبت کو مردہ کر رہے ہیں۔ اور یہ وہ صفات ہیں جن کے بغیر زندگی فضول ہے۔ اور جن کے بغیر انسانیت کا مرتبہ گر کر بربریت تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اسلام اپنے بیت المال کے ادارہ کے ذریعہ دو نو مقصد حل کر لیتا ہے۔ اسلامی دنیا میں ہر ایک دولت مند کے لئے فرض ہے کہ وہ اپنی دولت کا چالیسواں حصہ بیت المال میں ادا کرے۔ جس کا نظام اسلامی حکومت کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اگر اسلامی حکومت نہ ہو۔ تو مسلم قوم کے ذریعہ۔ اس فنڈ کا مقصد غریبوں کی حالت کا درست کرنا ہے۔ حاجت مندوں کی امداد۔ اور قیدیوں یا غلاموں کا رہا کرانا ہے۔ ایسے مقروض جو قرضہ ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ کے قرضے بیباق کرانا ہے۔ امداد کرتے وقت اس بات کا مطلقاً کوئی خیال نہیں کیا جاتا۔ کہ جس کی امداد کی جا رہی ہے۔ وہ کس ذات قوم یا شرح کا انسان ہے۔ زکوٰۃ کا مقصد صرف مساوات کا پیدا کرنا ہی نہیں بلکہ ہمدردی بنی نوع انسان کے جذبات کو ارفع مقام تک پہنچانا ہے۔ برخلاف اس کے جب ہر ایک جائداد حکومت کی ملکیت ہو جائے۔ اور دولت کی تقسیم ایک جیسی ہو۔ تو اس سے ترقی کرنے کی حس مردہ ہو جاتی ہے۔

اسلام نے زکوٰۃ کے ذریعہ دولت کی ایک ایسی تقسیم پیش کی جس طرح خون انسانی جسم میں دورہ کرتا ہے۔ اسی طرح امیر لوگوں کی دولت کا ایک مقررشدہ حصہ بیت المال میں ہر سال پہنچ جاتا ہے جہاں سے پھر جس جگہ ضرورت پیش آئے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعہ صرف مساوات ہی پیدا نہیں کی گئی۔ بلکہ اس کے ذریعہ تمام قوم کی ترقی۔ عروج کے ذرائع مہیا کئے گئے ہیں۔

حج اور مساوات انسانی

چوتھا رکن حج ہے۔ دنیا کی تاریخ کوئی اور ایسی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ جس کے ذریعہ سے مساوات انسانی کی یوں تکمیل کی جا سکے۔ اور جہاں نسل۔ رنگ اور مرتبہ کا امتیاز بالکل مفقود ہو۔ صرف اسی قدر نہیں۔ کہ مختلف نسلوں اور ملکوں کے لوگ کعبۃ اللہ میں ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ بلکہ اُن تمام کا لباس بھی ایک ہوتا ہے۔ صرف دو سفید چادریں ـــ اور اس طرح اعلےٰ اور ادنےٰ کی تمیز قطعاً باقی نہیں رہتی۔ ایک انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ جن کا لباس ایک۔ جو ایک ہی قسم کی حرکات کرتے ہیں۔ تمام کی زبان پر ایک ہی کلمہ لبیک۔ اللّٰھم لبیک۔

یہ صرف حج ہی ہے۔ جس کے ذریعہ اتحاد اور مساوات کی یہ مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ اُن کا ایک لباس ایک زبان اور ایک مرتبہ ہو جائے۔ ورنہ اس کے سوا یہ ناممکن ہے۔

ہر مسلمان کو اپنی عمر میں ایک دفعہ مساوات کے مشکل راستہ پر ڈال کر

احرار کے اخلاق کا دیوالہ

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی دشنام طرازیاں

مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ان جغادری احراریوں سے ایک ہیں جنہیں ان کے معتقدین خصوصی "امیر شریعت" کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ مگر احرار کے ان امیر شریعت صاحب کے اخلاق کا جو آج سے دس برس قبل صرف ایک معمولی میلاد خواں تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو سب و شتم کرنا گالیاں دینا ہنسا سکنا تمسخر۔ مذاق۔ بیادہ گوئی۔ بیہودہ تمثیل نگاری آپ کی فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ شان ہیں۔ عام طور پر مشہور ہے کہ جو شخص دلائل و نظائر منطق و فلسفہ میں عاجز آجائے وہ گالیوں پر اتر آتا ہے۔ احرار کے امیر شریعت اور سابق ملا میلاد خواں مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری کا بھی یہی حال ہے۔ سہارنپور کے احرار کانفرنس میں جن لوگوں نے ان کی تقریر سنی ہے۔ وہ بخوبی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ انہوں نے میاں سر فضل حسین کو گالیاں دینے کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ اختیار نہ کیا۔ دہلی میں حال ہی میں جو تقریر آپ نے کی تھی۔ اس میں بارگاہ رب العزت میں گستاخی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی۔ اور سنت نبوی کے استہزاء۔ مسجد شہید گنج کی توہین۔ حضور نظام خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کی شان میں ہرزہ سرائی۔ جوش ہندو نوازی میں ارتداد کی تلقین کے سوا کچھ اور نہ تھا جس سے آپ کے علم و فضل کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ اور آپ کی عمارت کے ڈھونگ کی حقیقت فاش ہو جاتی ہے اسی طرح اب آپ نے احرار کانفرنس امرتسر میں ایک تقریر کی ہے اس تقریر کو اگر "مذخرفات بخاری" کے نام سے موسوم کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس تقریر کا خلاصہ ترجمان احرار "مجاہد" ۱۴ اپریل نے اپنے صفحہ ۱۲ پر شائع کیا ہے۔ تقریر کے ایک ایک حرف سے جہالت خود پرستی اور ہندوستانی ٹپکتی ہے بعض جگہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شکست خوردہ سانپ فرط غضب میں اپنا سر زمین پر پٹک رہا ہے مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ مولانا محمد اسحٰق صاحب۔ مولانا شفیع داؤدی صاحب کو جگہ جگہ ملاحیاں سنائی گئی ہیں اور میاں سر فضل حسین کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ حرم فروش۔ کعبہ فروش۔ غدار وطن۔ غدار ملت کونسا بیہودہ لفظ ہے جو ان کیلئے استعمال نہ کیا گیا ہو یہ ہے۔ بخاری کا اخلاق یہ ہے۔ سید کہلانے والے کی کرتوت۔ کیا بخاری صاحب کو یہ معلوم نہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جن کی طرف وہ اپنا سلسلہ نسب منسوب کرتے ہیں۔ اس گستاخ بت پرست کو بھی کچھ نہ کہا تھا جس نے آپ کی گردن مبارک میں چادر ڈال کر جھٹکے دئے بخاری صاحب اپنے کو اولاد علیؓ میں شمار کرتے ہیں۔ کیا وہ بھول گئے کہ ان کے جد امجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تو ایک دشمن اسلام کو محض اس وجہ سے معاف کر دیا تھا کہ اس نے جناب امیرؓ کے روئے مبارک پر تھوک دیا تھا۔ مگر یہاں تو جن لوگوں کو وہ اپنا مخالف سمجھتے ہوئے سب و شتم میں مصروف ہیں وہ سب مسلمان ہیں کلمہ گو ہیں۔ اور ان میں سے کسی نے بخاری صاحب کے منہ پر تھوکا بھی نہیں مگر بخاری صاحب ہیں کہ اپنے جامہ سے باہر ہیں۔ ہم بخاری صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ یہ کونسا اخلاق ہے کونسا اسلام ہے کونسی سیادت ہے کہ محض سیاسی اختلاف کی بنا پر میاں سر فضل حسین کو غدار ملت مولانا ظفر علی خاں مولانا محمد اسحٰق کو منافق اور مولانا شفیع داؤدی کو یہ کہہ کر کہ وہ بڈھا جس کی سفید ڈاڑھی میں کفر کی سیاہی چھپی ہوئی ہے" ایک لعنت"

قرار دیا جائے۔ کیا بخاری صاحب نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ وہ کلمہ گو مسلمانوں کو غدار لعنتی اور کافر کہہ کر خود اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ اور اپنے "اخلاق" کا دیوالہ نکال رہے ہیں خداوند کریم مسلمانوں کو اس فتنہ احرار سے پناہ میں رکھے اور بخاری ٹائپ کے مولویوں سے بچائے۔ (الامان دہلی)

سزا و جزاء کو نہ ماننے والا تو بخشا جا سکتا ہے۔ لیکن سر فضل حسین کے ساتھ تعاون کرنے والا کسی حالت میں مغفرت حاصل نہیں کر سکتا۔ ابھی تو ابتدائے عشق ہے۔ دیکھئے آگے آگے کیا ہوتا ہے۔ یہ سیاسی پینترے باز اپنا نیا خدا نیا رسول۔ اور نیا دین پیدا کریں گے اور کر بھی لیا ہے۔ یہ قادیانیوں کو طعنہ دیتے ہیں۔ کہ تم اپنے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہو۔ لیکن کیا احرار اپنے سوا کسی اور مسلمان کو مومن خیال کرتے ہیں؟ (انقلاب)

پیغام صلح میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

احراری صفات ایمان

جب سے جماعت احرار پیدا ہوئی ہے۔ اور اس میں اہل حدیث۔ حنفی۔ شیعہ۔ پیر پرست سبھی شامل ہوئے ہیں۔ روزانہ نئے نئے فقہی مسائل مدون ہو رہے ہیں۔ کلمہ گوؤں کو کافر بنایا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی جماعتوں کے ساتھ تعاون حرام قرار دیا جا رہا ہے اور نئی نئی "صفات ایمان" تجویز کی جا رہی ہیں۔ مثلاً حضرت امیر شریعت نے اپنی جدید شریعت کا یہ اصول پیش فرما دیا ہے۔ کہ:۔

"احرار انتخاب میں کامیاب ہوں یا نہ ہوں۔ اس کی پروا نہیں۔ مگر سر فضل حسین کی مخالفت کرنا اپنا ایمان سمجھتے ہیں"۔

سن لیا آپ نے؟ احرار کا "ایمان" اب سمٹ سمٹا کر قادیانیوں کی اور سر فضل حسین کی مخالفت پر محدود ہو چکا ہے اور یہ نئی "صفت ایمان" اس قدر اہم اور وسیع ہے۔ کہ توحید و رسالت۔ ملائکہ و کتب۔ حشر و نشر

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— حبشہ کی شکست پر اسلامی ممالک میں سخت رنج کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں حبشہ پر اطالیہ کا قبضہ ہو جانے سے یمن اور مصر کو خاص طور پر خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ مصری اخبارات امام یمن کو خاص طور پر متنبہ کر رہے ہیں کہ وہ اطالویوں کی حرکات و سکنات پر خاص طور پر نگاہ رکھیں۔

—— بیت المقدس ۱۵ مئی۔ بیت المقدس میں دوبارہ فساد ہو جانے سے صورت حالات بگڑ گئی۔ ذیل شہر کے حصہ قدیم میں ظاہر ہو گیا جس میں دو یہودیوں کو جن میں ایک رقی یہودی بھی تھا گولی سے اڑا دیا گیا۔ فساد زدہ علاقہ میں پولیس اور فوج کے دستے بھیج دیے گئے ہیں اور کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے۔ آٹھ بجے شام سے صبح چھ بجے تک لوگوں کو گھروں سے باہر نکلنے سے روک دیا گیا ہے۔ عربوں کی ہڑتال بدستور جاری ہے۔

—— بیت المقدس ۱۶ مئی۔ کل شب عربوں کی ہڑتال کمیٹی نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس کی رو سے فلسطین اور بیت المقدس میں سول نافرمانی شروع کر دی گئی ہے۔ ہڑتال کمیٹی نے عربوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ حکومت کا ٹیکس ادا کرنے سے انکار کر دیں۔

—— القدس ۱۵ مئی آج ایک مقامی کالج کے طلبہ نے جلوس نکالا اور مظاہرہ کیا۔ گورہ فوج نے طلبہ کو منتشر ہونے کا حکم دیا جس پر طلبہ نے پتھر پھینکے اس کے بعد پولیس نے مظاہرین پر سخت لاٹھی چارج کیا اور متعدد طلبہ کو گرفتار کر لیا۔

—— یافہ ۱۵ مئی۔ طول و عرض فلسطین میں مظاہروں کا سلسلہ از سر نو شروع ہو گیا ہے۔ مقام خلیل میں عربوں نے زبردست مظاہرے کئے پولیس نے یہودیوں کو القدس میں منتقل کر دیا ہے۔

—— یافہ ۱۵ مئی یہودیوں نے عربوں کو پریشان کرنے کے لئے ایک نیا طریقہ نکالا ہے۔ یہودیوں کو جب موقع ملتا ہے عربوں کے مکانات مسمار کر دیتے ہیں۔ یا انہیں آگ لگا دیتے ہیں۔ اب تک اس قسم کے متعدد واقعات پیش آ چکے ہیں۔

—— القدس ۱۵ مئی شام کی قوم پرست جماعتوں نے فلسطینی عربوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ہائی کمشنر فلسطین کو احتجاجی تار ارسال کئے ہیں جن میں برطانوی حکمت عملی کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ طلبہ شام نے فلسطینیوں کی حمایت میں احتجاجی جلسے بھی منعقد کئے ہیں۔

—— یافہ ۱۵ مئی یافہ میں مظاہروں کا سلسلہ غیر معمولی زور شور سے جاری ہے۔ حکومت نے اسلحہ کی فروخت پر قیود عائد کر دی ہیں کل پولیس نے ایک اخبار نویس پر گولی چلا دی جس سے وہ شدید مجروح ہوا۔ پولیس کی اس حرکت پر اہل یافہ میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے پولیس کے خلاف زبردست مظاہرے کئے جا رہے ہیں

—— یافہ ۱۵ مئی یافہ میں برطانوی مصنوعات کے مقاطعہ کی تحریک پورے شباب پر ہے۔ بازاروں میں مکمل ہڑتال ہے۔ بندرگاہ کے مزدوروں نے بھی کام چھوڑ دیا ہے۔ گودام اور سرکاری دفاتر فسادات کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ تحریک مقاطعہ کے تمام قائدین کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— پیرس ۱۵ مئی حکومت فرانس نے شام میں جدید حادثات اور فسادات کے پیش نظر شام کی فوج میں اضافہ کر دیا ہے۔

ہندوستان

—— مجلس احرار کے اخبار روزنامہ "مجاہد" اور اس کے پریس سے حکومت پنجاب نے دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے یہ ضمانت یکم مئی ۱۹۳۶ء کے ایک مضمون جو "ہمارے جاسوس کا شاندار کارنامہ مرزا محمود اور سر ظفر اللہ قادیانی کی خفیہ گفتگو" کے عنوان سے چھپا تھا سے تعلق رکھتی ہے۔

—— حاجیوں کا جہاز "جہانگیر" ۲۲ مئی کو بمبئی پہنچے گا۔

—— شملہ ۱۶ مئی قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر ہنری کریک اس موسم گرما میں رخصت پر نہیں جا رہے ہیں۔ آئندہ سال جائیں گے۔

—— چوہدری افضل حق پر امرتسر میں جو تیزاب پھینکا گیا۔ اس پر تمام حلقوں کی طرف سے اظہار افسوس ہو رہا ہے اور ساتھ ہی اس حقیقت کا اعتراف کیا جا رہا ہے۔ کہ اس قسم کی حرکتوں کی ابتدا کرنے اور اس کو سب سے زیادہ رواج دینے والے خود احراری ہیں۔

—— مسٹر جناح اور احرار میں اتحاد نہیں ہو سکا۔ اس سلسلہ میں تمام امیدیں منقطع ہو چکی ہیں

—— امرتسر ۱۵ مئی گزشتہ رات یہاں بجلی گری جس سے دو گھر اور ایک بھینس ہلاک ہو گئی۔

—— لاہور ۱۵ مئی گزشتہ شب یہاں بھی بجلی گری جس سے ایک لڑکی کا نصف جسم جل گیا۔ اس کی حالت خطرناک ہے۔

—— پنجاب کی مختلف پارٹیاں آئندہ انتخابات میں حصہ لینے کے لئے زبردست تیاریاں کر رہی ہیں۔

—— پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس نے اپیل کی تھی کہ ۱۰ مئی کو ڈاکٹر انصاری مرحوم کی یاد میں ماتمی جلسے منعقد کئے جائیں۔ چنانچہ اس اپیل پر ہندوستان کے متعدد شہروں میں جلسے منعقد کئے گئے

—— شملہ ۱۶ مئی معلوم ہوا ہے کہ قونصل جنرل جاپان آئندہ ہفتہ شملہ آئیں گے۔ جاپان اور ہندوستان کے درمیان جو تجارتی عہد نامہ موجود ہے۔ وہ ۱۹۳۷ء میں ختم ہو جائیگا۔ اس لئے ایک نئے عہد نامہ کے متعلق گفتگو کی جائے گی۔

—— شملہ ۱۶ مئی حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ یکم جولائی ۱۹۳۶ء سے ڈاکخانہ کے سیونگ بنک شرح سود اڑھائی فیصدی کی بجائے دو فیصدی کر دی جائے۔

—— امرتسر ۱۶ مئی ڈاکٹر محمد دین تاثیر ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر کے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے کیمبرج یونیورسٹی سے انگریزی ادب کی پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

—— مدراس ۱۶ مئی ماسٹر تارا سنگھ متعدد سکھ لیڈروں کی ایک جماعت کے ساتھ ٹراونکور پہنچ گئے۔ ایک اخباری ملاقات میں انہوں نے کہا۔ کہ ہم یہاں اچھوت ادھار کے مقصد میں آئے ہیں۔

—— الہ آباد ۱۶ مئی۔ آج ہائیکورٹ میں گرمیوں کی تعطیلات شروع ہو گئی ہیں۔

—— شملہ ۱۷ مئی۔ ملک سر فیروز خاں نون ہائی کمشنر فار انڈیا کے عہدے کا چارج جولائی یا اکتوبر کی ابتدا میں لیں گے۔ آپ عنقریب وائسرائے سے ملاقات کرنے والے ہیں۔

ممالک خارجہ

—— ادیس ابابا ۱۵ مئی کل ادیس ابابا سے حبشہ کے ان علاقوں کی طرف فوجی دستے بھیجے گئے ہیں جو ابھی تک فتح نہیں ہوئے۔ ان علاقوں کو فتح کرنے کے لئے اطالیہ کی طرف سے سخت اقدام کیا جائیگا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مشہور حبشی جرنیل راس عمرو ابھی تک صوبہ جگجیا کی پہاڑیوں میں اپنی فوجوں سمیت جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ اور اس علاقہ پر قابض ہے۔

—— واشنگٹن ۱۴ مئی ریاستہائے متحدہ امریکہ کے وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ اطالیہ نے حبشہ پر جبر و تشدد سے قبضہ کیا ہے لہذا امریکہ حبشہ میں اطالوی حکومت کے قیام کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

—— لندن ۱۵ مئی اخبارات میں اس قسم کی خبریں شائع ہوئی ہیں۔ کہ برطانوی کابینہ میں اہم تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ سر سیموئل ہور کو کوئی اعلیٰ عہدہ دیا جائیگا۔

—— واشنگٹن ۱۶ مئی یہاں کے سیاسی حلقوں میں یہ افواہ گشت کر رہی ہے۔ کہ اطالیہ میں اسلحہ کی درآمد پر جو قیود عائد کی گئی تھیں وہ ہٹالی جائیں گی۔ کیونکہ اطالیہ اور حبشہ کی جنگ ختم ہو گئی ہے

—— جنیوا ۱۵ مئی۔ حکومت گواٹی مالا (شمالی امریکہ میں ایک چھوٹی سی جمہوریت ہے) لیگ سے علیحدگی کا نوٹس دے دیا ہے۔ لیکن علیحدگی کی وجوہ ابھی تک معلوم نہیں ہوئیں۔

—— اسمارہ ۱۵ مئی اسمارا اور ادیس ابابا کے درمیان فضائی سروس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ ادیس ابابا اور اسمارہ کے درمیان سات سو کیلومیٹر کا فاصلہ ہے جس کو ہوائی جہاز ۳ گھنٹے میں طے کریں گے

—— روما ۱۵ مئی۔ مجلس اقوام کے اس فیصلہ کہ اطالیہ کے خلاف تعزیری کارروائی جاری رکھی جائے۔ یہاں پر شدید ناراضگی اور جوش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— روما ۱۵ مئی۔ اس افواہ سے کہ مسولینی نے فیصلہ کیا ہے کہ اطالوی فوجیوں کو حبشہ سے واپس نہ بلایا جائے۔ بلکہ ان کے بیوی بچوں کو بھی ان کے پاس حبشہ بھیج دیا جائے۔ مزدوروں اور فوجیوں کی بیویوں میں ایک زبردست بے چینی پیدا کر دی ہے۔ اس افواہ کا اصلی منبع وہ جدید قواعد ہیں۔ جو حبشہ سے واپس آنے والے فوجیوں کے پروانہ ہائے راہداری کے لئے بنائے گئے ہیں۔

—— ادیس ابابا ۱۵ مئی معلوم ہوا ہے شاہ اٹلی عنقریب حبشہ جانے والے ہیں۔ ان کے اس سفر کی غایت یہ بیان کی جاتی ہے جنرل بادوگلیو کا اثر اہل حبشہ پر قائم نہ ہو جائے۔ کیونکہ مسولینی کو اس کا بہت خطرہ ہے۔ شاہ اطالیہ کی روانگی بالکل خفیہ ہوگی۔ شاہ کی واپسی کے بعد مسولینی کے حبشہ جانے کا بھی امکان ہے اس کی روانگی پبلک ہو گی۔

—— جنیوا ۱۷ مئی معلوم ہوا ہے کہ شہنشاہ نجاشی خود جنیوا پہنچ کر لیگ کونسل سے بنفس نفیس اپنے ملک کیلئے امداد طلب کریں گے۔

—— لندن ۱۷ مئی حکومت فرانس نے سرکاری طور پر فرانس اور روس کے باہمی معاہدہ کے متعلق ڈگری جاری کر دی ہے جس کی رو سے معاہدہ کا نفاذ شروع ہو گیا۔

—— نانکن ۱۷ مئی معلوم ہوا ہے کہ شمالی چین کی سرحد پر جاپانی فوج میں اضافہ کیا جا رہا ہے اس کے خلاف حکومت چین نے سفیر چین متعینہ ٹوکیو کو ہدایت کی ہے کہ وہ حکومت جاپان کے سامنے احتجاج کرے

جامِ کوثر

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر — از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

بد گفتنم ز نوعِ عبادت شمردہ اند — در چشمِ شاں پلید تر از ہر مزوّرم

اے دل تو نیز خاطرِ اینان نگہدار — کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم

جانم گداخت از غمِ ایمانت اے عزیز — وین طرفہ تر کہ من بگمانِ تو کافرم

گوشِ دلم بجانبِ تکذیبِ کس کجاست — من مستِ جامہائے عنایاتِ دلبرم

امروز قومِ من نشناسد مقامِ من — روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم — گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

واللہ کہ ہمچو کشتیِ نوحم ز کردگار — بیدولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

این آتشے کہ در من آخر زماں بسوخت — از بہرِ چارہ اش بخدا نہرِ کوثرم

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب — ہاں ملہم استم و زخداوند منذرم

یارب بزاریم نظرے کن بلطف و فضل — جز دستِ رحمتِ تو دگر نیست یاورم

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ

اینست کامِ دل اگر آید میسّرم

حضرت مسیح موعودؑ پر منسوخی جہاد کا الزام

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

حکم جہاد کی اہمیت

جہاد قرآن کریم کے احکام میں سے ایک اتنا اہم حکم ہے کہ نماز روزہ، زکوٰۃ، حج کے ساتھ اسے اسلام کا پانچواں رکن قرار دیا گیا ہے اور قرآن کریم کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے جس میں جہاد کے احکام پائے جاتے ہیں اور جہاد میں شامل نہ ہونے والوں کو سخت ترین عتاب کا مورد ٹھہرایا گیا ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو منافق تک قرار دیا گیا ہے کوئی شخص جو قرآن کو اللہ تعالیٰ کی آخری وحی اور کامل شریعت مانتا ہو۔ جیسا کہ خود اس کا دعویٰ ہے الیوم اکملت لکم دینکم وہ کسی حکم قرآنی کو منسوخ نہیں کہہ سکتا۔ چہ جائیکہ اتنے اہم رکن دین کو منسوخ قرار دے۔

حضرت مسیح موعود پر منسوخی جہاد کا بے بنیاد الزام

مگر آج اس طوفان بے تمیزی میں جو حضرت مجدد کے خلاف اٹھا ہوا ہے اور جس میں ہر کس و ناکس کود رہا ہے۔ آپ پر یہ الزام دیا جاتا ہے کہ آپ نے جہاد کے حکم قرآنی کو منسوخ کر دیا۔ اور کوئی شخص اپنے آپ سے یا دوسرے سے یہ سوال نہیں کرتا۔ کہ کیا فی الواقع حضرت مرزا صاحب قرآن کریم کی شریعت کو منسوخ سمجھتے تھے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ ایک شخص قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کی آخری کتاب اور آخری شریعت مانے اور پھر کہے کہ قرآن کریم کا حکم نماز منسوخ ہے یا اس کا رمضان کے روزے کا حکم منسوخ ہے۔ یا اس کا زکوٰۃ کا حکم منسوخ ہے یا اس کا حج کا حکم منسوخ ہے جو شخص ان میں سے کسی حکم کو منسوخ مانیگا وہ یقیناً خود قرآن شریف کو منسوخ مانے گا۔

مخالفین کی خلاف عقل باتیں

مگر آج بڑے بڑے فلسفیوں کے عقلوں پر یہ پردہ پڑا ہوا ہے کہ وہ اس بات کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کی آخری کتاب اور کامل شریعت مانتے ہیں مگر اس کے ساتھ یہ رٹ بھی عوام الناس کو خوش کرنے کیلئے یا ان کے دلوں پر اپنی بڑائی کا سکہ بٹھانے کیلئے لگاتے چلے جاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک قرآن کریم کا حکم جہاد منسوخ ہے۔ گویا حضرت مرزا صاحب کی طرف بیک وقت یہ دو باتیں منسوب کی جاتی ہیں کہ قرآن کریم کا کوئی حصہ منسوخ نہیں اور نہ تا قیامت منسوخ ہو سکتا ہے اور کہ قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ جس میں جہاد کے احکامات ہیں منسوخ ہے

مخالفین ذرا اپنی پوزیشن صاف کریں

کوئی ٹھنڈے دل سے غور کرنے والا ہو تو اس بات کا فیصلہ تو یہیں ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے حکم جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے تو ان کے نزدیک قرآن شریف منسوخ ہے وہ خدا کی آخری کتاب اور کامل شریعت نہیں۔ اور اگر ان کے نزدیک قرآن کریم خدا تعالیٰ کی آخری کتاب اور آخری شریعت ہے تو اس کا کوئی حصہ قیامت تک منسوخ نہیں ہے۔ ان اندھا دھند مخالفت کرنیوالوں سے اگر ان کے سینوں میں دل ہیں۔ اپیل کرتا ہوں کہ خدارا پہلے اپنی پوزیشن تو صاف کرو۔ کیا آپ لوگ ایمانداری سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کی آخری کتاب اور کامل شریعت تسلیم نہیں کیا؟ اور اگر تسلیم کیا ہے تو پھر عوام الناس کو مغالطہ دینے کیلئے اور ان کے دلوں میں تنفر پیدا کرنے کے لئے یہ صریح جھوٹا الزام حضرت مرزا صاحب پر کیوں لگاتے ہو کہ آپ نے اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن یعنی جہاد کو منسوخ ٹھہرایا ہے۔ جس کے ذکر سے قرآن شریف کی ایک تہائی بھری پڑی ہے۔

معترضین کی اپنی حالت

افسوس یہ ہے کہ عقیدہ تو اپنا ان لوگوں کا یہ ہے کہ قرآن کریم میں کچھ آیتیں منسوخ بھی ہیں اور اس اپنے عیب کا تو نام نہیں لیتے اور امام زمان پر یہ الٹا الزام دیتے ہیں کہ آپ کے نزدیک قرآن شریف کے احکام جہاد منسوخ ہیں۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والا معاملہ ہے۔ یہی لوگ ہیں جو کبھی کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں کئی سو یا کم سے کم کئی آیات ایسی ہیں جو منسوخ ہیں، جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ قرآن شریف کے سارے احکام واجب التسلیم نہیں اور پھر کہتے ہیں کہ بعض آیات ایسی ہیں جو موجود قرآن شریف میں نہیں پائی جاتیں اور ان کا نام منسوخ التلاوت رکھا ہوا ہے مگر ان میں جو احکام ہیں وہ واجب التعمیل ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ قرآن شریف نعوذ باللہ ناقص ہے

جماعت احمدیہ پر مخالفین کا ظلم عظیم

اور الٹا الزام اس شخص پر دیتے ہیں جس نے ان غلط خیالات کی اصلاح کی کہ وہ قرآن شریف کے کسی حصہ کو منسوخ مانتا ہے۔ یہ اگر دھوکا دہی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ لوگ صفائی سے یہ اعلان کیوں نہیں کرتے کہ فلاں فلاں آیات قرآنی ان کے نزدیک منسوخ ہیں اور ان کے احکام واجب التعمیل نہیں اور فلاں فلاں آیات ایسی ہیں جو قرآن کریم میں نہیں پائی جاتیں اور وہ اس کے اندر ہونی چاہئیں۔ یا اگر ان باتوں کو غلط سمجھتے ہیں تو صفائی سے اعلان کیوں نہیں کرتے کہ یہ غلط خیالات تھے جو مسلمانوں میں راہ پا گئے تھے اور یہ دونوں باتیں قابل قبول نہیں نہ یہ کہ قرآن کریم میں متضاد احکامات پائے جاتے ہیں اور بعض احکام ماننے کے قابل ہیں اور بعض نہیں۔ اور نہ یہ کہ قرآن کریم کے کوئی ایسے احکام ہیں جو موجودہ نسخوں میں نہیں پائے جاتے اور پھر اس اعلان کے ساتھ یہ بھی بتا دیں کہ کیا یہ احمدیہ جماعت ہی تو نہیں جس نے ان غلط خیالات کو دور کیا اور قرآن کریم کی عزت کو دلوں میں پہلے سے زیادہ قائم کیا۔ اور اگر یہ درست ہے کہ ان غلط خیالات کی اصلاح احمدیہ جماعت نے ہی کی تو یہ کسقدر ظلم ہے کہ اسی جماعت پر یہ الزام دیا جائے۔ کہ وہ قرآن کریم کے احکام جہاد کو منسوخ سمجھتی ہے۔

مواہب الرحمٰن کا ایک حوالہ

حضرت مسیح موعود کی تحریریں اس قسم کے بیانات سے بھری پڑی ہیں اور ایک دفعہ نہیں سینکڑوں مرتبہ آپ نے اسی بات کو دوہرایا ہے کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور اس کی کامل شریعت ہے۔ میں صرف یہاں ایک حوالہ آپ کی کتاب مواہب الرحمٰن سے پیش کرتا ہوں یہ کتاب جنوری ۱۹۰۳ء میں آپ نے شائع کی اور اس لئے یہ جو ایک ناپاک ہتھیار حضرت مرزا صاحب کی جماعت کے ایک غالی گروہ نے مخالفین کے ہاتھ میں دیدیا ہے کہ آپ کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں منسوخ ہیں اور کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ مسلمانوں کی طرح عقائد رکھتے تھے۔ مگر ۱۹۰۱ء کے بعد یہ عقائد تبدیل کر لئے۔ یہ اس کتاب کے حوالجات کے متعلق استعمال نہیں ہو سکتا جو ۱۹۰۳ء میں طبع ہوئی ہے اور پھر جو حوالہ میں پیش کرتا ہوں وہ معمولی حوالہ نہیں بلکہ اوپر یہ عنوان دے کر اس کو علیٰحدہ کر کے بیان کیا ہے:۔

"ذکر شیء من عقائدنا

اندکے ذکر در بارہ عقائد ما"

(مواہب الرحمٰن ص ۶۶)

یعنی اپنے عقائد کے بارے میں کچھ ذکر اور اس کے نیچے نبوت اور ولایت اور قرآن کریم میں تکمیل شریعت ان تینوں باتوں کو بیک وقت صاف کر دیا ہے۔

وللہ مکالمات ومخاطبات	وخدا را مکالمات ومخاطبات است
مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ	با اولیائے خود دریں امت و ایشاں رانگ
وانھم یعطون صبغ الانبیاء	انبیاء دادہ میشود
ولیسوا انبیین فی الحقیقۃ فان	و در حقیقت انبیاء نیستند زیرا
القرآن اکمل وطر الشریعۃ	کہ قرآن حاجت شریعت را
ولا یعطون الا فھم القرآن	بکمال رسانیدہ است و ایشاں را نمی شود
ولا یزیدون	مگر فہم قرآن و نہ زیادہ میکنند
علیہ ولا ینقصون منہ	و نہ کم مے کنند از قرآن و
ومن زاد او نقص فاولئک	وہر کہ زیادہ کرد یا کم کرد
من الشیاطین الفجرۃ	پس او از شیطانان است
	کہ بدکارانند

(مواہب الرحمٰن ص ۶۶، ۶۷)

ترجمہ

ترجمہ عربی اور فارسی عبارتوں کا یہ ہے:۔

اللہ تعالیٰ اس امت میں اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے اور در حقیقت وہ نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا ہے اور انہیں سوائے فہم قرآن کے اور کچھ نہیں دیا جاتا اور وہ نہ قرآن پر کچھ بڑھاتے ہیں اور نہ اس سے کچھ گھٹاتے ہیں اور جو شخص قرآن پر کچھ بڑھائے یا اس سے کچھ کم کرے تو وہ شیطانوں میں سے ہے جو بدکار ہیں:۔

اب اس عبارت سے ذیل کے نتائج صاف اخذ ہوتے ہیں

اوّل۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔

دوم۔ اولیاء کو نبیوں کے رنگ میں رنگین کیا جاتا ہے

سوم۔ اس امت کے اولیاء در حقیقت نبی نہیں۔

چہارم۔ ان کے نبی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کامل شریعت ہے۔

پنجم۔ اولیاء کو صرف فہم قرآن دیا جاتا ہے

ششم۔ قرآن کریم پر اب تا قیامت نہ کچھ بڑھایا جا سکتا ہے اور نہ اس سے کچھ کم کیا جا سکتا ہے۔

ہفتم۔ جو شخص یہ کہے کہ قرآن شریف میں فلاں حکم نہیں

وہ بھی بڑھاتا ہوں اور یا یہ کہے کہ قرآن شریف کا فلاں حکم قابل تسلیم نہیں اسے میں منسوخ کرتا ہوں وہ بدکار شیطان ہے۔

ایک قابل غور بات

اب ذرا غور فرمایئے کہ اس صفائی کے ساتھ اپنے عقائد کو بیان کر دینے کے بعد اگر مرزا صاحب دعویٰ نبوت کریں تو اس صورت میں کرسکتے ہیں کہ قرآن کریم کو نعوذ باللہ ناقص مانیں یا اس کے کامل شریعت ہونے سے انکار کریں۔ مگر یہ امر اس وقت میری بحث سے خارج ہے۔ جس موضوع پر میں نے قلم اٹھایا ہے اس پر بھی بیان قابل صراحت موجود ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک قرآن کریم کا کوئی حکم تاقیامت اب منسوخ نہیں ہو سکتا۔ نہ تاقیامت کوئی ایسا نیا حکم دیا جا سکتا ہے جو قرآن شریف میں موجود نہ ہو۔

جہاد کے متعلق مسلمانوں کا غلط خیال

اس کے بعد اب میں اصل مضمون کی طرف توجہ کرتا ہوں حضرت مرزا صاحب کی بعثت کے وقت مسلمانوں میں جہاد کے متعلق جو عام خیال پایا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ کسی غیر مسلم کو اس وجہ پر قتل کر دینا کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتا درست ہے اور کہ اس طرح قتل کر دینے کا نام جہاد ہے نیز یہی نہیں بلکہ آنے والے مہدی کے متعلق عقیدہ تھا کہ جب وہ ظاہر ہوگا۔ تو جو لوگ اسلام لانے سے انکار کریں گے وہ انہیں قتل کر دے گا۔

امام وقت نے اس غلط خیال کی اصلاح کی

اس عقیدہ اور خیال کی امام وقت نے پورے زور سے تردید کی اور اس کو تعلیم اسلام پر ایک دھبہ قرار دیا۔ کیونکہ اسلام کا اصول یہ ہے کہ لا اکراہ فی الدین۔ دین کے معاملہ میں کسی پر جبر کرنا جائز نہیں۔ اس خیال اور عقیدہ کے خلاف امام وقت نے جنگ کی۔ اس لئے کہ اس میں اسلام کی ہتک تھی۔ اور عیسائیوں کے اس اعتراض کو تقویت پہنچتی تھی۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا اور ظاہر ہے کہ جو دین تلوار کے زور سے پھیلایا جائے اور اس میں روحانی قوت دلوں کو فتح کرنے کی نہیں۔ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اس اعتراض کا عیسائیوں نے مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کے لئے بڑی قوت سے پھیلایا اور مجدد وقت جو چودھویں صدی کے مفاسد کی اصلاح کیلئے آیا تھا۔ جن میں سب سے بڑا فساد عیسائیت کا تھا۔ اس کا فرض تھا۔ کہ وہ اس اعتراض کو دور کرتا اور یہ ثابت کرتا کہ نہ قرآن کریم میں کسی ایسے جہاد کی تعلیم ہے کہ کسی غیر مسلم کو اس کے مذہب کی وجہ سے قتل کرنا جائز ہے نہ کبھی رسول اللہ صلعم نے کسی شخص کو اس بناء پر قتل کیا۔ نہ کبھی تلوار کے زور سے دین کو پھیلایا اور نہ ہی جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال تھا کوئی ایسا مہدی آنے والا ہے جو ان لوگوں کو قتل کرے جو اسلام قبول نہ کریں۔

حضرت مرزا صاحب کے ایک رسالہ کے چند اقتباسات

یہ امر آسانی سے ان لوگوں پر واضح ہو جائیگا جو حضرت امام زمان کی اصل تحریروں کو پڑھتے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس کا نام ہے "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" یہ چند صفحات کا رسالہ ہے جس سے میں کچھ عبارتیں یہاں نقل کرتا ہوں تاکہ مسلمان [illegible]

اگرچہ اس رسالہ میں اول آپ نے بتایا ہے کہ کیوں ابتداء میں جنگ کرنے کی اجازت مسلمانوں کو کن حالات میں دی گئی اور مسلمانوں پر جو ظلم کئے گئے اور انہیں تلواروں سے ذبح کیا گیا۔ ان سب امور کا ذکر کرکے لکھا ہے۔

"تب اس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی حد سے گزر جائے۔ اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا اور اس کا غضب شریروں پر بھڑکا۔ اور اس نے اپنے پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے اپنے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں اور میں خدائے قادر ہوں۔ ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا اور اس حکم کی اصل عبارت جو اب تک قرآن شریف میں موجود ہے یہ ہے۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق" (صفحہ ۴)

پھر اس کے بعد لکھا ہے:۔

"لیکن افسوس ہے کہ نبوت اور خلافت کے زمانے کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں جس کی اصل جڑ آیت کریمہ مذکورہ بالا ہے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا گیا" (صفحہ ۵)

چند صفحات کے اندر بار بار اس قسم کے بیانات کا اعادہ فرمایا ہے۔

"یاد رہے کہ مسئلہ جہاد کو جس طرح پر حال کے اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں سمجھ رکھا ہے۔ اور جس طرح وہ عوام کے آگے اس مسئلہ کی صورت بیان کرتے ہیں ہرگز وہ صحیح نہیں ہے۔۔۔۔۔ بار بار اصرار ان کا اسی بات پر ہوتا ہے کہ یہ ملک دار الحرب ہے اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں اور تھوڑے ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں ہیں۔ یہ لوگ اپنے اسی عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط اور قرآن اور حدیث کے خلاف ہے اس قدر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو اس کا نام دجال رکھتے ہیں۔۔۔۔ مگر وہ اس بات کو یاد رکھیں کہ درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ ان کے دلوں میں ہے صحیح نہیں ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اور حدیثوں کو پڑھتا اور قرآن کو دیکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے اکثر وحشی کاربند ہو رہے ہیں۔ یہ اسلامی جہاد نہیں ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ ہمارے نبی کریم صلعم نے وقت میں جو اسلام نے خدائی حکم سے تلوار اٹھائی، اس وقت اٹھائی گئی جب بہت سے مسلمان کافروں کی تلواروں سے قبروں میں پہنچ گئے۔ آخر خدا کی غیرت نے چاہا۔ کہ جو لوگ تلواروں سے ہلاک کرتے ہیں وہ تلواروں سے ہی مارے جائیں۔۔۔ عجیب ہے کہ جبکہ اس زمانے میں کوئی شخص مسلمانوں کو مذہب کے لئے قتل نہیں کرتا [illegible] گیوں ان کے مولوی جہاد کو کہتے ہیں جس سے اسلام بدنام ہوتا ہے۔ ان کو یقین نہیں۔۔۔۔ بالآخر یاد رہے کہ اگرچہ ہم اس نثر میں مفصل طور پر لکھ دیا ہے کہ یہ موجودہ طریق مذہب کے لوگوں پر حملہ کرنے کا جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جس کا نام وہ جہاد رکھتے ہیں یہ شرعی جہاد نہیں۔ بلکہ صریح خدا اور رسول کے حکم کی مخالفت اور سخت معصیت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہرگز نہیں سکھلاتا کہ ہم اس طرح پر بیگناہوں کا خون کیا کریں اور جس نے ایسا سمجھا ہے وہ اسلام سے برگشتہ ہے۔"

حضرت مسیح موعود کے مدنظر غلطیوں کی اصلاح تھی

ان حوالجات کو پڑھنے سے صاف نظر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے مدنظر جن غلطیوں کی اصلاح تھی۔ ان میں سے ایک جہاد کا مسئلہ تھا نہ وہ جہاد جس کا حکم قرآن و حدیث میں ہے بلکہ اس کا وہ مفہوم جو عام مسلمانوں کے ذہن میں تھا جس کو آپ نے بار بار خلاف قرآن و حدیث خلاف حکم الہی خلاف تعلیم اسلام قرار دیا ہے۔ پس جہاں کہیں آپ نے جہاد کو ناجائز یا حرام کہا ہے تو صرف اسی جہاد کو کہا ہے جو خلاف قرآن و حدیث ہے۔ نہ اس قرآنی جہاد کو جو قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا۔

تحفہ گولڑویہ کے اشعار کا مطلب

بلاشبہ آپ نے ضمیمہ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۲۶ پر یہ عنوان باندھا ہے:۔ "دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ" "مسیح موعود کی طرف سے"

اور اس کے نیچے یہ شعر بھی لکھے ہیں:۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

مگر یاد رہے کہ یہ وہی جنگ اور جہاد کا فتویٰ ہے جو مولوی دیتے تھے جسے آپ بار بار خلاف قرآن و حدیث ثابت کر چکے ہیں دین کے وہی جنگ مراد ہیں جن کی غرض یہ سمجھی گئی تھی کہ اس ذریعہ سے دین کو پھیلایا جا سکتا ہے چنانچہ انہی اشعار میں بھی آگے چل کر اس بات کو صاف کیا ہے۔

ایسا گماں کہ مہدی خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا
اے غافلو! یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

دینی جنگوں سے کونسی جنگیں مراد ہیں

تو معلوم ہوا کہ جس جہاد کو، جن دینی جنگوں کو ابتدائی اشعار میں حرام قرار دیا ہے وہ وہی جہاد اور وہی جنگیں ہیں جو عوام الناس اور مولویوں کے اعتقاد میں دین کو بڑھانے کا ذریعہ سمجھی گئی تھیں نہ وہ دفاعی جنگیں جن کی اجازت قرآن کریم نے دی ہے۔ جو حکم تا قیامت قائم ہے۔ کافروں کے قتل سے دین کو بڑھانا اسی کو جہاد سمجھا گیا تھا اسی کو خونی مہدی کا اصلی کام سمجھا گیا تھا۔ انہی باتوں کو آپ نے تعلیم اسلام پر بہتان اور بے ثبوت اور [illegible] اسی کو حرام ٹھہرایا ہے۔

مزید تشریح

چنانچہ اسی ممانعت جہاد کے فتوے کے بعد آپ نے اسی ضمیمہ مذکورہ کے صفحہ ۳۰ پر عربی زبان میں ایک خط اہل اسلام پنجاب اور ہندوستان اور عرب اور فارس وغیرہ ممالک کی طرف جہاد کی ممانعت کے بارے میں عنوان قائم کیا ہے۔ جس کے نیچے

ایک عربی خط ہے جس میں صاف طور پر یہ درج ہے کہ اسلام نے کبھی بھی دین کو پھیلانے کے لئے دوسروں پر جبر کرنا اور دوسروں سے جنگ کرنا جائز قرار نہیں دیا۔ بلکہ اسے حرام قرار دیا ہے۔ لیکن چونکہ اس زمانہ میں ایسے غلط خیالات عام طور پر مسلمانوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ اس خونریزی کو دور کرنے کے لئے اور اس کی حرمت کو ظاہر کرنے کے لئے اور اس سے لوگوں کو روکنے کے لئے آئے ہیں۔ چنانچہ اسی صفحہ ۳۰ پر یہ لفظ ہیں۔

ولاشک ان وجوہ الجہاد معدومۃ فی ہذا الزمن وہذہ البلاد فالیوم حرام علی المسلمین ان یحاربوا للدین وان یقتلوا من کفر بالشرع المتین فان اللہ صرح حرمۃ الجہاد عند زمان الامن والعافیۃ	یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاد (قرآنی) کی شرائط اس زمانے میں اور اس ملک میں نہیں پائی جاتیں پس آج کے دن مسلمانوں پر یہ حرام ہے کہ وہ دین کیلئے جنگ کریں اور کہ وہ ایسے لوگوں کو قتل کریں جو شرع متین کا انکار کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امن اور عافیت کے وقت جہاد کی حرمت کی تصریح فرمائی ہے۔

مخالفین کی افسوسناک بیباکی!

تعجب آتا ہے ان لوگوں کی بیباکی پر جو ایسی کھلی تحریروں کے ہوتے ہوئے یہ جھوٹا الزام حضرت مسیح موعود پر لگاتے ہیں۔ باز نہیں آتے کہ آپ نے قرآنی حکم جہاد کو منسوخ کیا ہے۔ آپ نے کبھی جہاد قرآنی کے متعلق منسوخی کا لفظ نہیں لکھا اور جس چیز کو حرام کیا ہے وہ مولویانہ فتوے ہے کہ دین کے لئے کسی کو قتل کرنا جائز ہے یا دین کو پھیلانے کیلئے کسی قوم کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہے۔

قرآنی جہاد اور مولویانہ جہاد

اور اسے بھی اسی بنا پر حرام قرار دیا ہے۔ وہ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم نے ایسے جہاد کی حرمت کی تصریح فرمائی ہے۔ قرآنی جہاد تو یہ ہے کہ جب مسلمانوں پر دین کی وجہ سے تلوار اٹھائی جائے تو وہ بھی بالمقابل تلوار اٹھائیں اور مولویانہ جہاد یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو اسلام نہ لانے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے۔ بالفاظ دیگر مولویوں کے نزدیک امن اور عافیت کے وقت غیر مسلموں پر تلوار اٹھانا جائز بلکہ ضروری ہے اور حضرت مرزا صاحب کے نزدیک امن اور عافیت کے وقت جہاد حرام ہے۔ یہی قرآن کریم نے فرمایا اور یہی مسیح موعود کا پیغام ہے اور اس پر بھی آپ نے اس لئے زور دیا ہے کہ اس وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا تھا جیسا کہ اسی خط میں آگے چل کر صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے:۔

فثبت ان الاسلام لا یستعمل السیف والسنان عند الدعوۃ ...... وکانت الحاجۃ اشتدت فی زمننا لدفع الالتباس ...... وکان الاسلام فی ہذا الزمان کمثل معصوم اتہم وظلم بانواع البہتان ...... وقالوا مذہب کان قتل الناس خلاصۃ تعلیمہ	پس ثابت ہوا کہ اسلام دعوت حق کے وقت تلوار اور تیر کو استعمال نہیں کرتا۔ ...... اور جو شکوک واقع ہو گئے تھے ان کے دور کرنے کے لئے ہمارے زمانے میں سخت ضرورت پیدا ہو گئی تھی ...... اور اسلام اس زمانہ میں اس بیگناہ کی طرح ہو گیا جس پر طرح طرح کے بہتان باندھ کر ظلم اور زیادتی کی جائے اور لوگوں نے یہ کہا کہ یہ تو ایسا مذہب ہے کہ جس کی تعلیم کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو قتل کیا جائے

مخالفین کا غیر ایماندارانہ طرز عمل

مخالفین کا یہ توحق ہے کہ وہ یہ کہیں کہ جہاد کے متعلق صحیح تعلیم قرآنی ہے جو مولوی کہتے تھے یعنی یہ کہ دین کو پھیلانے کے لئے تلوار اٹھانا جائز ہے اور کہ جو کچھ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن و حدیث امن کے وقت غیر مسلموں پر تلوار اٹھانے کو حرام قرار دیتے ہیں وہ غلط ہے یا ان کی تعبیر جہاد صحیح ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تعبیر جہاد غلط ہے لیکن یہ بے ایمانی ہے کہ لوگوں کو اس مغالطہ میں ڈالا جائے کہ آپ نے قرآن کریم کی تعلیم جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے۔

ایک اور اعتراض اور اس کا جواب

اور اگر یہ کہا جائے کہ اگر یہ مسئلہ محض قرآن و حدیث کا ہی ہے تو مسیح موعود کے آنے سے اس کی خصوصیت کیوں بیان فرمائی اور یہ کیوں فرمایا کہ:۔

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

تو اس کی وجہ ظاہر ہے۔ دین کو جبر پھیلانے کا عقیدہ زیادہ تر مہدی موعود کے نام سے ہی وابستہ ہے اور یہ سمجھا گیا ہے کہ جب مہدی آئے گا۔ تو تمام ان لوگوں کو جو دین اسلام قبول نہیں کریں گے تہ تیغ کر دیگا۔

ایسا گمان کہ مہدی خونی بھی آئے گا اور کافروں کے قتل سے دین کو بڑھائیگا تو وہی مہدی موعود اور (وہی مسیح موعود بھی ہے) اب آ کر قرآن و حدیث سے یہ سمجھاتا ہے کہ دین کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلانا خلاف تعلیم اسلام ہے اور اسلام نے اس کو منع کیا ہے

پس مسیح موعود کے متعلق یہ انتظار تھا کہ وہ آ کر اس باطل عقیدہ کو عمل میں لائے گا۔ کہ تلوار کے ساتھ لوگوں کو مسلمان کرنا جائز ہے۔ اسی کا یہ فتویٰ ہے کہ یہ عقیدہ خلاف قرآن و حدیث ہے تو اب دونوں باتیں جمع ہو گئیں۔ قرآن و حدیث بھی ایسے عقیدہ کو خلاف تعلیم اسلام قرار دیتے ہیں اور مسیح اور مہدی موعود بھی اسے خلاف تعلیم اسلام قرار دیتا ہے تو اب اس باطل عقیدہ کے پیروؤں کے ہاتھ میں کیا سند ہے۔ جیسا کہ آپ نے رسالہ جہاد میں بھی لکھا ہے:۔

"غرض اب جب مسیح موعود آ گیا تو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاد سے باز آئے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو شاید اس غلط فہمی کا کسی قدر عذر بھی ہوتا۔ مگر اب تو میں آ گیا۔ اور تم نے وعدہ کا دن دیکھ لیا۔ اس لئے اب مذہبی طور پر تلوار اٹھانے والوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں۔" (صفحہ ۸)

مخالفین اپنے عقیدہ کو عمل میں کیوں نہیں لاتے؟

پس اس جھوٹے الزام کی کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کی تعلیم جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے کھلی تردید حضرت مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے ہو گئی۔ مخالفین کا حق ہے کہ وہ یہ کہیں کہ صحیح تعلیم جہاد یہ نہیں جو آپ نے کہا ہے لیکن اگر وہ یہ کہیں تو پھر ان کا یہ بھی فرض ہے کہ مسلمانوں کی علی الاعلان رہنمائی کریں اور انہیں صاف طور پر بتائیں کہ کسی قوم کو مسلمان کرنے کیلئے اس کے خلاف جنگ کرنا تعلیم قرآنی ہے یا کسی شخص کو اس لئے قتل کرنا جائز ہے کہ وہ اسلام لانے سے انکار کرتا ہے اور پھر اس پر عمل کر کے بھی دکھائیں۔ اس سے بڑھ کر منافقت کیا ہو گی کہ دل میں تو یہ خیالات موجود ہوں کہ غیر مسلموں کو غیر مسلم ہونے کی وجہ سے قتل کرنا جائز ہے جس طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور غیر مسلموں کو یہ یقین دلائیں کہ قرآن کریم میں لا اکراہ فی الدین کی تعلیم موجود ہے۔ اور اسلام میں اعلیٰ درجہ کی رواداری کی تعلیم ہے۔ اور وہ کسی شخص کو مذہب کی بنا پر کچھ نہیں کہتا۔

علمائے اسلام سے اپیل

میں تمام علمائے اسلام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ناحق مخالفت کو اور جھوٹے الزام لگانے کے مشغلہ کو ترک کر کے ہمیں یہ سمجھانے کی کوشش کریں کہ جہاد کی تعلیم جو قرآن شریف نے دی ہے وہ یوں ہے اور یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے دین کو پھیلانے کے لئے جنگ کرنے کو حرام قرار دینے میں غلطی کھائی ہے۔ جو کچھ قرآن و حدیث سے ثابت ہو جائے ہم اس کے ماننے کے لئے تیار ہیں مگر میں پبلک کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی عالم میں یہ جرأت نہیں کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے نقطہ خیال کو جو جہاد کے متعلق ہے غلط کہہ سکے صرف اسی لئے جھوٹے الزامات لگا کر یہ لوگ اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں۔

بعدالت جناب خان عبدالرحیم خانصاحب بی اے

اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم سب تحصیل میاں چنوں

تحصیل خانیوال ضلع ملتان

بمقدمہ

ٹوپنداس ولد بھوانیداس ذات کھتری سکنہ موضع ڈھیڈی حال درگاہی پور تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور فریق اول

بنام

دلیا ولد بچانہ، قاسم، ہاشم، محمد علی پسران رحمت باقر ولد شہامد، دلشاد، مہرا پسران شاہ سکنائے حال درگاہی پور تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور فریق ثانیاں

درخواست تقسیم اراضی مزرعی کھیوٹ ۳۶

واقعہ موضع دولوان تحصیل خانیوال کھتونی ۱۹۷ تعدادی ۲۱۲ بر قبہ سالم کھاتہ ۱۲ کنال ۱۰ مرلہ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بمقدمہ مندرجہ عنوان مسل مذکور سے متواتر ملی آ رہی ہے۔ فریق ثانیاں دیدہ دانستہ تعمیل سمنات و نوٹس رجسٹری شدہ سے گریز کر رہے ہیں اس لئے بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے کہ بہ تقرری $\frac{6}{6}$ (۶ جون ۱۹۳۶ء) کو برائے پیروی مسل بمقام میاں چنوں بوقت ۷ بجے صبح حاضر آویں ورنہ ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ $\frac{5}{36}$/19

دستخط حاکم

مہر عدالت

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے پی سی ایس

باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

سرٹیفکیٹ جانشینی ۲۴ سنہ ۱۹۳۶ء

عبداللہ بچو ولد بچو ایوب میمنی والا سکنہ کراچی سائل

بنام حوا بائی زوجہ مسٹر عین کھتری، رفیق بائی زوجہ مسٹر مراد دین سکنائے کراچی، فاطمہ بائی زوجہ مسٹر عیسیٰ سکنہ سکھر مسئول الیہم

سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی السارہ ۳۰۵ روپیہ یافتنی بچو ایوب متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹس ہذا بنام ہر خاص و عام

معاملہ صدر سائل نے درخواست برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی السارہ ۳۰۵ یافتنی بچو ایوب متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہو وے۔ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ $\frac{6}{36}$/11 پیش کرے۔

آج بہ دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ $\frac{5}{36}$

دستخط حاکم

عرض حال

" مسیح موعود نمبر" آپ کے سامنے ہے۔ اس کی تیاری کے لئے ہمیں صرف چند روز ملے۔ ۱۹ مئی کو کام شروع ہوا۔ اور ۲۵ مئی کو آخری کاپی پریس گئی۔ اس قلیل عرصہ میں جو کچھ بن پڑا وہ حاضر ہے۔ اگر ذرا اور وقت مل جاتا تو یہ پرچہ زیادہ بہتر ہوتا۔ یہ نمبر گو انتہائی عجلت میں شایع ہو رہا ہے۔ لیکن اس میں متعدد قابلِ قدر مضامین موجود ہیں۔ جہاد کے موضوع پر حضرت امیر ایدہ اللہ کا مضمون اور حضرت ممدوح کا خطبہ علاوہ ازیں حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور مولوی دوست محمد صاحب کے مضامین نہایت اعلیٰ اور قابلِ قدر ہیں۔ احباب انہیں خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی پڑھوائیں۔

قلّت وقت کی وجہ سے اس نمبر کی ترتیب ہمارے حسب منشا نہ ہو سکی۔ جوں جوں مضامین موصول ہوتے رہے کتابت ہو کر کاپیاں پریس جاتی رہیں بعض احباب کے مضامین دیر سے موصول ہوئے اور دیگر وجوہ کی بنا پر درج نہیں ہو سکے۔ ہم ان سے معذرت خواہ ہیں۔ انشاء اللہ یہ قیمتی مضامین آیندہ اشاعتوں میں درج کئے جائیں گے اس امر کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ کتابت کی غلطیاں نہ رہیں۔ لیکن عجلت شدید گرمی اور کثرت کار کی وجہ سے ہماری کوشش پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکی۔ اس کے لئے بھی ہم مضمون نگار حضرات اور قارئین کرام سے معافی کے خواستگار رہیں۔

اس نمبر کے لئے جن بزرگوں اور دوستوں نے مضامین اور مشورے عنایت فرمائے۔ اور اس کی فرمائشیں بھیج کر کارکنوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان سب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اگر زندگی رہی تو ارادہ ہے کہ آیندہ سال پورے اہتمام اور تیاری سے مسیح موعود نمبر شایع کیا جائے۔ اس کے علاوہ امسال دوبارہ "قبول احمدیت نمبر" شایع کرنے کا بھی خیال ہے۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ان ارادوں کو احسن طریق پر عمل میں لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

تحریکِ احمدیت
کو ہرگز نہیں مٹایا جاسکتا

آجکل مخالفینِ احمدیت کی طرف سے احمدیت کو مٹا دینے کے پے در پے عزائم کا اعلان ہو رہا ہے۔ مجلس احرار کے "نقاروں" سے تو اب یہی آواز نکلتی ہے کہ "احمدیت مٹ رہی ہے" "احمدیت کو مٹا دیا جائے گا" "ذرا احمدیت کو مٹا دینا چاہیئے" اور وہ اپنے اس جنون مخالفت میں ان تمام نامناسب اور گھناؤنے ذرائع کو استعمال کر رہے ہیں جن کا تصور بھی انسانی شرافت اور اخلاق کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہے۔

لیکن ہم ان تمام مخالفین کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ان کی کوششیں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکیں۔ ان کے دماغوں میں احمدیت اور اس کی ترقی کے متعلق ایک غلط اندازہ موجود ہے اور اسی غلط اندازہ کی بنا پر انہوں نے اپنے . . . . عزائم کی دیواریں استوار کی ہیں اور یاد رہے کہ ایسے عزائم کو کبھی بھی کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا کرتا۔ شاید ان لوگوں نے احمدیت کو کوئی عمارت یا مجلس احرار کی طرح انسانوں کی ایک ٹولی تصور کر رکھا ہے جو مخالفت، شور و شر، ہنگامہ آرائی یا قتل و غارت سے تباہ کی جا سکتی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ احمدیت چند پاک اور اعلیٰ اصولوں کا مجموعہ ہے۔ جب تک یہ اصول زندہ اور ترقی پذیر ہیں احمدیت زندہ اور ترقی پذیر رہے گی اور انشاء اللہ یہ اصول ہمیشہ ہی زندہ اور ترقی پذیر رہیں گے۔

ہم زیادہ تفصیل میں نہیں جائیں گے آپ ایک اجمالی نظر ہی ڈال لیجئے احمدیت نے جن اصولوں کو پیش کیا کیا وہ قبول عام حاصل نہیں کرتے جاتے؟ کیا احمدیت کے اشد ترین مخالفین ان کے آگے سرنگوں نہیں ہو رہے ہیں؟ وفات مسیح کے مسئلہ ہی کو لے لیجئے اس پر مولویوں نے کیا کچھ نہ کیا؟ صرف اسی وجہ سے حضرت مرزا صاحب پر جس قدر کفر کے فتوے لگائے گئے انکا شمار بھی مشکل ہے۔ ایک وقت کہ یہ مسئلہ حضرت مرزا صاحب اور احمدیت کی مخالفت کی

مخالفین پر فتح عظیم حاصل کر چکی ہے اب اس مسئلہ پر گفتگو کرنے سے اجتناب کیا جاتا ہے اور اس کو ایک غیر اہم اور فروعی مسئلہ قرار دے دیا گیا۔

اس قسم کی کئی اور باتیں ہیں۔ تحریک احمدیت سے قبل مسلمانوں میں یہ خیال عام طور پر پایا جاتا تھا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی رہین منت ہے اور وہ ایک خونی مہدی کی آمد کے منتظر تھے مسلمانوں کا یہ غلط خیال مخالفین اسلام کے لئے ایک زبردست ہتھیار کا کام دے رہا تھا۔ احمدیت نے بتلایا کہ اسلام نے اپنے پاک اور اعلیٰ اصولوں کی وجہ سے ترقی کی ہے اور آیندہ بھی وہ انہی اصولوں کی وجہ سے ترقی کرے گا اس کو اپنی اشاعت کیلئے تلوار کی قطعاً ضرورت نہیں۔ کیا آج احمدیت کے اشد ترین دشمن بھی یہی بات نہیں کہہ رہے مسلمان اشاعت اسلام کے فریضہ سے بالکل غافل ہو چکے تھے احمدیت نے ان کو بتایا کہ یہ چیز اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا زبردست ذریعہ ہے کیا آج چاروں طرف سے یہی آوازیں بلند نہیں ہو رہی ہیں؟

احمدیت نے بتلایا کہ ہر ایک کلمہ گو مسلمان ہے اور مسلمان کی تکفیر بہت بڑا گناہ ہے۔ کیا آج ہر ایک محب دوست اور دیندار مسلمان یہی کہتا ہوا سنائی نہیں دیتا؟ یہ چند باتیں بطور مثال پیش کی گئی ہیں۔ اس فہرست میں ابھی بہت زیادہ اضافہ کی گنجایش ہے۔ ان باتوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ احمدیت کے پیشکردہ خیالات اور اصول ترقی کر رہے ہیں اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کا باعث ہو رہے ہیں اسلام کی صحیح اور حقیقی تعلیم کے عین مطابق ہیں۔ ان حقایق کی روشنی میں دیکھئے کہ احمدیت کو تباہ کر دینے کا دعویٰ، عزم اور کوشش کس قدر نقصان دہ اور مضحکہ انگیز ہے، عیسائی اور دوسری اقوام اسلام کی شدید دشمن رہیں اور اب تک ہیں۔ اور انہوں نے اسلام کے جن اصولوں کی سب سے زیادہ مخالفت کی زمانہ کے زبردست ہاتھوں نے وہی اصول ان کو عملاً تسلیم کرنے کے لئے مجبور کر دیا آج

دشمنان اسلام جس طرح مجبور و بے بس ہو کر ان کے سامنے جھکتے چلے جاتے ہیں وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ کیا یہ اسلام کی کھلی ہوئی فتح نہیں ہے؟ اسی طرح احمدیت کے پیش کردہ اصولوں کی ترقی و مقبولیت اس کی نمایاں فتح ہے۔ اگر خدانخواستہ دنیا میں ایک مسلمان بھی باقی نہ رہے تو اسلام بدستور ترقی کرتا رہے گا مسلمانوں کی تباہی سے اسلام تباہ نہیں ہو سکتا ہے اسی طرح اگر دنیا میں ایک بھی احمدی باقی نہ رہے تو احمدیت ہرگز تباہ نہیں ہو سکتی۔ انسان تباہ کئے جا سکتے ہیں عمارتیں اور کتابیں تباہ کی جا سکتی ہیں لیکن پاک اور اعلیٰ اصولوں کا تباہ کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے ہم پورے یقین اور اطمینان سے کہتے ہیں کہ احمدیت تباہ نہیں ہو سکتی احمدیت کو تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ احمدیت کو تباہ نہیں ہونا چاہیئے جو لوگ اس سعی لاحاصل میں مصروف ہیں۔ ان کے مقدر میں ناکامی پشیمانی اور نامرادی کے سوا اور کچھ نہیں ۔

کسی مامور کی آمد ثانی کی حقیقت

یاحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون

(از حضرت خان بہادر مولانا غلام حسن صاحب پشاوری)

عیسائیوں میں یہ عقیدہ مسلم چلا آتا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دنیا کی اصلاح کے لئے جلال کے ساتھ واپس آئینگے۔ اگرچہ موجودہ زمانہ کے انکشافات نے ان میں سے دانشمندوں کو اس کی تاویل پر مجبور کر دیا ہے۔ وہ اس واقعہ کی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متبعین کا جلال اور شوکت جملہ عالم پر احاطہ کریگی۔ موجودہ واقعات کو سامنے رکھ کر یہ تاویل کر دی گئی ہے۔ مگر حضرت مسیح کے اپنے قول کے مطابق یہی تاویل ان کے واپس آنے کی ہو سکتی تھی۔ اس سے عیسائی اب تک غافل ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہودیوں کے اعتقاد کے مطابق جس کی بنیاد ملاکی نبی کی کتاب تھی مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کا واپس آنا ضروری تھا جو ان کے نزدیک آسمان پر زندہ موجود تھا۔ حضرت مسیح کے سامنے یہودیوں نے یہ واقعہ اس کے دعوٰی کی تردید میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ایلیا کے بجائے یوحنا (یحیٰی) آ گیا۔ اگر حضرت مسیح کی یہ تاویل اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے صحیح ہے تو آپ کے اپنے کرر آنے کی تاویل بھی یہی ہو سکتی تھی کہ آپ کی جگہ آپ کا کوئی مثیل آئے گا۔

عیسائیت کے بعد جب حضرت مسیح کا مبشر رسول آیا۔ تو اس رسول نے جو جملہ عالم اور جملہ مستقبل زمانوں کے لئے مبعوث تھا۔ حضرت مسیح کا جلال کے ساتھ کرر آنا بلا تاویل تسلیم کیا اور اس میں اس قدر اضافہ کیا کہ وہ مسلمانوں میں ان کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو کر آئے گا۔ اس پیشین گوئی نے جو سابقہ نبی کی پیشین گوئی کی تصدیق تھی، مسلمانوں کو حیرت میں ڈالا۔ قرآن کریم جو اپنے مستقبل کے لئے ایک کامل کتاب جملہ اقوام کے لئے تسلیم کی گئی ہے۔ اس میں حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کا کوئی ذکر نہیں۔ اس سے جو امر صریحاً ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں اور ساتھ ہی یہ امر بھی قرآن کریم اور احادیث کے نص کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ ارواح جو موت کے ساتھ عنصری اجسام سے جدا ہو گئے ہوں اپنی عنصری قالب میں بھی پھر عمل شروع کر دینے کے لئے واپس نہیں آتے

اب ایک طرف اس بات کو رکھو۔ کہ احادیث اپنی کثرت کے ساتھ یہ پیشین گوئی کرتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح امت مسلمہ کے اندر نزول کریں گے اور اس کو ایک عجیب واقعہ کی طرح ذکر کیا گیا ہے ان نقیضین کا جمع کرنا بظاہر محال نظر آتا تھا۔ مسلمان نہ قرآن کریم کو چھوڑ سکتے تھے اور نہ احادیث کی صحت سے انکار کر سکتے تھے بہتر تو یہ تھا۔ کہ پیشین گوئی کو جو موسوم بہا امور سے بنی تھی، مبہم رہنے دیتے اور اس کے پورا ہونے کے طریق کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سپرد کرتے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ قرآن کریم کی ان آیات کی جو حضرت مسیح کی موت پر نص ہیں۔ تاویلات بعیدہ کیں اور الفاظ کو اصلی معانی سے پھیرا۔ اور حضرت مسیح کے نزول کی احادیث کو اپنی اصل پر رہنے دیا۔ یہ کر کے بھی علماء کو اپنی تاویلات پر اطمینان نہ تھا۔ اس سے زیادہ مکروہ کام یہ کیا کہ قرآن کریم میں ایسی ذو الوجوہ آیات پیدا کیں جو باینکہ متشابہات میں سے تھیں، حضرت مسیح کی حیات کے اثبات کے لئے پیش کیں۔ اگرچہ ذو الوجوہ آیات کا یہ مفہوم قرآن کریم کے محکمات کے خلاف واقعہ ہوتا تھا اور ایسے معانی کے لینے سے قرآن کریم نے سورہ آل عمران کے آغاز میں منع کیا ہے۔

بہرحال اگرچہ اس مسئلہ کی صحیح تاویل پر منظفر نہ ہوئے۔ مگر پھر بھی خاموش نہ رہ کر اپنی تفاسیر میں ان کا اندراج چھوڑ گئے۔ جو فتنہ میں ڈالنے کا کافی سامان ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ پیشینگوئیاں آیات متشابہات کی طرح ذو الوجوہ ہوتی ہیں۔ ان کی حقیقت اس وقت تک معرض خفا میں رہتی ہے کہ ان کا ظہور دنیا میں ہو جاوے۔ دنیا کی تاریخ میں ہمیں کوئی نظیر اس بات کی نظر نہیں آتی کہ پیشین گوئی اسی نقشہ کے مطابق ظہور میں آئی ہو۔ جو لوگوں نے اپنے خیال میں مرتسم کیا ہوا تھا۔ پیشین گوئی زیر بحث کو بھی ایسا ہی سمجھو کہ لوگوں کے زعم کے مطابق اس کا ظہور کبھی نہ ہوگا۔ ان واقعات کو ذہن میں رکھ کر آگے چلو

اب وہ وقت آتا ہے کہ وہ پیشین گوئی جو صدیق نبی کی زبان مبارک سے نکلی تھی، منصہ ظہور میں آتی ہے۔ امت مسلمہ میں سے ایک مرد کھڑا ہوتا ہے اور اس کو بعید از عقل خیال کیا جاتا ہے جب تک کہ لوگوں کو حیرانی ہوتی ہے۔ مدعی خود بھی حیران ہوتا ہے اور اپنے دعوے کو نقل اور عقل کے مطابق کرنے کیلئے اپنے ملہم سے دلائل طلب کرتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس کو وہ دلائل دیئے جاتے ہیں۔ جو پہلے اس کے ذہن نے اس کو پیش نہیں کیا تھا۔ پہلا امر جو اس نے دعوے کی تائید میں پیش کیا وہ یہ تھا کہ قرآن کریم کی آیات محکمات کو اپنے اصل پر رہنے دیا۔ اور ان میں ان تاویلات کو جو گذشتہ مفسرین نے حضرت مسیح کی ممات اور حیات کے متعلق کی تھیں غلط ثابت کیا اور احادیث کی پیشین گوئی کی تاویل کر دی، اور یہ اس کارروائی کا الٹ تھا۔ جو لوگوں نے کی تھی۔ کہ انہوں نے پیشین گوئی کو تو بلا تاویل قبول کر لیا اور اس کے واسطے قرآن کی تاویلات کیں اور مدعی نے جو تاویل کی وہ یہ تھی کہ اسی امت میں سے ایک شخص نے مبعوث ہونا تھا جو مسیح کا مثیل ہوگا اور اس کو مسیح کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس واسطے دیا گیا ہے کہ اس کا عظیم الشان کام جو اس نے کرنا تھا وہ کسر صلیب تھا

یہ تاویل ان تاویلات کے مقابل جو مفسرین نے کیں، نہایت معقول تھی۔ قرآن کریم کے محکمات اپنے اصل پر رہیں اور پیشین گوئی جو اپنے اندر ایک خفا کا پہلو رکھتی تھی، معقول شکل میں پوری ہو گئی۔ جب قرآن کریم سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح دنیا میں واپس نہیں آ سکتے تو کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ پیشین گوئی بلا تاویل پوری ہوگی اور حضرت مسیح ضرور نازل ہوں گے۔ جب صورت یہ ہے تو دو باتوں میں سے ایک کو قبول کرنا پڑے گا۔ یا تو قبول کرنا ہوگا۔ کہ حضرت مسیح .... کا کوئی مثیل آوے گا یا ان احادیث کی صحت سے انکار کرنا پڑیگا۔ جو حضرت مسیح کا آنا بیان کرتی ہیں۔ اصیل کے بجائے مثیل کے آنے میں کوئی مشکل نظر نہیں آتی۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کا ایک واقعہ یہودیوں کو پیش آ چکا ہے اور وہ ایلیا کے دنیا میں واپس آنے کی پیشینگوئی ہے۔ جس کو حضرت مسیح سے پہلے آنا تھا۔ اس کی تاویل حضرت مسیح نے یہ کی کہ یوحنا (یحیٰی) اس کی جگہ آ گیا۔ یعنی اس کا مثیل آ گیا۔ پس یہ پیشگوئی زیر بحث جس کی بنیاد رکھنے والا خود حضرت مسیح ہے اور اس مصداق حضرت رسول کریم صلعم ہیں۔ یہ بھی اُسی شکل میں آکر پوری ہوگی جو ایلیا کے متعلق حضرت مسیح نے فیصلہ کیا تھا۔

اب ایک شبہ باقی رہ جاتا ہے لوگ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد جن نے مثیل ہونے کا دعوٰی کیا ہے وہ اس پیشینگوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس کے ساتھ احادیث میں جو واقعات ذکر کئے گئے ہیں اور احادیث ہی دعوٰی کی بنیاد ہیں۔ وہ پورے نہیں ہوئے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ آیا وہ نشانات یا واقعات جو کسی مامور کے ساتھ مربوط کئے جاویں، وہ سب اس کی زندگی میں پورے ہو جاتے ہیں۔ اس کا جواب نفی میں ہی ہو سکتا ہے۔ نیز یہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ کسی مامور کی صداقت سے اس بنیاد پر انکار کیا جائے کہ وہ جملہ نشانات اس کی زندگی میں پورے نہ ہوئے جو اس کے ساتھ ملحق کئے گئے تھے۔ جب یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ کسی پیشین گوئی کا مصداق دنیا میں اس نقشہ کے مطابق نہیں آتا جو مرسل الیہم نے اپنے ذہن میں جما یا ہوتا ہے تو مامور کی شناخت کا یہ طریق نہیں ہو سکتا کہ اس کو اس معیار پر پرکھیں جو انہوں نے خود بنایا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلما جاءھم بالبینات فرحوا بما عندھم من العلم وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون

ماموروں کی شناخت کیلئے اللہ تعالیٰ نے دو امور ذکر کئے ہیں ایک یہ کہ مدعی کے اس حصہ عمر پر نظر ڈالی جائے جو دعوٰی سے ما قبل گذرا۔ اس میں اس کی صداقت یا افترا کا قابل اطمینان ثبوت مل سکتا ہے۔ دوم یہ کہ دعوٰی کے بعد جو کچھ کر رہا ہے اس کو اور اس کے نتیجہ کو دیکھا جائے اور یہ معیار حضرت مسیح کے اس قول کے مطابق ہو کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ مرزا صاحب کے مخالفین ان امور کی طرف توجہ نہیں کرتے اور آپ کے کلام کے چند فقرے سیاق سباق سے جدا کر کے پبلک کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ جو ان کے نزدیک قابل اعتراض ہوتے ہیں یہ طریق اس مثل کے مطابق واقعہ ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے متعلق ذکر کیا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ اللہ تعالیٰ نے کیسی سچی بات فرمائی ہے انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللہ جھوٹ تو وہی لوگ بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے۔

حضرت مرزا صاحب کا ایمان قرآن کریم پر عاشقانہ ایمان تھا۔ اس کی مدح میں کیسے دلربا ترانے گائے ہیں، اس پر عمل کرانے کیلئے کس قدر جد وجہد کی ہے اس کی حکیمانہ تعلیم اور اس کے پاکیزہ دلائل کو کیسی لطافت سے سمجھایا ہے۔ اے اس زمانہ کے دانشمند و میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آیا ایسا شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کر سکتا ہے اور اگر افترا کیا ہے تو اصدق الصادقین اللہ جل جلالہ کے کلام کی کیا تاویل کرو گے اور اس درخت کو جو پھل لگ رہا ہے۔ اس کو کس طرح تلخ ثابت کرو گے۔ اگر آپ مرد کے مقابل آپ لوگ صداقت پر ہیں تو اپنی صداقت کو اپنے عمل سے ثابت کریں۔ میں بغیر کسی تکلف کے کہتا ہوں کہ اگر میں آپ صاحبان کے اندر صداقت کے آثار دیکھوں اور یہی دیکھوں کہ آپ اشاعت اسلام کے سچے علمبردار ہیں تو میں اور میرے جیسے ہزاروں آپ لوگوں میں شامل ہو کر آپ کی امداد سے ہرگز دریغ نہ کرینگے۔

میں دیکھتا ہوں اور دکھ اور درد محسوس کرتا ہوں کہ جن صاحبان نے احمدیت کو مٹانے کا عزم غیر شریفانہ طریق سے اختیار کر رکھا ہے ان کا قدم اسفل سافلین کی طرف جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رافت اور رحمت سے ایسے لوگوں کی ان کو ہدایت کرے جس میں فلاح ہو۔ ایک بات میں اور کہنا چاہتا ہوں۔ ایک شخص یا ایک جماعت ایک نیک کام کر رہی ہے اور آپ سے یہ امید رکھتی ہے کہ آپ صرف اس کے نیک کام میں شریک ہوں تو آپ کیلئے کون سا شرعی محذور لازم آتا ہے۔ اگر نیکی میں ان کی امداد کریں، اور اگر ان میں کوئی عیب پائیں تو اس سے محترز رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس عام حکم پر عمل کریں۔ تعاونوا علی البر

حضرت مسیح موعودؑ پر تکفیر مسلمین کا غلط الزام

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

حضرت مسیح موعودؑ پر ایک بے بنیاد اعتراض

منجملہ ان بے شمار اعتراضات کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کئے جاتے ہیں ایک بہت بڑا اعتراض یہ ہے کہ آپ نے اپنے نہ ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ افسوس ہے کہ اس اعتراض کے پیدا کرنے والے صرف مخالفین ہی نہیں بلکہ موافقین کا بھی ایک کثیر حصہ ہے جس کا یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے۔ اور اسی وجہ سے آپ نے تمام ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کو قبول نہیں کیا خواہ انہوں نے آپ کا نام بھی نہ سنا ہو اور خواہ وہ دل سے آپ کو سچا بھی مانتے ہوں اور زبانی بھی تصدیق کرتے ہوں لیکن ظاہر طور پر آپ کی بیعت میں شامل نہیں۔ ان سب کو کافر قرار دیا ہے۔

قادیانی حضرات سے ایک سوال

حیرت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور آپ کو قیامت تک کے لئے مقتدا اور امام مانتے ہوئے آپ کے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے کس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کلمہ کو ماننے والے چالیس بلکہ ساٹھ کروڑ مسلمان جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سو سال کی کمائی ۔ ۔ ۔ اور آپ کے فیضان کا نتیجہ ہیں۔ چند ہزار قادیانیوں کے سوا سب کے سب کافر ہو گئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ماننا پڑے گا۔ کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آج منسوخ ہے اور وہ وحدت قومی اور اخوت اسلامی جس پر اسلام کو ہمیشہ فخر و ناز رہا ہے۔ اور جس کے ساتھ آج تہذیب حاضرہ بھی اپنی نجات کو وابستہ سمجھنے لگی ہے۔ دنیا سے آج مفقود ہو چکی ہے۔ ہم اپنے قادیانی دوستوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر فی الواقع حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا تو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کسی شخص کو مسلمان کرنے کے لئے کیونکر کافی ہو سکتا ہے؟

نیا کلمہ کیوں نہیں بنایا جاتا؟

پھر کیوں اس کلمہ کو منسوخ کر کے نیا کلمہ نہیں بناتے اور بابیوں کی طرح نئے مذہب اور نئے دین کا کیوں انتظام نہیں کرتے؟ کیوں اذانوں میں اشہد ان محمد رسول اللہ کی صدا بلند کی جاتی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا کہیں نام تک نہیں لیا جاتا؟ یہ اس بات کی عملی شہادت ہے کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں ورنہ عقیدہ اور عمل میں اس قدر بعد المشرقین نہ ہوتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ذاتی عقیدہ

جہاں تک حضرت مسیح موعودؑ کے ذاتی عقیدہ کا سوال ہے۔ آپ کی ذیل کی تحریر اس کا بہترین جواب ہے:-

"پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھیرایا حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علما نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے منہ کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہو گیا کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھیرایا تھا اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہو تو وہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھیراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگا دیں کہ ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہے اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دلآزار ہے ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ کافر ٹھیرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو گئے کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے تو اس صورت میں کیا ہم پر حق نہ تھا کہ بموجب انہیں کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

یہ حقیقۃ الوحی کی تحریر ہے اسی حقیقۃ الوحی کی جس کو میاں محمود احمد صاحب نے تمام کتب کی ناسخ قرار دیا ہے اس سے دو باتیں ثابت ہیں:-

(۱) کوئی کاغذ یا اشتہار یا رسالہ آپ کی طرف سے ایسا شائع نہیں ہوا جس میں آپ نے کسی کلمہ گو کو کافر قرار دینے میں سبقت کی ہو اس لئے یہ کہنا کہ آپ نے بیس کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا جھوٹ ہے خلاف واقعہ دلآزار تہمت ہے، جس کو کوئی عقلمند قبول نہیں کر سکتا اور نہ کوئی مولوی یا سجادہ نشین یا کوئی اور مخالف ایسا ثبوت دے سکتا ہے۔

(۲) اگر آپ نے کسی کو کافر کہا تو صرف جوابی اور تعزیری طور پر مولویوں کے فتوئے کفر کے جواب میں کہا، اپنے دعوے کے انکار کی وجہ سے کسی کو کافر قرار نہیں دیا۔

"تریاق القلوب" کی تحریر

حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تحریر "تریاق القلوب" کے ان الفاظ کے عین مطابق ہے جن کو میاں صاحب آج اپنی کشش قلم سے منسوخ قرار دے چکے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی ان کو منسوخ قرار نہیں دیا:-

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اس کی تشریح حاشیہ میں ان الفاظ میں کی ہے:-

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلےٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

ان الفاظ میں نہ صرف کفر کا بلکہ نبوت کا بھی انکار آپ نے کھلے لفظوں میں فرما دیا اور بتا دیا کہ میرا منصب نبوت نہیں۔ جس کے لئے صاحب شریعت ہونا یا احکام جدید لانا شرط ہے بلکہ صرف ملہم اور محدث ہوں۔ کفر صرف نبیوں کے انکار سے لازم آتا ہے میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔

"حقیقۃ الوحی" اور "تریاق القلوب" کی تحریریں مترادف المعنی ہیں

اب ایک طرف تریاق القلوب کی ان عبارات کو رکھئے دوسری طرف حقیقۃ الوحی کے منقولہ بالا الفاظ کو اور غور فرمائیے کہ کیا دونو مترادف المعنی اور ایک ہی مطلب و مفہوم نہیں رکھتے؟ حقیقۃ الوحی میں بھی فرمایا مجھ پر الزام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ کوئی کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ... جا سکتا۔ یہی بات تریاق القلوب میں فرمائی ہے کہ میرے ... انکار کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔ معلوم نہیں انہوں ... کس طرح کہا جا سکتا ہے۔

معترضین کو حضرت مسیح موعودؑ کا چیلنج

ہاں یہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے . . . . . میں فتوے کفر کے جواب میں ایسا لکھا ہے کہ مسلمان کو کافر ... کفر الٹ کر پڑتا ہے۔ اول تو یہ ایک تعزیری رنگ ہے ... قرار دینا مراد نہیں۔ اور علاوہ ازیں یہ قابل غور ہے کہ کیا ... مسلمانوں پر کفر کا فتوے دیا ہے؟ اسی حقیقۃ الوحی میں ... لکھتے ہیں:-

"ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی۔ تب بھی وہ کافر ہو جائے گا اور دوزخ میں پڑے گا یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے۔"

یہ حضرت مسیح موعودؑ کا چیلنج ہے نہ صرف ڈاکٹر عبد الحکیم خان کو بلکہ تمام ان لوگوں کو جو آج آپ پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ آپ نے تمام مسلمانوں پر کفر کا فتوے دیا۔ خواہ وہ آپ کے نام سے بھی بے خبر ہوں۔ یہ اگر ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا سراسر افترا تھا۔ تو ان لوگوں کا بھی افترا ہے جو آج آپ پر ایسا الزام لگا رہے ہیں۔ خواہ وہ آپ کے مخالف ہیں یا مرید۔ انہیں چاہیئے کہ آپ کی کوئی کتاب یا اشتہار پیش کریں جن میں آپ نے ایسا لکھا ہو۔

آج تک کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکا

لیکن آج بائیس سال کا عرصہ اس بحث کو چھڑے ہوئے ہو گیا۔ مخالفین نے تو کیا ثبوت دینا ہے۔ موافقین بھی جو ایسا الزام لگا رہے ہیں۔ آپ کی کوئی کتاب یا اشتہار آج تک پیش نہیں کر سکے اگر پیش کیا جاتا ہے۔ تو چند ایسے متشابہ الفاظ کو جن میں آپ نے اپنے انکار کو موجب کفر تو نہیں ٹھیرایا اور نہ کسی کلمہ گو کو کافر قرار دیا ... اپنی تکذیب کو موجب کفر ٹھیرایا ہے گویا دین

بات کہی ہے جو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰ کی منقولہ بالا عبارت میں فرمائی تھی کہ مخالفین کا فتوئے کفر ان پر کفر الٹ کر پڑنے کا موجب ہوا ہم نے کسی کو کافر قرار نہیں دیا چنانچہ آپ کی حسب ذیل عبارت کو دیکھ لیجئے جو آج قادیانی جماعت اور ان کی تقلید میں مخالفین کی طرف سے اکثر پیش کی جاتی ہے :۔

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر قرار دینے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے* ومن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبًا او کذّب بآیاتہ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افترا کرنے والا اور دوسرا خدا کی کلام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی تکذیب کرنے والا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا اس صورت میں میں نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑیگا"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

یہ عبارت بہت طویل ہے اور اس میں بار بار اسی بات پر زور دیا ہے کہ اگر میں مفتری نہیں ہوں تو میری تکفیر اور تکذیب کر کے وہ خود کافر ہوتے ہیں۔ کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ عبارت حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰ یا تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ کی منقولہ بالا عبارات کے مخالف اور ان کی ناسخ ہے؟ کیا اس میں کہا گیا ہے؟ کہ میرے محض انکار کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے؟ یا یہ کہا ہے کہ نہ ماننے والا خواہ مجھے کافر اور مفتری نہ بھی کہتا ہو تب بھی کافر ہے؟ یا یہ کہا ہے کہ ایسے نہ ماننے والے بھی جنہوں نے میرا نام نہیں سنا کافر ہیں؟ ظاہر ہے کہ ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہی لکھا ہے۔ کہ نہ ماننے والے مجھے مفتری علی اللہ قرار دے کر کافر ٹھیراتے ہیں۔ اس لیئے کفر الٹ کر ان پر پڑتا ہے۔ یہی بات ہوئی جو صفحہ ۱۲۰ پر لکھی تھی۔ اتنی زیادتی کے ساتھ صفحہ ۱۲۰ میں صرف مکذبین کا ذکر تھا لیکن اس میں کفر اور مکذب دونو کا ذکر ہے۔ ایسے نہ ماننے والے اس میں شامل نہیں جو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو مکفر اور مکذب نہ ہوں اور مکفر اور مکذب کو بھی اپنے انکار کی وجہ سے کافر نہیں ٹھیرایا بلکہ ان کی تکفیر اور تکذیب کو موجب کفر قرار دیا ہے۔ اس کو تمام مسلمانوں کی تکفیر قرار دینا یا اس بات کی دلیل ٹھیرانا کہ آپ نے اپنے انکار کو موجب کفر قرار دیا ہے۔ صریح جھوٹ اور پرلے درجہ کی خیانت ہے۔

دوسرا مغالطہ اور اس کا جواب

دوسرا فقرہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ سے پیش کیا جاتا ہے جس میں آپنے لکھا ہے :۔

"کفر دو قسم ہے (۱) اول یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا (۲) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لحاظ سے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے"۔

گویا اس میں تمام نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیا یا اپنے دعوے کے انکار کو موجب کفر ٹھیرایا ہے خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں اول تو یہاں بھی ان لوگوں کا ذکر ہے" تو آپ کو مفتری یا جھوٹا قرار دیتے ہیں

* یعنی خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے

اور دوسرے اپنے دعوے کے انکار کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا اور رسولؐ کے فرمان کے انکار کیوجہ سے کافر کہا ہے اور اس کفر کو قسم دوم کا کفر قرار دیا ہے۔

قسم دوم کے کفر کی وضاحت

اور بطور مثال پیش کیا ہے۔ یعنی اس طرح کے اور بھی کفر ہیں۔ جو خدا اور رسولؐ کے فرمان کے انکار پر مشتمل ہیں۔ وہ کونسے ہیں؟ اس کی وضاحت آپ نے اپنی ایک تقریر میں کی ہے۔ جو وفات سے تین چار دن پیشتر کی اور بعد میں حجۃ اللہ کے نام سے شائع ہوئی۔ اس میں فرماتے ہیں۔

"دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب کو ماننے کا دعوئے کر کے ان کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ تقویٰ عبادت کو بجا نہ لاوے اور ان اعمال کو جو تزکیہ نفس ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے چھوڑ دے مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آسکتا اسی طرح سے جو شخص مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حقدار نہیں کہ اس کو سچا مسلمان خدا اور اس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں"۔

اس کفر سے صرف نفی کمال مراد ہے

یہ اس کفر کی حیثیت ہے جس کو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ پر قسم دوم کا کفر کہا تھا۔ اس سے صرف نفی کمال مراد ہے۔ نہ کہ حقیقی کفر جیسے تارک نماز کے متعلق حدیث میں آیا ہے۔ من ترک الصلوٰۃ متعمدًا فقد کفر۔ جس نے عمداً نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔ پس اگر تارک نماز۔ تارک روزہ تارک حج یا تارک زکوٰۃ کو حقیقی کافر کہا جا سکتا ہے۔ اور دائرہ اسلام سے انہیں خارج کیا جا سکتا ہے۔ تو بتایا جائے کہ دنیا میں آج کتنے مسلمان باقی ہیں اور چالیس کروڑ کی تعداد میں سے کتنے ایسے ہیں جن کو کسی نہ کسی حکم پر عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا چاہیئے؟ اور اگر خارج نہیں قرار دیا جا سکتا اور نہ ان کا کفر حقیقی کفر ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب کا انکار بھی حقیقی کفر نہیں کیونکہ انہوں نے صاف لکھا ہے کہ "میرے دعوے کے انکار کیوجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوجاتا" اور نہ ماننے والوں کے متعلق زیادہ سے زیادہ اتنا ہی کہا کہ ایسا شخص سچا مسلمان اور خدا اور رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار نہیں۔

یہی حقیقت اس فقرہ کی ہے۔ جو کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو آپنے لکھا :۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے"۔

اول تو اس میں دعوت پہنچنے کی شرط ہے اور جن کو دعوت نہیں پہنچی وہ اس سے مستثنےٰ ہیں اور دوسرے یہاں "مسلمان نہیں ہے" سے وہی مراد ہے جو اس حدیث کا منشا ہے کہ لا یؤمن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ (تم میں سے کوئی ایمان دار نہیں جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا ایک قابل غور فقرہ

یا جو خود حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرہ کا مطلب ہے کہ "جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت سے نہیں ہے جو شخص [illegible] دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے" (کشتی نوح صفحہ ۱۸)

ظاہر ہے کہ نہ حدیث کا اور نہ حضرت مسیح موعود کے ان فقرات [illegible] ہے کہ ایسے لوگ دائرہ اسلام یا جماعت احمدیہ سے خارج ہیں [illegible] سوائے نفی کمال کے اور کچھ معنے نہیں لئے جا سکتے یعنے ایسے لوگ سچے مسلمان یا سچے احمدی نہیں یہی مراد اس فقرہ میں ہے جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو آپ نے لکھا۔ اس سے بڑھ کر اس سے حقیقی کافر یا دائرہ اسلام سے خارج ہونا مراد لینا آپ پر سراسر افترا کرنا اور دلآزار تہمت باندھنا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا واضح ارشاد

یہ تو اس تکفیر کی حقیقت ہے جو کہا جاتا ہے کہ آپ نے تمام مسلمانوں کی کی۔ ظاہر ہے کہ ان تمام عبارات میں سے ایک جگہ بھی ایسی نہیں جس سے اس الزام کی تائید ہوتی ہو۔ بلکہ واضح الفاظ میں نہ صرف یہ بتایا ہے کہ "میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوجاتا" بلکہ اس الزام کو جھوٹ اور خیانت اور دلآزار تہمت قرار دیا ہے اور اس کا ثبوت طلب کیا ہے۔ اور اپنی سب سے آخری تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم میں پھر اپنے مذہب کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے کہ

"جو لوگ حضرت عیسےٰ کے دشمنوں کی طرح مجھے دجال اور کافر اور بے ایمان کہتے ہیں وہی یہودی ہیں اور میں ان کو یہودی نہیں کہتا بلکہ خدا تعالےٰ کا کلام ان کو یہودی کہتا ہے اور یہ تو امر مجبوری ہے جس حالت میں بدحقیقت میں سچا ہوں نہ کافر نہ دجال نہ بے ایمان ہوں۔ پس جو شخص ایسے مسیح کو ایسے الفاظ سے یاد کرتا ہے اس کو آنحضرت صلعم یہودی قرار دیتے ہیں اگر مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب مجھے بے ایمان کافر دجال قرار نہیں دیتے اور مناجب النفس نہیں سمجھتے تو ہم ان کو یہودی نہیں کہتے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱۲)

حضرت مسیح موعودؑ نے غیر از جماعت کے جنازے پڑھے

ان کھلے الفاظ کے ہوتے ہوئے جو آخری زمانہ کی تصنیف میں کیا یہ کہنا افترا نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے انکار کو موجب کفر ٹھیرایا اور کروڑ در کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دیا؟ اس سے بھی بڑھ کر وضاحت آپ کے اس عمل سے ہوتی ہے۔ جس میں آپ نے غیر از جماعت لوگوں کے جنازہ کی نہ صرف اجازت دی ہے۔ بلکہ خود بھی ایسے جنازے پڑھے ہیں۔

جناب خلیفہ قادیان کی شہادت

اس بارہ میں سب سے پہلے خود میاں محمود احمد صاحب کی یہ شہادت قابل غور ہے کہ

"پھر ایک سوال غیر احمدی کا جنازہ پڑھنے کے متعلق ہے۔ اس میں ایک مشکل یہ پیش کی جاتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور ایک خط بھی ملا ہے جس پر غور کی جائے گی"۔ (انوار خلافت صفحہ ۹۱)

یہ اس شخص کی شہادت ہے جس کا دعوے ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ تمام غیر از جماعت مسلمانوں کو کافر سمجھتے تھے۔ ہم کہتے ہیں اگر ایسا تھا تو بعض صورتوں میں جنازہ کی اجازت دینے کے کیا معنے؟ اور اس خط کے ہوتے ہوئے جو میاں صاحب کو ملا۔ ایسا دعوے کرنا کہاں تک صحیح ہے اور کیا غور انہوں نے آج تک اس پر کی؟

چار حوالے

حوالے تو ایک نہیں دو نہیں۔ اکٹھے چار ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے غیر از جماعت کے جنازہ کی اجازت دی :۔

(۱) [illegible] ہو تو اس کا جنازہ پڑھ لیا جاوے کوئی حرج نہیں کیونکہ علام الغیوب خدا ہی کی ذات ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد دوم

(۲) جو مخالف ہر انہ بولتا ہو اس کا جنازہ جائز ہے
(خط مفتی محمد صادق صاحب بجناب حضرت مسیح موعود مورخہ ۱۲ - مئی ۱۹۰۲ء)

(۳) جماعت بھڈیار نے ۱۹۰۱ء میں اپنے علاقہ کے غیر از جماعت لوگوں سے ایک معاہدہ کیا جس میں یہ بھی اقرار کیا کہ ہم بے شر غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھ لیں گے۔ اس معاہدہ کو حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ نے اس پر لکھا "بہت خوب اور مبارک ہے"

(۴) وہ خط جس کا اوپر میاں صاحب نے اعتراف کیا ہے۔

ان چار کھلے حوالوں کے ہوتے ہوئے اور اس صریح عمل کے ہوتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود نے بعض غیر از جماعت لوگوں کے جنازے پڑھے جیسا کہ سید عابد علی شاہ صاحب بدوملہی اور مرزا خدا بخش صاحب کی شہادتوں سے ثابت ہے یہ کہنا کس قدر ظلم ہے کہ آپ تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے تھے ؟

ایک اور عملی شہادت

اس سے بھی بڑھ کر عملی شہادت خلیفہ رشید الدین (میاں صاحب کے خسر) کی صاحبزادی (میاں صاحب کی سالی) کا نکاح ایک غیر از جماعت کے ساتھ کرنے کی اجازت دینا ہے۔ میاں صاحب لاکھ توجیہات کریں۔ لیکن اس حقیقت نفس الامری کو چھپا نہیں سکتے کہ حضرت مسیح موعود نے اس رشتہ کی اجازت دی اور یہ نکاح خود قادیان کی مسجد میں حضرت مولانا نور الدین مرحوم نے پڑھایا کیا وہ شخص جو اپنے ایک بہت بڑے مرید کا جس سے اس کا رشتہ قرابت بھی قائم ہو چکا ہے لڑکی کا رشتہ ایک غیر مرید کو دیتا ہے۔ اس غیر مرید کو کافر سمجھ سکتا ہے ؟ اگر نہیں تو یہ ایک ہی مثال اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ کے انکار کو موجب کفر نہ سمجھتے تھے۔ یہ ایک ہی مثال اس حقیقت کا کافی ثبوت ہے کہ آپ دوسرے مسلمانوں کو کافر نہ جانتے تھے۔

حضرت مسیح موعود پر تکفیر المسلمین کا الزام سراسر غلط ہے

پس حضرت مسیح موعود کی عملی تحریرات آپ کے کھلے فتاوے۔ غیر از جماعت لوگوں کے جنازہ کی اجازت۔ آپ کا عمل کہ غیر از جماعت لوگوں کے جنازے آپ نے خود پڑھے اور ایک غیر مرید کے ساتھ اپنے مرید کی لڑکی کے رشتہ کی اجازت دی۔ اس الزام کی کھلے طور پر تردید کر رہے ہیں۔ جو آپ پر تکفیر مسلمین کے بارہ میں دیا جاتا ہے اور ان کھلی تصریحات اور اس کھلے عمل کے مقابلہ میں ایسا الزام ایک جھوٹ اور خیانت سے بڑھ کر حقیقت نہیں رکھتا۔

اجلاسی جناب خان عبد الاکبر خان صاحب سب جج
درجہ ششم تحصیلدار نوشہرہ
گلندر ولد قلندر سکنہ رضا خیل پایاں
بنام
غلام حبیب ولد داب گل و عمر خان و مرزا خان و بہادر خان و صفدر خان پسران صوابگل سکنائے رضا خیل پایاں
دعویٰ استقراریہ
اشتہار زیر دفعہ ۵ - رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا مدعا علیہم کے نام سمنات جاری کئے گئے ہیں۔ مگر وہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اشتہار نوٹس ہذا مدعا علیہم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ مورخہ $\frac{6}{4}$ ۳۶ کو اصالتاً یا بذریعہ وکیل حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کریں۔ ورنہ بصورت غیر حاضری ان کے کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ تحریر ۲۵ ۵ ۳۶

دستخط حاکم
(مہر عدالت)

مہدی مسیح اور کرشن کے ناموں کی مصلحت

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کی پوزیشن اسلام میں دراصل خلیفہ اور مجدد کی ہے۔ جیسا کہ خود حضرت صاحب موصوف نے بار بار اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں سے ہمیشہ اپنے آپ کو آیت استخلاف کے ماتحت پیش کیا۔ اور حدیث شریف میں میں سے ہمیشہ اپنے آپ کو حدیث مجدد کا مصداق قرار دیا۔ البتہ آپ نے اپنے لئے تین نام اور تجویز کئے جن کی نسبت آپ نے یہ اعلان کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بطور خطاب ہوئے ہیں ایک مہدی۔ دوم مسیح۔ سوم کرشن۔ یہی وہ خطابات تھے جن کی وجہ سے لوگ بھڑک اٹھے۔ اور بدگمانی کرنے لگے کہ شاید دعوے نبوت کر دیا ہے۔ اور کرشن کے نام پر تو بہت کچھ مذاق اڑایا گیا۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ اصل دعویٰ تو آنحضرت صلعم کا خلیفہ اور مجدد ہونے کا تھا۔ ان تین خطابات سے اس مجدد وقت کی بعض خصوصیات کا اظہار مقصود تھا۔ ورنہ دعویٰ ایجائے خود مجددیت سے ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھتا۔

(۱) **مہدی** کا خطاب حضرت نبی کریم صلعم کے دربار سے ملا جنہوں نے فرمایا کہ لا مہدی الا عیسیٰ۔ کہ عیسیٰ مسیح ہی مہدی ہوگا۔ مہدی کے معنے ہیں ہدایت یافتہ۔ اس خطاب سے اس مقصد کا اظہار مد نظر تھا کہ جب مسلمانوں میں بہت سے فرقے پیدا ہو جائیں گے۔ جو ایک دوسرے کو کافر کہیں گے اور سب فرقوں میں بوجہ امتداد زمانہ کے طرح طرح کی غلطیاں پیدا ہو جائیں گی (جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں) تو اس وقت جو امام اور مجدد مبعوث ہوگا ضرور ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہو یعنے اس کو قرآن اور سنت کا علم اللہ تعالیٰ کی جناب سے عطا ہوگا۔ اور وہ اس علم الٰہی سے ہدایت پاکر امت کے مختلف فرقوں میں بطور حکم اور عدل کے فیصلہ کرے گا۔ اور سب کی غلطیاں نکال کر دکھائے گا اور اسلام کا اصلی چہرہ ہر قسم کے زوائد و حواشی سے پاک کر کے دنیا کو دکھلائے گا۔ پس اس لئے وہ مہدی ہوگا۔ یعنی خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ نہ ہو تو امت کے اختلافات میں حکم اور عدل کے منصب پر فائز ہونے کے قابل بھی نہیں ہو سکتا۔

(۲) **مسیح کا خطاب** بھی حضرت نبی کریم صلعم کے دربار سے ہی ملا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم کہ تمہاری حالت کیا ہوگی جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور وہ تمہارا امام ہوگا اور تم ہی میں سے ہوگا۔ یہ خطاب اس لئے ملا کہ یکسر الصلیب آپ کا کام خود حضرت نبی کریم صلعم نے قرار دیا۔ اور خود حضرت مرزا صاحب نے بھی فرمایا کہ ؎

کہ چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

آپ کو مسیح سے مماثلت دئے جانے کی کئی وجوہات خود حضرت مرزا صاحب کی قلم سے نکلی ہوئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مسیحیوں کے مسیح کو خدا کا بیٹا بنانے سے خود حضرت مسیح کی روح کو اس قدر غیرت ہوئی کہ آپ نے جناب الٰہی سے یہ خواہش کی کہ ان کی امت کی اصلاح کے لئے کوئی ایسا شخص مبعوث ہو جسے ان کی روح سے بدرجہ کمال مماثلت اور مناسبت ہو۔ تا اس ذریعہ سے ان کی روح کو کسی قدر اطمینان اور خوشی ہو۔ کہ ان کی امت کی اصلاح خود ان کے مثیل کے ہاتھوں ہوئی ؛

دوسری وجہ بھی خود حضرت مرزا صاحب نے فرمائی ہے ؎

چوں کا فراز تنم بہ پرستند مسیح را
غیورئ خدا البشرش کرد ہمسرم

کہ خدا کی غیرت نے ایک شخص کو مسیحیوں پر حجت تمام کرنی کہ جسے تم خدا اور خدا کا بیٹا بنا رہے ہو۔ وہ بھی اس جیسا ہی ایک انسان تھا۔

تیسری وجہ یہ بھی تھی کہ آنحضرت صلعم کی مسیحیوں نے بے حد توہین کی تھی۔ اس لئے آپ کی ہی امت کے ایک فرد کو مسیح کے مقام پر پہنچا کر دکھا دیا کہ جس سید المعصومین کی شان میں تم طرح طرح کے کلمات استخفاف کہتے رہتے ہو اس کی تو وہ شان ہے کہ اس کے غلام تک میں مسیح ابن مریم کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے تم خدا مانتے ہو یہی مطلب ہے حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کا کہ: ؎

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

چوتھی وجہ مسیح کا خطاب پانے کی وہ مماثلت ہے جو آپ کی بعثت کو مسیح کی بعثت سے ہے یعنی آپ کا آنحضرت صلعم کے بعد چودھویں صدی پر ظہور جیسا کہ حضرت مسیح کا ظہور حضرت موسیٰ کے بعد چودھویں صدی پر ہوا اور آپ کے مشن کا حضرت مسیح کے مشن کی طرح جمالی رنگ اور اسی طرح بہت سی باتوں کی مماثلت جس کی تفصیل خود حضرت صاحب کی کتب میں مذکور ہے ان کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔

(۳) **کرشن کا خطاب** جناب الٰہی سے حضرت مرزا صاحب کو آپ کے الہام میں ملا۔ اور وہ الہام یہ تھا کہ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے"۔ اس الہام میں اس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے۔ جو جناب کرشن علیہ السلام کے آخری زمانہ میں نہہ کلنک اوتار کی شکل میں ظہور کرنے کے متعلق ہے۔ اہل ہنود میں یہ پیش گوئی چلی آتی ہے۔ کہ آخری زمانہ میں ایک نہہ کلنک اوتار ہوگا جو ہندوستان میں ہدایت پھیلانے کا موجب ہوگا۔ اور ان کی کتابوں میں اس کی علامات جو لکھی ہوئی ہیں وہ سب اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو خبر دی کہ وہ کلکی اوتار حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ اس میں اشارہ یہ تھا کہ ہندوستان کی اصلاح کے لئے اگر کوئی اوتار ظاہر ہو سکتا ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس میں اسلام کی بڑی فتح تھی جس کو نادانوں نے نہ سمجھا بلکہ الٹا مذاق اڑایا۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ مذہبی رنگ میں ہندوستان کا جو نجات دہندہ مقدر تھا۔ اس کا محمد رسول اللہ صلعم کے غلاموں میں سے مبعوث ہونا۔ کیا یہی طور پر یہ امر ظاہر نہیں کرتا کہ آج دنیا کی کل قوموں کی نجات محمد رسول اللہ صلعم کے قدموں میں ہے۔

ہندوستان میں تین قومیں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ مسلمان، عیسائی اور ہندو جب تک ان تینوں قوموں میں اتحاد، و یگانگت نہ ہو۔ ہندوستان کی نجات نہیں ہو سکتی اور اتحاد میں جو چیز خاص طور پر حائل ہے وہ ہی مذہب کا اختلاف پس جو شخص اپنے وجود کے ذریعہ ان تینوں مذاہب کو جمع کر دے وہی ہندوستان کا سچا نجات دہندہ ہے۔ اور ایک وجود میں جمع کرنے کا طریق جو جناب الٰہی کی طرف سے خبر پاکر حضرت مرزا صاحب نے اعلان کیا وہ یہی تھا کہ آپ ان تینوں مذاہب کے موعود ہیں یعنے اسلام عیسائیت اور ہندو مذہب میں جو اپنی اپنی جگہ آخری زمانہ میں ایک موعود کی آمد کی پیشگوئی ہے۔ ان سب کے مصداق آپ ہی ہیں۔ یعنی آپ مسلمانوں کے لئے مہدی و عیسائیوں کے لئے مسیح اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہیں۔ اور بتایا کہ یہ موعود علیحدہ علیحدہ وجود نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی شخص ہے جو ہر مذہب کا موعود ہے اور اس طرح آپ نے اس جنگ و جدل کا خاتمہ کر دیا جو ان حالات میں رونما ہوتا۔ اگر مختلف مذاہب میں مختلف موعود رونما ہوتے ؛

ایک ہی آدمی میں ہر سہ مذاہب کے موعودوں کے جمع ہو جانے کا فائدہ یہ ہوا کہ تینوں مذاہب کو اور ان کے متبعین کو ایک مرکز پر جمع کر دیا۔ اور اگر وہ سب اس موعود کو مان لیں تو مذاہب کا اختلاف ساتھ ہی ختم ہو گیا اور اس میں نہ صرف ہندوستان کی نجات ہی بلکہ اسلام کی بھی فتح ہے۔ کیونکہ وہ موعود جو تینوں مذاہب کا موعود اور ریفارمر ہونے کا مدعی ہے۔ وہ ساتھ ہی محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی کا بھی معترف ہے۔ اور اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اسے جو کچھ ملا وہ محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی سے ملا۔ اور اس کے پاس . . . ہر سہ مذاہب کے لئے جو پیغام خدا کی طرف سے ملا ہے وہ یہی ہے کہ دنیا میں اب مذہب جو خدا تک پہنچاتا ہے وہ صرف اسلام ہے اور جو کچھ فیض روحانی اور مدارج قرب الٰہی کے اب حاصل ہو سکتے ہیں وہ صرف محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی سے ہی مل سکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرماتے ہیں ؎

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دین خدا یہی ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

پس اس طرح نہ صرف آپ نے ہندوستان کے تینوں مذاہب کو ایک مرکز پر جمع کرنا چاہا جس سے ہندوستان کی نجات وابستہ تھی۔ بلکہ . . . اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا غلام قرار دیتے ہوئے ان قوموں کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی طرف دعوت دی۔ اس سے بڑھ کر ملک اور مذہب کی خدمت اور کیا ہو سکتی تھی۔ ؎

اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است

ضروری اعلان

آئندہ پرچہ انشاء اللہ ۳ جون کو شائع ہوگا۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔

(منیجر)

حضرت مسیح موعود کے ایک مکتوب کا عکس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی

مُحبی اخویم بابو شاہدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا میں کل صبح مقدمہ پر گورداسپور جاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو کچھ آپ نے مہر علی کی نسبت لکھا ہے۔ میری دانست میں ہرگز ہرگز اس کے مکان پر نہیں جانا چاہیئے نہ اس سے بحث کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔ آپ کا تعلق ملازمت ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی شرارت کرے ملازم کے لئے اتنا الزام کافی ہے کہ لوگوں سے بحثیں کر کے کوئی فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں جو کچھ وہ اعتراض کرتا ہے اس کے جوابات کتابوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ احمد بیگ کی پیشگوئی دو حصوں پر مشتمل تھی۔ ایک حصہ احمد بیگ کے مرنے کی نسبت دوسرا حصہ اس کے داماد کی نسبت۔ شرط یہ تھی کہ اگر خوف ظاہر نہ کریں تو دونوں حصہ اس کے میعاد کے اندر پورے ہونگے ورنہ نہیں بموجب احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ بعد اس کے سخت خوف ان لوگوں کو لاحق ہوا۔ اور بہت سا صدقہ اور خیرات بھی کی۔ اور روتے بھی رہے۔ ان وجوہ سے دوسرے حصہ کی نسبت توقف ضروری تھا۔ اس کے مقابل پر دیکھنا چاہیئے کہ یونس نبی کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ اور بغیر کسی شرط کے لکھا تھا۔ کہ نینوے کی قوم چالیس دن کے اندر ہلاک ہو جائے گی۔ مگر وہ لوگ ہلاک نہ ہوئے۔ پس جو لوگ یونس نبی کو سچا نبی جانتے ہیں اور باوجود نہ پورا ہونے پیشگوئی کے پھر بھی کوئی اعتراض ان کی نبوت پر نہیں کر سکتے ان کو حق نہیں پہنچتا۔ کہ ایسی صاف پیشگوئی پر اعتراض کریں جس کے ساتھ شرط موجود ہے اور شائع ہو چکی ہے۔ ماسوا اس کے قرآن شریف کی نصوص صریحہ کے رو سے یہ اعتقاد اہل سنت والجماعت ہے کہ وعید کی پیشگوئی گو قطعی طور پر ہی بیان کی جائے تاہم اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے کہ اس کو ملتوی کرے۔ اسی بنا پر صدقہ خیرات دی جاتی ہے ورنہ اگر قطعی طور پر بلا ہو جو ٹل نہ سکے تو پھر صدقہ خیرات دینا لاحاصل ہو گا۔ اور یہ تمام امور بہت تفصیل سے کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ اب کسی مخالف سے بحث کی ضرورت نہیں۔ آپ ہرگز بحث نہ کریں۔ بلکہ ایسے شریر لوگوں کی آمد و رفت سے بھی پرہیز رکھنا ضروری ہے اور ان کے مکان پر جانا تو کسی طرح جائز نہیں۔ میں کل انشاء اللہ بروز اتوار گورداسپور جاؤں گا۔ چندو لال تو منصف ہو کر ملتان چلا گیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو دفع کیا۔ اب بجائے اس کے آتما رام ایک مجسٹریٹ ہے جو ہوشیارپور سے آیا ہے۔ آج شیخ یعقوب علی کا مقدمہ ہو گا۔ ابھی مفصل حال معلوم نہیں۔ خدا تعالیٰ آپ پر فضل کرے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ

۷ مئی سنہ ۱۹۰۲ء

مسئلہ نبوت اور حضرت مرزا صاحب

دعویٰ نبوت سے واضح انکار

(از سیّد اختر حسین صاحب اختر مولوی فاضل مبلغ)

سلسلہ نبوت کی غرض

سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کے ماتحت تخلیق آدم کیساتھ ہی شروع ہوتا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنے جذبات فطری کو جائز حدود کے اندر استعمال کرتے ہوئے اپنا تزکیہ نفس کرے اور انسانی کمال کو حاصل کر سکے۔ گویا دوسرے الفاظ میں سلسلہ نبوت کی غرض انسان کی معاشرتی، تمدنی، اخلاقی اور روحانی اصلاح اور ارتقا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ قوانین پیش کرنا ہے۔ چنانچہ جب تدریجی انبیا دنیا میں آتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے کتاب یعنی ایک مجموعہ قوانین عطا فرمایا۔ قرآن مجید کی آیت کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق الخ (البقرہ ع ۲۶) کا بھی یہی منشا ہے۔

آنحضرت صلعم سے پہلے کی نبوتیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیا کی نبوتیں چونکہ مختص القوم اور مختص الزمان تھیں، اس لئے انہیں کوئی ایسا قانون نہیں دیا گیا تھا جو تمام قوموں اور زمانوں کے لئے کافی ہو سکے۔ اور اگر غور کیا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی) سے قبل کا زمانہ ایک تاریک رات سے شدید مماثلت رکھتا ہے جیسے اگر کہیں چاند سے روشنی لی جاتی ہے تو کہیں ستاروں کی چمک سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اگر ایک جگہ چراغ استعمال ہوتا ہے تو دوسری جگہ بجلی کے قمقموں کی تنویر ہماری جسمانی ہدایت کا موجب ہوتی ہے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہمیں مختلف قوموں اور مختلف زمانوں میں انبیا کی بعثت کے آثار نظر آتے ہیں جن کا مقصد وحید اپنی قوم کو ظلمت سے نور کی طرف لانا تھا۔ چین میں اگر کنفیوشس کا مذہب نظر آتا ہے تو جاپان میں شنٹو ازم اور تاؤ ازم کی تعلیمات ملتی ہیں ایسے ہی مصر میں بک آف دی ڈیڈ نازل ہوتی ہے۔ تو شام میں تورات و انجیل لوگوں کو نجات دلاتی ہیں۔ ایران کو زند اوستا سے اور ہندوستان کو ویدوں سے ہدایت ملتی ہے لیکن یہ کتابیں ایک تو خاص ماحول اور خاص حالات سے تعلق رکھتی تھیں اور دوسرا فن کتابت کے عام نہ ہونے سے اور حفاظ کی غیر موجودگی کی وجہ سے کوئی خاص انتظام نہ تھا اور نتیجہ یہ تھا کہ یہ تمام کتب محرف و مبدل ہوتی رہتی تھیں اس لئے وقتاً فوقتاً ضرورت کے ماتحت انبیا مبعوث ہو کر ان میں ترمیم و تنسیخ کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی یہی فرماتے ہیں کہ:۔

"انبیا اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کریں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹)

خاتم النبیین کی آمد

لیکن جس طرح تاریک رات کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی چاند ستاروں یا بجلی کے قمقموں کی احتیاج نہیں رہتی بعینہٖ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس بات کی ضرورت نہیں رہی کہ کوئی اور نبی دنیا میں آ کر کچھ احکام پیش کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوانین کی ایک ایسی مکمل کتاب ہمارے سامنے پیش کی ہے جو تا قیامت تمام زمانوں اور تمام قوموں کیلئے کافی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" الآیہ۔ (مائدہ ع ۱) یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔ اور پھر اس مکمل قانون کی حفاظت کا بھی خود ہی وعدہ فرمایا جیسے آتا ہے "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" کہ ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔ گویا یہ کتاب صحف سابقہ کی طرح نہیں بلکہ ہمیشہ تحریف و تبدیل ہونے سے مبرا رہے گی۔ تو چونکہ نبی کی بعثت کا مقصد از روئے قرآن کریم احکام جدید لانا یا کچھ ترمیم و تنسیخ کرنا ہے اور اس محفوظ اور مکمل کتاب میں ترمیم یا تنسیخ کی گنجائش ہی نہیں اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا ہی بے معنی ہے۔ آپ ہی خاتم النبیین یا آخری نبی ہیں اور آپ ہی کا فیضان تا قیامت بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے کافی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ہیں

آیت خاتم النبیین کیساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا۔ (احزاب ع ۶)

(ترجمہ) "اے نبی ہم نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے اور خوشخبری دینے والا اور خطرات سے آگاہ کرنیوالا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی طرف بلانیوالا۔ اور روشن کرنیوالا سورج"

جس کا یہی مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ سورج ہیں جنکی موجودگی میں کسی اور چیز سے روشنی لینے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر نبوت محمدیہ کا آفتاب عالمتاب دنیا سے غروب ہوجائے تو بے شک ضرورت پڑیگی لیکن اس کا غروب ہونا "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" کے ماتحت ناممکن ہے۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔

غیر احمدی حضرات کی غلط فہمی

یہی وہ راز تھا جس پر غور نہ کرنے کی وجہ سے بعض آئمہ اسلام اور انکی اتباع میں ہمارے غیر احمدی حضرات کو غلط فہمی ہوئی ہے اور انہوں نے یہ عقیدہ رکھ لیا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے۔ جب نبوت کا کام ہی مکمل ہو چکا ہے تو اسکے بعد کسی نبی کا آنا کیا معنی رکھتا ہے اور اگر وہ آجائیں تو اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ کہ قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور قانون دنیا کے سامنے پیش کریں اور یا اسی قرآن مجید کی اتباع کریں۔ پہلی صورت تو قطعاً ناممکن ہے اور دوسری صورت بھی جائز نہیں۔ کیونکہ اگر بحیثیت قرآن مجید کے متبع ہونگے تو پھر ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے "نبوت" کا درجہ اللہ تعالیٰ چھین لیگا۔ کیونکہ نبوت کہاں رہی جب نبوت کا کام یعنے قانون پیش کرنا ان کے ذریعہ سے پورا نہ ہوا۔ اور نبی کی نبوت کا سلب کیا جانا از روئے قرآن مجید ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ یہ آیات قرآنیہ کبھی منسوخ نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے ماننا پڑیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور قرآن مجید کے بعد کوئی کتاب نہیں ہاں اگر مجددین کے لئے آیۂ استخلاف اور حدیث ابی داؤد کے مطابق مجدد دین آئیں۔ یا بموجب حدیث بخاری محدثین آئیں جو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوں تو یہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں کو انبیا نہیں بلکہ اولیاء کہا جاتا ہے جیسے حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے:۔

وللہ مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ ولا یعطون الا فھم القرآن ولا یزیدون علیہ ولا ینقصون منہ ومن زاد او نقص فاولئک من الشیاطین الفجرۃ (مواہب الرحمن صفحہ ۶۶)

(ترجمہ) اس امت میں اللہ تعالیٰ کا اپنے اولیا کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے اور انہیں انبیا کا رنگ دیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن مجید نے شریعت کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا ہے۔ اور ان کو سوائے فہم قرآن کے کچھ نہیں دیا جاتا۔ وہ نہ تو اس پر زیادہ کرتے ہیں اور نہ اس سے کچھ گھٹاتے ہیں اور جو شخص قرآن مجید میں کچھ کم و بیش کرے وہ شیاطین اور بدکاروں میں سے ہے۔"

حضرت مسیح موعود اور دعویٰ نبوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے بھی محدثیت کا ہی تھا۔ اور وہ اپنے آپ کو انہیں اولیا میں شمار کرتے تھے جنہیں انبیا کا رنگ دیا جاتا ہے۔ اپنی وحی کو وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت لکھتے تھے۔ لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح مسیح ناصری علیہ السلام کے مخالفین نے انہیں دعویٰ الوہیت کا غلط الزام دیا اور موافقین کے ایک کثیر گروہ نے انہیں واقعی الوہیت کے مقام پر مان لیا۔ ویسے ہی مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مخالفین اور موافقین دونوں کو ٹھوکر لگی لیکن حضور نے اپنی زندگی میں بارہا اس غلط الزام کی تردید فرمائی ہے۔ آپنے اپنی تمام کتابوں میں یہی عقیدہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ حضرت عیسیٰ نہ حضرت موسیٰ اور نہ کوئی جدید نبی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا

(نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

پھر اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں لکھتے ہیں:۔

اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

اس کے بعد "حقیقۃ الوحی" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ سراسر افترا ہے (صفحہ ۳۹۰)

حضور کی تمام تحریرات میں یہی رنگ نظر آتا ہے اور ایک تحریر بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں آپنے نبوت تشریعی یا غیر تشریعی کا دعویٰ فرمایا ہو

(باقی صفحہ ۹۰)

بلکہ بار بار یہی لکھتے رہے ہیں کہ میری طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا مخالفین کا سراسر افترا ہے

مجددیت اور محدثیت کا دعوےٰ

ایک نہایت قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں مسیح موعود۔ مجدد۔ یا محدث ہونے کی دعاوی تو بکثرت پائے جاتے ہیں لیکن اگر کہیں پایا جاتا تو وہ دعویٰ نبوت ہے۔ جہاں کہیں جائے نبوت سے انکار ہی نظر آتا ہے حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

پھر آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس سے پہلے صدہا اولیا نے اپنے الہام سے گواہی دی تھی کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا اور احادیث نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے پس کیا اس عاجز کا یہ دعویٰ عین اپنے محل اور وقت پر نہیں" (ایضاً ۲۴۰)

پھر فرماتے ہیں:۔

"مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۱)

اس سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا دعویٰ ہرگز نبوت کا نہ تھا اور یہ مخالفین کا حضرت اقدس پر افترا ہے۔

نبی کا نام مجازاً آیا ہے

ہاں یہ سچ ہے کہ مسلم کی حدیث میں اور حضرت اقدس کے الہامات میں آپ کے متعلق نبی کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ مگر آپ نے صاف طور پر اس کی تشریح فرما دی ہے کہ لفظ حقیقی طور پر مستعمل نہیں بلکہ مجازاً وارد ہوا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"سُمِّیتُ نبیًّا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

ترجمہ۔ میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجازاً نبی رکھا گیا ہے حقیقی طور پر نہیں۔

اور پھر ضمیمہ تحفہ گولڑویہ میں صفحہ ۱۲ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول و نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔۔۔۔ اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے"

قادیانی حضرات کے لئے ناقابل حل معمہ

گویا حضرت نبی کا نام ہی مجازاً نہیں رکھا گیا تھا بلکہ میکائیل کے نام سے بھی آپ کو پکارا گیا ہے۔ یہ معمہ قیامت تک قادیانی حضرات کیلئے ناقابل حل رہے گا کہ اگر ایک شخص مجازاً میکائیل کا نام پا کر فی الواقع میکائیل فرشتہ نہیں بن سکتا تو مجازاً نبی کا نام پا لینے سے نبی کس طرح ہو سکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

مخالفین غور کریں

ایسے ہی سلسلہ احمدیہ کے مخالفین کو جو محض جاہل لوگوں کو طیش دلانے کیلئے گلے پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان حقائق پر غور کرنا چاہیئے اگر حضرت مسیح موعود کا دعویٰ اصلی نبوت کا ہوتا تو ان کا فرض اولین یہ تھا کہ سب تابعین سے اپنی نبوت کا اقرار لیتے۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ "تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک جانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۱)

لیکن حضرت اقدس کا ایک بیعت کنندہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جو یہ شہادت دے سکے کہ کبھی آپ نے اپنی نبوت یا رسالت کا اقرار مجھ سے لیا تھا۔ حضور کی تمام کتب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک بلند مرتبہ مجدد تھے۔ محدث تھے۔ مہدی معہود اور مسیح موعود تھے لیکن آپ کی طرف نبوت کا دعوےٰ منسوب کرنا بے بنیاد کذب ہے بہتان ہے

بر امام الوری این افترا!
چوں نمی ترسید از قہر خدا!

حضرت مسیح موعود کے دو تاریخی خط

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی اخویم خواجہ کمال الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ ایک معتبر اور مخلص کا خط جس میں یوزآسف کا بیان ہے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں افسوس کہ یہ پتہ پشاور سے نہ مل سکا۔ وجہ یہی ہو کہ آپ مسافر تھے اور پشاور کے باشندوں میں سے کسی نے پوری توجہ نہیں کی۔ اب وقت بہت تنگ ہے یہ خط اس غرض سے بھیجتا ہوں کہ اس تحریر کو دکھلا کر آپ اور گواہ پشاور میں سے پیدا کریں۔ ورنہ میری تجویز ہے کہ اس جگہ سے کوئی عالی ہمت دوست شیطان گل میں بھیج دوں۔ یہ واقعہ صحیح ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یوزآسف یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس راہ سے کشمیر کی طرف گئے تھے۔ ایک بڑا ضروری کام جس کیلئے مجھے اپنے ہاتھ سے یہ خط لکھنا پڑا یہ ہے کہ اس خط میں لکھا ہے کہ آسف نبی کے نام پر پایۂ تخت کابل سے کچھ جاگیر چبوترہ کے نام مقرر ہے جس سے ظاہر ہے کہ دفتر کابل میں یوزآسف نبی کا ضرور ذکر ہوگا۔ اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ مجاوروں کے پاس جو سند شاہی ہوگی اس میں بھی اس کا ذکر ہوگا۔ خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ محمود غزنوی نے اس چبوترہ کی دوبارہ مرمت کی تھی۔ کچھ تعجب نہیں کہ خواب آئی ہوتا ہمارے وقت تک یہ یادگار باقی رہ جائے۔ کیا مولوی غلام حسن صاحب آپ کو کچھ بھی مدد نہیں دے سکتے؟ . . . . . .

. . . . یہ تو خدا نے ایک باطل طلسم کو توڑنے کے لئے آسمانی حربہ نکالا ہے اس کی تائید کے برابر دنیا میں اور کوئی نیکی نہیں جس کے اثر سے چالیس کروڑ انسان کی اصلاح ہوگی بہت جلد جواب آنا چاہیئے۔ آپ کے قادیان میں کس قدر وعدے تھے اب ان کے ایفاء کا وقت ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۱ جولائی ۱۸۹۹ء

یہ تدبیر نکالنی چاہیئے کہ کیونکر ہم کسی شاہی تحریر یا مجاوروں کی سند کی نقل لے سکیں۔

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی

مجبی اخویم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا قریباً ہر روز خط آتا ہے۔ چونکہ صرف مطلب دعا ہے اس لئے جواب کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ خدا تعالیٰ آپ کے سب مطالب پورے کرے اور دنیا اور آخرت کے مکروہات سے بچاتا رہے آمین۔ اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کے بارے میں آپ کو اطلاع مل گئی ہوگی۔ اگرچہ مرض سخت خطرناک بلکہ اول درجہ پر خطرناک ہے مگر بہت دعا کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو شفا بخشے۔ آج ان کی مرض کی شروع کو انچاس ۴۹ دن ہو چکے ہیں اور چونکہ ۶ یا سات نومبر تک اخویم مرزا یعقوب بیگ صاحب کی رخصت پوری ہو جائے گی اور ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء تک ڈاکٹر رشید الدین صاحب اپنے کام پر چلے جاوینگے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء سے پہلے آپ رخصت حاصل کر کے قادیان میں آ جائیں اور یہ بات خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے کہ اس خطرناک وقت سے بچ کر مولوی عبدالکریم صاحب کے مرض کا انجام بصحت کرے۔ کیونکہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ مگر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے عوض میں آپ کا آنا ضروری ہے آئندہ ہر ایک امر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ابھی سے درخواست دینی چاہیئے۔ تا ۷ نومبر ۱۹۰۵ء تک بصورت رخصت ملنے کی ہو جائے۔ بخدمت سید اسد اللہ شاہ صاحب السلام علیکم

راقم۔ خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۹ اکتوبر ۱۹۰۵ء

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت پر ایک نظر

اخلاق محمدی کا پاک و اعلیٰ نمونہ

امروز قوم من نشناسد مقام من　　روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

مامورین کے اخلاق فاضلہ

جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں۔ وہ خدائی اخلاق سے رنگین ہوا کرتے ہیں ان کے اعلیٰ نمونہ سے دنیا فیضیاب ہوتی ہے تقویٰ اور اخلاق فاضلہ کے ماتحت جو افعال ان سے سرزد ہوتے ہیں وہ اپنے اندر ایسی سادگی اور بے تکلفی رکھتے ہیں اور بناوٹ سے اس طرح پاک ہوتے ہیں کہ عقل سلیم فوراً کہہ اٹھتی ہے کہ ان افعال کا سرچشمہ جو قلب ہے وہ کبر و خود پسندی کی نجاست سے مصفا اور تقدس و طہارت کے نور سے معمور ہے۔

آج کل کے علماء و مشائخ کا شیوہ

بناوٹ کا تقدس، تکلف کی دینداری، ہر ہر بات میں اپنے تقویٰ اور طہارت کا سکہ جمانے کی کوشش آج کل کے علماء و مشائخ کا شیوہ ہے۔ ایک خاص مقام یا مسند پر ایک خاص وضع سے بیٹھے ہیں۔ آنکھیں بند ہیں۔ تسبیح پھیر رہے ہیں۔ بڑے تکلف سے کوئی بات کی تو ایسی جس میں اپنی دینداری، خدارسی، بڑائی کی شان، اور دوسرے کی تحقیر و اہانت مدنظر ہے۔ بالخصوص اہل دنیا کی مذمت کے بغیر ان کی دینداری مکمل ہی نہیں ہوتی۔ مرید ہیں کہ خائف ہیں کہ نہ معلوم حضرت جذبہ میں کیا فرما دیں۔ یا آسمان و زمین کے قلابے ملا دیں تو قیامت آ جائے ایک دفعہ میں قادیان سے بھیرہ واپس گیا تو ایک بڑے معزز سرکاری مسلمان افسر مجھے فرمانے لگے۔ کہ آپ کیا اپنے مرشد کو سلام کرنے گئے تھے۔ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ کچھ عرصہ ان کی خدمت میں رہ کر آیا ہوں۔ فرمانے لگے۔ ان خدا کے لاڈیوں سے دور ہی رہا کرو۔ ان کے قریب بیٹھنے سے اکثر نفع کے بجائے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ بس دور ہی سے سلام کیا اور چلے آئے۔ میں نے کہا۔ ایسے لوگ جن کی صحبت میں نفع کے بجائے نقصان پہنچے۔ وہ خدا کے ولی نہیں ہوتے۔ شیطان کے ولی ہوتے ہیں"۔ لیکن حق یہ ہے کہ وہ سچا تھا۔ اسے ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا تھا۔ جو علماء اور مشائخ کے بھیس میں درندوں کے اخلاق لئے بیٹھے ہوتے ہیں

حضرت مسیح موعود کا پاک نمونہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو پڑھ کر جب بالمقابل علماء و مشائخ زمانہ کے اخلاق کو دیکھو تو رونا آتا ہے خدا کا جتنا شکر بھی کیا جائے کم ہے کہ اس نے اس پاک نمونہ کی جھلک ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق میں دکھلائی

سنت رسول اللہ کی پابندی اور سادگی

حضرت مسیح موعودؑ سنت رسول کے اس قدر پابند تھے۔ کہ کوئی عبادت، کوئی قول یا فعل خلاف سنت اپنے مسلک میں پاس تک نہیں پھٹکنے دیا۔ آپ کی کسی بات میں بناوٹ نہ تھی۔ غذا نہایت سادہ، پوشاک نہایت سادہ، بعض دفعہ بٹن تک غلط لگے ہوتے تھے۔ مسجد آپ کی نشستگاہ تھی۔ وہاں بھی آپ کے لئے کوئی مسند یا بلند جگہ مخصوص نہ تھی۔ آپ مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھا کرتے تھے اور مولوی عبدالکریم مرحوم مسجد کی محراب میں داخلی دروازہ کے عین محاذ میں بیٹھے ہوتے تھے۔ بسا اوقات کوئی اجنبی جو ملاقات کیلئے آیا۔ تو وہ سیدھا مولوی عبدالکریم صاحب کو غلطی سے مدعی مسیحیت سمجھکر مصافحہ جا کرتا۔ اور مولوی صاحب موصوف کو اس غلطی کی اصلاح کرنی پڑتی تھی۔ لوگ آپ کی مجلس میں نہایت بے تکلفی سے بیٹھتے تھے اور اپنا عرض حال کرتے تھے ہر ایک خادم الیقین کرتا تھا۔ کہ آپ کو خصوصاً مجھ سے ہی پیار ہے

عالی حوصلگی

ہر شخص جو کچھ چاہتا ہے بے تکلفی سے عرض کرتا ہے۔ گھنٹوں کوئی اپنی داستان شروع رکھے اور وہ کیسی ہی بے سر و پا کیوں نہ ہو۔ آپ پوری توجہ سے سنے جاتے ہیں۔ بسا اوقات حاضرین اپنی بساط طلب اور وسعت حوصلہ کے موافق سنتے سنتے اکتا گئے ہیں۔ انگڑائیاں اور جمائیاں لینے لگے ہیں۔ مگر حضرت کی کسی حرکت نے ایک لحظہ کے لئے بھی کبھی کوئی ملال کا نشان ظاہر نہیں کیا۔ ان لوگوں کو جو سجادہ نشینوں کی مجلسیں دیکھنے کے عادی تھے۔ اس بے تکلفی کے نقشے کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔

تکبر و غرور سے نفرت

چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص نے کہا کہ آپ کی مسجد میں ادب نہیں لوگ بے محابا آپ سے بات چیت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "میرا یہ مسلک نہیں کہ میں ایسا تند خو اور بھیانک بنکر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں، جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں۔ اور میں بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں تو بت پرستی کو رد کرنے آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے"

مہمان نوازی

کوئی مجلس ہو بنکر بیٹھنا آپ جانتے نہ تھے۔ مہمان آتے تھے آپ ہنس ہنس کر ملتے تھے اور ان کی خیریت دریافت کرتے تھے۔ ان کے قیام اور طعام کی نسبت خود استفسار فرماتے۔ چاء منگواتے خود پلاتے۔ کبھی کھانا اکٹھا کھاتے تو گرم گرم چپاتیاں یا چٹنی یا اچار خود اندر سے جا جا کر لاتے۔ اچھی چیز یا گوشت اپنے آگے سے مہمان کے آگے اٹھا اٹھا کر رکھتے۔ غرضکہ بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک پر تکلف دوست دوسرے دوست کی خاطر مدارات کر رہا ہے پیری مریدی کی جھلک قطعاً نظر نہ آتی تھی۔ بلکہ گفتگو بھی ادھر ادھر کی کرتے رہتے۔ جب تک کہ لوگ خود کوئی مسئلہ نہ پیش کر دیں۔ یا کسی اور طرح سے کسی مذہبی تقریر کی تحریک نہ ہو جائے۔ خواہ مخواہ ہر وقت وعظ و نصیحت کر کر کے اپنے تقدس کا ڈھونگ جمانا آپ کی عادت نہ تھی۔

ریاکاری سے نفرت

ایک دفعہ دو صوفی منش بزرگ زیارت کو تشریف لائے۔ مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم نے آہستہ سے عرض کی۔ کہ حضور یہ بہت بڑے صوفی ہیں۔ حضور کوئی ایسی تقریر فرمائیں کہ ان لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو کیا کیا حقائق و معارف عطا فرمائے ہیں۔ اس فقرے پر آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور نہایت غصہ سے اور زور سے فرمایا۔ مولوی صاحب کیا میں ریاکار ہوں کہ ان لوگوں کے سامنے اپنی علمیت جتانے کیلئے کوئی تقریر کروں۔ میں تو اسے شرک سمجھتا ہوں کہ خدا کی رضا کے سوا اپنی بڑائی اور فخر کے لئے کوئی مذہبی تقریر و تحریر کی جائے"۔ غرضکہ اسی جوش میں آپ تقریر فرماتے چلے گئے اور دیر تک ریاکاری اور کبر نفس پر وہ وہ لطائف بیان فرمائے کہ وہ دونوں صوفی بزرگ عش عش کر اٹھے۔ اس کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے۔ مولوی عبدالکریم مرحوم بعد میں ہنسکر فرمانے لگے۔ کہ خیر مطلب میرا بھی حاصل ہو گیا۔

مزاج میں خاکساری

آپ اپنے خدام کا بڑے ادب اور احترام سے نام لیا کرتے تھے اور حاضر و غائب ہر ایک کا نام ادب سے لیتے تھے۔ یہاں معمولی پیر لوگ مرید کو تو تڑاک سے یاد کیا کرتے ہیں اور اس کو شان بزرگانہ سمجھا جاتا ہے لیکن حضرت مسیح موعودؑ میں وہ اخلاق محمدی نمایاں تھے جن سے روح کو سرور اور ایمان کو تازگی ملتی تھی۔ مولانا محمد احسن مرحوم حضرت مسیح موعود کے مکان میں ہی ایک کمرے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ رات کے وقت حضرت صاحب کو ایک الہام ہوا جو منذر تھا۔ حضرت صاحب اسی وقت اٹھے اور مولانا محمد احسن صاحب کے دروازہ پر دستک دی۔ مولانا نے پوچھا کون؟ حضرت جواب دیتے ہیں "میں ہوں غلام احمد"۔ اللہ! اللہ!! مجددین کا سرتاج۔ خدا کا مسیح، اور کیا انکسار کا نمونہ ہے۔ دوسرے مدعی علم و مشیخت ہوتے تو اول تو مرید کے دروازہ پر جانا ہی ان کے لئے ناممکن تھا۔ کسی ملازم کو بھیجتے اور مرید کو کان سے پکڑ کر بلوا لیتے اور اگر ذرا دیر ہوتی۔ تو جلال کا ٹھکانا نہ تھا۔ اور اگر کہیں مرید کے گھر پر چلے جاتے۔ تو احسان جتا جتا کر اور نخرے کر کر کے جان منیق میں کر دیتے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ مولوی محمد احسن مرحوم غلام احمد کا نام سن کر چونک پڑے۔ گھبرا کر دروازہ کھولتے ہی پوچھا۔ حضرت خیریت ہے؟ فرمایا: "ہاں مجھے ایک منذر الہام ہوا ہے۔ پھر تفصیل بیان کر کے فرمایا۔ کہ آپ بھی دعا کریں۔ میں بھی دعا کر رہا ہوں۔ اللہ فضل و کرم کرے"

خیال کیجئے اتنا بڑا عظیم الشان انسان مقرب الٰہی اپنے ایک مرید کا دروازہ رات کو کھٹکھٹاتا ہے اور اس سے دعا کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ آج کوئی مدعی بیعت و ارشاد سجادہ نشین یا مدعی خلافت ہے۔ جو اس قسم کے انکسار اور فروتنی کا نمونہ دکھائے اور اس خلق عظیم کی خوشبو سے مشام جان کو معطر کر دے۔ آج کل کے خلیفے اور پیر تو اپنے تئیں نسل انسانی سے بڑھ کر کوئی مخلوق سمجھتے ہیں اور خدا کے لاڈلے بن بن کر عجب عجب خود پسندی اور تکبر کے نمونے دکھاتے ہیں۔ وہ بھلا مرید کو رات کو آکر اٹھائیں گے کہ میرے لئے دعا کرو۔ ان کی مشیخت اور کبریائی کی چادر پر دھبہ نہ پڑ جائے گا؟!

مولوی عبدالکریم صاحب آخری دفعہ جب سخت بیمار ہوئے تو درمیان میں کچھ عرصہ کے لئے افاقہ ہو گیا تھا حضرت نے کہلا بھیجا کہ آپ سخت بیماری سے اٹھے ہیں۔ مغفرت اور رحمت الٰہی کے

بیٹھے ہیں۔ میرے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ خدمت اسلام کے متعلق میرے مقاصد میں مجھے کامیاب فرمائے۔

دوست نوازی

اپنے احباب سے رشتہ دوستی ایسا استوار رکھتے تھے کہ ایک دفعہ فرمایا۔ میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھ لے۔ مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود ہی قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ اگر ہمارے دوستوں میں کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا پڑا ہو۔ اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔" فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع نہ کر دینا چاہیئے اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آئے۔ اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اتارنا چاہیئے

ایک دفعہ ایک شخص نے اپنے کسی دوست کی شکایت کی۔

فرمایا تم نے اپنے دوست کی اصلاح کے لئے چالیس دن رو رو کر خدا سے دعا کی ہے؟ اس نے عرض کیا۔ کہ نہیں۔ فرمایا پھر تمہارا کوئی حق اس دوست کی شکایت کرنے کا نہیں ہے۔ اگر تمہارا دوست ہے تو پہلے اس کی اصلاح کے لئے چالیس روز خدا سے رو رو کر دعا کرو۔ اگر اصلاح نہ ہو تو پھر کوئی شکایت کا کلمہ منہ سے نکالو۔

پسندیدہ و موثر طریق اصلاح

آپ کبھی کسی کو اس کی خطا اور لغزش پر مخاطب کر کے ملامت نہیں کرتے تھے۔ اگر کسی کی کوئی حرکت ناپسند آئی تو مختلف پیرایوں میں عام طور پر تقریر کر دیتے۔ اگر وہ سعید ہوتا تو خود ہی سمجھ جاتا۔ اور اپنی حرکت پر نادم ہو جاتا۔ آپ جب کوئی تقریر یا وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تو ہر ایک ایسا ہی یقین کرتا کہ یہ میرے ہی عیب ہیں جو آپ بیان کر رہے ہیں اور یوں اصلاح اور تزکیہ کا سلسلہ عوام کا جاری رہتا۔ اور کسی کو ابتلا نہ پیش آتا اور نہ اس کی حمیت اور غیرت کی ناک کو صدمہ پہنچتا۔

حوصلہ افزائی اور قدردانی

حضرت کی اپنی عادت یہ تھی۔ کہ اکثر اپنا لکھا ہوا مضمون یا اشتہار کا مسودہ شائع ہونے سے قبل مجلس احباب میں سنا دیتے اگر کوئی کسی بات پر گرفت کرتا یا کوئی نئی بات یا ترمیم اس میں پیش کرتا۔ تو از بس خوش ہوتے۔ اور بعض دفعہ تو دوسرے کی معمولی سی بات پر نہایت حوصلہ افزائی فرماتے۔ یہ وہ خصلت تھی۔ جو آج دنیا میں بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ ورنہ ایک دنیادار انسان جو مؤلف یا مصنف ہو۔ کوئی شخص اس کی کسی بات پر حرف رکھے تو وہ آگ بگولا ہو جاتا ہے اور اپنی تحریر کی معصومیت کے لئے کج بحثی پر اتر آتا ہے۔

حسن اخلاق کی انتہا

اکثر صبح سیر کرنے جایا کرتے تھے احباب ساتھ ہوتے تھے لوگ ہجوم کر کر کے آتے تھے اور باتیں سننے کے لئے پروانہ وار گرے پڑتے تھے۔ لیکن آپ نے اس ہجوم اور گرد و غبار سے کبھی اظہار گھبراہٹ نہیں کیا۔ بعض دفعہ آپ کے عصا کو پیچھے سے کسی کی ٹھوکر لگی ہے اور وہ ہاتھ سے چھوٹ کر کہیں کا کہیں جا پڑا۔ کبھی آپ کے جوتہ پر کسی کا پاؤں پڑا ہے اور جوتا پاؤں سے نکل گیا۔ لیکن آپ نے کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا نہ اظہار ملال کیا۔ تاکہ جس کی ٹھوکر لگی ہے وہ شرمندہ نہ ہو۔ سیر کرتے کرتے جہاں تھک گئے۔ زمین پر بیٹھ گئے۔ آرام کر لیا پھر چل پڑے۔

جب مہمانوں کی ضرورت کے لئے مکان بنوانے کی ضرورت پیش آئی۔ باسہا یہی تاکید فرمائی۔ کہ اینٹوں اور پتھروں پر روپیہ خرچ کرنا عبث ہے۔ اتنا ہی کام کرو جو چند روز بسر کرنے کی گنجائش ہو جائے۔ ترکھان شہتیریاں اور تختے رندہ کر رہا تھا۔ روک دیا۔ فرمایا یہ محض تکلف ہے اور ناحق کی دیر لگاتا ہے۔ مختصر کام کرو۔ . . . .

. . . . فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے کوئی انس نہیں۔ ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں اور بڑی آرزو ہے کہ مل کر چند روز گزارہ کر لیں۔ اور فرمایا کہ میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے مکان ہوں۔ اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔"

ایک دفعہ حکیم فضل الدین مرحوم کو کچھ روپوں کی ضرورت ہوئی قریب دو سو روپے کے حضرت صاحب سے بطور قرض منگوائے جب ان کا روپیہ آ گیا تو وہ دو سو روپے حضرت کو واپس کر دیئے حضور نے وہ روپے حکیم صاحب کو واپس بھیج دیئے اور فرمایا کہ ہم اپنے دوستوں سے یہ حساب کتاب رکھنا نہیں چاہتے۔ آپ کو ضرورت تھی۔ آپ نے ہم سے منگوا لیا۔ ہمیں کبھی ضرورت ہوگی تو ہم آپ سے منگوا لیں گے۔

دشمنوں پر احسان

دشمنوں تک پر احسان کرنے کی عادت تھی۔ قادیان کے آریہ جن کا ذکر حضرت نے بار بار اپنی کتب میں کیا ہے۔ جب کوئی بیمار ہوتا یا کوئی تکلیف ہوتی آپ کے پاس آتے۔ راتوں کو آپ کو اٹھاتے۔ اور دوا وغیرہ لے جاتے اور آپ خوشی خوشی ان کی درخواست کے مطابق کام کر دیتے۔ لیکھرام سے بوجہ اس کی گستاخیوں کے جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کی تھی۔ سخت نفرت تھی لیکن جب اس کے قتل ہونے کی خبر آئی تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر قتل کے موقعہ پر میں موجود ہوتا تو اسے بچانے کی کوشش کرتا۔ غرضیکہ دوست دشمن سب آپ کے احسانات کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ مشہور ہلیے کمیوں والا آریہ لچھن سنگھ حضرت صاحب کی وفات پر روتا تھا۔ کہ ایسے شریف اور محسن انسان دنیا میں کہاں پیدا ہوتے ہیں۔

غض بصر اور حیا

غض بصر اور عفو اور چشم پوشی کی صفات آپ میں اس کمال کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھیں کہ ان کی جزئیات کو تحریر کرنا بڑے مفصل مضمون کو چاہتا ہے۔ آنکھیں ہمیشہ نیچی رکھا کرتے تھے۔ دوستوں میں بیٹھے ہیں، باتیں ہو رہی ہیں۔ لیکن آنکھیں ہمیشہ نیچی ہیں۔ حیا اور عصمت کی زندہ تصویر اگر کسی نے دیکھنی ہو۔ تو اس خدا کے برگزیدہ کو دیکھ لے۔ دوست پاس بیٹھے ہیں۔ آپ کو بعض دفعہ یہ بھی پتہ نہیں کہ کون کون دوست بیٹھا ہے۔ کسی دوست کی موجودگی کی ضرورت محسوس ہوئی تو فرمایا فلاں صاحب کو بلا لو۔ وہ صاحب پاس ہی بیٹھے ہوئے بول پڑے کہ حضور میں تو بیٹھا ہوں۔ فرمانے لگے۔ "اخاہ! آپ موجود ہیں۔ یہ بہت خوب ہوا"۔ یہی حال گھر کے اندر تھا۔ موٹی سے موٹی سمجھ کے کام کاج کرنے والی عورتیں بھی کامل یقین سے جانتی تھیں کہ حضرت کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ گھر میں کیسا ہی مجمع ہو۔ شور غل ہو۔ آپ کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔

جمعیت باطن

عجیب سکون اور جمعیت باطن اور فوق العادت وقار اور حلم تھا کہ کیسا ہی شور و غل بپا ہو۔ آپ اسے ذرہ بھر بھی محسوس نہ کرتے اور آپ کے مشاغل میں فرق نہ پڑتا۔ یہی وہ حالت ہے جس کے لئے اہل ذوق ترستے اور سالک دست و پا مارتے اور رو رو کر خدا سے طلب کرتے ہیں اور کم حصہ حاصل ہونی دشوار ہوتی ہے۔ بالخصوص دماغی محنت کرنے والوں اور مصنفین کا تو یہ عالم ہوتا ہے۔ کہ اگر ایک چڑیا کمرہ میں گھس آئے تو اس کی چوں چوں سے اس قدر حواس باختہ اور سراسیمہ ہو جاتے ہیں کہ تفکر اور مضامین سب دماغ سے زائل ہو جاتے ہیں۔ لیکن کس قدر عجیب سکون اور جمعیت قلب اور کوہ وقاری اور حلم حضرت مسیح موعود کو حاصل تھا۔ کہ یہ ساری بے نظیر اور عظیم الشان کتابیں عربی، فارسی اور اردو کی آپ نے ایسے ہی مکانوں میں لکھی ہیں۔ جہاں عورتیں اور بچے پاس ہی جھگڑتے ہیں اور ایک ہنگامہ قیامت مچا رکھا ہے۔ مگر آپ یوں لکھتے چلے جاتے تھے اور اس قدر اپنے کام میں مستغرق ہوتے تھے۔ گویا خلوت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

عفو اور چشم پوشی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میاں محمود احمد صاحب چار برس کے تھے۔ حضرت صاحب حسب معمول اندر بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے میاں محمود احمد صاحب، دیا سلائی لیکر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے۔ پھر جو کچھ دل میں آئی۔ ان مسودات کو دیا سلائی کھینچ آگ لگا دی اور خوش ہو ہو کر لگے تالیاں بجانے۔ حضرت لکھنے میں مصروف تھے۔ سر اٹھا کر دیکھا بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق عبارت کے ملانے کے لئے کسی گذشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اب جس سے پوچھتے ہیں سب خاموش۔ آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔ عورتیں، بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور فکرمند کہ اب کیا ہوگا۔ خیال تھا۔ کہ حضرت بہت ناراض ہوں گے۔ لیکن حضرت صاحب مسکرا کر فرماتے ہیں خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی۔ اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت صاحب نے ایک بڑا بھاری دو ورقہ مضمون لکھا۔ جس کی خداداد فصاحت و بلاغت پر حضرت صاحب کو ناز تھا۔ باہر سیر میں حضرت صاحب نے اس مضمون کو مولوی نورالدین صاحب کو جو ان دنوں قادیان تشریف لائے ہوئے تھے۔ پڑھنے کیلئے دیا کہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب کو فارسی میں ترجمہ کرنے کیلئے دیدیں۔ مولوی نورالدین صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون کہیں گر گیا۔ واپس ڈیرہ پر آئے اور بیٹھ گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب فرمانے لگے کہ آج حضرت صاحب نے مضمون نہیں بھیجا۔ کاتب سر پہ کھڑا ہے اور ابھی میں نے ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی نورالدین صاحب کا رنگ فق ہو گیا۔ آپ نے نہایت بیتابی سے لوگوں کو دوڑایا۔ کہ دوڑیو، دیکھیو، کاغذ راہ میں گر گیا۔ مولوی صاحب اپنی جگہ بڑے خجل اور حیران تھے کہ بڑی خفت کی بات ہے حضرت کیا کہیں گے۔ کہ عجیب ہوشیار آدمی ہے کہ ایسا ضروری کاغذ بھی سنبھال نہ سکا۔ حضرت کو خبر ہوئی۔ حسب معمول ہشاش بشاش چہرہ، مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر دوڑ دھاگ اور تگا پوکیوں کی گئی۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر مضمون ہمیں عطا فرمائے گا۔

عفو کی چند اور نظائر

عفو اور چشم پوشی کی ان نظائر کی آئے دن کچھ کمی نہ تھی۔ ایک دفعہ حامد علی کو کچھ لفافے اور کارڈ ڈاکخانہ میں ڈالنے کو دیئے حامد علی کسی اور کام میں مصروف ہو گیا۔ اور اس کام کو بھول گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد میاں محمود احمد جو بچہ تھے۔ کچھ لفافے اور کارڈ لیکر دوڑے آئے کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر میں سے یہ خط نکالے ہیں۔ دیکھی

خطوط تھے جو آپ نے حامد علی کو ڈاک میں ڈالنے کیلئے دیئے تھے۔ اور ان میں بعض رجسٹرڈ خطوط بھی تھے۔ جن کے جواب کا آپ کو بڑی شدت سے انتظار تھا۔ آپ نے حامد علی کو بلایا اور نہایت نرمی سے فرمایا کہ حامد علی تمہیں نسیان ہو گیا ہے۔ فکر سے کام کیا کرو

ایک دفعہ ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چرائے۔ چور کا دل نہیں ہوتا۔ اس کی بیتابی اور خاص وضع سے کسی تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی۔ چاروں طرف سے ملامت شروع ہونے لگی۔ حضرت صاحب بھی کسی تقریب سے ادھر آ نکلے۔ پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا محتاج ہے۔ کچھ تھوڑے سے اسے دیدو۔ اور فضیحت نہ کرو۔ اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔"

لنگرخانہ کا اہتمام حکیم فضل الدین مرحوم کے پاس تھا وہ ایک دفعہ روٹی پکانے والے کو پکڑ لائے۔ کہ یہ شخص نکال دینے کے قابل ہے کہ روٹیاں چراتا ہے۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ کہ حکیم صاحب اگر یہ آپ کی طرح متقی ہوتا تو خدا اسے اس گرمی میں تنور کے جہنم پر نہ بٹھاتا۔ جہاں یہ ایک روٹی کی خاطر دو دفعہ اس جہنم میں گھستا ہے ایک دفعہ لگانے کیلئے دوسری دفعہ اتارنے کے لئے۔ ایسے لوگوں سے بہت زیادہ تقوے کی توقع رکھنا غلطی ہے۔

خدا داد رعب

کبھی کسی سے بازپرس نہیں کرتے تھے کہ تمہاری یہ حرکات نازیبا ہیں۔ یا تم نے کیا بیہودہ بکواس شروع کر رکھی ہے۔ ہر ایک مرد اور عورت اور بچہ کو کامل یقین تھا کہ حضرت کسی کو سزا دینے والے نہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی تھا۔ کہ خدا کی طرف سے ادب اور احترام اور ہیبت سب کے دلوں میں بلائی گئی تھی۔ اور لوگ آپ کی ناراضگی سے خود بخود ڈرتے بھی تھے۔

تواضع اور انکسار

مزاج میں تواضع اور انکسار اس قدر تھا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ آپ نے کبھی خیال نہیں آیا کہ آپ زمین پر بیٹھے ہیں۔ اور لوگ فرش پر یا ان سے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کا قلب مبارک ان باتوں کے احساس سے بہت بلند و برتر تھا۔ ایک دفعہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا تھا۔ اس لئے نسبتاً ٹھنڈا تھا۔ مولوی عبد الکریم مرحوم دوپہر کے وقت جو اندر گئے تو حضرت صاحب ٹہل رہے تھے۔ چارپائی بچھی ہوئی تھی، یہ ذرا لیٹ گئے۔ آنکھ لگ گئی۔ بہت دیر کے بعد سوتے سوتے جو آنکھ کھلی۔ تو دیکھتے کیا ہیں کہ چارپائی کے نیچے فرش پر حضرت صاحب لیٹے ہوئے ہیں۔ یہ ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھے۔ حضرت صاحب نے بڑی محبت سے پوچھا۔ آپ کیوں اٹھے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں چارپائی پر کیسے سوؤں۔ مسکرا کر فرمایا۔ میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے۔ انہیں روکتا تھا۔ کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔

اسی طرح ایک دفعہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حضرت کے مکان میں دوپہر کو چارپائی خالی پڑی پائی۔ لیٹے تو سو گئے۔ آنکھ کھلی تو دیکھا حضرت صاحب نیچے فرش پر لیٹے ہوئے ہیں

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نواب محمد علیخاں صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ نماز جنازہ حضرت مسیح موعود نے پڑھائی۔ اور قبرستان تک ساتھ تشریف لے گئے۔ ہم سب لوگ تو قبر دیکھنے لگے۔ کسی کا کسی کو خیال نہ رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے جو خیال آیا تو دیکھا حضرت صاحب موجود نہیں ہیں۔ ادھر ادھر دیکھا تو ایک جگہ اکیلے دھوپ میں زمین پر بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے ایک درخت کے نیچے چادر بچھا کر عرض کی کہ حضور سایہ میں تشریف لے چلیں۔ فرمانے لگے ہاں یہ ٹھیک ہے۔ سایہ میں چادر پر ہم جا کر بیٹھ گئے۔ لوگوں کو پتہ لگ گیا کہ حضرت صاحب وہاں بیٹھے ہیں۔ یکے بعد دیگرے آنے لگے۔ اب جو آتا ہے حضرت صاحب اسے اصرار سے چادر پر بٹھاتے ہیں اور خود ذرا پیچھے کھسک جاتے ہیں آخر اس چادر کی لمبائی ہی کتنی تھی۔ تھوڑی سی دیر میں نظارہ اس طرح نظر آیا کہ مرید سب چادر پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا مرشد جسے وہ مسیح موعود مانتے تھے۔ خاک پر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے رنج بھی تھا اور خوشی بھی۔ رنج دوستوں پر جو بلا تکلف چادر پر بیٹھتے چلے گئے اور خوشی اپنے مرشد کے اعلیٰ اخلاق پر جس سے ایمان تازہ ہوتا تھا۔

استقامت اور قوت قلب

آپ کی استقامت اور قوت قلب خدا کے اولوالعزم ماموروں اور برگزیدوں کی طرح ترہیب اور رعب انداز نظارہ سے متأثر نہیں ہوتی تھی۔ کوئی ہولناک واقعہ اور غم انگیز سانحہ آپ کی توجہ کو منتشر اور اپنے مفوضہ کام سے غافل نہیں کر سکتا تھا۔ اقدام قتل کا مقدمہ جسے پادریوں نے برپا کیا اور جن کی تائید میں بعض ناعاقبت نام کے مسلمان اور آریہ بھی شامل ہو گئے تھے۔ ایک دنیادار کا پتہ پگھلا دینے والا اس کا دل پریشان اور حواس مختل کر دینے کو کافی تھا۔ مگر حضرت کے کسی معاملہ میں۔ لکھنے میں۔ معاشرت میں، باہر خرام سے کشادہ پیشانی اور محبت و شفقت سے ملنے میں غرض کسی حرکت و سکون میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کوئی آدمی قیاس بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ آپ پر کوئی مقدمہ ہے کبھی خوفناک رپورٹ کو جو کسی وقت کسی دوست نے آپ تک پہنچائی ہے کہ فلاں شخص نے یہ مخبری کی ہے۔ اور فلاں جگہ بڑی سازشیں آپ کے خلاف ہو رہی ہیں۔ کبھی آپ نے ان خبروں کو مرعوب دل سے نہیں سنا آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ کوئی معاملہ زمین پر واقع نہیں ہوتا جب

تک آسمان پر پہلے طے نہ ہولے۔ اور اللہ تعالےٰ کے ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے بندہ کو ذلیل اور ضائع نہیں کرے گا۔"

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

گورداسپور والے مقدمہ میں جو مولوی کرم دین بھین کی طرف سے آپ پر ہوا تھا بعض اوقات ایسے ایسے نازک اوقات بھی آ گئے کہ خواجہ صاحب مرحوم و دیگر احباب رو رو پڑے اور پریشانی کی حالت میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ... اور عرض حال کیا لیکن آپ ہمیشہ یہی فرماتے کہ خواجہ صاحب خدا کے لئے بھی کوئی خانہ خالی رہنے دو۔ اگر مقدمہ میں سب حالات ہمارے ہی موافق ہوں۔ تو لوگ سمجھیں گے۔ کہ مرید قانون دان تھے مقدمہ قانونی ہیرپھیر سے جیت لے گئے۔ حالات ہمارے خلاف ہونگے۔ تو خدا کی نصرتوں کا بھی پتہ لگے گا۔ غرضیکہ احباب روتے آتے تھے اور ہنستے ہوئے رخصت ہوتے تھے۔

کوہ وقاری اور خود اعتمادی

ابتدائی ایام میں دہلی جب حضرت تشریف لے گئے۔ تو جامع مسجد دہلی کے ایک در میں حضور مع اپنے چند احباب کے بیٹھے ہوئے تھے اور ساری مسجد مخالفوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور مولویوں کی اشتعال انگیز تقریروں نے لوگوں کو اس قدر مشتعل کر رکھا تھا۔ کہ لوگ اچھل اچھل کر سامنے آتے اور بڑے گستاخانہ لہجہ میں آوازے کستے اور قریب تھا کہ قتل کر دینے کے لئے اوپر آ پڑیں۔ ایسی خطرناک حالت میں مولوی عبدالکریم مرحوم کی زبان سے نکلا۔ کہ حضرت اشتعال بہت بڑھ گیا ہے۔ آپ نے اسی کوہ وقار تحمل اور بشاش اور تبسم ریز چہرہ کے ساتھ مولوی عبدالکریم مرحوم کو دیکھا۔ اور نہایت اطمینان سے فرمایا۔ کہ "مولوی صاحب مُردے زندہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"۔ اسی مضمون کو حضرت نے اشعار میں بھی بیان فرمایا ہے۔ جو آج میں ان تمام شور و غل مچانے والے مخالفوں کو حضرت کی زبان سے سناتا ہوں۔

بشنوید اے مردگان! من زندہ ام!!
اے شبانِ تیرہ! من تابندہ ام!
کس ز رازِ جانِ من آگاہ نیست
عقل شاں را تا درِ ما راہ نیست
آنکہ از یک قطرہ انسانے کند
وز دو مشتِ تخم بستانے کند
نطفہ را دُرّے درخشاں مے دہد
سنگ را لعلِ بدخشاں مے دہد
چوں منے را گر مسیحائے کند
یا گدا را شہنشائے کند
نیست از فضل و عطائے او بعید
کور باشد ہر کہ از انکار دید

الہامات حضرت مسیح موعودؑ

(از جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب احمدی بی۔ اے۔ جالندھر)

اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ہر صدی کے سر پر حفاظت اسلام کیلئے مجدد مبعوث فرماتا ہے۔ اسی سنۃ اللہ کے ماتحت اس صدی میں حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے۔ جو اصول دیگر مجددین کی شناخت کے ہیں ان ہی کے مطابق حضرت مرزا صاحب کی شناخت ہو سکتی ہے۔ مخالفین جو اعتراضات حضرت صاحب پر کرتے ہیں۔ وہ سراسر غلطی اور نافہمی پر مبنی ہیں غرض صرف حق کی مخالفت ہے۔ ورنہ یہ اعتراضات ایسے ہیں کہ اس طریق پر تمام مجددوں کے دعاوی کو صحیح ثابت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور اگر مجددین کا سلسلہ غلط ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام روحانیت سے خالی ہے۔

افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی شناخت کے لئے مخالفین اصول حقہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور خود ساختہ باتوں سے آپ کو پرکھنا چاہتے ہیں اور ایسے اعتراضات کرتے ہیں جن کی زد باقی مجددین اور اولیاء اللہ پر بھی پڑتی ہے۔ ان اعتراضات میں سے جو حضرت مرزا صاحب پر مخالفین کی طرف سے ہوئے ہیں ایک اعتراض آپ کے الہامات کے متعلق بھی ہے۔ بارہا ان کے شافی و مسکت جواب دئے جا چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس اعتراض کا اعادہ ہوتا رہتا ہے۔ میں اس وقت اپنی طرف سے اس کا کوئی جواب نہیں دیتا۔ مرزا حیرت دہلوی مرحوم کی رائے الہامات اولیاء اللہ کے متعلق ان کی کتاب مقدمہ تفسیر الفرقان اردو مطبوعہ مطبع نظامی دہلی سے نقل کرتا ہوں۔ وہ اپنی تفسیر کے صفحہ ۱۳۳ پر لکھتے ہیں:۔

"ہمارے شاہ صاحب (یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی) نے ایک اور عجیب و غریب الہام اپنا تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے: بسرم در داد ند کہ این تقریر را بمردم برسان کہ این فقیر السنۂ شتّٰی دارد بیک لسان ولی اللہ بن عبدالرحیم است و بدیگرے انسان است و بدیگرے نامی و بدیگرے جسم و بدیگرے جوہر و بلسان آخر ست و باعتبار لسان ہم جرم و ہم شجر ہم فرس ہم فیل و ہم غنم۔ تعلیم اسماء آدم را من بودم و آنچہ بنوح طوفان شد و سبب نصرت او شد من بودم و آنچہ برابراہیم گلزار گشت من بودم۔ توریت موسیٰ من بودم۔ احیاء عیسیٰ را من بودم۔ قرآن مصطفیٰ من بودم۔ والحمد للہ رب العالمین۔"

آگے چل کر صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں:۔

"اب یہ بات کہ خداوند تعالےٰ اپنے خاص بندوں سے باتیں کرتا ہے نہایت صحیح ہے خدائے تعالےٰ کا اپنے بندہ سے باتیں کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ اس کے عام وہ کام جن میں صلاح و فلاح دین و دنیا مضمر ہے برابر اس کے خیالات کے مطابق پے درپے نتیجہ بخش ثابت ہوتے رہیں ایسے لوگوں کی خود روح القدس مدد کرتی ہے۔ اور ایسی حالت میں جو خیالات ان کے ضمیر میں پیدا ہوتے ہیں وہ محض بتائید روح القدس پیدا ہوتے ہیں۔ اور چونکہ روح القدس کی تائید خدا کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے ان خیالات کو خدا کی طرف سے سمجھ لینا غلطی نہیں ہے۔ تو بھی ہم ان کی عجیب و غریب حالتوں سے انکار نہیں کرتے جن کا بیان بالتفصیل ہمیں بزرگ صوفیوں کی کتابوں میں ملتا ہے اور جن کا مختصر اشارہ حضرت امام غزالیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے کیا ہے۔ آخر الذکر فاضل نے جو یہ لکھا ہے کہ میں سب کچھ تھا میں ہی قرآن تھا میں ہی توریت تھا وغیرہ وغیرہ یہ باتیں گو بظاہر ناممکن الوقوع ہوں گی مگر غور کرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ دل میں ایسی باتوں کا ظہور ہونا علو روحانیت کی دلیل ہے اور ہمیں ان الفاظ پر بھی تعجب نہ کرنا چاہیئے۔ انسان کی اصلی حقیقت سے کہ فطرت نے اس میں کیا کیا جوہر پوشیدہ کئے ہیں ہنوز کوئی واقف نہیں ہوا ہے نہ علوم قدیمہ سے اس کا پتہ لگ سکا نہ علوم جدیدہ نے ان جوہروں کے پتہ لگانے میں کامیابی حاصل کی۔ ممکن ہے کہ صدہا برس گزرنے کے بعد شاید ان چھپے جوہروں تک کوئی پہنچ سکے۔ فی الحال ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ موجودہ فلسفہ کے پیلو پر انسان کی بابت کچھ بحث کریں جس سے یہ اندازہ ہو جائیگا کہ صوفیائے عجائبات قلبی کا جو بیان کیا ہے اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہیں کیا۔ عقل جان سکتی ہے کہ وہ بیان محض محدود اور معینہ الفاظ کے دائرہ سے نہیں نکل سکتے اور الفاظ کی یہ کیفیت کہ ان سے ہم کوئی معمولی حالت ضمیری بھی نہیں بیان کر سکتے پھر ہم کیونکر بزرگان دین صوفیائے کرام کی اس گوناگون قلبی حالت کو سمجھ سکتے ہیں جو انہوں نے بیان کی ہے۔ بہرحال ہمارے ذیل کے بیان سے جو ہم انسان کی بزرگی کا کریں گے ایک حد تک ان عجیب و غریب اقوال اور عجائبات قلبی کی جو بظاہر طور پر قابل مضحکہ سمجھے جاتے ہیں تصدیق ہو جائے گی اور سمجھ میں آ جائے گا کہ انسان کی بزرگی خیال سے بھی بلند ہے، اور اس کی کسی ایسی صفت پر جو اپنی سمجھ میں نہ آئے۔ خندہ زنی کرنا ناجائز اور خلاف عقل ہے۔"

پھر صفحہ ۱۴۲ پر لکھتے ہیں:۔

"ان کل آیتوں سے صاف طور پر یہ پایا جاتا ہے کہ غیر نبی کے پاس بھی وحی آتی ہے یہاں تک کہ روح القدس یا حضرت جبرائیل انسان کی صورت بن کے بی بی مریم کے پاس آئے حالانکہ وہ نبی نہ تھیں۔ ہم ملائکہ کی بحث میں یہ ثابت کر آئے ہیں کہ روح القدس یا حضرت جبرائیل کی خصوصیت انبیاء کے لئے نہیں ہے بلکہ روح القدس یا حضرت جبرائیل کی تائید ہر ایک بندہ کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ خیال کہ دنیا پر روح القدس یا جبرائیل کا آنا بند ہو گیا محض غلط ہے بغیر روح القدس کی تائید کے ایک لمحہ بھی انتظام دنیا اور نظام کائنات قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ عادت خداوندی ہے کہ اس نے اپنے نیک بندوں سے روح القدس کی تائید کا وعدہ فرمایا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہادی برحق حضور انور احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے نیک افراد کو بنی اسرائیل کے انبیاء سے فضیلت دی ہے۔"

الہام کے بارے میں مرزا حیرت صاحب مرحوم نے جو نظریہ قائم کیا ہے اس میں کچھ خامیاں بھی ہیں لیکن چند باتیں واضح ہیں کہ بزرگان دین کو ایسے الہامات ہوئے ہیں جن کے الفاظ عوام الناس کو بوجہ اپنی کم علمی کے قابل اعتراض معلوم ہوتے ہیں۔ صوفیائے کرام نے اپنے علوِ شان کے متعلق بہت کچھ کہا ہے۔ امت محمدیہ کے نیک افراد کو بنی اسرائیل کے انبیاء پر بھی فضیلت ہے۔

اگر اس قسم کی باتیں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں لکھا ہو تو وہ کیوں قابل اعتراض قرار دی جاتی ہیں؟ جو جواب بزرگان دین کے متعلق ہو سکتا ہے وہی حضرت مرزا صاحب کے لیئے ہے۔ ایک حق بین انسان کا فرض ہے کہ انصاف کے ساتھ اپنے ذہن کو تعصب سے خالی کر کے ان باتوں پر غور کرے۔

اے میرزا قربانِ تو

(جناب حسن از مانگھو ول)

اے عیسیٰ موعودِ حق اے مہدیِ مسعودِ حق | اے حامد و محمودِ حق اے میرزا قربانِ تو
اے مہبطِ وحیِ خدا اے آیتِ فضلِ الٰہ | اے نائبِ خیر الوریٰ اے میرزا قربانِ تو
اے مہرِ صدق و صفا اے آفتابِ اتقیا | اے نورِ چشمِ مصطفیٰ اے میرزا قربانِ تو
ذاتِ تو فخرِ اولیا الاریب ظلِ انبیا | اے پیکرِ نورِ خدا اے میرزا قربانِ تو
اے قطبِ دینِ مبیں اے حامیِ شرعِ مبیں | اے حجۃ اللہ بر زمیں اے میرزا قربانِ تو
اے صدرِ بزمِ آخریں محبوبِ ربُّ العالمیں | اے خاتمِ دیں را نگیں اے میرزا قربانِ تو
اے رہبرِ راہِ یقیں اے محرمِ اسرارِ دیں | اے مطلعِ انوارِ دیں اے میرزا قربانِ تو
اے مخزنِ لطف و عطا اے معدنِ جود و سخا | اے چشمۂ علمِ ہدیٰ اے میرزا قربانِ تو
اے شمعِ بزمِ عارفاں اے سرگروہِ عاشقاں | اے راہنمائے گمرہاں اے میرزا قربانِ تو
اے قلبِ تو عرشِ بریں اے روحِ تو سدرہ نشیں | اے مصطفیٰ را جانشیں اے میرزا قربانِ تو
اے عشقِ تو ایمانِ من اے دردِ تو درمانِ من | بر تو تصدق جانِ من اے میرزا قربانِ تو
من عاشقِ زارِ توام مشتاقِ دیدارِ توام | ہر دم طلبگارِ توام اے میرزا قربانِ تو

این است بس کامِ دلم جانم فدا بر تو کنم
اے وقفِ راہت این سرم اے میرزا قربانِ تو

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(بقیہ صفحہ ۲۲)

کر کے نہایت مسرت ہوئی۔ کہ اس انجمن کے ارکان اور عامۃ المسلمین کے درمیان توحید و رسالت کے متعلق کوئی فرق نہیں اور یہ چیز چونکہ میرے نزدیک اساسی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے میں اس کو بہت اہمیت دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ جو تبلیغی کام اس عقیدے کے ماتحت کیا جائیگا۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی پر منتج ہوگا۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس انجمن کی کارگزاریوں میں برکت دے۔

جناب مولٰینا عبدالماجد صاحب۔ دریاآبادی

مدیر اخبار "صدق" لکھنؤ

ولادت مسیحؑ، وفات مسیحؑ، ظہور مسیح موعود وغیرہا مسائل میں ہمارا آپ کا اختلاف واضح و ظاہر ہے۔ لیکن جو عام خدمات اسلامی آپ کی جماعت جس ہمت و سرگرمی، جوش و انہماک کے ساتھ انجام دے رہی ہے ان کی داد نہ دینا ظلم ہے۔ اور داد کیا معنی مجھے تو بار بار رشک آ چکا ہے یورپ و امریکہ میں تبلیغ اسلام کی کوششیں آپ کے امیر جماعت کا انگریزی ترجمۂ قرآن۔ اردو تفسیر قرآن، سیرت خیر البشر، تاریخ خلافت راشدہ، مقام حدیث وغیرہ متعدد انگریزی و اردو تصانیف نیز خواجہ صاحب (مرحوم) کا اسلامک ریویو ان سب کے ذریعہ سے انگریزی خوانوں تک جو روشنی پہنچ رہی ہے۔ اس کے فیض سے کوئی واقف کار کیسے انکار کر سکتا ہے۔ اللہ ہم کو، آپ کو، سب کو اپنے دین کا سیدھا راستہ دکھائے۔ اور اس کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

جناب مولٰینا غلام رسول صاحب مہر

مدیر روزنامہ "انقلاب" لاہور

احمدیہ جماعت لاہور سے بعض خاص امور اختلاف کے باوجود میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی وسیع دینی و ملی خدمات کا ہمیشہ معترف و مداح رہا ہوں۔ غیر مسلموں کے مقابلے میں اسلام کی حفاظت، غیر مسلم ممالک و مراکز میں مستقل تبلیغی ادارت کا قیام، مختلف حلقوں کی ضروریات کے مطابق موزوں و مناسب مبلغین کی تیاری ان میں سے ہر کام اتنا اہم اتنا ضروری اور اس درجہ لازم ہے۔ کہ ہر درد مند مسلمان کو اس کی یکیائی پر زیادہ سے زیادہ خوش ہونا چاہیئے۔ خواہ ایسے کام انجام دینے والی جماعت سے بعض مذہبی امور میں کتنا ہی اختلاف ہو اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام تو یہ سب کام بیک وقت انجام دے رہی ہے۔ . .

. . . . میری دلی آرزو ہے کہ انجمن کی ان مفید مذہبی و ملی خدمات کا دائرہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہو جائے اور تمام اسلامی انجمنیں اور جماعتیں اسی استقلال و سرگرمی سے مسلمانوں کی اصلاح و ترقی اور دین کی حفاظت و اشاعت کو اپنا شعار بنا لیں۔

جناب مولٰینا عبدالمجید صاحب سالک

مدیر روزنامہ "انقلاب" لاہور

احمدیوں سے کسی کو عقائد کے معاملے میں کتنا ہی اختلاف ہو۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ہندوستان اور بیرون ہند کے ممالک میں اسلام اور شارع اسلامؐ کے خلاف شائع ہونے والی غلط بیانیوں کی اصلاح و انسداد اور تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جس قدر عظیم الشان کام کیا ہے۔ اس کا اعتراف ہر منصف مزاج انسان کو کرنا پڑتا ہے۔ اس انجمن کے صدر محترم حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے علم و متانت کے پیکر اور دیانت کے مجسمے ہیں

جماعت احمدیہ لاہور کی دینی و علمی خدمات

کے متعلق مسلم اکابر کی آرا

عالی جناب ہز ہائینس نواب صاحب ریاست مانگرول (کاٹھیاواڑ)

آپ کی انجمن نے جو اسلامی تبلیغی خدمات انگلینڈ و جرمنی وغیرہ ممالک میں انجام دی ہیں اور دے رہی ہے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ ان کے نتائج محتاج بیان و تعریف نہیں ہیں۔ . . . . . آپ کی انجمن کے جو افراد ہیں وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ایسے مستعد اور مستقل ہوتے ہیں۔ کہ شاید یہ بات ہند کی دوسری انجمن کے افراد کو کم حاصل ہو گی۔ بہر حال میری رائے تو یہ ہے۔ کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کی خدمات کو آپ کی انجمن جس تندہی محنت جانفشانی اور عمدہ طریق پر انجام دے رہی ہے۔ وہ ہر مسلمان کے لئے باعث تشکر و مبارکباد ہے۔ چنانچہ آپ کی انجمن کے جملہ افراد کو ان کی اسلامی خدمات پر مبارکباد دیتا ہوں۔

سر شیخ عبد القادر صاحب بالقابہ ممبر کونسل آف انڈیا لندن

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ایک عرصہ سے اشاعت مذہب کے متعلق بیش بہا خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس کے سب سے بڑے رکن اور صدر جناب مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ہیں۔ جنہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ شائع کر کے انگریزی خواں دنیا کو ممنون احسان کیا ہے۔ آپ ایک ایسے بزرگ ہیں جنہیں اسلام سے سچی محبت ہے اور اہل اسلام بلا لحاظ فرقہ و ملت ان کی بے لاگ خدمات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی قدر کرتے ہیں۔ . . . . اس جماعت نے بیرونی ممالک میں اس اشاعت کو فرقہ وارانہ خیالات سے الگ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اور اسلام کی ایسی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی ہے جسے ہر فرقہ کے مسلمان پہچان سکیں۔

جناب کرنل ڈاکٹر سر حسان سہروردی چیف میڈیکل آفیسر

(ای۔ آئی۔ آر۔ اینڈ ای۔ بی۔ آر۔ کلکتہ)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی دینی خدمات کا میں عرصہ سے معترف ہوں اگرچہ چند متعصب ملاؤں کے کفر کے فتوے سننے میں آئے ہیں۔ . . . . . میرے خیال میں انجمن نے جو خدمات اسلامی انجام دی ہیں اور جو کام کر رہی ہے۔ وہ نہایت ہی قابل قدر ہے۔

مصور فطرت جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

احمدیہ جماعت لاہور کی خدمات اسلام کا مجھے عرصہ دراز سے اعتراف ہے۔ اگرچہ میں اس جماعت کے ان عقائد کو تسلیم نہیں کرتا جو میرے عقائد قدیم کے خلاف ہوں تاہم اشاعت اسلام حفاظت اسلام اور تبلیغ اسلام وغیرہ خدمات جو احمدیہ جماعت لاہور انجام دیتی ہے اور دے رہی ہے وہ بے حد تعریف کے قابل ہیں۔ . . . . . . کوئی کچھ ہی کہے۔ میں احمدیہ جماعت لاہور کی نسبت آزادی سے یہ خیال ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اس کا کام اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام اور تبلیغ اسلام کی حد تک بہت پسندیدہ ہے اور مخلصانہ ہے۔

جناب محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمت مذہب و قوم کی جو قدر میرے دل میں ہے۔ وہ قلمبند ہو نہیں سکتی جس طرح اس انجمن نے کئی ایک مغربی ممالک میں اسلام کی تعلیم کا علم بلند کیا ہے۔ اس کو کئی جگہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہوں۔ اس وقت جبکہ سائنس کی نئی روشنی نے مغرب والوں کے دلوں میں مذہب کی طرف سے ہزاروں شکوک پیدا کر دیئے ہیں ایک ایسی اسلامی انجمن کا سچے مذہب اسلام کے آسان اور عام فہم عقائد کو ان ممالک میں لوگوں کے سامنے پیش کرنا ایک بے مثال خدمت اسلام ہے۔ ہر مسلمان بھائی اور بہن کا فرض ہے کہ اس انجمن کی ہر طرح سے امداد کرے

جناب سیّد عبد القادر صاحب ایم۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے قریباً ربع صدی کی مسلسل کوشش اور جدوجہد سے مسلمانوں کے ایک اچھے خاصے طبقے کو جسے جماعت احمدیہ کہتے ہیں منتظم کر کے خدمت اسلام کے لئے کمربستہ کر دیا مگو مرزا صاحب کی وفات کے بعد اس جماعت کے دو حصے ہو گئے ہیں۔ . . . . دونوں جماعتوں کے کام اور طریق کار کا موازنہ کرنے کا یہ موقع نہیں۔ لیکن یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ لاہوری جماعت کی تبلیغی سعی اور علمی خدمت قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی ہمت اور مستعدی کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ کرنے والی ہے۔ . . . . . مرزا غلام احمد صاحب مرحوم نے اپنی عین حیات میں قادیاں کو خطہ یونان بنا دیا۔ اور وہاں سے علم و فضل کے چشمے اُبل اُبل کر نکلتے تھے۔ اور سارے ملک کو سیراب کرتے تھے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی وفات کے بعد تمام چشمے خشک ہو گئے۔ کیونکہ کئی سال سے میں نے وہاں کی کوئی ایسی تصنیف نہیں دیکھی۔ جسے ہم فخر کے ساتھ اسلامی یا غیر اسلامی دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ مرزا صاحب کے لگائے ہوئے باغ کے چند پودے لاہور میں موجود ہیں اور وہ اپنی اپنی تصانیف یا تالیف سے اسلام اور مسلمانوں کی نہایت مفید خدمت کر رہے ہیں۔ . . . . اس جماعت کے کارکن نہایت خلوص اور ایثار کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور اپنی استطاعت سے بڑھ کر خدمت دین میں مصروف ہیں۔ خدا کرے کہ ان کی کوششیں بار آور ہوں اور انہیں اپنے مقصد میں کامیابی یقینی ہو۔

جناب شیخ عظیم اللہ صاحب ایڈووکیٹ سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

میں بلا خوف تردید عرض کرتا ہوں۔ کہ میں دلی مسرت سے آپ کی انجمن کو ان کارناموں کے لئے جو اس نے دیگر ممالک خصوصاً یورپ میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے دائرہ میں دکھلائے ہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اس میدان میں انجمن موصوفہ نے جو نیک مثال پیش کی ہے۔ اس کی جملہ اہل اسلام کو خذ ما صفا و دع ما کدر کے اصول پر تقلید لازم ہے زمانہ حال میں اشاعت اسلام کے لئے جو سرگرمی ایثار اور قربانی احمدیہ جماعت کا دستور العمل رہا ہے۔ وہ تمام دوسرے فرقوں کے لئے سبق آموز ہے۔ . . . . . میری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو اشاعت اسلام کی اس سچی خدمت کے لئے مزید توفیق بخشے اور جزائے خیر و احسن عطا کرے۔

جناب ڈاکٹر ابو الحسن منصور احمد صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی

میں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی کارروائی برلن میں دیکھی ہے۔ اور ایک حد تک لاہور میں بھی اس سے وابستہ رہا ہوں۔ اور میرا خیال یہ ہے۔ کہ جو کوشش اور ہمت اس انجمن نے اشاعت اسلام کے متعلق صرف کی ہے۔ اس کی نظیر آج کل دنیائے اسلام کی کوئی انجمن پیش نہیں کر سکتی۔

جناب ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

میں اس انجمن کی کارگزاری سے کئی سالوں سے واقف ہوں۔ اور اب میں نے اس ٹریکٹ کو بھی دیکھا ہے جو دفتر "پیغام صلح" سے میرے پاس بھیجا گیا ہے۔ اور جس میں انجمن کے عقائد اور اس کی خدمات دینی و علمی درج ہیں۔ مجھے یہ علم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و سیاسیات

(از جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

زندگی کے آخری ایام میں جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد زمان و مسیح دوران میرے مکان پر تشریف فرما تھے اور پیغام صلح لکھ رہے تھے تو ایک روز تنہائی میں مجھ سے فرمانے لگے کہ بعض دوست کہتے ہیں کہ ہم اس رسالہ میں سیاسی حقوق کا بھی ذکر کریں۔ لیکن شاہ صاحب ہم تو مذہبی لوگ ہیں ہمیں سیاسیات سے کیا تعلق۔ ہم تو مذہب ہی سے سکتے ہیں اور مذہب ہی سے سکتے ہیں اور مذہبی حقوق کی بنا پر ہی صلح کر سکتے ہیں۔

چنانچہ پیغام صلح میں جو شرائط صلح آپ نے تحریر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہمارے برادران وطن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا برگزیدہ نبی مان لیں اور قرآن کو خدا کا کلام۔ ہم انکے ہادیوں کو خدا کا کلام مانیں گے اور ان کے رشیوں کی عزت کریں گے۔ ہاں گائے کے گوشت کو حلال سمجھتے ہوئے ہم اپنے وطنی بھائیوں کی خاطر استعمال نہ کریں گے۔

پھر ارشاد کیا کہ اصل بات یہ ہے کہ اب ہندوؤں کے دلوں میں ہمارے نبی کریم صلعم کے متعلق تعصب ہے اگر یہ تعصب کو دور کردیں اور قرآن اور اسلام کا مطالعہ محبت سے کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اسلام کی طرف نہ آئیں۔

لیکن افسوس ہے کہ جہاں حضرت مرزا صاحب کو مجدد کی جگہ نبی بنا لیا گیا اور مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ وہاں ساتھ ہی یہ مذہبی حصہ مسلمانوں کا قادیان کے خلیفہ کے ماتحت اب سیاسیات میں بھی آگے قدم بڑھا رہا ہے۔ کاش یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرید آپ کے مذکورہ بالا ارشاد سے فائدہ اٹھاتے اور اپنے دائرہ عمل کو خدمت اسلام تک ہی محدود رکھتے تو وہ فتنہ جو آج دنیا دار نفس پرستوں کی طرف سے حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ کے خلاف اٹھایا جا رہا ہے۔ یہ نہ اٹھتا۔ اللہ ہمارے حال پر رحم کرے

وہ نبی جس کی نافرمانی نشان ایمان ہے

(از جناب سید امجد علی شاہ صاحب)

حال ہی میں قادیان سے فخر الدین صاحب ملتانی نے کتاب فتاوے احمدیہ مکمل شائع کی ہے۔ جس میں مختلف مسائل پر حضرت مسیح موعودؑ کے فتاوے جمع کئے ہیں۔ ہم اس وقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے کہ حضرت مسیح موعود کے بعض فتاوی مسائل مندرجہ پر کیوں درج نہیں کئے گئے اور اس سے کیا غرض حاصل کرنا مقصود ہے۔ اس وقت ہم صرف ایک امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ اس کتاب کے سرورق پر آیت قرآنی درج کی گئی ہے

ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا

چونکہ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود کے فتاوی ہیں۔ اس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس آیت کو درج کرنے میں حضرت مرزا صاحب کو نبی قرار دینے پر زور دینا مقصود ہے۔ اس رسول کا فرمان جس کی فرمانبرداری کی طرف یہ آیت درج کرکے توجہ دلائی گئی ہے۔ بابت جنازہ غیر از جماعت اشخاص صفحہ ۸۰ پر چھپی ملی ہے۔

(۱۱۸) غیر احمدی کا جنازہ

سوال ہوا کہ جو آدمی اس سلسلہ میں داخل نہیں اس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا اور ہمیں برا کہتا تھا اور برا سمجھتا تھا تو اس کا جنازہ نہ پڑھو۔ اور اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت میں تھا۔ تو اس کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے بشرطیکہ نماز جنازہ کا امام تم ہی سے ہو ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ متوفی اگر بالجہر مکذب اور مکفر نہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ علام الغیوب خدا ہی کی ذات پاک ہے۔ (الحکم ۲۴ راپریل ۱۹۰۲ء کالم ۲۔ البدر ۲۴ ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۹)

اب سوال یہ ہے کہ آیا قادیانی دوستوں کا عمل اس حکم کے مطابق ہے یا جناب صاحبزادہ صاحب کے

"اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تبلیغ نہ پہنچی ہو کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مرچکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھینگے۔"
(الفضل ۶ رمئی ۱۹۱۵ء)

"جس طرح ایک عیسائی بچہ کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔ اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔" (۲۳ راکتوبر ۱۹۲۲ء)

گو حضرت مسیح موعود کے متعدد فتاوی واضح اور کھلے الفاظ میں موجود ہیں۔ مگر وہ سب ترک کردیئے گئے ہیں اور یہ صرف ایک فتوی درج کیا گیا ہے

اب اگر جماعت کا عمل حضرت مسیح موعود کے اس فتوی کے مطابق ہے تو اس کی چند مثالیں بتادی جائیں جن میں اس حکم کے مطابق ان آدمیوں کا جنازہ پڑھا گیا ہو جو سلسلہ میں داخل نہیں۔ تاکہ غلط فہمی دور ہوجائے اور اگر صاحبزادہ صاحب کے فتوے پر ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایمان، تقوی اور نجات کا مدار رسول کی نافرمانی پر ہے

دوسرا سوال یہ ہے کہ کسی حالت میں کسی عیسائی یا مشرک کا جنازہ مسلمان نہیں پڑھ سکتا ہے اور صاحبزادہ صاحب نے عیسائی اور غیر احمدی کو جنازہ کے لئے ایک ہی مقام پر رکھا ہے۔ اس دلیل پر کہ نبی کی پہچان نہ ہونے سے وہ کافر ہوگئے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کے یہ فتوے اس امر پر قطعی حجت نہیں کہ آپ نے نہ کبھی نبوت حقیقی کا دعوی کیا۔ نہ کبھی آپ نے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیا۔ امید ہے کہ کوئی قادیانی بزرگ اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں گے ۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا بائیس ۲۲ سال کا کام

۱۔ ووکنگ مشن یورپ کا سب سے پہلا اسلامی مشن ہے۔ اسی انجمن کے ممبروں کی قربانیوں سے قائم ہوا۔ ۱۹۳۲ء تک اس کے زیر نگرانی کام کرتا رہا۔ اب علیحدہ ٹرسٹ کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔

۲۔ جرمن مسلم مشن ۱۹۲۴ء میں برلن دارالخلافہ جرمنی میں قائم کیا گیا۔ اور قریب ایک سو جرمن مسلمان ہو چکے ہیں۔

۳۔ وی آنا مشن۔ آسٹریا کے دارالخلافہ میں ۱۹۳۴ء کے شروع میں قائم کیا گیا۔

۴۔ جاوا مشن۔ جاوا اور سماٹرا کے ۱/۲ ۵ کروڑ مسلمانوں کو عیسائیت کی دستبرد بچانے کے ۱۹۲۴ء میں قائم کیا گیا۔

۵۔ برلن۔ دارالخلافہ جرمنی میں یورپ کے عین وسط میں ۱/۲ ا لاکھ روپے کے خرچ کی عظیم الشان مسجد بنوائی گئی۔

۶۔ قرآن شریف کا ترجمہ یورپ کی تین زبانوں میں ہو چکا ہے۔ انگریزی میں تیس ہزار کاپی اب تک چھپ چکی ہے۔ ڈچ ترجمہ جاوا مشن کی زیر نگرانی گذشتہ سال شائع ہو چکا ہے اور اس کا نہایت مفید اثر ہوا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جرمن ترجمہ مکمل ہے۔ طبع باقی ہے۔

۷۔ سیرت نبوی کا ترجمہ ذیل کی زبانوں میں ہو چکا ہے، انگریزی، ترکی، البانوی، پولش، اٹالین، جاوی، ملائی، ڈچ، چینی، ہندی، سندھی، بنگالی، گورمکھی، تامل، گجراتی، سیامی، کنا ری

۸۔ متفرق مذہبی لٹریچر تینتیس مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

۹۔ مذہبی اخبار اور رسالے ذیل کی زبانوں میں جاری ہیں انگریزی، ڈچ، جرمن، جاوی۔ اردو

۱۰۔ ہندوستان میں تبلیغی مشن کی بنیاد اسی انجمن نے رکھی اب علیحدہ کام ہو رہا ہے۔ تبلیغ اسلام کا کام مختلف موقعوں پر ہو رہا ہے تین ہزار کے قریب ہندو اور عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔

۱۱۔ دو ہائی سکول قائم کئے گئے ہیں جن میں دینی و دنیوی تعلیم کا بہترین انتظام ہے۔

۱۲۔ دوسرے مذاہب کے متعلق ریسرچ کا کام جاری ہے۔ ویدوں کا ترجمہ اردو میں ایک حصہ ہو چکا ہے۔

۱۳۔ اردو میں ضرورت زمانہ کے مطابق بہترین لٹریچر تیار ہو رہا ہے۔ قرآن کا ترجمہ و تفسیر، صحیح بخاری کا ترجمہ، سیرت و تاریخ اسلامی پر کتابیں تعلیم یافتہ طبقہ میں قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

۱۴۔ بیرونی ممالک سے طلبا کو بلا کر اسلامی تعلیم دی جاتی ہے۔ ٹرینیڈاڈ اور سیام میں اسی انجمن کے تعلیم یافتہ تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ البانیہ کے تین طالب علم اس وقت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۱۵۔ مساکین، بیوہ، یتامیٰ کی امداد کے لئے فنڈ قائم ہے۔ کالجوں اور سکولوں کے طلبا کی بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وظائف سے مدد کی جاتی ہے۔

۱۶۔ قرآن شریف اور سیرت کے انگریزی ترجموں کی ہزارہا کاپیاں مفت لائبریریوں میں جہازوں پر اور بڑے بڑے اشخاص میں تقسیم ہو چکی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔

۱۷۔ مسلمانوں کی مذہبی اور قومی ضروریات کے متعلق ستر لاکھ سے زیادہ صفحات ٹریکٹوں کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔

۱۸۔ سپین مشن کے لئے تیس ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ اور جماعت عنقریب جاوا یا لینڈ میں مشن قائم کر رہی ہے۔

۱۹۔ اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کا کام شروع ہو چکا ہے۔ پونا میں ایک باقاعدہ مشن قائم ہو چکا ہے۔ مغربی اور جنوبی ہندوستان کے دیگر مقامات پر متعدد مشن قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

تحریک احمدیت کے متعلق مغربی مصنفین کی آرا

۱۔ احمدیہ جماعت مسلمانوں کی واحد اور سب سے بڑی جماعت ہے جس کے سامنے خالص تبلیغی کام ہے۔ وہ تحریک احمدیت حقیقتاً ایک اشاعت اسلام کی سوسائٹی بن گئی ہے۔ اگرچہ پرانے خیال کے علما اب تک اسے تنگ کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں (وہبدا اسلام صفحہ ۳۵۳)۔

مسلمانوں میں فرقہ واری کی روح جو عام طور پر سرایت کر گئی ہے، اس میں ایک دلچسپ استثناء احمدی ہیں وہ صرف مذہبی اشاعت پر سارا زور صرف کرتے ہیں اور سیاسیات سے الگ رہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ اس بارے میں موجودہ اسلام میں یہ ایک قابل ذکر گروہ ہے جس کے مقاصد محض تبلیغی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ان کی توجہ زیادہ تر اس بات کی اشاعت میں مرکوز ہے کہ اسلام ہی صرف ایک مذہب ہے جو عقل اور فطرت کے مطابق ہے یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں (مسلم ورلڈ جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۷ پادری کریمر)

اس کو اس کے ماحول سے الگ کر کے دیکھا جاتے تو یہ تحریک صرف ایک زیادہ وسیع الخیال اسلام کے رنگ میں نظر آتی ہے اس خصوصیت کیساتھ کہ اس میں اشاعت کی روح صاف دکھائی دیتی ہے (اسلام ایشدی کراس روڈز صفحہ ۱۰۸)

احمدیہ فرقہ کی تاریخ اس سے بالکل مختلف ہے، جو پنجاب میں پیدا ہوا اور جو ایک حد تک ہاں عیسائی پادریوں کی کارروائیوں کا ردعمل ہے۔ اسلام میں صرف ایک ہی فرقہ ہونے کے لحاظ سے جس نے اسلام کو انگلستان میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ یہ خاص طور پر دلچسپ ہے (صفحہ ۱۹۹)

اس وقت احمدی جماعت دنیا میں سب سے زیادہ اشاعت اسلام کرنیوالی قوم ہے (انڈین اسلام صفحہ ۲۱۷)

احمدیت اس بات کا فیصلہ کر چکی ہے کہ پیغمبر کے کیریکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک ثابت کرے" (انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰)

۲۔ احمدیت عیسائیت کے مقابلہ پر کھڑی ہے اور عیسائیت کے خلاف جارحانہ کارروائی کر رہی ہے اس کے پیرو تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے عیسائی عقائد کے مقابلہ سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوتے (وہبدا اسلام صفحہ ۱۰۸)

ان میں ایسا اخلاص اور جوش اور ایثار پایا جاتا ہے جو سچائی کے ساتھ قابل تعریف ہے باوجودیکہ وہ دق کرنیوالے اور سخت جارحانہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں (پادری کریمر رسالہ مسلم ورلڈ جلد ۳۱)

"یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرنے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنی سخت جارحانہ کارروائی میں وہ عیسائیت سے وہی سلوک کرتے ہیں جو اکثر اوقات میں عیسائیت نے اسلام سے کیا ہے۔ (پادری کریمر مسلم ورلڈ جلد ۲۱ صفحہ ۱۷)

"دوسری قوموں میں عیسائیت کے خلاف نئے سے نیا اور نہایت جارحانہ پروپیگنڈا پاتے ہیں۔ جو کبھی دنیا میں پیدا ہوا ہو۔ اور یہاں سے ایک عالمگیر نظام بیرونی مشنوں کا قائم کیا گیا ہے۔ (انڈین اسلام صفحہ ۲۳۹)

اس قسم کی تحریکات جیسے احمدیت ہے اپنی مضبوط اخلاقی طاقتوں اور گہرے مذہبی خیالات کے ساتھ ایک خاص اثر ان حدود سے آگے نکل کر ڈال رہی ہیں جو اب تک اسلام کی حدود سمجھی جاتی تھیں۔ (وہبدا اسلام صفحہ ۳۱۹)

اس تحریک کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اس نے موجودہ حالات کے مطابق ایک نیا علم کلام بھی پیدا کر لیا ہے۔ جو اگرچہ ابھی تک مغربی دلائل کی اصطلاحات پر پیوستہ طور پر قادر نہ ہوا ہو تاہم ایسا نہیں کہ اپنی طرف توجہ کو نہ کھینچ لے (وہبدا اسلام صفحہ ۳۴۳)

"اسے احمدیت کو یقین ہے کہ یہ مغربی اقوام کو رہبل کر سکتی ہے ایسی اپیل جو اس وقت ...

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کیلئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنے فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے۔ اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں۔ اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں۔ اور بنی نوع انسان کی بھلائی کیلئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کیلئے بطور باپوں کے بن جائیں۔ اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کیلئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔ اور تمام کوشش اس بات کیلئے کریں کہ ان سے عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت بہتا ہوا نظر آئے۔

دس شرائط بیعت

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

۱۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

۲۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد و بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

۳۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔

۴۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

۵۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر و یسر اور نعمت و بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

۶۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آئے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

۷۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

۹۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔

۱۰۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہ پائی جاتی ہو۔

خلاصہ تحریکِ احمدیت

علمی رنگ میں

۱۔ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ جس کے کامل پیرووں کو اللہ تعالیٰ اپنی ہمکلامی کا شرف عطا فرماتا ہے۔

۲۔ اسلام کامل وحدت کا مذہب ہے۔ جس کے پیرو سب بھائی بھائی ہیں اور کوئی شخص کسی اختلاف کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے۔

۳۔ اسلام کامل وسعت کا مذہب ہے۔ جو تمام نسل انسانی کی وحدت کو اور ہر قوم کے اندر نبیوں کے آنے کو تسلیم کرتا ہے۔

۴۔ اسلام ایک فاتح مذہب ہے جو تمام مذاہب پر غالب آئے گا اور جس کے اصول [illegible] دنیا میں قبولیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔

۵۔ اسلام ایک علمی مذہب ہے۔ اور اس کے اصول اور فروع علم اور عقل کے مطابق ہیں۔

۶۔ اسلام میں اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور جونئی ضروریات مسلمانوں کو پیش آئیں ان کا حل بذریعہ اجتہاد ہوتا رہے گا۔

۷۔ قرآن شریف شریعت اسلام کا اصل اور غیر تبدیل ماخذ ہے اور مسلمانوں کی زندگی کا اصل سرچشمہ ہے اور سب سے بلند مقام رکھتا ہے۔ حدیث قرآن کے ماتحت ہے۔ اور فقہ یا اجتہاد ائمہ قرآن وحدیث کے ماتحت ہے۔

۸۔ قرآن شریف قیامت تک نسل انسانی کی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اس کی کوئی آیت نہ پہلے کبھی منسوخ ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔

۹۔ قرآن شریف عظیم الشان روحانی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اپنی روحانی طاقت سے قلوب کو فتح کرتا ہے۔ اپنی فتوحات کیلئے تلوار کا نہ یہ کبھی پہلے محتاج ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔

۱۰۔ قرآن شریف تمام مذہبی صداقتوں کا جامع ہے۔ تمام مذہبی مسائل پر اعلیٰ درجہ کی روشنی ڈالتا ہے۔ مذہبی مسائل پر نہ صرف تمام دعاوی کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے۔ بلکہ ہر دعوے کے دلائل بھی پیش کرتا ہے۔

۱۱۔ محمد رسول اللہ صلعم تمام انبیاء کے کمالات کو اپنے اندر جمع رکھتے تھے۔ اس لئے یہ امت کسی دوسرے نبی کی تابع نہ پہلے ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔

۱۲۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا مجدد ہر صدی کے سر پر آتے رہیں گے تاکہ غلطیوں کو دور کرکے مسلمانوں کو سیدھی راہ پر ڈالیں اور محدث اولیاء ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوگا۔

عملی رنگ میں

۱۔ دنیا کی تمام قوموں کے مذہبی پیشواؤں اور کتب مقدسہ کا احترام کیا جائے۔

۲۔ تمام اصحاب رسول اللہ صلعم، تمام آئمہ (خواہ وہ کسی فرقہ کے ہوں) تمام اولیاء تمام مجددین کا احترام کیا جائے۔

۳۔ تمام اسلامی فرقوں کو ایک درخت کی مختلف شاخیں سمجھا جائے۔ قرآن اور رسول پر سب کا اجتماع ہے۔ خواہ فروع میں کتنے بھی اختلاف ہوں۔

۴۔ احکام شریعت کی تابعداری اور شعائر اسلامی کا احترام کیا جائے۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو کلی طور پر قبول کرکے ہر ایک رسم رواج سے اجتناب کیا جائے۔

۵۔ تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی رکھی جائے۔ خواہ کسی مذہب کسی ملک کسی قوم کے لوگ ہوں۔

۶۔ ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھ کر بحدِ طاقت اس کی مدد کی جائے۔

۷۔ خدمتِ دین، امام وقت اور مجدد کے ساتھ ہو کر اس کے حکم کے مطابق کی جائے۔ قوم کے اندر سے ہر ایک غلطی کی اصلاح کے لئے ایمانی جرأت سے کام لیا جائے۔

۸۔ اسلام۔ اسلام کی کتاب، اسلام کے پیغمبر پر جو حملے ہوں۔ ان کا دفاع کیا جائے۔ اور اپنے آپ کو اسلام کے محافظ فوج کی حیثیت دی جائے۔

۹۔ تبلیغ اسلام میں اپنے آپ کو ایک مجاہد فی سبیل اللہ سمجھا جائے۔ اور خدا کے کلام کو اور پیغام اسلام کو دنیا کی تمام قوموں تک پہنچایا جائے۔

۱۰۔ اپنے وقت اور اپنے اموال کا کم سے کم ایک حصہ دین کی حفاظت اور اشاعت کے لئے وقف کیا جائے۔

۱۱۔ خدا کے دین کیلئے ہر قسم کی مصیبت اور تکلیف اور ذلت کو خوشدلی سے برداشت کیا جائے۔

۱۲۔ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے۔

رسول خدا کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہو۔
دینِ اسلام کی غیرت تمام غیرتوں پر فائق ہو۔
امت محمدیہ کی خیر خواہی تمام خیر خواہیوں سے بڑھ کر ہو۔

جلد ۲۴ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۶ء — نمبر ۳۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو

اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدے کر رہے ہو۔ اور تمہارے تمام اوقات عزیز دنیا کی جق جق بک بک میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اٹھانے کی فرصت نہیں کبھی تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے! کہاں ہے تم میں انصاف! کہاں ہے تم میں امانت! کہاں ہے تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمہیں قرآن بلاتا ہے تمہیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے کبھی تمہارے دل میں نہیں گزرتا۔ کہ اس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اس قیوم حقیقی سے رکھا ہُوا ہی نہیں۔ اور اس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم اڑوگے کہ ہرگز ایسا نہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہیں شرمندہ کرتا ہے جبکہ وہ تمہیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں اگرچہ تم اپنی دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری عاقبت ... تمہاری حکمت ... تمہاری دوراندیشی، صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے۔ اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ جس کی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔ تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو۔ جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہو۔ مگر وہ دوسرا عالم جس کی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا۔ (فتح اسلام)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) مومن صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر کچھ شک نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یہی صادق ہیں (الحجرات ۴۹ : ۱۵)

(۲) اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور بدیاں کو مٹاتا ہے اور وہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو (الشوریٰ ۴۲ : ۲۵)

(۳) سن رکھو اللہ کیلئے ہی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ جانتا ہے جس (حال) پر تم ہو اور جس دن اس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو وہ انہیں اس کی خبر دیگا۔ جو وہ کرتے تھے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے (النور ۲۴ : ۶۴)

حدیث شریف

(۱) نرمی جس میں ہو اسے زینت دیتی ہے اور جس میں نہ ہو اس کی شان گھٹاتی ہے۔ (مسلم - ابو داؤد)

(۲) انسان پرہیزگاری کی حقیقت کو نہیں پہنچتا جب تک وہ اس چیز کو نہ چھوڑ دے جس میں کوئی شبہ ہو اس خیال سے کہ مشتبہ چیز سے بچ جائے۔ (ترمذی)

(۳) رات کو اٹھنا نیکبخت لوگوں کا طریقہ تھا جو تم سے پہلے گذرے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور آدمی گناہوں سے رکتا ہے یہ بداعمالیوں کا کفارہ ہے اور جسم کے نقصان کو دور کرتا ہے (ترمذی)

(۴) جب دو شخص ایک ہی وقت میں دعوت (کا پیغام) دیں۔ تو ان میں سے نزدیک تر دروازے والے کی قبول کرو کیونکہ وہ نزدیک تر ہمسایہ ہے اور اگر ان میں سے کوئی پہل کرے تو پہل والے کی قبول کرو۔ (ابو داؤد)

مکتوب برلن

برلن مشن کے ماہ اپریل کے اجتماعات

(از مرزا عزیز الرحمان صاحب سابق امام مسجد برلن)

ماہ اپریل ۱۹۳۶ء میں جرمن مسلم سوسائٹی برلن کے حسب معمول دو اجلاس ہوئے۔

مورخہ ۳ - اپریل بروز جمعۃ المبارک جناب امین بوسفلڈ (جرمن مسلم) صاحب کا لیکچر بعنوان "بنی نوع انسان کی ترقی کا راز محض اسلام میں ہی مضمر ہے" ہوا۔ صاحب موصوف سوسائٹی ہذا کے پریزیڈنٹ ہیں آپ کچھ عرصہ مصر میں رہے اور عربی زبان پر قدرت ہونے کی وجہ سے قرآن کریم سے کافی واقفیت رکھتے ہیں آپ نے مختصر طور پر اسلام کے اصولوں پر بحث کی اور بتایا کہ موجودہ عیسائیت عملاً مغرب میں ناکام ہو چکی ہے جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ عیسائیت روزمرہ کے ضروری قوانین کے سلسلہ میں بالکل خاموش ہے۔ اسلام نے انسان کے لئے عملی تجاویز پیش کیں جو ہر زمانہ میں ہر شخص کے لیے مشعل ہدیٰ کا کام دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بتایا کہ اسلام سوسائٹی کا مذہب ہے۔ اور اس کا ہر اصول اپنے اندر سوشل پہلو رکھتا ہے۔

آپ نے نماز - روزہ - زکوٰۃ اور حج کا فلسفہ بیان فرمایا اور واضح کیا کہ اسلام میں انفرادی بلندی کا نصب العین اجتماعی ترقی ہے ازاں بعد آپ نے حاضرین کی توجہ دو ضروری اور اہم امور کی طرف منعطف کرائی۔ ایک تو عورت کی حیثیت اور دوسرے شراب کی لعنت۔ آپ نے بتلایا کہ اسلام نے تو تعدد ازدواج کی اجازت محض چند وجوہ کی بنا پر دی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ موجودہ زمانہ میں یورپ میں خاص طور پر تعدد ازدواج ایک اصول ہونا چاہیئے تھا۔ آپ نے کہا کہ یورپ میں عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ ہیں۔ اگر ہر عورت کو قدرتی طور پر یکساں حقوق حاصل ہیں جیسا کہ ہر مغربی عورت کہنے کو تو منہ سے ہر روز کئی بار بھی کہتی ہے تو میں اس ہر عملی تجویز پر لبیک کہوں گا جو اس مسئلہ کا خاطر خواہ حل بتائے۔

میری نظر میں تو صرف دو ہی راہیں کھلی ہیں - یا تو زائد عورتیں بدکاری کی زندگی بسر کریں جیسا کہ بدقسمتی سے اکثر دیکھنے میں آتا ہے اور یا معزز طور پر کسی مرد کی رفیقہ حیات بنیں۔ آپ نے بتلایا کہ اسلام نے عورت کا مرتبہ اس قدر بلند کیا ہے اور اسے اس قدر حقوق دیئے ہیں کہ موجودہ "مہذب" یورپ بھی آج تک ایسا کرنے سے قاصر رہا۔ یہ ممکن ہے کہ بناوٹ اور ظاہر طور پر عورت کی قدر مغرب میں کافی ہو لیکن اگر ہر مرد اور ہر عورت کچھ عرصہ نیک نیتی سے دل ہی دل میں غور کریں تو یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے گا کہ ان میں سے ہر ایک دھوکہ میں ہے۔ آپ نے کہا کہ میں مغربی نژاد ہوں اور مغرب کی زندگی اور اس کی سوسائٹی سے کلیتہً واقف ہوں اور شخصی تجربہ کی بنا پر میں یہ کہہ رہا ہوں۔ اور میرا یہ خیال ہے بلکہ مجھے کامل یقین ہے کہ مغرب میں ہر شخص کا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یہی تجربہ ہے۔

شراب کے سلسلہ میں فاضل مقرر نے بتلایا کہ شراب کے نقائص اس قدر اظہر من الشمس ہیں کہ ان پر کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ذرا شفاخانوں اور پاگل خانوں کے حالات معمولی نظر سے ہی دیکھیں تو شراب کی لعنت کے ہولناک نتائج نظر آ سکتے ہیں۔ لاکھوں شریف گھرانوں کی تباہی - کروڑوں بیگناہ عورتوں کے آنسو اور لاتعداد یتیم اور غریب بچوں کی آہ و زاری - یہ سب زبانِ حال سے شراب کی تباہ کاریوں کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ اسلام کا بنی نوع انسان پر کتنا عظیم الشان احسان ہے کہ اس نے آج سے چودہ سو سال پیشتر انسانیت کے اس دشمن کا قلع قمع کر دیا۔

مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۶ء کو برلن مسجد کے ملحقہ مکان میں "دعوت چائے" کا جلسہ ہوا۔ اس موقعہ پر جناب ڈاکٹر ہاول صاحب نے جو بہت عرصہ ایران میں رہے ہیں - چند ایرانی شعراء کے حالاتِ زندگی اور ان کے کلام سے حاضرین کو مستفید فرمایا۔ خاکسار سے بھی کہا گیا کہ میں ہندوستانی اشعار سناؤں چنانچہ خاکسار نے علامہ اکبر الہ آبادی مرحوم اور ڈاکٹر سر اقبال کے چند اشعار متعلقہ یورپ حاضرین کی خدمت میں پیش کئے اور ان کا ترجمہ بزبان المانی سنایا - حاضرین نے ایرانی اور ہندوستانی اشعار کو بے حد پسند کیا۔

ہر دو جلسوں میں حاضرین کی تعداد معقول تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ | یوم دوشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ہجری | نمبر ۳۶

معاندین سلسلہ کی ایک افسوسناک حرکت

سیرت النبیؐ کے جلسہ میں فساد برپا کرنیکی کوشش

معاندین احمدیت کا جنون مخالفت اب ناقابل برداشت حد تک ترقی کر چکا ہے اور ان سے ایسے افعال سرزد ہو رہے ہیں جو اسلام اور مسلمان قوم کے لئے باعث رسوائی اور انسانیت کی بدترین توہین ہیں جب یہ لوگ خدمت اسلام کے نام پر اخلاق سوز اور بازاری حرکتیں کرتے ہیں تو ان کو دیکھکر غیر مسلموں پر جو اثر ہوتا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

۳ر جون کو مقامی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن نے ریلوے چنگڑ محلہ لاہور میں ایک پبلک مقام پر سیرت النبیؐ کے جلسہ کا اعلان کیا اس پر معاندین سلسلہ کی رگ مخالفت پھڑک اٹھی۔ جب ہمارے احباب وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ سرکار دوجہان کے ذکر مبارک کو روکنے کے لئے بازاری آوازے کسے گئے۔ اخلاق سوز گیت گائے گئے۔ گالیاں دی گئیں دل آزار باتیں کی گئیں کیا کوئی غیر مسلم بھی حضرت نبی کریم صلعم کا ذکر مبارک کرے۔ حضورؐ کے واقعات زندگی سنائے تو مسلمانوں کو سکون کامل اور شکر گزاری کے جذبات کیساتھ سننا چاہیئے۔ لیکن یہاں کلمہ گو حضورؐ کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور اسلام کے نام لیوا شور مچا دیتے ہیں اور اس ذکر مقدس کو گالیوں اور آوازوں کے شور اور زندہ باد اور مردہ باد کے نعروں میں گم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ مسلمان قوم کی انتہائی بدبختی نہیں تو اور کیا ہے؟

اس سلسلہ میں تھانہ نولکھا کے ایک ہیڈ کانسٹیبل پولیس کی غیر شریفانہ اور خلاف قانون حرکات سب سے زیادہ رنجدہ اور قابل توجہ افسران پولیس ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص نے بلا وردی اور کسی تحریری حکم کے بغیر آ کر منتظمان جلسہ کو مرعوب کرنے کی کوشش کی اور نقص امن کا عذر لنگ بیان کر کے بلا وجہ جلسہ کو بند کر دینے پر اصرار کیا جب شور و شر حد برداشت سے تجاوز کر گیا اور اس میں جلسہ کی کارروائی ناممکن ہو گئی تو حاضرین ایک پرائیویٹ مکان میں منتقل ہو گئے۔ ہیڈ کانسٹیبل مذکور اپنے متعدد ساتھیوں کے ہمراہ اس پرائیویٹ مکان میں آ گیا اور منتظمان جلسہ کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہوئے جلسہ بند کر دینے پر زور دیا اور کہا انسپکٹر صاحب کا حکم ہے کہ جلسہ فوراً بند کر دیا جائے۔ صدر جلسہ جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نے جب تحریری حکم کا مطالبہ کیا تو الٹی سیدھی باتیں کرنے لگا اس کا طرز عمل اور انداز گفتگو نہ صرف خلاف قانون تھا بلکہ اس سے فسادیوں کی حوصلہ افزائی ہوتی۔ صدر محترم نے تحریری حکم کے بغیر جلسہ کو بند کر دینے سے انکار کر دیا اور دو آدمی بھیجے . . . . تا کہ وہ اس کے ساتھ جا کر تھانہ سے تحریری حکم لے آئیں۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ جلسہ کو روکنے کے لئے انسپکٹر صاحب یا کسی اور افسر نے کوئی حکم نہیں دیا۔ ہیڈ کانسٹیبل نے جو کچھ کہا اپنی مرضی سے کہا۔ انسپکٹر صاحب تو اس وقت موجود نہ تھے سب انسپکٹر نے بخوشی جلسہ جاری رکھنے کی اجازت دی اور جلسہ گاہ پر دو آدمیوں کی ڈیوٹی لگا دی۔ مذکورہ بالا واقعات کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے کہ ہیڈ کانسٹیبل نے نہ صرف اپنے اختیارات سے تجاوز کیا بلکہ اپنے فرائض سے بھی افسوسناک پہلو تہی کی۔ اس نے شور مچانے والوں کو کچھ نہیں کہا۔ بلکہ عملاً ان کی حوصلہ افزائی کرتا رہا۔ پھر ایک پرائیویٹ مکان کے اندر گھس کر تعلیمیافتہ اور معزز افراد کے ایک پر امن اجتماع کو مرعوب کرنا تو قطعی طور پر ناقابل برداشت ہے۔ ایسے غیر محتاط اور غیر ذمہ دار افراد کا وجود حکومت اور پولیس کی نیکنامی پر ایک سیاہ داغ ہے۔ پولیس کا سب سے بڑا مقصد قیام امن اور قانون کا احترام کرانا ہے۔ اگر پولیس کا کوئی آدمی ان باتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے تو اس کا وجود محکمہ پولیس کے اندر برداشت نہیں کیا جانا چاہیئے۔ ہم ذمہ دار افسران پولیس کی خدمت میں درخواست کرینگے کہ وہ اس واقعہ کی بہت جلد تحقیقات کر کے کانسٹیبل مذکور کے متعلق ضروری کارروائی کریں۔

شور مچانیوالے اور گالیاں دینے والے بھی یاد رکھیں کہ احمدیت ان کی ان رکیک حرکتوں سے مٹ نہیں سکتی۔ بلکہ روز بروز زیادہ ترقی کریگی۔ ہم اس قسم کے طوفانوں کے عادی ہو چکے ہیں۔ ان کے ذریعہ ہمیں مرعوب کرنیکی کوشش کرنا

ایک خیال خام ہے ہم احمدی نوجوانوں کو مشورہ دیں گے کہ وہ لاہور شہر کے تمام محلوں میں باری باری جلسے منعقد کریں کسی قسم کی مخالفت یا شور و شر سے ہرگز مرعوب نہ ہوں۔ ان کا عزم بالآخر مخالفانہ سرگرمیوں پر غالب آ کر رہیگا۔

گاندھی جی کا بیان

گاندھی جی نے اپنے بڑے صاحبزادے مسٹر ہیرالال گاندھی (عبداللہ) کے قبول اسلام پر اخبارات میں ایک بیان شائع کرایا ہے جس میں ان کے اخلاق اور چال چلن پر سخت حملے کئے ہیں لکھا ہے کہ ہیرالال شراب کا ایسا عادی ہے وہ قحبہ خانوں میں بھی جاتا ہے۔ اس کی معاشرت اور اپنے بیوی بچوں سے سلوک نہایت قابل اعتراض ہے۔ گاندھی جی ایک پکے ہندو بزرگ ہیں۔ ان کو اپنے بیٹے کے قبول اسلام پر لازمی طور پر رنج ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ان کا یہ بیان واضح طور پر غصہ و رنج کے جذبات سے متاثر نظر آتا ہے ہم گاندھی جی کے عائد کردہ الزامات کی صحت و عدم پر بحث کرنے کی بجائے ان کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اسلام اصلاح اخلاق کے بارہ میں بھی دنیا کا کامیاب ترین مذہب ہے۔ اس نے نہ صرف بد اخلاق افراد بلکہ قوموں کی قوموں کو قلیل ترین عرصہ میں با اخلاق بنا دیا۔ عرب کے جاہل بدو شراب نوشی اور بدکاری میں مشہور زمانہ تھے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ وہ اسلام کی بدولت چند ہی سال میں دنیا کی بہترین قوم بن گئے۔ اگر گاندھی جی کی تربیت کے نقص یا ہندو مذہب اور ہندو سوسائٹی کے اثرات کی وجہ سے ہمارے نومسلم دوست میں کچھ اخلاقی کمزوریاں ہیں تو اسلام ان کو دور کرنے کی باقی تمام مذاہب سے زیادہ اہلیت رکھتا ہے۔ گاندھی جی کو رنجیدہ ہونے کی بجائے خوش ہونا چاہیئے کہ ان کے روحانی طور پر مریض فرزند نے صحیح طریق علاج اختیار کر لیا ہے۔ ✦

جماعت جاوا کی ایک قابل قدر خدمت

مرزا ولی احمد بیگ جاوا سے اطلاع دیتے ہیں کہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے انڈونیشیا کے احمدیوں نے خدا کا کلام ہالینڈ کے شاہی خاندان کو پہنچا دیا ہے۔ قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ ہر میجسٹی ملکہ ہالینڈ اور ان کی اکلوتی بیٹی ہر رائل ہائینس شہزادی جولیانا کو بھیجنے کیلئے ضروری تھا کہ گورنر جنرل نیدرلینڈ انڈیز کی وساطت سے بھیجا جاتا۔ چنانچہ مسٹر محمد نائب صدر جماعت احمدیہ بٹاویا نے گورنر جنرل کے سکرٹری کو گورنر جنرل سے ملاقات کے لئے درخواست دی اور انہیں اجازت مل گئی جس پر مسٹر محمد حسنی اور ایک اور احمدی دوست گورنر جنرل کے دربار میں حاضر ہوئے اور وہاں تمام دربار کے سامنے اسلام کی خوبیاں اور سیرت نبوی کے محاسن بیان کئے اور پھر تین خوبصورت کیس پیش کئے جن میں قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ تھا۔ اور یہ خوبصورت کیس خاص طور سے اس تقریب کے لئے بنوائے گئے تھے۔ دو قرآن مجید ملکہ اور شاہزادی کے لئے اور تیسرا خود گورنر جنرل کے لئے تھا۔ گورنر جنرل نے وعدہ کیا کہ وہ ہر اگزار کو اس کا مطالعہ کر کے اسلام کی تعلیم کے متعلق اپنے علم کو بڑھائے گا۔

جماعت جاوا اور مبلغ جاوا جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب اسلام اور سلسلہ کیلئے قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت دے آمین۔ ثم آمین۔

ریاست فریدکوٹ کی مسجد

مشہور سکھ ریاست فریدکوٹ میں حکام ریاست نے عرصہ سے ایک مسجد پر قبضہ کر رکھا ہے اور اس کو میونسپل دفتر کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں نے سو دفعہ اور آئینی طور پر اس کی واپسی کا مطالبہ کیا جس کو ٹھکرا دیا گیا اور مسلمانوں کو مرعوب و خاموش کرنے کی نہایت افسوسناک کوششیں شروع کر دی گئی ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ طریق عمل ظلم و عدم تدبر کا ایک اضطراب آفرین مظاہرہ ہے جس کے نتائج ریاست کے حق میں اچھے نہ ہونگے۔ ہم ہز ہائنس مہاراجہ صاحب فریدکوٹ کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ بہ نفس نفیس اس معاملہ پر توجہ فرمائیں اور مسلمانوں کی مسجد ان کے حوالے کر دیں۔ ایک معمولی بات کیلئے ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کو باعث اضطراب دینا بہت ہی افسوسناک امر ہوگا۔ میونسپل دفتر کیلئے کوئی دوسرا مکان بآسانی مہیا کیا جا سکتا ہے اس کے لئے خانۂ خدا پر قبضہ جمائے رکھنا انصاف اور رواداری کو اپنی چھری ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ یہ فعل ایک روشن خیال حکمران کے شایان شان نہیں۔

"عذر لنگ"

جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کے نزدیک زندگی کا بیمہ جائز نہیں۔ لیکن ان کے انگریزی اخبار "سن رائز" لاہور میں انشورنس کے اشتہارات متواتر شائع ہو رہے ہیں۔ اس پر اعتراض ہوا تو "مدیر سن رائز" نے مندرجہ ذیل عذر لنگ پیش کیا۔

"اس سے کسی کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے کہ انشورنس کمپنی کے متعلق ہماری سابقہ رائے میں تبدیلی واقع ہو گئی ہے چونکہ "سن رائز" احمدیوں کے علاوہ ایسے لوگوں میں بھی جاتا ہے جو انشورنس کو جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کی اطلاع کے لئے اشتہار شائع کرنے میں کوئی حرج نہیں"

یہ عذر اصولاً غلط ہے ممکن ہے "سن رائز" کے قارئین میں ایسے حضرات بھی ہوں جو سینما کے بے حد شائق ہوں کیا "سن رائز" ان کی اطلاع کے لئے اپنے کالموں میں فلموں اور ایکٹرسوں کا پروپیگنڈا گوارا کریگا؟ ممکن ہے بعض ایسے غیر مسلم بھی اس کے خریدار ہوں یا آئندہ ہو جائیں جو شراب کے استعمال کو اپنے مذہبی احکام یا سوسائٹی کے رواج کے مطابق جائز سمجھتے ہوں کیا ہمارا معاصر ان کی اطلاع کے لئے شراب کے اشتہارات شائع کرنا گوارا کریگا؟ "سن رائز" ایک مذہبی جماعت کا اخبار ہے جو صحیح یا غلط طور پر انشورنس کو جائز نہیں سمجھتی۔ اصول پسندی اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انشورنس کے اشتہارات شائع کر کے چند پیسوں کی خاطر اپنے اصول نہ چھوڑے۔

جرمن مسلمان کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا

کچھ عرصہ ہوا جرمنی سے ایک پست اخلاق و بد زبان معاند سلسلہ نے ایک مقامی اخبار میں ڈاکٹر حمید مارقوس کے متعلق غلط بیانیوں سے لبریز ایک مضمون شائع کرایا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ پولیس کے رجسٹر میں ڈاکٹر مارقوس کا مذہب اسلام درج نہیں حالانکہ لکھنے والے کو جرمنی کے مقامی قواعد کا علم ہونے کے باعث خوب معلوم تھا کہ یہ الزام سراسر بے بنیاد ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جرمنی میں سب کام ایک باقاعدہ نظام کے تحت ہوتا ہے۔ لہذا ہر شخص کا نام، پتہ۔ مذہب وغیرہ پولیس میں بھی درج ہوتا ہے۔ اور جب کبھی کوئی شخص اپنا مکان تبدیل کرتا ہے۔ تو اس کو پولیس میں نئی فارم پُر کر کے داخل کرنی پڑتی ہے۔ اب ڈاکٹر مارقوس صاحب ۱۹۰۳ء سے جبکہ وہ غیر مسلم تھے ایک مکان میں رہتے ہیں جسے انہوں نے آج تک تبدیل نہیں کیا اس لئے پرانے فارم کی تجدید کی نوبت نہیں پہنچی ۱۹۲۷ء میں وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور کثرت سے ان کے مضامین اسلام کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں شائع ہوتے رہے، نمازوں اور تمام اسلامی تیوہاروں میں وہ باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے ہیں۔ اگر مکان نہ تبدیل کرنے کے باعث اس عرصہ میں وہ نئی فارم پولیس میں داخل نہیں کر سکے تو ان کے اسلام پر نکتہ چینی کرنا ایسے لوگوں کا ہی کام ہو سکتا ہے جن کے اپنے دل سیاہ ہوں۔ اگر پولیس کے اندراجات ہی کسی کا مذہب پرکھنے کا صحیح معیار ہیں۔ تو بتایا جائے خود معترض کا اپنا ذاتی ریکارڈ پولیس اور عدالتوں میں کس پایہ کا ہے اور اس کے روزانہ اعمال کس مذہب کے مطابق ہیں اسلام کے مطابق تو وہ ہرگز نہیں۔

ڈاکٹر مارقوس صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت مخلص مسلمان ہیں۔ انہوں نے اس بات کا خیال نہیں کیا۔ کہ پولیس کو تبدیلی مذہب کی اطلاع دیں۔ کیونکہ پولیس کے ریکارڈ کا خاص تعلق کسی شخص کی منفرد رہائش سے ہی مخصوص ہے۔ اس کے مذہب کا اندراج ایک غیر ضروری چیز ہے۔ اب چونکہ ڈاکٹر صاحب عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ اس لئے صحت یاب ہونے پر وہ تبدیلی مذہب کی باقاعدہ اطلاع دے دیں گے۔ لیکن کیا یہ امید کی جا سکتی ہے۔ کہ خود معترض اپنے غیر اسلامی اعمال کی اصلاح کریگا؟ اس کے گذشتہ کارناموں اور موجودہ مشاغل کے پیش نظر اس سوال کا جواب اثبات میں دینا نہایت مشکل ہے؟

ینگ اسلام کا خاص نمبر

جون ۱۹۳۶ء سے اخبار "ینگ اسلام" نے اپنی زندگی کے تیسرے سال میں قدم رکھا ہے اس تقریب سعید پر ۱۸ جون کو "ینگ اسلام" کا خاص نمبر نکل رہا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فوٹو ہونگے انکے علاوہ مضامین کے لحاظ سے بھی یہ نمبر گوناگوں خوبیوں کا سرمایہ دار ہوگا قیمت فی پرچہ ۱؎ ایک روپیہ میں ۱۶ کاپیاں بمعہ ڈاک معاف تمام آرڈر ۱۰ جون تک پہنچ جانے چاہئیں ۱۴ جون کے بعد آنیوالے آرڈروں میں سے اگر کسی کی تعمیل نہ ہو سکی تو ہم معذور ہوں گے۔ مینیجر ینگ اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی

لاہور تشریف لے آئے ہیں آپ کی طبیعت کچھ علیل ہے۔ تمام احباب اس خادم اسلام کی صحت کامل و عاجل کیلئے درد دل سے دعا کریں۔

سفر حج کے حالات

حاجیوں کی مشکلات کے ازالہ کیلئے چند تجاویز

(از جناب شیخ میاں محمد صاحب ملازم لائل پور)

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

ترجمہ:۔ اور لوگوں پر اللہ کیلئے اس گھر کا حج کرنا ہے اس پر جس کو اس کی طرف راہ کی طاقت ہو اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ جہانوں سے بے نیاز ہے

فریضہ حج کی اہمیت

قبل اس کے کہ میں سفر حج کے حالات قلمبند کروں، میں نے اللہ تعالیٰ کا وہ حکم جو قرآن شریف میں درج ہے دنیائے اسلام کے سامنے رکھدیا ہے۔ تاکہ ان کو حج کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے۔ حج اسلام کا چوتھا رکن ہے جو دنیائے اسلام کی روحانی بادشاہی کا ایک ایسا دربار ہے جس میں ہر سال وہ خوش نصیب لوگ حاضر ہوتے ہیں جن کو توفیق الٰہی زمین کے کونے کونے سے کھینچ کر بیت اللہ کے اردگرد اور عرفات کے میدان میں جمع کر دیتی ہے۔ عرفات وہ مقام ہے۔ جس میں تمام شاہ و گدا، امیر و غریب، عربی و عجمی۔ گورے کالے، سرخ فام اور زرد رنگ والے سب ایک جگہ، ایک لباس، ایک حالت اور ایک ہی کیفیت میں ننگے سر کفن پہنے ہوئے جمع رہتے ہیں۔ "لبیک اللھم لبیک" آقا بندہ حاضر ہے۔ بندہ حاضر ہے کی پکار بلند ہوتی ہے اور چاروں طرف فضا میں لبیک اللھم لبیک کی گونج سنائی دیتی ہے۔ وہ روحانی منازل جو دیگر ارکان اسلامی کے بجا لانے کے باوجود اور برسوں کے مجاہدات سے طے نہیں ہو سکتیں وہ ان چند گنتی کے ایام میں محض فضل ربی سے طے ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ انسان کے گردوپیش کے حالات کا اثر اس کے دل پر ہوتا ہے۔ روز مرہ کی زندگی میں بالعموم حالات حاضرہ اور دنیوی معاملات ہر وقت اس کو دنیا اور اس کی زیب و زینت کی طرف مائل کرنیکا باعث بنے رہتے ہیں اور عبد کو اپنے معبود سے صحیح تعلقات پیدا کرنے سے مانع ہوتے ہیں

سرزمین مقدس کے ایمان افروز نظارے

لیکن اس سرزمین مقدس میں داخل ہوتے ہی تمام کا تمام نقشہ ہی بدل جاتا ہے اور ان ایام میں عرب کے طول و عرض اور اس کے گوشہ گوشہ میں تمام کے تمام لوگ اٹھتے بیٹھتے، سوار اور پیدل دوڑتے اور طواف کرتے غرض ہر حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اس قطعہ میں بے اندازہ ذکر الٰہی ہوتا ہے اور ہر ایک انسان اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔ عاجزی و فروتنی سے اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہے جس سے ایک اعلیٰ کیفیت قلبی پیدا ہوتی ہے۔ اور حیات انسانی کا وہ مقصد حاصل ہوتا ہے جس کے لئے انسان دنیا میں بھیجا گیا ہے

حج سے محرومی کی دو وجوہ

جس طرح ڈاکٹر ایک تپدق کے مریض کو پہاڑ پر فوراً چلے جانے کا اس لئے مشورہ دیتا ہے تاکہ وہ ان قدرتی سامانوں سے جو پہاڑوں میں موجود ہیں اور میدانوں میں میسر نہیں آتے فائدہ اٹھائے بعینہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے روحانی امراض کے علاج کے لئے حج کا مقام رکھا ہے میں نے عرفات کے میدان میں محسوس کیا کہ ہم مسلمان ایسے اہم اور نہایت ضروری رکن اسلام کی ادائیگی میں کس طرح غافل ہیں اور جوق در جوق کثیر تعداد میں اس کل ہند مجلس کا نظارہ کیوں نہیں دیکھتے اس کی دو وجوہات ہیں:۔

اوّل۔ دنیا سے حد سے زیادہ محبت اور دین الٰہی سے بے پروائی

دوئم۔ سفر حج کے صحیح حالات کی لاعلمی کی وجہ سے تکالیف کا ناجائز عذر۔

لہٰذا میں کچھ تو ان غلط فہمیوں کو جو اس سفر کے متعلق ہیں اور وہ عام طور پر بیت اللہ کی زیارت سے لوگوں کو محروم رکھنے کا باعث ہوتی ہیں دور کرنے کی کوشش کرونگا اور کچھ ان تکالیف کے انسداد و ازالہ کی تجاویز پیش کروں گا جو اس سفر میں پائی جاتی ہیں تاکہ وہ تمام لوگ جو اس کام میں کسی قسم کی امداد کر سکتے ہیں وہ اپنی قوت و ذرائع کو استعمال کر کے ان تکالیف کو دور کر کے ثواب حاصل کریں اور سال آئندہ بیت اللہ اور دیار حبیبؐ کے زائرین کے لئے آرام پہنچانے کا باعث بن سکیں حصہ اوّل اس مضمون کا ان تجاویز پر مشتمل ہوگا۔ جو پاسپورٹ، سفر ریل رہائش کراچی و سفر جہاز کے متعلق ہیں۔ اور دوسرا سفر جدہ و مکہ شریف و مدینہ منورہ کے متعلق ہوگا۔

پاسپورٹ

پاسپورٹ کے حاصل کرنے میں خاص کر ان لوگوں کو جو ضلع کے صدر مقام سے باہر رہتے ہیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ قصباتی و دیہاتی لوگوں کو ضلع کی کچہریوں میں آکر درخواستیں دینا، ٹیکہ وغیرہ کا سارٹیفکیٹ حاصل کرنا بے حد پریشانی کا باعث ہوتا ہے اور ان مشکلات کی وجہ سے بہت سے لوگ خانہ خدا کی زیارت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس تکلیف کو رفع کرنے کیلئے میری تین تجاویز ہیں:۔

اوّل۔ بجائے ضلع کے صدر مقام پر ٹیکہ کے سارٹیفکیٹ و پاسپورٹ حاصل کرنے کے ہر تحصیل کے صدر مقام پر اس بات کا انتظام کرایا جائے کہ پاسپورٹ کی درخواست تحصیلدار لیکر خود سفارش کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع کو برائے دستخط بھیج دیا کرے۔

دوئم۔ ہر ایک تحصیل کے صدر مقام پر دو مسلمان میونسپل کمشنروں کی ایک کمیٹی بنائی جاوے۔ جو ایسے درخواست کنندگان کی شناخت اور دیگر ہر قسم کی امداد میں پاسپورٹ حاصل کرنیوالوں کے لئے معاون ہو سکیں

سوئم۔ ٹیکہ چیچک و ہیضہ کے لئے سول سرجن صاحب یا افسر حفظان صحت کے سارٹیفکیٹ کی بجائے سب اسسٹنٹ سرجن کے سارٹیفکیٹ کافی سمجھے جاویں۔ تاکہ لوگوں کو ضلع میں آکر اس کام کے لئے حیران و سرگردان نہ ہونا پڑے۔

جہاز کی روانگی کی صحیح اطلاع

بہت سے حاجی بندرگاہ کراچی پر جہاز کی روانگی سے پہلے آکر انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں اور علاوہ فضول اخراجات کے زیر بار ہونے کے اس وجہ سے کہ ان کی رہائش اور کھانے وغیرہ کا کوئی تسلی بخش انتظام نہیں ہوتا۔ اکثر بیمار بھی ہو جاتے ہیں اور یہ سننے میں آیا ہے۔ کہ حاجی کیمپ میں بعض حاجیوں کا مالی نقصان بھی ہو جاتا ہے۔ اس تکلیف کو دور کرنے کے متعلق میری ذیل کی تجاویز ہیں۔

اوّل۔ ہر جہاز ران کمپنی ہر تحصیل کی مجوزہ کمیٹی کو جس کا ذکر اوپر آچکا ہے ہر ایک جہاز کی نقل و حرکت کی صحیح تاریخ سے اطلاع کرتی رہے۔

دوئم۔ اگر کوئی حاجی مذکورہ کمیٹی کی معرفت ٹکٹ جہاز خریدنا چاہے تو جہاز ران کمپنی ایسی کمیٹیوں کی معرفت ٹکٹ کی فروخت کا بندوبست کرے اور دیگر تمام اطلاعات جو سفر حج سے متعلق ہوں ہر ایسی کمیٹی کو کرتی رہے۔

ریل کا سفر

ہندوستان بھر کی ریلوے کمپنیاں ہر ایک قومی تہوار کے موقع پر رعایتی شرح پر واپسی ٹکٹ جاری کرتی ہیں اور بوقت ضرورت سپیشل ٹرین بھی چلاتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ آج تک حج کے موقعہ پر ریلوے کمپنیوں نے ایسی کوئی سہولت پہنچائی اور نہ ہی کسی اسلامی انجمن نے پوری کوشش صرف کی اس بارہ میں میری ذیل کی تجاویز ہیں۔

اوّل۔ کرسمس ڈے اور دیگر مختلف تہواروں پر جس طرح ریلوے کمپنیاں رعایتی شرح پر واپسی ٹکٹ جاری کرتی رہتی ہیں اسی طرح عازمان حج کے لئے رعایتی واپسی ٹکٹ چھ ماہ کے عرصہ کیلئے جاری کریں اور عازم حج کی تصدیق کے لئے اس کا پاسپورٹ کافی تصور کیا جائے

دوئم۔ ہجوم کی صورت میں خانیوال سے کراچی تک سپیشل ٹرینیں بھی چلائی جایا کریں۔

سوئم۔ جس قدر سامان ہر ایک مسافر کے درجہ ٹکٹ کے مطابق معاف ہوتا ہے۔ اس کا وزن دوگنا کر دیا جائے۔ کیونکہ دور کے سفر کے لئے زائد سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔

جہاز کا سفر

گورنمنٹ ہند نے ایک حج کمیٹی ہر بندرگاہ پر مقرر کی ہوئی ہے لیکن ان کے قیام سے جس مقصد کی توقع تھی وہ حاصل ہوتا نظر نہیں آتا۔ جن لوگوں کو حاجی کیمپ کراچی میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اس کے متعلق زیادہ روشنی ڈال سکتے ہیں۔ میرا مقصد ارکان حج کمیٹی کے متعلق کسی قسم کا ریمارک کرنے کا نہیں ہے۔ اگرچہ جہاز میں ارکان حج کمیٹی کے متعلق بہت سے قصے سننے میں آئے۔ جن کو سردست میں نظرانداز کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کے متعلق مجھے کوئی ذاتی علم نہیں ہے۔ الغرض حج کمیٹی سے کسی نہ کسی وجہ سے وہ مقاصد پورے نہیں ہوتے جن کی خاطر اس کا قیام عمل میں آیا تھا اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ اپنی پوری قوت حاجیوں کے آرام کے لئے صرف کرتی تو جو ناروا سلوک جہاز میں حاجیوں سے کیا جاتا ہے اب تک اس کا ازالہ ہو چکا ہوتا۔ میں نے جاتے وقت بھی اور واپسی پر بھی "اکبر" جہاز میں سفر کیا اس لئے میرا نقطہ نگاہ اسی جہاز کے متعلق محدود رہے گا۔

اوّل۔ ڈک یعنی عرشہ کے مسافروں کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ مقررہ جگہ سے کم جگہ دی جاتی ہے نچلے عرشہ والوں کو حبس دم کی بھی تکلیف ہو جاتی ہے اور بعض لوگ جن کو جگہ ملتی نہیں۔ وہ پاخانوں اور غسل خانوں کے دروازوں کے پاس اور سیڑھیوں کے پاس بستر بچھائے پڑے ہوئے دیکھے گئے اور مسافروں کو رفع حاجت یا پانی پینے کے لئے اوپر کی منزل پر آنا پڑتا ہے اور خاصکر طبقہ نسواں کو بہت تکلیف ہوتی ہے اول تو نیچے اوپر آنے جانے اور پانی اٹھا کر لانے اور لیجانے کی تکلیف ہوتی ہے۔ دوسرے انہیں بالعموم مرد مسافروں کی صفوں کو چیر کر گزرنا پڑتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی سزا ہے۔ جو عرشہ کے مسافروں کے لئے جہاز میں مخصوص ہے۔ ان کے

غسلخانہ و پاخانہ نہایت ہی ناگفتہ بہ اور نہایت ہی تکلیف دہ حالت میں ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق ذیل کی تجاویز ہیں:۔

اوّل۔ ڈک کے مسافروں کے لئے ریلوے کے تیسرے درجہ کے طرح ایک ایک تختہ عرشہ کی ہر ایک منزل میں ہر ایک مسافر کے لئے اس سائز کا لگایا جائے۔ جس پر الگ الگ نمبر ہوں اور ہر ایک مسافر اپنے اپنے نمبر کی سیٹ پر جا کر بستر بچھا لیوے۔ اور جو لڑائی جہاز پر سوار ہوتے وقت جگہ کی تنگی کی وجہ سے حاجیوں کی آپس میں ہوتی ہے اس کا بھی خاتمہ ہو۔

دوئم۔ ہر چھ سیٹ پر بجلی کا بڑا پنکھا لگایا جاوے

سوئم۔ پانی کے حوض جو سب سے اوپر کی منزل میں ہوتے ہیں۔ وہاں سے ایک ایک انچ کا پائپ ہر ایک عرشہ پر پہنچایا جاوے۔ تاکہ مقررہ اوقات میں ہر ایک منزل والا اس منزل میں پانی لے سکے۔

چہارم۔ مردانہ بیت الخلا کے عین پاس مسافروں کے لئے روٹی پکانے کا انتظام ہے اور پاخانوں سے مکھیاں اڑ کر گندے ہوئے آٹے پر آ کر بیٹھتی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ حفظان صحت کے کن اصولوں میں سے کونسا نرالا اصول ہے جو پاخانہ کے پاس کھانے کا آٹا اور دیگر اشیائے خوردنی رکھی جاتی ہیں۔ لہٰذا اس کے لئے کوئی خاص الگ جگہ مخصوص کرنی چاہیئے۔

پنجم۔ ہمارا جہاز جو غالباً ۱۱ر فروری ۱۹۳۶ء کو بمبئی سے پانی لیکر ۱۳ر فروری کو جدہ روانہ ہوا تھا۔ وہی پانی واپسی کے وقت یعنی ۲۳ر اپریل ۱۹۳۶ء کے بعد کراچی پہنچنے تک استعمال ہوتا رہا۔ جس کا ذائقہ بالکل بدل چکا تھا۔ ہر ایک مسافر نے اس تکلیف کو محسوس کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حاجیوں کے جہاز کیلئے حفظان صحت کے قانون الگ ہیں۔ اسی واسطے شروع میں لکھا گیا ہے کہ حاجیوں کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ عملہ جہاز سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جہاز راں کمپنی ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتی۔ واپسی پر برف بھی ساتھ نہ تھی۔ حالانکہ جدہ سے آتے ہوئے وہ عدن یا پورٹ سوڈان سے اس کا انتظام آسانی سے کر سکتے تھے۔ عذر یہ پیش کیا گیا کہ مہنگی ملتی تھی۔ یہ عذر "گناہ بدتر از گناہ" کا مصداق ہے۔ آئندہ گورنمنٹ کے ذریعہ سے اس قسم کی بے قاعدگیوں سے سختی سے روکا جائے۔

ششم۔ ہر ایک جہاز میں ہسپتال ہوتا ہے۔ ہمارے جہاز کے ہسپتال کا سٹاف بہت شریف و ہمدرد تھا اور حاجیوں سے اچھے سلوک سے پیش آتا رہا۔ لیکن لطف کی بات یہ تھی کہ اس ہسپتال میں بجز چند معمولی ادویات کے اور کچھ نہ تھا۔ آئندہ کے لئے ادویات جو اس سفر میں ضروری ہوں اس کی ایک فہرست تیار کر کے کمپنی کو دی جائے اور اس کو یہ ادویات مہیا کرنے کیلئے مجبور کیا جائے۔

ہفتم۔ حاجیوں کے جہاز میں کھانے کے برتن صاف رکھنے اور ان ملازمین کو جو ہوٹل میں کام کرتے ہیں۔ صاف رہنے کی تاکید کی جائے میں نے خود دیکھا کہ ایک پانی کی بالٹی میں بیسیوں درجن چینی کے برتن بغیر پانی تبدیل کئے ڈال کر پھر میلے کپڑوں سے صاف کئے جاتے تھے اس بارہ میں خاص ہدایات جاری ہونی چاہئیں۔ نیز کھانا لانے اور کھانا پکانے والے ملازم بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد میں اضافہ کیا جاوے تاکہ تھوڑے وقت میں ہر ایک مسافر کو گرم کھانا مل سکے۔

ہشتم۔ جب تک مغل لائن والے ان نقائص کے دور کرنے کا حتمی وعدہ نہ کریں تب تک حاجی ان کی لائن پر سفر نہ کریں۔ البصرہ کے راستے سے جہاز۔ لارے اور ریل سے سفر کرتے ہوئے قریباً ۱۲ ۔ ۱۴ یوم میں مدینہ منورہ پہنچ سکتے ہیں اور اخراجات میں بھی کوئی خاص اضافہ نہیں ہوتا ہے۔ میں نے ان نامذکورہ نقائص کا جہاز کے کپتان سے جو نہایت ہی شریف اور ہمدرد انگریز ہے ذکر کیا۔ جس نے اعتراف کیا کہ واقعی کمپنی کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

حصہ دوم متعلقہ سفر جدہ، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ

حکومت سعودیہ کیخلاف غلط پروپیگنڈا

جہاز بندرگاہ جدہ سے قریباً ایک میل دور کھڑا ہو جاتا ہے وہاں سے کشتی یا موٹر لانچ سے ساحل تک جانا پڑتا ہے۔ ساحل سمندر پر حکومت سعودیہ کی طرف سے شیڈ بنے ہوئے ہیں اور مزید شیڈ بھی بنائے جا رہے ہیں۔ جن میں ایک جہاز کے مسافر آسانی سے سامان اٹھائے ہوئے آنے کے وقت کھڑے ہو سکیں۔ جب ہم پنجاب سے روانہ ہوئے تو اس وقت ہم کو ایسے قصے جدہ کے چنگی کے عملہ کے متعلق سنائے گئے۔ کہ وہ حاجی لوگوں کے اسباب کو کھول کر بہت تکلیف دیتے ہیں لیکن یہ سب قصے واقعات کے خلاف تھے۔ ہمارے قافلہ کے پاس سامان کے قریباً ۸۰ نگ تھے چنگی والوں نے ماسوائے ایک دو ٹرنکوں کے کھولنے کے باقی سب سامان بغیر دیکھے گزرنے دیا۔

حاجیوں پر ٹیکسوں کے متعلق غلط شکایات

حجاز میں سلطان ابن سعود کے حق و خلاف میں پروپیگنڈا کیا جاتا رہا۔ خلاف میں یہ بھی کہا گیا کہ حاجیوں پر ناواجب ٹیکس لگائے جاتے ہیں۔ میں نے خاص احتیاط سے ہر ایک موقع پر غور کر کے دیکھتا رہا۔ اور غیر جانبدار ہو کر ہر ایک ٹیکس کی نوعیت کو دریافت کرتا رہا اور اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ جس قدر اعلیٰ انتظام حکومت نے ان تکالیف کو رفع کرنے کے کیا۔ جن کی وجہ سے ہر سال ہزارہا حاجیوں کو بدامنی اور قلت آب کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ موجودہ ٹیکس کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ مجھے کسی کی بے وجہ تعریف ہرگز مقصود نہیں۔ بلکہ صرف یہی مطلب ہے۔ کہ جو لوگ محض غلط فہمیوں کی وجہ سے زیارت بیت اللہ شریف سے محروم رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ فریضۂ حج کے متعلق سخت تاکیدی حکم ہے۔ ان کے سامنے صحیح حالات پیش کروں۔ یہ ذوق کی بات ہے اور ذاتی مشاہدات کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اس بنجر وادی کے اندر وہ پردہ جو بندہ اور خدا کے درمیان حائل ہے اٹھ جاتا ہے اور ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس کو قلم احاطۂ تحریر میں لانے سے قاصر ہے۔ اس کو وہی سمجھ سکتے ہیں جن کو بیت اللہ اور میدان عرفات میں حاضری کا موقع مل چکا ہے۔ لہٰذا میرا مقصد یہ ہے کہ غلط فہمیاں دور ہو جاویں اور ناجائز تکالیف جو اس سفر میں پائی جاتی ہیں۔ متفقہ کوشش نہ ہونے کی وجہ سے وہ اب تک باقی ہیں۔ رفع ہو جاویں اور اسلامی دنیا میں سے لوگ جوق در جوق اس سرزمین مقدس میں ہر سال جمع ہو کر اپنی آنکھوں سے خدا کے نور کے نزول کا نظارہ دیکھیں۔

حکومت سعودیہ کے ٹیکسوں کی تفصیل

جن ٹیکسوں کا بڑا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے وہ ذیل میں درج ہیں:۔

اوّل۔ کرایہ جہاز میں سے کچھ حصہ برائے نام جہاز راں کمپنی حکومت سعودیہ کو ادا کرتی ہے یہ مجھے صحیح طور پر پتہ نہیں مل سکا کہ وہ کس قدر ہے۔

دوئم۔ تقریباً ۵۶ روپے کی رقم جو جدہ اترتے وقت قبل روانگی مکہ شریف معلم کو ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس میں مزدوری سامان بندرگاہ جدہ سے قیام گاہ جدہ تک۔ کرایہ جدہ۔ فیس وکیل جدہ۔ معلوفہ ملازم جو حاجیوں کے ساتھ مکہ شریف جاویگا۔ ٹیکس بلدیہ مکہ شریف اجرت معلم۔ اجرت زمزمی۔ چندہ نہر زبیدہ و نہر زرقا (مدینہ منورہ)۔ فیس حج کمیٹی و اجرت قلی برائے سامان مکہ شریف قیام گاہ تک۔ کرایہ خیمہ جات منیٰ و عرفات سب کچھ شامل ہے۔ مذکورہ بالا تمام چیزوں کا انتظام معلم کے ذمہ ہے۔ جس کا انتخاب ہر ایک حاجی بندرگاہ جدہ میں داخل ہوتے وقت کرتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ معلم بعض اوقات حاجیوں سے زائد روپیہ وصول کرنے کی ناجائز کوشش کرتے ہیں اور اپنی تمام ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا نہیں کرتے جو اس ٹیکس میں شامل ہیں اور سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے کوئی ایسا انتظام نہیں ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے تمام قواعد و ضوابط پوسٹروں کی شکل میں عوام کے سامنے پیش کر سکیں۔ اسی وجہ سے معلم لوگ حاجیوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں اور کئی دفعہ کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ حکومت قواعد و ضوابط در بارہ شرح ٹیکس و کرایہ کار اور لاری وغیرہ میں فوراً تبدیلی کر دیتی ہے جو ان شرحوں سے مختلف ہوتی ہے جو قبل ایام حج ہندوستان میں شائع کی گئی ہیں۔ ممکن ہے کہ معلم لوگ ناجائز روپیہ کمانے کی خاطر ایسا بیان کرتے ہوں۔ یا فی الواقع حکومت ایسا کرتی ہو۔ بہرحال جو شرح ٹیکس پہلے شائع کی جاوے اس کی پابندی حکومت پر فرض ہے تاکہ حاجیوں کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ کرایہ لاری از مکہ شریف یا مدینہ منورہ و واپسی تا جدہ ساڑھے سات گنی فی حاجی مقرر ہے

ایک تجویز

لیکن بعض حاجی بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم نے جدہ سے مدینہ منورہ و واپسی از مدینہ منورہ تا مکہ شریف کا کرایہ بجائے ساڑھے سات گنی کے آٹھ گنی وصول کیا گیا ہے اور معلمین کا زائد از مقررہ شرح کرایہ کا مطالبہ کرنا میرے بھی مشاہدہ میں آیا۔ حکومت معلمین کی اس بے قاعدگی اور خلاف ورزی قانون سے بری الذمہ نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ حکومت کا رویہ حاجیوں کے ساتھ نہایت ہی ہمدردانہ تھا اور خود سلطان معظم و ان کے وزراء ہر ایک قسم کی شکایت سننے اور ان کا انسداد کرنے کیلئے تیار ہوتے تھے۔ لیکن حاجی لوگ ان بے قاعدگیوں سے حکومت کو مطلع نہیں کرتے تھے۔ میرے خیال میں حکومت کا فرض ہے کہ ہندوستان سے جو مسافر بندرگاہ جدہ میں اتریں۔ اس وقت ہر ایک کو ساحل جدہ پر اردو زبان میں شرح ٹیکس و شرح کرایہ وغیرہ کے مطبوعہ نرخنامے بہم پہنچائے جاویں تاکہ نہ معلم حاجی لوگوں کو دھوکا دینے کی جرأت کر سکیں اور نہ حاجی عدم واقفیت کی وجہ سے معلم کا شکار ہو سکیں۔ ہر ایک معلم کے پاس ایسے شرح کی مطبوعہ کاپی موجود رہے جو ہر وقت دیکھی جا سکے اور معلم جس قدر روپیہ یا گنی حاجیوں سے وصول کرے۔ اس کی باضابطہ مطبوعہ فارم پر رسید دیا کرے۔ تاکہ کسی کو بددیانتی کا موقع نہ ملے۔

دوئم۔ قریباً دو روپیہ آٹھ آنہ ٹیکس قیام گاہ سے ساحل تک۔ اجرت سامان و فیس وکیل جدہ و کرایہ مکان بوقت واپسی در جدہ

سوئم۔ کرایہ کار جدہ سے مکہ شریف مبلغ ۲۵ روپے۔ کرایہ کار مکہ سے مدینہ منورہ و مدینہ منورہ سے جدہ تک قریباً مبلغ ۲۰۱ روپے ہے اور لاری پر اس کے مقابل مبلغ ۱۱ روپے اور ۱۶۹ روپے ہیں۔

زیادتی کرایہ کی بے جا شکایت

حاجی لوگ شکایت کرتے ہیں کہ کرایہ زیادہ ہے۔ لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کرایہ میں کچھ حصہ معلم کو بھی ملتا ہے معلم کا آدمی ہر ایک لاری کے ساتھ مکہ شریف سے مدینہ شریف تک جاتا ہے اور قیام کے ایام میں بھی حاجیوں کے ساتھ رہتا ہے اور جدہ تک ہمراہ آتا ہے۔ موٹر ڈرائیور بھی مدینہ شریف میں قیام کرتا ہے۔ راستہ اس قدر خراب ہے کہ اگر ایسا راستہ ہندوستان میں ہو تو کوئی کار یا لاری والا اس سے زائد کرایہ پر بھی ایسی سڑک پر سفر کرنے کیلئے تیار نہ ہو کیونکہ دو چار سفروں میں لاری یا کار کی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے۔ سڑک کیا ہے ایک سلسلہ ریگستان ہے یا پتھروں کا ڈھیر ہے۔ جہاں پٹرول و موبل آئیل بہت زائد خرچ ہوتا ہے۔ ہر چھ لاری یا کار کے ساتھ ایک خالی لاری

سڑک پر گشت کرتی ہے جس میں پٹرول۔ پانی سامان، پرزے دفتر دستری لوگ موجود رہتے ہیں۔ جو لوگ وہاں کے کرایہ کا یہاں کی تارکول والی سڑکوں پر چلنے والی لاری یا کار کے کرایہ کے ساتھ مقابلہ کریں وہ غلطی کرتے ہیں

حاجیوں کی افسوسناک فروگذاشت

حکومت نے جس قدر کوشش ممکن ہو سکتی تھی کی کسی قسم کی فروگذاشت نہیں کی۔ بلاشبہ یہ بھی درست ہے کہ بعض لاریاں پرانی ہونے کی وجہ سے خراب حالت میں ہوتی ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ حاجیوں کی طرف سے حکومت سعودیہ کے کانوں تک ایسی باتیں کم پہنچائی جاتی ہیں اور جو لوگ سلطان ابن سعود یا ان کے وزراء سے ملاقات کو جاتے ہیں ان کو بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ بجز تعریف حکومت کے اور کچھ نہ کہیں اور میں ذاتی تجربہ کی بناء پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ حکومت اس بات کی خواہشمند ضرور ہے کہ شکایات ان کے نوٹس میں لائی جائیں۔ ابن سعود اور ان کے وزراء سے ملنے کا اتفاق ان لوگوں کو بہت زیادہ ملتا ہے جو محض ذاتی مفاد کے لئے جاتے ہیں، اور ان کی نظر اپنے ذاتی آرام اور پونڈوں پر ہوتی ہے جو حکومت سے ان کو کسی نہ کسی ذریعہ سے مل جاتے ہیں۔

نقائص و شکایات کو حکومت کے نوٹس میں لایا جائے

لہٰذا میری تجویز ہے کہ جن لوگوں کو سلطان ابن سعود یا ان کے وزراء سے ملاقات کا موقع مل سکتا ہے وہ ان تمام نقائص کو ان کے نوٹس میں لا کر رفع کرنے کی کوشش کریں۔ پرانی کاریں یا لاریاں مدینہ منورہ کے سفر کے لئے بند کر دی جاویں۔ صرف ۱۹۳۶ء ماڈل کی کاریں اور لاریاں اس سفر میں چلائی جاویں۔

قیام مدینہ منورہ کی مدت میں اضافہ کی ضرورت

نیز مدینہ منورہ میں آٹھ دن کے قیام کی بجائے کم از کم بارہ یوم کر دیئے جاویں۔ کیونکہ سفر سخت ہے اور عام طور پر حاجی بیمار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے قیام کی مدت بڑھانے سے ان کو زیادہ آرام ملیگا۔ جہاز میں مطبوعہ رسالہ بعنوان "معلومات حج" دیکھا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ اگر کوئی حاجی مدینہ منورہ میں بجائے آٹھ یوم کے بیس یوم قیام کرے تو قریباً تیرہ روپیہ دفتر وکیل مدینہ منورہ میں داخل کرے۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ اول تو وکیل صاحب ہم ہندوستان والوں کی زبان سے محض ناواقف ہیں اور دوسرا کسی سے محبت سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ہمارے قافلہ کو کسی وجہ سے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ مدینہ منورہ میں زیادہ قیام کیا جائے ہم وکیل صاحب کے پاس مدینہ کے معلم کو ہمراہ لیکر گئے تو بڑی منت سماجت کے بعد فرمایا کہ فی حاجی ایک گنی دیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حکومت کو اپنے قواعد وضوابط شائع کرتے وقت خیال کر لینا چاہیئے کہ بعد میں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے۔ کیونکہ اس تبدیلی سے بیجا تکلیف اور رنج ہوتا ہے

حکومت سعودیہ کے حسن انتظام کی ایک مثال

سفر مدینہ کے متعلق ایک خوبی کی بات جو حکومت کے حسن انتظام کی ایک زندہ مثال ہے۔ جس کا ذکر کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا یعنی امن کثرت، پانی اور ٹھہرنے کے لئے ہوٹلوں کا انتظام . . . . . .

اگرچہ جدہ اور مکہ شریف کے درمیان بھی حاجیوں کے آرام کرنے کے لئے انتظام ہے لیکن اس سفر میں چنداں اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مکہ سے اور جدہ سے مدینہ منورہ تک کئی مقامات پر حاجیوں کو ٹھہرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس راستہ میں آٹھ مقامات پر پولیس کی چوکیاں۔ قہوہ خانے۔ پانی کے کنوئیں اور عام ضروریات کی دکانیں۔ اور ٹھہرنے کے لئے جھونپڑے اور چار مختلف مقامات پر ہوٹل ہیں۔ جہاں عام ضروریات کی اشیاء مل جاتی ہیں اور معمولی کرایہ ادا کرنے پر ان جگہوں میں حاجی گردوں کے تعدد یا پڑاؤ قیام کر سکتے ہیں۔ عموماً جو حاجی حج سے واپس آتے تھے۔ تو سب سے زیادہ شکایت بدامنی اور پانی کی قلت کی کرتے تھے۔ اور بعض زیادتی کرایہ لاری اور موٹر کار وغیرہ کی کرتے تھے۔

آب رسانی اور انسداد بدامنی

کرایہ ٹیکس وغیرہ کے متعلق اوپر ذکر کر چکا ہوں اب میں بہم رسانی آب اور انسداد بدامنی کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ میں یہ کہنے کو تیار نہیں ہوں کہ سب کے سب لوگ محض ابن سعود یا ان کی حکومت کے خلاف پروپیگنڈا کی نیت سے ایسا کہتے ہیں۔ بلکہ وہ واقعات تھے۔ جو ابن سعود کے برسر حکومت ہونے سے پہلے بھی موجود تھے۔ لیکن اس قدر قلیل عرصہ میں حکومت سعودیہ نے ایسا عمدہ انتظام کیا ہے کہ اکناف عالم میں اس کی نظیر کم ملتی ہے۔

ملک عرب کی کیفیت

یہ ملک سب ملکوں سے نرالا ہے۔ ملک کیا ہے۔ ایک خشک بنجر خطہ زمین ہے جس کو صرف رحمت الٰہی کے چھینٹے سیراب کرتے ہیں نہ کھیتی کے سامان ہیں۔ نہ کوئی اور ذرائع آمدنی ہے۔ نہ کوئی سڑک اب تک بنائی گئی ہے۔ آدمؑ کے وقت جو پتھر یا جھاڑیاں یا پہاڑیاں کہ جدہ و مدینہ کے درمیان تھیں، ویسی کی ویسی اب تک چلی آتی ہیں جب حضرت خلیل اللہؑ نے اس پاک خطہ میں خانہ خدا کی تعمیر فرمائی تھی تو اس وقت بھی اس خطہ میں زراعت کھیتی باڑی کا کوئی انتظام نہ تھا اس لئے قرآن حمید نے حرم کعبہ کی سرزمین کو وادی غیر ذی زرع کہا تھا۔ یہ ایک واقعہ کا اظہار تھا۔ قدرت کو ایسا ہی منظور تھا۔ آج تک یہ سرزمین ان ہی آیات کی زندہ تصویر ہے۔

نہر زبیدہ

وادی غیر ذی زرع کا اہم ترین ذریعہ آب رسانی اور خلیفہ ہارون الرشید کی نیک دل ملکہ زبیدہ کے لازوال صدقہ جاریہ یعنی نہر زبیدہ ہے یہ نہر صدہا سال سے جاری ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی صفائی شاید ہی کبھی کرائی گئی ہو ورنہ یہ ناممکن ہے کہ نہر کا پانی حاجیوں کی ضرورت کے لئے ناکافی ہو۔ میں واقعات کی بناء پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ جبکہ نہر زبیدہ کی صفائی قریباً تین چوتھائی حکومت سعودیہ نے کرائی ہے۔ تو اس میں پانی کی اس قدر کثرت ہے کہ اگر مہذب دنیا کے کسی بڑے شہر میں اس قدر مجمع ایک وقت میں ہو۔ تو پانی سے لوگ پیاسے رہ جاویں۔ مکہ شریف کے ہر ایک بڑے گھر کے نیچے سے نہر زبیدہ گزرتی ہے۔

مکہ اور مدینہ میں پانی کا نرخ

اور ایام حج میں ایک پیسہ سے دو پیسہ تک فی کنستر تھا۔ شہر کے ہر ایک مکان میں خواہ وہ پانچ منزلہ ہی کیوں نہ ہو۔ پانی ہر ایک حاجی کو ملتا ہے۔ تین پیسہ قیمت آخری دو دن کے لئے ہوئی جب تمام حاجی بیت اللہ میں حاضر ہو کر عرفات کو روانگی کے لئے تیاریاں کر رہے تھے۔ منیٰ میں پانی کثرت سے ارا ۱۰/ ۱۲/ تک فی کنستر ملتا رہا۔ اور لطف یہ کہ جب ہم سب کے سب منیٰ کی وادی میں کئی میل میں اترے ہوئے تھے۔ تو اس قدر کثرت سے بدوی لوگ ہوا سوا پانی پانی کہتے پھرتے تھے گویا ہر ایک حاجی کے پاس دو دو چار پانی اٹھائے آ حاضر ہوتے اور ایک آدھ گھنٹہ کے اندر ہر ایک جگہ پانی پہنچ گیا۔ اور ہر وقت دن رات یہ سلسلہ جاری رہا۔ نہانے کے واسطے ہر ایک چوک میں ایک ایک کنواں نہر زبیدہ کے پانی سے بھرا ہوا جو حکومت نے نہر زبیدہ سے پمپ کے ذریعہ مہیا کیا تھا۔ موجود تھا۔ یہ غسل وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا رہا۔

عرفات کی کیفیت

عرفات گئے وہاں بھی یہی نظارہ تھا۔ تپتی ہوئی ریت اور سخت دھوپ میں بھی وافر پانی ہر ایک حاجی کو اس کے نگاہ کے اندر ملتا رہا۔ عصر کے بعد ہزارہا حاجی نہر زبیدہ (جو میدان عرفات میں جبل الرحمت کے دامن میں چکر لگاتی ہے) کے پاس ایک طرف بیٹھ گئے اور جس قدر پانی کھلے چاہا غسل کیا۔ میں نے اچھی طرح سے دیکھا۔ کہ ہر ایک حاجی نے تین تین چار چار کنستر پانی غسل کیا۔ اب آپ اندازہ لگا لیویں۔ کہ یہ کس قدر اعلیٰ انتظام ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے حاجی لوگ پانی کو ترستے رہتے تھے اب وہ اس قدر پانی سے وہاں نہاتے ہیں۔ کیا یہ سارا انتظام ایسے ہی ہو گیا۔ نہیں بلکہ حکومت سعودیہ نے نہر زبیدہ کو اس کے منبع سے آخر تک صاف کرا دیا۔ ہر محلے میں حوض بنائے گئے نہر کے کچھ حصے پختہ کرائے۔ میرا خیال ہے اس پر کافی روپیہ حکومت کا خرچ ہوا ہوگا۔ لیکن مکہ شریف میں پانی کی کمی کے مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیا گیا ہے۔

حکومت سعودیہ کے ایک رکن سے ملاقات

مجھے جناب شیخ عبداللہ بن سلیمان وزیر حج و وزیر مال سے نیاز حاصل کرنے اور گفتگو کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ تو مجھے ان کی شرافت اور بیدار مغزی و حسن انتظام کا اعتراف کرنا پڑا۔ انہوں نے پانی کا حساب حکومت کے ماہروں نے لگایا ہے کہ اگر عرفات کے میدان میں دس پانچ لاکھ حاجی جمع ہوں۔ تو ان کے پینے نہانے اور جانوروں کے پینے کے لئے کافی سے زائد پانی موجود ہے بلکہ حکومت کی خواہش ہے کہ لوگ اس پانی سے آبپاشی بھی کریں۔ عرفات کے میدان میں اس قدر پانی کی کثرت تھی کہ بے اختیار دل سے ایسی حکومت کے لئے دعائیں نکلتی تھیں۔ عرفات میں پھل مثلاً انار، فی عدد ۲/ اور میٹھا فی عدد ۲/ اس قدر با فراط تھا کہ ہر ایک خیمہ میں میوہ فروش پھر رہے تھے۔ یہ انار اور میٹھا اتنی کثرت سے ہندوستان میں نہیں ملتا۔

بے نظیر امن

ابن سعود کی حکومت نے ایسا امن قائم کیا ہے۔ کہ ایک عورت زیور پہنے ہوئے اور سونا اور اشرفیاں اٹھائے ہوئی اکیلی راتوں کو جدہ سے مکہ شریف اور جدہ سے مدینہ منورہ جا سکتی ہے کسی بدوی کو جرأت نہیں کہ اس عورت کی طرف نظر بھی اٹھا کر دیکھ سکے ہم قافلہ کے ۱۷ آدمی تھے۔ ہمارے پاس ہزارہا روپیہ کے نوٹ و اشرفیاں تھیں جنگل میں شہر میں کار میں غرض ہر جگہ رات کو ہمارے ساتھ اس قدر سامان تھا۔ لیکن کیا مجال کہ کوئی ہمارے خیمہ کے یا ہمارے فرشی بستروں کے قریب پھٹکا ہو . . . .

. . . .

ہندوستان و دیگر مہذب ممالک میں جہاں عرب کی نسبت پولیس و خفیہ پولیس اور عدالتوں کا بڑا بھاری انتظام ہے وہاں ان حالات میں کوئی شخص رات کو شہر کے بہترین و آباد حصہ میں محفوظ نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ چہ جائیکہ صحراؤں میں جہاں کوئی کسی کو پکڑنے والا نہیں۔ دیکھنے والا نہیں، دن دہاڑے کوئی کسی کو لوٹ لے۔ کوئی نگران نہیں دن کو دن رات میں ہم نے ان صحراؤں وادیوں میں سفر کیا۔ اکیلی اکیلی کار میں سفر کیا جہاں نزدیک نزدیک اور کوئی بشر نظر نہ آتا تھا۔ لیکن وہاں بھی کسی قسم کا خطرہ نہ تھا۔ منزلوں پر صدہا حاجی تھکے ماندے کھلے میدانوں میں دکانوں کے اندر سوتے تھے مگر کسی کا ایک پائی کا نقصان نہیں ہوا یہ ایک ایسی مثال ہے۔ جو دنیا کے کسی مہذب سے مہذب خطہ میں مفقود ہے

سلطان وزراء اور نجدی فوج کی مذہبی پابندی

ملک عرب میں شریعت کی پابندی کا خاص خیال پایا گیا۔

آج بھی جلالۃ الملک سلطان ابن سعود خود تمام ارکان کو بڑی پابندی سے ادا کرنے کی ایک زندہ مثال ہیں۔ سلطان ابن سعود مع وزراء و فوج کے عرفات کے میدان میں اونٹوں پر سوار ہزارہا کی تعداد میں ایک وادی میں لبیک اللھم لبیک کے نعرے لگا رہے تھے۔ اس وادی میں اونٹ بے حس کھڑے نظر آتے تھے۔ اور دھوپ کا یہ عالم تھا کہ زمین تپ رہی ہے۔ سورج پورے جوش سے آتش باری کر رہا تھا۔ لیکن یہ سب کے سب خدا کے حضور دھوپ میں اونٹوں پر سوار حاضر تھے۔ دھوپ بھی کبھی آندھی آتی۔ بوچھاڑ بارش کی پڑتی۔ لیکن کیا مجال کہ ان ہزارہا بندگان حق میں سے ایک شخص یا کسی اونٹ نے اپنی جگہ سے حرکت کی ہو۔ یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہو گیا اور وہ وقت مقررہ کے انتظار میں ہیں کہ کب وہ وقت آوے اور وہ ارشاد حق تعالیٰ کے مطابق اس میدان سے حرکت شروع کریں۔ یہ نظارہ قابل دید اور بے حد موثر تھا۔ گویا ایک فوج ہے جو بے حس و حرکت اپنے بادشاہ حقیقی کے حکم کی منتظر کھڑی ہے پھر منیٰ میں جب ہم شیطان کو کنکر مارنے کے لئے جا رہے تھے۔ تو جلالۃ الملک ابن سعود کو خود کنکر مارتے ہوئے ہم نے دیکھا۔ بالعموم جہاں کسی شخص میں کچھ خوبیاں ہوں وہاں چند نقائص بھی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بھی ہماری طرح بشر ہیں ان میں بھی کچھ نقائص نظر آئیں تو یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں سیاسی چالوں سے کوئی اعتماد حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم لوگ جو کچھ چاہتے ہیں وہ پورا نہیں ہوتا۔ ہمارا سب کا فرض ہے کہ اس اسلامی سلطنت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور درد دل کے ساتھ اس کے استحکامات کے لئے دعا کریں۔ اور خلوص نیت کے ساتھ بغیر ذاتی اغراض کے حکومت کے ساتھ تعاون کر کے حاجیوں کے آرام کے لئے تجاویز سوچیں تو انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہو سکے گا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئندہ فرصت میں دیگر پہلوؤں پر بھی کچھ عرض کروں گا۔

ٹرینیڈاڈ میں مبلغ انجمن خدام الدین لاہور

کی

"خدمت اسلام"

تخریب اسلام اور تکفیر المسلمین علماء صدی چہاردہم کا امتیاز خصوصی ہے۔ ملت مرحوم کے شیرازہ کا منتشر کرنا۔ افراد قوم کو باہمی کشت و خون گالی گلوچ اور ذلت رسوائی پر آمادہ کرنا ان کا مایہ صد فخر و مباہات شغل ہے۔ ٹرینیڈاڈ کے مسلمانوں نے انجمن خدام الدین لاہور سے ایک مبلغ اپنے خرچ پر حاصل کیا۔ وہ مبلغ صاحب آجکل وہاں جو خدمات جلیلہ انجام دے رہے ہیں ان پر کارکنان انجمن بالخصوص مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن جس قدر ناز کریں کم ہے۔ مبلغ صاحب کا دلچسپ مشغلہ فتاویٰ کفر کی ایجاد ہے۔ حال ہی میں آپ نے ایک شخص علی نواز کے مکان پر ایک مجمع کے سامنے جو اسلام سوز امور پیش کئے وہ ہدیہ ناظرین ہیں۔

(۱) سوال اگر ایک شخص مسیح کو وفات یافتہ تسلیم کرے تو کیا وہ کافر ہے؟ (جواب) ہاں وہ پکا کافر ہے۔ ۲ سوال۔ کیا وفات مسیح کا عقیدہ رکھنے والے شخص کے ساتھ ایک مسلمہ کا نکاح جائز ہے (جواب) ہرگز نہیں۔ اور جو عورتیں خاوند کے اس عقیدہ کے باوجود تعلقات زناشوئی جاری رکھتی ہیں وہ صریح زنا کا ارتکاب کرتی ہیں" (نعوذ باللہ من ذالک)

یہ تعلیم قرآنی کے خلاف کس قدر خطرناک جرأت ہے مولوی صاحب کی معترض زبان نے نہ صرف اسلام پر ایک ضرب کاری لگائی ہے بلکہ بڑے بڑے اکابر قوم پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے مسلمانوں میں سے علماء عظام کا ایک گروہ وفات مسیح کا قائل ہے۔ مصر میں مفتی محمد عبدہ اور سید رشید رضا جیسی بلند ترین ہستیاں، ہندوستان میں مولانا ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال (جو عقیدہ آمد مسیح کو بھی مجوسیت قرار دیتے ہیں) اور مولانا غلام مرشد، مولانا محمد عبداللہ قصوری وغیرہم وفات مسیح کے قائل ہیں، گویا یہ سب تارک مسلمات کا ارتکاب کار ہیں۔ یقیناً یہ مبلغ صاحب انجمن خدام الدین کے عقائد کے حامل ہیں تو کیا ہم اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ مولانا احمد علی صاحب اس امر کے متعلق اپنی پوزیشن واضح کریں گے کہ آیا ان کے نزدیک یہ بزرگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کی عورتیں زنا کی مرتکب ہیں اور ان کی اولاد ناجائز اور حرام ہے؟

یہ امر قوم کے لئے باعث عبرت ہے کہ کن کن امور پر ان کی قوت ضائع ہو رہی ہے۔ قوم کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔ اور کس طرح غریب ناتوان مسلمان کے گاڑھے پسینے کی کمائی کھا کر یہ فتنہ زا گروہ عذاب الٰہی ثابت ہو رہا ہے۔ دراصل اس گروہ کی زندگی کا راز مذہب کے نام پر بھولے بھالے عوام کو ایک دوسرے سے دست بگریبان دیکھنے میں مضمر ہے، ان کو ہرگز جرأت نہیں کہ دشمنان اسلام کے مقابلے پر نکلیں۔ وقت آگیا ہے کہ مسلم نوجوان آگے بڑھیں۔ اور مولویوں کو اس بات پر مجبور کر دیں کہ وہ اس مکروہ ترین شغل تکفیر اہل قبلہ کو ترک کر کے دنیا میں اسلام کی صحیح تبلیغ کریں۔ (ایک راوی سندھی)

۲۳؍۲۴ جون کی شب کو انتقال کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب و دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اس حادثہ میں ہمیں ڈاکٹر صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ۱۸ جون کی صبح کو اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور کا ایک جلسہ بصدارت جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا جس میں سر میاں فضل حسین صاحب بالقابہ کے عہدہ وزارت تعلیم پنجاب پر فائز ہونے پر مبارکباد کی ایک قرارداد منظور ہوئی۔ نیز ایک قرارداد کے ذریعہ ہز ایکسیلینسی گورنر پنجاب کا اس بہترین انتخاب کیلئے شکریہ ادا کیا گیا

— امسال جماعت راولپنڈی کے جلسہ سالانہ کے بعد مقامی نوجوانوں نے سید انصر حسین شاہ صاحب مبلغ کی تحریک پر ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن قائم کی ہے جس کے اغراض و مقاصد یہ ہیں:۔ (۱) تبلیغ اسلام (۲) مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنا (۳) سلسلہ کے متعلق مرکز سے جو تبلیغی احکام آئیں ان کی تعمیل کرنا چنانچہ گذشتہ چند ہفتوں میں اس ایسوسی ایشن نے نہایت مفید کام کیا ہے مندرجہ ذیل اصحاب اس کے عہدہ دار مقرر ہوئے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس انجمن کو کامیاب کرے اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔

(۱) مربی۔ جناب ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار (۲) صدر۔ جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب (۳) نائب صدر۔ جناب بابو گل عباس صاحب بی۔ اے (۴) سکرٹری۔ جناب مسٹر بشارت احمد صاحب ملال ایف۔ اے (۵) جائنٹ و فنانشل سکرٹری۔ فخر الدین احمد صاحب

— مسلم ہائی سکول بدو ملہی میں ۲ جون منگل کے روز سیرت النبی پر جلسہ ہوا۔ جس میں متعدد اساتذہ نے حضرت نبی کریم صلعم کی حیات مبارک پر تقریریں کیں۔ جن میں حضور کے فضائل پر روشنی ڈالی گئی۔ جلسہ کی کارروائی تقریباً ڈھائی گھنٹے جاری رہی۔ مسلمان طلبہ کے علاوہ غیر مسلم طلبہ اپنی خوشی سے شریک جلسہ ہوئے۔

— امسال مولوی ابوبکر صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول نے ایم۔ اے عربی کا امتحان دیا تھا جس میں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے اور تمام پنجاب میں تیسرے درجہ پر رہے۔ اس کامیابی پر ہم مولوی صاحب موصوف اور ان کے احباب کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

— منشی رحمت اللہ صاحب سابق مینیجر اخبار لائٹ بدستور علیل ہیں

— چودھری سردار خاں صاحب محرر تبلیغ کا بچہ بیمار ہے

— قاضی عبدالرحمان صاحب علی پور عرصہ سے بیمار ہیں۔

ان تمام بیماروں کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

— نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے محترم دوست جناب شیخ عبدالغنی صاحب انجینیر مالک امپیریل الیکٹرک کمپنی کے والد محترم جناب شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی تین چار روز کی مختصر علالت کے بعد بعمر ۸۹ سال انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نہایت نیک بزرگ تھے حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام میں سے تھے سنہ ۱۹۰۱ء میں بیعت کی تھی۔ اس صدمہ میں ہمیں جناب عبدالغنی صاحب و دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ۵ جون کو نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ دیگر جماعتیں بھی جنازہ غائب ادا کریں۔

— اخبار زیر ترتیب ہو کر پریس جا رہا تھا دہلی سے اطلاع ملی کہ جناب ڈاکٹر مہدی حسین صاحب کی صاحبزادی تقریباً ۱۸ یوم تپ محرقہ میں بیمار رہ کر

سکھوں کی طرف سے اذان کی بیجا مخالفت

میں نے ۲۰ مئی کے پرتاپ میں اس خبر کو نہایت تعجب سے پڑھا کہ امرتسر دروازہ گھی مسجد کے باہر بودھی سائیں کی جو مسجد تعمیر ہوئی ہے اس مسجد کے نزدیک سکھوں کا گوردوارہ ہے۔ کل رات کے ۸ بجے کے قریب جب مسلمان مسجد میں اذان دینے لگے تو بیان کیا جاتا ہے کہ سکھوں نے ایسا کرنے سے روکا جس پر مسلمانوں میں غصہ کی لہر دوڑ گئی ممانعت اذان پر مسلمانوں میں غصے کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر تھا کیونکہ اس سے بڑھ کر اور کوئی بربریت نہیں کہ کسی جماعت کو اس کی نماز پوجا پاٹھ اور خدا کی بندگی سے روکا جائے۔ مجھے رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ سکھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ اذان کیا ہے خدا کی عبادت کی طرف بلانا۔ یہ کوئی گالی نہیں۔ بم کا گولہ نہیں۔ اس میں کسی مذہب کی غیبت اور نندا نہیں۔ پھر یہ کسی کو بری لگے تو کیوں؟ اذان کے ترجمہ کو دیکھئے جو درج ذیل ہے:۔

"اللہ اکبر۔ کرتار سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ پرماتما کے بنا اور کوئی پوجنے یوگ (قابل عبادت نہیں) میں گواہی دیتا ہوں کہ جگت گورو شری محمد جی مہاراج ست کرتار کے بھیجے ہوئے ہیں۔ بھگوان کی بھگتی (عبادت) کے واسطے آؤ۔ آؤ سپھلتا (فلاح) حاصل کرو۔ کرتار (اللہ) سب سے بڑا ہے اس داتگورو (اللہ) کے بغیر اور کوئی پوجنے یوگ نہیں"۔

پراتاکال (صبح) کے وقت آؤ فلاح پاؤ کے بعد جو یہ الفاظ کہے جاتے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ ایشور کی بھگتی نیند سے (بہت) اچھی ہے۔

اب اذان کے مخالفوں کو جو بظاہر خدا کی بھگتی کا دم بھی بھرتے ہیں۔ ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ اس اذان میں جس کا ترجمہ اوپر دیا گیا ہے کونسا لفظ یا فقرہ ان کو کاٹتا ہے جس کی وجہ سے اور تو اور اپنے نیک ہمسایوں کو اللہ کی عبادت سے بھی بزور بازو روکنے کی ناروا سعی کرتے ہوں کو تو خواب میں بھی لیا نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ان کی مقدس کتاب شری گرنتھ میں سکھوں کے لئے یہ حکم ہے ؎

کبیر سپنے ہوں بڑ رائے کے جیں کہ نکھ سے رام
تا کے پگ کی پاہنی میرے تن کو چام

یعنی سکھوں کا مقدس گرنتھ سکھوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اے سکھو! اگر خواب میں بھی کسی کی زبان سے خدا کا نام نکلے تو تم اس پر قربان ہو جاؤ اور اگر تمہارے جسم کی اس کے پاؤں کی جوتیاں بنیں تو اسے اپنی خوش قسمتی سمجھو۔ واہ واہ سکھ صاحبان اپنے مقدس گرنتھ کی تعلیم پر کیا اچھا عمل کر رہے ہیں۔ خواب کی حالت میں نہیں بیداری کی حالت میں اور خاص عزم کے ماتحت جب مسلمان خدا کی عبادت کے لئے اپنی مسجد میں کھڑے ہو کر اپنے بھائیوں کو بلاتے ہیں۔ تو سکھوں کی کرپانیں میان سے باہر آ جاتی ہیں۔ محض اس تصور پر کہ مسلمان خدا کی عبادت کیوں کرتے ہیں۔ میں سکھوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اذان میں کوئی ایسا لفظ دکھلائیں جس سے ان کے دل دکھتے ہوں اور پھر سکھوں کی کتب مقدسہ میں جو رواداری کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ سکھ صاحبان اس پر بھی ذرا عمل کرتے تو وہ اپنے مسلمان نیک ہمسایوں کے لئے اس طرح تکلیف کا موجب نہ بنتے۔ ان کی کتب مقدسہ میں اذان نماز اور مسجد کیلئے جو قابل احترام الفاظ موجود ہیں ان کی موجودگی تو یہ چاہتی تھی کہ نماز اور اذان کے معاملہ میں سکھ مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو ہوتے چنانچہ دسم گرنتھ میں شری گورو گوبند سنگھ صاحب فرماتے ہیں۔

دائرا مسیت سو ئی
پوجا د نماز او ئی

یعنی ہندوؤں کا ٹھاکر دوارہ اور مسلمانوں کی مسجد پوجا پاٹھ نماز یہ سب خدا کی یاد کے مختلف طریقے ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دسم گورو کے نزدیک ٹھاکر دوارہ اور مسجد، نماز اور پوجا میں کوئی فرق نہ تھا۔

پھر وارن بھائی گورداس جی میں لکھا ہے:۔

بابا گیا بغداد نوں باہر جا کیا استھانا
اک بابا اکال روپ دوجا ربابی مردانا
دتی بانگ نماز کر سن سما ہو یا جہانا

یعنی جب شری گورو نانک دیو جی مہاراج بغداد شریف پہنچے تو شہر سے باہر قیام فرمایا۔ اور خدا کے مظہر بابا جی تھے اور دوسرا آپ کے ساتھ مردانہ تھا۔ بابا جی نے وہاں نماز کے لئے اذان کہی اور لوگ موجبرت رہ گئے۔

پھر تاریخ گوروخالصہ حصہ اول صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے:۔

ج جمع کر نام دی پنج نماز گزار
بابجوں نام خدا ئیدے ہوسیں بہت خوار

یعنی خدا کے نام کا توشہ جمع کرو۔ پانچوں وقت کی باقاعدہ نماز کی ادائیگی ہے، کیونکہ بغیر خدا کی بھگتی کے خواری ہے۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج کے دل میں خدا کی بھگتی کی کس قدر قدر تھی۔

پھر شری گورو گرنتھ صاحب آد محلہ پہلا میں شری گورو نانک دیو جی مہاراج فرماتے ہیں:۔

پنج وقت نماز گزاریں پڑھو کتیب قرآن
نانک آکھے گور سدیہی رہیو پینا کھان

یعنی پانچوں وقت کی نمازیں پڑھو اور قرآن کریم کی تلاوت کرو کیونکہ قبر ہر وقت تمہیں آواز دے رہی ہے۔ خدا جانے وہ وقت کب آ جائے اور وہ وقت آنے پر تمہاری جملہ نفسانی خواہشات دھری کی دھری رہ جائیں گی۔

پھر شری گورو گرنتھ صاحب آد سری راگ محلہ پہلا میں شری گورو نانک دیو جی مہاراج فرماتے ہیں:۔

عیب تن چکڑ دے من مینڈ کو کنول سار نہیں مول پائی
بھنورا استاد نت بھاکیا بولے کیوں بوجھے جاں نہ بجھائی
آکھن سن نہ پون کی بانی اسے من رتا مایا
خصم کی نظر دلیں لپسندی جنہیں اک کر دھیایا
تیں کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائے
نانک آکھے راہ پر چلنا مال دھن کس کو سنجھائے

اس کا ترجمہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا۔ مہاراجہ صاحب فریدکوٹ کی سرپرستی میں بڑے بڑے گیانیوں کے ذریعہ جو گرنتھ صاحب کا ترجمہ ہوا ہے اس میں گورو صاحب کے ان اقوال کا یہ ترجمہ دیا گیا ہے:۔

"تیرے بدن میں کیچڑ کیا ہے تیرے ہی عیب اور اس میں مینڈک کیا ہے تیرا ہی دل، اس عیبوں کے کیچڑ میں لت پت ہونے والے مینڈک کے سر پر کنول کا پھول کھل رہا ہے بھنورا اس پھول پر بیٹھا ہوا ہر وقت اپنی پیاری پیاری آواز سے کیچڑ میں لت پت ہونے والے مینڈک سے کہتا ہے کہ اے کیچڑ میں پھنسے ہوئے مینڈک ذرا اس کیچڑ کو چھوڑ کر اوپر آ۔ اور دیکھ تیرے سر پر کیسا خوشنما اور خوشبودار پھول کھل رہا ہے مگر سچ ہے کہ اس کنول پھول کی خوشبو سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن پر اللہ کی مہر ہو اور اللہ کی مہر انہیں پر ہوتی ہے جو اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔ اور جو اس خدا کی آواز کو اس کان سے سن کر اس کان نکال دیتے ہیں یقین سمجھو کہ اللہ کا ایسے لوگوں سے کچھ تعلق نہیں ہوتا مبارک ہیں وہ جو خدا کے مقبول ہیں اور خدا کے مقبول وہ ہیں جو ایک خدا کی پوجا کرتے ہیں روزے رکھتے اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں خداوند تعالیٰ انہیں شیطانی شر سے محفوظ رکھتا ہے"۔

آگے اور دیکھئے شری گورو گرنتھ صاحب آد میں یہ شلوک درج ہیں:۔

فریدا بے نمازا کتیا ایہ نہ بھلی ریت
کدہی چل نہ آیوں پنجے وقت مسیت
اٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گذار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کائیں
کنی ہیٹھ جلائیے بالن سندھی تھائیں

بے نمازوں کیلئے گرنتھ صاحب کے یہ اقوال اس قدر سخت اور زجر و توبیخ اپنے اندر رکھتے ہیں کہ میں اس کا ترجمہ دینا بھی فی الحال مناسب نہیں سمجھتا تعجب اور حیرت کی جا ہے کہ جن لوگوں کی کتب مقدسہ میں اذان اور نماز کے لئے یہ تاکید اور احکام درج ہوں وہ کس طرح اذان اور نماز کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ اگر میرے سکھ دوست یہ کہیں کہ یہ احکام اور یہ ہدایات جو ہماری واجب الاحترام کتب میں درج ہیں سکھوں کیلئے نہیں بلکہ مسلمانوں کیلئے ہیں تو مجھے اس سے اتفاق نہیں کیونکہ شری گورو گرنتھ صاحب کی تعلیم سب کے لئے ہے نہ کہ کسی مخصوص جماعت اور افراد کیلئے۔ ہاں اگر سکھ صاحبان کی خاطر میں تھوڑی دیر کیلئے یہ مان بھی لوں کہ گورو صاحب کی یہ ہدایات محض مسلمانوں کیلئے ہیں تو بھی یہ کیا عجیب تماشا ہے کہ جب مسلمان گورو صاحبان کی ان ہدایات پر عمل کیلئے آمادہ ہوتے ہیں تو سکھ صاحبان بزور بازو انہیں روکتے ہیں کیا ایسا کر کے وہ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ گورو صاحبان کے احکام کو بجا لا رہے ہیں گرنتھ صاحب کی تعلیم تو ایسی رواداری پر مبنی ہے کہ اگر میرے سکھ بھائی اس پر عمل پیرا ہو سکیں تو یہ مسلمانوں کیلئے بہترین اور قابل قدر ہمسایہ بن سکتے ہیں۔ اگر یہ گورو صاحب کے اقوال بھی میرے سکھ دوستوں پر کچھ اثر نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم سکھ صاحبان کو یہی سوچنا چاہیئے کہ مسلمانوں نے بھی اسی ملک میں رہنا ہے اور سکھوں نے بھی اور رہنا بھی دیوار بہ دیوار ہے۔ یہ موجودہ طریق طرفین کی زندگیوں کو تلخ بنانے کا موجب ہو۔ اگر آج سکھ اذان پر معترض ہوتے ہیں تو کل مسلمان ناقوس کی آواز کو برا منائیں گے۔ نتیجہ اس سے امن کی زندگی کہاں رہ سکتی ہے ہماری ہمسائیگی اس امر کی تقاضا کرتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کیلئے دکھ درد کے ساتھی ہوں اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ جب ہم رواداری سے کام لیں مسلمانوں نے بھی یہیں رہنا ہے اور سکھوں نے بھی۔ اگر ہم ایکدوسرے کے دشمن بن کر رہے تو ایسا بھی کوئی رہنا ہے۔ رہنا وہی بابرکت ہے جو ایک دوسرے کے دوست بن کر رہیں اگر کسی جماعت کا یہ خیال ہو کہ ہم اس طرح تنگ کر کے مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دینگے تو این خیال است و محال است و جنوں۔ اگر مسلمان نکل سکتے تھے تو اس وقت جبکہ یہ سینکڑوں کی تعداد میں ہندوستان میں وارد ہوئے تھے اس وقت جبکہ یہ کروڑوں کی تعداد میں ہیں اور ان کی جڑیں ہندوستان میں مضبوط ہو چکی ہیں اور انہوں نے ہندوستان کو اپنا ملک بنا لیا ہے تو اب یہ کیسے نکل سکتے ہیں۔ مہاراجہ کا ... بھی کسی سے کم جامی نہیں مگر اس موجودہ فرزندانہ حیثیت میں اول تو سوراج ملیگا ہی نہیں۔ اگر ملا بھی تو چند روزہ۔ لہذا اگر ہمیں اپنی بہبودی مطلوب ہے ...

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— استنبول کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ ترکی یونیورسٹی میں محکمہ پرواز کی جانب سے فن پرواز کی تعلیم کیلئے ایک شعبہ قائم کر دیا گیا ہے جس میں اس وقت تک بیچ سو طلبا اور طالبات نے اپنی شرکت کا اعلان کیا ہے

—— انگورہ کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ترکی حکومت نے غیر ملکی باشندوں کے لئے ایک جدید قانون وضع کیا ہے جس کی رو سے حقوق اجانب کا تحفظ کیا جائیگا۔ اس قانون میں معاہدہ لوزان کی پوری رعایت رکھی جائے گی۔

—— امام یحییٰ والئے یمن کے شاہی محل کے افسر اعلیٰ سید محمد زبیر نے ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا ہے کہ یمن کی پوزیشن برطانیہ سے معاہدہ کرنے کے بعد مضبوط ہو گئی ہے۔ امام یمن نے جنگی سامان کے کافی ذخیرہ کے لئے آرڈر دیا ہے۔

—— ادیس ابابا کی تسخیر کے متعلق سید محمد زبیر نے کہا کہ امام یحییٰ کو اس خبر سے بہت صدمہ پہنچا اور انہوں نے چوبیس گھنٹے کھانا نہ کھایا

—— مکہ معظمہ کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا کہ حکومت حجاز مکہ معظمہ میں براڈ کاسٹنگ اسٹیشن سے آئندہ حج کے موقعہ پر فائدہ اٹھائیگی۔

—— جبل الطارق ۵ار جون شہنشاہ ابی سینیا جہاز سے اترے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ آپ گورنمنٹ ہاؤس میں تشریف لے گئے دروازہ پر گورنر جبرالٹر نے خوش آمدید کہا۔

—— قاہرہ ۲ار جون۔ ترکی کے مشہور جرنیل واہب پاشا جو جنگ حبشہ میں اپنے ابی سینیا کی افواج کے کمانڈر انچیف تھے قاہرہ پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے مرحوم شاہ فواد کے مزار پر فاتحہ پڑھا۔ آپ کی صحت اطالوی گیس کی وجہ سے خراب ہو گئی ہے۔ آپ کچھ عرصہ کیلئے آرام اور علاج کرائیں گے۔

—— ترکی میں ترکی بچوں کی صحت اور تربیت کیلئے ایک جدید نظام مرتب کیا جا رہا ہے اور تندرست اور تنومند بچوں کا مقابلہ ہوگا۔ اس مقابلہ میں بچوں کو کھینچنے کی بجائے ان کے فوٹو منگوا لئے جائیں گے جن کو دیکھ کر منصف اپنا فیصلہ کریں گے۔

—— بیت المقدس کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں بغاوت اور فسادات بدستور جاری ہیں۔ انگریزی پولیس کی موٹر پر کئی جگہوں سے بم پھینکے گئے۔ جس پر پولیس کو ہوائی فائر کر کے امن قائم کرنا پڑا لبعض اخباروں کی اشاعت روک دی گئی ہے جو غلط خبریں شائع کرتے تھے۔

—— ڈسٹرکٹ کمشنر حیفا کے دفتر پر بم پھینکا گیا جس سے دفتر کا فرنیچر ٹوٹ گیا۔

—— قاہرہ ۴ار جون۔ سر مائلز لیمپسن ہائی کمشنر انگلستان متعین قاہرہ کچھ عرصہ کیلئے عازم لندن ہو رہے ہیں تاکہ انگلستان اور مصر کے معاہدہ کی گفت و شنید سے متعلق چند امور میں حکومت انگلستان سے مشورہ لے سکیں۔

—— قاہرہ۔ معلوم ہوا ہے کہ نوجوان شاہ مصر اپنی تعلیم مکمل کرنے کیلئے لندن جائیں گے۔ کیونکہ ان کو اس سے روکنے کے لئے کوئی دفعہ مصری قانون کی موجود نہیں ہے۔

—— انگورہ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ جمعیت اقوام کو نوٹس دینے کے بعد درہ دانیال پر ایک ہزار توپیں نصب کر دی گئی ہیں۔ ان توپوں کے ذریعہ حملہ آور بیڑوں کو بہت جلد تباہ کیا جا سکتا ہے۔ ہوائی جہازوں کو گرانے کے لئے بھی بہترین توپیں مہیا کر دی گئی ہیں۔

ہندوستان

—— شملہ ۲ار جون۔ کورو کشیتر کے میلہ کے موقع پر سر ظفر اللہ خان ممبر ریلوے خود انتظامات کی نگرانی کرینگے۔ چنانچہ سر موصوف ۸ جون کو شملہ سے روانہ ہو چکے ہیں۔

—— بمبئی ۱ار جون۔ مہار کانفرنس (ایک اچھوت جماعت) کا مسٹر ڈی۔ ایس۔ وینکٹ راؤ کی صدارت میں جلسہ ہوا جس میں ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ مہار قوم تبدیلی مذہب پر آمادہ ہے۔

—— احمد آباد ۷ار جون۔ معلوم ہوا ہے کہ مہاتما گاندھی تین ماہ کے یورپ اور امریکہ کے دورہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ واپسی پر آپ اسلامی ممالک میں بھی جائیں گے۔

—— گوالیار ۲ار جون۔ سر سلطان احمد خان مرحوم نے اپنی وصیت کے ذریعہ بہت کچھ وقف کیا ہے اور اس کے علاوہ آپ نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ خیراتی کاموں کے لئے دیا ہے جس میں سے ۵۰ ہزار علیگڑھ یونیورسٹی کو ۲۰ ہزار بنارس یونیورسٹی کو ۲۰ ہزار دہلی یونیورسٹی کو۔ ۱۰ ہزار حالی مسلم سکول پانی پت کو۔ ۵۰ ہزار گوالیار کے اندھوں کے آشرم کو ملیگا۔

—— سیالکوٹ میں ۱۲ مئی کو مولوی ظفر علی خاں سیرت النبی کے جلسہ میں تقریر کر رہے تھے کہ دوران تقریر میں احراری رضاکاروں نے شور مچایا اور جب مولانا باہر جانے لگے تو ان کو زدوکوب کیا گیا۔ آپ کے نوکر کو بھی بری طرح مارا گیا۔

—— اس دن منظر علی اظہر اور شیخ حسام الدین سیالکوٹ میں موجود تھے

—— کٹک ۳ار جون۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگرس جولائی کے آغاز میں اڑیسہ کا دورہ کریں گے۔

—— شملہ ۳ار جون۔ سرحدی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ درہ خیبر میں آفریدیوں کے قبائل نے ہلچل پیدا کر دی ہے۔ وزیری سردار عبد اللہ خاں نے ایک گروہ جمع کر لیا اور سرکاری لاری پر حملہ کر کے پانچ اشخاص کو قتل کر دیا۔

—— شملہ ۳ار جون۔ ایک فوجی افسر جو رزمک سے جا رہا تھا اس کی موٹر پر محسودوں نے حملہ کر کے کپتان اور اس کے نوکر کو ہلاک کر دیا۔

—— لاہور ۲ار جون۔ لنڈا بازار میں مسلمانوں پر حملہ کرنے والے سکھوں کا چالان زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے ۱۶ار جون کو شہادتیں لی جائیں گی۔

—— سرینگر ۲ار جون۔ حکومت کشمیر کا سرکاری اعلان مظہر ہے کہ کشمیر میں ہیضہ کی کوئی وبا نہیں ہے۔

—— الہ آباد ۳ار جون۔ گزشتہ شام الہ آباد اور نواب گنج میں ایک زبردست طوفان باد آیا جس سے تار کے کھمبے گر گئے اور ریلوے گاڑیاں کئی گھنٹے لیٹ ہو گئیں۔

—— لاہور ۴ار جون۔ آنریبل ملک سر فیروز خاں نون جو ہندوستان کی طرف سے لندن میں ہائی کمشنر مقرر کئے گئے ہیں ان کا پروگرام یوں ہے ۱۱ار جون کو شملہ سے لاہور۔ ۱۲ار جون کو لاہور سے عازم بہاولپور ہوں گے۔ ۱۰ار جون کو وارد بہاولپور ہوں گے۔ ۱۳ار جون کو بہاولپور سے کراچی روانہ ہوں گے۔ ۲۲ار کو کراچی پہنچیں گے ۲۳ار کو بذریعہ ہوائی جہاز عازم لندن ہوں گے اور ۲۵ار کو لندن پہنچیں گے۔

—— بمبئی کے ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ شیخ عبد اللہ گاندھی آئندہ سال حج کیلئے جائیں گے اور وہاں سے ممالک اسلامی کا دورہ کریں گے ان کو بمبئی اسمبلی کیلئے بلا مقابلہ منتخب کرانے کی ابھی سے کوشش کی جا رہی ہے۔

—— مقدمہ شہید گنج کی اپیل کرنے کیلئے ایک ڈیفنس لیگ قائم کی گئی ہے

ممالک خارجہ

—— لنڈن ۳ار جون۔ شہنشاہ نجاشی لندن پہنچ گئے ہیں۔ واٹرلو ریلوے سٹیشن پر حکومت اور پبلک کی طرف سے پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔

—— روما ۱۲ار جون۔ میسولینی نے یکشنبہ کو ایک عام اجلاس منعقد کر کے ابی سینیا کی لڑائی میں مقتولین اور مجروحین کے ورثا کو انعامات تقسیم کئے انعام حاصل کرنیوالوں میں سے میسولینی کے دونوں بیٹے، داماد اور بھتیجا بھی شامل ہیں۔

—— روما ۱۲ار جون۔ حبشہ کے متعلق اطالوی تجاویز کے بارے میں مختلف قسم کی افواہیں پھیل رہی ہیں۔ ایک افواہ یہ ہے کہ حبشہ کا ایک حصہ ہنگری کو دیا جائے گا۔ اور یہ اس حمایت کا صلہ ہے جو ہنگری جنیوا کانفرنس میں میسولینی کی حمایت پر اڑا رہا ہے۔

—— مارسیلز ۳ار جون۔ راس نصیبو کمانڈر افواج حبشہ جنوبی محاذ مارسیلز میں علاج کے لئے پہنچ گئے ہیں۔ جنگ کی وجہ سے ان کی صحت بگڑ گئی ہے

—— کیمبرج کی اطلاع مظہر ہے کہ کیمبرج یونین سوسائٹی کی طرف سے شہنشاہ حبشہ یونین کے آنریری ممبر منتخب کئے گئے ہیں۔ یونین کی طرف سے یہ عزت ایک تاجدار قوم کے فرد کیلئے عظیم الشان ہے شہنشاہ اس یونیورسٹی سے ڈاکٹر کی آنریری ڈگری بھی حاصل کر چکے ہیں۔

—— جبوتی ۲ار جون۔ معلوم ہوا ہے کہ حبشہ میں برطانوی قونصل پر سختی کی جا رہی ہے اور نقل و حرکت کی کھلی اجازت نہیں۔ اطالوی افسران کی اجازت کے بغیر قونصل شہر سے باہر نہیں جا سکتے۔

—— لندن ۲ار جون۔ برطانوی بجٹ کے راز ہائے سربستہ کے فاش کرنے کا الزام مسٹر ٹامس وزیر نو آبادیات پر لگایا گیا ہے جنہوں نے راز مسٹر بیٹس اور سر ایلفریڈ بٹ کو بتا دیا جنہوں نے اس سے ذاتی فائدہ اٹھانا چاہا۔

—— روما ۲ار جون۔ اطالوی کابینہ کا ایک اجلاس ہوا جس میں حبشہ میں پبلک ورکس کے لئے ۱۰ کروڑ روپیہ منظور کیا گیا اور ادیس ابابا کی دوبارہ تعمیر کے لئے اقدام کیا جا رہا ہے۔

—— لندن ۲ار جون۔ معلوم ہوا ہے کہ موسیو جاکیو موتہ جو بلجیم کی ایک کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر ہیں۔ شاہ بلجیم سے ۴۵ منٹ تک ملاقات ہوئی۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ شاہ بلجیم نے ایک کمیونسٹ سے ملاقات کی۔

—— لندن ۴ار جون۔ ہندوستان میں ملک معظم کی تشریف آوری کے متعلق تاحال کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ ملک معظم پر آج کل شاہی فرائض کا بار بہت زیادہ ہے۔

—— روما ۴ار جون۔ مارشل باڈوگلیو کی مراجعت پر شاندار مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ۲۱ توپوں کی سلامی اتاری گئی اور روما کے اسٹیشن پر میسولینی نے مارشل باڈوگلیو کا ایک بوسہ سے استقبال کیا۔

—— روم ۳ار جون۔ حبش کی جنگ میں اٹلی کے گورے سپاہی ۲۷۷۲۔ اور افریقی سپاہی ۱۵۰۰ کام آئے ہیں۔

—— پیرس ۵ار جون۔ فرانس کے مزدوروں نے زبردست ہڑتال کر رکھی ہے ریلوے کے ملازمین۔ کاشتکار۔ خاکروب۔ حجام۔ موٹر لیبوں، ہوٹلوں اور کارخانوں میں کام کرنیوالی خواتین سب اس ہڑتال میں شریک ہیں۔ اس وقت ڈھائی لاکھ سے زیادہ مزدور ہڑتال میں شامل ہو چکے ہیں۔

—— فرانس کا نیا وزیر اعظم ایم لیوم سوشلسٹ خیال کا ہے بعض حلقوں میں یہ کہا جاتا ہے کہ ہڑتالی اسی کے بھروسے پر سب کچھ کر رہے ہیں

—— جنیوا ۴ار جون۔ آج بین الاقوامی لیبر کانفرنس کا افتتاح ہوا۔ اجلاس میں ۴۰ حکومتوں کے نمائندے شریک ہوئے۔

دجال، یاجوج ماجوج اور حضرت عیسیٰؑ کی بعثت ثانی کی پیشگوئیوں کی حقیقت

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

اعتراض کتاب عقائد الاسلام میں متعدد معتبر اور صحیح احادیث اس امر پر لائی گئی ہیں کہ آخری زمانہ میں دجال اور یاجوج و ماجوج کا خروج اور حضرت عیسیٰؑ کا ظہور حق ہے۔ مگر یہ سب کچھ عجیب گڑبڑ سا نظر آتا ہے۔ دجال کی گدھے پر سواری اور حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نزول اور ان کی سات سال کی حکومت عجیب بے معنی معلوم ہوتا ہے۔

جواب پیشگوئیاں اخبار غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں اور الہام یا کشف یا رویا کے ذریعہ یہ علوم انسان پر کھولے جاتے ہیں۔ لیکن سوائے ان پیشگوئیوں کے جو کفار کے مقابل پر کوئی خدا کا رسول بطور تحدی کے پیش کرتا ہے۔ اکثر دفعہ پیشگوئیوں میں ایک پہلو اخفا کا باقی رہتا ہے جو اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے وقت صحیح طور پر سمجھ میں آتا ہے۔

آئندہ کا علم صرف ذات باری سے مخصوص ہے

وجہ یہ کہ آئندہ کا علم صرف ذات باری سے مخصوص ہے اور ایک مقرب بندہ کو مستقبل کے متعلق جو کچھ بتایا جاتا ہے وہ وحی قبلو کے سوا اکثر رویا یا کشوف میں عالم مثال میں دکھایا جاتا ہے اور عالم مثال میں عالم ظاہر کی چیزیں استعارہ کی شکل میں نظر آتی ہیں مثلاً آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد سب سے پہلے وہ بی بی فوت ہوگی جس کے سب سے زیادہ لمبے ہاتھ ہیں۔ چنانچہ آپ کی موجودگی میں تمام بیبیوں نے اپنے ہاتھوں کو ناپا اور آپ نے منع نہ فرمایا۔ سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت سودہؓ کے نکلے۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد سب سے پہلی آپ کی جو بی بی فوت ہوئیں وہ زینبؓ بنت جحش تھیں جو سب بیبیوں سے بڑھ کر فیاض اور سخی تھیں۔ اس وقت معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھوں سے سخاوت اور فیاضی مراد تھی۔ عالم مثال میں سخاوت اور فیاضی کو لمبے ہاتھوں کی شکل میں دکھایا گیا۔ خود حضرت نبی کریم صلعم نے بھی ہاتھوں کو ناپنے سے نہ روکا۔ وجہ یہ کہ آپ کو قبل از وقت معلوم نہ تھا۔ کہ لمبے ہاتھوں سے واقعی لمبے ہاتھ ہی مراد ہیں۔ یا اس سے مراد فیاضی و سخاوت ہے اسی لئے آپ نے انہیں ہاتھ ناپنے سے روکا بھی نہیں کیونکہ آپ نے اس کی صحیح تعبیر واقعات پر چھوڑا اور خود دخل دینا مناسب نہیں سمجھا۔

مورد وحی یا صاحب کشف رویا سے بھی تعبیر میں غلطی ہو جاتی ہے

یہی بات بتاتی ہے کہ ان اخبار غیبیہ کا سرچشمہ ایک اور ذات ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ یہاں تک کہ مورد وحی یا صاحب کشف و رویا خود اس کے صحیح مفہوم اور تعبیر سے قبل از وقت ناواقف ہوتا ہے جو ایک مسکت دلیل اس بات پر ہے کہ وہ پیشگوئی اس شخص کے دماغ کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ وہ خود اس کی تعبیر کرنے میں غلطی کر جاتا ہے۔ لیکن جب واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں تو وہ تمام غلطیوں کی اصلاح کرتے ہوئے پیشگوئی کے صحیح مفہوم کو واقعات کے رنگ میں ایسی صفائی سے لے آتے ہیں کہ ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور اس کے منجانب اللہ ہونے پر مہر لگ جاتی ہے۔ یہی معاملہ دجال، یاجوج ماجوج اور حضرت عیسیٰؑ کی بعثت ثانی کا ہے۔ میں ایک ایک کو الگ الگ لیتا ہوں مگر نہایت مختصر طور پر کیونکہ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

دجال کی پیشگوئی

(۱) دجال کون ہے۔ اس کے متعلق خود عربی زبان کی لغت کیا کہتی ہے۔ تاج العروس عربی کی مشہور لغت میں اس کے معنی ہیں۔ طائفۃ عظیمۃ تحمل المتاع للتجارۃ۔ ایک بہت بڑا گروہ جو تجارت کا مال لئے پھرتا ہو اقرب الموارد میں ہے الرفقۃ العظیمۃ تقطع الارض۔ بہت بڑا گروہ جو آپس میں رفیق ہوں گے اور دنیا میں پھر جائیں گے پس لغت کی رو سے وہ ایسی قومیں ہیں جن کی ظاہری دنیوی حالت ایسی ہوگی کہ وہ تجارت کے ذریعہ تمام دنیا میں پھیل جائیں گے۔ اب ان کی دینی حالت سنیئے۔ عمدۃ القاری جلد اول میں لکھا ہے کہ دجال دجل سے ہے جس کے معنی کذب کے ہیں اور یہ اس لئے ان پر اطلاق پائیگا کہ یہ لوگ خلط الحق بالباطل کے مرتکب ہوں گے یعنی حق کو باطل کیساتھ ملا دیں گے۔

حضرت نبی کریم نے بھی دجال سے ایک گروہ مراد لیا

باوجود اس کے کہ نبی کریم صلعم نے کشف یا رویا میں دجال کو ایک کانے شخص کی شکل میں دیکھا۔ مگر جب آپ نے اس کی تشریح فرمائی تو وہاں کسی منفرد شخص کو مخصوص نہیں کیا۔ بلکہ مراد ایک گروہ ہی لیا۔ چنانچہ نسائی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ یخرج فی اخر الزمان دجالون یختلون الدنیا بالدین الخ یعنی آخری زمانہ میں دجال نکلیگا۔ وہ جماعت ہوگی جس کے لوگ دنیا کو دین کے ساتھ ملائیں گے اور لوگوں کے دین کے بارے میں وہ بکریوں کی کھال میں دکھائی دیں گے۔ یعنی بظاہر مسکین اور غریب طبع نظر آئیں گے اور ان کی زبانیں شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہوں گی۔ مگر ان کے دل بھیڑیوں کے سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کہیگا کہ کیا یہ میرے ساتھ بھی دھوکا کرتے ہیں یا میری ذات پر جرأت کرتے ہیں الخ۔ یہ کس عقائد کے لوگ ہوں گے۔ خود نہایت متواتر صحیح احادیث ہیں جو مسلم، ابوداؤد ترمذی، نسائی سب میں موجود ہیں۔

فتنہ دجال اور سورہ کہف

نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جس نے دجال کے فتنہ سے بچنا ہو وہ سورہ کہف کی پہلی دس آیات کو پڑھا کرے اور یہ بھی فرمایا کہ سورہ کہف کی آخری دس آیات کو پڑھا کرے۔ قرآن کریم کوئی جنتر منتر تو ہے نہیں کہ محض پڑھنے سے وہ فتنۂ دجال سے بچ جائیگا۔ وہ ہدایت کی کتاب ہے ضرور ہے کہ سورہ کہف کی پہلی دس آیتوں اور آخری دس آیتوں میں کوئی ایسی ہدایات ہوں کہ وہ دجال کے فتنہ سے ایک مومن کو بچائیں۔

سورہ کہف میں عیسائی قوم کا ذکر ہے

پس جب ہم سورہ کہف کو پڑھتے ہیں تو پہلی دس آیتوں میں جس قوم کا ذکر پاتے ہیں وہ عیسائی قوم ہے۔ ان آیات میں وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا ما لھم بہ من علم ولا لاباءھم فرما کر بتایا ہے کہ خدا کا بیٹا بنانیوالے باوجود اپنی علمی ترقیات کے اس معاملہ میں سخت بے علم ہیں اور یہ بے علمی ان کے بڑوں سے چلی آتی ہے ان کا یہ ایمان محض آبائی تقلید کی وجہ سے ہے۔ آگے ان کی ترقیات دنیوی کا ذکر کرکے ان کے فانی ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ پھر آخری دس آیات میں جن لوگوں کا ذکر ہے۔ ان کا مذہبی عقیدہ تو یہ بتلایا تتخذوا عبادی من دونی اولیاء۔ کہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز مانتے ہیں جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے اور دنیوی انہماک کا یوں نقشہ کھینچا کہ الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا کہ ان کی تمام کوششیں محض دنیا کی زندگی کیلئے ہیں اور یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ محض صنعتوں کو حسن دینے اور اس میں ترقیات کرنے سے حق انسانیت کو ادا کر چکے اور عمل کی خوبی انہی چیزوں تک محدود ہے۔ پھر اس دنیوی انہماک کی وجہ یہ بتلائی کہ اولئک الذین کفروا بایات ربھم ولقائہ۔ یعنی یہ لوگ نہ خدا کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں نہ آخرت کے قائل ہیں۔ بلکہ فی الحقیقت مادہ پرست ہیں۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر یورپ کی مسیحی اور مادہ پرست اقوام کا نقشہ لفظوں میں نہیں کھینچا جا سکتا۔ دجال کا مسئلہ ان آیات کے پڑھ لینے سے صاف ہو جاتا ہے اور یہ پیشگوئی اپنی تمام عظمت اور شوکت کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آکر ازدیاد ایمان کا موجب ہو جاتی ہے

مسیحی اقوام کی داہنی آنکھ کانی ہے

لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلعم کو عالم مثال یعنی رویا یا کشف میں بھی نقشہ دجال اور اس کی سواری کا دکھایا گیا۔ جو اپنے اندر عجیب و غریب علوم غیبیہ پر مشتمل ہے۔ ذرا خیال کرو۔ ایک شخص کو آپ دیکھتے ہیں اور آپ خود اس سے مراد گروہ لیتے ہیں۔ جو یختلون الدنیا بالدین الخ دنیا کو دین کے ساتھ مخلوط کرنے کا مرتکب ہوگا۔ یعنی دین کے پردہ میں وہ اپنی پولیٹکل طاقت کو بڑھائیگا۔ جب کہ آج کل یورپین مسیحی اقوام کی پالیسی ہے اس کی دائیں آنکھ آپ کانی دیکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی قوم کی آنکھ کا کانا ہونا اس کی بصیرت کا ایک پہلو مفقود ہونے پر دلیل ہے یعنی باوجود اس کے کہ اس قوم کی دنیا اور اس کے سامانوں پر نظر رکھنے والی آنکھ بہت تیز ہوگی۔ مگر خدا اور یوم آخر پر نظر رکھنے والی آنکھ کانی ہوگی۔

نہروں اور آگ کا ساتھ ہونا

اس کے ساتھ نہریں اور آگ کا ہونا صاف دلیل اس بات پر ہے کہ زراعت اور صنعت کی ترقیات کیلئے نہروں اور مشینوں کا کھاتا نہ ہوگا۔

خر دجال سے مراد ریل اور دخانی جہاز ہیں

اس کی سواری کو عالم مثال میں گدھے کی شکل میں دیکھنا اس بات پر دلیل ہے کہ اس کی سلطنت بہت عظیم الشان ہوگی۔ علم تعبیر کی کتابوں میں کسی کو گدھے پر سوار دیکھنے سے اس کی سلطنت کی عظمت مراد ہوا کرتی ہے۔ پھر اس سواری کا نقشہ ملاحظہ ہو۔ اس کی آواز دور دور تک جائے گی۔ وہ صبح و شام یعنی ہر وقت چلیگی۔ اس کے آگے بھی دھواں اور پیچھے بھی دھواں ہوگا جیسے آگے انجن سے دھواں نکلتا ہے اور ٹرین چلنے کے بعد وہ دھواں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا اس کی رفتار ابر اور ہوا کی طرح تیز ہوگی۔ اس کے ساتھ روٹیاں اور کھانا ہوگا۔ وہ لوگوں کو سفر کے لئے دن کو بھی بلائے گی اور رات کو بھی۔ یعنی وہ سواری کرایہ کیلئے استعمال کی جاتی ہوگی اور لوگ اس پر دن کو بھی اور رات کو بھی چڑھ سکیں گے وہ مہینوں کے رستے دنوں میں طے کرے گی۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے جب انسانی دماغ ریل کے نقشہ کو سمجھنے کیلئے مطلق تیار نہ تھا۔ اس سے بہتر اور اس سے زیادہ صفائی سے انجن اور ریل کا نقشہ کھینچنا ممکن ہے اور پھر یہ نقشہ اور مکمل ہو جاتا ہے۔ جب پیشگوئی میں یہ بھی بتلا دیا جاتا ہے کہ دجال کی دھوئیں اور آگ اور پانی والی سواری سمندر میں بھی اسی شان کے ساتھ چلتی ہوگی۔ صرف ٹخنوں تک پانی میں ڈوبی

موئی ہوگی۔ جیسا کہ اسٹیمر آج کل سمندر میں چلتے ہیں اور ان کا نچلا حصہ پانی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کی پیشگوئیوں کی صداقت

آج جب ہم مسیحی اقوام یورپ کو دنیا میں پھیلے ہوئے اور ان کی تجارت کی سرگرمیاں اور اس کے لئے جدوجہد اور ان کی عظیم الشان سلطنتوں پر نگاہ کرتے ہیں اور ان کی تجارتی اور سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے ریلوے کے جال اور دخانی جہازوں کی کثرت کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف ان کی مذہبی حالت کو دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح انسان کو خدا بنانے کیلئے اور اسلام کے مقابلہ میں عہدہ برا ہونے کے لئے حق اور باطل کو خلط ملط کرتے ہیں اور اسلام پر طرح طرح کے بہتان تراش کر اسے دنیا میں بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور روحانی لحاظ سے وہ کس درجہ تک محروم ہیں تو بے اختیار محمد عربی صلعم پر درود بھیجنے کو دل چاہتا ہے اور ایمان میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جن کے ذریعہ خدا نے آج سے سینکڑوں سال پہلے ہمیں ان باتوں کی خبر دے کر [illegible] باتوں کی حفاظت کی اور ہمیں ایسے گمراہی اور مادہ پرستی [illegible] وقت کے لئے ہدایات عطا فرمائیں۔ جن کی وجہ سے [illegible] بچ گئے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ [illegible] العظیم۔

(باقی آئندہ)

پنجاب میں عمدہ اور منتخب بیج کی تقسیم

ایک اہم قدم اُٹھایا گیا ہے

دسمبر ۱۹۳۴ء میں ہز ایکسلینسی گورنر بہادر پنجاب کی زیر صدارت ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کی ایک غرض یہ تھی کہ بیجوں کی تقسیم کے سوال پر غور کیا جائے اس کے بعد محکمہ جات زراعت و مال نے عمدہ بیجوں کو زیادہ سے زیادہ پیمانہ پر تقسیم کرنے کے لئے مشترکہ مساعی سے کام لیا جس سے یہ خوشگوار نتیجہ نکلا ہے۔ کہ اگرچہ عمدہ بیج کہیں زیادہ مقدار میں تقسیم کئے گئے۔ (اور یہ مقدار پیشتر کی نسبت واقعی کثیر تھی) لیکن اب مانگ اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اسے پورا نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً لائل پور سے ڈپٹی کمشنر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ بیج تقسیم کرنیوالی ایجنسیوں کی تعداد کو آسانی سے تین گنا کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے اضلاع کی اطلاعات مظہر ہیں کہ اگر عمدہ بیج دستیاب ہو تو بہت زیادہ مقدار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اس کے باوجود صوبہ کے بعض حصوں میں بہت سا پروپیگنڈا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگ عمدہ بیج کی اہمیت کو تسلیم کریں خاصکر دور افتادہ علاقوں اور پسماندہ اقوام مثلاً مغربی پنجاب کے جنگجوؤں میں عمدہ بیج کو ترجیح دینے کے لئے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ گوجرانوالہ ایسے مرکزی ضلع میں بھی ۱۲۵ دیہات میں ۲۵۰ دیہات (از رو سے اطلاع) معمولی بیج استعمال کرتے ہیں۔ لہذا ابھی بہت سا کام کرنا باقی ہے پیشتر اس سے کہ صوبہ کے متعلق بہ حیثیت مجموعی یہ کہا جا سکے کہ یہاں بہترین قسم کا بیج استعمال کیا جاتا ہے۔

بہرحال اب اس معاملہ میں ایک اہم قدم اٹھایا گیا ہے مثلاً [illegible] ۱۹۳۵ء میں گندم کے ۱۴۰۲۶۲ من بیج تقسیم کئے گئے

(باقی پوٹ میں)

اخوتِ اسلامی

اچھوت اقوام کیلئے چند قابل غور باتیں

(سلسلہ کے لئے ۱۵ر مئی کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں)

مسجد کی بے نظیر مساوات

ابتدائے اسلام سے ہی مسلمان مساوات اور اخوت کے اصولوں پر کاربند ہے مسلمانوں کا اجتماع زیادہ تر مسجد میں ہوتا ہے۔ اور وہاں آپ کو اخوت اور مساوات کا وہ منظر نظر آئیگا جو اور کہیں دنیا میں نہیں مل سکتا۔ ہندوؤں کے مندر اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اور ان کے دروازے نیچ ذاتوں کے لئے بند ہیں۔ عیسائیوں کے گرجوں میں بھی تفریق موجود ہے۔ گوروں کے لئے علیحدہ گرجا ہوتا ہے اور کالے رنگ کے عیسائیوں کے لئے علیحدہ گرجا کے اندر اعلیٰ اور متمول لوگوں کے لئے بیٹھنے کی جگہ اچھی ہوتی ہے۔ جہاں غریب اور ادنےٰ طبقہ کے لوگ نہیں بیٹھ سکتے۔ لیکن مسجد میں اس قسم کا کوئی امتیاز نہیں۔ اگر ایک مزدور مسجد میں پہلے داخل ہوتا ہے۔ تو وہ پہلی صف میں جگہ لے سکتا ہے۔ اور اگر امیر آدمی بعد میں آئے تو اسے سب سے آخر میں جگہ ملے گی۔ مسجد کے اندر کسی کے لئے جگہ مخصوص نہیں کی جا سکتی۔ ایک شخص جو لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہے ایک غریب گودڑی پوش کو اپنے پہلو میں کھڑا ہونے سے روک نہیں سکتا آقا کو کوئی حق نہیں کہ وہ نوکر کو اپنے ساتھ کھڑا ہونے سے روکے۔ بادشاہ اپنی رعایا کے غریب ترین آدمی سے کندھے ملا کر کھڑا ہوتا ہے۔ خدا کی نگاہ میں تمام انسان یکساں ہیں۔ اور تمام انسان مسجد کے اندر یکساں ہیں۔ اس لئے مسجد کو خانہ خدا کہتے ہیں۔

اسلامی دسترخوان

اسلام کے اندر کھان پان۔ مرتبہ۔ رنگ اور ذات کا کوئی امتیاز نہیں اپنے نوکر اپنے آقا کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھا سکتا ہے۔ اور ہمارے حضرت رسول کریم صلعم نے بھی حکم دیا ہے۔ اگر کسی حالت میں ایسا نہ ہو سکے۔ تو خادم کو وہی کھانا دیا جائے۔ جو مالک کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ افسر و ماتحت میں کوئی فرق نہیں۔ اور تمام افراد سوسائٹی اور تقریبوں میں بھائیوں کی طرح شامل ہوتے ہیں۔

شادی بیاہ میں اسلامی مساوات

اعلیٰ و ادنےٰ۔ معزز و غریب طبقہ کے درمیان شادی مسلمانوں میں عام ہے۔ تمام مسلمان بھائی۔ بھائی کیونکہ اسلام نے مسلمانوں کے درمیان خواہ وہ کسی ملک۔ قوم یا پیشہ سے تعلق رکھتے ہوں ہر قسم کے تعلقات کا راستہ کھول دیا گیا ہے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا "عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ ہی عجمی کو عربی پر۔ اور نہ ہی گورے کو کالے پر۔ مگر جو متقی ہو"۔ انہیں اصولوں کے مطابق ہمارے نبی کریم صلعم نے خود اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ کی شادی زیدؓ سے کر دی۔ حضرت زینب قریش کے ممتاز ترین خاندان کی لڑکی تھیں۔ اور زیدؓ ایک آزاد شدہ غلام۔ بلالؓ ایک حبشی اور غلام کا بیاہ قریش کے ایک سردار عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی بہن سے ہوا گویہ تمام واقعات عہد نبوت کے ہیں لیکن تاریخ اسلام ان جیسے بیشمار واقعات سے پُر ہے۔

اسلام کے اندر غلاموں کی سرفرازیاں

اسی قسم کے واقعات کا اعادہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں دکھائی دیتا ہے۔ حضرت رسول کریم صلعم کے زمانہ میں سے غلام جنہیں مسلمان ہونے کی وجہ سے تکالیف دی جاتی تھیں۔ بعد میں مسلمانوں کے روحانی پیشوا ہوئے۔ بلالؓ حبشی غلام تھے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے عالم کشف میں انہیں جنت میں اپنے آگے چلتے دیکھا اور فرمایا اے بلال میں تمہارے آگے چلنے کی آواز سن رہا ہوں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ روحانی مرتبہ کے لحاظ سے کس قدر بلند ہو گئے تھے۔ ملکی معاملات میں بھی غلاموں کو بہت بڑا مرتبہ دیا گیا۔

حضرت نبی کریمؐ کے زمانے میں زیدؓ ایک آزاد کردہ غلام کو ایک فوج کا سپہ سالار بنایا گیا اور پھر زیدؓ کا بیٹا اسامہؓ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں فوج کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ بہت سے غلام "امام" کے عالی مرتبہ پر پہنچے اور ان کی رائے قطعی سمجھی جاتی تھی۔ ان میں سے بہت سے بادشاہ بھی بن گئے۔ تاریخ کا طالب علم جانتا ہے۔ کہ ہندوستان میں خاندان غلامان کی حکومت رہی۔ قطب الدین ایبک جیسا عظیم الشان بادشاہ ایک غلام تھا۔ اور اسی طرح شمس الدین التمش بھی غلام تھا غیاث الدین بلبن، نصیر الدین محمود کا غلام تھا جو بادشاہ ہوا۔ ملک کافور بھی ایک غلام اور نومسلم تھا۔ جو علاء الدین خلجی کا معتمد خاص ہوا۔ خان جہان جو فیروز تغلق کا غلام تھا۔ بعد میں اس کا وزیر بنا۔ دوسرے اسلامی ممالک میں بھی اسی قسم کے واقعات ہوتے رہے ہیں۔ قنبر ایک ترکی غلام مصر کا بادشاہ ہو گیا۔ اور سلطان مظفر کے نام سے مشہور ہوا۔ ملک طاہر بھی ایک غلام تھا۔ الپتگین جو غزنی کی سلطنت کا بانی اور سبکتگین غزنی کا بادشاہ دونوں غلام تھے۔ طارق فاتح سپین۔ ابومسلم خراسانی گورنر خراسان بھی غلام تھے۔

اسلام کی بے نظیر قوت

اسلام میں یہ ایک زبردست قوت ہے۔ کہ وہ ادنیٰ کو قدر اٹھاتا ہے۔ کہ اسے روحانی اور دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچا دیتا ہے، اس کی مثال دوسرے مذاہب نہیں پیش کر سکتے ہندو جب تک ہندو ہے۔ وہ چھوت چھات کی لعنت سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ سکھ جو ہندو ازم کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ ہندوؤں کی طرح چھوت چھات کی لعنت سے آزاد نہیں ہو سکے۔ عیسائی ہو کر بھی اچھوت اچھوت ہی رہے۔ اور ان کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں ہوا۔ اور یہ کیسے ہو سکتا تھا جب امریکہ جیسے متمدن ملک میں اب بھی لاکھوں حبشی عیسائی موجود ہیں۔ جن کی حیثیت ہندوستان کے اچھوتوں سے بہتر نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

پیغام صلح

عقائد جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳	یوم جمعہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ ہجری	نمبر ۳۷

اخبار "زمیندار"
کے بے بنیاد اعتراضات کا جواب

اخبار "زمیندار" کی ۱۰ جون کی اشاعت میں "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" کے عنوان سے ایک [illegible] شائع ہوا ہے جس میں بہت سی غلط بیانیاں [illegible] نے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ سے چند استفسارات کئے گئے ہیں۔ مضمون نگار کے متعلق "زمیندار" کا بیان ہے کہ وہ ہماری جماعت کا ممبر رہ چکا ہے۔ یہ مضمون کسی ایسے شخص کا ہی ہے یا ادارہ زمیندار کے کسی کارکن کی طبع آزمائی؟ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ حضرت ممدوح نے "زمیندار" کو استفسارات کا جواب لکھ کر برائے اشاعت بھیجا تھا۔ شرافت اور اصول صحافت کا تقاضا یہ تھا کہ اسے جلد از جلد شائع کر دیا جاتا لیکن اس نے نہیں کیا۔ لہذا اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار زمیندار۔ السلام علیکم

آپ کے ۱۰ جون کے اخبار میں مجھ سے بعض استفسارات کئے گئے ہیں۔ اگر واقعی ان استفسارات کی بنا نیک نیتی پر ہے تو امید کرتا ہوں کہ آپ یہ مختصر سا جواب بھی چھاپ دیں گے۔

۱۔ میں گرمیوں کے موسم میں پہاڑ پر اس وقت سے جاتا ہوں جب میں قادیان میں رہتا تھا اور انجمن اشاعت اسلام ابھی قائم نہ ہوئی تھی۔

۲۔ میں نے پہاڑ پر جانا اس لئے شروع نہ کیا تھا کہ میں میدانوں کی گرمی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ میں اسی ملک میں پیدا ہوا ہوں اور گرمیاں میدانوں میں ہی بسر کرتا رہا ہوں اور اب بھی کر سکتا ہوں۔ لیکن جب سے میرا میلان تصنیف کی طرف زیادہ ہوا اور قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا اہم کام میں نے شروع کیا اس وقت سے میں نے محسوس کیا کہ تصنیف کے کام کے لئے گرمیوں میں پہاڑ پر چند ماہ رہنے سے میں بہتر علمی خدمت کر سکتا ہوں۔ اس علمی خدمت کو مدنظر رکھتے ہوئے [illegible] ۱۹۱۲ء [illegible] میں نے [illegible] جب میں نے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ شروع کیا پہاڑ پر جانا شروع کیا۔ پھر جب ۱۹۱۴ء میں مجھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اپنا امیر منتخب کیا تو اس وقت سے یہ ضرورت اس لئے اور بھی زیادہ محسوس ہونے لگی کہ سردیوں میں میرے وقت کا بیشتر حصہ انتظامی کاروبار میں صرف ہو جاتا ہے۔

۳۔ چونکہ پہاڑ پر میں مستقل طور پر جاتا تھا اس لئے ہر سال کرایہ کوٹھی کی رقم خرچ کرنے کی نسبت یہ بہتر معلوم ہوا کہ اپنے لئے رہائش کی جگہ بنوا لوں۔ جتنے سال میں نے کرایہ کی کوٹھیوں میں گزارے ہیں وہ رقم بھی اگر جمع کی جائے تو اس میں آسانی سے ایک کوٹھی بن سکتی تھی۔

۴۔ کوٹھی بنوانے پر جس قدر میرا خرچ ہوا اس میں زیادہ حصہ وہ رقم تھی جو میں نے اپنی اراضیات کو فروخت کر کے حاصل کی جس میں بیشتر حصہ میری جدی اراضیات کا تھا۔

۵۔ انجمن مجھے کوئی خرچ ڈلہوزی آنے جانے کیلئے نہیں دیتی۔ بلکہ مہمانداری کے اخراجات کے لئے مجھے ایک سو روپیہ ماہوار الاؤنس دیتی ہے۔ اس لئے میرے ڈلہوزی جانے کا کوئی بوجھ انجمن پر نہیں۔

۶۔ مجھے کوئی دعوےٰ اس بات کا نہیں کہ میں نے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ پہلی مرتبہ ۱۸۹۹ء میں جب وکالت پاس کر کے میں گوجرانوالہ میں کام شروع کرنے کے لئے کوٹھی کرایہ پر لے چکا تھا۔ اور ضروری سامان بھی وہاں بھیج چکا تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے ارشاد پر کہ تم کچھ دین کا کام کرو۔ وکالت ترک کر کے ان کے پاس رہ گیا۔ اس کے علاوہ میرا نام۔ ای [illegible] سی کے مقابل میں منظور شدہ تھا اور میں خدا کے فضل سے قانونی امتحانات میں اوّل۔ دوم رہتا رہا تھا مگر محض دینی خدمت کے خیال سے میں نے اسے بھی ترک کر دیا۔ انہی ایام میں میں نے زمین بھی قادیان میں خریدی تھی۔ بلاشبہ نہایت سستے داموں خریدی تھی۔ اور جب وہ زمین قیمتی ہو گئی تو میں نے اسے فروخت کر کے اس سے نفع اٹھایا اور اس کے ایک حصہ کو کوٹھی کی تعمیر پر صرف کیا۔ ایک حصہ سے کچھ زمین لاہور میں خریدی۔

۷۔ جب میں قادیان میں تھا تو اس وقت بھی اپنے آپ کو قوم کا ایک فرد تصور کرتے ہوئے ہر ایک کام میں حصہ لیتا تھا جس میں دوسرے حصہ لیتے تھے اور جب سے لاہور آیا ہوں اس وقت سے بھی میرا یہی طریق ہے کہ میں کسی چندے کی تحریک نہیں کرتا جس میں خود پہلے حصہ نہ لوں۔ ہماری جماعت کا عام اصول اپنی آمدنی میں سے ایک آنہ فی روپیہ چندہ دینا ہے۔ میں اپنی آمدنی کا دسواں حصہ چندہ میں دیتا ہوں۔ اور جب کوئی تحریک ہو تو اس میں پہلے خود حصہ لیتا ہوں تو پھر دوسروں کو تحریک کرتا ہوں۔

۸۔ یہ صحیح نہیں کہ انجمن کو میری تصانیف کے طبع کرانے سے کوئی مالی فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر فائدہ نہ ہو تو انجمن ان کو طبع کیوں کرائے؟

۹۔ ہماری انجمن کے تمام فیصلے کثرت رائے سے ہوتے ہیں۔ اور اس میں وہی ممبران شامل ہیں جو اپنی آمدنیوں کا معتدبہ حصہ چندہ کے طور پر دیتے ہیں اس لئے جملہ ممبران اپنی پوری توجہ اس بات پر دیتے ہیں کہ ان کے دیئے ہوئے روپے کا کوئی حصہ [illegible]
[illegible]

محمد علی

حبشہ میں عیسائیت کی تبلیغ

مسولینی حبشہ پر ظالمانہ طریق پر قبضہ کرنے کے بعد اس ملک میں اطالوی اقتدار کو مستحکم کرنے کی کوشش میں مصروف ہے اس سلسلہ میں حسب ذیل خبر خاص طور پر قابل توجہ ہے جو اخبار "ہیگ پوسٹ" کے نامہ نگار مقیم روم نے گذشتہ دنوں اپنے اخبار کو بھیجی تھی۔ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ:-

"حکومت اٹلی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حبش کے لوگوں کو عیسائی بنانے کی زبردست کوشش کی جائے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے نام نہاد مشن آف روم کی طرف سے حبش کو تین ہزار آدمی روانہ کئے جائیں گے۔ جو تبلیغی کام کریں گے اور انہیں فوجی حکام کی امداد سے ملک کے [illegible] میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ جہاں وہ اپنے تبلیغی کام میں مصروف ہو جائیں گے۔ جو ان کے ذمہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ٹورین میں تعلیم کیلئے ایک سپیشل بورڈ قائم کیا گیا ہے جو حبش کے سکولوں کے کام نیز بنیادی معاملات کی نگرانی کریگا اور یہ بورڈ حکومت اٹلی اور کیتھولک چرچ کے درمیان ایک مشترکہ کڑی ہوگا"

حبشہ میں مسلمان اور عیسائی دو قومیں آباد ہیں۔ [illegible] اور ان کی حکومت کا مذہب بھی عیسائی ہے لہذا یہ صاف ظاہر ہے کہ اس تبلیغی یورش کا شکار صرف حبشی مسلمانوں کو بنایا جا[illegible]

پر تیلخ اطالوی تلواروں اور سنگینوں کی امداد سے ہوگا حبشہ میں اٹلی جب وحشتانہ بربریت کا ثبوت دے چکا ہے ان کے پیش نظر انسان بیقین کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ حبشی مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں ہر قسم کے ظلم و تشدد سے کام لیگا۔ اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس سے تمام عالم اسلامی غم و غصہ کے شدید جذبات پیدا ہو جائیں گے اور ممکن ہے کہ اٹلی کی اس شرمناک حرکت پر حبشہ اطالوی اور صومالی لینڈ کے مسلمان مسلح بغاوت کر دیں۔ اس طرح اٹلی کا سر غرور نیچا ہو جائے۔ بہرحال اٹلی کا یہ خطرناک ارادہ ایسا ہے جس کی طرف تمام اسلامی دنیا کو فوراً توجہ کرنی چاہیئے ورنہ اطالوی پادری اور توجیں مسلمانوں کی دولت ایمان کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھینگی۔

نوجوانان سفید ڈھیری کا شوق دینی

مقام مسرت ہے کہ ہمارے سرحدی نوجوانوں میں خدمت دین کا مبارک جذبہ ترقی پذیر ہے۔ پشاور کے نوجوان اپنی سرگرمیوں سے قوم کے سامنے ایک بہتر اور قابل تعریف نمونہ پیش کر چکے ہیں اب موضع سفید ڈھیری اور اس کے نواح کے نوجوان امید افزا بیداری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی ہمتوں اور ارادوں میں برکت دے۔

موضع سفید ڈھیری میں ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن قائم ہو چکی ہے جس کا ذکر کسی گذشتہ اشاعت میں کیا گیا تھا۔ ... اس میں صرف سفید ڈھیری اور اسلامیہ کالج کے نوجوان ہی شامل نہیں بلکہ اس کا حلقہ بازید خیل گگہ والہ اور شیخ محمدی تک وسیع ہے اس کے اراکین کی تعداد ... سے متجاوز ہو چکی ہے۔ کام کرنے والوں میں سے صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب کے فرزند صاحبزادہ فیض الرحمٰن صاحب مسٹر عبدالصمد خان صاحب خلیل الرحمٰن صاحب متعلم تھرڈ ایر۔ بی ایس سی مسٹر غلام محبوب۔ ایف۔ اے۔ اور مسٹر محمد الرحمٰن خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ انتظام و انصرام کے لئے ایک منتظمہ کمیٹی قائم ہے جس کے صدر مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب اور سیکرٹری مسٹر غلام محبوب صاحب ہیں۔ اس مجلس کے چیف ایڈوائزر مسٹر محمد عبدالرحمٰن ہیں جو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے بانی ہیں۔

ایسوسی ایشن باقاعدگی سے اپنے پندرہ روزہ جلسے قائم کرتی ہے جن میں حاضری معقول ہوتی ہے۔ ۲۶ مئی کو انہوں نے نہایت اہتمام سے یوم مسیح موعود منایا جس کا مختصر ذکر کسی گذشتہ اشاعت میں آ چکا ہے۔ مفصل روئیداد اس پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔

سرحدی نوجوانوں کا یہ شوق خدمت دین اور عملی جوش قابل تعریف اور لائق تقلید ہے۔ دوسری جماعت کے نوجوانوں کو اس سے سبق لینا چاہیئے ہمیں توقع ہے کہ یہ نوجوان اس مبارک کام کو نہایت باقاعدگی سے جاری رکھیں گے۔ اور اس کو زیادہ ترقی و وسعت دیں گے۔

نوجوانان راولپنڈی میدان عمل میں

یہ ایک زبردست فرد گذاشت ہوگی اگر سفید ڈھیری کے بعد نوجوانان راولپنڈی کا ذکر نہ کیا جائے وہاں بھی بعض احباب کی کوشش سے ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی تنظیم ہو چکی ہے۔ جس کا مقصد تبلیغ اسلام اور مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنا اور احمدیت کی اشاعت ہے۔ اس کے مربی ہماری جماعت کے محترم بزرگ ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار ہیں۔ صدر ماسٹر محمد عبداللہ صاحب نائب صدر مرزا گل عباس صاحب بی۔ اے۔ سیکرٹری مسٹر بشارت احمد صاحب بقال۔ جائنٹ اور فنانشل سیکرٹری فخر الدین احمد صاحب۔ اس نے بھی عملی کام شروع کر دیا ہے۔ ہماری دلی دعائیں نوجوانان راولپنڈی کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ نگہبان و ناصر ہو۔ اور ان کی کوششوں میں برکت دے۔

گاندھی جی کی خدمت میں ایک گذارش

گاندھی جی نے اپنے بیٹے کے قبول اسلام پر جو بیان اخبارات میں شائع کیا ہے اس میں فرماتے ہیں کہ میں اسلام کو بھی اپنے مذہب کی طرح سچا سمجھتا ہوں۔ ان کے اس ارشاد کے کئی پہلوؤں پر بحث کی جا سکتی ہے۔ لیکن ہم اس کام کو کسی دوسرے موقع پر ملتوی کرتے ہوئے گاندھی جی کی خدمت میں ایک ضروری گذارش پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔ گاندھی جی اچھوتوں سے بہت ہمدردی ظاہر فرماتے ہیں ان کی اصلاح و بہتری کے سلسلہ میں بڑے بڑے دعوے بھی وہ کر چکے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اچھوتوں کی تمام مشکلات کا باعث ہندو مذہب اور ہندو تمدن ہے۔ اگر گاندھی جی اسلام کو بھی ہندو دھرم کی طرح سچا سمجھتے ہیں اور یہ بات انہوں نے تصنع سے نہیں کی تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اچھوتوں کو قبول اسلام کی تلقین نہیں کرتے۔ بقبول اسلام سے اچھوتوں کو ایک سچا مذہب بھی مل جائیگا اور ان کی معاشرتی مشکلات بھی دور ہو جائیں گی۔ گویا ان کی دنیا اور دین دونوں سنور جائیں گے

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— انجمن کا تبلیغی وفد جو ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب، شیخ محمد حبیب صاحب، سید اختر حسین شاہ صاحب پر مشتمل ہے۔ دورہ کرتا ہوا ۴ر جون کو دیگراں (سرحد) پہنچا۔ ہمارے بھائی سعد اللہ خان صاحب دیگراں سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں سید اختر حسین شاہ صاحب کی دو تقاریر ہوئیں۔ جنہیں احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں اور وہاں کے امام مسجد اور مولوی صاحب نے بھی نہایت شوق سے سنا۔ اور لوگ ان کے خیالات سے بہت مستفیض ہوئے

—— عزیز حشمت خاں ولد چوہدری امجد خاں صاحب ابھی تک علیل ہے اس کی بحالی صحت کے لئے درد دل سے دعا کی جائے

—— انجمن کے کارکن منشی عبدالحق صاحب ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت ٹی بی سینیٹوریم میں تشریف لے گئے ہیں ان کی صحت کیلئے دعا کی جائے

—— برادرم رحمت اللہ صاحب بھی تا حال بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

—— یہ خبر نہایت رنج و غم سے سنی جائیگی کہ ۹ر جون کے دن ہمارے بھائی سید رحمت علی شاہ صاحب کے والد ماجد بمقام مالومہیر تحصیل ڈسکہ پندرہ روز کی علالت کے بعد اس دار فانی سے رحلت فرما گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمیں سید صاحب سے اس غم میں دلی ہمدردی ہے دعا ہے کہ خداوند کریم جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

سیرت النبیؐ

پر ایک پبلک جلسہ

بصدارت جناب مولانا عبدالمجید صاحب سالک بی۔ اے ایڈیٹر روزنامہ انقلاب مورخہ ۱۴ر جون بروز اتوار بوقت ۸ بجے شام مسلم ٹاؤن احمدیہ بستی واقع فیروز پور روڈ مسجد عائشہ میں منعقد ہوگا حضرت مولینا صدر الدین صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی تقریر فرمائیں گے۔ مسلمان بھائیوں سے بالخصوص اور عوام الناس سے بالعموم مودبانہ التماس ہے کہ جلسہ میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

الداعی الی الخیر۔ سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن

احمدیہ بلڈنگس لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مسلمانوں کی کانفرنسوں انجمنوں اور جلسوں کی ناکامی کی وجہ

مسلمانوں میں ادبار اور زوال آنے کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے ورنہ اس قدر کانفرنسیں اور انجمنیں اور مجالس ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لسان اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں۔ وہ بات کیا ہے؟ کہ اس کا کچھ اثر بھی نہیں ہوتا۔ قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزل ہی کی طرف جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانے والے اخلاص لیکر نہیں جاتے۔ وہاں لیکچراروں کی غرض جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ خواہ مولوی ہوں یا نئے تعلیم یافتہ یا مشائخ ہوں یا صوفی صرف واہ واہ سننا ہوتا ہے۔ تقریر کرتے وقت ان کے معبود سامعین ہوتے ہیں جن کی خوشی اور رضامندی ان کو مطلوب ہوتی ہے نہ خدا کی رضا۔ لیکن راستباز اور حقانی لوگ جو قیامت تک ہونگے ان کا یہ مقصد اور منشا کبھی نہیں ہوتا۔ ان کا مقصود اور مطلوب خدا ہوتا ہے اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور غمگساری جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ وہ دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں جو خود انہوں نے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر کرنا ان کی تمنا ہوتی ہے۔ اس لئے وہ جو کچھ کہتے ہیں بلا خوف لومۃ لائم کہتے ہیں ان کی نگاہ میں سامعین ایک مردہ کیڑے ہوتے ہیں۔ نہ ان سے کوئی اجر مقصود ہوتا ہے نہ ان کے واہ واہ کی غرض، یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات لوگ ان کی باتیں سنکر گھبرا جاتے ہیں اور درمیان تقریر سے اٹھ اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور بسا اوقات گالیاں دینے اور دکھ دینے والی باتوں ہی پر اکتفا نہ کر کے قسم قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔ اس سے صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ نفسانی لذت کا طالب اور خواہشمند کون ہوتا ہے اور نفسانی لذت ہوتی کیا ہے؟

(الحکم جلد ۵ ع۹ تقریر تاریخ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء)

بحر العلوم

قرآن مجید

(۱) مومن صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر شک نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یہی سچے ہیں۔ (الحجرات ۴۹: ۱۵)

(۲) وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر سیدھی راہ پر لگے رہتے ہیں ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور غمگین نہ ہو اور اس جنت کی خوشخبری لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

(حم السجدہ ۴۱: ۳۰)

(۳) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے متعلق تاکیدی حکم دیا ہے اس کی ماں ضعف پر ضعف کی حالت میں اسے اٹھاتی ہے اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوتا ہے۔ کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا بھی۔ میری طرف انجام کار آنا ہے۔ (لقمان ۳۱: ۱۴)

حدیث شریف

(۱) جب کوئی آدمی کسی کو بھائی بنالے تو چاہیئے کہ اس کا نام پوچھ لے بلکہ اس کے باپ اور گھرانے کا بھی۔ کیونکہ اس سے دوستی کو استحکام ہوگا۔ (ترمذی)

(۲) ایسا نہیں ہوگا کہ ایک انسان دوسرے انسان کی پردہ پوشی کرے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی نہ کرے (مسلم)

(۳) جو شخص متواتر تین جمعہ کی نماز سستی سے چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر سیاہی کی مہر کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۴) اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بہتری کا ارادہ فرمائے تو اسے دین میں فقیہہ کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت مرزا صاحب پر بے بنیاد اعتراضات

(از مولوی محمد فاضل صاحب طالب علم تبلیغی کلاس)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ (یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ البیہقی) کے مطابق مسلمانوں پر وہ وقت آ گیا۔ جب اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا۔ جب قرآن اٹھا لیا گیا اور اس کے صرف الفاظ باقی رہ گئے۔ جب مساجد ویران اور برباد ہو گئیں۔ جب علمائے اسلام دنیا کی بدترین مخلوق بن گئے۔ جب علما کی آپس کی خانہ جنگی اور سر پھٹول اسلام کو تباہ کرنے لگی۔ جب مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی تکفیر و تفسیق کو ہی اصل اسلام سمجھ لیا۔ جب آپس میں ہی لڑ لڑ کر مسلمانوں کی اجتماعی قوت ضائع ہو گئی۔ اور مخالفین اسلام نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اسلام اور بانئے اسلام پر اعتراضات کی بے پناہ بارش شروع کر دی۔ جب مولوی ملا نے اعتراضات کے جوابات سے عاجز آ کر عوام کو اسلام سے متنفر کرنے کا باعث بن گئے۔ جب احادیث کے قیمتی ذخیرہ کو محض اس لئے دنیا رد کیا جانے لگا کہ ان کی کوئی تاویل موجودہ دنیا کے سامنے نہ پیش کی جا سکتی تھی۔ جب ایمان ثریا کی بلندی پر چڑھ گیا عین اس وقت رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان انسان کو اسلام کی [illegible] و تجدید کے لئے کھڑا کیا۔ جس کا صدیوں سے مسلمان انتظار کر رہے تھے جس کو دیکھنے کی حسرت لئے ہوئے ہزاروں اور لاکھوں انسان خدا سے جا ملے تھے۔ جس کے متعلق تو سردار دو عالم صلعم (فداہ ابی و امی) نے فرمایا تھا۔ لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من اھل فارس یعنے اگر ایمان ثریا کی بلندی پر ہو گا۔ تو اہل فارس سے ایک انسان اس کو پا لیگا۔ جس کو محض اس لئے کہ مردہ اسلام کے قلب میں روح پھونکنے کا کام اسی کے مقدر ہو چکا تھا۔ مسیح ابن مریم اور نبی اللہ کے خطاب سے نوازا گیا تھا۔ وہ آیا اور اس نے کہا کہ میں مسیح موعود ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے خدمت اسلام و تجدید دین اسلام کے لئے بھیجا ہے۔ اس کا آنا تھا۔ کہ علم قرآن پھر دنیا میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس نے مخالفین اسلام کے اعتراضات کے اس طرح جواب دیئے۔ کہ تمام عالم اسلامی "مرحبا مرحبا" پکار اٹھا۔ ان ہی احادیث کی ایسی ناقابل انکار تاویل و تشریح کر کے دکھائی۔ جن کو علمائے اسلام مجبوراً چھوڑ چکے تھے یا چھوڑتے جا رہے تھے۔ آخر وہ وقت آیا۔ کہ مخالفین اسلام کے دانت کھٹے ہو گئے اور سارا زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامی "علم کلام" سے مرعوب ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے متعدد بار اپنے کلام پاک میں دہرایا ہے ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ یہی کچھ حضرت مسیح موعود کیا تھ ہوا قوم نے ان کی تکذیب کی۔ ان پر کفر کے فتوے لگائے۔ حالانکہ آج تک حضرت مسیح موعود کا کوئی بڑے سے بڑا مخالف حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام سے انکار نہیں کر سکتا۔ آج ہر ایک مسلمان خواہ وہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا اشد ترین دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ مجبور ہے۔ کہ یا تو وہ احادیث کے ایک بہت بڑے ذخیرے کو "ردی کی ٹوکری" کی زینت بنا دے۔ یا اس کی وہی تشریح کرے۔ جو صرف حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے علم پا کر کی اور آپ سے پیشتر تیرہ سو سال میں کوئی نہ کر سکا میں نے بڑے بڑے مخالفین احمدیت کو دیکھا ہے۔ کہ وہ غیر مذاہب کے معترضین کے اعتراضوں کا جواب دیتے وقت اپنے مسلمات سے صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اور وہی دلائل اور تشریح پیش کرتے ہیں۔ جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے کیا۔ اگر یہ سب سچ ہے تو کفران نعمت کس قدر ظلم ہے۔ وہی شخص جس کا علم عملی طور پر ان کے دل و دماغ میں گھر کر گیا ہے۔ جس کی صداقت پر ہر مسلمان عملی طور پر قائل ہے اس کی تکفیر کی جاتی ہے۔ اس پر طرح طرح کے الزام تراشے جاتے ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے اس نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ حالانکہ ساری عمر اس مردِ حق کی دعویٰ نبوت سے انکار کرنے اور خدمتِ اسلام میں گزری کبھی کہا جاتا ہے اس نے جہاد کو منسوخ کر دیا حالانکہ وہ غالباً دورِ حاضر میں دنیا کا پہلا انسان ہے جس نے بانگ دہل اعلان کیا کہ قرآن پاک کی آیات تو ایک طرف قرآن میں کوئی نقطہ اور شعشہ منسوخ نہیں اور قرآن کے متعلق ناسخ و منسوخ کا عقیدہ رکھنا قطعاً غلطی ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ جب کسی انسان کے متعلق ایک خاص نظریہ قائم کر لیا جاتا ہے۔ تو پھر اس نظریہ کے تحت اس کی زندگی کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق مولویوں نے اپنے اور عوام کے دلوں میں جو خیال پیدا کر لیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ انسان دشمن اسلام تھا۔ بس تمام عمر کی خدمات اسلامی کا کوئی خیال نہیں۔ کتابیں صرف اس لئے پڑھی جاتی ہیں۔ کہ کوئی قابل اعتراض بات ملے۔ ... ان ہزارہا صفحات سے جو خدمت دین اسلام اور مخالفین اسلام کے جواب میں لکھے گئے۔ کانٹ چھانٹ کر چند سطور پیش کی جاتی ہیں۔ اور ان کو بنائے تکفیر و تفسیق بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ یا تو قطعی غلط ہوتی ہیں۔ یا ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ان پر اعتراض صرف جہالت کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ ورنہ وہی باتیں ان لوگوں کی کتابوں میں بھی موجود ہیں جو مسلمہ طور پر اسلام کے رہبر اور "وارث انبیا" مانے جاتے ہیں ہی نبوت کے مسئلہ کو لے لو۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نبوت کے متعلق یہی کچھ لکھتے رہے ہیں۔

(۱) صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ (مسیح موعود) واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہو گا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں **محدثیت** کہلاتی ہے (ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۲۹۹)

(۲) اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ (ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۲۱۴)

(۳) صاحب محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے۔ اور بغیر نبوت اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اس کو دی جاتی ہیں۔ جو نبی کو دی جاتی ہیں (برکات الدعا صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود کی تمام تحریرات یہی مفہوم اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اب ذرا مشہور و معروف علمائے اسلام کا خیال اسی مسئلہ نبوت کے متعلق ملاحظہ ہو۔ مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔

(۱) امامت کا منصب درحقیقت نبوت کا ایک شائبہ ہے اور امام کی فطرت قریب قریب پیغمبر کی فطرت کے واقعہ ہوتی ہے۔ الفاروق جلد دوم صفحہ ۲

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

(۲) وازمیان امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشاں قریب بجوہر انبیا مخلوق شدہ وایں جماعت دراصل فطرت خلفائے انبیا اند در امت [illegible] جلد اول صفحہ [illegible]

دور حاضرہ کے عدیم المثال عالم حضرت مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔

(۳) ازاں جملہ سب سے اعلیٰ و اشرف طبقہ ان اشخاص [illegible] کا ہے۔ جن کو تائید توفیق الٰہی و سائق فیض ربانی عزائم امور کے لئے چن لیتا ہے۔ کہ وان ذالک من عزم الامور۔ اور جن کا نور علم و عمل مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ اور جن کا قدیم طریق منہاج نبوت پر واقع ہوتا ہے ان ہی افراد خاصہ کو حدیث بخاری میں محدث (بالفتح) کے نام سے تعبیر فرمایا۔ اور یہی مورد و مصداق حدیث مجدد کے ہیں۔ جو مختلف طریق سے مروی اور اس لئے بلحاظ صحت متن اس کی صحت میں کلام نہیں یہی لوگ ہیں جن کا وجود فی الحقیقت نظام حق و ہدایت کا مقوم و منظم ہے اور انبیاء کرام کی اصلی وراثت ان ہی میں منتقل ہوتی ہے (تذکرہ صفحہ ۹۱-۹۲)

اب خدا کے لئے بتایا جائے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا مفہوم ان تحریرات کے مطابق نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ سب لوگ (نعوذ باللہ) کافر ہیں تو کاش چند اور کافر پیدا ہو جائیں۔ تاکہ تھوڑے ہی دنوں اسلام کا جھنڈا دنیا پر لہراتا نظر آئے۔

اسی طرح جہاد کا مسئلہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا۔ کہ

؎ دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور جدال۔

تو اس کو تنسیخ جہاد کے مترادف سمجھا گیا۔ اور اس پر فتاویٰ کفر کی بنیاد رکھی گئی۔ حالانکہ دین کے لئے نہ اسلام نے پہلے کبھی جنگ و جدال کی اجازت دی ہے اور نہ اب ضرورت ہے۔ مخالفین اسلام کی طرف سے جنگ کی ابتدا ہوئی تو بطور مدافعت اسلام کو تلوار اٹھانی پڑی۔ سیاسی معاملات میں اور اسلام پر حملہ کرنے والوں کے مقابلہ پر آج بھی جنگ ضروری ہے۔ اور رہے گی۔ دیکھئے علامہ شبلی نعمانی کیا فرماتے ہیں؟

(۱) اسلام کا اصل مقصد تبلیغ دعوت ہے۔ اب اگر کوئی قوم اس دعوت کی سد راہ نہ ہو۔ تو اسلام کو نہ تو اس سے جنگ ہے اور نہ اس کو رعایا بنانے کی ضرورت ہے۔ صرف معاہدہ صلح کافی ہے جس کی بہت سی مثالیں اسلام میں موجود ہیں۔ لیکن کوئی قوم خود اسلام کی مخالفت پر کمربستہ ہو اور اس کو مٹا دینا چاہے تو مدافعت کے لئے تلوار ہاتھ میں لینا پڑتی ہے۔ سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۲۱۳

(۲) سرور کائنات کا اصلی کام تمام عالم میں دعوت اسلام کا اعلان کرنا تھا۔ اور نہ صرف اعلان بلکہ ہر قسم کے جائز

گاندھی جی کے بیان کا جواب

شیخ عبداللہ گاندھی کی طرف سے

گاندھی جی نے اپنے بیٹے کے قبول اسلام پر اخبارات میں ایک بیان شائع کرایا تھا جس کا ذکر قبل ازیں "پیغام صلح" میں آ چکا ہے۔ اس کے جواب میں شیخ عبداللہ گاندھی نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا ضروری حصہ درج ذیل ہے۔

بمبئی ۷ ؍ جون ۔ چہارشنبہ کو سی۔ جے ہال میں یوم النبی منانے کے سلسلے میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا تھا۔ جس میں شیخ عبداللہ گاندھی نے اپنے والد صاحب کے پیش کردہ اعتراضات کا جواب دیا۔

آپ نے حاضرین جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ صاحبان نے اخبارات میں پڑھ لیا ہوگا۔ کہ میرے والد صاحب نے میرے خلاف کیا کیا اعتراضات کئے ہیں۔ میرے والد صاحب کا بیان ہے کہ اگر میں نے صمیمِ قلب سے اسلام قبول کیا ہے تو انہیں (گاندھی کو) اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اسلام کو بھی ہندو مذہب کی طرح ایک سچا مذہب خیال کرتے ہیں۔ مگر میں یہیں سے ان سے اختلاف کرتا ہوں (میں اسلام کو کسی دوسرے مذہب کے برابر نہیں سمجھتا بلکہ اعلیٰ سمجھتا ہوں) میں عوام الناس پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے ذاتی اغراض کی بنا پر اسلام قبول نہیں کیا۔ میں اس لئے حلقہ بگوش اسلام ہوا ہوں کہ میں اسے ہندو مذہب سے بہتر خیال کرتا ہوں۔ کیا میں مسلمانوں سے دنیوی انعام کی خاطر اسلام میں آیا ہوں؟ کیا مجھے یہ توقع ہے کہ مسلمان میری قبر پر تاج محل جیسی عمارت بنا دیں گے۔ میں تو اپنی نجات کے لئے اسلام میں آیا ہوں۔ اور مجھے یہی دین عملی حیثیت سے انسانیت کیلئے سعید نظر آیا ہے۔ مجھے صرف دو روٹیاں اور معمولی کپڑا درکار ہے اور میں اسلام کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ ایسے مواقع پر اغیار کی جانب سے اعتراضات کی بوچھاڑ خلاف توقع نہیں۔ مگر عجیب یہ ہے کہ سب سے پہلا اعتراض میرے اپنے والد کی طرف سے کیا گیا ہے۔ اگر میں اپنے باپ کے اعتراضات کا جواب دینا چاہتا تو میں بہرحال مسکت جواب دے سکتا تھا۔ مگر چونکہ وہ میرے والد ہیں اس لئے احتراماً میں ان کے اعتراضات کا اس پیرائے میں جواب نہیں دینا چاہتا جس پیرائے میں کہ انہوں نے اعتراضات کئے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ کہ گاندھی جی کو یہ شکایت ہے کہ میں نے قبول اسلام سے پہلے ان کو خبر کیوں نہیں دی اور مشورہ کیوں نہیں کیا۔ لیکن اس الزام کا جواب خود گاندھی جی کے بیان میں موجود ہے۔ اگر میں ان سے مشورہ کرتا تو وہ اسی قسم کی منطق پیش کرتے کہ اسلام اچھا ہے مگر ہندو دھرم بھی تو اچھا ہے اور مجھے ان کا یہ ناتجربہ ہے کہ ان کی ہیرسٹری کی عادت نہیں جاتی اور وہ میرے اوپر منطق اور مکر و ریا کے جال ڈالنے کی کوشش کرتے۔

گاندھی جی کا معیار

میں اس امر کے ظاہر کرنے میں دریغ و تامل نہیں کر سکتا۔ کہ دوسروں کو پرکھنے کے متعلق میرے والد کا قائم کردہ معیار عجیب و غریب ہے۔ اگر ہم ان کے معیار کو تسلیم کریں تو عیسائی اور مسلمان کسی صورت میں بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ایک وقت تھا۔ کہ میرے والد نے اس معیار کا اعلان بھی کیا تھا۔ کہ دودھ پینا بھی گناہ ہے۔ میں نے اس معیار کی خلاف ورزی کی تھی۔ چنانچہ مجھے گنہگار قرار دیا گیا تھا۔

میرے والد نے مجھ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ میں شراب پینے کا عادی ہوں۔ میں اس امر سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ یہ مجھ میں بہت بڑی کمزوری ہے۔ چنانچہ یہی کمزوری میرے مخالفین کے لئے موجب اعتراض بنی ہے۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آئندہ قرآن حکیم کے احکام کے مطابق عمل کروں گا۔

اسلام اور اس کی تعلیم

یہ اجلاس جس میں نواب عبدالواحد (یو پی) نے صدارت کے فرائض انجام دیئے تھے۔ متحدہ طور پر مسلمانوں کی ۶۳ انجمنوں کے زیر حمایت منعقد ہوا تھا۔ دوسرے مقررین میں حاجی قاسم علی جبرالز بھائی۔ شریمان سیٹ پادل داس مہاراج دفرقہ چہار کے مشہور و معروف پروہت) پنڈت سینا رام اچاری۔ نواب زادہ مرتضیٰ علی۔ مولانا تجندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مسٹر کے۔ ایل گا بالعض وجوہ کی کی بنا پر اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔

اچھوت لیڈر کی تقریر

شریمان پنت پادنداس مہاراج نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اسلام ایک بین الاقوامی مذہب ہے جو اپنے مقلدین کو مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سات کروڑ اچھوت ہندو مذہب کو خیرباد کہنے پر غور و خوض کر رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مسٹر گاندھی کے فرزند اکبر بھی آج حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا ہے بلکہ اس سچائی کی وجہ سے پھیلا ہے جو اسلامی تعلیم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔

انسان کی حقیقت

امریکہ کے ایک بہت بڑے سائنسدان نے اندازہ لگایا ہے کہ انسان کے جسم کے اندر جو کیمیاوی مادے موجود ہیں ان کی مالیت تین شلنگ چھ پنس سے زیادہ نہیں۔ انسانی جسم میں ۵۹ فیصدی حصہ محض پانی ہے۔ خون میں نوے فی صدی پانی جگر میں ۶۹ فیصدی پانی اور ہڈی میں جو جسم کا سب سے زیادہ ٹھوس حصہ ہے ۲۷ فیصدی پانی موجود ہے۔

اس پانی کے علاوہ جسم تین چار کیمیاوی اشیاء سے مرکب ہے۔ مثلاً چونا۔ فاسفیٹ آف میگنیشیم۔ فاسفیٹ آف کیلسیم اور ایک چربی کا سامادہ ہے۔ اگر ان اجزا کو سائنس کے عمل سے عام تجارتی اشیا کی صورت میں منتقل کر دیا جائے تو مندرجہ ذیل چیزیں مہیا ہو جائیں گی۔

میگنیشیا۔ ایک بڑی خوراک (یعنی جتنا میگنیشیا ایک جوان آدمی کو دیا جاتا ہے)

شکر۔ ایک سیر کے قریب۔

چربی۔ اتنی مقدار میں جس سے صابن کی سات ٹکیاں بنائی جا سکتی ہیں

فاسفورس۔ اتنی جس سے دو ہزار دیا سلائیوں پر مصالحہ لگایا جا سکتا ہے۔

چونا۔ صرف اس قدر جس سے مرغیوں کے ایک ڈربے کے اندر سفیدی پھیری جا سکتی ہے۔

لوہا۔ اتنا جس سے دو چھوٹی میخیں بنائی جا سکتی ہیں۔

یہ تمام شئیں مہا اجزا جو ایک انسان کی نعش سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ آج کل کے نرخوں کے مطابق صرف تین شلنگ چھ پنس (یعنی ڈھائی روپے سے بھی کم) کی مالیت رکھتے ہیں۔ حضرت انسان کی بے حقیقتی کو دیکھئے اور پھر ان کے بڑے بڑے دعووں اور کارناموں کو ملاحظہ کیجئے۔

مکفرین کی بولیاں

تکفیر المسلمین اب حد سے بڑھ کر لطیفہ ہو گئی ہے آغاز میں کسی شخص نے اسلام کے کسی اساسی عقیدے سے انکار کیا ہوگا تو علما نے کہہ دیا ہوگا کہ اس انکار کے بعد تم مسلمان نہیں رہے توبہ کر کے تجدید ایمان کرو۔ لیکن اب تو یہ حالت ہے کہ بعض حالات میں مسلمان چھینک مار دے تو کافر قرار دے دیا جاتا ہے۔

ہمارے دوست محمد فاضل صاحب لکھتے ہیں۔ کہ چند روز ہوئے۔ ایک احراری مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جو لاہور کی ایک مسجد کے امام ہیں دوران گفتگو میں تکفیر کے مسئلہ پر بھی تبادلہ خیالات ہوا۔ مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ حضرت خدا کے لئے زمانے کی نزاکت کو پہچانئے۔ اور فروعی اختلافات پر کفر بازی کی توپ کا منہ بند کر دیجئے۔ قادیانیوں کو تو آپ اس لئے کافر کہتے ہیں کہ وہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن لاہوریوں نے آپ کا کیا قصور کیا ہے وہ نہ کسی مسلمان کو کافر کہتے ہیں نہ کسی شخص کو رسول اللہ کے بعد نبی مانتے ہیں۔ رات دن خدمت اسلام میں مصروف رہتے ہیں۔ اور ان کی زندگیاں بھی شعار اسلامی کی مظہر ہیں۔ مثلاً مولانا محمد علی۔ آخر اس قسم کے لوگوں کو آپ کیوں کافر کہتے ہیں۔

مولوی صاحب یہ سن کر بیتاب ہو گئے اور آنکھیں نکال کر کہنے لگے ارے کس کافر کا نام لے دیا۔ جو اجماع و تواتر کا قطعی منکر اور اس لئے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کون نہیں جانتا کہ تمام امت میں جمعرات کے دن اچھی اچھی چیزیں مثلاً حلوا اور پلاؤ پکا کر ان پر درود پڑھنا اور ارواح کو ثواب پہنچانا اجماع و تواتر سے ثابت ہے۔ مگر یہ تمہارا محمد وح ہمیشہ اپنی جماعت کو تلقین کرتا ہے کہ جمعرات کو خرچ کم کرو۔ دال کھاؤ۔ بلکہ روکھی روٹی پر اکتفا کرو اور اس طرح جو بچت ہو اسے تبلیغ اسلام کے لئے انجمن کے پاس بھیجو۔ ایسا منکر اجماع کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں تو کیا ہے۔

چونکہ "یہ فتوےٰ جلیلہ" صرف مولوی محمد علی صاحب پر نہیں بلکہ محمد فاضل صاحب پر۔ سالک پر۔ مہر صاحب تمام اہل حدیث پر اور سارے حجاز پر عاید ہوتا ہے۔ اس لئے "افکار" میں درج کر دیا گیا تاکہ جماعت کفر کی سند رہے اور وقت پر کام آئے۔ (انقلاب)

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

——— مصر کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں نئی وزارت کا انتخاب ہو گیا ہے۔ جو مصطفےٰ نحاس پاشا کی سرکردگی میں مرتب کی گئی ہے۔

——— مصطفےٰ نحاس پاشا نے ام المصریین زوجہ زغلول پاشا مرحوم سے ملاقات کی۔ ام المصریین نے جملہ وزراء کو مدعو کر کے ان کی تواضع تکلفات اور حلوے سے کی گئی۔ اور ان کی کامیابی کیلئے دعا دی۔

——— جلالت الملک فاروق اول نے اپنے مصارف کی رقم جو ڈیڑھ لاکھ مقرر کی گئی تھی۔ ۵۰ ہزار پونڈ کی کمی کر دی گئی ہے اور یہ رقم ملک کی فلاح و بہبود اور اہم کاموں پر صرف کرنے کیلئے دی ہے۔

——— مصر کی نئی وزارت سے حلف وفاداری لیا گیا ہے۔ اور حلف کے الفاظ یہ ہیں۔

"میں خدا کی قسم کھا کر اقرار کرتا ہوں کہ میں وطن اور بادشاہ کا وفادار رہونگا اور اپنے ملک کے دستور و قوانین کا مطیع رہونگا۔ اور صدق و اخلاق کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کرونگا"

——— ترکی کے ادارہ مطبوعات نے جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۹۳۵ء میں ایک ہزار چھ سو اٹھارہ کتابیں۔ تین سو اڑتالیس عام مطبوعات اور ایک سو اٹھانوے اخبارات طبع ہو کر شائع ہوئے۔

——— شاہ فواد کے حادثہ ارتحال کی خبر ترکی قوم نے نہایت رنج و تاسف کے ساتھ سنی۔ ترک انہیں ایک صاحب علم اور رفیق النظر ماہر سیاست فرمانروا خیال کرتے تھے۔ ترکی اخبارات نے اس واقعہ پر غم و الم سے بھرے ہوئے مضامین شائع کئے ہیں۔

——— القدس ۸ر جون۔ فلسطین کی افواج کو کمک پہنچانے کے لئے مصر سے ایک اور برطانی فوج پہنچ گئی ہے۔ فلسطین کی برطانی افواج اب چھ پلٹنوں، ٹینکوں۔ . . . . . . انجینروں اور ہوائی جہازوں پر مشتمل ہے۔

——— القدس ۸ر جون۔ سات عرب رہنماؤں کو گرفتار کر کے جلاوطن کر دیا ہے اور رئیس بلدیہ یافا کو حکام نے متنبہ کیا ہے کہ اگر بلدیہ نے کام فوراً شروع نہ کر دیا۔ تو سب ممبروں کو برخاست کر دیا جائے گا۔

——— القدس ۸ر جون۔ یافہ گیٹ کے نزدیک کسی نامعلوم شخص نے بم پھینکا جس سے ۱۷ اشخاص مجروح ہوئے۔ مجروحین میں زیادہ دیہاتی عرب ہیں۔

——— عدن کی تازہ اخبارات سے ظاہر ہے کہ عدن میں عربوں کی حالت ناقابل رحم ہے۔ وہاں کی تمام تجارت یہودیوں اور ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ مالدار عربوں کی اقتصادی حالت بہت تباہ ہے۔

——— حیفہ ۷ر جون۔ کل شب کے فسادات کے نتیجہ کے طور پر ایک بلوائی گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ اور ایک اور مجروح ہوا۔

——— مصر کی تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ دولت مصر نے مملکت سعودیہ کو تسلیم کر لیا ہے اور دونو اسلامی حکومتوں کے مابین ایک معاہدہ ہو گیا ہے اور آئندہ حج کے موقعہ پر محمل زغلات مقدس ہمصر سے آئے گا۔

——— ترکی کی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ماہ جون ۳۶ء میں غازی کمال پاشا ترکی انقرہ میں ایک عظیم الشان عجائب خانہ کا افتتاح فرمائیں گے اس عجائب خانہ میں ان فرانسیسی، جرمنی، اطالوی، انگریزی اور روسی کتابوں کو جگہ دی جائیگی۔ جو ترکی کے انقلاب اور نتائج پر لکھی گئی ہیں اور جن کی مجموعی تعداد ۱۳۰۰ ہے۔

ہندوستان

——— لاہور ۸ر جون۔ مجلس اتحاد ملت اور احرار کی مصالحت پر اعتراض کرتے ہوئے مولانا سید حبیب آف سیاست نے مجلس اتحاد ملت سے استعفا دیدیا ہے۔

——— شملہ ۸ر جون۔ حکومت پنجاب نے فصل ربیع کے مالیہ میں مبلغ ۱۱½ لاکھ روپیہ کی تخفیف کا اعلان کر دیا ہے۔ اس سے جن علاقوں کی فصلیں برباد ہو گئی ہیں۔ وہاں کے زمینداروں کے لئے ایک گونہ امداد ہو گی۔

——— فیروزپور ۸ر جون۔ جمعہ کے دن ایک زبردست آندھی چلی جس سے ضلع فیروزپور میں کافی جان و مال کا نقصان ہوا ہے۔

——— کلکتہ ۷ر جون۔ شہر کلکتہ کارپوریشن نے شہر کی ترقی و اصلاح کیلئے ۱۲ کروڑ روپیہ قرض لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس میں سے صرف ۷۰ لاکھ نالیوں کی سکیم پر صرف ہو گا۔

——— راولپنڈی ۷ر جون۔ یہاں پچھلی رات شام کے بعد تیز ہی میں آندھی آئی جو متواتر تین گھنٹہ تک جاری رہی ٹریفک کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ متعدد درخت جڑ سے اکھڑ گئے اور بہت سی دوکانوں کے سائن بورڈ اڑ گئے۔

——— ٹریونڈرم ۷ر جون۔ کرالا ہریجن سیوک سنگھا کی داخلہ مندر کمیٹی نے ایک تجویز کے ذریعہ حکومت ٹراونکور کے اس فعل کو سراہا ہے جس کی رو سے ٹراونکور کے تمام پبلک ادارے، سکول، کنوئیں اور سڑکیں جو اس وقت غیر ہندوؤں کے لئے کھلی ہیں تمام ہریجنوں کیلئے عام کر دیئے گئے ہیں

——— کمیٹی نے اس چیز پر افسوس بھی کیا ہے کہ حکومت ٹراونکور کے پبلک ادارے ابھی تک ہریجنوں کیلئے بند ہیں۔

——— بنارس ۷ر جون۔ معلوم ہوا ہے کہ عید میلاد النبی کے موقعہ پر شیعہ سنی میں فساد ہو گیا جس کی وجہ سے ۱۵ شیعے اور ۷ سنی مجروح ہوئے

——— بریلی ۸ر جون۔ خان عبدالغفار خاں کو خرابی صحت کے باعث بریلی سے الموڑہ منتقل کر دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ ستمبر میں رہا کر دیئے جائیں گے۔ وہاں سے ایک ماہ قبل انہیں سرحد کے قریب کسی جیل میں منتقل کر دیا جائے گا۔

——— لاہور ۸ر جون۔ گورنمنٹ نے قانون تحفظ مقروضین پنجاب کے نفاذ کے متعلق اعلان کر دیا ہے گورنر پنجاب اور وائسرائے ہند نے اس کی منظوری دیدی ہے۔

——— ایبٹ آباد ۸ر جون۔ اطلاع ملی ہے کہ ایک سکھ دوکاندار نے حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں گستاخی کی۔ جن کو سنکر ایک مسلمان کو جوش آ گیا اور اس نے کلہاڑی سے سکھ کو قتل کر دیا۔ خبر ملنے پر پولیس موقعہ پر پہنچ گئی۔

——— حیدرآباد دکن ۸ر جون۔ ایک عرصہ سے پولیس جعلی نوٹ بنانے والے گروہ کے پیچھے مصروف تھی۔ آخر پولیس نے اس گروہ پر چھاپہ مارا۔ اور ایک کروڑپتی ہندو اور پانچ دیگر افراد کو موقع پر گرفتار کیا۔ کروڑپتی کی گرفتاری کی وجہ سے تجارتی حلقوں میں ہلچل مچ گئی ہے

——— کلکتہ ۹ر جون۔ آج صبح ۵ اور ۶ بجے کے درمیان صوبہ بہار کے مختلف شہروں میں زلزلہ کا ایک جھٹکہ محسوس کیا گیا۔ جان و مال کی ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔

——— لاہور ۹ر جون۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جناح کے انتخابی بورڈ کی رکنیت سے مولوی ظفر علی خاں مستعفی ہو گئے ہیں۔

ممالک خارجہ

——— ادیس ابابا ۸ر جون۔ تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ اطالیہ نے حبشیوں کو "مہذب بنانے" کے متعلق عملی قدم اٹھایا ہے۔ اور حبشہ کے مشہور جرنیل راس سیوم اور اس کے پچاس ساتھیوں کو توپ دم کر دیا گیا۔ ان کے خلاف شدید الزامات لگائے گئے تھے۔

——— لندن ۷ر جون۔ لندن میں حبشی سفارت میں شہنشاہ حبش کے استقبال کیلئے کل ڈاکٹر مارٹن سفیر حبشہ نے انتظام کیا۔ جس میں بہت سے برطانی مدبرین نے شرکت کی۔ حاضری مختلف وجوہ کے باعث کم تھی۔

——— ٹوکیو ۸ر جون۔ ایک حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ حکومت چین اور روس میں ایک خفیہ معاہدہ ہو گیا۔ روسی جرنیل کینٹن افواج کی تنظیم میں مصروف ہیں۔ عام بھرتی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ حکومت نے روس اور امریکہ کے بیاز طیارے اور توپیں خریدی ہیں۔

——— شنگھائی ۷ر جون۔ حکومت کینٹن نے عام بھرتی کے اعلان کی وضاحت کر دی ہے کہ اس کا مطلب اعلان جنگ نہیں۔ بلکہ محض قوم کی خفیہ قوتوں کو بیدار کرنا مقصود تھا اور آنیوالے خطرات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار کرنا تھا۔

——— پیرس ۸ر جون۔ حبشیوں اور عربوں کی بین الاقوامی کانفرنس نے ایک اہم قرارداد کے ذریعہ لیگ کونسل کے تمام سرپرآوردہ ارکان سے درخواست کی ہے کہ وہ اطالیہ کی جانب سے حبشہ کے الحاق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔

——— کانفرنس نے جملہ حبشی اور عرب اقوام نیز یورپ اور امریکہ کے تمام سیاسی، تمدنی، اقتصادی اور مجلسی اداروں خصوصاً فرانس اور ہسپانیہ کی جدید حکومتوں سے التجا کی ہے کہ وہ سب حبشہ میں اطالیہ کے منصوبوں کے خلاف نئے سرے سے اقدام شروع کر دیں۔

——— فارسٹ ۸ر جون۔ شاہ کارول کی واپسی کی چھٹی سالگرہ منانے کے لئے بیس ہزار نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شاہی معائنہ کے لئے جمع تھیں کہ گرانڈ سٹینڈ گر گیا جس سے ۴ افسوس ہلاک اور ۱۸۷ مجروح ہوئے بادشاہ نے خود رضاکاروں کی اعانت کی۔

——— کنٹن ۸ر جون کونسل میں ایک چینی جنرل نے ایک سخت تقریر کے دوران میں فوجی رہنماؤں پر زور ڈالا کہ وہ قومی تحفظ کیلئے جاپانیوں کے خون کی ندیاں بہا دیں۔ اور عام بھرتی کیلئے تاکید کی۔

——— روما ۸ر جون۔ میسولینی اپنے ملک میں بڑے زور سے جنگی تیاریاں کر رہا ہے۔ اطالیہ کے مختلف حصص میں جبری بھرتی شروع ہو گئی ہے بہت سے مدارس قبل از وقت تعطیلات کیلئے بند کر دیئے گئے ہیں تاکہ فوج کے لئے کام آ سکیں۔ میسولینی ہٹلر سے مل کر ایک عظیم الشان رومی سلطنت کے خواب دیکھ رہا ہے اور اس کی نگاہ عراق اور یمن پر ہے۔

——— لندن ۹ر جون۔ ایڈنبرا یونیورسٹی کے راکٹر کی جگہ خالی ہے۔ جس کے لئے شہنشاہ حبشہ کو راکٹر بنانے کی ترغیب دی جا رہی ہے جس کا مطلب یہ ہو گا۔ کہ پہلی مرتبہ ایک بادشاہ نے یونیورسٹی کا راکٹر بننا منظور کیا ہو

——— لنڈن ۹ر جون۔ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ شہنشاہ حبشہ عنقریب ایک دو ہفتہ کے لئے عازم سوئٹزرلینڈ ہوں گے۔ گو آپ لیگ کونسل میں شرکت نہیں کریں گے مگر آئندہ اجلاس میں شمولیت کرینگے

——— پیرس ۹ر جون موسیو لیون بلم جدید وزیر اعظم کی انتھک کوششوں کے نتیجہ پر فرانس کی ہڑتال کا خاتمہ ہو چکا ہے اور مزدور ہڑتالیوں کے مطالبات کا تصفیہ ہو گیا ہے

——— ادیس ابابا کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ شہنشاہ حبشہ کا خاص ملازم بغاوت اور جاسوسی کے الزام میں گولی سے اڑا دیا گیا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سنت اور حدیث کا فرق

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے سنت ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کیلئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کے رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر، لیکن سنت نے سب کچھ کھول دیا ہے۔ یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے۔ کیونکہ حدیث تو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی۔ مگر سنت کا قرآن شریف کیساتھ ہی وجود تھا۔ مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہی۔ خدا اور رسولؐ کی ذمہ داری کے فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے۔ یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں دکھلا دیں اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے ... مشکلات مسائل کو حل کر دیا۔ یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا۔ کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا۔ کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے۔ یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے +

(کشتی نوح)

جواہر ریزے

قرآن کریم

(۱) بھلا کون تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں رستہ دکھاتا ہے اور کون اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو خوشخبری دیتے ہوئے بھیجتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ (کوئی اور) معبود ہے۔ اللہ اس سے بلند ہے جو وہ اس کیساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ بھلا کون مخلوق کو پہلے پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹاتا رہتا ہے اور کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ (کوئی اور) معبود ہے۔ کہو اپنی روشن دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو۔ (النمل ۲۷: ۶۳-۶۴)

(۲) جو کوئی عزت چاہتا ہے تو سب عزت اللہ کیلئے ہی ہے اسی کیطرف پاکیزہ کلمے ... ہے ... نیک عمل اس (کے کرنیوالے) کو بلند کرتا ہے اور جو لوگ بری مخفی تدبیریں کرتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہے اور ان کی مخفی تدبیریں ہلاک ہو جائیں گی۔ (فاطر ۳۵: ۱۰)

حدیث شریف

(۱) دنیا میں جب کسی ایماندار بندے کی کوئی پیاری چیز گم یا ضائع ہو جاتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے اور (اس تکلیف اور اس پر صبر کو نیکی کے) لئے باعث ثواب سمجھتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت عطا کئے بغیر راضی نہیں ہوتا۔ (نسائی)

(۲) خوشبو اور عورت کے واسطے میرے دل میں محبت پیدا کی گئی ہے اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے۔ (نسائی)

(۳) اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے۔ کہ (اسی سے) مانگا جائے۔ اور غم کے دور ہونے اور آسائش کے حاصل ہونیکا انتظار کرنا بہت اچھی عبادت ہے۔ (ترمذی)

دجال یاجوج ماجوج اور حضرت عیسیٰؑ کی بعثت ثانی کی پیشگوئیوں کی حقیقت

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۲)

(۴) یاجوج اور ماجوج۔ لغت میں اس کا مادہ اجیج ہے جس کے معنی آگ کے شعلہ مارنے کے ہیں۔ اس لئے یاجوج سے مراد ایسی قومیں ہیں جو آگ سے زیادہ کام لیں۔ مثلاً انجن مشینریوں وغیرہ سے کام لینے والے لوگ

یاجوج ماجوج کا ابتدائی مسکن

جغرافیہ سے یاجوج ماجوج کے ابتدائی مسکن کا پتہ کوہ قاف کے شمال میں اور بحیرہ خزر کے قریب لگتا ہے (دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا) اور بعض انہیں سیتھین قوموں میں سے قرار دیتے ہیں۔ بہر حال جو کچھ بھی ہوں۔ ابتدائی زمانہ میں یہ قومیں کوہ قاف کے شمال میں بحیرہ خزر کے کنارے آباد تھیں۔ جہاں سے یورپ کی موجودہ اقوام کے بزرگ یورپ کو گئے اور وہاں آباد ہوئے۔

اقوام یورپ کے دو بڑے حصے

اس وقت یورپ کی اقوام دو بڑے حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک سلافی۔ دوسرے ٹیوٹانک۔ سلافی روس کے وسیع ملک اور یورپ کے جنوبی حصہ وغیرہ میں آباد ہیں اور ٹیوٹانک برطانیہ، جرمنی وغیرہ میں بستے ہیں۔

یاجوج سے مراد سلافی قوم ہے

سلافیوں کو ہی اگلی کتابوں میں یاجوج کہا گیا ہے یہ بائیبل سے ثابت ہے۔ چنانچہ حزقیل باب ۳۸ کو پڑھو۔ لکھا ہے۔ "خداوند کا کلام مجھ کو پہنچا اور اس نے کہا کہ اے آدمزاد تو جوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش، مسک اور توبال کا سردار ہے اپنا منہ کر اور اس کے برخلاف نبوت کر۔ اور کہہ کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے جوج روش (Russia) اور مسک (Moscow) اور توبال (Jobalsk) کے سردار میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دونگا۔ اور تیرے جبڑوں میں بنسیاں مارونگا۔"

اوپر کی عبارت سے ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ یاجوج سے مراد وہ قوم ہے۔ جو روس ماسکو توبالسک وغیرہ میں آباد ہے یعنی سلافی قوم۔

ماجوج سے مراد ٹیوٹانک قوم ہے

اب ماجوج کو لو۔ یہ تو اوپر کی کتاب حزقیل کی آیت سے معلوم ہوگیا۔ کہ ماجوج بھی دراصل یاجوج ہی کی سرزمین کا رہنے والا ہے گو اب اس سرزمین میں ہو یا نہ ہو۔ لیکن کتاب حزقیل کے ۳۹ باب میں آگے چلکر آتا ہے۔ "اور میں ماجوج پر اور ان پر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں۔ ایک آگ بھیجوں گا اور وہ جانینگے کہ میں خداوند ہوں"۔ ماجوج یعنی ٹیوٹانک قوم کا اصل مسکن آج جرمنی ہے۔ جیسی وہاں پر جنگ عظیم میں آگ پہنچی وہ کسی سے مخفی نہیں اور اسی قوم کی ایک شاخ برطانیہ کے جزیروں میں آباد ہے جسے بھی چار و ناچار اس آگ میں کودنا پڑا۔

گلڈ ہال لنڈن کے سامنے یاجوج ماجوج کے بت

پھر یہ امر اور بھی صاف ہو جاتا ہے۔ جب ہم لنڈن میں گلڈ ہال کے سامنے یاجوج اور ماجوج کے بت نصب پاتے ہیں جو عرصہ دراز سے چلے آتے ہیں بلکہ پہلے لارڈ میرز ڈے (Lord Mayor's Day) کے دن ان بتوں کا جلوس نکلا کرتا تھا۔ یہ بت انگریزوں کے خدا نہ تھے جناب مسیح یا مسیحی اولیاؤں کے مجسمے نہ تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کی عظمت اور بزرگی اور ان کا جلوس اسی بات پر مبنی ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں اس قوم کا جدامجد مانا جائے اور جب سلافی قوم کا جد یاجوج مسلم ہے تو برٹش قوم جو ٹیوٹانک ہے اس کا جد لازمی طور پر ماجوج ہوگا۔ ورنہ انگریزوں کا ان دونوں بتوں کی اپنے بڑوں کی طرح تعظیم و تکریم کرنا اور ان کا جلوس نکالنا کیا معنے رکھتا ہے پس جس طرح یاجوج سلافی نسل (Race) کا دوسرا نام ہے اسی طرح ماجوج ٹیوٹانک نسل (Race) کا دوسرا نام ہے۔ یہ دونو قومیں کوہ قاف کے شمال بحیرہ خزر کے کناروں سے نقل مکان کر کے یورپ کے براعظم میں پھیل گئیں اور جن کی یادگار آج لنڈن میں گلڈ ہال کے دروازہ پر یاجوج اور ماجوج کے بتوں کی شکل میں موجود ہے۔

یاجوج ماجوج کا آگ سے کام لینا

ان کا آگ سے کام لینے کا تو یہ حال ہے کہ کوئی فاصلہ نہیں جو آگ کے انجن کے ذریعہ طے نہیں ہوتا اور کوئی کام نہیں جو آگ کی مشینوں سے سرانجام نہیں پاتا اور کوئی جنگ نہیں جس میں آگ نہیں برسائی جاتی۔ پس کیا لحاظ نسل کے اور کیا لحاظ اپنے کاموں کے یاجوج ماجوج یہی یورپین اقوام ہیں جو آگ سے کام لیتی ہیں۔

قرآنی پیشگوئی

قرآنی پیشگوئی حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون کے مطابق یہ یاجوج ماجوج قومیں ہر ایک بلندی سے ڈھلکتی چلی آرہی ہیں یعنی کوئی روک ان کے لئے روک نہیں ہے بلند سے بلند پہاڑ اور دیواریں اور قلعے اور مشکلات ان کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک نہیں سکتیں۔

اس سے بڑھ کر صفائی آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ ایک سمجھدار انسان کو اس کے بعد یاجوج اور ماجوج کی شناخت میں کوئی دشواری باقی نہیں رہتی۔

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

البتہ حدیث میں بعض باتیں ایسی آگئی ہیں۔ جن سے لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ مگر اس غلطی کی وجہ بھی درحقیقت وہی امر ہے کہ عالم مثال کی باتوں کو عالم ظاہر پر محمول کر کے مطلب کچھ کا کچھ سمجھ لیا مثلاً کسی روایت میں ذکر آگیا کہ وہ زمین کی سبزی کو چاٹ جائیں گے یا کان ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگا۔ لوگوں نے سمجھا کہ خدا جانے ان کی کتنی بڑی زبانیں ہونگی۔ جن کے چاٹنے سے زمین کی سبزی کو ہضم کر جائیں گے۔ یا ہاتھی کی طرح کتنے بڑے کان ہوں گے۔ جن میں سے ایک کو نیچے بچھا لیا اور دوسرے کو اوڑھ لیا۔ حالانکہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ سبزی کو چاٹ جانے سے مراد یہ ہے۔ کہ کل دنیا کا غلہ اور اناج کھنچ کر ان کے ملک میں چلا جائیگا اور تمام اناج کی منڈیاں ان کے ہاتھوں میں ہوں گی۔ کان کا اوڑھنا بچھونا ہر ایک عقلمند جانتا ہے یہی ہوا کرتا ہے کہ کان دنیا بھر کی خبروں کو لینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں۔ ڈاک اور اخبار کے ذریعہ۔ تار کے ذریعہ۔ ٹیلیفون کے ذریعہ۔ بغیر تار کی تار برقی اور ریڈیو کے ذریعہ اور طرح طرح کی ایجادات کے ذریعہ یہ حال ہو رہا ہے کہ امریکہ میں باتیں کرو اور ہندوستان میں بیٹھے سنو یہی کان کا اوڑھنا بچھونا ہے جس نے ان قوموں کو دنیا بھر کا بادشاہ بنا رکھا ہے۔ ذرا ذرا بات کی خبر ہر آن لگتی رہتی ہے۔ پھر کیوں ان کی سلطنت مضبوط نہ ہو اور حکومت محفوظ نہ ہو۔

(باقی انشاء اللہ)

برلن مشن

کے خلاف اخبار "آریہ گزٹ" کی زہر چکانی

عیب جوئی، بیجا نکتہ چینی اور بہتان طرازی آریہ سماج کا ابتدا سے شیوہ ہے۔ اس کا اپنا دامن خوبیوں سے خالی ہے۔ اس کی تعلیمات و عقائد میں کوئی حسن و کشش نہیں جسے یہ دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔ اس بے مائگی اور تہی دستی کی تلافی وہ دوسروں کے عیب ظاہر کرکے کرنا چاہتا ہے لیکن اسلام میں اس کو کوئی حقیقی نقص اور عیب نہیں مل سکتا۔ اس پر وہ غلط بیانیوں اور بہتان طرازیوں سے کام لیتا ہے یہ فعل بد اسکی زندگی کا سہارا اور اس کی سرگرمیوں کا نمایاں حصہ بن چکا ہے۔ تقریباً ساٹھ سال سے اسلام اور آریہ سماج کی کشمکش جاری ہے۔ آریہ سماجیوں نے ایک مرتبہ بھی اس مقابلہ میں صحیح یا تعمیری طریق اختیار نہیں کیا۔ کبھی بھی وہ اسلام کے محاسن کے مقابلے میں ویدک دھرم کی خوبیاں پیش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے

جس مذہبی سوسائٹی کا مدارِ حیات صرف عیب جوئی اور بہتان طرازی ہو۔ اس کا وجود صفحہ ہستی پر ایک سیاہ اور بدنما داغ کی حیثیت کے سوا اور کوئی درجہ نہیں رکھتا اور وہ انسانوں کی اصلاح ہرگز نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس کے وجود سے طرح طرح کے اخلاقی مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آریہ سماج کا وجود ہندوستان کے لئے ایک عذاب ثابت ہو رہا ہے۔ اس نے اپنی بدزبانیوں اور بہتان طرازیوں سے ناقشت اور فرقہ جنگی کی ایک ہولناک آگ بھڑکا رکھی ہے جس میں ملک کے بہترین مفاد اور اس کا مستقبل جل کر خاک سیاہ ہو رہے ہیں۔

آریہ سماج کو اسلام کے مقابلہ میں جہاں دلائل کی دنیا میں شکست فاش ہوئی ہے۔ وہاں عمل کی دنیا میں بھی اسے ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ اس کی بے مائگی اور تہی دستی اس کے بلند بانگ دعاوی کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ وہ زبان سے ویدک دھرم کو عالمگیر مذہب کہتا ہے۔ وہ یورپ و امریکہ بلکہ ساری دنیا کو ویا نندی جھنڈے کے نیچے لانے کا مدعی ہے لیکن کیفیت یہ ہے کہ اس کے علما اور ریسرچ اسکالر اب اس سے بدظن ہو رہے ہیں۔ تحقیق و معقولیت کی روشنی میں اس کے اصول اور عقائد غلط ثابت ہو رہے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو ہندو جاتی کا محافظ کہتا ہے اور اپنی زندگی کا ایک مقصد یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ہندو نوجوانوں کو اسلام کی یورش سے بچائے اور انہیں ویدوں کا سچا پرستار بنا دے۔ لیکن خود اس کے نوجوان ویدوں سے متنفر و بدظن ہو چکے ہیں۔

اسلام یورپ و ایشیا میں فتح مند ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں اگر گابا اور ہیرالال گاندھی اس کے حلقہ بگوش ہوتے ہیں۔ تو یورپ میں ہیڈلے اور حمید مارکوس اس کے آگے اپنا سر نیاز جھکا دیتے ہیں اس صورت حالات نے آریہ سماج کو بدحواس کر دیا ہے اور اس بدحواسی کا اثر اس کے دماغ کے ساتھ اس کے دل اور اس کی زبان پر بھی پڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی بدزبانیوں اور غلط بیانیوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ ہندوستان کے بلند پایہ نومسلموں کے متعلق آریہ سماجیوں کی روش اظہر من الشمس ہے ان کو بدنام کرنے کیلئے انہوں نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی

اس بدحواسی اور اسلام دشمنی کے اثر کی وجہ سے آریہ سماج ہماری ان تبلیغی کوششوں کے متعلق بھی زہر چکانی کرتا رہتا ہے جو یورپ میں کامیابی سے جاری ہیں۔

چند روز کا ذکر ہے کہ ایک مقامی روزنامہ میں برلن مشن کے خلاف ایک مضمون چھپا جس میں یہ غلط بیانی کی گئی تھی کہ مشہور جرمن نومسلم علامہ حمید مارکوس روپیہ حاصل کرنے کی خاطر برائے نام مسلمان ہوئے ہیں۔ جرمن پولیس کے کاغذوں میں ان کا مذہب بدستور یہودی درج ہے۔ آریہ سماج کی اس پارٹی کا اخبار "آریہ گزٹ" اس کو لے اڑا اور اپنی ۱۴ رجون کی اشاعت میں "برلن مشن کی حقیقت" کے عنوان سے ایک طویل مقالہ شائع کیا جس میں وہ لکھتا ہے

> لاہوری احمدیوں کے اخبار "پیغام صلح" میں سادہ مسلمانوں پر اپنا اثر جمانے کے لئے موٹی موٹی سرخیوں کے ساتھ لکھا ہوتا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا" اس عنوان کے زیر برلن مشن کا خاص طور پر پروپیگنڈا کیا جاتا ہے لیکن وہاں اس مشن کی طرف سے کیا ہو رہا ہے اس کی قلعی روزانہ اخبار "احسان" مورخہ ۸ رجون کے پرچے میں خوب کھل گئی ہے"

اس کے بعد مذکورہ بالا غلط بیانی نقل کرکے ... لکھا ہے

> "اس مکتوب کو پڑھ کر ہم پیغام صلح سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا مذکورہ واقعات جو کہ اخبار احسان میں شائع ہوئے ہیں درست ہیں؟ اگر درست ہیں تو کیا یہی وہ تبلیغ ہے جس کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کیا جا رہا ہے۔ ہمیں ان کی (احمدیوں) حالت پر رحم آتا ہے کہ ایسے اقوات کو پڑھ کر کون اس تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے میں امداد دے گا"

اخبار "احسان" میں جو کچھ شائع ہوا تھا اس کا جواب پیغام صلح ۸ رجون میں دیا جا چکا ہے جو آریہ گزٹ کی نظر سے گزر چکا ہوگا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جرمنی میں ہر شخص کا نام پتہ، مذہب، وغیرہ پولیس میں درج ہوتا ہے اور جب کبھی کوئی شخص اپنا مکان تبدیل کرتا ہے تو اس کو پولیس میں نئی فارم پر کرکے داخل کرنی پڑتی ہے۔ ڈاکٹر حمید دو مئی ۱۹۰۲ء سے جبکہ وہ غیر مسلم تھے ایک ہی مکان میں سکونت پذیر ہیں اس وجہ سے پرانے فارم کی تجدید کی نوبت ہی نہیں آئی۔ آجکل وہ علالت کی وجہ سے صاحب فراش ہیں صحت ہونے پر وہ تبدیل مذہب کی باقاعدہ اطلاع دے دیں گے۔

ڈاکٹر حمید مارکوس ۱۹۲۲ء میں مسلمان ہوئے۔ اس وقت سے ان کے ... بیسیوں مضامین اسلام کی حقانیت پر ہمارے انگریزی اور اردو اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں جن سے آریہ گزٹ ناواقف نہیں ہو سکتا۔ اس نے ان تمام کو فراموش کرکے ایک بے معنی غلط بیانی کی تشہیر شروع کر دی تو اس کا یہ طرز عمل آریہ سماج کی روایات کے مطابق تو ضرور ہے لیکن اصول صحافت اور دیانتداری کے سراسر خلاف ہے۔

مسلم ٹاؤن لاہور

میں جلسہ سیرت النبیؐ

۷ رجون کو مقامی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ریلوے ہیڈ کوارٹر محلہ لاہور میں سیرت النبیؐ پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس پر مخالفین سلسلہ نے بہت شور برپا کیا۔ پولیس کے ایک ہیڈ کانسٹیبل نے بھی جلسہ کی کارروائی کو روکنے کی ... نہایت افسوسناک اور خلاف قانون حرکات کیں جن کا ذکر ۱۰ رجون کی اشاعت میں مفصل ہو چکا ہے۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر حضرت امیر ایدہ اللہ کی ہدایت کے مطابق نوجوانان جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے ہر ہفتہ یا چند روز کے بعد لاہور کے کسی محلے یا حلقے میں جلسے کریں گے چنانچہ اس سکیم کے ماتحت پہلا جلسہ ۱۴ رجون کی شام کو مسلم ٹاؤن میں ہوا۔ صدر جلسہ مولانا عبد المجید صاحب سالک مدیر اخبار انقلاب تھے۔

احمدیہ بلڈنگس اور شہر کے دوسرے محلوں سے مسلم ٹاؤن

(باقی صفحہ ۹ پر)

اخوتِ اسلامی

اچھوت اقوام کیلئے چند قابل غور باتیں

اخوتِ اسلامی کے متعلق غیر مسلم اصحاب کی آرا

پروفیسر گب اپنی کتاب "وہدر اسلام" کو ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں کہ

"لیکن اسلام کو ابھی انسانیت کی اور خدمت کرنا ہے وہ یورپ سے زیادہ مشرق سے قریب ہے۔ اور اس میں بین الاقوامی سمجھوتا اور اتحاد موجود ہے۔ دنیا کی کوئی اور سوسائٹی مختلف قوموں اور انسانوں کو اس کامیابی سے ایک سطح پر لانے اور ان میں اتحاد پیدا کرنے کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ افریقہ۔ ہندوستان اور انڈونیسیا۔ جہاں مسلمان کثیر التعداد ہیں۔ چین جہاں مسلمان تھوڑے ہیں۔ اور جاپان جہاں ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ لیکن ان تمام جگہوں میں آپ کو نظر آئے گا۔ کہ اسلام میں مختلف قوموں اور نسلوں کو متحد کرنے کی طاقت موجود ہے۔ اگر مشرق اور مغرب کی سوسائٹی کا اختلاف دور کیا جا سکتا ہے۔ تو اس کے لئے اسلام سب سے زیادہ موزون ذریعہ ہے۔ اس کے ہاتھوں میں ان تمام مسئلوں کا حل ہے جو آج مشرق اور مغرب کے درپیش ہیں۔"

پروفیسر ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ

ایک عالمگیر اخوت۔ سب سے زیادہ اس کی وقعت اسلام کی مشنری تاریخ میں ہے۔ سالانہ مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں تمام جہاں کی قومیں اور مختلف زبانیں ایک جگہ اکٹھی ہوتی ہیں۔ تاکہ اس مقدس جگہ میں سب مل کر نماز ادا کریں۔ وہ مقدس مقام جس کی طرف تمام عالم اسلام منہ کر کے نماز ادا کرتا ہے۔ اور کوئی مذہب ایسی عظیم الشان مثال پیش نہیں کر سکتا۔ جس میں اس کے پیرؤوں کے دماغوں میں یہ بات بٹھائی جائے۔ کہ تمام مسلمانوں کی ایک قسم کی زندگی ہے اور سب ایک برادری کے افراد ہیں۔ عبادت کے اس اعلےٰ مقام پر افریقہ کے مغربی ساحل کا ایک حبشی مشرق کے چینی سے اسی طرح ملتا ہے۔ جس طرح ایک خوابدرت ترک دنیا کے دورترین علاقے ملایا کے ایک مسلمان سے ملاقات کرتا ہے۔"

انٹرنیشنل مشنری کونسل۔ یروشلم منعقدہ ۱۹۲۸ء کی رپورٹ میں حسب ذیل الفاظ درج ہیں۔

"اگر کوئی اہم مسئلہ جو ہماری خاص توجہ کا محتاج ہو سکتا ہے۔ اور جو ہم سے خراج تحسین حاصل کر سکتا ہے۔ وہ اسلامی اخوت کا بنیادی اصول ہے۔ اس کی حدود روحانی یا کسی اور وجہ سے خواہ کسی قدر محدود ہوں۔ لیکن بہرحال ایک اعلےٰ اور بلند نظریہ ہے۔ یہ رنگ قوم اور نسل کے جھگڑے کو مٹا کر انسانوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے . . . ."

مسز سروجنی نائیڈو

"جمہوریت اور اخوت" اسلام ہی سب سے پہلا مذہب ہے۔ جس نے جمہوریت کی تعلیم دی۔ اور اس پر عمل کر کے دکھایا مسجد میں جب منارہ سے اذان کی آواز سنائی دیتی ہے اور نمازی جمع ہوتے ہیں۔ دن میں اس جمہوریت کا نظارہ پانچ مرتبہ ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ جب ایک گنوار بادشاہ کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو کر کہتا ہے۔ اللہ اکبر۔ میں اسلام کی اس مساوات کو دیکھ کر اکثر حیران رہ جاتی ہوں۔ کہ کس طرح مختلف لوگوں کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ جب لندن میں ایک مصری ایک الجیرین۔ ایک ہندوستانی۔ اور ایک ترک آپس میں ملتے ہیں۔ تو وہ بھول جاتے ہیں۔ کہ ان کا ملک مصر یا ہندوستان ہے۔ بلکہ وہ ایک دوسرے سے اس طرح ملتے ہیں۔ جیسے وہ بھائی ہیں۔

مہاتما گاندھی

کسی نے کہا ہے۔ کہ جنوبی افریقہ میں اسلام کی ترقی کو دیکھکر یورپ کے لوگ خائف ہیں۔ وہ اسلام جس نے سپین کو مہذب بنایا وہ علم کی روشنی لیکر مراکو پہنچا۔ اور تمام دنیا کو اس نے ایک عالمگیر اخوت کی تعلیم دی۔

جنوبی افریقہ کے یورپین اس لئے اسلام سے خائف ہیں۔ کہ اگر حبشیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ تو وہ گورے رنگ کے لوگوں سے مساوی حقوق کے طلبگار ہونگے اور اسی سے وہ خائف ہیں۔ اگر اخوت ایک گناہ ہے۔ اگر مختلف رنگوں کا مساوی ہو جانا ہے۔ بُرا ہے۔ تو یہ گناہ اور برائی قابل ستائش ہے میں نے خود دیکھا ہے کہ جب افریقہ کا باشندہ عیسائیت قبول کرلے تو وہ گورے رنگ کے انسان کے ساری نہیں ہو سکتا۔ لیکن جونہی وہ آغوش اسلام میں آجاتا ہے۔ تو وہ اسی پیالے سے پانی پی سکتا ہے۔ جس سے ایک اعلیٰ مرتبہ کا مسلمان پیتا ہے اور یہی وجہ ہے جس سے یہ لوگ خائف ہیں۔

نومسلموں کی آرا

مسٹر کے۔ ایل۔ گابا۔

"آپ نے میرے قبول اسلام پر جس محبت اور اخلاص سے میرے اور میرے اہل وعیال کا استقبال کیا ہے۔ میری زبان اس کے بے پایاں اثرات کے اظہار سے قاصر ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے۔ کہ جیسے کوئی درماندہ مسافر برسوں کی صحرا نوردی کے بعد دوبارہ اپنے گھر اور وطن میں پہنچے۔ کوئی بچھڑا ہوا بھائی اپنے بھائیوں میں آملے۔

میری یہ محبت اسلام سے نئی نہیں۔ میرے قلب میں اس سے آگ کی پہلی چنگاری آج سے پندرہ برس پہلے چمکی تھی میں ان دنوں مصر میں تھا۔ اسلامی تہذیب تمدن نے میرے دل پر ایک مٹنے والا اثر ڈالا۔ آہستہ آہستہ یہ چنگاری سلگتی رہی۔ اس کے بعد جب کبھی میں کسی مسجد کے پاس سے گذرتا تو میرا سر ہمیشہ اس کی عظمت وجبروت کے سامنے جھک جاتا۔ مینار مسجد سے جب موذن اذان دیتا تو میرا دل کہتا کہ یہ تجھے بلا رہا ہے۔ اور آ اس اللہ۔ رحمٰن رحیم کے سامنے سربسجود ہو جا۔

اگر بیرونی دنیا کے لوگ یہ جاننے کے خواہشمند ہیں۔ کہ میں نے کیوں اسلام قبول کیا۔ تو میں مختصراً عرض کروں گا۔

(۱) اولاً مذہب اسلام میں سادگی ہے۔ اسلام کے دو بنیادی اصول ہیں۔ جو نہایت سادے ہیں۔ اسقدر سادے کہ ایک معمولی عقل کا انسان ان کو سمجھ سکتا ہے۔ حضرت محمد خدا کے رسول ہیں۔ اور اللہ ایک ہے۔ اس کو کسی نے جنا نہیں۔ اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے۔ جو نہ مٹی میں ڈھالا جا سکتا ہے اور نہ پتھر میں۔ جو ایک ہے۔ اور ایک رہیگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اسلام جمہوریت پر مبنی ہے۔ اسلامی مساوات سوشلزم یا بالشوزم کی طرح نہیں۔ کہ ناداروں کی خاطر صاحب ثروت لوگوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ یہ مساوات عیسائیوں کی طرح نہیں جہاں ایک حبشی کو صرف اس لئے قتل کر دیا جائے کہ اس نے سفید رنگ کی ایک عورت کی طرف نگاہ کی۔ اور کالے رنگ کے انسان خدا کی پرستش بھی ایک مخصوص گرجے میں کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے بالمقابل مسجد کے دروازے امیر، غریب کالے۔ گورے۔ بادشاہ۔ غلام سب کے لئے کھلے ہیں۔

چونکہ یہ عالمگیر اخوت ان اصولوں پر مبنی ہے۔ جن کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ لہذا اسلام میں داخلے کی کوئی خاص رسم نہیں۔ صرف ان دو اصولوں کا اقرار و اعلان کافی ہے۔ جو یہ ہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ جس کے پڑھنے سے دنیا کی اس سب سے بڑی برادری کی آغوش کشادہ ہو جاتی ہے جس میں ہر انسان ہم مرتبہ ہے۔ اور یہ محض نظریہ ہی نہیں۔ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ نومسلم اسی وقت مسجد میں اپنے بادشاہ کے پہلو میں کھڑا ہو سکتا ہے۔

(۳) اس وقت ہندوؤں میں اچھوتوں کے مندر میں داخلے کے مسئلہ پر بڑی لے دے ہو رہی ہے۔ اسلام ان انسانیت سوز بحثوں سے پاک ہے۔ اسلام میں صرف کلمہ پڑھنے سے انسان کا مرتبہ بلند ہو جاتا ہے۔ اس کے دل میں کیا ہے؟ اس کا جاننے والا خدا ہے۔

ان حالات میں میں اچھوتوں کو یہی مشورہ دونگا۔ کہ وہ اور تدبیر چھوڑ دیں۔ اور اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔ جہاں وہ جس کو چاہیں چھوئیں۔ جس کے پاس چاہیں بیٹھیں۔ جہاں ان کا سایہ کسی کے کھانا کو ناپاک نہیں کر سکتا۔ جہاں بزرگی کا معیار ہر ایک شخص کی ادائیگی فرائض اور تقویٰ ہے"۔

(۴) میری آخری اور چوتھی وجہ ترجیح یہ ہے۔ کہ اسلام دور حاضرہ کی ضروریات کے عین مطابق ہے۔ اس عہد کی مشکلات کا حل کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔ آج دنیا اخوت اور مساوات چاہتی ہے۔ اسلام کے سوا یہ نعمتیں کہاں ہیں؟ اسلام کا معیار بزرگی تقویٰ ہے۔ سب سے بزرگ وہ ہے۔ جس کے اعمال سب سے اچھے ہیں آج دنیا میں حقوق نسواں کی حفاظت کا شور ہے۔ اسلام عورت کو آزادی اور حقوق دیتا ہے۔ اور مرد اور عورت کے تعلقات کو [illegible]

ہندو دنیا پر ایک نظر

جو بات ظاہرداری اور تصنع سے کی جائے اسے عمل و حقائق کی دنیا میں ناکام و ذلیل ہونا پڑتا ہے۔ ہندو لیڈروں نے اچھوت ادھار کی تحریک شروع کر رکھی ہے وہ سراسر نمائشی ہے جو ہندو آج کل خاص اغراض و مفاصد کے ماتحت اپنے آپ کو محض زبان سے اچھوتوں کا ہمدرد ظاہر کر رہے ہیں لیکن عمل کی دنیا میں بارہا ان کی ان پر فریب ہمدردیوں کا پردہ چاک ہو چکا ہے اور ہوتا رہتا ہے۔ دوسرے صوبوں کے واقعات تو ہم بارہا سنا چکے ہیں۔ جنوبی ہندوستان میں جو اس زمانہ میں ہندو تہذیب و تمدن کا سب سے بڑا مرکز ہے اچھوتوں سے جو کچھ سلوک ہوتا ہے اس سے قارئین کرام واقف ہوں گے بعض سڑکوں پر انہیں گزرنے نہیں دیا جاتا ہے بعض اچھوت بستیوں ... میں ... آ سکتے۔ باہر جنگل میں رہتے ہیں۔ راجپوتانہ جو ہندو سورماؤں کا وطن ہے وہاں ہندو بارہا اچھوتوں کو محض اس جرم پر بے رحمی سے زدوکوب کر چکے ہیں کہ انہوں نے تقریبوں پر حکام ریاست سے تحریری اجازت لینے کے بعد سہرہ اور گھی کا حلوہ تیار کر لیا تھا یا کسی اچھوت عورت نے چاندی کا زیور بنوا لیا تھا۔ لیکن آج ہم پنجاب کا ایک سبق آموز واقعہ سنانا چاہتے ہیں

پنجاب میں دوسرے صوبوں کی نسبت چھوت چھات کم ہے۔ اس لئے اچھوتوں کی مصائب بھی نسبتاً کم ہیں۔ یہاں آریہ سماج کا بڑا زور ہے۔ ذات پات توڑک منڈل کی سرگرمیاں بھی شباب پر ہیں۔ لاہور میں تو آریہ سماجی غلغلے ہندو ہے کے دوسرے شہروں کی نسبت بہت زیادہ کثرت اور جوش و خروش کے بلند ہوتے رہتے ہیں۔ اسی لاہور کا واقعہ ہے کہ چند روز ہوئے کہ ایک ہندو صراف لالہ تیرتھ رام نے ایک سکھ عورت مسماۃ گلاب کور سے شادی کی اور اسے گھر لے آیا۔ چند روز کے بعد گلاب کور بلا اطلاع چلی گئی اور اپنے ہمراہ کچھ زیور اور کپڑے بھی لے گئی اور غالباً کسی ضرورت . . . . . سے موضع ... کی میں اپنے زیور فروخت کرنے چاہے۔ دکاندار کو کچھ شبہ ہوا اس نے پولیس میں اطلاع دیدی۔ چنانچہ گلاب کور چوری کے شبہ میں گرفتار کر کے لاہور لائی گئی۔ اس کے شوہر لالہ تیرتھ رام کو بھی علم ہوا اور وہ بھی تھانہ میں پہنچے۔ اب معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

دوران تفتیش میں معلوم ہوا کہ گلاب کور اچھوت ہے۔ لالہ تیرتھ رام کا بیان ہے کہ مجھے بتلایا گیا تھا کہ وہ ذات کی کھتری ہے گلاب کور نے مسٹر رچن کوسی مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا:۔

”میرے پہلے خاوند کا نام فاصل تھا جو عرصہ دو سال کا ہوا فوت ہو چکا ہے اب میرا موجودہ خاوند تیرتھ رام ہے۔ میرے پہلے خاوند سے دو بچے ہیں۔ ہم ذات کے مذہبی سکھ ہیں اور میں نے امرت چکھا ہوا ہے بوقت شادی تیرتھ رام سے میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں ذات کی کھتری اور راجہ جنگ کی رہنے والی ہوں تیرتھ رام کے مکان پر چودہ پندرہ دن رہنے کے بعد بچوں کی یاد سے میرا دل اداس ہو گیا اور میں چند زیورات اور پارچات جو میری تحویل میں تھے اور بحیثیت بیوی کے میں ان زیورات کی اپنے آپ کو مالک سمجھتی تھی۔ اپنے ساتھ لیکر اپنے بچوں کو ملنے گئی۔ واپسی کے وقت مجھے ریل کے کرایہ وغیرہ کیلئے ضرورت پڑی جس کے لئے میں چند چیدہ زیورات کی کے ایک صراف کے پاس فروخت کرنے لگی۔ جس پر مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ میں تیرتھ رام کی بیوی ہوں۔ اسی کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔ یہ میری بد قسمتی تھی کہ میں اجازت کے بغیر زیورات کو بھی جنہیں میں اپنا سمجھتی تھی ساتھ لے گئی۔“

عدالت نے یہ بیان سن کر کہا کہ اگر تم دونوں میاں بیوی آپس میں سمجھوتہ کر لو اور ایک دوسرے کے شریک زندگی بن کر رہو تو یہ مقدمہ خارج کیا جا سکتا ہے اس پر گلاب کور نے آمادگی ظاہر کی اور کہا یہ حکم مجھے بسر و چشم منظور ہے۔ میں اپنی غلطی کی معافی مانگنے اور تیرتھ رام کے گھر جانے کو تیار ہوں۔ اس کے بعد عورت عاجزی سے ہاتھ جوڑتے ہوئے لالہ تیرتھ رام کے آگے جھک گئی۔ لیکن لالہ تیرتھ رام کا پتھر دل نہ پسیجا۔ اس نے عدالت سے کہا کہ میں اب اس عورت کو اپنے گھر لے جانے کیلئے تیار نہیں کیونکہ میں کھتری ہوں اور یہ اچھوت کھتری اور اچھوت کا رشتہ مشکل ہے۔ عدالت نے دوبارہ سمجھوتہ کی تلقین کرتے ہوئے تیرتھ رام کو کہا کہ:۔

”تمہارے بڑے لیڈر مہاتما گاندھی جب اچھوت ادھار کا پرچار کر رہے ہیں اور تمہاری عورت امرت چکھ چکی ہے۔ اس لئے اب تمہیں اسے اپنے پاس رکھنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ پھر وہ آئندہ کیلئے وعدہ کرتی ہے کہ وہ تمہاری خدمت کرے گی۔“

عدالت کی اس نصیحت کا بھی تیرتھ رام پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے پگڑی سر سے اتار کر کہا

”حضور میری طرف سے اسے (گلاب کور) کو اختیار ہے۔ جہاں جی چاہے۔ چلی جائے۔ مجھے کوئی عذر نہیں . . . ہندو دھرم میں کھتری کا اچھوت کے ساتھ بیاہ شادی کا رشتہ ناممکن ہے میں اسے کسی حالت میں بھی اپنی بیوی نہیں بنا سکتا۔“

اس سوال و جواب اور تیرتھ رام کی حرکات پر کمرہ عدالت میں دیر تک قہقہے لگتے رہے۔

گلاب کور کا رشتہ کرانے والوں نے لالہ تیرتھ رام سے کیا کہا تھا اور گلاب کور کا گھر سے بلا اجازت زیور وغیرہ لے کر چلے جانا قانونی لحاظ سے قابل اعتراض ہے یا نہیں۔ ان امور کا فیصلہ عدالت کرے گی۔ ہمیں ان سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ایک زیر سماعت مقدمہ پر رائے زنی کی جا سکتی ہے اس قضیے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہندوؤں کے اچھوت ادھار کی کیفیت معلوم ہو جائے جو اچھوتوں کو اپنا بھائی اور اپنے قومی جسم کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ گلاب کور اسی اچھوت قوم کی عورت ہے پھر وہ امرت بھی چکھ چکی ہے۔ لالہ تیرتھ رام سے اس کی شادی باقاعدہ ہوئی ہے۔ لیکن لالہ جی کو اس کی اور کسی حرکت پر اعتراض نہیں۔ صرف اچھوت ہونے پر اعتراض ہے اور محض اسی وجہ سے عدالت کی تلقین کے باوجود وہ اسے اپنے گھر لیجانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اچھوتوں کو رکھنا بہت دور کی بات ہے۔ ہندوؤں کی تنگدلی کی یہ کیفیت ہے کہ ان کی لڑکیاں بھی نہیں لے سکتے۔

لیکن ہمارے خیال میں لالہ تیرتھ رام کا کوئی قصور نہیں وہ اپنے مذہبی احکام و قوانین سے مجبور ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندو دھرم کی رو سے اچھوت اور کھتری کا رشتہ ... ہے۔ اگر لالہ جی گلاب کور کو اپنے گھر میں بحیثیت بیوی رکھ لیں ہندو دھرم کی نگاہ میں یہ تعلق سراسر ناجائز ہوگا۔ پھر ان کی برادری لالہ جی کا بائیکاٹ کر دے گی۔ کوئی ان کے گھر کے پاس ...

پاؤں میں ہم روندتے ہیں فتوائے تکفیر کو

روز و شب بھڑکا رہے ہے آتش تکفیر کو — اے خدا کچھ تو سمجھ دے مفتی بے پیر کو
دار پر چڑھنا مجھے منظور ہے لیکن حضور! — واضح کر دیجے ذرا پہلے مری تقصیر کو
دولت عرفاں اگر ہاتھ آئے پھر کیا چاہیئے — کیا کریں گے کیمیا گر! ہم تیری اکسیر کو
حلقۂ اہل صفا میں تیرا ہو جائے گذر — کاٹ دے گر پاؤں سے تقلید کی زنجیر کو
سوچ کچھ کیا بات ہے کیوں کارگر ہوتی نہیں — کیا زری تدبیر ہے ہے دشمنی تقدیر کو
مولوی جی! کچھ خدا لگتی بھی کہہ دیں کبھی — تم سی پوچھے گر تو تی کی کوئی تفسیر کو
آفریں اس مرد مسلم پر کیا جس نے بلند — مرکز نصرانیاں میں نعرۂ تکبیر کو
نکلیں گے میداں میں جب ہم کھینچ کر تیغ دلیل — لرزہ براندام کر دیں گے جوان و پیر کو
ہم مؤید ہیں خدا کی نصرت و تائید سے — کیا سمجھتے ہیں مزوّرا ہم تیری تزویر کو
ہم مسلماں ہیں ہمیں کافر بنا سکتا ہے کون؟ — پاؤں میں ہم روندتے ہیں فتوائے تکفیر کو

احمدیت کے مٹانے کا جنوں بے سود ہے
کیا مٹا سکتا ہے تو تقدیر کی تحریر کو

(حسن)

بھی نہ چھپکے گا۔ اور اس عورت سے کوئی اولاد ہو جائے تو برادری میں اس کا رشتہ ناممکن ہے۔ غرضکہ ایک مصیبت ہو تو بیان کی جائے۔ ان حالات میں بھلا وہ کس طرح گلاب کو اپنے گھر میں رکھنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ اخلاقی لحاظ سے لالہ تیرتھ رام ہندو لیڈروں سے بدرجہا بہتر ہیں۔ ہندو لیڈر جھوٹ بول کر اچھوتوں کو فریب دیتے ہیں اور لالہ تیرتھ رام نے ایمانداری اور صفائی سے اصل حقیقت کا اظہار کر دیا۔

آریہ سماجی ہر موقع پر اپنی پستیٔ اخلاق اور تنگدلیاں کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ گذشتہ دنوں اس پارٹی کے مشہور رکن لالہ خوشحال چند خورسند ایڈیٹر اخبار ملاپ برہما گئے وہاں سے آکر انہوں نے ایک لیکچر دیا جس میں فرمایا کہ:-

"برما کے ہندو ہر قسم کا گوشت حتیٰ کہ گائے کا گوشت بھی کھا جاتے ہیں۔ لیکن میں نے انہیں ہدایت کی ہے کہ وہ گائے کے گوشت کی بجائے سُور کا گوشت کھایا کریں۔"

مہاشہ جی نے سور کا گوشت کھانے کی تلقین جن جذبات کے ماتحت فرمائی ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ سوامی دیانند جی کی تعلیمات کی رو سے گوشت خوری بالکل ممنوع ہے خواہ وہ گائے کا گوشت ہو یا سور کا یا اور کسی جانور کا۔ اس لحاظ سے تو مہاشہ جی نے آریہ سماج کی کوئی خدمت انجام نہیں دی۔ باقی رہی مسلمانوں کی دل آزاری۔ سو گذارش ہے کہ آریہ سماجی سور کا گوشت چھوڑ ساری دنیا کی حرام چیزیں کھانی شروع کر دیں تو بھی کسی سمجھدار مسلمان کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ سور کا گوشت بجیدگراں ہوتا ہے لہٰذا سوراخ ان مہاشوں کا سور خور بننا ذرا مشکل ہے۔

تحریک ارشادِ الٰہی

کے متعلق

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری اعلان

عام چندوں یا عام تحریکات میں ہمیں تمام جماعت کے استحکام کے لئے خاص تحریک کی گئی ہے اس لئے میرے خطبے کے الفاظ میں جو یہ لفظ ہیں کہ باقی تحریکات میں غرباء بھی چاہیں حصہ لیں۔ اس میں تحریک ارشاد الٰہی نہیں آتی۔ بلکہ اس تحریک میں امرا اور غرباء سب کا شامل ہونا ضروری ہے اور اس کا فائدہ زیادہ تر غرباء کو پہنچے گا۔

محمد علی

زراعتی کالج لائل پور میں تعلیمی نصاب

محکمہ اطلاعات نے اعلان کیا ہے کہ پنجاب ایگریکلچر کالج لائل پور میں پھلوں ترکاریوں کو محفوظ رکھنے کے متعلق ایک مختصر سے تعلیمی نصاب کا انتظام کیا ہے جو ۱۳ رجولائی سے ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء تک رہے گا۔ اس نصاب میں بیری۔ آلوچہ۔ آڑو۔ آم اور انگور کو ڈبوں میں محفوظ رکھنے اور آم کی چٹنی۔ مربہ جیلی رس۔ شربت اور سرکہ وغیرہ تیار کرنے کے طریقے سکھلائے جائیں گے۔

داخلہ کے لئے کم از کم تعلیمی معیار میٹرکولیشن مقرر کیا گیا ہے تاکہ طلبا انگریزی میں لیکچر سمجھ سکیں۔ تقریباً ۲۵ طلبا کو داخل کیا جائے گا۔ اگر ممکن ہوا تو ان کی اقامت کا انتظام کالج ہوسٹل میں کیا جائے گا۔ اس نصاب کے لئے پنجاب کے طلبا سے پانچ روپے اور بیرون پنجاب سے آنے والے طلبا سے پندرہ روپیہ فیس وصول کی جائے گی۔ بیرون پنجاب کے طلبہ کو صرف اس صورت میں داخل کیا جائے گا اگر پنجابی طلبہ کافی تعداد میں داخلہ کے لئے نہ آتے۔ دیگر صوبجات اور علاقوں کے امیدواروں کی جو درخواستیں ان کی حکومتوں کی وساطت سے موصول نہیں ہونگی ان پر غور نہیں کیا جائے گا۔ درخواستیں صاحب پرنسپل پنجاب ایگریکلچر کالج لائل پور کی خدمت میں ۵ رجولائی ۱۹۳۶ء سے پہلے پہنچ جانی چاہئیں۔

معاصرین کے افکار

مسلمانوں کی اخلاق سوز خانہ جنگی

مسلمان دنیا میں وقار اور شائستگی کا پیکر بن کر آیا تھا لیکن آج اس کی مجالس کا رنگ دیکھئے۔ تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس قوم کے زوال کا راز کیا ہے۔ مسلمانوں کی رہنمائی کے دعویدار جمع ہوتے ہیں۔ لیکن کس حالت میں؟ کسی کا سر پھوٹ رہا ہے اور کسی کی شلوار کی دھجیاں جلسے کی فضا میں اڑ رہی ہیں۔ اور پھر بڑی بے شرمی سے کہا جاتا ہے کہ یہ اُمت محمدیہ کا جلسہ ہے!

آجکل لاہور کے گلی کوچوں اور بازاروں میں یہ عام تماشا روز مرہ کی بات ہے۔ کہ ایک جگہ چند مسلمان جمع ہوئے۔ اتحاد ملت، شہید گنج اور مجلس احرار کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ اختلاف کا اظہار ہوا۔ پھر تو تو میں میں ہونے لگی آخر ماں اور بہن کی مغلظات پر اتر آئے یا ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی۔ بعض شریف آدمیوں نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ اور عارضی طور پر معاملہ رفع دفع ہو گیا لیکن اختلاف کی یہ آگ ہر گلی کوچے اور ہر بازار میں بھڑک رہی ہے۔ کوئی کہاں کہاں بیچ بچاؤ کرے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ جوش و خروش پنجاب کے مسلمانوں کی زندگی و بیداری کی علامت ہے۔

بعض حضرات اس قسم کے ہنگاموں کو آمدنی کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ مثلاً سیالکوٹ میں جب احراری رضاکاروں نے مولانا ظفر علی خاں پر حملہ کیا۔ تو ایک رومال اور پانچ روپے کے مارے گئے۔ لاہور میں کامریڈ یعقوب الحسن شکایت کرتے ہیں کہ ان کا ایک کوٹ جس میں پچیس روپے کی گھڑی اور کچھ نقد روپے تھے۔ احراریوں نے بطور مال غنیمت ہتھیا لیا اور اب تک اس کا کہیں سراغ نہیں ملا۔

ہندو اخبارات کا افسوسناک تعصب

میلاد النبی کی تقریب مقدس پہ اکثر جگہ بعض منصف مزاج اور روادار ہندو بزرگ مسلمانوں کے جلسوں میں حضور سرور کائنات کی سیرت پاک کے متعلق تقریریں کر کے کائنات کے اعظم ترین انسان پیغمبر کی شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اسی طرح کرشن جنم کے موقع پر بعض مسلمان سری کرشن جی کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس قسم کے رواداری طرز عمل سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات میں خوشگواری پیدا ہوتی ہے اور اتحاد قومیت اور امن و صلح کے مقاصد کو تقویت پہنچتی ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ بعض ہندو اخبارات اس رواداری پر کیوں جلتے ہیں۔ میلاد النبی کے موقع پر بہاولپور میں جو اجتماع ہوا اس میں مسٹر ادھو داس صاحب وزیر تجارت نے حضور سرور کائنات کی مدح و ثنا کی۔ اور کہا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو دنیا کا بزرگ ترین انسان سمجھتا ہوں۔ آپ کے بعد وزیر اعظم صاحب نے شارع اسلام اور مذہب اسلام کے متعلق چند کلمات فرمائے۔ جن میں ایک لفظ بھی ایسا نہ تھا جو کسی دوسرے مذہب کے پیرؤں کے لئے کسی حیثیت سے بھی دل آزار ہوتا۔ لیکن ہندو اخبارات شور مچا رہے ہیں۔ کہ وزرائے بہاولپور نے اس موقع پر ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کی (گویا تبلیغ اسلام کوئی بہت بڑا جرم ہے) مسٹر ادھو داس صاحب نے اس تقریب پر جس روشن خیالی بے تعصبی اور رواداری کا ثبوت دیا ہے۔ وہ ریاست کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی خوشگوار تعلقات کے سلسلے میں ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ اور ہندوؤں کو ان کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ وہ راعی و رعایا کے تعلقات کو بہتر بنانے میں اپنی بہترین کوششیں صرف کر رہے ہیں۔

اگر ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی عزت کرنے لگیں۔ تو ان کی کشیدگی میں بہت تخفیف ہو جائے۔ لیکن شر انگیز اور متعصب لوگ اس کشیدگی کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

(انقلاب)

رنگ اور نسل کی اہمیت

۱۰ مئی کے اسٹیٹسمین میں وسط صفحہ میں، جو من کے اندر نہایت نمایاں طور پر ذیل کی خبر شائع ہوئی ہے:-

جنوبی افریقہ کے وزیر دفاع مسٹر پیرو نے کئی دن ہوئے جو اندیشہ ظاہر کیا تھا اٹلی نے سرکاری طور پر اس کی تردید کر دی ہے اور اعلان کیا ہے۔ کہ اس خبر کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ کہ اٹلی، شمالی افریقہ میں کالوں کی فوج بھرتی کرنے والا ہے۔ چنانچہ لندن میں اطالیہ کا جو سفیر متعین ہے، اس نے یہ پیام دفتر خارجہ میں پہنچا دیا ہے۔

یورپ اب تک بے چین ہو رہا تھا اس خیال سے کہ اب جو اطالیہ نے حبشہ کو تسخیر کر لیا ہے، تو آئندہ یہ کالے کلوٹے حبشی بھی اطالوی فوج میں دھڑا دھڑ بھرتی ہونے لگیں گے۔ اور آئندہ جب کبھی یورپ میں جنگ چھڑے گی، گورے سپاہیوں کے مقابل یہ کالے صف آرا ہوں گے اور بہت سے گوروں کی موت انھیں کالوں کے ہاتھ سے آئے گی! خبر کا خلاصہ یہ ہے کہ اطالیہ اطمینان دلا رہا ہے کہ یہ اندیشہ بے بنیاد ہے ہم کوئی فوج کالوں کی مرتب نہیں کر رہے ہیں۔ گویا اہمیت موت سے بچنے کی نہیں، صرف اس کی ہے، کہ وہ موت کسی غیر گورے شخص کے ہاتھ سے نہ واقع ہو!۔۔۔ حدیثی روایات میں آتا ہے کہ ابوجہل جب بدر کے میدان جنگ میں زخمی ہو کر گرا ہے، اور دو شخص اس کا سر تن سے جدا کرنے کو پہنچے، تو ابوجہل نے سوال یہ کیا کہ تم ہو کون؟ انھوں نے کہا مدینہ کے انصاری۔ ابوجہل حسرت و قلق کے لہجہ میں بولا کہ کاش تم بجائے اس کے مکہ کے قریش ہوتے!۔۔۔ عرب جاہلیت کی اس ذہنیت، اور روشن خیال یورپ کی اس ذہنیت میں کوئی فرق ہے!

(صدق)

قادیانی علماء سے مطالبہ

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی از دہلی)

ہم نے زبانی اور تحریراً متعدد مرتبہ قادیان کی جماعت سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر جو مجدد صاحب کے مکتوبات کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لکھا ہے کہ اس اُمت کے افراد میں کو کثرت۔۔۔ مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل ہو اور زبردست پیشگوئیاں مکالمہ الٰہیہ میں ہوں تو ایسے افراد امت کو نبی کہتے ہیں۔ یہ عبارت یا اس کا مفہوم مکتوبات امام ربانی میں کہاں ہے

اس میرے سیدھے سادھے مطالبہ کو قادیانی علماء نے دیدہ دانستہ چھوڑ دیا ہے اور متعدد مضامین میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک کثرت مکالمہ و مخاطبہ جس میں کثرت سے غیب کی خبریں ہوں نبوت ہے نہ کہ محدثیت مگر میں ان تمام قادیانی حضرات کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اس بحث میں نہ پڑیں کہ مسیح موعودؑ کے نزدیک نبوت کیا ہے اور محدثیت کیا ہے کیونکہ یہ الگ بحث ہے میرا مطالبہ دراصل یہ ہے کہ مکتوبات میں سے دکھایا جائے کہ ایک امتی کو اگر کثرت مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہو جس میں اظہار علی الغیب بھی ہو تو وہ امتی شخص نبی کہلاتا ہے۔

ماسٹر محمد علی صاحب اظہر قادیانی نے گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقع پر قادیان میں مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مکتوبات میں سے دکھا سکتے ہیں کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانے والے امتی افراد کو نبی کہا گیا ہے میں نے انھیں اسی وقت کہہ دیا تھا کہ یہ ناممکن بات ہے مکتوبات میں ایسا کوئی حوالہ نہیں ہے لیکن اب جبکہ اظہر صاحب بارہ تیرہ اخبار فاروق کے چار پرچوں میں طویل مضامین شائع کرا چکے ہیں اور ابھی وہ اور بھی مضمون شائع کرانے والے ہیں۔ اصل سوال کو سرے سے کھا ہی گئے ہیں اور دوسری بحث میں پڑ گئے ہیں اگرچہ قادیانی حضرات عذرات خام سے کام لیتے رہیں۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ ان کے ضمیر ان کو ملامت نہ کرتے ہوں۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ہمارے مطالبہ کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور صحیح جواب یہ ہے کہ ایسے افراد کو مجدد صاحب اپنے مکتوبات میں "محدث" لکھتے ہیں جیسے مسیح موعودؑ نے مجازاً نبی لکھا ہے لیکن یہ جواب قادیانی حضرات دیدہ دانستہ دینا نہیں چاہتے۔ کیونکہ اس سے ان کی تیار کردہ نبوت کی عمارت بالکل نابود ہو جاتی ہے۔

انعام

ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طریق پر تمام قادیانی علماء کیلئے مبلغ یکصد روپیہ انعام مقرر کرتے ہیں۔ ان میں سے جو صاحب ہمارے اصل مطالبہ کو پورا کر دے وہ جس طرح چاہے ہم سے فیصلہ کر کے روپیہ حاصل کر لے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ ان میں سے کوئی بھی اس میدان میں نہ نکلیگا۔ یونہی طویل مضمون لکھ کر اخباروں کے صفحات سیاہ کریں گے۔ مگر اصل مطالبہ کا نام بھی نہ لیں گے۔ دراصل قادیانی غالی حضرات پر حجت تمام ہو چکی ہے اور ان کے ہاتھوں میں فضول اور بے معنی باتیں بنانے کے سوا کچھ باقی نہیں رہا اور قیامت تک تمام قادیانی غالی مل کر بھی ہمارا اصل مطالبہ پورا نہیں کر سکتے۔ اس لئے چاہیئے کہ وہ اب ضد کو چھوڑ دیں اور حق کو قبول کریں۔

ظِلّی نبوّت

میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلّ ہے نہ اصلی نبوت (حقیقۃ الوحی)

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلّہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۱)

اپریل سال حال میں میرا ایک مضمون بعنوان "مسئلہ ختم نبوت حضرت مسیح موعودؑ کی تالیفات کی روشنی میں" اخبار "پیغام صلح" کے تین نمبروں میں شائع ہوا۔ اس میں میں نے پچاس حوالے حضرت اقدس کی تصنیفات سے ایسے درج کئے تھے، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا عقیدہ دربارہ ختم نبوت یہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت مسدود ہے منقطع ہے۔ آپؐ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ جس طرح ہر ایک چیز کا ایک آغاز ہوتا ہے اور ایک انجام ہے یہی مثال نبوت کی ہے۔ نبوت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

مولوی محمد نذیر صاحب لائلپوری کا مضمون

اس پر قادیان سے ۱۵ اپریل ۳۶ء کے اخبار الفضل میں ایک تردیدی مضمون شائع ہوا۔ میں نے نمبر ۴۔ ۷۔ اور ۱۱ مئی کے پیغام صلح میں جواب الجواب لکھا۔ میرا خیال تھا کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے کہ ناگہاں ۲۳ مئی کے الفضل میں مولوی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے الفضل کی حمایت میں قلم اٹھایا ہے۔ ہم نہایت خوشی کے ساتھ مولوی صاحب کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ وہ اپنے سلسلہ کے مبلغ بھی ہیں اور لیکچرار بھی مضمون نگار بھی ہیں اور آنریری عدالتگذار بھی۔ پھر وہ اس آڑے وقت پر کیوں کام نہ آتے۔ مگر ان کا مدافعت نہ کرنا تعجب کی بات تھی۔

قادیانی مولوی کی بے جا برہمی

اب ان کے دخل در معقولات کی داستان ملاحظہ ہو۔ میں نے سلسلہ مضمون کے دوران میں الفضل کی نسبت شکایت کی تھی کہ وہ ہمارے پیش کردہ حوالجات پر تو معارضہ نہیں کرتا بلکہ اپنے لئے ایک دوسری راہ تجویز کرتا ہے یعنی ہمارے حوالوں کو چھوڑ کر اور کسی دوسری عبارت کو سامنے رکھ کر اس میں سے اپنا مفہوم نکالنے کی کوشش کرتا ہے میری یہ بات جو نہایت سیدھی سادھی اور سچائی اور واقعات پر مبنی تھی مولوی محمد نذیر صاحب کے پسند خاطر نہ ہوئی۔ وہ نہایت برہم ہو کر لکھتے ہیں:-

"الفضل غیر مبائعین کے مقابلے میں یہ طریق اختیار کرنے کے لئے مجبور ہے اور اس مجبوری کے پیدا کرنے والے خود مبائعین ہیں جو بالعموم مسئلہ نبوت پر بحث کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالجات تو پیش کر دیتے ہیں مگر ۱۹۰۱ء سے بعد کے حوالجات پیش کرنا اپنے لئے موت سمجھتے ہیں۔"

مولوی محمد نذیر صاحب کے عائد کردہ الزام کی حقیقت

اس مہذب خطاب کو میری ذات تک ہی محدود نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کی زد میں ہمارا تمام سلسلہ کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی۔ مگر آؤ دیکھیں کہ اس الزام میں کہاں تک سچائی اور راستبازی سے کام لیا گیا ہے الزام یہ ہے کہ ہم لوگ حضرت مسیح موعود کی کتب سے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے تو پیش کر دیتے ہیں مگر ۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالجات پیش نہیں کرتے۔ میں نے شروع مضمون میں [illegible] اس سلسلہ کا آغاز ہوا

۵۰ حوالے ختم نبوت کے متعلق نقل کئے ہیں۔ ان پچاس حوالوں کو اگر کوئی خدا کا بندہ دوبارہ تکلیف اٹھا کر دیکھے۔ تو اس پر صاف طور پر واضح ہو جائے گا۔ کہ وہ حوالجات نہ صرف ابتدائی زمانہ کے متعلق ہی ہیں بلکہ درمیانی اور آخری زمانہ کے متعلق بھی ہیں صرف آخری حوالجات کا اس جگہ ذکر کئے دیتا ہوں۔ اگر کسی کو زیادہ وضاحت درکار ہو تو میرا مضمون یا اصل کتابیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ لیکچر سیالکوٹ ۱۹۰۴ء۔ الوصیت ۱۹۰۵ء۔ الحکم ۸ دسمبر ۱۹۰۷ء۔ حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء۔ چشمہ معرفت ۱۹۰۸ء۔ یہ سب کے سب حوالجات ۱۹۰۱ء کے بعد کے ہیں جو تعداد میں ۱۵ اور ۲۰ کے درمیان ہیں۔ ان حوالجات کی موجودگی میں مولوی صاحب کا یہ ارشاد کہاں تک حق بجانب ہے کہ "غیر مبائع مسئلہ نبوت پر بحث کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالجات تو پیش کر دیتے ہیں مگر ۱۹۰۱ء سے بعد کے حوالجات پیش کرنا اپنے لئے موت سمجھتے ہیں۔"

بے شک وہ اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے قدرتاً معذور بھی ہے مگر اس معذوری کے باوجود ایسے غیر محتاط کیوں واقع ہوئے ہیں۔ کہ بغیر دیکھے بھالے ہم پر ایسا بے جا الزام عائد کر دیا ہے اس صورت میں ان کے دماغ کی مثال گراموفون کے ریکارڈ کی سی ہے کہ جو کچھ اس میں بھرا جاتا ہے وہ جب سوئی لگا دی جائے بجنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح جو کچھ اناپ شناپ وہ اپنے دل میں ہمارے متعلق جمع کئے ہوئے ہیں تحریک ہونے پر بغیر موقعہ اور محل کے ظاہر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پس ان کے دماغ کی مثال ٹھیک گراموفون کے ریکارڈ کی مثال ہے

۱۹۰۱ء والی قادیانی تھیوری

اور آپ کا یہ شکوہ فرمانا کہ "۱۹۰۱ء کے پہلے کے حوالجات تو پیش کر دیتے ہیں اور ۱۹۰۱ء سے بعد کے پیش نہیں کرتے۔" یہ تھیوری کئی کئی پلٹے کھاتی رہتی ہے۔ مگر سن اور تاریخ آج تک معین نہیں ہو سکا۔ پہلے ۱۹۰۲ء کہا گیا۔ پھر ۱۹۰۱ء پھر ۱۹۰۷ء اور کبھی ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء کبھی ۱۹۰۰ء اور ۱۹۰۱ء غرضیکہ مصلحت وقت کے لحاظ سے جو دل میں آیا وہ کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر آپ پر کچھ مزید انکشاف ہوا ہے تو الفضل کے ذریعہ مفصل طور پر واضح فرمایئے۔ ہم شوق سے سنیں گے مگر اشارتاً ایک بات کہہ دیتا ہوں کہ نہ سر ہو نہ پیر یہ محققین کا طریق نہیں ہے۔ [illegible] ہم شاہد رو بہت ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں سنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے منسوخ ہیں اور اب ۱۹۰۱ء سے بعد کے حوالجات نبوت کے مسئلہ پر پیش ہونے چاہئیں۔ یہ بحث کبھی حضور کے وقت میں نہیں ہوئی۔ بلکہ اور کی ایجاد ہے اور اس پر ہم لوگ مستعد ہیں کہ کھڑے ہو کر اپنے بچوں کو ساتھ لیکر قسم کھانے کو تیار رہیں۔

ہمارا مسلک ابتدا سے ایک ہے

رہی لفظی بحث وہ جب آپ شروع کریں گے دیکھ لیا جائیگا اسی ضمن میں آپ نے اپنی فضیلت علمی کا ایک اور کرشمہ ظاہر فرمایا ہے۔ جہاں ہماری نسبت یہ طعنہ عائد کیا ہے کہ ہم ۱۹۰۱ء سے پہلے

کے حوالے تو پیش کر دیتے ہیں مگر ۱۹۰۱ء سے بعد کے حوالے پیش نہیں کرتے۔ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

"پس اس لئے الفضل پر ضرور ہو جاتا ہے کہ وہ تصویر کا دوسرا رخ بھی پیش کرے۔"

ان الفاظ کا مطلب ناظرین کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ یعنی حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب ۱۹۰۱ء سے پہلے جو محدثیت، مجددیت تک محدود رہا ہے۔ وہ مذہب لاہوری پیغامی ظاہر کرتے ہیں، یہ تو تصویر کا ایک رخ ہے اور دوسرا رخ سال ۱۹۰۱ء سے بعد کا ہے جس میں بقول مولوی صاحب حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ فرمایا تھا۔ اس رخ کو چونکہ پیغامی چھپاتے ہیں۔ اس لئے الفضل پر ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ تصویر کا دوسرا رخ بھی پیش کرے۔ جناب آپ کا تحریر یوں ہے یہ محض بہتان ہے بلکہ حق یہ ہے

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

ہم لوگ تو ۱۸۹۰ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت ایک ہی خیال رکھتے ہیں کہ آپ محدث تھے، مجدد تھے مسیح موعود تھے۔ یہ تھیوری تو آپ کی ایجاد کردہ ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ کا عقیدہ کچھ اور تھا اور بعد میں کچھ اور ظاہر کیا گیا۔ اس دو رخی تصویر کے آپ ہی موجد ہیں۔ غور کر لیجئے۔ دونوں رخ آپ پیش کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے نہ صرف آپ ہی بدنام ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن بھی مشتبہ ہو رہی ہے۔ ہمارا مسلک تو شروع سے لیکر اخیر تک ایک ہی رہا ہے اور غیر متزلزل ہے۔ افسوس آپ مولوی فاضل ہونے کے باوجود ایسی فاش غلطی کو محسوس نہیں کرتے بلکہ الٹا اس پر فخر کرتے ہیں۔ ناظرین غور فرمائیں کہ عقل و انصاف کس کے دروازے پر ماتم کر رہے ہیں۔

قادیانی مولوی کی افسوسناک بداخلاقی اور غیر جانبداری

میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ الفضل کی نسبت مجھ کو شکایت ہے کہ وہ میرے پیش کردہ حوالجات پر تو معارضہ نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ایک دوسری راہ تجویز کرتا ہے کہ میرے حوالوں کو چھوڑ کر اور کسی دوسری عبارت کو سامنے رکھ کر اس میں سے اپنا مفہوم نکالنے کی کوشش کرتا ہے ظاہر ہے کہ اس سے ایک نتیجہ پر پہنچنا ناممکن ہے اور نہ یہ طریق بحث ہے۔ اس پر مولوی صاحب بہت برہم ہوتے ہیں اور تمسخرانہ لہجہ میں فرماتے ہیں:-

"الفضل کی جو راہ آپ نے بیان کی ہے وہ معارضہ ہی ہے۔"

کس طرح یہ معارضہ ہے اس کے متعلق کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ نہ کچھ ثبوت پیش کرنے کی ضرورت محسوس فرمائی ہے۔ کیا مولوی صاحب کا اس طرح پر فرما دینے سے کہ "یہ معارضہ ہی ہے" کوئی حجت ملزمہ مجھ پر قائم ہو گئی ہے بلکہ میں تو ایسے نقل کے کلمات کو آپ کی بداخلاقی اور کم مائیگی کا مظاہرہ سمجھتا ہوں۔ کسی اخلاقی یا تہذیب یا علمی اصطلاح کا مجھے حوالہ نہیں دیا جاتا۔ بلکہ الٹا رعب جمایا جاتا ہے کہ جس علم سے تمہیں مس نہیں خواہ مخواہ اس کی اصطلاحات کی مٹی پلید نہ کریں۔

غور فرمایا جائے کہ میری اس شکایت پر کہ الفضل میرے پیش کردہ حوالجات کو چھوڑ کر اور عبارات کو سامنے رکھ کر اس میں سے اپنا مفہوم نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔" اس پر مجھے ڈانٹ پلانی چاہئے تھی یا دوسرے فریق کو صحیح راہ پر چلنے کی تلقین کرنی چاہئے تھی اور اگر "الفضل" اس سیدھے راستے پر نہیں چلا تھا تو مولانا کو خود اس راستہ پر گامزن ہونا چاہئے تھا۔ نہ کہ اس منتوے پر چل پڑتے۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

عذر لنگ اور عجیب تحکمانہ انداز

اس کے بعد "الفضل" نے استفتا صـ۲۲ـ سے یہ عربی عبارت نقل کی تھی۔

ان نبیا خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی
ینور بنورہ ویکون ظہورہ

اور اس عبارت کی تشریح یہ کی تھی

"اس حوالے کی رو سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اس رنگ میں مانتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی جدید شریعت لانیوالا نبی نہیں ہوگا۔"

اس پر میں نے دریافت کیا تھا کہ استفتا صـ۲۲ـ سے پیش کردہ عربی عبارت کے کن الفاظ کا یہ ترجمہ یا مفہوم ہے جو الفضل نے لکھا ہے۔ اس کا جواب مولوی محمد نذیر صاحب نے جو دیا ہے وہ یہ ہے کہ "یہ تشریح اس حوالہ کے کسی لفظ کا ترجمہ یا مفہوم نہیں۔ تشریح کرتے ہوئے لفظی ترجمہ نہیں دیا جاتا۔ بلکہ مصنف کی دوسری تحریروں کو مدنظر رکھ کر ان کی روشنی میں اس کی تشریح کی جاتی ہے۔"

یہاں پھر تحکمانہ لہجہ مولوی صاحب نے اختیار فرمایا ہے۔ اور جہاں جواب نہ بن آئے۔ وہ یہی ادا اختیار فرماتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ ایک عبارت جس کے نہ ترجمہ کی ضرورت ہے اور نہ مفہوم کی پھر اس کو پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ وہ تو محض بیکار ہے۔ ترجمہ کے متعلق تو یہ عذر سنا یا ہے کہ تشریح کرتے ہوئے لفظی ترجمہ نہیں دیا جاتا اور مفہوم کے لئے یہ بہانا تراشا ہے کہ مصنف کی دوسری تحریروں کو مدنظر رکھ کر ان کی روشنی میں اس کی تشریح کی جاتی ہے۔ ایسا کیوں کیا جاتا ہے اس کے لئے نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ثبوت ہے جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ لائل پور میں ایک مولوی فاضل صاحب نے ایسا ہی فرما دیا ہے۔

ایک قابل غور بات

ایک اور بات قابل غور ہے کہ الفضل سے بحوالہ استفتا صـ۲۲ـ عربی عبارت کی بنا پر بحث تو شروع ہوئی تھی ظلی نبوت پر اور پیش کردہ عربی حوالے کی تشریح یہ کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اس رنگ میں مانتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی جدید شریعت لانیوالا نبی نہیں ہوگا۔" اس پر میں نے لکھا تھا کہ یہ تشریح نہیں بلکہ اپنے عقیدہ کا اظہار ہے چنانچہ مولوی صاحب بھی اسی عقیدے کے ہمنوا ہیں اور جو حوالہ تجلیات الہیہ کا انہوں نے دیا ہے۔ وہ ظلی نبوت کی تشریح نہیں کرتا۔ اور وہ یہ ہے :-

"شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔ مگر بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔"

اس میں ظلی نبوت کی کوئی تشریح نہیں ہے۔ پہلے حوالہ کا ترجمہ اور تشریح اس لئے نہیں کی گئی تھی کہ دوسری تحریروں کو مدنظر رکھکر تشریح کرلی جائے گی۔ مگر اس غرض کیلئے جو تحریر پیش کی گئی وہ کچھ اور ہی مضمون ظاہر کر رہی ہے۔ موخرالذکر عبارت تو خود تشریح طلب ہے۔ کیا ایک عبارت جو خود محتاج تشریح ہو۔ اس پر کسی عبارت کی تشریح کا انحصار کرنا دانشمندی کا طریق ہے۔ سنئے تجلیات الہیہ کی مندرجہ عبارت اس طرح پر ہے :-

"شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔ مگر بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔"

امتی اور نبی کی تصریح

آگے فرماتے ہیں کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ پس دیکھنا یہ ہے کہ امتی اور نبی کیا ہوتا ہے۔ ازالہ اوہام صـ۲۶۷ـ پر تحریر فرماتے ہیں :-

(۱) "سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا گیا اور نبی بھی۔ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔"

(۲) "مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔" (الوصیت صـ۱۱ـ)

(۳) "بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا۔"
(" صـ۱۱ـ)

(۴) "اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علمائے ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علمائے ربانی کو ایک طرف امتی کہا۔ اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔"
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۱۸۴ـ)

(۵) قولہ۔ احادیث میں نازل ہونے والے عیسیٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے۔

اقول۔ عربی اور عبرانی میں نبی کے معنی صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر پیشگوئی کرے۔ پس جبکہ قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے .... اور ایسا شخص جو ایک طرف اس کو خدا تعالیٰ اس کی وحی میں امتی بھی قرار دیتا ہے۔ پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے خلاف نہیں ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۱۸۱ـ)

(۶) "ہمارا ایمان ہے کہ تشریعی نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی اب اس کی خدمت بذریعہ الہامات۔ مکالمات۔ مخاطبات اور بذریعہ پیشگوئیوں کے کرنے کا ہمارا دعویٰ ہے۔ مجدد صاحب لکھتے ہیں کہ یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان ہوتے ہیں۔ اگر کثرت سے کسی کو ہوں تو وہ محدث کہلاتا ہے"
(الحکم ۱۰ر مارچ ۱۹۰۸ء)

اس مضمون کے بے شمار حوالجات ہیں جو آپ کی ابتدائی درمیانی اور آخری کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ امتی اور نبی سے مراد محدث، مجدد، اولیائے امت اور علمائے ربانی ہیں اور جہاں کہیں آپ نے فرمایا ہے کہ تشریعی نبوت بند ہے۔ مگر بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے۔ وہاں یہی لوگ مراد ہیں۔ جن کا ذکر آپ کے مذکورہ بالا حوالجات میں ہے

(باقی انشاء اللہ)

ایک افسوسناک حادثۂ آتشزدگی

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے لائلپور کے شیخ صاحبان کے کارخانہ تیل واقع امرتسر کو خیدروز ہوتے آگ لگ گئی جس سے کافی نقصان ہوا۔

ہمیں اس حادثۂ آتشزدگی پر افسوس ہے۔ خداوند کریم اپنے فضل سے اس نقصان کی تلافی کرے۔ آمین

(بقیہ صفحہ ۳)

کا فاصلہ چار پانچ میل ہے۔ اس بُعد اور شدید گرمی کے باوجود بہت سے احباب تشریف لے گئے۔ جن میں سن رسیدہ بزرگ اور کم سن بچے بھی شامل تھے۔ ایسوسی ایشن کی طرف سے لاری کا بھی انتظام تھا۔ لیکن بہت سے دوست بائیسکلوں پر اور پیدل پہنچے۔

جلسہ گاہ

علیہ جناب سید محمد حسین شاہ صاحب بانی مسلم ٹاؤن کی نو تعمیر کردہ مسجد عائشہ میں منعقد ہوا۔ شاہ صاحب قبلہ نے فرش، سٹیج اور ٹھنڈے پانی اور روشنی کا قابل تعریف انتظام کر رکھا تھا۔ نماز مغرب سے قبل کافی اجتماع ہو گیا مسلم ٹاؤن کے احباب اور غیر از جماعت حضرات بھی معقول تعداد میں جمع ہو گئے اتنے میں بارش اور آندھی کے آثار نمایاں ہوئے مطلع ابر آلود ہو گیا۔ گرمی کی شدت کم ہو کر خنکی پیدا ہو گئی۔ نماز کا وقت ہوا تو ڈاکٹر شاہ صاحب قبلہ نے اذان کہی۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے نماز پڑھائی۔ مسلم ٹاؤن کا دلفریب منظر، کھلا میدان ٹھنڈی ہوا، ماسٹر صاحب کی قرأت نماز کا لطف آ گیا۔

کاروائی جلسہ

چودھری عبدالحق صاحب کی تحریک اور ڈاکٹر شاہ صاحب قبلہ کی تائید کے بعد جناب تاناک نے کرسیٔ صدارت کو رونق بخشی اور رسمی شکریہ کے بعد سیرت النبیؐ کے جلسوں کے مقصد کے متعلق ایک مختصر مگر جامع تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے جلسوں کا فائدہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ ہم اپنے اعمال اور اپنی زندگیوں کو حضرت نبی کریمؐ کے اسوۂ حسنہ کے سانچہ میں ڈھالیں۔ اس کے بعد باقاعدہ کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ جناب فقیر اللہ صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اس کے بعد شیخ فیض احمد صاحب نومسلم نے درثمین سے کچھ اشعار پڑھ کر سنائے۔ ابھی وہ اشعار سنا رہے تھے کہ شدید آندھی کی یورش ہوئی۔ سب کچھ گرد آلود ہو گیا مسجد کے مسقف حصے میں چلمنوں کے اندر خواتین تھیں اس لئے مرد باہر بیٹھنے پر مجبور رہے لیکن اس حالت میں بھی جلسہ کی کارروائی جاری رہی شیخ صاحب کے بعد جناب وارد عمر نبی بخش صاحب نے اپنی ایک نظم سنائی۔ بعد ازاں حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی تقریر سیرت النبیؐ پر شروع ہوئی۔ آپ نے حضرت نبی کریم صلعم کی حیات طیبہ کے متعلق متعدد واقعات بیان فرمائے سیرت النبیؐ کا مضمون اور حضرت مولانا کا بیان احباب اس کی کیفیت اور اثر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آخر پر مولانا نے فرمایا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے مقدس رسولؐ کے اسوۂ حسنہ پر چلیں۔ آج مسلمانوں کے اخلاق گر گئے ہیں۔ ان کے اعمال عیب دار ہو گئے ہیں جن کی وجہ سے ان کے مقدس رسولؐ کی عزت پر حرف آتا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو اپنی عملی حالت اور اپنے اخلاق کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ آخر پر پنڈت قادر بخش صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر کی جس میں تکفیر المسلمین کے خلاف بیزاری کا اظہار کیا اس عرصہ میں بارش شروع ہو چکی تھی لیکن حاضرین نہایت سکون، و اطمینان سے بیٹھے رہے۔ اس تقریر کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ ہم اس کامیاب اجتماع پر ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے ارکان کو مبارکباد دیتے ہیں۔ امید ہے وہ اس سلسلہ کو استقلال سے جاری رکھیں گے۔

”ویدوں میں نہ کوئی حکم ہے اور نہ کوئی نہی“

(از مولوی خیر اللہ بن صاحب ثناء اللہ ملوی)

سوامی کرمانند

سوامی کرمانند ایک پرانے آریہ ”آل انڈیا“ مناظر ہیں جن کو آریہ سماجی سناتنیوں اور جینیوں کے مقابل بحث کے لئے پیش کرتے رہے ہیں۔ بیس پچیس برس تک آریوں کے سوامی رہ کر کرمانند جی اب آریہ سماج سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور اب وہ جینیوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔ مگر وہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ میں اصل ویدک دھرمی ہوں کیونکہ ویدوں میں جو کچھ لکھا ہے اس سے یہ ثابت ہے کہ اس جہان کا پیدا کرنے والا کوئی نہیں اور نہ ہی ویدوں میں کوئی امر و نہی ہے۔ ویدوں کے بیس ہزار منتروں میں سے صرف دو ہزار منتر کچھ بامعنی ہیں باقی اٹھارہ ہزار منتر یا تو صرف پرانے منتروں کا اعادہ ہیں یا وہ بالکل بے معنی ہیں اور بعض صرف جنتر منتر کی طرح ہیں اور بہت سے منتر انسانوں کی اپنی اپنی خواہشات کے موافق دعائیں ہیں۔

آریہ سماج کو چیلنج

سوامی کرمانند جی نے آریوں کی چھیڑ چھاڑ پر آریوں کو چیلنج کیا کہ وہ ان کے ساتھ اس امر پر بحث کر لیں کہ آیا وید انسانوں کی بنائی ہوئی کتابیں ہیں یا وہ ایشور کرت ہیں۔ اور دعوے کیا کہ میں وید میں سے ہی ثابت کردوں گا کہ وید ہرگز ہرگز ایشور کے بنائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ یہ کہ وید سے تو ایسے ایشور کی بھی سدھی نہیں ہوتی جو اس تمام عالم کا کرتا یا بنانے والا ہو۔

آریہ سماج کی خاموشی

سابق آریہ سوامی کا چیلنج کیا تھا ایک بم تھا کہ جس کے پھٹتے ہی آریہ سماج میں خوف اور سنسنی پیدا ہو گئی اور آریوں نے فیصلہ کر لیا کہ اپنے سابقہ سوامی سے کوئی آریہ سماجی مباحثہ نہ کرے۔ انہوں نے سوامی کرمانند سے بچنے کا اچھا راستہ سوچا تھا مگر سوامی کرمانند کچھ ایسے پکے ویدک دھرمی ہیں کہ انہوں نے پبلک میں وید کی حقیقت کو آشکارا کرنا شروع کر دیا ہے۔

حافظ احمد مسیح کی بائبل کلاس

دہلی کی ایڈورڈ پارک میں پادری حافظ احمد مسیح ہر روز شام کو دو ڈھائی گھنٹہ اپنی بائبل کلاس کرتے ہیں۔ سوامی کرمانند بھی وہیں آنے جانے لگے تو حافظ احمد مسیح صاحب نے یہ سمجھ کر کہ کرمانند جی کو آریہ سماج نے سوامی کی پدوی تک پہنچایا اور وہ ویدوں کے بڑے عالم ہیں ان سے مطالبہ کیا کہ وہ انجیل اور تورات کے مقابل وید میں سے اوامر و نواہی نکال کر مقابلہ کرکے دکھائیں۔ اور چونکہ حافظ صاحب قرآن مجید کے بھی حافظ ہیں اس لئے وہ تورات انجیل کی گاڑی کو قرآن مجید کی برقی قوت کے ساتھ عموماً چلا لیتے ہیں اس لئے انہوں نے جہاں ایک حکم کو انجیل سے بیان کیا وہیں ساتھ قرآن مجید کی آیت سے اس حکم کو مدلل طور پر بیان کر دیا اور سوامی کرمانند جی سے کہا کہ آپ وید میں سے اس کی مثل کوئی حکم پیش کریں۔

وید کا جواب

سوامی کرمانند جی نے کہا کہ آپ تو خاص خاص احکام وید میں سے تلاش کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وید میں کوئی بھی امر و نہی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ وید میں یہ بھی نہیں لکھا کہ

(۱) سچ بولو۔ جھوٹ نہ بولو۔

(۲) خدا کی عبادت کرو یا اس سے پرارتھنا کرو۔

(۳) چوری نہ کرو

(۴) زنا نہ کرو　　　وغیرہ وغیرہ

اور اگر کوئی آریہ بھائی وید میں سے یہ دکھا دے کہ اس میں احکام و نواہی موجود ہیں یا یہی دکھا دے کہ ”سچ بولو۔ جھوٹ مت بولو“ تو میں تسلیم کر لوں گا کہ وہ بے شک بڑا ودوان ہے۔ اور واقعی ویدوں کی تعلیم مکمل ہے۔ مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی آریہ ودوان اس مقابلہ کے لئے کبھی آگے نہ بڑھے گا۔

آریوں کی ناکام کوشش

ایک برہمچاری جی جنہیں اپنے ویدک دھرم سے محبت ہے وہ بول اٹھے کہ میں خود مقابلہ کو طیار ہوں لیکن وہ کوئی منتر ایسا نہ پڑھ سکے جس سے سوامی کرمانند جی کا مطالبہ کماحقہٗ پورا ہو سکے ہاں انہوں نے بعض ایسے منتر پڑھے جس میں دعا کے رنگ میں پرمیشور سے ہدایت طلب کی گئی تھی۔ پھر اور کئی آریہ سماجی پنڈت آگے بڑھے مگر سب کے سب اصل سوال کے جواب سے قاصر رہ گئے اور کوشش یہ کی کہ بحث کا رخ پلٹ جائے، اور قرآن مجید یا بائبل پر اعتراض ہو جائیں۔ پادری صاحب نے بائبل پر اعتراضوں کا جواب دیا اور قرآن پر اعتراضات کے جوابات خاکسار نے دے دیئے اور بحث کو پھر اصل موضوع کی طرف لوٹا دیا۔

ویدک دعائیں

سوامی کرمانند جی نے کہا کہ ویدوں میں جو دعائیں ہیں وہ سب انسانوں کی اپنی دعائیں ہیں ایشور نے کہیں حکم نہیں دیا کہ تم اس طرح دعا کرو اس لئے کوئی دعا کرے یا نہ کرے پھر دعاؤں میں ایسی باتوں کی خواہش کی گئی ہے جو بالکل ناممکن ہیں اور اخلاقی لحاظ سے بھی بے حد قابل اعتراض ہیں۔ غرض دعاؤں میں سے کوئی قانون نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لئے چاہیئے کہ وید میں سے کوئی حکم دکھایا جائے کہ سچ بولو جھوٹ مت بولو مگر وید میں ایسا کہیں بھی نہیں لکھا۔ اور کئی روز برابر یہ سوال ملتا رہا آخر آریوں نے کہہ دیا کہ ویدوں میں اس طرح کوئی حکم نہیں ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے لیکن جب ان کو یہ کہا گیا کہ پھر یہ کتاب ہدایت نہیں کر سکتی۔ اور سوامی کرمانند کا جینی ہو جانا ٹھیک ہی ہے اور ادھر سوامی جی نے بہت سے منتر ویدوں کے ایسے پیش کر دیئے جن کو کوئی مہذب انسان دہرانا بھی پسند نہ کرے گا آخر آریوں نے چاہا کہ روز روز کی ویدوں کی رسوائی اس طرح بند ہو جائے اور باغ میں شور و غل اور فساد ہو جائے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ سوامی جی کی نرمی کی وجہ سے اور پبلک کی معاملہ فہمی کے باعث آریہ سماج کی کوشش ناکام رہی۔

آریہ سماج کا مناظرہ

برہمچاری جی کہنے کو تو کہہ گئے کہ اچھا ہم آریہ سماج کی طرف سے سوامی کرمانند جی کے چیلنج کا جواب کل دیں گے اور مباحثہ کریں گے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماجیوں نے یہ مقابلہ منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے اور برہمچاری جی بہت پریشان ہیں کہ اب کیا کیا جائے۔

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— کابل کی اطلاعات منظر ہیں کہ افغانستان کیلئے ہوائی جہاز خریدے جارہے ہیں اور شاہ افغانستان نے اپنی جیب خاص سے حکومت کو چار لاکھ روپیہ افغانی مرحمت فرمایا ہے۔

—— بیت المقدس ۱۲ رجون۔ فلسطین میں بدستور بدامنی جاری ہے۔ شورش پسندوں کی کوششوں کے فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ رات کی تاریکی میں برطانی فوج اور عربوں کا مقابلہ کئی بار ہو چکا ہے۔ مصر سے جدید فوجی دستے بھیجے جا رہے ہیں

—— القدس ۱۲ رجون۔ راس گلیڈن کے نواح میں یہودی نوآبادی پر عربوں نے حملہ کر دیا۔ پولیس نے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور عربوں پر بندوقوں اور مشین گنوں سے فیر کئے۔ دو گھنٹے کے مقابلہ کے بعد حملہ آور بھاگ گئے۔

—— قاہرہ ۱۳ رجون۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک مال ٹرین جو فوجی ٹرین کے آگے آگے جا رہی تھی۔ القدس سے چالیس میل کے فاصلے پر ایک دھماکے کے اثر سے لائن سے اتر گئی۔ فوجی ٹرین میں رائل انجینئرز سوار تھے۔ جو قاہرہ سے فلسطین جا رہے تھے۔

—— قاہرہ کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ مصر کے سرکردہ افراد کا خیال ہے کہ عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر کو جسے جنگ کے بعد برطانوی حکومت نے ملک بدر کر دیا تھا واپس بلا لیا جائے اور وہ واپس آکر ایک شہری کی زندگی بسر کریں۔

—— پہلے ایک غیر سرکاری اطلاع ملی تھی کہ شاہ فاروق لندن جا کر اپنی تعلیمات مکمل کریں گے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ شاہ مصر نے مصر ہی رہ کر ہی اپنی تعلیم مکمل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

—— کرسٹلہ کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ سلطان ابن سعود نے شیخ کویت کو ۱۱ موٹر کاریں تحفتہً بھیجی ہیں۔ ان میں سے ۸ کاریں شیخ کویت کے لئے اور ۳ کویت گئے دوسرے اکابر کیلئے ہیں۔ شیخ اور سلطان کے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں۔

—— کابل کی اطلاعات منظر ہیں کہ اعلیحضرت محمد ظاہر شاہ نے شورائے ملی افغانستان کے چھٹے سالانہ اجتماع کا افتتاح کیا۔ آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں اکابر قوم کو توجہ دلائی کہ افغانستان کا ملک ابھی تک بہت سا غیر آباد ہے۔ اس کو آباد کرنے اور تجارت کو توسیع دینے پر زور دیا۔

—— آپ نے وکلائے تجارت اور امرائے سلطنت کا شکریہ ادا کیا۔ اور امید ظاہر کی کہ ان کی سعی سے ملک جلد ترقی کریگا اور علوم و فنون کی تحصیل کی طرف خاص طور سے توجہ دلائی۔

—— آپ نے فرمایا کہ حبشہ کے زوال کی وجہ علم و فن سے بے بہرہ ہونا تھا۔ اس لئے مملکت افغانستان کیلئے ضروری ہے کہ وہ آزادی اور اپنی حفاظت کے لئے مصروف عمل ہے۔

—— اعلیٰ حضرت نے آخر میں فرمایا کہ وطن کی آزادی اور حفاظت کے لئے ملک افغانستان کے ارکان کو خدمت عسکری میں کوشاں رہنا چاہیئے۔

—— حکومت مصر نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ اشد ضرورت کے بغیر غیر مصری باشندوں کو ملازم نہ رکھا جائے۔ اور ایسے جو ملازم رکھے جائیں گے ان کو پنشن نہیں ملیگی۔

—— حکومت ترکی استنبول میں شہر اور شہریوں کو کیسوں سے بچانے اور مستقل کے خطرات سے آگاہ کرنے کیلئے خاص انتظامات کر رہی ہے اب شہریوں کی ہر

ہندوستان

—— لکھنؤ ۱۲ رجون۔ ناسک کے اچھوتوں کے لیڈر بابا تپت داس نے مسلمانوں کے نام ایک اپیل کر کے ظاہر کیا ہے کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے جس کے ذریعے ہر قسم کی روحانی ترقی ممکن ہے۔ اور آٹھ کروڑ اچھوت مسلمان ہونے کو تیار ہیں۔

—— بابا صاحب نے مسلمانوں کو اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

—— ناگپور ۱۲ رجون۔ ایک گاؤں کی عورت جو اپنے چھوٹے بچے کی وجہ سے کام پر نہ جا سکتی تھی اور اسے کئی دن فاقہ کرنا پڑا۔ آخر اس نے تنگ آکر بچے کو ایک روپیہ پر فروخت کر دیا۔

—— شملہ ۱۲ رجون۔ کھٹمنڈو (نیپال) میں ۹ رجون کی صبح کو زلزلے کے چند مسلسل جھٹکے محسوس ہوئے۔ کئی عمارتیں گر گئیں۔ لیکن کسی انسانی جان کے اتلاف کی اطلاع نہیں ملی۔

—— شملہ۔ ۱۲ رجون۔ کوئٹہ میں کھدائی کا کام ختم ہو گیا ہے۔ اب صرف صفائی باقی ہے۔ زلزلہ سے محفوظ رہنے والے مکانات کی تعمیر شروع ہے۔ سرکاری عمارتوں کے نقشے ابھی زیر غور ہیں۔

—— ہوشیارپور ۱۲ رجون۔ تھانہ ٹانڈا کے قریب ایک برات جا رہی تھی کہ اچانک بجلی گری اور دولہا اور گھوڑی جس پر وہ سوار تھا ہلاک ہو گئے۔

—— نئی دہلی ۱۲ رجون۔ مقتدر کانگریسی لیڈر عباس طیب جی دل کی حرکت بند ہونے سے انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

—— شملہ ۱۲ رجون۔ معلوم ہوا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس نومبر میں ہوگا اگر کام زیادہ ہوا تو ستمبر کا سیشن ملتول دے دیا جائیگا۔

—— لاہور ۱۲ رجون۔ معلوم ہوا ہے کہ کاکو شاہ کے مزار کو گرانے والے سکھوں کے خلاف جنہیں سشن جج نے بری کر دیا ہے حکومت پنجاب نگرانی دائر کر رہی ہے۔

—— شملہ ۱۲ رجون۔ سر فیروز خاں نون کو الوداع کہنے کے لئے شملہ سٹیشن پر گورنمنٹ پنجاب کے نمائندے اور حکومت ہند کے اراکین، بوائے سکاوٹ اور دیگر اداب موجود تھے۔ آپ ۱۲ رجون کو شملہ سے روانہ ہو گئے ہیں۔

—— لاہور ۱۳ رجون۔ مسٹر محمد علی جناح صدر مسلم لیگ اور دیگر ارکان مسلم لیگ نے ایک بیان پریس کو دیا ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ حکومت مسجد شہید گنج کا حل اپنے ہاتھوں میں لے اور انتظامی اور آئینی ذرائع سے اس کا حل تلاش کریں۔

—— امرتسر ۱۳ رجون۔ خان بہادر خواجہ غلام صادق اگزیکٹو افسر میونسپل کمیٹی امرتسر ریٹائرڈ ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ ان کے صاحبزادے خواجہ احمد صادق کو اگزیکٹو افسر مقرر کیا گیا ہے۔

—— پشاور ۱۳ رجون۔ گیان سنگھ کے مقدمہ قتل کے سلسلہ میں سشن جج ایبٹ آباد نے ملزم عبدالرحمٰن کو سزائے موت کا حکم دیا ہے ملزم نے روز روشن میں کلہاڑی سے حملہ کیا تھا۔

—— بمبئی ۱۲ رجون۔ آج جامع مسجد میں تین اشخاص ایک انگریز ایک جاپانی اور مرہٹہ ہندو نے اسلام قبول کر لیا۔

—— لاہور ۱۳ رجون۔ معلوم ہوا ہے حکومت مسجد شاہ چراغ کا قبضہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ جولائی کے پہلے ہفتہ میں دیدیگی۔ اس بارہ میں ضروری انتظامات سرعت سے ہو رہے ہیں۔

ممالک خارجہ

—— لندن کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ پٹیالہ الہان ریاست کے نئے ایوان کی تشکیل میں مصروف ہیں اور مہاراجہ پٹیالہ کی سکیم کو نئے وائسرائے کی حمایت حاصل ہے۔

—— لندن ۱۲ رجون۔ نائب وزیر خارجہ نے دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ حبشہ میں عیسائیوں اور مسلمانوں میں فسادات ہو رہے ہیں۔ اس لئے میگا اور ماجی کے برطانوی قونصل خانوں کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا ہے

—— چانگشا ۱۳ رجون۔ جنوبی ہنومان (چین) میں نانکن کی افواج کے اجتماع کے بعد برطانوی قونصل نے برطانویوں کو وہ علاقہ خالی کر دینے کی ہدایت کی ہے۔ برطانی گن بوٹ "سکارب" ہانکسے چانشا کو جا رہی ہے۔

—— ہانگ کانگ ۱۱ رجون۔ دو گن بوٹوں "سیلا" اور "ٹرنٹولا" کو کنٹن میں اس وقت تک مستعد رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب تک کہ برطانی رعایا کی محفوظیت یقینی نہ ہو جائے۔

—— ادیس ابابا ۱۳ رجون۔ ادیس ابابا میں جنرل گرازیانی کے حکم سے ایک رسم اطاعت منعقد کی گئی جس میں آرچ بشپ اور ۵۰ حبشی سرداروں اور لشپٹوں نے حصہ لیا اور ان لوگوں نے شاہ اطالیہ کو شہنشاہ حبشہ تسلیم کر لیا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ مسولینی بھی حبشہ جائے گا۔

—— لندن میں "ہندوستانی سپیکنگ یونین" کے زیر اہتمام ایک اردو سکھانے کی کلاس کھولی گئی ہے۔ یونین کے صدر سر عبدالقادر ہیں لیڈی عبدالقادر کی مساعی سے بہت سی عورتیں اردو سیکھ گئی ہیں

—— سر عبدالقادر اور لیڈی عبدالقادر کی طرف سے ایک ایٹ ہوم دیا گیا اور ایٹ ہوم کے موقع پر ان طالبات کا امتحان ہوا اور لیڈی صاحبہ موصوفہ کی تمام شاگرد پاس نکلیں۔

—— لندن ۱۳ رجون۔ شہنشاہ حبشہ سے ڈیوک آف گلوسٹر نے ایک پرائیویٹ ملاقات کی شہزادہ موصوف شہنشاہ حبشہ کی تاجپوشی کے موقع پر ملک معظم آنجہانی کی طرف سے ادیس ابابا گئے تھے۔ اور وہ حبشہ کے شہنشاہ کے ذاتی دوست ہیں۔

—— شہنشاہ حبشہ کی لڑکی شہزادی تسا ہائی پارلیمنٹ انگلستان کی ایک خاتون ممبر کے ساتھ دارالعوام میں گئیں۔ اور سوالات کے وقت آپ خواتین کی گیلری میں بیٹھی ہوئی تھیں۔

—— ماسکو۔ مشرق بعید سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کرسکوٹی سے کھبراسک تک ریلوے کی دوسری لائن کی آخری کڑی کی تعمیر قریب الاختتام ہے۔

—— لندن ۹ رجون۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ نے بحیرہ روم کے برطانوی بیڑے کے مرکز کے لئے اب مالٹا کی بجائے قبرص کے مقام کو منتخب کیا ہے۔ اس تجویز کا تعلق ان اہم احتیاطی تدابیر سے بتایا جاتا ہے۔ جن پر ابھی حال ہی میں سلطنت کے مختلف اجزا کی حکومتوں سے مشورہ لیا گیا تھا۔ اخبارات نے اس خبر کو بڑی اہمیت دی ہے۔

—— روما ۱۳ رجون۔ مسولینی نے اپنے داماد کو وزیر خارجہ مقرر کیا ہے۔ پہلے یہ وزارت مسولینی کے اپنے قبضہ میں تھی اس نے خود ہی اس سے استعفیٰ دیکر اسے منظور کر لیا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے

خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کی رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا ہے اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے مگر موخرالذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا۔ کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے۔ بہرحال یہ دونوں فریق مغضوب علیھم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اس حی وقیوم خدا سے یہ لوگ بیخبر ہیں بلکہ لاپرواہیں اور اس سے منہ پھیر رہے ہیں۔ تو سچی خوشحالی انکو کہاں نصیب ہو سکتی ہے۔ مبارک ہے وہ انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے۔ اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسی طرح تمہیں چاہیئے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو۔ اور ان کو عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں۔ سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنی کلام میں سکھلایا ہے۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں۔ اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو۔ کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اسے معلوم نہیں۔ کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلائیں۔ اے نادانو! وہ خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائیگا۔ بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے۔ جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ تم روح القدس کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے۔ جن تک غیروں کی رسائی نہیں۔ اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اسے پاؤ گے۔

(کشتی نوح)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو بے شک میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنیوالے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ میری فرمانبرداری کریں اور چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ ہدایت پائیں۔ (البقرہ ۲ : ۱۸۶)

(۲) اور کوئی ان میں سے کہتا ہے اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں (بھی) بھلائی (دے) اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ یہی ہیں جن کیلئے اس سے بہرہ ہے جو انہوں نے کمایا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (البقرہ ۲ : ۲۰۱ - ۲۰۲)

(۳) اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے انصاف پر قائم ہوتے ہوئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں غالب حکمت والا ہے۔ (آل عمران ۳ : ۱۷)

حدیث شریف

(۱) اگر میں حکم دیتا کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (ترمذی)

(۲) تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اگر کوئی کسی میں برائی دیکھے تو چاہیئے کہ اسے ہٹا دے (ترمذی)

(۳) جو شخص اپنے بھائی کی عزت بچا ئیگا۔ قیامت کے دن اللہ اس کے چہرہ کو (دوزخ کی) آگ سے بچا ئیگا۔ (ترمذی)

(۴) جو شخص پاک رزق (جس میں بیگانے حق کی آمیزش نہیں) کھائے میرے طریق عمل پر چلے اور خلقت کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی)

مولانا کفایت اللہ مولانا حسین احمد اور مولانا احمد علی وغیرہم

علمائے کرام سے ایک استفتا

(از جناب مولوی غلام نبی صاحب مسلم۔ بی۔ اے)

دو درجن علماء کا ایک فتویٰ جن میں جمعیت العلماء دہلی کے صدر مفتی کفایت اللہ اور لاہور کی مساجد کے آئمہ اور اورینٹل کالج لاہور کے پروفیسر شامل ہیں۔ مولانا غلام مرشد صاحب کے متعلق شائع ہوا ہے جس میں مولانا کے بعض عقائد کو ضالات کے عقائد ٹھیرا کر ان کے درس سے لوگوں کو روکا گیا اور ان کو ملحد و زندیق وغیرہ قرار دیا گیا ہے۔ میں بھی مولانا کے درس سے مستفید ہوتا رہا ہوں۔ اس لئے میں ان علماء کرام سے یہ دریافت کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ جن جن باتوں کی وجہ سے مولانا غلام مرشد کو ملحد اور زندیق قرار دیا گیا ہے اگر وہی باتیں کسی اور میں پائی جائیں تو کیا اس پر بھی وہی فتوے لگیں گے یا نہ۔ مثلاً پہلی وجہ الحاد اور زندقہ یہ قرار دی گئی ہے کہ مولانا غلام مرشد یہ کہتے ہیں کہ:۔

"حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات و ممات میں اختلاف ہے۔ بعض حیات کے قائل ہیں۔ بعض ممات کے۔ میں کسی کے قول کو ترجیح نہیں دیتا"

اس پر فتوے دینے والے علماء فرماتے ہیں:۔

"حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات اعتقاد صحیحہ ہم کتاب و اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرون ثلاثہ میں سلف صالحین میں سے ایک کا قول بھی اس کے خلاف ثابت نہیں۔ ان کے رفع جسمانی کے سب قائل ہیں اور یہ کہ اب تک وہ بجسدہ العنصری آسمان میں موجود ہیں اور قریب قیامت کے نزول فرمائیں گے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اجتماعی مسئلہ ہے ہاں بعض معتزلہ نے جنہوں نے شریعت کو عقل پر ڈھالنا چاہا۔ وہ اور اس زمانے کے زندیق اور ملحد لوگ اغراض نفسانی کی بنا پر اس اجماعی مسئلہ کے منکر ہیں"

اب میں ان بزرگوں کے سامنے عرض پرداز ہوں کہ مولانا غلام مرشد تو صرف اس کو اختلافی مسئلہ قرار دیتے ہیں لیکن ہماری اس قوم کے بعض بڑے بڑے رہنما اس سے بہت آگے گزرے ہوئے ہیں۔ مثلاً

ڈاکٹر سر محمد اقبال

جو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت انجمن حمایت اسلام کے صدر ہیں وفات مسیح کے قائل ہیں اور نزول مسیح کے منکر ہیں اور یہ ایسی قطعی باتیں ہیں کہ جن لوگوں کو علامہ کے ساتھ ملنے اور گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے وہ ان باتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مسیح کے عقیدہ کو یہودی اور مجوسی عقیدہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کا وہ بیان جو مئی ۳۵ء کے پہلے عشرہ میں شائع ہوا۔ اس میں قادیانی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے مسیح کے نزول کے خیال کو

"ایک یہودی خیال"

قرار دیا ہے اور کسی آنے والے کے انتظار کو ایک مجوسی خیال قرار دیا ہے۔ پس جس بنا پر مولانا غلام مرشد کو زندیق و ملحد قرار دیا گیا ہے۔ کیا اسی بنا پر علامہ اقبال کو ملحد و زندیق کہا جا سکتا ہے یا نہ۔ علاوہ ازیں مولانا ابوالکلام آزاد و سید سلیمان ندوی اور کئی ایک اور روشن خیال علماء وفات مسیح کے قائل اور نزول مسیح بجسد عنصری کے منکر ہیں۔ البتہ وہ اپنی تحریروں میں ذرا احتیاط کر لیتے ہیں۔ تاکہ علماء کے فتاوے کی زد سے بچ رہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ان علماء کی کوئی تحریر ایسی موجود نہیں۔ تو تحریر مولانا غلام مرشد کی بھی کوئی موجود نہیں۔ ہاں علمائے مصر نے زیادہ جرأت سے کام لیا ہے۔ چنانچہ مرحوم مفتی محمد عبدہ اور ان کے شاگرد رشید سید رشید رضا دونوں اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو گئے اور اس کے بجسد عنصری نزول کے منکر ہیں دیکھو تفسیر القرآن مفتی محمد عبدہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۶ و ۳۱۷ بلکہ حضرت مسیح کے ہندوستان آنے اور ان کی قبر کے سری نگر میں ہونے کا ذکر کر کے یہ بھی لکھا ہے

فقرارہ الی الھند وموتہ فی ذالک
البلاد لیس ببعید عقلاً ولا نقلاً

(تفسیر القرآن جلد ۶ صفحہ ۴۱۲ و ۴۱۳)

یعنی حضرت عیسٰی کا ہندوستان کی طرف بھاگ کر آنا اور اس کا اس ملک میں وفات پانا عقلی اور نقلی دلائل کی رو سے کوئی بعید بات نہیں۔

اس معاملہ میں مولانا احمد علی صاحب کا دامن بھی پاک نہیں جو ڈاکٹر سر محمد اقبال کے خیالات کو شائع کرنے میں اس قدر سرگرمی دکھا رہے ہیں۔

پس آپ حضرات سے یہ التماس ہے کہ اس امر کو بھی واضح فرما دیں کہ آیا مولانا غلام مرشد کی طرح علامہ سر محمد اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی۔ مفتی محمد عبدہٗ، سید رشید رضا بھی ملحد و زندیق ہیں یا نہ۔ بینوا توجروا

المستفتی

غلام نبی مسلم۔ بی۔ اے

اخبار احمدیہ

— حضرت امیرایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں۔ آپ ۱۹ر جون کی رات ۱۰ بجے کی گاڑی ڈلہوزی تشریف لے جا رہے ہیں۔

— گذشتہ اشاعت میں لائلپوری شیخ صاحبان کے کارخانہ تیل واقع امرتسر میں آتشزدگی کی اطلاع دی جا چکی ہے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ آگ صرف آئیل ڈیپارٹمنٹ میں لگی اور صرف چھت کو نقصان پہنچا اور خدا کے فضل سے مشینری بچ گئی۔ فلور ملز تمام بلڈنگز اور شاک ہر قسم محفوظ رہا۔

— ایبٹ آباد سے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے مکرم معظم خلیفہ فضل حسین صاحب ۱۶ فٹ کی بلندی سے گر کر مجروح ہو گئے ہیں اور اس صدمے سے ان کا وزن بھی کم ہو گیا ہے۔ خدا کا فضل ہوا کہ کوئی شدید چوٹ نہیں آئی۔ ابھی تک ان کو ضعف ہے۔

احباب درد دل سے خلیفہ صاحب کیلئے دعا کریں کہ خداوند کریم ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

— ہمارے بھائی منشی محمد حسین صاحب ریڈر قرضہ مصالحتی بورڈ جھنگ کا صاحبزادہ عزیز نور حسین بیمار تھا۔ جو اب بفضلہ شفایاب ہو گیا ہے۔ منشی صاحب نے اس خوشی میں دس روپیہ عطیہ انجمن کو بھیجا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

— برادرم قاسم خاں صاحب خاں سب ڈاک بنگلہ جیبہ آج کل چند مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔ کہ خدا انہیں ان مشکلات سے نجات دے۔ آمین۔

— ہمارے انجمن کے کارکن مہتہ عبدالحق صاحب، بابو رحمت اللہ صاحب بیمار ہیں۔ ملک عبدالغنی صاحب کا گلا خراب ہو گیا ہے۔ ان دوستوں کے لئے تمام احباب دعا کریں کہ وہ جلد صحتیاب ہو کر دینی کام میں انجمن کی خدمت کر سکیں۔

— میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مشنری انجمن مدراس سے اطلاع دیتے ہیں کہ چونکہ آج کل ملتی میں سخت بارش ہو رہی ہے۔ اس لئے وہ مدراس میں رکے بیٹھے ہیں۔

— مدراس میں یوم النبی منایا گیا۔ جس میں ملنگ احمد بادشاہ صاحب اور مسٹر بشیر احمد (جو ایک انگریز نومسلم ہیں) نے بھی شمولیت فرمائی۔ ملنگ صاحب نے نماز مغرب کے بعد ان کا تعارف حاضرین سے کرایا اور ہمارے مدراس آنے کا مقصد لوگوں کو بتایا جس کا اثر بہت اچھا ہوا

— ایک نائر قوم کے آدمی نے اسلام قبول کیا ہے جس کا نام عبدالسلام رکھا گیا۔ ملنگ صاحب کے پاس ایک صاحب نومسلم عبدالرزاق کام کرتے ہیں۔ جو ایک صالح اور پرجوش مسلمان ہیں۔ وہ سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں ان کے خاندان میں تبلیغ کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیغامِ صلح

جلد ۲۴ | یوم جمعہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ ہجری | نمبر ۳۵

منشی ظفر علی خاں کا نیا عزم

احمدیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کیلئے قانونی چارہ جوئی فرمائینگے

نہ بود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

منشی ظفر علی خاں آف "زمیندار" نے سیالکوٹ، امرتسر اور لاہور کی ہنگامہ آرائیوں کے تلخ تجربات کے بعد اپنے آپ کو ایک نئی دلچسپی اور نئے ہنگامہ کا مرکز بنانے کی خاطر یہ تجویز فرمائی ہے کہ احمدیوں کو مسلمانوں سے ایک علیحدہ اقلیت قرار دینے کے متعلق پنجاب ہائیکورٹ میں قانونی چارہ جوئی کی جائے۔ ان کا ارشاد ہے کہ مولوی احمدیوں کو کافر کہتے ہیں لیکن حکومت برطانیہ کے چار ہائیکورٹ اپنے فیصلوں میں ان کو مسلمان قرار دے چکے ہیں۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور یہ فیصلے پیش کر کے مکفرین کا ناطقہ بند کرتے رہتے ہیں اور حکومت نے

"جدید انتخاب کو ہندوستان کے جدید دستور اساسی کی اساس تسلیم کرتے ہوئے ان ہدایات میں صراحت کر دی گئی ہے کہ مسلمان مسلمان کو ووٹ دے سکیگا اس لئے قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور اس کا مسلمان ہونا چار ہائیکورٹوں نے تسلیم کر لیا ہے ان ہائیکورٹوں میں پنجاب ہائیکورٹ کو شامل ہونے کی سعادت ابھی نصیب نہیں ہوئی۔ کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانان پنجاب کی طرف سے ایک آخری آئینی جدو جہد نہ کی جائے..... میری رائے میں مناسب ہو گا کہ مسلمانوں کی طرف سے ایک استقراری دعویٰ عدالت میں دائر کر دیا جائے۔ نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو"

(زمیندار ۱۴ جون ۱۹۳۶ء)

زمیندار نے منشی صاحب موصوف کے اس اتحاد سوز اور غیر معقول عزم کو "حکیمانہ تجویز" قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان کے اس اقدام کی بے حکمتی اور مضحکہ خیزی اظہر من الشمس ہے۔ اس تجویز پر "زمیندار" سے بعض ہم عقائد جرائد نے اپنے مخصوص مذاہب کے رنگ میں اظہار رائے کیا ہے اور اپنی معلومات اور قیاسات کی امداد سے اس تجویز کے ساتھ منشی صاحب کی بعض پوشیدہ اغراض کا رشتہ جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ خیر یہ ان کا آپس کا معاملہ ہے۔ ہم اس میں دخل دینا مناسب نہیں سمجھتے۔ البتہ اپنے طور پر منشی صاحب اور "زمیندار" کی خدمت میں چند باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں۔

یہ کہنا کہ ہمیں چار برطانوی ہائیکورٹوں کے فیصلوں پر ناز ہے اور ہم انہی کی امداد سے اپنا اسلام ثابت کرنا چاہتے ہیں ایک کھلی ہوئی غلط بیانی اور فریب کاری ہے۔ ہم نے منشی ظفر علی، زمیندار اور دیگر مکفرین کے سامنے حکم قرآنی اور حضرت نبی کریمؐ کا فتویٰ پیش کیا۔ اور قرآن و حدیث ہی ہمارے اسلام کی بنیاد ہے۔ ہم نے ان کے سامنے یہ ارشاد قرآنی رکھا کہ لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا (جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اسے تم کافر نہیں کہہ سکتے) ہم نے ان کو حضرت نبی کریم صلعم کا یہ حکم سنایا۔ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسول اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ (جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے یہی مسلم ہے جس کے لئے اللہ کا عہد اور فرمان ہے۔ خبردار اللہ کے عہد اور امان کو نہ توڑنا اور غداری نہ کرنا) ہم نے ان سے کہا ہمارے اعمال کو دیکھو اور خدا اور رسول کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں فیصلہ کرو۔ لیکن مکفرین نے اللہ کے حکم اور رسول اللہ کے زبردست انتباہ کی کوئی پروا نہ کی اور اپنی خواہشات اور اغراض کی پیروی میں بدستور احمدیوں کو کافر کہتے رہے۔ بہت بڑی دلیل دی تو یہ کہ احمدی زبان سے جو کچھ کہتے ہیں دل سے اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ لیکن اسلامی احکام اور معقولیت کی ترازو میں ان کے اس عذر کا بھی کوئی وزن نہیں۔ حضرت نبی کریمؐ کا طرز عمل اس بارہ میں مکفرین سے بالکل برعکس ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نبی کریمؐ کے پاس یمن سے کچھ سونا آیا آپؐ نے ازراہ تالیف قلوب اسے نجد کے چار سرداروں میں تقسیم کر دیا۔ کیونکہ بیت المال میں جو چیز آتی ہے اس کے متعلق رسولؐ اور خلفاء کو اختیار تھا کہ اسے جس طریق پر چاہیں صرف کر دیں۔ اس پر مہاجرین میں سے کسی نے عرض کیا۔ کہ خدمات تو ہم نے کیں اور سونا نجد کے سرداروں کو دیا جاتا ہے۔ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ میں نے تالیف قلوب کی غرض سے دیا ہے۔ وہ مہاجر تو یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ لیکن ایک اور شخص نے جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا نہایت بدتمیزی سے حضرت نبی کریمؐ کی دیانت پر شبہ کیا۔ حضرت خالد پاس بیٹھے تھے انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ الا اضرب عنقہ اس کی گردن نہ ماردوں؟ حضورؐ نے فرمایا۔ لا لعلہ ان یکون یصلی نہیں وہ شاید نماز پڑھتا ہو۔ یہ بات ذرا قابل غور ہے کہ دونوں کے ساتھ یہ نہیں فرمایا کہ وہ نماز پڑھتا ہے۔ بلکہ شاید نماز پڑھتا ہو۔ کہا گویا اس قدر ہی مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے۔ اس پر حضرت خالد نے

کم من مصل یقول بلسانہ ما لیس فی قلبہ بہتیرے نمازی ہیں جو زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں اس کے جواب میں حضرت نبی کریمؐ نے جو پاک کلمات ارشاد فرمائے وہ مکفرین کیلئے نہایت سبق آموز ہیں حضورؐ نے کہا۔ انی لم اومر ان انقب قلوب الناس ولا اشق بطونھم۔ مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگا کر دیکھوں اور ان کے باطن کو پھاڑ کر معلوم کروں۔ یہ ایک شخص رسول خدا کی شان میں بدتمیزی کرتا ہے لیکن حضورؐ محض اس شبہ پر کہ شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔ درگذر فرماتے ہیں اور اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتے۔ لیکن احمدی مکفرین کی آنکھوں کے سامنے نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ حج کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان پر کفر کے فتوے صادر کئے جا رہے ہیں۔ دلوں میں نقب لگا کر اور لوگوں کے باطنوں کو پھاڑ کر دیکھنے کا اختیار سرکار دو جہاںؐ کو بھی نہ تھا۔ لیکن آج کل کے ملانے اس کے مدعی ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

ان لوگوں کے سامنے جو خدا اور رسولؐ کے واضح احکام کو پس پشت پھینک رہے ہیں اگر برطانوی ہائیکورٹوں کے فیصلے نہ پیش کئے جائیں تو اور کیا کیا جائے؟ یہ ایک صریح بہتان ہے کہ ہمیں ان ہائیکورٹوں کے فیصلہ پر ناز ہے۔ ہم ان پر ناز نہیں کرتے ہمیں خدا اور رسولؐ کے ارشاد پر ناز ہے۔ یہی ہمارے لئے کافی ہے اور انہی ارشادات میں ہماری دین دنیا کی بھلائی ہے۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ منشی ظفر علی خاں اپنی اس تجویز کو عملی جامہ پہنائیں گے یا نہیں۔ لیکن وہ حکومت برطانیہ اور برطانی عدالتوں کے متعلق جو کچھ کہہ چکے ہیں۔ اس کے پیش نظر ان کی یہ کوشش اسی صورت میں کامیاب اور قابل تسلیم ہو سکتی ہے کہ وہ پہلے سر اقبال کو چیف جسٹس بنوائیں اور پنجاب کی گورنری کی گدی پر خود متمکن ہو جائیں۔ ورنہ ان کا شوق تکفیر ایک غیر مسلم انگریز جج کے فیصلہ سے کس طرح مطمئن ہو سکیگا؟ ایسی صورت پیدا کرنے کیلئے انہیں ایک زبردست ایجی ٹیشن کرنی چاہیئے اس قسم کی حرکت ان کے ذوق ہنگامہ آرائی کے عین مطابق ہو گی۔ اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟ اس کی طرف انہیں زیادہ توجہ دینے کی ضرورت نہیں ان کی اور کوششیں کونسی نتیجہ خیز اور عقلمندانہ ہوتی ہیں؟

اگر یہ نہیں تو کم از کم ایسا ہو جائے یہ مقدمہ پنجاب ہائیکورٹ کے مسلمان ججوں پر مشتمل بنچ کے سامنے پیش کیا جائے۔ پھر بھی بڑا لطف ہو۔ احمدیوں کو حقیقی اسلامی زندگی کا حامل بتلانے والے ڈاکٹر سر اقبال کے بیانات پر نہ، منشی ظفر علی خاں پر بھی ان کے گذشتہ اقوال کی بنا پر جرح کی جائے۔ بہرحال ہم شوق سے اس وقت کے منتظر ہیں۔ جبکہ منشی صاحب اپنی اس "حکیمانہ تجویز" کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ اور ان کی حکمت برطانی عدالتوں میں رسوائی و ناکامی کا تمغہ حاصل کرے گی۔

ان لوگوں کی عقلوں اور ذہنیتوں کو خدا جانے کیا ہو گیا ہے دوسری قومیں اپنے آپ کو متحد و مستحکم کرنے میں مصروف ہیں وہ ایک محاذ قائم کر کے مخالفین کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے علماء اور لیڈر خانہ جنگی اور برادر کشی میں مصروف ہیں۔ ان لوگوں کو کبھی مخالفین اسلام سے مقابلہ کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔ صرف خادم اسلام احمدیوں کی مخالفت کیلئے ان کی سرگرمیاں وقف ہیں اچھا ان کے جی میں جو آئے کریں ہم حاضر ہیں۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:۔

نہ بود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

سر میاں فضل حسین بالقابہ وزیر تعلیم پنجاب

۱۷ جون کا سرکاری اعلان مظہر ہے کہ آنریبل ملک سر فیروز خاں نون کی جگہ عہدہ وزارت تعلیم کا چارج سر میاں فضل حسین بالقابہ نے لے لیا ہے۔ ہم اس عہدہ جلیلہ کے چارج لینے پر سر میاں صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ہز ایکسیلینسی گورنر پنجاب کے اس انتخاب پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خداوند کریم میاں صاحب ممدوح کو صحت کامل عطا فرمائے۔ تاکہ وہ ملک و ملت کی احسن طریق پر خدمات انجام دے سکیں۔

تنازعہ مسجد شہید گنج اور حکومت کا فرض

مسجد شہید گنج کے قضیہ نے اب تو جو حالت اختیار کر لی ہے اس سے دو قوموں کے درمیان اختلافات کی خلیج دن بدن زیادہ ہو رہی ہے۔ مقدمات عدالت عالیہ میں پہنچ چکے ہیں لیکن مسٹر محمد علی جناح اور ان جیسے دیگر قانون دان اکابران قوم کا خیال ہے کہ مقدمہ بازی کے ذریعہ مسجد کا آخری فیصلہ کرانے کیلئے تین سال کا عرصہ لگا رہے لیکن موجودہ واقعات کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ اس عرصہ میں دونوں قوموں کے تعلقات بہت ہی کشیدہ ہو جائیں گے اور خدا جانے کتنی بار پھر لاہور اور دوسرے شہروں کو وہ نظارہ دیکھنا پڑے جو چند ماہ ہوئے دیکھا گیا تھا۔ اور کتنے بے گناہ خاندان تباہ ہوں۔ اس لئے ہم حکومت پنجاب کو نہایت مخلصانہ مشورہ دیں گے کہ وہ اپنے اختیارات خصوصی سے یہ کام لیکر اس معاملہ کا کوئی تسلی بخش فیصلہ کر دے۔ بھلا یہ اختیارات اور کس موقع کے لئے ہیں۔ حالات اور واقعات کا مطالبہ ہے کہ اب پنجاب کی فضا کو صاف کرنے کیلئے صرف یہی راستہ باقی ہے۔

دجال یاجوج ماجوج اور حضرت عیسیٰ کی بعثت ثانی کی پیشگوئیوں کی حقیقت

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۴)

(۴) حضرت عیسیٰؑ کا نزول ثانی

حضرت عیسیٰ تو مر گئے جب سب نبی مر گئے تو حضرت عیسیٰ کیسے بچ سکتے تھے، جیسا کہ قرآن بھی فرماتا ہے۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کہ مسیح ابن مریم صرف ایک رسول تھے۔ ان سے پہلے سب رسول دنیا سے گذر چکے

قرآن شریف میں وفات مسیح کا ذکر

بدقسمتی سے عیسائیوں نے مسیح کو خدا بنا کر انہیں آسمان پر زندہ بٹھا رکھا تھا۔ اس لئے ضرور تھا کہ ان کی خدائی کی اس شان کو توڑنے کے لئے قرآن نہایت شد و مد سے مسیح کی وفات کا ذکر کرتا چنانچہ تیس سے زیادہ آیات قرآنی ایسی موجود ہیں جن سے مسیح کی وفات نکلتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے۔ وما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ جب مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور اس جوابدہی میں پیش ہوتے ہیں۔ کہ کیا یہ عقیدہ انہوں نے اپنی امت کو سکھایا تھا کہ ان کو اور ان کی ماں کو خدا کے سوا معبود بنایا جاوے تو وہ عرض کرتے ہیں کہ ما قلت لھم میں نے انہیں نہیں کہا۔ مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر نگہبان تھا۔ جب تک میں ان میں موجود تھا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی۔ تو تو ان پر نگہبان تھا۔

عیسائیت میں مسیح کی خدائی کا عقیدہ کب رائج ہوا

اس سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائی مذہب میں مسیح کی خدائی کا عقیدہ اس وقت رائج ہوا ہے جب مسیح وفات پا چکے تھے۔ وہ صاف بتاتے ہیں کہ جب تک میں ان میں موجود تھا۔ میں نے ان کے عقیدہ کی نگہبانی کی۔ لیکن وفات کے بعد تو میں نگہبان نہ تھا۔ اس لئے اس وقت کی گمراہی کا میں ذمہ وار نہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کی خدائی کا عقیدہ جو عیسائی مذہب کا مسلمہ عقیدہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد بنا۔ اگر مسیح کی وفات اب تک نہیں ہوئی تو پھر عیسائیوں کا عقیدہ بھی اب تک نہیں بگڑا۔ جو بالبداہت باطل ہے۔ اسی طرح متعدد آیات قرآن کریم میں حضرت مسیح کی وفات پر ہیں۔

مولویوں کی فضول کوششیں

ہمارے ملا لوگ ناحق مسیح کو زندہ آسمان پر بٹھانے کے لئے کبھی توفی کے معنے پورا پورا لینے کے کرتے ہیں۔ حالانکہ عربی زبان کی لغت میں جب خدا فاعل ہو اور ذی روح مفعول تو سوائے قبض روح کرنے کے اس کے کوئی اور معنے نہیں ہو سکتے اور لطف یہ کہ مسیح کے سوا جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ ملا لوگ اس کے معنی قبض روح کے لیتے ہیں۔ البتہ جب یہی توفی کا لفظ مسیح کے متعلق مستعمل ہوتا ہے تو اس کے معنی قبض روح کے نہیں لیتے اور دوسری طرح طرح کی بیہودہ تاویلیں کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح رفع کا لفظ جب دوسروں کے لئے استعمال ہوگا۔ تو وہاں درجات کے لحاظ سے بلند ہونا معنے لیں گے لیکن اگر مسیح کے متعلق استعمال ہوگا۔ تو وہاں جسم کے بلند ہونے کے معنی لے لیتے ہیں، حالانکہ تمام محققین کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ کوئی چیز خدا کی طرف بلحاظ جسم کے بلند نہیں ہو سکتی۔ صرف بلحاظ درجات کے بلند ہو سکتی ہے کیونکہ رفع الی اللہ کے اگر یہ معنی ہوں۔ کہ کوئی شخص خدا کی طرف بلحاظ جسم کے بلند ہوا تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ خدا بھی محدود ہے کیونکہ فاصلہ جسمانی دو محدود چیزوں کے درمیان ہو سکتا ہے کسی شے کا کسی دوسری شے کی طرف بلحاظ جسم کے نزدیک یا دور ہونا یا اونچا یا نیچا ہونا بتاتا ہے کہ دونوں کے درمیان فاصلہ جسمانی ہے اور جب فاصلہ جسمانی درمیان میں ہے تو ثابت ہوا کہ یہ دونوں چیزیں محدود ہیں۔ پس یا تو خدا کو محدود مانو یا یہ مانو کہ مسیح یا کسی شخص کا رفع خدا کی طرف بلحاظ درجہ کے ہوگا۔ بلحاظ جسم کے نہیں ہو سکتا۔ مزہ یہ کہ ملا مسیح کے سوا ہر جگہ یہی معنی لیتا ہے کہ خدا کی طرف رفع بلحاظ درجات کے ہوتا ہے۔ مگر مسیح کے لئے نہیں مانتا۔ یہاں عیسائیت کا اثر اس پر پڑ جاتا ہے۔

مسیح کی بعثت ثانی سے کیا مراد ہے

پس مسیح علیہ السلام تو مر چکے اور مرے ہوئے واپس نہیں آیا کرتے۔ یہ قرآن کی نص صریح ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ فیمسک التی قضی علیھا الموت جس نفس پر موت وارد ہو جائے اسے ہم روک لیتے ہیں اور واپس دنیا میں نہیں بھیجتے۔ مگر یہاں یہ امر مسلم ہے اور آپ بھی مان چکے ہیں کہ متواتر صحیح احادیث میں مسیح کی آخری زمانہ کی بعثت کا ذکر ہے۔ جسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ پھر تواتر کا انکار کرنا پڑے گا پس ایسی صورت میں ماننا پڑے گا۔ کہ جس مسیح کی آمد کا آخری زمانہ میں ذکر ہے وہ مسیح اسرائیلی تو نہیں ہو سکتا جو مر چکا۔ البتہ کوئی ایسا شخص ہے جسے مسیح اسرائیلی سے شدید ایسی مماثلت ہے کہ بوجہ کمال مشابہت کے مجازاً استعارہ کے طور پر اسے مسیح کا ہی نام دیدیا گیا۔ یہ زبان کا عام محاورہ ہے کہ بوجہ شدید مماثلت و مشابہت کے ہم مشبہ کو مشبہ بہ کا نام دیتے ہیں۔ مثلاً کسی خوبصورت شخص کو چاند سے شدید مشابہت کی وجہ سے چاند کہدیتے ہیں یا کسی بہادر شخص کو شیر سے شدید مشابہت کی وجہ سے شیر کہدیتے ہیں حالانکہ وہ آدمی ہوتا ہے۔ صرف شیر سے مشابہت رکھتا ہے۔ نحو میں اس کو استعارہ کہتے ہیں۔ پس اس حدیث کی جو بخاری میں ہے کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم کہ تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریم تم میں مبعوث ہوگا اور وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ صحیح تفسیر یہی ہے کہ کوئی ایسا شخص مبعوث ہوگا جسے ابن مریم سے مماثلت کی وجہ سے ابن مریم مجازاً استعارہ کے طور پر کہا گیا ہے اور پھر خود اس حدیث میں موجود ہے۔ کہ امامکم منکم کہ اے امتی لوگو! وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہی ایک شخص ہوگا تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ جب وہ ہم میں سے ہی ایک شخص ہوگا تو لازماً اسے ابن مریم مجازاً اور استعارہ کے طور پر کہا گیا نہ کہ حقیقی طور پر

ایک وسوسہ کا ازالہ

یہاں نزل کا لفظ وسوسہ پیدا نہ کرے۔ نزول کا لفظ عربی

زبان میں بہت وسیع معنوں میں آتا ہے۔ قرآن میں ہے انزلنا لکم الانعام انزلنا الحدید۔ ہم نے چوپائے اتارے۔ ہم نے لوہا اتارا۔ یہاں انزلنا بمعنی خلقنا ہے یعنی پیدا کئے۔ اس کے معنی آسمان سے اتارنے کے نہیں۔ اسی طرح قرآن میں ہے۔ قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً کہ بیشک اللہ نے تمہاری طرف نصیحت کرنے والا رسول یعنی محمد رسول اللہ صلعم کو اتارا۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم آسمان سے نازل نہیں ہوئے تھے۔ پس یہاں انزلنا بمعنی بعثنا ہے یعنی مبعوث کیا۔ اسی طرح نزول ابن مریم میں نزول بمعنی بعثت ہے۔

حضرت مسیح کی دوبارہ آمد اصول ختم نبوت کے منافی ہے

پس ابن مریم جس کی آمد کی خبر متواتر صحیح احادیث میں ہے وہ ایک امتی ہے جسے ابن مریم مجاز اور استعارہ کے طور پر کہا گیا ہے۔ ورنہ اصلی ابن مریم جو نبی تھا وہ بعد آنحضرت صلعم کے کس طرح آسکتا تھا۔ کیونکہ نہ مرے ہوئے واپس آیا کرتے ہیں اور نہ ختم نبوت کے بعد نبی آسکتا ہے۔ اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کے ذریعہ دین کو کامل کرکے نبوت کے کام کو ختم کر دیا اور جب ختم نبوت ہو چکی تو اب کسی نبی کی ضرورت باقی نہ رہی

مجددین کی ضرورت اور انکا کام

البتہ تجدید دین کی ضرورت ہمیشہ رہیگی جس کے لئے صرف امت محمدیہ میں سے ہی ایسے لوگ مبعوث ہو سکتے ہیں جو دین کی تجدید کرتے ہیں اس کی وجہ یہ کہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق اب قیامت تک کے لئے یہی امت دنیا کی قوموں کے لئے بشیر وغیرہ ولا غیر۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے لیکون الرسول شہیداً علیکم وتکونوا شہداء علی الناس تاکہ رسول تمہارا بشیر ہو اور تم دنیا جہان کے لوگوں کے بشیر بنو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ایک لمبی مدت گزرنے کے بعد لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں (جیسا کہ خود قرآن میں ہے کہ فطال علیہم الامد فقست قلوبہم کہ جب ان پر ایک لمبی مدت گزر گئی تو لوگوں کے دل سخت ہو گئے) اور دین میں بہت سی بدعات مل جاتی ہیں اندریں حالات انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے ماتحت اگر خدا اس دین کا محافظ ہے تو ضرور ہے کہ وقتاً فوقتاً اسی امت میں سے ایسے لوگ مبعوث کرتا ہے جو حفاظت دین اور تجدید کا کام کرتے رہیں اور دین کو تمام بدعات سے پاک کرنے اور کل ادیان باطلہ پر غالب کرکے دکھاتے اور اپنے نفوس قدسیہ میں تزکیہ پیدا کرتے رہیں۔

حدیث مجدد

اسی لئے حدیث شریف میں آتا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت میں ایک ایسا شخص مبعوث کرتا رہے گا۔ جو اس دین کی تجدید کیا کرے گا۔ علی ہذا القیاس بہت سی آیات قرآنی و احادیث ہیں جن کا درج کرنا یہاں موجب طوالت ہوگا۔ یہ امر ثابت ہے کہ اگرچہ نبوت ختم ہو گئی۔ مگر دین کی حفاظت اور تمکین اور اس کی اشاعت و تبلیغ اور مسلمانوں کی اصلاح اور تزکیہ کے لئے ہمیشہ ایسے نفوس قدسیہ کا ظہور ہوتا رہیگا۔ جو تجدید دین کا کام کرتے رہیں گے۔ دین کو نبوت نے مکمل کر دیا۔ مگر اس سنت اللہ کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ کہ امتداد زمانہ سے دلوں میں سختی اور غفلت اور لاتقوی سے دوری پیدا ہو جاتی ہے اور طرح طرح کی بدعات دین میں شامل ہو جاتی ہیں جنکی اصلاح کیلئے ضرور ہے کہ کوئی مرد خدا کی طرف سے ایسے انفاس قدسیہ کے ساتھ کھڑا ہو۔ جو دین کو تمام بدعات سے پاک کرے اور لوگوں میں تقویٰ و طہارت کا نفوذ کرے۔

مجددوں کی بنی اسرائیل کے نبیوں سے مماثلت

پس یہی مجددین ہیں جو وقتاً فوقتاً امت محمدیہ میں آتے رہے اور آتے رہیں گے اور انہی میں سے ایک وہ تھا جو ابن مریم کی مماثلت کی وجہ سے ابن مریم کہلایا اور صرف وہی ابن مریم سے مماثلت نہیں رکھتا۔ بلکہ ہر مجدد جو اس امت میں کھڑا ہوتا ہے وہ محمد الرسول صلعم کے خلیفہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے کسی ایک نبی سے مماثلت رکھتا ہے۔

محمد رسول اللہ مثیل موسیٰ ہیں

وجہ یہ کہ محمد رسول اللہ مثیل موسیٰ ہیں۔ خود حضرت موسیٰ نے یہی پیشگوئی فرمائی جو استثنا باب ۱۸ میں درج ہے کہ میں تیرے بھائیوں میں سے تیرے جیسا ایک نبی برپا کروں گا یعنی بنی اسماعیل میں سے جو بنی اسرائیل کے بھائی تھے۔ موسیٰ کا مثیل ایک نبی مبعوث ہوگا۔ جو موسیٰ کی طرح دعا نئی شریعت دیگا۔ چنانچہ جب آنحضرت صلعم نے دعویٰ نبوت کیا تو صاف طور پر آپ کی وحی میں آپ کے مثیل موسیٰ ہونے کو ظاہر کیا گیا۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ بے شک ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جو تم پر گواہ ہے۔ اسی طرح جیسے کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ یہاں آنحضرت صلعم کی مماثلت کو موسیٰ علیہ السلام سے ثابت کرکے آپ کو مثیل موسیٰ قرار دیا۔

امت محمدیہ کے مجددین کے متعلق قرآنی وعدہ

پھر اتنا ہی نہیں۔ قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کے خلفاء کا ذکر کیا۔ تو وہاں بھی اس مماثلت کو قائم رکھا۔ چنانچہ سورہ نور میں مشہور آیت استخلاف میں فرمایا کہ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم اللہ وعدہ کرتا ہے۔ ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں کہ بے شک انہیں خلیفہ بنائیگا زمین میں مانند ان لوگوں کے جنہیں ان سے پہلے خلیفہ بنایا اس آیت سے ظاہر ہے کہ خلفائے محمدی کو بھی خلفائے موسوی سے مشابہت ہوگی۔ پس ہر ایک خلیفہ محمدی کا قدم کسی خلیفہ موسوی کے قدم پر ہوگا۔ اور وہ اس کا مثیل ہوگا۔ وہ نبی نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ نبوت ختم ہو چکی۔ اور اب صرف تجدید کا کام باقی ہے۔ اس لئے وہ صرف مجدد ہوگا۔ مگر اس کو مماثلت انبیائے بنی اسرائیل میں سے کسی ایک سے ضرور ہوگی۔ کیونکہ مذکورہ بالا آیت استخلاف اس مماثلت کو چاہتی ہے

علماء امتی سے مراد مسجدوں کے ملانے نہیں

اور یہی مطلب اس حدیث کا تھا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل ہوں گے۔ یہاں علماء سے مراد مسجد کے ملانے نہیں بلکہ وہ خاص برگزیدہ بندے ہیں جو خدا سے علم پاکر تجدید دین کرتے ہیں

چودھویں صدی کے مجدد کا مثیل مسیح ہونا ضروری تھا

پس جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی پر حضرت مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے بعد چودھویں صدی پر جو مجدد تھا ضرور تھا کہ وہ مسیح اسرائیلی کے قدم پر ہوتا اور اس کا مثیل ہوتا اور اس لحاظ سے وہ مجازاً ابن مریم کہلاتا جس طرح مسیح اسرائیلی نے محض نرمی اور سکت اور دلائل اور براہین سے اسلام کو دنیا میں پھیلاتا اور اس لحاظ سے بھی اس کا ابن مریم ہونا ضروری تھا کہ اس کی بعثت ایسے زمانہ میں مقدر تھی جب چاروں طرف عیسائیت کا زور تھا اور ایک بڑے حصہ دنیا نے مریم کے بیٹے کو خدا کے تخت پر بٹھا دیا تھا۔ اس لئے ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلعم کے جس غلام اور خلیفہ کو اس زمانہ کا مصلح قرار دیتا۔ اسے ابن مریم کا مثیل بنا کر بھیجتا۔ تا دنیا پر حجت تمام ہو کہ پہلا ابن مریم بھی ایسا ہی انسان تھا اور اس کے لئے خدائی کا معاذ دینا پرلے درجہ کی حماقت ہے اور اس مثیل ابن مریم کو خاص طور پر عیسائیت کو توڑنے کیلئے دلائل کے حربے دیئے جاتے تاوہ ان سے کسر صلیب کرکے اس دجالیت کو قتل کر دیتا جس نے مذہب میں بڑا عظیم الشان بہتان کھڑا کر کے دنیا کو گمراہ رکھا تھا۔ اور جو اسلام کی اصلی شکل کو بگاڑ بگاڑ کر دکھا دکھا کے حق کو مٹا دینا چاہتا تھا۔

جماعت احمدیہ لاہور

پس الحمد للہ کہ ہم نے وہ زمانہ پایا اور اس مجدد کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی شکل میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور جس طرح اسلام کو انہوں نے ہر قسم کی بدعات سے پاک کرکے ہمارے ہاتھوں میں دیا یہ اس کا اثر ہے کہ آج تمام علمی دنیا میں اسلام کی وہی تشریح صحیح اور معقول سمجھی جاتی ہے جو لاہوری احمدی جماعت پیش کرتی ہے علم کے ہر ایک پیاسے کیلئے یہی وہ چشمہ ہے جس سے اس کی پیاس بجھتی ہے اور اسی جماعت کے ہاتھوں میں وہ حربے ہیں جن سے باطل مرتا ہے اور صلیب ٹوٹتی ہے اور ہر ایک دین باطل پر دین حق کا غلبہ ظاہر ہوتا ہے

قادیانی جماعت کا غلو

مسیح اسرائیلی سے یوں بھی آپ کی مماثلت پوری ہوئی کہ جس طرح مسیح اسرائیلی کو ان کے مریدوں نے حد سے بڑھا کر بیٹے سے خدا بنا دیا۔ حالانکہ ان کا دعویٰ خدائی کا نہ تھا۔ اسی طرح مسیح محمدی کے مریدوں میں سے ایک فریق نے جو قادیانی فریق کہلاتا ہے۔ ان کے مرتبہ کو حد سے بڑھا کر انہیں نبی بنا دیا۔ حالانکہ ان کا دعوے نبی ہونیکا ہرگز نہ تھا۔ صرف مجددیت کا دعویٰ تھا۔

بعدالت شیخ عبدالرحمان صاحب بی۔ اے پی سی۔ ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

مقدمہ جانشینی نمبر ۶۱ سنہ ۱۹۳۶ء

معاملہ درخواست سردار محمد حسین خاں ولد سردار محمد طاہر خان محمد زئی سکنہ کوئٹہ

برائے عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی سردار محمد طاہر خاں متوفی

زیر دفعہ ۲ – ۳۷۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ صدر سائل نے درخواست برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی [illegible] کو یافتنی سردار محمد طاہر خاں متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کسی کو اعتراض ہو وہ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ $\frac{7}{36}$ ۶ پیش کرے

آج بہ دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ $\frac{6}{36}$/۱۱

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

ظلی نبوت

میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ اصلی نبوت (حقیقۃ الوحی)

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۲)

قادیانی حضرات کی خود فریبی

ہمارے دوست ان الفاظ سے کہ بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ حالانکہ اس دھوکے سے بچنے کیلئے صریح طور پر آپ نے یہ الفاظ رکھ دیئے ہیں کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اب اگر وہ ان الفاظ کی تشریح بھی آپ ہی کی کتب سے تلاش کرتے تو ممکن نہ تھا کہ وہ مغالطے میں پھنستے۔ مگر وہ لوگ ایسا نہیں کرتے۔ نبی تو ہوتا ہے صاحب شریعت . . . اور جس کو بغیر شریعت کے نبی کہا جائے گا۔ اس سے مراد محدث اور مجدد ہوگا۔ یا غوث اور قطب، اور اولیائے امت سے اس کو موسوم کیا جائے گا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے۔

> کہ محی الدین ابن عربی کا مذہب ہے کہ نبوت تشریعی بند ہے مگر غیر تشریعی جاری ہے۔ مگر ہمارا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت بند ہے۔" (اخبار بدر ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

یہ حوالہ ۱۹۰۱ء سے بعد کا ہے۔ اس میں غیر تشریعی نبوت کو بند فرمایا ہے۔ بظاہر یہاں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے بلکہ نبی وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ شریعت ہو۔ بغیر شریعت کے نبی کی مثال نواب بے ملک کی ہے جو بے معرفت ہے۔ ہاں چونکہ مکالمہ مخاطبہ کا اجرا . . . تسلیم کیا ہے حتیٰ کہ اپنی ذات سے اس کا ثبوت دیا ہے اس لئے کہیں اس کو محدثیت اور مجددیت کے نام سے تعبیر کیا ہے اور کہیں ظلی اور لغوی اور مجازی نبوت اس کا نام رکھا ہے۔

قلت تدبر کا نتیجہ

ہمارے بھائی اتنا نہیں سوچتے کہ جس نبی نے دنیا کو خدا کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچانا۔ اس کی تشریف آوری کی ضرورت ہی کیا ہے اگر کہو کہ صرف اصلاح اور تجدید کی ضرورت ہے تو یہ منصب تو مجدد کا ہے۔ غرض یہ حوالہ کہ تشریعی نبوت بند ہے۔ مگر غیر تشریعی نبی آسکتا ہے یہ نہ تو ظلی نبوت کی تشریح کرتا ہے اور نہ اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش ہو سکتا ہے۔ ظلی نبوت کی تشریح اس طرح اس حوالے سے نہیں ہو سکتی کہ مولوی صاحب ظلی نبوت کو فی الحقیقت نبوت تسلیم کرتے ہیں۔ صرف اس کے طریق حصول میں فرق بتلاتے ہیں۔ مگر اس دعویٰ کے ثبوت میں بطور تائید جو حوالہ وہ پیش کرتے ہیں۔ اس سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ہم نے وضاحت کے ساتھ اوپر لکھا ہے

اصطلاحات کی کیا ضرورت تھی؟

اسی طرح وہ امتی اور نبی کی تشریح ان الفاظ اور مفہوم کے ساتھ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے جو خود حضرت مسیح موعود نے اپنی متعدد کتب میں فرمائی ہے بلکہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق الفاظ کو ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور بھٹک جاتے ہیں۔ ہمارے بھائی اتنا غور نہیں کرتے کہ اگر حضرت مسیح موعود فی الحقیقت نبی تھے تو انہیں صاف کہنا چاہیئے تھا کہ میں نبی ہوں۔ متعدد اصطلاحات اختراع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے کسی ایک نبی نے بھی اپنی نبوت کے اظہار کیلئے اس قدر اصطلاحات مقرر کی ہیں جس قدر کہ حضرت مسیح موعود نے کہ میں ظلی نبی ہوں۔ بروزی نبی ہوں، امتی اور نبی ہوں۔ مجازی نبی ہوں۔ جزوی نبی ہوں اور میری نبوت لغوی نبوت ہے۔ عکسی نبوت ہے۔ مستعار نبوت ہے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ کسی ایک نبی نے بھی ایسا نہیں کیا۔ شاید یہ جواب ہو کہ ان کی نبوت براہ راست تھی تو ان انبیاء کو بھی اس قسم کی توجیہات کرنی چاہیئے تھیں کہ ہماری نبوتیں کسی کی اطاعت کا نتیجہ نہیں بلکہ براہ راست ہیں۔ اور متابعت سے جو نبوتیں عطا ہونے والی ہیں۔ وہ فلاں زمانے کے بعد شروع ہوں گی اور ظل اور بروز وغیرہ کی بجائے وہ بھی کچھ اصطلاحات مقرر کر لیتے تا ان کے طرز عمل سے ہمارے سمجھنے میں بھی آسانی ہوتی۔

ختم نبوت کے انوکھے معنی

بلکہ اس کے برعکس ہوا کہ لفظ خاتم النبیین کا جو مفہوم سلف سے لیکر خلف تک حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جو کچھ سمجھا وہ سب غلط تھا۔ اب چودھویں صدی کا نصف گزر چکنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کے معنی ختم نبوت یعنی آخری نبی نہیں بلکہ اس کے معنے اجرائے نبوت کے ہیں۔ غرض اس قدر اصطلاحات کے وضع کرنے سے تو نبوت کی حیثیت مشتبہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ فی الواقعہ ہوئی۔ ایک متلاشی حق کے سامنے اگر مرزا صاحب کو بحیثیت نبوت یا محدثیت پیش کیا جائے۔ تو کسی نہ کسی نتیجہ پر پہنچنے کی اس کے متعلق امید ہو سکتی ہے۔ مگر جس شخص کے سامنے یہ موٹی موٹی اصطلاحات رکھ دی جائیں وہ تو سہم جائیگا اور کوشش کریگا کہ قریب آنے کے بجائے دور بھاگ جائے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث میں ان اصطلاحات کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر ایک وقت براہ راست نبوت کا دور دورہ تھا۔ اور پھر کسی وقت ان نبیوں کا زمانہ آنیوالا تھا تو سب سے پہلے ان اصطلاحات کا معہ تشریحات کے قرآن اور حدیث میں صراحت کے ساتھ ذکر ہونا چاہیئے تھا۔ مگر جاؤ اور کیا حضرؔ تلاش کرو اور خوب یاد رکھو کہ ان اصطلاحات کا وہاں نام و نشان نہیں پاؤ گے۔ کیونکہ یہ نبوت کی کوئی قسم نہیں ہے اور جو شخص مصنف کی کتابوں کا بہت گہرا مطالعہ کریگا۔ وہ دیکھ لیگا کہ آپ نے نبوت کے احترام کے لئے ان اصطلاحات کو اختیار فرمایا ہے نہ استخفاف کیلئے۔ اس لئے کہ یہ اصطلاحات انبیاء علیہم السلام کے سچے اور حقیقی جانشینوں اور نائبوں کی تعریفیں ہیں۔ غرض حضرت مسیح موعود نے بحوالہ عبارت استثناء لا نبی بعدہ، الا الذی میں جو استثنا فرمایا ہے اس کا مفہوم آپ نے غلط سمجھ لیا ہے اور غلطی کی وجہ یہ ہوئی ہے۔ کہ آپ اس عبارت میں اٹک کر رہ گئے ہیں "مگر بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے"

ایک اور اصطلاح

اس کے آگے ایک اصطلاح ہے جو اس مشکل کا حل کرتی ہے وہ یہ کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اگر ان الفاظ کی تشریح بھی . . . حضرت اقدس کی کتب سے دیکھ لی جائے تو مطلب بآسانی واضح ہو جاتا ہے۔ مگر قادیانی حضرات کا دماغ تو صرفی اور نحوی گردانیں ضائع کر چکی ہیں۔ پھر ان حقائق کی طرف توجہ کس طرح ہو سکتی۔ اس لئے میں نے ہی یہ خدمت بھی کر دی ہے۔ اگر اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو امتی اور نبی کی مزید تشریح کے لئے بہت سے حوالے دکھاؤں گا جن سے بخوبی واضح ہو جائے گا کہ اس عبارت سے مراد محدث اور مجدد ہے نہ کہ نبی۔ اسی ضمن میں آپ نے دوسرا حوالہ جو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم سے نقل کیا ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ افسوس ہے کہ اس تحریر کو بھی آپ نے دیگر تحریروں کے ساتھ ملا کر نہیں پڑھا۔ اگر آپ ایسا کرتے تو اس مشکل میں نہ پڑتے

لفظ نبی اور رسول کے استعمال کے متعلق حضرت مسیح موعود کی تشریح

سنئے لفظ نبی اور رسول کو جس معنے اور مفہوم کے ساتھ آپ نے اپنے متعلق استعمال فرمایا ہے۔ اس کی نسبت بارہا تشریح فرمائی ہے اور ہمارا کوئی حق نہیں کہ جب ہم آپ کی نسبت یہ لفظ نبی اور رسول کو استعمال ہوتا ہوا دیکھیں تو آپ کی تشریحات کو بھول جائیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں۔ لیکن وہ اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں اور جیسے یہ محمول نہیں۔ ایسے ہی وہ نبی کا پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کیلئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں کرتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جسے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ (سراج منیر ص۳)

(۲) از انجملہ ایک یہ ہے کہ مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنی خدا سے وحی پانیوالا لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے۔ بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے۔ (ازالہ اوہام ص۷۰۱ ۲۴۶)

(۳) یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کیلئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے۔ وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں (حاشیہ اربعین ۲ ص۱۸)

(۴) اور میری نسبت کلام الٰہی میں نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارے کے طور پر ہے۔ (حاشیہ اربعین نمبر ۳ ص۲۵)

مولانا براہین حصہ پنجم والے حوالے کو مندرجہ بالا حوالجات کے ساتھ اگر ملا کر پڑھا جائے تو کوئی بھی دقت نہیں پائی جاتی اور صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ جہاں جہاں حضرت اقدس نے لفظ نبی اور اور رسول کا اپنی نسبت استعمال فرمایا ہے وہاں سوائے لغوی اور مجازی معنوں کے اور استعارہ اور مجاز کے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے اس سے زیادہ اور کوئی مراد آپ کی نہ تھی اور اس طریق کو اختیار کرنے سے آپ کا مسلک شروع سے اخیر تک ایک ہی پایا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے کہ قدم قدم پر تصادم پایا جائے گا۔

(باقی آئندہ)

مکتوب برلن

برلن میں عید میلاد النبیؐ

ملانوں اور پیروں کے خود ساختہ اسلام نے بدقسمتی سے نوجوانانِ مشرق کو دینِ فطرت سے بدظن کر کے، اور انہیں مغرب کی دہلیز پر جبیں فرسائی کرنے کے لئے مجبور کر رکھا ہے۔ ظاہر بین انجام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سراب مغرب کو دور ہی دور سے دیکھتے ہیں۔ اس کی چمک ان کی آنکھوں کو خیرہ کئے دیتی ہے۔ اس کی دلکشی ان کے دلوں میں امنگوں کی ایک دنیا پیدا کر دیتی ہے لیکن اہالیانِ مغرب؟

ظلمتکدۂ یورپ کے رہنے والوں نے مدتوں مادیت کے چمن زار میں اپنی قیمتی زندگی کے بیش بہا لمحے گزارے۔ توحید اور اس کے اصولوں کو ان کی کم بین نگاہوں نے ناخدائی ہی نہیں بلکہ خدائی تک کا رتبہ دیا۔ پادریوں کا خدا ان کے کسی کام کا نہ تھا۔ اسی لئے وہ خدا کی ہستی ہی سے منکر ہو گئے۔ مادیت نے کچھ عرصہ ان کا ساتھ دیا۔ ان کی ہوس جاہ و منزلت اور خواہش نام و زر کو ایک حد تک پورا کیا۔ لیکن سکونِ روح؟ اطمینانِ قلب؟

آج مغرب اپنی اس "ترقی" پر خون کے آنسو رو رہا ہے۔ دنیا کا امن و امان خطرے میں ہے۔ مغرب کسی پیام کا منتظر ہے۔ جو باشندگانِ مغرب کے دلوں کو طمانیت عطا کرے۔ مغربی آنکھیں ڈھونڈتی ہیں۔ مغربی دماغ اس فلسفہ کو حیران کو اس ہی سے نجات دلا سکے۔ حاصل کرنے کے لئے تیار ہے۔

جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ مسجد برلن میں شام کے وقت یورپ کے سفید رنگ مرد اور عورتیں جوق در جوق چلے آتے ہیں۔ گرشتہ وہ چیز جس کے متمنی ان کے دل اس کے رسول کو ہی پا لینا ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کا جلسہ ہے۔ آنحضرتؐ کو خوشبو سے محبت تھی۔ مسجد بھی خوشبو سے مہک رہی ہے۔ دو صد سے زائد انسان مسجد کے وسیع ہال میں جمع ہیں۔ کاش اگر مسجد اتنی بڑی ہوتی کہ اس میں دو ہزار نفوس سما سکتے تو حاضرین کی تعداد دو ہزار سے بھی بڑھ جاتی۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد جرمن مسلم سوسائٹی برلن کے صدر جناب امین بوسفلڈ (جرمن مسلم) صاحب نے حاضرین کا مناسب الفاظ میں خیر مقدم کیا اور مختصر الفاظ میں یوم میلاد النبی کی اہمیت بتائی آج کا دن کوئی مذہبی تہوار نہیں بلکہ بنی نوع انسان کے سب سے بڑے محسن کی ولادت کی یادگار میں آپ کی زندگی کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گی۔ آنحضرت صلعم کا مشن دنیا کے لئے پیام امن و سکون تھا اور اسی پیغام پر عمل کرتے ہوئے آج بھی دنیا میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نے "محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ علمبردار تہذیب تمدن" کے موضوع پر مختصر لیکن جامع تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ یونانی تہذیب کا مطمح نظر فلسفہ تھا۔ وہ فلسفے کی بھول بھلیوں میں ایسے پھنسے کہ ان کو کسی اور کام کی فرصت ہی نہ ملی۔ عیسائیت نے بلاشبہ اس دائرے کو وسیع کیا اور اس میں اخلاقیات کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔ لیکن علم کو صحیح معنوں میں عیسائیت بھی ترقی نہ دے سکی۔

پیغمبر اسلام صلعم خود امی تھے لیکن علم کی قدر و منزلت سے بخوبی واقف تھے۔ آپ نے علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے فرض قرار دیا۔ اور علم کو وسیع ترین معنے دیئے۔ موجودہ طبیعات علم النجوم۔ علم ہندسہ۔ الجبرا وغیرہ جس قدر بھی علوم ہیں انہی عربوں کی یادگار ہیں کہ جن کے آباؤ اجداد نے اس مقدس انسان سے علم حاصل کیا۔

ازاں بعد خاکسار کا ایک مختصر سا لیکچر بعنوان "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت انسان" ہوا۔ خاکسار نے بتایا کہ آنحضرت صلعم کی زندگی مختلف النوع منازل طے کرتی ہے لیکن ہر منزل میں بشریت کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔ بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد غربت کی حالت میں اور شہنشاہیت کے زمانہ میں غربت الوطنی اور فاتح کے رتبہ میں۔ غرض ہر لحظہ زندگی میں آپ کی روش ایک ہی رہی اور کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی۔ خاکسار نے تاریخ اسلام اور حدیث شریف سے مختلف چھوٹی چھوٹی روایات کے ذریعہ آنحضرت صلعم کی روزمرہ زندگی کی کیفیت حاضرین کے سامنے پیش کی۔

آخری لیکچر جناب یوسف عبدالرحیم صاحب (عراقی) کا تھا۔ آپ کے مضمون کا عنوان "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مدبر اور سیاست دان" تھا۔ آپ نے عرب کی حالت کا نقشہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے کا کھینچا۔ عرب دنیا کی تاریخ میں کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا۔ خانہ جنگی اور قبائل کا ایک دوسرے سے دست بگریباں رہنا ان کا مشغلہ تھا۔ آنحضرت صلعم کی سیاست ہی تھی۔ جس نے چند سالوں کے اندر اندر عرب میں ایک مضبوط حکومت کی بنیاد ڈال دی۔ فتح مکہ کے موقعہ پر شدید ترین دشمنوں سے بھی درگذر کرنا یہ آپ کی سیاست دانی کا کمال تھا۔ کاش کہ موجودہ "مہذب دنیا" اس سیاست دانی سے کچھ سبق حاصل کرے۔

لیکچروں کے بعد حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی اور حاضرین ایک دوسرے سے مختلف موضوعات پر دیر تک دوستانہ گفتگو کرتے رہے۔

عزیز الرحمٰن مرزا برلن مورخہ ۱۲ / جون ۳۶ء

حربہ عقائد کے فتنے

سنی اور شیعہ شروع ہی سے لڑتے چلے آئے ہیں۔ اگر شیعہ مدح اہل بیت ہی پر اکتفا کرتے۔ تو کوئی حرج نہ تھا۔ لیکن انہوں نے مدح اہل بیت کے ساتھ مذمت صحابہ کو بھی کار ثواب قرار دیا۔ سنی کب خاموش رہنے والے تھے۔ انہوں نے "مدح صحابہ" ایجاد کی۔ اور "علمائے کرام" سے اس کی فرضیت کا فتویٰ بھی لے لیا۔ اس فرض کی ادائیگی صرف ان مقامات پر ہوتی جہاں شیعہ بکثرت آباد ہیں۔ جہاں سنی رہتے ہوں وہاں صحابہ کی مدح ضروری نہیں نتیجہ جو کچھ ہونا چاہئے تھا وہی ہوا غریب مسلمان ہلاک و مجروح ہوتے۔ آخر خداوندانِ فرنگ کے لال پگڑی والے ملازم نے آ کر سنی علمائے کرام اور شیعہ ذاکرین عظام کا جھگڑا چکایا اور طرفین کو بعد عزو احترام ان کے گھروں کو روانہ کیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کسی جلوس میں ایک شیعہ نے حضرت عمرؓ کے متعلق نازیبا کلمات کہہ دیئے۔ اس پر فساد ہو گیا۔ مقدمہ ایک انگریز مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا۔ جب صاحب بہادر نے وجہ فساد یہ سنی کہ شیعہ حضرت عمرؓ کو گالیاں دیتے تھے۔ تو وہ بے حد گرم ہوئے۔ اور کہنے لگے کس قدر ناشکر گزار قوم ہے۔ عمرؓ کو گالیاں دیتی ہے جس نے آدھی دنیا فتح کر کے مسلمانوں کو دی۔ پھر شیعوں سے کہا وہی عمرؓ ہے جس نے تم کو ایران فتح کر کے دیا۔ جس پر تم اکڑتے پھرتے ہو۔ اور جس کو دنیا بھر میں اپنی واحد حکومت کہتے ہو۔ اگر عمرؓ ہمارے ہاں پیدا ہوا ہوتا۔ تو ہم اس کے صد ہا بت نصب کرتے۔"

یہ سنایا اور مقدمہ کا فیصلہ شیعوں کے خلاف کر دیا یہ تو صحابہؓ اور اہل بیت کا قصہ ہے۔ خود آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق بھی جھگڑے ہو رہے ہیں۔ عید میلاد کے موقع پر نوجوان لاہوری احمدیوں کی انجمن نے چنگڑ محلہ لاہور میں سیرت النبی کے جلسے کا اعلان کیا۔ لیکن جلسہ شروع ہونے سے پہلے ہی محترم مجلس احرار صاحبہ کے فرزندان نامدار پہنچ گئے اور حسب عادت شور مچانا شروع کر دیا احمدیوں نے بہتیرا سمجھایا کہ جلسے کا مقصد صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بیان کرنا ہے۔ احمدی کافر سہی لیکن اگر کافر حضور سرور کائنات کی تعریف کرے تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے نہ کہ اس سے لڑنا چاہیئے۔ لیکن فرزندان احرار نے ایک نہ سنی اور سرکار دو عالم کے ذکر کو بند کرا کے چھوڑا۔

اس کے بعد ان نوجوانوں نے ایک پرائیویٹ مکان میں جلسہ کرنا چاہا۔ تو احراری جنہیں آجکل سرکاری حلقوں میں نفوذ و رسوخ حاصل ہے۔ پولیس کو لیکر آ گئے۔ معاملہ تھانے تک پہنچا۔ وہاں ایک سکھ تھانیدار ڈیوٹی پر تھے۔ احرار سکھ کی شکل دیکھ کر بحد خوش ہوئے۔ کہ آج شہید گنج والی خدمات کام آئیں گی۔ لیکن سردار جی نے پوچھا وہ کیا جلسہ ہے؟ کہا گیا کہ میلاد النبی کے موقعہ پر حضرتؐ کی سیرت بیان کرنے کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا ہے۔ سردار جی نے کہا۔ کہ محمد صاحب تو سارے مسلمانوں کے نبی تھے۔ ان کے ذکر کو کون روک سکتا ہے۔ جاؤ جلسہ کرو کسی کی مجال نہیں کہ جلسہ کو خراب کرے"

چنانچہ جلسہ ہوا۔ اور فرزندان احرار لعین جھاگ اڑاتے ہوئے گھروں کو چلے گئے۔ یہ تو خدا کی دین ہے۔ احرار مسلمان ہوتے ہوئے کے باوجود سردار دو عالم کے ذکر کو روکنے کا وبال اپنی گردن پر لے گئے۔ اور ایک سکھ کافر ہونے کے باوجود ذکر نبیؐ کی اجازت دینے کی سعادت حاصل کر گیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ (انقلاب)

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— قاہرہ۔ اخبار البلاغ لکھتا ہے کہ سلطان ابن سعود عنقریب عراق تشریف لے جائیں گے۔ شاہ موصوف کے شاہانہ استقبال کے لئے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ تیاریاں کی جارہی ہیں۔

—— قاہرہ کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ برطانی ہائی کمشنر متعین مصر نے حکومت برطانیہ کو ایک تجویز لکھی ہے کہ مصر کو بھی سوڈان کی حکومت میں مناسب حصہ دیا جائے۔ اور اب گورنر یا ڈپٹی گورنر مصری ہوا کریگا

—— القدس کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ہائی کمشنر نے نئے قوانین نافذ کئے ہیں۔ جس میں دہشت انگیزی کے جرم کے لئے موت اور حبس دوام کی سزائیں رکھی گئی ہیں۔

—— جو اشخاص فوجوں پر گولی چلائیں گے۔ بم پھینکیں گے یا اور کسی ذریعے سے نقصان پہنچائیں گے ڈسٹرکٹ کمشنر کو اختیار ہوگا۔ کہ ان پر جرمانے عائد کریں اور ان کی جائدادیں ضبط کر لیں۔

—— بیت المقدس۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ عراق پٹرولیم کمپنی کی ٹیلیفون لائن جو پائپ لائن کے ساتھ ساتھ حیفہ سے عراق کی طرف جارہی ہے وادی اردن میں منقطع کر دی گئی ہے۔

—— بیت المقدس کی تازہ اخبارات سے معلوم ہوا کہ فلسطین کے عربوں کے یہودیوں پر حملے بدستور جاری ہیں۔ زبردست گولباری کے بعد عربوں نے پانچ یہودیوں کو زخمی کیا۔ ایک موٹر پر فائر کر کے دو یہودیوں کو مجروح کیا گیا اور ایک جگہ فوج کو گولی چلا کر عربوں کو منتشر کر دیا۔

—— ایتھنز۔ کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا کہ یونانی جنگوں کے عہدہ داروں نے مختلف کارخانوں کے بم کا تجربہ کیا۔ ترکی ساخت کے بم سب سے اچھے ثابت ہوئے۔

—— مصر کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ملک کے اندر نوجوان شاہ مصر کے دورے کا پروگرام مرتب کر رہی ہے۔ پہلے خبر شائع ہوئی تھی کہ شاہ ممدوح تکمیل تعلیم کیلئے دوبارہ انگلستان جانے والے ہیں لیکن اب یہ ارادہ تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اب وہ اپنی تعلیم کا سلسلہ مصر میں ہی جاری رکھیں گے۔

—— الجزائر ۱۷ جون۔ الجزائر میں حکومت فرانس کے خلاف شورش و بے چینی روز افزوں ہے۔ کل پولیس کو بلوائیوں پر اشک آور گیس اور بم پھینکنے پڑے۔

—— بیت المقدس ۱۷ جون۔ فلسطین میں دہشت انگیزی کی صورت حالات بدستور ہے۔ کل دو تین مقامات پر مسلح عربوں نے برطانوی فوج پر فائر کئے۔ یافہ میں متعین برطانوی پولیس کی بارکوں میں ایک بم پھینکا گیا۔

—— لنڈن ۱۷ جون۔ کل دارالعوام میں بعض ارکان نے وزیر مستعمرات سے فلسطین کی شورش کے وجوہات دریافت کئے۔ آپ نے جواب دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ صورت حالات میں اس سوال کا جواب دینا مناسب نہیں۔ کیونکہ شورش کی وجوہات کی دریافت مجوزہ رائل کمیشن کے اختیار میں ہوگی۔

—— سکندریہ کی ایک خبر ہے کہ حکومت مصر نے کئی ایک ایسے اشتہارات کو ضبط قرار دیا ہے جن میں اپیل کی گئی تھی کہ مصری قوم کو اہل فلسطین کی موجودہ تحریک کی امداد کرنی چاہیئے۔ یہ اشتہارات عربی زبان میں شائع [illegible]

ہندوستان

—— بمبئی ۱۶ جون۔ شنکراچاریہ ڈاکٹر کرتو کوتی نے ڈاکٹر امبید کار کو ایک عجیب مشورہ دیا ہے کہ وہ کسی اور مذہب کو قبول کرنے کی بجائے اپنا نیا مذہب بنالیں۔

—— سلگری ۱۴ جون۔ لفٹنٹ کرنل ایم۔ ایچ فرخ مرحوم کی بیوہ زبیدہ فرخ نے امسال کلکتہ یونیورسٹی سے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے آپ چار بچوں کی ماں ہیں۔

—— اسی طرح مسز کملا گھوش۔ مسز سپرو اھیوانک اور اہلیہ ڈاکٹر الیس سی سین نے کلکتہ یونیورسٹی سے امتحان بی۔ اے پاس کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک خاتون چار بچوں کی ماں ہے۔

—— کراچی ۱۶ جون۔ سندھ ایڈوائزری کونسل میں ان محکمہ جات پر بحث و تحیص کے بعد ہندوؤں نے اپنے مطالبات کو نہایت شد و مد سے پیش کیا اور مسلمانوں نے بھی حکومت کی اس پالیسی کو مورد الزام ٹھہرایا کہ ملازمتوں میں مسلمانوں کا نہایت کم حصہ ہے۔ مسلمانوں نے اس بارے میں نظم و نسق کے مختلف شعبہ جات کے خلاف شکایت کی۔

—— جبل پور ۱۶ جون۔ بلاٹکٹ کے سفر کے انسداد کے لئے جبلپور ریلوے اسٹیشن کے ملیٹ فارم پر ایک مجسٹریٹ کی عدالت منعقد کر کے بلاٹکٹ سفر کرنیوالوں کو سزائیں دیں اور ۹۰ روپیہ کی آمدنی ہوئی۔

—— پشاور ۱۶ جون۔ عبدالرحمٰن مانسہرہ کے ایک نوجوان کو جس نے ایک سکھ کو مجروح کر کے ہلاک کر دیا تھا۔ سشن جج ایبٹ آباد نے سزائے موت کا حکم دیا ہے۔

—— لاہور ۱۶ جون۔ پنجاب کے جیلوں کے لئے ۸۹۳۰۰ روپے کی نئی بندوقیں خرید کی گئی ہیں۔

—— لاہور ۱۶ جون۔ مسجد شہید گنج کے انہدام کے سلسلے میں سکھوں پر فوجداری مقدمہ دیوان برہمانند مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پیش ہوا۔ تو عدالت نے بغیر کسی کارروائی کے مقدمہ ۱۶ جون پر بدیں وجہ ملتوی کر دیا کہ ڈسٹرکٹ جج کے دیوانی مقدمہ کے فیصلہ کی نقل مطالعہ کرنے کے بعد سماعت شروع ہوگی۔

—— حیدرآباد دکن ۱۴ جون۔ حیدرآباد دکن کے ایک سینما ہال میں آتشزدگی کی لرزہ خیز اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ آگ لگ جانے سے بے شمار تماشائی ہلاک ہوگئے اور کئی تماشائی گیلری کے نیچے دب کر مر گئے۔ اعلیحضرت حضور نظام دکن نے خود موقع کا ملاحظہ فرمایا۔

—— کلکتہ ۱۷ جون۔ بنگال کے آئندہ انتخابات کے سلسلے میں وہاں کی مسلم پارٹیوں میں تغیر و تبدل شروع ہو گیا ہے اور بنگال کے مسلمانوں نے بھی مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کو نامنظور کر دیا ہے۔

—— مدراس ۱۸ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کیلئے شیخ عبداللہ گاندھی کو ٹراونکور میں مدعو کیا جائے گا۔

—— امرتسر ۱۸ جون۔ درگا پرشاد ایک بائیس سالہ نوجوان نے بی اے کے امتحان میں فیل ہو جانے پر نہر میں چھلانگ مار کر خودکشی کر لی ہے

—— راولپنڈی ۱۸ جون۔ راولپنڈی میں سے مجلس اتحاد ملت کی منتظمہ کمیٹی نے ایک قرارداد منظور کی ہے کہ وہ آل انڈیا اتحاد ملت کو مجبور کریں کہ وہ کونسلوں میں جانے کے سوا بھی کوئی موثر طریقہ مسجد شہید گنج کے سلسلے میں اختیار کرے اور کانفرنس مسلمانوں کو اجازت دے کہ وہ مسجد شہید گنج میں حاضر ہو کر نماز ادا کریں۔ اگر کوئی اس میں مداخلت کرے تو مسلمان اپنی عزیز جانیں قربان کر دیں۔

ممالک خارجہ

—— لنڈن ۱۶ جون۔ چند روز ہوئے مسٹر نیول چیمبرلین نے ایک تقریر کے دوران میں اس امر کی سفارش کی تھی کہ اطالیہ کو تعزیری احکام کی قیود سے خارج کر دینا چاہیئے اس تجویز نے سفارتی اور سیاسی حلقوں میں ہیجان اور اضطراب پیدا کر دیا ہے۔

—— لنڈن ۱۷ جون۔ بکنز فیلڈ میں مسٹر جے۔ کے چیسٹرٹن کا انتقال ہو گیا ہے۔

—— برسلز ۱۸ جون۔ بلجیم میں ایک لاکھ ستر ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر رکھی ہے اور اس سلسلہ میں متعدد ناخوشگوار واقعات ہو چکے ہیں۔ اور پولیس اور ہڑتالیوں میں کئی بار تصادم ہو چکا ہے اور کئی بار گولی چل گئی۔

—— لنڈن ۱۸ جون۔ عنقریب مانٹریس کانفرنس میں درہ دانیال کو از سر نو مستحکم کرنے کا مسئلہ پیش کیا جائے گا اور ترکی کی درخواست پر غور کیا جائے گا۔ اس میں برطانی، اطالوی اور ترکی مندوبین شرکت کر رہے ہیں۔

—— لنڈن ۱۸ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانی کابینہ عقوبات (وہ تعزیرات جو اٹلی کے خلاف دوران جنگ حبش میں نافذ کی گئی تھیں) کو منسوخ کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہا ہے۔ تاکہ یورپ کے حالات موجودہ کے پیش نظر اٹلی سے جدید اساس پر تعلقات پیدا کئے جائیں۔ ابھی آخری فیصلہ نہیں ہوا۔

—— لنڈن ۱۷ جون۔ قیاس ہے کہ کابینہ انگلستان نے اٹلی کے خلاف تعزیری احکام کی منسوخی کو ایک اصول کے طور پر منظور کر لیا ہے جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ تعزیری احکام اصل مقصد بر آری میں ناکام ثابت ہو چکے ہیں اور ان کا دوام کسی مفید نتیجہ پر منتج نہ ہوگا۔ اور یورپ کی صورت حالات اس امر کی مقتضی ہے کہ اطالیہ سے از سر نو تعلقات پیدا کئے جائیں

—— لنڈن ۱۷ جون۔ برطانیہ کے قدامت پسند اٹلی کی حمایت میں مصروف کار ہو گئے ہیں۔ وہ اٹلی کے خلاف تعزیری قیود کے خاتمہ کا شدید مطالبہ کر رہے ہیں۔

—— لاہور ۱۷ جون ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ میاں سر فضل حسین باقاعدہ نے پنجاب کی وزارت تعلیم کا چارج لے لیا ہے۔ آنریبل ملک فیروز خان نون ۱۹ جون کی رات کو کراچی سے انگلستان روانہ ہو جائیں گے۔

—— ہوشیارپور ۱۷ جون۔ ہوشیارپور سے قریب ایک گاؤں ننگل پوراں میں ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان شدید فساد ہو گیا ہے متعدد اشخاص زخمی ہوئے جن میں سے دو کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے

—— امرتسر میں مسلم سکھ تعلقات کشیدہ ہو رہے ہیں۔ مسجد سائیں بودی میں اذان کے متعلق جھگڑا ہے۔ معمولی تصادم بھی ہو چکے ہیں۔ پولیس نے ننگ سکھوں کو تھانہ میں طلب کیا تھا جو نہ گئے۔ چنانچہ ۱۶ اور ۱۷ جون کی درمیانی شب کو ۲ بجے کے قریب ڈپٹی کمشنر، سپرنٹنڈنٹ پولیس اور سول سرجن کی معیت میں گوردوارہ پر چھاپہ مارا۔ اور تقریباً ۲۰ ننگ سکھوں کو گرفتار کر لیا۔ جس کی وجہ سے سکھوں میں بہت اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

—— مقدمہ شہید گنج کے فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ میں جو اپیل دائر کی گئی ہے۔ اس کی سماعت ۲۶ جون کو ہوگی۔ متنازعہ زمین پر عمارت تعمیر کرنے کے خلاف امتناعی حکم جاری کر دیا گیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۹

قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۳۶ء — نمبر ۴۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت میں باہمی اتفاق و محبت کی ضرورت

جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں۔ کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائیگی۔ نماز میں ایک دوسرے کیساتھ جڑ کر کھڑا ہونیکا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کریگی۔ اگر اختلاف ہوا اور اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب ہوگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو۔ اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم۔ یاد رکھو۔ تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کیلئے پسند کرے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔ میں ایک کتاب بنانیوالا ہوں۔ اس میں ایسے تمام لوگ . . . الگ کر دیئے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازیگر نے دس گز کی چھلانگ ماری ہے۔ دوسرا اس پر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اسی طرح پر کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی۔ وہ ضرور ہوگی تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جبتک بعض امراض کا قلع قمع نہ کیا جائے مرض دفعۃً نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔ (خطبہ عید الضحیٰ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے تھے ان کیلئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی خوشخبری ہے۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔ (یونس: ۱۰-۶۳ تا ۶۴)

(۲) اور ہم قرآن سے وہ کچھ اتارتے ہیں جو مومنوں کیلئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کو یہ (نزول) صرف نقصان میں بڑھاتا ہے۔ (بنی اسرائیل: ۱۷-۸۲)

(۳) اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو۔ اس گھڑی کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی جسے دودھ پلا رہی تھی اسے چھوڑ دیگی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دیگی اور تو لوگوں کو متوالے سمجھیگا۔ حالانکہ وہ متوالے نہیں ہونگے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (الحج: ۲۲-۱ و ۲)

حدیث شریف

(۱) جس پر شہادت یا کسی اور وجہ سے قسم کھانا لازم ہو جائے اور وہ جھوٹی قسم کھائے تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے (ابوداؤد)

(۲) آپس میں تحفہ بھیجا کرو۔ کہ تحفہ دل کی کدورت کو دور کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۳) نہ کسی سے کہو کہ تجھ پر خدا کی لعنت ہو نہ کسی سے کہو کہ تجھ پر خدا کا غضب ہو اور نہ کسی سے کہو کہ تو دوزخ میں جائے (ابوداؤد)

(۴) میرے پیچھے پھر منکر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ (نسائی)

حضرت مسیح موعودؑ کے علمی اور روحانی کمالات

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسن تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

(از جناب مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بی۔ اے۔ مالگرول)

حضرت مسیح موعودؑ کی ذات جامع صفات تھی

یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے دماغی اور قلبی دونوں قسم کے کمالات عطا فرمائے تھے۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت شاذ ہوتے ہیں جو ان دونوں خوبیوں کے جامع ہوں۔ ایک شخص باوجود علم و فضل کے روحانیت سے بالکل معرا اور ایک شخص جو قلبی یا روحانی خوبیوں کا مالک ہو علم و فضل سے بالکل تہیدست ہو سکتا ہے لیکن ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بفضلہ جامع صفتین تھے۔ آپ زبردست دل و دماغ لیکر آئے تھے۔ جہاں ایک طرف آپ بہت بڑے عالم متبحر تھے۔ اس کے ساتھ ہی آپ روحانیت کے بلند مقام پر فائز تھے۔ یہ دونوں کمالات آپ کی زندگی میں بوجہ اتم معرض ظہور میں آئے جس کی تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ یہاں بطریق اختصار محض چند اشارات پر اکتفا کیا جاتا ہے [illegible] مصنف تھے۔

آپ نے کم و بیش اسی کتب تصنیف فرمائیں جن میں بہت سی کتب عربی میں ہیں۔ جو فصاحت و بلاغت میں نظیر نہیں رکھتیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے علمی کارنامے

بے شک ان تیرہ چودہ صدیوں کے عرصہ میں اسلام میں بہت بڑے بڑے مصنف، مفسر اور متکلم ہو گزرے ہیں جن پر دنیائے اسلام الیٰ یوم القیامۃ فخر و ناز کرے گی۔ بحمد اللہ ان کے علمی کارنامے ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا پایہ اسلام کی ان مایہ ناز ہستیوں سے کسی طرح کم نہیں بلکہ بڑھ چڑھ کر ہے۔ یہ ہماری ہی رائے نہیں بلکہ اس زمانہ کے چوٹی کے علماء نے اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ گروہ اہلحدیث کے مسلمہ لیڈر اور امام مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے بڑے پر زور الفاظ میں براہین احمدیہ کے متعلق لکھا۔ کہ ایسی تصنیف تیرہ سو برس میں معرض تصنیف میں نہیں آئی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی جلسہ مذاہب والی تقریر

۱۸۹۶ء میں ایک عظیم الشان جلسہ مذاہب لاہور میں منعقد ہوا جس میں تمام مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مذاہب کی خوبیوں پر لیکچر دیئے۔ بڑے بڑے علمائے کرام نے اسلام کے محاسن پر اپنے علمی جوہر دکھائے۔ پنڈتوں اور پادریوں نے اپنے عقائد مخصوصہ کی خوبیوں کو الم نشرح کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون سب پر غالب رہا۔ اور آپ کی قلم سے اسلام کو تمام ادیان پر ایک روشن اور بین فتح حاصل ہوئی اور ایک منظر آنکھوں کے سامنے پھر گیا کہ گویا لیظھرہ علی الدین کلہ اسی دن اور اسی موقع کے لئے وارد ہوئی تھی۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کا وہ علمی کارنامہ ہے کہ تاریخ مذاہب میں مثل مہر و ماہ ابد الآباد تک چمکتا رہے گا۔

حضرت مسیح موعود کے صداقت اسلام پر عقلی دلائل

آپ جس زمانہ میں ظاہر ہوئے وہ علم و فضل کا زمانہ تھا دلیل اور فلسفہ کا زمانہ تھا۔ آپ نے بفضلہ قرآن حکیم کے سرچشمہ سے سیراب ہو کر صداقت اسلام پر ایسے ایسے عقلی دلائل دیئے اور ایسے فلسفیانہ انداز میں اس کی حقانیت کو ثابت کر دکھایا کہ بڑے بڑے علم و عقل کے مالک، بڑے بڑے فلسفی انگشت بدنداں رہ گئے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بیان کرتے تھے۔ کہ جب لارڈ ہیڈلے نے حضرت اقدسؑ کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھی وہ سر دھنتا تھا اور کہتا تھا کہ "آہا! کیا یہ ہے اسلام؟ میں تو اب تک اس کی نفسیات کو معلوم نہ کر سکا تھا۔ آج حضرت مرزا کی طفیل سے اسلام کا [illegible]

حضرت مسیح موعود کی [illegible]

جن اہل علم اصحاب نے حضرت امام غزالی اور امام ابن تیمیہ وغیرہ کی تصانیف کو پڑھا ہے اور پھر ان کو حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے ان کو ہم نے اپنے کانوں سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو کچھ حضرت مرزا نے لکھا ہے وہ بے مثل ہے بے نظیر ہے

اسلام کے ان ادق مسائل جن پر بڑے بڑے اہل علم نے طبع آزمائی کی اور اصل حقیقت کے انکشاف سے عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ ان کو حضرت مرزا نے نہایت سلیس اور عام فہم زبان میں اس خوبصورتی سے بیان فرما دیا کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ صفات حضرت باریتعالیٰ فلسفہ الہام و وحی، فلسفہ بہشت و دوزخ، حقیقت ملائکہ، فلسفہ دعا۔ حقیقت دجال و یاجوج و ماجوج، مسئلہ وفات و حیات مسیح، معجزات مسیح۔ کفارہ، عصمت انبیاء، حقیقت خلافت محمدیہ، مقام حدیث، خلق روح و مادہ وغیرہ وغیرہ سینکڑوں اہم مسائل آپ نے اس خوبی سے کھول کر رکھ دیئے کہ ان کے تسلیم کرنے میں کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ اسلام کے محاسن، حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات، قرآن مجید کی خوبیوں پر اس قدر مبسوط اور مدلل تحریر فرمایا کہ مذہبی لٹریچر میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مسئلہ وفات مسیح پر تو آپ کے دعویٰ کی بنیاد تھی۔ اور کسر صلیب کا عظیم الشان کام اسی مسئلہ سے وابستہ تھا۔ آپ نے اس کو اس قدر صاف کیا۔ کہ آج اشد سے اشد مخالف بھی اس مسئلہ پر مجال دم زدن نہیں رکھتا اور ایک دنیا اس مسئلہ کی صداقت کے سامنے سر جھکا چکی ہے۔

آپ کی عربی تصانیف آپ کے تبحر علمی کی زندہ گواہ ہیں۔ یہ وہ نادر اور بے نظیر کتب ہیں۔ جن کے مقابلہ میں بڑے بڑے عالم عاجز رہ گئے۔ ان کتابوں میں آپ نے اہم مسائل دینیہ پر بحث فرمائی ہے۔ پھر ان میں عربی قصائد ہیں جو آپ نے مختلف بحور میں تحریر فرمائے ہیں اور جو آپ کے ذوق سلیم کا زندہ ثبوت اور آپ کے علم و فضل کے شاہد ناطق ہیں۔ آپ کی عربی تصانیف ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں۔ جن میں سے کرامات الصادقین۔ حمامۃ البشریٰ، نور الحق، سر الخلافہ، تحفہ بغداد وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں خطبہ الہامیہ جو عید الاضحیٰ کے موقعہ پر فی البدیہہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس میں مسئلہ قربانی کو ایسے فلسفیانہ رنگ میں بیان فرمایا کہ ذوق سلیم خراج تحسین ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ نے عربی زبان میں کتب تصنیف فرما کر عربی زبان کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی عربی زبان کو ام الالسنہ قرار دے کر آپ نے اس کے اندر ایک نئی روح پھونک دی۔ یہ آپ کا عربی زبان پر بلکہ اسلام پر ایک بڑا احسان ہے جس کیلئے ہر بہی خواہ اسلام کو آپ کا مرہون منت ہونا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ مصطلحات

آپ نے مذہبی لٹریچر میں چند ایک مصطلحات قائم کیں۔ مثلاً زندہ خدا۔ زندہ نبی، زندہ مذہب۔ آج یہی اصطلاحات زبان زد خلائق ہیں اور اسلام پر لکھنے والے آج سب ان الفاظ کو اپنی کتب اور اپنی تحریروں میں استعمال کرتے ہیں یہ مختصر مگر جامع الفاظ اس قدر زور آور شان اپنے اندر رکھتے ہیں کہ اسلام کی عظمت اور اس کی شوکت آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ریسرچ ورک

ریسرچ ورک میں آپ کا کارنامہ کچھ کم قابل ذکر نہیں۔ آپ نے انجیل کی بنا پر ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے اس طرح سے آپ نے مسئلہ کفارہ کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ تاریخی شواہد کی بنا پر آپ نے بابا نانک صاحب کو مسلمان ثابت کر کے سکھ قوم پر آپ نے اتمام حجت کر دیا۔ بنی اسرائیلی اقوام کے متعلق آپ نے قیمتی ریسرچ ورک کیا اور ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد از واقعہ صلیب کشمیر کی جانب تشریف لائے اور یہاں ہی فوت ہوئے علم وغیرہ میں آپ نے نہایت قیمتی اور بالکل جدید اصول قائم کئے خود ان اصولوں کی پابندی کر کے دکھا دیا۔ کہ آپ کو اپنے عقائد پر کس قدر اعتماد ہے۔ ان اصولوں سے آپ نے مخالفوں کی کمریں توڑ دیں مثلاً یہی اصول کہ جو کچھ پیش کیا جائے وہ اپنی الہامی کتاب میں سے ہو کس قدر زبردست اصول تھا جس کے سامنے عیسائیت اور دیگر مذاہب کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔

آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کے علمی کارنامے

الغرض حضرت مسیح موعود کے علمی کارنامے بے مثل ہیں۔ آپ نے علوم کے دریا بہا دیئے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے جو محض امی اور علوم دین سے ناواقف تھے عالم اور قرآن مجید کے مفسر بن گئے۔ ہمارا یہ دعویٰ کسی خوش عقیدگی پر مبنی نہیں۔ آج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب حضرت مولانا محمد علی صاحب جیسے مصنفین اور مبلغین دنیا پیدا کرنے سے قاصر ہے۔ آخر ان لوگوں نے یہ دینی علوم کہاں سے لئے؟ اسی سرچشمہ سے جس کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

آپ کی جماعت میں خدا کے فضل سے مفسر، محدث، مناظر پیدا ہوئے۔ زبردست مبلغ پیدا ہوئے جن کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی کمالات

آپ کے روحانی کمالات آپ کے علمی کمالات سے بھی زیادہ دلفریب ہیں۔ آپ نے آسمانی نشانوں سے صداقت اسلام۔ صداقت حضرت نبی کریم صلعم کو ثابت کر دیا۔ آپ نے جب دعویٰ کیا۔ آپ

(باقی صفحہ ۶ پر)

پنڈت جواہر لال نہرو کا قادیانی استقبال

جناب میاں صاحب کے سیاسی شوق کا نیا رخ

موجودہ زمانہ کو انقلابات کا دور کہا جاتا ہے۔ سورج ہر روز ایک نئے انقلاب کی خبر لیکر طلوع ہوتا ہے لیکن بعض انقلابات ایسے ہوتے ہیں جو دنیا کو محو حیرت کر دیتے ہیں۔ گزشتہ ماہ لاہور میں پنڈت جواہر لال نہرو کا "قادیانی استقبال" اسی قسم کا ایک حیرت انگیز انقلاب ہے۔ ہم تقریباً ایک ماہ بعد اس واقعہ کے متعلق اپنے قلم کو جنبش دے رہے ہیں۔ حالانکہ ہم اس سلسلہ میں کئی ہفتہ سے قادیانی حضرات کی خدمت میں کچھ عرض کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ یہ تاخیر عمداً کی گئی ہے۔ اس استقبال کی "شان و شوکت" سے اکثر قادیانی دماغ کچھ اس طرح مسحور ہو گئے تھے کہ وہ شاید ہماری باتوں کو نہ سن سکتے اسلئے اب کچھ وقت گزرنے کے بعد یہ مسحوریت قدرے کم ہو گئی ہوگی۔ لہذا چند معروضات پیش کرنے کی جرأت کی جاتی ہے۔

ممکن ہے کہ ہمارے بعض قارئین اصل واقعہ سے پوری طرح باخبر نہ ہوں اس لئے ان کی اطلاع کیلئے مختصراً عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۲۹ مئی کو جب پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس لاہور تشریف لائے تو قادیانی جماعت کی طرف سے ان کا شاندار استقبال ہوا۔ "الفضل" میں اس کی تفصیل بعید فخر نمایاں طریق پر "فخر وطن پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال" کے عنوان سے شائع کی گئی۔ جس کے ضروری حصے درج ذیل ہیں:۔

"چونکہ کانگریس نے صرف پانصد والنٹیروں کی خواہش کی تھی۔ اس لئے قادیان سے تین صد اور سیالکوٹ سے دو صد والنٹیر ۲۸ مئی کو لاہور پہنچ گئے۔

(ریلوے اسٹیشن) پر پولیس کا بھی زبردست مظاہرہ تھا۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور و صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے ایک مختصر مگر پر محل اور برجستہ تقریر کی۔ جس میں کہا کہ ہم آج اپنے عمل سے یہ ثابت کرنے کیلئے آئے ہیں کہ آزادی وطن کی خواہش میں ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں

اور ہم نے ...... صحیح سیاسیات کی بنیاد رکھی ہے"۔

۲۹ مئی کو پنڈت جی کی آمد کے وقت قادیانی والنٹیروں نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ان کا بیان ہمارے معاصر نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

"علی الصباح ۶ بجے تمام باوردی والنٹیر باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ یہ نظارہ حد درجہ جاذب توجہ اور روح پرور تھا۔ ہر شخص کی آنکھیں اس طرف اٹھ رہی تھیں۔ استقبال کا تقریباً تمام انتظام (قادیانی) کور ہی کر رہی تھی۔ اور کوئی آرگنائزیشن اس موقع پر موجود نہ تھی۔ سوائے کانگریس کے ڈیڑھ درجن والنٹیروں کے۔ اسٹیشن سے لیکر جلسہ گاہ تک اور پلیٹ فارم پر انتظام کیلئے ہمارے والنٹیرز موجود تھے ...... باہر جہاں آکر پنڈت جی نے کھڑا ہونا تھا۔ جناب شیخ صاحب موجود تھے۔ ہجوم بہت زیادہ تھا بالخصوص پنڈت جی کی آمد کے وقت مجمع میں بے حد اضافہ ہو گیا اور لوگوں نے صفوں کو توڑنے کی کوشش کی۔ مگر ہمارے والنٹیروں نے قابل تعریف ضبط اور نظم سے کام لیا اور حلقہ کو قائم رکھا۔ پنڈت جی کے اسٹیشن سے باہر آنے پر جناب شیخ بشیر احمد صاحب نے لیگ کی طرف سے آپ کے گلے میں ہار ڈالا"۔ (ایضاً)

اس کے بعد معاصر "الفضل" کا جوش مسرت کسی قدر ناقابل برداشت ہو گیا ہے۔ اور اسی بیخودی میں اس نے لکھا ہے:۔

"کور کا مظاہرہ ایسا شاندار تھا کہ ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ایسا شاندار نظارہ لاہور میں کم دیکھنے میں آیا ہے۔ کانگریسی لیڈر (قادیانی) کور کے ضبط اور ڈسپلین سے حد درجہ متاثر ہوئے اور بار بار اس کا اظہار کر رہے تھے حتیٰ کہ ایک لیڈر نے جناب شیخ صاحب سے کہا کہ اگر آپ لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں تو یقیناً ہماری فتح ہو گی"۔ (ایضاً)

اللہ اکبر! یہ کس قدر عظیم الشان انقلاب ہے اور اس کے محرکات کس قدر دلچسپ اور سبق آموز ہوں گے۔ ایک مرتبہ حضرت صدر الدین صاحب نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں دیسی کپڑے کی حمایت میں چند الفاظ کہہ دیئے تھے کہ ہندوستان کا سادہ کپڑا پہننا چاہیئے۔ ... اخراجات میں کفایت ہے۔ ہندوستان کا روپیہ باہر جانے سے بچے اور مسلمان بافندوں اور زمینداروں کو بھی فائدہ پہنچے۔ ان الفاظ سے قادیانی جماعت پر ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہو گئی، اور معاصر "الفضل" نے اس کو حضرت مسیح موعودؑ سے شدید سیاسی اختلاف قرار دیا تھا۔ اور عرصہ تک ہم اس "جرم عظیم" کی پاداش میں گشتنی و گردن زدنی قرار پاتے رہے۔ اس کی وجہ یہ بتلائی جاتی تھی کہ کانگریس چونکہ سودیشی کی حامی ہے اس لئے دیسی کپڑے کی حمایت جرم ہے اور حضرت مسیح موعود سے شدید ذاتی اختلاف ہے۔ اس استدلال کی رو سے صدر کانگریس کا استقبال خدا جانے کیا قرار پائے گا؟

صدر کانگریس کے قادیانی استقبال نے بہت سے گزشتہ واقعات کی یاد تازہ کر دی ہے۔ جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کانگریس کی مخالفت میں اس قدر دور جا چکی تھی کہ اس کا واپس لوٹ کر کانگریس سے عقیدتمندانہ دوستی پیدا کرنا بہت ہی تعجب انگیز اور نادر واقعہ ہے ایسا کرنے کیلئے ظاہر ہے کہ قادیانی حضرات کو اپنے بہت سے اصولوں کی قربانی کرنی پڑی ... [illegible]

سنہ ۱۹۳۰ء کا ذکر ہے یہی پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس تھے۔ قادیانی جماعت نے کانگریس کی مخالفت میں انتہائی جوش و خروش کا ثبوت دیا تھا۔ اس وقت بھی کانگریس اور صدر کانگریس کے مقاصد و معتقدات یہی تھے جو آج ہیں لیکن قادیانی جماعت کا طرز عمل اس سے بالکل برعکس تھا۔ اس وقت معاصر "الفضل" نے بڑے فخر سے لکھا تھا:۔

"کانگریس کی ..... نقصان رساں تحریک سے مسلمانوں کو علیحدہ رکھنے کیلئے سب سے پہلے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے کوشش کی اور اس وقت کی جبکہ کسی طرف سے بھی کوئی آواز کانگریس کی تحریک کے خلاف نہ سنی جاتی تھی"۔ (الفضل ۱۹ جون سنہ ۱۹۳۰ء)

اب قادیانی سیاست کے "مرغ باد نما" کا رخ تبدیل ہو چکا ہے سنہ ۱۹۳۰ء میں کانگریس سے مسلمانوں کو علیحدہ رکھنا جناب خلیفہ قادیان کے اندوختہ عمل کا ایک نمایاں حصہ تھا۔ اور آج کانگریسی لیڈروں کے اس ارشاد پر کہ "اگر آپ لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں تو یقیناً ہماری فتح ہو گی"۔ ایک وجد طاری ہے۔

اسی زمانہ میں قادیانی خلافت کے مختلف حلقوں نے بھی کانگریس کے خلاف اور حکومت کی حمایت میں بہت کچھ کیا۔ عرصہ تک قادیانی حضرات کو اس کے اظہار سے تکلف رہا لیکن سنہ ۱۹۳۴ء اور سنہ ۱۹۳۵ء میں خلیفہ صاحب نے اپنے خطبوں میں ساری باتیں برملا بتلا دیں اور تمام رازوں پر سے پردہ اٹھا دیا۔ اور کہہ دیا کہ ہم کانگریس کی مخالفت میں لاکھوں روپیہ صرف کر چکے ہیں۔ ہمارے مبلغ اور کارکن مختلف علاقوں میں جا کر کانگریس کی مخالفت میں پروپیگنڈا کرتے رہے ہیں۔ ہمارے کارکنوں نے حکومت کیلئے وہ وہ کام کئے جو اس کے ملازم سینکڑوں روپیہ ماہوار تنخواہ لیکر بھی نہیں کر سکتے ... بات میں بات نکلتی ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں وہ حقیقت بھی یاد آگئی جو سنہ ۱۹۳۰ء میں ناظر امور عامہ قادیان کی طرف سے شائع کی گئی تھی ...

لمتوں کو بھیجی گئی تھی جس میں یہ پرمعنی ہدایت موجود تھی:-

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہیئے اور کانگریس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں اور اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو۔ یا کانگریسی خیالات رکھتا ہو تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں (قادیان) اطلاع دیں"

اس چٹھی کے اخفاء کا ہر چند غیر معمولی اہتمام کیا گیا تھا۔ لیکن اتفاقاً اس کی ایک نقل کارکنان پیغام صلح کے ہاتھ لگ گئی۔ ہم نے دوبانہ دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اس پر معاصر "الفضل" بہت ناراض ہوا تھا۔ لیکن جب اس کی درشت کلامیوں کے باوجود ہم مودبانہ اپنے استفسار کا اعادہ کرتے رہے تو ارشاد ہوا:-

"نظارت خارجہ کے اس اعلان کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہندو سرکاری افسر جو کانگریسی خیالات رکھتے ہوں۔ ان کے متعلق اطلاع دی جائے تاکہ ان کی طرف سے اگر مسلمانوں پر جو کانگریس کی موجودہ تحریک سے علیحدہ ہیں کسی قسم کا دباؤ ڈالا جائے تو اس کا انسداد کرنے کی کوشش کی جائے"

قادیانی سیاست کی بوالعجبیاں قابل ملاحظہ ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں کانگریس اور کانگریسی خیالات رکھنے والے ہندو افسر طاعون اور ہیضے سے زیادہ خطرناک تصور کئے جاتے تھے اور قادیانی حضرات مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھنے کے لئے سمو یہ بہر میں مارے مارے پھر رہے تھے اور اب اسی کانگریس سے بغل گیر ہونیکی تمنا ان کو بے چین کئے ہوئے ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اپنے اصل مقصد اور اصل کام سے ہٹ جانا۔ ایک وقت تھا اور آج زمین و آسمان ہی بدل چکے ہیں۔ کانگریس نہ باغیوں کی جماعت رہی ہے نہ کانگریسی خیالات رکھنے والے ہندو افسروں سے مسلمانوں کو کوئی خطرہ ہے اور نہ پنڈت جواہر لال جیسے لامذہب اور بالشویک خیالات رکھنے والے صدر سے کوئی اجتناب باقی رہا ہے۔ جب زمین دن رات گردش میں ہے تو قادیانی حضرات اپنے اصولوں کو کیوں نہ بدلیں جب تقدیر کا بازیچہ لیل و نہار کا تماشہ دکھا رہا ہے تو پھر اس پر تعجب کیوں کل تک خلیفہ قادیان جس چیز کو سیاہ فرماتے تھے آج انہیں اس کے سفید ہونے پر اصرار ہے۔

حضرت مسیح موعود نے محض اشاعت اسلام اور خدمت دین کیلئے جماعت قائم کی تھی۔ لیکن قادیانی جماعت اپنے سیاسی شوق میں اس مقصد عظیم و بلند کو فراموش کرتی جا رہی ہے۔ پہلے حکومت کی بے محل اور بھونڈی وفاداری و خوشامد کا مظاہرہ ہوا۔ قادیانی مبلغ دین اسلام کا محاسن بیان کرنے کی بجائے حکومت برطانیہ کی برکات کا وعظ کہنے لگے۔ کانگریس کی مخالفت میں لاکھوں روپے پھونک ڈالے اور اب اس کانگریس سے رشتہ وفا استوار کیا جا رہا ہے۔ قادیانی جماعت اس مسلک میں قائم رہ سکیگی یا نہیں؟ ہزاروں قادیانی سرکاری ملازم ہیں۔ کانگریس کے ساتھ دوستی سے ان پر کیا اثر پڑے گا؟ اور سب سے زیادہ یہ کہ کانگریس بھی قادیانی حضرات کی دوستی کا یقین کریگی؟ بعض حلقوں کی طرف سے جو یہ کہا جا رہا ہے کہ قادیانی سیاست کا کانگریس کی طرف رخ بھی کوئی گہری چال ہے۔ اس کا ذمہ دار کانگریسی لیڈروں پر کیا اثر پڑے گا؟ ان تمام امور پر غور و فکر کیلئے ایک علیحدہ صحبت درکار ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے قادیانی استقبال نے بعض قادیانی حضرات کے دل میں بھی خاص قسم کے خیالات پیدا کر دیئے ہیں۔ وہ جناب خلیفہ قادیان کے اس جدید اقدام پر بے چین نظر آتے ہیں۔ اور اس کو اپنی گذشتہ روایات کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ ان میں سے چند نے جناب خلیفہ صاحب پر اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہے جناب خلیفہ صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں ان کو جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ان کا یہ خطبہ نہایت کمزور دلائل اور متضاد باتوں کا مجموعہ ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ کسی صاحب فہم و عقل انسان کو مطمئن کر سکے۔ کسی آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ ہم اس خطبہ کے متعلق بھی کچھ عرض کریں گے۔

(محمد انعام الحق)

خادم رخصت پر

میرے بعض متعلقین کئی ماہ سے مسلسل بیمار رہیں۔ میری اپنی صحت بھی گذشتہ سال سے خراب ہو رہی ہے اس لئے علاج و تبدیل آب و ہوا کی غرض سے تین ماہ کی رخصت پر جا رہا ہوں۔ تقریباً آٹھ سال سے مجھے "پیغام صلح" کی خدمت کا شرف حاصل ہے اس عرصہ میں کوئی ایسا مہینہ نہیں گذرا کہ مجھے کامل طور پر اس خدمت سے علیحدہ ہونا پڑا ہو۔ لہذا میرا دل قدرتی طور پر اس علیحدگی پر رنج محسوس کر رہا ہے۔ لیکن حالات و ضروریات مجھے یہ رنج برداشت کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ اگر خدا کو منظور ہوا تو تین ماہ گذرنے کے بعد پھر اس خدمت پر حاضر ہو جاؤں گا۔ ورنہ انسان کو اپنے مستقبل کا کیا علم ہے۔ تمام بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس عاجز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

میری عدم موجودگی میں اخبار کی عنان ادارت مسٹر شیر محمد صاحب اختر کے سپرد ہوئی ہے۔ قارئین پیغام صلح ان سے ناواقف نہیں وہ ایک ذہین اور محنتی نوجوان ہیں اور گذشتہ تین ماہ سے مدیر معاون کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے وہ ایک کامیاب مدیر ثابت ہوں گے۔ اس عرصہ میں میں بھی انشاء اللہ کچھ نہ کچھ لکھتا رہوں گا۔ خاکسار

محمد انعام الحق ہوشیارپوری

اردو گورمکھی قضیہ

ہندوستان کی بدقسمتی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ یہاں ذرہ ذرہ اختلاف پر جھگڑے ہو رہے ہیں۔ ہندوستانی قوموں کے درمیان خطرناک خانہ جنگیاں برپا ہیں۔ فرقہ وارانہ مسائل دن بدن زیادہ ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ہندی کا جھگڑا تو چل ہی رہا تھا، اب ایک اور قضیہ پیش آگیا۔ اردو کی بجائے گورمکھی میں تعلیم دی جائے اور بعض اضلاع میں سکھ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ذریعہ گورمکھی کو رائج کرنے کے درپے ہیں۔

حال ہی میں ضلع شیخوپورہ کے ڈسٹرکٹ بورڈ نے ڈپٹی کمشنر کی سفارش پر ان مدارس کی امداد زر بند کر دی ہے جن میں گورمکھی میں تعلیم دی جاتی ہے۔ اس پر سکھوں نے غوغا آرائی شروع کر رکھی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ سکھوں کا یہ مطالبہ صحیح ہے؟ ہرگز نہیں۔ اردو ہندوستان کی مشترکہ زبان ہی نہیں بلکہ پنجاب کی بھی مشترک زبان ہے اور یہ زبان پرانی زبانوں میں سے ہے۔ سرکاری دفاتر کی یہ زبان ہے اس کے ذریعہ کاروباری کام نہایت سہولت اور آسانی سے سرانجام پا رہے ہیں۔ پھر خواہ مخواہ کیوں یہ نیا فساد کھڑا کیا جا رہا ہے۔ جس سے دو ہمسایہ قوموں کے درمیان منافرت کے جذبات دن بدن زیادہ ہو رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں ایسی تحریکات کو روکنے کیلئے حکومت کو سخت سے سخت کارروائی کرنی چاہیئے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۹ر جون کی رات ۱۰ بجے کی گاڑی سے ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ ریلوے سٹیشن پر جماعت لاہور کے احباب کے علاوہ کارکنان انجمن، مسلم ہائی سکول کے طلبا و اساتذہ آپ کو الوداع کہنے کیلئے موجود تھے۔

—— حضرت امیر ایدہ اللہ کا پتہ آئندہ کے لئے دارالسلام ڈلہوزی ہوگا۔

—— چوہدری محمد اکرم خانصاحب بی۔ اے کچھ عرصہ سے علیل ہیں اور وہ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔

—— عزیز حشمت خاں بدستور بیمار ہے۔

—— ملک عبدالغنی صاحب کارکن انجمن کے گلے کو ابھی تک تکلیف ہے ان سب دوستوں کیلئے درد دل سے دعا کی جائے۔

—— جناب شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔

—— [illegible] احباب نے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے

(۱) عبدالواحد خاں صاحب

(۲) عبدالاحد خاں صاحب

(۳) پیرزادہ ناظر الاسلام صاحب

(۴) محمود احمد خانصاحب

ہم ان دوستوں کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔ اے پی سی۔ ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

مقدمہ جانشینی ۶۶ ۱۹۳۶ء

معاملہ درخواست موہن سنگھ بالغ و آتما سنگھ، پرتاپ سنگھ، ہرنام سنگھ، منگل سنگھ نابالغان پسران بالا سنگھ بذریعہ موہن سنگھ کوئٹہ برائے عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی بالا سنگھ متوفی۔ زیر دفعہ ۳۷۲۔ ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

معاملہ صدر سائلان نے درخواست برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی ۱۴/۶/۰ روپیہ یافتنی بالا سنگھ متوفی زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کسی کو اعتراض ہو وہ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ ۶ جولائی پیش کرے۔

آج بہ دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا ۷/۶/۳۶

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

ظِلّی نبوّت

میری نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ اصلی نبوّت (حقیقۃ الوحی)

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۳)

ختم نبوّت کے متعلق دو قرائن

اس مقام پر آپ نے میری ایک غلطی کی طرف اشارہ کیا ہے میں نے حضرت مسیح موعود کی اس عبارت سے ان نبیا خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ لکھا تھا۔ کہ اس میں ختم نبوت کے متعلق دو قرائن ایسے ہیں کہ ان کی موجودگی میں اجرائے نبوت کی سعی کرنا فضول ہے۔ پہلا قرینہ خاتم الانبیاء کا اور دوسرا لا نبی بعدہ کا اور تیسری بات جو اس حوالہ میں قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ ظل کے لفظ کیساتھ یہاں نبی کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ اس عبارت کو پڑھ کر آپ پر بے اختیار بیہوشی طاری ہو گئی ہے اور اس بیہوشی کا ہی نتیجہ ہے کہ ختم نبوت کا مضمون اور وہ ہر دو قرائن جن کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا وہ تو نظر انداز ہو گئے۔

مولوی صاحب کا تجاہل عارفانہ

مگر ہوش آنے پر یہی اجرائے نبوت کا مسئلہ آپ کے سامنے آ گیا۔ قربان اس بیہوشی کے کہ حرف مطلب کو تو باتوں ہی باتوں میں ٹال دیا بلکہ الٹا مجھ پر الزام جڑ دیا۔ کہ یہاں تو ظلی نبوت کا لفظ بھی موجود نہیں پھر تم نے اس حوالہ سے ظلی نبوت کیسے سمجھ لی" جناب والا میں آپ کے اس فقرہ کو آپ کی سادگی پر محمول کروں یا تجاہل عارفانہ سمجھوں یا اس بیہوشی کا کچھ اثر ہے کہ ایک حقیقت کا آپ انکار فرما رہے ہیں۔ ہم نے ظلی نبوت کیسے سمجھی۔ سنئے۔ الفضل مؤرخہ ۲۳ اپریل ۳۶ء کو اٹھا کر ملاحظہ فرمائیں۔ وہاں استفتاء کے اسی حوالہ کے متعلق ظلی نبوت اور ظلی نبی کی بحث موجود ہے۔ میں اسی بحث کی تردید کر رہا تھا۔ آپ نے بھی اسی کی حمایت میں یہ مضمون لکھا ہے۔

ظلی نبوت کا مفہوم

پھر آپ کا یہ فرمانا کہ اس حوالہ سے تم نے ظلی نبوت کیسے سمجھی۔ بڑے تعجب کی بات ہے اس برتے پر آپ مجھے عربی سے ناواقفیت کا طعنہ دیتے ہیں۔ بے شک میرا یہ دعویٰ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح کی رو سے ظلی نبوت نبوت نہیں کہلاتی اور میں نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں متعدد تشریحات حضورؑ کی کتابوں سے پیش کیں۔ مگر اس فرقہ وادی کا برا ہو کہ قرآن اور احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے بے نیاز ہو کر ادھر ادھر کی توجیہات سے ان کو ٹال دیا جاتا ہے۔ بے شک آپ کو طالب العلمانہ ابحاث کا شوق ہے۔ مگر اخذ نتائج میں آپ صحیح مسلک پر قائم نہیں رہتے۔ مثلاً استفتاء کی عربی عبارت کو آپ بار بار ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ جس ظل کا اس جگہ ذکر کیا گیا ہے اس کا نبی ہونا ضروری ہے کیونکہ نبی ہونا ضروری ہے اس لئے کہ ترجمہ میں میں نے نبی ہونا لکھ دیا ہے۔

لفظ نبی کا مفہوم

اول تو یہ غلط ہے کہ میں نے ترجمہ میں نبی کا لفظ لکھ دیا ہے اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس جگہ نبی کا لفظ ترجمہ میں لکھا گیا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق کہ لفظ نبی۔ مرسل اور رسول کے آپ کی تحریرات اور الہامات میں بے شک موجود ہیں مگر ان سے مراد مجدد و محدث، اولیائے کرام اور علمائے ربانی ہیں۔ کیا ان واضح حقائق کی موجودگی میں استفتاء والی عبارت کا حل کچھ مشکل ہے۔ اس کو بھی چھوڑ دیجئے۔ خود مولوی صاحب نے جو حوالہ اپنی تائید میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ سے پیش کیا ہے وہ اس بحث کو حل کر دیتا ہے اور وہ یہ ہے۔

"اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"

نامکمل حوالہ اور ایک فریب

اس حوالہ کی نسبت گذارش ہے کہ اس کی پوری عبارت چھوڑ دی گئی ہے اس کے ساتھ کی اگر ایک ہی سطر اگلی درج کر دی جاتی تو مطلب بالکل واضح ہو جاتا۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ تا کہ کسی طرح حقیقت مستور رہے۔ ہمارے قادیانی دوست عموماً اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے اصلی مضمون خاتم النبیین کے اخیر پر ان کی نسبت یہی شکوہ کیا تھا اور زیر بحث حوالہ کی عبارت بھی یہیں تک لکھی تھی اور گذارش کی تھی کہ یہ ایک فریب ہے۔ مگر آج پھر مولوی صاحب نے ہماری شکایت کو اپنے طرز عمل سے سچ کر دکھایا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ پڑھے لکھے لوگوں کی طرف سے جو عربی دانی کی شیخیاں بگھارتے پھرتے ہیں۔ کیوں اس قسم کی حرکات سرزد ہوتی ہیں۔ کیا حقیقۃ الوحی نایاب کتاب ہے۔ یا پڑھے لکھے آدمیوں کا قحط ہے کہ یہ فریب چل جائے گا۔ اب آپ کی پیروی جو کمالات نبوت بخشتی اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اس سے اگلی عبارت جو بطور تشریح ہے یوں ہے۔

"یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے"۔

حقیقۃ الوحی کے حوالہ کی غلط تاویل!

اس عبارت کو ایک غیر جانبدار منصف کے سامنے رکھ کر اس سے رائے طلب کرو کہ کیا اس سے اجرائے نبوت کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ علمائے امتی کے الفاظ فرمائے ہیں۔ انبیائے امتی کے الفاظ نہیں فرمائے۔ تا کہ دھوکہ نہ لگے۔ مگر افسوس کہ حضورؑ کے یہ واضح اور بین الفاظ بھی ہمارے دوستوں کی تسلی نہ کر سکے۔ مولوی صاحب اپنے عقیدے کی حمایت و وکالت کرتے ہوئے مزید ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اگر کہیں کہ اس جگہ بھی نبی سے مراد محدث ہی ہے تو سنو اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ قوت قدسی کسی اور نبی کو نہیں ملی اس صورت میں اس تحریر کے یہ معنی ہوئے کہ محدث بنانے کی قوت قدسیہ آنحضرت کے سوا کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ حالانکہ یہ امر واقعہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ پہلے انبیاء کی پیروی سے پہلی امتوں میں محدثین ہوتے رہے ہیں پس اگر نبی تراش سے مراد محدث تراش ہے تو خاتم النبیین ہونا ان معنوں میں آنحضرت کی کوئی خصوصیت نہ رہی"۔

مولوی صاحب کی ہٹ دھرمی

اس عبارت کو نقل کر کے مولوی صاحب نے اپنے اجتہاد کی سٹیم اتنی زبردست استعمال کرنی شروع فرمائی ہے کہ اس کے آگے نہ تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو ملحوظ رکھتے ہیں اور نہ حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح پڑھنا چاہتے ہیں، بلکہ وہ اپنے مجتہدانہ طرز میں ایک طرف محدثیت کی تردید فرماتے چلے جاتے ہیں اور دوسری طرف اجرائے نبوت پر زور پر زور دیتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ فکر نابوس کے دریتیں کی طرح ان کے دل و دماغ پر کچھ اس طرح حاوی ہو چکا ہے کہ عام بول چال کے علاوہ ان کی تحریرات میں اس کا خاص اثر نمایاں ہو رہا ہے۔ آپ کے الفاظ سنیئے:۔

"پہلے انبیاء کی پیروی سے پہلی امتوں میں محدثین ہوتے رہے ہیں۔ پس اگر نبی تراش سے مراد محدث تراش ہو تو خاتم النبیین ہونا [illegible] آنحضرت کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔ بلکہ سب ... پہلے نبی بھی ان معنوں میں خاتم النبیین کہلائیں گے"۔

مولوی صاحب کی عجیب منطق

فرماتے ہیں کہ گذشتہ انبیاء کی پیروی سے محدثین ہوتے تھے۔ اس لئے اگر آنحضرت صلعم کی پیروی سے صرف محدث ہی بنتے ہیں تو اس میں آنجناب کی خصوصیت ہی کیا ہوئی خصوصیت تو یہی ہے کہ آپ کے نبی تراش لکھ دینے سے نبی بننے لگ جائیں۔ یہ حمایت اور غمخواری کی انتہا ہے مگر مذہب طرفداری کا نام نہیں۔ وہ نبوت کا ایک خاصہ مقرر کرتا ہے جو ہر ایک نبی میں علیٰ قدر مراتب پایا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہر ایک نبی کی پیروی سے انسان محدثیت کے مقام تک ترقی کر سکتا ہے۔ خواہ وہ نبی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ہوں۔ یا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مگر قوت قدسی کے لحاظ سے ان کی کامیابی میں نمایاں فرق ہو گا۔ ایک نبی کی قوت قدسی محدود جگہ اور محدود زمانہ تک کام کرے گی۔ اور دوسر ان قیود سے بلند و بالا ہو گا۔ اس لئے کامیابی کے لحاظ سے اس کی حیثیت بہت ارفع اور ممتاز ہو گی۔ یہی مطلب زیر بحث حوالہ کا ہے۔ جس میں فرمایا کہ "آنحضرت صلعم کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے"۔

باقی آئندہ

(بقیہ صفحہ ۵)

آپ اکیلے تھے۔ آج ہزاروں لاکھوں انسان آپ کے نام پر قربان ہیں حیات مسیح کا پرانا عقیدہ لوگوں کے دلوں سے نکال لینا اس کی بجائے اس کی وفات اور پھر اپنے آپ کو اس کا مثیل منوانا یہ کوئی ایسے امور نہیں تھے جن کے ماننے کے لئے دنیا تیار ہوتی۔ چاروں طرف سے آپ کی مخالفت کی گئی۔ آپ کو کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب مشہور کیا گیا لیکن یہ آپ کی زبردست روحانی طاقت تھی۔ کہ آپ مخالفت پر غالب آ گئے اور ایک زبردست جماعت تیار کرنے پر قادر ہو سکے۔ اس قدر شدید مخالفت کے باوجود پھر اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جانا اور ایک جماعت کو اپنے مشن پر لگا جانا فی الحقیقت آپ کی زبردست روحانی طاقت کا ہی نتیجہ تھا

کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ

اللہ تعالیٰ سے اس قدر کثرت مکالمہ مخاطبہ کا آپ کو شرف حاصل تھا کہ بعض اوقات ساری ساری رات مکالمہ میں گزر جاتی تھی۔ فی الحقیقت آپ اس زمانہ کے کلیم تھے اور اس کا ثبوت ان عظیم الشان پیشگوئیوں سے ملتا ہے جو اہم واقعات زمانہ کے متعلق آپ نے خدائے علیم سے علم پا کر شائع کیں اور اپنے وقت پر لفظ بلفظ پوری ہوئیں۔ مثلاً بنگال کے متعلق پیشگوئی۔ کوریا کے متعلق پیشگوئی۔ غلبہ روم کی پیشگوئی، زلازل اور طاعون کے متعلق پیشگوئیاں۔ لیکھرام وڈوئی وغیرہ کے متعلق پیشگوئیاں اپنی نصرت وکامیابی کے متعلق قبل از وقت اطلاعات۔ یہ وہ عظیم الشان واقعات ہیں جو ایک طرف آپ کے مکلم من اللہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں اور دوسری طرف خداوند تعالیٰ کا ... الفتجاب ... لئے نمونے

نہ صرف ہی استجابت دعا کے ایسے ایسے نمونے ہم نے آپ کی زندگی میں دیکھے کہ تعجب ایک زبردست روحانی انسان سے وقوع میں آ سکتے ہیں دعا کا ذکر برکات الدعا کے آخری صفحوں میں آپ نے فرمایا ہے اس کی استجابت کیا کچھ کم اعجاز ہے؟ اور کیا کوئی انسان آج صفحہ ہستی پر اس قسم کا اعجاز دکھا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی دعا کی برکت سے ایسے ایسے لاعلاج مریض شفا پاتے رہے جن کے متعلق دنیا کے ڈاکٹروں اور حکیموں نے قطعی موت کا فتویٰ دے دیا تھا۔ خود میاں عبدالکریم صاحب حضرت کی اس روحانی طاقت کے زندہ گواہ ہیں۔ آپ کو شدید بخار ہوا اور خیال غالب ہوا کہ طاعون ہے حضرت آپ کے پاس گئے اور نبض پر ہاتھ رکھنا ہی تھا کہ بخار کافور ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود کا روحانی فیض

یہ آپ کا کچھ کم روحانی کمال نہ تھا کہ بڑے بڑے گمراہ بڑے بڑے فاسق، فاجر آپ کی بیعت میں داخل ہو کر متقی اور پرہیزگار بن گئے۔ وہ جنہوں نے کبھی بھولے سے نماز نہیں ادا کی تھی وہ تہجد گذار بن گئے۔ حضرت مرزا کو خدا نے عجیب روحانی طاقت عطا فرمائی تھی۔ کہ آپ کی بیعت انسان کے اندر ایک عجیب وغریب روحانی انقلاب پیدا کر دیتی تھی۔

حضرت مسیح موعود کے غلاموں نے مردے زندہ کر دیئے

اس سے بڑھ کر آپ کی روحانی طاقت کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آپ کے نام لیواؤں نے مردے زندہ کر دیئے اور آج مغرب ومشرق میں بڑے بڑے فلسفی اور بڑے بڑے تعلیمیافتہ انگریز اور دیگر اصحاب جو حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں یہ آپ ہی کی روحانی طاقت کے تصرفات ہیں۔

مغرب میں طلوع اسلام

آپ کی روحانی آنکھ ان واقعات اور ان تغیرات کو دیکھ رہی تھی اور آپ نے ابتدا میں ہی ظاہر فرما دیا تھا کہ آپ کے عزیزوں اور آپ کے شاگردوں کی وساطت سے مغرب میں آفتاب اسلام پوری آب و تاب سے چمکیگا۔ بحمد اللہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت مرزا کے روحانی اور علمی کمالات ایک کھلی حقیقت ہے۔ آج تعصب نے دنیا کی آنکھ بند کر رکھی ہے۔ لیکن وہ زمانہ دور نہیں کہ محققین حضرت مرزا صاحب کے مقام کو شناخت کر لیں گے وہ آپ کو آنکھوں پر جگہ دیں گے اور اس عظیم الشان انسان سے نسبت اور تعلق کا اظہار اپنے لئے موجب فخر ومباہات سمجھینگے انشاءاللہ العزیز۔

اجلاسی جناب تحصیلدار صاحب اسسٹنٹ کلکٹر صاحب

درجہ دوم مردان

مسماۃ رفرئی بیوہ میر عالم قوم افغان سکنہ مردان

بنام

مسماۃ بی بی بیوہ شیر افضل سکنہ مردان حال استادنی گرل سکول لاہور۔

درخواست تقسیم اراضی

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسماۃ بی بی بیوہ شیر افضل ... سکنہ مردان حال استادنی سکول زنانہ لاہور کے متعلق اشتہار میں اشاعت کرنا ضروری ہے کہ وہ عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً یا مختار نامہ کے حاضر آ کر اپنا جوابدہی کیا کرے اور اگر وہ حاضر عدالت ہذا میں 6/36 25 کو نہ ہوئی تو اس کے برخلاف یکطرفہ کارروائی کی جاوے گی۔

15 6/36

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

مکتوب بغداد

جناب سید احمد علی شاہ صاحب کا ورود بغداد

برادر عزیز سید الرحمن، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت سید احمد علیشاہ صاحب مورخہ ۷ رجون ۳۶ء بغداد میں تشریف فرما ہوئے۔ حسن اتفاق سے آپ کی تشریف آوری ایسے مبارک موقع پر ہوئی جبکہ پرستاران توحید اپنے ہادی برحق رسول اعظم رحمۃ للعالمین کا یوم میلاد منانے کے لیے علویہ میں جمع ہوتے تھے۔ اس متبرک تقریب میں ہندوستانی مسلمان عیسائی اور ہندو صاحبان کے علاوہ شرفائے عراق بھی شامل تھے۔ شاہ صاحب موصوف عین جلسہ کی کارروائی کے دوران میں تشریف فرما ہوئے آپ کی اس بروقت آمد پر لوگوں نے آپ سے تقریر کرنے کی درخواست کی جس پر آپ نے "تمدن حاضرہ اور فضیلت اسلام" کے موضوع پر ایک جامع تقریر فرمائی آپ کی تقریر اس قدر پر اثر تھی کہ حاضرین جلسہ سے ہمیں شاہ صاحب موصوف کا تعارف کرانے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ جلسہ میں مقامی اخبار "الصباح" کے ایڈیٹر صحافی سید توفیق بھی تشریف فرما تھے آپ شاہ صاحب کی تقریر سے اتنے متاثر ہوئے کہ دوسرے دن اپنے اخبار "الصباح" میں شاہ صاحب کی تشریف آوری اور آپ کی تقریر کا ذکر فرمایا۔ مورخہ ۱۱ رجون کے روز مرزا فتح محمد صاحب نے شاہ جی چھاؤنی میں شاہ صاحب کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا انتظام فرمایا جس میں ہندوستانی مسلمان عیسائی اور ہندو دوستوں کے علاوہ چند انگریزوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ مرزا صاحب کی خواہش پر آپ نے ایک مختصر مگر دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو جانے والی **قل یا اھل الکتاب تعالوا...... الخ** کے عنوان پر ارشاد فرمائی۔ جس کا نہایت اچھا اثر ہوا۔ چائے نوشی کے دوران میں حضرت ممدوح سے چند انگریزوں نے "Mother India" نامی کتاب کے حوالوں سے چند ایک سوالات دریافت کئے جن کا انہیں نہایت ہی تسلی و تشفی بخش جواب دیا گیا۔

۱۳ رجون ہفتہ کے دن [illegible] شیخ عباس صاحب کے مکان پر دعوت طعام کے موقع پر حضرت شاہ صاحب نے جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات اسلامی پر اظہار خیال فرماتے ہوئے مخالفین سلسلہ کے کئی ایک اعتراضات کو صاف کیا۔ انشاء اللہ آپ کی روحانیت سے لبریز تقریر کئی ایک سعید روحوں کے لئے شمع ہدایت کا سبب بنے گی۔ حاضرین کی تعداد پچاس کے قریب تھی۔

۱۴ رجون بروز اتوار کو Indian Association in Iraq کے اپنے مکان میں آپ کا ایک لیکچر Brotherhood of Man-Kind (اخوت نسل انسانی) کے موضوع پر ہوا۔ جلسہ کا اعلان پیشتر ازیں مقامی اخبار عراق ٹائمس میں ہو چکا تھا۔ ہندو مسلمان سکھ، عیسائی صاحبان کافی تعداد میں جلسہ میں شامل ہوئے چائے نوشی کے بعد صدر ایسوسی ایشن جناب رائے صاحب لعل چند لعل صاحب نے آپ کا تعارف حاضرین سے کراتے ہوئے لیکچر کی درخواست کی۔ حضرت شاہ صاحب نے ایسوسی ایشن اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنی تقریر شروع فرمائی۔ تقریر کیا تھی ایک علم و معرفت کا دریا بہہ رہا تھا۔ آپ کی تقریر کا ایک ایک لفظ دلوں کے اندر گھر کر رہا تھا اور لوگ مسحور نظر آتے تھے تقریر کے خاتمہ پر صدر جلسہ اور ڈاکٹر ڈنیوزہ نے لوگوں کی توجہ حضرت شاہ صاحب کی تقریر کے بعض حصوں کی طرف مبذول کراتے ہوئے اتحاد و اتفاق سے مل کر رہنے کی نصیحت کی اور حضرت شاہ صاحب سے درخواست کی کہ آپ بھی ہندوستانی زبان میں چند نصائح ارشاد فرمائیں اس پر آپ نے دوبارہ اٹھ کر ہندوستانی زبان میں حاضرین کو متفق اور متحد رہنے اور اپنے میں قوت پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔

جناب محمد یعقوب صاحب برادر طیب اسمٰعیل صاحب، سلطان علی صاحب، حاجی عبد اللطیف صاحب، عبدالرحمن صاحب [illegible] اور کمترین کے مکانوں پر بھی دعوت طعام میں حضرت شاہ صاحب کے ارشادات عالیہ سے مستفید ہونے اور علوم دینیہ کے نکات و معارف کے حاصل کرنے اور اپنے دلوں میں دعا کی اثر پیدا کرنے کا ہم سبھوں کو موقع میسر آتا رہا۔ شاہ صاحب موصوف کا یہ بابرکت قیام احباب سلسلہ اور معاونین حضرات کے لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو رہا ہے خواہش ہے کہ حضرت شاہ صاحب

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

— استنبول کی تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حکومت ترکی نوجوان طبقہ میں نشاتی سرگرمی کا شوق پیدا کر رہی ہے اور ایک ایسی سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جو اُن میں اس شوق کو زیادہ کرے۔ اور روسی اُستاد جو اس ن پیشہ میں ماہر ہیں حاصل کئے گئے ہیں

— ترکی کابینہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جس قدر ترکی قوم کے لوگ بیرونی ممالک میں آباد ہیں۔ اُن کو ترکی میں بلا لیا جائے چنانچہ غیر ملکوں سے آنیوالے ترکوں کی تعداد مئی تک پچیس ہزار تھی۔

— حکومت نے ان مہاجرین کے لئے ہر ممکن آسانی بہم پہنچائی ہے۔

— حکومت ترکی کے شاہ بند کا تیر اور معدنیات کی کانیں پہلے غیر ملکی کمپنیوں کے پاس تھیں۔ لیکن اب حکومت نے سب کانیں اپنے قبضہ میں لے لی ہیں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ سات ہزار ٹن تانبہ ہر سال غیر ممالک کو بھیجا جا سکے گا۔

— تازہ اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ درِ دانیال کی قلعہ بندی کرنے کے لئے روسی انجینئر اور کروپ کارخانہ کے ایجنٹ موقع کی پیمائش میں مصروف ہیں۔ اور نقشہ کا تخمینہ تیار کیا جا رہا ہے۔ آیکی اور انگورہ سے توپ خانے درِ دانیال کی طرف منتقل کئے جا رہے ہیں

— قاہرہ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ حبشہ میں اطالویوں نے جو زہریلی گیسوں کا استعمال کیا ہے۔ وہ گیس ہوا کے ساتھ حجاز کی طرف آ رہی ہے۔ چنانچہ حجاز میں ایک نئی قسم کی بیماری پیدا ہوگئی ہے۔ اس کا اثر یہ ہے۔ پہلے دماغ پر ہوتا ہے۔ آدمی دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد ہلاک ہو جاتا ہے۔ اب تک سو کے قریب انسان تین شہروں میں ہلاک ہو چکے ہیں۔

— اعراب فلسطین کا ایک وفد بسر کردگی جمال آفندی حسینی صدر عرب کمیٹی فلسطین لندن پہنچا۔ ان کا مقصد برطانوی پبلک کے سامنے اپنا نظریہ پیش کرنا ہے۔

— وفد کے سیکرٹری نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ وہ حکومت برطانیہ سے کسی قسم کی گفت و شنید نہیں کریگا۔

— بیت المقدس۔ ۲۲ جون۔ کل رات کئی مقامات پر بمباری ہوئی اور کئی مقامات پر فائر بھی ہوئے۔

حکومت نے ۱۵ ربر سر بر آوردہ عرب لیڈروں کو جن میں بلدیہ حیفہ کا ایک مسلمان کونسلر بھی شامل ہے نظر بند کر دیا ہے۔

— کابل کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ افغان پارلیمنٹ نے شرح مبادلہ کو مستقل طور پر مقرر کیا ہے۔ ہندوستانی روپیہ کی قیمت ۳½ فیصدی کم کر دی گئی ہے۔ غیر ملکی پونڈ کی قیمت بھی ۴ فیصدی بڑھ گئی ہے۔

— حکومت کابل کا قابل تعریف اقدام یہ ہے کہ اپاہجوں۔ اندھوں۔ لنگڑوں اور ان نکموں کے لئے جو روٹی کمانے سے بالکل عاجز ہیں اور محتاج خانے تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ جہاں ان کی پرورش کی جائے گی۔

— انگورہ کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حکومت ترکیہ نے ۱۲ کروڑ فرانک فرانس سے قرض لینے کا فیصلہ کیا ہے جس سے فرانس میں جنگی طیارے بنوائے جائیں گے۔

ہندوستان

— شملہ۔ ۱۸ جون وائسرائے نے سرکاری طور پر ہدایت کی ہے کہ اسمبلی کا اجلاس شملہ میں ۱۳ اگست سے شروع ہوگا۔

— حیدر آباد دکن۔ ۱۲ جون۔ حیدر آباد دکن کے سینما ہال کو آگ لگنے کے سلسلے میں حضور نظام دکن نے ایک فرمان جاری کیا ہے جس میں مرنے والوں کے خاندانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا ہے۔

— حضور نظام فرماتے ہیں۔ کہ سینما تفریح کے لئے ہے۔ لیکن سینما دیکھنے کا مرض بہت بڑھ گیا ہے۔ اور لہو لعب میں حد سے گزرنا نہیں چاہیئے۔

— ۱۹ جون کو یوم فلسطین منانے کے لئے ہندوستان میں مختلف مقامات پر جلسے ہوئے اور مظلومین فلسطین سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔

— کورو کشیتر ۱۲ جون۔ کورو کشیتر کے تالابوں میں تقریباً تین لاکھ یاتریوں نے اشنان کیا۔ تخمینہ کیا گیا ہے کہ اسی ہزار یاتری سپیشل ٹرین کے ذریعہ آئے۔ بوائے سکوٹ اور پولیس کا انتظام خاطر خواہ تھا۔

— کراچی ۲۲ جون سر فیروز خاں نون ہائی کمشنر ہند متعینہ لندن ۲۱ جون کو سوا سات بجے پنجاب سے کراچی پہنچے گئے اسی شام کو سیٹھ عبد اللہ ہارون نے آپکے اعزاز میں ایٹ ہوم دیا۔

— کورو کشیتر ۱۸ جون اس جگہ سے ۲۵ میل کے فاصلے پر ایک خالی گاڑی سے مسافروں کی بھری ہوئی گاڑی کی ٹکر ہوگئی دو مسافر ہلاک ہوئے اور ۹ شدید زخمی ہوئے۔

— ناگپور ۱۸ جون۔ ناگپور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن نے اتفاق آرا سے ڈاکٹر دیش مکھ کے بل کی مخالفت کی ہے جس کی رو سے ہندو عورتوں کا حق وراثت تسلیم کیا گیا تھا۔

— کورو کشیتر ۱۸ جون۔ شدت گرمی ہوا چلنے اور موسم کھلنے کی وجہ سے ہیضہ کی کوئی واردات چند یوم سے نہیں ہوئی۔

— شملہ ۱۸ جون۔ ہندوستان اور جاپان کے روئی کے معاہدہ کی مقررہ مدت مارچ ۱۹۳۷ء میں ختم ہو گی۔

اس سلسلہ میں تین ٹیکنیکل مشیر جولائی میں جاپان سے ہندوستان آئیں گے جو تجدید معاہدہ کے متعلق قونصل جنرل جاپان کی امداد کریں گے۔

— لاہور ۲۰ جون کو رات کے ساڑھے نو بجے اتحاد ملت کا جلسہ بیرون موچی دروازہ باغ میں منعقد ہوا لیکن چند شورش پسندوں نے جلسہ میں اینٹوں کی بارش شروع کر دی جس سے کئی حاضرین مجروح اور ایک والنٹیر بیہوش ہوگیا لیکن اس کے باوجود جلسہ جاری رکھا گیا۔

— کراچی ۲۳ جون حاجی سیٹھ عبد اللہ ہارون ایم۔ ایل۔ اے نے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے جاری کردہ مینی فسٹو کا جواب شائع کر کے ظاہر کیا ہے کہ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترک پارٹیاں تیار کر کے آئندہ انتخاب میں حصہ لیں گے اور یہ متحدہ پارٹیاں دونوں قوموں کے لئے محبت کے جذبات پیدا کریں گی۔

— بمبئی ۲۳ جون۔ بمبئی فلم سنسر بورڈ نے "پنڈت جواہر لال نہرو کے پیغام" نامی فلم کو منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ممالک خارجہ

— پیرس ۲۱ جون سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے کہ شام اور لبنان کے درمیان معاہدہ کے متعلق گفت گو شروع ہوگئی ہے۔ لیکن چونکہ بہت سے پیچیدہ معاملات کا حل کرنا ضروری ہے اس لئے ان حالات میں یہ ممکن نہیں کہ شام و لبنان جمعیۃ الاقوام میں ۱۹۳۷ء سے قبل شامل ہو سکیں۔

— روما۔ ۲۱ جون۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ حبشہ کے تیس ملین کو کیتھولک مذہب کا پیرو بنانے کے لئے اٹالیہ سے تین ہزار مشنری بھیجے جا رہے ہیں۔ جو وہاں عیسائی مذہب کی تبلیغ کریں گے

— ٹوکیو ۲۲ جون چین اور جاپان کے درمیان ۱۹۲۴ء کو ایک معاہدہ ہوا تھا۔ جس میں اس نے چین کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اب اس معاہدہ میں چند ایک اور شرائط کا اضافہ کر دیا ہے اور اس معاہدہ کی رو سے جاپان کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کا عزم کر لیا گیا ہے۔

— اس معاہدہ نے جاپان کے فوجی حلقوں میں سخت بے چینی پیدا کر دی ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ جون کے اختتام پر روس اور جاپان میں جنگ شروع ہو جائے گی۔ چینی فوجیں چیہول میں منتقل کر دی گئیں ہیں۔

— لندن کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ دہلی دربار میں ملک معظم خود نہیں آئیں گے۔ بلکہ ڈیوک آف یارک اور ڈچز آف یارک کو بھیجا جائے گا۔

— ایک تجویز اور بھی زیر غور ہے۔ کہ تاجپوشی کے لئے ملک معظم خود کیوں ہندوستان جائیں گے۔ بلکہ ہندوستان کے سیاسی پارٹیوں کے لیڈر والیان ریاست اور سرکاری حکام وغیرہ دار السلطنت میں حاضر ہوں۔

— لندن ۲۳ جون۔ کل لندن کے وسط میں پانی کا ایک بڑا نل پھٹ گیا جس کی وجہ سے شہر میں زبردست طوفان آگیا۔ ٹریموے کی زیر زمین سرنگ، دکانیں۔ تہ خانے زیر آب ہوگئے اور آمد و رفت کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا۔

— روما۔ ۲۲ جون مسولینی نے حبشہ کے لئے دو سالہ تعمیری پروگرام تیار کیا ہے۔ جس پر ۴ کروڑ پونڈ خرچ ہونگے اور ۳۰۰۰ میل لمبی سڑکیں ایبے سینیا میں تعمیر کی جائیں گی۔

— زراعت کے متعلق بھی ایک موثر سکیم زیر غور ہے حبشہ میں ایک اطالوی نو آبادی قائم کی جا رہی ہے اور ایبے سینیا کے کسانوں کو چھوٹے چھوٹے زمین کے ٹکڑے مفت دیئے جائیں گے۔

— لندن ۲۳ جون۔ اس امر کا احتمال ہے کہ سر شادی لال سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ چند مہینوں تک پریوی کونسل کی ججی سے مستعفی ہو کر ہندوستان میں پبلک زندگی اختیار کریں گے۔

— روما کی اطلاعات مظہر ہیں کہ اطالوی اخبارات انگریزوں کو بدنام کرنے کیلئے عجیب و غریب سرخیاں باندھتے ہیں۔ مثلاً لندن کے ہجوموں میں لوگ نہایت بدصورت ہیں یا دورِ حاضرہ کے انگریز اس قدر طاقتور اور مضبوط نہیں۔ کہ سلطنت کے شیرازے کو بکھرنے نہ دیں۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود

نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر

شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ

سالانہ ۔ چھ روپے

ششماہی ۔ تین روپے

طلبا سے

سالانہ چار روپے

ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے

پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴

لاہور ۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ جون ۱۹۳۶ء

نمبر ۴۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعا ہمدردی کا بہترین ذریعہ ہے

یاد رکھو ہمدردی تین قسم کی ہے۔ اول جسمانی دوم مالی تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے جس میں نہ صرف زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے۔ کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہی انسان کر سکتا ہے جبکہ اس میں طاقت بھی ہو مثلاً ایک ناتوان مجروح مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو تو کوئی شخص جس میں خود طاقت و توانائی نہیں ہے کب اس کو اٹھا کر مدد دے سکتا ہے۔ اس طرح پر اگر کوئی بیکس، بے بس، بے سر و سامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جب تک مال نہ ہو اس کی ہمدردی کیونکر ہوگی۔ مگر دعا کیساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت، بلکہ جب تک انسان انسان ہے وہ دوسرے کیلئے دعا کر سکتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا فیض بہت وسیع ہے اور اگر اس ہمدردی سے انسان کام نہ لے تو سمجھو کہ وہ بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔ میں نے کہا ہے کہ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور رہتا ہے مگر دعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے جس قدر دعا وسیع ہوگی اسی قدر فائدہ دعا کرنے والے کو ہوگا۔ اور دعا میں جس قدر بخل کریگا۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا جاویگا اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت ہی وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اس کا ایمان بھی کمزور ہے۔

دوسروں کیلئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں ان کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ "اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض"۔ اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں اسلئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دیجا سکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو اس آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کیساتھ اٹھا سکتے ہیں ؛

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) تم سے پہلے واقعات گزر چکے ہیں۔ پس تم زمین میں پھر و دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا (ہی برا) انجام۔ یہ لوگوں کے لئے بیان اور ہدایت اور متقیوں کیلئے وعظ ہے۔ اور نہ سست ہو اور نہ غمگین ہو۔ اور تم ہی غالب ہوگے جب تم مومن ہو۔ (آل عمران: ۳-۱۳۶-۱۳۸)

(۲) اور وہ لوگ یہ خیال نہ کریں۔ جو اس میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے کہ یہ ان کیلئے اچھا ہے بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے قیامت کے دن وہی ان کے گلے کا ہار بنا یا جائیگا۔ جس میں وہ بخل کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ کی ہی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ اس سے خبردار ہے۔ (آل عمران ۳-۱۷۹)

حدیث شریف

(۱) ڈرو اللہ سے جہاں کہیں تم ہو۔ اور بدی کے پیچھے نیکی کرو۔ کہ اسے مٹا دے اور لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آؤ۔ (ترمذی)

(۲) مال و اسباب کی کثرت سے نہیں بلکہ دل کی بے پرواہی سے انسان غنی ہوتا ہے۔ (ترمذی)

(۳) جو شخص لوگوں سے اس غرض سے مانگے کہ مال جمع کرے تو وہ انگارے مانگتا ہے۔ خواہ کم جمع کرے خواہ زیادہ (مسلم)

(۴) جب تم میں سے کوئی نکاح کا پیغام کسی عورت کے پاس بھیجے اگر ممکن ہو کہ اس کا چہرہ مہرہ دیکھ سکے جس سے اس کو اس سے نکاح کرنے کی رغبت ہو تو چاہیئے کہ دیکھ لے۔ (ابو داؤد)

(۵) میری ساری امت عافیت میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو اپنے پوشیدہ گناہوں کو (آپ) ظاہر کرتے ہیں۔ (مسلم)

ظلی نبوت

میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ اصلی نبوت (حقیقۃ الوحی)

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۴)

ان ہر دو فقرات کی تشریح اول حدیث علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل کو اسی جگہ لا کر واضح فرما دی۔ پھر اسی مقام میں الگ الگ تین نبیوں اور ان کے متبعین کا ذکر کر کے ہر سہ کی کامیابیوں کا مقابلہ فرمایا ہے چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ ان لوگوں کو رشد صلاح اور تقویٰ سے بہت ہی کم حصہ ملا تھا۔ اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی امت اولیاء اللہ کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی۔

پھر حضرت عیسیٰ کے صحابہ کا ذکر کیا ہے کہ یہودا اسکریوطی نے تیس روپے لیکر مسیح کو گرفتار کرا دیا اور پطرس نے ان پر لعنت بھیجی۔ بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے کہ آپ کی توجہ قدسی کی وہ تاثیر صحابہ کرام کے دلوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے بھیڑ بکریوں کی طرح اپنے سر کٹوا دیئے۔ مولوی صاحب نے ان حقائق پر تو توجہ نہیں فرمائی اور اپنے عقیدے کے اظہار میں کہیں سے کہیں پہنچ گئے

مولوی صاحب کی خوش اعتقادی

غور فرمایئے کہ اگر ان کی تحریر کے بموجب جو ہر اسرفوسٹس

کوئی خوش اعتقاد خدا تعالیٰ کی نسبت مولوی صاحب کی طرح یہی کہدے کہ چونکہ خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے اس لئے وہ اپنے جیسا دوسرا خدا بھی پیدا کر سکتا ہے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر اس میں خصوصیت ہی کیا ہے کیونکہ نبی تو آنحضرت صلعم بھی پیدا کر لیتے ہیں۔ مولوی صاحب کے اعتقاد کی طرح یہ عقیدہ تو زیادہ دلخوش کن ہے۔ اور یہ آپ کے عقیدے کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ پھر اسکو اس کے تسلیم نہ کرنے میں کونسا استبعاد عقلی لازم آتا ہے۔

استفتاء والے حوالہ کی تشریح

اس قدر لکھ چکنے کے بعد استفتاء عاشیہ صلہ ۱۶ سے پھر ایک اور عبارت نقل کی ہے۔ جس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ "خدا تعالیٰ نے اس شخص کا نام نبی صرف ہمارے سردار خیر البریہ کے کمال نبوت کے اثبات کیلئے رکھا ہے کیونکہ نبی کے کمال کا ثبوت امت کے کمال کے ثبوت سے ہی متحقق ہوتا ہے"۔ اس کی توضیح میں حضرت مسیح موعود کے کلام سے اوپر دکھا چکا ہوں۔ جہاں آپ نے صلہ ۹۷ کے حاشیہ میں فرمایا ہے کہ آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور حدیث علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل کو لا کر اپنے مافی الضمیر کو واضح فرمایا ہے مگر مولوی صاحب کی عادت ہے کہ جہاں لفظ نبی کا دیکھا ریجھ گئے۔ حالانکہ میں اس سے پیشتر آپ کے متعدد حوالجات سے لفظ نبی۔ رسول اور مرسل کے استعمال کے متعلق آپ کی تشریح دکھا چکا ہوں جو شخص اس التزام کو مدنظر رکھیگا وہ مغالطے سے یقیناً محفوظ رہیگا تشریح یا تفسیر وہ ہونی چاہیئے۔ جس کو اس کا کلام برداشت کرے نہ کہ اپنی طرف سے اس کو کوئی نئی بات سکھائی جائے۔ . .

- - - - - - - - - - - - - - -

ظل نبی اور ظلی نبی کی بحث

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ ظل نبی اور ظلی نبی میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ مولویانہ انداز آپ کا اس وقت کام آئے گا۔ جب سب سے پہلے آپ اس مسئلہ پر قرآن اور حدیث سے روشنی ڈالیں گے۔ قبل اس کے کہ آپ ظل نبی اور ظلی نبی میں نحوی طور پر نسبت دکھائیں۔ سب سے پہلے یہ الفاظ قرآن اور احادیث سے دکھائیں۔ پھر ان کی تشریحات بھی وہیں سے نکال کر پیش کریں۔ بعد میں آپ کے اس بیان کو بھی ملحوظ نظر رکھ لیا جائے گا جس میں آپ نے یہ فرق ظاہر کیا ہے۔ اگر آپ کی نیت بخیر ہے۔ تو پھر یقیناً آپ میرے ساتھ متفق ہو ں گے۔ اس لئے اگلی ہی صحبت میں ظلی نبی کی تعریف قرآن شریف اور احادیث سے ظاہر فرمائیے۔ ہم شوق سے سننے کو تیار ہیں۔ بجز اس کے آپ کا یہ بیان غیر متعلق ہے۔ جو محض دافع الوقتی پر منصو رہوگا۔ اب آپ پورا زور لگائیں اور قرآن شریف سے ظلی نبوت کا دعوےٰ انہی الفاظ میں نکالئے۔ پھر اس دعوےٰ کی وہی تشریح جس پر آپ اپنے مضمون میں بار بار اصرار اور تکرار کر رہے ہیں، واضح طور پر دکھائیے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار

ظل کی "ملزا ۔۔ ۔۔"

پھر آپ اسی ضمن میں لکھتے ہیں :-

"ظلیت کے بھی مدارج ہوتے ہیں اور نبی کریم صلعم کی پیروی میں جب آپ کا امتی کوئی کمال حاصل کرتا ہے اور فنافی الرسول کا کوئی درجہ طے کرتا ہے تو اسے ظلی طور پر کوئی نہ کوئی مرتبہ ملتا ہے۔ پس علی قدر مراتب آنحضرت کے امتی کوئی نہ کوئی ظلی مرتبہ حاصل کر لیتے ہیں۔ یعنی اگر اس امت میں کوئی مومن بنتا ہے تو ظلی طور پر ولی بنتا ہے تو ظلی طور پر شہید اور صالح کا مرتبہ پاتا ہے تو ظلی طور پر"

اور اپنے مطلب کی تائید میں ازالہ اوہام سے یہ عبارت نقل کی ہے

"کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے" (صلہ ۱۳۸)

اب دیکھئے اس ظلیت سے جو مدارج حاصل ہوتے ہیں ان کے چار نام بتلائے ہیں۔ مومن، صالح، شہید اور صدیق، مگر جس مرتبہ اور دعوے کیلئے یہ مضمون لکھا جا رہا ہے اس کا نام ہی نہیں لیا۔ یعنی ظلی نبوت، مزید استدلال ازالہ اوہام کے مذکورہ بالا حوالے کے متعلق سن لیجئے :-

"آنحضرت کے امتی کو جو مرتبہ بھی ملیگا۔ وہ ظلی طور پر یعنی آنحضرت صلعم کی طفیل سے ملیگا نہ کہ براہ راست"

فرمایئے یہ ہر چہار درجے پہلے نبیوں کے امتیوں کو کون کہتا ہے کہ براہ راست ملا کرتے تھے۔ آپ نے قبل ازیں اپنے بیان میں خود تسلیم فرمایا ہے کہ پہلے نبیوں کی اتباع سے بھی محدثیت ہوا کرتے تھے اور محدث ایک امتی کی ترقی کا آخری درجہ ہے۔

مولوی صاحب کا بے محل حوالہ جات استعمال کرنے کا شوق

معلوم ہوتا ہے کہ آپ حوالجات کو بے محل استعمال کرنے کے شائق ہیں۔ اگر سابقہ نبیوں کے متبعین بھی یہی مدارج طے کرتے تھے تو اس صورت میں آنحضرت کے متبعین کو آپکا ظلی مومن ظلی شہید ظلی ولی اور ظلی صدیق کیا کیا معنی رکھتا ہے۔ آپ نے حضرت امام کے حوالہ کا غلط مفہوم سمجھا ہے کہ آپ سابقہ صلحا اور اولیاء میں اور آنحضرت کے خلفاء اور مجددین میں فرق کرتے ہیں حضرت قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ تعالیٰ نے آپ کو کئی دفعہ اس بیان پر سرزنش بھی فرمائی مگر افسوس آپ اس کے شنوا نہ ہوئے

ظل نبی اور ظلی نبی کے الفاظ اور دعاوی کو قرآن و حدیث سے ثابت کیجئے

آپ لکھتے ہیں کہ ظل نبی مرکب اضافی ہے اور ظلی نبی مرکب توصیفی مگر یہ بحث بھی آپ کی اس وقت تک بے سود ہے جب تک پہلے آپ قرآن شریف اور احادیث سے ان الفاظ اور دعاوی کو ثابت نہ کرلیں چونکہ آپ اس بات کے مدعی ہیں کہ ظلی نبوت فی الحقیقت نبوت ہی ہے اس لئے ہمارا یہ مطالبہ حق بجانب ہے۔ آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ اس قسم کی نبوت کا آغاز بھی مرزا صاحب کی ذات سے ہوا ہے چونکہ یہ ایک بہت بڑا دعویٰ ہے اس دعویٰ کو اپنے الفاظ کے ساتھ ہم قرآن اور احادیث میں دیکھنا چاہتے ہیں جب اصل الفاظ ہم اپنی الہامی کتاب سے دیکھ لینگے پھر بعد اس کے زبان کے لحاظ سے جو تشریحات آپ کریں گے ان کو بھی دیکھ لیا جائیگا۔

مولوی صاحب کا قرآن و حدیث سے گریز

مولوی صاحب کی یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہے کہ جن الفاظ کی وہ نحوی ترکیب فرماتے ہیں اول انہیں وہی الفاظ اور دعاوی اپنی مذہبی کتب سے پیش کرنے چاہئیں۔ موجودہ ابحاث جن پر وہ لکھ رہے ہیں لغو کی جگہ ہیں۔ ابھی تک چونکہ انہوں نے قرآن اور احادیث کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اس لئے یہاں یہ کہنا کہ ان کو ان کتابوں سے علمی ۔۔۔ نہیں مگر میں یہ تو بالوثوق کہوں گا کہ انہیں حضرت مسیح موعود کے لٹریچر کے متعلق واقفیت نہیں۔ چند حوالجات رٹ لینا اور ان کو بے جا استعمال کرنا یہ واقفیت کی دلیل نہیں۔ علماء کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ کسی صورت میں قرآن اور احادیث کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور جو مذہب قرآن اور احادیث تلقین کریں۔ بزرگان دین کے کلام کو اس کے ماتحت کیا جائے۔ مگر مولوی صاحب کے مضمون میں اس بات کا قطعاً التزام نہیں ہے حتیٰ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے کلام سے بھی ظلی نبوت کی کوئی تشریح نہیں دکھلائی اور نحوی بحث کرنی شروع کر دی ہے اور جو حوالجات وہ حضرت اقدس کی کتابوں سے یا اپنے دماغ سے نکالتے ہیں۔ ان میں وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ حضرت کا دوسرا کلام اس کی تصدیق کرتا ہے یا نہیں۔ انہیں تھوڑی سی عبارت اپنے مفید مطلب مل جائے پھر وہ آگا پیچھا نہیں دیکھتے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

مولوی صاحب کا حضرت مسیح موعود کے مسلک سے انحراف

"اگر کوئی ظلیت میں نبی کے مرتبہ پر پہنچ گیا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے نبی کا خطاب دیا جائیگا ورنہ نہیں"۔ اس کے متعلق میں نے چند مثالیں بزرگان سلف کی حضرت مسیح موعود کی کتب سے پیش کر کے بتلایا تھا کہ حضرت مسیح موعود کو خود اعتراف ہے کہ یہ بزرگان اس مرتبہ پر کامل اطاعت سے فائز ہوئے مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا ہے کہ آپ کتاب نبوت کے اجمالی نسخہ تھے اور نبیوں کی مٹی کا بقیہ تھے اور ہمارے سید و مولیٰ کے سارے آداب میں ظل کی مانند تھے۔ اس کے متعلق خصوصیت کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری اس تحریر کو مبالغہ نہ سمجھا جائے بلکہ یہ وہ حقیقت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئی ہے۔

باقی آئندہ

گاندھی جی کے ایک مقتدر چیلے کا قبول اسلام

مسلمانوں کیلئے ایک لمحہ فکریہ

بفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہرحالت شود پیدا

آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعوی کیا کہ "اسلام تمام ادیان عالم پر غالب ہوگا" یہ محض دعوی ہی نہ تھا۔ بلکہ ہر زمانہ شاہد ہے کہ ہمیشہ اسلام کا غلبہ دیگر ادیان پر رہا۔ تیرہ سو سال کے بعد آج ہم خود اپنی ان آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ ایک انقلاب عظیم کا پیش خیمہ ہمارے سامنے ہے۔ ہندوستان کے آٹھ کروڑ انسان اسلام کے دروازے پر کھڑے دستک دے رہے ہیں۔ اور کوئی دن نہیں جاتا جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی حلقہ بگوش اسلام نہ ہو جائے۔ ان نومسلمین میں سے ہمارے معزز بھائی شیخ عبداللہ گاندھی ہیں۔ آپ کے قبول اسلام پر ہندوؤں میں ایک ہلچل مچ گئی اور ایک طوفان بے تمیزی برپا کر کے شیخ صاحب موصوف کی ذات پر حملے کئے گئے۔ مسٹر گاندھی جیسا لیڈر بھی اپنے بیٹے کے قبول اسلام سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور اس نے شیخ عبداللہ گاندھی کے خلاف ایک طویل بیان دیا جس کے متعلق انہیں کالموں میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے

شیخ عبداللہ گاندھی کے دلی دوستوں میں سے ایک پنڈت منار وصفی اس شودرانند بھی ہیں۔ جو مسٹر گاندھی کے مقتدر چیلے اور ایک بہت بڑے مالگذار ہیں۔ وہ گاندھی آشرم میں رہا کرتے تھے اور اچھوت ادھار کے بھی ایک سرگرم لیڈر ہیں۔ اپنے دوست کا قبول اسلام سنکر آپ کو رنج ہوا۔ اور مسٹر گاندھی کے ایما پر آپ انہیں سمجھانے کیلئے روانہ ہوئے۔ تاکہ انہیں دوبارہ شدھ کر کے ہندو بنائیں۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ شیخ صاحب سے چند ملاقاتوں کے بعد آپ بھی اسلام کی طرف مائل ہو گئے ؎

شکار کرنے کو آئے شکار ہو کے چلے

واپس آئے اور ایک بھرے جلسہ میں اپنے بیوی بچوں سمیت اسلام کا اعلان کر دیا۔ آپ کے ساتھ ہمارا اچھوتوں کے لیڈر رچودھری ونڈو اپنے بارہ سو ساتھیوں سمیت حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ آپ نے اسلام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"میں نے اپنی زندگی کے بہترین ایام ہندو مذہب اور گاندھی جی کی تعلیم کو فروغ دینے میں گذارے ہیں لیکن اب مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ آئندہ ایک ہزار برس تک بھی ہندو اچھوتوں کو ساوی حقوق نہ دینگے کیونکہ اس مذہب کی بنیاد ہی عدم مساوات اور ذات پات کی تمیز پر ہے"

کس قدر ایمان افروز واقعہ ہے۔ لیکن کیا مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ اس واقعہ پر خوش ہوں اور کہیں یہ ان کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ لوگ اسلام کی طرف کھچے چلے آ رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ مسلمان اور ان کے علما تو آج مسلمانوں کو کافر بنانے میں مشغول ہیں۔ دن رات ان میں خانہ جنگیاں ہیں ایک دوسرے کا سر پھوڑا جا رہا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف ہر ذلیل سے ذلیل حرکت روا رکھی جا رہی ہے۔ جو شخص کسی خاص فرقہ کے چند فرضی معتقدات کے خلاف ہو۔ اسے اجازت نہیں کہ وہ اس فرقہ کے ساتھ نماز پڑھ سکے۔ ان کی مسجد میں داخل ہو سکے اپنے ہادی اعظم صلعم کا ذکر کر سکے اور یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہہ سکے۔ آج مسلمانوں کا محبوب ترین شغل یہی خانہ جنگی ہے۔ اس لئے کہ اس سے قوم میں بیداری پیدا ہوتی ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

سیاست کا کھلونا ایک مسلمان آج اسلام کو بدل چکا ہے اس کا لیڈر خود گمراہ ہو کر اسے گمراہ کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے

اسلام کی طرف لوگ کیوں دن بدن مائل ہو رہے ہیں؟ کیا ہمارے اعمال کو دیکھ کر؟ ہرگز نہیں بلکہ اسلام کی تعلیم اپنے اندر وہ اعجاز اور مسیحائی رکھتی ہے کہ صدیوں کے "ذلیل" انسانوں کو آن واحد میں اعلےٰ سے اعلےٰ مرتبہ پر پہنچا دیتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اسے دنیا کا ایک ممتاز ترین انسان بنا کر اسے دوسروں کے لئے مشعل راہ بنا دیتی ہے۔

آج مسلمانوں سے قوت عمل چھن گئی ہے۔ لیکن خدا کا پوشیدہ ہاتھ اپنا کام کر رہا ہے اور ایک دوربین نگاہ ان مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر کانپ جاتی ہے کہ وہ وقت نزدیک آ گیا جب ان کی جگہ کوئی اور قوم لے اور وہ دنیا میں پیغام حق کو پہنچائے۔

مسلمان بھائیوں کے لئے یہ واقعہ ایک سبق ہے۔ انہیں سوچنا چاہیئے کہ خدا کا کلام برحق۔ اس کا ہر ایک لفظ سچا۔ جس پر تاریخ گواہ ہے۔ واقعات بتاتے ہیں کہ اسلام کے غالب آنے کا وقت آ گیا ہے اس صدی کا مجدد آیا۔ اس نے دعوی کیا کہ اسلام کے غالب آنے کا وقت آ چکا ہے۔ اس نے ایک جماعت بنائی جو گو تعداد میں بہت کم ہے لیکن اس نے وہ کام کر دکھائے جو آٹھ کروڑ مسلمان متحد ہو کر بھی نہ کر سکے خدارا سوچو۔ تم جن کی تخریب کے درپے ہو۔ وہ کیا کرتے ہیں؟ وہ اسی قدر خدا کے پیغام کو زیادہ دنیا میں پھیلاتے ہیں اور یہ اسی لٹریچر کا اثر ہے جو انہوں نے پیدا کیا۔ کہ آج دنیا اسلام کی طرف دوڑی چلی آ رہی ہے۔ اگر تم ان کی مدد نہیں کر سکتے تو خدا را خدا کے کام میں روک تو نہ بنو۔ ورنہ یاد رکھو۔ یہ کام خدا کا ہے جو ہو کر رہیگا اور تم کلنک کا ٹیکہ لیکر دنیا سے رخصت ہو گے۔

فلسطین اور مسلمان

ناظرین حضرات کو معلوم ہوگا۔ کہ آج کل فلسطین کس قدر صبر آزما امتحان گاہ بن چکا ہے۔ سرزمین قدس صدیوں مسلمانوں کے جھنڈے تلے رہی اور مسلمان اس زمین کو تقدیس اور تحریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جنگ عظیم میں یہ خطہ زمین مسلمانوں سے چھن کر انگریزوں کے قبضے میں آ گیا اور حکومت برطانیہ نے جمعیت الاقوام سے اس کی حکمداری حاصل کر کے اس کو یہود کا قومی وطن بنانا شروع کر دیا۔ اب دنیا کے ہر حصہ سے یہودی منتقل ہو کر یہاں آ رہے ہیں لیکن ان حالات میں جبکہ عربوں سے ان کا ملک چھین کر بیرونی یہودیوں کو دیا جا رہا ہے۔ ان بیچارے عربوں کو روٹی سے محروم کیا جا رہا ہے تو عربوں نے اپنے جائز حقوق مانگنے کی کوشش کی۔ اس مطالبہ میں مسلمان اور عیسائی عرب متحد ہیں۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ آئندہ کے لئے یہود کا داخلہ روک دے لیکن حکومت نے ان کے حق کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنا فیصلہ بحال رکھا۔ مجبوراً عربوں نے سول نافرمانی اور عدم ادائے محاصل کی تحریک شروع کر دی۔ عرب نوجوان حکومت کے تغافل اور یہودیوں کی اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے دہشت انگیزی پر اتر آئے ہیں۔

آج کل اعراب فلسطین پر ظلم و ستم کی دہ مشق کی جا رہی ہے کہ خدا کی پناہ۔ نئے نئے سخت قانون نافذ ہو رہے ہیں۔ یہ محض فلسطین کے عربوں کا ہی معاملہ نہیں۔ بلکہ دنیا کے مسلمانوں کو اپنے بھائیوں سے ہمدردی ہے۔ حکومت برطانیہ کا فرض ہے کہ عربوں کے جائز مطالبات کا احترام کرتے ہوئے ان کی تکالیف کا سدباب کرے ورنہ اگر یہ معاملہ زیادہ طول پکڑ گیا تو تمام عالم اسلامی پر اس کا نہایت ناگوار اثر پڑیگا اور برطانیہ تمام اسلامی ممالک اقوام کی ہمدردی سے محروم ہو جائیگا۔

ڈسکہ میں احمدیوں پر حملہ

یہ خبر نہایت رنج سے سنی گئی ہے کہ ڈسکہ میں چوہدری شکر اللہ خاں برادر چوہدری سر ظفر اللہ خاں پر احراریوں کی طرف سے حملہ کیا گیا۔ اس عالت میں جبکہ وہ نماز کے لئے مسجد میں تشریف رکھتے تھے انہیں باہر بلاکر زدوکوب کیا گیا۔ پچھلے دنوں اسی قسم کا ایک حملہ چوہدری اسد اللہ خاں ایم ایل سی پر ریلوے ٹرین میں ہوا تھا اور یہ سب کچھ مذہبی عقائد کی بناء پر کیا جاتا ہے

ہم گورنمنٹ سے پرزور استدعا کریں گے کہ وہ ملزمین کو قرار واقعی سزائیں دے کر ایسے جرائم کا انسداد کرے اور ایسے تمام لوگوں کو سزا دے جو ملک معظم کی رعیت میں تنفر اور فساد ڈالنے کا موجب بن رہے ہیں

سینما کے اثرات بد

تہذیب مغرب کے اثرات جس قدر مہلک ثابت ہو رہے ہیں اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں ہوں گے۔ اسی قسم کا ایک حادثہ حیدر آباد دکن میں پیش آیا۔ ۱۴/۱۵ جون کی درمیانی شب کو حیدر آباد دکن کے ایک سینما ہال کو اچانک آگ لگ گئی جس کی وجہ سے ۱۱ عورتیں دو بچے اور ایک دودھ پیتا بچہ ہلاک ہو گئے۔ کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ وہ عورتیں اور بچے جو محض تفریح کے لئے سینما دیکھنے آئے، ان کے لئے یہ تفریح موت ثابت ہوئی۔

حضور نظام دکن خود موقع پر تشریف لے گئے اور موقع کے ملاحظہ کے بعد ایک شاہی فرمان جاری کیا۔ جس کے آخری فقرے مغرب زدہ اور "سینما زدہ" لوگوں کے لئے قابل توجہ ہیں:-

"سینما تفریح کی جگہ ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ آجکل لوگوں کو سینما دیکھنے کا مرض ہو گیا ہے کل کے واقعہ سے لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئیے اور لہو و لعب میں حد سے گزرنا نہیں چاہیئے"

سینما جس قدر مخرب الاخلاق اور سوسائٹی میں ممد جرائم ہو رہا ہے دوسری اور کوئی تفریح ثابت نہیں ہو رہی ہے اور اس وقت ضرورت ہے کہ اس تفریح کی اصلاح کے لئے جلد سے جلد سخت اقدام کیا جائے۔ اے کاش وہ لیڈر جو محض دوسروں کے سر پھوڑنے اور لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں اس طرف متوجہ ہوں اور پبلک کو اس مہلک تفریح کے اثرات بد سے بچانے کے متعلق کوئی عملی قدم اٹھائیں۔

سپاس تعزیت

میرے صاحبزادے شیخ اسلام الدین کی اچانک موت میرے لئے ایک صدمہ جانکاہ تھی۔ احباب نے جس ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے اور بیرونی دوستوں نے بذریعہ خطوط میرے رنج کو کم کرنے کی کوشش کی ہے ان کا میں تہ دل سے مشکور رہوں۔ ہر ایک بھائی کو علیحدہ علیحدہ جواب دینا میرے لئے مشکل ہے۔ اس لئے اخبار میں یہ چند سطور تعزیت ناموں کے شکریہ اور رسید کے طور پر لکھ رہا ہوں۔

غمزدہ
(حاجی شیخ) الدین

اخبار احمدیہ

—— ۲۳/۲۴ جون ۱۹۳۶ء کی درمیانی رات ساڑھے گیارہ بجے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے راجہ فضل الٰہی خلف الرشید خان صاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب کو لڑکی عطا فرمائی ہے احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور صالح و خادم اسلام بنائے۔

—— ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ۲۸ جون ۱۹۳۶ء کو ۸½ بجے شام برکت علی اسلامیہ ہال میں مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ "احمدیہ موومنٹ ان اسلام" کے موضوع پر تقریر فرمادیں گے

—— جن دوستوں کے بچے لاہور کے کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ ان کو انجمن کے ہوسٹل میں داخل کرائیں۔ حالات اور داخلہ کیلئے سپرنٹنڈنٹ صاحب مسلم ہوسٹل احمدیہ بلڈنگس لاہور سے خط و کتابت کی جائے۔

مبارکباد

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہمارے مکرم و معظم جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کے صاحبزادے میاں غلام شبیر صاحب تحصیلدار مظفر گڑھ حال ہی میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ پر ترقی پاکر خانیوال ضلع ملتان میں متعینات ہوئے ہیں۔ چند سال کی ملازمت کو جس خوبی اور دیانتداری سے میاں صاحب نے ادا کیا ہے وہ ہمارے نوجوانوں کے لئے قابل رشک نمونہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کو اس سے بھی زیادہ ترقی درجات نصیب کرے اور صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے۔ آمین۔

سید امجد علی شاہ کو مبارکباد

مسلم ہائی سکول لاہور کی قرارداد

مسلم ہائی سکول کے اساتذہ کا ایک جلسہ زیر صدارت سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۶ء کو منعقد ہوا جس میں سید امجد علی شاہ صاحب کو جو مسلم ہائی سکول لاہور کے سابق طالب علم ہیں۔ ملک معظم کے یوم پیدائش پر او۔ بی۔ ای کے خطاب ملنے پر دلی مبارکباد دی گئی نیز قرار پایا کہ اس قرارداد کی نقول اسلامی اخبارات کو بھی ارسال کی جائیں۔

خلیل الرحمان مرزا
سکرٹری سٹاف ایسوسی ایشن

ایک ضروری گذارش

جن احباب کا چندہ اخبار ماہ جون اور جولائی میں ختم ہوتا ہے ان کی خدمت میں یکم جولائی سے وی پی کئے جائینگے۔ ازراہ کرم انجمن کے خرچ ڈاک کا احساس فرماتے ہوئے توجہ سے وصول فرمائیں۔

(مینیجر)

بقیہ صفحہ ۵

سے لئے حاضر ہوئے حضرت امیر ایدہ نے Be true to God & His Apostle اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے کل مومن اخوۃ پر تقریر فرمادیا۔

تیسرا اجلاس

تیسرا اور آخری اجلاس شب کو ۹½ بجے زیر صدارت خواجہ احمد حسین صاحب جوش بی۔ اے ایل ایل۔ بی شروع ہوا۔ تلاوت قرآن حمید کے بعد شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی تقریر تھی جنہوں نے شروع میں سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کا ذکر کرنے کے بعد سکھوں کی کتب مقدسہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق پیشگوئیاں دکھلائیں۔ اور ان سے ثابت کیا کہ مہدی میر حضرت اقدس مسیح موعود ہی ہیں۔ فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعودؑ پر جو اعتراضات عام طور پر کئے جاتے ہیں۔ مثلاً الوہیت کا دعویٰ۔ خواب میں سرخی کے چھینٹے قمیص پر پڑنا وغیرہ ان کا مدلل اور موثر جواب دیا اور چیلنج کیا کہ الوہیت کا دعویٰ اگر کوئی ثابت کر دے تو میں اسے انعام دینے کو تیار ہوں۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی تقریر

اس کے بعد مولانا صدر الدین صاحب نے "اخوت اور مساوات اسلامی" کے موضوع پر ایک پرحکمت تقریر فرمائی اور ثابت کیا کہ اسلام نے اچھوتوں کو اپنے اندر ملا کر ان کے مدارج کو بہت بلند کیا۔ حضرت بلال رضی جو ایک حبشی تھے اور اچھوتوں کی طرح سمجھے جاتے تھے انہیں حضرت رسول کریم نے اپنے گھر کا منتظم بنایا اور فرمایا کہ اے بلال میں جنت میں تیری جوتیوں کی آواز اپنے آگے سنتا ہوں"۔ تاریخ گواہ ہے کہ غلاموں نے ایشیا میں حکومتیں کیں۔ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں بڑے اور چھوٹے، امیر اور غریب کا امتیاز نہیں۔ یہ تقریر ۱½ گھنٹے تک جاری رہی اور حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ ازاں بعد جلسہ دعا کے ساتھ ختم ہوا۔

شکریہ

سب سے پہلے ہمیں خداوند ذوالجلال کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہئیے جس نے ہمیں سالانہ جلسہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی پھر ہم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے جو باوجود گرمی کی شدت اور صحت کی کمزوری کے تشریف لائے حضرت مولانا صدر الدین صاحب، سید اختر حسین شاہ صاحب اور مولوی محمد یوسف صاحب گرنتھی کے خصوصاً مشکور ہیں کہ ان بزرگوں نے اہالیان راولپنڈی کو پند و نصائح سے مستفید فرمایا۔ احباب سرحد۔ جہلم اور پشاور بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے جلسہ کی رونق کو بڑھایا۔ مقامی حضرات میں سے میاں غلام عباس صاحب، میاں عزیز اللہ صاحب، خواجہ احمد حسن صاحب جوش۔ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب، ملک فضل کریم صاحب۔ مرزا غلام ربانی صاحب ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب اور شیخ عبد الغنی صاحب قابل ذکر ہیں کہ انہوں نے مالی اور عملی رنگ میں جلسہ کو کامیاب بنانے کی سعی کی۔ نوجوانوں میں سے مسٹر بشارت احمد بلال، حکیم ظفر اللہ خاں اور میاں نذیر احمد صاحبان۔ کے ہم بہت بہت ممنون ہیں کہ انہوں نے جلسہ گاہ، پروپیگنڈا اور دیگر شعبوں میں عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

کے

سولھویں سالانہ جلسہ کی مختصر روئیداد

(از سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام - راولپنڈی)

(۲)

(سلسلہ کیلئے ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں)

محمودی مناظر کا مطالبہ

جب محمودی مناظر ہر طرح سے ناکام رہا۔ تو اس نے مطالبہ کیا کہ حضرت امیر مولوی محمد علی صاحب جو جلسہ میں موجود ہیں۔ اگر یہ حلفیہ بیان دیدیں کہ انہوں نے ریویو کی تحریرات میں لفظ نبی کا استعمال مجدد اور محدث کے معنوں میں کیا ہے تو وہ آج قادیانیت سے تائب ہو کر ان کی بیعت کرے گا۔ دراصل اُن کا خیال تھا کہ شاید حضرت امیر ایدہ اللہ حلفیہ بیان نہیں دیں گے۔ مگر یہاں کوئی محمودی خلافت کے دعویدار یا اور کوئی پیر یا گدی نشین تھوڑے ہی تھے کہ اپنی پوزیشن صاف کرنا ہتک سمجھتے۔

ان محمودی صاحب کا جواب دیتے ہوئے پہلے نوشاہ صاحب نے کہا کہ آپ کو میری تقریر پر اعتراض کا حق حاصل ہے۔ اگر آپ کو سیدنا حضرت امیرالمومنین کی تحریر پر اعتراض ہیں تو آپ بھی میاں صاحب کو لے آئیں۔ مگر جس طرح آپ میاں صاحب کی طرف سے اعتراض کرتے ہیں۔ میں حضرت امیر کی طرف سے جواب دوں گا۔ لیکن سوالات جوابات کے اختتام پر اگر سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ مناسب سمجھیں تو اس گفتگو پر تبصرہ فرما سکتے ہیں۔

چنانچہ اس سلسلہ کے ختم ہونے پر حضرت امیر ایدہ اللہ سٹیج پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا:۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی ایمان افروز تقریر

"یہ میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں قادیانی دوست کی تسلی کرا دوں ان کا مطالبہ ہے کہ میں حلفیہ بیان دوں کہ میں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے لئے جو لفظ "نبی" ریویو آف ریلیجنز میں استعمال کیا ہے اسے مجدد اور محدث کے معنوں میں ہی استعمال کیا ہے۔ گو یہ سوال بہت وقت چاہتا ہے اور جلسہ کا وقت گزر چکا ہے تاہم میں اس مطالبہ اور اعتراض کا جواب مختصر دونگا۔ ہم ان پیروں اور رایڈروں کی طرح نہیں جو اپنی پوزیشن صاف کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھیں۔ سو بات یہ ہے کہ انہیں ریویو کی تحریرات میں میرا نوٹ لکھا ہوا موجود ہے۔ کہ لفظ Prophet انگریزی میں پیشگوئی کرنے والے کو کہتے ہیں اور اس کا مطلب حقیقی نبی نہیں بلکہ ایک ملہم اور اخبار غیب پر اطلاع پانے والے کے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کا حلفیہ بیان

اشھد ان لا .... واشھد ان محمد عبدہٗ ورسولہ۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں نے جب کبھی لفظ نبی اختلاف سے پہلے استعمال کیا تو اس سے میری مراد صرف محدث تھی۔ الفاظ استعمال کرنے میں اگر بے احتیاطی ہو گئی ہو تو ممکن ہے۔ مگر اس کے معنی ہم صرف مجدد اور محدث تک محدود سمجھتے رہے ہیں۔"

مسیح موعودؑ کا منکر کافر نہیں

"چاہیئے تو یہ تھا کہ نبوت مسیح موعودؑ کی بحث آپ کی کتب سے ہوتی۔ مگر چونکہ قادیانی .. حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے نبوت ثابت نہیں کر سکتے اس لئے وہ میری تحریرات کو حجت پکڑتے ہیں۔ نبی اور مجدد میں یہ فرق ہوتا ہے کہ نبی کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے مگر مجدد کا نہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود نے اپنے منکرین کو کافر کہا۔ یا میں نے انہیں کافر ٹھہرایا۔ بلکہ میں تو غیر احمدیوں سے اپنے اختلافات کو فروعی اختلافات کہتا ہوں۔ مگر باوجود اپنے نہ ماننے والوں کو کافر نہ کہنے کے حضرت مسیح موعود اپنے لئے نبی لکھتے رہے اور میں بھی لکھتا رہا۔"

غیر از جماعت لوگوں کا جنازہ

اس کے بعد آپ نے بتلایا کہ غیر احمدی کا جنازہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود کی زندگی میں پڑھا جاتا رہا۔ اب ان ہدایتوں کو میاں صاحب نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ بلکہ ان کو گم بھی کر دیا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر کے بعد جلسہ ختم کیا گیا۔

قادیانی مناظر کی وعدہ خلافی

باوجودیکہ قادیانی مناظر کا مطالبہ پورا ہو چکا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور محمودیت سے تائب نہ ہوئے۔ مگر سب کو ان کی باتوں کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس ٹھیک ۲½ بجے زیر صدارت ڈاکٹر نظام الدین صاحب شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ پہلے مذہبی کانفرنس تھی۔ جس میں آریہ، عیسائی۔ سناتنی اور سکھ دوستوں کو دعوت دی گئی تھی۔ مگر سوائے مقامی کیمبرج کالج کے لیکچرار صاحب کے اور کوئی صاحب بطور نمائندہ تشریف نہ لائے۔ "مختلف مذہب نے عورت اور محکوم کو کیا حق دیئے ہیں" کے موضوع پر تقاریر ہوئی تھیں۔ چنانچہ لیکچرار صاحب نے آریہ سماج کی نمائندگی کرتے ہوئے ..... حضرت ..... سید اختر حسین شاہ ..... قرآن کریم اور حدیث شریف سے عورت ..... متعدد حوالے پیش کیے۔

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر

کانفرنس کے خاتمہ پر حضرت امیر ایدہ سٹیج پر تشریف لائے اور ۱½ گھنٹہ تک "اچھوت اقوام اور مسلمانوں کا فرض" کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں مسلمانوں کو غفلت سے بیدار ہو کر مردانہ وار خدا کے دین کی اشاعت کرنے کی تلقین کی۔ تاکہ آیہ کریمہ ھوالذی ارسل ...... علی الدین کلہ کی پیشگوئی پوری ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے اور عملی اخوت و مساوات بھی سوائے اس کے اور کہیں نہیں ملتی۔

مسلمان کی پہچان عمل سے ہے

حضرت رسول کریم نے تو مسلمان کی شناخت کا موٹا اصول فرمایا وہ یہ ہے کہ عمل کو دیکھو۔ اگر اس کا عمل مسلمانوں کا سا ہے اسے مسلمان سمجھو۔ اس کے ایمان سے متعلق اور کوئی سوال مت کرو۔ مسلمان کی پہچان کا گر کس قدر آسان ہے کہ من صلی صلوتنا یعنی جو کوئی ہماری طرح نماز پڑھے۔ ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ بتائیے آج اتنی صریح شرائط مسلمانی ہوتے ہوئے ہمیں کس طرح کافر ٹھہرایا جاتا ہے۔

اسلام کی کامیابی کے لئے متحد ہو جاؤ

آج تکفیر کا اس قدر زور شور ہے کہ ملا کے نزدیک معمولی سے معمولی بات بھی کفر ہو جاتی ہے۔ مسلمانو! خدا کے لئے تکفیر کو چھوڑو اور اشاعت اسلام کی طرف توجہ کرو۔ اس وقت ۸ کروڑ انسان ہندوستان میں اسلام کے پیاسے ہیں اور باوجودیکہ آپ کے پاس تالاب ہو۔ اگر پانی نہ دیں تو آپ سے بڑھکر ظالم کون ہوگا۔ لہذا خدا کے لئے اپنے اپنے بھائی بنانے کی کوشش کرو۔ دیکھو اگر تم خود کوئی کام نہیں کر سکتے تو ہماری جماعت کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

ہمارے عقائد

ہم خداوند پاک کی وحدانیت، ختم نبوت اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل ہیں اور اسلامی تعلیم پر پوری طرح عمل کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں کوئی پیری مریدی کا سلسلہ نہیں۔ مرزا صاحب کو ہم مسیح موعودؑ مانتے ہیں۔ نبی نہیں مانتے۔ مرزا صاحب تو فرماتے ہیں کہ قرآن کی کوئی آیت ہی منسوخ نہیں۔ بھلا کچھ تو سوچئے۔ آپ نے کیسے جہاد کو حرام قرار دیا ہے۔

ستر شہادتیں

اختلاف سے بعد ہم نے اپنی جماعت (لاہور) کے ان احباب سے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بیعت کی تھی پوچھا کہ آپ نے ۱۹۰۱ء سے پہلے یا بعد کبھی حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر بیعت کی تھی۔ چنانچہ ہماری چھوٹی سی جماعت نے تو ستر حلفی شہادتیں پیش کر دیں کہ مسیح موعود نے کبھی اپنے مریدوں سے نبوت پر بیعت نہیں لی تھی نہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء کے بعد۔ ان کے مقابل جماعت قادیان باوجود اتنی بڑی جماعت ہونے کے ستر کیا سات ایسی شہادتیں بھی احمدیوں کی پیش نہیں کر سکی۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ نے اپنے مریدوں سے نبوت کا اقرار کروایا ہو۔

اس موقعہ کو نہ کھوئیے

بالآخر میں آپ کی خدمت میں التماس کروں گا کہ اگر آپ ہم سے نہیں ملنا چاہتے تو کم از کم میر غلام بھیک صاحب نیرنگ سے مل جائیے اور اشاعت اسلام کا کام کیجئے۔ مگر ایسے زریں موقعہ کو ہاتھ سے نہ کھوئیے۔ آج تک ہماری چھوٹی سی جماعت نے صرف اچھوتوں کیلئے تین نئے مرکزوں پر مشن قائم کئے ہیں یعنی ناسک، پونا اور لکھنؤ جہاں ہمارے مبلغین قیام کریں گے اور اس جگہ کی زبان میں اسلامی ٹریکٹوں کا ترجمہ کر کے پھیلائیں گے۔

آٹوگراف کیلئے التماس

اس تقریر کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ اور سات اشخاص نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی۔ مسٹر سلیمان بوہرا جو ایک متمول ٹھیکیدار ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی خدمت میں آٹوگراف

(باقی صفحہ کالم ۳ پر)

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— مصر کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ مصر کے انگریز افسروں کا خیال ہے کہ فلسطین میں حکومت برطانیہ اگر حسن سیاست سے کام لیتی، تو یہ نوبت پیش نہ آتی۔

—— فلسطین میں اس وقت جو شورش ہے۔ وہ ابھی ابتدا ہے اور اس کی انتہا خدا جانے کس قدر خطرناک ہوگی۔ کیونکہ حکومت کے دفاتر کے قریب ہر روز گولیاں چلتی ہیں اور بم پھینکے جاتے ہیں۔

—— برطانی وزارت مستعمرات کی طرف سے ہائی کمشنر فلسطین کو ہدایت کی گئی کہ وہ عربوں پر اور سختی کرے۔ لیکن اس نے جواب دے دیا ہے کہ اس سے زیادہ اور سختی نہیں کر سکتا۔

—— ہائی کمشنر فلسطین نے سفارش کی ہے کہ یہودی ہجرت کا سلسلہ روک دیا جائے اور جلا وطنوں کو واپس بلا لیا جائے اور اسیروں کو رہا کر دیا جائے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہ مستعفی ہو جائیں گے۔

—— لبرہ کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ اس سال موسم گرما میں دریائے فرات پر مقام شعیب کے قریب ایک آہنی پل تعمیر کیا جائے گا جس کی لمبائی ۴۳۰ فٹ ہوگی اور اس پر دو طرفہ ٹریفک کی آمد و رفت ہو سکے گی۔

—— بغداد سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سر فیروز خان نون بیاں بخیریت پہنچ گئے ہیں۔

—— القدس ۲۶ جون۔ عربوں نے گھات میں بیٹھ کر ایک موٹر بس پر گولیاں چلائیں جس کی وجہ سے ایک یہودی ہلاک ہو گیا اور تین اشخاص مجروح ہوئے۔ پولیس نے دفعۃً پہنچ کر حملہ آوروں کو پسپا کر دیا۔

—— بلگریڈ ر البانیہ کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ اٹلی اور البانیہ کے مابین ایک معاہدہ ہوا ہے جس کی ایک شق یہ بھی ہے کہ اگر البانیہ میں شاہ زوغو کی حکومت کے خلاف بغاوت ہو تو اٹلی شاہ کی امداد کرے گا۔ سیاسی حلقوں میں اس شق کو شک کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے کہ یہ محض اٹلی کی البانیہ میں داخل ہونے کی ایک چال ہے۔

—— بیت المقدس ۲۶ جون۔ عربوں کے مسلح جتھے نے ایک ریلوے گاڑی کو تباہ کرنے کے لئے ناکام کوشش کی۔ ٹرین کی محافظ برطانی فوج اور عربوں میں زبردست جنگ ہوئی جس سے عرب منتشر ہو گئے۔ یروشلم سے سولہ میل تک سڑک پر کرفیو آرڈر کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

—— مونٹرو ۲۷ جون۔ درِ دانیال کی تجدید استحکام کی کانفرنس کے ایک اجلاس میں مسٹر برڈس نے حکومت ہند کا وہ مکتوب پڑھ کر سنایا جس میں لکھا تھا کہ اس تجدید استحکامات میں حکومت ہند کو کوئی اعتراض نہیں۔

—— فلسطین کی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ فلسطین کے عیسائیوں نے بھی برطانوی کلیساؤں کے صدر کو احتجاجی تار دیا ہے کہ یہودیوں کی آمد تمام عیسائیوں کیلئے سخت مضرت ہوگی۔

—— تار میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اگر یہودیوں کی آمد بدستور جاری رکھی گئی تو عیسائیوں اور مسلمانوں کی متفقہ جماعت یہود کے خلاف ہوگی۔ اور جنگ صلیب کا نظارہ دنیا پھر دیکھ لیگی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ فلسطین کے مفتی اعظم بھی عربوں کی ہڑتال میں شامل ہیں۔

ہندوستان

—— کلکتہ ۲۵ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر گاندھی کا ایک معتقد جیلا پنڈت جنار دھن داس شوارام داس ۱۲۰۰ ساتھیوں سمیت مسلمان ہو گیا ہے۔

—— لاہور ۲۵ جون۔ پیپلز بنک کے پبلک بیانات کے سلسلے میں سر سکندر حیات خان سابق ڈائرکٹر کا کل جیف جسٹس کے کمرہ میں بیان قلمبند ہوا۔ اور وہ واپس کلکتہ تشریف لے گئے ہیں۔

—— بمبئی ۲۵ جون۔ اطالوی قونصل جنرل متعینہ بمبئی کو بذریعہ تار واپس بلا لیا گیا ہے۔ اس خبر سے بہت حد تک ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔

—— کانپور ۲۵ جون۔ رتھ یاترا کے جلوس کے موقعہ پر بم پھٹنے کا ایک خوفناک حادثہ ہو گیا ہے۔ جس میں دو شخص زخمی ہوئے۔ ایک شدید مجروح ہے۔

—— امرتسر ۲۶ جون۔ مقدمہ ہیرا کالی کے اتہامی ملزم مسمی انوپ سنگھ کو بارہ سال کے بعد اس کے مکان واقعہ ملکو ضلع جالندھر میں اس کے تیرہ سالہ لڑکے کے ساتھ قتل کر دیا گیا ہے۔

—— دہلی ۲۶ جون۔ اطلاع ملی ہے کہ دہلی کلاتھ ملز میں ایک پستول اور ایک بم ناجیز برآمد ہوئی۔ جس کے متعلق منیجر نے بیان دیا ہے کہ یہ بعض شورش پسندوں کی شرارت ہے جو مزدوروں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

—— کوہاٹ ۲۶ جون۔ چھ سرحدی انگریزی علاقے میں رہ گئے اور کی ایک کثیر تعداد لا رہے تھے کہ پولیس کو اطلاع مل گئی۔ ملزموں نے اپنی حفاظت کے لئے پولیس پر فائر کر دیئے۔ جس کے جواب میں پولیس نے گولی چلائی۔ ایک ملزم ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ باقی فرار ہو گئے۔

—— لاہور ۲۶ جون۔ گذشتہ جنوری میں شہید گنج ایجی ٹیشن کے دنوں میں ایک پردیسی نوجوان ظہور احمد کو روشن لال نے چاقو مار کر قتل کر دیا تھا۔ اس کو عدالت سشن نے سزائے موت دی تھی۔ ہائیکورٹ میں اپیل کی گئی۔ لیکن اس کی سزائے موت بحال رکھی گئی۔

—— لاہور ۲۶ جون۔ مولانا سید حبیب آف "سیاست" ڈاکٹر محمد عالم کے مقابلہ میں بطور امیدوار کھڑے ہوتے ہیں۔

—— لاہور ۲۶ جون۔ مولانا سید حبیب اور ان کے رفقاء مجلس اتحاد ملت سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے مجلس تحفظ مسجد شہید گنج کے نام سے ایک نئی جماعت کی بنیاد ڈالی ہے۔

—— شملہ ۲۷ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ جولائی میں پنجاب کی مختلف اقوام کے لیڈروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوگی۔ تاکہ سرکاری ملازمتوں میں ہر ایک قوم کی نیابت کا تصفیہ عمل میں لایا جا سکے۔

—— شملہ ۲۷ جون۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ کونسل آف سٹیٹ [illegible]

—— [illegible] پور میں ایک کنواں کھودا [illegible] جارہا [illegible] پتھر نکلے۔ جن میں سونے کا عنصر تھا۔ ماہرین نے موقعہ کا ملاحظہ کیا۔ ان کی رائے ہے کہ اس علاقہ میں سونا برآمد ہو سکتا ہے۔

—— امرتسر ۲۷ جون۔ ڈاکٹر امبید کار کے بیٹے اور بھانجے نے جو خالصہ کالج میں تعلیم کے لئے آئے ہوئے تھے۔ کالج چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ سکھوں کی فرضی مساوات کا راز ان پر فاش ہو گیا ہے۔

ممالک خارجہ

—— لنڈن ۲۵ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ جن حکومتوں نے اٹلی کے خلاف تعزیری قیود عائد کر رکھی ہیں۔ وہ متحدہ طور پر ان کو منسوخ کرنے کے لئے ... کاروائی کریں گی اور غالباً ۵ جولائی تک ان کی تنسیخ عمل میں لائی جائے گی۔

—— روما ۲۵ جون۔ شاہ اطالیہ نے آسٹریا، مصر، ہیٹی اور ایران کے سفراء کو اپنے حضور باریاب کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے اعتماد نامے پیش کئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے گویا شاہ اطالیہ کو ابی سینیا کا شہنشاہ تسلیم کر لیا ہے۔

—— پیرس ۲۶ جون۔ معاملات خارجہ پر بحث کے بعد ایوان نے ۱۹۸ کے مقابلہ میں ۳۸۲ آراء سے حکومت پر قرار داد اعتماد منظور کی۔ قرار داد کے محرکین نے کہا کہ ہمیں قیام امن اور اجتماعی تحفظ کے متعلق حکومت پر اعتماد ہے۔

—— لندن ۲۶ جون۔ کنسولیڈیٹڈ مائنز کے صدر سر کارل مسلر جہان فانی سے گزر گئے۔

—— برلن ۲۶ جون۔ سوئٹزرلینڈ کی حکومت نے شاہ نجاشی کو مطلع کیا ہے کہ لیگ اسمبلی کا اجلاس ۳۰ جون کو اختتام پذیر ہوگا۔ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس کے بعد جلد سے جلد سوئٹزرلینڈ سے رخصت ہو جائینگے۔

—— لندن ۲۶ جون۔ دار العوام میں مزدور پارٹی کی تحریک مذمت ۱۷۰ کے مقابلہ ۳۸۴ آراء سے مسترد ہو گئی۔

—— ٹینٹسین ۲۶ جون۔ چین کے محکمہ کسٹم کے افسروں نے جاپانیوں پر گولی چلا دی تھی۔ اس سے ناراض ہو کر جاپانیوں نے چینی کسٹم آفس پر حملہ کر دیا۔ اور افسروں کو قتل کی دھمکی دی۔ ان لوگوں کا کئی گھنٹے کسٹم آفس پر قبضہ رہا۔

—— لندن ۲۶ جون۔ ہیل سیلاسی شہنشاہ ابی سینیا سکاٹ لینڈ سے لندن آ گئے تھے۔ آج حبشہ کے سفارت خانے میں مسٹر ایڈن وزیر خارجہ انگلستان سے ملاقات کی۔

—— پیرس ۲۶ جون۔ مارسیلز میں جہاز رانوں کی ہڑتال کی وجہ سے چھ جہاز بندرگاہ سے روانہ نہیں ہو سکے۔ تمام فرانسیسی جہازوں پر سرخ جھنڈے لہرا دیئے گئے۔ راؤن میں آٹھ سو ملاحوں نے ہڑتال کر دی ہے اور ۳۰ جہاز رکے کھڑے ہیں۔

—— بوڈاپسٹ سے اطلاع ملی ہے کہ ہنگری میں ایک شخص کونٹے جان برنی نامی ہے جس کے بدن میں اس قدر بجلی ہے کہ وہ اس کی روشنی میں لکھ پڑھ سکتا ہے۔ اس کے ہاتھ لگانے سے برقی لیمپ روشن ہو جاتا ہے۔ ماہران علم الابدان نے اس کا طبی معائنہ بھی کیا ہے۔

—— برن ۲۷ جون۔ حکومت سوئٹزرلینڈ نے شہنشاہ حبشہ کے نام ایک پیغام بھیجا ہے کہ وہ لیگ اسمبلی کے اجلاس کے بعد سوئٹزرلینڈ سے رخصت ہو جائیں۔

—— مارسیلز ۲۷ جون۔ فرانس اور بلجیم کے مزدوروں نے ہڑتالیں ختم کر دی ہیں کیونکہ ان کے سب مطالبات پورے ہو چکے ہیں۔

—— شنگھائی ۲۷ جون اس خبر سے چین میں بے چینی بڑھ گئی ہے کہ جنوبی افواج نے ہنچاؤ (صوبہ ہنان) کی سرکاری مرکزی فوج پر حملہ کر دیا ہے اور کوکیان اور کوئی جاؤ کے صوبوں پر دھاوا بول دیا۔

—— ڈبلن ۲۷ جون۔ مسٹر ڈی ولیرا نے ڈیل میں اعلان کیا ہے کہ آئرلینڈ میں گورنر جنرل کے عہدہ کو منسوخ کر دیا جائے گا۔

مراسلات

سید امجد علیشاہ صاحب کا تازہ مکتوب

ہمارے مکرم و معظم جناب سید امجد علی شاہ صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس آج کل رخصت پر ہیں۔ آپ سیر و سیاحت کی غرض سے بغداد تشریف لیگئے ہیں۔ جس کا ذکر گذشتہ اشاعت میں مکتوب بغداد میں ہوچکا ہے شاہ صاحب موصوف کا ایک مکتوب موصول ہوا ہے جو ہدیہ قارئین کرام ہے۔ (مدیر)

بغداد ۱۷ر جون ۳۶ء

مخدوم و محترم بندہ جناب بابو صاحب،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے یہاں سے گھر کے خط میں دو عریضے ارسال خدمت کئے ہیں امید ہے مل گئے ہوں گے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی تشریف لے گئے ہوں گے۔ زیادہ لکھنے سے معذوری کے باعث تفصیلی طور پر عرض نہیں کرسکتا۔ یہاں کی ضروریات و حالات انشاء اللہ بشرط زندگی و واپسی پر عرض کروں گا۔ اس جگہ مذہبی پہلو جو کچھ میں نے دیکھا اور جو کچھ ارد گرد کے حالات سننے میں آئے ہیں ان کے ماتحت میرا ارادہ ہجر کرنے چند دن کیلئے انشاء اللہ ٹرکی میں بھی ضرور جاؤں گا۔ یہاں اہل سنت درحقیقت اسلام ہیں۔ شیعہ اور سنی پرانے فیشن کے علماء تعلیم یافتہ طبقہ کی نظروں میں ذلیل ہیں۔ مگر وہ چونکہ جہلا کو بھڑکا سکتے ہیں اس لئے ان کا اثر ہر جگہ موجود ہے۔ یہاں کی آبادی زیادہ تر شیعہ ہے۔ مثلاً سنی شیعہ سب کا عذاب ہے۔ بوجہ کثرت شیعہ ہونے کے محبت کا نام زبان پر رکھتے ہیں مدار روایات ہے اور سنیوں کا حال بھی کوئی زیادہ بہتر نہیں تعلیم یافتہ طبقہ جو منور ذہن کہلاتے ہیں۔ مذہب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مسجدوں میں بھی بڈھے آدمی نظر آتے ہیں۔ قومیت کا جذبہ غالب ہے۔ انگریزیت بڑی سرعت کے ساتھ دلوں میں گھر کررہی ہے۔ گو ان کو انگریز سے سخت نفرت ہے۔

اپنی جماعت میں دراصل سب ہندی ہیں۔ تعداد گو کم ہے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جماعت میں خاص جوش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے برکت دے۔ قادیانی جماعت بالکل مختصر ہے۔ فی الحال صرف چار آدمی ہیں عراقی گورنمنٹ کی توجہ ملک میں تعلیم پھیلانے کی طرف بہت ہے۔ یونیورسٹی کو بڑی محنت سے ترقی دی جارہی ہے ضرورت ہے کہ یونیورسٹی کے علماء اور حکومت کے بڑے بڑے عہدہ داروں کو صحیح اسلامی تعلیم سے باخبر کرکے مذہب کی طرف میلان کی ضرورت اور عدم توجہ کے نقصانات سے باخبر کیا جائے۔ Religion of Islam کی چند کاپیاں اگر بڑے بڑے لوگوں کو دی جاسکیں تو انشاء اللہ فائدہ کی توقع ہے۔

براہ مہربانی ترکی اور ایران میں جہاں جہاں کوئی دوست یا واقف ہوں۔ خواہ جماعت سے تعلق رکھنے والے یا غیر۔ ان کے پتوں سے بواپسی ڈاک اطلاع بخشیں۔ تاکہ حسب موقع متمتع ہوسکوں۔ میں انشاءاللہ تین چار دن تک کرکوک اور نعیبن کو روانہ ہو جاؤں گا۔ خط بغداد میں سید تصدق حسین قادری صاحب کی معرفت ہی روانہ فرمادیں۔ وہ مجھے پہنچادیں گے۔ مگر جواب سے جلد اطلاع بخشیں۔ میرا یہ خط حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں روانہ کردیں۔ بعد سلام دعا کے لئے عرض ہے۔ والسلام خاکسار غلام امجد

سکرٹری انجمن تعلیم القرآن پشاور کا ایک خط

پشاور ۲۰ر جون ۱۹۳۶ء

مکرم و محترم بندہ ماسٹر نظام الدین صاحب سلامت

السلام علیکم۔ آپ کی کتاب توضیح الکلام فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام ملاحظہ سے گزری۔ حیات و وفات مسیح کا مسئلہ احمدیہ جماعت کا ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے اس کا اگر فیصلہ ہوگیا تو یقیناً قادیانی فتنے کا ایک ضروری باب مسدود ہو جائے گا۔ اور آپ کی سعی مشکور عند اللہ و عند الناس ماجور ہوگی۔

آپ کے چیلنج مورخہ ۲۹/۴/۳۶ کا جواب مورخہ ۱۴/۵/۳۶ کو جماعت احمدیہ پشاور نے بذریعہ Regd. Notice آپ کو دیا تھا جس میں آپ کا چیلنج منظور کرکے انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ حسب وعدہ مبلغ ایک ہزار روپیہ امپیریل بنک شاخ پشاور میں جمع کرا کے تعین تاریخ و مکان برائے تحریری مناظرہ فرمائیں۔ تاکہ ان کے نمائندے آپ سے مل کر دیگر امور مناظرہ کا تصفیہ کریں۔ ان کا یہ مطالبہ معقول تھا۔ اور آپ کی طرف سے خاموشی مشکوک۔ ایک ماہ کے انتظار کے بعد آج اخبار الفضل مورخہ ۱۶/۶/۳۶ میں ان کا دوسرا نوٹس نظر سے گزرا جس کا کٹنگ بعد رجسٹری نمبر ۸۷ مورخہ ۱۹/۶ آپ کو روانہ کیا گیا ہے امید ہے آپ کو مل گیا ہوگا۔ چونکہ قادیانی جماعت آپ کی اس طویل اور مسلسل سکوت سے ناجائز فائدہ حاصل کرکے لوگوں کو بہکا رہی ہے کہ آپ کے پاس دلائل موجود نہیں کہ حیات مسیح کو ثابت کردیں۔ بلکہ آپ صرف اپنی کتاب کی شہرت اور بکری کے لئے دراز کا ر دعوے کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے احباب کے دل میں آپ کی طرف سے بہت سے شکوک پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ کیوں شمر و میدان ہوکر قادیانی خیالات کا ازالہ کریں امید ہے کہ آپ ضرور جلد از جلد ان کا چیلنج منظور کرکے پشاور کے لوگوں کو بالخصوص اور تمام اہالیان سرحد کو بالعموم آگاہ فرماتے رہیں گے۔ فقط والسلام۔

دستخط :- محمود الحسن کوکب سکرٹری انجمن تعلیم القرآن پشاور

نوٹ :- اس کا جواب مجھے ضرور دیویں۔ برائے آگاہی عوام اس خط کی ایک کاپی الفضل اور ایک کاپی روزنامہ احسان و زمیندار لاہور کو روانہ کی جارہی ہے۔

میرا پتہ :- محمود الحسن کوکب آنریری سیکرٹری انجمن تعلیم القرآن سرآسیا لشیا در شہر۔

مولوی محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر کو مبارکباد

شاف مسلم ہائی سکول لاہور کی ایک قرارداد

شاف مسلم ہائی سکول لاہور کا ایک خاص جلسہ زیر صدارت جناب ہیڈ ماسٹر . . . . سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب منعقد کیا گیا اور اس میں مولوی محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول دروازہ شیرانوالہ کی خدمت میں ان کے صاحبزادے کی ولایت سے کامیاب واپسی پر ہدیہ تہنیت پیش کرنے کا ریزولیشن پاس کیا گیا۔

اس بات کی زیادہ خوشی ہوئی کہ مدرسین کے زمرے سے مولوی صاحب موصوف ہی ان خوش قسمت اصحاب سے ہیں جن کے صاحبزادے ولایت سے امتحان پاس کرکے آئے ہیں اور ان کی اس خوشی پر محکمہ تعلیم جتنا فخر کرے کم ہے۔

نیز یہ قرار پایا کہ اس ریزولیشن کی ایک ایک کاپی اسلامی پریس "انقلاب"، اخبار "سیاست"، "ایسٹرن ٹائمز" اور "پیغام صلح" کو بھیجی جائے۔

الٰہی چیلنج

از جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم رئیس جھنگ

(یہ مضمون جناب میاں صاحب نے مسیح موعود نمبر کے لئے تحریر فرمایا تھا لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے یہ مضمون مسیح موعود نمبر میں شائع نہ ہوسکا۔ جس کا ہمیں افسوس ہے اور اب شائع کیا جارہا ہے۔ مدیر)

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

یہ ایک الٰہی چیلنج ہے اور آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر کی بات ہے جب آپ اکیلے تھے ایک بیکس امی اور یتیم کے مقابلہ میں دنیا کے تمام سرکش طاقتوں کو دیا گیا۔ اور دنیا نے دیکھا کہ کس قدر ابتلاؤں اور سرگرم امتحانوں سے نکل کر پورا ہوا۔ اسی چیلنج دوبارہ نبی کریم صلعم کے ایک غلام اور ظل کی معرفت دنیا کے متمرد افراد اور جماعتی طاقتوں کو ہمارے روبرو دیا گیا۔ اس کے تین مراحل ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ ہم خود بھی اس کے بھی چشم دید شاہد ہیں کہ اعلان تو تھا کہ

مژدہ مسیح ہانگ بلند میگرم لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ❊ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اور حال یہ تھا کہ کوئی نہ جانتا تھا کہ یہ قادیاں کدھر ہے

دوسرا زمانہ وہ ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کا ہے۔ جس کی یادگار میں پیغام صلح کا یہ خاص نمبر شائع ہورہا ہے۔ ایک طرف دوستوں کے لئے دنیا اندھیر ہوگئی تھی۔ حوصلے بیٹھ رہے تھے۔ اور کمریں ٹوٹ رہی تھیں۔ اور اس ظلمات میں صرف اللہ تعالےٰ کے وعدوں پر ایمان بالغیب کا رنگ اپنی کامل شان سے نمایاں اور موجب بہار تھا۔ اور دوسری طرف دشمنوں کے ہاں خوشی کا یہی وہ رنگ تھا کہ اس کی فرط میں کمینگی، بے حیائی اور ظلم کے وہ وہ مظاہرے کئے گئے کہ آج احرار کو بھی باہم ہمہ عداوت اور بغض نہ وہ سوجھے ہیں اور نہ ان کے کرنیکا یارا ہی ہے۔

اور یہ تیسرا دور بھی آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ جس طرح پہلا چیلنج باوجود عرب کے قریشیوں اور دنیا بھر کے یہودیوں عیسائیوں دہریوں۔ آریوں وغیرہ کی عداوتوں اور سرتوڑ کوششوں کے دنیا کے کناروں تک جا پہنچا۔ اور اسی طرح یہ دوسرا چیلنج بھی جو پہلے ہی چیلنج کا ظل ہے۔ اور اس کا مورد بھی پہلے نور مصطفےٰ صلعم کا ظل اور غلام ہے۔ . . . . ہمارے دیکھتے دیکھتے اس قدر مخالفتوں کے باوجود دنیا کے کناروں تک جا پہنچا اور اسلام کی صحیح تعلیم کا دنیا بھر میں واحد مرکز بن گیا۔ مذہبی دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا۔ اور حفاظت اور اشاعت اسلام حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ لازم و ملزوم ہوگئی۔ اور صرف اسی کی بنائی ہوئی جماعت دنیا بھر میں اس مقدس فرض کی واحد اجارہ دار ہوگئی ہے

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

علمائے اسلام کے فتاوی کی مٹی کیوں پلید ہو رہی ہے

مفتی کفایت اللہ اور ننگِ اسلاف مولوی حسین احمد کی شر انگیزی

(از سید حبیب صاحب مدیر سیاست)

زمانہ تھا کہ علمائے اسلام کے فتوے کے نام سے حکومت
ثانیہ اپنے جبروت حاضرہ کے باوجود تھرا اٹھتی تھی۔ ایک مسلمان کے ہر
بڑے سے بڑے تاجدار کا زہرہ آب ہو جاتا تھا۔ اور یا یہ حالت ہے کہ
بڑے سے بڑے عالم دین یا عمدہ ترین جماعت علما کے فتاوی کی پرکاہ کے برابر
بھی وقعت نہیں کی جاتی۔ کیونکہ علمائے کرام نے ہر چھوٹے بڑے
خلاف پر ایسے فتوے دیئے جن کی صحت مشتبہ تھی۔ اور جن کی لم
ذاتی عناد یا بددیانتی پر مبنی تھی۔

اس فتوے بازی کا ایک تازہ مگر اندوہناک منظر ملاحظہ
ہو۔ لاہور میں ایک صاحب ہیں سید حسین شاہ سرکاری ملازم ہونے
کے باوجود انہوں نے تحریک خلافت میں حصہ لیا اور ایثار مجسم مسلمانوں کو
بدنام کرنے کی کوشش ادا کی لیکن جب ان کے اپنے امتحان کا وقت
آیا۔ اور اکاؤنٹنٹ جنرل نے ان سے استصواب کیا کہ ان کی حرکات
کیا مشتبہ ہیں تو انہوں نے اپنے کان پکڑے توبہ کی معافی مانگی۔
صاحب کے بوٹ پر اپنی ناک رگڑی اور تحریک خلافت اور علم برداران
خلافت کو ان کے سامنے بے نقط گالیاں دیں۔ صاحب بہادر خوش
ہوئے۔ اور ایک ننگ سادات کی گورنمنٹ کی ہنڈیا چوراہے میں
پھوٹنے سے بچ گئی۔

اب سید حسین شاہ صاحب شغل تکفیر میں مصروف ہیں۔ آپ
کو کسی وجہ سے حضرت مولانا مولوی غلام مرشد صاحب سے اختلاف
ہو گیا۔ آپ پہنچے مولانا احمد علی صاحب کے پاس۔ یہ کھدر نواز مولوی
صاحب ہر مسکین کی طرح ہر وقت کسی عالم دین کو چوہے کی طرح برباد
کرنے کے لئے تکے بیٹھے رہتے ہیں۔ انہوں نے مکر کر ریش مبارک پر ہاتھ
پھیرا اور ذیل کا استفتا لکھ کر دیا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین درباره امور ذیل:۔
شہر لاہور میں ایک مشہور و معروف شخص جو عالم اور جو
مختلف مساجد میں درس قرآن دیتا ہے۔ وہ اپنے
درسوں اور تقریروں میں ذیل کے مسائل کو بیان
کرتا رہتا ہے

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و ممات میں اختلاف
ہے۔ بعض حیات کے قائل ہیں اور بعض نہیں۔ میں
کسی قول کو ترجیح نہیں دیتا۔

۲۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی نبوت کو اسلام
سے خارج نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس کے کلام کی تاویل
ہو سکتی ہے۔

۳۔ حدیث وہی صحیح اور قابل قبول ہے جو قرآن
کے موافق ہو۔ ورنہ مردود ہے۔

۴۔ بینکوں کا سود چونکہ مضاربت ہے لہذا جائز ہے
خواہ مسلم سے کیوں نہ لیا جائے۔

گویا مردوں کی عورتوں پر فضیلت نہیں ہے۔

اب مہربانی کر کے یہ بتایا جائے کہ یہ مسائل کہاں تک
صحیح ہیں۔ اور ایسے عالم کے درس تبلیغ و اشاعت سے مستفید
ہونا کہاں تک جائز ہے؟

اس استفتا کا جواب مفصل درج کرنے کی ضرورت نہیں
مختلف کوائف کے متعلق مسلمانوں کے عقائد بیان کرنے کے
بعد علمائے کرام نے اس عالم دین کے متعلق جس کے معتقدات
مفروضہ پر استفتاء مبنی تھا۔ ہمارے علما نے لکھدیا کہ

"ایسے عالم کے درس و وعظ سے مسلمانوں کو احتراز
کرنا چاہیئے کیونکہ ایسے عالم کے عقائد و اقوال
اہل السنۃ والجماعت کے مسلک مخالف ہیں والسلام"۔

اس فتوے پر جن علمائے کرام نے دستخط کئے ان کے
اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

"شہاب الدین خطیب جامع مسجد چوبرجی عالمگیر لاہور
محمد داؤد غزنوی۔ سید طلحہ پروفیسر عربی اورینٹل کالج
لاہور۔ عبدالکریم مدرسہ عالیہ عربیہ رحیمیہ نیلہ گنبد لاہور
محمد فیض الرحمن مدرس مدرسہ رحیمیہ لاہور۔ محمد صادق
خطیب مسجد پٹولیاں لوہاری منڈی لاہور۔ کریم بخش
پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور۔ مفتی عبدالقادر
محمد حیات فاضل دیوبند۔ محمد احمد محمد حنیف ندوی۔
غلام رشید خطیب مسجد خراسیاں لاہور۔ عبدالحی
صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور۔ ابوالحسن سید محمد احمد
خطیب مسجد وزیر خاں لاہور۔ قاری ابوالبرکات سید
احمد ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔
احمد علی۔ ہدایت اللہ ملتانی۔ غلام حیدر ملتانی۔
ابوالعلی محمد حنیف افریقی۔ عبدالجبار۔ فضل احمد اسلامیہ
ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ لاہور۔ عبداللہ جالندھری فاروقی"۔

سوء اتفاق سے انہی ایام میں مسٹر جناح کی سرگرمیاں مفتی
کفایت اللہ صاحب اور ننگِ اسلاف مولوی حسین احمد کو بھی کشاں
کشاں لاہور میں لے آئیں۔ ان کے پاس بھی یہ استفتا گیا۔ انہوں
نے پہلے تو اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر جب ایک
دوست نے ان کی دعوت کی تو گرم پلاؤ اور سرد پانی کے معدہ
مقدس میں اختلاط کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان حضرات نے بھی متذکرہ
صدر فتوے سے بدتر فتوے دے دیا۔

ان فتوے دہندگان میں سے ہر عالم دین آگاہ تھا۔ کہ استفتا
میں جس عالم دین کا ذکر ہے۔ وہ کون صاحب ہیں۔ ان میں تقریباً
ہر ایک ان (مولانا غلام مرشد صاحب) سے مل سکتا تھا۔ یا ان کو بلا کر
یا ان کے پاس استفتا بھیج کر ان سے جواب حاصل کر سکتا تھا۔ کہ اس
استفتا میں جو عقائد ان سے منسوب کئے گئے ہیں۔ وہ درست ہیں۔
یا غلط۔ مگر ان میں سے کسی نے اپنے فرض کو نہ پہچانا۔ اور اس شوق میں
کہ موصوف کا درس بند ہو جائے اور اپنا بازار زیادہ گرم نظر آئے
نیز ممکن ہو تو اشاعت اسلام کالج سے موصوف کو نکلوا کر اپنے کسی
پھٹو کی شکم پروری کا انتظام کیا جائے۔ ان حضرات نے ایک ایسے
استفتا پر جس کا اساس افتراء، کذب، بہتان، شخصی عداوت اور
کینہ خوردہ گیری تھا دستخط کر دیئے اور یوں فتاوے کی رہی سہی توقیر
کو خاک میں ملا دیا۔

میرے اس بیان کا ثبوت یہ ہے کہ جن عقائد کا بہتان
مولانا غلام مرشد پر باندھا جاتا تھا۔ جب وہ بطور استفتا ان کی
خدمت میں پیش کئے گئے تو انہوں نے ایسے جوابات لکھ کر دیئے
جو عقائد صحیحہ کہلاتے ہیں۔ اور جن سے ہر عالم دین کو اتفاق ہے۔
کاش ہمارے علماء ۵ روپے کے عوض یا ذاتی عناد کی وجہ سے
ان لوگوں کے ہاتھوں میں کٹ پتلی بننا چھوڑ دیں۔ جو اپنی عداوتوں
کی وجہ سے شریعت حقہ کو آلہ کار بناتے ہیں۔ آج دنیا کے مسائل
مہمہ سے اسلام کو واسطہ پڑا ہوا ہے۔ اے گروہ علما اٹھو اور
ملت کی قیادت کرو۔ میدان ایثار و جہد میں اور ان کینہ خوردہ گیریوں
کو ترک کرو۔ وما علینا الا البلاغ

"سیاست"

قل یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
نزدے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۴ — لاہور - یوم جمعہ مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۳۶ء — نمبر ۴۲

ایڈیٹر
شبیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

مکفرین سے خطاب

(از حضرت مسیح موعود)

اے کہ تکفیر مسلماناں کنی از بخل و کیں — شرمت آید از خدائے عادل و ذی اختیار

سہل باشد از زبانِ خویش تکفیر کسے — مشکل افتد آزماں چوں پرسد از وی کردگار

کلمہ گویاں را چرا کافر ہمی نامے اے اخی — گر تو داری خوفِ حق رو بیخِ کفرِ خود برآر

گر کنی تکفیر قوم خود چہ کارے کردہ، — رو اگر مردی جہودے را باسلام اندر آر

چوں نسیم صبحِ محشر پردہ بردارد ز کار — کیست کافر کیست مومن خود بگردد آشکار

چند بر تکفیر نازی چند استہزا کنی — رو بہ ایمانِ خود و مارا بکفرِ ما گذار

نے ز فردوسم حکایت کن نہ از آلامِ نار — کز غمِ دینِ محمد مے زیم شوریدہ وار

اندراں وقتیکہ یاد آید مہمِ دیں مرا،
بس فراموشم شود ہر عیش و رنجِ ہردو دار

اخلاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محبت الٰہیہ۔ صدق و وفا۔ صبر و توکل

(از جناب مرتضیٰ خان صاحب بی۔ اے۔ مانگرول)

حضرت مسیح موعودؑ کا عشق الٰہی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو بے انتہا محبت اور عمیق تعلق ذات اقدس حضرت باری سے تھا اس کے متعلق کچھ تحریر کرنا آفتاب کو شمع دکھانے کا مصداق ہوگا۔ محبوب حقیقی جل جلالہ کے حسن لازوال کا پرتو قلب صافی پر اس آب و تاب سے پڑا تھا کہ ماسوا کی طرف آنکھ بھی اٹھ نہیں سکتی تھی سے

از محبت ہا نمی دانم کجا افتاده ام
سینہ انوار و تجلیات عشق الٰہیہ سے معمور اور شیشہ قلب عطر محبت سے لبریز تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ بجز ذات حضرت جل علا کوئی غیر آپ کا محبوب و مطلوب نہ تھا۔ اسی ذات پاک کے عشق میں ماہی بے آب کی طرح تڑپتے تھے اور اسی کی محبت میں ساری ساری رات رو رو کر گزار دیتے تھے۔ اللہ اللہ! اس شوق اس تڑپ کی بھی کوئی انتہا تھی جو وصال حضرت محبوب ازلی کیلئے آپ کو تھی کس سوز و گداز کس عجز و الحاح اور کیسے پردرد الفاظ میں حضرت باری میں یوں عرض گزار رہے ہیں سے

اے فدایت ہر سر و جانم ولم
دانی تو آن درد من مرا کز دیگران پنہاں کنم
از لب خموشی دلبرا در سر رگ دردم در آ
تا چون سجود دیگر نزار دل خوش تر از لب تاں کنم
ور سرکشی اے پاک خو جانم بر هم در ہجر تو
زانساں کہ گریم کز دیکے عالمے گریاں کنم
خواہی بقہرم کن جدا خواہی بحکمم ردمت
خواہی بکش پاکن رہا کے ترک آن داماں کنم

کیا دل میں کوئی دنیوی مقصد ہے جس کے حصول کے لئے آپ اس قدر اضطراب سے دعا مانگ رہے ہیں؟ کیا مال و دولت کی خواہش آپ کو بے چین کئے ہوئے ہے جس کے لئے یہ تڑپ تڑپ کر درگاہ باری میں عرض کر رہے ہیں؟ پھر کیا اولاد کے لئے اس قدر اظہار بیتابی فرما رہے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ دنیا و مافیہا کی تو کچھ حیثیت آپ کی آنکھ میں نہ تھی۔ آپ کا مقصد تو ما وراء الورٰی وطلب ہے۔ آپ خدا سے خدا کو ہی مانگ رہے ہیں سے

در دو عالم مرا عزیز توئی   و آنچہ می خواہم از تو نیز توئی

حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

کیا ہی مقدس جذبہ اور کیا ہی پاک اور مبارک مقصد ہے فرماتے ہیں۔ اے رب السمٰوات والارض! مجھ پر نظر رحم فرما۔ تو بہتر جانتا ہے وہ کیا درد ہے جس سے میں بے چین، اور وہ کیا تڑپ ہے جس سے میں بیقرار ہوں۔ یہی کہ تو مجھے مل جائے۔ مجھ میں آ جائے، میرے ہر رگ و ریشہ میں سما جائے۔ یہی میرا مقصد، یہی میری مراد یہی میری راحت اور یہی میری تمنا اور خوشی ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ اے میرے پیارے محبوب! اگر تو مجھے اپنی لقا سے سرفراز نہیں فرمائے گا تو تجھے نہیں ملیگا۔ میں تیرے ہجر میں اس قدر رو رو کر کہ ایک دنیا کو رلا دوں گا۔ اللہ اکبر! کس قدر زبردست جذبہ محبت ہے۔ اس سے آگے اور بھی عجیب بات بیان فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اے باری تعالیٰ! خواہ آپ مجھے اپنے دیدار فرحت آثار سے مسرور و خوشنود فرمائیں۔ خواہ اپنی شان بے نیازی سے مجھ پر قہر و عذاب نازل فرمائیں اور مجھے ہلاک کر ڈالیں۔ میں ہر حالت میں راضی برضا رہوں گا۔ ہر حالت میں وفادار رہونگا۔ اور آپ کے دامن کو نہیں چھوڑوں گا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور مقام صدیقیت

یہ ہے منتہائے عشق اور یہ ہے منتہائے صدق و صفا اور یہ ہے وہ بلند مقام جس پر پہنچکر سالکوں کے تمام سلوک اور عارفوں کا تمام عرفان پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ کمال معرفت اور کمال محبت اسی کا نام ہے کہ انسان ہر حالت میں راضی برضا ہو۔ اور باوجود ہزاروں ابتلاؤں اور ہزاروں مصائب و آلام کے خدائے بزرگ و برتر کے دامن کو نہ چھوڑے اور ہر حال عسر و یسر میں درگاہ رب العزت سے منہ نہ موڑے۔ ہر مصیبت پر الحمد للہ کہتے ہوئے خدا کے رستہ میں قدم آگے بڑھائے اور ہر دکھ اور ہر رنج میں اللہ الرحمان سے کامل وفاداری اور کامل صدق کا اظہار کرے اور وقت آئے تو جان عزیز اس کی راہ میں قربان کر دے۔ یہی مقام صدیقیت ہے جس پر خواص کا گذر ہوتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جس پر ہمارے مرشد و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ و علیٰ مطاعہ محمد الصلوٰۃ والسلام فائز تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

احییت بالصدق ایہا الصدیق

یعنی اے صدیق تو صدق کے ساتھ زندہ کیا گیا ہے۔

واقعی آپ خدا کے سچے عاشق، خدا کے صادق محب اور کامل وفادار بزرگ تھے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حضرت مسیح موعودؑ فنافی اللہ تھے

آپ عشق خدا میں فنا تھے اور اس کی راہ میں جان دینا آپ کی عین مراد تھی۔ اس حقیقت کا ثبوت آپ کے سوانح حیات اور آپ کی کلام محبت التیام میں بکثرت ملتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں سے

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسیکہ لاف تعشق زند منم

یعنی اے خداوند تعالیٰ اگر تیرے کوچہ میں عشاق کے سر کاٹے جاتے ہوں تو سب سے پہلا شخص جو تیرے عشق کا نعرہ لگاتے ہوئے نکلیگا وہ میں ہونگا۔ اس میں کچھ مبالغہ نہیں۔ آپ درگاہ باری میں (جیسا کہ ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ آئندہ لکھیں گے) دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے خدا میری یہ تمنا ہے کہ میں تیرے رستہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ یہی وہ مبارک دعا ہے جو عاشقان و واصلان الٰہی کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے۔

اصل توحید

معرفت تامہ یا محبت کاملہ اس امر کی مقتضی ہے کہ حسن و جمال محبوب مطلق کے سوا کوئی چیز خواہ کتنی ہی دلفریب و دلکش اور عظیم الشان کیوں نہ ہو عارف صادق کی نظروں میں نہ جچے اور اس کی ذات بے ہمتا کے مقابلہ میں کسی شے کی عظمت و وقعت اس کی آنکھ میں نہ ہو اور سچ پوچھو تو اصل توحید اسی کا نام ہے۔ جن جذبات عالیہ کا اظہار حضرت اقدسؑ نے اپنی کلام معجز نظام میں فرمایا ہے اس سے یہ حقیقت کماحقہ منکشف ہوتی ہے کہ ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی محبت کے مقابلہ میں کسی چیز کی محبت آپ کے قلب مطہر و مقدس میں نہ تھی اور نہ کسی چیز کی عظمت و وقعت مقابلہ ذات باری آپ کی آنکھ میں تھی۔ ایک مقام پر اس حقیقت کا انکشاف یوں فرماتے ہیں سے

ہیچ محبوبے نہ ماند ہمچو یار دلبرم
مہر و ماہ را نیست قدرے در دیار دلبرم
آں کجا روئیکہ دارد ہمچو روئش آب و تاب
واں کجا باغیکہ میدارد بہار دلبرم

حضرت مسیح موعودؑ اور لقائے باری کی تڑپ

کیا پیارے لفظ ہیں، کیا سادہ انداز ہے۔ کس قدر بیساختہ پن ہے۔ کوئی تصنع نہیں۔ کوئی تکلف نہیں۔ کس دلکش اور دلآویز پیرایہ میں اور کن خوبصورت الفاظ میں آپ نے اس حقیقت کو ظاہر فرمایا ہے کہ آپ کی آنکھ میں کوئی چیز ایسی پیاری نہیں جیسی کہ ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ جو اپنی ذات بزرگ اور صفات عالیہ میں بے مثل و بے نظیر ہے۔ فرماتے ہیں۔ میرے محبوب جیسا کوئی محبوب نہیں۔ میرا محبوب وہ عظیم الشان ہستی ہے جس کی مملکت میں مہر و ماہ کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ کیا کوئی ایسا خوبصورت چہرہ ہے جو میرے محبوب کے چہرہ جیسی آب و تاب رکھتا ہو؟ کیا کوئی ایسا باغ ہے جو میرے محبوب جیسی بہار رکھتا ہو؟ ہرگز نہیں! میرا محبوب یکتا اور بے مثل ہے جس کی نظیر محال و ناممکن ہے۔ ایک اور مقام پر اس طرح ارشاد فرماتے ہیں سے

چہ شیریں منظری اے دلستانم
چہ شیریں خصلتی اے قبلہ جانم
چو دیدم روئے تو دل در تو بستم
نماند غیر تو اندر بہانم
تواں برداشتن دست از دو عالم
مگر ہجرت نہ بر تابد زمانم
در آتش تن بہ آسانی تواں داد
ز ہجرت جاں رود با صد فغانم

کہنے کو تو چار شعر ہیں، لیکن ان میں ایک دریائے عشق بہہ رہا ہے پہلے دو مصرعوں میں حسن و جمال یار حقیقی کا نقشہ کھینچا ہے اور فرماتے ہیں کہ اے میرے دلدار تو جامع جمیع صفات ظاہری اور باطنی ہے دوسرے دو مصرعوں میں اپنے عشق و محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ تیرے حسن و جمال نے مجھے تیرا ایسا فریفتہ اور شیدا بنایا ہے کہ دنیا میں تیرے سوا میرا کوئی محبوب اور مطلوب نہیں رہا۔ آخری دو شعروں میں لقائے باری کی تڑپ کا اظہار ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں دونوں جہانوں کو چھوڑ سکتا ہوں اور آگ میں ڈالا جانا منظور ہے لیکن یا ربنا الٰہی تیری فرقت تیری دوری میرے لئے ناقابل برداشت ہے تیری آتش فرقت میرے جسم و جان کو جلا دے گی۔ تیرے ہجر میں رو رو کر میری جان نکل جائیگی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا وصال حضرت باری کیلئے اضطراب

اللہ! اللہ! وصال حضرت باری کے لئے دل میں کس قدر اضطراب اور درد ہے۔ اس دولت لازوال اور اس نعمت عظمیٰ کے لئے آپ سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار رہیں اور سب قسم کے آرام و مصائب اٹھانے کا عزم رکھتے ہیں۔ آگ میں پڑ کر جل جانا

(باقی صفحہ ۴ پر)

ظلّی نبوّت

میری نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ اصلی نبوت (حقیقۃ الوحی)

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۵)

ایک مولویانہ توجیہ

اس عبارت سے صاف عیاں ہے کہ آپ ظلیت کے تمام مدارج طے کر چکے تھے۔ مگر مولویانہ توجیہ سے آپ ان تمام حقائق کی اس طرح پر تردید فرماتے ہیں:۔

"بے شک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول کریمؐ کا ظل اور نبوت کا اجمالی نسخہ تھے مگر وہ نبی نہ کہلا سکتے تھے کیونکہ خدا اور اس کے مقدس رسولؐ نے انہیں نبی کا خطاب نہ دیا۔"

کیسا معقول ارشاد ہے۔ ایک شخص جو نبیوں کی مٹی کا بقیہ ہے اور کتاب نبوت کا اجمالی نسخہ ہے اور ظلیت کے تمام مدارج طے کر چکا ہے۔ یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نبی وقت کے منہ سے نکلی ہیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول نے اسے نبی کا خطاب نہیں دیا۔ کیوں نہیں دیا؟ اس کا جواب در بطن شاعر ہے۔

کیوں حضرت عمرؓ ظلی نبی نہ تھے؟

اسی طرح ایک حوالہ ظلی نبوت کی تشریح کے لئے بحوالہ کتاب ایام الصلح صفحہ ۳۵ ہم نے یہ دیا تھا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلعم کا وجود ہی تھا۔

اس حوالہ کو جن الفاظ میں رد کیا گیا ہے۔ وہ بھی سن لیجئے فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں ظلی طور پر آنحضرت کا وجود قرار دیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو گئے۔

(دوم) حضرت عمرؓ کو ظلی نبی تو نہ کہا گیا۔ کیونکہ اس صورت میں آنحضرت کی پیشگوئی میں رخنہ واقعہ ہوتا تھا"

گویا یہ تو مسلم ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہاں تک اتباع میں ترقی کی کہ وہ گویا آنجناب کا وجود ہی ہو گئے۔ مگر ان کو ظلی نبی نہیں کہا گیا۔ اس ڈر سے کہ آنحضرت کی پیشگوئی میں رخنہ واقعہ نہ ہو جائے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں ظلی طور پر آنحضرت کا وجود قرار دیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ نبی کہلانے کے مستحق تھے۔

مولوی صاحب کا نیا اجتہاد

ایک شخص جو اس درجے آنحضرت صلعم کی پیروی کرتا ہے کہ وہ بلفظ مسیح موعودؑ آنحضرت کا وجود قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر مولوی صاحب نہ کسی دلیل کی بنا پر بلکہ محض اپنے عقیدے کی حمایت میں کس بے پرواہی کے لہجہ میں لکھتے ہیں "اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ نبی کہلانے کے مستحق تھے۔" جب یہ صورت ہے تو بقول شخصے ؎

اب کیا کسی کے عشق کا دعوےٰ کرے کوئی

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی ایک یہ عبارت ہماری طرف سے پیش ہوئی تھی کہ:۔

"صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد اور احمد تھا۔"

اس حوالہ میں اس بات کا صاف طور سے اعتراف کیا گیا ہے کہ اکثر بزرگان دین ایسے گذرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور ظلی طور پر ان کا نام محمد اور احمد ہی تھا۔

مولوی صاحب کی ہٹ دھرمی

مگر مولوی صاحب پھر بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان کا ارشاد ہے کہ ظلی طور پر محمد اور احمد نام ہونے کے باوجود انہیں ظلی نبی نہیں کہا گیا۔ کیونکہ اس نام کے لئے تیرہ سو سال سے حضرت مسیح موعودؑ ہی مخصوص ہیں۔ ان صدہا لوگوں میں کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کی شرط نہیں پائی گئی۔ اس لئے وہ ظلی نبی نہیں کہلا سکتے۔ سبحان اللہ کیسی لطیف توجیہ فرمائی ہے۔ حقیقت محمدیہ متحقق ہونے کے باوجود اور ظلی طور پر محمد اور احمد نام ظاہر ہو جانے کے بعد پھر بھی ایسے لوگ کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے محروم قرار دیئے جاتے ہیں۔ اگر تیرہ سو برس تک صرف ایک ہی شخص اس نام کے لئے مخصوص ہے تو پھر ان بزرگوں نے کیا گناہ کیا ہے جو ان کو اس نعمت عظمےٰ سے محروم رکھا جاتا ہے۔

مولوی صاحب سے ایک سوال

پھر یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ ظلی طور پر محمد یا احمد نام پایا یہ کونسا عہدہ ہے کیونکہ مولوی صاحب نے مدارج کی فہرست میں صرف چار عہدوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ظلی مومن، ظلی صالح، ظلی شہید اور ظلی صدیق۔ ان سب کے اوپر ان کی نظر میں شاید ظلی نبوت ہے۔ مگر ظلی محمد اور ظلی احمد کی کوئی تشریح نہیں کی گئی۔ شاید یہ ان عہدوں سے علاوہ ہیں۔ امید ہے اس عقدے کے حل کی طرف بھی توجہ فرمائی جائے گی۔

ایک حوالہ اس طرح پر تھا۔

"یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزید محمد کہلایا۔"

قادیانی ذہنیت کا مظاہرہ

یہاں کامل اتباع کا لفظ موجود ہے مگر اس پر غور کرنے کی پرواہ کس کو ہے وہی پرانا داؤ کر دیا ہے کہ بایزید محمد تو کہلائے لیکن وہ باوجود اس کے نبی کہلانے کے مستحق نہیں۔ کیوں نبی کہلانے کے مستحق نہیں؟ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود فرما چکے ہیں کہ آپ سے پہلے کسی فرد امت کو نبی کا نام نہیں دیا گیا۔ کیونکہ کثرت وحی اور امور غیبیہ اس کے لئے شرط ہے اور وہ کسی میں نہیں پائی گئی۔ فرماتے ہیں بایزید نبی کہلانے کے مستحق نہیں۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے منع کر دیا ہوا ہے۔ (عذر فرمایئے۔ منع کرنے کا حکم پہلے زمانے میں نافذ ہوتا ہے اور اس پر عمل صدیوں پہلے سے شروع ہے۔ کیسا پر حکمت کلام ہے۔ جو مولوی صاحب کے لب معجز نما سے نکلا ہے۔

مولوی صاحب کے حیلے

میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے اکابرین امت کے یہ حوالجات پیش کئے تھے جن کے کامل اتباع کی نسبت قرآن گواہ ہے۔ اور ان سے بڑھ کر امت میں سے کسی کو اتباع کا نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ پھر دیکھئے کن حیلوں اور بہانوں سے ان بزرگوں کو اس حقیقت سے رکھا جاتا ہے۔ جن کی تعریف و توصیف میں وہ کلمات فرمائے جو گذشتہ حوالوں میں دکھائے جا چکے ہیں اور جس عبارت کو پکڑا جاتا ہے وہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی ہے جو اس طرح ہے:

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

مولوی صاحب کی حضرت مسیح موعودؑ کے نام کو رد کرنے کی کوشش

ناظرین آپ نے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ مولوی صاحب نے اس کے ذریعہ سے کس طرح سے حضرت مسیح موعودؑ کے دیگر حوالجات بیکار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اس کلام کے مقابلے آپ کی واضح اور بین تحریروں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ چنانچہ ایک ارشاد ہے:۔

"لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہام میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے" (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸)

اس تحریر کی موجودگی میں مولوی صاحب کا بار بار تحریر فرمانا کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کس قدر غلط ہے۔ یہی طریق آپ نے گذشتہ حوالجات کو بے اثر ثابت کرنے کے لئے اختیار فرمایا ہے۔ معلوم نہیں آپ اتنا خیال نہیں فرماتے کہ یہ طریق حضرت مسیح موعود کے اقوال کی خلاف ورزی ہے۔ دوسرا حوالہ ملاحظہ ہو۔

"خدا تعالےٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا۔ اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنی اتم اور اکمل درجے پر ان میں پائے گئے۔ ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلعم کا وجود منعکس ہو گیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا"

(الوصیت صفحہ ۱۱)

یہ تحریر سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد یعنی سنہ ۱۹۰۵ء کی ہے جس میں کھول کر وضاحت لکھا ہے کہ بعض افراد امت کو نبیوں کی طرح مکالمہ الٰہیہ نصیب ہوا اور ایسے لوگوں نے نبی کا خطاب حاصل کیا۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کا ایک خط

پرچہ ۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء کے اخبار بدر میں حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم مغفور رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط شائع ہوا۔ جس میں آپ نے ارقام فرمایا ہے کہ ہم اصلح النبوت اولیاء اللہ کے کلام سے یہ دکھلا سکتے ہیں کہ انہوں نے بھی نبی کا لفظ اپنے لئے استعمال کیا۔

(عقائد احمدیہ مصنفہ سید مدثر شاہ صاحب ص۲۵۹)

کیا اتنا بڑا جلیل القدر عالم حقیقت الوحی کے ص۳۹۱ کے اس حوالے سے نا واقف تھا۔ مولوی صاحب کو چاہیئے کہ وہ ان عبارات کو جو بظاہر ایک دوسرے کے متعارض معلوم ہوتی ہیں۔ معقولیت کے ساتھ تطبیق دینے کی کوشش کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا ایک قول

اس مشکل کو حل کرنے کے لئے یہاں ایک زبردست قرینہ مجدد الف ثانی صاحب کا حوالہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہو وہ محدث ہوتا ہے پھر حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب ازالہ اوہام میں اصل عربی خط مجدد الف ثانی کا نقل کر کے یہی ترجمہ فرمایا ہے کہ جس کو کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہو وہ محدث ہوتا ہے (ازالہ اوہام ص۹۱۵ طبع دوم ص۲۶۰) اور ایسا ہی براہین احمدیہ ص۵۴۶ حاشیہ تحفہ بغداد ص۲۰ اور الحکم ۱۰ر مارچ ۱۹۰۵ء میں بھی اس حوالہ کا ذکر فرمایا ہے جس سے صریح نتیجہ نکلتا ہے کہ یہاں نبوت کی بحث آپ کے مدنظر نہیں بلکہ محدثیت کی بحث مد نظر ہے جس کی تائید میں یہ حوالہ نقل فرمایا ہے۔ اگر آپ کا دعویٰ نبوت کا ہوتا تو یہ حوالہ ہرگز نقل نہ فرماتے دوسری بات جو اس حوالہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ بحث کہ جس کو کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہو۔ وہ محدث ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی پیدا کردہ نہیں۔ بلکہ حضرت مجدد الف ثانی کی پیدا کردہ ہے اور اس تعریف سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس شخص کو کثرت کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ ہو۔ وہ محدث ہوتا ہے نہ کہ نبی۔

نبی کا نام پانے کی خصوصیت

اب ایک بحث باقی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ کیوں فرمایا کہ "نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" اس مشکل کو حقیقت الوحی کا سیاق سباق خود حل کر دیتا ہے۔ یعنی گو مسیح موعودؑ کی حیثیت بلحاظ عہدے کے ایک محدث ہی کی . . . ہے۔ تاہم احادیث میں اس کے نام اور زمانے کو نہایت عظمت سے یاد کیا گیا ہے یہ امتیاز اور خصوصیت کسی دوسرے محدث کو حدیث میں نہیں دی گئی۔ یہاں تک کہ صحیح مسلم میں اس کو نبی اللہ کر کے پکارا گیا ہے مگر چونکہ لفظ نبی [illegible] استعمال سے غلطی لگ جانے کا احتمال تھا اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار اس کی تشریح فرما دی۔ کہ اس سے حقیقی نبوت مراد نہیں بلکہ محض استعارہ اور مجاز اور لغوی نبوت مراد ہے۔ حوالہ جات ذیل خصوصیت سے قابل ملاحظہ ہیں۔ ازالہ اوہام ص۲۳۷، ۵۸۷، ۵۳۲، ۷۰۱ حاشیہ انجام آتھم ص۲۸۔ تحفہ گولڑویہ ص۴۶-۴۷، ایام الصلح ص۷۴ و ۷۵۔ حاشیہ اربعین ع۲ ص۱۸ و ع۳ ص۲۵ سراج منیر ص۲۔ توضیح مرام ص۹

حضرت مسیح موعودؑ نے کثرت مکالمہ مخاطبہ سے مراد محدثیت لی ہے

خلاصہ یہ کہ حقیقت الوحی ص۳۹۱ والی عبارت کو حضرت مجدد الف ثانی کا حوالہ صاف کرتا ہے۔ اس حوالے کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتابوں میں چھ مقامات پر اس حوالے کا ذکر فرما کر اس سے مراد محدث لی ہے پس جبکہ آپ اپنی مختلف کتابوں میں اس عبارت کی تشریح محدث فرما چکے ہیں تو زیر بحث مقام پر اس حوالہ کا ذکر کرنا ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی پوزیشن بھی یہی ہے۔ باقی نام اور کام اور زمانے کی خصوصیت جو حدیث شریف میں آئی ہے اس کی تشریح مندرجہ بالا حوالجات کے مطالعہ سے عیاں ہو سکتی ہے اس طرح سے آپ کا تمام پہلا اور پچھلا کلام تعارض اور تناقض سے محفوظ رہتا ہے۔ ورنہ ناسخ اور منسوخ کی بحث کی ضرورت پیش آتی ہے اور تاویلات رکیکہ سے بھی انسان بچ جاتا ہے

اولیاء اللہ اور کثرت مکالمہ مخاطبہ

رہی کثرت مکالمہ و مخاطبہ کی بحث تو بحوالہ مکتوب حضرت مجدد الف ثانی جس کو کثرت کے ساتھ مکالمہ ہو وہ تو محدث ہوتا ہے نہ نبی اور یہ تشریح حضرت مسیح موعود کی نہیں ہے بلکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی ہے۔ جسے حضرت امام نے اپنی محدثانہ پوزیشن ظاہر کرنے کے لئے بطور تائید پیش کیا ہے اور حضور کی کتب سے بکثرت حوالجات اس کی تائید میں پیش کئے جا سکتے ہیں کہ اولیاء اللہ اور محدثین کو کثرت سے مکالمات حاصل ہوتے ہیں اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر محدثین کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اور کیا ملتا ہے جس سے ان میں اور دوسرے لوگوں میں امتیاز ہو سکے۔

مولوی صاحب کی خدمت میں گذارش

بالآخر ایک دفعہ پھر ہم مولوی صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ کو ظل نبی اور ظلی نبی پر عالمانہ بحث مطلوب ہے تو براہ مہربانی پہلے انہی الفاظ کو خدا تعالیٰ کی کتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت کر دیجئے۔ پھر شوق کے ساتھ علمی بحث کیجئے۔ ہم سننے کو تیار ہیں اور اگر قرآن شریف اور احادیث میں ہی یہ الفاظ موجود نہیں تو پھر آپ کی یہ بحث بے کار ہے۔ اگر کسی آنے والے زمانے میں اس ظلی نبوت کا دور دورہ ہونے کو تھا تو سب سے پہلا حق قرآن شریف کا تھا کہ اپنی الفاظ کے ساتھ وہ اس نبوت کا ذکر فرماتا۔ مگر اس کا ان الفاظ اور ان کی ان تشریحات سے خاموش رہنا جس کے لئے آپ لوگ کوشاں ہیں اس بات کی صریح دلیل ہے کہ اس جدید مذہب سے اس کو دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں ظلی نبوت کے معنی

رہی یہ بات کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ الفاظ کیوں استعمال فرمائے۔ سو التماس ہے کہ آپ نے صرف ظلی نبی کے الفاظ ہی استعمال نہیں فرمائے بلکہ اور بھی اس قسم کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ مثلاً ظلی نبی، بروزی نبی، امتی اور نبی، عکسی نبوت مستعار نبوت، لغوی نبوت۔ اگر فی الحقیقت آپ نبی ہی تھے تو اس قدر مختلف اصطلاحات کے بیان کرنے کا مطلب اور واسطہ ہی کیا تھا کیا ایک ہی خطاب ادائے مطلب کے لئے کافی نہیں تھا۔ جیسا کہ گذشتہ نبیوں نے اپنی نبوت کے اظہار کے لئے کیا۔ یہ امر فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے کہ آپ نے محض مکالمہ مخاطبہ کے اظہار کے لئے ان اصطلاحات کا استعمال فرمایا ہے ان اصطلاحات کی تشریحات بھی اگر آپ کے کلام سے دیکھی جائیں۔ تو یقینی طور پر نظر آجاتا ہے کہ آپ کا مقام ولایت اور محدثیت کا مقام ہے۔ نبی اپنے لئے اس قدر ڈھیروں ڈھیر خطاب جمع نہیں کرتے۔ ان کے لئے تو نبی کا ایک ہی خطاب کافی ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

آپ کو گوارا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی دوری، اللہ تعالیٰ کی فرقت آپ کو گوارا نہیں۔ یہی مضمون بار بار آپ کے کلام پاک میں پایا جاتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

اے میرے دل کے درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اللہ اکبر وصال باری کی کس قدر تڑپ آپ کے دل میں ہے فرماتے ہیں ؎

اے میرے یار جانی! کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

کیا ہی پاک اور بلند جذبہ ہے۔ رضا باری تعالیٰ کے لئے آپ تمام ذلتوں کو بطیب خاطر برداشت کرنے اور تمام تکالیف کو جھیلنے کے لئے طیار ہیں۔ اپنی عزت و وجاہت کہ دنیا میں یہ محبوب ترین چیز ہے۔ اپنی ننگ و ناموس سب اس راستہ میں قربان کر چکے ہیں اور غایت مقصود یہ ہے کہ کسی طرح محبوب حقیقی کا وصال نصیب ہو۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

نفس نام و ننگ و عزت را زداماں ریختیم
یار آمیزد مگر با ما محبان آمیختیم
دل براد یم از کف و جاں در رہے انداختیم
در پئے وصل نگارے حیلہ ہا انگیختیم

اسی قسم کا مضمون بتکرار آپ کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ ایک جگہ اردو میں یوں ارشاد فرماتے ہیں ؎

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس سہارے میری غذا یہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ عشق خداوندی کے میدان کے شہسوار تھے

فی الواقعہ عزت و آبرو، ننگ و ناموس کو خیرباد کہہ دینا، امائل و اقارب کی آنکھوں میں ذلیل و حقیر ہونا۔ ہر رنج و مصیبت ہر اندوہ و غم کو صبر سے برداشت کرنا۔ اور بالآخر جان عزیز کو جوکھوں میں ڈالنا یہ سب امور مشکل اور نہایت مشکل ہیں۔ لیکن سچے عشق کے آگے یہ سب مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور عاشق صادق ان صعوبناک مراحل کو کمال سہولت سے طے کر جاتا ہے۔ لاریب حضرت مسیح موعودؑ اسی میدان کے شہسوار تھے۔ اس حقیقت کا آپ یوں اظہار فرماتے ہیں ؎

عشق است کہ بر خاک مذلت غلطاند ٭ عشق است کہ بر آتش سوزاں بنشاند
کس بہر کسے سر ندہد جاں نفشاند ٭ عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

اسی مضمون کو آپ نے کئی جگہ بیان فرمایا ہے۔ اور ایک جگہ اردو میں یوں فرماتے ہیں ؎

اس جہاں کو چھوڑنا ہے تیرے دیوانوں کا کام
نقد پا لیتے ہیں وہ اور دوسرے امیدوار
کون ہے جس کے عمل ہوں پاک بے انوار عشق
کون کرتا ہے وفا بن اس کے جس کا دل فگار
غیر ہو کر غیر پر مرنا کسی کو کیا غرض؛
کون دیوانہ بنے اس راہ میں لیل و نہار
کون چھوڑے خواب شیریں کون چھوڑے اکل و شرب
کون لے خار مغیلاں چھوڑ کر پھولوں کے ہار
عشق ہے جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پرخطر
عشق ہے جو سر جھکا دے زیر تیغ آبدار

(باقی آئندہ)

مولانا ابوالکلام آزاد کے تازہ ارشادات

حدیث اور مجددین کی ضرورت سے انکار

مخالف حالات میں جرأت و صفائی سے سچی بات کہدینا بہت اچھا، لیکن بیحد مشکل کام ہے۔ حق و صداقت کی اس پرخار وادی میں وہی لوگ قدم رکھ سکتے ہیں جن کے دلوں میں خدا پر زندہ ایمان ہوتا ہے جو سچائی کو عزیز رکھتے ہیں اور اس کی عظمت و طاقت سے واقف ہیں۔ حق گوئی و صاف بیانی کے مدعی بہت ہیں اور بڑے بڑے ہیں لیکن واقعات شاہد ہیں کہ ان میں سے اکثر وقت آنے پر امتحان میں پورے نہیں اترتے۔ غیر اللہ کا خوف انہیں ڈراتا اور سہماتا ہے۔ لوگوں کی ناراضگی اور اپنے اثر و اقتدار کی بربادی کے خیال سے ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور یہ فریب خوردہ اور فریب کار مدعیان حق باطل کے آگے سر بسجود ہو جاتے ہیں۔

آج کل اس قسم کے عبرت انگیز تماشے اکثر دیکھنے میں آتے ہیں چند خود غرض، خود پرست اور دشمنان ملت نے احمدیت کے خلاف جو طوفان مخالفت برپا کر رکھا ہے۔ اس کی ناپاک لہروں سے بڑے بڑے مولویوں کی عبائیں اور عمامے اور بڑے بڑے لیڈروں شاعروں اور اخبار نویسوں کے طرے ہائے افتخار آلودہ ہو رہے ہیں اغراض و عزت کی قربانگاہ پر اصول، بے معنیٰ قربان کئے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں کے دلوں اور زبانوں میں کوئی مطابقت نہیں رہی۔ اور یہ اپنے گذشتہ اقوال و اعمال کو بھی فراموش کر گئے ہیں۔ ایسی ایسی بے جوڑ اور غیر معقول باتیں ان کی طرف سے کہی جا رہی ہیں جنہیں سنکر تعجب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے اعلیٰ دماغوں کی باطل سے یہ مرعوبیت بے حد افسوسناک ہے۔

مخالفین احمدیت کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سرکردہ مسلمان علماء و قائدین کو احمدیت کے متعلق اظہار رائے پر مجبور کرتا ہے اگر وہ خاموش رہیں یا اپنے دلی خیالات و عقائد کا اعلان کر دیں تو ان کو طرح طرح سے بدنام کیا جاتا ہے اس لئے انہیں مجبوراً مخالفین کا ہمنوا ہونا پڑتا ہے۔ اپنے اخلاق و اصول کی قربانی کرنی پڑتی ہے ان کا یہ افسوسناک فعل واقعی قابل رحم ہے۔ لیکن اگر یہ خدا پر بھروسہ اور اپنے ضمیر کا احترام کرتے اور سچی بات واضح الفاظ میں کہدیتے تو انہیں یہ دقت پیش نہ آتی۔ ہمیں افسوس ہے کہ گذشتہ ماہ مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ بعض لوگ انہیں عرصہ سے اس مصیبت میں گرفتار کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر مولانا سکوت و خاموشی کے قلعہ میں پناہ گزین تھے۔ لیکن ہوشیار و پرفن حیلہ سازوں نے کچھ ایسے جال بچھائے کہ طائر آزاد اپنے نشیمن خاموشی سے نکل کر ان کے جال میں گرفتار ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اخبار "زمیندار" ۲۶ جون ۱۹۳۶ء میں مولانا موصوف کے دو مکتوب شائع ہوئے ہیں۔ جن میں آپ نے احمدیت کی مخالفت فرماتے ہوئے مجددین اور حدیث کی ضرورت سے ہی انکار فرما دیا ہے۔ ان خطوں کو رقم فرمانے کی مولانا کو کیوں ضرورت پیش آئی۔ اسے ذرا "زمیندار" کے الفاظ ہی میں سن لیجئے۔

"سید فضل شاہ صاحب مالک شاہجہان محل ہوٹل بمبئی آج کل اپنے وطن مالوف لاہور میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ شاہ صاحب کو حضرت مولانا ابوالکلام آزاد سے ایک خاص عقیدت ہے اور آپ چاہتے تھے کہ قادیانیت کے متعلق حضرت مولانا کی رائے حاصل کریں۔ اور اگر وہ رائے ایسی ہو کہ اسے قادیانیوں کے خلاف ایک حجت قاطع کے طور پر استعمال کیا جا سکے تو اسے دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ شاہ صاحب قادیانی مرزائیوں لاہوری مرزائیوں کو پہلے دن سے خارج از اسلام سمجھتے ہیں اور اس لئے ان دونوں گروہوں اور ان کے پیشوا کی اسلامیت یا غیر اسلامیت کے متعلق کسی عالم دین کا فتوےٰ لینے کی کوئی ایسی بڑی ضرورت نہ تھی۔ آپ کا اصل مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طرح مولانا ابوالکلام کی رائے مبارک حاصل کر کے دوسروں کے شکوک کے ازالہ کا باعث ہو سکیں۔ اسی خیال سے انہوں نے ایک لطیف سا حیلہ کرنے میں مضائقہ نہ سمجھا۔ یعنی یہ کہ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کو اس انداز میں لکھا کہ گویا خدانخواستہ آپ اسلام کا دامن چھوڑ کر مرزائیت سے رشتہ جوڑنے پر آمادہ ہیں۔

"زمیندار" کا مندرجہ بالا بیان اس حقیقت کا مظہر ہے کہ فضل شاہ صاحب کا مقصد محض احمدیت کے خلاف مولانا ابوالکلام کی رائے حاصل کرنا تھا ورنہ وہ پہلے ہی سے گروہ مکفرین میں شامل ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے ایک حیلہ کیا۔ کیا حیلہ سازی ایک مسلمان کے شایان شان ہے اور دینی معاملات میں حیلہ سازی کو دخل دینا کسی لحاظ سے بھی درست ہے؟ اس بات کو بالکل نظر انداز کر دیجئے۔ ہمارے ان مہربانوں کے نزدیک احمدیت کی مخالفت میں کذب بیانی، بہتان طرازی، بدزبانی غرضیکہ ہر بڑے سے برا فعل جائز و مباح اور عظیم الشان دینی خدمت ہے۔ لہذا اس حیلہ بازی پر فضل شاہ صاحب اور "زمیندار" کا ضمیر ہرگز شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ اب ذرا مولانا ابوالکلام کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں پہلے مکتوب میں فرماتے ہیں:

"باقی رہے مرزا صاحب کے دعاوی تو میں نہیں سمجھتا۔ کہ کوئی شخص جس نے اسلام کے اصول و مبادیات کو سمجھا ہے اور عقل سلیم سے بے بہرہ نہیں یہ دعاوی ایک لمحہ کیلئے بھی تسلیم کر سکتا ہے"

افسوس مولانا نے یہ نہ فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کا کونسا دعویٰ خلاف اسلام و عقل ہے۔ کاش وہ ایک دو مثالیں ہی پیش کر دیتے پھر ہم اس کے لئے ان سے زیادہ اصرار نہیں کریں گے۔ وہ بیچارے ایک مصیبت اور مجبوری میں گرفتار ہیں۔ اگر یہ نہ کہتے تو اور کیا کہتے؟ اپنے حیلہ ساز "عقیدتمندوں" کو اور کس طرح خاموش کر کے اپنا پیچھا چھڑاتے؟ لیکن اس کے بعد انہوں نے جو کچھ فرمایا۔ وہ بہت ہی افسوسناک۔ یاس انگیز اور اسلام پر ایک خطرناک حملہ کے مترادف ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"اچھا قرآن کی ایک ایک آیت دیکھ جائیے۔ کہیں آپ کو یہ حکم ملتا ہے کہ ایک زمانے میں کوئی نیا نبی یا مسیح یا مجدد یا محدث (بالفتح) مبعوث ہوگا۔ اور مسلمانوں کیلئے ضروری ہوگا کہ اسے پہچانیں اور اس پر ایمان لائیں؟ اگر کوئی ایسا حکم نہیں ملتا تو پھر آپ پر کونسی مصیبت آ پڑی ہے کہ بیٹھے بٹھلائے اس جھگڑے میں پڑیں؟"

مولانا موصوف کے دونوں خطوں میں حدیث کا نام تک نہیں۔ اور یہی فرماتے رہے ہیں کہ صرف قرآن کافی ہو۔ اس کے علاوہ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ حدیث بے فائدہ اور غیر ضروری ہے۔ کیا ان خطوں کو بصد غرور و فخر شائع کرنے والے اس خیال سے متفق ہیں؟ اگر متفق ہیں تو کتب احادیث کو کیوں دریا برد نہیں کر دیا جاتا۔ جنہوں نے ان کو اس قدر مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔ کیوں نہیں دیوبند اور دوسرے مدارس کو بند کر دیا جاتا۔ جہاں اس اہتمام سے حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے کہ قرآن کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے؟ کیا کوئی بلی ماران دہلی کی جمعیتہ العلماء کے مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ مولانا احمد حسین مدنی اور اسی قسم کے دوسرے حضرات کو بھی مولانا ابوالکلام کے اس خیال کی تائید میں آمادہ کیا جا سکتا ہے؟ ہم مولانا سے بھی مزید وضاحت کے طالب ہیں۔ وہ صاف صاف کیوں نہیں فرما دیتے کہ حدیث کی ضرورت نہیں۔ بے شک قرآن کمل ہے اس میں سب کچھ ہے لیکن حدیث اس کی شارح ہے اس کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جو احادیث قرآن کے خلاف ہیں وہ بے شک لائق ترک ہیں۔ لیکن سارے ذخیرہ احادیث کو اٹھا کر پھینک دینا دین کے ستون کو گرانا ہے۔ اسلام کیساتھ دشمنی اور اس پر خطرناک حملہ ہے۔

مولانا کا دوسرا خط پہلے سے بھی زیادہ یاس انگیز اور رنج افزا ہے

"مسیح موعود نمبر" پر معمار امرتسری کا تبصرہ اور اس کا جواب

(از جناب شیخ محبوب عالم صاحب)

مسیح موعودؑ کے خصائل کیا ہونے چاہئیں

اخبار "اہلحدیث" مورخہ ۱۹ر جون ۳۶ء میں "مسیح موعود نمبر پر ایک نظر" کے عنوان سے منشی محمد عبد اللہ معمار امرتسری کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں معمار صاحب نے حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ کے مضمون پر چند اعتراضات کئے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ اگر ایک شخص معصوم عن المعاصی، خوش خلق، مہمان نواز، بے نظیر صاحب علم کامیاب و بامراد جرنیل ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ مسیح موعودؑ ہے جب ہم مسلمان اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل حسنہ اور اخلاق طیبہ غیر مسلموں کے سامنے پیش کرتے ہیں تو وہ یہی اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ کیا کوئی شخص سخاوت، صداقت، امانت، دیانت، مہمان نوازی اور خوش خلقی کی بنا پر نبی اور سب سے افضل نبی بن سکتا ہے۔ اس وقت ہمارا یہی جواب ہوتا ہے کہ نبی اور مامور کیلئے ان خصائل طیبہ کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن ہر وہ شخص جس میں یہ خصائل موجود ہوں وہ نبی نہیں بن سکتا۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ماموریت کا منصب مردوں کو ملا کرتا ہے"۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر مرد مامور ہے بلکہ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ ہر مامور مرد ہوگا۔ افسوس کہ منطق کی ایک مشہور و معروف اصطلاح کو بھی معمار صاحب نے مدنظر رکھنے کی زحمت گوارا نہ فرمائی۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ منطق نہیں جانتے۔ کیونکہ انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے تعلیم حاصل کی ہے۔ جنہیں وہ "مجدد" مانتے ہیں۔ ہاں معمار صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس اصطلاح کو عموم و خصوص مطلق کہا جاتا ہے۔

مسیح موعودؑ کی علامات

آگے چل کر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے آنیوالے مسیح موعود کا نام۔ ان کی والدہ کا نام۔ ان کا حسب و نسب، حلیہ، منصب، عمر، دعوت، غرض آمد، جائے نزول، جائے دفن وغیرہ واضح اور کھلے الفاظ میں بیان فرما دیئے۔ یہ وہی اعتراض ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام پر یہود نے کیا تھا کہ مسیح کے آنے کی علامت ہماری کتاب میں یہ ہے کہ اس سے پیشتر الیاس نازل ہوگا۔ مسیح محمدی پر بھی اسی قسم کا اعتراض* ہے کہ اس کا نام وہ ہے جو حضور صلعم نے نہ فرمایا تھا اور نہ وہ نشانات اس میں ہیں جو احادیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہود بھی یہی کہتے تھے کہ یحیٰی کسی صورت میں الیاس نہیں بن سکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے دنیا کو روز روشن کی طرح بتا دیا کہ فی الواقعہ یحیٰی الیاس ہو سکتا ہے اور مسیح کی آمد کی علامات پوری ہو چکی ہیں۔ اگرچہ آج تک یہود اسی پہلے عقیدہ پر ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی بذریعہ دلائل یہ ثابت کر دیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہی مسیح موعودؑ ہیں اور انہی کا نام مسیح رکھا گیا ہے اور وہ تمام علامات جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اس مقدس ہستی کے زمانہ میں ظاہر ہو چکیں۔ لیکن وہ لوگ جو یہودی خصلت ہیں وہ کب حق و صداقت کو قبول کرنے کیلئے تیار ہیں بلکہ اس کے مخالف تا قیامت رہیں گے۔ تا وہ الہام جس میں بتایا گیا ہے کہ تیرے متبعین منکرین پر قیامت تک غالب رہیں گے پورا ہو۔

ہمچو اصحاب مسیحا بر تو غالب شوند
دوستان میرزا بر دشمنان میرزا

کیا یہودی اب تک مسیح کی آمد کے قائل نہیں۔ ہیں اور ضرور ہیں۔ لیکن یہی کہتے ہیں کہ آئندہ آئیگا۔ اسی طرح مثیل مسیح کی آمد کے قائل بھی رہیں گے اور تا قیامت رہیں گے لیکن ظہور نہ مسیح کا ہوا اور نہ ہی مثیل مسیح کا ہوگا

مسیح موعودؑ کا حلیہ

پھر فرماتے ہیں کہ اس کا حلیہ بھی حضور صلعم نے بتا دیا تھا۔ بالکل بجا ہے لیکن کیا آپ نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا کہ آنحضورؐ نے حلیے بھی دو بتائے ہیں۔ چنانچہ ابن عمر سے روایت ہے جس میں حضرت عیسیٰ کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔ "فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر" یعنی مسیح علیہ السلام گورے تھے اور گھونگر والے بال اور سینہ فراخ رکھتے تھے۔ اس سے آگے مسیح الدجال کا ذکر ہے۔ "ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما یری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر، فقالوا ھذا المسیح ابن مریم" یعنی آج رات کو میں نے اپنے آپ کو کعبے کے پاس دیکھا۔ سو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی گندم گوں رنگ کا گندم گوں لوگوں میں سے نہایت خوبصورت ہے اس کے سر کے بال کانوں کے نیچے کندھوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے اور وہ سیدھے بالوں والا تھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون ہے کہا یہ مسیح ابن مریم ہے

مثیل مسیح امت محمدیہ میں سے ہوگا

اب رسول کریم صلعم کے اس صریح قول کی موجودگی میں معمار صاحب کا یہ فرمانا کہ آنے والا مسیح بنی اسرائیل میں سے ہوگا۔ کس قدر ہٹ دھرمی اور حق ناشناسی ہے صاف صاف لکھا ہے کہ مسیح ناصری کا جدا حلیہ ہے اور مسیح محمدی کا جدا۔ . . . چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ احادیث کی کسی کتاب میں بھی دونوں کا ایک حلیہ نہیں بتایا گیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنیوالا مسیح وہ پہلا مسیح نہیں ہے۔ رہا یہ سوال کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوگا۔ یہ سراسر غلط ہے* یہ معمار صاحب کا لفظ مسیح سے استنباط ہے۔ جبکہ لفظ مسیح کی ہی تشریح وہ نہ رہی جو آپ کے دماغ میں ہے تو پھر وہ حسب و نسب کہاں رہا۔ اگر آپ کی بات مان بھی لیں کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوگا تو پھر آپ اُس حدیث کو کہاں لے جائیں گے۔ جو آپ مہدی کے بارے میں پیش کرتے ہیں کہ وہ بنی فاطمہ میں سے ہوگا۔ اور دوسری طرف یہ حدیث ہے کہ "لا مھدی الا عیسیٰ" (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

آنیوالا مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہے

پس معلوم ہوا کہ آنیوالا مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہے آپ کے مسلمہ عقائد کی رو سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عیسیٰ بنی فاطمہ سے ہوگا۔ اب آپ خود ہی انصاف سے بتائیں کہ آپ کا کبھی یہ کہنا . . . . . . کہ مسیح بنی فاطمہ سے ہوگا اور کبھی یہ کہنا کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوگا۔ کہاں تک حق بجانب ہے۔

کیا یہ بات اس امر کی دلیل نہیں کہ آپ کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں اور آپ تنکے کا سہارا لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ورنہ بات صاف ہے کہ بغیر ہماری تشریح کے آپ کے لئے کوئی بھی ٹھکانا نہیں ہے

"منصب"

معلوم نہیں کہ معمار صاحب نے منصب کی کوئی تشریح کیوں نہ کی۔ یہاں آپ کی منصب سے مراد منصب نبوت ہے لیکن یہ جز و تردید محض منصب لکھا ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ مقابل ختم نبوت کا قائل ہے اور دنیا میں پرانے نبی کی نبوت کو بعد نبی کریم صلعم سمجھا جانا اور منافی اصول اسلام سمجھتی ہے ورنہ اگر محدثیت کا منصب مراد ہوتا تو وہ تو حضرت مرزا صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"۔ مرزا صاحب کے اس انکار کی وجہ سے کہ نبوت کا دعویٰ نہیں۔ معمار صاحب کو خیال آیا کہ مرزا صاحب کو وہ منصب نہیں ملا جو ان کے خیال میں ہے یعنی منصب نبوت۔ لیکن اگر ہمارے دوست ایک طرف آیت خاتم النبیین کو اور حدیث لا نبی بعدی کو رکھتے اور دوسری طرف اس حدیث کو لیتے جس میں مسیح موعود کی شان میں لفظ نبی آیا ہے تو وہ سمجھ جاتے کہ اس کی تطبیق اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ حدیث "نبی اللہ" کی تاویل کی جائے کیونکہ وہ قرآن کریم کی نص صریح کے خلاف ہے۔ لیکن ہمارے دوست اپنے عقائد کی بنا پر حدیث کو قرآن مجید پر ترجیح دینے کیلئے مجبور ہیں۔

مسیح موعودؑ کی غرض آمد

مسیح موعود کی غرض آمد سے معلوم نہیں معمار صاحب کیا مراد لیتے ہیں۔ قرآن کریم نے تو آپ کی غرض آمد ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ "لیظھرہ علی الدین کلہ"۔ اور ہمارا تو ایمان ہے اور دنیا شاہد ہے کہ مرزا صاحب نے اس کام کو پورا کیا۔ افسوس کہ معمار صاحب حضرت اقدس کے جلسہ مذاہب کے لیکچر پر ہی غور فرماتے کہ اس لیکچر سے حضرت اقدس نے کس طرح اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کر دکھایا۔ حالانکہ اس تقریب میں معمار صاحب کے "مجدد زمان" اور پیر "مجدد" کے "مجدد" مولوی محمد حسین بٹالوی بھی موجود تھے۔ لیکن اس وقت جو کام خدا تعالیٰ کے مرسل نے کر دکھایا۔ وہ مکفرین سے کہاں ہو سکتا تھا۔ کیا یہ غرض آمد کیلئے ایک صاف اور واضح دلیل نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

مسیح کا نزول اور معمار کی منطق

پھر فرماتے ہیں مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔ معلوم نہیں۔ یہ "آسمان" معمار صاحب کس حدیث سے نکالتے ہیں۔ یہ تمام دھوکہ لفظ نزول کے مضمون پر غور نہ کرنے کی وجہ سے لگتا ہے۔

معمار صاحب! نزول کیلئے آسمان سے آنا ضروری نہیں۔ کیا "انزلنا الحدید" کا یہ مطلب ہے کہ لوہا آسمان سے آتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ کسی چیز کی شان کو مدنظر رکھ کر لفظ نزول استعمال ہوتا ہے اسی واسطے مہمان کو بھی عربی میں "نزیل" کہا جاتا ہے اور مہمان نوازی کو "نزلا"۔ . . . پس کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مہمان آسمان سے آتا ہے یا مہمان نوازی آسمان سے اترتی ہے۔ آخر یہاں بھی تو وہی لفظ "نزول" ہے ع

سر کو پیٹو آسمان سے کوئی اب آتا نہیں

باقی صفحہ ۱۲ پر

دجال اور یاجوج ماجوج

دجال اور یاجوج ماجوج کے ظہور کے متعلق بھی معمار صاحب کو شک ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اپنے سرکردہ علماء جو احمدیت کے شدید ترین دشمن ہیں۔ ان تمام باتوں کا اقرار اپنے کلام منظوم میں کر چکے ہیں۔ چنانچہ مولوی ظفر علی خان صاحب فرماتے ہیں ؎

الٰہی ہستی مسلم کا اب تو ہی نگہباں ہے
فرنگی لشکر دجال ہیں یاجوج ہیں روسی

کس قدر صاف اور واضح الفاظ میں مولوی ظفر علیخاں صاحب نے اقرار کیا ہے کہ دجال سے مراد انگریزوں کی قوم ہے اور روس کے باشندے یاجوج ماجوج ہیں اور سنئے احمدیت کے استیصال کے حامی علامہ اقبال کیا فرماتے ہیں ؎ کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون۔

مولوی ظفر علیخاں اور علامہ اقبال دجال اور یاجوج ماجوج سے مراد فرنگی اور روسی ہیں، تو ان پر کوئی حرف نہیں آتا۔ لیکن اگر اس حقیقت کا انکشاف حضرت مرزا صاحب کریں، تو ان پر فرد جرم لگ جاتی ہے، حیف اصد حیف!! معمار صاحب! خدارا آنکھیں کھولو اور دیکھئے کہ جن باتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا۔ دنیا کیسے صاف الفاظ میں اس کی تائید کر رہی ہے سو اس بات پر تو مہر تصدیق ثبت ہو چکی کہ فرنگی دجال اور روسی یاجوج ہیں اب معمار صاحب خدارا بتائیں کہ وہ مسیح کہاں ہے جو ان کو ''صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے''۔ مرض تو موجود ہے۔ حکیم کہاں ہے؟

مسیح موعود کا مدینہ منورہ میں دفن ہونا

معمار صاحب کے نزدیک مسیح موعود کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں دفن ہوگا۔ جس حدیث سے یہ عقیدہ معرض وجود میں آیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں :- ''یدفن معی فی قبری'' یعنی مسیح موعود میرے ساتھ میری قبر میں دفن کیا جائے گا۔ اصل معنی کی بنا پر چونکہ خود معمار صاحب پر بھی زد آتی ہے۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے۔ ''مدینہ منورہ میں دفن ہوگا''۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ معنے انہوں نے کیوں کر بنا لئے۔ اگر ان کو حدیث کے ظاہری معنے چھوڑ کر تاویل کرنے کا حق ہے تو ہم بھی تاویل کر سکتے ہیں۔ پھر اگر ان دونوں تاویلوں کا مقابلہ کیا جائے تو دنیا پر روشن ہو جائے گا کہ معمار صاحب حق و صداقت سے کام لے رہے ہیں یا احمدی۔

حدیث تو یہ بتا رہی ہے کہ مسیح موعود آنحضرت صلعم کی قبر مبارک میں دفن ہوگا، اور بالفرض معمار صاحب کا مفروضہ مسیح بھی آ جائے تو کیا کوئی مسلمان یہ گوارا کر سکیگا۔ کہ آنحضرت صلعم فداہ امی و ابی کی قبر مبارک کو نعوذ باللہ کھودا جائے۔ کیا اس وقت مسلمانوں کی غیرت کا جنازہ نکل چکا ہوگا۔ خدا ایسا وقت نہ لائے اور اگر کوئی خبیث الفطرت ایسے فعل کا ارتکاب بھی کرے تو اس کی سزا جو مسلمان اس کو دیں گے اس کا اندازہ خود معمار صاحب کر سکتے ہیں۔ ابھی دنیا میں لاکھوں نفوس ایسے ہیں۔ جو ناموس پیغمبر کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کیلئے تیار ہیں۔

''یدفن معی فی قبری'' کا مطلب

ہماری تاویل اس حدیث کے متعلق صاف ہے کہ اس سے مراد روحانی قرب ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جہاں نبی وفات پاتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا حضرت نبی کریم صلعم کا وصال حجرہ عائشہ میں ہوا اور دفن بھی وہیں کئے گئے۔ اس حدیث سے مطلب یہ نکلا کہ مسیح موعود کی وفات بھی آنحضرت صلعم کی قبر یا میں ہونی چاہیئے۔ آپ کا بلا عتراض بھی مرزا صاحب پر ہے کہ جہاں انہوں نے وفات پائی وہیں دفن نہیں ہوئے اس کا جواب ہم صاف الفاظ میں یہ دیتے ہیں کہ وہ نبی نہیں تھے لیکن آپ کے لئے یہاں پر بھی مشکل ہے۔ کبھی تو مدینہ کی شرط لگاتے ہیں کبھی فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلعم کے مقبرہ میں دفن ہونا ضروری ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ مقبرہ آپ کس کے معنے لیتے ہیں، وہاں تو صاف قبر کا لفظ ہے اور پھر لفظ ''معی'' اس امر کا مقتضی ہے کہ حضور صلعم کی قبر مقدس کو نعوذ باللہ کھودا جائے۔

مسیح موعود کی جائے نزول

جائے نزول پر معمار صاحب نے بہت زور دیا ہے کہ حدیث میں جائے نزول مسیح دمشق ہے اور حضرت مرزا صاحب قادیان میں پیدا ہوئے۔

عرض ہے کہ اس حدیث پر علامہ سندی نے ذیل کا حاشیہ لکھا ہے۔ ''وقد ورد فی بعض الاحادیث ان عیسیٰ ینزل فی بیت المقدس وفی روایۃ بالاردن وفی روایۃ بعسکر المسلمین واللہ اعلم''۔

ترجمہ :- بعض احادیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ بیت المقدس میں نازل ہوں گے اور ایک روایت ہے کہ اردن میں نازل ہوں گے اور کسی دوسری روایت میں ہے کہ عسکر المسلمین میں نازل ہوں گے خدا جانے درست بات کونسی ہے''۔ اب معمار صاحب ہی تعصب کی عینک اتار کر بتائیں کہ جب عیسیٰ کے نازل ہونے کے مقامات مختلف بتلائے گئے ہیں اور کوئی مقام متعین نہیں کیا گیا۔ تو پیرو دلوں کے ساتھ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یقیناً دمشق میں نازل ہوگا ہم اپنے دوست سے پوچھتے ہیں کہ اردن میں کیوں نازل ہوگا۔ اور اگر ایک تیسرا شخص یہ کہدے کہ عیسیٰ علیہ السلام عسکر المسلمین میں نازل ہوں گے۔ تو اب ان تین باتوں میں سے کونسی بات قابل تسلیم ہے اور معمار صاحب دمشق کو کس لئے خصوصیت دے رہے ہیں۔

آنیوالے مسیح سے مراد مسیح ناصری نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ جس طرح آنے والے مسیح سے مراد مسیح ناصری نہیں۔ جس طرح ''نزول'' سے مراد آسمان سے اترنا نہیں۔ جس طرح قبر رسول اللہ صلعم ہی دفن ہونے سے مراد کچھ اور ہے۔ جس طرح یقتل الخنزیر اور یکسر الصلیب کے ظاہری معنے مراد نہیں اسی طرح دمشق سے بھی یقیناً کوئی اور جگہ مقصود ہے ؎

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

شکوہ

حالِ زبونِ قوم کا کچھ بھی نہ چارہ ہو سکا
روزِ ازل کا ہے لکھا کون اسے مٹا سکے

ظل و بروز پہ رہے مجھ سے جھگڑتے عمر بھر
یہ نہ کچھ ایسی بات تھی جو نہ سمجھ میں آ سکے

خاتم انبیاء کے بعد حضرتِ عیسیٰ آئے کیوں
دل میں تو کہتے تھے یہی لب نہ مگر ہلا سکے

قابلِ دار ہیں ہوں گر جرم مرا، خطا مری
پوچھتا تھا میں بار بار کچھ نہ مگر بتا سکے

تیغِ زباں پہ تھا انہیں گرچہ ہزار فخر و ناز
تیغِ دلیل کی مگر تاب کہاں وہ لا سکے

دل وہ خدا کرے عطا سُن کے عدو کی گالیاں
حرفِ گلہ زبان پر ابرو پہ خم نہ آ سکے

دعوائے الفت اُن کا میں مان لوں کس طرح ہی سچ
دستِ دعا نہ ایک دن میرے لئے اٹھا سکے

(احسن)

درخواست دعا

ہمارے محترم دوست و رفیق بابو رحمت اللہ صاحب کارکن انجمن دو ماہ سے بیمار ہیں ان کو ابھی تک کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ تمام برادران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اس نوجوان بھائی کے لئے دردِ دل سے دعا کریں کہ خداوند کریم ان کو صحت کامل عطا فرمائے اور خدمت اسلام کا موقعہ دے۔

آمین

احمدیوں کے بارہ میں علماء اسلام کے فتاوے

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا فتوے

۱۸۹۱ء میں سب سے پہلے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اہلحدیث نے بانی سلسلہ احمدیہ پر فتاوے تکفیر لگوانے پر سارے ہندوستان میں بہت دوڑ دھوپ کی اور کئی مولویوں اور پیروں کے گالیوں سے بھرے ہوئے فتوے شائع کئے۔ خدا کی شان جب اگست ۱۹۱۲ء میں انہی مولوی صاحب کو ایک مقدمہ مسماۃ کریم بی بی بنت محمد الدین لوہار ساکن نظام آباد بنام رحمت اللہ ولد عبد اللہ قوم لوہار سکنہ نظام آباد ضلع گوجرانوالہ میں لالہ دیوکی نندن صاحب منصف درجہ اول کی عدالت میں بطور گواہ پیش ہونا پڑا۔ اور حلفیہ شہادت دربرو ئے عدالت دینی پڑی تو اس نے جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کے بارہ میں ذیل کی شہادت دی۔ دوسرے فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا:۔

> ایک فرقہ احمدیہ بھی اب تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعوٰئے مسیحیت اور مہدویت کا کیا ہے یہ فرقہ بھی قرآن و حدیث کو یکساں مانتا ہے۔۔۔۔ کسی فرقہ کو جن کا کہ ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ کسی فرقہ کو ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا۔"

اس مقدمہ کا فیصلہ دیتے ہوئے منصف صاحب نے لکھا:۔

> "یہ امر تو ہر ایک فرقہ والے کے اپنے اپنے خیال پر منحصر ہے۔ اہل شیعہ جن احادیث کو درست تسلیم کرتے ہیں ان کو سنی صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ جن کو سنی صحیح تسلیم کرتے ہیں، ان کو شیعہ صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ گویا حدیث کو نہ ماننے والا اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا ہے کیونکہ شیعہ بھی اسلام میں شامل ہیں، احمدیہ بھی حنفیہ بھی شامل ہیں۔ اور ہر ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ والے کو کافر کہتا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب گواہ مدعیہ اسلام کے حنفی ہیں اور احمدی فرقہ والوں کے نزدیک وہ کافر ہیں۔ جیسے کہ انہوں نے اپنے بیان میں خود تحریر کرایا ہے اور ایسے ہی مولوی عبد الحکیم صاحب گواہ مدعیہ کے نزدیک احمدی فرقہ کے لوگ کافر ہیں۔ جو مرزا غلام احمد صاحب کے پیرو ہیں، حالانکہ مولوی محمد حسین گواہ کے نزدیک وہ کافر نہیں۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ والے کو کافر کہتا چلا آیا ہے۔ دراصل کوئی بھی کافر نہیں ہے جیسے کہ مولوی محمد حسین گواہ کا بیان ہے۔ خدا اور رسول کی اطاعت قرآن مجید پر ایمان لانا ہے اور اپنے اعمال کو اس کے مطابق بنانا ہے۔ اسلام کا اصل مقصود دنیا میں توحید پھیلانا ہے اور دنیا سے شرک کو مٹانا ہے۔ پس جو شخص ایک خدا کو مانتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور ایک خدا کی عبادت کرتا ہے وہ قرآن مجید کے رو سے مسلمان ہے۔ خدا اور رسول ایسے مسلمان کہتے ہیں اور ایسا شخص اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ آل عمران آیت ۷۵، سورۃ مومن آیت ۶۸۔ بلکہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ مسلمان کیا اگر عیسائی یہودی وغیرہ لوگ بھی خدا کو ایک مان لیویں تو خدا اور قرآن کے نزدیک کافر نہیں ہو سکتے۔ ملاحظہ ہو سورۃ بقرا آیت ۵۹، سورۃ ۵، آیت ۷۳۔ خدا کو ماننا اور اس کے کلام پر ایمان لانا مسلمان کیواسطے کافی ہے اور وہ مسلمان ہے۔ سورۃ انفال آیت ۴۔ بلکہ یہاں تک درج ہے کہ کوئی شخص قبلہ اسلام کو اپنا قبلہ ظاہر کرے اور ملاقات کے وقت السلام علیکم کہے تو قرآن مجید کی رو سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ مومن نہیں ہے۔"

شمس العلماء سید احمد دہلوی کا فتوے

پھر ۱۹۱۴ء کے شروع میں شیخ محمد یوسف صاحب احمدی ٹھیکیدار کمشریٹ توپخانہ بازار انبالہ نے ذیل کا استفتاء پیش کر کے علماء سے فتوے طلب کیا جو حسب ذیل ہے۔

استفتاء

ایک شخص خدا اور رسول کے احکام مثلاً حج زکوٰۃ، روزہ، نماز پر پورا عمل کرتا ہے لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم و مغفور کو مسیح موعود اور مہدی معہود خیال کرتا ہے تو کیا ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اگر کوئی شخص کسی احمدی (مرزائی) کو مسجد سے روکتا ہے اور نماز ادا کرنے سے منع کرتا ہے تو کیا ایسا شخص مومن کہلا سکتا ہے؟

اس استفتاء کا جواب حسب ذیل موصول ہوا۔

الجواب:۔ (۱) جو شخص خدا کو وحدہ لاشریک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا رسول پیغمبر جانتا ہے، اس کا دل سے یقین اور زبان سے اقرار کرتا ہے اور ملائکہ و قرآن و دیگر کتب آسمانی کا، خدا کا کلام جاننا اور قیامت اور جنت دوزخ وغیرہ سب کا یقین رکھتا ہے اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، اس سب پر اس کا یقین اور ایمان ہے اور احکام شرعیہ پر عمل کرتا ہو وہ بلاشبہ مسلمان ہے مومن ہے [illegible]

(۲) ہم اہلسنت والجماعت کے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب اور جو ان کے پیرو ہیں وہ موافق عقائد اہلسنت والجماعت ان کو غلطی پر جانتے ہیں اور مثل دیگر گمراہ فرقوں کے اس فرقہ کو جن کو احمدی سے تعبیر کیا جاتا ہے خیال کرتے ہیں جو شخص باوجود احکام شرعیہ پورے طور پر بجا لانے کے مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانتا ہے وہ گمراہی پر ہے مگر اس کو کافر نہیں کہہ سکتا۔ اس کو چاہیئے کہ اس عقیدہ و خیال سے توبہ کر کے باز آ جائے۔

(۳) مسجد خانہ خدا ہے، تمام اسلامی فرقوں کیلئے ادائے نماز کیلئے اس میں حقوق ہیں۔ کوئی فرقہ کسی دوسرے فرقہ کو ادائے نماز کیلئے روک نہیں سکتا۔ اگر احمدی فرقہ کے لوگ مسجد میں آویں اور نماز پڑھیں، ان کو منع کرنا یا روکنا نہ چاہیئے۔ جو ذکر الہیہ سے کسی کو روکیگا وہ گنہگار ہوگا۔ یہ ضرور ہے کہ کوئی فرقہ یا کوئی شخص مسجد کی حرمت کیخلاف کوئی فعل نہ کرے اور نہ کسی قسم کی شر و فساد کی بات پیدا کرے۔ مسجد محض ذکر الہیہ و عبادت خدا کیلئے ہے۔ دنیوی جھگڑے و شیطانی امور سے اس مقدس و پاک مقام کو جس کو مسجد کہتے ہیں صاف و علیحدہ رکھنا چاہیئے ورنہ اسکا مواخذہ بروز قیامت سخت ہوگا۔ (شمس العلماء سید احمد امام جامع مسجد دہلی)

مولانا ابو الکلام آزاد کا فتویٰ

السلام علیکم۔ خط آپ کا در و دہیر اسعولانا (مولانا ابو الکلام آزاد) کی نظر سے گذرا، حسب ہدایت مولانا جواباً تحریر ہے کہ جو شخص توحید رسالت کا اقرار کرتا ہے اعمال خمسہ انجام دیتا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتا ہے وہ مسلمان ہے اور اس کو مسجد میں آنے سے روکنا ظلم ہے۔ (محمد یوسف صدیقی منجانب ایڈیٹر الہلال کلکتہ)

شمس العلماء شبلی نعمانی کا فتویٰ

مرزا صاحب مرحوم کو مسیح موعود ماننے والا گو غلطی پر ہے لیکن کافر نہیں اور جو شخص کسی احمدی کو مسجد میں آنے سے روکتا ہے گو وہ خاطی ہے لیکن بہرحال مومن ہے۔ (شبلی نعمانی)

(الفضل)

جنوبی ہند کے ایک اچھوت لیڈر کا خط

اسلام ہی صرف اچھوتوں کی مشکلات کو حل کرتا ہے

جنوبی ہند کے ایک معزز اچھوت لیڈر کا خط آنریری جائنٹ سیکرٹری صاحب کو موصول ہوا ہے جو ہدیہ ناظرین کیا جا رہا ہے۔ خط کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام ان لوگوں میں کس سرعت سے اپنا کام کر رہا ہے۔ (مدیر)

آپ کا عنایت نامہ اور کتابیں مل گئی ہیں جس کا شکریہ میں نے "دی پرائٹ آف اسلام" اور "دی ہولی قرآن" کا مطالعہ کیا ہے۔ میں اسلام کو بنی نوع انسان کا مذہب سمجھتا ہوں یہ کتابیں ان مصنفین نے تصنیف کی ہیں۔ جو مشکل سے مشکل موضوع کو نہایت سلیس اور عام فہم عبارت میں واضح کرتے ہیں۔ تمام مسلمان ایک خدا کی نگاہ میں ایک ہیں۔ ان کا یہ نظریہ اسلام کی ابتدائی شان و عظمت کو تازہ کرتا ہے۔

آزادی اور حصول مساوات کا صرف ایک ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ہم گروہ در گروہ اپنے مذہب کو تبدیل کرتے چلے جائیں "اچھوت پن" جو انسانی ظلم و استبداد کی مختلف اقسام میں سے ہے۔ اب خود ایک مصیبت میں مبتلا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کی موجودہ کیفیت کے اہم ترین اور بنیادی درجات سے آپ کو آگاہ کروں۔ ہریجنوں پر جو بے جا ظلم و ستم روا رکھا جاتا ہے۔ اس میں دو غلط اصول "تضادی" "ذہنی" شامل ہیں اگر یہ اصول آزاد ہو جائیں۔ تو "اچھوت پن" خود بخود ہندوستان سے مفقود ہو جائے گا۔

اچھوتوں کے مسائل کو حل کرنے کیلئے ہمیں درد دل سے کام کرنا پڑے گا اور ان کو توہمات کی دلدل سے نکال کر ایسے عمدہ مقام پر لانا پڑے گا جہاں وہ دوسرے لوگوں کے دوش بدوش کھڑے ہو سکیں اور ان کو تعصب اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے کی بجائے محبت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

ہریجنوں کے مطالبات کو سوائے اسلام جو بنی نوع انسان کا مذہب ہے اور کوئی دنیا کا مذہب پورا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ مذہب ہریجنوں کو عام اسلامی برادری کے حقوق عطا کرتا ہے۔

میں اپنے ان بھائیوں سے جو مسلمانان حق میں پرزور استدعا کرتا ہوں کہ وہ اسلام سے نہایت خلوص اور محبت سے وابستہ ہو جائیں۔ کیونکہ میرا پختہ ایمان ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری اور مکمل کتاب ہے۔ جس کا کوئی حصہ کسی زمانے میں بھی محرف و مبدل نہ ہو گا۔ اور قرآن کریم میں صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ تمام انسان ایک ہی قوم کے افراد ہیں اور ان کیساتھ ایک ہی انسان کی حیثیت سے سلوک کیا جاتا ہے۔ پس میں اس کی پناہ چاہتا ہوں جو بندوں کا مالک ہے۔ جو انسانوں کا بادشاہ ہے اور لوگوں کا خدا ہے۔

میں اپنے تبدیلی مذہب کے اعلان کے لئے ایک عمدہ موقع کا منتظر ہوں۔ یقین رکھئے۔ میں ایسے موقع کو ضائع نہیں ہونے دوں گا۔ اور اسلامی برادری میں ضرور شامل ہوں گا جہاں ذات، پات، سفید و سیاہ اور نسلی امتیاز کا نام تک نہیں۔

آپ نے دو مہندی کی کتابیں ارسال فرمائی ہیں۔ لیکن وہ میرے لئے مفید ثابت نہیں ہوئیں۔ آپ آئندہ صرف انگریزی لٹریچر بھیجا کریں، کیونکہ میری مادری زبان تامل ہے میں صرف انگریزی زبان میں لٹریچر کا مطالعہ کر سکتا ہوں۔ مندرجہ ذیل موضوعات پر تحقیقات کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے اس کے متعلق لٹریچر بھیجیں۔

اسلام میں عورت کی حیثیت۔ پبلک امور میں اس کا حصہ مسلم اور غیر مسلم کے مابین رشتہ کے تعلقات، شادی کیلئے مقررہ عمر اور پردہ کے متعلق تفصیلات۔

آپ کے اس خلوص اور تکلیف کا شکریہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بچوں کا صفحہ

نیک شگون

(از جناب منصور احمد صاحب وائیں)

پیارے بچو! اگر تمہیں جوان ہو کر عراق جانے کا اتفاق ہو۔ تو وہاں تمہیں اکثر شہروں کے کھنڈر ملیں گے۔ انہی شہروں میں ایک قدسیہ بھی تھا۔ شہروں کے آثار و علامات مٹتے جا رہے ہیں۔ اور اب یہ کھنڈرات ہی تاریخ کا پتہ دیتے ہیں۔

اسلام کا آغاز تھا اور وہ ان لوگوں میں پرورش پا رہا تھا جن کا نام اس وقت تاریخ میں ناپید تھا۔ انہیں کوئی نہیں جانتا تھا۔ اسلام کا یہ دور اوّل تھا۔ لیکن دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں اس کے خوف سے لرز رہی تھیں۔ عرب کی ہمسایہ سلطنتیں (جو اس وقت دنیا میں سب سے بڑی تھیں) روم اور ایران مسلمانوں کو مٹانے پر تُلی ہوئی تھیں۔ انہوں نے سوچا کہ اسلام کے پودے کو شروع ہی سے دبا دینا چاہیئے۔ کہ جڑ پکڑنے نہ پائے۔ اس لئے مسلمانوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کے خیال میں سازشیں کرنے لگے۔ آخرکار اپنے بچاؤ کی خاطر مسلمانوں کو جنگ کرنی ہی پڑی۔

مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان جنگ قدسیہ ایک مشہور جنگ ہوئی۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ اس مہم کا سپہ سالار حضرت سعدؓ کو مقرر کیا گیا۔ جنگ ہونے سے قبل مسلمانوں نے چاہا کہ ایرانی صلح کریں کہ انسانی خون ضائع نہ ہو۔ اس خیال سے اسلامی لشکر کی طرف سے دربار ایران میں صلح کے لئے قاصد بھیجے گئے۔ اُن کا لباس پھٹا پرانا تھا اور زین کے بغیر گھوڑوں پر سوار تھے۔ لیکن ان کے چہروں سے اولوالعزمی، بہادری اور شجاعت ٹپک رہی تھی۔ ادھر دربار کو سجانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی کہ مسلمان ایلچیوں پر ہیبت و رعب قائم ہو جائے۔ مگر قاصد دربار میں پہنچے تو دربار پر ایک سکتہ طاری ہو گیا۔ لوگ ان کی حالت کو دیکھتے اور اُن کی جرأت کو، ان کے چہروں پر جلال چمک رہا تھا۔

ایران کے بادشاہ نے پوچھا "تم یہاں کس لئے آئے ہو؟" اس کے جواب میں نعمانؓ (بن) مقرن نے اسے اسلام کا پیغام دیا کہ اسلام صلح و امن کا دوسرا نام ہے مسلمان خون بہانا نہیں چاہتے۔ لیکن چونکہ ایرانیوں کی طرف سے جنگ کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس لئے انہیں مجبوراً مقابلہ کرنا پڑا۔ "ہم اب بھی دو شرطوں پر صلح کرنے کو تیار ہیں۔ اگر اسلام کو آپ سچا سمجھتے ہیں تو اسے قبول کر لیں۔ اس کے بعد جنگ کا فیصلہ ہو جائیگا۔ ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہونگے دوسری چیز یہ ہے۔ کہ آپ ہمیں جزیہ دیں۔ اور وہ اس صورت میں کہ آپ مسلمانوں کی سلطنت میں فساد نہ کریں۔ اگر یہ بھی منظور نہ کیا گیا۔ تو مجبوراً ہمیں تلوار اٹھانی پڑے گی"۔

ایرانی بادشاہ یزدجرد کے سارے جسم میں بجلی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ غصے میں آکر بولا۔ "تم ہمیں تلوار دکھانے آئے ہو۔ تمہیں یاد نہیں کہ تم جیسے ذلیل لوگ دنیا میں بہت کم تھے جب کبھی تم نے بغاوت کی۔ ہمارے حکم سے سرحد کے معمولی کسانوں نے تمہیں درست کر دیا"۔ مسلمانوں کے وفد میں سے مغیرہؓ اٹھے اور دربار کو مخاطب کر کے بولے۔

"ہم دنیا کے ذلیل ترین انسان تھے۔ یہ سچ ہے ہم آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ ہم لڑکیوں کو زندہ دفن کیا کرتے تھے۔ اب خدا نے ہم میں اپنا رسول بھیجا۔ جو ہم سب سے بزرگ اور شریف خاندان سے ہے۔ شروع میں ہم نے اسی کی مخالفت کی۔ وہ ہمیں ہدایت کی طرف بلاتا تھا۔ ہم نے انکار کیا۔ وہ ہمیں عزت دینی چاہتا تھا۔ ہم نہیں مانتے تھے۔ آخرکار اس کی تعلیم نے ہمارے دلوں کو مسخر کر لیا۔ ہماری حالت بدل گئی۔ اب ہم آپ کے سامنے یہ چیزیں پیش کرتے ہیں۔ جزیہ حفاظت کے لئے یا پھر تلوار"۔

یزدجرد پھر بجلی کی طرح کڑکا۔ "اگر ایلچی کو قتل کی اجازت ہوتی تو تم اس وقت موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے حکم دیا کہ مٹی کی ٹوکری بھر کر لائی جائے "تم میں سے کون امیر وفد ہے؟" اس نے پوچھا۔ عاصمؓ آگے بڑھے اور ان کے سر پر مٹی کی ٹوکری رکھدی گئی۔ عاصمؓ خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ تمام وفد خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگا۔ عاصمؓ اچک کر گھوڑے پر جا بیٹھے ٹوکری ان کے سر پر تھی۔ اور زور سے بولے "دشمنوں نے ہمیں خود اپنی زمین حوالے کر دی ہے"۔

اسلام کے یہ مجاہد کس قدر باہمت لوگ تھے انہوں نے دشمن کے اس رویہ کو اپنی ذلت اور رسوائی نہیں سمجھا۔ بلکہ اسے نیک شگون جانا کہ وہ اب ایران کو فتح کر لیں گے جب یہ لوگ واپس اپنے امیر لشکر کی خدمت میں پہنچے۔ تو حضرت سعدؓ کے سامنے ٹوکری رکھتے ہوئے بولے: "اے ہمارے سردار مبارک ہو۔ دشمن نے خود اپنے ہاتھوں سے ہمیں اپنی زمین دیدی ہے"! ایمانی سعادت و جرأت کی بنا پر یہی ایک مٹی کی ٹوکری سلطنت ایران کی فتح کیلئے نیک شگون ثابت ہوئی۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:۔

ولایت، بادشاہی، علم اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں فقط اِک نکتۂ ایماں کی تفسیریں
یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

جنرل پیل نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

گوئے آں بہ کہ ہر سعید خواہد بود ۔ تا ز ہے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام ... ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ ۔ لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ جولائی سنہ ۱۹۳۶ء ۔ نمبر ۴۳

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

غریبوں اور امیروں کے فرائض

اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جائے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جائے اور تمام عادتوں پر رحم اور ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کیا جائے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دلشکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔ ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئیگی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں جسکو پوری طاقت دیگئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ میں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے حالانکہ چاہیئے تو یہ کہ اس کیلئے دعا کرے محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے۔ مگر بجائے اسکے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے اگر عفو نہ کیا جائے ہمدردی نہ کیجائے تو اس طرح بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے پردہ پوشی کیجائے خدا تعالیٰ پر مجھے بڑی بڑی امیدیں ہیں اس نے وعدہ کیا ہے۔ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ ایک جماعت قائم کریگا جو قیامت تک منکروں پر غالب رہیگی مگر یہ دن جو ابتلا کے دن ہیں اور کمزوری کے ایام ہیں ہر ایک شخص کو موقعہ دیتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔ دیکھو ایکدوسرے کا شکوہ کرنا دلآزاری کرنا اور سخت زبانی کرکے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔ اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے۔ پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے۔ جس میں امیر غریب بچے۔ جوان۔ بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں۔ اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں۔ ان کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں۔ گو باپ جدا جدا ہوں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے۔ اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔“ (الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء)

اخبارِ احمدیہ

— ملک غلام ... خانصاحب سیالکوٹ کو احباب دعاؤں میں یاد رکھیں کہ خداوند کریم ان کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔

— قاسم خانصاحب خاکسار اور غلام نبی صاحب ... مشکلات میں گرفتار ہیں ان کے لئے دعا کی جائے۔

— غلام یحییٰ خانصاحب مشکوان ریاست ... بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

— ملک عبد الغنی کارکن انجمن کی لڑکی بدستور بیمار ہے۔

— بابو رحمت اللہ صاحب کارکن انجمن بیمار ہیں۔

— مہتہ عبد الحق صاحب آج کل ... زیر علاج ہیں۔ ان کے لئے دعا کی جائے۔

— دفتر انجمن کے بہت سے ملازمین مالی مشکلات میں ... ان کے لئے احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ خداوند کریم ان مشکلات سے نجات دے تاکہ وہ خدمت اسلام کا کام ... تن دہی سے کر سکیں۔

— چوہدری سردار خان صاحب ... عزیز اختر مسعود اب خدا کے فضل سے روبصحت ہے ... کی مزید دعاؤں کی ضرورت ہے۔

— بابو ثناء اللہ صاحب سب پوسٹ ماسٹر امرتسر بیمار ہیں۔

— ہمارے کاتب منشی حبیب اللہ صاحب ... ہیں۔ ان دوستوں کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

— سید اختر حسین شاہ صاحب راولپنڈی سے ... لاہور ایک دن کے لئے تشریف لائے اور آج امرتسر ہوشیارپور انبالہ کی طرف دورہ پر روانہ ہو گئے۔

اخلاقِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محبت الٰہیہ صدق و وفا صبر و توکل

(از جناب مرتضیٰ خانصاحب بی۔ اے۔ مانگرول)

(۲)

حضرت مسیح موعودؑ اور محبت الٰہیہ

سوز محبت سے جلنے۔ دردِ عشق سے تڑپنے۔ فراق محبوب ازلی میں گریہ زاری کرنے میں۔ لقائے باری تعالیٰ کے لئے ہر ذلت۔ ہر مصیبت اور ہر رنج کو بطیب خاطر برداشت کرنے میں عشاق ذات الٰہی ایک خاص لذت ایک خاص لطف اور ایک خاص حظ محسوس کرتے ہیں۔ ایسی لذت ایسا لطف اور ایسا حظ کہ کوئی دنیوی لذت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ؎

ذلت از بہر او ز عزت بہ
قلت از بہر او ز کثرت بہ (مسیح موعودؑ)

یہ درد۔ یہ سوز۔ یہ تڑپ عاشقان صمدی و طالبان ذات باری کا ایک خاصیت ہوتی ہے ؎

مردن از بہر او حیات بدام
صد لذائذ فدائے آں آلام (مسیح موعودؑ)

یہی سوز۔ یہی درد۔ یہی تڑپ مشیت نے ہمارے حضرت مسیح موعود کو ودیعت فرمائی تھی ؎

بے تو شوق گریستن دارم — ایں چنیں شغل زیستن دارم (مسیح موعودؑ)

سوزِ الٰہی میں ایک حظ اور لذت ہے

اسی میں آپ کمال حظ اور کمال لذت محسوس کرتے تھے۔ اور اسی میں آپکو کمال راحت ملتی تھی۔ بلکہ اسی کو آپ اپنی زندگی کے قیام و بقا کا موجب سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں ؎

چہ لذتے ست بروئش کہ فدائش باد
چہ راحت است بکویش اگرچہ خون بار یست
دوائے عشق نہ خواہم کہ آں ہلاکت ماست
شفائے ما بہمیں درد و رنج و آزار یست

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال میں کس قدر لذت ہے۔ میری جان اس پر قربان۔

اس کے کوچہ میں کس قدر راحت ہے اگرچہ خوں بار ہے۔
میں عشق کی دوا نہیں چاہتا کہ وہ میری ہلاکت ہے۔
میری شفا اسی درد و رنج اور آزار میں ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اور عشقِ الٰہی

پھر ایک دوسرے مقام پر یوں گوہر فشانی فرماتے ہیں ؎

بجز اسیری عشق رخش رہائی نیست — بدرد او ہمہ امراض را شفا باشد

یعنی اللہ تعالیٰ و تبارک کے عشق کی اسیری کے بغیر رہائی نہیں ہے۔ اسی کا درد جملہ امراض کا علاج اور اسی کے درد میں جملہ عوارض کی شفا ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

محبت تو دوائے ہزار بیماری ست — بروئے تو کہ رہائی دریں گرفتاری ست

کیا ہی عجیب نکتہ حکمت اور کیا ہی اعلیٰ دقیقہ معرفت آپنے بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اے خداوند جل و اعلیٰ تیری محبت ہزار بیماریوں کی دوا ہے۔ تیرے منہ کی قسم اسی گرفتاری یعنی اسی قید محبت میں ہی رہائی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب تک اللہ تبارک تعالیٰ کی کامل محبت اور اس کا کامل عشق نہ ہو انسان اخلاق ذمیمہ اور شہوات نفسانیہ سے رہائی حاصل نہیں کر سکتا اور اخلاق حمیدہ و اخلاق فاضلہ جو تقرب حضرت باری کا موجب ہوتے ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما — اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما — اے تو افلاطون و جالینوس ما

یعنی عشق الٰہی ہماری جملہ امراض کا علاج ہے۔ اسی سے رذائل کا دفعیہ اور تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد بار اپنی کلام میں اس نکتہ کو بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ اردو میں فرماتے ہیں ؎

تلخ ہوتا ہے ثمر جب تک کہ ہو وہ ناتمام
ہے یہی ایماں کی حالت گر نہ ہو کامل پیار

حضرت مسیح موعودؑ کی تلقین

آپ اپنے طالبوں کو بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب تک معصیت سوز ایمان تمہارے اندر پیدا نہ ہو مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔ وہ معصیت سوز ایمان معرفت تامہ کو چاہتا ہے جس کا لازمی نتیجہ محبت الٰہیہ ہے۔ جب تک انسان کے قلب میں محبت کی آگ نہ سلگے امراض قلبی روحانی کا قلع قمع نہیں ہو سکتا اور ایمان کا وہ بلند مقام جس کو عین الیقین سے تعبیر کر سکتے ہیں اور جس پر فائز ہونا ایک سالک کا انتہائے مقصود ہوتا ہے حاصل نہیں ہو سکتا ؎

کلید این ہمہ دولت محبت است و وفا — خوشا کسیکہ چنیں دانش عطا باشد (مسیح موعودؑ)

عوارض قلبیہ اور روحانیہ کا واحد علاج محبت الٰہیہ ہے

محبت الٰہیہ ہی کامل علاج ہے جملہ عوارض قلبیہ اور روحانیہ کا جن میں ایک دنیا مبتلا ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں گر رہی ہے۔ لیکن ایک عارف ایک کامل عاشق اسی عشق کی طفیل یقیناً ایسے عوارض قلبیہ سے نجات پا جاتا ہے ؎

تیر تاثیر محبت کا خطا جاتا نہیں — تیر انداز و! نہ ہونا سست اس میں زینہار (مسیح موعودؑ)

اور ایسے شخص کو وہ نفس پاک حاصل ہوتا ہے جس کو نفس مطمئنہ کہنا چاہیئے جو اللہ تعالیٰ کی قرب کی جلوہ گاہوں میں جا پہنچتا ہے اور دولت لقائے باری سے مالا مال ہوتا ہے۔ وہ خدا سے خوش اور خدا اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ اسی مضمون کو حضرت نے شعر بالا میں بیان فرمایا ہے اور ایجاز سے کام لیتے ہوئے ایسی خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے کہ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا کلام معجز بیان ہے

حضرت مولانا رومؒ جو بہت بڑے عارف اور صادق عاشق ذات الٰہی کے تھے انھوں نے بھی اسی مضمون کو اشعار مرقومہ بالا میں بیان فرمایا ہے آپ کا انداز بیان مستغنی عن التعریف ہے۔ لیکن ارباب ذوق سلیم پر یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا کہ جس مضمون کے ادا کرنے میں حضرت مولانا نے چار مصرعے زیب رقم فرمائے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بطریق اعجاز اس کو ایک مصرعہ میں بکمال خوبی ادا فرمایا ہے اور اس سے مزید یہ کہ دوسرے مصرعہ یعنی بروئے تو کہ رہائی دریں گرفتاری ست۔ میں جس جامع مضمون اور جس حقیقت کو آپنے بیان فرمایا ہے وہ مولانا کے مضمون میں مفقود ہے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت سلطان القلم کے فارسی کلام کی یہ ایک ممتاز خصوصیت ہے کہ آپ اکثر ایک پورا مضمون ایک شعر بلکہ بعض اوقات ایک مصرعہ میں ہی بیان فرما جاتے ہیں جس پر انشاء اللہ تعالیٰ ہم کبھی پھر دلائل لکھیں گے۔ شعر بالا کے تسلسل میں ہی آپ یوں گوہر ریزی فرماتے ہیں ؎

پناہ روئے تو جستن نہ طور مستان است — کہ آمدن بہ پناہت کمال ہشیاری ست
متاع مہر رخ تو نہاں نخواہم داشت — کہ حیف باشد عشق تو ز غداری ست
بر آں سرم کہ سر و جاں فدائے تو بکنم — کہ جان بیار سپردن حقیقت یاری ست

کاملین اور ناقصین کی پہچان

کیا پاکیزہ جذبات ہیں۔ کیا حقائق حکمت و معرفت بیان [illegible] کلام حقیقت بیان میں کس نفاست۔ رسادگی بیساختہ پن [illegible] روانی ہے۔ اپنے تعلق باللہ کا کیسے خوبصورت اور پیارے الفاظ میں [illegible] فرمایا ہے تلازم عشق سے ایسے دُرِ آبدار نکال لانا حضرت مسیح موعودؑ [illegible] ہی خواص بحر محبت کا کام ہے۔ ورنہ دنیا میں بڑے بڑے [illegible] بھرنیوالے۔ بڑے بڑے مولوی اور صوفی بیٹھے ہیں جو [illegible] اور عالم و فضل ہیں لیکن الا ماشاء اللہ کوئی ہو جو [illegible] پر لکھ کر دکھائے۔ اسی سے کاملین اور ناقصین کی تمیز [illegible] فرق کا ہونا لازمی ہے ؎

میان سوختہ و خام فرق بسیار است
سر تنک تاک کجا و گریہ کباب کجا

جب تک دل میں دریائے عشق موجزن نہ ہو نظم کی [illegible] لآلی آبدار منسلک نہیں کئے جا سکتے۔ فرماتے ہیں اے [illegible] تیرے چہرے کی پناہ ڈھونڈنا بے شعوروں اور بے [illegible] بلکہ صاحبان عقل و ہوش کا کام ہے۔ کمال دانائی اور [illegible] فرزانگی تیری ظلِ عاطفت کے نیچے آنے میں ہی ہے [illegible] حقیقت میں دانا اور زیرک وہی ہے جو یا حقیقت میں عقل تام رکھتے ہیں [illegible]

دل کرکے پارہ پارہ چاہوں ہیں اک دلدار
دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے

خدا کی دولتِ عشق چھپائی نہیں جا سکتی

پھر فرماتے ہیں کہ دولت عشق جو اے خدا تونے مجھے عطا کی ہے میں چھپا نہیں سکتا۔ کیونکہ ایسا کرنا غداری اور بیوفائی ہوگا۔ اس [illegible] عظمیٰ کا اظہار بحکم واما بنعمت ربک فحدث میں [illegible] اور ارشاد ضروری سمجھتا ہوں۔ پھر فرماتے ہیں کہ اے خداوند [illegible] عزم ہے کہ اپنا سر اور اپنی جان تجھ پر فدا کر دوں۔ کیونکہ حقیقی محبت کی مقتضی ہے کہ جان یار پر قربان کر دی جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے سارے کلام کو پڑھ جاؤ یہی حسرت یہی تڑپ۔ جگہ جگہ [illegible] مولا پر اپنے یار حقیقی پر جان قربان کر دیں ؎

بہر نام بدلم ایں ہوس ہمی جوشد — کہ ہر چہ ہست نثار رخ نگار کنم
اگرچہ ذرہ جاناں چو خاک گردیدم — دلم تپید کہ [illegible]

فرماتے ہیں ہر وقت میرے دل میں یہ خواہش جوش زن رہتی ہے کہ [illegible] اپنے دوست پر نثار کر دوں۔ اگرچہ میں اپنے محبوب کے راستے کی خاک [illegible] ہوں تاہم میرے دل میں تڑپ ہے کہ اپنا غبار بھی اس پر فدا کر دوں [illegible]

نمی ترسیم از مردن چنیں خوف از دل افگندیم
کہ ما مردیم زاں روزیکہ دل از غیر [illegible]
دل و جان در رہ آں دلستاں [illegible]
اگر جانہا زما خواہد بصد دل [illegible]

یعنی ہم مرنے سے نہیں ڈرتے ہم مجھو لئے ہو تو قبل [illegible] ما سوائی اللہ سے ہی انقطاع کر لیا۔ ہم خدا کے رستہ میں [illegible] مانگے ہم بصد شوق حاضر ہیں۔

دنیا نے مسیح موعودؑ کی حقیقت کو نہیں پہچانا

اگر دنیا کو اس محبت کا علم ہوتا جو آپکو محبوب ازلی سے تھی [illegible]

راز محبت من و او فاش گشت — [illegible]

غیر تو غیرہ جنبیں حضور کی شناخت کا دعویٰ [illegible]

احمدی قوم کے نوجوانوں سے خطاب

قومی استحکام اور توسیع جماعت کی ضرورت

سلسلہ احمدیہ کی اسوقت جو اسقدر مخالفت ہو رہی ہے۔ اور اس مخالفت کے زمانہ میں کلمۂ حق کہنا بھی بڑے دل وگردہ کا کام ہے۔ بڑے بڑے علماء کرام "امام الہند" "فخر مشرق" "امیر شریعت" وغیرہ ہم اس مخالفت کی آگ کو ہوا دینے کے لئے میدان میں نکل چکے ہیں۔ انہوں نے تقریر اور تحریر کے ذریعے اپنا پورا زور لگا دیا ہے کہ کسی طرح احمدیت کو مٹا سکیں لیکن یہ خدا کے مامور کی جماعت ہے۔ اس کو مٹانا آسان کام نہیں۔ یہ جماعت خدا کے حکم کے ماتحت قائم کی گئی ہے۔ اس کا مقصد وحید صرف اعلائے کلمۃ الحق ہے۔ یہ جماعت خدا کے فضل و کرم سے دن بدن ترقی کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔ اس کو مٹانیوالے خود دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گے۔

یہ جماعت باوجودیکہ اس کی مخالفت حد سے زیادہ ہو رہی ہے۔ کیونکر ترقی پذیر ہے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ اس جماعت کے افراد نے محض خدا کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اپنا مال اور اپنی جان خدا کی راہ میں دیدیئے آٹھ کروڑ انسان مل کر جس کام کو نہیں کر سکے ان چند ہزار غریب انسانوں نے کر دکھایا۔ اور پھر ایسے ناموافق حالات میں جب اپنے حربہ تکفیر لیکر ان کو مٹانے کے درپے تھے۔ عیسائیت۔ آریہ سماج باہر سے حملہ آور ہو رہا تھا لیکن پھر بھی اس جماعت کا قدم روز بروز آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

اس جماعت کے اعمال اور اسکے نتائج تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے لیکن اسکے اعتقادات بھی اس قدر خوبصورت اور صلح کل ہیں کہ یورپ جو اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ ان کی معقولیت کے سامنے سر تسلیم خم کر رہا ہے یہی نہیں۔ بلکہ وہ اسلام کو اپنا نجات دہندہ سمجھنے لگ گیا ہے۔ آج یورپ کا ذہنی انقلاب دیکھ کر بڑی عقل انسان اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ یہ محض خدا کا کام ہے۔ جو دلوں کو پھیر سکتا ہے کسی انسانی قوت کی کیا مجال ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ایک امانت سپرد فرمائی ہمارے بزرگان سلسلہ نے اس امانت کو خوب سنبھالا۔ اور یہ ان کی قربانیوں اور محض فضل ایزدی کا نتیجہ ہے۔ جس پر ہماری قوم کو فخر ہے۔ یہ ان بزرگوں کی ان تھک کوششوں کا ثمر ہے۔ جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھکر فخر کرتے ہیں۔ یہ بزرگ گو تم میں بوڑھے ہیں لیکن ان کی ہمتیں ابھی جوان ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اسلام کو تمام ادیان عالم پر غالب دیکھنے کا متمنی ہے۔

ہماری قوم کے نوجوانوں کا بھی۔۔ فرض ہے۔ کہ اب وہ آگے بڑھیں اور اپنے ان بزرگوں کا ہاتھ بٹائیں۔ ان کیلئے عصا کا کام دیں وہ اپنے بزرگوں کو یقین دلائیں۔ کہ حضرت امام زمانؑ کی امانت جو انہوں نے جان سے زیادہ عزیز جانکر رکھی تھی۔ اب ہم اس کے سنبھالنے کے اہل ہیں۔ وہ اپنے بزرگوں کے کلیجوں کو اسی طرح ٹھنڈا کر سکتے ہیں۔ وہ باپ جسے یہ یقین ہو جائے کہ اس کا بیٹا اس قدر لائق ہو گیا ہے کہ وہ اپنے باپ کا نام دنیا میں روشن کر سکے گا۔ یقیناً وہ باپ بہت خوش قسمت ہو گا۔

قوم کے نوجوانوں کے سامنے اسوقت ایک لائحہ عمل پیش ہے کسی تعمیری کام کیلئے سب سے مقدم چیز کیریکٹر ہے۔ نوجوان احمدی کا کیریکٹر اس قدر مضبوط ہو کہ لوگ۔ اور پھر مخالف لوگ اس پر رشک کریں۔ قرآن اور سنت اسکے لئے مشعل ہدایت اور تبلیغ اسلام اس کا مقصد زندگی ہو۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا کا عہد ہر احمدی نوجوان کے سامنے رہے۔ دنیا کے جس شعبے میں وہ کام کر رہا ہے اس کا کیریکٹر وہاں نمایاں ہو اور دیکھنے والا پکار اٹھے کہ یہ احمدی ہے۔

دوسری بات قوم کا استحکام ہے۔ اسلام کی عبادات میں بھی ایک جماعتی رنگ ہے۔ اس لئے نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے شہر یا قصبہ یا محلہ کے تمام احمدیوں میں جماعتی نظام کو قائم کرنے کی کوشش کریں اس کے لئے سب سے بہتر طریق نماز با جماعت کا ادا کرنا ہے۔ اگر چار آدمی بھی دن میں دو تین بار اکٹھے مل جائیں تو خدا اس میں برکت دے گا۔ ہر نوجوان کا فرض ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے احمدیوں کی خبرگیری کرے آج والنٹیئر قومی خدمتگار سوشل سروس کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں تمہاری یہ محض سوشل سروس ہو گی۔ بلکہ اس طرح تم اسلام کو طاقت پہنچانے کا باعث بنو گے۔ جماعت کا استحکام اسلام کی خدمت کرنا ہے تم میں یہ سپرٹ پیدا ہو جانی چاہئے۔ کہ اگر قوم کے ایک فرد کو ذرا بھی تکلیف ہو۔ تو تمام قوم اس تکلیف کو محسوس کرے۔ قوم کے اتحاد میں خدا کی نصرت ہے۔ فرداً فرداً نیک کام کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن جماعت کے کاموں میں برکت ہوتی ہے۔

جماعت کے استحکام کیساتھ ساتھ تمہارا آخری فرض جماعت کی توسیع ہے۔ جب تمہارا کیریکٹر بن گیا۔ اور تم اپنی جماعت کو مضبوط کرنے کا باعث ثابت ہو گئے۔ تو یقیناً اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ تمہارے حلقہ احباب میں تمہیں عزت سے دیکھا جاتا ہے گا۔ اب تم تبلیغ کا کام کرو۔ اپنے عزیزوں کو بتاؤ۔ کہ خدمت اسلام وقت کا اہم ترین سوال ہے ان کو محض ٹال کر کے چھوڑ نہ دو۔ بلکہ ان کو جماعت میں شامل کرنے کی کوشش کرو تاکہ وہ جماعت کی تقویت کا باعث ہوں۔ شاید اس راہ میں تم کو مشکلات کا سامنا ہو لیکن پرواہ نہ کرو۔ خدا کی راہ میں ہر سختی گوارا ہے اور ہر تکلیف راحت ہے۔ خدا اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ حضرت امام الوقتؑ کی روح ہم میں موجود ہے اور وہ پکار کر نوجوانوں کو کہہ رہی ہے کہ

نوائے ما بہ سپہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اٹھو بڑھو۔ اور اس سعادت کو حاصل کر کے دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو جاؤ۔

سکھوں کے تبلیغی پراپگنڈا کا انکشاف ہو گیا

ڈاکٹر امبیدکر نے جب تبدیل مذہب کا اعلان کیا تو ایک طوفان مچ گیا۔ سکھ قوم بھی جو اسوقت ہندو قوم کا ایک حصہ ہیں ... میدان میں اتری اور انہوں نے اچھوتوں کو سکھ بنانے کے لئے ایک ... کھول دیا ان کے اس تبلیغی پراپگنڈا سے متاثر ہو کر ڈاکٹر امبیدکر نے وعدہ کیا۔ کہ وہ سکھ مذہب کو بھی ان مذاہب کی فہرست میں درج کرینگے جن کو اختیار کرنے کے متعلق وہ سوچ رہے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے امرتسر کی ایک سکھ کانفرنس میں شمولیت بھی کی اور اپنے دو بھتیجے امرتسر خالصہ کالج میں تعلیم کیلئے دیدیئے۔

لیکن سکھوں کے یہ سبز باغ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکے اور ... جسے ڈاکٹر امبیدکر نے پانی سمجھا تھا۔ اس کی حقیقت واضح ہو گئی ڈاکٹر صاحب نے اپنے دونوں بچوں کو واپس بلا لیا۔

سکھ اور اچھوت

حال ہی میں اچھوتوں کی ایک کانفرنس نور محل ضلع جالندھر میں منعقد ہوئی ہے۔ استقبالیہ کمیٹی کے صدر نے دوران تقریر میں جو کچھ کہا ہے اخباروں میں اسکی روئداد یوں چھپی ہے۔

"فقیر چند جی نے سکھوں کے اس رویّے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جو دیہات میں اچھوتوں سے روا رکھا جاتا ہے ان سے بیگار لی جاتی ہے۔ اور ان کو اپنے غلام سمجھا جاتا ہے۔ سکھوں کے اس ظلم نے اچھوت اقوام کی زندگی کو دو بھر بنا دیا ہے۔

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا اب وقت آ گیا ہے۔ کہ ہم سکھوں اور آریہ سماجیوں کے اس دھوکے کا راز فاش کر دیں۔ اور ان تعلیم یافتہ اور دوسرے اچھوت بھائیوں کو متنبہ کر دیں۔ جنہوں نے گذشتہ چند سالوں میں سکھ مت کو قبول کیا ہے۔ کہ ان سے پنتھ میں مساویانہ سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے وہ ...

[illegible] طور پر ایک ایسے مذہب میں داخل ہونے کا اعلان
کرنیوالے ہیں جو جمہوریت کا مذہب ہے۔ وہ لاہور
میں ایک کانفرنس منعقد کریں گے جس کے صدر ڈاکٹر امبیدکار
ہوں گے۔ اور وہاں نئے مذہب کا اعلان کیا جائیگا۔
یہ ہے ڈھول کا پول۔ جو سکھ اچھوتوں کو سکھ بنا کر مساوات کے حقوق
دینے کے دعویدار ہیں۔ ماہ فروری میں بھی ایک مذہبی سکھ لیڈر نے ایک
اعلان شائع کرایا تھا کہ باوجودیکہ وہ سکھ ہو چکا ہے اور وہ اپنی قوم کا لیڈر
بھی ہے لیکن اس کا اندراج گوردواروں کی کتابوں میں "اچھوت" ہی کیا جاتا ہے

ڈاکٹر کرتکوٹی کا اعلان

ہز ہولی نس شنکر آچاریہ ڈاکٹر کرتکوٹی جو مہاراشٹر کے ایک بااثر
لیڈر ہیں۔ اور آپ کا ہندو نوجوانوں پر ایک خاص اثر ہے۔ ایک نوجوانوں کے
جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے کہا کہ
"سکھ بھی ہندو ہی ہیں۔ اگر ہریجنوں نے سکھ مذہب
کو قبول کیا۔ تو وہ صحیح معنوں میں تبدیلی مذہب نہیں ہے"
ہندو مذہب نے جو حیثیت اچھوت کو دی ہے۔ وہ قارئین کرام سے پوشیدہ
نہیں۔ سکھ مذہب کا راز بھی ان کے اپنے بھائیوں کے ذریعہ فاش ہو رہا ہے۔
چشم بصیرت دیکھے۔ آج سے چودہ سو سال قبل اسلام نے دعویٰ کیا
تھا کہ "یہ مذہب سب ادیان عالم پر غالب آئیگا"۔ اس دعوے کا ثبوت
آج زمانہ دے رہا ہے۔

بچوں کو اغوا کرنیوالا گروہ

بعض جرائم ایسے ہیں جن کا اثر سوسائٹی پر نہایت برا پڑتا ہے۔ بچوں
کو اغوا کرنے کا جرم کس قدر خطرناک ہے۔ بچے کے گم ہو جانے کا صدمہ
وہی جان سکتا ہے۔ جس کا بچہ گم ہو جائے۔ عرصہ سے پولیس ایسے گروہ
کی تلاش میں تھی۔ جو ان جرائم کا مرتکب ہو رہا تھا۔ چنانچہ پولیس کی محنت بر
لائی اور بازیگروں کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور کئی گمشدہ بچے
مل گئے ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے۔ کہ کئی بچوں کے والدین کا پتہ نہیں چلتا۔ پولیس
تفتیش میں مصروف ہے۔ اور امید ہے کہ وہ ان بچوں کے والدین کا پتہ
لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔
پولیس کے اس کارنامہ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اور
ہم حکومت سے استدعا کریں گے کہ اس گروہ کو ایسی عبرتناک سزائیں دی
جائیں۔ کہ آئندہ ایسے جرم کے ارتکاب کی کوئی جرأت نہ کر سکے۔

ریاست ٹراونکور میں دیوداسی رکھنا ممنوع قرار دیا گیا

عیسائیوں اور ہندوؤں میں دنیا سے کنارہ کشی نجات کا ذریعہ خیال
کیا جاتا ہے۔ عیسائیوں میں راہب اور راہبہ پیدا ہوئے۔ اور ہندوؤں
میں سنیاسی لیکن ان لوگوں کی زندگی اس قدر گندہ اور پر معاصی ہوتی ہے
کہ وہ تہذیب کے نام پر ایک دھبہ ہے۔ اسلام نے رہبانیت کی پرزور
مخالفت کی اور بتایا کہ خدا کو حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ترک دنیا نہیں۔
بلکہ دنیا میں رہ کر اسے حاصل کرنا اصل مقصد زندگی ہے۔
جس طرح مسیحیوں میں راہبہ عورتیں (نن) گرجا کی نذر کی جاتی ہیں۔ ہندوؤں
میں اسی طرح دیوداسی کنواری لڑکیاں ہیں۔ جنہیں مندر میں رکھ کر مندر کا کام
لیا جاتا ہے لیکن ان کی زندگی کی بھی داستان ایک شرمناک اخلاق سوز داستان ہے
کہ اس کا بیان کرنا موزوں نہیں۔ اور ان بیکسوں پر طرح طرح کے ظلم روا رکھے
جاتے ہیں۔ حال ہی میں مہاراجہ ٹراونکور نے اپنی ریاست کے مندروں میں
دیوداسی رکھنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ مہاراجہ صاحب کا یہ ایک احسن فعل ہے
اور اس تہذیب کے زمانہ میں انسانوں کی یہ غلامی ایک لعنت ہے۔ حکومت
کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ جس طرح ستی۔ صغر سنی کی شادی کو ممنوع قرار دے
چکی ہے۔ اب دیوداسی رکھنا بھی ممنوع قرار دے۔ اب کوئی ہندو اس پر اعتراض
نہ کرے گا۔ کیونکہ ایک ہندو ریاست کا فعل موجود ہے۔

وزیرآباد میں قادیانی دوستوں سے مناظرہ

سید اختر حسین شاہ صاحب ۴ر جولائی کو راولپنڈی سے لاہور
آتے ہوئے وزیرآباد اترے۔ تاکہ بعض احباب سے ملاقات کر سکیں۔
شیخ عبداللہ صاحب پروپرائٹر شہزادہ بوٹ ہاؤس کے پاس بیٹھے کچھ
گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک دو قادیانی احباب سے تبادلہ خیالات شروع
ہو گیا۔ مسئلہ نبوت، تبدیلی دعوے زیر بحث تھا۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد
قرار پایا کہ ۹ بجے شب پھر اسی مسئلہ پر گفتگو کی جاوے۔ چنانچہ سید
صاحب مع شیخ عبداللہ صاحب، مولوی عبدالرشید صاحب قادیانیوں کی
مسجد میں جا پہنچے۔ مگر قادیانی دوستوں نے مسئلہ نبوت پر گفتگو کرنے سے
انکار کر دیا۔ اور کہا کہ مسئلہ خلافت پر بحث کرو۔ انہیں سمجھایا گیا کہ میاں
صاحب موصوف کو خلیفہ ثابت کرتے تمہیں بہت سی باتوں کو صاف
کرنا پڑے گا جو ناممکن ہے۔ اس لئے اس فروعی امر پر تضیع اوقات نہ
کرو۔ اصل بحث کی طرف آؤ جس پر تم نے گفتگو شروع کی تھی اور جو بنیادی
مسئلہ اختلاف ہے۔
بڑی دیر کی جرح و قدح کے بعد انہوں نے یہ بات مان لی۔ ۱۲ بجے
تک گفتگو جاری رہی۔ قادیانیوں کی طرف سے ایک صاحب شاہ محمد
نام گفتگو کرتے تھے۔ مسئلہ حقیقت و مجاز بالخصوص زیر بحث رہا۔
سید صاحب مناظرہ کے لئے وزیرآباد نہ اترے تھے اور نہ ہی ان
کے پاس کوئی کتاب تھی۔ مگر پھر بھی اس علمی بحث میں فریق مقابل کی کمزوری
اظہر من الشمس ہو گئی۔ ان کی ایک ایک بات کو لیکر دندان شکن جواب دئے گئے۔
قادیانی صاحب نے جس قدر علمی ٹھوکریں کھائیں ان سب کا لکھنا بہت
طویل ہے۔ کبھی کہتے استعارہ مجاز کی قسم نہیں ہے۔
پھر کہا نبی کا لفظ مرتبہ ہے۔ مرتبہ مجازاً کسی کو نہیں دیا جاتا تم جو
یہ کہتے ہو کہ اسم یا صفت مجاز کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ یہ تو ٹھیک
ہے مگر نبی نہ تو اسم ہے نہ صفت بلکہ مرتبہ ہے۔ سبحان اللہ گویا مرتبہ اسم
یا صفت اس پر نہیں ہوتا۔ جو ندامت ان کو اٹھانی پڑی شاید ان کو عمر بھر یاد
رہے گی۔
اس گفتگو میں غیر از جماعت احباب بھی تھے۔ اور ان کے علاوہ
بھی کچھ آدمی تھے۔ سب نے اختتام گفتگو پر قادیانیوں کی کمزوری کا اقرار
کیا اور یہاں تک علی الاعلان کہا کہ مرزا صاحب کی تحریروں سے حقیقی نبوت
ثابت نہیں ہوتی۔ مجازاً نبی کا نام پا کر نبی نہیں بن سکتا۔ پس مرزا صاحب مدعی
نبوت نہیں۔ (نامہ نگار)

قابل توجہ بزرگان قوم

کالج کے طلباء میں مذہب سے بیزاری کی بڑھتی ہوئی رو کو روکنے کے لئے
اور ان کو مذہب کے متعلق واقفیت بہم پہنچانے کے لئے انجمن نے گذشتہ
سال سے کالج کے طلباء کی رہائش کے لئے مسلم ہوسٹل کھولا ہوا ہے۔ [illegible]
باقاعدہ نماز باجماعت اور درس کا انتظام ہے۔
سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اسلامی کتب کی ایک لائبریری بھی موجود
ہے کھیلوں کا خاطر خواہ انتظام ہے۔ طلباء کو ہر قسم کی سہولت اور آسائش
پہنچانے کی طرف خاص توجہ کی جاتی ہے۔ ہوسٹل میں داخلہ کے وقت ہر
ایک طالب علم کو ایک میز اور ایک کرسی ہوسٹل کی طرف سے دی جاتی ہے
بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہوسٹل کے
انتظام میں خاص دلچسپی لیتے ہیں۔
یہ ہوسٹل زیادہ تر اپنی جماعت کے طلباء کے لئے کھولا گیا تھا۔ مگر
گذشتہ سال بزرگان قوم نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ اور اپنے بچوں
کو ہوسٹل میں داخل کرنے کے متعلق خاص اہتمام نہیں فرمایا۔ جس کی وجہ سے
ہوسٹل انجمن پر ایک زائد بوجھ بنا رہا۔
مسلم ہوسٹل کھولنے کی تجویز احمدیہ کانفرنس جنرل کونسل اور مجلس منتظمہ
میں پاس ہو چکی ہے۔ بہت سے احباب اس فنڈ میں ماہوار امداد بھی دیتے
ہیں۔ قوم کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ اور اس کا احترام نہایت ضروری ہے۔ لیکن
ضرورت اس بات کی ہے کہ قوم کے بزرگ اپنے بچوں اور اپنے رشتہ داروں
کو جو دوران تعلیم میں لاہور میں قیام کرتے ہیں۔ ان کو صرف احمدیہ ہوسٹل
میں داخل کرائیں۔ ورنہ ہوسٹل قوم پر ایک بوجھ بنا رہے گا اور انجمن کے [illegible]
تبلیغی کاموں میں حارج ہوگا۔ ہوسٹل کے متعلق تمام خط و کتابت بنام
سپرنٹنڈنٹ صاحب مسلم ہوسٹل احمدیہ بلڈنگس لاہور ہونی چاہیئے۔
خاکسار ضیاء الحق سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل۔

ایک احراری کا میاں جمال الدین صاحب بٹ پر حملہ

۲۹ر جون کو عبدالشکور صاحب بٹ محصل انجمن کے والد میاں جمال الدین
صاحب بٹ یکی دروازہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں تشریف لے گئے
ایک شخص مسمی حق نواز ولد نتھے خان حکیم نے جو احراری ہے۔ میاں جمال الدین
پر ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے حملہ کر دیا۔ چونکہ وہ کمزور ہیں اس لئے
اس کا مدافعانہ جواب ان سے ناممکن تھا۔ لیکن ایک مسلمان بھائی نے ذرا
آگے بڑھ کر چھڑانا چاہا۔ تو حق نواز یہ کہتے ہوئے کہ یہ مرزائی کافر ہے اس
مسلمان بھائی کو آگے آنے سے روک دیا۔ لیکن انہوں نے ہمت کر کے میاں
جمال الدین صاحب کو چھڑا دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کی اطلاع سپرنٹنڈنٹ
پولیس لاہور کو دی جا چکی ہے۔ امید ہے کہ پولیس ایسے حملوں کی روک تھام
کا مناسب انتظام کرے گی۔ (نامہ نگار)

بابو عبدالرحمٰن صاحب اوورسیئر کو صدمہ

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے
یہ خبر نہایت رنج و غم سے سنی جائیگی۔ کہ ہمارے
محترم دوست بابو عبدالرحمٰن صاحب اوورسیئر گوجرانوالہ کا ہونہار
لڑکا عزیز محمد عبدالوہاب بعمر ۵ سال چند روز بیمار رہ کر
اپنے والدین کو داغ مفارقت دے گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
عزیز کی اچانک موت اس کے والدین کے لئے ایک سخت
جانکاہ ہے۔ ہم بابو صاحب اور انکی بیگم صاحبہ سے دلی ہمدردی کرتے ہیں
دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کو اس کا نعم البدل دے
عزیز مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔

تاریخ اسلام

سیرت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ایک سبق آموز واقعہ

مکفرین ذرا غور فرمائیں

(از جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب ہوشیارپوری)

مسلمانوں کی کمزوری، بےچارگی اور خستہ حالی کی سب سے بڑی وجہ تکفیر کا ناسور مرض ہے۔ اگر ملت مسلمہ کو یہ مرض لاحق نہ ہوتا تو آج وہ زوال و پستی کے گڑھے میں گرنے کی بجائے عروج کمال کے بام پر نظر آتی اور اگر اب بھی اس مرض کا انسداد نہ کیا گیا تو لازمی طور پر مسلمانوں کو مزید تباہیوں اور ذلتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جس قدر تکفیر المسلمین کی گرم بازاری آجکل ہے شاید کسی زمانہ میں نہ ہوئی ہوگی۔ علماء سوء کے بدبخت گروہ کا ہر ایک فرد نہایت بےباکی سے خدا اور رسول کو پس پشت ڈال کر کلمہ گوؤں پر کفر کا فتوے دے دیتا ہے۔ شاید دیانت میں خلل ڈالنے کے لئے ایک ٹکا تلاش کرنے میں کچھ وقت ہوگی لیکن مولوی کے ہاں سے کفر کا فتوےٰ اس سے زیادہ آسانی اور عجلت سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اسلام کے عہد عروج و سعادت کے حالات پڑھیں تو ہم کو اس سے بالکل مختلف کیفیت نظر آتی ہے گی حضرت نبی کریم صلعم نے کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہا۔ عبداللہ بن ابی مشہور منافق تھا۔ اس کی ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں کو بے اندازہ نقصان پہنچا۔ اس کی کرتوتوں کا حضرت نبی کریمؐ اور صحابہؓ کو بخوبی علم تھا لیکن اس کے باوجود اسے دائرہ اسلام سے خارج نہ کیا گیا۔ اگر صحیح احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو ہم کو اس قسم کے بیسیوں واقعات ملتے ہیں کہ سرکار دوجہان نے اسلام کے دریردہ دشمنوں، ذات اقدس پر خطرناک تہمتیں لگانے والوں، دربار نبوی میں ناقابل برداشت گستاخیاں کرنیوالوں کو بھی دائرہ اسلام سے خارج نہ کیا۔ کیونکہ وہ کلمہ گو تھے۔ قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ اگر کسی کے متعلق یہ شک بھی ہو گیا ہو کہ وہ نماز پڑھتا ہے تو اس سے بھی یہی سلوک کیا صحابہ کرامؓ کا طرز عمل بھی یہی تھا۔ تکفیر المسلمین کی ابتداء خوارج کے بدبخت گروہ نے کی بعد میں اسلام کے چھپے ہوئے دشمنوں نے اس کو ترقی دی۔ آجکل علماء سوء اور خودساختہ خودغرض لیڈر اس وبا کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔

خلفائے راشدین کے عہد مبارک کے بعد خوارج کی سرگرمیوں کے باوجود ہم کو نظر آتا ہے کہ علمائے حق اور صحیح الخیال و خدا ترس خلفاء تکفیر المسلمین سے مجتنب رہے اور اس سے بیزاری کا اظہار کیا آجکل کے مولوی تو پانچ وقت نماز پڑھنے والوں روزے رکھنے، زکوٰۃ دینے اور حج کرنیوالے دیندار مسلمانوں پر بے محابا کفر کے فتوے صادر فرما دیتے ہیں۔ اور جب کوئی سعید الفطرت غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اس سے فرسودہ عقائد کے متعلق کچھ اس شان اور اس سرگرمی سے تحقیق فرمائی جاتی ہے کہ وہ بیچارہ حیران و پریشان ہو جاتا ہے۔ قرآن و حدیث نے جن عقائد و اعمال کو مسلمان ہونے کے لئے کافی قرار دیا جاتا ہے وہ مولویوں کے نزدیک ناکافی ہیں اور انہوں نے اپنے اپنے مصالح اور اپنے اپنے مذاق کے مطابق مزید عقائد ایجاد فرمائے ہیں بس انہی پر لوگوں کے کفر و ایمان کا فیصلہ ہوتا ہے لیکن یہ ایک بدترین فتنہ ہے۔ مولویوں کا خدا اور رسول کے ساتھ نعوذ باللہ مذاق ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خاندان بنی امیہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ گذرے ہیں پیروی قرآن و سنت، خدمت اسلام، زہد و تقویٰ، علم و فضل اور احساس فرائض کے لحاظ سے ان کا پایہ بہت بلند ہے۔ بعض مؤرخین نے اسی بنا پر ان کا شمار خلفائے راشدین میں کیا ہے۔

آج میں ان کی سیرت کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس میں ایک سبق آموز واقعہ پڑھا۔ جسے قارئین کی اطلاع اور مکفرین کی عبرت کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے قبل حجاج ایک ظالم حکمران گزرا ہے اس نے اپنے غرور حکومت اور شوق حکمرانی میں بہت سے شرعی احکام سے بھی تجاوز کیا اس کے زمانہ میں ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے ان سے بھی بدستور جزیہ وصول کیا جاتا رہا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے خراسان کے گورنر جراح کو لکھا کہ جس۔ .. .. جو لوگ قبلہ رخ نماز پڑھتے ہیں ان کا جزیہ معاف کر دو۔" چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ کثرت سے ذمی اسلام لائے۔ بعض لوگوں نے جراح سے کہا کہ یہ لوگ محض جزیہ کی ناگواری سے اسلام قبول کر رہے ہیں ان کا ختنہ کر کے ان کی صحیح آزمائش ہو۔ جراح نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت اقدس میں اطلاع لکھ بھیجا انہوں نے اس کا جو جواب دیا وہ آجکل کے مکفرین کو ذرا کان کھول کر سننا چاہیئے۔ آپ نے تحریر فرمایا دعہ ... ... "خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی بنا کر بھیجا تھا نہ کہ ختان"۔ آجکل مولوی ختنہ کو بھی بے حد اہمیت دیتے ہیں۔ جنوبی ہندوستان میں لاکھوں اچھوت اسلام کی طرف مائل ہیں لیکن مولوی حضرات نے ان کو خائف کرنے اور قبول اسلام سے باز رکھنے کے لئے ختنہ کی "اہمیت" کا اظہار شروع فرما دیا ہے۔ اگر اس قماش کے لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد مبارک میں موجود ہوتے تو ان پر بھی بلاتکلف فتوےٰ کفر صادر کر دیتے۔

جو لوگ مسلمان ہو جاتے ان کے متعلق سختی سے اس امر کا خیال رکھا جاتا کہ ان سے پرانے مسلمانوں کا سا سلوک ہو۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے مذکورہ بالا اعلان کے بعد جب ذمی ہزاروں کی تعداد میں داخل اسلام ہوئے تو ان سے جزیہ کی وصولی فی الفور بند کر دی گئی اس کا اثر آمد پر پڑا۔ وہ بہت کم ہو گئی۔ عمال نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو اطلاع دی اور دوبارہ جزیہ وصول کرنے کی اجازت چاہی انہوں نے عمال کو سخت ڈانٹا اور لکھا کہ صحنٰ ... ... "خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی اسلام بنا کر بھیجا تھا نہ کہ محصل خراج ذمیوں سے جو لوگ اسلام لائیں انکے مال میں صرف صدقہ ہے جزیہ نہیں"۔

اس کے بعد انکو جراح کی نسبت معلوم ہوا کہ وہ نومسلموں سے جزیہ وصول کر رہے ہیں تو آپ نے انکو فی الفور معزول کر دیا۔

کاش تاریخ اسلامی کے روشن اور مصفا آئینہ میں مکفرین اپنے اعمال کا چہرہ دیکھیں اور خدا کے غضب سے ڈریں۔

مسلمانوں کے مشاغل

اتحاد ملت اور احرار کی جنگ نے عجیب صورت اختیار کر رکھی ہے۔ کسی طرف نکل جاؤ۔ لوگ آستینیں چڑھائے مصالحت [illegible] گجرات۔ ڈھونڈی شہید گنج ٹکٹ پر بحث کرتے نظر آتے ہیں [illegible] طرف نیلی پوش اتحادی دوسری طرف سرخ پوش احراری [illegible] پھر گالیاں۔ اور گالیوں کے بعد گھونسے۔ اس نے اسے [illegible] نے اسے جھنجھوڑا۔ بعض راہگیروں کی سمجھ میں اور تو کچھ نہیں آتا [illegible] دیتا ہے۔ کہ سرخ اور سبز رنگ آپس میں کشتم کشتا ہو رہے ہیں۔

دکان دار آمنے سامنے اپنی اپنی دکانوں پر بیٹھے [illegible] برابر تو تو میں میں ہو رہی ہے۔ ایک مولانا ظفر علی خان کی [illegible] دے رہا ہے۔ دوسرا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو [illegible] رہا ہے۔ ایک نے گز اٹھایا۔ دوسرے نے پنسیری دکھائی [illegible] نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ ورنہ گز اور پنسیری کی جنگ ہو جاتی [illegible] آپس میں لڑ پڑتے۔ لمحے اور آٹے میں لڑائی ہو جاتی [illegible] بھڑ جاتے۔

یہی نہیں۔ اس فتنہ نے باپ بیٹے بھائی بھائی [illegible] گھمسان ڈال رکھی ہے۔ باپ احرار کا حامی بیٹا اتحاد ملت کا [illegible] باپ کو بیٹے کی جوانی کا خیال آتا ہے نہ بیٹے کو باپ کی [illegible] کلتہ چینی سے روکتی ہے۔ باپ کہتا ہے دعوتیں بیٹا کہتا ہے [illegible] ایک طرف سے آواز آتی ہے۔ "وہ دستاویز کیا ہوئی؟" دوسری طرف [illegible] صدا بلند ہوتی ہے "سکھوں سے روپیہ کس نے لیا؟" اب دونوں [illegible] وقت بولنے لگتے ہیں اور ایک دوسرے کی بالکل نہیں سنتے "نکل جا [illegible] میرے گھر سے۔ میں نے تمہیں عاق کیا" دیکھئے ابا۔ میں اب تک [illegible] کرتا رہا۔ اب آپ نے مولانا ظفر علی خان کی شان میں گستاخی کی [illegible] بڑا کوئی نہیں ہوگا بد ہاتھ مار ڈالا اچھا یونہی سہی۔ [illegible] اور۔ چراغ گل پگڑی غائب۔ عورتیں چیختی ہیں۔ محلے والے آ کے [illegible] کو چھڑاتے ہیں۔

عورت دال پکاتی پکاتی کفگیر ہاتھ میں لئے شوہر پر لپکتی ہے [illegible] ان مولوی صاحب کو جن کا وعظ ہم نے پار سال سنا تھا [illegible] کہا۔ اے اللہ وہ تو بڑی خوش الحانی سے قرآن پڑھتے ہیں [illegible] ہوئے بزرگ ہیں۔ بھلی بھائی سے بگڑا ہوا ہے۔ [illegible] ہو گیا ہے۔ تو عیسائی ہو جاتا۔ تو مجھے اتنا قلق نہ ہوتا۔ [illegible] عجب طوفان برپا ہے۔ لیڈر لوگ دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں [illegible] شکر ہے قوم میں بیداری پیدا ہوئی ہے۔ مسلمان نوجوان [illegible] کی حمایت میں باپ کی داڑھی نوچنے کے لئے بھی تیار ہیں [illegible] جنت میں جائیں گے۔

ان لڑنے والوں سے کوئی کہے کہ بھائی خواہ مخواہ [illegible] کیوں آپس میں لڑ رہے ہو؟ کونسلوں میں جائیں گے لیڈر [illegible] حاصل کریں گے لیڈر۔ وزارتیں مرتب کریں گے لیڈر [illegible] پچھتاتے پھرو گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ لیڈروں کو لڑنے [illegible] اور خود تماشا دیکھو۔

(احسان)

صفحہ (سیرت عمر بن عبدالعزیز مولفہ مولانا عبدالسلام ندوی)
صفحہ (سیرت عمر بن عبدالعزیز مولفہ مولانا عبدالسلام ندوی)
صفحہ (سیرت عمر بن عبدالعزیز مولفہ مولانا [illegible])

مسئلہ جہاد

ایڈیٹر ”زمیندار“ کے ارشادات پر ایک نظر

(از جناب محمد فاضل صاحب)

انیسویں صدی کے نصف میں مسلمانوں کی سلطنت کا چراغ گل ہو گیا مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی اور بدانتظامی سے فائدہ اٹھا کر چھ ہزار میل دور کی ایک قوم نے آکر ہندوستان پر قبضہ جما لیا۔ اس وقت مسلمانوں کی حالت جس قدر ابتر تھی آج اس کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔ ایک طرف سلطنت چھن جانیکی وجہ سے مسلمان دنیا کو کھو بیٹھے تھے۔ دوسری طرف عیسائی پادریوں اور مشنریوں نے بلا دیورپ سے نکل کر ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنا شروع کر دیا۔ صرف شہروں میں ہی نہیں۔ بلکہ دیہاتوں اور قصبوں میں عیسائی مشنری پہنچ گئے۔ روپیہ کا لالچ۔ حکومت کا رعب۔ یوروپین لیڈیوں کی پیش کش یہ سب چیزیں ایسی تھیں۔ جنہوں نے اسلام کو تباہ کرنا چاہا۔ ادھر خود ہندوستان سے شدھی کا سیلاب اٹھا اور مسلمانوں کو کمزور و ناتواں پا کر بہائے جانے لگا سلطنت تو چھن چکی تھی۔ آہستہ آہستہ دین و ایمان بھی جانے لگا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں مسلمان عیسائیت اور شدھی کی نذر ہو گئے ان حالات میں خدا تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا اور اس نے ایک جلیل القدر انسان کو حفاظت اسلام کے لئے کھڑا کیا۔ اس نے آکر حالات و کوائف کا بغور مطالعہ کیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اسلام ناتواں و نزار پڑا ہے ہر طرف سے مخالفین کی یورش ہے اور خود اہل اسلام مذہب حقہ کی تعلیم سے غافل پڑے سو رہے ہیں خدا کے دین کی خاطر خاک و خون میں ملکر سعادت دارین حاصل کر جانیوالے اپنے محبوب دینی جذبہ ”جذبہ شہادت“ کو کھو کر بیکس ناتواں پڑے سسک رہے ہیں۔ سب کے دل میں یہ عقیدہ سما گیا ہے۔ کہ یہ زمانہ قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس زمانہ میں ایک ”خونی مہدی“ آنیوالا ہے۔ جو آکر ہماری تمام مشکلات کو حل کرے گا۔ وہی آکر ہماری سلطنت ہمیں واپس دلائے گا۔ اور وہی دین کی خدمت کرے گا۔ اس عقیدہ کی وجہ سے ساری قوم غافل و بے ہوش تھی اور دشمنان اسلام اس موقعہ کو غنیمت جان کر اپنی کامیابی کی راہوں کو سرعت سے طے کرتے جا رہے تھے۔ ان حالات نے خدا کے اس مامور کردہ انسان پر گہرا اثر کیا۔ اس نے چاہا۔ کہ یہ غلط خیال کسی طرح مسلمانوں کے قلوب سے نکال کر ان کو ایک منظم اور باعمل قوم بنا دیا جائے۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں کو پکار کر کہا۔ کہ اب دین کے لئے ”حقیقی جہاد“ حرام ہے۔ چونکہ ہم ہندوستانی مسلمانوں کی حالت ہی اب ایسی ہے۔ کہ ہم دوسری قوموں کے مقابلہ میں ایک بے جان قالب کے علاوہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ اس لئے اب جہاد یہی ہے کہ ہم اپنے مذہب حقہ کو لوگوں کے سامنے پیش کریں ان کے اجساد کو بزور شمشیر فتح کرنے کی بجائے ان کے قلوب کو بزور قرآن مسخر کریں۔ چنانچہ اس مقدس انسان کے اصلی الفاظ یہ ہیں۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور جدال
ظاہر ہیں خود نشان کے زمان وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ طاقت و قوت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر **نہیں غیر قوم** سے
کرتی نہیں منع صلوٰۃ اور صوم سے

کس دردناک لہجہ میں مسلمانوں کی پسماندگی اور کم ہمتی کو بیان کیا ہے۔ اور کس طرح ایک ناصح کی حیثیت سے قوم کو غلط راستہ سے روکنے کی سعی کی ہے۔ چنانچہ یہی کچھ ہوا۔ جو اس شخص نے کہا تھا۔ نہ آج تک کوئی جہاد ہوا اور نہ جہاد کی ضرورت پڑی ہاں اگر پڑی تو صرف اس قدر کہ اسلامی ممالک اور خلافت اسلامی کو خود ہمارے ہندوستانی مسلمانوں نے مٹایا۔

مرزا صاحب نے اس ضرورت کو آج سے بہت قبل سمجھ لیا تھا اور بلا خوف مسلمانان ہند کے سامنے پیش کر دیا تھا۔ مگر مسلمانوں نے اس کی ناشکری کی۔ اس نیک مشورہ کو **”تنسیخ جہاد“** کے مرادف سمجھا۔ اور اس کی بنا پر کفر کے فتوے لگاتے۔ مگر خدا کی شان دیکھئے آج وہ وقت آ گیا۔ کہ تمام مسلمان اسی طرف آ رہے ہیں۔ **مامور اور غیر مامور** مصلحین اور عوام میں یہی فرق ہوتا ہے کہ مامور اور مصلحین زمانے کی ضرورت کو وقت سے پہلے پہچان کر قوم کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ مگر غیر مامور اور عوام تلخ تجربات کے بعد سمجھتے ہیں اسی مسئلہ جہاد کے متعلق جماعت احمدیہ کے سب سے بڑے مخالف اخبار ”زمیندار“ کے ایڈیٹر مولانا نصر اللہ خان عزیز ۱۴ر جون ۱۹۳۶ء کے ”مقالہ افتتاحیہ“ میں فرماتے ہیں۔

اسلام نے جب کبھی جنگ کی اجازت دی ہے مخصوص حالات میں دی ہے۔ جہاد ملک گیری کی ہوس کا نتیجہ نہیں ہے۔ وہ وسیلہ ہے ابن آدم کی مظلومی و بیچارگی سے نجات دلانے کا۔ وہ وسیلہ ہے دنیا میں امن و امان کے قیام کا۔ **اس کیلئے امارت شرط ہے۔ اسلامی حکومت کا نظام شرط ہے دشمنوں کی پیشقدمی اور ابتدا شرط ہے** ان تمام شرطوں کے ساتھ جو مسلمان خدا کی راہ میں نکلتا ہے۔ اس کو کوئی شخص مطعون نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر مسلمانوں نے اپنی حکومت و سلطنت کے زمانے میں کبھی ملک گیری کے لئے۔ توسیع مملکت کے لئے۔ اقوام و امم کو غلام بنانے کے لئے تلوار اٹھائی ہے۔ تو اس کو جہاد سے **کوئی تعلق نہیں** ارشاد نبوی ہے۔ **انما الاعمال بالنیات**

ہندوستان کے مسلمانوں کے موجودہ حالات خنجر و شمشیر کے متحمل نہیں ہیں ہم اس ملک میں محکومی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ معصیت نہایت صبر آزما ہے۔ اس کا ایک ایک لمحہ سوہان روح کا موجب ہے........

.... ہندوستان کا اصول جہاد بے تشدد جدوجہد ہے جس پر **تمام ہندوستانیوں کا اتفاق ہے۔** اور اسلام کی تاریخ کے اعتبار سے یہ شے نہ عجیب ہے اور نہ جدید۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی عہد میں جبکہ حضور صلعم کے حالات ہندوستانیوں کے حالات کے مماثل تھے۔ تو بے تشدد جدوجہد پر حزم و احتیاط کے ساتھ عمل کیا تھا۔ ہم بھی وطن کی آزادی پر امن اور بے تشدد طریقوں سے حاصل کرنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ اسی طریقے سے حاصل کر کے رہیں گے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اگر ضرورت و حالات وقت کے اعتبار سے جو اٹھانا مناسب ہو۔ تو آج بھی ایسا کرنا نامناسب ہوگا [illegible] نامناسب تھا۔ لیکن یہ کہنا کہ اب اسلام کے حالات زمانے کی گردش میں پیدا نہیں ہو سکتے۔ واقع کے اعتبار سے غلط ہے۔ جو اسلامی ممالک آزاد ہیں۔ وہ آج بھی خدا کی راہ میں اسی طرح تلوار اٹھا سکتے ہیں جس طرح قرون اولیٰ کے مسلمان اٹھاتے تھے۔

(زمیندار ۱۴ر جون ۱۹۳۶ء)

اب خدا کے لئے پہلے مرزا صاحب کے کلام کو [illegible] ہو کر پڑھیئے اور پھر مولانا نصر اللہ خان عزیز کے ارشادات کا مطالعہ فرمایئے۔ کیا کوئی فرق ہے۔ اگر کوئی فرق ہے۔ تو صرف یہی کہ [illegible] صاحب جو بات آج کہہ رہے ہیں جس پیغام سے آج مسلمانوں کو [illegible] ہیں۔ وہی پیغام خدا کا ایک بندہ آج سے قریباً نصف صدی [illegible] گیا ہے۔ جبکہ مسلمانوں کی حالت موجودہ حالت کی نسبت بدتر تھی۔ اور دوسرا فرق یہ ہے۔ کہ انہی اقوال کی وجہ سے ایک کو کافر و فاسق کہا گیا ہے اور دوسرا رہنمائے قوم ہے۔

یہاں ایک اور بات کا ازالہ کر دینا بھی ضروری ہے کہ عزیز [illegible] نے لکھا ہے۔ کہ ”جو اسلامی ممالک آزاد ہیں۔ وہ آج بھی خدا کی راہ میں تلوار اٹھا سکتے ہیں“ ہاں **”ہندوستان کے موجودہ حالات خنجر و شمشیر کے متحمل نہیں“** اور **”ہندوستان کا اصول جہاد بے تشدد جدوجہد ہے“** کیونکہ جہاد بالسیف کیلئے **”امارت شرط ہے۔ [illegible] حکومت کا نظام شرط ہے۔ دشمنوں کی پیشقدمی [illegible] شرط ہے“** یہ بالکل صحیح اور درست لکھا ہے۔ حضرت مرزا صاحب بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ اب قوم میں تاب و تواں نہیں“ ”طاقت و قوت، [illegible] شوکت، نہیں“۔ اور ارکان دین کے بجا لانے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ اس لئے جہاد بالسیف کی ضرورت نہیں اور پھر مرزا صاحب نے دعوی الجہاد **معدومة فی هذا الزمن وهذه البلاد** [illegible]

اسلامی ممالک کو اس فتوے سے نکال دیا۔ اور وہ حالات [illegible] ہمارے ملک میں اور اس وقت میں جو مسلمانوں پر ابتلاء و مصیبت [illegible] عزیز صاحب **نہایت صبر آزما وقت ہے۔** ایسا وقت جس کا ایک لمحہ لمحہ سوہان روح کا موجب ہے“ جہاد بالسیف کی ضرورت نہیں آزاد اسلامی ممالک کل بھی جہاد کر سکتے تھے اور آج بھی کر سکتے ہیں کاش۔ کہ ہمارے ہندوستانی بھائی جہاد کے [illegible] کے ساتھ ہی جہاد پر تیار نہ ہو جایا کریں۔

احمدیہ جماعت کی طرف سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہم [illegible] جہاد کر رہے ہیں۔ اور قرآن کریم کی تبلیغ۔ اشاعت اسلام کی [illegible] کوششیں، جہاد کبیر میں شامل ہیں۔ تو اس کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔ اور اس ”کُودکا نداری“ کو چلانے کے مرادف قرار دیا جاتا ہے [illegible] متعلق مولانا موصوف فرماتے ہیں:-

پھر جس طرح جہاد یہی نہیں کہ انسان تلوار اٹھا کر میدان جنگ نکل کھڑا ہو۔ بلکہ یہ بھی ہے۔ کہ **تقریر و تحریر سے** [illegible] جدوجہد کرے۔ بالکل اسی طرح شہادت بھی یہ نہیں کہ [illegible] خون سے لالہ زار بنائے۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ خدا کے لئے اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی نیک اور مقدس مقصد کیلئے اپنا [illegible] نشاط اپنا عیش و آرام اپنی جان و مال اور عزت و آبرو [illegible]

(زمیندار ۱۴ر جون ۱۹۳۶ء)

اب مولانا نصر اللہ خان عزیز سے نہایت ادب کے ساتھ [illegible] عرض ہے۔ کہ کیا تبلیغ اسلام نیک مقصد نہیں۔ کیا قرآن کے [illegible] کو اطراف و اکناف عالم میں پہنچانا مقدس خدمت نہیں اور کیا [illegible] اور نیک مقصد ولتکن منکم امۃ...... [illegible] عن المنکر کے اسلامی تعلیم اور قرآنی ارشاد کے مطابق نہیں [illegible]

مد نظر رکھا گیا جن لوگوں نے اس مقدس خدمت کو اپنا احسن مشغلہ اپنا عیش و آرام اور عزت و آرام کو ترک کر کے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے۔ جو دن رات اسی نیک مقصد میں [illegible]

اسلامی کتب کی قیمت میں

حیرت انگیز رعایت

جواہرات کوڑیوں کے مول

صرف ڈیڑھ ماہ کے لئے | **پندرہ جولائی ۱۹۳۶ء سے ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء تک** | **صرف ڈیڑھ ماہ کے لئے**

نام کتاب

تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی۔

بیان القرآن - اُردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن یہ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر تسلیم کی گئی ہے۔ ضخامت ۲۹×۲۲ دو ہزار صفحات پر علاوہ فہرست مضامین و انڈکس مجلد

فضل الباری جلد اوّل یعنی اُردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری مجلد ۲۹×۲۲ کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ بے جلد

حمائل شریف مترجم اُردو معہ حواشی۔ تفسیر بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن ہے بین السطور اُردو ترجمہ اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں

سفید ولایتی کاغذ بے جلد

" " مجلد

مصری کاغذ بے جلد

" مجلد

بیان القرآن پارہ اوّل ⎫ تفسیر بیان القرآن کے

" سوم تا ہفتم ⎭ علیحدہ علیحدہ پارے

اُردو ترجمہ و تفسیر صحیح بخاری پارہ اوّل

" " دوئم

" " سوئم

" " چہارم

" " پنجم

" " ششم

" " ہفتم

" " ہشتم

جمع قرآن دوئم ایڈیشن - اسمیں ثابت کیا ہے۔ کہ موجودہ ترتیب آیات رسول اللہ صلعم کی ہدایت کے مطابق ہوئی۔

مقام حدیث دوئم ایڈیشن - اہل قرآن کا مدلل جواب حدیث کی ضرورت اور جمع حدیث پر مفصل بحث۔

المسیح الدجال و یاجوج ماجوج۔

سیرت خیر البشر دوئم ایڈیشن۔ حضرت نبی کریم کے اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ معترضین کے جواب دئے ہیں۔ بے جلد

ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب کی منظور شدہ ہے۔ مجلد

تصنیفات مختلف مصنفین

اسمائے الٰہیہ - قرآن کریم و وید کی تعلیم کا مقابلہ کرکے قرآن کریم کی فضیلت ثابت کی گئی ہے۔

ویدوں کا بہشت - آریوں کے سورگ پر دلچسپ بحث

مسئلہ بہشت - اسلام اور آریہ سماج کے نکتہ نگاہ سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

رسالہ نجات - بے نظیر لیکچر جو آریہ سماج لاہور کی مذہبی کانفرنس کے موقع پر پڑھا گیا۔

یجروید - یجروید کے پہلے بیس بابوں کا نہایت مستند اُردو ترجمہ جسے ہندوؤں نے بھی بیحد پسند کیا ہے۔

رسالہ نماز - نماز کی حقیقت اور فلاسفی بیان کی گئی ہے۔

رسالہ روزہ - روزہ " " " "

رسالہ حج - حج " " " "

رسالہ زکوۃ - زکوۃ " " " "

تربیت اولاد - نہایت اعلےٰ رسالہ ہے۔

غلامی - اسلامی نکتہ نگاہ سے غلامی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

جامع الدعوات - قرآن کریم اور حدیث کی دعائیں معہ اُردو ترجمہ

اُردو کا قاعدہ۔

اُردو کی پہلی کتاب ⎫ بچوں کے لئے نہایت مفید

" دوسری کتاب ⎬ کتابیں ہیں۔ ضرور پڑھائیے

" تیسری کتاب ⎭

مسئلہ تقدیر - تقدیر کے مسئلہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

تاریخ گرنتھ صاحب

حمائل شریف مطبوعہ جرمنی - نہایت بے نظیر حمائل جو جرمنی میں طبع کرائی گئی ہے۔ کاغذ و جلد نہایت پائیدار اور خوبصورت ہے حمائل دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

(۱)

جمع قرآن - قرآن کریم کی جمع و ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات کو نہایت تحقیقات سے لکھا گیا ہے۔

غلامی - اسلامی نکتہ خیال سے غلامی پر مفصل بحث کی ہے

مقام حدیث - حدیث - جمع حدیث پر بے نظیر کتاب۔

المسیح الدجال و یاجوج ماجوج۔

اسلامی اصول کی فلاسفی۔

اس سٹ کے خریدار کو

اسلام اور دیگر مذاہب	۱۰ر
المنطق	۳ر
رباعیات حامد	۱ر
ادعیہ	۳ر
جیبیہ	۲ر
ارتقائے نسل انسانی	۴ر

کل ۸ر کی کتب مفت روانہ کی جائینگی۔

تصنیفات ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ سرجن

انوار القرآن - پارہ عم کی بے نظیر تفسیر ہے۔ چونکہ یہ پارہ عام طور پر مشکل خیال کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

الارواح - روح کے مسئلہ پر نہایت بے نظیر رسالہ ہے۔

تناسخ - مسئلہ تناسخ پر فیصلہ کن رسالہ ہے۔

ولادت مسیح - ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام باپ کے نطفہ سے تھے۔

پیغام حریت - ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قرآن شریف نے ہی سب سے پہلے حریت کا سبق دیا ہے۔

کامران مؤلفہ شیخ محمد دین جان بی اے ایل ایل بی اس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج ہیں۔ نوجوانوں کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور اپنی زندگی کو کامیاب بنا دیں۔

غذا و صحت مصنفہ میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی

شاہنامہ اسلام مصنفہ ابو الاثر حفیظ جالندھری حصہ اوّل

" " " حصہ دوئم

(۲)

اسمائے الٰہیہ - قرآن و وید کی تعلیم کا مقابلہ کرکے قرآن کریم کی فضیلت ثابت کی گئی ہے۔

ویدوں کا بہشت - آریوں کے سورگ پر دلچسپ بحث

مسئلہ بہشت - اسلام اور آریہ سماج کے نکتہ نگاہ سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

رسالہ نجات - بے نظیر لیکچر جو آریہ سماج لاہور کی مذہبی کانفرنس کے موقع پر پڑھا گیا۔

یجروید - یجروید کے پہلے بیس بابوں کا نہایت مستند اُردو ترجمہ جسے ہندوؤں نے بھی بیحد پسند کیا ہے۔

تاریخ گرنتھ صاحب۔

مسئلہ تقدیر - اس مسئلہ پر واضح طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اسلامی اصول کی فلاسفی - حضرت مجدد اعظم کا صداقت اسلام پر بے نظیر لیکچر۔

اس سٹ کے خریدار کو

اسلامی عقائد	۱۰ر
ارتقائے نسل انسانی	۴ر

(۳)

بیان القرآن مکمل مجلد

اصل قیمت ۔ رعایتی قیمت

اس کے خریدار کو

نکات القرآن	عہ ر
اسلامی عقائد	۱۰ ر
ادعیہ	۳ ر
جیبیہ	۲ ر
اسلام اور دیگر مذاہب	۱۰ ر
اعجاز القرآن	۱۰ ر
ارتقائے نسل انسانی	ہہ ر

عہ ر کی کتب مفت روانہ کی جائینگی

(۴)

حمائل شریف مطبوعہ جرمنی ۔ نہایت بے نظیر حمائل ہے جو جرمنی میں خاص اہتمام سے طبع کرائی گئی ہے ۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ جلد نہایت خوبصورت اور عمدہ	ہم ر	عہ ر
سیرت خیر البشر (منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن سے لے کر اخیر عمر تک کے حالات درج ہیں ۔ جس میں ہر قسم کے اعتراضات کو رفع کیا گیا ہے ۔ یہ کتاب بہت پسند کی گئی ہے	عہ ر	۸ ر
جمع قرآن ۔ قرآن کریم کی جمع و ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات کو نہایت تحقیقات سے لکھا گیا ہے	۱۲ ر	۸ ر
	للعہ ر	عاہ ر

اس سٹ کے خریدار کو

نکات القرآن حصہ سوم و چہارم	عہ ر
ادعیہ	۳ ر
اسلام اور دیگر مذاہب	۱۰ ر
المنطق	۰۳ ر

عہ ر کی کتب مفت روانہ کی جائینگی

(۵)

حمائل شریف مترجم اردو سفید کاغذ اس کا ترجمہ بین السطور اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ درج کئے ہیں ۔	للعہ ر	عہ ر
سیرت خیر البشر ۔ سوانح عمری حضرت رسول کریم صلعم جس میں ہر قسم کے اعتراضات کو رفع کیا گیا ہے ۔ بے جلد	عہ ر	۸ ر
مقام حدیث ۔ اہل قرآن کا مدلل جواب ۔	عہ ر	۸ ر
	ہہ ر	عاہ ر

اس سٹ کے خریدار کو

نکات القرآن	عہ ر
اسلامی عقائد	۱۰ ر

۱۲ ر کی کتب مفت روانہ کی جائینگی ۔

(۶)

حمائل شریف مترجم حنائی کاغذ اس کا ترجمہ بین السطور اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ درج کئے ہیں	للعہ	۱۲ ر
رسالہ نماز ۔ نماز کی حقیقت و فلاسفی بیان کی گئی ہے	۸ ر	۲ ر
رسالہ روزہ ۔ روزہ " "	۴ ر	۱ ر
" حج ۔ حج " "	۶ ر	۲ ر
" زکوۃ ۔ زکوۃ " "	۳ ر	۱ ر
تربیت اولاد ۔ اولاد کی تربیت کے طریق بتلائے گئے ہیں ۔	۵ ر	۱ ر
جامع الدعوات ۔ قرآن و حدیث کی دعائیں مع ترجمہ اردو	۳	۱ ر
	۱۳ ر	عہ ر

اس سٹ کے خریدار کو

اعجاز القرآن	۱۰ ر
ادعیہ	۳ ر
جیبیہ	۲ ر
ارتقائے نسل انسانی	۴ ر
رباعیات حامد	۱ ر
المنطق	۰۳ ر

عہ روپیہ کی کتب مفت روانہ کی جائینگی

(۷)

اردو کا قاعدہ ۔
اردو کی پہلی کتاب ۔
" " دوسری کتاب ۔
" " تیسری کتاب ۔
یہ بچوں کیلئے نہایت مفید کتابیں ہیں ضرور منگائیے
تفسیر بیان القرآن پارہ اول
تربیت اولاد ۔
رسالہ نماز ۔ نماز کی حقیقت و فلاسفی بیان کی گئی ہے
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی ۔ بے نظیر لکھائی چھپائی

اس سٹ کے خریدار کو

ادعیہ	۳ ر
جیبیہ	۲۰ ر
رباعیات حامد	۱ ر

۷ ر کی کتب مفت روانہ کی جائینگی

(۸)

تفسیر بیان القرآن پارہ اول
" " " سوئم تا ہفتم
مترجم صحیح بخاری پارہ اول
" " " دوئم
" " " سوئم
" " " چہارم
" " " پنجم
" " " ششم
" " " ہفتم
" " " ہشتم

اس سٹ کے خریدار کو

نکات القرآن حصہ سوم و چہارم	عہ ر
اسلامی عقائد	۱۰ ر
اسلام اور دیگر مذاہب	۱۰ ر
القول المبین	۰۲ ر

ضروری نوٹ: ۔ (۱) سٹوں کے علاوہ متفرق کتب کے خریدار کو ہر ایک روپیہ کی کتب پر ۴ ر کی کتب مفت دی جاوینگی ۔
(۲) مفت کتب کے ختم ہو نے پر ہم مہیا کرنے کے ذمہ دار نہ ہونگے ۔
(۳) تمام درخواستیں ۳۱ راگست ۱۹۳۶ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں ۔ وہ فرمائش جس پر یکم ستمبر ۱۹۳۶ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی ۔ اس رعایت کے ماتحت [illegible] فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل مانگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی ۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے ۔ کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں ۔ یا ڈاکخانہ [illegible] ہر حالت میں بذریعہ خریدار ہوں گے ۔ قرض اور اقساط پر دینے کا طریق نہیں ۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کیلئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرمادیں ۔

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس میں باہتمام شیخ محمد ... ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۴ — لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۶ء — نمبر ۴۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اصلاحِ قلب

سب سے پہلے اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ۔ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل ہی میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہو گی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضا۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل ہی میں پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانیوالا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو۔ اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہش تمہارے اعضا اور تمہارے قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں۔ تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں۔ کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ (فتح اسلام)

اخبار احمدیہ

امتحان الیف۔ اے بابل میں مندرجہ ذیل دوست کامیاب ہوئے ہیں۔

چودہری فتح محمد صاحب عزیز
قاضی عبدالرشید صاحب

ہم دونوں دوستوں کی خدمت میں مبارکباد ...

بابو رحمت اللہ صاحب بدستور بیمار ہیں۔ احباب ... سے ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن سفید ... تبلیغی لیکچروں میں مصروف ہے۔ احباب ان کے لئے ... کہ خداوند کریم ان نوجوانوں کے ارادوں میں برکت دے ... مولوی عبدالرحمٰن صاحب مولوی غلام ربانی صاحب ... طور سے دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔

جلسہ تعزیت

سٹاف مسلم ہائی سکول لاہور مولٰینا عبدالمجید ... ایڈیٹر النقیب کے والد ماجد کی وفات حسرت آیات ... کرتا ہے۔ اور مولٰینا صاحب موصوف کو انکی وفات ... اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

خداوند تعالےٰ مولٰینا اور دیگر پسماندگان ... مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ...

... پیغام صلح ... ہمیں بھی مولٰینا عبدالمجید صاحب سالک ... ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ ...

اخلاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محبت الٰہیہ۔ صدق و وفا۔ صبر و توکل

(از جناب مرتضیٰ خان صاحب بی اے مانگرول)

طالبانِ لقائے باری کے اوصاف

طالبانِ لقائے باری کے لئے صدق و وفا، صبر و استقامت کے اوصافِ حسنہ لابدی ہیں۔ سلوک کا راستہ ان کے بغیر طے نہیں ہو سکتا طالبِ صادق کو چاہیئے کہ اس راہ میں جو مصائب و آلام آئیں ان کو بصد شوق قبول کرے، بالخصوص ابتدائی مراحل میں زیادہ جد و جہد کی ضرورت ہے ؎

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود (مسیح موعود)

لیکن صدق و وفا سے بالآخر کامیابی حاصل ہوتی ہے ناقصین جو محض چند قدم چل کر کسی معمولی ابتلا پر ہی ہمت ہار دیتے ہیں، وہ دولتِ لقا سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ ونعم ما قال المسیح الموعود ؎

اے کہ در کوئے دلستان گذری	با وفا باش در زہاں گذری
میلِ رفتن گرست جانب یار	جانبِ صدق را عزیز دار
ہمین است سیرۂ عشاق	صدق در راہِ تیر د خلاق
صدق می ورزو صدق پیشہ گیر	جانبِ صدق را ہمیشہ گیر
دیدۂ تو بصدق بکشاید	یار رفتہ بصدق باز آید

خدا پر ایمان لانے والوں پر نزول ملائکہ

بجز صاحبانِ حال ان حقایق کو کون سمجھ سکتا اور بیان کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ۔ جس کا مطلب ہے کہ نزول ملائکہ ان لوگوں پر ہوتا ہے۔ جو اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ صبر و استقامت سے صراطِ مستقیم پر گامزن رہتے ہیں۔ اور باوجود ابتلاؤں اور صدہا مکروہات کے اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے منہ نہیں موڑتے اور پورے صدق اور پورے اخلاص کے ساتھ آستانہ الٰہیہ پر جھکے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو ہی وصالِ باری نصیب ہوتا ہے۔ ونعم ما قال المسیح الموعود ؎

ہر کہ جوید وصلش از صدق و صفا	راہ دہندش سوئے آں رب السمار
صادقاں را می شناسد چشم یار	کید و مکر ایں جا نے آید بکار
صدق می باید برائے وصلِ دوست	ہر کہ بے صدقش بجوید احمق اوست
صدق ورزے در جناب کبریا	آخرش می یابد از ربِ وفا
صدق ورزے سد صد بکشاید بصدق	یار رفتہ باز می آید بصدق
صدق ورزاں را ہمیں باشد نشاں	کز پئے جاناں بکف دارند جاں
از سخن ہا کے شود ایں کاروبار	صدق می باید کہ تا آید نگار

حضرت مسیح موعودؑ کا کمال صدق و اخلاص

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کمال صدق و اخلاص عطا فرمایا تھا، اور ذاتِ باری سے وفا کا اسقدر زبردست جذبہ تھا۔ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس راستہ میں جان بھی دینی پڑے آپکو دریغ نہیں چنانچہ کئی ایک جگہ آپنے اس مضمون کو منظوم فرمایا ہے ایک جگہ اُردو نظم میں فرماتے ہیں ؎

حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں	اس دلبرِ ازل نے مجھ سے کہا یہی ہے
مشتِ غبار اپنا تیرے لئے اُڑایا	جب سے سُنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے
ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہمدم	اس یار کی نظر میں شرطِ وفا یہی ہے

پھر ایک دوسری جگہ کس حسرت سے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر عرض کرتے ہیں ؎

تیرے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں؟	وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں؟
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں	خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں؟	وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں؟
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں	یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں

کہاں ہم اور کہاں دُنیائے مادی!
فسبحان الذی اخزی الاعادی

حضرت مسیح موعودؑ محبت و وفا کے پیکر مجسم تھے

جن جذباتِ عالیہ مقدسہ کا اظہار ان اشعار میں آپنے فرمایا ہے اُن پر کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں، آپ محبت و وفا کے پیکر مجسم تھے۔ جس پر آپ کی عملی زندگی شاہد ناطق ہے جس کے متعلق ہم آگے چل کر لکھیں گے، اور یہی نصیحت آپ اپنے طالبوں کو فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے پوری پوری وفا اور اُس سے پورا پورا صدق رکھنا چاہیئے ہر تکلیف اور ہر رنج کو بطیب خاطر قبول کرنا چاہیئے! اور کسی مصیبت اور ابتلا کے آنے پر صدق کا قدم پیچھے نہیں بلکہ آگے ہی بڑھنا چاہیئے۔

خدا سے کسی حالت میں بھی مُنہ نہ موڑو

شرائط بیعت میں بھی آپنے ایک شرط رکھی ہے کہ مرید صادق ہر حالت عُسر و یُسر میں اللہ تعالیٰ سے وفاداری اور صدق اور ثبات قدم کا اظہار کرے اور کسی حالت میں اس کی درگاہ سے منہ نہ موڑے۔ اسی کا ذکر بتکرار آپ کی تحریروں میں پایا جاتا ہے۔ اور اپنے متعلق بھی اس امر کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے صدق اور وفا کی دولت عطا فرمائی ہے۔ اور خواہ کچھ ہی ہو، آپ کسی حالت میں اپنے محبوبِ ازلی کا دامن نہیں چھوڑ سکتے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

خلق و مردم نصیحتم بکنند	تا بہ ترم زیارِ خود بیوند
من نیم کور تا چو کورانے	بگزینم ہمی زبستانے
گر جہانے بدشمنی خیزد	تیغ گیرد کہ خونِ من ریزد
من نہ آنم کہ ترکِ او گویم	جانِ من ہست یار سرادیم
رغبتِ ہرگز زکوچہ اش دیرم	تنگدلاں دیگراند من دگرم

فرماتے ہیں، کہ اگر دنیا میری دشمنی پر کھڑی ہو جائے اور تلوار سے میرے خون گرانے کے درپے ہو میں وہ نہیں ہوں کہ اپنے خدا کو چھوڑ دوں، میں تو اس پر قربان ہوں، میں اس کے کوچہ کو ہرگز نہیں چھوڑونگا ایسے بزدل لوگ اور ہیں اور میں اور ہوں۔ مجھے خدا نے صدق اور وفا کی دولت عنایت کی ہے کسی کے خوف اور ڈر سے میں خدا تعالیٰ کے دامن کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ خواہ میری جان ہی چلی جائے۔

یہ ہے کامل صدق اور یہ ہے کامل وفا اور اخلاص جو عشاق حضرت [illegible]

باری کا طرۂ امتیاز ہوتی ہے۔ درحقیقت محبت [illegible] انسان محبوبِ حقیقی کے ساتھ ایک پختہ اور محکم عہدِ محبت [illegible] اخیر تک ایسا قائم رہے کہ جس کی نظیر دوسرے تعلقات میں نہ پائی جاتی ہو۔

شکر گذاری وفا کا دوسرا پہلو ہے

اللہ تعالیٰ کی جناب میں شکر گذار ہونا وفا کا ہی دوسرا پہلو ہے یہ شکر گذاری کا جذبہ اسی قلب میں پیدا ہوتا ہے جس کو [illegible] تعلق ہو۔ اور جس میں خدا کی محبت کی چنگاری [illegible] سے خوشنودی کا اظہار رہے، جو ایک مشکل بات ہے [illegible] فضل عمیم سے تھوڑی تھوڑی باتوں پر انسان سے [illegible] بندے کا خدا سے خوش ہونا بہت مشکل ہے [illegible] خوش ہے وہ صادق الایمان ہے اور کامل بندہ [illegible] موعود علیہ السلام انہی بزرگ نفوس میں سے ایک تھے جن کا [illegible] کی شکر گذاری سے لبریز رہتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں خدا کی شکر گذاری کا [illegible]

آپ کی زندگی کے واقعات تو ہم بعد میں بیان کریں گے [illegible] کے کلام میں بتکرار خدا کی شکر گذاری کا ذکر آتا ہے، اور [illegible] امر جس کے لئے آپ درگاہ ربی میں شکر کرتے نظر آتے ہیں وہ [illegible] خدا نے آپ کو اپنا تقرب عطا فرمایا۔ اور اپنی محبت کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

قربانِ تست جانِ من اے یارِ محسنم	با من کدام فرق تو کردی کہ [illegible]
ہر مطلب و مراد کہ می خواستم رتیب	ہر آرزو کہ بود بخاطر [illegible]
از جود دادۂ ہمہ آں مدعائے من	وز لطف کردۂ گذر خود [illegible]
ہیچ آگہی نبود ز عشق و وفا مرا	خود ریختی متاعِ محبت بدامنم
ایں خاکِ تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ	بود آں جمالِ تو کہ نمود [illegible]
ایں صیقلِ دلم نہ زہد و تعبد است	خود کردۂ بلطف و عنایات [illegible]
چہ حاجتے بود بادیب دگر مرا	من تربیت پذیر نہ [illegible]

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

خداوندیکہ جان بخشِ جہاں است	بدیع و خالق و پروردگار [illegible]
کریم و قادر و مشکل کشائے	رحیم و محسن و حاجت برآ[illegible]
چہ گویم فضلِ او برمن چگون است	کہ فضلِ او ست ناپیداکنا[illegible]
عنایت ہائے او را چوں شمارم	کہ لطفِ او ست بیرون از [illegible]
مرا کاریست باآں دلستانے	ندارد کس خبر زاں کاروبار
بنالم بر درش زاں ساں کہ نالد	بوقتِ وضع حملے بار دار
مرا با عشقِ او وقتے ست معمور	چہ خوش وقتے دِ خرم روزگار
ثنا ہا گوئیت اے گلشنِ یار	کہ فارغ کردی از باغ و بہار

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

اے خدائے کارساز و عیب پوش و کردگار	اے مرے پیارے مرے محسن [illegible]
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس	وہ زباں لاؤں کہاں جس سے [illegible]
کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا	مجھ سے کیا دیکھا کہ [illegible]
تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم	کس عمل پر [illegible]
یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند	ورنہ درگہ میں [illegible]
دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے	[illegible]
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف	[illegible]
اے خدا تیری راہ میں میرا تو جان و دل	[illegible]
ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے	گود میں تیری [illegible]
نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے	تجھ سا کوئی دیکھا نہیں کوئی [illegible]
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول	میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا [illegible]
اسقدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم	جن کا مشکل ہے کہ تا روز [illegible]

الغرض حضرت مسیح موعودؑ بہت بڑے شکر گذار انسان [illegible]

رفتار عالم

ہندوستان

—— لاہور ۱۰ رجون مجلس اقوام کی اسمبلی کے ستمبر کے سیشن میں ہندوستان کی طرف سے سر آغاخان، سر ڈینیز ڈی ایس پے اور راؤ بہادر سر وی، ٹی کرشنم اچاریہ نمائندگی کا حق ادا کرینگے۔ اور مسٹر چارو چندر بسو اس ایک زائد مندوب کی حیثیت سے ہمراہ ہونگے۔

—— دہلی میں ایک ہفتہ سے تانگہ والوں اور مزدور پیشہ لوگوں نے ہڑتال کر رکھی تھی، اُن کو میونسپل کمیٹی کے خلاف بہت سی شکایات تھیں۔ ایک ہفتہ کے بعد ۸ مئی کو ۱۰ ہزار مزدوروں کا ایک جلوس نکلا اور جلوس کے خاتمہ پر ہڑتال کے بعد دوبارہ کام کھولنے کا اعلان کر دیا گیا۔

—— ہڑتال کی وجہ سے دہلی کے لوگوں اور خصوصاً تاجروں کو بہت دقتوں کا سامنا ہو رہا تھا۔

—— بمبئی میں دادر میں ایک قسم کا کارخانہ قائم کیا گیا ہے جہاں بمبئی کے غلیظ پانی کو صاف کر کے پینے کے قابل بنایا جا سکے اگر یہ سکیم کامیاب ہو گئی۔ تو بلدیہ بمبئی کو بہت سا ... یہ ہو گا، ایک تو صاف پانی آسانی سے بہم ہو گا، اور دوسرے عمدہ کھاد اور گیس بھی حاصل ہو سکے گی۔ اور کئی لاکھ سالانہ کا خرچ بچ جائیگا۔

—— لکھنؤ ۱۰ رجولائی مسلسل بارش کی وجہ سے دریائے گومتی میں ہلاکت آفریں طغیانی آئی ہے جس سے کئی گاؤں زیر آب ہیں سیلاب شہر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ڈپٹی کمشنر اور پولیس گاؤں کے لوگوں کی امداد کر رہے ہیں۔

—— اوٹاکمنڈ ۱۰ رجولائی، اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سولہ منگم پنچایت بورڈ کے بعض جاتی ہندو ارکان نے اسی بورڈ کے ہریجن ارکان کے ساتھ حد سے سوا شرمناک اور انسانیت سوز سلوک رکھا تھا اب حکومت اس کی تحقیقات کر رہی ہے اُمید ہے، کہ حکومت مداخلت کریگی۔

—— کراچی ۱۰ رجولائی، اطلاع موصول ہوئی ہے، کہ جب گورنر سندھ زیارت (بلوچستان) جائینگے۔ تو آپ گورنر بلوچستان سے سندھ اور بلوچستان کی سرحد کے متعلق گفت و شنید کریں گے۔

—— بھون ضلع جہلم سے ایک نہایت روح فرسا خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ ۷ رجولائی کو ایک گاؤں کے سکول کی عمارت گرنے سے ۳۲ لڑکے اور لڑکیاں دب گئے، لوگوں نے وہاں پہنچ کر ان بچوں کو ملبہ سے نکالا۔ ۱۴ بچے فوت ہو گئے ہیں ۱۸ مجروح ہیں۔

—— بچوں کو نکالنے کے لئے ہندو مسلم سکھ بھائیوں نے بلا امتیاز مذہب و ملت بڑی کوشش سے کام لیا۔

—— راولپنڈی ۸ رجولائی کی شب راولپنڈی میں سخت آندھی آئی۔ اور اس کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی جس سے راولپنڈی اور مضافات کے اکثر مکانات منہدم ہو گئے۔

—— بنارس ۱۰ رجولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہز اکسیلنسی سر ہیری ہیگ گورنر صوبجات متحدہ اگست کے وسط میں بنارس جائیں گے۔ اور وہاں سے بہت سے ضلعوں اور دیہات کا دورہ کریں گے۔

—— پٹنہ ۱۰ رجولائی۔ قاسم الدین مجسٹریٹ صدر پٹنہ کی عدالت میں راجہ لوکھید اور اس کے پوتے کے خلاف ایک فرم کے تین ہزار روپے کے زیورات کے سلسلہ میں مقدمہ چل رہا ہے۔ دونو کے خلاف فرد جرم عائد کر دی گئی ہے۔

اسلامی دنیا

—— عزیز مصر جلالۃ الملک فاروق نے سنت سلف صالحین کا اتباع کرتے ہوئے نماز جمعہ باجماعت پڑھنا شروع کر دیا ہے مصر میں مساجد اللہ کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

—— لارڈ لائڈ نے انگورہ سے واپس ہوتے ہوئے ایک بیان دیا، کہ جس میں اتاترک مصطفےٰ کمال کی بہت تعریف کی ہے۔ کہ وہ پہلے سے زیادہ بلند حوصلہ اور مصروف عمل ہیں۔

—— فلسطین میں عربوں سے بہت سا جرمنی ساخت کا اسلحہ برآمد ہوا ہے جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ نازی جماعت فلسطین کی تحریک وطنیت کی پس پردہ حمایت کر رہی ہے۔

—— یافا میں کئی جرمن گرفتار کر لئے گئے ہیں جو نہایت صاف عربی میں بول چال کرتے تھے۔ اُن کو ہنگاموں میں اشتراکی خیالات پھیلانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔

—— استنبول کی اطلاع مظہر ہے کہ عنقریب ترکی اور انگلستان کے مابین ایک فوجی معاہدہ ہو گا۔ جو صرف دفاعی ہو گا۔ اور دونو حکومتوں کے بحری، بری اور فضائی قوتوں کے تعاون پر مشتمل ہو گا۔

—— ترکی میں ایک عرصہ سے پٹرول حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کی جا رہی تھی آخر ایک چشمہ نکلا ہے۔ جو عراقی چشموں سے زیادہ اچھا ہے۔

—— ترکی جنرل وہب پاشا قاہرہ سے ایتھنز آ گئے ہیں اخباری نمائندوں نے ان سے ملاقات کی تو انہوں نے کسی قسم کی بحث میں پڑنے سے انکار کر دیا

—— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ نوری پاشا سعید وزیر خارجہ عراق سلطان ابن سعود کے آگے حکومت ہائے عراق و حجاز کے جدید معاہدہ کا متن پیش کریں گے۔

ممالک خارجہ

—— روما ۱۰ رجولائی۔ اطلاع ملی ہے کہ ... سے حبشہ کے صوبہ کی طرف روانہ ہوئے تھے ان کے ... بد شبخون مارا گیا اور راٹھ یانو کے قریب اطالوی افسر ...

—— ٹوکیو ۱۰ رجولائی۔ فروری میں جاپان میں بغاوت کے نتیجہ کے طور پر حکومت جاپان نے بہت سے سپاہیوں کا کورٹ مارشل کیا تھا اس سلسلہ میں ۱۲۳ افراد کو ... ہیں۔ جن میں سے ۱۳ افسروں اور ۴ ملکی باشندوں کو ... باقی لوگوں کو مختلف قسم کی سزائیں دی گئی ہیں۔

—— مونٹری ۱۰ رجولائی۔ روس کا وفد ... کہ جنگ کی صورت میں آبنائے باسفورس میں ... کا گذر قطعی طور پر بند کر دیا جائے۔ اور لیگ آف نیشنز ... بغیر اجازت نہ دی جائے۔ فرانس اس مطالبہ کی حمایت کر ...

—— لندن ۱۰ رجولائی دول وچ آرسنل کے ... کے فارم میں دھماکے سے پانچ آدمی ہلاک ہوئے ... ابھی تک شناخت نہیں کیا جا سکا۔

—— روما ۱۰ رجولائی عفلیا کو کی پارٹی کے ساتھ اطالوی ... تصادم کے دوران میں تیس اطالوی افسر ہلاک ہو گئے ہیں ... فوجی طیاروں کے علاوہ مشین گنوں کا ایک دستہ ... سے میدان میں بھیج دی گئی ہیں۔

—— نیویارک ۱۰ رجولائی، مڈل ویسٹ میں اچانک ... ۱۴۳ اموات واقع ہو چکی ہیں ہر جگہ مویشی مر رہے ہیں ... نقصان کا اندازہ چھ کروڑ پونڈ کیا جاتا ہے۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

جبرائیل نمبر ۸۳۸

قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوئے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نزدے مع نمایاں بنام ما باشد

الصُّلْحُ خَیْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

جلد ۲۴ — لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۳۶ء — نمبر ۴۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسانی قلب رب العرش سے ایک مناسبت رکھتا ہے

بعض نادان آجکل کے فلسفی بیخبر ہیں وہ تمام عمدہ کاروبار کو دماغ سے ہی منسوب کرتے ہیں۔ مگر وہ اتنا نہیں جانتے کہ دماغ تو صرف دلائل و براہین کا ملکہ ہے۔ قوت متفکرہ و حافظہ دماغ میں ہے لیکن قلب میں ایک ایسی چیز ہے جسکی وجہ سے وہ سردار ہے یعنی دماغ میں ایک قسم کا تکلف ہے اور قلب میں نہیں بلکہ وہ بلا تکلف ہے۔ اس لئے قلب رب العرش سے ایک مناسبت رکھتا ہے۔ صرف قوت حاسہ کے ذریعے دلائل و براہین کے بغیر پہچان جاتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ استفت القلب یعنی قلب سے فتویٰ پوچھ لے۔ یہ نہیں کہا کہ دماغ سے فتوے پوچھ لو۔ الوہیت کی تار اسی کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کوئی اس کو بعید نہ سمجھے۔ یہ بات ادق اور مشکل تو ہے مگر زکیہ نفس کرنیوالے جانتے ہیں کہ یہ مکرمات قلب میں موجود ہیں۔ اگر قلب میں یہ طاقتیں نہ ہوتیں تو انسان کا وجود ہی بیکار سمجھا جاتا۔ صوفی اور مجاہدہ کرنیوالے لوگ جو تصوف اور مجاہدات کے مشاغل میں مصروف ہوتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ قلب سے روشنی اور نور کے ستون شہودی طور پر نکلتے ہوئے دیکھتے ہیں اور سا ایک خط مستقیم میں آسمان کو جاتے ہیں۔ یہ مشاہدہ ہی اور یقینی ہے۔ میں اس کو خاص مثال کے ذریعہ سے بیان نہیں کرسکتا۔ ہاں جن لوگوں کو مجاہدات کرنے پڑتے ہیں یا جنہوں نے سلوک کی منزلوں کو طے کرنا چاہا ہے۔ انہوں نے اس کو اپنے مشاہدہ اور تجربہ سے صحیح پایا ہے۔ قلب اور عرش کے درمیان گویا باریک تار ہے۔ قلب کو جو حکم کرتا ہے اس سے ہی لذت پاتا ہے۔ خارجی دلائل اور براہین کا محتاج نہیں ہوتا ہے بلکہ ملہم ہو کر خدا سے اندر ہی اندر باتیں پاکر فتویٰ دیتا ہے۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ جبتک قلب قلب ہے لو کنا نسمع او نعقل کا مصداق ہوتا ہے یعنی انسان پر ایک وہ زمانہ آتا ہے کہ جس میں قلب و دماغ کی قوتیں اور طاقتیں ہوتی ہیں۔ پھر ایک زمانہ دماغ کا آتا ہے۔ دماغی قوتیں اور طاقتیں نشوونما پاتی ہیں اور ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ قلب منور اور مشتعل اور روشن ہو جاتا ہے۔ جب قلب کا زمانہ آتا ہے وقت سے انسان روحانی بلوغ حاصل کرتا ہے اور دماغ قلب کے تابع ہو جاتا ہے اور دماغی قوتوں کو خدا کی فائقیوں اور طاقتوں پر ...

اخبار احمدیہ

— یہ خبر نہایت رنج و غم سے سنی جائیگی کہ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود احمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ ہماری جماعت کے ایک نیک اور صالح نوجوان تھے۔ مرحوم نے بچے اور ایک بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ ہمیں اس غم میں ان کے خاندان اور بیوہ صاحبہ سے دلی ہمدردی ہے۔ خداوند کریم پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

— بابو عبدالرحمٰن صاحب اوورسیر گوجرانوالہ کے صاحبزادے کے انتقال کی اطلاع گذشتہ اشاعت میں درج کی گئی تھی اور عزیز عبدالوہاب مرحوم کے متعلق لکھا گیا تھا کہ وہ بابو صاحب کے بڑے لڑکے ہیں۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ عزیز مرحوم بابو صاحب کے دوسرے لڑکے تھے۔

— مرزا امیر زمان خانصاحب کارکن انجمن بیمار ہیں۔

— بابو رحمت اللہ صاحب بدستور بیمار ہیں۔

ان کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔

— بابو نشاد اللہ صاحب امرتسری کو درد گردہ اور بخار سے افاقہ ہے لیکن نقاہت اور کمزوری باقی ہے۔ احباب سے دعا کیلئے درخواست کرتے ہیں۔

تحریک اشاد الٰہی

کے متعلق جملہ احباب کو دفتر تحصیل سے یاد دہانیاں کی گئی ہیں کہ ۳۰ رجون یعنی پہلی ششماہی کے آخر تک ان کی طرف کس قدر رقم بقایا ہے۔ احباب اسکی طرف توجہ فرما کر بقایاجات ارسال فرمائیں۔

اخلاقِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محبت الٰہیہ صدق و وفا صبر و توکل

(از جناب مُرتضیٰ خان صاحب بی اے مانگٹ)

گزشتہ سے پیوستہ

۴

حضرت مسیح موعودؑ مقام بقا پر فائز تھے

دل چاہتا ہے کہ اس حدیثِ شوق کا ایک حرف بھی نہ چھوڑوں۔ لیکن بے بضاعتی قدم قدم پر آڑے آتی ہے ؎

داماںِ نگاہ تنگ گلِ حسنِ تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

محبت الٰہیہ کے آپ پیکرِ مجسم تھے عشقِ الٰہی آپ کے ہر رگ و ریشہ میں پیوست تھا ؎

عشقش بنا رو پود دلِ من دروں شُداست
مہرش شداست در رہِ دیں مہر انورم

مختصر یہ کہ مقام فنا سے گذر کر مقام بقا پر آپ فائز تھے۔ اس حقیقت کا انکشاف آپ کے کلام کے متعدد مقامات سے ہوتا ہے چنانچہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

پیکرم شد پیکرِ یارِ ازل — کارِ من شد کارِ دلدارِ ازل
بسکہ جانم شد نہاں در یارِ من — بوئے یار آمد ازیں گلزارِ من
نورِ حق داریم زیرِ چادرے — از گریبانم عیاں شد دلبرے

. . . .

ترکِ خود کردیم بہرِ آں خدا — از فنائے ما پدید آمد بقا

مقام فنا

حدیث قدسی میں ہے۔ مایزالُ عبدی یتقرب الیَّ بالنوافل حتّٰی احببتہ کنتُ سمعہُ الّذی یسمع بہٖ وبصرہُ الّذی یبصر بہٖ ویدہ الّتی یبطش بھا ورجلہ الّتی یمشی بھا (رواہُ البخاری)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نوافل سے انسان میرا قُرب حاصل کرلیتا ہے ایسا قُرب کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں میں اُس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ علیٰ ہذا میں اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں۔ اس کے ظاہری معنی مراد نہیں کیونکہ عقلاً اور شرعاً محال ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مجاہدات سے انسان کی ہستی اس قدر اضمحلال کو پہنچ جائے کہ ارادہ الٰہی کے بالمقابل اُس کے تمام ارادے اور اُس کی تمام خواہشات معدوم ہوجائیں۔ اور اس کی شہواتِ نفسانیہ اور اس کے جذباتِ حیوانیہ پر ایک موت وارد ہو جائے اور بلا تکلف اعمالِ صالحہ اور افعالِ حسنہ محمودہ اُس سے صادر ہوں اور اعمال و افعال قبیحہ ذمیمہ کا اُس میں نشان نہ رہے اور اُس کے قلب میں بجز عشق و محبت الٰہیہ کچھ نہ ہو اور اس کے ظاہری و باطنی قویٰ اور اُس کے جوارح اور اعضاء حسبِ مرضیاتِ الٰہی کام کریں تو گویا اللہ تبارک تعالیٰ خود اُس انسان کے جوارح اور اعضا بن جاتے ہیں اس حالت یا مقام کو اصطلاح حضرات صوفیائے کرام میں مقام فنا کہتے ہیں جو سالکین اور عارفین کا آخری مقام ہے جس کے ساتھ مقامِ بقا پر انسانِ کامل فائز کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام مرقومہٗ بالا میں انہی دو مقامات کا ذکر ہے اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہ عین مرقومہ بالا حدیثِ قدسی کے مطابق اور موافق ہے۔ فرماتے ہیں۔ میرا پیکر یارِ ازل کا پیکر بن گیا۔ میرا کام دلدارِ ازل کا کام ہوگیا۔ چونکہ میری جان میرے یار میں نہاں ہوگئی۔ میرے گلزار سے میرے یار کی خوشبو آئی۔ ہم چادر کے نیچے خدا کا نور رکھتے ہیں میرے گریبان سے وہ میرا دلبر ظاہر ہوا۔ اُس خدا کے لئے ہم نے اپنے آپ کو ترک کردیا۔ ہماری فنا سے بقا ظاہر ہوئی۔ یعنی میں ذات باری میں اس قدر گم ہوا کہ میرا وجود اپنا وجود نہ رہا میں نے اپنی رضا اور اپنی خواہشات کو خدائے بزرگ و برتر کے لئے ترک کردیا اور اپنے ارادوں کو اللہ تعالےٰ کے ارادوں کے مقابلہ میں بکلی چھوڑ دیا ؎

ہست دیں تخمِ فنا را کاشتن
وز سرِ ہستی قدم برداشتن (مسیح موعودؑ)

اور اُس کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں مقام فنا میں پہنچ گیا اور اُس سے گذر کر مقام بقا پر فائز ہوگیا۔ جو مقام ہے وصال باری کا ؎

ہزار شکر کہ من روئے یارِ خود دیدم
چشیدم آں نعمہ کاں لذتِ بقا باشد (مسیح موعودؑ)

اے کاش دنیا کو آپ کے اس مقام عظیم کا علم ہوتا اور آپ کے فیوض و برکات سے لوگ بہرہ ور ہوتے ؎

ابنائے روزگار نہ دانند رازِ من
من نورِ خود نہفتہ زِ خفاشانِ شپرم

بعد از رسم ہر آنچہ پسند ندہیچ نیست
بدقسمت آنکہ در نظرش ہیچ محترم

ہر لحظہ می خوریم زِ جامِ وصالِ دوست
ہردم انیسِ یار علیٰ رغمِ منکرم

بادِ بہشت بر دلِ پُر سوزِ من وزد
صد نکہتِ لطیف دہد دودِ مجمرم

کارم ز قربِ یار بجائے رسیدہ است
کانجا زِ فہم و دانشِ اغیار برترم

اے حسرت ایں گروہِ عزیزاں الم اندید
وقتے بہ بینیدم کہ ازیں خاک بگزرم (مسیح موعودؑ)

مقام فنا کن کو حاصل ہوتا ہے ؟

یاد رکھنا چاہیئے کہ مقام فنا کو حاصل کرنے والے حضرات انبیائے کرام ہوتے ہیں اور اُن کے بعد اولیائے عظام کا گروہ ہے جو بوجہ اظلال ہونے کے وارثِ فیوض انبیاء کرام ہوتے ہیں یہی وہ مقام ہے جو ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور آپ کو بدرجۂ اتم و اکمل عطا ہوا [illegible] آپ کا شریک نہیں۔ فکان قاب قوسین او ادنیٰ ؎

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محوِ دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِ رحیم

اسی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مولانا روم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں ؎

تو ز قرآں باز جو تفسیرِ بیت
گفت ایزد ما رمیتَ اذ رمیتَ

یعنی حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رمی کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور اس کو اپنا فعل قرار دیا اور فرمایا

ما رمیتَ اذ رمیتَ ولٰکنّ اللّٰہ رمیٰ

قرآن شریف اور احادیث میں مقام فنا کا ذکر

یہ مقام فنا ہے کہ انسان کے فعل کو اللہ تعالےٰ اپنا فعل قرار دے گویا فاعل انسان نہیں بلکہ خود خدا ہے۔ ویدہ الّتی یبطش بھا۔ پھر قرآن مجید میں ہے۔ فلم تقتلوھم ولٰکنّ اللّٰہ قتلھم یعنی تم نے اُن کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے قتل کیا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنین کے فعلِ قتل کو اپنا فعل قرار دیا۔ اسی کو بعض صوفی اصطلاح تصوف میں توحیدِ افعالی کہتے ہیں۔ جو انسان کے مقامِ فنا کو ظاہر کرتی ہے۔ احادیث میں بھی اس کی [illegible] ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے عن جابرؓ قال دعا رسول اللہ صلعم علیاً یوم الطائف فانتجاہُ فقال الناس لقد اطال نجواہ مع ابن عمہ فقال ما انتجیتہٗ ولٰکن اللّٰہ انتجاہٗ (اخرجہ الترمذی) یعنی ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے سرگوشی کی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اپنے چچازاد بھائی سے بہت دیر تک سرگوشی کی آپ نے فرمایا میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے سرگوشی کی ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل کو خدا کا فعل قرار دیا۔ یہی مقام فنا ہے۔

انا الحق کا مقام

اسی مقام پر پہنچ کر حضرات اولیائے کرام [illegible] کہہ اٹھتے ہیں جس کو جُہلا ظاہر پر حمل کرکے قائل [illegible] دیتے ہیں۔ منجملہ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے حضرت [illegible] بسطامی کے بعض اقوال مثنوی میں تحریر فرمائے ہیں ؎

بامریداں آں فقیرِ محتشم — بایزید آمد کہ [illegible]
گفت مستانہ عیاں ذوفنوں — لا الٰہ الّا انا [illegible]

پھر ایک دوسری جگہ لکھا ہے ؎

نیست اندر جبہ ام الّا خدا — چند جوئی در زمین [illegible]

اور حضرت معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں ؎

من نمیگویم انا الحق یار میگوید بگو — چوں نگویم [illegible]
آنچہ منصور گفت اندر موجۂ بازاں دل — بے [illegible]

اولیائے کرام کے بعض اقوال کو ظاہر [illegible]

اسی طرح اقوال کثیرہ حضرات اولیائے کرام [illegible] جاسکتے ہیں لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ان کو ظاہر پر [illegible] ہے بلکہ ان میں اسی مقام فنا کا اظہار ہے جس کا ذکر [illegible] حدیث قدسی میں ہے۔ بخدائے لایزال جاہت [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مقام فنا پر فائز [illegible] آپ نے ایک کشف میں دیکھا کہ آپ خدا ان گئے [illegible]

آہ! میاں سر فضل حسین مرحوم

مسلمانوں کی سیاسی کشتی کے ناخدا کی وفات

کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

آہ! صد آہ! ملت مسلمہ کے محبوب و ہمدرد رہنما ہندوستان کے کامیاب ترین سیاست دان میاں سر فضل حسین مرحوم ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ آنکھیں اس غم میں روتی ہیں اور زبان مصروف فغاں ہے۔ ساری قوم وقف ماتم ہو رہی ہے لیکن یہ ساری چیزیں مل کر بھی اس رنج و اندوہ اور اس ناقابل تلافی نقصان کا کامل اظہار نہیں کر سکتیں جو اس قائد اعظم کی وفات سے ملک و ملت کو پہنچا ہے۔ زمین سورج کے گرد صدیوں چکر کاٹتی ہے تب کہیں سر فضل حسین جیسی ایک عظیم المرتبت ہستی پیدا ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں پہلے ہی قحط الرجال ہے اور یہ قحط روز بروز زیادہ ہولناک ہوتا جا رہا ہے لیکن سر فضل حسین تو ایک ایسی بلند پایہ اور عدیم النظیر ہستی تھی کہ قوم کو بہترین دلوں اور دماغوں کی موجودگی میں اس متاع کے گم ہو جانے پر بے اختیار ماتم کرنا پڑتا ہے۔ آج جبکہ مسلمان قوم مخلص، باعمل، اصول پسند اور قابل رہنماؤں سے محروم ہے جس قدر بھی اپنی بدقسمتی پر رویا جائے کم ہے۔

میاں صاحب مرحوم بٹالہ کے ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ تھے آپ ۱۴ جون ۱۸۷۷ء پشاور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد میاں حسین بخش صاحب مرحوم پنجاب سول سروس کے رکن اور اس وقت پشاور میں تعینات تھے۔ مرحوم کی ابتدائی تعلیم ایبٹ آباد میں ہوئی۔ میٹریکولیشن کا امتحان آپ نے گورداسپور سے اور بی۔اے کا گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کیا۔ غالباً اسی اثنا میں آپ کو انڈین سول سروس میں منتخب کرانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ قدرت نے آپ سے ایک بہترین اور بلند پایہ کام لینا تھا۔ بی۔اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ بیرسٹری کی تعلیم کیلئے انگلستان تشریف لے گئے اور اس میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ۱۹۰۱ء میں سیالکوٹ میں وکالت شروع کر دی۔ اسی زمانہ سے آپ کی پبلک زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ ۱۹۰۵ء تک آپ سیالکوٹ میں مقیم رہے اس کے بعد لاہور تشریف لے آئے۔ اسی قلیل عرصہ میں آپ نے سیالکوٹ میں انجمن اسلامیہ کی بنیاد ڈالی اور اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا۔ یہ انجمن اس وقت ایک ہائی سکول نہایت کامیابی سے چلا رہی ہے اور اپنے علاقہ میں اس نے مسلمانوں کی قابل قدر تعلیمی خدمات انجام دی ہیں۔ لاہور میں مرحوم نے اپنی قابلیت، خلوص اور جذبہ خدمت قومی کی وجہ سے بہت جلد اہمیت حاصل کر لی۔ ۱۹۰۶ء میں آپ انجمن حمایت اسلام کی کالج کمیٹی کے سکرٹری منتخب ہوئے اور دس بارہ سال تک اس فرض کو نہایت تندہی سے انجام دیتے رہے۔ ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء کے درمیان کچھ عرصہ کیلئے آپ نے اسلامیہ کالج لاہور کے آنریری پرنسپل کی حیثیت سے بھی کام کیا اور بڑے بڑے ماہرین تعلیم نے ایک معلم کی حیثیت سے آپ کی اعلیٰ قابلیت اور کامیابی کا اعتراف کیا۔ ۱۹۰۹ء میں آپ پنجاب یونیورسٹی کے فیلو منتخب ہوئے اور ۱۹۲۰ء تک آپ سینٹ کے رکن رہے۔ آپ نے ایک قانون دان کی حیثیت سے بھی بہترین قابلیت کا اظہار کیا جس کا اعتراف قانون دان حلقوں نے آپ کو بار ایسوسی ایشن کا صدر منتخب کر کے کیا۔

شروع میں آپ کانگریسی خیالات رکھتے تھے لیکن جب کانگریس نے عدم تعاون کا طریق اختیار کیا۔ تو آپ اختلاف رائے کی بنا پر اس سے علیحدہ ہو گئے۔ آج بڑے بڑے کانگریسی حضرات اپنے عمل اور دبی زبان سے آپ کی صحت رائے کا اعتراف کر رہے ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں جب رولٹ ایکٹ کا نفاذ ہوا تو مرحوم نے نہایت جرأت و قوت کے ساتھ اس کے خلاف احتجاج کیا۔ لاہور میں اس رسوائے عالم قانون کے خلاف جو پہلا جلسہ ہوا۔ اس کے صدر مرحوم ہی تھے۔ مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے نفاذ کے بعد آپ دو مرتبہ صوبہ پنجاب کے وزیر تعلیم اور ایک مرتبہ ریونیو ممبر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۰ء سے لیکر ۱۹۳۵ء تک آپ وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کے ممبر رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے اپنی قابلیت، اصول پسندی، تدبر اور جرأت کا بہترین مظاہرہ کیا۔ آپ کے سامنے لاتعداد مشکلات تھیں۔ چاروں طرف مخالفت کا طوفان تھا۔ "اندرون خانہ" اور "بیرون خانہ" آپ کے راستے میں بہت سی رکاوٹیں حائل کی گئیں۔ لیکن آپ ان اسباب پر غالب آ گئے۔ آپ ایک سچے وطن خواہ [illegible] دعاوی و الفاظ کی بجائے ہمیشہ کردار و عمل سے دیا۔ آپ کی [illegible] کہ ہندوستانیوں کو زیادہ سے زیادہ حقوق ملنے چاہئیں اور ہندوستان کی پسماندہ اقوام کو آگے بڑھایا جائے تاکہ ہندوستانی قومیت کی [illegible] ہوں اور ملک بتدریج متحد و مضبوط ہو کر آزادی [illegible]

آپ کی اصول پسندی اور وطن دوستی کے سامنے [illegible] تک کو جھکنا پڑتا تھا۔ آپ کی خودداری کئی مرتبہ انگریز ارباب حکومت [illegible] ہوئی۔ آپ نے دیکھا کہ ملازمتوں اور حقوق کے لحاظ سے مسلمان بہت [illegible] ہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے پنجاب میں چالیس فیصدی کا اصول [illegible] آپ کی کوشش ہی سے ہندوستان بھر کی مجموعی ملازمتوں میں [illegible] پچیس فیصدی حصہ مقرر ہوا۔ فرقہ وارانہ فیصلہ کی رو سے مسلمانوں کو [illegible] بہت حقوق ملے ہیں ان کے لئے سب سے زیادہ میاں صاحب مرحوم ہی نے کوشش کی تھی۔ اس سلسلہ میں مرحوم نے متواتر کئی ماہ تک [illegible] کی۔ صبح اٹھ کر کام پر بیٹھ جاتے اور رات کے نو نو اور دس دس بجے تک [illegible] رہتے۔ اسی مصروفیت کی وجہ سے آپ کی صحت پہلی مرتبہ بہت زیادہ خراب ہوئی۔ ڈاکٹر کہتے رہے کہ اگر محنت شاقہ کا یہ سلسلہ جاری رہا [illegible] کی زندگی لازمی طور پر خطرے میں پڑ جائے گی لیکن مرحوم نے [illegible] اور خدمت قوم کے لئے ڈاکٹروں کے پے درپے انتباہوں کی [illegible] نہ کی اور آخر اپنی جان قوم پر قربان کر دی۔ مسلمانوں کے جائز حقوق کے لئے آپ نے جو کوشش کی اس سے خود غرض ہندو حلقوں میں ہیجان عظیم ہو گیا۔ اور مرحوم کی اس قدر مخالفت ہوئی جس کی نظیر نہیں ملتی لیکن [illegible] اس ہنگامہ مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کی اور نہایت سکون و استقلال سے [illegible] کام میں مصروف رہے۔ ایک طرف انگریز ارباب حکومت کا [illegible] طرف ہندوؤں کا شور و غوغا۔ ان حالات میں اپنے مشن کو جاری رکھنا [illegible] ہی دل گردے کا کام تھا۔ لیکن مرحوم نے یہ کر کے دکھلا دیا۔

جس وقت میاں صاحب مرحوم برسرکار آئے مسلمان بحیثیت [illegible] بہت پسماندہ تھے ان کی قومی حیثیت بالکل کمزور ہو چکی تھی [illegible] عملاً ان کی قومی حیثیت کا انکار کرنے لگے تھے لیکن مرحوم کی پے در[پے] کوششوں سے مسلمانوں میں اس قدر طاقت و بیداری پیدا ہو گئی کہ آج کوشش کے باوجود مسلمانوں کو نظر انداز کرتے [illegible]

داستان طویل اور دل غم زدہ اس حالت میں [illegible] مرحوم کی خدمات کی تفصیل کس طرح بیان ہو سکے جو غیر معمولی [illegible] آپ کی حیات قومی میں دو چیزیں بہت نمایاں نظر آتی ہیں [illegible] قابل غور و تقلید ہیں۔ آپ نے جو کچھ کیا نیک نیتی و [illegible] فکر اور مصالح مشورہ کے بعد جس بات کو صحیح سمجھا [illegible] مخالفت سے ذرہ بھر بھی مرعوب نہیں ہوئے۔ ہندو تو [illegible] مسلمانوں میں بھی ایسے احسان فراموش موجود ہیں جو مرحوم [illegible] رہے۔ آپ کی اندھی مخالفت کرتے رہے لیکن آپ نے [illegible] اور دشمنیوں کو صبر و سکون سے برداشت کیا [illegible] لیا۔ یہ سارے ہنگامے ان کو جادہ انصاف سے [illegible] کر سکے۔ مرحوم نے مسلمانوں کو جائز حقوق دلانے کی [illegible] لیکن وہ اس بات کو ایک لمحہ کیلئے بھی گوارا نہ کرتے تھے کہ [illegible] حق تلفی کر کے مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ [illegible] عیسائیوں اور پارسیوں وغیرہ کے حقوق کا بھی اتنا ہی احترام کرتے جتنا کہ مسلمانوں کے حقوق کا۔ وہ وطن خواہی کے صحیح ترین مسلک [illegible] تھے مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے بالکل بجا فرمایا کہ اگر موت [illegible] مرحوم کو مہلت دیتی تو وہ عظیم ترین قوم پرست رہنما ثابت [illegible] قابل غور یہ ہے کہ میاں صاحب مرحوم کی صحت [illegible] تھی۔ ابھی [illegible] شخص [illegible]

معمولی ذمہ داری کا بار بھی نہیں اٹھا سکتا۔ لیکن مرحوم نے بڑی بڑی اہم ذمہ داریوں کا بار نہایت نازک اوقات میں اٹھایا اور اپنے فرائض کو غیر معمولی خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ انہوں نے اس قدر کام کیا کہ بہترین دل و دماغ رکھنے والے مدبرین کی ایک پوری جماعت سے بھی مشکل ہے۔ اس سے ان کی قوت ارادی، دلی لگن اور مستقل مزاجی کا پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اگر سچی تڑپ ہو تو ایک دائم المریض شخص بھی تندرستوں سے کہیں زیادہ کام کر سکتا ہے۔ پھر مرحوم نے جو کچھ کیا کمال بے نفسی اور بے غرضی سے کیا۔ کبھی اپنی خدمات کی شہرت پسند نہ کی۔ ان پر طرح طرح کے حملے کئے گئے۔ بیگانوں کے علاوہ اپنوں نے بھی کئے۔ آئندہ انتخاب کا مرحلہ بھی ان کے سامنے تھا۔ لیکن ان حالات میں بھی انہوں نے اپنی خدمات کا ذکر پسند نہ کیا۔ غرضیکہ میاں صاحب مرحوم خلوص و محبت، قابلیت و ذہانت کے مجسمے تھے، وہ عزم و استقلال اور بے غرضی و محنت کے پیکر تھے۔ انہوں نے اصول پسندی، قوم پروری اور اتحاد دوستی کا ایک صحیح و پاکیزہ اور قابل صد تمیز نمونہ پیش کیا۔ انہوں نے ایک بہادر و ایماندار جرنیل کی طرح اپنی زندگی بسر کی۔ ان کی موت بھی قابل رشک ہے۔ دم آخر ان کا دل مطمئن تھا چنانچہ معلوم ہوا کہ مرحوم نے مرض الموت میں وفات کے تین چار روز قبل فرمایا تھا۔

"میرا وقت آپہنچا ہے لیکن مجھے قطعاً کوئی گھبراہٹ اور تشویش نہیں۔ میں اس وقت کو صبر و تحمل سے برداشت کروں گا۔"

غرضیکہ آپ کی قومی زندگی تاریخ ہندوستان کا ایک سنہری ورق ہے ضرورت ہے کہ ملک کے تمام ترقی خواہ اور اتحاد دوست افراد اور جماعتیں اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں جس کو مرحوم نے اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا تھا اور جس کے ساتھ ملک و قوم کے بہترین مفاد وابستہ ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے سیاسی میدان میں بے کس و بے یار و مددگار مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو۔

ہم جماعت احمدیہ کیمبل پور اس سانحہ عظیم پر محترمہ لیڈی سر فضل حسین صاحب مرحوم کے صاحبزادہ میاں نسیم حسین صاحب اور آپ کے دیگر اعزہ و احباب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

(محمد انعام الحق)

جرمن مشن کیخلاف بے بنیاد پروپیگنڈا

کچھ عرصہ ہوا جرمنی سے ایک پست اخلاق و بد زبان معاند سلسلہ نے ایک مقامی اخبار میں ڈاکٹر حمید مارقوس کے متعلق غلط بیانیوں سے لبریز ایک مضمون شائع کرایا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ پولیس کے رجسٹر میں ڈاکٹر مارقوس صاحب کا مذہب اسلام درج نہیں۔ حالانکہ لکھنے والے کو جرمنی کے مقامی قواعد کا علم ہونے کے باعث خوب معلوم تھا کہ یہ الزام سراسر بے بنیاد ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جرمنی میں سب کام ایک باقاعدہ نظام کے تحت ہوتا ہے۔ لہذا ہر شخص کا نام، پتہ، مذہب وغیرہ پولیس میں بھی درج ہوتا ہے اور جب کبھی کوئی شخص اپنا مکان تبدیل کرتا ہے تو اس کو پولیس میں نئی فارم پر کر کے داخل کرنی پڑتی ہے۔ اب ڈاکٹر مارقوس صاحب ۱۹۰۳ء سے جبکہ وہ غیر مسلم تھے ایک مکان میں رہتے ہیں جسے انہوں نے آج تک تبدیل نہیں کیا۔ اس لئے پرانے فارم کی تجدید کی نوبت نہیں پہنچی۔ ۱۹۲۴ء میں وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور کثرت سے ان کے مضامین اسلام کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں شائع ہوتے رہے۔ نمازوں اور تمام اسلامی تہواروں میں وہ باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے ہیں۔ اگر مکان نہ تبدیل کرنے کے باعث اس عرصہ میں وہ نئی فارم پولیس میں داخل نہیں کر سکے تو ان کے اسلام پر شک کرنا ایسے ہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جن کے اپنے دل سیاہ ہوں۔ اگر پولیس کے اندراجات ہی کسی کے مذہب پرکھنے کا صحیح معیار ہیں تو بتایا جائے کہ خود معترض کا اپنا ذاتی ریکارڈ پولیس اور عدالتوں میں کس پایہ کا ہے اور اس کے روزانہ اعمال کس مذہب کے مطابق ہیں۔ اسلام کے مطابق تو وہ ہرگز نہیں۔

ڈاکٹر مارقوس صاحب تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت مخلص مسلمان ہیں۔ انہوں نے اس بات کا خیال نہیں کیا کہ پولیس کو تبدیلی مذہب کی اطلاع دیں۔ کیونکہ پولیس کے ریکارڈ کا خاص تعلق کسی شخص کی مقررہ رہائش سے ہی مخصوص ہے۔ اس کے مذہب کا اندراج ایک غیر ضروری چیز ہے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب عرصہ سے صاحب فراش تھے اس لئے جلد تبدیلی مذہب کا اندراج پولیس ریکارڈ میں نہ کیا جا سکا۔ اب خدا کے فضل سے ڈاکٹر صاحب کی صحت نسبتاً اچھی ہے اور جرمن کے سرکاری کاغذات میں اب ان کا نام بطور مسلمان اور ان کا مذہب اسلام درج ہو چکا ہے۔

مسجد شاہ چراغ کی واپسی

یہ خبر خوشی سے سنی جائے گی کہ حکومت پنجاب نے مسجد شاہ چراغ کی واپسی کے متعلق اپنے وعدہ کے ایفا کا اعلان کر دیا ہے سشن کورٹ اور سرکاری دفاتر کو وہاں سے منتقل کیا جا رہا ہے۔ اور مناسب انتظامات تقریباً مکمل ہو چکے ہیں۔ مسجد عنقریب انجمن اسلامیہ کے حوالے کر دی جائے گی۔ لیکن واپسی کے متعلق حکومت نے چند شرائط بھی عائد کر دی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مسجد کی عمارت صرف مذہبی امور کیلئے ہی استعمال ہو سکے گی اور اس میں کوئی پولیٹیکل جلسے نہ ہو سکیں گے۔ حکومت کی منظوری کے بغیر مسجد پر کوئی عمارت یا آمدنی والی جائداد نہ بنائی جا سکے گی۔

ہمارے خیال میں واپسی کے متعلق ان قیود کا لگانا کوئی معقول بات نہیں۔ مسجد مسلمانوں کی عبادتگاہ ہے اس پر اس قسم کی پابندیاں کا لگانا ان کی مذہبی آزادی میں دخل دینا ہے۔ حکومت پنجاب کو چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کو بلا شرط طریق پر مسجد واپس کر دے۔

طلبا تبلیغی کلاس کا انتخاب

انجمن نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ انتخاب طلبا تبلیغی کلاس ہر سال ماہ نومبر میں ہوا کرے۔ اور درخواستیں اکتوبر میں آجانی چاہئیں۔ درخواست کنندہ دوست اپنی جماعت کے سیکرٹری کی معرفت درخواستیں ارسال کریں۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

میاں سر فضل حسین کی وفات پر
جماعت احمدیہ کا اظہار افسوس

لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک اجلاس بروز جمعہ بتاریخ ۱۰۔ جولائی ۱۹۳۶ء منعقد ہوا۔ جس میں ذیل کا ریزولیوشن پاس کیا گیا:۔

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ اجلاس میاں سر فضل حسین کی بیوقت اور اندوہناک وفات پر انتہائی رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ اور میاں صاحب موصوف کے انتقال کو مسلمانوں کے لیے بالخصوص اور ہندوستان کے لئے بالعموم ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیتا ہے۔

یہ اجلاس میاں صاحب مرحوم کے لیئے دست بدعا ہے اور آپ کے غمزدہ افراد خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے"

جھنگ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جھنگ کا خاص اجلاس جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم رئیس اعظم ضلع جھنگ بسلسلہ وفات حسرت آیات آنریبل سر میاں فضل حسین صاحب مرحوم وزیر تعلیم گورنمنٹ پنجاب منعقد ہوا۔

(۱) صدارت کی تجویز پر متفقہ طور پر پاس ہوا۔ کہ یہ انجمن اس ملکی اور قومی صدمہ پر نہایت غم و اندوہ کا اظہار کرتی ہے اور میاں صاحب مرحوم کی وفات کو ہندوستان کے لیئے عموماً اور پنجاب کے لئے خصوصاً ایک ناقابل تلافی قومی اور ملکی نقصان قرار دیتی ہے۔ مرحوم کا اس خاص وقت میں جبکہ ملک میں نئی ذمہ دار حکومت کا اجرا ہونے والا ہے۔ فوت ہو جانا ملک اور حکومت اور قوم کے لیئے یکساں ایسا نقصان ہوا ہے۔ کہ بظاہر اس کی تلافی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ مرحوم مسلمانوں کی کمزور کشتی کا ناخدا تھا۔ اور ایسے وقت میں پنجاب بلکہ ہندوستان اور حکومت سب کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور مسلمانوں کی غریب اور درماندہ قوم میں اپنے فضل و کرم سے کسی کو میاں صاحب مرحوم کا نعم البدل ہونے کی توفیق دے۔

(۲) پیر جناب شاہ صاحب کی تحریک اور مہر صالح محمد صاحب کی تائید پر پاس ہوا۔ کہ اس ریزولیوشن کی ایک نقل مرحوم کے ورثاء اور گورنمنٹ پنجاب میں بتوسط صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر جھنگ اور ایک ایک نقل اخبار "پیغام صلح"۔ "انقلاب" اور "سیاست" میں بھیجی جائے۔

(۳) مرحوم کی مغفرت کے واسطے نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی۔ (بندہ غلام قادر سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جھنگ)

لائل پور

آج بعد نماز جمعہ میاں سر فضل حسین مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا اور دعا مغفرت کے بعد ان کے سانحہ ارتحال کی تحریک میں جماعت کا ایک غیر معمولی اجلاس جناب حاجی شیخ میاں محمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہو کر حسب ذیل قرارداد پاس ہوئی۔

ممبران جماعت احمدیہ لائل پور میاں سر فضل حسین بالقابہ کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار صدق دل سے کرتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ ان کی بیوقت موت سے ہندوستان کو بالعموم اور مسلم قوم کو بالخصوص نقصان عظیم پہنچا ہے۔

دابۃ الارض کی پیشگوئی

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اعتراض قرآن وحدیث میں جو دابۃ الارض کا ذکر ہے اس سے کیا مراد ہے۔ قرآن وحدیث سے اس پر روشنی ڈالیئے۔

جواب قرآن سے تو معاملہ بالکل صاف ہے البتہ احادیث میں اس قدر مختلف اور متضاد روایات آگئی ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک وہ سب کی سب روایات پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ چنانچہ صاحب روح المعانی نے یہی لکھا ہے کہ ان روایتوں کا اختلاف اور تضاد ان سب کو پایہ اعتبار سے گرا دیتا ہے ایسے موقعوں پر قرآن کا فیصلہ جس میں اصل پیشگوئی موجود ہے نہایت صاف ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ پیشگوئی صحیح طور پر سمجھ ہی اس وقت آتی ہے جب وہ اپنے وقت پر واقعات کے رنگ میں ظہور پکڑتی ہے۔ پیشگوئیوں میں اکثر استعارے ہوتے ہیں اور لوگ غلطی سے استعاروں کو حقیقت پر محمول کر لیتے ہیں جس سے مفہوم کچھ کا کچھ بن جاتا ہے اور انسان پیشگوئی کی اصل حقیقت سے دور جا پڑتا ہے اور یہ غلطی اس وقت کھلتی ہے جب پیشگوئی معرض وقوع میں آجاتی ہے

قرآن مجید کی اصل پیشگوئی

اگر قرآن کے اصل الفاظ پر غور کیا جائے تو تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ سورہ النمل میں یہ پیشگوئی اس طرح ہے۔ واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایٰتنا لا یوقنون۔ اور جب قول ان پر واقع ہو جائے گا ہم ان کے لئے زمین سے ایک جاندار نکالیں گے جو ان سے کلام کریگا۔ اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ اس آیت میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک تو تکلمھم۔ یہ تکلیم سے ہے۔ اس کے ایک معنی تو کلام کرنا ہیں اور دوسرے معنی مجروح یعنی زخمی کرنا ہیں اور یہ معنی لغت میں بہت مشہور ہیں۔

دوسرا لفظ دابہ ہے جس کے معنی مطلق جاندار کے ہیں خواہ وہ زمین میں رینگنے والا کیڑا ہو خواہ انسان ہو۔ قرآن میں ایسے انسانوں پر یہ لفظ بولا گیا ہے جو زمین کے فرزند ہیں یعنی جن کی نظر دنیا سے اوپر نہیں اٹھتی اور دنیا کے پرستار ہیں اور آسمان سے ان کا کوئی تعلق نہیں چنانچہ سورۃ السبا میں حضرت سلیمان کے ناخلف بیٹے کو دابۃ الارض کہا گیا۔ اسی طرح سورہ النحل میں ہے ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمھم ماترک علیھا من دآبۃ ولٰکن یؤخرھم الیٰ اجل مسمّی ج فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ولا یستقدمون۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے پکڑتا۔ تو کوئی جاندار نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ انہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دیتا ہے پس جب ان کا وقت مقرر آجائے گا۔ وہ ایک گھڑی بھی پیچھے نہیں رہ سکتے اور نہ آگے جا سکتے ہیں۔

دابہ سے کیا مراد ہے

ظاہر ہے کہ یہاں دابہ سے مراد ظالم لوگ ہیں جو دنیا کے کیڑے ہیں۔ خدا کے نیک بندے اور حیوان نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ سزا "بظلمھم" ان کے ظلم کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ بے گناہوں کو سزا دینا خدا کا کام نہیں ہو سکتا۔ دوسرے ھم کی ضمیر عقلا کیلئے ہوتی ہے۔ اس میں غیر ذوی العقول شامل نہیں ہو سکتے۔ اس آیت میں پہلی جگہ جنہیں الناس فرمایا تھا اور ان کی پکڑ ان کے ظلم کی وجہ سے بتائی تھی۔ آگے چل کر انہیں ہی دابہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ گویا وہ زمین کے کیڑے ہیں۔ جن کی نگاہ زمین سے اوپر نہیں اٹھتی۔ اسی طرح سورہ فاطر میں دابہ بمعنی ظالم دنیا پرست انسان کے استعمال ہوا ہے۔

دابہ کا لفظ انسان کیلئے بولا گیا

پس اب اصل آیت کو دیکھو تو مطلب صاف ہے خود تکلمھم کا لفظ بتلاتا ہے کہ وہ دابہ انسان ہوگا۔ جو کلام کرے گا۔ جانور کلام نہیں کیا کرتا۔

آیت متنازعہ فیہ میں یہ ذکر ہے کہ جب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات پر یقین نہیں رہے گا اور ان پر قول واقع ہو جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کوئی بات جو سختی یا عذاب سے تعلق رکھتی ہے ان کے حق میں پوری ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے زمین سے ایک دابہ نکالیگا جو ان سے باتیں کرے گا۔ انہیں زخمی کرے گا۔ یہاں دابۃ بطور جنس کے واقع ہوا ہے۔

دابہ سے کون لوگ مراد ہیں؟

اور حدیث میں آتا ہے کہ وہ مشرق میں بھی نظر آئے گا اور مغرب میں بھی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے وہ زمین پر پھیلی ہوئی قومیں ہیں۔ جو مشرق ومغرب میں یکساں پھیل جائیں گی اور مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو آیات اللہ پر وہ یقین نہ رہیگا جو انسان کے اندر قوت عمل پیدا کر دیتا ہے اور اس لئے وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی چھوڑ دیں گے تو ان کے لئے بطور سزا ایک ایسی مخلوق نکل پڑے گی۔ جو بالکل زمین پر جھکی ہوئی ہوگی جیسے موجودہ عیسائی قومیں اور آریہ سماج وغیرہ ہیں اور جو اپنے کلام سے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کرینگی اور یہ زمینی کیڑے اسلام پر جس کا سرچشمہ آسمان ہے اپنی زبان کی چھریوں سے ایسے ناپاک حملے کریں گے کہ مسلمانوں کے دل خون ہو جائیں گے۔ اور طرح طرح سے انہیں نقصان پہنچانے اور ان کے کمزور کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ مسلمانوں کی ایمانی اور عملی کمزوریوں اور ان کے اشاعت وتبلیغ اسلام کے کام کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہوگا۔ کہ دنیا پر گری ہوئی قومیں اس پاک مذہب پر جس کا سرچشمہ آسمان ہے حملے کرنے کے لئے دلیر ہو جائیں گی یہاں تکلمھم کا لفظ بطور اعجاز کے واقع ہوا ہے۔ جہاں اس کے معنے کلام کرنا ہے وہاں زخمی کرنا بھی ہے

عیسائی اور آریہ سماجی دابۃ الارض ہیں

ظاہر ہے کہ محض کلام کرنا کوئی ایسی بات نہ تھی جو کسی پیشگوئی میں قابل ذکر ہوتی۔ اس لفظ کے استعمال کرنے سے جہاں ایک طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قومیں جنہیں دابۃ من الارض کہا گیا ہے۔ کوئی جانور نہ ہوں گے۔ بلکہ انسان ہونگے۔ جو کلام کرتے ہونگے (فقط زمین کے فرزند ہونے کی وجہ سے انہیں دابۃ کہا گیا) وہاں دوسری طرف یہ اشارہ ہے کہ ان کے کلام ایسے ہونگے جو زخمی کرنے والے ہوں گے اور ظاہر ہے کہ کلام کا زخم دل پر پڑتا ہے۔ پس دیکھو کہ عیسائی اقوام کے پادریوں نے اور آریہ سماج نے جن کی نگاہ کبھی دنیا سے اوپر نہیں اٹھی۔ کس طرح اسلام پر اپنی زبان کی چھریوں سے حملے کر کے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ اگر ان کا تعلق آسمان سے ہوتا تو یہ ایسی گندہ دہنی نہ کرتے اور یہ ایسا عذاب ہے کہ اس سے بڑھ کر ایک مسلمان کیلئے اور کیا دکھ ہو سکتا ہے۔ آریہ سماج مشرق سے ہے اور عیسائی اقوام اور ان کے پادری مغرب سے ہیں۔ پس خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور وہ قول واقع ہو گیا جس کا ذکر قرآن میں تھا۔ اب بھی مسلمان سنبھلیں اور اپنی ایمانی اور عملی حالت کو درست کریں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی اشاعت اسلام وتبلیغ کے کام میں لگ جائیں۔ تا خدا ان پر رحم کرے اور اس دکھ سے نجات ملے۔ انہ کان توابا۔ اللہ [illegible] کرنے والا ہے۔

لاہور کا ایک شخص جو دابۃ الارض کا دعویدار ہے

باقی رہا لاہور احمدیہ بلڈنگس میں کسی شخص کا اپنے آپ کو مسیح موعود [illegible] بھی بتانا اور دابۃ الارض کا لقب بھی اپنے لئے تجویز کرنا یہ صریح اس [illegible] کی جہالت اور خوش فہمی پر دلیل ہے۔ گو اس نے بھی اپنے بیہودہ کلام [illegible] سے احمدیوں کے دل کچھ کم زخمی نہیں کئے اور اس کی نگاہ [illegible] کی طرح کبھی زمین سے اوپر نہیں اٹھی۔ کیونکہ کبھی انجمن کے خزانہ پر [illegible] چاہتا ہے تو کبھی دنیا بھر پر سلطنت کرنے کی ہوس دامنگیر [illegible] کا یہ رنگ نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ یہ خواص دابۃ الارض کے ہوتے ہیں [illegible] اور حدیث کی پیشگوئی میں جس دابۃ الارض کا ذکر ہے۔ وہ وہی لوگ [illegible] جن کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔

مولانا ابوالکلام آزاد

اہل قرآن کے لباس میں

موصوف سے کسی نے مرزا صاحب قادیانی کی بیعت اور [illegible] کی بابت سوال کیا۔ آپ کا جواب اسلامی اخبارات لاہور میں چھپا۔ آپ نے جواب کافی دیا یا ناکافی دیا۔ سردست اس سے بحث [illegible] نہیں۔ جواب میں ایک ایسا فقرہ نظر سے گزرا جس کی روشنی میں ہم نے دور تک جلوہ دیکھا۔ وہ فقرہ یہ ہے۔

"نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے نہ حقیقی۔ قرآن آچکا ہے اور دین کامل ہو چکا"

اس فقرے کے ضمن میں مسیح موعود کے آنے کی ہی نفی کی گئی ہے۔ میں اس عقیدہ کے غلط یا صحیح ہونے پر بحث کرنا سردست ملتوی رکھتا ہوں۔ اس وقت مجھے صرف ایک بات دریافت کرنا یا ظاہر کرنا ہے۔ چونکہ یہ فقرہ اس حدیث کے انکار پر مبنی ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلف سے فرمایا ہے۔

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا۔

(الحدیث) بخاری ومسلم

(عنقریب مسیح ابن مریم تم (مسلمانوں) میں اترے گا)

اب سوال یہ ہے کہ مسیح حقیقی کے نزول کے انکار سے [illegible] اسی حدیث کا انکار آپ کے دل میں ہے۔ یا مثل دیگر [illegible] اور اہل نیچر کے مطلق حدیث کی حجیت سے انکار [illegible] ہے وہ بھی عرض کر دوں۔

مولانا ابوالکلام اگر مطلقاً حدیث کے منکر نہ ہوتے تو اس حدیث کا نام لے کر اس پر جرح کرتے یا تاویل کرتے۔ آپ کا بیان کلام بتا رہا ہے کہ آپ جملہ عقائد کی بناء قرآن شریف پر رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ خیال کہ آپ مطلقاً حدیث کو اہل قرآن کی طرح جانتے ہیں راجح معلوم ہوتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہمیں اس پر [illegible] ہم حافظ اسلم جیراجپوری کی جدائی میں آنسو بہا رہے تھے۔ آپ کی جدائی اس پر مستزاد ہوگی تو بے ساختہ ہمارے منہ سے نکلیگا۔

دل کو روؤں یا جگر کو میں
میری دونوں سے آشنائی ہے

امید ہے کہ مولانا ابوالکلام میرے استفسار کا جواب ایک ہفتہ کے اندر اندر دے کر مشکور فرمائیں گے۔

(المحدیث مورخہ [illegible])

احرار اور اتحاد ملت

اِنّی مُہِینٌ مَن اَرادَ اِہانَتَکَ

سچا کون ہے؟

آج کل احراریوں اور اتحاد ملتیوں میں خوب ہم چل رہی ہے۔ ہر جماعت دوسری کو غدار ملت فروش اور بے ایمان ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مولانا ظفر علی خاں کا اخبار "زمیندار" احرار کی دھجیاں فضائے آسمان پر بکھیرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہے احرار نے چونکہ اپنا اخبار بند کر دیا ہے۔ اس لیئے "نیرنگ" ان کے پروپاغندہ کے لیئے مولانا ظفر علی خاں اور ان کے حواریوں کی پگڑی اچھالنے میں کوشاں ہے۔

قوم کی بدقسمتی سے خود غرض لیڈروں نے اپنی اغراض کے ماتحت نوجوانان قوم کو مشتعل کرنا اپنی مذہبی فرض سمجھ لیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ ان کے ہاتھوں کسی کی عزت محفوظ نہیں۔ احرار کا جلسہ ہو تو نیلی پوش بلائے درماں بن کر نازل ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی تواضع کے لیئے گالی، جوتی لاٹھی وغیرہ سے بھی پرہیز نہیں کیا جاتا اس طرح اتحاد ملت کے جلسہ میں احراری ان چیزوں کے علاوہ کسی کی پتلون پھاڑنے۔ ہار توڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں۔ جو پبلک نے مسلمانوں کے جلسے میں دیکھے۔ مظہر علی کی شلوار پھٹنے۔ مولانا ظفر علی خاں کے ہار ٹوٹنے چودھری افضل حق پر کول تار پھینکنے۔ یعسوب الحسن کی پتلون اور قریشی کا کرتہ پھٹنے اس کے علاوہ عام طور پر بائکاٹنگ (زکہ بازی) کے مظاہروں کی یاد ابھی لوگوں کے دلوں میں موجود ہے۔

اس کے بعد دوسری صورت اخباری پروپاغندہ کی ہے۔ احرار کا جلسہ ہو تو "زمیندار" میں اس جلسہ کی ناکامی اور ذلت و رسوائی پر تعلیں بجائی جاتی ہیں۔ اتحاد ملت کا جلسہ ہو تو احرار کا نفس ناطقہ اس کی ناکامی کی داستانیں مزے لے لے کر بیان کرتا ہے جس کے باعث ایک سادہ مسلمان کے لیئے ان میں سے ایک پر یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ راولپنڈی اتحاد ملتیوں کا مرکز تھا۔ مظہر علی اظہر وہاں پہنچے۔ اتحاد ملتیوں نے مشہور کر دیا۔ کہ احرار کا جلسہ نہیں ہو سکا۔ اور مظہر علی صاحب چند دن تک کسی ڈربے میں گھسے رہے۔ کبھی کبھی باریک آواز سے انگریسلک کوں کی صدا لگا دیتے تھے۔ اس کے تین دن بعد احراریوں نے اخبارات کو اطلاع دی۔ کہ احرار کا بڑا کامیاب جلسہ راولپنڈی میں ہوا اتحاد کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ مولانا ظفر علی خاں اگرچہ وہاں پہنچے تھے۔ لیکن وہ ایک مکان میں کونہ میں دبکے پڑے رہے۔ اور باہر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اسی طرح جہلم کے جلسہ کی روئداد "زمیندار" میں شائع ہوئی ہے وہ نہایت ولولہ انگیز ہے۔ اور خدا جانے "لال کپتان" نے اس میں کس قدر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ دوسری طرف احرار کا بیان ہے۔ کہ مولانا صاحب جہلم میں تشریف لائے اور جلسہ کا انتظام کیا۔ لال کپتان بھی ساتھ تھا۔ مولانا نے بعجلت کوشش کی کہ تقریر کر دی جائے لیکن نوجوانوں نے بھی تہیہ کر لیا۔ کہ تقریر ہرگز نہ ہونے دیں گے۔ چنانچہ مولانا تقریر نہ کر سکے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ وہاں مسلم نیوز سروس کا کوئی نمائندہ نہ تھا۔ جس کو آپ اپنی تقریر لکھا دیتے۔

ان متضاد اور افتراق انگیز بیانات کے بعد ایک سچے مسلمان کے لیئے یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ وہ کس کو سچا خیال کرے احرار کو یا اتحاد ملت کو۔ لیکن اگر حقیقتاً دیکھا جائے۔ تو دونوں قوم کے لیئے عذاب کا باعث بن رہے ہیں۔ کونسلوں میں جانے کے لیئے قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں ہر ایک مقرر اپنی آتش بیانی اور طرز ادا اپنی ڈپلومیسی کے جوہر دکھانے پر تلا ہوا ہے۔ ان کی بلا سے قوم جائے بھاڑ میں ان کو اپنے لیئے کونسلوں میں نشست حاصل کرنا مقصود ہے۔ ہمیں تو افسوس صرف یہ ہے۔ کہ کونسلوں کے شوق میں یہ لوگ قوم میں منافرت کی ایک خلیج وسیع کر رہے ہیں۔ جو ممکن ہے ان کے لیئے وقتی طور پر سود مند ثابت ہو۔ لیکن من حیث القوم ان کے خوفناک اور تباہ کن نتائج بہت دور رس ہوں گے۔ یا تو اللہ تعالےٰ ان لیڈروں کو ہدایت دے اور قوم کو فنا کرنے والے نہ ہوں۔ یا اللہ کریم مسلمانوں کو عقل دے اور وہ ان لوگوں سے بچیں۔ اور دوست و دشمن میں تمیز کر سکیں۔

(سیاست مورخہ ۹ جولائی ۳۶ء)

اپنوں کی بیگانگی!

شانتی نکیتن، ۷ مئی

نانکن سے جو انجمن تہذیب چین و ہند کا مرکز ہے وشوا بھارتی کو آٹھ ہزار کتابوں کے پارسل وصول ہوئے ہیں جو فلسفہ، ادب، اصول قانون، فن حرب، زراعت، صنعت و حرفت، طب، حیاتیات و حیوانیات وغیرہ پر ہیں اور ان کے علاوہ مذاہب چین پر بھی مستند ترین تصانیف ہیں۔ یہ کتابیں چین کے مختلف علمی و مذہبی اداروں کی طرف سے عطیات ہیں وشوا بھارتی لائبریری میں ایک مخصوص شعبہ چین سے متعلق قائم ہوگا۔ اور وہیں یہ رکھی جائیں گی۔ ان کے لیئے ایک چینی ہال ۳۰ ہزار کی لاگت سے تعمیر ہوگا اور اس کے مصارف وہی انجمن تہذیب چین و ہند اٹھائیگی۔ انجمن مذکور کے ناظم اعلیٰ پروفیسر ٹن ین شن بھی جون کے پہلے ہفتہ میں یہاں اپنی انجمن کے مقاصد کی تکمیل و توسیع کے لیئے پہنچ رہے ہیں۔

ٹیگور کی شانتی نکیتن سے ہر شخص واقف ہے یہ ذکر وہاں کا ہو رہا ہے کہ اسی ہندوستان میں مسلمانوں کے بھی ایک نہیں کئی کئی تعلیمی ادارے بین الملی اور ساری دنیا کے اسلام کیلئے مرکزی حیثیت رکھنے والے ہیں۔ علیگڈھ ہے دار العلوم دیوبند ہے۔ دار العلوم ندوہ ہے۔ ان بیچاروں کی قسمت میں بھی ایسی لنیں کبھی آتی ہیں؟ چین اور ہندوستان میں آخر مناسبت کیا؟ نہ زبان ایک۔ نہ مذہب ایک، نہ کلچر (تہذیب) ایک، اس پر بھی برتاؤ اس یگانگت کا ہو رہا ہے

بخلاف اس کے اسلامی ہند اور مصر و شام فلسطین، افغانستان [illegible] ایران، مراکش وغیرہ عالم اسلامی کے درمیان اتنی چیزیں مشترک ہیں [illegible] ایک، کتاب ایک، مذہبی زبان ایک، اس کے [illegible] کہ گویا ایک دوسرے سے تعلق ہی نہیں۔ (صدق [illegible])

سرکاری اعلان

مالیہ زمین کی ان خاص معافیوں کے علاوہ جن کے متعلق [illegible] اعلان شایع کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ بعض اضلاع میں [illegible] کو معرض التوا میں ڈال کر زمینداروں کی امداد کرتی [illegible] میں ۴۸ ۳۱۵ ۳ روپیہ اور ضلع میانوالی ۳۳ ۱۸۷ روپیہ [illegible] تشخیص ۱۹۳۱ء میں عائد کی جانی تھی اسے ہر سال ملتوی کیا جاتا [illegible] میں یہ تشخیص مزید ایک سال کے لئے یعنی ربیع ۱۹۳۷ء [illegible] اور ضلع میانوالی میں نصف تشخیص موجودہ ربیع سے عائد [illegible] باقی نصف کو ایک سال کی مزید مدت کے لئے ملتوی کر دی گئی ہے اس [illegible] ہونے کہ ان ہر دو اضلاع کو ۴۲۴۷۰ روپیہ کی سالانہ امداد دی گئی۔

لاہور ۱۱ر جولائی ۳۶ء فضل الٰہی ڈائریکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب

ضرورت ملازمین

(۱) ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کوئٹہ کو [illegible] کلینڈروں و انجن کی صفائی کرنیوالے کی ضرورت ہے [illegible] انگریزی لکھ پڑھ سکیں عمر ۱۸۔۲۵ سال کے اندر ہو۔ درخواستیں اپنے ہاتھ سے پر کر کے ۲۵ر جولائی سے پہلے بھیجدی جائیں۔ [illegible] انگریزی میں یہ لکھنا چاہیئے کہ درخواست برائے تعلیم یافتہ کلینر [illegible] ذیل کی تفصیل درخواست میں دی جاتے۔ تنخواہ کا گریڈ ۱۵ روپیہ [illegible] ۱۹ روپیہ ماہوار تک

۱۔ نام ۔ ۔ ۔ ۔ ولد ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
۲۔ تاریخ پیدائش ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۳۔ تعلیمی لیاقت
۴۔ نام عہدہ والد اور قریبی رشتہ دار کا جو ریلوے میں ملازم [illegible]
۵۔ کھیلیں جو امیدوار کھیلنی جانتا ہے ۔ ۔
۶۔ دیگر خاص قابلیت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

۲۔ رجسٹرار صاحب کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب [illegible] کی ضرورت ہے۔ تنخواہ یک صد روپیہ ماہوار سے [illegible] ماہوار تک۔ جس میں پندرہ فی صدی کی کمی گورنمنٹ کی [illegible] ماہ تک منظور شدہ اسسٹنٹ رجسٹرار کو کام سیکھنا ہوگا [illegible] انسپکٹر کی تنخواہ پچاس روپیہ جس میں پندرہ فیصدی کی کمی [illegible] صرف پنجاب کے رہنے والے درخواست کریں [illegible] گریجویٹ یا لائل پور کے زراعتی کالج کے گریجویٹ [illegible] کو ترجیح دی جائے گی۔ عرضیاں معہ کاپی [illegible] ۳۰ر جولائی سے پہلے پہلے بھیجدی جائیں [illegible] اپنے پتہ کا لفافہ رجسٹرار صاحب کو بھیجنے پر [illegible]

۳۔ سنٹرل سٹینڈرڈ آفس ریلوے شملہ کو ایک [illegible] نقشہ نویس کی ضرورت ہے جو ری انفورسڈ کنکریٹ [illegible] و تخمینے تیار کر سکتا ہو۔ تنخواہ کا گریڈ ۸۰ ۔ ۴ ۔ ۱۲۰ [illegible] روپیہ ماہوار نیا گریڈ) اور ۱۰۰ ۔ ۸ ۔ ۲۰۰ [illegible]

ڈاکٹر بی آر امبیدکر کی شخصیت کا ایک مطالعہ

اچھوتوں کی حمایت میں تلخ تجربات

"اگر میں کسی شخص کو قتل ہی کروں تو وہ ڈاکٹر امبیدکر ہوگا" اس فقرہ کا کہنے والا ایک نرم مزاج والا امیر اہم سفر تھا۔ لیکن یہ فقرہ اس نے بہت اطمینان کے ساتھ کہا۔ میں نے اس سے یہ نہ پوچھا کہ وہ کیوں ایسا کریگا۔ تاہم اس نے اس کے بعد ہی کہا "میں اس کو سب سے بڑا امر باعث تکلیف عام سمجھتا ہوں"۔

پانچ سال قبل لندن میں ایک بہت مشہور مدبر نے مجھ سے ڈاکٹر امبیدکر کے متعلق گفتگو کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ "اس شخص کا معاملہ یہاں نہیں طے ہو سکتا لیکن بمبئی میں ہو سکتا ہے"۔ میں نے کہا کس طرح؟ انہوں نے جواب دیا "ڈاکٹر امبیدکر کو ترغیب دینے کی ضرورت ہے، یعنی اسے چند مقدمات دے دو، اور وہ خاموش ہو جائیگا"۔ میں نے اس گفتگو کا ذکر ڈاکٹر امبیدکر سے کیا۔ انہوں نے بہت دلچسپ جواب دیا کہ "یہ لوگ کسی طرح اس بات کو آزما کیوں نہیں لیتے"۔

میں نے ڈاکٹر امبیدکر کے متعلق اتنی برائیاں سنی ہیں جو ملک کے دس آدمیوں کی برائیوں سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اخبارات میں گالیوں کی جو بوچھاڑ چلی آ رہی ہے۔ "کیا آپ نے گذشتہ ہفتہ کا پرچہ پڑھا ہے"؟

"نہیں اب اس نے کیا لکھا ہے"؟

"وہ آپ کو ہنگامہ پرداز کہتا ہے"۔

"اچھا اب یہ شروع ہوا لیکن یہ تو تقریباً میری تعریف ہے"۔

واپسی وطن

دس سال کے پہلے آسٹرلی نام کا آسٹریلیا کا جہاز کولمبو کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ یہ جہاز تارک الوطنوں کا تھا۔ اس کے ایک ایک کمرہ میں سولہ سولہ مسافر رکھے جاتے تھے۔ اس جہاز کو لندن سے یہاں تک پہنچنے کے لئے چالیس روز لگے کیونکہ یہ ہر بندرگاہ پر تارک الوطن اشخاص کو جمع کرتا چلا آتا تھا، اس کا کرایہ پندرہ پونڈ تھا۔ اور مسافروں کو کھانا ہمیشہ یکساں ملتا تھا۔ کتے کے بسکٹ اور اوجھڑی۔ کولمبو کا واحد مسافر اتر پڑا۔ بمبئی تک ریل کے تیسرے درجہ میں اپنی کتابوں کے گٹھوں کے ساتھ روانہ ہوا، اور وہاں ایک چال (عمارت) میں ایسے کھانے پر بیٹھا جو جہاز کے کھانے ہی کی طرح ادنیٰ درجہ کا تھا۔ یہ ڈاکٹر امبیدکر کی واپسی وطن تھی، جو اڈون کینین کا طالب علم، ایم اے، پی ایچ ڈی، ڈی ایس سی بیرسٹر ایٹ لا ہو کر آیا تھا۔

میں نے یہ قصہ قارئین کے جذبات کو اکسانے کیلئے نہیں بیان کیا، بلکہ اس سے ایک نتیجہ نکالنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر امبیدکر کے وطن واپس آنے کے پانچ ہی روز کے بعد گورنمنٹ نے انہیں تار دیا کہ انڈین ایجوکیشنل سروس میں انہیں ایک خدمت دی جائیگی لیکن ڈاکٹر امبیدکر نے اس خدمت کے قبول کرنے سے انکار کر دیا کس وجہ سے انکار کیا اس کا جواب خود انہیں کے الفاظ میں یہ ہے۔

"انڈین ایجوکیشنل سروس میں ساڑھے چار سو روپیہ ماہانہ کی تنخواہ میرے لئے شاہانہ آمدنی تھی لیکن سرکاری ملازمت کر لینے سے مجھے زبان بند رکھنی پڑتی۔ اور میں نے اس بات کا تہیہ کر لیا تھا کہ اپنے فرقہ کی میں کچھ خدمت کروں"۔ آفرین ہے ایسے شخص پر جس نے اصول کی خاطر اتنی بڑی قربانی کی!

ایسے شخص کو چند مقدمات کی رشوت دیکر خرید لینا ممکن نہیں

ایام گذشتہ کی یاد

ڈاستوسکی کہتا ہے، کہ انسان کے لئے بچپن کے زمانہ کی اچھی یاد اعلیٰ ترین چیز ہے۔ لیکن ڈاکٹر امبیدکر کے بچپن کی ایک یاد یہ ہے کہ ایک مرتبہ تین بچے ایک بنڈی میں سفر کر رہے تھے۔ آدھی رات کو ریل کی ایک چوکی پر پہنچے وہاں تھوڑا سا پانی مانگا۔ لیکن انہیں پانی دینے سے انکار کیا گیا۔ اس قسم کے واقعات کی یاد فراموش ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ بلکہ نئے واقعات سے یہ یاد تازہ ہوتی گئی۔

امریکہ سے واپس آنے کے بعد جب یہ ایک افسر مقرر ہوئے تو ان کے ماتحت اہلکاران کی میز پر کاغذات پھینک دیا کرتے تھے اور اگر یہ کبھی ان کے پاس جاتے تو انہیں میز کے قریب آنے سے ان کے ماتحت منع کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ ایک ہوٹل سے نکال دیئے گئے اور جب یہ تانگہ پر سوار ہوئے تو تانگہ والے نے تانگہ چلانے سے انکار کیا مجبوراً ان کے ایک ہم قوم چمار (دھیڑ) نے تانگہ چلانے کی کوشش کی تانگہ کا گھوڑا بھڑک گیا۔ اور ڈاکٹر امبیدکر زمین پر جا گرے۔ ابھی حال ہی میں ایک ہندو حجام نے ان کی حجامت بنانے سے انکار کیا۔ اور اپنی دوکان سے انہیں نکال دیا۔

یہ ایک تعجب خیز بات ہوگی۔ اگر کسی شخص میں برسوں کی تکلیفوں اور ذلتوں کی برداشت کے بعد شیریں طرز روش کا تھوڑا ہی سا حصہ کم ہو جائے لیکن ڈاکٹر امبیدکر میں تلخ مزاجی نام کو بھی نہیں ہے۔ البتہ آسانی سے کامیاب ہو جانے والے لوگوں کی طرح ان کا طرز عمل لطف نہیں ہے۔ یہ نفس الامری بلکہ خشک انداز میں آپ کا خیر مقدم کرینگے۔ آپ کو آرام سے بٹھا کر آپ کی ملاقات کا مقصد دریافت کرینگے اور آپ کو صاف صاف اور قطعی جواب دینگے، آپ کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا، کہ اس قسم کا خشک برتاؤ کسی تلخ طبیعت کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ ایسی طبیعت کا نتیجہ ہے جس کی خواہش صرف کتابوں کے ساتھ تنہا رہنے کی ہے۔

ان کا کتب خانہ

انہوں نے دادر میں ایک وسیع بنگلہ بنا لیا ہے، اس سارے بنگلہ میں صرف ایک ہی کمرہ معلوم ہوتا ہے یعنی ایک وسیع ایوان جس میں کتابوں کی الماریوں سے روشیں بن گئی ہیں۔ یہ تمام کتابیں بہت احتیاط سے انتخاب کی گئی ہیں بعض کمیاب اور بہت قیمتی ہیں۔ اور بہت سی امریکہ اور انگلستان میں سخت مفلسی کے عالم میں جمع کی گئی ہیں۔ ہندوستان کے خانگی کتب خانوں میں سے میں نے اس کتب خانہ کو بہترین کتب خانہ پایا۔

ڈاکٹر امبیدکر کبھی کبھی خیال کرتے ہیں کہ اس کتب خانہ کو بمبئی لیجسلیٹو کونسل کو بطور تحفہ عطا کر دیں لیکن ہمارے قانون ساز حضرات میں سے کتنے ایسے علم پرور ہونگے جو کلاڈ کے "فورس آف دی کراون" جیسے قدیم اور کمیاب لیکن لاقیمت رسالہ کو دلچسپی اور مسرت سے پڑھیں گے؟ کتب خانہ میں آرائش کی صرف دو ہی چیزیں ہیں مہاتما بدھ کی ایک تصویر اور مہاتما گاندھی کا نصف جسم کا ایک مرمریں مجسمہ۔

ان سے سوال کیا گیا کہ کیا گذشتہ چند سالوں میں اچھوتوں کی حیثیت میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ انہوں نے جواب دیا "مجھے کوئی ترقی نظر نہیں آتی"۔ وہ اپنے اس جواب کی توضیح [illegible] نہیں کرتے، اس پر اگر آپ کونیلسن کا وہ واقعہ یاد دلائیں کہ اس نے اپنی نابینا آنکھ پر چشمہ لگا کر کہا تھا۔ کہ مجھے کوئی علامت نظر نہیں آتی تب آپ اپنے ہی خیالات میں مست رہیئے! اور وہ ڈاکٹر امبیدکر کے ایسے خیالات ہیں۔ اگر آپ دریافت کریں کہ کیا اچھوتوں کے لئے کئی کنویں نہیں کھودے گئے اور کیا قدیم کنوؤں پر اچھوتوں کو [illegible] نہیں دی گئی اور کیا اچھوتوں کے لئے مدرسے [illegible] تعمیر کئے گئے وہ جواب دیں گے کہ وہ اچھوتوں کے لئے مساوات چاہتے ہیں۔ نہ کہ "کنوئیں اور جھونپڑے"۔

سنجیدگی

پست اقوام کے رہنما کی حیثیت سے ڈاکٹر امبیدکر [illegible] بہت سنجیدہ آدمی ہیں۔ وہ اچھوتوں سے ناانصافی [illegible] ہنگامہ نہیں مچاتے۔ اور دل ان میں جوشیلے مصلحین کی طرح [illegible] بھری ہوئی ہے وہ مجمعوں میں کھڑے ہو کر اپنے خیالات کی [illegible] کرتے اور نہ انہیں اس کی فکر ہے۔ کہ اپنے مخالفین کو اپنے خیال کا موافق کر لیں اور اس طرح اپنی ہر دلعزیزی سے اپنی مہم کو [illegible] نہ تو وہ ایک غضبناک مبلغ ہی ہیں۔ اور نہ جفاکش [illegible] ہندوستان کے اس سارے طول و عرض میں کوئی [illegible] امبیدکر سے زیادہ صاف اور سچا اور بے تصنع شاید ہی نکلے۔

ڈاکٹر امبیدکر کی نظر صرف اس بات پر لگی ہوئی ہے [illegible] کے فرقہ پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ وہ ان خوفناک تفصیلات [illegible] اٹھاتے بلکہ صرف مجرد ناانصافی پر زور دیتے ہیں [illegible] کو حقیقی مصائب میں خواہ کتنی بھی کمی ہو جائے تشفی نہیں ہو سکتی وہ ہندو سماج کے ضمیر میں انقلاب چاہتے ہیں۔ اور صرف اسی سے ان کی تشفی ہو سکتی ہے۔

روبسن اور امبیدکر

ڈاکٹر امبیدکر سے میں جیسے جیسے گفتگو کرتا تھا ویسے ویسے میرا خیال پست فرقوں کے ایک اور رہنما کی طرف جاتا رہا یعنی پال روبسن۔ روبسن ان مظالم کا ذکر پر سوز خلوص کے ساتھ کرتے ہیں جو ان کی قوم پر روا رکھے جاتے ہیں۔ وہ ان ذلتوں کی مثال پر مثال بیان کئے جاتے ہیں جو خود انہوں نے یا ان کے ہم قوموں نے اٹھائی ہیں۔ لیکن ان کا خیال اکثر اپنی موسیقی اور اداکاری کی طرف بھٹک جاتا ہے۔ اس بیچارے کی یہ بھی بڑی بدنصیبی ہے کہ اسے اپنی قوم کے مصائب اس بات کا موقع نہیں دیتے کہ وہ اپنے فطری کمالات پر پوری توجہ کر سکے اور ڈاکٹر امبیدکر کی بدنصیبی یہ کہ اپنی قوم پر [illegible] مظالم کا گہرا احساس ان کے اور ان کی کتابوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے ان کتابوں کے جن سے انہیں عشق ہے اگر ڈاکٹر امبیدکر کسی دوسرے فرقہ میں پیدا ہوتے تو اس بات کا یقین ہے کہ انہیں قانون ساز مجلس کے اندر جانا ہی نہ پڑتا البتہ وہ معاشیات اور اصول قانون پر ایک عالی پایہ مصنف کی حیثیت سے [illegible] ہمہ گیر شہرت کے مالک ہوتے۔

ڈاکٹر امبیدکر مجھے پہنچانے کے لئے سیڑھیوں کے نیچے تک اتر آئے پھاٹک کے پاس ان کا چھوٹا سا بچہ کھیل رہا تھا میں نے اس بچے سے پوچھا "کیا تم بھی بابا جی ہو گے"؟ بچہ نے فوراً جواب دیا "نہیں میں دادا کی طرح ایک سپاہی بننا چاہتا ہوں گا"۔ ڈاکٹر امبیدکر نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا "مجھے جہالت کے مقابلہ میں مجھے یہیں سے لڑائی شروع کرنی ہے"۔

(ماخوذ از ٹائمس آف انڈیا۔ (ٹی۔ اے رامن)

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہہ ہر سعید خواہد بود

نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون نمبر ۲۰۰۷

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء — نمبر ۴۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلام فطرت کا مذہب ہی

حقیقت یہی ہے کہ انسان کو پوست اور چھلکے پر ٹھہرنا نہیں چاہیئے اور نہ انسان پسند کرتا ہے کہ وہ صرف پوست پر قناعت کرے بلکہ وہ آگے بڑھنا چاہتا ہی اور اسلام انسان کو اسی مغز اور روح پر پہنچانا چاہتا ہی جس کا وہ فطرتاً طلبگار ہی۔ یہ نام ہی ایسا نام ہے کہ اس کو سن کر روح میں ایک لذت آتی ہی۔ اور کسی مذہب کے نام سی کوئی تسلی روح میں پیدا نہیں ہوتی۔ مثلاً آریہ کے نام سی کوئی روحانیات نکالیں۔ اسلام سکینت شانتی، تسلی کیلئے بنایا گیا ہی۔ جس کیواسطے انسان کی روح بھوکی پیاسی ہوتی ہی تاکہ اس نام کا سننے والا سمجھ لے کہ اس مذہب کا سچے دل سی ماننے والا اور اس پر عمل کرنیوالا خدا کا عارف ہی۔ مگر بات یہ ہی کہ اگر انسان چاہے کہ ایکدم میں سب کچھ ہو جائے اور معرفت الٰہی کے اعلیٰ مراتب پر یکدفعہ پہنچ جائے تو یہ کبھی نہیں ہوتا۔ دنیا میں ہر ایک کام تدریج سی ہوتا ہی۔ دیکھو کوئی علم اور فن ایسا نہیں جسکو انسان تامل اور توقف سے نہ سیکھتا ہو۔ ضروری ہی کہ سلسلہ وار مراتب کو طے کرے۔ دیکھو زمیندار کو زمین میں بیج بو کر انتظار کرنا پڑتا ہی۔ اول وہ اپنی عزیز شے اناج کو زمین میں ڈال دیتا ہی۔ جس کو فوراً جانور چگ جائیں۔ یا مٹی کھالے یا کسی اور طرح ضائع ہو جائے مگر تجربہ اس کو تسلی دیتا ہی۔ کہ نہیں ایک وقت آتا ہی کہ یہ دانے جو اس طرح پر زمین کے سپرد کئے گئے ہیں بارور ہوں گے اور یہ کھیت سرسبز لہلہاتا ہوا نظر آئیگا اور یہ خاک آمیختہ بیج رزق بن جائینگے۔ اب آپ غور کریں کہ دنیادی اور جسمانی رزق کیلئے جس کے بغیر کچھ دن آدمی زندہ بھی رہ سکتا ہی چھ مہینے درکار ہیں۔ حالانکہ وہ زندگی جس کا مدار جسمانی رزق پر ہی۔ ابدی نہیں بلکہ فنا ہو جانیوالی ہی پھر روحانی رزق جو روحانی زندگی کی غذا ہی جسکو کبھی فنا نہیں اور وہ ابدالآباد کیلئے رہنے والی ہی۔ دو چار دن میں کیونکر حاصل ہو سکتا ہی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہی کہ وہ ایکدم میں جو چاہی کر دے اور ہمارا ایمان ہی کہ اس کے نزدیک کوئی چیز انہونی نہیں ہی۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۱ - ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— چودھری فضل داد صاحب لالہ موسیٰ نے اپنے بھائی چودھری فتح محمد عزیز کے الف۔ اے۔ ایل کے امتحان میں کامیاب ہونے کی خوشی میں ۵ روپیہ انجمن کو اشاعت اسلام کیلئے بھیجے ہیں۔ جزاک اللہ احسن الجزا

— سید اشفاق علی صاحب بی۔ اے بھی امسال الف۔ ای۔ ایل کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔

— عبدالحی صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی مجون خلف مستری یعقوب علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر ایکسائز مقرر ہوئے ہیں۔

(پیغام صلح) ہم مستری یعقوب علی صاحب اور عبدالحی صاحب کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

— مرزا امیر زمان صاحب کارکن انجمن کی تینوں بچیاں اور بیوی بخار سے بیمار ہیں۔ ان کے لئے دعا کی جائے۔

— ہمارے بھائی محمد عبید الرحمان صاحب ہزاروی متعلم بی ڈی کلاس اسلامیہ کالج جو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن سعید ڈھیری کے سرگرم کارکن ہیں۔ استدعا کرتے ہیں کہ احباب ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ کہ خداوند کریم ان کو اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور انہیں خدمت دین کی اس سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک ضروری گذارش

جن احباب کو وی پی کئے جا رہے ہیں وہ ازراہ کرم انجمن کے خرچ ڈاک کا احساس فرماتے ہوئے توجہ سے وصول فرمائیں۔

(منیجر)

بعثت مجددین کا عقیدہ "تذکرہ" کی روشنی میں

مولانا ابوالکلام آزاد کے سابقہ اور موجودہ عقائد میں تضاد

مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک استفسار کا جواب دیتے ہوئے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں بعثت مجددین کے متعلق آپ نے نہایت بیباکی سے فرمایا ہے کہ:-

"ہمیں کونسی ضرورت ہے کہ اس لغویت میں پڑیں۔ ہم نہیں جانتے۔ مجدد کیا بلا ہوتی ہے!!"

اس پر پیغام صلح کے مقالہ افتتاحیہ مورخہ ۲۶/۶ میں مدلل بحث کی گئی ہے۔ آج ہم مولانا کی مشہور کتاب "تذکرہ" جسے مجدد نامہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا سے ناظرین کرام کو دکھانا چاہتے ہیں کہ مولانا کا سابقہ عقیدہ بعثت مجددین کے متعلق کیا تھا۔ اور حال میں ان کا بیان پہلے خیالات کے سراسر متضاد ہے۔ (مدیر)

ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدہ لوگ ہوتے ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ ہر عہد و دور میں خدا کے چند بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا وجود ستاروں کے مرکز شمسی کی طرح تمام انسانوں کا مرکز محبت اور کعبہ انجذاب ہوتا ہے۔ اور جس طرح نظام شمسی کا ہر متحرک ستارہ صرف اسی لئے ہے کہ کعبہ شمس کا طواف کرے اسی طرح انسانوں کے گروہ اور آبادیوں کے ہجوم بھی صرف اسی لئے ہوتے ہیں کہ اس مرکز انسانیت اور کعبہ ہدایت کا طواف کریں۔ زمین والوں ہی پر موقوف نہیں آسمانوں میں بھی صرف انہی کے ناموں کی پکار رہتی ہے

ص۵۵ و ص۵۶

خدا کے ان چند بندوں سے مولانا کی کیا مراد ہے۔ سنئے:-

"اگرچہ دنیا ہر علم و فضیلت سے لبریز ہوتی ہے اور بڑے بڑے اصحاب سلطنت و شہرت و ارباب تحکم و عظمت موجود ہوتے ہیں مگر کسی کو اس کی توفیق نہیں ملتی کہ اپنے عہد و دور کی طلب دعوت اور سوال قیام ہدایت پر مردانہ وار لبیک کہے اور ظلمت کدہ ضعف و درماندگی سے نکل کر راہ عزیمت دعوت میں قدم رکھ سکے اور اگرچہ دروازہ سعادت الٰہی باز و خزائن رحمت و نظر ربانی ہموارہ در صدد بخشش و لٹنا ہوتے ہیں۔ مگر سینکڑوں ہزاروں علماء عہد اور اصحاب خوانق و صوامع میں سے . . . . . کسی کو بھی اس کے تجدید کے احیاء و تجدید اور طائفہ منصورہ من تجدد لہا دینہا میں داخل ہونے اور رحمت عالیہ کیمیم ویجبونہ میں محدود و محشور ہونے کی توفیق نہیں ملتی۔ تاآنکہ پردہ ظلمت چاک ہوتا اور ایک صبح ہدایت و سعادت مشرق تجدید و اصلاح سے عالم فروز جہاں تاب ہوتی ہے تو اس وقت نظر دیکھتی ہے کہ جس راہ میں قدم رکھنے سے ایک عالم درماندہ و ناچار تھا۔ اچانک ایک مرد باہمت اٹھتا ہے اور نہ صرف قدم رکھتا ہے۔ بلکہ دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔ راہ کی وہ مشکلیں اور صعوبتیں جو ضعفاء عہد کیلئے مصیبتوں کا پہاڑ اور ہیبتوں اور دہشتوں کی گھاٹیاں تھیں اور جن کے وہم و تصور سے بیچارگان وقت کی ارواح پر ایسی دہشت و ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔ کانما یساقون الی الموت وہم ینظرون۔ تو وہ سب اس کے جولان قدم کے لئے ایک مشت غبار اور ایک تودہ خس و خاشاک سے زیادہ حکم نہیں رکھتیں۔ سب دیکھنے کے دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں اور وہ بڑھ کر عزیمت دعوت و ہدایت عامہ کا باب مسدود کھول دیتا ہے اور اس کی زبان ہیبت و مقال نبوت اس ترانہ رجز سے زمزمہ ساز بزم عالم و عالمیان ہوتی ہے ؎

تاب یک جلوہ نیاورد نہ موسیٰ و نہ طور

ایں دلم ہست کہ زیں گونہ ہزاراں دیدہ است

اگرچہ اس عہد میں ہزاروں مدعیان کار موجود ہوں۔ مگر اس فضیلت مخصوص میں اس کا کوئی سہیم و شریک نہیں ہوتا۔ صرف اسی کو اس عہد کی اقلیم ہدایت کی سلطانی و فرمانروائی پہنچتی ہے اور صرف وہی اپنے نبات کا کلید بردار خزائن برکات و فیضان سماویہ ہوتا ہے۔ تمام اصحاب طریق ناچار ہوتے ہیں کہ اپنے اپنے چراغ اسی مصباح ہدایت سے روشن کریں۔ اور تمام رہروان جادہ مقصد مجبور ہوتے ہیں کہ اسی کے کاروان فضل و قافلہ کرامت کی آواز درا پر اپنے اپنے قدم اٹھائیں ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

(ص۹۹ و ص۱۰۰)

مجددین کے عہد میں صلحا کا لقب

مذکورۃ الصدر حوالجات کسی تشریح و توضیح کے محتاج نہیں لیکن مولانا نے اس مسئلہ کے بعض اور پہلوؤں کو بھی بے نقاب کیا اور اس سوال کے جواب میں کیا صلحاء و اولیاء کا وجود قطعاً عنقا ہو جاتا ہے یا ارباب حق کا بقیہ کچھ موجود ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں:-

جب انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کے ظہور کے زمانوں میں بھی داعیان حق و آمرین بالمعروف و سارعون فی الخیرات سے قوم و ملک بالکل خالی نہیں ہو جاتا تو ظاہر ہے کہ ان کے اتباع و وزیات اور رفقاء و نقباء کے لئے اصحاب عزیمت و دعوت و مجددین امت انہی سے عبارت ہیں۔ ایسا ہونا کیوں ضروری ہو۔ اس اصل الاصول کو کسی حال میں بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ دعوت و قیام حق اور اصلاح و تربیت امم کا اصل سرچشمہ و مرکز مقام نبوت ہے اور ہر عہد و دور میں اس کا جس قدر بھی ظہور ہوتا ہے وہ سب اسی مقام سے ملحق و متصل اور سب کی روشنی اس شمس نظام و اقوام عالم سے مکتسب و مستنیر اور تمام انہار فیضان و سعادت کیلئے یہی سلسبیل نبوت مخرج و منبع کا حکم رکھتی ہے۔ ص۱۰۳

معاملات نبوت

مجددین امت کا ظہور بھی معاملات نبوت کے ماتحت ہے جس طرح انبیاء کرام کی تعلیم و دعوت ہمیشہ اسی رنگ میں جلوہ افروز ہوتی ہے جس کا ان کے عہد میں غلبہ ہو۔ اسی طرح مجددین امت کا ظہور بھی ہمیشہ اپنے رنگ روپ میں اس وقت کے مقتضا و داعیہ کے مطابق ہوتا ہے۔ ص۲۴۰

مجددین کا کام

مجدد ان تحریفات کو دور کرتے ہیں جو دین میں شروع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جہلا کی تاویلات کا بھی مقابلہ کرتے ہیں۔ گویا جب لوگ تاویل نصوص اور تحریف نصوص اپنا شیوہ بنا لیتے ہیں تو مجددین اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر ان کا قلع قمع کرتے ہیں۔

یہی وہ مقام مخصوص ہے جو ہر عہد میں صرف ایک یا چند افراد عالیہ ہی کے حصہ میں آتا ہے اور گو کار و بار دعوت سے معاملات رکھنے والے بہت سے موجود ہوں۔ مگر اس عہد کے فتح باب اور سلطان و امر دعوت کی فضیلت ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ سب ناچار ہوتے ہیں کہ اس فاتح عہد اور مقادم وقت ہی کے ظل [illegible] میں داخل ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ ان میں بعض افراد کسی خاص [illegible] عمل میں درجہ بلند رکھتے ہوں۔ مگر اس معاملہ کے لئے وہ کچھ سودمند نہیں ہوتا۔ اور فاتح دور کے آگے ان کو اطفال مکاتب کی طرح زانوئے ادب و استفادہ تہہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس عہد کے خزائن فیضان و برکات کی کنجی اسی کے قبضہ میں دیدی جاتی ہے۔ پس طالبین فیضان اس کے حلقہ ارادت سے الگ رہ کر کچھ نہیں پا سکتے۔ ص۱۰۹

وقت کا سلطان

یہ جو بار بار کہہ رہا ہوں کہ وقت کا سلطان اور [illegible] دار ایک ہی ہوتا ہے۔ خواہ کوئی ہو اور کیسا ہی ہو [illegible] سے الگ رہ کر کچھ نہیں پا سکتا۔ تو یہ وہی حقیقت ہے جس کو [illegible] بار حضرت ممدوح (یعنی حضرت مجدد الف ثانی رح) فرمائے [illegible] اور ان سے پہلے بھی تمام محرمان راہ نے اشارات کئے [illegible] آنست کہ ہر چہ دراں مدت از فیض بہ امت رسد بتوسط او رسد۔ اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت باشند۔ ص۲۴۳

ہر زمانہ میں مجدد

ہر دور میں تم پاؤ گے کہ اگرچہ عامہ علماء و صلحاء امت کی ایک بہت بڑی جماعت موجود تھی اور ان کا فضل و کمال اور ورع و تقویٰ بھی ہر طرح مسلم و ثابت ہے بلکہ بعض ان میں ایسے تھے کہ علم و عمل کی متعدد شاخوں میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتے تھے باایں ہمہ اس عہد کی عزیمت دعوت اور تجدید ملت کے مرتبہ مخصوص میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوا۔ اور صرف چند خاص افراد عزائم ہی کی قسمت میں آیا۔

مقام عزیمت دعوت اور احیاء و تجدید امت کی نسبت جو کچھ بلا قصد زبان قلم پر آ گیا۔ تو اگرچہ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہ تھا لیکن زیادہ تر یہ خیال باعث ہوا کہ شاید ان حالات و وقائع کا مطالعہ اصحاب صلاح و استعداد کے لئے کچھ سودمند علم و عمل ہو اور کسی کے قلب و دیدہ اعتبار کو ان مجددین ملت اور [illegible] حق کے اتباع و تشبہ کی توفیق ملے۔ شاید کوئی فرد کار ساز عزم وقت کی پکار پر لبیک کہے اور زمانہ کی طلب و جستجو کا سرانجام بنے۔ آج اگر کام ہے تو یہی کام ہے اور ڈھونڈھ ہے تو صرف اسی کی۔ (ص۲۵۰)

"انتشار ملت"

اغراض و قیادت کے پجاریوں کی تباہ کاریاں

آج کل ہندوستان بالخصوص پنجاب میں مسلمانوں کی قومی و جماعتی زندگی بے حد مخدوش، رسوا اور رنجیدہ ہو رہی ہے۔ ان کی خانہ جنگیوں پر اغیار ہنستے ہیں، طعنے دیتے ہیں اور خود مسلمان تباہی کے قریب تر ہو رہے ہیں لیکن یہ بدنصیب قوم تخریب و خانہ جنگی کے نشہ میں کچھ اس طرح مدہوش ہے کہ اسے کسی بات کی پرواہ نہیں۔ احرار و اتحاد ملت کے جلسوں میں گذشتہ چند ماہ سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ دنیا کے سامنے مسلمانوں کے اخلاق کا بدترین نقشہ پیش کرتا ہے۔ گالی گلوچ۔ بازاری آوازے، پھبتیاں، ہاتھا پائی، مار پیٹ، خشت باری غرضیکہ فتنہ گاہوں کے تمام مظاہرے ان جلسوں میں نظر آجاتے ہیں اتحاد ملت والے جلسہ کرتے ہیں تو احراری جھوک کے لاٹھیوں اور اینٹوں سے مسلح ہو کر جلسہ گاہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ جونہی کسی مقرر نے زبان ہلائی اور انہوں نے آوازے کسنے، پھبتیاں کہنی اور گالیاں دینی شروع کر دیں اس کے بعد لاٹھیوں کو حرکت ہوتی ہے۔ کلوخ اندازی اور خشت باری کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ فریقین کے آدمی مجروح ہوتے ہیں۔ پولیس آموجود ہوتی ہے۔ ان لوگوں کو مساجد کے احترام کا بھی ذرہ بھر خیال نہیں اگر جلسہ کسی مسجد میں ہو تو وہاں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ مسجد خیر دین امرتسر اور بعض دوسرے مقامات پر مساجد میں بھی یہ شرمناک مظاہرے ہوئے احراریوں کے جلسوں میں اتحاد ملت والے بھی کم دلچسپی ہی کرتے ہیں لیکن احرار کی فساد انگیزیاں زیادہ وسیع اور منظم ہیں اور ان کے اجیروں کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ اس شرمناک کشمکش میں احراری زیادہ "کامیاب" ہیں اور انہوں نے اس طریق پر بھی اسلام اور مسلمانوں کو بدنام اور تباہ کرنے میں زیادہ حصہ لیا ہے۔

جلسوں میں جو کشمکش ہوتی ہے اس کا اثر اسلامی محلوں اور گلی کوچوں میں بھی پہنچتا ہے۔ جگہ جگہ احرار اور اتحاد ملت کے طرز عمل اور "جذبات اسلامی" پر اظہار خیالات ہوتا ہے۔ ہر ایک اپنی رائے پیش کرتا ہے بحث شروع ہو جاتی ہے جو دیکھتے ہی دیکھتے میں میں تو تو۔ گالی گلوچ اور ہاتھا پائی تک جا پہنچتی ہے۔ چنانچہ پنجاب کے اکثر شہروں میں ہر روز ایسا ہوتا رہتا ہے بلکہ اب تو بیوی بچوں کی چار دیواریوں کے اندر بھی جا پہنچی ہے۔ باپ اتحاد ملت والوں کا حامی ہے تو بیٹا احراری ہے باپ ملا حبیب الرحمان اور سید عطاء اللہ شاہ کو گالی دیتا ہے تو بیٹا منشی ظفر علی خاں پر گالیوں کا تار باندھ دیتا ہے آخر باپ کی شفقت پدری اور بیٹے کی سعادت مندی "جوش" میں آتی ہے اور دونوں گتھم گتھا ہو جاتے ہیں۔ یہ مبالغہ نہیں بلکہ واقعات ہیں۔ خود ہمارے علم و اطلاع کے مطابق کئی گھروں میں ایسا ہو چکا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

لیکن اس ذوق خانہ جنگی نے اب ایک قدم اور آگے بڑھایا ہے یعنی خود اتحاد ملت والے آپس میں لڑنے لگے ہیں، انہوں نے بس "مشق جہاد" کے لئے خانہ خدا ہی کو تجویز فرمایا ہے، ۱۳ جولائی کی شب کو مسجد خیر دین امرتسر میں اتحاد ملت والوں کا جلسہ ہو رہا تھا کسی مقرر نے منشی ظفر علی خاں کا ذکر کیا، اس پر ایک پارٹی نے "ظفر علی زندہ باد" کا نعرہ لگایا۔ اس کے جواب میں انہی لوگوں کی دوسری پارٹی نے "ظفر علی مردہ باد" پکارا۔ اس کے بعد

"دونوں پارٹیوں میں لڑائی شروع ہو گئی کسی شخص نے بجلی گل کر دی۔ جس کی وجہ سے مسجد میں تاریکی چھا گئی جس کا دونوں پارٹیوں نے فائدہ اٹھایا اور ایک آزادانہ جنگ چھڑ گئی جس میں چاقوؤں، لاٹھیوں اور دیگر اوزاروں کا آزادی سے استعمال کیا گیا۔ لڑائی کے نتیجہ کے طور پر چھ نیلی پوش مجروح ہوئے۔ کوتوال شہر اور دیگر حکام مسجد میں پہنچ گئے اور مجمع کو منتشر کر دیا گیا۔ رات بھر مسلح پولیس کا مسجد پر پہرہ رہا"

(انقلاب ۱۵ جولائی ۱۹۳۶ء)

یہ لوگ مسجد شہید گنج کو حاصل کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں لیکن ان کے اخلاق، اتحاد اور تنظیم کی یہ حالت ہے۔ شراب نوش میکدوں میں اور جوئے باز قمار خانوں میں اکٹھے ہو کر بیٹھ سکتے ہیں لیکن یہ "مجاہدین ملت" اور خادمان اسلام خانہ خدا میں بھی اپنی زبانوں اور ہاتھوں کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنے سے نہیں رک سکتے۔ بجز بیزادہ تر اجیروں اور رضاکاروں کے کارنامے ہیں اب ذرا احراری لیڈروں کے اخلاق عالیہ اور خوش بیانیوں کی بانگی بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۸ جولائی کو اسی مسجد خیر دین امرتسر میں احرار کا جلسہ منعقد ہوا اس میں ملا حبیب الرحمان صاحب نے دوران تقریر میں فرمایا۔

(۱) ہمارے مخالف اول درجے کے منافق اور جہنمی ہیں۔

(۲) ظفر علی خاں ملعون، بدمعاش ہے۔ اس نے اور تارا سنگھ نے مل کر پنجاب اسمبلی کے ممبر بننے کے لئے شہید گنج کا جھگڑا پیدا کیا ہے۔ یہ دونوں بدمعاش اپنی فطرت میں یکساں ہیں۔

(۳) ظفر علی خونناک سؤر ہے جو تمہاری فضا کو ناپاک کر رہا ہے۔ اس کو تباہ کر دو۔ شریعت میں سؤر کو مارنا جائز ہے"

(۴) ظفر علی اور تارا سنگھ میں اتنا فرق ہے کہ ایک کے سر پر کیس نہیں، لیکن باطناً وہ بھی سکھ ہے۔ ان دونوں سکھوں کی ڈاڑھیاں آپس میں باندھ کر دونوں کا منہ کالا کر کے گدھوں پر سوار کر کے سارے ملک میں پھرانا چاہیئے اور اوپر سے جوتوں کی بارش کرنی چاہیئے۔

(انقلاب ۹ جولائی ۱۹۳۶ء)

اب ذرا احراری امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ارشادات سنئے۔

(۱) اس بوڑھے شیطان (منشی ظفر علیخاں) کا مسکن قعر جہنم ہے۔ اس کا ٹھکانا درک الاسفل ہے۔

(۲) خدا اس بوڑھے منافق (منشی ظفر علی خاں) کو برباد کرے

(۳) فضل حسین اور ظفر علی دو مکار سیاست دان تھے۔ (الف)

دردمند مسلمان ذرا اپنی ٹھنڈی سانسوں کو روکیں اور غور کریں۔ یہ کس قدر خطرناک وبا ہے جو قوم کے اندر پھوٹ پڑی ہے پہلے احمدی کافر اور کشتنی اور گردن زدنی تھے۔ لیکن اتحاد ملت اور احرار کے عقائد، طریق کار اور مقاصد میں تو کوئی ایسا فرق نہیں۔ کل تک ان دونوں کی دانت کاٹی روٹی تھی۔ آج یہ کیا ہو گیا؟ یقیناً یہ سب کچھ اغراض و قیادت کی پوجا ہے۔ اس جنون کی علت غائی لیڈری ہے یہ لوگ اغراض کے لئے قوم کو ذبح کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی ... اڑا رہے ہیں۔ غیروں کی نگاہوں میں رسوا کر رہے ہیں ... کر رہے ہیں۔ یہ اپنے شرمناک افعال سے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں مسلمانوں کو ذرا سوچنا چاہیئے کہ وہ کن لوگوں کے ... ہیں۔ اگر یہ لوگ مسلمانوں کے لئے اچھے رہنما ہیں ... ایک قزاق اور رہزن، ہر ایک قاتل اور ڈاکو رہنمائی ... ہے۔ یقین جانئے کہ یہ خود ساختہ لیڈر ان لوگوں سے بھی ... خطرناک اور نقصان رساں ہیں۔ کاش یہ نہ پیدا ہوتے ... ان کی بجائے جنگلوں میں بھیڑیئے اور سانپ جنم لیتے ... کل ایک نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ ان کا قومی ... انتشار ہو چکا ہے۔ ان کے وقار کو شدید صدمے پہنچ رہے ہیں ... وہ زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ ان کا علاج وہی ... وہ ان خود ساختہ۔ خود غرض اور نفاق پسند لیڈروں کو مسند قیادت سے دھکا دیکر نیچے اتار دیں ... جب تک یہ لوگ موجود ہیں مسلمانوں کے پنپنے کی کوئی صورت نہیں۔

محمد انعام الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

استفتاء

از

جناب مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب۔ شہاب الدین خطیب جامع مسجد چوبرجی عالمگیر لاہور۔ محمد داؤد غزنوی۔ سید طلحہ پروفیسر عربی اورینٹل کالج لاہور۔ عبدالکریم مدرسہ عالیہ عربیہ رحیمیہ نیلہ گنبد لاہور۔ محمد فیض الرحمٰن مدرس مدرسہ رحیمیہ لاہور۔ محمد صادق خطیب مسجد پڑ ابیاں لوہار منڈی لاہور۔ کریم بخش پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور۔ مفتی عبدالقادر۔ محمد حیات فاضل دیوبند۔ محمد احمد۔ محمد حنیف ندوی۔ غلام حیدر خطیب مسجد خراسیاں لاہور۔ عبدالحی صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور۔ ابوالحسن سید محمد احمد خطیب مسجد وزیر خاں لاہور۔ قادری ابوالبرکات سید احمد ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔ احمد علی۔ ہدایت اللہ ملتانی غلام حیدر ملتانی۔ ابوالعلی۔ محمد حنیف افریقی۔ عبدالجبار۔ فضل احمد اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ لاہور۔ عبداللہ عبالندھری فاروقی و دیگر علمائے پنجاب و ہندوستان

اے علمائے قوم! میں نے چند روز قبل آپ سے استفسار کیا تھا۔ کہ اگر مولانا غلام مرشد محض اسی قدر کہہ دینے سے کہ حیات و ممات مسیح کا مسئلہ متنازعہ فیہ ہے۔ شریعت اسلامی کی رو سے زندیق اور ملحد ہیں۔ تو ایسے بزرگوں کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ جو نہ صرف وفات مسیح کے قائل ہیں۔ بلکہ نزول مسیح کے عقیدہ کے بھی منکر ہیں۔ جس کا ذکر کتب عقائد میں ہے۔ بلکہ بعض تو ان میں سے اس عقیدہ نزول مسیح کو یہودیت اور مجوسیت کا جزو قرار دیتے ہیں اور اس ضمن میں میں نے ڈاکٹر سر محمد اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی، مفتی محمد عبدہٗ اور ان کے شاگرد رشید رضا کے نام پیش کئے تھے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ شریعت کا فتویٰ خاص خاص آدمیوں کے لئے تو نہیں۔ بلکہ وہ ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو خاص خاص عقائد رکھتے ہیں۔ یہ تو شریعت نہیں کہہ سکتی کہ مولانا غلام مرشد اگر حیات و ممات مسیح کے مسئلے کو متنازعہ فیہ کہیں۔ تو وہ ملحد و زندیق۔ لیکن سر محمد اقبال مولانا ابوالکلام آزاد۔ سید سلیمان ندوی۔ مفتی محمد عبدہٗ، سید رشید رضا باوجود مسیح کی وفات کے قائل ہونے کے اور نزول مسیح کے عقیدہ کے منکر ہونے کے پکے اور ٹھیٹھ مسلمان اور مسلمانوں کے سچے رہنما۔

مگر آپ لوگوں نے اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار کی اور طالبان حق کے دل میں یہ امر ایک شبہات پیدا کرتا ہے۔ کہ آپ لوگوں کو شاید مولانا غلام مرشد صاحب سے ان کی بڑھتی ہوئی ہردلعزیزی کی وجہ سے حسد اور عناد ہے۔ ورنہ اگر آپ کا فتویٰ شریعت پر مبنی ہوتا۔ تو جس طرح دلیری سے آپ نے مولانا غلام مرشد کو ملحد و زندیق کہہ دیا تھا۔ اس سے سخت تر فتویٰ ان بزرگوں پر دینا چاہیئے تھا۔ جو مولانا غلام مرشد سے دس قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ یعنی علی الاعلان وفات مسیح کے قائل اور عقیدہ نزول مسیح کے منکر ہیں۔ اس خاموشی کو اگر توڑا ہے تو مولانا محمد دین صاحب بانی حزب الاحناف نے اپنے اشتہار میں توڑا ہے۔ لیکن میرے لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ آپ بزرگ بھی اس جواب میں متفق ہیں یا نہیں۔ میرا گمان حزب الاحناف کے متعلق یہ تھا۔ کہ یہ بزرگ گو غلطی پر ہوں۔ لیکن جرأت سے بات کہہ دیتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ بانی حزب الاحناف نے بھی اس استفتاء کو محض ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ان بزرگوں کی طرف سے جن کے متعلق استفتاء کیا گیا تھا۔ یوں جواب دیتے ہیں:۔

اوّل۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال۔

"کیا ڈاکٹر سر محمد اقبال کا نام علمائے دین میں شمار ہے ..... وہ علم دینیات سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتے ..... لہٰذا اگر ڈاکٹر صاحب نے حیات مسیح کو یہودی اور مجوسی کا عقیدہ کہا ہے۔ تو کسی کے بہکانے سے ایسا کہا ہے۔ وہ علوم قرآن اور فقہ اور اصول سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی بات مسائل مذہبی میں حجت نہیں ہو سکتی"

لیکن میں نے یہ تو نہ کہا تھا کہ ان کی بات حجت ہے بلکہ ان کے اس عقیدہ پر فتویٰ طلب کیا تھا۔ پھر یہ بھی کوئی عذر نہیں کہ وہ عالم دین نہیں۔ شریعت کا فتویٰ تو ہر اس شخص پر ہونا چاہیئے جو ایک خاص عقیدہ رکھتا ہے نہ یہ کہ عالم پر فتویٰ ہو اور جو عالم نہ ہو۔ مگر علامہ کہلائے اس پر کوئی فتویٰ نہیں۔ بلکہ جو لوگ دین سے پورے باخبر نہیں ان کی تو اور بھی زیادہ جرأت ہے کہ وہ ایک مذہبی مسئلہ کو جس پر امت کا اتفاق ہے۔ یعنی نزول مسیح کا مسئلہ یہودی اور مجوسی عقیدہ قرار دیں۔ ان کے بارے میں اگر مولانا احمد علی خاموشی اختیار کریں تو وہ معذور سمجھے جا سکتے ہیں کیونکہ وہ نہ صرف اس انجمن کے ممبر ہیں جس کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر سر محمد اقبال ہیں، بلکہ وہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے ایسے اعلانات کو خود شائع کرتے رہے ہیں اور شاید اندرونی طور پر ان سے موافقت رکھتے ہوں۔ لیکن باقی بزرگوں کا کوئی عذر نہیں۔

دوم۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"وہ پہلے ہی آزاد ہیں۔ اور اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ حیات مسیح اور نزول مسیح کے انکاری ہیں۔ بلکہ معجزات کے بھی۔ تو اسی بناء پر تو میں نے فتویٰ طلب کیا تھا۔ اگر بانی حزب الاحناف کی طرح آپ لوگوں کے خیال میں بھی مولانا ابوالکلام قیود شریعت سے آزاد ہیں تو پھر آپ کا ان پر کیا فتویٰ ہے۔ مولانا کفایت اللہ اور مولانا تنگ خلائق" اگر کانگرسی ہونے کی وجہ سے ان کا لحاظ کریں تو الگ بات ہے۔ لیکن باقی بزرگان کو تو یہ لحاظ نہیں"

سوم۔ سید سلیمان ندوی۔ ان کے متعلق لکھا ہے۔

"انہوں نے سیرت نبوی میں معراج جسمانی وغیرہ سے صاف انکار کیا ہے۔ یہ پہلے ہی معتزلی اور نیچری عقیدہ رکھتے ہیں"

تو کیا اس صورت میں کہ وہ اپنی کتابوں کے ذریعہ سے ساری امت مسلمہ پر اثر ڈال رہے ہیں، علماء کا فرض اور بھی زیادہ نہیں ہو جاتا کہ وہ ان کے متعلق عام مسلمانوں کو جن کے وہ رہنما اور نمائندے ہیں اطلاع دیں کہ اس قسم کے الحاد اور زندقہ کے خیالات رکھنے والوں سے انہیں بچنا چاہیئے۔

باقی دو بزرگان مصر کو تو میں چھوڑتا ہوں کیونکہ وہ فوت ہی ہو چکے ہیں۔ لیکن ان تین کے متعلق میں علمائے قوم سے بزور درخواست کرونگا کہ وہ اپنی زبان کو کھولیں۔ اگر انہوں نے مولانا غلام مرشد کے متعلق جن کے چھپے ہوئے خیالات بھی ان کے سامنے نہ تھے۔ الحاد و زندقہ کا فتویٰ لینے میں حق کا اظہار کیا ہے اور شریعت کا احترام ملحوظ رکھا ہے تو میں اسی حق اور اسی شریعت کا واسطہ دیتا ہوں کہ ان بزرگوں کے متعلق بھی اسی جرأت سے کام لیں ورنہ اس بات میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہ رہے گی کہ مولانا غلام مرشد پر فتویٰ صرف حسد اور بغض کی وجہ سے ہے اور ان بزرگوں کے معاملہ میں خاموشی ان کے لحاظ کی وجہ سے ہے اور یہ وہ صفت ہے جو حضرت مسیح کے زمانے میں علمائے یہود میں آگئی تھی۔

اے رہنمایان قوم! میں پھر آپ سے التماس کرتا ہوں کہ جو باتیں میں نے پیش کی ہیں ان پر توجہ فرمائیں اور سکوت عن الحق اختیار نہ فرمائیں شریعت کا فتویٰ جس جس پر لگتا ہے۔ جرأت سے لگائیں اور اس بات کا ثبوت دیں کہ احترام شریعت کے سامنے اور حق کے معاملہ میں نہ آپ کو کسی سے بغض ہے اور نہ کسی کا لحاظ ہے اگر چاہے آپ کا فتویٰ غلط ہی ہو آپ عند اللہ معذور رہیں گے۔ کیونکہ آپ نے اجتہاد سے کام لینے میں کسی کا لحاظ نہیں کیا۔ اجتہاد میں خطا ہو جانا الگ بات ہے۔

آخر پر میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ ناموں کو چھوڑ دیں اور صرف یہ فتویٰ دیں کہ وہ لوگ جو حسب ذیل عقائد رکھتے ہیں ان پر شریعت اسلامی کا کیا فتویٰ ہے۔

(۱) وہ وفات مسیح کے قائل ہیں۔

(۲) وہ نزول مسیح کے منکر ہیں۔

کیا ایسے لوگ مسلمانوں کے سواد اعظم کے رہنما ہیں یا ملحد و زندیق یا خارج از اسلام۔

جواب ذیل کے پتے پر بھیجا جائے اور آپ بیشک بیرنگ بھیج دیں۔ میں وصول کر لوں گا۔ صرف لفافہ پر فتوے دینے والے بزرگ کے دستخط اور پتہ ہونا چاہیئے

بانی حزب الاحناف نے یہ کہکر بھی اپنا پیچھا چھڑانا چاہا ہے کہ میں احمدی ہوں۔ لیکن میری عرض ہے کہ آپ کا عمل انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال پر ہونا چاہیئے۔

المستفتی

غلام نبی مسلم۔ بی۔ اے

معرفت پوسٹ ماسٹر ڈلہوزی

نوٹ:۔ یہ استفتاء ان ہیدرہ علماء و دیگر علماء کے نام بھیجا گیا ہے اب ہم ان کی جرأت ایمانی کو دیکھیں گے۔

میاں سر فضل حسین کی وفات پر جماعت احمدیہ کا اظہار افسوس

لاہور

زیر صدارت سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور جملہ سٹاف اور طلبا کا ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) مسلم ہائی سکول لاہور کے اساتذہ اور طلباء کا یہ جلسہ میاں سر فضل حسین وزیر تعلیم پنجاب کی ناگہانی موت پر اظہار افسوس کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مغفور و مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۲) اور کہ مندرجہ بالا ریزولیوشن کی نقول مرحوم کے فرزند میاں نسیم حسین صاحب۔ اخبار پیغام صلح۔ انقلاب، سیاست اور السٹرن ٹائمز کو بھیجی جائیں۔

مرزا خلیل الرحمٰن
سکرٹری سٹاف ایسوسی ایشن لاہور

راولپنڈی

مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۶ء کو بعد نماز جمعہ سر میاں فضل حسین صاحب مرحوم وزیر تعلیم پنجاب کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا اور ان کے سانحہ ارتحال کی تعزیت میں جماعت راولپنڈی کا ایک غیر معمولی جلسہ زیر صدارت جناب شیخ عبد الحمید صاحب منعقد ہوا جس میں حسب ذیل قراردادیں متفقہ طور پر پاس ہوئیں۔

(۱) جماعت احمدیہ راولپنڈی کا یہ جلسہ سر میاں فضل حسین صاحب بالقابہ کی وفات حسرت آیات پر انتہائی رنج و محن کا اظہار صدق دل سے کرتا ہے اور مرحوم کی وفات کو مسلمانوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب و جوار میں جگہ دے اور مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۲) قرار پایا کہ قرارداد بالا کی نقول از راہ ہمدردی میاں نسیم حسین صاحب اور بغرض اشاعت اخبارات "پیغام صلح" "انقلاب" اور "سیاست" میں بھیجی جائیں۔

مرزا اعظم ربانی
جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

موگا

مورخہ ۱۰ کو مسلمانان موگا نے سر فضل حسین صاحب کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کیا اور بالاتفاق ریزولیوشن پاس کئے۔

(۱) مسلمانان موگا کا یہ جلسہ سر فضل حسین صاحب کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خویش و اقربا کو صبر جمیل عطا فرما دے۔

(۲) یہ جلسہ سر فضل حسین صاحب کی کارگذاری پر اظہار خوشنودی کرتا ہے جو کہ انہوں نے مسلمانوں کی بہبودی کیلئے کیں۔

(۳) یہ جلسہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خاندان سے ایسے ہی فاضل فرزند پیدا فرما دے۔ جو کہ مرحوم ... کی طرح پبلک کی بہتری کا موجب ہوں۔

اور اہالیان موگا میاں صاحب مرحوم کے اخلاق اور مسلمانوں کی بہتری کیلئے جو آپ نے کار ہائے نمایاں سرانجام دیئے شکریہ ادا کرتا ہے اور بارہ بجے تک مسلمانان موگا نے مکمل ہڑتال رکھی اور جنازہ غائب پڑھا گیا۔ دستخط عبد الرحیم پریذیڈنٹ۔ عبد اللہ وائس پریذیڈنٹ انجمن اتحاد المسلمین موگا منڈی۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ایک عام اجلاس

مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۶ء کو ۸ بجے شام بصدارت سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول بمکان شاہ صاحب موصوف منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر پاس ہوئیں

(۱) میاں سر فضل حسین صاحب کی بے وقت وفات سے جو نقصان ملک پنجاب کو عام طور سے اور مسلمانوں کو خاص طور سے پہنچا ہے۔ وہ ناقابل تلافی ہے۔ اس صدمہ میں اس مجلس کے ممبران میاں صاحب مرحوم کے فرزندوں و لواحقین کے ساتھ قلبی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں صبر عطا کرے اور میاں صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی عطا کرے۔

(۲) نیز قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول میاں صاحب مرحوم کے فرزند میاں نسیم حسین صاحب اور اخبارات میں برائے اشاعت بھیجی جاویں۔

اس کے بعد جناب ڈاکٹر الہٰی بخش صاحب کا اسلامی رواداری پر لیکچر تھا۔ چونکہ میاں صاحب مرحوم کی یاد میں عام مسلمانوں کا ایک جلسہ تعزیت بیرون موچی دروازہ بھی اسی وقت منعقد ہو رہا تھا اور بعض دوست یہ خواہش کرتے تھے کہ اس جلسہ میں ضرور شرکت کی جاوے لہٰذا ڈاکٹر صاحب کے لیکچر کو کسی آئندہ وقت پر ملتوی کر کے جلسہ برخاست ہوا

خاکسار۔ عبد الحق
اسسٹنٹ سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن
سفید ڈھیری (ضلع پشاور)

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن سفید ڈھیری، بازید خیل اور شیخ محمدی کے باقاعدہ پندرہ روزہ اجلاس ہوتے ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کا انتظام منتظمہ کمیٹی کے ہاتھ ہے جس کے پریذیڈنٹ مسٹر خلیل الرحمٰن متعلم بی۔ اے، ایس۔ سی ہیں۔ خدا کے فضل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگوں کی دعا سے روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ چنانچہ اس کے ممبر ۵۰ کے قریب ہیں جو دو سیکشنوں پر مشتمل ہیں۔ کیونکہ شیخ محمدی اور بازید خیل موضع سفید ڈھیری سے کافی فاصلہ پر ہیں۔ اس لئے شیخ محمدی اور بازید خیل کی جماعت اپنا الگ پندرہ روزہ اجلاس کرتی ہے۔ اور سفید ڈھیری سعد اسلامیہ کالج۔ ٹریننگ کالج الگ ہر دو جماعتوں کا انتظام جنرل سکرٹری کے ہاتھ میں ہے اور اس کی مدد کے لئے تین مقامی سکرٹری ہیں اور یہ تمام منتظمہ کمیٹی کے قوانین کے ماتحت کام کرتے ہیں

منتظمہ کمیٹی نے سال ۱۹۳۶ء کا پروگرام بنایا ہے جو مختصر طور پر درج ذیل ہے۔

(۱) جنرل سکرٹری کی درخواست پر منتظمہ کمیٹی نے یہ منظور کیا ہے کہ جنرل سکرٹری معہ مقامی سکرٹری ... [illegible] ہزارہ کا دورہ کریں اور ہزارہ کے نوجوانوں کو اس امانت [illegible] جو کہ ان کے بزرگ ان کے ہاتھ میں چھوڑنے والے ہیں۔

(۲) دوسرا کام سالانہ ۱۹۳۶ء کے اجتماعی اجلاس کا پروگرام۔ پہلا جلسہ ۲۳ اکتوبر بروز جمعہ موضع گگہ والا اس میں تمام [illegible] کو دعوت دی جائے گی۔ جس میں بچوں میں انعامات وغیرہ [illegible] جائیں گے۔ انعامات کے لئے ایک الگ [illegible] ہے جس سے کہ بچوں میں از حد شوق پیدا ہو گیا ہے۔ اور دوسرا [illegible] اور تیسرا ۱۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو ہوگا۔

(۳) کسی قسم کی بے قاعدگی کی حالت میں منتظمہ کمیٹی [illegible] سے باز پرس کرے گی۔ اور جنرل سکرٹری مقامی سکرٹری [illegible]

. . . .

ہزارہ کے تمام نوجوانوں سے درخواست ہے کہ [illegible] کے موقع پر اپنی جوش کا ثبوت دیں۔ اور جماعت سے سامنے [illegible] مقدم رکھنے کی ایک مثال قائم کر دیں۔

کامیابی کی صورت

تمام نوجوان اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں [illegible] حسنہ کا مجسمہ ہو جائیں۔ اور دنیا میں ایک مثال چھوڑ دیں [illegible] نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہم کے اخلاق درست نہ ہوں [illegible] کوئی اثر نہیں رکھتیں۔ جب تک کہ عملی جامہ نہ پہنایا جائے [illegible] کو عمل سے دنیا کو فتح کرنا چاہیئے اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم [illegible] عملی نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ پس جہاں وہ امداد کرنے کی کوشش [illegible] سب سے پہلے اخلاقی قدم اٹھائیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم کامیاب نہ ہوں۔

محمد عبد الرحمان
جنرل سکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن سفید ڈھیری وغیرہ (مقام ...)

قابل توجہ انچارج صاحب تھانہ گوالمنڈی

خواجہ دل محمد روڈ اور نیمنگ روڈ کے چوک [illegible] میں ایک شیر فروش کی دکان پر شام کے بعد کثیر [illegible] اشخاص کا مجمع رہتا ہے۔ جو راہ گزرنے والی عورتوں [illegible] کستے ہیں اور دوکان کے سامنے شارع عام [illegible] ہیں جس سے پبلک کو تکلیف بھی ہوتی ہے [illegible] کی وجہ سے دو تین دن ہوئے۔ دکان کے [illegible] ہوتے رہ گیا۔

اس دکان دار کو کرسیاں شارع عام [illegible] دس روپیہ جرمانہ کی سزا بھی ہو چکی ہے۔

ہم انچارج صاحب تھانہ گوالمنڈی کی توجہ اس طرف [illegible] کرانا چاہتے ہیں۔ کہ آپ پبلک کی اس تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ آپ نے اپنے علاقے کے شرفا اور امن پسند شہریوں کی تکالیف کو جس تن دہی سے دور کیا ہے [illegible] ایسے افراد سے نجات دلائی ہے۔ جو شریف شہریوں کی تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کے لئے ہر شریف شہری آپ کا احسان مند ہے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ اس امر کی طرف بھی فوری توجہ فرما کر مشکور ہونے کا موقع دیں گے۔

احرار اور اتحاد ملت

انی مھین من اراد اھانتک

طائفہ احرار کی پستی اخلاق کا اس سے بڑھ کر ثبوت کیا ہوگا۔ کہ میاں فضل حسین مرحوم و مغفور کے جنازے پر دس ہزار مسلمان آناً فاناً جمع ہو گئے۔ لیکن احرار لیڈروں اور کارکنوں میں سے کوئی بھی نہ پہنچا۔ بلکہ اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے رنگ رلیاں مناتے رہے اور بعض لوگوں کے ساتھ اس موت کا ذکر کرکے قہقہے لگاتے رہے۔

اللہ اکبر۔ اگر یہی احرار کا اسلام ہے تو اللہ ان کے فتنے سے ہر فرزند اسلام کو محفوظ رکھے۔

مسجد خیر الدین امرتسر میں "بڑے مولوی صاحب" اور "بڑے شاہ صاحب" نے ۵ جولائی کو جو تقریریں فرمائیں وہ بھی اخلاق اسلامی کا بہترین آئینہ تھیں۔ "بڑے مولوی صاحب" کے چند مقدس فقرے ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ ہمارے مخالف اول درجے کے منافق اور جہنمی ہیں۔

۲۔ ظفر علی ملعون بدمعاش ہے۔ اس نے اور تارا سنگھ نے مل کر پنجاب اسمبلی کے ممبر بننے کے لئے شہید گنج کا جھگڑا پیدا کیا۔ یہ دونوں بدمعاش اپنی فطرت میں یکساں ہیں۔

۳۔ ظفر علی اور تارا سنگھ میں اتنا فرق ہے کہ ایک کے سر پہ کیس نہیں ہیں۔ لیکن باطناً وہ بھی سکھ ہے۔ ان دونوں سکھوں کی داڑھیاں آپس میں باندھ کر دونوں کا منہ کالا کرکے گدھوں پر سوار کرکے سارے ملک میں پھرانا چاہیئے اور اوپر سے جوتوں کی بارش کرنی چاہیئے۔

۴۔ ظفر علی خوفناک سؤر ہے۔ جو تمہاری فضا کو ناپاک کر رہا ہے اس کو تباہ کر دو۔ شریعت میں سؤر کو مارنا جائز ہے۔

یہ بڑے مولوی صاحب کے ارشادات مقدسہ تھے۔ اب "بڑے شاہ صاحب" کے ملفوظات طیبات سن لیجیے:۔

۱۔ فضل حسین اور ظفر علی دو مکار ریاست دان تھے جب ان کی دکانداری چمک گئی اور دونوں قوم کو لوٹ چکے اور احرار کی مخالفت کا وقت آیا۔ تو باہم مل بیٹھے۔

۲۔ اس بوڑھے شیطان (ظفر علی خاں) کا مسکن ساتواں جہنم ہے اس کا ٹھکانا درک الاسفل ہے۔ ظفر علی کی کوشش سے مجھے مختلف مقامات پر قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں۔ لیکن خدا نے مجھے اپنے رسول کی طرح بچا لیا۔ دشمن اندھے ہو گئے اور ان کی آنکھوں میں جہنم کی خاک جھونک دی گئی۔

۳۔ خدا اس بوڑھے منافق کو برباد کرے۔

۴۔ ہم اپنے دشمنوں سے چن چن کر بدلہ لیں گے۔ منظم ہو جاؤ۔ دشمنوں کو کچل دو۔ امن کو ہاتھ سے نہ جانے دو (سبحان اللہ اس عدم تشدد پر قربان۔ مدیر انکار)

۵۔ انشاء اللہ ہم بدزبان اور بدباطن مانسہردی (حضرت مولانا محمد اسحاق) کی طرح کسی قسم کی بکواس نہیں کریں گے۔ لیکن اگر ہمارے دشمنوں نے کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی تو ہماری طرف سے بھی کوئی لحاظ نہ ہوگا۔

۶۔ ہم نے محمد علی اور سیر عثمان علی دکن کی بھی کوئی پروا نہ کی۔

یہ وہ بزرگ ہیں جن کو آجکل مسلمانوں کی رہنمائی کا دعویٰ ہے

خدارا کہو ... [illegible]

سے کیا تعلق ہے کیا یہی وہ شائستگی ہے جس کی طرف رسول خدا صاحب خلق عظیم نے دنیا والوں کو دعوت دی؟ کیا یہی تو وہ علماء نہیں ہیں جن کے متعلق حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ ان کے علماء آسمان کے نیچے شر وفساد کا سب سے بڑا منبع ہوں گے۔

حیف ہے ان مسلمانوں پر جو خانہ خدا میں خلق محمدی کی یہ توہین سنتے ہیں اور پھر ان فرعونوں کی زبانوں کو بند نہیں کرتے۔

(انقلاب ۱۶ جولائی سنہ ۳۶ء)

لیجیے طبل جنگ پر پھر چوب پڑ گئی۔ ادھر امرتسر میں سرخپوش اور نیلی پوش لٹھم لٹھا ہو گئے۔ ادھر لاہور میں احسان اور ... دوسرے پر "ہزار" بول دیا۔ کھونسے سے سرلڑائی گالی ... آپڑا۔ زندہ باد و مردہ باد دست و گریبان ہو گئے۔ خاکسار ... بھیں۔ داڑھیاں بچیں۔ یہ تو آغاز ہے۔ خدا جانے ... ہوں گے اور کس کس محاذ پر ہو رہے ہیں۔

ہمیں ان لوگوں کی داڑھیوں کے نچنے اور قمیصوں کے پھٹنے کا رنج نہیں۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اس لڑائی ... گالیوں کے تیروں سے دلگار اور غیرت کا جگر پاش پاش ... اور تو اور اخلاق بھی اس معرکے میں مارا گیا۔ دیانت ... رسوائی ننگی ناچ رہی ہے۔ حیا نے آنکھیں بند کرلیں۔ اب کوئی ... سے کیسے کہے کہ "شرم کرو"۔ اور کہے تو سنتا کون ہے

ہمارے خیال میں اب تھیٹروں کی ضرورت باقی نہیں رہی انہیں بند کر دینا چاہیئے۔ سینما بے کیف ہو چکے ہیں۔ فلم کمپنیوں اور سینما کے مالکوں کو پنجاب سے اپنا بوریا بستر اٹھا کر کسی اور طرف کا رخ کرنا چاہیئے۔ سرکس والوں کو اطلاع دے دی جائے کہ اب وہ اس طرف نہ آئیں۔ کیونکہ مسلمانوں نے خود سرکس کھول لیا ہے اور ... کسی چینی جاپانی سرکس کی ضرورت نہیں رہی۔ بھانڈوں ... اور ...

مکتوب برلن

برلن مسجد میں دائمی رسم نکاح وسلسلہ درس وتدریس

۵ر ماہ جون ۳۶ء بروز جمعۃ المبارک یوم میلاد النبی بڑے وسیع پیمانے پر منایا گیا۔ حاضرین کی تعداد دو صد سے زائد تھی۔ اس موقعہ کی تفصیلی رپورٹ ناظرین پیغام صلح کے ملاحظہ سے گزر چکی ہوگی۔ ماہ رواں میں ایک معزز خاتون حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ آپ کی دو لڑکیاں پہلے مسلمان ہو چکی تھیں اور اب انہوں نے خود بھی دین اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ان کا اسلامی نام مشہودہ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک اور مسرت آمیز واقعہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک ہندوستانی مسلمان دوست نے جو عرصہ سے یورپ میں مقیم ہیں۔ یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کی بیوی عرصہ ہوا کیتھولک مذہب سے بیزار ہو چکی ہے۔ بلکہ کلیتاً اپنے اس آبائی مذہب کو الوداع کہہ چکی ہے اور اب اسلام میں داخل ہونا چاہتی ہے۔ اسے اسلام میں داخل کیا جائے اور دوبارہ نکاح پڑھایا جائے۔ چنانچہ انہیں ضروری کاغذات برائے خانہ پری ارسال کر دیئے گئے۔ بعد ازاں وہ اپنی زوجہ کے ہمراہ وائنا سے برلن تشریف لائے اور ان کی اہلیہ محترمہ نے امام صاحب مسجد برلن کے ہاتھ پر اعلان اسلام کیا۔ پھر امام صاحب نے دو گواہوں کی موجودگی میں بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر ان کا نکاح پڑھایا خاتون کا اسلامی نام مریم رکھا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مذہب اسلام کی دولت سے مالا مال کر دے اور استقامت عطا فرمائے اور ان کی ازدواجی زندگی کو پر مسرت اور باعث خیر و برکت بنائے آمین ثم آمین۔ اس مبارک تقریب پر ہمارے دوست نے مبلغ ساٹھ مارکس برلن مسجد کو مرحمت فرمائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

اس واقعہ سے ہمیں خاص طور پر اس لئے خوشی ہوئی کہ ہمارے مسلمان ہندوستانی دوست کا جوش اسلام ان کو وائنا سے برلن کھینچ لایا۔ اور وہ محض اسی مقصد کے لئے برلن تشریف لائے۔ کاش کہ دوسرے نوجوان بھی۔ جو یورپ میں مقیم ہیں۔ ان کے اس نیک نمونہ سے سبق حاصل کریں۔ اور اپنی عملی زندگی سے اسلامی تعلیم کا پاک اور نیک نمونہ پیش کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ خوب یاد رہے کہ اسلام آج بھی بڑی سرعت کے ساتھ یورپ میں پھیل سکتا ہے بشرطیکہ ہم مسلمان یورپین تہذیب و تمدن کا تتبع کرنے کے بجائے اسلامی اصولوں اور اسلامی تہذیب کا تتبع کرنا شروع کر دیں۔

وما علینا الا البلاغ

۱۹ر ماہ جون کو جرمن مسلم سوسائٹی کا پر رونق اور پر لطف جلسہ مسجد کے باغ میں منعقد ہوا۔ جس میں ہمارے دوست جناب صالح وہبہ صاحب جو شام کے رہنے والے ہیں، عرب کی تاریخ اور لٹریچر کے متعلق اپنے خیالات ہدیہ سامعین کئے۔ جس سے حاضرین بے حد محظوظ ہوئے۔ اس موقعہ پر دو مصری خواتین بھی جو بطور سیاحت برلن میں تشریف فرما تھیں۔ شریک جلسہ ہوئیں۔ چونکہ آپ زبان المانوی سے ناواقف تھیں۔ مسٹر اعزاز صاحب نے ان معزز خواتین کی خاطر اپنی تقریر کے چند حصوں کو عربی زبان میں مکرر بیان فرمایا۔ جس سے خواتین بے حد مسرور ہوئیں۔

اس امر کا اعادہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ ہماری عربی کلاس بفضلہ تعالیٰ بخوبی ترقی کر رہی ہے۔ ماہ رواں میں دو اور نئے طلبا کا اضافہ ہوا ہے۔ اس طرح مسلمان بچوں کی مذہبی کلاس باقاعدہ جاری ہے۔ ۵ر ماہ حال کو امام صاحب نے طلبا کو چائے کی دعوت دی تھی۔ جس میں قریباً تمام بچوں نے [illegible] شمولیت کی۔ اب اس کلاس کو موسم گرما کی تعطیلات کے لئے ایک ماہ کے واسطے بند کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسجد میں باقاعدہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ ہر دو کلاسوں میں کم و بیش دس دس طلبا و طالبات شامل ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(نامہ نگار)

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— استنبول کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ ترکی کے ادارہ حربیہ کی مصنوعی جنگ کی نمائش وہاں کے باشندوں کے لئے بڑی دلچسپیوں کا موجب بنی رہی۔ مصنوعی جنگ کی اطلاع کسی کو نہیں دی گئی۔ جب رات کی خاموشی میں طیاروں کی آوازیں سنائی دیں تو معلوم ہوا۔

—— مصنوعی جنگ میں کمال اتاترک نے خود حصہ لیا ہے۔

—— ترکی اور کرد مزدور دنیا میں سب سے زیادہ بوجھ اٹھا سکتا ہے لیکن ترکی حکومت نے مزدوروں کی جگہ بار برداری کی گاڑیوں کا انتظام کر دیا ہے اور تمام مزدوروں کو واپس اپنے گھروں کو بھجوا دیا ہے جہاں ان کو مختلف کام سکھائے جائیں گے۔

—— استنبول ۱۹ جولائی۔ صدر جمہوریہ ترکی کمال اتاترک نے جنرل سپر سپیجینی قونصل متعینہ انگورہ کو شرف باریابی بخشا۔ قونصل موصوف نے صدر محترم کی خدمت میں مارشل کین کی شنین صدر جمہوریہ چین کا تحفہ پیش کیا جس میں مصطفیٰ کمال کی تصویر بھی تھی جو چینی ریشم پر بنی ہوئی تھی۔

—— قاہرہ ۱۹ جولائی۔ حکومت مصر نے ملک کے دیہات میں قرآن کریم کی تعلیم اور اس کے حفظ کا انتظام کیا ہے۔

—— استنبول۔ آبنائے باسفورس پر بھی ترکی افواج کی مصنوعی جنگ ہوئی جس میں عورتوں نے بھی حصہ لیا۔ یہ عصمت پاشا کے اس قول کی تصدیق ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ آئندہ جنگ میں ترکی مردوں کے دوش بدوش ترکی خواتین بھی جنگ میں حصہ لیں گی۔

—— عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ سلطنت عراق و حجاز کے درمیان معاہدہ نے طرفین کے درمیان نہایت خوشگوار تعلقات پیدا کر دیئے ہیں۔

—— معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق کی استدعا پر سلطان ابن سعود نے عراق تشریف لے جانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔

—— کابل سے اطلاع ملی ہے کہ افغانستان کے قومی بنک کے اراکین نے مبلغ سینتیس ہزار افغانی سکوں کی حکومت کو پیش کش کی ہے۔ تاکہ اس رقم سے ایک ہوائی جہاز خرید کر فوج کو دیدیا جائے۔ حکومت نے بھی اس کی منظوری دیدی ہے۔

—— قاہرہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ علی مہریات سابق وزیراعظم مصر کو نہر سویز کمیٹی کا ڈائرکٹر بنا دیا گیا ہے۔

—— قاہرہ کی تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ وفد پارٹی نے برسر اقتدار آتے ہی حکومت کے مختلف شعبوں میں اخراجات کی جو تخفیف کی ہے۔ اس سے شاہ فاروق کے وظائف بھی محفوظ نہیں رہے چنانچہ ان کے وظائف میں ۵۰ ہزار پونڈ کی سالانہ تخفیف کر دی گئی ہے۔ اور اسی طرح حکومت مصر کے تمام محکموں کے اخراجات میں تخفیف ہو چکی ہے۔

—— بغداد کا ایک پیغام مظہر ہے کہ عرب کی بیداری کو عدید تقویت دینے کے لئے بغداد میں شبان عرب کی ایک شاندار کانفرنس طلب کی جا رہی ہے شام، عراق، فلسطین اور مصر کے نوجوانوں کی با اثر مجالس سے نامہ و پیام کیا جا رہا ہے۔

—— خیال کیا جاتا ہے کہ اس کانفرنس کا اثر فلسطین کے حالات پر بہت زبردست پڑے گا۔

ہندوستان

—— کانپور ۱۸ جولائی۔ مسٹر کے۔ ایل۔ گابا کو پیپلز بنک کے معاملہ میں عدالت عالیہ پنجاب کے حکم کے ماتحت کانپور میں گرفتار کر لیا گیا تھا لیکن چونکہ موصوف بیمار تھے۔ اس لئے سٹی مجسٹریٹ کانپور نے پچاس ہزار روپیہ کی ضمانت پر رہائی کا حکم دیدیا۔ اور موصوف ضمانت پر رہا کر دیئے گئے

—— لاہور ۱۸ جولائی۔ ۱۶ جولائی کو لالہ ہرکشن لال کو عدالت عالیہ میں پبلک بیان دینے کے لئے پیش کیا گیا۔ لیکن انہوں نے چند وجوہات کی بنا پر بیان دینے سے انکار کر دیا۔ چیف جسٹس نے سرسری سماعت کے بعد توہین عدالت کے الزام میں لالہ صاحب کو تین ماہ کی قید بامشقت کی سزا دی اور حکم دیا کہ پہلی سزا ختم ہونے کے بعد یہ سزا شروع ہوگی۔

—— سزا کا حکم سنکر لالہ ہرکشن لال نے کہا کہ موت کے بعد تین ماہ کی سزا شروع ہوگی۔ کیونکہ پہلی سزا اس وقت ختم ہوگی۔ جب میں معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں گا۔ چونکہ میں معافی نہیں مانگوں گا۔ لہذا یہ سزا موت کے بعد شروع ہوگی۔

—— لاہور ۱۸ جولائی۔ پیپلز بنک کو لوٹنے کی سازش کے مقدمہ میں لالہ رگھوناتھ سہائے منیجر گجرات برانچ اور پنڈت روپ نرائن اسسٹنٹ جنرل پیپلز بنک کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سر دیا کشن کول اور بہت سے معززین کے وارنٹ گرفتاری نکل چکے ہیں۔

—— راولپنڈی ۱۸ جولائی۔ جہلم۔ گجرات اور سرگودھا کے اضلاع میں ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے اودھم مچا رکھا تھا۔ پولیس نے خاص انتظامات کے ماتحت ان اضلاع میں یک وقت چھاپے مارے ہیں اور چند اشخاص کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ خفیہ پولیس کا کافی عملہ مصروف تفتیش ہے۔

—— ڈیری بابا لقمان ضلع اٹک کے مشہور مقدمہ کا فیصلہ عدالت عالیہ پنجاب نے دیدیا ہے اور میجر سردار محمد نواز خاں ڈیری بابا لقمان سنگھ واقع کوٹ فتح خاں ضلع اٹک کے تنازعہ زمین کے واحد مالک ہیں عدالت نے سردار صاحب کو خرچہ بھی سکھوں سے دلوایا ہے

—— شیخوپورہ ۱۵ جولائی۔ خفیہ پولیس کی ایک خاص جمعیت نے کمال ہوشیاری سے مختلف مقامات میں چھاپے مار کر ۲ لڑکیاں اور ایک لڑکا کو بازیگروں کے گھروں سے برآمد کیا۔ جو یو۔ پی سے اغوا کر کے لائے گئے تھے۔ بعض ملزموں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— لاہور ۱۹ جولائی۔ سید محمد زمان جاروب کش مزار داتا گنج بخش ۱۶ جولائی کو سنٹرل جیل میں فوت ہو گیا۔ مرحوم شہید گنج کے احاطہ میں داخل ہو کر سکھوں پر قاتلانہ حملہ کرنے کے الزام میں ماخوذ تھا۔ اس کی اچانک موت کی وجہ اور پوسٹ مارٹم کا نتیجہ ابھی تک راز میں ہے اور ایک مجسٹریٹ کو تحقیقات پر لگایا گیا ہے۔

—— سید محمد زمان مرحوم کے وارث [illegible] کہ لاش وطن لے جائیں۔ لیکن اس کی اجازت نہ ہوئی اور مرحوم کو عقب مزار داتا گنج بخش میں دفن کیا گیا۔ لاش کے ہمراہ سٹی مجسٹریٹ، پولیس کپتان اور کافی پولیس کی جمعیت تھی۔

—— شملہ ۱۹ جولائی۔ سرکاری طور پر اس امر کا اعلان کیا گیا ہے کہ ٹرانسپورٹ اڈوائزری کمیٹی نے حکومت ہند سے موٹر وہیکلز ایکٹ ۱۹[illegible] کے متعلق رپورٹ پیش کی ہے کہ بعض قسم کی موٹروں کے لئے بیمہ کرانا لازمی کر دیا جائے سڑکوں کی آمد و رفت پر قابو رکھنے کے لئے ڈرائیور کا طبی معائنہ کیا جائے اور موٹروں کی تعداد کو محدود کر دیا جائے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۷ جولائی۔ ہائیڈ پارک میں ایک سنسنی پیدا کرنے والا واقعہ ہوا۔ ملک معظم ایک جلوس کی صورت میں جا رہے تھے کہ ایک شخص نے ہجوم سے نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس شخص کے خلاف سیاسی جرم کی بنا پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ مشرک پر ایک ریوالور دستیاب ہوا۔

—— ملک معظم بغیر کسی گھبراہٹ کے آگے بڑھ گئے۔ تمام سلطنتوں کی طرف سے آپ کو تہنیت نامے آ رہے ہیں۔

—— ملزم کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ۵۰ اخبار نویس ہے۔ اس کا ارادہ ملک معظم کو قتل کرنے کا نہ تھا۔ بلکہ صرف بطور احتجاج اس نے یہ فعل کیا۔ پستول جو دستیاب ہوا۔ اس میں چار گولیاں بھری ہوئی تھیں۔

—— معلوم ہوا ہے۔ ملزم کے ہاتھ سے پستول گرانے میں ایک عورت نے بڑی بہادری سے کام لیا۔ اور پولیس کی مدد سے بھرا ہوا پستول اس کے ہاتھ سے گرا دیا۔

—— شکاگو ۱۸ جولائی۔ شمال ولیسٹ (امریکہ) میں شدت گرما کی ایک لہر ہے۔ اور درجہ حرارت سو ہے۔ اموات کا شمار ۲۳ تک پہنچ چکا ہے۔

—— پیکنگ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ حکومت نے ایک جدید قانون انسداد منشیات وضع کیا ہے۔ جس کی رو سے ہر اس شخص کو پھانسی کی سزا دیدی جائے گی۔ جو تیسری مرتبہ افیون نوشی کا مرتکب ہوگا۔

—— افیون کی تجارت کرنے کے مجرموں کو بھی سزائے موت دی جائے گی۔

—— لندن کی تازہ خبر ہے کہ لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند کی جاگیر میں سیسے کی کان برآمد ہوئی ہے۔ پانچ انجینئروں نے ۳۰ فٹ گہری کان کھودی گئی ہے اور اس میں سے چودہ من سیسہ برآمد کیا ہے۔ جس کی قیمت ۱۸ پونڈ فی ٹن ہے۔

—— میڈرڈ ۱۹ جولائی۔ ہسپانوی فسطائی جماعت کے ۱۸۵ رہنماؤں اور عہدہ داروں کو ان کے لیڈروں سمیت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان کے خلاف ایک انقلابی تحریک جاری کرنے کا الزام ہے۔

—— میڈرڈ (سپین) ۱۹ جولائی۔ ملک میں جو سیاسی انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ اس کے پیش نظر پارلیمنٹری اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے ملاکیسٹ پارٹی نے پارلیمنٹ کا مقاطعہ کر دیا ہے۔ دارالحکومت میں وحشت انگیزوں کی سرگرمیاں بدستور جاری ہیں۔

—— برلن ۱۹ جولائی۔ سرکاری اعلان کے مطابق توم سے تکمیل اسلحہ اور دیگر دفاعی تجاویز کے لئے سٹر کروڑ مارکس کا جو قرضہ مانگا گیا تھا اور مطلوبہ رقم سے کچھ زیادہ مقدار میں وصول ہو چکا ہے

—— بخارسٹ ۱۹ جولائی۔ رومانیا اور زیکوسلوویکیا کے مابین ایک معاہدہ ہو گیا ہے۔ دونوں ممالک کی ریلوں میں توسیع کر کے ان کو باہم ملایا جا رہا ہے۔ تاکہ جنگ کے دنوں میں فوجوں کی نقل و حرکت اور سامان کی ترسیل میں آسانی رہے۔ زیکوسلوویکیا اس مقصد کے لئے رومانیا کو قرضہ دے رہا ہے۔

—— بخارسٹ ۱۹ جولائی۔ رومانیہ میں یہودیوں کے خلاف شدید جذبات نفرت و حقارت پھیل گئے ہیں۔ رومانیہ کے طلبہ نے دو یہودی اخبارات کے دفاتر پر حملہ کر دیا۔ تمام سامان توڑ ڈالا اور ملازمین کو سخت زخمی کیا۔ مہران اخبارات کو مجروح کر کے پریس کو آگ لگا دی۔ پولیس اور فوج انتظام میں مصروف ہے

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد اختر

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام ... ہوشیار پوری پرنٹر پبلشر ... پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۴ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۳۶ء | نمبر ۴۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

راہ ہدایت کون لوگ پاتے ہیں

یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ سوال کرنے والے بہت کم ہدایت پاتے ہیں۔ ہاں حسن ظن اور صبر سے کام لینے والے ہدایت سے پورے طور پر حصہ لیتے ہیں۔ اس کا نمونہ ابوبکرؓ اور ابوجہل دونوں موجود ہیں۔ ابوبکرؓ نے جھگڑا نہ کیا اور نشان نہ مانگے۔ مگر اس کو وہ دیا گیا جو نشان مانگنے والوں کو نہ ملا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے اور خود ایک عظیم الشان نشان بنا۔ ابوجہل نے حجت کی اور مخالفت اور جہالت سے باز نہ آیا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے مگر دیکھ نہ سکا۔ آخر خود دوسروں کے لئے نشان ہو کر مخالفت ہی میں ہلاک ہوا۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جن کی فطرت میں نور ایمان ہے انہیں زیادہ گوئی کی ضرورت نہیں۔ وہ ایک ہی بات سے مطلب پر پہنچ جاتے ہیں۔ اُن کے دل میں ایک روشنی ہوتی ہے وہ معاً آواز سنتے ہی منور ہو جاتے ہیں اور وہ الٰہی قوت جو ان کے اندر ہوتی ہے اس آواز کو سن کر جوش میں آجاتی ہے اور نشوونما پاتی ہے۔ جن میں یہ قوت نہیں رہتی وہ محروم رہ کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہی طریق شروع سے چلا آیا ہے۔ اب ہر شخص کو خوف کرنا چاہیئے کہ اگر کسی زمانہ میں اصلاح کے لئے مامور پیدا ہوتا ہے تو جو لوگ اپنے اندر اس مامور کے لئے قبولیت اور ایمان کا رنگ پاتے ہیں وہ مبارک ہیں۔ لیکن جو اپنے دل میں قبض پاتا ہے۔ اور دل ماننے کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اس کو ڈرنا چاہیئے کہ یہ انجام بد کے آثار ہیں اور محرومی کے اسباب یقیناً سمجھ لو اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ جو حق کے قرائن و دلائل دیکھ کر نہیں مانتا۔ اور حسن ظن اور صبر سے کام نہیں لیتا۔ اور تلاش رد میں رہتا ہے۔ عمدہ سے عمدہ نشان اور قوی سے قوی دلائل اس کے پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر وہ ان کو دیکھ کر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ رد کی فکر میں لگ جاتا ہے تو اس کو ڈرنا چاہیئے کہ اشقیا والی عادت ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے اس جماعت نے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام سنا۔ اور مامور من اللہ کی آواز ان کے کان میں پہنچی وہ مخالفت کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فکر معکوس اور بخل بیجا عداوت کیوجہ سے اس کی تردید کی فکر میں لگ گئے پھر اسی پر بس نہیں کی۔ انسان چونکہ ترقی کرتا ہے دوستی ہو یا دشمنی۔ آخر بڑے بڑے مقابلوں اور ناپاک منصوبوں تک نوبت پہنچ کر ہلاکت کی گھڑی آجاتی ہے۔ (تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

— چوہدری عبدالرحمٰن صاحب بہادر عزیز چوہدری محمد سعید صاحب اور ... کی تقریب سعید کتخدائی پر مبلغ ۵ روپے انجمن کو موصول ہوئے ہیں۔ جزاک اللہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تعلقات کو مبارک کرے۔

— خان زمان صاحب ہوشیار پور نے ملازمت کے لئے عرضی دی ہوئی ہے وہ احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی کامیابی کیلئے دعا کی جائے۔

— امیر زمان خان صاحب کارکن انجمن کے بچے اور اہلیہ بیمار ہیں

— بابو رحمت اللہ صاحب ... عبدالحق صاحب کارکن ... سالی سینیٹوریم میں زیر علاج ہیں۔ ان کیلئے درد دل سے دعا کی جائے

— میاں معراج الدین صاحب رفوگر ... ۲۰/۲۱ ... کی درمیانی رات کو اپنے مکان واقعہ کرشنا گلی متصل ... وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب ادا فرمائیں۔

قبول اسلام مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۳۶ء کو مس ... جو محکمہ تعلیم پنجاب میں استانی ہیں ... بی۔ اے امام مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور کے ہاتھ پر داخل اسلام ہوئیں۔ اسلامی نام زرینہ خاتون رکھا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو اسلام پر استقامت نصیب کرے اور ان کو دینی و دنیاوی برکات سے متمتع کرے۔

اخلاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محبت الٰہیہ، صدق ووفا، صبر وتوکل

(از جناب مرتضیٰ خاں صاحب بی۔اے مانگجولی)

کاملین اور دولت لقائے باری

جن کاملین کا مقام فنا پر گذر ہوتا ہے اور وہ لقائے باری کی دولت سے متمتع کئے جاتے ہیں۔ ان کی آنکھ میں دنیا کی حشمت و دولت کچھ وقعت نہیں رکھتی اور نہ ان کے دل میں ان چیزوں کی خواہش ہوتی ہے گو وہ دنیا میں ہی رہتے ہیں اور حوائج بشری سے بالا نہیں ہوتے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ سے ان کا ایسا گہرا تعلق اور ایسا قوی پیوند ہوتا ہے اور اس کی محبت اور عشق کا ایک ایسا نقش ان کے دل پر ہوتا ہے کہ دنیوی حرص و ہوا ان کے پاس نہیں پھٹکتے۔ یہی کیفیت ہمارے حضرت مسیح موعود کی تھی آپ کے واقعات زندگی اور آپ کے پاک کلام اور آپ کی نصائح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں۔ دنیا کے اموال و دولت، دنیا کے جاہ و منصب کی محبت نہ تھی۔ یہی وہ انقطاع الی اللہ اور تبتل ہے۔ جو خاصان خدا کے حصہ میں آتا ہے ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

ازاں قفس بپریدم پروں کہ دنیا نام
کنوں بکنگرۂ عرش جائے ما باشد
بتاج و تخت زمیں آرزو نمیدارم
نہ شوق افسر شاہی بدل مرا باشد
مرا بس است کہ ملک سما بدست آید
کہ ملک و ملکِ زمیں را کجا بقا باشد
حوالتم بفلک کردہ اند روز نخست
کنوں نظر بمتاع زمیں چرا باشد
مرا کہ جنت علیاست مسکن و ماویٰ
چرا بمزبلہ ایں نشیب جا باشد

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

نمی باید مرا یک ذرہ عزت ہائے ایں دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفس خود عزت
خلاف من کہ میخواہم براہ یار ذلت را
حریص عزت و عجزم ازاں روزیکہ دانستم
کہ جا در خاطرش باشد دلِ مجروحِ غربت را

اولیائے کرام اور مملکت روحانیت کی تاجداری

جن بزرگ نفوس کو دولت انقطاع دی جاتی ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل بے پایاں سے مملکت روحانیت کی تاجداری عنایت فرماتا ہے ان کی آنکھ میں دنیوی بادشاہوں کا جاہ و جلال کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ فرماتے ہیں ؎

آنکس کہ بتو رسد شہاں را چہ کند
با فر تو فر خسرواں را چہ کند
چوں بندہ شناختت بداں عز و جلال
بعد از تو جلال دیگراں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

فرماتے ہیں اے بارِ خدایا! جس کو تیرے قرب کی دولت مل جائے اور جس کو تیری شناخت کی سعادت نصیب ہو جائے وہ دنیوی بادشاہوں اور ان کے عز و جلال کو کیا کرے۔ تیسرے شعر میں آپ نے ایک نہایت ہی عجیب نکتہ حکمت بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اے خدا تو اپنے طالب کو دیوانہ بناتا ہے اور دونوں جہان بخش دیتا ہے تیرا دیوانہ دونوں جہان کو کیا کرے۔ یہ دیوانگی دراصل کیا ہے؟ خود حضرت مسیح موعود نے ایک دوسری جگہ اس کی تشریح فرما دی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

عشقِ صادق انسان کو بلند مقام پر پہنچاتا ہے

ارباب فہم و عقل پر یہ نکتہ مخفی نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ سے خالص محبت اور اس کا عشق صادق انسان کو اس بزرگ اور بلند مقام پر پہنچاتا ہے اور اس کو وہ روحانی دولت اور حشمت اور روحانی جاہ و جلال نصیب ہوتا ہے جس کے مقابل میں دنیوی جاہ و جلال دنیوی جاہ و حشمت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ وہ مقام ہے جس کا تصور بھی عام انسانی فہم سے بالاتر ہے۔ اس کی حقیقت کو وہی پاک نفوس سمجھ سکتے ہیں۔ جو اس پر فائز ہوں۔ بحمد اللہ اسی بلند مقام پر ہمارے حضرت مسیح موعود فائز تھے آپ کے عربی کلام میں بھی جا بجا اسی قسم کا مضمون بتکرار ملتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

وانی قد وصلت ریاض حِبّی
ولیطلبنی خصیمی فی المحانی
حویت الحب حتی صار روحی
وارنانی حبانی فی جنانی
بوجہ الحب لست حریص ملکٍ
کفانی ما اریٰ لنفسی کفانی
عمود السقف لا ابغی لسقفی
وحبی صار لی مثل المبانی
ورثت المجد من ذی المجد حقاً
وصبغنا بمحبوب مقانی
دخلت النار حتی صرتُ ناراً
ونخلی فاق افکاراً لا فانی

فرماتے ہیں میں اپنے پیارے کے باغوں میں پہنچا ہوا ہوں۔ اور دشمن مجھے جنگلوں میں تلاش کر رہا ہے میں نے اس پیارے سے محبت کی یہاں تک کہ وہ میری جان ہو گیا اور میرا اثبت اس نے میرے دل میں ہی دکھا دیا۔ اس پیارے کی قسم کہ میں کسی ملک کا حریص نہیں ہوں اور یہ میرے لئے کافی ہے کہ میں اپنے نفس کو فنا کی حالت میں دیکھتا ہوں۔ میں لکڑی کے ستون اپنے چھت کے لئے نہیں چاہتا۔ میرا پیار امیرے لئے ایسا ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ستون۔ میں نے بزرگی کو خدائے ذوالمجد سے پایا اور میں اس ملنے والے محبوب کے رنگ میں رنگین ہو گیا میں

آگ میں داخل ہوا یہاں تک کہ میں آگ ہی ہو گیا اور میری کھجور (یعنی ثمرات) بات کے کاروں سے بہت بلند ہو گئی

آپ کے اردو کلام میں بھی کثرت یہ مضمون پایا جاتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار
داغ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عز و جاہ
جس کا جی چاہے کرے اس داغ سے وہ تن فگار
کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
وہ ہو گر ذلت پہ راضی اس پہ سو عزت نثار
ہم اسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا
چھوڑ کر دنیائے دوں کو ہم نے پایا وہ نگار

عارف صادق کی پہچان

یہ ایک کھلی حقیقت ہے اور ہر شخص جانتا اور سمجھتا ہے کہ دنیا ایک عارضی اور ناپائدار چیز ہے لیکن باوجود اس علم کے دنیا کے بندوں کی آنکھ سے یہ حقیقت چھپی رہتی ہے اور شاذ طور پر ہی خیال آتا ہے کہ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے۔ اکثر لوگ جو معصیت میں گرفتار ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ دنیا کی بے ثباتی اور اس کی ناپائداری کا خیال دلوں میں بہت کم گذرتا ہے۔ اگر حقیقتاً انسان کے دل پر دنیا کی ناپائداری کا خیال غالب ہو تو آج ہی اکثر معاصی مٹ جائیں اور لوگ پرہیزگار اور خدا ترس بن جائیں۔ عارف صادق کی ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ اس کے دل پر دنیا کی بے ثباتی اور اس کی ناپائداری کا ایسا گہرا نقش ہوتا ہے جو کسی وقت اور کسی حالت میں نہیں مٹتا۔ اس پر یہ حقیقت ہر وقت ہر لحظہ منکشف رہتی ہے کہ یہ دنیا خانہ ناپائدار اور عارضی چیز ہے۔ اسی وجہ سے دنیا میں رہنے کے باوجود وہ دنیا سے محبت نہیں رکھتا۔ بلکہ اس سے بیزار رہتا ہے۔ اس کا حقیقی اور اصل تعلق خدائے واحد سے ہی ہوتا ہے اور اسی کا تصور اس کو ہر وقت ہوتا ہے تو بار وہ اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں نظر آرہا ہے وہ عالم اخروی کے بالمقابل سب بے حقیقت ہے ایسے پاک نفوس کا گروہ اولیاء اللہ کا گروہ ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود اسی گروہ کے ایک ممتاز فرد تھے۔ آپ کے حالات پر غور کر کے دیکھو۔ آپ کی نصائح کے دفتر کو پڑھ لو۔ اور آپ کی تصانیف کا ملاحظہ کر لو۔ بار بار بے ثباتی عالم کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور ایسے موثر طریق پر ذکر فرماتے ہیں کہ جو شخص صحیح فطرت رکھتا ہو، وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

دل چرا بندی دریں دنیائے دوں ✦ ناگہاں خواہی شدن زینجا بروں
از پئے دنیا بریدن از خدا ✦ بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا
چوں شود بخشائشِ حق بر کسے ✦ دل نمی ماند بہ بنیائش بسے
لیک ترک نفس کے آساں بود ✦ مردن و از خود شدن یکساں بود

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

عیش دنیائے دوں دمے چند است ✦ آخرش کار با خداوند است
ایں سرائے زوال و موت و فناست ✦ ہر کہ بنشست اندریں برخاست
یک نظر او بسوئے گورستاں ✦ در خموشانِ آں ببیں نشاں
کہ مآلِ حیات دنیا چیست ✦ ہر کہ پیدا شدست تا کے زیست

(باقی صفحہ ۶ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

عقیدت تعلیمی خصوصیات جماعت احمدیہ کی
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ...
(۴) ... سب خلفاء ...
(۵) اسلام تمام دنیا ...

بستہ تیغ عشق نام عشق ہست
حضرت محمود کی جماعت کا نام
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۴ — یوم پنجشنبہ ۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ ہجری — نمبر ۷۴

احرار کی "خدمات اسلامی"

معصوم بچے کی لاش کو قبرستان میں دفن کرنے سے روک دیا گیا

چودھویں صدی کے عظیم الخطر فتنوں میں سے فتنہ احرار اپنی نوعیت کے لحاظ سے غالباً وہی حیثیت رکھتا ہے جس سے حضرت یعقوب کے زمانہ کے بھیڑیوں نے پناہ مانگی تھی۔ احراری مولویوں کی ٹولی نے مسلمانوں پر جو مظالم برپا کر رکھے ہیں اور جس طرح شریف مسلمانوں پر یہ "طائفہ ناہنجار" گند اچھال رہا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ ان واقعات سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ کس طرح سے یہ لوگ ایک بے پیندے کے لوٹے کی طرح کبھی کانگرس کے سایۂ عاطفت میں جگہ ڈھونڈتے ہیں اور کبھی سرکار کی چوکھٹ پر جبیں سائی کرتے نظر آتے ہیں۔ ہر ایک رنگ میں ان لوگوں کا وجود مسلمانوں کے لئے ایک وبال جان ہو رہا ہے۔ اسلام کے نام پر یہ لوگ ایسی انسانیت سوز حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں جن کو سن کر غیروں کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بطور مثال ذیل کے واقعہ پر نظر ڈال کر دیکھئے۔ کس طرح سے یہ سنگدل لوگ اپنی اخلاق سوز کارروائیوں سے اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی اور ذلت کا موجب ہو رہے ہیں:۔

۱۵ر جولائی کی خبر ہے۔ کہ "بیان کیا جاتا ہے کہ ایک احمدی مسلمان جو کسی اور جگہ کا رہنے والا تھا۔ اپنے ایک سالہ لڑکے کو ساتھ لے کر امرتسر میں اپنے کسی عزیز کو ملنے آیا تھا۔ اس کا لڑکا امرتسر میں ہیضہ سے یک لخت جاں بحق ہو گیا۔ احمدی مسلمان لڑکے کی میت گود میں لے کر امرتسر کے تمام قبرستانوں میں پھرتا رہا۔ مگر کسی قبرستان میں بھی اسے لڑکے کی تدفین کی اجازت نہ دی گئی۔ اس پر لڑکے کے باپ نے پولیس سے استمداد کی۔ چنانچہ پولیس نے آدھی رات کے وقت بلاکا سنگھ کے قبرستان میں لڑکے کو دفن کرا دیا۔ جہاں چھوٹے بچوں کو مذہب اور عقیدہ کی تشخیص کے بغیر دفن کیا جاتا ہے۔ تمام مسلمانوں نے اس اطلاع کے پاتے ہی قبرستان میں جمع ہونا شروع کر دیا۔ چنانچہ احراری لیڈر بھی احراری جتھوں کے ساتھ موقع پر پہنچ گئے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے حقیقت سے آگاہ ہو کر پولیس کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔ اور قبرستان مذکور کے ارد گرد پہرہ کھڑا کر دیا۔ اس اثنا میں ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے خبر پا کر اپنے چارج میں لے لیا۔ اس کے بعد ڈپٹی کمشنر نے عوام الناس کو منتشر ہونے کے لئے کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر پولیس نے معمولی سا لاٹھی چارج بھی کیا جس کی وجہ سے لوگ منتشر ہو گئے مسٹر عبد الحمید بٹ مقامی احراری لیڈر کو زیر دفعہ ۲۹۷ مرن کی توہین کرنے کے الزام کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔" (احسان ۱۶ر جولائی ۳۶ء)

یہ پہلا واقعہ نہیں۔ اسی قسم کے کئی اور واقعات اس سے پیشتر رونما ہو چکے ہیں۔ تھوڑے عرصہ کا واقعہ ہے کہ بمبئی میں ایک بچے کی نعش کو دفن کرنے سے روک دیا گیا۔ جس پر پولیس اور حکام کو خاص انتظامات کرنے پڑے۔ پھر جنوبی ہند سے ایک ہولناک اطلاع موصول ہوئی کہ کسی مقام پر ایک قادیانی خاتون کا انتقال ہو گیا جس کی میت اسلامی قبرستان میں دفن کر دی گئی۔ بعض احراریوں کو معلوم ہوا تو ان بدبختوں نے راتوں رات عفیفہ مرحومہ کی نعش اکھاڑ کر اس کے مکان کے دروازے کے سامنے لا کھڑی کر دی۔" (انقلاب ۱۲ر جولائی ۳۶ء)

یہ ہیں احراری مولویوں کے عظیم الشان کارنامے۔ کیا اسلام اسی کا نام ہے؟ کیا ان لوگوں کو اس اسلام اور مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ حضرت نبی کریم صلعم تو موتیٰ کو نیکی سے یاد کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ لیکن چودھویں صدی کے یہ احراری مولوی مُردوں کی لاشوں کو اٹھا کر ان کی بے حرمتی کرنے سے دریغ نہیں کرتے حدیث میں تو بچوں کے فطرت اللہ پر پیدا ہونے کا ارشاد ہے۔ اور نبی کریم صلعم نے مشرکوں اور کفار کے بچوں کو بھی جنت کا وارث قرار دیا ہے لیکن آج چودھویں صدی کے احراری مولویوں کا فتویٰ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ جیسے حقیقی مسلمانوں اور خدام اسلام کے نابالغ بچوں کے اسلامی قبرستان کے اندر دفن ہونے سے ان کا دین و ایمان باقی نہیں رہتا اور وہ ان جنتی معصوموں کی لاشوں کی بے حرمتی سے باز نہیں رہ سکتے۔ کیوں نہ ہو

ستوں چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خلق رسول امیں کے

بخاری شریف میں آتا ہے کہ حضور صلعم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے۔ یہاں تک کہ جنازہ کو پیچھے رکھا جاتا۔ پس اگر ایک دن کسی یہودی کے مرنے کی خبر آئی۔ تو حضور نے فرمایا۔ اس کے لئے بھی السلام علیکم (یعنی اس کا جنازہ گزرنے پر بھی کھڑے ہوں گے)

صرف یہی نہیں بلکہ ایک دفعہ جنازہ گزرا تو حضور دیکھ کر کھڑے ہو گئے آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے تو آپ نے فرمایا الیست نفساً۔ کیا وہ انسان نہیں؟

ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جنازہ کی اس قدر تعظیم فرمائیں۔ لیکن آج احرار جنہیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے شرم نہیں آتی معصوم بچوں اور عورتوں کی نعشوں کی یوں بے حرمتی کرتے ہیں۔ اور پھر ان واقعات کو فخریہ لکھتے ہیں اور اسے خدمت اسلام کے نام سے پکارتے ہیں۔

یہ ظلم ان لوگوں پر روا رکھا جا رہا ہے کہ . . . . . . جو کلمہ پڑھتے ہیں توحید کے قائل ہیں حضرت نبی کریم صلعم کو رسول برحق مانتے ہیں۔ قرآن مجید پر عمل کرتے ہیں۔ شاید اگر کسی غیر مسلم کے قبرستان میں کسی مسلم کی لاش دفن کر دی جائے۔ تو وہ اس کی درگت کرے گا۔ لیکن یہ بدبخت خود منہ سے اپنے آپ کو اسلام کے واحد اجارہ دار سمجھے بیٹھے ہیں لیکن اعمال ان کے کفر سے بھی بدتر ہیں۔ یہ انسانی جامہ میں رہتے ہیں۔ بھیڑیے ہیں اور بالکل لگڑ بگڑ (بجو) کی طرح راتوں رات قبریں کھود کر نعشوں کو باہر نکالتے پھرتے ہیں۔

"قادیانی منافق ہیں" یہ الزام ہے جو جماعت احمدیہ پر لگایا جاتا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ کیا ان لوگوں کو معلوم ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے رئیس المنافقین عبد اللہ ابن ابی کا جنازہ خود پڑھایا۔ اس کے کفن کے لئے اپنی قمیص مبارک عطا فرمائی اور اس کی مغفرت کے لئے ستر سے زیادہ بار دعا مانگی

ہم مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے ان واقعات پر غور کریں اور دیکھیں کہ آیا احرار کا یہ فعل اسلام کی تعلیم اور سنت نبوی کے مطابق ہے؟ کیا ان کے افعال اسلام کو شرمندہ کرنے والے نہیں؟ اگر ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ اسلام کی خاطر سنت کے احترام کے لئے ایسے لوگوں سے وہ سلوک کریں جس سے اسلام اور سنت نبوی محفوظ رہ سکے اور خلق محمدی پر حرف نہ آئے۔ سب سے بڑھ کر مسلم پبلک کا فرض ہے کہ وہ ایسے ذلیل افعال کی مذمت کرے کہ جو اسلام اور مسلمانوں پر ایک نہایت ناپاک داغ لگانے کا موجب ہیں۔

ملک معظم پر حملہ

ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کی جان پر جو حملہ کیا گیا۔ اس پر اظہار نفرین اور ملک معظم کے صحیح و سلامت رہنے پر تشکر و امتنان کی ایک لہر دنیا کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک دوڑ گئی ہے اول اس لئے کہ بادشاہ کے خلاف اس قسم کا قاتلانہ اقدام بجائے خود ایک نہایت نفرت انگیز اور قابل مذمت حرکت ہے۔ دوسرے اس لئے کہ شاہ ایڈورڈ ہشتم نے شہزادگی کے زمانے میں دنیا کے

تمام ممالک میں جو ہر دلعزیزی حاصل کی وہ بالکل عدیم المثال ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس حادثہ پر ہر طرف سے پیغام مبارکباد موصول ہو رہے ہیں ملزم گرفتار ہو چکا ہے اس کا بیان ہے کہ اس کا ارادہ قتل کا نہ تھا بلکہ وہ محض ایک احتجاج کے طور پر گولی چلانا چاہتا تھا۔ بہرحال اس کی نیت وغیرہ کے متعلق تو اب عدالت ہی فیصلہ کرے گی۔ ہم اس سلامتی پر ملک معظم اور خاندان شاہی کو مستحق مبارکباد سمجھتے ہیں۔

جلسہ تعزیت

ہندوستان کے مایہ ناز سیاسی لیڈر میاں سر فضل حسین کی وفات حسرت آیات سے مسلمانان ہند کو ایک زبردست قومی نقصان پہنچا اس اندوہناک حادثہ پر جماعت احمدیہ کشمیر کا ایک جلسہ بصدارت حضرت مولوی محمد عبد اللہ صاحب منعقد ہوا اور باتفاق آرا یہ ریزولیوشن منظور کیا گیا۔

محرک۔ ابن علی فاروقی صاحب

موید۔ ڈاکٹر عصمت اللہ مبلغ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام

ریزولیوشن:۔ یہ جلسہ سر میاں فضل حسین صاحب کی وفات حسرت آیات پر انتہائی درد و الم کا اظہار کرتا ہے اور ہم سب درد دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدائے قدوس ان کی روح کو ابدی امن نصیب فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل اور مسلمانان ہند کو نعم البدل عطا فرمائے۔

مرسلہ

سکرٹری جماعت احمدیہ اشاعت اسلام سرینگر

سرکاری اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ریلوے پولیس نے اطلاع دی ہے کہ گذشتہ دو ماہ کے دوران میں ایسے واقعات میں معتدبہ اضافہ ہو گیا ہے جن میں ان لوگوں سے جو صوبجات متحدہ سے پنجاب میں آئے۔ گپتیاں برآمد ہوئیں۔ صوبجات متحدہ میں ایسے اسلحہ کی فروخت یا قبضہ پر کوئی بندش نہیں ہے۔ اس لئے عوام کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ پنجاب میں لائسنس کے بغیر گپتیوں کی فروخت یا انہیں پاس رکھنا قانون اسلحہ کے ماتحت قابل تعزیر ہے

لاہور مورخہ ۱۵ ر جولائی ۱۹۳۶ء

ضروری گذارش

جماعتیں مہربانی کر کے نوٹ کر لیں کہ خود بخود بلا منظوری مرکز کوئی مناظرہ مباحثہ طے نہ کیا کریں۔ بلکہ مرکز سے پہلے منظوری حاصل کرنی ضروری ہو گی تاکہ مبلغین وقت پر روانہ کئے جا سکیں

(سکرٹری)

—— بابو ثناء اللہ صاحب امرتسری بدستور بیمار ہیں۔ احباب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

برادران اسلام قصبہ سامانہ سے مؤدبانہ التماس

اور

نام بردگان اشتہار ہذا کو شریفانہ دعوت

برادران اسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

آپ دیکھ رہے ہیں کہ ماسٹر انوار بیگ صاحب و منشی رضا حسین صاحب جو سٹیٹ ہائی سکول سامانہ میں پرائمری جماعتوں کے ٹیچر ہیں اور منشی محمد یعقوب صاحب سنوری حال مقیم پٹیالہ۔ جو گورنمنٹ پٹیالہ کی ریونیو لائن میں ملازم ہیں اور مرزا حمید بیگ صاحب کپتان پنشنر اور علی حسن صاحب پنشن یافتہ محکمہ پولیس پنجاب گورنمنٹ نے ایک طویل عرصہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے برخلاف عوام الناس کو بھڑکانے کے لئے اشتعال انگیز تقریروں کا سلسلہ قصبہ ہذا کے مختلف محلوں اور گلی کوچوں میں شروع کر رکھا ہے اور ان لوگوں میں سے اکثر نے ایک نام نہاد انجمن اصلاح المسلمین بنا کر اس کی آڑ میں پنجاب کی مشہور احرار پارٹی (جس نے پنجاب کے مختلف حصص میں امن عامہ کی فضاء کو نہایت مکدر کیا ہوا ہے۔ اور فرقہ وارانہ نفرت پھیلانا اس نے اپنا شیوہ بنا رکھا ہے) کے قدم بقدم چلتے ہوئے ریاست عالیہ کی پُرامن فضاء میں بھی فرقہ وارانہ نفرت کی تخم ریزی کر کے مکدر بنانے کی تجویزیں میں۔ خدا کے فضل سے ریاست العالیہ اپنے حسن انتظام کے کرشمہ کی بدولت فرقہ وارانہ فتنہ و فساد سے بچی ہوئی ہے۔ ورنہ اس وقت ان لوگوں نے فضاء کو بگاڑنے میں کوئی کمی نہیں گزاری ہے۔ اگر ہم لوگ اپنے مذہبی عقاید کی بنا پر ریاست العالیہ کی عظمت و شان کی خاطر صبر سے کام نہ لیں تو عجب نہیں کہ قصبہ ہذا کے امن عامہ میں خلل پیدا ہو جائے۔ چنانچہ آج تک ہم لوگوں بفضلہ بحکام ریاست العالیہ کی ہدایات کے ماتحت اور مذہبی تعلیم کی رو سے نہایت فراخدلی کے ساتھ صبر اور تحمل سے کام لیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بھی اسی پر قائم رہیں گے۔ لیکن ان لوگوں کے موجودہ رویہ کے متعلق کیا کیا جائے جو مدت سے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو جس کو ہم لوگ دلی ایمان و یقین سے چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود۔ مہدی معہود مانتے ہیں۔ اس کی ذات مقدس پر طرح طرح سے افترا پردازی اور بہتان تراشی کر کے اپنی پرائیوٹ مجالس اور پبلک جلسوں میں ناپاک گالیاں دینا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔ اور ہم احمدیوں کو بائیکاٹ کرنے کی عام پبلک جلسوں میں تلقین شروع کی ہوئی ہے۔ علاوہ دیگر مندرجہ بالا صاحبان کے منشی محمد یعقوب صاحب سنوری ۷۔۸۔۹ مارچ ۱۹۳۶ء کی تاریخوں میں سے کسی تاریخ کو جب اپنے رشتہ داروں کے یہاں کسی تقریب پر شامل ہوئے تو انہوں نے بھی پبلک جلسہ میں احراریوں کے ایما سے پرزور تقریر کرتے ہوئے یہی تلقین کی کہ فرقہ احمدیہ ایک دجالی فرقہ ہے۔ ان سے ملنا جلنا۔ بات کلام کرنا۔ بالکل منقطع کر دیا جائے۔ اور ان سے کسی قسم کا تعلق قائم نہ رکھا جائے بلکہ اُن کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔

برادران اسلام۔ آپ غور فرمالیں جبکہ قصبہ ہذا کی فضاء ان لوگوں کی تعلیم اور تلقین کی بدولت ایک معقول حد تک مکدر ہو چکی ہے۔ اگر یہی حالات چندے اور اسی طرح رہے تو کیا یہ احتمال نہیں کہ ان صاحبان مذکورہ بالا کی اشتعال انگیز تقریروں سے متاثر ہو کر عوام الناس کسی فساد پر بھی آمادہ ہو جائیں بھلا یہ بھی کسی شریف اور منصف مزاج فرزندان اسلام کہلانے والوں میں سے کسی کا شیوہ ہو سکتا ہے کہ کسی جماعت کے مذہبی پیشوا اور واجب التعظیم بزرگ ہستی کو نہایت بیدہ دلیری سے مفتری۔ کذاب۔ دجال۔ شہوت پرست وغیرہ الفاظ سے یاد کیا جائے اور اس کے ماننے والوں کے احساسات کو مجروح کر کے جذبات کو ٹھیس لگائی جائے۔ اسلام تو معبودان باطل پر بھی سب و شتم روا نہیں رکھتا۔ چہ جائیکہ سب و شتم اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف ہو۔ فیصلہ تو آسان ہے اگر ان کے زعم میں ہم لوگ باطل پر ہیں۔ تو ہمارے مخالفین کا قدم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس صحابہ کی پاک جماعت کے قدم پر ہونا چاہیئے۔ کیا ہمارے یہ معاندین ہمیں قرآن کریم احادیث اور صحیح تاریخ سے یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ حضور انور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاک متبعین کفار کو گالیاں دینا اور ان پر افترا کرنے اور ان کی اذیت کے درپے رہتے تھے۔ یا یہ طریق کار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس متبعین کے اشد ترین مخالفین کا تھا جس پر آج قصبہ ہذا میں ہمارے معاندین نہایت فخر سے عمل پیرا ہیں دعویٰ محمد صلعم کی غلامی کا اور پیروی حضور انور صلعم کے مخالفین کی کریں۔ تعجب بالائے تعجب سب و شتم افترا پردازی اور عیب چینی کسی شریف انسان یا مذہب کے لئے باعث فخر اور پسندیدہ امر نہیں۔ اگر ہمارے مخالفین کا مقصد تبلیغ حق ہے تو اس کے لئے انسانی ہمدردی بلند اخلاق اور فراخدلی کی حاجت ہے لیکن ہمارے مخالفین کی روزمرہ کی گالیاں تو اس امر کا ثبوت ہے کہ ان کے قلب میں حسد۔ بغض۔ کینہ جوش مار رہے ہیں اور ہوا النفس اور سستی شہرت طلبی کی خواہش نے انہیں ہماری مخالفت پر آمادہ کر رکھا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ان مخالفین کے دل آریوں عیسائیوں اور دیگر مشرک اقوام کی اصلاح کے لئے کبھی نہ پسیجے اور ان لوگوں کے دلوں میں اعلاء کلمۃ الحق کے لئے آج تک کبھی بھولے سے بھی معمولی سی تحریک پیدا نہ ہوئی اور نہ ہوتی ہے آج آٹھ کروڑ اچھوت اقوام کے نفوس اسلام کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں ان میں بھی تبلیغ کرنے کی کوئی سکیم تیار کی ہوتی اور اپنا وقت روپیہ اور طاقت ان کو اسلام میں لانے کے لئے خرچ کرتے تو اسلام کو فائدہ بھی پہنچتا۔

مگر اللہ اللہ ان کو یہ توفیق کہاں کہ جو اسلام کے مقدس چشمہ سے اپنی پیاس کو بجھانے کے لئے بیقرار ہیں۔ ان کو ایک گھونٹ بھی پلا سکیں۔ ان کو تو اپنی ہی جڑوں کو خود کلہاڑے سے کاٹ کر تباہ و برباد کرنے کی سوجھی ہوئی ہے۔ زمانہ حاضرہ میں موجودہ دشمنان اسلام کے اتفاق و اتحاد کے رویہ سے بھی ان لوگوں کو کچھ عبرت حاصل نہیں ہوتی اور کبھی آنکھ کھول کر بھی نہیں دیکھتے کہ دشمن اسلام کو تباہ و برباد کرنے کے لئے شب و روز کیا کچھ سکیمیں تیار کر رہے ہیں۔ اور سردار دو جہان سید الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر کس قدر

ناپاک سے ناپاک حملے ہو رہے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فداہٗ ابی و امی کی عزت و عظمت کو قائم کرنے اور آپ کے نام کو زندہ رکھنے کے لیئے ایک لمحہ کے واسطے بھی ان کے دلوں میں تڑپ پیدا نہیں ہوتی۔ حضور انور صلعم کے مخالفین کی طرف سے دشنام طرازیاں سن کر کبھی روح میں لرزہ پیدا نہیں ہوتا۔ کیا ان لوگوں کے دلوں سے محبت و عظمت مفقود ہو چکی ہے۔ اور اس وقت جس محبت کا اظہار کر کے ہماری دشمنی کے لیئے کمر بستہ ہیں۔ وہ محض رسمی محبت کہلانے کی مستحق تو نہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمنان کی طرف سے ناپاک سے ناپاک حملوں کو دیکھتے ہوئے بھی یہ لوگ خاموش ہو کر اپنے عشرت کدوں میں آرام کی نیند جا سوئیں اور کروٹ نہ لیں اور اُن کی روح کو کسی قسم کا بھی صدمہ نہ پہنچے۔ لیکن جو جماعت سینہ سپر ہو کر دشمنان اسلام کا مقابلہ کر کے ہر رنگ میں تمام ناپاک اعتراضوں کا قلع قمع کرتی ہوئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت اور خدمت قرآن میں ہمہ تن مشروف اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان کو دنیا میں ملبند کرنا اپنا فرض اولین سمجھ کر جانی۔ مالی قربانی و ایثار کرنے سے کسی قسم کا دریغ نہیں کرتی۔ ایسی جماعت ان لوگوں کی ذہنیت کے مطابق بیخ و بن سے اکھاڑنے کے قابل اور مورد طعن و تشنیع بنی ہوئی ہے۔

اس لیئے ہم اپنے قصبہ کے جملہ برادران اسلام کے سمجھدار طبقہ سے مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ چونکہ ہمارے ان معاندین کا طرز عمل اسلام کے روشن نام پر ایک سیاہ دھبہ ہے اور اہل اسلام کی باہمی خانہ جنگی سے دوسروں کو تضحیک اور اسلام کو بدنام کرنے کا موقعہ ملتا ہے ذاتیات پر بحث کسی نتیجہ پر نہیں پہنچاتی نہ ہی وہ منفعت بخش ہے۔ عیسائی اور آریہ آج تک آنحضور صلعم کی ذات مبارک پر ناپاک اعتراض کرنے کی وجہ سے بھی قبولیت حق سے محروم ہیں۔ اس لیئے آپ صاحبان ان غلطی خوردہ دوستوں اور ان کے احباب کو اخلاقی جرأت سے کام لے کر اس امر پر مجبور کریں۔ اور ہم خود بھی ان اپنے نامہربان مخالفین و معاندین کو کھلے الفاظ میں توجہ دلا کر شریفانہ طور سے دعوت دیتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر واقعی ان لوگوں کے زعم اور ایمان کی بناء پر ہمارے عقائد غلط ہیں۔ تو بالمقابل کھڑے ہو کر ہمارے عقیدے کی غلطی ہم پر واضح کریں۔ اور یہ لوگ اپنے عقائد پر ہمیں بھی روشنی ڈالنے کا موقعہ دیں۔ کیونکہ تحقیق حق کے لیئے یہی ایک شریفانہ طریق ہے۔ مگر آپ لوگوں کا موجودہ طریق عمل اور دشنام طرازیاں کرتے ہوئے اشتعال دلا کر عوام الناس کو بھڑکانا فائدہ رساں نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ امن عامہ میں خلل واقعہ ہو کر باہمی کشیدگی کا موجب ہو۔ اگر ان لوگوں نے صورت حالات کو دیکھتے ہوئے بھی اپنا رویہ نہ بدلا اور اسی طرح فرقہ وارانہ کشیدگی کی تعلیم و تلقین کر کے عوام الناس کو بھڑکایا تو یقیناً اس کے نتائج کے ذمہ دار یہ لوگ خود ہوں گے البتہ تہذیب اخلاق۔ شرافت اور سنجیدگی کے ساتھ اپنے اپنے مذہبی عقائد کو دلائل سے بیان کرتے ہوئے عوام الناس کو وعظ نصیحت کرنا۔ کبھی معیوب نہیں ہو سکتا ہر قسم طریق سے . . . لیکچر اور وعظ کرنا ایک مستحسن اور مبارک فعل ہے۔ نہ کہ ان لوگوں کا موجودہ طرز عمل۔

بالآخر ہم ان لوگوں کو شریفانہ طور سے کھلے الفاظ میں یہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ اگر واقعی ان کو تحقیق حق کا شوق ہے تو اس کے لیئے شریفانہ اور آسان راہ یہی ہے کہ وہ اپنے مقتدر علما کو بلا کر ہم سے مندرجہ ذیل مسائل متنازعہ پر سلسلہ وار اصولی طور سے تحریری مباحثہ کر لیں۔ تاکہ سلسلہ وار بحث ہو کر ہمیشہ کے لیئے فیصلہ ہو جائے اور ہر ایک مسئلہ پر خواہ ایک ایک ہفتہ بحث کیوں نہ جاری رہے تا تصفیہ بحث کو ختم نہ کیا جائے۔ تاکہ عوام الناس کو حق و باطل میں امتیاز کا موقعہ میسر ہو جائے۔ اور شرائط مباحثہ بھی نہایت شریفانہ اور دیانتداری سے طے کیئے جائیں اور مباحثہ سے قبل مشترک طور پر سرکار سے اجازت حاصل کرنا فریقین کے لیئے لازمی ہوگا۔ مگر مسائل متنازعہ مندرجہ ذیل کے تصفیہ کے لیئے اوّل۔ خداوند تعالےٰ کا پاک و صادق کلام قرآن کریم اور بعدہٗ وہ احادیث صحیحہ جس . . . . . کی تصدیق خدا کا مقدس کلام فرمائے۔ کافی ہوں گے۔ فریقین میں سے جو ان ہر دو سے انحراف کرتا ہوا۔ دانستہ اعراض کرے وہ یقیناً باطل پرست سمجھا جائے گا۔ چنانچہ مسائل متنازعہ عرض ہیں :-

(۱) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بروئے قرآن کریم وفات پا چکے یا آسمان پر بجسد عنصری زندہ موجود ہیں ؟

(۲) کیا قرآن کریم کی کسی آیت سے یہ ثابت ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بجسد عنصری آسمان سے دوبارہ نزول فرمائیں گے؟

(۳) کیا امت مرحومہ کی اصلاح کے لیئے مسیح ناصری ہی تشریف لائیں گے۔ یا ان کا کوئی مثیل؟

(۴) کیا بروئے حدیث مجدد پہلے ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہے۔ اور اس صدی کا مجدد کون ہے ؟

(۵) کیا۔ امت مرحومہ میں کوئی ایسا مہدی بھی آئے گا جو برخلاف آیتہ قرآنی لا اکراہ فی الدین تلوار کے زور سے اسلام کو پھیلائیگا؟

(۶) کیا مسلمانوں کو جس مہدی کا انتظار ہے اس کے انکار کرنے والا مسلمان کہلا سکتا ہے ؟

(۷) کیا بروئے عقائد علماء زمان قرآن کریم کی آیات کا بہت سا حصہ منسوخ ہے ؟

(۸) کیا حضرت مرزا صاحب اپنے دعوئے مجددیت۔ مسیحیت و مہدویت میں صادق ہیں ؟

(۹) کیا بروئے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ حضرت مرزا صاحب اور آپ کے متبعین کو باوجود ارکان اسلام پر عملی طور سے پابند ہونے کے کافر کہا جا سکتا ہے ؟

(۱۰) کیا جملہ فرقہ ہائے اسلام باوجودیکہ ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں۔ اگر مستحق ہیں تو اس کے لیئے کیا اصول ہیں ؟

(۱۱) کیا ہر وہ شخص جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے جملہ انبیاء سابقین علیہم السلام پر ایمان لاتا ہو اور محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام خلفاء ائمہ اور اولیاء کرام کو خدا کی طرف سے برحق تسلیم کرے حتیٰ کہ کسی بزرگ ہستی کا انکار نہ کرے وہ مسلمان کہلانے کا حقدار ہو سکتا ہے ؟

(۱۲) کیا بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء راشدین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرنے والوں اور استخفاف کی نظر سے دیکھنے والوں کو مسلمان کہا جا سکتا ہے ؟

اور منشی محمد یعقوب صاحب سنوری کو یہ بھی اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنی مایہ ناز کتاب عشرہ کاملہ (جس کا کہ قلم شکن جواب شائع ہونے کے بعد تحریری میدان میں آج تک قدم رکھنے کا حوصلہ نہ ہوا) سے دلائل پیش کریں تاکہ براہین قاطعہ سے اصولی طور پر ان کی بے نظیر اور لاثانی حقیقت کو مبرہن کیا جائے۔

اور نیز منشی رضا حسین صاحب مدرس پر یہ واضح کر دینا ضروری ہے۔ کہ چونکہ منشی صاحب مذکور مذہب شیعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیئے قبل اس کے کہ مسائل مذکورہ بالا پر ان سے بحث کی جائے۔ پہلے ان مسائل پر محض قرآن کریم کی آیات بینات کی رو سے بحث کی جائے گی۔ جو قدیم سے مابہ النزاع چلے آتے ہیں۔ نہ کہ کسی حدیث اور روایت کی بنا پر کیونکہ احادیث اور روایات تو قدیم سے ہی اہل شیعہ اور اہل سنت کے مابین متنازعہ ہیں۔ لیکن قرآن کریم کے محکم اور حجت ہونے میں فریقین کو کسی طرح سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مسائل متنازعہ قدیم ذیل میں عرض ہیں :-

خلافت خلفاء راشدین علیہ الصلوٰۃ والسلام و اہلبیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں یا کوئی اور مسئلہ فدک مسئلہ متعہ مسئلہ تقیہ۔ مسئلہ رجعت۔ مسئلہ طینت موجودہ رسم و رواج کے مطابق عزاداری۔ صوفی عبد الحکیم کی اعجازی تبلیغ

بالآخر نام بردگان اشتہار ہذا کو ہم نہایت کھلے الفاظ مگر فراخدلی کے ساتھ شریفانہ دعوت دیتے ہیں کہ اگر واقعی وہ اپنے عقاید موجودہ کو صحیح اور ہمارے عقاید کو باطل سمجھتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ اپنی ایمانی اور اخلاقی قوت سے کام لے کر ہماری شریفانہ دعوت کو بلا تامل و توقف منظور و قبول کر کے عوام الناس کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کا موقعہ دیں ہم بفضلہٖ تعالےٰ عند اللہ و عند الناس اتمام حجت کرتے ہوئے اپنے اخلاقی فرض سے سبکدوش ہو کر اشتہار ہذا کو شعر ذیل پر ختم کرتے ہیں ؎

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

نوٹ :- مسائل متنازعہ اشتہار ہذا کے علاوہ اگر اور کوئی مسئلہ اختلافی ہمارے معاندین کے ذہن میں آئے تو اصولی طور سے اس کو بھی ہم خوشی سے پیش کرنے کی اجازت دیں گے۔ جس کا انشاء اللہ تسلی بخش جواب دیا جائے گا۔ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

المشتہر

خاکسار محمد شفیع علوی آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سمانہ ریاست پٹیالہ

بعدالت شیخ عبدالرحمان صاحب بی۔ اے

پی سی۔ ایس بااختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۶۷ سنہ ۱۹۳۶ء

معاملہ درخواست اوم پرکاش پسر رام لال نابالغ بذریعہ محمد مالی ولد گنیش داس چچا نابالغ سکنہ کوئٹہ براد عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ بابتی رام لال متوفی زیر دفعہ ۲۷۲۔ ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

معاملہ صدر نگارو ڈین نابالغ سائل نے درخواست براد حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ بالیتی معہ ۱۴/۹ ..... بابتی رام لال متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لیئے بذریعہ نوٹس بنام ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہو وہ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ ۳۰/۷/۳۶ پیش کرے

آج بدستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

۲۵/۷/۳۶

دستخط حاکم — مہر عدالت

(بقیہ صفحہ ۲)

پھر فرماتے ہیں ؎

سپاہ و منصب دنیا منازلے ہشیار ٭ کہ ایں نعم و عیشت نہ دائما باشد
چو خواب بگذرد ایں وقت خوشی کہ بیداری ٭ تمیز دار کہ ایں عالم را بقا باشد
بہ نفس تیرہ تمنائے وصل او ہیہات ٭ رسد بہ آں بہ خدا کو ز خود جدا باشد

دنیا سے دل نہ لگاؤ

اردو کلام میں بھی جا بجا دنیا کی ناپائداری کا نہایت دردناک الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے اور بار بار نصیحت فرمائی ہے کہ دنیا سے دل لگانا نہیں چاہیئے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

عیش دنیا سدا نہیں پیارو ٭ اس جہاں کو بقا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو ٭ کوئی اس میں رہا نہیں پیارو
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل ٭ ہاتھ سے اپنے کیوں گنواؤ دل

پھر فرماتے ہیں ؎

اے حُبّ جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں،
دیکھو تو جا کے ان کے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر
اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے۔
اک دن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائینگے
پھر دفن کرکے گھر میں تاسف سے آئینگے
اے لوگو عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوف مرگ و خیال فنا نہیں
سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بلا لیا وہ سبھی کیوں گذر گئے
وہ دن بھی ایک دن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

الوصیت کی نصیحت

اسی مضمون پر الوصیت میں جو نصیحت کے موتی آپ نے سلک نظم میں منسلک فرمائے ہیں، وہ جواہرات میں تولنے کے قابل ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے فرماتے ہیں ؎

ہر آنکہ بہر بنائے دوں مبتلاست ٭ گرفتار رنج و عذاب و عناست
پرست آنکہ پیوست دار دنگاہ ٭ بریدہ ز دنیا و دیدہ براہ
سفر کردہ بینی از سفر سوئے یار ٭ کشیدہ ز دنیا ہمہ رخت و بار
پئے دار عقبیٰ کمر بستہ چست ٭ رہا کردہ سامان ایں خانہ سست
چو کار جہاں است کار زناں ٭ ہمہ بہ کہ دل بستگی ایں مکاں
جنہم کرد داد فرقاں خبر ٭ ہمیں حرص دنیاست جان پدر
چو آخر ز دنیا سفر کردن است ٭ چہ در دو زمے ازیں ماگذارا کردن است
چہا عاقل دل بہ بندد در آں ٭ کہ ناگاہ وزد برگ او خزاں

ایک نظم عربی میں اپنی قوم کی عالت زار دنیا کی ہوا و ہوس میں گرفتار رہنے اور دنیا کو اپنی غرض و غایت بتلانے پر آپ اس طرح سے آٹھ آٹھ آنسو بہاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ؎

تزاحمت الطلاب حول طوسھا
کمثل کلاب والمنایا تسخر
وان ھواھا راس کل خطیئۃ
فخذ حذیھا یا ایھا المتبصر
دق رمتعنت انیابھا کل طالب
وانت تارتھم فسوف تکسر
علیٰ کل قلب قد احاط ظلامھا
سری قدب ...حو وحماہ المیسر

احرار اور قادیانی ہوّا

مندرجہ ذیل مضمون مولانا تاجور صاحب پروفیسر دیال سنگھ کالج و ایڈیٹر رسالہ شاہکار لاہور کے قلم سے نکلا ہوا ہے مولانا موصوف جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک سچے مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ نے واقعات پر روشنی ڈالی ہے۔

(مدیر)

پنجاب کے احرار کی سیاسی پالیسی اس منفی اصول پر مبنی ہے کہ وہ احمدیہ جماعت کو زندگی کا حق دینے سے انکار کرتی ہے۔

اس عجوبہ زا پالیسی کا کوئی عنصر بھی مثبت نہیں۔ ہم شیعہ بھائیوں کو آج تک معاف نہیں کر سکے کہ ان کے مذہب کی بنیاد میں تخریبی عنصر داخل ہے۔ وہ تبرّے اور سب وشتم کو مذہب کا جزو بنائے ہوئے ہیں۔ ہم ان کی مذہبی ذہنیت پر ہمیشہ یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ

"دشنام بہ مذہبے کہ طاعت باشد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم"

لیکن ہمارے محترم احراری رہنماؤں سے کوئی پوچھے کہ قادیانیوں کے خلاف ان کا یہ جہاد، یہ سب وشتم۔ یہ زہر گفتاری کیا انہیں اس شیعی ذہنیت کا مالک قرار نہیں دیتی۔ جس کو وہ غیر اسلامی قرار دیتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آج کسی باطل سے باطل مذہب کے پیرو بھی کسی جماعتی دباؤ سے مٹائے نہیں جا سکتے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے خلاف ہر تخریبی کوشش ان میں تنظیم پیدا کرتی ہے۔ طاقت نشو ونما پیدا کرتی ہے اور انہیں پہلے سے زیادہ طاقتور بھی بنا دیتی ہے۔ احراری رہنما اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں۔ انہیں تو اب اس واقعیت کا علم ہو گا کہ احمدی جماعت کے خلاف ان کی منظم مہم نے۔ پرستیوں نے نہ صرف احمدی جماعت کو غیر معمولی اہمیت کا مالک بنا دیا ہے۔ بلکہ ان کی تبلیغی مساعی حیرت انگیز طور پر وسعت حاصل کر رہی ہیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سعی لاحاصل کا ماحصل کیا ہے؟

احراری حضرات یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ ایک غیر مسلم جماعت کی حیثیت سے قادیانیوں کے ہم خلاف نہیں۔ البتہ انہیں اسلام دامان کے دعویدار کی صورت میں دیکھنا ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے مگر یہ بھی عجیب سی ذہنیت ہے۔ ایک جماعت خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر برحق تسلیم کرتی ہے اپنے آپ کو مسلمان بتاتی ہے، مردم شماری میں مسلمان لکھاتی ہے۔ قانون ساز مجالس میں مسلم مقاصد کی زور شور سے حمایت کرتی ہے۔ پھر آپ سے یہ التجا بھی نہیں کرتی کہ مجھے سند ایمان واسلام عطا فرمائیں۔ پھر اس کے خلاف بیجا "کافر، مرتد" کے یہ نعرے لگانے کہاں تک مناسب ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ قادیانی انگریزوں کے دوست ہیں۔ ان کے اقتدار کو پائدار بنانے میں ساعی رہتے ہیں؟

ہم پوچھتے ہیں احمدی انگریزوں کے دوست کیوں نہ ہوں۔ انگریزی عہد میں انہیں مذہبی آزادی سے زندہ رہنے کا حق حاصل ہے جن اصول کو وہ صحیح خیال کرتے ہیں ان کی تبلیغ میں انگریزی قانون حارج نہیں۔ پھر وہ انگریزوں کے دوست اور ان کی حکومت کو پائدار بنانے کے خواہشمند نہ ہوں تو کیا آپ کی حکومت کیلئے خدا سے التجائیں کریں آپ کی حکومت کبھی قائم ہوگی تو قادیانیوں کو مرتد قرار دے کر ان کا تین بچہ کولھو میں پلوا دے گی آپ کے دور جہانبانی میں تو زمین تمام پائی ہمہ وسعت دعریض ان کے لئے تنگ بنا دی جائے گی۔ احراری حکومت تو جب ہو گی۔ تب ہو گی۔ اور خدا جانے کبھی اسے مرنا نصیب بھی ہو گا یا نہیں۔ مگر آپ تو اپنے عہد غلامی اور دور جبر میں بھی انہیں خدا کی پیدا کی ہوئی زمین پر نہیں دیکھ سکتے کبھی با اقتیار ہو گئے تو انہیں زیر زمین پہنچا کر بھی دم نہ لیں گے۔ خدا دوسروں کی طرح انہیں بھی زندگی بخش رہا ہے۔ رزق دے رہا ہے۔ راحت وآرام پہنچا رہا ہے۔ اسے تو کبھی یہ خیال پیدا نہ ہوا کہ اس مرتد اور انگریز پرست جماعت کو اپنی نعمتیں کیوں ضائع کروں۔ کیوں نہ ان نعمتوں کو نصیب احرار بنا دوں کہ یہ میرے خدا کا رکھ تو خدا کا رسی کا صلہ پائیں۔

مگر ہمارے احراری خدا کے کرم عام کا صرف اپنی ہی جماعت کو حقدار خیال کرتے ہیں۔ کہ سے کم احمدیہ جماعت کو قدرت کی فلط بخشیوں سے محروم کرنے پر گرم کار نظر آتے ہیں۔

"احرار کو ووٹ دو" کیوں؟

اس لئے کہ یہ قادیانیوں کے دشمن ہیں۔ جلّ وعلّا۔ سر ظفر اللہ خاں مسلمان نہیں ہے۔ ڈوڈی ہے۔ کافر ہے۔ مسلمانوں کا نمائندہ نہیں کیوں؟

"اس لئے کہ وہ قادیانی ہے۔" کیا خوب!! اور پھر یہ دیکھتے ہوئے بھی کہ قدرت کو ہم سے ضد ہے کہ قادیانیوں کے لئے ہماری ہر تخریبی جدوجہد وجہ تعمیر بن رہی ہے۔ اپنی ناکام پالیسی پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

سر ظفر اللہ خاں کے خلاف احراری غوغائیات کی خبر دے رہا تھا۔ سب کو اندیشہ تھا کہ اس غوغائے عام میں ظفر اللہ خاں شاید ہندوستان میں زندگی کو محفوظ نہ پا کر یہاں سے ہجرت کر جائے۔ لیکن فضا سے گرد وغبار ہٹا تو دنیا نے دیکھا کہ ہجرت کرنے کی بجائے وہ ہندوستانی حکومت کی مرکزی طاقت بن چکا ہے

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

(شاہکار مئی ۳۶ء)

عزیزوں کی نعشیں شمشان بھومی میں لے جاتا ہے اور وہیں جلا دیتا ہے آج تک کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ لیکن آپ کے ہاں بعض لوگ مرنے والے کی مٹی خراب کرنے سے بھی نہیں شرماتے اور اسے قبرستان میں جگہ نہیں دیتے۔

سچ یہ ہے کہ اسلام اور شارع اسلام کے خلق عظیم کو بدنام کرنے میں احراریوں نے جس قدر حصہ لیا ہے، شاید ہی کسی مسلمان کہلانے والی جماعت نے لیا ہو۔ میاں فضل حسین مرحوم نے سالہا سال تک ان بدزبانوں کی گالیاں سنیں اور قطعاً کوئی جواب نہیں دیا۔ صبر اور خاموشی سے کام لیا۔ کیا کوئی احراری کہہ سکتا ہے کہ میاں صاحب مرحوم نے کبھی بھی کسی مخالف کو گالی دی؟

لیکن یہ لوگ اس عظیم الشان انسان کے مرنے کے بعد بھی اپنی بدفطرتی سے باز نہیں آتے۔ آخر مسلمان کب تک لفنگوں کی اس ٹولی کو برداشت کرتے رہیں گے؟

(انقلاب، ۸ جولائی ۳۶ء)

احرار کی خدمت اسلامی

بزرگان احرار اور خوردان احرار روز بروز اخلاق وشرافت کا دیوالیہ کرنے لگے ہوتے چلے جا رہے ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ عوام مستقبل قریب میں کسی مولوی صاحب اور مولوی بخاری اللہ شاہ عطائی کو بازاروں میں ننگ دھڑنگ گھومتے دیکھیں۔ کیونکہ جن لوگوں نے شرافت وانسانیت کا جامہ اتار پھینکا ان سے ظاہری لباس اتار دینا بھی کچھ بعید نہیں۔

ہندوستان اور اسلام کے جلیل القدر فرزند فضل حسین مرحوم ومغفور کے انتقال پر ان کے اشد شدید مخالفوں نے بھی دلی رنج وافسوس کا اظہار کیا اور اس حادثہ کو مسلمانوں اور ہندوستانیوں کے لئے نقصان عظیم سے تعبیر کیا۔ یہاں تک کہ گاندھی جی، مالوی جی، مولانا ابوالکلام آزاد اور پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی مرحوم کی بے نظیر قابلیت اور وطن پرستی کو خراج تحسین ادا کیا۔ لیکن ملک بھر میں ایک ہی بدبخت طائفہ احرار ہے جس کے کسی فرد نے بھی نہ مرحوم کے جنازے میں شرکت کی۔ نہ ان کے انتقال پر دو آنسو بہائے

جس پہلو سے بھی دیکھئے۔ آپ کو اس امر کے نہایت روشن ثبوت مل جائیں گے کہ احرار نے حضور آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک قدیم اور صراط مستقیم سے منحرف ہونے کا فیصلہ کر رکھا ہے حضور کا ارشاد تھا کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ یوں مل جائیں کہ بنیان مرصوص بن جائیں۔ احرار کی ساری زندگی مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی ایک داستان ہے

حضور کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ عمر بھر کبھی کسی کافر ومشرک کو بھی حضور کی زبان سے کوئی دل آزار کلمہ سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن احراری ہر تقریر میں مسلمانوں کو مغلظات سناتے ہیں اور ان کی دل آزاری میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے

حضور کا ارشاد یہ تھا کہ مرنے والوں کا ذکر ہمیشہ نیکی کے ساتھ کرو اور متوفیوں کو گالی نہ دو۔ لیکن احرار کا شیوہ یہ ہے کہ وہ بڑے بڑے جلیل القدر مسلمانوں کو ان کے مر جانے کے بعد بھی بے تکلف گالیاں دیتے ہیں اور ان کے خلاف بدگوئی سے باز نہیں آتے۔

آج کل بعض مقامات سے شکایتیں موصول ہو رہی ہیں کہ جب کوئی قادیانی فوت ہو جاتا ہے تو احرار اس کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ میت پر پکٹنگ کر دیتے ہیں۔ جنوبی ہند سے ایک نہایت ہولناک اطلاع موصول ہوئی کہ کسی مقام پر ایک قادیانی خاتون کا انتقال ہو گیا۔ جس کی میت مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دی گئی۔ بعض احراریوں کو معلوم ہوا۔ تو ان بدبختوں نے راتوں رات اس عفیفہ کی نعش اکھاڑ کر اس کے مکان کے دروازے کے ساتھ لا کر کھڑی کر دی۔

صبح کے وقت جب میت کے اعزہ نے یہ ہولناک منظر دیکھا ہو گا۔ تو ان پر کیا گزری ہو گی۔ اس کا اندازہ آپ خود کر لیجئے۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہی اسلام ہے؟ اور کیا اس قسم کی حرکات کا حضور سرور کائنات کی تعلیم کے ساتھ بھی کوئی تعلق ہے؟

پچھلے دنوں ایک ہندو بزرگ نے ایک بات کہی جسے سن کر ہمارا شرم سے یہ حال ہوا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ وہ کہنے لگے۔ صاحب۔ آپ کا مذہب بھی عجیب ہے۔ ہمارے ہاں دیکھو۔ بیبڑے۔ آریوں اور سناتن دھرمیوں میں بنیادی اختلاف ہے لیکن آریہ ہو سناتنی ہو۔ جینی ہو۔ سکھ ہو۔ کوئی بھی ہو۔ ہر شخص اپنے

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— مصر کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ مصر میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مصری اور برطانی گفت وشنید میں فلسطین کے معاملہ کو ایک بہانہ بنایا جائے گا۔ کیونکہ اہل مصر فلسطین سے ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں۔

—— مصر کے ایک مشہور قوم پرور نے اعلان کیا ہے کہ مصر فلسطین کی ہر طرح امداد کرے گا۔

—— عراق کے باشندوں نے فلسطین کے مصیبت زدہ عربوں سے پوری طرح ہمدردی کا ثبوت دیا ہے اور مظلومین کے لئے چندہ جمع کیا گیا ہے۔ خواتین نے خاص طور سے اس میں حصہ لیا۔

—— حکومت فلسطین نے ۱۹۳۵ء کے نظم ونسق کی جو رپورٹ شائع کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے فلسطین میں آباد ہونے کی وجہ سے جرموں میں اضافہ ہو رہا ہے سکہ سازی، نقب زنی اور اسی قسم کے جعلسازی کے جرائم دن بدن زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور مجرم سب کے سب یہودی ہیں۔

—— مصر کے ایک اخبار کا بیان ہے کہ فلسطین میں شراب نوشی اور زناکاری کی رفتار بہت تیز ہو رہی ہے۔

—— عراق کے شاہی خاندان کے ارکان کی شادی کے متعلق ایک مسودہ عراقی پارلیمنٹ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ کوئی شاہی خاندان کا فرد بغیر شاہ عراق اور پریوی کونسل کی منظوری کے شادی نہ کرسکیگا اگر کوئی کرے گا تو اسے تخت کے حقوق سے دستبردار ہونا پڑیگا

—— فلسطین میں روزانہ بچوں کے جلوس نکلتے ہیں۔ جب فوج آتی ہے تو وہ وہاں سے روپوش ہو کر کسی دوسری جگہ جا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس طرح فوج کو دق کیا جاتا ہے۔

ایرانی اخبارات میں وزیر محکمہ حمل ونقل کی ایک تقریر شائع کی گئی ہے جس میں ترکی اور ایران کے اتصال پر زور دیا گیا ہے کہ دونوں ملکوں کو ریلوے کے ذریعہ ملا دیا جائے۔ دونوں حکومتیں اس ضرورت کو محسوس کر رہی ہیں۔

—— طہران کی سرکاری اطلاعات سے معلوم ہوا کہ رضا شاہ پہلوی شاہ ایران ماہ حال کے آخر میں بلقان کا سفر کریں گے اور ایتھنز۔ صوفیا۔ بلگراڈ اور بخارسٹ کو خاص طور پر جائیں گے۔

—— حکومت مصر نے فیصلہ کیا کہ تمام ان ملازمین اور عہدہ داروں کو جو سیاسی وجوہ کی بنا پر گذشتہ بلوہ کے بعد برخاست کر دیئے گئے تھے۔ واپس بلا لیا جائے۔ تمام وہ طلباء بھی جن کو سزائیں دی گئی تھیں۔ رہا کر دیئے گئے۔

نحاس شاہ وزیر اعظم صدر جمعیتہ قومی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے سب لوگ جلوس کی صورت میں دفتر کابینہ پر آئے اور صدر اعظم کا نام لے کر نعرے لگائے گئے۔

—— ترکی کی وزارت اقتصادیات نے سرکاری طور پر ازمیر اور قسطنطنیہ کے بندرگاہوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے اس سے پہلے ان بندرگاہوں کا انتظام غیر ملکی کمپنیاں کیا کرتی تھیں۔

—— استنبول کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ ترکی زبان کی تیسری کانگرس ۲۴ راگست کو طلب کی گئی ہے اور اس کو کمال اتاترک کی شرکت کی عزت حاصل ہوگی۔ یہ کانگرس دولمہ باغچہ میں منعقد ہوگی اور دوسری السنہ میں ترکی زبان کی قبل ترکی کے ارتقا اور ایک نئے لسان ارتقا کے مقاصد پر بحث کرے گی۔

ہندوستان

—— بمبئی ۲۲ر جولائی۔ صوبہ بمبئی کے ماہروں کی کانفرنس نے ہندو دھرم کو چھوڑنے کا اعلان کر دیا ہے اس لئے اچھوت اقوام اور کانگرس کے مابین جو معاہدہ پونا ہوا تھا۔ کہ اگر اچھوت ہندوؤں میں شامل رہیں تو انہیں زیادہ نشستیں دی جائیں گی۔ اب ڈاکٹر امبیدکر اور اس کے ساتھی اس سے مستفید نہیں ہو سکتے

—— انبالہ ۲۲ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ ریاست ٹراونکور میں ایک مجسٹریٹ نے حکم امتناعی جاری کیا ہے کہ ڈاکٹر عقیل کو ٹلوں میں تقریریں نہ کریں۔ ڈاکٹر عقیل برادری کے لیڈر ہیں اور ان کو حلقہ بگوش اسلام بنا رہے ہیں۔

—— بلگاؤں ۲۲ر جولائی۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ کانگرس کا آئندہ سالانہ اجلاس فیض پور میں ہوگا۔ اور مجلس استقبالیہ کا اولین اجلاس ستمبر کے آغاز میں ہوگا۔

—— لکھنؤ ۲۲ر جولائی۔ گورکھپور کے ضلع میں دریا کے راپتی میں قیامت خیز طغیانی کی وجہ سے تمام دیہات میں پانی بھر گیا اور پچاس کے قریب دیہات زیر آب ہیں اور گورکھپور کو بھی خطرہ ہے

—— راولپنڈی ۱۹ر جولائی۔ پنڈت جواہر لال نہرو کے استقبال کے لئے ایک کمیٹی قائم ہو گئی ہے اور عہدہ دار منتخب کر لئے گئے ہیں

—— دہلی ۲۲ر جولائی۔ صدر ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی دہلی نے اپیل کی ہے کہ ۱۵ر اگست سے پہلے صوبہ دہلی میں دس ہزار ممبر بھرتی کئے جائیں۔

—— لاہور ۲۳ر جولائی۔ شہر میں ہیضہ کی وارداتیں روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ صفائی کا خاص طور سے انتظام کیا جا رہا ہے۔

—— شملہ ۲۲ر جولائی۔ قونصل جنرل جاپان اور مسٹر بیٹی لاٹ رکن تجارت حکومت ہند کے مابین معاہدہ تجارت کی تکمیل کے لئے گفت وشنید شروع ہو گئی ہے

—— شملہ ۲۲ر جولائی۔ کوئٹہ میں کیلیفورنیا کے نمونہ کی ایسی عمارات بنائی جائیں گی جن پر زلزلہ کا اثر نہ ہو۔ یہ کام ۳۸ء میں ختم ہو جائیگا جس کے لئے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ منظور ہو چکا ہے۔

—— نتھیا گلی ۲۲ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے جرمنوں کی ایک جماعت بغرض سیاحت طہران سے کابل میں وارد ہوئی ہے جس نے ہرات میں ۴۸ گھنٹے قیام کیا۔

—— الہ آباد ۲۳ر جولائی۔ فلسطین کانفرنس کے سلسلہ میں بہت سے لیڈر الہ آباد میں جمع ہو گئے ہیں۔ کانفرنس نے ذیل کے ریزولیوشن پاس کئے۔

(۱) ہندوستان کے مسلمان برطانی مال اور ملک معظم کے جشن تاجپوشی کا مقاطعہ کریں۔

(۲) آئندہ کسی ملوکیت پسندانہ جنگ سے مسلمان الگ رہیں

(۳) ایک کمیٹی قائم کی جائے جو آل انڈیا فلسطین ڈے منانے کا اقدام کرے۔

—— شملہ ۲۱ر جولائی۔ کہا جاتا ہے کہ سر سکندر حیات خاں موسم خزاں تک ریزرو بنک کی ڈپٹی گورنرشپ سے مستعفی ہو جائیں گے۔ تاکہ جدید اصلاحات کے ماتحت پنجاب کونسل کے انتخابات میں سرگرمی سے حصہ لے سکیں

ممالک خارجہ

—— جبل الطارق ۱۲ر جولائی۔ ڈربن کے آلہ نشر صوت کی اطلاع ہے کہ ہسپانی گورنر جیمی منٹ کے خلاصیوں نے بغاوت کر دی ہے [illegible] میں جہاز کا کمانڈر ایک اور افسر اور سات ملازمین قتل ہو گئے

—— میڈرڈ ۲۰ر جولائی۔ کل صبح سویلا ہوا اور سلطنت [illegible] آواز سے چونک اٹھا۔ مونٹانا بارکوں کی افواج نے بغاوت کر دی تھی اور ریلوے آفس پر حملہ کر دیا تھا۔ حکومت رفتہ رفتہ [illegible] قابو پا رہی ہے

—— سویلی ۲۱ر جولائی۔ حکومت نے بذریعہ آلہ نشر صوت [illegible] دکانداروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ دکانیں کھول دیں۔ باغیوں کو اطاعت قبول کرنے کیلئے ۲۴ گھنٹے کی مہلت دی ہے [illegible]

—— پیرس ۲۰ر جولائی۔ سپین کی ایک اطلاع ہے [illegible] کے تین طیارے بارسلونا کی بارکوں پر بمباری کر رہے ہیں

—— جبل الطارق ۲۰ر جولائی۔ فضائی فوج کا ایک [illegible] روانہ ہونے والا تھا روک لیا گیا ہے تاکہ وہ [illegible]

—— ڈربن ۲۰ر جولائی۔ اطلاع ملی ہے کہ ہسپانی فوج [illegible] میڈرڈ کی حکومت کو الٹی میٹم دیا ہے کہ اگر کابینہ مطیع نہ ہوئی تو سرکاری عمارت پر بمباری کی جائے گی۔

—— مانٹریو ۲۰ر جولائی۔ معاہدہ درہ دانیال پر رات کے [illegible] بجکر دس منٹ پر دستخط ہو گئے۔

—— لنڈن ۲۰ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مانچسٹر کے کارخانوں کے کارکنوں نے ایک اجلاس کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ مزدوروں [illegible] بیس فی پونڈ اضافہ کے لئے فوراً درخواست کی جائے۔ اس کا [illegible] بیس ہزار کارکنوں پر پڑیگا۔

—— لندن ۲۱ر جولائی۔ ہسپانی سفیر متعینہ لندن اطلاع [illegible] ہیں کہ ملک بھر میں حکومت کا پلہ بھاری ہے۔ [illegible] میں جنگ جاری ہے۔ مراکش میں بحری طاقت افواج کو [illegible] سے روکتی ہے۔

—— لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ پنجاب [illegible] سابق گورنر لارڈ ہیلی نے اپنے خطاب کے [illegible] پورٹ بیگنل کنگھم شائر کے نام شامل کرنے [illegible] گویا اب ان کا نام لارڈ ہیلی آف شاہ پور و بیگنل ہوگا۔ [illegible] کر شاہ پور لارڈ ہیلی نے ہی آباد کیا تھا

—— پالما میجورکا کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ [illegible] علیٰحدہ میجورکا میں رہائش اختیار کریں گے۔ حکومت [illegible] دے دی ہے۔

—— یقین کیا جاتا ہے کہ شہنشاہ حبش [illegible] ہوٹل میں اقامت پذیر ہوں گے۔ جہاں [illegible] ہشتم نے اپنے زمانہ ولیعہدی کے [illegible]

—— لنڈن ۲۳ر جولائی۔ جبل الطارق کی [illegible] مظہر ہے کہ باغیوں نے میڈرڈ [illegible]

—— لنڈن ۲۲ر جولائی۔ برطانی [illegible] ہوائی جہاز تعمیر کئے جا رہے ہیں [illegible] جہاز کی رفتار ۲۵۰ میل فی گھنٹہ ہے

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

نوبت ہے کہ ما پنہ ہر سعید خواہد بود · نوبت فتح نمایاں بنام ما باشد

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے

طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۳۶ء | نمبر ۴۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نماز میں سوز پیدا کرو

صلی جلنے کو کہتے ہیں۔ جیسے کباب بھونا جاتا ہے۔ اسی طرح نماز میں سوزش لازمی ہے جب تک دل بریاں نہ ہو نماز میں لذت اور سرور پیدا نہیں ہوتا اور اصل تو یہ ہے کہ نماز ہی اپنے سچے معنوں میں اس وقت ہوتی ہے۔ نماز میں یہ شرط ہے کہ وہ جمیع شرائط ادا ہو۔ جب تک وہ ادا نہ ہو وہ نماز نہیں اور نہ وہ کیفیت جو صلوٰۃ میں میل نما کی ہے حاصل ہوتی ہے۔ یاد رکھو صلوٰۃ میں حال اور قال دونو کا جمع ہونا ضروری ہے۔ بعض وقت اعلام تصویری ہوتا ہے۔ ایسی تصویر دکھائی جاتی ہے جس سے دیکھنے والے کو پتہ ملتا ہے کہ اس کا منشا یہ ہے۔ ایسا ہی صلوٰۃ میں منشائے الٰہی کی تصویر ہے نماز میں جیسے زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے۔ ویسے ہی اعضاء و جوارح کی حرکات سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے۔ جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تحمید و تسبیح کرتا ہے۔ اس کا نام قیام رکھا ہے۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد و ثنا کے مناسب حال قیام ہی ہے۔ بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں تو آخر کھڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں۔ ادھر تو ظاہری طور پر قیام رکھا ہے اور زبان سے حمد و ثنا بھی رکھی ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو۔ حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے۔ جو شخص مصدق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے تو وہ ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے۔ اس الحمد للہ کہنے والے کے واسطے یہ ضروری ہوا کہ وہ سچے طور پر الحمد للہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں۔ جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتھ پیدا ہو گئی تو یہ روحانی قیام ہے کیونکہ دل اس پر قائم ہو جاتا ہے اور وہ سمجھا جاتا ہے کہ کھڑا ہے۔ حال کے موافق کھڑا ہو گیا۔ تاکہ روحانی قیام نصیب ہو۔ (تقریر ۱۰ اپریل ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— سید محمد امین شاہ گیلانی لاہور نے مولوی فاضل اور بابو محمد [illegible] صاحب (لاہور) نے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا ہے۔

—— بابو رحمت اللہ صاحب و شیخ مہتہ عبدالحق صاحب [illegible] انجمن سالی سینیٹوریم میں زیر علاج ہیں۔ احباب دردِ دل سے ان دو نوجوانوں کے لئے دعا کریں جنہوں نے اپنی زندگیاں اشاعت اسلام کے مبارک فرض کے لئے وقف کر رکھی ہیں

قبول اسلام

—— ۲۳ جولائی کو مسری بیوہ جیند اور بسری [illegible] ضلع ملتان چک ۲۳ نے مولانا عزیز بخش صاحب بی اے کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ان کے اسلامی نام کریم بی بی اور رحیم بی بی رکھے گئے۔

ایک ضروری گذارش

جن احباب کا چندہ جولائی اور اگست میں ختم ہوتا ہے۔ ان کو وی۔ پی کئے جا رہے ہیں۔ وہ از راہ کرم انجمن کے خرچ ڈاک کا احساس فرماتے ہوئے توجہ سے وصول فرمائیں۔

(مینیجر)

خوش قسمت احمدی نوجوان

احمدی قرآن کے صحیح وارث ہیں

(از جناب چودھری فتح محمد صاحب عزیز بی اے سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور حال گجرات)

تاریخ عالم اس امر پر شاہد ہے۔ کہ دنیا کی بڑی بڑی تحریکات نوجوانوں کی سعی سے ہی کامیاب ہوئیں۔ ان کے تازہ خون میں اتنا جوش ہوتا ہے۔ کہ وہ بڑے سے بڑے کام کو بھی آسانی سے کر گزرتے ہیں۔ ان کی بلند ہمتوں میں اس قدر استقامت ہوتی ہے کہ وہ مشکل ترین مصیبتوں میں بھی حوصلہ نہیں ہارتے اور مقابل پر ڈٹ جاتے ہیں۔ بڑے صدموں کو برداشت کر کے نئی تکلیفوں کے لیئے تیار رہنا انہی کا کام ہے۔ ان کے دلوں میں بہت امیدیں ہوتی ہیں اور اُن کی نگاہ ہمیشہ شاندار مستقبل کی طرف رہتی ہے۔

خوش نصیب کون ہے؟

اس دنیا کی ہر چیز محدود ہے اور انسان کی عمر ہر لحظہ گھٹتی میں ہے۔ اس لیئے قدرتی طور پر ایک انسان چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طریق سے اُس کا بہت مشقت سے کمایا ہوا مال و دولت' بہت سر دردی اور سعی سے حاصل کیا ہوا علم' جانفشانی اور قربانیوں سے حاصل کی ہوئی سلطنت اس کی موت کے بعد ضائع نہ ہو۔ اس اندوختہ اور وراثت کی بقا کے لیئے اس جہان فانی سے رخصت ہونے والوں کی امیدیں آئندہ نسل پر ہوتی ہیں جو ان کی وراثت کو پاتے ہیں۔ اس لیئے خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے وارث اس بات کے اہل ہیں کہ اُس وراثت کا بہترین استعمال کریں۔ کامیاب ہے اس کی زندگی جو قابل وارث چھوڑ گیا۔ وہ آخری وقت بھی جب کہ انسان اس دنیا سے مایوس لوٹتا ہے۔ وہ تسلی سے رخصت ہوتا ہے۔ وہ اپنی موت کے بعد ایک نئی زندگی محسوس کرتا ہے۔ اس کے برعکس بدنصیب ہے وہ شخص جس نے خواہ کتنی ہی دولت جمع کی اور علم حاصل کیا۔ لیکن اس کی حفاظت کے لیئے اور اس کو صحیح مصرف میں لانے کے لیئے کوئی قابل وارث نہ چھوڑ گیا۔

وراثت کی قسمیں

وراثت کئی قسم کی ہوتی ہے۔ مال و دولت ہو۔ جاگیر ہو۔ کوئی نسلی خصوصیت ہو۔ کوئی سلطنت ہو۔ لیکن یہ مسلمہ امر ہے کہ سب سے بیش بہا وراثت علم کی وراثت ہے اور پھر علم کی وہ شاخ جو سب سے زیادہ نافع الناس ہو۔

احمدی نوجوانوں سے خطاب

میں آج احمدی نوجوانوں کی توجہ اس طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں کہ وہ دنیا کی اقوام کے نوجوانوں سے سب سے زیادہ خوش نصیب ہیں۔ یہ کوئی جذباتی یا خیالی بات نہیں بلکہ بہت متانت اور سنجیدگی سے اس امر پر غور کرنے سے ثابت ہے کہ جو علم احمدی نوجوان کو وراثت میں ملا ہے یعنی قرآن شریف کی صحیح تعلیم اور اس کا بجا مصرف۔ وہ سب سے زیادہ مفید اور نافع ہے۔ بے شک قرآن مجید جس دن سے کہ نازل ہوا۔ اُسی دن سے اُن تمام صفات کا متصف تھا۔ رہا ہے اور آئندہ رہے گا۔ جو کہ دنیا کی رستگاری کا موجب ہیں۔ لیکن اس کی تعلیم کو صحیح سمجھنا اور اُس تعلیم کو صحیح مصرف میں لانا' ہر زمانہ میں لوگوں پر منحصر رہا ہے۔ وہ وقت بھی تھا۔ جب کہ اسی تعلیم پر چل کر ؎

گلہ بانی جن کی بدولت نائب حق ہو گئے
بوسہ گاہ پادشاہاں جن کا نقش پا ہوا

اور پھر اسی تعلیم کے موجود ہوتے۔ لیکن اُس سے غافل رہنے کا حشر ذلت و خواری ہوا۔ ؎

آج بھی موجود ہے' ہم میں وہی مشعل ہدیٰ
کاش آئے راہ پر پھر کاروان بھٹکا ہوا

عام مسلمانوں کا دعوےٰ

گو عام مسلمان بھی قرآن پاک کی وراثت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ لیکن وہ حقیقت میں اس دعوےٰ کے لیئے کوئی دلیل پیش نہیں کر رہے ان کی وراثت ایسی ہی ہے جس طرح ایک شخص نے سونے چاندی کی کان اور جواہرات کے ذخیرے وراثت میں پائے۔ لیکن وہ محض خزانوں کو دیکھ دیکھ کر ہی خوش ہوتا رہا اور اُن بیش بہا جواہرات کو مصرف میں نہ لایا حیف ہے اُس وارث پر جس نے اُس خزانہ کی صحیح قدر نہ کی۔ بلکہ اُس کا اُس خزانہ پر ایمان اور یقین ہی نہ رہا کہ وہ واقعی اس قدر بیش بہا اور مفید ہے۔ اگر اُسے ایسے ایمان ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ضرور کچھ نہ کچھ اُسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔

مسلمانوں کی حالت

مسلمانوں کے پاس قرآن حکیم تھا۔ لیکن اُن کے لیئے محض حروف رہ گئے۔ وہ ایک کتاب تھی جو لغوی معنوں میں نظروں سے بالا اور جزدان میں لپیٹ کر رکھی جانے لگی تھی اور قسموں کے کھانے کے لیئے استعمال کی جانے لگی۔ اور اگر کسی کو کچھ اُس پر حکمت کتاب میں جو انسانی تزکیہ اور علم کے لیئے نازل ہوئی تھی دکھائی دیتا تھا تو صرف چند رسومات اور ایسی عبادات تھیں جن میں روح مفقود تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم ایک آسمانی ہدایت ہے جو کہ کل انسانوں کے لیئے نازل کی گئی۔ ہر ایک انسان اُس تعلیم کو پا سکتا ہے۔ اور اُس کا وارث بن سکتا ہے۔ لیکن اس کا محض دعویٰ کرنا کافی نہیں بلکہ بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کے نوجوان

احمدی جماعت لاہور اس بات کا بدلیل دعویٰ کر سکتی ہے کہ وہ قرآن پاک کی صحیح وارث ہے۔ دونو لحاظ سے۔ اس کے حاصل کرنے کے لحاظ سے ۔۔۔ دنیا کے مذاہب اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں۔ بڑے بڑے مفکروں اور مصنفوں نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ خود اسلام میں بھی اختلاف رکھنے والوں نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ اس جماعت کے اندر ایک علم کا سمندر ہے۔ دوم قرآنی تعلیم کو صحیح مصرف اور عمل میں لانے کے لحاظ سے ۔۔۔ اس کے متعلق اس جماعت کو اس قدر خصوصیت ہے کہ جس کی نظیر تو کیا۔ بلکہ عشر عشیر بھی کہیں نہیں ملتا لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومناً پر عمل کرتے ہوئے اسلامی عالی حوصلگی اور وسعت قلبی کا ثبوت دیا کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ لیغیظ بہم علی الذین کلمہ ان لوگوں کا بازو ہے۔ اور راسخ ایمان اور یقین کامل سے اس کی عملی تفسیر کی جاتی ہے کہ ان کا کوئی خطبہ اور تحریر اسلام کی عظمت اور شوکت سے خالی نہیں ہوتی۔ اسلام کی اشاعت کے لیئے دور دراز ملکوں میں مسجدیں بنائیں اور قرآن کریم کا دنیا کی چار بڑی زبانوں یعنی انگریزی' جرمن' ڈچ اور اردو میں ترجمہ کر دیا۔ جن سے اُن لوگوں نے استفادہ حاصل کیا۔ جن تک کبھی اسلام کی تعلیم نہیں پہنچی تھی۔ جن سے اسلام کے متعلق جتنے شکوک تھے اور اُس کے چہرہ پر جو گرد و غبار اور تاریکی پادریوں نے پھیلائی ہوئی تھی' صاف ہوئی اور اسلام اپنی اصلی منور تصویر میں چمکا۔ وہ علم پیدا کیا جس نے مذہبی دنیا میں تہلکہ مچا دیا اور جس سے امید افزا انقلاب رونما ہونے لگے۔

وہ علم جو احمدی نوجوانوں کو نصیب ہوا۔ وہ اس قابل ہے کہ اُس پر جتنا فخر کیا جائے بجا ہے اور اس کی جتنی نشر و اشاعت کی جائے کم ہے۔ ان پچاس سالوں میں احمدیوں نے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ ان کی پیش کردہ تعلیم قرآن مجید ہی مفید ہے اور اب اس کے سوا کوئی اور قابل قبول نہیں۔ انہوں نے ہر طریق سے بکمال ثابت کر دیا ہے کہ ہمارا دنیا میں رہنے کا حق ہے اور ہم ہی قرآن حکیم کے صحیح وارث ہیں۔

ایک اور خوش نصیبی جو کہ احمدی نوجوان کو خصوصیت کے ساتھ حاصل ہے وہ ان کے موجودہ بزرگ ہیں جو اپنے ذاتی علم' بزرگی' زہد اور اتقا میں اتنے خدا رسیدہ ہیں کہ اُن کی صحبت میں رہ کر اسلام کا درد دل میں پیدا ہوتا ہے اور غذائے ایمان بڑھتی ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کے علم کو آسان ترین بنا دیا ہے اور ہر مسئلہ پر قرآن حکیم سے بحث کر کے ہر ضرورت کو حل کر دیا ہے۔ اس کا تجزیہ کر کے ہر پہلو پر قرآن کریم سے بہت ذخیرہ جمع کیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ہم ان کے پیدا کردہ علم کو حاصل کریں تو عالم بن سکتے ہیں اور صرف اس کی اشاعت سے ہی ایک کثیر خیر میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ ہمیں آزادی رائے حاصل ہے۔ ہماری ہر اچھی آواز کو سننے کے لیئے ہمارے بزرگ تیار ہیں اور ہماری ہر نیک تحریک میں ممد و معاون ہیں۔

احمدی نوجوانوں کا فرض

اس لیئے میں احمدی نوجوانوں کو ان کے فرض کی طرف بلانا چاہتا ہوں۔ وہ ذمہ داری کا بوجھ جو بزرگوں پر تھا وہ اب نوجوانوں کے پاس آرہا ہے۔ اور انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جتنی کوئی چیز مفید ہوتی ہے۔ اتنی ہی اس کی بقا اور حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ امانت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی۔ انہوں نے بہت خوبی سے اس کی حفاظت کی۔ اب وہ اپنا اپنا وقت پورا کر کے اپنے مولا کے پاس جا رہے ہیں۔ اور وہ امانت ۔۔۔ خدائی امانت ہمارے ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ اس لیئے میں اس مضمون کے ذریعے ہر احمدی نوجوان تک پہنچتا ہوں کہ وہ کہاں تک اس عظیم الشان وراثت کے اہل ہیں؟ اور اس کے حصول کی کیا کوشش کر رہے ہیں؟

مولانا ابو الکلام آزاد اور احمدیت

۲۶ جون ۱۹۳۶ء کے زمیندار میں بعنوان "مرزا غلام احمد اور اس کی قادیانی اور لاہوری امت کے عقائد پر بصیرت افروز تبصرہ" مولانا ابو الکلام آزاد کے دو خط چھپے ہیں۔ جن کی ابتدا اس فقرہ سے ہوتی ہے۔

"آپ دریافت کرتے ہیں۔ احمدی فرقہ کے دونوں گروہوں میں سے کونسا گروہ حق پر ہے؟ قادیانی؟ یا لاہوری! میرے نزدیک دونوں حق و صواب پر نہیں ہیں۔ البتہ قادیانی گروہ اپنے غلو میں بہت دور تک چلا گیا ہے حتیٰ کہ اسلام کے بنیادی عقائد متزلزل ہو گئے ہیں۔ مثلاً اس کا یہ اعتقاد کہ اب ایمان و نجات کیلئے اسلام کے معلوم و مسلم عقائد کافی نہیں۔ مرزا صاحب قادیانی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ لیکن لاہوری گروہ کو اس غلو سے انکار ہے وہ نہ تو مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار کرتا ہے۔ نہ ایمان کی شرائط میں کسی نئی شرط کا اضافہ کرتا ہے۔ اسے جو کچھ ٹھوکر لگی ہے۔ اس بے محل اعتقاد میں لگی ہے جو اس نے مرزا صاحب کے لئے پیدا کر لیا ہے۔"

کاش اس بصیرت افروز بیان کو شائع کرنے سے پیشتر ہمارے وہ مسلمان بھائی بھی اس سے کچھ بصیرت حاصل کرتے۔ جن کے نزدیک آج سب سے بڑا ثواب کا کام یہی ہے کہ کافروں کو مسلمان کرنے کے بجائے مسلمانوں کو کافر بنایا جائے۔ مولانا ابو الکلام نے اس خط میں تین باتوں کو صاف کر دیا ہے۔ **اوّل** حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن۔ **دوئم**۔ قادیانی جماعت کی تکفیر یا عدم تکفیر کا مسئلہ **سوئم**۔ جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک

۱۔ بانیٔ احمدیت کی پوزیشن

مولانا لکھتے ہیں:۔ قادیانی گروہ اپنے غلو میں بہت دور تک چلا گیا ہے" اس فقرہ میں قادیانی گروہ کو غالی قرار دے کر مولانا نے حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کو صاف کر دیا ہے۔ غالی وہ ہے جو اپنے پیشوا کو اس مرتبہ سے بڑھا لے۔ جس کا خود اس پیشوا کو دعویٰ ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولانا ابو الکلام اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ قادیانی گروہ جو حضرت مرزا صاحب کو نبوت کا مدعی قرار دیتا ہے تو وہ غلو کا مرتکب ہو رہا ہے اور حضرت مرزا صاحب نے خود یہ دعویٰ نہیں کیا۔ یہ بات نہ صرف ان کے خط سے واضح ہے۔ بلکہ اسی کے مطابق وہ دو دفعہ پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔

اوّل:۔ مولانا کی ایک کتاب بنام تذکرہ ۱۹۱۹ء کی چھپی ہوئی ہے جس میں سید محمد صاحب جونپوری کا جو مدعی مہدویت تھے۔ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"سید موصوف کا معاملہ عجیب ہے اور طرح طرح کے دعاوی اور شطحیات ان کی جانب منسوب کئے گئے ہیں۔ معتقدین کی باتیں تو قابل توجہ نہیں کہ لوگ جب کسی کو پیشوا مانتے ہیں۔ اس کو خدا بنائے بغیر نہیں چھوڑتے اور اگر بہت احتیاط کی تو نبوت تک پہنچا کر چھوڑا۔ لیکن بعض قریب العہد راویوں نے بھی اسی قسم کی باتیں لکھی ہیں کہ اول نظر میں طبیعت کو خلجان ہوتا ہے۔ "در اعتقاد سید محمد جونپوری ہر کمال کہ محمد رسول اللہ صلعم داشت سید محمد را نیز بود۔ فرق ہمیں است کہ آنجا باصالة بود و اینجا بہ تبعیت و بہ تبعیت رسول بجائے رسیدہ کہ ہمچو او شد۔" [1]

اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

شاہ صاحب کی یہ عبارت دیکھکر مجھ کو خیال ہوا کہ ہمارے زمانہ میں مرزا صاحب قادیانی کے معتقدین میں سے ایک گروہ ... کی نسبت بعینہ یہی اعتقاد رکھتا ہے اور اسی اصالت اور تبعیت ... پر اپنے تمام غلو و اغراق کی بنیاد رکھی ہے۔ وما اشبہ اللیلة بالبارحة [2]

(تذکرہ صفحہ ۳۰ و ۳۱)

اس بیان میں مولانا ابو الکلام نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ جس طرح سید محمد جونپوری کے متبعین نے ان کے حق میں غلو کیا۔ اسی طرح مرزا صاحب قادیانی کے پیروؤں کے بھی ایک بڑے گروہ نے اپنے پیر کے حق میں غلو کیا یعنی ان کی طرف جو نبوت کا دعویٰ منسوب کیا گیا ہے وہ غلو اور افراط کی وجہ سے ہے۔ ان کا اپنا دعویٰ یہ نہ تھا۔

دوئم۔ میں نے خود حضرت مرزا صاحب کی تمام تحریریں یعنی ... دعویٰ نبوت تمام علماء کی خدمت میں بھیجی تھیں۔ باقی علماء نے ... جواب نہ دیا۔ لیکن مولانا نے ان تحریرات پر یہ لفظ لکھکر مجھے واپس کر دیں:۔

"وہ مأوّل ہیں اور مأوّل بالاتفاق کافر نہیں ہوتا۔"

مولانا کی اصل تحریر میرے لاہور کے کاغذات میں محفوظ ہے اس وقت میں صرف یادداشت سے لکھ رہا ہوں لیکن یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر اصل الفاظ میں ایک آدھ لفظ کا فرق بھی ہو ... میں قطعاً کوئی فرق نہیں یعنی ان کا دعوے نبوت کا ... جو لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے اس کی تاویل موجود ہے اور اسی لئے ان پر کفر کا فتویٰ بھی نہیں لگ سکتا۔ وہ مسلمان ہیں۔

۲۔ قادیانی جماعت

مولانا ابو الکلام آزاد نے قادیانی جماعت پر بھی کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ بلکہ یہی کہا ہے کہ وہ حق و صواب پر نہیں ہیں اور دو مسلمان ... ایک دوسرے سے اختلاف کریں تو ان کا یہ حق ہے کہ ... کے متعلق کہدیں کہ وہ حق پر نہیں۔ لیکن کلمہ گو کو کافر کہنا کسی مسلمان کا حق نہیں اور مولانا نے یہی محفوظ طریق اختیار کیا ہے جو عین حدیث نبوی کے مطابق ہے اس میں ان علماء کے لئے سبق ہے جو بجائے شریعت ... اپنی ہوا و ہوس کی پیروی کرتے ہوئے کلمہ گوؤں کو کافر قرار دیتے ہیں۔

۳۔ جماعت احمدیہ لاہور

اب جماعت احمدیہ لاہور کو لیا جائے تو مولانا ابو الکلام آزاد کا بیان خود زمیندار اور احسان اور ہمچو قسم کے اخباروں اور مکفرین ... "کاسہ سر پر کاری ضرب" ہے۔ اس بیان میں دو باتیں نہایت صفائی سے ثابت کر دی ہیں:۔

اوّل۔ یہ کہ جماعت لاہور حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا انکار کرتی ہے۔

دوئم۔ یہ کہ جماعت احمدیہ لاہور ایمان کی شرائط میں کسی نئی شرط کا اضافہ نہیں کرتی یعنی اپنی شرائط ایمان کی قائل ہے جو تیرہ سو سال سے امت اسلامی میں مسلم چلی آتی ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ مولانا ابو الکلام آزاد کے ان ... تین باتوں کو ایسا صاف کر دیا ہے کہ ان میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اب میں علمائے اسلام اور معاندین سلسلہ ... صرف اس بات کو رکھنا چاہتا ہوں کہ مولانا بھی جماعت احمدیہ کے مخالف ہیں وہ پسند نہیں کرتے۔ کہ کوئی شخص جماعت احمدیہ میں شامل ... خواہ وہ جماعت لاہور ہو یا قادیانی جماعت۔ بلکہ ان مخالفت کے زور ... سے وہ بعض ایسے فقرات بھی لکھ گئے جو سخت قابل اعتراض ہیں ... یہ کہ "ہم نہیں جانتے کہ مجدد کیا بلا ہوتی ہے؟" یہ فقرہ صرف اسی ...

[1] ترجمہ ان الفاظ کا یہ ہے۔ "سید محمد جونپوری کا یہ اعتقاد تھا کہ ہر ایک کمال جو محمد رسول اللہ صلعم رکھتے تھے سید محمد کو بھی حاصل تھا۔ فرق یہی ہے کہ ان ... اصالتاً موجود تھی اور یہاں پیروی سے۔ اور رسول کریم کی پیروی سے وہ ایسی جگہ پہنچ گیا کہ آپ کی مثل ہو گیا۔"

[2] آج کی رات کل کی رات سے کس قدر مشابہ ہے یعنی جس طرح سید محمد جونپوری کے بارے میں غلو ہوا۔ اسی طرح مرزا صاحب کے بارے میں غلو ...

لکھا گیا کہ تا ہم کل حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مجددیت کو قابل اعتبار ہی نہ سمجھے۔ حالانکہ مولانا نے اپنی کتاب تذکرہ میں مجددین کے آنے پر بڑا زور دیا ہے اور اس بات پر بھی کہ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ جب ایسے لوگ آئیں تو انہیں مرکز کی طرح سمجھ کر ان کے گرد گھومیں اور بڑے سے بڑے عالم کے لئے بھی ضروری ہے کہ ان کے سامنے سر جھکا دے کیونکہ یہ لوگ نیابت نبوت کے مقام پر کھڑے ہوتے ہیں۔ میں صرف تین فقرے نقل کرتا ہوں:-

"معلوم رہے کہ ہر عہد و دور میں خدا کے چند بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا وجود ستاروں کے مرکز شمسی کی طرح تمام انسانوں کا مرکز محبت اور کعبہ انجذاب ہوتا ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۵۵)

"انہی افراد کاملہ کو حدیث بخاری میں محدث (بالفتح) کے لفظ سے تعبیر فرمایا اور یہی مورد و مصداق حدیث مجدد کے ہیں۔ جو مختلف طرق سے مروی اور اس لئے بلحاظ صحت متن اس کی صحت میں کلام نہیں۔" (صفحہ ۹)

"اور یہی وہ خصائص مبینہ و باہرہ مقام تجدید و نیابت نبوت کے ہیں۔ جن کی نسبت بار بار کہہ رہا ہوں کہ بڑے سے بڑے سر کو بھی وہاں جھکے بغیر چارہ نہیں۔" (صفحہ ۱۰۴)

پھر مخالفت احمدیت کی وجہ سے ہی وہ یہ بھی لکھ گئے ہیں کہ "اب نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے نہ حقیقی۔"

حالانکہ بعد میں انہوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مسیح آئیگا تو ضرور لیکن اس پر ایمان لانا شرائط ایمان میں نہیں اور یہ بعینہٖ وہی بات ہے جو جماعت احمدیہ لاہور مانتی ہے۔ تو بہرحال میں سخت سے سخت مخالفین احمدیت کے سامنے مولانا ابوالکلام کے اس بیان کو رکھتا ہوں کہ مولانا بھی ان کی طرح مخالف احمدیت ہیں۔ لیکن انہوں نے بے تعصبی سے احمدیت کا مطالعہ کیا ہے اور وہ تین نتائج پر پہنچے ہیں۔

اوّل۔ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اور قادیانی جماعت ان کے حق میں غلو کر کے ان کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرتی ہے۔

دوم۔ قادیانی جماعت پر بھی باوجود ان کے غلو کے کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا۔

سوم۔ جماعت لاہور جہاں تک ایمانیات کا سوال ہے اہلسنت والجماعت کے مطابق ہی عقیدہ رکھتی ہے۔

پس آپ لوگ بے شک احمدیت کی مخالفت کریں۔ لیکن اگر ان تین حدود کو آپ قائم کر لیں تو اس میں اسلام کا فائدہ ہوگا۔ آج مولانا ابوالکلام سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں جو عامۃ المسلمین کی رہنمائی کر سکے جب تک آپ لوگوں کو احمدیت سے اختلاف ہے اس کی سمجھ نہیں آتی آپ مخالفت کریں لیکن ان تین حدود کے اندر رہ کر۔

رہا یہ امر کہ مولانا نے جماعت لاہور کے متعلق بھی یہ فقرہ لکھا ہے کہ:-

"اسے جو کچھ ٹھوکر لگی ہے۔ اس بے محل اعتقاد میں لگی ہے جو اس نے مرزا صاحب کے لئے پیدا کر لیا ہے۔"

تو بات یہ ہے کہ ہمارا کوئی اعتقاد حضرت مرزا صاحب کے بارے میں ایسا نہیں جو خلاف شریعت ہو اور نہ ہم نے کوئی نیا اعتقاد پیدا کیا ہے۔ مجددوں کے آنیکا اعتقاد پہلے سے موجود ہے مسیح کے آنے کا اعتقاد پہلے سے موجود ہے۔ ان دونوں باتوں کے مصداق حضرت مرزا صاحب نظر آتے ہیں۔ مجددوں کا آنا مولانا بھی تسلیم کرتے ہیں اور حدیث مجدد کی رو سے ہر صدی کے سر پر کسی مجدد کا آنا ضروری ہے۔ ہم کو چودھویں صدی کا اور کوئی مجدد نظر نہیں آتا اور ہم نے حضرت مرزا صاحب میں وہ سب باتیں موجود پائیں۔ جن کا ایک مجدد میں ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ہم انہیں چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ پھر ہم نزول مسیح کو درست مانتے ہیں۔ لیکن چونکہ قرآن کریم کی صراحت کی رو سے حضرت مسیح وفات پا چکے اور یہ مولانا بھی مانتے ہیں اس لئے ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو مسیح اس امت میں آنے والا ہے وہ بروز کے رنگ میں آنے والا ہے اور بروزی رنگ میں یہی ہوگا کہ اس امت کے کسی مجدد کو مسیح کی صفات سے متصف کر دیا جائے اور چونکہ یہ چودھویں صدی کا مجدد خاص طور پر مسیحی قوم میں تبلیغ اسلام کے لئے اٹھا ہے اور اسی کے حکم کے ماتحت ہم مغرب میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ اس لئے یہی چودھویں صدی کا مجدد بروزی رنگ میں مسیح اور اس امت کا مسیح موعود ہے۔ جیسا کہ وہ خود بھی فرماتے ہیں ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
ابن مریم مصلحت را نامِ من بنہادہ اند

اگر بفرض محال ہم نے اس تعیین میں کوئی غلطی بھی کھائی ہے اور ہم علیٰ وجہ البصیرت جانتے ہیں کہ ہم نے غلطی نہیں کھائی۔ تو کم سے کم ہم نے حضرت مرزا صاحب سے سوائے اس کے کچھ نہیں سیکھا کہ قرآن و حدیث پر عمل کرو اور اعلائے کلمۃ اللہ کرو۔ اور اسلام اور قرآن کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ اور ہم اسی کام میں مصروف ہیں۔ جو لوگ مسلمان ہو کر ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ وہ عند اللہ اس الزام کے نیچے ہیں کہ وہ اشاعت اسلام کے کام کو روک رہے ہیں۔

محمد علی

دار السلام۔ ڈلہوزی ۲۲ جولائی ۱۹۳۶ء

جماعت کے بیکار نوجوان توجہ کریں

۲۳ جولائی کے پیغام صلح میں ریلوے میں ضرورت ملازمین کا ایک اشتہار درج کیا گیا ہے۔ کہ ریلوے والٹن ٹریننگ سکول لاہور کو ۳۰ کمرشل گروپ سٹوڈنٹس کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ریلوے نے اعلان کیا ہے کہ ان کو ۹۰ سٹیشن ماسٹر گروپ سٹوڈنٹس کی بھی ضرورت ہے۔ جن میں سے [illegible] لئے جائیں گے۔ ضروری کوائف اور شرائط ملازمت بالکل وہی ہیں جو ۲۳ جولائی کو شائع کئے جا چکے ہیں۔ بیکار نوجوان اس کی طرف توجہ کریں۔ وقت بہت تھوڑا ہے۔ امیدواروں کی درخواستیں ان کے اپنے ہاتھ سے مجوزہ فارم پر تحریر ہونی چاہئیں۔ جو ایک روپیہ [illegible] بڑے ریلوے اسٹیشنوں پر دستیاب ہو سکتا ہے۔ درخواست [illegible] تک بذریعہ ڈاک متعلقہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے پاس پہنچا دینا ضروری ہے۔

مکتوب بغداد

جناب سید محمد علی شاہ صاحب کا تازہ خط

بغداد ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء

مخدوم و مکرم بندہ جناب بابو صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں کرکوک، موصل و نصیبین دیکھ کر اسی اسباب کی تعین جعیت کر بیاں آیا کہ ایران میں داخلہ کی اجازت حاصل کر کے وہاں جاؤں۔ یہاں گرمی اب سخت پڑتی ہے اور صحت کے لحاظ سے بھی اب میں زیادہ یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔

پہلے بغداد سے روانگی سے قبل ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا جس میں مجملاً کچھ عرض کیا تھا۔ عراق ترقی کی دوڑ میں نہایت تیزی سے جا رہا ہے نئے طریقوں پر تعلیم کی طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ اس وقت یورپ کا تمدن اور ترقی ان کے پیش نظر ہے۔ ان کا اپنی ترقی میں انہماک اس امر سے ظاہر ہے کہ جلالۃ الملک شاہ غازی ہر روز ٹھیک ۸ بجے صبح ایسی پابندی کے ساتھ کرتا ہے کسی دفتر کا کلرک بھی اتنا فکر مند نہ ہو۔ البلاط الملوکی میں اپنے محل سے پہنچ جاتے ہیں اور ۱ بجے تک انصرام امور مملکت میں مصروف رہتے ہیں اور ٹھیک دوپہر کو اپنے محل کو واپس تشریف لیجاتے ہیں اور یہ موجودہ شدت گرمی بادشاہ کے اس معمول میں کبھی مزاحم نہیں ہوتی۔ یہ آمد و رفت ایسی ... اسلامی سادگی سے بغداد کے سب سے گنجان اور بڑے بازار میں سے ہوتی ہے کہ کسی دکاندار کو اپنے کام سے ایک لمحہ کے لئے توجہ پھیرنے کی بھی زحمت نہیں ہوتی۔

آپ جانتے ہیں کہ مغرب کی سائنس اور ترقی اس وقت دنیا کا مطمح نظر ہے اور پرانے زمانے کی لکھی ہوئی قرآن اور دینیات کی تفسیرات اور تفصیلات یا موجودہ پرانے طریق کے علماء کا بیان اس سائنس اور دین کو اس طریق پر مطابقت دینے سے قاصر ہے۔ کہ اس دنیا کی ترقی کے ساتھ دین بھی دلوں میں محبوب بنتا جائے۔ جو ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ نہ ہو تو سائنس کی ترقی کے ساتھ وہ تمدن کی خرابیاں جو یورپ میں موجود ہیں لازمی طور پر ترقی کریں گی۔ پس اگر دین اسلام کی عزت کی برقراری کے لئے اسلامی دنیا میں دین کا جذبہ برقرار رکھنا یا قائم کرنا منظور ہو تو لازمی ہے۔ قرآن کریم کے بیان کردہ تمدن کی خوبیاں اور اس کے مقابلہ میں یورپ کے تمدن کے مضر اثرات ایسے وقت میں نوجوانوں کے سامنے رکھے جاویں جبکہ ابھی وہ یورپ کی عیش و عشرت کے پورے طور پر مسموم نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ایسی دینی کتب بڑے بڑے زعمائے حکومت کے پاس بھیجکر درخواست کی جاوے کہ وہ بعد مطالعہ اگر مفید پاویں تو ان کو اپنے مدارس کے دینیات کے کورس میں پوری یا ان کے اقتباس یا ترجمے شامل کئے جاویں تاکہ قرآنی خزانوں سے واقف ہو کر یہ نوزائیدہ قوم اس راستہ پر چل سکے کہ ان کے لئے دنیا اور عقبیٰ دونو حاصل ہو جائیں۔ معلوم نہیں اس طرف آپ نے کیا توجہ فرمائی یا نہیں فرمائی۔

میرے لئے دعا فرماتے رہیں دوستوں کی خدمت میں سلام عرض کریں اور درخواست دعا۔ والسلام

خاکسار

امجد

پیر جماعت علی شاہ کی نماز

جمیع مسلمانان ہند کو یہ افسوسناک اور رنج دلانیوالی خبر سنائی جاتی ہے تاکہ معلوم ہو کہ بزرگی کا دعویٰ کرنے والے اور سنی بننے کا دعویٰ کرنے والے پیر مسلمانوں کو کیسے گمراہی اور بے دینی کی طرف لیجا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ کسی طرح مسلمان آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے اور عقل سے بھی کام نہیں لیتے۔ ۲۴ / اپریل ۱۹۳۶ء کو پیر جماعت علی معہ اپنے ۲۰ مریدوں کے بروز جمعہ ایک عرب صاحب کے پاس مدعو تھے جہاں بہت سے عرب اور ہندوستانی بھی تھے ناچیز بھی اس دعوت میں مدعو تھا۔ کھانے کے وقت پر بعد نماز جمعہ سب لوگ حاضر ہوئے پیر صاحب بھی تھوڑی دیر کے بعد مریدوں کے ساتھ آئے۔ سب نے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد پیر صاحب نے کہا ہم لوگ نماز کو جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا جمعہ کے دن ظہر پڑھی جاوے آپ نے کہا۔ ہم لوگ وہابیوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے جائز نہیں۔ میں نے عرض کیا جب جمعہ اور نماز مکہ کے کعبہ میں جائز نہیں تو بتایئے دنیا کے کس مقام پر نماز کا ثواب ہے اور حج بھی تو وہابیوں کے عمل سے ہوتا ہے وہ بھی جائز نہیں ہوگا۔ افسوس کہ کوئی کافی جواب نہ دے کر واپس چلے گئے دنیا میں مسلمان بنا سکتے ہیں کہ ایسے پیر دنیا کے لئے کس قدر ... فوائد کا موجب ہیں۔ خدا مسلمانوں کو علم کی روشنی نصیب کرے اور جہالت دور ہو۔ پیروں سے سب جاہل مسلمانوں کو خدا بچائے۔

محمد عابد خاں رشید کی عرب مدرسہ اسلامیہ پوکھڑے

ضلع برہم برمان (مدینہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۶ء)

رفتار زمانہ

اسلامی دنیا

—— بیت المقدس ۲۵ جولائی۔ فلسطین کی بغاوت کا ابھی تک خاتمہ نہیں ہوا۔ عربوں نے مختلف مقامات پر ریلوے لائن توڑ دی ہے بجنہ سٹرکوں کو بیکار کر دیا ہے اور ٹیلیفون کا سلسلہ تار کاٹ کر منقطع کر دیا ہے۔ تل کریم کے قریب عربوں اور انگریزی فوج کا تصادم ہوا جس میں ایک سپاہی ہلاک اور چار زخمی ہوئے۔

—— خاص ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ عراقی وفد فلسطین جا رہا ہے تاکہ وہ وہاں کے ستم زدگان کی امداد کرے۔ ان کے ساتھ طبی جماعت بھی ہوگی۔ جو مجروحین کی مرہم پٹی کر سکے گی۔ یہ وفد فلسطین کے حالات کا مطالعہ کر کے عراقی مجلس وطنی کے سامنے پیش کرے گا۔

—— چناق (درہ دانیال) عہد نامہ مونٹری پر دستخط ہو جانے کے بعد ترکی کو آبنائے باسفورس اور درہ دانیال کی قلعہ بندی کا حق واپس دے دیا گیا ہے۔ ۲۲ جولائی کو ترکی کا مشہور جنگی جہاز یاووز نہایت شان و شوکت کے ساتھ درہ دانیال سے گذر کر باسفورس میں داخل ہوا اس جہاز کے پیچھے بہت سے ترکی جہاز تھے۔

—— طہران ۲۶ جولائی۔ محکمہ عدلیہ ایران نے علی رضا انشار خاں سابق وزیر امور عامہ کو بددیانتی کے الزام میں ۸ ماہ قید اور ۴۲ ہزار ریال جرمانے کی سزا دی ہے۔ ایران کی عدالتی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے

—— کابل ۲۶ جولائی۔ سردار شاہ ولی اللہ خاں نے دوسرے عہدیداروں کی معیت میں مدرسہ فنون حربیہ کا معائنہ کیا۔ گارڈ آف آنر نے سلامی دی اور آپ نے طلبا اور اساتذہ کے مجمع میں تقریر کی۔

—— انگورہ کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ موجودہ سال تعلیمی کے ختم ہونے پر ترکی میں ۵۹۶۲ ابتدائی مدارس جن میں ۱۳۶۶۲ مدرسین خدمت گزار تھے۔ مدارس ابتدائی کے طلبہ کی تعداد ۵۶۷۰۰۰ ہے اجنبی مدارس اور جامعات کے طلبا کی تعداد اس میں شامل نہیں ہے

—— استنبول ۲۶ جولائی۔ انگورہ میں حکومت ترکیہ اور بعض انگریزی کمپنیوں کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا ہے کہ ترکی میں لوہے اور فولاد کی صنعت کو جاری کرنے کیلئے تمام ضروری لوازمات کا انتظام کریں۔

—— طہران کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ کاظمی بک خان وزیر خارجہ کے استعفا کے بعد عنایت اللہ سامی وزیر خارجہ ایران مقرر کئے گئے ہیں

—— استنبول کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا کہ "سمت الداغ" میں غازی اتاترک کے نصف مجسمہ کی نقاب کشائی محافظ استنبول اور بعض ارکان پارلیمنٹ اور عوام الناس کی موجودگی میں ادا کی گئی۔ اس مجسمہ کی تنصیب کے لئے قومی چندہ سے رقم جمع کی گئی تھی۔

—— قاہرہ بذریعہ ڈاک۔ البارون مون شتور جرمن قونصل جنرل مقیم قاہرہ یورپ کی سیاحت سے اسپیریا جہاز کے ذریعہ اپنی بیوی کی معیت میں قاہرہ واپس آ گئے ہیں۔

—— قاہرہ ۲۶ جولائی۔ بیگم سعد زاغلول پاشا مرحوم سیاحت یورپ کی غرض سے اسکندریہ سے روانہ ہو گئی ہیں۔ بندرگاہ پر آپ کو الوداع کہنے کے لئے وزیر اعظم مصر، دیگر عہدیداران حکومت اور شہزادہ اسمٰعیل تیمور بک موجود تھے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ ایک برطانی وفد درہ دانیال کی سیاحت کیلئے گیا ہوا ہے جو ہفتہ تک واپس چلا جائیگا۔ اس وفد کی سیاحت کا مقصد یہ ہے کہ جونکہ ڈیوک آف یارک آئندہ سیاحت کے موقعہ پر درہ دانیال سے گذرینگے

ہندوستان

—— کانپور ۲۵ جولائی۔ مسٹر کے۔ ایل گابا کی ضمانت منسوخ کرکے انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا ہے اور ۲۴ جولائی رات ۱۰½ بجے وہ لاہور بھیج دیئے گئے ہیں۔ ابھی تحقیق نہیں ہو سکا کہ آپ کو قلعہ میں رکھا جائے یا جیل میں۔

—— کراچی ۲۶ جولائی۔ کئی اضلاع سے آندھی کی وجہ سے نقصانات کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ سکھر۔ دادو۔ شکارپور سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں زبردست آندھی کے ساتھ بارش بھی ہوئی۔ دریا میں طغیانی سے دو بچے ڈوب کر مر گئے۔

—— بمبئی ۲۶ جولائی۔ نمائندہ پریس کو بیان دیتے ہوئے ڈاکٹر امبیدکر نے کہا ہے کہ ہریجنوں کے ہندو مذہب کے ترک کرنے پر انہیں میثاق پونا سے حاصل شدہ مراعات سے محروم کر دیئے جانے کی جو دھمکی دی گئی ہے۔ وہ محض اچھوتوں کو ترک مذہب سے باز رکھنے کے لئے کانگرس کی فریب کارانہ چالیں ہیں۔ حق نمائندگی کا انحصار مذہب سے بڑھکر قومیت سے ہے

—— شیخوپورہ ۲۵ جولائی۔ ضلع شیخوپورہ کے بعض بازیگروں کے قبضہ سے چھ اور مغویہ لڑکیاں برآمد ہوئی ہیں۔ سی۔ آئی۔ ڈی پولیس اس وقت تک ۱۶ لڑکیاں برآمد کر چکی ہے

—— لاہور ۲۶ جولائی۔ سر سکندر حیات خاں نے حکومت کے سامنے آنریبل چودھری سر شہاب الدین کا نام وزیر تعلیم کے لئے پیش کیا ہے اور یونینسٹ پارٹی کی طرف سے راؤ بہادر چودھری چھوٹو رام کا نام بطور پریذیڈنٹ پنجاب کونسل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے سر سکندر حیات خاں ریزرو بنک کی ڈپٹی گورنر شپ سے علیحدگی کے بعد پنجاب کے ریونیو ممبر مقرر کر دیئے جائینگے۔ اور نواب مظفر خاں موجودہ ریونیو ممبر چھٹی پر چلے جائیں گے۔

—— ٹنکیا گلی ۲۶ جولائی۔ حال ہی میں وزیرستان کے جنوبی علاقہ میں لدھا دانہ روڈ پر جو حملہ ہوا۔ اس کے ملزمین کا سراغ لگانے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۳/۱۴ پنجاب رجمنٹ کے کپتان لینگرج کی موٹر پر گولی چلا دی جس سے مسلمان اردلی جاں بحق ہو گیا۔ مگر کپتان بچ گیا۔

—— الہ آباد ۲۶ جولائی۔ مہاجنی ٹولہ میں جو شہر کا ایک گنجان حصہ ہے ۲۴ کی شب کو ایک دھماکا کی آواز سنائی دی۔ پولیس کا خیال ہے کہ یہ بم پھٹنے سے ہوا کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔

—— پونہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ڈاکٹر کے۔ بی۔ ریلی ایڈیٹر انڈین میجیشن وہندوستانی جادوگر کو جادوگروں کی ۴۲ ویں بین الاقوام کانگرس کے اجلاس میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی ہے جو آئندہ ماہ ستمبر میونخ میں ہوگی۔

—— شملہ ۲۶ جولائی۔ سارے بازاروں کے حلوائیوں نے ہڑتال کر دی ہے کیونکہ ان کو میونسپل کمیٹی کے ارباب حل وعقد کے ناجائز سلوک کی شکایت ہے۔

—— کلکتہ ۲۶ جولائی۔ مارواڑی کانفرنس کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت مدن موہن مالویہ نے اعلان کیا کہ گائے اور انسان کی فلاح و بہبود کے لئے جو کریمانہ اقدام لارڈ لنلتھگو کی ایما پر خود ان کی سیادت میں جاری ہیں اس سلسلہ میں ہر اس شخص کو جسے گائے اور انسان سے محبت ہے چاہیئے کہ لارڈ موصوف کے ساتھ اشتراک عمل کریں۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۲۵ جولائی۔ مسٹر آر۔ ایچ۔ اے کارٹر کو سر آسوالڈ مرے کی جگہ امارت بحریہ کا مستقل سکرٹری متعین کیا گیا ہے

—— جبل الطارق ۲۵ جولائی۔ ہسپانی بحری جہازوں سے باغی فضائی بیڑے کے طیاروں پر آتشباری شروع کر دی گولے راس الف کے متقر کے قریب گر کر پھٹے۔ اس سے سخت بے چینی ہے بہرحال اس آتشباری میں نقصان جان نہیں ہوا۔

—— تریپولی ۲۵ جولائی۔ سیولی کے ریڈیو سٹیشن سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہسپانیہ کے تین بحری جنگی جہازوں نے سیگیرز پر بمباری کی تھی۔ باغیوں کے فضائی بیڑے نے بم برسا کر انہیں غرق کر دیا۔

—— واشنگٹن ۲۶ جولائی۔ مسٹر کورڈل ہل نے نمائندہ پریس سے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ ممکن ہے کہ یورپ کی موجودہ غیر یقینی صورت حالات امریکہ کو مجبور کرے کہ وہ یورپین سمندر میں بارہ اپنا ایک بیڑہ قائم کرے۔

—— پیرس کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ رائن لینڈ کی سرحد پر ایک لاکھ ساٹھ ہزار فرانسیسی سپاہ کا اجتماع ہے جس سے فرانس اور جرمنی کی جنگ چھڑ جانے کا امکان ہو گیا ہے۔

—— میڈرڈ (سپین) میں حالات ابھی تک تشویشناک ہیں میڈرڈ پر یلغار کرنے والے باغیوں نے سرکاری فوج کو بھگا دیا۔ امریکن باشندے شہر چھوڑ کر سفارت خانہ میں پناہ لے رہے ہیں اور حکومت ہسپانیہ فرانس سے مدد طلب کر رہی ہے

—— لندن ۲۶ جولائی۔ کل دارالعوام کے اجلاس کا آخری وقت عدن، ہندوستان اور برما سے متعلق شاہی اعلانات پر سرسری بحث میں گذرا۔ اور ترمیموں کا مسودہ تیار کیا گیا۔ جس پر کوئی بحث نہ ہوئی۔

—— جبل الطارق ۲۶ جولائی۔ جنرل فرانکو باغی نے جبل الطارق کے امیر البحر کے احتجاج کا جو موخر الذکر نے آبنائے جبل الطارق میں بمباری کرنے کے خلاف کیا تھا۔ انتہائی اطمینان بخش جواب دیدیا ہے

—— ماسکو کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ روس میں مذہب کے خلاف جو مہم جاری کی گئی تھی۔ وہ ترک کر دی گئی ہے۔ ماسکو سے حکم جاری ہوا ہے کہ آٹھ سو آرتھوڈکس گرجے جو روس کے طول و عرض میں موجود تھے واگذار کر دیئے گئے ہیں۔ حکومت روس اب دوسرے معابد کی واگذاری پر بھی غور کر رہی ہے

—— لندن ۲۷ جولائی۔ ہسپانوی حکومت اور باغیوں کی کشمکش بدستور جاری ہے۔ وفادار فوج بر وقت پہنچکر باغیوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔

—— جولائی سے فلسطائیوں نے جنرل کیبانیلوس کی قیادت میں برگیڈس میں اپنی حکومت قائم کر لی ہے

—— سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ سیراگا ڈراما کے علاقہ میں باغیوں نے راہ فرار اختیار کر لی۔

—— لندن ۲۷ جولائی۔ حکام برطانیہ کے ایما سے "سٹی آف ہانگ کانگ" نامی جہاز جو ہندوستان سے انگلستان کی طرف آ رہا تھا۔ کل مارسیلز قیام کر کے پناہ گزینوں کو سوار کرائے گا۔

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوتا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۳۶ء — نمبر ۴۹

اوصاف قرآن کریم

(از حضرت مسیح موعود)

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا — پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا — ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے — جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں — مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ — وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں — پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا

ایک خط

احرار اور قادیانی طرزِ عمل کی مذمت

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امرتسر میں ایک معصوم احمدی بچہ کی نعش کو قبرستان میں دفن کرنے سے روک دینے پر سب اسلامی اخباروں نے خامہ فرسائی کی ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ احرار کی طرف سے یہ ایسا اقدام ہوا ہے جس پر مسلم اور غیر مسلم سب کی آنکھوں سے خون کے آنسو ٹپک رہے ہیں۔ مسلم اور غیر مسلم تو درکنار ایک دہریہ بھی ایسے طرز عمل پر لعنت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

۲۳ جولائی کے پیغام صلح کے افتتاحیہ کو جو حقیقی اسلامی شان رکھتا ہے اور جس سے قابل رشک وسعت قلبی کا اظہار ہوتا ہے پڑھ کر ذیل کے امور پر چند ایک استفسار پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) آپ فرماتے ہیں کہ حدیث میں تو بچوں کے متعلق الفطرۃ پر پیدا ہونے کا ارشاد ہے اور نبی کریم صلعم نے تو مشرکوں اور کفار کے بچوں کو بھی جنت کا وارث قرار دیا ہے لیکن احراری مولویوں کا یہ نمونہ ہے کہ جماعت احمدیہ جیسے حقیقی مسلمانوں اور خدام اسلام کے نابالغ بچوں کے اسلامی قبرستان کے اندر دفن ہونے سے ان کا دین و ایمان باقی نہیں رہتا۔ مجھے آپ کے اس استدلال سے کامل اتفاق ہے۔ لیکن آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ "فتح المصلی" یعنی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جو محمد افضل خاں قادیانی کی تالیف ہے اس کے صفحہ ۳۷۶ پر غیر احمدی خورد سال بچوں کا جنازہ ناجائز ہونے کی وجہ کے عنوان سے بحوالہ ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ لکھا ہے کہ کفار کے بچوں کی نسبت جو خوردسالی میں مر جاویں جو کچھ تعلیم اسلام نے دیا ہے وہ دراصل اسی قاعدہ کی رو سے ہے کہ بوجہ اس کے کہ الولد سر لابیہ بیٹا اپنے باپ کا تابع ہوتا ہے اس کی استعداد اس۔۔۔ میں حضرت صاحب نے تو کفار کے بچوں کے متعلق یہ فرمایا تھا مگر قادیانی مولف صاحب نے عنوان میں غیر احمدی خورد سال بچے لکھ کر دوسرے مسلمانان غیر از جماعت کے بچوں کو بھی اس میں شامل فرما لیا ہے۔ اور ایک لحاظ سے یہ درست بھی ہے۔ کیونکہ غیر احمدی جب ان کے نزدیک سب بلا استثنا کافر ہیں۔ تو ان کے سال چھ مہینے کے بچے بھی کافر ہوئے۔ اور جب وہ کافر ہوئے تو ان کو اسلامی قبرستان یا احمدی قبرستان میں دفن کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہوا کہ جب غیر احمدی جواب میں احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں تو وہ احمدی بچوں کو اسلامی قبرستان میں کیسے دفن کر دیں گے۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا قادیان میں احمدی قبرستان میں غیر احمدیوں کو دفن کرنے دیا جاتا ہے؟

(۲) آپ فرماتے ہیں کہ بقول احرار اگر قادیانی منافق بھی ہیں۔ تب بھی یہ سلوک جائز نہ تھا۔ لیکن سوال منافقت کا یہاں پیدا ہی نہیں ہوتا قادیانی احمدی غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور غیر احمدی انہیں کافر شمار کرتے ہیں۔ پس یہ تو کفر و اسلام کا فرق ہوا۔ پس اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ تو عبداللہ بن ابی منافق کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت سرور عالم نے ان کا جنازہ پڑھا ہے۔ وہ عبداللہ جو رئیس المنافقین تھا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ حضور سرور عالم نے اس نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی جو اسلام بھی نہ لایا تھا۔

(۳) یہ تو احمدی غیر احمدی کا سوال ہوا۔ اب لیجئے قادیانی احمدی ایسے احمدی کو جو ان کی جماعت سے نکل کر لاہوری جماعت میں شامل ہو جاتے "مرتد" کہتے ہیں۔ حالانکہ اصطلاحی لحاظ سے مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام چھوڑ دے۔ جب ایک ایسی جماعت کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود کو مجدد اور ظلی نبی بھی مانتی ہے قادیانی احمدیوں کا یہ سلوک ہے تو ان کا سلوک غیر احمدیوں یا احرار کے ساتھ تو کہیں بدتر ہوگا۔ اور اگر اس کے جواب میں احرار قادیانی حضرات لازماً تو لاہوریوں کو بھی اسی لپیٹ میں لاتے ہیں) کو کافر سمجھیں اور ان سے وہی سلوک روا رکھیں جو خود احرار سے روا رکھا جاتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ کوئی تعجب کی بات ہے۔

ان سب امور سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ میں احرار کے اس طرز عمل کو پسند کرتا ہوں۔ نہیں بلکہ اس کو نہ صرف سخت نفرت اور حقارت کے ساتھ دیکھتا ہوں۔ بلکہ اسے بالکل تعلیم اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اور میں تو اس مسلک کا ہوں کہ اگر دوسروں کی طرف سے بدسلوکی بھی ہو تب بھی اس آیت قرآنی کے ماتحت کہ ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم جس قرآن پاک نے دشمنوں کو دوست اور گرم جوش دوست بنا دینے کا طریقہ تعلیم دیا ہے۔ اس نے اس میں مسلمانوں کا مسلمان بھائیوں کو مخلص اور دلی دوست بنانے کیلئے کیا کچھ نہیں بتایا؟

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ احرار کا طرز عمل غیر اسلامی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ قادیانیوں کی طرف سے ایک روڑہ پھینکا جاتا ہے اور اس کے جواب میں احرار کی طرف سے پتھروں کی بارش کی جاتی ہے کاظمین الغیظ والعافین عن الناس تو درکنار انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم دونوں طرف سے مفقود ہے۔ حدیث شریف لایومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ تو درکنار رہی اسلامی احکام قرآن سے بھی روگردانی ہو رہی ہے۔ قرآن شریف کا ارشاد اس وقت کے اہل عرب اور اب تمام عالم کیلئے یہ تھا کہ واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا یعنی اس وقت وہ لوگ آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے مگر میں تو آج دیکھتا ہوں کہ مسلمان آگ کے گڑھے کے اندر پڑے ہوئے ہیں اور دنیا کے تضحیک و تمسخر کا سامان بن رہے ہیں۔ اے خدا ہمیں توفیق بخش کہ ہم مسلمان اور مومن بنیں اور ایسے مومن نہ بنیں جیسے مومن بننے کا بعض اعراب کو دعویٰ تھا اور ان کے متعلق ارشاد ہوا کہ قالت الاعراب اٰمنا۔ قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنی ایمان تو تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اے خدا ہماری مدد کر۔ اور اے مسلمانو! خود بھی اپنی مدد آپ کرنے کا تہیہ کر لو۔ سب کامیابیاں خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ آمین ثم آمین۔

(ایک غمزدہ)

بندہ لقمان ہے از کلیات نا بکا

پیغام صلح

ہمارے غمزدہ دوست نے جن امور کی طرف توجہ دلائی ہے وہ فی الواقعہ قابل غور اور لائق توجہ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ احراری فتنہ انگیزوں کو قادیانی معتقدات اور طرزِ عمل نے بظاہر ایک حد تک جواز کی صورت مہیا کی ہے۔ لیکن یہ جواز ایسا ہی ہے۔ جیسے بعض جگہ ہندوؤں کے اس فعل شنیع کے [illegible] کہ انہوں نے سور کی لاش ایک اسلامی مسجد میں پھینک دی [illegible] گائے ذبح کر کے اسے ہندو مندر میں جا پھینکا۔ ظاہر ہے کہ نہ [illegible] صورت جائز ہے اور نہ یہ۔ مکافات کے طور پر بھی ایسا فعل کبھی [illegible] جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ قادیانی بے شک تمام مسلمانوں کو کافر [illegible] ان کے بچوں کا جنازہ تک ناجائز قرار دیتے ہیں اور [illegible] مثلاً اس وقت تک سامنے نہیں۔ تاہم غالباً وہ بھی اپنے [illegible] میں کسی مسلمان بچے کی نعش دفن کرنے کی اجازت دینے [illegible] ہوں گے اور اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ ایک [illegible] بہشتی مقبرہ کی شرائط صادق نہ آتی تھیں غلطی سے [illegible] اور بعد میں غلطی معلوم ہونے پر اس کی نعش اکھاڑ کر [illegible] میں دفن کی گئی۔ تو یہ عملی مثال احرار کے فعل شنیع سے بھی [illegible] اور شرمناک ہے۔ تاہم جیسا کہ ہمارے غمزدہ دوست نے [illegible] ایسا فعل شنیع بطور مکافات بھی جائز نہیں۔ کم از کم [illegible] دونوں فریق کرتے ہیں۔ وہ اس کو کسی طرح جائز قرار [illegible] سمجھتے کہ کس طرح ایسے انسانوں کو انسانیت کے [illegible] جن کے اندر سے انس کا مادہ اس حد تک مفقود [illegible] مردہ بھائی بلکہ مردہ بہن کی بے حرمتی سے بھی انہیں [illegible]

بالفرض اگر قادیانی معتقدات کو احراری [illegible] وجہ جواز بھی قرار دیا جائے تو سوال یہ ہے کہ [illegible] ہے کہ احراری فتنہ انہیں بھی اپنے دائرہ میں لئے بغیر [illegible] استثنا کسی بھی احمدی کو اسلامی سلوک کا مستحق قرار [illegible] جماعت لاہور کی طرف سے کوئی ایسی حرکت آج تک [illegible] کوئی ایسا فتویٰ شائع ہوا۔ جو کسی کی دل آزاری یا توہین کا [illegible] احرار کی فتنہ انگیزیوں اور تکفیر کے باوجود وہ انہیں [illegible] کو مسلمان سمجھتی ہے

ایسی حالت میں کون انصاف پسند اور حق گو انسان [illegible] عمل کو کسی طرح جائز قرار دے سکتا ہے۔

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔ اے۔ پی۔ سی۔ ایس

باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۹۰ جانشینی سال ۱۹۳۶ء

معاملہ درخواست دیوان پربھداس ولد دیوان [illegible] ٹھیکیدار سکار پور حال کوئٹہ۔ برائے عطائے سارٹیفکیٹ [illegible] نسبت وصولی قرضہ بابتی مسماۃ پاربتی بائی متوفیہ زیر دفعہ ۲۷۲۔ ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

معاملہ صدر سائل نے درخواست برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ بابتی [illegible] بابتی شریمتی پاربتی بائی متوفیہ زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لیے بذریعہ [illegible] ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ کسی کو عذر [illegible] ہو وہ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ [illegible] پیش کرے

آج بہ دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا

دستخط حاکم   مہر عدالت

انجمن یا جماعت؟

جماعت احمدیہ لاہور پر مخالفوں کے اعتراضات

کیا یہ جماعت فرقہ وارانہ اصولوں پر قائم ہے؟

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب)

جماعت احمدیہ لاہور کی توسیع میں جو امور باعث رکاوٹ ہیں ان میں سے ایک بڑا قوی سبب وہ غلط خیال ہے جو اس وقت اس جماعت کے متعلق عام دلوں میں جاگزیں ہو چکا ہے۔ خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ میں اور وہ خیال یہ ہے کہ یہ جماعت ایک مقصد یعنی اشاعت اسلام کے لئے محض ایک انجمن کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ میرے ایک غیر از جماعت دوست نے جو ڈاکٹر بھی ہیں۔ میری دعوت دربارہ شمولیت جماعت پر مفصلہ ذیل اعتراض کیا۔

سوال۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بے شک تبلیغی میدان میں دین اسلام کی بہترین خدمت سرانجام دے رہی ہے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ اس انجمن کی ممبری کے لئے وہ قواعد رکھے گئے ہیں جو کسی دوسری انجمن کے اصولوں میں نہیں۔ مثلاً ہر انجمن جو کسی خاص مقصد کے لئے قائم ہوتی ہو۔ نئے ممبر سے داخلہ کے وقت یہ اقرار تو لے گی کہ وہ حتی المقدور اس کام میں امداد دے گا اور کوئی رقم ماہوار چندہ کی انجمن کے خزانہ میں ادا کرتا رہے گا۔ لیکن اس سے اس قسم کا کوئی اقرار نہیں لیا جاتا۔ کہ تم فلاں مسئلہ میں فلاں عقیدہ رکھنا اور فلاں امر میں یہ مسلک اختیار کرنا۔ انجمن کے نظام میں یہ کہاں داخل ہوا کرتا ہے کہ وہ اپنے ممبروں کے اعتقادات و اعمال کی جانچ پڑتال کیا کرے یا ان کے متعلق ان سے کسی قسم کا اقرار لے۔ مگر برخلاف اس کے آپ کی احمدیہ انجمن کا کوئی شخص ممبر نہیں بن سکتا۔ جب تک وہ خصوصی عقائد دربارہ وفات مسیح اور نزول مسیح اور دربارہ حضرت مرزا صاحب اختیار نہ کرے۔

میں آپ کی انجمن کا ممبر بننے کے لئے بخوشی تیار رہوں اگر آپ کی انجمن تمام انجمنوں کے مسلمہ اصول کے مطابق یہ اعلان کر دے کہ اس کے ممبروں کا فرض بجز چندہ کی ادائیگی کے اور کچھ نہیں۔ باقی تمام امور میں خواہ اعتقادی ہوں یا عملی، ہر ممبر آزاد ہے۔ جو ممبر جس قسم کا اعتقاد رکھے۔ یا جس قسم کا عمل بجا لاوے۔ اس کا اختیار ہے اور انجمن کو اس بارہ میں کسی قسم کا جائزہ لینا مناسب نہیں۔ بلکہ میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر آپ کی انجمن یہ اعلان کر دے تو کثرت سے تعلیم یافتہ طبقہ انجمن کی ممبری کو قبول کر کے اشاعت کے کام میں امداد کا باعث ہو گا۔ پس کیا وجہ ہے کہ آپ خواہ مخواہ اپنی انجمن کے نظام کو فرقہ وارانہ طریق پر چلانے میں جو نہ تو کسی اور جگہ پایا جاتا ہے اور نہ ہی اس سے عام طبقہ کی ہمدردی و سعادت حاصل ہوتی ہے۔

جواب۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے نظام کے انصرام کے لئے ایک منتخبہ کمیٹی مقرر کی ہوئی ہے جس کا نام انجمن ہے اور بلاشبہ یہ وہ انتظام ہے جو اس جماعت نے اپنے روحانی پیشوا و امام حضرت مسیح موعود کی سچی متابعت میں اختیار کیا ہے کیونکہ آپ ہی نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں چودہ منتخب ممبروں کی ایک کمیٹی مقرر کر کے اس کے سپرد جماعت کا مالی انتظام کر دیا تھا۔ لیکن اگر آپ نے یہ خیال کر لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اشاعت اسلام کے عالی مقصد کے لئے باقی انجمنوں کی مانند ایک انجمن قائم کی تھی تو آپ کو بڑی بھاری غلطی لگی ہے جماعت کے انتظامی امور کو ایک قاعدہ کے ماتحت ایک وسیع جماعت کی بجائے چند چیدہ اصحاب کے سپرد کر دینا اس بات کے مترادف نہیں کہ گویا آپ نے اشاعت کی خاطر ایک انجمن بنائی ہے اور گویا آپ کی تمام عہد جدید کا مدعا یہی تھا کہ اشاعت اسلام کے مقصد کے لئے لوگوں کی ظاہری ہمدردی حاصل کر کے انہیں اس کا ممبر بنا لیا جائے۔ جس کا مطلب جیسا کہ آپ نے خود واضح کر دیا صرف یہ ہو کہ ممبروں سے صرف اس قدر تعلق ہو کہ اشاعت کے راستہ میں وہ کچھ چندہ دے دیا کریں ورنہ ان کے اعمال و اعتقادات سے کچھ تعلق و واسطہ نہ ہو۔ آپ کو یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود ایک سچے مصلح ربانی کے مانند دنیاداروں کے طریقوں پر دین کی خدمت کرنے نہیں آئے تھے۔ دنیاداری اور عام انجمنوں کا طریق بے شک یہی ہے کہ مقصد کے لئے چندہ وصول کر لیا جائے اور اس سے آگے اور کچھ غرض نہ ہو۔ لیکن کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہ طریق ہے جو خدا تعالیٰ کے نبی اور مامور اختیار کیا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں اس لئے کہ محض ایک انجمن کا قائم کر لینا جس سے مقصود ایک عمدہ مقصد کی خدمت ہو۔ مگر جس میں ذہنی اصلاح کا کوئی خیال نہ ہو۔ وہ حقیقی و سچا طریق تبدیلی کا نہیں۔ جس سے دنیا کے قلوب خدا تعالیٰ کی رضا کے طالب بن جائیں۔ اصل مطلب جو حقیقی رہنماؤں کے پیش نظر ہوا کرتا ہے وہ تو اندرونی تبدیلی اور قلبی انقلاب ہے۔ یعنی اندرونی پاکیزگی اور دلی صفائی اور منتہائے نظر خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے احکامات کی تابعداری ہے کیا یہ عظیم الشان مقاصد اس صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ دنیادارانہ طرز پر نمود و نمائش کے لئے ایک انجمن قائم کر دی جائے۔ جس کے ممبروں سے چندہ لے لینا اصل غرض ہو اور ان کے اعتقادات و اعمال سے کچھ واسطہ نہ ہو مثلاً کیا آپ سچے دل سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ غیر مسلم دنیا اسلام کی صداقت کی قائل اس رنگ میں ہو گی کہ ایک انجمن اسلام کی تائید و نصرت میں اعلیٰ درجہ کے لٹریچر تو شائع کرے اور فصیح اللسان مقرر تو اطراف دنیا میں بھیجے۔ مگر اس کے اپنے ممبروں اور کارکنوں کی مجموعی حالت اسلام کے صحیح اعتقادات و اعمال سے کوئی مناسبت نہ رکھتی ہو۔ یا اس صورت میں تبلیغ اسلام کا عالی مقصد اپنے حقیقی معنوں میں ادا ہو گا کہ جو جماعت اس عالی مقصد کی حامل ہو وہ نہ صرف اپنے اقوال و کتب سے بلکہ اپنی زندگی اور نمونہ سے باعث کشش ہو۔

اسلام کی ترقی میں سب سے بڑی روک

مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے جماعت کے پہلو کو نہایت سطحی نگاہ سے دیکھا ہے اور اس کی انتہائی اغراض اور اس کے عمیق اثر کو مطلق نظر انداز کر دیا ہے۔ گویا یوں دکھائی دے رہا ہے کہ آپ کے نزدیک دین اسلام کی ترقی کا مطلب یہ ہے کہ لوگ خصوصاً غیر مسلم اقوام اس دین کے اصولوں کو عمدہ کتب میں پا لیں یا یہ مقررین و مناظرین کے منہ سے سن کر اس کی خوبی کے معترف تو ہو جائیں۔ لیکن اس پر عمل پیرا نہ ہوں۔ بھلا آپ غور کیجئے کہ آپ کے سوال کا بجز اس کے اور کیا مطلب نکلتا ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ جماعت کے ممبر خواہ کچھ اعمال و اعتقاد رکھیں اس سے کسی کو تعرض نہ ہو۔ صرف مقصد چندہ وصول کر لینا ہو تو اس کے معنے تو یہی ہوئے کہ اسلام کے اصول عمل کے لئے نہیں بلکہ محض تفریح و تفنن کی خاطر ہیں کیونکہ اگر اس جماعت کے ممبروں کی حالت جو دین کی اشاعت کے لئے قائم ہے نہ صرف دین کے اصولوں کے مطابق نہیں۔ بلکہ کسی کو حق بھی نہیں پہنچتا کہ اس میں باز پرس و نکتہ چینی کر سکے۔ تو پھر غیر مسلم کیونکر ان پر عمل پیرا ہوں گے۔ بلکہ صاف ظاہر ہے کہ اگر ایک مذہب کے اصولوں اور اس مذہب کے پیروؤں کے عمل میں ایک بہت بڑا تفاوت ہے تو یہ تفاوت غیروں کے لئے ایک روک اس مذہب میں داخل ہونے کے لئے بن جائے گا کیا یہ سچ نہیں کہ آج دنیا کے راستہ میں اسلام کی طرف آنے کے لئے اگر کوئی روک ہے تو وہ ہم مسلمانوں کے خود گندے اعمال و اعتقادات ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ آج سے پچاس برس قبل مذہب اسلام کی نسبت وہ غلط فہمیاں موجود تھیں کہ ایک عالم میں اس مذہب کے اصولوں سے تنفر کا ایک طوفان اٹھا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اپنے مصلح کو مبعوث کیا

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر مسلمانوں کو ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے عین وقت پر اپنی سنت قدیمہ کے مطابق اپنے سچے مصلح کو بھیج کر دنیا میں اس مذہب کے متعلق وہ صحیح علم پیدا کر دیا جس سے طوفان جہالت کا اندھیرا مٹتا ہوا دکھائی دے رہا ہے اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ باوجود مسلم قوم کی ناگفتہ بہ حالت کے ایسی سعید روحیں ہر قوم میں موجود ہیں جو حق کی جھلک کو دیکھ کر علی الاعلان پکار اٹھتی ہیں کہ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ لیکن یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ اگر اس وقت مسلمان قوم من حیث الجماعت اسلام کے صحیح اصولوں پر عملی طور سے گامزن ہو تو اس دین کی ترقی چند سالوں کے اندر ایسی سرعت سے ہو۔ جو دوسری صورت میں یعنی محض کتب کی اشاعت سے صدیوں میں ہونی بھی محال ہے۔ پس آپ کیونکر یہ کہتے ہیں کہ اشاعت کا عالی مقصد ایک انجمن کے قیام سے وابستہ ہے نہ جماعت کے پیدا کرنے سے؟ اور یہ کہ ہمیں صرف یہی ضرورت ہے کہ چندہ ادا کر دیا کریں۔ مگر اپنی عملی حالت کو دیکھنے اور اس کو اسلامی اصولوں پر لانے کی ضرورت نہیں؟

مسلمانوں کی موجودہ حالت

اسی ہندوستان کی حالت کو اس وقت ملاحظہ کریں۔ کیا اس وقت آٹھ کروڑ انسان اسلام کی دہلیز پر کھڑا نہیں؟ وہاں اگر کوئی روک ہے تو یہ کہ وہ اپنے مذہب کو تبدیل کر کے کس قوم میں شمولیت اختیار کریں۔ کیا ایسی قوم کے اندر آ شامل ہوں۔ جن کی آسمانی کتاب تو یکجہتی رواداری اور اخوت کا بہترین درس دیتی ہے۔ مگر جن کا خدا نما عمل یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے انتہا درجہ کا متعصبانہ و وحشیانہ سلوک ہو رہا ہے؟ کیا ایسی قوم سے تعلق جوڑیں۔ جن کی کتاب تو غیروں کو بھی دعوت اتحاد دیتی ہے مگر جو اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنے بھائیوں کو کفر میں دھکیل رہے ہیں؟ اچھوت اقوام کے لئے مسلمان قوم کا کون عملی محرک ہو سکتا ہے کہ وہ ان کا مذہب قبول کریں۔ کیا قومی نظام اور جماعتی طاقت اس قسم کی ہے کہ کوئی گری ہوئی قوم تعلق لگانے سے بلند ہو سکے؟ کیا اعلیٰ اخلاق کی وہ شان نمایاں

زندگیاں چھپا کر رہی ہیں کہ غیر ان کے باعث مرعوب و مسحور ہو جائیں؟ آپ فرماتے ہیں کہ جماعت میں شمولیت کے لئے اعتقاد و اعمال کے متعلق عہد کیوں لیا جاتا ہے اور کیوں کسی ممبر سے اس بارہ میں تعرض کیا جاتا ہے۔ مقصد تو چندہ لینا ہے جس سے کتب شائع ہو جائیں اور مشن چلتے رہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ کونسی اعلیٰ خدمت دین کی ہے جس سے دنیا میں انسانوں کے اعمال اثر پذیر نہ ہوں

اندرونی انقلاب

دراصل آپ نے یہ سمجھا ہی نہیں کہ دین اور مذہب کی انتہائی غرض کیا ہے۔ وہ کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ انجمنیں یا سوسائٹیاں جو نسل انسانی کی خدمات بجا لاتی ہیں وہ بھی عمدہ بات ہے۔ لیکن جو انقلاب سچے مذہبی ریفارمر پیدا کرنے آتے ہیں وہ بکلی اور سچے روحانی ہیں۔ انقلاب کی بنیاد لوگوں کے دلوں سے شروع کرتے ہیں اور جب دل میں سچی تبدیلی پیدا ہو جائے تو اس کا اظہار ظاہر افعال کے ذریعہ بھی ظاہر ہو جایا کرتا ہے۔ مگر انجمنوں کے نظام کو دلی تبدیلی سے کچھ علاقہ نہیں۔ ان کے قیام کا مقصد تو ظاہر رنگ میں ایک کام کا کر دینا ہوا کرتا ہے خواہ اس کا محرک دل کی سچی خواہش اور تڑپ ہو۔ یا دنیا کی نمود و نمائش۔ مذہب انسان کو خدا تک پہنچاتا ہے اور اسی لئے اس کا منتہائے نظر خدا کی رضا کی راہوں پر چلانا ہے خواہ اس سے انسان سوسائٹی میں ذلیل و خوار ہی کیوں نہ ہو جائے لیکن انجمنوں کی تحریک کا باعث دنیا کی تحسین و آفرین کا حاصل کرنا اور عام سوسائٹی میں مقبول و معزز بن جانا ہے۔ خواہ اس سے اصل سچائی اور صداقت اور الٰہی راہوں سے دور ہی کیوں نہ ہٹنا پڑے اور واقعات میں اکثر دفعہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اب کیا آپ کا یہ منشاء ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور اپنی قبولیت عام کے خیال کو مدنظر رکھ کر نہ الٰہی رضا اور صداقت کا خیال کر کے اپنے ممبروں کے سچے اعتقاد و اعمال کا جائزہ نہ لیا کرے۔ بلکہ اس کی اصل غرض چندہ لینا ہو؟ کیا آپ کا یہ خیال صحیح ہے کہ جو جماعت خود صداقت دیانتداری کو مضبوطی سے نہ پکڑے گی بلکہ لوگوں کے ڈر یا رعب کے باعث اسے چھپائے گی۔ وہ دنیا میں صحیح معنوں میں صداقت کی علمبردار بن سکے گی؟ کیا دین کی اشاعت اور اسلام کی سچی ترقی کے یہی معنی نہیں کہ دنیا میں لوگوں کی زندگیوں میں صلاحیت پیدا ہو یعنی وہ صداقت و حق گوئی کے مقابل کسی امر کا خوف دل میں نہ رکھتے ہوں پھر یہ کیونکر آپ نے کہہ دیا کہ ایک جماعت وقف تو اسلام کی اشاعت پر ہو۔ مگر اسے اس سے غرض نہ ہو کہ اسلام کے اصول عملی زندگی میں رائج ہو رہے ہیں یا نہ۔ اور اگر اشاعت دین کے صحیح معنے ان اصولوں پر عمل پیرا ہونا ہے تو پھر کیا وجہ کہ غیر اقوام سے ہم یہ توقع رکھیں کہ وہ تو اس مذہب میں داخل ہو کر اس کے اصولوں کو اختیار کریں۔ مگر ہم خود اس سے مستثنیٰ رہیں۔ دنیا کی اقوام سے تو ہم یہ چاہیں کہ وہ مادیت و دنیا پرستی کو چھوڑ کر روحانیت کے اصولوں پر کاربند ہوں مگر خود ہمارا دل دنیا پرستی کے تار و پود میں بندھا ہوا ہو۔ مدنہ صرف ہم دنیا پرستی و باطل پرستی کو کبھی چھوڑنا ہی نہ چاہتے ہوں۔ بلکہ اس بات کو بھی قابل اعتراض ٹھہرائیں کہ ہمیں اس کے متعلق باز پرس بھی کیوں کی جاتی ہے۔ کیا یہ دین کی اشاعت کا وہ راستہ ہے جو خدا تعالےٰ کے برگزیدوں نے اختیار کیا۔ یا ایسے اشخاص کا وضع کردہ ہے جو خود تبدیلی پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ مگر یہ ضرور خواہش کرتے ہیں۔ کہ دوسرے لوگ تبدیل ہو جائیں

تعلیمیافتہ طبقہ کی حالت

میں نے آپ کے اس سوال پر بہت غور کیا۔ مگر میں بجز اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ کہ آج کا روشن خیال مسلمان اسلام کے اصولوں کو صحیح و سچا تو مانتا ہے اور وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ اس مذہب کی ترقی ہو۔ اسے یہ دکھلائی دے رہا ہے کہ اس دین کی بنیادیں محکم علمی اصولوں پر قائم ہیں اور اس لئے آخرکار یہ دنیا کو فتح کر کے رہیگا مگر اسے یہ پسند نہیں کہ وہ اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا کرے۔ اس کیلئے اس دشوار گذار گھاٹی کا طے کرنا کہ اسلام کے اصولوں پر وہ خود عمل پیرا ہو ناممکن ہو گیا ہے۔ وہ خود چلنا نہیں چاہتا۔ مگر یہ خواہش ضرور رکھتا ہے کہ دوسرے عمل پیرا ہوں۔ جماعت احمدیہ لاہور کے مسلک پر جس قدر اعتراض ایسے اصحاب کی طرف سے کئے جاتے ہیں جو دل سے اس زمانہ میں اشاعت کے مقصد سے متفق ہیں۔ ان میں سے اکثر سوالات کی بنیاد اس امر پر مبنی ہے کہ بیشک اسلام سچا و صحیح مذہب ہے اور غیر اقوام کو اسے قبول کرنا واجب ہے مگر ہم خود اسے عملاً قبول کرنے کی طاقت و ہمت نہیں رکھتے

جماعت احمدیہ میں داخلہ کی شرائط

آخر اس بات کا مطلب اور کیا ہے کہ جب اسلام کی اشاعت کا سوال غیر مسلم اقوام میں ہو تو بہتیرے ایسے نکلیں گے جو اگرچہ زیادہ قابل قدر نہ سہی تاہم کچھ نہ کچھ قربانی کر کے رہیں گے لیکن جب ان کے سامنے اشاعت اسلام کا دوسرا اصلی پہلو یعنی اپنی تبدیلی کا سوال ہو تو ہزاروں سوالات اور اعتراض دل میں پیدا ہوں۔ ایسے معترضین اگر حضرت مسیح موعود کے دس شرائط بیعت کو ایک نظر دیکھ لیتے تو انہیں بخوبی معلوم ہو جاتا کہ جماعت میں شمولیت کیلئے کونسی شرائط ہیں۔ کیا داخلہ کے وقت یہ اقرار لیا جاتا ہے کہ میں فلاں فقہی مسئلہ کو فلاں رنگ میں مانونگا اور فلاں آیت کے یہ معنی کرونگا؟ کیا کم از کم اس میں یہ ہی موجود ہے کہ میں حضرت عیسےٰ کو وفات یافتہ مانونگا اور حضرت مرزا صاحب کے تمام دعاوی تسلیم کرونگا۔ حالانکہ جو شخص اس جماعت میں شامل ہوتا ہے وہ لازماً حضرت عیسےٰ کو وفات یافتہ تسلیم کرتا ہے اور ضرور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو صحیح سمجھتا ہے لیکن شرائط بیعت میں اس کا ذکر نہیں۔ چہ جائیکہ ہی وہ امور ہوں جن کے ماننے سے کوئی اصل معنے میں احمدی ہو جائے بلکہ وہاں تو دو امور نمایاں نظر آتے ہیں۔ ایک رضا الٰہی کی پیروی۔ دوسرا مخلوق سے ہمدردی۔ ہاں ان کے حصول کا طریق کتاب اللہ و سنت رسول سے سیکھنا ہے۔ دس شرائط بیعت دراصل کیا ہیں ایک سچی تبدیلی کے قلبی اقرار کا زبان سے اظہار۔ کس قسم کی تبدیلی کا؟ کوئی مسائل کا ذکر نہیں بلکہ سراسر عمل اور زندگی کو قرآنی احکامات کے ماتحت چلانے کا عہد۔

خلاصہ دس شرائط ملاحظہ ہوں:۔

(۱) مرتے دم تک ہر قسم کے شرک سے اجتناب۔

(۲) جھوٹ، زنا، بدنظری، ہر قسم کے گناہ معصیت، ظلم، بددیانتی، بدامنی، بغاوت کے طریقوں سے پرہیز

(۳) بلاناغہ پنجگانہ نماز موافق حکم خدا و رسول ادا کرنے کا عہد اور حتی الوسع تہجد پڑھنے کا اقرار

(۴) مخلوق خدا اور خصوصاً مسلمانوں کی ایذادہی سے اجتناب

(۵) خدا سے وفاداری کا نبھانا ہر حالت دکھ و سکھ میں۔

(۶) رسوم کو ترک کر دینا۔ قرآن کے احکام کے ماتحت کلی تابعداری اختیار کرنا یعنی قال اللہ و قال الرسول پر عمل پیرا ہونا

(۷) کبر و نخوت سے اجتناب، عاجزی، مسکینی اور فروتنی کی زندگی بسر کرنا۔

(۸) دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ اپنی زندگی۔ اپنے مال، اپنی عزت، اپنے بیوی بچوں اور اعزہ و اقربا سے دین کو زیادہ عزیز رکھنا

(۹) جمیع بنی نوع سے محض للہ محبت رکھنا اور ان کی بھلائی حتی الامکان طریق سے کرنا۔

(۱۰) عہد اخوت حضرت مرزا صاحب سے در طاعت معروف باندھنا اور اسی عہد میں ایسی ثابت قدمی دکھلانا کہ کسی اور دنیاوی رشتہ میں اس کی نظیر نہ ہو۔

اب آپ ہی خدارا بتلائیں کہ کہاں یہ امر کہ ممبران جماعت احمدیہ اپنے مسلمان بھائیوں سے صرف یہ اقرار لیتے ہیں کہ تم انجمن کے ممبر بنکر اس قدر چندہ دو۔ اور کہاں یہ عہد جو اوپر کی شرائط میں مذکور ہے۔ ایک جگہ چند پیسے دینے کا سوال ہے دوسری جگہ اپنا دل اور دماغ اور جذبات اور مخفی خیالات میں سچی اور پاک تبدیلی کا مطالبہ! ایک جگہ مخلوق کی خوشی کیلئے یا دنیاوی وجاہت یا عزت کے خواہش کے جذبہ سے متاثر ہو کر بصد مشکل چند پیسے دینا ہے۔ دوسری جگہ محض خدا کی رضا کے حصول کی خاطر اپنی ساری زندگی میں نمایاں انقلاب لانے کا اقرار ہے۔ ایسا اقرار جو تمام مذہب کی روح اور ساری نیکیوں کا لب لباب لئے ہوئے ہے۔ اب آپ ہی فرما دیں۔ کہ ایک کو دوسرے سے کیا نسبت اور کونسا واسطہ؟

خداپرستی اور دنیاپرستی

دراصل غور کیا جائے تو جس رنگ میں آپ ایک انجمن کا قیام چاہتے ہیں اور جس طرز پر حضرت مرزا صاحب نے ایک جماعت بنانی چاہی تھی۔ ان دونوں میں ایک ہی فرق ہے یعنی انجمن کا قیام دنیا دارانہ طریقوں پر ہوا کرتا ہے اور ایک دینی جماعت کی بنیادیں خداپرستی کے مضبوط ستون پر استوار ہوا کرتی ہیں۔ بیشک یہ صحیح ہے کہ انجمنوں میں بھی نیک اور خداپرست لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اور وہ مخلوق کی ہمدردی کے جذبہ سے متاثر ہو کر بھی اختیار کرتے ہیں لیکن نمایاں اور غالب پہلو دنیاپرستی کا ہی ہوا کرتا ہے۔ وہی امر اختیار کیا جاتا ہے جسے عام طور پر نیک سمجھا جائے اور ہر اس بات سے اجتناب کیا جاتا ہے جس سے پبلک کی مخالفت کا اندیشہ ہو اور دوسرا یہ کہ نصب العین انسانوں کے اعلیٰ اخلاقی جوہروں کو نشوونما دینا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی نیک ہے تو فبہا۔ اگر کوئی معصیت میں غرق ہے تو انجمن کے پیش نظر یہ نہیں کہ وہ اس گند سے نجات حاصل کرے برخلاف اس کے ایک دینی جماعت کو اس سے کچھ غرض نہیں کہ اس کے کسی فعل کو دنیا کس نظر سے دیکھتی ہے۔ آیا اسے اعلےٰ و بلند مقصد میں منہمک دیکھ کر عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے یا اپنی جہالت اور نقص کے باعث اسے انتہا درجہ ذلیل و رسوا کرنے کا تہیہ کر لیتی ہے۔ دینی جماعت کے سامنے تو کسی کام کے کرنے کے وقت صرف ایک ہی سوال ہوگا۔ کیا اس امر میں رضا الٰہی مدنظر ہے؟ اگر ایک حکم خداوندی کی بجا آوری میں یا حق و صداقت پر ثبات و قیام کی وجہ سے جماعت کو اپنی ہر چیز قربانی کرنی پڑے۔ تو اس کے اختیار کرنے میں اسے ذرہ بھر کا پس و پیش نہ ہوگا۔ اور دوم یہ کہ دینی جماعت کا منتہائے نظر صرف یہ ہوگا کہ اس کے افراد کے اندر اخلاقی جوہر بطریق اولیٰ نشوونما پائیں۔ ایک انجمن کے مفہوم میں کہاں یہ امر داخل ہے کہ اس کے ممبر حق و صداقت کی خاطر ہر ممکن قربانی کریں گے اور کہاں یہ بات آتی ہے کہ زندگی کے ہر پہلو حتیٰ کہ مخفی خیالات اور نہاں در نہاں ارادوں میں بھی خدا کی رضا مدنظر رکھنی ہوگی۔

(باقی آئندہ)

حضرت عیسیٰؑ کی وفات یا حیات کا مسئلہ

خواجہ حسن نظامی، مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ عبداللہ یوسف علی کے متضاد بیانات

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام)

خواجہ حسن نظامی صاحب۔ مولانا ابوالکلام آزاد صاحب اور عبداللہ یوسف علی صاحب کی تحریریں اور واقعات شاہد ہیں کہ فی زمانہ بڑے سے بڑے پیر یا مولوی کو بھی حق بات کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اگر کسی وقت کوئی بھلا آدمی ایک حق بات کہہ بیٹھتا ہے تو بس اس بیچارے کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں اب وہ یا تو حق پر اڑا رہے اور دنیا والوں کی دشمنی برداشت کرے اور یا پھر اپنے الفاظ واپس لے کر سابقہ خیال سے انحراف کا اعلان کرے۔ لیکن ایک پبلک مین کے لئے اپنے ہی قلم سے اپنے اقوال کی تردید کرنا بہت مشکل امر ہے اور پھر تردید بھی ایسے عقیدہ کی کہ جس کو وہ دل سے صحیح یقین کرتا ہے۔ مجبوراً وہ اپنے قلم کو، اپنی عزت اور شہرت کے اثر کو کام میں لاتا ہے اور لوگوں پر الٹا الزام تھوپ دیتا ہے کہ انہوں نے اس کے اقوال کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا۔ مگر دنیا اتنی بیوقوف نہیں کہ اس کے اقوال کا صحیح مفہوم نہ سمجھ سکے۔ بلکہ اس قدر عقلمند واقع [illegible] ہے کہ اس کے اقوال سے اس کے صحیح خیالات کو بھانپ لیتی ہے۔

اس وقت میں ایسے ۳ مشہور و معروف بزرگان قوم کی تحریر قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جنہوں نے پہلے اپنی تحاریر میں حضرت عیسیٰ کی وفات کو تسلیم کیا ہے لیکن بعد میں جب پبلک مخالفت ہوتی نظر آئی تو ان کو مطمئن کرنے کے لئے دوسری قسم کی گول مول تحریریں شائع کر دیں۔ ان میں سے پہلے بزرگ ایک مشہور عالم سجادہ نشین حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی ہیں۔ دوسرے امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد و تیسرے جناب عبداللہ یوسف علی صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور ہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کی دو متضاد تحریریں

تحریر اول دربارہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام منقول از روزنامچہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۵

حضرت عیسیٰ کی لاش۔ اخباروں میں چھپا ہے کہ بیت المقدس میں کسی جرمن نے ایک مقام کو کھودا تو وہاں سے چند تابوت برآمد ہوئے ایک تابوت پر یسوع بن یوسف اور ایک تابوت پر مریم اور چند تابوتوں پر حضرت عیسیٰ کے حواریوں کے نام پرانے حرف اور زبان میں لکھے ہوئے ہیں اور لاشوں کے نکلنے سے تمام یورپ میں ہلچل پڑ گئی ہے کیونکہ یورپ والے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے تھے۔ قرآن مجید سے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تردید ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں یہ آیت موجود ہے۔ انی متوفیک ورافعک الی۔ اے عیسیٰ میں تجھ کو وفات دینے والا ہوں اور اپنے پاس تجھ کو رفعت اور بلندی دینے والا ہوں۔ اس آیت سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہوتی ہے البتہ ایک دوسری آیت میں یہ بھی ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ یہودیوں نے نہ حضرت عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ سولی دی۔ بلکہ وہ شبہ میں پڑ گئے۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر نہیں چڑھے البتہ اپنی موت سے مرے اور آسمان پر چڑھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ آسمان کے اوپر چلے گئے۔ بلکہ یہ ہے کہ ان کا درجہ خدا کے نزدیک بلند کیا گیا۔

یہ سب تابوت ابھی بیت المقدس میں ہیں اور رکھوالے نہیں گئے ہیں۔"

قارئین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ مندرجہ بالا عبارت نقل مطابق اصل ہے۔ میں نے اس میں قطعاً کوئی کمی یا بیشی نہیں کی۔ بلکہ آیات بھی جس طرح غلط چھپی ہوئی تھیں۔ اسی طرح نقل کر دی ہیں۔ صرف بعض الفاظ کو موٹے قلم سے لکھ دیا ہے۔ خواجہ صاحب کی اس عبارت سے

(۱) یورپ والوں کا یعنی عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے۔

(۲) قرآن مجید سے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تردید ہوتی ہے

(۳) قرآن مجید کی آیات سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہوتی ہے

(۴) عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر چڑھ گئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سچ مچ وہ آسمان کے اوپر چلے گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کا درجہ خدا کے نزدیک بلند کیا گیا۔

بات یہ ہوئی کہ جب حضرت عیسیٰ کے تابوت کا حال اخبارات میں چھپا تو خواجہ صاحب کو خیال آ گیا کہ یہ تو واقعات بھی حضرت مرزا صاحب کے مایہ ناز عقیدہ کی تصدیق کر رہے ہیں۔ کل کو جب تابوت کھولا جائے گا۔ تو مسلمانوں کے بناوٹی عقیدہ کی فوراً قلعی کھل جاویگی اس لئے جھٹ آپ نے بھی اپنا عقیدہ شائع کر دیا۔ لیکن ایک ہی ماہ کے بعد جب چاروں طرف سے ہم مشربوں کے سوالات اور اعتراضات کا دباؤ پڑا۔ تو اس کے خلاف دوسری تحریر شائع کر دی۔ وہ یہ ہے۔

خواجہ حسن نظامی کی دوسری تحریر دربارہ حیات مسیح علیہ۔ منقول از روزنامچہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۳

حیات مسیح کا مسئلہ

بیت المقدس میں حضرت عیسیٰ کا تابوت دستیاب ہوا۔ اس کا تذکرہ کرتے وقت میرے قلم سے ایسے الفاظ نکل گئے۔ جن سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ میں حضرت عیسیٰ کی وفات کا قائل ہو گیا ہوں۔ گویا میں نے قادیانی عقیدہ اختیار کر لیا ہے۔ اجمیر شریف سے اور چند دوسرے مقامات سے بعض مسلمانوں نے اس تحریر کی نسبت سوالات بھیجے ہیں۔ میں جواب میں یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ میں نے قادیانی عقیدہ قبول نہیں کیا۔ میرا وہی عقیدہ ہے جو حضرت عیسیٰ کی لاش لکھتے وقت میں نے قلمبند کیا تھا۔ یعنی میں حضرت عیسیٰ کو جو تھے آسمان پر زندہ تسلیم کرتا ہوں" کیا کہا جائے بڑے آدمی ہیں۔ ان پر کوئی سچے اعتراض بھی کرے تو مجرم قرار دیا جائے۔ ورنہ بات صاف ہے کہ پہلی تحریر میں قرآن مجید کی آیات سے حضرت عیسیٰ کی وفات کو ثابت کیا گیا ہے اور حضرت عیسیٰ کے آسمان پر چڑھ جانے کو عیسائیوں کا عقیدہ قرار دے کر قرآن مجید سے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تردید کی گئی ہے۔ مگر دوسری تحریر میں عیسائیوں کے اس خلاف قرآن عقیدہ کو خود اپنا عقیدہ تسلیم کیا گیا ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

یہ مشاہیر عالم سجادہ نشینوں کا حال [illegible] میں ہیں۔

مولانا ابوالکلام کے دو متضاد بیانات

اب دوسرے صاحب کی اسی قسم کی دو متضاد تحریر [illegible] ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کی پہلی تحریر [illegible] ہند ۹؍ جون ۱۹۳۶ء سید فضل شاہ صاحب کے [illegible] جواب میں

"جو لوگ کہتے ہیں مسلمانوں کے لئے ضروری [illegible] کہ وہ ہر صدی کے کسی مجدد پر ایمان [illegible] پوچھئے کہ یہ حکم کس قرآن میں لکھا ہے۔ اگر [illegible] مقصود وہ قرآن ہے جو محمد الرسول اللہ صلی [illegible] وسلم پر نازل ہوا تو بتلائیے کہ کون سے پارہ کی [illegible] سورت یا آیت میں یہ بات لکھی ہے کہ [illegible] ایک مجدد آئے گا۔ اور مسلمانوں کے [illegible] ہے کہ اس کی معرفت حاصل کریں یا اس پر ایمان لائیں۔ اگر قرآن میں یہ بات نہیں لکھی گئی [illegible] ضرورت ہے کہ اس لغویت میں پڑیں۔ [illegible] کہ مجدد کیا بلا ہوتی ہے۔ ہم جو کچھ [illegible] ہے کہ اللہ کی آخری کتاب اور کامل [illegible] جس کا نام قرآن ہے اور جس کے [illegible] صلعم تھے۔ جو انسان اس پر ایمان لاتا ہے [illegible] بتلائے ہوئے احکام پر عمل کرتا ہے اس کے [illegible] نجات ہے۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں [illegible] اور نہ جاننے کی ہمیں ضرورت ہے۔ [illegible] کہ حصول نجات کے لئے یہ کافی نہیں اور کسی [illegible] ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ یا تو اسلام [illegible] لگاتا ہے۔ یا اسلام کی بو بھی اس نے نہیں [illegible] ہے۔

باقی رہا نزول مسیح کا معاملہ تو یہ ایک [illegible] ہے۔ اگر کسی زمانہ میں مسلمانوں کی نجات [illegible] اس پر موقوف رہنے والی تھی۔ تو ضروری [illegible] سے صاف صاف بیان کر دیتا [illegible] صاف جس طرح اس نے تمام [illegible] بیان کر دی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ قرآن [illegible] مسیح یا آمد مسیح کا موجود نہیں ہے [illegible] کہ ہم اس پر ایمان لائیں یا ایسا کرنے [illegible] ہمارا اعتقاد ہے کہ اب نہ کوئی [illegible] آنے والا ہے نہ حقیقی۔ قرآن [illegible] دین کامل ہو چکا ہے اگر آپ طالب حق [illegible] تو ان جھگڑوں میں نہ پڑیں۔ نہ ان خرافات [illegible] سوالات کیجئے۔ رہیں تو نجات کی تلاش [illegible] نجات کے لئے قرآن کافی ہے [illegible] ہیں جو قرآن نے بتا دئے ہیں [illegible] ہم پڑیں ہی کیوں"

یہ خط اخبار مدینہ کے علاوہ [illegible] بھی شائع ہوا۔ اس خط کا شائع ہونا تھا کہ [illegible] حلقوں میں شور پڑ گیا اور مولانا سے سوالات [illegible] یہ شور و اضطراب لازمی امر تھا [illegible]

باقی جملہ مسلمانان عالم احادیث کو مانتے ہیں، جن کو مولانا نے لغویت میں پڑنا" اور خرافات" وغیرہ الفاظ سے مزین فرمایا۔ چنانچہ ایک صاحب مولوی فرخ حسین . . . . . نے گیا سے مولانا کی خدمت میں ایک خط لکھا جس کا مضمون حسب ذیل تھا:۔

(منقول از مدینہ ۱۳ر جولائی ۱۹۳۶ء صـ۳ـ)

" محترم مولانا۔ اب بہار یاں کی اسلامی پبلک میں آپ کی بابت ایک خلش سی پیدا ہو رہی ہے، جس کا باعث اخبار مدینہ مورخہ ۲۹ر جون ۱۹۳۶ء کا وہ بیان ہے جس میں آپ نے سید محمد شاہ کے خط کا جواب تحریر فرمایا ہے اور جس میں آپ نے یہ لکھا ہے کہ "اس کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کے اعتقاد پر مجبور رہوں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ اب نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے نہ حقیقی"۔ آپ کے اس عجیب کلمات یہاں کی پبلک کے لئے باعث تشویش ہو رہے ہیں اور یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ آپ نزول ابن مریم عیسےٰ کے قائل نہیں معلوم ہوتے۔ جناب والا سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ آپ نزول ابن مریم عیسےٰ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ نزول عیسےٰ ابن مریمؑ سے متعلق جو متفق علیہ حدیث آئی ہے۔ اس کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے"

جب اس قسم کے خطوط آنے لگے اور اخبارات میں بے دے ہونے لگی تو مولانا گھبرائے کہ اب کیا کیا جائے۔ پہلے تو لکھ بیٹھے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ اب نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے نہ حقیقی" نزول مسیح کے مسئلہ کو خرافات اور حدیث مجدد کو لغویت قرار دے چکے۔ اب کیا کریں۔ فوراً ایک گول مول سا جواب مولانا فرخ حسین صاحب کے خط کے جواب میں لکھ بھیجا۔ جس کا مضمون حسب ذیل ہے جس کو میں مولانا کی دوسری تحریر سے موسوم کرتا ہوں:۔

منقول از اخبار مدینہ بجنور مورخہ ۱۳ر جولائی ۳۶ء صـ۳ـ)

"خط پہنچا۔ جن صاحب نے میرے خطوط شائع کئے ہیں اگر وہ ان کے ساتھ اپنے خطوط بھی شائع کر دیتے تو جواب کی پوری نوعیت واضح ہو جاتی۔ تاہم اب بھی مطلب پوری طرح واضح ہے۔ دوبارہ اس امر پر غور کیجئے۔ وہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا جس کی نسبت آپ کو تشویش ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے ایک دوست کا یہ قول نقل کیا تھا کہ دین کی تکمیل حضرت مسیحؑ کے ہاتھوں ظہور میں آئے گی اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کے ظہور پر ایمان لائیں۔ میں نے جواب میں لکھا کہ یہ صحیح نہیں ہے اگر مسلمانوں کی نجات و سعادت آئندہ اس پر موقوف رہنے والی ہوتی۔ تو ضروری تھا کہ اس کا صاف صاف حکم دیا جاتا۔ کیونکہ یہ نہایت اہم معاملہ تھا۔ مگر اس کا کوئی حکم نہیں دیا گیا یعنی نزول مسیح کی جتنی روایتیں ہیں ان سب میں ان کے نزول کو قیامت کے آثار و مقدمات میں سے قرار دیا گیا ہے۔ یہ کہیں نہیں ہے کہ وہ بہ حیثیت رسول کے ظاہر ہوں گے اور ان کے نزول کے بعد شہادتیں میں ایک تیسری شہادت کا اضافہ ہو جائے گا۔ قرآن آچکا۔ دین کا معاملہ کامل ہو چکا۔ اب تکمیل دین کے لئے نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے نہ حقیقی۔ یہیں جو نفی کی گئی ہے۔ وہ کسی ایسے ظہور کی کی گئی ہے جو تکمیل دین کے لئے ہو۔ نفس نزول کی نہیں کی گئی۔ نزول مسیح کی روایات صحاح میں موجود ہیں اور معلوم و مسلم ہیں۔ لیکن وہ بہ سلسلہ آثار قیامت ہیں نہ کہ بسلسلہ تکمیل دین"

اب اس خط کی عبارت پھر پڑھئے۔ عبارت کا سارا زور تکمیل دین اور شرائط ایمان و نجات پر ہے"

مولانا نے پہلے "تکمیل دین" کے الفاظ استعمال نہ فرمائے تھے۔ اسی لئے یہ سمجھا گیا کہ آپ حقیقی مسیح یعنی عیسےٰ بن مریم کی دوبارہ آمد کے قائل نہیں ہیں۔ اسی لئے مولوی فرخ حسین صاحب نے اپنے خط میں تین مرتبہ "عیسےٰ بن مریم" کے الفاظ استعمال کئے اور مزید براں وہ حدیث بھی پیش کی۔ جس میں "ابن مریم" کے الفاظ موجود ہیں۔ مگر مولانا نے اپنے جواب میں ایک مرتبہ بھی صاف لفظوں میں یہ نہیں لکھا کہ حضرت عیسےٰ بن مریم چوتھے آسمان پر بجسد عنصری زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہوں گے۔ نزول مسیح کے تو تمام احمدی قائل ہیں۔* باقی رہا تکمیل دین کے لئے یا شہادتیں ہیں۔ ایک تیسری شہادت کا اضافہ کرنے کے لئے سو اس کے متعلق بھی یہی گذارش ہے کہ کل روئے زمین پر ایک احمدی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ قرآن یا دین نامکمل ہے اور اس کو کامل کرنے کے لئے مسیح آئے گا اور نہ ہی کسی احمدی نے شہادتین کے علاوہ تیسری شہادت قائم کی ہے۔ بانی سلسلہ حضرت مرزا صاحب اپنی کتاب آسمانی فیصلہ کے صـ۳ـ پر تحریر فرماتے ہیں۔

نحرم ما حرم الله ورسوله ونحل ما احل الله ورسوله ولا نزيد في الشريعة ولا ننقص منها مثقال ذرة

یعنی جو کچھ خدا اور رسول نے حرام کیا اس کو ہم حرام جانتے ہیں اور جو کچھ اللہ اور رسول نے حلال کیا۔ اس کو ہم حلال جانتے ہیں اور شریعت محمدیہ میں ہم ایک ذرہ برابر کمی یا بیشی نہیں کر سکتے

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول نہیں۔ مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ایام الصلح صـ۱۳ـ)

پھر فرماتے ہیں:۔

اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کو تبدیل یا تغیر کر سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔

(ازالہ اوہام صـ۱۳۸ـ)

باقی رہا۔ مولانا کا یہ فرمانا کہ آنے والا مسیح بحیثیت رسول ظاہر نہیں ہوگا۔ تو اس کا تو یہی مطلب ہوا کہ حقیقی مسیح نہیں آئے گا کیونکہ وہ تو رسول ہے۔ جو رسول وفات پا چکے ہیں۔ ہم تو ان کو بھی اب تک رسول ہی مانتے ہیں۔ چہ جائیکہ ایک زندہ نبی ہمارے سامنے آ موجود ہو تو ہم اس کی نبوت سے کیونکر انکار کر سکیں گے۔ اب ہم کسی نبی کی نبوت کا انکار کر کے کافر ہو سکتے ہیں تو ایک موجود اور زندہ نبی کی نبوت کا انکار کر کے کس طرح مومن رہ سکیں گے اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا ان کو نبوت سے معزول کر کے امتی کر [illegible] خواہ رسول خدا کا ہی کیوں نہ ہو۔ بہر حال نبی ہے [illegible] عیسےٰ کو نامعلوم زمانہ تک آسمان پر زندہ محفوظ رکھنا اور [illegible] میں نبوت سے گرا کر امتی بنا دینا انہاں کی عقل سے بہی ہے بلکہ [illegible] از روئے شریعت ایک نبی کی توہین بلکہ کفر ہے۔

علامہ عبداللہ یوسف علی کے ترجمۃ القرآن [illegible]

اب تیسری مثال پیش کی جاتی ہے یعنی جناب [illegible] صاحب کی تحریر ترجمۃ القرآن انگریزی میں یا عیسےٰ انی متوفیک و رافعک الی کا ترجمہ کرتے ہوئے موصوف تحریر [illegible]

"[illegible] take thy soul and [illegible] thee Myself."

[illegible] "Read this with (iv. 157) where it is said that [illegible] neither crucified nor [illegible] Jesus, but that another [illegible] killed in his likeness. [illegible] guilt of the Jew remained [illegible] Jesus completed his life [illegible] when he died taken [illegible] God."

ترجمہ۔ اے عیسیٰ میں تیری روح کو قبض [illegible] طرف اٹھاؤں گا۔

حاشیہ۔ اس کو پارہ ۶ / ۱۵۷ کے نوٹ کے ساتھ ملا کر [illegible] جہاں یہ کہا گیا ہے کہ یہودیوں نے نہ حضرت عیسےٰ کو صلیب دیا [illegible] بلکہ ایک اور شخص ان کے شبہ میں مارا گیا۔ مگر یہودیوں پر جرم [illegible] رہا۔ لیکن مسیح نے اپنی زندگی کو پورا کیا اور مرنے کے بعد خدا کی طرف اٹھایا گیا"

اب اس کے بالمقابل ذرا فلما توفیتنی کا ترجمہ [illegible] ملاحظہ فرمالیں

فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شيء شهيد۔

"[illegible] when Thou didst [illegible] me up, Thou wast [illegible] watcher over them, and Thou art a witness to all things."

ترجمہ:۔ جب تو نے مجھے اٹھا لیا۔ تو تو ہی ان پر نگران [illegible] تو ہر چیز پر گواہ ہے

ان دونوں تحریروں کو پڑھ کر تعجب ہوتا ہے [illegible] لفظوں میں مسیح کو وفات شدہ تسلیم کیا گیا ہے اور [illegible] نالپسند کیا۔ بلکہ شاید پریس والوں نے بھی چاہا [illegible] مخالفت کے ڈر سے دوسری تحریر میں گول مول کر [illegible] دیگر متعدد بزرگان ملت کی ہے۔ بقول حسن [illegible]

خاتم الانبیا کے بعد حضرت عیسےٰ [illegible] کیوں
دل میں تو کہتے تھے یہی لب [illegible]

خلافت مآب کے "پرائیویٹ سیکرٹری" کا اقرارِ حق

"پہلے اولیا کو بھی نبی کا نام ملا۔ مگر میں لکھ کر نہیں دیتا"

(از جناب سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام)

شملہ کے پرکیف اور جاذب نظر مناظر بہت سے اصحاب کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور یہاں ایسے لوگوں سے بھی ملاقات کا موقع میسر آجاتا ہے جنہیں ملنا عام حالات میں ناممکن ہوتا ہے

خلافت مآب کے پرائیویٹ سکرٹری شیخ یوسف علی صاحب کو بھی اس دفعہ قسمت یہاں لے آئی۔ ۲۲ رجولائی کی بارونق صبح کو ہمارے محترم دوست شیخ عبدالعزیز صاحب نے انہیں مسئلہ کفر و اسلام پر چھیڑ دیا۔ اور خود دفتر جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ گفتگو میرے ساتھ جاری رہی۔ ان کے سامنے تریاق القلوب، حقیقۃ الوحی وغیرہ کے حوالجات پیش کئے گئے۔ جن میں حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ ہاں تکفیر و تکذیب کر کے نہ ماننے والا اپنے اقرار کے بموجب اس فتوی کا ضرور مستحق ہے۔ شیخ صاحب فرمانے لگے کہ حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔۔۔۔ الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا ہر شخص حضرت مسیح موعود کو مفتری اور کافر کہتا ہے۔" میں نے عرض کیا کہ یہ معنے واقعات کے خلاف ہیں۔ ہر شخص ایسا نہیں۔ میاں سر فضل حسین مرحوم و مغفور کی مثال سوچ لیجئے۔ جنہوں نے کبھی تکفیر و تکذیب نہیں کی۔ حالانکہ اپنے اس رویہ کے باعث مرزائیت نواز بھی کہلائے پھر وہ لوگ بھی ہیں۔ جو حضرت اقدس کے نام سے بھی بے خبر ہیں۔ جیسا کہ حضور نے حقیقۃ الوحی ص۱۶۷ پر عبدالحکیم کے اعتراض کے جواب میں تسلیم فرمایا ہے۔ وہ کس طرح تکفیر و تکذیب کر سکتے ہیں آپ کے پیش کردہ الفاظ کا بھی مفہوم ہے کہ وہ نہ ماننے والا جو مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ اسی فتوی کے ماتحت ہے۔ ورنہ جو لوگ کافر نہیں کہتے۔ ان کے متعلق حضور کا اپنے آخری وقت کا بیان موجود ہے۔ جو سر فضل حسین مرحوم کے سامنے دیا یعنی :-

"جو ہمیں کافر نہیں کہتا۔ ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے"

(بدر ۲ رمئی ۱۹۰۸ء)

اس پر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مسئلہ نبوت کو شروع کر دیا۔ میں نے کہا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہوتے تو یوں نہ لکھتے کہ مجھے کافر قرار دینے والا کافر ہے۔ اور جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے۔ بلکہ یوں فرماتے کہ چونکہ میں نبی ہوں۔ اس لئے ہر وہ شخص جو میری جماعت میں شامل نہیں۔ وہ اسلام سے خارج ہے۔ اور لوگوں کو مسلمان بنانے کیلئے اپنا کلمہ پڑھواتے۔ کیونکہ بموجب حقیقۃ الوحی ص۱۱۱ ہر نبی کیلئے ضروری ہے کہ لوگوں کو مسلمان کرنے کیلئے اپنا کلمہ پڑھوائے۔ یہاں پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے پہلو بدلا۔ اور اپنے مایہ ناز حوالہ حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ پر پہنچے اور یوں گویا ہوئے۔

"میاں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو ہی نبی کا نام دیا گیا پس آپ نبی ہیں"

راقم :- یہ نام حقیقتاً ہے یا مجازاً؟

شیخ صاحب :- ایک رنگ میں حقیقتہ۔ ایک رنگ میں مجازاً

راقم :- کیا حضرت مسیح موعود نے کہیں یہ لکھا ہے کہ مجھے نبی کا نام ایک رنگ سے حقیقتہ اور ایک لحاظ سے مجازاً دیا گیا ہے؟ وہ تو صاف فرماتے ہیں۔ اسمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ

شیخ صاحب :- مجاز کے یہی معنے ہیں کہ وہ دراصل نبی ہیں۔ مگر لوگوں کی غلط اصطلاح کے مطابق نبی نہیں۔

راقم :- یہ بھی حضرت اقدس نے کہیں نہیں لکھا اور نہ لکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ مجازاً نبی دراصل (حقیقی) نبی کبھی نہیں ہو سکتا۔ مجازاً نبی کا مفہوم بھی حضرت اقدس نے محدث ہی لیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

(۱) "آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے" (ازالہ ص۳۴۹)

(۲) محدثیت۔۔۔۔ کو اگر مجازی نبوت قرار دیا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا۔ (ازالہ ص۴۲۱ و ص۴۲۲)

پس اس سے وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے" (ازالہ ص[illegible])

شیخ صاحب :- تو کیا ہر محدث مجازاً نبی ہوتا ہے؟

راقم :- ان تحریرات سے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

شیخ صاحب :- پھر حضرت اقدس کی خصوصیت کیا رہی۔

راقم :- یہ معمولی بات ہے۔ باوجودیکہ تمام محدث مجازاً نبی ہیں پھر بھی حضرت مسیح موعود کو یہ خصوصیت ہے کہ حدیث میں صرف انہی کو نبی کا نام دیا گیا ہے۔ مثلاً مثیل مسیح اس امت میں ہیں ہزاروں گزرے ہیں حضرت اقدس بھی فرماتے ہیں۔ ع

"دال مسیح ناصری شد از دم او بے شمار"

لیکن باوجود اس کے کہ بے شمار "مسیح ناصری" گذرے ہیں۔ حدیث میں مسیح کا نام پانے کی خصوصیت حضرت مسیح موعود کو ہی ملی ہے۔ پس جس طرح مسیح موعود کا حدیث میں مجازاً مسیح ابن مریم کے نام پانے کیلئے مخصوص ہونا دوسرے بزرگوں کو مجازاً مسیح ہونے سے نہیں روکتا۔ اسی طرح حضرت کا حدیث میں مجازاً نبی کا نام پانے کیلئے مخصوص ہونا دوسرے بزرگوں کو مجازاً نبی ہونے سے نہیں روک سکتا۔ مجازاً نبی تمام محدثین ہیں مگر خصوصیت سے حدیث میں نبی کا نام پانا صرف مسیح موعود کی شان ہے۔ علاوہ ازیں پیشگوئیوں میں مجازاً نبی کا نام پانا فی الواقع نبی نہیں بناتا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پکارا جانا حضور کو خدا نہیں بناتا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

"استعارہ کے رنگ میں۔۔۔۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کر کے پکارا گیا"

(حقیقۃ الوحی ص۶۳)

شیخ صاحب :- مگر حضرت صاحب کو تو استعارہ کے رنگ میں نہیں بلکہ مجاز کے رنگ میں نبی کہا گیا۔

راقم :- گستاخی معاف! استعارہ مجاز کی ہی ایک قسم ہوتی ہے علاوہ ازیں حضرت نے اس نام کو استعارہ کے طور پر بھی قرار دیا ہے (نزول مسیح انجام آتھم)

شیخ صاحب :- خیر آپ سے [illegible] ہوگی۔ مگر پہلے لوگوں کے مجازاً نبی کہلانے کا ثبوت [illegible]

راقم :- حضرت کی تحریرات۔ آپ نے فرمایا ہے کہ [illegible] نبی ہوتا ہے۔ پھر سید عبدالقادر جیلانی لقب [illegible] نیز حضرت مسیح موعود انجام آتھم میں فرماتے ہیں [illegible] نے نبی کا نام دیا۔

شیخ صاحب :- اگر پہلے لوگوں کو خدا نے نبی [illegible] نے اپنی خصوصیت کیوں بیان کی ہے۔

راقم :- خدا کی طرف سے نبی کا نام [illegible] جس میں پہلے بزرگ بھی شریک ہیں مگر آنحضرت [illegible] سے یہ نام پانے میں خصوصیت ہے۔

شیخ صاحب :- یہ ہرگز نہیں ہو سکتا حضرت [illegible] سے نام پانے میں بھی واحد ہیں۔

راقم :- تو لیجئے انجام آتھم ص۲۸ پڑھیے [illegible] ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ [illegible] طور پر بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں [illegible] پر بھی ہو گئے۔ مگر اس صفحہ پر آگے ہی فرماتے ہیں [illegible] کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس [illegible] وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے۔ جو صوفیہ [illegible] ادنیٰ ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے [illegible] بعید نہ کیا"

اور اس طرح گویا حدیث کی رو سے [illegible] اس قدر گفتگو کے بعد شیخ صاحب ایک طویل [illegible] اور انجام آتھم و حقیقۃ الوحی پر تدبر کرنا شروع کی [illegible] فرمایا:-

"ہاں یہ درست ہے کہ پہلے لوگوں نے بھی [illegible]

راقم :- تو گویا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ پہلے لوگوں [illegible] موعود کی طرح خدا سے نبی کا نام پایا حضرت کی [illegible] میں ہے۔

شیخ صاحب :- مگر ان میں وہ حقیقت نہیں پائی [illegible] موعود میں تھی۔

راقم :- تو کیا خدا نے بغیر حقیقت کے ہی نام [illegible]

شیخ صاحب :- ہرگز نہیں۔

راقم :- تو گویا آپ مانتے ہیں کہ ان میں بھی [illegible] تھی جس کے باعث خدا نے انہیں نام [illegible]

شیخ صاحب :- ہاں۔ فرمائیے کیا ارشاد ہے؟

راقم :- عرض یہ کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے [illegible] تاکہ آئندہ بحث آسان ہو جائے۔

شیخ صاحب :- کیا لکھوں؟

راقم :- یہی کہ میرے نزدیک حضرت [illegible] نے نبی کا نام خدا تعالیٰ کی طرف سے پایا اور ان میں [illegible] تھی حضرت مسیح موعود کی خصوصیت صرف حدیث [illegible] میں ہے"

شیخ صاحب :- جب میں یہ الفاظ [illegible] پر کیوں مجبور کرتے ہیں۔ کیا میری زبانی [illegible]

راقم :- ضرور ہے لیکن اطمینان کی [illegible]

شیخ صاحب :- آپ نے مناظرانہ [illegible]

راقم :- اگر آپ قریب کوئی [illegible] [illegible]

شیخ صاحب۔ میری تحریر کوئی حجت کے طور پر پیش نہیں ہو سکتی۔

راقم۔ یہ الگ سوال ہے۔

شیخ صاحب۔ پھر آپ کو اس سے کیا فائدہ ہوگا؟

راقم۔ اس کے بتانے کی ضرورت نہیں آپ صرف اپنے الفاظ لکھ دیں۔ حق بات لکھنے سے کسی کو فائدہ ہو یا نقصان آپ کو اس کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے

شیخ صاحب۔ اس سے کیا ثابت ہوگا۔

راقم۔ یہ کہ آپ جو کہتے ہیں وہ لکھ کر بھی دیتے ہیں۔ میں نے جو باتیں کہی ہیں وہ مجھ سے بے شک لکھوا لیجئے۔

شیخ صاحب۔ میں یہ لکھ کر دے دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی عبارت مندرجہ انجام آتھم صفحہ ۲۸ بالکل درست ہے جیسا کہ آپ کی ساری کتابیں درست ہیں۔

راقم۔ یہ تو میرا پہلے ہی خیال ہے کہ آپ اس عبارت کو درست سمجھتے ہیں۔ میں اس وقت کسی حوالہ کو زیر بحث نہیں لاتا۔ بلکہ تمام حوالجات پر بحث کرنے کے بعد ہم جس خلاصہ پر متفق ہوئے ہیں۔ اسے لکھوانا چاہتا ہوں۔

شیخ صاحب۔ اس وقت میں آپ کو صرف یہ لکھ کر دے سکتا ہوں کہ انجام آتھم کا حوالہ درست ہے اور اگر وہ الفاظ لکھوانا چاہیں جو میں نے کہے ہیں تو اس کے لئے مجھے ایک درخواست لکھ کر دیں۔

نوٹ۔ ہمارے میاں صاحب کی رفاقت میں رہ کر یہاں ہر بلا فائی کو درخواست لکھنا پڑتی ہے۔ ہمارے محترم دوست قبلہ شیخ یوسف علی صاحب میں بھی شاید نامزیت کا جذبہ حد سے بڑھ گیا ہے (ناقل)

راقم۔ میں درخواست ابھی لکھ کر دے دیتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ اپنے الفاظ لکھ کر دینے کا اقرار کریں

شیخ صاحب۔ آپ درخواست دیدیں اس پر بعد میں غور کیا جائیگا کہ جواب دیا جائے یا نہیں (جیسا کہ میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے ایک فتویٰ پر جو غیر احمدی کے جنازہ کے جواز کے متعلق تھا ۱۹۲۰ء سے لیکر اب تک غور کر رہے ہیں کہ کیا جواب دیا جائے ناقل)

راقم۔ آپ خوف نہ فرمائیں۔ اگر آپ کہیں گے تو میں اس کو شائع نہیں کروں گا۔

شیخ صاحب۔ آپ خواہ مخواہ مناظروں والی باتیں کرتے ہیں اور یہ حوالہ لے کر آپ اپنے پروپیگنڈا میں اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

راقم۔ اگر آپ کی حق بات سے کوئی شخص فائدہ اٹھائے تو کیا یہ جرم ہے

شیخ صاحب۔ . . . .

راقم۔ آپ خاموش کیوں ہو گئے اگر لکھ کر دینے کی نیت نہیں تو صاف طور پر بھی فرما دیجئے گا کہ لکھ کر نہیں دیتا۔

شیخ صاحب نے اس پر پھر ایک طویل خاموشی اختیار کر لی اور کتابیں دیکھنے لگے۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی گستاخی ہو گئی ہو تو معاف فرما دیں۔ کہنے لگے نہیں نہیں آپ نے تو نہایت اخلاص اور محبت سے گفتگو کی ہے۔ اس پر شیخ صاحب کے ایک عزیز جو ان کے رفیق سفر تھے اور قادیانی جماعت سے تھے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ یہ تو بات مسلم ہے کہ پہلے اولیاء نے بھی نبی کا نام پایا۔ مگر آپ اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں۔ میں نے کہا۔

"صرف یہ کہ اگر پہلے اولیا کو خدا بار بار نبی کر کے پکارتا رہا۔ اور وہ واقعی طور پر نبی نہ ہو سکے۔ تو حضرت مسیح موعود کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح نبی کہہ دیا تو یہ کس طرح نبی ہو سکتے ہیں۔ اگر ان کو نبی مانتا ہے تو پہلے بزرگوں کو بھی نبی مانو۔"

اس پر تمام گفتگو ختم ہو گئی اور شیخ صاحب قبلہ بالکل خاموش ہو کر بیٹھ گئے افسوس ہے کہ وہ اسی دن شام کو واپس قادیان روانہ ہو گئے ورنہ مزید گفتگو کا موقع [illegible]

نفخ فی الصور

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اعتراض "صور" کیا ہے۔ ابو داؤد اور ترمذی میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "صور" ایک بگل ہے جو پھونکا جائیگا؟ اور پھر اس بگل کے بجنے کے جو نتیجے ہوں گے۔ وہ لغویات کی حد تک پہنچتے ہیں خدا ہی جانتا ہے کہ حضرت اسرافیل اس پرانی دنیا کے شمال یا جنوب مشرق یا مغرب میں کھڑے ہونگے یا نئی دنیا کے۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ "صور" محض ایک استعارہ ہے۔ پہلا "صور" موجودہ سلسلہ زندگی کے ختم کرنے کا نشان ہوگا۔ اور دوسرا "صور" نئے سلسلہ زندگی کے شروع ہونے کا نشان ہوگا۔ آپ کا کیا خیال ہے اور ان روایات کو آپ کیا سمجھتے ہیں؟

جواب۔ میں آپ کے خیال سے متفق ہوں۔

بگل کا پھونکا جانا کسی حالت کے انقلاب کا نشان ہوتا ہے ہمارے موجودہ زمانہ میں کسی لشکر گاہ میں جب بگل بجتا ہے تو اس کا مطلب فوج کی موجودہ حالت کو کسی نئی حالت میں بدلنے کا ہوتا ہے بگل کے بجنے میں سپہ سالار کی طرف سے فوج کو کسی خاص حالت کو اختیار کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ لہذا بگل بجتے ہی نقشہ بدل جاتا ہے۔ اسی طرح موجودہ عالم کا نقشہ بدل کر کسی دوسرے عالم کو شروع کرنے کے لئے جو احکام الٰہی جاری ہوں گے انہیں استعارہ اور مجاز کے طور پر بگل کے پھونکے جانے سے تعبیر کیا گیا۔ تاکہ انسان کما حقہ سمجھ سکے۔ کیونکہ عالم باطن کے رموز وہ اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا۔ جب تک اس کو بالمقابل عالم ظاہر میں سے اسی قسم کی چیزوں کو بطور استعارہ استعمال کر کے نہ سمجھایا جائے۔

اصل میں سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ملائکہ اور ان کے افعال کے متعلق جب ہم کوئی تحریر پڑھتے ہیں۔ تو اس وقت بھول جاتے ہیں کہ ان کا تعلق عالم باطن سے ہے عالم ظاہر سے نہیں۔ ملائکہ اسباب ظاہری اور مسبب الاسباب حقیقی یعنی اللہ تعالے کے درمیان سبب باطنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات چونکہ وراء الورا اور تمام علائق مادی سے منزہ ومقدس ہے۔ اس لئے عالم اسباب مادی اور خود جناب باری کے درمیان افعال الٰہیہ کے لئے جناب باری نے جو باطنی ذرائع بنا رکھے ہیں۔ ان کا نام ملائکہ ہے۔ مثلاً ایک شخص جو لکھتا ہے وہ اس امر کے لئے کہ اس کا ہاتھ سیاہی سے آلودہ نہ ہو ایک قلم ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مقدس ومنزہ ذات جب عالم اسباب مادی کو خلق کرتی اور اس میں تصرفات کرتی ہے تو اپنے تقدس اور تنزہ کے لحاظ سے جن ذرائع باطنی کو استعمال کرتی ہے ان کا نام ملائکہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مختلف قوتوں اور صفات کا مظہر ہوتے ہیں۔ جن کا عالم مادی سے براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے نیچے اسی طرح کام کرتے ہیں۔ جس طرح قلم لکھنے والے کے ہاتھ میں کام کرتا ہے۔ وہ اسباب ظاہری کے ہر سلسلہ کے ابتدا میں سبب باطنی ہوتے ہیں جس کا ایک طرف تعلق خدا سے ہوتا ہے اور دوسری طرف عالم ظاہر سے۔ سبب باطنی ہونے کی وجہ سے ان کا ہر ایک فعل باطنی رنگ رکھتا ہے اور باطن سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ القصہ اُن کے اور اُن کے افعال کے متعلق محاورات اور اصطلاحات تمام ہی استعمال ہوتے ہیں جو ہم عالم ظاہر کی چیزوں کے متعلق برتتے ہیں۔ مگر مراد ہمیشہ ان کا باطنی پہلو ہوتا ہے نہ کہ ظاہری۔ اسی بات کے نہ سمجھنے سے غلطی لگتی ہے۔ مثلاً ایک دفعہ میں نے سر سید احمد مرحوم کی لائف حیات جاوید مرتبہ مولانا حالی مرحوم میں پڑھا۔ کہ کسی عیدگاہ میں مولوی صاحب خطبہ میں فرما رہے تھے کہ بھائیو مسلمانو عید کے دن [illegible] منادی کرتے پھرتے ہیں کہ مسلمانو عید کی نماز [illegible] کے طلباء نے مذاق اڑایا کہ یہ خوب منادی ہے کہ [illegible] کی آواز کسی کو نہیں آتی۔" مجھے یہ واقعہ پڑھ کر [illegible] کے ایک پروفیسر ملے۔ جن کا طلباء نے مذاق [illegible] کا ذکر کر کے پروفیسر صاحب نے کہا کہ غلطی یہی ہے کہ [illegible] چوہڑے کی منادی پر قیاس کیا گیا۔ جو ہاتھ میں [illegible] کہ خلق خدا کا۔ ملک بادشاہ کا۔ حکم مجسٹریٹ صاحب [illegible] فلاں جگہ درخت نیلام ہوگا۔" حالانکہ یہی بات غلط ہے [illegible] انسانی سے صرف بذریعہ قلب ہوتا ہے جو انسان [illegible] ہمارے سینہ کے لئے وہ انسان کے نفس پر جو اثر بھی ڈالتے ہیں اور [illegible] ہیں۔ اس کے قلب پر کرتے ہیں۔ ان کی منادی [illegible] نہ کہ ہمارے ظاہری کانوں پر۔ کیا یہ سچ نہیں کہ عید کی صبح [illegible] قلب میں نماز عید پڑھنے کے لئے تحریک ہوتی [illegible] ہو یا بے نماز سب کے سب اس ایک تحریک کے ماتحت [illegible] نظر آتے ہیں کہ ہم نے آج سب سے پہلے عید کی نماز [illegible] اس زور کی ہوتی ہے کہ بدمعاش سے بدمعاش [illegible] سر نہ جھکایا ہو وہ بھی آج خدا کے سامنے سر بسجود [illegible] ہے۔ بڑے بڑے افسران سرکاری اور اعلیٰ عہدہ دار جنہیں [illegible] کے سامنے خدا کے آگے سر جھکانے کی ضرورت تمام سال [illegible] بھی عید کی صبح کو نماز کے لئے عیدگاہ یا مسجد میں نظر آتے [illegible] نہیں آتا۔ کہ کیوں ایسا ہوتا ہے۔ عید کی نماز فرض نہیں [illegible] فرض نمازوں کو ترک کرنے والے کیوں محض ایک سنت ادا کرنے اس اہتمام سے آتے ہیں کیا اس سے صاف ظاہر نہیں [illegible] صبح کو ملائکہ کی تحریک نماز کی کس قدر زبردست ہوتی [illegible] منادی ہوتی ہے۔ جس پر چھوٹا بڑا نیک و بد سبھی لبیک [illegible] طرح اسرافیل اور صور کا معاملہ ہے۔ موجودہ عالم کے سلسلہ [illegible] کے لئے اور دوسرے عالم کے سلسلہ کو شروع کرنے [illegible] کے ذریعہ جو حکم الٰہی صادر ہوگا اور اس کا وقوع عالم [illegible] اس کی عظمت وہیبت اور جبروت کا بہترین نقشہ [illegible] اس کے انسانی ذہن میں نہیں آسکتا کہ اس انقلاب کی [illegible] کیا جائے جو بگل بجنے پر ظہور میں آتا ہے جیسے اسرافیل [illegible] عالم کے لئے ایک ذریعہ باطنی ہے۔ اسی طرح [illegible] احکام الٰہیہ کو معرض ظہور میں لانے کیلئے ایک باطنی [illegible] الٰہی حکم کا اعلان ہوگا جو اچانک تمام کائنات [illegible] یعنی ملائکہ کے لئے اس انقلاب کے شروع کرنے [illegible] ہوگا۔ جس کے ساتھ ہی اس پرانی دنیا کا نقشہ [illegible] معرض ظہور میں آجائے گا وہ ایک ایسا باطنی [illegible] کائنات کا ہر ذرہ سنے گا اور اس پر عمل [illegible] ہے کہ کوئی فرشتہ نہیں یا تانبے کا مادی [illegible] وہ جاہل ہے۔ وہ ملائکہ کی حقیقت سے ناواقف محض ہے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

ڈاکٹر سر اقبال، مولانا غلام مرشد، مولانا آزاد کے بیانات کی روشنی میں

مجدد زماں اور اتباع اسلام

(از جناب مولوی غلام نبی صاحب مسلم - بی - اے)

ڈاکٹر اقبال، مولانا غلام مرشد، مولانا ابوالکلام کے بیانات

ڈاکٹر سر اقبال - مولانا غلام مرشد اور مولانا ابوالکلام کے جو بیانات گذشتہ چند ماہ میں مجدد زماں کے متعلق شائع ہوئے ہیں۔ ان میں ہر بزرگ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تکمیل دین کے بعد اب دین میں کسی ایسی بات کا اضافہ نہیں ہو سکتا جس کو شرط ایمان ٹھہرایا جائے اور جس کے نہ ماننے سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب نے لکھا تھا کہ اب کوئی وحی ایسی نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو سکتا ہے جس کا انکار مستلزم کفر ہو۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا غلام مرشد صاحب نے فرمایا ہے کہ کوئی محدث، مجدد یا مسیح ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ اس کو مانا جائے تو شرائط ایمان میں اضافہ ہو اور انکار کیا جائے تو اسلام میں نقص واقع ہو۔

قادیانی حضرات کا غلو

اس قسم کے بیانات کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کا جواب قادیانی حضرات گریبانوں میں منہ ڈال کر دیں اور اگر بغور دیکھا جائے تو حکومت کے خلاف موجودہ طوفان بدتمیزی کا سرچشمہ وہ عقائد مخصوصہ ہیں جو قادیانی حضرات نے مجدد زماں کے نام پر ایجاد کر لئے ہیں۔ انہوں نے حضور صلعم کے بعد نبیوں پر ایمان لانے کا مسئلہ تیار کر کے کلمہ توحید کو منسوخ کیا اور قرآن و سنت پر ایمان لانیوالوں کو کافر ٹھہرایا۔

حضرت صاحب کا مسلک

مگر حضرت مسیح موعود کا مسلک اس سے علی الاعلان بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ ذیل میں میں حضرت صاحب کی ایک تحریر پیش کرتا ہوں جو کہ نہ صرف الزام لگانے والوں کے غلط بیانات کی تردید کرتی ہے اور حضرت صاحب کی پوزیشن کو اظہر من الشمس کرتی ہے بلکہ ان غالیوں کے لئے بھی رہبری کا کام دیگی جو حضرت صاحب کی پوزیشن کو اپنے مزعومہ عقائد کی بنا پر خراب کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے۔ کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لا دیں لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ ہی نہیں ہے وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ وہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی۔ اصل دین میں سے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑنی پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو۔ مسیح موعود کا دعویٰ اس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جب اس دعویٰ کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے فرق رکھتی - اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے اور اس دعوے سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کچھ عملی اثر پڑتا ہے تو کیا اس دعوے کے تسلیم کرنے کیلئے کسی بڑے معجزہ اور کرامت کی حاجت ہے جس کا مانگنا رسالت کے دعویٰ میں عوام کا قدیم شیوہ ہے ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدا نے بھیجا جس کے مقاصد یہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور آج کل کے فلسفی وغیرہ الزاموں سے اسلام کو پاک ہونا ثابت کر دیوے اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی محبت کی طرف رجوع دلا دے کیا اس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خدا ترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے۔

مسیح موعود کا دعوے اگر اپنے ساتھ ایسے لوازم رکھتا جس سے شریعت کے احکام اور عقائد پر کچھ مخالفانہ اثر پہنچتا تو بے شک ایک ہولناک بات تھی لیکن دیکھنا چاہئے کہ میں نے اس دعویٰ کے ساتھ کس اسلامی حقیقت کو منقلب کر دیا ہے۔ کونسے احکام اسلام میں سے ایک ذرہ بھر بھی کم یا زیادہ کر دیا ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۷۵ - ۲۷۶)

نبی اور مسیح موعود میں فرق

اس مختصر سی عام فہم عبارت سے متعدد اوہام کا ازالہ فرمایا جن میں سے مندرجہ ذیل ہدیہ ناظرین کرتا ہوں:-

(۱) نبی متبوع ہوتا ہے تابع نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے ما ارسلنا.. من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ الا یہ کہ وہ مطاع ہوتا ہے مطیع نہیں ہوتا۔ لیکن مرزا صاحب اپنے آپ کو متبع کہتے ہیں اس لئے نبی نہیں۔

(۲) جو متبع ہو یعنی نبی نہ ہو اس کی نبیوں کی طرح آزمائش کرنا ناسمجھی ہے۔ اگر لوگ مرزا صاحب کی آزمائش نبی سمجھ کر نبیوں کے معیار پر کرتے ہیں تو وہ ناسمجھی سے ایسا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ آپ نبی نہیں تھے ورنہ لوگوں کو ایسا کرنے سے منع نہ کرتے

(۳) ہر نبی کا کام نیا دین لانا پہلی شریعت میں تنسیخ کرنا وغیرہ ہے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا جس سے واضح ہے کہ آپ نبی نہ تھے

(۴) آپ کے ماننے سے عقائد و احکام اسلام میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک طرف تو اس سے ان غالیوں کی تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کا انکار خروج عن الاسلام ہے کیونکہ آپ نبی ہونے سے ہی انکار کرتے ہیں اور آپ کو مسیح ماننے سے عقائد میں کسی ایسی بات کا اضافہ نہیں ہو جاتا جس سے شریعت میں زیادتی ہو۔ نیز ان اصحاب کی تردید بھی موجود ہے جو مرزا صاحب کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن سے ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ نے معتقدات دین میں کمی بیشی کی۔ نیز ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو صرف اس وجہ سے آپ کے منکر ہیں کہ آپ اسلام کے محرف ہیں، وہ اب بے جھجک آئیں اور اس نور سے فیض حاصل کریں جو اللہ تعالٰے نے مجدد زماں کے ذریعہ نازل فرمایا۔

(۵) آپ اس صدی کے مجدد تھے جن کو اللہ تعالٰی نے شرف مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز کیا اور معترضین اسلام کا رد کرنے اور نور اسلام پھیلانے کے لئے مبعوث فرمایا۔

حضرت مسیح موعود پر الزامات کی تردید

مندرجہ بالا عبارات کا سرسری مطالعہ منصف مزاج حضرات کو حقیقت حال سے واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس مختصر سی عبارت میں آپ نے ان تمام الزامات کی تردید کر دی۔ جو کہ غالی عقیدت کے جوش میں اور معاندکینہ و حسد کی وجہ سے باہر دو گروہ قلت تدبر اور غلط فہمی کی بنا پر عائد کرتے ہیں۔ اس عبارت کی موجودگی میں کسی کے لئے بھی ذرہ بھر گنجائش نہیں رہتی۔ کہ وہ آپ کو غلو کر کے بقول میاں صاحب مصلحت وقت کے اقتضاء سے نبی بنا دے۔ یا آپ کے مومن قانت ہونے میں شک لائے۔

حضرت مرزا صاحب چودھویں صدی کے مجدد تھے

آپ درحقیقت کیا تھے؟ آپ مثل مجددین سابقہ اس صدی کے مجدد تھے اور مجدد کا انکار کوئی مسلمان نہیں کر سکتا کیونکہ اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ آپ مجدد نہ تھے تو ان سلف صالحین کے متعلق کیا کہینگے جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور حدیث صحیح اس کی تائید میں ہے۔ جس کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد تحریر فرماتے ہیں:-

"از انجملہ سب سے اعلیٰ و اشمل طبقہ ان اخص الخواص نفوس مزکیٰ کا ہے جن کو قائد توفیق الٰہی وسائق فیضان ربانی عزائم امور کے لئے چن لیتا ہے کہ وان ذالک لمن العزم الامور اور جن کا نور علم و عمل مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ اور جن کا قدم طریق منہاج نبوت پر واقع ہوتا ہے۔ انہی افراد خاصہ کو حدیث بخاری میں محدث (بالفتح) کے لفظ سے تعبیر فرمایا اور یہی مورد و مصداق حدیث مجدد کے ہیں جو مختلف طریق سے مروی اور اس لئے لحاظ اصول فن اس کی صحت میں کلام نہیں"۔ (تذکرہ ص ۹۳ - ۹۴)

اسی کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"ہر ایک نئی صدی جو آتی ہے گویا ایک نئی دنیا شروع ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام کا خدا جو سچا خدا ہے۔ ہر ایک نئی دنیا کے لئے نئے نشان دکھلاتا ہے اور ہر ایک صدی کے سر پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے ایک قائم مقام نبی کا وجود پیدا کر دیتا ہے۔ جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ قائم مقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھاتا ہے اور تمام مخالفوں کو سچائی اور حقیقت نمائی اور پردہ دری کے رد سے ملزم کرتا ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۱)

مجدد اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ

مولانا آزاد اور حضرت مرزا صاحب کی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ اب امت محمدیہ میں ارشاد نبوی کے مطابق مجدد آتے رہیں گے اور محدث ہونے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ سے مکالمہ و مخاطبہ کی نعمت سے سرفراز ہوں گے۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو چودھویں صدی کا مجدد بنا کر بھیجا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"من بندہ ہستم کہ خدائے بزرگ مرا بدست خود پروردہ و فضل بسیار و انعام بے شمار بر من کردہ و از ہر چیز حظے وافر نصیب من کردہ و مرا مکلم و ملہم فرمودہ از پیش خود علم آموختہ و راہ مرضیات و طریق تقویٰ بر من آشکار نمودہ و وقتے بواسطہ مکالمات روشن و بے غبار تائید من میفرمائید و گاہے از کشوف کہ واضح تر از آفتاب نیمروز باشند تنویر من مے نماید و از بزرگ ترین منت ہائے وے آنکہ مرا امام این زمان و خلیفہ این وقت کردہ و بخلعت مجددیت این صد سرافراز فرمودہ تا کہ خلق را از تاریکی بر دوشنی و از کجروی بشاہراہ کار رسی و صلاح و تقویٰ در آرم و مرا چیزے بداد کہ شفائے بیماری عیان و ازالہ شبہات برہم زن ایمان را شاید و اندوہ ہائے پنہانی و ریگہائے جانگداز را از دلہا در ربائیدؔ" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۶)

حضرت مرزا صاحب کے کام

تو آپ کا دعوےٰ محدث اور مجدد سے بڑھ کر نہیں تھا۔ اگر آپ پہلوں کو مجدد مانتے ہیں تو موجودہ مجدد کے کیوں منکر ہیں۔ اگر مرزا صاحب مجدد نہیں تو بتائیے اور کون بزرگ ہے جس نے اس دور الحاد میں ہر معاند اسلام پر حجت حق قائم کی۔ سب کو اسلام کے مقابلے پر بلایا۔ ہر باطل مذہب کی دھجیاں اڑائیں۔ اپنے الہامات و مکاشفات کے ذریعے اسلام کا زندہ خدا دنیا کے سامنے پیش کیا اور وہ کام جو گذشتہ تیرہ صدیوں میں مسلمان نہ کر سکے یعنی کس مجدد کی جماعت نے کیا یعنی اسلام کے نور سے اقصائے عالم کو منور کیا اور آج کس کے متبعین کا تیار کردہ لٹریچر اور مبلغ دنیا بھر میں تبلیغ دین کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ اگر آج ایک گروہ نے غلو اختیار کر کے آپ کے اصلی مقصد کو نظر انداز کر کے دنیا پرستی کا شیوہ اختیار کر لیا ہے تو بھی آپ کے سچے خادموں کی ایک جماعت آپ کے طریق پر سرگرم عمل ہے اور آج بھی تعداد کے پیش نظر کوئی طاقت اس کی مساعی جمیلہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اسی عدیم النظیر کام کی بدولت معاندین سے بھی آئے دن خراج تحسین وصول کرتی رہتی ہے

حضرت مرزا صاحب اور مسیح موعود کا دعویٰ

ایک اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ تو بڑا دعویٰ ہے اور مجدد سے بھی بڑا بننے کا اظہار کیا ہے۔ مگر آپ کا دعویٰ صرف مجدد بننے کا تھا مسیح کا نام صرف آپ کو نصاریٰ کی عیسائیت کے غلبہ کو توڑنے کی نسبت سے دیا گیا۔ اور یہ دعویٰ مجدد کے دعوےٰ سے کم ہے۔ گویا کہ مجدد وقت کا ایک صفاتی نام ہو گیا۔ جیسا کہ خود تحریر فرماتے ہیں۔

"اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوےٰ سے کچھ بڑا نہیں، صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہمکلام ہو۔ اس کا نام مجدد من اللہ خواہ مثیل مسیح ہو خواہ مثیل موسیٰ ہو۔ یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں۔ مثیل ہونے میں کوئی افضلیت نہیں۔ اصلی اور حقیقی افضلیت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے . . . . اور اس زمانہ میں مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفعہ کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ سے توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۷)

مولانا ابوالکلام کا ایک فتوےٰ

اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ مرزا صاحب مسیح اور مہدی کے دعوے میں غلطی پر ہیں۔ تو بھی جب تک آپ اسلام کے پابند، قرآن و سنت کے متبع اور کلمہ توحید کے مقر ہیں۔ کوئی طاقت آپ کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتی۔ چنانچہ مولانا آزاد لکھتے ہیں۔

"کسی خاص شخص کے مہدی ہونے نہ ہونے کے اعتقاد کو اسلام کے عقائد سے کیا علاقہ؟ نہ یہ بنائے فسق و تقوےٰ ہے نہ معیار ایمان و کفر۔ اگر ایک شخص نے کسی داعی شریعت و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو مہدی مان لیا تو اس سے اس کے اسلامی عقائد میں کونسا فتور آ گیا؟ زیادہ سے زیادہ . . . . . یہ کہ انطباق علائم و آثار میں اس نے اجتہادی غلطی کی۔ اصل شے جو مطلوب ہے وہ شارع ہے وہ تو صرف ایمان باللہ اور ما جاء من عند اللہ ہے اور دیکھنا صرف یہ ہے کہ وہ متقین میں سے ہے یا نہیں؟ متقین کی تعریف قرآن نے اپنی پہلی سورت ہی میں بتلا دی ہے "الذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالآخرۃ ھم یوقنون۔ اولٰئک علیٰ ھدًی من ربھم و اولٰئک ھم المفلحون" میں داخل ہے خواہ کسی کو مہدی تسلیم کرے خواہ دجال۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ البتہ یہ ضرور دیکھا جائے گا کہ جس شخص کو مہدی تسلیم کرتا ہے وہ متقی ہے یا مبتدع اگر اس کی بدعات و محدثات یا اعمال غیر صالحہ ثابت ہوں گے اور یہ بھی ان کا مصدق اور پیرو ہو گا تو بلاشبہ اس پر وہ حکم دیا جائے گا جس کا وہ شرعاً مستحق ہو گا۔ لیکن نہ بربنائے اعتقاد مہدویت بلکہ بسبب عقائد و اعمال منکرہ اور اگر ایسا نہیں ہے تو ایک جزئی مسئلہ میں اس کو غلطی پر سمجھ سکتے ہیں۔ تخطیہ کر سکتے ہیں لیکن نہ تو برا کہہ سکتے ہیں اور نہ اس کے اسلام اور ایمان میں شک کر سکتے ہیں۔ اگر اس کا عمل اچھا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت و اتباع اور ایثار فی اللہ و للہ میں تیز گام ہے تو یقیناً کل کو اللہ کے حضور میں وہی سب سے اونچا ہوگا اور ہم سب اس کے پیچھے ہوں گے۔" (تذکرہ صفحہ ۴۹ و ۵۰)

دعویٰ مہدویت، مسیحیت، مجددیت بنائے کفر نہیں ہو سکتے

مکفرین اور علماء وسوء کے لئے اس میں عبرت ہے کیا دنیا مرزا صاحب کو ان کے دعاوی مہدویت، مسیحیت اور مجددیت کی بناء پر کافر بنا سکتی ہے اور کیا آپ کے متبعین کفر کی زد میں آتے ہیں۔ اس میں تو ان امور پر مولانا صاحب نے زور دیا ہے کہ مدعی متقی ہو اور اس کے اعمال صالحہ ہوں۔ اس کا اعتقاد اور عمل مطابق اسلام ہو آپ کے عقائد کا تو ابتدا ہی میں ذکر کیا گیا ہے ذیل میں ایک عبارت اور درج کرتا ہوں۔

"بالآخر میں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جلشانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور لکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالےٰ کے پاک نام ہیں . . . کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے خلاف نہیں۔" (کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

"نہ مجھے دعوےٰ نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور کامل یقین سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے۔ جو اللہ جلشانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔" (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

حضرت اقدس کا عملی پہلو

یہ تو آپ کے اور آپ کے سچے متبعین کے عقائد ہیں اور جن پر وہ تاہنوز کامل یقین سے قائم ہیں۔ اب میں آپ کے عملی پہلو کو لیتا ہوں اور اس پر بھی ایک اشد ترین دشمن کی رائے پیش کرتا ہوں تاکہ مکفرین کو لب کشائی کرنے کی جرأت ہی نہ ہو۔ رئیس المکفرین محمد حسین بٹالوی آپ کا شدید ترین دشمن تھا۔ مگر آپ کی صداقت غالب آئی اور اس نے باوجود معاندت کے لکھا

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے مؤلف ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی اور شرح ملا پڑھا کرتے تھے) ہمارے ہم مکتب بھی۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صفحہ ۶)

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق تجربے اور مشاہدے کی رو سے (واللہ حسیبہٗ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار و صداقت شعار ہیں۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صفحہ ۹)

"اب ہم اس (براہین احمدیہ) تصنیف حضرت مرزا صاحب پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں کہتے ہیں ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی . . . . اور اس کا مولف (مجدد زمان) بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صفحہ ۷)

مولانا آزاد کے مذکورہ بالا قول کو پڑھو اور پھر حضرت امام الزمانؑ کے متعلق مولوی محمد حسین کی رائے کو دیکھو جاؤ اس کے بعد بھی کہیں کفر کی گنجائش نکل سکتی ہے بلکہ وہ یقیناً کل کو سب سے اونچے ہوں گے اور ہم سب پیچھے۔

مسلمان بھائیوں سے اپیل

ان سطور کے رقم کرنے سے میرا مدعا صرف آپ کی پوزیشن کو عامۃ المسلمین کے آگے رکھنا تھا۔ آپ کے اقوال تو اس ضمن میں بے شمار ہیں مگر اختصاراً انہی پر اکتفا کی ہے امید ہو کہ مسلمان بھائی اپنے فیصلوں پر نظر ثانی فرمائیں گے اور آپ کے متعلق لب کشائی کرنے سے قبل پورا غور و خوض کریں گے اور اگر آپ کو تسلیم

٭ یہ پاک نام بھی اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے

٭ ... ان اسلمین ... [illegible]

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی دعوت منظور

(از قلم جناب ابوالفضل صاحب)

۱۳ر جولائی ۱۹۳۶ء کے اہلحدیث میں قادیانی جماعت لاہور کی دعوت منظور کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہماری جماعت کو بھی ذیل کے الفاظ میں فیصلہ کن مباحثہ کی دعوت دی ہے :-

ہر دو نوع احمدیو! سنو! اگر واقعی فیصلہ کن مباحثہ
چاہتے ہو تو بعد مسئلہ ختم نبوت مرزا صاحب قادیانی
کے آخری فیصلہ پر بھی مباحثہ کرنا منظور کر دو تاکہ
شکل اول بصغریٰ اور کبریٰ دو نو بیرونی طور پر طے
ہو جائیں۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ اس مباحثہ
کے لئے قادیانیوں کو خلیفہ قادیان کا اور لاہوری
پارٹی کے ممبروں کو اپنے امیر جماعت کا اجازت
نامہ مطبوعہ پیش کرنا ہوگا۔
کوئی ہے؟ جو تحقیق حق کرنے کا حوصلہ کرے۔ پھر
دیکھئے کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے ؎

انا ضحمۃ الوادی اذا ما زحمت
فاذا نطقت فاننی الجوزاء

(اہلحدیث صہ کالم ۲-۳)

مندرجہ بالا تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی مذکور قادیانیوں سے اجرائے نبوت اور ختم نبوت کا مباحثہ کر لینے کے بعد حضرت مسیح موعود کے آخری فیصلہ پر ہم سے بھی مباحثہ کرنا چاہتا ہے بہت اچھا۔ ہمیں یہ منظور ہے اور ہم مولوی مذکور سے کوئی ایسی شرط منوانا نہیں چاہتے جسے خود اس نے کسی وقت تسلیم نہ کیا ہو مولوی مذکور نے حضرت مسیح موعودؑ کا آخری فیصلہ اپنے اخبار مورخہ ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء صہ تا ۶ میں شائع کر کے اس کا جواب دیا تھا۔ اسی آخری فیصلہ پر نائب ایڈیٹر اہلحدیث نے بھی نوٹ دیا تھا چونکہ اس آخری فیصلہ کو اور اس کا جو جواب مولوی مذکور نے دیا تھا اور جو نوٹ اس کے نائب نے دیا تھا۔ شائع ہوئے انتیس سال ہو چکے ہیں۔ اس لئے اکثر ناظرین اہلحدیث ان سے بالکل ناواقف ہوں گے۔ مولوی مذکور سے اتنی التماس ہے کہ پھر ایک دفعہ اپنے مورخہ ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء کے صہ تا ۶ کو من وعن معہ اپنے تمام بات و نوٹ نائب ایڈیٹر کے اپنے اخبار میں شائع کر دے تاکہ ناظرین اہلحدیث فریقین کی اصل پوزیشن معلوم کر لیں۔ اس کے شائع ہو جانے کے ایک ہفتہ کے اندر اندر ہم اجازت نامہ مطبوعہ پیش کر دیں گے۔ کیا مولوی جی میں ہمت ہے کہ وہ صحیح طریق پر اس مناظرہ کے لئے میدان میں اتر سکیں۔ ہم کئی سالوں سے اس کو اس طرف بلا رہے ہیں۔ لیکن وہ خاموش ہے۔ کیا اب ہمیں خود مخاطب کرنے کے بعد بھی وہ اپنی خاموشی توڑنے کے لئے تیار ہو

مولوی مذکور کے ساتھ ہم ختم نبوت پر بھی تحریری بحث کرنے کو تیار ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک کسی پرانے اور نئے نبی کا بعد حضرت خاتم النبیینؐ اس امت میں آنا ختم نبوت کے منافی ہے جس طرح ایک نئے نبی کا بعد آنحضرتؐ آنا جائز نہیں۔ اسی طرح آخری نبی کے بعد کسی پرانے نبی کا آنا بھی جائز نہیں۔ ہر دو فریق ختم نبوت کے منکر ہیں۔ یہ بحث اخبارات اہلحدیث و پیغام صلح ہر دو میں باقاعدہ شائع ہوتی رہے۔ کیا مولوی مذکور میں ہمت ہے کہ تحقیق حق کے لئے ہر دو امور کو شائع کرنا منظور کرے ؎

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

باجلاس خان عبدالرحیم خانصاحب بی۔ اے
اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم سب تحصیل میاں چنوں

مقدمہ

دلیپ سنگھ ولد نرائن سنگھ قوم سینی سکھ سکنہ چک ۸۱/۱۵ یل تحصیل خانیوال فریق اول

بنام

ہرنام سنگھ ولد بیرا قوم جٹ سکھ سکنہ چک ۸/۱۴ بیدیاں علاقہ تحصیل منٹگمری ضلع منٹگمری۔ گنیدا ولد گنسہ قوم جٹ سکھ نمبردار چک ۲ ت تحصیل پدم پور بیہرے ضلع گنگا نگر ریاست بیکانیر۔ دھیان سنگھ ولد گلاب سنگھ قوم سینی سکنہ چک ۱۳/۱۵ تحصیل خانیوال

درخواست تقسیم اراضی زیر دفعہ ۱۱۱۔ ایکٹ ۱۸۸۷ء کھاتہ ۶۰ برقبہ ۱۱۰ کنال ۵ مرلہ ایکڑ واقع چک ۸۱/۱۵ یل تحصیل خانیوال مربعہ جات ۶۷ لغایت ۶۸ و ۶۹ جز ۶۹ لغایت ۹۷ و ۸ جز۔ کل برقبہ ۲ ایکڑ بلحاظ ناقص و کامل

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق ثانیاں دور دراز مختلف جگہوں کے رہنے والے ہیں۔ ان سب پر تعمیل اصالتاً ہونی مشکل ہے اس لئے بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے کہ فریق ثانیاں بتقرر ۸/۳۶ سی ۱ بمراد پیروی مثل بمقام میاں چنوں بوقت ۷ بجے صبح حاضر آویں۔ ورنہ ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی

۲۸-۷-۳۶

مہر عدالت	دستخط حاکم

ریویو

اخبار دور جدید ہفتہ وار۔ مقام اشاعت میکلوڈ روڈ لاہور پیش نظر نمبر مورخہ ۲۷ر جولائی ۱۹۳۶ء ہے۔ اخبار ۳۰×۲۰/۴ سائز پر شائع ہو رہا ہے یہ دور جدید کا دور جدید ہے لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔ اخبار میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں

(۱) ہفتہ بھر کی اہم خبروں کا نہایت عمدہ انتخاب
(۲) عجائبات عالم کے عنوان کے ماتحت نہایت پراز معلومات مضمون۔
(۳) صہ ۲ پر لارڈ کرزن کے عہد حکومت کے واقعات پر نہایت دلچسپ سلسلہ مضامین۔
(۴) نوٹوں میں معقولیت اور کسی پر اعتراض کرتے وقت نہایت شرافت برتی جاتی ہے
(۵) ہر اخبار میں ایک سبق آموز افسانہ ترتیب مضامین نہایت عمدہ ہے

اخبار احمدیہ

—— محترمہ اختر جہاں صاحبہ بنت شیخ لائق علی صاحب سینیئر سب جج لدھیانہ نے امسال فسٹ ڈویژن میں منشی فاضل کا امتحان پاس کیا ہے۔ جس کی خوشی میں دو روپیہ عطیہ پیغام صلح کو موصول ہوا ہے۔

پیغام صلح :- ہم محترم جناب شیخ لائق علی صاحب اور محترمہ مسز رحمت الٰہی صاحبہ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

—— اخویم محمد عبداللہ صاحب باٹم کی ہمشیرہ مریم بی بی علیل ہیں

—— بابو رحمت اللہ صاحب، مہتہ عبدالحق صاحب کارکنان انجمن سالل سینیٹوریم میں زیر علاج ہیں۔

—— مسٹر منصور احمد صاحب رائیں لوہارمنڈی برادر ملک عبدالغنی صاحب لوہارمنڈی سخت بیمار ہیں۔

ان سب احباب کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

مولوی فضل داد صاحب مبلغ اپنی رپورٹ دورہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات میں سلسلہ کے دوست مولوی محمد رمضان صاحب کی اہلیہ محترمہ نے اپنی ایک تھیلی سے مبلغ چھ روپیہ جو وہ ہمیشہ دیگ پکوا کر تقسیم کیا کرتی تھیں اشاعت اسلام کے لئے وصول کئے ہیں۔ ہماری دیگر بہنوں کے لئے یہ ایک نیک مثال ہے۔ امید ہے کہ دوسری بہنیں بھی اس قسم کی مثال قائم کر کے عنداللہ ماجور ہوں گی۔

قابل توجہ احباب

مجلس منتظمہ نے ریزولیوشن نمبر ۲۸۱ شق ۲ مورخہ ۲۱-۶-۳۶ میں فیصلہ کیا ہے کہ انتخاب طلباء تبلیغی کلاس ہر سال ماہ نومبر کے شروع میں ہوا کرے۔ درخواستیں اکتوبر میں آجانی چاہئیں۔ ہر جماعت کے سکرٹری صاحب کی معرفت درخواستیں آنی چاہئیں۔

ضروری اطلاع

احباب جماعت مطلع رہیں کہ انجمن نے حضرت مسیح موعودؑ کے لیکچر جلسہ اعظم مذاہب جو انگریزی اور اردو میں تیار ہے کی قیمت ۳۱ر اگست ۱۹۳۶ء تک ۴ر فی کاپی انگریزی اور ۲ر فی کاپی اردو کر دی ہے۔ احباب اپنی اس شکایت کا ازالہ کر سکتے ہیں کہ قیمت زیادہ ہے اور خرید کر مفت تقسیم بھی کر سکتے ہیں۔ اس غرض کے لئے یہ نادر موقع ہے۔

جاوا مشن

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ مسجد اور مکان رہائش امام کے زیر تعمیر ہیں. مسجد کے ساتھ گیلری بنائی گئی ہے اور ہر دو اتنی وسیع ہیں کہ ایک ہزار نمازی ان میں سما سکتا ہے۔ سکول کی عمارت اور معلمین کے لئے مکانات زیر تعمیر ہیں۔ انشاء اللہ تمام عمارات اس سال کے آخر تک مکمل تیار ہو جائیں گی۔ میں انشاء اللہ آئندہ ماہ بتاویہ نقل مکان کر جاؤں گا۔ کیونکہ بغیر میرے وہاں جانے کے ہالینڈ کو مسلم مشنری کا آئندہ سال کے شروع میں جانا دشوار ہے۔ مجھے علم ہے کہ بتاویہ کی آب وہوا گرم اور میری طبیعت کے خلاف ہے اور ظاہرہ جگہ گراں بھی ہے۔ وہاں دس ماہ قیام سے میری صحت گذشتہ موقعہ پر جبکہ قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ چھپ رہا تھا بگڑ گئی تھی۔ میں اب توجوان اور مضبوط نہیں۔ جیسا کہ بارہ سال قبل جب میں یہاں آیا تھا۔ تندرست تھا۔ بارہ سال کی سخت محنت نے میری صحت بگاڑ دی ہے لیکن باوجود ان تمام باتوں کے ایک اعلیٰ فرض کی ادائیگی کے لئے میرا بتاویہ جانا ضروری ہے۔

ٹراونکور میں ۶۶ اشخاص کا قبول اسلام

ڈاکٹر کچلو کے بھتیجے اور ان کی اہلیہ محترمہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(میاں بشیر احمد صاحب ایم اے ہماری انجمن کی طرف سے بطور مبلغ ٹراونکور بھیجے گئے ہیں آپ اور ان کی یوروپین بیگم دونو تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں احباب خصوصیت سے ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں)

الیپی (بذریعہ ڈاک) ڈاکٹر کچلو کے بھتیجے میاں بشیر احمد ایم اے اور ان کی اہلیہ محترمہ عرفان بشیر صاحبہ تبلیغ اسلام کے لئے ٹراونکور تشریف لے گئے ہیں۔ ۱۴ ماہ حال کو الیپی سے ۳۰ میل کے فاصلے پر مسز بشیر کی صدارت میں ایک جلسہ عام ہوا جس میں میاں بشیر احمد صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر مذہب اخوت انسانی کا علمبردار ہے لیکن اس کو عملی جامہ صرف اسلام نے پہنایا ہے۔ آپ نے کہا کہ عیسائیت ہمیں تعلیم دیتی ہے کہ اگر کوئی تمہاری بائیں گال پر تھپڑ مارے تو دائیں بھی آگے کر دو۔ لیکن جنگ اطالیہ اور حبشہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ میسولینی حبشیوں کو غلام بنالینے کے بعد انہیں انجیل کی تعلیم دینے کے لئے تین ہزار مشنری وہاں بھیجتا ہے۔ امریکہ کو دنیا کا متمدن ترین ملک سمجھا جاتا ہے۔ مگر وہاں حبشی عیسائیوں کو دن دہاڑے سنگسار کیا جاتا ہے صرف اس جرم کی پاداش میں کہ ان کی جلد کالی ہے یہاں مدراس میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ عبادت کے وقت نیچ ذات کے عیسائی گرجے سے باہر کھڑے رہتے ہیں یہ نئے طریقے ہیں جن سے عیسائیت اخوت اسلامی کی تبلیغ کر رہی ہے کہ ہندو ہمیں بتاتے ہیں کہ تمام انسان خدا کے اجزا ہیں۔ لیکن ان میں چھوت چھات کی موجودگی عملی زندگی میں اس کی ناکامی کا روشن ثبوت ہے۔ عملی مساوات کا درس صرف اسلام نے دیا ہے۔ آپ نے ابن مکتوم کی مثال بیان کی کہ ایک دن آنحضرت قریش کو تبلیغ کر رہے تھے۔ کہ ابن مکتوم نابینا نے چند سوالات پوچھے مگر رسول اللہ صلعم اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ

تازیانہ عبرت

سینما کی پردہ سیمیں پر آگ لگنے کا تماشہ نظروں سے بارہا گزرا ہوگا ـــــ اور سینما میں بجز اسی قسم کے ہولناک اور اخلاق سوز تماشوں کے اور ہوتا ہی کیا ہے ـــــ لیکن حیدرآباد دکن ابھی چند روز کی بات ہے. کہ تماشہ کو نہیں، واقعہ کو، نقل کو نہیں، اصل کو؛ آنکھوں سے دیکھ لیا. تماشہ کا نام "کالج کی لڑکی" تھا۔ رات کے نو دس بجے کا وقت تھا تماشہ ختم ہونے ہی کو تھا، کہ پردۂ غیب سے حقیقی ٹریجڈی شروع ہو گئی. تماشہ گھر میں آگ لگی، اور آناً فاناً تفریح گاہ قتل گاہ بن گئی! مرد تو جوں توں کر بھاگ نکلے، آ بنی عورتوں پر ہوئی جن میں ایک نہیں، کئی ایک مسلمان بھی تھیں! ـــــ وقت اس کا تھا، کہ یہ بیویاں، گھروں کے اندر عشا کی نمازیں پڑھتی ہوتیں، نماز کے بعد اپنے والوں والیوں کے لئے دعائیں کرتی ہوئیں، یہ بھی نہ سہی، تو کھانے اور سونے کے انتظام میں ہوتیں. شوہروں کی راحت بچوں اور بچیوں کی راحت کی فکر میں خود بھی راحت حاصل کرتی ہوتیں!

قسمت کی ماریاں، کچھ اللہ کی بندیاں، گھر کی جنت کو چھوڑ چھاڑ موٹروں پر، تانگوں پر، گاڑیوں پر موتی محل ٹاکیز جا پہنچیں آگ لگی. اور آگ کے شعلے ان مصیبت کی ماریوں کی طرف لپکے آہ! اس وقت کا جگر خراش منظر، کس کے قلم میں قوت ہے. جو دکھا سکے! دکھانا چاہے بھی، تو الفاظ کہاں سے لائے؟ موت کا مہیب اور بھیانک چہرہ مع اپنی ساری ہولناکیوں کے بالکل سامنے! اور وہ بھی بالکل اچانک! پھر موت بھی آگ کی آگ کیا چیز ہوتی ہے؟ اس احساس کو ان الفاظ کے پڑھنے سے نہیں۔ اپنی انگلی کو آگ کے قریب لے جا کر تازہ کر لیجئے! حد یہ ہے. کہ عذاب الٰہی میں بھی سخت ترین عذاب آگ ہی کا ہے! زنانہ درجہ اوپر کے حصہ میں تھا۔ دردناک آہیں وہ سراسیمگی کی چیخیں! جان سے عزیز بچے۔ اوپر سے نیچے پھینکے گئے، اور بیش قیمت وزرتار ساڑیوں سے رسیوں کی طرح لٹک لٹک کر کودنے کا کام لیا جانے لگا! چشم زدن میں، جو وہ اچھے خاصے ہنستے بولتے جسم تودۂ خاکستر تھے۔ اور جو جگہ صرف ہنسی، چہل، تفریح، قہقہوں اور تالیوں کی تھی۔ صبح ہوتے ہوتے، وہاں سے جنازوں پر جنازے اٹھنے لگے! عشرت گاہ کو اس قدر جلد عبرت گاہ بن جاتے کبھی کیوں دیکھا ہوگا! (صدق یکم جولائی ۳۶ء)

آپ کو زبردست تنبیہ کی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ میں نے راولپنڈی میں غازی امان اللہ خاں سابق شاہ افغانستان کو سب سے آخری قطار میں نماز پڑھتے دیکھا تھا. صدر صاحبہ کی تقریر کے بعد زہادا قوم کے ۶۷ افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے. اس قوم کے ۴۹ اشخاص پہلے بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں. عیسائی مشنری اس علاقے میں بڑے زور شور سے پروپاگنڈہ کر رہے ہیں لیکن لجنا الفضل محمدیہ اشاعت کمیٹی کی تبلیغی سرگرمیاں قابل قدر ہیں اور اس کی مساعی سے دین حقہ بسرعت تمام اس علاقے میں پھیل رہا ہے۔ اگلے دو ہفتوں میں مزید پچاس خاندانوں کے قبول اسلام کی توقع ہے۔

(سیاست ۳ر جولائی ۳۶ء)

جماعتی اخلاق

تم اخلاق و بداخلاقی کے پورے معنی نہیں سمجھتے، اخلاق تمہارے نزدیک صرف یہ ہے. کہ سب سے خندہ پیشانی سے پیش آنا، سلام کرنا، مزاج پرسی کرنا. آپ و جناب کے ساتھ بولنا، سچ بولنا، خاکسار بننا، یہ اور اسی طرح کی باتیں تمہارے نزدیک اخلاق ہیں۔

اسی طرح تمہارے خیال میں بداخلاقی صرف یہ ہے. کہ گالی گلوچ کرنا، مار دھاڑ کرنا. اکڑ کر چلنا، چوری کرنا. شراب پینا، وغیرہ وغیرہ عیوب جو ہر مذہب و ملت میں ناپسندیدہ ہیں.

لیکن یہی تمہاری غلطی ہے۔ اخلاق درحقیقت دو قسم کے ہیں. جس طرح انسانی زندگی دو قسم کی ہوتی ہے. یا یوں کہو کہ جس طرح ہر آدمی کی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر آدمی کے لئے اخلاق کے بھی دو پہلو ہیں. ایک وہ جسے انفرادی کہا جاتا ہے۔ یعنی جس کا تعلق شخص واحد یا متعدد اشخاص سے ہوتا ہے، اور دوسرا وہ جس کا تعلق جماعت سے ہوتا ہے۔ اور وہ جماعتی زندگی۔ اور جماعتی اخلاق کہلاتا ہے۔

شخصی اخلاق اور شخصی اخلاقیاں وہی ہیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اور ہم مسرت کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں. کہ مسلمانوں کی حالت ہنوز غیروں سے زیادہ بہتر ہے۔ لیکن جماعتی اخلاق میں مسلمانوں کا حال کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دینا ہمارے لئے مشکل ہے. کیونکہ ہم نے اب تک تمہیں نہیں بتایا۔ کہ جماعتی اخلاق کے کیا معنی ہیں؟

جماعتی اخلاق کے معنی یہ ہیں. کہ افراد ایسے عمل اختیار کر لیں جن سے ان کی جماعت یا قوم کو نفع ہو۔ اگرچہ خود ان کی ذات کو کچھ بھی فائدہ نہ ملے. بلکہ الٹے نقصان اٹھانا پڑے۔ بلکہ جان و مال و اولاد کی بربادی ہی کیوں نہ واقع ہو جائے. جو افراد اس طرح کے عمل اختیار کرتے ہیں۔ وہ علم اجتماع کی بول چال میں "خوش اخلاق" کہے جاتے ہیں۔ اور جو افراد ان کے برعکس چلن چلتے ہیں۔ وہ "بداخلاق" قرار پاتے ہیں. جن قوموں میں ایسے "خوش اخلاق" افراد کی کثرت ہوتی ہے۔ وہی کامران و شادکام ہوتی ہیں، اور جن بدبختیوں میں "بداخلاق" کی تعداد بڑھ جاتی ہے وہ تباہ اور برباد ہو جاتی ہے۔ (ہفتہ وار ہند ۲۰ر جولائی ۳۶ء)

ایک ضروری تصحیح

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک پوسٹر ڈاکٹر سر محمد اقبال کے مذہب کے متعلق امیر جماعت المسلمین جو مبینہ مفتی باقر کے پوسٹر کے جواب میں شائع کیا گیا تھا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ واقعی ڈاکٹر صاحب نے ان کو وہ تحریر لکھ کر دی ہے جس کا ذکر اس پوسٹر میں کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کذب بیانی امیر جماعت المسلمین کی نہیں بلکہ اس کے مرتکب خود ڈاکٹر صاحب موصوف ہیں خدا کی شان ہے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں ہمارے لیڈروں فلاسفروں اور شاعروں کو کیا کیا رنگ بدلنے پڑتے ہیں کہ انکو اپنے بیانات تبدیل کرنے میں ذرہ بھر حجاب نہیں ہوتا۔ یہ ہمارے لیڈروں اور عامۃ المسلمین کے لئے ایک عبرت کا مقام ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن احمدیہ بلڈنگس لاہور)

تجربۂ تلخ

مخالفین سلسلہ کی ناکامیوں اور نامرادیوں کے عبرتناک مناظر

(از جناب ایم - اے ملنگ صاحب - مردان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعویٰ کئے ہوئے آج قریباً پچپن سال گزرنے کو ہیں۔ دعوے سے پہلے دوست و دشمن تمام کے تمام ان کی قابلیت - شرافت اور اخلاق کے مداح تھے۔ لیکن جب آپ نے بفرمان الٰہی دعوے ماموریت کیا۔ تو وہی حکم خداوندی جو ازل سے ابد تک مخالفین کے ساتھ بصورت مخالفت کا بار بار ثبوت پیش کرتا رہا ہے - کہ یا حسرۃً علی العباد .... لیستہزؤن پر پھر منکرین مسیح موعود نے پھر تصدیق ثبت کی - وہی انسان جو دعوے سے پہلے شیر اسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا - وہی شخصیت دنیا و مافیہا کے تمام جرائم کا سرچشمہ سمجھا جانے لگی - وہی مرد خدا جو کل تحریر و تقریر میں پہلوان میدان تھا - وہی انسان دعویٰ ماموریت کے ساتھ تمام صفات اولین سے بے بہرہ اور طعن و تشنیع کا آماجگاہ بن گیا۔

لیکن دنیا کے اس رویے کا اس مرد میدان کی ذات پر کچھ اثر نہیں ہوا۔

واقعات خود بتاتے ہیں۔ کہ مخالفین جب کبھی آپ کے مقابل آئے۔ نامراد و ناکام ہو کر واپس ہوئے - شکست پر شکست اور ذلت پر ذلت اٹھانے لگے - جیسا کہ رسول عربی سردار دو جہان کا فرمان ہے۔ کہ یہی شرپسند جو فسادات پیدا کریں گے۔ آخر میں جا کر انہیں میں فنا ہوں گے۔ اور اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے ہیں۔ کہ جو مجھ سے ٹکر کھائے گا وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔ اور جس سے میں ٹکر لگاؤں گا۔ وہ بھی پارہ پارہ ہوگا۔

چنانچہ ان کی زندگی میں مخالفین کا انجام مندرجہ بالا رنگ میں ظاہر ہوا۔ مسلمانوں میں محمد حسین بٹالوی۔ عیسائیوں میں ڈوئی۔ اور آریوں میں لیکھرام وغیرہ کے عبرت انگیز واقعات صفحہ ہستی سے نہ مٹنے والے براہین قاطعہ کا کام دینے لگے - جو ماموروں کی صداقت کے لئے مخالفین کی ذات سے وابستہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ماموریں کی صداقت کے دلائل مخالفین کی شکستوں اور ذلتوں میں ظہور ہونا نہایت محسوس اور موثر ہوا کرتے ہیں۔

ان کے وصال کے بعد جب کبھی باد مخالف چلی۔ خود ہی نامراد اور ناکام ہو کر رہ گئی - ہوتے ہوتے ہمیں اپنی آنکھوں کے سامنے یہ منظر دیکھنا نصیب ہوا۔

یہ منظر بصیرت افروز آنکھوں کے لیئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اگر ذرا ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا جائے۔

احرار کا طوفان بے تمیزی کس آن بان سے نکلا ۱۹۳۵ء کا موسم گرما ان نادان مخالفوں کی وجہ سے بے زبان اور خاموش خادم اسلام جماعت کے لیئے امتحانات و آزمائشوں کا موسم تھا۔ ہر کس و ناکس پکار رہا تھا۔ کہ "احمدیت کے فنا ہونے کے دن آگئے"۔ "اب اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا"۔ بازار میں بیٹھے ہیں۔ تو یہی آواز سننے میں آتی ہے - گلی کوچوں۔ گھر گھر سے یہ صدا آتی تھی۔ کہ "احمدیت کا نام دنیا میں اب کیسے رہے گا"۔ "احسان" کس زور شور سے "احمدیت کو کچل رہا ہے"۔ احمدیت کے مقابلہ میں احرار کی نبرد آزمائی کامیاب و بامراد ہو رہی ہے۔" جس کے ناکو ہیں دیکھو۔ "احسان" کا پرچہ ہے - نمایاں سرخیاں موٹے الفاظ میں لکھی جاتی تھیں - اور جہاں احمدی سامنے آتا۔ اخبار کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا جاتا ہے - تاکہ مظلوم احمدی متوجہ ہو جائے۔ اور صفحہ اخبار پر مندرج خرافات احمدی کے کانوں میں پہنچ کر اس کی دل آزاری کا باعث ہو جائے۔ میں خود یہ تمام ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ اور دن بدن میرے لیئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو رہا تھا۔

گرمی کا موسم تھا - آزاد ہوا کی خاطر میں کہیں غیر آباد اور غیر محفوظ جگہ میں شہر کے باہر رات گزارنے کے لیئے جایا کرتا تھا - یہی میرے اخبار احسان کے شیدائی دوست - کبھی تو اخبار کے ذریعہ میری دل آزاری میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے تھے - اور کبھی نصیحت آمیز رنگ میں مشورہ دیتے تھے کہ ایسے طوفان بے تمیزی میں اپنی حفاظت کرو - میں جواباً کہہ دیتا - کہ خداوند کریم مجھے اپنی حفاظت میں رکھے گا - لیکن باوجود اس کے اس شرانگیز اور شر اپند طبقہ سے خطرہ لگا رہتا تھا - اور رات کا اکثر حصہ جاگتے ہوئے ستاروں جیسی عجیب الخلقت مخلوق کو اپنا درد دل سنایا ... کرتا لیکن خدا کی شان دیکھئے - کہ اُن کا انجام نہایت ہی ناکامی اور نامرادی کے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش ہوا - اور وہی احرار جو کل احمدیت کے مٹانے کے درپے تھے - خود ایک دوسرے کو تباہ و برباد کرنے پر کمر بستہ ہو گئے - ان کی حقیقت دنیا پر واضح ہو گئی - وہی "احسان" جو کل اپنے وفادار طبقۂ احرار کا مداح و ثنا خوان تھا - آج اس کے خون کا پیاسا ہے - وہی "احسان" جو کل مجلس احرار کا ترجمان تھا - آج "خادم اسلام" جماعت احرار کے نئے نئے نام رکھنے کے لیئے لغاتوں کے صفحے الٹ رہا ہے - کیا یہ "تجربۂ تلخ" نہیں - کیا یہ ہمیں ان گزشتہ واقعات کی یاد صحیح رنگ میں پیش نہیں کر رہا - کیا یہ واقعات زمانۂ حاضرہ کے نادان مخالفین کے لیئے درس عبرت پیش نہیں کرتے - کیا یہ وفاشعاری نہ ہو گی - کہ میں مولوی ظفر علی خاں جیسے زبردست معاند سلسلہ احمدیت اور سابقہ وفادار احرار کی خدمت میں عرض کروں - کہ وہ اپنی تمام ناکامیوں کو پس پشت ڈال کر احرار کے انجام سے عبرت حاصل کریں - اور اپنی زبردست طاقت تقریر و تحریر کو اسلام کی خدمت میں صرف کریں - اور احمدیت کو دنیا سے مٹانے کی ناشدنی تحریک کو خیرباد کہہ دیں - ورنہ بصورت دیگر اپنے انجام کو سابقہ معاندین کی کسوٹی پر پرکھ لیں - اور اس کے لیئے تیار رہیں -

"خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا باد مخالف سے
بھی اپنے لیئے غذا کا سامان حاصل کرتا ہے"

اسی طرح سر اقبال صاحب بھی یہ اکھاڑہ لاہور کے شہر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں - کیا ... سر اقبال سے یہ پوچھنے میں حق بجانب نہ ہوں گا - کہ آپ کا دماغ چند سال پہلے زیادہ کارکن تھا - یا آپ کی دماغی طاقت اب ترقی پذیر ہونے لگی

ہے؟ میں تو حیران ہوں - کہ آپ جیسے [illegible] کی سٹیج پر صدارت کے فرائض انجام [illegible] مخالف کے خوف سے کیوں اس قدر [illegible] رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو [illegible] خوف اور محبت دونوں دلوں سے محو ہو گئے [illegible] دے بیٹھے کیا آپ قیامت اور اس ہستی لایزال [illegible] آپ کی یہ دو رنگی کوئی کام نہ آئے گی - کیا آپ [illegible] کرتا - کہ آپ نے باد مخالف کے خوف سے [illegible] خوف کو اپنے دل سے نکال دیا لیکن اس کی [illegible] طرح "تجربۂ تلخ" کی صورت میں آپ کو بھی [illegible]

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت [illegible]
سیف کا کام قلم ہی سے دکھایا [illegible]
نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم [illegible]
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا [illegible]

قابل توجہ احباب سلسلہ

جوں جوں اشاعت اسلام کا ملفوظ [illegible] تبلیغی سرگرمیاں روز افزوں بڑھ رہی ہیں اور [illegible] یہی بوجھ اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے - جس کا تمام [illegible] چندہ پر ہے۔ اگر سارے احباب انجمن کے فیصلہ [illegible] ماہوار چندہ سے باقاعدگی سے بھیجا کریں - تو مالی مشکلات [illegible] جن انجمن مبتلا رہتی ہے اس میں بڑی حد تک [illegible] اور اسی کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کی [illegible] ہے کہ سب احباب اس پر عمل پیرا ہوں۔ لیکن [illegible] اسی شرح کے مطابق اپنے ماہوار چندہ جات اور [illegible] اور بعض کو غالباً شرح مقرر کردہ کا ابھی تک [illegible] احباب مقرر کردہ شرح کے مطابق اپنے [illegible] ہیں - انہیں اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے [illegible] دوسرے دوستوں کو جو شرح چندہ مقرر کردہ [illegible] ہیں - ان پر واضح کر دیں جو ذیل میں ہے [illegible] کبھی ایسا نہ ہونا چاہیئے - جو شرح چندہ [illegible] احباب اس پر عمل پیرا ہوں کر عنداللہ ماجور ہوں [illegible] سکرٹری صاحبان بالخصوص اس طرف توجہ دلا کر [illegible]

شرح چندہ [illegible]

۱- دہم حصہ آمد - ہفتم حصہ آمد [illegible]
۲- پچاس روپے سے اوپر آمد پر ایک [illegible]
۳- پچاس سے کم آمد والے [illegible]

[illegible]

ضرورت نکاح

چند معزز گھرانوں کی صاحبزادیوں کے لیئے [illegible] باروزگار تعلیمیافتہ کنوارے رشتوں کی ضرورت ہے [illegible] اصحاب فارم نکاح مفت منگوا کر پر کر کے بھیجیں۔
خاکسار محمد منظور الٰہی آنریری [illegible]

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
شیخ محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے

طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ | لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۳۶ء | نمبر ۵۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

علوم آسمانی اور اسرار قرآنی کے حصول کے لئے تقویٰ شرط ہے

اسی طرح پر قرآن شریف کی خوبیوں اور کمالات کو اگر نہایت ہی خوبصورت اور موثر الفاظ میں بیان کیا جائے تو روح پورے جوش کیساتھ اس طرف دوڑتی ہے اور حقیقت میں روح کی تسلی اور سیری کا سامان اور وہ بات جس سے روح کی حقیقی احتیاج پوری ہوتی ہے قرآن کریم ہی میں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھدًی للمتقین اور دوسری جگہ کہا لا یمسہ الا المطھرون اس سے مراد وہی متقین ہیں جو ھدًی للمتقین میں بیان ہوئے ہیں۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ قرآنی علوم کے انکشاف کیلئے تقویٰ شرط ہے علوم ظاہری اور علوم قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کیواسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔ صرف و نحو، طبعی، فلسفہ، ہیئت و طبابت پڑھنے کیواسطے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو، اوامر الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مدنظر رکھتا ہو۔ اپنے ہر فعل و قول کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکومت کے نیچے رکھے بلکہ بسا اوقات کیا عموماً دیکھا گیا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اور طلبگار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آج دنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے۔ یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت کچھ قابل شرم ہے۔ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے حالات جو کچھ شائع ہوئے ہیں، ہم تو ان کا ذکر بھی نہیں کر سکتے۔ مگر علوم آسمانی اور اسرار قرآنی کی واقفیت کیلئے تقویٰ پہلی شرط ہے اس میں توبۃ النصوح کی ضرورت ہے جب تک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھالے اور اس کے جلال اور جبروت سے لرزاں ہو کر نیاز مندی کے ساتھ رجوع نہ کرے۔ قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا اور روح کے ان خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پاکر ایک روح میں ایک لذت اور تسلی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کے علوم خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ پس اس کے لئے تقویٰ بطور نردبان کے ہے۔

(الحکم ۱۳ مارچ ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— بابو رحمت اللہ صاحب و شیخ عبدالحق صاحب بدستور احباب کی دعاؤں کے بدستور محتاج ہیں۔

—— قاضی علی شاہ صاحب سرینگر خانگی حالات کی وجہ سے پریشان ہیں۔ احباب انہیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔

—— میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مبلغ ٹراونکور پر ریاست کی طرف سے چند پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں کہ وہ تقریر نہیں کر سکتے۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

چوہدری سلطان علی صاحب بی۔ ایس۔ سی جو عرصہ دو سال سے ولایت محکمہ زراعت کی اعلیٰ تعلیم کیلئے گئے ہوئے تھے ۴ اگست ۱۹۳۶ء کو بذریعہ فرنٹیر میل پونے چھ بجے شام تشریف لا رہے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ مگھیانہ کی دختر عزیز جنت خاتون کا قضائے الٰہی ۴ اگست ۱۹۳۶ء کی صبح کو انتقال ہو گیا ہے۔ بزرگ میاں صاحب کیلئے یہ صدمہ ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مکرم میاں صاحب کو اور مرحومہ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور مرحومہ کا جنازہ غائبانہ بھی پڑھیں۔

اخلاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محبت الٰہیہ۔ صدق و وفا۔ صبر و توکل

چند بصیرت افروز واقعات

(از جناب مرتضےٰ خاں صاحب بی۔اے۔ مانگر ول)

(۶)

خدا کی راہ میں جان دینے کا عشق!

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ واقعہ لیکھرام کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود کے مکان کی تلاشی لی گئی۔ دوران تلاشی میں ایک کاغذ نکلا۔ جس میں حضرت کے دست مبارک سے لکھے ہوئے یہ الفاظ تھے۔

"اے میرے پیارے خدا! میں چاہتا ہوں کہ میں تیرے
راستہ میں مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا
جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں" الخ

تلاشی لینے والے آفیسر کو اس سے کچھ اشتباہ ہوا۔ اس نے آپ سے پوچھا۔ یہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ وہی دعا ہے جو ہمارے مقتدا اور پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے اور یہی میری دعا ہے اس پر وہ آفسر خاموش ہو گیا۔ یہ واقعہ جس حقیقت کا اظہار کرتا ہے اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک صاحب دانش و بینش سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا سے اس عشق و محبت کا پتہ لگتا ہے جو آپکو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ سے تھی۔ جیسا کہ آپ کے کلام سے جس کا کچھ نمونہ ہم اشاعت ہائے گذشتہ میں دے چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے آپ جان و دل سے اللہ تعالیٰ کے رستہ میں فنا تھے اور اس کے لئے جان دینا آپ کی دلی تمنا تھی ؎

بہر آں سرم کہ سر و جان فدائے تو بکنم
کہ جان بیار سپردن حقیقت یاری است

پھر ایک دوسرا امر جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ یہ آپ کی ایک پرائیویٹ تحریر تھی۔ جس کا اگر تلاشی نہ ہوتی۔ کسی کو علم بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ پرائیویٹ تحریر آپ کی قلبی کیفیت کی ترجمان ہے اور آپ کی پرائیویٹ زندگی پر روشنی ڈالتی ہے جس عشق و محبت الٰہیہ کا اظہار آپ نے جابجا اپنے کلام میں فرمایا ہے وہ نعوذ باللہ کسی تصنع یا بناوٹ پر مبنی نہیں تھا۔ بلکہ حقیقت نفس الامری کا اظہار تھا اور آپ کا باطن بفضلہ ایسا ہی پاک و صاف تھا جیسا کہ ظاہر اور آپ کی پرائیویٹ زندگی ایسی ہی پاکیزہ تھی جیسی کہ پبلک زندگی۔ اسی طرح آپ کی بعض دوسری تحریریں جو آپ کے وصال کے بعد دستیاب ہوئیں اور جو اب تک معرض اشاعت میں نہ آئیں تھیں اور نہ ان کی اشاعت کا حضرت کو خیال تھا۔ ان سے بھی آپ کی پرائیویٹ زندگی پر روشنی پڑتی ہے اور آپ کے بلند مقام روحانیت کا پتہ چلتا ہے

عشق ذات باری میں سرشاری

ایک تحریر میں آپ نے لکھا ہے کہ "میں کیوں خوش ہوں"؟ پھر خود ہی اس کا جواب دیا ہے کہ میں اس لئے خوش ہوں کہ مجھے خدا جیسی نایاب دولت مل گئی ہے" اسی طرح آپ کی اوائل عمر کے اشعار ہیں۔ جن میں آپ نے حمد و نعت کے ترانے گائے ہیں۔ اپنی محبت کا جو آپ کو حضرت باری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ بڑے پیارے الفاظ میں اظہار فرمایا ہے۔ یہ کلام نہایت ابتدائی ایام کا معلوم ہوتا ہے اور طرز تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی سن مبارک اغلباً دس بارہ سال سے زائد نہیں تھا۔ کہ نور محبت سے قلب منور ہو گیا تھا حقیقت یہ ہے کہ آپ فطرۃ مبارکہ مطہرہ میں ہی جوہر محبت لیکر آئے تھے اور خود مبداء فیض نے دولت عشق آپکو عطا فرمائی تھی ؎

ہیچ آگہی نہ بود ز عشق و وفا مرا ٭ خود ریختی متاع محبت بدامنم
ایں خاک تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ ٭ بود آں جمال تو کہ نمود است انجمم
ایں صیقل دلم نہ بہ زہد و تعبد است ٭ خود کردۂ بلطف و عنایات روشنم
چوں حاجتی بود بادیب دگر مرا ٭ من تربیت پذیر ز رب مہیمنم

خدا کے لئے ہر مصیبت خوشی ہے

جب بعض عیسائیوں نے پورے پورے اہتمام کے ساتھ آپ کے خلاف قتل کا مقدمہ دائر کیا اور بڑے بڑے شقرا اور بارسوخ علمائے کرام بھی ان کے ممد و معاون بن گئے اور بظاہر تمام سامان آپ کی جان لینے کے بہم پہنچائے گئے اور کوئی دقیقہ آپ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا باقی نہ چھوڑا گیا۔ اور ایک ایسی سخت خطرناک صورت حالات پیدا ہو گئی کہ بظاہر یہی خیال کیا جا سکتا تھا کہ حضرت مسیح موعود اس مصیبت سے رہائی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ان دنوں میں آپ کا ایک مخلص مرید نہایت گھبراہٹ کی حالت میں خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو گئے ہیں"۔ آپ نے ایک ذرہ بھر گھبراہٹ کا اظہار نہ فرمایا اور نہایت اطمینان اور کوہ وقاری سے ارشاد فرمایا۔ کہ

"والدین اپنے بچوں کو سونے چاندی کے زیور پہنا تے
ہیں۔ اگر میرا خدا مجھے لوہے کی کڑیاں پہنائے گا۔
تو میں بخوشی پہنوں گا"

اطمینان قلب

اللہ! اللہ! کیا ہی پاک جذبات ہیں جن کا اظہار آپ نے اس نازک موقعہ پر اور ایسی دہشتناک خبر سننے پر کیا۔ یہ مقدمہ ایک خطرناک مقدمہ تھا۔ اس میں صرف آپ کی جان کا ہی سوال نہ تھا۔ بلکہ آپ کے سارے مشن کی تباہی اور بربادی کا سوال تھا۔ لیکن آپ کو اللہ تعالےٰ نے کس قدر اطمینان قلب اور سکون عطا فرمایا تھا۔ کہ آپ نے ایسی دہشت انگیز خبر سننے پر ایک ذرہ گھبراہٹ یا بے چینی کا اظہار نہ فرمایا۔ ایسے ہی موقعوں پر انسان کی قلبی کیفیت کا پتہ لگتا ہے اور اس کے اصل اخلاق پر روشنی پڑتی ہے۔ ایسے آزمائش کے وقتوں پر ہی صادق اور کاذب پہچانے جاتے ہیں اور کھرے اور کھوٹے کی تمیز ہو جاتی ہے۔ اس جواب سے جہاں آپ کے اطمینان قلب کا نفس مطمئنہ کا خاصہ ہے پتہ لگتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس عشق و محبت کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ جو آپ کو ذات محبوب حقیقی سے تھی آپ نے فرمایا کہ "والدین اپنے بچوں کو زیور پہناتے ہیں اگر میرا خدا مجھے لوہے کی کڑیاں پہنائے گا۔ میں بخوشی پہنوں گا" یہ الفاظ جس محبت و عشق کو ظاہر کرتے ہیں وہ خود صاحبان بصیرت سمجھ سکتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی ہر راہ میں ہر دکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے اور اس کی محبت اور عشق میں کڑی سے کڑی مصیبت کمال خوشی سے جھیلنے پر تیار اور رضامند تھے۔

حضرت مسیح موعود کی صداقت کے نشان

یہی حال عاشقان الٰہی کا ہوتا ہے وہ ہر مصیبت کو جو خدا کی طرف سے آئے بطیب خاطر قبول کرتے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ مصیبت یا ابتلاء ان کی کسی بربادی کا پیش خیمہ نہیں۔ بلکہ ان کی کامیابی اور کامرانی کی علامت ہے۔ مقدمہ قتل کے سارے واقعات کو پڑھ جاؤ۔ حضرت مسیح موعود کی صداقت کے کئی نشانات آپ کو ملیں گے۔ دو قوموں یعنی عیسائیوں اور مسلمانوں کی متفقہ کوشش آپ کو صفحہ ہستی سے مٹانے اور آپ کے مشن اور دعاوی کو نعوذ باللہ خاک میں ملانے کی تھی اور اس کوشش کو کامیاب بنانے کے لئے انہوں نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا تھا۔ لیکن اس صادق انسان حضرت مسیح موعود کو ذرہ بھر تشویش نہ تھی۔ حسب معمول آپ ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ حسب معمول اپنے کام میں مصروف اور اپنے احباب سے خندہ پیشانی اور خوشی خوشی سے ملتے جلتے تھے۔ گویا کوئی بات ہی نہیں ہے۔ جس کے لئے آپ مشوش ہوں۔ یہ سب امور آپ کے تعلق باللہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی اس بشارت پر کہ آپ عزت سے بری کئے جائیں گے آپ کو کامل یقین تھا۔ اور مقدمہ کے فیصلہ سے پہلے ہی آپ نے اس کا اعلان فرما دیا تھا۔ اور خدا کے فضل سے ایسا ہی ظہور میں آیا اور آپ عزت کے ساتھ بری کئے گئے اور مخالفین کی مساعی سب خاک میں مل گئیں۔ ان فی ذالک لآیۃ لقوم یتفکرون

غرض اس واقعہ میں آپ کی صداقت کے کئی نشانات تھے اور ایک بڑا نشان جو ظاہر ہوا وہ یہ تھا۔ کہ گرفتاری کے وارنٹ جس کے متعلق حضرت کے احباب کو اس قدر تشویش ہو گئی تھی آپ تک کبھی نہ پہنچے۔ وہ کہاں گئے۔ ہمارے اکثر احباب بھی اس سے ناواقف ہوں گے۔ ان وارنٹوں کے ساتھ عجیب تصرف الٰہی کا معاملہ ہوا جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ مختصر یہ کہ وہ وارنٹ خود عزیز کے ہاتھ ہی سے نذر آتش ہو گئے۔

اور یہ ایک امر واقعہ ہے اور میں نے خود اس شخص کی زبانی سنا ہے جس سے یہ عمل وقوع میں آیا۔ یہ کس قدر زبردست تصرف الٰہیہ تھا اور اس میں اہل بصیرت کیلئے کیسا زبردست نشان ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

سرکاری اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

حکومت پنجاب نے حال ہی میں ہدایت دی ہے کہ مفاد ہدایات نافذ کی ہیں کہ آئندہ انتخاب کو مد نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ سرونٹس کانڈکٹ رولز بابت ۱۹۳۵ء کے قاعدہ ۲۰ کے احکام و شرائط کو گورنمنٹ کے جملہ افسران کے نوٹس میں لانا چاہیئے اس قاعدہ کا یہ منشاء ہے کہ کسی سرکاری ملازم کو کسی قانون ساز مجلس کے متعلق انتخاب کے بارہ میں ووٹ حاصل کرنے کی غرض کو ترغیب دینے، مداخلت کرنے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنے یا حصہ لینے کی ممانعت ہو اگر کوئی سرکاری ملازم قاعدہ مذکورہ کے احکام و شرائط کی خلاف ورزی کریگا تو اس کے خلاف شدید تعزیری کاروائی آ سکتی ہے۔

مجددین کا ماننا کیا ضروری ہے؟

مدیر "زمیندار" سے گذارش

"قادیانی مذہب کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اتباع و تقلید نائبہ کے بغیر حصول نجات محال ہے۔ اس معاملے میں جماعت احمدیہ لاہور ہو یا جماعت احمدیہ قادیان دونو متفق الرائے ہیں فرق صرف طرز بیان اور اظہار و تعبیر کا ہے۔ قادیانی اس معاملہ میں زیادہ متشدد اور بلند آہنگ ہیں۔ اور اس نے اسلام کے دائرے سے ان تمام لوگوں کو نکال دیا جو مرزا صاحب کے دعاوی سے اتفاق نہ کر سکیں۔ اور اتفاق تو در کنار اگر ان تک ان کے دعاوی پہنچے بھی نہ ہوں۔ لاہوری جماعت تکفیر تو نہیں کرتی لیکن باب نجات و سعادت کو ان لوگوں پر قطعاً مسدود سمجھتی ہے۔ جو مرزا صاحب کو نہ مانیں۔ اس کے نزدیک بھی قرب الہٰی، نجات اخروی اور معارف اسلامی کا حصول مرزا صاحب کی اتباع و تقلید کے بغیر محال ہے۔" (زمیندار ۲ راگست ۱۹۳۶ء)

یہ ہے اقتباس زمیندار کے مرزائی نمبر کے فاضلانہ افتتاحیہ کا جو ملک نصراللہ خاں صاحب عزیز نے لکھا۔ جماعت احمدیہ قادیان کے اعتقادات سے ہمیں کچھ بحث نہیں ہمیں اس وقت صرف جماعت احمدیہ لاہور کے اعتقادات کے متعلق عرض کرنا ہے۔ سب سے پہلے ہم مولانا موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ حدیث مجدد کے قائل ہیں؟ اور اگر ہیں تو پھر آپ کا کیا خیال ہے کہ کیا مجدد کا ماننا ضروری ہے۔ یا اس کا ماننا اور نہ ماننا برابر ہے؟

حدیث مجدد پر حفاظ حدیث کا اتفاق، اس پر مجددین اسلام کی مہر موجود، ان کے دعوے موجود اور اجماع امت اسی پر ہے کہ مجدد کا ماننا ضروری ہے۔ بھلا اگر مجدد کا ماننا غیر ضروری بات تھی۔ تو پھر نا خواہ ایسے شخص کے مبعوث کئے جانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ مجدد ہر صدی کے فتنوں کے روکنے کیلئے آتا ہے۔ اس کی تائید کرنا اسلام کو تقویت پہنچانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مجدد الف ثانی نے بھی مجدد کے ماننے پر زور دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:-

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا قول :-

"تیرے رب نے مجھے مطلع فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام تصور کیا ہے اور اس کی اعلیٰ بلندی تک پہنچایا اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے اور طریقے مسدود کر دیئے ہیں سوائے ایک طریقہ کے وہ تیری محبت اور تیری فرمانبرداری ہے۔ پس جو شخص تجھ سے عداوت کرے۔ نہ آسمانی برکات اس پر نازل ہونگی اور نہ وہ ارضی برکات کا مورد ہوگا۔ اہل مغرب اور اہل مشرق سب تیری رعیت ہیں اور تو ان کا بادشاہ خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں۔ اگر وہ جان لیں تو کامیاب ہونگے اور اگر بے خبر رہیں تو خائب و خاسر ہونگے۔"

(تفہیمات الٰہیہ)

حضرت مجدد الف ثانی کا قول :-

"بلکہ زیادہ ازاں مجدد آنست کہ ہر چند دراں مدت از فیوض با متاں برسد بتوسط او برسد۔ اگر اقطاب و اوتاد آں وقت بوند و بدلا و نجبا باشند۔"

(مکتوب امام ربانی جلد ۲ مکتوب چہار م ص ۱۳-۱۴)

اب ذرا امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کا ارشاد بھی سن لیجئے :-

"یہ جو بار بار کہہ رہا ہوں کہ وقت کا سلطان اور خزینہ دار ایک ہی ہوتا ہے اور خواہ کوئی ہو اور کیسا ہی ہو مگر اس سے الگ رہ کر کچھ نہیں پا سکتا۔"

(تذکرہ ص ۲۴۳)

ارشاد ہوتا ہے کہ قادیانی مذہب کے پیرو مرزا صاحب کو ماننا قرب الہٰی اور نجات اخروی کا باعث سمجھتے ہیں۔" ہم کہتے ہیں ہر اس

طرح صحیح ہے جس طرح سچ بولا جائے تو یقیناً قرب الہٰی اور [illegible] حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح والدین کی خدمت کرنا بھی نجات اخروی کا باعث ہے۔ ایسا ہی مجدد کا ماننا گو شمار تو ہم میں سے ہیں لیکن اس کا معصیت ہے اس کو ماننا ضروری ہے اس کی تصدیق حدیث نبوی کی تصدیق ہے اور وہ راہ ہدایت پر اور اس کا لازمی نتیجہ نجات اخروی ہے تیرہ سو سال تک جس بات پر امت کا اجماع رہا وہ [illegible] حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں آکر تبدیل ہو گئی۔ آخر کیوں؟ یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟ خدا ایک شخص کو اپنی سنت کے مطابق صدی کے سر پر مبعوث فرماتا ہے اور اس کے ذریعہ تائید دین کے نشانات دکھاتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کو نہ ماننا کیا ظلم نہیں اور کیا ایسے لوگ راہ ہدایت اور نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ مہر کلمہ گو مسلمان ہے لیکن نجات کا معیار صرف کلمہ کا زبان سے کہہ دینا نہیں بلکہ اس کے لئے اعمال کی ضرورت ہے اور اعمال صالح میں سے مجدد کا ماننا اور اس کی تصدیق بھی ہے۔ یہ "قادیانی مذہب" نہیں بلکہ عین مذہب اسلام ہے اگر حضرت مرزا صاحب اس صدی کے مجدد نہیں اور اس لئے آپ ان کے مخالف ہیں تو خدا را ہمیں بتائیے کہ اس صدی کا مجدد کون ہے لیکن محض تعصب کی بنا پر جماعت احمدیہ لاہور کی مخالفت [illegible] معنی نہیں رکھتی۔ مولانا! اگر آپ زمیندار کے اسی نمبر کے صفحہ [illegible] ملاحظہ فرماتے تو آپ پر جماعت احمدیہ لاہور کی پوزیشن واضح ہو جاتی
"لیکن لاہوری گروہ کو اس غلو سے انکار ہے [illegible] تو مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار کرنا ہے [illegible] ایمان کی شرائط میں نئی شرط کا اضافہ کرتا ہے۔"

(خط مولانا ابوالکلام آزاد مطبوعہ زمیندار ۲۳ اگست ۱۹۳۶ء)

آنریبل چوہدری سر شہاب الدین کا تقرر

آنریبل سر میاں فضل حسین مرحوم مغفور کے انتقال کے بعد حکومت پنجاب کی وزارت تعلیم کی کرسی خالی ہو گئی تھی اور اس کے پر کرنے کیلئے طرح طرح کی خیال آرائیاں کی جا رہی تھیں لیکن حکومت نے موجودہ نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے آنریبل چوہدری سر شہاب الدین صاحب کے سپرد قلمدان وزارت کر دیا ہے۔ جس کے لئے ہم چوہدری صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

چوہدری صاحب موصوف کو پنجاب کی ہر ایک پارٹی کا [illegible] ہے۔ صدر بلدیہ لاہور کی حیثیت سے انہوں نے نہایت [illegible] کو سر انجام دیا پنجاب کونسل کے صدر ہونے کے لحاظ سے تو [illegible] موزوں آدمی ملنا مشکل ہے بغرض آپ پبلک زندگی کے [illegible] ہمیں امید ہے کہ وزارت تعلیم کی اہم ذمہ داری [illegible] احسن عہدہ برآ ہوں گے اور پنجاب کے مسلمانوں کو ان کے [illegible] دلانے میں اپنی خداداد قابلیتوں کو صرف کریں گے۔

سپین میں بغاوت

حبشہ کی جنگ اور اس کے ہولناک نتائج۔ کشت و خون کی گرم بازاری۔ ابھی ان کی یاد بھی تازہ تھی کہ ۱۷ جولائی ۱۹۳۶ء کو سپین میں یکایک بغاوت ہو گئی۔ بہت سے باغی لیڈروں کو اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ قتل و خون کی جو ہولناک خبریں موصول ہو رہی ہیں [illegible]

بے کہ وہاں ابھی تک موت کا بازار گرم ہے اور ہزاروں بیگناہ انسان روز مارے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا تھا کہ باغیوں کی پشت پر اماد ہے اور سکری فوجیں بے یار و مددگار رہ رہی تھیں لیکن رائٹر کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ فرانسیسی والنٹیروں کی بھاری تعداد حکومت کی مدد کے لئے پہنچ چکی ہے اور اطالیہ کی طرف سے فسطائی باغیوں کی امداد کی جا رہی ہے۔ دیکھئے فرانس اور اطالیہ کی اس کشمکش کا انجام کیا ہو؟ کہیں سپین ہی سے عالمگیر جنگ کی آگ نہ بھڑک اٹھے۔

روس میں مسجدیں آزاد کردی گئیں

اشتراکی روس نے سرمایہ داری کی قبر پر سب سے پہلے یہ نعرہ لگایا کہ آسمان سے خدا کو اور زمین سے مذہب کو نکال دو۔ اس کے بعد اشتراکیت کو جس قدر ترقی و مقبولیت نصیب ہوتی۔ اسی قدر مذہب زوال پذیر ہوتا گیا۔ اشتراکیوں کا خیال تھا کہ جب تک خدا کو ماننے والے موجود ہیں۔ بالشوزم کا بھوت نہیں نچ سکتا۔ اس لئے ان کی تمام جابرانہ قوتیں جو اپنی انقلاب انگیز جنبش سے زاریت و ملوکیت کے لئے پیام مرگ ثابت ہو چکی تھیں۔ مذہب کے خلاف متحرک ہو گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب کو لینن گراڈ کی گلیوں سے رسوائی کے ساتھ نکال دیا گیا۔

اشتراکیوں کا یہ کافرانہ عقیدہ خواہ کتنا ہی قابل ملامت ہو لیکن مذہب دشمنی کی ذمہ داری صرف انہیں پر عائد نہیں ہوتی بلکہ اس میں گمراہ اور ملوکیت پرست پادری بھی شامل ہیں جو زار کو خلیفۃ اللہ قرار دے کر اس کے ظلم و ستم کو مشیت الٰہی سے تعبیر کرتے تھے۔ بالشویکوں کو جب اس امر کا یقین ہو گیا کہ قیصر کی حکومت کی بنا پادریوں کے مذہبی نظریات پر ہے تو انہوں نے مذہب کو بھی سرمایہ داری کی طرح مٹا دینے کے قابل سمجھ لیا۔

اس میں شک نہیں کہ مذہب نا آشنا جماعت روسی پادریوں کے نظریات سے وہی نتیجہ اخذ کر سکتی تھی جو بالشویکوں نے کیا۔ لیکن اس مسئلہ میں انہوں نے جو طریق اختیار کیا وہ اصول رواداری کے سراسر خلاف تھا۔ ملک کے تمام گرجے بند کر دیئے گئے۔ پادریوں کو دہریت قبول کرنے پر مجبور کیا گیا۔ مذہبی تعلیم و تدریس پر پابندیاں عائد کر دی گئیں غرضیکہ ہر طریق سے عیسائی مذہب کو اشتراکی عقائد میں مدغم ہونے کے قابل بنا لیا گیا۔ اگرچہ بالشویکوں کو اسلام سے بہت زیادہ نفرت نہیں تھی۔ لیکن انہوں نے اس وہم پر کہ مذہب کا وجود ہی اشتراکیت کیلئے پیام مرگ ہے مسلمانوں پر بھی تشدد شروع کر دیا۔ بایں ہمہ حقیقت پر توہمات کی تاریکی زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتی۔ آخر جب لینن کے دیرینہ اصول کو سٹالن کے عجیب و غریب اجتہاد نے نئے قالب میں ڈھال کر پیش کیا اور ترقی یافتہ بالشوزم کی جگہ تنزل پذیر سوشلزم نے لے لی تو مذہب کو قیود و شروط کی حد سے نکل کر آزاد فضا میں آنے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ سوویٹ روس نے گرجوں اور مسجدوں پر سے تمام پابندیاں اٹھالی ہیں۔ اور اہل مذہب کو تعلیم و شعائر کے بارے میں بھی مکمل آزادی نصیب ہو گئی۔ ہم حکومت روس کے اس اقدام پر اظہار تحسین کئے بغیر نہیں رہ سکتے

جن احباب

کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں [illegible] دو ہفتوں کے بعد وی پی کئے گئے ہیں جن کا وصول کرنا [illegible] اخلاقی فرض ہو گا۔

احراری اخلاق کا نمونہ

ہمیں آج ہی امرتسر سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں کارخانہ شیخاں کے ایک ملازم کو جو خود احمدی نہیں تھا۔ جماعت احمدیہ لاہور کے اشتہار تقسیم کر رہا تھا۔ احراریوں نے آ کے پیٹا۔ گالیاں دیں اور اس کو اشتہار جلا دینے پر مجبور کیا۔ ایسا ہی ایک واقعہ لاہور مصری شاہ میں ہوا وہاں پر بھی احراریوں نے انجمن کے چپڑاسی کو پیٹا اور اشتہار پھاڑ دیئے ہم احراریوں پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ انہوں نے کفار مکہ کا طریق اختیار کر رکھا ہے۔ صداقت اگر ناجائز سختی سے دب سکتی۔ تو اسلام کا فاتحہ مکہ میں ہی نہ ہو گیا ہوتا۔ انجام کار باطل کو ہی شکست ہوتی ہے دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ احراری کس قدر بدنام اور ذلیل ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالے ابھی اور بھی ذلیل ہوں گے۔

آخر میں ہم حکومت سے پر زور استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے مفسدہ پردازوں کا بندوبست کیوں نہیں کرتی! مذہبی آزادی تو حکومت نے دے رکھی ہے لیکن اگر پبلک کا ایک گروہ دوسرے گروہ سے یہ مذہبی آزادی ناجائز طریقوں پر چھیننا چاہے تو حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس قسم کی وارداتوں کا جلد از جلد انسداد کرے

نوٹ:۔ مفصل حالات انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے۔

(سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور)

بعدالت شیخ عبدالرحمان صاحب بی۔ اے

پی سی۔ ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

بمعاملہ درخواست شریمتی پاربتی بیوہ سردار ہرنام سنگھ ٹھیکیدار کوئٹہ بذریعہ کابل سنگھ مختار عام براد عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ بابتی ہرنام سنگھ متوفی زیر دفعہ ۳۷۲۔ ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵

نوٹس بنام ہر خاص و عام

مقدمہ مندرجہ صدر میں سائلہ نے بذریعہ مختار عام درخواست براد حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی [illegible] ۱۹۲۱ ۔۔۔ ۲ روپیہ بابتی سردار ہرنام سنگھ متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ عدالت ہذا میں پیش کی ہے اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہو وہ بتاریخ ۲۸ ۸/۳۶ حاضر عدالت ہذا آ کر پیش کرے

۳۰ ۷/۳۶

آج بہ دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

احرار اور اتحاد ملت

إني مهين من أراد إهانتك

آج کل احرار اور نیلی پوشوں میں جس قسم کی [illegible] اس کا نقشہ آج سے بہت پہلے سرسید احمد خاں مرحوم نے [illegible] میں کھینچا تھا۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے اور غور کیجئے کہ [illegible] "جب کتے آپس میں مل کر بیٹھتے ہیں تو پہلے [illegible] دوسرے کو بری نگاہ سے آنکھیں بدل بدل کر [illegible] کرتے ہیں۔ پھر تھوڑی تھوڑی گو بجلی آواز ان [illegible] سے نکلنے لگتی ہے پھر تھوڑا جبڑا کھلتا ہے دانت [illegible] دکھنے لگتے ہیں اور خفی سی آواز نکلنی شروع ہوتی ہے [illegible] پھر باچھیں چیر کر کانوں سے لگتی ہیں اور ناک [illegible] پر چڑھ جاتی ہے۔ ڈاڑھوں تک دانت باہر نکل آتے ہیں منہ سے جھاگ نکل پڑتے ہیں اور عفیف آواز کے ساتھ [illegible] کھڑے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے چمٹ جاتے ہیں۔ اس کا ہاتھ اس کے گلے میں اور اس کی ٹانگ اس کی کمر میں، اس کا کان اس کے منہ میں اور اس کا ٹیٹوا اس کے جبڑے میں۔ اس نے اس کو کاٹا اور اس نے اس کو پچھاڑ کر بھنبوڑا۔ جو کمزور ہوا دم دبا کر بھاگ نکلا۔"

خیر سرسید احمد خاں مرحوم بزرگان ملت میں سے تھے ہم میں [illegible] ہمت نہیں کہ اس معرکہ کارزار کو کتوں کی لڑائی سے تشبیہ دیں [illegible] وجہ ہے کہ ہم ان لڑائیوں کا تذکرہ ہمیشہ اس طرح کرتے ہیں گویا [illegible] معرکہ برپا ہے یا ہسپانی بیڑے اور برطانی جنگی جہازوں کا مقابلہ [illegible] لیڈروں کو ہمیشہ فیلڈ مارشل اور جنرل کہا۔ قومی کارکنوں کو کرنل [illegible] کے نام سے پکارا۔ رضا کاروں کے حق میں ہماری زبان سے [illegible] کم درجہ کی کوئی اصطلاح استعمال نہیں کی۔ پھر بھی اگر [illegible] کے بعض بزرگوار ہم سے ناراض ہیں تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

امرتسر میں فلسطین کانفرنس ہو رہی تھی۔ [illegible] نیلی پوش حسب عادت آپس میں لڑ پڑے۔ ایک صاحب نے [illegible] کہ اس معرکہ کے متعلق کیا رائے ہے؟ [illegible] مراتب کو ہاتھ سے جانے نہ دیا اور عرض کیا کہ [illegible] ہوتا ہے کہ ایک طرف دریائے نیل ہے دوسری جانب [illegible] ہم بیچارے راوی میں جھوپ ملانے والے [illegible] اور دریاؤں کی لڑائی بھڑائی کے متعلق کیا [illegible] نیلی پوش حضرات انہیں دو جملوں سی بیماری [illegible]

(راجپان [illegible])

انجمن یا جماعت؟

جماعت احمدیہ لاہور پر مخالفوں کے اعتراضات

کیا یہ جماعت فرقہ وارانہ اصولوں پر قائم ہے؟

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب)

گذشتہ سے پیوستہ

فرقہ بازی و تنگ نظری کا الزام

مندرجہ بالا دس شرائط بیعت کو ملاحظہ فرمائیں اور پھر بتائیں کہ اگر جماعت احمدیہ میں داخلہ کے لئے یہی امور ہیں تو ان میں سے کونسا ایسا امر ہے جو فرقہ بازی سے تعلق رکھتا ہے کیا زندگی کے موٹے سے موٹے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کا عہد ہے یا کچھ اور؟ کیا اسلام کے بنیادی احکام کی پابندی کا اقرار لیا ہے یا کسی خاص مسئلہ و فروعی امر کو منوایا ہے؟ جو لوگ آئے دن یہ غلط الزام لگانے کے عادی ہیں کہ احمدیہ جماعت نے ایک الگ فرقہ قائم کر کے مسلمانوں کی پراگندگی میں اضافہ کر دیا ہے۔ وہ ذرا غور کریں کہ اگر بانی سلسلہ نے جماعت میں شمولیت کے وقت ان خاص مسائل کو ایک رنگ میں منوانے کا اقرار نہیں لیا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ کے نزدیک جماعت کی بنیادی خصوصیات وہی ہیں جو عمل سے متعلق ہیں اور جو مذہب اسلام کی روح رواں و خلاصہ کے طور پر ہیں نہ وہ فروعی امور جن میں اختلاف ہو۔ یہاں ان اصحاب کے لئے بھی جائے غور ہے جو حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر کے کلمہ گوؤں کی تکفیر کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کیا یہ ضروری نہ تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت تھے اور آپ پر ایمان لانا اسلام میں داخلہ کے لئے ضروری ہوتا تو آپ ہر اس شخص سے اپنی جماعت میں شمولیت کے وقت اپنی نبوت کا اقرار لیتے تمام شرائط بیعت کو پڑھ جاؤ سوائے قال اللہ اور قال الرسول کو اپنا نصب العین بنانے کے اور کچھ کہا ہے؟ کیا اپنے ساتھ تعلق لگانے کو عہد اخوت قرار نہیں دیا حالانکہ اگر آپ نبی تھے تو آپ اپنے مریدوں کے لئے بمنزلہ روحانی باپ کے ہیں نہ کہ بمنزلہ روحانی بھائی کے

مجدد صدی سے تعلق کی ضرورت

اگر یہ سوال ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے ساتھ عقد اخوت باندھنے کے بھی شرط کیوں لگائی۔ کیا یہی اقرار لینا کافی نہ تھا کہ قرآن شریف پر عمل کروں گا تو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ یہ ایک فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ جب بُعد زمانہ کے باعث دینی اقراروں کو پورا کرنے میں غفلت اور بے توجہی گھر کر چکی ہو۔ بلکہ حالت یہاں تک پہنچ چکی ہو کہ قرآن کے اصولوں پر سے ایمان و یقین بھی اٹھ چکا ہو تو ایسے وقتوں میں یقین کو از سر نو پیدا کرنے کیلئے اور قوت عمل کو بیدار کرنے کی خاطر ایک زبردست روحانی قوت کے انسان سے تعلق لگانا ضروری ہو جایا کرتا ہے۔ یہ امر واقعات سے ظاہر اور تاریخ اس کی گواہ ہے۔ اگر صحیح اصولوں کو جان کر انسانی طبائع ان پر ایسا یقین کر لیں کہ ان کو پورا پورا عمل میں بھی لے آویں تو پھر انبیاء و ماموروں کی بعثت کی ضرورت نہ ہوتی۔ ہدایت و شریعت لکھی لکھائی آسمان سے نازل ہو جایا کرتی اور لوگ اس پر عمل پیرا ہو جاتے۔ لیکن جیسا کہ بالبداہت ظاہر ہے انسان نمونہ کا محتاج ہے خوابیدہ قوتوں کو جگانے کے لئے روحانیت کے اعلیٰ مظہر کی ضرورت درپیش ہے ایسے جب مذہب بالکل مٹ چکا ہو۔ اس کے اصول نہ صرف عمل میں مفقود ہو گئے ہوں بلکہ ان پر سچا یقین اور ان کا صحیح مفہوم بھی موجود نہ رہا ہو۔ ایسے زمانہ میں نہ تو وہ یقین پیدا ہو سکتا ہے جو عملی زندگی کو از سر نو تحریک دے اور نہ روحانی طاقتیں نشوونما پا سکتی ہیں۔ جب تک ایک جیتی جاگتی تصویر روحانیت کی اور خدا نماہستی کی سامنے موجود نہ ہو آپ غور تو فرمائیے کہ کیا ہمارا یہ زمانہ پکار پکار کر ان ضرورتوں کو بتلا نہیں رہا؟ پھر مسلمانوں میں دوبارہ وہ یقین اسلام کے غلبہ و فتح کے علم کی بنا پر کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔ جب تک وہ اپنے آپ کو اس امام اسلام کے دامن سے وابستہ نہ کریں۔ جو اس زمانہ میں قرب کی روح سے آشنا اور آستانہ خداوندی پر باریاب ہوا ہے۔

بیرونی انقلاب کیلئے اندرونی انقلاب لازمی ہے

بے شک یہ صحیح امر ہے کہ دنیا میں کوئی انقلاب تب ہی آتا ہے جب پہلے وہ انسانی دماغ میں آئے۔ جب وہ انسانی قلوب میں پہلے قرار پکڑے۔ مادی دنیا کے سلسلہ پر غور کر لیں۔ کوئی عمارت، کوئی مشین نہیں بنی۔ جب تک اس کا نقشہ پہلے کسی انسان کے دماغ کے اندر نہیں آیا اور جب تک اسے عمل میں لانے کی تحریک اور نیت پیدا نہیں ہوا۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ آج مسلمان خواب تو یہ دیکھیں کہ تمام دنیا میں اسلام کے اصول عملی طور پر رائج ہو جائیں مگر سارا اس کا یہ چاہیں کہ ان کے دل و دماغ اس انقلاب کا مرکز نہ بنیں۔ جب تک کوئی تحریک سچے معنوں میں انسانوں کی زندگیوں کو تبدیل نہیں کرتی۔ تب تک وہ باہر کی دنیا میں کوئی انقلاب نہیں لا سکتی اگر مسلمان سچے دل سے غیر مسلموں کو اپنے دین کے اصولوں پر عمل پیرا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کا راستہ صرف یہی ہے کہ خود ان پر عمل پیرا ہو جائیں اور اگر صرف یہ تمنا ہے کہ جس طرح ہر مذہب و ہر قوم کا شیدائی اس بات کا خواہاں ہے کہ لوگ اس کے مذہب اور اس کی قوم کے ثناخواں ہوں یا محض دھڑا بندی کے طور پر اس میں شمولیت اختیار کر لیں تو شاید صرف پروپیگنڈا کے ذریعہ یہ بات حاصل ہو جائے لیکن اگر سچ ہے کہ ایک سچے مذہب کا نصب العین ہے مقصد یہ ہے کہ دنیا کے قلوب سے فساد، بے امنی، لالچ و دنیا پرستی حسد و عناد، منافرت و تباغض کے خبیث جذبات دور ہو کر سچی خدا پرستی پیدا ہو جائے تو پھر یہ بات انجمنوں اور مشنوں کے قیام . . . سے بڑھ کر ایک گروہ کی زندگیوں کے اندر حقیقی تبدیلی کو چاہتی ہے اور یہی وہ امر تھا جو حضرت مسیح موعود کے پیش نظر تھا چنانچہ آپ نے دعویٰ کے ساتھ ہی سب سے پہلی جو کتاب لکھی اور جس میں جماعت قائم کرنے اور اس میں شمولیت کی دعوت دی وہ کتاب فتح اسلام ہے اس میں آپ فرماتے ہیں:۔

"بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں اسلام کی اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس میں ہماری زندگی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں۔ سو انہیں جاننا چاہئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو یہ یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز نہیں کھل سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس میں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ سو اے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو۔ صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز مت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور حقیقی بہبودی اور اپنی اخروی کامیابی انہیں تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ یہ اشتغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور۔ شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت کا خطاب حاصل کر لیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ مددگار بھی ہو سکیں مگر تاتریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آ جائے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے"

(فتح اسلام صفحہ ۷۰ - ۷۱)

انجمن اور جماعت میں فرق

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاں ایک انجمن معمولی بہبودی کے مقاصد کو اپنے سامنے رکھے گی۔ وہاں ایک دینی جماعت انسانی غرض یعنی رضائے الٰہی کو اپنا نصب العین قرار دے گی۔ جہاں ایک انجمن کی جدوجہد روپیہ کے حصول کرنے اور مادی سامان مہیا کرنے تک محدود رہے گی۔ وہاں ایک جماعت کا منتہائے نظر انسان کے اندر اعلیٰ اخلاق و خدا پرستی کا ودیعت کرنا ہوگا۔ جہاں ایک انجمن کی کامیابی کا مدار روپیہ کی کثرت اور اس کی عام عزت و منزلت سے وابستہ ہوگا۔ وہاں ایک دینی اخوت کی ترقی کا معیار انسان کی زندگیوں میں سچے انقلاب سے پرکھا جائے گا۔ جہاں ایک انجمن

کے مقتد ایسے اصحاب ہوں گے جو اس کی فلاح و بہبود میں اپنی جیب سے امداد کرنے والے ہوں گے۔ وہاں دینی جماعت کے مقتدر رکن ایسی ہستیاں ہوں گی جنہوں نے نصرف اپنی ہر چیز اس راہ میں قربان کرنے کا عہد کیا ہو بلکہ ہر آن اس کے لئے اپنے سچے دل سے تن نثار ہوں اپنے دل و دماغ، اپنے اوقات عزیزہ اپنی عزت و جاہت کو اس راہ میں لگانے والے ہوں۔ پھر ایک انجمن کے کارکنوں کا معیار قابلیت، ان کی ذہنی لیاقت و چستی پر منحصر ہوگا۔ مگر ایک دینی اخوت میں کارکنوں کا انتخاب ان کے اخلاق حسنہ یعنی اخلاص و ایمان اور جذبہ ایثار و فنا پر ٹھہرے گا۔ عام افراد انجمن کو ایک دوسرے سے کوئی تعلق کی ضرورت نہیں۔ لیکن ایک دینی اخوت کے افراد آپس میں ایک رشتہ اتحاد میں منسلک ہوں گے

حضرت مسیح موعودؑ نے کیا تبدیلی پیدا کی

حضرت مسیح موعود کی زندگی کو پڑھیں اور آپ کے وقت جو جماعت کی خصوصیات تھیں ان کو ملاحظہ کریں تو آپ کو صاف معلوم ہوگا۔ کہ آپ نے کوئی معمولی انجمن نہیں بنائی تھی۔ بلکہ ایک بڑی بھاری روحانی اخوت قائم کر دکھلائی تھی۔ مسلمانوں کے بیتے گئے ہوئے وقتوں میں جبکہ بھائی بھائی کا دشمن اور مسلمان مسلمان کے خون کا پیاسا ہے اس قسم کی بے نظیر اخوت جس کی بنیادیں اخلاق و روحانیت کے ستونوں پر قائم ہوں کا پیدا کر دکھلانا ایک عظیم الشان روحانی طاقت اور مقناطیسی قوت کو چاہتا ہے۔ کس طرح دور دور کے رہنے والے اور گوناگون مشاغل کے انسانوں کو اپنے برادرانہ تعلق سے وابستہ کر دیا کہ یقیناً دنیاوی رشتوں میں اس کا کوئی نمونہ نہیں ملتا۔ خدا پرستی اور صدق پرستی کا وہ جذبہ پیدا کیا کہ لاکھوں زندگیوں کو تبدیل کر ڈالا۔ شجاعت و قوت عمل کی وہ زبردست لہر پیدا کی۔ کہ جس کے باعث جماعت نے ایک جہان کا مقابلہ کامیابی سے کر دکھلایا۔ کیا یہ صفات حسنہ و عادات مرضیہ ایک انجمن کے نیام سے ظہور میں آسکتی ہیں اور کیا ان کے پیدا کئے بغیر کوئی دینی مہم سرانجام پا سکتی ہے خواہ جیسا کہ آپ کا خیال ہے۔ اس کی تائید کے لئے کروڑہا روپیہ کیوں نہ جمع ہو جائے اور لکھوکھہا انسان اس کے ثناخواں کیوں نہ ہوں۔

روحانی اصلاح کا کام اندر سے شروع ہوتا اور باہر کی طرف فتح کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کی نظر نہ روپیہ پر ہوتی ہے نہ انسانوں کی کثرت پر نہ اور کسی مادی سامان پر۔ بلکہ اس کی نگاہ روحانی صفات کے نشو و نما پر ہوا کرتی ہے۔ اگر اخلاق لوگوں کے سنورتے جاتے ہیں تو وہ جماعت کامیاب ہوتی چلی جا رہی ہے اگر یہ بات مفقود ہوتی چلی جا رہی ہے تو اس کا قدم تنزل اور انحطاط کی طرف جا رہا ہوتا ہے

فتح کیونکر مقدر ہے

غالباً آپ نے یہ خیال کیا ہے کہ جو کچھ تبدیلی دنیا میں اسلام کے متعلق پیدا ہوئی ہے۔ اس کا تمام تر باعث محض وہ لٹریچر ہے۔ جو آج اس مذہب کے متعلق شائع کیا گیا۔ لیکن میں آپ کو یہ عرض کروں گا۔ کہ لٹریچر سے بڑھ کر دنیا میں اس دفعہ اور اثر نے کام کیا۔ جب حضرت مرزا صاحب نے اپنی زندگی کے ذریعے جماعت کے قلوب میں پیدا کر دیا تھا۔ یعنی جب ایک گروہ کے قلوب میں یہ یقین راسخ گاڑ دیا گیا۔ کہ اسلام کے اصول غیروں کو فتح کر سکتے ہیں۔ تو اسی یقین کے باعث ہی دوسرے مسخر ہوئے۔ نہ کہ محض منطقی دلائل اور علمی موشگافیوں کو پڑھ کر۔ اور اس وقت

جو اشاعت کی رفتار سست ہے تو اس کا باعث یہ نہیں کہ دلائل ختم ہو گئے ہیں۔ بلکہ یہ کہ یقین و فتح کی وہ لہر نمایاں طور پر ترقی پذیر نہیں ہوئی۔ یعنی مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی سے اس جماعت کی طرف توجہ نہیں کی۔ جو اس یقین و ایمان کی حامل ہے اور اگرچہ اس میں بھی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ کی توجہ ملبند اخلاق کی طرف ایسی نہیں رہی۔ جیسی حضرت مسیح موعود کے وقتوں میں تھی۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اب یہ جماعت صرف ایک انجمن کی حیثیت اختیار کرے بلکہ لازم تو یہ ہے کہ پوری توجہ اور پچے انہاک سے نصب العین مدنظر ہو۔ یعنی جماعت کے اندر روحانی و اخلاقی جوہروں کا نشو و نما پیش نظر ہے۔ نہ صرف چندہ وصول کرنا اور کتب کی اشاعت یا مشنوں کا قیام مقصد قرار دیا جائے۔

درخواست دعا ملک نذیر احمد خاں ملازم کوئٹہ پولیس بیمار ہیں اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن

کے زیر اہتمام

۹ راگست بروز اتوار بعد از نماز مغرب کیا حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت کا تھا؟ کے عنوان پر جماعت قادیان سے ایک بحث مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ہوگی۔ دونوں طرف سے تین تین اشخاص تقاریر کرینگے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر اس بحث سے فائدہ اٹھا دیں۔

سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن

رفتار عالم

ہندوستان

—— لاہور ۵ راگست مسجد شاہ چراغ کی واگذاری کی شرائط کے سلسلے میں سید محسن شاہ سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب نے فنانس ممبر حکومت پنجاب سے ملاقات کی اور مسلمانوں کا زاویہ نگاہ ان کے سامنے پیش کیا۔

—— شملہ ۵ راگست اطلاعات مظہر ہیں کہ حکومت افغانستان نے افغانستان کے سکھوں اور ہندوؤں کے لئے مشرقی سرحدی علاقہ کے صوبہ سے جلال آباد آ جانے کا حکم ایک ماہ تک ملتوی کر دیا ہے اس التوا کا سبب ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔

—— پٹنہ ۶ راگست۔ رگھو ناتھ پور گنگی اور سیوان میں سیلاب نے خوفناک صورت اختیار کر لی ہے۔ قریباً دو سو دیہات قطعی طور پر زیر آب ہیں۔ مویشیوں کے گلے بہ گئے ہیں اور لوگ تباہ حال اور فاقوں مر رہے ہیں۔ حالات تشویشناک صورت اختیار کر گئے ہیں۔

—— راولپنڈی ۶ راگست۔ گوردوارہ کیٹی پنجہ صاحب نے اپنے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ تفسیر کوٹ فتح خاں کے سلسلہ میں عدالت عالیہ لاہور کے فیصلہ کے خلاف پریوی کونسل میں اپیل دائر کی جائے۔

—— لاہور ۶ راگست مسٹر کے۔ ایل۔ ستیہ بیرسٹرایٹ لا ۱۵ راگست کو الہ آباد تشریف لے جا رہے ہیں۔ تا کہ وہاں ہائیکورٹ میں علامہ خالد لطیف گابا کو کانپور میں گرفتار کرنے اور پولیس کے متشددانہ رویہ کے خلاف مرافعہ دائر کریں۔

—— شملہ ۶ راگست۔ کرنل ٹامسن کاور برٹش قونصل جنرل مقیم کاشغر تین سال گذر جانے کے بعد ریٹائرڈ ہو کر واپس آ گئے ہیں اور ان کی جگہ میجر ای۔ ای۔ کمن کو مقرر کیا گیا ہے۔

—— کوچین ۶ راگست۔ معلوم ہوا ہے کہ شیخ عبد اللہ گاندھی اگست کے اواخر میں کوچین اشاعت اسلام کے لئے جا رہے ہیں

—— بمبئی ۶ راگست۔ حجاج کا جہاز "ضیا نگر" ۱۲ راگست کو بمبئی پہنچے گا۔ حجاج کو دکٹوریہ گھاٹ پر اتارنے کا انتظام کیا جا رہا ہے

—— دہلی ۶ راگست۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ بارشوں کی کثرت اور دریاؤں میں طغیانی کی وجہ سے یو۔ پی کے آٹھ گاؤں تباہ برباد ہو گئے ہیں۔ دو لاکھ کے قریب لوگ مصیبت میں مبتلا ہیں

—— کلکتہ ۶ راگست۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر ہند نے ہندوؤں کے اینٹی کمیونل ایوارڈ میموریل کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ملک معظم کی حکومت فرقہ وارانہ فیصلہ میں کوئی ایسی ترمیم کرنے پر رضامند نہیں۔ جو تمام جماعتوں کے متفقہ مطالبہ کا نتیجہ نہ ہو۔

—— شملہ ۶ راگست۔ وائسرائے کنگ جارج میموریل فنڈ میں اس وقت تک ۹۳۹۰۰ روپیہ جمع ہو چکے ہیں۔

—— شملہ ۶ راگست۔ خان عبد الغفار خاں (سرحدی گاندھی) کو الموڑہ جیل سے رہا کر دیا گیا ہے لیکن انہیں صوبہ سرحد میں داخلہ کی اجازت نہیں دی گئی اس لئے وہ واردھا پہنچ چکے ہیں۔

—— شملہ ۵ راگست:۔ آئندہ ۲۸ راکتوبر کو جسٹس ایم ناتھ مکرجی ریٹائرڈ ہو رہے ہیں۔ آپ کی جگہ جسٹس نسیم علی کو کلکتہ ہائیکورٹ کا ایک مستقل جج مقرر کیا جائے گا۔

ممالک بیرونی

—— پورٹ سعید ۵ راگست۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ساٹھ ہزار حبشی محب وطن سپاہیوں نے راس عمرو سپہ سالار حبشی افواج کی سرکردگی میں ادیس ابابا اور ڈسی پر حملہ کر دیا ہے۔

—— متعدد اطالوی چھاؤنیوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے اور بہت سی مشین گنیں اور بندوقیں حبشیوں کے قبضہ میں آ گئی ہیں

—— جاوا ۵ راگست۔ جزائر شرق الہند کے مسلمان تحریک آزادی کا آغاز کرنے والے ہیں۔ حکومت ہالینڈ نے تحریری اور تقریری آزادی کو سلب کر لیا ہے "جمعیت شرکت اسلام" کی شاخیں تمام ملک میں قائم ہو گئی ہیں۔ عنقریب تحریک شروع ہو جائیگی

—— پیرس ۵ راگست۔ معلوم ہوا ہے کہ فرانس اور جرمنی نے ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں غیر جانبدار رہنے کا اعلان کیا ہے

—— لندن ۵ راگست۔ یونان کی اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں مارشل لا کا نفاذ کر دیا گیا ہے اور تمام یورپ سے یونان کا ٹیلیفونی سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ تمام ملک میں ہڑتال ہے

—— اینتھنز ۵ راگست۔ ہڑتال کے باوجود گلیوں اور بازاروں کی رونق میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی۔

—— ایتھنز ۵ راگست۔ ملک کے طول و عرض میں اشترا کی تحریک خطرناک صورت اختیار کر گئی ہے۔

—— برلن ۵ راگست۔ فوجی دستوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے جرمنی کے وزیر عمال ہر ہیمر نے کہا کہ "انگلستان کو ہماری نوآبادیات واپس کر دینی چاہئیں، ورنہ ہم واپس لے لیں گے"۔

—— جبل الطارق ۵ راگست۔ دو برطانوی جنگی [illegible] جو الجیریا سے انگلینڈ کی طرف پرواز کر رہے [illegible] ہسپانیہ کے جنگی بحری جہازوں نے شدید گولہ باری [illegible]

—— پورٹ سعید ۵ راگست۔ جبل نالگا کے [illegible] اور اطالویوں میں خونریز جنگ ہوئی۔ گوندی کے [illegible] کے شمال میں نہایت خونریز جنگ ہو رہی ہے۔

—— بغداد کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ [illegible] اور حکومت ہند کے درمیان عراق کی کھجوروں کے [illegible] کم کرنے کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اگر [illegible] عراق کی کھجوروں کے لئے ہندوستان کی مارکیٹ [illegible]

—— موصل کی اطلاعات مظہر ہیں کہ موصل کے [illegible] فلسطین کے یہودیوں کی انجمن کے لئے [illegible] چندہ جمع کیا ہے۔ دو ہزار ایک پونڈ [illegible]

—— قاہرہ ۶ راگست۔ حکومت مصر کو خفیہ [illegible] ملی ہے کہ مصر کے بعض افسر کسی غیر ملکی حکومت سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے [illegible] سے تحقیق ہو رہی ہے اور بعض افسر گرفتار بھی کر لئے [illegible]

—— جبل الطارق ۶ راگست۔ سرکاری طور پر [illegible] کہ حکومت ہسپانیہ کے جنگی جہازوں پر جو الجزائر [illegible] رہے تھے گولیاں برسائیں۔ کیونکہ انہوں نے ان کو [illegible] طیارے سمجھا تھا۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مستی شیرا ولد محبت ذات جلال سکنہ سنٹر پریانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳۰ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱ ۷/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد خاں ولد محمد خاں ذات بلوچ سکنہ منچور تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳۱ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱ ۷/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوکھر راخاں ولد محمد خاں ذات بلوچ سکنہ دسو آستانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲۱ ۷/۳۶

دستخط خانصاحب بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی زرا ولد فتا ذات لالی سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۴ ۷/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد جہانہ ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۱۳۰ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۴ ۷/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی پہلوان سلطان ولد دتہ ذات چوہان سکنہ خاکی لکھی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۴ ۷/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی صلح ۔ سردا ۔ جاگرا ولد بہادر ذات موچی سکنہ کوٹ خیرا تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۳-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے ۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سجاول ولد اگرا ذات لنگرانہ مدعی سکنہ لالیاں معہ لیسر خود تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۵-۹-۳۶ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو ۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۲۲-۷-۳۶ صدر جھنگ مقام

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۳۴ء

قاعدہ ۱۰ ۔ قواعد مصالحت قرضہ ۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد بھٹیانہ ذات کوڑا اچھر سکنہ چک نمبر ۱۲۶ تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۵-۹-۳۶ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۲۲-۷-۳۶ صدر جھنگ مقام

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دریام ولد روشن ذات کھوکھر سکنہ سکھو تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۳-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی خدا بخش ولد محمد بخش ذات کمہار سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۴-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے ۔ تحریر مورخہ ۲۳-۷-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رامچند ولد ہیمراج ذات برہمن سکنہ چنیوٹ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۵-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جلا ولد ممند ذات سیال سکنہ کوٹ دیوان تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۵-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے ۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے ۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سجاول ۔ سماعیل ولد محمد ذات گھوگھیانہ سیال سکنہ چک نمبر ۴۸۲ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۶-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گیلا رام ولد لکھو رام ذات [illegible] سکنہ بھوجرہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے ۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسماۃ طلاب بائی بیوہ ملک محمد ذات [illegible] سکنہ چیلے تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے ۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ولی محمد ولد احمد ذات لوہار سکنہ پاتو آنہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے ۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہاب بند لعیہ لنگاہ ولد [illegible] ذات سکنہ چک نمبر ۲۵۹ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد اکرام
ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر چھپ کر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۴ | لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۳۶ء | نمبر ۵۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دشنام دہی کا غلط اور بے حقیقت الزام

بعض صاحبوں نے نکتہ چینی کے طور پر اس عاجز کی عیب شماری کی ہے اور اگرچہ انسان عیب سے خالی نہیں اور حضرت مسیح کا یہ کہنا کہ میں نیک نہیں ہوں، نیک ایک ہی ہے یعنی خدا لیکن چونکہ ایسی نکتہ چینیاں دینی کارروائیوں پر بد اثر ڈالتی ہیں اور حق کے طالبوں کو رجوع لانے سے روکتی ہیں اس لئے برعایت بعض نکتہ چینیوں کا جواب دیا جاتا ہے

پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے کہ اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے مشتعل ہو کر مخالفین نے اللہ جلشانہ اور اس کے رسول کریم کی بے ادبی کی اور پُر دشنام تالیفات شائع کردیں۔ قرآن شریف میں صریح حکم وارد ہے کہ مخالفین کے معبودوں کو سب اور شتم سے یاد مت کرو۔ تا وہ بھی بے سمجھی اور کینہ سے خدا تعالیٰ کی نسبت سب و شتم کے ساتھ زبان نہ کھولیں لیکن اس جگہ برخلاف طریق مامور بہ کے سب و شتم سے کام لیا گیا۔ اما الجواب پس واضح ہو کہ اس نکتہ چینی میں معترض صاحب نے وہ الفاظ بیان نہیں فرمائے جو اس عاجز نے بزعم اُن کے اپنی تالیفات میں استعمال کئے ہیں اور در حقیقت سب و شتم میں داخل ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے بڑے دھوکے کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اس کے کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے۔ دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام اور سب و شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کئے جائیں۔ (ازالہ اوہام)

اخبار احمدیہ

—— احباب معلوم کر کے خوش ہونگے کہ اخویم محمد بشیر گل صاحب نے گلاسکو کارپوریشن آف کونسل کا انٹرمیڈیٹ امتحان گذشتہ جون میں نہایت کامیابی سے پاس کیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بہت بہت ترقی درجات نصیب کرے۔

—— اخویم سید امجد علی شاہ صاحب ہنوز بغداد ہی میں ہیں شدت گرمی کے باعث غالباً کسی سرد مقام پر تشریف لیجانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

—— شیخ محبوب عالم صاحب کے رمضان ... سال فوت ہوگئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ... دلی ہمدردی ہے دعا ہے کہ خداوند کریم مرحومہ کے والدین ... کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

—— مہتہ عبد الحق صاحب اور بابو رحمت اللہ صاحب ... ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں

جمعرات کا دن

ہر احمدی مرد اور عورت کے لئے ... کا دن ہے
اپنے کھانے میں کمی کر کے رستم ... فنڈ کی ...
تحریک فنڈ کی آمد سے یورپ میں ... جہاں ...
... تک نہیں پہنچا ... ایک سیدی مشن ...

—— برادرم سعید اللہ صاحب منگلور ضلع ہانسرہ ... میں مبتلا ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا فرمائیں

میں احمدی کیوں کر ہُوا

[جب میں گذشتہ دنوں ضلع گورداسپور دورہ پر گیا تو ایک مخلص دوست سے ملاقات ہوئی۔ سلسلہ گفتگو میں انہوں نے بتایا کہ "میں احمدی کیونکر ہوا"۔ ذیل میں وہ سرگذشت جو دلچسپی سے خالی نہیں تحریر کر کے ارسال خدمت ہے۔ مناسب سمجھیں تو درج اخبار کر دیں شاید کسی سعید روح کو فائدہ ہو۔ ان کا ارشاد ہے کہ ان کا نام ظاہر نہ کیا جائے"۔ خاکسار شیخ محمد نصیب از پونچھ ریاست ۲۰ ۳۶]

میں احمدی کیوں کر ہوا

میں احمدیت کا سخت مخالف تھا۔ حضرت مرزا صاحب کا کوئی نام لیتا۔ یا کسی احمدی کو دیکھ لیتا تو آگ بگولا ہو جاتا۔ اس کے ساتھ کھانا پینا تو درکنار گفتگو تک پسند نہ کرتا۔ میں کالا پٹھانان ضلع گورداسپور میں ہیڈ ماسٹر تھا۔ وہاں ایک احمدی بزرگ ڈاکٹر خیر الدین نامی تھے۔ مجھے انکے ساتھ محبت تھی۔ مگر جب معلوم ہوا کہ احمدی ہیں تو چاہا کہ ان سے سخت لڑائی کی۔ کہ اتنا عرصہ میرے ساتھ کھا پی کر مجھے گندہ کرتا رہا۔ اس سے ... قطع تعلق کر لیا۔ اس کے بعد قادیان سے میاں صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری یوسف علی یہاں آیا۔ لاعلمی میں اس کی خاطر مدارات کی لیکن علم ہونے پر اسے اپنے پاس سے نکال دیا۔ بعد ازاں چوہدری مولاداد مدرس تبدیل ہو کر یہاں آیا میرے ساتھ حقہ وغیرہ پیتا رہا۔ جب مجھے علم ہوا کہ احمدی ہے تو حقہ اس کے سامنے توڑ دیا۔ اور اسے کہا واپس چلے جاؤ۔ یہاں تمہارا گذارہ نہ ہوگا۔ وہ غریب چلا گیا اور یونہی وقت گذر گیا

حکمت الٰہی کے قربان۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہاں پٹھانوں کی دو زبردست پارٹیاں تھیں ان میں باہم سخت عداوت مقدمہ بازی تھی ایک مقدمہ کی تحقیقات میں ایک افسر یہاں آئے اور وہ میرے یہاں سکول میں بھی آئے۔ سلسلہ گفتگو میں میں نے اصلیت مقدمہ بیان کر دی جو زبردست پارٹی تھی اس کے خلاف مقدمہ فیصل ہوا اسے کسی طرح علم ہو گیا کہ میں نے حاکم کو اصل حالات بتلائے ہیں۔ اور اس وجہ سے مقدمہ اس کے خلاف فیصل ہوا ہے۔ تو وہ میرے جانی دشمن بن گئے انہوں نے گیوفنڈ کے رجسٹروں کو سیکنڈ ماسٹر کے ساتھ سازش کر کے تبدیل کرا کر انسپکٹر مدارس کو درخواست دلا دی کہ ہیڈ ماسٹر روپیہ کھا گیا ہے۔ غبن کا مقدمہ کھڑا کر دیا گیا۔ جس کی مجھے قطعاً اطلاع نہ تھی۔ انسپکٹر صاحب بلا اطلاع بغرض تحقیقات آگئے لیکن ان کو علم ہو گیا کہ سب شرارت کی گئی تھی۔ مگر میرے دل و دماغ کو اچانک صدمہ پہنچا رات بھر مجھے سخت بے چینی رہی اور جاگتا رہا۔ کہ مجھ سے کونسا گناہ ہوا ہے۔ جس کی پاداش میں یہ تکلیف ہوئی ہے۔ ذرا سی نیند آنے پر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک بزرگ پاک صورت مجھے کہتے ہیں۔ کہ مجھے وضو کراؤ۔ میں نے ان کو وضو کرایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ڈبہ لاؤ۔ میں لایا تو اس میں سے کچھ مٹھائی نکال کر خود کھائی اور مجھے بھی دی۔ اس کے بعد بیدار ہوا تو دل میں ایک گونہ تسکین تھی۔ اس کا اظہار کسی سے نہ کیا۔ مگر دل اس بزرگ کے دیکھنے کا از حد مشتاق تھا۔ تلاش کرتا رہا۔ کہ شاید کہیں مل جائیں۔ انہی دنوں میرا تبادلہ اخلاص پور ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک جگہ پولیس کے چند آدمی جمع ہیں۔ میں ان کی طرف بڑھا۔ کہ اتنے میں ایک آواز آئی کہ ادھر ہماری طرف آؤ۔ میں نے اسی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی بزرگ ہیں۔ اور پیچھے قطار میں بہت سے لوگ کھڑے ہیں۔ گویا وہ نماز پڑھانے والے ہیں۔ تب مجھے پھر پکارا کہ ادھر آجاؤ۔ میں دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور دوڑتا ہوا گیا۔ اور ان میں جا شامل ہوا۔ جب بیدار ہوا تو اب میری بیقراری کی حد نہ تھی۔ کہ اس بزرگ کو کہاں ملوں اور دل کی ٹھنڈک حاصل کروں۔

اخلاص پور سے ایک دو میل کے فاصلہ پر گھڑونہ گوجراں ہے۔ وہاں منشی محمد ابراہیم صاحب مختار عام۔ نواب محمد حیات خاں صاحب ریٹائرڈ کمشنر اور ان کے صاحبزادے چوہدری خدا بخش صاحب رہتے ہیں۔ ایک دن ان سے ملنے گیا۔ ان کے پاس اخبار پیغام صلح کا آخری نبی نمبر پڑا تھا۔ جس میں حضرت مرزا صاحب کا فوٹو تھا۔ جب میری نظر اس پر پڑی۔ تو دیکھا یہ ہی بزرگ ہیں جو دو مرتبہ مجھے خواب میں مل چکے ہیں۔ میں نے لپک کر لے لیا اور نیچے غاروں میں چھپ کر پڑھا۔ مجھے اس سے نہایت خوشی اور اطمینان حاصل ہوا۔ بیوی کو بتایا۔ ہم نے شرح صدر سے بیعت کی اور اپنی گذشتہ معاندانہ حالت پر سخت افسوس کیا جسقدر عداوت ہمیں تھی اسی قدر محبت ان سے ہو گئی۔ میں نے لاہور بیرون دروازہ شیرانوالہ فاروق گنج میں مکان بنانے کی جگہ خریدی کمیٹی میں نقشہ دیا۔ مگر اوورسیر کی رپورٹ پر ہر دفعہ کمیٹی اسے نامنظور کرتی رہی میں سخت تنگ آگیا۔ ایک دن میری بیوی خواب میں دیکھتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب اسے ملے ہیں فرمایا کہ میٹھے چاول زیادہ دیر تک دم لیتے ہیں اور خالی چاول (خشکہ) جلد دم آتے ہیں۔ ہم نے سمجھا ہمارا یہ کام ہو جائے گا۔ اتفاقاً ایک روز میاں چراغ دین سراج دین سوداگران سپورٹس انارکلی لاہور کا ایجنٹ میرے پاس کھیلوں کے سامان کا آرڈر حاصل کرنے آیا۔ میں نے ضروری سامان کا آرڈر اسے دے دیا۔ اس نے سامان بھیجا اور ساتھ ہی لکھا کہ ستر روپے کے قریب آپ کا کمیشن بنتا ہے۔ میں نے اسے لکھا کہ مجھے کمیشن کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر میرے مکان کا نقشہ منظور کرا دو تو مہربانی ہوگی۔ مجھے جواب آیا کہ یہ تو معمولی بات ہے۔ میں نے نقشہ بھیجا جو منظور ہو گیا اور میں نے مکان تعمیر کر لیا۔

اخلاص پور سے تین چار کوس کے فاصلہ پر علاقہ جموں میں ایک گاؤں پرولی نگری ہے۔ وہاں ایک فقیر رہتا ہے۔ جس کی کرامات اردگرد بہت مشہور ہیں۔ اور وہاں بہت لوگ جاتے ہیں۔ ایک دن کا ذکر ہے چند آدمی یہاں سے وہاں جانے کو تیار ہوئے۔ مجھے بھی اس پارٹی نے وہاں جانے پر آمادہ کر لیا۔ رات کو میں نے جانے کا سامان کر لیا۔ صبح میری بیوی نے خواب بیان کیا کہ حضرت مرزا صاحب آتے ہیں اور فرمایا کہ میاں سے کہو کہ کہاں جاتا ہے۔ وہاں کوئی بزرگ صاحب کرامت نہیں وہاں تو پتھری پتھر ہیں۔ کیا پتھر دیکھنے جائے گا۔ میرے دل پر اثر تو ضرور ہوا۔ اور ارادہ میں تغیر لیکن اس شرم سے کہ پارٹی طعنہ دے گی کہ عورت کے کہنے پر ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ چلا گیا۔ مگر رستہ میں ان سے خواب بیان کر دیا۔ وہاں جا کر چاروں طرف پتھری پتھر دیکھے وہاں کا رئیس سکھ تھا اس سے ملاقات ہوئی۔ وہاں آنے کی غرض بیان کی وہ سن کر حیران ہوا اور کہا آپ تو تعلیمیافتہ سمجھدار آدمی ہیں۔ آپ کس بات پر یہاں آئے۔ یہ فقیر تیلی ہے اور مجھے علم ہے کہ اچھے اخلاق کا مالک نہیں اس نے کھانے پینے کا ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔ باقی یہاں کچھ نہیں پڑا جو آپکو حاصل ہو۔ اس نے ہماری بڑی خاطر مدارات کی اور اخلاق سے پیش آیا۔ میں نادم ہوا۔ اور خواب کی تصدیق کے ساتھ واپس آیا اور حضرت مرزا صاحب اور ان کے سلسلہ سے خدا نے ہمارے دل میں زیادہ محبت ڈال دی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی پر خاتمہ بالخیر کرے آمین۔

میاں شمس الدین مرحوم

(از قلم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

[illegible] جہلم کی طرف خیال جاتا ہے تو دل کو ایک درد [illegible] وہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے [illegible] ایک شمع بجھ گئی میاں شمس الدین مرحوم کی بلند [illegible] اذان ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہی [illegible] لوگ حضرت مسیح موعود نے بنائے تھے [illegible] اٹھتے چلے جاتے ہیں۔ مرحوم [illegible] انجمن ڈائیور رہے پہلی مرتبہ میں نے انہیں [illegible] تھا آپ جہلم سے نماز جمعہ پڑھنے گجرات آئے [illegible] پڑھا۔ آپ بہت محظوظ ہوتے اس کے بعد مجھے جہلم [illegible] کر گئے۔ خدا کی شان۔ میں رخصت لیکر جہلم تو نہ جا سکا [illegible] میری تبدیلی جہلم کی ہو گئی اور اس طرح خدا نے اپنے [illegible] پوری کر دی۔ مگر وہ خود واپس اپنے کام پر [illegible] مجھے ان سے ملنے کی سخت تڑپ تھی۔ میں نے [illegible] کی معرفت لکھوایا کہ میں تو حسب وعدہ جہلم آگیا ہوں آپ [illegible] لائیں گے۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ کچھ عرصہ [illegible] لے آئے اور ہم ایک دوسرے سے مل کر بے انتہا [illegible] خیر فرض ہی تھی۔ مگر وہی قرآن کی حاضری بھی [illegible] سالی کی ایسی باقاعدہ کی کہ جوانوں کو پیچھے [illegible] پیچھے رکھتے نہ تھے۔ انہیں امی ہی کہنا چاہیئے مگر قرآن [illegible] مسیح موعود کی کتب جو سنا سنتے تھے وہ دماغ میں نقش [illegible] تھا سب کچھ زبانی سن لو۔ اور طرز استدلال اس قدر معقول [illegible] میں حیران رہ جاتا تھا۔ علم و حکمت کی ایک روشنی تھی جس [illegible] ایک ایک کونے کو روشن کر رکھا تھا اور یہ سب خدا کا فضل [illegible] تھا جو حضرت مسیح موعود کی بیعت سے آپ کو ملا تھا۔ [illegible] تہجد گذار تھے سفر میں ہوں یا حضر میں آپ کی تہجد قضا نہ [illegible] پڑھ کر سردی ہو یا گرمی ہو آپ جہلم کی اپنی مسجد میں جو آپ کے مکان [illegible] فاصلہ پر تھی نماز فجر ادا کیا کرتے تھے۔ [illegible] نوجوان دوستوں کو نیند سے اٹھاتے اور [illegible] تھے مسجد میں پہنچتے ہی سب سے پہلے اذان دیا کرتے [illegible] بلند اور ایسی خوش آوازی سے دیتے تھے کہ [illegible] جاتا تھا۔ بڑے عابد انسان تھے۔ اور اس کے [illegible] نواز تھے۔ میں تو ریٹائر ہونے کے بعد جب کبھی [illegible] مہمان نوازی کا مرہون منت ہوا۔ اللہ اللہ [illegible] یاد آتا ہے تو کلیجہ پر سانپ لوٹ جاتا ہے جہلم [illegible] بلکہ جماعت کیلئے بڑا صدمہ ہے ایک سیٹھ احمد دین [illegible] مرحوم دونوں کے دونوں نہایت بھائی [illegible] اور دوستی کی چلتی پھرتی زندہ تصویریں تھیں [illegible] میاں شمس الدین مرحوم خواب میں مجھے نظر آئے [illegible] ہوئے خوش خوش۔ میں نے سمجھا کہ یہ اشارہ [illegible] اخبار کے صفحوں پر آنسوؤں کے قطرے [illegible] خلاف بات ہے۔ اور [illegible] [illegible] کیونکہ مسجد بھی آپ ہی کے زمانہ میں از سر نو تعمیر ہوئی [illegible] [illegible]

اچھوتوں کے ساتھ ہندوؤں کی فریب کاریاں

صرف اسلام ہی اچھوتوں کی تمام ضروریات کو پورا کر سکتا ہے

جس دن سے ڈاکٹر امبیدکر نے اچھوتوں کے لئے تبدیلی مذہب کو لابدی قرار دیا ہے۔ ہندو قوم میں ایک ایسا اضطراب اور تلاطم پیدا ہو گیا ہے جو ان کے ہر چھوٹے بڑے کو بے چین کر رہا ہے۔ رات دن طرح طرح کی تجاویز سوچی جاتی اور اچھوتوں کو اس ارادہ سے باز رکھنے کے لئے طرح طرح کے جھکمے دیئے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں ڈاکٹر مونجے کی مہاسبھائی ذہنیت اس عقدہ کی گرہ کشائی کرنے اور ڈاکٹر امبیدکر کا اپنا ہمنوا بنانے میں ایک حد تک کامیاب ثابت ہوئی۔ اور اگر دوسرے ہندو لیڈر اس سے اختلاف نہ کرتے تو ممکن تھا کہ اچھوت اقوام صرف مذہب کا نام بدل کر ابد الآباد کے لئے ایسی لعنت کو اپنے لئے خرید لیتے جس میں وہ ہمیشہ سے گرفتار چلے آتے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ڈاکٹر مونجے نے یہ دیکھ کر کہ اچھوتوں کا رجحان زیادہ تر اسلام کی طرف ہے اور یہ ہندو قوم کے سیاسی مفاد کے بہت حد تک نقصان رساں ثابت ہو گا۔ ڈاکٹر امبیدکر کو یہ جھکمہ دیا کہ وہ اگر ہندو نہیں رہنا چاہتے تو اپنے رفقا سمیت سکھ مذہب اختیار کر لیں اور ہندو اور سکھ مذہب کے پرچار میں ہندو مہاسبھا سے اشتراک عمل کر کے پسماندہ اقوام میں اسلام کی تبلیغ کو روکنے کی مخلصانہ کوشش کریں۔ تو ہندو مہاسبھا مندرجہ ذیل باتوں کا اعلان کر دے گی:۔

(۱) یہ کہ اسے اچھوتوں کے سکھ ہونے پر کوئی اعتراض نہیں

(۲) یہ کہ ان نئے سکھوں کو ان اقوام میں شمار کیا جائے گا۔ جن کا ذکر شیڈول میں ہے۔

(۳) یہ کہ یہ نئے سکھ ان تمام سیاسی مراعات سے فائدہ اٹھائیں گے جن کا ذکر پونا پیکٹ میں ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں انہیں غیر سکھ اچھوت اقوام کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔

اس کے جواب میں ڈاکٹر امبیدکر نے اپنے مکتوب میں یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ "اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اچھوتوں کی تمام ضروریات کو پورا کر سکتا ہے"۔ یہ بھی لکھ دیا کہ:۔

"بظاہر سکھ مذہب اچھا ہے اور اگر پسماندہ اقوام اسلام یا مسیحیت اختیار کر لیں تو وہ نہ صرف ہندو مذہب سے دور ہو جاتے ہیں بلکہ ہندو ثقافت سے بھی علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر وہ سکھ ہو جائیں تو ہندو ثقافت کی حدود کے اندر رہتے ہیں یا ہندوؤں کے لئے یہ کوئی کم منفعت موقع نہیں"۔

اس منفعت کے مقابلہ میں ڈاکٹر امبیدکر نے ہندوؤں سے یہ توقع کی کہ وہ سکھوں کی مجلسی اور سیاسی مشکلات دور کرنے اور پنجاب کے سوا ہر صوبہ کی پسماندہ اقوام کے ساتھ "سکھ" کا لفظ بڑھا دینے میں مدد دیں گے جس کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ اسلام یا عیسائیت اختیار کرنے سے پسماندہ اقوام کی جو نشستیں ان اقوام کو جا سکتی ہیں یا اور وہ سکھوں کے پاس چلی جائیں گی۔

اس قسم کی متعدد تجاویز کا ایک خاکہ ڈاکٹر امبیدکر نے اچھوت اقوام کے ایک اور لیڈر ایم۔ سی راجا کے پاس بھیجا جنہوں نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے صاف لکھ دیا۔ کہ وہ تبدیلی مذہب کے بجائے ہندو رہ کر تبدیلی حالات کی کوشش کرنے کے حامی ہیں۔ اسی جواب سے مہاتما گاندھی اور پنڈت مالویہ نے بھی اتفاق کر لیا اور اس طرح ڈاکٹر مونجے کا بچھایا ہوا جال دھرے کا دھرا رہ گیا۔

ہمیں حیرت ہے کہ ڈاکٹر امبیدکر جیسا سمجھدار انسان جو ہندو قوم کے مالہ و ماعلیہ سے بخوبی واقف ہے اور اس حقیقت سے بھی غالباً بے خبر نہیں۔ سکھوں میں بھی ہندوؤں کی طرح ذات پات کا امتیاز پورے طور پر مسلط ہے۔ یہاں تک کہ ان کے اندر "مذہبی سکھ" کے نام سے ایک ایسا فرقہ پایا جاتا ہے جس کے مجلسی اور معاشرتی حالات اچھوت ہندو اقوام سے کسی طرح کم ناخوشگوار نہیں کسی طرح ڈاکٹر مونجے جیسے مہاسبھائی کے جھانسے میں آ کر یہ خیال کرنے لگ جائیں۔ کہ سکھ مذہب اختیار کرنے سے اچھوت اقوام کی مشکلات حل ہو جائیں گی جس حالت میں انہیں [illegible] اعتراف ہے کہ "اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اچھوتوں کی [illegible] ضروریات کو پورا کر سکتا ہے"۔ اور اس کے بالمقابل سکھ مذہب [illegible] قوم کا ہی ایک جزو ہے جس کا تمدن اور مجلسی و معاشرتی زندگی کسی حالت میں بھی ہندوؤں سے مختلف نہیں۔ تو پھر اچھوتوں کی ضروریات کو نظر انداز کر کے محض ہندوؤں کے سیاسی مفاد کو پیش نظر [illegible] مخلص اور بے لگاؤ انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر امبیدکر کو [illegible] رکھنا چاہیئے کہ اس ساری سکیم کی تہ میں اچھوتوں کا کوئی فائدہ [illegible] مونجے یا کسی اور ہندو کے پیش نظر نہیں وہ صرف اس ذریعہ سے اسلام کا مقابلہ کرنا چاہتے اور اس کی تبلیغ کو روکنے کے [illegible] ہیں۔ لیکن وہ رک نہیں سکتی۔ اسلام خدا کے فضل سے اچھوت اقوام کے سمجھدار افراد کے دلوں میں گھر کر چکا ہے اور وہ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں آئے دن مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب ڈاکٹر امبیدکر اور دوسرے اچھوت لیڈروں کو بھی چارو ناچار اسی طرف رخ کرنا پڑے گا۔ [illegible] اچھا ہو۔ اگر وہ ہندو قوم کے ہتھکنڈوں سے مرعوب ہونے کے بجائے خود ہی انہیں اسلام کی طرف آنے کی [illegible]

ٹیچنگز آف اسلام

یہ انگریزی کتاب حضرت مسیح موعود کے اس اعجازی [illegible] کا ترجمہ ہے جو لاہور میں جلسہ مذاہب میں سنہ ۱۸۹۶ء میں پڑھا گیا اور جو اثر اس نے اس وقت سامعین کے دلوں پر کیا۔ وہی اثر آج بھی [illegible] پڑھنے والے کے دل پر پیدا کرتا ہے اور اس سے صرف تعلیم اسلام کی عظمت نظر آتی ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لکھنے والے کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر علم قرآن شریف کا عطا فرمایا ہے۔ انجمن نے بڑا خرچ کر کے اس کتاب کو کثیر تعداد میں چھپوایا ہے۔ اس [illegible] اس کی کوئی تیرہ سو کاپی سٹاک میں باقی ہے۔ [illegible] اور ایک سو مجلد) موجودہ حالات میں جہاں ایک طرف [illegible] کی تعلیمات اسلامی کو ہندوؤں اور بالخصوص اچھوتوں کے [illegible] طبقہ میں پھیلانے کی ضرورت ہے دوسری طرف یہ بھی ضرورت [illegible] کہ حضرت مسیح موعود کے کام کی عظمت خود مسلمانوں کو معلوم [illegible] وہ بجائے اندھا دھند مخالفت کرنے کے اس عظیم انسان [illegible] اسلام کے ساتھ ہو کر دنیا میں اسلام کا بول بالا کرنے [illegible] اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن نے اس کتاب کی قیمت [illegible] اور ۸ر مجلد کر دی ہے۔ جو اس کے اصل خرچ سے بھی کم [illegible] کیونکہ یہ کتاب جنگ کے زمانہ میں جب ہر چیز بہت گراں [illegible] گئی تھی۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے [illegible] کے سامنے تو ساری کی ساری کاپیوں کو اکٹھا خرید کر تقسیم [illegible] نہیں۔ لیکن یہ توفیق خدا تعالیٰ نے کے ہاتھ میں ہے [illegible] متوسط طبقہ میں سے بھی ایک سو آدمی کھڑے ہو جائیں جو [illegible] فی مجلد اور ایک مجلد فی کس کے حساب سے اس وقت [illegible] یا خود مفت تقسیم کر دیں۔ یا انجمن کی معرفت تقسیم کر دیں تو [illegible] آدمی نے چار روپے خرچ کر کے پندرہ آدمیوں کے پاس [illegible] ہی قابل مبلغ بھیج دیا۔ پندرہ نہیں بلکہ وہ کتاب ممکن ہے ایک آدمی کے پاس پہنچی ہوئی کئی کئی آدمیوں کی نظر سے گذرے [illegible] بالخصوص اس وقت یہ کتاب ہمیں اچھوتوں میں تبلیغ کے کام [illegible] بڑی مدد دے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر جماعت میں [illegible]

جمعہ میں یہ تحریک کر کے جلسے سے جلد دفتر میں اطلاع دی جائے کیونکہ یہ رعایت صرف آخر اگست تک ہے اور یہی کہ کتابوں کی قیمت میں تبلیغی اغراض کے لئے بہت تخفیف کر دی گئی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ ان کی ایک ایک کاپی نہ صرف اپنے پاس منگوا کر رکھیں بلکہ کسی غیر مسلم دوست کو تحفہ دینے کے لئے رکھیں۔

محمد علی

آہ! عزیز بشیر احمد

ملک ناصر الدین صاحب کا صاحبزادہ عزیز بشیر احمد اتوار ۹ کو ۲ بجے کے قریب فوت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کس قدر دردناک خبر تھی ۱۶ سال کا نوجوان بچہ۔ امسال دسویں جماعت میں تھا۔ چار ماہ بیمار رہ کر بد نصیب والدین کو داغ مفارقت دے گیا۔ اس جانکاہ صدمہ میں ہمیں ملک ناصر الدین صاحب اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ملک صاحب اور ان کے عزیزوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار ایڈیٹر کو صدمہ

لائل پور سے ابھی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ خاکسار کی نوازادہ بہن عین عالم شباب میں راہی ملک عدم ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ حاملہ تھیں اور مردہ بچی پیدا ہوئی جو ماں کے لئے پیغام موت ثابت ہوئی۔ مرحومہ کی عمر ابھی سولہ برس کی تھی۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں اور دعا کریں کہ خدا اس کے بد قسمت والدین اور ہم لوگوں کو صبر عطا فرمائے۔ موت مقدر ہے لیکن جوانی کی موت ایک ایسا صدمہ ہے جسے وہی جانتا ہے جس کو یہ صدمہ ہو۔

تحریک ارشاد الٰہی

تحریک ارشاد الٰہی میں سالانہ جلسہ کے موقع پر اور اس کے بعد قریباً اکتیس ہزار روپے کے وعدے ہوئے تھے جن میں سے اب تک قریباً ساڑھے دس ہزار روپیہ ادا ہوا ہے۔ یہ روپیہ عموماً احباب نے اقساط میں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن اس وقت ایک خاص پیش آمدہ امر کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ جن احباب کے پاس گنجائش ہے وہ یکمشت سارا یا بقیہ روپیہ بھیج کر ممنون فرماویں۔ اس بارہ میں جناب غلام حسن خان صاحب نے شملہ سے نہایت عمدہ نمونہ قائم کیا ہے کہ جب ان کو قسط کی تحریک کی گئی تو انہوں نے یکمشت دو سو پچیس روپے کی رقم بھیج دی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ میں ایک قومی ضرورت کی وجہ سے یہ تحریک کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ جو احباب آسانی سے یکمشت ادا کر سکتے ہیں وہ ایسا کر کے ممنون فرماویں گے۔

محمد علی

جماعت قادیان سے نبوت کے مسئلہ پر ایک مباحثہ

گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا گیا تھا کہ ۹ راگست ۳۶ء کو "کیا حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت کا تھا؟" کے موضوع پر جماعت قادیان سے مباحثہ ہوگا۔ چنانچہ حسب اعلان نماز مغرب کے بعد مباحثہ زیر صدارت حضرت مولانا عزیز بخش صاحب بی۔ اے شروع ہوا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی جن میں جماعت قادیان کے علاوہ غیر از جماعت احباب بھی کثرت سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہماری طرف سے سید محمد امین شاہ صاحب گیلانی مولوی فاضل۔ مولوی دوست محمد صاحب اور مولوی احمد یار صاحب بی۔ اے اور جماعت قادیان کی طرف سے محمد عمر صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ مولوی محمد سعید صاحب سعدی اور عبد الرحمٰن صاحب ناصر تھے۔ مباحثہ نہایت متانت سے جاری رہا۔ اور جماعت قادیان کی طرف سے نئے نئے عجیب و غریب دلائل پیش کئے گئے جو انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں درج کئے جائیں گے۔ سید محمد امین شاہ صاحب گیلانی کی تقریر نہایت مدلل اور کامیاب تھی جس کے لئے ہم شاہ صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔

بعدالت شیخ عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے
پی۔ سی۔ ایس فسٹ ایڈیشنل باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۹۰ بابت ۱۹۳۶ء

معاملہ درخواست مساۃ وسی بائی زوجہ دیوان پرمانند ساکنہ شکارپور بذریعہ بھگوان داس مختار برائے عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ لال چند متوفی۔

زیر دفعہ ۳۷۲۔ ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

معاملہ صدر سائلہ نے بذریعہ مختار درخواست برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی ۱۵۲۰۔۶۔۰ روپیہ بابتی لال چند متوفی زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہو وہ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ ۲۸ اگست ۳۶ء پیش کریں۔

۵ اگست ۳۶ء

آج بہ دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

بقیہ اخبار احمدیہ

ہمارے مکرم معظم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن پشاور سخت بیمار تھے اور طبی مشورہ کے ماتحت آپ آجکل پہلگام (کشمیر) میں مقیم اور زیر علاج ہیں۔ احباب اپنے بھائی کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ خداوند کریم ان کو صحت کامل عطا فرمائے آمین۔ آپ

بڑے مخلص اور خادم دین ہیں اور مالی قربانیوں میں جماعت کے لئے ایک نمونہ ہیں۔

— ہمارے مکرم بزرگ خان سعادت علی خان صاحب رامپوری عرصہ سے بیمار تھے۔ اب خدا کے فضل سے آپ کو افاقہ ہے لیکن کمزوری بدستور ہے احباب خاص طور سے ان کے لئے دعا فرمائیں۔ خان صاحب کی قربانیاں جماعت سے پوشیدہ نہیں۔ آپ نے مالی رنگ میں سلسلہ کی بڑی خدمت کی ہے۔

— ملک عبد الغنی صاحب کارکن انجمن کی طبیعت اب خدا کے فضل سے اچھی ہے جن احباب نے ان کو اظہار ہمدردی کے خطوط لکھے ہیں وہ ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

نقیب اشرف سجادہ نشین درگاہ حضرت غوث الاعظم کی وفات

مؤرخہ ۱۲ر جولائی کو جناب سید محمود حسام الدین صاحب نقیب اشرف سجادہ نشین درگاہ حضرت سید عبد القادر جیلانی اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں داخل فرمائے۔

نقیب صاحب موصوف حضرت مسیح موعود کو اہل اللہ اور صوفیائے کرام میں سے سمجھتے تھے ۱۹۳۲ء میں بمبئی کے مشہور العوام حکیم جناب ابو یوسف اصفہانی صاحب بغداد میں تشریف لائے ہوئے تھے ایک مرتبہ مرحوم نقیب صاحب کے سامنے احمدیت کا ذکر آ گیا ہمارے مکرم دوست سید تصدق حسین صاحب بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ حکیم صاحب نے حضرت اقدس کے دعاوی کا ذکر کرتے ہوئے کافر، دجال و دشمن اسلام وغیرہ کے الفاظ حضرت مسیح موعود کی شان میں استعمال کئے۔ اس پر نقیب صاحب نے حکیم صاحب کو روک دیا اور فرمایا۔ کہ میں نے حضرت مرزا صاحب کی عربی تصانیف پڑھی ہیں جن میں میں نے صوفیانہ رنگ پایا ہے۔ حضرت مرزا صاحب سے پہلے جو صوفیا ہو گزرے ہیں ان کے کلام میں بھی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ حکیم صاحب اس وقت بمبئی میں زندہ موجود ہیں۔ ضرورت ہو تو قشتری بلڈنگ جیل روڈ بمبئی کے پتہ سے ان سے تصدیق کی جا سکتی ہے ایک دوسرے مجمع کے بارہ میں مکرم حاجی عبد اللطیف صاحب بیان فرماتے ہیں کہ سال گذشتہ محمد یار عارف صاحب انگلستان سے واپس ہوتے ہوئے جبکہ بغداد میں قیام پذیر تھے تب وہ حاجی صاحب کے ہمراہ ایک مرتبہ نقیب صاحب کی ملاقات کے لئے گئے۔ تقریباً دو گھنٹہ صحبت رہی۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ نقیب صاحب نے فرمایا کہ میں حضرت مرزا صاحب کو گروہ صوفیائے کرام میں سے سمجھتا ہوں۔ اس بیان کی تصدیق بھی محمد یار عارف صاحب حال مقیم بمبئی یا خود حاجی صاحب سے رشید سٹریٹ بغداد کے پتہ سے ہو سکتی ہے۔

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

انیس ۱۹ سے کیا مراد ہے؟

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اعتراض سورہ المدثر میں آیت علیہا تسعۃ عشر میں انیس ۱۹ کے کیا مراد ہے؟ مفسرین نے اس سے دوزخ کے فرشتے مراد لئے ہیں۔ لیکن فرشتے کا لفظ یہاں موجود نہیں۔ پس آپ مفسرین سے کہاں تک اس معاملہ میں اتفاق کرتے ہیں؟

جواب مجھے افسوس ہے کہ میں اس آیت کے معنوں میں مفسرین سے اتفاق نہیں کرتا۔ یعنی میرے خیال میں انیس سے مراد یہ نہیں کہ دوزخ کے داروغہ انیس فرشتے ہیں۔ میں پہلے ان آیات کو نقل کر دیتا ہوں تاکہ ان پر غور کیا جا سکے۔

ساصلیہ سقر ۝ وما ادرٰیک ما سقر ۝ لا تبقی ولا تذر ۝ لواحۃ للبشر ۝ علیہا تسعۃ عشر ۝ وما جعلنا اصحاب النار الا ملٰئکۃ وما جعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین کفروا لیستیقن الذین اوتوا الکتٰب ویزداد الذین اٰمنوا ایمانا ولا یرتاب الذین اوتوا الکتٰب والمؤمنون ولیقول الذین فی قلوبہم مرض والکٰفرون ماذا اراد اللہ بہٰذا مثلا کذٰلک یضل اللہ من یشاء ویہدی من یشاء وما یعلم جنود ربک الا ہو وما ہی الا ذکرٰی للبشر ۝

ترجمہ:۔ میں اسے سقر میں داخل کروں گا اور تجھے کیا خبر ہے کہ سقر کیا ہے وہ باقی نہیں رکھتی (اور نہ چھوڑتی ہے اور چہرے کو متغیر کر دینے والی ہے۔ اس پر انیس ہیں اور ہم نے آگ کے داروغے فرشتوں کو ہی بنایا۔ اور ہم نے ان کی گنتی نہیں بنائی ہے۔ مگر کافروں کے لئے آزمائش تاکہ ان لوگوں کو جنہیں کتاب دی گئی ہے یقین پیدا ہو جائے اور جو ایمان لائے ہیں وہ ایمان میں ترقی کریں اور وہ جنہیں کتاب دی گئی ہے اور مومن لوگ شک میں نہ رہیں اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کافر لوگ کہیں کہ اللہ نے اس مثال کے ساتھ کیا ارادہ کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تیرے رب کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ خود اور یہ صرف انسان کیلئے یاد دہانی ہے (المدثر)

انیس سے کیا مراد ہے؟

اوپر کی آیات پر غور کرنے سے میں تو اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انیس سے مراد انیس فرشتے نہیں۔ دوزخ کے داروغہ انیس ہوں۔ یا بیس یا پچاس یا سو یا ہزار ان کی تعداد کو بحث میں لانے کی خدا کو کیا ضرورت تھی۔ ہاں تو یہ بتایا جائے کہ اس تعداد کے بیان کرنے میں انسان کی معرفت یا ایمان کیلئے کوئی نفع ہے تب تو خیر ٹھیک ہے کہ آخر قرآن کریم انسان کے لئے ہدایت بن کر آیا ہے اس میں ایسی باتوں کا ہونا ضروری ہے جس سے انسان کا ایمان بڑھے اور معرفت ترقی کرے۔ لیکن سمجھ نہیں آتا کہ دوزخ کے داروغوں کی تعداد بیان کرنے میں انسان کو کیا نفع تھا۔ ایک طرف تو جب لوگوں نے اصحاب کہف کی تعداد پر بحث کرنا شروع کی تو جناب الٰہی نے صریح لفظوں میں اصحاب کہف کی تعداد پر بحث کرنے سے روک دیا۔ اور قلما تمار فیہم فرما کر ان کی تعداد کے بارے میں جھگڑنے سے منع فرما دیا۔ آخر اسی وجہ سے کہ اس بحث سے کوئی فائدہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ خواہ مخواہ کا فتنہ پڑتا ہے

مگر پھر دوسری طرف خود نعوذ باللہ دوزخ کے داروغوں کی گنتی کا جھگڑا درمیان میں لا کر کیوں فتنہ ڈال دیا جس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ یہ امر یقینا خدا کی شان سے بعید ہے کہ جس بحث سے وہ لوگوں کو روکے۔ دوسری جگہ خود اسی قسم کی بحث چھیڑ دے اور پھر جب خود ہی اپنی آیات میں صریح لفظوں میں فرما بھی رہے ہوں کہ دوزخ کے فرشتوں کی گنتی بیان کرنے سے فتنہ پڑتا ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ خدا تعالےٰ پھر خود ہی اس فتنہ کو کھڑا بھی کر دیتا۔ پس جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ صحیح نہیں کہ انیس سے مراد انیس فرشتے ہیں۔ ان آیات پر غور کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ دوزخ کے داروغے فرشتے ہیں اور ان کی تعداد کو بیان کرنا کفار کے لئے موجب فتنہ ہے جس کا مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ لوگوں کو متنبہ ہو جانا چاہئے کہ کہیں علیہا تسعۃ عشر میں انیس سے مراد انیس فرشتے نہ لے لیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے یہ شایان نہیں کہ وہ ایک خواہ مخواہ کی بے فائدہ بحث سے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کر دے اور آگے چل کر اس بات کا بھی اعلان کر دیا کہ وما یعلم جنود ربک الا ھو کہ تیرے رب کی فوجوں کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ آپ۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہاں خدا کی فوج یعنی فرشتوں کی کوئی گنتی مراد نہیں۔ پس جب یہاں انیس سے مراد انیس فرشتے نہیں تو پھر سوال ہوتا ہے کہ پھر کیا مراد ہے

پیشگوئی میں اخفا کا پہلو ہوتا ہے

انہی آیات میں خود کفار کا قول بھی موجود ہے۔ ماذا اراد اللہ بہٰذا مثلا کہ اس مثال سے خدا نے کیا مراد رکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت نہ تو مومنین کو اور نہ ہی کفار کو یہ پتہ تھا کہ انیس سے کیا مراد ہے کیونکہ اگر پتہ ہوتا تو کفار اور جن کے دلوں میں بیماریاں تھیں۔ وہ یہ کیوں کہتے کہ اس مثال سے خدا نے کیا مراد رکھی ہے۔ دوسری طرف قرآن کو اس مثال کے پیش کرنے سے یہاں تک دعویٰ تھا۔ کہ فرماتا ہے۔ لیستیقن الذین اوتوا الکتٰب ویزداد الذین اٰمنوا ایمانا الخ یعنی اس مثال کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب کو یقین پیدا ہو جائے اور مومنوں کا ایمان بڑھے اور مومنوں اور اہل کتاب کے دلوں میں کوئی شک شبہ باقی نہ رہ جائے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی ایسی زبردست پیشگوئی تھی۔ جو اہل کتاب کے دلوں میں آنحضرت صلعم کی صداقت پر یقین پیدا کرا سکتی تھی اور مومنوں کے ایمان کو بڑھانے والی تھی۔ پیشگوئیوں میں اکثر ایک پہلو اخفا کا ہوتا ہے۔ جو اپنے وقت پر ظاہر ہو کر اللہ تعالےٰ کے علم غیب اور قدرت نمائی پر دلیل واضح قائم کر کے ایمان کو بڑھانے والا ہوتا ہے اور مدعی کی صداقت پر یقین پیدا کر دیتا ہے

انیس کی پیشگوئی کس رنگ میں پوری ہوئی

چنانچہ یہی بات یہاں تھی۔ نبی کریم صلعم کا ابتدائی زمانہ بعثت کا تھا۔ ایک طرف آپ کی بیکسی۔ بے بسی۔ ضعف اور کمزوری تنہائی حد سے بڑھی ہوئی تھی اور دوسری طرف تمام اہالیان مکہ کی مجتمع قوت کے ساتھ مخالفت اور سرشوری تھی اور وہ دن رات حضرت نبی کریم صلعم اور معدودے چند مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے تھے اس وقت خدا کا کلام نازل ہوتا ہے کہ ساصلیہ سقر کہ ان مخالفوں کو سقر کا عذاب پہنچیگا۔ وہ سقر کیا ہے اس کی تفصیل خود کی

کہ وہ ایک ایسا عذاب ہوگا۔ جو کسی کو بھی باقی [illegible] سب اس میں گرفتار ہوں گے اور وہ لوگوں کے [illegible] دکھ سے متغیر کر دے گا۔ اور یہ فتح مکہ کے [illegible] رہنے والے تمام کے تمام مخالفین ذلیل و خوار ہو کر [illegible] سامنے حاضر ہوئے۔ وہ اس غیور اور بہادر قوم کے لئے سقر [illegible] جس نے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ اور جس نے ان کے چہروں [illegible] ذلت کی آگ سے متغیر کر دیا اور اس دن مومنوں کا ایمان [illegible] کیونکہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوئیں اور جو کچھ ذلت [illegible] انتہائی حالت میں کہا گیا تھا۔ وہ آج اپنی پوری قوت کے [illegible] اور اہل کتاب کو آنحضرت صلعم کی صداقت پر اس [illegible] کیونکہ آپ دس ہزار قدوسیوں یعنی برگزیدہ اصحاب کے [illegible] فاران یعنی مکہ کے پہاڑوں سے ظاہر ہوئے اور آپ کے [illegible] میں قرآنی شریعت تھی اور یہ لفظ لفظ اسی طرح پورا ہوا [illegible] میں لکھا تھا کہ خداوند دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ [illegible] سے ظاہر ہوگا۔ اور اس کے دائیں ہاتھ میں آتشی [illegible] (استثنا باب ۳۳) پس یہی وہ پیشگوئی تھی جس [illegible] مومنوں کا ایمان زیادہ ہوا اور جو اہل کتاب کے [illegible] کرنے کا موجب ہوئی اور یہ واقعہ اس سورۃ کے [illegible] انیس سال بعد وقوع میں آیا۔ یہ سورۃ نبی کریم صلعم کی [illegible] سال کے آخر میں نازل ہوئی ہے اور فتح مکہ [illegible] پس ۱۲ بارہ سال مکہ کے اور سات سال مدینے کے [illegible] انیس سال کے گزرنے کے بعد وہ سقر مکہ والوں [illegible] ہوا جس نے ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ اور ان کے [illegible] کو ندامت اور ذلت سے متغیر کر دیا۔ اسی لئے فرمایا تھا کہ [illegible] تسعۃ عشر کہ اس سقر کے ظہور میں آج سے [illegible] ہیں۔ گویا وہ ابھی پردہ اخفا میں ہے اور اس پر انیس سال [illegible] ہوئے ہیں۔ جن کے یکے بعد دیگرے اتر جانے کے [illegible] نمودار ہوگا۔ اور مکہ کے منکرین، مخالفین کی شکل [illegible] ان کے لئے دوزخ کا نمونہ ہوگا۔

انیس سے مراد انیس سال ہیں

پس انیس سے مراد میری سمجھ میں انیس فرشتے نہیں [illegible] سال ہیں۔ ورنہ انیس فرشتوں کا دوزخ پر متعین ہونا [illegible] ازدیاد ایمان کا اور اہل کتاب کے دلوں میں یقین پیدا [illegible] طرح موجب ہو سکتا تھا۔ بلکہ پھر تو ان کی تعداد الٹا [illegible] کتاب کے لئے موجب فتنہ تھی۔ پس ایک تدبر کرنے والے [illegible] نظر آتا ہے کہ یہ کوئی ایسی پیشگوئی تھی جو ایک طرف [illegible] ازدیاد ایمان کا موجب ہونے والی تھی تو دوسری طرف [illegible] پر حجت تھی اور یہ سب کچھ فتح مکہ کے دن ہوا۔ جو ان آیات [illegible] کے انیس سال بعد وقوع میں آیا۔

قبول اسلام

۷۔ اگست ۳۶ء بروز جمعۃ المبارک [illegible] شخص مسمی سیٹھ رام کشن ولد سیٹھ پرکاش [illegible] شیخ محمد فاضل صاحب ایم۔ ایس۔ سی کے ہاتھ پر مشرف [illegible] ہوا اور اسلامی نام پروفیسر صاحب نے محمد [illegible] دعا ہے کہ خداوند کریم ہمارے دین پر قائم [illegible] بخشے۔ آمین۔

(شیخ [illegible])

اچھوتوں کو اسلام سے باز رکھنے کیلئے نئی چالیں

"مونجے امبیدکار پیکٹ" کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹا

شملہ ۹ راگست۔ یہ خبر مختصراً شائع ہو چکی ہے کہ ڈاکٹر مونجے نے اچھوتوں کو ہندو مذہب ترک کرنے سے باز رکھنے کیلئے ڈاکٹر امبیدکار کو ایک تجویز پیش کی تھی جس کا ماحصل یہ تھا کہ اگر ڈاکٹر امبیدکار اور ان کے پیرو وعدہ کریں کہ وہ اسلام یا عیسائیت کی بجائے سکھ مذہب قبول کریں گے اور دیانتداری اور صدق دل سے ہندوؤں اور سکھوں کو اپنی تہذیب معاشرت کے فروغ میں اعانت اور اچھوتوں کو مسلمان بنانے کیلئے مسلمانوں کی تحریک کا مقابلہ کریں گے تو ہندو مہاسبھا اچھوتوں کو ان مراعات سے مستفید ہونے دے گی جو انہیں میثاق پونا کی رو سے حاصل ہیں اس بارے میں ڈاکٹر مونجے نے اچھوت اقوام کے دوسرے لیڈر مسٹر ایم سی راجہ سے جو خط و کتابت کی اور ڈاکٹر امبیدکار نے اس پیشکش پر جو بیان شائع کیا۔ نیز مہاتما گاندھی، پنڈت مالویہ اور مسٹر ایم سی راجہ نے ڈاکٹر مونجے کی اس سکیم پر جن خیالات کا اظہار کیا۔ یہ ساری داستان اب شائع کر دی گئی ہے۔

ڈاکٹر مونجے کا خط

بمبئی سے واپسی پر ڈاکٹر مونجے نے مسٹر راجہ کو ایک خط لکھا جس میں اس فارمولا کا ذکر کیا جو ڈاکٹر امبیدکار اور مونجے نے استوار کیا تھا۔ فارمولا یہ تھا کہ اگر ڈاکٹر امبیدکار اپنے رفقاء کے ساتھ سکھ مذہب کو قبول کریں اور ہندوؤں اور سکھ مذہب کے پرچار میں ہندو مہاسبھا سے اشتراک عمل کر کے پسماندہ اقوام میں اسلام کی تبلیغ کو روکنے کی مخلصانہ کوشش کریں تو ہندو مہاسبھا مندرجہ ذیل باتوں کا اعلان کر دے گی۔

۱۔ کہ اسے اچھوتوں کے سکھ ہو جانے پر کوئی اعتراض نہیں

۲۔ ان نئے سکھوں کو ان اقوام میں شمار کیا جائے گا جن کا ذکر ضمیمہ میں ہے۔

اچھوت اور اسلام

ڈاکٹر امبیدکار نے اپنے مکتوب میں لکھا تھا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اچھوتوں کی تمام ضروریات کو پورا کر سکتا ہے اسلام کے مالی اور اقتصادی وسائل بعید وسیع ہیں۔ معاشرتی طور پر مسلمان تمام ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر صوبہ میں مسلمان آباد ہیں اور وہ اپنے اپنے صوبہ کے نومسلموں کو ہر طرح کی امداد بہم پہنچا سکتے ہیں سیاسی طور پر اچھوتوں کو تمام وہ حقوق ملیں گے جو اس وقت تمام مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ اسلام تبدیل کرنے سے نیابت یا ملازمتوں کے حصول کا حق غصب نہیں ہو سکتا عیسائیت میں بھی اس قدر دلکشی ہے اگرچہ یہاں کے عیسائی غریب اور تعداد میں کم ہیں لیکن عیسائیت کو تائید حاصل ہے رہا سکھ مذہب تو اسے اسلام اور عیسائیت کے مقابلہ میں بہت کم اہمیت حاصل ہے پنجاب کے باہر کے صوبے میں سکھوں کے حق نیابت کو تسلیم نہیں کیا گیا۔

ہندوؤں کا نظریہ

دوسرا سوال یہ ہے کہ ان تین مذاہب پر خالص ہندو نقطہ نگاہ سے غور کیا جائے اور معلوم کیا جائے کہ اسلام مسیحیت یا سکھ مذہب میں کونسا دین بہتر ہے بظاہر سکھ مذہب اچھا ہے اگر پسماندہ اقوام اسلام یا مسیحیت اختیار کر لیں تو وہ نہ صرف ہندو مذہب سے دور ہو جاتے ہیں بلکہ اس کے برعکس اگر وہ سکھ ہو جائیں تو ہندو ثقافت کی حدود کے اندر رہتے ہیں ہندوؤں کے لئے یہ کوئی کم منفعت نہیں۔

اچھوتوں کا اسلام یا مسیحیت قبول کرنا انہیں قومیت سے خارج کر دیگا اور اسلام قبول کرنے کی صورت میں مسلمانوں کی تعداد دوچند ہو کر مسلم تفوق کے خطرہ کو ایک حقیقت بنا دے گی مسیحیت قبول کرنے کی صورت میں عیسائیوں کی تعداد ۵ سے ۶ کروڑ تک ہو جائے گی جس سے ہندوستان پر برطانیہ کی گرفت مضبوط تر ہو جائیگی۔ البتہ اگر اچھوت سکھ ہو جائیں تو وہ ملک کی تقدیر کو بہتر بنانے کیلئے مفید ثابت ہونگے اور قومیت کو زائل نہیں کر بیٹھیں گے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر اچھوتوں کا سکھ ہو جانا ہندوؤں کے مفاد کے لئے بہتر ہے تو کیا ہندو سکھ مذہب کو اچھوتوں کا اس قدر اچھا نعم البدل بنانے کیلئے تیار ہو جائیں گے جس قدر کہ اسلام اور مسیحیت ہے؟ اگر وہ تیار ہیں تو بظاہر انہیں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں سکھ مت کے راستہ سے تمام مشکلات دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کسی مالی مجلسی اور سیاسی طور سے ہے۔ ان میں سے ہندو سکھوں کی مالی حیثیت کو بڑھانے میں مدد نہیں کر سکتے۔ البتہ مجلسی اور سیاسی مشکلات دور کی جا سکتی ہیں۔ سب سے زیادہ ضروری سیاسی مشکلات کا ازالہ ہے جو بہت معمولی بات ہے۔ اس کے لئے صرف اس چیز کی ضرورت ہے کہ پنجاب کے سوا ہر صوبہ کی پسماندہ اقوام کے ساتھ "سکھ" کا لفظ بڑھا دیا جائے کیونکہ سکھ مت قبول کرنے پر ان کے سیاسی حقوق زائل نہیں ہونے البتہ اگر وہ اچھوت رہیں تو یہ چیز زائل ہو جاتی ہے کیونکہ ایوارڈ میں یہ شرط ہے کہ اسے قوم کی باہمی مفاہمت پر تبدیل کیا جا سکتا ہے اس لئے اگر ہندو چاہیں تو اچھوتوں کے ساتھ مفاہمت کر کے ایوارڈ میں تبدیلی کرا سکتے ہیں۔ اس سے میثاق پونا میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوگی اور نہ نشستوں کے کسی تعین کی ضرورت لاحق ہوگی تبدیلی صرف اس قدر ہوگی کہ غیر سکھ اچھوت اور وہ اچھوت جو سکھ ہو جائینگے آپس میں مقابلہ کرنے کے لئے آزاد ہوں گے جو ہندو اس کے مخالف ہوں انہیں ذیل کے سوالات کا جواب دینا چاہیئے۔

(۱) میثاق پونا کے مطابق اچھوتوں کی نشستیں ہندوؤں کو نہیں مل سکتیں۔ اگر اچھوتوں نے اسلام یا مسیحیت کو قبول کر لیا۔ تو یہ نشستیں ان قوموں کو چلی جائیں گی اور ان کی تعداد بڑھ جانے کے باعث وہ لازمی طور پر مجالس مقننہ میں زیادہ نمائندگی کا مطالبہ کرینگے۔ اس صورت میں اگر ان نشستوں کو جانا ہی ہے تو وہ سکھوں کے پاس کیوں نہ چلی جائیں۔

(۲) اگر آئین جدید کے ماتحت اچھوت مسلم یا عیسائی ہو کر اپنے سیاسی حقوق ضائع نہیں کر سکتے تو ایک اچھوت کے سکھ ہو جانے پر اس کے حقوق کو کیوں زائل ہونے دیا جائے اس طرح اچھوت مسلمانوں اور عیسائیوں میں شامل ہو جائیں گے اس لئے کیا یہ چیز ہندوؤں کے مفاد کیلئے اچھی ہے کہ ایسا ہونے دیا جائے۔

(۳) یہ بجا ہے کہ اچھوت سکھ ہو کر اپنے سیاسی حقوق زائل نہیں کریں گے کیونکہ میثاق پونا کے ماتحت بھی اچھوتوں کو خاص نمائندگی ان کے ہندو رہنے پر منحصر نہیں کی جا سکتی۔ ان کی نمائندگی کا انحصار ان کی کسی ذات یا قبیلہ کے رکن ہونے پر ہے۔ اگر یہ ہے تو سکھوں کو شکایت کا موقع کیوں دیا جائے؟

(۴) یہ تجویز کہ مختلف صوبوں میں سیاسی امتیاز کے لئے اچھوتوں کے ساتھ سکھ کا لفظ بڑھا دیا جائے کوئی عجیب تجویز نہیں۔ دوسری طرف ایسا امتیاز نہ دینا عجیب معلوم ہوتا ہے اگر پنجاب میں سیاسی [illegible] سکھوں کو امتیاز دیا جا سکتا ہے تو دوسرے صوبوں [illegible] کیا جائے ہو اگر پنجاب کی پسماندہ اقوام سکھ ہو کر اپنے [illegible] کر سکتیں تو دوسرے صوبوں میں ان کے سکھ ہو جانے پر ان کی [illegible] کیوں مختلف بنا دی جائے۔

ایم سی راجہ کا مکتوب

راؤ بہادر ایم سی راجہ نے مسٹر مونجے کو [illegible] میں ڈاکٹر امبیدکار سے کوئی دوسرا مذہب [illegible] اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ میں اس تبدیلی [illegible] تبدیلی ہو اس تبدیلی سے جدا سمجھتا ہوں جو اقتصادی [illegible] مجلسی وجوہ سے عمل میں آئے۔

معاف کیجئے کہ آپ ڈاکٹر امبیدکر کی تجویز [illegible] کی تبدیلی مذہب کو فرقہ وارانہ رنگ میں دیکھتے ہیں [illegible] خیال نہیں کرتے۔

آپ اچھوتوں پر ان نقطہ نظر سے بحث کرتے [illegible] طور پر سکھوں میں شامل ہو جائیں اور سیاسی طور [illegible] مقصد یہ نہیں کہ ہندو قوم کو کمزور کیا جائے [illegible] اصلاح کے ذریعے مضبوط کیا جائے۔ ہم فرقہ وارانہ [illegible] مقابلوں میں پڑ کر فروخت ہونا نہیں چاہتے۔

آپ کی تجویز کا تعلق ہندوؤں، سکھوں اور [illegible] تقدیر سے ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مذہبی [illegible] سے نکل کر تبدیلی اختیار کر لیں۔ ہمیں اسلام اور سکھ [illegible] کو منتخب کرنا ہوگا۔ جو ہماری تبدیلی فرقہ کے [illegible] مذہب قرار دیا جا رہا ہے مقابلہ کر رہے ہیں ہم مسلمانوں [illegible] کیوں کریں۔ وہ سکھوں اور ہندوؤں کی طرح ہمارے بھائی [illegible] اگر اچھوت تمام سکھ ہو جائیں اور اپنے آپ کو [illegible] کہلائیں۔ تو اس سے پنجاب میں ایک سکھ ہندو [illegible] ہو جائے گی جو اس حقیقت سے پیچیدہ تر ہو جائے گی [illegible] مذہبی سکھ بیچ قوم ہیں۔

تبدیلی مذہب کا مسئلہ سیاسی شطرنج کی چال [illegible] جنوبی ہند میں تکلیف دہ نہیں اور ہم میثاق پونا کے [illegible] جداگانہ حلقہ انتخاب کے طور پر اور مخلوط [illegible] کے طور پر مذہبی اور سیاسی نقطہ نظر سے [illegible] پر قائم ہیں، اس لئے میں ان تجاویز کو تسلیم نہیں [illegible] آپ کے مکتب میں درج ہیں۔ اس لئے میں ہندو [illegible] زور دوں گا کہ وہ اچھوتوں کے لئے ہندو مت کے [illegible] کے کام کو آسان کر دیں۔ بجائے اس کے کسی [illegible] کے لئے کٹ کا بندوبست کریں۔

گاندھی جی کی رائے

گاندھی جی نے مسٹر راجا کو لکھا ہے [illegible] میں ڈاکٹر مونجے یا ڈاکٹر امبیدکار کی [illegible] سمجھ سکتا۔ میرے نزدیک اچھوت [illegible] کھڑی ہے میرے نزدیک یہ بہت [illegible] خوش ہوں کہ آپ کی پوزیشن وہی ہے [illegible]

پنڈت مالویہ نے ۱۳ر جولائی کو [illegible] "ڈاکٹر مونجے کی چٹھی کی نقل بھیجنے کا [illegible] سے متفق ہوں"۔

مسٹر راج گوپال اچاریہ نے ڈاکٹر مونجے کی [illegible] قرار دیا۔

اخبار عالم

عالم اسلامی

—— جزائر شرق الہند میں تحریک آزادی زوروں پر ہے اور حکومت ہالینڈ اس تحریک کو دبانے کی کوشش کر رہی ہے۔ جزائر کی سب سے بڑی اسلامی انجمن "جمعیۃ شرکت اسلام" کے ایک ہنگامہ خیز اجلاس میں حکومت کی مخالفت کی گئی۔ اور اسمبلی۔ بلدیات اور ہالینڈ کے غیر ملکی نظام حکومت سے عدم تعاون کا پروگرام پیش کیا گیا۔

—— حکومت ہالینڈ اس تحریک آزادی کا خاتمہ کرنا چاہتی ہے۔ اور وہ سخت گیری کی پالیسی پر عامل ہے اجتماع۔ تقریر اور تحریر کی آزادی سلب کر لی گئی ہے۔ بہت سے اخبارات بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور بہت سے رہنماؤں کو جلاوطن کر دیا گیا ہے۔

—— نوجوانوں کے رویے سے خلاف تحریک آزادی کے قائد اعظم حکومت سے مولات کے حامی ہیں وہ حکومت کو ایک موقع دے کر آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

—— جمعیۃ الطلبہ جاوا کا اجلاس عام عنقریب ہونے والا ہے یہ جمعیۃ ملکی تہذیب تمدن و تعلیم و اخلاق کی روح رواں اور غیر سیاسی تصور کی جاتی ہے۔

—— قدس شریف کا تازہ پیغام مظہر ہے۔ کہ عربوں کی مکمل اور کامیاب ہڑتال کو ۹۰ دن گذر گئے ہیں۔ برطانوی ہائی کمشنر اعتبار سے ناکام رہا ہے۔ اگرچہ کچھ کچھ وقفہ سے صورت حال میں سکون ہوتا رہتا ہے۔ لیکن تحریک کا عام انداز روز بروز سخت ہوتا جا رہا ہے۔

—— حکومت نے ہوائی جہازوں کے ذریعہ آزادی خواہوں کے حلقہ عمل میں اشتہار ڈلوائے مگر اس کا اثر مخالف ہوا۔ انگلستان کی خبر رساں ایجنسیاں آزادی کی تحریک کے خلاف پراپیگنڈا کر رہی ہیں۔

—— فلسطین کی مجلس اعلیٰ نے دنیائے اسلام سے مالی امداد کی اپیل کی ہے۔ چونکہ کاروبار بند ہے۔ اس لئے عام باشندے محتاج ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بمبئی سے جمعیت شبان قاہرہ کے توسط سے ۲۲۵ روپیہ کی پہلی قسط بھیجی گئی ہے۔

—— قاہرہ کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مصر و برطانیہ میں آزادی و مساوات سیاسی کے لئے جو معاہدہ ہونے والا ہے۔ اس کی رو سے مصری فوج کے قیام و مکمل فوجی آزادی کو تسلیم کر لیا جائے گا۔ معاہدہ کی فوجی دفعات کی رو سے برطانوی افسر مصری افواج کی تربیت کریں گے۔

—— حیفہ۔ ۱۰ اگست۔ تل ابیب کے قریب عربوں نے برطانی فوج پر حملہ کیا تھا۔ لیکن برطانی فوج نے عربوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ عرب پہاڑیوں میں جا کر پناہ گزین ہیں۔ برطانی طیاروں اور پیدل فوج نے ان کا تعاقب کیا۔ ۲۲ مجاہدین شہید ہوئے۔ اور ایک برطانی افسر مجروح ہوا۔

—— معاصر البلاغ مصر نے شیخ عبداللہ گانڈہی کے پیغام کو کہ وہ مصر آنے کا ارادہ رکھتے ہیں بہت ہی نمایاں طریق پر شائع کیا ہے اور اس اعلان کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لئے قبل از وقت اخباروں میں اعلان کیا گیا۔ شیخ صاحب آئندہ موسم حج میں عازم بیت اللہ ہونگے اور پھر مصر میں بھی تشریف لیجائیں گے۔

ہندوستان

—— آگرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۲۸ جون کو پوکھر گاؤں کے قریب بہت دیر تک آسمان سے مچھلیاں برستی رہیں۔

—— شملہ ۸ اگست اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پنجاب کونسل کی مدت میں ۳۱ مارچ ۳۷ء تک توسیع کر دی گئی ہے۔

—— واردھا ۸ اگست خان عبدالغفار خاں (سرحدی گاندہی) کو رہائی کے بعد صوبہ سرحد اور پنجاب میں داخلے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ حکومت سرحد نے خانصاحب کے لئے سو روپیہ ماہوار الاؤنس مقرر کیا ہے۔

—— الہ آباد۔ ۹ اگست معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جواہرلال کے احباب لکھنو کانگرسیوں کے اختلاف سے متاثر ہو کر پنڈت جی کو لکھنو کی طرف سے اسمبلی کی رکنیت کے لئے کھڑا کر رہے ہیں۔ آنند بھون سے ابھی تک اسکی تصدیق نہیں ہوتی۔

—— الہ آباد۔ ۱۰ اگست معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جواہر لعل نہرو ۱۱ اگست کو اعلان شدہ پروگرام کے مطابق لکھنو کانپور اور گورکھپور کے دورے کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ اور سیلاب زدہ رقبہ کا معائنہ کر کے ۲۰ کو واپس آجائیں گے۔

—— تریونڈرم (ریاست ٹراونکور)۔ ۱۰ اگست اصلاح دیہات کی تجویز کو بروئے کار لانے کے لئے۔ ہز ہائینس ٹراونکور نے سات ہزار روپیہ منظور کئے ہیں۔ یہ تجاویز آل انڈیا سنگھ کے مرکزی بورڈ میں پیش کی جائے گی۔ اس میں دیہاتی صنعتوں کے فروغ پر زور دیا گیا ہے۔

—— امرتسر۔ ۱۰ اگست۔ امرتسر کے گڑھ باگھ سنگھ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کنوئیں کی ملکیت کے متعلق جھگڑا پیدا ہو گیا تھا۔ اور حالات کے زیادہ خراب ہو جانے کے احتمال سے مقامی پولیس نے وہاں پہرہ بٹھا دیا۔ اور کنوئیں کا پانی ہندو مسلم دونوں کے لئے بند کر دیا گیا۔ معاملہ عدالت میں تصفیہ کے لئے جا چکا ہے۔

—— پٹنہ۔ ۱۰ اگست۔ حال ہی میں سٹیشن بہار کے قریب ڈاک گاڑی میں ڈاکہ کی واردات ہوئی تھی۔ ڈاکو ایک مارواڑی عورت سے ۱۷ ہزار کا زیور لیکر فرار ہو گیا۔ حکومت بہار نے اس کی گرفتاری کے لئے پانچ سو روپے کے انعام کا اعلان کیا ہے۔

—— پٹنہ۔ ۱۰ اگست۔ سیوان و چھپرہ سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ دریائے گوگھرا میں زبردست طغیانی آگئی ہے اور گوتھنی اور تیجا پور کے درمیان سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔

—— لاہور۔ مولوی اختر علی خاں آف زمیندار نے غلام احمد مضطر ہاشمی ایڈیٹر "نیرنگ" کے خلاف ہتک عزت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ نیرنگ میں اختر علی خاں کے خلاف بعض سنگین الزامات لگائے گئے تھے۔ جو شہید گنج کے بارے میں ایک دستاویز کی گمشدگی کے متعلق تھے۔

—— لاہور ۱۰ اگست۔ لالہ نونیت رائے سیٹھی سابق مینجر پیپلز بنک جنہیں غبن کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ اس صدمہ کی وجہ سے بیمار ہو گئے۔ اور عدالت نے ضمانت پر انہیں رہا کر دیا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کی نازک حالت ہے۔ اور بچنے کی امید کم ہے۔

ممالک خارجہ

—— جبل الطارق ۹ اگست۔ باغیوں نے برطانی اور [illegible] سفارتخانوں پر شدید گولہ باری کی جس سے برطانی سفارت [illegible] میں شگاف پڑ گئے اور سارا فرنیچر کا سفارت خانہ [illegible] برطانی سفیر بال بال بچا۔

—— باغیوں کے جنرل اور حکومت ہسپانیہ نے [illegible] افسوس کیا ہے۔ برطانی حلقوں میں مطالبہ کیا [illegible] اس کے خلاف شدید اقدام کرے۔

—— میڈرڈ ۹ اگست۔ پین اور جرمنوں کو گولی [illegible] جن میں ایک معصوم لڑکی بھی تھی۔ جرمنی کے جنگی جہاز [illegible] میڈرڈ کے قریب بندرگاہوں میں پہنچ گئے ہیں۔ [illegible] نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ہسپانیہ کی [illegible] خلاف تادیبی کارروائی کرے۔

—— میڈرڈ ۱۰ اگست۔ گورنر مالگا نے [illegible] ہے کہ کیڈز میں باغیوں نے اطاعت قبول کر لی [illegible]

—— لندن ۱۰ اگست۔ انگلستان میں ایک کان [illegible] سے ملبہ کے نیچے ۹۹ آدمی دب کر مر گئے۔ [illegible] نکال کر شناخت کے لئے پیش کیا گیا تو وہ [illegible] میں بعض نوجوان اپنے والدین کے اکلوتے بچے تھے [illegible] کی وجہ سے ماتم خانہ بن گئی۔

—— میڈرڈ ۱۰ اگست۔ سفیر جرمنی متعینہ ہسپانیہ [illegible] اس کے جانے کی غرض یہ ہے کہ وہ مقامی حکام [illegible] جرمنی تاجروں کو گولی کا نشانہ بنانے کے خلاف [illegible] احتجاج کے ساتھ تاوان کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔

—— ٹینگر ۱۰ اگست۔ فرانس کے بحری ہوائی جہاز [illegible] جو الجیریا سے اسٹورپ جا رہا تھا۔ جبل الطارق [illegible] فاصلہ پر ایک طیارہ نے بم برسائے۔ تین بم [illegible] فاصلہ پر گرے۔ معلوم نہیں ہوا کہ طیارہ کس سلطنت [illegible]

—— برلن ۵ اگست۔ ہندوستانی ہاکی ٹیم نے [illegible] صفر کے مقابلہ میں ۷ گولوں سے شکست دی۔

—— لندن ۹ اگست۔ جبرالٹر سے برطانوی حکام [illegible] فرینکو کے سامنے اس امر کے متعلق شدید احتجاج کیا [illegible] سے برطانوی تباہ کن کشتی جیسی لسک پر گولہ باری کی گئی [illegible] کو بھی انتباہ کیا گیا کہ وہ اپنے جہازوں کو جبرالٹر سے [illegible]

—— برسلز ۹ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت [illegible] کی اس تجویز سے اتفاق کر لیا ہے کہ ہسپانیہ [illegible] نہ دیا جائے اور ملک میں ہسپانیہ کو اسلحہ فراہم [illegible]

—— ٹنڈائی ۱۰ اگست۔ ہسپانوی مراقش کا [illegible] ہسپانیہ پہنچ گیا ہے۔ مراقش سے باغی آ [illegible] بیس ہزار تک تعداد پہنچتے ہی میڈرڈ پر حملہ کر [illegible]

—— سالزبرگ ۱۱ اگست ملک معظم شہنشاہ انگلینڈ [illegible] برگ پہنچ گئے ہیں اور اس ہوٹل میں ٹھہرے جس میں شہزادہ [illegible]

—— میڈرڈ ۱۱ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ ہسپانوی [illegible] تجارتی جہاز جس میں مراقش کے باغی ہسپانیہ [illegible] سرکاری جہازوں کی گولہ باری [illegible]

البانیا میں اشاعت اسلام

میاں بشیر احمد اور مسز عارفہ بشیر صاحبہ کی تبلیغی سرگرمیاں

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی اسپرٹ اللہ کے پورے فضل سے کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس کی ابتداء تو مغرب سے ہوئی۔ مغرب میں آفتاب اسلام کا پہلا طلوع بڑا اہم تھا۔ یہ خواجہ کمال الدین مرحوم نے اسی اسپرٹ سے متاثر ہو کر تو حید کا ڈنکا وہاں بجایا۔ مولانا مولوی صدر الدین جب وہاں تشریف لے گئے تو اہل ہند کے لوگ آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ پھر مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ کے ترجمہ قرآن نے مغرب میں مذہبی نکتہ خیال کو کلی طور پر بدل دیا اور ایک عالم

> گمرہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

کا قائل ہو گیا اور آج ان نامی نازہستیوں کی وجہ انگلستان کی آبادی میں مسلمان کو بھی ایک قوم تصور کیا جاتا ہے۔ اس دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی اسپرٹ کا دامن وسیع ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ تحریک شدھی میں اسلامی مشنریوں نے بڑے جوش سے کام کیا۔ آج مولوی عصمت اللہ صاحب مرحوم رہ رہ کر یاد آتے ہیں ؎

> خدمت دیں کے لئے آسماں پر شور ہی
> اٹھ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ بچھلنے کے دن

اینٹ گلسٹر لیمپ ہیں رکے اعلان سے ایک قوم کی قوم۔ مع بحر اپنی کسی تحریک کے مذہب بدلنے تیار ہو گئی اور یہ ایک آسمانی سنہری موقعہ ہے جو مسلمانوں کو ہاتھ آیا۔ بدقسمتی قوم میں ایک غرت کی لہر دوڑ گئی اور البانیا کے ازہر اور قوم زیادہ مستعد ہوگئی اور مسیحی مشنری تو آگے ہی سے تاک میں تھے وقت سے فائدہ اٹھایا اور دیگر اقوام کے مشنری بھی وہاں پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ سکھوں نے بھی اپنے رنگ میں کوشش کی۔ خدا بھلا کرے انجمن لجنۃ المحمدیہ کا اس نے کوشش کی اور ایک قلیل عرصہ میں ایک پائدار کام شروع کر دیا۔ آج یہ انجمن نہایت اعلیٰ اصولوں پر وہاں کام کر رہی ہے۔ پچھلے دنوں یہاں ایک کانفرنس ہوا تھا تو مشرگا یا مولانا یعقوب خان اوڈیٹر لائیٹ اور مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی وہاں تشریف لے گئے تقاریر کیں اور بہتیرے اعتراضات کے جوابات دیئے جو عام اعتراضات تمام قوم کرتی رہی وہ مولانا عبد الحق صاحب فرماتے ہیں کہ تعدد ازدواج اور پردہ کے متعلق ہے۔

انجمن لجنۃ المحمدیہ کے مشنری البانیا میں بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ لٹریچر کے تقسیم کی کوشش ہو رہی ہے۔ ازہر اور قوم کے نیشنلسٹ با اثر لیڈر کے تعاون سے کام میں ترقی کی امید مزید ہے۔ اور ایک پر حکمت کام جو ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر کچلو کے بھتیجے

میاں بشیر احمد

کو اور آپ کی پرجوش انگریز بی بی مس عارفہ کو وہاں کام کرنے بھیجا گیا ہے۔ میاں بشیر احمد ایم۔ اے۔ پشاور کالج کے پروفیسر رہتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی اسپرٹ کے ماتحت ہو کر آپ نے بھی اپنے چلتے پیشہ کو لات مارا اور تبلیغ کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی اس قربانی میں آپ کی بی بی کا بھی ہاتھ رہا۔ میاں بشیر احمد ایک متین نوجوان ہیں۔ اور مشنری اسپرٹ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے اسی طرز و خو کے سادہ اور زم طبع لوگ ہی مشنری کام کے لئے موزوں ہو سکتے ہیں۔ آپ کی بی بی نے اسلام قبول کیا اپنے آپ میں ایک معاشرتی تبدیلی پیدا کر لی ہے۔ پیدا سادہ لباس۔ پیدا سادہ کھانا۔ پیدا ہی سادہ گفتگو۔ ایک زمانہ تھا کہ انگریزی مشنری یہاں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے آتے تھے اب یہ زمانہ ہے کہ مسلم مشنری ولایت اسلام کی تبلیغ کے لئے جاتے ہیں اور وہاں سے انگریز مشنریوں کو یہاں تبلیغ اسلام کیلئے لاتے ہیں آج ہر بحث قوم پوزیشن چاہتی ہے۔ مساوات والا سلوک چاہتی ہے اور اسلام سکھائیے۔

مس عارفہ

ایک زندہ ثبوت ہیں کہ اسلام نے ایک حاکم و محکوم قوم کو انگریز و دیسی قوم کو یکساں کر دیا اور آپ اپنی ایک ہندوستانی سے شادی کو محبت کے طور پر پیش کر رہی ہیں۔ کسی اور جگہ آپ کا بیان شائع ہوا ہے۔ کہ کیوں آپ نے ایک ہندوستانی سے شادی کی۔ آپ دیسی زبان سیکھ رہی ہیں۔ اور امید ہے کہ آپ ایک کامیاب مشنری ثابت ہوں گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انجمن لجنۃ المحمدیہ کے کام میں برکت دے۔ (روزنامہ آزاد نوجوان مدراس ۲ راگست)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد جہانہ ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۱۳۰ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۲۳ کی تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۸/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان سلطان ولد نتھو ذات چھاں سکنہ فاکی لکھی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۲۳ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۳/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شیرا ولد صحبت ذات صلاہ سکنہ سنسر پورانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۳۰ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد خان ولد محمد خان ذات بلوچ سکنہ فتحپور تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۳۱ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سرفراز خان ولد محمد خان ذات بلوچ سکنہ دسواستانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۲۹ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نور ولد فتا ذات لوی سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۲۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۲/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی صلح۔ سروا۔ جاگرا ولد بیا در ذات موچی سکنہ کوٹ خیرا تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱/۳۶ ۱۳ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۱

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۳۴ء
قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سجادلی ولد آگرا ذات لنگرانہ مدعی سکنہ مالیاں معہ پسر خود تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۹/۳۶ ۱۵ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۷/۳۶ ۲۲ صدر جھنگ مقام

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۳۴ء
قاعدہ ۱۰۔ قواعد مصالحت قرضہ ۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد سجانہ ذات کوڑا چدھڑ سکنہ چک ۱۲۶ تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۹/۳۶ ۱۵ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۷/۳۶ ۲۲ صدر جھنگ مقام

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دریام ولد روشن ذات کھوکھر سکنہ سکھو تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۵۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱/۳۶ ۱۳ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۱

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی خدا بخش ولد محمد بخش ذات کمہار سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱/۳۶ ۱۴ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۲

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی راجچند ولد ہیراج ذات برہمن سکنہ چھنہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۱۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۱

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جلا ولد منشا ذات سیال سکنہ کوٹ دیوان تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۱۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۱

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سجادل۔ سماعیل ولد محمد ذات گھوگھیانہ سیال سکنہ چک ۱۸۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۱۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۱

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گسیلا رام ولد لکھو رام ذات [illegible] سکنہ بھوجرہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱/۳۶ ۱۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۷/۳۶ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسماۃ ملاپ بائی بیوہ [illegible] سکنہ چیلہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ [illegible] مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۱۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو [illegible] کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۱

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ولی محمد ولد احمد ذات [illegible] سکنہ پاتو آنہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ [illegible] مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۱۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۱

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہاب [illegible] سکنہ چک ۲۵۹ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ [illegible] ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱/۳۶ ۱۹ تاریخ [illegible] بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے [illegible] مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۷/۳۶ [illegible]

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی امیر ولد محمد ذات ادھوآنہ سکنہ چک [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ولی محمد ولد میاں لال ذات ماہنی سیال سکنہ ماچھیوال تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی محمد۔ احمد ولد نامان ذات جیت جھبانہ سکنہ ٹبہ دھیپ سری تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جیون ولد دائم ذات ٹوبہ سکنہ چک ۲۴۴ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد۔ یعقوب ولد ولایت ذات موچی سکنہ دولو آنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۴-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ یار ولد احمد ذات علیانہ سکنہ علیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۳-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شہابلی ولد لعل قم ذات جوز سکنہ میرک سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۵-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۴-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نصیر خان ولد احمد خان ذات [illegible] سکنہ چوہستہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نورنگ ولد منڈا ذات [illegible] سکنہ کھمبیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد شاہ ولد بہادر شاہ ذات سید سکنہ فریدہ محمود کا ٹبہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مہندا ولد قائم ذات تجر سکنہ میرک سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی آتما رام خانچند بلیہا آتما رام ولد بسیا رام ذات ڈھینگڑہ سکنہ سندرانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ فارمز نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳۰-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۳۰-۷-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خداتعالیٰ کی کامل اطاعت اختیار کرو

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردن پر اٹھاؤ۔ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائیگا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خداتعالیٰ کی عبادت مت کرو۔ کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے۔ بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو۔ کہ ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو۔ کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جائے۔ کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔ خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کیلئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو خداتعالےٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچہ کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو۔ نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو۔ ایسا ہی ایک باطنی وضو کرو اور اپنے اعضا کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکا دے سکتا ہے؟ کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں۔ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خداتعالیٰ کو اس کی کچھ پروا نہیں ہوتی۔

اخبار احمدیہ

— چوہدری سلطان علی صاحب کے متعلق کسی گذشتہ اشاعت میں اطلاع دی گئی تھی کہ وہ یورپ سے تعلیم کے بعد ۱۲ اگست کو [illegible] پہنچ رہے ہیں۔ چنانچہ کل لاہور سے چوہدری فضل حق صاحب [illegible] سیکرٹری اور چوہدری عبدالحق صاحب بی اے [illegible] تشریف لے گئے ہیں۔

— جموں سے اطلاع ملی ہے کہ بابو محمد عبداللہ صاحب [illegible] بابو روشن دین صاحب کا نکاح غلام زہرہ صاحبہ بنت [illegible] صاحب احمدی سے بعوض پانصد روپیہ مہر [illegible] مستری صاحب نے پڑھا۔

پیغام صلح:- ہم اس مبارک تقریب پر [illegible] کرتے ہیں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تعلقات جانبین [illegible]

— شیخ محمد ہاشم صاحب [illegible] بیمار ہیں احباب ان کی صحت [illegible]

— مرزا امیر زمان خانصاحب کارکن انجمن کے ایک عزیز خان ہیڈ کنسٹیبل پولیس ملتان ایک ابتلا میں ہیں۔ ان کیلئے [illegible] کہ خداوند کریم ان کو اس مصیبت سے بچائے۔

— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ شیخ [illegible] کارخانہ ریلوے ساکن احمدیہ بلڈنگس لاہور [illegible] پا گیا ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں [illegible] اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل [illegible]

— مکرم شیخ محمد نصیب کا نواسہ جو [illegible] پاگیا ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں [illegible] مکرمہ دختر شیخ محمد نصیب صاحب کے [illegible]

مسلمانوں میں شرمناک پھوٹ

ہوس کی قربان گاہ پر ضمیر کی بھینٹ

جب ہم دیکھتے ہیں کہ بالعموم مسلمانان ہند زندگی کے ہر شعبے میں ناکام و ذلیل ہیں تو ہمیں دلی رنج اور روحانی اذیت محسوس ہوتی ہے۔ ہر صبح کا آفتاب یہ زہرہ گداز خبر لاتا ہے کہ کسی مقام پر مسلمانوں کا جلسہ ہوا جس میں ایک جماعت کے مقرروں نے دوسری جماعت کے خلاف خوب زہر اگلا۔ حاضرین نے شور و غوغا سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ خشت باری ہوئی۔ دھینگا مشتی تک نوبت آئی۔ با آخر جلسہ نہایت افسوسناک ناکامی کے ساتھ برخاست ہوگیا۔ شام کو ایک اور خبر آتی ہے کہ کسی شہر میں مقررہ وقت سے قبل ہی لوگ جلسہ گاہ کی طرف جوق در جوق آنے شروع ہوگئے اور ابھی صدر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوتے ہی تھے کہ چاروں طرف سے سوالات کی بارش شروع ہو گئی۔ کوئی صاحب جواب دینے کیلئے اٹھے تو بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ کے نعرے بلند کر کے انہیں خاموش کر دیا گیا۔ اتنے میں کسی صاحب نے خوش الحانی سے کوئی نظم پڑھ کر عارضی سکون پیدا کر دیا تو پھر ایک گوشے سے متعدد آوازیں اعتراضات کی تلواریں میان سے نکال کر ان کی جھنکاروں سے فضا میں گونج پیدا کرتی ہوئی بلند ہوئیں اور آن کی آن میں ایک ہنگامہ رستخیز برپا ہوگیا۔ کسی کی پگڑی اچھلی۔ کوئی جرح و ضرب کا تختہ مشق بنا۔ اتنے میں پولیس نے آکر حالات کے تظاہر سے اس بلڑ کو بند کیا۔ جلسہ افسوسناک ناکامی پر منتج ہوا۔ اور حاضرین ٹھنڈے ٹھنڈے گھروں کو سدھارے

آج ہم مسلمان ایک مجلس قائم کرتے ہیں، اس کے خوش آئند و دلفریب نظام عمل کی تفصیلات بیان کر کے اپنے بھائیوں کو مسحور کر لیتے ہیں، پھر جگہ جگہ اس کی شاخیں قائم کی جاتی ہیں۔ مقتدر مسلمانوں کو ان میں شامل کرلیا جاتا ہے۔ اور آئے دن کی جلسہ بازیوں اور بلند بانگ قرار دادوں سے فضائے سیاست میں ایک محشر خیز تلاطم پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے ہوس کی قلزم آشامی کے جوہر کھلنے لگتے ہیں اور نفس پرستی جو پہلے قومی ہمدردی اور اسلامی دلسوزی کے لباس میں ملبوس نظر آتی تھی۔ فریب کاری کا چولا اتار کر اپنے اصلی رنگ میں جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ جس کا یہ فوری اثر ہوتا ہے کہ بھولے بھالے اور مخلص مسلمان حقیقت حال سے آگاہ ہو کر مجلس سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیتے ہیں۔

سیاسیات میں تو ہمارا یہ حال ہے اب مذہبیات کی طرف آئیے۔ یہاں بھی ماشاء اللہ ہم نے ایک معرکہ کارزار گرم کر رکھا ہے فرقہ آرائی، در تکفیر بازی کی یہ حالت ہے کہ خدا کی پناہ۔ اعلان پر اعلان نکلتے ہیں۔ ایک دوسرے کے عقائد پر شرمناک حملے کئے جاتے ہیں۔ ہر شخص خدائی فوجدار بنا بیٹھا ہے اور سمجھتا ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی حق ہے۔ جس راستے پر میں گامزن ہوں، وہی صراط مستقیم ہے۔ باقی سب فرقے باطل پرست ہیں، اور ضلالت کے تاریک غاروں میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اگر کسی عالم سے معمولی سی بات پر اختلاف ہوگیا۔ تو بس ہاتھ دھو کر اسی کے پیچھے پڑ گئے۔ اخبارات میں مضمون شائع کرائے۔ در و دیوار پر اشتہارات چسپاں کرائے۔ رسالے پر رسالہ طبع کرا کے ملک کے گوشے گوشے میں پہنچا دیا اور روداد و قلم سے طبل و علم کا کام لے کر رسالوں کے لشکر جرار سے غنیم پر دھاوا بول دیا

سرکاری دفاتر اور سنج کی ملازمتوں میں یوں تو پہلے ہی ہماری تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی۔ لیکن جب سے ہمارے گلشن ملی میں فرقہ بندی اور پھوٹ کی ہوا انتہائی قوت کے ساتھ چلنی شروع ہوئی ہے اس وقت سے ملازمتوں میں ہمارا تناسب بمنزلہ صفر رہ گیا ہے اور ہمارے افراد قوم بیکاری کے ہولناک آہنیں پنجے میں گرفتار ہو کر موت کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔

غرض ہم نے اختلاف رائے کو اختلاف رائے ہی تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ اسے وسعت دے کر اور رنجش باطن سے آلودہ کر کے رحمت کے بجائے لعنت کا موجب بنا لیا۔ چنانچہ یہ اسی لعنت کا تباہ کن نتیجہ ہے کہ ہماری قوتیں منتشر ہوگئیں اور ہم انتہائی کمزوری و پستی کی تحت الثریٰ میں گر گئے۔ اغیار نے ہماری خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر ہمیں فنا کر دینے کی ٹھان لی۔ چنانچہ یہ حقائق ہر کہ و مہ پر روشن ہیں۔ کہ ہماری مسجد شہید گنج آغوش شہادت میں سلا دی گئی۔ لاہور اور دیگر مقامات میں ہماری عبادت گاہیں پیوند زمین کر دی گئیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ آئے دن اس قسم کی خبریں سننے میں آتی ہیں۔ "ایک مقبرے پر غیر مسلموں نے قبضہ کر لیا" "ایک مسجد گرا دی گئی" "اذان سن کر ست سری اکال کے نعرے بلند کئے گئے۔ عین نماز کے وقت مسجد کے سامنے کھڑے ہو کر زور زور سے باجا بجایا گیا" "اذان دینے پر فساد ہوگیا جس سے اتنے مسلمان شہید اور اتنے مجروح ہوئے"

قصہ مختصر آج مسلمانان ہند نہایت نازک اور مصیبت خیز دور میں سے گزر رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ ایک لمحے کے لئے ہوا و ہوس کے جذبات سے کلیتہً خالی الذہن ہو کر اپنے ضمیر سے اس تباہی و بربادی کا سبب پوچھیں گے تو یقیناً آزمائش کہ برہاست کی لبریز صداقت آواز ان کے کانوں میں آئے گی۔ پس ہم مسلمانوں کو چاہئیے کہ ضمیر کی اس صدائے حق کو آویزہ گوش بنا کر کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور رہنمائی کی ہوس یا سیم و زر کی طمع کو یک قلم خیرباد کہہ کر خلوص دل سے خدمت ملت پر کمربستہ ہو جائیں۔ اگر ہم آج پھوٹ کی آلائش اتار کر دلوں کو بالکل صاف کرلیں۔ صحیح معنی میں متحد ہو جائیں اور ایک مرکز پر جمع ہو کر قرآن عزیز کو معمول بہ بناتے ہوئے صحرائے حیات میں جادہ پیما ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ منزل مقصود خود دواں دواں ہماری پذیرائی کے لئے نہ آئے ؎

منزل آپ آئیگی چل کر بادیہ پیما تو ہو
سلطنت زیر قدم ہوگی جہاد آرا تو ہو

(تاج ۴ رجولائی ۱۹۳۶ء)

احرار کے "امیر شریعت" کی بدکلامی

مولوی بخاری اللہ شاہ عطائی کے خلاف یہ شکایت روز بروز عام ہو رہی ہے کہ وہ بزرگان دین اور اکابر تاریخ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے مستی اور بے تکلفی کے عالم میں نازیبا انداز اختیار کر لیتے ہیں مثلاً ہمیں بے شمار احباب نے بتایا کہ مولوی صاحب مذکور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے حضور کے لئے "میاں" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً میاں نے آج سے تیرہ سو سال پہلے کہہ رکھا ہے کہ . . . . . "یا میاں کو مکہ معظمہ سے رخصت ہو کر مدینہ جانا پڑا"۔

ہم نے ایک دفعہ اپنے کانوں سے سنا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے ہوئے مولوی عطائی نے اول الذکر کو "بڈھڑا" اور آخر الذکر کو "منڈھڑا" بتایا۔ پنجابی میں یہ الفاظ "بڈھا" اور "لڑکا" کی تصغیر ہیں اور ظاہر ہے کہ شہنشاہ دو عالم کے جلیل القدر صحابہ کے متعلق یہ انداز خطاب نہایت گستاخانہ و غیر مودبانہ ہے اور جو شخص حفظ مراتب نہیں کرتا۔ اس کی زندیقیت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

۴ رجولائی کو مدرسہ انوریہ عربیہ لودھیانہ کے ناظم صاحب نے مولوی بخاری اللہ شاہ عطائی کا وعظ کرایا۔ بات صرف اتنی تھی کہ ہندوستان میں اسلام کی جو خدمت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے کی وہ کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن مولوی مذکور نے اپنے انداز سے اس بیان کو اس قدر سوقیانہ بنا دیا۔ کہ شاہان اسلام میں سے کوئی آپ کی اس ہرزہ سرائی سے نہ بچ سکا۔ خصوصاً حضرت عالمگیر اعظم حضرت سلطان ٹیپو شہید۔ حضرت سلطان محمود غزنوی۔ غوری۔ التمش۔ سراج الدولہ کو خوب لتاڑا۔ حالانکہ یہی چند شخصیتیں ہیں جن کی وجہ سے ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے صفحات روشن ہیں۔

اسی جوش و خروش کے عالم میں ملکہ ہند ممتاز محل کا ذکر آگیا۔ آپ نے اس جلیل القدر بیگم کی شان میں اپنی زبان بے لگام سے یہ پنجابی فقرہ کہا۔

او سندے اوہ عمدوں تاجو مرگئی تاں شاہجہان
نے اس دی قبر تے ست کروڑ روپیہ لگا دتا۔

اگر کوئی ہندو ملکہ ممتاز محل کا ذکر اس بے ادبی سے کرتا تو مسلمان اس کی تکا بوٹی کر دینے کو تیار ہو جاتے لیکن ایک ہوس پرست مُلّا۔ اس محترم شخصیت کے متعلق "تاجو مرگئی" کہتا ہے اور مسلمان چپ چاپ سنتے ہیں۔ کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ اس بے ادب کو برسر جلسہ ٹوک ہی دے لیکن جو شخص رسول اللہ صلعم کو "میاں"۔ ابوبکر کو "بڈھڑا" اور علی کو "منڈھڑا" کہنے میں دریغ نہ کرے۔ اس کے سامنے عالمگیر، ٹیپو، محمود غوری، شاہجہان اور ممتاز محل کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

خدا جانے یہ احرار مسلمانوں کے اخلاق کو تسفل کی کن گہرائیوں میں غرق کر کے رہیں گے۔ اب تک تو ان کی سرگرمیوں کا نتیجہ یہی نکلا ہے کہ ادب، اخلاق، شائستگی کے محاسن ہمارے جلسوں سے رخصت ہو چکے ہیں۔ کہیں برادریوں کو انتخاب کا آلہ کار بنایا جا رہا ہے کہیں ایک ایک سال کے بچوں کے جنازوں کی مٹی پلید کی جا رہی ہے کہیں اسلامی اکابر کی توہین کی جا رہی ہے۔ کہیں ایک دوسرے کے سر پھوڑے جا رہے ہیں۔

جب تک قوم خود اپنا مذاق درست نہ کرے گی۔ اس قسم کے خود غرض فرعون اس پر برابر مسلط رہیں گے۔

(انقلاب ۵ راگست ۱۹۳۶ء)

احرار کی شرانگیزیاں

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

پیغام ۔ ۷ کی اشاعت میں سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک نوٹ شائع ہوا ہے کہ امرتسر میں ایک خادم کو ٹریکٹ تقسیم کرنے پر احراریوں نے پیٹا۔ اصل واقعات یہ ہیں:-

"کہ کارخانہ شیخ محمد اسماعیل حاجی سوالجش امرتسر کی طرف سے مولانا ابوالکلام آزاد اور احمدیت" "استفتاء" وغیرہ ٹریکٹ تقسیم کرنے کے لئے ایک غیر از جماعت ملازم کارخانہ کو بھیجا گیا یہ ملازم جب ٹریکٹ تقسیم کرتے ہوئے ہال بازار میں پہنچا تو وہاں چند احراریوں نے اسے پکڑ لیا۔ پہلے گالی گلوچ سے کام لیا گیا۔ پھر اسے کان پکڑ کر یہ کہتے ہوئے پیٹا گیا کہ تم لوگوں کو کافر بنانا چاہتے ہو؟ ملازم غیر احمدی تھا۔ اس لئے اس نے کہا کہ چونکہ وہ کارخانہ کا ملازم ہے اس لئے یہ اشتہار تقسیم کر رہا ہے چنانچہ اس ملازم کو مجبور کیا گیا کہ وہ اشتہار جلا دے۔ اگر ملازم احمدی ہوتا تو یقیناً اس سے برا سلوک کیا جاتا۔"

بالکل اسی قسم کا واقعہ چند دن ہوئے لاہور میں پیش آیا۔ پیغام صلح کا چپڑاسی مشری شاہ ٹریکٹ تقسیم کر رہا تھا کہ اس سے بھی ٹریکٹ چھین کر اسے چلے جانے کی دھمکی دی گئی۔

یہ واقعات اسلام کے واحد اجارہ دار احرار کے اس فتنہ کا نتیجہ ہیں جو یہ جماعت احمدیہ کے خلاف ایک عرصہ سے بپا کر رہے ہیں اور اسلام کے نام پر وہ عوام الناس کو بہکا کر ان کے جذبات کو ابھار کر مسلمانوں میں تفریق اور تشتت پیدا کر رہے ہیں۔ کونسل کی ممبری حاصل کرنے کا واحد ذریعہ یہی سمجھا گیا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کی جائے۔ بانی سلسلہ کے خلاف گند اچھالا جائے اور خادمان سلسلہ کے دلوں کو مجروح کیا جائے یہ واقعات ایک منظم سازش کا نتیجہ ہیں جو پنجاب کے چند شر پسند لوگوں کی ایک ٹولی نے کر رکھی ہے۔ وہ اسلام کے نام پر عام لوگوں کو دھوکا دے کر اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں۔ ان کے راز تو فاش ہو رہے تھے۔ جو اخبار اٹھا کر دیکھئے۔ آپ کو اس اشرار کی ٹولی کی خدمت اسلام کے عجیب و غریب نمونے نظر آئیں گے۔ تحریر اور تقریر کے ذریعہ یہ لوگ احمدیوں کے خلاف زہر پھیلا رہے ہیں۔ یہ اسلام کے واحد ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں۔ لیکن آیئے ذرا ان کے کارناموں کو تاریخ کے واقعات پر پرکھ کر دیکھیں۔ کفار مکہ نے آنحضرت صلعم سے کیا سلوک کیا۔ بالکل ایسا ہی انہوں نے چاہا کہ حق کو دبا دیں۔ لیکن حق غالب رہا اور کفار خائب و خاسر ہوئے۔ خدا نے حق کو پھیلانے کے لئے ایسے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ انسانی وہم و گمان میں بھی وہ نہ آ سکتے تھے دشمنوں کے سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ اور آخر حق کو دنیا نے قبول کیا

قرآن مجید نے حق کی مثال ایک کھیتی کی دی ہے "جس نے سوئی نکالی۔ پھر اسے مضبوط کیا سو وہ موٹی ہوئی پھر اپنی نالوں پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ کسانوں کو خوش کرتی ہے تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو غضب میں لائے۔ اللہ نے ان میں سے ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں۔ حفاظت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے"۔ سنت خداوندی کے ماتحت اس صدی کا مجدد آیا۔ وہ اکیلا تھا۔ خدا نے اس کی نصرت کے سامان خود پیدا کر دیئے اس نے جو پودا لگایا۔ آج وہ ایک درخت بن چکا ہے۔ جس کی شاخیں تمام عالم میں پھیل گئی ہیں۔ یہ درخت اسلام کے سوا اور کچھ نہیں۔ اب بھلا احرار کی تحریروں اور تقریروں سے اس درخت کو کوئی خدشہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اس کا محافظ خود خدا ہے۔ وہ اس کی حفاظت کر رہا ہے جب احمدیت کا پودا ابھی سوئی کی حالت میں تھا۔ تب زمانہ بھر کی مخالفت اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی تو اب اس کا کیا بگڑے گا۔ "خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا باد مخالف سے بھی اپنے لئے غذا کا سامان حاصل کرتا ہے"۔

ہم احباب جماعت سے عرض کریں گے کہ وہ ان گیدڑ بھبکیوں سے گھبرایا نہ کریں۔ حق کی مخالفت لازمی ہے جس قدر ان کی زیادہ مخالفت ہو اسی قدر وہ خدا کے سامنے زیادہ جھکیں اور اس سے مدد مانگیں۔ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے [illegible] دعا کریں کہ خداوند کریم ان کو آنکھیں دے کہ وہ حق کو پہچان سکیں۔ اسلام کے سچے خادموں کو شناخت کر سکیں۔ جب انہیں دکھ دیا جائے تو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد پر عمل کرو ؎

اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار
گالیاں سنکر دعا دو پاکے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

یہ ابتلا خدا کی طرف سے قوم میں استقامت پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دامن اسی لئے پکڑا ہے کہ وہ اسلام کے سچے خادم تھے۔ حضور نے اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ قائم کیا۔ یورپ جو اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ آج اسلام کی چوکھٹ پر جھک رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود زندہ خدا پر ایک شہادت تھے۔ ہم نے خود تجربہ کر کے انہیں پرکھا ہے۔ بھلا کوئی ہمیں لاکھ دکھ پہنچائے تکلیفیں دے ہمیں اس کی کیا پرواہ ہے۔ ہم اسلام کی خدمت کو اپنی زندگیوں کا واحد مقصد بنا چکے ہیں ہمارا مرنا جینا اسلام کے لئے ہے۔ اشرار کا مقصد [illegible] کی چند نشستیں حاصل کرنا ہے بھلا وہ کب تک [illegible] دنیا کے طالب چند دن تک ہنگامہ برپا کر سکتے ہیں [illegible] ان کو قرار نہیں۔

موجودہ مخالفت کے وقت میں نوجوانان قوم کا بھی [illegible] ہے "خود غرض احرار" اپنی دنیاوی اغراض کی خاطر کس طرح [illegible] مارے مارے پھر رہے ہیں تو کیا احمدی نوجوان جو اسلام کا [illegible] ہے وہ سست رہ سکتا ہے ہرگز نہیں؟ تمہارا فرض [illegible] ہوتا جا رہا ہے تم اب بیکار نہیں بیٹھ سکتے۔ تمام دنیا کے نوجوان [illegible] کار ہیں۔ تم بھی اٹھو۔ اور قرآن کریم کے ہاتھ میں لے کر مخالفت کا مقابلہ [illegible] سے کرو۔ مخالف تمہیں گالیاں دیں۔ تم خدا سے ان کی بھلائی کی دعائیں مانگو۔ قرآن تمہارا لائحہ عمل ہو۔ نماز کے ذریعہ خدا [illegible] حاصل کرو اور پھر دیکھو کہ دنیا کس طرح تمہارے سامنے [illegible]

آخر میں ہم حکومت سے بھی استدعا کریں گے کہ وہ [illegible] ملانوں کو قرار واقعی سزا نہیں دیتی جو اپنی انسانیت کو [illegible] دوسرے فرقوں کے لوگوں کے بزرگوں کی توہین کر کے ان کے [illegible] کو مجروح کرتے ہیں اور عوام کو اشتعال دلا کر احمدیوں کے خلاف [illegible] پیدا کر رہے ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ ایسے [illegible] کا مناسب انتظام کرے۔

اچھوت عیسائی

ترچناپلی کے لارڈ پادری نے ایک سرکلر کے ذریعہ [illegible] اندر ذات پات کے امتیاز کو مٹانے اور [illegible] اچھوت عیسائیوں کے ساتھ بیٹھنے کی ہدایت کی [illegible] خلاف احتجاج کرنے کے لئے ترچناپلی کے [illegible] جلسہ کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی گئی [illegible] پہلے متعدد لاٹ پادری آئے۔ مگر انہوں نے ذات پات [illegible] کو کبھی نہیں مٹایا (۲) موجودہ لاٹ پادری کا سرکلر [illegible] (۳) خود لاٹ پادری صاحب کرجا میں [illegible] کے لئے علیحدہ نشستیں مقرر ہیں کے امتیاز قائم [illegible] مگر ہم کانگرس سے کہتے ہیں کہ اچھوت عیسائی [illegible]

(۴) جو عیسائی یا پادری اچھوت پن کو دور کرنے کا شور مچا رہے ہیں۔ وہ ہریجنوں کے پاس بیٹھنا تو درکنار اپنے گھروں کے سامنے ان کا کھڑا ہونا بھی گوارا نہیں کرتے

یہ ہے وہ عیسائیت کی اندرونی تصویر جو باہر سے نہایت خوشنما نظر آتی ہے۔ عیسائیت اپنی پوری سیاسی قوت کے باوجود اپنے اندر سے اچھوت پن کو نہیں نکال سکی۔ بلکہ گرجاؤں میں گورے اور کالے کے امتیاز کو قائم رکھنے پر تلی ہوئی ہے۔ گھر کے بھیدی اعلان کر رہے ہیں کہ لاٹ پادریوں کا یہ سرکار منافقت اور فریب پر مبنی ہے کیونکہ وہ خود یورپینوں اور اینگلو انڈینوں کے لئے گرجا میں علیحدہ نشستوں کا انتظام کرتے ہیں اور کالے گورے عیسائیوں کو ایک جگہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے

ہم نہیں کہہ سکتے کہ عیسائیوں کا عیسائی اچھوتوں کے ساتھ یہ طرز عمل ہندو اچھوتوں پر کیا اثر ڈالے گا۔ البتہ ہم دنیا کے ایک ایک فرد کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہماری مسجدوں میں آکر دیکھے کہ جس لعنت کو عیسائیت اور مغرب کی موجودہ تہذیب گرجاؤں سے دور نہ کر سکی۔ اس کا مساجد اللہ میں نام و نشان تک بھی نہیں پایا جاتا ہر مقام کی ہر مسجد میں ہر روز پانچ وقت کی نمازوں میں آپ کو محمود و ایاز امیر و غریب، کالے اور گورے، سید اور مغل، مزدور اور سرمایہ دار ایک ہی صف میں ایک ہی معبود حق کے سامنے سرنگوں پائیں گے، کیا مجال کہ مسجد میں ذات پات اور امتیازات کا تصور بھی آسکے۔ آج تہذیب کے اس دور میں جس چیز کو عیسائیت دور نہ کر سکی۔ اس کو عرب کا ایک پیغمبر چودہ سو برس ہوئے کہ گہری قبر میں دفن کر چکا ہے اور اخوت و مساوات کا جو سبق اس نے دیا تھا۔ اس کا مشاہدہ آج ہم ہر مسجد میں جا کر کر سکتے ہیں۔

ہندوؤں میں عقد بیوگان

مسلمان جب پہلے پہل اپنے قانون و ثقافت کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہوئے تو ہندوؤں نے تعصب اور قدامت پسندی کے فطرتی اثرات کے ماتحت اسلام کے زیادہ معقول اور عالمگیر نظریوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور خاص طور پر نکاح بیوگان کے اصول کو شادی کے ابدی تقدس کے خلاف سمجھتے ہوئے شدید نفرت اور حقارت کا اظہار کیا۔ لیکن ٹراونکور کی ایک ہندو خاتون نے ریاست کی مرکزی مجلس قانون ساز میں عقد بیوگان کے متعلق ایک مسودہ قانون پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہندو سوسائٹی اور قانون نے بیواؤں کے عقد ثانی پر جو ظالمانہ پابندیاں عائد کر رکھی ہیں انہیں اب زیادہ دیر تک خاموشی اور صبر سے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

ہندو قانون سازوں کے نزدیک بیوہ سوسائٹی کا ایک مفلوج عضو ہے اسے قطعی طور پر یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی تاریک زندگی میں مسرت کی ایک شعاع کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کرے۔ اگر ایک دفعہ فرشتہ اجل کے برفانی لمس سے اس کے سہاگ کا پھول افسردہ ہو چکا ہے تو اس کی جوانی کی کلیوں کو بھی مرجھا جانا چاہیے اگر محرومی کے غم کے ساتھ ساتھ اسے بے مائگی اور فاقہ کشی کا درد بھی برداشت کرنا پڑتا ہے تو سوسائٹی کو اسے اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے اور اگر وہ اپنی مجبوریوں کے ماتحت رواج سے بغاوت کر کے شادی کر بھی لے تو قانون کے نزدیک اس کے فعل کی کوئی اہمیت نہیں۔ اس کے بچے قانونی طور پر محروم المیراث ہیں اور اس کی اولاد کے لئے سوسائٹی کے تمام دروازے بند ہیں۔

بالآخر دور حاضرہ کے ہندوؤں کو حالات نے مجبور کر دیا ہے

کہ وہ بیواؤں کی حالت زار کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور اسلامی قانون بیوگان کو اختیار کر لیں جو ہر طبقہ کی بیواؤں کا واحد علاج ہے

ٹراونکور ایک ہندو ریاست ہے اور ایک ہندو کا ریاست میں عقد بیوگان کے لئے قانون پاس کرانے کی تحریک اسلامی اصولوں کی عالمگیر صداقت کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہندوؤں پر اسلامی قانون کی ہمہ گیر قوت آشکارا ہو گئی ہے اور اگر وہ زبان سے اس کا اقرار کرنے میں تامل کر رہے ہیں تو کیا ان کا عمل اس حقیقت کا کافی اعتراف نہیں؟

کمیونل ایوارڈ میں تبدیلی

کمیونل ایوارڈ یا فرقہ وارانہ فیصلہ جو ہندوستان کی مختلف اقوام میں ایک جہتی نہ ہونے کی وجہ سے آخری چارہ کار کے طور پر وزیر اعظم انگلستان کو صادر کرنا پڑا۔ ایک مدت سے بحث و مذاکرہ کا موضوع بنا ہوا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ اس فیصلہ پر ناراضگی یا نارضامندی کا اظہار ہندوستانی آبادی کے ایسے طبقہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ جس کا اپنا طرز عمل اس کے صدور کا باعث ہوا اور مزید لطف یہ ہے کہ وہ لوگ جو کمیونل ایوارڈ کو منسوخ کرنے پر زور دیتے ہیں وہ اس کا کوئی نعم البدل پیش نہیں کرتے۔ اندریں حالات اس کے خلاف ان لوگوں کا ایجیٹیشن نہ صرف بے معنی ہے بلکہ ان کے عجز کی دلیل ہے کیونکہ ایک تو یہ فیصلہ ان کے آپس میں متفق نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً دیا گیا اور دوسرے یہ کہ وہ اس فیصلے سے نامنظوری کی صورت میں اس کا کوئی نعم البدل تجویز نہیں کر سکتے۔ بنگال کے ہندوؤں نے حال ہی میں ایک میموریل وزیر ہند کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ جس میں حسب معمول کمیونل ایوارڈ کی منسوخی پر زور دیا گیا تھا حکومت بنگال نے اس میموریل کے جواب میں ایک کمیونک شائع کیا ہے۔ جس میں بنگال کے ہندوؤں کو وزیر ہند کے اس اعلان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو انڈیا بل پر بحث کرنے کے دوران میں ہوس آف لارڈز میں کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

"حکومت کمیونل ایوارڈ میں تبدیلی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ جب تک کہ مختلف فرقے خود ایسی تبدیلی کی خواہش ظاہر نہ کریں"

حکومت بنگال نے مزید لکھا ہے کہ اس اعلان کے پیش نظر میموریل میں درج شدہ امور پر غور کرنے کا کوئی فائدہ نہیں حقیقت یہی ہے کہ جب تک ہندوستانی آبادی کے مختلف طبقے باہمی سمجھوتہ کے ذریعے ایک لائحہ عمل تجویز کر کے اسے کمیونل ایوارڈ کے نعم البدل کے طور پر پیش نہ کر دیں۔ حکومت کا اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی کرنا قطعاً غیر مناسب ہے۔

حبشہ

اگرچہ حبشہ کے کمزور اور نسبتاً ننھے ملک پر اٹلی جیسے مہیب جبروت اور ساز و سامان سے مسلح ملک کے استیلاء کے بعد حبشیوں کی آزادی وطن کی امیدیں بہت کم رہ گئی ہیں۔ تاہم اس امر کے امکانات روز بروز واضح تر ہو رہے ہیں کہ حبشی اپنے وطن کو غیروں کے وجود سے پاک کرنے کیلئے انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ جانثاروں کی یہ کوششیں کوئی غیر متوقع نہیں ... جیدار کونسل کی موجودگی، شہنشاہ حبشہ کے اعلیٰ ساتھیوں اور حبشی سفیر متعینہ انگلستان کے اعلانات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ اطالیوں کو حبشہ سے نکالنے کی جد و جہد ایک نظام اور پروگرام کے ماتحت ہے۔ اس وقت تک اطالیوں کے ساتھ حبشیوں کی جھڑپوں کے جو حالات موصول ہوتے رہے ہیں ان سے بھی اس نظریے کی تصدیق ہوتی ہے کہ حبشی ایک قاعدہ اور نظام کے ماتحت اطالیوں کو زک دینے میں مصروف ہیں، چنانچہ اس سلسلے میں جو تازہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ حبشیوں نے عدلیس ابابا کے گرد و نواح میں اپنے عارضی مستقر قائم کر لئے ہیں اور وہ موقع پا کر کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف سے حملہ کر دیتے ہیں۔ عدلیس ابابا میں مقیم اطالوی فوج ان کے حملوں کا سد باب کرنے میں بالکل ناکام رہی ہے اب اطالوی احکام ہوائی جہازوں کے ذریعے کمک لا رہے ہیں۔ ایک مقام پر حبشیوں نے حملہ کر کے اٹلی کی سولہ فوجی لاریوں کو تباہ کر دیا۔ اور ... عسکریوں کو ہلاک کر دیا۔ اس کے علاوہ ڈلیسی کے قریب زبردست جنگ ہو رہی ہے جس میں کئی ہزار آدمی ہلاک و زخمی ہو چکے ہیں۔ ان تمام اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ اطالوی استیلاء کے باوجود حبشہ کے ملک میں حبشیوں کی ایک کثیر تعداد ایسی موجود ہے جو اطالوی حکام کو پریشان کرنے کے لئے کافی ہے اس کے علاوہ اس امر کے شواہد بھی پائے جاتے ہیں کہ اگرچہ حبشہ کی تمام آبادی اطالوی جبر سے ڈر کر ان کی متابعت کرنے پر مجبور ہو گئی ہے لیکن اس میں بھی اپنے ہم وطن لوگوں کے اقدامات کے متعلق جذبہ ہمدردی پایا جاتا ہے اور وہ ہر ممکن موقعہ پر اپنے ہم وطنوں کی مدد کرتے ہیں۔ ایسے حالات کے لحاظ سے کوئی تعجب نہیں کہ اٹلی کو حبشہ پر اپنا قبضہ قائم رکھنے کا سودا مہنگا پڑے اور وہ وہاں سے واپس آنے پر مجبور ہو۔

بیکاری اور حکومت پنجاب

حکومت پنجاب کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے کہ تمام تعلیم یافتہ بیکار جو ملازمت کے متلاشی ہوں ڈائرکٹر محکمہ صنعت و حرفت کو اپنی تعلیم و رجحان طبائع کے متعلق تمام ضروری معلومات بہم پہنچا دیں تاکہ حکومت کے پاس بیکار نوجوانوں کا ریکارڈ رہے اور وقت ضرورت حکومت ان میں مناسب حال اور زیادہ قابلیت کے اشخاص کو ملازمت دے سکے حکومت پنجاب سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں بھی ان بیکار نوجوانوں کو ملازمت دلانے کی کوشش کریگی مگر یہ بھی یقین نہیں دلاتی کہ یہ لوگ ضرور ملازم رکھ لئے جائینگے لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا حکومت کے اس فعل سے بیکاری کم ہو جائیگی ہمارے خیال میں یہ بہتر ہوتا کہ حکومت بیکاری کے ازالہ کیلئے کوئی ایسے ذرائع اختیار کرتی جن سے بیکاری کا ازالہ ہو جاتا۔ مگر حکومت کا ایک ایسی قسم کا شعبہ قائم کرنا جہاں صرف امیدواران ملازمت کا ریکارڈ ہی ہو کچھ کافی نہیں۔ ہم حکومت سے درخواست کریں گے کہ صوبہ کی بیکاری صرف اسی صورت میں حل ہو سکتی ہے کہ حکومت وسیع پیمانے پر صنعت و حرفت کے کارخانے کھولے اور بیکار نوجوانوں کو ان میں جگہ دے

چند اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس مسئلہ پر بھی غور کر رہی ہے حقیقت میں موجودہ بیکاری کا حل اس کے سوا کچھ ہے ہی نہیں اگر حکومت پنجاب کے مختلف اضلاع میں صنعت و حرفت کے کارخانے کھول دئے تو یہ موذی مرض پنجاب سے بڑی حد تک دور ہو جائیگا۔

۱۲ر اگست کو خطبہ جمعہ میں تحریک

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کا تازہ ارشاد

ٹیچنگز آف اسلام (انگریزی ترجمہ اسلامی اصول کی فلاسفی) مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ وہ اعجازی مضمون ہے کہ اس کا اثر ہر پڑھنے والے کے دل پر ہوتا ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ یہ کتاب ہندو، اور اچھوت اور مسلمانوں میں مفت تقسیم کرائی جائے تاکہ ہندو اور اچھوت اسلام کی صحیح تصویر کو سمجھ سکیں اور مسلمانوں کے دلوں سے حضرت مسیح موعود کے متعلق جو غلط فہمیاں ہیں وہ دور ہوں۔ اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن نے اس کتاب کی قیمت ۴ر فی کاپی کر دی ہے جو اصل لاگت سے بہت کم ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ کی خواہش ہے کہ جماعت میں سے صرف یکصد ایسے احباب کھڑے ہو جائیں جو ۱۴ کاپی مجلد اور ایک کاپی مجلد فی کس کے حساب سے مفت تقسیم کرائیں ان پندرہ کاپیوں کی قیمت چار روپیہ (للعہ۴) لی جائے گی۔ یہ احباب کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ خود تقسیم کریں یا انجمن کے ذریعہ تقسیم کرائیں۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بہت جلد اس طرف توجہ دیں اور ۱۲ر اگست کو خطبہ جمعہ میں تحریک کر کے دفتر کو مطلوبہ تعداد سے اطلاع بخشیں۔ ۱۳ر اگست سے پہلے پہلے اطلاع کا آجانا ضروری ہے۔ تمام رقوم محاسب صاحب کے نام بھیجی جائیں۔ اسسٹنٹ سکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مکتوب برلن

جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک لیکچر

۳ر جولائی کو مسجد کے وسیع ہال میں الحاج کاظم زادہ ایرانشاہر (ایرانی) نے حوادثات زمانہ کے مخفی دعوات کے موضوع پر ایک بصیرت افروز اور فلسفیانہ لیکچر دیا۔ جناب عزیز الرحمان مرزا نے جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ فاضل لیکچرار نے ایسے اہم اور دقیق موضوع پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی۔ جس سے سامعین بے حد محظوظ ہوئے۔

بروز جمعۃ المبارک بتاریخ ۱ر ماہ جولائی شام کے آٹھ بجے جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام مسجد برلن کے وسیع باغ میں ایک ٹی پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ حاضرین کی تعداد توقع سے بڑھ گئی جس کی وجہ سے مزید نشستوں کا انتظام کرنا پڑا ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن نے اپنے سفر یوگوسلاویہ کے حالات سے سامعین کو مستفید فرمایا۔ ازاں بعد صاحب مذکور نے جناب بیرن عمر ایرنفلز صاحب کا ایک مختصر سا مضمون پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے اپنے سفر البانیہ کے حالات کو قلمبند کیا تھا۔ جلسہ بفضلہ بہت کامیاب رہا اور حاضرین رات کے ۱۱ بجے تک مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ (نامہ نگار)

جلسہ تعزیت

زیر اہتمام احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور ایک جلسہ بروز سوموار بتاریخ ۱۰ر اگست آٹھ بجے صبح زیر صدارت مسز رحمت علی شاہ صاحب منعقد ہوا۔ وقت مقررہ پر کافی تعداد میں خواتین جمع ہو گئیں۔

جلسہ کا آغاز سیدہ شوکت نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے اور سیدہ مسرت نے میاں صاحب کے حالات زندگی مختصراً بتائے۔ حمیدہ بادشاہ نے میاں صاحب کی وفات کو ناقابل تلافی نقصان تصور کرتے ہوئے ایک نظم پڑھی اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوا۔ جس کی ایک کاپی مخزنہ لیڈی فضل حسین صاحبہ کو بھیجی گئی۔

"احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا یہ جلسہ میاں سر فضل حسین کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج والم کا اظہار کرتا ہے۔ نیز میاں صاحب کی وفات کو تمام ہندوستان اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے اور خداوند تعالےٰ سے دست بدعا ہے کہ وہ میاں صاحب مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے اقارب کو صبر جمیل کی توفیق دے۔"

رضیہ

سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور

تحریک ارشاد الٰہی

تحریک ارشاد الٰہی میں سالانہ جلسہ کے موقع پر اور اس کے بعد قریباً اکتیس ہزار روپے کے وعدے ہوئے تھے جن میں سے اب تک قریباً ساڑھے دس ہزار روپیہ ادا ہوا ہے۔ یہ روپیہ عموماً احباب نے اقساط میں دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اس وقت ایک خاص پیش آمدہ امور کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ جن احباب کے پاس گنجائش ہے وہ یکمشت سارا یا بقیہ روپیہ بھیجکر ممنون فرمائیں۔ جناب غلام حسن خان صاحب نے ... نہایت عمدہ نمونہ ... جب ان کو قسط کی تحریک کی گئی تو انہوں نے یکمشت ... روپیہ کی رقم بھیجدی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء اور میں ایک قومی ضرورت کی وجہ سے یہ تحریک کر رہا ہوں امید ہے کہ جو احباب آسانی سے یکمشت ادا کر سکتے ہیں وہ ایسا کر کے ممنون فرماویں گے

محمد علی

درخواست دعا

ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ کشمیر جانے کے ارادے سے جموں تشریف لے گئے کہ ان پر فالج کا حملہ ہوا۔ آپ کو واپس گوجرہ لایا گیا ہے۔ ان کی حالت گو اب رو بصحت ہے لیکن خطرہ سے خالی نہیں احباب درد دل سے اپنے اس بزرگ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

قادیانی مستفتی اور عیسائی مفتی

ختم نبوت

قادیانی جماعت کے ایک مبلغ وکارکن عبدالرحیم صاحب نیّر ہیں۔ آپ کا ایک مراسلہ مع جواب امریکہ کے مشہور مسیحی رسالہ مسلم ورلڈ کے جنوری نمبر میں شائع ہوا ہے پادری زویمر ایک مشہور دشمن اسلام "محقق" ہیں۔ مدتوں بحرین (خلیج فارس) میں بطور مشنری مقیم رہے ہیں۔ اب ایک مدت دراز سے یہ انگریزی سہ ماہی، نیویارک (امریکہ)۔۔۔ مسائل مذہب اسلام کی "تحقیق" میں نکال رہے ہیں تو نیر صاحب نے اپنا استفتاء انہیں محقق اسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ سوال وجواب دونوں کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ پوری تفصیل کے لئے اصل رسالہ ملاحظہ ہو (از صفحہ ۷۹ تا صفحہ ۸۲)

سوال۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔ ہماری جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ بانی جماعت ہی مسیح موعود تھے اور علماء اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مسیح موعود نبی بھی ہوں گے۔ ان کی نبوت کے سلب ہو جانے کا عقیدہ علماء اسلام کی نظر میں کفر ہے لیکن رسول اللہ کے "خاتم النبیین" کا عقیدہ رکھنا گویا اضداد کو جمع کرنا ہے۔

دونوں عقیدوں میں باہمی تطبیق کی شکل ہم نے یہ نکالی ہے کہ ہم "خاتم" کو "مہر" کے معنی میں لیتے ہیں۔ ڈچ فاضل ہرگرونجی نے عرصہ ہوا لکھا تھا کہ "خاتم" کی دو تفسیریں ہیں۔ چنانچہ ہماری جماعت احمدیہ "خاتم" کو "آخری" کے معنی میں نہیں لیتی بلکہ حضرت عائشہ۔ ابن عربی، اور شعرانی (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵۔ فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۵۵ اور الیواقیت الجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۲) کے مطابق یہ مانتی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد پیمبر تو آسکتا ہے البتہ نئی شریعت نہ ہوگی۔ اب آپ یہ فرمائیں کہ:۔

(۱) خاتم کی دو تفسیریں ہیں نہ؟

(۲) عربی زبان میں (اسلامی یا قبل اسلام کے دور میں) کوئی نظیر اس کی ملتی ہے کہ لفظ "خاتم" یا "آخر" کسی اسم صیغہ جمع کے ساتھ بطور مضاف آیا ہو اور معنی بجز افضل یا اکمل کے کچھ اور رکھتا ہو۔

جواب۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں خاتم (بالفتح) اور خاتم (بالکسر) پر بمعنی "مہر" طویل بحث ہے۔ نولڈکی اور فرینکل کی رائے میں خاتم آرامی زبان سے آیا ہے اور تاج العروس میں اس مادہ کے گیارہ اشکال دیئے ہیں۔ جہاں واحد کے معنی مہر کے ہیں۔ مضمون مذکور میں یہ بھی درج ہے کہ قبل اسلام عرب میں مہروں کا رواج نہ تھا۔ تاہم عہد محمدی میں مکہ میں غالباً مہروں کا رواج پھیل چکا تھا لسان العرب میں ختام القوم، خاتمہم، خاتمہم سب کے معنی آخرہم کے دیئے ہیں۔ افضل واکمل کے معنی نہ لسان العرب میں ملتے ہیں نہ تاج العروس میں۔ زمخشری کی اساس البلاغۃ اور لائل کے نسخہ مفضلیات سے بھی انہیں دونوں لغات کی تائید ہوتی ہے۔ فرزدق نے جہاں دونوں معانی کو جمع کرنا چاہا ہے وہاں محمد کیلئے خیر الخواتیم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ غرض یہ کہ عربی زبان لغت سے خاتم کے معنی افضل واکمل کی سند کہیں سے بھی نہیں ملتی۔ قرآن میں جہاں یہ لفظ محمد کے لئے آیا ہے حسب تصریح تفسیر ابن جریر طبری، حسن و عاصم کی قرأت میں خاتم النبیین (بالفتح) ہے مہر کے معنی میں۔ اور اکثر قراء کی قرأت میں خاتم النبیین ہے (بالکسر) آخر کے معنی میں۔ شرح شاطبیہ اور غایۃ النفع فی القرأۃ السبع میں بھی دونوں قرأتیں مذکور ہیں۔ تفسیر طبری اور تفسیر زمخشری میں عبداللہ بن مسعود کے حوالہ سے ایک تیسری قرأت خاتم النبیین بھی درج ہے یعنی وہ نبی جس نے انبیاء پر مہر لگا دی۔ مفسرین نے علی العموم خاتم سے مراد آخری ہے اور میری نظر سے کسی تفسیر میں خاتم کے معنی اکمل کے نہیں گزرے۔

حدیث میں خود محمد کی زبان سے لا نبی بعدی آتا ہے۔ اور حدیث کی قدیم ترین کتاب موطائے مالک میں محمد کے پانچ اسماء خصوصی میں آپ کا نام عاقب آتا ہے جو آخری کا ہم معنی ہے۔ قرآن وحدیث کی ان تصریحات کے بعد عقیدۂ محمد کا آخری نبی ہونا عقائد اسلامی میں داخل ہے (شرح عقائد نسفی، وغیرہا)

البتہ حدیث میں یہ بھی صراحت کے ساتھ آتا ہے کہ عیسیٰ پیغمبر کا نزول قرب قیامت میں ہوگا۔ اس بنا پر مفسرین قرآن وشارحین حدیث کو عقیدۂ نزول مسیح کے ساتھ ختم نبوت کے جمع کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ اس تطبیق سے متعلق تفصیلی بحث ابن قتیبہ دینوری کی کتاب تاویل مختلف الاحادیث میں ملیگی۔ حدیث لا نبی بعدی کے بعد نزول مسیح اور قتل خنزیر وکسر صلیب والی حدیث بھی درج ہے۔ نیز عائشہؓ کا یہ قول کہ پیغمبر کو خاتم الانبیاء کہو اور یہ نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ابن قتیبہ کے نزدیک حدیث کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] ناسخ کوئی نبی نہیں آئیگا اور قول عائشہؓ کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] وہی ہے جیسے مفسرین قرآن اور شارحین عقائد نے پیش کیا ہے اور ابن عربی وشعرانی بھی اسی سے متفق ہیں اور وہ یہ کہ عیسیٰ پیغمبر آئینگے لیکن اتباع شریعت محمدی ہی کا [illegible]

سوال وجواب ختم ہو گئے۔ قادیان کو خدا جانے امریکہ سے استفتاء کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ خیر اپنی مصلحتوں کو تو اہل قادیان ہی سمجھ سکتے ہیں۔ یہ جواب [illegible] نئی دنیا کے روشن خیالوں سے بھی وہی ملا، جو پرانی دنیا کے قدامت [illegible] دیتے چلے آئے ہیں یعنی خاتم کا یہ معنی آخر کے ہونا اور مہر ہی کے لئے جانا [illegible] خط کے آخر میں اور خاتمہ ہی پر ہوتی ہے نہ یہ کہ ایسی مہر جس سے دوسرے [illegible] ڈھلتے جائیں! ایسی عجیب غریب مہر جو گویا کارخانہ نبوت سازی کے لئے [illegible] ٹریڈ مارک کا کام دے سوا قادیان کے ایجاد گھر کے اور کہاں مل سکتی ہے

(صدق ۱۷ جولائی ۱۹۳۶ء)

رفتار عالم

ہندوستان

—— لاہور ۱۳ راگست۔ خالد لطیف گابا کی درخواست ضمانت سشن جج لاہور نے منظور کرلی ہے اور ڈیڑھ لاکھ کی ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن ابھی تک ضامنوں کا انتظام نہیں ہوسکا۔

—— شیخ خالد لطیف گابا کی ضمانت کے سلسلے میں ان کے وکیل مسٹر کے۔ اے حسین نے دوبارہ درخواست دی کہ دو ضامنوں کی بجائے چار ضامن منظور کئے جائیں۔ چنانچہ سشن جج نے یہ درخواست بھی منظور کرلی ہے۔

—— لاہور ۱۳ راگست۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کی صدارت سے استعفا دیدیا ہے۔ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا فوری اجلاس طلب کیا گیا ہے۔

—— جب بورڈ کا جلسہ محمڈن برکتعلی ہال میں منعقد ہوا تو ڈاکٹر سر اقبال کی ایک چٹھی آگئی کہ ان کا استعفا پیش نہ کیا جائے۔

—— نینی تال ۱۳ راگست۔ بلیا اور جونپور کے اضلاع میں سیلاب زدگان کو مفت امداد دینے کے لئے حکومت یو۔ پی نے دو ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ اس وقت تک اس قسم کی مفت امداد کے لئے حکومت ۲۶ ہزار روپیہ منظور کر چکی ہے۔

—— لکھنؤ ۱۳ راگست۔ مشہور کانگرسی لیڈر ڈاکٹر جے۔ ایل نرائن نے ڈسٹرکٹ بورڈ کانگرس پارٹی سے استعفے دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "میں محسوس کرتا ہوں کہ کانگرس پارٹی میں کسی دیانتدار شخص کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ پارٹی کا لیڈر بے سود ہے"۔

—— اس استعفے پر کانگرسی حلقوں میں بہت لے دے ہو رہی ہے۔

—— گوجرانوالہ ۱۳ راگست۔ گوجرانوالہ ریلوے سٹیشن پر ایک بریک وان میں ایک ٹوکرا دستیاب ہوا جس میں ایک تین سالہ بچے کی لاش تھی۔ گارڈ نے پارسلوں کا معائنہ کرتے ہوئے یہ ٹوکرا پایا۔ معاملہ پولیس کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ شہر میں اس خبر سے سنسنی پھیل گئی ہے۔

—— لاہور ۱۳ راگست۔ انجمن اسلامیہ نے حکومت پنجاب کے ساتھ جو سلسلہ گفتگو و خط وکتابت مسجد شاہ چراغ کے سلسلے میں جاری کر رکھا تھا اس کے متعلق آخری جواب دیدیا گیا ہے کہ شرائط میں کوئی تبدیلی نہ ہوسکے گی۔ واضح رہے کہ یہ شرائط وہی ہیں جن پر شاہی مسجد مسلمانوں کے حوالے کی گئی تھی۔

—— لاہور ۱۴ راگست۔ میاں سر فضل حسین مرحوم کی رسوم چہلم ۱۳ راگست کو میاں صاحب مرحوم کی کوٹھی واقع ایبرسن روڈ میں سرانجام دی گئی ہیں۔

—— علیگڈھ ۱۴ راگست۔ سر سرکل (جو چار ہوسٹلوں پر مشتمل ہے) کے وارڈن نے مخاصمت کی بنا پر ایک لڑکے کو ہوسٹل سے نکالدیا۔ جس پر ۳۵ طلبہ نے تمام بڑے اور چھوٹے دروازے مقفل کر کے ان پر "سٹرائک" (دھرنا مار کر بیٹھنے والی ہڑتال) کر دی۔ دو دن کی سٹرائک کے بعد افسران بالا نے وارڈن کو علیحدہ کر کے خارج شدہ لڑکے کو واپس بلا لیا ہے۔

—— لاہور ۱۴ راگست۔ ریلویز کے چیف کمشنر اور فنانشل کمشنر نے دوران قیام لاہور میں شمالی ہند کے ایوان تجارت کے نمائندوں سے ملاقات کی۔ نمائندوں نے اس امر پر زور دیا کہ ریلوے کے محصول میں اضافہ نہ کیا جائے۔ ورنہ اس کا برا اثر پڑے گا۔

اسلامی دنیا

—— مصر کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ شاہ مصر کی دینی تعلیم کے لئے شیخ اعظم جامعہ ازہر کو مقرر کیا گیا ہے۔ شاہ فاروق کی تعلیم زبانی اور گفتگو کے ذریعہ ہوگی۔ تعلیم کے پروگرام میں اسلامی تاریخ اور ادب اور علوم جدیدہ بھی شامل ہیں۔ مطالعہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

—— شاہ ایڈورڈ ہشتم نے قصر بکنگھم میں مسٹر ہوسنڈ کو جدہ کے برطانی وزیر مختار ہونے کی تقریب میں باریاب کیا۔

—— استنبول میں اہل شہر اور عمدہ داران ترکی فضائی قوت کو قوی بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اور اس وقت تک ۲۵ ہوائی جہاز بطور تحفہ حکومت کو مل چکے ہیں۔

—— امریکہ کے فلسطینوں اور شامیوں نے اپنے بھائیوں کی امداد کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا ہے اور اب تک کئی ہزار ڈالر جمع ہو چکے ہیں۔

—— حکومت برطانیہ جزائر بحرین کے شیوخ کو متحد کرنے اور ایک نظم میں منسلک کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ برطانیہ کے اس اقدام پر حکومت حجاز کو سخت تشویش ہو رہی ہے۔

—— سلطان ابن سعود نے ان حالات پر غور کرنے کیلئے عمائد سلطنت کی مجلس مشاورت طلب کی ہے جس میں اس اتحاد کے نتائج پر سرحدی مسائل کی روشنی میں تبادلہ خیالات کیا جائے گا۔

—— قاہرہ ۱۵ راگست۔ مصری طلبا کی ایک جماعت سیاحت یورپ کیلئے روانہ ہوئی ہے۔ یہ جماعت ترکی میں انجمن اتحاد ترکی طلبا کی مہمان ہوگی۔

ممالک خارجہ

—— لنڈن ۱۳ راگست۔ نیویارک ٹائمز نے ایک سنسنی خیز خبر شائع کی ہے کہ اطالیہ اور جرمنی کے ہوا باز اور طیارے ہسپانوی باغیوں کی امداد کے لئے پہنچ گئے ہیں۔ جرمنی سفارتخانے نے اس کی تصدیق کی ہے لیکن کہا ہے کہ وہ صرف باغیوں کو فن پرواز سکھلانے کیلئے گئے ہیں۔

—— پیرس ۱۳ راگست۔ فرانسیسی فسطائی اخبار لی جور میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت میڈرڈ کی مدافعت اب زیادہ عرصہ تک نہیں کر سکے گی۔ جمہوریت کا صدر اور سات وزرا اور وزرا کیرن پرواز کر گئے۔

—— برلن ۱۴ راگست۔ لفٹ ہنسا کمپنی کے طیاروں کی ضبطی کے خلاف حکومت جرمنی کے احتجاج پر دو طیارے حکومت ہسپانیہ نے واپس کر دیئے ہیں اور جرمنی پناہ گزینوں کو منتقل کرنے کا کام زیادہ سرعت سے عمل میں آرہا ہے۔

—— برلن ۱۴ راگست۔ کل ہندوستان کی ہاکی ٹیم اور فرانس کی ہاکی ٹیم میں میچ ہوا۔ ہندوستانی ٹیم نے فرانسیسی کھلاڑیوں کو دس گول سے شکست دی۔

—— روما ۱۴ راگست۔ اطالیہ کی فوجوں میں جرمن ہتھیار ملازم رکھے گئے ہیں۔ بہت سے انجینئروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ جرمنی اور اطالیہ کے دوستانہ تعلقات بہت زیادہ مستحکم ہو رہے ہیں۔

—— مادام ٹیلی نے ایک پیشگوئی کی ہے کہ ۳۷ء کے اختتام پر جاپان اور امریکہ کے درمیان زبردست جنگ شروع ہو جائیگی جس سے انگریزوں کو فائدہ پہنچیگا۔ یورپ میں بھی ۳۷ء میں جنگ ہوگی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا معیار نماز ہی

انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کیساتھ خدا کے حضور میں گڑگڑانیوالا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے بعض لوگ نماز کو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی ٹھونگیں مارتی ہے ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ہیں حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کیلئے ملا تھا اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گزار دیتے ہیں اور حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو۔ نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

فاتحہ۔ فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھولتی سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے۔ اس لئے سورہ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہیئے۔ اور اس دعا پر خوب غور کرنا ضروری ہو انسان کو واجب ہو کہ وہ ایک سائل کامل محتاج مطلق کی صورت بنا دے اور جیسے ایک فقیر اور سائل نہایت عاجزی سے کبھی اپنی شکل سے اور کبھی آواز سے دوسرے کو رحم دلاتا ہے۔ اسی طرح سے چاہیئے کہ پوری تضرع اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور عرض حال کرے۔

پس جب تک نماز میں تضرع سے کام نہ لے اور دعا کے لئے نماز کو ذریعہ قرار نہ دے نماز میں لذت کہاں۔ یہ ضروری بات نہیں ہو کہ دعائیں عربی زبان میں کیجاویں چونکہ اصل غرض نماز کی تضرع اور ابتہال ہو اس لئے چاہیئے کہ اپنی مادری زبان ہی میں کرے انسان کو اپنی مادری زبان سے ایک خاص انس ہوتا ہو اور وہ پھر اس پر قادر ہوتا ہے۔ دوسری زبان سے خواہ اس میں کسقدر بھی دخل ہو اور مہلت کامل ہو۔ ایک قسم کی اجنبیت باقی رہتی ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ اپنی مادری زبان میں ہی دعائیں مانگے۔ (تقریر ۲۲ دسمبر ۱۹۰۲ء۔ الحکم جلد ۴ ص ۴۶)

اخبار احمدیہ

—— شیخ محمد نصیب صاحب اضلاع شیخوپورہ، گوجرانوالہ وغیرہ کیطرف دورہ پر جا رہے ہیں احباب ان کے کام میں امداد فرماویں اور بقایا جات ادا کر کے مشکور فرماویں۔ مالی سال کا اخیر ہے احباب کو اپنے بقائے ادا کر کے انجمن کی مالی امداد کرنی چاہیئے۔

—— جیسا کہ گزشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا شیخ صاحب کی دختر کے ہاں لڑکے مرے پہلے دو دو سال کی عمر کے اور دو کچھ دنوں کے ہو کر فوت ہو جاتے رہے ہیں وہ درخواست کرتے ہیں کہ احباب اس صدمہ میں دعا سے امداد فرماویں کہ اللہ کریم اس تکلیف کو دور کرے اور نعم البدل عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود نے ہمارے ہاتھ میں دعا کا زبردست ہتھیار دیا ہے۔

—— ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ بدستور بیمار ہیں ان کی صحت کیلئے احباب دردِ دل سے دعا کریں۔ وہ بزم احمدیت کے پرانے احباب میں سے ہیں جن کا وجود انجمن کیلئے ایک برکت کا موجب ہے۔

—— ہمارے ایک بھائی الٰہی بخش صاحب رسول نگر ضلع گوجرانوالہ میں بیمار رہیں۔

—— بابو رحمت اللہ صاحب۔ ہمشیرہ عبدالحق صاحب کارکنان انجمن سالٹ سینٹوریم میں زیر علاج ہیں۔

احباب ان دوستوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

—— غلام محمد عبدالغنی صاحب نقاش سرینگر مالی مشکلات میں ہیں اور احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

—— مرزا امیر زمان خاں کارکن انجمن کے ایک عزیز حسن الدین خاں صاحب ایک ابتلاء میں ہیں۔ دوست ان کیلئے دعا کریں۔

"قادیانی دجل" کی تازہ مثال

(از قلم جناب سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام)

گذشتہ سال جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے "قادیانی دجل" نامی اشتہار شائع ہونے پر تمام قادیانی کیمپ میں شور مچا تھا کہ ہمارے لئے دجل کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے۔ قادیان تو مسیح موعود علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ نادان غالی غور نہیں کرتے کہ "شرف المکان بالمکین" کے اصول کے مطابق مسیح موعود کی ذات کی وجہ سے جو شرف اس مقام کو حاصل ہے ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ مگر اس مقام پر رہنے والے شریروں کی شرارتوں کو یہ کہہ کر نظر انداز بھی نہیں کر سکتے کہ یہ مسیح موعود کی جائے پیدائش سے تعلق رکھنے والے ہیں۔

قادیانی دوستوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کو "دمشق" سے تشبیہ دی ہے اور لکھا ہے کہ:

یہاں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۷۶)

پھر دمشق اور قادیان کی وجہ تشبیہ یوں بیان فرمائی:-

"دمشق پایہ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے" (ازالہ اوہام ص ۷۲)

یہ ایک لمبا مضمون ہے کہ قادیان کس طرح یزید کا پایہ تخت بنا اور یہاں سے کیا کیا ظالمانہ احکام صادر ہوئے۔ مگر اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ قادیان ایک پہلو سے مشرف ہے تو دوسرے پہلو سے تخت یزید اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ بھی ہے۔ پس اس کیلئے دجل کا لفظ استعمال کرنا حضرت مسیح موعود کی توہین نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کی شرارتوں کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے سیدھے اور صاف مباحث مناظرہ کے جواب میں انکار کرتے ہوئے اپنے عقائد کو شائع کر دیا اور پھر ہمارے بزرگان جماعت کے نام لکھ دیئے گویا ہماری جماعت کے بھی یہ عقائد ہیں اس اشتہار کے لکھنے والے میاں محمد ملتانی تھے جنہیں مخالف و موافق کی طرف سے بجا طور پر

محمد ملتانی دغا و ساقط از د

کا لقب مل چکا ہے۔

تعجب یہ ہے کہ اس صریح دھوکہ بازی پر کسی قادیانی دوست کی رگ ایمان میں حرکت نہ پیدا ہوئی اور کسی نے اس کے خلاف احتجاج نہ کیا۔ بلکہ ایسے قادیانی پائے گئے جو اپنی مجالس میں خوب قہقہے لگا کر فخر یہ کہتے تھے کہ:-

"بھئی واہ محمد ملتانی۔ پیغامیوں کو خوب "الو بنایا"۔ گویا بالفاظ دیگر خوب دھوکا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کو ہم دجل نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔ ہمارے قادیانی دوستوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ

"اگر مثیل عیسےٰ عیسےٰ سے بڑھ کر ہے تو لازماً مثیل دجال دجال سے بڑھ کر ہو گا"

ایک اور مثال سنیئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپ کی قبر پر ان الفاظ میں ایک کتبہ لگایا گیا:-

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رئیس قادیان مسیح موعود و مجدد صدی چہاردہم۔ تاریخ وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء"

اس کتبہ سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کو حیثیت مجدد دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے نہ بحیثیت نبی کے۔

اتفاق سے ہمارے محترم دوست ملک عبدالرحمان صاحب ملٹری اکاؤنٹنٹ راولپنڈی رسالہ شملہ، ملک فضل کریم صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر اور بعض دیگر احباب ۱۹۲۷ء کے جلسہ سالانہ پر قادیان کی رونق دیکھنے چلے گئے۔ قاضی محمد یوسف پشاوری نے انہیں بہشتی مقبرہ کی زیارت کرائی۔ فاتحہ خوانی کے بعد ملک عبدالرحمان صاحب نے کہا کہ یہ کتبہ کب کا لگا ہوا ہے جواب ملا کہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہی لگایا گیا تھا۔ ملک صاحب خاموش ہو گئے۔ مگر قاضی صاحب نے دریافت کیا کہ اس سوال کا باعث کیا تھا۔ ملک صاحب نے جواب دیا کہ "آج ایک بڑا اہم مسئلہ حل ہوتا نظر آ رہا ہے اس قبر کا کتبہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اندر کون ہے مجدد یا نبی؟"

قاضی محمد یوسف صاحب خاموش رہنے والے نہ تھے کہنے لگے کہ بات درست ہے یہ کتبہ یہاں لگایا جانا ٹھیک نہیں مگر یہ سب کچھ مولوی محمد علی صاحب کی حرکات ہیں کہ نبی کی بجائے مجدد لکھوا دیا

ملک صاحب نے کہا کہ اس سے تو ایک اور بات صاف ہوتی ہے اور وہ یہ کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کے عقائد اس زمانہ میں بھی وہی تھے جو آج ہیں اور اس وقت بھی وہ نبی نہ مانتے تھے۔ لہذا آپ کا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ پر یہ اعتراض کرنا کہ وہ اس وقت نبی مانتے تھے مگر اب انکار کرتے ہیں غلط ثابت ہوا۔

دوسرے یہ تعجب ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین اس وقت کتبہ بنواتے ہیں تو حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ بھی خاموشی اختیار کرتے ہیں اور رہنہیں روکتے۔ نہ ہی کوئی فرد جماعت اعتراض کرتا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ سب کے یہی عقائد تھے۔

سنتے ہیں کہ اس وقت اس مختصر سے قافلہ زائرین کے ہمراہ ایک جبہ پوش مولوی فاضل بھی تھے۔ جنہوں نے کہہ دیا کہ "صاحب ہم آپکے ساتھ بحث نہیں کرنا چاہتے کیونکہ خلافت مآب کا یہی حکم ہے کہ ان سے قطعاً مناظرانہ گفتگو نہ کرو۔"

ملک عبدالرحمان صاحب نے اپنے رفقاء سفر کو کہہ دیا کہ یہ کتبہ ضرور تبدیل کرا دیا جائے گا۔ چنانچہ جب آپ ۱۹۲۱ء میں قادیان گئے تو اس خیال کو لے کر گئے تھے کہ دیکھیں اب کتبے کا کیا حال ہے جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس چھوٹے سے کتبہ کی بجائے ایک بڑا کتبہ لگا ہے مگر اس پر "مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ ندارد ہیں اور یہ مذبوحی حرکت اس لئے عمل میں لائی گئی کہ یہ کتبہ کہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے خلاف دلیل نہ بنایا جائے۔

حال ہی میں میرے سامنے ایک نسخہ "ٹیچنگز آف اسلام" کا پیش ہوا جسے کسی صاحب ابو الفضل محمود نے انجمن ترقی اسلام سکندر آباد کے لئے شائع کیا ہے۔ ترجمہ تمام کا تمام وہی ہے جو سلطان القلم کے حقیقی جانشین۔ علم و قلم لدنی کے مالک سیدی و مولائی حضرت امیر المومنین مولانا محمد علی ایدہ اللہ بنصرہ کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ آج تک قادیانیوں کی طرف سے بھی جب یہ کتاب شائع ہوئی تو اس پر سیدنا حضرت امیر کا نام بحیثیت مترجم درج ہوتا رہا اور کتاب کی ابتدا میں وہی "مقدمہ" شائع ہوتا رہا۔ جو حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم مبارک سے نکلا تھا۔

مگر اب اس کتاب کو شائع کرتے وقت حضرت امیر ایدہ اللہ کا نام بالکل اڑا دیا گیا ہے اور بجائے آپ کے مقدمہ کے ایک نیا مقدمہ لکھا گیا ہے جو پہلے مقدمہ سے ملتا جلتا ہے۔ مقدمہ کے آخر پر سیدنا الامیر ایدہ اللہ کے نام سے ملتا جلتا نام لکھ دیا گیا ہے یعنی

"علی محمد اے الہ دین ایم۔ اے"

تاکہ فی الفور اس دھوکہ بازی کا علم قارئین کرام کو نہ ہو سکے۔ بادی النظر میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی صاحب "علی محمد اے الہ دین" (الف لیلہ والے نہیں) اس کے مترجم ہیں۔ ہاں الف لیلہ والے الہ دین نے دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا تھا۔ مگر ان "علی محمد اے الہ دین" نے بقول:-

"یہ بے ایمانی تیرا ہی آسرا"

تمام مقدمہ میں ایک مرتبہ بھی یہ ذکر نہیں کیا کہ ترجمہ کس بزرگ کا ہے بلکہ شرم و غیرت کو بالائے طاق رکھ کر ایم۔ اے کہلاتے ہوئے دوسرے شخص کی تصنیف کو اپنے نام سے شائع کر دیا۔ کاش کہ ابو الفضل صاحب جو دربار اکبری کے ایک عظیم الشان "رتن" کو اپنی علمی فرومایگی اور منحوس شخصیت کے باعث دھبہ لگا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے ارشاد

اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی

پر غور کر لیتے۔

ورنہ اس شرافت و دیانت پر کہ مترجم کا نام مٹا کر اپنا نام درج کر دیا جائے سوائے

"تفو بر تو اے چرخ دوراں تفو"

کے اور کیا کہیں۔ کیا قادیانی احباب ان حقائق پر غور فرمائینگے

باجلاس خان عبدالرحیم خاں صاحب بی۔ اے

اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم سب تحصیل میاں چنوں ضلع ملتان

بمقدمہ مسلم ولد نواب قوم ہرا رسکنہ چک ۷۵/۱۰ آر تحصیل خانیوال فریق اول۔

بنام امیر او نصیر اتعلی پسران نواب قوم ہرا رسکنائے چک ۷۵/۱۰ آر تحصیل خانیوال فریق ثانیاں

تقسیم اراضی زیر دفعہ ۱۱۱۔ ایکٹ ۱۷ء ۱۸۸۷ء

کھاتہ نمبر ۱۲ مربع نمبر ۳ ۵ کیلہ ۱/۲ - ۱۰ - ۲۷ و مربع ۶۳ کیلہ ۱۱ - ۱۶/۱ - ۱۶/۲ - ۱۷ - ۱۸/۱ - ۱۸/۲ - ۱۹/۱ - ۱۹/۲ - ۲۰/۱ - ۲۰/۲ - ۲۱ لغایت ۲۵ کل رقبہ ما واقع چک ۷۵/۱۰ آر تحصیل خانیوال

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق ثانیاں باوجود اجرائے اطلاع نامہ جات کے حاضر ہونے سے گریز کرتے ہیں ان پر اصالتاً تعمیل ہونی مشکل نظر آتی ہے لہذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے کہ فریق ثانیاں بہ تقرر ۳۱ ماہ ۸ برائے پیروی مقدمہ مندرجہ بالا بوقت سات بجے صبح بمقام میاں چنوں حاضر آویں ورنہ ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی

دستخط حاکم (مہر عدالت)

ملت اسلامیہ کا موجودہ انحطاط

قرآنی لائحہ عمل چھوڑنے کا نتیجہ ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا میں مختلف قومیں تھیں اور سلسلہ نبوت بھی انہیں قوموں تک محدود تھا۔ لیکن حضور صلعم کی آمد نے قومی نظام کی جگہ ایک ملت پیدا کی، جسے امت اسلامیہ کا نام دیا گیا۔ اس ملت کی بنیاد ان پانچ اصولوں پر رکھی گئی کہ:-

(۱) خلوص - واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا
(۲) محبت - والف بین قلوبھم۔
(۳) یکجہتی - انما المومنون اخوۃ۔
(۴) اخوت خودداری۔ واخفض جناحک للمومنین
(۵) ان سب میں استقامت۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔

لیکن جب آج ہم ملت اسلامیہ پر نظر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آیا وہ انہیں اصولوں پر قائم ہے تو ہمیں نہایت مایوسی ہوتی ہے برخلاف اس کے ان کا لائحہ عمل:-

(۱) رسمی عبادات
(۲) فتوائے کفر و ارتداد
(۳) فرقہ وار خصومتیں۔
(۴) عدم خلوص - عدم خودداری
(۵) عدم محبت - اور نزاع و افتراق ہے

مسجدیں خدا کے فضل سے "آباد" ہیں۔ وہاں نمازیں باجماعت ہوتی ہیں، لیکن کیا نماز مسلمانوں میں اتحاد، انکساری، اخوت کے جذبات پیدا کر رہی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ نمازی سوسائٹی کے لئے ایک عذاب بن رہے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اصل روح نہیں رہی محض ایک عادت کے طور پر نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ اسی طرح تمام عبادات کو دیکھ لیجئے۔ عبادت کا اصل مقصد ضائع کر دیا گیا ہے صرف ایک بگڑا ہوا نقشہ باقی ہے۔

ملت اسلامیہ نے اپنی برادری کو عالمگیر بنانے کیلئے عالمگیر اصول پیش کئے۔ ملت میں داخل ہونے کے لئے کلمہ کا پڑھ لینا کافی تھا۔

لیکن آج یہ حالت ہے کہ ایک مسلمان اسلامی شعائر کا پابند ہو لیکن کسی دوسرے کے مفروضہ عقائد سے ذرا بھی اختلاف کرے تو وہ فوراً کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔ اور اس کے حق میں گردن زدنی کا فیصلہ سنا دیا جاتا ہے۔ ملت اسلامیہ کے انحطاط کی سب سے بڑی وجہ یہی فتنۂ تکفیر ہے اس کفر بازی کی لعنت کے نتائج سے آج اسلام کو حریفوں کی نگاہ میں گرا رہے ہیں۔ دنیا ترقی کی منزل طے کرنے کیلئے دوڑ رہی ہے لیکن ہم ہیں کہ مسجدوں میں ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو رہے ہیں۔ مسجد جہاں امن و سلامتی تھی۔ آج وہاں شور و شر ہے۔ فساد ہے اور حفظ امن کا خطرہ ہے۔

اسلام حکم دیتا ہے "آپس میں ایک دوسرے سے نرمی اختیار کرو"۔ لیکن آج کیا ہم ایک دوسرے سے نرمی کا سلوک کر رہے ہیں؟ کیا اسی کا نام نرمی ہے؟ کہ محض چند فروعی اختلافات کی بنا پر ہم اپنے مسلمان بھائی کا خون پینا جائز سمجھتے ہیں۔ مسلمان جو بنی نوع انسان کا محافظ تھا۔ آج وہ اپنے بھائی کے گھر پر ڈاکہ ڈالنا، آگ لگانا کار ثواب سمجھتا ہے اور اپنے ان افعال شنیعہ کو عین اسلام اور خدمت اسلام کہتا ہے اس کے ان مظالم کا تختۂ مشق اس کا زندہ بھائی ہی نہیں بلکہ وہ مُردوں کی تذلیل کرنا خدمت اسلام سمجھتا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) مسلمان بچوں کی لاشوں کو قبروں سے نکال پھینکنا۔ مسلمان عورتوں کی لاش کو قبر سے صرف اس لئے نکال کر اس کے وارثوں کے مکان کے سامنے لاڈالنا کہ وہ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتی تھی جس کے چند عقائد "مسلمان مجاہدوں" کے مطابق نہ تھے۔ یہ حرکات وہ ہیں۔ جن کو سنکر مسلمان تو کیا غیر مسلم اقوام کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غرض ایسے واقعات کی تفصیل ایک طویل فرصت چاہتی ہے یہ ہے مسلمانوں کا خلوص۔ محبت اور اخوت

اختلاف رائے جسے حضرت نبی کریمؐ نے "باعث رحمت" قرار دیا ہے آج یہی اختلاف رائے گردن زدنی کا موجب بن رہا ہے مسلمانوں کے لیڈر زبانی اور تحریری حضرت نبی کریمؐ کے اس قول کی تبلیغ کرتے ہیں لیکن ان کے عمل اس کے خلاف ہیں۔ زمیندار کا مقالہ افتتاحیہ مورخہ ۱۶ اگست ان فقرات سے شروع ہوتا ہے:-

"مسلمانوں کو حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاف فکر و رائے کے معاملے میں بنیادی اعتبار سے تلقین کی تھی کہ میری امت کا اختلاف بھی باعث رحمت ہے"۔ لیکن عہد حاضرہ کے مسلمانوں نے اور عہد حاضر پر ہی کیا موقوف گزشتہ زمانوں میں بھی اختلاف خیال کو برداشت کرنے کی صلاحیت کا بہت کم ثبوت دیا ہے۔ قرون اول میں فکر و خیال کے ان اختلافات کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ جن کی بنا پر آج ہم کفر و اسلام اور زندگی و موت کا سوال کھڑا کر لیتے ہیں۔ اور بھائی سے بھائی اور دوست سے دوست دست و گریبان ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی عزت مسلمان کی جان بھی غیر محفوظ ہو جاتی ہے اگر مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ازبر ہوتیں اور ان کی زندگی انہی تعلیمات کا پیکر عمل ہوتی تو آج ہمیں وہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔ جس کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے موجب ذلت اور باعث ندامت ہے۔

لیکن اگر زمیندار اور اس کے مالک کا طرز عمل دیکھا جائے تو وہ سراسر مذکورہ بالا تحریر کے خلاف ہے۔ وہ اختلاف رائے رکھنے والے مسلمان بھائیوں کے خلاف وہ زہر اگلتے ہیں کہ الاماں والحفیظ

آپس میں نااتفاقی کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ملت کے قیام کے لئے حس اور غیرت کی ضرورت ہے۔ آج مسلمانوں میں غیرت ہے؟ احساس ہے؟ غیرت اور احساس اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آپس میں اتفاق اور خلوص ہو۔ اتفاق اور خلوص کب پیدا ہوتا ہے؟ جب ہماری زندگی کا لائحہ عمل قرآنی احکام کے ماتحت درست اور صحیح ہو۔ لائحہ عمل کب درست ہوتا ہے؟ جب سیرت اور کیریکٹر مضبوط ہو۔ سیرت کی مضبوطی اخلاقی جرأت چاہتی ہے۔ اخلاقی جرأت کیلئے ضمیر -- ایسے ضمیر کی ضرورت ہے جو صحیح پہلو رکھتا ہو۔ ضمیر کے زندہ رکھنے کیلئے راستی اور راستی کی زندگی کیلئے خودداری کی ضرورت ہے لیکن مسلمانوں میں خودداری ہے کہاں؟ ان کے نزدیک خودداری یہ ہے کہ "اپنوں پر سختی اور بیگانوں سے نرمی"

مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر بڑے بڑے مفکر پکار اٹھے ہیں کہ وہ وقت آن پہنچا ہے جب مخبر اعظم صلعم کے ارشاد کے مطابق اسلام کو بچانے والا آئے اور جو ایمان کو ثریا سے لاکر اسے دوبارہ زندہ کرے اسلام کا غلبہ ادیان عالم پر ہو۔ اس موعود کیلئے ہر طرف سے پکار اٹھتی ہے۔ چنانچہ امام الہند فرماتے ہیں:-

"شاید کوئی مرد کار اور صاحب عزم وقت کی پکار پر لبیک کہے اور زمانہ کی طلب جستجو کا سراغ نہ ہے۔ آج اگر کام ہے تو یہی کام ہے اور ڈھونڈھ ہے تو صرف اسی کی"۔ (تذکرہ صفحہ ۲۵۰)

وہ صاحب عزم آیا تھا اور اس نے اسلام کو اس خوبصورت پیرایہ میں پیش کیا کہ دنیا قائل ہو گئی۔ "ہر کلمہ گو مسلمان ہے"۔ ایک ایسا فتویٰ ہے جو مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ ہو سکتا ہے کاش وہ لوگ جو آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ کر اس موعودؑ کے خلاف ایسے الزام لگا رہے ہیں ذرا اسلام کی حالت پر رحم کریں اور دیکھیں کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کو بچانے کی خاطر کچھ کیا اور کیا انکی ذات اسلام کیلئے نفع کا موجب ہے یا نہیں۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ تحریک احمدیت نے خدمت اسلام کے جو کارہائے نمایاں کئے ہیں کیا انکی نظیر موجودہ زمانے میں مسلمان پیش کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر خدارا اپنے آپ پر، اسلام پر اور انسانیت پر رحم کھاؤ اور ایک خادم اسلام جماعت کو قرآن اور مسلمانوں کی خدمت کرنے دو اور دیکھو کہ کیا وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں، کہ وہ دنیا کو اسلام کے ذریعہ فتح کریں گے۔ اسلام کی کامیابی یقیناً مسلمانوں کیلئے

اچھوتوں میں تبلیغ

اخبارات میں ایک اطلاع شائع ہوئی ہے کہ دربار صاحب امرتسر کی مجلس انتظامیہ میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ آمدنی جو کمیٹی کو گوردوارہ پرشاد کی فروخت سے حاصل ہوتی ہے اسے تمام و کمال اچھوتوں کے درمیان سکھ دھرم کا پرچار کرنے کیلئے صرف کیا جائے۔

مسلمانوں کا دعوےٰ ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو چھوت چھات کی لعنت سے نجات دلا سکتا ہے یہ صرف دعوےٰ ہی نہیں بلکہ اسلام کی تاریخ ایسے واقعات سے پُر ہے کہ اسلام نے انسانیت کے مراتب کو اس قدر بلند کیا کہ ایک حبشی غلام کو مسلمانوں کا بادشاہ بنا دیا۔ سکھوں میں اس وقت ۴۰ لاکھ اچھوت موجود ہیں۔ ان کی تعلیمات اچھوتوں کو وہ آزادی اور مراتب کی بلندی نہیں عطا کر سکتی جو اسلام میں ہے لیکن بایں ہمہ وہ سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں کہ اچھوتوں کو ساتھ ملا کر اپنی سیاسی طاقت کو مضبوط کریں۔

وہ قوم جس کو خدا نے اسی غرض کے لئے پیدا کیا تھا۔ کہ وہ دنیا کو غلامی سے نجات دلائے۔ غلاموں کو آزاد کرائے اور چھوت چھات کی لعنت سے اپنے دوسرے بھائیوں کو پاک کرے۔ آج وہ قوم خواب غفلت میں پڑی سو رہی ہے آج وہ اپنے ذاتی اختلافات اور ذاتی مفاد کی قربان گاہ پر تبلیغ اسلام کی بھینٹ چڑھا رہی ہے۔ اے کاش یہ خوابیدہ قوم اٹھتی اور ۸ کروڑ انسانوں کو جو اسلام کے دروازے پر کھڑے دستک دے رہے ہیں۔ ان کو لبیک کہتی۔ یہ ایک سعادت تھی جس سے ہم مسلمان بے خبر ہیں۔ یہ ایک موقع ہے جو اگر مسلمانوں نے ہاتھ سے دے دیا تو ان کی حالت یقیناً بد سے بدتر ہو جائے گی۔

ایک مبارک تقریب

۱۶ اگست ۱۹۳۶ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ بروز اتوار ۶ بجے بعد دوپہر ماسٹر مسیح الزمان صاحب مدرس مسلم ہائی سکول بدوملہی کا نکاح حکیم شاہنواز صاحب مرحوم کی صاحبزادی جمشید بیگم صاحبہ سے ہوا۔ مہر دو ہزار روپیہ مقرر ہوا۔ مقامی جماعت کے علاوہ غیر از جماعت اصحاب نے بھی شرکت فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو فریقین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین

اس تقریب سعید کی خوشی میں ماسٹر صاحب موصوف نے انجمن کو ۳ روپے عطا فرمائے۔ جزاکم اللہ۔

فخر الدین احمد
جائنٹ سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن بدوملہی

قابل فروخت اراضی

ایک قطعہ اراضی بتعدادی ایک کنال نہایت موزوں جگہ پر مسلم ٹاؤن (احمدیہ بستی) میں قابل فروخت ہے اگر کوئی دوست خریدنا چاہیں تو سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے خط و کتابت کریں اور جو زیادہ سے زیادہ رقم دے ادا کر سکتے ہوں۔ اس سے بھی اطلاع دیں

ٹیچنگز آف اسلام کی مفت تقسیم

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد

میں نے یہ تحریک کی تھی کہ اس وقت جبکہ کتابوں کی قیمت عام ہے کے سلسلہ میں انجمن نے کتاب ٹیچنگز آف اسلام کی قیمت صرف ۴ ر کر دی ہے جو اس کی لاگت سے بھی کم ہے تو مناسب ہے کہ احباب جماعت اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر پندرہ سولہ سو کاپی کی مفت اشاعت کا انتظام کر دیں اور یہ لکھا تھا کہ چونکہ یہ رعایت ۳۱ اگست تک ہے اس لئے ۱۴ اگست کے جمعہ میں سب جگہ یہ تحریک کی جائے۔ جہاں جماعتیں نہیں بلکہ متفرق احباب ہیں وہ خود بخود اس تحریک میں جہاں تک ممکن ہے شامل ہونے کی کوشش کریں اور ۲۱ اگست تک دفتر لاہور میں اطلاع دیں کہ وہ اس قدر تعداد میں کتاب ٹیچنگز آف اسلام کو ۴ ر فی کاپی کے حساب سے مفت اشاعت کیلئے خرید تے ہیں میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر ایک سو احباب ایسے ہو جائیں جو پندرہ یا سولہ کاپیاں فی کس کے حساب سے لے لیں تو پندرہ سولہ سو کاپی آسانی سے تقسیم ہو سکتی ہے لیکن کم و بیش بھی اگر کوئی دوست حصہ لینا چاہیں تو ان کا اختیار ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب ٹیچنگز آف اسلام حضرت صاحب کی کتابوں کا گویا نچوڑ ہے۔ میرا جہاں تک تجربہ ہے کسی غیر مذہب کے آدمی نے اسے نہیں پڑھا جس کے دل پر اسلام کی عظمت اور صداقت کا گہرا اثر نہ ہوا ہو۔ اور مسلمان نے بھی جس نے پڑھا ہے اس پر حضرت مسیح موعود کی صداقت اور آپ کے اعلیٰ درجہ کے علم قرآن کا اثر پڑا ہے۔ پس اس کتاب کی اشاعت اسلام اور سلسلہ دونوں کی خدمت ہے۔ میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ لاکھ دو لاکھ کی تعداد میں یہ کتاب شائع ہو مگر سردست تعداد موجودہ کے لحاظ سے پندرہ سولہ سو کتاب کی تحریک میں نے کی ہے۔

محمد علی
۱۵ ۳۶/۶
(دارالسلام۔ ڈلہوزی)

وحشیانہ سزائیں

امریکہ کے قانون میں دو چار سال پہلے ہی سے اور جرمنی سے اب تازہ خبر آئی ہے کہ جرم اغوا کی سزا "سزائے موت" قرار پائی ہے "سزائے موت" اور اس زمانہ میں! متمدن دنیا کہہ تو یہ رہی تھی کہ سزائے موت تمام تر ایک وحشیانہ اور بے معنی سزا ہے اور کوششیں سرگرم و مسلسل اس کی جاری تھیں کہ جرم قتل کی بھی سزا سزائے موت نہ رہنے پائے چہ جائیکہ قتل نہیں۔ اغوا کی سزا بھی موت قرار پا جائے۔ اغوا کی اصطلاح وہاں ہمارے ہاں سے مختلف ہے۔ ہمارے ہاں تو اس لفظ کے جو معنی ہیں سب کو معلوم ہیں۔ جرمنی اور امریکہ میں اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ کسی لڑکے بالڑکی کو اس لئے غائب کر دیا جائے کہ اس کی رہائی کی خاطر اس کے والدین سے دھمکیاں دیکر روپیہ حاصل کیا جائے۔ گویا زرخیز سرزمینوں میں اغوا بھی استحصال زر بالجبر ہی کی ایک صورت ہے۔ بہرحال اصطلاح کے معنی جو کچھ بھی ہوں۔ یورپ اور امریکہ کو بڑے بڑے تلخ تجربوں کے بعد کرنا یہ پڑا کہ قتل انسانی کے علاوہ بھی کسی جرم کی سزا سزائے موت رکھنی پڑی۔ تعزیرات اسلامی پر اب بھی یہ اعتراض عقل کی روشنی میں قائم ہے کہ اس نے اپنے ضابطہ میں قصاص قتل و سزائے رجم کی دفعات کیوں رکھی ہیں؟

(صدق یکم اگست ۱۹۳۶ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا خدلنگ

ناظرین کو معلوم ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے قادیانیوں کے ساتھ ختم نبوت پر بحث کر لینے کے بعد ہمیں بھی آخری فیصلہ والے اشتہار پر بحث کرنے کا چیلنج دیا تھا۔ جس پر ۳ اگست کے پیغام صلح میں اس سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ اپنے اخبار مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کا صفحہ ۴ تا ۶ جس میں آخری فیصلہ والا اشتہار اور اس کا جواب شائع ہوا تھا دوبارہ شائع کر دے تاکہ **ناظرین اہلحدیث فریقین** کی اصل پوزیشن معلوم کر لیں۔ لیکن مولوی جی سے ہمارا انکار بنا رہے ہیں باوجودیکہ ہم نے ساتھ ہی لکھ دیا تھا کہ اس کے شائع ہو جانے کے ایک ہفتہ کے اندر اندر ہم اعانت نامہ مطبوعہ شائع کر دیں گے۔ انصاف یہ ہے کہ جب ایک فریق کی ۱۹۰۷ء کی تحریر بطور حجت پیش کی جاتی ہے تو فریق ثانی کی ۱۹۰۷ء کی تحریر کیوں بطور حجت پیش نہ ہو۔ یہ عجیب بات ہے اور مولویانہ ہوشیاری کہ اصل مواد کی واقفیت سامعین کے لئے ضروری نہیں بلکہ وہ صرف مرغوں کی لڑائی کا تماشہ دیکھنے والے ہوں گے کہ کس نے زیادہ چونچیں لگائیں۔ ایسے لغو مباحثے کرنا مولوی جی کی فطرت ثانی بن چکے ہیں۔ ہم تو ناظرین کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ۱۹۰۷ء میں فریقین کی اصل پوزیشن کیا تھی؟ پھر اس پوزیشن پر دلائل کی بنا رکھی جاوے نہ کہ بقول

مثنوی کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد

ہم نے لکھا تھا۔ کہ ہم کئی سالوں سے اس کو اس طرف بلا رہے ہیں۔ لیکن وہ خاموش ہے۔ اسے وہ دروغ بافی قرار دیتا ہے حالانکہ پیغام صلح کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ بذریعہ اخبار متعدد مرتبہ اور ٹریکٹ ۱۹۲۸ء جس کا پہلا ایڈیشن دو ہزار اور دوسرا ایڈیشن چار ہزار ۱۹۳۲ء میں شائع ہو کر خود مولوی جی کو بھیجا گیا اور جہاں جہاں اس کے لیکچر لاہور یا بیرونی شہروں میں ہوتے رہے سامعین میں تقسیم ہوتا رہا۔ لیکن باوجود ان صاف اور صریح واقعات کے مولوی جی کس بھولے پن سے لکھتے ہیں کہ یہ سب دروغ بافی ہے۔ وہ تو خیر گذشتہ کی بات ہے ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔

اب معلوم ہو جائے گا۔ کہ مولوی جی کہاں تک اپنا آخری فیصلہ کرانے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ پھر اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ مولوی جی جو کئی دفعہ حضرت مسیح موعود کا اشتہار اپنے اخبار میں من و عن شائع کرتے رہتے اور علیحدہ بھی بھیجتے رہتے ہیں۔ ہماری درخواست پر محض واقفیت فریقین کے لئے اسے مع اپنے جواب اور اپنے اسسٹنٹ کے نوٹوں کے شائع کرنے سے پہلوتہی کرتے ہیں اور اسے چھاپنے کا بوجھ قرار دیتے ہیں۔

وہا ہو االیس منکم رجل رشید۔ کیا تم میں کوئی بھی سمجھدار اور منصف آدمی نہیں جو اس بھلے مولوی سے پوچھے کہ جب تک اصل مواد کی واقفیت سامعین کو نہ ہو۔ ان کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ بلائے مباحث کیا ہے اور آیا وہ صحت پر بھی مبنی ہے یا یونہی مولویانہ جوتم پیزار بازی ہے۔ جب بحث کا مدعا سامعین کو ہی حق اور حقیقت سے آگاہ کرنا ہے تو پھر مولوی جی کا یہ لکھنا کہ ان کو اس سے کیا۔ کہ ہم نے پہلے کیا کہا اور تم نے کیا کہا۔ کہاں تک عقلمندی ہے جب آپ تم نے کیا کہا۔ تو ہمیشہ اپنے اخبار میں محل اور بے محل چھاپتے رہتے ہیں تو اس کے ساتھ ہم نے پہلے کیا کہا چھاپنا کیوں بوجھ سمجھا جاتا ہے ع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

(ابو الفضل)

شملہ میں مختلف مذاہب کا اجتماع

مسئلہ نجات پر تقاریر

مورخہ ۱۱ر اگست کو سناتن دھرم سبھا شملہ کا سالانہ اجلاس تھا۔ تقریباً تمام مذاہب والے مسئلہ نجات پر اپنے خیالات پیش کرنے کے لئے شامل کئے گئے۔ چنانچہ ہماری جماعت کو بھی وقت دیا گیا۔

مختلف مذاہب کے مقرر اپنے دلائل پیش کر کے بیٹھتے گئے ان کی روکھی پھیکی باتیں حاضرین پر بہت کم اثر ڈال سکیں جس کی وجہ سے جلسہ میں نا امیدی کے آثار پیدا ہو گئے۔ دفعتاً سید اختر حسین سٹیج پر تشریف لائے۔ حاضرین نے شوق سے ان کا خیر مقدم کیا۔ اتنے میں تلاوت قرآن کی آواز کان میں آئی اور اس کے ختم ہوتے ہی سید صاحب نے بڑی فصاحت سے تقریر شروع کی۔ مختصراً انہوں نے بتلایا۔

کہ دعویٰ اور دلیل اپنی الہامی کتاب ہی سے دینا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ الہامی کتاب دعوےٰ کرے اور ہم وکیل کے طور پر دلائل پیش کریں۔ دنیا نجات اور مکتی ہی کو مقصد سمجھتی ہے۔ لیکن یہ کوئی کمال نہیں۔ نجات اور مکتی کے معنی ہیں گناہ یا سزا سے بچ جانا۔ کمال تو یہ کہ انسان اس سے بڑھ کر ترقی کرے صرف بخار سے نجات پانا کوئی کمال نہیں بلکہ اصل کمال یہ ہے کہ بخار کے بعد انسان میں چلنے پھرنے دوڑنے کی طاقت آ جائے اور یہی صحت میں اعلیٰ ہونے کی نشانی ہے۔

نجات اور مکتی تو اسلام کا سلب ہے۔ اسلام فلاح کے نظریہ کو پیش کرتا ہے۔ جس کے معنی ہیں گناہ و سزا سے نجات حاصل کر کے اپنی حالت میں اصلاح اور اعلیٰ کامیابی حاصل کرنا اور اس حالت پر ہمیشہ رہنا۔

سناتن دھرم میں جہاں ہر شخص مکتی اور نجات کو ہی مقصد اعلیٰ سمجھتا تھا۔ یہ نظریہ بالکل نیا اور پر از دلائل تھا۔

اس کے بعد قرآن کریم سے "فلاح" کیلئے مختلف ذرائع بیان کئے گئے اور کہا کہ:

"خلق خدا سے ہمدردی اور خدا کی طرف توجہ کرنا ہی فلاح کا بڑا ذریعہ ہے جس سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ دنیا میں وہ حقیقی فلاح حاصل کرنا صرف اسلام سکھاتا ہے۔"

سامعین نے ان کی تقریر کو بہت پسند کیا۔ سناتن دھرم کے پرچارکوں نے بھی اس کی تعریف کی کہ واقعی آپ کی تقریر اپنے اندر تمام خوبیاں رکھتی تھی۔

اتنے تھوڑے وقت میں مسئلہ نجات پر اس صفائی سے روشنی ڈالی کہ غیر بھی معترف ہو گئے۔

آپ نے یہ بھی کہا کہ سناتن دھرم سبھا کا یہ قدم کہ تمام مذاہب کو ایک جگہ پر اکٹھا کر کے تقاریر کرائیں نہایت مبارک ہے ہندو مسلم اتحاد صرف اسی سے ہو سکتا ہے۔ (عبدالعزیز از شملہ)

نجات کیسے ہو سکتی ہے؟

سناتن دھرم: تناسخ ہی نجات کا بہترین طریقہ ہے۔

آریہ سماج: تناسخ سے ہی نجات ہے مگر دائمی مکتی حاصل نہیں ہو سکتی۔

برہمو سماج: برہمچریا، گرہستھ، بان پرست اور سنیاس آشرم پر عمل کرنے سے۔

اسلام: مضمون کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہو گا۔ (احمدی)

سکھ دھرم: لوگوں سے ہمدردی، پرمیشور کی بھگتی اور کڑھا پرشاد[1] کھانے سے۔

اسلام: سید اختر حسین صاحب کے مضمون کی تائید کی اور اسلام کی خوبیاں بیان کیں۔ (مبلغ انجمن اسلامیہ)

سناتن دھرم (دوسری بار): دنیا کو ترک کرنے سے

[1] واقعی یہی فقرہ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ دلائل وہی دیئے۔ جو ان سے پہلے مبلغ اسلام پیش کر چکا تھا۔

بیان القرآن کی ضرورت

ہمارے ایک دوست جو فی الحال جماعت میں شامل نہیں ہوئے کتب سلسلہ کے مطالعہ کا بہت شوق رکھتے ہیں فی الحال انہیں بیان القرآن ہر سہ جلد کی ضرورت ہے مگر خود بوجہ طالب العلم اور نادار ہونے کے خریدنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اس لئے اگر کسی صاحب کے پاس بیان القرآن مکمل یا اس کی کوئی جلد زائد پڑی ہو تو انہیں چاہیئے کہ وہ عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی دوست دار الکتب سے خرید کر بھجوا دیں یا تین دوست ایک ایک جلد اپنے اپنے خرچ سے خرید کر بھجوا دیں۔ اس صدقہ جاریہ سے یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں ثواب دارین عطا فرمائے گا۔ جو دوست اس کار خیر کے لئے تیار ہوں۔ وہ میرے ساتھ پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔ میں انہیں ان دوست کا پتہ بتا دوں گا۔ جس پر وہ کتاب بھیج سکینگے

سید اختر حسین مولوی فاضل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ڈائرمیکن بلڈنگس۔ کارٹ روڈ شملہ

مسئلہ نبوت پر قادیانیوں سے ایک کامیاب مناظرہ

جناب شیخ میاں عطاء اللہ صاحب اور شیخ میاں نصیر احمد صاحب کی کوشش سے بالو گنج میں ۱۶ر اگست بروز اتوار کو قادیانی جماعت کے ساتھ مباحثہ ہوا مسئلہ نبوت زیر بحث تھا۔

حافظ عبد السلام صاحب قادیانی مباحث نے اپنے دعویٰ کا دار و مدار حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ پر رکھا جس کا جواب بالوضاحت دیا گیا کہ یہ نام مجازاً ہے جب کہ حضرت مسیح موعود نے خود ہی اس حقیقت الوحی کے آخر پر فرمایا ہے سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ اور اس کے معنی سوائے محدث کے اور کچھ نہیں۔ اس کے جواب میں قادیانی دوست نے کہا کہ اگر کسی انسان کو انسان کا نام عطا کیا جائے تو کیا وہ انسان نہ ہو گا؟ سید اختر حسین صاحب نے کہا کہ اول تو انسان کو انسان کا نام دینا ہی حماقت ہے اور پھر وہ انسان نہ ہو گا؟ کیا مثل سوال کیا پھر وہ تو پہلے ہی انسان ہے۔ البتہ شبہ کو مشابہت کی وجہ سے انسان کہدیں تو ممکن ہے جس کا قادیانی دوست نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر یہ کہا گیا کہ نبی ایک وصف ہے جو مجاز کے طور پر استعمال نہیں ہو سکتا۔ سید صاحب نے فرمایا کہ کسی معانی کی کتاب سے ثابت کرو۔ خود ساختہ قواعد نہ پیش کرو۔ نبی صفت ہو اور صفت مجاز کے طور پر قرآن میں بھی استعمال ہوئی ہے۔

قادیانی دوست نے دوران گفتگو میں حضرت صاحب کا حوالہ پڑھا کہ اسلام کی اصطلاح میں نبی یا رسول کے یہی معنے ہیں کہ وہ شریعت لاتے ہیں۔ اور احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور کہا کہ اس اصلاح کے مطابق آپ نبی نہ تھے اس کا جواب سید صاحب کی طرف سے ملا کہ جب اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی نہ تھے تو پھر ان کو نبی ماننا بے معنی ہے اس پر ان کو بڑی شرمندگی ہوئی۔

آخری تقریر میں شاہ صاحب نے پھر وہ مطالبات پیش کئے۔ جنہیں وقتاً فوقتاً دوران گفتگو میں پیش کیا جاتا رہا تھا اور جنہوں نے خاص طور پر قادیانی دوست کی توجہ اپنے مطالبات کی طرف دلائی کہ ان کا جواب ضرور دیں مگر بجائے جواب دینے کے قادیانی صاحب نے کہا یہ مطالبات ہی لغو اور فضول ہیں۔ ہم قارئین کرام کے لئے ان مطالبات کو درج ذیل کرتے ہیں جن کا جواب ابھی تک نہیں ملا۔

(۱) حضرت صاحب کی وحی وحی نبوت نہ تھی بلکہ وحی ولایت تھی۔ پھر نبی کیسے ہوئے؟

(۲) امتی نبی کے معنے محدث کے ہیں۔

(۳) مجازاً نبی کے معنے محدث ہیں۔

(۴) نبی اپنا کلمہ پڑھواتا ہے۔ حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۱ حضرت صاحب نے کلمہ نہیں پڑھوایا۔

(۵) بروزی خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء نہیں ہو سکتا تو بروزی نبی نبی کیسے ہو گیا۔

(۶) مجدد صاحب سرہندی نے کہاں لکھا ہے کہ کثرت مکالمہ پانیوالا نبی کہلاتا ہے

(۷) اسلامی اصطلاح میں اگر نبی نہیں تو پھر کیوں نبی مانتے ہیں۔

(۸) حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ اس نبوت کا مفہوم محدثیت تک محدود ہے اس کے بعد کہاں لکھا ہے کہ محدثیت سے تجاوز کر گئے ہیں۔

(۹) تم کہتے ہو کہ درجہ مجاز کے طور پر استعمال نہیں ہوتا۔ اس کا حوالہ دو۔ نیز کیا وجہ ہے کہ پھر حضرت اقدس نے اسی لفظ نبی کو مجاز قرار دیا۔

(باقی صفحہ ۶ کالم ۳ پر)

سپین عہد اسلام میں

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

شہر قرطبہ کی کیفیت

مشرق و مغرب کے عربی مصنفوں نے قرطبہ کی تعریفیں نظم و نثر میں بکثرت لکھی ہیں جن کا خلاصہ نفح الطیب کی عبارتوں سے یہ ہے کہ قرطبہ، اندلس کا صدر مقام ہے۔ قدیم زمانہ میں وہ اندلس کے کافر بادشاہوں کا مقام تھا اور پھر سلاطین اسلامیہ کا جو ان کے بعد آئے پایہ تخت رہا۔ یہ جگہ مدینۃ العلم اور مستقر سنت و جماعت ہے تابعین اور تبع تابعین یہاں آکر آباد ہوئے بلکہ بعض لوگ تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہاں تشریف لانا بیان کرتے ہیں۔ مگر اس آخر قول میں کلام ہے۔ اس شہر میں قدیم عمارات کثرت سے ہیں۔ آب و ہوا یہاں کی اچھی ہے۔ چاروں طرف میوؤں اور زیتون کے باغات قلعے اور قریات ہیں۔ متعدد نہریں اور چشمے اس کے کھیتوں کو سیراب و شاداب کرتے ہیں۔ یہ سرسبز قطعات بلحاظ وسعت، عمدہ کاشت اور کثرت پیداوار کے اپنا مثل دنیا میں نہیں رکھتے۔ اندلس کے تمام شہروں میں اس شہر کو فضیلت حاصل ہے تمام بلاد مغرب میں قرطبہ کے مشابہ کوئی شہر نہیں اور اس کے دریا پر جو پل ہے وہ صنعت اور مضبوطی میں دنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ یہاں کی جامع مسجد سے بڑی کوئی مسجد اندلس یا بلاد اسلام میں نہیں۔ آبادی کی کثرت، عمارات کی خوبی و وسعت بازاروں کی کشادگی و صفائی، مسجدوں کی تعداد و آبادی، حماموں اور سراؤں کی کثرت میں سب پر فائق ہے۔ یہاں کے رہنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ بغداد کے ایک حصے کی مثل ہے۔ اگر یہ تشبیہ بالکل درست نہ ہو تو اس کے قریب قریب ضرور ہے یہ شہر قلعہ بند ہے اس کی چاروں طرف بڑی عریض اور مستحکم فصیل تعمیر کی ہے دولت مروانیہ کے زمانہ میں وہ مرکز اسلام اور دار الخلافت رہا ہے معدیہ اور یمانیہ کے بڑے بڑے آدمی یہاں آکر آباد ہوگئے شعرا یہاں آتے تھے کیونکہ فیاض لوگوں کا وہ مرکز تھا اور علماء کا معدن۔ اہل علم و اصحاب الکتب کا مرجع تھا اس کے میدان، شہسواروں سے ہمیشہ بھرے رہتے تھے۔ بلاد اندلس میں یہ شہر ایسا تھا۔ جیسے انسان کے جسم میں اس کا سر اور شیر نیستان میں اس کی جرأت۔ اندلس کے ایک مشہور عربی مورخ حجاری لکھتے ہیں کہ جزیرہ اندلس جب سے فتح ہوا۔ قرطبہ اسی زمانہ سے ہر دل کا مقصود رایات سلطنت کا مرکز۔ آبادیوں کا سرتاج۔ اہل فضل و تقویٰ کا مسکن۔ ارباب دانش و بینش کا وطن، اقلیم عالم کا قلب، علوم کا سرچشمہ جس سے ہر طرف سوتیں پھوٹ نکلیں۔ اسلام کا گھر اور امام کی بارگاہ رہا ہے۔ دنیا بھر کی عقلیں سمٹ کر یہاں جمع ہوگئیں۔ یہ شہر ثمرات خیالات کا باغ اور گوہر طبیعت کا دریا بن گیا۔ اسی کے افق سے دنیا کے تارے نکلے۔ مشاہیر روزگار پیدا ہوئے یہ شہسواران نظم و نثر یکہ تاز ہوئے۔ عمدہ کتابیں یہیں تالیف ہوئیں، اعلیٰ درجہ کی مصنفات یہیں تصنیف ہوئیں۔ ایک مصنف نے قرطبہ کو دلہن سے تشبیہ دی ہے۔ دلہن جب پورا سنگھار کر چکی ہو تو اس کے لئے ایک مسند کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرطبہ اگر دلہن ہے تو اس کی مسند خود اس کا حال ہے جو اسی سے مخصوص ہے۔ دلہن کا ایک تاج ہوتا ہے۔ قرطبہ کا تاج، بادشاہی اقتدار و انتظام ہے۔ دلہن کے گلے میں ہار ہوتا ہے۔ یہ ہار اس کے سخن طراز تھے جو نظم و نثر دونوں کے موتی پرو گئے۔ دلہن کا ایک حلہ (لباس) ہوتا ہے یہ حلہ قرطبہ کے وہ مشاہیر و علما اور مصنفین تھے جن کی نظم و نثر گو آب موجود نہ ہو۔ مگر ان کے سوانح کسی طرح فرو گذاشت نہیں ہو سکتے۔ دلہن کا آنچل ہوتا ہے۔ یہ آنچل قرطبہ کے وہ لوگ تھے جو خوش طبعی کے فنون میں اور ان فنون کے ساتھ جو چیزیں مخصوص تھیں۔ ان میں کامل تھے۔

اہل قرطبہ کے اخلاق اور ذوق علم

بیان ہوا ہے کہ اہل قرطبہ بڑے خلیق و شائستہ ہوتے تھے ان کی خوبیوں میں جو باتیں شمار ہوتی تھیں وہ ان کے لباس کی عمدگی و خوشنمائی و حسن۔ تراش و خراش۔ دینداری کا اظہار۔ نماز کی پابندی۔ جامع مسجد کی تعظیم تھی۔ یہاں کے رہنے والے جہاں کہیں شراب کے برتن دیکھتے تھے تو ان کو توڑ ڈالتے تھے منکرات اگر کرتے تھے تو چھپا کر کرتے تھے۔ سپاہیانہ فنون اور علوم میں ان کو فخر حاصل تھا۔ تمام بلاد اندلس میں قرطبہ کے شہر میں سب سے زیادہ کتابیں جمع تھیں۔ کتب خانے رکھنے کو یہاں کے لوگ شان ریاست سمجھتے تھے بہت سے رئیس ایسے تھے جو دولت علم سے محروم تھے لیکن اس پر فخر کرتے تھے کہ ان کے گھر میں کتب خانہ ہے رئیسوں کا ذکر اس طرح کیا جاتا تھا کہ فلاں صاحب کے ہاں ایسا ایسا کتب خانہ ہے اور فلاں صاحب کے کتبخانہ میں ایسی ایسی کتاب ہے اور فلاں رئیس نے فلاں خوشنویس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب ایسی گراں قیمت پر خریدی ہے۔ خلیفہ الحکم مستنصر باللہ (۳۵۰ھ / ۹۶۱ء تا ۳۶۶ھ / ۹۷۶ء) کا کتب خانہ عجائبات روزگار سے تھا۔ اس کتب خانہ کا قصر قرطبہ میں ہونا بیان ہوا ہے۔ جس سے مراد غالباً مدینۃ الزہراء کے قصر شاہی سے ہے جس کو خلیفہ عبد الرحمٰن الناصر نے بنوایا تھا اور جس میں ان کے فرزند الحکم نے بھی سکونت رکھی تھی۔ اسپین میں کوئی بادشاہ الحکم کی مثل ماہر علوم نہیں گزرا خصوصاً فن رجال اخبار و انساب میں وہ لاثانی مانے جاتے تھے۔ ان سے پہلے بادشاہ بھی لائق اور علم دوست گزرے تھے جن کو نادر کتابیں جمع کرنے کا شوق تھا۔ لیکن جو ذوق و شغف الحکم کو اس بارے میں تھا۔ اس کو کوئی نہیں پہنچا۔ قاہرہ، بغداد، دمشق، اسکندریہ کے شہروں میں جو اس وقت علوم و فنون کا معدن تھے اس بادشاہ کے ملازمین اور گماشتے بڑی بڑی رقمیں ساتھ لئے اس غرض سے موجود رہتے کہ نادر قلمی کتابیں خواہ قدیم ہوں یا جدید اگر مل سکیں تو خرید کر ورنہ نقل کرا کے خلیفہ کی خدمت میں قرطبہ روانہ کریں۔ کتابیں جو اس کتبخانہ میں تھیں ان کی فہرست جس میں صرف کتابوں کے نام درج تھے۔ ۴۴ جلدوں میں تھی اور ہر جلد میں ۲۰۔ اور بعض مورخوں کے قول کے مطابق ۵۰ اوراق تھے۔ کل کتابوں کی تعداد ۴ لاکھ بتائی گئی ہے اور بیان ہوا ہے کہ ان میں کوئی کتاب کسی فن کی ایسی نہ تھی جس کو الحکم نے خود مطالعہ نہ کیا ہو۔ جس کتاب کو پڑھتے تھے اکثر اس کے شروع یا آخر میں مؤلف کتاب کا نام و پیشہ تاریخ ولادت و وفات، اور مختصر سے حالات اس کی زندگی کے اپنے قلم سے لکھ دیا کرتے تھے۔ یہ حواشی نہایت قابل قدر تھے۔ چونکہ تاریخ ادبیات عرب میں خلیفہ کی مثل کسی کو عبور نہ تھا اس لئے ان کے لکھے ہوئے حواشی کو علمائے اندلس ہمیشہ مستند سمجھتے تھے۔ کتابیں جو ہزارہا میل کے فاصلہ پر ایران و شام میں تالیف ہوتی تھیں۔ بیشتر اس سے کہ اہل مشرق کی نظر سے وہ گذریں، خلیفہ الحکم کو ان کا پتہ مل جاتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ یہ معلوم کر کے کہ عراق میں علامہ ابو الفرج الاصفہانی عرب کے شاعروں اور مغنیوں کے حالات میں ایک کتاب (کتاب الاغانی) لکھ رہے ہیں فوراً ایک ہزار دینار ان کے پاس اس فرمائش سے بھیجے کہ تالیف ختم ہوتے ہی اس کی ایک نقل اندلس روانہ کی جائے۔ اصفہانی اس عطیہ سے بہت خوش ہوئے اور بہت جلد ایک نہایت صحیح نقل اسی تالیف کی مع ایک قصیدے کے مستنصر کی خدمت میں قرطبہ روانہ کی۔ خلیفہ نے علامہ اصفہانی کو دوبارہ انعام بھیجا۔ علماء کے ساتھ خواہ وہ اندلس کے ہوں یا باہر کے اس بادشاہ کی فیاضیوں کی انتہا نہ رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ دربار خلافت میں علماء بکثرت جمع ہو گئے تھے۔ بادشاہ ہمیشہ ان کی قدر افزائی فرماتا تھا اور سب کو یہاں تک کہ فلسفہ کے عالموں کو بھی اپنے سایہ عاطفت میں پناہ دیتا تھا۔ تاکہ وہ بلا خوف جان اپنے مشاغل علمی میں معروف رہیں۔ مدینۃ الزہراء کے محل سرائے شاہی میں خلیفہ ہشام ثانی کے زمانہ تک یعنی ۳۹۹ھ / ۱۰۰۹ء تک یہ کتبخانہ اپنی اصلی حالت میں رہا۔ لیکن ہشام کے بعد جب محمد المہدی خلیفہ ہوئے (۳۹۹ھ / ۱۰۰۹ء) اور واضح العامری ان کے وزیر ہوئے تو اس وزیر کے حکم سے بہت سی کتابیں فروخت کر دی گئیں۔ مگر جب اسی زمانہ میں بربر نے قرطبہ میں ہنگامہ برپا کیا اور مدینۃ الزہراء لوٹ لیا تو یہ شاہی کتبخانہ بالکل ہی برباد ہو گیا۔ (نظام گزٹ)

(بقیہ صفحہ ۵)

ان مطالبات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ لغو میں یا ان کو لغو کہنے والا اپنی کمزوری کا اعتراف کر رہا ہے۔

دوسرے اتوار انہوں نے کفر اسلام کے مسئلہ پر مناظرہ کا وعدہ کیا تھا۔ ہفتہ کے دن مفضل محمد صاحب سیکرٹری کا خط آیا کہ قبلہ حافظ عبد السلام صاحب بیمار ہیں۔ اس لئے کل مناظرہ کے لئے حاضر نہ ہو سکیں گے۔ اور یہ کسی دوسرے اتوار پر ملتوی کر دیا گیا۔ جس کے متعلق آپ کو اطلاع دی جائے گی واللہ اعلم یہ اتوار کب آئے گا۔ ہم تاہنوز منتظر ہیں کہ ان کی طرف سے کوئی اطلاع آئے۔ کیا وہ اپنا وعدہ پورا کریں گے؟

خاکسار

عبد العزیز مورخہ ۸/۹/۱۳

ضروری تصحیح

اخبار پیغام صلح نمبر ۵۲ جلد ۲۴ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء کی پیشانی پر تاریخ بجائے ۱۵ اگست کے ۱۵ اکتوبر لکھی گئی تھی۔ ناظرین تصحیح فرمالیں۔

دہلی میں سکھوں سے ہماری جماعت کے مناظرے

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام۔ از دہلی)

دہلی کنگ ایڈورڈ پارک میں روزانہ شب کو پادری احمد مسیح صاحب کی بائیبل کلاس ہُوا کرتی ہے اس میں ہر مذہب ملت کے احباب کافی تعداد میں جمع ہوتے ہیں اور مختلف مذہبی مسائل پر بحث ہُوا کرتی ہے۔

ایک روز دوران گفتگو میں کہیں باوا نانک صاحب کا ذکر آگیا۔ تو مولانا عمر الدین صاحب نے فرمایا کہ باوا صاحب تو ایک مسلمان درویش تھے۔ انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت تعریف فرمائی ہے چنانچہ گرنتھ صاحب میں باوا صاحب کا ایک شلوک ہے کہ

پیر پیکامر سالک صادق شہدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں درر درویش رسید
برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود

اس پر ایک سکھ صاحب بول اٹھے کہ یہ عبارت گرنتھ صاحب میں نہیں ہے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ یقیناً ہے۔

سکھ صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ عبارت گرنتھ صاحب میں دکھادیں تو میں مسلمان ہوجاؤں گا ورنہ آپ سکھ ہو جاویں۔

مولوی عمر الدین صاحب نے جواب دیا کہ بہت اچھا اگر میں نہ دکھا سکا تو میں سکھ ہو جاؤں گا۔ چنانچہ فریقین نے تحریریں بھی لکھ دیں۔ اس غرض کے لئے آئندہ روز اور مقام ریڈنگ روم مقرر ہوا۔

چنانچہ دوسرے روز ریڈنگ روم میں ایک کافی مجمع ہوگیا جس میں سکھ ہندو اور مسلمان کافی تعداد میں موجود تھے۔ سکھ مناظر نے یہ تسلیم کیا۔ کہ عبارت مذکور گرنتھ صاحب میں ہے مگر اس کا مطلب اور ہے گو مطلب یا معنی کے متعلق شرط نہ تھی بلکہ صرف عبارت کے عدم وجود پر ہی شرط تھی۔ تاہم چونکہ مجمع کافی تھا اور عبارت مذکورہ کے معنی کی بحث چل پڑی۔ اس لئے قریب ½ گھنٹہ بحث ہوتی رہی جس میں مولانا نے گرنتھ صاحب اور دیگر کتب سکھ ازم کے حوالوں سے باوا صاحب کے مذہب کے متعلق بہت کچھ روشنی ڈالی۔ اس کے بعد قرار پایا کہ کل پھر اس جگہ اسی موضوع پر بحث ہوگی۔

میں ان دنوں دہلی میں نہیں تھا۔ بلکہ ہانسی اور حصار کی طرف دورہ پر گیا ہُوا تھا۔ دوسرے روز اتفاق سے میں بھی حصار سے واپس آگیا۔ مگر مجھے چونکہ بحث کا کوئی علم نہ تھا اس لئے میں آتے ہی رائے سینا چوہدری شاہ عدین صاحب سے ملنے چلا گیا۔ وہاں سے رات کے آٹھ بجے میں واپس ریڈنگ پہنچا تو دیکھتا کیا ہوں کہ مولانا عمر الدین صاحب سے سکھوں کا مناظرہ ہورہا ہے۔ مولوی صاحب ایک مرتبہ بول چکے تھے کہ جب میں پہنچا ہوں۔ مجھے دیکھتے ہی مولوی صاحب نے فرمایا لیجئے اب ہمارے گرنتھی صاحب تشریف لے آئے ہیں اب آپ ہی مباحثہ کریں گے چنانچہ بحث شروع ہوئی۔

سکھ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مسلمانوں کا مایہ ناز مسئلہ کہ جس پر کفر و اسلام کی بنا ہے وہ مسئلہ ختم نبوت ہے آپ احمدیوں کو دوسرے مسلمان اسی وجہ سے کافر قرار دیتے ہیں کہ آپ لوگ محمدؐ صاحب کو خاتم النبیین نہیں مانتے پس اس لئے اگر آپ کے خیال میں گورو نانک مہاراج مسلمان تھے تو ان کے کلام میں کہیں پر یہ دکھلا دیں کہ وہ محمدؐ صاحب کو خاتم النبیین مانتے تھے

میں نے جواب دیا کہ اگر باوا صاحب کے کلام میں کہیں خاتم النبیین کی بحث نہ بھی آئی ہوتی تو بھی ان کے اسلام پر کوئی شبہ نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ہم یہ سمجھتے کہ اس مسئلہ پر بحث کی ضرورت پیش نہ آئی ہوگی۔ لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ باوا صاحب حضرت رسول خدا کو خاتم النبیین ہی مانتے تھے۔ چنانچہ گرنتھ صاحب میں آپ کا یہ قول ہے کہ:۔

کل پروان کتیب قرآن پوتھی پنڈت رہے پران
نانک ناؤں بھیا رحمان کر کرتا تو ایکو جان

یعنی اس کل جگ کے زمانہ میں جو قیامت تک رہیگا۔ خدا کے نزدیک مقبول اور منظور کتاب صرف قرآن مجید ہے۔ پوتھیوں پنڈتوں اور پرانوں کا زمانہ اب ہو چکا۔

پس جبکہ بقول گورو صاحب قرآن ہی دنیا کی آخری کتاب ہے تو حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام لامحالہ آخری پیغمبر ٹھہرے پھر باوا صاحب نے اس کی تائید مزید یوں کردی ہے۔

پیر پیکامر سالک صادق شہدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں درر درویش رسید
برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود

یعنی جملہ گروہ پاکان مثل انبیا و صدیق شہید وغیرہم کو حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے کے صلہ میں ہی بڑی بڑی برکتیں ملتی ہیں گویا اب برکتوں کا سرچشمہ صرف رسول خدا ہیں۔ کیا اس سے خاتم النبیین کی تصدیق نہیں ہوتی۔

اب آپ کا فرض ہے کہ اگر باوا صاحب مسلمان نہیں تھے۔ تو ان کے کلام سے کوئی ایک عبارت ایسی پیش کریں کہ جس سے حضرت رسول خدا صلعم کی نبوت یا آپ کے خاتم النبیین ہونے کی تردید ہوتی ہو۔

اس کے جواب میں سکھ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ معزز حاضرین مولوی صاحب نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ میں گورو نانک صاحب کا کوئی قول ایسا پیش کروں جہاں انہوں نے محمد صاحب کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کیا ہو۔ یہ لیجئے۔ گورو صاحب کا یہ کلام موجود ہے۔

یہ کہکر سکھ صاحب نے ساکھی میں سے ایک عبارت پڑھی اور اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ خاتم النبیین گورو نانک صاحب ہیں۔ اس لئے محمد صاحب کے خاتم النبیین ہونے کی تردید ہوگئی اس کے بعد سکھ صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو خیر ساکھی کی عبارت تھی۔ اب میں گورو گرنتھ صاحب سے گورو نانک مہاراج کا ایک شلوک پیش کرتا ہوں جس میں گورو مہاراج نے صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ محمد صاحب خاتم النبیین نہیں۔ وہ شلوک یہ ہے:۔

جت درلکھ محمدا لکھ برہمے بشن مہیش

یعنی خدا کی درگاہ میں برہمے وشنو اور مہادیو جیسے لکھو کھا ہیں جس سے ثابت ہوا کہ گورو یہ مانتے تھے کہ برہما وشنو وغیرہم کی طرح محمد صاحب جیسے بھی لکھو کھا ہوئے ہیں۔

میں نے جواب میں عرض کیا کہ ساکھی کا جو حوالہ جناب نے پیش کیا ہے گو اس کے معنے وہ صحیح نہیں جو جناب نے کئے ہیں مگر میں اس وقت ساکھی کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ سکھ صاحبان ساکھی کو مستند بالذات نہیں مانتے۔ البتہ جو شلوک آپ نے پڑھا اس کے متعلق میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہ شلوک گرنتھ صاحب میں نہیں ہے۔ اگر آپ گرنتھ صاحب میں یہ شلوک دکھادیں۔ تو میں اپنے الفاظ واپس لے لونگا اور آپ کو منہ مانگا انعام بھی دوں گا۔

اس کے جواب میں بھائی جی نے فرمایا کہ ہمارے چار پانچ گرنتھ صاحب ہیں اور ان میں باہم عبارتوں کا اختلاف بھی ہے۔ جو شلوک میں نے پیش کیا ہے وہ موجودہ مروجہ گرنتھ صاحب میں تو بے شک موجود نہیں۔ البتہ ایک قلمی گرنتھ صاحب بھائی منو کے خاندان میں منو کی بیڑ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں یہ شلوک ہے۔ بھائی صاحب کے اتنا کہتے ہی سکھ صاحبان اپنے مناظر کو نرغہ میں لیتے ہوئے اٹھ اٹھ کر چلنے لگے۔ میں نے ان کو بہت روکنے کی کوشش کی کہ کسی طرح آخر تک بیٹھے رہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ شکست کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔

اس کے بعد آج کی بحث ختم ہوئی۔ مگر سکھوں کی طرف سے پھر اعلان ہُوا کہ ہم کل کر پھر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اگلے روز پھر بحث ہوئی۔ اس روز پبلک بھی نسبتاً زیادہ تھی اور مناظر بھی ایک اور صاحب ہی تھے جو ضرورت سے زیادہ ہوشیار واقع ہوئے ہیں۔ بہرحال بحث ہماری طرف سے شروع ہوئی۔

ہم نے اپنی تقریر میں باوا نانک صاحب کے کلام مندرجہ گرنتھ صاحب سے ہندو دھرم کے جملہ عقائد اور ان کی مذہبی کتب وید وغیرہ کی تردید اور اسلام اور قرآن مجید کی تائید پیش کی۔ اسلام اور قرآن کی تائید میں ہم نے وہی گذشتہ روز والے دو شلوک بھی پیش کئے۔ یعنی "کل پروان کتیب قرآن" والا اور "پڑھدے رہن درود" والا شلوک"۔ سکھ مناظر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ پروان کے معنی یہاں درمیان کے ہیں اور شلوک کے معنی یوں ہوئے کہ کل یعنی کل جگ میں کتابیں اور وید وغیرہ منسوخ ہوگئیں اور درود کا ترجمہ عرض کیا اور شلوک کا ترجمہ یوں کیا کہ پیر پیغامبر صدیق و شہدا وغیرہ سب خدا کی درگاہ میں عرضیں یعنی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

میں نے جواب میں عرض کیا کہ درود کا لفظ یہاں خاص اسلامی اصطلاح کے معنوں میں استعمال ہُوا ہے۔ اس لئے کردے رہن درود نہیں کہا بلکہ پڑھدے رہن درود کہا ہے۔ درود پڑھنا سے صاف مطلب حضرت رسول خدا پر درود پڑھنا ہے اور پروان کا ترجمہ درمیان اگر آپ سارے پنجابی لٹریچر میں کہیں ثابت کردیں تو آپ جس قدر مانگیں انعام لیں۔ یہاں کل جگ میں منظور و مقبول کتاب قرآن مجید کے سوا دوسرے کوئی معنی بن ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ اس کی تائید گورو صاحب کے ایک شلوک سے ہی ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"حق حلال قرآن"

یعنی حلال و حرام کے مسائل قرآن میں موجود ہیں۔ اسی لئے گرنتھ صاحب میں حلال و حرام کی کوئی تشریح نہیں چنانچہ خالصہ پارلیمنٹ لعبوڑ نے ایک ریزولیوشن پاس کیا کہ اب سکھ برادری بڑھتی جارہی ہے اس لئے پنتھ وچار کرکے فیصلہ کرے کہ کون کون سے رشتے ممنوع اور کون سے جائز ہونے چاہئیں۔ پاس ہُوا کہ "ماں۔ بیٹی۔ بہن۔

بھانجی، بھتیجی۔ چاچی۔ نانی۔ تائی۔ دوہتی، پوتی۔ ماسی کو چھوڑ کر باقیوں سے نکاح اول یا نکاح ثانی ہو سکتا ہے۔" یہ سب وہی رشتے ہیں جن کو قرآن نے آج سے تیرہ سو برس پیشتر ممنوع قرار دیا ہے مگر افسوس کہ آپ مجبوراً کرتے وہی ہیں جو قرآن نے فرمایا۔ مگر قرآن کے نام سے انکار ہے۔ اسی لئے تو گورو صاحب نے فرمایا تھا کہ کل جگ میں قرآن کے احکام ہی چل سکتے ہیں۔ کیا آپ گرنتھ صاحب سے مذکورہ رشتوں کے حرام ہونے کی تشریح دکھا سکتے ہیں۔

سکھ مناظر نے اپنی تقریر کے شروع میں ہی فرمایا کہ ہمارا گرنتھ کوئی نوز بیات مند ہے جو ایسی تشریحات پیش کرے اس پر ایک عجیب قہقہہ لگا اور سکھوں نے اپنے مناظر کو کوسنا شروع کیا کہ کل جس کو لائے تھے وہ گرنتھ صاحب کو غیر محفوظ ثابت کر گیا اور آج والے اس کو نامکمل تسلیم کر رہے ہیں۔ بہر حال سکھ مناظر نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ خالصہ پارلیمنٹ جس کا ریزولیوشن مولوی صاحب نے پڑھ کر سنایا ہے وہ سکھوں سے خارج شدہ ایک کافر فرقہ ہے جس طرح احمدی مسلمانوں کے نزدیک ہیں اس کے بعد سکھ مناظر نے ایک شلوک گرنتھ صاحب کا پڑھا جس میں اسلام کی قدر سے تحقیر تھی اور فرمایا کہ یہ گورو نانک صاحب کا شلوک ہے۔

میں نے جواب میں کہا کہ یہ کبیر صاحب کا شلوک ہے نانک صاحب کا نہیں۔ اگر ہمت ہے تو اس کو نانک صاحب کا شلوک ثابت کر دو۔ جو چاہو انعام لو۔ گرنتھ صاحب میں اگر تعزیرات کا بیان نہیں تو پھر یہ کس مرض کی دوا ہے۔ مذہب کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ انسانی سوسائٹی کے نظام کے لئے ایک قانون ہو اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ خالصہ پارلیمنٹ ایک کافر فرقہ ہے۔ آپ اس کے ریزولیوشن کو نہیں مانتے تو آپ اعلان کر دیجئے کہ اس کافر فرقہ نے اپنے ریزولیوشن میں جن رشتوں کو حرام قرار دیا۔ آپ ان کو حلال سمجھتے ہیں۔ مثلاً ان کے ریزولیوشن میں ماں سے بہن سے بیٹی سے نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ آپ کہہ دیں کہ آپ ماں بہن بیٹی سے نکاح کرنا جائز سمجھتے ہیں۔

اس کے جواب میں سکھ مناظر صاحب جواب دینے کے لئے اٹھے تو ہمہ رنگ دہ اب اس قدر مضمحل ہو چکے تھے۔ کہ سوا ریں ریں کرنے کے کوئی معقول بات نہ کر سکے۔

فالحمد للہ کہ ہر سہ روز کی بحث کامیاب رہی اور مسلمانوں کے علاوہ کئی سکھوں کے دلوں پر بھی اسلام کی صداقت کا ایک گہرا اثر ہوا۔

رفتار عالم

ہندوستان

—— بمبئی ۱۸ اگست۔ سر شادی لال ممبر پریوی کونسل آج کل ہندوستان میں مقیم ہیں۔ انگلستان کی سردی ان کی طبیعت کو راس نہیں آئی سر شادی لال کے مستقبل کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ وہ لندن میں رہ کر پریوی کونسل کی خدمات سر انجام دیں گے۔ یا سیاسیات ہند میں حصہ لیں گے۔

—— شملہ ۱۸ اگست۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند نے ہندوستانی ہاکی ٹیم کی کامیابی پر ٹیم کے نام حسب ذیل برقیہ برلن ارسال کیا ہے

"تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہم سب آپ لوگوں پر فخر کرتے ہیں"۔

—— کراچی ۱۸ اگست۔ استقلال افغانستان کے سلسلہ میں کراچی کے قونصل خانہ میں جشن بڑی دھوم دھام سے منایا گیا اور افغان قونصل متعینہ کراچی نے ایک پر تکلف گارڈن پارٹی دی۔

—— لکھنؤ ۱۸ اگست۔ ایسٹ انڈین ریلوے مینز یونین نے شنبہ کا دن مزدوروں کے "ہفتہ" کے طور پر منایا۔

—— رانچی ۱۸ اگست۔ حکومت بہار نے مبلغ ۷۵۰۰ روپیہ سرن کے ایک کلکٹر کے حوالے کیا ہے تاکہ اس رقم کو ضلع کے سیلاب زدہ علاقوں میں امدادی کام پر لگایا جائے۔

—— مسجد شاہ چراغ کی غیر مشروط واگذاری کے متعلق حکومت اور انجمن اسلامیہ کے مابین گفتگو ہو رہی ہے یہ افواہ غلط ہے کہ حکومت نے شرائط تبدیل کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

—— لاہور ۱۸ اگست۔ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے ایک اعلان کیا ہے کہ کوئی لڑکی چودہ سال کی عمر سے پیشتر میٹرکولیشن اور ایس۔ ایل سی کے امتحان میں نہیں بیٹھ سکتی۔

—— کوئٹہ ۱۸ اگست۔ سینٹ میری کا گرجا جو ہندوستان کے عظیم الشان اور خوبصورت گرجوں میں سے ایک تھا منہدم کر دیا گیا ہے کیونکہ زلزلہ نے اس کی عمارت کو کمزور کر دیا تھا۔

—— نینی تال ۱۸ اگست۔ حکومت یو۔ پی نے بنارس ڈویژن کے سیلاب زدگان کے لئے دو ہزار کی رقم منظور کی ہے۔ حکومت یو پی صوبہ بھر کے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ۲۳ ہزار پانچ سو روپیہ منظور کر چکی ہے۔

—— بمبئی ۱۸ اگست۔ آج بمبئی میونسپل کارپوریشن کے اجلاس میں سنسنی پھیل گئی۔ جبکہ بعض مسلمان ارکان میئر کے دو لنگ کے خلاف واک آؤٹ کر گئے۔

—— لاہور ۱۸ اگست۔ صوبہ پنجاب کے طول و عرض میں کانگریس کے ممبر بھرتی کرنے کا کام نہایت سرگرمی سے ہو رہا ہے۔

—— لاہور ۱۸ اگست۔ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے ایک سکھ مشنری کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ یو۔ پی میں سیلاب نے قیامت برپا کر رکھی ہے۔

—— تین لاکھ کے قریب اشخاص فاقہ کشی میں مبتلا ہیں اور سیلاب سے ہلاک شدہ افراد کی تعداد ساڑھے چار سو ہے۔

—— لاہور ۱۸ اگست۔ پیپلز بنک کے مقدمہ کے ضمن کے سلسلہ میں چیف منیجر بالیات شیخ محمد دین کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے ابھی مزید گرفتاریوں کی توقع ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۸ اگست۔ حکومت ترکیہ نے ترکی زبان کو غیر ملکی محاورات اور الفاظ سے پاک کرنے کے لئے ایک کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

—— روما ۱۵ اگست۔ ہسپانوی سفیر مقیم الفشین (پیراگوئے) نے اس ریاست کے دفتر خارجہ سے درخواست کی ہے کہ وہ ہسپانیہ کی باغی حکومت کو سرکاری طور پر تسلیم کرے۔

—— پیرس ۱۷ اگست۔ فرانسیسی شمالی افریقہ میں ہزارہا عربوں نے علم جہاد بلند کر دیا ہے۔ عربوں نے شہر مالکل تدبّر پر تین اطراف سے حملہ کر دیا ہے۔ سرکاری فوجوں اور عربوں میں ۲۶ گھنٹہ تک خونریز جنگ ہوتی رہی۔

—— روما ۱۸ اگست۔ ترکی سفیر متعینہ ادیس ابابا وائسرائے کی اجازت لے کر ترکی معاملات میں شریک ہونے کے لئے وطن روانہ ہو گیا ہے۔

—— القدس ۱۷ اگست۔ تل عفیف کی سڑک پر چلتی ہوئی ٹرین سے ایک بم پھینکا گیا۔ جس سے ایک یہودی لڑکی شدید مجروح ہوئی اور بھی ۴۔ اشخاص مجروح ہوئے۔

—— پیرس ۱۷ اگست۔ اخبار "لی جورنل" میں خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ بندرگاہ ٹینجیرز کے قریب فرانس کے جہاز تیڈی براہیم نے ہسپانیہ کے سابق وزیر اعظم کو گرفتار کر لیا۔

—— سینٹ جین ۱۸ اگست۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ فرانس اور بلجیم کی حکومتوں نے میڈرڈ کی حکومت کو طیارے اور اسلحہ جات بھیجے ہیں۔

—— لزبن ۱۸ اگست۔ بڈاجوز میں سرکاری فوج کی طرف سے سینکڑوں ملزموں کو گولیوں کا نشانہ بنایا جا چکا ہے

—— لندن ۱۷ اگست۔ لندن میں ایسے پر اسرار ہوائی جہازوں کے متعلق بہت سی اطلاعات موصول ہوئی ہیں جو حکومت ہسپانیہ یا باغیوں کا ساتھ دینے کے لئے پرواز کرتے ہوئے دکھائی دیئے۔

—— لزبن ۱۸ اگست۔ مختلف مقامات سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان میں بغاوت ہسپانیہ کے متعلق نہایت زبردست خطرات کا اظہار کیا گیا ہے۔ بڈاجوز کی تسخیر سے اس وقت تک لگاتار سرکاری فوج کے آدمیوں کا قتل عام جاری ہے۔

—— میڈرڈ ۱۸ اگست۔ میڈرڈ سے غیر ممالک کی ہجرت بدستور جاری ہے۔ گذشتہ شام جرمن کالونی سے کافی تعداد میں جرمن شہر چھوڑ گئے ہیں۔ شہر کے بہت سے اطالوی بھی ہجرت کر گئے ہیں۔

—— لزبن ۱۸ اگست۔ سان سباسٹن کی بندرگاہ میں کئی سو شرفا اور معتقد ہسپانیوں کو جہاز "ابیجل بریز" میں قید کر دیا گیا ہے۔ باقی مزید باغیوں کو دوسرے جہاز میں قید کر دیا ہے۔

—— استنبول بذریعہ ڈاک۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پانچ ہزار ترکی نوجوانوں نے دردانیال اور آبنائے فاسفورس کے استحکام کے سلسلے میں اپنی خدمات پیش کر دی ہیں۔

—— ۱۸ اگست۔ حکومت افغانستان اپنی ہوائی تنظیم کی کوشش میں مصروف ہے۔ شہریار افغانستان نے اس کار خیر کے لئے اپنی جیب خاص سے ۴ لاکھ روپیہ عنایت فرمایا ہے۔

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ٹیلیفون ۷۰۰۲

جلد ۲۴ — لاہور۔ یوم یکشنبہ مطابق ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۶ء — نمبر ۵۴

ایڈیٹر شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان کامل کیسے بنتا ہے؟

انسان اصل میں انسان سے لیا گیا ہے یعنی جس میں دو حقیقی اُنس ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔ جب یہ دونوں اُنس اس میں پیدا ہو جائیں اس وقت انسان کہلاتا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو انسانیت کا مغز کہلاتی ہے اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے۔ جب تک یہ نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ ہزار دعویٰ کرو اور دکھاؤ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کے نبی اور فرشتوں کے نزدیک ہیچ۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام انسان نمونہ کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ نمونہ انبیاء علیہم السلام کا وجود ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ درختوں پر کلام الٰہی لکھا جاتا۔ مگر اس نے جو پیغمبروں کو بھیجا اور ان کی معرفت کلام الٰہی نازل فرمایا۔ اس میں سِر یہ تھا۔ کہ تا انسان جلوہ الوہیت کو دیکھے جو پیغمبروں میں ہو کر ظاہر ہوتا ہے پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدانما ہوتے ہیں۔ پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر ہے صحابہ کرامؓ نے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا۔ اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوئے اور کھوئے گئے کہ ان کے وجود میں اور کچھ باقی رہا ہی نہیں تھا۔ جو کوئی ان کو دیکھتا تھا ان کو محویت کے عالم میں پاتا تھا۔ پس یاد رکھو کہ اس زمانہ میں بھی جب تک وہ محویت اور وہ اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہوگی جو صحابہ کرامؓ میں پیدا ہوئی تھی مریدوں معتقدوں میں داخل ہونے کا دعویٰ تب ہی سچا اور بجا ہوگا اور یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو کہ جب تک یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالیٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں اس وقت تک شیطانی حکومت کا عمل و دخل موجود ہے۔

(تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

— محترمہ اختر جہاں صاحبہ بنت شیخ لائق علی صاحب سب جج کی کامیابی کے متعلق ۱۳ اگست کی اشاعت میں اطلاع دی جا چکی ہے اب معلوم ہوا ہے کہ محترمہ مذکورہ منشی فاضل کے امتحان میں لڑکیوں میں اول اور لاہور میں دوئم آئی ہیں ان کی یہ کامیابی قابل فخر ہے۔

— ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ ابھی تک بیمار ہیں۔

— بابو رحمت اللہ صاحب و منشی عبدالحق صاحب بدستور سال سینیٹوریم میں زیر علاج ہیں۔

احباب ان دوستوں کیلئے دردِ دل سے دعا کریں

— ہمارے دوست محمد اکبر صاحب ریاست چنبہ چند مجبوریوں کی وجہ سے ملازمت سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ اب بیکاری اور گھر میں بیماری کے باعث لاچار ہیں۔ احباب اپنے اس بھائی کیلئے دعا فرمائیں۔

— مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے ایک ٹریکٹ "تناسخ کے زندہ ثبوت کی حقیقت یا شانتی دیوی کی بناوٹی شہادت" مفت اشاعت کیلئے تحریر فرمایا ہے جن احباب کو ضرورت ہو۔ ۹ پائی کا ٹکٹ خرچ ڈاک کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجکر ٹریکٹ منگا سکتے ہیں

مولوی عمر الدین صاحب بازار مٹیلی دالان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ریڈنگ روم دہلی۔

پیغام صلح کا مالی سال ختم ہو رہا ہے اور اس موقعہ پر روپیہ کی بے حد ضرورت ہوتی ہے اس لئے جن احباب کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں یاد دہانی کے بعد وی پی ارسال کئے گئے ہیں جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے۔

نوجوانان عالم پر ایک نظر

دنیا کے مشہور اہل قلم حضرات کے اہم مقالے

اس سال ہماری قوم کے سامنے استحکام جماعت کا پروگرام ہے اور اس پروگرام کی تکمیل کیلئے نوجوانوں پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اقوام عالم کے نوجوان اس وقت بیدار ہو رہے ہیں اور وہ اپنے اپنے ملکی مقاصد کیلئے سرگرم عمل ہیں۔ احمدی نوجوانوں کے سامنے تمام دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچانے کا مشکل ترین پروگرام ہے فرض ہے کہ وہ میدان عمل میں آنے سے پیشتر تمام ممالک کے نوجوانوں کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرے۔ اسی زاویہ نظر کے ماتحت ہم نے مندرجہ ذیل مقالوں میں اقوام عالم کے متعلق معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ (مدیر)

اٹلی

اب اس حقیقت کو چھپانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا کہ مسولینی اٹلی میں بہت ہردلعزیز ہے اس کا سب سے بڑا مداح اطالوی لڑکا ہے۔ اٹلی کے کونہ کونہ میں فیسٹ نوجوانوں کی انجمنیں ہیں۔ گاؤں کے بڑھئی یا نانبائی کو ان انجمنوں سے بہت کچھ ترکہ حاصل ہوا ہے وہ فوجی وردی پہنکر فوجی فوائد کرتا ہے۔ وہ پورے معنوں میں سپاہی بن سکتا ہے کھیلوں کے مقابلہ میں حصہ لے سکتا ہے اور کسی نہ کسی کھیل میں اپنے ساتھیوں میں امتیاز حاصل کر سکتا ہے۔

اٹلی کے نوجوان مرد اور عورتیں باوردی سپاہی ہیں

اس لڑکے کی ہمشیرہ اسکول جاتے وقت سیاہ وردی پہنتی ہے اور اٹلی کی چھوٹی زنانہ فوج کی سپاہی ہے۔ اٹلی میں جو بچہ پیدا ہو اس کا نام بوائے سکاوٹ یا گرل گائیڈ کے رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے۔ لڑکا چھ سال کی عمر میں مدرسہ جاتا ہے آٹھ سال کی عمر میں اس کی ابتدائی فوجی تربیت شروع ہو جاتی ہے چودہ سال کی عمر میں وہ مقامی فیسٹ جماعت کا ممبر بن جاتا ہے اٹھارہ سال کی عمر میں وہ نوجوان سپاہیوں کی فوج میں بھرتی ہوتا ہے اور جب وہ اکیس برس پورے کر چکے اور اس کی صحت عمدہ ہو تو وہ نیشنل فیسٹ پارٹی کا رکن ہونے کی عزت حاصل کرتا ہے غرضیکہ جب اطالوی بچہ سکول میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ اپنے والدین کا بیٹا نہیں رہتا بلکہ حکومت کا فرزند بن جاتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ فیسٹ فلسفہ بچوں کے لئے نمایاں کشش رکھتا ہے فوجی وردی اور بگل اور قواعد اور فوجی کوچ اور قومی علم اور مصنوعی لڑائیاں ان پر گہرا اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اطالوی بچہ کے پیش نظر یہ معیار رکھا جاتا ہے کہ وہ مسولینی اور فیسٹ سسٹم اور اٹلی اور بادشاہ کا ہمیشہ وفادار رہے گا۔

جہاد اور فرض ہر اطالوی بچہ کا نصب العین ہے

اسے سکھایا جاتا ہے کہ ہمارا قومی جھنڈا اٹلی کی گذشتہ عظمت اور آئندہ شان و شوکت کا نشان ہے۔ فیسٹ حکومت میں انفرادی زندگی کے کچھ معنی نہیں ہر شہری اس کا ایک پرزہ ہے مسولینی نے جب پہلی مرتبہ فیسٹ نوجوانوں کے سامنے تقریر کی تو اس کے آخری الفاظ یہ تھے یاد رکھو فیسٹ سسٹم تم سے کسی عزت یا درجہ دنیوی فائدہ کا وعدہ نہیں کرتا۔ بلکہ تم سے جہاد اور ادائے فرض کی توقع رکھتا ہے۔

اطالوی حکام نے اس ادائے فرض کو ایک قسم کی مسرت اور شادمانی میں تبدیل کر دیا ہے لڑکے اور لڑکیاں نہایت اشتیاق سے قومی کھیلوں اور مقابلوں میں حصہ لیتی ہیں۔ ان کی صحت اور تندرستی ان کے والدین کی نسبت کہیں زیادہ بہتر پیمانہ پر ہے۔ انہیں قومی اعزاز کا گراں احساس ہے ان کے انقلابات مستقر ہو گئے ہیں وہ وقت قریب آرہا ہے جب انہیں قومی جد و جہد کے امتحان میں ڈالا جائیگا یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ آزمائش میں پورے اترینگے یا نہیں وہ صحت مندی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کے ملک کی آب و ہوا ازبس خوشگوار ہے۔ ان کے ملک کی گذشتہ تاریخ شاندار کارناموں سے معمور ہے یعنی ممکن ہو کہ جب جنگ کے میدان میں اتریں تو ان کے بزرگوں کی لافانی روح ان میں یکایک بیدار ہو جائے اور وہ ٹھہر جائیں اور سوچنے لگیں کونسی طاقتیں ہیں جو نوع انسانی کیلئے مفید ہیں اور کونسی طاقتیں اس کے لئے مضر ہیں۔ اس وقت انہیں دم لینے کی فرصت نہیں (ونسٹ سیان)

جرمنی

(از ڈوروتھی گانک مشہور امریکن خاتون مصنف و مقالہ نگار)

"ہم نوجوانوں کو اپنے مشن کے متعلق اعتماد ہے۔ ہماری کامیابی اٹل ہے۔ ہم ایک بزرگ و برتر طاقت کا آلہ کار ہیں"۔

دو کروڑ جرمن نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے ترجمان اور رہنما گنتھر گرنڈل نے اپنے فلسفہ کا مرکزی اصول مندرجہ بالا الفاظ میں بیان کیا۔ ذرا ان الفاظ کو دوہراؤ۔ اور چشم تصور سے دیکھو۔ لاکھوں طلباء جرمنی کے طول و عرض میں فوجی انداز سے کوچ کر رہے ہیں اور جوش انگیز آواز میں کہہ رہے ہیں کہ ہم نوجوانوں کو اپنے مشن کے متعلق اعتماد ہے ہماری کامیابی اٹل ہے۔ ہم ایک بزرگ و برتر طاقت کا آلہ کار ہیں۔

نوجوان کی آواز ہٹلر کی آواز ہے

وہ یہ آواز لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ ہر جگہ سنائی دیتی ہے۔ ہٹلر نے گذشتہ انتخابات میں جو کامیابی حاصل کی وہ تیس سال سے کم عمر کے نوجوانوں کے ووٹوں کا نتیجہ تھا۔ ووٹ دینے والے کی عمر کم از کم اکیس سال ہونی چاہئے۔ انتخاب عام سے چند ہفتے پیشتر اس قاعدہ کو بدل دیا گیا اور ووٹ دہندہ کی عمر کم از کم بیس سال مقرر ہو گئی ہے اس سے ووٹروں کی تعداد میں دس لاکھ کا اضافہ ہو گیا۔ عہد نامہ ورسلیز کی رو سے جو بندشیں جرمنی پر عائد کی گئیں ان کا سب سے زیادہ اثر نوجوانوں پر پڑا اور یہی نوجوان اس عہد نامہ کو توڑنے پر کمربستہ ہو گئے۔ دوسرے ملکوں میں تو اقتصادی کساد بازاری کا یہ نتیجہ ہوا کہ نوجوان مرد اور عورتیں بیکار ہو گئیں۔ ان کے لئے شادی کرنا محال ہو گیا اور نوجوانوں پر یاس اور افسردگی ایک کالے بادل کی طرح چھا گئی۔ لیکن جرمنی میں مالی تنگی کے باوجود نوجوانوں میں زندگی ہے سرگرمی ہے جوش ہے ان میں یہ احساس ہے کہ ہم اپنے ملک کی کامیابی کا اہم ذریعہ ہیں شہروں میں کسی جگہ آوارہ بھیک منگے نظر نہیں آتے۔ کوئی ان کا ذکر ہے کہ مجھ سے ایک نوجوان نے بھیک کی التجا کی۔ میں اپنا جیب ٹٹول ہی رہی تھی کہ اتنے میں سترہ برس کا ایک لڑکا خاکی وردی پہنے آنکلا اور اس نے کسی قدر سخت لہجے میں کہا۔ نہیں خاتون اسے کچھ نہ دو۔ اور اس آوارہ نوجوان کو حکم دیا کہ چلو۔ وہ غالباً اسے نوجوانوں کی مجلس میں لے گیا ہوگا جن کا ملک کے طول و عرض میں جال بچھا ہوا ہے ہٹلر سے نوجوانوں کی نہایت گہری عقیدت ہے۔

ہٹلر کی تصویر ہر نوجوان کی جیب میں

رہتی ہے اور اکثر نوجوانوں کی مونچھیں ہٹلری فیشن کی ہیں جنگ کے بعد جب فوجی جوان واپس گھروں کو آئے تو شہروں میں رات بھر شراب خوری اور عیش کا دور دورہ رہتا تھا۔ اب ایسے عشرت کدوں کے دروازوں پر تالے تو نہیں لگے ہوئے لیکن کرایہ کیلئے خالی ہے کے پوسٹر چسپاں ہیں۔ آجکل جرمن قہوہ خانوں میں نوجوان اپنی وردی کے سلسلہ گھومتے ہیں اور داخلہ کی معمولی فیس دیکر جرمن باجے کے ترانوں کیساتھ چھ گھنٹے ناچ سکتے ہیں اور قہوہ کا پیالہ پی سکتے ہیں نوجوان کی جیب میں زیادہ پیسے نہیں لیکن وہ حیست چالاک نظر آتے ہیں وہ کساد بازاری اور بے روزگاری کی پرواہ نہیں کرتے ملک میں

نازی لٹریچر کا طوفان

اٹھ رہا ہے کبھی زمانہ تھا کہ ہر کتب خانہ اور ریڈنگ روم میں نوجوان جنسی تعلقات پر نیم فحش کتابیں پڑھا کرتے تھے اب وہ سرکاری رپورٹیں نازی لیڈروں کے سوانح حیات اور جرمن نسل کے متعلق بھاری بھاری کتابیں پڑھتے ہیں۔ ہٹلر نے عورتوں کے لئے ملازمت کا دروازہ بند کرنے کے متعلق جو فرمان نافذ کیا تھا۔ نوجوانوں نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے اب جرمن لڑکیوں کے منہ میں سگرٹ نظر نہیں آتا۔ ان کے چہرہ پر پوڈر نہیں، ان کے لبوں پر مصنوعی سرخی نہیں۔ امراء اور رؤسا کے لڑکے جو پہلے کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے وہ تو ماہ تک مزدوروں کا کام رضا کارانہ جوش سے کرتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جرمنی کی حقیقی حکومت جرمنی کے نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے۔

جاپان

(از ایمن کلوس مشہور امریکن مصنف)

جب جاپانی فوج شانگھی پر حملہ کر رہی تھی تو تین کسان لڑکوں نے اپنے جسم سے کچھ خون نکال کر عہد کیا کہ ہم ملک کی خاطر اپنے آپ کو قربان کر دیں گے۔ دوسرے دن انہوں نے ڈائنامیٹ کے بم اپنے جسم پر باندھ لئے گویا وہ زندہ انسانی بم بن گئے اور خاردار باڑ کے قریب جاکر انہوں نے خفیہ سے اپنے جسموں کو آگ لگا دی جس سے بم پھٹ گئے ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور خاردار باڑ میں سے فوج کے گذرنے کے لئے رستہ بن گیا۔ یہ ہے جاپانی نوجوان کی سپرٹ ان تین انسانی بموں کی یادگار پر ہزاروں جاپانی جاتے ہیں اور عقیدت سے پھول چڑھاتے ہیں۔

جاپانی نوجوان کا جوش قربانی

پھر چند نوجوانوں نے مل کر سلطنت کے ۷۷ سالہ وزیر اعظم کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ انہوں نے اپنی صفائی میں یہ فخریہ کہا کہ ہمارا ارادہ تھا کہ ہم امریکن سفیر کو ہلاک کر ڈالتے تاکہ امریکہ اور جاپان میں جنگ چھڑ جاتی اور ہمیں داد شجاعت دینے کا موقعہ ملتا۔ ان

نوجوان مجرموں کو بچانے کے لئے نوجوانوں کی قربانی

قابل ذکر ہے۔ ہزاروں نوجوان عورتوں نے اپنے خون سے رحم کی درخواستیں لکھیں اور بہت سے نوجوان لڑکوں نے اپنی چھنگلی انگلیاں کاٹ کر ججوں کو بھیجدیں۔ جاپان کے نوجوان مختلف گروہوں میں منقسم ہیں۔ گذشتہ پانچ سال کے اندر تیس ہزار نوجوان کمیونزم کے جرم میں قید کاٹ چکے ہیں۔ سیاسی اختلافات کے باوجود نوجوانوں کی

(باقی صفحہ ۶ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۴ یوم یکشنبہ ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ ہجری نمبر ۵۴

عقائد و تعلیمی خصوصیات جماعت احمدیہ

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی تمام کتب کا ماحصل

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یقیناً دوری زان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

کیا سکھ دھرم اچھوتوں کی مشکلات کا حل پیش کرسکتا ہے؟

متلاشیان حق کی خدمت میں ایک گذارش

اسلام کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اسلام ہی کو ہی تبلیغ کے کام میں آسانیوں کی بجائے ہمیشہ دشواریاں حائل رہی ہیں۔ مخالفین اسلام ہمیشہ امراء و سلاطین اور وقت کے طاقتور اشخاص ہوتے تھے۔ برخلاف اس کے اسلام کے حامی ہمیشہ کمزور اور غریب۔ مقہور و مجبور لوگ ہوتے اسلام جہاں بھی گیا۔ وہاں یہی حال رہا۔ چنانچہ ہندوستان میں بھی مسلمان ہونے والے افراد بیشتر مظلوم، غریب اور اچھوت تھے۔ زمانہ نے دیکھا کہ اسلام زندگی کی ایک آبشار ہے جو ایک طرف مخالفت کی مستحکم چٹانوں سے گذر رہی ہے اور دوسری طرف کمزوروں اور مظلوم و مقہور لوگوں کے لئے اپنے آبحیات سے حیات تازہ عطا کر رہی ہے۔

ہندوستان اس وقت ایک ایسے دور سے گزر رہا ہے جس کی مثال تاریخ میں ملنی ناممکن ہے۔ آٹھ کروڑ انسان اپنی امید بھری نظروں سے اسلام کی طرف دیکھ رہے ہیں لیکن یہاں بھی مخالفت کا وہی رنگ نمایاں ہے کہ سیاسی دماغ رکھنے والے چالاک ہندو تعصب و عناد کے آب و گل سے مخالفت کی دیوار کو مضبوط کرنے میں مصروف ہیں۔ اچھوت ایک ایسے مذہب کی تلاش میں ہیں جو ان کی روح کو تسکین و سکون عطا کرسکے۔ وہ تبدیلئ مذہب کا ایک خوش کن خواب دیکھ رہے ہیں جس سے وہ آئندہ ایک باعزت اور باعظمت انسان بن کر دوسری اقوام کے مساوی حقوق حاصل کرسکیں۔ اچھوتوں نے دیکھ لیا کہ ایسا مذہب صرف اسلام ہی ہے اس کا ثبوت مردم شماری کی رپورٹیں ہیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں مسلمانوں کی تعداد ۲½ کروڑ تھی۔ لیکن آج خدا کے فضل سے مسلمان ۹ کروڑ ہیں۔ اس معجزانہ ترقی کے تبلیغی محرکات اچھوتوں کو بھی اسلام کے دامن سے وابستہ کر رہے ہیں مگر ان ۸ کروڑ انسانوں کی راہ میں بندرہ کروڑ ہندوؤں کی ایک مستحکم دیوار حائل ہے اور اس طرح ایک ایسے دریا کو روکنے کی کوشش کی جارہی ہے جو کبھی نہیں روکا جاسکا۔

اچھوتوں کے اسلام کی طرف میلان کو دیکھ کر ہندوؤں کا ایک طبقہ جو سیاسی اغراض کیلئے اچھوتوں کو ہندوؤں کے لئے ایک ضروری جزو سمجھتا ہے۔ بھلا کب چین سے بیٹھ سکتا تھا۔ اس نے موقع کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے ڈاکٹر امبیدکر کو اسلام قبول کرنے سے روکنا چاہا۔ چنانچہ ڈاکٹر مونجے نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر امبیدکر روحانی مقاصد سے علیحدہ ہو کر خاص مصالح کی بناء پر سکھ دھرم کی طرف رجحان رکھتے ہیں۔ تو انہوں نے اس رجحان سے استفادہ . . . کیا اور تجویز پیش کی کہ اچھوت سکھ دھرم قبول کرلیں اور ایک مخفی معاہدہ کے طور پر ذیل کی تحریر عمل میں آئی:-

"ڈاکٹر امبیدکر اس پروپیگنڈے کا مقابلہ کرنے کیلئے جو دائرہ اسلام میں اچھوتوں کو ملانے کے متعلق کیا جا رہا ہے۔ یہ اعلان کریں کہ اگر وہ تبدیلی مذہب کے وقت سکھ دھرم کو ترجیح دیں گے تو ہندو مہاسبھا اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے کہ اچھوت ہندو دھرم (سکھ دھرم) میں رہیں گے۔ حسب ذیل اعلان کرے گی کہ وہ اچھوتوں کے سکھ دھرم اختیار کرنے ماننے سکھ اچھوتوں کو ہندو ذاتوں میں شمار کرنے، معاہدہ پونا کے منظور شدہ حقوق سے پورا فائدہ اٹھانے اور غیر سکھوں کے مقابلہ کرنے پر کوئی اعتراض نہ کریگی۔"

اگر مان لیا جائے کہ اچھوتوں نے سکھ دھرم قبول کرلیا اور وہ ہندوؤں کے دامن سے بھی علیحدہ ہوگئے تو لازماً انہیں مسلمانوں سے تعاون کی کوئی توقع نہیں ہوسکتی۔ اگر ہندو سبھا نے بھی اپنی شرائط کا اعلان کردیا۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی کہ سکھ اچھوت ایک ایسا گروہ بن جائیگا۔ جسے نہ مسلمانوں کا تعاون حاصل ہے اور نہ ہندوؤں کا۔ سکھ اسے اچھوت جانیں گے اور نہ سکھوں میں اس قدر اہلیت ہے کہ وہ ۸ کروڑ انسانوں کو منظم امداد دے سکیں اور پھر جبکہ ان میں خود ۴ لاکھ سکھ اچھوت پہلے موجود ہوں۔ جو پکار پکار کر اپنی مظلومیت کی داستان سنا رہے ہوں تو اس وقت ان اچھوتوں کی حالت کیا ہوگی ان کی بربادی، محرومی، بےنظمی اور انتشار کا کیا عالم ہوگا۔ یہ نظارہ تصور میں نہیں لایا جاسکتا۔ ہم حیران ہیں کہ ڈاکٹر امبیدکر نے ایسے معاہدہ کی طرف رجحان ظاہر کرکے کونسی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔

ڈاکٹر مونجے کو جو اسلام سے اس قدر خدشہ لگا رہتا ہے وہ اچھوتوں کے سکھ دھرم قبول کرنے سے کم نہ ہوگا۔ ½ ۸ کروڑ قدیم اور جدید سکھ ہندو دھرم کے لئے اسلام سے زیادہ خطرناک ثابت ہوں گے اس قدر اقلیت کی حالت میں سکھوں کا ہندوؤں سے جو سلوک ہے وہ ڈاکٹر مونجے سے مخفی نہیں۔ بلکہ جب وہ اکثریت میں ہوگئے تو پھر یہ تجربہ نہایت تلخ ثابت ہوگا۔

اس مسئلہ کو ہم مذہبی نقطۂ نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اگر یہ مسئلہ سیاسی صورت سے طے کیا جاسکتا ہو تو ہمارے خیال میں اچھوتوں کے نقطۂ نظر سے مسٹر راجہ کا یہ قول زیادہ صحیح ہے کہ "اگر یہ تجارت اور سیاسی سودا ہے تو پھر ہم اسلام کی بولی پر معاملہ کو کیوں نہ ختم کردیں۔ جو سب سے زیادہ معاوضہ پیش کرتی ہے"۔

ڈاکٹر امبیدکار کی مصلحتیں کیا ہیں؟ اس کا ہمیں صحیح علم نہیں۔ مگر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے انسان کو غلامی سے نجات دلائے۔ ہماری دلی تڑپ ہے کہ ہم ۸ کروڑ انسانوں کو جو ہماری مادر وطن کے فرزند اور ہمارے بھائی ہیں۔ اچھوت کی لعنت سے آزاد دیکھیں۔ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے۔ جو ان کو اس لعنت سے آزاد کرسکتا ہے۔ اسلام ایک حسن ہے۔ مکمل خوبیوں کا مجموعہ ہے اور انسانی ضرورتوں کیلئے ہر ایک چیز اس میں موجود ہے اور اس لئے یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ مستقبل ہندوستان کا مذہب اسلام ہی ہوگا شاید آج اچھوت سکھ ہو جائیں۔ لیکن آخر کار ان کو اسلام کی طرف ہی اپنی مشکلات کے حل کرنے کیلئے رجوع کرنا پڑیگا اور شاید اس طرح ان کو سکھ دھرم قبول کرنے کا سودا مہنگا پڑے۔

گوردوارہ تخت صاحب اور مذہبی سکھ

امرتسر ۱۹ اگست سری گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پٹنہ میں گیارہ اکالیوں کی گرفتاری عمل میں آئی ہے پٹنہ میں تخت صاحب کے نام سے سکھوں کا ایک بہت بڑا گوردوارہ ہے اور یہ گرفتاریاں اس لئے عمل میں آئی ہیں کہ اچھوت سکھوں نے گوردوارہ میں غیر مشروط داخلہ کا حق طلب کیا تھا۔

یہ تنازعہ ایک مدت سے چلا آتا تھا اور کچھ عرصہ ہوا۔ اچھوت سکھوں اور گوردوارہ کے ارباب اہتمام کے مابین مفاہمت ہوگئی تھی۔ لیکن یہ مفاہمت زیادہ دیرپا ثابت نہیں ہوئی۔ کیونکہ اچھوتوں کو آزادانہ طور پر گوردوارہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی گئی اور اب اس مفاہمت کی خلاف ورزی کے خلاف احتجاج کے طور پر انہوں نے یہ مورچہ شروع کردیا ہے۔ پنجاب کے اچھوت سکھوں نے بھی خالصہ برادری کے نام سے پچیس پچیس افراد کے دستے بھیجے ہیں۔ تاکہ وہ پٹنہ کے مورچہ میں حصہ لے کر اچھوتوں کے مطالبہ کو زیادہ قوی بنا سکیں۔ امرتسر کی گوردوارہ پربندھک کمیٹی اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے"۔ (احسان ۲۲ اگست ۱۹۳۶ء)

ہندوستانی مذاہب میں سے خالصہ دھرم ایک ایسا مذہب ہے جو خلیبی اور مذہبی رواداری کا مدعی ہے لیکن یہ محض دعویٰ ہی ہے۔ اس کا عمل بابا گورو نانک صاحب کی وفات کے بعد ان کے ساتھ ہی دفن کردیا گیا تھا۔ مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوگا۔ کہ سکھوں میں اچھوتوں سے کیا سلوک کیا جارہا ہے اور جس کا ردعمل شروع ہوچکا ہے۔ سکھوں کے مظالم "مذہبی سکھ" پر اس قدر ہوچکے ہیں کہ مجبوراً ان کو ستیہ گرہ کرنی پڑی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے چارے بڑے گھر بھیجے جارہے ہیں۔

اس واقعہ سے دو حقیقتوں کا اظہار ہو گیا ہے۔ ایک یہ کہ سکھ دھرم میں اتنی وسعت نہیں کہ دوسرے فرقے بھی تبدیل مذہب کے بعد اس میں سما سکیں اور دوسرے جو ڈاکٹر مونجے نے اچھوتوں کو سکھ دھرم قبول کرنے کا مشورہ دیا ہے وہ کہاں تک درست ہے۔ دراصل ڈاکٹر مونجے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے اچھوتوں کو سکھ ازم کے تاریک گڑھے میں دھکیل رہے ہیں وہ مذہب جو اپنے پیروؤں کو عبادت گاہ میں ایک سطح پر نہیں لا سکتا بھلا اس میں کسی نئے آدمی کے آنے کی گنجائش ہی کہاں ہے؟

پنجاب اسمبلی و خواتین

آج کل لاہور کی مسلمان خواتین میں آئندہ انتخاب کے متعلق بہت چرچا ہو رہا ہے۔ متعدد خواتین رکنیت کے لئے امیدوار ہیں اور اپنے حق میں بہت شدومد سے پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے پچھلے دنوں شالامار باغ میں عورتوں کا ایک میلہ تھا۔ اس میں بعض امیدوار عورتوں کی طرف سے پلاؤ۔ نان۔ کباب اور مشروبات سے عورتوں کی تواضع کی گئی۔ یہاں تک تو زیادہ قابل اعتراض بات نہ تھی۔ لیکن اس سے بڑھ کر مخالف امیدوار خواتین کا نام لیکر مردہ باد کے نعرے لگائے گئے اور پھر "سیاپا" (ماتم وسینہ کوبی) بھی کیا گیا۔ یہ واقعہ نہایت شرمناک ہے اس حالت میں کہ مسلمان خواتین کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اسلامی تعلیم کے خلاف حرکات کی مرتکب ہوں۔ اگر اسی طرح مخالف پارٹی بھی برسرپیکار رہ جائے تو ڈر ہے کہ کہیں عورتیں آپس میں گتھم گتھا نہ ہو جائیں

غیر مسلم عورتوں کے لئے بھی دو نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ لیکن اُن کے ہاں کوئی شور نہیں۔ کوئی جھگڑا نہیں اخبارات میں کوئی خبر شائع نہیں ہوئی جس سے ان کی اندرونی کشمکش کا سراغ لگایا جا سکے۔ اگر مسلمان بہنیں اپنی غیر مسلم بہنوں سے زیادہ نہیں تو کم از کم ان جیسا رویہ ... تو ضرور اختیار کریں۔

ہمارے خیال میں تو بہتر یہ ہوگا کہ چند معزز خواتین کا ایک بورڈ بنا لیا جائے جو امیدواروں میں بہترین خواتین کو چن لیں اور وہ ... خواتین بلا مقابلہ اسمبلی میں نامزد کر دی جائیں۔ اسی طرح مسلم قوم کا بہت سا روپیہ بچ جائیگا جو کسی دوسرے مفید کاموں پر صرف کیا جا سکتا ہے

مولانا ابوالکلام آزاد اور امارت

لاہور کے ایک نوجوان قومی کارکن عزیز ہندی ہیں وہ ایک عرصے سے مسلمانوں کے لئے ایک امیر کے متلاشی تھے آخر ایک عرصہ کے بعد انہوں نے ایک جلسہ میں مولانا ابوالکلام آزاد کا نام امارت کیلئے پیش کیا۔ لیکن مولانا کا ایک مکتوب روزنامہ "انقلاب" میں شائع ہوا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں :-

لاہور کے ایک جلسہ میں مجھے امیر منتخب کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے میرے خیال میں بحالات موجودہ یہ اقدام مسئلہ امارت کی تضحیک ہے۔ میں نے عزیز صاحب کو لکھ دیا تھا کہ اس خیال کو دماغ سے نکال دیں؛

ہم جناب عزیز ہندی صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے کہ ان کا جذبہ واقعی قابل داد ہے۔ لیکن جس امیر کیلئے تڑپ آپ کے دل میں ہے اس کی تلاش خود مولانا ابوالکلام کو ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

شاید کوئی مرد کار اور صاحب عزم وقت کی پکار پر لبیک کہے اور زمانہ کی طلب جستجو کا سراغ بنے۔ آج اگر کام ہے تو یہی کام ہے اور ڈھونڈنا ہے تو صرف اس کو؛

(تذکرہ صفحہ ۲۵)

آپ امام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی طرف رجوع کیجئے۔ مسلمانوں کی تمام مشکلات کا حل آپ کو حضرت مرزا صاحب کی کتب میں مل جائیگا۔ ان کا مطالعہ کیجئے اور انشاء اللہ تعالیٰ امارت کا معاملہ خود بخود حل ہو جائیگا۔

اچھوتوں کیساتھ مسلمانوں کی فراخدلی

سوامی کلیجگا نند سنیاسی نے اپنے ایک بیان میں لکھا ہے کہ اگر قابل اچھوت مسلمان ہو جائیں تو مسلمان رہنما ان کے لئے زیادہ سے زیادہ ایثار کرنے کو تیار ہیں چنانچہ آنریبل شیخ مشیر حسین قدوائی ممبر کونسل آف سٹیٹ۔ سیٹھ حاجی عبد اللہ ہارون ممبر اسمبلی۔ مولانا شوکت علی ممبر اسمبلی۔ سید علی ظہیر ممبر یو۔ پی کونسل اور بعض دیگر حضرات نے یقین دلایا ہے کہ وہ اپنی نشستیں اچھوت لیڈروں کیلئے چھوڑنے کو تیار ... ہو جائیں گے۔ اسی طرح ڈاکٹر ضیاء الدین احمد۔ ایم۔ ایل۔ اے ارشاد فرما چکے ہیں کہ اگر کوئی قابل اچھوت مسلمان مل سکے تو وہ نہ صرف اسمبلی میں اپنی نشست بلکہ وائس چانسلری تک اس کے حوالے کرنے پر آمادہ ہیں۔

اس کے علاوہ مسلمان رہنما اور اسلامی انجمنیں اور اسلامی اخبارات بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ جس تعداد میں اچھوت اقوام اسلام میں داخل ہوں گی اس کے علاوہ مسلمان اپنے تمام حقوق بھی ان کے حوالے کر دینے پر تیار ہیں کیونکہ جب اچھوت مسلمان ہو گئے تو پھر انہیں ہر وہ حق حاصل ہو جائیگا جو مسلمانوں کو حاصل ہے اور ان میں اور پیدائشی مسلمانوں میں کوئی فرق باقی نہ رہے گا۔ بلکہ تجربہ مظہر ہے کہ عامۃ المسلمین کا رجحان پیدائشی مسلمانوں کی نسبت نومسلموں کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔

اچھوتوں کو چاہیئے ذرا پنڈت مدن موہن مالوی جی وائس چانسلر بنارس یونیورسٹی سے بھی پوچھ دیکھیں کہ آپ جو اتنے اچھوت ادھار کے حامی بنے پھرتے ہیں کیا آپ کسی قابل و تعلیمیافتہ اچھوت کے لئے اپنی وائس چانسلری خالی کرنے کو تیار ہیں۔

چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم

دلی درد کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے مکرم دوست چوہدری محمد حسین صاحب انسپکٹر دینیات تعلیم جو ایک عرصہ تک احمدیہ بلڈنگس میں رہے اور حال میں ہی اپنے نئے تعمیر کردہ مکان واقعہ ڈیورنڈ روڈ کو نقل مکان کر گئے تھے۔ ۲۰ ر اگست کو اپنے وطن چنیوٹ ضلع جھنگ میں وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم چند روز کی رخصت لیکر اپنے عیال کو وطن چھوڑنے گئے تھے۔ وہاں میعادی بخار میں مبتلا ہو کر اس جہان فانی کو خیرباد کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے اور ہر شخص سے نہایت اخلاق اور ہمدردی سے پیش آتے تھے۔ کوئی حاجتمند اور قابل امداد شخص آپ کی عملی ہمدردی سے کبھی محروم نہیں گیا۔ حقیقۃً وہ ہم میں رہے ہمارے ہر ایک کام میں خصوصاً تعلیمی کام میں ہر طرح سے عملی ہمدردی کا ثبوت دیتے رہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں داخل فرمائے اور ان کی بیگم صاحبہ اور خوردسال بچوں اور دیگر متعلقین کو صبر عطا فرما دے۔ احباب مرحوم کا جنازہ غائبانہ ادا فرما دیں۔

ہندوستانی اخبار نویس

جب کسی سنیما کا مالک جریدہ نگاروں کو دعوت تماشا اور کوئی خاص فلم دکھلا کر چائے کی ایک پیالی پلاتا ہے۔ یا جب کوئی مصنف یا مؤلف اپنی کتاب کا ایک نسخہ ایڈیٹر کی خدمت میں بغرض ریویو ارسال کرتا ہے یا جب کوئی طبیب اپنی بنائی ہوئی کسی دوا کی شیشی دفتر اخبار میں ہدیۃً بھیجتا ہے۔ تو "ریویو" اور "تنقید" کے معنی صرف یہ ہوتے ہیں کہ اس قسم کی تجارتوں میں سے کسی تجارت کو نفع بخشنے والا کوئی مضمون لکھ کر شائع کیا جائے۔ "تنقید" یا "ریویو" کے اصلی معنی مہمان نوازی اور چائے کی پیالی میں غرق ہو جانے کے ہیں کم سے کم توقع کی جاتی ہے کہ ایسا ہوگا۔

جہاں تک سنیما اور ان کے تماشوں کا تعلق ہے۔ "فری پاس" کا تو میں ذکر نہیں کرتا۔ یہ معاملہ ذاتی ہے۔ لیکن ان تمام اصحاب سے ضرور مخاطب ہونا چاہتا ہوں۔ جو ایک بُرے فلم کو اچھا کہکر کمپنی کی آمدنی میں اضافہ کا باعث بنتے ہوں۔ اسی طرح ان تجارت پیشہ مالکان سنیما سے جو اپنے تماشوں کی خوبی کی سند جریدہ نگاروں سے حاصل کرتے ہیں یہ کہنا ہے کہ اخباروں کی رائے کو اس قدر سستے داموں خریدنے کا طریقہ کتنا ہی نفع بخش ہو مگر قابل اعتراض ہے

بعض حالات میں اس تصدیق و سند کا تعلق صرف چائے کی پیالی ہی سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اخبار کے اشتہاری کالموں کی آمدنی سے بھی ہوتا ہے کسی فلم کی تعریف کر دینا یا کسی کتاب پر اچھا ریویو لکھ دینا صیغہ اشتہارات کے منیجر کے نفع بخش مصالح کا معاون ہے۔ چائے کی پیالی ضیافت ہوتی ہے اور مستقل اشتہار کا کنٹریکٹ کا عملی شکریہ۔ وہ ضیافت۔ یہ امید ریویو۔ اور یہ بعد کو برسبیل اظہار تشکر۔ اس طرح گویا اخبار نویس بھی تماشوں۔ تھیٹروں اور سنیماؤں اور کتب فروشوں کی آمدنی میں روپیہ میں ایک پائی کے حصہ دار ہو جاتے ہیں۔

یہ چیز یورپین صحافت میں بھی کسی حد تک موجود ہے۔ مگر وہاں کی قیمتیں اونچی اور سودا گراں ہوتا ہے۔ اس مفلس ملک میں معاملہ دس بیس روپیہ کا ہوتا ہے اور ان خوشحال ملکوں میں دس بیس ہزار کا۔ یہ غریب ایمان اور رائے فروخت کرتے ہیں۔ تو اس کی قیمت بھی زیادہ نہیں مانگ سکتے اس لئے کہ ہمارے بازار کا بھاؤ گرا ہوا ہے۔

(پیام)

کیا نشانات سے حضرت مسیح موعود کی نبوت ثابت ہوتی ہے؟

ایک قادیانی سوال اور اس کا جواب

(از قلم جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

قادیانی حضرات کی طرف سے عام طور پر یہ سوال پیش کیا جاتا ہے کہ:

سوال: "چشمہ معرفت میں حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں:- اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی اس سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

جب حضرت مسیح موعود کے نشانات ہزار نبی پر تقسیم کرنے سے ان کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ بالفاظ دیگر آپ کے نشانات کے ہزارویں حصہ سے ایک نبی کی نبوت ثابت ہو جاتی ہے تو آپ کی اپنی نبوت ان سے کیوں ثابت نہیں ہوتی۔؟

الجواب:- اس کا جواب مختصراً ...... یہ ہے کہ ساری غلطی اسی بات سے پیدا ہوتی ہے کہ نشانات یا مبشرات کو اصل نبوت سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ اصل نبوت نہیں بلکہ مرہیات میں سے ہیں اور جس طرح نبیوں کی نبوت ان سے ثابت ہو سکتی ہے۔ اولیاء یا مجددین کی ولایت یا مجددیت بھی انہی سے ثابت ہو سکتی ہے گویا مبشرات یا نشانات انبیاء اور اولیاء دونوں کو دیئے جاتے ہیں۔ اور اسی قدر دیئے جاتے ہیں جس قدر اتمام حجت کیلئے ان کی ضرورت ہو۔ بغیر اس لحاظ کے کہ کوئی نبی ہے یا ولی۔ بسا اوقات اولیاء کے نشانات بعض انبیاء کے نشانات سے بڑھ جاتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء کو اپنے اپنے زمانہ میں اس قدر نشانات کی ضرورت پیش نہ آئی تھی جس قدر بعض اولیاء کو پیش آئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم الشان نبی کے متعلق قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے۔ ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو نو کھلے نشانات دیئے۔ یہ ایک صاحب شریعت نبی کا حال ہے کہ صرف نو نشانات اس کی نبوت کے ثبوت کیلئے کافی سمجھے گئے جو ہزار نبی تو کجا دس نبیوں پر بھی پوری طرح تقسیم نہیں ہو سکتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نشانات کی کثرت کا نام نبوت نہیں بلکہ نبوت ایک علیحدہ چیز ہے جس کے ثبوت کیلئے نشانات دیئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی ولایت و محدثیت کیلئے بھی نشانات کی ضرورت ہوتی ہے۔ قلیل ہوں یا کثیر۔ اس سے وہی چیز ثابت ہوگی جس کی تائید کیلئے وہ دیئے گئے۔ ایک ولی یا مجدد یا محدث کے زیادہ نشانات بھی اسے نبی نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ وہی نشانات اگر نبیوں کو دیئے جاتے تو ان کی نبوت ان سے ثابت ہو جاتی تاہم اگر وہ ولی یا مجدد و محدث کو دیئے گئے ہیں تو اس کی ولایت و محدثیت ہی ان سے ثابت ہوگی۔ اس کو وہ نبی ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ نبوت کے مقام پر وہ کھڑا ہی نہیں کیا گیا۔ یا زیادہ سے زیادہ اس کے نبی متبوع کی نبوت اس سے ثابت ہوگی۔ کیونکہ اس کی اتباع سے وہ نشانات دیئے گئے۔ غرض نشانات نبی کو بھی دیئے جاتے ہیں اور ولی کو بھی۔ لیکن ان کی وجہ سے کوئی ولی نبی نہیں بن سکتا۔ حضرت امام شعرانی لکھتے ہیں۔ اعلموا ان جمہور العلماء قائلون بان ما کان معجزۃ لنبی جاز ان یکون کرامۃ لولی (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ مصری) تمام علماء اس بات کے قائل ہیں کہ جو چیز نبی کے لئے معجزہ ہے وہی ولی کے لئے کرامت ہے۔ چیز ایک ہی ہے۔ جس سے نبی کی نبوت اور ولی کی ولایت ثابت ہوتی ہے۔ اور کوئی کثرت و قلت کسی ولی کو نبی یا نبی کو ولی نہیں بنا سکتی۔ اس لئے اگرچہ یہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی نبوت ان سے ثابت ہو سکتی ہے تاہم خود حضرت مسیح موعودؑ ان نشانات کی وجہ سے نبی نہیں بن سکتے۔ کیونکہ آپ کو مقام نبوت پر کھڑا نہیں کیا گیا۔ آپ کو مقام ولایت و محدثیت پر کھڑا کیا گیا۔ زمانہ کا مجدد اور مسیح موعود بنایا گیا اور جو نشانات آپ کو دیئے گئے۔ وہ اسی مقام کی تائید میں دیئے گئے۔ یا اس نبی متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت میں جس کی اتباع اور جس کے فیضان سے یہ عظیم الشان مقام آپ کو حاصل ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

مویشیوں میں متعدی امراض

کے پھیل جانے کے خدشات

صاحب ڈائرکٹر محکمہ وٹرنری پنجاب نے مویشیوں کے متعلق مندرجہ ذیل تخمینہ جات مدت مختتمہ فروری ۱۹۳۶ء عوام کی اطلاع کے لئے شائع کیا ہے:-

موک:- یہ مرض صوبہ کے قریباً سارے اضلاع میں ابھی تک پھیلا ہوا ہے گو چنداں شدید صورت میں نہیں۔ اور اغلب ہے کہ جب میلوں کے مواقع پر مویشیوں کی وسیع پیمانہ پر نقل و حرکت ہوگی تو یہ بیماری زیادہ شدید صورت اختیار کرے گی لہٰذا مالکان مواشی کو اس امر کی خاص کوشش کرنی چاہئیے کہ جونہی یہ بیماری ان کے گاؤں میں نمودار ہو وہ قریب ترین وٹرنری ہسپتال کے ناظم وٹرنری اسسٹنٹ کو فوراً اطلاع دی جائے تاکہ مناسب انسدادی تدابیر اختیار کی جاسکیں پیشتر اس سے کہ بیماری پھیل جائے اور پھر قابو میں نہ آئے وسطی پنجاب کے اضلاع میں اس بیماری کے انسداد کے لئے بہت سے ٹیکے لگائے گئے جن کی کامیابی سے ظاہر ہوتا ہے کہ مویشیوں کو اس سے محفوظ رکھنے کا اب تک یہی ایک نہایت اطمینان بخش طریقہ ہے۔

موک کی وبائی صورت کا انسداد کرنے کے لئے اس جدید طریقہ کو راولپنڈی اور ملتان ڈویژن کے مختلف اضلاع میں بتدریج وسعت دی جا رہی ہے مالکان مویشی کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ ویکسین (ٹیکہ کی دوائی) کے فوائد معلوم کرنے کے لئے اپنے قریب ترین وٹرنری اسسٹنٹ سے مل کر مشورہ کریں۔

گلگھوٹو:- اغلب یہ ہے کہ یہ بیماری ان رقبوں میں جو دریا کے قریب ہیں یا جہاں طغیانی اور سیم کا پانی آجاتا ہے وسیع پیمانہ پر پھیلے گی بس کی بارشوں کے بعد۔ ماہ جنوری ۱۹۳۶ء میں یہ مرض غالباً وبائی صورت اختیار کرے گا۔ زمینداروں کو پرزور مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ موسم سرما کی بارشوں سے پہلے اپنے مویشیوں کو اس مرض سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹیکہ لگوائیں۔

کھر منہ کی بیماری:- غالباً یہ بیماری سارے صوبہ میں نمودار ہوگی۔ توقع ہے کہ جن اضلاع میں سے مواشی میلوں کو جاتے ہوئے یا وہاں سے آتے ہوئے گزریں گے وہاں یہ بیماری کثرت سے پھیلے اور ممکن ہے کہ اضلاع سیالکوٹ۔ فیروزپور۔ لدھیانہ۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ شیخوپورہ اور لاہور میں شدید صورت اختیار کرے۔

گول سٹ:- توقع ہے کہ یہ بیماری اضلاع اٹک۔ مظفر گڑھ ڈیرہ غازی خاں اور فیروزپور میں نمودار ہو اور انبالہ ڈویژن کے اضلاع میں اکا دکا مویشی اس میں مبتلا ہو جائیں۔

سرا:- توقع ہے کہ مکھیوں کے موسم کے آغاز سے یہ بیماری وسیع پیمانہ پر پھیل جائے۔ اس کا دائرہ اثر زیادہ تر اضلاع شاہپور گجرات۔ شیخوپورہ۔ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں بارش کے پیمانہ پر موقوف ہوگا اور ممکن ہے۔ کہ صوبہ کے نشیبی رقبوں اور دریائی علاقوں میں گھوڑوں اور اونٹوں میں یہ بیماری غیر وبائی صورتیں نمودار ہوں۔

کرمی مرض:- جگر میں کیڑے پڑ جانے کا مرض غالباً ان نشیبی اور سیلابی اور سیم زدہ علاقوں میں نمودار ہوگا۔ جن کا ذکر گلگھوٹو کے سلسلہ میں کیا گیا ہے۔ اس مرض کے خلاف جو تدابیر نہایت امید افزا ہیں ان کی نوعیت انسدادی ہے مالکوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے قریب ترین وٹرنری اسسٹنٹ سے مشورہ کریں۔

جراثیم کی بیماریاں:- جگر میں کیڑے پڑنے کی بیماری کے علاوہ ممکن ہے کہ جراثیم کے دیگر امراض سیم زدہ علاقوں کے مویشیوں میں عام طور پر پائے جائیں مالکان مویشی کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اپنے قریب ترین وٹرنری اسسٹنٹ کی صلاح لیں۔

مالکان مواشی کو اس بارہ میں بھی نصیحت کیا جاتا ہے کہ دیہات میں وبائی امراض پھیلنے کا بڑا باعث مویشیوں کے میلے ہیں اپنے مواشی کی حفاظت کے لئے اہل دیہات کا یہ مطالبہ ہونا چاہئیے۔ کہ جب میلوں سے مویشی واپس آئیں تو ان کو دس دن تک علیحدہ جگہ میں رکھنا چاہئیے۔ تاکہ وہ گاؤں کے گلہ کے ساتھ مل کر اس کو بیماری کے عظیم خطرہ میں نہ ڈالیں۔

محکمہ مذکور کے زیر اہتمام اس وقت تین سو باقاعدہ اور مستقل وٹرنری ہسپتال ہیں اور قریباً ۱۲ سو شفاخانے صوبہ کے دیہاتی علاقوں میں کام کر رہے ہیں جہاں سے وبائی امراض کے نمودار ہونے پر زمینداروں کو فوری اور مفت امداد حاصل ہو سکتی ہے

پنجاب میں تل کی فصل بابت ۳۶-۱۹۳۵ء کا پہلا تخمینہ

۳۶-۱۹۳۵ء سے پہلے پانسال کے اندر پنجاب کے اندر جس قدر رقبہ میں تلوں کی کاشت کی گئی۔ وہ برطانوی ہند کے کل رقبہ زیر کاشت تل کا تقریباً ۱۰.۶۹ فی صدی تھا۔

موسم اور رقبہ:- جون اور جولائی میں کافی بارش ہو جانے کے باعث موسم تخم ریزی کے لئے بالعموم موافق رہا۔ جولائی کے آخر میں تلوں کا رقبہ زیر کاشت تخمیناً ۹۰۴۰۰ ایکڑ تھا۔ (جس میں ۶۳۰۰ ایکڑ رسمی تخمینہ کے شامل ہیں) یہ تخمینہ گزشتہ سال کے اصل رقبہ سے بقدر ۶ فی صدی زیادہ لیکن گزشتہ سال کے پہلے تخمینہ سے بقدر ۹ فی صدی کم تھا۔ بعض اضلاع میں ابھی تک بھی تخم ریزی جاری ہے اور ممکن ہے کہ موجودہ تخمینہ کے بالمقابل دوسرے

ہر جماعت حب الوطنی اور وفاداری میں کسی سے کم نہیں۔ یہ نہایت بیکر اور آزاد خیال جاپانی اپنے شہنشاہ کے لئے مرنا فخر سمجھتا ہے دوسرے ملکوں کی طرح جاپان کے نوجوان بھی مادی عادات کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں۔ کسانوں اور چھوٹے قصبوں میں رہنے والے لوگوں کے لئے اعلیٰ تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ وہ زمانہ حاضرہ کی سہولتوں سے بے بہرہ ہیں یونیورسٹی کے گریجوئیٹوں کیلئے ملازمت کا دائرہ تنگ ہے۔ دفتری حکومت کے کارپردازان نے سرکاری ملازمتیں اپنے خویش واقارب کے لئے مخصوص کر رکھی ہیں اس لئے دفتری حکومت کے خلاف نوجوانوں میں بے چینی بڑھ رہی ہے۔

جاپانی نوجوان کے دل میں اپنے ملک اور شہنشاہ کی محبت اس قدر غالب ہے کہ ان کی نفسی اغراض کی کوئی حقیقت نہیں رہتی وہ حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہیں اور مغربی ملکوں کے نوجوانوں سے زیادہ خوش وخرم ہیں

نوجوان سلطنت کے رکن ہیں

جاپان کے نوجوان جاپان کی سلطنت کے رکن ہیں وہ فدا وش آتش فشاں پہاڑ بھی ہیں جو اگر پھٹ گیا تو ممکن ہے کہ سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ وہ نتائج دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کوشش میں اپنے سر کٹانے کو تیار ہیں۔

امریکہ

(از ہربرٹ انگرمشہور مؤرخ)

امریکہ کا نوجوان باجے والوں اور جلوس کا انتظار کر رہا ہے۔ وہ کچھ نہ کچھ عمل کام کرنا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کوئی خاص مقصد پیش سامنے ہو جس کے لئے وہ لڑ سکیں۔ پندرہ سال پیشتر یہ حالت نہ تھی۔ سنہ ۱۹۲۰ء کے نوجوان یہ سمجھتے تھے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے ہم اس کیلئے ذمہ دار نہیں جو ہو رہا ہے ہونے دو۔ ہم دنیا کو بڑوں کی غلطیوں سے بچا نہیں سکتے لیکن آج امریکہ کا نوجوان مرد اور عورت غیر جانبدار نہیں رہ سکتے۔ اگر کالج میں ہڑتال ہوگی تو طلباء دو پارٹیوں میں بٹ جائیں گے ایک وہ جو ہڑتال کے حق میں ہیں دوسرے وہ جو اس کے مخالف ہیں۔ محض غیر جانبدار ناظرین کی کوئی پارٹی نہیں ہوگی۔ ہاں تو میں نے کہا کہ امریکہ کا نوجوان باجے والوں اور جلوس کا انتظار کر رہا ہے وہ خود جلوس مرتب نہیں کر سکتا۔ اسے پتہ نہیں کہ جلوس نکالا جائے تو کس لئے؟ اگر سماج کے رہنما اس کے سامنے کوئی خاص مقصد رکھیں تو امریکہ کا نوجوان اس کے حصول کی تحریک میں جان ڈال سکتا ہے اس صورت حالات میں امید بھی ہے اور خطرہ بھی۔ خطرہ یہ ہے کہ امریکن نوجوان کہیں کمیونزم کی لہروں میں نہ بہہ جائیں۔ لڑکے اور لڑکیاں کچھ کام کرنا چاہتی ہیں۔ کمیونسٹ لیڈر انہیں کام دے سکتے ہیں۔ جلسہ میں آؤ۔ پمفلٹ تقسیم کرو۔ جلوس مرتب کرو۔ وہ نوجوان لڑکیوں اور مردوں کے جوش عمل کا ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر کمیونسٹ کے بجائے فسطسٹ لیڈر کام کرنا چاہیں تو نوجوان اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ موجودہ نوجوانوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا بہترین نہیں رہی ہے کیونکر بہترین رہی ہے اس کا انہیں کوئی علم نہیں۔ انہیں اعتماد ہے کہ دنیا کو بہتر بنانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اگر جمہوریت پسند امریکن لیڈر اپنا عملی پروگرام نوجوانوں کے سامنے رکھیں تو ملک فیسزم اور کمیونزم سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

جنسی تعلقات پر توجہ دینے کی فرصت نہیں

آج کے دن امریکن نوجوان اپنے ہیٹی ردی کی نسبت محبت کے جھگڑوں میں کم الجھتا ہے وہ عملی سیاسی اور اقتصادی معاملات کی طرف نسبتاً زیادہ متوجہ ہے۔ وہ سب سے پہلے کساد بازاری کا مقابلہ کرنے پر کمربستہ ہو جانا ہر وہ "ڈلاس اور گریٹ" جیسے دنیاوی محبت ایسے اقوال کو سراسر بے معنی سمجھتا ہے۔ اس قابل تعریف ذہنیت کا کیا نتیجہ ہوگا ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ممکن ہے کہ اس کے سارے ولولے ضائع ہو جائیں اس کا جوش ٹھنڈا پڑ جائے۔ اگر ایسا ہوا تو نوجوان ہم پر لعنت بھیجیں گے۔

رفتار عالم

ہندوستان

—— لاہور ۲۱ راگست۔ آج صبح ۱۱ بجے دیوان رہنمانند مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں مسٹر غلام احمد مضطر ہاشمی ایڈیٹر "نیرنگ" کے خلاف اختر علی خاں کے دائر کردہ مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند کی سرسری سماعت ہوئی۔

—— لکھنؤ ۲۱ راگست۔ مدح صحابہ پڑھنے کے سلسلے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں آج ۳۹ اشخاص کو گرفتار کر لیا گیا ہے تقریباً ایک سو اشخاص اسی سلسلے میں گرفتار ہو چکے ہیں

—— رنگون بذریعہ ڈاک۔ حکومت برما نے بنگالی نظربندوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے چند نظربندوں کو جن کی آزادی ضابطہ فوجداری برما کے ماتحت سلب کی گئی تھی۔ رہا کر دیا گیا ہے

—— لاہور ۲۲ راگست۔ سیکرٹری پنجاب کونسل نے ممبروں کو مطلع کیا ہے کہ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے کونسل کی میعاد میں اس تاریخ تک توسیع کر دی ہے جو بعد میں مشتہر کی جائے گی۔

—— لاہور ۲۲ راگست۔ آج دیوان رہنمانند مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں آغا عبدالکریم شورش رکن مجلس اتحاد ملت کے خلاف زیر دفعہ $\frac{302}{111}$ تعزیرات ہند مقدمہ کی سماعت ہوئی۔

—— بمبئی ۲۲ راگست۔ مسلم لیگ میں ایسوسی ایشن کے سپاسنامہ کے جواب میں خان عبدالغفار خاں نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ میں سپاہی ہوں اپنا فرض منصبی بجا لاتا ہوں تحقیق و تفتیش میرا کام نہیں۔

—— کراچی بذریعہ ڈاک۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کرشنا سہائے پروپرائٹر فرم کرشنا سہائے اینڈ کمپنی بینکر نانیڈ مرچنٹس بندر روڈ نے ملک کی عام مقروضیت سے متاثر ہو کر بیس تیس ہزار کے قریب قرضے معاف کر دیئے ہیں دوسرے ساہوکاروں کے لئے قابل تقلید اقدام ہے۔

—— لاہور ۲۲ راگست۔ حکومت ہند کے محکمہ اطلاعات نے اعلان کیا ہے کہ ہندوستان کا ایک نیا نقشہ تقریباً تیار ہو گیا ہے جس کی تیاری میں اندازاً سو سال صرف ہوئے ہیں اور اس کی تکمیل کی کوشش میں بیسیوں جانیں تلف ہو چکی ہیں۔

—— امرتسر ۲۲ راگست۔ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پٹنہ میں گیارہ اکالیوں کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ پٹنہ میں تخت صاحب نام ایک بہت بڑا گوردوارہ ہے اور یہ گرفتاریاں اس لئے عمل میں آئی ہیں کہ اچھوت سکھوں نے اس گوردوارہ میں داخلہ کا حق طلب کیا تھا۔

—— نینی تال ۲۲ راگست۔ کنور مہاراج سنگھ ہوم ممبر حکومت یو۔ پی نے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے پچاس روپیہ روانہ کئے ہیں۔

—— بمبئی ۲۲ راگست۔ ورکنگ کمیٹی نے افسوس کے ساتھ راجگوپال اچاریہ کا استعفاء قبول کر لیا۔

—— شیخوپورہ ۲۲ راگست۔ ننکانہ صاحب کی ایک ایجنسی نے امسال ۱۵۹۵ من بنولے بغرض تخم ریزی فروخت کئے ہیں۔ صوبہ میں یہ فروخت کی زیادتی کا ریکارڈ ہے۔

—— ناگپور ۲۲ راگست۔ امراؤتی سے فرقہ وارانہ کشیدگی کے متعلق تازہ ترین اطلاع منتظر ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کا خاطر خواہ اثر ہوا ہے۔ اب صورت حالات پرسکون ہے۔

ممالک خارج

—— قاہرہ ۲۲ راگست۔ واقعات فلسطین سے تمام عالم اسلام مضطرب اور پریشان ہے۔ امیر عمر طوسوں نے برطانوی ہائی کمشنر کو ایک مکتوب لکھا ہے کہ فلسطین کی مشکلات کا حل جلد سے جلد کرکے مشرق کی تمام اقوام کو مطمئن کیا جائے۔

—— ۲۱ جولائی۔ عرب پادریوں کے ایک جلسہ میں ذیل کی تجاویز منظور کی گئی ہیں:-

(۱) یہودیوں کی فلسطین میں ہجرت کو فوراً روک دیا جائے (۲) ہائی کمشنر اور حکومت برطانیہ کی فلسطینی حکمت عملی کے خلاف احتجاج کیا جائے اور مسیحی باعزت اور حکمرانوں کو تار دیئے جائیں کہ معاملات فلسطین میں مداخلت کریں۔

—— پورٹ سعید بذریعہ ڈاک۔ سلطان صالح بن غالب القعیطی والئے مکلا اپنے وزیر سید ابوبکر العلوی کی معیت میں یہاں پہنچے آپ دو روز پورٹ سعید میں قیام کریں گے۔

—— یروشلم ۲۲ راگست۔ وسطی فلسطین میں جبل بدر کے مقام سوئیب عربوں کے ایک مسلح گروہ اور برطانوی فوج کے دستوں میں دن بھر جنگ ہوتی رہی۔ بطور نتیجہ پندرہ عربوں نے جام شہادت نوش کیا۔

—— القدس ۲۲ راگست۔ ایک برطانی یہودی لیوس ملنگ کو جو عبرانی یونیورسٹی میں عربی زبان کا لیکچرار تھا اس کے مکان کے متصل گورنمنٹ ہاؤس میں کسی نے گولی کا نشانہ بنا دیا۔

—— جامع ازہر کے متاز طلبہ ترکی میں آئے ہیں تاکہ وہاں کی علمی دنیا سے اپنا تعلق پیدا کرکے اس علمی اتحاد سے دونوں ممالک فائدہ اٹھائیں

—— پولینڈ میں ۱۲ ہزار مسلمان آباد ہیں۔ کلام مجید اور دیگر کتب اسلامی کا ترجمہ پولش زبان میں کیا جا چکا ہے۔ اب تجویز ہے کہ طلبہ کی ایک جماعت کو غرض تعلیم ازہر بھیجا جائے۔

—— برلن ۲۲ راگست۔ جرمنی نے سپین کے معاملہ میں غیر جانبدار رہنے کے عہد پر ایک اور شرط عائد کر دی ہے۔ جرمنی کا مطالبہ ہے کہ جہاز "کامرول" کے حادثہ کا خاطر خواہ جواب دیا جائے اور تسلی بخش فیصلہ کیا جائے۔

—— سیولی ۲۲ راگست۔ انقلاب پسندوں نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے ملک کے ۳۱ صوبوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ صرف اٹھارہ صوبوں پر حکومت کا تسلط باقی ہے۔

—— پیرس ۲۲ راگست۔ جریدہ "لا جرنل" کے بحری جہاز پر ہسپانی فوج کی گولہ باری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یورپ کا امن اس وقت ایک بال سے آویزاں ہے۔ ساحل ہسپانیہ کا خفیف سا واقعہ فرانس کی تجویز عدم مداخلت کو نقش برآب کر دے گا۔

—— انگورہ ۲۲ راگست۔ حکومت اطالیہ کے ناظم تجارت آج یہاں پہنچے تاکہ ترکی اور اطالیہ میں تجارتی معاہدہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے

—— انگورہ ۲۲ راگست۔ دول متحدہ بلقان نے تجویز کی ہے کہ بخارسٹ بلغراد، ایتھنز اور استنبول کے مابین روزانہ ہوائی ڈاک کا انتظام کیا جائے

—— برلن ۲۲ راگست۔ حکومت ہسپانیہ کی طرف سے جرمن جہاز کی تلاشی پر جرمنی میں خاص احتجاج کیا جا رہا ہے جرمنی نے اعلان کیا ہے کہ اپنے افعال کے نتائج کی ذمہ داری ہسپانیہ پر عائد ہوتی ہے۔

—— جبل الطارق ۲۲ راگست۔ ملاگا سے ایک برطانوی جہاز چالیس پناہ گزینوں کو لیکر یہاں پہنچا اس کا بیان ہے کہ مجرکا میں حکومت کے تین ہزار سے

احرار و اتحاد ملت

انی مہین من اراد اہانتک

اگر آپ صوبہ پنجاب کے ہیں تو اپنے صوبہ کا حال اپنی آنکھوں سے اور اگر باہر کے ہیں اخبارات کی مدد سے ملاحظہ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں میں کس کی عزت محفوظ ہے ہندوؤں کے ظلم سے نہیں انگریز کے تشدد سے نہیں۔ ہندوؤں کے تعصب سے نہیں خود مسلمانوں کے ہاتھ اور زبان سے، ابھی خبر آئی کہ فلاں حریت پناہوں کے ہاتھ بک گئے۔ ابھی اطلاع ملی کہ فلاں قیادت دستگاہ گورنمنٹ جاملے۔ ایک نے قسم کھا کر کہا کہ نیلی پوش سب بے ایمان دغاباز دوسرے نے حلف اٹھالیا کہ سرخپوش اول سے آخر تک غدار و قوم فروش گویا اسلام، ایمان، دیانت، تقوی، صداقت کا معیار اب یہ رہ گیا ہے کہ سر قمیص کس رنگ کی پہنے ہوئے ہے۔ عزت و آبرو نہ ظفر الملت والدین ظفر علی کی محفوظ ہے اور نہ "امیر شریعت" عطاء اللہ شاہ بخاری کی، نہ اس پارٹی کی، نہ اس مجلس کی۔ بدگمانیاں اور بدزبانیاں انتہا کو پہنچ گئیں۔ تہمتوں اور فضیحتوں کا ایک مستقل فن و آرٹ، پایہ تکمیل کو پہنچنے لگا جھگڑے کی بنا کہاں سے پڑی مسجد شہید گنج کی شہادت سے۔ مسجد شہید سکھوں نے کیا۔ غصہ مسلمانوں کو سکھوں پر آیا۔ حرکت مسلمانوں میں سکھوں کے خلاف پیدا ہوئی۔ قصور مسلمانوں کا کیا۔ تو یہ کہ گولیاں مسلمانوں پر چلیں تو سکھوں کی حمایت میں۔ لیکن وہ غضب اترنا شروع ہوا تو سکھوں پر نہیں۔ ان کی حامی و مددگار حکومت پر بھی نہیں بلکہ خود مسلمانوں پر۔ بادل کی گرج ہوئی سکھوں کے سر پر۔ لیکن طوفان جو آیا تو مسلمانوں کے گھروں پر۔ تلوار کھینچی سکھوں کے خلاف لیکن وار ہوا تو مسلمانوں کی شہ رگ پر۔ کیا خوب "اتحاد ملت" ہے! کیا لاجواب مظاہرہ حریت (یا "احراریت") ہے۔

کماں جانب دیگراں مے کشند
مگر تیر بر جان ما مے زنند

مسجد کی واپسی کی کیسی بے نظیر تدبیریں ہیں۔ غیروں پر اپنی دھاک بٹھا دینے کا کس قدر بے خطا اور مؤثر ذریعہ ہے!

اکبر نے تخیل کی مدد سے بہت دور بینی کی۔ تو اپنوں پر یہ کہہ کر رہ گئے ہ

آپس میں گالیاں ہیں غیروں کی تالیاں ہیں

لیکن اب محض "گالیاں" کہاں؟ اب تو آپس میں لاٹھیاں بھی ہیں۔ پنجاب کے دلیر، دلاور، غیور، باحمیت مسلمان اخبارات میں روزمرہ آپ یہ خبریں پڑھتے ہیں کہ فلاں سرخپوش نے فلاں نیلی پوشوں کو ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے چور چور کر دیا۔ فلاں نیلی پوش نے فلاں سرخپوش کو گرم گرم تارکول سے جھلسا کر رکھ دیا۔ فلاں نے فلاں جلسہ کو اینٹیں پھینک پھینک کر درہم برہم کر دیا۔ فلاں نے فلاں پارٹی کے سردار کو سر بازار پیٹ ڈالا۔ اور یہ سب کچھ کہاں ہو رہا ہے؟ خاص اسی صوبہ میں جو خاص مسلمانوں کا صوبہ کہا جاتا ہے۔ جو سارے مسلمانان ہند کی امیدوں کا مرکز و مرجع ہے۔ عبرت کا کوئی خیالی فرضی مرقع اس حقیقی اور حالی نقشہ سے بڑھ کر ہوگا؟

(صدق ۱۱ راگست ۱۹۳۶ء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

سرکاری اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

واقفیت عامہ کیلئے اس امر کا اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے تجارت و صنعت کے حلقہ نیابت اور مشرقی پنجاب نان یونین (لیبر) اور شمالی پنجاب نان یونین (لیبر) کے حلقہ ہائے نیابت کی ابتدائی فہرست ہائے رائے دہندگی علی الترتیب ۱۱ اگست اور ۲۵ راگست ۱۹۳۶ء کو شائع کی جائے گی۔ جملہ دعاوی کے پیش کرنے کی میعاد متعلقہ فہرست ہائے رائے دہندگی کی تاریخ اشاعت سے ۲۱ دن تک ہے۔

تجارت و صنعت کے حلقہ نیابت کیلئے ریوائزنگ (نظر ثانی کنندہ) افسر صاحب کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب لاہور اور نان یونین (لیبر) کے حلقہ ہائے نیابت کیلئے ریوائزنگ افسر صاحب چیف انسپکٹر کارخانجات پنجاب لاہور ہوں گے۔

خاص حلقہ ہائے نیابت میں دعاوی اور اعتراضات پیش کرنے کے لئے کوئی فارم تجویز نہیں کیا گیا لیکن ایسے دعاوی اور اعتراضات میں ان وجوہ کی تصریح کر دینی چاہیئے جن کی بنا پر وہ کئے گئے ہیں۔ نیز ان کی تائید میں جو دستاویزی شہادتیں دستیاب ہو سکیں ان کی نقول بھی ملف ہونی چاہیئیں۔

ایسے دعاوی اور اعتراضات ریوائزنگ افسر کی خدمت میں اصالتاً یا بذریعہ ڈاک پیش کئے جا سکتے ہیں۔

اعتراضات کے ساتھ دستاویزات (اگر کوئی ہوں) کی دو نقلیں شامل کر دی جائیں۔

اگر کوئی رائے دہندہ جس کا نام فہرست رائے دہندگی میں شامل ہو، ریوائزنگ افسر کو تحریری عرضداشت کے ذریعہ جو کسی صورت میں پیش کی جا سکتی ہے اپنے نام کے متعلق کسی ایسے غلط اندراج کی اطلاع دے جو محض دفتری غلطی ہو یا کسی ایسے امر کے اندراج کے متعلق غلطی ہو، جس سے نہ تو رائے دہندہ کے بحیثیت رائے دہندہ درج رجسٹر ہونے کے حق پر کوئی اثر پڑتا ہو اور نہ اسے کسی ایسے حلقہ نیابت کے لئے جس میں وہ پہلے درج رجسٹر نہیں ہوا بحیثیت رائے دہندہ درج رجسٹر کئے جانے کا حق پہنچتا ہو تو ریوائزنگ افسر بطریق مناسب ہر وقت ایسی تصحیح کر سکتا ہے۔

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے۔ پی سی ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۱۱۲ سنہ ۱۹۳۶ء

اوم پرکاش وغیرہ بذریعہ لالہ ترلوک چند پلیڈر سکنہ جہلم سائلان

بنام لالہ میگھراج وغیرہ سکنہ جہلم مسئول الیہم

سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی لالہ روپ لعل متوفی زیر دفعہ ۲، ۷، ۳۔ ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

معاملہ مندرجہ صدر سائلان نے بذریعہ گارڈین لالہ ترلوک چند پلیڈر جہلم درخواست برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی ۴۔۱۵۔۷۰۰ روپیہ یافتنی لالہ روپ لال متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے۔ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ ۴ ستمبر سنہ ۳۶ء پیش کرے۔

آج بہ ثبت دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

معذرت

پیغام صلح مورخہ ۲۳ راگست کی آخری کاپی پریس جا رہی تھی کہ یکایک اطلاع ملی کہ پریس کی مشین جو ہفتہ ۲۲ راگست سے خراب تھی کوشش کرنے پر بھی درست نہ ہو سکی اور مجبوراً یہ پرچہ لیٹ ہو گیا ہے جس کا افسوس ہے۔ (منیجر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مہمان ولد دریام ذات سیال سکنہ ... مدد کی تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۹/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۹/۷/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان ولد ساوا ذات سنیانہ سکنہ چک سنیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰/۹/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۹/۷/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ و قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بھگت سنگھ ولد نگھو ذات جوہجر سکنہ جھنڈ عبرانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۹/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۹/۷/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی عبداللہ ولد سلطان ذات موچی سکنہ قدیمی تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۱۰/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۹/۷/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی امیرا ولد سوہاری ذات ہیڈ سکنہ موضع سدھانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۱۰/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۸/۷/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دلو ولد شہبیگ ذات بلوچ سکنہ چک ۲۱۵ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۱۰/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۷/۷/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کریم بخش ولد اللہ دتہ ذات دکھان سکنہ گھنڈیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹/۳۶ ۲۸ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ روڈ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۴ راگست ۱۹۳۶ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی فاضل ولد بہاول ذات بھٹی سکنہ بھنگو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۳۶ ۲۴ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۸/۳۶ ۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام محمد ولد سہانجاں ذات بلوچ سکنہ داسہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۱۳ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۸/۳۶ ۴

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی الہ بخش ولد سماعیل ذات لوہار سکنہ نگھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۱۲ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ماچھیا ولد احمد ذات سیال سکنہ نگھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی آسا رام ولد سیوا رام ذات سکھ سکنہ گھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۸

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد خاں ولد دندہ خاں ذات بلوچ سکنہ ڈگری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۱۴ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۸

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی فدا حسین ولد محمد حسین ذات نیکوکار سکنہ نیکوکارہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۲۱ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر ۷/۳۶ ۳۰

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جانہ بذریعہ جہان ولد جھنڈا ذات مخدوم سکنہ احمد والہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۱۳ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۸

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد خاں ولد امیر خاں ذات ہمدمعر سکنہ چک ۲۲۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۳ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۸

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ہدایت ولد قادر بخش ذات علیانہ سکنہ علیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۷/۳۶ ۲۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ اینجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی تحصیلا ولد سماعیل ذات بلوچ سکنہ چک ۱۷۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۳۶ ۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر ۷/۳۶ ۲۸

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی میاں عبدالحق ولد عبدالغفور ذات قریشی سکنہ [illegible] تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ [illegible]-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی لنگاہ ولد سجاول ذات بھروانہ سکنہ چک نمبر ۲۴۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلیمان ولد شہیرہ ذات بلوچ سکنہ چک نمبر [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۵-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہادر ولد سلطان ذات نہرہ سکنہ حمایہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۵-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام امام ولد احمد یار ذات جب بھوڑ سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گل محمد ولد غلام رسول ذات سیال سکنہ گھی کموکا تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر ۲۷-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مہاؤں ولد مبرا تیر ذات سوریہ سکنہ چک نمبر ۲۴۵ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شامول ولد لعینہ ذات لبل سکنہ چک نمبر ۲۴۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۶-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر ۲۷-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ یار ولد مہر دریام ذات نگھیانہ سکنہ چک نمبر ۲۶۶ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۴-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گل محمد ولد میاں اللہ دتہ ذات بیکوکارہ سکنہ نورنگ بیکوکارہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر ۲۷-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی امیر الدین ولد غلام محمد ذات دھادن سکنہ نگھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۶-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۳۱-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی برخوردار معروف مکھو ولد احمد ذات کھوکھر سکنہ ۸ ہزاری تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۹-۷-۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نماز کا التزام اور پابندی کیوں ضروری ہے؟

اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو انی وجہت وجھی للذی فطر السموٰت والارض کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادھر کی طرف متوجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے وہ مومن اور حنیف ہے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کہ اس پر وہ وقت آ جانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے۔ ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جائیں اور اس طرف جھک کر پرورش پا لیں) ادھر ہی جھکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتا، اسی طرح پر دل اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی جاتی ہے پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے، اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اول وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آ جاتا ہے جبکہ انقطاع کلی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔ میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں افسوس کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منت خوشامد کرتے ہیں، یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے۔ پس وہ اس سے ہٹتا اور اسے دور پھینک دیتا ہے۔

(الحکم ۱۹ مئی ۱۸۹۹ء)

اخبار احمدیہ

—— اخویم جناب سید عابد علی شاہ صاحب بغدادی نے اپنے دو خورد سال بچوں کی رسم ختنہ پر انجمن کو ۵ شلنگ عطیہ اشاعت اسلام میں مرحمت فرمائے نیز سید صاحب کے صاحبزادے عزیز زاہد علی نے سیکلو زبان کے امتحان میں کامیابی حاصل کی جس کی خوشی میں سید صاحب نے مزید ۵ شلنگ عطیہ اشاعت اسلام میں مرحمت فرمائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

—— ہمارے محترم بزرگ جناب سید امجد علی شاہ صاحب جو عراق میں بغرض سیر و سیاحت تشریف لے گئے تھے آجکل سماٹرہ میں ہیں۔

—— اطلاع ملی ہے کہ شیخ محمدی ضلع پٹنہ کے ہمارے تین بھائی ایک قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔ احباب ان کی مخلصی کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ ان دوستوں کا ماخوذ کیا جانا محض احمدیت کی وجہ سے ہے

—— ایم محمد عبداللہ صاحب انسپکٹر نان کریڈٹ سوسائٹیز کشمیر چند ایک مشکلات میں مبتلا ہیں۔

—— ہمارے بھائی مرزا محمد اقبال صاحب جلیلپور بیکار ہیں اور مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔

—— ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ کو اب افاقہ ہے لیکن وہ بدستور دعاؤں کے محتاج ہیں

احباب ان سب دوستوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

—— دفتر تحصیل کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ احباب کو جیت فنڈ کیلئے فرداً فرداً تحریک کی گئی ہے اور چونکہ مالی سال کا اختتام ہے اسلئے احباب بقایا جات کی طرف بھی توجہ دیں

—— مرزا امیر خان صاحب رکن انجمن کا ایک بھانجا غلام سرور ایک مقدمہ قتل میں گرفتار ہے اور ان کا ایک بھائی حسن الدین خان ہیڈ کنسٹیبل پولیس ملتان میں ایک فوجداری مقدمہ میں چالان ہو گیا ہے احباب ان دوستوں کیلئے دعا فرمائیں

مذہبی پیشواؤں کی توہین کون کرتا ہے؟

"پرکاش" کے اعتراضات کا جواب

(از شیخ محبوب عالم صاحب)

ایڈیٹر "پرکاش" اپنے ۹ - اگست ۱۹۳۶ء کے پرچہ صفحہ ۸ پر رقمطراز ہیں :-

"کبھی آریہ سماج نے من وچن اور کرم سے کسی کو دکھ دینے کی کوشش نہیں کی - ہاں سچی بات کہنے سے اسے کوئی طاقت روک نہیں سکتی - لیکن اگر باطل کی تردید کرنا اور سچی بات کہنا "زبان کی چھریوں سے اسلام پر حملے کرنا ہے" تو بیشک آریہ سماج نے زبان کی چھریوں سے اسلام پر حملے کئے ہیں"

حقیقت پر پردہ ڈالنا آریہ صاحبوں کی فطرت میں داخل ہو چکا ہے کیا کریں بیچارے مجبور ہیں - اس پردہ پوشی اور کذب بیانی کے بغیر ان کا کام نہیں چل سکتا - واقعات کچھ کہہ رہے ہیں اور سماجی ان کے خلاف ارشاد فرما رہے ہیں - چنانچہ ہم اپنی نہیں بلکہ خود انہی کے مہاتماؤں اور مقتدر لیڈروں کی آراء پیش کرتے ہیں جو وہ دیانند - ستیارتھ پرکاش اور آریوں کی دریدہ دہنی کے متعلق قائم کر چکے ہیں - چنانچہ مہاتما گاندھی جس کو ہندو قوم فی الواقعہ "مہاتما" سمجھتی ہے فرماتے ہیں :-

"دیانند نے اپنے دھرم کو تنگ بنا دیا ہے اور جانتے ہوئے جین دھرم - اسلام - عیسائیت - اور خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے - میں نے ستیارتھ پرکاش سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی"

آریوں کے متعلق مہاتما جی فرماتے ہیں :-

"تنگ نظری اور لڑائی کی عادت کی وجہ سے وہ یا تو دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں آریہ سماجی اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرنے کے وقت ہوتی ہے"

. . . . اب مہاتما جی ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کے بتلائیں کہ آریہ سماج نے "کسی کو دکھ دینے کی کوشش" کی ہے یا نہیں - مہاتما جی تو معترف ہیں کہ "لڑنا جھگڑنا" ان کی عادت میں داخل ہو چکا ہے - اور آریہ سماجی دوسروں کی توہین کر کر کے خوش ہوتے ہیں - اور حقیقت بھی یہی ہے ہر ایک انصاف پسند آدمی کی رائے ان کے متعلق یہی ہے - علاوہ ازیں مسٹر شاستری بھی سماجیوں کے "کارناموں" کے فوٹو ذیل کے الفاظ میں کھینچتے ہیں :-

"بیس تیس سال میں انہوں (آریوں) نے یو-پی اور پنجاب کے خرمنِ امن کو تباہ کر رکھا ہے"

یہ ہے آریہ سماج کی روحانیت اور یہ ہے ان کی اشدھی سنگھٹن اور پرچار کا نچوڑ - فی الواقعہ ہندوستان کے "خرمنِ امن" کو تباہ کرنے والا صرف ایک ہی گروہ آریوں کا ہے جو ہندو مسلم اتحاد کا دعویدار بنا بیٹھا ہے چنانچہ بنگال کے مشہور لیڈر مسٹر بپن چندر پال نے اس حقیقت کو ذیل کے واضح الفاظ میں منکشف کیا ہے :-

"ہندو مسلم فسادات کی جو فضا ملک میں پیدا ہو رہی ہے آریہ سماج کی سرگرمیاں اس کے لیئے ذمہ دار ہیں"

اب ان حقائق اور واقعات کی روشنی میں مہاشہ جی کا یہ فرمانا کہ "آریہ سماج نے من وچن اور کرم سے کسی کو دکھ دینے کی کبھی کوشش نہیں کی" کس قدر دروغ بافی اور کذب بیانی ہے - دور جانے کی کوئی ضرورت نہیں خود "پرکاش" کے اپنے کالم گواہ ہیں کہ اس کی ہر اشاعت میں اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مرزا صاحب کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا کیا جاتا ہے - حالانکہ مسلم اخبارات ہندوؤں کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق کبھی استہزا نہیں کرتے - حضرت مسیح موعودؑ کو مہاشہ جی لکھتے ہیں "سودیشی" پیغمبر - اب اگر ہم اس کے مقابلے میں سوامی دیانند جی مہاراج کو "نیوگی" رشی لکھیں تو میرا خیال ہے مہاشہ جی کو برا نہ منانا چاہیئے - کیونکہ - آنچہ بر خود مپسندی بر دیگراں مپسند

آریہ سماجی اس قسم کے طرز عمل کو ہندو دھرم اور ہندو قوم کے لیئے مفید خیال کرتے ہیں - حالانکہ ایسا نہیں ہے اور ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ خود ہندو آریہ سماج کے طرز عمل سے مطلقاً بیزار ہو جائیں گے - مہاشہ جی نے سماجی زبان درازیوں کو "سچی بات کہنے" سے تعبیر کیا ہے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا انبیاء کی توہین اور مذہبی پیشواؤں کی شان میں گستاخی کرنا ہی "سچ بات کہنا" ہے - کیا سچائی اسی میں ہے کہ دوسروں کے پیغمبروں اور اماموں پر ناپاک - بے بنیاد اور اشتعال انگیز حملے کئے جائیں - اگر اسی کا نام "سچی بات کہنا" ہے تو میرے خیال میں سچ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی گناہ نہیں ہے - جو نفاق و عداوت کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرتا چلا جائے - مہاشہ جی یقین رکھیں کہ اس کو "سچ" نہیں کہتے بلکہ سچ یہ ہے جو ہم کہتے ہیں - یہ کہ :-

(۱) ہندو دھرم میں مساوات نہیں ہے نہ وید اخوت و مساوات کا حامی ہے -

(۲) ویدک دھرم کے خلاف ہریجنوں کی موجودہ بغاوت اس کے بطلان کے لیئے ایک بیّن ثبوت ہے -

(۳) یہ کہ ہندوؤں کے فرقوں میں اصولی اختلاف ہے جو گوشت کھائے وہ بھی ہندو - جو نہ کھائے وہ بھی ہندو - جو مشرک اور بت پرست ہو وہ بھی ہندو اور جو روح - مادہ - اور پرماتما کی تثلیث کا قائل ہو وہ بھی ہندو -

(۴) جو وید کو مانے وہ بھی ہندو - جو اس سے انکار کرے وہ بھی ہندو

(۵) ہندو قوم میں جسے تمام حقوق مل سکیں وہ بھی ہندو اور جو ہندو جاتی میں ہر قسم کے حقوق سے محروم ہو حتیٰ کہ مندروں میں بھی اسے گھسنے نہ دیا جائے اور ہر طرح سے ذلیل کیا جائے وہ بھی ہندو -

الغرض ویدک دھرم میں کوئی ایسا مشترکہ اصول نہیں جس پر اس کے تمام فرقے متفق و متحد ہوں ع

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں

یہ ہیں مہاشہ جی "سچی" "سچی" اور کھری کھری" باتیں - جن کا اعتراف ہندو دنیا زبانِ حال سے کر رہی ہے -

مہاشہ جی کے سینے پر "مرزائیوں" کا وجود سانپ کی طرح لوٹ رہا ہے فرماتے ہیں :-

"عقیدہ نزول مسیح جو تمام اختلافات کی بنا ہے ایک مجوسی عقیدہ ہے اور اہل یہود سے لیا گیا ہے - اس خیال کے پیش نظر کیا مرزائیوں کی جلاوطنی مناسب نہیں ؟"

ہم مہاشہ جی کو کھلی اجازت دیتے ہیں کہ وہ اور ان کے ہمخیال لوگ احمدیت کے استیصال پر اپنی تمام قوت صرف کر دیں - لیکن ساتھ ہی مہاشہ جی یہ بھی اطمینان رکھیں کہ "مرزائی" تو پچاس سال ہوئے آریوں اور مکفر مولویوں کی متحدہ کوششوں کے باوجود آج تک نہ مٹ سکے - بلکہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں لیکن مہاشہ جی یاد رکھیں کہ "مرزائیوں" کو تو جلاوطنی ہوتے ہوتے رہ جائے گی - مگر یہ یقینی امر ہے کہ ویدک دھرم کو مستقبل قریب میں ایک ایسی جلاوطنی عدم آباد کو ہونے والی ہے کہ پھر شاید اس کا دنیا میں واپس آنا ہی محال ہو جائے (انشاء اللہ العزیز) زمانہ حال کے آثار اور قرائن اس بات کی بشارت دے رہے ہیں کہ ہندو دھرم اب اس قدر بوسیدہ ہو چکا ہے کہ دنیا کو اس کی کلیتہً حاجت نہیں -

اس کے بعد مہاشہ جی اسلام کے متعلق لب کشائی فرماتے ہوئے کسی غیر معروف "احمد علی" کی تصنیف "نعرۂ حق" کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :-

"کہ اس "نعرۂ حق" میں شخص مذکور نے قرآن پاک سے ثابت کیا ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب نہیں ہے بلکہ عرب کے لیئے ہی ہے اور زمانہ قدیم میں مسلمانوں نے اسلام کی ترقی اور تجلی کے بہانے جو غیر ملکوں پر حملے کئے وہ ان کی سراسر غلط فہمی ہے"

بعدہٗ فرماتے ہیں :- "ہم نے کتاب مذکورہ دیکھی نہیں"

کس قدر دجل اور فریب دہی ان لوگوں نے اختیار کر رکھی ہے کتاب کی شکل تک تو مہاشہ جی نے دیکھی نہیں - اور کس دھڑلے سے سنی سنائی باتوں کو "احمد علی ودوان" کے نام سے منسوب کر رہے ہیں - مہاشہ جی مطمئن رہیں کہ کسی احمد علی یا عبدالرحمٰن کی غلط فہمی سے اسلام غیر عالمگیر نہیں ہو سکتا زمانہ حال کے واقعات اور عیسائیوں ہندوؤں - اچھوتوں - کالوں اور گوروں کا رجحان الی الاسلام بتلا رہا ہے کہ روئے زمین پر اگر کوئی عالمگیر مذہب موجود ہے تو وہ اسلام ہے - یورپ میں لارڈ ہیڈلے - حمید مارقوس - بشیر پکرڈ - پکتھال - اور بیرن عمر جیسی ذی شان اور مقتدر ہستیوں کا قبول اسلام - اور ہندوستان میں گاندھی جی کے فرزند ارجمند شیخ عبداللہ گاندھی اور مسٹر خالد لطیف گابا جیسے روشن دماغ اشخاص کا آستانۂ اسلام پر جبین نیاز رکھ دینا اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ ویدک دھرم ان کی روحانی تسلی و تسکین کا سامان بہم نہیں پہنچا سکتا - بلکہ ان کی دلی پیاس کو صرف قرآن ہی بجھا سکتا ہے کیونکہ وید کا روحانی چشمہ خشک ہو چکا ہے -

اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو چار دانگ عالم کے باشندگان کے دل و دماغ کو اپیل کرتا ہے خواہ یہ باشندگان یورپ کے مہذب ہوں یا افریقہ کے غیر مہذب - برخلاف اس کے ویدک دھرم اس قدر تنگ نظر - محدود اور دشمن "حریت" مذہب ہے کہ آج اس کے سینکڑوں ہزاروں برسوں کے معتقد اس کے خلاف علم احتجاج بلند کر رہے ہیں - مہاشہ جی نے

(باقی صفحہ پر)

ٹیچنگز آف اسلام کی مفت تقسیم

کیلئے وعدے ۳۲ تک

جماعت ڈلہوزی	۰	—	۶۵
جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب سائلی	۰	—	۲۵
جناب غضنفر علی صاحب ڈگری	۰	—	۴
″ عبداللطیف خانصاحب معرفت مرزا مسعود بیگ صاحب	۰	—	۴
شملہ دفاتر کمیٹی	—	۴	۱۳
احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور	۰	—	۴
جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب ″	۰	—	۴
″ پروفیسر عنایت علی صاحب	۰	—	۴
″ منشی نواب خانصاحب انسپکٹر ریلوے پولیس	۰	—	۴
″ ڈاکٹر الہ بخش صاحب پنشنر لاہور	۰	—	۱
″ مولوی عزیز بخش صاحب بی۔اے ″	—	۸	۳
″ مولوی محمد یعقوب خانصاحب ″	۰	—	۸
″ حکیم منظر حسن صاحب ″	۰	—	۴
″ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم (کی طرف سے)	۰	۸	۲
″ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب لاہور	۰	—	۱
″ قریشی مولا بخش صاحب ″	۰	—	۱
″ ڈاکٹر غلام محمد صاحب ″	۰	—	۴
″ میاں عبدالرحمن صاحب ″	۰	۴	۰
″ ملک ناصر الدین صاحب ″	۰	۸	۲
″ چودھری محمد اسماعیل صاحب ″	۰	—	۸
جناب ماسٹر غلام محمد صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور	۰	—	۱
″ بابو کرم الہٰی صاحب ″	۰	—	۱
″ میاں چراغ دین صاحب ″	۰	—	۱
″ مرزا اقبال الدین صاحب ساندہ کلاں	۰	۸	۰
″ مرزا محمود احمد صاحب ساندہ کلاں	۰	—	۱
″ خان عبدالغنی خانصاحب انجنیئر لاہور	۰	—	۱
″ میاں عبدالغنی صاحب بٹ لاہور	۰	۸	۰
″ چودھری اللہ دتہ صاحب ″	۰	—	۱
″ سید ممتاز علی شاہ صاحب ″	۰	—	۱
″ سید رحمت علی شاہ صاحب ″	۰	—	۴
″ چوہدری ظہور احمد صاحب ″	۰	۴	۶
″ ڈاکٹر الہ بخش صاحب ″	۰	۴	۶
″ میاں رحیم بخش صاحب ایم اے سانبھر	۰	—	۴
جماعت مری معرفت جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب	۰	—	۷
جناب حاجی سعادت علیخان صاحب امیر ″	۰	—	۲۰۰
جماعت لائل پور	۰	—	۲۲
میزان کل	۰	۸	۴۲۰

روئیداد جلسہ احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا ماہوار اجلاس منعقدہ ۱۴ اگست بروز جمعہ بوقت تین بجے گیلری مسجد احمدیہ بلڈنگس میں زیر صدارت مسز ممتاز علیشاہ صاحب منعقد ہوا۔ سامعین سے گیلری پر تھی۔ امت الرحمن نے جلسے کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ خاکسار نے گذشتہ جلسہ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ سیدہ رشیدہ نے پابندی وقت پر مضمون پڑھا اور سعیدہ بیگم نے سیرت نبوی میں سے رسول کریم کے حالات زندگی پڑھ کر سنائے۔ مہر کسار نے مسز رحمت علی شاہ کا مضمون پردہ پر پڑھ کر سنایا۔ کیونکہ وہ خود تشریف نہ لاسکیں تھیں۔ مضمون میں انہوں نے پردے کا آغاز اور اس کے فوائد پر نہایت اچھی طرح روشنی ڈالی۔

سب سے آخر میں رشیدہ شوکت نے تقریر فرمائی اور بتایا کہ ہماری ممبران کی ایسوسی ایشن کے جلسے پر باقاعدگی سے نہ آنے کا الزام زیادہ تر والدین پر عائد ہوتا ہے جبکہ وہ ان کی جسمانی زندگی کے نشو و نما کے لئے اتنی جدوجہد کرتے ہیں اور دنیاوی زندگی کے لئے اس قدر کوشاں رہتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان کی روحانی زندگی پس انداز کی جاتی ہے دنیاوی تعلیم کے لئے اگر ان کی لڑکیاں مہینہ کے تیس دن میں سے ایک دن بھی غیر حاضر ہو جائیں تو ان کو سخت سست کہا جاتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ایسوسی ایشن کے اجلاس جو کہ بمنزلہ روحانی درسگاہ کے ہیں اور اس کا اجلاس مہینہ میں صرف ایک دفعہ ہوتا ہے اس میں اگر نہ شامل ہوں تو بالکل محسوس نہیں کیا جاتا۔ کیوں نہیں ان کو جلسوں میں شامل ہونے کی تلقین کی جاتی۔ اس درسگاہ کے فیوض بیشمار ہیں۔ نہ صرف یہ آپ کی دنیاوی زندگی کے لئے مفید ہے بلکہ آخرت کے لئے بھی۔ آپ کے دل میں ان جلسوں کی بہت عظمت اور محبت ہونی چاہیئے جس شوق سے آپ سب نے اس کو بنایا ہے اسی شوق سے اس کو چلائیں یہ آپ کا فرض اولین ہے۔ بار بار ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد پر نظر دوڑائیں اور ان پر عمل پیرا ہوں اور خدا سے بھی اعانت مانگیں۔ جلسوں میں شمولیت کے علاوہ آپ کو تحریری و تقریری رنگ میں ایسوسی ایشن کے کاموں میں حصہ لینا چاہیئے۔ جب تک ہمت نہ کریں گی اور آگے نہ بڑھیں گی۔ آپ سے منزل مقصود کوسوں دور رہے گی۔ ذرا سی ہمت درکار ہے بس پھر کامیابی آپ کے پاؤں چومے گی ؎

وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا
ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

اور تقریر کے اختتام پر نظم پڑھی جس کا عنوان تھا ؎

نہ کر پرواہ کسی کی جا کام اپنا

جلسے کے اختتام پر صاحب صدر نے چند نصائح فرمائیں اور سب حاضرین نے دعا کی جس کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(نوٹ) چار نئی ممبران ایسوسی ایشن میں داخل ہوئیں۔

(سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن)

جماعت قادیان سے نبوت پر فیصلہ کن مناظرہ

قادیانی مناظر کے رشتہ دار ثالث کا فیصلہ

۱۵ اگست ۱۹۵۳ء کو حکیم محمد نعمان صاحب احمدی اور ڈاکٹر عبید اللہ صاحب قادیانی کے مابین بوقت ۵ بجے شام لاہور چھاؤنی میں کیا حضرت صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے پر ایک فیصلہ کن مناظرہ ہوا۔ چند ایک دوست لاہور سے بھی تشریف لے گئے تھے۔ حکیم نعمان صاحب نے قادیانی مناظر کو چیلنج کیا تھا کہ اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو وہ جماعت قادیان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ ہمارے ایک اور دوست قاضی عبدالحفیظ صاحب نے اس دعویٰ پر ۵۰۰ روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی مناظرہ ۱۲ بجے تک جاری رہا۔

غیر احمدی ثالث کا فیصلہ

مسٹر محمد شفیع صاحب ایم۔اے جو ڈاکٹر عبید اللہ صاحب کے تعلق داروں میں سے ہیں اور اس بحث میں ثالث مقرر ہوئے تھے انہوں نے کچھ فیصلہ دیا۔ اس سے جماعت قادیان کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ مسٹر محمد شفیع صاحب نے فرمایا کہ گو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ میرے گہرے تعلقات ہیں۔ مگر میں حق بات کہنے سے رک نہیں سکتا اور وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر عبید اللہ صاحب اپنے دعوے کو کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ثابت نہیں کر سکے۔ اس گفتگو سے جو کچھ نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے صرف ظلی، بروزی یا مجازی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو حضرت صاحب کے اپنے الفاظ میں محدثیت تک محدود ہے۔

ایک غیر احمدی دوست کا فیصلہ

ایک غیر احمدی دوست بابو عبدالحمید صاحب جنہوں نے نہایت دلچسپی سے اس گفتگو کو سنا۔ اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا "آج کی بحث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے صرف ظلی، بروزی اور مجازی نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو عام اصطلاح میں شریعت میں محدثیت تک محدود ہے۔"

ہم حکیم محمد نعمان صاحب کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ مستحسن قدم اٹھا کر بہت سے غیر احمدی دوستوں کی رہنمائی کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علوم میں اور بھی اضافہ کرے اور عوام پر جماعت احمدیہ کی صحیح پوزیشن واضح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قادیانی دوستوں کو بھی بے جا غلو اور ہٹ دھرمی چھوڑنے کی توفیق عطا کرے جو انہوں نے حضرت صاحب کے دعاوی کے متعلق اختیار کر رکھی ہے۔ آمین، ثم آمین۔

خاکسار

سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور

بقیہ اخبار احمدیہ

— حکیم خورشید عالم صاحب سیالکوٹ نے مبلغ ۲ روپیہ کی رقم عطیہ اشاعت اسلام میں مرحمت فرمائی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

— ماسٹر انعام اللہ صاحب سالاری بطور ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول لودہراں سے بہاول نگر تبدیل ہو گئے ہیں۔

— مرزا ولی احمد بیگ صاحب جاوا سے تحریر فرماتے ہیں کہ میری مصروفیات خدمت دین میں اضافہ ہو رہا ہے اور میں سماٹرا جا رہا ہوں وہاں مشنری تیار کرنا ہے جو آئندہ سال کے شروع میں ہالینڈ تبلیغ کیلئے جائیگا اور وہاں ڈچ زبان کے قرآن کریم کے ترجمہ کے سیکنڈ ایڈیشن میں مدد بھی دیگا۔ اس کے علاوہ میں قرآن کریم کے ترجمہ جاوی زبان اور ملاوی زبان میں کوشش کر رہا ہوں۔ احباب کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

(بقیہ صفحہ ۲)

ہیں طعنہ دیا ہے کہ حضرت اقدس "غلامی پسند" اور "غلام فطرت" ثابت ہوتے ہیں"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مہاشہ جی کا یہ ناپاک الزام کہاں تک صحیح ہے اس پر کسی دوسری فرصت میں گفتگو کی جائے گی۔ سردست مہاشہ جی سے یہ دریافت کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ خود ان کے ویدک دھرم نے کونسی "حریت" اور کونسا روحانی انقلاب پیدا کر کے دکھایا ہے؟ کیا ہندوؤں کی "ازلی ابدی غلامی" اس امر کا ثبوت نہیں کہ وید میں یہ صلاحیت ہی موجود نہیں ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو دینی یا دنیاوی لحاظ سے کسی اعلےٰ مقام پر پہنچا سکے۔ سینکڑوں ہزاروں سال گزر چکے مگر وید سے یہ کام نہ ہو سکا پر نہ ہو سکا۔ اس کے خلاف اسلام نے ایک صدی کے اندر اپنے پیروؤں کو دنیا بھر کا مولا بنا دیا۔

ویدک دھرم کے تنگ نظر اور محدود ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ اس کے پیروؤں نے اس دھرم کو صرف ہندوستان کے لئے ہی مخصوص سمجھا۔ اور کبھی برہمنوں اور اپدیشکوں کو ہندوستان کی حدود سے باہر قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار ایک آن کی آن میں تمام مشرق و مغرب پر چھا گئے۔

مہاشہ جی خود سوچ لیں کہ جو دھرم اپنے بھائیوں کو مساوی حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہے وہ تمام ہندوستان کو کس طرح جمہوریت دلا سکتا ہے جو لوگ اپنوں سے صلح صفائی سے نہیں رہ سکتے وہ مسلمانوں سے کب مل سکتے ہیں۔ بعض اوقات ہمارے ہندو دوست ہندو مسلم مناقشت کو مسلمانوں کی زیادتی پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن اس زیادتی کی ابتدا پہلے ویدک دھرمیوں سے ہوتی ہے۔ مہاشہ جی فرماتے تو ہیں کہ:۔ "بے گناہوں کو قتل کر دینا۔ کیا آریہ شہیدوں پر کئے گئے چھروں سے حملوں نے لاکھوں آریوں کے دل مجروح نہیں کئے"

میں مہاشہ جی سے پوچھتا ہوں کیا آپ کا ہفتہ وار پرکاش اسلام اور بانی اسلام پر ناپاک الزام لگا کر کروڑوں مسلمانوں کے قلوب کو مجروح نہیں کرتا؟ کیا آریہ سماجیوں نے جو انسانیت سوز کتابیں حضور سرور کائنات کے خلاف لکھیں "ان میں گویا سچ بھرا پڑا ہے" کیا اس ناپاک لٹریچر نے روئے زمین کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کے دل مجروح نہیں کئے؟ اگر کئے تو پھر اس نتائج کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ "زبان کی چھریاں" تو ایک طرف کتابیں فولاد کی تلواروں اور نیزوں سے زیادہ کام کر گئیں۔ کیا اس قتل و غارت کے ذمہ دار وہ دریدہ دہن آریہ نہیں جو خدا کے نیک اور پاک رسولوں اور اماموں پر گند اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر کیا آریوں کا ایسے اشخاص کو "ہیرو" کے الفاظ سے تعبیر کرنا صریح اسلام دشمنی اور آریوں کی بدزبانی کا ایک زندہ ثبوت نہیں۔ کیا اب بھی مہاشہ جی اس حقیقت کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کریں گے؟

بلوچستان میں وکلاء کی ضرورت

بلوچستان میں چند ایک ہونہار وکلا کی ضرورت ہے محنتی آدمیوں کے لئے ترقی کا وسیع میدان ہے۔ ہمارے احباب میں سے جو دوست وہاں پریکٹس کرنا چاہیں وہ اپنی درخواستیں سرنامہ جلد کرسب جلد مجھے بھیج دیں تاکہ ان کے لئے منظوری لینے کی کوشش کی جا سکے۔

رضاء المصطفیٰ، محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری

ڈاکٹر طفیل کا قبول اسلام

ایک خاص پریس ٹیلیگرام لائٹ کے نام موصول ہوا ہے جس میں سکرٹری استقبالیہ کمیٹی کوئینز سٹریٹ آئمیر اطلاع دی ہے کہ ڈاکٹر کے۔ پی۔ طفیل۔ ایم۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس۔ ایچ ٹراونکور کے مشہور و معروف ازہر والے لیڈر نے اعلان اسلام کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں ۳۰ راگست کو شیخ عبداللہ گاندھی کے زیر صدارت ایک عظیم الشان استقبال کا انتظام کیا گیا ہے۔

معزز معاصر "لائٹ" نے ذیل کا جوابی تار ڈاکٹر طفیل کو بھیجا ہے:۔

"عالمگیر اسلامی اخوت میں آنا مبارک ہو امید واثق ہے کہ آپ ٹراونکور کے گاندھی ثابت ہوں گے"

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مہمان ولد دریام ذات سپرا سکنہ پنڈی مدکی تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۹-۷-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی عبدلہ ولد سلطان ذات موچی سکنہ قدیمی تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۹-۷-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی امیرا ولد سوہدی ذات چدھڑ سکنہ موضع سدھانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۸-۷-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دلو ولد شہبیگ ذات بلوچ سکنہ چک ۲۱۵ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۱-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان ولد ساداخ ذات شیخانہ سکنہ چک شیخانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۹-۷-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ارایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بھگت سنگھ ولد نرائن سنگھ ذات جوہجر سکنہ جنڈ مہردانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۹-۷-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی میاں عبدالحق ولد عبدالغفور ذات قریشی سکنہ پیر عبدالرحمن تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳۱-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی لنگاہ ولد سجاول ذات بھروانہ سکنہ چک ۱۶۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلیمان ولد شاہ [illegible] ذات بلوچ سکنہ چک [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۵-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہادر ولد سلطان ذات نہرہ [?] سکنہ احمد [?] تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۵-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام [illegible] ولد احمد یار ذات [illegible] سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر ۲۷-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گل محمد ولد غلام رسول ذات سیال سکنہ کٹی کمو کا تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سہاون ولد ہدایت ذات سوہیہ سکنہ چک ۲۴۵ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شامون ولد [illegible] ذات [illegible] سکنہ چک ۲۴۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۶-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۷-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ یار ولد مہر دریام ذات نکھیانہ سکنہ چک ۲۶۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر ۲۴-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گل محمد ولد میاں اللہ دتہ ذات نکوکارہ سکنہ نورنگ نکوکارہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳۰-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۴-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی امیر الدین ولد غلام محمد ذات ددھان سکنہ مگھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۶-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۱-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی برخوردار معروف بکھو ولد احمد ذات کھوکھر سکنہ ۸ ہزاری تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۹-۷-۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر [illegible] پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

نرخ چندہ سالانہ [illegible] ششماہی [illegible]

طلباء سے سالانہ چار روپیہ ششماہی [illegible] ممالک غیر سے [illegible]

جلد ۲۴ — لاہور ۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۵۶

نوجوانانِ قوم سے خطاب

(از حضرت [illegible])

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا ۔ بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اگر یاراں کنون بر غربتِ اسلام رحم آید ۔ باصحابِ نبی نزدِ خدا نسبت شود پیدا

بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی ۔ ز بہرِ ناصرانِ دینِ حق نصرت شود پیدا

اگر امروز فکرِ عزتِ دیں در شما جوشد ۔ شما را نیز ز اللہ رتبت و عزت شود پیدا

اگر دستِ عطا در نصرتِ اسلام بکشائید ۔ ہم از بہرِ شما ناگہ یدِ قدرت شود پیدا

امیدِ [illegible] روا گرداں امیدِ تو روا گردد ۔ ز صد نومیدی و یاس الم رحمت شود پیدا

در انصار نبی بنگر کہ چوں شد کار زادانی ۔ کہ از تائید دیں سرچشمۂ دولت شود پیدا

بجز از جان و دل تا خدمتے از دستِ تو آید ۔ بقائے جاوداں یابی گریں شربت شود پیدا

بمفت ایں اجرِ نصرت را دہند اے اخی ورنہ

قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

ایک ضروری اعلان

جماعت قادیان سے علیحدگی اور جماعت لاہور میں شمولیت

پروفیسر نذیر احمد صاحب کا خط جناب خلیفہ صاحب کے نام

شیخ نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس سی (امریکہ) پروفیسر فارمن کرسچن کالج لاہور ایک صالح و روشن خیال نوجوان ہیں۔ آپ عرصہ تک قادیانی جماعت میں شریک رہے۔ لیکن کافی غور و فکر اور مطالعہ کے بعد اس جماعت سے علیحدہ ہونے پر مجبور ہوئے۔ ۲۰ رمئی کو آپ نے جناب خلیفہ قادیان کو ایک خط کے ذریعہ فسخ بیعت کی اطلاع دیدی اور اس خط کی نقل پیغام صلح کو برائے اشاعت بھیجی اس کے چند دنوں بعد آپ کو قبول حق کی توفیق ملی اور آپ ہماری جماعت میں شریک ہو گئے۔ مذکورہ بالا خط کی نقل اور جماعت لاہور میں شرکت کی اطلاع کاغذات میں مخلوط ہو جانے کی وجہ سے درج اخبار نہ ہو سکیں۔ اس کے بعد میں طویل رخصت پر چلا آیا۔ میری جگہ جو صاحب کام کر رہے ہیں وہ اس واقعہ سے بیخبر تھے اب پروفیسر صاحب کے خط سے اس فروگذاشت کا علم ہؤا۔ چنانچہ غیر معمولی تاخیر پر دلی معذرت کے ساتھ پروفیسر صاحب کا تازہ والا نامہ اور خط بنام جناب خلیفہ قادیان کی نقل درج ذیل کی جاتی ہے اس فروگذاشت کی وجہ سے جو قادیانی دوست یا دوسرے اصحاب غلط فہمی میں مبتلا رہے۔ ان سے بھی میں عذر خواہ ہوں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ پروفیسر صاحب کو استقامت اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین۔

(محمد انعام الحق مدیر پیغام صلح (خفتنی))

پروفیسر صاحب کا تازہ خط بنام ایڈیٹر پیغام صلح

امرتسر، ۱۷ راگست ۱۹۳۶ء بسم اللہ

مخدومی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں کسی زمانہ میں قادیان کی جماعت سے متعلق تھا۔ مگر کچھ عرصہ سے مجھے جناب خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب سے اختلافات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ چنانچہ میں نے بہت غور و خوض کے بعد میاں صاحب موصوف کو ایک خط میں ۲۰ رمئی ۱۹۳۶ء کو لکھا۔ جس میں انہیں اطلاع دی کہ چونکہ مجھے آپ سے بہت گہرا اور شدید اختلاف ہے اس لئے میں سلسلہ بیعت کو منقطع کرتا ہوں اور اس خط کی ایک نقل آپکو برائے اشاعت بھیجی گئی تھی۔ مگر آپنے نہ تو وہ نقل شائع کی اور نہ ہی میرا بیعت والا کارڈ جو کہ میں نے پُر کر کے امیر قوم حضرت مولانا محمد علی صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا شائع کیا۔ چونکہ باوجود بہت سے دوستوں کو زبانی بتلانے کے ابھی اس معاملہ کے متعلق کافی تاریکی اور لاعلمی موجود ہے اس لئے میں اس کو ایک ذاتی احسان خیال کرونگا یا تو آپ خط شائع کر دیویں یا میری بیعت کا اعلان کر دیویں۔ یا دونوں شائع کر دیویں۔

میں ہوں آپکا نیازمند

نذیر احمد

نقل خط بنام جناب خلیفہ قادیان

فارمن کرسچن کالج لاہور۔ ۲۰ رمئی ۱۹۳۶ء بسم اللہ

جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

السلام مسنون الاسلام۔ آج تقریباً بارہ سال ہوئے کہ میں نے آپکو خلیفہ وقت مان کر آپکے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مگر گذشتہ بارہ سال کے عرصہ میں میرے خیالات میں چند اہم تبدیلیاں واقع ہو گئی ہیں مثلاً میں خلافت کا قائل نہیں اس کے علاوہ میں آپ سے چند ایک اور اہم اصولی باتوں پر بھی شدید اختلاف رکھتا ہوں۔ گو یہ خیالات مدت سے میرے اندر موجود تھے مگر میں نے ان کو اب تک اس لئے آپ کے سامنے پیش نہ کیا کہ میں حق الیقین تک پہنچنا چاہتا تھا اور اب چونکہ مجھے وثوق ہے کہ میرے خیالات چاہے وہ ناقص ہی کیوں نہ ہوں آپکے خیالات سے متضاد ہیں اس لئے میں اس کو اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں کہ وہ رشتہ جو میں نے بچپن کی سادگی میں آپسے بیعت کر کے پیدا کیا تھا چونکہ میں اس کو حقیقی رنگ میں نبھا نہیں رہا ہوں اس لئے اس کو منقطع کر دوں۔ یہ ایک اخلاقی فرض ہے جس کو اب میں ادا کر رہا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس کو اسی صدق دل سے قبول فرمائیں گے جس سے کہ میں اسے پیش کر رہا ہوں۔

میرا عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور میں اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں جو رشتہ میرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے ہے اس کا تعلق میرے اور میرے خالق کے درمیان ہی ہے۔

خاکسار

نذیر احمد

جناب خلیفہ قادیان کے خطبہ جمعہ کے چند اقتباسات

ذیل میں ہم ناظرین پیغام صلح کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے جناب خلیفہ قادیان کے خطبہ جمعہ مورخہ ۷ راگست ۱۹۳۶ء کے چند اقتباسات بغیر کسی حاشیہ کے پیش کر رہے ہیں۔ (مدیر)

پرائیویٹ سکرٹری کی حکم عدولی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ سب سے پہلے تو میں اس بات پر اظہار افسوس کرتا ہوں کہ بعض دوست سٹیشن پر آج گئے تھے اور میں نے ان سے مصافحہ نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کل میں نے پرائیویٹ سکرٹری صاحب کو بالوضاحت اس بات کی ہدایت کر دی تھی کہ چونکہ جمعہ کا دن ہوگا اور قادیان پہنچکر نہانا، دھونا، کپڑے بدلنا اور پھر کھانے کا وقت ہونے کی وجہ سے کھانا کھانا ہوگا۔ اس وجہ سے زیادہ وقت اسٹیشن پر خرچ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے آپ تار دیدیں کہ دوست اسٹیشن پر استقبال کیلئے نہ آئیں۔ انہوں نے پوچھا۔ کیا یہ مطلب ہے کہ مصافحہ نہ کیا جائے۔ میں نے کہا۔ یہ بات مجھے زیادہ شرمناک معلوم ہوتی ہے۔ کہ دوست آئیں۔ مگر میں ان سے مصافحہ نہ کروں۔ اس لئے یہ نہ لکھا جائے کہ مصافحہ نہ ہوگا بلکہ یہ لکھیں کہ دوست اسٹیشن پر ہی نہ آئیں۔ لیکن جب میں قادیان پہنچا تو میں نے دیکھا کہ کچھ دوست اسٹیشن پر استقبال کے لئے کھڑے ہیں۔ میں نے پرائیویٹ سکرٹری صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ہدایت تو بھجوا دی تھی۔ اس پر مقامی امیر صاحب سے میں نے دریافت کیا۔ کہ میری ہدایت کے خلاف کیوں عمل کیا گیا ہے اور دوستوں کو جمع کر کے کیوں ایک طرف مجھے شرمندہ کیا گیا اور دوسری طرف انہیں تکلیف دی گئی۔ انہوں نے کہا۔ تبھی تار ہی یہ پہنچی تھی۔ کہ مصافحہ نہیں کرنا اس لئے ہم نے لوگوں کو جمع ہونے سے منع نہیں کیا . . . . جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض نمائش کی خاطر اور صرف یہ دکھانے کے لئے کہ جب قادیان میں امام جماعت احمدیہ آتا ہے تو لوگ استقبال کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ میری حکم عدولی کرتے ہوئے اس قسم کا تار دے دیا گیا . . . . . .

پرائیویٹ سکرٹری کا عذر

پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے ایک یہ عذر بھی کیا۔ کہ میں نے اور ڈاکٹر صاحب نے یہ سمجھا تھا کہ اگر یہ تار دی کہ لوگ نہ آئیں تو پہرہ کا انتظام بھی نہ ہوگا۔ حالانکہ تار میں آسانی سے یہ لکھا جا سکتا تھا کہ سوائے منتظمین کے اور کوئی نہ آئے لیکن میرے نزدیک اپنی ذات میں بھی یہ عذر فضول ہے اس لئے کہ جو عملہ قادیان سے باہر پہرہ کا انتظام کرسکتا ہے۔ دہلی میں پہرہ کا انتظام کرسکتا ہے۔ وہ قادیان میں کیوں نہیں کرسکتا۔ کیا قادیان کے اسٹیشن پر باہر کی نسبت زیادہ خطرات ہوتے ہیں اور اسٹیشن کے باہر تو موٹر میں ہی جانا تھا۔ غرض یہ عذرات بالکل نادرست اور باطل تھے اور اسی ہندوستانی عادت کے ماتحت تھے کہ سو گز واروں گز بھر نہ پھاڑوں۔ جان قربان کرنے کے دعوے زور شور سے کئے جائیں اور اطاعت بالکل نہ کی جائے اور میں مجبور ہوں کہ سمجھوں کہ محض نمائش اور جھوٹے مظاہرہ کی خاطر میری ہدایت کی دیدہ دانستہ اور جان بوجھ کر نافرمانی کی گئی ہے . . .

ضلالت اور گمراہی

ہمارے ملک میں عام ہے کہ لوگ شیطانی قیاس کرتے ہیں اور بات کو خوب سمجھنے کے باوجود پھر بھی اپنے قیاسات دوڑاتے ہیں۔ یہی لعنت ہے جو ان کی ذلت اور رسوائی کا موجب ہے اور جس کی وجہ سے فرمانبرداری اور اطاعت کی روح ہمارے ملک میں نہیں پائی جاتی . . . . جب تک مومن کا مقام اس اطاعت اور فرمانبرداری کی حد تک نہ پہنچ جائے کہ جب اس پر حکم واضح ہو جائے تو پھر چاہے اس کی حکمت اسے سمجھ آئے یا نہ آئے اس پر عمل کرے اس وقت تک اسے کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔

کامیابی کا راز

وہ قوت ارادی جس سے دنیا فتح ہوسکتی ہے اسی صورت میں پیدا ہوسکتی ہے جب کامل اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ انسان کے اندر ہو۔ جب وہ حیلے حجتیں نہ کرے۔ جب وہ اپنی تجویزوں اور اپنے قیاسات سے کام لینے کی بجائے اس حکم کے نیچے جو اسے دیا گیا ہو اور اس پر پوری طرح عمل کرے۔ اگر انسان اس بات کی عادت ڈال لے تو اس صورت میں اسے بہت جلد کامیابی حاصل ہوسکتی ہے پس ایک طرف میں دوستوں سے معذرت کرتا ہوں اور دوسری طرف انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کارروائیاں نہیں قطعاً کامیابی عطا نہیں کرسکتیں۔ جب تک تمہارے اندر ایسی فرمانبرداری پیدا نہ ہو کہ اگر تمہیں کہا جائے تلوار کی دھار پر اپنی گردنیں رکھ دو۔ تو ایک بھی تم میں سے پیچھے نہ ہٹے اس وقت تک انہیں اطاعت کا مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔ مومن کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ابتدائی تحقیق کرکے دیکھ لیتا ہے کہ مدعی خدا کا رسول ہے یا نہیں۔ یا نبی کی جانشینی اور قائم مقامی کا دعوےٰ کرنیوالا صحیح معنوں میں اس کا قائم مقام اور جانشین ہے یا نہیں۔ لیکن جب وہ اسے مان لیتا ہے تو پھر وہ دوسری آواز نہیں نکالتا۔ اس کی اپنی آوازیں بند ہو جاتی ہیں اور اس کے لئے صرف ایک ہی راستہ کھلا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ وہ اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتا چلا جائے خواہ اسے آگ میں کودنا پڑے یا سمندر میں چھلانگ لگانی پڑے

بیعت کا مفہوم اور قادیانی

تو ہے ہی یہ کہ انسان اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کر دے اور یہ مفہوم اتنا بلند ہے کہ دنیوی امور میں فرمانبرداری اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی۔ آج دنیا میں کونسا بادشاہ ہے جو لوگوں سے بیعت لیتا ہو . . . . یہی روح ہے جس کو میں تحریک جدید کے ماتحت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک طبقہ جماعت کا ایسا ہے کہ نہ وہ بیعت کا مفہوم سمجھتا ہے نہ تحریک جدید کا مفہوم سمجھتا ہے اور نہ اطاعت کا مفہوم سمجھتا ہے۔

قادیان کے منافق

مگر یہ چیز ہے جس کی طرف ہماری جماعت کو لانا ہمارا فرض ہے اسی لئے آج کل میں بالکل پرواہ نہیں کر رہا اور جماعت کا قدم آگے سے آگے بڑھا رہا ہوں اور اسی وجہ سے جو قادیان کے منافق ہیں وہ بھی پہلے سے زیادہ اعتراض کرنے لگ گئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ لوگوں پر بوجھ چونکہ زیادہ پڑ رہا ہے اس لئے وہ جلدی ان کے دھوکا اور فریب میں آجائیں گے۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ میں آدمیوں کو نہیں دیکھ رہا۔ بلکہ میں خدا کو دیکھ رہا ہوں

تحریک جدید کا حشر

آج سے قریباً پونے دو سال پہلے جب میں نے تحریک جدید کا اعلان کیا تھا۔ جماعت میں ایک شور تھا۔ ایک طوفان تھا۔ ایک ہنگامہ تھا اور لوگ کہ رہے تھے۔ ہم کو حکم دیجئے۔ ہم اپنا سب کچھ احمدیت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن آج جاؤ اور تحریک جدید کے مالی وعدوں کو دیکھ لو۔ رجسٹر موجود ہیں ان سے معلوم کر لو۔ پرانے خطوط محفوظ ہیں انہیں نکال کر پڑھ لو۔ کئی قربانیوں کا شور مچانے والے ایسے نکلیں گے جنہیں کہا گیا تھا۔ کہ اگر تم کوئی رقم ادا نہیں کر سکتے تو اس رقم کی ادائیگی کا وعدہ مت کرو۔ کیونکہ یہ کوئی جبری چندہ نہیں۔ مگر انہوں نے وعدہ کیا اور پھر اسے پورا نہیں کیا۔

یکسالہ اور دوسالہ قادیانی مومن

ایمان کی بھی دوڑیں ہوتی ہیں اور ایمان کی دوڑوں میں بھی وہی جیتتے ہیں جن کے لئے کوئی حد بندی نہ ہو۔ جہیں نہ یکسالہ مومن کام دے سکتے ہیں نہ دوسالہ مومن بلکہ وہی کام دے سکتے ہیں جو بغیر کسی شرط کے ہمیشہ قربانیوں کے لئے تیار رہنے والے ہوں۔ اب انشاء اللہ تیسرے سال کی تحریک آنے والی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کئی ہیں جو اس میں بھی رہ جائیں گے۔ وہ دوسالے مومن ہوں گے جو تیسری تحریک کے وقت گر جائیں گے۔ فرض کچھ لوگ اس سال گر گئے اور کچھ اگلے سال گر جائیں گے اور پھر کچھ سہ سالہ مومن ہونگے۔ جو تین سال قربانیوں پر صبر کرسکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں یہ سب لوگ جھڑتے چلے جائیں گے۔ اور گرتے چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ صرف وہ مومن رہ جائیں گے جو حیاتی مومن ہوں گے . . . .

جماعت کی ترقی کس طرح ہوسکتی ہے۔

جو لوگ گھبرا رہے ہیں اور خیال کر رہے ہیں کہ اس ذریعہ سے میں جماعت کو چھوٹا کر رہا ہوں۔ وہ نادان ہیں۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ جماعت ترقی کس طرح کرسکتی ہے۔ وہ سمجھتے ہی نہیں کہ جماعت کی مضبوطی اور کمزوری کا کیا معیار ہوا کرتا ہے کیا ایک لمبی زنجیر جس کی بعض کڑیاں کمزور ہوں وہ مضبوط ہوتی ہے یا وہ چھوٹی زنجیر جس کی ساری کڑیاں مضبوط اور پائیدار ہوں۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہی زنجیر کام آسکتی ہے جس کی ساری کڑیاں مضبوط ہوں انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ زنجیر کی طاقت سب سے کمزور کڑی میں ہوتی ہے۔

مومنین کی گراوٹ

میں نے دیکھا ہے پچھلے سال موجودہ سال کی نسبت زیادہ لوگوں کے وعدے پورے ہوئے تھے چنانچہ ابھی میں نے نقشہ منگوا کر دیکھا ہے جس سے معلوم ہوا ہے کہ پچھلے سال آج کے دن تک ۴۷ ہزار روپیہ وصول ہو چکا تھا۔ مگر اس سال آج کے دن تک ترسیٹھ ہزار روپیہ وصول ہوا ہے حالانکہ اس سال گذشتہ سال کی نسبت وعدے زیادہ تھے مجھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یکسالہ مومن تھکنے لگ گئے ہیں اور اگلے سال کی تحریک میں جو دوسالہ مومن ہوں گے وہ تھک کر الگ ہو جائیں گے اور پھر پہلی تحریک جدید کے بعد جب دوسرا قدم اٹھایا جائیگا۔ تو وہ جو سہ سالہ مومن ہونگے وہ گرنے لگ جائیں گے

نزلہ بعضو ضعیف

میں پہلے بھی اشارۃً بیان کر چکا ہوں کہ روپیہ کی کمی کی وجہ سے کام ہرگز بند نہیں کئے جاسکتے اگر روپیہ کی آمد میں کمی ہوئی تو کارکنوں کی تنخواہیں دس فیصدی کمی کرکے بھی گزارہ نہ ہوا تو ان کی تنخواہوں میں بیس فیصدی کمی کر دی جائیگی اور اگر بیس فیصدی کمی بھی ضروریات کو پورا نہ کرسکی تو تیس فیصدی کمی کر دی جائیگی اور اگر تیس فیصدی کمی کافی ثابت نہ ہوئی تو چالیس بلکہ پچاس فیصدی کمی کر دیجائیگی صدر انجمن احمدیہ کے جو کارکن پہلے سے کام کر رہے ہیں یا وہ کارکن جنہوں نے اس تحریک جدید کا کام شروع کیا ہے میں آج سے ان سب کو ہوشیار کر دیتا ہوں کہ اگر انہیں اپنی تنخواہوں میں یہ کمی منظور نہ ہو تو

"الفضل" کی غلط بیانی!

احرار کی بیجا حمایت کا غلط الزام

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ ۱۹ جولائی ۳۶ء کو احرار نے امرتسر میں ایک قادیانی بچے کی لاش کو قبرستان میں دفن ہونے سے روکا چنانچہ احرار کے اس شرمناک اور انسانیت سوز فعل کے خلاف ہم نے پیغام صلح کی اشاعت ۲۳ میں آواز اٹھائی اور احرار کے اس فعل کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ ہم نے لکھا تھا کہ:-

"یہ ہیں احراری مولویوں کے عظیم الشان کارنامے کیا اسلام اسی کا نام ہے؟ کیا ان لوگوں کو اسلام اور مسلمانی کا دعوےٰ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ حضرت نبی کریم صلعم تو موتیٰ کو نیکی سے یاد کرنے کا حکم دیتے ہیں لیکن چودھویں صدی کے یہ احراری مولوی مردوں کی لاشوں کو اٹھا کر ان کی بے حرمتی کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ حدیث میں تو بچوں کے فطرت اللہ پر پیدا ہونے کا ارشاد ہے اور نبی کریم صلعم نے مشرکوں اور کفار کے بچوں کو بھی جنت کا وارث قرار دیا ہے لیکن آج چودھویں صدی کے احراری مولویوں کا نمونہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ جیسے حقیقی مسلمانوں اور خدام اسلام کے نابالغ بچوں کے اسلامی قبرستانوں کے اندر دفن ہونے سے ان کا دین و ایمان باقی نہیں رہتا"

(پیغام صلح ۲۳ جولائی ۱۹۳۶ء)

ہمارے اس مقالے سے متاثر ہو کر ایک بزرگ نے نہایت درد دل سے ہمیں ایک خط لکھا۔ جو ۳ اگست کے پیغام صلح میں شائع ہوا۔ انہوں نے چند ایک سوال کئے تھے۔ جن میں سے ایک سوال یہ بھی تھا۔

"آپ فرماتے ہیں کہ حدیث میں تو بچوں کے فطرت اللہ پر پیدا ہونے کا ارشاد ہے اور نبی کریم صلعم نے تو مشرکوں اور کفار کے بچوں کو بھی جنت کا وارث قرار دیا ہے لیکن احراری مولویوں کا یہ نمونہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جیسے حقیقی مسلمانوں اور خدام اسلام کے نابالغ بچوں کے اسلامی قبرستانوں کے اندر دفن ہونے سے انکا دین و ایمان باقی نہیں رہتا۔ مجھے آپ کے اس استدلال سے کامل اتفاق ہے۔ لیکن آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ "نہج المصلیٰ" یعنی مجموعہ فتادیٰ احمدیہ جو محمد افضل خاں قادیانی کی مولفہ ہے اس کے صفحہ ۳۷۹ پر غیر احمدی خورد سال بچوں کا جنازہ ناجائز ہونے کی: جس سے عنوان سے بجواله ارشاد حضرت مسیح موعود یہ لکھا ہے۔ کہ کفار کے بچوں کی نسبت جو خورد سالی میں مر جائیں۔ جو کچھ تعلیم اسلام میں ہے وہ دراصل اسی قاعدہ کی رو سے ہے کہ بوجہ اس کے کہ "الولد سر لابیہ" بیٹا اپنے باپ کا بھید ہوتا ہے اس کی استعدادات میں حضرت صاحب نے تو کفار کے بچوں کے متعلق یہ فرمایا تھا۔ مگر قادیانی مؤلف صاحب نے عنوان میں غیر احمدی خورد سال بچے لیکر دوسرے مسلمانان غیر از جماعت کے بچوں کو بھی اس میں شامل فرما لیا ہے۔ اور ایک لحاظ سے یہ درست بھی ہے۔ کیونکہ غیر احمدی جب ان کے نزدیک سب بلا استثنا کافر ہیں تو ان کے سال چھ مہینے کے بچے بھی کافر ہوئے اور جب وہ کافر ہوئے تو ان کو اسلامی قبرستان یا احمدی قبرستان میں دفن کیسے کیا جا سکتا ہے اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہوا کہ جب غیر احمدی جواب میں احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو وہ احمدی بچوں کو اسلامی قبرستان میں کیسے دفن کر دیں گے۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا قادیانیوں میں احمدی قبرستان میں غیر احمدیوں کو دفن کرنے دیا جاتا ہے"

یہ ایک سوال تھا جو مدیر پیغام صلح سے کیا گیا۔ لیکن "الفضل" مورخہ ۲۲ اگست ۳۶ء صفحہ ۳ پر ایک مقالہ دیکھکر ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ مقالے کی سرخی تھی:- "پیغام صلح میں احرار کے شرمناک فعل کی حمایت"۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ:-

"آجکل جبکہ احراری احمدی مُردوں کی تدفین میں مزاحم ہو کر انسانیت کی مٹی پلید کر رہے ہیں اور ہر مذہب و ملت کے شرفا ان کی اس شرمناک حرکت پر لعنت ملامت کر رہے ہیں۔ غیر مبائعین کے آرگن "پیغام صلح" نے ضروری سمجھا کہ ان کی حمایت میں آواز اٹھائے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ "جب غیر احمدی جواب میں احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو وہ احمدی بچوں کو اسلامی قبرستان میں کیسے دفن کرنے دیں گے؟"

یہ بے غیرتی اگر اس صورت میں دکھائی جاتی جبکہ غیر مبائع مردوں کے ساتھ احرار وہ سلوک نہ کر رہے ہوتے جو مبائع مردوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ خود غرضی نے آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ لیکن جب کہ حالت یہ ہے کہ غیر مبائعین کے مردوں کے متعلق بھی احرار مزاحمت کرتے ہیں جیسا کہ پچھلے ہی دنوں ضلع سیالکوٹ میں ہو چکا ہے۔ اور جس کے متعلق پیغام صلح کو خود اعتراف ہے۔ کہ احرار لاہوریوں کو بھی اسی لپیٹ میں لاتے ہیں۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ اس خواہ مخواہ کی حمایت کا کیا نام رکھا جائے؟" (الفضل ۲۲ اگست ۳۶ء)

خدارا ہمیں بتایا جائے کہ اس دروغ بافی کا کیا نام رکھا جائے پیغام صلح کے ایک مراسلہ نگار کے الفاظ نہایت شرمناک طریق سے قطع برید کر کے اور ان کو پیغام صلح سے منسوب کیا جاتا ہے اور پھر جماعت لاہور کو مطعون کیا جاتا ہے کہ وہ احرار کے افعال کی حمایت کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم نے احرار کی جو حمایت کی ہے وہ تو معلوم۔ لیکن ہاں ہم نے قادیانی طرز عمل کی مخالفت ضرور کی تھی اور لکھا تھا کہ:-

"اس میں شک نہیں کہ احراری فتنہ انگیزیوں کو قادیانی معتقدات اور طریق عمل نے بظاہر ایک حد تک جواز کی صورت دیدی ہے۔ لیکن یہ جواز ایسا ہی ہے جیسے بعض جگہ ہندوؤں کے اس فعل شنیع کے مقابلہ میں کہ انہوں نے سور کی لاش ایک اسلامی مسجد میں پھینک دی۔ مسلمانوں نے گائے ذبح کر کے اسے مندر میں جا پھینکا۔ ظاہر ہے کہ نہ وہ صورت جائز ہے اور نہ یہ بمکافات کے طور پر بھی اب فعل کسی طرح جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ قادیانی بیشک تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ ان کے بچوں کا جنازہ تک ناجائز قرار دیتے ہیں اور اگرچہ اس کی کوئی مثال اس وقت تک سامنے نہیں تاہم غالباً وہ اپنے قبرستانوں میں کسی مسلمان بچے کی نعش دفن کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ اور اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ ایک ایسے قادیانی احمدی کو جس پر بہشتی مقبرہ کی شرائط صادق نہ آتی تھیں۔ غلطی سے اس میں دفن کر دیا گیا اور بعد میں غلطی معلوم ہونے پر اس کی نعش اکھاڑ کر پھر دوسرے قبرستان میں دفن کی گئی تو یہ عملی مثال احرار کے فعل شنیع سے بھی بڑھ کر گھناؤنی اور شرمناک ہے"

الفضل کو چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ مندرجہ بالا بیان کی تردید کرتا لیکن اس کی تردید قادیان کے اعتقادات محمودیہ پر ایک ضرب کاری ہوتی تھی۔ اس لئے اس نے الٹا پیغام صلح پر ایک شرمناک حملہ کیا۔ خدا جانے یہ مقالہ لکھتے وقت مقالہ نگار کو کیوں خدا کا خوف نہ آیا اور اس کے ضمیر نے اسے شرمندہ نہ کیا۔

خواجہ حسن نظامی کا عقیدہ
بابت حیات و ممات مسیح

پیغام صلح مورخہ ۲۶؍۸ کی اشاعت میں محمد اکرام اللہ خانصاحب دہلی کی طرف سے خواجہ صاحب کے ساتھ ایک گفتگو درج ہوئی تھی۔ بعد میں خواجہ صاحب کا ایک گرامی نامہ موصول ہوا ہے اور ان کی خواہش شائع کیا جا رہا ہے۔ (مدیر)

اخبار پیغام صلح میں میرے عقیدہ حیات و ممات مسیح کی نسبت جو مراسلہ شائع کرایا گیا ہے وہ تشریح کے قابل ہے میں حضرت عیسیٰ کو جو تھے آسمان پر زندہ ہونے کا ضرور قائل نہیں سمجھتا۔ جیسے اور پیغمبر بزمین دفن ہیں وہ بھی زیر زمین دفن ہوں گے۔ مگر اس عقیدہ کو جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مسیح موعود ہونے کا نتیجہ نکالنا غلط سمجھتا ہوں میرا عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب نہ مہدی تھے نہ مسیح تھے نہ مجدد تھے۔ البتہ انہوں نے اسلام کے حریفوں کے سامنے آ کر اسلام کی خدمات انجام دی تھیں۔ اس واسطے میں ان کی عزت کرتا ہوں اور ان کو مسلمان سمجھتا ہوں۔

مجھے افسوس ہے کہ آپ کے مراسلہ نویس نے ذاتی بات چیت کو جو گاڑی میں سوار ہونے کے وقت نامکمل رو اروی میں ہوئی تھی۔ اس لئے ادھوری تھی۔ شائع کیوں کرا دیا۔ میں اس کو تنقید نامناسب خیال کرتا ہوں۔ مہربانی کر کے اس خط کو تمام و کمال شائع کر دیجئے۔

(حسن نظامی۔ دہلوی)

کتاب میثاق النبیین

کتب مذاہب عالم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات جو قریباً ایک سال سے مکمل ہو چکی ہوئی ہے میرے متواتر بیماری کی وجہ سے معرض التوا میں پڑی رہی اب کاتب صاحب نے اسے نصف کے قریب لکھ لیا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ طبع ہو جائیگی کتاب کے اس حصہ میں ہندوؤں، پارسیوں، یہودیوں اور بدھوں [illegible] کی پیشگوئیاں آ چکی ہیں۔ دوسرے حصہ میں انشاء اللہ تعالیٰ باقی مذاہب کی بشارات شائع کی جائیں گی۔

(عبد الحق ودیارتھی)

ٹریکٹ ٹیچنگز اوف اسلام کی مفت تقسیم
کیلئے وعدے ۳۶/۸/۳۱ تک

جماعت مری و جماعت ڈلہوزی کی مجموعی رقم مورخہ ۳۶/۸/۲۷ کے اخبار میں شائع ہو چکی ہے تفصیل اب درج ہے۔

نام	رقم
حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ	۴ — ۰ — ۰
حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۸ — ۰ — ۰
جناب چوہدری یوسف علی صاحب	۴ — ۰ — ۰
،، منشی محمد عبد اللہ صاحب	۲ — ۰ — ۰
،، میاں بشیر احمد صاحب	۸ — ۰ — ۰
،، میاں شریف احمد صاحب	۴ — ۰ — ۰
،، شیخ فضل حق صاحب	۱ — ۰ — ۰
،، فضل احمد صاحب	۰ — ۸ — ۰
،، حاجی شیخ میاں مولا بخش صاحب	۸ — ۰ — ۰
،، مولوی عبد الوہاب صاحب	۲ — ۰ — ۰
،، مسٹر شریف نیرا البانوی	۲ — ۰ — ۰
،، چوہدری احمد رفیق صاحب	۰ — ۸ — ۰
،، میاں نظام الدین صاحب	۰ — ۸ — ۰
،، خلیفہ علم الدین صاحب	۱ — ۰ — ۰
،، میاں رفیق احمد صاحب	۱ — ۰ — ۰
،، محمد احمد صاحب صاحبزادہ حضرت امیر	۰ — ۸ — ۰
،، محمد اسلم خانصاحب	۰ — ۸ — ۰
،، چوہدری غلام احمد صاحب	۰ — ۸ — ۰
،، عبد المجید صاحب	۱ — ۰ — ۰
،، اہلیہ صاحبہ میاں شریف احمد	۱ — ۸ — ۰
،، اہلیہ صاحبہ میاں بشیر احمد	۲ — ۰ — ۰
،، عبد الرزاق صاحب	۰ — ۸ — ۰
،، عبد المجید صاحب	۰ — ۸ — ۰
،، مولوی غلام نبی صاحب	۴ — ۰ — ۰
،، چوہدری ظفر احمد صاحب	۲ — ۸ — ۰
،، مستری غلام رسول صاحب	۲ — ۸ — ۰
چوہدری محمد اسماعیل صاحب مری	۱ — ۰ — ۰
جناب عبد الحمید صاحب مری	۱ — ۰ — ۰
میاں عبد الرشید صاحب مری	۵ — ۰ — ۰
جناب محمد عبد اللہ صاحب سرینگر	۱ — ۸ — ۰
،، ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب شورکوٹ	۴ — ۰ — ۰
جماعت چکنگ معرفت غلام نبی درزی صاحب	۶ — ۴ — ۰
جناب میاں نصیر احمد صاحب آئی۔سی۔ایس	۵ — ۰ — ۰
بابو عطاء اللہ صاحب امرتسر	۴ — ۰ — ۰
ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب	۲۰ — ۰ — ۰
قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ	۸ — ۰ — ۰
	۴۸ — ۱۲ — ۰
سابقہ میزان	۴۲۰ — ۸ — ۰
	۴۶۹ — ۴ — ۰

سکھوں کے عیسائی ہونے پر آریہ گزٹ کا اضطراب

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

"چند دن ہوئے ایک اخبار میں ایک اشتہار چھپا تھا جس میں سکھ مشنری کی ضرورت ظاہر کی گئی تھی۔ جو کہ عیسائی ہو اور ساتھ ہی سکھ دھرم کی بھی واقفیت رکھتا ہو۔ اب اخبار پرتاپ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ برٹش کولمبیا میں رہنے والے چھ ہزار سکھوں کو پتت کرنے کے لیے وہاں کا مشن بُری طرح ان پر ڈورے ڈال رہا ہے ان میں عیسائیت کا پرچار کرنے کے لئے پنجاب کے ایک سکھ کو جو کہ حال ہی میں عیسائی بنا ہے بھیجا گیا ہے۔

اگر سکھوں کی ذمہ دار سنستھاؤں نے ادھر دھیان نہ دیا۔ تو اغلب ہے۔ کہ بہت سے سکھ بھائی عیسائی بن جاویں۔ گو سکھ احاطہ اختلاف بڑھا کر ہندوؤں سے پرے جا رہے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم انہیں عیسائی ہوتا ہوا دیکھنا برداشت نہیں کرتے ہم برٹش کولمبیا کے آریہ سماجیوں اور دوسرے ہندوؤں سے بھی پرارتھنا کریں گے۔ کہ وہ عیسائیت کے پرچار کو روکنے کے لئے سکھوں کا ہاتھ بٹائیں"۔ آریہ گزٹ ۲۰؍ اگست ۱۹۳۶ء

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۶؍ اگست ۳۶ء کی شام کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لائے۔ ۲۷؍ اگست ۳۶ء کو جمعہ پڑھایا اور اسی شام کو گوجرہ ڈاکٹر جلال الدین صاحب کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔

۲۸؍ اگست کی شام کو واپس آئے اور ۱۰ بجے رات کی گاڑی سے ڈلہوزی روانہ ہو گئے۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرہتی ۸؍ ستمبر کو دہلی سے روانہ ہو کر ۹؍ ستمبر کو لاہور پہنچیں گے اور لاہور سے ۱۰؍ ستمبر کو حیدرآباد براستہ بُوت روانہ ہوں گے۔ ۲۵؍ ستمبر تک حیدرآباد قیام کریں گے۔ اور یکم اکتوبر کو واپس دہلی پہنچیں گے۔

— میرزا امیر زمان خاں صاحب کارکن انجمن اپنے بھائی حسن دین صاحب اور بھانجے غلام سرور صاحب جو مقدمات میں ماخوذ ہیں دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

— ہمارے ایک بھائی شیخ الہ بخش صاحب نے احمدیہ بلڈنگس متصل مسلم ہائی سکول درزی کی دوکان کھولی ہے احباب ان کی مدد فرمائیں

درخواست دعا

۱۳؍ اگست کو ہمارے ہر دلعزیز وارڈ ممبر میاں محمد اسمٰعیل صاحب . . . . ذات الجنب سے سخت علیل ہو گئے اب خدا کے فضل سے بہت آرام ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل شفا عطا فرمائے۔

میاں صاحب . . . اپنی ممبری کے زمانہ میں باشندگان شہر کی خدمت کا بہت مفید کام کر رہے ہیں

بار بار مختلف کتابوں میں آپ نے اس اجتہاد کو صریح لفظوں میں لکھ کر شائع فرمایا۔ مگر واقعات نے اس اجتہاد کو بھی غلط ثابت کر دیا کیونکہ وہ بھی فوت ہو گیا۔

دربار خلافت محمودیہ کے حاشیہ نشین

دانائی اور عقلمندی کا طریق تو یہ تھا کہ ان واقعات پر غور کیا جاتا کہ مصلح موعود کے تعین کے بارے میں اجتہاد کرنے میں جب خود حضرت مسیح موعود کو غلطی لگ گئی تو چاہیئے کہ قبل از وقت اجتہاد کرنے سے احتراز کیا جائے۔ مگر ہوا اس کے بالکل برخلاف۔ ابھی جناب میاں محمود احمد صاحب نے خیر سے تخت خلافت پر قدم رکھا ہی تھا کہ دربار خلافت محمودیہ کے حاشیہ نشینوں نے حق نمک ادا کرنا شروع کر دیا یعنی ابتدائے خلافت محمودیہ سے ہی اس پیشگوئی کو جناب میاں محمود احمد صاحب پر چسپاں کرنا شروع کر دیا۔ اور لطف یہ کہ وہ برابر لگاتے چلے گئے۔ اور خلیفہ صاحب خود بڑے مزے سے چپ چاپ تماشا دیکھا کئے۔ سب کچھ سنا کئے۔ اور اپنی زبان سے نہ ہاں کی نہ نہیں کی۔

میاں صاحب کے دو عجیب جواب

آخر بعض لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت آپ خود کیوں نہیں فیصلہ دیتے۔ اگر آپ مصلح موعود نہیں ہیں تو مریدوں کو اس غلط امید باندھنے سے روکیں تو فرمایا۔ میں کس طرح روک سکتا ہوں۔ ممکن ہے میں ہی مصلح موعود ہوں۔ اس پر کہا گیا۔ کہ اگر آپ مصلح موعود ہیں تو پھر دعویٰ کر دیں اس پر فرمایا کہ ممکن ہے میں نہ ہوں۔ غرضیکہ اپنی جماعت کو ایک عجیب گورکھ دھندے میں ڈالے رکھا اور وہ مجبور تھے۔ کیونکہ مریدوں کی خوش عقیدگی قائم رکھنے کے لئے پیروں کو ایسا طریق اختیار کرنا پڑتا ہے۔

مصلح موعود کا دعویٰ ضروری نہیں

مگر آپ نے اپنے خطے میں ایک نئی بات لکھی ہے وہ یہ کہ جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مرید یہ دلیل بڑے فخر سے پیش کیا کرتے ہیں کہ کسی پیشگوئی کے مصداق کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ دعویٰ کرتا پھرے۔ چاہیئے کہ لوگ خود اسے پہچانیں۔ حدیثوں میں جو ریل گاڑی کی پیشگوئی ہے جس میں اسے خر دجال بنایا گیا ہے تو کیا ریل بھی اب کہتی پھرے کہ میں اس پیشگوئی کی مصداق ہوں۔ ہمیں تو اس دلیل کو پڑھ کر حیرت سے سنتے ہی آ گیا۔ بھلا آپ نے کیوں نہ عرض کیا کہ سرکار ایک پیشگوئی تو بطور علامات کے ہوتی ہے۔ مثلاً آخری زمانہ میں دجال کا اور یاجوج ماجوج کا خروج۔ رمضان کے مہینہ میں کسوف و خسوف۔ طاعون کا ظہور وغیرہ وغیرہ۔ ان کے لئے ضروری نہیں کہ وہ دعوے کرتے پھریں کہ ہم فلاں فلاں پیشگوئیوں کے مصداق ہیں ہمیں مان لو۔ لیکن ایک پیشگوئی کسی نبی یا مامور یا مصلح کی ہوتی ہے جس کے آنے کے ساتھ ایک عظیم الشان اصلاح وابستہ ہوتی ہے اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ خود دعویٰ کرے۔ آخر دنیا میں جتنے نبی آئے انہوں نے خود دعویٰ کیا تھا۔ لوگوں نے ان کو نہیں کہا تھا کہ حضرت آپ نبی ہیں۔ مسیح موعود کے آنیکی پیشگوئی تھی۔ چنانچہ اس کا مصداق ہونے کا دعویٰ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ نے خود کیا تھا۔ یا لوگوں نے زبردستی پیشگوئیاں آپ پر چسپاں کی تھیں۔ بلکہ یوں تو ایسا ہوتا ہے کہ مدعی دعویٰ کرتا ہے اور کثرت سے لوگ انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ بعض علامات ظاہر لفظوں میں اسی پر صادق نہیں آتیں اور ان کی تاویل کرنی پڑتی ہے۔

میاں صاحب اور مصلح موعود ہونیکا اقرار

لیکن اب کچھ عرصہ ہوا ہے کسی شخص کے سوال پر جناب میاں محمود احمد صاحب نے اقرار کر لیا ہے کہ میں ہی وہ شخص ہوں۔ اور "مصلح موعود" ہوں۔ مگر اولوالعزم والا اور کوئی اور ہے۔ گویا ایک پیشگوئی کہ تھی مگر نہایت ہوشیاری سے دو حصوں میں منقسم کر دیا جو سراسر غلط ہے۔ مگر بہرحال اب ریل والی مثال تو خود بخود غلط ہو گئی۔ کیونکہ ریل تو نہ بولی کہ میں خود دجال ہوں اور یہاں جناب میاں صاحب بول پڑے۔ کہ میں مصلح موعود ہوں۔ گو ابھی تک ان کا یہ بولنا دبی زبان سے ہے یعنی کسی نے پوچھا تو کہدیا کہ ہاں میں وہی موعود ہوں۔ اشتہاروں وغیرہ کے ذریعہ بڑے زور سے اس امر کا اعلان نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے ابھی تک جناب میاں صاحب کو خود اپنے دل میں بھی پورا الیقین نہ ہوا ہو اسی لئے شاید یہ کمزوری نظر آ رہی ہے۔ ورنہ خدا کا خلیفہ ہو اور ایسے نرم اور ڈھیلے ڈھیلے لفظوں میں مصلح موعود ہونے کا اقرار کرے۔ میں نے "اقرار کرنے" کا لفظ دانستہ اس لئے استعمال کیا ہے کہ جس کمزور طریق میں جناب میاں صاحب نے اپنا مصلح موعود ہونا تسلیم کیا ہے وہ دعویٰ نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اسے فقط "اقرار اور اعتراف" کرنا کہیں گے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا تازہ انکشاف

میرے خیال میں تو میاں محمود احمد صاحب نے اس اقرار کرنے میں جلدی کی اور لوگوں کو خود شناخت کرنے کا موقعہ نہ دیا۔ اس نکتہ کی تائید کہ موعود خود نہ دعوے کرے اور لوگ اسے خود شناخت کریں۔ ابھی ابھی ہندوستان کے چوٹی کے مشہور مایہ ناز علامہ جناب مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم معجز رقم سے بھی ایک رنگ میں نکلی ہے وہ جناب میاں صاحب سے اس معاملہ میں کسی قدر ہمخیال معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں اپنے ایک تازہ انکشاف کے ذریعہ عقل انسانی کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ قصہ یوں ہے کہ نزول مسیح کے متعلق آجکل تابڑ توڑ ان کی دو تحریریں اخباروں میں شائع ہوئی ہیں۔ پہلی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ "نزول مسیح کی خرافات میں پڑنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ ہم کسی حقیقی یا بروزی مسیح کے آنے کے قائل نہیں" جب ان مولویوں نے آنکھیں دکھائیں تو فوراً دوسری تحریر نکال دی کہ جس میں گھبرا کر یہ اقرار کر لیا۔ کہ "میں حدیثوں کو مانتا ہوں اور نزول ابن مریم بھی قرب قیامت کے علائم (یعنی نشانوں) میں سے ہے۔"

یعنی خروج دجال، یاجوج ماجوج [illegible] کی طرح نزول ابن مریم بھی قرب قیامت کے نشانوں میں سے ہے

مولانا کی دو متضاد تحریریں

یہ دونوں تحریریں صاف طور پر ایک دوسری سے متضاد نظر آتی ہیں۔ مگر مولانا کو اصرار ہے کہ ہرگز نہیں دونوں صحیح ہیں۔ بہت اچھا دونوں صحیح سہی تو پھر دونوں تحریروں کو ملانے سے نتیجہ یہ نکلیگا کہ نزول ابن مریم محض ایک خرافات ہے جس میں پڑنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں البتہ وہ قرب قیامت کے نشانوں کے طور پر ضرور ظاہر ہوگا۔ تو پھر اس کا کیا صاف مطلب یہ نہیں کہ مسیح کا کوئی دعویٰ وغیرہ نہ ہوگا اور لوگ اس کا ساتھ دینے اور اس کی بیعت کرنے کے مکلف نہ ہوں گے بلکہ اس کی طرف توجہ کرنا بھی خرافات میں سے ہوگا۔ وہ فقط قرب قیامت کے ایک نشان کی طرح ظاہر ہوگا۔ یعنی ایک آدمی دمشق کے مشرقی منارہ پر نظر آ لیگا وہ چلا کر کہیگا۔ کہ میں آسمان سے ابھی اترا ہوں۔ مولوی لوگ دوڑ پڑیں گے اور سیڑھی لگا کر اسے اتار لینگے۔ اگرچہ اس شخص کا حلیہ تو مسیح اسرائیلی سے مختلف ہوگا۔ کیونکہ حدیثوں میں لکھا ہے کہ مسیح اسرائیلی کے چہرہ کا رنگ سرخ اور بال گھونگر والے تھے اور آنیوالے مسیح کا رنگ گندم گوں اور بال سیدھے ہوں گے۔ لیکن غالباً دو زرد چادروں سے پہچان لیں گے ان کے ساتھ والے فرشتے تو لوگوں کو کیا نظر آتے ہیں۔ یہاں روز موت کا فرشتہ پھر تا رہتا ہے کسی کو نظر تو آتا نہیں بڑی مشکل تو یہ ہے کہ جب حضرت عیسےٰ اپنی نبوت کے زمانہ میں بڑے زور سے دعویٰ نبوت و مسیحیت کرتے رہے تب تو تھوڑے سے چند کے سوا کسی نے ان کو مانا نہیں تو اب جبکہ وہ محض قرب قیامت کی نشانی کے طور پر آئیں گے اور بقول مولانا ابوالکلام ان کی طرف توجہ کرنے اور اس خرافات میں پڑنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ تو پھر ان کی ایسی باتوں کو ساری دنیا کے لوگوں نے کیسے مان لینا ہے۔ کہ "میں آسمان سے آیا ہوں اور قرب قیامت کی علامت ہوں"۔ دین تو کامل ہو چکا ہوا ہے اس لئے ان کی طرف توجہ کرنا بقول مولانا ابوالکلام خرافات میں پڑنے کے مترادف ہوگا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر وہ دنیا سے کس طرح منوائیں گے کہ میں قرب قیامت کی علامت ہوں ہی کریں گے کہ جن مولویوں نے منارہ دمشقی سے زینہ لگا کر اتارا ہے تا ان کو ساتھ لے لیں گے اور ساری دنیا کا چکر لگائیں گے پیدل یا سوار معہ چند جہلا اور مولویوں کے جلوس کے سڑکوں پر سے گزرا کریں گے اور مولوی لوگ پکار پکار کر یہ رہے ہونگے کہ "صاحبو مسلمانو! دیکھ لو یہ ہیں ابن مریم قرب قیامت کی علامت"۔ اور مولانا ابوالکلام صاحب وعظ فرما رہے ہونگے کہ "مسلمانو! بیشک یہ مسیح ابن مریم ہیں لیکن تمہیں اس خرافات میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ بس صرف آنکھوں سے دیکھ لو تا کہ پتہ لگ جائے کہ قیامت قریب ہے"۔ نہ معلوم خدا نے ان کے لئے یہ سرگردانی کیوں تجویز کی قرب قیامت کی اور جو سینکڑوں علامتیں بنائی ہوئی ہیں۔ وہ کافی نہ تھیں جو ایک نبی بیچارے کو دو ہزار سال سے آسمان پر بٹھائے رکھا صرف اس لئے کہ آخری زمانہ میں دنیا میں واپس بھیجکر اسے ساری دنیا میں پھرایا جائے اور اس تشہیر کرانے کا مطلب فقط یہ ہو کہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ "قیامت اب قریب ہے"۔ اور لوگوں نے کیا خاک سمجھنا ہے یہی کہیں گے کہ کھانے پینے کا چند آدمیوں نے ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔ آسمان سے آتے کس نے دیکھا ہے۔ چند مولویوں کی جو اگرچہ ٹکوں پر ایمان بیچتے پھرتے ہیں شہادت قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ

غرضیکہ مسیح کا بطور قرب قیامت کی علامت کے تشریف لانا مولانا ابوالکلام کی دونوں تحریروں کو سامنے رکھکر اچھا خاصہ ایک تماشا سا نظر آتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ ایسا نہیں ہوگا اور مولانا ابوالکلام صاحب کا بھی یہ مطلب نہیں تو فرمائیے پھر کیا مطلب ہے۔ اگر یوں سمجھ ہو کہ مسیح موعود آ کر دنیا کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کرے گا۔ کہ میں ہی وہ موعود ہوں جو آنیوالا تھا اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اشاعت دین کے کام میں میرا ساتھ دیں تو فرمائیے یہی بات اگر حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ نے کہدی اور صفائی کے لئے اس کے ساتھ اتنا اور بھی بڑھا دیا۔ کہ دین کامل ہو چکا اس لئے اب کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ صرف مجددین آئیں گے۔ چنانچہ میں بحیثیت ایک مجدد کے آیا ہوں اور مسیح ابن مریم بوجہ مماثلت کے مجازی طور پر مجھے لقب دیا گیا ہے۔ میرا مقصد فقط تکمیل اشاعت دین ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس کام میں میرا ساتھ دیں"۔ تو مولانا ابوالکلام صاحب نے اسے خرافات کہکر پیچھا چھڑانا چاہا۔ اور اپنی کتاب "تذکرہ" میں مجددین کی بعثت کو اس قدر اہمیت دیکر اور سب کچھ لکھ لکھا کر پھر کیوں کہدیا کہ "ہم نہیں جانتے مجدد کیا بلا ہوتی ہے"۔ کیا ہاتھی کے دانتوں کی طرح جو کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھلانے کے اور ہوتے ہیں۔ علمایان زمانہ حال کے بھی عقیدے اپنی تصنیف میں لکھنے کے اور ہوتے ہیں اور فتویٰ دینے کے وقت اور ہوتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام کی تحریروں کا نتیجہ

اور اگر مولانا ابوالکلام صاحب کو اصرار ہو کہ ان کی دونوں تحریریں ایک دوسرے سے متضاد نہیں۔ بلکہ دونوں صحیح ہیں تو پھر آنیوالے مسیح کا نقشہ یہی جمتا ہے جو میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ چونکہ ان کا کوئی دعویٰ کرنا اور ان کی طرف توجہ کرنا خرافات میں سے ہوگا۔ اس لئے کوئی عقلمند آدمی تو اس خرافات میں پڑے گا نہیں۔ البتہ ایسے جہلا کا گروہ جن کی عادت خرافات میں پڑنے کی ہوتی ہے یا وہ مولوی جنہوں نے دمشقی منارہ سے اتارا ہوگا۔ انہیں ساتھ لئے سڑکوں پر پھرتے نظر آئیں گے اور پکارتے ہوئے کہ "یہ ہیں ابن مریم قرب قیامت کی علامت"۔ اور اگر کوئی معتقد مولانا ابوالکلام سے اس وقت دریافت کریگا کہ کیوں جی ہم بھی ذرا ابن مریم صاحب کی زیارت کر آئیں تو مولانا فرمائیں گے کہ "بالکل لغو! تمہیں اس خرافات میں پڑنے کی ضرورت نہیں"۔

مصلح موعود اور اصلاح کا کام

مولانا کی اس تحریر سے اگر کسی کو نفع پہنچ سکتا ہے تو وہ میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ ان کے مصلح موعود بننے میں مولانا کا یہ تخیل جو اگرچہ آئیڈیا دہندہ ہے بہت مفید ہے وہ اس طرح کہ موعود خود چپ کر بیٹھے اور لوگ خود اسے پہچانتے پھریں اور مرید یہ دیا گنڈا کرتے پھریں کر کتنا بڑو دیکھو لوہی ہیں وہ مصلح موعود جو آنے والے تھے۔ دہ گئی اصلاح اس کے متعلق اختلاف عقیدہ رکھ کر بیعت کرنیوالے قادیانی اگر یہ بھی ساتھ ساتھ کہتے ہیں تو ان کے اپنے عقیدہ کے لحاظ سے نہایت مناسب حال ہے کہ ان کے عقیدے میں تو بالکل غلط اور نری ضلالت مگر یہ ہیں مصلح موعود ایسا ہی کہ میاں صاحب کے اس قسم کے مرید اب بھی کہہ رہے ہیں کہ عقیدے غلط ہیں مگر ہیں مصلح موعود۔ اور آخر اختلاف عقیدہ رکھ کر بیعت کر لینے کی جو جناب میاں صاحب نے اجازت دی ہوئی ہے اس کا نتیجہ ہونا بھی یہی چاہیئے تھا۔

میاں صاحب کی اصلاحات

میں کہتا ہوں میاں محمود احمد صاحب اگر مصلح موعود ہیں تو کیا یہ ضروری نہیں کہ وہ اس کا بڑے زور سے دعویٰ کرتے اور ان اصلاحات کو پیش کرتے جو ان کے ذریعہ ظہور میں آئی ہیں لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ اپنے غالی مریدوں کا دل رکھنے کیلئے اگر جناب نے کہہ تو دیا کہ ہاں ہاں تسلی رکھو میں ہی وہ مصلح موعود ہوں مگر وہ اس دعوے پر زور نہیں دے سکتے۔ کیونکہ واقفات اس کے مخالف ہیں وہ کیا اصلاحات پیش کریں گے۔ یہی کہ محمد رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کو تباہ کر دیا۔ آپ کے بعد ایسے نبیوں کی بعثت کو جاری مان کر جن پر ایمان لانا شرائط ایمان میں سے ہے شریعت اسلام کے حصہ ایمانیات کو ناقص قرار دیدیا اور وحدت اسلامی کو فنا کر دیا۔ پھر ایسی نبوت کے اجراء کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو کافر خارج از اسلام قرار دیکر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو عملاً منسوخ کر دیا۔ گویا ایک دین کے بعد دوسرا دین شروع کر دیا جن میں کفر اور اسلام کا فرق ہے۔ پھر پوپوں کی تقلید کرتے ہوئے خلافت کو شوریٰ سے نکال کر استبداد دینی کا ایسا زبردست جامہ پہنایا کہ خلیفہ پر سچے اعتراضات کرنیوالا بھی مستوجب عذاب ٹھہر گیا۔ گویا دوبارہ انسان پرستی کے بت کو کھڑا کر دیا۔ آخر واقفات واقفات ہیں ان سے آنکھیں کس طرح بند کی جا سکتی ہیں۔ اگر یہی وہ اصلاحات ہیں جو جناب میاں محمود احمد صاحب سے ظہور پذیر ہوئی ہیں تو فرمائیے کہ عقل انسانی یا فطرت سلیم ایسے شخص کو کس طرح مصلح موعود مان سکتی ہے۔ ویسے پیر پرستی اور کورانہ تقلید اور بات ہے مگر پھر وہ شرک ہوگا۔ توحید نہ ہوگی۔

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب با ختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

بمعاملہ درخواست بالمکند گدس کلرک ریلوے کراچی
برائے عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ
بابتی ہیمراج متوفی زیر دفعہ ۳۷۲ - ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ صدر سائل نے درخواست برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ بابتی ہیمراج متوفی مالیتی ۔۔۔۔ ۳۰ روپیہ زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کسی کو اعتراض ہو وہ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں تاریخ ۲۱ ۹/۳۶ پیش کرے۔

آج بہ دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ ۲۴ ۸/۳۶

دستخط حاکم (مہر عدالت)

اسلامی جہاد اور اسلامی حکومت

حضرت مسیح موعود کا مسلک اور مخالفوں کے اعتراض

از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب

(۱)

گزشتہ مضمون میں میں نے اپنے ایک دوست کا ذکر کیا تھا اور ان کے ایک اعتراض کا جواب بھی عرض کیا تھا۔ اس دفعہ کچھ عرصہ کے بعد آپ پھر آئے۔ اگرچہ میرا ارادہ نہ تھا کہ سلسلہ کے موضوع پر کوئی گفتگو کی جائے لیکن جب میں نے کتاب براہین احمدیہ کے متعلق جو انہیں مطالعہ کے لیئے دی تھی یہ پوچھا کہ آپ نے کس قدر اس کتاب کو پڑھا ہے تو کہنے لگے کہ کچھ زیادہ نہیں پڑھی۔ میرے وجہ دریافت کرنے پر آپ کہنے لگے کہ جب میں ایک مقام پر پہنچا جہاں مصنف نے ایک اشتہار اس مضمون کا لکھا ہے کہ مسلمانوں کو واجب ہے کہ وہ اس گورنمنٹ کی اطاعت کریں تو میں وہیں رہ گیا۔ اس پر جو سلسلہ گفتگو ہمارے مابین ہوا وہ حسب ذیل ہے:۔

سوال۔ مرزا صاحب نے انگریز کی خوشامد کی ہے حالانکہ وہ دشمن اسلام ہے اور اس کے استیصال پر مسلمانوں کو تیار ہونا چاہیئے۔

جواب۔ حضرت مرزا صاحب نے انگریزی حکومت کی تعریف بے شک کی ہے لیکن اس سے جو نتیجہ آپ نے انگریز کی خوشامد کا نکالا ہے وہ غلط ہے اس لیئے کہ یہ امر بکلی روشن ہے کہ جو شخص حکومت کی تعریف خوشامدانہ پہلو سے کرتا ہے حکومت کا فرض ہے کہ اُسے کوئی خطاب دے یا کوئی اور دنیاوی فائدہ پہنچائے خوشامد کے معنے ہیں کسی شخص کی ایسی تعریف و توصیف بیان کرنا جو کرنے والے کے نزدیک صحیح نہ ہو۔ محض اپنی مطلب برآری کیلئے اُسے خوش کرنا مقصود ہو کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو حکومت نے کبھی کوئی خطاب یا کوئی اور معاوضہ دیا یا دینے کا ارادہ کیا یا خود کبھی آپ نے ایسی خواہش ظاہر کی؟ اور اگر امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے حکومت کی بعض خوبیوں کو بیان کیا جن کے متعلق آپ کا سچا اعتقاد درحقیقت تھا تو یہ امر خوشامد کی تعریف میں ہرگز شامل نہیں زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے حکومت کی تعریف کرنے میں غلطی کھائی ہے یعنی آپ کو وہ امور دھوکہ سے ایسے دکھلائی دیئے جو درحقیقت موجود نہ تھے لیکن یہ بھی بکلی غلط ہے۔ پنجاب میں سکھوں کی ظالمانہ و متعصبانہ حکومت سے کون نالاں نہ تھا؟ کیا سکھ حکومت کے انتہائی ظلم اور مداخلت فی الدین کے خلاف سید احمد صاحب بریلوی اور سید اسمٰعیل شہید نے جہاد نہیں کیا؟ پھر جس حکومت نے ایسے ظلم اور جبر سے نجات دلائی ہو کیا وہ واقعی مستحق تعریف نہیں؟ بعض سکھ مواضعات میں تو اب بھی اذان کی ممانعت ہے پھر ارکان مذہب کی ادائیگی میں جو آزادی اس حکومت نے دی ہے کیا وہ واقعی ایک رحمت و برکت نہیں؟

سوال۔ مگر بہر حال انگریز دشمن اسلام ہے اور اس کے بالمقابل اسلامی حکومتیں بدرجہا بہتر ہیں۔ مرزا صاحب نے کسی اسلامی حکومت کی تعریف نہیں کی۔ نہ ہی اسلامی حکومت کے قیام کی طرف توجہ دلائی بلکہ جہاد کی منسوخی کا حکم سنا کر مسلمانوں کی رہی سہی قوت کا خاتمہ کر دیا انہیں بزدل و نکما بنا دیا۔

جواب۔ اگر آپ ایک امر کو مدنظر رکھتے یعنی ضمیر کی آزادی مذہب کے ارکان کی ادائیگی کے بارہ میں تو آپ کو خود اس سوال کا جواب معلوم ہو جاتا۔ جس قسم کی اسلامی حکومت آج ترکوں نے قائم کی ہے اگرچہ وہ بھی صحیح قسم کی اسلامی حکومت نہیں مگر تاہم اُن حکومتوں سے جنہیں تیرھویں صدی کی اسلامی حکومتیں کہا جاتا ہے بہت بہتر ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے وقتوں میں یہ ترقی یافتہ حکومت بھی نہ تھی بلکہ پرانی طرز کی حکومت جو کلیتہً ملا کے اقتدار کے نیچے ہوتی ہے۔ ملا مذہبی آزادی کا سب سے بڑا اور پکا دشمن ہے جس حکومت میں اس کا اقتدار ہو اس میں ضمیر کی آزادی کہاں۔ حالانکہ مذہب اسلام کے نزدیک سب سے مقدم امر حکومت کی اہلیت کے لیئے یہی ضمیر کی آزادی ہے۔ کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ جنگ کے لیئے سب سے بڑی شرط ضمیر کی آزادی کا نہ ہونا ہے۔ اُس حکومت سے قرآن جنگ کرنے کا حکم دے رہا ہے جہاں ضمیر کی آزادی نہ ہو۔ اور اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ یہ آزادی ملا کی حکومت میں بکلی مفقود ہے تو پھر بتلائیے کہ بروئے قرآن کریم کس حکومت سے آج جنگ کا جواز ٹھیرا؟ کیا اُس حکومت سے جس نے مذہبی آزادی دے رکھی ہو یا اُس سے جہاں فروعی امور میں بھی آزادانہ رائے کا اظہار نہ ہو سکتا ہو؟ آخر یہی ہمارے پڑوس میں افغانستان کی حکومت ہی کو لیں جہاں ملا کا اقتدار اس قدر زبردست ہے کہ امان اللہ خاں جیسے روشن دماغ و خیر خواہ قوم و ملک کو بھی بھاگنے کے سوائے چارہ نظر نہ آیا۔ پھر کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ خود حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں اور آپ کے بعد بھی اسی ملانے محض فروعی اختلاف کی بناء پر احمدیوں کو سنگسار کرایا؟

خدارا بتلائیے! کہ اگر آج اسی ملک ہند میں مولانا کفایت اللہ کو چھوڑیئے ڈاکٹر اقبال جیسے رہنما بھی برسر اقتدار ہوں تو کیا وہ مذہبی آزادی عطا کرنے کے حامی ہیں یا اُسے کلیتہً کچلنے کے درپے؟ ڈاکٹر اقبال اور آپ کے کثیر ہم خیال اصحاب کے نزدیک امت مسلمہ میں کسی شخص کو اصلاح کا حق ہی حاصل نہیں کیونکہ اس میں اسلامی جمعیت کی پراگندگی کا خطرہ ہے۔ گویا ان اصحاب کے نزدیک مسلمان اپنے دین و ایمان پر ایسی ثابت قدمی اور محکم یقین سے قائم ہیں کہ جہاں کسی چالباز دنیا دار نے مذہبی اصلاح کے لباس میں اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہا وہیں تمام کے تمام مسلمان گمراہ ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور گویا مسلمان وہ شخص ہے جس کو راہ راست پر صرف حکومت کا ڈنڈا ہی قائم رکھ سکتا ہے ورنہ وہ آج بھی گرا اور کل بھی! اگر درحقیقت یہی وہ تصور اسلامی حکومت کا ہے جس میں حضرت مسیح کی وفات ماننے والے کی سزا سنگساری ہے تو میں یقیناً کہوں گا کہ خدا ایسی اسلامی حکومتوں سے دنیا کو بچائے رکھے اور حقیقت ہے کہ تیرھویں صدی کے آخر میں اسی قسم کی حکومتیں رہ گئی تھیں جنہیں آپ اسلامی کے خطاب سے ملقب کر رہے ہیں اور یہی وہ حکومتیں ہیں جن کے خلاف مصطفےٰ کمال نے آج جہاد کر کے ترکوں کو ضمیر کشی کے اقتدار سے نجات دلائی ہے۔ پھر اگر ایسی حکومتوں کی تعریف حضرت مرزا صاحب نے نہیں کی ۔۔۔

مصطفٰے کمال ایسی حکومت کو نیست و نابود کردے تو وہ قابل تحسین و آفرین ٹھیرتا ہے لیکن حضرت مرزا صاحب سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایسی حکومتوں کی تعریف کیوں نہیں کرتے۔ آخر یہ تفاوت کیوں؟

باقی رہا یہ امر کہ انگریز دشمن اسلام ہے اور اسے کچلنا چاہئیے تو اس بات کے تو حامی حضرت مرزا صاحب بھی ہیں بلکہ انہوں نے عملاً اپنی جماعت کو ایسے راستہ پر لگا دیا ہے جس سے اسلام کے دشمنوں کے سر واقعی کچلے جائیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ظاہر بین آنکھ اسلام کی دشمنی یا دوستی ظاہر پرستی کے رنگوں میں دیکھنا چاہتی ہے مگر ایک حقیقت شناس روح اصلی و سچے رنگ میں اسلام کا غلبہ چاہتی ہے۔ ظاہر بین کے نزدیک کسی ایسی حکومت کو مٹا دینا جو بظاہر عیسائیت سے عقیدت رکھتی ہے اسلام کو تقویت پہنچانا ہے خواہ اس سے قلوب میں دین حقہ کے لئے نفرت ہی کیوں نہ بڑھ جائے لیکن حقیقت بین انسان زمانہ کے رجحان کے مناسب دنیا کے دلوں میں صداقت کو گاڑنے کا راستہ تجویز کرتا ہے خواہ اس سے ظاہر حکومت اسلام کی نہ قائم ہوتی ہو۔ بھلا آپ ہی بتلائیں کہ بالفرض اگر اس زمانہ میں تبلیغ اسلام کے ذریعہ انگریز قوم مسلمان ہو جائے تو کیا یہی حکومت پھر اسلامی حکومت نہ بن جائے گی؟ اگر یہ صحیح ہے کہ حاکم قوم کے اسلام لے آنے پر یہ حکومت بھی اسلامی ہو جائے گی تو پھر آپ کو کونسا شبہ اس امر کے تسلیم کرنے میں باقی رہ جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا نصب العین بھی اسلامی حکومت کا قیام ہے۔ البتہ ان کا ذریعہ حصول اور ہے۔ مسلمان جو آج کی قومیت کے غلط تصور سے متاثر ہے یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ اسلامی حکومت تب ہی قائم ہو سکتی ہے جب کافر حکومتوں کو ملیامیٹ کیا جائے اور وہ لوگ جو نسلاً بعد نسلاً مسلمان کہلاتے ہیں وہ بر سر اقتدار آجائیں خواہ وہ نااہل و ناقابل ہی ہوں۔ لیکن نکتہ رس انسان اسے بھی اسلامی حکومت کا قیام سمجھتا ہے اگر حاکم قوم سچے دل سے اسلام کے پیغام کو قبول کرکے اس کے اصولوں کو قائم کرنے والی بن جائے۔ یہی ترک قوم آج جن کا بچہ بچہ ثنا خواں ہے اور جن کی اسلام دوستی میں کسی کو شبہ نہیں۔ یہی قوم جب خلافت بغداد پر حکمران ہوئی تو کیا کافر نہ تھی؟ کیا بظاہر اس وقت اسلامی حکومت کی تباہی یقینی و قطعی نہ تھی؟ لیکن اسی حاکم قوم کے اسلام لے آنے پر وہ دشمنی دوستی میں مبدل ہو گئی۔ اس وقت بھی ایک ولی اللہ نے یہ نعرہ لگایا تھا

یا ایہا الکفار اقتلوا الفجار

اے کافرو! مسلمان فجار کو تہ تیغ کردو۔ اس وقت بھی ظاہر پرست آنکھ نے بے شک اس حقیقت شناس روح پر کفر کا فتویٰ لگایا ہوگا۔ لیکن اس ولی کے نعرہ کا نتیجہ کیا نکلا۔ جو قوم اسلام کو تباہ کرنے آئی تھی وہ اس کی ظاہری طاقت یعنی حکومت کو تو تباہ و برباد کرنے پر قادر ہو گئی مگر اس کی باطنی و روحانی تلوار یعنی سچائی سے خود مغلوب و مفتوح ہو کر بجائے اسلام کی بیخ کنی کے اسلام کی آبیاری کا موجب بن گئی۔ کیا آپ اس امر کو بعید از قیاس و عقل سمجھتے ہیں کہ ہمارا زمانہ ترکوں کی مثال کو تازہ کرنے والا ہو؟ اگر عقل و قیاس اسے ناممکن قرار دیں تو یہ عین متقاضیٰ فطرت ہے مگر آج بھی ایک ولی اللہ کی حقیقت بین نگاہ حاکم اقوام کو اسلام کا مغلوب و مفتوح ہوتا دیکھ رہی ہے اور نعرہ حق سے یوں گویا ہے:-

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار
کہہ رہے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
[illegible]

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

کی طرف سے شملہ میں دو کامیاب جلسے

۱۔ مذہبی کانفرنس

۱۔ اچھوتوں کی مشکلات کا حل صرف مذہب اسلام ہے

رائل ہوٹل ہال شملہ میں بتاریخ ۲۲ راگست ایک عظیم الشان مذہبی کانفرنس بصدارت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی منعقد ہوئی اس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے شرکت کی سب سے پہلے مولانا سید اختر حسین صاحب نے مندرجہ بالا موضوع پر از روئے اسلام تقریر کی۔ انہوں نے قرآن و حدیث کے حوالجات سے مساوات اخوت کو ثابت کیا اور بتلایا کہ اچھوتوں کا حل صرف اسلام ہی ہے۔

بالمیک اور برہمو سماج کے بعد پنڈت بدھ دیو جی آریہ سماج کی طرف سے تشریف لائے وہ اپنی ساری تقریر میں مسلمانوں ہی کا شکریہ ادا کرتے رہے کہ انہوں نے ہندوؤں کو سیدھی راہ پر لگایا وہ اپنی بیوقوفی اور جہالت سے اچھوتوں پر ظلم کر رہے تھے۔ مگر مسلمانوں کے ڈنڈے نے انہیں راہ راست دکھا دی۔ اب مسلمانوں کو کوئی ضرورت نہیں کہ گھر کے جھگڑوں کا تصفیہ کرانے آئیں۔

چودہری غلام احمد صاحب پرویز نے اپنی تقریر میں اس کا خوب جواب دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر ایک بچہ چھت سے گر جائے تو ہمارا فرض ہے کہ اسے اٹھا کر شفاخانے پہنچائیں۔ اگر اس بچے کا باپ آکر ہم سے پوچھے کہ تم نے اسے شفاخانے کیوں پہنچایا۔ یہ لڑکا تو میرا تھا۔ یہ اسکی حماقت ہوگی اچھوتوں کی مشکلات دیکھ کر ہمیں انسانیت کا درد یہاں کھینچ لایا ہے انسانی ہمدردی کے تقاضے سے ہم اسلام ہی اس کا واحد علاج تجویز کرتے ہیں۔ بالمیکوں کو ایک بار پھر موقع دیا گیا۔ اس کے بعد بہائی مذہب والوں نے بھی تقریر کی۔

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اپنی صدارتی تقریر کو اٹھے اور اچھوتوں کے متعلق نہایت قیمتی ارشادات فرمائے۔ آریوں نے لوگوں پر اثر ہوتا دیکھ کر شرارت کرنی شروع کی۔ لیکن ایک دو باتوں ہی میں وہ خاموش ہو گئے اور جلسہ برخاست ہوا

دوسرا جلسہ

(۲) اس مقام پر دوسرے دن اتوار کو پھر جلسہ ہوا۔ چونکہ مولوی صدر الدین صاحب تشریف نہیں لائے تھے اسلئے پرویز صاحب نے اسلام اور سائنس پر ایک پر از معلومات تقریر کی اور تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ اسلام سائنس کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ سائنس کی تقویت کیلئے راستے کھولتا ہے۔ ارتقاء کا مسئلہ ڈارون سے بیشتر فارابی (ایک مسلمان مؤرخ) نے پیش کیا اور بھی کئی باتیں بتلائیں جنہیں یہاں بخوف طوالت درج نہیں کیا جا سکتا۔ پھر سید اختر حسین صاحب اٹھے اور صداقت احمدیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود پر نبوت کے الزام کو صاف کیا اور مخالفین احمدیت کے حوالجات سے بتلایا کہ احمدیت کس قدر خدمت اسلام کر رہی ہے۔ اچھے درخت ہمیشہ اچھے پھل ہی لاتے ہیں

اس کے بعد مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے بائیبل اور وید میں سے آنحضرت صلعم کے متعلق پیشگوئیاں نکال کر دکھلائیں کہ غیر بھی معترف ہو گئے۔ اگر انہیں بیان کیا جائے تو اشاروں ہی اشاروں میں داستان طویل ہو جائیگی۔ اسی موضوع پر ... صفحات کی کتاب شائع ہونیوالی ہے آپ اسے ملاحظہ فرمالیں۔

اخیر میں ہم اپنے دوست محمد اسلم صاحب چشتی (فرنگ) لاہور کا نہایت شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنی غیر مطبوعہ نظمیں (ایک خاص کانفرنس کیلئے لکھی تھیں) پڑھ کر حاضرین کو مسحور کیا۔ یہ دونوں اجلاس ہمارے محترم شیخ میاں علی احمد صاحب و شیخ میاں نصیر احمد صاحب کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے کامیابی کا سہرا انہی کے سر ہے۔

مسلمانوں کے ڈنڈے نے ہمیں سیدھا کردیا

شملہ میں پنڈت بدھ دیو جی کی تقریر

"ہم نے جہالت سے یہ باتیں اختیار کیں"

(مذہبی کانفرنس ۲۲ راگست رائل ہوٹل ہال شملہ میں پنڈت بدھ دیو جی نے آریہ سماج کے نمائندہ ہونیکی حیثیت سے دوران تقریر میں یہ الفاظ کہے) "بھائی لچھمن[1] سنگھ کی شکایت بجا تھی جن کے دھرم کا سوال ہے۔ اسے وہ خود ہی حل کرنا چاہئیے اوروں کو کوئی ضرورت نہیں کہ خواہ مخواہ اسمیں دخل دیں اچھوتوں پر ظلم کرنا یہ چیز ہمارے مذہب میں نہیں بلکہ وید کہتا ہے کہ سب انسانوں کو ایک جیسا پیدا کیا اور سب کیلئے ایک ہی بھوجن ہے۔

اگر مسلمانوں کا ڈنڈا ہمارے سر پر نہ ہوتا تو پھر اس مسئلے پر ہمیں بحث کرنے کی ضرورت نہیں تھی مسلمانوں کے ڈنڈے نے ہمیں سیدھا کر دیا (ہاتھ جوڑتے ہوئے) مسلمانوں نے ہمیں ایک بات سکھا دی جو ہم عملی طور سے بھول گئے تھے کہ سب انسان ایک ہیں تو پھر کیا ہو گیا اگر ہمیں سے اچھی بات سیکھ گئے تو جھگڑا کیا ہے۔ لیکن اب مسلمانوں کو کوئی حق نہیں کہ ہمارے جھگڑوں کا فیصلہ کرانے کیلئے بیچ میں آن کود (ہندوؤں سے خطاب کرکے) ایک بات پر آپ بھی غور کریں کہ جرم بھی تو ہم نے بہت کیا ہے۔ اگر کسی کے کان میں وید کی آواز پڑ جائے۔ تو پگلا ہوا سکہ ڈال دینا۔ کوئی پڑھے تو زبان کاٹ دینا یہ سب باتیں ہم نے اپنی جہالت سے بنائیں۔ وید تو کہتا ہے کہ وہ سب کو سنانے کیلئے ہے (یک کہنے خوب معمول جیونکتے جاؤ۔ کوئی پوچھنے والا نہیں)۔ پھر بھی اتنی باتوں کے باوجود اچھوت قوم ہمیں چھوڑ کر کیوں نہیں گئی صرف اس لئے رامائن سے چند حوالے دیکر) کہ اس دھرم میں راجہ بھرت کی کو اپنی بیٹی خیال کرتا تھا۔ رامچندر جی نے خود اچھوت عورتوں کے ہاتھ سے کھانا کھایا۔

ہمیں پھر سب مسلمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہئیے کہ انہوں نے ہمیں بھولی ہوئی تعلیم یاد دلا دی۔ ہم نے صرف اپنی بیوقوفی اور جہالت سے ان برائیوں کو پکڑ لیا تھا۔ تو گویا پہلے جتنے ہندو گذرے ہیں وہ سب بیوقوف اور جاہل تھے۔ لیکن مذہب اس سے بدنام نہیں ہو سکتا۔"

پنڈت بدھ دیو جی پھر مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی جگہ پر آ بیٹھے اور مجمع میں ان کی اس تقریر سے حیرت کا عالم طاری ہو گیا سنا ہے کہ چند لوگ مشہور اور ہر دلعزیز پنڈت کے مخالف ہو گئے ہیں کہ انہوں نے یہ برا کیا۔ کچھ ان کے موافق ہیں۔ کہ بہت اچھا کیا۔

الراقم
شیخ محمد طفیل شملہ

---

[1] یہ صاحب بالمیکی سبھا کیطرف سے بولے تھے۔ انکی تقریر حرف بحرف آریہ سماج کی حمایت میں تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آریہ سماجی ہی نے تیار کرکے دی ہے کیونکہ شملے کے اچھوت زیادہ تر آریہ سماجیوں کے ماتحت ہیں اور ملازمت میں عموماً ان کے افسر اعلیٰ آریہ سماجی ہی ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قادیانیوں کے مغالطے!

ختم نبوت کا (قرآن شریف میں) بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے (ایام صلح)

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

حضرت مسیح موعودؑ اور ختم نبوت کا عقیدہ

ناظرین "پیغام صلح" کو یاد ہوگا کہ ہم نے ماہ اپریل سال حال میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے ۵۰ حوالے ایسے پیش کئے تھے جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت کا عقیدہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق تمام مسلمانوں کی طرح یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت منقطع ہے مسدود ہے۔ بند ہے۔ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ نبوت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور محمد مصطفےٰ صلعم پر ختم ہوگئی۔ اس کے جواب میں ۲۳۔ اپریل کے "الفضل" میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں اصل موضوع کو چھوڑ کر اجرائے نبوت یا حضرت مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو محل بحث بنایا گیا۔ اس پر ہماری طرف سے پھر ۸۔ ۴ اور ۱۱۔ مئی کے "پیغام صلح" میں جواب شائع ہوا جس کا جواب ہمیں مولوی محمد نذیر احمد صاحب لائل پوری کی طرف سے ۲۱۔ مئی کے "الفضل" میں ملا۔ ہم نے پھر "پیغام صلح" نمبر ۳۸ لغایت نمبر ۴۲ کے ذریعہ مفصل جواب عرض کر دیا۔ اب پھر مولوی صاحب نے "الفضل" نمبر ۴۲ و نمبر ۴۴ کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ چونکہ وہ اس سلسلے کو جاری رکھنا چاہتے ہیں اس لئے حتی المقدور ہم بھی ان کی خدمت سے پہلو تہی کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ ۱۸۔ اگست کے "الفضل" میں ان کا مضمون شروع ہوا ہے۔ اس مضمون میں انہوں نے اپنے سابقہ اعتراض کو باوجود اس امر کے تسلیم کر لینے کے کہ ہماری طرف سے سال ۱۹۰۱ء سے بعد کے قریباً پندرہ بیس حوالے پیش ہو چکے ہیں۔ اس طرح سے دہرایا ہے :-

"کہ اگر آپ نے ۱۹۰۱ء کے بعد کے تمام ضروری حوالجات اپنی بحث میں پیش کر دیئے ہوتے تو پھر ان کو "الفضل" کے متعلق یہ شکایت کرنے کا کوئی موقعہ نہ ہوتا۔"

پھر آگے لکھا ہے :-

"کہ کوئی ایسی عبارت اور بھی تھی جو مضمون نگار کی پیش کردہ عبارتوں کے علاوہ تھی اور صاف ظاہر ہے کہ یہ عبارت "پیغام صلح" میں پیش نہ کی گئی تھی۔"

مولوی صاحب کی عجیب منطق

جس صورت میں کہ ہم نے پندرہ حوالوں سے زائد حوالے ۱۹۰۱ء سے بعد کے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق اپنے مضمون میں پیش کر دیئے تھے جس کا آپ کو اعتراف ہے تو پھر آپ میری ڈیوٹی آپ کس اصول اور ضابطے کے مطابق لگاتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء سے بعد کے تمام حوالجات ہم ہی پیش کرتے۔ ہم نے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق پچاس حوالے ایسے پیش کر دیئے تھے جن میں ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے بھی تھے اور بعد کے بھی مگر یہ کیا زبردستی ہے کہ ہم ۱۹۰۱ء کے بعد کے تمام حوالجات پیش کرنے بیٹھ جاتے اور کس بھولے پن سے ارشاد ہوتا ہے کہ "کوئی ایسی عبارت اور بھی تھی جو مضمون نگار کی پیش کردہ عبارتوں کے علاوہ تھی اور صاف ظاہر ہے کہ یہ عبارت پیغام صلح میں پیش نہ کی گئی تھی ورنہ اُسے کوئی اور عبارت قرار نہ دیا جاتا۔" خوب شد۔ دس بیس نہیں اکٹھے پچاس حوالے پیش کئے گئے۔ کیا اس سے ایک مسئلہ کی وضاحت میں کچھ شبہ رہ جاتا ہے۔

ہماری نیک نیتی

ایک بات کو سمجھنے کیلئے فقط چند نظائر اور شواہد کافی ہوتے ہیں۔ ہماری نیک نیتی اس معاملہ میں یہاں تک پائی جاتی ہے کہ سلسلہ مضامین کو شروع کرنے سے پیشتر ہم نے ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کی خدمت میں مشورہ عرض کیا تھا کہ ہم مسئلہ ختم نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے مشتے نمونہ از خروارے پچاس حوالے پیش کرتے ہیں چونکہ حضرت اقدس کے کلام میں یہ حوالے بکثرت ہیں اس لیے ملفوظات کے عنوان کے نیچے آپ کے اس قسم کے اقتباس وقتاً فوقتاً درج کیا کریں اور ہمارا خیال ہے کہ مہینوں تک نہیں بلکہ سالوں تک یہ سلسلہ چل سکتا ہے مگر یہ کیا الٹی شکایت ہے کہ کہ مولوی صاحب کے دماغ میں ان سب حوالجات کے خلاف کوئی عبارت پھنسی ہوئی ہے اور اس عبارت کو ظاہر نہ کرنے کا الزام ہم پر لگایا جا رہا ہے۔ العجب ثم العجب۔

حوالہ جات میں کتر بیونت کا الزام

ہمارے پیش کردہ حوالجات میں سے ایک حوالہ نمبر ۲۶ ہے جو حقیقت الوحی کے صفحہ ۲۹ سے ہم نے نقل کیا تھا۔ اس حوالے کے متعلق الزام یہ ہے کہ ہم نے عبارت کے درمیان نقطے لگا کر ایسی عبارت کو عمداً چھوڑ دیا ہے جو ہمارے عقیدے کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک رہی ہے" اس کی نسبت گزارش ہے کہ ہم نے پیشتر ازیں ۱۱۔ مئی کے "پیغام صلح" میں اس الزام کا جواب دے دیا ہوا ہے یا تو آپ نے اس کو پڑھا نہیں اور یا اس خیال سے کہ اعتراضات کے شمار میں اضافہ ہو اُس کو اس طرز پر بیان کیا ہے کہ گویا وہ ایک نیا الزام ہے اور جس حالت میں کہ ایک بار اس کا جواب دے دیا گیا ہے پھر اس کو اس انداز کے ساتھ بیان کرنا کہ یہ ایک جدید الزام ہے دیانت کا طریق نہیں ہے۔ یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ جواب معقول نہیں ہے۔ جو وتیرہ آپ نے . . . اختیار کیا ہے اس میں آپ خود الزام کے نیچے ہیں۔ رہی یہ بات کہ ہم نے نقطے لگا کر عبارت کو چھوڑ دیا ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب تحریر کے کام سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ نقطے لگا کر کسی عبارت کو چھوڑ دینا طوالت کی وجہ سے ہوتا ہے اور نقطے اس بات کی علامت ہوتے ہیں کہ یہاں سے کچھ عبارت چھوڑی گئی ہے اگر مزید اطمینان کی ضرورت ہو تو کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحات ۲۱۱۔ ۲۱۴۔ ۲۴۲ تلاوت فرمائیں مصنف کتاب مذکور بھی اسی الزام کے مرتکب ہوئے ہیں دوسرے حوالے کے الفاظ ملاحظہ ہوں جو تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵ کے متعلق ہے :-

"اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر جہالت اور کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔"

مولوی صاحب کا عقیدہ حق سے خروج ہے

اس کے متعلق شکایت ہے کہ اس سے اگلی عبارت ہم نے پیش نہیں کی جس حالت میں دعویٰ نبوت کو جہالت اور حماقت اور حق سے خروج بتلایا ہے تو جو شخص یہ دعویٰ آپ کی طرف منسوب کرے گا وہ اس وعید کے نیچے آئے گا یا نہیں۔ رہا مکالمہ و مخاطبہ اس پر اگر نبوت حقیقی کا اطلاق نہ کیا جائے بلکہ آپ ہی کی تشریح کے مطابق استعارہ اور مجاز اور لغوی رنگ میں اُس کی تشریح کر لی جائے تو کوئی بھی استبعاد لازم نہیں آتا اور کلام میں کوئی تعارض اور تناقض بھی پیدا نہیں ہوتا ورنہ مولوی صاحب کے اعتقاد کی بنا پر یقیناً یقیناً حق سے خروج لازم آتا ہے کیونکہ اس صورت میں دعویٰ نبوت تو ہے گو غیر تشریعی ہی سہی۔ یہی مطلب اس حوالے کا بھی ہے جو کہ آپ نے بحوالہ تجلیات الٰہیہ اپنے مضمون کے عنوان میں درج کیا ہے افسوس آپ کسی عبارت میں نبی اور رسول کے الفاظ دیکھ کر ریجھ جاتے ہیں اور ان الفاظ کی تشریحات پر غور نہیں فرماتے جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی ہیں میں اپنے مضامین میں اس کے متعلق متعدد حوالہ جات پیش کر چکا ہوں آپ ان پر ضرور توجہ فرمائیں۔

مولوی صاحب سے چند شکایات

اس ضمن میں مجھے بھی آپ کی نسبت چند شکایات ہیں کہ آپ حوالجات کے پیش کرنے میں محتاط نہیں ہیں اور جو الزام آپ دوسروں پر لگاتے ہیں، اس کا آپ خود بھی ارتکاب کرتے ہیں اول آپ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ سے یہ عبارت پیش کی تھی :-

"خدا تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا ہے۔"

اس عبارت کے پیش کرنے میں یہ غضب کیا ہے کہ قریباً دو سطریں شروع سے اور اسی قدر بلکہ اس سے زائد عبارت بعد کی جس میں اس عبارت کا نتیجہ ظاہر کیا گیا ہے دیدہ دانستہ چھوڑ دی گئی ہے اور باوجودیکہ ہم نے اپنے مضمون میں اس نقص کی توجہ بھی دلائی مگر جواب میں اس کی تائید یا تردید میں ایک حرف بھی نہیں لکھا اور یہ طریق محض اس وجہ سے اختیار کیا گیا ہے کہ یہ الزام ہی یادداشتوں سے جاتا رہے کیونکہ متروک شدہ عبارت میں صاف لکھا ہے :-

"کہ میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت"

چونکہ اس مقام پر اصل نبوت کا انکار ہے اس لئے آپ نے یہی مناسب خیال کیا کہ سرے سے اس عبارت کو چھوڑ دیا جائے اب آپ اسی گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں جس کا الزام آپ مجھ پر لگا رہے ہیں فرمایئے اس کا کیا جواب ہے؟

سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب کو صدمہ

اس وقت اطلاع ملی ہے کہ جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور (جو آج کل اپنے گاؤں سید انوالی ضلع سیالکوٹ میں ہیں) کا چھوٹا صاحبزادہ خالد میاں وفات پا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمیں شاہ صاحب سے اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم شاہ صاحب اور محترمہ بیگم صاحبہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک ضروری گذارش

چونکہ پیغام صلح کا مالی سال ختم ہو رہا ہے اس لئے جملہ مشتہرین و خریداران پیغام صلح کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے بقیہ جات جلد از جلد ارسال فرما کر مشکور فرمادیں۔ (مینیجر)

تضمین بر اشعار حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے چشمۂ جود و عطا! بحرِ کرم! ابرِ سخا　　اے بادشاہِ دوسرا! اے مالکِ روزِ جزا

اے دافعِ رنج و عنا! سن لے مری آہ و بکا　　اے خالقِ ارض و سما! بر من درِ رحمت کشا

دانی تو آں دردِ مرا کز دیگراں پنہاں کنم

کب دور ہوگی اے خدا! دل سے مرے غم کی گھٹا　　یہ تو بتا دیجے ذرا دیدار کب ہوگا عطا

فرقت میں تیری مہ لقا کب تک سہوں رنج و بلا　　از بس لطیفی دلربا در ہر رگ تا مم درآ

تا چوں نجویابم ترا دل خوشتر از بستاں کنم

دل میں ہے میرے تو ہی تو تیری ہی مجھکو جستجو　　ہجراں میں تیری ماہ رو، روتا ہوں آنکھوں سے لہو

میری یہی ہے آرزو دیکھوں ترا روئے نکو　　ور بر کشی اے پاک خو جاں را کنم در ہجر تو

زانساں ہمی گریم کہ زو یک عالمے گریاں کنم

ہوں گرچہ پابندِ بلا لب پر نہیں حرفِ گلا　　تجھ سے مجھے شکوہ ہی کیا تو آقا میں بندہ ترا

خود تو نے کی مجھکو عطا یہ دولتِ صدق و صفا　　خواہی تو قہرم کن جدا خواہی بلطفم رہنما

خواہی بکش یا کن رہا کے ترکِ آں داماں کنم

(احسن)

تناسخ کے زندہ ثبوت کی حقیقت

یا

شانتی دیوی کی بناوٹی شہادت

عنوان مندرجہ بالا دراصل میرے اس چھوٹے سے رسالہ کا نام ہے جو میں نے آریوں اور ہندوؤں کے اس پروپیگنڈا کے ابطال کے لئے لکھا تھا۔ جسے اواگون کے وہمی اعتقاد کو ثابت کرنے کے لئے بڑے زوروں سے اخبارات اور رسائل کے ذریعہ سال گذشتہ کے اواخر میں ہندوؤں نے تمام ملک میں پھیلا دیا تھا۔ میں نے اس چھوٹے سے رسالے میں شانتی دیوی کی شہادت کو بہت سے دلائل کے ساتھ جھوٹی ثابت کر دیا اور ہندوؤں کے لئے کوئی عذر باقی نہ رکھا۔ مگر اس قوم کی ذہنیت بھی عجیب ہے میرے رسالے کی ایک بھی دلیل پر توجہ کر کے اسے باطل ثابت نہ کیا۔ نہ کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ دکھانے کے لئے کہ ہمارے رسالے کا رد خود ایک مسلمان نے ہی لکھکر شائع کر دیا ہے۔ کسی گمنام مولانا صاحب کی طرف سے دہلی کی آریہ سماج کے خلیفہ ہری سنگھ صاحب کی کوشش سے ایک رسالہ بنام "اثبات تناسخ" شائع کیا گیا ہے جس میں ہمارے پیش کردہ وجوہات ابطال شہادت شانتی دیوی کو چھوا تک نہیں صرف یہ لکھدیا ہے کہ قرآن سے ثابت ہے کہ لوگ بندر سؤر بن گئے تھے وغیرہ۔ اس سے تو آریہ سماج خاموش رہتی تو اچھا تھا۔ کیونکہ سے

عذر نا معقول ثابت میکند الزام را

بیشک انسان آج بھی بندروں اور سؤروں کی خصلت رکھنے والے موجود ہیں اور ایسے لوگوں کو مجازاً کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ بندر ہیں یا سؤر۔ مگر کبھی کوئی شخص اس سے یہ نہیں سمجھتا۔ کہ انسان جون پلٹ کر بندر یا سؤر ہو گیا۔ مگر

اندھوں کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جھٹ آریہ کہنے لگ گئے کہ دیکھو قرآن میں انسانوں کا بندر اور سؤر بن جانا صاف لکھا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید تو مرنے کے بعد اس دنیا میں لوٹنے کا سرے سے ہی رد کر دیتا ہے جبکہ اس میں یہ لکھا ہے کہ:-

(۱) حرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون

(۲) من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون

بہر حال آریوں کے مولانا صاحب اگر بات سمجھنا چاہتے ہیں اور سچ مچ وہ مسلمان ہیں نہ کہ آریہ۔ تو وہ میدان میں نکل آویں اور سامنے آکر قرآن مجید سے تناسخ کا ثبوت دیں تو جانیں۔ یا ہمارے رسالہ کا جواب اسطرح لکھیں۔ کہ ہمارے پیش کردہ دلائل کو لکھکر ان کا رد لکھیں۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔ ہاں ہم انشاء اللہ ان کے اثبات تناسخ کا جواب جلد ہی شائع کر دینگے۔

رسالہ تناسخ کے زندہ ثبوت کی حقیقت کا بیان کسی دوست کو درکار ہوں۔ مجھ سے مفت منگا لیں میرے پاس ابھی ایک ہزار سے زائد کاپیاں موجود ہیں اور پانچ کاپیاں تین پیسے کے ٹکٹ میں بذریعہ ڈاک بھیجی جا سکتی ہیں۔ پس جو صاحب منگانا چاہیں وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کے پتہ پر مجھے تین پیسے کا ٹکٹ . . . . روانہ کر دیں۔ میں انہیں رسالہ کی کم از کم پانچ کاپیاں روانہ کر دونگا۔ والسلام۔

عمر الدین احمدی۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ دہلی۔

پنجاب مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا

حلف نامہ

(اصلاحات جدید کے ماتحت آیندہ پنجاب اسمبلی کے لئے جو امیدوار مسلم لیگ پنجاب پراونشل بورڈ کے ٹکٹ پر کھڑا ہونا چاہیں۔ انہیں ایک حلف نامہ پر دستخط کرنے ہوں گے۔ اس حلف نامہ کی ایک شق یہ ہے:-

"(ع) میں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اگر میں منتخب ہوگیا۔ تو اسلام اور ہندوستان کے بہترین مفاد کی خاطر "مرزائیوں" کو باقی مسلمانوں سے علیٰحدہ اقلیت قرار دینے کی انتہائی جدوجہد کروں گا"

یہ شق جس قدر لغو اور شریعت اسلامی کے خلاف ہے۔ اس پر "پیغام صلح" کے کالموں میں متعدد بار لکھا جا چکا ہے۔ ذیل میں ہم معاصر محترم "انقلاب" کا اقتباس پیش کرتے ہیں جس سے اس شق اور اس کے نتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے)

لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے تعلیم یافتہ اور تہذیب پذیرفتہ اصحاب نے تو اپنی طرف سے بے حد کوشش کی۔ کہ کسی نہ کسی طرح احرار کرام لیگ ہی کے جھنڈے تلے انتخابات کی جنگ کریں۔ یہاں تک کہ ان حضرات نے اپنے مذاق کے خلاف قادیانیوں کو علیٰحدہ اقلیت قرار دینا اپنے حلف نامے میں مندرج کر لیا۔ لیکن احرار کرام جو بگڑے تو پھر بگڑ ہی گئے۔

سنا ہے کہ بورڈ والوں نے ہر نامزدہ امیدوار پر لازم قرار دیا۔ کہ مبلغ پانسو چہرہ شاہی نصف جن کے دوسو پچاس ہوتے ہیں۔ بورڈ کے خزانے میں داخل کرے لیکن احرار نے اعتراض کیا۔ کہ پانسو کی رقم بہت زیادہ ہے۔ ہم غریب آدمی ہیں۔ اتنا روپیہ نہیں دے سکتے اس میں تخفیف ہونی چاہیئے۔ لیکن بورڈ کے تہذیب پذیرفتہ عنصر نے اس "بخیلانہ" تجویز کو ٹھکرا دیا اور احرار کی ناراضی کی کچھ پروا نہ کی۔

مجلس اتحاد ملت اور مجلس احرار دونوں قادیانیوں کی دشمن ہیں۔ لیکن اول الذکر قادیانیوں کی مخالفت کو انتخابات کی جنگ میں حربہ کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہتی۔ اور احرار کرام کا اوڑھنا بچھونا ہی قادیانیوں کی مخالفت ہے۔

لیگ بورڈ والوں نے حلف نامے میں لکھ دیا کہ "ہم مسجد شہید گنج واپس لینے کی پوری کوشش کریں گے" مقصود یہ تھا۔ کہ مجلس اتحاد ملت شہید گنج کے متعلق جس امتیاز کا دعویٰ رکھتی ہے۔ وہ ختم ہو جائے۔

بورڈ والوں نے یہ بھی لکھ دیا کہ "ہم قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیٰحدہ اقلیت قرار دینے کی کوشش کریں گے" اس سے مقصود یہ تھا۔ کہ احرار کو کوئی خاص امتیاز حاصل نہ رہے۔ غرض لیگ بورڈ ایک دو دھاری تلوار ہے۔ جو دونو طرف کاٹتی ہے۔

اگر کوئی شخص کہے گا کہ ہم تو لیگ کے امیدوار کو ووٹ نہیں دیتے۔ مجلس اتحاد ملت کے امیدوار کو ووٹ دیں گے کیونکہ یہ مجلس حصول مسجد کے لئے کوشاں ہے۔ تو برجستہ جواب ملے گا۔ تو ہم نے بھی حصول مسجد کا حلف اٹھایا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہم پیر و مرشد حضرات جناح کے مرید ہیں ؎

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ
ذرۂ آفتاب "تابانیم"

اگر کوئی شخص یہ کہے گا۔ کہ صاحب۔ ہم تو قادیانیوں کے مخالف ہیں۔ اس لئے احرار کو ووٹ دیں گے۔ تو بورڈ والوں کی طرف سے فوراً جواب ملے گا۔ کہ اس میں احرار کی کیا خصوصیت ہے؟ ہم نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیٰحدہ کرنے کا حلف اٹھایا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں حضرت علامہ اقبال کی مریدی کا شرف حاصل ہے۔ احرار کے پاس کیا رکھا ہے۔ بجز بخاری اللہ شاہ عطائی؟

غرض لیگ بورڈ والوں نے اپنی فصیلیں نہایت استوار کرلی ہیں۔ اگر احرار بورڈ میں شامل رہیں۔ جب بھی کوئی حرج نہیں۔ اور اگر وہ بورڈ سے بغاوت کریں۔ جب بھی ان کی کوئی خصوصیت باقی نہیں۔ کیونکہ قادیانیوں کے معاملے میں جیسے احرار ویسے بورڈ والے۔

شتر مرغ سے کسی نے پوچھا۔ تم لدتے کیوں نہیں؟ جواب ملا "کہیں مرغ بھی لدا کرتے ہیں؟" پھر کسی نے پوچھا تم بانگ کیوں نہیں دیتے؟ جواب ملا۔ کہیں اونٹ بھی بانگ دیا کرتے ہیں؟ غرض اس نے دونوں گھر پورے کر دیئے۔ عجیب

کیا نبی محدّث ہو سکتا ہے؟

ایک قادیانی اعتراض کا جواب

(از قلم جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

سوال - حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے" (تجلیات الٰہیہ صہ ۲۵) اس سے معلوم ہوا کہ نبوت تشریعی اور نبوت غیر تشریعی نقیضین ہیں جن کا اجتماع کسی صورت میں ممکن نہیں۔ پس اگر اہل پیغام کے عقیدہ کے مطابق غیر تشریعی نبوت سے مراد مجددیت اور محدثیت لی جائے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ تشریعی نبی مجدد یا محدث نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ہر تشریعی نبی محدث بھی ہوتا ہے اور مجدد بھی۔ اور اس طرح مجددیت اور محدثیت تشریعی نبوت کے ساتھ جمع ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو تشریعی نبی تھے) کی نسبت تحریر فرمایا ہے "پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لیئے ایک مجدد اعظم تھے" (لیکچر سیالکوٹ صہ ۴) پس اگر اہل پیغام کے خیال کے مطابق غیر تشریعی نبوت سے مراد مجددیت اور محدثیت لی جائے تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے جو محال ہے اور جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال اور باطل ہوتا ہے پس غیر تشریعی نبوت سے مراد مجددیت اور محدثیت لینا علمی اور عقلی طور پر محال اور باطل ہے فتدبروا یا اولی العاقلون (احمدیہ پاکٹ بک صہ ۲۷ / ۲۸)

جواب - اس علم و عقل کو کیا کیا جائے جو اپنے پاس سے اٹکل پچو باتیں بنا کر حضرت مسیح موعودؑ پر تھوپنے کی کوشش کرے۔ کہاں حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ ہر تشریعی نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ کیا اس کا کوئی ثبوت قادیانی پاکٹ بک نویس یا اس کا کوئی ہمدرد معاون پیش کر سکتا ہے؟ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر سے یہ ثابت کیا جائے کہ آپ نے کسی تشریعی نبی کو محدث بھی قرار دیا ہے۔ یا یہ لکھا ہو کہ ہر تشریعی نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہ دکھایا جا سکے گا۔ لیکچر سیالکوٹ کا جو فقرہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے "سچائی کے لیئے مجدد اعظم" بیشک لکھا ہے جس کی تشریح ہم آگے چل کر کریں گے لیکن "محدث" ہرگز نہیں کہا کیونکہ "محدث" کی جو تعریف آپ نے کی وہ یہ ہے کہ

> "محدث میں دونوں شانوں (امتیت اور نبوت) کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے" (ازالہ اوہام صہ ۵۳۳ اول ایڈیشن)

اس تعریف کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور تشریعی نبی کو محدث کہنا گویا انہیں امتی نبی یا صاحب نبوت ناقصہ قرار دینا ہے۔ اور یہ کفر ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء کے متعلق لکھا ہے :-

> "جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر ڈالے گا وہ بداہت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا کفر ہے کیونکہ امتی اس کو کہتے ہیں کہ جو بغیر اتباع آنحضرت صلعم اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو"

پس فرمائیں میاں عبدالرحمن صاحب خادم کہ

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کو "محدث" قرار دے کر وہ کس کے امتی بنانا چاہتے ہیں جس کی پیروی سے انہیں ایمان اور کمال نصیب ہوا؟

(۲) کیا تمام انبیاء* "محدث" یا "امتی نبی" قرار دے کر انہوں نے بقول حضرت مسیح موعودؑ کفر کا ارتکاب نہیں کیا؟

(۳) حضرت مسیح موعودؑ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو "نبوت تامہ کاملہ محمدیہ" قرار دیا ہے (الوصیت صہ ۱۰) پس فرمایئے کہ صاحب نبوت تامہ جو صرف ایک ہی شان نبوت رکھتا ہے محدث کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیونکہ محدث میں امتیت اور نبوت دونوں شانوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۴) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی وقت میں صاحب نبوت تامہ اور "محدث" (یا صاحب نبوت ناقصہ) قرار دینا اجتماع نقیضین نہیں؟ اگر ہے تو بقول آپ کے جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال اور باطل ہوتا ہے پس تشریعی نبی کو محدث قرار دینا علمی اور عقلی طور پر محال اور باطل ہے۔ فتدبروا یا اولی العاقلون"

رہ گئی یہ بات کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچائی کے لئے مجدد اعظم" قرار دیا ہے۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ ہمارے اعتقاد کے مطابق آپ غیر تشریعی نبی بھی تھے۔ مجددیت

*جن میں حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلعم بھی شامل ہیں۔

بچوں کا صفحہ

صحرا کا چور

ایڈیٹر پیغام صلح نے بچوں کے لئے "اسلامی کہانیاں" ایک کتاب لکھی ہے جس کا ایک باب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ذکر ہے کہ عرب کے صحرا میں ایک پر فضا نخلستان تھا۔ جہاں ایک قبیلہ رہتا تھا اور اس قبیلہ کے سردار کا نام احمد تھا۔ عرب میں قبیلے کے سردار کو شیخ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ شیخ بہت شریف آدمی تھا۔ اس کی شرافت کا چرچا دور و نزدیک ہر جگہ تھا۔ مسافروں کے لئے اس کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ وہ اندھوں اور اپاہجوں کی ہر خدمت کے لئے تیار رہتا۔ بوڑھی عورتوں کو وہ کنوئیں سے پانی لاکر دیا کرتا تھا۔ اور وہ ہر ایک کی مصیبت میں کام آتا تھا۔ اس کی زبان سے کبھی بری یا جھوٹی بات نہ نکلی۔

شیخ کے پاس خالص عربی نسل کا ایک گھوڑا تھا۔ اس گھوڑے کی تمام ملک میں دھوم تھی۔ لوگ دور دور سے اسے دیکھنے آتے تھے۔ عرب کے لوگ گھوڑوں کے بہت شائق ہوتے ہیں اور سال میں کئی بار نمائش ہوتی ہے۔ ان نمائشوں میں لوگ شیخ کے گھوڑے کے کرتب دیکھنے آتے تھے۔ متعدد سرداروں نے بڑی بڑی رقمیں اس گھوڑے کے خریدنے کے لئے پیش کیں لیکن شیخ نے اسے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔

شہرت میں شیخ کا گھوڑا جس طرح اپنی مثال آپ تھا۔ اسی طرح عرب کے خانہ بدوش قبیلوں میں ایک لڑکی لیلےٰ تھی۔ جس کے حسن کا عالمگیر چرچا تھا۔ وہ خوبصورتی کا نمونہ تھی۔ اکثر نوجوان اس سے شادی کی آرزو رکھتے تھے اس دوران میں لیلےٰ نے شیخ کے گھوڑے کی تعریف سنی۔ تو اسے گھوڑا حاصل کرنے کی تڑپ ہوئی۔ لیکن جب اسے معلوم ہوا۔ کہ شیخ اپنا گھوڑا کسی قیمت پر بھی فروخت کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ تو اس نے اعلان کیا۔ کہ جو شخص اسے شیخ کا گھوڑا لا کر دے گا۔ وہ اس سے شادی کرے گی۔

قاسم نامی ایک نوجوان تھا جو بہت زندہ دل اور اولوالعزم واقع ہوا تھا۔ وہ اپنی قسمت آزمائی کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ صحرا کا ایک طویل اور دشوار سفر طے کر کے شیخ کے مکان پر پہنچا۔ شیخ نے حسب معمول اس کی مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ دوران گفتگو میں گھوڑے کا ذکر آیا تو شیخ نے صاف انکار کر دیا کہ وہ کسی قیمت پر بھی اسے فروخت کرنے کو تیار نہیں ہے۔ قاسم اس طریق سے گھوڑا حاصل کرنے میں نامراد رہا۔ تو اس نے دل میں سوچا کہ محبت اور جنگ میں دھوکا جائز ہے۔

شیخ کی روزمرہ کی عادت تھی کہ وہ شام کو اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر سیر کو جاتا تھا اور کافی رات گئے واپس لوٹتا۔ وہ ایک روز شام کو سیر سے واپس آرہا تھا۔ کہ اسے راہ میں ایک شخص دکھائی دیا جو کمبل لپیٹے لیٹا تھا اور درد سے بے قرار ہو رہا تھا۔ شیخ نے فوراً باگ روک لی اور زمین پر درد سے لوٹتے ہوئے انسان سے پوچھا "کیا تکلیف ہے"؟ بیمار نے جواب دیا۔ "میرے پیٹ میں درد ہے۔ آپ مجھ پر رحم کریں۔ کہ مجھے اپنی جھونپڑی میں پہنچا دیں"۔ شیخ فوراً گھوڑے سے اتر پڑا اور بیمار کو اٹھا کر گھوڑے پر بٹھایا۔ ابھی کچھ ہی آگے بڑھے تھے۔ کہ بیمار نے شیخ سے کہا۔ ذرا ٹھہر جائیے۔ آپ نے میرا کمبل وہیں چھوڑ دیا ہے۔ وہ از راہ کرم لے آئیں۔ شیخ گھوڑے کی لگام چھوڑ کر مڑا ہی تھا کہ بیمار نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور بھاگ نکلا۔ شیخ کو اب معلوم ہوا کہ اس سے دھوکا کیا گیا۔ یہ بیمار قاسم تھا۔ قاسم نے پیچھے مڑ کر شیخ کو دیکھا اور کہا۔ "شیخ خدا حافظ! میں جا رہا ہوں۔ آپ نے دیکھ لیا۔ گھوڑا جسے فروخت کرنے سے آپ انکار کر رہے تھے۔ کس خوبی سے حاصل کر لیا"۔

شیخ نے کہا۔ "جانے سے پہلے ایک لفظ سن جاؤ"۔

قاسم نے چیخ کر کہا۔ "دور ہی سے سنا دو"۔

شیخ۔ "صرف ایک بات ہے۔ تم وعدہ کرو کہ اس کو مان لوگے۔ تو میں گھوڑے کے نقصان کو بھول جاؤں گا۔" "اگر کوئی تم سے پوچھے کہ گھوڑا کیونکر لائے ہو۔ تو اسے خدا کے لئے یہ نہ کہنا کہ تم نے دھوکے سے اسے حاصل کیا ہے۔ اس سے اسلام اور مسلمان کا ناموس بدنام ہوتا ہے۔ دھوکا مسلمان کے شایان شان نہیں ہے"۔

قاسم گو لیلےٰ کے عشق میں دیوانہ ہو رہا تھا۔ مگر شیخ کی ایمان افروز بات سن کر اس کی غیرت جوش میں آئی۔ وہ فوراً گھوڑے سے اترا اور اس کی باگ شیخ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "اسلام کا فرزند ہوتے ہوئے میں اسلام کے ناموس کا نگہبان ہوں

انجمن اردو پنجاب

غالباً آپ کو اخبارات کے ذریعے سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ کچھ عرصہ ہوا چند اصحاب نے جن میں علاوہ روزانہ اخبارات اور علمی و ادبی رسائل کے ایڈیٹروں کے کالجوں کے پروفیسر اور ملک کے بعض سربرآوردہ رہنما بھی شامل تھے انجمن اردو پنجاب کی بنیاد رکھی۔

اس انجمن کا مقصد موجودہ ہنگامہ خیزی کے دور میں ہر جائز ذریعے سے اردو کا تحفظ و استحکام اور ترقی و ترویج ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہندی والے ہندی کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں؟ وہ ایک مقامی زبان کو جو مدت سے ملک کے ایک مخصوص حصے تک محدود رہی ہے ہر ممکن طریقے سے سارے ملک کی زبان بنانے پر مُصر ہیں بلکہ اُن کی ایک روزافزوں جماعت اُردو سے ہر جگہ اُس کی جائز و مسلّم حیثیت چھیننے پر تلی ہوئی ہے۔

شاید آپ نے اخبارات و رسائل میں مولوی عبدالحق صاحب سکرٹری انجمن ترقی اُردو کا وہ نہایت اہم بیان پڑھا ہو جس میں انہوں نے ہندی کی آل انڈیا انجمنوں "ہندی ساہتیہ سمیلن" اور "بھارتیہ ساہتیہ پرشد" کے اپریل ۱۹۳۷ء کے سالانہ جلسوں کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ کیونکر مہاتما گاندھی جیسے انصاف پسند رہنما بھی "ہندی یا ہندوستانی" کے فارمولے کے ذریعے سے ہندی کو بڑھانا اور اُردو کو گرانا چاہتے ہیں اور یہ کہہ کر کہ "اُردو زبان مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ مسلمان چاہیں تو اسے رکھیں اور پھیلائیں" اُردو کو گویا بالکل ملک بدر کر رہے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود مسلمانوں نے اُردو پر اپنی مہر لگا کر اسے محض اپنے لئے مخصوص نہیں کر لیا بلکہ ہندوؤں کا ایک ذمہ دار گروہ اردو کو دھکا کر مسلمانوں کو یہ سمجھنے پر مجبور کر رہا ہے کہ اگر وہ اُردو کی حمایت نہ کریں گے تو اُردو ملیا میٹ ہو جائے گی!

اس کے اصلی معنی یہ ہیں کہ مذہبی سیاست کے اس زمانے میں یہ آواز بلند کی جا رہی ہے کہ ہندوؤں کے قدیمی تمدن کا تحفظ محض ہندی زبان کے ذریعے سے ممکن ہے اس لئے اُس کا احیاء و استحکام ہندوؤں کا مذہبی و ملکی فرض ہے۔ اُس کا رسم خط خاص ہندوستان کی پیداوار ہے۔ اس کے مقابلے میں اردو فقط مسلمانوں کی زبان اور فقط دین کی غیر ملکی تہذیب کی علمبردار ہے اور اُس کا رسم خط علاوہ ناقص ہونے کے اجنبی اور ناقابل قبول ہے۔

ان محبانِ وطن کو کون سمجھائے کہ اپنے عزیز وطن کو دو ہزار سال پیچھے کی طرف دھکیلنا اور گھسیٹ لے جانا نہ عقلمندی ہے نہ خدمت وطن۔ اور نہ یہ ممکن العمل ہی ہے۔ مسلمان بھی اگر آج فارسی عربی کو اردو پر ترجیح دینے لگیں تو یہ ان کی کوتاہ اندیشی ہوگی۔ اردو ہندو مسلمانوں کی مشترک میراث تھی اور مدت سے ان دونوں کی مشترک زبان رہی ہے۔ اس بدبخت جداگانہ زندگی جداگانہ نجات اور جداگانہ عزت کے زمانے میں ... جیسے کہ اک زبان مشترک رہ گئی تھی سو وطن کے، فداکار اس کے سر پر بھی اپنی تلوار کھینچے آمادہ پیکار نظر آتے ہیں۔ حیف ہے ایسی نام نہاد "وطن پرستی" پر!

اس حال میں ہم سب کے لئے ہم میں سے ایک ایک فرد کے لئے لازم ہے کہ ہم اپنی محبوب ترقی یافتہ زبان کو جو قوم و ملک کی زبان ہے جس کا رسم خط جس کی شاعری جس کا علم و ادب ہمارے تمدن اور ہماری روایات کا حامل ہے جسے ہمارے بزرگوں نے اپنے روز و شب کی مساعی میں پسینہ بہا بہا کر فروغ دیا ہے محفوظ رکھیں اُسے دشمنوں کے وار سے بچائیں۔ اُسے ترقی دے کر اقوام عالم کے ایوان میں وہ جگہ دیں جس کی وہ ہر طرح سے مستحق ہے اور ہو سکتی ہے۔

اور محض تحفظ کافی نہیں ترقی لازم ہے۔ اس دور میں جو چیز آگے کو نہ بڑھے گی وہ رک جائے گی، گر جائے گی، گرا دی جائے گی!

اس خوفناک مقابلہ و مجادلہ میں اس سیاسی کشاکش میں کیا آپ اپنی زبان کی مدد نہ کریں گے؟ کیا آپ اُسے اس تباہی سے نہ بچائیں گے جو ہمارے مخالفین کا مطمحِ نظر ہے؟

ہندی والوں کو دیکھئے وہ کس طرح اپنی زبان کو ترقی دے رہے ہیں! وہ اُس کی نشر و اشاعت کے لئے لاکھوں روپے جمع کر رہے ہیں، ہزاروں ہندو خواتین ہندی کے رسالوں کی خریدار بن کر عملی طور پر اُن کی سرپرستی کر رہی ہیں، لاہور میں "تیس دن میں ہندی" کا نعرہ بار بار بلند کیا جا رہا ہے۔ ہندی حروف تہجی کے نقائص دور کئے جا رہے ہیں۔ ہندی ادب میں روز بروز نئے اضافے ہو رہے ہیں۔

اردو کا درجہ ہندی سے کسی طرح کم نہیں۔ صرف اُسے اہل اردو کی منظم حمایت اور متفقہ کوشش کی ضرورت ہے۔

اگر آپ کو اپنی اسلامی و ہندوستانی تہذیب سے لگاؤ ہے تو آپ اپنے گھر میں اپنے گلی کوچے میں اپنے شہر و صوبہ میں ہر جگہ اردو کا چرچا کیجئے۔ اپنے بچوں کو اپنے نوکروں کو اردو پڑھوائیے۔ اپنے شہر میں اپنے گاؤں میں اُردو کی ایک انجمن قائم کیجئے۔ اگر قائم ہے تو اُسے زندہ و مضبوط بنائیے۔ اگر زندہ ہے تو اس میں حصہ لیجئے اور اُسے زندہ تر بنائیے۔ اور یاد رکھئے کہ اسی زبان کے ذریعے سے آپ کو دور حاضر کی تازہ ترین تحریکات اور علوم و فنون سے بھی آگاہ ہونا ہے۔ وہ مردنی جو ہمارے ادب پر چھائی رہی ہے اُسے زندہ دلی اور سرگرمی میں تبدیل کرنا ہے۔ یہ ایک بڑا کام ہے جس میں آپ کی علمی دلچسپی کی اشد ضرورت ہے۔

آپ کی زبان کی اہمیت آپ کے لئے کیا ہے؟ کیا یہ کچھ معمولی شاعروں اور مصنفوں اور اخبار رسالے والوں کی چیز ہے جو آپ کے پاس بکری کے لئے آتی ہے؟ للہ اسے محض اس تجارتی نقطۂ نظر سے نہ دیکھئے۔ نہیں یہ وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے آپ کے دل کی حالت آپ کے عزیزوں دوستوں کو اور دنیا بھر کو معلوم ہو سکتی ہے جس سے آپ کی قدیمی تہذیب اور دنیا کے جدید ترین تمدن کا عکس آپ کو نظر آ سکتا ہے۔

اگر کل آپ کی یہ عزیز زبان برباد ہو جائے تو آپ کا سارا ماحول بدل جائے۔ آپ ایسا محسوس کریں گویا فضا میں ایک آندھی آگئی جس سے آپ کا دم گھٹنے لگا۔ یا آپ اٹھا کر کہیں سے کہیں پھینک دیئے گئے ہیں۔

سو غافل نہ رہئے اور آنے والے بلکہ موجودہ خطرے کا ابھی سے جلد سے جلد سدباب کیجئے۔ اپنی زبان کی حفاظت کیجئے اسے ترقی دیجئے، اس کی کمیوں کو پورا کیجئے۔ اُس کی خوبیوں کو اور چمکائیے۔

یہی وہ زبان ہے جس میں سرسید اور شبلی اور حالی اور آزاد اور سرشار اور غالب اور اقبال نے اپنے خیالات کے موتی بکھیرے۔ یہی وہ زبان ہے جس میں آپ کے سینکڑوں نوجوانوں کی زندگیاں اپنے اظہار کا ذریعہ ڈھونڈ رہی ہیں!

آج اس عظیم الشان زبان کے تحفظ و استحکام اور ترقی و ترویج کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے ملک کے گوشے گوشے میں منظم جماعتوں کا قیام ہونا چاہئیے۔ ان جماعتوں کا کام مہیا تنخواہ داروں اور سینکڑوں رضاکار کارکنوں کے ذریعے سے ہوگا اور اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

ایک روپے کی جتنا بھی جمع ہو سکے!

اور دوسرے محنت و توجہ کی جتنی بھی کی جا سکے!

اور یاد رکھئے کہ اردو کی تعلیم سے صرف اردو کی ترقی نہ ہوگی بلکہ اس سے آپ کی قوم کے پیر و جوان اور مرد و عورت سب ترقی کی راہ پر لگ جائیں گے اور وہ دماغی و روحانی کمال حاصل کر سکیں گے جس سے زندگی سچی اور تندرست زندگی بنتی ہے۔ ان اغراض کے پورا کرنے کے لئے لاہور میں انجمن اردو پنجاب قائم کی گئی ہے۔ اس کی مدد یقیناً آپ کا قومی فرض ہے۔ آپ کیسے اس کی مدد کر سکتے ہیں؟

۱۔ اردو کی نشر و اشاعت میں عملی طور پر حصہ لیجئے یعنی اپنے شہر میں اپنے حلقے میں اپنے گھر میں اردو کو فروغ دیجئے۔

۲۔ اس انجمن کے رکن پہلے خود بنئے پھر اور بیسیوں سینکڑوں کو رکن بنائیے۔ انجمن کا سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ ہے۔ آپ یقیناً یہ قلیل رقم دے سکتے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ اس سے بہت زیادہ رقم دے سکتے ہیں۔ پانچ۔ دس۔ بیس۔ سو۔ دو سو روپے جو کچھ جتنا بھی ہو سکے دیجئے۔ اپنے دوستوں عزیزوں کو۔ اپنے بچوں، بچیوں کو اس انجمن کا رکن بنائیے اور اپنی قومی ہمدردی و خودداری کا عملی ثبوت دیجئے ——— کب؟ آج ہی!

نیاز مند۔ بشیر احمد بی۔ اے (آکسن) بیرسٹر ایٹ لا مدیر ہمایوں
سکرٹری انجمن اردو پنجاب۔ ۲۳۔ لارنس روڈ۔ لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

کوئے مابنہ ہر سعید خواہد بود — نزدے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۵۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تمدنی اور اتحادی حالت کے قیام کیلئے امام کی ضرورت

میرے دعویٰ کا فہم کلید ہے نبوت اور قرآن شریف کی۔ جو شخص میرے دعویٰ کو سمجھ لیگا نبوت کی حقیقت اور قرآن شریف کے فہم پر اس کو اطلاع دی جاویگی اور جو میرے دعویٰ کو نہیں سمجھتا۔ اس کو قرآن شریف پر اور رسالت پر پورا یقین نہیں ہو سکتا۔

قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے ابل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اس میں کیا سر ہے؟ کیوں الی الجمل بھی تو ہو سکتا تھا؟ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جمل ایک اونٹ کو کہتے ہیں۔ اور ابل اسم جمع ہے یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجتماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا۔ اور جمل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے۔ یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اس لئے ابل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں۔ اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔ جیسے گھوڑے وغیرہ میں گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے افلا ینظرون الی الابل کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہیں۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔ (الحکم جلد ۴ نمبر ۳۸ تقریر ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

— سید اختر حسین شاہ صاحب مبلغ اسلام کا انگوٹھا زخمی ہونے کی وجہ سے ان کو تکلیف ہے احباب ان کی صحت کیلئے دعا کریں۔

— منشی عبد اللطیف صاحب کارکن انجمن کا بچہ ایک عرصہ سے بیمار چلا آتا ہے نادہ احباب سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

— سالی پینی ٹوریم سے اطلاع ملی ہے کہ بابو رحمت اللہ صاحب کارکن انجمن کو اب خدا کے فضل سے تندرستی آرام ہے آپ کا وزن ۹ پونڈ بڑھ گیا ہے۔

احباب اپنے اس نوجوان بھائی کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

— شیخ مہنہ عبد الحق صاحب کی صحت بھی اب بہت اچھی ہے لیکن وہ احباب کی دعاؤں کے ہنوز محتاج ہیں۔

— ۴ ستمبر کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بعد نماز جمعہ عزیز خالد میاں مرحوم صاحبزادہ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب کا جنازہ غائب پڑھا گیا

— گذشتہ اشاعت میں میاں محمد اسماعیل صاحب ہیڈ وارڈن بورڈ احمدیہ بلڈنگس کی بیماری کے متعلق لکھا گیا تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ اب وہ خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہو چکے ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند کریم میاں کو عمر خضر عطا کرے تاکہ وہ مسلمانوں کی خدمت کرسکیں۔ آمین

اخلاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محبت الٰہیہ، صدق و وفا، صبر و توکل، چند بصیرت افروز واقعات

(از جناب مرتضٰے خاں صاحب بی۔ اے۔ مانگرولی)

(۷)

وفات کے متعلق الہامات

۱۹۰۵ء میں آپ کو الہامات ہوئے کہ آپ کی وفات قریب ہے۔ موت سے انسان طبعاً کراہت کرتا ہے لیکن جو مقربان بارگاہ الٰہی دنیا سے تعلق نہیں رکھتے اور ذات الٰہی میں فنا ہوتے ہیں وہ موت سے کراہت نہیں رکھتے بلکہ وہ سمجھتے ہیں اور انہیں یقین ہوتا ہے کہ موت ان حجابوں کو جو خدا اور بندے کے درمیان ہوتے ہیں اٹھا دیتی ہے اور انسان تعالٰے باری کی وصال سے بہرہ اندوز ہوتا ہے چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو وفات کے الہامات پر کوئی تشویش یا کوئی غم لاحق نہ ہوا۔ آپ حسب دستور ہشاش بشاش، خوش و خرم اور حسب معمول اپنے فرائض کے ادا کرنے میں مشغول نظر آتے تھے۔ بلکہ جوانی کے ایام سے بھی زیادہ تیزی سے اپنے کام میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ تین سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے حقیقۃ الوحی، چشمہ معرفت جیسی ضخیم کتب تصنیف فرمائیں۔ طبیعت میں کوئی اضطراب یا بے چینی نہ تھی۔ نہ کوئی ارمان یا کوئی حسرت دل میں تھی۔ نہ کوئی شکوہ یا گلہ خدا سے تھا کہ کیوں آپ کو دنیا سے اٹھایا جاتا ہے۔

سکون قلب

بلکہ ایک سکون اور اطمینان کی حالت طاری تھی۔ جو نفس مطمئنہ کا خاصہ ہے۔ احباب آپ کی خدمت میں حاضر رہتے اور آپ کی وفات کے قریب ہونے کا ذکر کر کے رو پڑتے اور فکر و غم کا اظہار کرتے۔ آپ ان کو تسلی دیتے اور فرماتے

"مومن کے لئے موت بندے اور خدا کے درمیان
جو حجاب ہے اس کو اٹھا دینے والی چیز ہے۔ یہ
وصل باری کا ذریعہ ہے۔ اس سے خائف نہیں
ہونا چاہئے اور اس سے کراہت نہیں رکھنی چاہئے"۔

آپ کے یہ الفاظ اس مستحکم اور مضبوط تعلق کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو آپ کو اللہ تعالٰے سے تھا۔ آپ خوب جانتے ہیں اور آپ کو یقین تھا کہ مرنے کے بعد آپ اللہ تعالٰے کے قرب کی عالی درگاہ میں جا پہنچیں گے آپ کو لقائے باری کی دولت نصیب ہوگی۔ اور آپ اس بلند مقام پر سرفراز کئے جائیں گے۔ جہاں مقربان و خاصان درگاہ باری کا گذر ہوتا ہے۔ آپ کو دنیا سے دنیا کی زندگی سے محبت نہ تھی۔ بلکہ آپ کو خدا سے محبت تھی اور اس کے پاس جانے کے لئے خوش تھے۔

موت وصل باری کا ایک زینہ ہے

آپ موت سے کراہت نہیں رکھتے تھے بلکہ اس کو وصال باری کا ایک زینہ سمجھتے تھے۔ آپ خوش تھے کہ آپ خدا کے پاس جانے والے ہیں اور سمجھ دنیا سے رہا ہو کر آپ جنت عُلیا کی سیرگاہوں میں پہنچنے والے ہیں اور ایک بلند مقام پر آپ کا گذر ہونے والا ہے ؎

مرا کہ جنت علیاست مسکن و ماوٰی
چرا بمنزل این نشیب جا باشد
ازاں قفس بپریدم بروں کہ دنیا نام
بکنگرۂ عرش جائے ما باشد

مرا گلشن رضوان حق شد است گذر
مقام من چمن قدس و اصطفا باشد

"الوصیت"

اللہ تعالٰی سے ملاقات کے قرب کی خبر پا کر آپ نے الوصیت تحریر فرمائی۔ اس میں طالبین حق کے لئے بہت سی بیش بہا نصائح درج فرمائیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کو تسلی دی کہ میری وفات کی خبر سے تم کو مغموم اور مشوش نہیں ہونا چاہئیے۔ بلکہ میرے بعد اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت تمہارے شامل حال ہوگی۔ قدرت ثانیہ کا ظہور ہوگا۔ اور یہ قدرت ثانیہ ظاہر نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ میں نہ جاؤں۔ اس لئے میرا جانا ہی بہتر ہے۔ آنحضور کو خود کس قدر اطمینان تھا کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو نہ صرف محفوظ و مامون ہی رکھیگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید سے یہ دن بدن بڑھتا اور ترقی کرتا جائے گا۔ اور کن پر از یقین الفاظ میں آپ نے متبعین کو تسلی دی کہ تم ضائع نہیں کئے جاؤ گے بلکہ دنیا میں ایک زبردست طاقت بن جاؤ گے۔ بحمد اللہ ایسا ہی ہوا اور ایسا ہی ہو کر رہے گا

حضرت مسیح موعود کا قلب مبارک

یہ واقعات خود ثابت کر رہے ہیں کہ آپ کا قلب مبارک یقین اطمینان اور طمانیت سے لبریز تھا۔ یہ بھی صاف صاف نظر آتا ہے کہ آپ کے دل میں کوئی ارمان یا کوئی حسرت نہیں تھی۔ آپ وہ کافوری پیالے پئے ہوئے تھے جو جنتیوں کے لئے خدا نے مخصوص فرمائے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی بڑی پہچان ہے کہ آپ کو نفس مطمئنہ دیا گیا تھا۔ یاد رکھنا چاہئیے کہ یہ نفس مطمئنہ دنیا کے لوگوں کو حاصل نہیں ہوتا۔ یہ وہ بے بہا دولت ہے جو اللہ تعالٰے اپنے خاص بندوں کو عنایت فرماتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اور منشی چراغ الدین کا انجام

ہمیں کسی شخص کی موت کے بعد اس کی تذلیل و تحقیر مقصود نہیں لیکن بطور اظہار واقعہ بیان کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بعض اور لوگ بھی مدعیان الہام و وحی تھے۔ مثلاً ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی اور منشی چراغ الدین جمونی وغیرہ۔ اول الذکر جب خطرناک امراض میں مبتلا ہوا اور اس کو یقین ہو گیا کہ بچ نہیں سکتا۔ وہ اس حالت مرض میں بکمال حسرت کہا کرتا تھا کہ اے کاش میں اپنے بچوں میں سے کسی کی شادی تو کر جاتا۔ موخر الذکر کی جب حالت نازک ہوئی۔ تو وہ کہتا تھا کہ اب مجھے خدا پر بھی اعتبار نہیں رہا۔ نعوذ باللہ من ذالک یہ ہر دو اصحاب اپنے آپ کو بہت بڑے مقرب الٰہی سمجھتے تھے، بلکہ ان کے الہامات میں رسول اور نبی، بشیر اور نذیر کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ لیکن واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ خدا کے رستہ میں صادق اور وفادار انسان اور بندہ کا اصل مقرب اور برگزیدہ کون انسان ہے اور دنیا سے محبت رکھنے والے اور دنیوی آلائشوں سے ملوث کون ہیں

رضی اللہ عنہ کا منظر

حضرت مسیح موعودؑ کو الہامات ہوئے کہ آپ کی وفات قریب ہے۔ آپ ایک ذرہ بھر بھی گھبراہٹ کا اظہار نہیں فرماتے۔ گھبراہٹ کیسی؟ آپ نہایت خوش و خرم نظر آتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ اب آپ خدا سے ملنے والے ہیں۔ آپ کے قلب مبارک میں نہ کوئی اولاد کا فکر و غم ہے۔ نہ کوئی اور دنیا کی حسرت یا ارمان دل میں ہے۔ آپ خدا سے خوش اور خدا آپ سے خوش۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا منظر نظر آ رہا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عین آخری وقت میں

"میرے پیارے خدا میرے پیارے خدا"

کے محبت بھرے الفاظ آپ کی زبان مبارک پر جاری ہیں اور یہی الفاظ بار بار کہتے ہوئے آپ اللہ تعالٰے سے جا ملتے ہیں۔

دوسرے ملہمین اور حضرت مسیح موعودؑ

برخلاف آپ کے زمانہ کے دوسرے ملہمین کے جن کو بڑے بڑے دعاوی قرب الٰہی کے تھے وہ اللہ تعالٰے کے شاکی نظر آتے ہیں۔ کہ کیوں ان کو موت آ گئی اور کیوں وہ فلاں کام دنیا کا نہ کر سکے اور کیوں ان کی حسرتیں دل کی دل ہی میں رہ گئیں اور ایک نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ (نعوذ باللہ من ذالک) اب مجھے خدا پر اعتبار نہیں رہا سوءِ خاتمہ کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ انسان خدا سے ناراض ہو کر اس دنیا سے جائے۔ غرض حضرت مسیح موعود اور ان دوسرے مدعیان الہام و وحی کے حالات میں ایک نہایت بین فرق نظر آتا ہے۔ اور اس فرق کا ہونا لازمی ہے۔ کجا خدا کا وہ صادق بندہ اور کجا یہ دنیا کے بندے ؎

چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

مسلمانو ایک ہو جاؤ

اتحاد اسلامی کیلئے اپیل

خادم سیرت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے اسلام کے ہر ایک فرزند سے اپیل کی جاتی ہے کہ خواہ وہ کسی فرقے کا ہو جس نے زبان اور دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر لیا۔ ان تمام کو خدا وحدہٗ لاشریک اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر پکارا جاتا ہے اگر ان کے دل میں ملت اسلامیہ کا درد ہے تو وہ اپنے تمام اختلافات خواہ کچھ ہی ہوں مٹا کر کے ایک ہو جائیں جس طرح غازی مصطفٰے کمال پاشا اتاترک نے ترکی، ایران، عراق اور افغانستان میں اتحاد اسلامی کی لہر دوڑا دی ہے اور تمام فرقہ بندیاں کو دور کر دیا ہے۔ ایسے ہی اے ہندوستان کے مسلمان اپنے تمام جھگڑوں کو ختم کر دے۔ فرقہ بندی کو دور کر کے خدا کی رسی کو مضبوط پکڑ کر کے ایک ہو جا۔ اگر آج اسلامی حکومتیں ایک مرکز اتحاد پر اکٹھی ہو رہی ہیں تو ہندوستان میں اسلام کا نام بلند کرنے والے مسلمانو تم سے بھی اپیل کی جاتی ہے کہ ان سب فرقہ بندیوں کو توڑ کر ایک ہو جاؤ۔ اغیار ہندوستان سے تم کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اغیار کہتے ہیں۔ کہ تجھ کو ہندوستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے ہند کے مسلم تیرا فرض ہے کہ اسلام کہنے والوں کو بھی تو سینہ سے لگا لے تو ان کو اتحاد عمل کی دعوت دے۔ مگر یہ اسی وقت ہو سکے گا جب تو فرقہ بندیوں کی دلدل سے باہر نکل آئے گا۔ یا خدا ہندوستان کے مسلمانوں کو عقل و حکمت عطا کر۔ تا کہ یہ اپنے اختلافات کو مٹا کر ایک ہو جائیں۔

خادم
کشفی شاہ نظامی

قرآن پر عمل مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ ہے

احمدی نوجوان موقع کی نزاکت پر غور کریں!

انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی خداوند کریم نے اس کی رہنمائی کے لئے اپنی ہدایت بھی اور حالات زمانہ کے مطابق پیغمبر اور رسول کتاب و احکام کے ساتھ مبعوث ہوتے رہے۔ انسانی دماغ ترقی کرتا جاتا تھا اور سلسلہ ارتقا کے مطابق آخر ایک وقت ایسا آیا جب ہدایت مکمل صورت میں انسان کو دی گئی۔ سلسلہ نبوت کو ختم کیا گیا اور تمام عالم کو پکار کر کہا گیا۔ کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی

دین مکمل ہو گیا اور نعمت خداوندی اتمام کو پہنچی۔ اس اعلان کے ساتھ دوسرا خدائی اعلان ہوا کہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا۔ (اللہ) نے تمہارے فائدے کے لئے نہ صرف مادہ ارضیہ بلکہ تمام چیزوں کو جو آسمان اور زمین میں ہیں مفتوح و مسخر کر دیا ہے۔"

یہ دعویٰ بلا دلیل نہ تھا بلکہ تاریخ عالم شاہد ہے کہ چند عرب جو نہایت پراگندہ حالت میں تھے اسی ہدایت مکمل اور نور فرقان کے ذریعے ایسے انسان بن گئے۔ جن پر انسان تو کیا فرشتے بھی فخر کر سکتے تھے۔ ان کے سامنے قیصر و کسریٰ کی عظمتیں سرنگوں ہو کر رہ گئی تھیں۔ فارس و روم کے زرنگار تاج ان کی ٹھوکروں پر تھے۔ تمام کرہ زمین ان کی چین جبیں سے تھرانے لگتا تھا۔ وہ ایک سیلاب کی طرح اٹھے اور تمام دنیا پر چھا گئے۔ ہندوستان، چین، اندلس ان کے زیر نگیں تھا۔ ان کا مقولہ ؎

ہر ملک ملکِ ماست کہ ملک خدائے ماست

تھا۔ اس لئے کہ خدا کا فرمان یہی تھا۔ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا۔ یہ داستان نہایت خوش کن ہے۔ مشرق ان کے زیر سایہ امن و امان میں ہو گیا۔ انہوں نے دنیا کو ایک جنت میں تبدیل کر دیا۔ زمین و آسمان مسلمانوں کے لئے مسخر ہو چکے تھے اس تسخیر کا باعث کیا مسلمانوں کی قوت اور ثروت تھی۔ کیا مسلمانوں کی سیاست دانی یا جنگ آزمائی تھی۔ ہرگز نہیں اسلام

غریبوں سے اٹھا اور غریبوں نے اسے دنیا میں پھیلایا۔ ان لوگوں کے پاس صرف ایک چیز تھی اور وہ قرآن تھا۔

وہ قرآن مجید کو منطق اور فلسفہ کے رنگ میں نہ لیتے تھے بلکہ ہر وہ لفظ قرآن کی تعمیل کرنا اپنا مذہب اور فرض سمجھتے تھے وہ شرعی حیلے نہ ڈھونڈتے تھے بلکہ عملی رنگ میں وہ ہر حکم پر لبیک کہتے۔ قرآن کے کے ذریعہ اندلس میں سات سو برس رہے۔ ہندوستان میں رہے چین میں رہے ترکستان میں رہے لیکن جب قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کی بجائے صرف اس پر بحث و مناظرہ کا مدار باقی رہ گیا تو اس کا نتیجہ تباہی و بربادی تھا۔ خدا کسی قوم سے رعایت نہیں کرتا ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ مسلمانوں کے پاس دولت تھی حکومت تھی۔ طاقت تھی سب کچھ تھا۔ لیکن صرف ایک چیز نہ تھی۔ یعنی قرآن پر عمل۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان مٹ گئے اور مٹا دیئے گئے

کہا جاتا ہے کہ قرآن کو تھامو۔ ایک عام آواز ہے۔ جو ہر پلیٹ فارم پر سنائی دیتی ہے۔ خصوصاً اس عہد انحطاط و زوال میں تو واعظوں اور منادیوں نے اس جملہ کو اپنا سخن تکیہ بنا لیا ہے جو آتا ہے یہی کہتا ہے حالانکہ مسلمانوں کی جس جماعت میں قرآن کی درس و تدریس شرح و تفسیر کا سلسلہ بھی جاری ہے اس کی اخروی حالت کے متعلق تو کیا کہا جائے کہ وہ پیش نظر نہیں۔ لیکن دنیاوی حیثیت سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ کائنات مادی کا دروازہ جن پر بند ہے وہ یہی قوم ہے۔ مسلمان دنیا کی سب سے زیادہ ذلیل قوم بن چکی ہے اور اس میں سب سے زیادہ خراب حالت مولویوں کی ہے جو اپنے آپ کو "حامل قرآن" کہتے ہیں

یہ مولوی قرآن کے معنی جانتے ہیں۔ قرآن کے معانی و مطالب سے تو ابوجہل بھی واقف تھا۔ پھر کیا اس علم نے اس کو کچھ فائدہ پہنچایا۔ یقیناً قرآن کے محاورات اور ادبی نکات کو جتنا وہ سمجھتا تھا ہندوستان کا ایک مولوی اتنا نہیں سمجھ سکتا۔ پھر بھی اس کا خطاب ابوجہل کیوں ہوا۔ صرف اسی لئے کہ اس نے قرآن پر عمل نہ کیا۔ یہی حال آج مسلمانوں کا ہے زبان سے دعوی کرتے ہیں کہ قرآن مجید خدا کی آخری کتاب ہے لیکن عمل اس کے خلاف ہے۔ وہ قرآن کے احکام کی تذلیل کرتے ہیں۔ اپنی ذاتی اغراض کے سامنے قرآنی احکام کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اسی لئے دنیا میں اس کی وقعت کم ہو چکی ہے

کیا مسلمانوں کی موجودہ پستی کا علاج سیاسی طاقت کا حاصل کرنا یا دولت کمانا ہے؟ اگر اقوام سیاسی طاقتوں سے دنیا میں امن حاصل کر سکتیں تو آج جو نئی نئی تحریکات مثلاً بالشوزم، فسطائیت نازی ازم، اشتراکیت پیدا ہو رہی ہیں تو یہ یقیناً امن عالم کا باعث ہوتیں۔ مگر ایسا نہیں۔ واقعات شاہد ہیں کہ سیاسی قوت دنیا میں فساد کا باعث بن رہی ہے۔ کیا دولت کے ذریعہ ہم اپنی کھوئی ہوئی عظمت و شوکت واپس لا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہودی دنیا کے متمول لوگ ہیں۔ لیکن پھر بھی ذلیل و خوار ہیں مغضوب علیہم ہیں مسکنت اور ذلت کا موجب ان کی یہی دولت ہے۔

مسلمانوں کی اس پستی کا علاج صرف ایک ہے اور وہ قرآن مجید پر عمل اور قرآنی جہاد ہے۔ آزمودہ چیز کو آزمانا جہالت ہے پر عمل ہیں دنیا کا وارث بنا چکا ہے۔ جس کا ثبوت اندلس کے کھنڈرات اور پہاڑ، ہندوستان کی عمارتیں، افریقہ کے جنگل اور ریگین صحرا در دراز ملک پیش کر رہے ہیں۔ ہم دنیا کو مہذب بنانے والے تھے ہم غلاموں کو آزاد کرنے والے تھے۔ ہم سب کچھ تھے آج بھی ہم سب کچھ بن سکتے ہیں۔ صرف قرآن پر عمل کی ضرورت ہے

احمدی نوجوانو! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ثریا سے ایمان واپس لانے والا تم میں آیا۔ تم نے اسے قبول کیا۔ اور دیکھ لیا۔ کہ اس نے کس طرح قرآن کے ذریعہ تم میں ایک حیات تازہ پیدا کر دی۔ تم بھٹک رہے تھے اس نے تمہیں قرآن کا وارث بنا دیا۔ اس نے تمہار انقطہ نظر بہت وسیع کر دیا۔ تم نے دیکھ لیا۔ کہ وہ یورپ جو امن عامہ کے لئے نئے نئے تو اعد اور تحریکات کا موجد ہے تمہارے خیالات کے سامنے جھک رہا ہے اور تمہارے ہاتھ پر اسلام کو قبول کر رہا ہے۔ تم میں سے صرف ایک نوجوان جاتا ہے۔ بے یار و مددگار۔ وہاں کی زبان سے ناواقف ہے۔ لوگوں کی طرز زندگی کو نہیں سمجھتا۔ لیکن اس کے ہاتھ میں صرف ایک چیز تھی۔ قرآن، اس نے ہمارا کو روحانی طور پر فتح کر لیا ہے۔ تمہارے شائع کردہ ترجمۃ القرآن کا اثر تمام جہاد پر ہے۔

خدا کے خلاف دنیا مختلف محاذوں پر جمع ہو چکی ہے اب وقت ہے کہ تم اٹھو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے تلے جمع ہو کر جہاد کبیر کے لئے دنیا میں نکل پڑو اور یاد رکھو کہ ؎

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد (مسیح موعود)

اسلام پر اس وقت جہالت کی وجہ سے حملے ہو رہے ہیں بیگانوں کا تو ذکر ہی کیا۔ خود اپنے اپنے پاؤں پر کلہاڑے چلا رہے ہیں ہر طرف سے پکار ہو رہی ہے کہ "اسلام ہی دنیا کی مشکلات کا حل کر سکتا ہے" یہ سعادت تمہیں خدا نے دی ہے۔ قرآن کو ہاتھ میں لو اور مجدد زماں کے براہین و دلائل کو اپنا ذریعہ بنا کر دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل جاؤ اور پھر دیکھو کہ اسلام کس قدر سرعت کے ساتھ پھیلتا ہے اور گمشدہ وراثت کیسے واپس ملتی ہے۔ یہ خوش نصیبی ہے جو خدا نے تمہاری اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دو اور اپنے اندر حقیقی جذبہ اور قرآنی روح پیدا کر دو۔

کثرت اور قلت

"جو لوگ گھبرا رہے ہیں اور خیال کر رہے ہیں کہ اس ذریعہ سے میں جماعت کو چھوٹا کر رہا ہوں وہ جانتے ہی نہیں کہ جماعت ترقی کس طرح کرتی ہے۔ وہ سمجھتے ہی نہیں کہ جماعت کی مضبوطی اور کمزوری کا کیا معیار ہوا کرتا ہے۔ کیا ایک لمبی زنجیر جس کی بعض کڑیاں کمزور ہوں وہ مضبوط ہوتی ہے۔ یا وہ چھوٹی زنجیر جس کی ساری کڑیاں مضبوط اور پائیدار ہوں۔"

(الفضل ۱۶ اگست ۱۹۳۶ء صفحہ ۸ کالم ۲)

یہ جناب خلیفہ قادیان کے خطبہ جمعہ کا اقتباس ہے وہ احباب جو خلیفہ قادیان کے خطبوں کا مطالعہ کرتے رہے ہیں جانتے ہوں گے کہ میاں صاحب کو متضاد باتیں کہنے کی کچھ عادت سی ہو گئی ہے۔ چند ماہ گزرے کہ آپ نے اپنی جماعت کی تعداد پر ناز کرتے ہوئے جماعت لاہور کے متعلق فرمایا تھا کہ کیا ہیں وہ لوگ مٹھی بھر "ڈھائی بوٹیاں نے قنیز باغبان"۔ لیکن اب اس کے خلاف جناب خلیفہ قادیان اپنی قلت کو کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں جماعت لاہور کو اپنی تعداد پر ناز نہیں۔ بلکہ وہ "چھوٹی زنجیر جس کی ساری کڑیاں مضبوط اور پائیدار ہوں" کے مطابق واقعات شاہد ہیں کہ اس چھوٹی اور مضبوط زنجیر نے وہ کام کر کے دکھا دیا جو ایک "لمبی زنجیر جس کی بعض کڑیاں کمزور ہوں" نہ کر سکی۔ واقعات آخر واقعات ہیں۔ ان کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ جماعت قادیان بے شک بہت بڑی تعداد میں ہے لیکن اس کا قدم غلط راستہ پر ہے۔ وہ غلو میں حد سے بڑھ رہے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو چھوڑ کر افراط کی طرف نکل گئے ہیں۔ جس کا نتیجہ میاں صاحب کا مندرجہ بالا بیان ہے۔

ایک سوال

گزشتہ اشاعت میں ہم نے قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے جناب خلیفہ قادیان کے ایک خطبہ جمعہ کا اقتباس پیش کیا تھا جسے ہمارے احباب نے دلچسپی سے پڑھا ہے ہمارے ایک رفیق عزیز نے ہم سے ایک سوال کیا ہے چونکہ اس سوال کا تعلق جناب خلیفہ قادیان اور محترم معاصر "الفضل" سے ہے اس لئے ہم سوال کو بجنسہ درج کرتے ہیں اور جواب کے منتظر ہیں۔

"۱۰ اگست کو جناب میاں صاحب قادیان کے سٹیشن پر پہنچے۔ اور آپ کو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی "نکلم عدولی" اور "نادیان" کا علم ہو گیا۔ تو آپ نے جس قدر وقت تحقیقات اور مقامی امیر کے بیانات لینے پر صرف کیا۔ یقیناً اس سے کم وقت میں وہ استقبال کرنے والوں سے مصافحہ کر سکتے تھے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ نے ایک آسان طریق کو چھوڑ کر اس قدر مشکل طریق کار پر عمل کیا؟ جس کی وجہ سے آپ کو جمعہ کا سارا خطبہ اسی واقعہ پر کہنا پڑا۔ کیا میاں صاحب جماعت قادیان سے اس قدر بیدل ہو گئے ہیں کہ ان سے مصافحہ کرنا بھی گوارا نہیں کیا گیا تھا۔ کیونکہ خطبہ جمعہ ۱۰ اگست ۱۹۳۶ء مندرجہ الفضل ہمارے خیال کی تائید کرتا ہے۔"

امارت ملّیہ

عزیز ہندی صاحب کی تحریک "امارت ملّیہ" کے متعلق کسی گزشتہ اشاعت میں لکھا جا چکا ہے۔ معاصر محترم "لائٹ" نے اس پر ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا اور مختلف اصحاب پر جن کا نام امارت کیلئے پیش کیا جا رہا ہے ایک دلچسپ تبصرہ کیا۔ لیکن اس پر "احسان" اخبار کے "نباد و حجازی" بہت ناراض ہو رہے ہیں اور اپنے خاص انداز میں حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کو خوب گالیاں دے رہے ہیں۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ "احسان" ایسے اخبارات میں آئے دن ایسے واقعات شائع ہوتے ہیں جو "امارت" کے امیدواروں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ لیکن اگر وہی واقعات "لائٹ" لکھ دے تو وہ قابل تعزیر ہے۔ "احسان" کو اپنی معقول نگاری کا بہت دعوے ہے لیکن جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے وقت جس گندہ دہنی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے وہ قابل افسوس ہے۔ اور نیز بڑی غلط بیانی سے عوام کو دھوکا دیا گیا ہے۔

احرار اور سکھ

مسجد شہید گنج کا قضیہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے تمام مسلمانان ہند کو دلچسپی ہے اور ہر مسلمان اس مسجد کے شہید ہونے کے غم کو محسوس کرتا ہے۔ لیکن طائفہ احرار شروع سے اس تحریک کے خلاف ہے۔ صرف خاموش رہنے پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس تحریک کی مخالفت بھی کی گئی۔ واقف حال لوگوں نے شروع سے ہی کہہ دیا تھا کہ اس مخالفت کی تہ میں "پیلا نے وزارت" کے علاوہ بھی کوئی جلوہ فرما ہے چنانچہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔

شہید گنج ایجی ٹیشن کی مخالفت کے صلہ میں امرتسر میں سکھ لیڈروں نے ایک اجلاس میں چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، مولوی مظہر علی اظہر اور مولوی داؤد غزنوی کی امداد کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے جذبات سے کھیل کر کونسل کی ممبری حاصل کرنا ذرا امر مشکل ہے۔ احرار کے ڈھول کا پول ظاہر ہو چکا ہے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ سے ان کی علیحدگی نے ان کی پوزیشن کو اور بھی نازک کر دیا ہے۔

انتخاب اسمبلی اور خواتین

کسی گزشتہ اشاعت میں ہم نے عرض کیا تھا کہ اسمبلی کی امیدوار خواتین کے حق میں جس قسم کے مظاہرے کئے جا رہے ہیں۔ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو نتیجہ نہایت افسوسناک ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بیگم عبد الغنی جو اسمبلی کی امیدوار ہیں ان کا ایک مضمون روزنامہ زمیندار میں شائع ہوا ہے۔ آپ نے محترمہ مکرمہ بیگم شاہنواز کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ صرف اسی پر اکتفا نہ کیا گیا۔ بلکہ سر میاں محمد شفیع مرحوم و مغفور کی ذات پر بھی حملے کر دیئے۔ معاصر زمیندار نے تو اپنی اس فروگذاشت کا ازالہ کر دیا ہے جو ایسی غیر ذمہ دارانہ اور خلاف تعلیم اسلامی تحریر کی اشاعت سے اس سے ہوئی تھی۔ لیکن ہم بیگم عبد الغنی کی خدمت میں عرض کریں گے کہ مقابلہ کرنا اور چیز ہے لیکن اسلامی تعلیم کو بھی ہاتھ سے دینا یہ درست نہیں۔ اسلام نے موتی کو برے الفاظ میں یاد کرنے سے منع کیا ہے۔ اور پھر سر میاں سر محمد شفیع مرحوم ایسے شخص کے متعلق جن کے نام پر مسلمانوں کو فخر ہے اور وہ مسلمانوں کے معزز لیڈر تھے۔

ایک دل آزار کتاب

"ٹائمز آف انڈیا پبلشنگ کمپنی" نے حال ہی میں "ہوسنڈرڈ انسائیکلوپیڈیا" شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں ایک مقالہ "محمد اور محمڈنزم" پر ہے۔ لیکن جس قدر غلط بیانی اس مقالہ میں کی گئی ہے ہم حیران ہیں کہ اتنی بڑی فرم اسلام کے متعلق ایک مقالہ لکھوانے کے لئے کسی صحیح اور باخبر آدمی کا انتخاب نہ کر سکی۔ اس مقالے سے صرف مسلمانوں کے جذبات ہی مجروح نہیں ہوتے۔ بلکہ ٹائمز آف انڈیا پبلشنگ کمپنی کی شہرت بھی خاک میں مل گئی ہے۔ کمپنی کا فرض ہے کہ وہ ٹائمز آف انڈیا میں اس مقالہ کی تردید کرے اور اس کو کتاب میں سے نکال کر اس کی جگہ کسی قابل اور باخبر شخص سے مقالہ لکھوایا جائے خدا کے فضل سے ہندوستان میں بہت قابل مسلمان مقالہ نگار مل سکتے ہیں۔

برج ورکشاپ جہلم میں تخفیف

معلوم ہوا ہے کہ جہلم کے برج ورکشاپ میں اس مہینے تخفیف ہونے والی ہے اور تخفیف کی روایات کہنہ کے پیش نظر خدشہ ہے کہ یہ نزلہ عضو ضعیف یعنی مسلمانوں پر پڑے گا۔ جو پہلے ہی وہاں آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ بلکہ اس سے بھی کم۔ موجودہ فہرست ملازمین سے پتہ چلتا ہے کہ اس محکمہ میں مسلمانوں کا تناسب دو فیصدی سے بھی کم ہے۔ حالانکہ ریلوے بورڈ کے ۱۹۳۲ء کے احکام کے مطابق مسلم ملازمین کا تناسب ۶۰ فیصدی ہونا چاہیئے اور بورڈ کی طرف سے ہدایات جاری کی جا چکی ہیں کہ اس تناسب کو قائم رکھا جائے۔

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ ریلوے بورڈ کے احکام کے باوجود اس محکمہ میں مسلمانوں کا ۶۰ فیصدی تناسب قائم نہیں کیا گیا۔ لیکن سردست ہم اس مسئلہ پر بحث کرنے کی بجائے صرف یہ دیکھنے کے آرزومند ہیں کہ مسلمانوں کی جو رہی سہی تعداد (۲ فیصدی سے کم) اب موجود ہے اس پر بھی تخفیف کا کلہاڑا نہ چل جائے۔

ینگ مسلم ایسوسی ایشن جہلم نے ریلوے بورڈ دہلی کے نام ایک کھلی چٹھی اشاعت کے لئے اخبارات کو بھیجی ہے جس میں ملازمین کے اعداد و شمار بلکہ نام تک درج کر کے مسلم اور ہندو ملازمین کا تقابل کیا گیا ہے۔ ہم محکمہ کے حکام کی توجہ اس درخواست کی طرف مبذول کراتے ہوئے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کا جائز تناسب پورا کریں۔ اور اگر بعض وجوہ سے سردست اور فی الفور ایسا کرنا مشکل ہو تو کم از کم اتنا ضرور کیا جائے کہ قلیل التعداد مسلمانوں کو جو اس وقت محکمہ میں منسلک ہیں تخفیف کی زد میں نہ لایا جائے۔

ہمیں توقع ہے کہ ریلوے بورڈ اس اہم مسئلہ کی طرف پوری توجہ دے کر مسلمانوں کو مطمئن کر دیگا۔ کھلی چٹھی کسی دوسری جگہ درج ہے

اخبار کی آخری کاپی جا رہی تھی کہ اطلاع ملی کہ مرزا غلام ربانی صاحب ساولینڈی کی والدہ محترمہ کا اچانک انتقال ہو گیا ہے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قادیانیوں کے مغالطے

ختم نبوت کا قرآن شریف میں بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۳)

مولوی صاحب کی کتر بیونت

دوسرا حوالہ مولوی صاحب کی کتر بیونت اور کانٹ چھانٹ کا یہ ہے کہ بحوالہ حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۹۷ آپ نے یہ عبارت نقل فرمائی:۔

اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلعم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسی کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

اس عبارت کا اگلا حصہ جس سے اصل حقیقت آشکارا ہوتی ہے آپ عمداً فراموش کر گئے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

"یہی معنے اس حدیث کے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"

اس پر ہم نے اپنے مضمون میں ہر چند توجہ دلائی مگر آپ ٹس سے مس نہ ہوئے۔

تیسرا حوالہ آپ کی کتر و بیونت اور کانٹ چھانٹ کے متعلق بحوالہ پیغام صلح ۸ مئی کالم ۳ کتاب چشمہ مسیحی کی ایک عبارت سے ظلی نبوت کے الفاظ ترک کر دینے کا تھا۔ افسوس اس پر بھی آپ متوجہ نہ ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی چالیں آپ محض اپنے ہمخیالوں کو خوش کرنے کیلئے چلتے ہیں۔ مگر دنیا عقلمندوں سے خالی نہیں ہے

"قادیانی نیکنامی" کی وجہ

اس امر کا آپ نے اعتراف فرمایا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کے دو رخ پیش کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ اوّل آپ نے مجدد محدث ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ پھر بعد میں کسی وقت آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ ایسا کرنے سے ہماری کوئی بدنامی نہیں ہوتی۔ البتہ اس کو چھپا کر غیر مبائعین دنیا کی نگاہ میں رسوا اور ذلیل ہو رہے ہیں۔ حضرت یہ جماعت کا ذلیلوں ہے۔ کیا شہر بشہر اور گاؤں گاؤں میں آپ کے برخلاف آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ ان جلسوں میں آپ کی نیکنامی ہوتی ہے یا بدنامی۔ اس کو اپنی نیکنامی پر محمول فرمانا یہ آپ کی زبردستی ہے۔ رہا یہ امر کہ ہماری ترقی نہیں ہوتی اور آپ کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس کے متعلق میں نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں گزارش کی تھی اور اب پھر کرتا ہوں:۔

اسے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

جماعت لاہور کی پوزیشن

آپ کی نحوست کا ہم پر بھی اثر ہے کہ لوگ ہم سے روٹھے ہوئے ہیں۔ قوموں پر ایسے وقت آجاتے ہیں۔ ذرا ہسٹری تاریخ کا مطالعہ فرمائیں اور دیکھیں کہ صدیوں تک قوموں کی ترقی رکی رہی اور بہت لمبا زمانہ گذرنے کے بعد انہیں عروج حاصل ہوا۔ ہم آپ کی طرح تصنع نہیں کرتے بلکہ ہم تو صفائی کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم تعداد میں کم ہیں ... مگر ہمارا دیگر مسلمانوں کے ساتھ کوئی اصولی تضاد اور اختلاف نہیں ہے۔ جب جوش اور ہیجان ہٹ جائے گا۔ اختلاف جاتا رہے گا۔ کیونکہ ہمارے پاس معقولیت ہے لغو اعتقادات کا گورکھ دھندہ نہیں۔ آپ کی ترقی کی حقیقت سے بھی ہم اچھی طرح سے واقف ہیں۔ مگر تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں۔

جماعت کی تعداد سچائی کی دلیل نہیں

کوئی جماعت اگر تعداد میں ترقی بھی کر جائے تو یہ سچائی کی دلیل نہیں۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے گاندھی کی تحریک نے کس قدر ترقی کی۔ مگر اب گاندھی کہاں ہے۔ تعداد پر ہی اگر نظر ہے تو عیسائیوں اور بدھوں کی طرف دیکھو۔ تنظیم اگر معیار سچائی ہے تو پھر سکھ قوم آپ سے پیش پیش ہے۔ آپ کثرت پر گھمنڈ کرتے ہیں مگر یہ نہیں بتلاتے کہ آپ کی جماعت نے آج تک اسلام کی کونسی خدمت کی ہے۔ آپ خلط مبحث کی وجہ ایسی باتیں درمیان میں لے آتے ہیں۔ ورنہ ان کا کوئی تعلق نفس مضمون کے ساتھ نہیں ہے

تبدیلی عقیدہ کی تاریخ کا تعین

اس کے بعد مولوی صاحب نے تبدیلی عقیدے کے متعلق کچھ عبارتیں نقل فرمائی ہیں۔ مگر ان میں یہ نہیں لکھا کہ تبدیلی عقیدہ کس تاریخ کو اور کس مہینے میں اور کس سال میں ہوئی۔ تاکہ آپ کے شائع شدہ اعتقاد پر کچھ اثر پڑے۔ کیونکہ آپ سال ۱۹۰۱ء سے تبدیلی عقیدہ مانتے ہیں۔ مگر پیش کردہ عبارات سے تاریخ تبدیلی عقیدہ کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اس لئے آپ اپنی سعی اور تفحص سے ہمیں مطلع فرما کر مشکور فرماویں۔

۱۹۰۱ء سے بعد کے حوالے

چونکہ ہمارے مخاطب مولوی صاحب ۱۹۰۱ء سے بعد کے حوالوں کو اپنے مضامین میں بہت یاد کرتے ہیں اس لئے ہم ان کی خواہش کے مطابق حقیقۃ الوحی کے دو ایسے حوالے نقل کرتے ہیں۔ جن میں بکمال وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ حوالے منجملہ ان پچاس حوالوں کے ہیں جن کی نسبت مولوی صاحب کا ارشاد ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے تو پیش کر دیئے جاتے ہیں۔ مگر ۱۹۰۱ء سے بعد کے پیش نہیں کئے جاتے اور چونکہ ہم پر کانٹ چھانٹ کا الزام ہے اس لئے سیاق سباق کا احتیاط کے ساتھ پڑتال کر لینا مولوی صاحب کا ذمہ ہے۔ ہمارے خیال میں ان حوالجات سے مسئلہ ختم نبوت نہایت عمدگی کے ساتھ واضح ہو جاتا ہے اور اجرائے نبوت کے عقیدے پر بھی بڑی اچھی طرح سے روشنی پڑتی ہے۔ اس لئے بعد غور و خوض مولوی صاحب اپنی رائے سے آگاہ فرما کر ہمیں شکر گذاری کا موقع دیں۔ ... ۴۴

(ایام الصلح)

ملازم ہندوؤں کی اقرباپروری

کھلی چٹھی بنام ممبران ریلوے بورڈ دہلی

جناب عالی! معلوم ہوا ہے کہ برج ورکشاپ جہلم کے عملہ میں تخفیف کا ایک اور کلہاڑا چلنے والا ہے۔ تخفیف کمیٹی کو خاص ہدایات ہونی چاہئیں کہ وہ تخفیف کرتے وقت مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت کرے کیونکہ جولائی ۱۹۳۶ء میں جو تخفیف ہوئی ہے۔ اس میں ہیڈ کلرک، ورکشاپ کلرک اور اسسٹنٹ کلرک کے تعلقداروں کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔

مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ریلوے بورڈ کے واضح اور صریح احکام ہیں کہ مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا جائے۔ پھر بدقسمتی سے اس محکمہ میں مسلمان ۴ فیصدی سے بھی کم ہیں۔ اس لئے ہم پرزور استدعا کریں گے کہ اس ۴ فیصدی کے تناسب کو تو برقرار رہنے دیا جائے۔

مندرجہ ذیل نقشے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملازمین تقریباً رشتہ دار ہی ہیں اور یہی وجہ ان کے سنبھال سکنے کے جواز کی ہے

نمبر	نام	رشتہ داری
۱	کرشنا لال چیکر	لالہ ہنسراج ہیڈ کلرک انگزیکٹو انجنیر برج جہلم کا سالا ہے
۲	کشن چند چیکر	پنڈت کشوری لال ہیڈ کلرک ورکشاپ جہلم کا سالا ہے
۳	ملکھی رام بھاٹیہ	لالہ ہری چند بھاٹیہ دفتر برج جہلم کا سالا ہے / لالہ سوداگر مل سابق ہیڈ کلرک کا سالا ہے
۴	کشول چند	لالہ منوہر لال ریکارڈ کیپر کا رشتہ دار ہے / لالہ گیان چند بھاٹیہ جنرل کلرک کا رشتہ دار ہے
۵	کرتار سنگھ آف چکوال	لالہ ہنسراج ہیڈ کلرک کے قرابت دار ہیں۔
۶	کرم چند آف چکوال	لالہ ہنسراج ہیڈ کلرک کے قرابت دار ہیں۔
۷	پنڈت ہنسراج برہمن	پنڈت کشوری لال کے خاندان کے ہیں۔
۸	خوان چند برہمن	پنڈت کشوری لال کے خاندان کے ہیں۔
۹	امر سنگھ	ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جہلم کا بیٹا ہے
۱۰	لابھ مل	XFX جہلم کے گاؤں کا رہنے والا ہے
۱۱	گوراس مل	سنہد سبھائی۔
۱۲	محمد شریف ولد غلام نبی	جہلم کا باشندہ ہے کوئی سفارش نہیں
۱۳	فیض احمد	جہلم کا باشندہ ہے کوئی سفارش نہیں
۱۴	محمد شریف ولد نور احمد	گجرات کا باشندہ ہے کوئی سفارش نہیں

دفتر XFX میں

ہندو	۲۲
مسلمان	۲

(لال خان اکونٹنٹ کلرک مستقل۔ بابو فضل کریم عارضی)

(خاکسار جنرل سیکرٹری ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن جہلم)

---

۴۴ (۱) آدم کو پیدا کیا اور نبی بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب سے آخر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۱)

(۲) اس خدا نے ہی خبر دی کہ جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا۔ (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۴)

مولوی ثناء اللہ صاحب کیلئے آخری فیصلہ موت ہے

چودھویں صدی کے علماء سوء کے بارے میں جو کچھ احادیث نبویہ میں آیا ہے وہ مولوی مذکورہ بالا کے بارہ میں لفظ بلفظ صادق آتا ہے ایک جھوٹی بات پر کالموں کے کالم سیاہ کرتے جانا اس کا ادنیٰ کرشمہ ہے گذشتہ باتوں کو چھوڑ کر اس کا موجودہ مضمون مندرجہ اخبار اہلحدیث ۴ ستمبر ۱۹۳۶ء اس کے دل کی سیاہی پر کافی سے زیادہ گواہی دے رہا ہے اس نے اس مضمون میں یہ الفاظ حضرت مسیح موعود کے آخری فیصلہ کے اعلان کی طرف منسوب کئے ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"مرزا صاحب متوفی کو خدا بدلہ دے جنہوں نے اپنا
دامن صاف کرنے کو آخری فیصلہ کا اعلان کر دیا جس
میں صاف لکھ دیا کہ:۔
ہم دونوں (مرزا اور مولوی ثناء اللہ) میں سے جو پہلے
مرے گا وہ خدا کے نزدیک جھوٹا ہوگا"

گویا آخری اقتباس کو اس نے حضرت مسیح موعود کے اعلان آخری فیصلہ کے الفاظ کے طور پر پیش کیا ہے جو صاف اور صریح جھوٹ ہے اس اعلان میں یہ الفاظ "ہم دونوں میں سے جو پہلے مریگا وہ خدا کے نزدیک جھوٹا ہوگا" کسی جگہ بھی درج نہیں۔ جو شخص معمولی باتوں میں اتنی دروغ گوئی سے کام لیتا ہو۔ اس سے کسی صحیح فیصلہ کی طرف آنے کی کس طرح توقع ہو سکتی ہے۔ اس کی ایسی ہی دروغ بافیوں اور چالاکیوں کی وجہ سے ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود کا اشتہار معہ اپنے جواب اور اسسٹنٹ ایڈیٹر کے نوٹ شائع کر دیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کے شائع ہوتے ہی مولوی جی پر موت وارد ہو جائے گی۔

کیا تم ہی وہ ثناء اللہ نہ تھے جس نے جواباً یہ لکھا تھا:۔

اوّل۔ یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔

دوم۔ یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر ہے۔ الخ

سوم۔ یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ الخ

پنجم۔ تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ الخ

ششم۔ آپ نے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہلحدیث ۱۱ اپریل کے نقرہ ۱۳ میں لکھا تھا کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے۔ مگر اب کیوں میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔"

اور کیا تمہارے دوست حکیم محمد الدین نے حضرت مسیح موعود کے اس اعلان پر یہ اشتہار نہ دیا تھا:۔

"یہ بات کرشن جی ہمیشہ کہا کرتے ہیں اور ان کے دام افتادہ سر جھکا کے سیدھے یہی بات کہا کرتا ہے۔ دیکھئے اس میں کرشن جی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر کیسا حملہ کیا ہے۔ اس بھلے مانس کو معلوم نہیں کہ آنحضرت کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ مدینہ طیبہ میں آنحضرت کے ساتھ گفتگو کرنے کو بھی آیا تھا اور اپنی جھوٹی نبوت کو آنحضرت کے سامنے پیش بھی کیا تھا۔ مگر اس کی زندگی میں آنحضرت نماء وحی کا انتقال ہوا اور وہ زندہ رہا۔ بتلاؤ۔ اب تمہارے خیال کے مطابق مسیلمہ کذاب جو آنحضرت کے بعد زندہ رہا سچا نبی ہوا تو آنحضرت کیا ہوئے؟"

اور پھر کیا خود تمہارے نائب ایڈیٹر نے حضرت مسیح موعود کے اس اعلان پر تمہارے اخبار میں تمہارے جواب کے ساتھ یہ نوٹ شائع نہ کیا تھا:۔

آپ اس دعوے (کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی م) میں قرآن شریف کے صریح خلاف کر رہے ہیں قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد له الرحمٰن مداً (پ ۱۶ ع ۸) اور انما نملی لھم لیزدادوا اثماً (پ ۴ ع ۹) اور ویمدھم فی طغیانھم یعمھون (پ ۱ ع ۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں اور سنو! بل متعنا ھؤلاء وآباءھم حتیٰ طال علیھم العمر (پ ۱۷ ع ۴) جن کے صاف یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغا باز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی۔ کیوں نہ ہو۔ دعوے تو مسیح کرشن اور محمد احمد بلکہ خدائی کا ہے اور قرآن میں یہ بات؟ ذالک مبلغھم من العلم۔

جب یہ اصول قرآنی جسے تم اپنے اخبار کے ذریعہ تسلیم کر چکے اور خود اسی آخری فیصلہ کے جواب میں شائع کر چکے ہو صحیح ہے تو پھر تم خود اپنے مسلمات کے رو سے لمبی عمریں پا کر کیا ٹھہرتے ہو۔ ذرا مندرجہ بالا عبارت غور سے اور بار بار پڑھو۔ تم نے اس تحریر آخری فیصلہ کو صاف طور پر نامنظور کر دیا اور ساتھ ہی لکھا۔ کہ اسے کوئی دانا منظور نہیں کر سکتا تو اب اس تحریر پر کوئی بنیاد رکھنا تمہاری نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟

مولوی جی! ہم نے کوئی غیر متعلق مطالبہ تم سے نہ کیا تھا۔ تم نے ایک بیان پر یکطرفہ فیصلہ کرنا چاہا۔ ہم نے روکا کہ اس کا جوابی بیان بھی ساتھ ہونا چاہیئے تاکہ صحیح فیصلہ ہو سکے۔ ہم نے ہرگز تم سے یہ مطالبہ کبھی نہیں کیا کہ اپنا سارا پرچہ اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء دوبارہ چھاپ دو۔ کیونکہ ایسا مطالبہ ایک لغو مطالبہ ہوتا۔ ہمارا مطالبہ صرف اور صرف حضرت مسیح موعود کے اعلان آخری فیصلہ اور تمہارے جواب اور اسسٹنٹ ایڈیٹر کے نوٹ کی اشاعت تک محدود تھا۔ مولوی جی اس کا ایک حصہ یعنی اعلان آخری فیصلہ عرصہ سے اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں فروخت کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اگر اپنا جواب بھی شائع کر دیتے تو ہمیں تمہارا کا موقعہ ہی نہ تھا۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ مولوی جی ہمیشہ سے اپنا جواب اپنے اخبار کے ناظرین سے چھپانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

موجودہ جھگڑا آسانی سے طے ہو سکتا ہے۔ اگر مولوی جی ذرا عدل نرمی سے کام لیں اور وہ اس طرح کہ اپنے اخبار میں اعلان آخری فیصلہ کے ساتھ اپنا جواب معہ نائب ایڈیٹر کے نوٹ کے شائع کر دیں۔ اور اس کی اجرت ہم سے لے لیں۔ اس کے بعد جب اور جہاں چاہیں اس مبحث پر بحث کر لیں اس طرح مولوی جی کو محنت کی قیمت بھی وصول ہو جائے گی اور بحث کا نتیجہ بھی صحیح نکلیگا۔

جب مولوی جی کا اتنا بڑا دعویٰ ہے کہ

"آخری فیصلہ پر بحث کرنا (بمقام لدھیانہ) اگرچہ ۱۹۱۲ء میں بھی مشکل تھا۔ مگر اب تو ہم نے اتنا مواد جمع کر لیا ہے کہ یاجوج وماجوج کا سد سکندری توڑ دینا تو ممکن ہے لیکن مرزائیوں کا ہم پر غالب آجانا ناممکن ہے"۔

تو وہ کیوں اس ہمارے معمولی مطالبہ سے گریز کرتے ہیں۔ اس تکبر کے مقابل پر ہم تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اتنا ہم واقعات کی رو سے جانتے ہیں کہ مولوی جی میں اتنی ہمت نہیں کہ آخری فیصلہ کے ساتھ اپنا جواب اور نائب ایڈیٹر کا نوٹ شائع کر سکے۔ ہم تمہاری متکبرانہ لفاظیوں سے خوب واقف ہیں اور تمہاری یہ تعلیاں واقعات صحیحہ کے سامنے خس و خاشاک کی طرح اڑ جائیں گی۔

(ابو الفضل)

اخبار علمیہ

درازی عمر کا مسئلہ

کورنل یونیورسٹی امریکہ کے تین ڈاکٹر مینارڈ میکے اور آسڈل (Maynard, Mecay & Asdell)

پانچ سال سے درازی عمر کا مسئلہ حل کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے تجربات کیلئے سفید چوہوں کو منتخب کیا ہے جو عموماً انسانوں کی سی ہی غذا کھاتے ہیں بعید نہیں چوہے دس روز میں اپنی مدت حیات کا اسی قدر صرف کر دیتا ہے جس قدر انسان ایک سال میں صرف کرتا ہے لہذا جبکہ انسان پر تمام عمر میں صرف ایکبار تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی مدت میں چوہوں کی پندرہ پشتوں کا یکے بعد دیگرے مطالعہ ہو سکتا ہے۔ ان ڈاکٹروں نے اپنے تجربہ کی بناء پر حال میں بیان کیا ہے کہ چوہوں کو ایسی غذا دینے سے جس سے شروع میں ان کی نشوونما تیزی کے ساتھ نہ ہو سکے۔ ان کی مدت حیات زیادہ ہو جاتی ہے اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مناسب غذا سے انسانی عمر میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے لیکن ابھی یقین کے ساتھ وہ اس خیال کا اظہار نہیں کرتے اور چند سال کے مزید تجربہ پر اس فیصلہ کو ملتوی کرتے ہیں

لیکن ان ڈاکٹروں کی رائے کے بالکل خلاف کولمبیا یونیورسٹی کے ڈاکٹر ہنری شرمین (Henry Sherman) کے تجربات ہیں جو چوہوں پر تجربہ کرتے ہیں۔ امریکہ میں سب سے زیادہ ممتاز ہیں۔ وہ اپنے معملوں میں ہمیشہ ہزار ڈیڑھ ہزار زندہ چوہے رکھتے ہیں۔ انہیں اپنے تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ سادہ اور معمولی غذاؤں کے استعمال سے نشوونما تیزی سے ہوتی ہے اور چوہے زیادہ دنوں تک زندہ رہتے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ آئندہ چند سالوں میں امریکہ کے مختلف الخیال ڈاکٹر اس مسئلہ پر کوئی متفق علیہ فیصلہ صادر کر سکیں گے۔

معارف جولائی ۱۹۳۶ء

انجمن کا مالی سال

ختم ہو رہا ہے اور جن احباب کی طرف چندہ باقی ہے ان کو دی پی کئے جا رہے ہیں۔ جن کا وصول کرنا اُن کا اخلاقی فرض ہے۔ (منیجر)

اسلامی جہاد اور اسلامی حکومت

حضرت مسیح موعود کا مسلک اور مخالفوں کے اعتراض

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب)

۔۔۔ ۲ ۔۔۔

کیا یورپ اسلام قبول کرے گا؟

سوال: لیکن اس بات پر کیا دلائل ہیں کہ یورپین اقوام ابھی ضرور پیغام اسلام قبول کرلیں گی۔ جبکہ ہمیں جو کچھ نظر آ رہا ہے وہ یہی ہے کہ ان اقوام میں مادیت و دہریت کوٹ کوٹ کر ودیعت ہو چکی ہے۔ یہ اقوام لامذہبی اور اباحت کا مرکز ہیں۔ انہوں نے تو کل عالم کو اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے اور آپ یہ نظریہ مجھ سے منوانا چاہتے ہیں کہ یہ خود اسلام کو قبول کر کے حق کا شکار بن جائیں گے۔ آخر اس امر پر آپ کے پاس کونسے ثبوت ہیں۔

جواب: مجھے اس وقت آپ کے اس سوال پر ایک واقعہ یاد آگیا جس کا بیان کرنا شاید آپ کی مشکلات کو حل کرے۔ جنوری ۱۹۳۳ء کا ذکر ہے جب کہ ابھی ابھی حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی وفات کا واقعہ ہوا تھا۔ ایک پبلک جلسہ مرحوم کی یادگار میں اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے ایک بات بیان کی۔ کہنے لگے کہ خواجہ صاحب مرحوم جب پہلے پہل انگلینڈ میں تبلیغ اسلام کی غرض سے ۱۹۱۲ء میں گئے تو اس وقت میں (یعنی خلیفہ صاحب) بھی انگلینڈ میں تھا۔ جب میں نے یہ خبر اڑتی ہوئی وہاں سنی کہ خواجہ صاحب کا ارادہ یہاں پر اسلامی مشن کھولنے کا ہے تو مجھے بڑی حیرت ہوئی بلکہ میں نے اپنے حلقہ اثر میں دوستوں سے کہا کہ خواجہ صاحب کو میری طرف سے یہ پیغام دیدو کہ وہ اپنی مساعی کو اس ملک میں ضائع نہ کریں۔ یہ مغربی ممالک دہریت کا گہوارہ ہیں۔ یہاں کوئی مذہب کو پوچھتا نہیں بلکہ اس سے کوسوں دور بھاگ رہے ہیں تو پھر اسلام کے لئے یہاں کامیابی کی کونسی توقع ہے؟ اگر خواجہ صاحب کو ضرور تبلیغ اسلام ہی کرنا مقصود ہے تو پھر کسی مشرقی ملک کا انتخاب کریں۔ میں نے یہ مشورہ سچے دل سے اپنی خیرخواہی کے طور پر دی لیکن خواجہ صاحب مرحوم نے جس وقت میری یہ رائے سنی تو سخت متنفر ہوئے۔ بہرحال خواجہ صاحب مرحوم کے تبلیغ اسلام ۔ ۔ ۔ شروع کرنے کے وقت میری رائے یہی تھی کہ یہ کام وہاں کرنا مجنونوں کا کام ہے۔ مگر آج بیس سال کے عرصہ کے بعد میں اپنی غلطی کا معترف ہوں۔ میں یقیناً اس وقت اس رائے کے قائم کرنے میں غلطی پر تھا کہ تبلیغ اسلام کا کام مغرب میں ناکام رہیگا اور خواجہ صاحب مرحوم صحیح تھے جنہوں نے اس کی بنیادیں وہاں استوار کیں۔ اب یہ وہ بیان ہے جو ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے اس ماتمی جلسہ میں جو خواجہ صاحب کی وفات پر منعقد کیا گیا تھا۔ دیا اور میں نے بذات خود سنا۔ آخر دیکھنا تو صرف اس قدر ہے کہ واقعات مغربی دنیا کو کس طرف لے جا رہے ہیں۔ کیا حضرت مرزا صاحب کے دعووں اور پیشگوئیوں کے مطابق مغربی دنیا اسلام کے قریب آتی گئی۔ یا دور ہٹتی چلی جا رہی ہے۔ اگر یہ امر روز روشن کی طرح چمک رہا ہے کہ اس تنفر اور بغض کے عوض جو مغرب کو پہلی صدی میں اسلام اور پیغمبر اسلام سے تھا۔ انس اور لگاؤ پیدا ہوتا جاتا ہے بلکہ ایک اچھا خاصہ طبقہ ان کے اندر کا اپنے آپ کو اسلام کی غلامی میں آنے کو فخر سمجھنے لگ پڑا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کونسا ثبوت درکار ہے حضرت مرزا صاحب کا اگر کوئی نصب العین تھا تو یہی کہ مغربی دنیا میں یہ دین پہنچے۔ اگر آپ کی کوئی تڑپ تھی تو صرف ایک کہ حق کی اشاعت ہو۔ تا اس سے عناد و نفرت مٹ جائے۔ اگر آپ کی سب سے زبردست کوئی پیشگوئی ہے۔ تو وہ یہی کہ مغرب سے صداقت اسلام کا آفتاب طلوع ہوگا۔ اب واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ ہر عقلمند غور کرلے کہ آخر جس امر کو دوسرے بعید از قیاس سمجھتے اور عبث اور مجنونانہ فعل قرار دیتے ہیں۔ اسے کیونکر ایک گاؤں کے امّی نے صحیح صحیح دیکھ لیا اور کس طرح اس کے شاگرد اس ایمان و یقین کے حامل ہوگئے۔ جو کسی دوسرے کے حصہ میں نہ آیا اس جگہ آپ کیلئے اس امر کے لئے بھی جائے غور ہے کہ مجدد وقت کے دامن سے وابستگی کیوں ضروری ہے۔ احمدیت کی ضرورت اگر ہے تو یہی کہ موجودہ حالات میں اسلام کی کامیابی کے واسطے پروہ ایمان و یقین پیدا ہو جو کسی دوسرے ذریعے سے ممکن نہیں۔ آخر جب دوسروں کو تبلیغ اسلام موہوم و ناکام و عبث فعل دکھلائی دیتا ہے تو جائے غور ہے کہ مجدد وقت کا شاگرد تن تنہا بے سروسامانی کی حالت میں حاکم قوم کے اندر کیوں اسلام کا جھنڈا گاڑنے کا عزم کر لیتا ہے۔ آخر وہ کونسی طاقت ہے جس کا اسے بھروسہ ہے۔ وہ کونسا سہارا ہے جس پر اسے ناز ہے بے شک سب سے قوی طاقت یعنی ایمان کا نور ہے جس سے اس کا سینہ منور ہے۔ اسے مامور وقت کے منجانب اللہ ہونے کا پورا یقین ہے۔ تبھی وہ اس کی باتوں کو سچا جانتا ہے۔ حالانکہ ایک دنیا اور اس کے واقعات اس کے خلاف دکھلائی دے رہے ہیں۔ کیا اس شخص کے مامور من اللہ ہونے میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے۔ جس نے اپنے شاگردوں کے قلوب میں وہ ایمان، اسلام کی فتح کا پیدا کر دکھلایا جس کے مخالف دنیا کے تمام مادی سامان اور طاقتیں ہیچ نظر آتی ہیں؟

حضرت نبی کریم صلعم کی جنگیں اور مقتضئ زمانہ!

سوال - خواہ آپ کچھ کہیں۔ مگر اس سے آپ کہاں بھاگ سکتے ہیں کہ خود حضرت نبی کریم اور آپ کے صحابہؓ نے جنگیں کیں اور حکومتیں لیں۔ پھر اگر تبلیغ اسلام محض اشاعت کا نام ہے اور حکومت اس کے لئے ضروری چیز نہیں تو آنحضورؐ نے کس لئے یہ طرز اختیار کی؟ ہمارے لئے تو آنحضورؐ سے بڑھ کر اور کوئی نمونہ نہیں اور جب آپ نے حکومت بڑی کوشش و جانفشانی سے قائم کی تو ہم کیونکر آپ کے سچے مطیع کہلا سکتے ہیں جب تک ہم بھی وہی راستہ اختیار نہ کریں۔ کیا قرآن کا حکم جہاد کا نہیں۔ کیا اب یہ حکم قابل عمل نہیں رہا؟

جواب - ہر سچے نبی و مامور کا نصب العین حق کی ترویج ہوا کرتا ہے حضرت خاتم النبیین کا انتہائی مقصد بھی صرف یہی تھا۔ حکومت و سلطنت کا حصول نبیوں یا ماموروں کی اصل غرض کبھی نہیں ہوا کرتی اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ جب اصل مقصد اور ہے تو کس لئے حضرت نبی کریم اور صحابہ کرام نے حکومت و سلطنت حاصل کی۔ حاصل کرنے کا لفظ صحیح مفہوم کو ادا نہیں کرتا کیونکہ اس سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ گویا مقصد و مدعا یہی تھا۔ حالانکہ بات صرف اس قدر تھی کہ حضرت نبی کریم کا زمانہ جہالت و تعصب میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا۔ اس وقت کوئی سلطنت ایسی موجود نہ تھی۔ جس نے ضمیر کی آزادی کے نصب العین کو قائم کیا ہو۔ اور جو غیر سرکاری مذہب کی تبلیغ کروا سکے۔ اگر آپ کو اس امر کے تسلیم کرنے میں تامل ہو تو میں بطور نمونہ ایک واقعہ اس زمانہ کا پیش کرتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صلح حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو تمام بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ کئے جن کا لب لباب یہ تھا کہ اسلام امن و سلامتی کا پیغام ہے۔ اگر اسے قبول کرلو۔ تو تم بھی امن و سلامتی پانے والے ہوگے۔ ایک خط اس قسم کا شاہ ایران کو بھیجا اور ایک شاہ روم کو۔ شاہ ایران نامۂ مبارک پڑھتے ہی غیظ و غضب کی آتش سے بھڑک اٹھا اور اسے ۔ ۔ ۔ اور قاصد کو قتل کروا ڈالا۔ اب جائے غور ہے کہ شاہ ایران کا یہ رویہ اس زمانے کے رجحان کی ایک مثال ہے۔ ایک شخص اپنے مذہب کو بادشاہ کے سامنے پیش کرتا ہے اگر بادشاہ کو سچائی نظر آئے تو قبول کرے ورنہ اس کا اختیار ہے رد کردے لیکن غیظ و غضب کا کونسا موقعہ ہے اور ایلچی کو قتل کس لئے کیا جاتا ہے؟ یہ امر شاہد ہے کہ اس زمانہ کے امراء و حکام سچائی کو قبول کرنا تو کجا اسے سننے کیلئے تیار ہی نہ تھے دوسروں کو سننے دینے کے لئے رضامند۔ ان حالات میں تبلیغ اسلام ہوتی کیسے اور حق کی اشاعت ہوتی کیونکر؟

پھر دوسرا واقعہ شاہ روم کا لیں وہ ایک اور بات کو ظاہر کرتا ہے جب دعوتی خط روم کے بادشاہ کو پہنچا اور اس نے ابوسفیان سے وہ سوالات کئے جو مشہور ہیں۔ تو وہ خود اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسلام ایک صداقت ہے اور اسے قبول کرلینا ٹھیک بات ہے۔ لیکن جب اس نے یہی بات اپنے امراء کے سامنے پیش کی تو وہ سب لوگ آگ بگولا ہوگئے۔ اور اگر شاہ روم ذرا اصرار کرتا تو عجب نہ تھا فوراً قتل کر دیا جاتا۔ بیچارہ گھبرا کر یہ بہانہ بنا گیا کہ میں تو تمہارے عزم کو آزمانا چاہتا تھا۔ شاہ ایران کے واقعہ سے جہاں یہ امر زمانہ کے میلان پر دال ہے کہ حق سننا گوارا نہیں۔ وہاں شاہ روم کا واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کہیں حق اپنا اثر بھی کرلے تو عام رعایا اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ کوئی شخص خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو اس کا اعلان و اقرار بھی کرسکے۔ تو جب تعصب اور جہالت اور تنگ نظری کی یہ حالت واقعات سے ظاہر ہے تو ایسے حالات میں یہ ضروری ہوگیا کہ تبلیغ اسلام سے قبل ایک ایسی حکومت کی بنیاد ڈالی جائے جو مذہب کے معاملہ میں غیر جانبدارانہ ہو۔ آپ خوب یاد رکھئے کہ مذہبی آزادی کے لحاظ سے آنحضور اور صحابہ کرام کی حکومت ایک آزاد ملک کی حیثیت رکھتی تھی۔ جسے کسی مذہب کو زبردستی اور جبر و اکراہ سے منوانے سے کچھ واسطہ نہ تھا البتہ چونکہ مسلمانوں کا حقیقی نصب العین تبلیغ حق تھا اور اسی غرض سے انہوں نے غیر جانبدارانہ حکومت قائم کی تھی۔ اسے انہوں نے کماحقہ نبھایا جس کا نتیجہ مسلمانوں کی ترقی ہوا۔

موجودہ زمانہ کا اختلاف

اب سوال یہ رہ گیا کہ کیا یہ زمانہ بھی انہی حالات کے زیر اثر ہے اور کیا اس وقت بھی تبلیغ حق گوارا نہیں؟ ظاہر ہے کہ اس لحاظ سے آنحضرت صلعم کے زمانہ کو اس زمانہ سے نسبت نہیں۔ مادی علوم کی ترویج و نشر و اشاعت اور مادی عالم میں سائنس کے اصولوں کے پھیل جانے سے وہ انتہائی تعصب و تنگدلی اب نہیں رہی جو پہلے زمانہ میں موجود تھی۔ ایک محکوم قوم کا شخص اپنے مذہب کی حقانیت نہایت شد و مد سے حاکم قوم کے افراد کو منا سکتا ہے اور اگر کسی پر اس صداقت کا اثر ہو جائے تو اگرچہ اب بھی اس کا اعلان و اقرار جرأت و شجاعت کا متقاضی ہے۔ مگر تاہم کہاں وہ جبر و تشدد کہ بادشاہ بھی حق کی قبولیت کا اعلان کرنے پر قتل کر دیا جائے اور کہاں یہ آزادی و رواداری

کر مجھ جیسے ملا و مولوی رنگ کی حق کی اشاعت کو روکیں۔ تا کہ صداقت کا شکار ہو کر قتل، لاعلاج سمجھ کر، کہلاتے ہیں۔ اب یہ وہ فرض ہے جو دو زمانوں کو جدا کر رہا ہے کیا اسی فرض کو مد نظر رکھ کر سب آپ یہی کہیں گے کہ تبلیغ اسلام کے لئے اس وقت بھی وہی ضرورت ہے جو آنحضور و صحابہ کرام کو درپیش تھی؟ یہ یقینی و قطعی امر ہے کہ آنحضور و صحابہ کرام و الیسی حکومتیں میسر تھیں جو مذہبی معاملات میں [illegible] یا مبداء بانہ ہوتی تھیں۔ تو کبھی آپ آپ حکومت و سلطنت [illegible] مذہبی حق کی اشاعت میں لگ جاتے اور یہ امر یقینی ہے کہ اگر آنحضرت صلعم ہوتے تو اس زمانہ میں بدل کر حکومت و سلطنت کی حرمت [illegible] نہ دیں کیا آپ کو آنحضور کا وہ قول یاد نہیں رہا کہ آپ دجال کا زمانہ پائیں تو اسے بذریعہ دلائل مفتوح و مغلوب کریں۔

کیا جہاد کا حکم منسوخ ہے؟

سوال۔ تو پھر آپ کے کلام سے نتیجہ یہ نکلا کہ اب جہاد کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

جواب۔ جو لفظ آپ نے استعمال کیا ہے وہ صحیح طور پر سلسلہ کلام کے ماتحت [illegible] اس بات کی قائل جماعت احمدیہ ہے۔ وہ یہ نہیں کہ جہاد کا حکم منسوخ ہے بلکہ یہ کہ وہ شرائط اس وقت پائی نہیں جاتیں جن کے ماتحت [illegible] قتال جائز ہے اور دوسرے خود لفظ جہاد کو استعمال کرنا غلط [illegible] ہے سب بے شک یہ صحیح ہے کہ عام لوگوں کی اصطلاح میں جہاد کا لفظ قتال کے لئے ہی مخصوص ہے اور اسی اصطلاح کو مد نظر رکھ کر حضرت مرزا صاحب نے یہ کہا کہ جہاد اب جائز نہیں۔ مگر قرآن کریم میں [illegible] وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے اور قتال یعنی جنگ ایک خاص شکل جہاد کی ہے پس جو کچھ ہم مانتے ہیں وہ صرف اس قدر ہے کہ اس زمانہ کے حالات ان شرائط کو پورا نہیں کرتے جن کا پورا ہونا قرآن کریم کے نزدیک ضروری ہے۔ قبل اس کے کہ مسلمان جنگ کریں۔ وہ شرائط [illegible] ضروری ہیں۔ وہ دو شرائط یہ ہیں:۔

(۱) کفار کی طرف سے [illegible] پر انتہائی مظالم ہو رہے ہوں، یہاں تک کہ مذہبی ارکان کی پابندی کی اجازت نہ ہو۔

(۲) خود مسلمان قوم کا معیار اخلاق میں بلند پایہ کا ہو۔

اس وقت نہ تو کافر گورنمنٹ کی طرف سے مذہبی آزادی میں مداخلت ہے اور نہ خود مسلمان قوم نظم و نسق اور اخلاق میں کوئی قابل قدر نمونہ پیش کر رہی ہے بلکہ [illegible] آزادی کے قائم کرنے میں مسلم قوم سب سے ادنیٰ ہے۔ اور مذہبی آزادی کا قیام ہی وہ شے ہے جس کے لئے قرآن نے جنگ کا جواز ٹھیرایا ہے۔ پھر ان دو شرائط کی غیر موجودگی میں قتال کیونکر جائز ٹھیرتا ہے۔ اور یہ بھی کہنا صحیح نہیں کہ قتال کا حکم منسوخ ہے۔ کیونکہ جب ایک حکم شرائط سے مختص ہو۔ تو شرائط کی عدم موجودگی میں وہ جاری نہ ہو گا۔ مثلاً فریضہ حج یا زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے یہ شرط ہے کہ استطاعت ہو۔ اب جو شخص ان دونوں فرضوں کی ادائیگی سے قاصر ہے۔ کیونکہ وہ استطاعت نہیں رکھتا۔ کیا اس کے بارے میں یہ کہنا جائز ٹھیرے گا کہ اس کے بارہ میں حج یا زکوٰۃ کے احکام منسوخ ہیں۔ نہیں بلکہ جب وہ شرائط ہی مفقود ہوں جن کے ماتحت احکام نافذ ہوتا ہے تو قرآن کے نزدیک اس حالت میں وہ احکام منسوخ نہ کہلائیں گے بلکہ یہ کہ وہ ان حالات میں اطلاق نہیں پاتے۔ پس ہم یہ کہیں گے کہ وہ حالات جن کے ماتحت قرآن نے قتال فی سبیل اللہ کی اجازت دی ہے یعنی مذہبی آزادی کا نہ ہونا۔ وہ اس وقت مفقود ہے۔ اس لئے مذہبی جنگیں جائز نہیں۔

رفتار عالم

ہندوستان

—— لاہور ۷ ستمبر۔ ڈاکٹر ستیہ پال نے اپیل کی ہے کہ سیلاب زدگان کی امداد کی جائے۔

—— لاہور ۷ ستمبر۔ پرسوں ۹ بجے تیج حکومت کی طرف سے مسٹر مسانی جنرل سیکرٹری آل انڈیا سوشلسٹ پارٹی کو نوٹس موصول ہوا تھا کہ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر صوبہ پنجاب کی حدود سے باہر نکل جائیں۔

—— امرتسر ۷ ستمبر۔ سردار سنتوکھ سنگھ میونسپل کمیٹی امرتسر کا جنرل اجلاس میونسپل ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ میونسپل مدارس کے غریب لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے دودھ مہیا کیا جائے۔

—— شملہ ۷ ستمبر۔ مسٹر ستیہ مورتی صوبہ سرحد کے انتخابات میں حکومت کی مداخلت کے خلاف اسی کل کی قرارداد کو پیش کرنا چاہتے تھے۔ صدر نے اجازت دیدی تھی۔ لیکن لنچ کے بعد آپ کو اعلان کرنا پڑا کہ وائسرائے نے رکروسے ناجائز قرار دیا ہے۔

—— شملہ ۷ ستمبر۔ آج اجلاس اسمبلی کے وقفہ استفسارات میں سر ہنری کریک نے مسٹر ستیہ مورتی کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ جب تک امن عامہ میں خلل کا اندیشہ رہے گا۔ سبھاش چندر بوس کو رہا نہ کیا جائیگا۔

—— شیخوپورہ ۷ ستمبر۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ یکم نومبر تک شیخوپورہ جنکشن اسٹیشن بن جائے گا اور شیخوپورہ کی بجائے ننکانہ صاحب کو جانے والی گاڑی شیخوپورہ سے روانہ ہوا کرے گی۔

—— لائلپور ۷ ستمبر۔ مسٹر آئی۔ اے۔ میونسپل انجینیر نے طرز بیلشان کوشان عمارت کی ایک قد آدم رنگین تصویر خود بنا کر پیش کی ہے۔ یہ تصویر بلدیہ مذکور کے ہال میں آویزاں کی جائے گی۔

—— شملہ ۷ ستمبر۔ مسٹر ستیہ مورتی اور مسٹر ڈیسائی کے اس استفسار پر کہ کیا وائسرائے اس تحریک التوا کو ناجائز قرار دے سکتا ہے جسے صدر کے سامنے ابھی پیش نہ کیا گیا ہو۔ مسٹر عبدالرحیم صدر اسمبلی نے دونوں مستفسرین سے اتفاق رائے کرتے ہوئے قرار دیا کہ ایسا کرنے کا حق وائسرائے کو نہیں پہنچتا چنانچہ سرحد کے متعلق مسٹر مورتی کی تحریک جا رہے پیش ہو گی۔

—— حصار ۷ ستمبر۔ پرسوں مسٹر ایل۔ ڈی دست مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں ڈاکٹر رام گوپال دہیرزی اسسٹنٹ نہر ال ضلع حصار کے قتل کے الزام میں ضلع جہلم کے ایک نوجوان مرید حسین کو زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند پیش کیا گیا تھا۔

—— لاہور ۷ ستمبر۔ دریائے راوی کی طغیانی کی آمد کی اطلاع کے پیش نظر کل ایک بجے دوپہر سے دریا میں پانی چڑھنا شروع ہوا تھا۔ جس سے نواحی علاقوں میں خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اکثر لوگوں نے مناسب انتظام کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پانی اب کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔

—— شیخوپورہ ۷ ستمبر۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۳۰۷ کے ماتحت مقامی بلدیہ کے صدر راولران کے تین رشتہ داروں کا چالان کر دیا ہے۔ استغاثہ کا بیان ہے کہ ملزم نے عجب کر ایک لوکل ایجنٹ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

—— گورداسپور ۷ ستمبر۔ فیض الحق احراری کے مقدمہ میں ایڈیٹران پیغام صلح، شرد تھر، احسان، زمیندار، ڈاکٹر سر محمد اقبال وغیرہم کو بطور گواہ صفائی ۸ ستمبر کو بلایا جا رہا ہے۔

ممالک خارجہ

—— بیت المقدس ۷ ستمبر۔ طولکرم کے قریب تمام دن عربوں اور برطانوی فوجوں کے درمیان معرکہ کارزار گرم رہا۔ برطانوی ہوائی جہازوں پر عرب نشانہ بازوں نے گولیاں برسائیں۔ ایک طیارے کا افسر اور ایک مشین گن چلانے والا ہلاک ہو گئے۔

—— جبوتی ۷ ستمبر۔ ڈاکٹر مارٹن نے جو آج ادیس ابابا سے یہاں پہنچے نمائندہ اخبار کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ حبشی قبائل گالا اور امہاری ایک لاکھ مربع میل پر قابض ہیں۔ یہ قبائل اطالویوں کو اپنے ملک سے خارج کرنے کے زبردست جدوجہد کر رہے ہیں۔

—— لنڈن ۵ ستمبر۔ بیدداس میں کوئلہ کی کانوں میں کام کرنیوالے مزدوروں کی دو حریف انجمنوں کے اختلاف کے نتیجہ میں اعلان کیا گیا ہے کہ ۷ ستمبر کو ایک لاکھ بیس ہزار کارکن ہڑتال کر دیں گے۔

—— لنڈن ۷ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ فلسطین میں برطانوی فوج کے دس بٹالین موجود ہیں۔ اگر بغاوت کو فرو کرنے کیلئے مارشل لا نافذ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ تو یہ فوج ناکافی ہو گی۔ رسکس میں جو مشقی جنگ ہو رہی تھی۔ کل اسے منسوخ کر دیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ برطانوی فوج کو کمک کی فوری ضرورت ہے۔

—— ہنڈلیس ۷ ستمبر۔ جبل پوچا میں خونریز معرکہ جاری رہا اور باغیوں کے پندرہ ہزار سپاہی نہایت باقاعدگی سے پیش قدمی کرتے رہے مزید عربوں کی فوج سرکاری فوج کا پیادہ دفاعی محاذ توڑ کر بہت آگے بڑھ گئی ہے۔

—— لنڈن ۷ ستمبر۔ حکومت روس نے حکومت برطانیہ کو واضح کیا ہے کہ معاملات ہسپانیہ میں عدم مداخلت کی نگرانی کے لئے روس جمعیت اقوام کی مقرر کردہ کمیٹی میں اپنا نمائندہ بھیجنے کے لئے تیار ہے۔

—— سیویل ۷ ستمبر۔ باغیوں کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ان کے ہوا بازوں نے گوادلاسری رسیڈرڈ سے جانب شمال مشرق میں سرکاری کارخانہ طیارہ سازی کو زیر آتش کر دیا ہے۔

—— لنڈن ۷ ستمبر۔ بٹالین پنجاب رجمنٹ جو جنگ حبش کے دوران میں پونا سے بھیجا گیا تھا۔ ہندوستان کو روانہ ہو گیا ہے۔

—— روما ۷ ستمبر۔ سپین کی خانہ جنگی کے متعلق غیر جانبدار رہنے کے اعلانات پر غور کرنے کے لئے لنڈن میں جو کانفرنس منعقد ہو رہی ہے اس میں اطالیہ کی طرف سے گرینڈی کو بھیجا جائے گا۔

—— یروشلم (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے کہ فلسطین کے عیسائیوں نے تمام دنیا کے عیسائیوں کے نام ایک مکتوب شائع کیا ہے جس میں اعلان بالفور پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے ان مظالم کا ذکر کیا ہے جو یہودیوں کے توطن کی وجہ سے اب فلسطین میں ہو رہے ہیں۔

—— فلسطین کے عیسائیوں نے تمام عیسائی حکومتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس مصیبت کے وقت مداخلت کر کے مولد مسیح کو تباہی سے بچالیں۔

—— پیرس ۷ ستمبر۔ حکومت فرانس کو ہسپانیہ کی طرف سے ایک مکتوب موصول ہوا ہے۔ جس میں تمام حکومتوں کو مخاطب کرتے ہوئے بتایا ہے کہ چھ میں اطالوی طیارے دیگر پہنچ چکے ہیں۔

—— پیکنگ بذریعہ ڈاک۔ اطلاع ملی ہے کہ چین کے مسلمانوں میں عرب فلسطین کی ہمدردی کا جذبہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ جلوس نکالے جا رہے ہیں اور جلسوں میں قراردادیں منظور کی جا رہی ہیں۔

جبرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَيرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون نمبر ۲۰۰۷

ایڈیٹر: شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر وپبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ: سالانہ — چھ روپے، ششماہی — تین روپے

طلباء سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے چندہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور — یوم جمعہ — مطبوعہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۵۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اتقاء ذلت اور سختی سے بچاتا ہے

یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں تقویٰ کا لفظ بہت مرتبہ آیا ہے اس کے معنے پہلے لفظ سے کئے جاتے ہیں یہاں مع کا لفظ آیا ہے یعنی جو خدا کو مقدم سمجھتا ہے۔ خدا اس کو مقدم رکھتا ہے اور دنیا میں ہر قسم کی ذلتوں سے بچا لیتا ہے۔ میرا ایمان یہی ہے۔ اگر انسان دنیا میں ہر قسم کی ذلت اور سختی سے بچنا چاہیئے۔ تو اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ متقی بن جائے تو پھر اس کو کسی چیز کی کمی نہیں پس مومن کی کامیابیاں اس کو آگے لیجاتی ہیں اور وہ وہیں ہی نہیں ٹھہر جاتا۔

اکثر لوگوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں کہ اوائل میں دنیا سے تعلق رکھتے تھے اور شدید تعلق رکھتے تھے لیکن انہوں نے کوئی دعا کی اور وہ قبول ہو گئی۔ اس کے بعد اُن کی حالت ہی بدل گئی اسلئے اپنی دعاؤں کی قبولیت اور کامیابیوں پر نازاں نہ ہو بلکہ خدا کے فضل اور عنایت کی قدر کرو۔ قاعدہ ہے کہ کامیابی پر ہمت اور حوصلہ میں ایک نئی زندگی آجاتی ہے اس زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ترقی کرنی چاہیئے کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ کی بات جو کام آنیوالی ہے وہ یہی معرفت الٰہی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا۔

بہت تنگدستی بھی انسان کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے۔ الفقر سواد الوجہ۔ ایسے لوگ خود میں نے دیکھے ہیں جو اپنی تنگدستیوں کی وجہ سے دہریہ ہو گئے ہیں۔ مگر مومن کسی تنگی پر بھی خدا سے بدگمان نہیں ہوتا اور اس کو اپنی غلطیوں کا نتیجہ قرار دیکر اس سے رحم اور فضل کی درخواست کرتا ہے اور جب وہ زمانہ گذر جاتا ہے اور اس کی دعائیں بارور ہوتی ہیں تو وہ اس عاجزی کے زمانہ کو بھولتا نہیں۔ (تقریر ۱۵ جنوری ۱۸۹۸ء)

اخبار احمدیہ

— جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کو ۹ اور ۱۰ ستمبر کی درمیانی رات کو اپنڈیسائٹس کا درد ہوا جو بڑھتا بڑھتا تکلیف دہ صورت اختیار کر گیا۔ آپ کو ایک بجے رات میو ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں آپ پر کامیاب اپریشن ہوا ہے۔ احباب درد دل سے ڈاکٹر صاحب ممدوح کیلئے دعا کریں۔

— جناب کرنل منصب علی خان صاحب بالیرکوٹلہ عرصہ سے بیمار ہیں۔

— منشی محمد ترکی صاحب محکمہ زراعت ہرانی (نواب شاہ) کے پاؤں کو سخت تکلیف ہے۔

— جماعت چیمہ ان دنوں بہت سے مشکلات میں مبتلا ہے۔ مخالفین سلسلہ ان کو سخت سے سخت تکالیف پہنچا رہے ہیں۔

— عبدالقیوم خان صاحب شیخ محمدی ضلع پشاور ایک خون کے مقدمہ میں ماخوذ ہیں

احباب ان سب دوستوں کے لئے دعا کریں۔

— محترمہ بہن غلام زہرہ صاحبہ چنگی شریف اطلاع دیتی ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پیغام صلح:- ہمیں اپنی بہن سے پوری ہمدردی ہے دعا ہے کہ خدا مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی ۱۰ ستمبر کو حیدرآباد روانہ ہو چکے ہیں۔ چند یوم وہاں قیام فرمائیں گے اور تنظیم جماعت کا کام کریں گے

— محمد حنیف کارکن دفتر لائٹ کی ہمشیرہ عرصہ سے بیمار ہیں احباب ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

— بابو رحمت اللہ صاحب و مہتہ عبدالحق صاحب کارکنان انجمن کی صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔

غمزدہ کا دوسرا مکتوب

"پیغام صلح" پر احرار کی بیجا حمایت کے الزام کی تردید

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۷ ستمبر ۳۶ء کے پیغام صلح میں "الفضل کی غلط بیانی اور احرار کی بیجا حمایت کا الزام" والا افتتاحیہ میں نے پڑھا۔ جس میں اس طرز عمل اور رائے زنی یا کہا جائے کہ نکتہ چینی کی تردید کی گئی ہے جو کہ الفضل نے ۲۸ اگست والے مضمون کے متعلق فرمائی ہے۔ میں اپنے ۲۸ اگست والے مضمون کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ اس غرض سے نہیں کہ اس بحث کو طوالت دی جائے بلکہ محض اس نیت سے کہ میرے کسی لفظ سے یا میرے کسی طرز عمل سے اگر جماعت احمدیہ قادیان کے جریدہ الفضل کے دل میں کسی قسم کی کدورت یا غلط فہمی پیدا ہوئی ہے تو وہ رفع ہو جائے کیونکہ میرا خیال اس میں کوئی ایسا مقصود نہ تھا۔ بلکہ اصلاح کی غرض سے چند واقعات کا انکشاف تھا اور اگر اس پر بھی بلا وجہ کدورت یا مجادلہ باہمی کے سامان پیدا کرنے مطلوب ہوں تو پہلے سے الحق مرۃ کے تحت اپنی نااہلی معذوری سمجھونگا اور اس بحث پر میرا یہ آخری مضمون ہوگا۔

امرتسر میں احمدی بچے کی نعش کے متعلق احرار کے طرز عمل پر میں نے ۲۸ اگست والے مضمون میں صاف طور پر لکھا ہے:-

"اس میں کچھ شبہ نہیں کہ احرار کی طرف سے یہ ایسا اقدام ہوا ہے جس پر مسلم اور غیر مسلم سب کی آنکھوں سے خون کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ مسلم اور غیر مسلم تو درکنار ایک دہریہ بھی ایسے طرز عمل پر لعنت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

آپ نے اپنی ۲۳ جولائی کے افتتاحیہ میں جماعت احمدیہ قادیان کی حمایت میں جو مضمون لکھا تھا اس کے متعلق میں نے یہ لکھا تھا:-

"۲۳ جولائی کے پیغام صلح کے افتتاحیہ کو جو حقیقی اسلامی شان رکھتا ہے اور جس سے قابل رشک وسعت قلبی کا اظہار ہوتا ہے چند ایک استفسارات پیدا ہوتے ہیں۔"

غرضیکہ آپ کی طرف سے احرار کے اس طرز عمل پر جو نہایت سختی سے اسلامی شان کے ساتھ ملامت کی گئی تھی۔

اب رہا یہ امر کہ جیسا کہ الفضل نے لکھا ہے کہ احرار قادیانیوں کے ساتھ ہی یہ سلوک نہیں کرتے ہیں بلکہ لاہوری جماعت کے ساتھ بھی ان کا یہ سلوک ہے تو پھر ان کی حمایت کیوں کی جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب میرے ۲۸ اگست کے مضمون ہی میں ملیگا جہاں میں نے یہ لکھا ہے:-

"یہ تو احمدی غیر احمدی کا سوال ہوا۔ اب دیکھئے قادیانی احمدی ایسے احمدی کو جو ان کی جماعت سے نکل کر لاہوری جماعت میں شامل ہو جائے مرتد کہتے ہیں۔ حالانکہ اصطلاحی لحاظ سے مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام چھوڑ دے۔ جب ایک ایسی جماعت کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود کو بروزی اور ظلی نبی مانتی ہے قادیانی احمدیوں کا یہ سلوک ہے تو ان کا سلوک غیر احمدیوں یا احرار کے ساتھ کہیں بدتر ہوگا۔ اور اگر اس کے جواب میں احرار قادیانی حضرات اور ان کے ہمدردوں کو بھی اسی حیثیت میں لاتے ہیں کہ کافر سمجھیں اور ان سے ایسا سلوک روا رکھیں جو خود احرار سے رکھا جاتا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات ہو۔"

اس میں صاف طور پر واضح ہے کہ احرار لاہوری جماعت کو کس حیثیت میں لاتے ہیں یعنی ان کا سلوک لاہوری جماعت سے بھی ویسا ہے جیسا کہ قادیانیوں کے ساتھ۔ اور پھر میں نے اس میں یہ لکھا ہے:-

"ان سب امور سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ میں احرار کے طرز عمل کو پسند کرتا ہوں۔ نہیں بلکہ اس کو نہ صرف سخت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں بلکہ اسے تعلیم اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔"

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ احرار کی حمایت ہے۔ میں نے پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ ایک دہریہ بھی اس طرز عمل پر لعنت کئے بغیر نہیں رہ سکتا کیا یہ احرار کے فعل کی تائید ہے۔ اب رہا پیغام صلح کا ۲۳ جولائی والا مضمون اس کو اگر غور سے، تعصب کی عینک آنکھوں سے اتار کر اور حقیقی اسلام کا جامہ پہن کر دیکھا جائے تو وہ اس قدر وسعت قلبی اور ہمدردی جماعت قادیان کیلئے ہوئی ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ گالیوں کے عوض دعائیں۔ اللہ اکبر۔ اس قسم کے مضامین کو بیجا اظہار رائے کو بیجا حمایت اور بے غیرتی سے منسوب کیا جاتا ہے۔

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر احراری جماعت کا کوئی معصوم بچہ لاہوری جماعت کے قبرستان میں دفن ہونے لگے اور لاہوری جماعت بھی وہی طرز عمل دکھائے جو احراریوں نے دکھایا ہے تو میری رائے ان کی نسبت بھی وہی ہوگی جو کہ احراریوں کی نسبت ہے اگرچہ احراریوں نے قادیانیوں کے طرز عمل کے جواب میں ہی کیوں نہ کی ہو۔ دقت تو یہ ہے کہ الفضل اپنے متعلق ایک بات بھی سننا پسند نہیں کرتا۔ خواہ وہ حقیقت ہی کیوں نہ ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمیں دوسروں کی آنکھ کے شہتیر نظر آ جاتے ہیں اور اپنی آنکھوں کے تیر تک نظر نہیں آتے۔ اے خدا تو ہم پر رحم کر تو تو ہمیشہ رحم کرتا ہے۔ ہمیں توفیق دے کہ تیرے رحم کے مستحق بن سکیں۔

"وہی غمزدہ"

قوم کی ترقی پر اپنی ساری قوت صرف کرو

دنیا کے بڑے آدمی ہمیشہ غربا کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں

خطبہ جمعہ ۲۸ راگست ۱۹۳۶ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام لاہور

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:-

کس قدر ہم مسلمان اس دعا کو روزمرہ پڑھتے ہیں اور کس قدر اس کے مقصد سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ دن رات صراط مستقیم کی طلب ہے۔ دن رات یہ تڑپ ہے کہ اس راستہ پر ہمارا قدم ہو جس پر انعام یافتہ لوگ گامزن ہوئے۔ مگر غور کیا جائے کہ آج مسلمان اس راستے سے کس قدر دور پڑے ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا صرف ان کی زبانوں تک محدود رہتی ہے۔ ان کے دلوں میں یہ تڑپ کبھی پیدا نہیں ہوتی۔

انعمت علیھم کون لوگ ہیں

انعمت علیھم سے مراد کون لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بہترین انعامات کن پر ہوئے؟ یہ لوگ انبیاء صدیق شہداء اور صلحا ہیں جن کا مقصد سب سے زیادہ بلند ہوتا ہے۔ شاید، شاید کیا یقیناً ان تمام مقاصد میں سے جو انسان دنیا میں اپنے سامنے رکھ سکتا ہے ان پاک لوگوں کا مقصد سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ وہ مقصد کیا ہے؟ مخلوق کا تعلق خالق سے پیدا کر دینا۔ اس تعلق کے ذریعے قلوب انسانی کی اصلاح کر دینا، تاکہ انسانوں کے خیالات، اخلاق اور اعمال کی اصلاح ہو۔

قلوب انسانی کی اصلاح سب سے اعلیٰ مقصد ہے

دنیا کا اور کوئی مقصد بھی سامنے رکھ لیں وہ اس کی بلندی کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ انسانوں کے دلوں کی اصلاح سب سے اعلیٰ اور پاک کام ہے۔ ویسے تو جتنے بھی اچھے مقاصد ہیں ان کا تعلق انسان کے کسی نہ کسی آرام ہی سے ہے اور ان سے کوئی نہ کوئی فائدہ ہی پہنچ رہا ہے۔ جس قدر کوئی مقصد بلند ہو، اسی قدر اس تک پہنچنا اور دوسروں کو پہنچانا مشکل ہوتا ہے اور اس کے لئے اسی قدر زیادہ محنت مشقت درکار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر فرض کیجئے کہ ایک بہت بڑا بلند پہاڑ ہو۔ اور آپ اس کی چوٹی پر جانا چاہتے ہوں تو آپ کو اس کی بلندی کے مطابق ہی مشکل پیش آئے گی اور اسی قدر زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔ اگر ایک چھوٹا سا ٹیلہ ہو تو آپ آسانی سے اس کی چوٹی پر پہنچ جائیں گے۔ جس طرح انبیاء کا مقصد سب سے زیادہ بلند ہے۔ اسی طرح ان کا کام بھی سب سے زیادہ مشکل ہے

ہر نبی کے ساتھ ایک قوم ہوتی ہے

یہی وجہ ہے جب انبیاء کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایک قوم کر دیتا ہے۔ ہوتا تو سب کچھ نبی کے ذریعے ہی ہے۔ لیکن وہ اکیلا کچھ نہیں کر سکتا۔ اس ساری قوم کے اندر ایک ہی روح سرایت کر جاتی، ان سب کے اندر ایک ہی جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی روح اور جذبہ سے کام انجام پاتا ہے۔ وہ روح اور جذبہ کیا ہوتا ہے؟

(۱) اصلاح کا تمام کاروبار اور تمام کوششیں صداقت پر مبنی ہوں۔ کوئی دھوکا فریب نہ ہو۔ کسی قسم کی غلط بیانی نہ کی جائے۔ بالکل خالص اور بے لاگ صداقت گویا سچائی اس روح کی روح ہے

(۲) مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ، ان کی بہتری و بھلائی کی تمنا۔

(۳) نفسانی خواہشات اور ہوا و حرص سے بچنے کا جذبہ

احمدی قوم کے سامنے کونسا مقصد ہو؟

بسا اوقات لوگ سوال کرتے ہیں کہ احمدی قوم کے سامنے کونسا مقصد اور آئیڈیل ہے۔ صاف اور سیدھی بات تو یہ ہے، جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے نام کو بلند کرنے، اللہ کے کلام کو پھیلانے اور اللہ کے بندوں کو اس کے سامنے جھکانے سے بلند اور کوئی مقصد و آئیڈیل نہیں ہو سکتا۔ احمدی قوم کے سامنے یہی مقصد و آئیڈیل ہے۔ کوئی شخص چار پیسے کی جائیداد چھوڑ مرے اور اس کی اولاد اس کو تباہ کر دے تو اس کو نالائق کہا جاتا ہے اور اگر وہ اس کو ترقی دے اس میں کچھ اضافہ کرے تو اس کو لائق سمجھا جاتا ہے اسی طرح کوئی قوم جس مقصد کیلئے کھڑی ہو اس کو انجام اور ترقی دے تو لائق و کامیاب سمجھی جائے گی۔ دنیا میں اس کی عزت ہوگی اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کو ناکام کہا جائے گا اور ہر کوئی اس کو ٹھکرا دے گا اور دنیا پر بے رنگ ہر ایک زندہ قوم کے سامنے ایک نہ ایک مقصد ہے۔ قوم کی خدمت، وطن کی خدمت یا اسی قسم کا کوئی اور مقصد اور جب قوم کے تمام افراد کے سامنے ایک ہی مقصد ہے اور ایک ہی روح ان سب میں سرایت کر جاتی ہے وہ ضرور کامیاب ہو کر رہتی ہے خواہ اس کی راہ میں کس قدر مشکلات کیوں نہ ہوں۔

قوم میں بڑھنے کی روح

ہماری آنکھوں کے سامنے اس قسم کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جنگ یورپ کے ختم ہونے کے بعد ۱۹۱۹ء میں جرمنی کو کچلنے اور مارنے میں اتحادیوں نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ ویسے تو مخالفین ہماری قوم کو بھی کچلنے اور مارنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا مارنا اور قسم کا ہے اور جرمنی کو مارنا اور قسم کا تھا۔ فاتح سلطنتوں نے جرمنی کو ایسی کڑی شرائط میں جکڑ دیا تھا کہ اس کے لئے حرکت کرنا مشکل ہو گیا اور اس کے پنپنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ لیکن جب اس مجبور اور شرائط میں جکڑی ہوئی قوم کے اندر ایک ہی روح سرایت کر گئی۔ کہ ہم نے بڑھنا اور ترقی کرنا ہے تو ان شرائط کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ گئیں۔ آج اس قوم کا وہ رعب اور وہ عظمت ہے کہ سارا یورپ اس سے کانپ رہا ہے۔ وجہ اس انقلاب کی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ساری قوم کے اندر ایک ہی روح اور ایک ہی جذبہ ہے وہ کسی خاص نظام کی وجہ سے ہو یا اور کسی باعث سے یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ اسی طرح اور قوموں کو دیکھو۔ جب قوم کے بچوں، جوانوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں کے اندر ایک ہی روح سرایت کر جائے وہ قوم کبھی ناکام نہیں رہتی۔

قومی امانت

سب سے بڑی امانت جو کسی قوم کے سپرد کی جا سکتی ہے۔ وہ ہمارے سپرد ہے۔ وہ کیا ہے؟ محمد رسول اللہ صلعم جس کلام ہدایت کو لائے۔ اس کو دنیا کے لوگوں تک پہنچانا اور اس کے ذریعہ لوگوں کے قلوب کی اصلاح کرنا۔ یہ ہے وہ بلند مقصد جو مجدد وقت کے طفیل ہمارے سامنے ہے۔ ورنہ ہم بھی اسی قوم کا ایک حصہ ہیں جو آٹھ کروڑ کی تعداد رکھتی ہے اور حالات کے تقاضے کے باوجود کبھی بھی حرکت نہیں کرتی اور اللہ اور رسول کا پیغام لوگوں تک نہیں پہنچاتی۔ حالانکہ آج کل ہندوستان میں اس مبارک کام کے لئے وسیع میدان موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس بلند ترین مقصد پر کھڑا کیا جس سے بلند مقصد اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

ہم میں ایک ہی روح پیدا ہونی ضروری ہے

لیکن ضرورت ہے ہمارے تمام بچوں، جوانوں، بوڑھوں اور عورتوں کے اندر ایک ہی روح سرایت کر جائے ان کے دلوں میں ایک ہی جذبہ موجزن ہو۔ اچھے کام کے اوپر قائم ہو جانا بڑی نعمت ہے اور اس کے ساتھ اچھے عقائد پر قائم ہو جانا اس سے بھی بڑی نعمت ہے۔ کس قدر اچھے عقائد اور صراط مستقیم پر آپ کی قوم کھڑی ہے! افراط تفریط... دونوں سے آپ بچے ہوئے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ افراط و تفریط سے کوئی قوم کامیاب ہو سکتی ہے۔ آپ اس کو خوب یاد رکھیں۔ افراط و تفریط کی کامیابی عارضی اور نمائشی ہوتی ہے۔ دراصل اس کو کامیابی ہی نہیں کہا جا سکتا۔ اس کی بنیاد بالکل کمزور اور سست ہوتی ہے اور

وقت آتے پر ایک ہی جھٹکے میں ساری عمارت پیوند زمین ہو جاتی ہے

افراط اور تفریط قائم نہیں رہ سکتے

مثال کے طور پر دیکھئے حضرت عیسےٰ کی حیات کے متعلق جو عقیدہ اٹھارہ انیس سو سال سے چلا آتا تھا آج دفعتاً دم توڑ رہا ہے کیونکہ وہ افراط پر مبنی تھا۔ غرضیکہ افراط تفریط دونوں کامیاب نہیں ہوتے۔ اس زمانہ میں ایک مجدد آتا ہے۔ دو گروہ بن جاتے ہیں۔ ایک گروہ اس کو افراط کر کے نبوت کے بلند مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے۔ دوسرا گروہ تفریط کر کے اس کی تکفیر و تکذیب کرتا ہے اور اس کو گالیاں دینا اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ لیکن خوب یاد رکھئے۔ دنیا ہمیشہ دھوکے میں نہیں رہ سکتی۔ آخر کار افراط تفریط اور دھوکے کا پردہ چاک ہو کر رہتا ہے۔ کاش مسلمانوں کو عقل اور دین کا صحیح علم ہوتا تو وہ اس طرح غلط راستے پر نہ چلتے

حدیث مجدد اور اس سے انکار کرنیوالے لوگ

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

سلسلہ مجددین کے متعلق یہ کس قدر صاف اور واضح حدیث ہے لیکن اب ایسے آدمی پیدا ہو رہے ہیں جو اس حدیث سے انکار کر دیتے ہیں۔ ان اشخاص میں اکثر کا علم دین اور ان کی حیثیت بالکل معمولی ہے حقیقت یہ ہے کہ حدیث مجدد کی صحت پر تمام حفاظ حدیث کا اتفاق ہے کوئی ایماندار اور باخبر آدمی اس حدیث کی صحت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اس کا مصداق مقرر کرنے میں البتہ غلطی کر جائے۔ علماء میں اس وقت چوٹی کے آدمی مولانا ابو الکلام آزاد ہیں۔ جب صاف الفاظ میں سوال ان کے سامنے آیا تو انہوں نے کہا کہ حدیث مجدد بالکل صحیح ہے لیکن ان کے خیال کے مطابق حضرت مرزا صاحب اس کے مصداق نہیں سچائی کی طاقت سب سے زیادہ ہوتی ہے وہ بالآخر اپنا اعتراف کرا لیتی ہے

مجددین کا انکار کرنا آسان نہیں

آخر حدیث مجدد کو چھوڑ کر جائیں گے کہاں؟ تمام حفاظ حدیث اس کی صحت پر متفق۔ اس حدیث کی بنا پر دیگر مجددین کے دعاوی موجود ہیں۔ پھر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی وہی کہو جو حضرت مرزا صاحب کو کہتے ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی کو بھی اسی قطار میں کھڑا کر دو جس میں حضرت مرزا صاحب کو کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ خوب یاد رکھو حضرت مرزا صاحب کو چھوڑنا آسان نہیں۔ ان کے ساتھ اوروں کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ اس طرح دین کی بنیادیں اکھڑ جاتی ہیں۔ افسوس آج دو دو پیسے کے آدمی اٹھتے ہیں جن کو نہ کوئی دین کا علم ہے اور نہ وہ کسی لیاقت کے مالک ہیں اور حدیث مجدد کی صحت سے انکار کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی غرض اس سے محض ردی کرنا ہے اور کچھ نہیں۔

کیا مجدد کے لئے دعویٰ کرنا ضروری ہے؟

پھر کہا جاتا کہ مجدد دعویٰ نہیں کیا کرتا لیکن یہ نہیں بتلایا جاتا کہ مجدد کے لئے دعویٰ کرنا منع کہاں لکھا ہے اور یہ کہاں لکھا ہے کہ دعویٰ کرنے والے کی تکذیب ضروری ہے۔ اگر دعویٰ کرنے والے کی تکذیب ضروری ہے تو پھر حضرت مجدد الف ثانی اور دوسرے مجددین کی تکذیب بھی کرو جنہوں نے دعوے کئے۔ ایک اور بات کہی جاتی ہے کہ مجدد کی مجددیت پر قلوب گواہی دے اٹھتے ہیں۔ چلو ہم اس کو بھی مان لیتے ہیں لیکن اس چودھویں صدی میں وہ کونسا مرد خدا ہے جس کی مجددیت پر لوگوں کے قلوب بے اختیار گواہی دے اٹھے۔ ایسا مرد خدا صرف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے۔

سید نذیر حسین اور مولانا محمد قاسم

کسی لاہوری ایک شخص نے سید نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے نام چودھویں صدی کے مجدد کی حیثیت سے پیش کئے ہیں۔ ان کی مجددیت پر قلوب کی گواہی تو رہی ایک طرف، ان کی زندگی میں ایک شخص نے بھی ان کو مجدد تسلیم نہ کیا۔ بلکہ چاروں طرف سے ان کو کافر کہا جاتا رہا اور آج تک مسلمانوں کی اکثریت ان کو کافر کہہ رہی ہے۔ ان کی وفات کے چالیس پچاس سال بعد آج ایک شخص اٹھ کر خواہ مخواہ ان کو مجدد بنا رہا ہے

حضرت مرزا صاحب کو متفقہ طور پر مجدد تسلیم کیا گیا

سوال ہو سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو بھی کافر کہا جاتا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ مجددیت کیا۔ آپ کو متفقہ طور پر مجدد مان لیا گیا۔ آپ کی مجددیت میں کسی کو کوئی شک یا اعتراض نہ تھا۔ آپ حنفی تھے لیکن اہلحدیث علماء نے بھی آپ کو سر پر اٹھایا اور مجدد تسلیم کیا۔ دعوے کے بعد نو سال تک سارا اسلامی ہندوستان آپ کو مجدد تسلیم کرتا رہا۔ آپ کی مخالفت اور تکفیر مجددیت کے دعوے کے نو سال بعد ہوئی جب آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ حضرت عیسےٰ کا وفات پا جانا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ غرضیکہ آپ دعوے کے لحاظ سے بھی سچے مجدد ہیں۔ اور قلوب کی گواہی کے لحاظ سے بھی سچے مجدد ہیں۔ اس صدی میں نہ کوئی دوسرا مدعی ملیگا اور نہ کوئی ایسا شخص ملیگا جس کی مجددیت پر قلوب گواہی دے اٹھے ہوں۔

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ

ہمارے مخالفین واقعات کے خلاف کب تک جائیں گے۔ دنیا کو کب تک دھوکا دیں گے۔ اگر حدیث مجدد صحیح ہے تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانو۔ اس لئے بھی کہ آپ نے دعویٰ کیا اور اس لئے بھی کہ لوگوں کے قلوب نے آپ کی مجددیت پر گواہی دی۔ جھگڑا تو سارا حیات مسیح کے مسئلہ اور مسیح موعود کے دعویٰ پر ہوا ہے غرضیکہ حضرت مرزا صاحب کی مجددیت ایک ثابت شدہ حقیقت اور امر حق ہے۔ افراط تفریط کرنے والوں کو بالآخر اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ آج کل گندی اور زہریلی ہوائیں چل رہی ہیں۔ اور جب کبھی ایسی ہوائیں چلا کرتی ہیں تندرست آدمی بھی بیمار ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن حق کسی نہ کسی طرح ظاہر ہو ہی جاتا ہے

قادیانی افراط کے افسوسناک نمونے

قادیان میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر کس قدر زور دیا جاتا ہے۔ بچوں تک کو نبی اللہ۔ نبی اللہ رٹایا جاتا ہے تاکہ شروع ہی سے یہ غلط عقیدہ ان کے ذہن نشین ہو جائے۔ لیکن واقعات اس غلو کی کافی تردید کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں حضرت صاحب کی قبر کا کتبہ تبدیل کرنے کے متعلق جو انکشاف ہوا ہے وہ قابل غور ہے۔ پہلے اس کتبہ پر حضرت صاحب کے نام کے ساتھ مجدد صدی چہاردہم لکھا ہوا تھا۔ کسی نے چند قادیانیوں سے پوچھا۔ یہ کیا؟ تم تو کہتے ہو کہ حضرت صاحب نبی تھے۔ یہاں مجدد صدی چہاردہم لکھا ہوا ہے اس وقت پوچھنے والے کو یہ جواب دیکر ٹال دیا گیا کہ یہ ساری محمد علی کی کارستانی ہے۔ اس نے یہ کتبہ لگوایا تھا۔

حضرت مرزا صاحب کی قبر کا کتبہ

ذرا غور کیجئے جس وقت یہ کتبہ لگایا گیا ہے تمام قادیانی لوگ موجود تھے۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب زندہ موجود تھے جو قادیانی حضرات کے قول کے مطابق حضرت صاحب کی نبوت کے قائل تھے۔ اس وقت یہ کارستانی کسی کو نظر نہ آئی۔ قادیانیوں کی آنکھیں بھی بند رہیں خیر اس وقت تو پوچھنے والے کو یہ عذر لنگ کر کے ٹال دیا گیا۔ بعد میں چپکے سے کتبہ تبدیل کر کے "نبی اللہ" کا کتبہ لگا دیا

کتبہ تبدیل کرنے کا کسی کو حق نہ تھا

اس وقت تک ان واقعات کی جو اخبار پیغام صلح میں شائع ہوئے ہیں۔ قادیان سے کوئی تردید نہیں چھپی۔ اس لئے ان کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں۔ شاید وہ سمجھتے ہونگے۔ انہوں نے اس طرح ایک بھاری اعتراض سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ نہیں بلکہ اس حرکت سے انہوں نے اپنی بے ایمانی پر مہر ثبت کر دی۔ وہ اس کی تشریح کر کے اپنے خیالات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے اس کا انہیں حق تھا۔ لیکن کتبہ تبدیل کرنے کا انہیں کوئی حق نہ تھا۔

حضرت مولانا نور الدین کے وقت جماعت کے اعتقادات

خیر اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ حضرت صاحب کی وفات کے وقت اور حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کے زمانہ میں جماعت کے کیا خیالات و عقائد تھے۔ قادیانیوں کی اس حرکت سے ان کے اس الزام کی بھی بخوبی تردید ہوتی ہے کہ میں نے اور ہماری جماعت کے دوسرے لوگوں نے اپنے عقائد تبدیل کر لئے ہیں۔ ہم پہلے بھی مجدد سمجھتے اور کہتے تھے۔ اب بھی مجدد سمجھتے اور کہتے ہیں۔

واقعات کے خلاف چل کر کامیابی مشکل ہے

جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں۔ واقعات کے خلاف چل کر کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی۔ بالآخر حضرت صاحب کی مجددیت کے آگے مخالفین کو بھی سر جھکانا پڑے گا۔ اور قادیانیوں کو بھی۔ جو قوم صحیح مسلک پر قائم اور افراط تفریط سے بچی ہوئی ہے اور اس قدر قیمتی امانت کی حامل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام اور محمد رسول اللہ صلعم کا پیغام دنیا میں پہنچانا وہ کبھی ناکام نہیں رہ سکتی۔

قوم کی ترقی پر اپنی ساری قوت صرف کرو

اس قوم کو بنانے اور ترقی دینے پر تم اپنی ساری قوت صرف کر دو۔ تھوڑے ہونے کی پروا نہ کرو۔ قوم کو بنانا کیا ہوتا ہے۔ قوم کا بنانا یہ نہیں کہ چند لوگ اکٹھے ہو گئے اور چندہ دے دیا۔ نہیں قوم کو اس طریق پر بناؤ جس طریق پر محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو بنایا۔ کس کو کیا معلوم ہے؟ کہ کس بچہ میں اللہ تعالیٰ نے کیا جوہر رکھا ہے۔ غریب گھروں ہی میں وہ دماغ پیدا ہوتے ہیں۔ جو دنیا کی کایا پلٹ دیتے ہیں۔

قوم کس طرح بنتی ہے

دنیا کی تاریخ میں بالعموم یہی نظر آتا ہے جس قدر بڑے آدمی گذرے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں۔ جن کے باپ بالکل گمنام انسان تھے۔ آج بھی ان کے باپوں کے نام۔ معلوم کرنا چاہو تو معلوم نہیں ہونگے غریب سے غریب اور جاہل سے جاہل گھر میں بھی کبھی کبھی ایسا انمول ہیرا پیدا ہو جاتا ہے جس کی چمک ساری دنیا کو مات کر دیتی ہے۔ دولت والوں کے لئے یہ بہت مشکل ہوتا ہے کہ وہ غریبوں کو اٹھائیں۔ وہ اپنی ضروریات میں اس قدر غرق ہوتے ہیں کہ ان کو چھوڑنا ان کے لئے موت ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کی خصوصیت

آپ کی جماعت کی یہ ایک قابل فخر خصوصیت ہے کہ یہ پیر پرستی کے بغیر منظم ہے آپ کو اس کے علاوہ مسلمانوں میں جس قدر منظم جماعتیں نظر آئیں گی، ان سب کی تنظیم پیر پرستی پر مبنی ہے۔ خواہ وہ سر آغا خاں کی جماعت ہو یا قادیانیوں کی یا کسی اور پیر کی۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ ایک بہت بڑا فضل ہے کہ ہم میں تنظیم بھی ہے اور ہم پیر پرستی کی لعنت سے محفوظ بھی ہیں۔

غربا کی خبر گیری کرو

غرضیکہ جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں۔ قوم کو اسی طریق پر بناؤ۔ جس طریق پر حضرت نبی کریم صلعم نے قوم کو بنایا۔ وہ طریق کیا ہے؟ غربا کی پرورش اور خبر گیری اور ان کو اوپر اٹھانا، آج کل بالشوزم کا بہت غلغلہ ہے۔ لیکن بالشویک غربا کے لئے کیا وہ کریں گے جو کہ حضرت نبی کریمؐ اور حضورؐ کے خلفاءؓ نے کیا

حضرت عمرؓ کا ارشاد

حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پیشتر فرمایا تھا کہ اگر

میں ایک سال اور زندہ رہ گیا تو نچلے طبقہ کے لوگوں کو اعلیٰ طبقہ سے ملا دوں گا۔ لئن بقیت الی الحول لالحقن اسفل الناس باعلاھم

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیش نظر کوئی نہایت بڑی سکیم تھی، غریبوں کے بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت اسی طرح ضروری ہے جس طرح کہ امراء کے بچوں کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کوئی نہیں جانتا کہ قوم کو بنانے والے افراد کہاں سے نکل آئیں گے

قوم کو بنانے والے غربا سے نکلتے ہیں

واقعات کی شہادت یہ ہے کہ قوم کو بنانے والے اور عظیم الشان کام کرنیوالے امراء کی نسبت غربا سے زیادہ نکلے ہیں۔ یورپ کی طرف ہی دیکھو تو غریبوں کے گھروں سے وہ افراد نکلے ہیں، جو پرائم منسٹری کے عہدہ تک پہنچے ہیں اور دنیا ان کے اشاروں پر چلتی ہے۔ گذشتہ عید الفطر کے موقع پر میں نے تنظیم جماعت کے متعلق بعض تجاویز بیان کرتے ہوئے بتایا تھا کہ جب تک ہم قوم کے ہر ایک بچہ کو اپنا بچہ سمجھ کر اس کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام نہیں کرتے اس وقت تک ہم قوم بنانے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ یہ اصول ہماری قوم کو اختیار کرنا چاہیئے۔ اگر میں جیتا رہا تو مجھے کرنا چاہیئے اور میرے بعد دوسرے لوگوں کو بھی مد نظر رکھنا چاہیئے ویسا تو میں مدت سے کہہ رہا ہوں۔ لیکن اب تو میں ان تجاویز کو عمل میں لانے کے لئے تلا ہوا ہوں۔ شاید مالدار لوگ میرا ساتھ دینے سے گھبرائیں بہرحال میں اس کام کو کروں گا۔

اپنی ساری توجہ قوم بنانے پر صرف کرو

اس وقت ساری دنیا ہمارے مٹانے کی کوشش کر رہی ہے قادیانی ہمیں مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں دوسرے لوگ بھی قادیانیوں کی نسبت ہمارے زیادہ مخالف ہیں۔ حالانکہ قادیانی انہیں کافر کہتے ہیں۔ لیکن اس قدر شدید اور دوہری مخالفت کے باوجود یہ قوم نہیں مٹتی تم اس قوم کو زیادہ مضبوط کرنے اور ترقی دینے کی طرف توجہ کرو۔ غربا کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ عزت کی نظر سے دیکھو۔ کیا معلوم کہ کسی غریب کے گھر میں وہ جوہر پیدا ہو جائے۔ جو قوم کو بنا دے۔

ایک خواب

ہاں مجھے اس وقت اپنا ایک خواب یاد آگیا۔ جو چند روز ہوئے میں نے دیکھا تھا اور اس کی لذت مجھے اب تک فراموش نہیں ہوئی۔ خواب یہ ہے کہ میں صبح کی نماز پڑھا رہا ہوں۔ ایک بڑی جماعت نماز پڑھ رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسے لوگ ہیں۔ سورۂ بقر کی آخری آیات میں نے پڑھی ہیں۔ جب میں اس پر پہنچا ہوں۔ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر (اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے فرمانبرداری کی۔ اے ہمارے رب تیری مغفرت مانگتے ہیں اور تیری طرف ہی انجام کار پہنچنا ہے) تو تمام جماعت نے جو میرے پیچھے ہے۔ اسی بلند آواز سے ان الفاظ کو دہرانا شروع کیا۔ غفرانک ربنا والیک المصیر۔ غفرانک ربنا والیک المصیر۔ اور میں بھی اور وہ بھی ایک اعلیٰ درجہ کی لذت میں سرشار انہی الفاظ کو بار بار دہراتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ میری آنکھ کھل گئی اور اس کی لذت میرے دل میں اسی طرح تھی۔

خدا کے آگے جھکے بغیر کامیابی مشکل ہے

اس میں ایک اشارہ ہے جب تک آپ تمام لوگ اس کام میں صحیح معنوں میں شرکت نہیں کرتے، سب مل کر دعائیں نہیں کرتے اور اللہ کے آگے نہیں جھکتے۔ اس وقت تک کامیابی مشکل ہے خدا کے آگے جھکو۔ عام پنجوقتہ نمازوں میں بھی اور تہجد میں بھی۔ تہجد کو تم اپنا ایک قومی شعار بنا لو۔ اور جوانی ہی سے اس کی عادت ڈالو۔ زیادہ نہیں، دو رکعت ہی سہی۔ اس کو اپنی ایک دینی اور قومی ضرورت سمجھو۔ تہجد کا وقت تنہائی کا ہوتا ہے اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جب اللہ اور بندہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہتا۔

فرض نمازوں کی پوری پابندی کی جائے

دوسری فرض نمازوں کی بھی پوری پابندی کرنی چاہیئے۔ نماز کی پابندی یہ ہے کہ انسان اس کو غذا کی طرح محسوس کرے جس طرح کھانے کی خواہش ہوتی ہے۔ اگر انسان نے روٹی نہ کھائی ہوئی ہو۔ تو وہ بھوک محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح نماز کی عادت ہونی چاہیئے۔ نماز کے بغیر تمہارے دل بھوک محسوس کریں۔ جب الحمد للہ کی آواز تمہاری زبان سے نکلے تو تمہاری روح اس طرح محسوس کرے کہ اس کو غذا مل گئی۔ قوم کے تمام افراد بوڑھوں، بچوں، جوانوں، مردوں، عورتوں سب کی یہی حالت ہو۔

احباب جماعت کیلئے دعا

اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جماعت کے بہت سے دوست بیمار ہیں۔ بہت سے مشکلات میں ہیں۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ والے اور ڈاکٹر کرم الٰہی شاہدرہ کا خاص طور پر ذکر کروں گا۔ یہ ہماری جماعت کے چیدہ دوستوں میں سے ہیں اور ہمیشہ ہر دینی خدمت میں نمایاں حصہ لیتے رہتے ہیں یہ دونوں کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔ پھر ہماری دربند کی جماعت بے حد مشکلات میں ہے۔ وہاں کے دوست دین کی خاطر بہت تکلیفیں اٹھا رہے ہیں انہیں بہت سی مشکلات اور خطرات کا سامنا ہے ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ اور ان کی مصائب دور ہوں۔ آپ ان کو اور دیگر دوستوں کو دوسری نمازوں میں بھی یاد رکھیں اور اس وقت بھی ان کے لئے دعا کریں۔

احرار اور شیعہ

چند سالوں سے جماعت احمدیہ کی مخالفت ایک منظم طریق پر شروع کی گئی تھی۔ چنانچہ "احرار کی ٹولی" میں شیعہ اور سنی جیسے متضاد عناصر کا جمع ہونا تعجب خیز تھا۔ اس تمام مخالفت کی تہ میں کونسل اور وزارت کا مقصد مخفی تھا۔ اس لئے یہ جماعت اپنے دیرینہ جھگڑوں سے بے نیاز ہو کر گذشتہ انتخاب ہو چکی تھی کہ یکایک لکھنؤ میں مدح صحابہ کرام کا قضیہ شروع ہو گیا۔ جس کے بانی مبانی احرار ہی ہیں۔ مولوی مظہر علی اظہر جنرل سکرٹری مجلس احرار اسلام ہند جو ایک شیعہ ہیں۔ کا اس معاملے میں خاموش رہنا ایک حیرت انگیز فعل تھا اور لوگوں میں مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ لیکن آخر ان کو احرار سے رشتہ منقطع ہی کرنا پڑے گا۔ چنانچہ ایک اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ:

> لاہور ۸ ر دسمبر۔ چند روز سے مجلس احرار اسلام لکھنؤ نے مدح صحابہ کے نام پر ایک تحریک جاری کر رکھی ہے جس سے شیعہ حضرات کی دلآزاری مقصود ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لاہور کے شیعہ حضرات مولانا مظہر علی اظہر جنرل سکرٹری مجلس احرار ہند کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ مجلس احرار سے مستعفی ہو جائیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مولانا مظہر علی اظہر عنقریب مجلس احرار سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ ریاست ۱۰ر ستمبر ۳۶ء

دیکھئے اب احرار کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

اسمبلی ہال اور "انسانی بلبیاں"

شملہ، ستمبر۔ آج لنچ کے بعد مسٹر دت ڈپٹی پریذیڈنٹ اسمبلی نے صدارت کے فرائض انجام دیتے ہوئے خان عبدالغفار خاں پر عائد کردہ قیود پر بحث کے لئے مسٹر اودنسنگم کی تحریک کی نامنظوری کے متعلق گورنر جنرل کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعض کانگرسی ارکان نے پیغام مذکور کا استقبال بلبیوں کی طرح آوازیں نکال کر کیا۔ یہ چیز اسمبلی کی تاریخ میں بالکل نئی ہے۔"

ہندوستان کی مرکزی انجمن قانون ساز کا اجلاس جس میں ہند کے بڑے بڑے سیاست دان اور روشن خیال لوگ ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں میں ہندوستان کی قسمت زمن کی جاتی ہے۔ [illegible] ہیں۔ قانون بنانے کے لئے "مادر ہند" پر جان قربان کرنے والے کانگرسی جو حکومت کو ہر بات میں شکست دینے پر تلے بیٹھے تھے لیکن جب ایک تحریک کو گورنر جنرل کے حکم سے نامنظور کر دیا جاتا ہے تو یہ لوگ چشم زدن میں انسان کی بجائے بلبیوں کی زبان میں بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی چھوٹا آدمی کسی جلسے میں یہ حرکت کر دیتا تو خدا جانے اس غریب سے کیا سلوک کیا جاتا۔ لیکن اسمبلی کے کانگرسی ممبر بڑے لوگ ہیں۔ اس لئے ان کی باتیں بھی بڑی عجیب و غریب ہوتی ہیں۔

بچوں کا اغوا

جرائم سوسائٹی کے لئے ایک لعنت ہیں۔ لیکن بعض جرائم اس قدر تاریک اور غم انگیز ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ! بچوں کا اغوا ایک ایسا جرم ہے جس کے تصور سے ہر صاحب اولاد انسان کانپ اٹھتا ہے۔ حال ہی میں حکومت پنجاب نے ایک سرکاری اطلاع شائع کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اغوا کرنے والوں کا ایک گروہ ملک میں مصروف کار ہے۔ جو ایک صوبے سے بچوں کا اغوا کر کے دوسرے صوبے میں [illegible] تا ہے اور وہاں ان کو فروخت کر دیتا ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی [illegible] نے ۱۲۹ بچوں کو ڈھونڈ نکالا ہے اور اعلان اشتہ[illegible] ذریعے سے عوام کو ان کے تفصیلی حالات سے اطلاع [illegible] ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ کوئی سا ٹھ فیصد بچوں کے والدین [illegible] اپنے گمشدہ بچوں کو لے گئے ہیں۔ لیکن باقی [illegible] کے سر پرستوں کا ابھی تک سراغ نہیں ملا۔ ان بچوں کی عمر [illegible] چار سال سے سولہ سال تک کی ہیں۔ پولیس کا محکمہ انتہائی [illegible] کر رہا ہے کہ ان کے وارثوں کا پتہ لگا کر بچے ان کے سپرد [illegible] دیئے جائیں۔ یقین ہے کہ عوام اس نیک کام میں پولیس سے پورا تعاون کریں گے۔

حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس خطرناک جرم کی روک تھام کے لئے خاص تجاویز عمل میں لائے۔ کیونکہ یہ جرم بہت سے خاندانوں کی تباہی و بربادی کا باعث ہو رہا ہے۔

اخبار "بدر" کا ایک ورق

رسالہ البیان کے ایڈیٹر نے ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ کے رسالہ میں پیغمبروں کی موت کی سرخی کے ذیل میں حضرت اقدس کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارا یہ زمانہ نبوت کا زمانہ نہیں۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے ان کو ایک خط لکھا ہے۔ جو فائدہ عام کے واسطے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

ایڈیٹر صاحب البیان کے نام ایک خط

ہمارا مذہب کیا ہے؟

جناب من!

مختصر عرض ہے

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ

۱۔ اللہ تعالیٰ تمام صفات کاملہ سے موصوف اور ہر قسم کے عیب نقص سے منزہ ہے۔ اپنی ذات میں یکتا اور صفات میں بے ہمتا۔ اپنے افعال میں لیس کمثلہ۔ اور اپنے تمام عبادات میں وحدہٗ لاشریک۔

۲۔ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ان پر ایمان لانا لابد ہے۔

۳۔ تمام کتب الٰہیہ

۴۔ تمام رسولوں اور نبیوں

۵۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المکی والمدنی محمد بن عبداللہ ابن آمنہ خاتم النبیین۔ رسول رب العالمین ہیں۔ اور آپ پر جو کتاب نازل ہوئی۔ ۔ ۔ اس پر اور ان تمام چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن کریم بلا اختلاف و تبدیل و کمی و زیادتی کے اسی ترتیب موجودہ پر ہم کو حضرت نبی کریم سے پہنچا۔

۶۔ تقدیر کا مسئلہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء جو ہیں اور جو ہوں گی۔ اور جزئیہ جمیع سب کا اللہ تعالیٰ کو اتم و اکمل طور پر علم ہے جزئیات کا بھی وہ عالم ہے۔ اور نیکی کا ثمرہ نیک اور بدی کا نتیجہ بد ہوتا ہے جیسے کوئی کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے ویعفو عن کثیر

۷۔ ابدالموت نفس کو بقا ہے۔ قبر۔ حشر و نشر، صراط، جنم و بہشت کے واقعات جو کچھ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں سب صحیح ہیں۔

۸۔ صحابہ کرام کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ ۔ ۔ ۔ معاویہ و مغیرہ رضی اللہ عنہ تک کسی کو برا نہیں کہتے اور نہ دل میں ۔ ۔ ۔ بالنسبت بد اعتقاد ہیں۔ اہل بیت کو بدل اپنا محبوب و پیار القیر ۔ ۔ ۔ تے ہیں۔ تمام بیبیاں حضرت نبی کریم کی حضرت خدیجہ و عائشہ ۔ ۔ ۔ لیکر اور تمام خاندان نبوت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام سبط اکبر اور امام حسین سبط اصغر شہید کربلا اور ان کی والدہ بتول زہرا سیدۃ النساء اہل الجنۃ سب کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ گروہ بدل یقین کرتے ہیں۔ صلوۃ اللہ وسلامہ اجمعین۔

اولاد و امجاد مولیٰ مرتضیٰ علیہ السلام کو علی بن حسین زین العابدین اور محمد باقر العلوم اور جعفر الصادق سے لیکر زید بن علی اور اولاد صادق علیہ السلام میں ۔ ۔ ۔ حسن عسکری تک سب کو علماء باعمل اور آئمہ دین مانتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ۔ مالک۔ شافعی اور احمد کو آئمہ فقہا و سمو بخاری و مسلم، ابوداؤد و نسائی کو آئمہ محدثین سے۔ خواجہ معین الدین چشتی اور شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ نقشبند و شیخ احمد سرہندی، شیخ شہاب الدین سہروردی۔ ابوالحسن الشاذلی کو آئمہ تصوف۔ اس لئے ان کو مکرم معظم و واجب التعظیم اعتقاد کرتے ہیں۔

کتاب و سنت پر ان کا عمل ہے۔ اگر تصریح وہاں مسئلہ نہ ملے تو فقہ حنفیہ پر اس ملک میں عمل کر لیتے ہیں اور اس لئے ہی سفر میں گیارہ رکعت فرض اور حضر میں سترہ رکعت فرض اور تین رکعت وتر کے علاوہ بیس رکعت سوائب اور بعض ما بیس رکعت تک پڑھتے ہیں۔ ہر رکعت میں الحمد اور کچھ حصہ قرآن کریم کا اور رکوع و سجود میں تسبیح و تحمید اور تشہد میں التحیات و صلوٰۃ و سلام و دعا پڑھتے ہیں۔ تمام رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں۔ چاندی میں ۵۲ تولہ چاندی پر چالیسواں حصہ اور ۷ تولہ سونا پر ۲ ماشہ زکوٰۃ اور بارانی زمین پر عشر اور نہری و چاہی زمین پر بیسواں حصہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور حج بیت اللہ کرتے ہیں۔ فضائل میں ترقی اور رذائل سے بچنے میں لگے رہتے ہیں۔ مرزا صاحب

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند

نتابم رو ز ایوان محمد

یہ ہر ایک کا عمل ہے بایں ہمہ

لوگ اور آپ ہم پر کیوں خفا ہیں

۱۔ اس لئے کہ مرزا نے دعوے مکالمہ الٰہیہ کا کیا۔ مگر اس دعوے کی بنا اس پر تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے صفات میں الآن کما کان ہے۔ پس اگر وہ پہلے کسی سے بولتا اور کلام کرتا تھا۔ تو اب وہ کیوں نہیں بولتا اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم میں دعا ہے کہ الٰہی، انبیاء و صدیقوں، شہداء اور صلحا کی راہ عطا فرما۔ اور ان راہوں میں ایک راہ مکالمہ کی بھی ہے۔ پس اگر ہم مکالمہ کے مدعی ہیں تو کیا کفر کیا؟ بنی اسرائیل کو اس لئے عبادت عجل پر ملامت ہوئی الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا۔ کہ ان کا معبود ان سے بات نہیں کرتا اور ان کو ہدایت نہیں فرماتا۔

پس اس وقت مسلمان کیوں مکالمات الٰہیہ سے انکار کرتے ہیں۔

۲۔ دعوے امامت و تجدید دین۔ اس کی بنا مکالمات اور حدیث علیٰ رأس مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اور سورۂ نور کی آیت استخلاف پر تھی اور ہمیشہ مجدد گذرتے رہے۔ پس اس صدی کو کیوں خالی چھوڑتے ہیں۔

۳۔ دعویٰ مہدویت جس کا مدار وہی مکالمات تھے اور حدیث لا مہدی الا عیسیٰ یہ صحیح حدیث اسفار حدیث میں موجود ہے منجملہ ان کے ابن ماجہ میں بھی ہے۔ مگر جناب نے بہت حقارت و بہت بری نگاہ سے اس کا نام روایت اور مرزا صاحب کی توہین کے لئے فرما دیا۔ کہ حدیث کرکے مرزا نے اس روایت کو پیش کیا ہے حالانکہ یہ حدیث ہے اور پھر کیا مجدد مہدی نہیں ہوتا۔ انصاف انصاف!!

۴۔ دعویٰ عیسیٰ ابن مریم ہونے کا۔ اس کا مدار بھی مکالمہ الٰہیہ تھا اور قرآن کریم کی آیت و مریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا و صدقت بکلمات ربھا وکتبہ وکانت من القانتین پر تھی۔ اس آیت کریمہ سے پہلے اللہ تعالیٰ بتاتا ہے۔ مومن جس سے خطا ہو جائے وہ امرأۃ فرعون کی مثل ہے کہ شیطان کے ماتحت ہے۔ وہ تو دعا میں کرے۔ نجنی من فرعون الخ۔ اور اس آیت میں ذکر ہے دوسری قسم کے مومن کا۔ دوسرا مومن وہ ہے جو محصن ہے وہ مریم ہوتا ہے اور جب اس پر کلام الٰہی کا نفخ ہوتا ہے تو مریم سے ابن مریم ہو جاتا ہے۔

اور تیسری وجہ سے

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند

مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

چوتھی وجہ حدیث صحیح ینزل فیکم ابن مریم

۵۔ آپ کا دعوےٰ کہ ابن مریم مر گئے۔ اس کے دلائل کیلئے آپ نے اسی رسالے لکھے

۶۔ جو طبعی موت سے مر گئے وہ دنیا میں با جسم عنصری واپس نہیں آئے۔ ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون

۷۔ آپ نے ہزاروں پیشگوئیاں کیں جو صحیح ہوئیں جو بظاہر کسی کو نظر آتا ہے کہ صحیح نہیں ان پر مرزا صاحب نے بہت کچھ لکھا ہے۔

آپ نے باینکہ محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین مانا اور ان کے عشق و محبت میں ہزاروں صفحہ لکھا ہے۔ بے ریب لکھا ہے کہ میں نبی یعنی پیشگوئی کرنے والا ہوں۔ مجھے احادیث اور کلام الٰہی میں نبی کہا گیا مگر نہ نبی تشریع اور یہی مذہب تمام صوفیاء کرام کا ہے۔ فتوحات مکیہ ۔ ۔ ۔ پر آپ غور کریں۔

آپ کی سرخی اور آپ کا مضمون کم سے کم چار لاکھ مسلمان احمدیوں کو دکھ دینے والا ہے۔ اگرچہ آپ کے ساتھ بھی بہت سے اخبار اور رسائل ہیں۔ مولوی صاحب آپ کا زمانہ نبوت کا زمانہ نہیں اس پر دریافت طلب امر ہے کہ آپ کو اس بارے میں وحی نبوت ہوئی ہے کہ آپ کا زمانہ نبوت کا زمانہ نہیں۔ یا آپ کی دہریت کا فتویٰ ہے۔ (نورالدین) (اخبار بدر ۱۹۰۸ء جلد ۷، ۱۵ ستمبر ۱۹۰۸ء)

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قادیانیوں کے مغالطے

نئے یا پرانے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے (حضرت مسیح موعود)

(از شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹ)

تشریعی نبوت اور غیر تشریعی نبوت

الفضل مورخہ ۱۰ر اگست ۳۶ء میں مولوی صاحب کے مضمون کی دوسری قسط شائع ہوئی ہے جس میں آپ نے تشریعی اور غیر تشریعی نبی کی بحث فرمائی ہے اور اس حوالہ کا ذکر کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعود نے ارشاد فرمایا ہے۔

محی الدین ابن عربی کا مذہب ہے کہ نبوت تشریعی بند ہے۔ مگر غیر تشریعی جاری ہے۔ مگر ہمارا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت بند ہے۔

اس حوالے کی نسبت خود ہی لکھتے ہیں کہ بدر کا جو حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ اگر یہ دیانتداری سے مکمل پیش کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق دیگر حوالجات کو دیکھکر شک پیدا ہو گیا ہے تو یہ حوالہ خود تشریح طلب ہے۔ اور اس سے آگے تجلیات الٰہیہ کے ایک حوالہ سے اس کی تشریح کرنی شروع کر دی ہے۔ . . . . . .

. . . مگر اس موقعہ پر دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس حالت میں اس حوالہ کی صحت میں شک تھا۔ تو صحت کرنے سے پہلے اس کی تشریح کیوں کرنے لگ پڑے ہیں یہ مقصد رہتی ہے یا مذاق کرتے ہیں۔

مولوی صاحب کی ناواقفی

حقیقت یہ ہے کہ ... قبل آپ اس حوالہ کو دیکھ چکے ہوئے ہیں اور اس کی صحت پر یقین ہے مگر ساتھ ہی اپنی عادت سے مجبور ہیں اگر مگر کا بیان کیا غور کر رہا۔ آپ کا اولین فرض تھا کہ رفع شک کے لئے پہلے آپ اخبار بدر کو دیکھ لیتے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ ہر ایک نبی صاحب کتاب یا صاحب شریعت نہیں ہوتا۔ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے ناواقفی کا نتیجہ ہے۔ میں نے اپنے مضمون میں اس دعوی کی تائید میں گیارہ حوالے پیش کئے تھے۔ جن میں ۶ حوالے تو قرآن شریف سے لئے تھے اور پانچ حضرت مسیح موعود کے کلام سے مگر آپ کی عادت ہے کہ دوسرے فریق کی باتوں پر تو توجہ نہیں کرتے اور کوئی دوسری عبارت پکڑ کر اس سے اپنے اعتقاد کا سہارا لیتے ہیں۔ میں ایک دو حوالے پھر عرض کئے دیتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

(۱) ہم ان کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو دنیا کے کل نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی ہیں

(چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ)

(۲) پس میں اپنے مخالفوں کو کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ ہرگز امتی نہیں تھے۔ گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی۔ یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت کی پیروی اور روحانی تعلیم سے وہ نبی بنے تھے۔ تا وہ امتی کہلاتے۔ ان کو خدا نے الگ الگ کتابیں دی تھیں کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرادیں۔ جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳)

شریعت کے بارے میں حضرت صاحب کا اعتقاد

یہ تو حضرت مسیح موعود کا اعتقاد ہے کہ ہر ایک نبی صاحب کتاب ہوتا ہے اب شریعت کے بارے میں بھی آپ کا ارشاد سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل ہوں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لا دیں۔ لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ ہی نہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹)

(۲) یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت یا احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ ماسوا ان کے جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ جناب الٰہی میں کیسی ہی شان رکھتے ہوں۔ ان کے منجانب اللہ ہونے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

نبی کے کام

پہلے حوالے میں نبی کا لفظیا یہ بتلایا ہے کہ وہ بعض احکام کو منسوخ کرتے اور بعض نئے احکام لاتے ہیں اور دوسرے حوالے میں ہے کہ نبی شریعت یا احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ آپ ان صریح عبارتوں کو کیوں نظر انداز فرماتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں تشریعی یا غیر تشریعی نبی کی سرے سے کوئی تشریح نہیں ہے یہ لوگوں کی اصطلاح ہے کہ جو نبی ابتدا میں شریعت لاتا ہے۔ اس کو شارع یا تشریعی کہہ دیتے ہیں اور بعد میں جو نبی ترمیم یا تنسیخ کرے اسے غیر تشریعی کہہ دیتے ہیں اور یہ فرق محض سمجھانے کے لئے ہے ورنہ خدا کے نزدیک کوئی فرق نہیں۔

حضرت مسیح موعود اور لفظ نبی

گو حضرت مسیح موعود پر آنہ پہلی تشریح صادق آتی ہے کہ اس کو شارع نبی کہا جائے اور نہ دوسرے جو غیر تشریعی نبی کے متعلق ہے آپ نے تو بر عایت مکالمہ و مخاطبہ نبی کا لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں مجددین اور محدثین پر استعمال فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپ کا لٹریچر کثرت سے اس پر گواہ ہے۔

(باقی آئندہ)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

لوئے بانہ ہر سعید خواہد بود — نزدیم نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۵۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اخلاق نیکیوں کی ماں ہے

جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بےخبر ہو جاتے ہیں پھر تو یہ مذہب ہے کہ دنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے۔ اسٹر کنیا بھی کام آتا ہے۔ اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ مگر انسان جو اخلاق فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا۔ ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی کام بھی نہیں آ سکتا۔ مردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آ جاتی ہیں۔ اس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی اور یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں انسان بل ھم اضل کا مصداق ہو جاتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔

خیر کا پہلا درجہ جہاں سے انسان قوت پاتا ہے اخلاق ہے۔ دو لفظ ہیں ایک خَلق اور دوسرا خُلق۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے اور خُلق باطنی پیدائش کا۔ جیسے ظاہر میں کوئی خوبصورت ہوتا ہے اور کوئی بہت ہی بدصورت۔ اسی طرح پر کوئی اندرونی پیدائش میں نہایت حسین اور دلربا ہوتا ہے اور کوئی اندر سے مجذوم اور مبروص کی طرح مکروہ۔ لیکن ظاہری صورت چونکہ نظر آتی ہے اس لئے ہر شخص دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ بدصورت اور بدوضع ہو۔ مگر چونکہ اس کو دیکھتا ہے اس لئے اس کو پسند کرتا ہے اور خُلق کو چونکہ دیکھا نہیں۔ اس لئے اس کی خوبی سے ناآشنا ہو کر اس کو نہیں چاہتا۔ ایک اندھے کیلئے خوبصورتی اور بدصورتی دونوں ایک ہی ہیں۔ اس طرح پر وہ انسان جس کی نظر اندرونہ تک نہیں پہنچتی۔ اس اندھے کی ہی مانند ہے خَلق تو ایک بدیہی بات ہے۔ مگر خُلق ایک نظری مسئلہ ہے۔ اگر اخلاقی بدیاں اور ان کی لعنت معلوم ہو تو حقیقت کھلے۔

(تقریر شروع جولائی ۱۹۰۰ء۔ الحکم جلد ۴ نمبر ۲۵)

مسلم ہوسٹل

کیلئے

گذشتہ سال والی کوٹھی ... ڈیڑھ مزید ایک سال کیلئے لے لی گئی ہے۔ ... کیلئے تمام درخواستیں سپرنٹنڈنٹ ... مسلم ہوسٹل کے پاس ... ستمبر ۱۹۳۶ء سے پہلے پہلے پہنچ جانی چاہئیں۔ ضرورت اس بات ... ہے کہ اپنی جماعت کے تمام نوجوان طالب علم ایک جگہ اکٹھے ... رہیں۔ اس لئے اس بات کا خاص خیال ہونا چاہیئے کہ ... کوئی نوجوان کسی باہر کے ہوسٹل میں نہ رہے۔ قوم نے ہوسٹل ... محض اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے اٹھایا ہے۔ ... نوجوانوں کی ... ہے کہ اپنے بزرگوں کی اس نیک ... کی قدر کریں۔ قوم کے انتظام کو قبول کریں اور ... مسلم ہوسٹل میں ہی اپنی رہائش کا انتظام کریں ... سکے تو اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی ... اسی ہوسٹل میں رہائش کی ترغیب دیں۔

... تقریباً بیس لڑکوں کی رہائش کا انتظام ہوسٹل ... سکتا ہے۔ جن میں چھ کیوبیکل۔ ۳ کمرے دو دو ... کی رہائش کے لئے اور دو کمرے چار چار لڑکوں کی رہائش ... کے لئے ہیں۔

خاکسار
عبدالحق
سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل

برلن میں گیارہواں اولیمپک کھیلوں کا مقابلہ

برلن مسجد میں مہمانوں کا ایک اجتماع

(ہمارے نامہ نگار کے قلم سے)

ایک قدیم دانا کے قول کے مطابق ہرکلیز اولمپک گیمز کا بانی تھا۔ ۷۷۶ء قبل از مسیح عام طور پر ان کھیلوں کی ابتدائی تاریخ خیال کی جاتی ہے۔ سن مذکور سے یہ کھیلیں باقاعدہ ہر چار سال کے بعد منعقد ہوتی تھیں ۳۹۳ء میں تھی اوڈوسیس اول کے حکم سے بند کر دی گئی تھیں۔ ۱۸۹۴ء میں بیرن پائرے ڈی کوبرٹن نے ان کی از سر نو تجدید کی۔ اُس وقت سے دنیا کی مختلف اقوام مختلف مقامات پر ہر لیپ ایئر میں مجتمع ہوتی رہی ہیں۔ چھٹی اولمپک ۱۹۱۶ء میں بمقام برلن منعقد ہونے والی تھی لیکن جنگ عظیم کی وجہ سے تجاویز عملی جامہ نہ پہن سکیں۔ اب ۱۹۳۶ء میں یہ کھیلیں جرمنی کے پایۂ تخت برلن میں منعقد ہوئیں۔ ریش سپورٹ فیلڈ جو کھیلوں کا مرکز تھا دو سال کے عرصہ میں مکمل کر لیا گیا تھا۔ قریباً ۲۵۰۰ جرمن کارکنوں نے اس زبردست کام کو سرانجام دیا تھا۔ جس میں ۱۰۰۰۰۰ لوگوں کے لئے نشستوں کا انتظام تھا۔ مختلف ٹیموں اور ۵۳ اقوام کے مقابلہ کنندگان کے لئے (جو اولمپک میں شرکت کرتے ہیں)۔ ایک اولمپک گاؤں جرمن افواج نے تعمیر کیا۔ دو لاکھ سے زیادہ مہمان اولمپک کے ایام میں بمقام برلن وارد ہوئے۔ اس قدر کثیر التعداد اجتماع کے لئے جگہ مہیا کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ... سلسلے میں ہر لحاظ سے منظم طور پر ایک ... نے نظیر عالی شان کام کیا۔ ...نت۔ رہائش۔ خوراک اور راستہ کے متعلق جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا ... آسانیاں اور سہولتیں بہم پہنچائی گئیں ہزاروں لوگوں نے بطور ملازم ... پرائیویٹ حیثیت سے اپنی خدمات مہمانوں کے لئے وقف کر دی ہوئی تھیں ... سارے کا سارا انتظام حیرت انگیز اور تعجب خیز تھا۔

ہر مرد اور عورت نے حکومت جرمنی ... شان ترقیات جو اس نے ہر ہٹلر کے زیر قیادت کی ہیں اپنی آنکھوں سے ملا... ہیں۔ اور یہ سب کچھ ہٹلر کی ان تھک مساعی۔ وفاداری اور سادگی کر... ہیں۔

یہ گیارھویں اولمپک تھی جس میں دنیا کی ۵۳ ... ام نے شرکت کی۔ اولمپک کی ابتدا سے اقوام کی اتنی تعداد کبھی مجتمع نہیں ... کی تھی۔ جملہ اقوام نے نہایت سنجیدگی۔ متانت اور وسیع القلبی سے کھیلوں ... مقابلے کئے۔ ہندوستان کو ہاکی۔ کشتی اور دوڑوں میں نمائندگی حاصل ہو... پروفیسر جی ڈی۔ سوندھی ہندوستان کی طرف سے انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی ... بطور نمائندہ تھے۔ ہندوستان کی ہاکی ٹیم نے گزشتہ تین اولمپک ک... میں پے در پے کامیاب ہو کر یہ بتا دیا ہے کہ اہل ہند دنیا میں ہاکی کے ... کھلاڑی ہیں۔ اولمپک کے دوران میں جملہ مہمانوں کا کثرت کے ساتھ کئی مجلسوں نے پُر جوش خیر مقدم کیا۔ اور جرمن میزبانوں کے ساتھ تعارف کرانے کے لئے بہت سے مناسب مواقع مہیا کئے گئے تھے ... میں اپنے بیان کو اہل ہند اور مسلمانان عالم تک محدود رکھتا ہوں۔ بتاریخ ۳۔ اگست بروز سوموار بوقت ۸½ بجے نیشنل کلب کے ریسپشن روم میں جملہ ہندوستانی مہمانوں کا جرمن اور نیشنل ایسوسی ایشن نے شاندار استقبال اور پرتپاک خیر مقدم کیا۔ ایسوسی ایشن ہذا کی دعوت کو ۲۰۰ سے زیادہ مہمانوں نے جو اہل ہند و جرمن دوستوں پر مشتمل تھے شرف قبولیت بخشا۔ صدر ایسوسی ایشن ہذا نے تہ دل سے ہندوستانی مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ اور پروفیسر جگن ناتھ منیجر انڈین اولمپک ہاکی ٹیم نے ہندوستانیوں کی طرف سے نہایت موزوں الفاظ میں ایسوسی ایشن مذکور کا شکریہ ادا کیا۔ مہمانوں کی چاء اور لیمونیڈ وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

ایک اور قابل ذکر خیر مقدم وہ تھا جو جرمن مسلم سوسائٹی برلن نے اورینٹل اولمپک مہمانوں کا بروز جمعرات بتاریخ ۶۔ اگست ۱۹۳۶ء بوقت آٹھ بجے مسجد برلن میں کیا۔ اس موقعہ پر ۲۰۰ سے زیادہ مہمان جن میں جرمن ہندوستانی۔ عربی۔ عراقی اور مصری احباب شامل تھے تشریف لائے۔

امام مسجد نے انگریزی زبان میں مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا

"ان دنوں برلن وہی منظر پیش کر رہا ہے جو کہ مکہ معظمہ میں حج کے موقعہ پر ہوتا ہے۔ جہاں تمام دنیا کے اہل اسلام اکٹھے ہوتے ہیں۔ آج رات برلن مسجد بھی اسی قسم کا ایک نظارہ پیش کر رہی ہے۔ آپ دارالسلطنت جرمنی۔ برلن میں اس لئے تشریف لائے ہیں کہ آپ اولمپک کھیلوں کا تماشہ دیکھیں یا ان میں خود شریک ہوں۔ ہماری جماعت مذہبی ہے لیکن اگر ہماری زندگیوں کے مختلف شعبہ جات میں خواہ وہ سیاسی ہوں یا مذہبی سپورٹسمین شپ (Sportsmanship) کا جذبہ پیدا ہو جائے تو پھر ہماری اس وقت کی دنیا نہ صرف اپنی موجودہ حالت کے مقابلے میں مختلف ہو جائے گی۔ بلکہ نسبتاً زیادہ مصئون و مامون ہو جائے گی آئیے ہم سب ان اولمپک کھیلوں سے "سپورٹسمین شپ" کا سبق سیکھیں۔ اور اپنی زندگی کے مختلف شعبوں میں اُس سے فائدہ اٹھائیں۔"

امام مسجد کے بعد مرزا عزیز الرحمٰن صاحب نے اسلام اور کھیل (Sport) کے موضوع پر ایک مختصر لیکن دلچسپ تقریر کی اور بتلایا کہ کس طرح اسلام نے ہمارے جسم کی حفاظت اور نشو و نما پر زور دیا ہے آپ نے سرور کائنات صلعم کی زندگی کے چند واقعات پیش کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف کھیلوں کے مشتاق تھے بلکہ کھیلوں سے فی الحقیقت محبت رکھتے تھے۔ مرزا صاحب کے بعد ڈاکٹر پاؤلی آف جرمن انفرمیشن بیورو نے ان کی تقریر کا ترجمہ جرمنی زبان سے انگریزی میں کیا۔ بعد ازاں عراق کے جرنلسٹ مسٹر عباس حلمی اور مسٹر حسن سلام مصری نے عربی زبان میں تقاریر کیں۔ دونو اصحاب نے جلسہ کے منتظمین اور حکومت جرمن کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مجمل طور پر اپنے ممالک میں کھیل کی ترقی پر یکے بعد دیگرے تقاریر فرمائیں۔ جن کا ترجمہ مسٹر یوسف ابراہیم عراقی نے جرمن زبان میں کیا۔ آخری لیکچرار پروفیسر جگن ناتھ سوامی تھے۔ سوامی جی نے امام مسجد کے شاندار استقبال کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تعلیمات اسلام اور اسلامی رواداری کی بہت تعریف کی۔

پروفیسر صاحب نے مسجد برلن کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"زمانہ حال کا یورپ جنگ و جدال اور قتل و قتال سے تنگ آ چکا ہے اور اتحاد و امن کی تلاش کر رہا ہے آؤ اس مسجد (برلن) کے وجود کو تمام یورپ کے لئے امن و امان کا ایک نشان بنائیں۔ تاکہ آج کل کے طوفان جنگ و جدال میں اس کے بلند مینارے اتحاد و امن کے منارۃ النور (Light House) کا کام دیں۔"

اس کے بعد مہمانوں کی چاء وغیرہ سے تواضع کی گئی اور جلسہ پوری کامیابی کے ساتھ گیارہ بجے رات ختم ہوا۔

علاوہ ازیں جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام بتاریخ ۱۳ اگست ۱۹۳۶ء بوقت ۸ بجے شام ڈاکٹر برونور کن مجلس ہذا نے "اسلام اور مغرب (ہزار سال پیشتر)" کے موضوع پر مسجد کے ہال میں تقریر فرمائی۔ اور کہا کہ جب یورپ جہالت اور ظلم و استبداد کے تاریک گڑھے میں مستغرق تھا اُس وقت اسلام نے وہاں مشعل علم سے اُس کی رہنمائی کی۔ عیسائیت اور قدیم رومن تہذیب کے باوجود یورپ ترقی کے میدان میں ایک قدم تک آگے نہ سرکا۔ اسلام ہی فی الاصل زندگی کے ہر شعبے میں بانی مبانی تھا۔ حاضرین نے لیکچر کو بہت پسند فرمایا جلسہ کے صدر مسٹر امین باسفولڈ صدر جرمن مسلم سوسائٹی تھے جس کا افتتاح امام مسجد نے قرآن کریم کی تلاوت سے فرمایا تھا۔ (نامہ نگار)

درخواست دعا

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

یہ تو سب احباب کو اطلاع مل چکی ہوگی کہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب پر ایک نہایت ہی خطرناک حملہ بیماری کا ہوا۔ اور یہ محض اللہ کا فضل تھا کہ انہیں ایک نئی زندگی ملی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی قربانیاں جو اس سلسلہ کیلئے انہوں نے کی ہیں اور پھر اس کے نظام میں جو وہ مفید کام کر رہے ہیں۔ اس کی مثالیں آج بہت کمیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس نافع الناس وجود کو اپنے دین کی خدمت کیلئے دوبارہ زندگی بخشی ہے مگر ابھی تک وہ ہسپتال میں ہیں۔ اس لئے تمام احباب سے التماس ہے کہ مل کر اور علیحدہ علیحدہ ڈاکٹر صاحب موصوف کیلئے خاص طور پر دعا کرتے رہیں اور جن احباب کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ راتوں کو اٹھ کر ان کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ والسلام

محمد علی

اخبار احمدیہ

— شیخ انعام اللہ صاحب خلف الرشید شیخ مولا بخش صاحب وزیرآباد نے امسال بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے جس کی خوشی میں انہوں نے ۵ روپیہ کی رقم انجمن کو عطیہ اشاعت اسلام میں مرحمت فرمائی ہے۔

پیغام صلح:- ہم شیخ صاحب کو اس کامیابی پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

— مرزا امیر زمان خاں صاحب کارکن انجمن کے بھائی حسن الدین خاں کے مقدمہ کی تاریخ ۲۲ ر ۲۳ ر ۲۴ ر ستمبر ہے۔ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ مقدمہ نہایت سنگین ہے۔

— منشی محمد زکی صاحب مکرز راحت بیرونی فارم کے بازو ان کو بدستور تکلیف ہے احباب ان کی صحت کیلئے دعا کریں۔

ایک بچہ کی ضرورت

ایک راجپوت مسلمان خاندان اولاد نہ ہونے کے باعث ایک خورد سال بچے کو جو راجپوت قوم سے ہو صحت جسمانی اور شکل و شباہت عمدہ رکھتا ہو۔ بطور متبنّیٰ پرورش کرنا چاہتا ہے۔ عمر دو تین سال تک ہو۔ اگر کسی دوست کو ایسے یتیم یا غریب بچہ کا علم ہو جس کے وارث پرورش کے لئے دینے پر رضامند ہوں تو مجھے اطلاع دیں۔

(خانصاحب محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۴ | یوم سہ شنبہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ | نمبر ۵۰

بعثت مجددین

مدیر "زمیندار" کے خیالات پر ایک تبصرہ

(۱)

۲۰ اگست کے پیغام صلح میں ہم نے مدیر "زمیندار" کی خدمت میں ضرورت مجدد کے بارہ میں کچھ گذارشات کی تھیں جن کے جوابات زمیندار کے دو نمبروں یعنی ۸ و ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئے ہیں۔ لیکن ہمارے عزیز دوست نے باوجود حدیث مجدد کو تسلیم کر لینے کے جس کے اصل الفاظ یہ ہیں ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا حدیث کے الفاظ پر غور نہیں کیا بلکہ الٹا ہمیں الزام دیا ہے کہ:

"اس خرابی کی اصل بنیاد وہ غلط تصور ہے۔ جو مرزا صاحب کے دعوے تجدید و نبوت نے احمدیوں کے سامنے پیش کر دیا ہے"

حالانکہ اگر خود حدیث کے الفاظ کی طرف دیکھا جائے تو ایک مفکر مسلمان کے لئے بجز اس کے چارہ نہیں کہ اس حدیث کا وہی تصور کرے جسے حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا ہے یعنی مجدد کی بعثت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس لئے اگر عزیز دوست کی یہ بات مان بھی لی جائے کہ مجددین کا منصب داعیین حق کا ہوگا۔ منادان اسلام کا ہوگا کیا تم نہیں دیکھتے کہ حکومت انگریزی میں جو لوگ منادی کرنے پر مامور ہیں۔ وہ سرکاری احکام سے لوگوں کو آگاہ کرتے، اپنی طرف اور اپنے دفتر کی طرف لوگوں کو نہیں بلاتے"۔ تو ہم اپنے عزیز دوست سے دریافت کرتے ہیں کہ حکومت انگریزی کے منادی کے آگاہ کردہ احکام سے اگر کوئی شخص روگردانی کرے، تو کیا وہ حکومت انگریزی کے احکام سے روگردانی کرنے والا نہ کہلائے گا۔ یہیں تک نہیں بلکہ حکومت کے نزدیک وہ دوہری سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ اول تو شائع شدہ قوانین کی خلاف ورزی۔ پھر ایک خاص منادی کے ذریعہ خاص طور پر یاد دہانی کرائے گئے احکام کی خلاف ورزی آپ خود ہی غور کریں کہ جو شخص یا اشخاص ایسے لوگوں کی مخالفت کریں۔ جن کو حسب تشریح آپ کے دین اسلام کی خدمت کیلئے اللہ تعالیٰ نمودار کرے۔ وہ دین کی خدمت کریں۔ مسلمانوں میں زندگی احساس اور قوت عمل پیدا کریں۔ قرآن و سنت کی طرف لوگوں کو بلائیں۔ داعی حق ہوں۔ منادان اسلام ہوں۔ وہ کسی سزا کے مستوجب نہ ہونگے اس میں سوال شخصیت کا نہیں بلکہ اصول کا ہے ایک شخص ایسے خادم کے ساتھ ہو کر خدمت دین کے کام کو طاقت دیتا ہے دوسرا اس کی مخالفت کرکے اس کام میں روڑے اٹکاتا ہے۔ آپ انصاف سے جواب دیں کہ کیا خدا اور رسول کے نزدیک دونوں برابر ہیں۔ باوجودیکہ حسب قول آپ کے نجات و سعادت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے کھول دیا گیا ہے اور وہ ہے باب محمدی۔ جہاں تک ایمان و یقین کا تعلق ہے نجات و سعادت کی تمام شرطیں اور امور معین کر دیئے گئے ہیں"

آپ حضرت مرزا صاحب کو مجدد نہ مانیں لیکن اس بات سے آپ انکار نہیں کر سکتے کہ جو اہل حق دین اسلام کی خدمت کے لئے نمودار ہوں وہ دین کی خدمت کریں۔ مسلمانوں میں زندگی، احساس اور قوت عمل پیدا کریں۔ قرآن و سنت کی طرف لوگوں کو بلائیں۔ ان کے مخالف اور موافق باوجود دعوائے ایمان اور یقین کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اول الذکر خدا اور رسول کے نزدیک نجات و سعادت کے مستحق، اور موخر الذکر سزا کے مستحق۔ ایک مجدد کا ماننا اسی لئے نجات و سعادت کیلئے ضروری ہے کہ وہ دین کی خدمت کی طرف مسلمانوں کو بلاتا ہے ان میں زندگی کا احساس اور قوت عمل پیدا کرتا ہے اور قرآن و سنت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ آپ کا یہ کہنا بالکل سچ ہے کہ:

"پھر جس قدر مجددین ہوئے وہ مخصوص ماحول میں نمودار ہوئے۔ انہوں نے خدمت دین کی۔ اسلامی معارف علوم کے چہرے سے نقاب کئے اور دنیا سے تشریف لے گئے۔ امت نے مراتب ذہنی کے مطابق ان سے فائدہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ بعض کے متعلق اچھی رائے ظاہر کی۔ بعض کے متعلق بری رائے ظاہر کی۔ امام سیوطی امام غزالی، امام رازی اور دوسرے آئمہ علوم کے متعلق جو رائیں ظاہر کی ہیں ان سے کون ناواقف ہے"

لیکن سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے ان کے معارف سے فائدہ اٹھایا اور جنہوں نے ان کی مخالفت کی کیونکہ آپ کو علم ہے کہ حضرت ابوبکر سے تا امیں دم مسلمانوں کا ایک نہ ایک گروہ بزرگان دین کا خود ان کی زندگی میں سخت مخالف اور ایذا رساں رہا ہے) ہر دو برابر ہیں۔ مخالف رائے کا اظہار کرنا تو ناجائز نہیں۔ غضب کسی خادم دین کو گالیاں دینا یا اس کے نیک کام خدمت دین میں روڑے اٹکانا ہے۔

نہ حضرت مرزا صاحب اور نہ کوئی اور مجدد ایمان و نجات کی شرطوں میں اپنے وجود کا اضافہ کرتا ہے وہ کہتا ہے تو صرف یہ کہ وہ اہل حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی خدمت کے لئے مبعوث ہوا ہے۔ مسلمانوں میں احساس زندگی اور قوت عمل پیدا کرنا چاہتا ہے اور قرآن و سنت کی طرف بلاتا ہے اس کے ساتھ مل کر کام کرنا خدمت دین کے کام کو تقویت پہنچانا ہے اور اس کی مخالفت کرنا دین کی خدمت کے کام کو ضعف پہنچانا ہے اس سے زیادہ حضرت مرزا صاحب نے کچھ نہیں فرمایا۔

افسوس ہے کہ آپ نے کس بنا پر یہ لکھ دیا کہ حضرت مرزا صاحب نے۔

"مسلمانوں کے خلاف اس طرح محاذ جنگ قائم کیا کہ اب ان کے مریدوں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ماننے یا نہ ماننے یعنی کفر و ایمان کے ان قدیم تصورات سے جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ختم ہو گئے قطع نظر کر سکیں گے محال ہے"

حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کو قرآن و سنت کے قدیم تصورات کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ ان کو خدمت دین کی طرف بلایا۔ ان میں احساس زندگی اور قوت عمل پیدا کرنے کی کوشش کی مسلمان باوجود زبانی طور پر . . . . . . حضرت خاتم النبیین کو آخری نبی مان[illegible] کے قرآن و حدیث کے غلط مفہوم کی بنا پر ایک پرانے نبی کے آنے[illegible] قائل تھے اور پھر غلبہ اسلام کے لئے کسی خاص شخصیت کی [illegible] پیا ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت[illegible] کے صحابہ کا سبق یاد دلایا کہ قوم ہمیشہ اپنے افراد کی ذاتی جد[illegible] سے بنتی ہے۔ نہ کہ اپنے اعضا اور جذبات تو تی کو معطل[illegible]

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہمارے عزیز کا یہ لکھنا[illegible] جس قدر مجددین ہوئے۔ مخصوص ماحول میں نمودار ہو[illegible] صحیح نہیں کہ نہ انہوں نے جماعتیں قائم کیں اور نہ[illegible] طرح ڈالی کیونکہ تاریخ گواہی دیتی ہے کہ جس قدر بزرگان [illegible] کیا ہے خود ان کی زندگی میں ان کی موافق و مخالف [illegible] اور اپنے . . . مخالف مسلمان گروہ سے ہمیشہ ان کی [illegible] رہی ہے اور وہ ان کے غلط خیالات کا قلع قمع کرتے [illegible] سے بھلا نہ سکتے رہے ہیں۔

خود اس اپنے زمانہ میں دیکھ لو [illegible] ابوالکلام صاحب یا مولانا محمود حسن صاحب کے خیالا[illegible] گروہ مسلمانوں میں موجود ہے یا نہیں۔ اطرفین میں [illegible] رہے یا نہیں اور ان کے ماننے والوں اور نہ ماننے والو[illegible] موجود ہیں یا نہیں۔ واقعات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اب د[illegible] ہیں کہ سابقہ مجددین کا مخصوص ماحول تھا۔ لیکن اس زمانہ میں [illegible] مانا جا سکتا ہے جو اپنے ماحول کے مطابق کام کرے اور جو موجودہ زمانہ میں مخصوص ماحول میں کام کرے گا وہ مجدد نہیں مانا [illegible] اس وقت دین اسلام کا مقابلہ ایک ایسے مذہب سے [illegible] جو دنیا پر محیط ہے اور جو ہر طرف سے اسلام کو صدمہ پہنچا رہا ہے۔ خود تمام دنیا کے اسلام کے مسلمانوں کی علمی، اقتصادی اور مذہبی حالت اس قدر پست ہو چکی ہے کہ ہر جگہ اور ہر [illegible] خود ان کی اصلاح کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے ہندوستان [illegible] کی حالت کو خود عزیز موصوف نے ذیل کے الفاظ میں بیان کیا۔

"آج [illegible] کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات [illegible] اور ان کی زندگی اپنی تعلیمات کا پیکر عمل ہوتی [illegible] ہمیں وہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا جس کا ایک ایک ہمارے لئے موجب ذلت اور باعث ندامت ہے

(زمیندار ۲۶ اگست ۱۹۳۶ء)

کیا اس عالمگیر بیماری کے علاج کے لئے کسی حکیم کی ضرورت مسلمانوں کو محسوس نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب نہ سہی کوئی اور ہی تجویز کر د[illegible] لیکن خدارا اس حدیث سے تمسخر نہ کرو۔ کہ ایک عالمگیر وبا کے لئے علاج مخصوص ماحول مقرر کر دو۔ مولانا محمود حسن صاحب۔ مولانا ابوالکلام صاحب مولانا حسین احمد صاحب، مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ علامہ رشید رضا صاحب، سلطان ابن سعود۔ مصطفےٰ کمال اور زغلول مرحوم کی مخصوص خدمات اسلام سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان کی اس مخصوص خدمات [illegible] افریقہ، ایشیا کے دیگر ممالک، امریکہ وغیرہ میں رہنے والے کروڑوں

مسلمانوں اور یورپ یت کے مذہبی نظام پر جو ... ممالک اسلامی میں شیطان کی آنت کی طرح
پھیلا ہوا ہے کیا اثر ہے۔ عزیز من واقعات، حالات اور ضروریات زمانہ آنکھیں بند کر کے
ہندوستان کے مسلمانوں کی آنکھوں پر ہمعصری کی وجہ سے پٹی
بندھی ہوئی ہے اس لئے ان کو چھوڑ کر دیگر ممالک کے مسلمانوں سے
جا کر پوچھئے اور خود عیسائی مشنریوں کی رپورٹیں اور ان کے رسائل دیکھئے
کہ کون لوگ مسلمانان عالم کی اصلاح اور عیسویت کا ہر ملک میں ڈٹ کر مقابلہ
کر رہے ہیں گو کمی انصار اور کمی سامان کی وجہ سے اس مقابلہ کرنے والی
جماعت کا اثر بہت زیادہ نظر نہ آتا ہو۔ لیکن جن میں کام ہو رہا ہے اور جن کا
مقابلہ ہو رہا ہے وہ خود اسے محسوس کر رہے ہیں۔

یہ کہنا کہ ایک شخص اصلاح کا کام بھی کرے اور اس کی مخالفت نہ
ہو۔ دنیا کی تاریخ سے ناواقفی کا ثبوت ہے۔ ہر مصلح کو خود مسلمان قوم
پر خطاب و الزام دیتی رہی ہے کہ وہ خدمت دین کی بجائے امت میں
نہ پیدا کرتا، تفرقہ کرتا اور اپنے سے مخالف خیال مسلمانوں سے
... جدال کرتا اور اپنی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ ایک ڈاکٹر مریض
[کا آپ]ریشن کرے اور مریض کو درد محسوس نہ ہو کیسے ممکن ہے۔ اسلام
[کے سب] سے بڑے مصلح اور رفادان اسلام حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ
[حضرت عثم]انؓ اور حضرت علیؓ ہو گزرے ہیں۔ لیکن کیا ہمارے عزیز
... کہ انہیں بزرگوار ہستیوں کو خود مسلمان کہلانے والے گالیاں
... دینا کار ثواب سمجھتے ہیں۔ سنت اللہ یہی ہے کہ جتنا
... انسانوں کے لئے مفید ہوگا۔ اتنی ہی زیادہ اس کی
مخالفت ... حضرت نبی کریمؐ دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے لیکن تیرہ
سو سال ... نے جو کچھ آپ کے بارہ میں بکواس کی۔ اس کا کوئی
اندازہ ہی ... تا سا اور ابھی یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ اس زمانہ میں
حضرت مرزا ... حضرت نبی کریمؐ، جملہ انبیاء اور تعلیم اسلام سے
ہر قسم کے سیاہ ... [دھب]وں سے دشمنی کی۔ جیسے اور دوستوں
نے نادانی اور ... چہرے سے لگائے تھے دور کر دیئے۔ ضروری
تھا کہ ایسے مصلح کی بھی ... اور بیرونی طور پر بھی زور سے مخالفت ہو
عزیز موصوف سے دریافت ... تھا کہ اس صدی کا مجدد کون ہے جواب
ہو دیا گیا ہے:۔

"ان بزرگان امت میں ... تھی اس صدی کا مجدد ہے
جنہوں نے مسلمانوں کو ... سنت کی دعوت دی
ان کو اسلام کے ... یاد دلائے خواہ خدمت
قرآن کے رنگ میں، خواہ سیاہ ... کے اعتبار سے
خواہ جہاد و شہادت کا ذوق پیدا کیا ... جنہوں
نے مسلمانوں کا ذہنی، دماغی، طبعی ... اقتصادی
علمی، شرعی جمود ... دور کرنے کی کوشش کی۔
ان میں سے کچھ ہندوستان میں ہیں ... یمن و
شام میں بعض مصر و طرابلس میں ہیں۔ بعض ... پر اقش
میں۔ امت اپنے خدام سے محروم ...
لیکن شاید عزیز موصوف کو معلوم نہیں ہے کہ جن مجددوں کا اس نے
نام لیا ہے سوائے ایک آدھ کے باقیوں میں مسلمانوں کی ذہنی غلامی
کا یہ حال ہے کہ نوجوان طبقہ اکثر و بیشتر بباعث قرب یورپ تعلیم جدید
دہریہ ہو چکا ہے اور علماء نے ضروریات زمانہ سے غافل رہ کر قرآن
کریم کے تراجم دوسری زبانوں میں کرنا گناہ قرار دے رکھا ہے۔
ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کی جو حالت ہے اس کا مشاہدہ
خود زمیندار کے کالموں سے ہو سکتا ہے۔ ایک نو مسلم ان کے سامنے
جیل میں سڑ رہا ہے۔ باوجودیکہ نعرہ "اسلامی" ضمانت کے پروپیگنڈا
کے ڈیڑھ لاکھ کی ضمانت دینے سے عاری ہیں اور جب دعوؤں پر
آتے ہیں تو آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے لیڈر بننے کے مدعی بنتے ہیں

ضرورت تو اس بات کی تھی کہ وقت تھا کہ آپ کے بیان کردہ مجددین
و مصلحین میدان میں نکل کر اپنے ایک بھائی کی مدد کرتے۔ لیکن قیل و
قال اور چیز ہے اور عمل کرنا اور چیز۔

امید ہے ہمارا عزیز اسے ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریگا
کیونکہ مسلمانوں کا جمود و انحطاط اسی طرح موجود ہے اور آپ کے
مصلح خود اپنے پیرووں میں کوئی وسعت خیالی، احساس زندگی اور
حسن اخلاق پیدا نہیں کر سکے۔ قوم اسی طرح اقتصادی طور پر غلام
ہے۔ بلکہ سابق سے بڑھ کر۔ ہاں ممکن تھا کہ اگر قوم کا کثیر حصہ سچے
مصلح کو پہچان کر اس کے کہنے پر عمل کرتا تو اس کی حالت بہتر ہو جاتی
لیکن ایک تو مریض بھی حکیم و ڈاکٹر سے گالیاں۔ شفا ہو تو کیسے ہو۔ نتیجہ ایک
کثیر حصہ کے اجماع سے نکل سکتا ہے۔ وہ تھوڑے سے حصے سے
نہیں نکل سکتا۔ اگر نکلیگا بھی تو کچھ زمانہ پا کر۔

آریہ گزٹ کی "انسان دشمنی"

فلسطین میں عربوں پر جو مظالم روا رکھے جا رہے ہیں کون انسان
ہے جو اس سے متاثر نہیں ہوتا اور یہ فطرتی امر ہے کہ ایک آدمی کو
اگر دکھ پہنچے تو دوسرا اس سے ہمدردی کا اظہار کرے۔ چنانچہ کانگرس
نے بھی ہمدردی بنی نوع انسان کے جذبہ کے ماتحت فلسطین کے مظلومین
سے اظہار ہمدردی کیا۔ اس معاصر آریہ گزٹ آپے سے باہر ہو رہا
ہے اور ۱۳ر ستمبر کی اشاعت میں "کانگرس ہے یا انجمن حمایت اسلامؐ"
کے عنوان کے ماتحت رقمطراز ہے کہ:۔

"ایک مقامی معاصر میں ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس
کا عنوان مندرجہ بالا سرخی ہے۔ معاصر نے لکھا ہے
کہ کانگرس فلسطین کے عربوں کی حمایت اور برطانوی
حکومت کے خلاف ایک پمفلٹ شائع کرے گی جس
کی مہذب دنیا میں اشاعت کی جائے گی تاکہ تمام
لوگوں کو عربوں کی مظلومیت کا یقین دلایا جائے"۔
کانگرس کا فلسطین کے عربوں کے ساتھ دور کا بھی تعلق
نہیں جن کے متعلق وہ یوں تکفل کر دیوانی ہو رہی ہے"۔
یہ ہے آریہ گزٹ کی ذہنیت۔ اس کے خیال میں کانگرس کا یہ
جرم قابل گردن زدنی ہے کہ اس نے کیوں عربوں کی حمایت زدہ بھی
زبانی ہی کی ہے۔ ہندوستان کی فضا کو مکدر کرنے والے یہ "اخبار"
ہیں اور یہ ذہنیت ہے جس کے بل بوتے پر مسلمانوں پر مظالم توڑے
جاتے ہیں اور ہندو مسلم اختلاف کی خلیج کو وسیع کیا جاتا ہے۔

مسجد شاہ چراغ

"لاہور ۹ر ستمبر۔ سید محسن شاہ سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب
اطلاع دیتے ہیں کہ ہوم سکرٹری حکومت پنجاب نے
یہ اعلان کرنے کی اجازت دے دی ہے کہ مسجد
شاہ چراغ کی واگذاری کے سلسلہ میں حکومت پنجاب
نے انجمن اسلامیہ کی شرائط منظور کر لی ہیں اور عنقریب
مسجد انجمن ہذا کے قبضہ میں دے دی جائے گی"۔
مسجد شاہ چراغ کی واگذاری کے متعلق حکومت پنجاب نے
چند قیود و شرائط عائد کر دی تھیں۔ چونکہ احکام اسلام کے
مطابق مسجد پر کسی قسم کی پابندی گوارا نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے
مسلمانان پنجاب نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور انجمن
اسلامیہ پنجاب کی لگاتار کوشش کا نتیجہ بار آور ثابت ہوا۔ اور
حکومت نے انجمن کی شرائط منظور کر لی ہیں ہم حکومت کے اس کے
اس مستحسن رویہ پر مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کے
جذبات کا احترام کرتے ہوئے ان کے مطالبات کو منظور کر لیا۔ اور
اس کے لئے ... انجمن اسلامیہ پنجاب کی کوشش قابل ستائش ہے

ہمارے بچوں کو روٹی دو

اخبار بین حضرات جانتے ہیں کہ آج کل فلسطین میدان کارزار
بنا ہوا ہے۔ عام مقاطعہ کی وجہ سے کاروباری مرکز بند ہیں۔ اس
کا اثر صرف غریب عربوں پر ہی نہیں۔ بلکہ اس سے کروڑپتی یہودی بھی
بھوکوں مر رہے ہیں۔ بازار بند ہونے کی وجہ سے کھانے پینے کی چیز میسر
نہیں آتی۔ یہودی کروڑوں پونڈ جیبوں میں لئے پھرتے ہیں لیکن اس کے
باوجود انہیں دو وقت کا کھانا ملنا مشکل ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ بھوک سے
تنگ آکر عام احتجاجی مظاہرے کر رہے ہیں۔ جس میں مطالبہ کیا جاتا ہے
کہ "ہمارے بچوں کو روٹی دو"۔ ہائی کمشنر اور دوسرے حکام ان مظاہروں
پر کان نہیں دھرتے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہود کی آتش ہوس عربوں کے خون سے بجھائی
جا سکتی ہے لیکن پیٹ کی پکار اور بھوک کی آگ پر قابو پانا ناممکن ہے
اس پکار کا جواب پولیس کی لاٹھی سے دیا گیا ہے۔ یہودی روٹی کا
مطالبہ لیکر گئے اور لاٹھی کی ضربات لے کر واپس لوٹے۔ یہودیوں
نے روپے کے بل بوتے پر فلسطین کو عربوں سے چھیننا چاہا۔ لیکن وہ
بھوک کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ عربوں کو خون
میں نہلانے کی بجائے یہود کے لئے کوئی جگہ تلاش کرے۔ ورنہ عرب
موت کے گھاٹ اتر جائیں گے اور یہود بھوکوں مر جائیں گے۔ اور نتیجہ کچھ
بھی نہ نکلیگا۔

مسلم ہوسٹل

اشاعت امروزہ میں سپرنٹنڈنٹ صاحب مسلم ہوسٹل کی طرف سے
ایک اعلان شائع ہو رہا ہے۔ موسم گرما کی رخصتوں کا اختتام ہونیوالا ہے
اور جماعت کے بہت سے نوجوان لاہور میں تعلیم کی غرض سے آنیوالے
ہیں۔ احباب کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مسلم ہوسٹل میں داخل کرائیں
تاکہ ان کے نوجوان بچے دہریت کی مسموم فضا سے بچے رہیں۔ اور
بزرگان سلسلہ کی صحبت میں رہ کر دین اور دنیا کی فلاح حاصل کر سکیں
استحکام جماعت کے پروگرام میں ہوسٹل کا قیام ایک ضروری جزو
ہے اور اس کو کامیاب بنانا جماعت کو ترقی دینا ہے۔

تبلیغی کلاس

تبلیغی کلاس کے داخلہ کا نوٹس کسی دوسری جگہ درج ہے جماعت
کے احباب اس کی طرف توجہ فرمائیں اور ایسے نوجوان جو اشاعت
اسلام کے لئے زندگی وقف کرنا چاہیں۔ ان کی درخواست
اپنی سفارش کے ساتھ سکرٹری صاحب کی خدمت میں بھیجدیں
تاکہ ان میں سے انتخاب کیا جا سکے۔ جماعتوں کے سکرٹری صاحبان
خصوصیت سے اس کی طرف متوجہ ہوں۔

مسئلہ نبوت کے متعلق قادیانیوں کے مغالطے

نئے یا پُرانے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے" (مسیح موعود)

(از شیخ غلام حسین صاحب امبالکوٹی)

۴

حضرت مسیح موعودؑ اور لفظ نبی

سنئے فرماتے ہیں :-

"یہ عاجز خداوند تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ہوتا ہے اور نبوت کے معنی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ اس میں پائے جائیں" (توضیح مرام ص۱۹)

اب جس جس جگہ حضرت نے اپنے متعلق یا مجددین یا محدثین امت کے متعلق نبی یا رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں وہ اسی تعریف کے مطابق ہیں جو توضیح مرام میں آپ نے فرمائے ہیں اور جس جگہ حضرت محی الدین ابن عربی کے متعلق حوالہ دیا ہے کہ وہ غیر تشریعی نبوت کے قائل تھے۔ اس جگہ وہی مراد ہے جو ہم نے اوپر لکھی ہے اسی لیے حضرت مسیح موعود نے آگے ارشاد فرمایا ہے "مگر ہمارا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت بند ہے"۔ گویا ہر قسم کے احتمالات کا یہاں قلع قمع فرمایا ہے اور یہ آپ کی احتیاط کی حد ہے۔

مولوی صاحب کو مغالطہ کہاں لگا

مولوی صاحب کے مغالطے کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآن شریف اور دیگر مجتہدین اور حضرت مسیح موعود کی اصطلاحات کو گڈمڈ کر دیتے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود نے کئی جگہ فرمایا ہے "ولکل ان یصطلح" حضرت اقدس نے جو بحوالہ ایک غلطی کا ازالہ یہ فرمایا ہے کہ نبی کا شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ محض اپنی اصطلاح کے مطابق ہے اور نہ ایک بار بلکہ بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ محدث پر نبی کا اطلاق جائز ہے (ازالہ اوہام وغیرہ) یس وہ نبی یا شارع نہیں ہوتا ہاں لغوی رنگ میں یا استعارہ اور مجاز کے طور پر ان پر نبی کا لفظ بول دیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی دو عبارتوں میں جو تطبیق دینے کی کوشش کی ہے وہ درحقیقت تطبیق نہیں بلکہ ایک محقق کی نظر میں اُن کی علمی پوزیشن داغدار ہو گئی ہے۔ خواہ مخواہ ایک پہلو بن کر دور از قیاس تاویلیں کرنی طریق حق پسندی نہیں نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا

لفظ نبی سے مراد مجدد اور محدث ہے

جن لوگوں نے حضرت امام کی کتابوں کی مزاولت کی ہے وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ آپ نے محدثین اور مجددین پر استعارہ اور مجاز کے رنگ میں نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور بسا اوقات یہی لکھ دیا ہے کہ اس سے حقیقی نبوت مراد نہیں اس لیے اگر اُن کی نبوت سے انکار کر دیا جائے تو کوئی قباحت لازم نہیں آتی مگر یہ نکتہ مولوی صاحب کی سمجھ میں نہیں آیا اس لیے وہ لکھتے ہیں کہ محی الدین ابن عربی والے حوالے کے مطابق یہ نتیجہ نکلے گا کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک مجدد اور محدث بھی کوئی نہیں آسکتا۔ لاحول ولاقوۃ اتنا خیال نہیں فرمایا کہ مجدد اور محدث کا عہدہ حضرت مسیح موعود نے نہیں بلکہ حضرت نبی کریم صلعم نے وحی الٰہی کی بنا پر مقرر فرمایا ہے حضرت مسیح موعود نے ایک صفت استعارہ اور مجاز کے رنگ میں نہ حقیقی طور پر نبوت کی اپنی طرف سے تجویز کی ہے تو اگر اس مجازی صفت کا انکار کر دیا جائے تو کیا ساتھ ہی حقیقی اور اصلی عہدے کا بھی انکار لازم آئے گا آپ مولوی فاضل کا کورس تو رٹ گئے مگر نتائج کے استنباط میں ہنوز آپ کا دماغ بے بہرہ ہے۔

ایک غلطی کے ازالہ میں لفظ نبی کی تشریح

پھر غلطی کے ازالہ سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے کہ "خدا تعالیٰ کا اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے منجملہ اُن کے وہ نبوتیں اور پیش گوئیاں ہیں جن کے روسے انبیاء علیہ السلام نبی کہلاتے رہے۔ یہاں انبیاء علیہ السلام اور مامورین و مجددین امت میں ایک امر مشترک مانا ہے اور وہ پیشگوئیاں ہیں کیونکہ ہدایت اور شریعت لانے کا تو وہ فریق بھی قائل نہیں اس میں ہم کو کیا انکار ہو سکتا ہے۔ رہا تصفیہ نبی کے لفظ کا تو اس کا حل بھی غلطی کے ازالہ میں موجود ہے غلطی کا ازالہ کیا ہے تین چار ورق کا ایک اشتہار ہے جس میں تصوف کے رنگ میں بعض صوفیانہ اصطلاحات کی تشریح ہے۔ مثلاً ظل۔ بروز اور فنا فی الرسول وغیرہ اور مطلب ان اصطلاحات کا یہ ہے کہ ایک شخص اپنے نبی متبوع علیہ السلام کی کامل اطاعت سے اس کا نام پا لیتا ہے۔

لفظ نبی کا نام پانا

چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ انعکاسی طور پر میں نے نبی کا نام پایا حتی کہ یہ بھی لکھا ہے کہ میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں ہمارے دوست اس قسم کی عبارتوں سے آپ کی نبوت تو نکال لیتے ہیں۔ مگر خاتم الانبیاء تسلیم کرنے سے جھجکتے ہیں ہم نے اس لیے لکھا ہے کہ اُن کی تحریروں اور تقریروں میں غلطی کے ازالہ کی اس تحریر کے مطابق خاتم الانبیاء ہونے کا دعوےٰ حضرت مرزا صاحب کی نسبت میں سنے نہیں سنا۔ اسی غلطی کے ازالہ کے حاشیہ میں آپ نے ایک نکتہ ارقام فرمایا ہے فرماتے ہیں

"یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لا یظہر علی غیبہ کے مطابق ہے محروم رہے"

لفظ رسول سے مراد

اس تحریر میں کل افراد امت تحریر فرمائے ہیں مولوی صاحب نے جس عبارت کی طرف اشارہ فرمایا تھا اس میں بھی وہ وفور امت کے الفاظ آئے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ یہ ایک عام اصول بیان ہو رہا ہے

اس جگہ حضرت مسیح موعود نے آیت کریمہ لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں پیش کی ہے اس میں رسول کے لفظ سے شاید کسی کو غلط فہمی ہو اس لیے ہم دوسری جگہ سے اس آیت کی وہ تشریح کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود نے فرمائی ہے۔

"قرآن شریف میں ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں" (حاشیہ ایام صلح صفحہ ۱۷۱ آئینہ کمالات اسلام)

سید اختر حسین شاہ صاحب کا خط مدیر زمیندار کے نام

(مندرجہ ذیل خط سید اختر حسین شاہ صاحب نے "زمیندار" کے نام لکھا ہے۔ امید ہے کہ اس کو دلچسپی سے پڑھیں گے۔ مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ڈائریکٹر بلڈنگس کارٹ روڈ　　مدیر روزنامہ "زمیندار"

شملہ - ۸ - ستمبر ۱۹۳۶ء　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا افتتاحیہ بعنوان "کیا جاننا ضروری ہے" آج کے "زمیندار" میں پڑھ کر مجھے دو لحاظ سے حیرت ہوئی اول تو اس لئے کہ آپ نے اندھا دھند مخالفت ہی کی بحث کو ترجیح دی ہے دوم آپ نے اپنے قلم کو [illegible] شائستگی سے آزاد کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بدیں وجہ [illegible] آپ کو یہ لکھنے کی جرأت ہو رہی ہے کہ آپ کا سلسلہ مضمون [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کا مکمل جواب لکھوں گا اور [illegible] تنقید کی خاطر آپ کے پاس بھیج دوں گا کیا آپ سے یہ امید کر سکتا ہوں کہ آپ اُسے من وعن اپنے موقر جریدہ میں جگہ دے کر تنقید کو بھی ساتھ ہی درج فرمائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے بہت سے لوگوں کو موازنہ حق و باطل میں آسانی ہو گی۔

آپ کی [illegible] کے لیے یہ بھی عرض ہے کہ میں نے بعثت مجددین کے [illegible] ایک رسالہ لکھ کر ہر ممکن شبہ کے ازالہ کی کوشش کی ہے۔ یہ [illegible] عنقریب شائع ہو گا اور آپ کی خدمت میں ارسال ہو گا۔

سید اختر حسین گیلانی
(مولوی فاضل)
مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

خط و کتابت کا پتہ :-
احمدیہ بلڈنگس - لاہور

طلباء تبلیغی کلاس کا انتخاب

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ انتخاب طلباء تبلیغی کلاس ہر سال ماہ نومبر میں ہوا کرے اور درخواستیں اکتوبر میں آجانی چاہئیں۔ درخواست کنندہ دوست اپنی جماعت کے سیکرٹری کی معرفت درخواستیں ارسال کریں۔

(سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گورنمنٹ کی خوشامد کا الزام

پرکاش کے اعتراضات کا جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از جناب شیخ محبوب عالم صاحب)

ایڈیٹر پرکاش نے اپنے ۹۔ اگست ۱۹۳۶ء کے پرچے میں "زمیندار" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب "امن پسند" اور "غلام فطرت ثابت ہوئے ہیں"۔

فی الحقیقت کسی واقعہ کا کسی شخص سے موازنہ کرنے سے پیشتر اس کے حالات کو بھی دیکھ لینا چاہیئے تصویر کا ایک رخ دیکھ کر ہی فیصلہ کر دینا کسی صاحب فہم و فراست کا کام نہیں ہو سکتا۔ یوں تو حضرت موسیٰ پر بھی اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ وہ کیوں ہجرت کر گئے تھے۔ کیوں انہوں نے فرعون کے مقابل پر تلوار نہ اٹھائی۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کے متقاضی نہ تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خلاف تلوار اٹھاتے۔ وہ بھی تو آخر "فرعونیت" کا انسداد کرنے آئے تھے۔ ان کو بھی حالات کے مطابق عمل کرنا پڑا۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی اس وقت حضرت موسیٰ کو یہ مشورہ نہ دیا کہ آپ فرعون کے مقابل پر صف آرا ہوں۔ دوسری طرف بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ جب انہیں حضرت موسیٰ "جہاد" کے لئے دعوت دیتے تو جواب ملتا کہ "جا موسیٰ تو اور تیرا خدا جا کر لڑو"۔ تو خدا تعالیٰ کو جو عالم الغیب ہے ان تمام حالات کا علم تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ کو وہی مشورہ دیا جو اس وقت کے حالات میں ان کے لئے مفید ہو سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے مقابل پر مسلمانوں کی حالت دیکھئے۔ ان کے لئے کم از کم "ہجرت" کا دروازہ تو کھلا تھا مگر مسلمانوں کے لئے وہ بھی مسدود رہے۔ گذشتہ تجربات اس امر کا ثبوت پیش کر چکے ہیں چنانچہ مسلمانوں نے ہجرت کی۔ لیکن جن ممالک پر ان کا اعتماد تھا خود انہوں نے ان کی حوصلہ افزائی نہ کی اور مسلمانوں کو چار و ناچار واپس آنا پڑا۔ تو حالات ہی کچھ ایسے تھے کہ فلاں شخص نے اس قوم کو جہاد کا کیوں حکم نہ دیا۔ تمام حالات کے مطابق ہے۔

جب اہل اسلام کی حالت پست ہو چکی تھی۔ وہ ذلت اور رسوائی میں پڑے ہوئے تھے ان کا قومی شیرازہ بکھر چکا تھا قبیلی تشتت و افتراق کا دور دورہ تھا نکبت و ادبار ان پر چھایا ہوا تھی وہ غریب اور مفلس تھے۔ ان میں وہ اخلاق اور روحانی سپرٹ موجود نہیں تھی جو انسان کو کسی اعلیٰ مقام پر پہنچا سکتی ہے حکومت کرنے کی صلاحیت دن بدن ان میں کم ہو رہی تھی۔ خدا را تو فرمایئے کہ جو قوم کسی ایک کے ماتحت نہیں تھی جس قوم میں بیسیوں پارٹیاں اور سینکڑوں امیر موجود تھے وہ قوم اس قابل تھی کہ اس کے ہاتھ میں عنان حکومت دے دی جاتی۔ ہمیشہ خلافت الہیہ کے حصول کے لئے مضبوط کیریکٹر اور اتحاد کی ضرورت ہے۔ جو مسلمانوں میں کلیۃً مفقود تھا۔

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں (مسیح موعود)

پھر جب ہندوستانی مسلمانوں کی اس کمزوری کا احساس کرتے ہوئے اگر ایک شخص جہاد کو التوا میں ڈال دیتا ہے تو اس میں اس شخص کا کیا قصور ہے۔ مسیح موعود تو تلوار سے خائف نہیں تھا۔ بلکہ خود مسلمانوں میں اس قدر قوت نہ تھی کہ وہ تلوار کو ہاتھ میں لے کر کامیاب ہوتے۔ مسلمانوں کو تو ایک طرف رکھیئے ایڈیٹر "پرکاش" ہی بتائیں کہ ہندوؤں کے "مہاتما" گاندھی جی کے "عدم تشدد" سے کیا مراد ہے؟ کیا یہ وہی تعلیم نہیں ہے جو حضرت مرزا صاحب نے دی تھی۔ کانگریس بھی تو "سول نافرمانیوں" اور تحریکات "ڈیرازم" (Terrorism) کے نتائج دیکھ چکی ہے۔ اور آخر کار مہاتما گاندھی کو "عدم تشدد" کی پناہ لینی پڑی اور کہا کہ "ملک ابھی اس میدان کیلئے تیار نہیں ہے"۔ یہی وہ "تیاری" تھی جس کو حضرت مسیح موعود کی چشم حقیقت آشنا نے شروع ہی میں سمجھ لیا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

یعنی آپ مسلمانوں میں وہی روح پھونکنا چاہتے تھے جو انہیں کسی بام رفعت پر پہنچا سکے۔ دراصل آپ قوم کو "تیار" کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ مسلمانوں میں اپنے عروج و کمال کو از سر نو زندہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ چونکہ ہندوستان کی حالت مایوس کن تھی اس لئے آپ نے قوم کو جہاد کی ترغیب دینا سراسر مفاد ملی کے خلاف سمجھا۔ دوسرے ممالک میں جہاں مسلمانوں کی حالت اچھی ہے کے لئے حضرت اقدس نے کبھی نہیں کہا کہ وہاں بھی جہاد منسوخ ہونا چاہیئے چنانچہ آپ فرماتے ہیں

دع الجہاد معدومۃ فی ھٰذہٖ الزمن وھٰذہٖ البلاد

علاوہ ازیں ایک دفعہ سید عبدالجبار شاہ ... سابق والئے سوات نے حضرت مرزا صاحب سے دریافت کیا:۔

"حضور آپ نے جہاد ملتوی کیا ہے ہم جو آزاد علاقہ سرحد کے رہنے والے ہیں ہم کیا کریں۔ اگر ہم جہاد نہ کریں تو ہمارے لئے بڑا خطرہ ہے"۔

فرمایا:۔ "انتم اعلم بامور دنیاکم" تم اپنے کاروبار بہتر جانتے ہو

دراصل آپ نے جو طریق کار بتلایا تھا وہ صرف ہندوستان کے خاص حالات کے لئے تھا ... اب یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ کے لئے "جہاد" کو ملتوی قرار دیا جائے۔ بلکہ جب کبھی قوم میں صلاحیت پیدا ہو جائے تو اس کا حق ہے کہ علی الاعلان اپنی آزادی کے لئے جدوجہد کرے لہٰذا مخالفین احمدیت کا یہ الزام کہ حضرت اقدس "غلامی پسند" تھے بالکل باطل ہے۔ مخالفین سلسلہ کو پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لینا چاہیئے کہ ان کی اندرونی حالت کیا ہے اور پھر کسی دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا چاہیئے۔ خود مسلمانوں کے اندر بڑے بڑے غدار لیڈر موجود ہیں جو اپنے ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر ترجیح دے چکے ہیں اور دے رہے ہیں۔ قوم فروشی اور اسلام کشی ایک مہلک بیماری ہے جو اہل اسلام میں سرایت کر چکی ہے اس کے بڑے بڑے ثبوت موجود ہیں۔ جب قوم کا آج یہ حال ہے تو پچاس برس پیشتر کیا ہوگا ؎

حمق آ گیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آ گیا ہے دل میں جلاوت نہیں رہی (مسیح موعود)

حضرت اقدس نے اگر چند کلمات کسی احسان کے اعتراف کے طور پر کہہ دیئے تو اس سے کونسی قیامت آ گئی۔ قطع نظر ان تمام باتوں کے حضرت مرزا صاحب کا ان کلمات کو کہہ دینا یا شائع کرنا خاص وجوہات اور حالات کے ماتحت تھا۔ ایک تو مسلمانوں میں یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ مہدی آئے گا۔ ہاتھ میں تلوار لئے ہوگا۔ پھر جو کافر اسے ملتا جائے گا اسے قتل کرتا جائے گا۔ وغیرہ

ان حالات میں حضرت مسیح موعود کے لئے ضروری تھا کہ آپ اپنی پوزیشن کو واضح کرتے اور اپنے رویے کا کھلے کھلے الفاظ میں اظہار کرتے اور اپنے مشن کا اصل مقصد واضح کر دیتے۔ اس کے علاوہ حضرت اقدس کا کوئی منشا نہ تھا۔ نہ گورنمنٹ کی خوشامد تھا دیکھو چنانچہ آپ اپنے اشتہار مورخہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء میں جو آپ نے مخالفین کے اعتراض کے جواب میں شائع کیا فرماتے ہیں:۔

"اس کا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ ہم نے گورنمنٹ برطانیہ کی کوئی خوشامد نہیں کی۔ صرف وہ الفاظ استعمال کئے ہیں جن کا استعمال کرنا حق اور واجب تھا۔ ہمارا یہ مذہب نہیں کہ دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ کیونکہ یہ منافقوں کا طریق اور بے ایمانوں کا کام ہے۔ بلکہ واقعی طور پر ہمیشہ سے ہمارا یہ اصول و عقیدہ ہے کہ اس گورنمنٹ کا وجود فی الحقیقت ہمارے لئے سراسر رحمت الٰہی ہے۔ کیونکہ بہت سی دینی و دنیوی مشکلات سے اسی گورنمنٹ کے ذریعہ ہم نے نجات پائی ....

..... ہمیں دینی ترقی کی نسبت بھی اس گورنمنٹ سے وہ فوائد حاصل ہوئے کہ ہم اپنے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگے .... ہمیں اس گورنمنٹ کے وقت میں کوئی روکتا نہیں کہ ہم پادریوں کا جواب دیں۔ مگر سکھوں کے وقت میں قطع نظر اس کے کہ کسی مذہب پر حملہ کرنے کے لئے ہمیں اجازت ہوتی۔ ہم اپنے دین کے شعار ظاہر کرنے سے بھی روکے گئے تھے ...

...... کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ جیسا کہ اب ہم عیسائی مذہب کا کمال آزادگی سے رد لکھتے ہیں اور شائع کرتے ہیں۔ ایسا اختیار کبھی سکھوں کے وقت میں بھی ہمیں ہوا تھا۔ کہ ہم ان کے مذہب پر کچھ لکھ سکتے؟ .... ہم سکھوں کے عہد میں ذرا ذرا سی بات پر کھلے جاتے تھے اور بلند آواز سے بانگ نماز دینا سخت جرم سمجھا جاتا تھا۔ اور ایسے شخص کو کم سے کم قید یا ارتکاب سرقہ کی سزا ملتی تھی .... اور اگر اتفاق سے کسی مسلمان سے کوئی زخم گائے کو پہنچ جاتا تھا۔ تو اس کی وہی سزا تھی جو ایک مجرم قتل عمد کی سزا ہوتی تھی"۔

(اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء)

فی الواقعہ سکھوں کے ظلم و استبداد کے زمانے سے (جب کہ اذان دینا جرم اور گائے کو زخم لگانا ایک انسان کے قتل کے برابر تھا) سے گورنمنٹ کا عہد بدرجہا بہتر ہے۔ کیونکہ سلطنت برطانیہ نے کسی مذہب کو بھی تبلیغ و اشاعت کے لحاظ سے اور دوسرے مذاہب پر تنقید و تبصرہ کرنے کے لحاظ سے کبھی نہیں روکا۔ برطانیہ کی حکومت کا دور رجہ سکھوں کی "سکھا شاہی" کے بعد شروع ہوتا ہے۔ فی الواقعہ سکھوں کی ظلم ستانی کے مقابلہ میں قابل تحسین ہے جس شخص نے سکھوں کا "تعصب" بھی دیکھا ہو اور اس کے بعد انگریزوں کی وسیع القلبی بھی ملاحظہ کی ہو وہ ضرور جہاں تک مذہبیات کا تعلق ہے سکھا شاہی کو قابل مذمت

باقی صفحہ پر

شہنشاہ حبش مسجد ووکنگ میں

پرجوش خیر مقدم اور سپاسنامہ

قدیم الایام سے مسلمانان عالم نے اہل حبشہ کے معاملات میں جس خلوص و دلچسپی کا اظہار کیا ہے شاہجہان مسجد ووکنگ میں مورخہ ۲۵ ماہ حال اس کا حقیقی مظاہرہ عمل میں آیا۔ اراکین ووکنگ مسلم مشن نے شیر دل مسیحی شہنشاہ ہیلی سلیسی دائی ملک حبش کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ ملکوب حوادث سو شہنشاہ موصوف خلاق دوجہان کے راسخ العقیدہ اطاعت گذار ہو گئے ہیں۔

پیش آمدہ تقریب کا اہتمام چار ہفتے جاری تھا۔ لنڈن میموریل ہاؤس کے بالمقابل کشادہ میدان گوناگون نباتات سے گلگار ہو رہا تھا وہ شاندار شامیانے استادہ کئے گئے تھے۔ جلسہ کی کارگذاری اور دعوت چاء کے لئے میدان کے بقیہ حصہ میں جابجا خوشنما گلدستے میزوں پر سجائے گئے تھے۔

مدعوئین

مدعوئین کی تعداد چار سو سے متجاوز تھی۔ ان میں اکثر اطراف عالم سے آئے ہوئے مسلم احباب تھے۔ غیر مسلم مرد و زن بھی اس تعداد میں شامل تھے۔ موخر الذکر بالخصوص مدعو تھے۔ عوام کے لئے جو جگہ مقرر تھی۔ اس میں حاضرین کا اس درجہ اژدہام ہوا۔ کہ مجبوراً سیکرٹری مسجد ووکنگ کو مزید جگہ کا بندوبست کرنا پڑا۔

ساڑھے تین بجے شام ہز امپیریل مجسٹی کے۔ ایس۔ احمد۔ ایس۔ اے احمد حاکم اعلیٰ راس کسا اور ہز ایکسیلنسی ڈاکٹر مارٹن وزیر حبشہ کی معیت میں مسجد ووکنگ میں رونق افروز ہوئے۔

بیانسے نوازان

سر آرچی بالڈ کے ہمراہ زرق برق لباس میں ملبوس نے نوانان کی ایک جماعت نے شہنشاہ موصوف کو تحرانہ سلام پیش کیا۔ میموریل ہاؤس سے شامیانہ تک سرخ غالیچہ بچھا ہوا تھا۔ ہز امپیریل مجسٹی خراماں خراماں فرش سے ہوتے ہوئے گذرے۔ سیکرٹری مسجد ووکنگ نے موصوف کا مولوی آفتاب الدین احمد امام مسجد ووکنگ۔ لیڈی ہیڈلے، مادام خالدہ، بوکانن ہملٹن صدر برٹش مسلم سوسائٹی سر عبد اللہ آرچی بالڈ ہملٹن سے تعارف کرایا۔ شہنشاہ موصوف کی خدمت میں سبز ونیلہ سے بندھا ہوا ایک نہایت خوبصورت گلدستہ پیش کیا گیا اس کے بعد حضور شامیانہ میں تشریف لے گئے۔ آنریبل ملک سر فیروز خان نون ہائی کمشنر فار انڈیا نے آپ کا استقبال کیا۔ رسم خیر مقدم اور ممتاز مدعوئین سے مصافحہ کے بعد ہز مجسٹی اور دیگر جملہ حاضرین پر یک گونہ عالم سکوت طاری ہو گیا۔ امام صاحب نے قرآن کریم کی حسب ذیل با موقعہ آیت گرامی کی تلاوت فرمائی۔ قل یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (القرآن) کہہ اے کتاب والو۔ آؤ ہم سمجھوتہ کر لیں۔ کہ ہم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں گے اور کہ ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور یہ کہ ہم میں سے بعض بعضوں کو خدا کے علاوہ اپنے معبود نہیں بنائیں گے لیکن اگر وہ لوٹ جائیں تب کہو اور گواہی دو کہ ہم مسلمان ہیں۔

سپاسنامہ

ما للبدر سر عبد اللہ آرچی بالڈ ہملٹن بارٹ نے سپاسنامہ پیش کیا۔ ہز مجسٹی نے سپاسنامہ کا جواب اپنی ملکی زبان میں مرحمت فرمایا۔ ہز ایکسیلنسی ڈاکٹر مارٹن وزیر حبش نے اس کا تحت اللفظ ترجمہ بہ ہدیہ سامعین کیا۔

ساڑھے چار بجے شام ملحقہ شامیانہ میں دعوت چاء کا اہتمام ہوا۔ شاہی افراد اور مخصوص مدعوئین کی یکجا میہمان نوازی کی گئی۔ شامیانہ میں ایک آراستہ میز سجائی گئی۔

دعوت چاء کے بعد ممتاز مدعوئین کو مسجد ووکنگ میں لیجایا گیا۔ ادائیگی نماز کے بعد ہز مجسٹی کی خدمت میں قرآن کریم کا ایک نسخہ پیش کیا گیا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کی مشہور و معروف تصنیف المشہور بہ نبی کامل بزبان انگریزی کا ایک نسخہ بھی ہدیۃً پیش کیا گیا۔

بعد ازاں شاہی افراد پرجوش نعرہ ہائے تحسین کے درمیان لنڈن کو مراجعت فرما ہوئے۔

کامیاب تقریب

تقریب ہر صورت سے کامیاب ثابت ہوئی۔ خصوصاً غیر مسلم افراد کے دماغ میں اس واقعہ کی یاد ہمیشہ تازہ رہیگی۔ کیونکہ اس سے اسلام کی عالمگیر اخوت کا پورا پورا ثبوت بہم پہنچتا ہے۔ اطراف عالم سے آئے ہوئے مسلمان جن کے اندر مساوات کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ یقیناً اہل مغرب پر ایک گہرا اثر چھوڑ گئے ہیں۔ حاضرین میں لیڈی ہیڈلے، مادام خالدہ بوکانن ہملٹن، سر آرچی بالڈ۔ لیڈی ہملٹن لیڈی بوم فیلڈ، سر ولیم فرائی۔ سر فیروز خان نون۔ کیپٹن ڈی گریبل، مسٹر آن جے۔ پی راپونڈ۔ ڈاکٹر چے۔ ڈبلیو جونس۔ مسٹر و مسز زیدی، مسز وار امپیڈوک یکتھال۔ میجر لک انس۔ مسٹر سراج الدین پراچہ، ڈاکٹر اور مسز شاکر محمدی پروفیسر پوری، ڈاکٹر قریشی اور مس سی ولسن کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

ٹیکسٹ بک انکوائری کمیٹی پنجاب

کی رپورٹ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

گورنمنٹ نے ٹیکسٹ بک انکوائری کمیٹی اس غرض سے مقرر کی تھی کہ وہ صوبہ پنجاب میں تعلیمی نصاب کتابوں کے انتخاب کے سوال کے متعلق تحقیقات کرے۔ کمیٹی مذکور نے اب اپنی رپورٹ شائع کر دی ہے۔ یہ امر واقع ہے کہ سکولوں میں نصاب تعلیم کی کتابوں کے طریق انتخاب [illegible] کے متعلق وسیع پیمانہ پر بے اطمینانی کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ اور مختلف [illegible] ہائے نظر سے اس کے خلاف شدید نکتہ چینی کی گئی تھی۔ لہٰذا [illegible] متعلق کامل تحقیقات ضروری سمجھی گئی۔ یہ معلوم کرنا اطمینان [illegible] کمیٹی مذکور نے نصاب تعلیمی کی کتابوں کے انتخاب کے متعلق [illegible] کافی غور و خوض کیا اور اس باب میں ماہرین تعلیم اور ان [illegible] معلوم کرنے میں بڑی عرقریزی سے کام لیا۔ جن کے [illegible] کتب کا طریق انتخاب بہت اہمیت رکھتا ہے [illegible] تمام پہلوؤں پر نظر غائر ڈالنے کے بعد کمیٹی اس نتیجہ پر پہنچی [illegible] موجودہ اس طریق کو مکمل طور پر بدل دینا نہایت ضروری ہے۔

موجودہ طریق انتخاب کے خلاف [illegible]

رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] سرکاری افسر بلکہ سرکاری ملازمت کے دائرہ [illegible] تعلیمی مجالس و ماہرین تعلیم اور تعلیمی کتب کے ناشروں کے خلاف [illegible] پیدا ہو سکتا ہے امید ہے کہ جو طریق کمیٹی مذکور نے اب تجویز [illegible] سے حریف فریقوں کے مابین ناگوار مقابلہ کافی پیمانہ پر گھٹ [illegible] اور سرکاری افسران دیگر اصحاب ناجائز منافع کے حصول [illegible] اور رشوت ستانی کے الزامات سے محفوظ ہو جائیں گے۔ پنجاب (وزارت تعلیم) [illegible] مجوزہ تجویز کا خیر مقدم کیا ہے جس سے رشوت ستانی کے مواقع دور ہو جائیں گے۔ اور سرکاری افسر ناجائز الزام تراشی کا تختہ مشق نہیں بنیں گے۔

موجودہ طریق عمل میں رد و بدل۔

گورنمنٹ نے [illegible] بورڈ کی بیشتر تجاویز منظور کر لی ہیں لیکن کتابوں کے طریق انتخاب [illegible] لیا ہے۔ گورنمنٹ اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہے کہ کتابوں [illegible] متعلق رازداری سے کام لینا نہایت مشکل ہے لہٰذا [illegible] مکمل رازداری کی کوشش غالباً کامیاب نہیں ہوگی [illegible] تبصرہ نگاروں کی خفیہ فہرست کی بجائے یہ بہتر ہوگا کہ ایسے اشخاص کو تبصرہ نگار مقرر کیا جائے جن کی دیانتداری و شہرت شک و شبہ سے بالاتر ہو۔ [illegible] ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم تین لائق اور قابل اعتماد تبصرہ نگاروں [illegible] کا انتخاب کرے جن کا کام یہ ہوگا کہ وہ مختلف اقسام میں سے ہر قسم کی کتابوں [illegible] کریں جو پبلشر تبصرہ نگاروں کے پاس سفارش لے جانے کی کوشش کریں گے ان کی شائع شدہ کتابیں چند سال کے لئے منظور شدہ کتابوں کی فہرست میں شامل نہیں کی جائیں گی۔

یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے جو میعاد شروع ہوگی اس کے لئے کتابوں کا پہلا انتخاب منظور شدہ کتابوں کی موجودہ فہرست میں سے کیا جائیگا اس کے علاوہ کوئی ایسی اور کتاب بھی اس فہرست میں شامل کر دی جائیگی جس کے متعلق مشاورتی بورڈ فیصلہ کر دے کہ اسے ماہرین کے روبرو پیش کر دیا جائے۔ کسی کتاب کو منظور نہیں کیا جائے گا۔ تاوقتیکہ تینوں تبصرہ نگاروں کے متعلق متفق الرائے نہ [illegible] ماہرین کی رائے قطعی ہوگی۔ اور صاحب وزیر و ڈائرکٹر یا مشاورتی بورڈ کی طرف سے اس میں کوئی ترمیم نہ ہوگی۔ پانچسالہ نظر ثانی کے مواقع پر جو کتابیں عہدہ طریق پر منظور شدہ فہرست میں شامل کی جائیں گی۔ نیز بعد کو وہ نئی کتابیں جو پہلے انتخاب یا بعد کو نظر ثانی کے موقع پر پیش نہیں کی گئیں۔ صرف انہی پر غور کیا جائے گا۔ اس طرح انتخاب کے لئے صرف یہ امر ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ کہ کیا کوئی کتاب اپنی خوبی کی بنا پر اس قابل ہے کہ اسے فہرست پر کسی اور کتاب کی جگہ جو وہاں درج ہو شامل کر دیا جائے۔ اگر نئی کتابیں کثیر تعداد میں پیش کی گئیں تو گورنمنٹ ان کو ماہرین کے سامنے پیش کرنے سے پہلے ان کے متعلق ابتدائی انتخاب سے کام لے سکتی ہے

ٹیکسٹ بک کمیٹی کو خراج تحسین۔

ٹیکسٹ بک کمیٹی کو موجودہ صورت میں منسوخ کرنے کی جو تجویز تحقیقاتی کمیٹی نے پیش کی تھی۔ حکومت نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے ٹیکسٹ بک کمیٹی کے سالہاسال کی نمایاں خدمات کے متعلق خراج تحسین ادا کیا ہے۔ ٹیکسٹ بک کمیٹی کی توجہ صرف تعلیمی کتب تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ یہ دیگر اہم تعلیمی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی رہی ہے اس نے کتابوں کی تالیف و تصنیف کے سلسلہ میں غیر سرکاری اصحاب اور نشر و اشاعت کے کاروبار کی حوصلہ افزائی کی ہے اور اس نے اپنے تعلیمی لٹریچر کے بلند معیار کو ہمیشہ قائم رکھا ہے۔ ان خدمات کیلئے صوبہ ٹیکسٹ بک کمیٹی کا ممنون احسان ہے جہاں تک نئے مشاورتی بورڈ کا تعلق ہے امید ہے کہ ترمیم شدہ نظام ترکیبی نہ صرف کارگذاری کے لحاظ سے بہتر ثابت ہوگا۔ بلکہ یہ عوام کی آراء و افکار کے زیادہ قریب آ جائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۶)

[illegible] برطانیہ کو ناقابل تسخیر قرار دے کر کہا ہے

حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف

از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است

اسی لحاظ سے حضرت مسیح موعود نے بھی انگریزی حکومت کی [illegible] صاحب حق و انصاف لوگوں کا ہمیشہ یہی قاعدہ رہا [illegible] برائی کی مذمت کرتے ہیں اور ہر نیکی اور مفید کام کی [illegible] ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اگر حکومت برطانیہ کی تعریف کی ہے تو صرف اس نقطۂ نظر سے کہ مذہب کے معاملے [illegible] ہر مذہب کو آزادانہ طور پر تبلیغ کرنے کی اجازت دی [illegible] مذہب ... [illegible] یا گورنمنٹ کا [illegible] اب حضرت مسیح موعود کی مندرجہ بالا تحریر [illegible] کوئی ذی ہوش آدمی بھی نہیں نکال سکتا کہ آپ نے [illegible] کی ہر بات کو صحیح قرار دیا ہے بلکہ جو خوبی آپ نے دیکھی [illegible] کر دی ہر ایک بات کے آپ ذمہ دار نہیں۔

[illegible] ان حالات کے ہوتے ہوئے ایڈیٹر پرکاش کا حضرت [illegible] کرنا کہ آپ غلامی حضرت اور محکومی پسند تھے واقعات [illegible] بالکل برعکس ہے۔ حضرت اقدس نے صرف ایک پہلو کر [illegible] گورنمنٹ کی تعریف کی ہے ہاں اگر یہ کہا جائے [illegible] کی طرف سے تھے تو کیوں آپ نے حضرت موسٰی [illegible] قوم کے تسلط سے نجات نہیں دلائی۔ سو اس کے [illegible] کیا جا چکا ہے کہ ہر پیغمبر اور مامور کو حالات [illegible] ہے۔ یوں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ اگر اللہ تعالیٰ کے رسول تھے [illegible] اور ہجرت کرنے کی کیوں ضرورت پیش [illegible] کرشن مہاراج پر پانا کی طرف سے تھے [illegible] لینے کی کیا حاجت تھی اور در پیش [illegible] پر پانا جو سرو شکتیمان ہے بغض کے [illegible] اصل یہ زبردست ٹھوکر ہے۔

[illegible] نامی ناشر جی آف پرکاش [illegible] اختیار کرتے ہیں اور اللہ [illegible] ان کو اس مسلک پر چلا [illegible] ان کو منزل مقصود کی طرف [illegible] ہے حضرت مسیح موعود نے [illegible] اور ہنرو کی طرح [illegible] کر دیا ہوتا تو میرے [illegible] میں جو مسلمان آج موجود ہیں وہ بھی نہ ہوتے لیکن آپ [illegible] اسلام کی مایوس کن صورت خوب اچھی طرح [illegible] کرایا تھا۔ آپ جانتے تھے کہ حیا بعث کا اعلان [illegible] صورت کا پیغام ہے۔ اس لئے آپ نے یہی قدم اٹھایا [illegible] اور آخر گاندھی جی کو بھی اسی مسلک عدم تشدد کی [illegible] پڑی اور عملاً اعتراف کرنا پڑا کہ فی الاصل جو حضرت [illegible] صاحب نے فرمایا ہے وہی صحیح ہے یعنی سب سے بیشتر [illegible] کیریکٹر پیدا کرنا ہے جو انسان کو بلند سے بلند مقام پر [illegible] سکتا ہے۔ ع

تیز کرنے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر

رفتار عالم

ہندوستان

—— لاہور ۱۵ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب نے انجمن اسلامیہ کو مسجد شاہ چراغ کا قبضہ دیدیا ہے۔ یہ مسجد مال روڈ پر پوسٹ آفس اور ہائیکورٹ کے درمیان واقع ہے اور اس کی جائداد کا اندازہ لاکھوں لاکھ کا بتایا جاتا ہے۔

—— لاہور ۱۵ ستمبر۔ چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے میاں سر فضل حسین مرحوم کی جگہ آنریبل سر چودھری شہاب الدین وزیر تعلیمات کو پنجاب یونیورسٹی کا فیلو نامزد کیا ہے۔

—— شملہ ۱۴ ستمبر۔ لکھنؤ میں ۷ اور ۸ دسمبر کو آٹھ صنعتوں کی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے اس کانفرنس میں مرکزی اور صوبجاتی حکومتوں کے اور ریاستوں کے نمائندے شامل ہوں گے۔ صوبجات متحدہ کی حکومت کی طرف سے جس صنعتی اور زرعی نمائش کا اعلان کیا گیا تھا وہ ۵ دسمبر کو لکھنؤ میں ہوگی۔ اس نمائش میں تجارتی زرعی اور آبپاشی کے انتظامات اور ترقی کی تصاویر پیش کی جائیں گی۔

—— کلکتہ ۱۴ ستمبر۔ مس بینی گھوش ایک مشہور تیراک، ۱۲ ستمبر کو بمبئی روانہ ہو رہی ہیں۔ آپ ایلیفنٹا راک سے گیٹ آف انڈیا تک تیرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ آپ کے ہمراہ مسٹر پرفلا گھوش بھی ہوں گے۔ جو قوت برداشت کے لحاظ سے مشہور ترین تیراک ہیں اور مس بینی گھوش کے استاد ہیں۔

—— راولپنڈی ۱۳ ستمبر۔ پونے بارہ ہزار کے مجمع میں مولانا بخش صاحب خطیب، اور مولوی محمد اسحاق صاحب مانسہروی نے جوش سے بھرے ہوئے مجمع کو صبر اور پرامن رہنے کی ہدایت فرمائی۔ موخر الذکر نے دوران تقریر میں کہا کہ گوپال داس جس نے سردار دو جہان صلعم کی توہین کی ہے وہ اسی دن سے نادم ہے اور معافی مانگتا ہے۔ اسلام ایک وسیع النظر مذہب ہے جس میں معافی ہو سکتی ہے۔ میں نے کسی حالت میں شاتم رسول کے لئے قتل کا فتویٰ نہیں دیا۔ ہندوستان میں شاتم رسول کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ حکومت غیر اسلامی ہے۔

—— الہ آباد ۱۴ ستمبر۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے بنگال پراونشل کانگرس کمیٹی کو ایک مکتوب ارسال کیا ہے جس میں کانگرس کے انتخابی اعلان کو بنگال کانگرس کی مجلس منتظمہ نے جو معنی پہنائے ہیں اس سے اختلاف کیا گیا ہے۔ پنڈت جی نے استفسار کیا ہے کہ کیوں کمیونل ایوارڈ کے متعلق بنگال کانگرس نے مرکز کے فیصلہ کے خلاف ایسا رویہ اختیار کیا ہے۔

—— رانچی ۱۴ ستمبر۔ چھوٹا ناگپور میں زبردست بارش کی وجہ سے اضلاع گیا اور شاہ آباد میں گرانڈ ٹرنک روڈ میں شگاف پڑ گئے ہیں۔ ضلع گیا کے تمام دریاؤں میں زبردست طغیانی آئی ہوئی ہے نوادہ روڈ پر چھ فٹ پانی کھڑا ہے۔

—— دہلی ۱۴ ستمبر۔ برطانی اور امریکن مہم نے ہمالیہ کی مشہور و معروف چوٹی نندا دیوی کو سر کر لیا ہے۔ چوٹی ۲۵ ہزار ۶۶۰ فٹ بلند ہے اس سے پیشتر آج تک اس چوٹی پر کوئی آدمی نہیں پہنچ سکا تھا۔ وائسرائے ہند نے اس کامیابی پر مہم کے ارکان کے نام مبارکباد کا تار ارسال کیا ہے

—— سرینگر ۱۴ ستمبر۔ فارسٹ ریگولیشن کے نفاذ کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے تین ہزار اشخاص کا ایک جتھہ سرینگر جا رہا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ گذشتہ سال بھی اسی علاقہ میں ہلچل پیدا ہو گئی تھی جو سری کلریکب کنسر ویٹر جنگلات کی مداخلت سے ختم ہو گئی تھی۔

ممالک خارجہ

—— شنگھائی ۱۴ ستمبر۔ گذشتہ شب شہر سان ساسٹن پر جرنیل مولا کی فوجوں کی فتح ہو گئی۔ سرکاری فوج کو بری طرح شکست ہوئی ہے۔ حکومت کے حامیوں نے شہر خالی کرنا شروع کر دیا ہے اور باغی کل تک شہر پر مکمل طور پر قابض ہو جائیں گے۔

—— برگوس ۱۴ ستمبر۔ باغی فوج نے میڈرڈ کی طرف مزید دس میل کا علاقہ فتح کر لیا ہے۔ کل کے معرکہ میں باغیوں نے سرکاری فوج کے دس طیاروں کو طیارہ شکن توپوں کے فیروں سے گرا کر تباہ کر دیا۔

—— حیفا ۱۴ ستمبر۔ جبل کرمیل کے دامن میں انگریزی فوج اور عربوں کی ایک زبردست حملہ آور جماعت کا مقابلہ ہوا جس میں ایک برطانوی سارجنٹ ہلاک ہو گیا۔ کل عرب ہائی کمیٹی کے ایک وفد نے ہائی کمشنر سے ملاقات کر کے اس کے روبرو برطانیہ کی اس حکمت عملی کے متعلق ایک عرضداشت پیش کی جو فلسطین کے متعلق اختیار کی گئی ہے۔

—— میڈرڈ ۱۴ ستمبر۔ القیصر میں قریباً ایک ہزار مرد عورتیں اور بچے محصور ہیں۔ جو سرکاری فوج کے خلاف لڑ کر خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا عہد کر چکے ہیں۔ انہوں نے سرکاری فوج کو ایک پیغام بھیجا ہے کہ وہ قلعہ میں ایک پادری بھیج دیں۔ کیونکہ وہ عیسائیوں کی طرح مرنا چاہتے ہیں۔ یہ درخواست منظور کر لی گئی۔ اور پادری کے اندر داخل ہوتے ہی گولہ باری شروع کر دی گئی۔

—— میڈرڈ ۱۴ ستمبر۔ خاص جنگی کمیٹی نے حکومت کی درخواست پر مزید تیس دنوں کے لئے میڈرڈ میں مارشل لاء کا نفاذ کر دیا ہے۔ یہ اقدام موجودہ خطرات کے پیش نظر کیا گیا ہے۔

—— روما ۱۴ ستمبر۔ مسولینی نے اعلان کیا ہے کہ اطالوی افواج کی تعداد اور اسلحہ کی مقدار میں معتد بہ اضافہ کر دیا جائے گا۔ جنگ حبشہ کے وقت اطالوی فوج قریباً ۱۲ لاکھ تھی۔ اب آدھی رہ گئی ہے حبشہ میں ایک لاکھ پچاس ہزار فوج رہے گی۔ جس میں دس ہزار اطالوی چالیس ہزار ایری ٹیرین اور ۲۵ ہزار عسکری ہوں گے۔

—— نیورمبرگ ۱۴ ستمبر۔ پرسوں ہر ہٹلر نے خارجہ حکمت عملی کے سلسلہ میں اہم ترین اعلان کر دیا۔ جبکہ جرمنی کے ہر حصہ سے تقریباً پانچ لاکھ نفوس نے زیلین فیلڈ میں جمع ہو کر سنا۔ اس کے بعد رات کی تاریکی میں ہزاروں زبردست برقی شمعوں کی روشنی آسمان پر ایک ہی نکتہ پر مرکوز کر دیں اور ہزاروں آدمی نازی جھنڈے لیکر جلوس کی صورت میں گزرتے رہے۔

—— حیفا ۱۴ ستمبر۔ دامن کوہ دل میں عرب کے ایک جیش سے برطانوی فوج کی جنگ ہوئی۔ ایک برطانی سارجنٹ ہلاک ہوا۔ پانچ مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔

—— لندن ۱۴ ستمبر۔ جرمن کروزر اور ہیراگ اور تباہ کن جہاز تسیجو پرتگال کو روانہ ہو گئے ہیں۔

—— لندن ۱۴ ستمبر۔ برطانیہ اور ترکی کے درمیان تجارتی اور تجارت سے متعلقہ رقموں کے معاہدہ پر ۲ ستمبر کو دستخط ہو چکے ہیں۔ اس جدید معاہدے کی شرائط پر ۷ ستمبر سے تعمیل شروع ہو گی۔

—— برگوس ۱۴ ستمبر۔ میڈرڈ پر تین اطراف سے حملہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور جب باغیوں کے جنگی کالم تمام طیاریاں کر لیں گے۔ میڈرڈ پر آخری یلغار کر دی جائے گی۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ ... قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

نوائے ما بنہر سعید خواہد بود — نقش قدم نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۴ — لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ یکم رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۶۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن میں علمی و عملی تکمیل کی ہدایت ہے

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے چنانچہ اھدنا الصراط میں تکمیل علمی کی طرف اشارہ ہے اور تکمیل عملی کا بیان صراط الذین انعمت علیھم میں فرمایا کہ جو نتائج اکمل اور اتم ہیں وہ حاصل ہو جائیں۔ جیسے ایک پودا جو لگایا گیا ہے جبتک پورا نشوونما حاصل نہ کرے اس کو پھل پھول نہیں لگ سکتے۔ اسی طرح اگر کسی ہدایت کے اعلیٰ اور اکمل نتائج موجود نہیں ہیں وہ ہدایت مردہ ہدایت ہے جس کے اندر کوئی نشوونما کی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ جیسے اگر کسی کو وید کی ہدایت پر پورا عمل کرنے سے کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ ہمیشہ کی مکتی یا نجات حاصل کریگا اور کیڑے مکوڑے بننے کی حالت سے نکل کر دائمی سرور پالیگا تو اس ہدایت سے کیا حاصل۔ مگر قرآن شریف ... ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنیوالا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اعمال صالحہ جو قرآنی ہدایتوں کے موافق کئے جاتے ہیں وہ ایک شجر طیب کی مثال پر جو قرآن شریف میں دی گئی ہے بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی حلاوت اور ذائقہ ان میں پیدا ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اپنے ایمان میں نشوونما کا مادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا ایمان مردہ ہے تو اس پر اعمال صالحہ کے طیب اشجار کے بار ور ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں صراط الذین انعمت علیھم کہکر ایک قید لگا دی ہے۔ یعنی یہ راہ کوئی بے ثمر اور حیران اور سرگردان کرنے والی نہیں ہے۔ بلکہ اس پر چل کر انسان بامراد اور کامیاب ہوتا ہے اور عبادت کیلئے تکمیل عملی ضروری شے ہے ورنہ وہ محض ایک ... ہوگا۔ کیونکہ درخت اگر پھل نہ دے خواہ وہ کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو مفید نہیں ہو سکتا

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۸ تقریر ۱۹ جنوری ۱۸۹۶ء)

مسلم ہوسٹل

کے قیام کا مقصد

احباب جماعت نے مسلم ہوسٹل کا بوجھ صرف اس غرض کے لئے برداشت کیا کہ جماعت کے نوجوان ایک جگہ اکٹھے رہیں ان کے آپس میں تعلقات مستحکم ہو جائیں اور دینی ماحول میں ان کی تربیت ہو تا کہ بعد میں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمات دین میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لیں۔ قوم اور انجمن نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ کیا نوجوان اس بارہ میں خاموش رہینگے؟ چاہیئے کہ جماعت کے تمام نوجوان اپنی قوم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مسلم ہوسٹل میں رہائش اختیار کریں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی اپنے ہمراہ ہی ہوسٹل میں لائیں۔ تا کہ ان کے دلوں سے سلسلہ احمدیہ کے متعلق غلط فہمیاں دور ہوں اور جماعت ترقی پکڑ سکے ہم توقع کرتے ہیں کہ نوجوان ضرور اپنے بزرگوں کی اس نیک خواہش پر لبیک کہیں گے۔

خاکسار
عبد الحق سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل

مسئلہ نبوت کے متعلق قادیانیوں کے مغالطے

نئے یا پرانے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے (مسیح موعود)

(از شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۵)

طریق حق کیا ہے؟

طریق حق یہ ہے کہ ان سب مقامات کو ملا کر فیصلے کی راہ پیدا کی جائے جب یہ طریق اختیار کیا جائے گا۔ تو یقیناً فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا۔ اسی اصول کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے صراط الذین انعمت علیہم کا مفہوم سمجھنے میں مولوی صاحب نے غلطی کھائی ہے ہم اس آیت کی تشریح کی بابت دیگر مقامات سے پیش کرتے جو ان کے مطلب کے صریح خلاف ہیں مگر چونکہ عبارت کا نقل کرنا بہت کچھ طوالت موجب ہے اس لئے ہم چند حوالجات پر اکتفا کرتے ہیں۔

ازالہ اوہام ص ۔۔۔ شہادۃ القرآن ص ۵۳ ایام الصلح ص ۱۶ حمامۃ البشریٰ ص ۔۔۔ تحفہ گولڑوی ص ۱۱۲ حقیقت الوحی ص ۔۔۔ البدر ص ۳۱ اربعین ص ۱۶ ایک غلطی کا ازالہ چشمہ مسیحی ص ۔۔۔

زرع ص ۔۔۔

ایک غلط استدلال

ازالہ کی زیر بحث عبارت سے جو نتائج آپ نے اخذ کئے ہیں وہ غلط بے تعلق اور غیر معقول ہیں۔ فرماتے ہیں (۱) پہلے نبی نبوتوں کی وجہ سے نبی کہلائے نہ کہ شریعت لانے کی وجہ سے۔ گویا ہے کہ نبی صرف پیشگوئیاں کرنے آتے ہیں ہدایت، شریعت ۔۔۔ معاشرتی، اخلاقی اور روحانی تعلیم و تربیت سے ان کو کچھ سروکار نہیں ۔۔۔ (۲) یہ نبوتیں اور پیشگوئیاں اس امت کو بھی ملنے کا وعدہ ۔۔۔ آپ ۔۔۔ جو وعدہ ہے وہ کہاں گیا اور اس کی کیا تشریح ہے ۔۔۔ غیب کا دروازہ بجز نبی اور رسول کے دوسروں پر بند ہے اس ۔۔۔ مجددین اور محدثین اور اولیائے امت کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے ۔۔۔ انعمت علیہم کی تفسیر نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے (۳) ۔۔۔ نبی کا ہونا ضروری ہے موہبت ہے اگر موہبت ہے تو ۔۔۔ ہے کہ اب نبوت اطاعت سے ملیگی نیز ۔۔۔ کی تعریف ۔۔۔ لکھا ہے کہ اب صرف فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے ۔۔۔ فی النبی کے کیا معنی؟ غرض ایک عبارت سے بے شمار نتائج پیدا کئے جاتے ہیں۔ مگر حقیقت میں سب بے سود ہیں۔

غیر متعلق عبارت کا پیش کرنا درست نہیں

ہم نے گذشتہ مضامین میں حضرت مسیح موعود کی کتب کی رو سے نبی کی تعریف بتلائی تھی۔ مولوی صاحب نے اس پر اپنے خیالات کا اظہار نہیں فرمایا البتہ ایک بے تعلق عبارت اخبار بدر ۔۔۔ پیش کر دی ہے یہ طریق انصاف نہیں کہ ہمارے پیش کردہ حوالوں کو چھوا بھی نہ جائے اور کوئی غیر متعلق عبارت سامنے رکھ کر اس پر گفتگو شروع کر دی جائے۔ اور مولوی صاحب یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے متعدد مقامات پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کوئی شریعت نہیں لائے۔ اگر ضرورت ہوئی۔ تو وہ اس قسم کے حوالجات پیش کرنے کو تیار ہیں۔ میری طرف سے ان کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ اس قسم کی عبارتیں پیش کرنے کی تکلیف نہ فرماویں۔ میں بموجب نص صریح قرآن کریم اس پر ایمان لاتا ہوں۔ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم اور اگر کوئی ایسی عبارتیں ہوئی بھی تو میں ان کو نہیں مانتا میں قرآن شریف کی تعلیم کے مطابق اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کوئی کتاب لائے تھے انی عبد اللہ اتنی الکتاب اس پر شاہد ناطق ہے اور آپ کو بھی اسی ایمان کی دعوت دیتا ہوں

بے دلیل دعوے

بعض جگہ آپ دلائل سے بے نیاز ہو کر صرف سادگی سے ایک بے دلیل دعویٰ کو منوانا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

غیر مبائعین حضرت مسیح موعود کو محدث اور مجدد مانتے ہیں اور نبی غیر تشریعی سے مراد محدث اور مجدد لیتے ہیں۔ پس اگر غیر تشریعی نبی بے مصرف وجود ہے تو کیا خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے نعوذ باللہ ایک بے مصرف وجود بھیجدیا۔

مجدد کو بے مصرف آپ نے محض سادگی کی وجہ سے لکھدیا ہے تجدید دین کے لئے خدا تعالےٰ نے ایک عہدہ مقرر فرمایا ہے جس کو مجدد کہتے ہیں۔ مگر جس نبوت کے آپ قائل ہیں۔ اس کی ڈیوٹی بھی آپ تجدید دین ہی بتاتے ہیں جو ایک مجدد کی ڈیوٹی ہے۔ اس صورت میں آپ غور کریں کہ مجدد تو بے مصرف نہ ہوا۔ آپ کا نبی بے مصرف ہوا۔ اور چونکہ مجدد کو خدا تعالےٰ کی طرف سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے استعارۃً نہ حقیقتاً اگر اس کو نبی کہدیا جاوے۔ تو کیا۔ اور نہ کہا جاوے تو کیا۔ دراصل تو وہ موہبت ہے مجددیت کے مقام سے تو وہ کسی صورت میں علیحدہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود کے الہامات میں لفظ نبی کا استعمال

اور آپ کا یہ لکھنا کہ اگر حضرت مسیح موعود مجدد ہی تھے نبی نہ تھے۔ تو خدا کو کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ اس نے بار بار نبی کے نام سے پکارا اس اعتراض کو سمجھنے کے لئے میں آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے ایک حوالہ سناتا ہوں۔ جس سے اس وہم کا بخوبی ازالہ ہوتا ہے۔ خوب توجہ سے سنئے۔ فرماتے ہیں۔

"لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا نبی کا میری نسبت آیا ہے ۔۔۔۔۔ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے ۔۔۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے لفظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبیؐ سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے۔ جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔" (انجام آتھم ص ۲۷، ۲۸)

اس حوالے میں حضرت مسیح تو ایک طرف ہیں۔ دیگر اولیائے امت کے الہامات میں بھی خدا کی طرف سے نبی اور رسول کے الفاظ کا استعمال پایا جاتا ہے پس میں آپ کے اعتراض کی بنا پر پوچھتا ہوں کہ خدا کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اس نے ان بزرگوں کو جو نبی نہ تھے نبی کے نام سے پکارا۔ جو جواب آپ دیں گے۔ وہی ہمارا سمجھ لیجئے۔

حقیقت الوحی کا ایک حوالہ

آپ نے حقیقۃ الوحی ص ۹۵ سے ایک الہام نقل کیا ہے جس کی اصل عبارت میں تو یہ الفاظ نہیں مگر ترجمہ میں آپ نے لکھا ہے "یعنی منصب نبوت ان کو بخشتا ہے"۔ اس سے آپ حضرت مسیح موعود کی طرف وہ نبوت منسوب کرتے ہیں۔ میں نے ابھی آپ کا ایک حوالہ اوپر نقل کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کے الہامات میں لفظ نبی اور رسول کے آ جاتے ہیں مگر وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ مگر زیر بحث حوالہ میں جو الہام درج ہے اس میں تو نبی کا لفظ بھی نہیں ہے۔ ہاں ترجمہ میں یہ لفظ دیکھ کر آپ ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ اس ٹھوکر سے بچنے کے لئے میرے پیش کردہ حوالے کے الفاظ پر نظر فرمائیں۔

مولوی صاحب کی نئی منطق

مولوی صاحب کا ارشاد ہے کہ ظلی، بروزی، امتی، مجازی وغیرہ اصطلاحات اقسام نبوت کو سمجھانے کے لئے ہیں یعنی پہلے انبیاء براہ راست نبی بنتے تھے اور اب متابعت سے نبی ہوں گے اس کے جواب میں گذارش ہے کہ یہ تعریف نہ قرآن شریف میں ہے نہ حدیث میں اور نہ ہی سابقہ انبیاء نے ایسا فرمایا ہے۔ ہم نے پہلے بھی گذارش کی تھی کہ اگر ایک وقت تک براہ راست نبوت عطا ہوتی تھی تو یہ تعریف یا تشریح انبیاء سابقہ کو کرنی مناسب تھی اور پھر ان کو بھی اپنی نبوت کی کچھ اصطلاحات مقرر کرنی چاہیئے تھیں۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور چونکہ قرآن شریف کے بعد ایک نیا دور نبیوں کا شروع ہونے والا تھا۔ اس لئے ان اصطلاحات کو اگر وہ خود یا حضرت نبی کریمؐ بیان فرماتے تو نہایت انسب تھا۔ چونکہ وہاں یہ خیال پیدا نہیں ہوا اس لئے اس کی کوئی اصلیت نہیں پائی جاتی۔ اگر لوگوں میں غلط فہمی کا گمان تھا جیسا کہ مولوی صاحب نے لکھا ہے تو سب سے پہلے قرآن شریف کو اس غلطی کی اصلاح کی ضرورت تھی اس کے برعکس آپ کا یہ ارشاد کہ عقلمندوں کے لئے ان اصطلاحات کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے یہ ایک مضحکہ خیز بیان ہے۔ اگر ان اصطلاحات کا ذکر ہے تو آپ پیش کیوں نہیں کرتے آپ الفاظ پیش کر دیجئے ہم بلا بحث تسلیم کر لیں گے۔ غضب ہے ایک طرف آپ لکھتے ہیں کہ عقلمندوں کے لئے ان اصطلاحات کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور چند سطور اس سے آگے چل کر یہ بھی لکھدیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک چونکہ سب نبی نبی ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ نبی کی اصطلاح کو تشریح الفاظ کے اضافہ کے ساتھ استعمال نہیں فرمایا ۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۴　　یوم شنبہ یکم رجب ۱۳۵۵ ہجری　　نمبر ۶

بعثت مجددین

مدیر "زمیندار" کے خیالات پر تبصرہ

(۲)

گذشتہ نمبر میں ہم نے بعثت مجددین کے متعلق اخبار "زمیندار" کے نقطہ نگاہ کی رد سے لکھا تھا۔ اب اس مضمون میں یہ دکھانا مقصود ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو نقطہ نگاہ حدیث مجدد کے متعلق پیش کیا۔ آیا وہ بزرگان سلف سے کوئی علیحدہ چیز ہے یا بعینہ وہی ہے۔ اور اس کے مقابل جو تاویلات اس زمانہ کے مسلمان حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پیش کر رہے ہیں۔ ان کی تائید بزرگان سلف سے کہاں تک ہوتی ہے۔

ابوداؤد کی حدیث مجدد کے الفاظ یہ ہیں۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو اس کے لئے دین کی تجدید کریگا۔ امام سیوطی نے مرقاۃ صعود میں اس حدیث کے بارہ میں لکھا ہے کہ اتفق الحفاظ علیٰ صحتہ یعنی حدیث کے حافظ اس کی صحت پر اتفاق رکھتے ہیں متقدمین میں سے حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے مدخل میں اس کا ذکر کیا ہے متاخرین میں سے ابوالفضل عراقی اور ابن حجر اس کی صحت کے قائل ہیں حافظ ابن عساکر نے اس حدیث کی صحت کو مان کر لکھا ہے کہ اس حدیث سے ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ثابت ہے۔ ہمارے قریب کے زمانہ میں حضرت احمد سرہندیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس کی صحت پر گواہی دی ہے۔

یہ کہنا کہ مجدد کو اللہ تعالیٰ خود مبعوث نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی خدمات دین کی وجہ سے خود لوگ اسے مجدد کہنا شروع کر دیتے ہیں یہ الفاظ حدیث کے ساتھ تمسخر ہے۔ اس کے خلاف حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ کنت قال البستنی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتھت بی دورۃ الحکمۃ یعنی جب میرے سلسلہ حکمت کا دورہ کمال کو پہنچ چکا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مجددیت کا خلعت پہنایا۔ پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ فھمنی ربی جل جلالہ انا جعلناک امام ھذہ الطریقۃ .... ما اھل المغرب واھل المشرق کلھم رعیتک وانت سلطانھم علموا اولم یعلموا فان علموا فازوا وان جھلوا خابوا (تفہیمات الٰہیہ) یعنی میرے رب جل جلالہ نے مجھے مطلع فرمایا کہ ہم نے تم کو اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے ....
.... پس اہل مغرب و اہل مشرق سب تمہاری رعیت ہیں اور تم ..
ان کے بادشاہ ہو۔ خواہ وہ تم کو جانیں یا نہ جانیں۔ پس اگر جانیں گے. کامیاب ہو جائیں گے اور اگر جاہل رہیں گے تو ناکام رہیں گے۔

حضرت شاہ صاحبؒ سے پہلے مجددؒ نے بھی یہی لکھا ہے کہ مجدد آنست کہ ہر چہ دراں مدت از فیوض بہ امتاں برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بودند و بدلا و نجبا باشند" یعنی مجدد وہ ہے کہ اس زمانہ میں جس قدر فیض امتوں کو پہنچتا ہے وہ اس مجدد کے توسط سے پہنچتا ہے۔ خواہ اس زمانہ کے قطب اور اوتاد اور ابدال و نجبا بھی ہوں۔ ان حوالجات سے ثابت ہے کہ مجدد اللہ تعالیٰ کے حکم سے مبعوث ہوتا ہے۔ وہ علوم و معارف قرآنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل کرتا ہے اور اس کی مثال روحانی سلطان کی طرح ہوتی ہے اور اس کے زمانہ کے دوسرے اولیاء اللہ بھی اسی کے توسط سے فیض پاتے ہیں۔ اب اگر بقول ہمارے معزز ہمعصر کے ہر شخص کو جس نے کچھ کام خدمت دین کا کیا ہو۔ مجدد کہا جا سکتا ہے۔ تو اس کا ثبوت متقدمین و متاخرین کے قول سے پیش کرنا چاہیئے اور اگر ایسے شخص پر بھی یہ لفظ عائد کیا جا سکتا ہے جو اصول اسلام و شریعت اسلامی پر عامل نہ ہو تو حدیث کا آخری حصہ بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دین کی تجدید وہی شخص کر سکتا ہے جو خود دین پر عامل ہو۔ ورنہ اگر بے عمل مسلمانوں پر بھی یہ حدیث حاوی ہو تو پھر غیر مسلم مصلحین کو اس سے باہر نکالنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لوگ اس کے علم و فضل و خدمات دین کی وجہ سے اسے مجدد تسلیم کریں۔ لیکن یہ بھی قاعدہ کلیہ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے قریباً ہر ایک مصلح کو سخت سے سخت تکلیفیں دیں۔ ان کو کافر فاسق کہا گیا۔ مولانا ابوالکلام صاحب نے اپنے تذکرہ میں کئی ایسے بزرگان دین کا ذکر کیا ہے۔ اسی پر بس نہیں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے بارہ میں ایک مسلمان بادشاہ جہانگیر لکھتا ہے:۔

> دریں ایام بعرض رسید کہ شیخ احمد نام شیادے در سرہند دام زرق و سالوس فرو چیدہ بسیارے از ظاہر پرستان بے معنی را صید خود کردہ بہر شہرے و دیارے یکے از مریدان خود را کہ آئین دکان آرائی و معرفت پوشی و مردم فریبی را از دیگراں پختہ تر داند خلیفہ نام نہادہ فرستادہ و مزخرفاتے کہ بمریداں و معتقداں خود نوشتہ کتابے فراہم آوردہ مکتوباتے نام کردہ و دراں جنگ مہملات بسا مقدمات لاطائل مرقوم گشتہ کہ بکفر و زندقہ منجر مے شود۔ از انجملہ در مکتوبے نوشتہ کہ در اثنائے سلوک گذرم بمقام ذوالنورین افتاد مقامے دیدم بغایت عالی و خوش و از انجا درگذشتم بمقام فاروق پیوستم و از مقام فاروق بمقام صدیق عبور کردم و از آنجا بمقام محبوبیت واصل .... شد مقامے مشاہدہ افتاد بغایت منور و ملون و خود را بانواع انوار و الوان منعکس یافتم یعنی استغفراللہ از مقام خلفا گذشتہ بعالی مرتبت رجوع نمودم و دیگر گستاخی ہا کردہ کہ نوشتن آں طولے دارد و از ادب دور است بنا براں حکم فرمودم کہ بدرگاہ عدالت آئین حاضر سازند حسب الحکم بملازمت پیوست و از ہر چہ پرسیدم جواب معقول نتوانست و بعدم خرد و دانش بغایت مغرور و خود پسند ظاہر شد۔ صلاح حال او منحصر دراں دیدم کہ روزے چند در زندان ادب محبوس باشد تا کہ شوریدگی مزاجش و آشفتگی دماغش قدرے تسکین پذیرد ... شورش عوام نیز فرو نشیند۔ لاجرم بانی رائے سنگھ دلن حوالہ شد کہ در قلعہ گوالیار مقید دارد۔
>
> (تزک جہانگیری صفحہ ۲۷۲ مطبع غازیپور ۱۸۶۳ء)

اس حوالہ سے جہانگیر کی ذاتی رائے اور عوام کی شورش کے وجوہات کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور اگر مجدد کے لئے یہ شرط ہو کہ لوگ اس کی مجددیت کی شہادت دیں انھیں تو لیجئے [illegible] مرزا صاحب میں موجود ہے۔

سب سے اول حضرت مرزا صاحب نے کتاب [illegible] احمدیہ شائع فرمائی جس میں قرآن و نبوت محمدیہ کی سچائی کو [illegible] ثابت کیا۔ اس کتاب کا پہلا حصہ ۱۸۸۰ء میں اور چہار [illegible] میں شائع ہوا۔ اس زمانہ میں پنجاب میں مولوی محمد حسین [illegible] کا طوطی بول رہا تھا جو اہلحدیث پنجاب کے لیڈر اور [illegible] رسالہ اشاعۃ السنہ کے ایڈیٹر تھے۔ انہوں نے [illegible] ب کا بغور مطالعہ کر کے اس پر ایک مفصل ریویو لکھا جو اشاعۃ [illegible] ۶-۷-۹-۱۰-۱۱ کے کئی صفحات میں اپنے میں شائع ہوا۔ سب سے پہلے مولوی [illegible] احمدیہ کے ہر چہار حصوں کا خلاصہ [illegible] اس کے بعد لکھا:۔

"یہ اس کتاب کا خلاصہ [illegible] ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور [illegible] الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں [illegible] اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی [illegible] جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں [illegible] آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے۔ جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھا لیا ہو۔ اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آ کر اس کا تجربہ اور مشاہدہ کرے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

اسی پر بس نہیں۔ مولوی صاحب نے مزید لکھا ہے کہ:۔

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جبکہ ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب۔ اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار دیئے جانے کے لائق ہے . . . . . ."

پھر اس ڈیڑھ سو صفحہ کے مفصل ریویو میں معترض مسلمانوں کے غلط اعتراضات کا بزرگان سلف و خلف کے حوالہ جات کی بناء پر قلع قمع کرتے ہوئے آخر پر لکھا ہے:۔

"اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑھنے اور ہمارے ریویو کے دیکھنے والوں کی نظروں میں مخفی نہ رہے گی . . . . . مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت دلائل عقلیہ و قرآنیہ و نبوت محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات مراد رکھتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کر لے۔"

خدمات اسلام کا اعلان ہے اس کے بعد سے تا وفات کام [illegible] اور غیر مسلم اخبارات کی آراء سے معلوم ہو سکتا ہے جو انہوں نے وفات پر مضامین لکھے اور ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں وہ [illegible] ناظرین کر کے بقیہ مضمون کو ختم کریں گے۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

الفضل ۱۵ ستمبر ۳۶ء پر مولانا محمد احسن صاحب کے ایک نوٹ کی بنا پر جو کہا ہے کہ انہوں نے رجسٹر بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کیفیت کے خانہ میں اپنے قلم سے لکھا ہے تحریری یا تقریری مناظرہ کے لئے کھلا چیلنج دیا ہے۔ لیکن صیاد کی شکل [illegible] ہے کہ پاؤں نہیں ٹکتے اسی اخبار کے صفحہ ۵ پر یعنی اسی چیلنج کی پشت پر یہ الفاظ لکھے ہیں:۔

"نوٹ:۔ حال ہی میں اخبار پیغام صلح میں [illegible] صاحب نے یہ غل مچایا تھا۔ کہ پہلا کتبہ جس پر مجدد تھا اسے ہٹا کر دوسرا لگایا گیا ہے۔ تا کہ مجدد کا لفظ اڑا دیا جائے اور حضرت مسیح موعود کو نبی بنایا جائے اور کتبہ کے بدلنے کو دجل کے لفظ سے تعبیر کیا گیا تھا۔ حالانکہ پہلا کتبہ مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ اور ہم کسی ایسے کتبہ کے الفاظ کے پابند نہیں۔ جو کسی انسان نے اپنی مرضی سے لکھ دیئے ہوں۔"

(الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۵)

مہتمم صاحب نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کے چیلنج کا جواب تو خود الفضل کے مندرجہ بالا الفاظ میں ہی آگیا کہ جب کئی سال تک لکھے ہوئے کتبہ کے الفاظ کے جب جماعت کا ہر فرد و بشر بغیر کسی اعتراض کے اتنا لمبا عرصہ دیکھتا رہا۔ آپ لوگ پابند نہیں۔ تو اسی شخص کے ان الفاظ کے جو ۲۸ سال تک رجسٹر میں مخفی رہے اور آج ظاہر ہوتے ہیں۔ ہم لوگ کیسے پابند ہو سکتے ہیں۔ پہلی صورت میں ہر فرد و بشر پر بائیس سال تک اتمام حجت ہوتا رہا۔ کہ اس مزار مبارک کے اندر ایک مجدد مدفون ہے لیکن دوسری صورت میں وہ عبارت ۲۸ سال پوشیدہ رہی اور پھر ذو معنی اور دوسرے حدیث کے مخالف ہے جس میں لکھا ہے کہ خدا کا نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے قادیان۔ اپنی اس دیدہ دلیری پر سر کو ڈوا کر العفو العفو۔ میٹھا میٹھا ہپ ہپ۔ اخبار کے ایک ہی نمبر میں اتنا اختلاف۔

مسجد شاہ چراغ

یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائے گی۔ کہ ۱۶ ستمبر کو بعد دوپہر مسجد شاہ چراغ کا قبضہ مسلمانوں کو دے دیا گیا ہے۔ قبضہ کے فوراً بعد مسجد میں انجمن اسلامیہ کے ایک متنفس نے اذان دی۔ امید ہے کہ چند دنوں تک ضروری اور لازمی تعمیرات اور ترمیمات کے بعد اس مسجد میں باقاعدہ نماز پڑھی جایا کرے گی۔ مسجد کی واپسی سے مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی ہے اور مسلمان عمارت دیکھنے کے لئے جا رہے ہیں۔

شہنشاہ حبشہ

گذشتہ اشاعت میں شہنشاہ حبشہ کی ووکنگ مسجد میں تشریف آوری کے متعلق اطلاع شائع ہوئی تھی۔ اب تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ:۔

"ایک عرصہ سے شہنشاہ حبش مختلف مذاہب کا مطالعہ کر رہے تھے بالآخر آپ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو صحیح معنوں میں انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔ اسلام کی بلند ترین اخلاقی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے آپ بیحد متاثر ہوئے ہیں گذشتہ جنگ حبش کے موقع پر عیسائی سلطنتوں کی خود غرضیوں نے آپ کو عیسائیت سے بیحد متنفر کر دیا ہے۔ عنقریب آپ اپنے مسلمان ہونے کا باضابطہ اعلان کریں گے۔" (انقلاب ۱۸ ستمبر ۳۶ء)

مسلمان حبش اور شاہ حبش کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اسلام اور حبش کے تعلقات چودہ سو سال سے آج تک مستحکم ہیں حبش کی شکست کا درد تمام مسلمانان عالم نے محسوس کیا۔ خدا کرے کہ یہ خبر درست ثابت ہو اور شہنشاہ حبش اخوت اسلامی کی آغوش میں آ جائیں تا کہ چودہ سو سال کے تعلقات محکم سے محکم تر ہو جائیں۔

مدح صحابہؓ اور احرار

مجلس احرار نے مختلف اسلامی فرقوں کے درمیان مذہبی اختلافات کو اپنی ذاتی اغراض کے حصول کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اس کی ایک تازہ مثال مدح صحابہؓ کا ایجی ٹیشن ہے جو احرار نے لکھنؤ میں جاری کر رکھا ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر محترم "ہند" کلکتہ رقمطراز ہے۔ کہ:۔

"سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ لکھنؤ کے سنی مسلمان کیوں نادانی کر رہے ہیں۔ آخر وہ پنجاب کے احراریوں کے چنگل میں کیوں پھنس گئے ہیں جو اس جھگڑے سے اپنی انتخابی مہم میں فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ احراریوں کا یہ کہنا کہ ہم حکومت کے ایک ناجائز حکم کو منسوخ کرانا چاہتے ہیں۔ اگر واقعی ان کا یہ خیال ہے تو حکومت کے اور زیادہ سنگین حکموں کے خلاف جدوجہد کیوں نہیں کرتے خود ہندوستان کی غلامی دور کرنے کے لئے عملی جوش کیوں نہیں ظاہر کرتے؟ اگر واقعی احرار اپنے اس دعوے میں سچے ہیں تو ان کے چوٹی کے لیڈر سب سے پہلے لکھنؤ جا کر ستیہ گرہ کریں۔"

احرار کے لیڈر کوئی ایسی کچی گولیاں تو کھیلے ہوئے نہیں۔ کہ وہ ایسے . . . "مشوروں" پر عمل کریں۔ اگر وہ جیل چلے گئے تو کونسل کی ممبری کا کیا ہوگا؟ وزارت کون مرتب کرے گا؟ اور ہندوؤں کو ان مندروں کا قبضہ کون دلائے گا جو مسلمانوں نے غصب کر لئے ہیں؟

فلسطین کی حالت زار

حکومت برطانیہ نے فلسطین میں یہود نواز پالیسی کو ترک کرنے کی بجائے عربوں کے مطالبات کو قوت اور عصبیت سے دبانا چاہا جس سے حالات زیادہ نازک ہو گئے ہیں۔ حکومت نے آج سے سترہ سولہ برس قبل بھی تحقیقاتی کمشن کے ذریعہ عربوں کو تسلی دینا چاہی تھی لیکن عرب واضح طور پر ثابت کر چکے ہیں کہ سابقہ کمشنوں کی سفارشات پر پوری طرح عمل نہیں ہوا تو اب بھلا عرب نئے کمشن سے کس طرح اچھی اور خوشگوار امیدیں وابستہ رکھ سکتے ہیں۔ رائٹر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"مجلس اعلیٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ نئے رائل کمشن پر عربوں کو اعتماد نہیں۔ نیز مطالبہ کیا ہے کہ حکمداری کو منسوخ کر کے فلسطین کو آزادی دی جائے۔"

حکومت برطانیہ کا فرض ہے کہ وہ فلسطین میں عربوں کے مطالبات کا احترام کرتے ہوئے ان کو قبول کرے۔ اس سے ساری دنیائے اسلام کی ایک بہت بڑی مشکل حل ہو جائے گی اور یوں حکومت برطانیہ مسلمانوں کے اعتماد کو حاصل کر سکے گی۔

دریائے راوی کی تباہی

گذشتہ ایام میں دریائے راوی میں طغیانی کے نقصانات کا جو سرکاری تخمینہ شائع ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیلاب کی وجہ سے صرف ضلع شیخوپورہ میں ۹۷ گاؤں متاثر ہوئے اور ان میں سے پانچ گاؤں تو بالکل تباہ ہو گئے۔ جو بیس کو سخت نقصان پہنچا ہے، دیہات کی فصلیں تباہ ہو گئیں اس کے علاوہ جانوں اور مویشیوں کے نقصانات ہیں۔

بدقسمتی یہ ہے کہ زمیندار بیچارے جو موجودہ کساد بازاری کی وجہ سے پہلے ہی خستہ حالی کا شکار ہیں۔ اس سیلاب نے ان کو اور بھی تباہ کر دیا ہے ان سیلاب زدوں کے پاس نہ رہنے کے لئے مکان ہے۔ نہ کھانے کیلئے روٹی نہ فصل کھڑی ہے کہ اس کی کفالت پر کوئی عارضی انتظام کر سکیں۔ غرضیکہ یہ بیچارے ہر لحاظ سے تباہ ہو چکے ہیں۔

قادیانی چیلنج منظور

خلیفہ صاحب مرد میدان نہیں

مہتمم نشرو اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کیطرف سے ایک مضمون اور ایک ٹریکٹ شائع ہوا ہے جس کا عنوان "اہل پیغام کو تحریری اور تقریری مناظرہ کے لئے کھلا چیلنج" رکھا گیا ہے اور آخر پر کس ڈھٹائی سے جھوٹ بولا ہے کہ "بعض غیر مبائع اپنی تقریر و تحریر میں یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ (یعنی قادیانیہ) ان سے مناظرہ کرنے سے گریز کرتی ہے۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ ہے۔ پھر نہایت بیدہ دلیری سے لکھا ہے کہ:-

"ان کی اس غلط بیانی کے ازالہ کے لئے ہم پھر ایک مرتبہ با آواز بلند اعلان کرتے ہیں کہ اگر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں میں جرأت ہے۔ تو

آئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے بارہ میں تحریری اور تقریری مناظرہ کر لیں۔ کیا کوئی ہے جو ہمارے چیلنج کو منظور کرے"۔

(الفضل ۵ ارستمبر ۱۹۳۶ء)

چونکہ قادیانی جماعت اپنے آپ کو ایک منظم جماعت خیال کرتی اور ہر مذہبی اور سیاسی تحریک کا منبع اپنے خلیفہ کو سمجھتی ہے اس لئے ہمارا یقین ہے کہ یہ چیلنج بھی خلیفہ کے ارشاد کے ماتحت دیا گیا ہوگا قادیان کے ناظر دعوت و تبلیغ اور خود خلیفہ صاحب کو معلوم ہے کہ ۱۹۳۵ء کے شروع میں ہماری جماعت نے قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل کی تھی۔ کہ دونوں جماعتوں کے درمیان جو اختلاف ہے۔ اس پر دونو فریق کے امیر باہم بحث کر لیں اور یہ دیکھنے کے لئے کہ اس بحث میں کس فریق کے دلائل زیادہ وزنی ہیں۔ یہ تجویز کی تھی کہ بارہ آدمی بطور ثالث منتخب کر لئے جائیں۔ چار چار دونوں جماعتوں میں سے جنہیں ایک دوسرا فریق منتخب کرے اور چار غیر از جماعت لوگوں میں سے۔ جن میں سے دو ایک فریق اور دو دوسرا فریق منتخب کرے اور اگر ان بارہ آدمیوں کی کثرت رائے ایک طرف ہو جائے تو بحث کے ساتھ ان کا فیصلہ بھی شائع کر دیا جائے۔ ورنہ خالی مباحثہ شائع کر دیا جائے"

لیکن اس تجویز کا حشر جو قادیانیوں کی طرف سے ہوا۔ وہ اخباری دنیا سے پوشیدہ نہیں۔ بہر حال تب نہ سہی اب ہی سہی ناظر صاحب اپنے خلیفہ صاحب کو اس مباحثہ کے لئے تیار کریں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب ہر وقت اس کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ اس وقت بانی اختلاف یعنی حضرت مولانا صاحب اور خلیفہ صاحب خود زندہ موجود ہیں اور ہر دو ان مسائل پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اس لئے وہی باہمی مباحثہ کر کے اس اختلاف کو مٹا سکتے ہیں۔ خلیفہ صاحب کی طرف سے مباحثہ کی منظوری کا اعلان فوراً شائع ہونا چاہیئے۔ تاکہ باقی امور جلد طے ہو سکیں۔

آنریری جائنٹ سیکرٹری

سیلاب کی وجہ سے گر گئے ہیں کسی جان کا نقصان نہیں ہوا۔ لیکن سامان تمام تلف ہو گیا ہے۔

پیغام صلح :- ہمیں اپنے ان بھائیوں سے دلی ہمدردی ہے

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔ اے۔ بی۔ سی۔ ایس فسٹ ایڈیشنل ای۔ اے۔ سی باختیارات پولیٹیکل ایجنٹ صاحب کوئٹہ

دعویٰ دیوانی ۱۹/۱ بابت ۱۹۳۶ء

حکیم نند لعل ولد دھنپت رائے ذات کشمیری سکنہ کوئٹہ میکانگی روڈ مدعی

بنام

عبدالرحیم عبدالرزاق پسران اللہ دتا ذات شیخ سکنہ کوئٹہ پرنس روڈ مدعا علیہم

دعویٰ ۹ ــــ ۱۰۴۳

بنام عبدالرحیم ولد اللہ دتا ذات شیخ سکنہ کوئٹہ پرنس روڈ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی عبدالرحیم ولد اللہ دتا مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام عبدالرحیم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۲۰ ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو مقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۵ ماہ ستمبر ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم　　(مہر عدالت)

طبیعت علیل ہے۔

ــــ بابو رحمت اللہ صاحب و منشی عبدالحق صاحب سالمی سینیٹوریم میں زیر علاج ہیں۔ احباب ان بزرگوں اور دوستوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں

ــــ حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی دونو صاحبزادیاں اور صاحبزادہ عبار عنہ بخار بیمار رہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

ــــ قاضی شیر محمد صاحب علی پوری اطلاع دیتے ہیں کہ میاں گل محمد احمدی تاتاری اور منشی نور محمد صاحب کے دو منزلہ مکانات

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

بمعاملہ درخواست دولت رام عرف دولو سکنہ کوئٹہ براد عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی لچھمی رام فان چند متوفیان

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ صدر سائل نے درخواست براد حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی ۲۴۲۹۱ یافتنی لچھمی رام فان چند متوفیان زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہو وہ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ ۲۶/۱۰ پیش کرے مورخہ ۱۴ ۹/۳۶

دستخط حاکم　　(مہر عدالت)

گورنمنٹ کیٹل فارم حصار میں ہفتہ مویشیاں

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

آئندہ ہفتہ مویشیاں گورنمنٹ کیٹل فارم حصار میں ۱۲ سے ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء تک منایا جائے گا اس سے یہ مقصد ہے کہ عام لوگوں کو بالخصوص زمینداروں کو مویشیاں کی افزائش نسل و پرورش کے متعلق ابتدائی تربیت حاصل کرنیکا موقع مل سکے۔ تربیت کے سلسلہ میں ایک ہمہ گیر پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ اس نصاب کی نوعیت عملی ہوگی تجربے دکھائے جائیں گے موقع پر عملی تدابیر کی تشریح کی جائے گی۔

اخبار احمدیہ

ــــ ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا زخم خدا کے فضل سے اچھا ہو رہا ہے لیکن وہ ابھی تک ہسپتال ہی ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

ــــ ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ بدستور دعاؤں کے محتاج ہیں

ــــ چوہدری عبدالرحمن صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ تعلیم حسین کی

رفتار عالم

—— لاہور ۱۸ ستمبر۔ مسجد شاہ چراغ کا قبضہ ۱۶ ستمبر کو انجمن اسلامیہ پنجاب کو دیدیا گیا ہے۔ ۱۸ ستمبر کا جمعہ اسی مسجد میں ادا کیا گیا۔

—— بیت المقدس ۱۸ ستمبر۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ فوجی حکام فلسطین کے مفتی اعظم امین الحسینی کو نظر بند کرنے اور عرب ہائی کمیٹی کے دیگر ارکان کے خلاف بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلانے کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔

—— حیدر آباد ۱۸ ستمبر۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام کے سب سے چھوٹے صاحبزادے بعمر گیارہ ماہ دو ہفتے بیمار رہ کر فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

—— لندن ۱۸ ستمبر۔ مسٹر سیکا بن کو جس کے خلاف ملک معظم ایڈورڈ ہشتم پر ریوالور پھینکنے کے سلسلہ میں تین الزامات کی بنا پر مقدمہ چل رہا تھا بارہ ماہ قید با مشقت کی سزا دی گئی ہے۔

—— شملہ ۱۸ ستمبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مسٹر ایف۔ اے رحمان وائس چانسلر ڈھاکہ یونیورسٹی کو ڈاکٹر۔ ایل کے حیندر کی جگہ پبلک سروس کمشن کا رکن مقرر کیا گیا ہے۔

—— پونہ ۱۹ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ کانگرس کے آئندہ اجلاس کے لئے فیض پور میں کانگرس نگر ایک قصبہ آباد کیا جائے گا جس پر ایک لاکھ ۷۵ ہزار روپیہ صرف ہو گا۔ ماہر انجینیروں سے مشورہ کیا جا رہا ہے۔

—— بیت المقدس ۱۹ ستمبر۔ عرب تاجروں اور کاشتکاروں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہڑتال ترک کر کے غیر ملکی تجارت کا اجرا کریں۔ اور ہڑتالیوں کی مالی امداد کریں۔

—— لندن ۱۹ ستمبر۔ رات کے وقت بالو فرنٹ کے حامیوں اور سوشلسٹ پارٹی کے ارکان میں تصادم ہو گیا جس پر پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ سوشلسٹ پارٹی کے جلسہ کے موقع پر ہال کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی لیکن پولیس نے بیچ بچاؤ کیا۔

—— لندن ۱۹ ستمبر۔ ہنس (رسے) کے ہوائی مستقر سے روانہ ہوتے وقت برطانوی فوج کا ایک طیارہ درخت سے ٹکرا گیا اور انجن میں آگ لگنے سے تباہ ہو گیا۔ چار ہوا بازوں میں سے صرف ایک بچ سکا۔

—— لندن ۱۹ ستمبر۔ ملک معظم پر پستول سے حملہ کرنے والے مجرم میکمہن نے جسے ایک سال کی سزا دی گئی ہے اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کر دی ہے۔

—— پیرس ۱۹ ستمبر۔ جرنیل نوگو کو مراکش کا ریذیڈنٹ جنرل اور کمانڈر انچیف مقرر کیا گیا ہے۔

—— لدھیانہ ۱۹ ستمبر۔ ریاست مالیر کوٹلہ میں ظلم کی سختی کی وجہ سے رعایا ہجرت کر رہی ہے۔ بہت سے مسلم لیڈر تصفیہ اور واقعات کی دیکھ بھال کے لئے لدھیانہ پہنچ چکے ہیں۔

—— کوپن ہیگن ۱۹ ستمبر۔ قطب شمالی کو جانے والی فرانسیسی مہم کا جہاز "پورکوا پا" آئس لینڈ کے ساحل کے قریب غرق ہو گیا۔ سوائے ایک ملاح کے اور سب لوگ غرق ہو گئے ہیں۔

—— لاہور ۱۹ ستمبر۔ مسٹر کے۔ ایل گابا کے خلاف پبلک سنک کے غبن کا مقدمہ ۱۷ ستمبر کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا پولیس نے اسسٹنٹ جنرل منیجر لا نوجیت رائے کے خلاف مقدمہ واپس لے کر اسے گواہ استغاثہ بنا لیا ہے چونکہ انتقالی مقدمہ کیلئے ہائیکورٹ میں اپیل کی جا رہی ہے اس لئے مقدمہ ملتوی ہو گیا۔

—— لندن ۱۹ ستمبر۔ ایک بہت بڑے اجتماع نے ہندوستانی ٹیم کو مارسیلز جاتے وقت الوداع کہا۔ مہاراجہ وزیانگرم نے انگلستان والوں کی مہمان نوازی کی تعریف کی۔

—— کانپور ۱۹ ستمبر۔ اتھرٹن ویسٹ کاٹن ملز سے ۱۷ مزدوروں کو برخاست کئے جانے کی وجہ سے تین ہزار مزدور ہڑتال پر ہیں اور ڈر ہے کہ کہیں یہ ہڑتال تمام کارخانوں میں نہ ہو جائے۔ مجبوراً کاٹن ملز کو بند کیا گیا ہے۔

—— مدراس ۱۹ ستمبر۔ کنانور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ایک ریلوے انسپکٹر کے مکان میں صبح ڈائنا میٹ پھٹنے سے زبردست دھماکہ ہوا جس سے ایک شخص ہلاک اور تین مجروح ہوئے جن کو فوراً ہسپتال پہنچا دیا گیا۔

—— پیرس ۱۹ ستمبر۔ ہسپانوی مراقش میں باغیوں کے ہاتھوں ایک فرانسیسی باشندہ قتل ہو گیا تھا۔ فرانس کے قونصل نے باغی حکام سے بطور تاوان تین لاکھ فرانک کا مطالبہ کیا ہے۔ ورنہ چوبیس گھنٹوں کے بعد فرانسیسی مراقش اور ہسپانوی مراقش کے سرحدی راستہ کو قطعی طور پر بند کر دیا جانے کی دھمکی دی ہے۔

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ میاں محمد اسحاق صاحب جو بھیڑ کے رہنے والے اور بغداد میں تجارت کرتے تھے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم خانصاحب شیخ فضل الٰہی صاحب کے عزیز تھے اور بہائیت کے سلسلے سے آپکو بہت دلچسپی تھی جس اس حادثہ میں شیخ فضل الٰہی صاحب اور مسٹر محمد ایوب صاحب آئی۔ سی۔ ایس سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ جمعہ ۱۸ ستمبر کو مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا گیا

جلد ۲۴ لاہور - یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۸ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء نمبر ۶۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

معرفت الٰہی کے حصول کے ذرائع

اس بات کو کبھی دل سے محو نہ کرو۔ کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔ تکلف اور بناوٹ اس کے حضور کچھ کام نہیں دے سکتی۔ اب اگر سوال ہو کہ پھر اس درجہ کے حصول کیلئے کیا کیا جائے اور قرآن کریم نے اس درجہ پر پہنچنے کا کیا ذریعہ بتایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کیلئے دو باتیں بطور اصول کے رکھی ہیں اوّل یہ کہ دعا کرو۔ یہ سچی بات ہے خلق الانسان ضعیفا۔ انسان کمزور مخلوق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بدوں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقا کے سامان سب کے سب اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے۔ وہ کہاں سے لایا اور دعا کیلئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضعف اور کمزوری کا پورا خیال اور تصور کرے۔ جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کریگا۔ اسی قدر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائیگا اور اس طرح پر دعا کیلئے اس کے اندر ایک جوش پیدا ہوگا۔ جیسے انسان جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور دکھ یا تنگی محسوس کرتا ہے تو بڑے زور کیساتھ پکارتا اور چلاتا ہے اور دوسرے سے مدد مانگتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ اپنی کمزوریوں اور لغزشوں پر غور کریگا اور اپنے آپ کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائیگا تو اس کی روح پورے جوش اور درد سے بیقرار ہو کر آستانہ الوہیت پر گرتی اور چلاتی ہے اور یارب یارب کہکر پکارتی ہے۔ غور سے قرآن کریم کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ پہلی ہی سورہ میں اللہ تعالیٰ نے دعا کی تعلیم دی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

(الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء)

ضرورت ہے

کہ احباب اپنے بچوں کی رہائش کا انتظام مسلم ہوسٹل میں کریں۔ کیونکہ:

(۱) یہ جماعت کا متفقہ فیصلہ ہے اور ہوسٹل کے قیام کیلئے احباب جماعت الگ چندہ دیتے ہیں۔

(۲) مسلم ہوسٹل میں نماز باجماعت درس اور لیکچروں کا باقاعدہ انتظام ہے

(۳) بے نظیر اسلامی کتب کی لائبریری طلباء کے مطالعہ کیلئے ہوسٹل میں کھول دی گئی ہے۔

(۴) مسلم ہوسٹل جماعت کے نوجوانوں میں تعلقات مستحکم کرنے ان میں خدمت دین کا جوش پیدا کرنے اور جماعت کو مضبوط کرنیکا بہترین ذریعہ ہے

(۵) اگر اپنی جماعت کے نوجوان رہائش کا انتظام باہر کریں تو جماعت کو دو طریقہ پر نقصان اٹھانا پڑے گا۔

(الف) روپیہ جو ہوسٹل پر خرچ کیا جاتا ہے وہ ضائع ہوگا اور جماعت کمزور ہوتی جائے گی۔ کیونکہ اگر ہم میں یہ اہلیت نہیں کہ ہم روپیہ خرچ کرکے اس سے فائدہ حاصل کر سکیں تو ہم زندہ رہنے کے قابل نہیں،

(ب) نظام جماعت میں خلل واقع ہوگا۔ کیونکہ ایسے نوجوان اس صورت میں اپنے بزرگوں اور اپنی قوم کے فیصلہ کو ٹھکرا رہے ہوں گے،

اگر ہم جماعت کی ترقی چاہتے ہیں تو

ابھی وقت ہے کہ ہم سنبھل جائیں۔ ابھی وقت ہے کہ ہم قوم کے فیصلہ کا احترام کرنا سیکھیں۔ ابھی وقت ہے کہ نوجوان اپنے فرض کو پہچانیں اور بزرگوں کی آواز پر لبیک کہیں۔ ابھی وقت ہے کہ ہم تھوڑی سی قربانی کرکے قوم کو تباہ ہونے سے بچالیں اور یہی وقت ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھکر اپنے عہد کو پورا کرکے جناب باریتعالیٰ میں سرخرو ہوں۔

(سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل)

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قادیانیوں کے مغالطے

نئے یا پرانے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے (مسیح موعود)

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب۔ سیالکوٹی)

پھر تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی بحث

آج ۲۲۔ اگست کا "الفضل" ہمارے سامنے ہے جس میں مولوی صاحب نے تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کا پھر تذکرہ چھیڑا ہے۔ ایک دو بار نہیں بلکہ بار بار جب آپ کو اس مسئلے کے متعلق کوئی بات یاد آ جاتی ہے تو آپ اس کے اعادہ پر مجبور ہو جاتے ہیں یہ خیال نہیں فرماتے کہ پیشتر ازیں اس پر طبع آزمائی ہو چکی ہے پھر بجز تکرار اور طوالت کے اور کیا فائدہ ہے ہم چونکہ مفصل طور پر اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں اس لیے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

بحوالہ ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸ آپ نے اپنے سابقہ اعتراض کو پھر دہرایا ہے کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے پس اگر نبی کے ساتھ ظل کا لفظ آ کر اسے غیر نبی بنا دیتا ہے تو پھر مومن صدیق شہید اور صالح وغیرہ بھی کوئی نہیں بنتا۔ اس حوالے کے متعلق ہم نے اپنے سابقہ مضمون میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے شاید آپ نے ہماری اُس تحریر کو پڑھا نہیں اور اگر پڑھا ہے تو اس کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا اگر آپ کی مزاج کا یہی حال ہے تو سوائے پیرپابوسی کے ہم آپ سے اور کس بات کی توقع کر سکتے ہیں۔

مولوی صاحب کے دماغ کے تاثرات

اس موقعہ پر انہوں نے ایک یہ بات بھی تحریر فرمائی ہے کہ بحوالہ ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۸ نبی کی یہ تعریف دکھائی ہے کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ ہم نے جواب میں حضرت مسیح موعود کے چار ایسے حوالے نقل کئے تھے جن میں نبوت کی جامع تعریف پائی جاتی ہے۔ مولوی صاحب کو شکایت ہے کہ بے شک ہمارے پیش کردہ حوالوں میں نبوت کی تعریف تو ہے۔ مگر یہ حوالے جو ہم نے پیش کئے ہیں ۱۹۰۱ء سے پہلے ہونے کی وجہ سے پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اور اپنے بیان کی تائید میں حقیقت الوحی کی یہ عبارت پیش کی ہے کہ جب خدا کی وحی بارش کی طرح مجھ پر نازل ہوئی تو اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا "یہ عبارت تو ٹھیک حقیقت الوحی کی ہے۔ مگر یہ کہ حضرت مسیح موعود ۱۹۰۱ء سے اپنے عقیدے میں تبدیلی فرما چکے ہیں یہ حقیقت الوحی کی عبارت نہیں ہے یہ جناب مولوی صاحب کے دماغ کے اپنے تاثرات ہیں۔

۱۹۰۱ء کی پرانی رٹ

اسی وجہ سے ہم نے اپنے مضمون میں تاریخ تبدیلی عقیدہ کا آپ سے مطالبہ کیا تھا۔ جب تک آپ اس پر روشنی نہ ڈالیں اُس وقت تک ۱۹۰۱ء سے پہلے اور بعد کے حوالوں کی تفریق کرنا تحصیل حاصل ہے ہم [illegible] آئندہ نمبر میں اس مضمون پر اپنے خیالات مزید اظہار فرمائیں پھر اگر خدا نے چاہا تو ہم بھی اپنی معلومات آپ کے سامنے رکھیں گے۔ مگر یہ کیا دل لگی ہے کہ ہمیں تو ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے پیش کرنے سے منع کیا جاتا ہے اور آپ خود اس پر عمل نہیں فرماتے جیسا کہ شروع میں ازالہ اوہام کی عبارت سے آپ نے استدلال شروع فرمایا ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے اگر وہ حوالے ساقط الاعتبار ہیں تو جو اصول اُس سے منضبط کیا گیا ہے وہ بھی قابل اعتبار نہیں۔ جناب نے اپنے گزشتہ مضمون میں بحوالہ حقیقت الوحی صفحہ ۹۷ ایک عبارت پیش کی تھی کہ

"۔۔۔۔ آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراشتی ہے اور یہ قوت قدسی کسی اور نبی کو نہیں ملی"۔

میں نے اس پر گزارش کی تھی کہ اس عبارت سے اگلی عبارت جو بطور نتیجہ کے ہے آپ نے دانستہ چھوڑ دی ہے جو یہ ہے کہ یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ آپ نے اس کو تو تسلیم کر لیا ہے اور عبارت حذف کردہ کو نقل کرنے کے بعد مولویانہ شان ظاہر کرنے پر اتر آئے ہیں کہ نامکمل حوالہ پیش کرنے کا مجھ پر یونہی الزام لگا دیا گیا۔ کیونکہ بعد کی سطر نے اس کے مفہوم میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ میرا پیش کردہ حوالہ مستقل طور پر اپنا مفہوم ظاہر کر رہا ہے"۔

مولوی صاحب کی بے باکی

کیا مقدس ہستی ہے جس پر ہم نے یونہی الزام لگا دیا ہے کیونکہ بعد کی سطر نے اس کے مفہوم میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ اگر ہم نے یونہی الزام لگا دیا ہے تو مصنف کو اس سطر کے لکھنے کی ضرورت کیا پڑی تھی۔ جب آپ نے اس سے پہلی عبارت سے اپنے عقیدے کی تائید میں ایک مفہوم گھڑ لیا اور دوسرا مفہوم وہ ہے جو حذف کردہ عبارت سے عیاں ہے جو ہمارے مفہوم کی تائید کرتا ہے تو ہم نے تصفیہ کی خاطر لکھا کہ اگلی عبارت آپ نے کیوں چھوڑ دی ہے اور آپ کا یہ لکھنا کہ جو حدیث حضرت مسیح موعود نے پیش فرمائی ہے وہ بھی اوپر کے مضمون کی تائید پیش فرمائی ہے حضرت آپ تائید کے لئے کیوں فرماتے ہیں تشریح کے لئے فرمائیں کیونکہ بطور قرینہ وہاں یہ الفاظ موجود ہیں۔ "یہی معنے اس حدیث کے ہیں" دوم یہ کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مضمون ہنوز تشنہ تشریح تھا پھر آپ نے یہ کیا فرما دیا کہ میرا پیش کردہ حوالہ مستقل طور پر اپنا مفہوم ظاہر کر رہا ہے اس سے بھی زیادہ مولوی صاحب کی جرأت اور بے باکی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

"اس حدیث سے صرف انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہت مقصود ہے۔ مشابہت ناقصہ بھی ہو سکتی ہے اور تامہ بھی تامہ مشابہت کی صورت میں ضروری ہے کہ علمائے ربانی سے کوئی نبی بھی ہو جو بنی اسرائیل کے کسی نبی سے کامل مشابہت رکھتا ہو"۔

غور فرمائیے مشابہت کے لئے حدیث میں ایک طبقہ علمائے ربانی کا مخصوص فرمایا گیا ہے اسی طبقہ کے اندر مشابہت تامہ اور ناقصہ کو محدود کرنا ہے تاکہ ذکر تو علمائے ربانی کا ہو اور طبقہ انبیاء کو خواہ مخواہ اس میں شامل کر لیا جائے اگر شارع کے ذہن میں مشابہت کے اندر نبی کا مفہوم تھا تو بجائے علمائے امتی کے انبیاء امتی فرمانا چاہئے تھا اس قدر بعید از قیاس تاویلات سے حذر کرنا چاہئے ورنہ دین بچوں کا کھیل ہو جائے گا۔

آگے ارشاد ہوتا ہے کہ ایک شخص ایسا ہو گا کہ ایک پہلو سے نبی ہو گا اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود ہو گا۔

امتی اور نبی ایک ہی شخص ہو گا

کہیں تو آپ غیر تشریعی نبوت کا دروازہ ساری امت کے لئے چوپٹ کھول دیتے ہیں اور اجرائے نبوت کی تائید میں مضمون کے صفحے لکھتے چلے جاتے ہیں اور یہاں یہ لکھ دیا ہے کہ امتی اور نبی ایک ہی شخص ہو گا۔ جس چیز پر ایڑی چوٹی کا زور صرف ہو رہا تھا وہ تو صرف ایک ہی ہو گا جیسا کہ مقرر صراحت کے ساتھ اسی جگہ فرمایا ہے " اور یہ بموجب حدیث نبوی ایک ہی شخص ہو گا۔

اب اگر انبیائے بنی اسرائیل کے مقابلے کے لیے یہ شاخسانہ کھڑا کیا تھا تو پھر یہ کیا لکھ دیا کہ ایسا شخص ایک ہی ہو گا کیا علمائے امتی کے یہی معنے ہیں حقیقت میں آپ کو اس فقرے کے معنے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے آپ کو چاہئے کہ جہاں جہاں حضرت مسیح موعود نے امتی اور نبی کی تشریح فرمائی ہے ان حوالوں کو ملا کر پڑھیں۔ پھر انشاء اللہ آپ گرداب شبہات سے نجات پا جائیں۔

چند مطالبات

ہم نے آپ کی سہولت کے لئے اپنے کسی گزشتہ مضمون میں اس قسم کے حوالے جمع کر دئے ہیں آپ ان حوالجات سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

اس قدر لکھ چکنے کے بعد ہم کو اخیر پر مولوی صاحب کی نسبت ایک شکایت ہے کہ باوجود ہمارے بار بار کے تکرار اور اصرار کے وہ ہمارے مطالبات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے امید ہے کہ مفصلہ ذیل مطالبات کے جواب کی طرف وہ اپنی عنان توجہ فردہ مبذول فرمائیں گے :۔

(۱) بحوالہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۵ جو عبارت آپ نے نقل کی تھی وہ نامکمل تھی اور باوجود شکوہ کرنے کے آپ نے کیوں اس کی طرف التفات نہ فرمایا

(۲) بحوالہ چشمہ مسیحی جو عبارت آپ نے نقل کی اس میں سے "ظلی طور پر" کا جملہ حذف کر دیا تھا اس پر ہم نے آپ کو پکڑا مگر آپ نے کچھ جواب نہیں دیا۔

(۳) بحوالہ حقیقت الوحی صفحہ ۹۷ آپ نے کیوں نامکمل حوالہ پیش کر دیا۔

(۴) جو حوالجات نبی کی تعریف کے متعلق ہم نے پیش کئے تھے ان کی تائید یا تردید کیوں نہیں فرمائی۔

(۵) کثرت کی تشریح کے متعلق جو حوالجات عرض کئے گئے تھے اس کے جواب سے کیوں سکوت ہے۔

(۶) امتی اور نبی کی تشریح کرتے ہوئے جو حوالجات حضرت مسیح موعود کے کلام سے پیش کئے گئے تھے ان کا کیوں کوئی جواب نہیں دیا۔

(۷) میں نے دریافت کیا تھا کہ ظلی نبی کے لفظ کا استعمال آپ اپنی تحریر کے مطابق قرآن مجید اور حدیث سے پیش کیجئے۔ اس پر خاموشی کیوں ہے۔

(۸) میں نے ظلیت کے انتہائی مرتبہ کی مثالوں کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے کلام سے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ اور حضرت بایزیدؒ کے نام پیش کئے تھے آپ نے دوبارہ اس پر کیوں نہیں کچھ لکھا۔

(۹) میں نے پوچھا تھا کہ مدارج سلوک آپ نے چار ہی بیان فرمائے ہیں۔ یعنے مومن۔ صدیق۔ شہید اور صالح مگر جس مرتبے کی نسبت بحث ہے یعنی ظلی نبوت اس کا نام نہیں لیا اس کا بھی جواب نہیں لکھا۔

(۱۰) میں نے یہ بھی استفسار کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ظلی طور پر میں نے محمد اور احمد نام پایا یا مدارج سلوک میں یہ کونسا مقام ہے۔

باقی صفحہ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۴ | یوم چہارشنبہ ۵ رجب ۱۳۵۵ھ | نمبر ۶۱

بعثت مجددین

”مدیر زمیندار“ کے خیالات پر ایک تبصرہ

(۳)

یہ تو ابتدائی خدمات اسلام کا حال ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ اس کے بعد سے تا وفات کا حال ان مسلم اور غیر مسلم اخبارات کی آراء سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جنہوں نے آپ کی وفات پر مضامین لکھے۔ مشتے نمونہ از خروارے چند آراء ملاحظہ ہوں:-

(۱) بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔

(علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

(۲) چال چلن اور ایمان کے زور سے اس نے بیس ہزار مرید بنا لئے تھے۔ آپ ایک عالم آدمی تھے اور آپ صرف اپنے ہی مذہب سے پوری پوری واقفیت نہ رکھتے تھے بلکہ عیسائیت اور ہندو مذہب سے بھی خوب جاننے والے تھے۔ آپ کا میگزین جس کا نام ریویو آف ریلیجنز ہے اور جس کو بڑی قابلیت سے چلایا جاتا ہے آپ کی ذہانت کی باریکی کو ظاہر کرتا تھا۔

(دی یونیٹی اینڈ دی منسٹری کلکتہ، جون ۱۹۰۸ء)

(۳) عام طور پر جو اسلام دوسرے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اس کی نسبت آپ کے خیالات اسلام کے متعلق زیادہ وسیع اور زیادہ قابل برداشت تھے۔ (آریہ پتر کا۔ لاہور)

(۴) وہ لوگ جنہوں نے مذہب کے رنگ میں دنیا میں ایک حرکت پیدا کی ہے۔ وہ اپنی طبیعت میں مرزا غلام احمد صاحب سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر ارنسٹ رینن (مشہور فرانسیسی مؤرخ) گذشتہ بیس سال کے اندر ہندوستان میں ہوتا۔ تو وہ یقیناً مرزا صاحب کے پاس جاتا اور ان کے حالات کا مطالعہ کرتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ انجیلئے بنی اسرائیل کے عجیب و غریب حالات پر ایک نئی روشنی پڑتی ۔ ۔ ۔ ۔ وہ ایک ایسا انسان تھا جو ہر روز دنیا پر نہیں آیا کرتے۔ ان پر سلامتی ہو۔

(پائونیر۔ الہ آباد)

(۵) چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دیکر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت کا حق ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامی اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور بےوقت موت پر افسوس کیا جائے۔

(صادق الاخبار ریواڑی)

(۶) مرزا صاحب علم و فضل کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتے تھے۔ تحریر میں بھی روانی تھی۔ بہرحال ہمیں ان کی موت سے بحیثیت اس بات کے کہ وہ ایک مسلمان عالم تھے نہایت رنج ہوا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ایک عالم دنیا سے اٹھ گیا۔ (میونسپل گزٹ لاہور)

(۷) وہ کیا بلحاظ لیاقت اور کیا بلحاظ اخلاق اور شرافت کے ایک بڑے پایہ کے انسان تھے۔ (برہمو پرچارک لاہور)

(۸) جو درجہ کہ مرزا صاحب کو اپنے مریدوں میں حاصل تھا اور جو اثر ان کا اپنی جماعت پر تھا۔ اس میں کچھ کلام نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں یہ اثر کسی مولوی یا عالم و فاضل کو اپنے معتقدین پر نہ تھا اور نہ کسی صوفی اور ولی اللہ کا اپنے مریدین پر تھا۔ اور نہ کسی لیڈر اور ریفارمر کا اپنے مقلدین پر۔

(البشیر اٹاوہ)

(۹) مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی وہ نہایت باخبر عالم۔ بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے ان کی ہدایت و رہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی

(تہذیب نسواں لاہور)

(۱۰) وہ فقیرانہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے۔

(امرتا بازار پتریکا۔ کلکتہ)

(۱۱) اگر یورپ کے نبی الیاس کو مانا جا سکتا ہے تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیوں نہ مانا جائے۔ (سٹیٹسمین کلکتہ)

(۱۲) مرزا صاحب مذہب اسلام کے مجدد تھے (بنگالی کلکتہ)

(۱۳) وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے اسے امتداد زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا

سکو کے دکھا جاتے ہیں۔

میرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔

ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے۔ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے۔ تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست و پامال بنائے رکھا۔ آئندہ بھی جاری رہے اور اگر خود بھی مزاحم صلح داحسان نہ ہو۔ تو یک جہتی کے ساتھ مشترک فرض کی واجبی شرکت کے ساتھ اور جامعہ اسلامیہ کے مبارک اصولوں کے ساتھ مرزا صاحب اس پہلی صف عشاق میں نمودار ہوئے تھے جس نے اسلام کے لئے یہ ایثار گوارا کیا کہ ساعت عہد سے لیکر بہار و خزاں کے سارے نظارے ایک مقصد پر ہاں ایک شاہد رعنا کے پیمان وفا پر قربان کر دیئے ۔ ۔ ۔ ۔ میرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے۔ اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے اور نہ کر سکتے تھے ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سر راہ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گرمی کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے۔ اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا چونکہ خلاف اصلیت محض شامت اعمال سے مفسدہ ۱۸۵۷ء کا نفس ناطقہ مسلمان ہی قرار دیئے گئے تھے اس لئے مسیحی آبادیوں اور خاص کر انگلستان میں مسلمانوں کے خلاف پبلک جوش کا ایک طوفان برپا تھا اور اس سے پادریوں نے صلیبی لڑائیوں کے واعظان راہ نما سے کم فائدہ نہ اٹھایا۔ قریب تھا کہ خوفناک مذہبی جذبہ ان حضرات سے میراثی عارضہ قلب کا جو اسلام کی خورد سری کے سبب بارہ تیرہ صدیوں سے ان میں نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا چلا آتا تھا درماں ہو جائے۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ ۔ ۔ ۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہیگا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ (وکیل امرتسر)

مرزا صاحب آریہ سماج کے چہرہ سے انیسویں صدی کے ہندو ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمع اتارنے میں مصروف ہیں۔ ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔

فطری ذہانت، مشق و مہارت اور مسلسل بحث و مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک شان خاص پیدا کر دی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذہب غیر پر ان کی نظر نہایت وسیع تھی اور وہ اپنی ان معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کرتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ ان میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ اس کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ سے نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب کے لئے حکم و عدل ہوں۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں بہت مخصوص قابلیت تھی اور یہ نتیجہ تھی ان کی فطری استعداد کا ذوق مطالعہ اور کثرت مشق کا۔ آئندہ امید نہیں ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔ جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔

(اخبار وکیل امرتسر)

مندرجہ بالا خیالات مختلف مذاہب کے لوگوں کے ہیں۔ جن میں مسلمان غیر مسلمان تعلیم یافتہ گروہ شامل ہے ان کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کیسی عظیم الشان ہستی تھی جس کی اگر قدر نہیں کی تو ملاں طبع اور پیر پرست مسلمانوں نے۔ اور اس وقت اس قابل قدر ہستی اور عام مسلمانوں کے درمیان یہی لوگ اور ان کے خود غرض لیڈر و اخبار نویس لطور رکاوٹ کے حائل ہیں اور یہ بوسیدہ پردہ عرصہ تک انشاء اللہ نہیں رہے گا۔

میں اپنے عزیز محترم سے صرف یہی عرض کروں گا کہ وہ خدا ترس دل سے غور کریں کہ اسی مسلمان قوم میں سے جس کی پست ہمتی اور عدم توجہی کی عام شکایت ہے حضرت مرزا صاحب ایک جماعت پیدا کرتے ہیں جس میں بحیثیت ایک جماعت کے وہ جوش دین کی تبلیغ اور خدمت کا اور اشاعت اسلام کا ہے جو اس وقت مسلمانوں کی کسی بڑی سے بڑی اور مالدار سے مالدار جماعت میں نہیں۔ جس طرح بحیثیت ایک جماعت کے افراد کا ذکر نہیں، حضرت مرزا صاحب کے پیروؤں نے اپنے مال نہیں بلکہ اپنی جانیں اسلام کی اشاعت اور خدمت کے لئے قربان کی ہیں اور اپنے آپ کو گویا اس راہ میں وقف کر دیا ہے۔ کیا اس کی کوئی نظیر مسلمانوں کی کسی دوسری جماعت میں بھی مل سکتی ہے؟ پھر جو جوش اسلام کے لئے اور خدا و رسول کا نام بلند کرنے کے لئے اس جماعت میں پایا جاتا ہے اگر وہ جوش خود اس جماعت کے امام کے دل میں نہ تھا۔ تو یہ کہاں سے پیدا ہو گیا کسی مفتری اور کذاب اور اس کے پیروؤں کے دلوں میں اگر تاریخ اسلامی کے اندر ایسا جوش خدا و رسول اور اس کے کلام پاک کی اشاعت کا کہیں پایا جاتا ہے تو پیش کریں۔

یہ کہہ دینا نہایت آسان امر ہے کہ فلاں شخص کہتا تھا کہ فلاں شخص نے ہمیں اسلام کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ لیکن اس کا عملی ثبوت اس شخص کے عمل سے دکھانا نہایت ضروری ہے۔ جو ایسی باتوں کا مدعی یا متبع ہے یا دوسرے کو سمجھاتا ہے

اصل حقیقت یہ ہے کہ قادیان ہی ہندوستان کیا بلکہ ساری دنیا میں

پہلا مقام ہے اور حضرت مرزا صاحب ہی اس زمانہ میں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے مطالعہ کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ ورنہ اس زمانہ میں حنفیوں کی ساری توجہ فقہی کتب کی طرف تھی اور اہلحدیث کی کتب احادیث کی طرف۔ تعلیم قرآنی اسلامی مدارس میں برائے نام تھی اور اب بھی تک درس نظامیہ سے قریباً مفقود ہے۔ حضرت مرزا صاحب ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے ۱۸۸۰ء میں کتاب البراہین الاحمدیہ علیٰ حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ لکھ کر یہ اصول قائم کیا کہ الہامی کتاب جس بات کا دعویٰ کرے ضروری ہے کہ اس کے دلائل بھی خود ہی دے۔ پھر قادیان میں ہی سب سے پہلے درس قرآن کا سلسلہ شروع ہوا جس کا اثر نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ہندوستان سے باہر کے اسلامی ممالک میں بھی پیدا ہو گیا اور آج جگہ جگہ درس قرآن جاری ہیں اور مختلف لوگ تفاسیر و تراجم قرآن میں مصروف نظر آتے ہیں۔ جو شخص اس حقیقت کا انکار کرے وہ ثبوت انکار بھی پیش کرے۔ ختم نبوت، ناسخ منسوخ، عصمت انبیاء اور کئی مسائل ابھی تک ایسے ہیں جن میں علماء اسلام حضرت مرزا صاحب سے اختلاف کرکے سرگردان ہو رہے ہیں۔ یہ بالکل حقیقت ہے جس کی تردید از روئے دلائل و واقعات نہیں ہو سکتی کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق صرف حضرت مرزا صاحب نے یاد دلایا۔ باقی سب لوگ آپ کے خوشہ چین ہیں۔ اگر کسی شخص کو اس بات سے انکار ہے تو وہ کوئی ایسے حقائق و معارف قرآنی دوسرے لوگوں کی طرف سے پیش کرے جن کا ماخذ حضرت مرزا اور جماعت احمدیہ کا لٹریچر نہ ہو۔ میں انشاء اللہ واقعات کی رو سے ثابت کر دوں گا کہ اس صدی کے جملہ مفسرین قرآن اور متکلمین جو کوئی نئی چیز پیش کرتے ہیں اس کا منبع جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں پہلے سے موجود ہے۔ چونکہ جماعت احمدیہ کا لٹریچر اور خیالات دوسرے علماء کی تنگدلی، تعصب اور بہتان طرازی کی خس و خاشاک کے نیچے دبے پڑے ہیں اور عوام کی نظر سے پوشیدہ ہیں اس لئے لوگوں پر اصل منبع پوشیدہ ہے اور لوگ خوشہ چینوں کو ہی منبع سمجھتے ہیں لیکن یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ آخر یہ گرد و غبار زمانہ اڑا دے گا۔

مخالف مسلمان اور ان کے علماء پیر، لیڈر وغیرہ خواہ کتنا ہی اس صدی کے مجدد کے کام کی ہیبت کو گھٹا کر دکھانے کی کوشش کریں لیکن ساری دنیا ان کی طرح تنگدل اور متعصب نہیں۔ خود وہ قومیں بھی عیسائی جن پر اسلام کو غالب کر دینا اس صدی کے مجدد کا اصل کام ہے اس بات کو محسوس کر رہی ہیں کہ سلسلہ احمدیہ ہی مسلمانوں میں ایک ایسی تحریک ہے جو اسلام اور اس کے بانی حضرت نبی کریم پر سے ہر قسم کے اعتراضات کو دور کرنے میں مصروف کار ہے چنانچہ چند آراء ملاحظہ ہوں:-

(۱) احمدیت اس بات کا تہیہ کر چکی ہے کہ پیغمبر حضرت محمدؐ کے کیریکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک ثابت کرے۔ (انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹/۱۱۰)

(۲) اس وقت احمدی جماعت دنیا میں سب سے زیادہ اشاعت اسلام کرنے والی قوم ہے (زندہ مذاہب اسلام صفحہ ۲۱۷)

(۳) تحریک احمدیت حقیقتاً ایک اشاعت اسلام کی سوسائٹی ہے اگرچہ پرانے خیال کے علماء اب تک اسے شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں (ریڈر اسلام صفحہ ۳۰۳)

(۴) مسلمانوں میں فرقہ داری کی روح جو عام طور پر سرایت کر گئی ہے اس میں ایک عجیب استثناء احمدی ہیں وہ صرف مذہبی اشاعت پر سارا زور صرف کرنے میں اور سیاسیات سے الگ رہتے ہیں۔ ... اس بارے میں موجودہ اسلام میں یہ ایک قابل ذکر گروہ ہے جس کے مقاصد محض تبلیغی ہیں۔ ... انکی توجہ زیادہ تر اس بات کی اشاعت میں مرکوز ہے کہ اسلام ہی صرف ایک مذہب ہے جو عقل اور فطرت کے مطابق ہے یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس کو وہ اس مذہب کی عیب جوئی اور اسلام کی تعریف کرنے میں (مسلم ورلڈ صفحہ ۳۱ جلد ۱۴)

(۵) اس کو اس کے ماحول سے الگ کر کے دیکھا جائے تو یہ تحریک صرف ایک زیادہ وسیع الخیال اسلام کے رنگ میں نظر آتی ہے اس خصوصیت کے ساتھ کہ اس میں اشاعت کی روح صاف دکھائی دیتی ہے (اسلام ایٹ دی کراس روڈ صفحہ ۱۰۸)

احباب جماعت کی خدمت میں ایک التماس

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ارادہ تو کیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانحعمری لکھنے کا لیکن ڈلہوزی پر وہ تمام کتب نہ لا سکا جو اس کام کیلئے ضروری تھیں۔ اس لئے وہ معاملہ ترک کر دیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جا پڑا۔ ڈلہوزی میں میں فارغ تھا۔ بعض احباب نے فرمائش کی کہ قرآن کریم کے ستائیسویں پارہ کے نکات و معارف ہی لکھنا شروع کر دوں۔ میرے اپنے خیال اور سمجھ کے مطابق قرآن کریم کے آخری پارہ کے بعد پھر ستائیسواں پارہ بہت مشکل اور دقیق ہے۔ اسی لئے آخری پارہ کے بعد اسی پارہ کو شروع کر دیا۔ اسی پارہ میں سات سورتیں ہیں۔ الذاریات۔ الطور۔ النجم۔ القمر۔ الرحمٰن۔ الواقعہ۔ الحدید ان میں سے ایک ایک سورت علم و حکمت کا ایک بحر ناپیدا کنار اور معارف و حقائق کے گنجینہ کی ایک کان ہے۔ اس عظیم الشان سمندر میں غوطہ لگانا میری بساط سے بہت بڑھ کر تھا۔ نہ میں کوئی بڑا عالم۔ نہ تفسیر دانی کا مجھے دعویٰ۔ ہاں دل کی ایک تڑپ تھی۔ جو سب سے خود خدا کے فضل سے تھی اور خدا کے فضل نے ہی دستگیری فرمائی جو ۱۴ ستمبر ۱۹۳۶ء کو یہ تفسیر مکمل ہو گئی۔ بری بھلی جیسی بھی ہو سکی۔ اپنی طرف سے تو خدمت دین ہی کی ہے آگے قبول کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قبولیت بھی بخشنے والا ہے۔ اس کی بھی طرز وہی ہے جو انوار القرآن کی ہے۔ البتہ یہ کتاب انوار القرآن سے ... بڑی ہو گی۔ انوار القرآن کے صفحے تو ۲۳۳ ہیں مگر اس کے قریباً تین سو صفحے ہوں گے۔ مگر قیمت وہی دو روپے ہو گی جو انوار القرآن کی ہے تاکہ احباب پر بار نہ ہو۔ میں کسی سے قیمت پیشگی نہیں مانگتا البتہ التماس یہ کرتا ہوں کہ مختلف مقامات کے احباب مجھے اتنی اطلاع ضرور دیدیں کہ وہ کس قدر کتب خرید کر سکیں گے۔ تاکہ کتاب شائع ہونے پر آسانی سے بھیجی جا سکے۔ مکرمی شیخ مولا بخش صاحب آنریری مجسٹریٹ غلہ منڈی لائلپور نے گذشتہ سال مجھے لکھا تھا کہ اگر آپ پارہ ۲۷ چھپوائیں تو پچاس جلدیں میں لوں گا۔ امید ہے انہیں وہ اپنا وعدہ یاد ہو گا۔ اسی طرح اور بھی دوست اپنی اپنی جماعت کے خریداروں کی تعداد اگر لکھ بھیجیں تو بڑی عنایت ہو گی۔ میرا مطلب فقط اشاعت علم قرآن ہے اللہ تعالیٰ کے ہی دست قدرت میں سب کچھ ہے میں فی الحال ڈلہوزی میں ہوں۔ ڈلہوزی کا پتہ تو ہے:-

"پیرڈین" ڈلہوزی

۸ تاریخ اکتوبر کو انشاء اللہ تعالیٰ لاہور جاؤں گا۔ لاہور کا پتہ ہے:- معرفت مولوی محمد علی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

خاکسار:- **بشارت احمد**

از ڈلہوزی۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

ایک تردید

ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن جہلم کی طرف سے ایک اسلامی ریسرچ ورکشاپ جہلم کے متعلق پیغام صلح ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا۔ لیکن سیکرٹری صاحب احمدیہ جماعت جہلم اطلاع دیتے ہیں کہ اس نام کی کوئی ایسوسی ایشن جہلم میں نہیں ہے اور یہ مراسلہ کسی غیر ذمہ دار شخص کا معلوم ہوتا ہے۔ جس کا ہمیں افسوس ہے۔ (ایڈیٹر)

مراسلات

جلسہ تعزیت

(۱) آج مورخہ ۹ کو موسم گرما کے بعد سکول کے کھلنے پر مسلم ہائی سکول لاہور کے سٹاف اور طلباء کا یہ خاص جلسہ چوہدری محمد حسین صاحب پی۔ای۔ایس انسپکٹر ورنیکلر ایجوکیشن کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج کا اظہار کرتا ہے اور ان کی وفات کو مسلمانوں کے لئے بالعموم اور محکمہ تعلیم کے لئے بالخصوص ایک ناقابل تلافی نقصان خیال کرتا ہے اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

(۲) نیز یہ جلسہ جناب سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر کے خورد سالہ بیٹے خالد حسین کے اس عالم فانی سے جنت الفردوس کی طرف سدھار جانے پر دلی افسوس کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ عزیز مرحوم کے والدین کو اس صدمہ جگر پاش کے برداشت کرنے کے لئے صبر جمیل عطا فرمادے۔

سکرٹری سٹاف
مسلم ہائی سکول لاہور

ریاست چنبہ کے مظلوم مسلمان

بعض ہندو ریاستوں نے کچھ عرصہ سے مسلمانوں کو نشانہ جور وستم بنا رکھا ہے اور اس طرح متمنی ہیں کہ مسلمانوں کو کچل دیا جائے۔ ریاست چنبہ کے خداوندان انصرام واہتمام نے بھی یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے مسلمانوں کو جور واستبداد کی چکی میں پیسا جارہا ہے۔ طرح طرح کے بہانوں سے ان پر ستم کے پہاڑ گرائے جا رہے ہیں۔ مہاسبھایانہ ذہنیت پورا کام کر رہی ہے مسلم ملازمین کو سخت تنگ کیا جارہا ہے حتیٰ کہ ایک مسلم نوجوان محمد اکبر صاحب جو عرصہ اٹھارہ سال سے ملازم تھے انہیں استعفا دینے اور ریاست چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ یہی سلوک دیگر مسلمانوں سے بھی روا رکھا جارہا ہے تاکہ علیٰ الجملہ مسلم عنصر کو ریاست سے خارج کیا جائے۔

ان ستم رانوں کی ابلہ فریبیوں وستم کیشیوں کی داستان زہرہ گداز ہے۔ پہلے انہوں نے احمدیوں اور قادیانیوں کو باہم لڑایا۔ پھر احمدیوں اور غیر احمدیوں کو ایک دوسرے سے دست وگریباں کرنے کی ناپاک کوشش کی مگر مسلمانوں نے حتی الوسع اتحاد کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ لیکن حالیہ ہی جو ظلم یا دعوراء سپرنٹنڈنٹ نے بیگناہ مسلمانوں پر شروع کیا ہے اس پر عقل ودانش بھی ماتم کرتی ہے۔ دو مسلمانوں کو اس جرم عظیم کی پاداش میں گرفتار کیا گیا کہ انہوں نے راجہ پر جادو کیا ہے یا کرنیوالے تھے ظلم واستبداد کا اس سے اوکھا بہانہ بھی کہیں ملیگا۔ اس بہانہ کی نامعقولیت پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ان ہر دو مظلوموں کو حبس بے جا میں رکھا گیا اور نہایت بے رحمی سے زدوکوب کیا گیا اور ساتھ ہی شہر میں مارشل لا بھی نافذ کردیا گیا تاکہ مسلم آبادی کو ہراساں کیا جائے۔ یہ واقعہ اپنی نوعیت کا واحد وانوکھا ہے۔ اس دور سائنس وفلسفہ میں جادوگری کے الزام میں ہدف جور بنانا ہر صاحب دل کو خون کے آنسو رلائے بغیر نہ رہے گا۔ پنجاب کے دامن میں یہ تشدد اور حکومت پنجاب خاموش ہے۔

اس ریاست میں بھی تبدیلی مذہب پر پابندیاں ہیں اگر کوئی شخص مسلمان ہو جائے تو اس کو قید کردیا جاتا ہے اسے قید وجرمانہ کی سزا برداشت کرنی پڑتی ہے حتیٰ کہ وہ واپس ہندو دھرم میں آجائے اور جو شخص مسلمان بنائے اس کے ساتھ بھی ایسا ہی وحشیانہ سلوک روا رکھتے ہیں۔ تاوہ دوبارہ ایسا کام نہ کرے۔ ریاست میں اس وقت ہزاروں کی تعداد میں اچھوت مسلمان ہوجانے پر آمادہ ہیں مگر اس وجہ سے رکے پڑے ہیں۔ کیا مسلمانوں کا فرض نہیں کہ وہ ان کی مدد فرمائیں۔ تاکہ وہ جلد تر دولت اسلام سے مالا مال ہو جائیں۔

ریاست کے نظم ونسق پر یادعوراء اور اس کا خاندان مسلط ہے یادعوراء وزیر ہے اس کا لڑکا چیف سکرٹری ہے اس کا بھائی جج ہے اور بقیہ عہدہ جات پر بھی انہیں کے متعلقین سیاہ وسپید کے مالک ہیں۔ گویا ریاست کے غربا کی خون پسینہ کرکے حاصل کردہ دولت اس خاندان کی پرورش میں ضائع ہو رہی ہے۔ راجہ ابھی بچہ ہی ہے۔ یقیناً اس کی تربیت بھی ایسے طریق سے ہوگی کہ وہ بڑا ہوکر ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کا کام دے۔ اس قدر اندھیر کے باوجود آج تک حکومت ہند خاموش ہے اور ادھر توجہ نہیں فرماتی۔

میں مسلمان ممبروں سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ کونسل واسمبلی میں اس کے متعلق سوال اٹھائیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ صدائے احتجاج بلند کریں اور ریاست کو مجبور کریں کہ وہ مسلمانوں سے بہتر سلوک کرے

(غلام نبی مسلم۔ بی اے)

اسلامی اصول کی فلاسفی

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کو مفت تقسیم کرنے کے لئے انجمن نے قیمت فی کاپی ۲ر (دو آنے) کردی ہے۔ ایک روپیہ میں دس کاپیاں۔ محصولڈاک علاوہ جو حسب ذیل ہوگا:-

	روپیہ	آنہ	پائی	
فی کاپی	۰	۱	۹	بذریعہ بک پوسٹ
دو کاپی	۰	۲	۹	
دس کاپی	۰	۱۳	۳	

جن احباب کو خود تقسیم کے لئے درکار ہوں وہ مندرجہ بالا قیمت اور محصولڈاک پیشگی ارسال کرکے منگوا سکتے ہیں۔ اور جو دوست دفتر کے ذریعہ تقسیم کروانا چاہیں۔ وہ قیمت ارسال کرکے دفتر کو اس سے اطلاع دیدیں۔

(آنریری جائنٹ سکرٹری)

اسلامی صحافت کی غلط مت اسلامی

"آدھ پڑوسن لڑیں" کی کہاوت تو آپ نے سنی ہی ہوگی۔ لیکن اس پر کسی کو عمل کرتے نہ دیکھا ہوگا۔ لیکن اب اس تماشے کا موقع آگیا ہے دنیا کی قومیں تو اسوقت اپنی جنگی طیاریوں میں مصروف ہیں۔ دشمنوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے بری، بحری اور ہوائی قوتیں جمع کر رہی ہیں۔ اپنے افراد کو منظم کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ خود آپس ہی میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ آدھ پڑوسن لڑیں۔

مدح صحابہ کا جو جھگڑا لکھنؤ میں چل رہا ہے اس کے شرمناک ہونے میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ دراصل یہ بیٹھے بٹھائے کی لڑائی ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی توہین، مگر سچے مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے کہ ایک ہی شرمناک لڑائی کو کافی سمجھے "سچا مسلمان" تو وہی ہے۔ جو آپس میں ہمیشہ لڑتا ہی رہے۔ اگرچہ لڑائی کا کوئی حقیقی سبب بھی موجود نہ ہو۔

لکھنؤ میں پچھلے دنوں شیعوں کا ایک جلسہ ہوا تھا۔ جس کی کارروائی اخباروں میں چھپ چکی ہے اس جلسہ پر جمعیتہ علماء ہند کے آرگن "الجمعیتہ" کو بہت غصہ آیا (حالانکہ غصہ کی کوئی وجہ نہ تھی) اور اس نے لکھدیا کہ شیعہ حسین پرست ہیں اور کیا شیعہ حضرات یہ چاہتے ہیں کہ وہ سرا علی اور دوسرا حسین قرار دے کر عام مسلمان بھی ایک نیا مذہب قائم کریں اور تبرا کا جواب تبرا سے دیں۔

الجمعیتہ کے یہ الفاظ یقیناً افسوسناک ہیں اور اشتعال انگیز بھی، لیکن چونکہ شیعہ بھی مسلمان ہی ہیں۔ اس لئے وہ کیسے چپ رہ سکتے تھے جبکہ مسلمان آپس میں بغیر اشتعال کے بھی لڑ جانا ضروری سمجھتے ہیں تو اس اشتعال پر خاموشی گناہ عظیم تھی۔

چنانچہ شیعہ اخبار "سرفراز" غصہ سے بیخود ہوگیا۔ اور ایک لمبا چوڑا افتتاحیہ لکھ ڈالا۔ جس میں الجمعیتہ اور اس کی جماعت کو دشمن حسین قرار دے کر "کجس زبن کتا" بھی کہ دیا جمعیتہ علماء ہند کے محترم صدر پر ذاتی حملہ بھی کردیا۔ کیونکہ اخبار الجمعیتہ نے شیعہ جلسہ کے صدر کا نام بغیر تعظیمی القاب کے لکھ دیا تھا۔

لیکن سننے کی اصلی بات ابھی باقی ہے الجمعیتہ نے شیعوں کو حسین پرست کہا تو سرفراز نے سنیوں کو ثلاثہ پرست کہدیا۔ لفظ ثلاثہ میں جو تشنیع پہلو ہے محتاج بیان نہیں۔ اب بتائیے یہ تو تو میں میں گالیوں تک پہنچ گئی یا نہیں۔ اگر غیر قومیں یہ دیکھ کر مسلمانوں پر ہنسیں اور تالیاں بجائیں تو کیا مستحق ملامت ہوں گی؟

آگے چلئے حسین پرستی کے الزام کا جواب "سرفراز" نے دیا ہے ہمیں فخر ہے کہ ہم حسین پرستی کرتے ہیں۔ پھر ہم حسین پرستی کرکے دراصل محمد پرستی ہی کرتے ہیں دیکھئے آپس کی تکرار کس حد تک پہنچ گئی۔ ہمیں معلوم ہے کہ شیعہ مذہب میں نہ حسین علیہ السلام کی پرستش کی جاتی ہے نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، مگر محض جوش غیظ وغضب میں اس شرک عظیم کو بھی اپنے سر اوڑھ لیا۔

اب یہ اعلان دیکھکر اگر غیر مسلم قومیں اسلام سے متنفر ہو جائیں تو حق بجانب ہوں گی۔ بھلا کون قوم گوارا کرے گی کہ حسین پرستی یا محمد پرستی میں مبتلا ہو؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا میں خدا پرستی کے سوا تمام پرستیاں مٹانے آئے تھے۔ مگر آج خود ہم مدعیان اسلام ڈنکے کی چوٹ پر کہہ رہے ہیں کہ ہم نہ صرف محمد پرست ہیں بلکہ حسین پرست بھی ہیں غالباً ڈاکٹر مونجے اور بھائی پرمانند اس اعلان کو سنکر بہت خوش ہونگے۔ کیونکہ نادان مخالف مل کر بھی اسلام کو جتنا نقصان پہنچا سکتے اس سے زیادہ نقصان یہ اعلان پہنچا سکتا ہے۔ مونجے اور پرمانند کو چاہیئے کہ مسلمانوں کو اس اعلان پر مبارکباد دیں۔ بیشک سچے مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود اپنے ہاتھ سے اسلام کی جڑ پر کلہاڑی مارتے ہیں۔ (رسید ۴ ستمبر ۱۹۳۶ء)

ضرورت ملازمت

بندہ میٹرک پاس ہے۔ درس وتدریس اور بہی کھاتہ کے حساب کا تجربہ رکھتا ہے۔

اگر کسی شخص کو ٹیوٹر یا منشی کی خدمات درکار ہوں تو براہ نوازش پتہ ذیل پر اطلاع بخشیں۔

غلام نبی معرفت جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب
آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(بقیہ صفحہ ۲)

(۱۱) میں نے دریافت کیا تھا کہ بحوالہ تحریر حضرت مسیح موعود صدہا ایسے لوگ گزرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی۔ اس تحریر کو آپ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ سے مسترد کرنا چاہا کہ امت میں سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اس پر بحوالہ انجام آتھم صفحہ ۲۸ اور الوصیت صفحہ ۱ صریح عبارتیں پیش کی گئیں کہ دیگر اولیائے امت نے بھی نبی اور رسول کے پائے اس کے جواب میں آپ نے خاموشی کیوں اختیار فرمائی۔

(۱۲) حضرت مجدد الف ثانی کے اس قول کی طرف میں نے توجہ دلائی تھی کہ جس کو کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ ہوتا ہے وہ محدث ہوتا ہے اگر حضرت مسیح موعود کا نبوت کا دعویٰ تھا تو آپ نے یہ قول کیوں اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کیا۔ اس پر بھی اب تک خاموشی ہے۔

(۱۳) ہم نے اقتباسات سے اپنی ذاتی شہادت آپ کے سامنے رکھی تھی کہ یہ واقعہ کبھی ہمارے سامنے نہیں آیا کہ حضرت اقدس نے فرمایا ہو کہ سنہ ۱۹۰۱ء تک جو ہم نے اپنے آپ کو محدث اور مجدد لکھا وہ غلط تھا دراصل ہم نبی ہیں اس پر بھی آپ نے خاموشی کو پسند فرمایا۔

(۱۴) ہمارے پیش کردہ پچاس حوالوں میں دو تین حوالے آپ نے مشکوک بتلائے جن میں نے کانٹ چھانٹ سے کام لیا مگر باقی ماندہ حوالجات کو آپ نے کیوں ہاتھ تک نہیں لگایا۔

(۱۵) تاریخ تبدیلی عقیدہ حضرت مسیح موعود ہم نے دریافت کی تھی وہ آپ نے نہیں بتلائی۔

سردست اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یار زندہ صحبت باقی

اخبار احمدیہ

—— شیخ بشیر احمد صاحب ... مبلغ اسلام (جو آجکل البنی میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں) کی اہلیہ عارضہ ... صاحبہ کی طبیعت علیل ہے

—— ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب راولپنڈی کو ہاکی کھیلتے ہوئے ناک پر چوٹ آئی ہے اور آپ کا اپریشن ہو رہا ہے۔

—— ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب ملیریا سے بیمار تھے اب نسبتاً افاقہ ہے لیکن کبھی کبھی بخار ہو جاتا ہے

—— ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا زخم خدا کے فضل سے اچھا ہو رہا ہے آپ کو بخار ہو گیا تھا۔ لیکن اب آرام ہے۔

—— احباب ان تمام دوستوں کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں

—— الٰہی بخش صاحب جھنگ بے روزگار ہیں اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اگر کوئی دوست انکی مدد فرما سکیں تو متوجہ ہوں اور دعا کیلئے بھی درخواست کرتے ہیں

—— جماعت ... آجکل ابتلا میں ہے احباب درد دل سے اپنے بھائیوں کیلئے دعا کریں کہ خداوند کریم ان کو استقامت دے

—— معلوم ہوا ہے کہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب، ان کی اہلیہ محترمہ اور بچے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

—— بابو رحمت اللہ صاحب و مستری عبد الحق صاحب کارکنان انجمن جو سالی سینیٹوریم میں زیر علاج ہیں احباب کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

سفر عالم

ہندوستان

—— لاہور ۲۱ ستمبر۔ کوٹ شاہ پور میں سلنڈر پھٹنے کے حادثہ کی وجہ سے دو تین آدمیوں کے بالکل پرخچے اڑ گئے۔ ان کے گوشت کے لوتھڑے قریبی لوہے کے ٹکڑوں سے چمٹ گئے تھے

—— چار آدمی موقع پر جاں بحق ہوئے تین میو ہسپتال میں پہنچکر شدید زخموں کی نذر ہو گئے اور بیس کے قریب مزید زخمی ہیں ممکن ہے کہ معمولی زخمیوں کی تعداد کسی قدر زائد ہو۔

—— حادثہ مذکور کے متعلق محکمانہ طور پر تحقیق ہو رہی ہے اور اسی سلسلہ میں مقامی ریلوے پولیس اور ڈپٹی مجسٹریٹ بھی علیحدہ علیحدہ تحقیقات کر رہے ہیں جن اموات و مجروحین کے متعلق اخبارات میں اعلان شائع ہو چکے ہیں ان سے مزید مجروحین یا اموات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا

—— تھانہ صاحب ظفر حسین ڈپٹی ڈائرکٹر اسٹیبلشمنٹ ریلوے بورڈ کی بیگم صاحبہ نے مصیبت زدگان حادثہ کی امداد کے لئے دو سو روپے کا عطیہ ارسال فرمایا ہے اور ساتھ ہی عوام سے پر درد اپیل بھی کی ہے کہ مصیبت زدگان کے غم کو ہلکا کرنے کے لئے ان کی امداد کیلئے کوئی عملی صورت اختیار کی جائے۔

—— شملہ ۲۱ ستمبر۔ سر ... دادابھائی کی صدارت میں کل کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اس اجلاس میں کوئی رسمی کارروائی نہ ہوئی۔ میاں سر فضل حسین کی وفات پر اظہار افسوس کرنے کے بعد اجلاس ملتوی ہو گیا۔

—— سر جگدیش ... میاں صاحب مرحوم کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ میاں سر فضل حسین مدت مدید تک اس ہاؤس کے ... میاں صاحب نظم و نسق کے معاملات میں بہت تجربہ کار ... مآل اندیش سیاستدان تھے۔

—— پشاور ۲۱ ستمبر۔ ... کے میجر مسٹر بارو زاور ان کی اہلیہ حادثہ موٹر کی وجہ سے شدید مجروح ہوئے ہیں۔ تازہ ترین اطلاع ہے کہ مسز بارو ز ہسپتال میں جاں بحق ہو گئی ہیں۔

—— بھوپال ۲۲ ستمبر۔ کرکٹ کنٹرول بورڈ کے ایک خاص اجلاس میں چار گھنٹے کی بحث و تمحیص کے بعد طے پایا کہ ہندوستانی کرکٹ ٹیم کے سفر انگلستان کی تحقیق کے لئے ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کی جائے جو عام انضباط۔ امرناتھ کے واپس آنے کے واقعات کھلاڑیوں کے افتراق و انشقاق کے وجوہات کی تحقیق کرے۔

—— لاہور ۲۱ ستمبر۔ مسٹر ایم۔ اے غنی وائس پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ علامہ عبد اللہ یوسف علی پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور آج صبح پنجاب میل کے ذریعہ انگلستان سے لاہور وارد ہوئے

—— شملہ ۲۲ ستمبر۔ لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند نے اسمبلی کے کل کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اوسط درجہ کے افراد کی بیکاری کا ذکر کیا اور کہا کہ بیکاری کا مسئلہ اس وقت کے اہم موضوعات میں شامل ہے اور حکومت ہند بیکاری کو رفع کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔

—— لاہور ۲۲ ستمبر۔ حبیب الرحمان ... لدھیانوی ڈکٹیٹر مجلس احرار کے بڑے صاحبزادے خلیل الرحمان کو مسٹر ... ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے زیر دفعہ ۱۲۴۔ الف تعزیرات ہند ۱۸ ماہ قید بامشقت کی سزا دی ہے۔

—— خلیل الرحمان نے ۱۳ جولائی ۱۹۳۶ء کو قادیان کی جامع مسجد میں ایک تقریر کی تھی۔ ان کو سی کلاس دی گئی ہے۔

ممالک خارجہ

—— میڈرڈ ۲۲ ستمبر۔ سرکاری افواج کے حوصلے یہ اطلاع موصول ہونے سے بہت بڑھ گئے ہیں کہ ہسپانوی مراکش میں جنرل فرینکو کے خلاف مراکشی عربوں نے زبردست بغاوت کر دی ہے۔

—— برسلز (بلجیم) ۲۲ ستمبر۔ گذشتہ ہفتہ کے آخر میں ایک زبردست سازش کا انکشاف ہوا جس کا مقصد مزدوروں کو مسلح کر کے انقلاب نما کرنا تھا۔ انقلاب پسند سوشلسٹ پارٹی کی تمام برانچوں کے دفاتر پر چھاپے مارنے اور تلاشیاں لینے کے بعد کافی اسلحہ برآمد ہوا۔

—— ماسکو ۲۲ ستمبر۔ روس سے کئی ہزار ٹن خوراک کا پہلا جہاز اوڈیسہ سے عازم ہسپانیہ ہو گیا ہے۔ یہ سامان عورتوں اور بچوں کی طرف سے بھیجا گیا ہے اس میں پانچسو ٹن صرف مکھن اور تین سو ٹن کھانڈ ہے۔

—— میڈرڈ ۲۲ ستمبر۔ القصر کے باہر دن بھر خونریز معرکہ ہوتا رہا۔ لیکن سرکاری فوج بہت کم آگے بڑھ سکی۔ باغی بدستور ڈٹ کر رہے ہیں۔ سرکاری کمک ابھی ٹولیڈو سے چودہ میل کے فاصلے پر ہے۔

—— لندن ۲۲ ستمبر۔ اخبار "ٹائمز" کو لندن کی خواتین کی بعض انجمنوں مثلاً برٹش کامن ویلتھ لیگ۔ انٹرنیشنل لیگ آف ویمن اور ویمنز فریڈم لیگ کی طرف سے مکتوبات موصول ہوئے ہیں جن میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ جلد سے جلد ہندو عورتوں کے ورثہ سے متعلق منظور کر کے ہندو عورتوں کے ساتھ انصاف کریں۔

—— برلن ۲۲ ستمبر۔ اخبار "ڈیلی ہیرالڈ" کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ میڈرڈ کے اردگرد نہایت مضبوط مورچے قائم کئے جا رہے ہیں۔ خندقیں کھودی جا چکی ہیں۔ کئی مورچے زمین دوز ہیں۔ چھوٹے چھوٹے قلعے بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔

—— ہوانا ۲۲ ستمبر۔ اخبار "پائیس" کے دفتر کے سامنے ایک بہت بڑا بم پھٹنے سے تین آدمی ہلاک اور بیس سے زائد مجروح ہوئے۔ اس میں کم و بیش ایک ہزار ڈائنامائٹ کے ٹکڑے تھے۔ بم پھٹنے سے دفتر کی عمارت کا اندرونی حصہ اور ملحقہ گرجا بالکل منہدم ہو گئے۔

—— لندن ۲۲ ستمبر۔ کل سکاٹس گارڈز کی دوسری بٹالین اور رائل انجینئر کا ایک دستہ ٹرین میں سوار ہو کر ساؤتھمپٹن کی بندرگاہ کو روانہ ہو گیا۔ یہاں یہ فوج جہاز پر سوار ہو کر فلسطین روانہ ہو جائے گی۔

—— شنگھائی ۲۲ ستمبر۔ جاپانی بحری بیڑہ کی چند آبدوز کشتیاں جن کی تعداد تاحال ظاہر نہیں کی گئی۔ دو تباہ کن کشتیوں کی معیت میں شنگھائی سے ہانکو روانہ ہو گئی ہیں۔ جاپانیوں نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ ہانکو میں مستقل طور پر جاپانی لینڈنگ پارٹی کا قیام عمل میں لا کر رہیں گے۔

—— لندن ۲۲ ستمبر۔ اس خبر سے جنیوا میں ہیجان پھیل گیا کہ شاہ نجاشی لندن سے طیارہ پر سوار ہو کر جنیوا پہنچ رہے ہیں۔ تاکہ حبشی نمائندوں کی شرکت کے متعلق کوشش کر سکیں۔

—— ٹوکیو ۲۲ ستمبر۔ جاپان کی وزارت بحری کو شہنشاہ نے اجازت دیدی ہے کہ چین میں بری فوج کے علاوہ بحری بیڑہ بھی بھیجا جا سکتا ہے۔

—— روما بذریعہ ڈاک۔ ایک اطلاع منظر ہے کہ سائنور مسولینی نے شاہ بلغاریہ سے ایک پراسرار ملاقات کی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مسولینی بلغاریہ کو اپنے زیر اثر لا کر ترکی کے خلاف کوئی اقدام کرنا چاہتا ہے

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ چھ روپے
ششماہی تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۸ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۶۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مسلمان کس طرح ترقی کر سکتے ہیں؟

ہماری رائے تو یہی ہے جس کو آنکھیں دیکھتی ہیں ترقی کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس پر زندہ ایمان پیدا کریں اگر ہم ان باتوں کو ان دنیا پرستوں کی مجلس میں بیان کریں تو وہ ہنسی میں اڑا دیں مگر ہم کو رحم آتا ہے کہ افسوس یہ لوگ اس کو نہیں دیکھ سکتے جو ہم دیکھتے ہیں۔ آپ کو چونکہ خدا تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اس قدر دور دراز کا سفر اختیار کر کے اور راستہ کی تکلیف اٹھا کر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایمانی قوت کی تحریک ہوتی تو اس قدر تکلیف برداشت نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے اور اس قوت کو ترقی دے تاکہ آپ کو وہ آنکھ عطا ہو کہ آپ اس روشنی اور نور کو دیکھ سکیں جو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا پر نازل کیا ہے۔ بعض اوقات انسان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ کہیں جاتا ہے اور پھر جلد چلا آتا ہے مگر اس کے بعد اس کی روح میں دوسرے وقت اضطراب ہوتا ہے کہ کیوں چلا آیا۔ ہمارے دوست آتے ہیں اور اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے جلد چلے جاتے ہیں لیکن پیچھے ان کو حسرت ہوتی ہے کہ کیوں جلد واپس چلے آئے (یہاں مولوی سید مہدی حسن نے کہا کہ میرا بھی یقیناً یہی حال ہوگا۔ اگر میں نواب محسن الملک صاحب اور دوسرے دوستوں کو تار نہ دے چکا ہوتا تو میں اور ٹھہرتا) بہرحال میں نہیں چاہتا کہ آپ تخلف وعدہ کریں اور جبکہ ان کو اطلاع دے چکے ہیں تو ضرور جانا چاہئے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ آپ پھر آئیں گے میں محض للہ اور نصیحتاً کہتا ہوں کہ آپ ایک دو ہفتہ تک کم از کم کسی دوسرے موقع پر یہاں رہ جائیں تو آپ کو بہت فائدہ ہوگا۔ آپ وہ باتیں سنیں گے جن کے سنانے کیلئے خدا نے مجھے بھیجا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس وقت کافر یہی رائے لگاتے تھے ان ھذا لشئ یراد میاں یہ دوکانداری ہے۔ مخالف جس کو صحبت نصیب نہیں ہوتی اس کو صحیح رائے نہیں ملتی اور وہ دوسری رائے لگاتا ہے (جو) صحیح نہیں کیونکہ جب تک وہ پاس نہیں آتا اور حالات پر اطلاع نہیں پاتا کیونکر صحیح رائے حاصل کر سکتا ہے۔

استحکام جماعت میں پہلا قدم

انجمن نے استحکام جماعت کے سلسلہ میں پہلا قدم مسلم ہوسٹل کھول کر اٹھایا ہے۔ اگر استحکام جماعت ایک ضروری چیز ہے تو ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ مسلم ہوسٹل کو کامیاب بنائیں

کس طرح؟

(۱) اس طرح کہ سلسلہ احمدیہ کے تمام نوجوان طالب علم اسی ہوسٹل میں داخل ہوں

(۲) اپنے ساتھ اپنے دوستوں کو بھی اس ہوسٹل میں لا دیں۔

(۳) اگر اپنی جماعت کے کوئی نوجوان طالب علم پرائیویٹ طور پر یا کسی دوسرے ہوسٹل میں رہائش کا انتظام کریں تو ہم تمام کا یہ فرض ہے کہ ان کو مسلم ہوسٹل میں رہنے کی تلقین کریں اور آرام سے نہ بیٹھیں جب تک کہ ان کو مسلم ہوسٹل میں نہ پہنچا دیں۔

یہ پہلا قدم ہے خدا کرے کہ ہم اس میں کامیاب ہوں عمل کے ساتھ ساتھ دعا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اگر پہلے قدم پر ہم ڈگمگا گئے تو منزل مقصود تک پہنچنا دشوار ہو جائے گا۔

(سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فرضیت و اہمیت زکوٰۃ

برادر مکرم!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرے پاس وہ لفظ نہیں جن میں میں آپ کو زکوٰۃ کی اہمیت کی طرف توجہ دلا سکوں۔ پہلی بات اور مختصر تو یہ ہے کہ اس خدا کے حکم کے سامنے جس نے ہمیں سب کچھ دیا ہے ہمارا سر جھکنا چاہیئے اور اس کے صریح احکام سے سرتابی بمنزلہ بغاوت کے ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے دوسرا بڑا رکن ہے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں تنبیہ کی ہے:۔

والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم یوم یحمیٰ علیہا فی نار جہنم فتکویٰ بہا جباہہم وجنوبہم وظہورہم ہٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون	وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کے مقررہ حصہ کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر دو جس دن اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائیگا۔ پھر اس کیساتھ انکی پیشانیاں اور انکے پہلو اور انکی پیٹھیں داغی جائینگی۔ یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کر کے رکھا تھا تو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ عدم زکوٰۃ کا نہ دینا کن لوگوں کا کام ہے۔

وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وہم بالآخرۃ ہم کافرون	مشرکوں پر افسوس ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں

دوسری بات تعلیم اسلامی میں زکوٰۃ ہی وہ حصہ ہے جو دولت کی غیر مساوی تقسیم کا صحیح علاج ہے۔ جس غیر مساوی تقسیم سے تنگ آ کر یورپ کا ایک حصہ تو اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ کسی شخص کے پاس بھی کوئی دولت جمع نہ ہو۔ اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر اس کا صحیح علاج اس صورت میں تجویز کیا کہ ہر صاحب دولت کی دولت کا چالیسواں حصہ ہر سال نکل کر غرباء میں تقسیم ہوتا رہے اور دوسری قومی ضرورتیں اس سے پوری ہوتی رہیں۔ لیکن مسلمانوں نے اس اصول کو چھوڑ رکھا ہے اور اسلام کی تعلیم میں جو ایک بڑی پیاری کشش خدا تعالیٰ نے رکھی تھی اسے اپنے ہاتھوں سے باہر نکال پھینکا ہے اور اگر صاحب دولت اس خدائی حکم سے انحراف کرتے رہیں گے تو وہ وقت دور نہیں کہ روس کی طرح ان کی ساری دولت چھین لی جائے۔

تیسری بات۔ وہ قوم دنیا میں بھی معزز نہیں بن سکتی جو اپنے غرباء کی اور اپنی قومی ضروریات کی پروا نہیں کرتی۔ آج کوئی قوم نہیں جس کے غرباء اس سے بڑھ کر کسمپرسی کی حالت میں ہوں۔ جس کسمپرسی کی حالت میں مسلمان غرباء ہیں اور کوئی قوم نہیں جس کی قومی ضروریات اس عدم توجہی کا شکار ہو رہی ہیں۔ عدم توجہی کا شکار مسلمان قوم کی ضروریات ہیں اور اس کی جڑ صرف ایک ہی ہے کہ مسلمانوں نے اصول زکوٰۃ کو ترک کر دیا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مسلمان غریب اس لئے ہو گئے ہیں کہ ان کا مال جمع نہیں رہتا اور اس میں سے زکوٰۃ نکلتی رہتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر مسلمان اصول زکوٰۃ پر عمل پیرا ہوتے تو ان کی قوم کسی بات میں دوسروں کی محتاج نہ ہوتی اور ان کی پیٹھ پر ایک ایسی مالی طاقت ہوتی جس کی وجہ سے ان کا قدم دنیا کی قوموں میں سب سے آگے ہوتا۔

بیت المال کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی

اس میں شک نہیں کہ بعض مسلمان زکوٰۃ ادا بھی کرتے ہیں۔ مگر سنت نبوی پر پھر بھی عمل نہیں۔ کچھ گداگر زکوٰۃ کا مہینہ آنے پر گھروں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور ایک ایک دولتمند کے پاس پہنچ کر حصہ رسدی کچھ پیسے وصول کر لیتے ہیں۔ دینے والے سمجھتے ہیں کہ ہم نے زکوٰۃ ادا کر دی حالانکہ زکوٰۃ اس چیز کا نام نہیں جو فقیروں کو دی جائے۔ بلکہ زکوٰۃ وہ ہے جو بیت المال میں جمع کر کے وہاں سے خرچ کی جاوے۔ جو لوگ اپنے طور پر زکوٰۃ خرچ کرتے ہیں۔ وہ قوم میں گداگری پیدا کرنے والے اور بیکاری کے جرم کی اعانت کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم میں صریح ہدایت ہے کہ امام کے عامل زکوٰۃ وصول کریں۔ یہاں تک کہ ان عاملوں کو زکوٰۃ میں سے تنخواہ دینا بھی قرآن کریم نے زکوٰۃ کے ضروری مصارف میں سے قرار دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل تھا۔ کوئی شخص اس بات کا مجاز نہ تھا کہ یہ کہے کہ میرے پاس بہتیرے زکوٰۃ مانگنے والے آ جاتے ہیں یا میرے رشتہ دار بہتیرے مستحق ہیں۔ میں بیت المال میں نہیں دونگا۔ آپ کی وفات کے بعد جب بعض قوموں نے حضرت ابوبکر کو یہ کہلا بھیجا کہ ہم اپنی زکوٰۃ بیت المال میں داخل نہیں کرتے اپنے طور پر خرچ کریں گے تو آپ نے ان کے خلاف لشکر کشی کی۔ نماز اگر کوئی شخص نہیں پڑھتا۔ یا اکیلا گھر میں پڑھ لیتا ہے اور مسجد میں نہیں آتا تو وہ اپنی جان کا نقصان کرتا ہے مگر جو شخص اپنی زکوٰۃ بیت المال میں ادا نہیں کرتا وہ قوم کا نقصان کرتا ہے۔

اپنی جماعت کے لئے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا چندہ باہوار جہاد فی سبیل اللہ ہے اور زکوٰۃ اور جہاد اسلام کے دو الگ الگ رکن ہیں۔ ایک کے ادا کرنے سے دوسرا ادا نہیں ہو جاتا۔ ایک شخص چندہ دیتا ہے زکوٰۃ نہیں دیتا۔ وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے۔ ایک شخص زکوٰۃ دیتا ہے چندہ نہیں دیتا وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے۔ البتہ احباب کی سہولیت کیلئے انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک تہائی تک زکوٰۃ کے معطی کو اختیار ہے کہ وہ اپنے طور پر خرچ کرے۔ اپنے کسی غریب رشتہ دار کو دیدے یا کسی محتاج کو دیدے۔ یا اس کا کچھ لٹریچر منگوا کر اپنے طور پر تقسیم کر دے اور اس کی بنا ایک حدیث پر ہے جس میں آتا ہے کہ تم جب زکوٰۃ کا اندازہ کرو تو ایک تہائی یا ایک چوتھائی چھوڑ دیا کرو اور امام شافعی کہتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ تا ایک شخص خود اپنے ہمسایوں یا قریبیوں پر جو مستحق زکوٰۃ ہوں خرچ کر سکے لیکن جو لوگ ساری زکوٰۃ اپنے طور پر خرچ کرتے ہیں وہ خدا کے حکم کے خلاف چلتے ہیں۔ اگر ایک شخص سمجھتا ہے کہ اس کی ایک تہائی زکوٰۃ سے زیادہ کے کوئی اس کے قریبی حقدار ہیں تو وہ ان کیلئے انجمن میں لکھ سکتا ہے اس طرح وہ اپنے حسب منشا امداد بھی دے سکتا ہے اور خدا کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائیگی اور قوم کی عزت بھی بڑھے گی۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر ہے اور کس حساب سے

(۱) نقدی و زیورات

نقدی خواہ سونا ہو یا چاندی یا نوٹوں کی صورت میں۔ اپنے پاس جمع ہو یا کسی جگہ امانت کے طور پر جمع ہو۔ زیورات خواہ روپیہ کو جمع رکھنے کی غرض سے بنوائے گئے ہوں۔ خواہ استعمال کے لئے۔ خواہ شب و روز پہنے جاتے ہوں یا خواہ رکھے رہتے ہوں۔ ان پر بھی نقدی کی طرح زکوٰۃ ہے

مگر ان میں جس قدر چاندی و سونا لگا ہے اسی پر زکوٰۃ ہے۔ اگر وہ جڑاؤ ہیں تو جڑاؤ پر زکوٰۃ نہیں نہ ہی جواہرات پر زکوٰۃ ہے صرف سونے یا چاندی کی قیمت پر زکوٰۃ ہے جو اس میں لگا ہے۔

زیور کی زکوٰۃ پر احادیث موجود ہیں ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس کی لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے کڑے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے کہا نہیں تو فرمایا کیا چاہتی ہو کہ قیامت کے دن یہ آگ کے کڑے ہوں۔

حضرت ام سلمہ نے کچھ سونے کا زیور پہنا ہوا تھا اور آپ نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ یہ ایسا مال تو نہیں جس پر عذاب کی خبر قرآن شریف میں ہے تو آپ نے فرمایا۔ جو چیز زکوٰۃ کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اور ایسی ہی ایک حدیث حضرت عائشہ کے متعلق ہے اور یہ تینوں حدیثیں ابوداؤد میں ہیں۔

جس نقدی یا زیور پر پورا سال گذر گیا ہو اگر وہ چاندی یا نوٹوں کی صورت میں ہے تو باون روپے سے زیادہ مالیت ہونے کی صورت میں اور اگر سونا ہے تو ساڑھے سات تولہ سونے سے زیادہ ہونے کی صورت میں اڑھائی روپے فی سینکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

(۲) تجارتی مال

وہ سرمایہ جو تجارتی مال پر لگا یا ہوا ہو یا بصورت انڈسٹری لگایا گیا ہو یعنی کسی کارخانہ پر جس کے ذریعہ ایک شخص منفعت اٹھاتا ہے کسی حدیث میں اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں۔ سوائے ان مویشیوں کے جو تجارت کے لئے رکھے جاتے تھے۔ فقہا نے اس حصہ سرمایہ پر زکوٰۃ قرار دی ہے جو سال کے اندر فروخت ہوا ہو۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ایک لاکھ سرمایہ ہے تو اس میں سے چالیس ہزار کا سامان ایک سال میں فروخت ہوا تو چالیس ہزار پر زکوٰۃ قرار دی ہے

میں نے اس مسئلہ پر بہت غور کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تجارت پر لگا ہوا مال اور انڈسٹری کی صورت میں لگا ہوا سرمایہ مکان یا زمین یعنی جائداد غیر منقولہ سے زیادہ مشابہ ہے اور جس طرح زمین پر خود زکوٰۃ نہیں بلکہ جو نفع اس سے اٹھایا جاوے اس پر زکوٰۃ ہے اسی طرح تجارت یا انڈسٹری میں لگا ہوا سرمایہ بند جائداد رہتا ہے کارخانوں کی صورت تو ظاہر ہے۔ مگر تجارت میں بھی اگر ایک شخص نے بالفرض چالیس ہزار کا مال فروخت کیا ہے تو یہ سارا روپیہ اس کے پاس نقد نہیں رہیگا۔ بلکہ اس سا لے کو یا اس کے بڑے حصہ کو وہ پھر تجارت کا نیا مال خریدنے پر لگا دے گا۔ تو یہ سرمایہ بھی کارخانوں کے سرمایہ کی طرح بندھا ہوا ہے ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ اس نفع پر ہونی چاہیئے جو تجارت یا کارخانے سے اٹھایا گیا ہے سامان کی تجارت مویشی کی تجارت سے بالکل علیحدہ چیز ہے کیونکہ مویشیوں میں توالد و تناسل کے ذریعہ سے خود افزائش ہوتی رہتی ہے یہ زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جیسے نقدی کی زکوٰۃ

(۳) غلہ وغیرہ۔ پیداوار زمین پر زکوٰۃ

زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں خصوصیت سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ انگور، کھجور، زیتون، انار اور مختلف قسم کے کھیتوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلوا من ثمرہ اذا اثمر واٰتوا حقہ یوم حصادہ اس کے پھل سے کھاؤ جب وہ پھل لائے اور اس کے کاٹنے کے دن اس کا حق دو۔ یہ حق زکوٰۃ ہے اور زمین پر خراج ہندوستان میں گورنمنٹ وصول کرتی ہے وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ

(باقی صفحہ [illegible])

فرضیت و اہمیت زکوٰۃ

وابستگان سلسلہ توجہ فرمائیں

آج کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک بیش قیمت مضمون درج کیا جا رہا ہے یہ مضمون ٹریکٹ کی شکل میں چھپوا کر احباب اور جماعتوں کی خدمت میں بھیجا جا چکا ہے۔ اس میں زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت اور زکوٰۃ کے مسائل کا مفصل ذکر ہے۔ یہ چیز اس قابل ہے کہ احباب خود بھی اسے بغور پڑھیں اور اس پر عمل کریں اور دوسرے مسلمانوں کو پڑھائیں اور اس پر عمل کی ترغیب دیں۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ آج مسلمانوں کی تمام دینی تعلیمی اور سیاسی تحریکیں قلت سرمایہ کی وجہ سے نیم مردہ ہو رہی ہیں۔ ان کی مذہبی تبلیغی انجمنیں فاقہ مستی کی حالت میں ہیں۔ ان کے مدارس، سکول اور کالج مفلسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس جیسی سیاسی جماعتوں کو بھی یہی رونا ہے۔ اگر مسلمان احکام زکوٰۃ پر عمل کریں تو ہمارے ادارے اور تحریکوں کو قطعاً کمی سرمایہ کی شکایت نہ رہے اور قوم کو زندگی اور خوشحالی کا ایک ایسا سرچشمہ مل جائے جس سے ہر ایک مسلمان یتیم، بیوہ، مصیبت زدہ اور حاجتمند سیراب ہو سکے۔ افسوس مسلمان احکام زکوٰۃ پر پورا عمل نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات ملی کا ایک زبردست سامان دیا تھا لیکن وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے خود محروم ہو رہے ہیں۔ صاحب نصاب مسلمانوں کی ایک معقول تعداد سرے سے زکوٰۃ دیتی ہی نہیں اور جو لوگ دیتے ہیں وہ بالعموم ادھر ادھر ضائع کر دیتے ہیں۔ ملک ننگے، فرضی یتیم خانوں اور دینی مدارس کے فرضی سفیر و محصل ان سے اینٹھ کر لے جاتے ہیں۔ جیسا کہ قارئین کرام نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے مضمون میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ زکوٰۃ کا بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے ایک نظام کے ماتحت خرچ ہونا اشد ضروری ہے۔ انفرادی طور پر زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ کا تیسرا حصہ خرچ کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ ساری کی ساری زکوٰۃ انفرادی طور پر خرچ کر لیتے ہیں۔ وہ احکام خداوندی کی صحیح طریق پر تعمیل نہیں کرتے۔ ہمارے مسلمان بھائی جس انتشار کی زندگی آجکل بسر کر رہے ہیں وہ ظاہر ہے۔ اگر وہ انفرادی طور پر زکوٰۃ خرچ کریں تو ان کا یہ عذر ایک حد تک اپنے اندر وزن رکھتا ہے اور ہمارا اور کوئی بیت المال نہیں۔ لیکن وابستگان سلسلہ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے دیگر بے پایاں افضال کے ساتھ یہ بھی ایک بہت بڑا فضل ہے کہ ہمارا باقاعدہ نظام اور بیت المال موجود ہے۔ لہذا جو احمدی انفرادی طور پر زکوٰۃ صرف کرے اس کے پاس کوئی عذر نہیں۔ بے شک ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے۔ لیکن اس میں صاحب استطاعت افراد بھی کافی تعداد میں موجود ہیں اور وہ زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں۔ ہم سب کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ تمام کی تمام زکوٰۃ قومی بیت المال میں جمع ہو کر مناسب طریق پر ایک نظام کے ماتحت خرچ ہو۔ اگر مقامی ضروریات کا کچھ تقاضا ہو تو زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ انفرادی طور پر صرف کر لیا جائے۔ اگر مقامی ضروریات بہت زیادہ ہوں تو ہم حضرت امیر ایدہ اللہ کے ان الفاظ میں مشورہ دیں گے کہ انجمن میں لکھ کر اپنے حسب منشاء امداد لی جا سکتی ہے اس طرح خدا کے حکم کی بھی تعمیل ہو جائے گی اور قوم کی عزت بھی بڑھے گی۔

ہمارے ملک میں رجب کا مہینہ ادائیگی زکوٰۃ کے لئے مخصوص ہو گیا ہے اس مہینہ میں لوگ بالعموم زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ لہذا ہمیں حضرت امیر قوم کے جملہ ارشادات کا پوری ذمہ داری سے خیال رکھنا چاہیئے اور اپنی ساری یا کم از کم دو تہائی زکوٰۃ مرکز میں ارسال کرنی چاہیئے اس میں کچھ شک نہیں کہ آجکل ہماری مخالفت بہت زیادہ ہے۔ لیکن ایسے صاحب احساس مسلمان بالکل مفقود نہیں ہو گئے جن کو یہ ساری باتیں سمجھائی جائیں۔ تو وہ اپنی زکوٰۃ کا ایک حصہ اللہ کے دین کی تقویت کے لئے نہ دیدیں۔ لہذا بیرونی جماعتوں اور تمام احباب کو اس بارہ میں غیر معمولی سعی کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

جاوا مسلم مشن

اخویم مرزا ولی احمد بیگ بٹاویہ سے لکھتے ہیں کہ قریباً ایک ماہ ہوا ہے کہ میں یہاں آیا ہوں اور یہ خط یہاں سے پہلا ہے۔ رہائش کا انتظام کر کے اب میں نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔ جیسا کہ پہلے اطلاع دے چکا ہوں، یہاں آنے سے میری دو غرضیں تھیں اول ہالینڈ کے لئے مبلغین تیار کرنا جو شروع آئندہ سال روانہ ہو جائیں گے دوم۔ قرآن کریم کے ڈچ ترجمہ کی نظر ثانی۔ تاکہ اس کا دوسرا ایڈیشن چھپنے کے لئے جلد مطبع میں جا سکے۔ نیز ان بھائیوں کی امداد جو قرآن کریم کا ملائی اور جاوی زبانوں میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ ان کاموں میں میں اس قدر مصروف ہوں کہ کسی دوست کی ملاقات کے لئے جانا بھی دشوار ہے۔ تاہم میں مبلغین کی تیاری کے لئے وقت نکال لیتا ہوں۔ جو سابقہ مقام سے میرے ہمراہ آئے ہیں اور تبلیغ اسلام و سلسلہ میں میرے مدد و معاون ہیں۔

چونکہ ٹیچنگز آف اسلام ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود کی محبت بڑھتی ہے۔ اس لئے اس کے تراجم لوگوں کی مادری زبان میں کرنا نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ ڈچ اور جاوی زبان میں اس کے تراجم ہم چھپوا چکے ہیں۔ اب ہم اس کا سنڈانی زبان میں ترجمہ تیار کروا رہے ہیں جس کا نمونہ علیحدہ ارسال ہے۔

مسلم خواتین کے جلسوں میں ہنگامہ

ماہ اگست کے شروع میں شالامار باغ میں خواتین نے سینہ کوبی اور شور و غوغا کا جو مظاہرہ کیا تھا۔ اس کے متعلق انہیں کالموں میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن مسلمان قوم کی بدقسمتی ہے کہ ان میں ہنگامہ بازی کا مرض عام ہوتا جا رہا ہے پہلے تو یہ مرض صرف مردوں تک ہی محدود تھا۔ لیکن اب عورتوں میں بھی یہ مرض عام ہو رہا ہے۔

۱۲ ستمبر کو اسلامیہ سکول بھاٹی دروازہ میں مسلم خواتین کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں کسی دوسرے امیدوار اسمبلی خاتون کی حامی لڑکیوں نے جلسہ میں ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا اور اس قدر فساد ہو گیا کہ اس کا نقشہ بیان کرنے سے تہذیب مانع ہے یہ حال ہے مسلمان قوم کی ان خواتین کا جن کے سپرد آئندہ نسل کو تیار کرنا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ مسلمان خواتین اپنی حرکات پر شرمندہ نہیں ہوتیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم انجمن حمایت اسلام کی خدمت میں عرض کریں گے۔ کہ وہ ان ہنگامہ آرائیوں کے لئے اپنے سکول یا کالج کا ہال نہ دیا کریں اس سے انجمن کی شہرت پر حرف آنے کا اندیشہ ہے۔

بھوکوں کی فریاد

کوئی اخبار اٹھا کر دیکھیئے آپ کو خودکشی کے کئی واقعات معلوم ہوں گے اور یہ واقعات روز بروز بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ۹۹ء۹ فیصدی خودکشی کرنے والے بھوکے لوگ ہیں اور اس بھوک نے ہندوستان کا مستقبل نہایت تاریک کر دیا ہے۔ حکومت بیشک اس کے متعلق کوشش کر رہی ہے لیکن اس کوشش کا اثر ابھی تک نفی کے برابر ہے۔ آج کل سی۔ پی میں قحط کا دور دورہ ہے ...

اخبار جماعت سے متعلق ایک ضروری التماس

برادران! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ارادہ تو کیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانحعمری لکھنے کا لیکن ڈلہوزی پر وہ تمام کتب نہ لاسکا جو اس کام کے لئے ضروری تھیں۔ اس لئے وہ معاملہ تو اب سردیوں پر انشاء اللہ تعالیٰ جا پڑا۔ ڈلہوزی میں میں فارغ تھا۔ بعض احباب نے فرمائش کی کہ قرآن کریم کے تیسویں پارہ کے نکات و معارف ہی لکھنا شروع کردوں۔ میرے اپنے خیال اور سمجھ کے مطابق قرآن کریم کے آخری پارہ کے بعد ستائیسواں پارہ بہت مشکل اور دقیق ہے اسی لئے آخری پارہ کے بعد اسی پارہ کو شروع کردیا۔ اس پارہ میں سات سورتیں ہیں۔ الذاریات، الطور، النجم، القمر، الرحمٰن، الواقعہ، الحدید۔ ان میں سے ایک ایک سورت علم و حکمت کا ایک بحر ناپیدا کنار اور معارف و حقائق کے گنجینہ کی ایک کان ہے۔ اس عظیم الشان سمندر میں غوطہ لگانا میری بساط سے بہت بڑھ کر تھا۔ نہ میں کوئی بہت بڑا عالم۔ نہ تفسیر دانی کا مجھے دعویٰ، ہاں دل کی ایک تڑپ تھی جو بجائے خود خدا کے فضل سے تھی۔ اور خدا کے فضل نے ہی دستگیری فرمائی جو ۱۴ ستمبر ۱۹۳۶ء کو یہ تفسیر مکمل ہوگئی۔ بری بھلی جیسی بھی ہوسکی اپنی طرف سے تو خدمت دین ہی کی ہے۔ آگے قبول کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قبولیت بھی بخشنے والا ہے۔ اس کی بھی طرز وہی ہے جو انوار القرآن کی ہے۔ البتہ یہ کتاب انوار القرآن سے بڑی ہوگی۔ انوار القرآن کے صفحے تو ۲۳۳ ہیں۔ مگر اس کے قریباً تین سو صفحے ہوں گے۔ مگر قیمت وہی دو روپیہ ہوگی۔ جو انوار القرآن کی ہے تاکہ احباب پر بار نہ ہو۔ میں کسی سے قیمت پیشگی نہیں مانگتا۔ البتہ اتنا ضرور چاہتا ہوں کہ مختلف مقامات کے احباب مجھے اتنی اطلاع ضرور دیدیں کہ وہ کس قدر کتب خرید کرسکیں گے تاکہ کتاب شائع ہونے پر آسانی سے بھیج دی جاسکے۔ مکرمی شیخ مولا بخش صاحب آڑھتی غلہ منڈی لائل پور نے گذشتہ سال مجھے لکھا تھا کہ اگر آپ پارہ ۲۷ چھپوائیں تو پچاس جلدیں میں لوں گا۔ امید ہے انہیں وہ اپنا وعدہ یاد ہوگا۔ اسی طرح اور بھی دوست اپنی اپنی جماعت کے خریداروں کی تعداد اگر لکھ بھیجیں تو بڑی عنایت ہوگی۔ میرا مطلب فقط اشاعت علم قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہی دست قدرت میں سب کچھ ہے۔ میں فی الحال ڈلہوزی میں ہوں۔ ڈلہوزی کا پتہ تو یہ ہے۔

"پرویلین" ڈلہوزی

۸ تاریخ اکتوبر کو انشاء اللہ تعالیٰ لاہور جاؤں گا۔ لاہور کا پتہ ہے معرفت مولوی محمد علی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

خاکسار: بشارت احمد

از ڈلہوزی۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

ہزاروں دیہاتی روٹی کے لئے دربدر مارے مارے پھر رہے ہیں لیکن اس مایوس اور نامراد گروہ پر امید کے تمام دروازے بند ہوچکے ہیں۔ حکومت نے ان کے لئے عارضی انتظام کیا ہے لیکن یہ نہایت ناکافی ثابت ہورہا ہے چنانچہ گذشتہ سوموار کو بھوکوں کے اس گروہ نے ایک تحصیلدار کا محاصرہ کرلیا اور اس سے روٹی کا مطالبہ کیا۔ ہمارے خیال میں تحصیلدار کو گھیر لینا ظاہر کرتا ہے کہ ان کا مقصد حکومت کے اس رویہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا ہے کہ جو صرف زمین کا معاملہ اور دیگر محصولات فراہم کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ بلکہ اس کا کام رعایا کی مشکلات میں ان کی امداد کرنا ہے۔ اگر قوم اور حکومت نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو ڈر ہے کہ کہیں خودکشی اور احساس فاقہ کشی کی دبا مہلک صورت اختیار نہ کرلے۔

آہ! امین بوسفلڈ

میں آپ کو ایک جانکاہ خبر دیتا ہوں۔ ہماری جرمن مسلم سوسائٹی کے موجودہ صدر جناب امین بوسفلڈ جو عرصہ چار سال سے مسلمان تھے پرسوں بروز ہفتہ بتاریخ ۱۲ ماہ حال صبح ساڑھے ۹ بجے اچانک اپنے دفتر میں کام کرتے ہوئے راہی ملک عدم ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جس کا ہمیں بے حد افسوس ہے۔ مرحوم ان چند احباب میں سے تھے جن پر ہمیں پورا پورا اعتماد تھا۔ اور ہماری مسجد کے زبردست کارکن اور مداح تھے۔ صاحب موصوف علاوہ المانوی زبان کے فرانسیسی ہسپانوی اور عربی بھی جانتے تھے۔ مصر میں رہ چکے تھے نہایت شریف، کم سخن اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ اس قحط الرجال کے زمانہ میں ان کا اس طرح ہم سے جدا ہوجانا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ہم ان کی دفات حسرت آیات پر عنقریب ایک جلسہ بھی کریں گے۔ جس کی پوری اطلاع ارسال خدمت ہوگی۔ احباب جنازہ غائبانہ پڑھ کر مرحوم کی روح کو ثواب پہنچائیں۔ والسلام۔

خاکسار: غمزدہ۔ عبداللہ

بقیہ اخبار احمدیہ

— مکرم سید امجد علی شاہ صاحب ۴ ماہ کی رخصت پر ممالک اسلامی کی سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے احباب نے آپ کے سفر کے حالات پیغام صلح میں ملاحظہ کرلئے ہوں گے۔ آپ کل ۲۵ ستمبر ۷ بجے شام بذریعہ کراچی میل واپس تشریف لے آئے ہیں۔ ریلوے سٹیشن پر جماعت کے بہت سے احباب اور شاہ صاحب کے اعزہ موجود تھے۔

— پیغام صلح ہم حضرت شاہ صاحب کو واپسی پر مبارکباد عرض کرتے ہیں اور امید ہے کہ آپ اپنے حالات سے ناظرین پیغام صلح کو آئندہ سے محظوظ فرمائیں گے

— قاضی محمد مظہر الحق صاحب کارکن انجمن کے ہاں خدا تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے قاضی صاحب نے اس خوشی میں پیغام صلح کو ۱۰ روپے دینے کا وعدہ کیا ہے جزاک اللہ۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ مولود مسعود کی درازی عمر اور صحت کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اسے خادم دین بنائے

اخبار احمدیہ

— ڈاکٹر غلام محمد صاحب ابھی تک ہسپتال میں ہی ہیں۔ زخم اندمال ہورہا ہے۔ احباب نماز تہجد میں ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

— حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب کے بچے بیمار ہیں

— ڈاکٹر جلال الدین گوجرہ ابھی تک بیمار ہیں۔ احباب ان دوستوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

— مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی ۲۶/۹/۳۶ سے بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درس قرآن کریم دیا کریں گے۔ احباب جماعت اور نوجوان طالبعلموں کو خاص طور پر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

— مولانا ابو الکلام آزاد اور احمدیت کا انگریزی ترجمہ چھپ کر تیار ہوگیا ہے۔ بیرونی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان حسب ضرورت دفتر جائنٹ سکرٹری صاحب سے طلب فرماسکتے ہیں۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

حضرت مسیح موعود کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کو مفت تقسیم کرنے کے لئے انجمن نے قیمت فی کاپی دو آنے (۲) کر دی ہے ایک روپیہ میں دس کاپیاں۔ محصول ڈاک علاوہ ہوگا جو حسب ذیل ہوگا۔

	روپیہ	آنہ	پائی
فی کاپی	۰	۱	۹
دو کاپی	۰	۲	۹
دس کاپی	۰	۱۳	۳

بذریعہ بک پوسٹ

جن احباب کو خود تقسیم کے لئے درکار ہوں وہ مندرجہ بالا قیمت اور محصول ڈاک پیشگی ارسال کرکے منگوا سکتے ہیں اور جو دوست دفتر کے ذریعہ تقسیم کروانا چاہیں وہ قیمت ارسال کرکے دفتر کو اس سے اطلاع دیں۔

نوٹ:۔ دس یا اس سے زائد کاپیاں منگوانے والوں کو بذریعہ ریلوے پارسل منگوانے میں فائدہ رہے گا۔ اس لئے ایسے احباب کو اپنے اسٹیشن کا نام بھی تحریر کردینا چاہیئے۔

(آنریری جائنٹ سیکرٹری)

— شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹ سے اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۶ء بروز سوموار ساڑھے ۷ بجے شام حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب مبلغ اسلام نے

"شہنشاہ معظم ایڈورڈ ہشتم اور اعلیٰحضرت غازی مصطفیٰ کمال پاشا قائد اعظم ترکی کی ملاقات اور اس کے نتائج"

کے موضوع پر ٹاؤن ہال واقعہ حلقہ شہر سیالکوٹ میں نہایت شاندار اور حقائق و معارف سے لبریز لیکچر دیا۔ جس میں مسلمانان سیالکوٹ کے علاوہ دیگر مذاہب ہندو اور سکھوں نے بھی شمولیت فرمائی اور نہایت دلچسپی کا اظہار کیا۔ اگر دوسرے شہروں میں بھی اس موضوع پر لیکچر ہوں تو امید واثق ہے کہ فضا خوشگوار ہوجاوے

ناظر تالیف قادیان کی غلط بیانی

"الفضل" میں اختلافی کتب کا اشتہار دینے کی کبھی اجازت نہیں ملی

الفضل مورخہ ۲۸ اگست میں "اہل پیغام کو ہمارے لٹریچر سے خوف" کے عنوان سے ایک مقالہ شائع ہوا تھا جس میں ناظر تصنیف قادیان نے بڑی شد ومد کے ساتھ لکھا تھا کہ "انہیں اجازت دیدی گئی کہ سلسلہ احمدیہ کے مرکزی اخبار الفضل میں جی کھول کر اپنی کتب کا اشتہار دے لیں" اس کے آگے لکھتے ہیں۔ "حال ہی میں الفضل میں اہل پیغام کی اختلافی کتب النبوۃ فی الاسلام اور رسالہ "ولادت مسیح" کا اشتہار شائع ہو چکا ہے ..... نہ صرف یہ کہ پیغام صلح کا یہ دعوٰی غلط اور بے بنیاد تھا کہ ہم اپنے آدمیوں کو ان کے لٹریچر کے مطالعہ سے روکتے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ خود اہل پیغام کے دل پر ہمارے لٹریچر کا خوف اس قدر غالب ہے کہ وہ اسے اپنے اخبار میں شائع کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔"

ناظر صاحب نے تو اپنی تحریر میں بڑی تیزی دکھائی ہے لیکن ہم نہایت متانت اور سنجیدگی سے ان پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے بکڈپو کو انہوں نے کبھی "دل کھول کر" اشتہار شائع کرنے کی اجازت نہیں دی۔ یہ تو ایک بہانہ ہے جو ناظر صاحب کے ہاتھ آ گیا ہے جس سے ان کا مقصد اور مدعا حل ہو گیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔ "آئندہ ان کے لٹریچر کا اشتہار اپنے اخبارات میں شائع نہیں کرینگے" مدعا تو قادیانیوں کا یہی تھا۔ کہ "الفضل" میں ہمارے اشتہار شائع ہوں جس کے لئے انہیں کافی بہانہ مل گیا ہے کہ "الفضل" میں تو ہماری اختلافی کتب کا اشتہار شائع ہوتا رہا۔ لیکن پیغام صلح نے ان کے اختلافی اشتہار شائع کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ سراسر غلط اور محض پروپیگنڈا ہے کہ منیجر الفضل نے ہمارے بکڈپو کو کھلی اجازت دیدی تھی۔ جیسا کہ ذیل کے واقعات سے ظاہر ہے۔ جون ۱۹۳۶ء میں ماسٹر عبد الحکیم صاحب انچارج سب آفس "الفضل" نیلا گنبد روڈ لاہور سے اشتہاروں کے متعلق منیجر صاحب دار الکتب اسلامیہ نے گفتگو کی۔ ماسٹر صاحب نے عام کتب کا اشتہار طلب کیا اور صاف کہدیا کہ "اختلافی کتب کا اشتہار نہ دیا جائے" چنانچہ انہیں عام کتب کا اشتہار دے دیا گیا جو "الفضل" میں شائع ہوتا رہا۔ یہ صحیح ہے کہ اسی اشتہار میں النبوۃ فی الاسلام بھی شامل تھی۔

لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ جب اس کے بعد رعایتی قیمت کا اشتہار ماسٹر عبد الحکیم کو دیا گیا تو اس نے چربے دیکھتے ہی کہ دیا۔ کہ اختلافی کتب کا اشتہار شائع نہیں ہو سکتا۔ چربے میں دو قسم کے اشتہار تھے (۱) عام کتابوں کے (۲) کتب سلسلہ کے۔ منیجر صاحب دار الکتب اسلامیہ نے ماسٹر صاحب سے دریافت کیا: "وہ کون کون سی اختلافی کتب ہیں۔ جن کا اشتہار آپ شائع نہیں کرنا چاہتے۔ ماسٹر صاحب نے فوراً النبوۃ فی الاسلام کا نام لیا۔ اور بعد میں چند ایک اور کتب کا بھی نام لیا۔ منیجر صاحب دار الکتب نے ماسٹر صاحب کو بہتیرا سمجھایا کہ وہ کتب سلسلہ کا اشتہار شائع کر دیں۔ لیکن جواباً انہوں نے یہی کہا۔ کہ انہیں "خاص ہدایت" ہے کہ اختلافی کتب کا اشتہار نہ لیا جائے اب ناظر صاحب ذرا بتلائیں کہ کس کے لٹریچر سے کون خائف ہے؟ کیا اسی کو کہتے ہیں "دل کھول کر اجازت دینا"۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر الفضل اختلافی کتب کا اشتہار شائع کرنے کے لئے تیار ہوتا تو اس کے ایجنٹ کو "خاص ہدایت" کیوں دی گئی ہوتی۔

پھر ان "خاص ہدایات" کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ الفضل میں ہمارا اشتہار شائع ہونے پر بھی ناظر تالیف وتصنیف اور فخر ملتانی کی طرف سے سخت مخالفت کی گئی اور اس معاملہ کو حد سے زیادہ اہمیت دی گئی اور پھر مخالفت کیوں نہ ہو۔ ہمیں تو حال ہی میں ایک نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ میاں صاحب نے اپنی جماعت میں یہ روح پھونک دی ہے کہ امیر جماعت احمدیہ لاہور کی تصانیف تو ایک طرف ان کا کوئی ٹریکٹ بھی نہ پڑھا جائے اور بعض محمودیوں کی ذہنیت تو اس قدر گر چکی ہے کہ وہ حضرت امیر ایدہ اللہ کا نام سنتے ہی برافروختہ ہو جاتے ہیں۔

اگر قادیانی ہمارے لٹریچر سے خائف نہیں ہیں تو خلیفہ صاحب کی ان خفیہ تحریکوں کے کیا معنے جو وہ اپنے مریدوں کو ہمارے لٹریچر سے دور رکھنے کے لئے آئے دن جاری کرتے رہتے ہیں۔

ناظر صاحب! اسے فراخدلی اور جرأت نہیں کہتے۔ اگر آپ کے دل میں ذرہ بھر بھی فراخدلی موجود ہوتی تو آپ کا الفضل جس اشتہار کو متعدد بار شائع کر چکا تھا۔ اسے دوبارہ شائع کرنے سے انکار نہ کرتا۔ یہ محض آپ کی لاعلمی میں شائع ہوتا رہا اور علم ہونے پر فوراً بند کر دیا گیا۔ ان واقعات سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف اہل قادیان پر بلکہ ان کے خلیفہ پر بھی اہل پیغام کے لٹریچر کا سخت خوف طاری ہے۔ آئیے! فراخدلی ہم دکھاتے ہیں اور "دل کھول کر" اجازت دیتے ہیں۔ کہ آپ جس کتاب کا بھی چاہیں۔ پیغام صلح میں اشتہار دیں ہم شائع کر دینگے بشرطیکہ آپ بھی اپنی فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے ہمیں ہر قسم کا اشتہار شائع کرنے کی اجازت دیں۔ اگر آپ ہمارے لٹریچر سے خائف نہیں ہیں تو اس کا کوئی عملی ثبوت پیش کیجئے۔ ورنہ ہم تو یہی سمجھینگے کہ "اہل قادیان" پر "اہل پیغام" کی تصنیفات کا سخت رعب طاری ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ قدرتی طور پر حق اپنے اندر ایک جلال رکھتا ہے جس سے باطل ہمیشہ مغلوب رہتا ہے۔ (منیجر شعبہ اشتہارات پیغام صلح)

ہم ان خواتین کی خدمت میں جنہوں نے بھاٹی دروازہ کے اس معرکہ کارزار میں حصہ لے کر اپنی شجاعت کے جھنڈے لاہور بھر میں گاڑ دیئے ہیں۔ عرض کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ یوں تو اس قسم کی ہنگامہ آرائی مردوں کے لئے بھی بہت معیوب ہے۔ لیکن عورتوں کو تو خصوصیت کے ساتھ اس قسم کی حرکات سے احتراز کرنا چاہئیے۔ اگر آپ اس طریق سے مردوں کو جنہوں نے مدت سے جلسوں میں ہنگامہ آرائی ترک کر رکھی ہے۔ غیرت دلانا چاہتی ہیں جب بھی کوشش بے سود ہے۔ کیوں کہ ہمیں یقین ہے کہ اب کے جاڑے میں مسلمانوں کے درمیان ایسا ہنگامہ کارزار گرم ہوگا جس کے سامنے محمود غزنوی اور علی ہجویری۔ بایزید یلدرم اور تیمور کے معرکے ہیچ نظر آئیں گے۔ مسلمان مردوں نے لڑائی کھڑائی سے توبہ نہیں کی۔ بلکہ وہ جنگ کی طیاریوں میں لگے ہوئے ہیں ؎

صلح ہے اک مہلت سامان جنگ
کرتے ہیں بھرنے کو خالی یاں تفنگ

آپ کی بلا سے۔ آپ کی لڑائی بھی مرد ہی لڑ لیں گے۔

(احسان مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

انتخاب اسمبلی اور خواتین کے ہنگامے

انگواڈیشن اور .... کے جلسے مدت سے بے کیف ہو چکے ہیں۔ اول تو کوئی جلسہ ہوتا ہی نہیں۔ اور جلسہ ہو بھی تو اس میں وہ بات کہاں؟ وہ چٹپٹی ہوئی گالیاں، پھبتیاں۔ آوازے۔ طعنے۔ مہنے۔ لپا ڈگی کشتم کشتا۔ داڑھی سے داڑھی اور مونچھوں سے مونچھوں کا الجھنا شلوار سے شلوار کا بہم پیکار نظر آنا۔ وہ دھول دھپا۔ اٹھا پٹخ ؎

میں ہوں اوپر تو ہے نیچے فاعلاتن فاعلن

سچ تو یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی طبیعتوں کی افسردگی کا یہ حال دیکھ کر ہم اس قوم کی جانب سے بالکل مایوس ہو گئے تھے۔ اور اکثر اوقات لاالغو ثم المجد خورسند کی طرح عالم یاس میں پکار اٹھا کرتے تھے۔ کہ اب مسلمانوں کا کیا بنے گا؟ آج اخباروں میں بھاٹی دروازہ کے زنانہ جلسہ کی خبر کیا نظر آئی۔ سوکھے دھانوں پانی پڑ گیا۔ کیوں نہ ہو ؎

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

جنگ یرموک میں جب مسلمان مرد بھاگ نکلے۔ تو عورتوں نے انہیں خیموں کی چوبیں مار مار کے ہٹایا۔ کچھ عورتیں تلواریں سونت کر نکل کھڑی ہوئیں۔ اور مردوں کو للکار کے کہا۔ کہ تم گھروں میں جا بیٹھو۔ ہم میدان میں چل کر لڑتی ہیں۔ یہ سن کر مردوں کو غیرت آ گئی۔ اور اس طرح پلٹے کہ عیسائیوں کی فوج کے قدم میدان سے اکھڑ گئے۔ لاہور میں بھی یہی ہوا۔ یعنی جب مسلمان مرد گالیاں دینے اور گالیاں کھانے کا شغل فرمانے کے بعد میدان سے بھاگ نکلے۔ تو عورتیں میدان میں آئیں۔ اور جنگ وجدل کا ایسا ہنگامہ برپا کیا۔ جو ہمیشہ یادگار رہے گا۔ گویا ؎

ہنوز آں ابر رحمت درفشان است

از بسکہ یہ جلسہ پردہ نشین خواتین کا تھا۔ اس لئے پوری روئداد تو معلوم نہیں ہو سکی۔ بس اتنا معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک خاتون نے رشیدہ لطیف بیگم صاحبہ کی شان میں چند ناشائستہ الفاظ استعمال کئے۔ اس پر جلسہ میں شور مچ گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ انتہا دقت اور تکرار کے معرکے نظر آنے لگے پھر تو عورتوں نے ایک دوسری پر یورش کر دی۔ کسی کے بال نچے۔ کسی کے رخسار لہولہان ہو گئے۔ سرمہ چھوٹا۔ چوڑیاں ٹوٹیں۔ کپڑے سے کپڑا لڑا۔ جوش سے جوشن الجھا۔ ہنسلی سے ہنسلی اور پازیب سے پازیب برسر پیکار نظر آنے لگی۔ اور عورتیں ناگنوں کی طرح ایک دوسرے سے گتھ گئیں۔

سنا ہے۔ کہ جلسہ گاہ کے باہر چند چھوٹے چھوٹے سکاؤٹ لڑکے پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے شور وغل سنا۔ تو اندر جا کر بیچ بچاؤ کرنا چاہا۔ انہیں دیکھ کر ساری عورتیں ان پر پل پڑیں۔ اور وہ بچارے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ بھاٹی دروازہ کی اس پہلی لڑائی کی ایک خصوصیت یہ تھی۔ کہ زبانیں اور ہاتھ بیک وقت معروف پیکار تھے۔ یعنی ادھر گالیوں کی گولیاں۔ طعنوں کے تیر۔ کوسنوں کے تگلے چل رہے تھے۔ ادھر ہاتھ نوچ کھسوٹ میں لگے ہوئے تھے جوتیاں تلواریں بنی ہوئی تھیں۔ گملے بم کے گولوں کی طرح استعمال کئے جا رہے تھے۔ عجیب بات یہ ہے۔ کہ اچھی خاصی دیر تک جنگ کرنے کے بعد دونوں فوجیں پسپا ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں۔

مغربی جمہوریت کی اس لعنت نے پہلے مردوں کے لئے رات کی نیند اور دن کا آرام حرام کر رکھا تھا۔ اب عورتوں کی باری آئی ہے۔ اور یہ تو بھاٹی دروازہ کی پہلی جنگ ہے۔ خدا جانے ابھی بھاٹی دروازہ میں اس قسم کی کتنی لڑائیاں ہوں گی۔ اور دوسرے محاذوں پر کیسے کیسے ہنگامے برپا کئے جائیں گے۔ بہرحال یہ سارا کیا دھرا مردوں کا ہے۔ اگر اپنے جلسوں میں یوں ہڑبونگ نہ مچاتے تو عورتوں کو کبھی اس قسم کے ہنگامے برپا کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

ڈاکٹر محمد عیسیٰ داؤد صاحب راولپنڈی نے ناک کا اپریشن کرایا ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

مراسلات

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا ایک خط
حاجی شیخ محمد حسین صاحب لائلپوری کے نام

بخدمت شریف ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ خاکسار نے جب آخر جنوری ۱۹۳۶ء میں ارادہ حج بیت اللہ شریف کیا تو حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں دعا کے واسطے عریضہ لکھا جو جواب حضور نے دیا درج ذیل ہے اس کو اچھے عنوان سے درج اخبار فرمائیں۔ اس میں حضور کے قلب صافی کا پتہ لگتا ہے آپ کو دین اسلام سے کس قدر محبت ہے۔ یا الٰہی اپنے ایسے پیارے کو دین و دنیا میں برکت دے آمین۔ (محمد حسین)

نقل مکتوب

مکرمی اخویم شیخ محمد حسین صاحب۔ 4/2/36

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے نوازشنامہ سے حج کے ارادہ کی خبر پڑھ کر دل کو از حد خوشی ہوئی ؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت لے جائے اور اس بے بہا نعمت سے مالا مال کر کے لائے۔ آپ جس عالیہ کی زیارت سے شرف یاب ہونے جا رہے ہیں وہ مرجع مومناں اور مقصود ہر غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ پر اسلام اور ملت مرحومہ کی بے کسی اور ضعف آشکارا ہے۔ وہاں پہنچ کر اس حاکم بے نیاز اور قادر مطلق کی درگاہ میں دعا کرنا کہ اے دنیا کے مالک دین کے ناصر عاجزوں کے سہارے۔ اسلام پر کفر و طغیان کے خطرناک حملے ہو رہے ہیں۔ باد مخالف کے جھونکے گلشن ملت کی بربادی کے درپے ہیں۔ کفر و شیطان کے پیرو فرزندان توحید کو کچلنے پر تلے ہیں تو اپنے نبی کے طفیل ہماری خطاؤں سے قطع نظر کر کے ہمیں دنیا میں سربلند و باوقار بنا۔ آنکھیں غلبۂ اسلام کو ترس رہی ہیں۔ تو لیظہرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دکھا۔ روحیں قبولیت دین کے لئے بے قرار ہیں۔ یدخلون فی دین اللہ افواجا کی عملی تفسیر کا نقشہ ظاہر فرما۔ الٰہی تو مسلمانوں کی آنکھوں سے جہالت کے پردے دور کر کے اسے اس کے حقیقی مقام سے آشنا کر مسلمانوں میں خدمت اسلام کا جذبہ پیدا کر۔ اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم واجعلنا منہم واخذل من خذل دین محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم۔ مجھے آپ سے تو یہی توقع ہے کہ آپ دن رات اس مقام قبولیت پر ان التجاؤں کو دہرائیں گے کیونکہ اس کی رحمت میں مایوسی گناہ ہے تمام اعزہ کو سلام علیکم عرض کر دیں۔ والسلام محمد علی

عاجز نے بیت اللہ شریف پہنچ کر اس مالک حقیقی کی بارگاہ میں نہایت عجز و نیاز سے غلبۂ اسلام کے لئے دعائیں کی ہیں مجھے امید ہے وہ حافظ حقیقی ضرور مدد فرمائیں گے۔ احقر محمد حسین بقلم خود 15/2/36

ایک قادیانی ملہم اور دعا
دعا کے لئے نذرانہ پیشگی

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
اس خط کے ہمراہ ایک قادیانی ملہم کا جو مزنگ لاہور میں رہتے

ہیں ایک عجیب و غریب خط ارسال ہے۔ جو کہ آپ نے بجواب مولوی محمد عبد اللہ وزیر آبادی سکرٹری مشنل لیگ وزیر آباد کو ان کے ایک خط دربارۂ دعا کے لئے تحریر کیا ہے۔ وہ خط ہمارے دوست شیخ محمد عبد اللہ مالک شہزادہ بوٹ ہاؤس کو کسی طرح سے ہاتھ آ گیا۔ اصل خط اخبار میں شائع کرنے کے لئے ارسال خدمت ہے اسے چھپوا کر مشکور فرمائیں اور امید ہے۔ کہ یہ خط قارئین اخبار کی دلچسپی اور معلومات کا موجب ہوگا۔ والسلام۔ (خاکسار شیخ عبد العزیز از جہلم)

نقل خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم بندہ جناب میاں محمد عبد اللہ صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خط پہنچا۔ اچھی طرح پڑھ لیا۔ اور خوب غور کی ہے۔ اگر آپ نے مجھ سے دعا کرانی ہو وے۔ تو میں مبلغ ۵۰ روپیہ نذرانہ پیشگی آپ سے لوں گا۔ اور جب آپ کامیاب ہو جاویں گے۔ تو آپ سے جو رقم آپ مقرر فرماویں گے۔ وصول کروں گا۔ انشاء اللہ اور اگر دعا نہیں کرانی صرف پوچھنا ہے۔ تو وہ بھی دعا ہی ہو جاوے گی۔ مگر رقم میں کمی نہیں ہوگی میرے خیال میں دعا کرا لیں۔ آگے آپ کی مرضی۔ اور بہتر ہوگا۔ آپ بدیدن خط ہذا تشریف لے آویں۔ تو آپ سے بالمشافہ گفتگو ہو جاوے گی۔ مگر پیشگی نذرانہ کم نہ ہوگا۔ اور اگر آج کل آ جاویں۔ یعنی پرسوں تک آ جاویں۔ تو ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت جلدی آپ کو کامیابی عطا کرے۔ ورنہ پھر دیر پڑ جاوے گی زیادہ سلام۔

آپ کا خادم دعا گو

خاکسار قاضی حبیب اللہ احمدی از لاہور مزنگ 26/4/35

(نوٹ) اگر آپ کو تسلی ہو۔ تو دعا کراویں۔ ورنہ خط کے جواب کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ والسلام

خاکسار قاضی حبیب اللہ احمدی

سرگودھا کی ایک مسلمان معلمہ کے بارہ میں
غلط خبر کی تردید

اخبار "احسان" ۲۳۔ستمبر میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ سرگودھا کے گورنمنٹ سکول کی معلمہ مس گریس اپنے ایک دوست کے پاس گجرات چلی گئی ہے اور شرفا نے اپنی لڑکیوں کا سکول بھیجنا بند کر دیا ہے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جیسا پیغام صلح ۲۳۔جولائی ۱۹۳۶ء صلے پر شائع ہو چکا ہے۔ مس گریس بمصول نے برضا و رغبت خود ۲۱۔جولائی ۱۹۳۶ء کو ہماری مسجد میں اسلام قبول کیا جس کا اسلامی نام زرینہ خاتون رکھا گیا۔ اسی دن مسٹر جی ایم سینس سپرنٹنڈنٹ گجرات نے اسلام قبول کیا تھا جس کے بعد ہر دو کا اسلامی طریق پر نکاح پڑھا دیا گیا۔ دونوں کے پاس باقاعدہ نکاح نامے موجود ہیں۔ اس لئے اگر وہ اپنے جائز خاوند کے پاس گجرات چلی گئی ہیں تو شرفا کے لئے اس میں کونسی قابل اعتراض بات ہے۔

خاکسار (خانصاحب) محمد منظور الٰہی
آنریری جائنٹ سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

لاہور کی بڑھتی ہوئی آبادی کیلئے نقل و حرکت کی آسانی کی تجویز
محکمہ ریلوے اور پرائیویٹ کمپنیوں کی توجہ کے قابل

شہر لاہور چاروں طرف اس طرح پھیلتا جا رہا ہے کہ اس کے اکثر حصے خصوصاً مغربی حصہ ریلوے اسٹیشنوں یعنی لاہور و بادامی باغ سے بہت فاصلہ پر چلے گئے ہیں۔ اس لئے لوگوں کے لئے ریلوے کے ذریعہ سے آمد و رفت کرنا یا مال و اسباب بھیجنا اور منگوانا مشکلات کا باعث بن رہا ہے۔ اتنی بڑی آبادی کے دیگر مرکزی شہروں میں کئی کئی ریلوے اسٹیشن موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور محکمہ ریلوے بھی کافی آمدنی پیدا کر لیتا ہے۔ اگر محکمہ ریلوے کے حکام ذرا سی توجہ کریں۔ تو وہ بہت نفع کما سکتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ایک برانچ لائن کوٹ لکھپت کے سٹیشن اور بادامی باغ کے درمیان بنا دی جائے۔ جو ماڈل ٹاؤن۔ موضع رکانہ۔ اچھرہ۔ نواں کوٹ۔ راج گڑھ۔ وٹرنری کالج۔ خالصہ ہائی سکول۔ شاہی مسجد قلعہ اور واٹر ورکس کے پاس سے ہوتی ہوئی بادامی باغ جا ملے۔ اس لائن پر ماڈل ٹاؤن۔ اچھرہ۔ نیا مزنگ۔ راج گڑھ۔ خالصہ ہائی سکول سٹیشن بنا دئیے جائیں۔ تاکہ لاہور کے مغربی علاقہ کی نئی اور پرانی آبادیاں ریلوے سے مستفیض ہو سکیں۔ بظاہر اس میں اس قدر کثیر اخراجات کا بھی اندیشہ نہیں۔ جو گنجان آبادیوں میں سے ریلوے گزارنے میں متصور ہے۔ ان علاقوں کے رہنے والے اگر متفقہ طور پر کوشش کریں۔ تو کامیابی یقینی ہے۔ ورنہ اگر محکمہ ریلوے آمادہ نہ ہو۔ تو ایک لمیٹڈ کمپنی اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے۔

(خانصاحب) محمد منظور الٰہی۔

(بقیہ صفحہ)

نہیں کرتا اور حنفیہ کے اندر نہیں آتا۔ بلکہ گورنمنٹ اپنے آپ کو ایک گونہ مالک زمین قرار دے کر وصول کرتی ہے۔ زکوٰۃ کے خاص مصارف قرآن کریم میں بتلائے گئے ہیں جن میں زیادہ تر فقراء و مساکین مولفۃ القلوب اور جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہے اور زمین کے خراج کا روپیہ جو گورنمنٹ وصول کرتی ہے۔ ان مصارف پر نہیں لگتا۔ پھر یہ خراج ہر مالک زمین سے وصول ہوتا ہے امیر ہو یا غریب۔ فصل ہو یا نہ ہو۔ زکوٰۃ صرف اغنیاء پر ہے اور جس قدر کسی فصل میں پیداوار ہو۔ اسی کا معینہ حصہ ہے۔ البتہ یہ خراج چونکہ مجبوراً دینا پڑتا ہے اس لئے لازمی اخراجات زمین میں شمار ہوگا۔ گویا پیداوار زمین کی اس قدر کم سمجھی جائے گی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس بیس بیگھہ زمین ہے جس میں سے پچاس من گیہوں پیدا ہوتی ہے جس کی قیمت اندازاً ڈیڑھ سو سمجھو۔ لیکن اس زمین پر اسے پچاس روپے خراج سرکار کو بھی دینا پڑتا ہے۔ تو اس کی پیداوار ایک سو روپے سمجھی جائے گی اور اسی پر زکوٰۃ محسوب ہوگی۔ ایسا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے سے اجارہ پہ لے کر زمین کو کاشت کیا ہے تو جس قدر رقم بطور اجارہ کے دینی پڑتی ہے۔ وہ خرچ لازم میں محسوب ہوگی اور نصاب کا اندازہ بھی اس کی منہائی کے بعد ہوگا۔ لیکن اس صورت میں اجارہ پر دینے والے نے بھی فی الحقیقت زمین کی پیداوار کا ہی ایک حصہ لیا ہے اس لئے جو رقم وہ بطور اجارہ لے وہ غلہ کے قائم مقام سمجھی جا کر اس پر زکوٰۃ غلہ کی طرح ہی واجب الادا ہوگی۔ گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس زمین کی پیداوار میں دو شریک ہو گئے۔ ایک اصل مالک زمین اور ایک کاشتکار اور ہر ایک پر اس کے حصہ کے مطابق زکوٰۃ ہے بشرطیکہ وہ آمد نصاب سے زیادہ ہو۔

غلہ کا نصاب۔ حدیث میں کھجور کا نصاب پانچ وسق ہے جو ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد ہے۔ اور مد ۱½ رطل ہے اور رطل آدھ سیر۔ تو اس حساب سے بیس من پختہ کھجور کا نصاب ہوا۔ یہی نصاب غلوں کا ہے خواہ گیہوں ہو یا جو یا باجرہ یا جوار یا کوئی اور غلہ جن کا نرخ قریباً قریباً برابر ہے لیکن ایسی پیداوار اراضی جو نسبتاً زیادہ گراں ہے۔ جیسے کپاس اس کا نصاب بھی کم ہونا چاہیئے۔ چنانچہ احادیث میں نہ صرف سونے اور چاندی کے نصاب میں فرق رکھا ہے بلکہ اونٹ، گائے، بکری سب کے نصاب میں فرق ہے۔ اور چونکہ ہر چیز کے لئے علیحدہ نصاب مقرر کرنا مشکل ہے۔ اسی لئے ایسی پیداوار اراضی کا جو عام غلوں سے زیادہ گراں ہے سب کا نصاب باون روپے رہے گا۔ جو نقدی کا نصاب ہے اور نصاب کا حساب یوں کیا جائے گا کہ اول پیداوار اراضی کی دیکھی جائیگی پھر اس میں سے اس قدر کمی کی جائے گی جس قدر خراج زمین پر سرکار کو یا مالک اراضی کو دینا پڑتا ہے۔ باقی ماندہ پیداوار اگر بیس من پختہ سے زیادہ ہے۔ یا باون روپے سے زیادہ قیمت کی ہے تو اس پر زکوٰۃ لی جائے گی۔

صحابہ کے زمانہ میں اور بعد کے زمانہ میں اسلامی سلطنتوں میں بارانی زمینوں یا قدرتی نہروں سے سیراب ہونے والی زمینوں کی پیداوار کا عشر یعنی دسواں حصہ لیا جاتا تھا اور چاہی زمینوں کی جن پر کاشتکار کو محنت کرنی پڑتی ہے (یا نہری زمینوں کی جن پر سرکار کو آبیانہ دینا پڑتا ہے) پیداوار کا بیسواں حصہ لیا جاتا تھا۔ مگر اس کے علاوہ زمین پر اور کوئی محصول نہ تھا۔ موجودہ زمانہ میں چونکہ زمین پر محصول بھی ہے اس لئے زکوٰۃ بحساب ۲½ فیصدی لی جائے گی جو یہی اندازہ کی زکوٰۃ ہے۔

ایسی فصلیں جو زمیندار صرف مویشی کیلئے بوتے ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی اور ایسا ہی ان ترکاریوں سبزیوں اور پھلوں پر بھی کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی جو اپنے گزارہ کے لئے کاشت کی جاتی ہیں لیکن جو سبزیاں اور پھل وغیرہ فروخت کے لئے کاشت ہوتے ہیں اور ایسا ہی جو فصلیں ایسی ہیں کہ وہ صرف فروخت کیلئے کاشت کی جاتی ہیں یا فروخت کر دی جاتی ہیں جیسے خربوزہ، تیل وغیرہ ان سب میں زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا ہے لیکن نصاب سہولت

جو لوگ زمین کو خود کاشت نہیں کرتے بلکہ اجارہ یا حصہ پر دے کر دوسروں سے کاشت کراتے ہیں۔ ان کی پیداوار اراضی وہی روپیہ یا غلہ سمجھا جائے گا۔ جو وہ وصول کرتے ہیں۔ اور خراج سرکاری اگر وہ خود ادا کرتے ہیں تو اس سے منہا کرنے کے بعد اگر نصاب غلہ سے زیادہ ہو یا بصورت روپیہ باون روپیہ سے زیادہ انہیں آمد ہو تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا۔

۴۔ مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ

مکانات کے کرایہ پر اگر سال کی آمدنی کرایہ باون روپے سے زیادہ ہو۔ تو زکوٰۃ بحساب اڑھائی روپے فی سینکڑہ ہوگی۔ اپنے رہائشی مکانات پر یا جن مکانات سے کوئی کرایہ وصول نہیں ہوتا۔ کوئی زکوٰۃ نہیں۔

۵۔ تجارتی مویشیوں پر زکوٰۃ

اونٹ کا نصاب پانچ۔ گائے کا تیس۔ بھیڑ بکری کا چالیس ہے اور زکوٰۃ ان میں قریباً چالیسواں حصہ بنتی ہے البتہ بکریوں میں چالیس سے لیکر دو سو تک ایک ہی بکری ہے اور فی سو بکری پر ایک۔

زکوٰۃ کا بہترین مصرف

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ذریعہ آپ اپنی زکوٰۃ کو جس مصرف میں لانا چاہیں لا سکتے ہیں۔ انجمن اسلام اور مسلمانوں کی مندرجہ ذیل خدمات بجا لا رہی ہے۔

۱۔ جرمنی، آسٹریلیا اور بعض ایشیائی ممالک میں تبلیغی مشن کھولے ہوئے ہیں اور ہسپانیہ میں عنقریب کھلنے والا ہے۔

۲۔ ہندوستان میں متعدد مقامات پر تبلیغی مشن کھولے ہوئے ہیں۔

۳۔ انگریزی میں اخبار "لائٹ"، "ورنگ اسلام" اور اردو میں "پیغام صلح" محض حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ جرمن زبان میں مسلمش ریویو مفت تقسیم ہوتا ہے۔

۴۔ مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے دو ہائی سکول جاری کئے گئے ہیں جن میں علاوہ مروجہ تعلیم کے دینی تعلیم لازمی ہے اور اسلامی رنگ میں تربیت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

۵۔ غریب طالب علموں، بیواؤں اور یتامیٰ کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔

۶۔ نومسلموں کی امداد کی جاتی ہے اور نومسلم آبادیوں میں کنوئیں لگانے اور مساجد بنوانے کا کام بھی ہوتا رہتا ہے۔

۷۔ قرآن شریف اور سیرت نبوی جن کے ترجمے کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں کثیر تعداد میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں اور بالخصوص لائبریریوں وغیرہ میں بھجوائے جاتے ہیں جس سے نسلاً بعد نسلٍ لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ ایک نہایت بہترین صدقہ جاریہ کا کام ہے۔ آج تک قریباً دس ہزار قرآن شریف انگریزی اور دس ہزار سے زیادہ سیرت نبوی مختلف زبانوں میں اور اس سے بھی زیادہ تعلیم اسلام مختلف زبانوں میں مفت شائع ہو چکے ہیں۔ خدا کے کلام کو دنیا کی انتہائی آبادیوں تک پہنچایا گیا ہے۔ مگر ابھی لاکھوں کی تعداد میں ایسی مفت تقسیم کی اور ضرورت ہے۔

نوٹ:۔ (۱) رقوم عطیہ جات بنام صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں۔

(۲) آپ اگر ان مدات میں کسی خاص مد میں اپنی زکوٰۃ کا روپیہ لگانا چاہتے ہیں تو آپ کا اختیار ہے۔

محمد علی

احمدیہ بلڈنگس لاہور

رفتار عالم

—— ٹولیڈو ۲۵ ستمبر۔ کل بھی القصر پر بمباری بدستور جاری رہی۔ القصر کے کھنڈروں کو جنرل فرانکو نے خود جا کر دیکھا اور اس کے بعد قلعہ پر دوبارہ شدت سے گولہ باری شروع کر دی گئی۔

—— مونٹی ویڈیو ۲۵ ستمبر۔ یوراگوئے نے ہسپانیہ کے ساتھ تمام سیاسی تعلقات منقطع کر لئے ہیں چنانچہ میڈرڈ سے یوراگوئے کا سفارتخانہ اٹھا لیا گیا ہے۔

—— بیت المقدس ۲۵ ستمبر۔ عید سے عربوں کی ہڑتال شروع ہوئی ہے۔ سرکاری اطلاعات کے مطابق ۳۴۳۶ عرب اور ۴۴۳ یہودی اب تک گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ جن میں سے ۱۶۱۶ عربوں اور ۲۱۸ یہودیوں کو سزائیں دی جا چکی ہیں۔

—— جنیوا ۲۵ ستمبر۔ انٹرنیشنل براڈکاسٹنگ کانفرنس میں اطالوی ڈیلیگیشن بھیجنے سے مسولینی نے انکار کر دیا ہے۔ جنیوا میں خیال کیا جا رہا ہے کہ اطالیہ کا یہ طرز عمل ابی سینیا کے متعلق لیگ کے طرز عمل پر مسولینی کے اظہار ناراضگی کے طور پر ہے۔

—— لزبن ۲۵ ستمبر۔ سیکوینڈا کی تسخیر سے پیشتر باغی طیاروں نے خوفناک بمباری کی اور میدان کارزار میں حد درجہ خونریزی ہوئی۔

—— لندن ۲۵ ستمبر۔ محکمہ بحر نے اعلان کیا ہے کہ بحیرہ روم کے کمانڈر انچیف کے فلیگ شپ کوئن الزبتھ کی قیادت میں بحری بیڑہ کے جنگی جہازات "ملیس" "گلوریس" اور "گلاتی" تباہ کن فلوٹیلا کو ساتھ لیکر ۳۰ ستمبر کو مشرقی بحیرہ روم کے دورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

—— لائل پور ۲۵ ستمبر۔ افغانہ صدر کی پولیس نے لائل پور کے حاکم خزانہ کی عدالت میں آج ایک نابالغ لڑکی کا چالان کیا ہے۔ ملزمہ نے خودکشی کی ناکام کوشش کی تھی۔

—— بمبئی ۲۵ ستمبر۔ یہاں ایک معزز سکھ جو ہوٹل کے مالک تھے بخیریت فاطر مسلمان ہو گئے ہیں۔ سکھوں نے ان سے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔ [illegible] مسلمانان شہر نے مشورہ کر کے کیا [illegible] میں ایک [illegible] کھول دی ہے۔

—— لندن ۲۵ ستمبر۔ [illegible] اور محکمہ بحیرہ روم [illegible] آئے ہیں۔ آپ نے ایک بیان میں [illegible] بحیرہ روم [illegible] تمام ملکوں کے ساتھ امن و آشتی [illegible] اور بحیرہ روم [illegible] رسل و رسائل کے ذرائع کی حفاظت کرنا ہے۔

—— معاصر البلاغ قاہرہ کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ حکومت ترکیہ نے دوہ دانیال اور آبنائے باسفورس کی حلقہ بندی کے لئے کئی کروڑ پونڈ منظور کئے ہیں۔ چنانچہ ترکی کی حدود عسکری طاقت کے لحاظ سے اس قدر مضبوط کر دی جائے گی کہ کسی غیر سلطنت کو ترکی پر حملہ کرنے ہوئے پہلے اپنی طاقت پر اچھی طرح غور کرنا پڑے گا۔

—— روما ۲۵ ستمبر۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ جب تک حبشی نمائندوں کو جمعیتہ اقوام سے نکال نہ دیا گیا۔ اطالیہ اپنا کوئی نمائندہ نہ بھیجیگا۔ حبش کی نمائندگی کا مسئلہ ہیگ کورٹ میں بھیجنے کی تجویز پر اظہار تعجب کیا جاتا ہے۔

—— شملہ ۲۵ ستمبر۔ دفتر سیاسیات و امور خارجہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ملک معظم نے (۱) ہز ہائینس مہاراجہ والئے رتلام (۲) مہاراجہ چھوٹا ادے پور (۳) نواب صاحب پالن پور اور مہاراجہ جام صاحب نوانگر کو انڈیا آنریری ایڈی کانگ مقرر کیا ہے۔

—— معاصر البلاغ رقمطراز ہے کہ حکومت ترکیہ نے فوج کے پرانے

سپاہیوں اور حکام کے اس مطالبہ کو منظور کر لیا ہے کہ دوہ دانیال اور آبنائے باسفورس کی قلعہ بندی سے پیشتر انہیں بذریعہ جہاز قلعہ چناق میں لے جایا جائے گا اور وہاں جنگ عظیم کے ترک شہدا کی قبروں پر پھولوں کی بارش کی جائے گی۔

—— قدس ۲۵ ستمبر۔ مزدوروں نے منظم ہو کر فلسطین کی ہڑتال کو اور زور مضبوط کر دیا ہے۔ جس طرح دکانداروں، ہوٹلوں اور دوسرے کاروباری شعبوں نے مکمل ہڑتال کر رکھی ہے اسی طرح حیفا کے تمام عرب مزدوروں نے کام چھوڑ دیا ہے۔

—— بمبئی ۲۵ ستمبر۔ بلاول پول (بمبئی) کے اٹھارہ سو مزدوروں نے اس بنا پر ہڑتال کر دی ہے کہ انہیں وقت پر تنخواہ نہ ملتی تھی۔

—— قاہرہ بذریعہ ہوائی ڈاک۔ مصر کے ایک متمول رہنما کا لڑکا امتحان میں فیل ہو گیا۔ اس نے گاندھی جی کی پیروی کرتے ہوئے

تمام کپڑے اتار کر لنگوٹی پہن لی اور ۱۳ دن کا برت رکھ لیا ہے۔

—— لدھیانہ ۲۵ ستمبر۔ مہاجرین مالیر کوٹلہ لدھیانہ سے پیدل روانہ ہو چکے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وفد نے خان بہادر عبدالعزیز سے مطالبہ کیا تھا کہ قیدیوں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا جائے خان بہادر موصوف نے کہا کہ ضمانت پر رہا کئے جائیں گے وفد نے اس بات کو نامنظور کر دیا۔ اسی سلسلہ میں مہاجرین کا ایک وفد ایجنٹ گورنر جنرل ریاستہائے پنجاب سے ملاقات کرے گا۔

—— لاہور ۲۵ ستمبر۔ آج لاہور ہائیکورٹ میں مسٹر جسٹس دین محمد کے روبرو مسٹر خالد لطیف گابا کی درخواست انتقال مقدمہ کی مزید سماعت ہوئی۔ میاں عبدالحی ایڈووکیٹ نے مسٹر گابا کی طرف سے کہا کہ میرے موکل کو اس امر کا جائز شبہ ہے کہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت ان کے ساتھ انصاف نہ کرے گی۔ فیصلہ محفوظ رکھا گیا ہے۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۱

روزے بہر سعید خواہد بود ... فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی تین روپے

طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
چندہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

جہانگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیار پوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

جلد ۲۴ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۵ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء | نمبر ۶۳

پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم

(از حضرت مسیح موعود)

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم — آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد — پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم

بوئے محبوب حقیقی میدمد زاں روئے پاک — ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم

گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال — چوں دل احمد نمی بینم دگر عرش عظیم

منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار — صد بلا را مے خرم از ذوق آں عین النعیم

زعنایات خدا و ز فضل آں دادار پاک — دشمن فرعونیانم بہر عشق آں کلیم

آں مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیاں — گفتنے گر دید مے طبعے دریں راہ سلیم

در رہ عشق محمد ایں سر و جانم رود

ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

نوجوانانِ جماعت کے لئے چند ضروری معروضات

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب برلن)

مدت سے خیال تھا کہ اپنی جماعت کے نوجوانوں کے لئے بالعموم اور ایسے دوستوں کے لئے جو یورپ بغرض تعلیم وغیرہ تشریف لاتے ہیں۔ بالخصوص چند معروضات پیش کروں جن کا علم ہی ان کے لئے اشد ضروری تصور کرتا ہوں۔ پیغام صلح میں حال ہی میں نوجوانانِ قوم کے حالات کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور پھر خود جماعت کے اندر یہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اشاعت اسلام کے مقدس کام کے لئے جو جماعت تیار ہو رہی ہے۔ ہمیں نوجوانوں کو بالخصوص حصہ لینا چاہئے کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ کسی قوم کی سنجیدگی اور ترقی کا راز اس کی آئندہ پود اور نسل پر ہے۔

نوجوان جن کے ہاتھ میں کل قوم کی باگ ڈور ہوگی۔ جب تک اپنے صحیح مقاصد اور فرائض سے بخوبی آگاہ نہ ہوں گے تب تک اس قوم کی ہستی معرض خطر میں ہی رہے گی۔ نوجوانانِ جماعت کے لئے ہزارہا باتیں ہیں۔ جن کا ان کو علم دینا اشد ضروری اور لابدی ہے میں اس وقت چند اہم امور ایسے دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، جو بغرض تعلیم یورپ تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور امید ہے کہ یہ چند معروضات نہ صرف ان کی ذات کے لئے بلکہ ان کے مادرِ وطن ان کی جماعت اور حمایت مذہب کے لئے بھی بے حد مفید ہوں گے۔

سب سے اول میں اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں محکومیت کی زنجیروں میں رہ کر جو Inferiority Complex یعنی "ادنیٰ ذہنیت" ہمارے اندر پیدا ہو گئی ہے ہم اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ مغربی اقوام کا ایک خاص رعب ہمارے دلوں میں جاگزیں ہو چکا ہے ہمیں اس کے دور کرنے کے لئے اشد کوشش کرنی چاہئے۔ ہم جب یورپ آتے ہیں تو اپنے ملک، اپنی قوم اور اپنے مذہب کی ہر بات کو حتی الوسع چھپانے کی کوشش کرتے ہیں جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یورپین اقوام کا ہر قول فعل ان کی تہذیب۔ ان کا تمدن یعنی کہ ان کا مذہب ہم پر فوقیت رکھتا ہے۔ ہم ان کے ہر خیال اور ہر رسم و رواج کے نیچے ایسے دب جاتے ہیں کہ گویا ہم یہاں بھی ان کے محکوم ہی ہیں۔ مثال کے طور پر چند ایسے امور کا ذکر کرتا ہوں۔ جن کا تعلق اسلامی شعار سے ہے۔ ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان کو ملتا ہے۔ تو اس کو السلام علیکم کہنا چاہئے۔ مگر میں نے بے شمار مسلمانوں کو دیکھا ہے جو بجائے السلام علیکم کے Good morning یا اس کا مترادف [illegible] یا فرانسیسی زبان میں کہتے ہیں۔ ایسے ہی جب دو ہندوستانی ایک دوسرے سے رخصت ہوتے ہیں تو بجائے آداب عرض یا جناب عالی، یا نمسکار وغیرہ کے [illegible] گوڈ مارننگ کا نعرہ لگاتے ہیں۔ ایسے الفاظ سے [illegible] ہماری ذہنیت کا خوب پتہ چلتا ہے میرا روئے سخن چونکہ [illegible] اپنی جماعت کے نوجوانوں کی طرف ہے۔ لہٰذا میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ ان کو یورپ میں آکر اپنے اسلامی شعار کو ہرگز نہیں بھولنا چاہئے۔ اور بالخصوص [illegible] مجالس [illegible] ان کو حتی المقدور السلام علیکم۔ علیکم السلام کے الفاظ سے ایک دوسرے کو مخاطب کرنا چاہئے۔ ان کو بجائے Thank you کے جزاک اللہ کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

بعض دوست تو اس Inferiority Complex [illegible] اسلام [illegible] قطعاً ناجائز بلکہ حرام قرار دی گئی ہیں۔ ان سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ میں نے بے شمار مسلمانوں کو دیکھا ہے۔ جو یہاں شراب پیتے ہیں۔ اور بڑے مزے سے خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں۔ گو ظاہرا [illegible] تو وہ ان الفاظ میں جواب دیتے ہیں کہ یہ سرد ممالک ہیں۔ ان میں تھوڑی مقدار میں شراب پی لینا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے اور اسی طرح سؤر کا گوشت جیسے گرم ملک میں بے شک نقصان دہ ہے۔ مگر اس کو سرد ملک میں کھانا جائز ہے۔ اور بالخصوص جبکہ سؤر کی پرورش آج کل کے نئے طریقہ پر کی جائے تو اس سے بیماریوں کا خطرہ دور ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ میں اس وقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ ان کا یہ نظریہ کہاں تک درست ہے۔ مگر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے ایسے افعال [illegible] میں وہی Inferiority Complex کا اثر کام کر رہا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی مجلس میں یہ کہیں گے کہ ہم شراب نہیں پیتے۔ یا سؤر کا گوشت نہیں کھاتے تو لوگ ہمارا مذاق اڑائیں گے کہ یہ عجیب دقیانوسی خیالات کے انسان ہیں۔ مگر میں ایسے [illegible] نوجوانوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا یہ نظریہ بالکل غلط ہے یہاں لوگ ایسے لوگوں کی قدر و منزلت کرتے ہیں۔ جو کسی اصول کے پابند ہوں کسی کیریکٹر کے مالک ہوں آپ کو شاید یہ معلوم نہ ہوگا۔ کہ موجودہ حکومت جرمنی کا زبردست لیڈر ہر ہٹلر شراب سے قطعاً اجتناب کرتا ہے۔ سؤر کا گوشت تو درکنار وہ گوشت بالکل نہیں کھاتا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو اس بات کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ کہ ان سرد ممالک میں بغیر شراب اور گوشت کے گزارہ ہی ناممکن ہے۔ میں ایسے لوگوں کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ انسان کی قدر و منزلت اس کے اصولوں سے ہوتی ہے۔ جب اسلام نے شراب اور سؤر کے گوشت کو قطعاً حرام قرار دیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پر عمل پیرا ہو کر لوگوں کو دکھلا دیں۔ کہ ہم ایک اصول کے بندے ہیں۔ اس سے لازماً ہماری عزت ہوگی۔ یہی حالت ناچ کا ہے۔ ہم "ناچ" کے جواز میں طرح طرح کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ کہ جو ناچ برے خیال سے نہ کیا جائے وہ جائز ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے۔ کہ باجے کی تار کے ساتھ ناچنے میں جسم کی ورزش ہوتی ہے۔ (وہ بند کمروں میں جو سگریٹ اور سگار کے دھواں سے پُر ہوں کیا ہی خوب ورزش ہوتی ہوگی) مگر خوب یاد رہے۔ یہاں بھی وہی بات ہے۔ کہ چونکہ "ناچ" یورپین سوسائٹی میں مروج ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب کرنا گویا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ہماری لیاقت اور قابلیت کا ثبوت اسی میں ہے۔ کہ ہم ہر یورپین رسم و رواج کی اندھا دھند تقلید کریں۔ ایک اور مثال سنئے ساری دنیا کا اس امر پر اتفاق ہے۔ کہ جلدی سونا اور سویرے اٹھنا انسانی صحت کیلئے صرف ضروری ہی نہیں۔ بلکہ بے حد مفید ہے۔ یہاں کے ڈاکٹر اور حکیم بھی یہی کہتے ہیں۔ مگر چونکہ رواج یہ ہے کہ عموماً ۸ بجے اٹھا جاوے۔ اور ۱۲ بجے سے قبل نہ سویا جاوے۔ لہٰذا ہم اس کے خلاف کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ اگر ہم صبح ۶ بجے اٹھ بیٹھیں گے تو لوگ مذاق کریں گے۔ اگر ۱ بجے سو جائیں گے تو لوگ کہیں گے کہ یہ عجیب "بچے" ہیں۔ ایک عذر پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ رسم و رواج کی وجہ سے ہم ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ مگر یہ غور نہیں کرتے کہ آخر یہ رسم و رواج کس نے بنائے ہیں۔ اگر ایک رواج غلط ہے تو اس کو کیوں درست نہیں کیا جاتا۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہم مشرقی بھی یہاں آکر اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔

آخر میں ایک اور ضروری امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں یہاں جو آزادی ہے۔ اس سے تو اکثر احباب بخوبی واقف ہوں گے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں رات کے بارہ بارہ بجے تک اکیلے پھرتے یا ناچ کرتے رہتے ہیں۔ اس کا بد نتیجہ ولد الزنا بچوں اور بن بیاہی ماؤں کے رنگ میں عیاں ہے۔ میں اس ضمن میں ایک اور امر کا ذکر بھی کر دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مشرق و مغرب کی شادی۔ علامہ اکبر مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

بڑا مشکل ہے نبھنا مشرق و مغرب کا یارانہ
یہاں صورت غریبانہ وہاں سامان شاہانہ

اکبر مرحوم نے تو صرف اقتصادی نقطہ نگاہ سے اس کو ناقابل عمل قرار دیا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ قومی اور اخلاقی نقطہ نگاہ سے بھی ایسا "یارانہ" نقصان دہ اور مہلک ہے إلا ما شاء اللہ قومی نقطہ نگاہ سے یوں نقصان دہ ہے کہ اگر ہمارے اعلیٰ طبقہ کے تعلیم یافتہ نوجوان (اکثر یہی لوگ یورپ آتے ہیں) یہاں کی لڑکیوں سے شادی کرنا شروع کر دیں گے تو ہماری تعلیم یافتہ اور خاندانی لڑکیاں کہاں جائیں گی؟ اگر یہ کہا جائے کہ وہاں ایسی لڑکیاں ملتی ہی نہیں۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ اور دوسرے ہمارے نوجوانوں کا یہ رویہ دیکھ کر وہ کاہے کو اعلیٰ تعلیم کی طرف متوجہ ہوں گی۔ پھر اولاد پر ماں کا اثر باپ سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہماری آئندہ نسلیں لازماً زیادہ یورپین رنگ سے رنگین ہوں گی۔ ہماری تہذیب اور مغربی تہذیب کے "اخلاق" میں بڑا فرق ہے۔ جس چیز کو ہم معیوب بلکہ بعض اوقات گناہ سمجھتے ہیں۔ اس کو مغربی تہذیب بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ مثلاً کافی ہاؤس یا ناچ گھر میں ناچنا۔ یا سمندر یا جھیل کے کنارے پر مردوں اور عورتوں کا نہانا۔ یا کسی حسین لڑکی کے حسن کی تعریف کرنا مغربی نقطہ نگاہ سے بڑا مستحسن خیال کیا جاتا ہے۔ یا کم از کم اس کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ مگر ایشیائی نظریہ میں یہ بہت ہی قبیح فعل ہے۔ غرضیکہ اخلاقی نقطہ نگاہ سے بھی ان ہر دو تہذیبوں میں بڑا فرق ہے لہٰذا بدیں حالات میں اپنی جماعت کے عزیز نوجوانوں سے درخواست کروں گا کہ وہ جب یورپ آئیں تو اپنی ہستی کو قائم رکھنے کی کوشش کریں اور اسلامی شعار کو بڑے زور شور کے ساتھ عملی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح ان کا اپنا وقار قائم رہے گا۔ ان کے ملک کی عزت ہوگی اُن کے مذہب کی آبرو برقرار رہے گی۔ وما علینا الا البلاغ ۔

درخواست دعا

ایک قادیانی دوست کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کل حضرت مسیح موعودؑ کی بیوی صاحبہ پر فالج کا سخت حملہ ہوا ہے جس کا اثر زبان اور دماغ پر پڑا ہے۔ جملہ احباب پر لازم ہے کہ وہ صدق دل سے حضرت بیوی اماں جی کی صحت کیلئے دعا کریں۔

بیجا محبت انسان کو صراط مستقیم سے دور لیجاتی ہے

قادیانی غلو اور بیجا محبت سے سلسلہ کو نقصان پہنچ رہا ہے

خطبہ جمعۃ المبارک ۱۸ر ستمبر ۱۹۳۶ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام ڈلہوزی

سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا کہ:-

یہ دعا اپنے معانی اور مطالب کے لحاظ سے کس قدر جامع ہے۔ نہ صرف یہ کہ کسی اور مذہب میں ایسی مکمل اور جامع نہیں۔ بلکہ یہ بھی مسلّم ہے کہ قرآن کریم کی بھی اور کوئی دعا اس کے پایہ کو نہیں پہنچی۔ اس دعا کے آخری حصہ ہی کو لیجئے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ ان مختصر سے الفاظ میں دو فطرتی خواہشات کا ہر انسان میں پایا جانا ضروری ہے۔ مگر جونہی یہ خواہشات اعتدال سے ہٹ کر افراط یا تفریط میں بدل گئیں تو تباہی کا سامان بن گئیں۔

دو فطرتی خواہشات

ان دو فطرتی خواہشات میں سے ایک محبت ہے دوسری نفرت یہ دونوں فطرتی ہیں۔ تمام حیوانات اور نباتات تک میں بھی یہ کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہیں۔ اس بات کا سمجھنا مشکل نہیں۔ موٹی بات ہے۔ ہر شخص ہلاکت خیز چیز سے نفرت کرتا اُس سے بچ کر رہتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر یقینی ہلاکت ہے۔ اور جو باتیں ترقی کا موجب ہوں انسان کے لیئے فائدہ رساں ہوں ان سے محبت کرتا ہے ورنہ ترقی سے محروم رہے گا۔ غرضیکہ ہر دو امور انسان کی فطرت میں رکھے گئے ہیں۔

بے جا محبت کی ضرر رسانی

یہاں اس دعا میں دو لفظ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہیں مغضوب میں بے جا نفرت کی طرف توجہ دلائی ہے اور ضالین میں بے جا محبت کی ضرر رسانی پر آگاہ کیا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ بے جا نفرت اور محبت انبیاء اور اولیاء ہی سے ہو تو نقصان دہ ہے۔ روزمرہ کے اندرونی اور بیرونی تعلقات پر بھی اس کا اثر ہے۔ محبت خواہ بچوں سے ہو بیویوں سے ہو یا دوستوں سے اور نفرت خواہ دشمنوں سے ہو ان تعلقات میں ان خواہشات کا ہونا تو اچھا ہے لیکن جونہی ان کے لحاظ میں حد سے گزر گئے تو یہ تکلیف کا موجب ہوئیں۔ اولاد اور بیوی کی بیجا محبت انسان کو گنہگار کر دیتی ہے قرآن شریف میں اگر یہ آتا ہے یا ایھا الذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم یا یہ کہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ۔ تو اس میں بھی بے جا محبت کی طرف اشارہ ہے۔ اولاد اور بیوی اور مال بذاتہ دشمن نہیں مگر ان سے بے جا محبت کر کے خدا تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈال دینا خرابی کا باعث ہے۔

مال کی بے جا محبت دکھ کا باعث ہے

احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے مال کی محبت کو جس طرح چھوڑا وہ واضح ہے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا آجائے تو میں تیسرا دن ختم ہونے سے پہلے ہی اسے راہ خدا میں تقسیم کر دوں۔ سوائے اس کے کہ قرض کی ادائیگی کے لیئے رکھ لوں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مجھے تم پر یہ ڈر ہے کہ تم کو زمین کی برکات ملیں یعنی مال و متاع کی تمہارے پاس کثرت ہو۔ ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ او یاتی الخیر بالشر۔ مال کو تو خیر کہا گیا ہے کیا اس میں بھی شر ہے تو آپ نے ایک چارپایہ کی مثال دی۔ کہ وہ گھاس چرتا ہے۔ پانی پیتا ہے۔ آرام کرتا ہے۔ لید کرتا ہے اور پھر از سر نو کھاتا ہے اور ایک وہ ہے جو کھاتا ہی جاتا ہے یہاں تک کہ کثرت خوراک سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ فرمایا تو یہ اس شخص کے لیئے فائدہ رساں ہے جو حق سے لیتا اور راہ حق میں خرچ بھی کرتا ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں ہوں تو یہ مال نعمت ہے۔ اور جو ایسا نہیں کرتا۔ مال کماتا ہے مگر صرف نہیں کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ کھائے جاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ خدا نے بے شک مال کو نعمت قرار دیا ہے۔ لیکن مال کی بجا محبت رحمت ہے اور بے جا محبت زحمت اور لعنت۔

اعتدال پر قائم رہو

تو کوئی چیز لے لو۔ جہاں بے جا محبت ہوئی۔ انسان طرح طرح کی برائیوں کا شکار ہو گیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا دوست سے دوستی حد کے اندر رکھو شاید کسی وقت وہ تمہارا دشمن ہو جائے اور دشمن سے دشمنی ایک حد کے اندر رکھو شاید کسی وقت وہ تمہارا دوست ہو جائے۔ اسی ایک بات کو اگر انسان سامنے رکھے تو اس کی زندگی سنور جاتی ہے۔ اور اسے دنیا ہی جنت کا نمونہ معلوم ہو۔ ایک جنت تو اس زندگی کے بعد ہے اور ایک جنت اسی زندگی میں حاصل ہو جاتی ہے۔ انہی چیزوں کا صحیح استعمال جنت ہے اور بے جا استعمال دوزخ۔ مال ہی ایک رحمت ہے۔ مگر اس کی حد سے بڑھی ہوئی محبت زحمت عظیم بن جاتی ہے۔ پنجاب کا بنیا اس کا مکمل نمونہ ہے۔ مال کی محبت اُسے غریبوں کا خون چوسنے پر آمادہ رکھتی ہے۔ اور اس کی اپنی حالت نہایت ہی بری ہوتی ہے گویا وہ کالذی یتخبطہ الشیطٰن من المس کا مصداق ہو جاتا ہے۔ گویا کہ شیطان نے اسے چھو کر دیوانہ سا بنا دیا ہے۔ اور وہ نیکی کے کاموں سے محروم رہ جاتا ہے۔

بے جا محبت کا نمونہ جماعت قادیان ہے

ہماری جماعت کیا اور دنیا کی دوسری جماعتیں کیا۔ ہر جگہ یہی حالت پائی جاتی ہے۔ عیسائیوں ہی کو دیکھ لو مسیحؑ سے محبت کی تو انہیں خدا بنا کر چھوڑا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کے ایک حصہ نے بھی بیجا محبت کی مثال قائم کی۔ ایک وقت تھا کہ یہ سلسلہ سب کو کھائے جا رہا تھا۔ دنیا کی نگاہیں بار بار اٹھتی تھیں کہ حقیقی عامل یہ جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ باوجود شدید مخالفت کے حضرت صاحب کی محبت اور عزت تمام دلوں کو کھائے ہوئے تھی۔ اور یہی کیفیت آپ کے رفقاء کی بھی تھی۔ لیکن جونہی بے جا محبت نے قدم رکھا۔ تو بے جا نفرت بھی پیدا ہو گئی۔ اور آج یہ حالت ہے کہ اچھے اچھے لوگ بھی جن کے دل ادھر کھنچے ہوئے تھے وہ نفرت کرنے لگ گئے۔

کتبہ تبدیل کرنے کی عجیب وجہ

بے جا محبت میں انسان صاف اور واضح باتوں سے بھی منہ پھیر لیتا ہے۔ حال ہی کا ایک تازہ واقع سامنے آچکا ہے۔ کہ جب حضرت صاحب فوت ہوئے تو آپ کی قبر پر ایک کتبہ لگایا گیا۔ کتبہ کس نے لگایا اور کس طرح لگایا اس سے بحث نہیں۔ آخر یہ امر تمام جماعت کے سامنے ہوا اور سب دیکھ رہے تھے الفاظ آپ کو معلوم ہو چکے ہیں ان میں "مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ بھی تھے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ کتبہ کو تبدیل کر کے "مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ کاٹے گئے۔ میں سمجھتا تھا کہ اس کی تردید ہوگی۔ مگر یہ صحیح نکلا۔ وجہ یہ تحریر کی گئی ہے کہ بارش کی وجہ سے سیاہی پھیکی ہو گئی تھی۔ بہت اچھا مگر جب نیا لکھا گیا تو "مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ کاٹے گئے۔ کیوں؟ جب لکھتے وقت تمام جماعت نے اس کی صحت کو تسلیم کر لیا تو یہ الفاظ کیوں کاٹے گئے۔ اگر سیاہی پھیکی پڑ گئی تھی تو کیا وہی الفاظ دوبارہ نہ لکھے جا سکتے تھے؟

کتبہ کے الفاظ تبدیل کرنے کا کسی کو حق نہ تھا

جب دو جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ ایک بات کے متعلق اختلاف رکھتی ہیں دن رات اس بات پر بحث ہوتی ہے۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ حضرت صاحب "مجدد صدی چہاردہم" ہیں دوسری آپ کو نبی مانتی ہے کتبہ دونوں کے اتفاق رائے سے لکھا جاتا ہے۔ تو ایک جماعت کو کیا حق تھا کہ اس کتبہ پر سے "مجدد صدی چہاردہم" کا لفظ کاٹ دیتی۔ سمجھو کہ ایک مقدمہ درپیش ہے۔ مقدمہ کے دوران میں ایک دستاویز میں تبدیلی کرنا صریح جعلسازی ہے۔ سوال یہ درپیش ہے کہ حضرت صاحب کا دعوے مجدد ہونے کا ہے۔ اور کتبہ بھی یہی شہادت دیتا ہے۔ تو اس صورت میں ایک جماعت کو تبدیلی کا کیا حق پہنچتا ہے اس نئے کتبے میں سے مجدد کا لفظ کاٹا گیا لیکن ابھی تک نبی اللہ کا لفظ لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

مستقل کتبہ تجویز کیا جا رہا ہے

لیکن سنا ہے کہ اب دوسرے کتبے کی سیاہی بھی پھیکی پڑ گئی ہے

اس کے متعلق الفضل میں سُنا ہے کہ کوئی مضمون لکھا گیا ہے جس میں تحریر ہے کہ پہلے دونوں مرتبہ جو کتبہ بنایا گیا وہ لوگوں کا بنایا ہوا ہے اس لئے اس کی بجائے ایک اور کتبہ لگایا جائے۔ معلوم نہیں یہ کتبہ آسمان سے اُترے گا یا پھر لوگ ہی بنائیں گے ہاں اس مرتبہ نبی کا لفظ کندہ میں انٹروڈیوس کیا جائے گا لیکن غلاف کے نیچے۔ کیونکہ اس میں لکھا جائے گا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ غالباً اس کی سیاہی بھی چھ سات سال تک ماند پڑ جائے گی اور پھر ایک کتبہ میں صاف لکھا جائے گا نبی اللہ۔ اور شاید اور چھ سات سال میں یہ جب سیاہی بھی ماند پڑ جائے گی تو خدا بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نئے کتبہ پر الہام کی تشریح بھی لکھو

مانا کہ حضرت صاحب کے الہام میں جری اللہ فی حلل الانبیاء کے الفاظ موجود ہیں تو کیا حضرت صاحب کے سارے الہام کتبہ میں لکھے جائیں گے۔ اگر یہ درست ہے تو یہ بھی لکھیں انت محدث اللہ باقی یہ ہے کہ لکھنا تو یہ تھا کہ آپ کا دعوےٰ کیا تھا۔ اور جو یہاں سویا پڑا ہے وہ کون ہے۔ اگر جری اللہ فی حلل الانبیاء لکھنا ہے تو اس کی جو تشریح خود حضرت صاحب نے کی ہے اور اس سے جو غلط مفہوم لیا جاسکتا ہے اس کی تردید کی ہے وہ ساتھ کیوں نہیں لکھتے الہام لکھ دیجئے جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت صاحب کی تشریح لکھ دیجئے "ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں"۔ "میری طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا افترا ہے"۔ تاکہ دنیا پر حقیقت تو واضح ہو جائے۔

سخت سے سخت دشمن سے بھی ناانصافی نہ کرو

میں کہہ رہا تھا کہ انسان کو دو چیزیں دی گئی ہیں نفرت اور محبت۔ نفرت حد سے بڑھ جائے تو بھی تباہی اور محبت حد سے بڑھا لو تو بھی ایمان کا زوال اور نقصان۔ اور ان دو باتوں کا اظہار خواہ بُرے سے بُرے انسان سے بھی کیا جائے نتیجہ تباہی ہے۔ آیۃ لایجرمنکم شنآن قوم الخ میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے سخت سے سخت دشمن سے بھی ناانصافی نہ کرو۔ اور اچھے سے اچھے انسان کی محبت بھی حد کے اندر مفید ہے ورنہ وہ بھی زحمت کا باعث ہوگی۔

کسی کو کچھ کہہ دینا اور ہے اور دعوےٰ منسوب کرنا اور

اگر حضرت صاحب کی وفات کے وقت یہ الفاظ لکھے گئے تو جماعت کا مسلک واضح ہو گیا۔ باقی یہ کہنا کہ مجدد لکھ دیا تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو حضرت صاحب نے کہیں مجدد اعظم لکھا ہے مگر اتنا بھی نہیں سوچتے کہ کسی کو کچھ کہہ دینا اور بات ہے اور اس کی طرف کوئی دعوےٰ منسوب کرنا اور ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ نبی کریم کا دعوےٰ کیا تھا۔ یوں تو آپ بشر۔ مومن مسلم۔ مجدد وغیرہ سب کچھ تھے مگر ان الفاظ سے آپ کے دعوےٰ کا کہاں پتہ چلا۔ حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ کیا تھا جماعت کا آپ کے متعلق ۱۹۰۸ء کا فیصلہ مجدد صدی چہاردہم اور مسیح موعود کا ہے جیسا کہ کتبے سے بھی واضح ہے۔ اگر اس کے علاوہ متبعین کے دماغوں میں کوئی اور بات ہوتی تو وہ ہرگز خاموش نہ رہتے۔

مجازی طور پر محدث اور مجدد کو نبی کہا جاسکتا ہے؟

مجازی طور پر محدث اور مجدد کو نبی کہا جاسکتا ہے یہی حضرت صاحب نے فرمایا سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ آپ مجدد تھے اور مجازی طور پر نبی اور مجازی طور پر نبی نبی نہیں ہوتا چنانچہ ۱۹۱۱ء میں سید مہر شاہ صاحب نے اسی مفہوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے لکھا تھا:۔

"لفظ نبی کے معنی اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں اوّل اپنے خدا سے خبار غیب پانے والا۔ دوئم عالی رتبہ شخص۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت مکالمہ مخاطبہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے اسی رنگ میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گزرے ہیں (بدر ۱۶ر فروری ۱۹۱۱ء)

بے جا محبت ایک فتنہ ہے

مگر دیکھئے کہ صاف اور کھلی بات کو بے جا محبت نے فتنہ بنا دیا نبوت سے کلمہ گویوں کی تکفیر کی۔ بس کیا تھا حضرت صاحب کے نبی نہ ماننے والوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا۔ جنازہ کو حرام کر دیا۔ گویا وہ بھی عیسائی اور ہندو ہیں۔ لیکن اگر حضرت صاحب کے دماغ میں یہی چیز تھی تو آپ نے جنازہ کے جواز کا فتویٰ کیوں دیا جیسا کہ فرمایا "متوفی اگر مکذب اور مکفر نہ ہو اس کا جنازہ پڑھ لیا جائے۔ کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ علام الغیوب خدا کی ہی ذات ہے" اور اگر قادیانیوں کے استدلال کو تسلیم کر لیجئے کہ آپ مجدد نہیں تھے نبی تھے تو کیوں جنازہ ناجائز ٹھیرا مگر آپ نے اس کی عملاً تردید کی۔ حضرت حکیم نورالدین صاحب مرحوم نے عملاً اور تحریراً اس کی تردید کی۔ اور سب جماعتیں غیر احمدیوں کے جنازے پڑھتی رہیں جس بات کو عمل اور تحریر صریح باطل قرار دے اس پر اڑنا کور بختی ہے۔

غیر از جماعت کے جنازے کے متعلق چار فتوے

مگر غلو نے بعد ازاں اس حد تک پہنچا دیا۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت صاحب سے محبت ہے اور دوسری طرف آپ کے کھلے فتووں کا صاف انکار کئے جا رہے ہیں۔ غیر از جماعت کے جنازے کے جواز کے متعلق آپ کے چار فتوے موجود ہیں۔ اور ان کے خلاف ایک بھی نہیں۔ کیا مامور مسیح موعود تھے یا کوئی اور؟ اگر آپ کا حکم مانا جاتا ہے تو آپ کے چار دفعہ لکھنے کے باوجود اس پر عمل کیوں نہیں ہوتا ۱۹۰۲ء میں موضع بھڈیار ضلع امرتسر کے احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں باہم ایک معاہدہ ہوا جس میں احمدیوں کی طرف سے بالصراحت یہ شرط بھی تھی ہاں معمولی رنگ میں رہنے والے بے خبر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے" تو اس پر حضرت صاحب نے ذیل کے الفاظ اپنے قلم سے لکھے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جو کچھ لکھا بہت خوب اور مبارک ہے" کمال ہے کہ وہ "کافروں" اور "بے ایمانوں" کے جنازہ پڑھنے کی رضامندی کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ "بہت خوب اور مبارک ہے" اور آج امت کہتی ہے کہ غیر احمدی کا جنازہ ہندو اور عیسائی کی طرح حرام ہے۔ غیر احمدی بچہ کا جنازہ حرام اور بے خبر کا جنازہ بھی حرام ہے۔ افسوس کہ بے جا محبت اصل سے بہت دور جا پھینکتی ہے۔ یہ حالت نہایت رنجدہ ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ کہ یہ کیفیت کب تک رہے گی۔ دوسری طرف نفرت بھی حد سے بڑھی جا رہی ہے۔ اور معمولی باتوں کو لے کر کچھ کا کچھ بنایا جا رہا ہے۔

پیر پرستی کا نتیجہ عقل و خرد کو جواب دینا ہے

تو جو تاریخ خلیفہ معیت کی تاریخ لکھے گا کیا وہ اس کتبہ کا ذکر چھوڑ جائے گا ہرگز نہیں۔ جس مذہب کو اس کمزور بنیادوں پہ بنایا جا رہا ہے یہ کبھی نہیں بن سکتا۔ یہ سمجھنا کہ لاکھ کے قریب آدمی اس کو مانتے ہیں محض سراب ہے۔ ان میں سے ننانوے ہزار ایسے ہوں گے جو مطلق سوچ و فکر سے کام نہیں لیتے۔ پیر پرستی میں انسان عقل و خرد کو جواب دے دیتا ہے اور مرید عقیدت کے پیش نظر پیر کے عیوب کی پردہ پوشی کر جاتے ہیں۔ مجھے ایک دوست نے سنایا کہ ایک پیر صاحب کا ایک فاحشہ عورت سے میل ملاپ تھا۔ ایک دن پیر صاحب اس کے ہاں گئے۔ کثرت سے شراب پی اور وہیں مر گئے۔ وہاں چھپے ہزارہا مرید تجہیز و تکفین کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ مگر کسی نے اتنا بھی نہ کہا کہ پیر صاحب یہاں کیسے؟ اور اُن کو بیماری کیا ہوئی؟ تو یہ خیال کہ لاکھ انسانوں نے مان لیا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ یہ سب کچھ کورانہ تقلید کا کرشمہ ہے۔ جوں جوں علم کی روشنی بڑھے گی۔ لوگ سوچیں گے تو جہالت اور پیر پرستی کی تاریکی دور ہوتی جائے گی۔ یہ "تانا بانا سب نسیاً منسیا ہو جائے گا۔ نہ پہلے مسیح کی الوہیت کی عمارت رہی اور نہ دوسرے مسیح کی نبوت کی عمارت باقی رہے گی۔

سر سکندر حیات خاں پریمیر

سر سکندر حیات خاں ریزرو بنک کی ڈپٹی گورنری کے عہدہ جلیلہ کو چھوڑ کر اپنے صوبے کی خدمت کے لئے تشریف لے آئے ہیں واقفان حال جانتے ہیں۔ کہ سردار صاحب نے اپنی جلیل القدر ملازمت کو صوبے کی خدمت کے لئے ترک کر کے ایثار کا ایک نمونہ قائم کر دیا ہے۔ یعنی ساڑھے پانچ ہزار ماہانہ کی مستقل ملازمت کو چھوڑ کر سیاسیات پنجاب کی غیر یقینی اور پر خار وادی میں قدم رکھنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس اولوالعزمی اور جرأت مردانہ کے لئے سردار صاحب موصوف مستحق تبریک ہیں۔

آئندہ چند ماہ آپ کے لئے نہایت مصروفیت کے ہوں گے۔ آپ کو بیک وقت ریونیو ممبر کے فرائض اور "اتحاد پارٹی" کی قیادت و تنظیم کا کام کرنا ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ وہ بوجہ احسن ان فرائض سے عہدہ برآ ہوں گے۔

ترکی میں مشن سکول

جمہوریہ ترکی نے ایک قانون نافذ کیا تھا جس کی رو سے غیر ملکی زبانیں ذریعہ تعلیم بننے کے قابل نہ رہیں اس کے بعد تمام برطانوی و فرانسیسی مدارس بند کر دیئے۔ لیکن عیسائی مبلغین نے اپنے مدارس میں ترکی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانا منظور کر لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی تعلیمی امور میں جمہوریہ کے تمام قوانین پر عمل پیرا ہونے کا وعدہ کیا۔ لیکن حکومت ترکیہ کو جلد معلوم ہو گیا۔ کہ یہ سکول مسیحی مشنوں کا کام دے رہے ہیں۔ ترکی بچوں کے ذہن و دماغ کو پراسرار طریق سے پراگندہ کیا جا رہا ہے۔ اس عیسائی تبلیغ کے زہر کے اثر کو معلوم کرتے۔ ترکی حکومت نے تمام مشن سکولوں کی بندش کا حکم دے دیا ہے۔ حکومت ترکیہ کا یہ مستحسن اقدام یقیناً ترکی اور اسلام کیلئے مفید ثابت ہوگا۔

انجمن کا مالی سال

احباب جماعت جانتے ہیں۔ کہ انجمن کا مالی سال ۳۱ اکتوبر کو ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس دن تمام حسابات بند کر دئے جاتے ہیں احباب جن کے ذمہ انجمن کا کسی قسم کا بقایا ہو۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوں۔ تاکہ اس سال کے بل وغیرہ ادا کرنے میں سہولت ہو۔

اخبار پیغام صلح کے بقایا داروں کی طرف وی پی بھیجے جا رہے ہیں۔ اُن کو وصول کر کے دفتر کو حساب صاف کرنے میں مدد پہنچائیں۔

جمعرات کا دن

ہر احمدی مرد اور عورت کیلئے جہاد کا دن ہے۔ اپنے کھانے میں کمی کر کے رقم بچت فنڈ کی مد میں ادا کریں بچت فنڈ کی آمد سے یورپ میں ایک اسلامی مشن چل رہا ہے۔ "محمد علی"

اسلامی اصول کی فلاسفی

حضرت مسیح موعود کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کو مفت تقسیم کرنے کے لئے انجمن نے قیمت فی کاپی دو آنے (۲؍) کر دی ہے۔ ایک روپیہ میں دس کاپیاں۔ محصول ڈاک علاوہ جو حسب ذیل ہوگا۔

	روپیہ	آنہ	پائی	
فی کاپی	۰	۰	۹	بذریعہ بک پوسٹ
دو کاپی	۰	۲	۹	بذریعہ بک پوسٹ
دس کاپی	۰	۱۳	۳	بذریعہ بک پوسٹ

جن احباب کو خود تقسیم کے لئے درکار ہوں۔ وہ مندرجہ بالا قیمت اور محصول ڈاک پیشگی ارسال کر کے منگوا سکتے ہیں۔ اور جو دوست دفتر کے ذریعہ تقسیم کرانا چاہیں۔ وہ قیمت ارسال کر کے دفتر کو اس سے اطلاع دیں۔

نوٹ:۔ دس یا اس سے زائد کاپیاں منگوانے والوں کو بذریعہ ریلوے پارسل منگوانے میں فائدہ رہے گا اس لئے ایسے احباب کو اپنے اسٹیشن کا نام بھی تحریر کر دینا چاہئے۔

(آنریری جائنٹ سیکرٹری)

اخبار احمدیہ

—— ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا زخم اب اچھا ہو رہا ہے۔ لیکن آپ بدستور ہسپتال ہیں۔ احباب دعاؤں میں اُن کو یاد رکھیں۔

—— بابو ثناء اللہ صاحب سب پوسٹ ماسٹر امرتسر بیمار ہیں

—— بابو دوست محمد صاحب راولپنڈی کے گھر سے بیمار ہیں

—— ملک احمد بخش صاحب راولپنڈی کا بچہ بیمار ہے۔

احباب سب کے لئے دردِ دل سے دعا کریں

—— شیخ رحمت الٰہی صاحب ایس ڈی۔او۔ ہائیڈرو الیکٹرک برانچ لائل پور سے قصور تبدیل ہو گئے ہیں۔ آپ کے تبادلہ پر ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن نے آپ کو ایک شاندار پارٹی دی۔

سید عبد الرشید صاحب سٹینو گرافر ڈپٹی کمشنر گجرات کو اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں آپ نے پانچ روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔

پیغام صلح۔ ہم اس خوشی پر سید صاحب کو مبارکباد عرض کرتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خداوندکریم اس بچے کی عمر دراز کرے اور اسے سچا خادم دین بنائے۔

—— مولانا صدر الدین صاحب بیمار ہیں۔ دعا کی ضرورت ہے۔

—— مولانا عمر الدین صاحب دہلی میں ملیریا سے بیمار ہیں۔ آپ کو پاؤں میں زخم کی وجہ سے بھی تکلیف ہے۔ آپ کی بیگم صاحبہ بھی بیمار ہیں۔ اور صاحبزادہ عزیز محمد صدیق بھی موٹر کے حادثہ کے باعث زخمی ہو کر تکلیف میں ہیں۔ انکی صحت کیلئے دعا کی جائے۔

—— سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل شملہ وغیرہ سے واپس آکر مرکز میں ہیں۔ اور آج کل باہر دورہ پر جانے والے ہیں۔

—— "مولانا ابو الکلام آزاد اور احمدیت" کا انگریزی ترجمہ چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ بیرونی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان حسب ضرورت دفتر جائنٹ سیکرٹری صاحب سے طلب فرما سکتے ہیں۔

اگر آپ قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے

درس قرآن کریم سے مستفید ہونا چاہتے ہیں تو آج ہی کوشش کر کے مسلم ہوٹل میں جگہ حاصل کر لیں۔ پھر لیں میں پچھتانا پڑے بہت تھوڑی جگہیں باقی رہ گئی ہیں جماعت کے نوجوانوں کو چاہیے کہ اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔

بزرگان قوم کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو

مسلم ہوٹل

میں داخل کرا کر ان کو بہترین دینی ماحول میں تعلیم دلائیں۔

مسلم ہوسٹل کے پراسپکٹس چھپ کر تیار ہیں۔ جو سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوٹل ۔ جیل روڈ کوٹھی جہازی سے طلب کئے جا سکتے ہیں۔

سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوٹل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام

احمدیت کا پیغام

نوجوانوں کے نام

پر

ایک پبلک جلسہ

بصدارت جناب **شیخ محمد دین جان صاحب** بی اے (آنرز) ایل ایل بی۔ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ

لاہور مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء بروز ہفتہ بوقت ۷ بجے شام **مسلم ہائی سکول** واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ جناب **سید اختر حسین شاہ صاحب** مولوی فاضل مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام تقریر فرمائیں گے۔ ہر مذہب ملت کے بھائیوں سے التماس ہے کہ جلسہ میں شرکت فرما کر مستفید ہوں۔

نوٹ:۔ لیکچر کے بعد صاحب صدر کی اجازت سے سوالات کے لئے وقت دیا جاوے گا۔

الداعی الی الخیر

سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

—— بابو رحمت اللہ صاحب دختہ عبد الحق صاحب کارکنان انجمن سیالی سینی ٹوریم میں بدستور زیر علاج ہیں۔ احباب اُن کو دعاؤں میں نہ بھولیں۔

عبد الخالق صاحب احمدی بھدرواہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ شیخ محمد یوسف صاحب گرنختی نے دوران قیام درس قرآن مجید کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ آپ نے کئی تقاریر بھی کیں۔ جن کا اثر بہت اچھا ہوا۔ ایک شخص گوپال برہمن سکنہ ریاست چمبہ نے قبول اسلام کیا۔ اور اُن کا اسلامی نام غلام محمد رکھا گیا۔

احباب جماعت کی خدمت میں ایک اہم التماس

برادران! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ارادہ تو کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح عمری لکھنے کا۔ لیکن ڈلہوزی پر وہ تمام کتب نہ لا سکا۔ جو اس کام کے لئے ضروری تھیں۔ اس لئے وہ معاملہ تو اب سردیوں پر انشاء اللہ تعالیٰ جا پڑا۔ ڈلہوزی میں میں فارغ تھا۔ بعض احباب نے فرمائش کی کہ قرآن کریم کے ستائیسویں پارہ کے نکات و معارف ہی لکھنا شروع کر دوں۔ میرے اپنے خیال اور سمجھ کے مطابق قرآن کے آخری پارہ کے بعد پھر ستائیسواں پارہ بہت مشکل اور دقیق ہے۔ اسی لئے آخری پارہ کے بعد اس پارہ کو شروع کر دیا۔ اس پارہ میں سات صورتیں ہیں۔ الذاریات، الطور، النجم، القمر، الرحمٰن، الواقعہ، الحدید، ان میں سے ایک ایک صورت علم و حکمت کا ایک بحر ناپیدا کنار اور معارف و حقائق کے گنجینہ کی ایک کان ہے۔ اس عظیم الشان سمندر میں غوطہ لگانا میری بساط سے بہت بڑھ کر تھا۔ نہ میں کوئی بہت بڑا عالم۔ نہ تفسیر دانی کا مجھے دعویٰ ہاں دل کی ایک تڑپ تھی۔ جو بجائے خود خدا کے فضل سے تھی۔ اور خدا کے فضل نے ہی دستگیری فرمائی۔ جو ۱۴ ستمبر ۱۹۳۶ء کو یہ تفسیر مکمل ہو گئی۔ بری بھلی جیسی بھی ہو سکی۔ اپنی طرف سے تو خدمت دین ہی کی ہے۔ آگے قبول کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ اور وہی قبولیت بھی بخشنے والا ہے۔ اس کی بھی طرز وہی ہے جو انوار القرآن کی ہے۔ البتہ یہ کتاب انوار القرآن سے بڑی ہوگی۔ انوار القرآن کے صفحے تو ۲۳۳ ہیں۔ مگر اس کے قریباً تین سو صفحے ہوں گے مگر قیمت وہی دو روپے ہوگی۔ جو انوار القرآن کی ہے۔ تاکہ احباب پر بار نہ ہو۔ میں کسی سے قیمت پیشگی نہیں مانگتا۔ البتہ اتنا ضرور چاہتا ہوں۔ کہ مختلف مقامات کے احباب مجھے اتنی اطلاع ضرور دیدیں۔ کہ وہ کس قدر کتب خرید کر سکیں گے۔ تاکہ کتاب شائع ہونے پر آسانی سے بھیجی جا سکے۔ مکرمی شیخ مولا بخش صاحب آڑھتی غلہ منڈی لائل پور نے گذشتہ سال مجھے لکھا تھا۔ کہ اگر آپ پارہ ۲۷ چھپوائیں تو پچاس جلدیں میں لوں گا۔ امید ہے انہیں وہ اپنا وعدہ یاد ہوگا۔ اسی طرح اور بھی دوست اپنی اپنی جماعت کے خریداروں کی تعداد اگر لکھ بھیجیں۔ تو بڑی عنایت ہوگی۔ میرا مطلب فقط اشاعت علم قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہی دست قدرت میں سب کچھ ہے۔ میں فی الحال ڈلہوزی میں ہوں۔ ڈلہوزی کا پتہ تو ہے۔

"پروین" ڈلہوزی

۵ تاریخ اکتوبر کو انشاء اللہ تعالیٰ لاہور جاؤں گا۔ لاہور کا پتہ ہے۔ معرفت مولوی محمد علی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

خاکسار:۔ **بشارت احمد**

از ڈلہوزی۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈلہوزی سے ۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو لاہور تشریف لائے ہیں۔ اس تاریخ کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف کا پتہ ہوگا۔

معرفت حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

کتاب میثاق النبیین کا ایک ورق

جناب زرتشت کی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں بشارات

مذہبی کتب میں موافقت سرقہ کی دلیل نہیں

(از جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی)

دو مختلف مذاہب کی کتابوں میں تعلیم کی شدید مطابقت بعض کوتہ اندیش اور دہریہ پسند طبائع کو اس رائے کی طرف مائل کر دیتی ہے کہ بعد کی کتاب نے اپنے ما سبق صحیفہ سے اس تعلیم کو نقل کر لیا ہے۔ حالانکہ وہ خدا جس نے ایک نبی کو تعلیم دی ہے دوسرے کو بھی اسکی روشنی دیتا ہے۔ جو لوگ اس تعلیم کو اپنی قوم تک محدود رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ اس ہمارا اور روشنی کو کسی دوسرے نبی پر نازل ہوتا دیکھ کر اسے سرقہ کہتے ہیں۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ اسکی ہدایت اور روشنی کا آفتاب پہلے بعد دیگرے دنیا کے دوسرے ممالک اور قوموں تک بھی پہنچے۔ رب المشارق والمغارب جس طرح آہستہ آہستہ آفتاب کو مشرق اور مغرب کے تمام ممالک پر چمکاتا ہے اسی طرح اس کی روحانی روشنی اور ہدایت کبھی کسی ملک اور قوم تک محدود نہیں۔ بلکہ اختلاف اوقات کے ساتھ ساتھ روشنی بھی چلتی جاتی ہے ہر قوم اور ملک کا شرقی افق الگ الگ ہے۔ اور ہر قوم نے اپنا ایک مشرق قرار دے لیا ہے اور یہی کہتی ہے کہ اسی پر روشنی پھوٹی ہے۔ دوسرے بائیں ہاتھ مشرق نہیں بلکہ مغرب ہے۔ مگر ایک عقلمند انسان جسے زمین کی گولائی کا علم ہے جانتا ہے کہ مشرق ایک نہیں بلکہ زمین کے اوپر فضا کا ہر نقطہ جہاں آفتاب نمایاں ہوتا ہے اگر ایک قوم کے لئے مشرق ہے تو دوسری قوم کے لئے وہی مغرب ہے۔ اسی لئے قرآن شریف نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے فرمایا رب المشارق والمغارب وہ مشرقوں کا بھی رب ہے اور مغربوں کا بھی رب ہے۔ مشرق اور مغرب محض نسبتی الفاظ ہیں۔ فضا کا ایک نقطہ ایک قوم کے لئے مشرق ہے تو وہی نقطہ دوسری قوم کے لئے مغرب ہے۔ ایک قوم اور مذہب کو دوسری قوم اور مذہب سے اقتباس نور کی ضرورت نہیں۔ پس وہی خدا جس نے آفتاب رسالت کے طلوع سے پیشتر جناب زرتشت کو ایک آگ دی کہ وہ اس سے ملک ایران کو روشن کرے۔ اسی طرح مسیح نے آکر کسی ایک مسیح کی بشارت دی (مکاشفات یوحنا ۲۲-۱۶) تاکہ وہ بنی اسرائیل کی رہنمائی کرے۔ اسی طرح ہندوستان کو کرشن چندر یعنی کرشن جیسا چاند عطا کیا۔ ایک سچے حق پسند انسان کے لئے قابل غور نقطہ یہ ہے کہ جناب زرتشت کی آگ وہ مسیح کا ستارہ اور ہندوستان کا چاند کسی آفتاب رسالت سے متعلق بھی کوئی پیشگوئی فرماتے ہیں۔ اگر قرآن ان کی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے تو وہ بھی آنحضرت صلعم کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہاں ایک دوسرے سے کسی نے کچھ اقتباس نہیں کیا۔ بلکہ ایک ہی عالم الغیب ان سب کا منبع تھا۔ قرآن شریف کی آیت جو اس مضمون کے شروع میں ہم نے زیب عنوان کی ہے۔ مثلھم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمت لا یبصرون - (۲: ۱۷) یعنی اُن کی مثال ایسی ہے جیسے اس شخص کی مثال کہ اس نے آگ جلائی۔ جب اس آگ نے اپنے ماحول کو روشن کر دیا۔ اللہ نے ان کے نور کو سلب کر لیا اور ان کو سخت تاریکی میں نابینا چھوڑ دیا۔

قرآن شریف میں پارسی قوم کی مثال

پارسی قوم کی مثال ایسی ہے۔ اس قوم کو تمام لوگ کہتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک شخص نے آگ جلائی جب اس آگ سے اس کا ماحول روشن ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس نور کو جو اس آگ کے متعلق انہیں عطا کیا گیا تھا۔ لے گیا۔ اس لئے اس آگ کی روشنی نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔ بلکہ وہ تاریکیوں میں اندھوں کی طرح ٹھوکر کھانے والے ہو گئے چونکہ یہ لوگ اب حقیقی دین زرتشت سے پھر گئے ہیں۔ اس لئے فرمایا یہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں۔ اس لئے حقیقت کی طرف رجوع نہیں کرتے "اندھے اور بہرے کوس اور کرپس" یہ زرتشتی مذہب کی خاص اصطلاح میں ان لوگوں کی صفات ہیں جو خدا کی کوئی بات نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں (ارمزد لیشت آیت ۱۰ بہرام لیشت ۱۸) یزدگرد ثالث نے آرمینیا میں زرتشتی مذہب کو شاہی مذہب قرار دیکر احکام جاری کرتے ہوئے کہا تھا "تمہیں معلوم ہونا چاہیئے جو شخص مزد کے مذہب کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ بہرہ اور اندھا اور شیطان کا بہکایا ہوا ہے۔ زرتشتی مذہب کی عبادت درحقیقت آگ جلا کر خدا کی عبادت کرنا تھا جس سے تمثیل کے طور پر یہ عہد اور اقرار لینا مراد تھا کہ وہ الہی شریعت اور ہدایت کی روشنی میں ہمیشہ چلتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت زرتشت نے اس نقطہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا "میں تمہیں جو اس جگہ جمع ہوئے ہیں حکیم مطلق کی حکمت کی باتوں کو بتاتا ہوں۔ خدا کے ثنا اور اس کے ثناؤں کو اور نیک نفوس کے نغمات کو جو ایک اعلیٰ صداقت ہے۔ جیسے میں مقدس شعلوں سے اٹھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ تم حقیقت کی روح کو غور سے سنو۔ آگ کے شعلوں پر نہایت پاک دل سے تدبر کرو" (اہنود گاتھا یشت ۳۰ ۱ و ۲)

حضرت زرتشت کے اس حکیمانہ قول سے ظاہر ہے کہ آتشکدہ کی آگ تمثیلی رنگ میں شریعت کی پرحکمت باتوں پر چلنے ان پر غور اور تدبر کرنے کا ایک اقرار اور عہد تھی کہ ہم ہمیشہ شریعت کی روشنی میں چلتے رہیں گے۔ قرآن کریم نے بھی اس آتش شریعت و ہدایت کا ذکر کر کے آتش پرستوں کو سمجھایا ہے۔ قرآن مجید نے چار قسم کی آگ کا ذکر کیا ہے۔ (۱) وہ آگ جس میں نور ہے اور جلاتی بھی ہے۔ جیسے عنصری آگ (۲) وہ آگ جس میں نہ نور ہے اور نہ جلاتی ہے جیسے سبز درختوں میں موجود آگ (۳) وہ آگ جس میں نور نہیں مگر جلاتی ہے جیسے جہنم کی آگ (۴) وہ آگ جس میں نور ہے مگر جلاتی نہیں اور یہی آگ ہدایت کا مرکز ہے۔ حضرت موسیٰ فرماتے ہیں او اجد علی النار ھدی یا میں آگ پر ہدایت پاؤں۔ نودی ان بورك من فی النار برکت دیا گیا ہے وہ جو آگ یا ہدایت کی تلاش میں ہے۔

پارسی مذہب کی وہ تاریخ جو ہم تک پہنچی ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ حضرت زرتشت کے ایک عرصہ بعد پارسیوں نے شریعت پر عمل کرنا چھوڑ دیا (دیکھو دساتیر میں ساسان اول و پنجم کے نامے) وہ آتشی عہد جس نے بعد میں محض آتش پرستی کی شکل اختیار کر لی۔ ان کے مد نظر نہ رہا شریعت کی کتابیں عمل میں نہ آنے کی وجہ سے دیوانیوں کی تاخت و تاراج سے ضائع ہو گئیں۔ اور کچھ صحیفے محرف مبدل ہو کر اس حالت کو پہنچ گئے۔ کہ ان پر یہ رائے قائم کی گئی۔

As the Parsis are the ruins of a people so are their sacred books the ruins of a religion.

(Sacred Books of the East Vol. IV).

زرتشتی مذہب کے موجودہ بائی پریسٹ مانک نصروانجی پی۔ ایچ۔ ڈی زراسٹرین تھیالوجی کے دیباچہ میں لکھتے ہیں "زرتشت نے جس زبان میں اپنے گیتوں کو ترتیب یا وہ جلد ہی دنیا سے نابود ہو گئی۔ اسکے بعد اوستا کا رواج ہوا۔ جو پارتھینیں کے آخری دنوں تک جاری رہی۔ اسکے بعد پہلوی زبان اوستا پر غالب آگئی۔ پہلوی زبان کا دور آٹھ صدیوں تک قائم رہا"

پس "جیسے پارسی خود ایک تباہ شدہ قوم کے کھنڈرات ہیں اسی طرح ان کی مقدس کتابیں ایک برباد شدہ مذہب کے خرابے ہیں" اقوام اور مذاہب کی زندگی اور سلامتی اگر ان کی شریعت کی زندگی اور سلامتی سے وابستہ ہے تو اس وقت پارسی مذہب میں وہ زندگی موجود نہیں۔ نہ ان کی الہامی کتابیں اصلی حالت پر دنیا میں کہیں موجود ہیں اور نہ ان کی زبان زندہ زبان ہے۔ البتہ پارسی مذہب کے ان کھنڈرات میں ایسے کچھ نشانات اب بھی موجود ہیں۔ جن میں جناب زرتشت کی ہدایت اور پیشگوئی اس مذہب کی تباہ حالی و بربادی کے وقت کیلئے موجود ہے۔ انہی نشانات میں آتش کدوں کے سرد کر دینے پارسی قوم کی نشاۃ ثانیہ عربی پیغمبر کے دین کی متابعت کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے اور اعیان ایران کے قبول اسلام کی پیشگوئیاں ہیں۔

جس طرح جناب زرتشت نے ایران میں روحانی روشنی کی آگ جلائی تھی۔ اس آگ کے بجھ جانے پر یا اس آتشکدہ روحانی کے سرد ہو جانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک آتشی شریعت روشن کی اور قرآن کریم کی آیت "مثلھم کمثل الذی استوقد نارا" کے ماتحت حضور نے فرمایا مثلی کمثل رجل استوقد نارا (بخاری) میری مثال اس شخص (زرتشت) کی مثال ہے۔ کہ اس نے آگ جلائی"۔ یہ الفاظ درحقیقت ژند اوستا کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کی طرف اشارہ ہیں۔

جناب زرتشت کی دو اور زبردست پیش گوئیاں

زرتشتی دین کی اصلاح اور آنحضرت صلعم کا اسم مبارک محمد

جناب زرتشت کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے ژند اوستا کی کتاب ژند اوستا فروردین ۱۳ میں فرمایا۔

(۱) "ایماندار وں میں سے زرتشت نہایت زبردست ان لوگوں کے نفوس ہیں جو عاملان شرع قدیم ہیں۔ یا ان مومنین کے نفوس جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ جو دنیا کو از سر نو زندگی بخشنے والے ہیں" یعنی جس طرح زرتشت کے پیرو ان کی شرع پر چلکر بلند مراتب کو حاصل کر چکے ہیں۔ اسی طرح ایسے مومنوں کی ایک جماعت آئندہ زمانہ میں پیدا ہو گی جو دنیا کی اقوام اور مذاہب کو از سر نو زندگی بخشے گی"۔ پھر زیادہ وضاحت سے فرمایا۔

(۲) اس کا نام فاتح مہربان اور اس کا نام "استوت ارتیا" (تعریف کیا گیا یا محمد) ہو گا۔ وہ رحمت مجسم ہو گا۔ کیونکہ وہ تمام جہاں کے لئے رحمت ہو گا۔ وہ حاشر ہو گا۔ اس لئے کہ کامل انسان اور روحانی انسان ہونے کی وجہ سے وہ تمام لوگوں کی ہلاکت کے برخلاف مبعوث ہو گا۔ وہ مشرک لوگوں اور ایماندار لوگوں کی بدیوں کی اصلاح کرے گا۔ (یعنی مشرکین بت پرست اور زرتشتی مذہب کے پیروؤں دونوں کی بدیوں کی اصلاح کریگا دیکھو جیمس ڈارمسٹیٹر ترجمہ ژند اوستا کا اس آیت پر نوٹ) فروردین

کیا مجددین کا ماننا ضروری ہے؟

مدیر "زمیندار" کے ارشادات پر ایک نظر

(از سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل)

اس اخلاقی انحطاط و پستی کے زمانہ میں جب کہ جماعت احمدیہ کے مخالفین نے دلائل و براہین سے تہیدست ہو کر صرف بدزبانی اور دریدہ دہنی کو ہی اپنا سب سے بڑا کمال سمجھ رکھا ہے "روزنامہ زمیندار" کے فاضل مدیر نے عنوان بالا پر ایک موقرانہ مقالہ لکھکر یقیناً ہر معقولیت پسند انسان سے بجا طور پر خراج تحسین و آفرین حاصل کیا ہے۔ مدیر موصوف کے مقالہ کی جو دو اقساط میں ۸ و ۹ ستمبر کے زمیندار میں چھپا۔ سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس میں مخاطبین کے جذبات و حسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے خلاف تہذیب و متانت الفاظ سے پرہیز کیا گیا ہے۔ اس نیک اقدام پر میں مدیر موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ اگر یہ علمی اور اصولی بحث جس کی ابتدا کا فخر غیر از جماعت اخبارات میں سے اس وقت "زمیندار" کو حاصل ہو رہا ہے۔ دوسرے جرائد میں بھی رواج پکڑ گئی تو اسلام کے نام لیواؤں کے بہت سے باہمی تنازعات جو زبان و قلم کی تلوار کے زخموں کے باعث نظر آ رہے ہیں۔ ختم ہو کر ہماری توجہات کو دلائل و براہین کی طرف لگا دیں گے۔ ہماری تو یہی دعا ہے۔ مگر حالات یہ بتا رہے ہیں کہ ؎

آہ کو چاہیئے اک عمر اثر ہونے تک

"ماننا" اور "نجات"

مجھے اس امر سے سخت حیرت ہوئی ہے کہ فاضل مدیر نے "ماننے" اور "نجات حاصل کرنے" کے مفہوم کو ایک ہی سمجھ لیا ہے اور یہی وہ وجہ ہے۔ جس کے باعث ان کا مقالہ اپنے عنوان اور مبحث سے کسی قدر دور ہونے کے ساتھ ہی تشنۂ وضاحت بھی رہ گیا ہے سوال تو صرف اس قدر ہے۔ کہ کیا مجددین کا ماننا ضروری ہے یا نہیں یہ سوال بالکل نہیں کہ فلاح و نجات مجدد پر ایمان لانے سے وابستہ ہے۔ یا صرف نبی پر ایمان لانے سے۔ میں فاضل مقالہ نویس کو یقین دلاتا ہوں کہ مسئلہ نجات اس سے بالکل الگ ہے۔ اور جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی نے تو مسئلہ نجات کے متعلق نہایت وسعت خیال سے کام لیا ہے۔ ہمارے نزدیک تو قرآن و حدیث سے یہاں تک ثابت ہے۔ کہ بالآخر تمام کفار بھی نجات پا جائیں گے۔ اور جہنم میں کوئی شخص نہ رہیگا۔ باقی رہا کسی شخص پر ایمان لانا۔ سو ہم سمجھتے ہیں کہ صرف کسی نبی یا رسول یا مجدد کو "مان لینا" حصول نجات کیلئے کافی نہیں۔ جب تک اس کے ساتھ اعمال صالحہ کا اضافہ نہ ہو۔ انبیاء تو اس لئے آتے ہیں۔ کہ نیک و بد اور حلال و حرام کے متعلق احکام صادر کریں۔ اور اس کے ساتھ اپنا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں اس لئے ان کو مان کر ان کے نقش قدم پر چلنا فلاح و نجات کے حصول کا موجب ہو سکتا ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ مجددین انبیا کی طرح نیک و بد یا حلال و حرام کے متعلق احکام صادر کرنے نہیں آتے۔ بلکہ شریعت سابقہ کی ہی نشر و اشاعت کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ ہاں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو کسی حد تک اپنے نورانی وجود کے ذریعہ دنیا کو ضرور دکھاتے ہیں۔ اور بقول فاضل مدیر "زمیندار" کچھ مدت کرتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پس اس قسم کے ربانی لوگوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے

"صحبت صالح ترا صالح کند"

کے مشہور مقولہ کے مطابق انسان صلاحیت حاصل کر سکتا ہے لہذا وقتاً یہی رفاقت صالحین اُسے گناہوں سے نجات دلانے کا موجب ہو جاتی ہے۔ اور عند اللہ وہ شخص فلاح کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ لیکن ہم پر یہ الزام درست نہیں کہ ہمارے نزدیک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کے

"اس ایک اضافہ شدہ "حسن عمل" کے بغیر نجات محال ہے" (زمیندار ۹ ستمبر)

کیونکہ ہم تو یہاں تک خیال رکھتے ہیں کہ "صرف ایمان" اگر کسی نبی یا رسول پر بھی ہو تو وہ نجات کے لئے کافی نہیں۔ ہزارہا انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل اور خاتم النبیین ہونے کے قائل ہیں۔ مگر اعمال کے لحاظ سے معصیت کے اس ناپیدا کنار سمندر میں چکر کھا رہے ہیں۔ جہاں سے نکلنا

؎ کہ پیدا نہ شد تختۂ برکنار

کا مصداق معلوم ہوتا ہے۔ یہی حالت کئی ایک احمدیوں کی بھی نظر آتی ہے۔ اگر ان فرزندان ظلمت کو اس دنیا میں روشنی حاصل نہ ہو سکی تو بعد از مرگ کہاں نصیب ہو گی کیا وہ "من کان فی هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى" کے قرآنی اصول کے مطابق اپنے اعمال کی سزا برداشت کرنے کے بغیر ہی صرف اس وجہ کی بنا پر کہ وہ "فدایان محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) یا "فدایان علی" یا "فدایان مسیح موعود" کہلاتے تھے۔ بخشے جائیں گے۔ اگر واقعی صرف یہ ایمان ہی اُن کی نجات کیلئے کافی ہے۔ تو عمل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ بلکہ مسیحی فلسفہ کفارہ کی طرح تمام قیود و شرائع سے آزادی نصیب ہو جاتی ہے۔ جو جی چاہے کریں۔ شفیع اور منجی ہمیں نجات دلا دے گا ۔۔۔۔ مجھے امید نہیں کہ زمیندار کے فاضل مدیر کا ایسا خیال ہو۔

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ فلاح و نجات کے لئے صرف کسی شخصیت پر ایمان لانا کافی نہیں۔ وہ قلب کی ایک کیفیت ہے۔ جس کے حصول کے لئے تعلق باللہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ انبیاء ورسل کے شرائع اور اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ ظاہری اعمال بجا لانا بھی کافی نہیں۔ جب تک وہ خالصۃً للہ نہ ہوں۔ اور انسان کے قلب میں رضائے الٰہی کے حصول کی مخلصانہ تڑپ نہ ہو۔ کیونکہ یہی وہ طریق ہے۔ جس سے انسان "یا ایتها النفس المطمئنة" کی مزید آواز اپنے کانوں سے سنتا ہے۔ ورنہ "فویل للمصلین" کی ڈانٹ بھی قرآن مجید واضح طور پر موجود ہے۔

مجدد وقت اور شرائط بیعت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ صرف میرا ماننا نجات کے لئے کافی ہے۔ اگر یہ ہوتا تو آپ کبھی شرائط بیعت قائم نہ کرتے۔ حضور کی مشہور کتاب "کشتی نوح" کو پڑھکر دیکھئے آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ کس طرح حضرت اقدس نے اپنی جماعت کو اعمال صالحہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بلکہ نام لے لے کر کہا ہے کہ فلاں فلاں اعمال کا مرتکب میری جماعت میں سے نہیں۔ پس کیا ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی بعثت کا مقصد ہی تقویٰ اور طہارت پیدا کرنا قرار دیا ہو۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اس نے صرف اپنی شخصیت پر ایمان لانے والوں کو ہی فلاح کا مستحق قرار دیا ہو

خلفاء و مجددین کا ماننا۔

اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت کو بحیثیت مجدد منوانے کی کوشش کریں۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ہم اس "ایمان" کو ہی نجات کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ آخر ہم سب جو اہل السنۃ والجماعۃ کہلاتے ہیں۔ خلفاء راشدین کو مانتے ہیں یا نہیں۔ انہیں راستباز اور خلفاء برحق سمجھتے ہیں یا نہیں۔ حضرات شیعہ کے سامنے ان خلفاء کی صداقت کو پیش کرتے ہیں یا نہیں۔ لیکن باوجود اس کے ہم اس "ایمان" کو نجات کے لئے کافی نہیں سمجھتے۔ بلکہ نجات اسی نبی عربی (روحی فداہ و ابی و امی) کے قدموں میں ہے۔ جس کی پیروی کا ہم سب کو خلفائے راشدین کو اور خود حضرت اقدس مسیح موعود کو دعویٰ تھا۔ اسی سے کامل تعلق پیدا کرنے میں نجات ہے۔

پس خلفاء راشدین یا مجددین امت کا ماننا اسلئے ضروری ہے کہ وہ ہمارا تعلق حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والسلام سے قائم کرتے ہیں۔ اور یہ امر ہماری نجات و فلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔

ورنہ صرف کسی خلیفہ مجدد یا ولی کو ماننا کیا حقیقت رکھتا ہے۔

"ایک وہم"

مدیر موصوف "ایک وہم" کی سرخی کے تحت ارشاد فرماتے ہیں

"احمدی حضرات خواہ ان کی اندلسی شاخ ہو یا دمشقی اس وہم میں مبتلا ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس بھی ایمان و یقین کے لئے کافی نہیں ہے۔ بلکہ ابھی امت پر اس فتنے اور ابتلاء کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔" (زمیندار ۸ ستمبر)

مجھے افسوس ہے کہ یہ خیال درست نہیں۔ جماعت احمدیہ ہرگز یہ اعتقاد نہیں رکھتی۔ ہمارے نزدیک تمام نجات و فلاح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی پیروی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ مجددین کوئی نیا فتنہ پیدا کرنے نہیں آتے۔ بلکہ فتنہ و فساد سے نجات دلانے آتے ہیں اور اسی نجات و فلاح کی طرف دنیا کی توجہ کو پھیرنے آتے ہیں۔ ہمارے پیارے مسیح موعود کا تو الہام ہے۔

کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کہ تمام کی تمام برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی مل سکتی ہے۔ خود حضرت مجدد صد چہار دہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات میں نجات و فلاح سمجھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں

جانم فدا شود برہ دین مصطفےٰ
این است کام دل اگر آید میسرم

لٹھ بند دربان

مدیر موصوف فرماتے ہیں۔ "لیکن قادیانی اور لاہوری کہتے ہیں نہیں۔ امت محمدیہ سے ہر صدی کے آغاز پر تقاضا کیا جاتا ہے۔ کہ وہ نئے نئے اشخاص کی صداقت و حقانیت کا اعتراف کرے ...... ان کے نزدیک باب محمدی پر ہر صدی کے شروع پر ایک نیا دربان موٹا سا لٹھ لے کر بیٹھ جاتا ہے...... قادیانی جماعت کہتی ہے کہ اس دربان کا نام نبی ہے۔ لاہوری جماعت کہتی ہے اس کا نام "مجدد" ہے۔" (زمیندار ۸ ستمبر)

اس عبارت کو پڑھکر مجھے تعجب ہوا کہ شاید جناب فاضل

نئی نبوت قائم کرنے کیلئے تنکوں کا سہارا

(از جناب غلام نبی صاحب مسلم بی۔اے)

قادیانی اس حقیقت سے آگاہ ہو چکے ہیں کہ ان کی خانہ ساز نبوت کچھ دنوں کی مہمان ہے۔ جماعت احمدیہ نے ان کے دعاوی کی حقیقت طشت از بام کر رکھی ہے۔ اس وقت وہ ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے ادھر ادھر اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں کہ شاید کسی تنکے کا سہارا ان کو ورطہ ہلاکت سے بچا لے۔ اور بجائے طریق راست و حق شناسی اختیار کرنے کے بے معنی استدلال کی جھاڑیوں میں الجھ رہے ہیں۔ مگر اس حقیقت سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں کہ غلو و افراط کی کامیابی نہ کبھی ہوئی اور نہ آئندہ ہونے کا کوئی امکان ہے۔

حال ہی میں ابو العطا صاحب جالندھری کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں آپ کمال سادگی سے تحریر کرتے ہیں کہ کم از کم ۱۹۱۴ء تک تمام احمدی حضرت صاحب کی نبوت کے قائل تھے۔ اس سفید جھوٹ کی مثال کہیں اور مشکل ہی ملیگی۔ ان سے کوئی پوچھے کہ حضرت صاحب کی ان صاف تحریرات کی موجودگی میں کہ "ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں" (مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۹۷) "سیدنا و مولینا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں" (اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء) اور یہ "دعویٰ نبوت کا الزام اسر مر تصنیف اور کذب ہے اور المعہد جانتا ہے کہ یہ لوگ دجال ہیں" (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹) کون ایسا بدبخت احمدی ہوسکتا تھا۔ جو آپ کو نعوذ باللہ کاذب قرار دیتا اور خود کذابین اور دجالین کے زمرہ میں شامل ہو جاتا۔ اور کسی نے بھی ۱۹۱۴ء سے پہلے اس گستاخی کی جرأت نہ کی۔ جیسا کہ اکابرین جماعت کی مذکورہ ذیل تحریروں سے واضح ہے۔

(۱) حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور محدث کی تعریف جو احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے۔ وہ ایک قسم کی جزوی نبوت۔ اور ظلی اور طفیلی رنگ کی ہوتی ہے۔ جو ہر ایک محدث امتی کو عطا ہوتی ہے"۔ (انوار اللہ صفحہ ۶۶ مصنفہ میر محمد سعید حیدرآبادی ۱۹۰۷ء)

"حدیثوں میں ہر مومن کا جزوی نبی ہونا ثابت ہے.... دیکھو ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ خواب مومن نبوت کا ٹکڑا ہے۔ اور مبشرات عالم وحی سے ہے۔ اور جلیس نبوت سے یہ نوع باقی ہے اور اس امت میں جو خیر الامم ہے ہمیشہ محدث آتے رہیں گے"۔ (الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء)

"اما بعد واضح ہو کہ جب سے محبوب سبحانی مرسل یزدانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد۔ محدث۔ مہدی و مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے عوام کالانعام میں ایک شور محشر برپا ہو رہا ہے"۔ (عسل مصفیٰ صفحہ ۳۹ ۱۹۰۱ء مرزا خدا بخش صاحب)

"آنجناب صلعم کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا...... ہاں محدث آئیں گے۔ جو اللہ جل شانہ سے ہم کلام ہوتے ہیں...... اور ان میں سے ایک میں ہوں۔ (دین الحق صفحہ ۳۰ ۱۹۱۱ء مصنفہ میر قاسم علی)

"آپ کا دامنِ نبوت دیکھو۔ تو وہ قیامت تک وسیع ہے

مولانا نور الدین صاحب مرحوم الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء

ان تحریرات کے باوجود آج قادیانیوں کا دور از کار دلائل اور سر تا پا غلط تاویلات سے کام لیکر حضرت صاحب پر مدعی نبوت ہونے کا اتہام عائد کرنا نہایت ہی قبیح امر ہے۔ اگر آج مفتی محمد صادق صاحب یا میاں محمود احمد صاحب مولوی سرور شاہ صاحب وغیرہم مخصوص مصالح کی بنا پر حضرت صاحب کو نبی بنانے کی ناکام کوشش میں مصروف ہیں تو دنیا سے ان کی وہ تحریرات مٹ نہیں گئیں۔ اور نہ مٹ سکتی ہیں جو انہوں نے نبوت کا ڈھونگ رچانے سے قبل لکھیں۔

تازہ اشتہار میں حضرت مولانا محمد احسن صاحب کیطرف ایک تحریر منسوب کر کے بحوالہ رجسٹر بہشتی وغیرہ پیش کی ہے کہ رجسٹر میں انہوں نے حضرت صاحب کو نبی لکھا ہے۔ یہ حقیقت ہے تمہاری نبوت استدلال کی؟ مولانا کی تحریر آج ۲۴ سال کے بعد نظر آئی۔ دفتر کے رجسٹروں میں تو مولانا کی تحریر نظر آگئی۔ مگر اس کتبہ پر نگاہ نہ پڑی جو اسی زمانہ میں مولانا موصوف نے حضرت صاحب کے مزار پر لگوایا۔ اور جس پر جلی حروف سے اپنے عین عقیدہ کے مطابق حضرت صاحب کو مسیح موعود اور مجدد صدی چہار دہم تحریر کیا تھا۔ جسے آپنے گھبرا کر اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے مٹا دیا۔ سچ ہے دنیا میں ایسے بھی دیکھنے والے ہیں۔ جن کو دوسرے کی آنکھ کا موہوم تنکا نظر پڑ جاتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ ناشر صاحب عقیدہ کا اظہار ہو، بلکہ جماعت کے عقیدہ کا اظہار کتبہ کے ذریعہ سے کیا۔ جسے تمام احباب دیکھتے تھے اور سکوت سے اس پر مہر تصدیق ثبت کرتے تھے۔ اور جسے دوسرے لوگ بھی دیکھتے تھے مگر قادیانی مجبور ہیں کہ ان کی نبوت کی تصدیق غیر معروف ڈائریوں اور رجسٹروں کے سوا کہیں اور ہوتی ہی نہیں۔ پھر میں پوچھتا ہوں۔ کہ اگر ان کا عقیدہ یہی تھا جو آپ کی مزعومہ تحریر پیش کر رہی ہے تو پھر حضرت موصوف نے آپ کی ابا طیل کے رد میں، القول الممجد، واظہار النصائح جیسی باطل پاش کتب تصنیف کیوں فرمائیں۔ اس شخص پر اتہام جس نے روز اول ہی سے نبوت کے باطل عقیدے کے بخئے ادھیڑے! العجب۔ مولانا محمد احسن صاحب مرحوم ان بزرگوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے حضرت صاحب کا ابتدا سے انتہا تک ساتھ دیا۔ آپ کی تائید میں کتب تحریر فرمائیں۔ مضامین لکھے مناظرے کئے یہاں تک کہ حضرت صاحب نے آپ کو احسن المناظرین کا خطاب دیا۔ اور فرمایا کہ جن دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھکر مسیح کے آسمان سے اترنے کا حدیث میں ذکر ہے ان میں سے ایک مولانا موصوف ہیں اور جس کی تائید قادیانی اکابر نے گدی قائم کرتے وقت کی۔ اس شخص کی نہ پہلے کی کوئی تحریر ملی نہ بعد کی حالانکہ زعمہ ۱۲ سال تک وہ منتنی قادیانی اکاذیب کی تردید بھی فرماتی رہی آج اُن پر یہ اتہام کہ وہ نعوذ باللہ حضرت صاحب کو مدعی نبوت تسلیم کر کے ان کے مفتری اور کاذب ہونے پر گواہ ہوئے۔ اور خود قادیانیوں کے نزدیک منافق اور دھوکے باز ٹھیرے مدار روز کا رسفاہ پرور را تماشا کن۔

فیصلہ کا سہل ترین طریق

اگر قادیانیوں کو اسلام سے کچھ محبت ہے۔ حق پرستی کا پاس ہے، مسیح موعود کا احترام ہے۔ اور کورانہ تقلید نے جو ہیر پرستی کا لازمہ ہے ان کے دماغ کو ماؤف نہیں کر دیا تو میں کہتا ہوں۔ کہ بے فائدہ اندھیرے میں ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے کی بجائے مسیح موعود کے فیصلے کیطرف

[illegible]

اس بات کو تسلیم کرتے ہو کہ حضرت صاحب نبی تھے اور آپ حکم بھی ہیں تو آسان طریق آپ کا طرز عمل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آیا حضرت صاحب نے اپنے منکرین سے کافروں کا سا سلوک کیا۔ اگر کیا تو یقیناً آپ نبی تھے اور اگر نہیں کیا۔ تو خواہ آپ کی ہزار ہا تحریرات سے بھی آپ نبوت کا استدلال کریں وہ بالبداہت باطل ہوگا۔ گذشتہ بیس سال سے ہم نے چیلنج دے رکھا ہے کہ حضرت صاحب نے محض اپنے منکرین کو کافر نہیں کہا۔ آپ نے صرف اُن کو کافر قرار دیا۔ جنہوں نے باوجود آپ کے کلمہ گو ہونے کے آپ کی تکفیر کی۔ آپ کی تحریرات موجود ہیں آپ نے احباب جماعت کو اِس ضمن میں ہدایات فرمائیں۔ اور چار عدد فتاوے موجود ہیں۔ جن میں آپ نے خاموش اور تکفیر و تکذیب نہ کرنیوالے غیر از جماعت لوگوں کے جنازے پڑھنے کی اجازت دی موضع بھڈیار ضلع امرتسر کے احمدیوں نے غیر احمدیوں سے معاہدہ کیا۔ کہ ہم بے شر غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھ لیں گے۔ تو آپ نے خود اُس پر تحریر فرمایا۔ "جو کچھ لکھا بہت خوب اور مبارک ہے" (اخبار بدر ۱۳ مئی ۱۹۰۹ء) ایسے ہی تین فتوے اور موجود ہیں۔ مگر اس کے خلاف ایک بھی فتویٰ نہیں۔ بلوچستان سے ایک خط آیا۔ کہ کیا غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے۔ تو فرمایا۔ اگر ایسے لوگ ہوں کہ وہ صفائی ثابت کرنے کے لئے اشتہار دیدیں کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں۔ تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے۔ ورنہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے وہ آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے نماز کیونکر پڑھیں۔ یہ تو شرع شریف کی رو سے جائز نہیں"۔ (بدر ۲۴ دسمبر ۱۹۰۸ء)

اگر حضرت صاحب نبی تھے تو پھر یہ جنازہ اور نماز کی اجازت کیوں؟ آخر تم اپنے آپ کو مسیح موعود کے پیرو کہتے ہو۔ خدارا کچھ تو آپ کے ارشادات کی عزت کرو۔ حضرت صاحب کو حکم ماننا بلکہ نبی بنانا اور پھر اُن کے فتاویٰ کو پاؤں تلے روندنا۔ یہ تو پہلے مسیح کی غالی پیروؤں سے بھی قدم آگے بڑھ جانا ہے۔

کیا آج میاں صاحب نے غیر احمدیوں کو بلا تخصیص خارج از اسلام نہیں کیا؟ ان کے ساتھ نماز اور ان کے جنازہ کو حرام مطلق قرار نہیں دیا؟ اور آج تمام غالیوں کا اس پر عمل نہیں! یہ ہے عزت امام کی تمہارے دلوں میں۔ کہ انکو حکم قرار دینا اور ان کے احکام کے صریح خلاف اپنے نفسوں کی اتباع کرنا۔ ؎

غالیو کچھ خدا کا خوف کرو، کچھ تو پاسِ مسیح سے شرماؤ

ہم نے ۱۹۱۶ء میں سر طائفہ جماعت محمودیہ قادیانیہ کے گوش گذار کیا تھا کہ حضرت صاحب کے ان فتاوے کے علی الرغم تمہارا ان کو نبی کہنا اور غیر احمدیوں کی تکفیر کس بنا پر ہے۔ تو کہا گیا تھا کہ ان فتووں کا جواب بعد میں دیا جائیگا۔ مگر آج اس گذارش اور وعدہ کو ۲۰ سال سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ مگر نہ خلیفہ صاحب کو جواب کی توفیق ارزاں ہوئی۔ اور نہ کسی مرید کو۔ کیا اسی برتے پر مناظرہ کا چیلنج دے رہے ہو۔ تم حضرت صاحب کے فیصلہ کو چھوڑ کر دوسروں کی تحریروں کو سہارا تلاش کرتے ہو۔ اور وہ بھی ان لوگوں کی تحریروں کا سہارا جنہوں نے اپنی عمریں اس باطل عقیدہ کی تردید میں صرف کر دیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی آسکتا ہے اگر فیصلہ چاہتے ہو۔ تو آؤ حضرت مسیح موعود کے عمل سے فیصلہ کر لو یا آپ کے چار فتووں کے خلاف ایک ہی فتوےٰ مسلمانوں کے جنازہ کے عدم جواز کا نکالو۔ جس پر تمہارا عمل ہے؟

قادیانی "دجل" کا انکشاف

کسر نبوت کے کمالات کے مظاہرے

(از جناب شیخ عبد العزیز صاحب سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن جہلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار الفضل مورخہ ۲۷ راگست ۱۹۳۶ء کا پرچہ مجھے چند روز ہوئے جب کہ میں وزیرآباد گیا تھا دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اُس میں ایک مضمون صفحہ ۹ پر درج ہے جس کی سرخی "حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق اخبار ہذا کے ایک حوالہ کی تشریح اور غیر مبائعین کے حقائق بینہ پر پردہ ڈالنے کی مذموم روش" میری نظر سے گذرا۔ پڑھکر حیرانی ہوئی۔ کہ کس جرأت سے میرے پرانے دوست مولوی عبد الغفور[٭] مولوی فاضل قادیانی نے اخبار پیغام صلح پر اعتراض کیا ہے۔ میرے فاضل دوست کو شاید گجرات کے مناظرہ کی شکست بھولی نہ ہوگی۔ جبکہ اُس نے اِسی حوالہ کو اسی طرح جیسا کہ اُس نے اب کیا ہے۔ نامکمل پڑھکر ندامت اور خفت اٹھائی۔ اور لوگوں کی تضحیک، اور لفرین کے آوازے تو اب تک اُن کے کانوں میں گونج رہے ہوں گے۔ اگر مولوی صاحب ذرا بھی ایمانداری سے کام لیتے اور نیچے کی چند سطریں بھی تحریر کردیتے۔ تو قارئین اخبار کو معلوم ہو جاتا۔ کہ بات دراصل کیا ہے میرے پرانے فاضل دوست اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اخبار پیغام صلح نے صرف یہ حوالہ درج کیا ہے "محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے"۔ اور اس سے آگے کی عبارت صرف آنحضرت کے انعکاس سے جو نبوت ہو۔ وہ جائز ہے۔ چھوڑ دی گئی ہے۔ اخبار پیغام صلح نے تو اسی لئے آگے کا فقرہ نہ لکھا۔ کہ انعکاسی نبوت درحقیقت نبوت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ میں آگے چلکر عرض کروں گا لیکن میرے دوست نے تو عمداً اور دیانتداری کو چھوڑتے ہوئے اس سے نیچے کی عبارت نہ لکھی۔ کیونکہ اس سے تو قادیانی مذہب کا تانا بانا ٹوٹ جاتا ہے فاضل موصوف اپنے خاص انداز میں پھر یوں رقمطراز ہے۔ "پھر اخبار مذکور کے جس مقام سے اہل پیغام کے مضمون نگار نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھکر یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ محی الدین ابن عربی تو غیر تشریعی نبوت کے اجرا کے قائل ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر دو کے منکر ہیں۔ وہاں اُسے یہ نظر نہ آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے یہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے نبوت مل سکتی ہے۔ مگر میں احباب کرام کی خدمت میں اس سے پہلی چند سطور پیش کرکے واضح کرتا ہوں۔ مولوی صاحب اہل پیغام کو تو پہلی سطریں اس لئے نظر نہ آئیں۔ کہ وہ صفحہ ۹۹ پر درج ہیں۔ اور جو عبارت اخبار پیغام صلح نے تحریر کی ہے۔ صفحہ ۱۰۲ پر درج ہے۔ مگر میرے دوست نے تو آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھکر اس سے نیچے کی عبارت جو اس کے ساتھ ہی صفحہ ۱۰۲ کے اُسی کالم میں درج ہے۔ نہ لکھی چنانچہ اصل اور مکمل حوالہ یوں ہے۔ "محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے۔ کہ نبوت تشریعی جائز نہیں۔ دوسری جائز ہے مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے۔ کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف آنحضرت کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے" حوالہ اخبار بدر ۱۶ راپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۲ کالم ۱

[٭] مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے نخوت سے ہمارے دوست شیخ عبد العزیز صاحب کو معمولی گھڑ لیا زکا خطاب دے رکھا ہے۔

اس سے آگے کی عبارت جو فوراً ہی شروع ہو جاتی ہے۔ اور جسے میرے فاضل دوست نے نگلنے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ "نبوت پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک عورت نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ جب اس کے سامنے لا نبی بعدی کی حدیث پیش ہوئی تو اُس نے جواب دیا کہ لا نبیۃ لبعدی تو نہیں ہے مردوں کی نبوت کی نفی ہے۔ نہ کہ عورتوں کی۔ فرمایا۔ کہ یہ اُس کی غلطی تھی۔ قرآن شریف میں اکثر خطاب مردوں سے ہے۔ اُدھر خدا فرماتا ہے کہ الرجال قوامون علی النساء یعنی مرد مثل آقا کے ہیں۔ تو جو احکام آقا کے لئے ہوں۔ خادم اُس میں خود ہی شریک ہو جاتا ہے پس جب مردوں کی نبوت کی نفی ہوئی تو عورتوں کی بدرجہ اولیٰ ہوئی"۔ اخبار بدر ۱۶ راپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۲ کالم ۱

مکمل حوالہ تحریر کر دینے کے بعد مولوی صاحب کا مصرع اب انہیں پر چسپاں ہوتا ہے۔

> چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
>
> اُدھر وہ الزام ہم پہ دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

انعکاسی نبوت کی تشریح

اب صرف سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو تحریر فرمایا ہے کہ انعکاسی نبوت جاری ہے۔ وہ کیا چیز ہے اور آیا وہ درحقیقت نبوت ہوتی ہے۔ اگر میرے محترم فاضل موصوف نے حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۶۳ پڑھا ہوتا۔ تو اُن کو اس مضمون کے لکھنے کی ہی ضرورت نہ رہتی چنانچہ حضرت اقدس نے جو انعکاس کی تشریح کی ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ "تب خدا جو اُس کے دل کو دیکھتا ہے۔ ایک بھاری تجلی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے۔ اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے۔ آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجازاً اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے۔ اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اُترتا ہے اور اس کے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے۔ جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ پہلی کتابوں میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کرکے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بھی یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کفر ہے۔ اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے۔ بلکہ یہ معنے ہیں۔ کہ اُن کامل راستبازوں کے آئینہ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا۔ اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اُس کا بیٹا ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے۔ ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جب کہ ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے۔ اور کوئی کدورت اُس میں باقی نہیں رہی تجلیات الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے۔ تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کیلئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے اسی بنا پر توریت میں کہا گیا ہے۔ کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ پہلوٹھا بیٹا ہے اور عیسےٰ ابن مریم کو جو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا ہے۔ اگر عیسائی لوگ اسی حد تک ٹھہرے رہتے۔ کہ جیسے ابراہیم اور اسحٰق اور اسمٰعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسےٰ اور داؤد اور سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلائے ہیں۔ ایسا ہی عیسےٰ بھی ہے تو اُن پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں اُن نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کرکے پکارا گیا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کرکے پکارا گیا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام نبی خدا تعالےٰ کے بیٹے ہیں۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا بلکہ یہ تمام استعارات ہیں محبت کے پیرایہ میں"۔

استعارہ اور مجاز کیا چیز ہے؟

اب میں اپنے فاضل دوست پر اتمام حجت کرنے کے لئے اور قارئین پر حضرت اقدس کی پوزیشن واضح کرنے کیلئے استعارہ اور مجاز کی تشریح بھی حضرت اقدس کی ہی تحریروں سے عرض کرتا ہوں "لیکن یاد رکھنا چاہئے۔ کہ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اُس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے۔ جس کو نادان متعصب (یعنی میرے فاضل دوست) اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ صرف انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا"۔ حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸۔

"بار بار کہتا ہوں۔ کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بے شک ہیں۔ لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہے۔ اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے۔ وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے۔ جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے"۔ سراج منیر صفحہ ۳

مولینا ان دونوں حوالوں کو تعصب کی عینک اتار کر پڑھئے۔ اور اس علم سے فائدہ اُٹھایئے۔ جو حضرت اقدس کو خدا نے دیا ہے۔ اور اس بات کا جواب دیجئے۔ کہ کیا آپ کا علم خدا کے علم سے جو کہ خدا نے حضرت اقدس کو دیا ہے۔ زیادہ ہے؟

نبوت بمعنی مکالمہ

اب میں دوسرے حوالہ کی طرف توجہ کرتا ہوں جس پر فاضل موصوف نے بڑا زور دیا ہے۔ کہ اس حوالہ سے نبوت کا اجرا ہوتا ہے۔ حالانکہ وہاں تو صاف طور پر لکھا ہے "نبوت کے معنے مکالمہ کے ہیں۔ جو غیب کی خبر دیوے۔ وہ نبی ہے"۔ یہ تعریف حضور نے لغت کی اصطلاح سے کی ہے۔ نہ اسلامی اصطلاح سے۔

جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ ہے۔ کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھکر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے۔ کہ اس جگہ بھی یہ معنے نہ سمجھ لئے جاویں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے۔ اور

کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں۔ اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے۔ وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔" خط حضرت مسیح موعود۔ مندرج اخبار الحکم نمبر ۲۹۔ جلد ۳۔ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء

قادیانی کنٹر بیونٹ کے کمالات

فاضل قادیان نے لکھنے کو تو لکھ دیا۔ کہ یہ ایک مذموم روش ہے۔ مگر اُسے یہ نظر نہ آیا۔ کہ نہ صرف وہ خود ہی یہ مذموم روش اختیار کر رہا ہے۔ بلکہ یہی خطاب اپنی جماعت کے اُن تمام دوستوں کو بھی عطا کر رہا ہے۔ جو کنٹر بیونٹ کے فن میں خوب ماہر ہیں۔ اور یہ تو ایک حقیقت ہے۔ کہ قادیانی جماعت کے اکثر افراد کی ہمیشہ سے یہی عادت ہے۔ کہ وہ اسی طرح حوالوں کی کنٹر بیونٹ کرکے اپنے مطلب کے حوالے شائع کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مشتے از خروارے چند ایک حوالہ جات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

قادیانی دوستوں کے حوالے	اصل حوالے
(۱) و اوحیٰ الیٰ ان الدین هو الاسلام و ان الرسول هو المصطفیٰ السید الامام رسول اُمی امین. کما ان ربنا احد یستحق العبادۃ وحدہٗ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہٗ ولا شریک معہ و انہ خاتم الانبیاء منن الرحمٰن صفحہ ۲۰۔ ترجمہ اور مجھے الہام کیا کہ دین اسلام ہی ہے اور سچا رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور امام ہے جو رسول اُمی امین ہے۔ پس جیسا کہ عبادت خدا کے لئے ہے۔ اور وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی طرح ہمارا رسول اس بات میں واحد ہے۔ کہ اُس کی پیروی کی جائے۔ اور اس بات میں واحد ہے۔ کہ وہ خاتم الانبیاء ہے۔	خط کشیدہ عربی الفاظ کا ترجمہ حذف کر دیا گیا ہے۔ اور وہ ترجمہ یہ ہے۔ "اُس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ (یعنی اس کی نبوت میں) کوئی شریک نہیں ہے۔

نوٹ:۔ کتاب منن الرحمٰن حضرت اقدس کی وفات کے بعد جناب میاں صاحب کے حکم سے چھاپی گئی ہے۔ اور اس عبارت کا ترجمہ کہ "اُس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں"۔ یہ بھی غالباً میاں صاحب کے حکم سے ہی حذف کیا گیا ہوگا۔ کیونکہ عوام عربی نہ سمجھنے کے سبب سے ترجمہ ہی پڑھیں گے۔ اور ترجمہ سے وہ عبارت اُڑا دی گئی جس سے زد پڑتی تھی۔ کیا مولینا موصوف اسے اپنے مقررہ کردہ اصول کے ماتحت کس کی مذموم روش قرار دیویں گے۔

(۲) قادیانی حوالہ: جب ہم کسی شخص کو مدعی نبوت کہیں گے۔ تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ وہ صرف نبوت کا مدعی ہے یا بالفاظ دیگر کامل نبوت کا مدعی ہے۔ النبوۃ فی الاسلام ص۲۸۸ مندرج از میرا عقیدہ دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود ورق پہلا صفحہ دوسرا مرتبہ محمد اسمٰعیل مولوی فاضل قادیانی)

اصل حوالہ: (۲) بجز لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود مدعی نبوت ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں۔ ہاں آپ اُس نبوت کے مدعی ہیں جس کے ساتھ امتیت لازم طور پر ملی ہوئی ہے۔ جب ہم کسی شخص کو مدعی نبوت کہیں گے تو اس سے مراد یہ ہوگی۔ کہ وہ صرف نبوت کا مدعی ہے۔ یا بالفاظ دیگر کامل نبوت کا مدعی حالانکہ حضرت مسیح موعود بار بار فرماتے ہیں۔ کہ میں صرف نبی نہیں ہوں۔ نہ صرف نبی کہلا سکتا ہوں النبوت فی الاسلام ص۲۸۸

(۳) قادیانی حوالہ: (۳) ہم مجبور ہیں کہ حقیقت کو بلا وجہ مجاز نہ بنائیں اور بالخصوص اس حال میں کہ کھلا کھلا قرینہ موجود ہے کہ یہاں اصل ... ہی مراد ہے۔ النبوت فی الاسلام ص۱۲۰ مندرج از رسالہ میرا عقیدہ دربارۂ نبوت حضرت مسیح موعود ورق پہلا صفحہ دوسرا مرتبہ محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل قادیانی)

اصل حوالہ: (۳) ہم مجبور ہیں۔ کہ حقیقت کو بلا وجہ مجاز نہ بنائیں اور بالخصوص اس حال میں کہ کھلا کھلا قرینہ موجود ہے کہ یہاں اصل عیسیٰ بن مریم ہی مراد ہے النبوت فی الاسلام ص۱۲۰

خط کشیدہ الفاظ کو عمداً چھوڑ دیا گیا ہے اور ان دونو حوالوں کو کنٹر بیونٹ کرکے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ مولینا مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحب کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں۔ جیسا کہ ان حوالوں کی نچلی عبارت سے ظاہر ہے۔ پس معزز ناظرین ان تحریرات میں غور فرمائیں کہ آیا ان میں الفاظ نبی اور رسول ومدعی نبوت ومدعی رسالت صرف برائے نام استعمال ہوا یا بمعہ اپنے مفہوم کے جن سے صاف طور پر جناب مولینا مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ پایا جاتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں۔ نہ مجازی اور یہ کہ آپ کامل نبوت کے مدعی ہیں؟ اب ان دونو مکمل حوالوں کے پیش کر دینے کے بعد یہ کہنا کہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب حقیقی نبی مانتے ہیں۔ مولینا کے اپنے مقرر کردہ اصول کے ماتحت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی مذموم روش نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ کیا عبدالغفور صاحب اس بات کا اعلان کرینگے۔

(۴) قادیانی حوالہ: (۴) اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی عشق ہو۔ ایسے کو اصطلاح اسلام میں نبی کہتے ہیں اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور خارق اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ (لیکچر سیالکوٹ) مندرج از تشحیذ الاذہان نمبر ۹ جلد ۹۔ ص۲۶۔ ستمبر ۱۹۱۴ء

اصل حوالہ: اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ایک طرف تو خدا کے ساتھ اُس کا ایسا ربط ہوتا ہے۔ جو اس کی طرف ہر وقت کھینچا چلا جاتا ہے اور دوسری طرف سے نوع انسان کے ساتھ بھی اس کو ایسا تعلق ہوتا ہے جو اُن کی مستعد طبائع کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جیسا کہ آفتاب زمین کے تمام طبقات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ یہی حالت اُس شخص کی ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور خوارق اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ (لیکچر سیالکوٹ ص۳۰)

نوٹ:۔ اول تو خط کشیدہ عبارت تمام چھوڑ دی گئی ہے۔ دوئم حضرت صاحب کی اصل عبارت جو کہ قابل ذکر ہے اس طرح سے درج ہے۔ کہ "ایسے لوگوں کو"۔ اور تشحیذ میں درج ہے۔ "ایسے کو" سوئم۔ وہاں درج ہے نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور تشحیذ میں درج ہے "نبی کہتے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات پر رحم کرے۔

(۵) قادیانی حوالہ: (۵) اسی وجہ سے صحیح مسلم اور انجیل اور دانیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ) مندرجہ تشحیذ الاذہان (مندرجہ بالا)

اصل حوالہ: اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔ کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے۔ اور یقینی طور پر خدا اُس سے مکالمہ کرتا ہے۔ جیسا کہ نبیوں سے کیا۔ اُس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے۔ اسی وجہ سے صحیح مسلم اور انجیل اور دانیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔ اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔ حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۴

خط کشیدہ الفاظ کو جان بوجھ کر ہضم کیا گیا ہے۔ کیونکہ لفظ نبی و رسول تو حضرت اقدس نے استعارہ اور مجاز کے رنگ میں تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ قادیانی بھی سمجھتے ہیں۔ کہ حقیقت نہیں ہوتی۔ اس لئے تو ان الفاظ کو حذف کیا گیا ہے۔ چونکہ مضمون زیادہ لمبا ہوگیا ہے۔ اس لئے فقط ان پانچ ہی حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ ؎

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

ہاں اگر ضرورت پڑی تو انشاء اللہ قادیانی جماعت کی کنٹر بیونٹ کے سینکڑوں کی تعداد میں حوالے لکھے جا سکتے ہیں۔ آخر میں میں یہ لکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ "حقائق بینہ پر پردہ ڈالنے کی مذموم روش کا خطاب" صرف قادیانی احباب اور اُن کے بزرگوں کے ہی

(بقیہ صفحہ)

دنیا میں صرف ایک ہی عظیم الشان نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہیں۔ جن پر یہ پیشگوئی لفظاً لفظاً صادق آتی ہے۔ آپ کا فاتح مہربان ہونا آپ کے اس سلوک سے ظاہر ہے تو فتح مکہ کے بعد کفار مکہ کے ساتھ کیا گیا۔ کہ اپنے خونخوار دشمنوں کو لا تثریب علیکم الیوم کہکر چھوڑ دیا گیا آپ کا نام محمد آپکا رحمۃ للعالمین یعنی تمام جہان کے لئے رحمت ہونا آپ سے پیشتر انبیاء صرف اپنی اپنی قوم کے لئے رحمت تھے۔ حاشر ہونا کہ جن کے قدموں پر دنیا کی قوموں کو اکٹھا کر دیا گیا۔ بت پرستوں اور یزدان پرستوں دونوں کی اصلاح کرنا یہ صرف حضور صلعم کی خصوصیات ہیں۔

چوتھی پیشگوئی اصحاب آنحضرت کی بےنظیر قدوسیت

اسکے اصحاب نیکی کرینگے۔ جو محمد کی سنت پر ہیں۔ دشمنوں کے قاتل۔ نیک اندیش خوش گفتار خوش کردار اور اعلیٰ شریعت کے پابند جن کی زبانوں نے کبھی ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں بولا۔" زمیاد لیشت آیت ۹۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے صحابہ کی قدوسیت کا ذکر اکثر پیشگوئیوں میں موجود ہے۔ بائبل میں بھی دس ہزار قدسیوں کا ذکر ہے۔ درحقیقت کسی پیغمبر کی صداقت اور کامیابی کا سب سے بڑا معیار اس کے ساتھیوں کی قدوسیت اور تزکیہ ہے۔ جس نے اپنے ہزاروں ساتھیوں کو صادق القول بنا دیا وہ خود کتنا بڑا راستباز ہوگا۔ یہ امر قابل غور ہے۔

پانچویں بشارت حضور کی بعثت پر آتشکدوں کا سرد ہو جانا

غور کرنے والے اصحاب کیلئے یہ پیشگوئی بھی نہایت عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جناب زرتشت نے فرمایا۔ "تو اس خانہ میں جلتی رہ تو اس گھر میں ہمیشہ جلتی رہ تو اس آتشکدہ میں شعلہ زن رہ۔ تو اس میں ترقی کر ایک مدت تک کیلئے نہایت زبردست اصلاح دنیا کے عہد تک نیکی کے قیام اور زبردست انقلاب دنیا تک۔" آتش نیائیش آیت ۹- آیت مذکورہ کا مطلب بالکل واضح ہے کہ آتشکدے سے دور مذہبی میں بالکل موقوف ہو جائیں گے بلکہ جناب زرتشت نے اس انقلاب مذہبی تک بطور نشان اور عہد کے آگ جلانے کا حکم دیا تھا۔ جب وہ آتشی شریعت والا موعود زبردست انقلاب مذہبی کا پیغمبر آگیا تو آتشکدہ کو سرد ہو جانا چاہئے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا۔

ان پیشگوئیوں میں صرف ایک لفظ قابل تشریح ہے۔ اور وہ استوترینہ جس کے معنی ہم نے تعریف کیا گیا یا محمد کئے ہیں اس کا مصدر لفظ استو ہے۔ زبان سنسکرت اور ژند دونوں میں اس کے معنی ستتی اور تعریف کرنا ہیں۔ ستودن موجودہ فارسی میں بھی تعریف کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ بعض مستشرقین نے اس کے معنی "قائم" یا کھڑا ہونے والا کئے ہیں۔ ... اس کو ایستادن سے مشتق سمجھا ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔ ژندی زبان سے قریب ترین زبان سنسکرت ہے۔ نہ کہ فارسی پس استوترینہ کے معنی استو ژندی اور سنسکرت دونوں کے مشترک مادہ سے تعریف کیا گیا ہیں۔ جو لفظ محمد کا لفظی ترجمہ ہے۔

مذہبی پیشواؤں کی توہین کون کرتا ہے؟

پرکاش کے اعتراضات کا جواب

(از جناب شیخ محبوب عالم صاحب)

(۳)

اک تیری خوئے بد سے ہوئی سب میں دشمنی
گر یہ نہ ہو تو کوئی کسی کا عدو نہ ہو

"پیغام صلح" مورخہ ۲۷ر اگست ۱۹۳۶ء میں میرا ایک مضمون بعنوان "مذہبی پیشواؤں کی توہین کون کرتا ہے" شائع ہوا تھا۔ جس میں میں نے مشہور ہندو لیڈروں کی تحریرات سے اقتباسات پیش کرتے ہوئے یہ بتلایا تھا کہ دوسروں کے پیغمبروں اور اماموں کی توہین کرنا آریہ سماج کی فطرت میں داخل ہو چکا ہے۔ اس مضمون کا جواب دیتے ہوئے بنیشی علا ولپوری نے پرکاش میں لکھا ہے "کہ آپ کا غلط بلا حوالہ کسی شخصیت سے کچھ ایسے الفاظ منسوب کرنا جو کسی ہندو تو کیا کسی حق پسند مسلمان کی زبان سے بھی کبھی نہیں نکل سکتے کس قدر کذب بیانی اور دروغ بافی ہے۔ آریہ سماج پر یہ الزام لگانا کہ ہندو مسلم فسادات کی جو فضا ملک میں پیدا ہو رہی ہے۔ آریہ سماج ہی اس کے لئے ذمہ وار ہے سراسر غلط اور بہتان تراشی ہے۔" چونکہ میرے دوست بنیشی نے حوالے طلب کئے ہیں۔ اس لئے اس طرح سے بھی ان پر اتمام حجت کر دیتا ہوں ہم نے اپنے مضمون میں رائیٹ آنریبل مسٹر شاستری کی رائے آریہ سماج کے متعلق درج کی تھی جس کا حوالہ یوں ہے۔ ماہ اگست میں پریذیڈنٹ کالج ہوسٹل سوسائٹی مدراس کے زیر اہتمام پروفیسر ایس کے نگیہ نارائن آئر کا "ہندو ازم کا مستقبل" پر ایک لیکچر ہوا۔ جلسہ کے صدر رائیٹ آنریبل مسٹر شاستری تھے۔ لیکچر کے اختتام پر آپ نے اپنی صدارتی تقریر کے دوران میں ذیل کے خیالات کا اظہار آریہ سماج کے متعلق کیا:-

"جملہ ہندوستان میں آریہ سماج کی کیا فتوحات ہیں؟ بیس تیس سال میں انہوں نے یو۔پی اور پنجاب کے خرمن امن کو تباہ کر رکھا ہے۔ اپنی مذہبی زندگی میں انہوں نے غیر ضروری بحث داخل کر دی ہے۔ کئی شہری مشکلات بھی انہوں نے پیدا کر دی ہیں۔ استری سکھشا کا پرچار بھی انہوں نے کیا ہے مگر یہ بات فراموش نہ کرنی چاہئے کہ اس سے مذہبی مشکلات میں اضافہ ہی ہوا ہے شمالی ہند میں ان کی مذہبی زندگی کی یہ خاص خصوصیت ہے کہ انہوں نے مختلف فرقوں میں اختلاف پیدا کر کے سوسائٹی کے امن کو تباہ کر رکھا ہے"۔

اگر اب بھی بنیشی صاحب یہ فرمائیں۔ کہ یہ تمام الفاظ شاستری صاحب کی طرف منسوب کرنا "بہتان تراشی" ہے۔ تو انہیں خود شاستری صاحب سے دریافت کر کے اطمینان حاصل کر لینا چاہئے ۲۶ اگست میں مدراس میں شاستری صاحب کے زیر صدارت پروفیسر نگیہ نارائن کی تقریر ہوئی۔ تقریر کے خاتمہ پر شاستری صاحب نے بحیثیت صدر مندرجہ بالا رائے آریہ سماج کے متعلق قائم کی۔ اور پھر تمام سکارر دائی اخبارات میں چھپ بھی گئی۔ اور بنیشی صاحب ابھی تک اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ مندرجہ رائے شاستری صاحب کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔

دوسری رائے میں نے بنگال کے مشہور لیڈر بابو بپن چندر پال کی پیش کی تھی۔ اس کا حوالہ بھی حسب خواہش بنیشی صاحب ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ بابو بپن چندر پال نے کلکتہ کے اخبار "انگلشمین" مورخہ ۱۳ر مئی ۱۹۲۶ء میں "ہندو مسلم ہنگامہ" کے موضوع پر ایک طویل مضمون سپرد قلم کیا تھا۔ جس میں فرقہ وارانہ فسادات کی تمام تر ذمہ داری بابو موصوف نے آریہ سماج پر عائد کی تھی۔ چنانچہ اصل عبارت ملاحظہ ہو "آریہ سماج نے ایسے مسائل پیش کئے۔ جنہوں نے ہندو تمدن کے ہمہ گیر ہونے کو تباہ کر دیا ہے۔ آریہ سماج نے واحد قطعی طور پر ویدوں کے الہام کا دعویٰ کیا اور اس طور سے دنیا کی دیگر مقدس و الہامی کتب کی صداقت سے انکار کیا گیا۔ آریہ سماج کے بانی نے دیگر ہندوستانی یا غیر ہندوستانی مذاہب کے بانیوں کو ناقابل برداشت گالیاں دی ہیں۔ آریہ سماج کی مقدس کتاب وہ ہے۔ جو آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے ویدوں کے آدھار پر لکھی ہے"۔ آریہ سماجی اپنی تعلیمات کے اکثر اصول بیان کرتے ہیں۔ اور پھر دعوے کرتے ہیں کہ یہی اصول عالمگیر ہونے کے مستحق ہیں حالانکہ ان کے بڑے بڑے رہنماؤں کی رائے یہ ہے کہ "انہوں نے ہندو تمدن کے ہمہ گیر ہونے کو تباہ کر دیا ہے"۔ اور فی الواقعہ بات بھی صحیح ہے۔ کیونکہ آریہ سماجی دنیا کے تمام پیغمبروں اور الہامی کتب کی صداقت کے کلی منکر ہیں۔ جس مذہب کے معتقد تمام دوسرے مذاہب کے بانیوں کو جھوٹا اور ان کی آسمانی وحی کو کذب و افترا قرار دیتے ہوں۔ وہ کبھی اپنے مذہب کو عالمگیر بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس معاملہ میں اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر ایک خاص امتیاز حاصل ہے وہ یہ کہ جب کوئی مسلمان ہندو یا عیسائی ہو جائے۔ تو اس کے لئے لازمی ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کی رسالت اور قرآن کریم کی صداقت سے انکار کرے۔ بلکہ اسلام کے نبی اور اس کی شریعت کو بھی برے الفاظ سے یاد کرے۔ لیکن جب کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے تو وہ جہاں اپنے پرانے مذہب کے نبیوں اور رشیوں کا اقرار کرتا ہے۔ وہاں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور پہلے سابقہ مذہب کی کتب کے علاوہ قرآن کریم کو آخری اور مکمل صحیفہ تسلیم کرتا ہے۔ اسلام کی مثال درحقیقت ایک گلدستے کی ہے۔ جب تک تو پھول علیحدہ علیحدہ تھے سب اپنی اپنی جگہ اپنے اندر ظاہری باطنی خوبیاں رکھتے تھے۔ مگر جب ایک گلدستے میں مجتمع ہوئے تو اب کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں پھول گلدستے سے اچھا ہے۔ تمام مذاہب کی کتابوں اور نبیوں کا ایک جگہ جمع ہو جانا وہ چیز ہے۔ جو اسلام کیلئے چار دانگ عالم کو مسخر کر کے رہیگی۔ تمام جہاں نے سر پیٹتے رہ جائیں گے اور اسلام اپنی بے پناہ قوت کے ساتھ فضائے عالم پر چھا جائیگا۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

قرآن کریم نے کس فراخدلی سے مذاہب عالم کو ایک منزل

پر لانے کے لئے اعلان کیا ہے۔

قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون۔

تیسری رائے میں نے مہاتما گاندھی کی پیش کی تھی۔ اس پر بھی مہاشہ جی نے عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ جب گاندھی جی یرودا جیل میں نظر بند تھے۔ تو انہوں نے ستیارتھ پرکاش کا بغور مطالعہ کرکے یہ رائے قائم کی تھی۔ کہ میں نے ستیارتھ پرکاش سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی وغیرہ"۔

چنانچہ رہنماؤں کی آراء موجود۔ وہ رہنما موجود۔ اخبارات کے حوالے موجود۔ سماجی زبان درازیوں کا ثبوت موجود۔ پھر کیا اب بھی میں یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہوں۔ کہ حقیقت پر پردہ ڈالنا آریہ سماجیوں کی فطرت میں داخل ہو چکا ہے؟ مہاشہ جی خدارا ذرا واقعات کی طرف ایک نظر فرمائیں۔ اور اگر ویدک دھرم واقعات پر غور کرنا نہیں سکھاتا تو کاش کہ مہاشہ جی یہ سبق اسلام سے ہی سیکھ لیں۔

مہاشہ جی فرماتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کے اعتراضات کا جواب دینے کی اہلیت اہل اسلام میں تاقیامت پیدا نہیں ہو سکتی"۔ اس قسم کی خوش فہمیوں سے دل کو تسلی دے لینا آریہ سماجی ذہنیت کا ہی کام ہے۔ اب میں نے واقعات بمعہ تاریخ پیش کئے ہیں دیکھئے اب مہاشہ جی کس طرح ان پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ شاید مہاشہ ہتیشی صاحب کا یہ خیال ہوگا۔ کہ ہمارے پاس صرف دو تین ہی اس قسم کے حوالے ہیں۔ جو کسی بہانے سے ٹالے جا سکتے ہیں۔ لیکن انہیں یہ صدر رکھنا چاہئے۔ کہ ہمارے پاس ایسے سرٹیفکیٹوں کے (جو ہندو لیڈروں اور مہاتماؤں نے سماج کو مرحمت فرمائے ہیں) پلندے کے پلندے موجود ہیں۔ جن کا چھپانا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ (باقی - باقی)

ایک احراری وکیل کی ستم ظریفی

پچھلے دنوں جب قائدین احرار یعنی مولانا مظہر علی اظہر صاحبزادہ فیض الحسن۔ شیخ حسام الدین۔ سید بخاری اللہ شاہ عطائی۔ عبدالرحیم عاجز۔ اور غلام نبی جانباز گوجرہ کانفرنس کی شرکت کے لئے لائل پور کے سٹیشن پر پہنچے۔ تو ایک نہایت مزے کا لطیفہ پیدا ہو گیا۔ جس کا ذکر قارئین "افکار" کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

گوجرہ کے احرار نے لائل پوری احرار کو اطلاع دی۔ کہ ۱۱ ستمبر کو فجر کے تڑکے قائدین احرار کا مقدس قافلہ لائل پور سٹیشن پر پہنچ رہا ہے۔ ان کی مہمان داری اور مدارات کا انتظام آپ فرمائیں۔ جو کچھ خرچ ہوگا۔ وہ گوجرہ والے ادا کر دیں گے۔ لائل پوری احرار نے ازراہ مہمان نوازی اس کو قبول نہ کیا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ آپ فکر نہ کیجئے یہاں کے ایک معزز وکیل صاحب بطور خود اس مدارات کا انتظام کر دیں گے۔ چنانچہ قائدین احرار کو مطلع کر دیا گیا۔ کہ آپ کے ناشتے کا انتظام لائل پور سٹیشن پر کیا جائے گا۔

جب ۱۲ ستمبر کی صبح کو بزرگان احرار لائل پور سٹیشن پر پہنچے۔ تو حضرت حکیم الامۃ صدر احرار مولانا نورالدین ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ انہوں نے بھی خوشخبری سنائی کہ ناشتا آرہا ہے۔

قائدین احرار نے ناشتے کے انتظار میں خیالی پلاؤ پکانا شروع کیا۔ زعفرانی چائے۔ پیسٹری۔ مکھن۔ توس۔ انڈے۔ کیک۔ بسکٹ۔ انگور۔ سیب۔ ناشپاتی۔ سردے۔ سب کے سب ایک ایک کرکے تصور کی دنیا میں جلوہ ریز ہونے لگے۔

جب انتظار کی مدت ذرا طول پکڑ گئی۔ اور ناشتا صاحب تشریف نہ لائے تو زعمار احرار نے گاڑی کی کھڑکیوں سے باہر جھانکنا شروع کیا۔ پھر انگڑائیاں لے لے کر اٹھے۔ اور پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔ حضرت صدر احرار قافلہ سالار مولانا حبیب الرحمن تو یار لوگوں کی آنکھ بچا کر ریفرشمنٹ روم میں چلے گئے اور ناشتا کرکے ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے واپس آگئے۔ لیکن باقی رفقا بدستور ایڑیاں اٹھا اٹھا کر جانب شہر تکتے رہے۔

جب کافی مدت گزر چکی۔ اور گاڑی کے گوجرہ کو روانہ ہونے کا وقت آگیا۔ تو قائدین احرار کیا دیکھتے ہیں۔ کہ وہ معزز وکیل صاحب بنفس نفیس نہایت شان سے تشریف لا رہے ہیں۔ لیکن ناشتے اور چائے کا نام و نشان بھی نہیں یاس و ناامیدی کے عالم میں قائدین کوشش پر غش آنے لگے اور خفت مٹانے کے لئے اس طرح گفتگو ہونے لگی:-

مولانا عطائی (فیض الحسن سے) چلئے ذرا ٹھنڈی کرکے پینا۔

شیخ حسام الدین۔ مجھے تو ایک ہی پیالی کافی ہوگی۔

مولانا مظہر علی۔ جلد۔ سادہ چائے ہی کافی ہے۔

فیض الحسن۔ سچ ہے۔ ایثار سے کام لینا بہتر ہے۔ ہمسفروں کا خیال بھی رکھنا چاہئے۔

عاجز و جانباز۔ دور سے بھاگتے ہوئے آئے۔ اور کہنے لگے "ہمارا حصہ محفوظ رکھئے گا"۔

معزز وکیل صاحب نے نہایت متانت سے ارشاد فرمایا۔ کہ میں بہت شرمندہ ہوں۔ یہ میرے نوکر کی غفلت ہے۔ وہ نالائق وقت پر چائے کا انتظام نہ کر سکا۔ صدر احرار لائل پور نے اشارۃً فرمایا۔ کہ گھر سے انتظام نہیں ہو سکا تو ہوٹل ہی میں سہی۔ لیکن وکیل صاحب نے فرمایا کہ ہوٹل کے ٹھیکیدار تو خواب راحت میں خراٹے لے رہے ہیں۔ ان کے پاس چائے تیار نہیں۔ مولانا حبیب الرحمن نے فرمایا۔ کہ میں تو ابھی وہیں سے چائے پی کر آرہا ہوں۔ ممکن ہے یہ خواب ہی ہو۔

اتنے میں گاڑی نے سیٹی دے دی اور قائدین احرار کے ناشتا گوجرہ ہی میں پہنچ کر کیا۔

سنا ہے۔ کہ مولانا حبیب الرحمن نے پیشگوئی کر دی تھی کہ آج لائل پور سٹیشن پر ناشتا نہیں ملے گا۔ منکرین کو اس پر یقین نہ آیا۔ لیکن پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور دنیا کو معلوم ہو گیا۔ کہ قادیانیوں کے خلاف پروپیگنڈا کرتے کرتے خود احرار میں بھی "پیشگو" مبعوث ہونے لگے ہیں۔

کیا لائل پور کے معزز وکیل صاحب اس فروگذاشت کے بعد بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ احرار کرام کسی آئندہ موقع پر ان کی حمایت کریں گے؟ ہمیں تو یقین نہیں آتا۔

(انقلاب ۱۳ اکتوبر ۳۶ء)

ایک تردید

چینہ کے متعلق مضمون میں تحریر تھا۔ کہ وہاں مارشل لاء نافذ کیا گیا تھا۔ مگر درحقیقت بعد کی تحقیق سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ مارشل لاء نافذ نہیں کیا گیا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ جب جادو کے الزام کے سلسلہ میں حکومت نے پکڑ دھکڑ شروع کی اور شہر میں پولیس کی گشت شروع ہوئی۔ تو عوام الناس نے یہی سمجھا کہ مارشل لاء جاری کر دیا گیا ہے نیز دو مسلمانوں کی گرفتاری کے دو دن بعد چار پانچ مسلمانوں کو کوتوالی سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ایک دکان کے قریب کھڑے پاکر ایک افسر پولیس نے زدوکوب کیا۔ تو مارشل لاء کے متعلق یقین اور بھی بڑھ گیا۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ ایسی ریاست میں جہاں اس علم و روشنی کے زمانے میں لوگوں کی جادو جیسی بے بنیاد بات کے الزام میں گرفتاریاں شروع ہو جائیں۔ اس کے سامنے تو مارشل لاء کوئی چیز نہیں۔ بہرحال چینہ میں مارشل لاء نہیں تھا۔ نیز واضح ہو کہ مادھو رام کونسل کا وائس پریذیڈنٹ اس کا بیٹا سکرٹری اور بھائی سب جج ہے۔

مجھے امید ہے۔ کہ گذشتہ واقعات کو ہی کافی سمجھتے ہوئے عمال چینہ اپنی روش کو رعایا کی بہتری کی طرف مبذول کر لیں گے۔ اور تمام مظلوموں کی دادرسی کرکے ان کو آزادئ خیال کا حق دیں گے۔ جو واقعات اس وقت میرے سامنے ہیں۔ وہ ہر شریف انسان کو خون کے آنسو رلانے والے ہیں۔ (نامہ نگار)

اخبارِ علمیہ

ایک نہایت قدیم شہر کا انکشاف

شاہ حمورابی (Hammurabi) ۲۰۲۴ قبل مسیح میں بابل میں حکومت کرتا تھا۔ اور اس کا خیال تھا۔ کہ یہ دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ لیکن اسی زمانہ میں کرہ ارض کی دوسری جانب امریکہ کے علاقہ نبراسکار (Nebraska) میں ایک اور شہر بھی آباد تھا۔ جو بابل سے کئی گنا بڑا تھا۔ یہ شہر تین میل لمبا اور نصف میل چوڑا تھا۔ اس کی عمارتوں پر مٹی کا پلاسٹر تھا۔ اس کے میدانوں میں غلہ اور سیم کے کھیت تھے۔ جن کی آبیاری پونکا کریک (Ponca Creek) نامی ایک قریب کے چشمہ سے ہوتی تھی۔ اس کے باشندے مٹی کے برتن، پتھر کے چاقو اور سیپ کے زیورات استعمال کرتے تھے۔ وہ اپنے کھانے کی چیزیں زمین میں چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود کر یا مٹی کے گھڑوں میں رکھتے تھے۔ تین ہزار سال ہوئے اس علاقہ میں زبردست خشک سالی آئی تھی۔ اور لوگوں نے اس شہر کی سکونت ترک کر دی تھی۔ اس کے بعد ایک طوفان ایسا آیا کہ پورا شہر ریگ کی ایک موٹی چادر کے نیچے چھپ گیا اور تین ہزار برس تک تاریخ کی نظروں سے پوشیدہ رہا۔ مگر حال میں ایک ویسا ہی طوفان پھر آیا جس نے اس چادر کے ایک حصہ کو چاک کر دیا اور شہر کے بعض آثار دکھائی دینے لگے۔ چنانچہ گذشتہ جولائی میں نبراسکا یونیورسٹی کے ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر بل (Dr. H. Bell) نے ایک جماعت کیساتھ اس مقام کی کھدائی شروع کر دی۔ اور چند ہی دنوں میں بہت سی چیزیں برآمد کیں، کچھ پکی ہوئی کھانے کی چیزیں بھی ملیں۔ جو کسی قدر گل جانے کی وجہ سے اب تک محفوظ تھیں گھڑوں میں غلہ وغیرہ کی قسم سے جو چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ بھی درست حالت میں پائی گئیں۔ کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں سے جانوروں کی ہڈیاں اس کثرت سے نکلیں کہ ماہرین اثریات کو ان کے مطالعہ کے لئے کافی وقت نہیں ملا۔ ہڈیاں زیادہ تر جنگلی بھینسوں اور بارہ سنگھوں کی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ اہم چیز جو ڈاکٹر بل نے اس خطہ میں پائی ہے وہ وہاں کی خاک کے مخصوص ذرات ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کو امید ہے کہ ان ذرات کے مطالعہ سے یہ صحیح طور پر معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ مدفون شہر کب آباد تھا۔ اس کی آب و ہوا کیسی تھی۔ اور اس کے باشندے اسے چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے۔

بقیہ صفحہ ۷

مقالہ نویس خیالات قادیانیہ سے پوری طرح واقف نہیں۔ یہ تو سچ ہے کہ قادیانی و لاہوری دونو جماعتیں ہر صدی کے سر پر بعثت مجددین کی قائل ہیں۔ لیکن محترم مدیر کا یہ ارشاد غلط فہمی پر مبنی ہے کہ قادیانی جماعت ہر صدی کے شروع پر آنے والے نئے دربان کا نام نبی رکھتی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ قادیانی جماعت نے صرف حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو ہی مجددیت کے مرتبہ سے اُٹھا کر نبی بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور وہ اس امت میں صرف ایک شخص کی نبوت کے قائل ہیں۔ پہلی صدیوں میں آنیوالے مجددین کا نام نبی نہیں رکھتے باقی "لحظہ بند دربان" والا خیال تو شاید ابھی مدیر موصوف نے بھی نہ چھوڑا ہو۔ مگر جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود کی طفیل پچاس سال سے اس سے متنفر ہو چکی ہے۔ اور اسی تنفر کے باعث بدنام بھی ہو چکی ہے۔ کیونکہ اس نے اگر ایک طرف اس "لحظہ بند" مہدی کا انکار کر دیا ہے جو لحظہ کے ذریعے اسلام میں داخل کرتا ہے۔ تو دوسری طرف اس "لحظہ بند" ملا کا انکار کر رہی ہے۔ جو تکفیر کے لحظے سے کلمہ گوؤں کو اسلام سے خارج کرتا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

کیا ہم امید کر سکتے ہیں۔ کہ معزز مدیر زمیندار بھی ان ہر دو "لحظہ بند دربانوں" سے بیزار ہیں۔

شوگر کیمسٹری کا خاص نصاب

پنجاب ایگریکلچرل کالج لائل پور میں "شوگر کیمسٹری" کا ایک سہ ماہی پوسٹ گریجوایٹ نصاب ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء سے جاری ہوگا۔ جس میں نیشکر اور اس کے کیمیاوی تجربہ کے متعلق علمی اور عملی تربیت دی جائیگی۔ اس نصاب میں زیادہ سے زیادہ ۸ طلبا کو داخل کیا جائیگا۔ داخلہ کی شرط یہ ہے۔ کہ امیدوار "ایگریکلچر" میں بی۔ ایس۔ سی یا کیمسٹری وطبیعات یا علم نباتات میں بی۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کر چکا ہو۔

ماہواری فیس مندرجہ ذیل شرح کے مطابق پیشگی لی جائیگی

پڑھانے کی فیس	۱۵ روپیہ ماہوار
بورڈنگ ہاؤس کی فیس	۳ روپیہ ماہوار
کلب فیس	۱ روپیہ ماہوار
کالج سیکورٹی (زرِ ضمانت)	۱۵ روپیہ } یہ زرِ ضمانت نصاب کے اختتام پر واپس کر دیا جائیگا۔
ہوسٹل سیکورٹی (زرِ ضمانت)	۱۵ روپیہ }

غیر پنجابی طلبا کو صرف اس صورت میں داخل کیا جائے گا جب کہ پنجاب کے طلبا کافی تعداد میں داخلہ کے لئے نہ آئیں۔ دوسرے صوبوں اور انتظامی حلقوں کے امیدواروں کی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائیگا۔ جب تک کہ وہ متعلقہ حکومت کی وساطت سے موصول نہ ہوں۔ جملہ درخواستیں صاحب پرنسپل کی خدمت میں یکم اکتوبر تک پہنچ جانی چاہئیں۔ (از محکمہ اطلاعات پنجاب)

زراعتی کالج پنجاب لائلپور میں ڈیری کی تعلیم کا نیا کورس نصاب

۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء سے لیکر ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء تک زراعتی کالج پنجاب لائل پور میں ڈیری کی تعلیم دینے کی غرض سے ایک ششماہی نصاب ورنیکلر میں شروع کیا جائیگا۔ پنجاب کے طلباء سے کوئی فیس وصول نہیں کی جائیگی لیکن دیگر صوبجات اور ریاست ہائے ہند کے طلبا کو سالم نصاب کے لئے پچیس (۲۵) روپے بطور فیس ادا کرنے ہوں گے۔ اس جماعت میں صرف دس طلبا لئے جائیں گے۔

داخلہ کے لئے کم سے کم معیار قابلیت یہ ہے کہ امیدوار نے پنجاب یونیورسٹی کا امتحان میٹریکولیشن یا اس کے مساوی کوئی امتحان پاس کیا ہو۔

اگر ممکن ہوا تو ہوسٹل میں اقامت کا انتظام کرایہ ادا کرنے پر کر دیا جائیگا۔ لیکن اس امر کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

جو امیدوار داخل ہونا چاہیں وہ اپنی درخواستیں مقررہ فارم پر یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء سے پیشتر پرنسپل صاحب پنجاب ایگریکلچرل کالج لائل پور کی خدمت میں ارسال کریں۔

درخواست کے فارم اور پراسپکٹس غرضی دینے پر صاحب موصوف سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

بائبل اور قرآن

انگریزی بائبل کے ترجمے ہونے کو متعدد، اور بڑی بڑی شخصیتوں لے کئے۔ لیکن ایک ترجمہ، جو غیر معمولی اہتمام اور شاہانہ انتظام کے ساتھ، بیسیوں مشاہیر فن کی شرکت ومعاونت سے ۱۶۱۱ء میں ہوا تھا۔ وہ آج تک فرقہ پروٹسٹنٹ کے ہاں مستند چلا آتا ہے۔ اور ان کی اصطلاح میں اس کا نام بھی ترجمہ مستند (Authorised Version) پڑ گیا ہے۔ یہ مستند ترجمہ اول تو مسیحیوں کے سواد اعظم، یعنی فرقہ کیتھولک کے نزدیک سرے سے مستند ہی نہیں، چنانچہ وہ اسے محرف تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن جس فرقہ کے نزدیک مستند ہے۔ اُس کے ہاں کے بھی اسناد سن لیجئے۔ ڈکشنری آف دی بائبل، جو فرقہ پروٹسٹنٹ کی ایک مسلم کتاب ہے۔ اُس میں ہے:-

"اس ترجمہ مستند کے ان تمام فضائل کثیرہ کے باوجود یہ کہنا غلط ہوگا۔ کہ اب اس میں اصلاح کی گنجائش نہیں، یا جس طرح تمام گزشتہ ترجموں پر نظر ثانی ہوتے ہوتے اس کی نوبت آئی، خود اس کی نظر ثانی نہیں ہو سکتی۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ ہم جسے شاہ جیمس کے زمانہ کا ترجمہ قرار دئیے ہوئے ہیں۔ اُس میں اتنے زمانہ میں اُس سے کہیں زیادہ نظر ثانی ہوتی رہی ہے۔ جتنی اُسکے اکثر ناظرین سمجھ رہے ہیں۔ اس لئے کہ نہ صرف طباعتی اور دوسری غلطیوں کی جو اتنے عظیم الشان کام میں ناگزیر ہیں۔ تصحیح ہو چکی ہے بلکہ وقتاً فوقتاً اور بھی بہت ترمیمات ارادۃً نفس عبارت میں ہو چکی ہیں۔ خاموشی کے ساتھ اور غیر مجاز اشخاص کے ہاتھوں، جن کے نام تک اکثر نامعلوم ہیں"

(جلد ۴۔ صفحہ ۸۵۹ و صفحہ ۸۶۰)

توریت اور انجیل کے جو اصل نسخے، اصل زبانوں میں ناپید ہیں اس قصہ کو تو چھوڑئیے۔ اب جو ترجمہ در ترجمہ چل رہے ہیں۔ اُن میں سے وہ ترجمہ جس پر کروڑوں انگریزی خوانوں کا دارومدار ہے۔ اُس کا یہ حال ہے کہ اتفاقی وغیر ارادی فروگذاشتوں سے قطع نظر محض نقل کے دوران میں غیر ذمہ دار، اور مجہول، نامعلوم اشخاص نے قصد وارادہ سے جو ترمیمات نفس عبارت میں کر دی ہیں۔ ان کی تعداد کثیر ہے۔ اصل انگریزی الفاظ ہیں A Large number of Changes اللہ اکبر! یہ کتاب لائی جا رہی ہے قرآن مجید کے مقابلہ میں!

اس ترجمہ مستند کا نیا ایڈیشن، نظر ثانی کے بعد ۱۸۸۱ء میں شائع ہوا۔ بائبل کا بڑا حصہ عہد عتیق پر شامل ہے (جسے غلط العوام میں توریت کہتے ہیں)، عہد جدید (غلط العوام میں انجیل) کا حصہ نسبۃً بہت ہی مختصر ہے۔ اس مختصر عہد جدید کے اندر جتنی ترمیمات، سابق ترجمہ میں ہوئیں۔ اُن کی تعداد بھی سُن لیجئے۔ پانچ ہزار سات سو اٹھاسی!

حیرانی اس میں ہے کہ داد کس چیز کی دی جائے، مسیحیوں کی ہمت وحوصلہ کی، جب وہ "اس کتاب" کو قرآن مجید کے سامنے لاتے ہیں۔ یا مسلمانوں کے حلم وسادگی، تواضع وانکسار کی، جب وہ اس موازنہ ومقابلہ پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور قرآن کریم اور بائبل کی اساسی مساوات وہم سطحی کو گویا تسلیم کر لیتے ہیں۔

تنقید و تبصرہ

آخری نبی، ہمارے نبی، ہمارے رسول، سرکار دو عالم، عقائد اسلام، ارکان اسلام

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی نے چھوٹے بچوں کو صحیح دینی تعلیم دینے کیلئے کتابوں کا ایک سلسلہ تیار کرایا ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ چھوٹے بچوں کیلئے کتابیں لکھنا نہایت مشکل کام ہے۔ زبان کے آسان، دلچسپ اور عام فہم ہونے کیساتھ ساتھ ضروری ہے کہ جو مطالب ان زبان میں ادا کئے جائیں وہ بچوں کی سمجھ کے مطابق ہوں اور بچے انکو آسانی سے ہضم کر سکیں۔ ان کتابوں میں ان باتوں کو نہایت خوبی سے پورا کیا گیا ہے۔ سب سے چھوٹی عمر کے بچوں کے لئے آخری نبی کتاب ہے، اس میں رسول مقبول کے مختصر مگر جامع حالات چھوٹے چھوٹے جملوں اور کھلے کھلے الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد کی کتاب ہمارے نبی ہے۔ اس میں رسول پاک کی مبارک زندگی کی کہانیاں آسان اور دلچسپ زبان میں لکھی گئی ہیں۔ یہ چھوٹی سی کتاب ملک میں بہت مقبول ہوئی ہے اور اب تک کئی ہزار لکھے بچوں کے ہاتھوں تک پہنچ چکے ہیں اس سے بڑی عمر کیلئے ہمارے رسول اور سرکار دو عالم دو کتابیں ہیں۔ اول الذکر میں زیادہ تفصیل سے کام نہیں لیا گیا اور سرکار دو عالم میں اس کمی کو بھی پورا کر دیا گیا ہے۔ آخر الذکر میں عرب کا جغرافیہ، عرب قبل از اسلام کے حالات آنحضرت کی پاک زندگی کی تفصیلات نہایت آسان زبان میں لکھی گئی ہے۔ مسلمان بچے اگر دین اسلام اور اسلام کے احکام سے سچی محبت پیدا کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے انہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور آپکے اخلاق حسنہ سے واقف کرو جب انکے دل میں آپکی پاک زندگی کے پاک حالات راسخ ہو جائیں گے تو پھر آپ عقائد اسلام اور ارکان اسلام پڑھا کر دین اسلام کے اصولوں سے آشنا کرا سکتے ہیں۔ اسی لحاظ سے ہمیں عقائد اسلام اور ارکان اسلام کی ترتیب اور طرز بیان بہت پسند آیا۔ اختصار کے باوجود ان میں تمام ضروری چیزیں آ گئی ہیں۔ ہمارے خیال میں مسلمان والدین کو چاہیے کہ وہ ان کتابوں سے اپنے بچوں کی دینی تعلیم شروع کریں۔ ہمیں ان کتابوں میں مطالب کی وضاحت کے ساتھ ساتھ خاص طور پر زبان کا آسان اور دلچسپ ہونا بہت پسند آیا۔ مذکورہ بالا کتابوں کی قیمتیں بالترتیب ۲؍، ۳؍، ۵؍، ۸؍، ۱۰؍ اور ۲؍ ہے۔ اور مکتبہ پنجاب ریلوے روڈ لاہور سے مل سکتی ہیں۔

بیعت

خواجہ غلام صاحب کالا پورہ کشمیر سے لکھتے ہیں۔ کہ سنہ ۱۹۱۳-۱۴ء میں میں نے بذریعہ خوابوں کے مجھ پر صداقت حضرت مسیح موعود ظاہر ہوئی اس سے پہلے نہ کسی احمدی مولوی یا مبلغ سے ملاقات اور نہ سلسلہ کی کسی کتاب و اخبار کے مطالعہ کا موقعہ ملا تھا۔ گزشتہ بائیس سال کے عرصہ میں ہمارے علاقہ میں کبھی مناظرہ و مباحثہ نہ ہوا تھا۔ صرف پار سال ایک معمولی مناظرہ موضع تارگام ڈیوہ سر میں اور دوسرا یاری پورہ میں ہوا۔ میں بھی ان مناظروں میں شریک تھا۔ قادیانی مبلغ نے نبوت مسیح موعود کا مسئلہ یا غلط مسئلہ ایسے طریق پر پیش کیا۔ کہ میری توجہ حضرت صاحب کی کتب بغور پڑھنے کی طرف پھر گئی۔ ساتھ ہی میں نے بہت بہت دعائیں شروع کر دیں۔ اور قادیانی مبلغین سے مزید گفتگو بھی کرتا رہا۔ گذشتہ سال جلسہ قادیان پر جانے سے بہت امور کا انکشاف ہو گیا اور آخر میرا شرح صدر ہو گیا۔ کہ جماعت لاہور حق پر ہے۔ اور اگست ۱۹۳۶ء سے جماعت قادیان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور ساتھ ہی خلیفہ قادیان سے ایک زبردست مطالبہ کیا لیکن اس کا جواب کوئی نہ مل سکا۔ بلکہ ان مطالبات کی وجہ سے مجھے اور میری اہلیہ کو جماعت سے خارج کر دیا۔ میں اب شرح صدر سے لاہور کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔ میری بیعت قبول فرما [illegible]

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— کانگڑہ ۲ر اکتوبر۔ موضع نروانا تحصیل کانگڑہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مواشی کے ایک گلہ پر بجلی گری۔ جس سے ۷ مواشی ہلاک ہو گئے۔

—— شملہ ۲ر اکتوبر۔ سرکاری حلقوں میں یہ افواہ پھیلی ہوئی ہے۔ کہ نئے وائسرائے کے ظہور کے متعلق ابھی کوئی قابل اعتبار اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

—— سیالکوٹ ۲۰ر ستمبر۔ احرار پولیٹیکل کانفرنس کا اجلاس کل رات رام تلائی میں منعقد ہوا۔ صدر مجلس احرار حبیب الرحمن نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے احمدیوں کی مخالفت کا عزم کر لیا ہے صدر مذکور نے کانگرس کی بہت تعریف کی کہ اس کے ذریعے مزید نشستیں حاصل ہو گئی ہیں۔

—— مولانا بخاری شاہ عطائی نے خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ووٹ کے حق کو کام میں لائیں۔ آخر میں مولانا عطائی نے اپیل کی کہ احرار کے امیدواروں کو ووٹ دیں۔ کیونکہ وہ قوم پرور ہیں۔

—— لاہور ۲ر اکتوبر۔ نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آنریبل چیف جسٹس سٹرنگ کی کوششوں سے لاہور ہائیکورٹ کا کام ہلکا ہو گیا ہے۔ اور ججوں کے پاس پہلے کی طرح بھاری بھرکم فائلیں نہیں رہیں۔

—— لاہور ۲ر اکتوبر۔ میاں فیروز الدین احمد میونسپل کمشنر و سیکرٹری آل انڈیا اتحاد ملت لاہور نے ذیل کا اعلان بغرض اشاعت ارسال کیا ہے :-

—— مورخہ ۳۰ر ستمبر ساڑھے پانچ بجے دفتر مرکزیہ اتحاد ملت ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس دفتر میں منعقد ہوا۔

—— اس اجلاس میں ڈاکٹر محمد عالم۔ ملک لال خاں۔ میاں فیروز الدین احمد۔ ملک لال خاں قیصر۔ حاجی غلام جیلانی ملک عنایت اللہ۔ مولوی نصر اللہ خاں صاحب اور مسٹر یعقوب الحسن شریک تھے

—— شملہ ۱۳ر اکتوبر۔ کل اسمبلی کا اجلاس غیر سرکاری قرار دادوں پر بحث و تمحیص کے لئے منعقد ہوا۔

—— ڈاکٹر خاں کی قرار داد پر بحث شروع ہوئی۔ اس کا منشا یہ تھا۔ کہ حکومت فوراً اس مضمون کی ہدایات جاری کرے کہ سرکاری ملازم آئندہ انتخابات میں بلا واسطہ یا بالواسطہ مداخلت نہ کریں۔

—— چمبہ ۲ر اکتوبر۔ ریاست چمبہ کی تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ وہاں مسلمانوں پر بدستور حکام کی طرف سے سختی ہو رہی ہے۔

—— فرید کوٹ ۳ر اکتوبر۔ فرید کوٹ کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ وہاں حکام بڑے تشدد سے کام لے رہے ہیں۔ جو شخص کمیشن کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اس پر جعلی مقدمات بنائے جاتے ہیں۔

—— سیالکوٹ ۲ر اکتوبر۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند ماہ نومبر میں سیالکوٹ جائیں گے۔

ممالک خارجہ

—— سینٹ جینین۔ ۲ر اکتوبر۔ جنرل اوڈونی نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے فسطائیوں کی امداد کے لئے آئرلینڈ کے دو ہزار نوجوان بھرتی کرائے ہیں۔ جنرل موصوف بلغرم برگوس سرحد کو عبور کر گیا ہے۔ اور اس امداد کے سلسلے میں جنرل فرنگو اور جنرل مولا سے ملنا چاہتا ہے معلوم ہوا ہے کہ جنرل اوڈونی نے یہ تجویز کی ہے کہ آئرلینڈ کے نوجوان سادہ لباس میں جا کر ہسپانیہ کی غیر ملکی فوج میں بھرتی ہو جائیں۔

—— برگوس یکم اکتوبر۔ جنرل فرانکو جنوب میں فسطائی افواج کی قیادت کر رہے ہیں۔ اب انہیں "چیف آف سپینش آرمی" کے خطاب سے تمام فسطائی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا گیا ہے۔

—— واشنگٹن (امریکہ) یکم اکتوبر۔ پولیس نے قانون آبکاری کی خلاف ورزی کرنیوالوں کی گرفتاریاں شروع کر دی ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں ایک ہزار اشخاص گرفتار ہو چکے ہیں۔ اور کشید شراب کے صدہا آلات برآمد ہوئے ہیں۔

—— بارسیلونا (ہسپانیہ) یکم اکتوبر۔ مجلس وزراء اٹھارہ اور چالیس سال کے درمیان عمر رکھنے والوں کو بھرتی کرنے والی ہے ہوا بازوں کی بھرتی کا اعلان ہو چکا ہے۔

—— ایتھنز (بذریعہ ہوائی ڈاک) تیرانا سے کل جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ البانیہ میں شاہ زوغو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کا انکشاف ہوا ہے۔

—— پیرس ۲ر اکتوبر۔ فرانسیسی وزراء موسیو بلوم موسیو ڈلبیوس عنقریب سرکاری طور پر استنبول جانے والے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس ملاقات کا نتیجہ ترکی ریاستہائے بلقان اور فرانس کے اتحاد پر منتج ہوگا۔

—— میڈرڈ ۲ر اکتوبر۔ حکومت کا دعویٰ ہے۔ کہ سرکاری فوج ایک جوابی حملہ میں طلبہ سے تین میل کے فاصلہ پر جانب شمال پہنچ گئی ہے۔

—— وائنا۔ ۲ر اکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ آج کے بعد سے آسٹریلیا کے شلنگ کی قیمت سٹرلنگ پر مبنی ہوگی۔

—— لندن۔ ۲ر اکتوبر۔ انگلینڈ اور ملبورن کے درمیان سرعت پرواز کے معاملہ میں سکاٹ لینڈ کو فتح حاصل ہوئی ہے۔

—— ٹوکیو۔ یکم اکتوبر۔ فرانک کی قیمت کم کئے جانے کے مسئلہ پر وزارت مالیات نے غور کیا۔ اور فیصلہ کیا کہ جاپان کو کرنسی کے متعلق اپنی حکمت میں تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ حکومت کے فیصلہ کے باوجود سونے کی قیمت بیس ین بڑھ گئی ہے۔

—— استنبول ۱ر ستمبر۔ مقام دوملی بینار میں یونان پر ترکوں کو جو فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس کی خوشی میں تمام ترکی قلمرو میں جشن مسرت دھوم سے منایا گیا۔ اور غازی کمال پاشا کی خدمت میں تمام اطراف سے تبریک و تہنیت کے پیامات موصول ہوئے۔

—— استنبول۔ ۲ر ستمبر۔ فواد بیگ صدر محکمہ طیران ترکی نے روس کے ہوائی مظاہرہ میں سرکاری طور پر شرکت کی۔ جہاں آپ کو فن پرواز کا خصوصی تمغہ عطا کیا گیا۔ فواد بیگ کے اعزاز میں حکومت روس کی طرف سے جو ضیافت دی گئی۔ اس میں روسی حکام نے ترکوں کے ساتھ اپنی گہری دوستی کا اظہار کیا۔

بچوں کا صفحہ

باپ کے قاتل کو معافی

حق مہائی

جس وقت بنی امیہ کے خاندان سے اسلامی بادشاہی جاتی رہی۔ اور بنی عباس بادشاہ ہونے لگے ہیں۔ یہ وقت اس گھرانے کے لئے بڑی مصیبت کا وقت تھا۔ بہت سے بے گناہ اپنی جان بچائے خوف کے مارے اِدھر اُدھر چھپتے پھرتے تھے۔ انہیں میں ایک شہزادہ ابراہیم، سلیمان بن عبدالملک کا بیٹا بھی تھا۔ یہ نوجوان شہزادہ نوجوان عالم، فاضل، ادیب اور قابل آدمی تھا۔ چند معزز اور شریف لوگوں کی سفارش پر خلیفہ ابو العباس سفاح نے اس کو امان دے دی اور یہ عزت بخشی کہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ایک روز خلیفہ نے پوچھا! ابراہیم! جس زمانے میں تم اپنے دشمنوں سے جان بچاتے اور چھپتے پھرتے تھے۔ کیا تم پر کوئی ایسا واقعہ بھی گذرا ہے۔ جو یاد رکھنے کے قابل اور حیرت میں ڈالنے والا ہو۔

ابراہیم۔ حضور ایک عجیب قصہ گذرا ہے۔ جو نہ میں نے پھر دیکھا اور نہ سنا اور جس کا اثر دل پر اب تک ہے۔

امیر المومنین! مقام حیرہ میں ایک جنگل کے کنارے پر ایک مکان سا بنا ہوا ہے۔ میں اس میں روپوش تھا۔ ایک روز اوپر چڑھکر اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ کہ چند سیاہ جھنڈے نظر آئے جو کوفے سے چلکر حیرہ میں آ رہے تھے۔ میں سمجھا۔ یہ لوگ میری تلاش میں ہیں۔ چھت سے اتر کر جھٹ مکان کے پچھواڑے نکلکر کوفے چلدیا وہاں کوئی میرا ایسا جاننے والا نہ تھا جس کے پاس چھپ جاتا۔ بہت پریشان اور رنجیدہ تھا گھبرا گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھتا جا رہا تھا کہ ایک بڑے دروازے پر نظر پڑی معلوم ہوا کہ اندر بہت وسیع صحن ہے۔ میں اندر داخل ہوا تو دیکھا ایک دوہرے جسم کا خوبصورت آدمی صحن میں آ رہا ہے۔ ساتھ میں چند خادم بھی ہیں۔ گھوڑے سے اتر کر میری طرف دیکھا اور پوچھا۔ تم کون ہو۔ اور کیوں آئے؟

میں نے کہا ایک پریشان اور خوف زدہ آدمی ہوں۔ جان کا اندیشہ ہے۔ آپکے مکان میں پناہ لینے آیا ہوں۔ یہ سن کر وہ جوان مجھے مکان کے اندر لیگیا۔ اور ایک خاص کمرے میں رکھا۔ جو بالکل زنانہ مکان سے ملا ہوا تھا۔ میں کئی روز تک یہیں نہایت آرام سے رہا کھانے پینے۔ پہننے کی عمدہ عمدہ چیزیں میری خواہش کے موافق حاضر رہتی تھیں۔ اس نے مجھ سے کبھی یہ نہ پوچھا کہ تم کون ہو۔ اور یہاں تک کیونکر پہنچے۔ میں دیکھتا تھا کہ روزانہ صبح سویرے گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں چلا جاتا ہے۔ اور پھر ظہر کے قریب واپس آتا ہے۔

ایک روز خود میں نے پوچھا۔ آپ روزانہ کہاں اور کس غرض سے جاتے ہیں؟

نوجوان بولا۔ بھائی میرے باپ کو ابراہیم بن سلیمان نے بلا وجہ قتل کر ڈالا معلوم ہوا ہے کہ حیرہ میں روپوش ہے۔ اسی کی تلاش میں جاتا ہوں۔ تاکہ اپنے مرحوم باپ کا بدلہ لے سکوں۔

ابراہیم کہتے ہیں۔ امیر المومنین اس نوجوان سے یہ سن کر میں حیران رہ گیا اور اپنے دل میں کہنے لگا۔ میری قضا مجھے یہاں تک لائی ہے۔ اور جو میرے خون کا پیاسا ہے۔ اس کے ہاتھ میں پہنچا دیا ہے۔ خدا کی قسم امیر المومنین میرا موقت اپنی زندگی سے بیزار ہو اور موت کا منتظر تھا میں نے نوجوان اور اس کے باپ کا نام دریافت کیا۔ واقعی وہ سچ کہتا تھا۔ بیشک میں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔ پھر میں نے اس سے کہا۔ بھائی سنو۔ مجھ پر تمہارا حق ہے اور ضرور ہے۔ تم نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا ہے اور اس کا یہی تقاضا ہے کہ تمہارے دشمن کا پتہ لگا دوں۔ بلکہ سامنے لا کر کھڑا کر دوں۔

وہی نوجوان۔ صرف پتہ بتا دو۔ اور یہ کہ کہاں ہے اور کون ہے؟

ابراہیم۔ تمہارے باپ کا قاتل میں ہوں۔ مجھ سے بدلہ لے لو۔ اور میرا خاتمہ کر دو۔

نوجوان۔ (مسکرا کر اور یقین نہ کر کے) رات دن کی روپوشی اور اہل وعیال سے دوری نے بہت غمگین اور جان سے بیزار کر دیا ہے۔ اسی سبب تم زندگی کو موت سے زیادہ عزیز سمجھ بیٹھے ہو

ابراہیم۔ نہیں خدا کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تمہارے والد کو فلاں دن فلاں سبب سے میں نے ہی قتل کیا تھا۔

نوجوان سمجھ گیا کہ ابراہیم سچ کہہ رہا ہے۔ اسکے چہرے کا رنگ بدلا۔ دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ دیر تک خاموش کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔ اگر تم ہی میرے باپ کے قاتل ہو۔ تو خیر ایک دن خدا کے سامنے میرے والد مرحوم تمہاری گردن پکڑینگے۔ اور اس عادل حاکم کے سامنے خون کا بدلہ لیں گے۔ میں بدعہدی اور بیوفائی نہیں کر سکتا۔ میں نے امان دی ہے۔ اسے توڑ کر ذلیل نہیں کر سکتا۔ مگر اب بھلائی اس میں ہے کہ تم میرے گھر سے چلے جاؤ۔ لو یہ ہزار اشرفیاں اور زاد راہ حق مہائی کی دیتا ہوں۔ اب میں تمہاری صورت نہ دیکھوں۔

ابراہیم کو بڑی غیرت آئی اور اس کی شرافت کا دل پر بہت اثر ہوا۔ روپیہ لینے سے تو انکار کر دیا۔ لیکن جان بچا کر وہاں سے چل دئے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ امیر المومنین اس سے بڑھکر اپنے عہد کا پابند اور شریف آدمی میں نے نہیں دیکھا۔ اور نہ اس واقعے سے بڑھکر حیرت میں ڈالنے والا کوئی اور واقعہ میں نے دیکھا نہ سنا۔ الحمد للہ۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء
۱۶
اردو ادب میں کی ہندوستانی اور سیاست پر دو نایاب تصنیفات
میری کہانی
پنڈت جواہر لال نہرو کی آپ بیتی کا اردو ترجمہ
ہندوستان کی پچاس سالہ سیاسی اور اجتماعی کشمکش کا مرقع!
جواہر لال کے پر سحر قلم نے اس کتاب میں ہندوستان کی سچی تصویر اس انوکھے اور دلکش انداز میں کھینچی ہے کہ دوست دشمن سب مصنف کے خلوص، حقیقت شناسی بے باکی اور غیر جانبداری پر عش عش کر اٹھے ہیں۔ ہندوستان کی موجودہ بے چینی اور اس کے اسباب، حکومت کی سخت گیری ہندوستانیوں کی باہمی نا چاقی۔ مذہبی تعصب۔ مولانا محمد علی مرحوم، گاندھی جی اور دوسرے لیڈروں پر نہایت صحیح تبصرے کئے گئے ہیں۔
ہندوستانی سیاسیات کی بھول بھلیاں سمجھنا چاہتے ہو۔ تو اس کتاب کو پڑھو۔
کتاب کی زبان نہایت سلیس طرز بیان بڑا دلکش اور مطالب واضح ہیں۔
ضخامت گیارہ سو صفحے - چودہ تصویریں
خوبصورت جلد دو حصوں میں۔ قیمت صرف چار روپے
ترکی میں مشرق و مغرب کی کشمکش
قدامت پرستی اور تجدد پسندی کی جنگ
کتاب انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوئی ہے
قیمت انگریزی تین روپے (سے) — اردو دو روپے (عہ)
ناشر: مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی
ملنے کا پتہ: مکتبہ پنجاب ریلوے روڈ لاہور
www.aaiil.org

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قل یاھل الکتٰب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

لوائے ماپنہ ہر سعید خواہد بود — زدم فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
شیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلباء سے
سالانہ — چار روپے
ششماہی — دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۰ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۶۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میری صداقت روز روشن کیطرح دنیا پر کھل جائیگی

میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور میں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں۔ مگر افسوس میں اس دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے ہیں کہ وہ وقت ضرور آئیگا کہ خدا تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دیگا اور میری سچائی روز روشن کیطرح دنیا پر کھل جائیگی۔ لیکن وہ وقت وہ ہوگا۔ کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ اور پھر کوئی ایمان سودمند نہ ہوسکیگا۔ میرے پاس وہی آتا ہے۔ جس کی فطرت سلیم ہے۔ وہ دور سے سچائی کی اس خوشبو کو جو میرے ساتھ ہے۔ سونگھتا ہے۔ اور اس کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں۔ جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے۔ لیکن جن کی فطرت میں سلامت روی نہیں۔ اور جو مردہ طبیعت کے ہیں ان کو میری باتیں سرد دہ معلوم ہوتی ہیں وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کرکے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اٹھائیں گے۔ کیا مجھ سے پہلے آنیوالے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر رہ کر اس دنیا سے اٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جائے کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا۔

(الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۳ء)

مولوی بشیر احمد صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

مولوی بشیر احمد صاحب ایم اے مسلم مشنری علاقہ مدراس ٹراونکور۔ اپنے تازہ ترین مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

۱۱ ستمبر کو کیا کولم ضلع کوئلون میں زیر صدارت مسز عارفہ بشیر ایک جلسہ منعقد ہوا۔ پبلک ان کا جلوس نکالنا چاہتی تھی۔ لیکن پولیس نے منع کر دیا۔

قبول اسلام کے متعلق بہت سے خطوط آئے لیکن ہمارے راستے میں قلت سرمایہ ایک مشکل ہے۔ باشندگان ٹراونکور اور مالابار ہماری خدمات کے مداح ہیں۔

۱۱ ستمبر کو وکٹوریہ ہال میں خان بہادر ٹی۔ ایم۔ موئند صاحب ایم ایل سی کے زیر صدارت جلسہ ہوا۔ سامعین کا ہجوم اس قدر تھا کہ ہال ناکافی سمجھکر باہر میدان میں جلسہ کیا گیا۔ اور میاں بشیر احمد صاحب۔ مسز عارفہ بشیر صاحب۔ الفاروق جمال الدین کے۔ ایم۔ سیدی صاحب ایڈووکیٹ اور کے۔ کے پوکر صاحب ایڈووکیٹ کی تقاریر ہوئیں۔

۱۷ ستمبر کو ماہی میں ایک کامیاب جلسہ ہوا۔ اور ۲۰ ستمبر کو میری صدارت جلسہ ہوا۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کی کثرت تھی۔ اس لئے تقریر انگریزی میں ہوئی۔ بعض مسلمان بے حد مشتاق تھے۔ کہ دس منٹ کے لئے اردو میں بھی تقریر کروں۔ لیکن نہ ہوسکی۔ البتہ دوسرے دن پھر مسلمانوں نے مسجد میں میری تقریر کرائی۔

مشتہرین۔ و خریداران پیغام صلح جلد از جلد اپنے بقیہ جات صاف کرکے مشکور فرمادیں۔

کیا مجدد دین کا ماننا ضروری ہے؟

مدیر "زمیندار" کے ارشادات پر ایک نظر

(از جناب سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل)

(۲)

حدیث مجدد دین:-

حدیث مجدد دین اس قدر مستند و محکم ہے کہ بقول علامہ جلال الدین سیوطی

"اتفق الحفاظ علی تصحیح هذا الحدیث"

اس کی صحت پر تمام حفاظ حدیث کا اتفاق چلا آیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی ملا علی قاری، احمد بن حنبل اور زہری وغیرہم جیسے مشہور آئمہ حدیث نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ آج تک کسی حافظ حدیث نے اس کو غلط قرار نہیں دیا۔ بلکہ وقتاً فوقتاً حدیث مذکور کے مطابق علماء امت نے تجدید و احیائے دین کے دعاوی کئے۔ شکر ہے کہ مدیر زمیندار نے بھی اپنے مقالہ میں حدیث مجدد دین کی صحت سے انکار کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہاں اسے زبردست مجبور کر اس کی حیثیت کو کم ضرور کرنا چاہا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"اگر معاصر پیغام صلح نے غور و فکر سے کام لیا ہوتا تو اس کو معلوم ہوتا کہ حدیث مجدد دین محض ایک خبر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اعتقاد و یقین اور نجات و سعادت کی شرطوں میں کوئی اضافہ نہیں کرتی۔

زمیندار ۸ر ستمبر"

حدیث اور "خبر":-

محترم مدیر زمیندار کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اس حدیث کو "محض خبر کی حیثیت" دے کر اس کے درجہ کو گھٹانے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ علامہ ابن حجر عسقلانی اصول حدیث کی مستند کتاب "شرح نخبۃ الفکر" کے شروع میں ہی فرما گئے ہیں۔

"الخبر عند علماء هذا الفن مرادف للحدیث"

(شرح نخبۃ الفکر مجتبائی ص۳)

کہ علماء حدیث کے نزدیک "خبر"، "حدیث" کی مرادف ہے۔ اس لحاظ سے اگر ہمارے معزز مقالہ نویس نے حدیث مجدد دین کو خبر قرار دیا ہے تو اس سے اس حدیث کی عظمت و شان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی کیونکہ ہر حدیث خبر ہے۔ اگر حدیث مجدد دین کو روایت و درایت کے اصول کے مطابق نہیں بلکہ "محض خبر" کہنے کی بنا پر ناقابل اعتبار کہا جا سکتا ہے۔ تو کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ تمام کا تمام ذخیرۂ احادیث ناقابل اعتبار ہے کیونکہ وہ سب کی سب "محض اخبار" ہیں

"شرائط اعتقاد و یقین"

اعتقاد و یقین کی شرائط میں اضافہ نہیں کرتی — اگر اس سے یہ مراد ہے کہ اس امر کا یقین نہیں آتا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہے تو یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ یہ حدیث تواتر کا درجہ رکھتی ہے۔ اور حدیث متواتر کے متعلق مسلم ہے کہ

"افاد العلم الیقینی بصحۃ نسبتہ الی قائلہ" (شرح نخبۃ الفکر ص۱۳)

کہ حدیث متواتر اس اعتبار سے کہ وہ قائل کی طرف منسوب ہوتے ہیں صحیح ہے۔ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے۔ اور اس کی صحت میں کسی قسم کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اس لحاظ سے یہ حدیث اپنے صحیح ہونے کے لحاظ سے اعتقاد و یقین میں ضرور فائدہ دیتی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہی نکلی ہے۔ لہذا اس کا ماننا ضروری ٹھہرتا ہے۔ لیکن اگر شرط "اعتقاد و یقین" سے مراد شرائط ایمان و اسلام ہوں تو ہم مدیر محترم کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ حدیث مجدد دین ہمارے نزدیک بھی ان میں قطعاً کوئی اضافہ نہیں کرتی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ومن زاد او نقص فانہ من الشیاطین الفجرہ" (مواہب الرحمٰن)

جو شخص اصول قرآنیہ میں کچھ زائد کرے یا کم کرے۔ وہ بدکار شیاطین میں سے ہے۔ اسی بنا پر آپ نے نزول مسیح کی احادیث کے متعلق بھی لکھ دیا کہ:-

مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو ہو۔ یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئی۔ تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ (ازالہ اوہام ص۱۴۰)

ہمارا ایمان ہے کہ شرائط ایمان و اسلام قرآن مجید میں بالوضاحت مذکور ہیں۔ جو شخص انہیں تسلیم کرے۔ وہ مومن ہے۔ اور جو انکار کرے وہ کافر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا وجود نہیں جس پر ایمان لانا مومن و مسلم ہونے کے لئے ضروری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے "فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون (الجاثیہ ع۱)" اور پھر "یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک" (البقرۃ ع۱) کہکر بتا دیا کہ بعد میں کوئی مومن وجود ظاہر ہونے والا نہیں جو بقول فاضل مدیر ہمیں یہ کہے کہ:-

"تمہارے ایمان کی پونجی، تمہارا قرآن و حدیث در لغل ہونا۔ تمہاری صلوٰۃ و زکوٰۃ اور تمہارا توحید و رسالت کا اعتقاد سب بیکار ہے۔ پہلے مجھے پہچانو اس کے بعد نجات و سعادت کے دروازے میں قدم رکھو"

ہم تو کسی قسم کے اضافہ کو بدترین گناہ سمجھتے ہیں۔ مگر عصر حاضر کے کشیر طبع پرست مکفر علماء جو ایک بالشت مسواک، ایک مٹھ داڑھی اور تین عدد استنجا کے ڈھیلوں سے کم رکھنے والے شخص پر بے تحاشا فتاوی کفر و فسق صادر کر رہے ہیں۔ جو کلمہ طیبہ کو اسلامی معیار قرار نہیں دیتے بلکہ احمدی، وہابی اور شیعہ کو باوجود کلمہ گو ہونے کے کان سے پکڑ کر اپنے باوا کی جاگیر کی طرح خانہ اسلام سے نکالنے کے درپے ہیں۔ یقیناً شرائط ایمان و اسلام میں خطرناک اضافہ کر رہے ہیں۔ ہمارے معزز دوست کو چاہئے کہ وہ ان کی طرف سے بھی غافل نہ رہے۔

بعثت مجدد دین:-

مدیر موصوف فرماتے ہیں:-

"لیکن مجدد دین پر ایمان لانے کے بارے میں نہ قرآن نے لفظ کہا نہ حدیث میں ایک جملہ ارشاد ہوا۔ زیادہ سے زیادہ اتنا ہوا کہ ان کے ورود و بعثت کی خبر دے دی گئی۔ (زمیندار ۹ر ستمبر)

یہاں وہی سوال پیدا ہوتا ہے۔ جس کا جواب لکھنے کے لئے مدیر محترم نے کوشش کی ہے۔ کہ اگر مجدد کا ماننا غیر ضروری بات تھی۔ تو اس کی بعثت کی خبر دینے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو سچ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے ایمان بالمجدد ضروری نہیں مگر یہ خیال درست نہیں کہ قرآن نے مجدد دین کا ساتھ دینے کی تلقین نہیں کی۔ شرائط ایمان و اسلام قرآن مجید میں مکمل ہو چکی ہیں۔ مگر وہ لوگ جو اشاعت و تبلیغ اسلام کے فریضہ کو لے کر ظاہر ہوں۔ مسلمانوں میں "زندگی احساس اور قوت عمل" پیدا کرنے کے لئے ظاہر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے واجب الاطاعت فرمائے۔

"ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر"

کے مطابق مسلمانوں میں "دعوت الی الخیر" کے لئے ایک نئی قوم کو منظم کرنا چاہتے ہوں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے یا نہیں۔ بالخصوص اس زمانہ میں جبکہ اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات پر خطرناک سے خطرناک الزام لگائے جا رہے ہیں۔ غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں۔ اگر کوئی شخص مقابلہ کفر و الحاد کے لئے ایک جماعت کو منظم کرنا چاہے۔ تو اس کا ساتھ دینا عین حکم خداوندی ہے یا نہیں۔ ہم نے خطبات جمعہ میں بہت دعائیں مانگیں کہ

"اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم"

اے اللہ جو لوگ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کریں۔ ان کی نصرت کر اور ہمیں بھی ان میں سے بنا اور مسجد کی چھت کو پھاڑ دینے والی آواز سے "آمین" "آمین" کے نعرے بھی بلند کئے۔ لیکن آہ! اس شکایت کو کس کے پاس لے جا کر روئیں کہ ہماری یہ دعا اور ہماری یہ آمین ہمارے حلق سے نیچے نہیں اتری۔ ہم نے صرف طوطے کی طرح اس دعا کو مساجد میں رٹنا تو سیکھ لیا۔ لیکن غور نہ کیا۔ کہ آیا ہم نے کبھی دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصرت کرنے والوں کی نصرت کی۔ کیا ہم فی الواقع ان میں سے بنے۔ اگر نہیں تو کیا ہماری دعائیں اس قابل ہیں۔ کہ مردود ہو کر ہمارے چہروں پر ماری جائیں اور اثر سجدہ کی بجائے ذلت و مسکنت کا سیاہ داغ ہماری پیشانیوں کا استقبال کرے۔ آہ! یہ وہ وقت ہے ہماری قوم مشکلات و مصائب کے اس عظیم الشان صحرا میں بھٹک رہی ہے۔ جہاں سے نکلنا ہماری طاقتوں سے باہر ہو چکا ہے۔ مگر کاش کہ کوئی سوچتا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کی وجہ ہماری اپنی دعا ہی ہے ہم پکار پکار کر کہتے ہیں

"اللّٰھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم"

اے ہمارے اللہ جو لوگ دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصرت کو چھوڑتے ہیں۔ تو ان کو چھوڑ دے اور ہمیں ان سے نہ بنا۔

ہم نے نہ صرف ناصران دین متین کی نصرت چھوڑی۔ بلکہ ان پر پھبتیاں اڑائے آوازے کسے اور انہیں ذلیل و خوار کرنے کی کوشش کی۔ خدائے علیم و بصیر نے ہماری حرکات کو دیکھ کر ہماری اپنی دعا کے مطابق ہمیں ذلت و مسکنت کی ایک بدترین مثال بنا دیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ قابل نصرت طائفہ کون ہے یوں تو شیعہ، سنی، اہلحدیث وغیرہ میں سے ہر ایک فرقہ کہہ سکتا ہے کہ وہ اسلام کی نصرت کر رہا ہے۔ اس لئے اس کی نصرت کرنا چاہئے لیکن اس مفہوم سے انسان فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کہ کس فرقہ کی نصرت کرے کسی فرقہ کے پاس خدائی سند نہیں۔ جسے وہ پیش کر سکے۔ اس لئے ہم

(بقیہ بر صفحہ ۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
جلد ۲۴ | یوم چہارشنبہ ۲۰ رجب ۱۳۵۵ھ | نمبر ۶۴

ہماری اقتصادی مشکلات کس طرح حل ہو سکتی ہیں؟

پیغام صلح مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء میں بھی احباب کی توجہ فریضہ زکوٰۃ کی طرف حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک مضمون بعنوان "فرضیت و اہمیت زکوٰۃ" کے ذریعہ مبذول کرائی تھی۔ اس امر کی اہمیت کا احساس رکھتے ہوئے مقالہ افتتاحیہ بھی لکھا گیا تھا۔ دونوں مضمون احباب کی نظر سے گذر چکے ہوں گے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے حضرات تو اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکے ہوں گے۔ لیکن جو برادران و خواہران قوم ابھی تک اس ضروری فرض کی طرف متوجہ نہیں ہوئے انکی توجہ کو ادائیگی زکوٰۃ کی طرف ایک بار پھر بذریعہ مضمون ہذا مبذول کرایا جاتا ہے ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ برادران قوم پورے احساس کے ساتھ حضرت امیر قوم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندہ دلی کا ثبوت دیں گے۔

دراصل قرآن کریم میں جہاں بھی نماز کا ذکر آیا ہے۔ اُس کیساتھ ہی زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے۔ واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین: نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھکے رہو۔ قرآن کریم نے نماز اور زکوٰۃ دونوں فرائض کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا ہے کہ جھکنے والوں کے ساتھ جھک جاؤ۔ یعنی جس طرح سے متقی لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام نماز و زکوٰۃ کے آگے جھک جاتے ہیں اسی طرح سے تم بھی جھک جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی پوری حکومت کو اپنے اوپر قبول کرو۔ اور صرف نماز ادا کر لینے کے بعد یہ خیال نہ کر لو کہ تم اپنا فرض پورا کر چکے ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی لازماً ایک اور حکم بانی کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہے اور وہ حکم ہے زکوٰۃ کی ادائیگی کا۔

جب تک ہم اس دوسرے حکم کی پیروی نہ کریں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کامل متبع نہیں کہلا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح نماز کو ہماری دینی و دنیاوی ترقی کے لئے رکھا ہے۔ اسی طرح سے زکوٰۃ کی ادائیگی میں بھی ہماری اقتصادی مشکلات۔ اور قوم کے افلاس کا علاج موجود ہے۔

زکوٰۃ کا لفظ زکا سے مشتق ہے۔ اور کھیتی کے نشو و نما کو بھی "زکا" کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس ٹیکس کو جو امیروں پر غریبوں کے لئے لگایا جاتا ہے۔ اس لئے زکوٰۃ کہا گیا ہے۔ کہ فی الاصل زکوٰۃ کی ادائیگی سے برکت ہوتی ہے۔ یا اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ واقعی زکوٰۃ کا دینا باعث صد برکت ہے۔ بتایئے جس قوم کے پاس منظم طریق پر ایک بیت المال میں زکوٰۃ جمع ہوتی ہو۔ اور پھر وہ روپیہ قوم کے غربا اور حاجتمندوں پر صرف ہوتا ہو تو وہ قوم دنیا میں سب سے بڑی برکت والی ہے۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ مبارک ہے کہ اس کے ممبران کی زکوٰۃ ایک قومی بیت المال میں جمع ہوتی ہے۔ جو قوم کی ہر قسم کی ضروریات کو پورا کر رہا ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے من حیث القوم اللہ تعالیٰ کے اس اہم حکم کے آگے گردن نہیں جھکائی جس کا نتیجہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہر بازار میں۔ ہر گلی میں۔ ہر کوچہ میں۔ ہر مکان کے دروازے پر ہمیں مسلمان فقیر اور گداگر دکھائی دیتے ہیں۔ ان گداگروں کا وجود فی الاصل قوم کے نام پر ایک نہایت رسواکن دھبہ ہے جس کے مٹانے کے لئے مسلمان قوم کوئی کوشش نہیں کرتی۔ اور کرے بھی کس طرح جبکہ اس کے پاس کوئی مشترک بیت المال ہی موجود نہیں، فرقوں فرقوں اور ٹولیوں ٹولیوں میں اہل اسلام تقسیم ہو چکے ہیں۔ ان کی علیحدہ علیحدہ صندوقچیاں چندہ کی فراہمی کے لئے بنی ہوئی ہیں۔ اور پھر اُن کا بھی کوئی خاص انتظام نہیں ہے یہی وجہ ہے۔ کہ ہر سڑک پر ایک مسلمان گداگر کراہتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور بعض بعض نحیف الجثہ گداگر تو اس قدر دردانگیز منظر پیش کرتے ہیں۔ کہ دل کانپ اٹھتا ہے۔ ان گداگروں کی تذلیل فی الحقیقت خود اسلام اور مسلمانوں کی تذلیل ہے۔ اور یہ ایک نشان ہے۔ مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کا جو مسلم قوم کی ترقی و بہبودی کے راستے میں بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ تجارت میں۔ ملازمت میں۔ اور دوسرے کاروبار میں مسلمانان ہند کی جو افسوسناک حالت ہے یہ صرف فریضہ زکوٰۃ کی طرف بے اعتنائی کی وجہ سے ہے۔

حریف اقوام کو دیکھئے کہ وہ زندگی کے ہر کاروبار میں سبقت لے گئے ہیں۔ لیکن مسلمان ہیں کہ بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے ہاں وصولی زکوٰۃ کا کوئی منظم طریقہ ہوتا تو کیوں آج مسلمان زندگی کی ہر دوڑ میں پیچھے ہوتے۔

اگر مسلمانان ہند کا ایک مرکزی بیت المال ہوتا تو کیوں مسٹر خالد لطیف گابا آج جیل میں محبوس ہوتے اور کیوں آج مسلمانوں کو یہ ذلت کا نظارہ دیکھنا نصیب ہوتا۔ مسلمانوں کی بہت ساری مجلسیں اور انجمنیں ہیں۔ مگر وہ قوم کی اس اہم ضرورت کو پس پشت ڈالتے ہوئے باہم برسرپیکار ہیں۔

مسلمانوں کی اخبارات کو ہی لے لیجئے۔ ہماری ہم وطن قوم کے تو کئی انگریزی روزنامے اور ہفتہ وار نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ لیکن پنجاب کے سارے مسلمان ایک اعلیٰ درجہ کا انگریزی اخبار جاری نہیں رکھ سکتے۔ مسلمانوں کی مجلسیں اور انجمنیں شور و غوغا تو بہت کرتی ہیں۔ اور بہت سے وقتی ہنگامے برپا کر دیتی ہیں۔ لیکن اُن کی یہ ہنگامہ آرائی باہمی کشمکش پر منتج ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی کام کرتی بھی ہیں۔ تو وہ ایک وقت تک محدود رہ جاتا ہے۔ اور ان وقتی ہنگاموں سے کوئی امید افزا نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔

ان تمام پستیوں کی وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان قوم کا روپیہ مختلف پارٹیوں کی صندوقچیوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور کسی مرکزی بیت المال میں جمع نہیں ہوتا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اکثر مسلمان ادائیگی زکوٰۃ کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ یا انفرادی طور پر فقیروں اور گداگروں کو بانٹ دیتے ہیں۔ اس طرح سے قوم کے پسینہ کی کمائی کچھ تو انجمنوں کی لاتعداد صندوقچیوں میں جا کر اور کچھ گداگروں سے منتشر ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح سے گداگروں کی تعداد دن بدن کمی کی بجائے اضافہ ہو رہا ہے۔ باقی جو روپیہ مجلسوں اور انجمنوں کے پاس جمع ہوتا ہے۔ وہ بھی نصف سے زائد ضائع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایسی مجالس یا انجمنیں ہندوستان میں بہت ہیں۔ جو غربا اور یتامےٰ کی پرورش اور خدمت دین یا اشاعت اسلام کو اپنا دینی شعار سمجھتی ہوں بلکہ ان پارٹیوں کا روپیہ کثرت سے سیاسی کاموں اور ذاتی اغراض کے لئے ضائع ہوتا ہے جس سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور مسلمان دن بدن اقتصادی قعر میں دھنسے جا رہے ہیں۔ اگر مسلمانان ہند کو اپنی اقتصادی ترقی مقصود ہے۔ تو سب سے پیشتر انہیں چاہئے۔ کہ ایک بیت المال قائم کریں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا ایک مرکزی بیت المال قائم ہے۔ جہاں دوسری آمد کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ بھی ایک نظام کے ماتحت جمع ہوتی ہے۔ اور پھر اس بیت المال سے یہ روپیہ باقاعدگی کے ساتھ ملکی و غیر ملکی اسلامی مشنوں پر غریب طالب علموں کی امداد پر نومسلموں کی تالیف قلوب پر۔ مساجد کی تعمیر پر۔ اور غربا و یتامےٰ اور بیوگان کی پرورش پر۔ اور اسلامی لٹریچر کی غیر مسلموں میں تقسیم پر صرف ہوتا ہے۔ یقیناً اس سے بہتر مصرف زکوٰۃ کا اور کوئی نہیں ہو سکتا اس لئے ہر احمدی بزرگ۔ بھائی اور بہن کا یہ فرض اولین ہے۔ کہ وہ خود ادائیگی زکوٰۃ کے لئے سبقت کریں اور اپنے حلقہ اثر میں اس کی تحریک کریں۔ تا قوم کی ایک پائی تک ضائع نہ ہونے پائے۔ صرف زکوٰۃ کا ایک تہائی اپنے طور پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں خود حضرت رسول اللہ صلعم کا یہ عمل تھا۔ کہ کوئی مسلمان اس بات کا مجاز نہ تھا۔ کہ اپنے طور پر زکوٰۃ کی رقم کو فقیروں وغیرہ میں بانٹ دیتا۔ صحابہ کرام کا بھی آپ کے بعد یہی عمل رہا۔ چنانچہ جب بعض قبیلوں نے حضرت ابوبکرؓ کو کہلا بھیجا۔ کہ ہم اپنی زکوٰۃ بیت المال میں جمع نہیں کریں گے۔ بلکہ اپنے طور پر خرچ کر لیں گے۔ تو آپ نے ان سنت نبوی کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف لشکرکشی کی۔ کیونکہ جو شخص بیت المال میں زکوٰۃ جمع نہیں کراتا۔ وہ قوم کا نقصان کرتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو نہایت سختی سے متنبہ کیا ہے:- والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون :- وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خبر دو۔ جس دن اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائیگا۔ پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیاں اور اُن کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ یہ وہ ہے۔ جو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا۔ تو اس کا مزہ چکھو۔ جو تم جمع کرتے تھے۔ کسی دوسری جگہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مشرک قرار دیا ہے کیونکہ یہ لوگ خدا تعالےٰ کے تاکیدی حکم پر اپنی دلی خواہش کو ترجیح دیتے ہیں:-

ویلٌ للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم کٰفرون۔ مشرکوں پر افسوس ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ اور فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کرنے سے مدعا یہ ہے کہ کامل طور پر اس کی اطاعت کو قبول کیا جائے

احمدیہ جماعت تبلیغ اسلام اور خدمت قرآن کے لئے اُٹھی ہے۔ دوسروں کو اسلامی تعلیم دینے سے پیشتر اپنی عملی حالت کو

پرین نمونہ بنا لینا چاہئے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت ... سے لیکر بوڑھے تک خدا تعالیٰ کے فضل سے کیا بڑا اور کیا چھوٹا اور دینی اہم ... تبلیغی ذمہ داری کا احساس رکھتے ہوئے دوسرے فرائض ... ساتھ ساتھ اگر ادائیگی زکوٰۃ کی طرف پورے انہماک کیساتھ توجہ ہوں تو ایک طرف اگر ہماری قومی اقتصادی حالت بہتر سے بہتر ہو سکتی ہے۔ تو دوسری طرف ہماری جماعت کا وجود مسلمانان ہندوستان کے لئے بالخصوص اور مسلمانان عالم کے لئے بالعموم ایک قابل رشک نمونہ بن سکتا ہے۔ اور مسلمان ہمارے قابل قدر نمونے سے بہت کچھ استفادہ حاصل کر سکتی ہے۔ ضرورت ہے کہ نوجوانان قوم ... خاص طور پر زمانہ اور قوم کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے وصولی زکوٰۃ کے لئے ایک منظم تحریک جاری کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ کس طرح ہر مغربی ملک میں اللہ اکبر کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اور ہمارے بعض دشمنوں کی قلتِ سرمایہ کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔

یہ ایک عملی قدم ہے۔ جو دوزخ کی آگ سے بچانے والا سنت نبوی پر چلانے والا اور ہماری تمام اقتصادی مشکلات کو حل کرنے والا ہے۔ عباداتِ الٰہیہ کا بھی اصل مقصد یہی ہے۔ کہ ہم باری تعالےٰ کی صفات میں رنگے جائیں۔ اس کی سب سے بڑی صفت ربوبیت ہے۔ اس صفت سے رنگین ہو کر خلقِ خدا کی خدمت کریں۔ غربا و یتامےٰ و بیوگان کی پرورش کے لئے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور اشاعت اسلام و حفاظتِ اسلام کے کام میں جماعت کی مالی امداد کریں کہ یہ بھی خدمت خلق میں داخل ہے یہی چیز ہے جو ہمیں مکمل متقی بنانے والی ہے۔ کیونکہ حصولِ تقوےٰ کیلئے اللہ تعالیٰ نے انفاقِ مال بھی ایک شرط قرار دی ہے۔ ومما رزقنٰھم ینفقون اور جو کچھ ہم نے ان (متقیوں) کو دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بخیل کی عبادت رب العالمین کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ احباب جماعت جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے حضرت امام الوقت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا ہے۔ جن کے سینوں میں فرامینِ قرآن کریم کی سچی عزت ہے۔ جن کے دلوں میں سنتِ نبوی کی حقیقی قدر و منزلت ہے۔ ارشاداتِ ربانی کے آگے سر جھکاتے ہوئے سنت نبوی پر گامزن ہوتے ہوئے۔ حضرت مسیح الزمان کیساتھ وعدہ کا دلی احساس رکھتے ہوئے۔ اور مسلمانوں کی موجودہ اقتصادی بدحالی سے عبرت حاصل کرتے ہوئے۔ زکوٰۃ کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے دنیا کو یہ بتا دینگے۔ کہ اس زمانہ میں اگر کوئی جماعت من حیث الجماعت زکوٰۃ کو ایک نظام کے ماتحت ادا کرنے والی ہے۔ تو وہ احمدیہ جماعت لاہور ہے +

(مدیر معاون)

تعلیم یافتہ طبقہ پر احمدیت کا خوشگوار اثر

سید اختر حسین شاہ صاحب اپنی تبلیغی رپورٹ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۱ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۴ر ستمبر کو جامع مسجد بسی (پٹیالہ) میں مسلمانوں کے حال و مستقبل پر انکی ایک بصیرت افروز تقریر ہوئی۔ سامعین معززین شہر علیگڑھ یونیورسٹی کے گریجوایٹ۔ اور لا کالج کے طلباء پر مشتمل تھے۔ تقریر کا اثر بہت اچھا رہا گریجوایٹ صاحبان اور طلباء لا کالج نے اختتام تقریر پر بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ اور احمدیت کا اچھا اثر لیکر گئے۔ دوسرے دن پیر شاہ صاحب موصوف کی تقریر جامع مسجد میں کرائی گئی۔ ملاؤں کی شرارتوں کے باوجود جلسہ کامیاب رہا۔

بقیہ صفحہ ۷

قرآن کریم فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔

مذہبی پیشواؤں کی توہین کے متعلق مہاشہ جی نے ہمیں چیلنج کیا ہے۔ کہ "کوئی ایسی تحریر پیش کریں جس سے ان کے الزام کا ثبوت مل سکے۔ ساتھ ہی منشی صاحب یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ: "ہم نے انبیاء کی توہین نہیں کی۔ اور نہ آریہ سماج کے اصول ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں"۔ مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کر دیا اور ابھی تک پرکاش نے کسی کی توہین نہیں کی۔ سفید جھوٹ کی مثال اس سے بڑھکر اور کہیں نہیں مل سکتی۔

ذیل میں پرکاش کی تازہ ترین چند تحریرات پیش کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماجیوں کی ذہنیت کس قدر گری ہوئی اور خلاف شرافت ہے :-

"واضح ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے ایک سرے پر آنحضرت اور دوسرے سرے پر مرزا صاحب دین اسلام کی نیننگ اڑانے کو کھڑے ہوئے تھے"۔ (پرکاش ۲۸ جون ۳۶ء)

حضرت محمد صاحب کے نسخہ خیز باغ کی داد دیجئے (پرکاش ۲۲ اگست ۳۶ء)

اس قسم کے دلآزار کلمات شائع کرنا پیغمبروں کی توہین نہیں تو اور کیا ہے ؟

میں آریہ سماج سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ (۱) کیا نبیوں اور رشیوں سے اس قسم کا ناجائز تمسخر و استہزا کر کے ہی آریہ سماج عالمگیر حیثیت اختیار کرنا چاہتی ہے ؟ (۲) اور کیا یہی وہ رواداری ہے۔ جو ہندو مسلم اتحاد پیدا کر سکتی ہے ؟ (۳) ایسے حالات میں کبھی توقع ہو سکتی ہے۔ کہ ہندوستان کبھی آئندہ زمانہ میں آزاد ہو سکیگا؟ لوگوں کو تو آریہ سماج طعنے دیتی ہے۔ کہ فلاں غلام فطرت ہے فلاں ٹوڈی ہے۔ اور فلاں خوشامدی ہے۔ لیکن خود تشتت و افتراق کا وہ بیج "بھارت ورش" میں بو رہی ہے۔ جو کبھی ہندو مسلم اتفاق پیدا نہ ہونے دے گا۔ خدارا یہ سوراج اور آزادی کے حامی ذرا غور فرمائیں۔ کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں۔ کہنے کو تو منشی صاحب نے فوراً کہدیا کہ "نہ آریہ سماج کے اصول ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں"۔ لیکن ان کا اور ان کے دوسرے بھائیوں کا عمل اس کے بالکل خلاف ہے +

بقیہ صفحہ ۲

اس دعا میں ان ناصران دین محمدی کی حمیت اور نصرت کی خواہش رکھتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر دعویٰ نصرت و تائید دین کریں۔ الہام الٰہی سے انہیں حکم ہے۔ کہ دین کی نشر و اشاعت کا کام کریں۔ فرقہ ہائے مختلفہ کی غلطیوں کو آشکارا کریں۔ اور انہیں صحیح مسلک پر لگانے کی کوشش کریں ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ جب ایسے لوگ ظاہر ہوں۔ ان کی نصرت کریں۔ ورنہ ہماری دعاؤں کی حقیقت ویسی ہی ہو گی۔ کہ

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہٖ (الاٰیۃ البقرۃ ع۱۱)

یہود مخالفین پر اپنے غلبہ کی دعائیں مانگتے۔ مگر جب غلبہ عطا کرنے والا وجود دنیا میں ظاہر ہوا۔ تو انکار کر بیٹھے۔ ہمیں قرآن مجید کونوا مع الصادقین کا حکم دیتا ہے۔ سب سے بڑھکر صادق وہ ہے۔ جس کے صدق پر الہام الٰہی کی مہر ہو جسے خدائے رحیم و کریم مجدد و مامور وقت بنائے۔ کیا یہ ہمارا فرض نہیں کہ ہم اسکے ظہور کے وقت اس حکم قرآنی پر عمل کریں اور اس کا ساتھ دیں۔ انکی بیعت اسلام میں داخل ہونے کے لئے نہیں بلکہ اسلام کی مدد کرنے کے لئے ایک عہد ہے۔ اور یہ اسی قسم کا عہد ہے۔ جیسا کہ خلفاء راشدین نے لیا تھا کیا اس وقت ان کی بیعت کی ضرورت تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو سوال ہے کہ آیا وہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے تھی یا کسی اور

قادیانی نبوت کے قصر میں تزلزل

(از جناب غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے)

قادیانیوں کی خانہ ساز نبوت کا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ روز بروز یہ حقیقت دنیا پر واضح ہو رہی ہے۔ کہ نبی کریم کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا۔ نیا ہو یا پرانا۔ گذشتہ تیرہ سو سال کی مذہبی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ آنحضرت کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اور آپ کے بعد جس قدر بھی متنبی ہوئے ہیں سبکے سب ذلیل و خوار ہوئے جو اس باب کا بین ثبوت ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ قرآن شریف کا وجود۔ نبی کریم صلعم کی احادیث اور حضرت مسیح موعود کے بے شمار اقوال ختم نبوت کا زندہ ثبوت ہیں۔ حضرت صاحب تو تمام عمر مخالفین سے اس بات پر جھگڑتے رہے کہ تم لوگ نزول مسیح کو آسمان سے مان کر ختم نبوت کے دروازہ کو توڑ رہے ہو اور آج قادیانی ہیں۔ کہ ان مخالفین کی ہمنوائی کرتے ہوئے حضرت صاحب کے دلائل کو عملی رنگ میں توڑنے کی سعی کر رہے ہیں۔ حضرت صاحب کی تحریرات کو دیکھو بار بار قرآن وحدیث و اقوال بزرگان امت سے مجددیت۔ مسیحیت و محدثیت پر ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ مگر اپنی نبوت کے ثبوت میں نہ قرآنی آیات ہیں نہ احادیث نبوی بلکہ اس کے خلاف آیت خاتم النبیین اور حدیث و نبی بعدی سے ختم نبوت پر زور دیتے رہتے ہیں۔

حضرت صاحب کا دعویٰ مجدد و محدث ہونے کا تھا۔ اور اگر بغور دیکھا جائے تو سب سے بڑا مرتبہ جو انسان حاصل کر سکتا ہے۔ وہ خدا سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہے۔ ایسے باکمال انسانوں کو اللہ تعالےٰ علوم غیبیہ معارف قرآنیہ اور مبشرات سے بکثرت بہرہ ور فرماتا ہے۔ اور انہیں اصطلاح شریعت میں محدث کہتے ہیں۔ گویا کہ جو فیوض پہلے لوگوں کو ملتے رہے ہیں وہ اب بھی جاری ہیں۔ نبی کا کام چونکہ شریعت لانا ہوتا تھا اور چونکہ قرآن کے بعد کسی شریعت کی ضرورت نہیں رہی۔ اس لئے نبوت کی بجائے محدثیت رکھ دیا ہے۔

حضرت صاحب چودھویں صدی کے سر پر بدستور سنت الہیٰ مجدد بنا کر بھیجے گئے۔ تاکہ قرآنی علوم کو دنیا پر واضح کریں اور اسلام کو داخلی اور خارجی بدعات سے صاف کریں جیسا کہ فرمایا:۔

"پھر جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالےٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے"
حاشیہ کتاب البریہ ۱۶۸)

(۲) "وہ مجدد جو اس چودھویں صدی کے سر پر بموجب حدیث نبوی آنا چاہیئے تھا۔ یہی راقم ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۳۰)

(۳) اب میرا یہ دعویٰ کہ اس صدی پر میں تجدید دین کے لئے بھیجا گیا ہوں صاف ہے۔ میں زور سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور اس پر ۲۲ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے۔ اس قدر عرصہ تک میری تائیدوں کا ہونا یہ اللہ کا الزام اور حجت ہے تم لوگوں پر کیونکہ میں نے جو مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ کہ میں فسادوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ حدیث اور قرآن کی بناء پر کیا ہے"۔ (الحکم ۱۷ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء)

غرضیکہ حضرت صاحب نے ابتدا سے انتہا تک اپنی کتب میں دعویٰ کیا۔ کہ میں پہلے مجددوں کی طرح اس صدی کا مجدد ہوں۔ اور چونکہ اللہ تعالےٰ سے مجھے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل ہے۔ اس لئے محدث ہوں۔

یہی عقیدہ تھا جس پر آپ تمام عمر قائم رہے۔ اور اسی پر آپ کے ماننے والے بھی قائم تھے۔ جس کا بدیہی ثبوت وہ کتبہ ہے جو آپ کی وفات پر آپ کے مزار پر لگایا گیا۔ جس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رئیس قادیان
مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم تاریخ وفات
۲۶ر مئی سنہ ۱۹۰۸ء"

اگر حضرت صاحب نبی ہوتے یا آپ کے متبعین آپ کو نبی مانتے ہوتے تو پھر لفظ مجدد لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر آپ نبی تھے۔ تو پھر آپ کو گھٹا کر مجدد کیوں لکھا گیا۔ مگر نبی کہتے بھی کس طرح۔ جب کہ آپ ہمیشہ مدعی نبوت کو کافر اور کاذب فرماتے رہے۔ اور جب کہ آپ نے آپ کو نبی کہنے والوں کو دجال کا لقب دے رکھا تھا۔ اس کتبہ سے آپ کا حقیقی مقام واضح ہو جاتا ہے۔ اور قادیانیوں کی من گھڑت اور دور از حقیقت تاویلات کی حقیقت بھی الم نشرح ہو جاتی ہے۔ ایک مدت تک تو ان کی توجہ ادھر نہ ہوئی۔ مگر جب کسی کے اشارے سے احساس ہوا کہ یہ تو قادیانی طلسم پر ضرب کاری ہے۔ تو جھٹ اس کتبہ کو مٹا کر اس کی جگہ نیا کتبہ نصب کر دیا۔ اور اس پر سے "مجدد صدی چہار دہم" کے الفاظ حذف کر دئے۔

پیغام صلح میں جب اس تلبیس پر قادیانیوں کی توجہ دلائی گئی تو قاضی محمد یوسف صاحب صفائی کے لئے آگے بڑھے اور بے ربط اور متضاد خیالات سے مملو ایک مضمون الفضل ۱۲ر ستمبر میں لکھ مارا۔ قادیانیوں کی قوت تحریر اور طرز استدلال کا تو میں پہلے ہی قائل تھا۔ کہ ان کی گفتگو ہمیشہ اپنی تردید آپ ہی کرتی ہے۔ چنانچہ سرطائفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب کی کتاب حقیقۃ النبوۃ اس کا زندہ ثبوت ہے۔ جس میں اگر ایک طرف اگر حضرت صاحب پر نازیبا اور ناروا حملے کئے گئے ہیں تو دوسری طرف اپنی تردید بھی کی گئی ہے۔ قاضی صاحب کا مضمون بھی اُن کی تردید کے لئے کافی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روضہ مبارک پر کوئی کتبہ جدا موجود نہ تھا۔ بلکہ قبر کے سرہانے صرف چونے کی دیوار پر پہا ہی سے لکھی ہوئی تحریر تھی"

قاضی صاحب کے نزدیک کتبہ سنگ مرمر کی سل کو کہتے ہیں۔ پیغام صلح کی تحریر سے آپ نے یہ نتیجہ کہاں سے اخذ کر لیا کہ گویا وہاں حضرت صاحب کے مزار پر پتھر نصب تھا۔ جہاں یہ الفاظ کندہ تھے۔ کتبہ کے معنی تحریر کے ہی ہوتے ہیں۔ یعنی وہاں روضہ اطہر پر علاوہ دیگر عبارت کے "مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ بھی مرقوم تھے۔ جو قادیانی دستبرد کا شکار ہو گئے۔ کتبہ اور تحریر ایک ہی بات ہوتی ہے۔ چلو کتبہ نہ سہی۔ تحریر ہی سہی۔ اگر آپ "کتبہ" کا مفہوم ذہن میں رکھکر اس کی موجودگی سے انکار ہی کرواتے تو آپ کو پوچھنے والا کون تھا۔

آگے چلکر جو صفائی آپ پیش کر رہے ہیں۔ وہ عذر گناہ بدتر از گناہ کی مصداق ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں۔

"اس وقت جو سنگ مرمر کا کتبہ لگایا گیا ہے۔ اس پر اگر مجدد کے الفاظ نہیں تو نبی اور رسول کے الفاظ بھی نہیں لکھے گئے"۔

ان الفاظ پر غور فرمایئے اور یہ فقرہ پڑھ جایئے۔

(یہ تحریر) عرصہ گذرنے پر بارشوں کی وجہ سے پھیکی ہو گئی ورنہ عمداً اور ارادۃً کوئی تحریر نہیں بدلی گئی"

"مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ اڑا دئے جاتے ہیں۔ کیونکہ بارش نے تحریر کو خراب کر دیا تھا۔ تو قاضی صاحب مسیح موعود کے الفاظ کیوں باقی رکھے جاتے ہیں۔ حضرت صاحب کا حقیقی دعویٰ تو منصب تجدید پر سرفراز ہونے کا تھا۔ مسیح ہونا تو مصلحت زمانہ کے لحاظ سے تھا۔ کیونکہ مجدد نے جس قسم کے فتنوں کا انسداد کرنا ہوتا ہے۔ ویسا ہی نام دیدیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

مگر آپ کے بھائی بندوں نے جڑھ کو کاٹ دیا ہے۔ اور شاخوں کو قائم رکھنے میں مصروف ہیں کیا اپنے ہی دبی زبان سے اقرار کے مطابق آپ یہ لکھنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ نئے کتبے میں کوئی بدنیتی مدنظر نہیں رکھی گئی"۔

جناب من۔ بزرگان سلسلہ نے کتبہ میں مسیح موعود اور مجدد صدی چہاردہم کے الفاظ آپ کے دعاوی کے پیش نظر تحریر کئے تھے۔ چونکہ آپ کا دعویٰ یہ تھا۔ کہ بمثل مجددین سابقہ ایک مجدد ہوں اور مسیح ہوں۔ اس لئے آپ کے مزار پر بھی عین عقیدہ کے مطابق حضرت حکیم نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں یہ الفاظ ثبت کئے گئے اگر آپ کا دعوےٰ نبی کا ہوتا تو دنیا کی کوئی طاقت ان نفوس قدسیہ کو "نبی اللہ" لکھنے سے باز نہیں رکھ سکتی تھی۔ اگر آپ کے نزدیک "نبی مجدد" ہوتے ہیں تو پھر کس بات نے مجبور کر دیا کہ "مجدد" کا لفظ اڑا دیا جائے۔ آپ کی تو اس میں تائید تھی۔ کیا اس سے آپ لوگوں کی دلی کیفیتوں کی حقیقت آشکارا نہیں ہوتی۔ مگر قادیانی اور غور و تدبر سے کام لے؟ امید موہوم۔ تقلید اور پیر پرستی سب سے پہلے قوت فہم و ادراک پر ہاتھ صاف کرتی ہے۔ (باقی آئندہ)

چیلنج دینے والے قادیانی اب کہاں سو گئے

"مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ قادیان" نے بڑے طمطراق سے ہمیں تحریری اور تقریری مناظرہ کیلئے کھلا چیلنج بذریعہ اخبار الفضل ۱۵ر ستمبر سنہ ۱۹۳۶ء دیا تھا اور اپنے اس مضمون کو اخبار میں شائع کرنے کے علاوہ علیحدہ بھی بذریعہ ٹریکٹ تقسیم کیا تھا۔ ہم نے اسی دن اسے منظور کرتے ہوئے پیغام صلح ۱۹ر ستمبر سنہ ۱۹۳۶ء (سال گذشتہ) کے پیش کردہ مباحثہ کیلئے انکو بلایا تھا کہ اپنے خلیفہ صاحب کو میدان میں نکالیں۔ جنکے اشارہ اور منظوری پر ان کے ایک ناظر کیطرف سے یہ چیلنج دیا گیا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ نصف ماہ گذر جانیکے باوجود خلیفہ صاحب اور اُن کے حواری خاموش ہیں کیا امید رکھنی چاہیئے کہ اس سال بھی ہماری دعوت کا وہی انجام ہوگا۔ جو سال گذشتہ ہوا؟

(آنریری جوائنٹ سیکرٹری)

مسلم ہوسٹل

میں

تمام انتظام احسن طور پر مکمل ہو گیا ہے۔ قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۵ ار اکتوبر کے بعد ہوسٹل میں درس قرآن کریم شروع فرما دیں گے۔ اپنی جماعت کے نوجوانوں کے لئے انجمن نے اس قدر روپیہ خرچ کر کے سب انتظامات مکمل کئے۔ لیکن ابھی تک نوجوانوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

ضرورت ہے کہ نوجوان اس آواز پر لبیک کہکر اپنی قوم۔ انجمن اور اپنے بزرگوں کے لئے تسکین کا باعث ہوں۔ مفصل حالات کے لئے پراسپکٹس سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل جیل روڈ۔ کوٹھی جہاز نما سے طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ("سپرنٹنڈنٹ مسلم ہوسٹل")

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ ۵ر اکتوبر کی شام کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی معیت میں ڈلہوزی سے بخیریت تمام ہو پہنچ گئے تھے۔

— اکثر احباب جماعت حضرت ممدوح کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر تشریف لے گئے تھے۔

— حضرت ممدوح اور ڈاکٹر صاحب موصوف کی صحت لفضلہٖ بہت اچھی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

— جناب مولانا عبدالحق صاحب فاضل وید سنسکرت روزانہ بعد نماز مغرب مسجد میں قرآن حکیم کا درس دیتے ہیں۔ جو از حد دلچسپ پر از معلومات ہوتا ہے۔ حاضرین کی تعداد کافی ہوتی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ خود تشریف لائیں اور غیر از جماعت دوستوں کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔

— برادرم بشیر محمد صاحب اختر مدیر پیغام صلح چند یوم سے بعارضہ بخار و سردرد بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحتِ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

— جماعت جمبہ ابھی تک مصائب مبتلا ہے۔ دشمنانِ احمدیت انہیں سخت سے سخت تکالیف پہنچا رہے ہیں۔ جملہ بزرگان و برادران سلسلہ کی خدمت میں پُر زور التماس ہے۔ کہ وہ احباب جمبہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خصوصاً تہجد خوان حضرت سے درخواست ہے کہ وہ تہجد میں ان مصیبت زدگان کیلئے دعا کریں۔

درخواست دعا

تمام احباب جماعت و بزرگان جماعت کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ہماری جماعت کے نہایت ہی مخلص ممبر قبلہ حاجی شیخ عبدالرحمان صاحب برادرم قبلہ جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ وزیرآباد عرصہ پانچ ماہ سے بیمار ہیں۔ اُن کی صحت کے لئے تمام احباب دردِ دل سے دعا کریں۔ اور بزرگان اُن کے لئے تہجد میں دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن کو صحت کلی عطا فرمائے آمین۔ یہ ہماری جماعت کے ایک قیمتی وجود ہیں۔ فقط۔ (خاکسار الہیٰ عبیداللہ سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن وزیرآباد)

عازمانِ حج توجہ کریں

ہماری جماعت کے جن دوستوں کا ارادہ امسال حج پر جانے کا ہو۔ وہ اگر مرکز سے خط و کتابت کر کے جائیں۔ تو انشاء اللہ ملک عرب و جدہ۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ میں اُن کو ہر قسم کی سہولیت میسر ہو سکتی ہے۔ اگر وہ سب اکٹھے ہو کر جائیں۔ تو جماعت کے وقار کا موجب ہونے کے علاوہ مکہ معظمہ میں ان کی رہائش وغیرہ کا عمدہ انتظام ہو سکے گا۔ بغیر یہاں کے مشورہ کے کسی کو معلم بھی مقرر نہ کریں۔

(خاکسار محمد منظور الہیٰ آنریری جائنٹ سیکرٹری)

رحمۃ للعالمین پر پرکاش کے "ناپاک حملے"

اور اُن کا دندان شکن جواب

(از جناب شیخ محبوب عالم صاحب)

(۴)

مہاشہ جی نے "ویدک اخوت و مساوات" کی حمایت میں ایک بے سروپا منتر پیش کیا ہے۔ منتر نامکمل ہے۔ اگر ایک آدمی اُٹھ کر ایک مجلس کو کہدیتا ہے۔ کہ تم بھائی بھائی ہو۔ تمہارا لباس ایک ہو۔ تمہارا کھانا ایک ہو۔ تو اس سے اخوت و مساوات پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس قسم کی باتیں تو آریہ سماجی اپنے سٹیج پر بناتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اچھوت ابھی تک نالاں ہیں۔ میرے دوست ہتیشی کو اس منتر کا موقعہ ومحل بتانا چاہئیے۔ تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو کہ فی الواقعہ وید اخوت ومساوات کا حامی ہے۔ آج اگر ایک برہمن برہمنوں کی مجلس میں لیکچر کرتے ہوئے کہدے کہ تم مل کر کھاؤ بیٹھو۔ تو اس سے اخوت ومساوات بنی نوع انسان میں لازم نہیں آتی۔ لطف تو جب ہے۔ کہ مہاشہ جی کوئی ایسا منتر پیش کریں۔ جو چوہڑوں اور چماروں کے ساتھ مل کر کھانے اور اُن کے ساتھ رشتہ و ناطہ کرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ پھر ہم سمجھ لیں گے۔ کہ وید بھی مساوات کی تعلیم دیتے ہیں۔ تیسرا اعتراض مہاشہ جی نے سیدنا حضرت رسول کریم صلعم پر کیا ہے۔ کہ آپ نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا تھا۔ کہ "عرب میں دو مذہب نہ رہنے پائیں"۔ یہ ایک نہایت بودا اور لغو اعتراض ہے۔ اس سے مہاشہ جی نتیجہ یہ نکالنا چاہتے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلعم جبراً لوگوں کو مسلمان کرتے تھے اور جو . . . . . . مسلمان نہ ہوتا۔ اُسے ملک سے خارج کر دیتے یا اُس پر کوئی سختی کرتے دراصل معاملہ یوں ہے کہ آنحضرت صلعم . . . .

. . . . نے انتہائی کوشش کی کہ مدینہ کی قوموں میں اتحاد پیدا ہو جائے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے مسلمانوں اور یہودیوں میں ایک معاہدہ ہوا جس کی تین شرائط یہ بھی تھیں۔ (۱) کہ یہودی اور مسلمان اپنے اپنے مذہب پر رہیں گے۔ اور کوئی فریق دوسرے سے تعرض نہ کرے گا۔ (۲) مسلمان اور یہودی ایک قوم کے حکم میں ہوں گے۔ (۳) آخری فیصلہ تنازعات کا آنحضرت صلعم کریں گے۔ لیکن یہودیوں نے بار بار نہ صرف اس معاہدہ کی خلاف ورزی . . . .

کی بلکہ خطرناک سے خطرناک شرارتیں۔ اسلام اور آنحضرت صلعم کے خلاف کیں۔ آنحضرت صلعم کے متعلق توہین آمیز کلمات کہتے تھے۔ ان کے اخلاق کا یہ حال تھا۔ کہ عورتوں سے کھلے طور پر چھیڑ چھاڑ کرتے۔ نہ صرف اس قدر بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کو انہوں نے زہر بھی دینا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا۔ اور ایک صحابی بشر بن براء جنہوں نے زہر والا کھانا کھایا فوت ہو گئے۔ یہودیوں کی شرارتیں۔ تو حضرت عمرؓ کے زمانہ تک بھی نہ رکیں۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے فرزند کو مکان سے نیچے گرا دیا۔ اُس وقت حضرت عمرؓ نے یہودیوں کو جلا وطن کر کے شام میں بھیجدیا تھا۔ اب مہاشہ جی ہی بتائیں۔ کہ اس قسم کی شرارتی قوم کا اور کیا علاج ہو سکتا ہے جنہوں نے پے در پے معاہدوں کی خلاف ورزی کی۔ مسلمانوں کی اتحاد پرور مساعی کے باوجود یہ فرقہ اُن کے دشمنوں سے ملکر اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کرتا رہا۔ خطرناک سے خطرناک سازشیں اس فرقہ نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف کیں۔ تو رسول کریم نے اگر یہ وصیت کی کہ یہود کو عرب سے خارج کر دینا چاہئیے۔ تو یہ کوئی جبر نہیں کیا ملک کے اتحاد امن اتحاد کیلئے یہ ازبس لازمی تھا۔ کہ ایک شرارتی اور اتحاد سوز عنصر کو وہاں سے خارج کر دیا جاتا۔ آریہ سماج کا آنحضرت صلعم پر یہ ناپاک الزام لگانا۔ کہ آپ نے جبراً اور خوف سے اشاعت اسلام کی سراسر افترا اور صریحاً واقعات کے خلاف ہے۔ آنحضور صلعم تو قاتل دشمنوں کیلئے بھی دعا کیا کرتے تھے۔ اور کبھی اپنے کسی معاملہ میں بھی کسی شخص پر جبر روا نہ رکھا۔ چنانچہ جنگ احد کے دوران میں جب آپ پر تیر برس رہے تھے۔ تو آپ دشمنوں کیلئے دعا فرماتے تھے۔ اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون۔ اے میرے اللہ میری قوم کو بچا کہ یہ نہیں جانتے۔ محکوم قوم تو ایکطرف ہی اپنے قیدیوں سے بھی وہ سلوک کیا جسکی مثال تاریخ میں نہیں کوئی ملتی ہے۔ نہ سماجیوں کی بھارت ورش میں۔ یہ محض سرور دوعالم صلعم کا حسن سلوک تھا۔ جو کفار کے دلوں میں گھر کر گیا چنانچہ ایک قیدی کا اپنا بیان ہے کہ "جن لوگوں کے پاس میں قید تھا۔ انکے ہاں جب کھانے کا وقت آتا تو وہ اعلیٰ درجہ کا کھانا مجھے دیتے اور خود کھجور کھا لیتے"۔ آہ۔ ان واقعات سے متعصب آریہ سماج کی آنکھیں بند ہیں میں چیلنج کرتا ہوں مہاشہ جی کو کہ وہ اس قسم کے دشمنوں سے حسن سلوک کا ذیشان نمونہ کسی ویدک رشی کی زندگی سے پیش کریں۔ ورنہ خاتم النبیین کے سامنے سر تسلیم خم کریں اے بھارت ورش کے آریو! ہندستان کی کتنی اہمیت ہے کہ تم رحمۃ اللعالمین کی رحمت کے سایہ میں آجاؤ۔ یاد رکھو جبتک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار نہ کرو گے ہندستان مکمل طور پر آزاد نہ ہوگا۔ نہ یہاں اتحاد و اتفاق ہی پیدا ہوگا۔

فی الواقعہ ہمارے آریہ دوست قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کو انصاف کی نظر سے نہیں دیکھتے ورنہ وہ کبھی اس قسم کے اعتراضات کا ارتکاب کریں یہیں تک نہیں بلکہ بعض اوقات تو آریہ سماجی کھلے کھلے الفاظ میں ہمارے آقا و مولا محمد مصطفےٰ صلعم کی شان میں گستاخی کر جاتے ہیں جس کیلئے اُن کے پاس کوئی دلیل موجود نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ انکے اپنے سرکردہ لوگ انکے اس رویہ سے اظہار نفرت کر چکے ہیں۔

اسلام پر حملہ کرتے ہوئے مہاشہ جی یوں رقمطراز ہیں:۔

اسلام اپنی خوبیوں سے کسی کے لئے باعث کشش نہیں۔ بلکہ وہ جبر سے۔ خوف سے۔ اور لالچ سے دوسروں کو اپنے جال میں پھنسانا چاہتا ہے۔ اور اگر کوئی دام فریب میں پھنسنے کے لئے تیار نہ ہو تو اُسے جلا وطن کر دینے کا حکم دیا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں ایک آیت اس مطلب کی آئی ہے۔ کہ اے رسول تو کافروں کو سمجھانے کی کوشش نہ کر۔ وہ تیری بات کو نہ مانیں گے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اسلام خود کو اس قابل نہیں پاتا۔ کہ کسی کو خوبیوں اعلیٰ تعلیم سے متاثر کر سکے"۔ اسلام اپنی خوبیوں کی کشش سے جلد یا بدیر ڈاکٹر کمال یا شا کنیل کو محمد الرسول اللہ صلعم کی غلامی میں لا چکا ہے۔ اور اس کی مقناطیسی کشش اچھوتوں کو بھی رفتہ رفتہ اپنی طرف مائل کر رہی ہے۔ اسلام کی اخوت و مساوات میں وہ مقناطیسی کشش ہے جو بھائی پرمانند آف مہاسبھا سے بھی خراج تحسین ذیل کے الفاظ میں وصول کر چکا ہے۔

"جب کوئی غیر مذہب کا شخص اسلام کو قبول کرتا ہے تو ہر ایک مسلمان ہاتھوں کو پھیلائے اس کو بغلگیر کرنا چاہتا ہے اور جو کچھ اس سے بن پڑتا ہے۔ اس کی مدد کرنے کو تیار ہو جاتا ہے ہندو سماج کی ذہنیت بالکل اس کے برعکس ہے۔ ہمارے پاس غیر مذہب کی عورتیں آتی ہیں۔ جو ہندو بننا چاہتی ہیں۔ لیکن ہمیں کوئی ایسا کنبہ نہیں ملتا۔ جو ان عورتوں کو اپنے ساتھ رکھنے کو تیار ہو۔ جہاں پر ہندو دوسروں سے چھو چھو کر کے پیچھے ہٹنا جانتے ہیں۔ وہاں پر مسلمان سوسائٹی میں دوسروں کو لینے کے لئے زبردست کشش پائی جاتی ہے"۔

(پرکاش رشی نمبر ۲۱ر نومبر ۱۹۲۶ء)

یہ ہے مہاشہ جی آپ کی ویدک اخوت کے ڈھول کا پول ذرا ایمان اور دیانت کو ہاتھ سے نہ دیتے ہوئے کہنا۔ کونسے مذہب میں کشش ہے؟ اور کونسا مذہب کشش سے پھیلا ہے اور کونسا وہ مذہب ہے۔ جو جبر خوف اور لالچ سے پھیل رہا ہے اگر میں خود اسلامی کشش کی تعریف کرتا تو آپ کو ہرگز یقین نہ ہوتا۔ اس لئے ایک کٹر ہندو مہاسبھائی کی رائے پیش کی ہے۔ کیا اب بھی حق پرست اور دیانت دار آدمی کو اسلام کی مقناطیسی کشش میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ اس کشش سے سوامی دیانند بھی متاثر ہوئے تھے۔ چنانچہ سوامی جی نے سماج کی بنیاد کو انہی اصولوں پر قائم کرنا چاہا۔ جو اسلام میں ہیں اور بقول بابو بپن چندر پال سچ یہ ہے۔ کہ آریہ سماج اسلام کا ایک بھٹکا ہوا بچہ ہے۔ جو اپنے سرپرست سے غلط فہمیوں کی بنا پر برسرپیکار ہے۔ بابو صاحب موصوف کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

"آریہ سماج کے پروپیگنڈا کے ساتھ آپنے آپ کو شامل کرتے ہوئے ہندوازم نے اپنے ہمہ گیر ہونے کی سپرٹ کو کھو دیا ہے آریہ سماج جنگجو عیسویت و اسلام کے جھنڈے تلے ایک نقل تھی آریہ سماج کے بانی نے ویدوں کے لئے وہی دعاوی کئے۔ جو عیسائی اور اسلام قرآن و انجیل کے لئے کرتا ہے حقیقتاً آریہ سماج اسلام اور عیسائیت کا بچہ تھا۔ جسے ہندوازم کی سرزمین میں اُٹھایا گیا۔ اور موجودہ فرقہ وارانہ لڑائی اسلام اور اس کے روحانی بچہ آریہ سماج میں ہے"۔ (ترجمہ از انگلشمین ۱۳ رمئی ۱۹۲۷ء)

ناتک نے اک انکار لیا ہے تو کہاں ہے!
سیکھی ہے دیانند نے توحید یہاں سے!

رہا ہتیشی صاحب کا جبر۔ خوف اور لالچ کا الزام علی الاسلام تو اس کے لئے میں مہاشہ جی کو کھلے طور پر چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی سے کوئی واقعہ پیش کریں۔ جس سے اسلام میں جبر تشدد کا جواز ملتا ہو۔ قرآن کریم ربانی کلام اور وحی ہے۔ آنحضرت صلعم کا وجود مسعود اس وحی کی مکمل عملی تصویر تھی اگر قرآن کریم نے کوئی جابرانہ تعلیم دی ہوگی۔ تو اس کا ثبوت صرف آنحضرت صلعم کی شخصیت سے ہی مل سکتا ہے۔ کسی دوسرے فرد کے افعال کے ہم ذمہ دار نہیں۔ اگر کوئی شخص مذہب کے نام پر جبر و تشدد کرتا ہے۔ تو اُس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ . . .

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مہر سلطان ولد پہلوان ذات سیال سکنہ سمندوآنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۴ ۱۰/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۱ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ بخش ولد لعل ذات چدھڑ سکنہ چک گنبش داس تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی الہیار ولد جھنڈا قوم بلوچ سکنہ چک ۱۶۳ ج ب تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۱۴ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بھگوانداس ولد دانم چند ذات کھیڑا سکنہ دھوری والہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۴ ۱۱/۳۶ تاریخ بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۲ ۹/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی یارا ولد احمد ذات چچکانہ سکنہ علی پور تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۶ ۱۰/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۱ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہاول ولد سلطان ذات داک سکنہ چک ۴۷۶ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شہامند ولد محمد قوم راگی سیال سکنہ راگی جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۴ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ہنا چند ولد بھگوانداس ذات کھوڑیہ سکنہ کھیوا تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۴ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان ولد نیازی ذات دھوتڑ سکنہ چک کوٹ کمھیانہ تحصیل ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۴ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۸ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتا ولد بھولا ذات لنگاہ سکنہ بستی عارف تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۴ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۸ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رام ولد نولہ قوم کالوآنہ سکنہ نگھیانہ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۶ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ار ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ بخش ولد کوڑا ذات لوہار سکنہ دبہی تحصیل ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ر ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۲ ۹/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

نوائے ما بنہ ہر سعید خواہد بود ۔ نزلے قسم نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
شبیر محمد اختر

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی تین روپے

طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۴ — لاہور ۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۳ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۶۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارا انجام کیا ہوگا

بجز خدا تعالیٰ کے انجام کون بتلا سکتا ہے۔ اور بجز اُس غیب دان کے آخری دنوں کی کس کو خبر ہے۔ دشمن کہتا ہے۔ کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذلت کے ساتھ ہلاک ہو جاوے۔ اور حاسد کی تمنا ہے۔ کہ اس پر کوئی ایسا عذاب پڑے کہ اُس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں۔ اور عنقریب ہے کہ اُن کے بدخیالات اور بد ارادے انہیں پر پڑیں۔ اس میں شک نہیں کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہے۔ کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اُس کے الہام و کلام کے مشرف ہوں۔ حالانکہ وہ نہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ نہ اُس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے۔ وہ بہت بری موت سے مرتا ہے۔ اور اُس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔ لیکن جو صادق اور اُس کی طرف سے ہیں وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے فضل کا ہاتھ اُن پر ہوتا ہے۔ اور سچائی کی رُوح اُن کے اندر ہوتی ہے۔ اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائے جائیں۔ اور چاروں طرفوں سے اُن پر لعن و طعن کی بارشیں ہوں۔ اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے۔ تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے۔ اُس سچے پیوند کی برکت سے جو اُن کو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا اُن پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے۔ مگر اس لئے نہیں۔ کہ تباہ ہو جاویں۔ بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں!

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قادیانیوں کے مغالطے

نئے اور پرانے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے (حضرت مسیح موعود)

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

ایک دوسرے صاحب میدان میں

ہم الفضل مؤرخہ ۱۸، ۲۰ اور ۲۲ اگست کے جوابات سے فارغ ہو چکے تھے اور ہمارا مضمون شائع ہونا بھی شروع ہو چکا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ الفضل کے مضامین کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اخبار منگوا کر دیکھنے سے معلوم ہوا تو علاوہ مولوی محمد نذیر صاحب کے ایک اور مولوی صاحب کو بھی اپنی مخالفت پر آمادہ پایا۔ یہ صاحب مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل قادیان ہیں ان مولوی صاحب نے اخبار بدر کے ایک حوالہ کی تشریح میں الفضل مورخہ ۲۰ اگست کا پورا ایک صفحہ استعمال فرمایا ہے اور ہمارے سلسلے کے ایک ایک فرد سے واقفیت کا دعویٰ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اہل پیغام میں سے کوئی ایک فرد بھی میں نے ایسا نہیں دیکھا۔ جو حضرت مسیح موعود کا کوئی حوالہ جو حضور نے بالخصوص اپنی نبوت یا اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش فرمایا ہو۔ صحیح و سالم پیش کرے۔ بلکہ تحریف، تنسیخ، تبدیل اور تجدید کے جتنے فنون قرآن کریم نے ایک قوم کی طرف منسوب کئے ہیں وہ سب فنون ان لوگوں نے اختیار کر لئے ہیں۔"

مولوی عبد الغفور صاحب کی ہمہ دانی

ہمارے سلسلے کے افراد سے ہمہ دانی کا یہ دعویٰ واقعات کی بنا پر صریح غلط ہے۔ خود ہم کو اور بہت سے دیگر احباب کو آپ کی زیارت یا گفتگو کا کبھی اتفاق نہیں ہوا اسلئے ان کا ایسا ارشاد ناقابل اعتبار ہے۔ اسی طرح وہ تحریف و تبدیل یا تنسیخ و تجدید کے فن کو ہماری طرف نسبت فرماتے ہیں۔ اس میں بھی انہوں نے اپنی کسر نفسی کا اظہار فرمایا ہے۔ ورنہ حالات اور واقعات اس کے مخالف ہیں۔ کیونکہ تنسیخ اور تبدیل تو ہمارے ان دوستوں کا واضح عقیدہ ہے۔ پھر اس کو ہماری طرف نسبت کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ حقیقۃ النبوۃ کا صفحہ ۱۲۱ نکالئے اور اس عبارت کو پڑھئے کہ تریاق القلوب کے بعد نبوت کے متعلق عقیدہ میں تبدیلی کی گئی ہے یا نہیں اور ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبوت کا انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔

تبدیلی اور منسوخی کے عقیدے

مولوی صاحب آپ بھولتے کیوں ہیں۔ یہ تبدیلی اور منسوخی تو آپ کے عقیدے میں بمنزلہ اصول کے پڑی ہوئی ہیں۔ پھر آپ ہم لوگوں پر کیوں زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ جو آپ نے تحریر کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ وہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ شاید جوش اور روانی کی وجہ سے لکھا گیا ہے۔ اگر آپ جذبات پر قابو رکھتے ہوئے دائرہ تہذیب کے اندر رہ کر لکھنے کی کوشش کریں۔ تو یہ بہت مفید ہے۔ کیونکہ اخبارات اپنے حلقہ اثر کے اندر نہیں پڑھے جاتے۔ بلکہ غیر جانبدار اور مہذب لوگ بھی ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس حالت میں غیر مہذب الفاظ کا اثر بجائے مفید نہیں ہوتا۔

(۷) اخبار بدر کا حوالہ

آپ نے اس اظہار کے بعد کہ میں نے اخبار بدر کے حوالے میں قطع و برید کی ہے۔ اصل حوالہ اس طرح پر نقل فرمایا ہے

"محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں۔ دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف آنحضرت صلعم کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے"

اس حوالے کو نقل فرمانے کے بعد ہم "پیغامیوں" کو زجرا و توبیخ فرماتے ہوئے پیش کردہ حوالے سے پہلے کی $\frac{۳}{۲۵}$ سطور نقل فرما کر اور نیچے اپنے دستخط کر کے رخصت ہو گئے ہیں۔ بندہ خدا جب مضمون لکھنے کی زحمت گوارا فرمائی تھی اور ہمیں گالیاں بھی نکالیں اور کتر و بیونت اور قطع و برید کا ہم پر الزام بھی لگایا۔ تو جس غرض کے لئے اصل حوالہ پیش کیا تھا۔ یعنے نفس مضمون پر بھی کچھ ارشاد فرمایا ہوتا۔ اور وہ الفاظ جس سے مفہوم میں کچھ بگاڑ واقعہ ہو گیا تھا۔ ظاہر کیا ہوتا۔ آپ کا اس طرف التفات نہ فرمانا اس کے تو صاف یہ معنے ہیں ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالب ؛ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

سنئے ہمارے پیش کردہ حوالے سے مفہوم میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا۔ اگر کچھ فرق واقعہ ہو گیا تھا تو آپ خاموش کیوں رہے۔ صاف لکھنا چاہئے تھا۔ کہ اصل حوالے میں ہمارے پیش کردہ حوالے سے یہ فرق پڑ گیا ہے۔ آپ کا اس طرف متوجہ نہ ہونا۔ اور غیر متعلق باتیں لکھکر خاموش ہو جانا محض اپنے ہم خیالوں کو خوش کرنے کی خاطر تھا۔

نبوت کی دو قسمیں

اصل واقعہ یہ ہے کہ مولوی محمد نذیر صاحب نے بحوالہ تجلیات الٰہیہ یہ لکھا تھا کہ نبوت دو قسم کی ہے۔ ایک تشریعی اور دوسری غیر تشریعی ہم نے ان کی خدمت میں گذارش کی تھی کہ قرآن شریف میں نبوت تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی تقسیم نہیں ہے۔ علماء نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے ایسا لکھا ہے۔ اور اپنے مطلب کی تائید میں اخبار بدر سے حضرت مسیح موعود کا وہ حوالہ پیش کیا تھا جس میں آپ نے فرمایا۔ کہ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے۔ کہ نبوت تشریعی جائز نہیں۔ دوسری جائز ہے مگر ہمارا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت بند ہے کہ کیا اس عبارت سے صاف ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ حضرت مسیح موعود نبوت تشریعی اور غیر تشریعی دونوں کو بند سمجھتے ہیں۔ یہی ہماری تحریروں کا ملخص تھا۔ اس میں الفاظ کی کمی اور بیشی ہو گئی ہو تو ممکن ہے۔ مگر مطلب یہی ہے۔ جس کیطرف مولوی عبد الغفور صاحب ملتفت نہ ہوئے۔

حضرت مسیح موعود کا مذہب

رہی یہ بات کہ مولوی صاحب کے پیش کردہ حوالے میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ اس عبارت کا ہماری بحث سے تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری بحث تو تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کے متعلق تھی جسکے متعلق حضرت مسیح موعود نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ ہر دو نبوتیں بند ہیں۔ اس مضمون کو ذہن میں محفوظ رکھکر کہ حضرت مسیح موعود کا مذہب یہ تھا کہ نبوت تشریعی اور غیر تشریعی ہر دو بند ہیں۔ پھر عکسی نبوت کے مفہوم کو سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ حضرت مسیح موعود کی زبانی اس کی بھی تشریح سن لیجئے۔

(۱) آنحضرت صلعم کی جماعت نے اپنے رسول مقتدا کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی۔ کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئے تھے۔ اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے۔ کہ گویا وہ آنحضرت کی عکسی تصویریں تھیں۔ (فتح اسلام صفحہ $\frac{۱۸}{۱۱}$)

(۲) اور نبیوں اور رسولوں کے نزول کی قسموں میں سے ایک نزول ہے۔ جو عکس کے رنگ میں ان لوگوں پر ہوتا ہے۔ جو ان کی فطرت سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور ان کے جوہر سے اور خلق اور صدق اور صفا میں ان کی خلقت سے مشابہ ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۴۲)

(۳) اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئے۔ اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

ناظرین نے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک بحوالہ اخبار بدر نبوت تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کی بند ہے۔ رہی عکسی نبوت یہ قرآن اور حدیث کی اصطلاح نہیں ہے۔ بلکہ خاصان امت جو فیضان اپنی کامل اطاعت اور فرمانبرداری سے حاصل کرتے ہیں اس کو حضرت مسیح موعود عکسی نبوت کے نام سے موسوم فرماتے ہیں۔ جیسے کہ آپ کے پیش کردہ حوالجات سے عیاں ہے۔ سو ہم مولوی صاحب کے نہایت مشکور ہیں۔ کہ انہوں نے مکمل اور صحیح حوالہ اخبار بدر کا پیش کر کے ہمارے مضمون کی تائید مزید فرمائی۔

مولوی صاحب کے تازہ افکار

اس کے بعد مولٰنا نمبر (۱) یعنی مولوی محمد نذیر صاحب کے تازہ افکار بھی سن لیجئے۔ جو الفضل مؤرخہ ۲۸ر اگست کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔ ہم نے ۲۳ر جون کے اخبار میں مولوی صاحب کے جواب میں لکھا تھا۔ کہ ہر ایک نبی کے اتباع سے خواہ وہ حضرت موسےٰ ہوں یا حضرت عیسےٰ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان محدثیت کے مقام تک ہی ترقی کر سکتا ہے۔ مگر بلحاظ کام کے امت محمدیہ کے محدث کی حیثیت نہایت ارفع اور اعلیٰ ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہاں تک جو کچھ لکھا ہے درست ہے۔ مگر اس فقرہ کے کہ آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اس سے مجھے اختلاف ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے خاتم النبیین کے معنے نبی تراش لکھے ہیں۔ مولوی صاحب نے جہاں مجھ سے اتفاق فرمایا ہے۔ وہ اُن سے غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ ازالہ اوہام کی عبادت کے متعلق ہے جو انہوں نے پیش کی تھی۔ اس عبارت کے متعلق بجائے اس کے کہ وہ میرے ساتھ اتفاق فرماتے یوں فرمانا چاہئے تھا کہ یہ حوالہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ہونے کی وجہ سے منسوخ ہے۔ اور حقیقۃ الوحی کی عبارت کے متعلق ان کا یہ لکھنا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے خاتم النبیین کے معنے نبی تراش لکھے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس مقام پر حضرت مسیح موعود اپنے ایک الہام کی بنا پر جس میں مہر کا لفظ آگیا ہے۔ مہر کے لفظ کی تشریح فرماتے ہیں۔ اور یہ تشریح حاشیہ کے ۲ صفحوں پر ختم ہوئی ہے۔ کیا خاتم النبیین کے معنے ۲ صفحوں میں آتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا دیگر انبیاء کی امتوں سے مقابلہ کر کے اپنے مافی الضمیر کو واضح فرمایا ہے۔ اس ساری بحث کا خلاصہ ایک سطر میں پہلے یوں لکھا ہے یہی معنے اس حدیث کے ہیں۔ کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہوں گے ظاہر ہے کہ اگر نبی تراش سے مراد محدث نہیں بلکہ نبی تھے تو آپکو علمائے امتی کے بجائے انبیائے امتی کہنا چاہئے تھا۔ اس جگہ خاتم النبیین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۴ | ۲۳ر رجب ۱۳۵۵ھ | نمبر ۶۵

کیا مجدد کا ماننا مقصد اسلام کیخلاف ہے؟

محاضر "طلوع اسلام" کے ارشادات پر ایک نظر

"طلوع اسلام" کے نام سے ایک ماہانہ مجلہ کچھ عرصہ سے لاہور سے نکلنا شروع ہوا ہے جس کے ستمبر ۱۹۳۶ء کے پرچہ میں "بے محل اعتقاد اور بے محل نتائج" کے عنوان سے ایک شذرہ لکھا گیا ہے۔ اور محترم مدیر نے کمال مہربانی سے "پیغام صلح" اور جماعت احمدیہ لاہور کو مخاطب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ

"اسلام کے پیش نظر جو مقصد ہے۔ اس کی موجودگی میں حیات و وفات مسیح یا مجددیت و محدثیت کے "مسائل" پیدا ہی نہیں ہوتے . . . .
. . . . لیکن جن حضرات کی یہ آرزو ہوں کہ احکام قرآن کی پابندی اور اتباع سنت کے صاف اور سیدھے راستے کو چھوڑ کر محض خیالات مزعومات کی بنا پر اسلام کے اندر نئی نئی ملتیں، قومیں، اور جماعتیں پیدا کریں۔ تاکہ زندگی اور اس کے حقائق سے فرار کی کوئی صورت نکل آئے۔ وہ اس امر پر کس طرح راضی ہو سکتے تھے۔ کہ تاویلات و اجتہادات کا جو طومار برسوں کے رد و کد کے بعد انہوں نے تیار کر رکھا ہے اسے یک قلم خیرباد کہدیں"۔

ہم محترم مدیر "طلوع اسلام" سے استفسار یا فت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام کے پیش نظر مقصد کی طرف جو اشارہ انہوں نے کیا ہے۔ اس سے ان کی کیا مراد ہے؟ کیا اسلام کے پیش نظریہ مقصد نہیں کہ دنیا میں توحید الہٰی کا ڈنکا بجایا جائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تمام عالم میں منوایا جائے؟ پھر اس مقصد کے حصول میں اگر ایسی رکاوٹیں پیش آجائیں جیسی رکاوٹ حیات مسیح کے بارہ میں عیسائیت کی طرف سے پیش آ رہی ہے کہ اگر مسیح علیہ السلام عام مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور نہ وہاں کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ نہ ان کی حالت میں کوئی تغیر پیدا ہوا۔ اور آخری زمانہ میں وہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے پھر دنیا میں آئیں گے تو ان کی الوہیت یا ابنیت کی ندا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے نعوذ باللہ غلط ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا، یہ بات آئے دن عیسائی مشنریوں کی طرف سے مسلمانوں کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ ایسے ٹریکٹ چھپے ہوئے موجود ہیں۔ جن میں مسلمانوں کے عقائد دربارہ حیات و نزول مسیح کو ایک ایک کر کے نقل کیا گیا ہے۔ اور صفائی کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ ان عقائد کے ہوتے ہوئے قرآن کے رو سے مسیح کی الوہیت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مثلاً قرآن کریم رسولوں کے متعلق فرماتا ہے ماجعلناھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین۔ ہم نے ان کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور ان پر تغیر وارد نہ ہوتا ہو لیکن عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دو ہزار سال سے آسمان پر بغیر کھائے پیئے بیٹھے ہیں۔ اور جس حالت میں آسمان پر چڑھ کر گئے تھے۔ اسی حالت میں آخری زمانہ میں اتر آئیں گے کوئی تغیر ان کے جسم پر نہ آئیگا۔ اور پھر وہ آکر امت محمدیہ کی اصلاح کریں گے۔ ایک طرف عیسائیوں کے اس پروپیگنڈا کو رکھئے جس سے متاثر ہو کر سینکڑوں مسلمان عیسائی ہو گئے اور اگر حضرت مرزا صاحب کی ذات بابرکات اس عقیدہ کی دھجیاں بکھیر کر نہ رکھدیتی۔ تو آج اسلامی دنیا کا کثیر حصہ اسی وبائی فتنہ کی نذر ہو جاتا۔ اور دوسری طرف قرآن کریم کی ان آیات کو جن سے مسیح علیہ السلام کی وفات کھلے طور پر ثابت ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں (اگر ضرورت ہو تو حضرت امیر جماعت احمدیہ کی کتاب "مسیح موعود" پڑھ لیجئے۔) پھر حضرت مرزا صاحب نے کیا برا کیا کہ مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے قرآن کریم سے ثابت کر دیا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے۔ جس طرح اور رسول فوت ہو چکے۔ اور کہ انہیں دوسرے رسولوں پر اس بارہ میں کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

کیا یہ اس مقصد کے خلاف ہے۔ جو اسلام کے پیش نظر ہے؟

. . . . پھر اس زمانہ میں دہریت اور مادہ پرستی کا جو فتنہ پیدا ہو چکا ہے اور دنیا پرست، خدا تعالےٰ سے دور ہونے کی وجہ سے یہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ کہ خدا کوئی نہیں صرف کوئی بے ارادہ طاقت ایسی ہے۔ جو تمام کائنات کی علت العلل ہے۔ اور اس کو کوئی شعور حاصل نہیں کہ اپنے ارادہ اور مرضی و منشا کا اظہار کر سکے یا انسانوں کو اپنی طرف رجوع اور اسکے قرب کی ضرورت ہو کیا اسلام کا یہ مقصد نہیں ہے کہ اس فتنہ اور عقیدہ باطلہ کی تردید کی جائے؟ اور جہاں عقلی طور پر اللہ تعالےٰ کی ہستی۔ اس کا صاحب عقل و فہم اور صاحب ارادہ ہونا ثابت کیا جائے، وہیں یہ بھی بتایا جائے۔ کہ وہ اپنی مرضی و منشا کا اظہار ہمیشہ دنیا پر کرتا رہا ہے۔ اور آج بھی اس کی صفت تکلم اسی طرح موجود ہے۔ اور وہ اپنے مقربین اور راستباز انسانوں کے ساتھ کلام کر کے اپنی ہستی کا ثبوت خود بہم پہنچاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو خود رسول اللہ صلعم نے محدث کا نام دیا ہے جیسا کہ فرمایا لقد کان فی الامم من قبلکم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی احد فعمر۔ تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں۔ جو انبیاء نہ ہونے کے باوجود اللہ تعالےٰ سے شرف ہم کلامی حاصل کرتے رہے ہیں میری امت میں بھی اگر کوئی ہے۔ تو وہ عمر ہے۔ اور دوسری حدیث میں یوں ارشاد فرمایا۔ لقد کان فی الامم من قبلکم محدثون الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق امت محمدیہ میں بھی تو مکلم من اللہ ہوتے رہے ہیں۔ ان کو محدثین کے نام سے پکارا جاتا رہا۔ جس کی بے شمار نظائر صوفیا کی کتابوں بالخصوص فتوحات مکیہ، الیواقیت والجواہر، فتوحات غیب، وغیرہ میں ملتی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ بھی مکلم من اللہ ہونے کا تھا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کی ہستی کو یورپ کے مادہ پرستوں پر قرآن کریم کے زندگی بخش کلام کے علاوہ اس بات سے بھی ثابت کرنا چاہتے تھے آج بھی وہ اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا اور ان پر اپنی مرضی اور ارادوں کا اظہار کرتا ہے۔ اسی مکلم من اللہ ہونے کو محدثیت کا اصطلاحی نام دیا گیا۔ کیا یہ اس مقصد کے خلاف ہے۔ جو اسلام کے پیش نظر ہے؟

آگے چلئے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ دین کامل ہو چکا ہے۔ اور انسانی نجات کا دارومدار قرآن کریم اور رسول اللہ صلعم کی کامل متابعت کے سوائے اور کسی بات پر نہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اسی قرآن کریم کے صحیح مفہوم و معانی کی طرف توجہ دلانے اور سنت نبوی کا صحیح نمونہ پیش کرنے اور ان اغلاط و بدعات کو دور کرنے کے لئے جو مرور زمانہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور غیروں کے حملوں کے دفعیہ اور مسلمانوں کی غفلت و لاپرواہی کو دور کرنے کے لئے ہر زمانہ میں ایسے کامل وجود پیدا ہوتے رہے ہیں جن کو حدیث میں مجدد کا نام دیا گیا ہے۔ کیا ان حقائق کی کوئی ممکن سے ممکن تاویل آپ کر سکتے ہیں کہ

(۱) آنحضرت صلعم نے ہر صدی کے سر پر تجدید دین کیلئے ایک یا زیادہ اشخاص کی بعثت کی پیشگوئی فرمائی ہے۔

(۲) شارحین حدیث کا کھلا فیصلہ ہے کہ اتفق الحفاظ علی تصحیحہ حفاظ حدیث اسی حدیث کی صحت پر متفق ہیں۔

(۳) گذشتہ تیرہ سو سال میں اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایسے قدسی نفس لوگ پیدا ہوتے رہے۔ جن کو مجددین کی فہرست میں شمار کیا گیا۔ اور ان میں سے بعض کے دعاوی بھی اب تک ان کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

(۴) ان سب بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ میں مسلمانوں کی بہتری اسی میں قرار دی کہ ان کے ساتھ ہو کر خدمت اسلام بجا لائیں۔

اگر یہ سب باتیں صحیح ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔ اور نہ ہی ان میں اسلام کے پیش نظر مقصد کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب اگر وہی دعویٰ کریں اور جماعت احمدیہ لاہور ان کے ساتھ ہو کر تبلیغ و اشاعت اسلام کے فریضہ کو بجا لائے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کام میں شریک ہونے کی دعوت دے تو اس میں اسلام کے پیش نظر مقصد کی مخالفت کس طرح ہو جاتی ہے۔ اور وہ کونسی تاویلات و اجتہادات کا طومار ہے۔ جو برسوں کی رد و کد کے بعد ہم نے تیار کر رکھا ہے۔ کچھ خدا کا خوف کیجئے اور ان کھلے حقائق پر غور کر کے بتایئے۔ کہ کیا یہ تاویلات و اجتہادات کا طومار ہیں۔ یا کھلے کھلے واقعات و حقائق؟

ہاں ایک بات باقی رہ جاتی ہے۔ جس کو محترم مدیر "طلوع اسلام" نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

"ہماری رائے میں جماعت احمدیہ لاہور کی ہوا [illegible]

اعلان کر دینے کے بعد کہ مرزا صاحب کا اقرار یا انکار شرائط ایمان میں داخل نہیں، یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ اپنے قوائے ذہنی اور عملی قوتوں کو چند خیالی مخمصوں میں ضائع کر دیں۔ مثلاً یہ کہ بفحوائے آیہ کریمہ کو ذبح الحاد یقین مجددین کا ماننا ضروری ہے۔ بڑے حدیث ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ الخ مجدد کا ظہور اور اس کی تلاش فرض ہے۔ وفات و حیات مسیح اور نزول ابن مریم یا مثیل ابن مریم کا فیصلہ ابھی کرا لینا چاہیے۔ کہ اگر ایسا نہ ہوا تو معلوم نہیں دین میں کیا رخنہ پیدا ہو جائے۔۔۔۔۔ پیغام صلح کا سارا زور قلم اس بات پر صرف ہو رہا ہے کہ مجددین کا ماننا ضروری ہے بہت بہتر مگر اس امر کے متعلق کیا ارشاد ہے کہ نزول قرآن اور بعثت محمدیہ کے بعد کسی انسان کو خواہ اس کا مرتبہ کچھ ہی ہو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ امت کے غلط و صواب یا اتحاد و تفریق کی بنا اس کی ذات پر رکھی جائے“

ہم نہیں سمجھتے کہ جن باتوں کو کھلے کھلے حقائق کی صورت میں ہم اوپر پیش کر چکے ہیں۔ ان کا نام ”چند خیالی مخمصے“ کس طرح رکھا جا سکتا ہے۔ مجددین کا ماننا نہ ماننا یا حیات و وفات اور نزول مسیح کے عقائد شرائط اسلام میں سے بیشک نہیں۔ لیکن کیا ہر وہ چیز جو شرائط ایمان میں سے نہ ہو۔ رد کر دینے کے قابل ہے؟ مثلاً علم کا حاصل کرنا شرائط اسلام میں سے نہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ فرماتے۔ اس کو کیا کیا جائے؟ حدیث میں آتا ہے۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین اب اگر اس فرمودۂ نبوی کے مطابق کوئی شخص مسلمانوں کو یہ تلقین کرے کہ لندن یا دوسرے ممالک میں تحصیل علم کے لئے جانا چاہئے۔ تو کیا اس کو یہ جواب دینا چاہیے۔ کہ میاں یہ شرائط اسلام یا ایمانیات میں سے نہیں اس لئے ایسے خیالی مخمصوں میں مت پڑو؟

غور کرنا چاہیے۔ کہ شرائط اسلام تو چند موٹے اصولوں کا نام ہے۔ آگے ان کی تفصیلات یا ان پر عمل کی مختلف صورتیں ہیں۔ جن کا ان اصولوں میں بالوضاحت ذکر نہیں۔ مثلاً تبلیغ اسلام کو اگرچہ شرائط اسلام میں نہیں رکھا گیا۔ لیکن قرآن کا کھلا حکم ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے۔ جو نیکی کی طرف بلائے اچھی باتوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ یہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں۔ اس حکم کی تعمیل جہاں اور لوگ انفرادی طور پر اپنی استطاعت کے مطابق کرتے ہیں۔ وہاں مجدد وقت ایک جماعت کو ساتھ لے کر منظم طور پر اس فریضہ کو سرانجام دیتا ہے۔ اگر اسے یہ جواب دیا جائے۔ کہ تمہارا ماننا چونکہ شرائط اسلام میں سے نہیں۔ بس الگ ہو جاؤ ہمارا تمہارا واسطہ نہیں۔ تو فرمائیے یہ جائز ہوگا؟ کس طرح آپ ان شرائط اسلام کو دنیا سے منوائیں گے اگر اس مرد حق کا آپ ساتھ نہیں دیتے جو ان کی تبلیغ و اشاعت کا علم لے کر کھڑا ہوا ہے؟ کیا اپنے طور پر آپ اس کام کو کریں گے؟ ظاہر ہے کہ ہر شخص کی انفرادی قوت سے وہ کام سرانجام نہیں پا سکتا جو ایک قوم کی اجتماعی قوت سے پا سکتا ہے۔ اور علاوہ ازیں خدا کی طرف سے جو شخص

اسے ایسے طریق پر چلاتا ہے۔ جس سے کامیابی اور فلاح کا جلد حاصل ہونا یقینی ہے۔ وہ اپنے عملی نمونہ سے اپنے ساتھیوں کا تزکیہ کرتا اور ان میں قربانی کا ایسا جذبہ پیدا کر دیتا ہے جو قرب الٰہی کی ان منازل پر لے جاتا ہے۔ جس کی نظیر کم از کم اس کے زمانہ میں دوسرے لوگوں میں نہیں پائی جاتی۔ اسی لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”مجدد آنست کہ ہرچند دراں مدت فیوض بامتاں برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بوند و بدلا و نجبا باشند (مکتوبات جلد ۲ مکتوب چہارم)“ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک کہدیا کہ میرے رب نے مجھے مطلع فرمایا۔ کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے۔ اور اس کی اعلیٰ بلندی تک پہنچایا ہے اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے اور طریقے مسدود کر دئے ہیں۔ سوائے ایک طریقہ کے اور وہ تیری محبت اور تیری فرمانبرداری ہے۔ پس جو شخص تجھ سے عداوت کرے۔ نہ آسمانی برکات اس پر نازل ہونگی۔ اور نہ وہ ارضی برکات کا مورد ہوگا۔ اہل مغرب اور اہل مشرق سب کے سب تیری رعیت ہیں۔ اور تو ان کا بادشاہ ہے۔ خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں۔ اگر وہ جان لیں تو کامیاب ہوں گے اور اگر بے خبر رہیں تو خائب و خاسر ہونگے“ (تفہیمات الہیہ) غور کرنے کی بات ہے۔ یہ باتیں ہم نے ان بزرگوں کی کتابوں میں داخل نہیں کر دیں۔ پھر آج ہمارے مخالف کیوں ان بزرگوں کے ارشادات پر غور کرنے یا رد ئے زنی کرنے کے بجائے جماعت احمدیہ کے اس خیال پر نکتہ چینی کے درپے ہو جاتے ہیں۔ کہ مجدد کا ماننا ضروری ہے۔ کیا محترم مدیر طلوع اسلام ہمیں بتائیں گے کہ کیا ان بزرگوں کے نزدیک مجدد کا ماننا شرائط اسلام میں سے تھا کہ انہوں نے اپنی اطاعت پر اتنا زور دیا؟ اگر نہیں اور جیسا کہ حق ہے مجدد کا ماننا اگرچہ شرائط اسلام میں سے نہیں۔ تاہم شرائط اسلام پر عمل پیرا ہونے اور دنیا کو ان پر عمل پیرا بنانے کے لئے مجدد کا ساتھ دینا ضروری ہے۔ تو یاد رکھئے کہ اسلام کے پیش نظر مقصد کے مخالف نہیں۔ بلکہ عین موافق ہے۔

الحمد للہ

احباب جماعت یہ سن کر خوش ہوں گے۔ کہ ہمارے مکرم معظم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی طبیعت اب بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ آپ چلکر جمعہ کو نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ کمزوری ابھی باقی ہے۔

ہم ڈاکٹر صاحب کو اُن کی صحت پر مبارکباد عرض کرتے ہیں دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کو کامل صحت عطا فرمائے اور خدمت دین کی زیادہ توفیق دے۔ آمین۔

ہمارے دوست عبدالباری صاحب عثمانی نے میکلوڈ روڈ نزد قلعہ گوجر سنگھ۔ عبدالکریم بلڈنگس میں نفیس ریسٹوران کھولا ہے اور ساتھ بیکری بھی ہے احباب جماعت اُن کی سرپرستی فرما کر اُن کی حوصلہ افزائی کریں۔

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخریت ہیں۔

— مولوی مرتضےٰ خان صاحب بعض دنیاوی مشکلات میں مبتلا ہیں۔

— ماسٹر محمود احمد صاحب مردان آج کل مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔

احباب درد دل سے ان دوستوں کیلئے دعا کریں۔

— آنریری لفٹیننٹ گوہر خان صاحب تحصیلہ برہان کیمپ میں بطور سب انسپکٹر پولیس جا رہے ہیں۔ احباب اُن کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

— ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کی طبیعت اب بفضلہ تعالیٰ ٹھیک ہے۔

— گذشتہ ہفتہ سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل مبلغ۔ پنجڈیرہ۔ بکریاں۔ تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے۔ جہاں پر آپ کو خاص کامیابی ہوئی۔

— شیخ عبدالرحمٰن صاحب سوداگر چرم برادر شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیرآباد عرصہ چار پانچ ماہ سے بعارضہ بخار۔ پیٹ درد وغیرہ۔ بیمار ہیں۔ اور احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ درد دل سے اُن کے لئے دعا کی جائے۔

— جناب میاں غلام عباس صاحب بی اے ترقی کرکے راولپنڈی سے دہلی تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از پیش مدارج میں ترقی عطا فرمائے۔ ہم انہیں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

حضرت مسیح موعود کی کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کو مفت تقسیم کرنے کے لئے انجمن نے قیمت فی کاپی دو آنے (۲ر) کر دی ہے۔ ایک روپیہ میں دس کاپیاں۔ محصول ڈاک علاوہ جو حسب ذیل ہوگا

	روپیہ	آنہ	پائی
فی کاپی	—	۱	۹
دو کاپی	۹	۲	۰
دس کاپی	۳	۱۳	۰

بذریعہ بک پوسٹ

جن احباب کو خود تقسیم کے لئے درکار ہوں۔ وہ مندرجہ بالا قیمت اور محصول ڈاک پیشگی ارسال کر کے منگوا سکتے ہیں۔ اور جو دوست دفتر کے ذریعہ تقسیم کرانا چاہیں۔ وہ قیمت ارسال کر کے دفتر کو اس سے اطلاع دیں۔

نوٹ:۔ دس یا اس سے زائد کاپیاں منگوانے والوں کو بذریعہ ریلوے پارسل منگوانے میں فائدہ رہے گا۔ اس لئے ایسے احباب کو اپنے اسٹیشن کا نام بھی تحریر کر دینا چاہیے۔

(آنریری جائنٹ سیکرٹری)

قادیانی نبوت کے قصر میں تزلزل

(از جناب غلام نبی صاحب مسلم بی اے)

(۲)

مضمون نگار نے حضرت صاحب اور دیگر مجددین میں فرق قائم کیا ہے۔ کہ پہلے مجددین صرف مجدد تھے۔ اور حضرت صاحب نبی مجدد تھے۔ قادیانی تنکوں کا سہارا تلاش کرتے ہیں۔ اور ریت کی بنیادوں پر دیواریں استوار کرنے میں سرگرم رہتے ہیں۔ جہاں تک مرسل اور مامور ہونے کا تعلق ہے۔ تمام مجددین مثل انبیاء سابقہ کے مامور ہوتے ہیں۔ انبیاء جیسی استعدادیں اُن میں بھی موجود ہوتی ہیں وہ بھی اس چشمہ سے سیراب ہوتے ہیں جہاں سے نبی۔ اور اگر نبوت کا باب مسدود نہ ہوتا تمام مجدد یقیناً نبی ہوتے۔ کیا پہلے مجددین ویسے ہی نبی نہ تھے۔ جیسے کہ حضرت صاحب۔ ذیل کی تحریریں اس بات کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔ سب سے پہلے میں قاضی صاحب کو ان اپنی ہی تحفۃ الندوۃ سے تحریر بتاتا ہوں۔ شاید جلد ہی اپنی غلطی پر آگاہ ہو جائیں۔

> بے شک حضرت رسول کریم صلعم کے بعد خلفاء رسول اور نبی تھے۔ اُن کو وحی اور الہام ہوتا تھا۔
> تحفۃ الندوۃ صفحہ ۲۸ ۱۹۰۸ء

> "مجدد کو اللہ تعالےٰ مقرر کیا کرتا ہے۔ اور ان کو وحی اور الہام کرتا ہے۔ وہ اپنے زمانے کا رسول اور نبی ہوتا ہے۔ اور بنی اسرائیل کے نبیوں سے کسی شان میں کم نہیں ہوتا۔ (ایضاً صفحہ ۳۱)

"خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اسلام میں نبی و رسول ہیں۔ اور یہ نبی قرآن کریم کی شریعت کی خدمت کے واسطے ہوتے ہیں۔ اور یہ ظلی رسول اور بروزی نبی ہوتے ہیں۔ اور ان پر وحی اور الہام ہوتا ہے مگر یہ وحی اور الہام صرف مبشرات ہیں۔ اب ہم خارج میں دیکھتے ہیں۔ تو حضرت عبد القادر گیلانی حضرت مجدد الف ثانی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی حضرت سید احمد بریلوی حضرت سید امیر صاحب کوٹلوی نے یہ دعوے کئے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ اللہ تعالےٰ کلام کرتا ہے۔ اور ہم پر الہام اور وحی ہوتا ہے۔ اور یہ وحی صرف مبشرات ہیں۔ (یا تھی) پس جس طرح اللہ تعالےٰ کا اس امت کیساتھ وعدہ تھا۔ تو اسی قسم کئے بروزی رسول پیدا ہوئے۔ اور یہ مجددین تھے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسی قسم کے رسولوں میں سے تھے۔ جو ظلی اور بروزی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے (ایضاً صفحہ ۳۸-۳۹)

قاضی صاحب تو اب آپ ہی سینے پر ہاتھ رکھکر بتایئے۔ کہ اب آپ کے خیال کے مطابق پہلے مجددین اور مجدد صدی چہاردہم میں کچھ فرق ہے۔ حضرت صاحب بھی اسی طرح نبی تھے جس طرح مجددین سابقہ اور آپ بھی ویسے ہی مجدد تھے۔ جس طرح پہلے مجددین۔ آپ نے یہ کتاب ۱۹۰۸ء میں تحریر کی۔ اس میں یقیناً حضرت صاحب اور دیگر بزرگان سلسلہ کی تحریرات اور عقائد ہی کو درج کیا ہوگا۔ پس اگر حضرت صاحب نے کہیں نبی کا لفظ اپنی تحریرات میں درج کیا تو وہ اسی رنگ میں تھا جیسے کہ مجددین گذشتہ تھے۔ اگر حضرت صاحب کی طرف آیات قرآنی الہاماً پیش ہوئیں تو بقول حضرت سید عبد القادر گیلانی بعض بزرگوں پر تمام کا تمام قرآن شریف الہام ہو جاتا ہے۔ مگر اس سے کوئی نبی نہیں بن جاتا رہا۔ آپ خود ہی حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو نبی تحریر کرتے ہیں۔

> "پس اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ اسلام میں مومنوں کے ساتھ حضرت عمرؓ بن عبد العزیز کی صورت میں پورا کیا۔ یعنی عمرؓ بن عبد العزیز اس وعدہ کے مطابق اپنے زمانے کا نبی تھا۔" (ایضاً صفحہ ۸-۹)

حضرت صاحب نے بھی اسی رنگ میں اپنے سے پہلے مجددین کو نبی اور رسول کے لفظ سے یاد کیا۔ اور اسی رنگ میں آپ بھی نبی اور رسول تھے۔ یعنی نبی کے لغوی معنوں کے لحاظ سے اسلامی شریعت کی اصطلاح میں نہ آپ خود نبی تھے اور نبی کریم صلعم کے بعد کوئی اور نبی ہے۔ اور نہ ہوگا۔

"خدا سے آنے والے غربت کے لباس میں ہوتے ہیں۔ لوگ ان کو حقارت اور تمسخر سے دیکھتے ہیں۔ ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یا حسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے وہ جھوٹ نہیں کہتا۔ وہ فرماتا ہے کہ آدم سے لیکر اخیر تک جتنے بھی نبی آئے ہیں۔ ان تمام سے ہنسی ٹھٹھا کیا گیا۔ مگر جب وقت گذر جاتا پھر لگتے ہیں یقین کرنے۔ شیخ عبد القادر جیلانی پر بھی قریباً دوسو علماء وقت نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا.... مگر دوسو برس بعد ان کو کیسا کامل اور پاکباز اور صادق انسان مانا گیا اور کیسی قبولیت ہوئی دنیا جانتی ہے۔" (تقریر حجۃ اللہ صفحہ ۱۲ ۱۹۰۸ء)

ان الفاظ سے واضح ہے۔ کہ حضرت صاحب نے نبی اور رسول کا لفظ شیخ عبد القادرؒ کے متعلق استعمال کیا۔ اور چونکہ یہ تقریر اپنی تائید میں کر رہے تھے۔ اس لئے اس واقعہ کو پیش کر کے واضح کیا ہے۔ کہ آپ خود بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں۔ پس اب اگر حضرت صاحب کو نبی مانتے ہو۔ تو کم از کم شیخ صاحب کو بھی مانو۔ مگر غلو صرف ایک ہی کے متعلق ہوا کرتا ہے۔ اس لئے نہیں مانوگے۔ تو میں نے یہ واضح کرنا تھا۔ کہ جس طرح حضرت صاحب مجدد نبی تھے۔ پہلے مجددین بھی ویسے نبی تھے۔

"نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کی نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر آپ میں سے ہوکر اور آپ کی مہر سے۔ اور فیضان کا سلسلہ جاری ہے کہ ہزاروں اس امت میں سے مکالمات و مخاطبات کے شرف سے مشرف ہوئے۔ اور انبیاء کے خصائص ان میں موجود ہوتے رہے ہیں۔ سینکڑوں بڑے بڑے بزرگ گذرے ہیں جنہوں نے ایسے دعوے کئے۔ چنانچہ حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ایک کتاب فتوح الغیب کو ہی دیکھ لو۔"
(الحکم ۱۷ر اپریل ۱۹۰۷ء)

حضرت صاحب نے کن شاندار اور مبین الفاظ میں فرمایا کہ ایک نہیں سینکڑوں ہیں۔ جنہوں نے مجھ جیسے دعاوی کئے محدث کہلائے۔ اور تکالیف کو برداشت کیا۔

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم ؛ جنید و شبلی و عطار ہم مست

دوسروں کے بیانات کی تردید کی جاسکتی ہے۔ ان کی باتوں کو جھٹلایا جاسکتا ہے۔ مگر حضرت صاحب اور خود اپنی تحریرات کا کس طرح انکار کریں گے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی تحریرات ہیں۔ جن سے میرے نظریے کی تائید ہوتی ہے۔ انہیں حوالجات سے ظاہر ہوگیا ہے کہ پہلے مجددین بھی حضرت صاحب کی طرح نبی تھے۔ اور حضرت صاحب بھی اگر نبی تھے تو پہلے مجددین کی مانند۔ میں ذیل میں حضرت صاحب کا ایک اور حوالہ لکھکر بقیہ مضمون کو لیتا ہوں۔

> "اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے۔ جو اللہ جل شانہٗ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفاتِ ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شانِ نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے میں ایک ہوں۔"
> (نشانِ آسمانی صفحہ ۲۸)

مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ بھی پہلے مجددین میں سے ایک تھے۔ اور آپکا دعوے بھی مثل مجددین سابقہ تھا مگر قاضی صاحب کہتے ہیں کہ چونکہ (۱) آپ کو خدا نے بار بار نبی اور رسول کہا (۲) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ ٹھہرایا اسی فرمان نبوی کے مطابق جمیع فرق اسلامیہ مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے چلے آئے ہیں۔ اور خود آپ کہتے ہیں۔ کہ میں نبی اور رسول ہوں (اس لئے آپ حقیقی یا اصطلاحی نبی ہیں) کیونکہ ان دو الفاظ کے علاوہ کسی اور لفظ سے قاضی صاحب کے عقیدہ کے مطابق آپ نبی نہیں بنتے۔ (باقی آئندہ)

معاصرین کے افکار

ایک نیا جرم

ریاست چمبہ کے قانون تعزیرات میں آج کل ایک نئے جرم کا اضافہ ہوا ہے۔ یعنی کسی پر جادو کر دینا۔ پچھلے دنوں اس ریاست کے وزیر صاحب لالہ مادھو رام جی نے جو بڑے دھرماتما اور پراچین قسم کے ہندو واقع ہوئے ہیں۔ دو مسلمانوں کو اس الزام میں پکڑ کر حوالات میں دے دیا کہ وہ خورد سال راجہ چمبہ اور کہن سال وزیر چمبہ پر جادو کرنے والے ہیں۔ مسلمانوں نے بہتیرا کہا کہ "جادو برحق مگر کرنے والا کافر" ہوتا ہے۔ اور ہم اللہ کے فضل سے مسلمان ہیں۔ لیکن کسی نے نہ سُنی۔

خبر موصول ہوئی ہے کہ ریاست چمبہ میں اس نظیر سے فائدہ اٹھانے کی کوشش بھی کی گئی۔ بھینگو جیبور کا ایک دیوانی مقدمہ فقیر چند کھتری کے خلاف چل رہا تھا۔ بھینگو عدالت سے واپس آیا۔ تو کرنا رام جی کا یہ ہوا۔ کہ اس کے دل کی حرکت بند ہوگئی اور وہ پرمیشر کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے وارثوں نے پولیس میں جا کر رپٹ لکھوا دی کہ فریق ثانی نے بھینگو پر جادو کر دیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ مرگیا۔ پولیس والوں کو کیا معلوم کہ جناب وزیر صاحب نے اس جرم کو بھی مُسلّم قرار دیا ہے۔ انہوں نے یہ کہکر بھینگو کے وارثوں کو ٹال دیا۔ کہ "جاؤ جاؤ ایسی باتوں کی رپٹ نہیں لکھی جاتی"۔

اس پر انہوں نے کہا کہ کیونکر نہیں لکھی جاسکتی۔ ہمارے "بجیر" نے دو مسلمانوں کو حوالات میں دے رکھا ہے۔ حالانکہ وہاں جادو کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور یہاں ہمارا آدمی دن دہاڑے مرگیا پولیس نے پھر بھی رپٹ نہ لکھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسی بنا پر جنجی میں دعویٰ دائر کر دیا ہے۔ (انقلاب ۹ر اکتوبر ۳۶ء)

توہم پرستی

پنجاب سے اطلاع آئی ہے۔ کہ ایک آریہ مہاشے نے جو ماشاء اللہ تعلیم یافتہ اور روشن خیال بھی ہیں۔ نحوست دور کرنے کے لئے ایک بیری کے درخت سے شادی فرمائی ہے۔ اس شادی کتخدائی کے موقعہ پر "دولہا" اور ان کے اعزہ و اقرباء کے علاوہ مقامی آریہ سماج کے پردھان جی بھی موجود تھے کھانڈ کیلا اور سہاگ پڑے کا بھی تمام سامان موجود تھا۔ وید کے منتر باقاعدہ جپے گئے اور مہاشہ جی مسماۃ بیری کے ساتھ سلسلہ مناکحت میں منسلک کر دئے گئے۔

"دُلہن" کو میکے سے لانے کا بھی خاص طور سے اہتمام کیا گیا تھا۔ براتیوں کا ایک جلوس اس باغ میں جہاں عروس بیری تشریف فرما تھی گیا تھا۔ براتیوں کے عام قاعدہ کے مطابق پہنچا۔ اور وہاں سے ایک خوبصورت گملے میں جو گویا پالکی کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ سسرال لائی گئی۔ باقاعدہ پھیرے پھرائے گئے۔ گرہ باندھی گئی۔ تمام آریہ سماجی مہاشوں کے کام و دہن کی لذیذ پوری کچوری اور لڈوؤں سے تواضع کیگئی اب بتایا ہے کہ اگر ڈاکٹر امبیدکر ہندو مذہب سے بیزار ہوکر کسی دوسرے مذہب کی پناہ میں جانا چاہتے ہیں۔ تو اس میں کیا اُن کا قصور ہے؟ آریہ سماجیوں کا تو یہ دعویٰ ہے کہ (فاکم بدہن) مکہ مکرمہ اور بیت المقدس تک میں "اوم" کا جھنڈا گاڑ دیں گے۔ اور عقل و خرد کے لحاظ سے ان میں سے کوئی اپنے آپ کو افلاطون سے کم نہیں سمجھتا۔ لیکن توہم پرستی کا یہ حال ہے۔ کہ ستارہ کی نحوست دُور کرنے کے لئے شجر بے جان سے مناکحت اور ازدواج بھی گوارا ہے۔ (مدینہ ۹ر اکتوبر ۳۶ء)

نوجوانوں کے خلاف ایک اور اقدام

ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقہ کی بے روزگاری کا مسئلہ اتنی بار پیش کیا جاچکا ہے کہ اب اس کی تفصیلات کو دہرانا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن اس سلسلے میں یہ خبر یقیناً حیرت انگیز ہے کہ حکومت ہند نے لوکل حکومتوں اور یونیورسٹیوں سے بطور مشورہ دریافت کیا ہے۔ کہ آیا اُن طلبہ کا داخلہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ممنوع قرار دیدیا جائے۔ جو میٹریکولیشن کا امتحان تیسری ڈویژن میں پاس کرتے ہیں؟ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جبتک تیسری ڈویژن کو معیار کامیابی سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت تک مذکورہ پابندی کس اصول اور کس مثال کے ماتحت عائد کی جاسکتی ہے۔ اور اُن طلباء کو جنہیں کامیابی کا سرٹیفکیٹ عطا ہو چکا ہے۔ کس جرم کے ماتحت کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخل ہونے سے روکا جاسکتا ہے۔ ہمیں مطلق اعتراض نہ ہوتا اگر حکومت ہند فرسٹ اور سکنڈ ڈویژن کے مقررہ نمبروں کو ضروری حد تک کم کرکے تیسری ڈویژن کا وجود ہی فنا کر دیتی۔ لیکن جبکہ حکومت نے اس قسم کے ارادے کا اظہار نہیں کیا تو ہم یہ دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ طلبا کو تیسری ڈویژن میں کامیاب کرنے کے کیا معنی ہیں؟ کیا حکومت کے نزدیک تیسری ڈویژن میں کامیابی حاصل کرنے والے اور ناکام طلبا میں کوئی فرق نہیں ہے؟ کیا کسی درجہ میں کامیابی کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ وہ اس سے اوپر کے درجہ میں تعلیم حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے؟ اور جب حکومت اس حق کو غصب کرلینا چاہتی ہے۔ تو پھر ان محروم القسمت نوجوانوں کو کامیاب طلبا کی فہرست میں شامل کرنے سے کیا مقصد ہے؟ ہمیں مسرت ہے کہ پٹنہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور سنڈیکیٹ نے حکومت ہند کی اس تجویز کو پسند نہیں کیا۔ اور اپنی مخالفانہ رائے کا اظہار کر دیا ہے۔ لوکل حکومتوں کے ذمہ دار ارکان سے ہم یہ ضرور امید رکھتے ہیں کہ وہ حکومت ہند کی اس بے معنی تجویز کی مخالفت کرکے غریب نوجوانوں کے حال پر رحم کریں گے اور اُن کی مشکلات میں مزید اضافہ کرنا پسند نہ فرمائیں گے۔ (مدینہ ۹ر اکتوبر ۳۶ء)

یتیم خانے

پیشہ ور گداگروں کے متعلق اس سے قبل بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ آج ہم اس گروہ کی ایک ایسی صنف کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جن کو عام طور پر پیشہ ور گداگروں کا نام نہیں دیا جاتا۔ لیکن اپنے طریق کار کے لحاظ سے یہ صنف نہ صرف پیشہ ور گداگروں کے زمرے میں شمار ہونے کے لائق ہے۔ بلکہ اپنے مذموم اور تباہ کن اثرات کے لحاظ سے اس قابل ہے۔ کہ اس کا پورے طور پر استیصال کیا جائے۔ ہماری مراد ان جماعتوں سکولوں یا مکاتب سے ہے۔ جو یتیم خانوں کے نام سے جاری کئے جاتے ہیں۔ بعض مستثنیات کو چھوڑ کر ان تمام اداروں کی تشکیل عام طور پر یہ ہوتی ہے کہ جائز یا ناجائز طور پر پندرہ بیس یا کم و بیش چھوٹے چھوٹے بچے جمع کرلئے جاتے ہیں۔ اور انہیں بورڈنگ ہاؤس کے طور پر ایک مکان میں رکھا جاتا ہے۔ اور اس کا نام یتیم خانہ رکھ دیا جاتا ہے سحر صبح ان بچوں کو مختلف ٹولیوں میں شہر کے مختلف حصوں میں بھیجدیا جاتا ہے۔ اور وہ سارا دن یتیم خانہ کے نام پر لوگوں سے چندے مانگتے پھرتے ہیں۔ اکثر نیک دل اور سادہ دل مسلمان یتیم بچوں کی کفالت کے نیک خیال کے پیش نظر انہیں چندہ دیتے ہیں یہ سارا چندہ یتیم خانے کے منتظمین کی جیبوں میں جمع ہوتا ہے جس سے مکان کا کرایہ یا بعض دیگر معمولی اخراجات وضع ہوکر ایک کافی رقم منتظمین کے پاس بچ رہتی ہے۔ بچوں کی خوراک وغیرہ کے لئے بھی منتظمین کو کوئی تردد نہیں کرنا پڑتا کیونکہ لوگ یتیم خانے میں خیراتی کھانے وغیرہ بھیجتے رہتے ہیں۔ جن سے اُن یتیم بچوں بلکہ اُن کے منتظمین کا بخوبی گذارہ ہوتا ہے۔

تباہ کن طریق کار

گویا یہ یتیم خانے محض ایک چند شخصوں کی آمدنی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ جہاں تک یتیم بچوں کی تعلیم تربیت، پرورش غور و پرداخت یا رکھ رکھاؤ کا تعلق ہے۔ اس کے لئے وہ کارروائی ملاحظہ فرمائیے۔ جو سرگودھا کے ایک یتیم خانہ کے متعلق اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ ایک نامہ نگار نے لکھا ہے۔ کہ

> اس یتیم خانہ و مدرسہ کے مینجر اور اس کے دیگر منیجر کا چار بے روزگار نوجوان ہیں اور انہوں نے صرف اپنے پیٹ اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کی خاطر یہ ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ باہر سے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو چرا کر لانا ان کا سب سے اہم کام ہے۔ آج مینجر یتیم خانہ و مدرسہ دارالقرآن مع اپنے حواریوں کے گرفتار ہو چکا ہے۔ اس نے خود بھی اپنے فعل بد کا اقرار کر لیا ہے۔ اور یتیم بچے نے بھی اس ایمان سوز حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ اب جبکہ یہ تمام بیانات اور ڈاکٹری رپورٹ پولیس کے ہاتھ میں ہے ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت ان مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے گی۔

یہ صورت حالات کس قدر افسوسناک ہے۔ لیکن اس کی ذمہ داری بہت حد تک پبلک پر عائد ہوتی ہے۔ جو اس قسم کے معاملات کی چھان بین کرنا اور ان میں دخل دینا خواہ مخواہ کی سردردی سمجھتے ہیں۔ (دور جدید ۵ر اکتوبر ۳۶ء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

رفتار عالم

بیعت کنندگان

اخویم خواجہ غلام رسول صاحب عرصہ بیس سال سے غلو کا شکار رہے۔ مگر چند دن ہوئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ پر حقیقت واضح کر دی اور وہ ہماری جماعت میں شامل ہو گئے۔ آپ کے دل میں خدمت سلسلہ کی ایک زبردست تڑپ پائی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بیعت کرتے ہی آپ نے دیگر دوستوں کو بھی دعوت شمولیت سلسلہ دینی شروع کر دی ہے۔ اور آپ کی کوشش سے مندرجہ ذیل احباب کو غلو کے چنگل سے آزاد ہو کر صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔

(۱) اخویم غلام محی الدین مکر صاحب

(۲) احمد اللہ دون صاحب بمعہ بارہ افراد خاندان۔ اس بزرگ نے مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔

(۳) عبدالکریم صاحب بمعہ چودہ افراد خاندان

اس کے علاوہ آپ دوسروں کو بھی تبلیغ کر رہے ہیں امید ہے۔ کہ عنقریب ہی بہتر نتائج پیدا ہوں گے۔ کشمیر کے ارد گرد کی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اس بھائی کی مدد فرمائیں۔ تاکہ ان کو اس کام میں آسانیاں بہم پہنچیں۔ اس میں احباب سلسلہ کیلئے بہترین درس ہے۔ کہ ہزارہا قادیانی ایسے ہیں۔ جو حقیقت دعاوی حضرت صاحب سے تاریکی میں ہیں اور اگر ان تک اخلاص سے صحیح حالات پہنچائے جائیں۔ تو وقت دور نہیں جب قادیانی عقاید کی ریت کی دیواریں نیچے آ رہیں گی۔ اور ایک بار پھر دنیا اس آفتاب ہدایت سے آنکھیں بند کرنے کی بجائے نور ہدایت لینے کے لئے بیتابانہ دوڑے گی۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مسٹر ریاض قریشی صاحب جج خفیفہ لودیانہ

دعوی دیوانی ۵۲۵

بابو محمد الدین پروپرائیٹر کریسنٹ ہوزری فیکٹری لودیانہ محلہ ڈھولیوال مدعی

بنام

اے۔ایم۔انور خاں کلاتھ مرچنٹ بازار کلاں بریلی مدعا علیہ

دعوے 82/7/6 بنام اے ایم انور خاں مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی اے ایم انور خاں مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۱۴ ⁄ ۱۱ ⁄ ۳۶ کو بمقام لودیانہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۸ ⁄ ۹ ⁄ ۳۶ کو میرے دستخط اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم مہر عدالت

پیغام صلح آپ کا قومی اخبار ہے اس کی توسیع اشاعت آپ کا اخلاقی فرض ہے۔

ہندوستان

لاہور ۔ ۹ر اکتوبر مسٹر گاباکے خلاف غبن کا مقدمہ شروع ہو گیا ہے اور استغاثہ کی شہادتیں ہو رہی ہیں۔ مسٹر گابا گواہاں پر خود جرح کرتے ہیں۔

شملہ ۹ر اکتوبر معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ہند کے دفاتر شملہ میں ۹ر اکتوبر کو بند ہو کر ۱۲ر اکتوبر کو لاہور میں کھلیں گے۔

گورنر پنجاب شملہ سے روانہ ہو چکے ہیں وہ ۱۰ر اکتوبر کو لاہور پہنچ جائیں گے۔

شملہ ۹ر اکتوبر بدھ کے روز پانچ بجے شام اسمبلی نے تالیوں کے درمیان انڈین کمپنیز ایکٹ کے مسودہ ترمیم کو پاس کیا گیا۔ اور ہوس نے سر این این سرکار مصنف مسودہ کی تعریف کی۔

الہ آباد ۔ ۱۰ر اکتوبر اخبار "مدینہ" کی ایک ہزار روپیہ کی ضبطی ضمانت کے خلاف اپیل ہائی کورٹ نے مسترد کر دی ہے۔ یہ ضمانت ۱۲ر جون ۳۵ء کے ایک قابل اعتراض مضمون کی اشاعت کی پاداش میں ضبط کی گئی تھی۔

جودھپور ۔ ۱۰ر اکتوبر اطلاع مظہر ہے کہ سر تیج بہادر سپرو جودھپور ، جے پور ، اودے پور اور میسور کی طرف سے فیڈریشن کے سلسلے میں برطانی حکام سے بات چیت کرنے کے لئے انگلینڈ جا رہے ہیں۔ اور ان چار ریاستوں نے ۱۰ لاکھ روپیہ پیش کیا ہے

بمبئی ۱۰ر اکتوبر اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مسز سروجنی نیڈو اچانک بیمار ہو گئی ہیں اور آپ کو حیدرآباد لے جایا گیا ہے۔

لاہور ۱۰ر اکتوبر۔ جمعرات ۸ر اکتوبر کو آل انڈین اولمپک ہاکی ٹیم اور پنجاب ہاکی ٹیم کے مابین یونیورسٹی گراونڈ میں شاندار مقابلہ ہوا۔ پنجاب ٹیم کو ۳ گولوں پر شکست ہوئی۔ تماشائیوں کا اندازہ ۳۰ ہزار کا تھا۔

آل انڈیا اولمپک ٹیم ہی نے جرمنی میں تمام دنیا کی ہاکی ٹیموں کو شکست دی تھی۔

لاہور ۱۰ر اکتوبر مہاجرین مالیر کوٹلہ کا ایک قافلہ جمعہ کے دن لاہور پہنچا۔ اور نماز جمعہ شاہی مسجد میں ادا کی۔

پٹنہ ۱۰ر اکتوبر چیف جسٹس کی عدالت میں اور پٹنہ ریلوے سٹیشن پر بم پھٹ جانے کے دو حادثے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں پولیس متعدد مکانات کی تلاشی لے چکی ہے۔ دو اشخاص کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ایک نوجوان نے اقبال جرم کر لیا ہے۔

جالندھر ۔ ۱۰ر اکتوبر توقع کی جاتی ہے کہ ہز ایکسیلینسی وائسرائے ۱۴ر اکتوبر کو منصور پور اور اس کے متعلقہ دیہات کا معائنہ کریں گے استقبال کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔

الہ آباد ۔ ۱۰ر اکتوبر خواتین ہند کی کانفرنس کا آئندہ اجلاس مسز ایچ کزنس کی صدارت میں احمد آباد منعقد ہوگا۔ اجلاس کے لئے دسمبر کی کوئی تاریخ (جس کا اعلان بعد میں ہوگا) مقرر کی جائے گی۔

الہ آباد ۱۰ اکتوبر مس جین بٹن پرواز کا ریکارڈ قائم کرنے کے لئے بمرولی سے ۱۰ بجکر ۳۵ منٹ پر بعزم نیوزی لینڈ اکیاب روانہ ہو گئی اور ۹ بجے بمرولی وارد ہوئی تھی۔

دہلی ۔ ۱۰ر اکتوبر آل انڈیا ہاکی ٹیم جب دہلی وارد ہوئی تو نیو دہلی میونسپلٹی کی طرف سے انہیں دعوت لنچ دی گئی۔

ممالک خارجہ

قاہرہ کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جامع ازہر کے تبلیغی مشن کو جو ہندوستان میں آ کر اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کرنا چاہتا ہے ہندوستان آنے کے لئے "ویزا" مل گیا ہے۔ اس وفد کے پانچ ارکان ہیں

کابل۔ تازہ ڈاک کی خبر ہے کہ جنرل عبدالاحد خان کمانڈر انچیف ہرات کی فوجی خدمات سے خوش ہو کر اعلیحضرت فرمانروائے افغانستان نے آپ کے نام خوشنودی کا ایک فرمان ارسال کیا ہے

استنبول کی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ترکیہ کے وزیر اقتصادیات نے جرمنی نے ایک جہاز ساز کمپنی کو چند تجارتی جہازوں کا آرڈر دیا ہے۔ جرمنی ان تجارتی جہازوں کے عوض ترکیہ سے مواد خام درآمد کرے گا۔

دمشق (بذریعہ ڈاک) جاپان اور شام میں ایک جدید تجارتی معاہدہ ہوا ہے۔ جس کے مطابق جاپانی تجار شام کے مواد خام کے معتدبہ حصہ کی خریداری کیا کریں گے۔ اور جو جاپانی مال شام کی حدود سے گزر کر دوسرے ممالک میں جائیگا۔ حکومت شام اس پر کسی قسم کا محصول نہیں لگائیگی۔

بیت المقدس ۸ر اکتوبر کل یروشلم کے نزدیک برطانوی فوج اور اعراب کے مابین جنگ ہوئی۔ جس میں فلسطین کا مشہور عرب مجاہد "ابو العاصی" شہید ہو گیا۔ بیت المقدس کے عرب لیڈر غازی عبدالقادر الحسینی بھی مجروح ہو کر اسیر ہو گئے ہیں۔ اور زیر علاج ہیں۔

بیت المقدس ۸ر اکتوبر ہائی کمشنر نے فلسطین کے نام حکم جاری کیا ہے۔ کہ وہ ہندوستانیوں کی ہمدردی کی خبریں شائع نہ کریں ورنہ بعض قانون کے ماتحت اخبار بند کر دیا جائیگا۔

ربیٹ ۸ر اکتوبر میڈرڈ میں معونت حالات حد درجہ مخدوش ہو گئی ہے۔ جبری بھرتی شروع ہو گئی ہے۔ انکار کرنے والوں کو گولی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

سرخ فوج کے تمام لیڈر شہر چھوڑ کر القنطہ میں پہنچ گئے ہیں تاکہ ضرورت کے وقت روسی جہاز کے ذریعہ روس چلے جائیں۔

ربیٹ ۹ر اکتوبر باغی پوری قوت سے میڈرڈ کی طرف بڑھ رہے۔ شاہراہ میڈرڈ کا ایک اور شہر ویلیریا مار بھی فتح ہو گیا ہے

ربیٹ ۹ر اکتوبر باغیوں کے وائرلیس سٹیشن کی نشر کردہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۳۰ باغی طیاروں نے کل پھر میڈرڈ پر بمباری کی تھی۔

بغداد ۸ر اکتوبر غازی نوری پاشا السعید وزیر خارجہ عراق بذریعہ طیارہ ترکی روانہ ہو گئے ہیں۔ تاکہ عراق اور ترکی کے تجارتی معاہدہ پر آخری دستخط کر سکیں۔

اس سلسلہ میں مزید معلوم ہوا ہے۔ کہ نوری پاشا السعید کی مباحث ترکیہ ممالک اسلامیہ کے مجوزہ معاہدہ اتحاد سے تعلق رکھتی ہے یہ معاہدہ عراق۔ ایران۔ افغانستان اور ترکی کے درمیان ہونے والا ہے

لندن ۸ر اکتوبر حکومت برطانیہ نے واشنگٹن اور ٹوکیو کے برطانوی سفیروں کو ہدایت بھیجی ہیں کہ وہ امریکہ اور جاپان کی حکومت سے واشنگٹن کے بحری معاہدہ کی دفعہ ۱۹ کی تجدید کی درخواست کریں۔ اس معاہدہ کی رو سے بحرالکاہل کے بحری مراکز پر حربی استحکامات کی تعمیر نہیں ہو سکتی۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مہر سلطان ولد پہلوان ذات سیال سکنہ سمندکانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۴ ۱۰/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۱۱ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ بخش ولد لعل ذات چڑھوہا (?) سکنہ چک گنیش داس تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی البیلا ولد جھنڈا قوم بلوچ (?) سکنہ چک ۱۶۳ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۳ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۸ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بھگوانداس ولد اوتم چند ذات کھیڑا سکنہ دھوری والہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳ ۱۱/۳۶ تاریخ بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۲ ۹/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی یارا ولد احمد ذات چچکانہ سکنہ علی پور تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۷ ۱۰/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۱۱ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہاول ولد سلطان ذات واک سکنہ چک ۲۴۷ (?) تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شہامند ولد محمد قوم راگی سیال سکنہ راگی جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۴ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نہال چند ولد بھگوانداس ذات کٹھوریہ سکنہ کھیوا تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان ولد نیازی ذات دھونکل سکنہ چک کوٹ مکھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۸ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتہ ولد بھولا ذات لنگاہ سکنہ بستی عارف تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۴ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۸ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی راٹھ (?) ولد نوطہ (?) قوم کانو آنہ سکنہ نگھیانہ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۶ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ بخش ولد کوڑا ذات لوہار سکنہ وجھی (?) تحصیل ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۲ ۹/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے

سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔ اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے۔ اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو۔ اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو۔ کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہ ہوگی۔ وہ عمل بھی ضائع نہ ہوگا۔ ضرور ہے۔ کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔ جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے۔ تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دیگا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دئے جاؤ۔ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو۔ کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے۔ کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔"

(کشتی نوح)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب آج کل سیالکوٹ میں قیام فرما ہیں۔ گذشتہ دنوں میں آپ بعارضہ بخار شدید علیل رہے۔ اب افاقہ ہے۔ لیکن کمزوری بہت ہے۔ ان کے بچے بھی تقریباً چار ماہ سے علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد صحت کامل عطا فرمائے۔ تمام احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔

— جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے روبصحت ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ نے اس خوشی میں مبلغ پچاس روپے کی رقم انجمن کو عطا فرمائی ہے۔ جزاک اللہ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جلد توانائی عطا فرمائے اور تادیر سلامت رکھے۔

— ملک عبد الغنی صاحب محرر تحصیل اطلاع دیتے ہیں کہ چودھری عبد العزیز صاحب کیپٹن جموں چھاؤنی جو گذشتہ دنوں علیل رہے۔ اب خدا کے فضل سے تندرست ہو گئے ہیں۔ جن احباب نے ان کے لئے دعائیں کیں یا عیادت فرمائی۔ ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ہمارے ہونہار معاون عزیز سلطان کیجنشو ولد راجہ محمد افضل صاحب سب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی بعارضہ بخار علیل ہیں اللہ تعالیٰ صحت دے۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک پبلک جلسہ بصدارت مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے ۱۸ اکتوبر بروز اتوار ۲ بجے شام کارخانہ شیخ محمد اسماعیل مولا بخش صاحبان "دی رائل واٹر ورکس اینڈ آئل ملز" بیرون شیرانوالہ گیٹ منعقد ہوگا جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب "اسلامی رواداری" کے موضوع پر تقریر فرمائینگے۔

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قادیانیوں کے مغالطے

نئے یا پرانے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے (حضرت مسیح موعودؑ)

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۸)

غلط بحث کی افسوسناک کوشش

میں نے ان سے یہ بھی دریافت کیا تھا۔ کہ ظلی نبوت یا ظلی نبی کا استعمال قرآن مجید اور احادیث سے دکھلایئے۔ اس کا جو جواب عنایت ہوا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

"کیا حضرت مسیح موعودؑ نے ظلی نبوت اور ظلی نبی کی اصطلاح خلاف قرآن گھڑلی ہے۔ جو آپ مجھ سے ایسا مطالبہ کرتے ہیں"

حضرت آپ میرے مطالبہ کو ناحق ادھر اُدھر کی باتوں سے ٹالتے ہیں۔ میں نے واضح الفاظ میں عرض کی تھی۔ کہ اگر قرآن شریف سے قبل نبوت براہ راست ملا کرتی تھی اور اب بعد میں اتباع سے ملا کرے گی۔ اور اس کا نام ظلی نبوت ہوگا۔ تو قرآن شریف کا حق تھا۔ کہ انہیں الفاظ کے ساتھ اس مفہوم کی تشریح کرتا۔ مگر اس کا ایسا نہ کرنا ثابت کرتا ہے۔ کہ یہ ایجاد بندہ ہے۔ اس لئے میرا مطالبہ حق بجانب تھا۔ اور اس سے عہدہ برآ ہونا آپ کیلئے ناممکنات میں سے ہے۔

بے معنی مطالبہ

آپ اُلٹ کر مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ۔۔۔

۔۔۔ کیا آپ قرآن مجید کی کسی آیت سے یہ الفاظ دکھا سکتے ہیں کہ ظلی نبی سے مراد ولی یا محدث ہوتا ہے؟

میں نہیں سمجھتا کہ یہ مطالبہ آپ کا مجھ سے کیوں ہے۔ اور میں نے کب دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں ایسے الفاظ قرآن مجید یا حدیث سے دکھا سکتا ہوں۔ یہ الفاظ تو صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے وضع کردہ ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے کلام میں استعمال فرمائے ہیں۔ اور مراد ان بزرگان دین کی ان اصطلاحات سے اولیائے کرام اور محدثین عظام ہے۔ نہ کہ نبی اور رسول چونکہ آپ نے ان اصطلاحات سے اصلی نبوۃ مراد لی ہے۔ اس لئے میرا فرض تھا کہ میں آپ سے قرآن مجید اور حدیث سے اس کا حوالہ طلب کرتا اور آپ کا ایسا حوالہ پیش نہ کرنا یا نہ کرسکنا ثابت کرتا ہے۔ کہ آپ کا دعویٰ باطل ہے۔ چونکہ یہ اصطلاحات بزرگان دین کی اختراع کردہ ہیں جن میں مقام ولایت اور محدثیت کا ذکر ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی بزرگان دین کی اختیار کردہ اصطلاحات کو اختیار فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے مدنظر بھی یہی ولایت اور محدثیت کے مقامات ہیں۔ اگر مقام نبوت کا اظہار مقصود ہوتا۔ تو آپ ان اصطلاحات کے علاوہ کوئی اور اصطلاح مقرر فرماتے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کا دعویٰ محدثیت کا ہے۔ نہ نبوت کا یہاں تک لکھتے لکھتے خدا جانے دماغ میں کیا سمایا ہے۔ کہ حضرت قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب کو مقابلے کے لئے یاد فرمایا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جب تک کوئی بڑی سے بڑی ہستی میدان میں آپ کے مقابلہ کے لئے نہ آئے۔ آپ احقاق حق سے خاموش رہیں آپ شوق سے لکھتے جائیں۔ جن بزرگوں کو آپ نے یاد فرمایا ہے۔ وہ کہیں بہرہ میں نہیں رہتے۔ کہ اُن کی آمد و رفت مشکل سے ہوگی۔ بلکہ وہ ہر وقت خدمت دین میں مصروف ہیں۔ اگر کوئی معقول بات قابل توجہ ہوگی تو انشاء اللہ وہ ضرور اس پر غور فرمائیں گے۔ فی الحال آپ ہم سے پیچھا کیوں چھڑاتے ہیں؟ اور ہم آپ کی ان بے حقیقت تحدیوں کو سوائے اس کے اور کچھ نہیں سمجھتے۔ کہ یہ مذہبی دوکانداری کا ایک ذریعہ ہیں۔ دگر ہیچ۔

مولوی صاحب کا تجاہل لاعلاج

ہم نے کاملین امت کی مثالیں حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے پیش کی تھیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ظلی مدارج کے کمال کا جس قدر انتہا متصور ہو سکتا ہے۔ وہ تمام کی تمام صفات حضرت صاحب نے اُن بزرگوں میں تسلیم فرمائی ہیں۔ مگر مولوی صاحب صرف یہ کہکر ٹال دیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک تیرہ سو سال میں صرف آپ کا وجود ہی نبی کا نام پانے کا مستحق ہوا ہے۔ جیسے وہ حقیقت الوحی کا صفحہ ۳۹۱ کھول بیٹھتے ہیں۔ ہم نے ان کے سمجھانے کے لئے اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۰ سے حضرت مجدد الف ثانی کا وہ حوالہ سامنے رکھا جس میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ جس کو کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہو وہ محدث ہوتا ہے اور ساتھ ہی گذارش کی تھی۔ کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعوےٰ فرمایا تھا۔ تو یہ حوالہ کیوں پیش کیا۔ کیونکہ اس سے تو نبوت کے دعویٰ کی تردید ہوتی ہے۔ افسوس ہماری اس تحریر کا کچھ جواب نہیں دیا اور صفحہ ۳۹۱ سے پھر دوبارہ وہی عبارت پیش کر دی ہے۔ بتلایئے اس تجاہل کا کیا علاج ہے۔

الزام بے جا

بایں اسی جگہ میری بدحواسی کا مظاہرہ بھی دکھاتے ہیں وہ اس طرح پر کہ میں نے حقیقت الوحی کی اس عبارت کو کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ بجائے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کرنے کے مولوی صاحب کی طرف منسوب کر رہا ہے۔ افسوس مولوی صاحب ایک سیدھی سادھی عبارت کا مفہوم نہیں سمجھتے اور فاش غلطی کھاتے یا دھوکہ دینے کی بیکار کوشش کرتے ہیں۔ ۳ر جولائی کا اخبار پیغام صلح ملاحظہ کیجئے۔ اس کے صفحہ ۳ پر یہی حوالہ زیر بحث ہے۔ جو پورا نقل کرکے میں نے اس پر لکھا ہے۔ ناظرین آپ نے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ مولوی صاحب نے اس عبارت کے ذریعہ سے کس طرح سے حضرت مسیح موعودؑ کے دیگر حوالہ جات کو بے کار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اس کلام کے مقابلے پر آپ کی واضح اور بین تحریروں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

اس قدر واضح تحریر کی موجودگی میں مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ میں نے بدحواسی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اگر وہ ناراض نہ ہو جائیں۔ تو میں اتنا عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ یہ خود انکی ذہنی بدحواسی کا مظاہرہ ہے۔ جس کا ثبوت ان کی اگلی تحریر میں اسجگہ موجود ہے

مولویصاحب کی انوکھی تاویل

میں نے انجام آتھم کے حوالہ سے اس بات کا ثبوت پیش کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے علاوہ دیگر اولیائے کرام کے الہامات میں بھی ہیں۔ لفظ نبی اور رسول کے آئے ہیں۔ چنانچہ انجام آتھم میں آپ ارقام فرماتے ہیں۔

"بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ وہ حقیقت پر محمول نہیں ہیں"

مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس جگہ بعض اولیاء سے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا ہی وجود مراد لیا ہے۔ یہ تاویل اہل علم کے سامنے رکھنے کے قابل ہے دیکھا کہ ایک مولوی فاضل کو فرقہ پرستی نے کس قدر حقائق سے بے بہرہ کر دیا ہے۔ اور اس کا ضمیر احقاق حق سے کس قدر بے نیاز ہو رہا ہے۔ اے محققوں کے رد حوار وو اور ماتم کرو کہ مولویوں کے ہاتھوں یوں سچائی کا خون ہو رہا ہے۔ افسوس اس برتے پر مولوی صاحب ہماری بڑی سے بڑی ہستیوں کو ہل من مبارز کا چیلنج کرتے ہیں یہی حربہ آپ الوصیت کے حوالہ کی نسبت بھی استعمال فرماتے ہیں۔ مگر الفاظ پر آپ غور نہیں فرماتے۔ حضرت اگر تاویل ہی مطلوب تھی۔ تو انجام آتھم کی نسبت سنہ سے پہلے ہونے کا بہانہ ہی کافی تھا۔ آپ کو اپنا لکھا ہوا بھی یاد نہیں رہتا۔ آپ نے خود لکھا ہے۔ کہ بعض چونکہ نکرہ ہے۔ اس لئے ایک فرد بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اور ایک سے زیادہ بھی ہاں محل استعمال بتلا دے گا۔ کہ "بعض" کا لفظ ایک فرد کے لئے استعمال ہوا ہے یا ایک سے زیادہ کے لئے۔ اب بات تو صاف ہے۔ دونوں عبارتوں کو کسی غیر جانبدار شخص کے پاس پیش کیجئے۔ وہ صاف بتلا دیگا۔ کہ ان مقامات پر ایک سے زائد شخص مراد ہیں۔

(باقی آئندہ)

مسلمانان چنبہ کے مصائب

غیر منصفانہ قوانین اور حکام ریاست کی مسلم آزار روش

کوہستان ہمالیہ کی دورافتادہ و غیر معروف ہندو ریاست چنبہ گذشتہ چند سال کے عرصہ میں اپنے بعض ناعاقبت اندیش و متعصب حکام کی مسلم آزاری اور انصاف کشی کی وجہ سے ایک ناقابل رشک شہرت حاصل کر چکی ہے۔ ویسے تو ریاست کی غریب امن پسند اور وفادار مسلم رعایا پر ظلم و جور کا سلسلہ کافی عرصہ سے شروع ہے اور اس کی داستان بہت طویل اور پرغم ہے۔ لیکن چند ماہ سے حکام کی مشق ستم میں ناقابل برداشت تیزی و تندی پیدا ہو گئی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ انصاف، تدبر اور معقولیت کے الفاظ ان حکام کی ڈکشنریوں سے خارج ہو چکے ہیں۔

مسلمانان چنبہ کی زبوں حالی و مظلومیت سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں۔ ریاست کے نظم و نسق پر زیادہ تر ہندو سبھائی اور آریہ سماجی ذہنیت کے متعصب لوگوں کا قبضہ ہے۔ جو مسلمانوں کو برباد کرنا اپنا ایک مذہبی اور قومی فرض سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کو تناسب آبادی سے بہت کم ملازمتیں حاصل ہیں اور مختلف محکموں میں جو چند مسلمان ہیں ان کو بھی سازشوں اور فرضی الزامات کے ذریعے نکالنے کی کوشش ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے ریاست کے بعض ذمہ وار حکام اس قدر غیر شریفانہ اور لچر ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ جن کا تصور بھی کوئی شریف آدمی نہیں کر سکتا۔ مسلمانوں کی تعلیمی اور اقتصادی حالت بہت خراب ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے امداد دینا تو درکنار بلکہ جب کبھی مسلمان اس کی کوشش بھی کرتے ہیں تو حکام ریاست کی طرف سے اندرونی و خارجی رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں۔

ریاست میں ایسے قوانین نافذ ہیں۔ جو مذہبی آزادی کے سراسر منافی ہیں اور ان قوانین کی زد صرف غیر ہندوؤں بالخصوص مسلمانوں پر پڑتی ہے۔ مثلاً حدود ریاست میں ہندوؤں اور آریاؤں کو اپنے دھرم کے پرچار کی کھلی آزادی ہے۔ آریہ مہاشے ہمیشہ اپنی مسلمہ بدزبانی اور دل آزاری کے مظاہرے کرتے ہیں۔ وہ ہر ایک اچھوت، مسلمان اور عیسائی کو پوری آزادی سے اشدھ کر سکتے ہیں۔

لیکن مسلمانوں کو دین حق کی اشاعت کی قطعی ممانعت ہے۔ اگر کوئی ہندو اسلام قبول کر لے۔ تو قوانین ریاست مسلمان بننے اور بنانے والے کو مجرم قرار دیتے ہیں۔ ایسے "مجرموں" کے لئے ریاست جیل خانہ کی کوٹھڑیاں اور طوق و سلاسل کمال فراخدلی سے مہیا کر دیتی ہے۔

جو اشخاص یا جماعتیں مسلمانوں میں بیداری پیدا کر کے ان زبوں حالی کو دور کرنا چاہتی ہیں۔ یا ان کے غصب شدہ حقوق کے لئے آئینی جد و جہد کرتی ہیں۔ وہ حکام ریاست کے نزدیک معتوب قرار پاتی ہیں۔ گذشتہ چند سال کے عرصہ میں متعدد مسلمان محض اسی "قصور" کی بنا پر ملازمتوں سے محروم کئے جا چکے ہیں۔ کئی ایک کو یہی سزا دینے کی کوشش ہو رہی ہے۔ چونکہ جماعت احمدیہ کا مقصد ہی تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود ہے اس لئے چنبہ کے مٹھی بھر احمدی بالخصوص نشانہ ستم ہیں۔ حکام کی مہربانی سے ان کو جلسہ کرنے کے لئے جگہ تک میسر نہیں۔

حکام ریاست کا ایک تازہ کارنامہ یہ ہے۔ کہ دو مسلمانوں کو اس الزام میں ماخوذ کیا گیا ہے۔ کہ وہ نابالغ حکمران ریاست پر جادو کرنا چاہتے تھے۔ ان پر باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا ہے۔ جو آجکل عجیب و غریب طریق پر زیر سماعت ہے۔ یعنی عدالت میں "ملزموں" کے رشتہ داروں اور ہم مذہبوں کو جانے کی مطلق اجازت نہیں۔ یہ بدنصیب جائز قانونی امداد سے بھی محروم رکھے گئے ہیں۔ اس بیسویں صدی میں اس الزام کو انتہائی حیرت سے سنا گیا ہے۔ اور چاروں طرف اس حرکت پر نفرت و حقارت کا اظہار ہو رہا ہے جس ریاست میں حکام کی طرف سے ایسی حرکتیں ممکن ہیں۔ وہاں ہر قسم کی بے آئینی اور ظلم کا امکان ہو سکتا ہے۔

حکام ریاست نے اپنی طرف سے یہ ایک سنگین الزام قائم کیا ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ الزام ہی ان "ملزموں" اور دیگر مظلومان چنبہ کی مظلومیت و بے گناہی اور حکام کے ظلم و ستم کا ایک ناقابل انکار ثبوت ہے۔ ان لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف کوئی معمولی سے معمولی چیز بھی نہیں مل سکی۔ اس لئے وہ اس تخفیف الحرکتی پر اتر آئے ہیں۔ اس قسم کے مظالم اور غیر قانونی حرکات کے ساتھ ساتھ حکام ریاست کی طرف سے غلط پروپیگنڈا اور مغالطہ آمیز بیانات کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ ہندو اخبارات کے نامہ نگاروں کو سرکاری مہمانوں کی حیثیت سے مدعو کیا جا رہا ہے چند ملت فروش مسلمانوں کی خدمات بھی خرید لی گئی ہیں۔ دوسری طرف والئے ریاست کی ذات اور ہندو عوام کو درمیان میں لا کر ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف صف آرا کرنے کی سعی کی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں انتظامیہ کونسل کے صدر کرنل ایچ۔ ایس سٹرانگ کو جو ایک شریف انگریز ہیں مسلمانوں سے بدظن کیا جا رہا ہے۔ اس بارہ میں ہر قسم کی غلط بیانیاں بے تکلف ہو رہی ہیں۔ کرنل موصوف کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ مسلمان ان کے خلاف ایجی ٹیشن کر رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس سے بالکل برعکس ہے۔ مسلمان یقین کرتے ہیں کہ کرنل موصوف ایک انصاف پسند غیر جانبدار اور بیدار مغز حاکم ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہیں چنبہ تشریف لائے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ لیکن ان کی بالغ نظری حالات کے مطالعہ کے بعد فوراً حقیقت تک پہنچ سکتی ہے۔ مسلمانوں کو امید ہے۔ کہ کرنل موصوف انصاف کرینگے۔ چنبہ میں ان کی موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے ہی انہوں نے ایک مرتبہ پھر اپنی شکایات پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔

ہمارے پاس حالات چنبہ کے متعلق ایسی ذمہ وارانہ اور مفصل تحریریں پہنچ چکی ہیں۔ جن کے مطالعہ کے بعد یہ سمجھنے میں کوئی دقت نہیں رہتی کہ مسلمانوں پر ان مظالم کے ذمہ وار کون کون سے حکام ہیں بعض احباب چنبہ سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ لیکن سردست ہم زیادہ تفصیل میں نہیں جاتے۔ ہمیں صرف مسلمانوں کی مشکلات و شکایات کا ازالہ مطلوب ہے۔ کاش حکام چنبہ صحیح طرز عمل اختیار کریں اور اصلاح حالات کی طرف متوجہ ہوں اور ہمیں ان اشخاص کا نام ان صفحات میں درج نہ کرنا پڑے۔ جو اس ظالمانہ ڈرامہ میں ایکٹر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ایک بات کہنے سے ہم نہیں رک سکتے۔ مسلمانوں پر مظالم کے سلسلہ میں جناب مادھو رام صاحب نائب صدر انتظامیہ کونسل کا نام بار بار لیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی ہر ایک حق تلفی اور شکایت کا سلسلہ کہیں نہ کہیں صاحب موصوف کی ذات گرامی سے جا ملتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صاحب موصوف ریاست کے ارباب انتظام میں نہایت ذمہ وارانہ حیثیت کے مالک ہیں۔ وہ معاملات ریاست میں اس قدر دخیل ہیں۔ کہ کوئی واقف کار شخص مسلمانوں کے موجودہ مصائب سے ان کو بے تعلق قرار نہیں دے سکتا۔ جہاں تک ہم معلوم کر سکے ہیں۔ وہ مہاسبھائی ذہنیت رکھتے ہیں مسلمانوں کے ساتھ ان کا طرز عمل ہمیشہ شکایات و اعتراضات کا آماجگاہ رہا ہے گو وہ اپنے آپ کو ایک رواداروانصاف پسند حاکم ثابت کرنے میں قطعی ناکام رہے ہیں۔

اس سے قبل کہ ہم حکومت بالادست کے دروازے پر دستک دیں۔ جناب مادھو رام صاحب اور ان کے رفقائے کار ہم مشرب حضرات کی خدمت میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ ظالمانہ قوانین اور تعصب و جانبداری کی پالیسی اور اقلیتوں کے حقوق کی پامالی حکومتوں کے لئے کبھی بھی مفید ثابت نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے انصاف رواداری اور تالیف قلوب ہی ایسی چیزیں ہیں جو حکومتوں کی بنیادوں کو استوار اور مضبوط کر سکتی ہیں۔ بے شک وہ ایک پہاڑی گوشہ میں مقیم ہیں۔ لیکن ایک ذمہ وار حاکم کی حیثیت سے ان کا فرض ہے۔ کہ وہ ملک کے حالات سے باخبر رہیں۔ زیادہ نہیں تو کم از کم الور، کشمیر اور کپورتھلہ وغیرہ ریاستوں کے حالات پر ہی نظر رکھیں۔ چنبہ دور افتادہ جگہ ہی سہی لیکن آخر دنیا ہی کا ایک حصہ ہے اور ساری دنیا ...

اعراب فلسطین اور حکومت برطانیہ

اعراب فلسطین کو گذشتہ چند ماہ سے جن مصیبت انگیز اور اضطراب انگیز حالات کا سامنا ہے۔ ان سے اخباربین حضرات بخوبی واقف ہیں۔ جنگ یورپ کے ایام میں ان بدنصیب لوگوں نے حکومت برطانیہ کی گراں قدر امداد کی۔ اگر یہ امداد حاصل نہ ہوتی تو اغلب تھا۔ کہ جنگ کے نتائج کچھ اور ہوتے۔ لیکن فتح یاب ہونے کے بعد حکومت کی طرف سے عربوں کو یہ صلہ ملا۔ کہ عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر فلسطین پر ظالم اور انسانیت ناآشنا یہودی قوم کو مسلط کر دیا گیا۔ اعلان بالفور کے بعد ہر سال ہزاروں لاکھوں یہودی فلسطین پہنچ رہے ہیں۔ اور غریب عربوں کے لئے یہ مقدس سرزمین روز بروز تنگ ہو رہی ہے۔ عربوں نے بار بار حکومت سے التجائیں کیں۔ اس کے عہد و پیمان یاد دلائے۔ وہ اپنی فریاد لیکر برطانی وزراء کے دروازوں پر بھی پہنچے۔ لیکن ان کی فریادوں اور التجاؤں کو بہرے کانوں سے سُنا گیا۔ اور انہیں طفل تسلیوں سے ٹالنے اور دھمکیوں سے مرعوب کرنے کی کوشش کی گئی۔ آخر انہوں نے مایوسی اور بیچارگی کے عالم میں ایک فیصلہ کن جدوجہد کا عزم کیا اور احتجاج کے طور پر مکمل ہڑتال کر دی۔ عربوں کا نوجوان طبقہ یہودیوں کی اشتعال انگیزیوں اور حکام فلسطین کی بے تدبیریوں کی وجہ سے تشدد پر اتر آیا۔ ان چیزوں کی تفصیلات ہر روز اخبارات کے صفحات پر نظر آتی ہیں۔ اسلامی دنیا اور بہت سی غیر مسلم مشرقی قومیں بجا طور پر عربوں کو مظلوم سمجھ رہی ہیں اور موجودہ صورت حالات کی تمام تر ذمہ واری حکومت برطانیہ پر ڈالی جا رہی ہے۔ حکومت قیام امن کے بہانے بدستور طاقت کی اندھا دھند نمائش میں مصروف ہے۔

لیکن اب حالات نے ایک اور پلٹا کھایا ہے۔ عرب حکمرانوں کی اپیل پر اعراب فلسطین نے چھ ماہ کے بعد ہڑتال ختم کر دی ہے فضا تیزی سے پرسکون ہو رہی ہے۔ یہ ایک ایسا موقع ہے۔ جس میں برطانی مدبرین کو اپنے تدبر کا بہترین ثبوت دینا چاہئے۔ اس مرحلہ پر اگر انہوں نے صحیح طریق عمل اختیار کیا۔ تو گذشتہ تلخ واقعات کی یاد بھی محو ہو جائیگی۔ بصورت دیگر اعراب فلسطین کا اضطراب پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ رونما ہوگا۔ دیگر عرب اقوام اور اسلامی دنیا بھی ان کے اضطراب سے شدید طور پر متاثر ہوگی۔ اس طرح اعراب فلسطین اپنے مقاصد میں کامیاب ہوسکیں یا نہ ہوسکیں لیکن حکومت برطانیہ یقیناً اپنے ہاتھ سے بہت سے دوستوں اور حلیفوں کو کھو بیٹھے گی۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو زمانہ مستقبل کے مورخ کو نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑیگا۔ کہ بیسویں صدی کے ربع دوم میں برطانی قوم میں کوئی دوراندیش و صحیح الدماغ مدبر موجود نہ تھا

ملانوں کے متعلق غازی عصمت پاشا کے خیالات

مخالفین کی طرف سے جماعت احمدیہ پر جو الزامات عائد کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ احمدی مولویوں کی عزت نہیں کرتے اور اکثر ان کی مخالفت میں مصروف رہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت علماء سوء کی ضد مقابل ہے۔ یہ لوگ اسلام کی ترقی میں حائل ہیں۔ ان کے اکثر خیالات و عقائد اسلام کی بدنامی اور مسلمانوں کی ذلت و پستی کا باعث ہیں۔ لہٰذا ہر ایک خادم اسلام کو اس گروہ کی مخالفت لامحالہ کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ ان "روڑوں" کو اپنے راستے سے دور کئے بغیر وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسلام کی تاریخ دیکھیے جب کبھی کوئی مصلح اُٹھا ہے۔ وہ ان لوگوں کی حرکات کی وجہ سے ان کی مخالفت و سرکوبی کے لئے مجبور ہوا ہے۔ موجودہ زمانہ میں بھی جن اسلامی ممالک و اقوام نے کچھ ترقی کی ہے۔ انہیں علماء سوء کے اقتدار کا خاتمہ کرنا پڑا ہے۔ ترکی اور ایران میں ملا ازم کا تقریباً خاتمہ ہو چکا ہے۔ مصر اور عراق کا صحیح الخیال طبقہ ملانوں کے خلاف جہاد میں مصروف ہے۔ افغانستان اور اکثر عربی ممالک میں ملا ازم کے قلع قمع کے لئے سازگار فضا پیدا ہو رہی ہے۔ اس موقع پر نامناسب نہ ہوگا۔ اگر ملانوں کے متعلق حکومت ترکی کے ایک مشہور رکن غازی عصمت پاشا کے تازہ ارشادات سے قارئین کو آگاہ کیا جائے۔

گذشتہ دنوں غازی موصوف نے کردستان کا دورہ کیا۔ کردستان ترکیہ میں یہی ایک ایسا علاقہ ہے۔ جہاں ملانوں کا برائے نام اثر و اقتدار باقی ہے اور انشاء اللہ وہ بھی چند روز میں مٹ جائیگا۔ اہل کردستان کے وسیع مجمع میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ:-

"مذہب اسلام ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا کہ مسجدوں معبدوں اور خانقاہوں میں بیٹھے تسبیح ہلایا کریں خود تو کچھ کریں نہیں دوسروں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے رہیں......

حقیقت میں دینی و دنیوی کتے یہی مولوی اور ملا ہیں۔ کیونکہ یہی کتوں کی طرح دوسروں کی روٹی پر نظر جمائے رہتے ہیں۔ ان میں محنت شاقہ کی قوت ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا وہ اپنی روزی اپنی محنت سے حاصل نہیں کر سکتے جاہلوں کو ابھارنے والے اور انہیں اپنے دام میں پھنسانے والے حقیقت میں یہی مولوی اور ملا ہی ہیں۔ یہ لوگ جاہلوں کی وجہ سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں کردستان کے باشندوں کو فرقہ دار جھگڑا ختم کر دینا چاہئے۔ اور مولویوں اور ملاؤں کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے۔ اور اپنے آپ کو پیروں مولویوں اور ملاؤں کے اثر سے آزاد کر لینا چاہئے۔ مذہب اسلام کی صحیح تعلیم سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنا چاہئے"۔

(انقلاب ۱۴ر اکتوبر)

ملانوں کی مخالفت کی وجہ سے احمدیوں کو کشتنی و گردن زدنی قرار دینے والے خدا جانے غازی عصمت پاشا کے متعلق کیا ارشاد فرمائیں گے۔ بہرحال غازی موصوف کے یہ خیالات بالکل صحیح اور ہندوستانی ملانوں اور پیروں کے حالات و حرکات کے لحاظ سے توصیح تر ہیں۔ مسلمانان کردستان سے زیادہ مسلمانان ہندوستان کو غازی موصوف کی نصیحت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔

فریضہ زکوٰۃ

کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور دفتر تحصیل کی اپیل اخبار میں درج ہو چکی۔ یہ چیزیں تا حال احباب کی مزید توجہ کی محتاج ہیں۔

ماہ رجب

ختم ہو رہا ہے۔ اپنے اس دینی و قومی فرض سے جلد از جلد سبکدوش ہونے کی کوشش فرمائیں۔

(خاکسار) اسسٹنٹ سکرٹری

جناب خلیفہ قادیان کی موٹر پر "پتھر"

عقیدتمندوں کی مبالغہ آرائیاں

۱۷ ستمبر کو جناب خلیفہ قادیان کی موٹر پر کسی نے کوئی چیز پھینکی۔ اس حادثہ کے متعلق قادیانی حضرات اور اخبارات نے غیر معمولی غم وغصہ کا اظہار کیا اور یہاں تک کہدیا کہ موٹر پر پتھر پھینکا گیا ہے۔ دیگر اخبارات میں بھی اس "پتھر" کا کئی روز تک چرچا رہا۔ ۲۵ ستمبر کے خطبہ جمعہ میں اس حادثہ کے متعلق جناب خلیفہ صاحب نے چند تصریحات فرمائی ہیں۔ جس کا ضروری حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ تاکہ تصویر کا یہ رخ بھی قارئین کے سامنے آ جائے۔ "پیغام صلح"

آج میں بعض ضروری امور کے متعلق خطبہ کہنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ آواز میرا ساتھ دے۔ سب سے پہلے تو میں اس واقعہ کو لیتا ہوں جس کے متعلق دوستوں کی طرف سے کثرت کے ساتھ خطوط آ رہے ہیں۔ یعنی سترہ تاریخ کا واقعہ جبکہ ناصر احمد کو چھوڑ کر میں سٹیشن پر سے واپس آ رہا تھا۔ اُس وقت موٹر پر کسی شخص نے کوئی چیز پھینکی۔

قادیانی حضرات کا جوش

اس واقعہ کے متعلق قدرتی طور پر دوستوں میں جوش پیدا ہوا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تک متواتر خطوط ہندوستان کے تمام اطراف سے آ رہے ہیں۔ اور بعض جگہ سے تار بھی آئی ہے۔ اور کئی دوستوں نے یہ اظہار کیا ہے۔ کہ وہ اپنے کام کاج چھوڑ کر بھی یہاں قادیان آنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر کئی دوستوں نے گورنمنٹ پر اظہار ناراضگی کیا ہے۔ اور کئی نے قادیان کے دوستوں پر اظہار ناراضگی کیا ہے۔ کہ آخر جب ایک گلی کے مخدوش ہونے کا انہیں علم ہے۔ تو وہ کیوں اُس جگہ پہرہ کا انتظام نہیں کرتے۔

حادثہ کی تفصیل

اظہار حقیقت کے لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس امر کے متعلق بعض باتیں بیان کر دوں۔ جس قدر واقعہ اُس دن ہوا ہے۔ وہ اسی قدر ہے۔ کہ جبکہ ہم سٹیشن سے واپس آ رہے تھے۔ تو اُس گلی میں جو شیخ یعقوب علی صاحب کی گلی کہلاتی ہے۔ ان کے گھر کے قریب جب موٹر گذر رہا تھا۔ تو اس کی چھت پر قریباً اُسی جگہ جہاں میں بیٹھا تھا مگر ذرا بائیں طرف بائیں کندھے کے اوپر کے قریب کوئی چیز زور سے گری۔ اس کے اندر اچھی زور کی طاقت تھی۔ کیونکہ موٹر کی چھت پر کپڑا ہوتا ہے۔ اور اس کے اور لکڑی کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔ مگر وہ چیز اس زور سے گری کہ کپڑے سمیت چھت سے آ لگی۔ اور چھت کانپی۔ اور یوں معلوم ہوا کہ اس میں سے کچھ ذرّے بھی گرے ہیں۔ حالانکہ اس کے نیچے بھی کپڑا ہوتا ہے۔ اس کے گرنے پر میں نے ڈرائیور سے کہا۔ کہ وہ موٹر ٹھہرائے۔ تا دیکھا جائے کہ کیا بات ہے مگر چونکہ موٹر کی رفتار تیز ہوتی ہے اور موٹر چلانے والا ارادہ کے باوجود اُسے یکدم نہیں روک سکتا۔ اس لئے اُسے موٹر کے روکنے میں کچھ دیر لگی۔ تب میں نے دوبارہ اُسے کہا کہ موٹر کو جلدی کھڑا کر د۔ چنانچہ اُس نے موٹر کو کھڑا کیا۔ مگر وہ اندازاً دس پندرہ گز کے فاصلہ پر جا کر کھڑی ہوئی۔ اور جس جگہ وہ ٹھہری۔ وہاں میاں نیروزالدین صاحب پٹواری کا مکان ہے۔ وہ باہر رہتے ہیں۔ مگر اُن کا گھر یہیں ہے۔ لیکن وقوعہ اس مکان سے دس یا پندرہ یا بیس گز پرے کا ہونا چاہئے۔ یا اس سے کم وبیش کیونکہ چلتی ہوئی موٹر کے فاصلہ کا اندازہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن بہرحال یہ فاصلہ پانچ دس گز سے پندرہ بیس گز تک ہو سکتا ہے

"قیاسیات"

موٹر کے ٹھہر جانے پر میں نے اس کے پائدان پر کھڑے ہو کر چھت کو دیکھا تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ جو چیز گری تھی۔ اس کا اس حصہ چھت پر کوئی نشان نہ تھا۔ جس کے متعلق مجھے خیال تھا۔ کہ اس پر کوئی چیز پھینکی گئی ہے البتہ اس کے اگلے حصہ پر جو بالکل قریب زمانہ میں مرمت کرایا گیا تھا تین چار یا پانچ میں صحیح نہیں کہہ سکتا۔ مگر متعدد جگہ سے کپڑا پھٹا ہوا تھا۔ مگر ڈرائیور نے مجھے بتایا۔ کہ عزیزم ناصر احمد دو تین ہفتے پہلے جب اپنی پھوپھی سے ملنے کے لئے ڈلہوزی گئے تھے۔ تو وہاں سے واپسی پر پہاڑ سے کچھ پتھر گرے تھے۔ یہ کپڑا ان پتھروں سے پھٹا تھا۔ اور یہ نشان انہی پتھروں کے ہیں۔ پس یہ نشانات پھینکی ہوئی چیز کی طرف منسوب نہیں کئے جا سکتے تھے۔

ایک اور نظریہ

اس امر کا اندازہ کہ جو چیز پھینکی گئی تھی۔ وہ کس زور سے گری تھی۔ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جب میں نے موٹر کے روکنے کے لئے کہا۔ کہ دیکھیں کیا چیز موٹر پر پھینکی گئی ہے۔ تو اس وقت ہمراہیوں میں سے ایک نے کہا۔ کہ ٹائر برسٹ ہوا ہے۔ جن لوگوں نے ٹائر برسٹ ہوتے سنا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس کی کیسی بلند آواز ہوتی ہے۔

حملہ آور کی ناکام تلاش

خیر موٹر کے کھڑا ہونے پر بعض دوست اتر کر اس گھر کے اندر گھس گئے۔ جس کے آگے کار ٹھہری تھی۔ اور اس کی چھت پر چڑھ کر حملہ آور کو دیکھنے لگے چاروں طرف تلاش کی گئی۔ مگر چیز پھینکنے والے کا کوئی پتہ نہ لگا۔ یہ چیز ایک تو بائیں طرف کی گلی سے پھینکی جا سکتی تھی۔ یا اس سے پہلے ایک کھولہ ہے۔ وہاں سے پھینکی جا سکتی تھی اور ایک مکان ہے۔ جو مقفل ہے اس مقفل مکان سے بھی چیز پھینکی جا سکتی تھی۔ بشرطیکہ یہ سازش ہو۔ اگر یہ فعل کسی سازش کا نتیجہ تھا۔ تو ممکن ہے۔ اس فعل کا ارتکاب اس مقفل گھر سے ہی ہوا ہو۔ لیکن مقفل گھر کو کھولنا قانون کے خلاف ہے۔ اور پولیس ہی ایسا کر سکتی تھی۔ جو وہاں موجود نہ تھی۔ تلاش کے وقت بھی میں نے اس خیال کا اظہار کیا تھا۔ کہ ممکن ہے اس گھر سے چیز پھینکی گئی ہو۔

"پتھر" کی تلاش

بہرحال جب لوگ تلاش کر چکے اور انہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ تو کسی ہمارے دوست نے کہا کہ تلاش تو کرو۔ وہ چیز جو گری ہے۔ کیا اور کہاں ہے؟ اس وقت سب لوگ اسے یقینی طور پر پتھر سمجھ رہے تھے۔ اور مجھے بھی اس وقت تک یہ خیال نہیں آیا تھا۔ کہ اگر پتھر ہوتا تو نشان چھت پر لگ جاتا۔ اس لئے غالباً یہ کوئی اور شے ہے۔ گو بعض صورتوں میں نشان نہیں بھی ہو سکتا۔ لیکن سو میں سے ننانوے دفعہ پتھر کا نشان ہونا چاہئے۔ اس لئے میں نے بھی اس دوست کی تائید کی۔ اور کہا کہ اس چیز کو تلاش کرو۔ مگر چونکہ مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ اس لئے ایک آدھ منٹ کے بعد ہی میں نے کہدیا۔ کہ اب چلو

سائیکل سواروں کا بیان

ہاں ایک بات رہ گئی جو یہ ہے کہ میرے پیچھے جو سائیکلسٹ آ رہے تھے۔ اُن سے جب میں نے دریافت کیا۔ کہ تم کو معلوم ہے۔ کہ وہ چیز کس طرف سے آئی تھی۔ تو انہوں نے دائیں طرف سے اس کا آنا بتایا۔ (یعنے شمال سے آتے ہوئے جو دائیں طرف ہے۔ یعنی مغرب کی سمت) ہم جو موٹر میں تھے۔ دھماکے سے ہمارا بھی یہی اندازہ تھا۔ کہ وہ چیز شمال مغربی سمت سے آ کر گری ہے اسی کی تصدیق سائیکلسٹوں نے بھی کی۔ جنہوں نے یہ بیان کیا۔ کہ انہوں نے خود ادھر سے ایک چیز آتی ہوئی دیکھی ہے۔ جسے وہ ایک ہاتھ کے برابر پتھر سمجھتے تھے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ چونکہ مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ میں دوستوں کو ساتھ لے کر موٹر میں سوار ہو گیا اور مزید تحقیق ترک کر دی گئی۔

حملہ آور کی غرض

اس حرکت کے مرتکب کی غرض یہ تھی کہ جماعت میں اشتعال پیدا ہو جائے ایسا یقین کرنے کی یہ وجہ بھی ہے۔ کہ مجھے کئی مہینوں سے رپورٹیں آ رہی تھیں۔ بلکہ بعض لوگوں کے نام بھی میرے پاس پہنچ چکے تھے۔ کہ فلاں فلاں شخص اس قسم کی کارروائیاں کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعض کے متعلق میرے پاس ایسی رپورٹیں بھی پہونچیں۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ ہم قادیان سے جائیں گے۔ مگر جانے سے پہلے کوئی تماشہ کر کے جائیں گے۔ غرض دو تین مہینے سے اس قسم کی رپورٹیں میرے پاس آ رہی تھیں۔ پس میری رائے میں وہ کوئی سنجیدگی سے جان کو نقصان پہنچانے کے لئے حملہ نہ تھا۔ بلکہ محض شورش پیدا کرنے کے لئے یہ حرکت تھی۔ تا جماعت میں اشتعال پیدا ہو جائے اور احمدی غیر احمدیوں پر حملہ کر دیں۔

پولیس کا شکوہ

حنیفا جس نے میاں شریف احمد صاحب پر حملہ کیا تھا اس سے گورنمنٹ کو کچھ ایسی محبت ہے کہ وہ عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور یہاں کی پولیس کا تو اُس سے لیلیٰ مجنوں والا تعلق ہے۔ جب بھی کوئی واقعہ ہو۔ دوڑ کر وہ اس کے گرد جمع ہو جاتی ہے۔ کہ ہمارے اس محبوب کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ حالانکہ عقلمند احمدی کی تو جوتی بھی اس پر پڑنے سے شرمائیگی۔ ایسے ذلیل آدمی کا مقابلہ کر کے کسی نے کیا لینا ہے۔ آخر یہ بھی تو انسان کو دیکھنا پڑتا ہے کہ میرے مقابلہ میں ہے کون؟

مباہلہ سے انکار کی وجہ

گذشتہ سالوں میں جب مباہلہ والوں نے مجھ پر الزام لگائے تو کئی دوست گھبرا کر مجھے کہتے۔ آپ ان سے مباہلہ کیوں نہیں کر لیتے تا دشمنوں کا منہ بند ہو جائے تو میں انہیں یہی جواب دیتا تھا کہ میں مباہلہ کس سے کروں۔ کیا یہ الزام لگانے والا شخص دینی یا اخلاقی لحاظ سے کوئی بھی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر بعض دوست جب الزامات کی اشاعت کو دیکھکر زیادہ متاثر ہوتے تو میں انہیں سمجھانے کے لئے کہتا کہ اگر کوئی شخص کسی چوہڑی یا کنجنی کو آٹھ آنے دے کر بازار میں کھڑا کر دے۔ اور وہ آپ پر الزام لگا دے۔ اور کہے کہ اگر یہ الزام غلط ہے۔ تو مجھ سے مسجد میں مباہلہ کر لو۔ تو کیا اس چوڑھی یا کنجنی کے مقابلہ میں آپ مباہلہ کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اس پر بات ان کی سمجھ میں آ جاتی۔ اور کہتے۔ کہ ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ تو مقابلہ کے لئے بھی تو انسان اپنے مدِ مقابل کی حالت کو دیکھتا ہے۔

وفورِ عقیدت میں قادیانیوں کی مبالغہ آرائی

یہ یقین کرنے کی کافی وجہ ہے کہ وہ وقوعہ ہتک کے طور پر جماعت کو اشتعال دلانے کے لئے کیا گیا۔ گو وہ ایسا نہ تھا۔ جس سے جان کا خطرہ ہو۔ یا جو جان پر حملہ کہا جا سکتا ہو۔ پس جن دوستوں نے اس وقوعہ کا ذکر "پتھر پڑا" "پتھریں پڑیں" کے الفاظ میں کیا۔ میں انہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ مومن مبالغہ سے کام نہیں لیتا۔ بلکہ وہ سچائی کا دلدادہ ہوتا ہے۔ پتھروں کا کوئی سوال نہیں۔ جو چیز پھینکی گئی۔۔۔۔۔۔

تھی۔ پس جو کہنا ہے کہ پتھر پھینکے گئے۔ وہ مبالغہ سے کام لینا ہے اور اسے اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ میرا غالب گمان یہ ہے۔ کہ وہ پتھر نہیں تھا۔ کیونکہ موٹر پر کوئی نقصان نہیں اور پتھر کی صورت میں سو میں سے ننانوے امکانات یہی ہیں۔ کہ نقصان ہوتا۔

نامکمل تحقیقات کا نامکمل نتیجہ

ہاں سوکھی مٹی کا ڈلا ہو سکتا ہے۔ یہ بغیر نشان لگنے کے دھما کا بھی دے سکتا ہے اور آواز بھی اس سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کا مجھے پہلے خیال نہیں آیا۔ اب خطبہ کے وقت خیال آیا ہے۔ پس اگر اس کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو میرے نزدیک کوئی چمڑے کی چیز یا لکڑی کی رندہ کی ہوئی چیز یا سوکھی مٹی کا ڈلا تھا۔ ایسی چیزیں جب پھینکی جائیں۔ تو آواز بھی دے سکتی ہیں۔ اور بہت ممکن ہوتا ہے کہ اُن کا نشان بھی کوئی نہ رہے۔ سوکھی مٹی کے ڈلے میں تو یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس کی تلاش بھی نہ ہو سکے۔ کیونکہ مٹی کا ڈلا لگ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس چیز کی تلاش حقیقی طور پر ہوئی نہیں۔ ایک آدھ منٹ سے زیادہ تلاش نہیں کی گئی۔ پنجاب کی گورنمنٹ کو توجہ دلانا فضول بات ہے۔ کیونکہ پنجاب کی گورنمنٹ حجت کر چکی ہے۔ ضلع گورداسپور کی پولیس کی۔ وہ اگر سورج کو کہے کہ اندھیرا ہے۔ تو پنجاب گورنمنٹ کہتی ہے۔ اندھیرا ہے۔ اور اگر رات کو کہے کہ سورج نکلا ہوا ہے۔ تو حکومت پنجاب بھی کہہ دیتی ہے کہ ہاں سورج نکلا ہوا ہے۔ چونکہ وہ ہماری ہر رپورٹ کے مقابلہ میں پولیس کی رپورٹ کو زیادہ وقعت دیتی ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں اس کے پاس شکایت کرنا بے فائدہ امر ہے۔

جوش محبت کا مظاہرہ

ایک ہمارے دوست تو اس واقعہ کو سنکر ایسے متاثر ہوئے۔ کہ کہنے لگے ایسی بات تو نہیں کہ کوئی پٹاخہ وغیرہ پھینکا گیا ہو۔ میں نے انہیں بتایا پٹاخے کی آواز میں اور اس کی آواز میں بہت فرق ہوتا ہے۔ مجھے یہ ڈر پیدا ہوا کہ آہستہ آہستہ بعض دوست محبت کے جوش میں کہیں اس چیز کو بم ہی نہ سمجھنے لگیں۔

کہ پٹاخے کی آواز میں بہت فرق ہوتا ہے۔ مجھے یہ ڈر پیدا ہوا کہ آہستہ آہستہ بعض دوست محبت کے جوش میں کہیں اس چیز کو بم ہی نہ سمجھنے لگیں۔

قادیانیوں کی دھمکیاں اور دعاوی

اس موقعہ پر بعض جلسے بھی قادیان میں ہوئے ہیں اور بعض دوستوں نے تقریریں کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ ہم یوں کر دیں گے اور یوں کر دیں گے۔ اس پر بعض دوستوں نے اعتراض کیا ہے۔ کہ ایسا کہنے کا کیا فائدہ کہ ہم یوں کر دیں گے۔ یوں کر دیں گے جب کرنے کا وقت آئے اس وقت جو کچھ کرنا ہو کر دکھائیں۔ بے فائدہ دعووں سے کیا فائدہ اور میں اس بات میں ان سے بالکل متفق ہوں۔ میں نے جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ بیہودہ دعوے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جماعت کا اظہار اخلاص ایک طبعی بات ہے اور وہ جنس محبت کا نتیجہ ہے۔ اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ ایک قابل قدر چیز اور ایمان کو بڑھانے والی بات ہے۔ لیکن ایسی باتیں کرنا جن کے متعلق انسان کے ذہن میں کچھ بھی نہ ہو۔ کہ کیا کر دیں گے ایک بے فائدہ چیز ہے۔ پس جس حد تک کہ دوستوں نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ یا ریز ولیوشن کے ذریعہ اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کیا ہے۔ وہ بالکل جائز اور درست بلکہ موجب ثواب تھا لیکن اس سے زیادہ اگر کسی نے دھمکیاں دی ہوں۔ تو ان سے کسی کو بھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ دھمکیاں بھاپ کی طرح انسان کے جوش کو نکال دیتی ہیں۔

حاصل کلام

میرے نزدیک صحیح طریق جذبات کے اظہار کا یہ ہے کہ دوستوں کو قربانی کی تحریک کی جائے۔ ایسی باتوں سے کیا فائدہ کہ ہم دکھا دیں گے۔ ہم تباہ کر دینگے۔ ہم دنیا کو ہلا دیں گے۔ یہ ایک بے فائدہ اور لغو بات ہے میرا خیال ہے۔ کہ ایسے مقرر سے اگر اسی وقت کوئی پوچھ بیٹھے کہ آپ کیا دکھا دیں گے تو وہ یہی کہیں گے۔ کہ ابھی سوچا نہیں۔ ہم آئندہ سوچیں گے اور جب سوچ کر ابھی کوئی فیصلہ کرنا ہے۔ تو پہلے ہی سے دعوے کرنے سے کیا فائدہ؟ میرے نزدیک اس زمانہ میں صحیح طریق جذبات کے اظہار کا یہ ہے کہ ایسے موقعوں پر جماعت کے دوستوں کو تحریک جدید کی طرف توجہ دلائی جائے دشمنوں کے سارے حملوں کا علاج تحریک جدید میں موجود ہے۔

ماہ رجب

ختم ہو رہا ہے۔ اس مہینہ میں بالعموم زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔

؟

کیا آپنے اپنی زکوٰۃ

مرکز میں بھیجدی ہے؟ اگر نہیں تو جلدی کیجئے۔ یاد رہے کہ زکوٰۃ کا قومی بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے۔ انفرادی طور پر خرچ کرنے سے زکوٰۃ کا منشا پورا نہیں ہوتا۔

"مسیحی مساوات"

کیرالہ مسلم مشن کے اہتمام سے ریاست ٹراونکور میں ایک جلسہ ہوا تھا مسٹر اسمٰعیل سیٹھ صدر جلسہ کی تقریر اس قدر موثر ثابت ہوئی کہ پچپیر، اچھوت لیڈروں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ ان لیڈروں میں مسٹر کے (پی) پدمن بھان آسن جو ایک مقامی اخبار کے ایڈیٹر ہیں، مسٹر سے۔ پی گوندن آسن جو ایک خاص اصلاحی تحریک کی روح رواں ہیں مسٹر ایس، کوچو کرشنا، یا نکر اور ایس، سنتھا لو جو از ہوا خاندان کے دولتمند ارکان ہیں، حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی جنوبی ہند میں قبول اسلام کے انفرادی واقعات رونما ہونے لگے۔

"الفہ کے لاٹ پادری نے محسوس کیا کہ اُس کے پاس نہ دولت ہے نہ سرکاری جماعت ہے اگر اچھوت محض اسلام کی "عملی مساوات" سے متاثر ہو کر مسلمان ہو رہے ہیں، اس لئے ترچناپلی کے بڑے کلیسا کی طرف سے یہ فرمان نافذ کر دیا گیا ہے۔ کہ جہاں تک ہندوستانی گرجا گھروں کا تعلق ہے۔ اچھوت مساوات کے مستحق ہیں۔

اس فرمان کے نفاذ کا یہ اثر ہوا کہ اونچے طبقہ کے عیسائی عوام برہم ہو گئے۔ ترچناپلی میں رومن کیتھلک عیسائیوں کا ایک فوری اجتماع سینٹ فرنیکس چرچ میں "مسٹر امرتھا سوامی" کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مسٹر جی بورڈ سوامی بلائی وائس پریسیڈنٹ چرچ کمیٹی نے احتجاجی تقریر کی اور کہا کہ لاٹ پادری نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ سابق لاٹ پادری نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ذات پات کی تمیز روا رکھی۔ مسٹر بی گر: سوامی نے کہا کہ ہم اپنے حقوق کے لئے لاٹ پادری سے جنگ کریں گے مسٹر ایس، آر سوامی نے کہا کہ یہ فرمان مساوات کی نہیں فساد کی جڑ ہے مسٹر ایم، ساری ماتھو پلائی نے کہا کہ لاٹ پادری صاحب یورپین اور اینگلو انڈین کے لئے علیحدہ علیحدہ نشست معین کر کے امتیاز روا رکھتے ہیں لیکن ہم کالے ہندوستانیوں سے کہتے ہیں کہ اچھوتوں کے ساتھ بیٹھو، ہم نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ اچھوتوں کی اصلاح کا شور مچانے والے، اچھوتوں سے ملنا درکنار، اُن کو اپنے دروازہ کے سامنے دیکھنا گوارا نہ کریں گے"۔

یہ حالات پڑھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ مسیحیت قبول کرنے کے بعد اچھوتوں کو مساوات حاصل ہو گی، اس موقع پر تو "گورے اور کالے" کا سوال بھی نہیں تھا۔ بلکہ لاٹ پادری نے اپنی فیاضی سے صرف ہندوستانی گرجا گھروں میں یہ اجازت دی تھی۔ کہ سب کالے برابر ہیں۔ اور انہیں باہم حق مساوات حاصل ہے۔ لیکن "اونچی ذات کے کالے"، اس پر راضی نہیں ہوئے۔ کہ نیچی ذات کے کالے "گرجا میں اُن کے ساتھ بیٹھ کر خدا کی عبادت کریں۔ اونچی ذات والے کالوں کی یہ ذہنیت نتیجہ ہے اس کہنہ اور فرسودہ تمدن کا، جس کا اثر ابھی تک اُن کے رگ و ریشہ میں موجود ہے اور اس حد تک موجود ہے۔ کہ وہ نماز چھوڑ دینے پہ آمادہ ہیں۔ مگر اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کہ غریب اچھوت اُن کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے بھی شریک عبادت ہو سکیں جب اچھوتوں کی ذلت اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ وہ اپنے ہم وطن کالوں کے ساتھ بیٹھ کر عبادت نہیں کر سکتے تو کیا گوروں تک اُن کی رسائی ممکن ہے؟ (ماخوذ)

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— لاہور ۱۳ اکتوبر۔ کل صبح حکومت پنجاب کے دفاتر لاہور میں کھل گئے ہیں۔

—— لاہور ۱۴ اکتوبر۔ بلدیہ لاہور کے ۳۳ ارکان نے ملک محمد دین صاحب صدر بلدیہ سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا ہے۔ ریفارم پارٹی صدر کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد پیش کرنے والی ہے چنانچہ اس نے اجلاس طلب کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ ۴۷ ممبروں میں سے ۳۳ صدر کے خلاف ہیں۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ اگر عدم اعتماد کی قرارداد منظور ہو گئی اور جناب صدر علیحدہ کر دئے گئے تو بیگم شاہ نواز صدر منتخب کی جائے گی۔

—— لاہور ۱۳ اکتوبر۔ مختلف حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت بلدیہ لاہور کو ضرور توڑ دیگی۔ معلوم ہوا کہ کمشنر لاہور ڈویژن اور ڈپٹی کمشنر لاہور نے بھی اس امر کی سفارش کر دی ہے۔

—— پنجاب کونسل کا اجلاس ۲۰ اکتوبر کو لاہور میں شروع ہو گا اس اجلاس میں صدر کا انتخاب بھی ہو گا۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ چودھری چھوٹو رام ہندو سکھ ممبروں کی مخالفت کے باوجود صدر منتخب ہو جائیں گے۔

—— لاہور ۱۴ اکتوبر۔ یکم نومبر سے لاہور۔ لائل پور اور لاہور شور کوٹ کی لائنوں کے لئے چیچو کی ملیاں کی بجائے قلعہ شیخوپورہ جنکشن بنا دیا گیا ہے۔

—— مہاجرین مالیر کوٹلہ بدستور لاہور میں مقیم ہیں۔ ۱۱ اکتوبر کو ان کا جلوس نکلا جس میں عورتیں بھی کافی تعداد میں شامل تھیں۔

—— آئندہ سال ہندوستان میں شاہ ایڈورڈ ہشتم کی تاجپوشی کا جشن منایا جائیگا۔ تجویز ہے۔ اس موقع پر نئی دہلی میں زراعت، صنعت اور آرٹ کی ایک عظیم الشان نمائش منعقد کی جائے۔

—— شملہ ۱۲ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وائسرائے نے جہیز کی بندش کے متعلق ڈاکٹر کھارے کے بل کی اجازت دیدی ہے۔ اس بل کا مقصد یہ ہے۔ کہ شادی کے وقت جہیز لینے والوں کو سزا دی جا سکے۔

—— لاہور ۱۳ اکتوبر۔ مسٹر جناح آج کل لاہور میں فروکش ہیں۔ اس مرتبہ وہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے سلسلے میں آئے ہیں۔

—— لاہور ۱۲ اکتوبر۔ گورنر پنجاب لیڈی ایمرسن کی معیت میں لاہور پہنچ چکے ہیں۔ مسٹر گل چیف سکرٹری حکومت پنجاب بھی تشریف لے آئے ہیں۔

—— اردو ہندی کے مشہور افسانہ نویس منشی پریم چند جی گذشتہ جمعرات کو انتقال فرما گئے۔ آپ بنارس کے قریب ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ آپ کا اصلی نام دھنپت رائے بی اے تھا۔ ملازمت کی مجبوری کی وجہ سے پریم چند کے نام سے مضامین اور افسانے لکھتے تھے۔

—— گذشتہ ہفتہ پولیس نے جہلم۔ راولپنڈی اور کیمبل پور کے اضلاع میں مختلف مقامات پر چھاپے مار کر جعلی سکوں کی ٹکسالیں دریافت کیں اور اس سلسلہ میں تقریباً ۰۰ ۷ اشخاص کو گرفتار کیا۔

راولپنڈی میں ایک ہندو گوپال داس نامی نے حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں گستاخی کی تھی۔ اس پر سرکار کی طرف سے مقدمہ چلایا گیا۔ لیکن ملزم کی تحریری معافی اور ہندو مسلمان معززین کی کوشش پر مقدمہ واپس لے لیا گیا۔ اس طرح ایک ناخوشگوار معاملہ کا بخیر و خوبی فیصلہ ہو گیا۔

—— شملہ ۱۲ اکتوبر۔ لابی کے حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس ۱۴ اکتوبر کو ختم ہو جائیگا۔

ممالک خارجہ

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا۔ کہ عراق کا اکثر متمدن ممالک سے ٹیلی فونی سلسلہ قائم ہو گیا ہے۔

—— القدس ۱۲ اکتوبر چھ ماہ کی ہڑتال کے بعد آج عربوں نے کاروبار شروع کر دیا ہے۔ اور ان کی بسیں چلنے لگی ہیں۔

—— حلب ۱۲ اکتوبر۔ کل یہاں مسلمانوں اور عیسائیوں میں شدید فساد ہو گیا۔ فوج نے بمشکل امن قائم کیا۔

—— جنوا ۱۲ اکتوبر معلوم ہوتا ہے کہ یورپ میں جنگ چھڑ جانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ روس کی طرف سے اٹلی کو اور جرمنی کو انتباہ ہو چکا ہے۔ ایک اٹالین جنرل نے براڈ کاسٹنگ کے ذریعہ اعلان کیا ہے کہ اگر روس نے سپین کے اشتراکیوں کی امداد کی۔ تو اٹلی باغیوں کو مدد دینے پر مجبور ہو جائے گا۔

—— لندن ۱۳ اکتوبر شاہ برطانیہ کی سیاحت ترکیہ کے بعد برطانیہ اور ترکیہ کے تعلقات نہایت خوشگوار ہو رہے ہیں۔ ایک تجارتی معاہدہ کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔ ایک برطانوی تجارتی وفد عنقریب انگورہ جانے والا ہے۔

—— ٹوکیو ۱۳ اکتوبر۔ جاپان اور روس کے تعلقات بہت زیادہ کشیدہ ہو گئے ہیں۔ کئی ایک مقامات پر روسی اور جاپانی فوجوں کے درمیان جھڑپوں کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

—— تاتاری مسلمانوں کے مشہور قائد مفتی رضا الدین خیر الدین کا گذشتہ ماہ نظر بندی کی حالت میں انتقال ہو گیا۔ آپ کو حکومت روس نے عرصہ سے نظر بند کر رکھا تھا۔

—— دمشق ۱۳ اکتوبر۔ شامی پارلیمنٹ کے جدید انتخابات کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ انتخابات جنوری ۱۹۳۷ء میں ہونگے۔

—— انگورہ ۱۲ اکتوبر ترکی وزارت خارجہ نے حکومت فرانس کو ایک یادداشت روانہ کی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ حکومت فرانس معاہدہ سیرہ کی رو سے شام کے دو شہروں انطاکیہ اور اسکندرونہ کی کامل آزادی تسلیم کرے۔ ورنہ حکومت ترکیہ مجبور ہو گی۔ کہ ان شہروں کی آزادی کے لئے دوسرے ذرائع اختیار کرے۔

—— قاہرہ ۱۳ اکتوبر۔ حکومت مصر نے ۲۰۲۹ سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔ ان کے جرمانے بھی واپس کر دئے ہیں۔

—— لزبن ۱۳ اکتوبر۔ ہسپانیہ کی اشتراکی حکومت نے فتح سے مایوس ہو کر ۹ ہزار فسطائی قیدیوں کو گولی سے اڑا دیا اور چھ ہزار گھروں کو ضبط کر کے ان کے اہل و اطفال کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا

—— وائنا ۱۱ اکتوبر۔ مجلس وزراء نے چانسلر شوشنگ کو آسٹریا کا ڈکٹیٹر تسلیم کر کے اسے غیر محدود اختیارات دئے ہوئے ہیں اس طرح یورپ میں ایک اور ڈکٹیٹر کا اضافہ ہو گیا۔

—— لندن کے بعض سیاسی حلقوں میں یہ افواہ گشت لگا رہی ہے۔ کہ فلسطین کو بھاری تعداد میں فوجیں بھیجنے کا مقصد عربوں کو دبانا نہیں بلکہ اٹلی کا مقابلہ کرنا ہے۔ حکومت برطانیہ عربوں کی بغاوت کو بہانہ بنا کر فلسطین میں بحری اور ہوائی مستقر بنا رہی ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت اٹلی کا مقابلہ کیا جا سکے۔

—— انگورہ ۱۲ اکتوبر توفیق پاشا سابق ترکی وزیر اعظم کا بعمر ۹۵ سال انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰- پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد میرا ذات موچی سکنہ چک ۲/۴۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ - ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مانک۔ لعل پسران ماچھیا قوم ریحان سکنہ چک ۱/۶۷ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔　　تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ - ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی داد ولد سجاول قوم تلی سکنہ چک ۲۱۳ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔　　تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ - ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام محمد ولد حسن قوم لقاری سکنہ تلعب آراں مقروض نے زیر دفعہ ۹- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰- پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حسن ولد شیر ذات ماچھی سکنہ کوٹ لال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کرم علی۔ صلابتہ پسران راجہ قوم تلی سکنہ چک ۲۱۳ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔　　تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ - ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی منغلی ولد اسماعیل قوم علی نتایہ سیال سکنہ چک ۲۵۵ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔　　تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ - ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گوکل چند ولد منصدی مل لالہ سکنہ چنیوٹ شہر مقروض نے زیر دفعہ ۹- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ بخش ولد کوڑا ذات لوہار سکنہ دھنی تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ - ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ماہی و امیر پسران محمد بھٹی سکنہ چک ۱/۶۷ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے۔ اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔　　تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ - ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سرزارا ولد مہتاب لالگوانہ سکنہ شورکوٹ جھانہ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔　　تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ - ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کمبیر خان ولد شہادت خان سیال سکنہ رشید پور تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۹ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

قُل یٰاَہلَ الکِتٰبِ تَعَالَوا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَینَنَا وَبَینَکُم اَلَّا نَعبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشرِکَ بِہٖ شَیئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعضُنَا بَعضًا اَربَابًا مِّن دُونِ اللّٰہِ فَاِن تَوَلَّوا فَقُولُوا اشہَدُوا بِاَنَّا مُسلِمُونَ

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نرائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ: سالانہ چھ روپے — ششماہی تین روپے

طلباء سے: سالانہ چار روپے — ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے: پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲ شعبان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۶۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اگر حیات ابدی کے طلبگار ہو تو خدا کے لئے اپنی زندگی وقف کرو!

میں خود جو اس راہ (خدا کیلئے زندگی وقف کرنے کی راہ) کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کیلئے اگر مرکے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کیساتھ بڑھتا ہی جائے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہدیا جائے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے۔ کہ اگر کوئی حیات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے۔ تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جائے۔ کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے۔ کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور حضرت ابراہیم کی طرح اس کی روح بول اٹھے۔ اسلمت لرب العلمین۔ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا۔ خدا میں ہو کر نہیں مرتا۔ وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— ۲۱ اکتوبر کو حضرت ممدوح کی دوسری صاحبزادی عزیزہ اختر حبیب صاحبہ بی اے کا عقد شیخ نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس سی پروفیسر مشن کالج لاہور سے قرار پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

—— ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن پشاور نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے طویل علالت کے بعد صحت پائی۔ (مبارکباد) ڈاکٹر صاحب موصوف سلسلہ کے قدیم مخلص رکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔

—— گزشتہ دنوں ڈاکٹر نظام الدین صاحب پشاوری پر نمونیا کا شدید حملہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا آپ خطرے سے نکل گئے ہیں لیکن تاحال نقاہت بہت ہے۔ تمام احباب آپکے لئے دعائے صحت کریں۔

—— ماسٹر خلیل الرحمن صاحب خلف الرشید مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفّٰے علیل ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر محمد مہدی حسن صاحب بھی علیل ہیں۔

—— ان دونوں حضرات کی صحت کاملہ کیلئے بھی دعا کی جائے۔

—— انچارج صاحب دفتر تحصیل درخواست کرتے ہیں کہ انجمن کا مالی سال عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ چندہ ہوا کے تمام بقایا جات صاف کر دئے جائیں۔

منیجر صاحب پیغام صلح بھی خریدار صاحبان اور مشتہرین حضرات سے یہی درخواست کرتے ہیں۔ اشتہارات کے تمام بل دفتر سے ارسال کئے جا چکے ہیں۔ آج کل اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے۔

کیا مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا؟

مولانا احمد علی صاحب کا عدالت میں بیان

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

۸ ستمبر ۱۹۳۶ء کو میری شہادت بمقدمہ سرکار بنام فیض الحسن بمقام گورداسپور ہوئی تھی اور مجھ پر یہ سوال کیا گیا تھا کہ کیا مدعی نبوت کو مرتد کہا جائے گا یا نہ جس کا جواب میں نے یہ دیا کہ مدعی نبوت بلاشبہ مرتد ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے جس پر دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ کیا ایسے آدمی کو قتل کیا جائے گا؟ یہ مسائل کہ مرتد واجب القتل ہے یا نہیں اور مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہ ایک عرصہ دراز سے میرے زیر تحقیق رہے ہیں۔ اور اول مرتبہ میں نے ان مسائل پر ۱۹۰۷ء میں غور کیا جب پنجاب چیف کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ جو مسلمان عورت عیسائی ہو جائے اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مسلمان خاوند کو چھوڑ کر کسی اور سے نکاح کر سکتی ہے۔ میری اس تحقیقات کا نتیجہ جو ۱۹۰۸ء میں "ریویو آف ریلیجنز" میں شائع ہوا یہ تھا کہ فی الواقع نہ قرآن کریم میں مرتد کیلئے سزائے قتل کا ذکر ہے اور نہ ہی کسی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے کسی شخص کو محض ارتداد کی وجہ سے سزائے قتل دی ہو بلکہ صحیح بخاری میں مثالیں موجود ہیں کہ ایک شخص مرتد ہو گیا اور آپ نے اسے کوئی سزا نہیں دی اور جن مرتدین کو سزا دی وہ صرف اس [illegible] انہوں نے کوئی خون کیا تھا یا اسلام کے دشمنوں کے ساتھ [illegible] مسلمانوں سے جنگ کی۔ پس قرآن کریم کی کھلی آیات اور [illegible] اللہ صلعم کا عمل کہ آپ نے محض ارتداد کی وجہ سے کسی کو قتل [illegible] کیا۔ دونوں اس امر پر بیّن گواہ ہیں کہ نہ مرتد واجب القتل [illegible] مرتد کا نکاح فسخ ہوتا ہے تو اس دوسرے سوال کے [illegible] میں میں نے یہ کہا کہ محض ارتداد یا دعویٰ نبوت کی وجہ سے کوئی شخص واجب القتل نہیں اور اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ مسیلمہ کذاب جو یقیناً نبوت باطلہ کا مدعی تھا خود رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible] آپ نے نہ اس کے قتل کرنے کا حکم دیا اور نہ اسے کوئی اور سزا دی۔

میری اس شہادت کے بعد تھوڑی ہی دیر میں وکلائے مقدمہ میں سے ایک صاحب نے مجھے کہا کہ مولٰینا احمد علی صاحب جنہیں میرے بعد بطور گواہ بلایا گیا میری اس شہادت کی تردید کر گئے ہیں۔ اور وہ تاریخی حوالے دے کر ثابت کر گئے ہیں کہ مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا انہوں نے کہا آپ ان کا بیان اخبار "احسان" میں پڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ لاہور پہنچ کر میں نے اخبار احسان منگوایا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے یہ دیکھا کہ مولٰینا احمد علی نے اس تاریخی واقعہ کا جو کھلی تاریخی شہادت سے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے صاف الفاظ میں انکار کیا اور یہ ان کی شہادت "احسان" ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء میں صفحہ ۳ پر چھپی ہوئی موجود ہے۔ ان کی گواہی کی ابتدا اس امتیازی نقرہ سے ہوتی ہے کہ

"میں ایک سند یافتہ عالم دین ہوں"۔

مگر آگے چل کر جو بیان دیا وہ ایک عالم دین کے شایان شان نہ تھا۔ چہ جائیکہ سند یافتہ عالم دین ہو۔ وہ بیان یہ ہے:-

"قرآن شریف میں مرتد کی سزائے قتل کی صریح آیت یاد نہیں ... آنحضرت صلعم کے وقت میں مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت

کیا تھا۔ مسیلمہ کذاب خود نبی کریم کے سامنے نہیں گیا بلکہ قاصد گیا تھا"

اول تو مولٰینا احمد علی جیسے متبحر عالم کا جو دن رات درس قرآن دیتے ہیں یہ کہنا کہ مجھے صریح آیت قرآنی یاد نہیں جس میں مرتد کی سزا قتل ہو اخفائے حق کا مصداق ہے۔ جب وہ شہادت دینے گئے تھے تو انہیں علم تھا کہ مرتد کے قتل کے جواز و عدم جواز کا سوال ہو ان ہے۔ وہ تفسیروں اور فقہ کے حوالے نکال کر ساتھ لے گئے۔ چنانچہ ان کی شہادت میں تفاسیر اور فقہ کے حوالے موجود ہیں۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ قرآن کی آیت انہیں یاد نہ رہی۔ اگر وہ صاف الفاظ میں یہ کہہ دیتے کہ کوئی ایسی آیت موجود نہیں ہے۔ تو شانِ عالمانہ کے یہ زیادہ شایاں تھا۔

اور ان کا دوسرا بیان تو بہت ہی قابل افسوس ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہی نہیں ہوا حالانکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں یہ صاف الفاظ میں مذکور ہے

(الفاظ حدیث) عن ابن عباس	(ترجمہ) ابن عباس سے روایت
قال قدم مسیلمۃ الکذاب	ہے کہا مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلعم
علےٰ عہد رسول اللہ صلعم	کے زمانے میں آیا اور کہنے لگا اگر
فجعل یقول ان جعل لی محمد	محمد صلعم نے اپنے بعد حکومت میرے
الامر من بعدہ تبعتہ و	لئے مقرر کر دی تو میں ان کا پیرو
قدمھا فی بشر کثیر من قومہ	رہوں گا اور اپنی قوم کے بہت سے
فاقبل الیہ رسول اللہ صلعم	آدمیوں کو ساتھ لیکر مدینہ آیا تھا
ومعہ ثابت بن قیس بن	رسول اللہ صلعم اس کے پاس گئے
شماس وفی ید رسول اللہ	اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس
صلے اللہ علیہ وسلم قطعۃ	بن شماس تھے اور رسول اللہ صلعم
جرید حتےٰ وقف علےٰ	کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی
مسیلمۃ فی اصحابہ فقال	آپ مسیلمہ کے پاس جو اپنے گروہ میں
لو سالتنی ھذہ القطعۃ	تھا کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔ اگر تو
ما اعطیتکھا۔	مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے۔ تو میں
	تجھے نہ دوں گا۔

یہ حدیث انہی الفاظ سے بخاری کتاب المناقب میں اور پھر کتاب المغازی میں آئی ہے۔ اور مسلم میں بھی انہی الفاظ سے ہے اس سے ثابت ہے کہ نہ صرف مسیلمہ مدینہ میں آیا بلکہ رسول اللہ صلعم خود اس کے پاس گئے اور اس سے گفتگو کی۔ مگر کسی سزا کا حکم نہ اس وقت دیا نہ بعد میں۔ ہاں جب آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد سارے ملک عرب میں بغاوت ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے بہت سی مہمات مختلف اطراف عرب میں روانہ کیں۔ ان میں سے ایک مہم مسیلمہ کے خلاف تھی۔ اور وہ جنگ میں مارا گیا۔ ان میں سے بعض مہمات ایسے مسلمانوں کے خلاف بھی تھیں جنہوں نے صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا۔ امید ہے کہ مولٰینا احمد علی صاحب اپنی اس غلط بیانی کی تردید فوراً شائع کر دیں گے۔

خاکسار
محمد علی

مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء

امریکہ میں خودکشی کی رفتار

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ہر نصف گھنٹہ کے اندر کوئی نہ کوئی آدمی خودکشی کر لیتا ہے۔ تیس برس سے ہر سال بیس ہزار آدمی خودکشی کرتے آئے ہیں۔ اسکے علاوہ ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے خودکشی کی مگر ناکام رہے، سالانہ چالیس ہزار رہی ہے، لیکن تازہ ترین اعداد و شمار سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۳۵ء میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد صرف سترہ ہزار تھی، جو پچھلے دس سال کے اعداد کے لحاظ سے سب سے کم تھی، یہ جرم کساد بازاری کے زمانہ میں ہمیشہ ترقی کر جاتا ہے چنانچہ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۴ء تک خودکشی کرنے والوں کا شمار ۷۹۸۳۷ تھا، ۱۹۳۲ء میں ان کی تعداد ۲۰۹۲۷ تھی جو ۱۹۳۴ء میں گھٹ کر ۱۸۸۲۸ رہ گئی۔

بعض خودکشیاں جسمانی یا دماغی امراض کا نتیجہ ہوتی ہیں اور مناسب علاج سے روکی جا سکتی ہیں، بعض کے روکنے میں قانونی یا مالی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ پچھلے سال "قومی انجمن تحفظ جان" کے کارکنوں نے ۱۲۸۷ ایسے گھروں کے حالات دریافت کئے تھے جہاں خودکشی کی گئی تھی، اور ۱۹۹۱ ایسے گھروں کے جہاں ارتکاب کی کوشش ناکام ثابت ہوئی تھی، معلوم ہوا کہ دو سو سے زیادہ گھروں میں روٹی کمانے والوں ہی نے خودکشی کر لی تھی۔ اور اپنے پیچھے بیواؤں اور یتیم بچوں کو چھوڑا تھا۔ لیگ کی کوششوں سے امریکہ کے سو بڑے شہروں میں خودکشی کا اوسط ۱۹۳۲ء میں ۱۷٫۳ سے اتر کر ۱۹۳۵ء میں ۱۵٫۷ فی لاکھ تک آ گیا ہے۔

امریکہ میں خودکشی کا ارتکاب اکثر جون کے مہینہ میں ہوتا ہے کیونکہ جون ہی میں مالی مشکلات زیادہ پیش آتی ہیں، مایوسوں کے لئے سب سے زیادہ مایوسی کا دن دوشنبہ کا ہوتا ہے۔ کیونکہ اتوار کی تعطیل میں انہیں اپنی مشکلات و مصائب پر غور کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ خودکشی کا وقت عموماً شام کو چھ اور سات کے درمیان ہوتا ہے۔ جب لوگ تمام دن روزگار کی بے سود تلاش کے بعد انتہائی افسردگی کی حالت میں گھر لوٹتے ہیں، خودکشی کرنے والوں میں مردوں کی تعداد ¾ ہوتی ہے۔ اس کا خاص سبب کاروبار کی ناکامی ہوتی ہے لیکن انیس سال کی عمر تک لڑکوں سے زیادہ لڑکیاں خودکشی کرتی ہیں، اس کا خاص سبب محبت کی ناکامی ہوتی ہے۔ انتالیس سال کی عمر تک مردوں کی بہ نسبت عورتوں کی خودکشی کرنے والیوں کا اوسط ½ سے ⅓ تک ہے، چالیس سال کے بعد عورتوں کی تعداد صرف ¼ رہ جاتی ہے، شادی شدہ لوگوں میں خودکشی کا اوسط بہ نسبت مجرد لوگوں کے کم ہے۔ اور مجرد لوگوں میں یہ اوسط ان اشخاص سے کم ہے جن میں زوجین میں سے کوئی ایک مر چکا ہو، یا طلاق کے ذریعہ علیحدگی ہو چکی ہو، نوجوانوں میں خودکشی کی وبا زیادہ تر بڑے شہروں میں ہے، پیشہ والوں اور تجارتی طبقوں کا اوسط بہ نسبت مزدوروں کے بہت زیادہ ہے۔ سپاہیوں اور مجرموں کے اعداد خصوصیت کے ساتھ زیادہ ہیں۔ یہودیوں میں خودکشی کے واقعات شاذ و نادر ہوتے ہیں، رومن کیتھولک میں ہوتے تو ہیں مگر بہت کم۔ (ماخوذ)

"مسلمانوں کی تعریف"

اسمبلی کے مسلم ممبروں کی افسوسناک کوتاہی

غیرت مسلمان قوم کا ایک امتیازی جوہر تھا۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمان انفرادی اور ذاتی معاملات سے زیادہ دینی و قومی امور میں غیور ہوتا تھا۔ وہ غیر کا کوئی طعنہ نہ سن سکتا تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں اس کی زبون حالی اور بے حسی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ اغیار کے طعن کے زہر میں بجھے ہوئے تیر خاموشی سے برداشت کر لیتا ہے بلکہ غیروں کے لئے طعن و تمسخر کا سامان بہم پہنچاتا رہتا ہے۔ اس کی بے حسی کی انتہا ہو گئی ہے۔ کم از کم علماء اور ان کے عقیدت مندوں کی رگوں سے غیرت کا خون بالکل مفقود ہو چکا ہے۔

گذشتہ دنوں اسمبلی کے اجلاس میں ایک نہایت رنجدہ اور عبرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ مکفرین تو شاید اس پر خوش ہوں لیکن ایک سچے مسلمان کا دل انتہائی دکھ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا "آریہ لاء بل" پر بحث جاری تھی۔ زیر غور سوال یہ تھا کہ "آریہ" کی تعریف کیا کی جائے۔ ایک فریق کا اصرار تھا۔ کہ ہندو کی کوئی تعریف نہیں آریہ بھی ہندوؤں کا ایک حصہ ہیں۔ لہذا جو اپنے آپ کو آریہ کہدے اسے آریہ سمجھا جائے۔ اس بحث کے دیگر پہلو تو ہمارے موضوع سے بے تعلق ہیں۔ اس لئے ہم انہیں نظر انداز کرتے ہیں۔ بحث کا سلسلہ شروع رہا ایک سرکاری انگریز ممبر نے کہا کہ ہماری قانونی کتابوں میں مسلمانکی بھی کوئی تعریف موجود نہیں۔ مولوی سر یعقوب نے انگریز ممبر سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر ایک کوئی مسلمان کی تعریف جانتا ہے یہ کوئی غیر واضح چیز نہیں ہے۔ اس پر ایک دوسرے سرکاری ممبر سر این سرکار بول اٹھے "اسی لئے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ فلاں فلاں گروہ مسلمان نہیں پنجاب کے اخبارات اپنے کالم ضائع کرتے رہتے ہیں"۔ یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ معزز ممبر کا اشارہ احراری اور قادیانی اخبارات کی طرف تھا۔ اس طعن آمیز فقرے پر ہال میں تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی سر یعقوب اور دوسرے مسلمان ممبر بھی چپ ہو گئے۔

اس سے قبل کہ اس امر پر غور کیا جائے کہ ایک مقتدر سرکاری رکن کے لئے جو حکومت ہند کے لا ممبر کے جلیل القدر عہدہ پر فائز ہے۔ تہامبتدالی انداز کا یہ فقرہ اپنی زبان سے نکالنا مناسب تھا نہیں۔ ہم اسمبلی کے مسلمان ممبروں کی فرض ناشناسی اور دینی و قومی بے حسی پر آنسو بہانا چاہتے ہیں۔ لا ممبر کے بے معنی طعن پر وہ اس قدر مرعوب ہو گئے۔ کہ ان کے لبوں پر مہر سکوت لگ گئی۔ وہ قرآن و حدیث اور مسلمان قوم کی صدیوں کی طریق عمل کو پیش کر کے بآسانی لا ممبر کے دل آزار و غلط معقولات کی تردید کر سکتے تھے وہ لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومناً کے ارشاد قرآنی کو پیش کر سکتے تھے۔ وہ مشہور حدیث نبوی من صلی صلوتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسول اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ سنا سکتے تھے۔ وہ عہد رسالت اور صحابہ کرام کے زمانہ کے بیسیوں واقعات بیان کر سکتے تھے۔ اسمبلی میں ایسے متعدد مسلمان ممبر موجود ہیں۔ جو قرآن و حدیث اور تاریخ اسلامی سے . . . . . . واقف ہیں۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے نام پر اسمبلی میں گئے تھے۔ لیکن افسوس انہوں نے لا ممبر کے مقابلہ پر اس فرض کو ادا نہ کیا۔ ان کی یہ کوتاہی ناقابل معافی اور بے حد افسوسناک ہے۔

اس وقت اسمبلی ہال میں سر ظفر اللہ خان بھی موجود تھے جو وائسرائے کی انتظامیہ کونسل میں مسلمانوں کے نمائندہ ہیں)۔ اور مدراس ہائی کورٹ میں ایک مقدمہ کی پیروی کرتے ہوئے علی الاعلان کہہ چکے ہیں۔ جو شخص کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے۔ افسوس وہ بھی اپنے ایک سرکاری رفیق کار کے طعن کو خاموشی سے نظر انداز کر گئے اور اسلام کی عزت کا انہیں کوئی خیال نہ آیا —— نہیں ہم بھول گئے سر ظفر اللہ خاں قادیانی ہیں۔ قادیانی حضرات اپنے خلیفہ کی تقلید میں اپنے سوا تمام کلمہ گوؤں کو کافر سمجھتے ہیں۔ قادیانی عقائد نے سر ظفر اللہ کی زبان کو اعلان حق سے روکا ہوگا۔ لیکن کہنے والے کہتے ہیں۔ کہ جب وہ مدراس ہائی کورٹ میں ایک مقدمہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے قادیانی عقائد کے خلاف ہر ایک کلمہ گو مسلمان تسلیم کر چکے ہیں۔ تو اسمبلی میں کیوں خاموش رہے؟ کیا اُن کے عقائد ان کی مختلف حیثیتوں اور عہدوں کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں؟ ان اعتراضات کا جواب موصوف ہی بہتر طریق پر دے سکتے ہیں ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ لا ممبر کا طعن ہر ایک سچے اور غیور مسلمان کے سینے میں تیر بن کر لگا ہے بیشک ہندو مذہب کے عقائد و احکام کا شیرازہ اس قدر بکھرا ہوا ہے کہ ہندو کی کوئی تعریف نہیں کی جا سکتی لیکن ہماری بدقسمتی سے احراری اور قادیانی حضرات کی تکفیر نواز کشمکش اور اسمبلی کے مسلمان ممبروں کی بے حسی اور فرض ناشناسی غیروں کی نظروں میں اسلام جیسے پاک وصاف اور واضح مذہب کو بھی ہندو مذہب کی سطح پر لے آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کاش! مکفرین کی آنکھیں کھلی ہوتیں اور وہ اس واقعہ کو نگاہ عبرت سے دیکھتے۔ ان کے دلوں میں اسلام کا درد ہوتا وہ غیروں کے طعن کے آزار کو محسوس کرتے اگر ان میں دین و ملت کی کوئی غیرت موجود ہوتی تو وہ تڑپ اُٹھتے۔ لیکن وہ ان تمام چیزوں سے بے نیاز ہیں۔ ان کی زبانیں مسلمانوں کو کافر کہنے کے لئے وقف ہیں۔ ان کے قلم فتاوی کفر کی ترتیب میں مصروف ہیں۔ انہیں خدا کا کوئی خوف ہے نہ رسول صلعم کا فرمان یاد ہے وہ اپنی حرکات کی وجہ سے اسلام کو بدنام اور مسلمانوں کو ذلیل و تباہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ اور قوم کو اس عذاب سے جلد نجات دے۔

مظلومین چنبہ اور ہندو اخبارات

ریاست چنبہ کے مظلوم مسلمانوں کے متعلق ہندو اخبارات نے نہایت عجیب و غریب اور ناقابل فہم روش اختیار کر رکھی ہے جو انصاف و معقولیت سے ذرہ بھر بھی مطابقت نہیں رکھتی ہے۔ مظلومین چنبہ حقائق و دلائل کی روشنی میں اپنی شکایات پیش کرتے ہیں۔ ہندو اخبارات ان کی صحت و عدم صحت کے متعلق تو بالکل خاموش ہیں اور مسلمانوں کی آہ و فغاں اور فریاد کے مقابلے پر حکام چنبہ کی اندھا دھند قصیدہ خوانی ہو رہی ہے اور انہیں انسانوں کے زمرہ سے نکال کر دیوتاؤں کی صف میں کھڑا کرنے کی سعی کی جا رہی ہے ہم اپنے ان معاصرین سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ریاست چنبہ میں تبلیغ اسلام پر قانونی پابندیاں عاید نہیں؟ بخلاف اسکے ہندوؤں کو اپنے دہرم کے پرچار کی کھلی آزادی حاصل ہے؟ کیا مسلمانوں کو اپنے تناسب آبادی کے لحاظ سے ملازمتیں حاصل ہیں؟ کیا دو مسلمانوں پر جادو کے الزام پر مقدمہ نہیں چلایا جا رہا ہے؟ وہ ان باتوں کا جواب اثبات یا نفی میں دیں۔ کیا کیا جائے ہندو اخبارات کی کسوٹیاں ہندو اور مسلم ریاستوں کیلئے بالکل مختلف ہیں اگر حیدرآباد یا بھوپال میں آریہ پرچارکوں کو بدزبانی اور بدامنی سے روکا جائے تو وہ مذہبی آزادی میں مداخلت قرار پاتا ہے لیکن ہندو ریاستوں میں تبلیغ اسلام پر واضح قانونی پابندیاں انکو معلق نظر نہیں آتیں۔ حاسدوں کے احمقانہ الزامات پر انکی زبان ہرگز گویا نہیں ہوتی۔ ہمارے ان معاصرین کا حافظہ بھی بہت کمزور ہے آج یہ ریاست چنبہ کے نظام حکومت کو رام راج کا درجہ دے رہے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ قبل ان کے کالموں میں اسی رام راج کے متعلق ایسی ایسی شکایتیں شائع ہو چکی ہیں۔ جنکو بے آئینی اور ظلم کی بدترین مثالیں کہا جا سکتا ہے۔ اگر ہندو اخبارات کی روش میں تبدیلی نہ ہوئی تو انکی بط[illegible] اندازہ کرنے کیلئے

مولوی ثناء اللہ صاحب کا آخری فیصلہ

(از ابو الفضل)

حدیث شریف میں آخری زمانہ کے علماء کا جو نقشہ دیا گیا ہے۔ وہ امرتسری مولوی صاحب پر پورا پورا صادق آتا ہے۔ خود ہی انہوں نے ہمیں مباحثہ کا چیلنج دیا۔ جب یہاں سے منظوری دی گئی۔ اور ان سے صرف اتنی خواہش کی گئی۔ کہ جو کچھ جواب انہوں نے اس آخری فیصلہ کا اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء میں دیا تھا۔ اپنے ناظرین کی یاد تازہ کرنے کیلئے اسے شائع کر دیں۔ لیکن مولوی ثناء اللہ اور پھر سیدھی بات کیطرف آئیں۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

۲۸ر ستمبر ۱۹۳۶ء کے اہلحدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

”مرزا صاحب متوفی کو خدا بڑا ہی تھے جنہوں نے اپنا دامن صاف کرنے کو آخری فیصلہ کا اعلان کر دیا جس میں صاف لکھدیا کہ:۔

ہم دونوں (مرزا اور مولوی ثناء اللہ) میں سے جو پہلے مریگا۔ وہ خدا کے نزدیک جھوٹا ہوگا“

جب ان حضرت سے وہ حوالہ طلب کیا گیا کہ صاف لکھی ہوئی عبارت بتائی جائے۔ تو اب فرماتے ہیں کہ میں نے خلاصہ عبارت دیا تھا۔ اور پھر مولویانہ شان علمیت دکھاتے ہوئے نحوی قاعدوں کے جنگل میں جا داخل ہوتے ہیں۔ اب ایک طرف یہ دعویٰ کہ حضرت مسیح موعود نے صاف لکھدیا۔ اور دوسری طرف جملہ انشائیہ۔ علم منطق۔ جملہ انشائیہ وخبریہ کی پناہ لینا ثابت کرتا ہے۔ کہ یہ ”صاف لکھدیا“ کے الفاظ محض دروغ بے فروغ تھا۔ جب کوئی شخص ایک جھوٹ بولے تو اس کی پردہ پوشی کے لئے اُسے مزید جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ یہی مثال مولوی جی کی ہے۔ جب ان کا ”صاف لکھدیا“ والا ارشاد جھوٹ ثابت ہوگیا۔ تو اب ایک اور جھوٹ بولتے ہیں۔

”جو (یعنی حضرت مسیح موعود) اپنے مخالف عقیدہ ساری دنیا کے مردوں کو خنزیر اور انکی عورتوں کو کتیوں سے بدتر کہا کرتے تھے۔

ان العدا صاروا خنازیر الفلا
ونساءھم من دونھن الاکلب (نجم الہدیٰ)

حالانکہ اس سے اگلا شعر خود اس کا مطلب واضح کرنے کے لئے کافی تھا اور وہ یہ ہے:۔

سبّوا وما ادری لای جریمۃ
سبّوا العصی الحبّ اونتجنب

ہر دو اشعار کا ترجمہ بھی ساتھ ہی موجود ہے جو یہ ہے:۔

”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ انہوں نے گالیاں دیں اور ہمیں نہیں جانتا کیوں دیں کیا ہم اس دوست (یعنی خدا) کی مخالفت کریں یا اس سے کنارہ کریں؟“

مطلب صاف ہے۔ لیکن اُس کے لئے جس کے دل میں خوف خدا ہو۔ مولوی جی کو خوف خدا سے کیا تعلق ہے۔ جو سیاق و سباق چھوڑ کر غلط بیانی کو اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ یہاں مخاطب صرف وہی دشمن ہیں۔ جن کا شعار گالیاں دینا ہے نہ کہ ساری دنیا کے مرد اور اُن کی عورتیں۔ جیسا کہ مولوی جی نے لکھا ہے اور یہ ایک اور جھوٹ ہے جو مولوی جی نے حسب قول دروغ گویم بر روئے تو۔ کی پیروی میں لکھا ہے

(باقی تیسرے کالم میں)

مکتوب برلن

جناب امین بوسفلڈ کی افسوسناک وفات

۱۸ ستمبر کی ایک نہایت افسوسناک خبر جرمن مسلم سوسائٹی کے مایہ ناز اور قابل صدر فخر صدر جناب امین بوسفلڈ کی افسوسناک اور ناگہانی وفات ہے۔ اس حادثہ کی وجہ سے نہ صرف سوسائٹی مذکور اور مسلمانان برلن کو ایک ناقابل برداشت صدمہ پہنچا۔ بلکہ آپ کی وفات تمام مسلمانان عالم کے لئے ایک زبردست نقصان ہے۔ کیونکہ آپ کی ذات یورپ میں تبلیغ اسلام کی تحریک کے لئے بیحد مفید تھی۔

مرحوم حسب دستور ۱۲ر ستمبر کی صبح کو دفتر تشریف لے گئے اور وہیں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اچانک آپ کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس قحط الرجال کے زمانہ میں ایسی قیمتی ہستی کا ہم سے یوں جدا ہو جانا بہت ہی رنجدہ ہے۔ مرحوم پہلی مرتبہ ۱۹۳۰ء میں برلن مسجد میں تشریف لائے تقریب یہ تھی۔ کہ جرمن مسلم سوسائٹی نے علامہ شکیب ارسلان کے اعزاز میں دعوت چائے دی تھی مرحوم بھی اس میں مدعو تھے۔ اُس زمانہ میں آپ مصر کی سیاحت سے واپس تشریف لائے تھے۔ المانوی، ہسپانوی اور فرانسیسی زبانوں کے علاوہ آپ عربی زبان سے بھی واقف تھے۔ زندگی کے آخری ایام میں اردو زبان سیکھنا بھی شروع کر دی تھی۔

۱۹۳۰ء کے آخر میں آپ ایک غیر مسلم کی حیثیت سے جرمن مسلم سوسائٹی کے ممبر بنے۔ اس طرح آپ کو اسلام کے مطالعہ کا خاطر خواہ موقع ملا۔ چونکہ فطرت سعید تھی۔ اس لئے بہت جلد اسلام کی صداقت اور حقانیت کے معترف ہوگئے۔ ابھی ممبر بنے دو سال کا عرصہ بھی نہ ہوا تھا کہ علانیہ طور پر اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ ۱۹۳۲ء میں عین اس روز جبکہ میں ہندوستان روانہ ہو رہا تھا۔ آپ برضا و رغبت حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور آپ کا اسلامی نام ”امین“ رکھا گیا۔

مرحوم کو اسلام سے بہت گہری اور غیر معمولی محبت تھی چنانچہ اس کا ثبوت آپ نے بارہا مختلف رنگوں میں دیا۔ ان ایمان افروز اور عالمانہ لیکچروں کے علاوہ جو آپ نے مختلف اوقات میں جرمن مسلم سوسائٹی کے اجتماعات میں دئے . . . .

. . . . . آپ ہمیشہ اپنے حلقہ اثر میں اسلام کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔ آپ یہاں کی جرمن ہسپانوی سوسائٹی کے بھی صدر تھے۔ اس سوسائٹی میں بھی اکثر اسلام کے محاسن پر گفتگو کرتے رہتے تھے۔

بالآخر جون ۱۹۳۵ء میں آپ نے جرمن مسلم سوسائٹی کی صدارت قبول فرمائی اور آخر دم تک جس خوبی اور باقاعدگی سے فرائض صدارت کو انجام دیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ امسال اپریل میں آپ نے اپنا آخری لیکچر دیا جس کا عنوان:۔

"Why Islam + no other religion"

اس سے پتہ چلتا ہے آپ کو اشاعت اسلام کے کام سے کس قدر محبت تھی۔ اور آپ اس دینی فرض کو کس قدر اہم اور ضروری سمجھتے تھے۔

مرحوم کی زندگی ایک سچے اور پکے مسلمان کی زندگی تھی۔ آپ کا قیمتی وجود نافع الناس تھا۔ درد دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات اسلامی کو قبول فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تعزیتی جلسہ اور قرارداد

۱۹ر ستمبر کو جرمن مسلم سوسائٹی نے اپنے اجلاس میں مرحوم کی وفات حسرت آیات پر اظہار کرتے ہوئے ایک تعزیتی قرارداد منظور کی۔ اور مرحوم کو سوسائٹی مذکور کا اعزازی صدر قرار دیا۔ نیز یہ بھی قرار پایا کہ ۲۵ر ستمبر کو مسجد میں ایک جلسہ عام منعقد کیا جائے جس میں نماز جنازہ پڑھی جائے اور مختلف اصحاب مرحوم کے متعلق تقاریر بھی فرمائیں۔

چنانچہ تاریخ مقررہ پر یہ جلسہ مسجد کے وسیع ہال میں منعقد ہوا سب سے اول جناب محب اللہ حسین تاتاری نے قرآن کریم کی تلاوت کی اس کے بعد خاکسار نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ایک مختصر سی تقریر میں اسلامی نقطہ نگاہ سے ”زندگی بعد الموت“ پر روشنی ڈالی۔ ازاں بعد جرمن مسلم سوسائٹی کی طرف سے جناب ڈاکٹر کلسپ ہوفسے نے مرحوم کی زندگی کے حالات پر ایک جامع اور موثر تقریر کی جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے آپ کے بعد ڈاکٹر ملر (جرمن) جناب عبود ابراہیم (عراقی) اور جناب مرزا عزیز الرحمان صاحب (ہندی) نے مرحوم کی صفات حسنہ بیان کرتے ہوئے تبلایا۔ کہ مرحوم کن خوبیوں کے مالک تھے۔ موخر الذکر مقرر نے اپنے خیالات و جذبات کا اظہار اشعار میں کیا جن کا حاضرین کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ قرآن کریم کی تلاوت کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(محمد عبد اللہ امام مسجد مورخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۶ء)

بقیہ کالم اوّل

لیکن تعجب ہے کہ اس قدر منطق چھانٹنے اور غلط بیانی کے باوجود مولوی جی ہمارے اصل مطالبہ کی طرف نہیں آتے اور مٹھی گرم کر دینے کا وعدہ کرنے کے باوجود اپنا آخری فیصلہ خود اپنی ہی تحریر سے کرنے پر آمادہ نہیں اور لطف یہ ہے کہ ڈیڑھ صفحہ کے قریب مضمون میں اُسے چھوا تک نہیں۔ ممکن ہے۔ اُن کے اخبار کے ناظرین ایسے ہی عقل و فکر سے کورے ہوں۔ جیسا وہ اُن کو سمجھ کر اصل مطالبہ سے گریز کر رہے ہیں۔ اسی سے پتہ لگ سکتا ہے مولوی صاحب کے عجیب وغریب دل و دماغ اور حرکات کے پیش نظر کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس عجوبہ روزگار ہستی کے لئے بہترین مقام کوئی نمائش ہی ہو سکتی ہے جہاں لوگ اس عجوبہ ہستی کو دیکھ کر خدا کے ایک پیارے کے الفاظ کی سچائی پر گواہی دیں گے۔ کہ کس طرح اُس نے اُس کے اپنے ہاتھ سے اُس کا آخری فیصلہ کر دیا۔

جن (آیات) کے صاف یہی معنی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔ (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

یہی آخری فیصلہ تھا۔ جو اُس نے آیات قرآنی کی بنا پر خود اپنے لئے تجویز کیا تھا۔ اور جو لفظ بلفظ سچا ثابت ہو رہا ہے۔

"ایک مکمل نظام"

"ریلیجن آف اسلام" پر مولانا محمد مارماڈیوک پکتھال مرحوم کا فاضلانہ تبصرہ

مشہور انگریز نومسلم فاضل مولانا محمد مارماڈیوک پکتھال مرحوم جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے کے نام سے اکثر قارئین پیغام صلح واقف ہونگے آپ ایک معزز گھرانہ کے فرد تھے۔ انگریزی کے بہترین انشا پرداز ہونے کے علاوہ عربی زبان پر خاطر خواہ عبور تھا۔ فطرت بھی سعید تھی۔ مختلف مذاہب کے مطالعہ کے بعد اسلام قبول کیا تو اس قدر پکے اور سچے مسلمان بنے کہ اس نومسلم انگریز پر ہر ایک مسلم کو رشک آئے۔ چند سال ہوئے سفر حیدر آباد میں خاکسار مدیر کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور آپ کے حالات مختلف احباب کی زبانی سُنے۔ بے شک آپ کی زندگی ایک مومن کی زندگی تھی۔ آپ نے بہت سی خدمات دینی انجام دیں۔ جن میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اعلیٰحضرت نظام نے دیگر خدمات کے علاوہ رسالہ "اسلامک کلچر" کی ادارت بھی آپ کے سپرد فرمائی تھی۔ اس فرض کو آپ نے برسوں نہایت قابلیت اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ زندگی کے آخری ایام میں مرحوم نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی نئی انگریزی تصنیف "ریلیجن آف اسلام" پر مفصل ریویو لکھا۔ جو رسالہ مذکور میں شائع ہوا ہے۔ یہ ریویو غالباً آپ کی آخری تحریر ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ مولانا محمد مارڈیوک پکتھال کے یہ خیالات سب دوستوں اور مخالفوں کے لئے قابل غور ہیں۔

(مدیر)

تجدید اسلام کے متعلق مولانا محمد علی صاحب کی خدمات

اغلباً اس وقت کوئی ایسا زندہ انسان نہیں جس نے تجدید اسلام کی اس قدر طویل اور بے بہا خدمات سرانجام دی ہوں۔ جیسے کہ مولانا محمد علی صاحب (امیر جماعت احمدیہ) لاہور نے سرانجام دی ہیں مولانا موصوف اور خواجہ کمال الدین مرحوم کی تصانیف نے تحریک احمدیت کی شہرت اور فضیلت کو چار چاند لگا دئے ہیں، ہماری نگاہ میں "ریلیجن آف اسلام" آپ کی بہترین تصنیف ہے، اسلئے کہ ایک تو یہ فرقہ وارانہ مباحث سے مبرا ہے ...... اور دوسرے اس کی زبان انگریزی ادبیت کے لحاظ سے بے عیب (Perfect) ہے ...... اسلام کی یہ توضیح ایک ایسے بزرگ کے زور قلم کا نتیجہ ہے جو کہ علوم قرآن وسنت کا متبحر اور جید عالم ہے جس کے قلب میں گذشتہ پانچ صدیوں کے اسلامی تنزل کی ندامت کا احساس ہے اور جس کی روح اسلام کی اس ترقی اور تجدید کی امید دل سے لبریز ہے جس کے آثار آج ہر طرف ہویدا ہیں

مصنف کی دعوت تجدید کی خصوصیت

عبادات اور فرائض دینی کے متعلق احادیث و روایات مذہبی سے سرمو انحراف کئے بغیر قابل مصنف نے ایک وسیع میدان پیش کیا ہے جس میں تغیرات جائز ہیں اور ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ان صورتوں میں رسوم اور اعمال کی بنیاد نہ تو کسی قرآنی حکم پر مبنی ہے اور نہ ہی اقوال نبی کریم صلعم پر اور جو نہی وہ قومی ضروریات کے پورا کرنے سے عاجز آ جائیں۔ ان میں تبدیلی لازمی امر ہے۔ اس زمانہ میں ایسی کتاب کا ہونا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جب کہ بہت سے اسلامی ممالک میں ہم ایسے اشخاص پاتے ہیں۔ جو کہ تجدید و اصلاح کے جوش میں اس علم سے محض بے بہرہ ہونے کی وجہ سے نہایت فاش غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس کتاب کی ضرورت کس طرح محسوس ہوئی؟

مصنف موصوف نے یہ کتاب ایک غیر مسلم کے اسلام کے متعلق غلط نظریات کی تردید کے پیش نظر لکھنی شروع کی۔ جیسا کہ کتاب کے دیباچہ کی مندرجہ ذیل تحریر واضح کرتی ہے :

"ریلیجن آف اسلام" اس کتاب کا نام ہے جو ریورنڈ ایف کلین نے لکھ کر ۱۹۰۶ء میں شائع کی۔ ۱۹۲۸ء میں ایک دوست کی نوازش سے، یہ کتاب مجھے ملی۔ انہوں نے بتایا کہ اس کتاب کو پڑھکر مجھے نہایت تکلیف ہوئی ہے۔ کیونکہ اسلام کی نہایت غلط تصویر اس میں پیش کی گئی ہے۔ ساتھ ہی مجھے فرمایا کہ میں اس کے جواب میں ایک مفصل کتاب لکھوں جس میں اسلام کا صحیح نقشہ اور اس کی تعلیم کی مکمل تشریح ہو۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا امیر ہونے کی وجہ سے جو گوناگوں فرائض مجھ پر عائد ہوتے تھے۔ اس کام میں زبردست رکاوٹ کا موجب تھے۔ مگر فرض کا احساس غالب آیا اور میں نے کلین کی کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد موجودہ کتاب لکھنی شروع کر دی۔ اور یہ کتاب اسی نام سے آج شائع کی جا رہی ہے"

یہ کتاب غیر مسلموں سے زیادہ مسلمانوں کیلئے مفید ہے

درحقیقت۔ جیسا کہ اکثر اسلامی تبلیغی تصانیف کے متعلق درست ہے یہ کتاب غیر مسلموں کی نسبت مسلمانوں پر زیادہ اثر انداز ہوگی۔ اگرچہ صاحب مصنف اکثر فقہی مسائل سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن وہ خود بھی فقیہہ ہیں (اگرچہ بہت ہی وسیع القلب فقیہہ ہیں) انکے دلائل اور اسلوب بیان ہر دو فقیہانہ شان سے مزین ہیں۔ کتاب کا اسلوب بیان عیسائی حقیقت ناشناس معاندین سے بالکل جداگانہ ہے اور مغرب میں وہی معدودے چند لوگ اس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جنہوں نے قبل ازیں اسلام کا قاعدے مطالعہ کیا ہے۔ اس کے برعکس مسلمان اس طرز تحریر سے آشنا ہیں۔ اُن پر اس کی خصوصیت اور موزونیت فوراً واضح ہو جائیگی۔ اور اس کا نفس مضمون ان کے لئے بے اندازہ دلچسپی اور کشش کا باعث ہوگا۔

فاضل مصنف کی معقولیت خلوص اور عشق قرآن

ہمیں مولانا کے چھوٹے چھوٹے امور کے نتائج سے بعض وقت اتفاق نہیں ہوتا۔ مگر آپ کے دلائل اور استدلال ہمیشہ پر زور اور ٹھوس ہوتے ہیں۔ آپ کا گہرا اخلاص ہر وقت ہمارے پیش نظر ہے اور آپ کا قرآن سے عشق اور انہماک ہی اس عظیم المرتبت تصنیف کے تمام اہم امور میں درست ہونے کی کافی ضمانت ہے۔ بے شک کچھ ایسے اشخاص بھی ہیں۔ جو آپ کے اخذ کردہ مسائل سے مخالفت کا اظہار کریں گے۔ مگر وہ لوگ ایسے ہی ہوں گے۔ جن سے اسلام کو مستقبل میں کسی قسم کی امید نہیں ہے۔

کتاب ہر لحاظ سے جامع اور مانع ہے

آپ نے کتاب کی ابتدا ایسے امور کی تشریح سے کی ہے۔ جنہیں آپ تعلیمات اسلامی کا منبع یا اصل رکھتے ہیں۔ مثلاً۔ قرآن حدیث۔ اجتہاد اور اجماع۔

یہاں آپ ان یورپی ناقدین سے سخت اختلاف ظاہر کرتے ہیں۔ جو اسلامی تعلیم کی اصل دیگر مذاہب یا قدیم عربوں میں مروجہ قصص کو قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد ایمان۔ توحید۔ صفات الٰہیہ۔ ملائکہ۔ الہامی کتب۔ انبیاء۔ حیات بعد الممات تقدیر۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ صیام۔ حج۔ جہاد۔ نکاح۔ املاک۔ وراثت وغیرہ کے ابواب باندھے ہیں۔ ان ہی سے واضح ہے کہ کتاب جامع و مانع و مفصل ہے۔ ہر باب مکمل شرح و تفصیل پر مشتمل ہے۔ اور آپ کی تحقیق اور تبحر علمی پر روشنی ڈالتا ہے۔ تقدیر۔ ملائکہ اور حیات بعد الممات کے ابواب کو اس لحاظ سے پڑھا جائے کہ ایک اسلاف کے متبع روشن خیال بزرگ اور موجودہ دور کے "عقلاء" میں (ریشنلسٹ یا وہ لوگ جو اسلاف کی تشریحات کی پرواہ نہیں کرتے) کیا عظیم الشان اور بین تفاوت موجود ہے

اجتہاد کے متعلق مصنف کے بلند خیالات

آپ نے اجتہاد کے متعلق جن بلند خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ میں اشد ضروری سمجھتا ہوں کہ کتاب کے باب اجتہاد سے قدرے عبارت نقل کروں۔ کیونکہ اجتہاد ہی دراصل مسئلہ تجدید نشاۃ ثانیہ کی روح ہے

"اعاظم مجتہدین نے نہ صرف نئے حالات کے متعلق اجتہاد سے کام لیا بلکہ قوانین کی تدوین میں ایک دوسرے سے اختلاف بھی کیا جس سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ ان میں سے کوئی دوسرے کو خطا سے مبرا تصور نہیں کرتا تھا۔ اگر اُس وقت وہ معصوم عن الخطا نہیں تھے تو آج اس قدر صدیاں گذرنے کے بعد جب کہ امتداد زمانہ نے ہی نئی ضروریات کے لئے نئے قوانین کی ضرورت پیدا کر دی ہے۔ کس بات نے انہیں غلطیوں سے مبرا قرار دیدیا ہے۔

اس امر میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ نبی کریم صلعم نے خود اجتہاد کا دروازہ کھولا۔ اور اس بات کو بھی سب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ نے کہیں، نہیں فرمایا کہ کسی خاص وقت کے گذرنے پر اس دروازہ کو مسدود قرار دیا جائے۔ یہاں تک کہ آئمہ عظام نے بھی کہیں اجتہاد کی بندش کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ اور احمد بن حنبل نے کہیں بھی یہ تحریر نہیں فرمایا کہ ہمارے بعد کسی کو اپنی رائے کے مطابق فیصلہ دینے کی اجازت نہیں۔ نہ ہی کسی نے معصوم عن الخطا ہونے کا دعویٰ کیا۔ نہ ہی کسی اصول کی کتاب میں مرقوم ہے۔ کہ آئمہ اربعہ کے بعد نئے قوانین وضع کرنے کے لئے مسلمانوں کو اپنا فیصلہ دینے کا اختیار نہیں اور نہ ہی یہ کہ ان آئمہ کا اجتہاد وہی اقتدار و درجہ رکھتا ہے۔ جو قرآن و سنت کا ہے۔ اجتہاد مسلمانوں کے لئے رحمت عظمیٰ کا حکم رکھتا تھا۔ اسی کی بدولت آئندہ نسلوں اور اسلام میں نئی داخل ہونے والی مختلف اقوام کی ضروریات کا انتظام ہو سکتا تھا۔ پیغمبر اسلام صلعم۔ صحابہ کرامؓ اور آئمہ عظام میں سے کسی نے نہیں فرمایا۔ کہ نئے پیدا شدہ حالات اور بڑھتی ہوئی قوم کی بیش از بیش ضروریات کی موجودگی میں بھی ایک خاص وقت کے بعد مسلمانوں کو اپنی رائے سے فیصلہ دینے کی قطعی ممانعت ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی نے فرمایا اور کہہ بھی کیسے سکتے تھے کہ دوسری صدی کے بعد نئے حالات کبھی پیدا ہی نہیں ہوں گے۔ واقعہ یوں ہوا کہ تیسری صدی کے بزرگان قوم کی توجہ احادیث کے جمع کرنے اور تنقید کی طرف مبذول ہو گئی۔ دوسری طرف ائمہ اربعہ عام مقلدین کے مقابلہ پر اس قدر بلند مقام پر جا پہنچے کہ ان کی ہستی ائمہ کے ارفع و اعلیٰ مقام کے آگے ہیچ نظر آنے لگی۔ اور آہستہ آہستہ یہ بات لوگوں کے قلوب پر نقش ہو گئی کہ اب کوئی شخص ان آئمہ کرام کی تقلید سے آزاد ہو کر فیصلہ ہی نہیں دے سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اجتہاد اور آزادی رائے پر جسے اسلام ہی نے تازہ زندگی بخشی تھی۔ قیود عاید کر دی گئیں۔ اس غلط

اثر کی بندش سے اسلامی اذہان کو ضرب کاری لگی۔ اور علم کی بڑھتی ہوئی مانگ یکسر رک گئی جس سے جہالت اور ہلاکت خیز سکون کا دور دورہ ہوگیا"۔

مولانا محمد علی صاحب کا اپنا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ عین اسلامی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آخرکار اپنی رحمت سے تمام نسل انسانی کو بخش دیگا اور اس عقیدہ کی بنیاد آپ نے نبی کریم صلعم کے ایک ارشاد پر رکھی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"تب اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ ملائکہ اور انبیا شفاعت کر چکے ہیں اور اب ارحم الراحمین باقی رہ گیا ہے۔ تب، وہ دوزخ سے ایک مٹھی بھریگا۔ اور ایسے لوگوں کو جنہوں نے کوئی بھی نیکی نہیں کی ہوگی۔ باہر نکال دیگا"۔ ہمارے مصنف نے اس پر ان الفاظ کا اضافہ فرمایا ہے۔ کہ "خدا کی مٹھی سے کچھ بھی باہر نہیں رہ سکتا"۔

کتاب کے ظاہری محاسن

کتاب اپنی طباعت اور ظاہری محاسن کے لحاظ سے بھی اس قابل ہے کہ اس کے ناشرین کی محنت کی داد دی جائے۔ اور ہندوستان میں طبع شدہ دیگر انگریزی کتب کی نسبت اس میں اغلاط نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہم اس کی سفارش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ اسلامی خیالات کو ابھارنے والی ہے۔ پرانے انگریزی محاورہ کے مطابق یہ ایک رفعت بخش کتاب ہے ۔ (مترجمہ مولوی غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے۔)

۳-۳ بمبئی ۱۸ اکتوبر۔ ہندو مسلم فساد بدستور شروع ہے۔ قتل و غارتگری اور آتشزدگی کے واقعات بکثرت ہو رہے ہیں گورنر نے پونا سے آکر فساد زدہ علاقوں کا معائنہ کیا۔ آخری اطلاع کے مطابق ۳۴ مقتول اور ۳۰۰ آدمی مجروح ہوچکے ہیں برطانی فوجیں گشت کر رہی ہیں۔ ہندو مسلم لیڈروں کی گفتگو مصالحت جاری ہے۔ شاید کوئی مفید نتیجہ نکل سکے۔

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— بمبئی ۱۵ اکتوبر سبھا منڈپ کی تعمیر کے جھگڑے کے سلسلہ میں شدید ہندو مسلم فساد ہوگیا۔ آخری اطلاع مظہر ہے کہ ۵ آدمی ہلاک اور ۱۰۰ کے قریب مجروح ہوئے۔ مجروحین میں تین ڈپٹی انسپکٹر پولیس اور پانچ کنسٹیبل بھی شامل ہیں۔ ۵۰ آدمی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

بمبئی ۱۶ اکتوبر۔ بمبئی میں ہندو مسلم فساد شروع ہے۔ شہر کے کئی حصوں میں ہندو مسلمانوں کی منظم لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں لاٹھیوں، چاقوؤں، بوتلوں اور پتھروں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ سبھا منڈپ کی تعمیر عارضی طور پر روک دی گئی ہے۔

—— چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ اور کرفیو آرڈر نافذ کر دیا ہے۔ فسادات کے سلسلہ میں پولیس کو کئی مرتبہ فائر اور لاٹھی چارج کرنے پڑے۔ حالات ابھی تک مخدوش ہیں۔

—— آخری اطلاعات کے مطابق ۳۰ آدمی ہلاک اور ۱۵۰ کے قریب مجروح ہوئے۔ بائیکلہ مسجد میں جو مسلمان نماز جمعہ پڑھنے آئے تھے۔ ان پر پولیس نے فائر کئے۔ جن کی وجہ سے پانچ آدمی مجروح ہوئے

—— بمبئی کے مشہور مسلم لیڈر مسٹر ...... مسٹر علی بہادر خاں کی کار پر کسی نے حملہ کر دیا جس سے آپ شدید مجروح ہوئے۔ اس وقت تک ۷۷ آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔ مصالحت کی گفتگو تاحال جاری ہے۔

—— پشاور ۱۵ اکتوبر۔ پرسوں ہزہائی نس سر شجاع الملک مہتر چترال بعمر ۵۰ سال رحلت فرما گئے انا للہ۔ آپ کی وفات پر صوبہ سرحد میں شدید غم کا اظہار کیا جا رہا ہے گورنر کے حکم سے تمام جھنڈے سرنگوں کر دئے گئے۔

—— دہلی ۱۶ اکتوبر۔ افغان قونصل جنرل کا دفتر ۱۲ اکتوبر کو شملہ میں بند ہوکر ۱۴ اکتوبر کو ۵ سکندرا روڈ دہلی میں کھل گیا ہے۔

—— شملہ ۱۶ اکتوبر آج مختصر سی نشست کے بعد اسمبلی کا اجلاس غیر معین مدت کے لئے ملتوی ہوگیا۔ آج درگاہ خواجہ صاحب کے بل پر غور و فکر کیا گیا۔ متعدد تجاویز پیش ہوئیں۔ آخرکار یہ شور تالیوں کے درمیان یہ بل منظور ہوگیا۔

—— لاہور ۱۶ اکتوبر آج لاہور ہائی کورٹ کے فل بنچ کے روبرو توہین عدالت کے سلسلہ میں لالہ ہرکشن لعل کی درخواست نگرانی پیش ہوئی فریقین کے وکلا کی بحث سننے کے بعد فاضل ججان نے حکم دیا کہ لالہ جی ۱۵ نومبر کو رہا کر دئے جائیں۔

—— سرینگر ۱۴ اکتوبر کل شام ساڑھے چھ بجے وائسرائے ہند سرینگر پہنچ گئے۔ مہاراجہ صاحب اور ریذیڈنٹ استقبال کیلئے موجود تھے۔ بہری بیڑے نے توپوں کی سلامی دی گئی۔

—— اعلیٰ حضرت حضور نظام دکن نے مولانا مارماڈیوک پکتھال مرحوم کی جگہ مولوی محمد اسد (آسٹرین) مترجم بخاری کو رسالہ "اسلامک کلچر" کا ایڈیٹر مقرر کیا ہے۔

—— مولانا عبدالحق صاحب سکرٹری انجمن ترقی اردو نے ۲۴-۲۵ اکتوبر علی گڑھ میں آل انڈیا اردو کانفرنس طلب فرمائی ہے راجہ صاحب محمود آباد اس کے صدر ہوں گے۔

—— بردوان ۱۶ اکتوبر۔ بنگال کے مشہور مسلمان لیڈر مسٹر ابوالقاسم بعمر ۶۴ سال وفات پا گئے۔ انا للہ مرحوم بنگال کے سب سے پرانے مسلم لیڈر تھے۔

۴۴

ممالک خارجہ

—— سرکاری اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ ماہ اگست میں ۲۲۱۳ یہودی مہاجرین فلسطین میں آئے۔ اُن کی آمد کا سلسلہ تاحال جاری ہے اور حکومت اس کو ممنوع قرار دینے پر راضی نہیں۔

—— لندن ۱۶ اکتوبر۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ سر گاڈفرے کولنز کی وفات کی وجہ سے کابینہ انگلستان میں معمولی تغیر و تبدل رونما ہوگا۔ قیاس ہے کہ مسٹر ارنسٹ براؤن وزیر عمال کو وزیر سکاٹ لینڈ مقرر کیا جائیگا۔

—— جارج ثانی شاہ یونان عنقریب انگورہ، بلغراد اور بخارسٹ کی سیاحت کرنے والے ہیں۔ ان کی اس سیاحت کو سیاسی حلقوں میں بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔

—— برلن ۱۴ اکتوبر۔ ہر ہٹلر نے نازی حکومت کے اراکین کی کانفرنس بلائی ہے جس کی کارروائی کو انتہائی صیغہ راز میں رکھا جا رہا ہے۔ اس سے تمام ملک میں گہری دلچسپی پیدا ہوگئی ہے۔

—— گذشتہ ماہ تمام ترکی میں ترکی لغت و زبان کا یادگاری جشن منایا گیا۔ انگورہ اور استنبول سے ریڈیو کے ذریعہ ترکی زبان میں زبردست تقریریں کی گئیں۔

—— گذشتہ سال انگلستان میں بجلی کے ۱۳ ارب ۳۰ کروڑ میٹر فروخت ہوئے

—— مصر کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ شاہ فاروق سوڈان کے جدید بند کا افتتاح فرمائیں گے۔ یہ بند سوڈان میں سب سے بڑا بند ہے۔ اس موقع پر برطانی اور مصری حکام اور پارلیمنٹ کے اراکان موجود ہوں گے۔

—— استنبول ۱۶ اکتوبر۔ ترکی کے طول و عرض میں یوم معراج نہایت شان و شوکت سے منایا گیا۔ حکومت ترکیہ نے حکم دیا کہ تمام مسلم آبادی اس یوم سعید کو ایک مذہبی تہوار قرار دے۔ سرکاری ملازموں، فوجی جوانوں اور خواتین نے اس تقریب میں نمایاں حصہ لیا۔ اس روز ملک کے طول و عرض میں جگہ جگہ جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں مختلف عالموں نے سیرت نبوی کے متعلق تقریریں کیں۔

—— عربی اخبارات رقمطراز ہیں کہ حکومت جاپان کا ارادہ ہے۔ کہ عراق کے ساتھ ایک تجارتی معاہدہ کیا جائے لیکن بعض حلقوں میں اس کی شدید مخالفت کی جا رہی ہے۔

—— رباط ۱۳ اکتوبر۔ سپین کی خانہ جنگی بدستور شروع ہے۔ ریڈیو میں سرکاری اور باغی فوج کے درمیان شدید جنگ ہوئی۔ اس کے نتیجہ کے متعلق باغیوں کا اعلان ہے۔ کہ سرکاری فوج دو ہزار جانوں کا نقصان اٹھا کر پسپا ہوگئی۔

—— میڈرڈ ۱۳ اکتوبر۔ ریڈرو کے کوچوں میں خونریز جنگ جاری ہے۔ کسان کن بڑے جوش و خروش سے باغیوں پر حملہ کرتے ہیں انہوں نے باغیوں کی مراقشی سپاہ کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔

—— لزبن ۱۵ اکتوبر۔ کل جنرل مولا اور جنرل ویریلا کے درمیان تین گھنٹہ تک گفت و شنید ہوتی رہی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ میڈرڈ کے مجوزہ حملہ اور اس کی تسخیر کے بعد حکومت قائم کرنے کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ توپخانے اور ٹینک نقل و حرکت کے لئے تیار ہیں۔ فیصلہ کن حملہ کے لئے صرف جنرل فرانکو کی آخری ہدایات اور وقت کے تعین کا انتظار ہے۔

—— میڈرڈ۔ ۱۴ اکتوبر لندن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت کے وزیر گیبرل اور سابق وزیراعظم نے ارجنٹائن کے ایک بحری جہاز میں پناہ لی۔

قادیانیوں کو دعوتِ مودّت

(از جناب غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے)

دوستو! ہمارے باہمی اختلافات کی وجہ سے حضرت مجدد صدی چہار دہم کے مشن کو جو نقصان پہنچ رہا ہے۔ وہ محتاجِ بیان نہیں۔ اور اگر آج مخالف ہم پر ہر جگہ جور وستم کے آرے چلا رہے ہیں۔ تو صرف ہماری باہمی مناقشت اور افتراق کے باعث۔ اگر ہم میں اتحاد و یکجہتی ہوتی تو نہ تو اغیار ہماری طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھ سکتے اور نہ ہماری ترقی کی رفتار سُست ہوتی جو آج ہے اور آج دنیا کا گوشہ گوشہ نورِ اسلام سے منور ہو چکا ہوتا۔ بہرحال ضرورت ہے کہ ہم اب بھی اپنے اختلافات کو مٹانے کی کوشش کریں اور ایک دفعہ پھر ایک دوسرے کو گلے لگانے کے لئے پیشقدمی کریں۔

اختلاف کی بنا

ہمارا اختلاف دو مسائل کی بنا پر ہے (۱) اجرائے نبوت (۲) تکفیر اہل قبلہ۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آیا حضرت صاحبؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے نہ ماننے والے کلمہ گویوں کو کافر قرار دیا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے اپنے مخالف مسلمانوں سے کافروں کا سا برتاؤ کیا۔ تو واضح ہے کہ آپ اسلامی اصطلاح کے مطابق نبی تھے۔

تصفیہ کے دو طریق

تصفیہ کے دو طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم حضرت صاحبؑ کی تحریرات سے آپ کے دعاوی پر بحث کریں دوسرے یہ کہ ہم آپ کے طرزِ عمل کو دیکھیں تحریرات پر بحث کر کے کسی نتیجہ پر آسانی سے پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک فریق آپ کے الفاظ کی اپنے عقیدہ کے مطابق توضیح کرنے کی کوشش کرے گا۔ مگر عمل ایک ایسی دلیل ہے جس کی تردید کسی فریق کے لئے ناممکن ہے۔

حضرت مسیح موعود کا طرزِ عمل

اس لئے آؤ ہم دیکھیں کہ آیا حضرت صاحبؑ نے اپنے منکرین سے کافروں کا سا سلوک کیا ہے یا نہیں۔ اگر تو کافروں کا سا سلوک کیا ہے تو یقیناً آپ نبی تھے اور اگر ایسا نہیں کیا تو آپ سب کچھ تھے مگر نبی نہیں تھے آپ کی جماعت کو غیر احمدیوں سے میل ملاپ رکھنا ہوتا تھا۔ نماز۔ جنازہ۔ بیاہ شادی میں ایک دوسرے سے ملنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ چونکہ اغیار کا رویہ آپ اور آپ کی جماعت کی نسبت عموماً معاندانہ تھا۔ اس لئے ان امور میں مختلف جماعتوں اور احباب کو دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا جس پر وہ آپ سے فتاوے دریافت فرماتے تھے نیز آپ کو خود بھی ایسے واقعات سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے متعلق آپ کی کیا روش تھی۔

غیر از جماعت کا جنازہ

(۱) مئی ۱۹۰۲ء میں میاں غلام قادر صاحب نے حضرت صاحبؑ سے ایک خط میں چند سوالات دریافت کئے۔ اس کے جواب میں ۱۲ر مئی ۱۹۰۲ء کو مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت صاحبؑ کے ارشاد سے میاں صاحب کو ذیل کا خط تحریر کیا۔

"میاں غلام قادر صاحب السلام علیکم۔ (۱) حضرت صاحب آپ کے واسطے دعا کرتے ہیں (۲) بغیر اذن الٰہی کوئی نظر نہیں لگ سکتی (۳) دم کرنا جائز ہے (۴) جو مخالف برا نہ بولتا ہو۔ اُس کا جنازہ جائز ہے مگر امام بہرحال احمدی ہو۔ خواہ وہ چاہیں تو الگ پڑھ لیں (۵) بے نماز کا جنازہ جائز ہے۔ مگر بد بولنے والا اور کفر کے کلمات بولنے والا نہ ہو۔ (۶) میت کے بعد بیٹھنا طریق سنت نہیں بدعت ہے حضرت صاحب کو اتنی فرصت نہیں کہ ہر خط کا جواب خود لکھیں۔ دوسرے کو فرما دیتے ہیں۔ کہ یہ بات لکھو"۔

(دستخط محمد صادق)

(۲) ۱۹۰۹ء میں جب موضع بھڈیار ضلع امرتسر کے احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں ایک معاہدہ ہوا۔ جس میں احمدیوں کی طرف سے بالصراحت یہ شرط بھی تھی "ہاں معمولی رنگ میں رہنے والے بے شر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے" تو اس پر حضرت صاحب نے ذیل کے الفاظ اپنے قلم سے تحریر فرمائے۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جو کچھ لکھا۔ بہت خوب اور مبارک ہے"۔ اخبار بدر ۱۳ر مئی ۱۹۰۹ء

غیر از جماعت کی اقتدا میں نماز

(۳) ۷ر مارچ ۱۹۰۸ء کو ایک صاحب نے بلوچستان سے آپ کی خدمت میں خط لکھا جس کے جواب میں حضرت صاحب نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔

"جواب میں لکھ دیں کہ چونکہ عام طور پر اس ملک کے ملاں لوگوں نے اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھہرایا ہے۔ اور فتوے لکھے ہیں۔ اور باقی لوگ اُن کے پیرو ہیں۔ پس اگر ایسے لوگ ہوں کہ وہ صفائی ثابت کرنے کے لئے اشتہار دیدیں کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں ہیں تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے۔ ورنہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے وہ آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے نماز کیونکر پڑھیں۔ یہ تو شرع شریف کی رو سے جائز نہیں" (اخبار بدر ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۸ء صہ)

(۴) حضرت مولانا نورالدین مرحوم نے مولوی فضل الدین صاحب ساکن کھاریاں کو جواباً لکھا۔ اور ایسے ہی حضرت صاحب کا قول سمجھئے کہ آپ نے مولوی کرم۔۔۔ "جو لوگ منافق طبع نہیں اور جو لوگ واقعی حسن ظن رکھتے ہیں وہ کسی قدر معذور ہو سکتے ہیں۔ آپ بعد الاستخارہ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں"۔

دو مستند شہادتیں

(۵) میر عابد علی شاہ صاحب اور حکیم مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسلِ مصفٰے کے حلفیہ بیان موجود ہیں۔ میر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میری والدہ میرے احمدی ہونے پر سخت ناراض ہو گئیں۔ اور آپ کے دعاوی کو مانے بغیر ہی وفات پا گئیں میں ایام بیماری میں حضرت صاحب کو لکھا کرتا تھا کہ دعا فرمائیں کہ خدا ان کو آپ کی شناخت کی توفیق دے۔ بہرحال جب آپ کو وفات کی اطلاع دی تو آپ نے اظہار افسوس کے بعد لکھا۔ کہ ہم جمعہ کے دن آپ کی والدہ صاحبہ کا جنازہ پڑھیں گے۔ اسی طرح ۱۹۰۲ء کے قریب آپ نے مرزا خدا بخش صاحب کی والدہ اور ماموں صاحب محمد سلیمان کا جنازہ ۱۹۰۴ء میں باوجود ان کے غیر احمدی ہونے کے پڑھا۔ اسی طرح مختلف مقامات کی جماعتوں کا بھی انہیں ہدایات کے مطابق عمل تھا اور آج بھی اس زمانہ کے احباب سے حلفیہ طور پر اس کے متعلق استفسار کیا جا سکتا ہے۔

مامور کے فیصلے کے آگے سر جھکا دو

مذکورہ بالا شہادتیں آپ کے سامنے ہیں۔ ان سے واضح ہے کہ آپ ایسے اشخاص کے جنازوں کو جائز سمجھتے تھے جو اگرچہ آپ کے معتقد تو نہ تھے۔ مگر آپ کو مسلمان سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ بھی اُن کو کافر قرار دیتے تھے۔ گویا کہ آپ نبی نہ تھے۔ اگر آپ نبی ہوتے تو صاف کہتے کہ میرا نہ ماننے والا کافر ہے اور ساتھ ہی کافروں کا سا سلوک بھی اس سے کرتے۔ ان شہادتوں کی موجودگی میں ہمارا فرض ہے۔ کہ حضرت صاحب کے فیصلہ کے آگے سر جھکا دیں۔ اور اسکے منافی ہر عقیدہ کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں کے فتاوے سے منہ موڑنا اچھا نہیں۔ اس بات کو دماغ سے نکال دو۔ کہ خلیفہ صاحب یا امیر صاحب کیا فرماتے ہیں۔ ہم اگر احمدی ہیں تو حضرت صاحب کے دامن سے وابستہ ہو کر ہمیں اگر سروکار ہے تو آپ کی تحریرات سے۔ ہم نے کل مر کر خدا کے دربار میں جانا ہے۔ جہاں کسی اور نے ہماری مدد نہیں کرنی۔ چونکہ حضرت صاحب نے اپنے منکرین کے جنازے پڑھے اور ان کے پیچھے نماز کی اجازت دیدی۔ اس لئے وہ آپ کے محض منکر ہونے کی وجہ سے خارج از اسلام نہ ہوئے۔ جس سے ثابت ہے کہ آپ اپنے منکرین کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔ ہاں ان لوگوں سے نفرت کا اظہار کیا۔ جنہوں نے آپ کو پہلے کافر کہا۔ تو محض منکر ہونے کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہ ہوا۔ ہاں اگر وہ خود تکفیر کی ابتدا کرکے حدیث نبوی کے مطابق اپنے کفر پر خود ہی مہر لگا لے۔ تو وہ یہ ایک علیحدہ امر ہے۔ اس سے بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ آپ نبی نہ تھے۔

ہندی مسلمانوں کی تنگدلی کا نتیجہ

اخبار اہلحدیث میں کسی وہابی مقیم خلیج فارس نے مضمون شائع کیا تھا۔ کہ مٹی کے تیل کی کمپنی اب جزیرہ عرب میں کام شروع کرنے والی ہے۔ جہاں کے لئے اُنہیں خالص مسلمانوں کی ضرورت ہے۔ یعنی دوسرے معنوں میں وہابی صاحبان اور پھر سنی وغیرہ کی کوئی شیعہ یا احمدی وہاں نہیں جا سکتا۔ لیکن ان تنگ دلوں کو غالباً ابھی تک علم نہیں۔ کہ وہاں ان سے پہلے بہت ہی مخلص نامسلمان پہنچے ہوئے ہیں اور اُن سے کم درجہ کے خالص مسلمانوں یعنی وہابیوں اور سلفیوں کی گنجائش ہی نہ رہیگی۔ جو حالات ہم تک پہنچے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب اس کمپنی کی شاخ نے علاقہ بحرین میں کام شروع کیا۔ تو افسران نے ایک بنگالی ہندو کو بطور سٹینوگرافر ملازم رکھا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام دفتر اب ہندوؤں سے بھرا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی کوئی سنتا ہی نہیں۔ جو ایجنٹ اس کمپنی نے بمبئی بھرتی کے لئے بھیجا ہے۔ اسکے ساتھ بھی ایک مدراسی ہندو کلرک ہے جو پنجابیوں اور مسلمانوں کو یونہی جواب دیدیتا ہے۔ اور ہندوؤں اور عیسائیوں کو بھرتی کرکے بھجوا دیتا ہے۔ خدانخواستہ اگر کوئی مسلمان بھرتی ہو کر چلا بھی جائے تو ہندو جو قریباً سب اعلیٰ عہدوں پر ہیں اسکی شکایت کرکے نکلوا دیتے ہیں۔ چنانچہ آجتک کئی مسلمان ان مہاسبھائیوں کے تعصب کی قربانگاہ پر چڑھ چکے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی تنگدلی ملاحظہ ہو کہ اعلان کرتے ہیں کہ وہاں صرف وہابیوں اور سلفیوں کیلئے جگہ ہے باقی مسلمان خدا کی خدائی میں رہنے کے بھی حقدار نہیں۔ ہندو تو عرب کے علاقہ میں رہکر مسلمانوں کا خون چوس سکتا ہے۔ لیکہ ۔۔۔ [illegible]

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد مراد ذات موچی سکنہ چک ۴۹۰ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مانک۔ لعل پسران ناچھیا قوم ریحان سکنہ چک ۱۶۷ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی داد ولد [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام محمد ولد [illegible] قوم [illegible] سکنہ [illegible] مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حسن ولد شیر ذات ماچھی سکنہ کوٹ لال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کرم علی۔ صلابتہ پسران راجہ قوم تیلی سکنہ چک ۲۱۳ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] سکنہ چک ۵۵ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گوکل چند ولد منصدی مل [illegible] سکنہ چنیوٹ شہر مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ بخش ولد کولا ذات لوہار سکنہ بھبنی تحصیل ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۱۲ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ماہی و امیر پسران محمد [illegible] سکنہ چک ۱۶۷ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ہزارا ولد مہتاب لاکھوانہ سکنہ [illegible] جھانہ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۷ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تاریخ مورخہ ۲۵ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کبیر خان ولد شہادت خان سیال سکنہ رشید پور تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۹ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۸/۳۶

دستخط خان بہا میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور — ٹیلیفون نمبر ۸۳۸

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نعرۂ فتح نمایاں بنام ما باشد

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ — چھ روپے
ششماہی — تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
چندہ ۱۲ شلنگ سالانہ

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۳ — لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۸ شعبان ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۶۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک لازوال خزانہ

اللہ تعالیٰ کیسا رحیم ہے اور وہ کیسا خزانہ ہے جہاں کوڑی بھی جمع ہو سکتی ہے اور روپیہ و اشرفی بھی۔ نہ وہاں چور چکار کا اندیشہ اور نہ دوالا نکل جانے کا خطرہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک کانٹا راستہ سے ہٹا دے تو اس کا بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے اور پانی نکالتا ہوا اگر ایک شخص اپنے بھائی کے گھڑے میں ایک ڈول ڈال دے تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی اجر ضائع نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو کہ وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے۔ اس کے خلاف دنیا کی شاہراہ ایسی ہے جہاں قدم قدم پر ٹھوکریں اور ناکامیوں کی چٹانیں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے سلطنتوں کو چھوڑ دیا۔ آخر بیوقوف تو نہ تھے۔ جیسے حضرت ابراہیم ادہمؒ۔ شاہ شجاع۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ جو مجدد بھی کہلاتے ہیں۔ ان سب نے حکومتوں، سلطنتوں اور دنیا کی تمام شوکت کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کی یہی تو وجہ تھی کہ دنیا کی راحت میں وہ ہر قدم پر ٹھوکر پاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ایک سوتی ہے جس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی راحت و آرام کو ایسی حقارت اور ذلت سے دیکھتا ہے کہ ان کی طرف نظر کرنے کے لئے بھی اسے اپنی طبیعت پر ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس تم کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہو۔ اور اس کی طرف ہی قدم اٹھاؤ کہ کامیابی اور فلاح اسی میں ہے۔

(از تقریر جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کا تقویٰ کرو جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور تم نہ مرو سوائے اس حال کے کہ تم فرمانبردار ہو۔ اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو۔ اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب تم باہم دشمن تھے۔ پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

(آل عمران ع ۱۱)

حدیث شریف

(۱) قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان نہیں لاؤ گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ میں تمہیں ایک ایسی بات بتلاتا ہوں کہ جب تم اسے کرو گے تو آپس میں محبت کرو گے (اور وہ یہ ہے) کہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔ (مسلم)

(۲) مسلم شخص مسلم کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے تکلیف میں گھرا ہوا چھوڑے اور جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا۔ اللہ اس کی ضرورت پوری کرے گا اور جو کوئی مسلم کسی مسلم کی تنگی دور کرے گا۔ اللہ قیامت کی تنگیوں میں سے اس کی کوئی تنگی دور کر دے گا اور جو شخص کسی مسلم کی پردہ پوشی کریگا۔ قیامت کے دن اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(ابوداؤد)

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قادیانیوں کے مغالطے

نئے یا پرانے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے (حضرت مسیح موعودؑ)

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۹)

کثرت مکالمہ اور اولیاء سلف بقیہ

"ان لوگوں کے بیان میں جو خدا سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور سے ان کو شرف مکالمہ مخاطبہ حاصل ہے اور خوابیں بھی فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا سے اکمل اور اتم طور پر تعلق رکھتے ہیں"۔ صا۱۲

"تیسری قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور ان کی پیشگوئیاں تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں اور وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں اور اس قدر ان کی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے"!

اسی طرح لیکچر چشمہ معرفت صا۱۲ پر انعام ہے:-

"قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی"!

مزید حوالجات کی اگر ضرورت ہو۔ تو ان کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں۔ ازالہ اوہام صا۹۱۵۔ براہین احمدیہ صا۱۴۱ حاشیہ ۲۵۲ براہین پنجم صا۵۶ تتمہ حقیقت الوحی صا۱۰۲ لیکچر سیالکوٹ صا۳ (حقیقت النبوۃ صا۱۵۳)

ان جملہ مقامات کو سامنے رکھ کر پھر حقیقت الوحی کے صا۳۹ سے ملا کر کوئی صحیح نتیجہ پیدا کریں۔

ماسوا اس کے ہم نے ایک حوالہ حضرت حکیم الامۃ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی عرض کیا تھا جس میں تحریر ہے کہ آپ ما۱۳سلم النبوت اولیاء اللہ کے کلام سے یہ لفظ دکھا سکتے ہیں اور وہیں ارشاد فرمایا ہے کہ "یہ آپ نے کس طرح ارشاد فرمایا کہ تیرہ سو برس سے کسی نے ایسا لفظ نہیں بولا

ایک واعظ کی غلط مثال

آپ نے اس موقعہ پر واعظ کی مثال دی ہے وہ قطعاً غلط ہے اگر آپ نے یا کسی دیگر واعظ نے قادیان میں ایسا کیا ہے تو غلطی کھائی ہے۔ آپ کی مثال ملاحظہ ہو۔ ایک واعظ جب کسی شخص میں کوئی عیب دیکھتا ہے۔ تو اس کا نام نہ لیتے ہوئے کہہ دیتا ہے کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں یا بعض افراد نے ایسی حرکت کی ہے اور مراد اس سے ایک ہی فرد ہوتا ہے۔

اگر آپ اپنا کوئی ذاتی واقعہ ظاہر فرما رہے ہیں تو میں خیر خواہی کی راہ سے عرض کرتا ہوں کہ جلد توبہ کر کے اس فعل سے رجوع فرما دیں۔ کسی شخص کا نام نہ لینا یہ اور بات ہے۔ مگر ایک شخص کا ایک فعل جماعت کی طرف منسوب کر دینا واقعہ کو مشتبہ کرنا بلکہ فتنہ پیدا کرنا ہے

اور بحوالہ حقیقت الوحی حضرت مسیح موعودؑ نے جو سورہ تحریم کی پیشگوئی کا اپنے آپ کو مصداق لکھا ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اس سے آپ کو یا کسی اور کو کس طرح یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ آپ جہاں چاہیں یہ طریق استعمال فرما دیں

الحکم کا حوالہ چونکہ مجھے باوجود تلاش کے دستیاب نہیں ہوا۔ اس لئے میں اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کر سکتا۔

الفضل مؤرخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء میں مولوی صاحب نے حقیقت الوحی صا۳۹ کو پھر دوہرایا ہے مگر ہم پیشتر ازیں اس کا مفصل اور مدلل جواب دے چکے ہیں اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اسی ضمن میں آپ نے دوبارہ حضرت مسیح موعود کے الہام یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ سے آپ کے منصب نبوت پر فائز ہونے کا ذکر کیا ہے اس پر بھی ہم گذشتہ مضمون میں شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈال چکے ہیں اس لئے تکرار کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

مجدد سرہندیؒ کا قول اور قادیانی مغالطہ

بعد ازاں حضرت مجدد صاحب سرہندی کے حوالہ مندرجہ حقیقت الوحی صا۳۹ کو عجیب و غریب طریق سے ملتبس کرنے کی سعی کی ہے آپ فرماتے ہیں۔ کہ صا۳۹ میں وہ حوالہ مراد نہیں ہے جس کا ذکر ازالہ اوہام۔ براہین احمدیہ۔ تحفہ بغداد وغیرہ کتب میں حضرت اقدس نے کیا ہے بلکہ اس جگہ مجدد صاحب سرہندی کے وہ حوالجات زیر بحث ہیں۔ جن میں امت محمدیہ میں مقام نبوت ملنے کا ذکر ہے۔ اب اگر مولوی صاحب کے اس بیان کو تسلیم کر لیا جائے کہ وہاں پر کوئی جدید حوالجات مجدد صاحب کے مکتوبات سے حضرت مسیح موعود کے دماغ میں موجود تھے تو ان عبارت کے صفحات کے حوالہ دینے میں کونسا امر مانع تھا چونکہ اجرائے نبوت کا یہ ایک جدید مضمون شروع ہوا تھا اس لئے نہایت ضروری تھا کہ یہ عبارتیں حرف بحرف نقل کر دی جاتیں نہ کہ ملخص دیدیا جاتا۔ اور پورے حوالہ پیش کرنے کے لئے مولوی صاحب کی ڈیوٹی لگائی جاتی کہ ہماری وفات کے بعد ان کی اصل عبارتیں پیش کر دینا۔ اس سے بھی عجیب تر یہ خیال ظاہر فرمایا ہے کہ ازالہ اوہام والے حوالے میں قطعاً امت محمدیہ کا ذکر نہیں۔ وہاں علی العموم انبیاء کے کمل متبعین کا ذکر ہے جو کثرت مکالمہ کی وجہ سے محدث کہلاتے ہیں۔

گویا آپ کا منشاء یہ ہے کہ انبیاء ماسبق کے کامل متبعین کثرت مکالمہ کی وجہ سے محدث کہلاتے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کثرت مکالمہ کی وجہ سے نبی بن جایا کریں گے۔ کیوں صاحب اللہ میاں نے یہ صریح طرفداری کیوں روا رکھی کہ زید میں جب ایک صفت پائی جائے تو وہ محدث بنے اور وہی صفت جب بکر میں پائی جائے تو وہ نبی بن جایا کرے۔ یہ خدائی ہے یا سکھا شاہی۔ اگر تھوڑی سی تکلیف گوارا فرما کر ازالہ اوہام سے وہ مقام پڑھ لینا چاہیئے جہاں حضرت مجدد صاحب سرہندی کا اصل خط معہ ترجمہ آپ نے نقل فرمایا ہے۔ چونکہ سر سید احمد خاں مکالمہ الٰہیہ کے منکر تھے۔ ان کو سابقہ امم کے اولیائے کرام مثلاً ام موسےٰ اور حضرت مریم صدیقہ اور حضرت خضر کے حالات مندرجہ قرآن کریم کی طرف توجہ دلا کر پھر صحیح بخاری سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکالمہ کا حوالہ دیتے ہوئے فتوح الغیب اور حضرت مجدد الف ثانی کے ارشادات سے اپنے مضمون کو واضح فرمایا ہے کہ اس امت میں بھی ملہم من اللہ ہوتے ہیں۔ مگر مولانا فرماتے ہیں کہ ازالہ اوہام کے حوالہ میں انبیاء سابقین کے متبعین کا ذکر ہے۔ قادیانی دوستو! دیکھ کر دو کہ آپ کے فاضل اور علامہ پر ایک عجیب و غریب نکتہ تیغیا سیمانی کے سکات وصامت کرنے کے لئے القا ہوا ہے۔

اس مقام پر حضرت مجدد صاحب سرہندی کے ایک حوالے سے غلط مفہوم پیدا کر کے اجرائے نبوت کی طرف اس کو کھینچ لے گئے ہیں اصل عبارت یہ ہے "حصول کمالات نبوت مرتابعان را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت ختم الرسل منافی خاتمیت او نیست"۔ اور خود ہی اس عبارت کا خلاصہ یہ فرمایا ہے کہ آنحضرت کے امتیوں کو کمالات نبوت مل سکتے ہیں۔ آپ ان الفاظ کی تشریح کے لئے بھی اگر حضرت مسیح موعود کی کتب پر توجہ فرماتے تو غلط فہمی کا شکار نہ ہوتے حضور نے اپنی تالیفات میں کمالات نبوت یا انعام نبوت کا ملنا بطور تبعیت اور وراثت اولیائے امت اور مجددین اور محدثین کیلئے تحریر فرمایا ہے چونکہ حوالجات کا درج کرنا موجب طوالت ہے اس لئے ہم کتابوں کے نام اور صفحے لکھ دیتے ہیں۔ طالبان حق اصل مقامات کو پڑھ کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں

فتح اسلام صا۷، تحفہ بغداد صا۱۳ آئینہ کمالات اسلام صا۲۰۷ و ۲۲۱/۲۲۲ حمامۃ البشریٰ صا۷۷/۷۸ ۸۰/۸۱ صا۸۲ کرامات الصادقین صا۸۹ شہادۃ القرآن صا۴۴ ۵، ۴ ۵ برکات الدعا صا۱۳-۱۴-۱۵ تریاق القلوب صا۱۲۳ چشمہ مسیحی صا۴۵-۳۸-۱۲ حقیقت الوحی ۵۲ وغیرہ

اخیر پر آپ نے خطبہ الہامیہ سے یہ عبارت نقل کی ہے انی علی مقام الختم من الولایۃ کما کان سید المصطفےٰ علی مقام الختم من النبوۃ اور دعویٰ کیا ہے کہ غیر مبائعین اپنے اعتقاد کی بنا پر اس عبارت کا حل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جس طرح آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو خاتم الاولیاء لکھا ہے یعنی اگر خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح موعود کے بعد کوئی ولی بھی نہ ہوگا۔

سب سے پہلی بات جو اس عبارت میں ہے وہ یہ ہے کہ یہاں پر آپ نے اپنا منصب نبوت کا نہیں بلکہ ولایت کا ظاہر فرمایا ہے۔ پس پہلی بات جو غور طلب ہے وہ دعویٰ نبوت نہیں بلکہ دعوئے ولایت ہے اس طرف کیوں توجہ نہیں کی جاتی۔

خاتم الاولیاء کا صحیح مفہوم

رہا یہ امر کہ اپنے آپ کو خاتم الاولیاء کن معنوں میں فرمایا ہے اگر آپ کے کلام کو غور سے پڑھا جائے تو یہ مشکل بھی آسانی کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے۔ تحفہ گولڑویہ صا۱۲ پر فرماتے ہیں۔

سلسلہ خلافت محمدی کے تمام خلیفے خلفائے موسوی کے مثیل ہیں۔ اسی طرح آخری خلیفہ جو خاتم ولایت محمدیہ ہے جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے۔ وہ حضرت عیسےٰ سے جو خاتم سلسلہ موسویہ ہے مماثلت اور مشابہت رکھتا ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود محمدی سلسلے کی ایک شاخ کے خاتم ہیں۔ اسی لحاظ سے آپ اپنے آپ کو خاتم الاولیاء یا خاتم الخلفاء لکھتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام نبیوں اور رسولوں کے کمالات کے جامع ہیں اس لئے یہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود پر ولایت کے تمام سلسلوں کا خاتمہ ہو گیا ہے بلکہ آپ پر تو صرف ایک شاخ موسوی کا خاتمہ ہوا ہے ورنہ یہ سلسلہ اولیاء اور خلفاء کا تو قیامت تک ممتد ہے۔ ہمارے دوست غلطی پر غلطی یہ کرتے ہیں کہ اعتراض اپنی طرف سے وضع کر کے پھر جواب بھی ہماری طرف سے خود ہی تجویز کر لیتے ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں:-

اگر غیر مبائعین یہ کہیں کہ علی ولی جو آئے گا وہ واقعی ولی ہوگا

(باقی صا۷ پر)

روز افزوں بیکاری کا انسداد

نوجوان تجارت کو ہاتھ میں لیں

دنیا میں بیکاری کے مسئلہ نے نہایت نازک شکل اختیار کر لی ہے ہر ملک سے الجوع کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ ماہرین اقتصادیات اور بہی خواہان ملک و ملت شب و روز اس گتھی کے سلجھانے کی کوشش میں منہمک ہیں مگر کوئی صورت عہدہ برا ہونے کی نظر نہیں آتی۔ بلکہ روز بروز حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے۔

اس مصیبت کا اثر اگرچہ وسیع ہے مگر تعلیمیافتہ طبقہ پر اس کا خاص اثر پڑ رہا ہے۔ ایک کسان کو یہ شکایت ہے کہ اس کی پیدائش کی بچت کم ہو رہی ہے۔ کارخانہ دار کو گلہ ہے کہ اس کی بچت میں خسارہ ہے دوکاندار روتا ہے کہ پہلی سی آمدنی جاتی رہی۔ مگر تاہم ان کو شکم پری کیلئے بہت کچھ میسر آجاتا ہے۔ ایک کاریگر محنت کر کے کچھ نہ کچھ کما لیتا ہے مگر تعلیمیافتہ نوجوان مطلق بے روزگاری کا شاکی ہے اسے ایک پیسہ کا کام نہیں ملتا۔ دن رات دفتروں کے چپڑاسیوں تک کی خوشامد میں بسر کرتا ہے۔ سڑکوں کی گشت لگاتا ہے مگر کسی طرف امید کی کرن دکھائی نہیں دیتی۔

اس میں ذرہ بھر بھی شک کی گنجائش نہیں کہ اس تباہی کا باعث حکمران ممالک کا غلط اقتصادی نظام ہے۔ انسانی سوسائٹی کو کچھ ایسے طریق سے چلایا جا رہا ہے کہ دولت سمٹ سمٹ کر گنتی کے سرمایہ داروں کی تجوریوں میں جمع ہو رہی ہے۔ ایک ساہوکار کے گودام میں ہزاروں بوریاں اناج کی بھری پڑی ہیں اور دوسری طرف قریب ہی ہزاروں مفلس انسان نان شبینہ کو ترس رہے ہیں۔ اگرچہ اسلام نے اس کا بہترین حل بتا دیا ہے اور ایک دفعہ اس پر عمل پیرا ہو کر دنیا کو یکسانی کر بھی دکھایا۔ مگر اس حقیقت کی طرف لوگ کچھ دیر سے آئیں گے اس لئے اس پر چنداں بحث کی ضرورت نہیں۔

اس وقت جماعت کے اکثر تعلیمیافتہ نوجوان بیکاری کی الجھنوں میں گرفتار ہیں۔ کئی ایک دوست مالی مشکلات کا شکار ہیں۔ اس حالت کی موجودگی میں جماعتی استحکام اور قومی ترقی ناممکن ہے اس لئے احباب جماعت کی اولین توجہ کی ضرورت ہے کہ وہ اس مسئلہ پر غور و خوض فرمائیں۔ بلکہ اس کے انسداد کیلئے جد و جہد کریں

جہاں تک ملازمتوں کا تعلق ہے ان کے راستے تو قریباً قریباً مسدود ہو چکے ہیں لیکن اگر اس طریق پر بھی کوشش کی جائے تو بہت سے مختلف طبقات کے دوستوں کے لئے روزگار کا انتظام ہو سکتا ہے جماعت کے کئی ایک متمول لوگ ہیں جن کے کاروبار نہایت وسیع ہیں اور ان کے ماتحت کئی ایک اشخاص کام کرتے ہیں۔ وہ اگر تھوڑی سی توجہ بھی اس طرف کریں تو نہ صرف قومی بیکاری کا انسداد ہوگا۔ بلکہ ان کی اپنی تقویت کا موجب بھی ہوگا۔

لیکن تعلیمیافتہ نوجوانوں کی مشکلات کا حل اور جماعت کی اقتصادی درستگی کا مدار تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف تمامتر توجہ دینے میں ہے۔ دنیا میں جس قدر اقوام نے اس وقت عروج حاصل کیا ہے وہ محض تجارت اور صنعت کے بل بوتے پر۔ جاپان امریکہ، برطانیہ وغیرہ کی عظمت کا سکہ اکناف عالم میں جاری ہے۔ اگر آپ دنیا کے کسی ملک میں جایئے۔ منڈیوں اور دوکانوں میں ان کی تیار کردہ اشیاء کی بہتات ہوگی۔ قرآن حکیم نے اسے اللہ کا فضل کہا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب ذکر الٰہی سے فراغت حاصل کر لو تو دنیا میں پھیل جاؤ اور تجارت کر کے دولت کو ڈھونڈ نکالو۔ دوسرے مقام پر جہاد جانی و مالی کو لفظ تجارت سے یاد فرمایا ہے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ رزق کا ۹/۱۰ حصہ تجارت میں ہے اور الکاسب حبیب اللہ کے الفاظ ارشاد فرما کر صنعت و حرفت کی عظمت پر مہر لگا دی ہے اور صحابہ کرام نے اسے عملی طور پر ہاتھ میں لیا۔ تجارت اور کسب کسر شان کا موجب نہیں۔ خود حضور صلعم تجارت کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق کا یہی کام تھا۔ حضرت عثمان کی دولت جو انہوں نے محض تجارت کے ذریعہ حاصل کی بیشمار تھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف جب مدینہ میں داخل ہوئے تو صفر الیدین تھے۔ مگر روحانی بھائی سے بازار کا راستہ دریافت کر لیا۔ بس پھر کیا تھا تھوڑے سے ہی عرصہ میں دولت میں سب سے سبقت لے گئے۔ صحابہ کرام کی زندگیوں پر نگاہ دوڑا لو انہیں۔ تجارت میں منہمک اور ملازمت سے متنفر پاؤ گے۔ آئمہ اسلام اور بزرگان امت بھی اسی مسلک پر گامزن ہوئے۔ امام اعظم کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ عبدالقادر جیلانی زبردست تاجر تھے۔ بڑے بڑے صوفی محنت مزدوری کر کے شکم پروری کرتے تھے مگر ملازمت کو روح کی موت اور ذلت کا گھر سمجھتے تھے

اپنی ہمسایہ قوم کے نوجوانوں ہی کو دیکھو کہ تجارت میں کس قدر ترقی کر رہے ہیں۔ یہودیوں جیسی کمزور قوم پر نگاہ دوڑاؤ کہ باوجود قلیل و بے خانماں ہونے کے کس طرح دنیا کے اقتصادی نظام پر حاوی ہے اور بڑی بڑی حکومتیں ان کی دست نگر ہیں۔ ہندوستان کی پارسی قوم کی دولت سے کون ناواقف ہے اور مسلمانوں میں بوہرہ اور میمن گروہوں کو دیکھو کہ لاکھوں میں کھیلتے ہیں اور یہ سب کچھ تجارت کی طفیل ہے۔

مسلمان کی تو شان ہی یہ ہونی چاہیئے کہ وہ تجارت کو اپنا لے اور ملازمت سے حتی الوسع گریز کرے اور موجودہ حالت کے سامنے تو تجارت کے سوا کوئی چارہ کار رہا ہی نہیں۔ مسلمانوں میں بہت کم طبقہ اس کی طرف متوجہ ہے اور اگر ہمارے نوجوان آج ہی سے اس اہم امر کی طرف قدم اٹھائیں تو ان کے لئے وسیع میدان ترقی موجود ہے

اس ضمن میں یہ دقت پیش کی جاتی ہے کہ تجارت کیلئے سرمایہ ضروری ہے جس کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے لوگ اس کام کو ہاتھ نہیں لگاتے اور بعض اوقات قرض اٹھا کر اس کام کو شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ہر دو طریق عموماً خسارہ کا موجب ہوتے ہیں۔ تجارت ہمیشہ کم از کم سرمایہ سے شروع کرنی چاہیئے۔ حضرت حکیم الامتؒ فرمایا کرتے تھے کہ تجارت آٹھ آنہ سے شروع کرو اور حقیقت میں درست طریق بھی یہی ہے جس کو خدا توفیق دے وہ بےشک اعلیٰ پیمانہ پر کھولے مگر ایک معمولی حالت کے انسان کو بالکل نیچے سے ابتدا کرنی چاہیئے۔ اس طریق سے ایک تو انسان کو سودا خریدنے کی مشق ہوتی ہے اور اگر نقصان ہو بھی تو نہایت ہی خفیف اور مختصر سے عرصہ میں خرید و فروخت کا تجربہ بھی ہو جاتا ہے جو کہ تجارت میں اشد ضروری ہے۔

تھوڑے پیمانے پر کام کرنے سے ہمارے دوست بہت ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں اور بے وجہ اپنے دل میں شرم پیدا کر لیتے ہیں کہ لوگ ہمیں کیا کہیں گے۔ حالانکہ جو لوگ بازاروں میں سودا سلف بیچتے ہیں۔ بوجھ اٹھاتے ہیں آخر وہ بھی تو اوروں کی طرح انسان ہیں۔ کیا کبھی کسی نے یا تم ہی نے ان کو کچھ کام پر لعن طعن کی اور اگر بفرض محال کوئی کچھ کہہ بھی دے تو وہ صرف اپنی حماقت کا ثبوت دیگا۔ جو ایک آدمی پر اس لئے ہنستا ہے کہ وہ بجائے دوسروں کا دست نگر ہونے کے اپنی قوت بازو سے رزق حاصل کرتا ہے اور اگر اس بات کی شرم ہے کہ دوست و احباب تمسخر کریں گے تو اس جگہ کو چھوڑ دو اور کسی ایسے مقام پر جا کر کام شروع کرو جہاں کوئی شخص آپ کا واقف نہ ہو۔ مگر وہاں بھی شرم آئے گی۔ گویا کہ یہ خیالی حجاب ہے جو جتنی جلدی دور ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

کام بالکل کم سرمایہ سے شروع کرو۔ دنیا کے تمام دولتمند عموماً بھگوڑے اور بے حیثیت انسان ہوئے ہیں جو محض اپنی یکسوئی کار مستقل مزاجی اور اولوالعزمی سے بلندی پر پہنچے۔ اپنے ارد گرد لوگوں پر نظر دوڑاؤ۔ ان میں سے اکثر ایسے پاؤ گے جو کمزور تھے مگر تجارت سے ان کی حالت بہت سدھر گئی۔ حالانکہ ملازمین کو صرف سفید پوش دیکھو گے جن کی اندرونی حالت نہایت ردی ہوگی۔

لیکن بعض دوست ایسے بھی ہیں جو مطلق کچھ خرچ نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے اسلام نے زکوٰۃ فرض کی تھی۔ پارسیوں اور یہودیوں کو تو آج سوجھی ہے کہ اگر ان میں سے کوئی غریب ہو جائے تو اس کی مدد فرما کر پھر از سر نو زندگی بخشیں۔ مگر اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پہلے حکم دے دیا کہ اغنیاء سے زکوٰۃ لو اور غرباء کو دو۔ [illegible]

زکوٰۃ پوری پوری ادا کرنے لگ جائیں اور اسے جماعتی انتظام سے صحیح طریق سے صرف کیا جائے تو وہ وقت دور نہیں جبکہ جماعت میں غربت نام کو بھی نہ ہوگی۔

تجارت شروع کرنے کے لئے ابتدائی اصول کی تربیت ضروری ہے اس کا ایک طریق تو یہ ہے کہ مرکز میں ایک ادارہ ہو جہاں سال میں چند مہینے تجارت کے متعلق تعلیم کا اہتمام کیا جائے یا یہ کہ نوجوانوں کو ایسے اشخاص کی زیر ہدایات کام کرنے پر لگا یا جائے جو تجارتی تجربہ رکھتے ہوں کیونکہ اس میں مقابلتاً زیادہ کامیابی ہوگی اور کم سرمایہ خرچ ہوگا اور بہت سا وقت بچ رہے گا۔

صنعت و حرفت کے لئے ہندوستان میں بہت عمدہ موقع ہے ملک زراعت سے پلٹا کھا کر صنعت کی طرف قدم اٹھا رہا ہے قومی اشیاء کی خرید کا احساس ترقی پذیر ہے اس لئے لازمی ہے کہ نوجوان ادھر رُخ کریں۔ اس وقت بوٹ سازی ہوزری وغیرہ کے لئے وسیع میدان ہیں۔ اگر کچھ نوجوان مختلف کام سیکھ لیں اور پھر یہاں ان کو شروع کر دیں۔ تو اس سے نہ صرف انہی کو فائدہ ہوگا۔ بلکہ ان کی بدولت کئی اور احباب کی روزی کا سامان بھی ہو جائے گا۔ مرکز کے پیش نظر یہ امور ہیں اور انشاء اللہ ادھر کامل توجہ کی جائیگی مگر ہمارا فرض ہے کہ ہم آج ہی سے تمام پراگندہ خیالات کو خیرباد کہہ کر کسی نہ کسی صنعت یا تجارت کو اختیار کر لیں۔

اکثر نوجوان ان منفعت بخش کاموں کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر ضرورت ہے کہ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ رہنمائی کی طرف پوری توجہ دی جائے اس لئے مختلف مقامات کے احباب کو چاہیئے کہ وہ بے کار نوجوانوں کا پتہ لگائیں ان کے خیالات سے واقفیت حاصل کریں۔ انہیں اس امر کی ترغیب دیں اور ان کو ایسے ایسے کام بتائیں جنہیں وہ سرانجام دیں اور ان کی مالی اور دیگر مشکلات کا ازالہ فرمائیں اور میرے خیال میں تو نوجوانوں کو وہ وقت نہیں آنے دینا چاہیئے کہ وہ دوسروں کے مشورہ کا انتظار کریں بلکہ وہ اللہ کا نام لیکر کام شروع کر دیں۔ اپنے شہر میں یا باہر کسی دوسرے علاقے میں۔ آپکی ہمت درکار ہے مشکلات دب جائیں گی اور کامیابی و کامرانی دولت و ثروت تمہارے قدموں میں ہوگی ✦

فارم ۱

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منگلہ بھانہ ولد محمد ذات کلاسن سکنہ ڈسکلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور بورڈ مصالحت بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم ——— مورخہ $\frac{5}{36}$ اق سنہ ۱۹ء مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ بتاریخ مقررہ بر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ $5\frac{10}{36}$

$\frac{3860}{4/-7\frac{9}{36}}$

(بورڈ کی مہر) چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ خانبہادر میاں غلام رسول صاحب مصالحتی بورڈ ضلع جھنگ

مباحثہ سیّدوالہ ضلع شیخوپورہ
مابین شیخ محمد نصیب و قادیانی جماعت سیّدوالہ
(۱)

ہم اہالیان سیدوالہ جو نہ تو احمدی جماعت لاہور سے اور نہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے فائدہ کے لئے عرض کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے دو مباحثے ہوئے جن میں قادیانیوں کو سخت شکست ہوئی اور وہ قصبہ میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ وہ اپنی ذلت اور روسیاہی کا اعتراف دیگر لوگوں کے سامنے خود کرتے ہیں۔ ہم خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر دونوں مباحثوں کے صحیح حالات عرض کرتے ہیں۔

پہلا مباحثہ ۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء کی درمیانی رات مولوی ولی محمد صاحب کی صدارت میں ہوا۔ مباحثہ مرزا صاحب کی نبوت اور تکفیر اہل اسلام پر تھا۔

شیخ صاحب نے مختلف حوالوں سے ثابت کیا کہ ۱۹۱۳ء تک جناب میاں صاحب اور قادیانی جماعت کے تمام اکابر علماء کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف اولیاء اللہ۔ متقی اور پرہیزگار آئیں گے۔ اور اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ ناکام رہے گا۔ الغرض کل جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ رہا ہے۔

اس کے بعد شیخ صاحب نے جناب مرزا صاحب کی مختلف کتب سے بدلائل ثابت کیا کہ قرآن مجید اور اصطلاح شریعت اسلام کی رو سے حقیقی نبوت کا دروازہ قطعی مسدود ہے جس کے نہ ماننے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ البتہ اس امت مرحومہ میں نبی کریم صلعم کی متابعت سے مجدد یا محدث ہر صدی میں ہوں گے جنہیں شرف مکالمہ مخاطبہ حاصل ہوگا۔ اور ایک رنگ سے مجازی نبوت حاصل ہوگی۔ جو در حقیقت نبوت نہیں ہوتی اور اس کے نہ ماننے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور نہ ہی مرزا صاحب کلمہ گو مسلمانوں کو خارج از اسلام اور کافر سمجھتے تھے۔

اس کے بعد شیخ صاحب نے مرزا صاحب کی کتابوں سے ثابت کیا کہ حضرت مرزا صاحب کا ابتداء سے وصال تک ایک ہی مذہب رہا ہے کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ ورنہ اگر بقول میاں صاحب تسلیم کیا جائے کہ ۱۹۰۱ء کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور عقیدہ درباره نبوت بدلا ہے تو حضرت مرزا صاحب کے اس اصول کے ماتحت کہ لو تقوّل والی آیت قرآنی کی رو سے ہر مدعی کو ۲۳ برس عمر ملنی چاہیئے۔ مرزا صاحب کو اس دعویٰ پر ۷ سال ۵ ماہ مہلت ملی۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ جناب میاں صاحب کے اس عقیدہ کی رو سے وہ نعوذ باللہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں اور یہی مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراض ہے۔

اور جیسا کہ میاں صاحب کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب ۱۹۰۱ء سے قبل بھی نبی تو ضرور تھے۔ مگر چونکہ وہ نہ جانتے تھے کہ نبوت کے کیا معنی ہیں اور محدثیت کے کیا۔ اس لئے وہ نبوت کا انکار اور محدثیت کا اقرار کرتے رہے۔ جب ۱۹۰۱ء کے بعد معنی سمجھ میں آئے تو عقیدہ تبدیل کیا۔ تو اس طریق سے یہ زد پڑتی ہے کہ خدا بھی عجیب ہے کہ نبوت جیسی نعمت نااہل کو بخشتا ہے۔ جو خود نبوت کے معنی نہیں جانتا۔ اور خدا کے کلام کے خلاف ۲۲ سال تک دنیا کو تعلیم دیتا اور گمراہ کرتا رہا۔ اور پھر بقول میاں صاحب نبوت کا منکر کیا ہوا؟

شیخ صاحب نے قادیانی جماعت سے مطالبہ کیا کہ کوئی ایسا نبی پیش کرو۔ جسے خدا نبی پکارے اور وہ انکار کرے اور لوگوں کی دلجوئی کی خاطر کہے کہ یہ لفظ کانٹا ہوا سمجھو۔ اور وہ اپنی امت کو کہے کہ روزمرہ کی بول چال میں اور عام محاورہ میں یہ لفظ استعمال نہ کرو۔ ورنہ فتنہ پڑ جائے گا اور پھر جب اس حکم کی نافرمانی ہوگی تو کیا اس جماعت میں اور کیا اسلام میں خطرناک فتنہ برپا ہوا اور شیرازہ بکھر گیا۔

اب اس کے بعد شیخ صاحب نے یہ ثابت کیا کہ ۱۹۱۳ء میں جناب میاں صاحب قادیانی نے اپنا عقیدہ بدلا ہے۔ ثبوت میں ایک تو میاں صاحب کے ایک خط کا فوٹو دکھایا جسے قادیانی جماعت نے شناخت کیا کہ واقعی میاں صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس میں اپنے مرید کو لکھتے ہیں کہ نبی تو میں بھی نہیں مانتا۔ نہ ہی میں اسے پسند کرتا ہوں۔ بلکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مرزا صاحب کی نبوت کچھ مدت بعد مستقل نہ سمجھ لی جائے۔ مگر مصلحت وقت مجبور کرتی ہے یہ چند روزہ بات ہے اور بطور علاج کے ہے ورنہ سب احمدی حضرت مسیح موعود کو ظلی نبی ہی مانتے ہیں۔ یہ خط ۱۹۱۴ء میں لکھا جاتا ہے۔

دوسرا عکسی خط اکمل صاحب کا ہم سب کو دکھایا۔ اکمل میاں صاحب کا ایک غالی مرید ہے اس نے ۱۹۱۵ء میں سید محمد حسن صاحب مرحوم کو لکھا کہ آپ مرزا صاحب کی نبوت ظلی تسلیم کرتے ہیں۔ جو دیگر محدثین کو بھی حاصل تھی۔ آپ جماعت قادیان میں فاضل اجل ہیں۔ اس سے بڑی زد پڑتی ہے۔ لہذا آپ اپنا عقیدہ تبدیل کریں۔

پھر شیخ صاحب نے میاں صاحب کی کئی ایک کتابوں سے ثابت کیا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ کے برخلاف یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن مجید اور اصطلاح شریعت اسلام کی رو سے مرزا صاحب مجازی نبی ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ حقیقی نبی ہیں اور جو ان کی بیعت میں شامل نہیں۔ خواہ اس نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قادیانی مبلغ نے اور کسی بات کو چھوا تک نہیں صرف ان کی کتاب حقیقۃ النبوۃ صـ۲ سے یہ حوالہ پیش کیا کہ جب جناب مرزا صاحب حقیقی نبوت سے انکار کرتے ہیں تو میں کون ہوں کہ ان کو حقیقی نبی کہوں۔ مگر اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۴، ۱۲۶ اور ۱۷۷ اور ۱۸۱ کے حوالے اور رسالہ القول الفصل کے صـ۱۲ کا حوالہ اور آئینہ صداقت صـ۳۵ کا حوالہ بالکل ہی ہڑپ کر گیا۔ باوجود مطالبہ کے اس طرف آیا ہی نہیں۔ جن میں میاں صاحب نے مرزا صاحب کو حقیقی نبی تسلیم کیا۔ مجازی نبوت سے انکار کیا اور دیگر مسلمانوں کو کافر کہا ہے۔ یا مرزا صاحب کی کتب سے وہ حوالے سنائے جن میں مجازی نبوت کا ذکر ہے۔ الغرض تمام حاضرین کو واضح ہو گیا کہ جناب مرزا صاحب کا مذہب کیا ہے اور میاں صاحب نے اس کے برعکس ایک نیا مذہب بنا لیا ہے جسے تم استعمال میں آنے نہیں دیتے اور مرزا صاحب کو برا کہتے ہو۔ آئندہ ایسا نہ کریں گے۔

(باقی آئندہ)

باہمی اتحاد کا اہم ترین ذریعہ

باہمی اتحاد کی بنیادوں کو استوار کرنے کے لئے تعلقات رشتہ داری کا قائم کرنا اشد ضروری ہے۔ اکثر اوقات انسان دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور ہمدردی سے پیش آنے سے گریز کرتا ہے۔ لیکن جب باہمی تعلقات ہو جاتے ہیں۔ تو وہ اپنے ذاتی مفاد کے پیش نظر قربانی کرتا ہے۔ جو بلا واسطہ دوسرے کے لئے بھی فائدہ رساں ہوتی ہے۔ نیز جماعت کو اغیار کے پست اور تنگ خیالات سے پاک رکھنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ جماعت کے اندر شادیاں کی جائیں۔ اس سے ایک تو اپنی قوم کی لڑکیاں دوسروں کے ہاں جانے سے جو اثر تعداد پر پڑتا ہے وہ زائل ہو جاتا ہے۔ اور لڑکیوں کو اختلاف عقائد کی وجہ سے جن دقتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان کا امکان بھی جاتا رہتا ہے۔ ساتھ ہی ان لوگوں سے میل جول میں اولاد کی تربیت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ جو کہ اس صورت میں بتدریج کم ہوتا جائے گا۔ مگر یہ سلسلہ ایک نظام کے ماتحت ہونا چاہیے۔ قوم یہ سمجھ لے کہ ہماری یہ لڑکیاں اور لڑکے حضرت امیر ایدہ اللہ کے حوالے ہیں۔ وہ جہاں مناسب خیال کریں۔ اُن کا رشتہ کریں۔ ہمیں اس سے کوئی عذر نہیں ہوگا۔

صحابہ کرامؓ نے اپنی لڑکیاں نبی کریم صلعم کے حوالے کر رکھی تھیں اور آپ موزوں موقع دیکھ کر والدین اور لڑکیوں کو اشارہ فرما دیتے تھے۔ قوم کا فرض ہے کہ ذاتی مصالحہ کو قومی مفاد پر قربان کرتے حضرت امیر جو رشتہ بھی تجویز فرمائیں گے۔ یقیناً اُس پر والدین اور لڑکی لڑکے کی رضا کو پیش خاطر رکھیں گے۔

رشتہ داری کے تعلقات ایک معمولی انفرادی فعل نہیں ان میں قوموں کے بننے اور بگڑنے کا راز مضمر ہے۔ انسان کی دنیوی اور اخروی فلاح بھی اس سے وابستہ ہے۔ عام طور پر رشتہ کرتے وقت یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ لڑکا مغربی فیشن کا کامل نمونہ ہے۔ صاحب سیم و زر ہے۔ کافی تنخواہ پاتا ہے اور بس اس بات کا مطلق احساس نہیں ہوتا۔ کہ وہ شریعت کا بھی پابند نہیں۔ خدا کے دین سے حقیقی الفت و دلدادگی رکھتا ہے شعار اسلامی کا پیکر ہے یا ننگ اسلام۔ یہ طریق دنیادار رنگ میں تو مفید ہے۔ اور دنیا کے بندے۔ علائق اور جزا و سزا پر حقیر ترین ایمان رکھنے والے ہیں۔ مگر ایک اسلام کا دلدادہ۔ دین کا مؤید و عاشق رآنائے ملی کی روش پر فریفتہ مومن اس معیار ہوگا۔ حضور صلعم نے نکاح کے متعلق کیا ہی فرمایا۔ کہ لوگ عقد نکاح میں چار امور کا (۲) حسب نسب (۳) چہرے کی رنگت پر عمل پیرا ہونے والو! تم پہلی تین ات یعنی سیرت کو مد نظر رکھنا۔ ورنہ دیانداری دیکھو اور اسے رنے میں تامل نہ کرو۔ اور ہوا اور بے بہرہ ہو۔ اسے

اُم زکیا
زکیا

آقائے نامدار صلعم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے کر دی۔ آپ اگرچہ قلاش و غریب تھے مگر اسلامی اخلاق کے پیکر تھے اور سینہ نور ایمان سے منور تھا۔ صحابہ کرام حضرت بلالؓ جیسے مفلس اور سیاہ فام مگر مومن قانت کو اپنی دامادی میں لینے کے دل متمنی تھے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے پرزور الفاظ بھی اسی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اگر ہمارے پیش نظر حقیقی اسلام کی اشاعت ہے تو یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہم اپنے ہر کام میں اسلامی سیرت کو مقدم رکھیں ورنہ دنیا میں اصول کو پھیلانا اور اس کی تعلیم کو آشنا تک پہنچانے دنیا چنداں مفید نہیں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے متعلق اس امر کو ملحوظ خاطر رکھنا ہر حالت میں ترقی کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے۔ اگر لڑکی کی شادی کسی ایسے شخص سے کر دی جائے جس میں اسلامی کیرکٹر نہیں۔ تو اس بات کی توقع عبث ہے کہ ان کے اختلاط سے جو اولاد پیدا ہو گی۔ وہ متبع اسلام ہوگی اور اگر لڑکی میں کسی قدر دینداری کا جذبہ ہوگا بھی تو خاوند کے زیر اثر وہ اکثر بہت جلد زائل ہو جائے گا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد دونوں قوم کا عضو معطل ہو کر رہ جائیں گے جن کا وجود اسلام کے لئے غیر مفید ہوگا۔ یہی حالت لڑکی کے اسلام سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ہوگی۔ اولاد کی تربیت جہالت پر ہوگی اور قوم کے بچے آوارہ توہم پرست اور شریر بن جائیں گے تو ایسا رشتہ والدین کے لئے نہ دنیا میں عزت و راحت کا باعث ہوگا اور نہ قیامت کے دن سرخروئی کا موجب۔ یہ اولاد دراصل خدا کی امانت ہے جس کا اس کے اہل اور حقدار کی طرف لوٹانا ہمارا فرض ہے اور جس کی غلط رہنمائی سے ہم مورد عذاب ہو جائیں گے۔ نیز قوم کی حالت دن بدن گرتی جائے گی۔ اور قومی کیرکٹر کا معیار روبہ زوال ہوگا۔

اس موقع پر ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ بھلا ایسے لڑکے کہاں سے ملیں گے جس کا جواب یہ ہے کہ یہ ظن بہت حد تک غلطی پر مبنی ہے اور اگر اس بارہ میں آج کسی قدر دقتیں موجود بھی ہیں تو اس کی تمام تر ذمہ داری غلط معیار انتخاب اور عاقبت نااندیشی پر ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ لڑکا محض دولتمند ہو۔ لڑکی والے محض دولتمند خاندان کے لڑکے کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں اس سے قومی سیرت پر جو مہلک اثر پڑتا ہے وہ نہایت ہی روح سوز و دلخراش ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ والدین کی تمام تر توجہ اپنے نورچشم کو ایسے ذرائع اختیار کرنے کی طرف کوشاں رکھنے میں رہتی ہے جن سے دولت سمٹ کر اس کے گھر میں چلی آئے۔ اس کی زندگی کا نصب العین حصول زر ہو جاتا ہے وہ اکثر دینی تعلیم اور اتباع شریعت سے غفلت برتتا ہے۔ کیونکہ اس کو یہ فکر ہر دم ستاتی ہے کہ اگر دولت خطیر کا مالک نہ ہوا تو شادی سے تمام عمر محروم رہنا ہوگا۔ لیکن اگر معیار یہ ہو کہ لڑکا علوم دینی سے واقف ہو۔ اصول اسلام کا پابند اور اسلامی سیرت کا حامل ہو تو پھر والدین بچپن ہی سے بچوں کی مذہبی تعلیم اور پابندی دین کی طرف پوری توجہ دیں گے۔ کیونکہ ان کو معلوم ہوگا کہ اگر ہمارا لڑکا اسلام کا سچا فرزند بن جائے گا۔ تو تب ہی کہیں اس کو رفیقہ حیات نصیب ہوگی۔ اور یہی معیار لڑکی کے متعلق بھی ہونا چاہیے۔ آج لڑکی کے متعلق یہ کوشش کی جاتی ہے کہ وہ انگریزی میں مہارت پیدا کرے اور مغربی فیشن کا مجسمہ بن جائے مگر دین کی طرف عملی طور پر مطلق توجہ نہیں۔ حالانکہ تجربہ موجودہ روش کے خلاف چلا چلا کر شہادت دے رہا ہے کہ مغربی تعلیم و تربیت کا حصول عورتوں کو بیباکی، بےحیائی، لامذہبیت اور اسلامی شعار سے استہزا کی طرف لے جا رہا ہے الا ماشاء اللہ۔ تعلیم کی غرض تو صرف اس قدر ہونی چاہیے کہ عورت امور خانہ داری سے واقف ہو۔ بچوں کی صحیح طور پر تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دے سکے اور دین کی سچی خادمہ ہو۔ اور یہ بات ڈگریاں حاصل کرنے سے کم ہی میسر آتی ہے۔ کسی زبان کی تعلیم بذات خود مذموم بات نہیں۔ بشرطیکہ اس سے انسانیت، نسوانیت، حیا، غیرت اور دین کی پابندی کا احساس پیدا ہو۔ مگر اس کو معیار ازدواج قرار دے لینا نہایت ہی مکروہ اور ضرر رساں امر ہے۔ کیا ہی عمدہ زمانہ تھا جب کہ حق مہر صرف یہ مقرر ہوتا تھا۔ کہ خاوند بیوی کو قرآن شریف پڑھا دے لیکن جب لڑکا اسی بات کو پسند کرے گا کہ لڑکی با اخلاق اور اسلامی سیرت کی جیتی جاگتی تصویر ہو تو پھر لڑکیاں بھی ظاہری نمائش اور شوکت کو چھوڑ کر اخلاق فاضلہ کے حصول کی طرف متوجہ ہوں گی۔ دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ دولت بُری چیز نہیں ہے مگر انتخاب کے وقت اس امر کو پیش نظر رکھ لینا قومیت کے لئے سم ہلاہل ہے۔ قومی ترقی کیلئے یہ آسان ترین نسخہ ہے اور اس کے لئے چنداں جد و جہد اور خرچ کی بھی ضرورت نہیں صرف کسی قدر توجہ درکار ہے۔ افراد اقوام کا مجموعہ ہیں۔ پس اگر افراد کی اصلاح ہو جائے۔ ہر نوجوان، بچہ، بوڑھا اپنے اندر اخلاق عالیہ پیدا کرے تو قوم با اخلاق ہو گئی اور جب کیفیت یہ ہو جائے۔ تو دنیا کی کوئی قوم اس مضبوط چٹان سے ٹکر نہیں لگا سکتی۔ اسی کا نام صلاحیت ہے جس کے لئے نجات اور حکومت کا وعدہ ہے اور اس میں نہ صرف والدین اور اولاد کی دنیوی منفعت ہے بلکہ اللہ اور اس کے حبیبؐ کے نزدیک بھی عزت۔ مجد و شرف کے حصول کا ذریعہ ہے۔

اخبار احمدیہ

—— بتاریخ ۱۶ اکتوبر بروز جمعرات حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کی صاحبزادی زرخندہ جبیں کی شادی شیخ نذیر احمد صاحب پروفیسر مشن کالج کے ساتھ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی خطبہ نکاح مولانا صدر الدین صاحب نے پڑھا جو نہایت قیمتی حقائق و نصائح پر مشتمل تھا خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تعلق کو متعلقین کے لئے باعث بھجت و سرور دائمی بنائے۔

بار رب بنی بنے کی ہمیشہ بنی رہے (آمین)

(پیغام صلح) اس مبارک تقریب پر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے

—— برادرم اکرام احمد صاحب کرکوک (عراق) سے ۸ ارماہ حال کو تشریف لائے چند دن قیام کے بعد اپنے وطن یو۔ پی کو چلے جائیں گے آپ بہت پرجوش نوجوان ہیں۔

—— اخویم سید تصدق حسین صاحب بغداد کی صاحبزادی عزیزہ نور النساء صاحبہ امسال چھٹی جماعت میں ترقی پا گئی ہے شاہ صاحب نے اس خوشی کی تقریب پر ۵ شلنگ ناٹ سپین فنڈ کے لئے عطیہ عطا فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء دعا ہے کہ اللہ تعالی شاہ صاحب کی اولاد کو ان کے لئے قرۃ عین بنائے اور صحت تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔

—— عزیزم سلطان محمود ولد ماسٹر محمد افضل صاحب ایکٹر سی۔ آئی۔ ڈی احباب کی دعا سے بفضلہ تندرست ہیں۔

—— ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور ڈاکٹر نظام الدین صاحب پشاور کی صحت بفضلہ آگے کی نسبت اچھی ہے وہ احباب کی دعا کے محتاج ہیں۔

بڈھی میں آریہ سماج کیساتھ نہایت کامیاب مناظرہ

آریہ پنڈت بدھ دیو نے اپنی شکست کا خود اعتراف کرلیا

آریہ سماج بدھی نے اپنے سالانہ جلسہ کی تقریب پر جو ۱۶-۱۷-۱۸ اکتوبر کو ہو رہا تھا مسلمانوں کو مسئلہ بہشت و دوزخ کے موضوع پر مناظرہ کرنے کا چیلنج دے رکھا تھا چنانچہ ۱۸ اکتوبر کو حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو منگوایا گیا۔ آریہ سماج کی طرف سے پنڈت چرنجی لال صاحب پریم مناظر تھے۔ پنڈت ٹھاکر سنگھ اور پنڈت بدھ دیو صاحبان آریہ سماجی مناظرین کے علاوہ اور کئی پنڈت چرنجی لال صاحب کے ممد و معاون تھے۔ آریہ پنڈت نے قریباً ایک گھنٹہ تقریر کی جس میں قرآن شریف اور بعض احادیث سے بہشت اور دوزخ پر اعتراضات کئے اور بعض احادیث کے بیان کردہ بہشت پر تمسخر اڑایا۔ تقریر کے اختتام پر ہم نے کہا کہ بجائے پانچ پانچ منٹ کی باریوں کے دس دس منٹ کی ٹرنیں رکھ لیں۔ تاکہ مولانا موصوف آریوں کے تمام سوالات کا باوضاحت جواب دے سکیں مگر آریوں میں یہ جرأت اور فراخدلی کہاں۔ آریوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ پنڈت رامچندر دہلوی ضرور آئیں گے۔ مگر ہمیں علم تھا کہ پنڈت رامچندر صاحب نہیں آئیں گے۔ کیونکہ اس مسئلہ پر وہ لاہور کے مباحثہ میں مولانا سے کافی زک اٹھا چکے ہوئے ہیں۔ وہ کس طرح آسکتے تھے۔ مولانا نے چوہدری غلام حیدر خاں صاحب رئیس بدھی کے فرمانے پر پانچ منٹ ہی منظور کر لئے اور دو منٹ کے عرصہ میں ہی آریوں کے تمام سوالات کا قلع قمع کر دیا۔ اور زود بیانی اور خداداد ذہانت سے کام لیکر فرمایا کہ نعماء جنت اور عذاب جہنم کو اس دنیا کی نعمتوں پر قیاس کرنا سخت غلطی ہے۔ ان چیزوں کے اسماء میں صرف اشتراک لفظی اور رسمی ہے اور سب باتیں تمثیلات کے رنگ میں بیان شدہ ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مثل الجنۃ التی وعد المتقون۔ نعماء جنت دنیا کی نعمتوں کی طرح نہیں۔ بلکہ مثالیں دے کر سمجھایا گیا ہے کہ جنت میں نیک لوگوں کو ہر طرح کا آرام ملے گا۔ اور الزامی طور پر مولانا نے آریوں سے پوچھا کہ کیا تمہارے اپنے سورگ لوک کی کیفیت تمہیں یاد نہیں؟ جو تیسرے آسمان اور گھوڑے کی ہزاروں سالوں کی مسافت کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہاں آریہ لوگوں کے لئے شراب بھی ہے سوم رس بھی۔ دہی بھی۔ دودھ شہد کی نہریں بھی پیپل کے درخت بھی موجود ہیں۔ شہوت رانی کرنے کے لئے عورتوں کے جھنڈ موجود ہیں۔ طبلہ، سارنگی شراب۔ لمبے بالوں والے گندھرو۔ الغرض ہر قسم کا سامان تعیش وہاں موجود ہے۔ اور لطف یہ کہ اس وقت آریوں کے خیمے گھوڑے گھوڑے کے برابر ہوں گے اور اپنی اعضاؤں کے ساتھ وہاں جائینگے پنڈت چرنجی لال کی حالت قابل رحم تھی ان کے اوسان خطا ہو چکے تھے سادہ قرآن شریف کا پڑھنا تو درکنار اردو ترجمہ بھی صاف طور پر نہ پڑھ سکتے تھے۔ اور جب پڑھنا نہ آیا تو اگلی عبارت سوچنے کے لئے بار بار اچھا۔ اچھا کرتے۔ اس پر طرہ یہ کہ منتر اور سنسکرت دانی میں تو وہ محض جاہل ہی ثابت ہوئے تھے۔ ارد گرد کے درجن پنڈت انہیں سمجھانے کا ناکام کوشش کرتے جس سے پنڈت صاحب کی رہی سہی ہمت بھی ماری گئی۔ مولانا شیر کی طرح للکارتے اور فرماتے کہ آریو کیا تم میں کوئی ہے وید کے جاننے والا۔ اگر ہے تو بتلاؤ کہ فلاں منتر کہاں ہے۔ مولانا ... اس روانی اور فصاحت لسانی سے منتر پڑھتے کہ سامعین دنگ رہ جاتے تھے۔ آریہ پنڈت نے کہا کہ مولوی صاحب نے "ویدوں کا بہشت" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس کا جواب پنڈت چموپتی نے دیا ہے۔ مگر اس کے جواب الجواب کی مولوی صاحب کو جرأت نہیں ہوئی۔ مولانا نے چند منتر پڑھ کر سنائے اور آریہ پنڈت سے پوچھا کہ بتلاؤ کہ ان منتروں کا جواب پنڈت چموپتی نے کیا دیا جس کا آریہ پنڈت نے کوئی جواب نہ دیا۔ بالآخر مولانا نے فرمایا کہ سورگ لوک میں لوگ اپنی اعضا کے ساتھ جائیں گے اور وہاں شہوت رانی کریں گے۔ اور اس شہوت رانی کے لئے لفظ "پردہ" آیا ہے۔ پنڈت بدھ دیو تقریر کے دوران میں کھڑا ہو کر شور کرنے لگا کہ وید میں پردہ کے معنی شہوت رانی کے ہرگز نہیں اگر ہو تو ہم ہار مان لیں گے۔ مولانا نے یم یمی کے قصہ سے ثابت کیا کہ پردہ کے معنی شہوت رانی کرنے کے ہی ہیں۔ پنڈت بدھ دیو نے بعد میں خود اقرار کر لیا کہ ہاں یم یمی کے قصہ میں پردہ کے معنی شہوت رانی کے ہی ہیں مگر دوسرے منتر میں نہیں حالانکہ پہلے اس نے انکار کر دیا تھا کہ اس کے معنی وید میں یہ نہیں۔ اس طرح آریہ پنڈت نے اپنی شکست اور ہار پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور جلسہ ختم ہو گیا مناظرہ کا نہایت اچھا اثر ہوا۔ تمام مسلمین مبارکیں دیتے تھے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(حکیم اللہ دتا)

تحریک اتحاد اسلامی

مسلمانو! تکفیر مت کرو

نسل انسانی میں سے جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار دل اور زبان سے کر لیا وہ مسلمان ہو گیا یعنی اس امت وحدت میں شامل ہو گیا وہی خدا پرست ہو گیا اور اس کا دنیا کی تمام اشیاء سے تعلق کٹ کر ایک وحدہ لاشریک سے قائم ہو گیا اور اس نے ایک کتاب کمل قرآن مجید کو پا لیا۔ اور اس کو رسول رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مل گیا اور خدا کے احکام پر عمل شروع کر دیا اور وہ قبلہ رو ہو کر اللہ اکبر کہکر نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ بتاؤ اے مسلمانو! کس طرح تم اس مسلمان کی تکفیر کر سکتے ہو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار دل و زبان سے کر کے تم میں شامل ہو گیا ہو۔ دریافت کرو اپنے علماء سے کہ جو مسلمان کہلاتا ہے۔ اس کی تم تکفیر کیوں کرتے ہو۔ علماء کا کام مسلمان بنانا تھا۔ مگر اس صدی کے علماء مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہیں اور مسلمانوں میں ان کے فتووں نے تفریق برپا کر رکھی ہے جس سے فتنہ و فساد برپا رہتا ہے اور جس کے باعث مسلمانوں پر ذلت طاری ہو گئی ہے اور مسلمان بزدل ہو گئے ہیں۔ مسلمانو! تکفیر اور تفریق کو ترک کرو تم امت وحدت ہو متحد ہو جاؤ۔ اور جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار دل اور زبان سے کر لیا وہ مسلمان ہے کوئی اس کو اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ البتہ تفریق اور فتنہ و فساد برپا ہو سکتا ہے اس لئے تکفیر سے بچو۔ تاکہ متحد ہو جاؤ۔

(خادم بہشتی شاہ نظامی)

رفتار عالم

—— جیبوتی (حبش) ۲۱ اکتوبر۔ باوجود یکہ عدلیس ابابا پر قابض ہو جانے کے اطالوی اس قابل نہیں ہوئے تھے کہ تمام حبشہ کو زیر حکومت لے آئیں۔ اب ملک میں بارشوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اس لئے نئے سرے سے تمام حبشہ کو سر کرنے کیلئے قدم اٹھایا گیا ہے چنانچہ اسی ضمن میں ہر دو فوجوں میں مغربی حبشہ میں چھ گھنٹہ تک لڑائی ہوئی جس میں بہت سے حبشی کھیت رہے اور کئی ایک مشین گنیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ان کا افسر میدان میں کام آیا۔

—— امرتسر ۲۰ اکتوبر۔ امرتسر، گرشہ، شکر اور پانی پت کے علاوہ حکومت پنجاب نے جھنگ میں از سرنو مصالحتی قرضہ بورڈ کی منظوری دے دی ہے۔ یہ بورڈ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب (صدر) رائے بہادر لالہ گردھاری لال آنریری مجسٹریٹ اور سید محمد حسین شاہ سفید پوش کوٹ عیسیٰ شاہ پر مشتمل ہے۔

—— لنڈن ۲۰ اکتوبر۔ مغربی اقوام کی ترقی مالی قربانیوں میں مضمر ہے۔ انگلینڈ کے ایک متمول لارڈ نفیلڈ اس وقت تک لکھو کھا پونڈ رفاہ عام کے امور میں خیرات کر چکے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے آکسفورڈ نرسنگ ہوم کے لئے ۳۰ ہزار پونڈ کی ایک رقم خطیر عطا فرمائی ہے گذشتہ ہفتہ کے اندر اندر انہوں نے عوام الناس کے مفاد کے لئے چودہ لاکھ بچاس ہزار پونڈ کی رقم صرف کی ہے رفاتبعوا یا اولی الابصار

—— لنڈن ۲۰ اکتوبر۔ فلسطین کی متموج فضا میں سکون پیدا ہو رہا ہے کہیں کہیں معمولی چپقلش کے واقعات ہنوز جاری ہیں۔ یروشلم سے ایک پیغام منظر ہے کہ شمالی فلسطین کے پہاڑوں میں ابھی کچھ مسلح لوگوں کی نقل و حرکت جاری ہے گذشتہ ہفتہ میں دو حادثات کی اطلاع ملی ہے سفینہ کے قریب ایک دستہ پر بارہ فائر کئے گئے مگر نقصان جان کوئی نہیں ہوا دوسری دفعہ بھی اسی ضلع میں فائر ہوئے چار عربوں کو ایک انگریز کنسٹیبل کے قتل کے الزام میں چودہ چودہ سال قید کی سزا دی گئی۔ ریل گاڑیوں کی از سرنو آمد و رفت جاری ہو گئی ہے اور خطرات سے مطمئن ہو کر ریلوے بورڈ نے نیا ٹائم ٹیبل شائع کر دیا ہے۔

—— لنڈن ۲۱ اکتوبر۔ فلسطین کے عربوں نے ابھی جدوجہد کو نہیں چھوڑا۔ اور حکومت برطانیہ کو چھوڑ کر اب یہودیوں کی طرف توجہ کی۔ یہودیوں کی دوکانوں پر پکٹنگ لگا دی گئی ہے تاکہ عرب ان سے خرید و فروخت نہ کرنے پائیں۔ ساتھ ہی انہوں نے سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ عربی ممالک سے ما یہودی تاجروں کا مکمل بائیکاٹ اختیار کریں۔

—— بمبئی ۲۱ اکتوبر۔ اگرچہ آج کے سے حالت شہر میں لوٹ مار اور آتش اندازی۔ اکا دکا وا ہے۔ اس وقت تک بمبئی کے فسادات ۵۰۰ سے زائد مجروح ہوئے۔ دونوں قو کی اپیلیں کر رہے ہیں۔

—— لاہور ۲۰ اکتوبر۔ چودہری تعلیم ہونے کی وجہ سے پنجاب کے لئے ہنگامہ خیز اجلاس ہوا۔ صدر انتخاب دیا ربی اور سر ہندوؤں اور سکھوں کی اکثر مگر اتحاد پارٹی کے ارکین کی تائید سے راؤ بہادر

(بقیہ صفحہ ۲)

تو میں کہتا ہوں کہ پھر اسی پر قیاس کر کے یہ عقیدہ کیوں نہیں رکھتے۔ کہ ظلی نبی بھی نبی ہے۔

یہ ہم نے کہاں اور کب کہا ہے کہ ظلی ولی جو آئے گا۔ وہ واقعی ولی ہوگا۔ یہ بات تو حضرت آپ خود لکھ کر ہماری طرف منسوب فرما رہے ہیں۔ ہم آپ اپنی تحریر میں ظلی ولی کیوں لکھ رہے ہیں۔ کیوں صاف طور پر ولی نہیں لکھتے۔ جب وضاحت کے ساتھ گذشتہ مضمون میں سمجھا دیا گیا ہے کہ مومن، صدیق، شہید اور صالح جیسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے بنتے ہیں۔ ویسے ہی دیگر انبیاء کی اطاعت سے بھی یہ مدارج حاصل ہوتے رہے ہیں۔ اور آپ نے اپنی اس غلطی کو تسلیم بھی فرما لیا ہے تو پھر اب ولی کے ساتھ ظل کا لفظ کیوں استعمال فرماتے ہیں۔ اصول مدنظر رہنا چاہیئے۔ اگر کسی بزرگ نے ظل یا بروز وغیرہ الفاظ کا استعمال اپنی تحریر میں کیا ہوگا۔ تو اس نے صوفیانہ اصطلاح کے رنگ میں اپنے مدعا کو ظاہر کیا ہوگا۔ اسی طرح پر ہر شخص اپنے ضمیر کے اظہار کے لئے کوئی اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ اس اصطلاح کو فرض اور واجب کے طور پر ہم بھی اپنے کلام میں استعمال کرنے لگ جائیں۔ بے شک اسی طرح حضرت مسیح موعود نے ظلی اور بروزی نبوت کی اصطلاحات اپنے کلام میں استعمال فرمائی ہیں اور مراد اس سے مجدد۔ محدث اولیائے کرام اور علمائے ربانی ہے۔ جیسا کہ آپ کی تشریحات سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے۔ پس یہ اصطلاحات قرآن اور حدیث کی مقرر کردہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ کئی ایک مقام پر آپ نے فرما بھی دیا ہے۔ ولکل ان یصطلح۔ اس لئے ہم پر یہ فرض نہیں کہ ہم خواہ مخواہ اور ضرور ہی اپنی تحریر میں التزاماً ان اصطلاحات کا استعمال کریں۔

ہوتی تو ان لغو اور بیہودہ امور میں نہ پڑتے انہیں چاہئے کہ اپنی سوسائٹی کا نام بجائے ینگ مین محمدیہ ایسوسی ایشن کے گنڈا ینگ مین ایسوسی ایشن رکھ دیتے۔ کیونکہ محمدؐ جیسے پاک نام کے ساتھ ایسے گنڈہ پن کا اظہار نہایت نامناسب ہے۔ دوسرا قابل عزت نام مسجد کا ہے اس کی بجائے اگر تکیہ گاہ گنڈیاں لکھتے تو مناسب تھا ایک مسجد میں بیٹھ کر ایسے گنڈہ پن کے خیالات کا اظہار کسی نیک مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔

باقی حضرت مسیح موعود کے چال چلن کی پاکیزگی تو اسی سے ثابت ہے کہ وہی مرزا امام الدین عرصہ دراز تک آپ کی زندگی میں زندہ رہا۔ ہر قسم کی مخالفت کرتا رہا۔ لیکن نہ وہ اور نہ کوئی اور قادیان یا بیرون کا مخالف آپ کے چال چلن پر کوئی عیب رکھ سکا۔ وہابیوں کو ایک وقت خدا نے توحید و سنت کے احیاء کی خدمت سپرد کی تھی۔ لیکن وہ اب یہاں تک گر چکے ہیں۔ کہ اُن کی مساجد سے بھی اب ایسی عفونت آمیز بدبو نکل رہی ہے اللہ تعالیٰ ان کے نوجوانوں پر رحم کرے جو ایسی آب وہوا میں پرورش پا رہے ہیں۔

ضروری تصحیح میرے مضمون کے پہلے کالم کی چوتھی سطر میں اخبار بدر کی جگہ اخبار ہذا اور اسی کالم کی سطر ۲۰ میں اس طرح کی جگہ اسی طرح لکھا گیا ہے قارئین تصحیح فرما لیں۔
عبدالعزیز از جہلم

وہابیوں کے اخلاق کا جنازہ
مسجد مبارک میں

عربی میں ضرب المثل ہے کل اناءٍ یترشح بما فیہ یعنی جو برتن میں ہوگا۔ وہی اس سے نکلیگا اور اللسان ترجمان القلوب یعنی جو دل میں ہوگا۔ وہی زبان پر آئیگا مسجد مبارک لاہور کے وہابی ینگ مین جن خیالات اور اعمال کے نیچے زیست پا رہے ہیں۔ وہ ان کے ٹریکٹ نمبر ۵۳ سے ظاہر ہے۔ ایک شریف خاندان کا دیہاتی لڑکا اپنے والد بزرگوار کی پنشن وصول کرنے جاتا ہے۔ اس کا ایک چالاک رشتہ دار اس کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ اور روپیہ برباد کرنے کی خاطر راستے بہلا کر اور دھوکا دیکر قادیان کی بجائے دوسری جگہ لیجا کر اس کا روپیہ برباد کر دیتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر کسی اور طرف چل دیتا ہے ظاہر ہے کہ وہ شریف لڑکا روپیہ کی بربادی کے باعث اپنے والدین سے سخت نادم اور شرمسار ہوگا۔ اور ایسے واقعات دنیا میں اکثر ہوتے رہتے ہیں لیکن مسجد مبارک میں بیٹھ کر وہابی نوجوانوں نے جو اخلاق سیکھے ہیں۔ ان کا تھوڑا سا نمونہ ان کا وہ اشتہار ہے جس کا عنوان "مرزا امام الدین کون تھا" ہے۔ ان کے سوال کا جواب تو بیان کردہ ضرب الامثال میں آگیا ہے کہ جو کچھ گند ان کے اپنے اخلاق کا ہے۔ وہ ان کی قلموں سے ظاہر ہو گیا۔ اگر ان کے دل میں خدا اور رسول کے احکامات کی عزت

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد محمد ذات کمہار سکنہ چک ۴۸۹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۳۶ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سکھا ولد شیرا قوم مچھرا سکنہ [illegible] تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۱۰/۱۱/۳۶ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے۔ اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو کہ جن کا تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۲۵/۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی موج دریا ولد راجہ شاہ ذات سید سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۷/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۳۶ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتہ ولد [illegible] سکنہ لکا دولتانہ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۲۳/۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۲۳/۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہادر شاہ ولد سرور شاہ ذات سید سکنہ لالی جوئیہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۲/۸/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد سوار قوم [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۱۹/۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۲۴/۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حیات خاں متلع خاں خان محمد ولد سکندر خاں ذات سلاح [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲/۸/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد علی پسران دتہ قوم ملاح سکنہ [illegible] تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۲۰/۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۱۹/۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان ولد نتھو ذات بھوجہ سکنہ چک ۲۵۵ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۲ اگست ۳۶ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی لقمان ولد مراد قوم اراعیں سکنہ موضع [illegible] تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۲۱/۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۳۱/۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی موتی رام ولد موہن رام ذات چھبڑا سکنہ کوٹلی باقر شاہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲/۸/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی قمر الدین ولد زیر بخش قوم شیخ سکنہ چک ۴۹۶ تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۲۱/۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۳۱/۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام!

متقی بن جاؤ

بہت دفعہ خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو گا۔ اس سے میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ و طہارت اختیار کرے۔ میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال نہیں ہو سکتی۔ تقویٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت و انجیل کی تعلیمات کا۔ قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے۔ میں اس فکر میں بھی ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں اور منقطعین الی اللہ کو الگ کر دوں اور بعض دینی کام انہیں سپرد کر دوں اور پھر میں دنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مردار دنیا ہی کی طلب میں جان کھپانے والوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کروں گا +

الحکم ۲۳ رجون ۱۸۹۹ء

جواہر ریزے

قرآن مجید

بڑی نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے مونہوں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ بڑا نیک وہ ہے جو اللہ اور آخرت کے دن اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے اور اس کی محبت کے لئے قریبیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوالیوں کو اور غلاموں کو آزاد کرنے میں مال دے اور نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور اپنے اقراروں کو پورا کرنے والے جب وہ اقرار کریں اور صبر کرنے والے تنگی اور تکلیف میں اور مقابلہ کے وقت یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا۔ اور یہی متقی ہیں۔ (البقرہ ۲۲)

حدیث شریف

(۱) قیامت کے دن میرے بہت پیارے اور میرے بہت نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے اور بہت زیادہ قابل نفرت اور بہت دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو بہت بکواس چکنی چپڑی باتیں کرنے والے اور متکبرانہ اور مبالغہ آمیز گفتگو کرنے والے ہوں گے (ترمذی)

(۲) بھلائی اور برائی کی کیفیت کی دریافت پر فرمایا۔ بھلائی خوش خلقی ہے اور برائی وہ ہے جس کا عمل تمہارے دل میں کھٹکے اور تم نہیں اس کا لوگوں پر ظاہر ہونا برا لگے۔ (مسلم)

(۳) قیامت کے دن مومن کے اعمال کے ترازو میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہیں ہو گی اور اللہ تعالیٰ بد گو اور بد زبان کو بہت برا سمجھتا ہے۔ (ابوداؤد)

قادیانی نبوت کے قصر میں تزلزل

(از مسلم)

(۳)

حضرت مسیح موعود کے الہامات میں نبی اور رسول کے لفظ آنے سے ہیں لیکن چونکہ وہ حقیقت پر محمول نہیں تھے اس لئے حضرت صاحب نے بار بار ان کی تشریح کر دی اور یہ الفاظ ویسے ہی تھے جیسے کہ پہلے اولیاء اللہ کے الہامات میں جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ خوبی کی بات تو یہ ہے کہ جب یہ الفاظ نازل ہوتے ہیں۔ وہ تو ان کی تاویل کرتا ہے اور ان کی تشریح فرماتا ہے اور یہ سست اور گواہ چست کے مصداق قادیانی مرنے کی ایک ٹانگ ہانکے جاتے ہیں کہ نہیں حضرت صاحب کو خدا نے بار بار نبی کہا ہے اس لئے ضرور ویسے ہی نبی تھے۔ جیسے انبیاء سابقین جن کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ ذیل کی تحریرات میں حضرت صاحب نے کس وضاحت سے اس مسئلہ کو پیش کر دیا۔

"مجھ پر یہ الزام مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیا قرأت ولا محدث کی یاد نہیں رہی پھر یہ کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے۔ وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا۔ اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ولکل ان یصطلح ...... عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں فقالوا انا الیکم مرسلون تمہیں یاد نہیں رہا۔ کیا یہی تکفیر کی بناء ہے اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ گے تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھہرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے۔ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔" (سراج منیر صفحہ ۲ و ۳)

اس مختصر سی مگر جامع تحریر میں حضرت صاحب نے قاضی صاحب کے مضمون کی تینوں شقوں کا مکمل جواب فرما دیا ہے۔ آپ بھی قاضی صاحب کی تسلی کے لئے اپنے الہامات میں نبی اور رسول اور مرسل کے الفاظ کا بکثرت ہونا بیان فرماتے ہیں۔ مسیح موعود کے لئے احادیث میں نبی اللہ کا لفظ ہونا بھی لکھتے ہیں مگر یہ سب کچھ اسلامی اصطلاح کے مطابق نہیں تھا بلکہ محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں تھا۔ اور ختم نبوت کے متعلق اتنی غیرت تھی کہ آپ کو مدعی نبوت قرار دینے والے کو دروغگو۔ بیہودہ نکتہ چین اور نادان کے الفاظ سے یاد کیا مگر الہامات کی یہ تشریح دماغی کاوش کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ یہ وہ علم تھا جو خدا نے آپ کو دیا تھا اور یہ معنے خدا تعالیٰ نے سمجھائے تھے۔ اب جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔

درحقیقت آپ کے الہامات میں جس قدر ایسے الفاظ آئے تھے وہ سب لغوی معنوں میں تھے جیسا کہ آپ نے اور بھی بیان فرمایا ہے

"اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔ جیسا کہ الہام ہوا ہو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق اور جیسا کہ یہ الہام ہوا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء اور جیسا کہ یہ الہام ہوا دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی اور رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت بنتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔ جو شخص انکار میں حد سے گذر جاتا ہے۔ جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلعم پر ختم کر دیا ہے۔ ... نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ حقائق و معارف بیان کرنا۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں ہوتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہئے۔"

(خط مسیح موعود الحکم ۷ اگست ۱۸۹۹ء)

"میں بڑے یقین اور دعوے کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلعم پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے۔ اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے۔ جو آنحضرت صلعم کے سوا آپ کے بعد کسی کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے۔"

(الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء)

"خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہلسنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں مدعی نبوت نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (آسمانی فیصلہ ص ۹)

حضرت صاحب کی ایسی بے شمار تحریرات موجود ہیں جن میں آپ نے نبی کریم صلعم پر نبوت کا دروازہ بند فرمایا ہے جس سے قاضی صاحب کے اس اعلان کی حقیقت کھل جاتی ہے کہ آپ نبی ہیں کیونکہ خدا نے آپ کو بار بار نبی فرمایا۔ آپ نے اپنی تحریرات میں جہاں جزوی نبی ظلی نبی۔ مجازی نبی وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں ان سے مراد محض محدثیت ہے　　(باقی انشاءاللہ)

تین زبردست طاقتیں!

یقین۔ اخلاص عمل۔ استقامت

قوموں کی روز افزوں ترقی جماعت کی بے کسی اور معاندین سلسلہ کے جور و تشدد نے ہمارے سامنے ایک نیا اور اہم مسئلہ لا رکھا ہے کہ ہم کس طرح دوسروں کے دوش بدوش ترقی کریں اور اپنی قوت کو مضبوط اور زیادہ کر کے زمانہ کی چیرہ دستیوں سے محفوظ و مصئون ہو جائیں۔ کیونکہ قانون قدرت اور واقعات عالم اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں کمزور قوم یا انسان کے لئے کوئی جگہ نہیں اور اسے زندہ رہنے کا استحقاق بھی نہیں اور آپ نے خود دیکھ بھی لیا اور تجربہ بھی کر لیا کہ باوجودیکہ آپ اسلامی روایات کے حامل ہیں۔ آپ پر دنیا نے ارض کو تنگ کیا جا رہا ہے اور وہ لوگ جو دن رات اسلام کی اہانت نبی کریم پر بہتان تراشی اور تعلیم قرآن سے مذاق کرتے ہیں ان سے کوئی باز پرس نہیں۔ وجہ صداقت اور حقیقت

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

اگر یہ مشکلات ہمیں پیش نہ بھی آتیں تو بھی ہم درحقیقت اللہ کی جماعت ہونے کی وجہ سے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم میدان ترقی میں گامزن ہوں اور ہر میدان میں گوئے سبقت لے جائیں۔ اور موجودہ حالات کی موجودگی میں ایک لمحہ کا تساہل اور ذرہ بھر غفلت ابدی موت کے مترادف ہے۔ ترقی کیلئے ضروری ہے کہ ہمیں پہلے اپنے مقصد کی کامیابی پر یقین ہو۔ ہمیں کامل اعتماد ہو اپنے قوت بازو پر۔ اس بات کا مکمل یقین ہو کہ ہم دنیا میں سربلند رہنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور ضرور بامراد ہو کر رہیں گے۔ درحقیقت یقین کامل ہی روح ہے۔ اسی سے قوت عمل پیدا ہوتی ہے۔ اگر ایک آدمی ایک کام کے متعلق شک میں ہو۔ تو اول تو وہ اس کام کو ہاتھ ہی نہیں لگائے گا۔ اور اگر بادل ناخواستہ شروع کر بھی دے گا۔ تو ہرگز کامیاب ہی نہیں ہوگا۔ کیونکہ معمولی سی مخالفت یا رکاوٹ اس کے کمزور یقین پر ضرب شدید کا کام دے گی اور وہ دل برداشتہ ہو کر اس کام کو چھوڑ بیٹھے گا۔ لیکن اگر ایک انسان کو اپنے کام کی صحت کے متعلق کامل یقین ہو اور اسے

تو پھر وہ شروع کرنے میں بھی رکاوٹ کی پرواہ نہیں کرے گا۔ تمام مخالفتوں اور تردداتِ کو کچل کر رکھ دے گا۔ اور آفتاب اور وقت کی طرح کوئی طاقت اسے بڑھنے سے روک نہیں سکے گی۔

مشاہیر اقوام عالم کی سوانح حیات پر نگاہ دوڑایئے۔ ان کی زندگیوں میں آپ کو ایک بات نمایاں نظر آئے گی اور وہ ہے اپنے مشن کی صداقت پر یقین اتم۔ یہی جوہر تھا جس کی موجودگی میں وہ ہر قسم کی تکالیف کا سامنا کرتے تھے۔ مخالفین ان کی بربادی دنیا ہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔ انہیں بار بار ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ مگر اپنی کامیابی کا یقین ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہیں ہونے دیتا تھا اور ان کا ہر قدم زمانے کے حوادثات کے علی الرغم آگے ہی کی طرف اٹھتا تھا اور اس کے بل بوتے پر انہوں نے جبابرہ روزگار کا مقابلہ کیا۔ دشمنوں کے ہاتھوں جگر سوز اور زہرہ گداز مظالم برداشت کئے۔ مگر بالآخر وہ اپنے یقین کی بدولت غالب آئے

کامل یقین حاصل کرنے کے لئے صحیح عقائد کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ان سے انسان کی قوت ایمانی میں اضافہ ہوتا ہے۔ الحمد للہ کہ اس نے ہمیں اس پہلو سے بے نیاز کر دیا ہے۔ آج عقائد کے لحاظ سے ہم نہ افراط کا شکار ہیں اور نہ تفریط کا اور جادہ اعتدال پر جو منعم علیہ لوگوں کا طریق ہے گامزن ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے سچے جانشین ہیں اور اپنی راست روی پر کامل ایمان و اعتقاد ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یاد رکھو کہ ان اصول پر عمل پیرا ہونے سے ہمارا غلبہ یقینی ہے زمین و آسمان ٹل جائیں۔ مگر خدا کے وہ مواعید نہیں ٹل سکتے جو اس نے ہماری جماعت سے کئے ہیں۔ تو قومی اور انفرادی ترقی کا اولین جزو کامل یقین کا پیدا ہونا ہے۔

اخلاص عمل

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

مگر خالی یقین کامیابی عطا نہیں کر سکتا ہے۔ کامیابی کے لئے عمل کی ضرورت ہے آج تک کسی نے اعلیٰ اصول ہونے کی وجہ سے کامیابی

نہیں کی بلکہ ان اصولوں پر کاربند ہونے اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دینے کے لئے سخت جدوجہد اور جانی و مالی قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر صرف اصول ہی کامیابی کا وسیلہ ہو سکتے تو خدا تعالیٰ نبی کریم صلعم پر قرآن ایک ہی بار نازل کر چھوڑتا اور آپ کو عرب کی حکومت کی کنجیاں تفویض کر دیتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے خلاف آپ نے ان بلند اصول پر عمل کیا۔ اس پر خار راہ میں پتھر کھائے دکھ سہے۔ فاقے کئے۔ جانی و مالی نقصانات برداشت کئے۔ دانت شہید کرائے بیسیوں جنگیں کیں۔ اپنے جاں نثاروں کی گردنیں کٹوائیں۔ گھر سے بے گھر ہوئے تو پھر کہیں جا کر کامیابی حاصل کی۔ تو ترقی کے لئے دوسری ضروری بات عمل ہے۔

قرآن کریم نے بار بار عمل پر زور دیا ہے۔ اٰمنوا سے اگر کامل یقین پیدا کرنے کی دعوت دی ہے تو عملوا الصّٰلحٰت میں ترقی کا گر بتایا ہے۔ اسی سے خلافت کو وابستہ کر رکھا ہے عملوا الصّٰلحٰت ہی نجات اخروی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی فتح و کامرانی کے دروازے کھولنے کی خوشخبری انہیں اشخاص سے ہے جو کہ سخت جدوجہد کرتے ہیں۔ مگر کوئی کوشش اور عمل کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جس میں اخلاص کی روح نہ ہو۔ جب تک کسی کام میں خودغرضی، لالچ اور ذاتی مصالح کا پہلو غالب ہو۔ اس وقت تک اس کا منزل مقصود تک پہنچنا قطعاً ناممکن۔ دوسرے الفاظ میں اخلاص مقصد کی یکسوئی ہے۔ اگر تمام افراد میں اخلاص ہو۔ دوسروں کے لئے قربانی کا مادہ ہو۔ قومی ترقی کی صحیح روح کارفرما ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ قوم ناکام رہے۔ لالچ استحکام جماعت کے حق میں سم قاتل ہے۔ آج اگر مسلمان قوم ذلیل ہوتی چلی جا رہی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے سامنے واحد متفقہ نصب العین نہیں اور اس کے نہ ہونے کی وجہ اخلاص کا فقدان ہے۔ ہر ایک شخص کے پیش نظر ذاتی مفاد ہے وہ قومی ضروریات کو اپنی ذات پر قربان کر دیتا ہے تو اخلاص کے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں ہو سکتا۔

کام میں اخلاص کا ہونا کامیابی کے لئے لابد ہے مگر حقیقی ترقی اور بلندی کا حصول اس وقت تک بہت پیچھے ہٹا رہتا ہے۔ جب تک بچہ بچہ کے دل میں ترقی اور بہتری کے لئے بے پناہ جوش نہ ہو۔ اپنی جماعت کے استحکام کا جذبہ سالوں میں ہونے والے کام کو دنوں میں سرانجام دے دیتا ہے۔ ایک باعمل مخلص اور پرجوش انسان تھوڑے ہی عرصے میں عوام الناس کی توجہ جذب کر لیتا ہے اور اس کے اخلاص اور جوش سے متاثر ہو کر لوگ اس کے اشارے پر ہر قربانی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی قوت ارادی و یقین سے دوسروں کو مقناطیسی طاقت سے اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ لوگوں کو اس کی صدق نیت اور کار پر یقین پیدا ہوتا ہے اور وہ خود بھی اسی ہی قوت۔ اخلاص اور جوش کے ساتھ اس کی معیت میں مصروف عمل ہو جاتے ہیں۔

دنیا میں انقلاب پیدا کرنے والے ایسے ہی اشخاص ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں خلوص عمل اور کام کی تبلیغ میں بہت جوش پایا جاتا تھا۔ اکثر اوقات ان کے عقائد بھی صداقت پر مبنی نہیں تھے۔ مگر ان کا اخلاص اور جذبہ انہماک کچھ ایسی کشش رکھتے تھے کہ لوگ بندھے ہوئے ان کی جانب چلے آتے تھے اور دنیا کی تمام تحریکات کا محرک ہمیشہ ایسا انسان ہوتا رہا ہے۔ نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام کا خلوص اور شبانہ روز سرگرمیاں ہی ان کی عدیم النظیر کامیابی کا باعث ہیں موجودہ دور میں لینن۔ ہٹلر۔ مسولینی۔ مصطفیٰ کمال۔ رضا شاہ وغیرہ کا اخلاص اور جوش ہی ان کو دنیا میں مقبول و محبوب بنائے ہوئے ہیں اور آج وہی اقوام کی امیدوں کے مرکز اور مطمح نظر ہیں

استقلال

لیکن اعتقاد کامل، اخلاص اور جوش کی صفات اس وقت تک اعلیٰ نتائج پیدا کر سکتیں جب تک استقلال نہ ہو۔ ایک انسان پہلی تین صفات کے بھروسے پر کام شروع کرتا ہے مگر استقلال کے فقدان کی وجہ سے معمولی سی رکاوٹ، مخالفت یا ناکامی کی وجہ سے کام سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے تو ایسا آدمی کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے استقامت و استقلال عمل پر زور دیا ہے اور کہا ہے کہ جو لوگ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہی ہے اور پھر اس پر استقامت کا اظہار کرتے ہیں تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ سورہ فاتحہ میں صراط مستقیم یعنی راہ استقامت کے حصول کی دعا سکھلائی ہے۔ نبی کریم صلعم نے بھی فرمایا کہ پسندیدہ کام وہ ہے جو اگرچہ تھوڑا ہو مگر اس میں دوام پایا جائے۔ اکثر نوجوان ایک کام کو شروع کر دیتے ہیں۔ پھر اس کو چھوڑ کر دوسرے میں ہاتھ ڈالتے ہیں علیٰ ہذا القیاس وہ مختلف رنگ بدلتے ہیں اور اس طرح ناکام دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ مگر دنیا بھر عالم کو ناکامیاں زیادہ استقامت سے نہیں ہٹا سکتیں۔ وہ مرد میدان سے ڈرتے نہیں بلکہ اس کا مقابلہ کرتے ہیں اور وقت کی طوالت ان کو متزلزل نہیں کرتی اور آج اگر دنیا میں تہذیب و تمدن ہے تو انہی مردوں کی بدولت۔ ایسے شخص کا مقابلہ نہ آج تک کسی نے کیا ہے اور نہ کر سکے گا۔ کیا آپ میں یہ قوتیں موجود ہیں۔ اگر نہیں تو آپ کا فرض عین ہے کہ زندہ رہنے کیلئے بلا انتظار صدی ان صفات کو حاصل کریں۔ ورنہ وقت اپنی جگہ پر کام شروع کر دیتی ہے۔ ہر ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ سے ہی قوم کو دنیا نا اور اس کا وقار بڑھ جاتا ہے۔ اگر تمام ذو معقولیت اس کو اختیار کریں تو وہ وقت دور نہیں جب مخالفت کے بادل کی طرح اڑتے نظر آئیں گے۔ دشمن ہمارے پاؤں تلے ہوگا اور اس نیلی چھت کے نیچے ہمیں سوائے خدا کے کسی کا خوف نہیں ہوگا۔

(مسافر بی۔ اے)

بمبئی کا خونین ہندو مسلم فساد

ہندوستان میں آئے دن ہندو مسلم فسادات کا لامتناہی سلسلہ ہندوستانی قومیت کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے اور اگر آج ہندوستانی غیر اقوام کی نگاہوں میں ذلیل اور تفضیل و تضحیک کی زنجیروں میں اسیر ہیں تو محض باہمی نااتفاقی اور قتل و جدال کی بدولت۔ گذشتہ چند روز سے بمبئی میں جنگ و قتل و غارت گرم ہے اس وقت تک بیسیوں انسان موت کی آغوش میں سو چکے ہیں۔ سینکڑوں لوگ زخموں کی وجہ سے پڑے کراہ رہے ہیں۔ بے شمار بچگان و عورتوں ... قلب سے نکل رہی ہیں۔ اور ... عرش الٰہی سے ٹکرا کر ہر دو قوموں کی بدبختی پر آتش الٰہی کو بھڑکا رہے ہیں۔

اس سے بحث نہیں کہ فساد کی وجہ کیا ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ سب کچھ مذہب کے نام پر ہو رہا ہے۔ ان فسادات کے بانی ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو مذہب سے مطلق واقفیت نہیں ہوتی اور جو مذہب کے منشا کو ہرگز نہیں سمجھتے ہیں کوئی مذہب یہ نہیں سکھاتا کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹو۔ بلکہ اس کے برخلاف یہ تعلیم دیتا ہے کہ باہم محبت و اتحاد سے زندگی بسر کرو۔ قرآن میں تو صاف مرقوم ہے کہ جس نے کسی نفس کو بلا وجہ قتل کیا گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک جان کو بچا لیا گویا کہ اس نے دنیا بھر کو بچا لیا۔ تو در اصل مذہب لڑائی کا بانی نہیں قرار دیا جا سکتا مگر چونکہ اس کے نام پر یہ تمام بیہودگیاں روا رکھی جا رہی ہیں اس لئے موجودہ دہریت اور لامذہبیت کی موجودہ بڑھتی ہوئی رو کی زیادہ تر ذمہ داری ان درندہ صفت انسانوں پر ہے جو ملا اور پنڈت کے لباس میں ہاتھ کو خنجر کشی پر ابھارتے ہیں اور یہاں عقائد پر جو مذہب کے غلط جوش کے ماتحت اپنے ہم مذہب کا خون بہانے سے گریز نہیں کرتے۔ اور رسول میں مرقوم ہے کہ متنازعہ فیہ مقام پر مسجد اور مندر کا امام اور پجاری کل دونوں ایک کمرہ میں گفتگو کرتے دیکھے گئے۔

ہندوستان کی آزادی اور ترقی کا راز اقوام ہند کے اتحاد میں مضمر ہے اس لئے ہر خیرخواہ وطن کا اولین فرض ہے کہ وہ تمام اقوام میں اتحاد پیدا کرنے میں تمام مساعی صرف کریں صحیح مذہبی مفہوم سے آگاہ کریں۔ ایک دوسرے کے مذاہب کے مقدس بزرگوں، مذہبی رسوم اور رسومات کی عزت کرنے کا درس دیں اور عوام الناس کو مذہب کی آڑ میں مفسدہ پرداز رہنماؤں کے شر سے محفوظ رہنے کی تلقین کریں۔ ہم بمبئی کے لوگوں سے عرض کریں گے کہ وہ اس مشق جنگ سے باز رہیں اور اپنے اخلاق و صبر و تحمل سے ثابت کر دیں کہ ہندوستانی قوم دنیا میں امن و سلامتی کی علمبردار ہے اور اس میں اتحاد و یگانگت موجود ہے۔

حجاج بیت اللہ اور بحری جہاز

آج ہزار پرستاران رب کعبہ ارشاد خداوندی کے ماتحت سنت ابراہیمی کو ادا کرنے کیلئے تیار ہو رہے ہیں۔ اس قدر لمبا سفر۔ الامان دوران سفر میں خاص آسائشوں کی ضرورت ہے۔ حجاج کی جانب سے ایک مدت سے جہاز ران کمپنیوں کی عدم توجہی کی شکایات کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ مگر ہنوز روز اول کے مصداق ان تکالیف کا خاطر خواہ ازالہ نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اس سے اگر ایک طرف حجاج کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسری طرف مالکان جہاز کی شہرت کو بھی دھکا لگتا ہے۔ حجاج کو بہت سی شکایات ہیں کہ ایک تو جہاز میں خوراک کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہوتا علاوہ ازیں ... جہاز میں تعداد گنجائش سے زیادہ بھرتی کر لی جاتی ہے جس کا نتیجہ اموات کی افسوسناک شکل میں ظاہر ہوتا ہے چنانچہ سال گذشتہ جہاز مظفری میں ۱۵ سو حاجی لادے گئے۔ جن میں سے ۱۱ لقمہ موت ہو گئے اور بہت سے ہسپتال کی ہوا کھاتے رہے۔ حاجی کی جگہ مطلق معین نہیں ہوتی۔ اگر ایک منزل میں اسباب ہے تو حاجی صاحب خود دوسری منزل میں سونے پر مجبور ہوتے ہیں۔ سفری چارپائیوں پر سونے والے حضرات کو فرشی بستر پر آرام کرنے والوں کے ہاں گھسیٹر دیا جاتا ہے جس سے بہت دقت پیش آتی ہے۔ حالانکہ ہر دو کا بندوبست جدا جدا ہونا چاہیئے۔ دوسری تیسری منزلوں کے ... اکثر بند کر دیئے جاتے ہیں۔ نیز ... بھی ہر وقت صاف نہیں رکھی جاتیں۔ علاوہ ازیں حاجیوں پر پابندی نہیں کہ وہ پیشاب وغیرہ ٹٹی کے اندر کریں۔ ان ہر سہ امور سے بدبو پھیلتی ہے۔ ہوا خراب ہوتی ہے جس کی کیفیت ناقابل بیان و برداشت ہے۔ جہاز میں میت وغیرہ کے غسل کا انتظام خلاصیوں کے سپرد ہوتا ہے حالانکہ وہاں ایک غسال اور غسالہ کی اشد ضرورت ہے اور حاجیوں کو جنازہ پڑھنے کی فرصت ملنی چاہیئے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شکایات ہیں جن کی طرف ابھی عدم توجہی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ جہاز ران کمپنیوں اور حج کمیٹی کے ارکان کا اولین فرض ہے کہ وہ ان امور کی طرف متوجہ ہوں اور اس بے گناہ مخلوق کو ہر ممکن سہولت مہیا کر دیں۔

(الحاج شیخ اسلام دین لاہور)

سانحہ ارتحال

یہ خبر نہایت حزن و ملال سے سنی جائے گی کہ جماعت کے ایک مخلص و پرجوش دوست مخدوم محمد اشرف صاحب میڈیکل ڈیپارٹمنٹ شملہ کی اہلیہ محترمہ انتقال فرما گئی ہیں۔ مرحومہ نہایت ہی صالحہ، دیندار اور نیک خاتون تھیں۔ اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئی ہیں۔ ایسی قابل قدر رفیقہ حیات کی وفات سے مخدوم صاحب کو جس قدر صدمہ ہوا ہوگا۔ اس کا اندازہ کچھ وہی لگا سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس حادثہ جانکاہ میں مخدوم صاحب اور مرحومہ کے دیگر متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق ارزاں کرے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

احباب سے دعا ہے کہ وہ جنازہ غائبانہ ادا کریں۔

اظہار تشکر

گذشتہ دنوں مجھ پر بیماری کے حملہ کے دوران میں بہت سے احباب نے مجھے ہمدردی کے خطوط تحریر فرمائے اکثر دوست متعدد بار تکلیف فرما کر عیادت کے لئے بھی آتے ہیں اور برادران قوم نے میرے حق میں دعائیں بھی کیں، جنہیں قبول فرما کر اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے حیات نو و صحت کی۔ چونکہ میں تمام دوستوں کا علیحدہ علیحدہ شکریہ ادا کرنے کے قابل نہیں اس لئے بذریعہ اخبار سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(خاکسار غلام محمد رصاحب)

اخبار احمدیہ

— مولوی محمد سعید صاحب مکھن بیلہ کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ احباب مولود مسعود کی درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اسے خادم دین بنائے۔

— مولوی خدا بخش صاحب احمدی ڈیرہ غازیخاں کے بڑے بھائی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

— اسلاپور (فرنچ انڈیا) برادر ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب عرصہ دو ماہ سے علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

— احباب ماہوار چندوں اور ارشاد الٰہی کے بقایاجات اس ماہ کے اخیر تک ارسال فرما دیں۔ کیونکہ ۳۱ اکتوبر کو انجمن کا مالی سال ختم ہو رہا ہے۔

جن خریدار اصحاب کی طرف اخبار پیغام صلح کا چندہ بقایا ہو۔ وہ از راہ کرم ۳۱ اکتوبر تک ارسال فرما دیں کیونکہ ایسے بقایاجات کا التوا اخبار کو مصائب میں ڈال رہا ہے۔

(منیجر)

تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(از جناب صاحب محمد منظور الٰہی صاحب جائنٹ سیکرٹری)

جنوبی عرب

مسٹر عمر احمد اسمٰعیل صاحب رقمطراز ہیں:-

"میں آپ کو اسلامی کتب کی مفت تقسیم کے مقدس اور عظیم الشان کام پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ حال ہی میں میں نے آپ کی ایک کتاب پرافٹ آف اسلام (پیغمبر اسلام) کا مطالعہ کیا ہے۔ کتاب نہایت ہی دلچسپ اور جاذب ہے۔ کتاب میں خاص قدر و منزلت کی بات واقعات کا خوش اسلوبی سے پیش کرنا ہے۔ جس سے پڑھنے والے کے قلب پر تحریر کا خاص اثر ہوتا ہے۔ ازراہ کرم مجھے یہاں تقسیم کرنے کے لئے کچھ اور لٹریچر ارسال فرمائیے۔ ہم سب خدا سے دست بدعا ہیں کہ آپ کی یہ تحریک ہمیشہ ترقی پذیر اور سرسبز رکھے اور جماعت اقصائے عالم میں اشاعت دین کے فرض کو بدستور سر انجام دیتی رہے۔

ٹرینیڈاڈ

مسٹر محمد یوسف عزیز تحریر فرماتے ہیں:-

"میں آپ کے مطالعہ کے لئے چند ہینڈ بل بھیج رہا ہوں۔ ان کو پڑھ کر آپ اندازہ کر سکیں گے کہ ہمارے مخالف مسلمان کس قدر مکروہ پروپیگنڈا اختیار کئے ہوئے ہیں۔ مولوی امیر علی صاحب اور ایک مخالف مولوی کے درمیان وفات مسیح پر بحث ہوئی اس میں امیر علی صاحب کو اخلاقی فتح ہوئی۔ کیونکہ مقابل کے مولوی صاحب نے منصفین کے تقرر کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مجھے امید ہے کہ آپ ہینڈ بلوں میں عائد کردہ الزامات کی تردید فرمائیں گے۔ اور تردیدی مفلٹوں کی چند کاپیاں مفت اشاعت کے لئے ارسال کر دیں گے۔ مخالفت کے باوجود ہماری ایسوسی ایشن ترقی کے میدان میں قدم بڑھا رہی ہے"۔

جنوبی افریقہ

مسٹر ایچ۔ ایچ ڈی الیف۔ کے جیف اعظم مغرب لکھتے ہیں۔

"میں تحریک احمدیت کا باقاعدہ فرد ہوں۔ میں نے صوبجاتی کمشنر کے ذریعہ اپنی حکومت سے لوگوں کی رضامندی سے فیصلہ کیا ہے کہ میری ریاست میں ایک مدرسہ کھولا جائے۔ جہاں میری رعایا کے بچوں کو انگریزی اور عربی کی تعلیم دی جائے۔ میں مسٹر ایم۔ ایم کے کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے ایسی زبردست تحریک سے روشناس کیا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر نام کو نہیں تو اکثر اپنے بھائی سرداروں اور رعایا کے سامنے اس تحریک کا پیغام لے جاؤں گا۔ تحریک کو تقویت دینے کے لئے ینگ اسلام کا اجرا بہت ہی حوصلہ افزا ہے بخصوصاً جب کہ یہ مذہب کی صحیح روح سے باخبر کر رہا ہے۔ میں آپ کی خواہش کے مطابق مسٹر ایم۔ ایم کے جو کہ جماعت کے رکن ہیں۔ کی معرفت سوا ہینیا ذولو کی ایک کاپی ارسال کر رہا ہوں۔

محکمہ ریلوے میں ملازمین کی ضرورت

لائق وائرمین اور میٹر مرمت کرنیوالوں کی محکمہ ریلوے کے بجلی سیکشن کے لئے ضرورت ہے۔ صرف بارہ آدمی بھرتی کرنے ہیں جن میں سے پانچ مسلمان ہوں گے۔ بشرطیکہ امیدوار انتخابی بورڈ کے نزدیک تجربہ اور کام کے لحاظ سے قابل انتخاب ثابت ہوئے۔ وائرمین کی اسامی کے لئے امیدوار کو اس بات کا کافی تجربہ ہونا چاہیئے کہ وہ مکانات کے اندر بجلی کی تاریں لگا سکے۔ اور اے۔ سی۔ ڈی سی میٹروں کی مرمت اور ریکارڈ رکھا کر سکے۔ گیر کو کنٹرول کر سکے اور ماپنے کے آلات جوڑ سکے۔ میٹر مرمت کرنیوالے امیدوار کے لئے نازک بجلی کے آلات ماپ وغیرہ کی مرمت کا کافی تجربہ ہونا چاہیئے۔ اس امیدوار کو ترجیح دی جائے گی جس نے کسی مصدقہ کارخانہ میٹر یا آلات کی مرمت کرنیوالے میں کام سیکھا ہو۔ اور بجلی کے کام کا کافی علم رکھتا ہو۔

امیدواروں کی عمریں یکم نومبر ۱۹۳۶ء کو ۱۸ سال سے کم اور ۲۵ سال سے زائد نہ ہونی چاہئیں۔

کامیاب وائرمین امیدوار کو ایک روپیہ دو آنہ یومیہ سے لیکر ڈیڑھ روپیہ یومیہ تک تنخواہ ملے گی۔ اور میٹر مرمت کرنیوالے کو سوا دو روپیہ یومیہ۔ امیدواروں کو حسب معمول ڈاکٹری امتحان پاس کرنا ہوگا۔

درخواستیں ۵۔ نومبر ۱۹۳۶ء تک بنام سپرنٹنڈنٹ مکینیکل ورکشاپ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور بھیجدی جائیں۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

حضرت مسیح موعود کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کو مفت تقسیم کرنے کیلئے انجمن نے قیمت فی کاپی دو آنے (۲؍) کر دی ہے ایکسپیریں میں دس کاپیاں، محصولڈاک علاوہ جو حسب ذیل ہوگا:-

	پائی	آنہ	روپیہ	
فی کاپی	۹	۱	۰	بذریعہ بک پوسٹ
دو کاپی	۹	۲	۰	
دس کاپی	۳	۱۳	۰	

جن احباب کو خود تقسیم کیلئے درکار ہوں وہ مندرجہ بالا قیمت اور محصولڈاک پیشگی ارسال کرکے منگوا سکتے ہیں اور جو دوست دفتر کے ذریعہ تقسیم کرانا چاہیں وہ قیمت ارسال کرکے دفتر کو اس سے اطلاع دیں۔

رنوٹ: دس یا اس سے زائد کاپیاں منگوانے والوں کو بذریعہ ریلوے پارسل منگوانے میں فائدہ رہیگا۔ اس لئے احباب کو اپنے اسٹیشن کا نام بھی تحریر کر دینا چاہیئے۔ (آنریری جائنٹ سیکرٹری)

مولانا احمد علی صاحب سے گذارش

آپ نے ایک مستند عالم کی حیثیت سے گورداسپور کی عدالت میں بیان دیا تھا۔ کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ غلط ثابت ہوتا ہے اس کے متعلق ایک ٹریکٹ بھی شائع کیا گیا تھا جو امید ہے کہ آپ کو مل گیا ہوگا۔ آپ سے توقع ہے کہ آپ جلد تر اس کی تائید فرمائیں گے کیونکہ راستبازی ایک مومن کا امتیازی نشان ہونا چاہیئے۔

(مسلم)

اخبار زمیندار و دیگر ہندی مخالف مسلمان اخبارات

اور ان کے نامہ نگار برلن کے اخلاق کا جنازہ

ہمارے مخالف مسلمان اخبارات کے اخلاق کی پستی یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ ہمارے خلاف جو کچھ بھی رطب یابس ان کو مل جائے سے فوراً شائع کر دیتے ہیں خواہ اس میں کتنا ہی جھوٹ اور گند ہو گذشتہ ایام میں اخبار زمیندار نے امام مسجد برلن (جرمنی) کے دو فوٹو جو ایک خبیث باطن شخص نے اولمپک کھیلوں کے موقعہ پر لئے تھے۔ اپنے اخبار میں شائع کرکے امام موصوف کے اخلاق پر حملہ کیا تھا۔ خدا کی قدرت ہے کہ ان تصاویر میں بغداد کے ایک فوجی افسر السید حسام الدین البکری کی بھی تصویر موجود ہے ان کی بغداد میں واپسی پر جب ہمارے دوستوں نے ان کے سامنے ہر دو فوٹو پیش کرتے ہوئے ان تحریروں کا ترجمہ سنایا جو ان کے نیچے لکھی ہوئی تھیں اور اصل واقعہ پر روشنی ڈالنے کے لئے کہا تو سید صاحب نے اس ناپاک تحریر کی نہایت زور سے تردید کرتے ہوئے اصل واقعہ بیان فرمایا۔ اور اسی وقت ایک خط بھی معہ اپنے فوٹو کے حضرت امیر کی خدمت میں بھیجا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے (یہ خط معہ ان کے اپنے فوٹو کے ہمارے پاس محفوظ ہے)

"بعض ہندوستانی اخبارات سے مجھے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن کے ہمراہ اولمپک کھیلوں کے موقعہ پر عورتیں بھی ہوتی تھیں۔ چونکہ ان تصاویر میں جو ان میں گئی ہیں میری تصویر بھی موجود ہے اور میں اثنائے قیام برلن امام صاحب موصوف کے تمام حرکات و سکنات سے واقف ہو رہا ہوں۔ لہٰذا اس خبر کی نہایت پرزور الفاظ میں تکذیب کرتا ہوں۔ تاکہ اخبار بین حضرات اصل حقیقت سے واقف ہو سکیں۔

۱۰ جولائی بروز جمعہ بعد از ظہر میں نے اپنے دوست جناب ڈاکٹر صاحب موصوف (امام مسجد) کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی کہ اگر آپ میرے ہمراہ کھیل دیکھنے کیلئے تشریف لے چلیں تو زہے قسمت۔ میں اس وقت برلن کے ہوٹل کونس میں ٹھہرا ہوا تھا اور اس دن مقابلہ مابین ہندوستانی اور آسٹریا کی ٹیموں کے تھا ہم صرف تین آدمی تھے یعنی میں۔ ڈاکٹر صاحب اور محترم دوست عزیز الرحمٰن صاحب جو کہ مدرسہ طب برلن کے طالبعلم ہیں۔ ہم تینوں کے سوا اور کوئی شخص ہمارے ہمراہ نہ تھا۔ ہم وقت مقررہ پر کھیل کے میدان میں پہنچ گئے۔ تقریباً دس ہزار کا مجمع تھا۔ میرے مکرم دوست یوسف عبید البغدادی ہم سے پہلے ہی وہاں موجود تھے جب انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھے اپنے پاس بیٹھنے کیلئے کہا وہاں تقریباً تین آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ موجود تھی چنانچہ ہم تینوں اس بغدادی دوست کے پاس بیٹھ گئے۔ اتفاق سے میری ایک جانب ایک جرمن لیڈی معہ اپنے خاوند یا اپنے دوست کے بیٹھی ہوئی تھی۔ چونکہ میں جرمن زبان سے بالکل ناواقف تھا۔ لہٰذا میں نے اس لیڈی سے تعارف کرانے کیلئے ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو جو جرمن زبان جانتے تھے اپنی جگہ بٹھا دیا۔ اس طرح سے یہ تعارف اور تو اصل محض اتفاقی طور پر وقوع میں آئے ورنہ ڈاکٹر صاحب کی اس سے کوئی پہلے واقفیت نہ تھی اور نہ یہ تبدیلی جگہ انہوں نے اپنی مرضی سے کی۔

کھیل ختم ہو جانے کے بعد جس میں ہندوستانی ٹیم کو فتح ہوئی ہم تینوں جس طرح اکٹھے گئے تھے اسی طرح اکٹھے واپس آگئے۔ جو کچھ ڈاکٹر صاحب موصوف کے بارہ میں ہندی اخبارات میں لکھا گیا ہے محض افترا اور خالص جھوٹ ہے۔ امید ہے کہ آپ میرے اس بیان کو اظہار حقیقت کیلئے ہندوستانی اخبارات میں شائع کرا دیں گے۔

مباحثہ سیّدوالہ ضلع شیخوپورہ

مابین شیخ محمد نصیب و قادیانی جماعت سیّدوالہ

(۲)

چونکہ قادیانی سخت ذلیل ہو گئے۔ اس لئے دوسرے روز اپنی رسوائی دھونے کے لئے اس جماعت نے شیخ صاحب کو چیلنج دیا کہ ہمارے ساتھ مسئلہ ختم نبوت پر بحث کرو۔ شیخ صاحب نے بوجہ بیماری عذر کیا مگر وہ تو سر پر سوار ہو گئے۔ مجبوراً آپ کو منظور کرنا پڑا۔ یہ مباحثہ ایک مجمع کثیر میں ۸-۹ اکتوبر کی درمیانی رات سید سردار حسین صاحب کی صدارت میں ہوا۔ قادیانی جماعت تعداد دیکھ کر گھبرائی۔ ان کے پریذیڈنٹ نے کہا کہ چونکہ یہ مباحثہ میری اجازت کے بغیر ہوتا ہے میں اجازت نہیں دیتا۔ سب لوگ اس کے گرد ہو گئے کہ چیلنج کیوں دیا گیا۔ ہمیں کیوں بلایا گیا ہم ضرور مباحثہ سنیں گے۔ بہت حیص بیص کے بعد آخر ان کو ماننا پڑا۔

شیخ صاحب نے مرزا صاحب کی سال ۱۹۰۱ء سے قبل اور بعد کی کتابوں سے ثابت کیا کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جناب مرزا صاحب آخری نبی کرتے ہیں اور کہا اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق رسول کریم صلعم خاتم النبیین اور قرآن مجید خاتم الکتب ہے نبوت میں یا کتاب میں کوئی کمی نہیں کہ اسے پورا کرنے کیلئے کوئی نبی یا کوئی کتاب اب قیامت تک آئے۔ یہ بھی ثابت کیا کہ ۱۹۱۳ء تک میاں صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا اور اب میاں صاحب نے سال ۱۹۱۴ء سے یہ عقیدہ اختیار کر رکھا ہے کہ رسول کریم صلعم صرف نبی نہیں بلکہ نبی گر ہیں اور ایک نبی نہیں بلکہ ہزاروں نبی آئیں گے۔ اگر کوئی میری گردن کے دونوں جانب تلوار رکھدے تو بھی کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے۔ نبی ایک نہیں ہزاروں آئیں گے لوگ یہ خیالات سن کر محو حیرت تھے کہ ہمیں کہاں کیا جا رہا ہے دور نکلا گیا۔ مرزا صاحب تو اس غلو سے بری ہیں۔

اس کے بعد قادیانی کی باری آئی۔ اول تو وہ اٹھتا ہی نہ تھا۔ اسے شرم اور خوف لاحق حال تھا۔ دس منٹ تک تو چہ میگوئیاں کرتے رہے۔ آخر کہنے کہانے پر اٹھا اور باقی بیس منٹ میں صرف اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" پڑھنا شروع کیا۔ پورا نہ پڑھا تھا کہ وقت ختم ہو گیا۔ اور کوئی حوالہ پیش نہیں کیا جس سے شیخ صاحب کی کسی بات کی تردید ہوتی ہو۔ قادیانی سخت ذلیل و خوار رہے۔ اور منہ چھپاتے پھرتے تھے اور اپنی ذلت و رسوائی کا اعتراف لوگوں کے سامنے کرتے تھے

اگلے روز علی الصبح ہی ایک آدمی لائل پور مولوی فاضل مبلغ لانے کو دوڑا دیا۔ شیخ صاحب ۹ اکتوبر بروز جمعہ سارا دن وہاں رہے ۱۰ کو واپس آئے مگر کوئی مبلغ نہ پہنچا تھا۔ یہ کارروائی محض اس وجہ سے تھی کہ تا یہ داغ رسوائی کسی طرح دھویا جائے۔

یہ بھی ہم ایمانداری سے شہادت دیتے ہیں کہ شیخ صاحب نے ہر دو مباحثوں میں نہایت امانت و دیانت سے کام لیا۔ کوئی حوالہ غلط پیش نہیں کیا۔ نہ کسی چالاکی سے کام لیا۔ مگر قادیانی جماعت نے دیانت سے کام نہیں لیا۔ چنانچہ پہلے مباحثہ میں جملہ حاضرین نے اصرار کیا کہ "آئینہ صداقت" صفحہ ۳۵ سے عبارت پڑھ کر سناؤ۔ نہ سنائی اور کہا کہ دکان کی چابی میرے پاس ہے آدمی بھیجکر کتاب منگاتا ہوں۔ مگر ٹال مٹول کیا۔ جب حاضرین اور صدر نے تنگ کیا تو کہا کہ چابی گم ہو گئی ہے۔ اس پر لوگوں نے آوازے کسے کہ مسجد میں کھڑے ہو کر جھوٹ بولا ہے۔ اب ہی کتاب منگاؤ۔ مگر نہ منگائی۔

دوسرے مباحثہ میں اس کتاب کا حوالہ سنایا تو اس میں بے جا تصرف کیا۔ یعنی ایک فقرہ اپنی طرف سے ڈال دیا اور دوسری جگہ پر ایک لفظ نکال دیا جس سے مطلب الٹ ہو جاتا تھا۔ جب شیخ صاحب نے صدر کو توجہ دلائی اور صدر نے دو آدمی اس کی کتاب دیکھنے پر مامور کئے تو پہلے تو قادیانی کتاب نہ دکھاتا تھا۔ لیکن جب صدر کے حکم پر دکھائی تو ان آدمیوں نے کہا۔ کہ واقعی بے جا تصرف کیا ہے تب حاضرین نے ان کی اس بددیانتی پر نفرت کا اظہار کیا۔

قادیانیوں نے بعد مباحثہ اس کا اثر زائل کرنے کے لئے یہ کہا کہ اگر لاہوری احمدیہ جماعت ہمیں مسلمان سمجھتی ہے تو نماز تمہارے پیچھے کیوں نہیں پڑھتی۔ شیخ صاحب نے اس کا جواب دیا کہ جو جناب مرزا صاحب کو کافر کہیں گے۔ ان کے پیچھے ہم ہرگز نماز نہ پڑھیں گے ہاں جو ان کو مسلمان کہیں اور کافر کہنے والوں سے بیزاری کا اظہار کریں اور کہ حدیث کی رو سے وہ فتوے ان پر الٹ پڑا ہے تو میں اسی وقت اس کی اقتدا میں نماز ادا کر دوں گا۔ پھر کہا کہ تم مرزا صاحب کو کیا سمجھتے ہو ہم لوگوں نے کہا کہ جو پوزیشن جناب مرزا صاحب کی تم پیش کرتے ہو اس کی رو سے کافر اور جو شیخ صاحب پیش کرتے ہیں اس کی رو سے مسلمان

قادیانی جماعت کے عبدالرحمن پریذیڈنٹ نے لوگوں کے روبرو اوورسیر صاحب کے مکان پر کہا کہ ہمارے عقائد بھی یہی ہیں۔ کہ مرزا صاحب صرف مجازی نبی ہیں اور دیگر مسلمان کافر نہیں۔ اگر ثابت کر دو کہ میاں صاحب کے عقائد اس کے خلاف ہیں تو مجھے میاں صاحب سے کیا غرض۔ ان کو چھوڑنے کو تیار ہوں۔ میں نے احمدیت بہت مہنگی لی ہوئی ہے۔ مگر جب ثابت کر دیا تو لوگوں کے روبرو کہا کہ کیا کریں "مرزے دا لڑکا ہے چھوڑا نہیں جاتا" محمد مہر قادیانی نے تو یہاں تک کہدیا کہ میاں صاحب کے جو عقائد بتائے جاتے ہیں ہم تو نہیں مانتے اور نہ ہی بیعت کے وقت ہمیں یہ بتائے گئے تھے غرضیکہ ہر ایک ان میں سے مجلس میں اپنے مرشد کے عقائد سے انکار کرتا اور کانوں پر ہاتھ دھرتا تھا کہ ہمارے یہ عقائد نہیں۔ ہم مرزا صاحب کو حقیقی نبی ہرگز نہیں مانتے بلکہ محض مجازی نبی مانتے ہیں۔ نہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں مگر شیخ صاحب ان کو کہیں کہ ہم تمہارے عقائد کو کیا کریں۔ ہم نے تو تمہارے مرشد کے عقائد کو لینا ہے جو وہ دنیا کے سامنے اپنی تصانیف میں پیش کر رہے ہیں۔

خان محمد اوورسیر سیدوالہ۔ محمد الدین دکاندار بقلم خود سیدوالہ
الٰہی بخش ورنیکلر ٹیچر سیدوالہ۔ محمد لطیف قریشی مدرس سیدوالہ
حبیب الرحمن ٹیلیفون کلرک سیدوالہ۔ عبد الغفور سیدوالہ
شیخ نظام الدین بقلم خود سیدوالہ۔ محمد رمضان سکنڈ ماسٹر سیدوالہ
محمد الدین ہیڈ ٹیچر لہر پور ساکن سیدوالہ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد محمد ذات کمہار سکنہ چک ۲۰۹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۹/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲ راگست ۱۹۳۶ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سکھا ولد شیرا قوم مجرا سکنہ مالا ماجہ تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۰/۱۱/۳۶ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۲۵/۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوج دریا ولد راجہ شاہ ذات سید سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۷/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲ راگست ۱۹۳۶ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتہ ولد یار ذات ارائیں سکنہ ... تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۱۸/۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۳۱/۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہادر شاہ ولد سرور شاہ ذات سید سکنہ لالہ جویہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲/۸/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد سوار قوم عمرانہ سکنہ پنڈی تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۹/۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۲۴/۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حیات خاں متاع خاں خان محمد ولد سکندر خان ذات ملاح گاؤں سکنہ کرن تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۲/۸/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد علی پسران وتہ قوم ملاح سکنہ بلو تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۲۰/۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دیگر لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۱/۹/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان ولد نقو ذات ہوجہ سکنہ چک ۲۵۸ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۲ راگست ۱۹۳۶ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی لقمان ولد مراد قوم ارائیں سکنہ موضع الہ یار جوئیہ تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۲۱/۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۳۱/۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوتی رام ولد موہن رام ذات ... سکنہ کوٹلی باقر شاہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۹/۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۲/۸/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی قمر الدین ولد وزیر بخش قوم شیخ سکنہ چک ۴۹۶ تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۲۱/۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۲۱/۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

جبرائیل نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰأَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود

نزلے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ | لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۷ر شعبان ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ر نومبر ۱۹۳۶ء | نمبر ۸۰

ایک مبارک و پرمسرت تقریب

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی کا عقد

۲۳ - اکتوبر کی اشاعت میں اخبار احمدیہ کے زیر عنوان نہایت مختصر الفاظ میں درج ہو چکی ہے کہ ۲۲ - اکتوبر کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تیسری صاحبزادی عزیزہ اختر جبین صاحبہ بی اے کا عقد یا نکاح ہزار روپیہ مہر پر شیخ نذیر احمد صاحب ایم - ایس سی پروفیسر فارمن کرسچن کالج لاہور سے ہوا - خطبہ نکاح حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے پڑھا - چونکہ خاکسار مدیر رخصت پر تھا اسلئے اس مبارک تقریب کی مناسب تفصیلات جلد پیش نہ کی جا سکیں - اب معذرت کے ساتھ مندرجہ ذیل سطور کے ذریعہ اس فروگذاشت کی تلافی کی جاتی ہے - اس تقریب کا ذکر ہم اس لئے بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ فضول و غیر شرعی رسوم سے کامل اجتناب، سادگی اور خوش سلیقگی کے لحاظ سے یہ ایک نہایت عمدہ اور قابل تقلید تقریب تھی -

ممکن ہے بعض بیرونی احباب پروفیسر شیخ نذیر احمد صاحب سے واقف نہ ہوں لہذا راستہ مجلس نکاح کی کیفیت لکھنے سے پیشتر ان کا تعارف ضروری ہے - آپ ہوشیارپور کے ایک معزز شیخ زئی خاندان کے فرد ہیں - امریکہ میں سائنس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے - تقریباً ڈیڑھ سال سے کالج مذکور میں کیمسٹری کے پروفیسر ہیں - ۲۲ - اکتوبر گیارہ بجے کے قریب برات دولہا کی قیام گاہ ۲۰۷ - ملتان روڈ لاہور سے احمدیہ بلڈنگس پہنچی - برات میں عزیز و اقارب کے علاوہ مختلف مقامی کالجوں اور پنجاب یونیورسٹی کے متعدد - ہندو، مسلم، سکھ اور یورپین اساتذہ شریک تھے - احمدیہ بلڈنگس میں بزرگان و احباب جماعت اور شہر کے مسلم اکابر کثیر تعداد میں استقبال کے لئے موجود تھے - مسلم ہائی سکول کی عمارت میں نشست اور طعام کا صاف ستھرا معقول انتظام تھا - سب سے پہلے مہمانوں کی ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی گئی اس کے بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا -

مولانا ممدوح نے خطبہ میں نہایت مؤثر انداز میں اسلام، قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو بیان کیا جو صنف نازک پر کئے گئے ہیں - نیز آپ نے مرد و عورت کے تعلقات کی نزاکت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن کریم کے ان پرحکمت قوانین و احکام اور حضرت نبی کریم صلعم کے پاکیزہ عمل کو پیش کیا جن سے ازدواجی زندگی بہشت کا نمونہ بن سکتی ہے - آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مرد و عورت دونوں نوع انسانی کے حصے ہیں لیکن مرد ابتدائے آفرینش سے عورت پر ظلم کرتا آیا ہے اور اب تک یورپ، امریکہ، ایشیا، افریقہ غرضیکہ ساری دنیا میں عورت پر ظلم ہو رہا ہے - وہ اپنے حقوق سے محروم ہے - مرد کو اس ظلم سے روکنے اور عورت کے حقوق کی حفاظت کیلئے صرف ایک آواز بلند ہوئی ہے اور وہ آواز قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے - دنیا کی فلاح اسی آواز پر عمل کرنے میں ہے - اعلان نکاح کے بعد مہمانوں کو نہایت خوش انتظامی سے کھانا کھلایا گیا - کھانے سے فارغ ہو کر اکثر مہمان واپس تشریف لے گئے - شام کو نماز مغرب کے بعد رخصتی عمل میں آئی -

ہم اس تقریب سعید پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ، محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ، ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، پروفیسر شیخ نذیر احمد صاحب اور انکے تمام افراد خاندان بالخصوص انکے تایا شیخ فضل محمد صاحب اور انکی بھاوج سلمہا اللہ بیگم صاحبہ عصمت کی خدمت میں ساری جماعت کی طرف سے دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں - دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کیلئے باعث برکت بنائے

ہم اور ہماری ترقی!

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا * آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

(از مسلم بی - اے)

صدیوں کے عروج کے بعد مسلم قوم زوال پذیر ہوئی۔ ان کی شوکت خاک میں مل گئی۔ رعب و دبدبہ کالعدم ہو گیا۔ تمام ممالک محروسہ ایک ایک کر کے اغیار کی دست برد کا شکار ہو گئے۔ علم و حکمت کے وہ چشمے جو ایک مدت تک اکناف و اطراف عالم کو سیراب کرتے رہے یکسر خشک ہو گئے۔ رشد و ہدایت کا آفتاب بدعت و ضلالت کے تاریک بادلوں کے پیچھے چھپ گیا۔ قرآن و سنت کی جگہ بدعات نے لے لی۔ خدا دوست، حق پرست اور حاملان قرآن کی گدی پر نفس پرست، گورو اور حاملان کتب براجمان ہو گئے۔ امراء و اغنیاء کے دولتکدے بے حیائیوں، ظلم و تعیش کی آماجگاہ بن گئے اور عوام کا انعام دنیا بھر کی قباحتوں اور بداخلاقیوں کا مظہر بن گئے۔

مگر کیا یہ نکبت و ادبار کا دور دائمی تھا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ خدا کا پیش کردہ قانون زوال پذیر ہو جائے نا ممکن۔ نبی کریم کا لگایا ہوا پودا اکھڑ جائے؟ محال۔ صحابہ کرامؓ کے خونوں سے سینچا ہوا گلشن برباد ہو جائے خیال خام۔ اس کی رحمت کب گوارا کرتی ہے کہ کفر و شرک دنیا پر سر بلند ہو اور توحید و ایمان کا علم سرنگوں۔ اس کی رحمت جوش میں آئی اور اپنی سنت قدیم کے عین مطابق کہ

یاایہا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللّٰہ ولا یخافون لومۃ لائم (پ ۶) — اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے سے روگردانی کرے۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی جماعت کھڑی کر دیتا ہے جو خدا تعالیٰ سے محبت کرتی ہے اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ وہ جماعت احکام الٰہی پر چلنے والوں سے محبت سے پیش آتی ہے مگر نافرمانوں کے مقابل غالب رہتی ہے اس جماعت کے افراد تن من اور دھن سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی روشنی میں اسکی رضا حاصل کرنے کیلئے انتہائی جدوجہد کرتے ہیں اور اس امر میں لوگوں کی ملامت کا مطلق خوف نہیں رکھتے

ایک جماعت اس رنگ کی پیدا کر دی جس کا کام صرف اللہ سے محبت کرنا ہے جو حق گوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی میں کسی کی پروا نہیں کرتی۔ جس پر اعلائے کلمۃ اللہ میں کسی مادی طاقت کا اثر اور خوف نہیں جس نے اپنے اموال اور نفوس راہ حق میں وقف کر رکھے ہیں۔ جس کا قدم منہاج نبوت پر ہے جو دشمنان حق کی لا محدود اور ان تھک مخالفت کے علی الرغم دین اسلام کی اشاعت میں اعداء کی آرزوؤں کو حسرتوں میں بدلتے ہوئے اور ان کی چھاتیوں پر مونگ دلتے ہوئے بڑھی جا رہی ہے

اس جماعت سے مراد جماعت احمدیہ لاہور ہے جو کہ آج سچے اور حقیقی اسلامی اصول کی واحد علمبردار ہے۔ خدا تعالیٰ نے [illegible] نور اسلام کو کفر کی ظلمت میں پنہاں دیکھ کر [illegible] زمانہ کے مطابق خدا نے ایک برگزیدہ مسیح نفس انسان کو مبعوث فرمایا جس نے اپنی مسیحا نفسی سے قوم کی عروق مردہ میں خون حیات دوڑا دیا۔ خفتہ دلوں کو بیدار کیا۔ نیم بیداروں کو ہوشیار کر کے شاہراہ ترقی پر ڈال دیا۔ آپ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ ایک قوم تیار کریں۔ جو حامل قرآن و سنت ہو۔ جو اسلام کی شیدائی ہو۔ اور مسلمانوں کی وارث ٹھہرے۔ جو نعمائے الٰہی کی مورد ہو جس کے ذریعہ اسلام کا ڈنکہ چہار دانگ عالم میں بجے۔ اور جس کے ماتحت قانون اسلام رائج ہو کر گم کردہ راہ اقوام عالم کو باہمی حسد و کینہ، کشت و خون اور بربادی و غارت گری کی لعنت سے نجات دلا کر ان کو دوستی، اخوت، مساوات اور صلح و آشتی کی زنجیروں میں جکڑ دے۔

حضرت مجدد زماں کی عدیم النظیر کامیابی

اس آفتاب رشد و ہدایت پر دابۃ الارض نے خاک ڈالنے کی ناکام کوشش کی مگر وہ خاک خود ان کی آنکھوں کو دائمی طور پر اندھا کر گئی۔ اس چراغ کو اپنی ناپاک پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کی مگر خود ہی نور ایمان سے محروم رہ گئے۔ مشرق و مغرب کے سفیہ اس پہلوان حریم ایزدی کے مقابل آئے مگر تاب نہ لا کر خائب و خاسر لوٹے۔ کیونکہ وہ راستی کا پتلا تھا۔ صداقت کی روح تھا۔ وہ دنیا میں مظہر انوار و برکات سماوی تھا۔ اس کا دل مسکن روح القدس تھا۔ وہ ایسی قدرت کا مالک کیا گیا تھا جس کا سامنا قدرت انسانی سے باہر تھا۔ اس کی تائید میں سالکان راہ حق کی دعائیں تھیں۔ وہ نبی کریمؐ کی آرزوؤں کا مرکز تھا۔ اور زمین و آسمان کے رب کا باجبروت ہاتھ اس کا پشت پناہ تھا۔ اس کا غلبہ مقدر تھا۔ وہ غالب رہا۔ گیلانی نے احمد ہندی دل دشمنوں پر فوقیت لے گیا۔ اس کی کامیابی ایک پیشگوئی کا حکم رکھتی ہے۔ اس بابرکت وجود نے اپنے کام کو ادھورا نہیں چھوڑا تھا جس باغ کی آبیاری رحمت الٰہی سے ہو وہ تباہ و برباد ہو جائے جل جائے اور پھل پھول نہ لائے؟ امید عبث۔ وہ ہستی اپنا کام سرانجام دے کر شاداں و فرحاں محبوب و مطلوب حقیقی سے جا ملی۔ لیکن کیا اپنے کام کو ختم کر دیا۔ نہیں نہیں۔ اپنا جانشین ایک جماعت کو چھوڑا۔ جس کے لئے اسی رنگ میں ہی کامیابی مقدر ہے جس رنگ میں اس مقدس ہستی کو ہوئی اور یہ جماعت وہی ہے جس کا مجھے اور آپ کو ایک خادم ہونے کا فخر حاصل۔

ہمارا یقینی غلبہ

اس بات کے علی الاعلان کہنے میں بھی کوئی جھجک نہیں کہ ہم غالب رہیں گے۔ بلکہ اپنے بچوں کے دماغوں پر یہ بات جاگزین کرتے رہنا چاہیے کہ احمدی (حقیقی مسلم) پیدا ہی غلبہ و استیلا کے لئے ہوا ہے۔ اس کے لئے فتح و کامرانی کے دروازے کھلے ہیں۔ اور زمانہ بھر کی مخالفتیں اس کا بال تک بیکا نہیں کر سکتیں۔ ہمارے لئے یہ امر موجب صد فخر و مباہات ہے کہ خدا نے ہمیں غلو و تکفیر سے بچا کر صراط مستقیم پر چلایا۔ اس بات میں تو ذرہ بھر شک نہیں کہ احمدی کے غلبہ کی خدائی بشارت ہے۔ مگر اس بات کی ذمہ داری خدا نے نہیں لی کہ زید۔ بکر یا عمرو ہی ضرور کامیاب ہوں گے۔ صرف وہی لوگ اس بشارت کے مصداق ہوں گے جو احکام الٰہی کی اتم طور پر پیروی کریں گے۔ اس حقیقت کی موجودگی میں یہ فرض ہم پر عاید ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ارسال کردہ ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اس خوشخبری کے مصداق ہو جائیں۔ تو میں کیوں آپ کے سامنے وہ بات پیش نہ کروں۔ جس پر چل کر ہم مورد اکرام و الطاف الٰہی بن جائیں۔

جو آیت ابتدا میں پیش کی گئی ہے اس میں موعود جماعت کی ترقی کی شرائط بوضاحت پیش کر دی گئی ہے۔ اور ان میں ترقی کا مسلسل ترین طریق بتا دیا گیا ہے وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) محبت الٰہی (۲) مومن سے محبت (۳) اعداء سے سلوک (۴) جہاد فی سبیل اللہ۔

اولین شرط کامیابی

دل مدہ الا بدلدارے کہ عشق دائم است
تا سرور دائمی یابی ز خیر المحسنین

ہماری زندگی کا مقصد محبت الٰہی ہے۔ ہمارا منشائے عمل حصول رضائے الٰہی ہے۔ اگر ہمیں خدا تعالیٰ نے برتری کے لئے چن لیا ہے تو پہلی شرط ہی یہی لگائی کہ تم میرے ہی ہو جاؤ۔ میری محبت اور الفت ہی وظیفہ حیات قرار دے لو۔ اگر ایک طرف یہ فرمایا ہے لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (گھبراؤ نہیں۔ اور نہ رنجیدہ ہونا۔ اگر تم میرے کامل فرمانبردار یعنی مومن رہو گے تو تم ہی دنیا میں سرفراز رہو گے) تو دوسری طرف مومن کی تعریف یہ فرمائی۔

والذین اٰمنوا اشد حبًا للّٰہ کہ مومن تو وہ ہے جس کے رگ و ریشہ میں محبت الٰہی اور تمام چیزوں کی محبت سے بڑھ کر سما چکی ہو۔ جسے کہ دنیا کی کوئی چیز۔ مال کا نقصان۔ اولاد کی الفت۔ جان کا خطرہ اس محبوب حقیقی کے دروازہ سے ایک لمحہ کے لئے بھی ادھر ادھر نہ لے جائے۔ جس کی ہر حرکت اور ہر فعل مشیت ایزدی کے ماتحت ہو۔ اس کا لطف و کرم ہر وقت آنکھوں میں سما جائے اور اس کی ہدایت کا نور ہر وقت قلب کو مستنیر فرماتا رہے۔

نور الٰہی کے مورد قلوب

محبت کے نور کی بارش ہوتی کن قلوب پر ہے اس کے متعلق فرمایا

فی بیوت اذن اللّٰہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاٰصال رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون یومًا تتقلب فیہ القلوب والابصار (النور)

یہ نور ان گھروں میں ہے جو اللہ نے حکم دیا ہے کہ بلند کئے جائیں۔ اور ان میں اس کا نام یاد کیا جائے۔ ان میں اس کی حمد و ثنا صبح اور شام کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے نہیں روکتی۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جاویں گے۔ ان الفاظ میں ایک مومن کی الفت الٰہی کا کیا شاندار نقشہ کھینچا ہے۔ کہ مال اور دیگر امور پر اللہ پاک کی محبت غالب ہے۔ وہ سب کاموں کو چھوڑ کر اپنے محسن حقیقی کی بارگاہ میں سربسجود ہو جاتا ہے۔ دولت کی محبت اس کو فرائض دینی از قبیل زکوٰۃ۔ خیرات۔ حج وغیرہ سے نہیں روکتی اور در حقیقت نیکی کو انسان اسی وقت پہنچتا ہے جب وہ اپنی عزیز ترین متاع کو راہ حق میں لٹا دیتا ہے۔ وہ خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں۔ وہ ہر لحظہ اپنی گردن درگاہ بے نیاز میں جھکائے رکھتا ہے۔ وہ لوگوں سے محبت رکھتا ہے تو خدا کی رضا کے لئے اور ناراضگی اور خفگی کا اظہار کرتا ہے تو اس کی خوشنودی کے حصول کی خاطر۔ وہ اپنی جان اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ اور ان الصلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العٰلمین کی صدا اس کے قلب کی اعماق سے نکلتی ہے۔ وہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس کی پیشانی سجود سے حاصل شدہ نور سے چمکتی ہے۔ اس کا دل کفر و ضلالت کی تاریکی پر روتا ہے۔ اور وہ بےخبر اور گمراہ دنیا کو آستانہ خداوندی پر لا ڈالنے کے لئے بےقرار رہتا

(باقی رصفحہ ۱۵)

اے قوم من بگفتۂ من تنگدل مباش

ایک خدائی حکم کے متعلق اتمام حجت

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

وعظ وعمل کا فرق

وعظ آسان ہے مگر عمل مشکل۔ دوسروں کو کہنا آسان ہے خود کرنا مشکل۔ دوسروں کی حالت پر رونا آسان ہے اپنی حالت پر ایک آنسو بھی بہانا مشکل۔ کس قدر ہمارا وقت دوسروں کی کمزوریوں کے گننے میں لگتا ہے لیکن اپنی کمزوری پر نظر نہیں پڑتی۔ ہم مسلمانوں کے سامنے مجدد کی حدیث پیش کرتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ بعض لوگ آج اس حدیث کو کمزور بتاتے ہیں جس کی صحت پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہے جس کے ماتحت بڑے بڑے بزرگان دین نے مجددیت کے دعوے کئے۔ ہم قادیانی جماعت کے سامنے حضرت صاحب کے اپنے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ کہ میری طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا مجھ پر افترا ہے۔ آپ کے قلم سے لکھے ہوئے یہ الفاظ دکھاتے ہیں کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ بھی دکھاتے ہیں کہ آپ نے صراحتاً لفظ نبی کے استعمال کو مجاز کہا ہے استعارہ کہا ہے اور ان کی حالت پر روتے ہیں کہ یہ لوگ ان سیدھی باتوں سے کیوں منہ پھیر رہے ہیں۔ ہم انہیں حضرت صاحب کے چار فتوے دو آپ کی زبان سے دو آپ کے قلم سے لکھے ہوئے دکھاتے ہیں کہ آپ نے دوسرے مسلمانوں کے جنازے کو جائز قرار دیا۔ خود ان لوگوں کے جنازے پڑھے جو آپ کی جماعت میں شامل نہ تھے بلکہ بعض معمولی مخالفت کرنیوالوں کے جنازے بھی پڑھے اور ہمیں ان پر کس قدر رنج آتا ہے کہ وہ ایک طرف تو حضرت صاحب کو نبوت کے مقام پر کھڑا کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے احکام کی اتنی بھی پروا نہیں کرتے جس قدر ایک غیر مامور کے احکام کی پروا کرتے ہیں جو مجدد بھی نہیں۔ ہم انہیں کہتے ہیں کہ یہ کیا ایمانداری ہے کہ حضرت صاحب کے اس صریح فتوے سے انحراف کرکے کلمہ گوؤں کو کافر بنایا جاتا ہے۔

ہماری اپنی حالت

لیکن آئیے اب ہم خود بھی سوچیں کہ ہم خدا اور اس کے رسول کے احکام کی کس قدر پروا کرتے ہیں۔ ایک زکوٰۃ کا مسئلہ لے لو ہم خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو کس قدر اہمیت دی ہے مگر ہم میں ابھی وہ لوگ ہیں جو اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ ہمارے گھروں میں ۵۷ فیصدی عورتیں ہیں جن کے پاس زیورات ہیں۔ اور زیور پر زکوٰۃ کا حکم صراحت کے ساتھ حدیث میں موجود ہے۔ مگر حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اگر دفتر سے تحریک بھی چلی جائے تو اس کی پروا نہیں ہوتی اور نہ اسے خواتین تک پہنچایا جاتا ہے۔ اور اگر کبھی وقت پر دل میں یہ خواہش پیدا بھی ہوتی ہے کہ خدا کے حکم کی تعمیل ہونی چاہئے تو وہ اس قدر کمزور ہوتی ہے کہ عمل میں نہیں آتی۔

حکم زکوٰۃ کے متعلق غلط فہمی

کئی لوگ وہ ہیں جو یہ خیال کرلیتے ہیں کہ زکوٰۃ خدا کا حکم تو ضرور ہے مگر یہ کافی ہے کہ ہم اپنے طور پر کسی غریب رشتہ دار کی مدد کردیتے ہیں یا کسی سائل کو دیدیتے ہیں۔ یہ خیرات تو کہلا سکتی ہے مگر یہ زکوٰۃ نہیں۔ زکوٰۃ وہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کو بعض مسلمان قوموں نے یہ پیغام بھیجا کہ ہم اپنی زکوٰۃ اپنے طور پر خرچ کرلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ جو ایک اونٹ باندھنے کی رسی بھی زکوٰۃ کے مال میں سے روکے گا میں اس کے ساتھ جنگ کروں گا۔

دو تہائی زکوٰۃ کا بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے

رسول اللہ صلعم کے عامل مقرر تھے جو زکوٰۃ جمع کرکے لاتے اور آپ اسے بیت المال سے تقسیم کرتے تھے قرآن کریم میں حکم موجود ہے والعاملین علیھا۔ اور زکوٰۃ جمع کرنیوالوں کے تقرر کو اسقدر اہمیت دی ہے کہ زکوٰۃ کا مال جو غربا اور مساکین وغیرہ میں تقسیم ہونا چاہئے اور جو جہاد بالسیف یا جہاد بالقلم پر لگنا چاہئے اس کا ایک حصہ زکوٰۃ جمع کرنے والوں کے لئے بھی قرار دیا ہے۔ ہاں صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ ایک تہائی زکوٰۃ تک مقامی ضروریات پر خرچ کرلی جائے لیکن باقی دو تہائی کا بیت المال میں آکر تقسیم ہونا ضروری ہے۔

خواتین کا ایک اعتراض اور اس کا جواب

بعض خواتین نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر ہم ہر سال اپنے زیوروں سے زکوٰۃ دیں تو وہ تو تھوڑے دنوں میں ختم ہو جائے گا۔ مگر کبھی حساب کیا کہ کب؟ چالیس سال میں اگر ایک عورت بیس سال کی عمر میں زکوٰۃ دینا شروع کرے تو ساٹھ سال کی عمر میں وہ ختم ہوجائیگا مگر بہت ہوں گی کہ وہ خود اس سے قبل ختم ہوجاتی ہیں کاش کہ وہ سوچیں کہ اگر یہ زیور ہماری آخرت کے لئے خدا کے ہاں جمع ہوتا رہے تو کیا اس سے بہتر نہیں کہ یہاں اسے پیچھے دوسروں کے لئے چھوڑ جائیں۔ وہ کچھ مدت اس سے اپنی جسمانی آرائش کا کام لیں اور بالآخر زکوٰۃ کے ذریعہ اسے آگے بھیجکر اپنی ہمیشہ کی آسائش کا موجب بنائیں تو اس سے بہتر اور کیا ہے؟

عملی نمونہ کے بغیر تبلیغ اسلام کا دعویٰ بےمعنی ہے

اگر ہم لوگ ایک مسلم جماعت کا نمونہ قائم کرنا چاہتے ہیں اور بغیر اس نمونے کو قائم کرنے کے ہمارا اشاعت اسلام کا دعویٰ بےمعنی ہے تو ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم خود خدا اور اس کے رسول کے احکام کے سامنے اپنا سر جھکانے کو اپنا اصول بنائیں۔ پہلے خود مسلم بنیں پھر دوسروں کو مسلم بنائیں۔ اور اگر ہم آپ ہی خدا کے احکام کے سامنے سر نہیں جھکاتے تو دوسروں کو کس غرض کے لئے بلاتے ہیں۔ ایک دعوت وتبلیغ کا کام کرنیوالی جماعت کے لئے یہ موزوں نہیں۔ اوروں میں یہ کمزوریاں ہوں تو الگ بات ہے لیکن اگر ہم میں یہ کمزوری ہے تو یہ ہمارے کام کو کبھی کامیاب نہ ہونے دیگی۔ خدا کے احکام کے سامنے سر جھکانیکو اپنی زندگی کا اصول بناؤ۔

اتمام حجت

میں آج اتمام حجت کے لئے سب احباب کے سامنے یہ خدا کا حکم رکھتا ہوں وہ اپنے اپنے گھروں میں اپنی بیویوں کو یہ پیغام پہنچادیں کہ وہ فوراً اپنے زیور کی زکوٰۃ کا حساب کرکے اسے توجہی بیت المال میں پہنچادیں۔ وہ خود اپنے اموال کا جائزہ لیں کہ جو مال ایک سال تک ان کے پاس رہا ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر ادا کریں۔ یہ مفصل رسالہ پہلے بھیجا جاچکا ہے۔ اور جس دوست کو نہ پہنچا ہو وہ اپنی مقامی جماعت سے لے سکتا ہے یا مرکزی انجمن کے دفتر سے منگوا سکتا ہے۔ مگر چاہئے کہ ہم سب کے سب یک دل و یک زبان ہوکر یہ اقرار کریں کہ اے خدا تیرے حکموں کے سامنے ہمارے مال توکیا ہماری جانیں بھی حاضر ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ

جب سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی سے تشریف لائے ہیں ایک کے سوا تمام خطبات جمعہ خاکسار مدیر نے نوٹ کئے لیکن ان کی اشاعت میں بعض وجوہ غیر معمولی تاخیر ہورہی ہے جسکی وجہ سے احباب کو بجا طور پر شکایت پیدا ہوئی۔ مدافعات یہ ہیں کہ میں ۱ اکتوبر کو اپنی طویل رخصت ختم کرکے کام پر آیا۔ ابھی چند روز ہی کام کرنے پایا تھا کہ ایک تقریب اور بعض دوسرے ضروری کاموں کی وجہ سے ۱۰ اکتوبر کو پھر رخصت پر چلا گیا اور ۲۲ کو واپس آیا۔ بہیں نظر اشاعت سے خطبات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے آئندہ کیلئے اس امر کی ہرممکن سعی کیجائیگی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام خطبات جمعہ جلد از جلد اور باقاعدگی سے شائع ہوتے رہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس نیک ارادہ کو کامیاب کرے۔

حضرت ممدوح کے خطبات میں جو حقائق و معارف اور روحانیت پر در نصائح ہوتے ہیں ان سے پورا فائدہ اٹھانا چاہئے تمام احباب انہیں خود بھی بغور مطالعہ فرمائیں۔ اپنے گھر کی خواتین کو پڑھائیں۔ علاوہ ازیں غیر از جماعت دوستوں تک بھی پہنچائیں۔ (مدیر)

حضرت مسیح موعود پر ایک نفسیاتی نظر

(بقیہ صفحہ ۱۲)

نے حرف شکایت زبان پر لاتے نہیں سنا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو آپکے ساتھ رہنے کا ایک طویل موقعہ ملا۔ آپ لکھتے ہیں جو طمانیت اور جمعیت آپ کو صحت میں حاصل ہے وہی سکون حالت بیماری میں بھی ہے اور جب بیماری سے افاقہ ہوا معاً وہی خندہ روئی اور کشادہ پیشانی اور پیار کی باتیں ہیں۔ بسا اوقات عین اس وقت پہنچا ہوں جب کہ ابھی سردرد کے لمبے دورہ سے آپ کو افاقہ ہوا ہے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا ہے اور فرمایا ہے اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اسوقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا آپ کسی بڑی عظیم الشان دلکشا نزہت افزا باغ کی سیر سے واپس آئے ہیں جو یہ چہرہ کی رنگت چمک دمک اور آواز میں خوشی اور لذت ہے میں ابتدا میں ان نظاروں کو دیکھ کر بہت حیران ہوتا تھا۔"

اقدام قتل کا مقدمہ جس کو پادریوں نے برپا کیا اور جن کی تائید میں چند ناعاقبت اندیش مسلمان بھی تھے ایک کمزور اور دروغ گو انسان کو ہراساں کرنے کے لئے کافی تھا۔ مزید اسی طرح کے مقدمات اور واقعات جو متواتر کو پیش آتے آپ کو کبھی مرعوب کر سکے یہ بھی تو نہ ہوا کہ آپ کی طبیعت کے پرسکون سمندر میں ایک معمولی سی بے چینی کی لہر اٹھی ہو۔ خندہ جبینی دینی مشاغل اور روحانی اعمال میں سرمو فرق پیدا ہوا ہو۔ احباب جن کو آپ سے بے حد محبت تھی ان دل ہلا دینے والی آفات کو دیکھ کر ڈرتے ہوئے آتے اور ہنستے ہوئے لوٹتے تھے۔"

جس وقت عوام ایک شخص کے خلاف مشتعل ہو کر در پئے آزار ہوں۔ اور نام نہاد مولویوں کے واجب القتل جیسے فتوے موجود ہوں تب مخالفت کی خونین اندھیاں چل رہی ہوں تو ایسے زہرہ گداز وقت میں اپنے اوسان کو قائم رکھنا کسی معمولی انسان کا کام نہیں۔ جب تک اس کے ساتھ تائید ایزدی نہ ہو۔ ایک دفعہ جب آپ دہلی تشریف لے گئے وہاں کی جامع مسجد میں چند دوستوں کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں مشتعل مسلمانوں کا ہجوم بھی موجود تھا۔ ہر طرف سے گالیاں سنائی دے رہی تھیں قتل کی دھمکیوں کی خبر ہے سارا فضا غضب آلود ہو رہی تھی قریب تھا کہ مخالفین آپکے جسم اطہر کی بوٹی بوٹی کرنے کے لئے جھپٹ پڑیں کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی زبان سے بے اختیار نکل گیا حضرت اشتعال بہت بڑھ گیا ہے آپنے اسی انداز اور سکون میں جواب دیا جو ہمیشہ ایسے خطرناک اوقات میں آپکی طرف سے ظہور میں آیا کرتا تھا۔ مولوی صاحب مردے زندہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔" اللہ اللہ اس قدر ایمان یہ وثوق یہ رسوخ اعتقاد کسی دنیادار انسان کا کام نہیں۔ چنانچہ اسی قسم کے تاثرات کا آپنے یوں اظہار کیا ہے۔

بشنوید اے مردگان! من زندہ ام! ہاں اے شبان تیرہ! من تابندہ ام
کس ز رازِ جان من آگہ نیست بعقل شان راہ در بارہ ام نیست

مختصر یہ کہ مصیبت اور امتحان کے وقت آپکے پایہ استقلال کو جنبش نہ ہوتی تھی بلکہ عموماً ایسے نازک اوقات میں انکے چہرے پر بشاشت کھیلنے لگتی یہ حالت دیکھ کر انکے دوست اور اقربا حیران ہو جاتے اور ایک دوسرے کو کہتے "اس شخص کے اعصاب فولاد کے ہیں"۔ جب ہر طرف سے مصائب و آلام کی ہولناک گھٹائیں جھوم جھوم کر برس رہی ہوتیں اور ان کے ہمنواؤں میں ایک اضطراب اور بیقراری پیدا ہو جاتی یہ مرد خدا بھی آپنا آرام آسائش کو بھول جاتا اور اس کی تمام ذہنی طاقتیں باطل کا مقابلہ کرنے کیلئے مستعد ہو جاتیں۔ "خدا اپنے بندے کو ذلیل اور ضائع نہیں کرے گا" یقین اور ایمان سے لبریز الفاظ ہر فرد کی رگوں میں گرم گرم خون دوڑا دیتے قلوب فرط و انبساط سے جھومنے لگتے اور ہر ایک کو کامیابی کیطرف واضح کھلکھلاتی ہوئی معلوم دیتی ہمیشہ ان کے حسن عمل میں اتنی پختگی اور صداقت ہوتی کہ دنیا کے علاوہ بعض تحسین اور آفرین کے کلمات نکل جاتے۔

آپ ہمیشہ دلائل سے جنگ کرتے اور یہی آپکی شخصیت کی امتیازی خصوصیت ہے دلائل میں ایک جوش ہوتا بعض دفعہ تو یوں معلوم دینے لگتا ایک پہلوان ہے جس کی قوی روح ان دلائل کے پیچھے لڑ رہی ہے اور للکار کر ہر ایک انسان سے کہتی ہے اگر میں درست ہوں تو تجھے میری بات ماننا ہوگی یا ہو سکو میں یقین اور بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں میں صادق ہوں میری پشت پر مشیت ایزدی ہے اگر میری بات نہ مانوگے تو تباہ ہو جاؤ گے اور تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی۔ صداقت کی وجہ سے چہرہ تمتما اٹھتا اس کی ایک ایک رگ میں زندگی دوڑنے لگتی طرز بیان کا وثوق اور اعتماد قلوب کو مرغوب اور مسخر کرنے لگتا جسم کی ایک ایک حرکت اپنی شخصیت کو منظر شہود پر لانے کے لئے بیقرار نظر آتی ہے اگرچہ بارہا انہیں ان لوگوں کے سامنے بولنے کا اتفاق ہوا جو علم و فضل کے دیوتا تھے وہ ان تقریروں میں جب یہ دیوتا نام نہاد مسلمانوں کے لیڈر ہیں حضرت سے ملنے لگتے تو آپ کی نگاہیں حاضرین کے سروں سے گذر جاتی ہوئی تمام حاضرین مجلس سے خراج تحسین حاصل کرتیں مگر اس قلب حق آگاہ کو جنبش تک نہ ہوتی کیونکہ انہوں نے کبھی جادو بیانی کے لئے تقریریں نہیں بلکہ وہ ہمیشہ قوم کی بھلائی اور عقائد کی درستی کے لئے بولتے تھے۔ اس میں آپ کو کتنی فتح ہوئی اس کے بہترین گواہ مسلمانوں کے موجودہ عقائد ہیں۔

۲۲ــــ جناب محمد صادق صاحب سب انسپکٹر پولیس ملتان آج کل بعض مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے بھی تمام دوست دردِ دل سے دعا کریں۔

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح ۲۔ نومبر کو تین چار روز کے لئے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

ــــ ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو خطبہ جمعہ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جناب شیخ محمد نصیب صاحب کی صاحبزادی امت الرحمٰن کا نکاح چار ہزار روپیہ مہر پر قاضی عبدالرشید صاحب بی۔ اے۔ کے ساتھ پڑھا۔ ہم شیخ صاحب موصوف اور قاضی عبدالرشید صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے دین و دنیا میں مبارک فرمائے۔ آمین۔

ــــ جناب عبدالرحیم صاحب نائب تحصیلدار میاں چنوں کو خداوند کریم نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام انہوں نے خورشید محمد رکھا ہے۔ اور اس خوشی میں انجمن کو پانچ روپے عنایت فرمائے ہیں۔ (جزاک اللہ) دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز دے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

ــــ عزیز الرحمٰن صاحب وزیر آبادی کا محکمانہ امتحان ۲۔ نومبر کو ہوا ان کی کامیابی کے لئے تمام احباب دعا کریں۔

ــــ جناب محمد جان صاحب وزیر آبادی علالت کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔

ــــ جناب محمد امین امین وینٹرنری ہسپتال زیرہ کا صاحبزادہ علیل ہے۔

ــــ جناب خان غلام محمد صاحب (کشمیر) کئی روز سے بیمار ہیں۔

ان تمام اصحاب کے لئے دردِ دل سے دعائے صحت کی جائے۔

ــــ انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص اور قیمتی رکن جماعت سامانہ کے بیدار مغز ایثار پیشہ اور ہر دلعزیز صدر جناب خان محمد اکبر خاں صاحب رئیس موضع گڑھی ضلع کرنال بعارضہ ہیضہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو داخل سلسلہ ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا تھا لیکن آپ تبلیغ اسلام اور ترقی احمدیت کا خاص جوش رکھتے تھے آپکو حضرت امیر ایدہ اللہ کی ذات سے ممدوح کی خدمات اسلامی کی وجہ سے خاص محبت تھی۔ مرحوم کی وفات ایک عظیم قومی نقصان ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں اس صدمہ میں آپ کے خاندان اور احباب سے دلی ہمدردی ہے تمام جماعتیں جنازہ غائب پڑھیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ وزند ولد گلہ ذات دھرکان سکنہ گنالو تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے مقام شورکوٹ درخواست کیلئے یوم مورخہ $\frac{11}{36}$ ۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

(بورڈ کی مہر) مورخہ $\frac{1}{36}$ ۵

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ موہری ولد جیوا ذات موچی سکنہ نگمیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ $\frac{12}{36}$ ۳ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ $\frac{10}{36}$ ۵

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ غلام عباس شاہ ولد سید مبارک شاہ ذات سید سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ $\frac{12}{36}$ ۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

"معارف" کی حق ناشناسی

علمائے ندوہ علمائے سوء کے نقش قدم پر

ولا تکتموا الحق وانتم تعلمون

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

ندوی علماء کا مایوس کن طرز عمل

مجھے آج تک خیال تھا کہ ندوہ کی بنیاد میں علامہ شبلی مرحوم جیسے روشن خیال بزرگ کے ہاتھوں پڑی ہیں۔ کم سے کم اس ادارہ تعلیمی کے علماء ضرور روشن خیال اور وسیع القلب ہوں گے لیکن اکتوبر ۱۹۳۶ء کے رسالہ "معارف" نے جو سید سلیمان صاحب ندوی کی ادارت میں نکلتا ہے میری ان تمام توقعات پر پانی پھیر دیا۔ اس میں الیاس برنی کی کتاب "قادیانی مذہب" پر ریویو اس انداز سے شائع ہوا ہے جس نے یہ حقیقت طشت از بام کر دی کہ چودھویں صدی کے مولوی مولوی ہی ہیں خواہ وہ دیوبند کے ہوں یا بریلی کے۔ جمیعۃ العلماء کے ہوں یا ندوہ کے۔ نہ ان میں خدا کا خوف باقی رہ گیا ہے۔ نہ عدل و انصاف کا شائبہ باقی ہے۔ وہ بھول گئے کہ خدا نے فرمایا ہے۔ لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ کہ تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو کہ یہی تقویٰ سے نزدیک تر ہے۔ وہ بھول گئے کہ محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ وہ قاضی اپنا ٹھکانا جہنم میں بناتا ہے۔ جو یکطرفہ بیان سن کر فیصلہ دیتا ہے

یکطرفہ بیان پر "معارف" کا فیصلہ

"معارف" کا اس کتاب کی تعریف کرنا اور اس کے متعلق یہ لکھنا کہ خود مرزا صاحب اور خلفائے قادیانی مذہب کے اکابر کے قلم و زبان سے یعنی قادیانی اور ان کے مذہب کی تصویر کھینچ دی ہے کیا صاف ظاہر نہیں کرتا کہ ایڈیٹر "معارف" نے حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات کا کما حقہٗ مطالعہ نہیں کیا۔ ورنہ وہ ایسی فاش غلطی نہ کھاتے۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ یکطرفہ بیان پر فیصلہ ہے

برنی صاحب کی آمیزش حق و باطل اور قطع برید

اس بات پر ناز کرنا غلطی ہے کہ برنی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی ہی تحریروں کا حوالہ دیا ہے۔ وجہ یہ کہ اول تو انہوں نے ان کی عبارت کے حوالجات کے ساتھ غالیوں کے حوالجات کو ملا دیا ہے۔ دوم حضرت مرزا صاحب کی اصل عبارتوں میں سے جو حوالجات لئے ہیں۔ وہ اس طرح قطع و برید کر کے اور ان سے ایسے غلط عنوان قائم کئے ہیں جن سے پڑھنے والے کو سخت غلط فہمی واقع ہوتی ہے۔

پادریوں اور آریوں کی تقلید

وہ اسی قسم کی تصنیف ہے جس طرح پادریوں اور آریوں نے اسلام کے خلاف متعدد تصنیفات لکھی ہیں مثلاً امہات المومنین کلیات آریہ مسافر ستیارتھ پرکاش۔ ترک اسلام وغیرہ وغیرہ جن میں قرآن کی ہی آیات اور حدیثوں کی ہی روایات درج کر کے اسلام پر ایسے خطرناک حملے کئے ہیں کہ برنی صاحب کی کتاب ان کے آگے گرد ہو کر رہ جاتی ہے۔ کیونکہ برنی صاحب نے تو مرزا محمود احمد اور دیگر غالیوں کی عبارتیں ساتھ شامل کر کے درحقیقت حضرت مرزا صاحب پر سخت افترا پردازی سے کام لیا ہے۔ مگر برنی صاحب کے ہم مشرب دشمنان اسلام کی تصنیفات تو بقول ان کے خالص آیات اور روایات پر مبنی ہیں۔ مثلاً ان کے عنوان ہیں:- نعوذ باللہ

(۱) مسلمانوں کا خدا مخولیا اور ٹھٹول باز ہے۔ حوالہ آیت اللہ یستھزئ بھم

(۲) مسلمانوں کا خدا مکار ہے۔ حوالہ آیت واللہ خیر الماکرین

(۳) مسلمانوں کا خدا لوگوں کو گمراہ کیا کرتا ہے۔ حوالہ آیت یضل اللہ من یشاء

(۴) مسلمانوں کے خدا کی ننگی پنڈلی۔ حوالہ آیت۔ یوم یکشف عن ساق

(۵) مسلمانوں کے خدا کی بدکلامی۔ حوالہ آیت۔ وجعل منھم القردۃ والخنازیر

وغیرہ وغیرہ اس قسم کے سینکڑوں نہیں ہزاروں عنوان قائم ہو سکتے ہیں اور ایک ایک کے نیچے آیات اور احادیث کے حوالہ جات لکھے جا سکتے ہیں اور لکھے گئے ہیں اور ان کے اوپر ایک دشمن اسلام ٹھیک ایڈیٹر "معارف" کی طرح یوں ریویو کر سکتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں فلاں صاحب نے اسلام کے مذہب کا سارا لٹریچر کھنگال ڈالا ہے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بعض ضروری تشریحات اور حواشی کے علاوہ مصنف نے اپنی طرف سے خود کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ آیات قرآنی اور احادیث کے رو سے جو خدا کی زبان اور مفسرین و محدثین کی قلم سے نکلے ہیں۔ ان کے مذہب کی تصویر کھینچ دی ہے گویا مصنف نے "مسلمانوں" ہی کا بنایا ہوا آئینہ لا کر ان کے سامنے کھڑا کر دیا ہے جس میں ان کے تمام خط و خال صاف نظر آتے ہیں؟

ایڈیٹر صاحب "معارف" سے ایک سوال

ایڈیٹر صاحب "معارف" خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے ایمان سے اور عدل و انصاف سے کہیں کہ کیا الیاس برنی کی کتاب کا یہی رنگ نہیں اور اگر مذکورہ بالا حصہ ریویو جو آپ کے قلم سے نکلا ہے صحیح اصول پر مبنی ہے اور جس میں میں نے صرف "مرزا صاحب" اور "قادیانیت" کی جگہ "اسلام اور مسلمان" کے الفاظ رکھ دیئے ہیں تاکہ آپ کو آپکے ریویو کے آئینہ میں حقیقت نظر آجاوے ہے تو پھر ایک دشمن اسلام کا ریویو بھی صحیح ہونا چاہیئے۔ جو پادریوں اور آریوں کی کتب پڑھ کر اسلام کے متعلق وہ لکھ دے۔ اور آپ کی طرح پھر اسے بھی فخر کرنا چاہیئے کہ ان کتب نے مسلمانوں کے اپنے بنائے ہوئے آئینہ ہی کو ان کے سامنے لا کھڑا کر دیا ہے بیاد رکھئے۔ اگر برنی صاحب کی کتاب پر آپ کا ریویو صحیح ہے۔ تو پھر دشمنان اسلام کا ریویو بھی ان کتابوں پر جو اسلام کی تردید میں تصنیف ہوئی ہیں۔ صحیح ماننا پڑے گا۔ کیونکہ وہ کتب بھی آیات قرآنی اور احادیث کے حوالجات پر ہی مبنی ہونے کی مدعی ہیں۔ اور اگر ان کا اس قسم کا ریویو آپ صحیح ماننے کو تیار نہیں۔ کیونکہ آیات کا غلط مفہوم لیکر غلط عنوانات قائم کئے گئے ہیں تو پھر یہی معاملہ الیاس برنی نے کیا ہے۔ تقاضائے انصاف تو یہ تھا کہ پھر آپ کو بھی اس قسم کے ریویو سے اس وقت تک اجتناب کرنا چاہیئے تھا جب تک کہ آپ ان حوالجات کو اصل کتب میں ملاحظہ نہ فرما لیتے اور ان کے سیاق و سباق پر نظر نہ ڈال لیتے اور غلط عنوانوں کی اصل حقیقت کو نہ پا لیتے اور ادھر ادھر کے غالیوں کے حوالجات سے الگ ہو کر حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کے متعلق تحقیقات سے کام نہ لے لیتے۔

خدا کا خوف کرو

مولانا اپنے لئے ماپنے کا پیمانہ اور ہو اور غیروں کے لئے ماپنے کا پیمانہ اور ہو۔ ویل للمطففین کا قرآنی وعید آپ کو کیوں یاد نہ رہا۔ آخر مرنا ہے اور خدا کو جان دینی ہے یہ ہندوستان کا سیاسی میدان اور مولویوں کی قیادت اور علم کی مشیخت وکبر کے ڈنگل سب یہیں رہ جائیں گے اور خدا سے معاملہ پڑنا ہے۔ آپ نے تو برنی کی کتاب کے متعلق ہم پر یہ آیت چسپاں کی ہے کہ مال ھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا۔ مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کے سامنے یہی آیت آپ پر چسپاں ہو جائے اور آپ اس قسم کے فتووں اور ریویو کی ذمہ داری کے نیچے آکر مواخذہ میں نہ آجائیں۔ کیونکہ آپ نے تعصب اور کبر سے الگ ہو کر حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کو نہیں پڑھا اور محض برنی صاحب کی حوالہ بازی پر خوش ہو کر حق کے خلاف ایک بات قلم سے نکال دی اور آپ کو یہ آیت اس وقت یاد نہیں رہی کہ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا

کبر و تعصب کا مظاہرہ

اور اگر آپ نے اسی کا نام علم رکھا ہوا ہے جو آپ کو حضرت مرزا صاحب کے عقائد اور علم کلام کی نسبت ہے تو پھر پادریوں اور آریوں کا علم بھی اسلام کی نسبت مکمل ماننا پڑے گا۔ جس بات کو اپنے لئے جائز نہیں سمجھتے اسے دوسروں پر عائد کرتے ہوئے خوش ہونا عدل اور تقویٰ کا نشان نہیں بلکہ کبر اور تعصب کا مظاہرہ ہے۔

افسوسناک بے انصافی

میں نے کبر اور تعصب یونہی نہیں کہا۔ بلکہ اسی ریویو میں آپ نے اسے ثابت کر کے دکھا دیا ہے۔ کہیں آپ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ "مرزا غلام احمد اور ان کی امت"۔ حالانکہ ہم ہزار بار لکھ چکے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد کی امت نہیں ہم محمد رسول اللہ صلعم کی امت ہیں اور آپ کو اس کا علم ہے۔ لطف یہ ہے کہ جب سید سلیمان ندوی صاحب لاہور تشریف لائے تھے تو انہوں نے خود مجھ سے لاہور میں زبانی کہا۔ کہ ہم آپ کی تحریروں سے متفق ہیں۔ لیکن بایں ہمہ پھر ان کے رسالہ میں مرزا غلام احمد کی امت ہمیں قرار دیا جانا کہاں تک انصاف پر مبنی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مراد اس سے مرزا محمود احمد اور قادیانی جماعت ہے تو پھر ان کا فرض تھا کہ قادیانیوں سے ہمیں الگ رکھتے۔ صاف طور پر لکھتے کہ لاہوری جماعت ان لوگوں سے علیحدہ ہے۔ کیا حق پرستی کی یہ شان نہیں کہ علم دین کے وارث کہلانے والے صاف طور پر حق کا اظہار کریں اور کتمان حق کے کبھی بھی مرتکب نہ ہوں۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک دیا گیا۔ یہ کہاں کا تقویٰ اور انصاف ہے

"معارف" کی کوتاہ نظری

علاوہ ازیں ایڈیٹر "معارف" نے ایک ایسی صریح حقیقت پر پردہ ڈالنا چاہا ہے جسے پڑھ کر آج کل کے علماء پر سوائے اس کے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے اور کیا کہا جائے۔ فرماتے ہیں "بعض کوتاہ نظر تعلیم یافتہ تک قادیانی مذہب کو حقیقۃ [illegible]

ہیں اور کم از کم ان کے تبلیغی ڈھونگ سے متاثر نظر آتے ہیں۔" اس میں ایک تو قادیانی مذہب کو کوئی الگ مذہب قرار دیا ہے۔ حالانکہ سینکڑوں بار لکھا جا چکا ہے کہ ہمارا مذہب سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب نہیں۔ خود حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین ٭ دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں ٭ خاک راہ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پہ ہمیں ایمان ہے ٭ جان و دل اس راہ پر قربان ہے

پھر تعلیمیافتہ طبقہ کو تو جو حضرت مرزا صاحب کی تعلیم سے متاثر نظر آتا ہے ایڈیٹر صاحب معارف "کوتاہ نظر" فرماتے ہیں مگر ذرا اپنی کوتاہ نظری ملاحظہ ہو کہ احمدیت کی ساری تبلیغ و خدمت اسلام کا نام تبلیغی ڈھونگ رکھتے ہیں۔ اسے ایڈیٹر موصوف کی اپنی کوتاہ نظری نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ جو تعصب کی عینک لگا لینے سے پیدا ہو گئی ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بیس سالہ خدمات اسلامی

میں ہر ایک اہل خرد و انصاف سے اپیل کرتا ہوں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بیس سال کے عرصہ میں جو کام کیا ہے اس پر ایک مختصر سی نظر ڈالئے۔ دیکھا ایڈیٹر معارف کے اس "تبلیغی ڈھونگ" کے فتوے پر لگاؤ دوڑائیے اور انصاف سے کہیئے کہ اس کتمان حق کی وجہ سوائے حسد اور تعصب کے اور کیا ہو سکتی ہے؟

۱۔ ووکنگ مشن کی خدمات دینیہ کسی سے مخفی نہیں اس کے بانی خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ایک مشہور احمدی تھے۔ ۱۹۳۰ء تک یہ مشن اسی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی زیر نگرانی کام کرتا رہا۔ اب ایک علیحدہ ٹرسٹ کی صورت میں ہے اس کا ایک انگریزی رسالہ "اسلامک ریویو" بھی نکلتا ہے

۲۔ برلن مشن۔ برلن دارالخلافہ جرمنی میں ایک مشن ہے وہاں سے جرمنی زبان میں ایک رسالہ بھی نکلتا ہے۔ نیز وہاں ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے خرچ سے ایک عظیم الشان مسجد بنوائی ہے۔

۳۔ دی آنا مشن۔ آسٹریا کے دارالخلافہ دی آنا میں مشن قائم ہوا ہے۔

۴ و ۵۔ دو نئے مشن ایک ہالینڈ میں اور ایک اسپین میں کھولنے کے لئے انتظام ہو رہا ہے۔

۶۔ ایک مشن جاوا سماٹرا میں عیسائیت کے مقابلہ میں قائم کیا جہاں پچاس ہزار فرزندان توحید تثلیث کے پرستار بن چکے تھے اور عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رو کو روکا۔

۷۔ جزائر فیجی میں مشن قائم کر کے آریہ سماج اور عیسائیت کے زور کو روکا اور ان میں اسلام کے متعلق صحیح معتقدات کا رواج دیا۔

۸۔ جزائر غرب الہند امریکہ میں سے ٹرینیڈاڈ میں ایک مشن قائم کیا اور عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رو کو روکا اور پھر وہیں کے ایک طالبعلم کو یہاں کئی سال تک تعلیم دے کر وہاں تبلیغ کے لئے بھیجا۔ جو آپ وہاں کام کر رہا ہے

۹۔ قرآن کریم کا ترجمہ تین یورپ کی زبانوں میں کیا جن میں سے انگریزی اور ڈچ شائع ہو چکے ہیں اور جرمن ترجمہ طبع کے لئے تیار ہے۔

۱۰۔ سات ہزار سے اوپر جلدیں قرآن کریم کے ترجمہ انگریزی کی اور اسی قدر سیرت نبوی کے انگریزی ترجمہ کی یورپ اور امریکہ اور ہندوستان کی مختلف لائبریریوں میں مفت پہنچائیں۔ اور صدہا لوگوں کو مفت تقسیم کیں اور ہر ایک طالب حق کو مفت پہنچانے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔

۱۱۔ یورپ کی بارہ زبانوں سے زیادہ زبانوں میں اسلامی لٹریچر کے ترجمے کر کے انہیں یورپ کے مختلف ممالک میں مفت پھیلایا۔ دنیا کی پچیس سے زیادہ زبانوں میں اسلامی لٹریچر کے ترجمے ہو چکے ہیں۔

۱۲۔ انگریزی و اردو و جرمن اور ڈچ مختلف زبانوں میں اخبارن کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا کام جاری ہے۔

۱۳۔ خط و کتابت اور لٹریچر کے ذریعہ دنیا کے قریباً تمام ممالک میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری ہے

۱۴۔ البانیا (یورپ) میں تبلیغ کے لئے تین البانوی طالبعلم یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۱۵۔ اس تبلیغی کام کے علاوہ مساکین و یتامیٰ کی امداد پر ایک بڑی بھاری رقم خرچ ہوتی ہے۔

۱۶۔ دو ہائی اسکول جاری ہیں۔

۱۷۔ اس کے علاوہ مبلغین کو علم دین سکھا کر اور مختلف مذاہب سے مقابلہ کی تعلیم دے کر تبلیغ کے لئے تیار کیا جاتا ہے

۱۸۔ بیش بہا اسلامی لٹریچر تصنیف کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ریلیجن آف اسلام جیسی معرکۃ الآرا تصنیف حضرت مولانا محمد علی صاحب کے قلم سے انگریزی زبان میں نکلی ہے۔ جس میں مذہب اسلام کے متعلق ہر ایک پہلو سے سیر کن بحث کی گئی ہے اور جس نے ہر ایک دوست دشمن کے منہ سے یہ کہلوا دیا ہے کہ آج تک انگریزی زبان میں اس تحقیق اور شرح و بسط کے ساتھ اسلام کے متعلق کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی علامہ ڈاکٹر اقبال باوجود اپنی تمام مخالفتوں کے یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ یہ کتاب ہر ایک شخص کے لئے جو اسلام کے متعلق تحقیق کرنا چاہتا ہے۔ نہایت ضروری ہے۔ مارماڈیوک پکتھال مرحوم اپنے مرنے سے قبل رسالہ "اسلامک کلچر" بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں اسی کتاب کی بیحد تعریف کر گئے۔ کہ ایسی پر از معلومات کتاب کی اس زمانہ میں بیحد ضرورت تھی۔ جبکہ بہت سے اسلامی ممالک میں تجدید و اصلاح کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور مسلمان اپنے ناقص علم کی وجہ سے بہت سی غلطیوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ پھر لکھ گئے ہیں کہ اس کتاب کا مصنف تمام زندہ و موجود لوگوں میں سب سے بڑھ کر اور سب سے زیادہ لمبی اور بیش قیمت اسلام کی مجددانہ خدمت کرنے والا ہے۔

۱۹۔ ہندوستان میں متعدد مقامات پر تبلیغ کے لئے مشن قائم کئے۔ جن کے ذریعہ کئی ہزار اچھوت داخل اسلام ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ یہ سب واقعات ہیں جن کا کوئی اہل بصیرت انکار نہیں کر سکتا۔

واقعات کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے

واقعات کی طرف سے آنکھیں بند کر لینے کی وجہ یا تو حسد و تعصب ہے یا پھر علم و فضل کی مشیخیت و کبر اجازت نہیں دیتا کہ واقعات کا مطالعہ کریں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ان واقعات کی موجودگی میں تبلیغی ڈھونگ کا فتویٰ دیا جائے۔

مغرب میں تبلیغی مساعی کے شاندار نتائج

یورپین مشنوں کے ذریعہ سینکڑوں یورپین داخل اسلام ہو چکے اور کم سے کم ان یورپین ممالک میں اسلام کے متعلق نقطۂ خیال کو ان مشنوں اور لٹریچر نے بکلی بدل دیا ہے۔ یہاں تک کہ برنارڈشا جیسے دہریہ منش پکار اٹھے۔ کہ ایک صدی کے اندر یورپ کا غالب مذہب اسلام ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہی محمد رسول اللہ صلعم جن کی مکروہ ترین تصویر یورپ میں پادریوں نے کھینچی ہوئی تھی۔ اب اہل علم و فہم لوگوں کو جن میں برنارڈشا جیسے مشہور لٹریری آدمی بھی شامل ہیں اعتراف کرنا پڑا کہ آج کل کی مشکلات کا حل محمد عربی (صلعم) کی ڈکٹیٹرشپ میں ہے

علماء کی افسوسناک غفلت اور خانہ جنگی

ہندوستان میں جہاں کہیں شدھی کا زور ہوا ہمارے آدمی پہنچے۔ اگرچہ بعض جگہ روپے کی کمی اور آدمیوں کی قلت سے جتنا چاہیئے کام نہیں ہو سکا۔ مگر جہاں تک مقدور میں تھا احمدی ہی تھے جنہوں نے اس بلا کے لئے سینہ سپر کیا۔ علماء کیا کرتے رہے سوتے رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں ملکانے آریوں نے شدھ کر لئے مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ جو علماء وہاں گئے بھی وہ ریل کے کناروں تک رہے اور وہاں بھی احمدی غیر احمدی اور اس قسم کے فرقہ وارانہ جھگڑے کھڑے کر کے آپس میں لڑتے رہے اور اپنی تفرقہ بازی کا شرمناک مظاہرہ کرتے رہے اور دشمن اپنا کام کرتا رہا۔

علماء خدمت اسلام کی سعادت سے محروم ہیں

آج آٹھ کروڑ اچھوت اسلام کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ آریہ سکھ، عیسائی ہر قوم ان کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ مگر مسلمان علماء اسی خواب خرگوش میں پڑے سو رہے ہیں۔ انہیں ایک دوسرے کی تکفیر بازی سے فرصت ہی نہیں۔ یا یوں سمجھو کہ انہیں خدا نے توفیق ہی نہیں دی کہ دین کی خدمت کر سکیں۔ اس میں اعظم گڑھ ہو یا دیوبند انجمن تبلیغ انبالہ ہو یا کوئی اور ادارہ یا انجمن ہو۔ باتیں بہت۔ اخباروں میں پروپاگنڈا بہت مگر اصل کام کوئی نہیں۔ خود یو۔ پی میں اچھوت موجود۔ لکھنؤ میں اچھوت کانفرنس ہوتی ہے۔ مگر اس کے بعد علماء کیا کام کر رہے ہیں۔ سو رہے ہیں آپس میں لڑ رہے ہیں مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہیں۔ مگر ان اچھوتوں کو مسلمان بنانے والا کوئی نہیں۔ خود تو اس خدمت کی توفیق نہیں۔ اگر احمدی کریں تو مخالفت کو تیار۔ مخالفت نہ کریں گے تو ایڈیٹر "معارف" کی طرح بدنام کریں گے کہ یہ سب تبلیغی ڈھونگ ہے۔ آخر اس کتمان حق کے کیا معنے؟ واقعات سے انکار کی کیا وجہ؟

تعصب، حسد اور کتمان حق کے افسوسناک مظاہرے

خالد لطیف گابا کو ڈرا دکھو رہے میں زیادہ تر ہمارا ہاتھ تھا ان کے ساتھ مولانا محمد یعقوب خاں ایڈیٹر لائٹ اور مولانا عبدالحق ودیارتھی ہماری جماعت کے دو ممتاز ممبران برابر ساتھ رہے جن کی قابلیت کا سکہ مسلم ہے مگر کسی غیر از جماعت اخبار نے ہماری انجمن اور ہمارے آدمیوں کا نام تک نہیں لیا۔ گویا حسد و تعصب اس بات کا اعتراف کرنے سے بھی مانع ہے یا یہ بات ہے کہ لوگوں سے ڈرتے ہیں۔ اس وقت دکن میں اچھوتوں میں کام کرنے والے مسٹر بشیر احمد اور ان کی اہلیہ نومسلم انگریز خاتون ہماری انجمن کے ممبر ہیں۔ اخباروں میں ان کی تبلیغ و مساعی کی دھوم ہے۔ مگر کیا مجال جو کوئی یہ لکھے کہ یہ ہمارے لاہوری جماعت کے ممبر ہیں۔ کہیئے تو یہ کہیں گے کہ یہ ڈاکٹر سیف الدین کچلو کے رشتہ دار ہیں۔ پس جب تعصب اور حسد اور کتمان حق کا یہ حال ہو تو ایڈیٹر صاحب "معارف" کیوں اس سے مستثنےٰ رہتے۔ وہ بھی اسی رو میں بہ گئے۔ بات یہ ہے کہ ان سے خدا کا خوف اور تقویٰ و انصاف اٹھ گیا۔ یورپ کے غیر مسلم محققین نے احمدیوں کی خدمات اسلامی کا اعتراف صاف لفظوں میں کر لیا۔ انہیں یہ امور نظر آ گئے کہ احمدیت ہی ایک جماعت ہے جو خدمت اسلام کر رہی ہے۔ مگر مسلمان علماء کی آنکھیں بند ہیں۔ ان کی آنکھوں پر تعصب و حسد اور کبر و مشیخت کی پٹیاں بندھی ہیں جن کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ یہی کہے چلے جا رہے ہیں کہ یہ سب تبلیغی ڈھونگ ہے مگر حق یہ ہے کہ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

احمدیت کے متعلق محققین یورپ کی چند آرا

میں محققین یورپ کی تازہ تصنیفات میں سے چند حوالجات احمدیت کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ یہ محققین یورپ وہی دشمنان اسلام ہیں جن کے مقابلہ کے لئے ہماری جماعت کھڑی ہے وہی دشمن جو توحید کو مٹا کر تثلیث قائم کرنے کے لئے دنیا میں نکلے ہوئے ہیں اور جن کے گھر میں ہم نے جا کر اللہ اکبر کی آواز بلند کی اور سینکڑوں عظیم الشان انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام بنایا۔ وہی ہماری قوت اور تبلیغی خدمت اسلام کا ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں۔

۱۔ "تحریک احمدیت حقیقتاً ایک اشاعت اسلام کی سوسائٹی بنی ہے۔ اگرچہ پرانے خیالات کے علما اب تک اسے شک کی نظروں سے دیکھتے ہیں"۔ (وہیدا اسلام صفحہ ۳۵۳)

۲۔ مسلمانوں میں فرقہ داری کی روح جو عام طور پر سرایت کرگئی ہے اس میں ایک دلچسپ استثناء احمدی ہیں۔ وہ صرف مذہبی اشاعت پر سارا زور صرف کرتے ہیں اور سیاسیات سے الگ رہتے ہیں (یہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تصویر ہے ناقل)۔۔۔ موجودہ اسلام میں یہ ایک قابل ذکر گروہ ہے جس کے مقاصد محض تبلیغی ہیں۔۔۔ ان کی توجہ زیادہ تر اس بات کی اشاعت میں مرکوز ہے کہ اسلام ہی صرف ایک مذہب ہے جو عقل اور فطرت کے مطابق ہے۔ یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرنے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں"۔

(مسلم ورلڈ جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۰ پادری کریمر)

۳۔ اس کو اس کے ماحول سے الگ کرکے دیکھا جائے تو یہ تحریک صرف ایک زیادہ وسیع الخیال اسلام کے رنگ میں نظر آتی ہے اس خصوصیت کے ساتھ کہ اس میں اشاعت کی روح صاف دکھائی دیتی ہے"۔ (اسلام ایٹ دی کراس روڈ صفحہ ۱۰۸)

(ایک یورپین محقق کو اشاعت اسلام کی روح صاف دکھائی دیتی ہے مگر ایڈیٹر معارف کو تبلیغی ڈھونگ نظر آتا ہے وان بعض الظن اثم)

۴۔ احمدیہ فرقہ کی تاریخ اس سے بالکل مختلف ہے۔ یہ فرقہ پنجاب میں پیدا ہوا۔ اور ایک حد تک وہاں کے عیسائی پادریوں کی کاروائیوں کا ردعمل ہے۔۔۔ اسلام میں یہ صرف ایک ہی فرقہ ہے جس نے اسلام کو انگلستان میں پھیلانے کی کوشش کی ہے اس لئے اس لحاظ سے یہ فرقہ خاص طور پر دلچسپ ہے (اسلام ایٹ دی کراس روڈ صفحہ ۹۹-۱۰۰)

۵۔ اس وقت احمدی جماعت دنیا میں سب سے زیادہ اشاعت اسلام کرنے والی قوم ہے"۔ (انڈین اسلام صفحہ ۲۱۷)

۶۔ "احمدیت اس بات کا فیصلہ کرچکی ہے کہ پیغمبر اسلام کے کیرکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک ثابت کرے"۔

(انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹/۱۱۰)

۷۔ "اس کے پیرو تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے عیسائی عقائد کے مقابلہ سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوتے"۔ (وہیدا اسلام صفحہ ۸۵)

۸۔ "یہاں سے شاید مشرقی لوگوں میں ایک نئی طاقت پیدا ہوسکتی ہے جو اسلام کے موجودہ تنزل کو روک دے بلکہ اس کو ترقی کی صورت میں بدل دے"۔ (وہیدا اسلام صفحہ ۳۰۹)

۹۔ "ان میں ایسا اخلاص، اور جوش اور ایثار پایا جاتا ہے۔ جو سچائی کے ساتھ قابل تعریف ہے۔ باوجودیکہ وہ دق کرنے والے اور سخت جارحانہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں"۔

(پادری کریمر رسالہ مسلم ورلڈ جلد ۲۱)

۱۰۔ "اس قسم کی تحریکات جیسے احمدیت ہے۔ اپنی مضبوط اخلاقی طاقتوں اور گہرے مذہبی خیالات کے ساتھ ایک خاص اثر ان حدود سے آگے نکل کر ڈال رہی ہے۔ جو اب تک اسلام کی حدود سمجھی جاتی تھیں"۔ (وہیدا اسلام صفحہ ۳۰۹)

۱۱۔ "اسے اس بات کا یقین ہے کہ یہ مغربی اقوام کو اپیل کرسکتی ہے ایسی اپیل جو ایک حد تک کامیاب ہوچکی ہے۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ کامیابی کوئی بڑی نہیں تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خود ہندوستان میں بھی جہاں اب مسلمان قوم اس کثرت سے ہے کہ دوسرے کسی ملک میں نہیں۔ اشاعت اسلام کی ابتدا نہایت آہستہ ہوئی تھی"۔ (اسلام ایٹ دی کراس روڈ صفحہ ۱۰۸)

۱۲۔ "احمدیت دو حصوں پر منقسم ہوگئی ہے۔۔۔ لاہور کی جماعت جو زیادہ کام کرنیوالی ہے اس نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ دیکھنا چاہیئے کہ مغربی دنیا میں اسلام پیش کرنے میں کہاں تک کامیابی ہو سکتی ہے۔۔۔ ترجمہ قرآن انگریزی کی ایڈیشن جو ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی ایک نئی روشنی کے آدمی کی تصنیف ہے جو اب تک ایک خاصہ متعصب مسلمان ہے۔۔۔ اس احمدیہ ترجمہ کا پہلا کام یہ ہے کہ محل اعتراض مقامات کو صاف کیا جائے۔۔۔ دوسرا کام یہ ہے کہ مترجم نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے بڑا زور لگایا ہے کہ اسلام ایک بہت بلند مذہب ہے۔ تیسرے وہ مسیح کے مذہب کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے (انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹)

۱۳۔ لاہور کی جماعت جو اصل قوم سے الگ ہوگئی ہے وہ اس وجہ پر کہ وہ بانی سلسلہ کو محض مجدد تسلیم کرتے ہیں نہ کہ نبی۔ وہ اسلامی رائے عامہ کو زیادہ پسند ہیں۔۔۔ ان کا اثر اس سے بہت زیادہ وسیع ہے جو ان کی تعداد سے قیاس ہو سکتا ہے۔ ان کے اسلام کے دفاع اور اس کی حفاظت کو بہت سے تعلیمیافتہ مسلمان قبول کرتے ہیں کہ یہ ایک صورت ہے جس میں وہ عملی رنگ میں اسلام کے وفادار رہ سکتے ہیں"۔

(مسلم ورلڈ جلد ۲۱)

مولویوں کی بے بصری

اللہ اللہ ایک غیر مسلم یورپین کو تو قادیانی اور لاہوری احمدیوں کی تفریق نظر آتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ لاہوری حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں اور قادیانی لوگ نبی مانتے ہیں اور یہی وجہ لاہوریوں کی علیحدگی کی وہ قرار دیتے ہیں۔ مگر ایڈیٹر صاحب "معارف" یہ سب کچھ جانتے بوجھتے جب ریویو لکھنے بیٹھتے ہیں تو دونو فریق میں امتیاز نہیں کرتے۔ مولوی کفایت اللہ صاحب کفر کا فتویٰ دینے بیٹھتے ہیں۔ تو اس امتیاز کو دانستہ نظر انداز کر جاتے ہیں۔ آخر ان مولویوں کو موت کیوں یاد نہیں۔ خدا کے سامنے کھڑے ہونے اور جوابدہی کرنے کا خوف کیوں نہیں۔ کیا ایمان دلوں سے نکل کر ثریا پر چلا گیا۔ لاہوری احمدی جماعت کی خدمات دینیہ کا اعتراف غیر مسلم مصنفین کر رہے ہیں۔ مگر ان مولویوں کو کیوں نظر نہیں آتیں!

مسلم اکابر کی چند آراء

خود مسلم اہل نظر صاحبان کو اس انجمن کی خدمت کا اعتراف ہے جن میں سے چند مختصراً عرض کرتا ہوں:۔

(۱) ازجناب اعلیحضرت ہز ہائینس نواب صاحب مانگرول

"آپ کی انجمن نے جو اسلامی تبلیغی خدمات انگلینڈ و جرمنی وغیرہ ممالک میں انجام دی ہیں اور دیتی رہی ہے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ ان کے نتائج محتاج بیان و تعریف نہیں میرے خیال سے ایک خاص صفت تو صرف آپ ہی کی انجمن کے ممبروں کے لئے قدرت نے عطا فرمائی ہے کہ آپ کی انجمن کے جو افراد ہیں وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ایسے مستعد و مستقل ہوتے ہیں کہ شاید یہ بات ہند کی کسی دوسری انجمن کے افراد کو کم حاصل ہو گی بہرحال میری رائے تو یہ ہے کہ تبلیغ و اشاعت کی خدمات کو آپ کی انجمن جس تن دہی محنت اور جانفشانی اور عمدہ طریق پر انجام دے رہی ہے وہ ہر مسلمان کیلئے باعث شکر و مبارکباد ہیں"۔

(۲) ازجناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر اخبار "صدق لکھنؤ"

"ولادت مسیح۔ وفات مسیح۔ ظہور مسیح موعود وغیرہ مسائل میں ہمارا آپ کا جو اختلاف ہے وہ واضح اور ظاہر ہے لیکن جو عام خدمات اسلامی آپ کی جماعت ہمت و سرگرمی جوش و انہماک کیسا تھ سرانجام دے رہی ہے ان کی داد نہ دینا ظلم ہے اور داد کیا معنے مجھے تو بارہا رشک آچکا ہے"۔۔۔

(۳) ازجناب مولانا عبدالمجید صاحب سالک ایڈیٹر روزنامہ انقلاب لاہور

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ممالک غیر میں بیس۔ اکیس سال سے اسلام کے حقائق نیرہ کی اشاعت کے لئے جو عظیم الشان کام جاری کر رکھا ہے۔ اس کے نتائج نہایت حوصلہ افزا ہیں۔ لیکن میرے نزدیک اس انجمن کی کامیابیوں کا اندازہ اس امر سے نہ کرنا چاہیئے کہ اس کے قائم کردہ مراکز نے آج تک کتنے غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام بنایا ہے۔ بلکہ اس انجمن کی سب سے زیادہ جلیل القدر خدمت یہ ہے کہ اس کے وجود اور اس کی سرگرمیوں نے یورپ اور امریکہ کے مصنفین و مدیران جرائد کی ان شرمناک غلط بیانیوں کا سدباب کردیا ہے جو وہ آئے دن اسلام اور شارع اسلام کے خلاف کیا کرتے تھے۔ اس انجمن کے مرکزوں کے قیام سے پہلے اسلام کے خلاف لٹریچر کی اشاعت بہت زوروں پر تھی لیکن اب یہ حالت ہے کہ اگر بلاد مغرب کے کسی گوشہ سے کوئی بدبخت انسان اسلام اور اس کے شارع علیہ السلام کے خلاف ایک فقرہ بھی شائع کرتا ہے تو اس انجمن کے سرگرم مبلغین اس کی تردید اور آئندہ کے لئے ایسے حملوں کے سدباب کے لئے اپنی پوری قوتیں صرف کردیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مذہب مقدس اسلام کی ساکھ روز بروز بڑھ رہی ہے میرے نزدیک یہی ایک خدمت ایسی عظیم الشان ہے جس کی بنا پر مسلمانوں کو اس انجمن کی امداد میں پورا حصہ لینا چاہیئے"۔

یہ چند آراء مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔ ورنہ ہمارے پاس ایسی آراء بہت سی ہیں اور بہت معقول اور فہمیدہ لوگوں کی ہیں جن سب کو نقل کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ اب ایڈیٹر "معارف" کو نظر نہ آویں تو مجبوری ہے۔

علماء کے مشاغل پر مولانا شبلی مرحوم کا تبصرہ

یورپ میں جب انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا اور اسلام کے متعلق وہاں کے لوگوں کے نقطہ نظر میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا۔ تو حضرت مولانا شبلی مرحوم نے ایک نظم لکھی جس میں اشاعت اسلام کے کام اور علمائے اسلام کے کام پر ایک لطیف تبصرہ ہے جو ناظرین کی عبرت کیلئے نقل کیا جاتا ہے۔

ایک مولوی صاحب سے کہا میں نے کہ کیا آپ
کچھ حالت یورپ سے خبردار نہیں ہیں
آمادۂ اسلام ہیں لندن میں ہزاروں
ہر چند ابھی مائل اظہار نہیں ہیں

جو نام سے اسلام کے ہو جاتے تھے برہم
ان میں بھی تعصب کے اب آثار نہیں ہیں
افسوس مگر یہ ہے کہ داغ نہیں بیدا
یا ہیں تو بقول آپ کے دیندار نہیں ہیں
کیا آپ کے زمرہ میں کسی کو نہیں یہ درد
کیا آپ بھی اس کے لئے تیار نہیں ہیں
جھنجلا کے کہا یہ کہ یہ کیا سوء ادب ہے
کہتے ہو وہ باتیں جو سزاوار نہیں ہیں
کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بے کار نہیں ہیں

حضرت مرزا صاحب کا علماء مکفرین سے خطاب

الیاس برنی صاحب اسی قسم کی خدمت کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر کا سامان اکٹھا کیا ہے اور اس پر ایڈیٹر "معارف" نے اپنی بھی مہر تصدیق ثبت کر دی کہ نہایت مفید اور قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کے اپنے چند اشعار درج کر کے ختم کرتا ہوں۔ وہ اسی قسم کے علماء کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ اگر انسان کو شرم ہو اور خدا کا خوف ہو تو اس کے لئے کافی ہیں۔

اے کہ تکفیر مسلماناں کنی از بخل و کیں
شرمت آید از خدائے عادل و ذی اختیار
سہل باشد از زبانِ خویش تکفیر کسے
مشکل افتد آں زماں چوں پرسد از وے کردگار
کلمہ گویاں را چرا کافر نہی نام اے اخی
گر تو داری خوفِ حق رو بیخ کفر خود برآر
گر کنی تکفیر قوم خود چہ کارے کردۂ
تو اگر مرد ی بجو دے را باسلام اندر آر
چند بر تکفیر نازی چند استہزا کنی
تو بہ ایماں خورد ما را بہ کفر ما گذار
نے ز فرد و سم حکایت کن نہ از آلام نار
کز غم دینِ محمد سے زیم شود دیدہ دار
اندر آں وقتیکہ یاد آید ہمیں دیں مرا
بس فراموشم شود ہر عیش و رنج ہر دو ہار

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ داود ولد حامد ذات کمہار سکنہ سدہو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۹-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور جھنگ کے جملہ قرض خواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۵-۱۱-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مضامین نگار اور نامہ نگار حضرات

حتی الامکان مختصر مضامین اور مراسلتیں ارسال فرمایا کریں۔

(مدیر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد گاہنہ ذات سلوتری سکنہ چک نمبر ۱۲۷ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۲-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۷-۱۱-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ قلندر شاہ ولد شیر شاہ ذات سید سکنہ ... تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۷-۱۱-۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) تاریخ ۵-۱۱-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطعۃ جرید حتی وقف علی مسیلمۃ فی اصحابہ فقال لو سالتنی ھذہ القطعۃ ما اعطتکھا۔

ترجمہ:۔ "ابن عباس سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آیا اور کہنے لگا اگر محمد صلعم نے اپنے بعد حکومت میرے لئے مقرر کر دی تو میں ان کا پیرو رہوں گا اور وہ اپنی قوم کے بہت سے آدمیوں کو ساتھ لے کر مدینہ آیا تھا۔ رسول اللہ صلعم اس کے پاس گئے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس تھے۔ رسول اللہ صلعم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی آپ مسیلمہ کے پاس جو اپنے گروہ میں تھا۔ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اگر تو مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں گا۔"

یہ حدیث انہی الفاظ میں بخاری کتاب المناقب میں اور پھر کتاب المغازی میں مذکور ہے۔

اپنے بلند مقام اور عظیم الشان فرض کا احساس کرو

افسوس علماء اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اور جھوٹ بول کر کر رہے ہیں۔ ان کو دین کی کوئی غیرت نہیں اس کی حفاظت کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں اس زمانہ میں سوائے تمہاری جماعت کے اسلام کی عزت کا اور کوئی محافظ نہیں تمہیں اپنے اس عظیم الشان فرض کا پورا احساس ہونا چاہیئے۔ تم اپنے مقام کو سمجھو۔ میں نے اپنی اس انگریزی کتاب "ریلجن آف اسلام" میں بھی قتل مرتد کے مسئلہ پر نہایت تفصیل سے لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام میں قتل مرتد کا کوئی حکم نہیں۔ دین میں مطلق جبر نہیں۔ اسلام آزادی کا مذہب ہے وہ کسی پر جبر نہیں کرتا۔

مسلم ممبران اسمبلی کی افسوسناک بےحسی

دوسرا واقعہ جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسمبلی کے گزشتہ اجلاس میں "آریہ بواہ بل" پر بحث ہو رہی تھی کہ سوال پیش ہوا آریہ سماجی کی تعریف کیا کی جائے اس پر کہا گیا۔ چونکہ ہندو کی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی۔ آریہ سماجی ہندوؤں ہی کا ایک حصہ ہیں اس لئے آریہ سماجی کی بھی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی۔ ایک انگریز ممبر نے کہا کہ ہماری قانونی کتابوں میں "مسلم" کی بھی کوئی تعریف موجود نہیں اس پر سر یعقوب بولے کہ مسلمان کی تعریف تو ہر کوئی جانتا ہے۔

لا ممبر کی عبرتناک چوٹ

سر یعقوب کے ان الفاظ پر لا ممبر این این سرکار نے جو ایک بنگالی ہندو ہیں ایک نہایت عبرت انگیز چوٹ کی انہوں نے کہا کہ "ہر ایک جانتا ہے مسلمان کون ہے اسی لئے پنجاب کے اخبارات کے صفحوں کے صفحے ان بحثوں پر خرچ ہو رہے ہیں کہ فلاں مسلمان نہیں" یقیناً یہ ایک زبردست چوٹ تھی لیکن تمام مسلمان ممبر خاموش رہے اور کسی نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

چودھری سر ظفر اللہ کی خاموشی

وہ چودھری سر ظفر اللہ خاں بھی جو وائسرائے کی انتظامیہ کونسل میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے نمائندہ ہیں خاموش رہے حالانکہ وہ مدراس ہائی کورٹ میں ایک احمدی کے مقدمہ کی پیروی کرتے ہوئے یہ کہہ چکے ہیں کہ ہر ایک کلمہ گو مسلمان ہے۔ مگر افسوس اسمبلی کے ہال میں وہ بھی خاموش رہے۔ مگر سچ ہے وہ یہ کس طرح کہتے کیونکہ قادیان کا مذہب اس کے خلاف ہے اور اس کے رو سے چالیس کروڑ کلمہ گو سب کے سب کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

کلمہ گو کو کافر کہنے والے ظالم ہیں

میں کسی کی تکفیر کرنا جائز نہیں سمجھتا لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی خوب یاد رکھیئے کہ اسلام کی عزت بہت اور سب سے زیادہ بلند ہے۔ اس کی حفاظت کی خاطر کسی کی پرواہ بھی نہ کرنی چاہیئے چاہے وہ کوئی ہو۔ وہ کس قدر ظالم لوگ ہیں خواہ وہ قادیانی ہوں یا دوسرے جو کلمہ گو کو کافر کہتے ہیں۔ ہم ان کے سامنے قرآن و حدیث کے احکامات پیش کرتے ہیں قرآن میں صاف حکم ہے لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اسے تم کافر نہیں کہہ سکتے) صاف حدیث نبوی موجود ہے مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِىْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِىْ ذِمَّتِهٖ۔

(جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے یہی مسلم ہے جس کے لئے اللہ کا عہد اور فرمان ہے خبردار اللہ کے عہد اور فرمان کو نہ توڑنا اور غداری نہ کرنا) پھر عہد نبوی کے متعدد واقعات ہیں جن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کلمہ گو کی تکفیر ہرگز جائز نہیں اور یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

عہد نبوی کے تین سبق آموز واقعات

میں عہد نبوی کے تین واقعات اس وقت اختصار سے بیان کرتا ہوں۔ کسی گزشتہ موقع پر ان کو مفصل بیان کیا جا چکا ہے۔

پہلا واقعہ

پہلا واقعہ اسامہ بن زیدؓ کا ہے۔ ان سے نبی کریم صلعم کو بے حد محبت تھی چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اسامہ بن زیدؓ کی نسبت کچھ کہا تو حضرت عمرؓ نے جواب میں فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلعم کو اسامہ کا باپ (زید) تیرے باپ سے زیادہ پیارا تھا اور تیری نسبت اسامہ زیادہ پیارا تھا۔ ایک مرتبہ جنگ میں یہی اسامہ کسی شخص کو قتل کرنے لگے تو اس نے فوراً کلمہ پڑھ لیا لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ جب اس واقعہ کی حضرت نبی کریمؐ کو اطلاع ہوئی تو حضورؐ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہاں تک کہ اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے آرزو کی کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا تاکہ قبول اسلام کے بعد ایک کلمہ گو کا قتل مجھ سے سرزد نہ ہوتا۔

دوسرا واقعہ

دوسرا واقعہ حضرت خالد بن ولید کا ہے۔ ایک قوم بنی جذیمہ سے جنگ تھی۔ حضرت خالدؓ اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو فریق مخالف نے صبانا صبانا پکارنا شروع کر دیا۔ صابی ایک دین سے نکل کر دوسرا دین قبول کرنے والوں کو کہتے ہیں۔ کفار مکہ بھی مسلمانوں کو صابی کہا کرتے تھے۔ اس وقت فریق مخالف کے صبانا صبانا پکارنے کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے لڑائی جاری رکھی اور فریق مخالف کے آدمی قتل کئے۔ اس وقت عبداللہ بن عمرؓ اور دیگر مہاجرین و انصار نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے سے انکار کر دیا۔ جب نبی کریمؐ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپؐ نے بڑے رنج اور خفگی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ یعنی اے خدا خالد نے جو کچھ کیا میں اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلم کہے اسے کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

تیسرا واقعہ

تیسرا واقعہ بھی انہی حضرت خالد بن ولید کا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت نبی کریمؐ کے پاس یمن سے کچھ سونا آیا۔ آپ نے تالیف قلوب کی غرض سے نجد کے چار سرداروں میں تقسیم کر دیا۔ کیونکہ بیت المال میں جو چیز آتی ہے اس کے متعلق رسولؐ اور خلفاءؓ کو اختیار تھا کہ اسے جس طریق پر چاہیں خرچ کریں۔ ایک شخص نے نہایت بدتمیزی سے حضرت نبی کریمؐ کی دیانت پر شبہ کا اظہار کیا۔ حضرت خالد پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ اضرب عنقہٗ۔ اس کی گردن مار دوں۔ حضورؐ نے فرمایا لا لعلہٗ ان یکون یصلی۔ نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ اس پر حضرت خالد نے کہا کم من مصلی یقول بلسانہ ما لیس فی قلبہ (بہتیرے نمازی ہیں جو زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں) اس کے جواب میں حضرت نبی کریمؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ مکفرین کے لئے خاص طور پر قابل غور ہے۔ اِنِّىْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا اَنْ اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ (مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں نقب لگا کر دیکھوں اور ان کے باطن کو پھاڑ کر حالات معلوم کر لوں۔

مکفرین کی ظالمانہ جسارت

لیکن قادیانی اور مولوی لوگ ان تمام احکام اور واقعات کی موجودگی میں مسلمانوں کی تکفیر کر رہے ہیں۔ قرآن و حدیث نے مسلمان کی پہچان کے یہ اتنے موٹے نشان بتائے ہیں لیکن مکفرین کو نظر نہیں آتے اور طرح طرح کی بے معنی باتیں بنائی جا رہی ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ کوئی دل میں تثلیث کا عقیدہ رکھ کر مسجد میں آ کر نماز پڑھ جائے تو ہم اس کو کس طرح مسلمان کہہ سکتے ہیں لیکن میں نے ابھی جو واقعات بیان کئے ہیں ان سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ دلوں کو پھاڑ کر دیکھنے کا اختیار تو حضرت نبی کریم صلعم کو بھی نہ تھا لیکن مکفرین اس اختیار کو بھی استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ایک شخص بھری مجلس میں پیغمبر خدا صلعم کی دیانت پر حملہ کرتا ہے۔ حضرت خالدؓ اس کے قتل کی اجازت چاہتے ہیں لیکن حضرت نبی کریم صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ یقین نہیں امکان ہے۔ اور آج کل تو سب کے سامنے پانچ وقت نماز باجماعت پڑھنے والوں۔ روزے رکھنے والوں۔ زکوٰۃ دینے والوں۔ حج کرنے والوں۔ حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے اور جان و مال قربان کرنے والوں کو کافر کہا جاتا ہے۔ ایسا کرنے والوں کو خدا کا ذرہ بھر بھی خوف نہیں۔ یہ خدا کے پاس کیا ... منہ لے کر جائیں گے۔ اس قدر صراحت سے احکام کی موجودگی میں یہ لوگ محض اپنی خواہشات و اغراض کے لئے مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہیں

اسلام کی مظلومیت

اس سے بڑھ کر اسلام کی مظلومیت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسمبلی کے بھرے اجلاس میں اسلام پر چوٹ کی جاتی ہے اور کوئی مسلمان ممبر اس کا جواب نہیں دیتا۔ اس سے قبل ہندو مذہب پر بجا طور پر مبنی کی جاتی تھی کہ اس کی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی لیکن مکفرین نے اسلام کے متعلق بھی یہی بات کہلوا دی کاش کسی ایک ممبر کو توفیق ہوتی اور وہ بتلاتا کہ قرآن و حدیث کا حکم یہ ہے۔ حضرت نبی کریمؐ اور صحابہ کا عمل یہ رہا ہے اس کے علاوہ جو اور چیزیں ہیں ان کو دیا سلائی لگا کر جلا دو لیکن نہیں ان لوگوں کو اپنی اپنی عزتیں پیاری ہیں ان کو اسلام کی عزت کی حفاظت کا کوئی خیال نہیں۔

سپاہی کا فرض

میں نے کہا ہے کہ تم اسلام کے سپاہی ہو۔ سپاہی سے کیا امید رکھی جاتی ہے؟ وہ جس چیز کا محافظ ہے اس کی حفاظت کے لئے اپنی جان۔ مال اور عزت کی کوئی پرواہ نہ کرے اس فرض کو ادا کرنے کے لئے وہ اپنا سب کچھ قربان کر دے۔

قادیان کا ایک واقعہ

چند روز ہوئے قادیان میں ایک واقعہ ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ صاحب کی موٹر پر کسی نے کوئی چیز پھینکی جس کے متعلق بیان کیا گیا کہ وہ پتھر تھا۔ خلیفہ صاحب نے بعد میں اس خیال کی تردید کر دی۔ اس کے متعلق ان کا ایک خطبہ جمعہ بھی شائع ہوا ہے گو وہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ خیر خدا جانے خلیفہ صاحب کی موٹر پر پتھر پڑا تھا یا نہ۔ یہ معمہ حل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی چیز موٹر پر گری مگر نہ اس نے اپنا کوئی نشان موٹر پر چھوڑا اور نہ ہی اس کا اپنا کوئی نشان ملا عجائب ہوتے ہیں!

حضرت مسیح موعودؑ پر ایک نفسیاتی نظر

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

(از جناب ایس۔ اے۔ قادیانی صاحب۔ بی۔ اے)

پنجاب میں مغلیہ اقتدار کو ٹوٹے ہوئے قریباً سو برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا۔ مغلوں کے بعد خالصہ قوم کے قلزم تہوّر میں چند فلک بوس لہریں اٹھیں۔ ایک برگشتہ قوم کے ستارۂ اقبال میں شہاب ثاقب کی سی چمک پیدا ہوئی مگر وہ لہریں ایک بڑھتے ہوئے مغربی طوفان کا مقابلہ نہ کر سکیں وہ عارضی چمک نئی روشنی کے سیلاب بیکراں میں ڈوب کر رہ گئی۔ وہ مسلم خاندان جن کی مادرِ ہند نے نہایت ناز و نعمت کے ساتھ پرورش کی تھی جو قریباً دو سال تک سطوت مغلیہ کی گود میں کھیلتے رہے۔ ایک نئی روشنی نے، ایک نئے تمدن اور معاشرت نے، ایک نئے فلسفۂ حیات نے ان کے شاہانہ وقار کو ٹھوکر مار کر پاش پاش کر دیا۔ یا یوں کہو وہ اس خاندانی نجابت یا اس خاندانی نظام میں اتنی لچک نہ تھی کہ وہ بدلتے ہوئے حالات کیساتھ بدل سکتے یا ایک تمدنی انقلاب کا مقابلہ کر سکتے۔ وہ خاندان اور ان کی انفرادیت یوں رخصت ہونے لگی جیسے طلوع آفتاب سے ستارے ایک بکھری مجلس تمام ہوئی ایک جمی ہوئی محفل اُجڑنے لگی ایک سوشل نظام کی تباہی کے سامان مہیا ہونے لگے۔ احمدیت بس اسی آغاز اور انجام سے شروع ہوتی ہے اسی تعمیر و تخریب کے تصادم سے جنم لیتی ہے۔

ان زرخیز وادیوں کی آغوش میں جہاں پانچ سیمیں دھاریں بہتی ہیں اہل ہنود کے معزز گھرانوں کے علاوہ چند ایک افغان مغل۔ اور سید خاندان بھی چراغ سحری کی طرح ٹمٹما رہے ہیں۔ یہ اس گذرتی ہوئی تہذیب کے نقوش پا ہیں جس نے جہالت اور بربریت کو کچل ڈالا جس کے علمبردار متواتر ۱۲ سو سال تک دنیا کو رشد و ہدایت کا پیغام دیتے رہے۔ جس نے صحرائے عرب سے نکل کر وہ قدیم تمدنوں کو تا حد پاؤں تلے روند ڈالا جس نے فرانس کی حدود کو لیکر راس کماری تک یونیورسٹیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ قائم کر دیا۔ یہ معزز گھرانے اسی کارواں کی گرد ہیں جو ایک ہزار سال پہلے یہاں سے گذرنا شروع ہوا تھا۔ ان خاندانوں کو اپنے آباء سے دور کی بھی نسبت نہیں۔ ان فقیروں کی ان جہاں نماؤں سے کوئی مشابہت نہیں۔ وہ شہنشاہ یا گداگر وہ خدا پرست یہ مزار پرست۔ وہ حکمت کو اپنی کھوئی ہوئی چیز تصور کرنیوالے اور یہ ظلمت پر سر دھنے والے۔ وہ توہم پرستی کی دھجیاں اڑانیوالے یہ بتوں سے برکت ڈھونڈنے والے۔ انہیں حریت فکر سے عشق انہیں پیروں کی غلامی سے محبت۔ انہیں ملت سے پیار انہیں قلت سے انس۔ بس احمدیت اسی مزار پرستی ظلمت۔ توہم پرستی غلامی اور قلت کے خلاف ایک شدید ردعمل ہے۔

دریائے بیاس سے سات میل کے فاصلے پر ایک بہت ہی پرانی بستی قادیان نامی آباد ہے جس کو عہد مغلیہ میں ایک معزز مغل سردار نے آباد کیا اسکی دلاویز چھاؤں میں یہاں پنپی پھولی اور پروان چڑھی جس میں سے بعض بڑے بڑے بلند ہمت انسان پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اخلاق حسنہ اور روح جہاد سے اسلام کو فروغ دیا لیکن پھر اس بستی پر جہالت کی ایک طویل رات چھا گئی اور رشد و ہدایت کے شیدائی قفل لگی یہاں کا ... ہے۔

مگر اسی روح فرسا تخریب کے زمانے میں جبکہ اسلامی امیدوں کی افلاقی [illegible]

عروج پر تھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مجددیت کا دعویٰ کیا یعنی اسلامی حیات ثانیہ کا شہاب تجدید طلوع ہوا۔ جو غیر معروف دیہاتی مسجد سے لے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں قلم لیکر نکلا اور تن تنہا اس مرد مجاہد کی للکار نے آنا فانا عالم میں کھلبلی مچ گئی۔ دنیا ئے صحافت پر ایک کپکپی طاری ہو گئی۔ عالم مذہب میں ایک زلزلہ آ گیا۔ فلک بوس عمارتوں کے کنگرے زمین پر گرتے ہی چور چور ہو گئے۔ اور دور جدید کے نئے نئے ایوانوں کی بنیاد رکھ دی گئی۔ اس مرد خدا نے اسلام کے مردہ قالب میں ایک نئی روح پھونک دی جس میں ازسر نو زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے قادیان کی بستی جہالت کے لحاظ سے اپنا نظیر نہ رکھتی تھی یہاں دار العلوم کھل گئے ایک نیا علم الکلام زمانے کے مطابق دریافت کیا گیا علم کی گنگا بہنے لگی جیون سوتوں میں تموج پیدا ہو گیا۔ پیاسی روحیں اپنی تشنگی بجھانے کے لئے ہر طرف سے بھاگ کر یہاں آنے لگیں چہل پہل رونق زندگی اس کے گلی کوچوں میں رقص کرنے لگی ایسے لوگ صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور اپنے ہمرکاب طوفان انقلاب لیکر وجود میں آتے ہیں۔ ان کا پیغام افراط اور تفریط کے لئے پیغام موت ہوتا ہے۔

یہ عظیم الشان اور روشن ضمیر انسان جو تمام وقت تھے زندگی بھر لوگوں کو درس عمل دیتے رہے۔ انہوں نے اپنے مشن کو پورا کیا اور وہیں چلے گئے جہاں یہ سعید روحیں جانے کی متمنی ہوتی ہیں۔ وہ بزرگ اب تک موجود ہیں جنہوں نے آپکو دیکھا آپکے حلقہ درس میں زندگی بسر کی وہ جب ان کے اوصاف حمیدہ اور سراپے کو بیان کرتے تو ان کی آنکھیں پرنم ہو جایا کرتی ہیں معلوم نہیں ان ہستیوں میں وہ کونسی کشش ہوتی ہے جو قلوب کو مسخر اور مسحور کر لیتی ہے بیان کیا جاتا ہے آپکے چہرے پر شگفتگی رونق اور مسکراہٹ ہمیشہ کھیلتی رہا کرتی تھی جسمانی قویٰ مضبوط تھے چہرے کے نقوش میں ایک مردانہ وقار اور حسن تھا۔ آواز پر رعب تھی اور بہت ہی دلچسپ تھی ہونٹ کچھ موٹے مگر ہمیشہ تبسم ریز آنکھیں موٹی مگر حیا کی وجہ سے پردوں میں چھپی ہوئی جیسے موتی اپنی تمام رعنائیوں کو لیکر صدف میں چھپ جاتا ہے رنگ گندم گوں پیشانی انبیائے بنی اسرائیل کی مانند فراخ اور نورانی۔

عشق رسولؐ

آنحضرت کا ذکر تقریباً ہر وقت آپکے ورد زبان رہتا۔ چہرہ روحانی سرور کی وجہ سے دمکنے لگتا جیسے سرخ ریشم میں کندن دمکتا ہو۔ یا جس طرح ڈوبتے ہوئے سورج کی تنک تابی گلاب کی سرخ پتیوں پر رقص کرتی ہو۔ ذوق جذبات سے نیم وا آنکھیں بند ہو جاتیں جیسے وہ اپنے من میں کسی کو ڈھونڈ رہی ہوں تمام محفل میں ایک سکوت طاری ہو جاتا۔ وہی سکوت جو نازان کی پڑتیوں پر آج بھی طاری ہے۔

آپ کی طبیعت میں غضب کا عنصر بہت کم تھا۔ آپ دنیا میں ہر چیز کو برداشت کر سکتے تھے اگر کوئی چیز آپکی طاقت برداشت سے باہر تھی تو وہ توہین رسولؐ تھی۔ جب امہات المومنین جیسی دلآزار کتاب چھپ کر پبلک میں آئی تو آپ کو اس قدر روحانی صدمہ پہنچا کہ راتوں کی نیند حرام ہو گئی چنانچہ خود فرمایا کرتے

تھے سہارا آرام تلخ ہو گیا ہے۔ پنڈت لیکھرام نے جب رسول اکرمؐ کی شان میں بدزبانی کی تو آپ نے اُسے مخاطب کر کے یوں کہا ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ ۔ بترس از تیغ بران محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است ۔ بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

اس جلال اور ہیبت کا وہ دشمن اسلام متحمل اور حریف نہ ہو سکا اور جو کچھ اس کا حشر ہوا وہ اظہر من الشمس ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت کی حمد و ثنا میں ہمیشہ رطب اللسان رہے ہیں جس طرح آپنے پیغمبر عربی صلعم کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اس کی نظیر ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ وہ لوگ کہاں ہیں جو ان حقایق کے ہوتے ہوئے مرزا صاحب پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرتؐ کی شان کو گھٹایا ہے اور اپنی شخصیت کو ان سے بڑھانے کی کوشش کی ہے انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ان کے اپنے ہی بیرحم ناخنوں کی ایجاد ہے ورنہ حضرت صاحب نے اپنے لئے رسول کریمؐ کی غلامی ہی کو انتہائی سعادت خیال کیا ہے بلکہ اکثر اس غلامی پر فخر کیا ہے فرماتے ہیں۔

در دلم جوشد ثنائے سرورے ۔ آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
پہلوان حضرت رب جلیل ۔ بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے
تیر او تیزی بہر میدان نمود ۔ تیغ او ہر جا نمودہ جوہرے
روشنی از وے بہر قومے رسید ۔ نور او رخشید بر ہر کشورے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ۔ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

خانگی زندگی

آپ کی خانگی زندگی اس قدر قلبی راحتوں سے معمور ہے اور اس کے تصور سے ایک روحانی حظ حاصل ہوتا ہے بچوں پر شفقت اور پیار بیوی سے حسن سلوک اس بات پر شاہد ہے کہ آپ نہایت وسیع القلب اور شفیق انسان تھے باوجود عمر کے تفاوت کے آپکی خانگی زندگی نہایت خوشگوار تھی۔ بد مزاجی اور بدزبانی کا ذکر چھوڑیئے کبھی ایسا موقع پیش نہیں آیا کہ معمولی قسم کی کشیدگی بھی واقع ہوئی ہو۔ آپکے گرد و پیش رہنے والے اصحاب جو آپ کے ہر فعل کو تنقید کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور جن کی اخلاقی جرأت کسی تشریح کی محتاج نہیں متواتر دس برس تک جو ایک طویل عرصہ ہے۔ جس میں انسانی فطرت اپنے آپکو اگل کر رکھ دیتی ہے انہوں نے بڑے غور اور نکتہ چینی کی نگاہ سے "آپ کی خانگی زندگی کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان کا بیان ہے "اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ اس کے علاوہ آپ عموماً فرمایا کرتے تھے "فحشا کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورت کی برداشت کرنی چاہئیں"۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک نہایت عزیز دوست نے آپ کی محنت شاقہ اور غذا کو دیکھتے ہوئے اسبات پر زور دیا کہ آپ عمدہ غذا کے لئے گھر میں کہیں اور ذرا ڈپٹ کریں کہ اس میں سستی نہ ہو۔ آپنے تبسم سے فرمایا "ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہیئے" آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لاھلہ

یہ کسوٹی ہمارے پاس موجود ہے ہم اس نہایت آسانی کے ساتھ آپ کی زندگی کو پرکھ سکتے ہیں۔

بیماری اور مصائب میں آپکی استقامت

انسان کی ذہنی کیفیات اور فطرت کو پرکھنے کے لئے نفسیاتی لحاظ سے سب سے بڑا معیار مصیبت اور بیماری ہے۔ ان دو حالتوں میں کیسی ہی چالاک اور پرفریب فطرت کیوں نہ ہو اپنے آپ کو واشگاف کر دیتی ہے کیونکہ زندگی کے ان نازک لمحات میں انسان کی اعصابی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ اور وہ اپنے نقائص اور عیوب پر نقاب نہیں ڈال سکتا۔ وہ لوگ جو آپ سے بخوبی واقف ہیں جانتے ہیں اور اس کا آپ نے خود بھی ذکر کیا ہے۔ آپ دوران سر، اسہال اور ذیابیطس جیسی دشمن اور موذی امراض میں مبتلا تھے دوران سر کے شدید دورے پڑتے تھے کبھی اسہال کی شکایت ہو جاتی تھی جس سے آپ نہایت نحیف ہو جاتے تھے مگر کبھی آپ کو کسی [illegible]

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی راجو ولد رمضان قوم کلوکھر ماچھی سکنہ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۲۱ ۱۱/۳۶ بمقام جھنگ مقرر کی ہے اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ مقام جھنگ مہر عدالت

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بیہا نہ ولد [illegible] قوم ارائیں بلوچ جھنگ سنیاب جیونا قائم مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لیے تاریخ ۲۱ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اسلئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ مقام جھنگ مہر عدالت

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حشمت مراد ولد ولا ذات کالو آنہ سکنہ کھیوا تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مؤرخہ ۲۳ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مؤرخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۴ ۹/۳۶

مہر عدالت

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گہنہ گگو ولد اکبر ولد بہادر ذات بلوچ سکنہ چک ۱۳۹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مؤرخہ ۲۳ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہاں مندرجہ بالا اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مؤرخہ مذکورہ کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مؤرخہ ۴ ۹/۳۶

(مہر عدالت)

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محبت ولد چاکرا ذات ہرل سکنہ تھا کی تھی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مؤرخہ ۲۴ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مؤرخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۴ ۹/۳۶ مہر عدالت

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ۔

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد بخش پسران اتیت ذات جویہ سکنہ گنما تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے۔ اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۲۵ ۱۱/۳۶ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے۔ اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۳۱ ۸/۳۶۔ مقام صدر جھنگ۔ مہر عدالت

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام [illegible] ولد نور ذات ارائیں سکنہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مؤرخہ ۲۵ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مؤرخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مؤرخہ ۴ ۹/۳۶ مہر عدالت

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جیوا اللہ دتہ پسران اشیار قوم بھنگو سکنہ بھنگو تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست کے لئے تاریخ ۲۶ ۱۱/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ مقام صدر جھنگ مہر عدالت

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد دیام ولد بخشا ذات وچی سکنہ کوٹ رحیم تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مؤرخہ ۲۴ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مؤرخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۹/۳۶ مہر عدالت

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ سنہ ۱۹۳۴ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی عالی خان ولد سردار خان بلوچ سکنہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۲۵ ۱۱/۳۶ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۲۵ ۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

مہر عدالت

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حسن خان ولد لال خاں ذات بلوچ سکنہ بولا تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے۔ اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۲۶ ۱۱/۳۶ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ مقام صدر جھنگ مہر عدالت

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

ازپیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اشیار ولد احمد قوم کملانہ سکنہ جلال پور تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۲۶ ۱۱/۳۶ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے۔ اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔ تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول [illegible]

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام نبی خاں ولد محمد خان بلوچ ڈنگالی سکنہ دری گوندل تحصیل شورکوٹ۔ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گزاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لیے تاریخ ۲۱ ۹/۳۶ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے۔ اس لیئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۳۱ ۸/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سجاول ولد ابتہ احمد ولد سجاول عبکا سکنہ کمرانہ تحصیل جھنگ۔ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گزاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لیے تاریخ ۲ ۱۲/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اس لیئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۶ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کرپال سنگھ ولد ... سنگھ ذات کھورانہ سکنہ لٹو تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۴ ۱۲/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۱۵ ۹/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کالا ولد داد رحم ذات ... سکنہ چک نمبر ۱۸۴ تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۲ ۱۲/۳۶ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی صالح ولد قاسم ذات ... سکنہ لیلاں ... مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گزاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لیے تاریخ ۲۷ ۱۱/۳۶ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے۔ اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۸/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی ملک جعفر ولد ملک رجب ذات اکیرہ سکنہ ٹھٹھی گل تحصیل جھنگ۔ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۱۵۔ اگست ۱۹۳۶ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی داد ولد لعنہ قوم موچی سکنہ دل تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۴ ۱۲/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۷ ۹/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی آیا سنگھ ولد سجن سنگھ قوم ... سکنہ گھیانہ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۴ ۱۲/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رمضان ولد مراد پسران سماعیل قوم موچی سکنہ بدھو رجبانہ تحصیل شورکوٹ۔ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گزاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۲۷ ۱۱/۳۶ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے۔ اس لیئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۳۱ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد یارا قوم مشہرہ سکنہ شاہ جیونہ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گزاری ہے۔ اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لیے تاریخ ۴ ۱۲/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے۔ اس لیئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۳۱ ۸/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بابلی ولد نبو قوم اہیر سکنہ چک نمبر ۲۳۵ تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۳ ۱۲/۳۶ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ بمقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ولیداد ولد مہر جلا و نور احمد و غلام محمد پسران ولیداد کملا سیال سکنہ جلالپور تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۵ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۹ ۹/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(بقیہ صہ ۲)

ہے۔ کیوں؟ اس کے سینہ میں اپنے مالک کی محبت کی آگ سلگتی ہے۔

محبتِ الٰہی کا حقیقی مفہوم

تو انفرادی ترقی کے لئے اولیں امر محبت الٰہی ہے۔ اس جوہر کا اظہار اقوال کو نہیں افعال کو چاہتا ہے۔ زبانی طور پر آمنت باللہ الخ کہہ چھوڑنا اور اس پر عمل پیرا نہ ہونا نفس کو دھوکا دینا ہے۔ خدا کے ساتھ مذاق اور اس کے دین کے ساتھ استہزا کرنا ہے۔ اور اس پر اعلےٰ نتائج کی توقع رکھنا عبث ترین خیال ہے۔ اگر خدا کا لفظی طور پر اقرار کرنا اور بعد ازاں اس کے ارشادات کے خلاف عصیان و سرکشی میں غلطاں رہنا اس کی رضامندی اور الطاف اکرام کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے تو پھر دنیوی امور میں کیوں شب و روز جدوجہد کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ شکم پروری کی خاطر ایمان و غیرت کو بھی خیرباد کہہ دیا جاتا ہے یہ پرلے درجہ کی حماقت ہے کہ زمانہ بھر کی بدمعاشیوں اور بےحیائیوں کا ارتکاب کیا جائے۔ کھلے بندوں قیود شرعی کی بےحرمتی کی جائے۔ شعار اسلامی کا عملی طور پر استہزا کیا جائے اور پھر بھی اسلام دوستی اور خداپرستی کا گھمنڈ ہو۔ اللہ تعالیٰ جو کہ علیمٌ بذات الصدور ہے۔ جو کہ ذرہ بھر بھلائی یا برائی پر نگاہ رکھتا ہے اُسے دھوکا اور فریب دینا؟

اظہارِ محبت کا طریق

وہ محبت کا گر خود بتاتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے میرے پیارے حبیب ان مسلمانی کا دعوےٰ کرنے والوں کو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے صحیح معنوں سے الفت رکھتے ہو تو اس کا ایک طریق ہے کہ میری پیروی کو وظیفہ حیات قرار دے لو۔ اس پر اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو عزیز و محب بنانے کا کیا ہی آسان ترین طریق تجویز فرمایا ہے۔ اولیں پیش کردہ آیت میں بتایا کہ وہ جماعت مجھ سے محبت کرتی ہے اور میں اس سے تو اس آیت میں محبت کا مفہوم کھول دیا کہ وہ جماعت نبی کریم صلعم کی صحیح طور پر اتباع کرتی ہے۔ تو گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی محبت الٰہی کا دوسرا نام ہے۔ لیکن اتباع کا ولولہ بھی محبت ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک ہمیں اپنے ہادی و آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور حقیقی عشق نہ ہو اس وقت تک اتباع کیسی؟ ذیل کے الفاظ میں حضرت مرزا صاحب نے کیا ہی اچھا محبت کا اظہار کیا

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس شخص نے ایمان کی حلاوت کو پا لیا جس کے نزدیک اللہ اور اس رسول (صلعم) باقی تمام چیزوں سے بڑھ کر محبوب ہو۔" گویا کہ اس سے کم درجہ کی محبت حلاوت ایمان سے محروم کر دیتی ہے۔ پھر اس سے بھی زیادہ زوردار الفاظ میں فرمایا "قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ۔ اور اس کے بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہوں۔" یہ مقام ہے حقیقی ایمان کا۔

محاسبہ قلوب کی دعوت

جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک محبت الٰہی جوش میں نہیں آتی۔ آپ اپنے دلوں کو ٹٹو لیے کہ ہم میں سے کس قدر ہیں۔ جو اپنے اندر ایمان کو اس انتہا تک بڑھا ہوا پاتے ہیں یقیناً ہماری جماعت محض عنایت ایزدی سے دوسرے مسلمانوں سے اللہ کے دین کی خاطر مالی و جانی قربانیوں میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔ مگر اس کے باوجود ہم سب کے سب مال کی پوری زکوٰۃ ادا کرتے ہیں؟ دین کی خاطر محبت و بغض رکھتے ہیں؟ کیا ہم اپنی اولاد کی تربیت اس خیال سے کرتے ہیں کہ وہ صحیح معنوں میں اسلام کے خادم اور جاں نثار ثابت ہوں؟ کیا ہم ان کی دینی تعلیم اور اسلامی سیرت پر اتنی ہی سعی کرتے ہیں جتنی کہ چند روزہ زندگی کی آسائشوں پر۔ کیا ہم اپنی اولاد ازواج اور اقربا کی غیر اسلامی حرکات پر انہیں ڈانٹتے ہیں یا اس کے خلاف ان کی محبت۔ دنیا کی محبت اور غیر اللہ کی محبت ہم پر غالب ہے؟

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں
ہم جو کچھ عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

ان حالات میں کیا ہم دعوےٰ کر سکتے ہیں کہ ہم اسلام کے سچے خادم ہیں حقیقی معنوں میں مسلم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی ہیں اور اس کی رضا کی خاطر اہل و عیال۔ مال و دولت اور ہر چیز کو خیرباد کہہ دینے کو تیار ہیں۔ دوستو قارون کی دولت ہی اسے لے ڈوبی اور خدا نے حضرت نوح کے بیٹے کو اس کے غیر صالح ہونے کی وجہ سے خارج از خاندان قرار دیا۔ اگر ہم میں خدا کے ہر حکم کے آگے سر جھکانے کی طاقت نہیں تو یہ بات پیدا کرنی ضروری ہے۔ کہ قربانی نفس کی قربانی ہے۔ جو مال راہ حق سے دور لے جائے وہ رحمت نہیں لعنت ہے اسے سانپ کی طرح پھینک دو۔ جو فرزند خدا اور اس کے رسول کے احکام اور سیرت سے بےپرواہ ہے اس کو ہرگز اپنا مت سمجھو۔ اس کی پرورش بھی دشمن کی پرورش ہے یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے مسیح کے اس قول کا کہ بچوں کی روٹی کتوں کے آگے مت ڈالو۔ ہجرت کے موقعہ پر ایک شخص سے اہل مکہ نے تمام مال۔ بیوی اور بچے چھین لیے۔ اس پر یہ زبردست ابتلا آیا۔ آج کل کا کوئی پالیسی باز انسان ہوتا تو تقیہ اختیار کر لیتا مگر وہ نشہ الفت الٰہی سے سرشار تھا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اس پر غالب آئی۔ اس نے تمام چیزوں کو چھوڑا اور اپنے آقا سے جا ملا۔ صحابہ کرام کی زندگیاں دنیا میں قربانی کا بہترین نمونہ ہیں۔ اور آج بھی اگر ترقی کا امکان ہے تو انہی کے مسلک پر گامزن ہو کر۔ اسی واسطے حضور صلعم نے فرمایا تھا "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کسی کی اقتدا اختیار کرو گے منزل مقصود کا راستہ پاؤ گے۔"

انذر عشیرتک الاقربین کا فرض

اپنی اولاد کو خصوصیات اسلام سے مزین کرنا فرض عین ہے۔ ہمیں خدا نے ان کا محافظ بنایا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی پوری خبرگیری کریں۔ حدیث شریف میں آتا ہے باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لئے اس عطیہ سے بڑھ کر نہیں کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے اور کہ بیٹے کی اسلامی تعلیم صدقہ و خیرات سے بہتر ہے پس ہماری جہاں یہ آرزو ہو کہ غضب الٰہی کی آگ سے بچیں۔ وہاں ہمارا یہ فرض بھی ہے۔ کہ قوا انفسکم و اھلیکم نارًا کے مطابق اہل خاندان کو بھی بچا لیں۔ قرآن شریف میں انذر عشیرتک الاقربین میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ممکن طریق سے اپنے متعلقین کو نافرمانی الٰہی سے جو سزا ملنے والی ہے اس سے ڈراؤ۔ دوستو! زن و فرزند اور مال و دولت کی فراوانی ایک فتنہ عظیم ہے۔ آزمائش ہے۔ دیکھنا کہیں یہ ہلاکت کا موجب نہ بن

از پیشگاہ جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر افسر مال اول ملتان

دیوان نرائن دت ولد دیوان لبشنداس و دیوان لیش اس ولد دیوان موتی رام اقوام اوپل سکنائے ملتان شہر محلہ پاشنیالوالہ مدعیان۔

بنام نبی بخش ولد ملک پیر بخش ذات کہوہ ساکن چاہ واہب والا واقع موضع طرف امین نزد ٹیل سوتری وٹانوالی تحصیل ملتان و امیر بخش معروف کالو ولد واحد بخش ذات شیخ کٹی و محمد بخش ولد سزاوار ذات [illegible] و اللہ بخش ولد اللہ دتہ ذات [illegible] سکنائے چاہ حیات مقدم والہ معروف چاہ لبشنداس والہ نزد [illegible] ضلع ملتان مدعا علیہم۔

دعویٰ مبلغ ۱۰/-۷۰ بابت رقم جری پیداوار ابتدائی فصل خریف سمت ۱۹۹۰ مطابق خریف ۱۹۳۳ء لغایت فصل ربیع سمت ۱۹۹۳ مطابق فصل ربیع ۱۹۳۶ء بابت سالم چاہ حیات مقدم والا واقع [illegible] تحصیل ملتان زیر دفعہ ۷۷ شق و دفعہ [illegible] ایکٹ ۲۵/۱۹

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ مندرجہ میں نبی بخش مدعا علیہ وغیرہ کے نام سمن تنقیح طلب جاری کرنے پر پایا گیا ہے کہ وہ روپوش ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا ان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ۲۸ ۱۱ کو اصالتاً یا وکالتاً تاجیسی کہ صورت ہو بنا بر جوابدہی ہماری عدالت میں بوقت دس بجے صبح بمقام ملتان حاضر ہوئے وگرنہ ان کے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج بثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت مورخہ ۲۸/۱۰ ۳۶ دستخط حاکم

آج کی اشاعت

میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ اور ایک مضمون بطور مقالہ افتتاحیہ شائع ہو رہا ہے۔ تمام احباب بغور مطالعہ فرما دیں۔

(مدیر)

رفتار عالم

عالم اسلام

—— بیت المقدس ۳۰ اکتوبر۔ علاقہ بیت المقدس میں کرفیو آرڈر منسوخ کر دیا گیا ہے۔

—— حکومت عراق نے حال ہی میں انگلستان سے چند ہوائی جہاز خریدے ہیں، اور اس سے ہوائی جہازوں کی تعداد ۱۲۰ ہو گئی ہے ان تمام جہازوں کے ڈرائیور عراقی ہیں۔

—— بغداد ۳۰ اکتوبر۔ بغداد میں فوجی ہنگامے کی وجہ سے وزیر اعظم عراق مستعفی ہو گئے ہیں۔ شاہ غازی نے حکمت سلیمان کو نیا وزیر اعظم مقرر کیا ہے۔

—— القدس ۳۰ اکتوبر۔ فلسطین کے حالات ابھی تک پوری طرح اعتدال پر نہیں آئے۔ گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہے۔ حکومت نے مشہور عرب رہنما عونی بک رکن مجلس اعلیٰ کو دوبارہ گرفتار کر لیا ہے

—— تازہ ایرانی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ایران کی حکومت اور عوام اعراب فلسطین سے پوری طرح ہمدردی رکھتے ہیں گذشتہ دنوں ایرانی پارلیمنٹ میں جب اعراب فلسطین کا مسئلہ پیش ہوا۔ تو زبردست تقریریں کی گئیں۔ ایک وفد منتخب کر کے اسکو اختیار دیا گیا کہ وہ برطانوی سفیر متعینہ ایران سے ملاقات کر کے اس پر ظاہر کرے کہ حکومت ایران اور ملت ایران فلسطین میں برطانیہ کے موجودہ طرز عمل کو ناپسند کرتے ہیں اور اسکو غیر دانشمندانہ سمجھتے ہیں۔

—— قاہرہ ۳۰ اکتوبر۔ جھول میں تبلیغ اسلام کے لئے جامعہ ازہر قاہرہ کے مبلغین کا وفد ہندوستان روانہ ہو چکا ہے۔ ... وفد اکابر ... و دیگر اہلحدیث راہنماؤں سے ملاقات کریگا اور ... ہندوستان کے مختلف علاقوں کا دورہ کریگا۔

—— استنبول ۳۰ اکتوبر۔ حکومت ترکیہ ... کی طرف خاص توجہ مبذول کر رہی ہے اس لئے ... شروع کر دیا ہے ... شروع ہو گئی ہے۔

—— ترکی وزارت جنگ نے سکولوں کی فوجی تعلیم ... لازمی قرار دی ہے۔

—— عربی اخبارات منتظر ہیں کہ ... نظام نے اعراب فلسطین کی امداد کے لئے پانچ ہزار روپیہ عطا فرمائے ہیں۔

—— لندن ۳۰ اکتوبر۔ اعراب فلسطین کی جدوجہد ... کا قائد فوزی قاوقجی جو شام سے آیا تھا مشرق اردن چلا گیا ہے۔ حکومت اس کی روانگی پر اظہار اطمینان کر رہی ہے کیونکہ اس کی گرفتاری سے مزید الجھنیں پیدا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

—— تازہ مصری ڈاک سے یہ خبر ملی ہے کہ شمالی مصر کے ایک شہر ... میں عیسائیوں اور مسلمانوں میں شدید فساد ہو گیا۔ اس فساد کی وجہ یہ ہے کہ عیسائی مبلغین تحریر و تقریر میں حضرت نبی کریم صلعم کی ذات اقدس کے متعلق غلیظ الفاظ استعمال کرتے تھے۔

—— پیرس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ترکی اور فرانس کے درمیان جس معاہدہ کے متعلق گفت و شنید ہو رہی تھی۔ وہ مرتب ہو چکا ہے، فریقین کے نمائندوں نے اس پر دستخط ثبت کر دیئے ہیں۔

—— پیرس کے سیاسی حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ حکومت فرانس کو عنقریب شمالی افریقہ میں اپنی سیادت سے دست کش ہونا پڑیگا۔ اور فرانسیسی مراکش کو آزاد کر کے اس کے ساتھ ایک ایسا ہی حلیف معاہدہ کرنا پڑیگا جیسا کہ وہ شام کیساتھ کر چکا ہے۔ یہ افواہ بھی مشہور ہو رہی ہے کہ اطالوی اور جرمن ...

ہندوستان

—— لاہور ۲۸ اکتوبر۔ وزیر بلدیات پنجاب کی طرف سے سرکاری گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں لاہور میونسپلٹی کے توڑ دیئے جانیکا اعلان کر دیا گیا ہے

—— حکومت پنجاب نے مسٹر آئی۔ اے جونز آئی۔ سی۔ ایس کو لاہور میونسپلٹی کا ایڈمنسٹریٹر اور رائے بہادر لالہ شنکر داس کھنہ پی۔ سی۔ ایس کو اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا ہے آپ کو متعدد دفعات کے اختیارات حاصل ہونگے۔ میونسپلٹی صدر اور ارکان کی بے ضابطگیوں اور بد عنوانیوں کی وجہ سے توڑی گئی ہے۔

—— مسلمانان لاہور رائے بہادر لالہ شنکر داس کھنہ کے تقرر پر اظہار ناراضگی کر رہے ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ دونوں افسروں میں سے کم از کم ایک ضرور مسلمان ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ لاہور میں مسلمانوں کی اکثریت ہے

—— اخبار انقلاب اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ لاہور شہر کے مسلم زعماء کا ایک وفد عنقریب گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش ہوگا۔ تاکہ رائے بہادر لالہ شنکر داس کھنہ کی قطعی موقوفی کے متعلق زور دے سکے،

—— معلوم ہوا ہے کہ بلدیہ لاہور کا سیکرٹری کوئی مسلمان۔ ای۔ اے سی مقرر کیا جائیگا۔ تاکہ مسلمانوں کی پرانی شکایت رفع ہو سکے کیونکہ یہ آسامی عرصہ سے خالی چلی آ رہی ہے۔

—— لاہور ۲۹ اکتوبر۔ مسٹر جونز نے لاہور میونسپلٹی کا چارج لے لیا ہے صدر اور تمام ممبروں سے کمیٹی کے متعلقہ کاغذات طلب کر لئے ہیں

—— احراری کانفرنس کے بعد مولوی ظفر علی خاں کی پارٹی یعنی اتحاد ملت شہید گنج کانفرنس کی تیاریاں کر رہی ہے۔ یہ کانفرنس وسط نومبر میں منعقد ہوگی۔ اس موقعہ پر احراریوں اور ظفر علی پارٹی میں تصادم کا اندیشہ محسوس کیا جا رہا ہے

—— لاہور میں پنجاب کونسل کا اجلاس شروع ہے۔ قانون انتقال اراضی کا ایک مسودہ جو مسٹر ... کی طرف سے پیش کیا گیا تھا۔ پاس ہو گیا ہے۔ اسکے علاوہ ... ممبروں کی طرف سے کثرت سے سوال کئے جا رہے ہیں۔

—— لاہور ۲۹ اکتوبر۔ ... نے اپنا انتخابی منشور شائع کر دیا ہے جو عجیب و غریب اور متضاد باتوں کا مجموعہ ہے،

—— جموں ۲۷ اکتوبر۔ سر ... کو ۲۵ اکتوبر سے ریاست جموں کشمیر کا سپیشل منسٹر مقرر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ کی جگہ لالہ گوپال سنگھ سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ جوڈیشل منسٹر اور ریاست کشمیر کی اسمبلی کے صدر بنائے جائیں گے،

—— گذشتہ ہفتہ بمبئی میں پھر کے ڈکے راہگیروں پر حملے شروع ہو گئے تھے لیکن بعد میں سکون ہو گیا۔

—— لاہور ۳۰ اکتوبر۔ آج عدالت عالیہ میں فل بنچ کے سامنے سید حبیب شاہ صاحب مدیر روزنامہ سیاست کا مقدمہ توہین عدالت پیش ہوا۔ سید صاحب نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا۔ عدالت نے ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور دو ماہ قید کی سزا دی نیز حکم دیا کہ ملزم ڈیڑھ سو روپیہ خرچہ عدالت بھی ادا کرے جب تک ملزم مقدمہ کا خرچہ ادا نہ کرے۔ اسے جیل میں رکھا جائے،

—— لاہور ۳۰ اکتوبر۔ آج پنجاب کونسل میں شیخ محمد صادق نے لاہور میونسپلٹی کے معطل کئے جانے پر بحث کرنے کیلئے التوا کی تحریک پیش کی جسکی صدر نے اجازت دیدی۔ وزراء اور متعدد ارکان نے اس بحث میں حصہ لیا لیکن یہ کسی نتیجے کے بغیر ختم ہو گئی

—— افواہ ہے کہ پٹیالہ کا وزیر اعظم کسی انگریز کو مقرر کیا جائیگا اسکو خاص اختیارات حاصل ہونگے

—— نئی دہلی یکم نومبر۔ سر اوسبورن سمتھ گورنر ریزرو بنک آف انڈیا مستعفی ہو گئے ہیں۔ ان کا استعفےٰ منظور کر لیا گیا ہے۔

ممالک خارجہ!

—— میڈرڈ ۲۹ اکتوبر۔ ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ باغی افواج شہر میں داخل ہو گئی ہیں، شہر پر زبردست بمباری کی گئی جس سے سینکڑوں عمارتیں مسمار ہو گئیں ہزاروں آدمی ہلاک و زخمی ہوئے۔

—— برلن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اٹلی اور جرمنی نے سپین میں باغیوں کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔

—— لندن ۲۷ اکتوبر۔ ہسپانیہ میں جنرل فرانکو اور اسکے دیگر رفقاء کار کی کامیابی روس کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ روس نہ صرف باغیوں کی کامیابیوں کی وجہ سے آگ بگولا ہو رہا ہے بلکہ اس نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ہسپانیہ میں باغیوں کی مستقل حکومت کسی صورت میں بھی قائم نہیں ہونے دیگا

—— میڈرڈ ۲۹ اکتوبر۔ جنرل فرانکو نے اس افواہ کی پر زور تردید کی ہے کہ اگر ہسپانوی باغی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ الفانسو کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں گے۔

—— پیرس ۲۸ اکتوبر۔ ہسپانوی سفارت پیرس نے ایک سرکاری اعلان میں حکومت اطالیہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ اطالوی فوج نومبر کے پہلے ہفتہ میں برسلونا پر حملے کی تیاریاں کر رہی ہے،

—— لندن ۳۰ اکتوبر۔ بغاوت ہسپانیہ میں عدم مداخلت کے معاہدہ کرنے والی کمیٹی نے جن میں صرف روسی نمائندہ شامل نہیں تھا۔ اطالیہ اور پرتگال کے خلاف عائد کردہ الزامات کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ایک کمیونک بھی شائع کر دیا گیا ہے۔ پرتگالی نمائندہ نے روس کی یہ تجویز کہ پرتگالی بندرگاہوں پر نگرانی کی جائے، قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے،

—— میڈرڈ ۲۹ اکتوبر۔ شہر میں یہ افواہ عام ہے کہ موجودہ ہسپانوی کابینہ مستعفی ہو جائیگی۔ اور نئی حکومت کی تشکیل کی جائے گی۔

—— میڈرڈ ۳۰ اکتوبر۔ باغیوں کی کامیابیوں کی پے در پے خبروں کے بعد معلوم ہوا ہے کہ باغی افواج پسپا ہو رہی ہیں۔ حکومت کے طیارہ ... گذشتہ تین دنوں میں شمالی اور شمال مغربی اور جنوبی محاذوں پر باغیوں کے تین جہاز گرائے۔ باغی مکمل طور پر پسپائی پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کیونکہ سرکاری افواج نے ٹینکوں طیاروں اور مسلح کاروں کے ساتھ شدید حملہ کر دیا تھا۔

—— میڈرڈ ۳۰ اکتوبر۔ ہسپانیہ کی اشتراکی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ سرکاری فوجیں میڈرڈ کے تمام محاذوں پر نہایت نظم و نسق اور کامیابی کے ساتھ پیش قدمی کر رہی ہیں، ان کے پاس اسلحہ اور بارود پہنچ گیا ہے اور جو بہت جلد دارالخلافہ کو خطرہ سے آزاد کر لینگی۔

—— رباط ۳۰ اکتوبر۔ باغیوں کے ریڈیو کاسٹنگ اسٹیشن سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ بارسلونا کے قریب دو روسی جہاز طیاروں کی بمباری کی وجہ سے جل رہے ہیں۔ نیز اس امر کا بھی اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت پرتگال نے برگوس کی باغی حکومت کا جنرل فرانکو جائز صدر تسلیم کر لیا ہے۔

—— لندن یکم نومبر۔ ہسپانیہ میں صورت حالات بدل گئی ہے۔ اب حکومت کا پلہ بھاری ہے۔ باغی افواج پسپا ہو رہی ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ باغی جرنیلوں میں اختلاف رونما ہو گیا ہے۔

—— جاپان میں تہذیب و تمدن کی ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ حکومت جاپان نے اس کے لئے ۲۰۰۰۰۰ ین کی رقم منظور کی ہے۔ ہندوستان سے گاندھی جی اور ٹیگور کو بلایا جائے گا۔ کانفرنس میں مختلف مذاہب۔ فلسفہ تمدن۔ تہذیب۔ معاشرت۔ اخبار نویسی وغیرہ موضوعات پر بحث ہوگی

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ: سالانہ چھ روپے، ششماہی تین روپے۔ طلبا سے: سالانہ چار روپے، ششماہی دو روپے۔ ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۱۲ شعبان ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۷۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عقل کی رہبری کیلئے آسمانی نور کی ضرورت ہے

وہ آدمی جو کسی تریاقی صحبت میں رہے اور اس طرح رہے جو رہنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ایسے ہر مرض سے بچا لیتا ہے۔ اور یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام کی یا آسمانی کتابوں کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟ بہت صاف امر ہے۔ دیکھو آنکھیں بھی ایک روشنی اور نور ہے لیکن وہ سورج کی روشنی کے بغیر نہیں دیکھ سکتی۔ آنکھ خدا نے دی ہے۔ ساتھ ہی دوسری روشنی پیدا کر دی ہے کیونکہ یہ نور دوسرے نور کا محتاج ہے۔ اسی طرح اپنی عقل جب آسمانی نور اور بصیرت اس کیساتھ نہ ہو۔ کچھ کام نہیں دے سکتی۔ نادان ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم مجرد عقل سے بھی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا نے جو یہ طریق مقرر کیا ہے۔ اس کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ بہت سے اسرار اور امور ہیں جو مجھ پر کھولے گئے ہیں اگر میں ان کو بیان کروں تو خاص آدمیوں کے سوا جو صحبت میں رہتے ہیں باقی حیران رہ جائیں پس ان لوگوں کو دیکھکر حیرت اور رونا آتا ہے جو کسی صادق کی پاک صحبت میں نہیں رہے۔ یہ لوگ جو اصل مقصد کو چھوڑ کر ذاتیات پر اعتراض کرنے لگے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ خدا کا فرستادہ اپنے ساتھ دلائل و براہین پرزور رکھتا ہے اس کی ہر ایک بات پکی اور محکم ہوتی ہے اور ایسے تائیدی نشان اس کے لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دوسرے ان سے عاجز رہ جاتے ہیں۔ اس لئے مخالف جب کوئی راہ گریز نہیں پاتے تو رکیک عذر کرنے لگتے ہیں اور بیہودہ نکتہ چینیاں شروع کرتے ہیں جن میں سے اکثر تو افترا ہوتے ہیں اور بعض ایسے امور اور معاملات ہوتے ہیں جو کہ ان کے قصور فہم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

(تقریر اپریل ۱۹۰۱ء)

مسلم ہوسٹل کے متعلق ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

۹ر اکتوبر کو خطبہ جمعہ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلم ہوسٹل کے متعلق چند الفاظ ارشاد فرمائے تھے جو تمام احباب جماعت بالخصوص نوجوانوں کی توجہ کے طالب ہیں۔

"میں مسلم ہوسٹل کے متعلق بھی چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں اس کے متعلق اخبار میں بہت کچھ شائع ہوتا رہا ہے۔ یہ ہوسٹل شہر سے باہر جیل روڈ پر ایک اچھی کشادہ کوٹھی میں ہے اور انجمن اس پر معقول رقم خرچ کر رہی ہے لیکن کالجوں کے احمدی طلبا نے تا حال اس سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا۔ ابھی تک بہت سی سیٹیں خالی ہیں ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے دوستوں کو اس ہوسٹل میں داخل ہونے پر مجبور کریں اب تو یہ یونیورسٹی میں بھی منظور ہو گیا ہے اس لئے کوئی عذر باقی نہیں رہتا اس ہوسٹل میں رہنے سے دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی موقع ملیگا اسلام کی عزت کی حفاظت اور تبلیغ کا احساس پیدا ہوگا۔ احمدیت کیساتھ پختہ تعلق قائم ہو جائیگا۔ اس سال ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مسلم ٹاؤن چلے گئے ہیں۔ اب وہ اس مسجد (مسجد احمدیہ بلڈنگس) میں گذشتہ سالوں کی طرح درس قرآن نہ دے سکینگے۔ انکی جگہ مولانا عبید الحق صاحب ودیارتھی درس دے رہے ہیں اور ڈاکٹر صاحب نے ارادہ کیا ہے کہ اس کا کفارہ مسلم ہوسٹل میں درس دیکر ادا کریں۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے وہاں اکثر تشریف لے جاتے رہنے کا وعدہ کیا ہے بعض اور دوست بھی مثلاً ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس لئے نوجوانوں کو اس سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔"

حضرت مسیح موعودؑ پر ایک نفسیاتی نظر

کشتگان خنجر تسلیم را ، ہر زماں از غیب جانے دیگر است

(از جناب ایس۔ اے۔ قادیانی۔ بی۔ اے)

(۲)

دنیوی ساز و سامان سے استغناء

اگر انسان کی زندگی کو بحیثیت مجموعی نفسیاتی لحاظ سے دیکھا جائے تو ہم ضرور اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس کی تمام کوششیں ایک ہی مرکز کے گرد چکر لگایا کرتی ہیں۔ بڑے بڑے لیڈروں، صوفیوں، پیروں اور بلند بانگ دعاوی کرنے والے فلسفیوں کی تانیں مادی اغراض پر ہی آکر ٹوٹتی ہیں ان بزرگوں کی وقعت عقلمند انسان کی نظر میں ایک سوانگ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی فطرت اس مادی تجسس سے بہت بلند تھی۔ آپ اگر چاہتے تو سنگ مرمر کے مکان کھڑے کر سکتے تھے اور دنیا کا وہ کونسا سامان تعیش ہے جو آپ کے لئے مہیا نہیں کیا جا سکتا تھا؟ مگر آپ نے کبھی ان چیزوں سے محبت کا اظہار نہیں کیا۔ آپ کی پاک فطرت کو اس سراب سے دور کی مناسبت نہ تھی۔ جب مہمانوں کے لئے مکان کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے بار بار تاکید کی "اینٹوں اور پتھروں پر روپیہ صرف کرنا عبث ہے۔ اتنا ہی کام کرو۔ جو چند روز بسر کرنے کی گنجائش ہو جائے"۔ نجار تختے رندہ سے صاف کر رہا تھا روک دیا اور فرمایا "یہ محض تکلف ہے اور ناحق کی دیر لگانا ہے"۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہمیں کسی مکان سے کوئی انس نہیں ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں اور بڑی آرزو ہے کہ مل کر چند روز گذار لیں"۔

واقعات اور زمانہ اس بات پر شاہد ہے وہ لوگ ابھی تک موجود ہیں جنہوں نے آپؑ کی شدید مخالفت کی اور ان کے تحریری بیانات موجود ہیں اور اس وقت بھی انہیں گواہی دینے میں گریز نہ ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ کہا وہ کر دکھایا۔ ان کی رہائش سادہ تھی۔ ان کی خوراک سادہ تھی ان کا لباس سادہ تھا اور تا دم مرگ اچھے سے اچھے حالات سے گذرنے کے باوجود سادگی ہی ان کا شیوہ رہا۔ وہ مکان جو انہیں ورثہ میں ملا ۔ انہوں نے جیسا اسے پایا ویسے ہی اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے کوئی جائیداد پیدا نہ کی۔ کوئی زمین نہ خریدی اگر اب قادیان میں مصلحت وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے زمینیں خریدی گئی ہوں یا عالیشان مکانوں کا اضافہ کر لیا گیا ہو تو یہ اور بات ہے۔ اس کے ذمہ دار حضرت مسیح موعود ہرگز نہیں ہو سکتے۔ آپ کا مکان ہمیشہ مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا رہتا تھا۔ تھوڑے سے حصہ میں حضورؑ خود رہتے تھے۔ باقی حصوں میں آپ کے احباب رہتے تھے۔ یہ ایک بین حقیقت ہے۔ جسے کوئی جھٹلانے کی کوشش نہیں کر سکتا۔ آپ کو اس ساز و سامان سے واقعی سخت نفرت تھی۔ آپ ایک کنول تھے جو ہمیشہ پانی میں رہتے ہوئے پانی سے بلند رہتا ہو۔ خواہ پانی کی بوندیں اس کی سفید پتیوں تک پہنچنے میں کامیاب بھی ہو جائیں مگر ان پتیوں کی فطرت انہیں قبول نہ کرنے دے جو آپ میں اندمال دیتی ہو ایک کامیاب مصلح اور مجدد کی زندگی کنول کی زندگی ہے جس کے پیمان وفا کو چند روز پہلی بوندیں شکست نہیں دے سکتیں۔ اسی کی مانند یہ روح ہمیشہ افراط اور تفریط سے برسر پیکار رہتی ہے۔ آپ کی پاک زندگی کی ندی مادیت کی غلیظ خاردار گھاٹیوں سے بہت فاصلے پر ایک جانفزا معطر پھولوں کی وادی میں بہ رہی تھی۔ جہاں صرف سکون اور طمانیت قلب کی حکومت ہو۔ جہاں پھول ہی پھول ہوں۔ ایک جہان رنگ و بو ہو جس سے نکہتیں اٹھکھیلیاں کر رہی ہوں۔ ہر چیز سے نزہت و پاکیزگی ٹپک رہی ہو یہی وہ وادی ہے جہاں روح انسانی کے جذبات نشو و نما حاصل کر کے بہت حسین ہو جاتے ہیں اور انہیں اپنے حسن کا احساس ہونے لگتا ہے۔

جس طرح عرفان کا تخیل پیدائش سے موت تک ایک سکون بخش سنہری اور گلابی نقطے کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے اور باوجود نہ دیکھنے کے محسوس کرتا ہے کہ اس نقطہ کے پیچھے ایک دنیا متحرک ہے اسی طرح یہ پر یقین اور مطہر روح ایک غیر مرئی مگر نہایت منور اور مسرور آگیں مرکز کے گرد گھومتی رہی اور خدائے بحر و بر کے پر جلال الفاظ کی ہیبت کو محسوس کرتی رہی۔ اسے کولمبس سے زیادہ یقین اور ایمان تھا کہ اس مرکز کے قرب جوار میں ایک نہایت ہی لطیف اور اس دنیا سے کہیں زیادہ مکمل دنیا آباد ہے اور ببانگ دہل اعلان کرتی رہی۔ اس پر آشوب زمانے میں صرف میں ہی خضر راہ ہوں جو میری پیروی نہ کریگا ٹھوکر کھائیگا۔

یہ ایک بین حقیقت ہے جب ایک انسان میں الہام کے چشمے پھوٹتے ہیں تو اس وقت تمام روحانی قوا بیدار ہو کر اپنے رہنے کے لئے ایک نیا جہان آباد کرتے ہیں کیونکہ عالم رسوم و قیود میں ان کا دم گھٹتا ہے۔ خلوص، ہمدردی، نیکوکاری کی بیقرار لہریں اچھل کر تمام نوع انسان کو آغوش میں لے لیتی ہیں۔ جب یقین و ایمان کی نہریں خشک ہو چکی ہوں۔ تو اس وقت عین قانون فطرت کے مطابق آسمان سے الہام کی بارش ہوتی ہو وہ الہام جس میں قوت، جوش، زندگی ہیبت اور سرور ہے جس طرح بچے کی بلبلاہٹ سے ماں کی چھاتی سے دودھ پھوٹ نکلتا ہے بالکل اسی طرح انسان کی روحانی پیاس دیکھ کر اس کی بے چینی اور گھبراہٹ کو اس کی روح سوز چیخوں کو سن کر تمام نظام عالم میں ایک تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے سیاروں پر جو بحر کے وسیع خلا میں حرکت کر رہے ہیں کیکپی طاری ہو جاتی ہے ہر جگہ سے الہام کی نہریں پھوٹ نکلتی ہیں تاکہ اس کج فہم مخلوق کی اندر اور باہر سے رہنمائی کی جائے۔ یہ پست اور کوتاہ بین مخلوق جس کی سب دماغی پردازیں تمام کوششوں کے باوجود اپنے ہی توہمات کو عبور نہ کر سکیں۔ اسے نور ہدایت بخشا جائے۔ اس کی ذات ہی پر ایک نئی زندگی کا ظہور ہو۔ انسان کے بطن سے ایک نیا انسان پیدا ہو۔ جس کی نگاہیں دھکتی ہوئی سلاخوں کی طرح زمان و مکان میں گڑ جائیں۔ اور لا محدود نشو و نما کا اسے شدت کے ساتھ احساس پیدا ہو۔ ماضی قریب میں بھی سنت اللہ کے مطابق الہام کی بارش ہوئی جس سے بنجر کھیت جو ایک مدت سے تند اور گرم ہواؤں کی وجہ سے بالکل خشک ہو چکے تھے۔ ان میں سبزی بیقرار ہو کر ابل پڑی اور حد نگاہ تک سرسبز کھیتیاں لہلہانے لگیں۔

جس عظیم الشان انسان کی زندگی پر ہم نے ایک مختصر نفسیاتی نظر ڈالی ہے اور اس کی شخصیت کو پیش کرنے کی اپنی طرف سے کوشش کی ہے ان کی جگہ تاریخ میں ہے نہ کہ سوانحعمری میں۔ بحیثیت ایک عام انسان کے ہم ان کے مشاغل پر زیادہ روشنی نہیں ڈال سکتے۔ کیونکہ ان کی تمام زندگی ایک عملی شہادت ہے۔ ان کی تمام مساعی جمیلہ قومی ریفارم سے وابستہ ہیں ان کی ساری زندگی ایک داستان عشق ہے ایک خود فراموشی ہے۔ وہ ہمیشہ کام میں مشغول رہے صبح سے لیکر شام تک اور شام سے لیکر معلوم نہیں کب تک۔ کیونکہ لوگ سوتے وقت بھی انہیں کام میں مشغول پاتے اور جب بیدار ہوتے تو اس وقت بھی وہ اللہ کا بندہ کام میں ہمہ تن مصروف ہوتا جس کی بہترین شاہد ان کی تصانیف ہیں۔ شاید ہی کسی مصنف نے اس تیزی کے ساتھ قلم چلایا ہوگا اور وہ بہت تھوڑے مصنف ہیں جن کے الفاظ یوں تازیانوں کی طرح اپنے ماحول پر پڑے ہوں۔ غیر مرزا صاحب کی شخصیت کوئی پر اسرار شخصیت نہیں۔ ان کی زندگی ہمارے سامنے کھلی ہوئی کتاب کی طرح ہے جو پڑھنا چاہتا ہو پڑھ لے اور یہ مندرجہ بالا سطور اس کتاب کی ایک جھلک ہیں جس سے صاحب نظر خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی خانگی زندگی کیسی تھی۔ دوستوں میں ان کی کتنی عزت و توقیر تھی۔ خلق خدا غائبانہ طور پر انہیں کیا خیال کرتی تھی۔ مصیبت اور خطرے میں خوشی اور راحت میں۔ غیظ اور غضب میں ان کے چہرے کے نقوش میں کیا تغیر و تبدل ہوتا تھا کیسے الفاظ بے ساختہ ان کی زبان سے نکل جاتے تھے کیونکہ یہی الفاظ جو غیر محفوظ اوقات میں ایک انسان کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔ یہی نقوش جو بیساختہ چہرے پر نمودار ہوتے ہیں انسان کی نفسیاتی کیفیت کے بہترین ترجمان ہیں۔ یہ وہ سوراخ ہیں جو زندگی میں صرف چند لمحات کیلئے کھلتے ہیں اور ایک نقاد ان اندرونی چشموں کو دیکھ سکتا ہے۔ جہاں سے تمام حرکات مشاغل اور اعمال کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ جہاں وہ جذبات اور حسیات کو ٹٹول سکتا ہے کہ یہ کس مقصد کے گرد چکر لگا رہی ہیں۔ ہم اب حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق صرف انہی الفاظ پر اکتفا کرتے ہیں کہ وہ ایک مجدد تھے جن میں مجددیت کمال کو پہنچ گئی۔ وہ ایک صاحب جبروت محدث تھے جن میں محدثیت بڑھتے بڑھتے بدر کامل ہو گئی۔ وہ ایک متین مفکر تھے جن کی نگاہیں ہمیشہ کسی دور کی چیز کو دیکھا کرتی تھیں۔ ان کے اخلاق میں پیغمبرانہ خوشبو تھی۔ ان کی شخصیت مونٹ ایورسٹ سے زیادہ بلند اور تاج سے کہیں زیادہ حسین تھی۔ وہ مادر ہند کے وہ سپوت تھے جن پر رہتی دنیا تک تحسین کے پھول برسیں گے (ختم شد)

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رمضان ولد مراد پسران سماعیل قوم موچی سکنہ بدھو رحمانہ تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ $\frac{11}{36}$ ۲۷ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔ تاریخ $\frac{8}{36}$ ۲۱

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

جماعت احمدیہ لاہور کا تعمیری پروگرام

دو مجاہدوں کی طرف دعوت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

گذشتہ سال کا مجاہدہ اور اس کے نتائج!

سال گذشتہ جب ہماری مخالفت انتہا پر پہنچی ہوئی تھی اور لوگ ایسا سمجھتے تھے کہ اب یہ جماعت تباہ ہوگئی۔ میں نے اپنے احباب کو ایک چالیس دن کے مجاہدہ کی دعوت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کی دعا کو سنتا ہے اس جماعت کی دعاؤں کو کیوں نہ سنتا جو اس کے نام کو دنیا میں پھیلانے اور اس کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کی تڑپ اپنے سینوں کے اندر رکھتی ہے۔ نہ صرف دشمن اپنی انتہائی قوت صرف کرکے اپنے مقصد کو حاصل نہ کرسکا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے استحکام کی نئی راہیں کھولدیں۔

تعمیری پروگرام کی بنیاد۔ دو نئے مجاہدے

میری غرض اس وقت ان کو بیان کرنا نہیں یہ باتیں اس وقت آپ کے سامنے آئیں گی جب آپ آج سے پونے دو ماہ بعد سالانہ جلسہ کے موقع پر جمع ہوں گے۔

اس وقت میں آپ کو دو خاص مجاہدوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور انہی پر اپنے سارے تعمیری پروگرام کی بنیاد رکھنا چاہتا ہوں۔ ان دونوں کا تعلق اس ایک ہی بات سے ہے کہ ہم نہایت درجے کی عاجزی کے ساتھ اور انتہائی بےکسی کی حالت میں آستانہ الٰہی پر گریں

پہلا مجاہدہ

ان میں سے پہلا مجاہدہ تو صرف خاص خاص احباب کیلئے ہے جس کے متعلق میں اپنے خطبوں میں بھی توجہ دلا چکا ہوں یعنی جماعت کے وہ بزرگ جو چالیس سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں وہ پچھلی رات اٹھنے کی عادت ڈالیں اور نماز تہجد پر مداومت اختیار کریں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب ایک تہائی رات باقی رہتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آتی ہے من یسألنی فاعطیہ۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے۔ تاکہ میں اسے دوں یہ مخبر صادق کا ارشاد ہے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ جس ذریعے سے ہمارے آقا کو مقام محمود عطا ہوا۔ اسی ذریعے سے ہم کو بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق حصہ مل سکتا ہے۔ پس پہلا مجاہدہ جس کی طرف میں احباب جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ جماعت کے ان اصحاب میں سے جو

چالیس سال کی عمر

کو پہنچکر ارشاد الٰہی حتیٰ اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ کے مطابق روحانی بلوغ حاصل کرچکے ہیں ایک بھی فرد ایسا نہ رہے جو مستقل طور پر تہجد کی عادت نہ رکھتا ہو۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ ہم اپنی غفلتوں کو چھوڑیں۔ کیا ہماری عبودیت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہمیں پکار پکار کر کہے کہ

اٹھو اور مجھ سے مانگو

اور ہم غفلتوں کے لحافوں میں پڑے سوتے رہیں۔ ایسی غفلت میں تو بہتیری مخلوق پڑی ہوئی ہے لیکن اس جماعت کے لئے جن کے سینوں میں یہ تڑپ ہے کہ خدا کا نام دنیا میں پہنچے ایسی غفلت کی حالت میں رہنا مناسب نہیں۔ خدا کا نام پھیلانے کے لئے خدا سے مدد مانگو۔ اور سب کام خالی انسانی کوششوں سے ہو جاتے ہیں لیکن خدا کا نام خدا کے آگے گرنے اور اس سے مدد مانگنے کے سوائے نہیں پھیلتا۔

پھر اے عزیزو اور دوستو! اگر اس قدر لوگوں کے ظلم وستم کا تختہ مشق بننے کے بعد بھی ہم خدا کے آگے پوری عاجزی سے نہ گریں۔ تو کیا یہ انتظار ہے کہ اس سے بھی زیادہ مصائب ہم پر آئیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکلیف اس لئے آتی ہے کہ ہم اس کی طرف رجوع کریں اور اگر ہم اپنی موجودہ تکالیف پر خدا کے آگے نہیں گرتے۔ تو مجھے ڈر ہے کہ اس سے زیادہ مشکلات ہم پر نہ آئیں۔

دوسرا مجاہدہ

دوسرا مجاہدہ جس کی طرف میں اپنی قوم کو بلانا چاہتا ہوں۔ سال گذشتہ کی طرح چالیس دن کا مجاہدہ ہے جس میں ساری جماعت شامل ہو اور یہ مجاہدہ یکم رمضان المبارک سے شروع ہوکر ۱۰ یا ۱۱ شوال تک جو غالباً ہمارے سالانہ اجتماع کا آخری دن ہوگا۔ جاری رکھا جائے اور سال گذشتہ کی طرح نماز فجر اور نماز مغرب میں ہر جگہ جماعت کے سب احباب اکٹھے ہوں اور دعائیں کریں۔ البتہ اس کے ساتھ میں یہ بھی کہونگا کہ رمضان المبارک میں تہجد کی نماز کے لئے ساری جماعت اٹھنے کی کوشش کرے۔ سحری کے لئے ہم سب اٹھتے ہیں اور اس میں کچھ بھی مشکل نہیں کہ اس وقت دو رکعت سے لیکر آٹھ رکعت تک نماز تہجد بھی ادا کی جائے۔ یہی وہ تہجد کی خاص تاکید ماہ رمضان میں تھی جس نے بعد میں تراویح کی صورت اختیار کرلی۔ لیکن اگر بعض دوست قرآن شریف سننے کی خاطر تراویح کا اہتمام کرنا بھی چاہتے ہیں تو بھی تہجد ماہ رمضان میں ضرور اختیار کریں۔ اس سے آہستہ آہستہ نماز تہجد کی عادت پڑ جائے گی۔ اور فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لئے اس سے زیادہ موزوں وقت کوئی نہیں۔

تہجد کی دعائیں

پس اس تنہائی کے وقت میں وہ لوگ بھی جو رمضان میں تہجد کی نماز کو اپنے اوپر لازم کریں اور وہ بھی جو تہجد پر مداومت کرنے کا عزم کریں ان دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے جاذب ہوں کہ۔

اے خدا! تو حق ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے اور تیرے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلعم بھی حق ہیں۔ اور تیرا قرآن اور تیرا دین بھی حق ہے تو نے یہ وعدہ کیا ہے کہ تو دین اسلام کو کل دینوں پر غالب فرمائیگا اے خدا تو اس غلبہ کا دن جلد لا اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے دین کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔

اے خدا! ہم کمزور ہیں ہمارے پاس سامان نہیں۔ لوگ ہمیں ذلیل اور خوار کرنا چاہتے ہیں۔ اے خدا ہم تیری جناب میں اپنی کمزوری کی اپنی بے سروسامانی کی شکایت لاتے ہیں۔ سب طاقت تیرے ہاتھ میں ہے تو ہماری کمزوریوں کو اور ہماری بے سروسامانی کو دور فرما اور اپنے دین کی نصرت ایسی کھلی فرما جس سے لوگوں کو تیری ہستی نظر آجائے

اے خدا! تو جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں یہ ایک ہی تڑپ ہے کہ تیرا نام دنیا میں پھیلے۔ تیرا مقدس پیغام قرآن دنیا کے کناروں تک پہنچے لوگوں کے سر تیرے آستانہ پر جھکیں۔ تیرے دین کی اور تیرے رسول کی عزت دنیا میں قائم ہو۔ سوائے مالک! اسے آقا! تو اپنی رحمت کے دروازے ہم پر کھول دے اور اپنے فضلوں کی بارش ہم پر برسا دے اور اپنی نصرت کی ہوائیں ہمارے لئے چلا دے۔

اے خدا! ہم تھوڑے ہیں تو اپنے دین کے خادموں کی تعداد کو بڑھا، تو سب مسلمانوں کے دلوں میں یہ جذبہ پیدا کر کہ وہ تیرے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنے مال اور اپنی جانیں تیرے حضور پیش کریں۔

اے خدا! تو اس نفرت کو تو اس ناحق کی عداوت کو دور فرما جو ہمارے بھائیوں کے دلوں میں ہماری طرف سے پیدا ہوگئی ہے اور لوگوں کے دلوں میں اپنے مجدد اور اپنے مسیح کی محبت بھی پیدا کر تاکہ وہ اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدمت اسلام کے کام میں لگ جائیں۔

اے خدا! تو اس جماعت کو جس کی غرض تیرے ہی نام کو دنیا میں پھیلانا تیرے دین کو قوت دینا ہے ایسی قوت اور ایسا استحکام عطا فرما کہ اس کا قدم ہمیشہ آگے ہی آگے ہو۔ یہاں تک کہ ساری زمین اللہ اکبر کی آوازوں سے گونج اٹھے اور سب کفرستان مسجدوں سے بھر جائیں۔

محمد علی

دیانند کالج لاہور کی گولڈن جوبلی

ماہ اکتوبر کے آخری ایام میں دیانند کالج لاہور کی گولڈن جوبلی منائی گئی۔ یہ کالج آریہ سماج کی اس پارٹی کا سب سے بڑا اور مایہ ناز تعلیمی ادارہ ہے۔ جوبلی کی کارروائی میں مسلمانوں کے لئے بہت سی عبرت انگیز چیزیں ہیں۔ لیکن سردست ہم صرف ایک سبق آموز نظارہ اپنے قارئین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں:۔

"۲۴ راکتوبر کو ..... پنڈت مالویہ تشریف لائے آپکا شاندار سواگت و استقبال کیا گیا۔ پنڈال میں پہنچتے ہی پنڈت جی مہاتما ہنسراج جی سے گلے ملے۔ اور طبیعت کے ناساز ہوتے ہوئے بھی تین گھنٹے تک کرسی صدارت کو زینت دی۔ آپ نے اپنی تقریر میں سوامی دیانند جی، آریہ سماج، دیانند کالج اور مہاتما ہنسراج جی کی بڑی پرشنسا کی..... اس کے بعد سیٹھ رام کشن جی نے ایک مؤثر تقریر کی۔ جس میں آپ نے اعلان کیا کہ میں ایک ہزار روپیہ سالانہ شدھی کے لئے دیا کروں گا۔ اس موقعہ پر شری جگت گرو شنکراچاریہ ڈاکٹر کرتکوٹی تشریف لائے ..... جگت گورو جی نے پہلے سنسکرت میں تقریر کی۔ آپ نے مہرشی دیانند دیانند کالج اور مہاتما ہنسراج جی کی پرشنسا کی اور مہرشی دیانند کے متعلق کہا۔ جب تک سورج اور چاند رہیں گے ان کا نام رہے گا"

(آریہ ویر ۱۳۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

پنڈت مالویہ اور ڈاکٹر کرتکوٹی دونوں سناتن دھرمی ہیں۔ معمولی سناتن دھرمی نہیں۔ بلکہ کٹر اور بلند مرتبہ۔ ایک مسلمہ لیڈر اور دوسرا روحانی پیشوا۔ ان کے اور آریہ سماج کے عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے، لیکن یہ دونوں خلوص سے آریہ سماجیوں کے اجتماع میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کی تعریف اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ آریہ سماجی بھی ان کو ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے ہاں کیا نظر آتا ہے؟ ایک دوسرے کے خلاف تکفیر کے فتوے۔ گالیاں، سرپھٹول شرمناک الزامات۔ حیاسوز پروپیگنڈا، کام کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ انہیں ذلیل کیا جاتا ہے۔ اس کا انجام بھی ظاہر ہے۔ یعنی بربادی اور رسوائی۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے۔

بلدیہ لاہور کی شکست

آخر کار سر گوکل چند کی وزارت نے لاہور میونسپلٹی کو توڑ دینے کا فرمان صادر کر ہی دیا۔ یہ اقدام غیر متوقع ہرگز نہیں لیکن افسوسناک اور رجعت پسندانہ ضرور ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ ملک کو اصلاحات کی مزید قسط ملنے والی ہے صوبہ کی سب سے بڑی میونسپلٹی پر سرکاری تسلط نہایت بے موقع اور ناموزوں معلوم ہوتا ہے۔ بعض حلقوں میں اس اقدام وزارت کی جلد بازی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لاہور میونسپلٹی اپنے فرائض کو کما حقہ ادا نہ کر سکی۔ حکومت اور پبلک کو اس سے بہت سی شکایات تھیں۔ لیکن پبلک کا نظریہ یہ ہے کہ میونسپلٹی کو توڑنے کی بجائے یہ کم از کم اس انتہائی اقدام سے قبل یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ ان نتائج کے ذمہ وار کون لوگ ہیں؟ لیکن اب یہیں بڑا قصور وار اور بے گناہ کے درمیان حد فاصل کھینچے بغیر سب کو سزا دیدی گئی۔

صرف انگریز کلٹو آفیسر اس سے محفوظ ہے۔ حالانکہ ان سے شدید بے قاعدگیاں منسوب کی جاتی رہی ہیں۔ جن کی تحقیقات ضروری تھی۔ اخباربین طبقہ اس امر سے بھی بخوبی واقف ہے کہ حکومت نے مسٹر جونز کو ایڈمنسٹریٹر اور لالہ رنگیلا رام سابق ایگزیکٹو آفیسر کو ان کا اسسٹنٹ مقرر کیا ہے اور انہیں نہایت وسیع اختیارات تفویض کئے ہیں۔ لالہ جی کے تقرر پر لاہور کی اکثریت ناخوشی و اضطراب کا اظہار کر رہی ہے کیونکہ اسے اس بات کا یقین ہے کہ بلدیہ کی بدانتظامی کے سب سے زیادہ ذمہ دار لالہ جی ہی ہیں اور مسلمانوں کی مسلسل چیخ پکار کے باوجود ان کا طرز عمل فرقہ وارانہ جذبات سے پاک نہیں ہو سکا اسلامی اداروں کی طرف سے ان کی علیحدگی کا مطالبہ جاری ہے۔ ہم زیادہ تفصیلات میں گئے بغیر اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ جب شہر کی اکثریت لالہ جی سے ناخوش بلکہ نالاں ہے تو انہیں سول سروس میں واپس ہی بھیجدینا چاہیئے ان کی بجائے کوئی مسلمان افسر مقرر کر دیا جائے۔ کیونکہ ایک اسلامی اکثریت والے شہر میں مسلمان اسسٹنٹ منسٹریٹر کے تقرر کا مطالبہ ہر لحاظ سے جائز ہے۔ سر گوکل چند کی وزارت کی روش بار ہا مسلمانان پنجاب کیلئے وجہ شکایت و اضطراب بن چکی ہے۔ کاش وہ اس موقع پر اپنے تدبر کا ثبوت دیں

ہمارا قومی دربار

جلسہ سالانہ

قریب آرہا ہے صرف چھ سات ہفتہ کا قلیل عرصہ باقی رہ گیا ہے اس قومی اجتماع کو کامیاب بنانا تمام احباب جماعت کا دینی و قومی فرض ہے

اس مقدس فرض

کے سلسلہ میں ہر ایک دوست کو اپنی ذمہ داریاں محسوس کرتے ہوئے فوراً کام میں مصروف ہو جانا چاہیئے

دو مجاہدوں

کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل اسی پرچہ میں صفحہ ۳ پر شائع ہو رہی ہے سب سے پہلے اس اپیل پر عمل کی ضرورت ہے۔

نمائش زنانہ دستکاری

بھی جلسہ سالانہ کا ایک اہم حصہ ہے خواتین سلسلہ کو ابھی سے اس نمائش کے لئے چیزوں کی تیاری میں مصروف ہو جانا چاہیئے

تاریخوں کا اعلان

عنقریب کر دیا جائے گا احباب منتظر رہیں۔

شاہ پہلوی کی رواداری و روشن خیالی

ایک مدراسی سوداگر ایران میں پندرہ سال کے قیام کے بعد حال ہی میں ہندوستان واپس آئے ہیں۔ ایران کی ترقیات کے متعلق ان کا ایک قابل توجہ بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں وہ شاہ پہلوی کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت رضا شاہ پہلوی مذہب کے بہت پابند ہیں آپ نے محرم میں تعزیوں کا جلوس ممنوع قرار دیا ہے آپ خلفائے راشدین کا ذکر بڑے ادب و احترام سے کرتے ہیں اور حضرت عمرؓ کی عظمت کے اعتراف میں اکثر رطب اللسان رہتے ہیں۔ آپ کا قول ہے۔ کہ اگر حضرت عمرؓ اسلام کے لئے اتنی قربانیاں نہ کرتے تو اسلام نہ تھا۔ وہ عروج کی ان بلندیوں تک کبھی نہ پہنچتا۔ جن پر فرزندان توحید ہمیشہ نازاں رہیں گے۔ اعلیٰ حضرت دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام کرنا چاہتے ہیں اور عوام کو رواداری کی تعلیم دیتے ہیں"

قبل ازیں اہل ہند کو مستند ذرائع سے معلوم ہو چکا ہے کہ شاہ موصوف نے تبرّہ کی ممانعت کر دی ہے۔ از راہ رواداری مدارس میں فقہ حنفی کی تعلیم کا انتظام ہو چکا ہے۔ شاہ ایران دنیا بھر میں سب سے بڑے شیعہ فرمانروا ہیں۔ حکومت ایران کا مذہب شیعہ ہے۔ اگر ہندوستان کے شیعہ حضرات اپنے عقیدہ کے سب سے بڑے تاجدار کے ان زریں خیالات کی پیروی کریں۔ تو ہمارے ملک میں شیعہ سنی تنازعات کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔ تبرہ بازی اور مدح صحابہؓ کے ہنگامے بپا ہو کر اتحاد اسلامی کو برباد نہ کریں۔

سود کی تباہ کاریاں

فیروزپور سے ایک عبرت انگیز اطلاع موصول ہوئی ہے۔ موضع کمالی والا کے ایک مسلمان دیہاتی نے ۱۸۹۶ء میں مبلغ ۷۰ روپے بطور قرض لئے تھے اب اس کے قرضخواہ نے دو لاکھ روپیہ سے زیادہ سود کی رقم کے لئے دعویٰ دائر کر دیا ہے جو زیر سماعت ہے واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ کشورچند نامی مہاجن نے موضع کمالی والا کے ایک شخص مسمی عمرا اور دیگر دیہاتیوں کو ۸۷ روپے قرض دیئے اور اس کے عوض ۴½ گھماؤں زمین رہن رکھی تھی جس کا قبضہ مہاجن نے ۱۸۹۶ء میں لے لیا۔ ۶۰ روپیہ کا سود زمین کی پیداوار قرار پایا۔ اور بقایا ۲۷ روپے پر دو آنے فی روپیہ کے حساب سے سود ادا کرنا طے ہوا۔ اگست ۱۹۳۶ء میں زمین کے مالکوں نے استرداد رہن کے لئے درخواست کی۔ چنانچہ ریونیو اسسٹنٹ نے ۶۰ روپیہ کا سود مسترد کر دیا۔ اس پر ساہوکار نے دعویٰ دائر کر دیا ہے کہ رہن نامہ کی شرائط کے مطابق اسے ۲۰۳۱۴۰ روپیہ سود دلایا جائے۔ چونکہ مقدمہ زیر سماعت ہے۔ لہذا اس پر کسی قسم کی رائے زنی نہیں کی جا سکتی۔ ساہوکار کے مطالبہ کے متعلق مروجہ قانون کا فتویٰ کیا ہے؟ اس کا فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے لیکن ساہوکاروں کے اس قسم کے مطالبات سے سود در سود کی تباہ کاریاں اور کسانوں کی زبوں حالی بالکل عیاں ہو جاتی ہے اور موجودہ صورت حالات ساہوکار پر مزید پابندیاں عائد کرنے اور پرانے قرضوں کو بیباق کرنے کیلئے ایک منصفانہ قانون کے نفاذ کا شدید مطالبہ کر رہی ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا آخری فیصلہ

(۲)

۲۷ر اکتوبر ۱۹۳۶ء کے "پیغام صلح" میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے آخری فیصلہ پر جو انہوں نے آیات قرآنی کی بنا پر خود اپنے لئے تجویز کیا تھا کچھ روشنی ڈالی گئی تھی لیکن اپنی وہابی جماعت میں جو "عزت" ان کی ہو رہی ہے اس کے نمونے پیش کرنے ابھی باقی ہیں جو وقتاً فوقتاً پیش ہوتے رہیں گے۔ ایک اب ملاحظہ ہو۔ مولوی صاحب کا ہم عقیدہ اخبار "تنظیم اہلحدیث" رقمطراز ہے "مولوی ثناء اللہ صاحب کی افترا پردازیاں" (عنوان کا اقتباس)

پھر ارشاد ہوتا ہے:-

"مقدس ترین افترا اور سفید جھوٹ"

حضرت انبیاء علیہم السلام کا متفقہ مقولہ ہے اذا لم تستحی فاصنع ماشئت جس کا ترجمہ فارسی میں یہ کیا گیا ہے ع "بیحیا باش ہرچہ خواہی کن" حقیقت یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ بوجہ عداوت اور دشمنی تنظیم علم و عقل اور صداقت و دیانت سے کنارہ کش ہو چکے ہیں اسلئے بڑے بڑے افترا باندھنے اور سفید جھوٹ بولنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ سراسر خلاف واقعات سب بڑا افترا اور جھوٹ یوں لکھا ہے۔۔۔۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس مقدس ترین افترا اور سفید جھوٹ کی تردید میں تین واقعات عرض کئے دیتا ہوں۔۔۔۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے دماغ میں انا خیر منہ سما چکا ہے اس لئے وہ اپنے سوا دوسرے کو ہر بات میں بے سمجھ اور نا اہل جانتے ہیں مگر بات اس کے الٹ ہے کہ نہ امیر بننے کے قابل ہیں اور نہ ہی مامور ہو کر اطاعت کرنے کی قابلیت ان میں موجود ہے۔ عدم قابلیت امیر کی وضاحت کی تو ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کے عقائد ہی صحیح نہیں۔ عدم اطاعت کے واقعات ذیل میں درج ہیں۔۔۔ مولوی ثناء اللہ نے ایک مقالہ افتتاحیہ بعنوان "علماء و اعیان اہلحدیث کے قابل توجہ" سپرد قلم کیا جس کا ماحصل یہ کہ اپنی تمام جماعتی نزاعات کو عظمۃ السلطان کے سامنے پیش کیا جائے۔۔۔۔ پھر وہ بعد سماعت بیانات فریقین جو حکم فرمائیں تسلیم ہو" (اہلحدیث جلد ۲۳ ۲۶ ۱۹ر فروری ۱۹۲۶ء) لیکن جب دربار سلطانی نے بقول خود مولوی ثناء اللہ "مسئلہ استوا" سے رجوع کا حکم صادر فرمایا تو دنیا جانتی ہے کہ کس بری طرح سے اس حکم سلطانی کی مخالفت کی گئی۔ یعنی ہندوستان پہنچکر مولوی ثناء اللہ نے "تحفۃ الاخوان" کے نام سے فیصلہ سلطانی کی زور شور سے تردید کر دی۔۔۔۔ ان واقعات سے بالوضاحت معلوم ہو گیا کہ مولوی ثناء اللہ جہاں قابلیت امیر سے سراسر عاری اور کورے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی اطاعت حکم یا امیر کا مادہ بھی ان کے دماغ سے بالکل مفقود ہے یعنی نہ امیر بننا جانتے ہیں اور نہ ہی مامور ہو کر کسی کی اطاعت کر سکتے ہیں (اخبار تنظیم اہلحدیث روپڑ جلد ۵، ۲۲۔ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۳۶ء ص ۵)

رفتار عالم

ہندوستان

—— رائے بہادر لالہ شنکر داس لوتھرا کے اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے جانے پر لاہور کے اسلامی حلقوں میں شدید ناراضگی و بے چینی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ بہت سی اسلامی انجمنوں نے گورنر کو تار دیئے ہیں۔

—— سرینگر ۳ر نومبر۔ کل کانفرنس پارٹی کے ۱۲ ارکان کشمیر اسمبلی سے مستعفی ہو گئے جس کی وجہ سے کشمیر کے سیاسی حلقوں میں ہیجان و اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ ہز ہائینس مہاراجہ نے اسمبلی برخاست کر دی ہے۔

—— مجلس اتحاد ملت والوں نے اعلان کیا ہے کہ شہید گنج کانفرنس میں شرکت کے لئے ۲۳۵۵۶ رضاکار ہندوستان کے مختلف حصوں سے آ رہے ہیں۔

—— نوجوان مہاراجہ گوالیار کو کامل اختیارات مل گئے ہیں۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے بھی جشن تاجپوشی میں شرکت فرمائی۔ اور اپنی تقریر میں نوجوان مہاراجہ کو مفید نصیحتیں کیں۔

—— گوالیار ۲ر نومبر۔ مہاراجہ گوالیار نے اپنی تخت نشینی کی تقریب میں شاندار دربار منعقد کیا اور ریاست کے کسانوں کو ساٹھ لاکھ روپے کی واجب الادا رقوم معاف کر دیں اور اصلاح دیہات کی سکیم کے لئے ایک کروڑ روپیہ وقف کر دینے کا اعلان کیا۔

—— احمد آباد یکم نومبر۔ بلدیہ احمد آباد نے خان عبد الغفار خاں کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا۔

—— پنجاب اور یو۔ پی کونسل کے اجلاس جاری ہیں۔

—— نئی دہلی ۴ر نومبر۔ آل انڈیا فلسطین کانفرنس کی تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں۔ پنڈال میں ۲۰ ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اجلاس ۷ر نومبر کو شروع ہو گا۔

—— پٹنہ ۴ر نومبر۔ آئندہ انتخابات میں مسلم خواتین کے شہری حلقہ سے بیگم سر علی امام مرحوم نے کھڑے ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— کلکتہ ۵ر نومبر۔ آج پنڈت جواہر لال نہرو یہاں پہنچے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا اور شاندار جلوس نکالا گیا۔

—— حیدر آباد ۵ر نومبر۔ اعلیٰحضرت حضور نظام نے فرمان جاری کیا ہے کہ سلور جوبلی کے موقعہ پر جشن، دربار اور دیگر تقریبات نہ کی جائیں۔ ان تقریبات پر جس قدر روپیہ صرف ہونا تھا وہ پبلک کاموں میں صرف کیا جائے۔ بچوں کے لئے ایک عظیم الشان ہسپتال تعمیر کیا جائے اب جوبلی نہایت سادگی سے منائی جائے گی۔

ممالک خارجہ

—— نیویارک ۴ر نومبر۔ جمہوریہ امریکہ کی صدارت کے انتخابات میں پریذیڈنٹ روزویلٹ بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئے ہیں۔

—— پیرس ۴ر نومبر۔ فرانس میں شاہ پسندوں اور فسطائیوں کی بغاوت کے امکانات زیادہ ہو رہے ہیں۔ حکومت نے کافی فوج پایہ تخت میں جمع کر لی ہے فسطائیوں کے مظاہرے اور جلوس برابر جاری ہیں۔

—— حکومت دیگر حفاظتی تدابیر میں بھی مصروف ہے۔ متعدد فسطائی لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ تحریک کے قائد اعظم ڈی لا روقے کے خلاف مقدمہ چلایا گیا ہے۔

—— لندن ۴ر نومبر۔ لندن کے مشرقی حصہ میں فسطائیوں نے یہودیوں کو بہت دق کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں پولیس نے ۵۵ آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے۔

—— گذشتہ دنوں لندن میں فسطائیوں نے ایک جلوس نکالا تھا جس کی عوام نے سخت مخالفت کی۔ اور اہل جلوس کا "استقبال" جوتوں، گھونسوں اور مخالفانہ نعروں سے کیا تھا۔

—— بغداد ۳ر نومبر۔ عراق کے انقلاب میں کردوں کا ہاتھ تھا۔ عراق میں لاکھوں کرد آباد ہیں اور وہ عرصہ دس سال سے اپنی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ایام جنگ میں برطانوی حکومت نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ بعد جنگ کردوں کی علیحدہ آزاد حکومت قائم کی جائے گی۔ یہ وعدہ ایفا نہیں ہوا۔

—— بغداد ۴ر نومبر۔ عراق میں جدید حکومت کے قیام پر اظہار مسرت کے لئے پچاس ہزار انسانوں نے بغداد میں شاندار مظاہرہ کیا۔ ہزاروں عرب عورتیں سیاہ برقعوں میں ملبوس مکانوں کی چھتوں پر جمع ہو کر حب وطن سے لبریز گیت گا رہی تھیں۔

—— بارسیلونا ۵ر نومبر۔ میڈرڈ پر باغیوں نے یکے بعد دیگرے پانچ فضائی حملے کئے۔ بمباری کی وجہ سے ۱۲۰۰ آدمی ہلاک و مجروح ہوئے باغیوں کے پاس زیادہ تر جرمنی ساخت کے طیارے تھے ان میں کام کرنے والے بھی جرمن تھے۔

—— سرکاری فوجوں نے ڈیڑھ سو سے زائد باغیوں کو گرفتار کر لیا ہے سابق وزیر اعظم کیبلیرو نے بذات خود اشتراکی فوجوں کی عساوت قیادت سنبھالی ہے۔

—— وائنا ۵ر نومبر۔ گذشتہ دنوں آسٹریا میں فوجی ڈکٹیٹرشپ قائم ہوئی تھی اور اس کے تمام اختیارات جنرل شوشنگ کے حوالے کر دیئے گئے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ آسٹریا کی سیاست میں اب پھر انقلاب آیا ہے اور شوشنگ کی وزارت مستعفی ہو گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس تمام تغیر و تبدل میں مسولینی کا ہاتھ ہے۔

—— انگلستان میں شرح پیدائش روز بروز کم ہو رہی ہے جس کی وجہ سے برطانی مدبرین مضطرب ہو رہے ہیں۔

—— امام یمن نے مظلومین فلسطین کی امداد کے لئے ایک ہزار پونڈ کی رقم عنایت فرمائی ہے۔

—— رزبن ۵ر نومبر۔ باغیوں کے صدر مقام سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ باغی فوجوں نے میڈرڈ کے قریب ایک اہم فوجی مقام گتافے پر قبضہ کر لیا ہے اب باغیوں کو یقین ہے کہ وہ اس ہفتہ میں میڈرڈ پر قابض ہو جائیں گے

—— گتافے کی فتح سے پہلے پانچ گھنٹے تک شدید جنگ برپا رہی اشتراکی فوجوں کی قیادت ایک روسی جرنیل نے کی۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی [illegible] مراد ولد [illegible] ذات [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ 11/36 ۲۴ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر 9/36 ۴

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد [illegible] پسران ہدایت ذات جویو سکنہ [illegible] تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ 11/36 ۲۵ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔ تاریخ 8/36 ۳۱ مقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبری ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰۵ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حسو۔ اللہ وتہ پسران اللہ یار قوم بھنگو سکنہ بھنگو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ 11/36 ۲۶ بمقام جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔ تاریخ 8/36 ۳۱ مقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گنہ۔ گلو ولد اکبر ولد بہادر ذات بلوچ سکنہ چک ۱۳۵ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ 11/36 ۲۳ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ 9/36 ۴

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غازی خاں ولد سرور خاں بلوچ سکنہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ 11/36 ۲۵ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو۔ اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ 8/36 ۲۵ بمقام جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰۵ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ یار ولد احمد قوم کملانہ سکنہ [illegible] تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ 11/36 ۲۶ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ 8/36 ۳۱ مقام جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محبت ولد [illegible] ذات [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ 11/36 ۲۴ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر 9/36 ۴

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام قادر ولد نور ذات ارائیں سکنہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ 11/36 ۲۵ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر 9/36 ۴

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰۵ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام علی خاں ولد محمد خاں بلوچ جھنگالی سکنہ [illegible] تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ 11/36 ۲۷ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔ تاریخ 8/36 ۳۱ مقام جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد [illegible] ولد [illegible] ذات موچی سکنہ کوٹ رستم تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ 11/36 ۲۴ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ 9/36 ۴

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰۵ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حسن خاں ولد لال خاں ذات بلوچ سکنہ [illegible] تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ 11/36 ۲۴ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ 8/36 ۳۱ مقام صدر جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰۵ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی صلح ولد قاسم ذات [illegible] سکنہ [illegible] مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ 11/36 ۲۷ بمقام شورکوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے

تاریخ 9/36 ۲۴ مقام جھنگ

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عبادت الٰہی میں لذّت اور سُرور

نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے؟ اس کے غنائے ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف رہے بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادت اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اسکی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہیئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے رکھا نہ ہو۔ جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کی فکر کرنی چاہیئے ... دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم انسان کو عبادت کیلئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کیلئے لذت اور سرور نہ ہو ... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اب انسان جبکہ عبادت ہی کیلئے پیدا ہوا ہے ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کیلئے پیدا کئے ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے؟ کیا اس ذائقہ اور مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں۔ کیا وہ خوبصورت اشیاء کو دیکھکر نباتات ہوں یا جمادات حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا۔ کیا دلخوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہ ہو۔

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۸۹۷ء)

پنجاب اسمبلی کے انتخابات

کے متعلق

ضروری اعلان

ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ پنجاب اسمبلی کے لئے امیدواروں کی نامزدگی ۲۳ نومبر کو ہوگی۔ اس روز تین بجے بعد دوپہر تک درخواستیں لی جائینگی ۳۰ نومبر کو کاغذات نامزدگی پر اعتراضات سنے جائیں گے۔ یکم دسمبر تک امیدواروں کو درخواستیں واپس لینے کا حق حاصل ہوگا۔ انتخابات کی تاریخیں ابھی مقرر نہیں ہوئیں لیکن عام خیال یہ ہے کہ وسط جنوری تک انتخابات شروع ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ سارے پنجاب میں تین ہزار سے زائد انتخابی مراکز قائم کئے جائینگے ان میں عورتوں کے لئے خاص مراکز ہوں گے جن میں پردے کا انتظام کیا جائے گا۔

احباب جماعت سے گذارش

آجکل امیدوار حضرات اپنے اپنے پروپیگنڈے میں مصروف ہیں وہ خود یا ان کے آدمی ووٹروں کے پاس پہنچکر انہیں اپنی طرف کرنے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ لہذا تمام احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس امر کا فیصلہ کرنے سے قبل کہ کس امیدوار کو ووٹ دیا جائے مرکز سے ضرور دریافت فرمائیں۔ تاکہ انہیں ضروری ہدایات دی جا سکیں۔ مرکز کے مشورہ کے بغیر کسی امیدوار سے ووٹ کا وعدہ ہرگز نہ کیا جائے۔ ووٹ ایک طاقت ہے اس کا استعمال قومی مصالح کے مطابق صحیح طریق پر ہونا چاہیئے۔

ہم اور ہماری ترقی!

اولین شرط کامیابی۔ محبت الٰہی یا اتباع نبی کریم صلعم

(از مسلم۔ بی۔ اے)

اس مضمون کی گذشتہ قسط میں میں عرض کر چکا ہوں کہ ہماری کامیابی مقدر ہے مگر اس کے لئے چند ایک شرائط ہیں چنانچہ پہلی شرط محبت الٰہی ہے یعنی اپنا تن، من، دھن خدا کی رضا کے حصول کیلئے صرف کرنا اور اس کی خوشنودی کو دیگر تمام باتوں پر مقدم سمجھنا۔ مگر ان امور کے سرانجام دینے کا راستہ کونسا ہو یہ راستہ نبی کریمؐ کی اتباع ہے جس پر میں کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلعم کی اتباع کو اپنی محبت کے مترادف گردانا ہے نبی کریم صلعم کی اتباع کا مفہوم کیا ہے؟ کیا اس قدر کہ ہم ان کی پیش کردہ صداقت کا زبانی طور پر اقرار کر لیں اور بس۔ نہیں بلکہ اتباع یہ ہے ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا جس بات کے کرنے کا آپ حکم فرمائیں۔ اس پر سختی سے عمل پیرا ہو جاؤ، اور جس سے روک دیں اس سے کلیتہً رک جاؤ۔

دوسرے مقام پر فرمایا خذوا ما اٰتینٰکم بقوۃ واذکروا ما فیہ لعلکم تتقون کہ جو کچھ ہم نے تمہیں قرآن کی شکل میں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور جو کچھ تعلیم اس میں ہے اسے وظیفہ حیات قرار دے لو۔ تاکہ تم متقی ہو کر کامیاب ہو جاؤ۔

قرآن حکیم شفا اور نور ہے

قرآن کریم ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ ایک نور ہے جو توہم زدہ قلوب کو حقانیت کے نور سے منور کرتا ہے۔ اس کے تریاق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ یہ شفا ہے دلوں کے امراض کے لئے۔ ان ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم کے الفاظ زور دے رہے ہیں کہ یہ کتاب حق تو اس بات کی رہنمائی کرتی ہے جو کہ مضبوط اور مستحکم ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے والا ایک ایسی چٹان پر جم جاتا ہے جس کو طوفان باد و باراں کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا اور جب تک اس صحیفہ الٰہی کی کامل اطاعت نہ ہو۔ اس وقت تک بہتری کہاں!

قرآن کریم کے عملی منکرین کا ادعائے باطل

بعض لوگ شاید اس خیال باطل میں ہوں کہ چلو اگر پوری نہیں تو کم از کم ادھوری تعلیم پر عمل پیرا تو ہیں ہی اور نہ کرنے والوں سے بہتر ہیں۔ یہ صریح دھوکا ہے نفس پرستی ہے جب تک قرآن کو ہر بات میں حکم نہ مانا جائے جب تک اس کے ہر حکم کے آگے گردن نہ جھکائی جائے جب تک نبی کریمؐ کے ارشادات عالیہ پر بلا چون و چرا عمل نہ ہو۔ اس وقت تک ایمان کا صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اس میں حقیقت پرکاہ کے برابر بھی نہیں۔ بیشک نام کی مسلمانی تو ہے مگر حقیقی ایمان مفقود ہے فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ اے میرے پیارے رسول مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ جب تک یہ زبانی جمع خرچ کرنے والے بہتر سے بہتر فیصلے پر سر جھکا دیں اور اس فیصلے پر دل میں تنگی بھی محسوس نہ کریں۔ مزید برآں یہ کہ اس کے آگے بخوشی سر خم نہ کر دیں۔ اس وقت تک یہ ایمان کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے۔

مسلمان اور اتباع یہود

قرآن حکیم کے بعض احکام کو ماننا اور بعض کو ذاتی مصلحتوں پر قربان کر دینا یہودیت نوازی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ڈانٹا ہے افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذالک منکم الا خزی فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم القیٰمۃ یردون الیٰ اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون کیا تم ..... کتاب الٰہی کے بعض احکام کی پیروی کرتے ہو اور بعض کو چھوڑ دیتے ہو یاد رکھو تم میں سے جو کوئی شخص یا گروہ اس فعل کا مرتکب ہوگا اس کا انجام دنیا میں تو ذلت و رسوائی ہے اور قیامت کے دن اسے شدید ترین عذاب کا سامنا ہوگا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہیں۔ اور اسی کے مطابق جزا و سزا ہوگی۔ یہود نے اس تنبیہ کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور بجائے توریت کی اتباع کے اس کو اپنی حرص و آز کی جولانگاہ بنا لیا۔ توریت کی جن باتوں سے انہیں فائدہ پہنچتا ان پر عمل کرتے اور جن پر ذاتی نقصان کا احتمال ہوتا یا خدا کی خاطر قربانی کرنی پڑتی ان کو چھوڑ دیتے اس دو رنگی زندگی کا جو نتیجہ نکلا اس کے تذکرہ سے روح کانپ جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا عتاب دنیا میں ہی نازل ہؤا۔ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کہ ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلت و مسکنت مسلط کر دی گئی اور آج تک جو حشر اس قوم کا ہوتا رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں بھلا یہ ہو بھی کب سکتا ہے کہ خدا کی نافرمانی بھی ہو اور پھر اس پر اطاعت شعاروں کا سا سلوک۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں ٭ ایں خیال است و محال است و جنوں

مسلم قوم کو بھی اللہ تعالیٰ نے قبل از تباہی و خواری متنبہ کر دیا تھا مگر اس نے قرآن کی پیروی پر سنت یہود کو ترجیح دی جس کا نتیجہ باوجود کروڑہا افراد پر مشتمل ہونے کے موجودہ ذلت و مسکنت کی شکل میں سب کے سامنے ہے۔ آج بھی اگر ترقی اور سنبھالا لینے کی امید کی کوئی کرن ہے تو خدا اور صرف خدا کے آگے جھکنے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے میں ہے دو عملی کسی صورت میں بھی پنپنے کا ذریعہ نہیں ہو سکتی مرشدؒ نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

سر مدگلہ اختصار مے باید کرد ٭ یک کار ازیں دو کار مے باید کرد

یا تن برضائے یار مے باید داد ٭ یا قطع نظر زیار مے باید کرد

محبت الٰہی کی سب سے زیادہ قاطع چیز شرک ہے۔ توحید خالص ہی سرچشمہ برکات سماوی ہے شرک کو اسی قدر سمجھ چھوڑنا کہ کسی بت کو نہ ماننا اور خدائے واحد کا اقرار کر لیا ہو بالکل واہی سی بات ہے شرک تو خدا تعالیٰ کے حکم سے بال کے برابر بھی سرتابی کا نام ہے۔

دو ہی راستے۔ محبت الٰہی یا پیروی شیطان

دنیا میں دو ہی راہیں ہیں خدا کی اور شیطان کی۔ اگر ایک شخص خدا کا فرمانبردار ہے تو وہ شیطان کا دشمن اور اگر شیطان کی پیروی کرتا ہے تو لاریب خدا سے منہ موڑے ہوئے ہے اور جونہی ایک شخص نے خدا کے حکم پر چلنے میں ذرہ بھر کوتاہی کی وہ شرک کی نجاست سے ملوث ہو گیا۔ الم اعھد الیکم یا بنی اٰدم ان لا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی ھٰذا صراط مستقیم اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی پیروی ہرگز نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا اور صاف دشمن ہے اور میری ہی عبودیت کا حق ادا کرنا ہی صراط مستقیم ہے۔ پانچ وقت ہر رکعت میں اھدنا الصراط المستقیم کی دعا مانگنے والے بھائیو! صراط مستقیم خالصتہً اللہ تعالیٰ کی غلامی کا جوا گردن میں ڈال لینے کا نام ہے۔ دوستو آپ کو معلوم ہے کہ غلام کا اپنا کچھ نہیں ہوتا وہ آقا کے اشارے پر حرکت کرتا ہے اس کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا ہر کام آقا کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کو برقرار رکھ کر اس کی خدمت کو بطریق احسن سرانجام دے سکے۔

نبی کریم صلعم اور صراط مستقیم

نبی کریم صلعم کو علی صراط مستقیم کا خطاب کیوں مل گیا۔ اس لئے کہ آپ ہر لحظہ رضائے مالک کے حصول کے لئے کمربستہ تھے۔ اور دنیا کا کسی قسم کا آرام اور لالچ آپ کو اس فرض کی ادائیگی سے بال بھر بھی جادہ مستقیم سے نہ ہلا سکا۔ قریش مکہ نے آپ کے پھسلانے کا انتہائی شیطانی جال پھیلایا اور کہا کہ عرب کی حکومت حاضر ہے مال و دولت کا انبار لگا دیتے ہیں۔ آپ کی حسب ضرورت دوشیزائیں زینت حرم ہونے کے لئے مہیا کر دیتے ہیں۔ مگر ایک شرط پر کہ اپنے خدا سے روگردانی کیجئے اس سے اس عبد مکرم صلعم کے مطمئن قلب میں ذرہ بھر جنبش پیدا نہ ہوئی فرمایا تو صرف اس قدر کہ اگر میرے دائیں ہاتھ پر آفتاب اور بائیں پر ماہتاب بھی لا کر رکھ دو تو بھی اس کی بارگاہ سے ایک لمحہ کیلئے روگردانی نہیں کروں گا۔ اور اپنے فرض سے منہ نہیں موڑونگا

شرک کیا ہے؟

پھر سنو۔ شرک بت پرستی کا نام ہی نہیں۔ نفس پروری کا نام بھی۔ آپ کون ہیں؟ مسلمان! منادی ہوتی ہے مگر مسجد کی طرف رخ نہیں کرتے داعی الی اللہ پانچ وقت بلاتا ہے مگر حقیر و ذلیل انسان اپنے مالک کی پکار سے منہ پھیر لیتا ہے۔ پولیس کا ایک سپاہی آ کر کہہ جائے کہ صبح و شام پولیس چوکی میں حاضری دینی ہے تو سب کام چھوڑ کر پانچ منٹ پہلے ہی پہنچیگا۔ مگر اس احکم الحاکمین کی دعوت پر مطلق توجہ نہیں دے گا۔ آہ گمراہ انسان تیرے دل میں خدا کی ایک پیادے جتنی بھی قدر نہیں۔ یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے!! اس کے باوجود بھی مسلمان اللہ کا دین بے کس و بے بس۔ مخالفین و معاندین اپنی کور بختی سے شب و روز اس پر زبان طعن دراز کئے ہوئے مگر تیرے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اور شکم پرستی، زن و فرزند، بیاہ و شادی اور دیگر لغویات پر اپنے نفس اور دیگر دنیا کے کیڑوں کو خوش کرنے کے لئے ہزارہا روپیہ برباد کر دے گا۔

اہل و عیال کی بیجا محبت

کیا یہ ہے خدا کی محبت؟ اولاد اور بیوی خویش و اقارب خدا سے دور، اسلام سے متنفر، احکام الٰہی سے گریزاں مگر تو ان کا متوالا، اپنی حلال کمائی ہوئی دولت ان پر صرف کرنیوالا۔ کم بخت تجھ سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ ان کی اصلاح کرے اور اگر نہ مانیں تو ان سے قطع تعلق کرے۔ جو خدا اور رسول صلعم کی محبت سے عاری، ان کے احکام کی صریح طور پر خلاف ورزی کرنے والے ان سے محبت خدا اور اس کے حبیب کے عملی نافرمانوں سے دوستی اور اس پر بھی نبی کریم صلعم کی شفاعت کا اجارہ دار۔ آہ یہ سراب ہے حقیقت نہیں۔ اس دن نبی صلعم تو یہی کہیں گے کہ یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القراٰن مھجورا۔ اے خدا مجھے ان لوگوں سے کیا واسطہ انہوں نے میری قوم ہوتے ہوئے بھی اس قرآن کی تعلیم کو پس پشت

چالیس دن کے مجاہدہ کی دعائیں

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

تین ضروری امور

پچھلے اخبار میں مَیں نے احباب کو تین امور کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اوّل یہ کہ رمضان میں سب احباب نماز تہجد کی پابندی اختیار کریں۔ دوسرا یہ کہ چالیس سال سے اوپر کے احباب مستقل طور پر اپنے آپ کو پابند تہجد کریں اور ان تنہائی کی گھڑیوں میں آستانہ الٰہی پر سر رکھتے ہوئے ہمارے دِلوں میں کیا تڑپ ہو۔ اس کا ذکر بھی میں اسی اخبار میں کر چکا ہوں۔ ہماری زندگیوں کا الگ الگ اور ہماری جماعتی زندگی کا بحیثیت مجموعی ایک ہی مقصد ہے کہ خدا کا نام بلند ہو۔ خدا کا آخری کلام قرآن شریف دنیا میں پہنچے اور خدا کا یہ وعدہ پورا ہو کر دین اسلام کل ادیان پر غالب آئیگا۔ بس اسی تڑپ کو لیکر ہم پچھلی رات نزول رحمت الٰہی کا استقبال کریں۔ تیسرا امر جس کی طرف میں نے توجہ دلائی تھی وہ سال گذشتہ کی طرح چالیس دن کا مجاہدہ ہے جو یکم رمضان سے شروع ہو کر ۱۰ ۔۔۔ ۱۱ شوال تک رہے۔ اس میں ہر مقام کے سب احباب اکٹھے ہو کر دعائیں کریں۔ بالخصوص نماز فجر اور نماز مغرب میں۔ کم سے کم فجر سے تو کوئی دوست غیر حاضر نہ رہے اور سحری کے معاً بعد مسجد یا مقرر کردہ جائے اجتماع پر سب جمع ہو جائیں۔

دعاؤں کے متعلق چند باتیں

ان اجتماع کی دعاؤں کے متعلق بھی میں چند باتیں احباب کی رہنمائی کے لئے لکھنا چاہتا ہوں۔ دعا تو وہی ہے جو دل سے اُٹھے اور اس لئے تنہائی کی گھڑیوں اور رات کی تاریکی میں اپنی اپنی جگہ پر جس طرح انسان چاہے دعا کرے جس زبان میں چاہے دعا کرے۔ لیکن جماعت کی دعائیں اور بالخصوص وہ جو رکوع سے اٹھنے کے بعد امام بلند آواز میں کرتا ہے وہ یا تو قرآنی دعائیں ہوں اور یا وہ جو ماثور ہیں۔ ہمارا مذہب خدا کے فضل سے ایک ایسا کامل مذہب ہے کہ اس میں انسان کی رہنمائی کے لئے ہر قسم کا سامان موجود ہے۔ نبی کریم صلعم کو ہر قسم کے مقابلے اور ہر قسم کی ضرورتیں پیش آئیں اس لئے قرآن شریف اور احادیث ایسی دعاؤں سے بھرے پڑے ہیں جن کی ضرورت ہم آج محسوس کرتے ہیں۔

سورہ فاتحہ بہترین دعا ہے

سب سے پہلے تو سورہ فاتحہ ہی ہے جو دنیا کی بہترین دعا ہے یہاں میں اس بحر ذخار کے صرف اس ایک مطلب کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو ہمارے مقصد زندگی یعنی دین اسلام کے کل ادیان پر غلبہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جب ہماری زبان سے یہ لفظ نکلیں یا ہمارے کان میں یہ آواز پڑے الحمد للّٰہ رب العالمین تو ہماری روح اور ہمارے دل کی گہرائیوں میں یہ تڑپ پیدا ہو کہ جس طرح رب العالمین کا جسمانی رزق دنیا میں عام ہے اسی طرح اس کا رزق روحانی جو مکمل رنگ میں قرآن کریم میں مہیا کیا گیا ہے دنیا میں عام ہو جائے اور اسکی اس ربوبیت اسے تمام دنیا کے دلوں سے بے اختیار الحمد للّٰہ کی آواز نکلے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین پر پہنچیں تو اس کے ساتھ روح آستانہ الٰہی پر گر جائے۔ کہ اے خدا تیرا نام اور تیرا کلام دنیا میں پہنچانے کے لئے ہم تو اپنی پوری طاقت خرچ کرتے ہیں۔ مگر یہ عظیم الشان کام جس کا بار امانت پیغمبروں اور بالآخر محمد رسول اللہ جیسے پیغمبروں کے سردار کے کندھوں پر ڈالا گیا۔ ہمارے ناتوان جسموں اور کمزور دلوں میں اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں۔ پس ہم تیری ہی مدد مانگتے ہیں۔ کیونکہ تیرا نام جب دنیا میں پھیلا تو تیری ہی نصرت سے پھیلا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کے الفاظ جب ہمارے سامنے آئیں تو ہمارے دلوں میں ان مجاہدات اور قربانیوں کے لئے جوش پیدا ہو۔ جن کی توفیق انبیاء، صدیقین شہداء اور صالحین کو ملی جن کی وجہ سے ان پر انعامات نازل ہوئے۔ یہ آرزو پیدا ہو کہ جس طرح ان صالحین کے دلوں میں دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی اور محبت الٰہی کی آگ بھڑک اٹھی تھی اسی طرح ہمارے قلوب میں بھی دنیا کی محبت کم ہو اور خدا کی محبت اور اس کے دین کی محبت ترقی کرے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان انعامات کے ذکر سے ہمارے دلوں کے اندر سے ہر قسم کی مایوسیاں دور ہوں اور یہ یقین پیدا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو بےکسی کی حالت میں نہیں چھوڑے گا۔

قرآن کریم کی دعائیں

قنوت کی دعاؤں میں سب سے مقدم خود قرآن کریم کی دعائیں ہیں یہ دعائیں ایک جگہ ہماری انجمن کی کتاب الادعیہ میں منقول ہیں۔ مگر یہ یاد رہے کہ دعائیں اتنی طول نہ ہوں کہ وہ مقتدیوں کو تھکا دینے کا موجب ہوں۔ ہاں بدل بدل کر دعائیں کی جائیں اور امام اور ہر مقتدی ایسا محسوس کرتا ہو کہ وہ احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا اپنی التجائیں پیش کر رہا ہے

ماثورہ دعائیں

ماثورہ دعاؤں میں سے وہ دعائیں بالخصوص چنی جائیں جو دشمن کے مقابلہ کے وقت کی ہیں۔ کیونکہ اس وقت اگر ایک طرف خود مسلمانوں کے بعض گروہ ہمیں کچلنے کے درپے ہیں اور ہر ممکن طریق پر ہماری جماعت کو اذیت پہنچا رہے ہیں تو دوسری طرف بعض ریاستوں میں حکام کی طرف سے ہماری جماعت سخت تکالیف کے نیچے ہے۔ ان میں سے ایک تو سرحد کی ایک اسلامی ریاست ہے یعنی ریاست امب۔ جہاں سے ہمارے کئی دوست صرف اس جرم کی پاداش میں نکالے گئے کہ وہ خدا کے نام کو دنیا میں پھیلاتے ہیں اور ان سے وہی سلوک ہوا جس کا ذکر اس آیت قرآنی میں ہے الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللّٰہ

ریاست جنبہ میں احمدیوں پر ظلم

اور دوسری جنبہ کی ہندو ریاست ہے جہاں گو مسلمان عام طور پر بھی بہت مظلوم ہیں لیکن لاہور کی جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے احباب کو چن چن کر ظلم کا تختہ مشق بنایا جا رہا ہے۔ ہم حکام ریاست کو بار ہا لکھ چکے ہیں کہ ہماری جماعت ایک خالص مذہبی جماعت ہے اور ہم نہ حکومت انگریزی میں نہ کسی دوسری حکومت کے ماتحت نہ کسی ریاست میں سیاسی امور میں دخل دیتے ہیں۔ ہاں مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنا اور ان کو خدمت اسلام کے قابل بنانا اور اسلام کو غیر مسلموں میں پہنچانا بے شک ہمارا کام ہے۔ لیکن اس غریب جماعت کے حکومت اس طرح درپے آزار ہے کہ گویا اسے وہ اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتی ہے۔ مسجد حالانکہ مسلمانوں کی مشترکہ چیز تھی مگر وہاں سے بھی حکومت نے ہماری غریب جماعت کو بے دخل کر دیا۔ ہمارے امام کو اس مسجد میں گالیاں دی جاتی ہیں اور حکام ان کو کچھ نہیں کہتے۔ لیکن ہماری جماعت جواب بھی نہیں دے سکتی کیونکہ اس سے نقض امن ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ جو جماعت میں شامل ہوئے تھے حکومت کے خوف سے پیچھے ہٹ گئے ہیں اور جو باقی رہ گئے ہیں۔ ان کو تکلیفوں کا نشانہ بنانے میں وہ سب کام کئے جا رہے ہیں جو ایک جابر حاکم کر سکتا ہے۔

احکم الحاکمین کے سامنے فریاد کے سوا چارہ نہیں

ہم نے دو تین دفعہ تحریری طور پر ان امور کی طرف توجہ دلائی ہے مگر اس کا ہمیں جواب تک نہیں ملتا۔ اور غریبوں کو پیس دینے کی پالیسی پر عمل ہو رہا ہے۔ ہم یہ سب ظلم اپنے بھائیوں پر ہوتا دیکھ رہے ہیں مگر ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں۔ سوائے اس کے کہ احکم الحاکمین کے سامنے اپنی فریاد لے جائیں

قانون الٰہی

ہاں ہمارا یہ ایمان ہے کہ ظلم کرنے والوں کو پاداش دینے والی بھی ایک ہستی موجود ہے جس کا قانون یہی ہے۔

دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

وہ مہلت بھی دیتا ہے مگر اس کی گرفت بھی سخت ہے ایسے وقت میں جب ایک ظلم کرنے والے کے ظلم کے مقابلہ کی طاقت نہ ہو صبر کے سوا

خدا کے آگے گرنے کے سوائے، اس کی مدد چاہنے کے سوائے کوئی چارہ نہیں۔

دشمن کے شر سے حفاظت کی دعائیں

قرآن کریم کی بہت سی دعاؤں میں یہ رنگ ہے چنانچہ یہ دعا جو ربنا لا تواخذنا سے شروع ہوتی ہے اور وہ دعا جو ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا سے شروع ہوتی ہے اور یہ دعا ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین ونجنا برحمتک من القوم الکافرین . . . . اور یہ دعا ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا واغفر لنا ربنا انک انت العزیز الحکیم اور یہ دعا ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین اور اس کے علاوہ ذیل کی دعائیں نبی کریم صلعم نے سکھائی ہیں:-

اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم

اے اللہ ہم تجھے ہی ان کے مقابلہ میں رکھتے ہیں (کیونکہ ہم میں مقابلہ کی طاقت نہیں) اور ان کی شرارتوں سے تیری ہی پناہ چاہتے ہیں

اور اسی طرح یہ دوسری دعا ہے:-

اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اللھم اھزم الاحزاب اللھم اھزمھم وزلزلھم

اے اللہ کتاب کے اتارنے والے جلد حساب لینے والے ان جماعتوں کو بھگا (جو ناحق ہماری تکلیف رسانی کے درپے ہیں) اے اللہ تو ان کو بھگا اور ان کے پاؤں اکھیڑ دے۔

اور پھر یہ دعا:-

اللھم انجز وعدک واھزم الاحزاب وحدک

اے اللہ اپنے وعدہ کو پورا فرما اور تو اکیلا ہی ان جماعتوں کو بھگا دے۔

اور پھر یہ عام دعا ہے:-

اللھم لا تجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علینا من لا یرحمنا

اے اللہ نہ تو دنیا ہمارے لئے سب سے بڑھ کر فکر کا موجب ہو اور نہ ہی وہ ہمارے علم کا منتہی ہو اور نہ تو ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط فرما جو ہم پر رحم نہیں کرتے۔

اور یہ دوسری دعا:-

اللھم انصر من نصر دین محمد صلعم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلعم ولا تجعلنا منھم

اے اللہ تو اس شخص کو نصرت دے جو دین محمد صلعم کی نصرت کرتا ہے اور اس شخص کی نصرت کو چھوڑ دے جو دین محمد صلعم کی نصرت کو چھوڑتا ہے (مگر پہلے اپنے آپ کو ناصر دین محمد بنا دے)

اور پھر اپنی بیکسی کا اظہار ان الفاظ میں:-

اللھم الیک نشکو ضعف قوتنا وقلۃ حیلتنا وھواننا علی الناس اللھم انت ربنا ورب المستضعفین

اے اللہ اپنی طاقت کی کمزوری کی اور اپنے سامانوں کی قلت کی اور لوگوں کی نگاہوں میں اپنی ذلت اور تحقیر کی شکایت ہم تیری جناب میں لاتے ہیں۔ اے اللہ تو ہماری ربوبیت کرنے والا اور سب کمزوروں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔

اور اس سے بھی زیادہ وسیع اور تمام دعائیں اور بہت سی ہیں۔ جیسے مشہور دعائے قنوت:-

اللھم اھدنا فیمن ھدیت وعافنا فیمن عافیت وتولنا فیمن تولیت وبارک لنا فیما اعطیت وقنا شر ما قضیت

اے اللہ ہمیں منزل مقصود پر پہنچا ان لوگوں میں جنہیں تو نے منزل مقصود پر پہنچایا اور ہمیں عافیت عطا فرما ان لوگوں میں جنہیں تو نے عافیت عطا فرمائی۔ اور ہماری کارسازی فرما ان لوگوں میں جن کی تو نے کارسازی فرمائی اور ہمیں برکت عطا فرما اس میں جو تو نے ہمیں دیا۔ اور جو تیری قضا ہے اسکی شر سے ہمیں بچا۔

اور یہ دعا:-

اللھم انا نعوذ بک من الھم والحزن ونعوذ بک من العجز والکسل ونعوذ بک من الجبن والبخل ونعوذ بک من غلبۃ الدین وقھر الرجال اللھم اکفنا بحلالک عن حرامک واغننا بفضلک عمن سواک

اے اللہ ہم فکر اور غم سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور عاجز ہو جانے اور سستی سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور بزدلی اور بخل سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور قرض کے غلبہ اور لوگوں کی زیادتی سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ تو حرام سے بچا کر اپنے حلال رزق سے ہمیں کفایت کر اور اپنے ماسوا سے اپنے فضل کے ساتھ ہمیں غنی کر دے۔

اور یہ دعا:-

اللھم استر عوراتنا وامن روعاتنا

اے اللہ ہمارے عیبوں کو ڈھانک دے اور ہم کو گھبراہٹوں سے امن دے۔

اور یہ دعا:-

اللھم انا نعوذ بک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتۃ الاعداء

اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے پانے سے اور بری قضا سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے

اور یہ دعا سجدوں میں بہت کریں۔ یہی دعا آنحضرت صلعم بدر کے دن سے پہلی رات بہت کر رہے تھے۔

یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

اے زندہ خدا، اے قائم رکھنے والے خدا میں تیری رحمت کی فریاد کرتا ہوں۔

اور اگر رات کو اٹھنے یا جماعت کے مجاہدہ میں شامل ہونے کی توفیق نہیں ملتی یا دعاؤں میں درد پیدا نہیں ہوتا تو اس کے لئے بھی خدا سے دعا کرو اور امن یجیب المضطر اذا دعاہ کو یاد کرو۔

محمد علی

کشتی نوح میں سے نوح زمانہ کی آواز

کوئی ہے جو اس پر کان دھرے؟

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں جب بے دینی اور دہریت، کفر اور ضلالت کا طوفان چاروں طرف عالم میں بپا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت نے جوش مارا اور اس عالم تیرہ و تار کی طرف نگاہ لطف فرمائی اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کو مجدد صدی چہاردہم کے منصب عالیہ پر مامور فرمایا اور بیعت لینے اور ایک جماعت بنانے کا حکم ان الفاظ میں دیا کہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون کہ ایک کشتی بنا ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق اور ظالموں کے بارے میں مجھے مخاطب نہ کریو۔ وہ یقیناً غرق شدہ ہیں گویا حضرت نوح علیہ السلام کی طرح حضرت مجدد صدی چہاردہم کو بھی ایک کشتی بنانے کا حکم ہوا۔ فرق صرف یہ تھا کہ حضرت نوح کے زمانہ میں کشتی لکڑی کی تھی اور طوفان پانی کا تھا۔ اور مجدد صدی چہاردہم کے زمانہ میں طرح طرح کے طوفان کفر و ضلالت کے تھے اور کشتی اس پاک تعلیم کی تھی جو آپ نے جماعت کو دی اور جس کی بنیادیں ٹھیک ٹھیک قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے حقائق و معارف پر قائم شدہ تھیں۔ گویا جو آپ کی جماعت میں شامل ہوا اور آپ کی پاک تعلیم پر عامل ہوا وہ اس کشتی پر سوار ہو گیا۔ اسی کو کیسی خوبصورتی سے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

واللہ کہ ہمچو کشتیٔ نوحم ز کردگار
بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

آپ ہمیشہ تو دنیا میں رہ نہ سکتے تھے اس لئے آپ نے اپنی تعلیم کے خلاصہ کو ایک کتاب کی صورت میں تحریر فرمایا اور اسی لحاظ سے اس کا نام کشتی نوح رکھا۔ قرآن کریم میں جہاں حضرت نوحؑ کی کشتی بنانے کا حکم ہے وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت نوح کا بیٹا اس کشتی پر سوار نہ ہوا اور اس طوفان میں بہ گیا جس سے بچنے کے لئے وہ کشتی تیار ہوئی تھی۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ وھی تجری بھم فی موج کالجبال یعنی وہ کشتی ایسی موجوں کے درمیان میں چل رہی تھی جو پہاڑ کی طرح اٹھتی تھیں۔ یہی حال آج اس کشتی کا ہے کہ طرح طرح کی مخالفت اور ضلالت کی موجوں کے درمیان چل رہی ہے جن میں سے تکفیر کلمہ گویان کی موجیں بھی ہیں جس نے اسلام کے بیڑے کو تہ و بالا کر رکھا ہے یہ وہ ضلالت اور گمراہی کی موج ہے جس نے مسلمانوں کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ اس کے لئے اگر جائے پناہ کوئی کشتی تھی تو وہی تھی جو حضرت مسیح موعودؑ نے بنائی تھی۔ جس پر چڑھنے والوں کا طغرائے امتیاز یہ تھا کہ کسی مسلمان کلمہ گو کو کافر خارج از اسلام نہ کہا جائے لیکن جیسا کہ وہاں حضرت نوح کا بیٹا اس عام طوفان میں بہ گیا تھا۔ یہاں بھی نوحؑ زمانہ کا بیٹا اسی مماثلت کو پورا کرتے ہوئے تکفیر مسلمانان کے طوفان بلا خیزی میں بہ گیا۔ جس طرح وہاں حضرت نوح نے پکارا تھا۔ یٰبنیّ ارکب معنا کہ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا۔ اسی طرح زبان حال سے حضرت مسیح موعودؑ کی کشتی نوح سے صدا آ رہی ہے کہ یٰبنیّ ارکب معنا۔ وہ صدا سننی ہو تو سن لو۔ میاں محمود احمد صاحب کے مسئلہ تکفیر کی بنیاد اجرائے نبوت کا مسئلہ ہے۔ یعنی وہ اس نبوت کے قائل ہیں جس کا ماننا شرط ایمانیات میں سے ہے۔ پس جو ایسے نبی کو نہ مانے گا وہ یقیناً کافر خارج از اسلام ہو گا چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کو اسی قسم کا نبی بنا کر میاں محمود احمد صاحب نے تکفیر مسلمانان کی بنیاد قائم کی جس کی وجہ سے تکفیر کے اس طوفان ضلالت میں مکفر علماء کی طرح وہ خود بھی بہ گئے۔ کاش کہ وہ نوح کے زمانہ کی آواز کو سنتے جو کشتی نوح میں سے آ رہی ہے اس کے صفحہ ۱۳ کو پڑھو فرماتے ہیں:-

نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔"

کیا اس عبارت کے بعد بھی کسی کو نبوت اور رسالت کے دروازے کھولنے اور محمد مصطفےٰ صلعم کے بعد نبی کا شور مچانے کی جرأت ہو سکتی ہے؟ "تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ کیا اس ایک صاف اور واضح فقرہ سے تمام اجرائے نبوت اور تکفیر مسلمانان کے جھگڑے طے نہیں ہو جاتے؟ مبارک ہے وہ جو نوح زمانہ کی اس آواز پر کان دھرتا اور اس کے مطابق کشتی نوح پر سوار ہو جاتا ہے اور ضلالت تکفیر کے طوفان میں بہہ نہیں جاتا اور سآوی الی جبل یعصمنی من الماء کا جواب نہیں دیتا جیسا کہ نوح کے بیٹے نے دیا تھا کہ میں جلدی ہی پہاڑ پر پناہ لے لونگا جو مجھے پانی سے بچا لیگا۔ یہاں میاں محمود احمد صاحب کو اگر کوئی پہاڑ نظر آرہا ہوگا اور جس پر وہ پہنچنا چاہتے ہونگے تو وہ غالباً سیاسی قوت کا پہاڑ ہوگا لیکن ضلالت کے طوفان سے تو وہ بچا نہیں سکتا۔ دنیا میں سیاسی طاقت کا حصول ضلالت کو ہدایت نہیں بنا سکتا۔ قادیان بڑے سے بڑا شہر بن جائے وہاں میاں محمود احمد صاحب ریاست چھوڑ سلطنت قائم کر لیں مگر دین اور ایمان اگر ضلالت میں غرق ہو گیا تو اس کا نام نجات نہیں۔ نجات نوح زمانہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کشتی پر سوار ہو جانے میں ہے۔ وہ آواز پھر سن لو۔ "تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

ہندو دنیا پر ایک نظر

دسہرہ کی تعطیلات میں ہندو مہاسبھا کا سالانہ اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ ڈاکٹر مسٹر کلکوٹی اس کے صدر تھے۔ ہندو مہاسبھا کا مقصد اور طریق کار سب کو معلوم ہے۔ لیکن اس اجلاس میں ایسی عجیب و غریب باتیں کہی گئیں جن سے مہاسبھائیوں کی مسلم آزاری، امن دشمنی اور انصاف کشی کے یقین کے علاوہ ان لوگوں کی صحت دماغی کے متعلق شبہ بھی ہونے لگتا ہے۔ اس اجلاس میں اس احمقانہ دعویٰ کو بار بار دہرایا گیا کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے جس طرح کہ افغانستان افغانوں کا، ہندوستان کو ایک ہندو ریاست تسلیم کرنا چاہئیے اور اس میں ہندو تمدن، ہندو تہذیب اور ہندی زبان ہی کو جگہ ملنی چاہیئے۔

ہندو مہاسبھا کے ذمہ دار مہاشوں اور پنڈتوں کو یہ غیر ذمہ دارانہ آواز بلند کرنے سے پیشتر سوچنا چاہئیے تھا کہ جس طرح افغانستان افغانوں کا ہے اسی طرح ہندوستان ہندوستانیوں کا ہے۔ صرف ہندوؤں کا نہیں اور نہ انشاء اللہ کبھی ہو سکے گا۔ اس وسیع ملک میں ہندوؤں کے علاوہ آٹھ کروڑ مسلمان، تقریباً اسی قدر اچھوت، کم و بیش ایک کروڑ عیسائی پارسی اور بدھ وغیرہ قومیں آباد ہیں۔ مسلمانوں نے اس پر ایک ہزار سال تک حکومت کی ہے۔ اسلامی کلچر، اسلامی زبانوں اور اسلامی علوم نے گہرا اثر ڈالا ہے۔ اب سوڈیڑھ سو سال سے انگریز حکمران ہیں، انگریزی تہذیب تمدن اور انگریزی زبان کے اثرات اس قدر نمایاں ہو چکے ہیں جن سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اس ملک میں ہر ایک قوم کے مذہب، کلچر اور پرسنل لا کا تحفظ ضروری ہے اور اس میں وہی زبان رائج ہونی چاہیئے جو تمام اقوام کی متحدہ کوششوں سے عالم وجود میں آئی ہو اس کے بغیر آزاد ہندوستان کا خواب ہرگز شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

لیکن مہاسبھائیوں کو ان تمام حقائق سے کوئی تعلق نہیں انہیں اپنے تعصب اور مسلم آزاری کا مظاہرہ کرنا تھا، سو کیا ہے۔ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو غیر ملکی کہہ کر ان کے حقوق سے انکار کیا جائے تو پھر ہندو کس قاعدہ سے ملکی قرار پائیں گے؟ تاریخ کا یہ مسلمہ اور متفقہ فیصلہ ہے کہ ہندو وسط ایشیا سے آئے تھے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ مسلمانوں نے بلا امتیاز مذہب تمام ہندوستان کی خدمت کی اور اس کو تاریکی و وحشت سے نکالنے کی ایک کامیاب کوشش کی۔ جس سے سب سے زیادہ ہندوؤں نے فائدہ اٹھایا اور ہندوؤں نے جب وسط ایشیا سے آکر ہندوستان پر قبضہ جمایا۔ تو ہندوستان کے اصل باشندوں، اس کے مالکوں اور حکمرانوں پر انسانیت سوز مظالم کئے۔ انہیں ترقی و زندگی کے تمام سرچشموں سے محروم کر دیا۔ انہیں پہاڑوں اور جنگلوں میں بھگا دیا۔ یہ گونڈ اور بھیل اور دوسری اچھوت اقوام تاریخ عالم کے اس سب سے بڑے ظلم کی یادگار موجود ہیں۔ مہاسبھائیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اس قسم کے بڑے اور احمقانہ بول بول کر اپنی قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے البتہ ہندوستان کے متحدہ مفاد کو برباد کر سکتے ہیں اور غالباً وہ اسی لئے اس قسم کی نازیبا حرکتیں کر رہے ہیں۔

ہندو مہاسبھا اپنی صدارت کیلئے عجیب و غریب حضرات کا انتخاب کرتی ہے گذشتہ سال مہاسبھا کے ایک بدھ بھکشو اس کے صدر تھے جو عقیدہ ذہنیت اور رجحانات کے لحاظ سے ہندوؤں سے بالکل مختلف ہیں۔

اس "بے جوڑ" صدر نے سال بھر تک نہایت مزے مزے کی حرکتیں کیں۔ ندامت پسند ہندوؤں نے ان کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ انہیں بھی مہاسبھا کی صدارت کا لطف آگیا ہوگا۔ اس سال ڈاکٹر مسٹر کلکوٹی مہاسبھا کی صدارت کے منصب عالی پر فائز ہوئے ہیں جو پنڈت مالویہ کی طرح نہایت دلچسپ اور دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والے بزرگ ہیں جس طرح پنڈت مالویہ انتہا پسند اور کٹر سناتن دھرمی ہونے کے باوجود اچھوت ادھار اور راشدھی کی تلقین فرمایا کرتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر کلکوٹی نے سناتن دھرمیوں کے روحانی پیشوا ہونے اور جگت گرو سوامی شنکر اچاریہ کہلانے کے باوجود اچھوتوں سے ہمدردی کا دعویٰ فرمایا ہے لیکن اس دعویٰ کی شان بھی نرالی ہے۔

ڈاکٹر جی یعنی جگت گرو سوامی شنکر اچاریہ نے اچھوتوں کو ہندوؤں کا حصہ تسلیم کر لینے کے باوجود ان کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اسلام یا عیسائیت ہرگز قبول نہ کریں۔ بلکہ سکھ بن جائیں۔ ہندو قوم دنیا کی سب سے زیادہ خود غرض . . . . قوم ہے یہ مشورہ بھی خود غرضی کا نتیجہ ہے۔ سوامی جی نے نہایت دیدہ دلیری اور ستم ظریفی سے غریب اچھوتوں کو جنس تجارت کے بنانے کی سعی فرمائی ہے جو اخلاق و انصاف کے لحاظ سے بے حد قابل مذمت ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہندو دھرم کے اندر اچھوتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں، ان کے ساتھ مساوات کا سلوک ناممکن ہے لیکن انہیں یہ خطرہ بھی لاحق ہے کہ اگر اچھوت مسلمان یا عیسائی ہو گئے تو ہندو اکثریت کا بھرم کھل جائے گا۔ اس کا حل انہوں نے بظاہر اچھوتوں کو سکھ دھرم قبول کرنے کے مشورہ کی شکل میں تجویز کیا ہے اور اس طرح ایک تیر سے دو پرند شکار کرنے کی کوشش کی ہے۔ یعنی ایک طرف سکھوں کو ممنون احسان . . . کیا ہے دوسری طرف ایک پراسرار طریق پر اچھوتوں کو یہ یقین دلایا جا رہا ہے کہ سکھ بننے کی نسبت ہندو دھرم میں رہنا ہی اچھا ہے وہ نام نہاد اچھوت لیڈر جو ہندوؤں کے پروردہ ہیں۔ مہاسبھا کے اجلاس کے بعد یہی شور مچا رہے ہیں۔ ان کا انداز ایسا ہے کہ یہ سمجھنے میں ذرا بھی دقت نہیں رہتی کہ ان تپلیوں کی ناڑ کہاں سے ہلائی جا رہی ہے۔

سوال ہو سکتا ہے کہ اگر ہندو دھرم کے اندر اچھوتوں کی بہتری کی کوئی صورت ناممکن ہے تو انہیں اپنی سمجھ اور پسند کے مطابق کوئی دوسرا مذہب قبول کرنے کے لئے آزاد کیوں نہیں چھوڑ دیا جاتا؟ اس بارہ میں ان کی مزاحمت کیوں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھ دھرم قبول کرنے کا مشورہ کیوں دیا جاتا ہے؟ اگر سکھ دھرم میں کوئی خاص خوبی ہے تو اسے صرف اچھوتوں کیلئے ہی کیوں پسند کیا جاتا ہے دوسرے ہندوؤں کو اس نعمت سے مستفید ہونے کیوں نہیں دیا جاتا؟ یہ عجب تماشا ہے کہ ہندوؤں کا ایک بلند پایہ مذہبی رہنما اچھوتوں کو ہندوؤں کا حصہ اور اپنا قومی بھائی کہنے کے باوجود ایک دوسرا مذہب قبول کرنے کی تلقین کر رہا ہے۔ ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ . . . ہندو اچھوتوں کو اپنا بھائی کہتے ہیں اور ان سے جانوروں کا سا سلوک کرتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ اس طرح اچھوتوں کو زیادہ دیر کے لئے مبتلائے فریب نہیں رکھا جا سکتا وہ ہندو دھرم کو چھوڑ کر ضرور دوسرا مذہب قبول کر لیں گے تو پھر بھی ہندو لیڈر ان کا راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہ کہ فلاں نہیں فلاں مذہب قبول کرو۔ اس بارہ میں اپنی پسند سے کام نہ لو۔ بلکہ ہماری مرضی پر چلو۔ مذہب کے نام پر اور مذہبی پیشواؤں کی زبان سے ایسی پرفریب خود غرضانہ باتیں انتہائی قابل افسوس ہیں مذہب اسی طرح [illegible]

ایک زبردست فریب ہے بلکہ انسانیت اور مذہب کے نام پر بھی ایک سیاہ داغ کا درجہ رکھتا ہے۔

مسلمان بادشاہوں کے ظلم وجبر کے فرضی افسانے آج کل ہر ایک مہاسبھائی اور آریہ سماجی کی زبان پر ہیں۔ یہ خیالی داستانیں ان کے تو کو اجتماعات کی گرمیٔ محفل کا سامان ہیں۔ انہی کے ذریعہ ہندو لیڈر اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہونے پر آمادہ کرتے ہیں۔ لیکن سچائی آخر سچائی ہے۔ کبھی نہ کبھی ان کی زبان سے بھی صداقت کا اظہار ہو ہی جاتا ہے۔ حال ہی میں حکومت نے متھرا کے نواح میں ذبح بقر کی اجازت دیدی ہے اس پر ساری ہندو دنیا چراغ پا ہو رہی ہے حالانکہ یہ اجازت ہر لحاظ سے صحیح ہے۔ ہندو مہاسبھا کے اجتماعات میں بھی اس کا ذکر آیا۔ ایک مشہور ہندو مقرر جیوتی شنکر دکشت جی نے تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ بابر سے لیکر شاہ عالم تک جتنے مسلمان بادشاہ گذرے ہیں۔ وہ اس پر کاربند رہے کہ برج منڈل (متھرا) میں گئو ماتا تو کیا کسی جانور کو بھی ذبح نہ کیا جائے " یہ مسلمان بادشاہوں کی رواداری بلکہ ہندو نوازی کا نادانستہ اعتراف ہے۔ جو صداقت کی بے پناہ طاقت نے ایک ہندو مقرر کی زبان سے ہندو سبھا کے بھرے اجلاس میں کرایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان بادشاہ ہندوؤں کے مذہبی جذبات کے احترام کی خاطر مسلمانوں پر بھی پابندیاں عائد کر دیا کرتے تھے کہ فلاں مقام چونکہ ہندوؤں کے نزدیک مقدس ہے اس لئے وہاں گائے تو کیا کوئی جانور بھی ذبح نہ ہو۔ انہی بادشاہوں میں حضرت اورنگ زیب عالمگیر غازیؒ بھی آجاتے ہیں۔ جن کو بدنام کرنا دن رات ہندوؤں کا شیوہ ہو چکا ہے +

ہمارا قومی دربار
جلسہ سالانہ

قریب آ رہا ہے صرف چھ سات ہفتہ کا قلیل عرصہ باقی رہ گیا ہے اس قومی اجتماع کو کامیاب بنانا تمام احباب جماعت کا دینی و قومی فرض ہے

اس مقدس فرض

کے متعلق ہر ایک دوست کو اپنی ذمہ داریاں محسوس کرتے ہوئے فوراً کام میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔

دو مجاہدوں

کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل گذشتہ پرچہ کے صفحہ ۳ پر شائع ہو چکی ہے سب سے پہلے اس اپیل پر عمل کی ضرورت ہے۔

نمائش زنانہ دستکاری

بھی جلسہ سالانہ کا ایک اہم حصہ ہے خواتین سلسلہ کو ابھی سے اس نمائش کے لئے چیزوں کی تیاری میں مصروف ہو جانا چاہیئے

تاریخوں کا اعلان

عنقریب کر دیا جائے گا احباب منتظر رہیں۔

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا پتہ

امسال جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مسلم ٹاؤن چلے گئے ہیں ان سے خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے :-
مسلم ٹاؤن فیروز پور روڈ۔ لاہور

ہفتہ عالم

ہندوستان

—— بمبئی ۹۔ نومبر۔ بمبئی میں پھر بدامنی شروع ہو گئی ہے۔ اکے دکے راہگیروں پر حملے ہو رہے ہیں۔ اس طرح کئی ہندو مسلمان مجروح ہو چکے ہیں۔ جن میں بعض کی حالت نازک ہے۔ چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ اور کرفیو آرڈر نافذ کر دیا ہے۔

—— پشاور ۹۔ نومبر۔ آج صوبہ سرحد کی مجلس آئین ساز کا اجلاس مسٹر حبیب اللہ خان ڈپٹی پریذیڈنٹ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ خان بہادر عبد الرحیم خان اتفاق رائے سے صدر منتخب ہوئے ہیں۔

—— لاہور ۹۔ نومبر۔ راؤ بہادر چودھری چھوٹو رام صدر پنجاب کونسل نے آج شام گورنر پنجاب کو شاندار ٹی پارٹی دی۔ حکومت کے اعلیٰ ارکان۔ وزرا ہائیکورٹ کے جج صاحبان ممبران کونسل کثیر تعداد میں مدعو تھے۔

—— بمبئی ۹۔ نومبر۔ قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جامعہ ازہر کا تبلیغی وفد جہاز "کانٹی روسو" کے ذریعہ ہندوستان روانہ ہو گیا ہے۔ وفد ۱۲۔ نومبر کو ہندوستان پہنچے گا۔ وفد کے ارکان ۱۶ نومبر کو ڈاکٹر امبیدکار اور دیگر اچھوت لیڈروں سے تبادلہ خیالات کرینگے۔ اس کے بعد ہندوستان کا دورہ کریں گے۔

—— لاہور ۸۔ نومبر۔ "اتحاد پارٹی" کا مرکزی دفتر پہلے ڈیوس روڈ پر واقع تھا۔ اب وہاں سے تبدیل ہو کر یہ دفتر ایجرٹن روڈ میں آگیا ہے۔

—— لاہور ۷۔ نومبر۔ لاہور میونسپلٹی کے سکرٹری کی اسامی عرصہ سے خالی تھی اور ۔۔ مسٹر رچرڈ قائم مقام سکرٹری کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اب مسٹر عارف پی۔ ایس سی سکرٹری مقرر ہوئے ہیں آپ نے مسٹر رچرڈ سے چارج لے لیا ہے۔

—— لاہور ۸۔ نومبر۔ لالہ شنکر داس لوتھرا کے تقرر پر مسلمان بدستور اظہار بیزاری کر رہے ہیں ان کا مطالبہ ہے کہ ان کی جگہ کوئی مسلمان افسر مقرر کیا جائے۔

—— میسور ۸۔ نومبر۔ مسٹر عبد الغنی ڈسٹرکٹ اینڈ سشن جج کو میسور ہائیکورٹ کا جج مقرر کیا گیا ہے۔

—— لاہور میں تشدد پسندوں کے ایک خفیہ گروہ نے آجکل بڑی سنسنی پھیلا رکھی ہے یہ لوگ اپنے آپ کو "سرخ قاتلوں کی انجمن" کہتے ہیں انہوں نے اعلان کیا ہے کہ گورے کالے اور مرد عورت کی تمیز کے بغیر دولت مندوں کو قتل کیا جائے گا ان کے بنگلے اور موٹریں جلا دی جائیں گی۔

—— اس اعلان کے بعد سول لائن میں تین روز کے اندر اندر آتشزدگی کی پانچ چھ وارداتیں ہو چکی ہیں۔ جہاں جہاں وارداتیں ہوئی ہیں وہاں تہدید آمیز سرخ پوسٹر بھی ملے ہیں۔

—— پولیس اس انجمن کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگانے کی انتہائی کوشش کر رہی ہے اس نے سول لائن کے رہنے والوں کو ہدایت کر دی ہے کہ شرارت سے آگ لگانے والوں سے محتاط رہیں۔ اگر ان کی کوٹھیوں کے نزدیک کوئی مشتبہ آدمی گھومتا نظر آئے تو اسے پولیس کے حوالے کر دیں۔

—— گزشتہ ہفتہ پٹنہ کے قریب صاحب گنج برانچ لائن پر ریلوے ٹرین کو پٹری سے گرا کر تباہ کرنے کی کوشش کی گئی لیکن بروقت پتہ لگ جانے پر یہ المناک حادثہ نہ ہوا مجرموں کا سراغ لگانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

—— کراچی ۹۔ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ سندھ اسمبلی کے آئندہ انتخابات یکم فروری ۳۷ء سے شروع ہوں گے۔

—— دہلی ۹۔ نومبر۔ آل انڈیا فلسطین کانفرنس کا اجلاس جو مولانا سید سلیمان ندوی کی صدارت میں منعقد ہوا تھا کل رات ختم ہو گیا۔ اس میں کئی قرار دادیں منظور کی گئیں۔ کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ احتجاج کے طور پر ملک معظم کے آئندہ جشن تاجپوشی میں کوئی حصہ نہ لیا جائے۔ برطانوی مال کا مقاطعہ کیا جائے۔

—— ہندوستان کا محکمہ ڈاک۔ ہندوستان اور کاشغر کے درمیان باقاعدہ پارسل پوسٹ کے قیام کا انتظام کر رہا ہے۔ ڈاک کے تھیلوں کا تبادلہ سگر میں ہوا کریگا۔ جو ہندوستانی علاقہ میں مشترکہ سرحد سے ۲۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۹۔ نومبر۔ فلسطین سے زائد انگریزی فوج رفتہ رفتہ واپس آ رہی ہے

—— روما ۹۔ نومبر۔ ہسپانیہ کے ایک کمیونسٹ نے مسولینی کو گولی کے ذریعہ ہلاک کرنے کی ناکام کوشش کی۔ مسولینی بذریعہ موٹر شہر کی طرف آ رہے تھے کہ حملہ آور نے گولی چلا دی۔ پولیس نے اسے گرفتار کر لیا ہے۔

—— پشتو کو افغانستان کی قومی زبان بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ حکومت اس تحریک کی سرپرستی کر رہی ہے۔ شاہ افغانستان نے ایک فرمان کے ذریعہ اعلیٰ حکام کو حکم دیا ہے کہ وہ تین سال کے عرصہ میں پشتو زبان میں تحریر و تقریر کی اہلیت پیدا کریں۔

—— کابل ۹۔ نومبر۔ افغانستان میں موسم سرما شروع ہو گیا ہے۔

—— میڈرڈ ۷۔ نومبر۔ باغیوں کی فوجیں یہاں پہنچ چکی ہیں ان کے کئی دستے شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ ہسپانوی حکومت ولنشیا میں منتقل ہو گئی ہے۔ تمام وزراء وہاں چلے گئے ہیں۔ میڈرڈ میں صرف وزیر جنگ مقیم ہے

—— لندن ۷۔ نومبر۔ باغیوں نے ریڈیو کے ذریعہ اعلان کر دیا ہے کہ اب میڈرڈ کو ہمارا مقبوضہ شہر سمجھو۔

—— پیرس ۷۔ نومبر۔ ہسپانوی سفیر نے اعلان کیا ہے کہ بنک آف سپین کارٹیجینا میں منتقل کر دیا گیا ہے اس کے سونے کے متعلق کوئی علم نہیں کہ وہ کہاں رکھا گیا ہے لیکن یہ امر یقینی ہے کہ باغی اس کی ایک رتی بھی حاصل نہ کر سکیں گے۔

—— بیت المقدس ۷۔ نومبر۔ مجلس عالیہ عربیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ فلسطین کے لیے جو رائل کمیشن مقرر کیا گیا ہے اس کا مقاطعہ کیا جائے۔

—— برلن ۸۔ نومبر۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر باغی ہسپانیہ میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو جرمنی اور اطالیہ ان کی حکومت کو فوراً تسلیم کر لیں گے۔ لیکن فرانس اور برطانیہ جدید حکومت کو اس وقت تک تسلیم نہ کریں گے جب تک وہ انتخابات کے ذریعہ مستحکم نہ ہو جائے۔

—— نیویارک ۸۔ نومبر۔ بندرگاہ نیویارک کے پچاس ہزار ملاحوں اور مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔ مغربی ساحل پر بھی ہڑتال ہو گئی ہے اور سو فی صدی جہاز بندر میں کھڑے ہیں۔

—— لندن ۸۔ نومبر۔ ہسپانوی سفیر متعینہ لندن نے ایک اعلان کے ذریعہ اس امر کا دعوے کیا ہے کہ میڈرڈ پر ابھی تک سرکاری افواج کا قبضہ ہے۔

—— لزبن ۹۔ نومبر۔ باغیوں کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حکومت کی افواج مدافعت کے لیے گیس کا استعمال کر رہی ہیں۔ مراقشی اعراب کے فوجی دستے ایک زبردست اور خونریز جنگ کے بعد میڈرڈ کے شمالی حصہ کی طرف سے شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔

—— بغداد ۹۔ نومبر۔ عراق کے ایک لاکھ سے زائد یہودیوں کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ ہمارا فلسطین کی صیہونی تحریک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم عراقی محبان وطن کے ساتھ ہیں۔ ہمارا جان و مال سب کچھ وطن مقدس کی فلاح و بہبود کے لیے حاضر ہے۔

—— بیروت کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ علویٰ بلاد شام اور فرانس کے معاہدہ کے سخت خلاف ہیں اس صوبہ کے فرانسیسی گورنر موسیو شوگر نے بطور احتجاج اپنا استعفےٰ پیش کر دیا ہے۔

—— امید کی جاتی ہے کہ مصطفےٰ کمال اتاترک ملک معظم کے جشن تاجپوشی میں شرکت کے لیے لندن تشریف لے جائیں گے۔

—— حکومت فرانس کو سوئٹزرلینڈ کی سرحد کی طرف سے حملہ کا خطرہ ہے اس نے اس سرحد پر زمین دوز قلعے بنانے کے لیے پچاس لاکھ پونڈ کی رقم منظور کی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

۔۔۔۔۔ ڈال دیا تھا۔ یاد رکھو تمہارا وہی ہے جو تمہارے مسلک پر گامزن ہے۔ وہی خدا وہی اس کے رسول کو عزیز ہے اس کی پرورش کرو۔ اس کی نگرانی رکھو اور اپنا سب کچھ اس کی بہتری پر قربان کرو تاکہ خدا کے شیدائیوں اور نبی کریم صلعم کے فدائیوں کی تعداد بڑھے اور اعدائے اسلام کی تعداد میں دن بدن کمی ہو۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت

محبت الٰہی کے اظہار کی دوسری شق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ قرآن شریف میں صاف آتا ہے۔ اے مسلمانو! تم میں ہر وقت ایک جماعت ایسے افراد کی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ حضرت لقمان نے بھی اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا "اے میرے پیارے بیٹے نماز قائم کر اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روک دے اور (اس راستے میں) جو تکلیف تجھے پہنچے اس پر صبر کر۔ یہ اولوالعزم کاموں میں سے ہے"۔ (لقمان - ۱۷) دیکھا جائے تو مسلمان کی زندگی کا مقصد ہی دنیا میں امن و سلامتی کا پھیلانا ہے۔ برائی کے کاموں سے روکنا اور نیکی کے کاموں کی ترغیب دینا آہستہ آہستہ دنیا کو باہمی رنجش کدورت، حسد، تکبر، بخل اور فساد سے روک دیتا ہے اور دنیا کو گہوارہ سلامتی بنا دیتا ہے۔ قرآن کے علاوہ حضور صلعم کی احادیث میں بھی اس کام پر خاص زور دیا گیا ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ موجود رہے گا۔ جو لوگوں کو برائی سے روکے گا اور نیکی کی طرف بلائیگا۔ اور پھر فرمایا کہ تم اس وقت تک تباہ نہیں ہوگے۔ جب تک اس کام پر عمل پیرا رہوگے اور جونہی اس سے منہ پھیرو گے۔ تباہی کا شکار ہو جاؤ گے اور آج مسلمانوں کی گذشتہ تاریخ کا ورق اس کی شہادت دے رہا ہے اس کام کے سرانجام دینے کی خاطر بہت بڑے عزم، جرأت، قوت برداشت اور تعلق باللہ درکار ہے۔ یہ دراصل انبیاء کا کام ہے جس کے کرنے کا موقع خدا نے آج محض اپنے فضل سے ہمیں دیا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر اخلاق عالیہ پیدا کریں، انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کے کمال حاصل کریں۔ نبی کریم صلعم کے نقش قدم پر چلیں اور زمانہ حاضرہ کے مجدد اعظم کے طریق کو سختی سے اختیار کریں۔ بے فائدہ خوش گپیاں، دوستوں کی لغو مجالس۔ جلسے اور جلوس شان و شوکت کے اظہار کا ترک کرنا لازمی ہے ان سے نہ خدا خوش ہوتا ہے اور نہ کوئی دنیوی فائدہ مترتب ہوتا ہے۔ صحیح راستہ وہی ہے۔ جو کہ اہل اللہ کا ہوتا ہے۔ باقی سب فضول۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ "ان کے بہت سے خفیہ مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی خیرات یا بھلے کام یا لوگوں میں اصلاح کے لئے حکم دے۔ اور جو شخص اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ایسا کرے گا۔ اسے ہم بہت زیادہ اجر دیں گے"۔ تو گویا تمام امور میں اگر یہ امر ملحوظ خاطر ہوں تو مفید ورنہ لغو اور بیہودہ۔

دین کی امانت اور ہمارا فرض

یہ دین کی امانت ہمارے سپرد کی گئی ہے۔ ہمارا کام ہے کہ ہر حالت میں اس کو لوگوں تک پہنچائیں۔ لوگوں کو اس کے احکام کے ماتحت نیکی کی تحریص دلائیں اور برائی سے روکیں اور اس کام کو انجام دینے کے لئے ہر ممکن طاقت استعمال کریں۔ ہاتھ سے روک سکتے ہوں تو روکیں نہیں تو زبان سے منع کریں اور اس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں اور پھر اس میں حسب مراتب کام ہونا چاہیئے۔ سب سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ

ضروری ہے کیونکہ لم تقولون ما لا تفعلون کے مطابق ایک ایسی بات کسی کو کہنا جس پر انسان خود عامل نہ ہو نہ صرف کبر مقتاً عند اللہ کا معتوب کرتا ہے بلکہ اس پر بھی بے اثر ہوگا۔ بعد ازاں اپنے اہل و عیال خویش و اقارب اور احباب و دوست کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور اس کے بعد ہر شخص کو دعوت دینی چاہیئے اور یہ دعوت ضائع نہیں جائیگی۔ خدا کا ہر حکم مصلحت پر مبنی ہے اور اس میں تو دنیاوی غلبہ کا بھی پیغام دیا گیا ہے فلا تھنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون پس تم سست نہ ہو جاؤ اور دنیا کو اصلاح کی طرف بلاؤ اور اس حالت میں تم ہی غالب رہو گے۔

مختصر یہ کہ ترقی کے پہلے اصل کو پکڑے۔ اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کیلئے خدا کے رسول صلعم کی اتباع کو حرز جان بنائیے مسیح موعود کے بتائے ہوئے طریق اشاعت کو سامنے رکھئے۔ خلق خدا کی ہمدردی اور بہتری کو ہر وقت پیش نظر رکھئے۔

سرکاری اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

گورنمنٹ پولٹری فارم گورداسپور میں مرغیوں کی پرورش اور افزائش نسل کے متعلق ایک ٹیکنیکل نصاب جاری کیا جائیگا لہذا اب مذکور ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء سے شروع ہوگا اور ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء تک (بشمول ہر دو یوم) جاری رہیگا اس میں مندرجہ ذیل مضامین سے متعلق علمی اور عملی تعلیم دی جائیگی۔

پنجاب کیلئے مرغیوں کی موزوں اقسام دیسی مرغیوں کو بہتر بنانے کے طریق، مرغی خانہ تیار کرنے کا طریق، مرغیوں کی پرورش، اقامت حفظان صحت اور افزائش نسل کے علاوہ انڈوں سے بچے نکالنے اور موسم گرما میں مرغیوں اور چوزوں کی نگہداشت کے متعلق مفید ہدایات۔ اس نصاب میں ۱۲ طالب علم داخل کئے جائیں گے ہر طالب علم سے پانچ روپیہ فیس لی جائیگی جو کسی صورت میں بھی واپس نہیں کی جائیگی۔

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سجاول ولد رشید احمد ولد سجاول جیکا سکنہ عمرانہ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۲/۳۶ ۲ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔
تاریخ ۹/۳۶ ۲۶ مقام صدر جھنگ
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ملک جعفر ولد ملک رجب ذات اکبرہ سکنہ ٹھٹی گل تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۳۶ ۴ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء
قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد ولد یارا قوم شمشیر سکنہ شاہ جیونہ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۲/۳۶ ۴ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے
تاریخ ۹/۳۶ ۳۱ مقام صدر جھنگ
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۳۴ء
قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کرپال سنگھ ولد تیج سنگھ ذات کھوسانہ سکنہ لنگر تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۲/۳۶ ۴ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے
تاریخ ۹/۳۶ ۱۵ مقام صدر جھنگ
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۳۴ء
قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مراد ولد لنگانہ قوم موچی سکنہ ... تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۲/۳۶ ۴ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے
تاریخ ۹/۳۶ ۲ مقام صدر جھنگ
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۳۴ء
قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بالی ولد نابو قوم اہیر سکنہ چک ۲۳۵ تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۲/۳۶ ۱۲ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔
تاریخ ۹/۳۶ ۳۱ مقام صدر جھنگ
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۳۴ء
قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کالا ولد دادو عرف ذات دلیس سکنہ چک ۱۵۲ تحصیل چنیوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۱۲/۳۶ ۱۱ بمقام چنیوٹ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے
تاریخ ۹/۳۶ ۳۱ مقام صدر جھنگ
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۳۴ء
قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی آیا سنگھ ولد سجن سنگھ قوم منجہ سکنہ گھیانہ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۲/۳۶ ۴ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے
تاریخ ۹/۳۶ ۱۳ بمقام صدر جھنگ
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دلیداد ولد مہر اللہ و نور احمد و غلام محمد پسران دلیداد کملا سیال سکنہ جلال پور تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۳۶ ۱۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۹/۳۶ ۹
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ دتہ ولد لنگانہ ذات دھرکان سکنہ گنجا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۳۶ ۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں
(بورڈ کی مہر)
مورخہ ۱۰/۳۶ ۵
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ موہری ولد جلا ذات موچی سکنہ گھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۳۶ ۴ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔　　(بورڈ کی مہر)
مورخہ ۱۰/۳۶ ۵
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ غلام عباس شاہ ولد سید مبارک شاہ ذات سید سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲/۳۶ ۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں
(بورڈ کی مہر)
مورخہ ۵ اکتوبر ۳۶ء
دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزانہ دعا

اے میرے قادر خدا تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دل آزار باتوں سے مجھے ستایا گیا اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ "حرامخور۔ لوگوں کا مال کھانیوالا، وعدوں کا تخلف کرنیوالا حقوق کو تلف کرنے والا۔ لوگوں کو گالیاں دینے والا عہدوں کو توڑنیوالا۔ اپنے نفس کیلئے مال کو جمع کرنیوالا اور شریر اور خونی ہے"۔ یہ وہ باتیں ہیں جو خود ان لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے اور اپنے تئیں اچھے اور اہل عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے کہ درحقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں سچ کہتے ہیں اور انہوں نے صدہا آسمانی نشان تیری طرف سے دیکھے۔ مگر پھر بھی قبول نہ کیا۔ وہ میری جماعت کو نہایت تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں ہر ایک ان میں سے جو بد زبانی کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ بڑے ثواب کا کام کر رہا ہے۔ سو اے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ میں تیرا مقبول ہوں اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان میں پیدا ہو اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلا دیں۔ اور ہر ایک طالب حق کو نیکی کی طرف کھینچیں اور اس طرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں تیری قدرت اور تیرے جلال کو دیکھیں اور سمجھیں کہ تو اپنے اس بندے کے ساتھ ہے۔

(اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۵ء)

نمائش زنانہ دستکاری

خواتین سلسلہ کا ایک قومی فرض

جلسہ سالانہ کے موقع پر زنانہ دستکاری کی نمائش بھی ہوا کرتی ہے جس میں جماعت کی خواتین اور لڑکیاں اپنے ہاتھ سے چیزیں تیار کر کے بھیجتی ہیں ان کی فروخت سے ہر سال ایک معقول رقم اشاعت اسلام کے مقدس کام کیلئے فراہم ہو جاتی ہے لیکن اس رقم سے بہت زیادہ قیمتی وہ پاک شوق اور احساس ہے جو چیزیں بھیجنے والی خواتین اور لڑکیوں کے دلوں میں دینی کاموں کے متعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ ویسے تو نمائش ہمارے قومی دربار یعنی جلسہ سالانہ کا ایک اہم اور ناقابل فراموش حصہ بن چکی ہے لیکن ابھی اس مفید چیز کو زیادہ ترقی و وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ جو اسی صورت میں ممکن ہے کہ جماعت کی خواتین توجہ سے کام لیں اور امسال زیادہ تعداد میں چیزیں تیار کر کے ارسال کریں۔ ہر خاتون یا لڑکی اپنے گھر کے استعمال کے لئے یا اپنے عزیزوں کیلئے کچھ نہ کچھ سیتی پروتی ہے اگر اللہ کے دین کے لئے بھی چند پیسے اور تھوڑا سا وقت صرف کر دیا جائے تو یہ لازمی طور پر برکت و فلاح کا موجب ہوگا۔ لہذا ہم خواتین سلسلہ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ابھی سے نمائش کے لئے چیزوں کی تیاری میں مصروف ہو جائیں۔ اور اپنی بہنوں، بچیوں، رشتہ دار خواتین اور سہیلیوں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ اگر تیار شدہ اشیا دسمبر کے نصف اول میں ارسال کر دی جائیں تو بہتر ہے۔ ہر چیز کی اصل لاگت سے بھی اطلاع دینی چاہیئے تاکہ قیمتوں کے تعین میں سہولت ہو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا آخری فیصلہ

(۳)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے جو اپنا آخری فیصلہ اپنے عقائد کی بنا پر تعلیم قرآنی کی رو سے طلب کیا تھا یعنی "خدا تعالےٰ جھوٹے دغا باز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں"۔ (اہلحدیث ۲۶ - اپریل ۱۹۰۷ء) وہ ان پر کیسا صادق ثابت ہو رہا ہے۔ اس کا کچھ نمونہ سابقہ دو نمبروں میں دکھایا جا چکا ہے۔ اب جو تازہ سندات مولوی صاحب کو اپنی وہابی جماعت سے حاصل ہوئی ہیں ان کی بانگی بھی ملاحظہ فرمائیں۔ منصف مزاج وہابی صاحبان صاف اقرار کر رہے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کا منہ مانگا فیصلہ ان پر پورا پورا صادق آ رہا ہے۔ ذرا مولوی صاحب کی اخلاقی حالت ملاحظہ ہو :-

"مولوی جی کے حلف اور وعدہ کی حقیقت"

"تنظیم جماعت کے معاملہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی حالت یہ ہے کہ اگر حلف اٹھائیں تو یقیناً بات اس کے الٹ ہو گی اور اگر وعدہ کریں تو یقیناً خلاف کریں گے" (تنظیم اہلحدیث روپڑ ۶ - نومبر ۱۹۳۶ء ص ۹)

مثال سنیئے :-

"صدر انجمن اہلحدیث صوبہ پنجاب کی آخری مجلس جب گوجرانوالہ میں ہوئی تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مجلسی کارروائی شروع ہونے سے پیشتر ارکان کی موجودگی میں تنظیم جماعت کے متعلق اپنی صفائی یوں بیان کرنی شروع کی :-

"خدا کی قسم ایکی دفعہ سب اختلافات دل سے نکال کر کام کرنے کے ارادہ سے مجلس میں آیا ہوں۔ جو خدمت مجھ سے لینی چاہو لو" وغیرہ۔

ایک مسلسل تقریر کی۔ مگر جب مجلسی کارروائی شروع ہوئی اور سکرٹری شپ کا ذکر آیا۔ آپ کا نام پیش ہوا۔ اراکین نے اس پر انکار کیا۔ بس پھر کیا تھا۔ آن واحد میں اپنی حلفی صفائی کے خلاف برسر پیکار ہو گئے۔ جیسا کچھ الفاظ ہوا حاضرین مجلس ہی جانتے ہیں . . . . یہ ہے مولوی ثناء اللہ کی حلفیہ کارروائی کا حلفیہ فوٹو۔ کہ جماعت سے مل کر کام کرنے کی قسم اٹھائی۔ لیکن جو کچھ تھوڑا بہت کام ہو رہا تھا۔ اس کو بھی فنا کے گھاٹ اتار دیا" (ایضاً)

مولوی جی کے وعدہ کا حشر

"(۱) جلسہ کمیر پور کی مجلس انتخاب امیر میں مولوی ثناء اللہ نے بعد از انتخاب امیر حضرت شاہ صاحب کو مخاطب کر کے کہا :-

"شاہ صاحب مجھے اطاعت میں سب سے اقدم پاؤ گے"۔

. . . . ایک تحریری وعدہ بھی کیا :-

"باوجود عدم تسلیم امارت احکام کی اطاعت کروں گا"۔

"لیکن جو کچھ ظہور ہوا وہ بمصداق عیاں را چہ بیاں جماعت کے سامنے ہے کہ اطاعت میں اقدم ہونے کی بجائے مخالفت میں ٹک ٹک میں اقدم ہیں تبلیغ و اشاعت امارت کی بجائے تردید و اہانت امارت کے لیئے اخبار کے صفحات سیاہ کر رہے ہیں اور اطاعت احکام کی جگہ امیر نا اہل کہہ کر تمسخر اڑا رہے ہیں" (ایضاً)

"حلفیہ بیان کذب کا واضح نشان"

"جماعتی کارروائی میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے حلف اور وعدہ کا اصل اور صحیح مطلب یہ ہوتا ہے کہ حق اور ٹھیک بالکل اس کے برعکس ہوگا"۔

"پرچہ اہلحدیث مجریہ ۸ - جون ۱۹۳۵ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے "حلفی بیان" کے عنوان کے ماتحت لکھا ہے۔

"میں اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ سید محمد شریف صاحب امیر جماعت تنظیم نے مجھ سے کہا کہ یہ لوگ میری تو مانتے نہیں میں کہتا ہوں کہ میں اس عہدے کو چھوڑتا ہوں تو یہ مجھ سے کہتے ہیں کہ کافر ہو جاؤ گے"۔

اس کی تردید دوسری وہابی جماعت کے امیر صاحب یوں فرماتے ہیں :-

"اس بیان کے مولوی ثناء اللہ صاحب خود ذمہ وار ہیں۔ خاکسار کو معلوم نہیں کہ کب اور کیوں میں نے ان کے پاس یہ بیان کیا۔ میرا تو قدیم سے یہ مذہب ہے کہ یہ امامت صغرٰی ہے چنانچہ نیل الاوطار میں ہے کہ ایسی امامت صغرٰی بعض کے نزدیک واجب ہے بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک مباح ہے اس کو جو قبول نہیں کرتا اس کو کفر لازم نہیں آتا تو میں کس طرح یہ لفظ کہہ سکتا تھا کہ عالم مجھے چھوڑنے نہیں دیتے کہ کافر ہو جاؤ گے۔ نہ میرا یہ عقیدہ ہے نہ تنظیم کے باقی معتبر علماء کا" (اخبار تنظیم اہلحدیث روپڑ)

یہ ہے حقیقت مولوی ثناء اللہ صاحب کی قسم کی۔ جب اپنوں کے بارہ میں یہ شخص ایسا دلیر ہے۔ تو غیر بیچارے کس شمار میں۔ ان کے بارہ میں اگر سو فی صدی جھوٹ لکھ دے اور جھوٹی قسمیں کھائے تو ممکن ہے۔ اور سنیئے :-

"مولوی ثناء اللہ کی زبردست خیانت"

"جمعیت تنظیم کے خلاف جھوٹ بولنے۔ قسم کھانے اور خیانت کرنے کا مولوی ثناء اللہ نے ٹھیکہ لے رکھا ہے"

" . . . . اپنی جھوٹی قسم کو ناظرین اخبار کے سامنے سچا کرنے اور حق سے محروم کرتے ہوئے گمراہ کرنے کے لئے حضرت امیر کے مکتوب گرامی کے حصہ اول کو شائع کرتے ہوئے کتمان حق اور خیانت کا یوں ثبوت پیش کیا ہے :-"

"شاہ صاحب نے میری تردید میں عدم علم پیش کیا ہے۔ جو میرے حلفی بیان کی تردید کو بقاعدہ محدثین کافی نہیں"۔ (اہلحدیث ۲۶ - جولائی ۱۹۳۵ء)

" . . . . مولوی ثناء اللہ صاحب تو جھوٹی قسم کھا رہے ہیں اور شاہ صاحب خود اس سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں . . . . . کیا جھوٹ مولوی ثناء اللہ صاحب ہی کے شایان شان ہے"۔ (ایضاً)

"بالوضاحت ثابت ہو گیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تنظیم جماعت کے معاملہ میں جھوٹی قسم کھانے اور وعدہ کر کے الٹ کرنے کے عادی ہو چکے ہیں"۔ (ایضاً)

"یہی حقیقت مولوی ثناء اللہ صاحب کی مذہب اور جماعت اہلحدیث کے ساتھ ہے۔ کہ ظاہر میں تو مذہب اہلحدیث کے عامل اور حامی ہیں مگر باطنی طور پر اس کی مخالفت میں منہمک ہو کر نیچریت اور خلاف مسلک سلف صالحین کی تخم ریزی کر رہے ہیں"۔ (ایضاً)

"صدر انجمن کو کس نے فنا کیا؟ مولوی ثناء اللہ صاحب نے۔ موجودہ جمعیت اہلحدیث کا جانی دشمن کون؟ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ . . . . . صدر انجمن کا قیام خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی کوشش سے ہوا۔ اور فنا بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کی مہربانی سے ہوئی موجودہ جمعیت کی ابتدائی کارروائی اور تکمیل مولوی ثناء اللہ صاحب کے مشورے سے ہوئی اور موجودگی میں ہوئی اور اب فنا کرنے کے درپے ہیں"

(اخبار تنظیم اہلحدیث روپڑ ۶ - نومبر ۱۹۳۶ء ص ۹ تا ۱۱)

یہ تو تصویر کا ایک رخ تھا۔ دوسرا رخ یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب کی قیادت میں جو آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس چل رہی ہے اس کا حال خود ان کے اخبار کی زبانی سنیئے :-

عنوان ہے :-

"آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی حالت زار"

پھر لکھتے ہیں :-

"آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس غالباً ۱۹۰۵ء یا ۱۹۰۶ء سے دہلی میں قائم ہے۔ جن کے جنرل سکرٹری مولوی ثناء اللہ صاحب مدظلہ امرتسری ہیں . . . . . اب چند سال سے بعض بعض سال کانفرنس کا کوئی جلسہ نہیں ہوتا ہے جس سے ترقی اور بھی معکوس ہو رہی ہے . . . . . . اب صورت حال یہ ہے کہ اخراجات و ضروریات کے مقابلہ میں آمدنی بہت کم ہے . . . . اگر اہلحدیثوں کی خاموشی اور سرد مہری کی یہی حالت رہی تو تاکجے یہ کانفرنس کا چراغ سحری تابان و سوزاں رہے گا . . . . . کہیں نہ کسی دن کانفرنس صفحہ ہستی سے عدم آباد کو رخصت نہ ہو جائے۔ . . . . . کئی مدارس ٹوٹ گئے کئی مدارس کے وظائف (امداد) بند ہو گئے"

(اہلحدیث امرتسر ۶ - نومبر ۱۹۳۶ء ص ۱۴)

گویا اس شخص کی روحانی موت اس کی قوم کے چلتے چلاتے کاموں کو بھی موت کے گھاٹ سلا دیتی ہے۔ دوسرے وہابیوں کے قومی کاموں کی مخالفت کر کے ان کو فنا کرنا چاہتا ہے۔ جس کام کا خود جنرل سکرٹری ہے۔ وہ اس کی اپنی اخلاقی و روحانی موت کے باعث روز بروز مرتا چلا جاتا ہے۔ البتہ جھوٹ۔ دغا بازی۔ فساد اور نافرمانی والے کاموں میں بہت سے وہابی اس کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ لیکن نیک کام کی نہ اسے خود توفیق ملتی ہے نہ اس کے ہم خیال پیرؤوں کو۔ کیونکہ اس کا اپنا طلب کردہ قرآنی فیصلہ اس کے حق میں ہے یعنی

"خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغا باز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں"۔

(اہلحدیث ۲۶ - اپریل ۱۹۰۷ء)

(ابوالفضل)

چالیس ایام تبلیغ

میں نے احباب کو ایک چالیس دن کے مجاہدہ دعا کیلئے دعوت دی ہے جو یکم رمضان المبارک سے شروع ہوگا۔ مگر آج ہی صبح میری توجہ اس طرف منعطف ہوئی کہ فی الحقیقت یہ دعوت ناقص ہے۔ دعا کا مطلب تو یہ ہے کہ انسان اپنی انتہائی بیکسی میں آستانہ الٰہی پر گر جاتا ہے اور اسی مبدأ فیوض سے مدد مانگتا ہے۔ قوت طلب کرتا ہے اور اضطرار کی حالت میں کوئی انسان بھی اس کے دروازے پر گر جائے وہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا قول امن یجیب المضطر اذا دعاہ بین دلیل ہے لیکن انسان کو جو قوت ملتی ہے اس کا انحصار کام کرنے پر ہے جن کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قوت دی ہے اگر ہم اس قوت کو استعمال نہ کریں تو وہ قوت بیکار ہو جاتی ہے اور جس قدر اسے زیادہ استعمال کریں اسی قدر وہ قوت اور ترقی کرتی ہے۔ اس لئے جب تک اس مجاہدہ دعا کے ساتھ عمل کا حصہ نہ ہو اس سے مفید نتائج پیدا نہیں ہو سکتے اور بہترین عمل تبلیغ حق ہے۔ پس اگر ہم چالیس راتیں دعا میں صرف کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی یہ ضروری ہے کہ

چالیس دن تبلیغ

پر صرف کریں۔ اور جس طرح ہماری دعائیں ٹھیک یکم رمضان کی تہجد اور فجر کی نماز سے شروع ہوں۔ اسی طرح ہماری تبلیغ کا کام بھی یکم رمضان سے شروع ہو۔ اور مجاہدۂ دعا کی چالیس راتوں کی تکمیل مجاہدہ تبلیغ کے چالیس دنوں سے کی جائے۔

چالیس دنوں کی تبلیغ سے یہ مطلب نہیں کہ ہم ان ایام میں صبح سے شام تک تبلیغ میں مصروف رہیں۔ بلکہ جس طرح خاص اوقات ہم نے دعا کے لئے مقرر کئے ہیں۔ اسی طرح خاص اوقات تبلیغ کے لئے مقرر کریں اپنے کام کاج بھی کریں۔ لیکن ایک حصہ وقت کا ایسا ضرور ہو کہ اس میں امر حق کسی دوسرے کو پہنچانیکا کام پوری پابندی کے ساتھ اپنے اوپر لازم کیا جائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ہم روزانہ ایک کلمہ حق کسی کو پہنچا دیں۔ خواہ وہ اپنی زبان سے ہو۔ خواہ ایک ٹریکٹ یا اشتہار ہو جو کسی کو پہنچا دیا جائے۔ خواہ ایک خط کسی دوست کو لکھ دیا جائے۔ یہ اختیار ہے کہ اکیلا اکیلا آدمی یہ کام کرے یا دو دو تین تین احباب مل کر کریں ابتدائی ایام میں جو لٹریچر ہر جگہ جماعتوں کے پاس موجود ہو اس کو تقسیم کیا جائے۔ وہ بھی نہ ہو تو اخبار پیغام صلح کے ہی پچھلے نمبر دکھائے جائیں۔ یا لائٹ کے یا ینگ اسلام کے۔ . . انشاء اللہ بہت جلد ہر جماعت کو اور ہر دوست کو جس کا پتہ دفتر میں ہے نئے ٹریکٹ اور اشتہارات کافی تعداد میں بھجوا دیئے جائیں گے لیکن جب تک ایسا لٹریچر پہنچے اس وقت تک بھی کچھ نہ کچھ کام ہوتا رہنا چاہیئے۔ خواہ اسی طرح پر ہو کہ کسی اپنے دوست کو ایک تبلیغی خط ہی لکھ دیا جائے۔ آخر یہ ایک نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ ہمارے عزیز، ہمارے رشتہ دار ہمارے دوست سب سے پہلے حقدار ہیں کہ ان کو اس طرف توجہ دلائی جائے۔ سات دن تک زبانی تبلیغ سے یا پرانے لٹریچر سے یا اخبارات سے جو دوستوں کے پاس ہوں کام لیا جائے۔ انشاء اللہ مجاہدہ کے آٹھویں دن یا اس سے بھی پیشتر نیا لٹریچر بھی احباب کے پاس پہنچ جائے گا۔

بالآخر میں مکرر کہتا ہوں کہ جماعت کا کوئی فرد اس سے باہر نہ رہے۔ یہاں تک کہ بچوں کو بھی اس کے لئے تحریک کی جائے اور اگر کسی دل میں یہ غلط فہمی ہے کہ یہ کام حقیر ہے اور ہم بڑے آدمی ہیں تو اسے آج ہی دل سے نکال دیا جائے۔ کلمہ حق کا پہنچانا سب سے بڑھ کر بلند مرتبہ لوگوں کا کام ہے۔ اگر کوئی حجاب ہے تو اسے مٹا دیا جائے اور ہر ایک دوست اپنی جگہ سے حرکت کرے، اور ایک دوسرے کیلئے بھی قوت کا موجب بنیں اس طرح پر کہ اگر کسی دوست میں اس بات میں سستی محسوس کریں۔ تو اس کا بھی مناسب طریق پر علاج کیا جائے۔

تبلیغ کس طرح ہو کس کو ہو اور کیسا ہو؟

تبلیغ میں انتہا درجہ کی نرمی کا رنگ اختیار کیا ہے اور محبت سے سمجھانے کی کوشش کی جائے اور کسی شخص کی سختی پر یا اس کے گالی دینے پر بھی بالمقابل اظہار جوش نہ کیا جائے۔ بلکہ صبر سے اسے برداشت کیا جائے

تبلیغ اپنی جماعت کے افراد کو بھی ہو تا کہ وہ اپنے اندر سے ہر قسم کی کمزوری دور کریں نماز کی پابندی اختیار کریں، روزے رکھیں اخلاق اور اعمال کا بہترین نمونہ پیش کریں۔ دینی چندوں میں پوری توجہ سے حصہ لیں۔ جو چندہ نہیں دیتے وہ باقاعدہ دیں جو اپنی حیثیت سے تھوڑا دیتے ہیں وہ حیثیت کے مطابق دیں۔

قادیانی جماعت کو تبلیغ ہو کہ آج جو کتابیں حضرت مسیح موعود کی دی جاتی ہیں۔ ان کی ذمہ داری خود انہی پر ہے کہ حضرت صاحب کی کھلی تحریروں کی جن میں انکار نبوت ہے پروا نہ کر کے انہوں نے ختم نبوت کے بعد نبوت کا دروازہ کھولدیا۔ چالیس کروڑ کلمہ گوؤں کو کافر بنا دیا کلمہ کو منسوخ ٹھہرا دیا اسلام کی خدمت کے کام کو اپنی سیاسی تحریکات سے کمزور کر دیا۔ اور دوسرے مسلمانوں کو تبلیغ ہو کہ مجدد کو پہچانیں اور باہمی تفرقہ کو چھوڑ کر تبلیغ اسلام کے کام میں لگ جائیں اور لیظہرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دیکھیں۔ تمام غیر مسلموں کو تبلیغ اسلام کی جائے اور خدا کا کلام ان تک پہنچایا جائے +

محمد علی

تہذیب نو جلد تباہ ہوجائیگی

اخبار ڈیلی میرر لنڈن اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ آرچ بشپ آف کنٹربری نے کالج کے طلبہ کے ایک اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"تمہاری یہ تہذیب تمہیں تباہی کی طرف لے جا رہی ہے اور مستقبل قریب ہی میں یہ خود بھی تباہ ہو جائے گی۔ آج سے پچاس سال پیشتر کالج سے جو طلبہ فارغ التحصیل ہوئے انہوں نے ایک ایسی دنیا میں قدم رکھا جس کا ہر کام ٹھوس اور پائیدار تھا۔ لیکن دور حاضر کی تہذیب کسی اصول پر قائم نہیں اور تم ایک تبدیل شدہ دنیا کے تلخ تجربات کا سامنا کرنے والے ہو۔"

قبل ازیں اس قسم کے خیالات کا اظہار یورپ کے متعدد مدبر اور مذہبی پیشوا کر چکے ہیں۔ جن پر ہمارے یورپ زدہ نوجوانوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ اب اہل مغرب کا سنجیدہ طبقہ خود تسلیم کرنے لگا ہے کہ تہذیب نو کسی بہتر اصول پر قائم نہیں اس تہذیب کی اندھی تقلید سب سے بڑی بے عقلی اور بے اصولی ہے۔ بشپ صاحب نے اپنے ہم قوم نوجوانوں سے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ تم ایک تبدیل شدہ دنیا کے تلخ تجربات کا سامنا کرنے والے ہو لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس انتباہ کے سب سے زیادہ مستحق ہمارے ملک کے مغرب زدہ نوجوان ہیں۔ ان الفاظ کی صداقت کو غالباً مغربی نوجوانوں سے پہلے محسوس کر لیں گے۔

یورپ کیا چاہتا ہے؟

یورپ نے اپنی تہذیب کی بے اصولی و تباہ کاری کو محسوس کر لیا ہے اب سوال یہ ہے کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ بہتر ہوگا کہ اس سوال کا جواب یورپ کے ایک بہترین مفکر اور انشاپرداز کے الفاظ ہی میں دیا جائے

"غرض یہ کہ اب ضرورت ایک نئے عالمگیر مذہب کی ہے جس کے پیش نظر دنیا کی بہبود ہو۔ اس نئے اور عملی عالمگیر مذہب کی اہم ترین دفعہ اور مقدم ترین شرط یہ ہونی چاہیئے کہ وطنیت سے انکار کیا جائے۔ اور نسل انسانی کے لئے ایک نئی راہ زندگی کھول دی جائے پوری دنیا کا نصب العین اس کے سامنے ہے۔"

یہ الفاظ انگریزی زبان کے مشہور انشاپرداز اور یورپ کے بلند پایہ مصنف ایچ۔ جی۔ ویلز کے ہیں۔ آپ مجلس اقوام کے ابتدائی بانیوں میں سے ایک ہیں لیکن بعد میں اس کی روش دیکھ کر

علیحدہ ہوگئے تھے۔ آپ کی تحریریں کروڑوں انسانوں کے دلی جذبات کی ترجمان ہوتی ہیں اور کروڑوں انسان ہی اس سے متاثر ہوتے ہیں ایچ۔ جی۔ ویلز نے ان الفاظ میں ایک نئے عالمی مذہب کی ضرورت کا اظہار کیا ہے۔ وہ یورپ کے جذبہ وطن پرستی سے تنگ آ چکے ہیں رنگ و نسل کے امتیازات سے اکتا گئے ہیں انہوں نے اس نئے مذہب کے لئے جن اوصاف و شرائط کو ضروری ٹھہرایا ہے۔ ذرا ان پر غور فرما کر ان کا اسلامی اصولوں اور اسلامی تعلیمات سے مقابلہ کیجئے آپ کو صاف معلوم ہو جائے گا کہ مغرب کا یہ مفکر جس مذہب کا متلاشی ہے وہ اسلام ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ نئے مذہب کی تعلیمات عملی ہوں خیالی اور شاعرانہ نہ ہوں، وہ تعلیمات عالمگیر ہو سکیں کسی خاص قوم، ملک یا طبقہ کے ساتھ مخصوص نہ ہوں۔ اس مذہب کے ذریعہ تمام نسل انسانی کے لئے ایک شاہراہ حیات کھول جائے۔ نہ کہ کسی خاص تمدن کے لئے۔ اس کا نصب العین اتحاد عالم ہو۔ نہ کہ کسی خاص براعظم کی اقوام کا اتحاد، اسلام کا چشمہ حیات یورپ کی اس پیاس کو بجھا سکتا ہے۔ ایچ۔ جی۔ ویلز اپنے مسیحی و مغربی ماحول کی وجہ سے معلوم نہیں کر سکے ان اوصاف کا ایک پرانا مذہب بھی موجود ہے ورنہ وہ نئے مذہب کے متلاشی نہ ہوتے۔

حاصل کلام یہ کہ یورپ ایک طرف اپنی تہذیب و وطن پرستی سے تنگ آگیا ہے۔ دوسری طرف اس کی روح ایسے اصولوں کے لئے بیقرار ہو رہی ہے جو اسلامی اصول ہیں اور دوسرے کسی مذہب میں موجود نہیں گویا سرزمین مغرب میں اشاعت اسلام کا ایک وسیع میدان تیار ہو چکا ہے۔ اگر اس میدان کی خاطر خواہ آبیاری کی جائے تو دنیا ایک خوشگوار اور پرامن انقلاب سے دوچار ہو سکتی ہے، اور نسل انسانی پر ترقی و فلاح کے نئے دروازے کھل سکتے ہیں۔

بمبئی میں ہندو مسلم فساد

بمبئی میں چند روز کے عارضی سکون کے بعد ہندو مسلم فساد کی آگ از سر نو بھڑک اٹھی ہے اکا دکا حملے کثرت سے ہو رہے ہیں۔ بلوائی انسانی جان کی قدر و قیمت، نسوانی عزت، احترام اور عبادت گاہوں کے تقدس سے بے پروا ہو کر قتل و غارت میں مصروف ہیں۔ عورتیں۔ بچے۔ بوڑھے اور عبادت گاہیں بھی ان کی فسادانگیزیوں سے محفوظ نہیں۔ فرقہ وارانہ کشمکش ہندوستان کی بدقسمتی محکومی اور بدنامی کا سب سے بڑا باعث ہے۔ کاش اہل بمبئی گزشتہ خونیں مناظر سے عبرت اندوز ہوتے اور اس قسم کی انسانیت سوز حرکات سے باز رہتے اس فساد کی وجہ ہندوؤں کا سبھا منڈپ کی تعمیر پر اصرار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ انگریزی قانون کی حفاظت میں اپنی اس ضد کو پورا کر رہے ہیں لیکن وہ بھول گئے کہ اس فعل کے مرتکب ہو کر وہ رواداری، انصاف اور وطن دوستی کے راستے سے بہت دور ہٹ گئے ہیں۔ اس طرح وہ سبھا منڈپ کی تعمیر میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے لیکن ان کے اس عزم کی تکمیل اتحاد و وطن دوستی کے شاندار قصر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گی۔ مروجہ قانون اور موجودہ حکومت کی امداد کوئی مستقل چیزیں نہیں حالات کے بدلنے کے ساتھ ہی ان کا رخ اور زاویہ نگاہ بھی بدل سکتا ہے لہذا ہنود بمبئی کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جس منڈپ کو وہ ایک عالم خود فراموشی میں تعمیر کر رہے ہیں ممکن ہے کل کو وہ فتح و کامیابی کی یادگار کی بجائے ان کی عدم رواداری اور اخلاقی شکست کا ایک تاریک ثبوت بن جائے۔ عارضی فتح مندیوں کے غرور میں مستقبل کے امکانات کو فراموش نہیں کر دینا چاہیئے۔ ان معروضات کے ساتھ ہم بمبئی کے ہندو و مسلمانوں کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ موجودہ ہولناک خانہ جنگی کا خاتمہ کر کے ایک باعزت سمجھوتہ کی مخلصانہ کوشش کریں۔

آریہ سماج کے ظرف خالی کی آواز

ویدک دھرم کا دامن محاسن سے خالی ہے اور وہ آریہ سماج کے بلند بانگ دعاوی کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ اسی لئے آریہ سماجی حضرات ہمیشہ دوسرے مذاہب پر بیجا نکتہ چینی میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی تبلیغی کوششوں کا تمام تر دارومدار "نکتہ چینی" پر ہے۔ آریہ سماج کے ظرف خالی سے ہر وقت بے معنی اعتراضات، فرضی الزامات اور غلط بیانات کی آوازیں نکلتی رہتی ہیں۔ یہ بات کسی مذہب یا مذہبی سوسائٹی کے لئے باعث فخر نہیں ہو سکتی کہ وہ ہمیشہ دوسروں پر الٹے سیدھے اعتراض کرتی رہے اور اپنی خوبیوں کے اظہار و اثبات کے لئے اس کی زبان گنگ ہو۔ پچھلے دنوں مشہور آریہ سماجی مبلغ و سیاح مہتہ جیمنی جی کا ایک مضمون "آریہ ویر" کے تازہ پرچہ میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے یہ ثابت فرمانے کی سعی کی ہے کہ ویدک زمانہ میں عورتوں کی حالت بہتر تھی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اسلام اور عیسائیت پر اعتراضات بھی فرمائے ہیں کہ ان مذاہب کے اندر عورت کا درجہ نہایت پست ہے۔ اس سلسلہ میں کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ مہتہ جی کے افلاس معلومات کا نہایت تاریک اور مایوسانہ مرقع پیش کرتا ہے۔ انہوں نے اپنے غلط دعوے کے اثبات میں قرآن و حدیث سے کوئی حکم پیش کرنے کی بجائے فارسی شعرا کے دو تین اشعار درج کر دئے ہیں جو مہتہ جی کو شاید زمانہ طالب علمی سے ازبر ہیں اور غالباً اپنے ذاتی مذاق و رجحان کی وجہ سے یاد رہ گئے ہیں اگر کوئی ویدک دھرم پر اعتراضات کرے تو مہتہ جی یقیناً اس سے کالیداس اور بہاری کے اشعار کی بجائے وید کے شلوکوں اور منوسمرتی اور ستیارتھ پرکاش کے حوالوں کا مطالبہ کریں گے لیکن ان کا اپنا طرز عمل اس سے برعکس ہے۔ ویدک دھرم میں عورت کی جو حیثیت ہے اس کے متعلق ہم بہت جلد ایک مضمون پیش کریں گے تاکہ آریہ سماجی حضرات اس آئینہ میں اپنی شکل ملاحظہ فرمائیں اور امید ہے کہ اس طرح آریہ سماج کے ظرف خالی کی آوازیں کچھ سکون بھی پیدا ہو جائے گا۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام کی قابل تقلید سادگی

اعلےٰ حضرت حضور نظام دکن دنیا کے سب سے زیادہ سادگی پسند حکمران ہیں حضور ممدوح دنیا کے متمول ترین انسان اور ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست کے تاجدار ہونے کے باوجود نہایت سادہ لباس اور غذا استعمال فرماتے ہیں۔ آپ اسراف کے شدید مخالف ہیں اور تکلفات کو ہمیشہ ناپسند فرماتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کی حیثیت ایک قومی مصلح کی ہے۔ حضور ممدوح کا جشن سیمیں آئندہ فروری میں ہونا قرار پایا ہے۔ والیان ریاست اس قسم کی تقریبات پر مسرفانہ دریا دلی کا مظاہرہ کیا کرتے ہیں جس کی تقلید کم از کم طبقہ امرا کو ضرور کرنی پڑتی ہے لیکن تاجدار دکن نے اس موقعہ پر بھی اپنی مصلحانہ روش کو قائم رکھا اور حکم دیا کہ سرکاری طور پر آتش بازی و چراغان اور جلوس وغیرہ کا جو پروگرام مرتب ہوا تھا وہ منسوخ کر دیا جائے اور اس روپیہ سے بچوں کے لئے ایک اعلےٰ درجہ کا ہسپتال قائم کیا جائے۔ اب حکومت دکن کا ایک تازہ اعلان مظہر ہے کہ

"اعلےٰ حضرت حضور نظام کی خواہش ہے کہ جو لوگ جشن سیمیں کے موقع پر گھروں میں چراغاں کرنا چاہیں یا اس قسم کی دوسری خوشیاں منانا چاہیں وہ روپیہ کو ان باتوں پر خرچ کرنے کی بجائے کسی رفاہ عام کے کام پر لگائیں جو ایک مستقل یادگار کا کام دے سکے۔"

جن لوگوں کو سلطنت آصفیہ کے کسی حصہ میں سفر یا قیام کا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ اعلےٰ حضرت کی اس سادگی اور اصلاح پسندی نے رعایائے دکن پر نہایت مفید اثر ڈالا ہے۔ حضرت ہے مسلمان اس فیض ... میں رعایا ...

مسلمانانِ چمبہ پر ظلم

ریاست چمبہ میں مسلمانوں پر بدستور ظلم ہو رہا ہے۔ حکام کے کان مظلوموں کی فریاد وں کی طرف سے بند ہیں۔ جن دو مسلمانوں پر جادو کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا معلوم ہوا ہے کہ اب ان کو حکام ریاست کی آئین پسندی نے جادو کے ذریعہ قتل عمد کا ملزم قرار دیا ہے آج کل ہندو اخبارات میں بعض . . . . مسلمانوں کے بیانات شائع ہو رہے ہیں جن میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مسلمانان چمبہ حکام ریاست سے بالکل خوش و مطمئن ہیں۔ تمام شکایات بے اصل و بناوٹی ہیں۔ ایک بیان میں نہایت سادگی سے یہ فرمایا گیا ہے کہ چمبہ میں حکام ریاست اور احمدیوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہے جس میں مسلمان حکام ریاست کے ساتھ ہیں باقی سب خیریت ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ . . . . احمدیوں پر خاص طور پر "مہربانی" فرمائی جا رہی ہے۔ اور یہ عنایت محض اس وجہ سے ہے کہ وہ مسلمانوں میں دینی بیداری پیدا کرنا چاہتے ہیں ہر کوئی جانتا ہے کہ ان "مسلمان" نامہ نگاروں کے پردے کے پیچھے کون حرکت کر رہا ہے اور یہ لوگ کن کے ناقوس ہیں ایسے آدمی ہر جگہ کے حکام کو مل سکتے ہیں اور یہ نہایت آسانی سے خریدے جا سکتے ہیں کیونکہ ان کے ضمیر کی قیمت بالکل معمولی ہوتی ہے مگر ہم حکام چمبہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ان لوگوں کی ضمیر فروشی ان کیلئے زیادہ دیر تک پر فریب پردہ کا کام نہیں دے سکتی۔ انہیں بہت جلد ان ہتھیاروں کو زنگ آلود سمجھ کر پھینکنا پڑے گا۔ صحیح طریق کار یہ ہے کہ مسلمانوں کی شکایات اگر صحیح ہیں تو ان کا انصاف و رواداری کیسا تھ ازالہ کر دیا جائے اگر غلط ہیں تو مدلل طور پر تردید کر دی جائے۔ معزز معاصر انقلاب نے حکام ریاست اور ان کے "مسلمان حامیوں" کو مندرجہ ذیل الفاظ میں چیلنج دیا ہے کاش وہ اس طرف توجہ فرمائیں:۔

راجہ صاحب چمبہ چونکہ نابالغ ہیں اس لئے چمبہ میں ایک مجلس انتظام قائم ہے جس میں مسلمان ایک بھی نہیں، انگریز صدر ہندو نائب صدر، ہندو سیکرٹری اور ہندو ہی ممبر ہیں۔ فوج کے محکمے میں بھی مسلمان کبھی نہیں لیا گیا۔ محکمہ میڈیکل میں کوئی ڈاکٹر وغیرہ مسلمان نہیں صرف ایک مسلمان دس پندرہ روپے پر نوکر ہے اور وہ بھی زیادہ تر دیہات میں رہتا ہے باقی سب ملازمتیں ہندوؤں کے قبضے میں ہیں ریاست بھر میں کوئی جج مسلمان نہیں کوئی مجسٹریٹ مسلمان نہیں کوئی قابل وکیل مسلمان نہیں صرف ایک شخص نانبائی کے ہاں برتن صاف کرتے کرتے دیوان بہادر مادھو رام کی مہربانی سے وکیل بنا دیا گیا۔ حالانکہ قانون تو ایک طرف رہا اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتا۔ ڈاک خانہ شفاخانہ۔ عجائب گھر۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی میں افسر سے لے کر چپڑاسی تک کوئی مسلمان نہیں شاید ڈاکخانے میں ایک مسلمان کلرک ہے

تبلیغ اسلام کی ممانعت ہے چنانچہ ایک بھی ایسا غیر مسلم نہیں بتایا جا سکتا جو ریاست چمبہ کا باشندہ ہو اور ریاست ہی میں رہ کر وہ مسلمان ہوا ہو۔ حالانکہ بہت سے لوگ عیسائی اور آریہ سماجی ہو چکے ہیں اور کسی نے تعرض نہیں کیا یہ تعرض اور روک ٹوک صرف قبول اسلام کے رستے میں حائل ہے۔

ہم چیلنج کرتے ہیں کہ حکام چمبہ اور ان کے قدر کرملت حامی، مسلمان مندرجہ بالا حقائق کو غلط ثابت کر دیں اگر یہ صحیح ہیں تو جب تک ان کا تدارک نہ ہو جائیگا مسلمان بدستور چیخ و پکار کرتے رہینگے خواہ حکام ریاست مظلوم مسلمانان چمبہ کے خلاف اپنی عادت کے مطابق طرح طرح کے مقدمے دائر کراتے رہیں جیسا کہ وہ آج کل کر رہے ہیں۔ (انقلاب ۱۵ نومبر)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— یہ خبر مسرت سے سنی جائیگی کہ جناب شیخ عبدالواحد صاحب انسپکٹر پولیس کی صاحبزادی عزیزہ حمیدہ بیگم صاحبہ بی۔ اے کا نکاح حمید اللہ خان صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی سب انسپکٹر پولیس خلف الرشید جناب خان بہادر احمد خان صاحب ریٹائرڈ۔ ڈی۔ ایس۔ پی کے ساتھ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲ر نومبر کی صبح کو پڑھا اور اس خوشی میں شیخ صاحب موصوف نے انجمن کو مبلغ یکصد روپیہ اور خان صاحب موصوف نے دس روپے عنایت فرمائے۔ ہم اس مبارک تقریب پر دونوں بزرگوں کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے دینی و دنیوی دونوں لحاظ سے باعث برکت و مسرت بنائے آمین ثم آمین۔

—— ہمارے محترم دوست جناب ماسٹر رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ کے صاحبزادے عزیز محمد آصف صاحب نے گذشتہ اکتوبر میں بی۔ اے کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے ماسٹر موصوف نے اس خوشی میں انجمن کو مبلغ پانچ روپے عنایت فرمائے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ عزیز موصوف آجکل گورنمنٹ کالج لاہور میں ایم۔ اے کی کلاس میں داخل ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ بنائے

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسمالی لاہور سے مسلم ٹاؤن چلے گئے ہیں۔ آئندہ ان سے خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے :۔

مسلم ٹاؤن۔ فیروزپور روڈ۔ لاہور

مسلم ٹاؤن شہر سے پانچ چھ میل دور ہے۔ احمدیہ بلڈنگس کے پتہ سے جو خطوط آتے ہیں وہ بسا اوقات ڈاکٹر صاحب کو دو دو تین تین روز کی تاخیر سے ملتے ہیں۔ لہذا مندرجہ بالا پتہ پر ہی خط و کتابت کی جائے۔

—— سیالکوٹ میں ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص رکن جناب ملک غلام سرور صاحب ایس۔ ڈی۔ او ہیں۔ آپ نہایت نیک انسان ہیں سلسلہ کی ہر ایک تحریک میں نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں مستحق امداد عزیز و اقارب کی ہمیشہ امداد کرتے ہیں۔ آپ کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ لیکن علالت کے باوجود قیام لیل کے پابند ہیں۔ احباب درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس نیک و نافع وجود کو صحت کلی عطا فرمائے اور تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔

—— غضنفر علی صاحب میرپور خاص (سندھ) کنسٹیبل سے ترقی پا کر ہیڈ کانسٹیبل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مبلغ پانچ روپیہ اشاعت اسلام فنڈ میں عنایت فرمائے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ہم جناب غضنفر علی صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقیاں عطا فرمائے۔

—— ملک خدا بخش صاحب بیمار ہیں اپنے ایک مقصد میں کامیابی کے لئے احباب سے دعاؤں کے ملتجی ہیں۔

—— برادرم عبداللطیف صاحب سکنہ شیخ محمدی ایک کہنہ مرض میں مبتلا ہیں۔

—— عزیزم محمد اقبال صاحب پسر میاں محمد صادق صاحب مرحوم شدید علیل ہیں۔

—— محمد عبداللہ صاحب کی اہلیہ سخت بیمار ہیں۔

ان تمام مریضوں کی صحتیابی کیلئے درد دل سے دعا کی جائے

دفتر عالم

ہندوستان

—— بمبئی میں قتل و غارت کے ہنگامے پھر شروع ہو گئے ہیں۔ اکا دکا حملے کثرت سے ہو رہے ہیں۔ بہت سے بلوائیوں نے دکانیں لوٹنے اور عبادت گاہوں کو آگ لگانے کی کوشش بھی کی۔ ۱۱ر نومبر کی شب کو پولیس نے مجبوراً گولی چلائی۔ روز بروز مقتولین و مجروحین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

—— بمبئی ۱۱ر نومبر شہر میں بلوہ اور فسادات کی تجدید کے پیش نظر تجارتی اداروں نے دو روز کے لئے اپنا کاروبار بند کر دیا ہے۔ انہوں نے حکومت سے استدعا کی ہے کہ فسادات کے انسداد کیلئے کوئی زبردست کارروائی عمل میں لائی جائے

—— پشاور ۱۲ر نومبر سرحدی کونسل میں مسٹر پیر بخش کا وہ ریزولیوشن منظور ہو گیا جس میں حکومت سے سفارش کی گئی تھی کہ سرائے عباس آباد مسجد گورکھتری کو مسلمانوں کے حوالے کر دے۔

—— کوئٹہ میں ابھی سے سخت سردی پڑنی شروع ہو گئی ہے۔ سردی کی شدت کی وجہ سے نلوں میں پانی منجمد ہو جاتا ہے۔

—— ملتان ۱۳ر نومبر ریاست بہاولپور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ریاستی ٹریبونل نے ۴ ہندوؤں کو ریاست کے خلاف ایجی ٹیشن کے جرم میں ۴ سے ۹ سال تک قید سخت کی مختلف سزائیں دیں۔

—— لاہور ۱۳ر نومبر مولانا شوکت علی صدر منتخب شہید گنج کانفرنس آج یہاں پہنچے آپ کا شاندار جلوس نکالا گیا۔ شہید گنج کانفرنس کا اجلاس شروع ہو چکا ہے باغ بیرون موچی دروازہ میں پنڈال بنایا گیا ہے۔

—— لاہور ۱۲ر نومبر لالہ ہرکشن لال نے جو ۵ ار نومبر کو رہا ہونے والے ہیں ہائیکورٹ میں اس امر کی درخواست دی ہے کہ رہائی کے بعد ان کی رہائش اور گذارہ کے لئے جگہ اور الاؤنس کا مناسب انتظام کیا جائے۔ نیز امین اپنی جائداد کی نگرانی کے لئے مقرر کیا جائے۔

—— لالہ جی کے وکیل نے مطالبہ کیا ہے کہ لالہ جی کی اعلیٰ پوزیشن کے پیش نظر ان کے لئے کم از کم ایک ہزار روپیہ ماہوار الاؤنس مقرر کیا جانے ایک ہفتہ تک اس درخواست کا فیصلہ ہو گا۔

—— آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کی جوبلی تقریبات کرسمس میں ہونے والی تھی جو بعض وجوہ کی بنا پر ملتوی کر دی گئی ہے۔ اب یہ تقریب ۲ ماہ مئی ۱۹۳۷ء کو تعطیلات ایسٹر میں منائی جائے گی۔

—— گذشتہ ہفتہ ایبٹ آباد میں شدت کی بارش اور ژالہ باری ہوئی

—— کانگڑہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ علاقہ میرپور کے چماروں نے ایک جلسہ میں طے کیا ہے کہ تمام چمار دیوالی کے موقعہ پر ہندو مذہب کو ترک کر کے سکھ دھرم قبول کر لیں۔

—— کلکتہ ۱۱ر نومبر مسٹر جسٹس نسیم علی کلکتہ ہائیکورٹ کے نئے مسلمان جج مقرر ہوئے ہیں۔

—— پشاور ۱۱ر نومبر کل گورنر سرحد نے کونسل میں تقریر کی۔ ہندو اور سکھ ارکان بھی حاضر تھے۔

—— لاہور ۱۱ر نومبر کل صبح گیارہ بجے پنجاب کونسل کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے تقریر کی۔ گورنر کونسل ہال میں جلوس کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ کی تقریر بالعموم پسند کی گئی ہے۔

—— لاہور میونسپلٹی کے جدید ناظموں نے قاضی عبداللطیف آفس سپرنٹنڈنٹ کو برطرف کر دیا گیا۔

—— لاہور ۱۱ر نومبر پنجاب کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ممبر خزانہ نے بیان کیا کہ مسجد شاہ چراغ غیر مشروط طور پر مسلمانوں کو واپس نہیں دی گئی۔

ممالک خارجہ

—— جاپان کی بعض بااثر جماعتیں اپنے ملک میں فوجی ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

—— لندن ۱۱ر نومبر ٹائمز کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ اہل مراکش اور جرنیل فرینکو کے درمیان جو گفت و شنید ہوئی تھی اس کے نتیجہ میں یہ قرار پایا ہے کہ۔ ۔ ۔ سپانیہ میں جدید حکومت قائم ہو جانے پر باشندگان رلیف کو آزادی عطا کر دی جائے گی۔ حکومت سپانیہ صرف امور خارجہ کی نگرانی کرے گی۔ رلیف کا امیر غالباً ایک ایسا شخص بنایا جائے گا۔ جو ترکی کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

—— گذشتہ دنوں برطانیہ نے تیز ترین بحری جہاز کوئین میری تعمیر کیا تھا جو ریکارڈ قائم کر چکا ہے اب وہ اس سے زیادہ تیز رفتار جہاز تعمیر کرنے کی فکر میں ہے۔

—— جبل الطارق ۱۱ر نومبر باغیوں کا ایک جہاز پانچ گرد ذروں اور دو طیاروں کی حفاظت میں ایک ہزار مراکشی عرب سپاہیوں کو لیکر روانہ ہو گیا ہے یہ سپاہی باغیوں کی امدادی کمک کا کام دیں گے۔

—— پیرس ۱۲ر نومبر ہسپانوی سفیر نے اطلاع دی ہے کہ آئندہ ہفتہ ویلنشیا میں ہسپانوی پارلیمنٹ کا اجلاس ہو گا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پارلیمنٹ موجودہ صورت حال کے پیش نظر جدید قوانین کا نفاذ کرے گی۔

—— میڈرڈ ۱۱ر نومبر وزارت جنگ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ محصور فوج کو صوبہ کیٹیلونیا سے زبردست کمک پہنچ گئی ہے اس کے پاس بھاری توپخانہ اور جدید وضع کی مشین گنیں ہیں۔ کل شام کے وقت قلعہ شکن توپوں نے شدید گولہ باری کی۔

—— لندن ۱۲ر نومبر انگلستان میں فضائی تاخت کا زبردست خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ پرائیویٹ مکانات میں بم پروف پناہ گاہیں بنائی جا رہی ہیں۔ بہت سی فرمیں ایسی پناہ گاہیں بنانے میں مصروف ہیں۔

—— طہران ۱ر نومبر شہنشاہ ایران آج کل اپنی سلطنت کا دورہ کر رہے ہیں۔

—— ماسکو ۱۲ر نومبر روس میں فسطائی اصولوں کی نشر و تبلیغ اور فسطائی انجمنیں قائم کرنے کی ایک وسیع سازش کا انکشاف ہوا ہے سرکاری حلقوں میں اس پر گہری تشویش کا اظہار ہو رہا ہے متعدد غیر ملکی جن میں جرمن، آسٹریا، سویڈن اور پولینڈ کے بہت سے باشندے شامل ہیں سازش کے الزام میں گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ بہت اہم رازوں کا انکشاف ہو گا۔

—— جبل الطارق ۱۱ر نومبر المارہ میں پانچ پانچ فٹ بلند آگ کے شعلے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام آبادی آگ کی نذر ہو گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ باغی طیاروں اور بحری جہازوں نے المارہ کی آئیل کمپنی کے ٹنکوں پر بمباری کی ہے۔

—— لندن میں گذشتہ ہفتہ بہت سے اشتراکیوں کو گرفتار کیا گیا۔ جس پر اشتراکیوں نے زبردست مظاہرہ کیا۔

—— انگورہ ۱۱ر نومبر انطاکیہ اور سکندرونہ کی واپسی کے مطالبہ کا جواب فرانس نے حکومت ترکی کو یہ دیا ہے کہ حکومت فرانس سنہ ۱۹۲۰ء کے معاہدہ کا احترام کرتے ہوئے اس مسئلہ پر دوبارہ غور کرنے کیلئے تیار ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ عنقریب بیروت میں فرانسیسی شامی اور ترکی نمائندوں کی ایک کانفرنس مصالحت منعقد ہو گی

—— گذشتہ ماہ حکومت ترکیہ کی تیرھویں سالگرہ منائی گئی۔ سارے ملک میں جھنڈے لہرائے گئے اور چراغاں کیا گیا۔

چالیس دن کے مجاہدہ کی دعائیں

(گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو مضمون شائع ہوا تھا اس میں چند دعائیں خاص طور پر بتائی گئی تھیں وہ احباب کی سہولت کے لئے مناسب اضافہ کے ساتھ با ترجمہ درج ذیل کیجاتی ہیں)

قرآن کریم کی دعائیں

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا

اے ہمارے رب ہم کو نہ پکڑ اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں اے ہمارے رب ہم پر نافرمانی کا بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے

حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ج وَاعْفُ

ان پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے اے ہمارے رب اور ہم پر ایسا بوجھ نہ رکھ جس کی طاقت ہم میں نہیں اور ہمیں معاف

عَنَّا - وَاغْفِرْ لَنَا - وَارْحَمْنَا - أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

فرما اور ہماری حفاظت فرما اور ہم پر رحم فرما تو ہمارا مولیٰ ہے پس ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت دے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

اے ہمارے رب ہمارے قصور اور ہمارے کام میں ہماری خطائیں معاف فرما اور ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ اور ہم کو کافر قوم پر نصرت دے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم کے ظلم کا تختہ مشق نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر لوگوں سے نجات دے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اے ہمارے رب ہمیں ان لوگوں (کے ہاتھ) سے جو کافر ہیں دکھ نہ پہنچا اور اے ہمارے رب ہماری حفاظت فرما تو ہی غالب حکمت والا ہے

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝

اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی اور ہمیں آگ کے دکھ سے بچا لے

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

اے ہمارے رب ہمیں صبر عطا فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافر قوم پر ہم کو نصرت دے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کیجیو اسکے بعد جو تو نے ہمیں ہدایت کی اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما تحقیق تو بڑا بخشش کرنیوالا ہے

رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ق رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا

اے ہمارے رب تحقیق ہم نے سنا ایک بلانے والے کو جو ایمان کی طرف بلاتا اور کہتا کہ اپنے رب کو مان لو پس ہم نے مان لیا ہمارے رب ہمارے

ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى

گناہ بخش اور ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرما اور نیکوں کے ساتھ ہمارا خاتمہ کیجیو اے ہمارے رب ہمیں وہ کچھ عطا فرما جو تو نے اپنے

رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

رسولوں سے وعدہ کیا اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کیجیو کیونکہ تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ضرور ہم زیاں کار رہیں گے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝

اے ہمارے رب ہمیں اپنے ساتھیوں اور اپنی اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي

اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے بخش اور نہ ہمارے دلوں میں

قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

ان کی طرف سے کسی قسم کا کینہ پیدا ہو اے ہمارے رب تحقیق تو شفقت کرنے والا مہربان ہے

احادیث کی دعائیں

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ۔

اے اللہ ہم تجھے ہی انکے مقابلہ میں رکھتے ہیں (کیونکہ ہم میں مقابلہ کی قوت نہیں) اور انکی شرارتوں سے تیری ہی پناہ چاہتے ہیں

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ

اے اللہ کتاب کے اتارنیوالے جلد حساب لینے والے تو ان جماعتوں کو بھگا (جو ناحق ہماری تکلیف رسانی کے درپے ہیں)

اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ۔

اے اللہ تو انکو بھگا اور ان کے پاؤں اکھیڑ دے

اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْ وَعْدَكَ وَاهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَحْدَكَ۔

اے اللہ اپنے وعدہ کو پورا فرما اور تو اکیلا ہی ان جماعتوں کو بھگا دے

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا۔

اے اللہ تو دنیا ہمارے لئے سب سے بڑھ کر فکر کا موجب ہو اور نہ ہی ہمارے علم کا منتہی ہو اور نہ تو ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط فرما جو ہم پر رحم نہیں کرتے

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِينَ مُحَمَّدٍ صلعم وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ

اے اللہ تو اس شخص کو نصرت دے جو دین محمد صلعم کی نصرت کرتا ہے اور ہمیں انہی میں سے بنا اور اس شخص کی نصرت کو چھوڑ دے

خَذَلَ دِينَ مُحَمَّدٍ صلعم وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

جو دین محمد صلعم کی نصرت کو چھوڑتا ہے اور ہمیں ان میں سے نہ بنا

اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ نَشْكُو ضَعْفَ قُوَّتِنَا وَقِلَّةَ حِيلَتِنَا وَهَوَانَنَا عَلَى النَّاسِ

اے اللہ ہم اپنی طاقت کی کمزوری کی اور اپنے سامانوں کی قلت کی اور لوگوں کی نگاہوں میں اپنی ذلت اور تحقیر کی شکایت تیری ہی جناب میں لاتے ہیں

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ۔

اے اللہ تو ہماری ربوبیت کرنیوالا اور سب کمزوروں کی ربوبیت کرنیوالا ہے

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيمَنْ

اے اللہ ہمیں منزل مقصود پر پہنچا ان لوگوں میں جنہیں تو نے منزل مقصود پر پہنچایا اور ہمیں عافیت عطا فرما ان لوگوں میں جنہیں تو نے عافیت عطا

تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ۔

فرمائی اور ہماری کارسازی فرما ان لوگوں میں جن لوگوں کی تو نے کارسازی فرمائی اور ہمیں برکت عطا فرما اس میں جو تو نے ہمیں دیا اور جو تیری قضا ہو اسکی شر سے (بچا)

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ

اے اللہ ہم فکر اور غم سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور عاجز ہو جانے سے اور سستی سے تیری پناہ مانگتے ہیں

وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ

اور بزدلی اور بخل سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زیادتی سے تیری پناہ مانگتے ہیں

الرِّجَالِ اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنَا بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

اے اللہ تو حرام سے بچا کر اپنے حلال رزق سے ہمیں کفایت کر اور اپنے ماسوا سے اپنے فضل کے ساتھ ہمیں غنی کر دے

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا۔

اے اللہ ہمارے عیبوں کو ڈھانک اور ہم کو گھبراہٹوں سے امن دے

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ

اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے پانے سے اور بری قضا سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ۔

اے زندہ خدا اے قائم رکھنے والے خدا میں تیری رحمت کی فریاد کرتا ہوں۔

روزے کے مسائل

(۱) روزہ کا اصل مقصد تقویٰ ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔
پس روزہ میں جھوٹ بولنا، گالیاں دینا، غیبت کرنا، بدنظری اور حرام خوری روزہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔

(۲) جبتک رمضان کا چاند نظر نہ آوے یا شہادت نہ مل جاوے رمضان کا روزہ رکھنا جائز نہیں۔

(۳) رمضان کے فرضی روزہ کی نیت اس سے قبل شام کو ہی ہونی چاہیئے کہ کل صبح روزہ رکھنا ہے سوائے اس حالت کے کہ چاند دیکھنے کی خبر نہ آئی ہو۔ نفلی روزہ کیلئے اس کی ضرورت نہیں۔ صبح اٹھکر بھی نیت ہو سکتی ہے۔

(۴) مسافر اور بیمار کیلئے روزہ معاف ہے۔ مسافر جب گھر پہنچے تو فوت شدہ روزوں کے بدلہ رمضان کے بعد روزے رکھ لے اور بیمار جب تندرست ہو تب روزوں کی قضا ادا کرے

(۵) سفر کیلئے کوئی خاص شرط نہیں۔ جب سفر کیلئے گھر سے نکلے وہ مسافر سمجھا جائیگا۔ اسی طرح بیماری کیلئے کسی خاص ٹمپریچر یا بیماری کے معیار کی ضرورت نہیں البتہ معاملہ کو خدا سے صاف رکھے اور بہانہ بازی سے کام نہ لے اور جب وجہ معذوری دور ہو جائے تو قضا شدہ روزے رکھ لے۔

(۶) اگر ایسا بیمار ہے جس کی صحت کی درستی کیلئے ایک لمبا عرصہ درکار ہو یا امید صحت نہیں، یا ایسا کمزور ہو جس کیلئے روزہ رکھنا مضر صحت ہو یا ایسا بوڑھا ہے جس کے روزہ رکھنے سے اس کی صحت پر برا اثر پڑتا ہو یا حاملہ عورت ہو یا دودھ پلانے والی عورت ہو۔ ایسے لوگ روزہ نہ رکھیں اور ہر ایک قضا شدہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں لیکن مسکین کو کھانا کھلانا بھی انہی لوگوں پر فرض ہے جو مسکین کا کھانا دینے کی طاقت رکھتے ہوں۔ جو خود مسکین ہیں اور فدیہ نہیں دے سکتے۔ لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا کے مطابق ہر طرح کی معافی کے نیچے ہیں

(۷) روزہ میں غلطی سے اگر کوئی چیز منہ میں ڈال لی جائے یا نگل لی جائے یا کلی کرنے وقت ہوا غلطی سے پانی حلق کے نیچے اتر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۸) کسی خوشبو یا بدبو، گرد و غبار کے ناک میں یا منہ میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۹) آنکھ میں سرمہ ڈالنے، نہانے سر میں تیل ڈالنے، آنکھ یا کان میں دوا ڈالنے آئینہ دیکھنے، قے آ جانے، نکسیر پھوٹنے، خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۱۰) حکم ہے کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری کھانے میں تاخیر کرو صحابہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے سحری کھانے اور نماز فجر کے شروع ہونیکے درمیان میں اتنا وقت ہوتا تھا جس میں چالیس آیتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت بلالؓ نے غلطی سے اذان جلد دیدی تھی تو آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے گھروں پر جاؤ اور ان کو اطلاع دو کہ ابھی سحری کھا سکتے ہو مجھ سے غلطی ہو گئی۔

(۱۱) رمضان کی راتوں میں قیام کرنا خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا جس نے رمضان کو پایا اور خدا سے اپنے گناہ نہ بخشوا لئے۔ آپ پچھلی رات کو قیام کرتے تھے اور گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ دو دو رکعت کی نیت باندھتے تھے۔ گیارہویں یعنی آخری رکعت علیحدہ پڑھتے تھے۔ یہی آخری رکعت وتر کہلاتی ہے کیونکہ یہ رکعت ساری رکعتوں کو طاق کر دیتی ہے۔ چونکہ آجکل ہمارے ملک میں عشا کی نماز کے آخر میں تین وتر پڑھ لیتے ہیں اس لئے پچھلی رات صرف آٹھ رکعت پڑھنی کافی ہیں۔ اور اگر پہلی رات میں تین رکعت وتر نہ پڑھے تو پھر آخر شب میں گیارہ رکعت پڑھے۔ پہلی شب میں بیس رکعتیں اور تین رکعت پڑھنا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شروع ہوا۔ لوگ مسجد میں بعد نماز عشا رہتے تھے۔ آپ نے ایک حافظ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ انہیں بیس رکعتوں میں قرآن سنا دے۔ اس طرح قرآن سننے کا سنت رسول اللہ علیہ وسلم آخر شب میں قیام

بقیہ

رومن کیتھولک عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں
دنیائے اسلام میں

رومن کیتھولک چرچ اور دنیائے اسلام کے عنوان سے لیو کولم (Leo Cullum) کا ایک مضمون مسیحی رسالہ مسلم ورلڈ (جولائی ۱۹۳۶ء) میں شائع ہوا ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ رومن کیتھولک کلیسا کی تبلیغی سرگرمیاں مسلمانوں میں کہاں تک کامیاب ثابت ہوئیں۔ اور کن وجوہ سے اب تک خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ اس کے بعد وہ تجویزیں بیان کی گئی ہیں۔ جن سے آیندہ بہت کچھ توقعات ہیں۔ عیسائی مبلغین کے زیر اثر مسلمانوں میں جو اصلاحات دکھائی گئی ہیں۔ ان میں طلاقوں کی تخفیف کا ذکر مسلم ورلڈ ہی کے جری مقالہ نگار سے ممکن تھا۔ مضمون کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

جنگ عظیم کے وقت سے رومن کیتھولک کلیسا کی تبلیغی سرگرمیاں زیادہ ہو گئی ہیں۔ یہ جوش پوپ بینیڈکٹ پانزدہم (Benedict XV) کے دور (۱۹۱۴ء تا ۱۹۲۲ء) میں بھی زیادہ تھا۔ اور پھر اس سے زیادہ موجودہ پوپ پیس پانزدہم (Pius XV) کے زمانہ میں دیکھا جا رہا ہے۔ ان تبلیغی سرگرمیوں میں یہ امر تعجب خیز نہیں کہ اب مسلمانوں کی طرف بہ نسبت پہلے کے زیادہ توجہ کی جانے لگی ہے۔ موجودہ پوپ نے خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کی طرف توجہ کی ہے۔ اور اسی غرض سے روما کے اورنیٹل انسٹیٹیوٹ میں ایک شعبہ علوم اسلامیہ کا قائم کر دیا گیا ہے۔ اس توجہ کا باعث محض جوش تبلیغ ہی نہیں۔ بلکہ اس میں جدید دنیائے اسلام کے ذہنی انقلاب کو بھی بہت کچھ دخل ہے۔ رومن کلیسا ان جدید خیالات سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔ جنہوں نے ملت اسلامیہ میں ایک حرکت پیدا کر دی ہے۔ اور ان بندوں کو توڑ دیا ہے۔ جو اب تک دنیائے اسلام کو مسیحیت کے تبلیغی حملوں سے روکے ہوئے تھے۔

تبلیغ کے دو طریقے استعمال ہوتے آئے ہیں۔ بلاواسطہ اور بالواسطہ۔ بلاواسطہ تبلیغ کا طریقہ یہ ہے کہ وعظ اور تقریر کے ذریعہ عیسائیت کی اشاعت کی جائے۔ یا سوال و جواب کے ذریعہ اس کی تعلیم دی جائے۔ برخلاف اس کے بالواسطہ تبلیغ میں اشاعت مذہب کے تمام دوسرے ذرائع شامل ہیں۔ مثلاً صدقہ و خیرات و دعا۔ بیماروں اور غریبوں کی خبرگیری۔ تعلیم نمونہ عمل۔ اور قبول عیسائیت میں تعصب نے جو رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں۔ اُن کو دُور کرنا۔ اس وسیع طریقہ تبلیغ میں ہر وہ عیسائی حصہ لیتا ہے۔ جو دعا۔ نمونہ عمل۔ یا کسی دوسرے روحانی یا مادی ذریعہ سے لوگوں کو دائرہ مسیحیت میں داخل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس وقت مسلمانوں میں عیسائیت کی اشاعت کے لیئے بلاواسطہ تبلیغ کا طریقہ شاید ہی کہیں موجود ہو۔ چند تجربہ کار پادریوں نے جو اس مسئلہ پر ماہرانہ رائے دے سکتے تھے مسلمانوں میں بلاواسطہ تبلیغ کرنے کی مخالفت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی مبلغین نے ہر جگہ بالواسطہ طریقہ کو استعمال کیا ہے۔ اور بیماروں اور غریبوں کی خبرگیری کر کے نیز انہیں خود ان کے مذہب کے امور خیر کی تلقین کرتے ہوئے۔ ہمیشہ اس بات کی کوشش کی ہے کہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان تفصیلات کی جو دیوار حائل ہے۔ وہ گرا دی جائے۔ جن ملکوں میں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے غیر مسیحی فرقے آباد ہیں۔ وہاں عیسائی مبلغین نے براہ راست مسلمانوں میں تبلیغ کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ بلکہ اپنی توجہ غیر مسلموں پر مبذول رکھی ہے۔ اگرچہ ظاہر ہے کہ مبلغین کے رفاہ عام کے کاموں سے مسلمان بھی اکثر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اسی لئے کسی نہ کسی حد تک ان کے زیر اثر رہتے ہیں۔

تمام کیتھولک مشنوں کا مقصود کلیسا کا استحکام ہے۔ جس کا مدار قبول عیسائیت کی کثرت پر ہے۔ لیکن اس نقطۂ نظر سے اُن مشنوں کے کارنامے شاندار نہیں جو مسلمانوں میں کام کرتے ہیں۔ فرائی ٹاگ (FREITAG) نے سچ کہا ہے کہ جن ملکوں میں مسلمانوں کی آبادی بہت کثرت سے ہے۔ وہاں خود مسلمانوں میں مبلغین کے کارنامے بمنزلہ صفر کے ہیں۔ یا جیسا کہ چارلس (CHARLES) کا خیال ہے کہ مسلمانوں کے قبول اسلام کے امکان پر جو اس قدر بحث و مباحثہ ہوتا آیا ہے۔ وہ اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ اب تک عیسائی مشن کو اسلام کے مقابلہ میں کچھ زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔

یہ معلوم کرنا ممکن نہیں کہ بالواسطہ تبلیغ کے دوسرے نتائج کیا ہیں۔ تاہم اس طریق کار سے اسلام پر جو اثر بتدریج پڑ رہا ہے۔ اس کا اندازہ ان اعداد و شمار سے ہو سکتا ہے۔ جو اسلام کے تین بڑے مرکزوں شمالی اور شمالی مشرقی افریقہ۔ مغربی ایشیا اور ہندوستان سے متعلق ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:-

۱۹۳۳ء میں شمالی اور شمالی مشرقی افریقہ میں (۲۸۵) ابتدائی مدارس تھے۔ جن میں طلبہ کی تعداد (۴۰۴۱۷) تھی۔ (۱۰۳) ثانوی مدارس تھے۔ جن میں (۸۶۵۳) طلبہ تعلیم پاتے تھے (۳۲) طبی مشنری تھے۔ (۴۱) ہسپتال تھے۔ جن میں (۱۴۰۸) مریضوں کے قیام کا انتظام تھا۔ (۱۳۹) دوا خانے تھے۔ جہاں ایک سال میں (۲۹۴۶۰۷۷) آدمیوں کا علاج ہوتا تھا۔ (۷) برص و جذام کے شفا خانے تھے۔ جن میں مریضوں کی تعداد (۳۴۷۸) تھی۔ (۴۹) یتیم خانے تھے۔ جہاں (۳۶۴۴) بچے رہتے تھے (۱۹) قیام گاہیں بوڑھوں کے لیئے تھیں۔ جہاں (۲۴۷۱) آدمی اپنی زندگی کے آخری ایام گزار رہے تھے (۷) چھاپے خانے تھے۔ جہاں سے (۱۴) رسالے نکلتے تھے۔ اور ان کی اشاعت (۱۳۰۶۰) تھی۔ یہ اعداد افریقہ کے اس خطہ سے متعلق ہیں۔ جس میں مسلمانوں کی آبادی (۶۸) فی صدی ہے۔ اس میں سے بعض حصوں میں تو مسلمان نہایت کثرت سے آباد ہیں۔ مثلاً مراقش میں (۹۷) فی صدی اور مصر میں (۹۱) فی صدی۔ اس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جن کاموں کا ذکر اوپر ہوا۔ ان سے بہت زیادہ فائدہ مسلمان ہی اٹھائیں گے۔

(باقی ہے)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی امیر ولد میاں دل ذات زرگر سکنہ جھنگو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۷ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے - تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۷ ۱۰/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد اقبال بذریعہ مسمات سردار بیگم ذات جٹ گوجر سکنہ چک ۴۸۶ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۵ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۳۶ء

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شامون ولد محمد ذات چڑھا سکنہ موکھیانہ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے - تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۳۶ء

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی منڈشاہ ولد لکھی شاہ ذات سید سکنہ پہاڑی شاہ پور تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے - تحریر مورخہ ۱۷ ۸/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ملک حیدر ولد ملک رجب ذات آہیر سکنہ ٹھٹھی گل تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۳۶ء

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سماعیل ولد فتح خاں بلوچ اصالتاً ومنجانب کبر برخوردار سکنہ نکا بلوچ - تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۲۱ ۱۲/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔ تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب نمبر ۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی تاراچند ولد نرائن داس سہگل سکنہ گمبھیانہ مقروض نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۲۱ ۱۲/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۲۶ ۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام حیدر ولد گل محمد ذات سوہل سکنہ سوہل تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۲ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے - تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۹ ۹/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوہنا ولد نامون ذات مصلی سکنہ بالا راجہ متصل احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۴ ۱/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۹ ۹/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ولیداد ولد تاجہ - ہمایوں لعل - مانک پسران ماہنی سکنہ فرید محمود کا تحصیلہ تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۷ ۱/۳۷ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قارضان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے - تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوہلا ولد سگھڑ ذات موچی سکنہ احمد نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۵ ۱/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے - تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے - تحریر مورخہ ۱۹ ۹/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ صاحبہ تہل ولد نانک چند ذات ندھرانہ سکنہ چک ۲۳۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۲ ۱/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

(بورڈ کی مہر)　　مورخہ ۵ ۱۰/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلام فلسفہ جدیدہ اور علوم مخالفہ پر غالب آئیگا

اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں۔ مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائیگا۔ بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دیگا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور سائنس کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی، تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔ میں متعجب ہوں کہ آپ نے کس سے اور کہاں سے سن لیا اور کیونکر سمجھ لیا کہ جو باتیں اس زمانہ کے فلسفہ اور سائنس نے پیدا کی ہیں وہ اسلام پر غالب ہیں۔۔۔ خوب یاد رکھو اس فلسفہ کے پاس تو صرف عقلی استدلال کا ایک ادھورا سا ہتھیار ہے اور اسلام کے پاس یہ بھی کامل طور پر اور دوسرے کئی آسمانی ہیں۔ پھر اسلام کو اس کے حملے سے کیا خوف، پھر نہ معلوم کہ آپ اس قدر اس فلسفہ سے کیوں ڈرتے ہیں۔ اور [illegible]ں کے نیچے گرے جاتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مسلم ہوسٹل کے طلبہ نے ایک لٹریری سوسائٹی قائم کی ہے۔ جس کا افتتاح ۱۶ ار نومبر کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہوسٹل مذکور میں فرمایا۔ معزز اراکین انجمن کالجوں کے طلبہ اور دیگر معززین نے اس تقریب میں شرکت فرمائی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نوجوانوں کی تقریریں بھی ہوئیں مہمانوں کی تواضع چائے وغیرہ سے کی گئی۔ مفصل کیفیت کسی دوسری جگہ درج ہے

— انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب چودھری یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول جنڈانوالہ کی اہلیہ محترمہ کا ۱۸ نومبر کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ۔ لاہور میں بذریعہ تار اطلاع پہنچی۔ جناب مولانا عزیز بخش صاحب اور خان صاحب بابو منظور الٰہی صاحب تار ملتے ہی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے

پیغام صلح اس صدمہ میں بھی چودھری صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ افراد خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

— جناب سید تصدق حسین صاحب بغداد سے اطلاع دیتے ہیں کہ خواجہ عبدالرحمان صاحب انصاری کی شیرخوار صاحبزادی ۳۰ر اکتوبر کو آٹھ ماہ کی عمر میں انتقال کر گئی۔ انا للہ۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

— مکرمی غلام نبی صاحب سکرٹری جماعت جمبہ کی اہلیہ محترمہ ایک کہنہ مرض میں مبتلا ہیں

— مرزا معصوم بیگ صاحب جیب کی صاحبزادی علیل ہیں۔ جماعت کے بعض اور دوست اور خواتین بھی علیل ہیں سب بیماروں کیلئے درد دل سے دعا کی جائے

رومن کیتھولک عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں دنیائے اسلام میں

مسیحی رسالہ "مسلم ورلڈ" کے مقالہ نگار کا بیان

(۲)

مغربی ایشیا (ترکی، عراق، ایران، شام، فلسطین اور عرب) میں بھی تبلیغی مشن کے رفاہی کارنامے کچھ کم شاندار نہیں۔ البتہ یہاں زور دواخانوں پر کم اور مدارس پر زیادہ ہے۔ اگرچہ یہاں کا کام زیادہ تر عیسائی فرقوں کی اصلاح حال پر مشتمل ہے تاہم اس کا اثر بعض مقامات پر مسلمانوں پر بھی بہت وسیع ہے۔ مثلاً شام میں ۱۹۲۳ء میں (۴۹۳) عیسائی مدارس تھے۔ تمام مدارس کے طلبہ کی مجموعی تعداد (۴۵۳۰۵) تھی اور عیسائی مدارس کے طلبہ کی (۴۵۰۹۷) تھی۔ حالانکہ شام میں مسلمانوں کی آبادی (۶۷) تھی۔ اسی طرح بیروت کی سینٹ جوزف یونیورسٹی بھی جس میں مسلمان طلبہ کی تعداد اگرچہ کم ہے کچھ نہ کچھ اثر ڈالتی ہے۔ وہاں سے چند عربی رسالے بھی نکلتے ہیں۔

برما اور سیلون کو چھوڑ کر خاص ہندوستان میں آخری اعداد و شمار کے مطابق (۴۱۲۸) مبلغین کام کر رہے تھے ان میں (۱۱۱۳) غیر ملکی اور (۹۱۹) ملکی پادری تھے۔ (۲۸۲) غیر ملکی اور (۲۴۲) ملکی برادرس۔ اور (۱۰۴۳) غیر ملکی اور (۳۰۵۸) ملکی سسٹرس تھیں۔ طبی مشنریوں کی تعداد (۱۵۵) تھی۔ (۱۳۰۹) ابتدائی مدارس تھے، جن میں (۴۵۴۷۰۲) بچے تعلیم پاتے تھے۔ (۷۷۵) ثانوی مدارس تھے جن میں طلبا کا شمار (۱۴۰۹۱۷) تھا۔ (۷۴) ہسپتال تھے جن میں (۱۰۱۹) مریضوں کے قیام کا انتظام تھا۔ (۴۵۴) دواخانے تھے۔ جہاں (۴۵۴۱۱۷) آدمیوں کو دوائیں دی گئی تھیں۔ (۴) برص و جذام کے شفا خانے تھے جہاں (۷۵۰) مریضوں کا علاج ہو رہا تھا (۳۷۶) یتیم خانے تھے جن میں (۱۷۶۹۸) بچوں کی پرورش ہوتی تھی۔ بوڑھوں کے لئے (۵۹) قیام گاہیں تھیں، جہاں (۱۳۴۳) آدمی رہتے تھے (۲۵) چھاپہ خانے تھے جہاں سے (۶۹) رسالے نکلتے تھے۔ اور ان کی تعداد اشاعت (۵۶۵۰۰۹) تھی۔

یہ اعداد و شمار شاندار ضرور ہیں لیکن جہاں تک مسلمانوں میں تبلیغ عیسائیت کا تعلق ہے ان اعداد سے صحیح نتیجہ نکالنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی سات کروڑ ستر لاکھ ہے۔ اس کا نصف حصہ عیسائی مشن کے چار حلقوں یعنی ڈھاکہ، چٹاگانگ، کرشن نگر اور لاہور میں آباد ہے۔ اوسطاً ایک لاکھ ستر ہزار کی آبادی پر ایک مشنری مقرر ہے برخلاف اس کے ہندوستان کے جنوبی حصہ میں کیتھولک آبادی نسبتاً زیادہ ہے یعنی کوئمبٹور، ترچناپلی، کوچین، منگلور، مدراس اور ویراپولی کے تبلیغی حلقوں میں اوسطاً تین ہزار نو سو کی آبادی میں ایک مشنری کام کرتا ہے لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم آبادی اور کیتھولک تبلیغ کے مرکز ایک دوسرے سے بہت دور دور واقع ہیں۔ یہی صورت ایشیائے کوچک اور شمالی افریقہ کے دوسرے ممالک کی بھی ہے۔ جہاں مختلف فرقوں کی آبادیاں ملی جلی ہیں۔

مسلمانوں کا ایک چوتھا بڑا مرکز انڈونیشیا ہے اس کی حالت دیگر اسلامی مرکزوں سے مختلف ہے۔ تمام اسلامی ممالک میں جاوا ہی وہ ملک ہے جہاں مسلمان کثرت سے عیسائی ہو رہے ہیں۔ یہ کام تقریباً تمام تر اسکولوں کے ذریعہ ہوا ہے۔ اور انیسویں صدی کے کیتھولک دیسی لوگ ہیں جو ابتداءً مسلمان اور مسیحی صدی سے شروع کیا گیا ہے تاہم ۱۹۱۰ء سے ۱۹۲۵ء تک دس ہزار مسلمان کیتھولک عیسائی بنائے جا چکے ہیں۔

مندرجہ بالا اعداد سے بالواسطہ تبلیغ کی سرگرمیاں کسی قدر معلوم ہوتی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ حاصل کیا ہوا؟ اس باب میں اعداد و شمار کی جستجو کے معنی یہ ہیں کہ تبلیغی کام کو بالکل سمجھا ہی نہیں گیا۔ اس تبلیغ کا مقصد صرف یہ رہا ہے کہ زمین تیار کر دی جائے۔ تاکہ تخم ریزی ہو سکے اور تمام مبلغین متفق ہیں کہ اس مقصد کے حاصل کرنے میں بالواسطہ طریق تبلیغ کامیاب ہوا ہے۔ خود مبلغین کے ساتھ مسلمانوں کا رویہ زیادہ دوستی اور رواداری کا ہو گیا ہے مسیحی اخلاق نے مسلمانوں کے اخلاق کو بلند کر دیا ہے طلاقوں میں تخفیف کر دی ہے اور زن و شوہر کے تعلقات کو بہتر بنا دیا ہے تاہم اب بھی بہت زیادہ کام باقی ہے (مقالہ نگار کی خوش فہمی۔ مدیر)

لیکن عیسائیت کا روشن ترین کارنامہ وہ نہیں ہے جو اب تک کیا جا چکا یا کیا جا رہا ہے بلکہ وہ ہے جو آئندہ ہوگا۔ مسیحی دنیا کا متفقہ مطالبہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے خاص طور پر مبلغین تیار کئے جائیں۔ پوپ پائیس یازدہم نے ۱۹۲۶ء میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ محض تبلیغی سرگرمی کافی نہیں اور نہ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے صرف تجربہ کام دے سکتا ہے۔ قربانی اور محنت کا ثمرہ اگر حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے سائنس کی روشنی میں ایسے طریقوں کے دریافت کرنے کی ضرورت ہے جو سب سے زیادہ مؤثر ثابت ہوں

اس بنا پر آئندہ اسی شخص کو مبلغ مقرر کیا جائیگا جو مسلمانوں سے پوری طرح واقف ہو اور جس کا دماغ ان تمام غلط فہمیوں سے خالی ہو جو عام طور پر اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی ہیں۔ اس مبلغ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں کے معائب اور جو چیز اس سے زیادہ مشکل ہے یعنی ان کے محاسن سے بھی باخبر ہو۔ سائنٹیفک طریقہ پر کام کرنے کی خواہش نے الفاظ سے گذر کر عملی شکل بھی اختیار کر لی ہے۔ چنانچہ اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر پیرس کے کیتھولک انسٹی ٹیوٹ نے ۱۹۲۶ء میں اسلام پر مسلسل خطبات دلائے تھے۔ اور ۱۹۳۳ء میں یوگوسلافیہ کی ایک یونیورسٹی نے مسلمانوں میں تبلیغی مشن کے لئے ایک شعبہ اپنے ہاں قائم کیا تھا علاوہ بریں روم کی گریگورین یونیورسٹی اور ببلیکل اور اورینٹل انسٹی ٹیوٹ میں تبلیغ کے سہ سالہ نصاب میں مندرجہ ذیل مضامین بھی شامل ہیں۔ اسلامی دینیات، متن قرآن مجید، اسلام فرقے، میں اور عربی، ترکی اور شامی زبانیں۔

تبلیغی نظام کے درجہ داوری بھی ہیں۔ وعظ اور درویشوں کے حلقے دعا۔ تبلیغ کی کامیابی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ پادریوں کی مختلف جماعتوں نے یہ کام شروع کر دیا ہے اور اس کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا ہے جو عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں کے نزدیک متبرک ہے۔ درویشوں کے حلقوں کی تجویز موجودہ پوپ کی پیش کردہ ہے۔ ان حلقوں سے قرون وسطیٰ میں تبلیغ کو بہت تقویت پہنچی تھی، اور یورپ کی تہذیب بہت کچھ ان کی رہین منت ہے۔ امید ہے کہ مسلمانوں پر بھی ان حلقوں کا بہت مفید اثر پڑے گا۔ الجزائر میں پانچ پادریوں نے ایک چھوٹا سا حلقہ قائم کر کے اس تحریک کی ابتدا کر دی ہے۔ (ماخوذ)

ظہور مہدی و نزول عیسیٰ قریب ہے

نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب ترجمان وہابیہ صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ:-

"کہتے ہیں علامت قرب زمان ظہور مہدی منتظر و نزول حضرت مسیح علیہ السلام کلی ہے اور اب مدت و ۱۰ ماہ کی ختم تیرھویں صدی کو باقی ہے۔ پھر ۱۳۰۱ھ اور ۱۸۸۳ء سے چودھویں صدی شروع ہوگی، اور نزول عیسیٰ علیہ السلام و ظہور مہدی و خروج دجال اول صدی میں ہوگا جس کسی صدی میں ہو۔ اور اس وجہ سے کہ یہ نزول و ظہور و خروج اس وقت ہوگا جبکہ دنیا ظلم و جور سے بھر جائے اور ہر صنعت گری و ملمداری اپنے کمال کو پہنچ جائے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ نزول جناب مذکور نہایت قریب ہے۔ ہر طرف سے تعصب مذہبی کا زور ہے۔ نیچریوں کا شور ہے۔ نیچر تو بظاہر آپ کو زبردستی مسلمان کہتے ہیں۔ ہنود میں بھی بعض پنڈت موحد مذہب جدید ہو کر داعی خلق خدا طرف اپنی اوج کے ہیں۔ مسلمانان کلکتہ میں ایک مذہب نیم بین کا نکلا ہے اس قسم کے مفاسد سے ساری دنیا بھر گئی چھ سات سال سے ایک نہ ایک جگہ ہنگامہ قتال گرم ہے۔ کوئی اپنے آقائے قدیم سے باغی ہوتا ہے۔ کوئی کسی کو زبردستی باغی وہابی ٹھہراتا ہے کوئی وہابیت کا منکر ہے۔ کوئی صلح کل کا طالب کوئی مقید مذہب خاص کا ہے۔ کوئی درپے آزار غربا اہل اسلام ہے۔ کوئی سرپرست مذہب دہریہ کا ہے کوئی مسائل مذہب کو تقریر فلسفی میں لاتا ہے۔ کوئی اہلسنت کے رد میں یا اثبات تقلید مذاہب سرگرم ہے۔ کوئی متبعین حدیث کو رافضی بتاتا ہے کوئی مقلد کو گمراہ جتاتا ہے۔ کوئی کسی کی معاش بہانہ و حیلہ بازی سے چھین لیتا ہے کوئی فریب و دغا بازی سے رسائی اپنے نزدیک رؤسا و حکام کی چاہتا ہے کوئی ممنون احسان فکر محسن کشی میں ہے۔ کسی جگہ باپ بیٹے میں جنگ ہے کسی جگہ داماد و خوش دامن میں خلاف ہے۔ کسی جگہ دختر کو مادر سے نزاع ہے کسی جگہ غیر حقدار مدعی حق ہیں۔ کسی جگہ مستحق خاموش ہیں۔ غرضکہ اس قسم کے صدہا ہزارہا لاکھوں فتنے ہر شہر و ملک میں کیا عرب کیا عجم بپا ہیں۔ جن کا حصر نہیں ہو سکتا ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ سید احمد خاں نیچر کو اپنی وہابیت کا اقرار ہے لیکن بے شبہ خیر خواہ سرکار انگریزی ہیں۔ اس قسم کے پیچیدہ معاملے شمار سے باہر ہیں۔ اب بھی اگر قیامت جلد نہ آوے تو پھر کب آویگی۔ کثرت آفات درون و بیرون سے اب تو زندگی بسر کرنا دشوار ہو گیا ہے۔"

(صفحہ ۴۲ ترجمان وہابیہ)

اب نصف سے زائد چودھویں صدی گزر چکی ہے۔ وہابیان کرام کیوں نہیں مہدی و مسیح کی تلاش کرتے؟ (ابوالفضل)

امیر جماعت قادیان کو فیصلہ کن بحث کیلئے دعوت!

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

قادیانی جماعت کو فیصلہ کن بحث کیلئے ہماری گذشتہ دعوت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سرکردہ احباب نے قریباً ڈیڑھ سال ہوا قادیانی اصحاب کو مسئلہ تکفیر اور نبوت پر ایک فیصلہ کن بحث کے لئے دعوت دی تھی جس میں ہر دو فریق کے امیر بحث کرنے والے ہوں اور اس کے اثر کا اندازہ کرنے کے لئے یہ طریق پیش کیا تھا کہ جماعت لاہور جماعت قادیان کے متعدد افراد کو اور جماعت قادیان جماعت لاہور کے اسی قدر افراد کو اس بحث پر اظہار رائے کیلئے چن لے۔ مگر اس کا جواب قادیان سے ایسے رنگ میں دیا گیا۔ جو ایک مذہبی جماعت کی شان سے بہت بعید تھا۔

بحث کا موجودہ طرز نقصان رساں ہے

یا اب یہ بحث کا سلسلہ دونوں جماعتوں کے افراد کی طرف سے برابر دونوں فریق کے اخباروں اور ٹریکٹوں میں چل رہا ہے جس کا کوئی بھی نتیجہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ قوم کی وہ قوت جو بہتر کاموں پر لگ سکتی ہے ایک لاحاصل بحث پر خرچ ہو رہی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ نقصان ہے کہ اہم دینی مسائل جن کو بڑے بڑے علماء ہی مشکل سے سمجھ سکتے ہیں بازیچہ اطفال بنے ہوئے ہیں، اور ہر کس و ناکس یہ سمجھتا ہے کہ اسی کو مسئلہ نبوت کے حل کے لئے پیدا کیا گیا ہے

اخبار "الفضل" کا تازہ مضمون

آج مدت کے بعد الفضل کا ایک پرچہ (۱۲ نومبر) میری نظر سے گذرا۔ تو اس میں ایک عنوان تھا "حضرت مسیح موعود کے خلاف مولوی محمد علی صاحب کے قیاسات" جس میں میری اس اصولی بحث کو جو میں نے کتاب النبوت فی الاسلام میں اس امر کے متعلق کی ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت جبرئیل کا وحی لانا ممتنع ہے۔" مسیح موعود کے خلاف قرار دے کر کہ "مجھے مخالفت حق میں نہ قرآن کی پروا ہے نہ نصوص صریحہ مسیح موعود علیہ السلام کی اور نہ حدیث شریف کی۔"

قادیانی نتیجہ خیز بحث کی طرف نہیں آتے

افسوس ہے کہ یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کی زد مجھ پر نہیں بلکہ خود اس شخص پر پڑتی ہے۔ جسے زبانی دعوے سے تو یہ لوگ نبی مانتے ہیں۔ لیکن آپ کی عزت ان کے دلوں میں یہ ہے کہ آپ کے کھلے ارشادات کو پس پشت پھینکا ہوا ہے۔ ساری بحث نبوت تو دو جملوں میں طے ہو جاتی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود نے دوسرے مسلمانوں کا جنازہ جائز قرار دیا ہے تو آپ کے نزدیک وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہیں۔ اور اگر آپ کو نہ ماننے والے مسلمان ہیں تو یقیناً آپ کا دعویٰ نبوت کا نہیں۔ اس مختصر بحث کو اتنا طول دیا گیا ہے کہ ہزاروں صفحات لکھے جا چکے۔ مگر نتیجہ آج تک کچھ نہ نکلا۔ اور نتیجہ خیز بحث کی طرف آج تک باوجود بار بار کے مطالبوں کے قادیانی جماعت ایک قدم اٹھانے کو تیار نہیں۔ ایسا نبی بنانے سے کیا فائدہ جس کی بات کی بھی پروا نہ کی جائے۔ اور اگر آپ کے ارشادات قابل تعمیل ہیں تو نبوت کا مسئلہ حل شدہ ہے

قادیانی اصحاب کو تحریرات حضرت مسیح موعود کی ذرا پروا نہیں

جو کچھ قادیانی جماعت کی طرف سے ہو رہا ہے مشتے نمونہ از خروارے الفضل کے محولہ مضمون کو لے لیا جائے۔ حضرت جبرئیل کا آنحضرت صلعم کے بعد تاقیامت وحی نبوت لانے سے منع کیا جانا میرا قیاس نہیں جیسا کہ مضمون نویس کا خیال ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود نے خود بار بار یہی لکھا ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے لکھا ہے قادیانی احباب کو حضرت مسیح موعود کی تحریروں کی ذرہ بھر پروا نہیں اور وہ ان پر استہزا تک کر جاتے ہیں اور پروا نہیں کرتے

معترض کے اعتراضات کی حقیقت

معترض نے جو کچھ میرے متعلق لکھا ہے وہ النبوت فی الاسلام کی تحریر کو نقل کر کے لکھا ہے۔ حالانکہ النبوت فی الاسلام کے صفحہ پر اس موٹے عنوان کے نیچے "مسیح موعود کی شہادت کہ نبی بغیر نزول جبرئیل نہیں ہو سکتا اور امتی پر نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی نہیں ہو سکتا" حضرت مسیح موعود کی ایک یا دو نہیں دس تحریریں نقل کی گئی ہیں۔ اخبار سب کا متحمل نہیں۔ ایک دو حوالے کافی ہیں۔ . . . .

. . . .

میری تحریر

مولوی صاحب اپنی تصنیف "النبوت فی الاسلام" ایڈیشن دوم صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"نبی اور غیر نبی کی وحی میں یہ فرق ہے کہ غیر نبی پر وحی جبرئیل علیہ السلام لیکر نہیں آتے . . . . . یہی حد فاصل ہے جو نبی اور غیر نبی کی وحی میں امتیاز قائم کرتی ہے"

حضرت مسیح موعود کی شہادت

"ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

"رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے۔" (ازالہ صفحہ ۶۱۴)

افسوسناک ریمارک

اس میری تحریر پر ذیل کے ریمارکس کئے گئے ہیں:-

"یہ عبارت دراصل ایک معمہ ہے۔ جو نہ خود مولوی صاحب سے حل ہوا۔ اور نہ کسی اور سے حل ہوگا۔ کیونکہ مولوی صاحب کی یہ تحریر ایسی ہی حق سے دور ہے جیسی عقل کو رے سے"۔ "مولوی صاحب کو مخالفت حق میں نہ قرآن کی پروا ہے نہ نصوص صریحہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اور نہ حدیث شریف کی۔ العیاذ باللہ"

معترض کی حضرت مسیح موعودؑ پر زد

لیکن اگر میرے لفظ وہی ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے ہیں تو معترض خود سوچ لے کہ یہ زد کہاں پڑی۔ عیسائیوں نے غلو کیا۔ تو موجزہ خدا کو نعوذ باللہ ملعون انسان بنایا۔ ہمارے قادیانی دوستوں کا غلو ابھی اسی پہلی قوم کے نقش قدم پر لے جا رہا ہے۔

جناب خلیفہ قادیان فیصلہ کن بحث کیلئے قدم اٹھائیں

جناب خلیفہ قادیان اگر چاہیں تو حضرت مسیح موعود کی اس تذلیل کو جو ان کے غالی مریدوں کے ہاتھوں سے ہو رہی ہے دور کر سکتے ہیں۔ میں اس شرط کو بھی جس کا ذکر ابتدا میں کیا ہے چھوڑتا ہوں۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ خود اپنی ذمہ داری کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک فیصلہ کن بحث کیلئے قدم اٹھائیں۔ اگر وہ اپنی زمینوں کے دیکھنے کیلئے سال میں ایک دو سفر سندھ کے کر سکتے ہیں۔ تو ایک عظیم الشان دینی مسئلہ کے تصفیہ کے لئے کیوں دو قدم نہیں اٹھا سکتے۔ اور اگر حضرت مسیح موعود مباحثات کے لئے نکلتے رہے ہیں تو ان کے ایک خلیفہ کی شان کیوں اس سے بلند تر ہے؟ بات تو ظاہر ہے کہ وہ اپنی کمزوری کو محسوس کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کھلی تحریروں کے خلاف وہ نبوت بنا رہے ہیں۔ اور بحث کی طرف اس لئے رخ نہیں کرتے کہ ان باتوں کا جواب ان کے پاس کوئی نہیں اگر ہے تو وہ ایک جنازے کے مسئلے کو ہی صاف کر دیں۔ اس کو صاف کرنے کا وعدہ انہوں نے دسمبر ۱۵ء [illegible] (دیکھو انوار خلافت صفحہ ۹۳) مگر آج اکیس سال گذر [illegible] اس پر ایک دفعہ قلم نہ اٹھایا۔

محمد علی

قادیانی جماعت کا سیاسی شوق

قادیانی جماعت کا سیاسی شوق اس کے رجحانات داعمال کا
رخ مذہب کی طرف سے ہٹا کر سیاسیات کی طرف تبدیل کر رہا ہے۔ یہ
تبدیلی اب کافی نمایاں اور تیز رفتار ہو گئی ہے۔ ۱۵ ر نومبر کے "الفضل"
میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں اسمبلی کا مصنوعی اجلاس
کے عنوان سے مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی ہے۔

"قادیان ۱۳ ر نومبر۔ آج تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
کے ہال میں سات بجے شام سے ساڑھے نو بجے تک
اساتذہ سکول اور اولڈ بوائز نے طلبہ کو اسمبلی کے اجلاس
کی نوعیت سمجھانے کیلئے ایک نقلی اجلاس کیا۔ جس میں
پہلے سوال و جواب کے لئے وقت دیا گیا اور پھر ایک
بل موسومہ "اصلاح سٹیٹ گرانڈ زبل" پیش کیا گیا
بل ماسٹر محمد ابراہیم صاحب نے بحیثیت ہوم ممبر
پیش کیا۔ مسٹر طفیل محمد صاحب ناز ایم۔ اے اور
چودھری عبدالرحمن صاحب بی۔ اے نے اس کی
پرزور مخالفت کی۔ لیکن آخر کار یہ بل پاس ہو گیا
...... اجلاس کے صدر مسٹر عبدالرحیم شبلی بی۔
کام تھے"

اس شوق اور ان مشاغل کا نتیجہ جو ہوگا۔ وہ ظاہر ہے اور یہ بھی
سب جانتے ہیں کہ یہ نتیجہ اس مقصد سے بالکل برعکس ہوگا۔ جو حضرت
مسیح موعودؑ کے پیش نظر جماعت قائم کرنے وقت تھا۔

ہیرالال گاندھی کا ارتداد

گاندھی جی کے صاحبزادے مسٹر ہیرالال گاندھی چند ماہ مسلمان رہنے
کے بعد دوبارہ ہندو ہو گئے جس پر ہندو حلقوں اور ہندو اخبارات میں
خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ ہیرالال گاندھی کی عادات و مقاصد کے متعلق
دنیا کو بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ ان کی رندمشربی اب کوئی راز نہیں ہندو
اخبارات ان کی مخالفت میں بہت کچھ کہہ چکے ہیں ان کی تبدیلی مذہب کے
متعلق گاندھی جی کا بیان بھی غالباً ابھی اتنی جلدی فراموش نہ ہوا ہوگا۔
سب سے زیادہ یہ کہ خود ہیرالال اپنی بہت سی اخلاقی خامیوں کا اعتراف کر
چکے ہیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں ہندوؤں کا اظہار فخر و مسرت اپنے اندر
کوئی وزن نہیں رکھتا۔ لیکن اخبار "ہمدرد" کے صفحات میں متھرا کے ایک پنڈت
جی نے ایسا انکشاف کیا ہے جس کے صحیح ہونے کی صورت میں مسٹر ہیرالال
کا ارتداد ہندو قوم کے لئے موجب ندامت ہونا چاہیئے۔ اخبار مذکور
میں پنڈت تارا داس پاٹھک کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے جس میں وہ
لکھتے ہیں کہ:۔

"مسٹر ہیرالال گاندھی کے ہندو دھرم میں آنے پر خوشیاں
ہو رہی ہیں۔ میں بھی ان میں شریک ہوں۔ مگر میں
پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہیرالال جی کو اسلام سے واپس
لانے کے لئے کس قدر روپیہ دیا گیا۔ کیا یہ حقیقت نہیں
ہے کہ "ہمدرد بنی نوع انسان سوسائٹی" کے سکرٹری کی
ہمدردی کو ماتا کستورہ بائی کی دردناک اپیل پڑھ کر جوش
آیا تو انہوں نے بمبئی کے حسب ذیل سیٹھوں اور چند سیٹھوں
کے نام ہیں جوش دلایا کہ ماتا کستورہ بائی کے سپتر ہیرالال
جی کو ضروریات زندگی سے بے فکر کر دیا جائے چنانچہ پانچ
سیٹھوں نے بیس بیس ہزار چندہ دیا جس میں مسٹر برلا
نے پچاس ہزار کا اپنے پاس سے اضافہ کیا اور یہ رقم ہیرالال
جی کو پیش کی گئی۔ جب ان پر (مسٹر ہیرالال پر) یہ حقیقت
واضح ہوئی کہ ہندو دھرم دوسرے کسی دھرم سے کم نہیں۔
اور اسلام کے متعلق انہوں نے جو کچھ اپنی تقریروں میں کہا
تھا اس کو واپس لینے پر تیار ہو گئے"

ہندو قوم کی پیشکش اور مسٹر ہیرالال کے طرز عمل کو مذہب و روحانیت
سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ اسکو نیلام کہنا چاہیئے۔ اگر مسٹر ہیرالال کی
آوارہ منشی اور رندمشربی بلند و پاکیزہ اسلامی فرائض کی مطیع ہونے میں
ناکام رہی تو اس میں اسلام کی کوئی سبکی نہیں اور اگر ہندو سیٹھوں کی زرپاشی
مسٹر ہیرالال کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہو گئی تو کسی لحاظ سے بھی
ہندو دھرم کی کشش نہیں کہلا سکتی۔

جرمنی کی آئندہ نسل

جرمنی آج کل ایک تعمیری و انقلابی دور سے گذر رہا ہے۔ جنگ
یورپ کے بعد اس شکست خوردہ ملک کو کڑی شرائط کی زنجیروں میں
جکڑ کر بالکل بے دست و پا کر دیا گیا تھا لیکن ہر ہٹلر کے آہنی عزم نے ان
زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا آج جرمنی کو کامل خود مختاری اور
آزادی حاصل ہے اس کی آئندہ نسل کے سامنے ایک بلند شاندار مستقبل
ہے جس کے لئے وہ ہر کوشش اور قربانی کر رہی ہے حال ہی میں ایک انگریز
نامہ نگار خاتون نے جرمنی کے سفر کے بعد اپنا بیان اخبارات میں شائع کرایا
ہے جس میں وہ لکھتی ہیں:۔

"ہٹلر کا حکم ہے کہ ہر اس لڑکے کے لئے جس کی عمر چھ سال سے
اوپر ہو تیرنا لازمی ہے علاوہ ازیں ہر لڑکے اور لڑکی کے
لئے تین مہینے تک فوجی تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔
گو لڑکوں اور لڑکیوں کو ان تین مہینوں میں نہایت سخت
محنت کرنی پڑتی ہے ہر روز صبح پانچ بجے اٹھنا پڑتا
ہے لیکن اس کے باوجود وہ اس زمانے کو لطف و مسرت
سے گزار دیتے ہیں"

یورپ کے تمدن اور اوقات کے لحاظ سے وہاں کا صبح پانچ بجے کا
وقت ہمارے ملک کے تین بجے صبح کے برابر ہے۔ ذرا تصور کیجئے کہ یورپ کی
شدید سردی میں اس وقت اٹھ کر فوجی پریڈ کے لئے تیاری کرنا کس قدر
دشوار امر ہے لیکن جرمنی کے کم سن لڑکے لڑکیاں اس کڑے فرض کو بطیب خاطر
و مسرت سے انجام دیتے ہیں اور وہ یہ سب کچھ اپنے ملک کی خاطر کرتے ہیں
ہمیں بھی ہمارے امیر نے خدمت دین کے لئے ایک چالیس دن کے جہاد
کا حکم دیا ہے کیا ہماری جماعت کے نوجوان اور بوڑھے اسلام کے لئے
وہ کام بھی نہیں کر سکتے جو جرمنی کے لڑکے لڑکیاں اپنے ملک کے لئے
کر سکتے ہیں یہ سوال ہم سب کے لئے قابل غور ہونا چاہیئے اس کا جواب الفاظ سے
نہیں عمل سے دینا چاہیئے۔

دردناک افلاس

جمال پور رنبگال سے ایک عبرت انگیز و لرزہ خیز اطلاع موصول
ہوئی ہے وہاں ایک گاؤں میں ایک مسلمان عورت نے اپنے خوبصورت
و کمسن لڑکے اور لڑکی کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا جب اس واقعہ کی تحقیقات
کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اور اس کے بچے تین دن کے بھوکے تھے اس
نے کلیجہ پر پتھر رکھ کر دونوں بچوں کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا۔ اور اپنی جان
دینے کے لئے بھی ناکام کوشش کی۔ یہ اپنی نوعیت کا اکیلا واقعہ نہیں آئے
دن اس قسم کے حادثات ہوتے رہتے ہیں ملک کی بے شمار دیہاتی آبادیوں
پر افلاس و قحط کی مصیبت چھائی ہوئی ہے اور مسلمان قوم اس مصیبت
کا سب سے زیادہ شکار ہو رہی ہے۔ ہندوستان جیسے زرخیز اور زرعی
ملک میں یہ صورت بہت ہی افسوسناک اور ناقابل برداشت ہے۔
ساہوکاروں کی سودخواری و سرمایہ پرستی اور حکومت کا تغافل اس کی سب سے
بڑی وجوہ ہیں قحط زدہ آبادیوں اور فاقہ کش دماغوں ہی میں طرح طرح کے جرائم
اور انقلاب کے خیالات پرورش پاتے ہیں لہٰذا حکومت اور ملکی لیڈروں
کے فرائض بالکل ظاہر ہیں۔ ہندوستان کے دیہاتی دنیا کے سب سے زیادہ
صابر لوگ ہیں لیکن مصائب کی شدت اور زمانہ کی زبردست لہر کی وجہ سے
ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے لہٰذا اب ان مصیبت زدوں کو نذر تغافل
کرنا کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں۔

مسلم ہوسٹل لٹریری سوسائٹی کا افتتاح

یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائیگی کہ طلبائے مسلم ہوسٹل نے ایک لٹریری
سوسائٹی کی بنا ڈالی ہے جس کا افتتاح حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲ ر نومبر کو
مسلم ہوسٹل میں فرمایا۔ انجمن کے متعدد ارکین متعلقین کالج کے طلباء اور دیگر معززین اس
تقریب پر مدعو تھے۔ مہمانوں میں حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ جناب خانصاحب
شیخ فضل الٰہی صاحب، خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب، جناب
مولانا عزیز بخش صاحب، جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب، جناب مرزا مسعود بیگ
صاحب ایم۔ اے اور جناب شیخ محمد دین جان صاحب کے اسمائے گرامی خاص
طور پر قابل ذکر ہیں۔

ساڑھے چار بجے کے قریب مہمانوں کی تواضع چاء وغیرہ سے کی
گئی۔ اس کے بعد عبدالعلیم صاحب براچہ نے تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کی
کارروائی کا آغاز کیا۔ کریم نواز صاحب انور نے حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ
اور دیگر مہمانوں کے خیر مقدم میں ایک مختصر انگریزی تقریر کی قاضی عبدالرشید
صاحب کی اردو تقریر کے بعد حضرت امیرایدہ اللہ نے صدارتی تقریر
فرمائی حضرت ممدوح نے لٹریری سوسائٹی کے حق میں دعا فرماتے ہوئے طلبا
مسلم ہوسٹل کو چند ایک قیمتی نصائح فرمائیں کہ ہوسٹل کے طلبہ کو ایک نمونہ
قائم کرنا چاہیئے تا کہ جب آپ امتحان سے فارغ ہو کر ہوسٹل کو چھوڑ کر
جائیں تو ... لوگوں میں آپ کے اعمال حسنہ اور اخلاق فاضلہ کا چرچا
ہو اور ہر شخص کی زبان پر آپ کی اور مسلم ہوسٹل کی خوبیوں کا تذکرہ ہو
آپ نے تکفیر المسلمین کی وبا کا مفصل ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ہم ایک
غیر مسلم کو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کر مسلمان ہونے کا
سرٹیفکیٹ دیتے ہیں تو ہمارے لئے یہ کہاں جائز ہے کہ ہم ایک نماز ادا
کرنے والے، روزہ رکھنے والے، زکوٰۃ دینے والے اور کلمہ طیبہ پر ایمان
رکھنے والے کو ذرا سے اختلاف کی بنا پر کافر بنا دیں۔ آپ نے اس کی
تائید میں آیات قرآنی اور بہت سی احادیث پیش کیں اور فرمایا کہ اس ہوسٹل
کے طلبہ کو تکفیر کی مسموم ہوا سے پاک رہنا چاہیئے اور ہوسٹل کھولنے سے
انجمن کا مقصد صرف یہی ہے کہ مسلمان قوم کے نوجوانوں کی صحیح صحیح تربیت
ہو۔ تا کہ وہ جب زندگی میں قدم رکھیں تو بہترین طور پر اسلام کی
خدمت سرانجام دے سکیں۔

نماز مغرب کے بعد ہوسٹل کے طلبہ سے تعارف ہوا۔ اور
مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ قریباً ۷ بجے شام یہ پرلطف
محفل برخاست ہوئی۔ خاکسار

سکرٹری مسلم ہوسٹل لٹریری سوسائٹی

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔ اے پی سی ایس

فسٹ ایڈیشنل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر باختیارات ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر کوئٹہ

مقدمہ گارڈین نمبر ۳۱ بابت ۱۹۳۶ء

نرائن سروپ ولد مسٹر گنگا دھر ذات ملہوترہ کلرک کوئٹہ ڈسٹلری

بنام

شریمتی بیلو بائی بیوہ مسٹر گنگا دھر سکنہ کوئٹہ کرشنا گلی بابو محلہ تقرری گارڈین جائداد ہیمراج نابالغ ولد مسٹر گنگا دھر متوفی

اشتہار برائے آگاہی ہر خاص و عام

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی نرائن سروپ برادر ہیمراج نابالغ نے درخواست تقرری گارڈین جائداد نابالغ مذکور عدالت ہذا میں گذرانی ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جس کسی کو کوئی عذر نسبت درخواست تقرری گارڈین ہو۔ مورخہ ۲۷/۱۱/۳۶ کو بمقام کوئٹہ عدالت ہذا میں حاضر آکر پیش کرے

آج مورخہ ۱۲/۱۱/۳۶ بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

اشتہار شتہر حکم حاضری مدعا علیہ

زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔ اے پی سی۔ ایس

فسٹ ایڈیشنل ای۔ اے۔ سی باختیارات پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۳ا بابت ۱۹۳۶ء

شریمتی مولا دیوی بیوہ سردار گنڈا سنگھ اور سیر سکنہ کوئٹہ بذریعہ سردار گنڈا سنگھ مختار مدعی

بنام

سردار سنت سنگھ ولد کرم چند معرفت برکت رائے دوکاندار شاہ روڈ کوئٹہ مدعا علیہ

دعویٰ ۱۲۳۲ روپے پرونوٹ ہے

بنام سردار سنت سنگھ ولد کرم چند معرفت برکت رائے دوکاندار شاہ روڈ کوئٹہ مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی سردار سنت سنگھ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار بذا بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر تم کو بتاریخ ۲۷ ماہ نومبر ۱۹۳۶ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۲ ماہ نومبر ۱۹۳۶ء کو بدستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی امیر ولد میاں ولی ذات زرگر سکنہ جھنگ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹- ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۷ ۱۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱ ۱۱/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد اقبال بذریعہ مسمات سردار بیگم ذات حبشی گوجرہ سکنہ چک نمبر ۴۸۵ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹- ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۵ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۷ ۱۱/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شاہ سون ولد محمد ذات چدھڑ سکنہ موکھیانہ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹- ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۷ اگست ۱۹۳۶ء

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حامد شاہ ولد لکھی شاہ ذات سید سکنہ بہاری شاہ پور تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۷ ۸/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ملک حمید ولد ملک رحیب ذات ائیرہ سکنہ ٹھٹھی گل تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹- ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۳ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۷ اگست ۱۹۳۶ء

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سماعیل ولد فتح خان بلوچ اصالتاً و بجانب کبر برخوردار سکنہ لکا بلوچ تحصیل جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۲۱ ۱۲/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قرضخواہان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔ تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی تاراچند ولد نرائن داس سہگل سکنہ گھسیانہ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کیلئے تاریخ ۱۴ ۱۲/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قرضخواہان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔

تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام حیدر ولد گل محمد ذات سویل سکنہ سویل تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹- ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۹ ۹/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوہنا ولد نامون ذات مصلی سکنہ بالا راجہ منفصل احمد نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۶ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۹ ۹/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از پیشگاہ بورڈ مصالحتی قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ امداد مقروضین پنجاب نمبر ۷ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ قواعد مصالحت قرضہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ولیدا ولد تاجہ، ہمایوں، لعل، مانک پسران ماہنی سکنہ فرید محمود کا تحصیل شورکوٹ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب درخواست گذاری ہے اور بورڈ نے سماعت درخواست کے لئے تاریخ ۷ ۱۲/۳۶ بمقام صدر جھنگ مقرر کی ہے اس لئے تمام قرضخواہان یا دوسرے لوگوں کو جن کا کہ تعلق ہو اصالتاً بورڈ کے روبرو تاریخ مقررہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔ تاریخ ۳۱ ۸/۳۶ مقام صدر جھنگ

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوہلا ولد سکندر ذات موچی سکنہ احمد نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹- ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۵ ۱۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۹ ۹/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کھیتہ مل ولد نانک چند ذات ندھرا سکنہ چک نمبر ۲۳۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۴ ۱۲/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

بورڈ کی مہر　　　مورخہ ۵ ۱۰/۳۶

دستخط :- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

جنرل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

گوئے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نور سے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلْحُ خَيْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۸ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۷۵

ہمارا مجاہدہ

نمائش زنانہ دستکاری کیلئے خواتین سلسلہ سے اپیل

(از جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

مشہور حدیث شریف ہے کہ رمضان کے مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے بند ہو جاتے ہیں شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ گویا ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ مہینہ خاص طور پر خیر و برکت کو حاصل کرنے اور بدیوں سے بچنے کے لئے ہے۔ لیکن یہ مقصد بغیر ہمارے عمل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صرف بھوکے اور پیاسے رہنے سے ہی روزے کی اصل غرض پوری نہیں ہوتی۔ روزہ رکھکر جھوٹ، غیبت، چغلی اور دوسری بُری عادات کو ترک کرنے سے جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ مگر جنت کے دروازے کھولنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم نیک کاموں میں سبقت اختیار کریں۔

عموماً جو بہنیں روزہ رکھکر نماز اور تلاوت قرآن مجید کو پابندی سے ادا کرتی ہیں وہ سمجھ لیتی ہیں کہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا مگر میں ان کو ایک اور ضروری فرض کی طرف توجہ دلاتی ہوں جو اس زمانے کے امام نے ان پر عائد کیا ہے اور جس کے بغیر ہمارے نیک عمل تکمیل پذیر نہیں ہوتے۔ وہ ہے "اشاعت اسلام"۔ میں اس وقت اشاعت اسلام کی ضرورت پر کچھ لکھنا نہیں چاہتی۔ یہ تو اظہر من الشمس ہے صرف اتنا پوچھنا چاہتی ہوں۔ کہ:-

میری عزیز بہنو! کیا آپ کو یاد ہے کہ اشاعت اسلام میں امداد کیلئے "دستکاری فنڈ" کی تحریک تمام تر آپکی اعانت اور توجہ سے قائم ہے۔ کیا آپ نے اس سال نمائش کیلئے کوئی دستکاری تیار کی ہے؟ اگر نہیں تو خدا کے لئے اسی وقت پختہ عزم کر لیجئے کہ ان مبارک ایام میں آپ کوئی دستکاری بنا کر اشاعت اسلام میں معاون ہونگی۔ اپنی بچیوں اور رشتہ دار بیبیوں کو بھی مجبور کریں کہ وہ اس نیک کام میں شریک ہوں۔ اس کو معمولی تحریک نہ سمجھئے۔ بلکہ یہ ایک مجاہدہ ہے جو آپ کو اپنے اوپر لازم سمجھ لینا چاہیئے۔ روزانہ کم از کم دو گھنٹے اس مجاہدہ پر صرف کیجئے۔ یقیناً آپ کا یہ وقت عبادت میں شمار ہوگا۔ اور آپ عنداللہ ماجور ہونگی۔

میں پیغام صلح کے قارئین کرام سے خاص طور پر استدعا کرتی ہوں کہ وہ اس میرے پیغام کو اپنی خواتین تک پہنچا دیں اور ان کو اس مجاہدہ کے لئے آمادہ کریں۔

دستکاری کے لئے ماہر فن ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ ہر قسم کا ہاتھ کا کام اس میں شامل ہے۔ یہاں تک کہ دیہاتی بہنیں سوت کات کر دے سکتی ہیں۔ اسی طرح آزار بند اور کھیس دوتہیاں وغیرہ۔

اُون کے کام کی زیادہ کھپت ہے جس کے لئے صفائی اور موزونیت از حد ضروری ہے۔ جلسہ اور نمائش انشاء اللہ دسمبر کے آخری عشرے میں ہوگی اس لئے یہ سب دستکاری عید الفطر تک مجھے پہنچ جانی چاہیئے۔ ہر چیز کے ساتھ اسکی صحیح لاگت بھی تحریر کر دیجئے۔ منافع ہم خود لگا لیں گے۔

خاکسار - اہلیہ محمد علی سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول کچھ دنوں سے علیل ہیں۔

— جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب انسپکٹر بھی ناحال علیل ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے دعائے صحت کی خاص طور پر تاکید فرمائی۔

— چوہدری فتح محمد صاحب عزیز طالب علم لاکالج بھی بیمار ہیں

پیغام صلح:- اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو صحت کامل و عاجل عطا فرمائے۔ تمام احباب جماعت ان کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

— مندرجہ ذیل اصحاب مختلف مشکلات میں مبتلا اور طالب دعا ہیں:-

(۱) برادرم محمد مکی صاحب پشاور

(۲) برادران چوہدری غلام حسین صاحبان گوجرانوالہ

(۳) ایک غیر از جماعت نوجوان جنہیں تحریک احمدیت سے کافی دلچسپی ہے۔

— جناب بشیر احمد صاحب ڈھاکہ ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔

— جناب خواجہ غلام رسول صاحب احمدی بارہمولہ کشمیر فرزند نرینہ کے خواہشمند ہیں۔ ان دونوں دوستوں کی کامیابی و مرادمندی کیلئے دعا کیجائے

— ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص صالح انٹرنس پاس نوجوان بیکاری کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اگر کسی دوست کو اپنے بچوں کیلئے ٹیوٹر کی ضرورت ہو تو یہ بہترین آدمی ثابت ہوں گے۔ اس بارہ میں جناب جائنٹ سکرٹری صاحب سے خط وکتابت کی جائے۔

مسلمانوں کی تکفیر کا نتیجہ

لیجسلیٹو اسمبلی میں ہندو ممبر کا چیلنج کہ مُسلم کی تعریف نہیں ہو سکتی

اور مسلمان ممبروں کی افسوسناک خاموشی

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اسمبلی میں لالہ ممبر کی عبرتناک چوٹ

مسلمان اس بات کو فخریہ بیان کیا کرتے تھے کہ ہندو کی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کون سے وہ اصول ہیں جن کے ماننے سے ایک شخص ہندو کہلا سکتا ہے یا کس بات کے انکار سے ایک شخص ہندو کی تعریف سے نکل جاتا ہے لیکن اسلام ایک ایسا سیدھا سادہ مذہب ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ مسلمان کون ہے اور کون نہیں لیکن اسمبلی کے گذشتہ اجلاس میں آریہ بواہ بل پر بحث کے دوران میں ہندو لاممبر نے مسلمانوں کی ایک دوسرے کی تکفیر کے حربے کو ہاتھ میں لیکر اسلام پر وہ ضرب لگائی کہ مسلمان ممبر خاموش رہ گئے اور اپنی خاموشی سے اس غلط بات پر مہر تصدیق لگا دی کہ جس طرح "ہندو" کی تعریف نہیں ہو سکتی "مسلم" کی بھی تعریف نہیں ہو سکتی۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ آریہ سماجی کی کیا تعریف ہے اس پر کسی نے کہا کہ جب ہندو کی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی تو آریہ سماجی کی بھی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ ہندو مذہب کی ایک شاخ ہے۔ ایک مسلمان ممبر نے اسی دوران میں بڑے فخر سے کہا "لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ مسلمان کون ہے"؟ مسٹر این۔ این سرکار لاء ممبر نے جو ایک بنگالی ہندو ہیں یہ عبرتناک چوٹ کی کہ "اسی لئے پنجاب کے اخبارات کے صفحوں کے صفحے روزانہ ان کھوں پر خرچ ہو رہے ہیں کہ فلاں مسلمان نہیں"!

تکفیر کا تباہ کن مرض سیاسی حلقوں میں

اس کے جواب میں کسی مسلمان کے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکلا اور نکلتا کس طرح جب کلمہ گوؤں کی تکفیر ان کا شب و روز کا شغل ہو یہاں تک کہ خالص مذہبی دائرہ سے نکل کر اب سیاسیات میں بھی اس کا اثر پہنچ گیا ہے اور ووٹوں کے حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ بھی ایک دوسرے کی تکفیر بن گیا ہے۔ احرار نے اپنی سیاسیات کی بنیاد تکفیر پر رکھی۔ اب مسلم لیگ والوں نے بھی سر محمد اقبال اور مسٹر جناح جیسے زعمائے مسلمانوں کی نیابت کے ماتحت اس بات کے لئے حلف اٹھایا ہے کہ وہ ممبر منتخب ہونے پر فلاں گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے پورا زور لگائیں گے۔ ایسے خادمان اسلام وقت کے حقدار نہیں تو اور کون ہیں۔ اور پھر یک کرشمہ دو کار مسلمان سمجھتے ہیں کہ یہ خدمت اسلام ہے اور ہندو سبھا والے خوش ہیں کہ اس طرح مسلمانوں کی تعداد اندر ہی اندر گھٹ رہی ہے۔ اور ہندوستان میں ہندو راج کی بنیادیں مضبوط ہو رہی ہیں۔ اس لئے وہ احرار اور مسلم لیگ دونوں کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔

ہر کلمہ گو مسلمان ہے

تکفیر کے مسئلہ نے مسلمانوں کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ وہ اب "مسلم" کی تعریف کرنے سے بھی عاجز آ گئے ہیں۔ حالانکہ اس کے لئے کتابوں کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ تیرہ سو سال کا ساری دنیائے اسلام کا عمل جو آج بھی شب و روز ان کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اسے جاہل سے جاہل . . . .

مسلمان بھی جانتا ہے اور بڑے سے بڑا عالم بھی کہ جب کسی غیر مسلم کو اسلام میں داخل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھایا جاتا ہے۔ یہی مسلم کی تعریف ہے یعنی جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے وہ مسلم ہے اور اس کو جو شخص کافر کہتا ہے وہ خود اس حدیث نبوی کے ماتحت ہے من کفر اھل لا الٰہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب

عہد نبوی کے چند سبق آموز واقعات

اول صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اسامہؓ بن زید ایک جنگ میں ایک دشمن کو قتل کرنے لگے تو اس نے فوراً کلمہ پڑھا مگر اسامہ نے باایں اسے قتل کر دیا آنحضرت صلعم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ اسامہ پر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا اقتلتہ بعد ما قال لا الٰہ الا اللہ کیا تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کیا اور یہ الفاظ اس کو دوہراتے رہے کہ اسامہ کہتے ہیں میں نے آرزو کی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔ (کتاب المغازی باب بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید)

پھر صحیح بخاری میں ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ جب ایک قوم نے جن کے خلاف جنگ ہو رہی تھی صرف یہ کہا صبانا صبانا ہم صابی ہو گئے اور حضرت خالد نے لڑائی جاری رکھی تو آنحضرت صلعم خالد پر سخت ناراض ہوئے اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کیا۔ اللھم انی ابرأ الیک مما صنع خالد۔ اے اللہ خالد نے جو کچھ کیا میں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ ان لوگوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم مسلمان ہیں یہ کہا تھا کہ ہم صابی ہیں۔ مگر مراد ان کی مسلمان ہونا تھا۔ کیونکہ کافر مسلمانوں کو صابی کہتے تھے۔ پس جو شخص یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں اسے کافر کہنے سے رسول اللہ صلعم نے بیزاری کا اظہار کیا ہے (کتاب المغازی باب بعث النبی صلعم خالد بن الولید)

تیسری حدیث بھی بخاری کی ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ من صلیٰ صلوٰتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسول اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ (کتاب الصلوٰۃ) جو شخص ہماری طرح نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے تو یہ شخص مسلم ہے جس کے لئے اللہ کا عہد اور رسول اللہ کا عہد ہے۔ پس اللہ کے عہد کو نہ توڑو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص قبلہ رخ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا ہو اس کو کافر کہنا اللہ کے عہد کو توڑنا ہے یہ حدیث لفظ "مسلم" کی تعریف پر ایسی بیّن ہے کہ مکفر علما کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ ممکن ہے ایسا شخص دل میں تثلیث کا قائل ہو یعنی توحید کے قائل تو اسی فیصدی نماز کے قریب نہیں جاتے اور تثلیث کے قائل خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے مسلمانوں کی نماز پڑھتے ہیں، مگر اس کا جواب خود ہمارے سید و مولیٰ دے چکے ہیں۔

بخاری میں ہے کہ جب خالد کو آنحضرت صلعم نے ایک ایسے شخص کے قتل کرنے سے منع فرمایا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا اور فرمایا لعلہ ان یکون یصلی تو شاید وہ نماز پڑھتا ہو تو خالد نے عرض کیا کہ من مصلی یقول بلسانہ ما لیس فی قلبہ بہتیرے نمازی ایسے ہیں جو زبان سے کچھ کہتے ہیں اور دل میں کچھ ہے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا انی لم اومر ان انقب قلوب الناس ولا اشق بطونھم۔ مجھے یہ حکم نہیں کہ لوگوں کے دلوں میں سوراخ کرکے دیکھوں اور نہ یہ کہ ان کے باطن کو پھاڑ کر دیکھوں۔

(کتاب المغازی باب بعث علی ابن ابی طالب و خالد ابن الولید الی الیمن)

شریعت کا حکم ظاہر پر ہے

یعنی شریعت کا حکم ظاہر پر ہے اور جو شخص مسلمانوں کی نماز پڑھتا ہے وہ یقیناً مسلمان ہے خواہ اس کے دل میں کچھ ہو۔ رسول تو دلوں کی باتوں کو معلوم نہیں کر سکتا لیکن ہمارے مولویوں نے آج علام الغیوب کے اختیارات ہاتھ میں لے لئے ہیں۔

پس ان تینوں حدیثوں کی صراحت سے جو شخص کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان ہے جو مسلمانوں کی طرح قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے اور ایسے آدمی کو کافر کہنے والے سے آنحضرت صلعم نے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔ اور اس کے مسلمان ہونے کو اللہ اور اس کے رسول کا عہد قرار دیا۔ ایسے شخص کو کافر کہنا رسالتمآب کی صریح نافرمانی ہے

قادیانی جماعت اور کلمہ گوؤں کی تکفیر!

اگر دوسرے مسلمان رسول اللہ صلعم کے احکام کی خلاف ورزی کرکے کلمہ گوؤں کی تکفیر کر رہے ہیں تو قادیانی جماعت نہ صرف رسول اللہ صلعم کے احکام کو پس پشت پھینکنے میں ان کی ہمنوا ہے بلکہ خود بانی سلسلہ احمدیہ کے ارشادات کی بھی کھلی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ ہم ان کو بار بار توجہ دلا چکے ہیں کہ ان کا مسلک حضرت مجدد کے مسلک کے بالکل خلاف ہے مگر آج اپنے علما اور پیروں کی پرواہ ہے خدا اور اس کے رسول یا مامور کی پرواہ کرنے والے بہت کم ہیں۔

اس مسلک میں مخالفت

بانی سلسلہ احمدیہ کا مسلک

جب کبھی آپ سے دوسرے مسلمانوں کے جنازے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے ہمیشہ جنازے کے جواز کا فتویٰ دیا اور کم سے کم ایسے چار فتوے آپ کے موجود ہیں جن میں سے دو اپنے قلم سے لکھے ہوئے ہیں اور دو آپکے زبانی ارشاد کے مطابق ہیں اور ان میں سے آخری فتویٰ جس پر اپنے قلم سے آپ کی تصدیق موجود ہے وفات کے قریب کے زمانے کا ہے اور عدم جواز کا فتویٰ ایک بھی نہیں۔"

سوال ہوا کہ جو آدمی اس سلسلہ میں داخل نہیں اس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا . . . . متوفی اگر مکفر اور مکذب

موجودہ امیر جماعت قادیان کا مسلک

یہ سوال سب سے پہلے ہماری طرف سے اختلاف کے بعد اٹھایا گیا کہ جس صورت میں حضرت مسیح موعود دوسرے مسلمانوں کے جنازہ کے جواز کا فتوے دیتے ہیں تو وہ یقیناً ان کو مسلمان سمجھتے تھے اس کا جواب سب سے پہلے موجودہ امیر جماعت قادیان نے دسمبر ۱۹۱۵ء کے جلسہ سالانہ میں حسب ذیل دیا "ایک سوال غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق کیا جاتا ہے اس میں ایک مشکل یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور ایک خط بھی ملا جس پر غور کیا جائے گی[۱]"

(انوار خلافت صفحہ ۹۱)

[۱] اس خط پر غور یہ ہوا کہ وہ خط ہی گم کر دیا گیا اور بار بار کے مطالبوں کے باوجود جو خلیفہ قادیان سے اور ان کے مریدین سے کئے گئے ہیں۔ کہ بانی سلسلہ کے یہ فتاوے کیوں رد کئے جاتے ہیں آج تک کوئی جواب نہیں دیا گیا

(باقی صفحہ ۹ پر)

رومن کیتھولک عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں

دنیائے اسلام میں

"پیغام صلح" کی گذشتہ دو اشاعتوں میں مندرجہ بالا عنوان سے مشہور مسیحی سالہ "مسلم ورلڈ" کے ایک مقالہ کا ترجمہ پیش کیا گیا تھا۔ جس میں مقالہ نگار نے اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ رومن کیتھولک عیسائیوں کی ان تبلیغی سرگرمیوں کو بیان کیا تھا جو کہ دنیائے اسلام میں جاری ہیں۔ اس مقالہ کی ایک ایک سطر اس کے تمام اعداد وشمار ہر مسلمان کے لئے باعث عبرت ہونے چاہئیں۔ بے شک "مسلم ورلڈ" مشہور رومخالف اسلام پادری ڈاکٹر زویمر کا رسالہ ہے۔ مقالہ نگار بھی ایک متعصب عیسائی ہے۔ اس کے بیانات میں خوش فہمی کے ساتھ مبالغہ کا دخل ممکن بلکہ اغلب ہے لیکن اس صورت میں بھی اس کے یہ بیانات مسلمانوں کے محتاط مطالعہ اور گہرے غور وفکر کے محتاج ہیں۔ ان سے مبالغہ کو علیحدہ کرنے کے بعد بھی یقیناً ایک ہولناک حقیقت باقی رہ جاتی ہے اور یہیں بھول نہیں جانا چاہئیے کہ یہ عیسائیوں کے محض ایک فرقہ کی تبلیغی مساعی کا مرقع ہے۔ اگر اس کے ساتھ دوسرے عیسائی فرقوں کی کوششوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو اس تبلیغی یورش کی ہولناکی پوری طرح نمایاں ہو سکتی ہے۔

جن مسلمانوں کی آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں کہ عیسائیت کتنے وسیع مادی ساز وسامان کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہو رہی ہے لیکن اس کے جواب میں دنیائے اسلام خاموش ہے۔ عرصہ دراز سے اسلام کو ایک چیلنج دیا جا رہا ہے۔ جس کو قبول کرنے والا کوئی نہ تھا۔ وجہ یہ کہ مسلمانوں کے قوائے عمل مضمحل اور ان کا جوش ایمانی ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ ان کے دلوں اور دماغوں پر ایسے غلط وخلاف اسلام خیالات وعقائد مسلط ہو چکے تھے، جنہوں نے عیسائیت سے مقابلہ کی سکت وجرأت ہی باقی نہ رہنے دی تھی۔ لیکن قادیان کی بستی سے ایک مرد خدا اٹھا جس نے مسلمانوں کے ایک گروہ کے دماغوں کو ان غلط خیالات وعقائد سے آزاد کر کے دلوں میں جوش ایمانی بھر دیا۔ اور ان کے ہاتھوں میں صحیح اسلامی تعلیمات وعقائد کی مشعل دے کر عیسائیت کے مقابلہ پر صف آرا کر دیا۔ اس نے نہ صرف عیسائیت کے حملہ کی مدافعت کی۔ بلکہ اس پر شدید جارحانہ حملے بھی کئے۔ تحریک احمدیت اسلام کی طرف سے عیسائیت کے چیلنج کا جواب پیش کر رہی ہے۔ احمدیت کے پاس ایسا علم الکلام ہے۔ جو عیسائیت کے تمام حملوں کا توڑ ہو سکتا ہے تحریک احمدیت عیسائیت سے ایک فیصلہ کن مقابلہ کا عزم کر چکی ہے۔ اس عزم کی شدت اور پختگی عیسائی حلقوں میں بھی اب واضح طور پر محسوس کی جانے لگی ہے۔ کیونکہ اب تک عیسائیت کو جن میدانوں میں بھی احمدیت سے سابقہ پڑا ہے وہ اعتراف شکست پر مجبور ہوئی ہے۔ اس کے جدید تبلیغی میدان یعنی ملک جاوا میں تو محض ایک احمدی مبلغ کی جد وجہد کی وجہ سے اس کی تمام تر امیدیں مایوسی میں تبدیل ہو چکی ہیں۔

مسلمانوں کے لئے اب دو ہی راستے ہیں کہ وہ احمدیت کے معاون بنکر عیسائیت کا کامیاب مقابلہ کریں اور اس کے مرکزوں میں اسلام کا بول بالا کر دیں۔ یا وہ اس فتنہ کو پوری تیزی وتندی کے ساتھ دنیائے اسلام میں پھیلنے دیں۔ محولہ بالا مضمون میں عیسائی مقالہ نگار نے بتایا ہے کہ:۔

> "عیسائیت کا درخشاں ترین کارنامہ وہ نہیں۔ جو اب تک کیا جا چکا ہے۔ یا کیا جا رہا ہے۔ بلکہ وہ ہے جو آئندہ ہوگا۔ مسیحی دنیا کا متفقہ مطالبہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے خاص طور پر مبلغین تیار کئے جائیں۔"

اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے جو جدید قدم اٹھائے گئے ہیں۔ یا اٹھائے جانے والے ہیں۔ ان پر بھی ہلکی سی روشنی ڈالی گئی ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ مسلمان بھی اپنے طرز عمل کے متعلق جلد از جلد کوئی فیصلہ کریں۔

ایک مفید تجویز

قارئین "پیغام صلح" ہمارے نیک ومخلص دوست چودھری فضلداد صاحب کلرک کو اپریٹو سوسائٹیز لائلپور سے ناواقف نہ ہوں گے۔ آپ ایک پر جوش وعملی نوجوان ہیں اور قومی بیت المال کو تقویت پہنچانے کے لئے ہمیشہ نہایت سہل اور مفید تجاویز سوچتے رہتے ہیں۔ آپ کی تجاویز محض الفاظ کا مجموعہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کے ساتھ یہ اپنا عملی نمونہ بھی پیش کرتے ہیں۔ چند روز ہوئے آپ نے حضرت امیرایدہ اللہ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ جس میں مندرجہ ذیل مفید تجویز پیش کی ہے۔

> "اگر ان سردیوں کے ایام میں جملہ احباب اپنے کپڑوں میں کمی کریں تو ایک معقول رقم بچ سکتی ہے بجائے قیمتی بار دبات کے کم قیمت کپڑے خریدے جائیں۔ اس طرح بہت سی رقم دینی کاموں میں امداد دینے کے لئے پس انداز ہو جائیگی۔"

بات نہایت معقول ہے موسم سرما میں ہر شخص اپنی حیثیت وضرورت کے مطابق گرم کپڑے بنواتا ہے۔ آج کل اس میں طرح طرح کے تکلفات ہونے لگے ہیں جو بسا اوقات اسراف کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیمیافتہ طبقوں اور سکولوں، کالجوں کے طلبہ میں یہ وبا زیادہ ہے۔ سوٹوں کیلئے جدید طرز کے نہایت فیشن ایبل کپڑے خریدے جاتے ہیں ان کو مہنگے درزیوں سے سلایا جاتا ہے ان کی تراش وزیبائش میں طرح طرح کی بیفائدہ جدتیں کیجاتی ہیں یہ سب کچھ فضول ہے۔ باحیثیت لوگ بے شک معقول لباس پہنیں۔ لیکن سادگی وکم خرچی کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہئیے اس طرح کچھ رقم دینی کاموں کے لئے باسانی بچائی جا سکتی ہے۔ آجکل دین کی غربت وبیچارگی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اپنے جسم کو فیشن ایبل مغربی ملبوسات سے سجانے کی بجائے خدمت دین کیلئے کوئی قدم اٹھانا چاہئیے

معاہدہ برار

برار کے متعلق عرصہ سے حکومت برطانیہ اور دولت آصفیہ کے درمیان گفت وشنید کا سلسلہ جاری تھا۔ آخرکار ایک معاہدہ عمل میں آیا ہے جس کا اعلان سرکاری طور پر گذشتہ ماہ ہو چکا ہے اس معاہدہ کی دفعات سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ برار بدستور صوبہ متوسط کے نظم ونسق کے ماتحت رہیگا۔ لیکن اس پر اعلیحضرت حضور نظام کے حقوق شاہانہ کو اب قابل اطمینان وضاحت سے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ مثلاً آئندہ اعلیحضرت کا خطاب ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام حیدرآباد وبرار ہوگا۔ ولیعہد ریاست کو ہز ہائینس شہزادہ برار سے موسوم کیا جائے گا۔ یہ دونوں خطاب موروثی ہونگے صوبہ متوسط وبرار کے گورنروں کے تقرر میں ملک معظم اعلیحضرت سے مشورہ لیا کرینگے۔ گورنر اعلیحضرت کے نام سے برار میں اپنے فرائض انجام دیا کریگا اور قوانین نافذ کریگا۔ اعلیحضرت ملک معظم کے نمائندہ کے مشورہ کے بعد برار میں شاہی دربار منعقد کر سکینگے۔ باشندگان برار کو حیدرآباد کے اعزازی خطابات عطا فرما سکینگے۔ برار میں ہر جگہ برطانی جھنڈے کے ساتھ آصفجاہی پرچم بھی لہرایا جائیگا۔ ملک معظم کی حکومت کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ برار کی مساجد میں تاجدار دکن کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ صوبہ متوسط میں حکومت دکن کا ایجنٹ رہے گا اقتصادی امور میں ریاست کو ترجیح حاصل ہوگی۔ امتحانات کی قید میں جامعہ عثمانیہ اور سرکاری یونیورسٹیوں میں کوئی امتیاز نہ ہوگا۔ ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ حکومت برطانیہ بدستور دولت آصفیہ کو ادا کرتی رہیگی

برار اعلیحضرت حضور نظام کی ملکیت ہے اور ممدوح کا مطالبہ اس کی واپسی کا تھا۔ یہ مطالبہ ہر لحاظ سے جائز اور مبنی بر انصاف ہے موجودہ معاہدہ کی رو سے یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا گیا لیکن ۱۹۰۲ء کے معاہدہ کی نسبت یہ معاہدہ بہر حال بہتر ہے لیکن اس پر صرف اسی لحاظ سے اظہار اطمینان کیا جا سکتا ہے کہ حکومت آصفیہ کے مدبرین نے اپنے مقصد میں کامیابی کی طرف ایک حوصلہ افزا قدم اٹھایا ہے گو وہ ابھی منزل مقصود سے بہت دور ہے۔ اگر برار اعلیحضرت کو واپس دیدیا جاتا تو یہ برطانی انصاف کے عین شایان شان ہوتا۔

نمائش زنانہ دستکاری

پیش نظر اشاعت کے صفحہ اول پر خواتین سلسلہ کے نام محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک نہایت ضروری اپیل شائع ہو رہی ہے جس میں انہوں نے نمائش زنانہ دستکاری کیلئے اشیاء کی تیاری و ترسیل کی تاکید فرمائی ہے ہمارے خیال میں اس اپیل پر کسی اضافہ کی ضرورت نہیں۔ امید ہے کہ خواتین اپنے اس اہم فرض کی طرف بہت جلد توجہ فرمائیں گی۔

ان سطور کا مقصد صرف جماعت کے مردوں کی خدمت میں چند باتیں عرض کرنا ہے کیونکہ بہت سی بہنیں اور بچیاں ان کی اعانت کے بغیر اپنے اس قومی و دینی فرض کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکیں گی۔ سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ خواتین تک یہ اپیل پہنچائی جائے۔ ناخواندہ بہنوں کو پڑھ کر سنائی جائے۔ جماعت میں تعلیم یافتہ عورتوں اور بچیوں کی تعداد کافی ہے لیکن ان میں سے بعض اخبار کا باقاعدہ مطالعہ نہیں کرتیں اور قومی تحریکات سے بے خبر رہتی ہیں۔ علاوہ ازیں اشیاء کی ترسیل میں خواتین کو مردوں کی اعانت کی ضرورت ہوگی۔ اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔

قارئین "پیغام صلح" سے ایک درخواست

پیغام صلح آپ کی جماعت کا آرگن ہے اس کے پیش نظر قومی و دینی مقاصد کے سوا اور کوئی بات نہیں۔ اگر اس اخبار کو آپ کی قوم کے خیالات و اعمال کا آئینہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس میں قومی تحریکات ہوتی ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان جماعت کے خطبات و مضامین ہوتے ہیں۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ علمی مقالات شائع کئے جاتے ہیں۔ عام خبروں کے علاوہ جماعتی خبریں بھی درج کی جاتی ہیں۔ اس کا مقصد حیات عام اخبارات سے بالکل علیحدہ اور بہت بلند ہے اور یہ مقصد اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ پیغام صلح زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچے۔ لہٰذا ان تمام دوستوں کو جو اس اخبار کے خریدار ہیں توسیع اشاعت کی کوشش کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی اہتمام کرنا چاہیئے کہ ان کے نام جو پرچہ آتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ آدمیوں کے مطالعہ میں آئے۔ آپ اسے خود پڑھیں۔ اپنے بیوی بچوں کو پڑھائیں یا سنائیں۔ دوست احباب کو دیں۔ جو دوست خریداری کی استطاعت نہیں رکھتے وہ اخبار پڑھ کر فارغ ہونے کے بعد [illegible] ریڈنگ روم یا مسجد میں رکھ دیا کریں تو زیادہ اچھا ہے غرضیکہ جہاں تک ممکن ہو کوشش کرنی چاہیئے کہ آپ کا پرچہ زیادہ سے زیادہ آدمیوں کی نظروں سے گذرے۔ تاکہ عوام میں جماعت کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ ہو۔

۳ر دسمبر ۱۹۳۶ء

کا پرچہ جلسہ نمبر ہوگا۔ مضمون نگار دوست بہت جلد اپنے مضامین ارسال فرماویں۔

ایڈیٹر

ضروری اعلانات

۱۔ پیغام صلح کیلئے پتے درکار ہیں

انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کچھ عرصہ تک ایک خاص تعداد اخبار پیغام صلح کی بعض دوستوں کو مفت بھیجی جائے۔ جس سے سلسلہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ ہو۔ اور مسلمان اس سلسلہ کی خدمات اور اخبار کی نوعیت سے باخبر ہوں۔ لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اخبار ان اصحاب کے ہاتھوں میں پہنچے جو سعید طبع اور اس کے اہل ہوں۔ اس لئے خریداران اخبار سے عرض ہے کہ ان کے علم میں جو ایسے اصحاب ہوں۔ ان کے مفصل پتے جلد روانہ فرمائیں۔ (سید محمد علی سکرٹری تبلیغ)

۲۔ انجمن کی مطبوعات میں رعایت

انجمن نے یکم دسمبر ۱۹۳۶ء سے ایک ماہ کیلئے اپنی مطبوعات میں رعایت کر دی ہے جس کا اشتہار اسی اشاعت کے صفحہ ۱۰ پر شائع ہو رہا ہے۔ چونکہ کتب جن پر رعایت دی گئی ہے ان کی تعداد محدود کی گئی ہے اس لئے جو احباب یہ کتب خریدنا چاہیں یا خرید کر دوسرے دوستوں کو دینا چاہیں۔ اپنے آرڈر جلد بھیج دیں تاکہ مقررہ تعداد کے ختم ہو جانے پر انہیں مایوس نہ ہونا پڑے۔ احباب خصوصیت سے ان غیر دوست اصحاب تک یہ اعلان پہنچا دیں۔ جو سلسلہ کے لٹریچر سے دلچسپی رکھتے ہوں تاکہ وہ اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ (پراپیگنڈہ مینیجر بکڈپو)

۳۔ اطلاع برائے مہمانان جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ پر جو احباب مع اہل و عیال تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ از راہ مہربانی جلد دفتر سکرٹری تبلیغ میں اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے لئے مکان کا مناسب انتظام کیا جائے۔ (مہتمم جلسہ سالانہ)

درخواست ہائے رشتہ کی فہرست

گذشتہ ایام میں زنانہ و مردانہ رشتوں کے متعلق جو درخواستیں آئی تھیں۔ ان کی ایک فہرست میں نے مرتب کرائی تھی مگر مجھے مختلف ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ان درخواستوں کے بھیجنے والے متعدد احباب کو اپنے مقصد میں کامیابی ہو چکی ہے اور کئی ایک ایسے لڑکے لڑکیوں کے رشتے ہو چکے ہیں جن کا کہ ان درخواستوں میں ذکر تھا اس وجہ سے موجودہ فہرست نامکمل اور محتاج نظر ثانی ہے۔ لہٰذا ایسے تمام دوست جو قبل ازیں درخواست بھیج چکے ہیں اور جنہوں نے ابھی رشتہ کی تلاش ہو وہ از راہ کرم مجھے دوبارہ مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرمائیں۔ تاکہ میں فہرست کی نظر ثانی کر کے اسے مکمل کر سکوں۔ یہ کام جلسہ سالانہ سے قبل ہو جانا چاہیئے۔

خاکسار

(ڈاکٹر) بشارت احمد

پتہ:- مسلم ٹاؤن فیروز پور روڈ۔ لاہور

نایاب پرانا ریکارڈ

جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہوگا۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کی ابتدائی جلدوں میں جبکہ یہ حضرت امیر جماعت مولانا محمد علی صاحب کی ایڈیٹری میں شائع ہوا کرتا تھا نہایت مفید اور قیمتی مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ یہ جلدیں اب بالکل نایاب ہیں لیکن ایک دوست کے ذریعہ اس قیمتی رسالہ کی بعض مکمل اور بعض غیر مکمل جلدیں دستیاب ہوئی ہیں اس لئے جو دوست ان کو خریدنا چاہیں وہ فوراً خرید لیں ورنہ بعد میں ان کا ملنا دشوار ہو جائے گا۔

(۱) ریویو آف ریلیجنز اردو مکمل مجلد جلد ۴ ۱۹۰۵ء قیمت پانچ روپیہ
(۲) " " " " جلد ۵ ۱۹۰۶ء " " "
(۳) " " " " جلد ۶ ۱۹۰۷ء " " "
(۴) " " " " جلد ۸ ۱۹۰۹ء " " "
(۵) " " " " جلد ۹ ۱۹۱۰ء " " "
(۶) " " انگریزی " جلد ۹ ۱۹۱۰ء قیمت چھ روپیہ
(۷) " " اردو مکمل مجلد جلد ۱۰ ۱۹۱۱ء قیمت چار روپیہ
(۸) " " " " جلد ۱۱ ۱۹۱۲ء " " "
(۹) " " " " جلد ۵ ۱۹۰۶ء " " "

متفرق پرچے اردو ریویو آف ریلیجنز فی رسالہ ۳ر بلا محصول ڈاک اور ۴ر معہ محصول ڈاک

(۱) جلد اول ۱۹۰۲ء مارچ۔ اگست
(۲) جلد دوم ۱۹۰۳ء اگست۔ اکتوبر۔ نومبر دسمبر
(۳) جلد سوم ۱۹۰۴ء فروری۔ اپریل۔ مئی۔ جون۔ نومبر۔ دسمبر
(۴) جلد چہارم ۱۹۰۵ء جنوری۔ مارچ۔ اپریل۔ جون۔ جولائی۔
(۵) جلد پنجم ۱۹۰۶ء جنوری۔ جون ستمبر
(۶) جلد ہفتم ۱۹۰۸ء فروری مارچ۔ اپریل۔ مئی۔ جون جولائی اگست ستمبر
(۷) جلد ہشتم ۱۹۰۹ء جنوری۔ فروری۔ مارچ۔ اگست۔ اکتوبر
(۸) جلد نہم ۱۹۱۰ء جون ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر
(۹) جلد دہم ۱۹۱۱ء جنوری۔ فروری مارچ۔ اپریل مئی۔ جون جولائی۔ اگست ستمبر۔ دسمبر (۱۰) جلد یازدہم ۱۹۱۲ء فروری۔ اپریل مئی۔ جون۔ جولائی۔ اکتوبر

(۱) انگریزی رسالہ جلد ۷ ۱۹۰۸ء مئی (۲) جلد ۷ ۱۹۰۸ء ستمبر
(۳) جلد ۸ ۱۹۰۹ء جون۔ جولائی۔ دسمبر

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نفع بخش کاروبار

اگر کوئی دوست آٹھ دس ہزار روپیہ یا کم و بیش کسی نفع بخش کام پر لگانا چاہتے ہوں تو وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔ روپیہ بالکل محفوظ ہوگا۔ اور کام بھی انشاء اللہ ایسا ہوگا جس میں نقصان کا نہایت ہی خفیف احتمال ہے۔

محمد علی

سوال و جواب

مسیح موعود اور تکفیر المسلمین

بعض اوقات احباب کو قادیانیوں اور غیر احمدیوں سے مسئلہ کفر و اسلام پر بحث کرنی پڑتی ہے کہ آیا حضرت صاحب نے اپنے منکرین کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے اور ایسا خارج از اسلام جیسے کہ اہل ہنود و نصاریٰ وغیرہ۔ قادیانی اور غیر احمدی بزرگ بدقسمتی سے قلت تدبر اور اکثر اوقات مغالطہ دہی کی غرض سے حضرت صاحب کے کلام کو اس طریق سے پیش کرتے ہیں کہ گویا نعوذ باللہ آپ نے کل لوگوں کو بکلی خارج از اسلام قرار دیا ہے حضرت صاحب کی تحریرات کو آپ کے اور آپ کے متبعین کے عمل کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے ہمارے پاس حضرت امام الزمان کے چار عدد فتاویٰ موجود ہیں جن کی رو سے آپ نے غیر مکفرین کے جنازے پڑھنے اور آپ کو مومن صادق کہنے والے لوگوں کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کی اجازت عطا فرمائی جس سے واضح ہے کہ آپ نے محض اپنے دعویٰ کے انکار سے کسی کو کافر نہیں فرمایا۔ جیسا کہ آپ کی تحریر بھی ہے۔

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اس نقطہ کو ہر وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے اس کے بعد جس قدر بھی تحریرات ہوں گی ان کو لازماً ان فتاوے کے ماتحت کرنا ہوگا اور ان کا لازماً یہی مطلب ہوگا کہ آپ کے دعویٰ کا منکر سب کچھ ہے مگر کافر نہیں۔ اور میرے نزدیک تو آسان ترین معقول ترین اور کامیاب ترین معیار حقیقت شناسی آپ کے فتاویٰ پر غور کر لینا ہی ہے۔ اس لئے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ جس کسی سے اس موضوع پر بحث کریں وہ حضرت صاحب کے عمل ہی کو مخالف کے سامنے پیش کیا کریں۔

ایک عزیز نے اسی ضمن میں چند حل طلب امور پیش کئے ہیں جن کو بمعہ جواب درج کیا جاتا ہے تا کہ سب احباب اس سے واقفیت حاصل کر لیں:۔

امر اوّل:۔ (۱) حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کفر کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔

(اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔

(دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔

سوال (۱) اب سوال یہ ہے کہ دوسری قسم کا کفر اصل کا انکار قرار پاتا ہے یا فرع کا؟

جواب:۔ کفر دو ہی قسم کا ہے ایک تو وہ جو اسلام ہی سے نکال دیتا ہے اور دوسرا وہ جس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا حضرت صاحب کی عبارت صاف ہے کہ ایک کفر تو وہ ہے کہ دائرہ اسلام ہی سے خارج کر دیتا ہے اور اس کی مثال ہے رسول اللہ صلعم کا انکار دوسرا کفر یقیناً درجہ اور اثر کے لحاظ سے پہلے کے برابر نہیں کیونکہ اگر پہلے ہی کے برابر ہوتا تو پھر دو اقسام کے بیان کرنا ہی لغو ٹھہرتا ہے تو دوسرا کفر اصل کا کفر نہیں بلکہ فرع کا کفر ہے جس سے کوئی انسان اسلام سے بے تعلق تو نہیں ہوتا مگر قابل مواخذہ ٹھہرتا ہے اور اسی قسم میں مسیح موعود کا کفر بھی ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے خود ایک ہی سطر میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔ ذیل کی عبارت اس پر پوری روشنی ڈالتی ہے۔

"فرمایا دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو ماننے کا دعویٰ کر کے ان کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ تقویٰ طہارت کو بجا نہ لاوے اور ان احکام کو جو تزکیہ نفس ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے، وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں، اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آ سکتا۔ اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے محض بے خبر ہے، اور وہ اس بات کا حقدار نہیں کہ اس کو سچا مسلمان خدا اور اس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں" (آخری تقریر حجۃ اللہ سنہ ۱۹۰۸ء)

سوال:۔ نیز فرمائیے کہ اگر مسیح موعود علیہ السلام کا مکذب فرع کا منکر ہے، تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یا نہیں

جواب:۔ آپ کا مکذب* کافر ہے۔ کیونکہ اس نے حضرت صاحب کو کاذب کہہ کر آپ کی تکفیر کی۔ اس لئے حدیث کی رو سے کافر ٹھہرا۔ مگر یہ کفر محض تعزیر کے رنگ میں ہے، فرع کا کفر ہے، اس لئے ایسا شخص اسلام سے مطلق بے تعلق نہیں ہو جاتا جیسا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم کو خط کا جواب لکھتے ہوئے تحریر کیا۔

"اس خط کے پڑھنے سے صرف یہی معلوم نہیں ہوتا کہ آپ ہمارے سلسلہ ہی سے خارج ہیں بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام سے بھی منہ پھیر رہے ہیں"

گویا اسلام سے علیحدہ ہونا یہ بات ہے کہ اور مسیح موعود کا انکار اور بات اور دین اسلام سے منہ پھیر لینے کے متعلق اس لئے لکھا کہ ڈاکٹر مذکور اس بات پر مصر تھے کہ نجات کیلئے صرف ایمان باللہ و بالآخرت ہی کافی ہے اور رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں اور رسالت اصول اسلام میں سے ہے جس کا منکر جیسا کہ اوپر بھی مرقوم ہے کفر قسم اول کے ماتحت آتا ہے،

امر دوم:۔ آپ کے امیر مولانا محمد علی صاحب نے رد تکفیر اہل قبلہ میں تحریر فرمایا ہے:۔

"یہ بالکل سچ ہے کہ جو آپ کو کافر یا کاذب یا دجال کہتا ہے تو ضرور وہ فتویٰ حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے آتا ہے، لیکن ایسا کہنے والوں اور سمجھنے والوں کے علاوہ جو لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے دعویٰ کو قبول نہیں کیا یا بیعت نہیں کی وہ محض انکار دعویٰ سے کافر نہیں بن جاتے"

سوال:۔ کیا اس تحریر میں آپ نے کافر کا لفظ دائرہ اسلام سے خارج لیا ہے یا بمعنی فسق؟

جواب:۔ اس کفر سے وہ فرع کا کفر ہے جو تعزیر کے ماتحت آتا ہے مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ دوسرے الفاظ میں ایسا کافر مترادف فاسق ہے اور ایسے کفر کو اصطلاح اسلام میں کفر دون کفر کہتے ہیں جیسے حدیث میں تارک نماز کو کافر کہا گیا ہے،

سوال:۔ کیا آپ نے النبوۃ فی الاسلام میں لکھا ہے کہ مجددوں کا ماننا ضروری ہے اور ان کے انکار سے انسان فاسق ہو جاتا ہے،

جواب:۔ مجددین کا ماننا نہایت ضروری ہے مگر ان کا نہ ماننا یا ماننا یکساں ہے تو پھر ان کا مامور ہو کر آنا عبث ٹھہرتا ہے، قرآن شریف کی آیت کونوا مع الصادقین اس کی تائید میں ہے جو شخص مجددین کا انکار کرتا ہے اسے حضرت صاحب نے خود فاسق تحریر فرمایا ہے مگر یاد رہے کہ ایسے اشخاص پر فاسق کا اطلاق ان کے تقویٰ اور اعتقاد کی کیفیت کے مناسب ہوگا بعض ایسے اشخاص ہیں جو حضرت صاحب کی خدمات اسلامی کے معترف ہیں اور آپ کے متعلق نہایت ہی احترام کے جذبات رکھتے ہیں تو ایسے لوگوں کو اس وجہ پر فاسق بھی نہیں کہا جا سکتا اور بعض ایسے ہیں جو انکار اور اقرار سے جدا ہیں حضرت صاحب نے ان کو اپنی مد میں شامل کیا ہے۔

فرمایا کہ اس وقت تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو بغض و حسد میں جلے ہوئے ہیں اور ضد اور تعصب سے مخالفت پر آمادہ ہیں۔ انکی تعداد تو بہت ہی کم ہے۔ دوسرے وہ جو اس طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کی تعداد ترقی پر ہے تیسرے وہ جو خاموش ہیں نہ ادھر ہیں۔ نہ ادھر ان کی تعداد کثیر ہے وہ ملاؤں کے زیر اثر نہیں ہیں۔ اور نہ ان کے ساتھ مل کر سب و شتم کرتے ہیں پس اس لئے وہ ہماری مد میں ہیں۔

(الحکم ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۷ء)

اس عبارت سے صاف واضح ہے۔ کہ صرف وہی لوگ فاسق ہیں جو ضد اور تعصب میں جلے ہوئے ہیں، ورنہ جو لوگ سب و شتم نہیں کرتے، اور نہ ہی سب و شتم کرنے والوں کے ہم نوا ہیں، اگرچہ وہ مسیح موعود پر ایمان نہیں لاتے وہ فاسق اور کافر نہیں،

سوال:۔ اگر مجددوں کے انکار سے انسان فاسق ہو جاتا ہے اور مسیح موعود کے مکفرین و مکذبین بھی کافر بمعنی فاسق ہیں نہ دائرہ اسلام سے خارج تو انکار کرنے والے اور مکذب اور مکفر میں بلحاظ کافر ہونے کے کیا فرق رہا۔ اس صورت میں جو تقسیم رد تکفیر اہل قبلہ کی اوپر کی عبارت میں آپ نے مکفرین مکذبین اور منکرین کے متعلق کی ہے۔ وہ کیسے قائم رہے گی؟

جواب:۔ حضرت صاحب کی کتب کے پیش کردہ حوالوں سے آپ پر واضح ہو چکا ہوگا۔ کہ آپ نے محض اپنے دعوے کے منکرین کو کافر قرار نہیں دیا اور جو لوگ اگرچہ آپ کے دعاوی کو نہیں مانتے۔ مگر گالی گلوچ سے پرہیز کرتے ہیں ان کو اپنی مد میں شامل قرار دیا ہے اور آپ نے تو کفر و اسلام پر نہایت شاندار فتوے دیا۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے، کہ اپنے دعویٰ کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ما سوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا،

(تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۳۰)

قادیانی دوست بھی حضرت صاحب کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں تشریعی نہیں، حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ صرف صاحب شریعت کا انکار کفر بنتا ہے۔ اور کسی کا نہیں، اور یہ ایک ایسا نکتہ ہے جسے حضرت صاحب نے یاد رکھنے کے قابل بتایا ہے۔ مگر بھولنے والے بہت ہی جلد بھول گئے۔

اس تحریر بالا کی روشنی میں سائل کی تحریر کو لیا جائے ایک تو مسیح موعود کا وہ انکار ہوا جس سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا، اور ایک انکار وہ واضح ہوتا ہے جس سے ایک انسان مکذبین و مکفرین کی صف میں آ کھڑا ہوتا ہے۔ جن میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ حقیقتاً نہیں دراصل دوسرے انکار میں ان منکرین کا ذکر ہے جو حضرت صاحب کے دعاوی سن کر کہتے ہیں کہ یہ شخص کاذب اور کافر ہے۔ اور ہم اس شخص کو اس لئے نہیں مانتے۔ تو گویا وہ کافر اور کاذب کہہ کر منکر دعویٰ ہوئے۔ تو ایسا منکر مکذب اور مکفر ہو کر کافر ہوئے اسلئے یہاں منکر کے معنی بھی مکذب و مکفر کے مترادف ہوئے۔ اور چونکہ مکفرین اور مکذبین کا کفر بھی فسق کی حد تک ہی ہے اسلئے ایسا منکر بھی فاسق ٹھہرا۔ ورنہ حضرت صاحب کی تحریرات کے مطابق جو شخص بغیر سمجھے دعاوی پر غور کرکے رکنیز خاموش رہتا ہے اور آپ کو نہیں مانتا تو وہ

* کفر تو یہ ہے کہ آپ کو کافر کہتا ہے لہذا مکذب وہ ہے جو آپ کو مفتری علی اللہ ٹھہراتا ہے

"احمدی" نام کی وجہ

تحریک احمدیت کے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ

(از سید محمد امین صاحب گیلانی)

آج کل تعلیمیافتہ لوگوں میں سے کچھ لوگ اس خیال کے بھی نظر آتے ہیں جو اپنے آپکو صرف مسلم کہنا پسند کرتے ہیں اور اس کے علاوہ جس قدر اسماء ہیں ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں یا انہیں بدعت سے موسوم کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کچھ ترقی بھی ہو رہی ہے اور زمانہ نے بھی کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیئے ہیں جن سے خود بخود اس گروہ کی ترقی ہو رہی ہے۔

اول تو موجودہ زمانہ کے علماء وقتی ضروریات اور مصالح سے بالکل ناآشنا ہیں اور فروعی مسائل کے بکھیڑوں میں پڑے ہیں اور اپنے چند ہمنوایوں کے علاوہ باقی تمام پر تکفیر کا تیر چلا رہے ہیں چند روز کا ذکر ہے کہ ایک مولوی صاحب سے مجھے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مولوی صاحب فرمانے لگے۔ مجھے آپ لوگوں کے اس مسئلہ سے بہت ہی اختلاف ہے جو آپ لوگ کہتے ہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا چاہیئے۔

ہم لوگوں کے پاس حکومت برطانیہ کی وجہ سے سوا تکفیر کے اور کچھ بھی نہیں رہا۔ اور اب تم لوگ حکومت کی وفاداری میں یہ بھی چھین کر حکومت کے سپرد کرنا چاہتے ہو۔ ان لوگوں کا عملی نمونہ آزاد خیال تعلیمیافتہ انسان کے لئے اس بات کا سبق آموز ہے کہ یہ آئے دن کی فرقہ بندیاں اور باہمی معرکہ آرائیاں صرف نفس کی تحریک کا نتیجہ ہیں اسلام کو ان سے کوئی تعلق نہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم اور ہمارے مذہب کا نام اسلام رکھا ہے لیکن بایں ہمہ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حنفی، شافعی، اہلحدیث وغیرہ کسی مذہب کا نام نہیں کیونکہ اصول دین میں یہ سب متفق اور متحد ہیں۔ اگر ان کا مذہب ایک نہ ہوتا تو ان میں ضرور اصولی اختلاف ہوتا جیسے دیگر مذاہب کے ساتھ ہے

بنی نوع انسان میں اختلاف رائے ہوا ہی کرتا ہے پس اگر کوئی آمین بالجہر کا قائل ہے اور کوئی نہیں۔ یا کوئی وفات مسیح کا قائل ہے اور کوئی نہیں کسی کا خیال ہے کہ حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل تھے اور کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے تو اس سے اسلام کے اصولوں میں کوئی رخنہ نہیں پڑتا، اور نہ ہی ان اختلافات کی بناء پر کسی مُلّا وغیرہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف اپنا منہ کھولے، اور کلمہ گو کی تکفیر کرے۔

ہاں ان اختلافات کو ملحوظ رکھ کر اگر کوئی متحد اور باعمل جماعت اپنے لئے کوئی نام امتیاز کیلئے تجویز کرتی ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ مذہب ہے سخت غلطی ہے۔ حضور صلعم کے عہد مبارک میں بھی امتیاز کے لئے انصار و مہاجر دو نام تھے لیکن وہ الگ الگ مذہب نہ تھے۔ اور وحدت اسلامی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا

پس چونکہ یہ تمام نام اور خیال کے اتحاد کی وجہ سے ہیں تو پھر ان کو احداث فی الدین تصور کرنا غلطی ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور یہی تا قیامت رہے گا۔ باوجود اس بات کے اللہ تعالیٰ نے بعض اہل بصیرت کو اہل الذکر کر کے پکارا ہے۔

اہل کتاب بھی تو مسلم تھے مگر قرآن مجید میں انہیں امتیاز کے لئے اہل کتاب کے نام سے موسوم کیا ہے۔ حالانکہ اہل کتاب کوئی مذہب نہیں۔ صرف امتیازی نام ہے۔

فرمایا ما یود الذین کفروا من اھل الکتاب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (پ ۱)

ترجمہ:۔ اہل کتاب میں سے جو کافر ہیں پسند نہیں کرتے اور نہ ہی مشرک کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی اتاری جائے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے"

اس آیت میں لفظ کفر کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کا لفظ مسلمون ہی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ مگر یہ استعمال صرف امت محمدیہ سے امتیاز قائم کرنے کے لئے ہے تاکہ امت محمدیہ اور یہود و نصاریٰ میں تمیز قائم ہو کر معلوم ہو جاوے کہ یہاں صرف یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔

پھر اگر آج ہم اسی امتیازی خصوصیات کی وجہ سے اپنے آپ کو احمدی کہیں تو کیا گناہ ہے؟ گناہ تب ہو جبکہ ہم خاتم النبیین کے دامن کو چھوڑیں اور اگر آگے سے بھی مضبوطی سے پکڑیں تو پھر ایسا خیال کرنا کہاں تک درست اور جائز ہے۔

انما الاعمال بالنیات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کا یہ نام اپنے نام کی وجہ سے نہیں رکھا بلکہ اس کی وجہ خود حضور نے فرما دی کہ میں اپنی جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی نام احمد کی طرف منسوب کرتا ہوں اور جماعت کو اس بات کا سبق دیا کہ تم تکالیف کے برداشت کرنے کے لئے تیار رہو جاؤ کیونکہ جمالی صفت کے ساتھ مخالفین سے تکالیف کا پہنچنا لازمی ہے اور ان کو برداشت کرنا تمہارا فرض ہے۔ چنانچہ دنیا دیکھ رہی ہے کہ جماعت احمدیہ پر مخالفین کی طرف سے کس قدر مظالم ہو رہے ہیں اور خدا کے پیارے کیونکر ان تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے مدنی زندگی کی انتظار میں ہیں۔

پس تخصیص کے بعد تعمیم یا بالفاظ دیگر جماعت بندی کو اصطلاحی معنوں میں مذہب کے نام سے موسوم کرنا سخت غلطی ہے۔

مذہب بمصداق آیت ان الدین عند اللہ الاسلام صرف اسلام ہی ہے۔ ہاں وہ جماعت جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کر چکی ہے اور رات دن اسلام کی اشاعت کی فکر میں لگی ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کو زندہ خدا مانتی ہے اور یہ یقین رکھتی ہے کہ خدا کے پیارے ہر زمانہ میں مبعوث ہوتے رہتے ہیں چنانچہ چودھویں صدی میں بھی ایک خادم محمد صلعم پیدا ہوا اور اسی خاتم النبیین کی اعلیٰ خدمت اور عشق کے طفیل وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوا۔ اور مردہ زمین میں زندگی کی لہر دوڑا کر اس عالم فانی سے خدمت اسلام کرتا ہوا چل بسا۔

وہ خدا کا محبوب اپنے آپ کو صرف مسلمان کہلانا پسند کرتا تھا۔

ما مسلمانیم از فضل خدا ✽ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

محبت او خیر الرسل خیر الانام ✽ ہر نبوت را بروشد اختتام

لیکن اس خدا کے محبوب پر مخالفین حق و صداقت نے طرح طرح کے اعتراضات کئے اور کفر کے فتوے لگائے اس کو قتل کر دینا اپنا فرض اولین سمجھا۔ لیکن وہ اسلام کا جرار سپاہی جس کو اپنے خدا کے وعدوں پر کامل یقین تھا جو رسول کریم کی محبت میں مستغرق تھا۔ جس کا ورد یہ تھا۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

بھلا اس کو جاہلوں کے فتا وے سے کیا ڈر ہو سکتا تھا۔ وہ تو اپنے محبوب کے کوچہ کی خاک بن کر اس کی خوشنودگی حاصل کرنے کا ہمیشہ طالب رہتا تھا۔ ادھر دشمن اس کی تباہی و بربادی کے منصوبوں میں لگے رہتے تھے لیکن اس کا بال تک بھی بیکا نہ کر سکے ان تمام خوبیوں کا مالک جو خادم بن کر مخدوم کے مرتبہ کو پہنچ گیا۔ جو خاک بن کر لعل و جواہرات کو اپنے ہاتھوں سے اسلام کی خدمت میں صرف کرتا رہا وہ کون ہے؟

وہ خدا کا پیارا مسیح مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہے۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سکھا۔ شہابلی ولد مراد ذات کوہار سکنہ چک ۱۳۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۱ ۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۵ ۱۰ ۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۳ ضمن (۱) ایکٹ امداد

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

چونکہ مسمی کریم بخش ولد اللہ دتہ قوم دھرکان سکنہ ٹھٹھی بھوتاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ مقروض / قارض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکورہ درخواست دی ہے کہ قرضہ جات مسمی کریم بخش ولد مذکور قوم ساکن تحصیل ضلع مذکور کے قرضوں کا فیصلہ کیا جاوے اور چونکہ بورڈ کی رائے میں مناسب ہے کہ مقروض مذکور اور اس کے قارضین کے درمیان تصفیہ کی کوشش کی جاوے۔ تم بطور ایک قارض / سب قارضین کو جن کا مقروض قرضدار ہے۔ بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ تاریخ اجراء نوٹس ہذا سے دو ماہ کے اندر ایک تفصیل تحریری ان تمام قرضوں کی جو تم نے / انھوں نے مقروض مذکور سے لیتے ہیں۔ بورڈ کے دفتر میں بمقام چنیوٹ بتاریخ ۵ ۵ ۳۷ کو داخل کرو۔ بورڈ ان تفصیلات کی پڑتال بتاریخ ۵ ۵ ۳۷ بمقام چنیوٹ کریگا اور تم کو خود اس وقت بورڈ کے روبرو پیش ہونا چاہیئے۔

(۲) تم / تمام قرضخواہان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے تحریری بیان مذکورہ بالا کے ساتھ تمام تفصیلات قرضہ بھی شامل کرو۔ اور نیز ساتھ ہی وہ تمام دستاویزات بشمول بہیات وغیرہ جن پر تم انحصار رکھتے ہو۔ کہ تمہارے / انکے دعوی کی تائید کرینگے ساتھ لاؤ اور ایسی ہر ایک دستاویز کی صحیح نقل بھی ساتھ لا کر پیش کرو۔

(۳) مزید کارروائی اس مقدمہ کی بمقام چنیوٹ بتاریخ ۵ ۳ ۳۷ عمل میں آوے گی۔ تمام قرضخواہان کو اس روز بورڈ کے روبرو پیش ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲۸ ۹ ۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(بقیہ صفحہ ۲)

نہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھ لیا جائے کوئی ہرج نہیں"

(۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء فتاوی احمدیہ حصہ اول صفحہ ۱۱۱)

"جو مخالف بد زبان نہ ہو تو اس کا جنازہ جائز ہے"

(خط مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۰۲ء بنام غلام قادر جیو دکیل)

"بٹالہ ضلع امرتسر کے احمدیوں نے دوسرے مسلمانوں کو ذیل کی تحریر لکھ کر دی۔ متمول رنگ میں رہنے والے بے شر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے" اس پر حضرت مسیح موعود نے اپنے قلم سے یہ لفظ لکھے۔ "جو کچھ لکھا بہت خوب اور مبارک ہو" (مطبوعہ بدر مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۰۹ء)[1]

مگر بغیر کوئی وجہ بیان کرنے کے کہ کیوں حضرت مسیح موعود کے مسلک کو ترک کیا جاتا ہے فتویٰ یوں دیا:۔

"غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے"! (انوار خلافت صفحہ ۹۲)

اور پھر دوسرا سوال اٹھایا ہے:۔

"اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا"۔

(انوار خلافت صفحہ ۹۳)

یہ دونوں مسلک ایک دوسرے کے صریحاً خلاف ہیں اور اس لئے خلاف ہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ تو اپنے دعوے کے منکر کو بھی کافر نہیں کہتے لیکن موجودہ امیر جماعت قادیان کے عقیدہ میں تمام مسلمان کافر ہیں۔ وہ بھی جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہیں سنا۔

۲۔ تحریروں کی خلاف ورزی

بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریرات

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" "اپنے دعوے کا انکار کرنیوالے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

"یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگاویں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

موجودہ امیر جماعت قادیان کی تحریرات

"یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں:۔ اول یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورہ صف آیت ۶) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں"۔

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

۳۔ بانی سلسلہ کے کتبہ کی تبدیلی

۱۹۰۸ء میں بانی سلسلہ کی وفات پر جو کتبہ آپ کی قبر پر لگایا گیا اس پر ذیل کی عبارت مرقوم تھی:۔

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رئیس قادیان۔ مسیح موعود مجدد صد چہاردہم۔ تاریخ وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء"۔

اس کتبہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی وفات کے وقت ساری جماعت آپ کو صرف مجدد اور مسیح موعود مانتی تھی۔ نبی نہ مانتی تھی۔ اگر جماعت آپ کو نبی یقین کرتی تو یقیناً کتبہ میں مجدد کی بجائے نبی اللہ یا رسول اللہ کا لفظ لکھا جاتا۔ مگر چونکہ یہ ایک زبردست شہادت دعویٰ نبوت کے خلاف تھی اس لئے قادیانی اصحاب نے اس کتبہ کو اس وقت تبدیل کر دیا۔ جب انہیں یہ توجہ دلائی گئی کہ اس کتبے سے نبوت نہیں بلکہ مجددیت ثابت ہوتی ہے اور مجدد صد چہاردہم کے لفظ اڑا دیئے[2] اور اب ایک تیسرے کتبہ کی تیاری ہو جس کے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ اس سے نہ صرف آپ کی نبوت ثابت ہوگی۔ بلکہ غیر احمدیوں کا کفر بھی ثابت ہوگا۔ کیوں ہمارے دوست غور نہیں کرتے کہ مسلمانوں کی تکفیر سے ان کا قدم کدھر جا رہا ہے۔ رسول اللہ صلعم کے احکام کو پس پشت پھینکا جاتا ہے مسیح موعود کے مسلک کی کھلی مخالفت کی جاتی ہے آپ کی تحریروں سے کھلا انحراف کیا جاتا ہے اور بالآخر کتبہ کی شہادت کو تبدیل کیا جاتا ہے جو نہایت ہی قبیح فعل ہے اور ایسا ہی ہے جیسے کوئی فریق مقدمہ کی دستاویز کو تبدیل کر دے یا اصل دستاویز کی جگہ جعلی دستاویز پیش کرے۔

(خاکسار **محمد علی** امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ
۱۷ نومبر ۱۹۳۶ء)

---

[1] جو تھا فتویٰ محولہ بالا خط میں تھا جس کو گم کرنے کے سوائے چارہ نہ تھا۔

[2] اس تحریف کا عذر گناہ بدتر از گناہ الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء میں یوں کیا گیا ہے "حال ہی میں اخبار پیغام صلح میں ایک صاحب نے یہ غل مچایا تھا کہ پہلا کتبہ جس پر مجدد لکھا تھا۔ اسے ہٹا کر دوسرا لگایا گیا ہے تاکہ مجدد کے لفظ کو اڑا دیا جائے اور حضرت مسیح موعود کو نبی بنا لیا جائے اور کتبے کے بدلنے کو دجل کے لفظ سے تعبیر کیا گیا تھا۔ حالانکہ پہلا کتبہ مولوی محمد احسن صاحب کا لکھا ہوا تھا"؟ سوال یہ نہیں کہ کتبہ کی عبارت کس نے لکھی اور مولوی محمد احسن صاحب مرحوم اس جماعت میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کے بعد سب سے بلند پایہ عالم تھے بلکہ سوال یہ ہے کہ اسی کتبہ کو ساری جماعت نے درست سمجھا اور کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ اور آخر نبوت کی حمایت کھڑا کرنے والوں نے اسے چپ چاپ بدل کر مجدد کا لفظ مٹا دیا۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جلا ولد سماعیل ذات تھرنہ سکنہ تھرنہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۶-۱-۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۵-۱۰-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سارنگ ولد کبھو ذات سیال سکنہ چک ۱۳۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۶-۱-۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۵-۱۰-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسماۃ بکھاں بیوہ غلام ذات سید سکنہ چک ۱۸۱ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۱۵-۱۰-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مراد ولد احمد ذات بھوڑانہ سکنہ بھوڑانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۹-۱۰-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتہ ولد نور ذات لوہار سکنہ رشید پور تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۹-۱۰-۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دلیل ولد عنایت ذات کھوکھر سکنہ کوٹ سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۵-۱-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

نادر موقع

اسلامی کتب کی قیمت میں حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے　　یکم دسمبر ۱۹۳۶ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء تک!　　صرف ایک ماہ کیلئے

سیرت خیر البشر دوئم ایڈیشن
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے معترضین کے جواب دیئے ہیں ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب کی منظور شدہ ہے۔ اصل قیمت عیر رعایتی قیمت عہ ر

تاریخ خلافت راشدہ دوئم ایڈیشن
چار حصوں پر منقسم ہو۔ خلفاء راشدین کی زندگی، اور اس سے جو عظیم الشان سبق حاصل ہوتے ہیں۔ معترضین کے جوابات جنگیں کیوں کی گئیں اس کا اصل مقصد۔ اصل قیمت بجلد عہ رعایتی ۱۲؍ اصل قیمت مجلد عیر رعایتی مجلد عہ ر

جمع قرآن دوئم ایڈیشن
اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب آیات رسول اللہ صلعم کی ہدایت کے مطابق ہوئی اور جو اعتراضات قرآن کی جمع اور ترتیب پر ہوتے ہیں۔ ان کی تردید کی گئی ہے۔ اصل قیمت ۱۲؍ رعایتی ۸؍

مقدمۃ القرآن نمبر ا
ہستی باری تعالیٰ ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآن کو چار قسم پر تقسیم کر کے ہر ایک عنوان کے ماتحت کل آیات قرآنی کو جمع کیا گیا ہے۔ اصل قیمت ۶؍ رعایتی ۳؍

تحریک احمدیت
جماعت احمدیہ لاہور کی سرگرمیاں۔ تحریک احمدیت کا صحیح مفہوم۔ بانی سلسلہ کے دعاوی پر بحث
اصل قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲؍

بیان القرآن
اُردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب مؤلف ترجمۃ القرآن انگریزی وغیرہ
اس تفسیر میں ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے جس کے متعلق بڑے بڑے لوگوں نے عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا ہے ضخامت ۲۲×۲۹ کے ۳ ہزار صفحات پر علاوہ فہرست مضامین و انڈکس

اصل قیمت بجلد بیس روپیہ ۲۰ — رعایتی قیمت دس روپیہ ۱۰
" " مجلد یکجا ۲۳ — " ۱۱
" " تین جلدوں میں ۲۵ — " ۱۳

اسلامی اصول کی فلاسفی
پانچ معرکۃ الآرا مذہبی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے
اصل قیمت ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲؍
رعایتی ۔۔۔۔۔۔ ۲؍

اسلام کیا ہے؟
اس میں اسلام کا فلسفہ آسان زبان میں بیان کیا گیا ہے
اصل قیمت ۔۔۔۔ ۴؍
رعایتی ۔۔۔۔ ۳؍

اکرام الحق
عیسائیت کے اعتراضات کا جواب
اصل قیمت ا؍
رعایتی ؍

انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر ہے
اصل قیمت عہ رعایتی عیر

ولادت مسیح
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر قرآن کریم اور اناجیل کی روشنی میں مفصل بحث اصل قیمت ۴؍ رعایتی ۳؍

رسالہ الروح
مسئلہ الروح پر بے نظیر رسالہ
اصل قیمت ۳؍ رعایتی ۲؍

قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن شریف نے ہی سب سے پہلے دنیا کو آزادی کا پیغام دیا۔ اصل قیمت ۳؍ رعایتی ۲؍

حمائل شریف مترجم اردو معہ حواشی
تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے
تفسیر بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن ہے۔ بین السطور اردو ترجمہ اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔
اصل قیمت سفید ولایتی کاغذ مجلد للعہ رعایتی عہ
" " مجلد عیر " ۱۲
دیسی کاغذ مجلد اصل للعہ رعایتی عہ مجلد عہ رعایتی ۱۲

فضل الباری جلد اوّل
یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
مصنفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے بخاری شریف کے بابوں اور مضامین کو اس طرح رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راؤں میں سے جو معقول اور مدلل ہو سے ترجیح دی ہے کر احادیث پر قرآن نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی ہیں معنی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ ۲۲×۲۹ کے ۵۰۰ صفحات
اصل قیمت جلد اول مجلد للعہ رعایتی معہ ر　اصل قیمت بجلد ؍ رعایتی ؍

حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
نہایت بے نظیر حمائل شریف جو جرمنی میں طبع کرائی گئی ہے
کاغذ اور جلد نہایت پائیدار اور خوبصورت
اصل قیمت ۔۔۔ ؍
رعایتی ۔۔۔ عہ

النبوت فی الاسلام
نبوت، رسالت، محدثیت اور مجددیت پر بحث کی گئی ہے اور ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اصل قیمت ؍ رعایتی عہ

مسئلہ تقدیر
تقدیر کے مسئلہ کو نہایت سہل طریق سے حل کیا ہے اصل قیمت ۶؍
رعایتی ا؍

اسماء الٰہیہ
قرآن و ویدک تعلیم کا مقابلہ کر کے قرآن کریم کی فضیلت ثابت کی گئی ہے
اصل قیمت ۷؍ رعایتی ا؍

رسالہ تناسخ
مسئلہ تناسخ پر بے نظیر رسالہ
اصل قیمت ۳؍
رعایتی ۲؍

ویدوں کا بہشت
آریوں کے سورگ پر دلچسپ بحث
اصل قیمت ۸؍
رعایتی ا؍

قرآن مجید معرا مطبوعہ دہلی
نہایت اعلیٰ چھپائی۔ عمدہ جلد
قیمت صرف عیر

رسالہ نماز
نماز کی فلاسفی اور اس کے متعلق احکام و مسائل درج کئے گئے ہیں
اصل قیمت ؍ رعایتی ۲؍

رسالہ روزہ
روزہ کی فلاسفی اور اس کے متعلق احکام و مسائل درج کئے ہیں
اصل قیمت ۴؍ رعایتی ا؍

رسالہ زکوٰۃ
زکوٰۃ کی فلاسفی اور اس کے متعلق احکام و مسائل درج کئے ہیں۔
اصل قیمت ۳؍ رعایتی ا؍

رسالہ حج
حج کی فلاسفی اور اس کے متعلق احکام و مسائل درج کئے ہیں۔
اصل قیمت ۴؍ رعایتی ۲؍

رسالہ نجات
اصل قیمت ۔۔۔۔۔۔ ا؍
رعایتی ۔۔۔۔۔۔ ؍

رسالہ مسئلہ بہشت
اصل قیمت ۔۔۔ ۲؍
رعایتی ۔۔۔ ا؍

ضروری اطلاع تمام آرڈر ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء سے قبل بھیجنے چاہئیں۔ کوئی فرمائش جو یکم جنوری ۱۹۳۷ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے تحت نہ آسکیگی۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کے لئے پیشگی رقم کا آنا ضروری ہے۔ فرمائش کی تعمیل بذریعہ وی۔ پی یا پیشگی روپیہ آنے سے کی جائے گی۔ قرض اور اقساط پر کتب نہ دی جائیں گی۔ کتب فروشوں کے لئے اس پر کوئی کمیشن نہیں۔

مینیجر دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

جبرئیل نمبر ۸۳۹

تارکا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

گوئے رابنہ ہر سعید خواہد بود — تا ابد شرح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

(ہوشیارپوری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ

سالانہ۔ چھ روپے

ششماہی۔ تین روپے

طلباء سے

سالانہ چار روپے

ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے

پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۱۱ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۷۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بدعت کسے کہتے ہیں؟

تدبیر اور انتظام کو بدعات کی مد میں داخل نہیں کر سکتے۔ ہر یک وقت اور زمانہ انتظامات جدیدہ کو چاہتا ہے۔ اگر مشکلات کی جدید صورتیں پیش آ دیں تو بجز جدید طور کی تدبیروں کے اور ہم کیا کر سکتے ہیں؟ پس کیا یہ تدبیریں بدعات میں داخل ہو جائیں گی؟ جب اصل سنت محفوظ ہو اور اسی کی حفاظت کیلئے بعض تدابیر کی ہمیں حاجت پڑے تو کیا وہ تدابیر بدعت کہلائیں گی معاذ اللہ ہرگز نہیں۔ بدعت وہ ہے جو اپنی حقیقت میں سنت نبویہ کے معارض اور نقیض واقع ہو اور آثار نبویہ میں اس کام کے کرنے کے بارے میں زجر اور تہدید پائی جائے اور اگر صرف جدت انتظام اور نئی تدبیر پر بدعت کا نام رکھنا ہو تو پھر اسلام میں بدعتوں کو گنتے جاؤ کچھ شمار بھی ہے۔ علم صرف بھی بدعت ہوگا۔ اور علم نحو بھی اور علم کلام بھی اور حدیث کا لکھنا اور اس کا مبوّب اور مرتب کرنا سب بدعات ہونگے۔ ایسا ہی ریل کی سواری میں چڑھنا کلوں کا کپڑا پہننا۔ ڈاک میں خط ڈالنا۔ تار کے ذریعہ سے کوئی خبر منگوانا اور بندوق اور توپوں سے لڑائی کرنا تمام یہ کام بدعات میں داخل ہونگے ...... صحابہؓ سے زیادہ سنت کا متبع کون ہو سکتا ہے؟ انہوں نے تدبیر اور انتظام کے طور پر بہت ایسے جدید کام کئے کہ جو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے اور نہ قرآن کریم میں وارد ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محدثات ہی دیکھو جنکا ایک رسالہ بنتا ہے اسلام کیلئے ہجری تاریخ انہوں نے مقرر کی اور شہروں کی حفاظت کیلئے کوتوال مقرر کئے اور بیت المال کیلئے ایک باضابطہ دفتر تجویز کیا جنگی فوج کیلئے قواعد رخصت اور حاضری ٹھہرائے اور انکی لڑائی کیلئے دستور مقرر کئے۔

قرآن کریم کا ہندی ترجمہ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

شیخ محمد یوسف ایڈیٹر اخبار ”نور“ قادیان نے گورمکھی ترجمہ کے بعد اب قرآن کریم کا ہندی ترجمہ شائع کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ شیخ صاحب کی یہ ہمت بتاتی ہے کہ ایک آدمی بھی اگر [illegible] لگا ہوا اور ان تھک محنت کر سکے تو دنیا میں وہ کام کر سکتا ہے جو بڑی بڑی جماعتیں کرنے سے عاجز ہوتی ہیں جہاں تک مجھے علم ہے یہ دونوں ترجمے انکی تنہا محنت اور خرچ سے تکمیل کو پہنچے ہیں کسی بات سے کوئی بدل گئی ہو تو الگ بات ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر ہمارے احباب اپنی لائبریریوں میں رکھنے کے لئے یا اپنے ہندو اور سکھ دوستوں کو تحفہ کے طور پر بھیجنے کے لئے یہ ترجمہ منگوائیں۔ اس کا ہدیہ بھی حجم کے لحاظ سے بہت کم ہے یعنی صرف دو روپے۔ اگر کوئی احباب خواہشمند ہوں تو وہ یہاں بکڈپو میں اطلاع بھیج دیں۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اکٹھی کاپیاں منگوالی جائیں گی۔ اور اس طرح محصولڈاک کا خرچ بھی نہ پڑے گا۔ محمد علی۔

امسال جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۲۵ — ۲۶ — ۲۷ دسمبر

جمعہ — ہفتہ — اتوار

مقرر ہوئی ہیں۔

مسیح موعودؑ اور تکفیر المسلمین

(گذشتہ سے پیوستہ)

امر سوم

"رہی یہ بات کہ ایسا شخص جو نماز پڑھتا ہے۔ اور آنحضرت صلعم پر ایمان لاتا ہے۔ وہ مسیح موعود کو نہ ماننے سے ایمان دار ہے یا کافر اس کا جواب یہی ہے۔ کہ خدا کے احکام سے کسی کو بھی نہ ماننا موجب کفر ہے۔ جو شخص مثلاً نماز پڑھتا ہے مگر کہتا ہے کہ چوری کرنا اور زنا کرنا اور شراب پینا اور جھوٹ بولنا اور سؤر کھانا اور خون کرنا کچھ گناہ نہیں وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس نے خدا کے احکام کی تکذیب کی اور ان سے انکار کیا۔ زنا کرنا شراب پینا معاصی کفر نہیں ہیں وہ سب گناہ ہیں مگر ان بدکاریوں کو حلال ٹھہرانا کفر ہے۔ پس اسی طرح مسیح موعود سے انکار کرنا اس وجہ سے کفر ہے کہ اس میں خدا اور رسول کے وعدہ اور متواتر پیشگوئی سے انکار ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ ہر ایک مسلمان جو ادنیٰ علم رکھتا ہے۔ اس سے واقف ہے۔ کہ خدا کے حدود کو توڑنا کافر نہیں کرتا بلکہ فاسق کرتا ہے مگر خدا کے قول کے برخلاف بولنا کافر کرتا ہے" (بدر ۲۶ جون ۱۹۰۲ء)

اس پر کچھ لکھنے سے پیشتر یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ حضرت صاحب کی اپنی تحریر نہیں مضمون نویس صاحب نے حضرت صاحب کی تقریر کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے جس میں غلطی کا احتمال ہے۔ اور یہ تحریر تو سراسر غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب کی اپنی تحریرات اس کے خلاف ہیں۔ اس تحریر سے آٹھ سات سال قبل حضرت صاحب نے اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ پر تحریر فرمایا

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔"

اس واضح تحریر کی موجودگی میں مذکورہ بالا مضمون کس طرح قابل قبول ہو سکتا ہے صریحاً نوٹ لینے والے دوست کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اپنی وفات سے چند ایام قبل بھی آپ نے اس مستقل اور غیر متبدل عقیدہ کا اظہار فرمایا اور وہ ہے حجۃ اللہ کا اقتباس جو کہ امر اول کے جواب میں تحریر کیا جا چکا ہے جس میں یہ صاف فرمایا ہے کہ جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ دونوں ایک ہی حکم کے ماتحت ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ حضرت صاحب کی بین تشریحات کے مقابل اور اپنی تحریر کے مقابل اس بات کو رد کریں جو ایک دوسرا شخص آپ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اب میں اس تحریر پر چند سوالات نمبروار لیتا ہوں تاکہ حضرت صاحب کی پوزیشن پر زیادہ روشنی پڑ سکے

سوال نمبر ۱۔ اس تحریر میں حضرت مسیح موعودؑ نے کافر اور فاسق میں کیا فرق کیا ہے؟

جواب۔ حضرت صاحب کے نزدیک کافر وہ ہے جو خدا کے احکام میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے مثلاً خدا کے صریح حکم کے خلاف کہنا کہ چوری کرنا جائز ہے۔ زنا روا ہے فاسق وہ ہے کہ خدا کے تمام احکام پر ایمان لائے۔ مگر غفلت کاہلی اور جہالت کی وجہ سے ان پر عمل پیرا نہ ہو یا اس کے برخلاف عمل کرے مثلاً یہ تو سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے چوری کو حرام قرار دیا ہے مگر پھر بھی چوری کرے وغیرہ۔

سوال نمبر ۲۔ اس تحریر میں مسیح موعودؑ کے انکار کو موجب کفر قرار دیا ہے یا موجب فسق۔

جواب۔ ایک امر موجب کفر یا وجہ کفر بھی ہو سکتا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ انکار کرنے والا بھی کافر بمعنی خارج از اسلام ہو۔ ممکن ہے کہ کئی وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی۔ وہ زبردست وجہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار ہے تو وہ شخص مسلمان ہی کہلائیگا نہ کافر۔ اور اسی ضمن میں یہ بات بھی یاد رہنی چاہیے کہ اوامر و نواہی شریعت اور پیشگوئی پر یقین رکھنے میں بھاری فرق ہے۔ قرآن کے کسی امر اور نہی کا انکار تو صریح اسلام سے خارج کر دیتا ہے مگر مسیح موعود کی آمد کے متعلق حضرت صاحب فرماتے ہیں

"اول یہ جاننا چاہیے کہ مسیح موعود کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیشگوئیاں بیان نہیں کی گئی تھیں۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئیں تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا" (ازالہ اوہام طبع دوم صفحہ ۶۰ و ۶۴)

یہ حضرت صاحب کی اپنی تحریر بالمقابل اس تحریر کے ہے جسکی کسی دوسرے نے سن کر نوٹ کیا اور اس تحریر کے مقابل پر اخبار کی منقولہ تحریر کا کوئی ایسا مفہوم نہیں لیا جا سکتا جس سے آپ کی اپنی تحریر رد ہو جاتی ہو۔

سوال نمبر ۳۔ بدکاریوں کو حلال ٹھہرانا کیسا کفر ہے۔ کیا یہ دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ یہ فرضی سوالات ہیں جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے وہ یہ نہیں کہے گا کہ قرآن نے زنا کو حرام کہا ہے مگر میں اسے حلال ٹھہراتا ہوں ہاں اگر وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتا یا اسے انسان کا کلام سمجھتا ہے تو وہ دائرہ اسلام میں نہیں۔

سوال نمبر ۴۔ کافر اور فاسق میں آپ کے نزدیک کیا فرق ہے۔

جواب۔ کافر اپنے اصل معنی میں دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر بعض وقت اسے لغوی معنے کی رو سے بمعنی فاسق بھی استعمال کر لیا جاتا ہے

سوال نمبر ۵۔ اس تحریر میں مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کو خدا کے قول کے برخلاف بولنا قرار دیکر کفر قرار دیا گیا ہے یا نہیں!۔

جواب۔ اگر ان الفاظ کے یہ معنے لئے جائیں تو یہ حضرت صاحب کی اپنی بیشمار تحریرات کے خلاف ہیں اور کسی شخص کا یہ حق نہیں کہ وہ ایسے معنے کرے جو حضرت صاحب کو خدا کی طرف سے ماننا ہے وہ یا تو یہ ہے کہ اس تقریر کے نوٹ لینے میں رپورٹر کو غلطی لگی ہو گی یا اس کا وہ مفہوم لیگا جس سے آپکی بین تحریرات کے بعد قائم کردہ اصول کے خلاف ورزی نہ ہو۔

سوال نمبر ۶۔ اگر کفر قرار دیا گیا ہے تو منکرین مسیح موعود کافر ہوئے یا فاسق؟

جواب [illegible] یہ تحریر کی رو سے کافر نہیں

ضروری اعلانات

۱۔ پیغام صلح کیلئے پتے درکار ہیں

انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کچھ عرصہ تک ایک خاص تعداد اخبار پیغام صلح کی بعض دوستوں کو مفت بھیجی جائے جس سے سلسلہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ ہو اور مسلمان اس سلسلہ کی خدمات اور اخبار کی نوعیت سے باخبر ہوں لیکن اس مقصد کو حاصل کرنیکے لئے ضروری ہے کہ اخبار ان صاحبان کے ہاتھوں میں پہنچے جو سعید طبع اور اس کے اہل ہوں۔ اسلئے خریداران اخبار سے عرض ہے کہ انکے علم میں جو ایسے صاحب ہوں انکے مفصل پتے جلد روانہ فرمائیں (سید امجد علی سیکرٹری تبلیغ)

۲۔ انجمن کی مطبوعات میں رعایت

انجمن نے یکم دسمبر ۱۹۳۶ء سے ایک ماہ کے لئے اپنی مطبوعات میں رعایت کر دی ہے جس کا اشتہار اسی اشاعت کے صفحہ ۔ پر شائع ہو رہا ہے۔ چونکہ کتب جن پر رعایت دی گئی ہے انکی تعداد محدود کی گئی ہے اسلئے جو صاحب یہ کتب خریدنا چاہیں یا خرید کر کے دوسرے دوستوں کو دینا چاہیں اپنے آرڈر جلد بھیج دیں تاکہ مقررہ تعداد کے ختم ہو جانے پر انہیں مایوس نہ ہونا پڑے احباب خصوصیت سے ان علم دوست اصحاب تک یہ اعلان پہنچا دیں جو سلسلہ کے لٹریچر پر دلچسپی رکھتے ہوں تاکہ وہ اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ (پراپیگنڈا مینیجر بکڈپو)

۳۔ اطلاع برائے مہمانان جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ پر جو احباب مع اہل و عیال تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ از راہ مہربانی جلد دفتر سیکرٹری تبلیغ میں اطلاع دیں تاکہ ان کے لئے مکان کا مناسب انتظام کیا جائے۔ (مہتمم جلسہ سالانہ)

درخواست ہائے رشتہ کی فہرست

گزشتہ ایام میں زنانہ و مردانہ رشتوں کے متعلق جو درخواستیں آئی تھیں انکی ایک فہرست میں نے مرتب کرائی تھی مگر مجھے مختلف ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ان درخواستوں کے بھیجنے والے متعدد احباب کو اپنے مقصد میں کامیابی ہو چکی ہے اور کئی ایک ایسے لڑکے لڑکیوں کے رشتے ہو چکے ہیں جن کا ذکر ان درخواستوں میں کر تھا اس وجہ سے موجودہ فہرست نامکمل و محتاج نظر ثانی ہے۔ لہذا ایسے تمام دوست جو قبل ازیں درخواست بھیج چکے ہیں اور ہنوز انہیں رشتہ کی تلاش ہے وہ از راہ کرم مجھے دوبارہ مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرمائیں تاکہ میں فہرست کی نظر ثانی کر کے اسے تکمیل کر سکوں۔ یہ کام جلسہ سالانہ سے قبل ہو جانا چاہیئے۔

خاکسار

ڈاکٹر بشارت احمد

پتہ:۔ مسلم ٹاؤن فیروز پور روڈ لاہور

اجرائے نبوت پر قادیانی دلائل کا

"ایک ہی جواب"

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

اگرچہ یہ صحیح ہے کہ قادیانیوں کے تمام وہ دلائل جو وہ اجرائے نبوت کے ثبوت میں وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہے ہیں۔ ان سب کا مفصل و مدلل جواب احمدی جماعت کی طرف سے ہو چکا ہے مگر یہ غالی جماعت ابھی تک اس غلط عقیدہ سے باز نہیں آتی بلکہ قادیانی حضرات مباحثات میں بڑے جوش سے آیات قرآنی سے اجرائے نبوت کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔ میں نے انکے مشہور مبلغ خادم گجراتی صاحب کی پاکٹ بک میں ان آیات کو جب پڑھا تھا تو میں نے اسی وقت ارادہ کیا کہ ان دلائل کا جواب لکھوں میں نے قادیانی جماعت میں ہوتے ہوئے بھی اس غالی گروہ کو کہا کہ یہ طریق استدلال جو اجرائے نبوت کے لئے اختیار کیا گیا ہے بالکل باطل ہے۔ نبوت کی حقیقت ختم ہو چکی ہے۔

مگر افسوس ہے کہ غالی جماعت نصاریٰ کے نقش قدم پر چلتی ہوئی غلام کو آقا کا مرتبہ دئے چلی جاتی ہے اور وہ نبوت جس پر مہر لگ چکی اسے جاری بتاتے ہیں اور اس پر غلو کا یہ عالم ہے کہ قرآن مجید کی متعدد آیات سے اجرائے نبوت کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور یوں ختم نبوت کی صریح آیت کو متشابہ آیات سے مشتبہ کرنے کے لئے پورا زور لگاتے ہیں۔ جس طرح نصاریٰ مسیح کی الوہیت کے ثبوت کے لئے تورات اور کتب انبیاء کی غلط تاویلات سے کام لیتے ہیں بعینہٖ قادیانی غالی ایک غیر نبی کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اللہ ثابت کرنے کے لئے غلط در غلط تاویلات سے کام لیتے ہیں۔

قادیانی استمرار تجددی۔ قادیانیوں کی تمام دلائل قرآنی کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں استمرار تجددی کے رنگ میں اجرائے نبوت کا ذکر پایا جاتا ہے مثلاً فرمایا اللّٰہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس یعنی اللہ تعالیٰ چنتا ہے اور چنے گا فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے رسول۔ پس ثابت ہوا کہ رسول آتے رہیں گے۔

جواب۔ اگر قادیانی استدلال صحیح ہے تو ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں بیسوں آیات ایسی ہیں جن میں فعل مضارع اسی طرح موجود ہے جیسے کہ اللہ یصطفی من الملائکۃ میں ہے مگر اس فعل مضارع کے معنے صرف زمانہ محمدی تک ہی محدود ہیں۔ مثلاً فرمایا۔

وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمومنین

یعنی ہم قرآن مجید سے اتارتے ہیں وہ جو کہ مومنین کے لئے شفا و رحمت ہے اب یہاں ننزل چونکہ فعل مضارع ہے اسلئے اس کے معنے حال کے ہیں اور مستقبل کے بھی ہیں کیونکہ بوقت نزول آیت شریف بھی اس کا عمل جاری تھا اور اس کے بعد بھی نزول قرآن ہوتا رہا لیکن آنحضرت صلعم کی وفات کے ساتھ یہ فعل مضارع بھی ختم ہو چکا پس "یصطفی" سے رسالت حقیقی کا اجراء بطور استمرار ثابت کرنا غلط ہے کیونکہ قرآن مجید میں آیت خاتم النبیین نے حقیقی نبوت و رسالت کا دروازہ قیامت تک بند کر دیا ہے۔

ہاں اگر رسالت سے مراد حقیقی رسالت نہ ہو بلکہ محض مجازیت مراد ہو جیسے مجدد وارث ہوتے ہیں تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہی رسالت جاری ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد ایسا ہو مسند آتے ہی رہے ہیں اور قیامت تک آتے رہیں گے۔

ایک ہی جواب۔ تمام قادیانی اعتراضات کا ماحصل یہ ہے کہ رسالت کا سلسلہ بند نہیں مگر وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ تشریعی نبوت بند ہے۔ اس لئے تمام قادیانی دلائل کا ایک ہی جواب بغرض آسانی بطور سوال جواب حسب ذیل ہے:

قادیانی۔ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مہر ہے لیکن ختم کرنیوالا اس کے معنے ہرگز نہیں ہیں۔

احمدی۔ کیوں جناب کسی قسم کی نبوت بند بھی ہے یا نہیں؟

قادیانی۔ ہاں صاحب نبوت تشریعی بند ہے لیکن غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں۔

احمدی۔ تشریعی انبیاء کے بند کرنیکے لئے قرآن مجید میں کونسا لفظ ہے؟

قادیانی۔ خاتم النبیین کے یہی معنے ہیں۔ النبیین سے مراد تشریعی انبیاء ہی ہیں جس طرح یقتلون النبیین میں سارے نبی مراد نہیں بلکہ خاص انبیاء ہیں جن کو قتل کیا گیا۔

احمدی۔ آپکے جواب سے تو یہ ثابت ہو گیا کہ خاتم کے معنے ختم کرنے کے ہی ہیں۔ رہا یہ کہ النبیین سے مراد کل انبیاء ہیں یا بعض انبیاء یہ الگ بحث ہے۔ مگر آپ یہ مان چکے کہ خاتم بند کرنے والے کے معنوں میں ہو چکے۔ اس لئے اگر النبیین سے مراد کل انبیاء ہیں تو تسلیم کرنا ہو گا کہ تشریعی اور غیر تشریعی انبیاء ختم ہو گئے اور آنحضرت صلعم تمام نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں۔

قادیانی۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ اس صورت میں خاتم کے معنے ختم کرنے کے ہی ہوئے مگر النبیین سے مراد خاص انبیاء ہیں جو شریعت لانے والے تھے۔ اس لئے غیر تشریعی نبوت تو بند نہ ہوئی۔

احمدی۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ قادیانی اصولوں کا وہ دعویٰ کہاں گیا جو وہ بڑے زور سے کیا کرتے ہیں کہ خاتم کا لفظ جب کسی جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنے ختم کرنے کے ہوتے ہی نہیں۔

رہا یہ کہنا کہ النبیین سے مراد صرف صاحب شریعت انبیاء ہیں یہ ایجاد بندہ ہے جو درست نہیں کیونکہ خود آنحضرت صلعم نے خاتم النبیین کے معنے یہ کئے ہیں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ فرمایا انا خاتم النبیین ولا نبی بعدی۔

جبکہ آنحضرت صلعم نے لا نبی بعدی کہہ کر فیصلہ کر دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ تشریعی نہ غیر تشریعی تو ثابت ہوا کہ النبیین سے مراد کل انبیاء ہوئے۔

"یقتلون النبیین" میں تو "النبیین" سے مراد کل نبی اسلئے نہیں لئے جا سکتے کہ خود قرآن مجید میں فریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون ہے اسلئے وہ فریق انبیاء جن کے قتل کے لئے کوشش کی گئی وہی "یقتلون النبیین" میں ہے۔ مگر خاتم النبیین سے مراد کل انبیاء ہی ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ایسی کوئی استثناء نہیں ...

سفر حج

کے متعلق سرکاری اطلاعات

گورنمنٹ آف انڈیا محکمہ ایجوکیشن ہیلتھ اینڈ لینڈز نئی دہلی

مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء

براہ راست سمندر کے راستہ سے ہندوستان سے حجاز جانے والے حاجیوں کی رہنمائی کے لئے مندرجہ ذیل اطلاعات مشتہر کی جاتی ہیں:۔

جہازوں کی روانگی کا پروگرام

میسرز ٹرنر ماریسن اینڈ کمپنی لمیٹڈ بمبئی نے مندرجہ ذیل پروگرام شائع کیا ہے۔

ایس۔ ایس۔ جہانگیر بمبئی سے ۳ نومبر ۱۹۳۶ء کو اور کراچی سے ۷ نومبر ۱۹۳۶ء کو روانہ ہوگا۔ ایس۔ ایس۔ اسلامی بمبئی سے ۱۹ نومبر کو اور کراچی سے ۲۲ نومبر کو روانہ ہوگا۔ ایس۔ ایس۔ علوی بمبئی سے ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء کو اور کراچی سے ۱۲ دسمبر ۱۹۳۶ء کو روانہ ہوگا۔

سپیشل جہازوں کی روانگی

حاجیوں کے سپیشل جہازوں کی روانگی ماہ رمضان کے بعد ایس۔ ایس۔ اسلامی بمبئی سے براہ راست جدہ کو ۴ جنوری ۱۹۳۷ء کو روانہ ہوگا۔ ایس۔ ایس۔ رحمانی براہ راست جدہ کو کراچی سے ۴ جنوری ۱۹۳۷ء کو روانہ ہوگا۔ جہازوں کی روانگی کی تاریخوں کا اعلان عارضی طور پر کیا گیا ہے۔ کمپنی ہر ممکن کوشش کرے گی کہ پروگرام میں کوئی تبدیلی نہ ہو لیکن اسے ضروری تبدیلیاں کرنے کا اختیار ہوگا۔ نیز مندرجہ بالا جہازوں کے علاوہ بشرط ضرورت اور جہازوں کا بھی انتظام کیا جائے گا۔

سفر جہاز میں حاجیوں کو خوراک کی بہم رسانی

سفر جہاز کے دوران میں تمام حاجیوں کے لئے کھانا جہازوں کی کمپنی کی طرف سے مہیا کیا جائے گا نیز جہاز میں اپنے سٹو یا انگیٹھی وغیرہ پر کھانا تیار کرنا قطعی ممنوع ہوگا۔

(۳) اول و دوم درجہ میں سفر کرنے والے حاجیوں کے لئے دوران سفر میں صبح کی چائے۔ حاضری، لنچ۔ شام کی چائے۔ اور کھانا۔ نیز کھانے سے متعلق دیگر ضروریات بہم پہنچائی جائیں گی

(۴) تختہ جہاز پر سفر کرنے والے مسافروں کے لئے دوران سفر میں مندرجہ ذیل معیار سے خوراک دی جائیگی۔ (الف) صبح کا ناشتہ۔ (۱) ایک چائے کی پیالی (۲) دو بسکٹ یا ایک چپاتی (حاجیوں کی مرضی کے مطابق) (ب) دوپہر کا کھانا چاول یا چپاتیاں حاجیوں کی مرضی کے مطابق۔ نیز جس قدر ان کو ضرورت ہوگی (۲) بکری کے گوشت میں پکی ہوئی ترکاری کی ایک پلیٹ ایک دن بیچ (۳) ایک پلیٹ سادی ترکاری کی خشک مچھلی کے ساتھ یا بغیر (حاجیوں کی مرضی کے موافق) جس دن ترکاری نہیں دی جائے گی (۴) دال جس قدر حاجیوں کو ضرورت ہوگی۔

(۵) مربہ، اچار یا چٹنی وغیرہ

(ج) سہ پہر کی چائے۔ ایک چائے کی پیالی۔

(د) رات کا کھانا۔ (۱) حاجیوں کی مرضی کے موافق چپاتیاں یا چاول بقدر ضرورت (۲) ایک پلیٹ سادی ترکاری (۳) دال بقدر ضرورت (۴) اچار، چٹنی، مربہ، وغیرہ۔

(۵) تختہ جہاز پر سفر کرنیوالے حاجیوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ ٹکٹ خریدنے ... سے مطلع ... وہ ٹکٹ خریدیں کہ آیا وہ (۱) صبح و شام کے کھانے میں چپاتیاں کھائیں گے یا چاول نیز (۲) وہ ہر دوسرے دن جبکہ دن کے کھانے میں سادی ترکاری بھی دی جائیگی خشک مچھلی بھی کھانا پسند کریں گے یا نہیں؟

(۶) یہ بھی انتظام کیا گیا ہے کہ حاجیوں کے ہر جہاز میں مندرجہ ذیل نرخوں پر کھانے اور چیزیں بھی دستیاب ہو سکیں۔

مرغی مکمل مع یخنی ایک روپیہ آٹھ آنے فی عدد۔ مرغی فی پلیٹ ساڑھے سات آنے۔ بکری کا قورمہ فی پلیٹ تین آنے۔ کوفتہ فی پلیٹ تین آنے۔ بریانی فی پلیٹ سات آنے۔ کباب شاہی فی عدد تین پیسے۔ سارڈین مچھلی فی ڈبہ پونے چار آنے۔ ابلے ہوئے انڈے فی عدد ا۔ر ڈیڑھ آنہ۔ تلے ہوئے انڈے فی عدد سوا دو آنے۔ کھچڑی پلاؤ فی پلیٹ ساڑھے چار آنے۔ دال چاول فی پلیٹ چھ آنے، چاول فی پلیٹ ا۔ر ڈیڑھ آنہ۔ پراٹھا فی عدد ۲ر دو آنے چپاتی بغیر گھی فی عدد تین پیسے خمیری روٹی فی عدد تین پیسے بسکٹ دو عدد تین پیسے حلوا یا پڈنگ فی پلیٹ تین آنے۔ مٹھائی اٹھائیس تولے چھ آنے۔ دال فی پلیٹ سوا آنہ۔ چائے بغیر دودھ فی پیالی تین پیسے۔ چار دودھ والی فی پیالی ایک آنہ کافی دودھ والی فی پیالی دو آنے سوڈا واٹر فی بوتل ڈیڑھ آنہ لیمونیڈ یا کولی اور پانی فی بوتل دو آنے لیموں کی سکنجبین فی گلاس دو آنے۔ لیموں کا شربت (آب شورا) فی گلاس ا۔ر ڈیڑھ آنہ شربت فی بوتل ۱۲ر مکھن کا ڈبہ فی بارہ آنے۔ گھی فی پونڈ بارہ آنے۔ جام (مربہ) فی ٹین چھ آنے۔ مربہ اناناس فی ٹین چھ آنے منجمد دودھ انگور سوس فی ٹین بارہ آنے منجمد دودھ کا ڈبہ فی ٹین ساڑھے چار آنے چینی قند فی پونڈ سوا دو آنے۔ چٹنی فی بوتل بارہ آنے۔ سگترے فی عدد ڈیڑھ آنہ میٹھے لیموں فی عدد ڈیڑھ آنہ سیب فی عدد دو آنے، کیلا فی عدد دو پیسے گرم پانی فی گیلن دو پیسے

(۷) جہاز کے باورچی خانوں میں حسب ضرورت پرہیزی غذا یا خوراک جو حاجی لوگ اپنے ہمراہ بچوں یا بیماروں کیلئے لائیں گے بغیر قیمت ادا کئے تیار کی جائیگی

(۸) جہاز کا ہر ایک ملازم و باورچی مسلمان ہوگا۔

(۹) تختہ جہاز پر سفر کرنے والے حاجیوں کو اپنی پلیٹیں پیالیاں اور برتن وغیرہ جن کی دوران سفر میں کھانے کے سلسلہ میں ضرورت ہوگی خود مہیا کرنی پڑیں گی۔

(۱۰) تختہ جہاز کے حوضوں میں سے مندرجہ ذیل اوقات میں پانی لینے کی اجازت ہوگی۔ (۱) ۵ بجے صبح سے ۷ بجے صبح تک (۲) بارہ بجے دوپہر سے دو بجے تک (۳) چار بجے بعد دوپہر سے ۶ بجے شام تک (۴) ساڑھے آٹھ بجے شام سے ۱۰ بجے رات تک بہرحال جہاز کے مالک کو اختیار ہوگا کہ وہ حسب ضرورت سمجھے تازہ پانی کھول دے۔

جہازوں کے کرائے

میسرز ٹرنر موریسن اینڈ کمپنی لمیٹڈ نے امسال حج کیلئے جدہ تک زیادہ سے زیادہ مندرجہ ذیل کرائے مقرر کئے ہیں:۔

کرایہ یکطرفہ بمبئی سے مع خوراک فرسٹ کلاس چار سو بارہ روپے واپسی مع خوراک چھ سو چوبیس روپے۔ سیکنڈ کلاس یکطرفہ دو سو اسی روپے مع خوراک۔ واپسی مع خوراک چار سو اکیاون روپے۔ تختہ جہاز یکطرفہ مع خوراک ایک سو اٹھارہ روپے۔ واپسی مع خوراک ایک سو اکہتر روپے

کراچی سے فرسٹ کلاس یکطرفہ مع خوراک چار سو روپے واپسی مع خوراک چھ سو دو روپے۔ سیکنڈ کلاس یکطرفہ مع خوراک دو سو چھتیس روپے واپسی مع خوراک چار سو ستائیس روپے۔ تختہ جہاز یکطرفہ [illegible] ایک سو پندرہ روپے، واپسی مع خوراک ایک سو ستر روپے

دس سال سے کم عمر کے بچوں کے کرایہ میں بطریق ذیل خوراک کے حساب میں تخفیف کی [illegible]

بمبئی سے فرسٹ کلاس انیس روپے آٹھ آنے یکطرفہ واپسی انتالیس روپے۔ سیکنڈ کلاس انیس روپے آٹھ آنے یکطرفہ واپسی انتالیس روپے تختہ جہاز یکطرفہ پانچ روپے واپسی دس روپے

کراچی سے فرسٹ کلاس یکطرفہ تیرہ روپے آٹھ آنے۔ واپسی ستائیس روپے۔ سیکنڈ کلاس یکطرفہ تیرہ روپے آٹھ آنے واپسی ستائیس روپے تختہ جہاز یکطرفہ ساڑھے تین روپے واپسی سات روپے

(۱۱) جدہ پر حاجیوں اور ان کے سامان کو جہاز سے ساحل تک لانے لیجانے کا کرایہ۔ جدہ میں حاجیوں اور ان کے سامان کو جہاز سے لانے لیجانے کا انتظام بدستور سابق ہوگا اور جہاز کمپنی ٹکٹ فروخت کرنے کے وقت سامان اور مسافروں کو لانے لیجانے کا کرایہ ایک طرف کا سفر کرنیوالوں سے ایک روپیہ دو آنے فی ٹکٹ اور واپسی خریدنے والوں سے دو روپے چار آنہ فی ٹکٹ وصول کرے گی۔

(۱۲) امانت برائے تاوان۔ جدہ سے واپس نہ آنے کی صورت میں

اگر کوئی حاجی جہاز کے سب سے کم درجہ میں سفر کر رہا ہو اور اس کے پاس واپسی ٹکٹ نہ ہو تو اس کو اس بندرگاہ کی پورٹ حج کمیٹی کے پاس حسب ذیل حساب سے رقم جمع کرانی ہوگی جہاں اس کا اترنے کا ارادہ ہو تاکہ واپس نہ آنے کی صورت میں اس جمع شدہ رقم سے تاوان وصول کیا جا سکے۔

(بمبئی) اگر حاجی کی عمر دس سال یا اس سے زیادہ ہو اکسٹھ روپے دو آنے۔ اگر حاجی کی عمر دس سال سے کم ہو چھبیس روپے دو آنے (کراچی) اٹھاون روپے دس آنے۔ اگر حاجی کی عمر دس سال یا اس سے زیادہ ہو۔ چھبیس روپے دس آنے اگر حاجی کی عمر دس سال سے کم ہو۔

اس جمع شدہ رقم میں ایک روپیہ دو آنے فی کس کے حساب جدہ سے جہاز تک مسافر اور اس کے سامان کو لیجانے کا کرایہ بھی شامل ہے

(بقیہ صفحہ ۷)

صحیح تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں تمام انبیاء خواہ وہ شریعت لانیوالے تھے یا کسی نبی کی شریعت کو ملانیوالے تھے رتبے سب ایک ہی مقام پر ہیں ... سکتے ہیں کہ وہ رتبے میں صاحب شریعت انبیاء ہیں جس طرح آج ایک ... پہلے بادشاہ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق حکم کرے ... بادشاہ کا غلام نہیں بنجاتا۔ بلکہ وہ بھی ویسا ہی بادشاہ ہے جیسا کہ قانون والا بادشاہ تھا۔ اسی طرح عندالضرورت ایک نبی کو چند احکام ... بعد میں عندالضرورت انھیں تغیر و تبدل وحی نبوت سے ہوتا رہا اگر ضرورت نہ ہوتی تو بعد میں آنیوالی وحی نبوت نے کوئی تبدیلی نہ کی مگر اس صاحب وحی نبی کا حکم بھی ویسا ہی تھا جیسا کہ دوسرے انبیاء کا۔ مگر اب تو وحی نبوت ہی بند ہے اسلئے تشریعی اور غیر تشریعی کی بحث ہی فضول ہے۔

خلاصہ دلیل۔ یہ ہے کہ قادیانی جسقدر آیات سے اجرائے نبوت کا ثبوت دیتے ہیں وہ بالکل انکی لاعلمی ہے کیونکہ آیت خاتم النبیین نے سلسلہ نبوت کو بند کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس انسان کامل کو نبی بنانے کیلئے یہ خالی گھر ... قرآن مجید میں تحریف معنوی کا ارتکاب کر رہا ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین صلعم کے بعد نبوت کا دعوی کرنیوالا مفتری اور کذاب ملعون ہے۔ اور جن آیات سے آج قادیانی اجرائے نبوت کا ثبوت پیش کرتے ہیں حضرت مسیح موعود نے کبھی ایک دفعہ بھی اپنے نبی ہونے یا کسی نبی ہو سکنے پر استدلال نہیں فرمایا۔ لہذا تمام قادیانی اسوقت مدعی سست گواہ چست کے مصداق ہیں۔

ایک خط کا اقتباس

جماعت احمدؑ کے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ

ذیل کا مضمون ایک خط کا اقتباس ہے جو ہمارے ایک دوست نے ایک قابل احترام بیدار مغز روشن خیال مسلمان بزرگ کی خدمت میں تحریر کیا۔ چونکہ اس سے جماعت کی پوزیشن پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ لہذا اسے اخبار میں شائع کیا جاتا ہے۔ تاکہ عوام ہماری جماعت کے متعلق صحیح معلومات حاصل کر کے غلط فہمیوں کی تاریکیوں سے نکل سکیں۔ (پیغام صلح)

آنحضور کو معلوم ہے کہ جب سے قادیانی جماعت نے غالیانہ عقائد کا اعلان کیا ہے۔ ہماری جماعت تب ہی سے اس کی سخت مخالفت کر رہی ہے اور ہزارہا رسائل و کتب ان کے غلط عقائد کی تردید میں مفت تقسیم کر چکی ہے۔ دوسرے مسلمانوں نے اس کی ایسی منظم تردید نہیں کی جس قدر ہم نے کی ہے۔ اور یہ اس کا نتیجہ ہے کہ اب مسلمانوں کے بعض حلقوں سے قادیانیوں کی باقاعدہ تردید ہو رہی ہے ورنہ چند سال پہلے مسلمان اس طرف توجہ بھی نہ کرتے تھے اور صرف ہماری جماعت ہی ان کی مخالفت کر رہی تھی۔

یہ صحیح ہے کہ مسلمان عقیدۃً ہم سے کلی متفق نہیں۔ لیکن یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ خود مسلمان خواہ وہ حنفی ہوں یا وہابی، شیعہ ہوں یا کوئی اور، باہم بھی ایک دوسرے سے بالکل متفق نہیں۔ یعنی علمائے بریلوی اپنے حنفی بھائی دیوبندیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اسی طرح وہابیوں کا گروہ رات دن ایک دوسرے کے عقائد کی تردید کرتا رہتا ہے۔ شیعہ خود کئی گروہوں میں منقسم ہیں۔ جب عقیدۃً ایک حنفی دوسرے حنفی سے متفق نہیں تو ہمارے ساتھ اختلاف تو لازمی امر ہے۔

باقی ہم صاف طور پر اقرار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارا کوئی عقیدہ قرآن و سنت رسول کے خلاف ہو تو اب بھی ہم اسے فوراً چھوڑ دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا تعلق خدا اور رسول سے ہے نہ کسی اور شخصیت سے اور ہمارے مذہب کی بنیاد خدا اور رسول ہیں، نہ کوئی اور شخص۔ اس لئے ہمیں اپنی غلطی کو ماننے اور غلط راہ کو چھوڑنے میں ذرہ بھی عذر نہیں ہو سکتا۔

دلائل کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ ایک بریلوی، ایک دیوبندی، ایک وہابی، ایک شیعہ اپنے خیالات کی پیروی کے دلائل رکھتا ہے۔ ہر فرقہ میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ سمجھدار اور بظاہر معقول آدمی شامل ہیں۔ اس لئے میری غرض یہ ہے کہ دلائل وہ ہونے چاہئیں۔ جو قرآن و سنت رسول کے محکم اصولوں کے مطابق ہوں اور ان پر پرکھے جا سکیں۔ مثال کے طور پر ختم نبوت کا مسئلہ ہی لے لیا جائے۔ قرآن کریم کا صاف اور صریح حکم ہے کہ ہمارے نبی کریمؐ آخری نبی ہیں اب وہ کونسی بات رہ جاتی ہے جس کے باعث مسلمانوں میں آخری معنے ہی کہے جانے لگے ہیں کہ بعد کوئی نبی نہ ہو۔ لیکن غلط تاویل کرنے والے اس کی دو مخالف تاویلیں کر رہے ہیں۔

اول قادیانی جو آخری نبیؐ کے بعد ایک نیا نبی لا کر اسلام کی محکم تعلیم کو پامال کر رہے ہیں۔ دوم دوسرے مسلمان جو آخری نبیؐ کے بعد (ا) نبی لا کر تعلیم اسلام کے متعلق کرتے ہیں۔ قادیانی نئے نبی پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ دوسرے مسلمان ایک پہلے نبی کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھ کر اس کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی نبوت تو ابھی بحث طلب ہے لیکن حضرت عیسیٰؑ کی نبوت تو یقینی ہے ان کی آمد پر ان کو نہ ماننے والے مسلمان لازماً کافر قرار دیئے جائیں گے۔ اب ہر دو فریق یعنی قادیانی اور دوسرے مسلمان اپنے اپنے عقائد کی صحت میں دلائل رکھتے ہیں۔ ان کے مونہہ سے عجیب و غریب تاویلوں سے کام لیتے ہیں لیکن ان ہر دو فریقوں کے خلاف ہمارا مذہب بغیر کسی تاویل کے یہ ہے کہ ہمارے نبی کریمؐ بموجب حکم تعلیم قرآن آخری نبی ہیں اس لئے آپ کے بعد نہ نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ بلکہ ہر قسم کی نبوت آپ پر ختم ہے۔ یہی حال ہمارے دوسرے عقائد کا ہے کہ ہم قرآن و سنت کی محکم تعلیم کے خلاف ہرگز نہیں جاتے۔ بحالیکہ قادیانی اور دیگر مسلمان مختلف تاویلوں سے کام لیکر قرآن کی محکم تعلیم کو چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت مسلمانوں نے تب سے ہی شروع کی جب سے کہ انہوں نے مسلمانوں کو ان کے عقائد کی غلطیاں بتانی شروع کیں۔ جن خود ساختہ عقائد پر عیسائی پادری اور آریہ زور شور سے حملے کر رہے تھے۔ مخالفین اسلام کے سامنے صحیح تعلیم اسلام پیش کرنے پر جس پر کوئی اعتراض نہ ہو سکے مسلمان خواہ مخواہ وقتی در معقولات کر کے مدمقابل بن بیٹھے، ورنہ اصل مخاطب مسلمان نہ تھے۔

جناب والا اس امر سے بے خبر نہیں کہ اولیاء اللہ بعض اوقات مراتب سلوک طے کرتے وقت ایسی تحریر و تقریر کر جاتے ہیں جو روحانی علوم سے ناواقف لوگوں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ سے لیکر اس وقت تک جتنے بھی اولیاء اللہ، مجدد و اقطاب ہوئے ہیں، علوم ظاہر کے علماء اور عام مسلمان ان کے مخالف رہے ان کو ایذا دیتے رہے کافر کہتے رہے ہیں۔ گویا ان کی زندگیوں میں ان کا وہی حال ہوتا رہا جو حضرت مرزا صاحب کا ہوا۔ ان بزرگوں کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ایسا زمانہ آیا ہے کہ ان کی قبروں کی پرستش بھی شروع ہو گئی

ہمارے قریب کے زمانہ میں ایک مسلمان بادشاہ جہانگیر نے اپنی تزک جہانگیری میں ۲۷۲ پر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں لکھا کہ ان دنوں اطلاع پہنچی ہے کہ شیخ احمد نام ایک مکار نے سرہند میں فریب بازی اور دھوکا بازی کا جال پھیلایا ہوا ہے اور بہت سے بے خبر ظاہر پرستوں کو اپنا شکار کیا ہوا ہے اور ہر ایک شہر اور قصبہ میں ایک ایسا مرید جو کہ دکانداری اور معرفت فروشی اور دام فریبی میں دوسروں سے پختہ ہے خلیفہ مقرر کر کے بھیجا ہوا ہے اور اپنے مریدوں اور پیروں کی طرف جو مزخرفات لکھ کر بھیجی ہیں، ان کو جمع کر کے ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا نام مکتوبات رکھا ہے۔ اس کتاب میں بہت سے فضول مقامات ایسے معنی باتیں ہیں۔ جو کفر اور زندیقیت کی طرف لے جانے والی ہیں۔ ان میں سے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ اثنائے سلوک میں میرا گذر مقام حضرت عثمانؓ پر ہوا اور وہ مقام نہایت بلند اور خوش شکل تھا اس سے گذر کر مقام فاروقؓ پر پہنچا۔ پھر مقام فاروق سے گذر کر مقام صدیقؓ پر پہنچا اور پھر اس مقام سے گذر کر میں مقام محبوبیت میں داخل ہوا، اور اس مقام کو میں نے دیکھا کہ نہایت منور اور ملون ہے اور میں نے دیکھا کہ ان تمام انوار و الوان کا مجھ پر عکس پڑ رہا ہے یعنی استغفر اللہ خلفاءؓ کے مقام سے گذر کر مرتبہ عالی پر پہنچ گیا۔ اور بھی گستاخیاں کی ہیں جس کا لکھنا مضمون کو طول دینا ہے اور ادب سے بھی دور ہے۔ لہذا حکم دیا گیا کہ عدالت آئین میں اس کو حاضر کیا جائے۔ چنانچہ وہ حاضر ہو گیا اور میں نے جو کچھ اس سے پوچھا تو اس نے میری کسی بات کا جواب نہ دیا۔ اور بوجہ بیوقوفی اور بے عقلی نہایت ہی مغرور اور خود پسند ظاہر ہوا۔ اس لئے میں نے اس کے حال کی بہتری اسی میں دیکھی کہ وہ چند روز کے لئے زندان ادب میں قید رہے تاکہ اس کے مزاج کی شوریدگی اور اس کے دماغ کی پراگندگی کسی قدر دور ہو جائے اور عام لوگوں کی شورش بھی دب جائے اس لئے باتفاق رائے سنگدمن کے حوالہ کیا گیا کہ قلعہ گوالیار میں رکھا جائے۔"

(ترجمہ از فارسی صفحہ ۲۷۲)

یہ ایک مسلمان بادشاہ کی رائے اپنے وقت کے مجدد کے بارہ میں ہے موجودہ زمانہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو جہانگیر کی غلطی پر ثابت ہوتا ہے۔ یہی پردہ اس صدی کے مجدد کے بارے میں مسلمانوں کے امراء و علماء کے درمیان حائل ہے اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اس پردہ کو دور کر سکتا ہے۔

مسلمانان ہندوستان سے دردمندانہ اپیل

مسلم اخبارات، ممبران اسمبلی اور رہنمائے قوم کیوں خاموش ہیں؟

ہم مسلمانان ریاست جیند جنہیں احمدی اور قادیانی جماعتوں سے قطعاً تعلق نہیں۔ یہ گذارش کرتے ہیں کہ ہم پر اس ریاست میں اس قدر مظالم ہو رہے ہیں کہ اگر وہ کچھ عرصہ اور جاری رہے تو شاید ہمارا رہنا یہاں مشکل ہو جائے گا۔ اور ہمیشہ کے لئے مسلمان کا نام یہاں سے مٹ جائے گا۔ علاوہ بے شمار شکایات کے ہم ذیل میں چند ایک امور پیش کرتے ہیں کہ:-

(۱) **تبلیغ اسلام کی قطعی ممانعت**

یہاں مسلمان کو خدا اور خدا کے رسول کا نام غیر مسلم تک پہنچانے اور اسے مسلمان کرنے کی قطعی ممانعت ہے۔ حالانکہ آریہ سماجی مسلمانوں کو بھی اعلان مرتد کرتے ہیں۔

(۲) مسلمانوں کا ملازمتوں میں بہت برا حال ہے۔ مثلاً محکمہ فوج، کونسل آف ایڈمنسٹریشن، جوڈیشل ڈیپارٹمنٹ، محکمہ ہسپتال وغیرہ میں کوئی مسلمان نہیں۔ اور اگر کسی صیغہ میں پرانے نام تھے تو انہیں بھی چن چن کر نکال کر اپنے مفید مطلب ہم قوم لوگوں کو رکھا جا رہا ہے

(۳) مسلمانوں کی جائدادیں ہر ممکن طریق اختیار کر کے ضبط کی جاتی ہیں اور ہندوؤں کے حوالہ کی جاتی ہیں۔

(۴) مسلمانوں پر جھوٹے مقدمے بنا کر انہیں کچلا جا رہا ہے مثلاً جادو کا مقدمہ جس میں دو بے گناہ مسلمان گرفتار رہیں۔

ہم یہ بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ بعض ضمیر فروش مسلمان بہتری دوسرلی اغراض کو مدنظر رکھ کر ہماری آواز کے خلاف غداری کر رہے ہیں۔ اس لئے ایسے صاحب غرض لوگوں کی آواز کو وقعت نہ دی جائے۔

ہم تمام ہندوستان اور بالخصوص پنجاب کے مسلمان بھائیوں سے، ممبران اسمبلی سے، مدیران اخبارات سے اور تمام زعمائے ملت سے دردمندانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہماری مشکلات و مصائب کو محسوس کرتے ہوئے جو کچھ کر سکتے ہیں۔ جلد کریں۔

(ہم ہیں مظلوم مسلمانان جیند)

اس کے نیچے پچاس سے زیادہ مسلمانوں کے دستخط ہیں جنہیں طوالت کے خوف سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا آخری فیصلہ

خود اُن کی اپنی زبانی

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ہمیں آخری فیصلہ پر مباحثہ کا چیلنج دیا تھا۔ جسے ہم نے فوراً منظور کر لیا اور انہیں صرف اتنی التجا کی کہ پہلے احباب کے ناظرین کی یاد تازہ کرنے کے لئے تصویر کا دوسرا رُخ بھی پیش کر دیں یعنی جو جواب انہوں نے اس آخری فیصلہ کا اسوقت دیا تھا وہ مع اُن معرکۃ الآراء نوٹوں کے شائع کر دیں لیکن مولوی صاحب بصورت تو ہمیشہ سے تصویر کا ایک پہلو پیش کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس معقول بات کی طرف توجہ نہ کی۔ مگر جبکہ ہم نے ریکارڈ کا منہ توڑ کے اپنے اہلِ حدیث کی تحریر یاد دلا دی کیا۔ تو اب انہیں شریعت اور قانون یاد آگیا ہے۔ چنانچہ کس صدہ دلیری سے لکھتے ہیں:

"مجھے جھوٹا ثابت کرنے کیلئے سب سے پہلے انتظار کرو۔ کیونکہ محض کسی کا کسی حقیقی اعجاز لگا یا دشنام طرازی کرنا تحریر بولی نہیں ہو سکتا۔ (دیکھئے والزام صحیح ثابت ہو تو محض کسی پر الزام ہیں کہ اس کی بیان اپنے شرعاً اور قانوناً جائز ہے۔ مخالف دیتا ہے یا غیر کوئی فرشتہ نہیں ہوتا کہ جو کچھ کہے سچ ہی کہے۔" (اہلحدیث ۱۳ نومبر ۱۹۳۶ء)

گویا مولوی صاحب کی نصیحت دوسروں کیلئے ہی ہے یا وہ لوگ اپنے اوپر بھی چسپاں کرنے کو تیار ہیں۔ کہ آخری فیصلہ کے جواب کو علیحدہ رکھ کر دونوں کو ملا کے ایک پہلو پیش کرنا ان کے لئے شرعاً اور قانوناً جائز ہے۔ بلکہ اس خلاف شریعت اور خلاف قانون طرز عمل کے خلاف ہم نے جب اسی مضمون پر ۱۹۳۱ و ۱۹۳۲ء میں ٹریکٹ نمبر ۲ شائع کیا تو ہر دو پہلو عوام کے سامنے رکھ دیئے تاکہ وہ خود دیکھ لیں اور فیصلہ کر سکیں لیکن مولوی صاحب میں آج تک اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ دونوں پہلو پبلک کے سامنے پیش کر سکتے۔

اب دوسرا عذر پیش کرتا کہ حضرت مسیح موعود نے جھوٹے کی موت کا فیصلہ کن ہونا کیا تھا وہ سراسر باطل ہے کیونکہ آپ نے اس کا جواب یہ دیا کہ

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

تو جناب نے تو اپنے ہاتھ سے اس فیصلہ کو نامنظور کر دیا۔ اور بقول خود اس وقت آپ نے خلاف کی تو اب نہ پیش کرنے کا کیا تعلق بتایا جائے تو اور کیا کہا جائے گا۔

اسی پر ہی بس نہیں حضرت مسیح موعود کے طریق فیصلہ کو نامنظور کرتے ہوئے آپ نے اپنے اخبار میں اپنے مذہب کا یہ نوٹ شائع کیا کہ

"جن کے دعوے بیان کردہ آیات قرآنی کے اصلاح ہی ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس حالت میں اور بھی برے کام کر لیں۔" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

یہ صاف ظاہر ہے کہ آپ نے حضرت مسیح موعود کا طریق فیصلہ نامنظور کرتے ہوئے اس کے خلاف اپنی طرف سے ایک قرآنی فیصلہ پیش کر دیا جس کے مطابق آپ کا آخری فیصلہ ہو رہا ہے۔ اگر آپ یہ عذر کریں کہ یہ نوٹ اسسٹنٹ ایڈیٹر کا تھا۔ ہم نے ہمیں اس کا جواب دہ نہیں لیکن ایک منصف مزاج شخص صحیح فیصلہ کرنے کے لئے یہ دریافت کرنے کا حق رکھتا ہے (۱) کہ کیا کبھی گذشتہ ۳۰ سال میں آپ نے اس نوٹ سے بیزاری کا اعلان کیا کہ آپ کے خیال میں یہ نوٹ تعلیم قرآنی کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔ (۲) خود آپ نے اپنے ہاتھ سے آخری فیصلہ کے جواب میں لکھا۔

"مرزائیوں! تمہارا اگر یہ۔ اور تم کہا کرتے ہو۔ کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں کسی نبی نے بھی اسی طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

گویا آپ نے بھی اپنے اسسٹنٹ ایڈیٹر کی تائید کر دی کہ آپ کے اپنے عقیدہ کے مطابق منہاج نبوت وہ نہیں جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا ہے بلکہ وہ ہے جسے آپ کا اخبار اہلحدیث پیش کر رہا ہے یعنی جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں ملا کرتی ہیں۔ مولوی صاحب کسی طرح بھی اپنے مسلمہ آخری فیصلہ سے باہر نہیں جا سکتے۔

باقی رہا اپنے وہابی بھائیوں کے الزامات کے جوابات سو اگر کچھ ثابت کریں گے تو وہ اس حدیث رسولؐ کی سچائی کا ایک مزید ثبوت ہوگا کہ آخری زمانہ کے علماء سے ہی فتنے پیدا ہوں گے اور انہیں کی طرف لوٹ جائیں گے ہم لوگ تو دونوں کو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے سمجھتے ہیں جو محض نفسانی اغراض کے ماتحت مسلمان قوم کے ایک فریق کو آپس میں لڑوا کر اپنا اُلو سیدھا کر رہے ہیں۔ کتاب و سنت کی پیروی کا تو ایک ڈھکوسلہ بنا رکھا ہے۔ (ابوالفضل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفی ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نیا نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور ائمہ کی عزت ہر ایک مجدد کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دینوں پر غالب آئیگا

جلد ۲۴ یوم جمعہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ ہجری نمبر ۷۶

برلن مشن کے خلاف غلط پروپیگنڈا

حبیب الرحمن قریشی اور ان کے ساتھیوں کی افسوسناک حرکتیں

یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت اور اہمیت سے کوئی باخبر مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔ ایک وقت تھا کہ اس چیز کو ناممکن خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے چند باہمت خادم اٹھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ناممکن کو ممکن کرکے دکھلا دیا۔ اپنوں اور غیروں کو معلوم ہو گیا کہ اسلام اپنے اندر اتنی عظیم الشان صداقت و کشش رکھتا ہے کہ اس کے سامنے بالآخر یورپ کو بھی جھکنا پڑیگا یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ نے مغرب میں تبلیغ اسلام کو اپنا ایک بہت بڑا مقصد حیات قرار دے رکھا ہے اور اس کی طاقت اور ذرائع کا بیشتر حصہ اسی ضروری اور مفید کام پر صرف ہو رہا ہے۔ اس جد و جہد کے نتائج نہایت واضح ہیں جنہیں ہر آنکھوں والا دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ ان پر تعصب و حق دشمنی کی پٹی نہ بندھی ہوئی ہو۔

لیکن افسوس دنیائے اسلام جماعت احمدیہ کی اس مفید کامیاب جد و جہد کو دیکھنے کے بعد بھی مغرب میں تبلیغ اسلام کی طرف متوجہ نہ ہوئی کسی اسلامی ملک اور اسلامی قوم نے اس رستے میں کوئی قدم نہ اٹھایا یہ بے حسی بے حد قابل افسوس ہے۔ اگر معاملہ یہیں تک ہوتا۔ تو ہم صبر کر لیتے۔ مگر کیا کیا جائے بعض کوتہ اندیش و اغراض پسند لوگوں کی طرف سے بلاوجہ اس کار خیر کی مخالفت ہو رہی ہے۔

وسط یورپ میں بحمد للہ برلن مشن نے نہایت عظیم الشان اور مفید کام کیا ہے۔ بہت سے بلند پایہ یورپین اس کی مساعی سے حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ لاکھوں روپیہ کے صرف سے ایک عظیم الشان مسجد تعمیر ہو چکی ہے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں رفتہ رفتہ دور ہو کر اس کی ساکھ بڑھ رہی ہے۔ لیکن مسلمان کہلانے والوں کی ایک جماعت ایسی بھی ہے جنہیں مرکز یورپ میں اسلام کی اشاعت اور خدمت دین کا یہ کام پسند نہیں۔ وہ عرصہ سے برلن مشن کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ امام مسجد کو بدنام کرنے کیلئے بے تکلف جھوٹ بولے جاتے ہیں۔ بے محابا بہتان تراشے جاتے ہیں۔ خدا کا خوف اور اسلام کی عزت کا احساس ان لوگوں کے دلوں سے نکل گیا ہے۔

قارئین پیغام صلح و دیگر اخبار بین حضرات برلن کے حبیب الرحمن قریشی اور ان کی افسوسناک سرگرمیوں سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے اخلاق، کردار اور مقصد حیات پر کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے کہ کوئی گوشہ بھی تاریکی میں نہیں رہا۔ یہ لوگ خدمت اسلام اور حفاظت اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کے اعمال اور مشاغل زندگی نے ہمیشہ اس دعویٰ کی تردید کی ہے۔ یہ لوگ محض ذاتی اغراض کی بنا پر برلن مشن اور امام مسجد برلن کے خلاف غلط بیانیاں کرتے رہتے ہیں بعض ہندوستانی اخبارات کے کالم ان کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ ان میں جو چاہے لکھ دیتے ہیں۔ حق و باطل، صحیح و غلط کے امتیاز کی ضرورت نہ ان نامہ نگاروں کو کبھی محسوس ہوتی ہے اور نہ ان کے مضمون چھاپنے والے اخبارات کو۔

"احسان" ۱۹ نومبر ۳۶ء اور "زمیندار" ۲۲ نومبر ۳۶ء میں برلن کے کسی نقاب پوش نامہ نگار کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ جن میں برلن مشن کی تبلیغی سرگرمیوں اور مسجد برلن کے انتظامات پر بے حقیقت اور بے معنی اعتراضات کئے گئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) مسجد کا احترام نہیں کیا جاتا۔

(۲) امام مسجد برلن نے حبیب الرحمن قریشی پر ہتک عزت کا دعویٰ کر دیا ہے تاکہ ان کو سزا ہو جائے۔

(۳) احمدی مسجد پر قابض ہیں۔ وہی اس کا انتظام کرتے ہیں دوسروں کو اس میں دخل نہیں دینے دیتے

(۴) امام مسجد برلن احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔

اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ مسلمانان برلن مسجد کو احمدیوں کے قبضہ سے نکال لینا چاہتے ہیں اس جد و جہد میں مسلمانان ہندوستان سے امداد مانگی ہے۔ علاوہ ازیں حبیب الرحمن کی نام نہاد انجمن اسلامیہ برلن کے متعلق یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ مسجد تعمیر ہونے سے پہلے سے قائم ہے اور شاندار خدمات اسلامی انجام دے چکی ہے اور دے رہی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اختصار کے ساتھ ان غلط الزامات و دعاوی کی حقیقت واضح کر دکھا جائے۔

(۱) اس میں کوئی شک نہیں کہ حبیب الرحمن اور ان کے ساتھی امام مسجد برلن اور جماعت احمدیہ کے خلاف بلا تکلف ہر قسم کی غلط بیانیاں کرسکتے ہیں اور "زمیندار" اور "احسان" کی قماش کے اخبار ان کو موٹے موٹے عنوانوں سے بلا تحقیق چھاپ بھی سکتے ہیں۔ لیکن دنیا میں صرف فروغ باف اور اندھے ہی آباد نہیں ہیں بلکہ اس میں معقولیت پسند انسان بھی بستے ہیں۔ کاش نقاب پوش نامہ نگار اس الزام کا کوئی ثبوت بھی پیش کرتا۔ چند ہزار افراد کی ایک مختصر سی قوم لاکھوں روپیہ کے صرف سے مسجد تعمیر کرتی ہے۔ ہزاروں روپیہ سالانہ اس کے اخراجات برداشت کرتی ہے۔ کیا دنیا کا کوئی ہوشمند اور انصاف پسند آدمی تسلیم کرسکتا ہے کہ یہی قوم یا اس کا نمائندہ مسجد کی بے حرمتی کا مرتکب ہوگا۔ دنیائے اسلام کے مشہور اکابر جو برلن جاتے ہیں وہ بالعموم مسجد میں بھی تشریف لاتے ہیں تعجب ہے ان میں سے کبھی بھی کسی کو مسجد کی بے حرمتی نظر نہ آئی کبھی کسی نے مسجد کے انتظام کے خلاف ایک لفظ بھی نہ کہا لیکن حبیب الرحمن اور ان کی پارٹی مسجد کی مفروضہ بے حرمتی پر طوفان محشر برپا کئے ہوئے ہیں۔

(۲) حبیب الرحمن نے امام مسجد برلن کے خلاف توہین آمیز غلط بیانیاں کیں عرصہ سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ امام موصوف نے باضابطہ طور پر ان غلط بیانیوں کی تردید یا معذرت کا مطالبہ کیا۔ جس کے پورا نہ ہونے کی صورت میں ان کو مجبوراً قانونی چارہ جوئی کرنی پڑی۔ معاملہ عدالت میں ہے وہ فیصلہ کرے گی اس پر کچھ کہنا [illegible] یہ کیا ضرورت ہے۔ حبیب الرحمن غلط بیانیاں نہ کرتے یا اگر انہوں نے اپنی طبیعت سے مجبور ہو کر کی تھیں تو ان کی تردید کرکے امام موصوف سے معذرت چاہ لیتے یا کم از کم ان کے حامی ہندوستانی اخبارات ہی میں اس قدر اخلاقی جرأت ہوتی کہ وہ کسی جھوٹ کی تردید میں سچی بات شائع کرسکتے۔ تو قانونی چارہ جوئی کی نوبت نہ آتی۔ اگر حبیب الرحمن سچے ہیں تو انہیں اپنی صفائی عدالت میں پیش کرنی چاہئیے بصورت دیگر انہیں اپنی حرکتوں کے تلخ ثمر کو برداشت کرنا ہوگا۔

(۳) مسجد برلن ہر ایک خیال و عقیدہ کے مسلمان کی عبادت کیلئے کھلی ہوئی ہے لیکن اس میں سیاسی اجتماعات نہیں ہو سکتے ہیں۔ نہ اس خانہ خدا کو پارٹی بازی کا مرکز بنوایا جاسکتا ہے ہر جگہ مسجدوں کا کوئی شخص یا جماعت متولی ہوتی ہے اگر جماعت احمدیہ یا اس کا مقرر کردہ امام برلن مسجد کا متولی ہے۔ تو اس پر اعتراض کیوں، جو جماعت احمدیہ نے اس مسجد کو لاکھوں کے صرف سے تعمیر کیا۔ ہزاروں روپیہ وہ اس پر خرچ کر رہی ہے۔ اس سے زیادہ اس کے متولی ہونے کا حقدار کون ہو سکتا ہے؟ باقی رہا مسجد کو احمدیوں سے چھین لینے کا عزم تو حبیب الرحمن اور ان کی نام نہاد انجمن اسلامیہ کو ذرا اپنے نوحہ عمل پر ایک نظر ڈال لینی چاہیئے۔ اگر وہ ایسے ہی ہمت والے ہیں تو ان کی آنکھوں کے سامنے وہ مسجد ویران نہ ہوتی جو حکومت جرمنی نے جنگ عظیم کے دوران میں مسلمان قیدیوں کیلئے برلن میں تعمیر کرائی تھی۔ اور نہیں تو انجمن اسلامیہ یہی مسجد حکومت سے لیکر مرمت کرا لیتی۔ برلن کافی بڑا شہر اور جرمنی کافی وسیع ملک ہے اگر اس میں متعدد مسجدوں کی ضرورت ہے ہم خوش ہوں گے کہ انجمن اسلامیہ چند نئی مساجد تعمیر کرا دے سکے وہ اپنے جوش اسلامی اور قوت عمل کا احسن طریق پر ثبوت دینے کیلئے تیار ہے۔

(۴) احمدیت اسلام سے جدا کوئی چیز نہیں۔ ہمارے عقائد کے سامنے ہیں ان میں سے اگر کوئی عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو بتایا جائے۔ امام مسجد برلن بھی انہی عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں۔ پھر ہم حیران ہیں کہ اعتراض کس بات پر ہے اور غوغائے مخالفت کے معنی کیا ہیں؟

ابتدائے آفرینش سے یہ طریق چلا آرہا ہے کہ جب کسی نیک کام کی ابتدا ہوتی ہے تو چند سعید الفطرت لوگ اس کے حامی بن جاتے ہیں اس کیلئے قربانیاں کرتے ہیں، اور کچھ لوگ ذاتی اغراض و تعصب کی وجہ سے اس کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔ برلن مسجد اور برلن مشن کے نیک کام کی مخالفت بھی اسی طریق پر ہو رہی ہے لیکن کتوں کے بھونکنے سے قافلے نہیں رکا کرتے ہماری طرف سے یورپ میں تبلیغ اسلام کا کام انشاء اللہ جاری رہیگا۔ مگر ہمارے مخالفین کو ذرا سوچنا چاہیئے کہ انہوں نے اپنے لئے کونسا مقام تجویز کیا ہے اور زمانہ مستقبل کا مورخ ان کو کس [illegible]

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ ساۃ سکھاں بیوہ غلام ذات بھڑ سہ سکنہ چک نمبر ۱۸۱ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مؤرخہ ۲۰-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مؤرخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مؤرخہ ۱۵-۱۰-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مراد ولد احمد ذات بھوڑانہ سکنہ بھوانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مؤرخہ ۲۰-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مؤرخہ ۱۹-۹-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتہ ولد نور ذات لوہار سکنہ رشید پور تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مؤرخہ ۲۰-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مؤرخہ ۱۹-۹-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دسیل ولد عنایت ذات کھوکھر سکنہ کوٹ سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۲۵-۱-۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مؤرخہ ۵ / اکتوبر ۱۹۳۶ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سارنگ ولد لکھو ذات سیال سکنہ چک نمبر ۱۳۷ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ ۱۶-۱-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۵-۱۰-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۵ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ جلا ولد اسماعیل ذات کھرنہ سکنہ کھرنہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۶-۱-۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۵-۱۰-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سکھا شہابلی ولد مراد ذات کوبھار سکنہ چک نمبر ۱۲۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مؤرخہ ۱۱-۱-۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مؤرخہ ۵-۱۰-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

جلسہ نمبر

انشاءاللہ ۲۳ دسمبر کو شائع ہو جائے گا۔ یہ اس نمبر سے قبل شائع ہونیوالی آخری اشاعت ہے ازراہ کرم

۱۔ مضمون نگار حضرات اپنی پہلی فرصت میں مضامین ارسال فرماویں مضامین مختصر ہوں۔ موضوع کا سختی سے خیال رکھا جائے۔

۲۔ مشتہرین حضرات فوراً اشتہارات بھیجدیں یہ نمبر کثیر تعداد میں شائع ہوگا۔ یکم دسمبر کے بعد کوئی اشتہار قبول نہیں کیا جائیگا۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۳ ضمن (۱) ایکٹ امداد

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

چونکہ مسمی کریم بخش ولد اللہ دتہ قوم دھرکان سکنہ بھٹی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ مقروض نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکورہ درخواست دی ہے کہ قرضہ جات مسمی کریم بخش ولد مذکور قوم ساکن تحصیل و ضلع مذکور کے قرضوں کا فیصلہ کیا جائے اور چونکہ بورڈ کی رائے میں مناسب ہے کہ مقروض مذکور اور اس کے قارضین کے درمیان تصفیہ کی کوشش کی جائے تم سب قارضین کو بطور ایک قارض کو جن کا مقروض قرضدار ہے بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ تاریخ اجراء نوٹس ہذا سے دو ماہ کے اندر ایک تفصیل تحریری ان تمام قرضوں کی جو تم نے انہوں نے مقروض مذکور سے لینے ہیں۔ بورڈ کے دفتر میں بمقام چنیوٹ بتاریخ ۵-۵-۳۷ کو داخل کرو۔ بورڈ ان تفصیلات کی پڑتال بتاریخ ۵-۵-۳۷ بمقام چنیوٹ کریگا اور تم کو خود اس وقت بورڈ کے روبرو پیش ہونا چاہیئے۔

(۲) تمام قرضخواہان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے تحریری بیان مذکور بالا کیساتھ تمام تفصیلات قرضہ بھی شامل کرو۔ اور نیز ساتھ ہی وہ تمام دستاویزات بشمول بہات وغیرہ جن پر وہ انحصار رکھتے ہوں کہ ان کے دعوی کی تائید کرینگے ساتھ لاؤ۔ اور ایسی ہر ایک دستاویز کی صحیح نقل بھی ساتھ لاکر پیش کرو۔

(۳) مزید کارروائی اس مقدمہ کی بمقام چنیوٹ بتاریخ ۵-۵-۳۷ عمل میں آئے گی۔ تمام قرضخواہان کو اس دن بورڈ کے روبرو پیش ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۸-۹-۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگانِ سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کے لئے　　　یکم دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء تک　　　صرف ایک ماہ کے لئے

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے۔	۱۳/	۱۵/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم جو تین کتب سرمہ چشم آریہ۔ شحنۂ حق۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب پر مشتمل ہے	عہ	۵
سلسلہ تصنیفات احمدیہ حصہ سوم جو تین کتب فتح اسلام۔ توضیح المرام۔ ازالہ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے	عہ/۸	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ۔ الحق مباحثہ دہلی۔ آسمانی فیصلہ اور نشان آسمانی پر مشتمل ہے	عہ/۸	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا۔ جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام۔ سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے۔	ہے/۸	عہ/۱۲
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم جو سات عربی کتب تحفہ بغداد۔ کرامات الصادقین۔ حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق حصہ اول و دوم۔ اتمام حجت اور سر الخلافت پر مشتمل ہے۔	ہے/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم شہادت القرآن۔ نور القرآن ہر دو حصہ۔ ست بچن اور آریہ دھرم پر مشتمل ہے۔	عہ/۱۲	عہ/
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۲/	۸/
الحق مباحثہ دہلی	عہ/	۸/
حجۃ الاسلام	۴/	۲/
اتمام حجت	۴/	۲/
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ		
جلد اول	عہ/۴	عہ/
جلد دوم	عہ	عہ
جلد سوم	عہ/	۱۲/
جلد چہارم	عہ	۸/
جلد پنجم	عہ	۸/
جلد ششم	عہ	۸/
جلد ہفتم	عہ	۸/
الہامات حضرت مسیح موعودؑ		
البشریٰ حصہ دوم	عہ	۴/

ترجمۃ القرآن انگریزی یعنی انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

۲۰×۲۶ سائز کے ۱۵۰۰ صفحات پر تین قسموں میں۔

اصل قیمت چمکدار جلد خالص چمڑہ ۲۵ رعایتی ۲۰

قسم دوم چمکدار مصنوعی چمڑا اصل ۲۰ رعایتی ۱۶

قسم سوم گتے کپڑے کی جلد اصل ۱۶ رعایتی ۱۲

محمد اینڈ کرائسٹ	محمد دی پرافٹ	خلافت
اصل قیمت مجلد عہ رعایتی ۸/ محبلد عہ رعایتی ۱۲/	رسول کریم صلعم کی سیرت بزبان انگریزی اصل ۸/ رعایتی ۸/	حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی کے حالات زندگی در آیکا انو حسنہ انگریزی میں ہے رعایتی ۸/

ترجمۃ القرآن انگریزی بلا متن

اصل قیمت عہ للعہ رعایتی ہے/

چیپ ایڈیشن عہ/ رعایتی عہ

فتح اسلام انگریزی	ٹیچنگز آف اسلام	النبوت فی الاسلام انگریزی
حضرت مسیح موعود کی کتاب فتح اسلام کا ترجمہ اصل قیمت ۶/ رعایتی ۳/	اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مسیح موعود انگریزی ترجمہ مجلد عہ رعایتی ۴/	النبوت فی الاسلام اردو کا مختصر ایڈیشن اصل قیمت ۶/ رعایتی ۱/

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی
مکاشفات	۴/	۲/
دیگر کتب حضرت مسیح موعودؑ		
حمامۃ البشریٰ	عہ	۸/
کرامات الصادقین	۱۲	۶/
آسمانی فیصلہ	۵/	۲/
درثمین تمام فارسی اردو نظموں کا مجموعہ	۱۱/	۸/
احمدیہ موومنٹ بزبان انگریزی	۱۰/	۲/
عقائد احمدیہ	عہ/	۸/
حقیقت اختلاف	۵/	۱/
آئینۂ احمدیت	عہ	۸/
ثمر الہدیٰ	عہ	۸/
احمد مجتبیٰ	۴/	۱/

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی
بچوں کا پیارا اردو۔ بچوں کے بیس ابتدائی اوصیاؤں کا ترجمہ	عہ	۸/
مسیح موعود	عہ/	۸/
مناجات احمدیت	۲/	۱/
احمدیت کیا ہے!	۲/	۱/
نماز مترجم خورد	۱/	۶/
سر الخلافت	۸/	۴/
جنگ مقدس	۱۲/	۶/
نور الحق حصہ اول	عہ	۸/
نور الحق حصہ دوم	۸/	۴/
متفرقات		
آثار مبارکہ	۱/	-
احمدیہ جنتری	۴/	۲/
دروس الصلیب	۲/	۱/
مسیح قرآن میں	۱/	۶/
واقعات صلیب	۱/	۶/
القول الممجد	۸/	۴/
اعلام الناس	۵/	۱/
اعجاز القرآن	۱/	۶/
غلامی	۴/	۲/
سراج الوہاج	۴/	۱/
اظہار النصائح	۵/	۱/
القول المبین	۲/	۱/
سنۃ منظور یہ مباحثہ رام پوری	۳/	۱/
تبلیغ الحق الی عبد الحق	۱۰/	۵/
المہدی	۶/	۴/
مرآۃ الحقیقت	۵/	۱/
آیت اللہ۔ مولوی ثناء اللہ کا مباہلہ سے فرار	۳/	۱/
محمد مصطفیٰ۔ مختصر سوانح عمری حضرت رسول کریم بزبان انگریزی	۵/	۵/
حقیقت المسیح	۳/	-
رباعیات حامد	۳/	۲/
تقریر اور خط	۳/	۱/

ضروری اطلاع تمام فرمائشیں ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء تک ڈاک خانہ میں ڈال دینی چاہئیں۔ وہ فرمائش جس پر یکم جنوری ۱۹۳۷ء کی مہر ثبت ہوگی اس رعایت کے نا قابل ہوگی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت بذریعہ منی آرڈر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس قدر رقم کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جا سکیں یا ڈاک خانہ محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہونگے۔ قرض و اقساط پر دینے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کیلئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرماویں۔

ملنے کا پتہ: مینیجر احمدیہ بلڈنگس لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا بنیادی آرگن

پیغامِ صلح

جلسہ نمبر

قیمت فی پرچہ ۱؍

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

مگیز الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ــ چھ روپے
ششماہی تین روپے

طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے

ممالک غیر سے
چندہ ششماہی آٹھ آنہ

جلد ۲۴ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطابق ۱۷ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۳۶ء | نمبر ۷۷

جلسہ نمبر کا مقصد اشاعت

آج دو سال کے عرصہ کے بعد محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے "پیغامِ صلح" کا جلسہ نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔ بزرگانِ جماعت کا مشورہ تھا کہ امسال اس پرچہ کے حجم کو گذشتہ سالوں کی نسبت مختصر کر کے تعدادِ اشاعت کو بڑھا دیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچ سکے چنانچہ اس مفید مشورہ پر عمل کیا گیا ہے۔ ان چند اوراق کا مقصد ناظرین کرام سے پوشیدہ نہیں کیونکہ ہم بارہا اسے بیان کر چکے ہیں یعنی وابستگانِ سلسلہ پر جلسہ سالانہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے انہیں وہ فرائض یاد دلانا جو اس دینی اجتماع کے متعلق ان پر عائد ہوتے ہیں۔ اور غیر از جماعت برادرانِ اسلام کو اس میں شامل ہونے کی دعوت دینا۔ ہمارے خیال میں احبابِ جماعت کو تو اس جگہ کچھ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ آئندہ اوراق میں حضرت امیر و دیگر بزرگانِ جماعت نے ان کو مخاطب کر کے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ کافی ہے۔ ہر ایک فردِ جماعت کا فرض ہے کہ وہ ان ارشادات کو نہایت غور سے پڑھے اور ان پر پوری طرح سے عمل کرے۔ البتہ ہم اپنے دیگر مسلمان بھائی بہنوں کی خدمت میں چند الفاظ ضرور عرض کرنا چاہتے ہیں۔

آجکل تحریکِ احمدیت کے خلاف ایک عالمگیر طوفانِ مخالفت بپا ہے۔ [illegible] اتنی کثرت اور اس قدر بے دردی سے غلط بیانیاں اور الزام تراشیاں ہو رہی ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں۔ [illegible] طرح طرح سے بدنام و مطعون کیا جا رہا ہے۔ حقائق چھپائے جا رہے ہیں۔ بدگمانیاں اور غلط بیانیاں پرورش پا رہی ہیں۔ طوفانِ مخالفت میں شدت ہی آ رہی ہے۔ جذبۂ حسد کے سامنے معقولیت بے بس ہو رہی ہے۔ ان حالات میں ہماری اپنے معزز مسلمان بھائیوں اور محترم اسلامی بہنوں سے ایک صرف ایک درخواست ہے کہ وہ افواہوں اور سنی سنائی باتوں پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود دیکھ اور سوچ کر کوئی رائے قائم کریں۔ سفید کو سیاہ اور نور کو ظلمت کہنے والوں کی دنیا میں کبھی بھی کمی نہیں رہی۔

جماعتِ احمدیہ لاہور کا سالانہ جلسہ

۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۳۶ء (جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار) کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ ہم ان تمام فرزندان و دختران اسلام کو جن تک ہماری یہ آواز پہنچ سکتی ہے اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر انتہائی خلوص سے دعوت دیتے ہیں۔ وہ ان چند اوراق کو ٹھنڈے دل سے مطالعہ فرمائیں۔ اور جلسہ میں شریک ہونے کی کوشش کریں۔ اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کیا کر رہی ہے اس کے بعد اگر آپ سمجھیں کہ یہ جماعت خدمت و اشاعت اسلام کا وہ مفید کام کر رہی ہے جس کی ضرورت باقی عالم اسلام محسوس کرتا ہے تو آپ اس کے معاون بن جائیں۔ اگر آپ کو اس کے برعکس کچھ نظر آئے تو آپ مخالفت کے لئے آزاد ہیں۔ قیام و طعام کا انتظام انجمن کے ذمہ ہوگا۔ آپ صرف چند روز پہلے اطلاع دے دیں۔ اور موسم کے مطابق گرم بستر ہمراہ لائیں۔ خواتین کے لئے بھی رہائش و نشست کا مناسب انتظام ہوگا۔

اس بارہ میں تمام خط و کتابت بنام مہتمم سالانہ جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے کی جائے۔

(خاکسار مدیر)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلسہ سالانہ کی غرض و غایت

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ و امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں۔ ...... سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے۔ اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پروا نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے۔ اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا نہ نیچر کی تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے۔ اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے۔ اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتدا سے صدیق، شہید اور صلحا پاتے رہے۔ یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔

بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ اور ان کو اجر عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے۔ اور ان کے ہم و غم دور فرما دے۔ اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں اُن پر کھول دے۔ اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا۔ اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر۔ اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

دعوت جلسہ سالانہ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

جلسہ سالانہ کی اہمیت

سالانہ جلسہ کی اہمیت کو ابھی ہماری قوم نے پوری طرح محسوس نہیں کیا۔ اس کی بنیاد خود حضرت مسیح موعود نے ڈالی اور سال میں ایک دفعہ سب احباب کے میل ملاپ اور اجتماع کو ضروری ٹھہرایا اور اس کے فوائد کو بھی بالتصریح آپ نے خود ہی بیان فرمایا۔ مجھے یاد نہیں کہ وہ دوست جن کو اس زمانہ میں سلسلہ میں شمولیت کا فخر حاصل تھا سالانہ جلسہ سے کبھی غیر حاضر رہتے ہوں بلا استثنا سب کے سب دوڑے آتے تھے۔ حالانکہ ان دنوں میں ویسے بھی قادیان میں بہت سے احباب کا اکثر آنا جانا رہتا تھا اور قادیان کے سفر میں سخت صعوبتیں بھی درپیش تھیں۔ مگر سالانہ اجتماع پر حاضری کو روح کی غذا کی طرح سمجھا جاتا تھا جس سے سال بھر کے لئے کام کرنے کی ایک نئی قوت پیدا ہو جاتی تھی۔ اور ان تکالیف کا جو سلسلہ کی مخالفت کی وجہ سے اٹھانی پڑتی تھیں مقابلہ نہایت آسان ہو جاتا تھا۔

بعض دوستوں کی افسوسناک غفلت

لاہور پہنچنے کے لئے حالانکہ ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں مگر بہت سے دوست اس شمولیت کو لاپروائی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ حالانکہ اب سال بھر میں قریباً قریباً یہی ایک موقعہ رہ گیا ہے جس میں دوست جمع ہو کر دینی فوائد حاصل کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے سے تعارف پیدا کر کے اس عظیم الشان اخوت کے فوائد کو حاصل کر سکتے ہیں جو اسلام نے پیدا کی ہے۔ تو اس ایک موقع کو بھی محض سستی سے یا ذرا سی تکلیف سفر سے ڈر کر یا چند پیسوں کے خرچ سے بچنے کے لئے گنوا دینا خدا کے مامور سے بر گشتگی تعلقات اخوت کو ضائع کرنا اور جماعت کے ساتھ بیوفائی ہے۔ ہم ایک عزیز کی شادی میں شامل ہونے کے لئے یا اس کے غم میں شریک ہونے کے لئے کبھی ان باتوں کا خیال نہیں کرتے کہ سفر میں تکلیف ہو گی یا کچھ پیسے خرچ ہو جائیں گے۔ لیکن جہاں جانے سے خدا راضی ہوتا ہے دین کو قوت ملتی ہے تعلقات اخوت مضبوط ہوتے ہیں۔ روحانیت ترقی کرتی ہے خدمت دین کی تڑپ دل میں پیدا ہوتی ہے زندگی ملتی ہے اس سے بچنے کے لئے کس قدر عذر ہمارے سامنے آ جاتے ہیں اور پھر وہ کیسے اچھے معلوم ہوتے ہیں! ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین

مسلمانوں میں تعمیری کاموں کی قلت!

آج مسلمانوں میں تعمیری کام کی بے حد قلت ہے اور بالخصوص دین اسلام کی توسیع، اشاعت، حفاظت کا تعمیری کام تو نہ ہونے کے برابر ہے مسلمانوں کے مختلف فرقے اعدائے اسلام کے مقابلہ کو چھوڑ کر ایک دوسرے سے لڑنے اور ایک دوسرے کو گرانے میں مصروف ہیں۔ مسلمان بنانے والوں کی تعداد بہت کم اور کافر بنانے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ان طرح طرح کی تاریکیوں کے اندر اگر ایک شعاع تعمیری کام کی روشنی کی نظر آئے تو ہر ایک بہی خواہ اسلام کا فرض ہے کہ اس کی طرف رجوع کرے۔

انجمن کے پاکیزہ اصول

مسلمانوں کے فرقوں میں سب سے چھوٹا فرقہ وہ ہے جس کی نمائندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے اس کے اصول کی پاکیزگی کو دیکھئے نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہے نہ کوئی پرانا نبی آپ کے بعد آئیگا نہ نیا۔ ہاں مجدد آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے۔ تکفیر کی خطرناک بیماری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ ہر کلمہ گو مسلمان ہے فرقوں کا اختلاف صرف فروعی اختلاف ہے جس طرح ایک تنے کی مختلف شاخیں ہوں۔ شاخوں کا کام درخت کو غذا بہم پہنچا کر ایک دوسرے کی قوت کا موجب بننا ہے۔

انجمن کا بیش قیمت تبلیغی کام

پھر اس کی تمام تر توجہ صرف ایک توسیع اشاعت وحفاظت اسلام کے کام پر لگی ہوئی ہے دوسری تمام جماعتیں سیاسیات میں پڑ کر دنیا کو دین پر مقدم کر رہی ہیں۔ صرف اس ایک جماعت کے افراد سیاسیات سے الگ ہو کر خالص خدمت دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ کام دیکھئے۔ تو بیس سال کے عرصہ میں ..... چالیس ہزار کاپی انگریزی اور ڈچ تراجم کی دنیا میں پھیلا دی ہے۔ جس میں سے دس ہزار کاپی مفت تقسیم کی ہے بیس ہزار کاپی سیرت نبوی کی صرف انگریزی زبان میں پھیلائی ہے۔ اور اس کے علاوہ ہزار ہا کاپیاں دوسری زبانوں میں۔ ان میں بھی پندرہ ہزار کاپی سیرت انگریزی کی مفت تقسیم ہوئی ہے۔ تعلیم اسلام پر کتب ہیں جو مفت تقسیم ہو چکی ہیں ان کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچتی ہے۔ تین مشن یورپ میں قائم کر دیئے ہیں دو عنقریب ہونے والے ہیں۔ جاوا اور فجی میں بھی مشن قائم کئے۔ ٹرینیڈاڈ میں اس کی سعی سے تبلیغ اسلام کے کام کی بنیاد رکھی گئی۔

> جلسہ سالانہ کی تاریخیں
>
> ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۶ء
>
> (جمعہ) (ہفتہ) (اتوار)
>
> مقرر ہوئی ہیں
>
> تمام احباب نوٹ کر لیں

ہندوستان میں اچھوتوں میں تبلیغ کا کام اگر کچھ ہو رہا ہے تو اسی انجمن کی بدولت دو ہائی سکول قائم ہیں۔ چھ مختلف زبانوں میں اخبارات اور رسالے جاری ہیں۔ تیرہ ہندوستانی اور چودہ بیرونی زبانوں میں لٹریچر کے ترجمے ہو چکے ہیں

اپنی جماعت سے توقع

میں تو اپنی جماعت سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ ان کے دلوں میں خدمت اسلام کا وہ جذبہ ہو اور اشاعت اسلام کی وہ تڑپ ہو کہ اگر کسی اور جگہ یہ کام ہوتا دیکھیں، تو وہاں بھی اپنی موجودگی سے یا اپنی زبان سے یا اپنے ہاتھ سے اس میں معاون ہوں۔ اس لئے اپنے سالانہ اجتماع پر دعوت دینے میں میں کسی تکلف سے کام نہیں لیتا بلکہ میرے دل میں یہ تڑپ ہے کہ ہر ایک دوست جو ہماری جماعت میں شامل ہو وہ اسے

امر جامع

کی حیثیت دے کر اس کو قوت پہنچانے کی پوری کوشش کرے اور سوائے سخت معذوری کے کوئی دوست غیر حاضر نہ ہو۔ بلکہ جلسہ کے پورے ایام کے لئے حاضر ہو۔ کئی دوست ہیں جو یا پہلے ایک دن کھا جاتے ہیں یا بعد میں کھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جب آپ تکلیف بھی اٹھاتے ہیں خرچ بھی کرتے ہیں تو پھر اپنے اجر کو اپنے ہاتھوں سے ادھورا کیوں کرتے ہیں۔ پورے تین دن کی تبلیغ کو قرآن کریم نے بھی خاص اہمیت دی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اس سے انوکھی بات بھی ہو جاتی ہے بعض دوست بالکل معمولی عذروں پر ایک دن پہلے اجازت طلب کرتے ہیں۔ گو میں انہیں روکنا پسند نہیں کرتا۔ مگر ان کا اس وقت جانا مجھے اتنا ہی ناگوار ہوتا ہے جتنا نہ آنے والوں کا نہ آنا۔

دعوت کی اصل غرض کو فراموش نہ کیجئے

اگر میری اس دعوت کو آپ قبول کرتے ہیں اور دعوت کا رد کرنا اچھا نہیں تو دعوت کی اصل غرض کو نہ بھولئے۔ اشاعت وتبلیغ اسلام کو قوت پہنچانا۔ اور قوت پہنچانے کے دو بڑے بھاری ذریعے ہیں۔ ایک جماعت، ایک مال۔ پس ایک تو کوشش کیجئے کہ جلسہ سالانہ پر کسی غیر از جماعت دوست کو اپنے ساتھ لائیں خواہ اپنے پاس سے خرچ دے کر لائیں۔ اگر آپ کی وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ آپ کے لئے بڑی دولت ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ فرماتے ہیں۔ لان یھدی بک رجل خیر لک من حمر النعم اور قوم کی بھی قوت بڑھتی ہے اور دوسرے آج سے یہ عہد کر لیں کہ کچھ نہ کچھ رقم بھی آپ نے جمع کر کے ساتھ لانی ہے کیونکہ اس کے بغیر جو کام آپ نے شروع کر رکھے ہیں وہ بھی جاری نہیں رہ سکتے۔ ترقی تو ان میں کیا ہو گی۔

ایک سو جوان ہمت بیس روپے

کم سے کم ساتھ لائیں تو دو ہزار روپیہ ہو سکتا ہے۔ چوہدری فضل داد جن کو اللہ تعالیٰ نے خاص جوش دیا ہے ان کا خط اخبار میں چھپ چکا ہے۔ انہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ کم سے کم بیس روپے دوسروں سے جمع کر کے لائیں گے اور اگر اس قدر رقم پوری نہ کر سکے تو باقی روپے اپنے پاس سے ڈال کر بیس روپے اس فنڈ میں دیں گے۔ جماعت چھوٹی سہی مگر کیا ایک سو آدمی ایسے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ اگر نوجوان قومی مشکلات کو حل کرنے کا جذبہ اور ہمت اپنے اندر پیدا کر لیں تو اللہ تعالیٰ ہماری مشکلات کو بہت جلد ختم کر دے لیکن اگر ہم خود حرکت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کا قانون بھی صاف ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ ایسے احباب اگر اپنے ناموں سے مجھے ..... اطلاع دیں تو میں بھی ان کے لئے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت میں برکت دے

خواتین اور نوجوانوں اور بچوں کی شرکت ضروری ہے

آخر میں اپنے احباب کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ نوجوانوں اور بچوں کے دلوں میں اشاعت اسلام کے نیک جذبات کو پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ان کو اس اجتماع میں شامل کیا جا دے اور نہ صرف نوجوانوں اور بچوں کو بلکہ خواتین کو بھی شامل کیا جائے۔ ہماری آئندہ نسل کی بہتری کا بہت سا مدار اس بات پر ہے کہ خواتین اس میں کس قدر حصہ لیتی ہیں۔ جس قدر ماں کا رنگ بچہ لیتا ہے اس قدر باپ کا بھی نہیں لیتا۔ مہتممین جلسہ کو خاص طور پر تاکید کی گئی ہے کہ خواتین کے لئے خاص طور پر انتظام کیا جائے کہ انہیں جلسہ میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اور چونکہ خواتین کا خاص جلسہ اور دستکاری کی نمائش ایک دن پیشتر یعنی ۲۴ر دسمبر کو ہونگے۔ اس لئے ایسے احباب کو جن کی خواتین ان کے ساتھ ہوں۔ مناسب ہے کہ ۲۴ کی صبح تک پہنچ جائیں۔ مگر اس کی اطلاع پہلے سے مہتمم جلسہ کو کر دیں تا کہ وہ انتظام کر سکیں۔

محمد علی

ہمارا سالانہ جلسہ

(از جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

موجودہ زمانے میں جلسے اور کانفرنسیں کوئی نئی چیز نہیں ہیں۔ بات بات پر کانفرنس اور جلسہ ہوتا ہے عموماً مسلمانوں کے جلسوں میں کیا ہوتا ہے کچھ لوگوں کا اجتماع چند ہوا دھار تقریریں چار ریزولیوشن بس ختم۔ گویا پانی کا ایک بلبلہ تھا جو خفیف سی حرکت پیدا کر کے فنا ہو گیا۔

ہمارا سالانہ اجتماع جسکی بنیاد حضرت مسیح موعود کے مبارک ہاتھوں نے رکھی تھی وہ بھی اتنی ہی حقیقت رکھتا ہے کہ ہم اسکو معمولی بات سمجھ لیں اور اسکو اتنی اہمیت بھی نہ دیں جتنی اپنی کسی دنیوی تقریب کو دیتے ہیں نہیں ہرگز نہیں یہ کوئی معمولی کانفرنس یا جلسہ نہیں ہے کہ جسکا مقصد محض شور غوغا آرائی ہو بلکہ یہ اُن مبارک وجودوں کا اجتماع ہے جنہوں نے اس امام وقت کو پہچانا جسکی لئے بزرگان دین ترستے تھے۔ یہ اُن شمع اسلام کے پروانوں کا جمگھٹا ہے جنہوں نے خدا کے حکم پر اپنا جان و مال قربان کرنے کا عہد کر رکھا ہے۔ یہ اُن پروانوں کی مجلس ہے جن کی تعداد تو تھوڑی ہے مگر عالم انکی ہمت و استقلال پر انگشت بدنداں ہے اور جب مورخ تاریخ لکھیگا تو یہی مبارک ہستیاں اسلام کی نئی زندگی کے لئے آب حیات اور انکا وجود ان بنیادوں کی طرح مذکور ہوگا جن پر اسلام کی بلند اور شاندار عمارت کھڑی ہوگی۔

معزز بہنو! وقت ہوا کے گھوڑے پر سوار اڑا جا رہا ہے اور ہماری عمر پانی کی طرح ہاتھوں سے نکلی جا رہی ہے۔ فرصت کو غنیمت سمجھیں اور فرض کو پہچانیں۔ اسوقت ہمارا فرض کیا ہے؟ آپکو معلوم ہے کہ ہماری مخالفت کا طوفان برپا ہے دشمن چاہتا ہے کہ یہ صداقت کی شمع بجھ جائے۔ اب آپ لوگوں کی ہمت پر منحصر ہے کہ آپ اپنی زندگی کا ثبوت دیں اور دنیا پر دکھا دیں کہ آپ کیا انقلاب پیدا کر سکتی ہیں ہمارا جلسہ ہماری زندگی کا مظہر ہے اور ہمیں تن من دھن سے اسے کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہمارا فرض ہم سے یہ چاہتا ہے کہ کیسا ہی مرد کیا عورت سب اس قومی و دینی اجتماع میں پروانہ وار شریک ہوں موسم کی خرابی سفر کی صعوبت اور دیگر تکالیف اُن کو اس ارادہ سے نہ روکیں۔ بلکہ یہ رکاوٹیں ہمارے جوش میں ترقی کا باعث ہوں۔ ہمارا جلسہ ایک پر جوش قدم ہے جو خدا کے راستے میں اٹھایا جاتا ہے۔ آئیے مل کر میدان ترقی میں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی سرگرمیاں

اسلامی لٹریچر

قرآن کریم کا یورپ کی تین مشہور زبانوں انگریزی۔ ڈچ۔ اور جرمن میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس وقت تک انگریزی ترجمہ کی ۲۵ ہزار اور ڈچ ترجمہ کی ۵ ہزار کے قریب اشاعت ہو چکی ہے۔ جرمن ترجمہ تیار ہو چکا ہے صرف طبع باقی ہے۔

۲۔ انگریزی ترجمہ قرآن کی اس وقت تک دس ہزار جلدیں یورپ امریکہ ہندوستان اور دنیا کے چاروں کی لائبریریوں میں مفت بہم پہنچائی گئی ہیں اور دنیا بھر میں مشاہیر پروفیسروں اور طلبا کو مفت دی گئی ہیں۔

۳۔ سیرت النبی کے دو ایڈیشن ہیں۔ بڑا اور چھوٹا۔ بڑے ایڈیشن کی تین ہزار اور چھوٹے کی ۱۲ ہزار کے قریب مفت اشاعت کی گئی ہے۔ ان ہر دو کتب کا غیر مسلموں کی طرف سے بہت مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ بڑے ایڈیشن کا انگریزی کے علاوہ ڈچ ترکی۔ بنگالی اور ہندی میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ اور چھوٹا ایڈیشن اس کے علاوہ دس اور زبانوں میں قلوب کی تسکین کا سامان بہم پہنچا رہا ہے۔

۴۔ اصول اسلام کی تشریح میں ایسی کتب ہزارہا کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہو چکی ہیں جن میں اسلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ صرف ایک ہی کتاب "اسلام۔ انسانیت کا مذہب" گیارہ زبانوں میں ترجمہ ہو کر تیس ہزار کے قریب مفت تقسیم ہو چکی ہے۔ اسی طرح کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" جو ضخامت میں کافی بڑی ہے۔ چار ہزار کی تعداد میں اشاعت اسلام کی خاطر تقسیم ہو چکی ہے۔

۵۔ ہر ماہ ہزارہا کی تعداد میں ٹریکٹوں کی شکل میں اسلامی لٹریچر چھپوا کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے اور اس میں تعلیم اسلام کے متعلق تمام قسم کے سوالوں کی تشریح و تحقیق ہوتی ہے۔

۶۔ موجودہ نسل کی ضروریات کے پیش نظر اسلامی لٹریچر تیار کرنے کا نہایت اعلیٰ پیمانہ پر انتظام کیا گیا ہے۔ اور اس انجمن کی کتب اور رسالہ جات میں اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب پوری کوشش اور سرگرمی سے دیا جاتا ہے حال ہی میں انجمن نے ایک انگریزی کتاب "ریلیجن آف اسلام" شائع کر کے اسلامی لٹریچر میں بیش بہا اضافہ کیا ہے۔ اس ضخیم کتاب میں تعلیم اسلامی کے ماخذ۔ اصول اور اوامر و نواہی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اور آج تمام مشاہیر مسلمانوں کی زبانیں اور قلمیں اسکی تعریف و توصیف میں متحرک ہیں۔

۷۔ انجمن کے لٹریچر کا ترجمہ مندرجہ ذیل زبانوں میں ہو چکا ہے۔

(ا) تیرہ ہندوستانی زبانیں:۔ گورمکھی۔ ہندی۔ تامل۔ تیلگو۔ ملیالم۔ کناری۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ سندھی۔ بنگالی۔ کھاسی۔ پشتو۔ کشمیری۔

(ب) چودہ غیر ملکی زبانیں:۔ انگریزی۔ ڈچ۔ جرمن۔ البانی۔ عربی۔ چینی۔ ملائی۔ جاوی۔ سنگروی۔ اطالوی۔ فرانسیسی۔ فارسی۔ سیامی۔ سواحلی۔

۸۔ مندرجہ ذیل اخبارات اور رسالے شائع ہوتے ہیں:۔

(ا) انگریزی:۔ لائٹ۔ ینگ اسلام۔ ماہوار سلسلہ ٹریکٹ۔ (ب) اردو پیغام صلح۔ (ج) جرمن مسلم ریویو۔ (د) البانی ڈرٹا۔ (ر) جاوی مسلم (س) ڈچ "اسلام"

مشن

۱۔ ووکنگ مسلم مشن ۱۹۳۰ء تک اس انجمن کے ماتحت رہا اب وہ علیحدہ ایک ٹرسٹ کے ماتحت کام کر رہا ہے۔

۲۔ برلن پایہ تخت جرمنی میں ایک مشن ۱۹۲۳ء سے قائم ہے یہاں ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے صرف کثیر سے ایک مسجد بنوائی گئی ہے اور ایک ماہی رسالہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے اسی مشن کی مساعی سے سو سے زائد جرمن حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ اس مشن پر انجمن پندرہ ہزار روپیہ سالانہ خرچ کرتی ہے۔

۳۔ وینا دار الخلافہ آسٹریا (وسط یورپ) میں ایک مشن قائم ہے اس کا کام مشہور نو مسلم بیرن عمر ازنفلز نہایت تندہی سے سر انجام دے رہے ہیں۔

۴۔ تیسرا مشن جاوا اور سماٹرا کے جزائر میں قائم ہے جو وہاں گذشتہ بارہ سال سے عیسائیت کا مقابلہ کر کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کر رہا ہے۔ اس مشن نے اسلامی لٹریچر کے پیدا کرنے کے سلسلہ میں حیرت انگیز کام کیا ہے چنانچہ اس نے نہ صرف جاوا اور سماٹرا کو اسلامی علوم کی روشنی سے منور کر دیا ہے بلکہ ہالینڈ کی سرکاری زبان ڈچ میں بہت سی کتابیں اسلامی تعلیمات پر شائع کی ہیں جنمیں ڈچ ترجمہ قرآن نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس طریق سے ایک مغربی ملک ہالینڈ میں تبلیغ اسلام ہو رہی ہے۔ عنقریب جاوا ہی سے ہالینڈ اور جاپان میں بھی مبلغ جانیوالے ہیں۔

۵۔ جزائر فجی میں آریوں کے خلاف اسلام پروپیگنڈا کا قلع قمع کرنے کے لئے مشن جاری کر رکھا ہے۔

۶۔ سپین مشن کے لئے گذشتہ تین سال سے روپیہ جمع ہو رہا ہے۔ جونہی کہ اس ملک کی سیاسی حالت سکون پذیر ہوگی وہاں مشن کھول دیا جائے گا۔

۷۔ البانوی طلبا جو کہ اس وقت انجمن کی زیر نگرانی تعلیم حاصل کر رہے ہیں تبلیغ کے کام کے قابل ہو جائینگے تو معاً البانیہ میں مشن کھول دیا جائے گا۔

۸۔ وقتاً فوقتاً اچھوتوں میں مشن قائم ہوتے رہے ہیں چند سال پہلے ضلع مظفرگڑھ میں تین ہزار اور ڈیرہ غازیخاں میں ایک ہزار کے قریب چوہڑے مسلمان بنائے گئے۔ اس وقت سے سانسی و دیگر اچھوت قبائل میں کام جاری ہے۔

۹۔ گذشتہ جنوری میں اچھوتوں میں تبلیغ کیلئے پونا مشن کھولا گیا مگر بعد ازاں اسے ریاست ٹراونکور میں منتقل کر دیا گیا جو آج ہندوستان بھر میں اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کا اہم ترین مرکز ہے ہمارا مبلغ الیپی کی مقامی انجمن کے تعاون و اشتراک سے مصروف کار ہے۔ ان کی مساعی سے سینکڑوں لوگ جنمیں بلند پایہ لیڈر شامل ہیں اسلام قبول کر چکے ہیں۔

دیگر خدمات

انجمن نے دو ہائی سکول قائم کر رکھے ہیں ایک لاہور میں دوسرا ڈلہی ضلع سیالکوٹ میں۔ نیز کئی بورڈنگ ہاؤس ہیں ہر دو کی عمارات انجمن نے خود تعمیر کرائی ہیں دونوں سکولوں میں تقریباً سات سو طلبا اور ہر دو کے قریب بورڈرز ہیں۔

۲۔ تبلیغی جماعتیں قائم ہیں یہاں کے تیار شدہ مبلغین ہیں ہندوستان کے علاوہ ایک فجی اور دوسرا ٹرینیڈاڈ میں تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں دیگر ممالک کے طلبا یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۳۔ بیوگان اور یتامیٰ کی امداد کے لئے ایک فنڈ قائم ہے جسکے ماتحت پندرہ سو روپیہ سالانہ خرچ ہوتے ہیں۔

۴۔ ایک فنڈ غربت زدہ مسلم بچوں کی امداد کیلئے قائم ہے تاکہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے دستکاری سیکھ کر باعزت زندگی بسر کر سکیں اس شعبہ میں اس وقت تک دس ہزار کے قریب رقم صرف کی جا چکی ہے۔

۵۔ باہر سے آنیوالے مسلم طلباء کیلئے انجمن نے ہوسٹل کا انتظام کر رکھا ہے۔

ہندوستان بھر میں شاخوں کے علاوہ ذیل کے ممالک میں ہمارے ممبر یا شاخیں ہیں یا ہمارے مبلغ مصروف تبلیغ ہیں۔

یورپی ممالک:۔ سوئٹزرلینڈ۔ انگلینڈ۔ جرمنی۔ فرانس۔ البانیا۔

افریقی ممالک:۔ سیرالیون۔ نائیجیریا۔ گیمبیا۔ یونس۔ مشرقی افریقہ۔ مصر۔

اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا (سورۃ الکہف)

دونوں گروہوں میں سے کس نے وقت کا ٹھیک حساب کیا یعنی وقت سے پورا فائدہ اٹھایا اور اسے مفید کام میں صرف کیا

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اللہ تعالیٰ کو عاجزی و فروتنی پسند ہے

اللہ تعالیٰ کو بندہ کی عاجزی اور فروتنی پسند ہے۔ تکبر اور شیخی بازی پسند نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور کہ اللہ متکبر شیخی خوروں کو پسند نہیں کیا کرتا۔ جو جماعت جناب الٰہی میں سر نیاز جھکاتی ہے اور عاجزی اور خاکساری سے کام لیتی ہے اللہ تعالیٰ کی نصرتیں بھی اسی کے شامل حال ہوتی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔ لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ کہ بے شک اللہ نے بدر کے میدان میں تمہاری نصرت کی جس حالت میں کہ تم عاجز اور کمزور تھے۔

معرکہ بدر و حنین کے نتائج

بدر وہ مقام تھا جہاں مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل اور کمزور اور کفار کی تعداد نہایت کثیر تھی اور بڑے بڑے سورما پہلوان ان میں موجود تھے مسلمانوں کی اس عاجز اور کمزور اور قلیل جماعت پر اللہ تعالیٰ کی نصرت ایسی معجزنما رنگ میں ظاہر ہوئی کہ تاریخ اسلام میں وہ ایک فرقان اور معجزہ بن گئی۔ اس کے بالمقابل وہ وقت بھی یاد کرو جب مکہ فتح ہو گیا اور مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اور حنین کے مقام پر بنو ہوازن اور بنو ثقیف کی شدید تیراندازی سے مسلمان گھبرا کر اور شکست کھا کر بھاگے۔ سوائے آنحضرت صلعم کے کہ آپ نے اس وقت بھی اپنا مرکب نہایت دلیری اور بہادری کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں بڑھایا۔ بعد میں گو مسلمان لوٹ پڑے مگر شکست کا یہ داغ نہایت افسوسناک تھا۔ جناب الٰہی اس شکست کی وجہ یہ فرماتے ہیں۔ کہ اذ اعجبتکم کثرتکم کہ تم اپنی کثرت پر نازاں ہو گئے تھے

کثرت تعداد پر محمودی حضرات کا ناز بیجا

پس جو چیز کسی جماعت کے لئے جناب الٰہی کی نصرت کیلئے جاذب ہوتی ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی اور خاکساری اور فروتنی اور جن باتوں کو خدا پسند نہیں کرتا وہ ہیں تکبر اور شیخی بازی اور کثرت تعداد پر فخر اور ناز۔ اگر محمودی صاحبان اپنی کثرت تعداد پر ناز کرتے ہیں اور فخریہ چھاپتے ہیں تو چھاپنے دو اور اس پر نازاں و فرحاں رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عاجزی اور فروتنی پسند ہے اور یہی وہ چیز ہے جو جاذب نصرت الٰہیہ ہے۔

جناب خلیفہ قادیان کا ہنگامہ تخت نشینی

جب سے قادیان میں میاں محمود احمد صاحب نے تخت خلافت پر قدم رکھا تھا اور کرکٹ میچ کے میدان کی فتح کے نمونہ پر انصار اللہ پارٹی نے اچھل اچھل کر اس وقت پگڑیاں اور ٹوپیاں اچھالی تھیں اور "تخت خلافت مبارک" اور "انوان خلافت مبارک" کے فلک شگاف نعروں سے زمین و آسمان ہلا دیا تھا۔ ہماری تعداد نہایت قلیل تھی جنہوں نے اس طوفان میں بہ جانے سے اجتناب کیا اور یہ محض فضل ربی تھا۔ ورنہ انسان عاجز اور کمزور ہے۔ اس کے بعد یار لوگوں نے مولوی محمد علی صاحب کا وہاں رہنا مشکل کر دیا۔ دن رات ان کے مکان کے چاروں طرف غیر ذمہ دار لوگ بے ہنگام نعرے مار مار کر تنگ کرنے لگے جن میں مولانا موصوف کا استخفاف مدنظر ہوتا تھا۔ بعض من چلے دیوار پر کوئی شعر لکھ جاتے تھے جس سے ان کے زعم میں مولوی صاحب پر زد پڑتی تھی

مصالحت کی ناکام کوشش

غرضیکہ جب وہاں کسی شریف آدمی کا خلیفہ قادیان کی بیعت کئے بغیر رہنا ناممکن ہو گیا تو مولوی صاحب تنگ آکر قادیان چھوڑ کر چلے آئے۔ لاہور میں آکر حضرت اقدس کے پرانے خدام کو جمع کر کے ایک جلسہ کیا جس میں مصالحت کے طریق سوچے گئے اور ایک وفد خلیفہ صاحب کی خدمت میں باریاب ہونے کے لئے بھیجا جانا۔ مگر خلیفہ صاحب بیعت کے سوا کوئی شرط منظور نہ کر سکتے تھے اس لئے بات رہ گئی۔ الغرض جب مصالحت ناممکن ہو گئی اور خلیفہ صاحب کی طرف سے ہمیں فاسق اور ابلیس کے خطابات ہو گئے

لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا قیام

تو پھر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بنیاد ڈالی گئی۔

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد

جماعت احمدیہ کے مقصد قیام کے متعلق بھی لوگوں میں بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس جماعت کو قائم کرنے سے حضرت مرزا صاحب کی غرض محض خدمت اسلام تھی۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں:۔

"یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کیلئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کیلئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام کوشش اس بات کیلئے کریں کہ ان سے عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی و ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت بہتا ہوا نظر آئے"

(حضرت مسیح موعود)

جماعت کا رخ سارا قادیان کی طرف تھا کہ حضرت اقدس کا صدر مقام تھا۔ دوم میاں محمود احمد صاحب حضرت اقدس کے بیٹے تھے۔ علاوہ خلافت کی اہمیت کے ان کے متعلق طرح طرح کی مبہم پیشگوئیاں بعض پرانے اشتہارات میں سے نکال نکال کر نہایت زور سے پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا۔ اور عام لوگوں کی خوش عقیدگیوں سے ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا تھا۔

پیر پرستی کا مرض

عوام الناس میں پیر پرستی کا مرض ہوتا ہے وہ بغیر کسی پیر کے نہیں رہ سکتے۔ ایک میرے نہایت معقول دوست نے جو محمودی ہو گئے تھے مجھے اپنی بیعت کی وجہ یہ بتائی کہ آخر مرکز میں کوئی ایسا آدمی ضرور ہونا چاہیئے مصیبت پڑنے پر جس کی طرف رجوع کیا جائے۔ میں نے کہا یہی شرک ہے مصیبت میں کام آنے والا خدا ہوتا ہے نہ کہ انسان۔ کسی بزرگ سے دعا کرانا جدا امر ہے۔ مگر اسے مصیبت کے لئے لگا کر رکھ چھوڑنا اور تکلیف کے وقت خدا کی بجائے اس کی طرف نگاہ اٹھنی شرک ہے۔ غرضیکہ عام طور پر جب میلان طبع کا یہ حال ہو تو انہیں ایک پیر کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لینا کیا مشکل تھا۔ ڈاکٹر اقبال نے اسی "خواجگی" یعنی کسی کو اپنا پیر مطلق الکل بنا لینے کی بیماری پر کیا خوب ایک نظم لکھی ہے وہو ہذا

دورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم
اہل سجادہ ہیں یا اہل سیاست ہیں امام
اس میں پیری کی کرامت ہے نہ میری کا ہے زور
سینکڑوں صدیوں سے خوگر ہیں غلامی کے عوام
خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی
پختہ ہو جاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام

لاہور میں انجمن کا پہلا سالانہ جلسہ

لوگ اس چکر میں پڑ کر خلیفہ قادیان کے ہاتھ میں اپنی عقلیں اور ایمان بیچ کر فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور جماعت کا کثیر حصہ اسی پیر پرستی کی رو میں بہ گیا تو معدودے چند لوگ رہ گئے جن کے ہاتھوں سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بنیاد پڑی۔ جب پہلا سالانہ جلسہ ۱۹۱۴ء میں ہوا ہے تو اتنی مختصر تعداد دوستوں کی جمع ہوئی کہ مسجد کے صحن کا بھی کافی حصہ خالی رہ گیا۔ یہ قلیل تعداد اس قدر حوصلہ شکن تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ ہوتا تو کبھی کا یہ کھیل ختم ہو گیا ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عاجز اور قلیل جماعت پر نظر رحمت فرمائی اور سال بہ سال یہ تعداد بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ اب مسجد کا مکان اس کا صحن اور ساتھ کی گلی ناکافی ہو کر اسکول کے وسیع صحن میں جلسہ ہوتا ہے اور اللہ کے فضل سے بھرا ہوا نظر آتا ہے

انجمن کی شاندار خدمت دینی

لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ تعداد کوئی چیز نہیں۔ اصل چیز خدا کا فضل اور اس کی نصرت ہے جو عاجزوں اور بیکسوں پر نازل ہوتی ہے۔ اس تھوڑی سی مدت میں اللہ تعالیٰ نے اس قلیل اور عاجز جماعت سے ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ اپنے دین کی خدمت کا وہ کام لیا جس کا عشر عشیر بھی کثرت پر ناز کرنے والی جماعت سے نہ ہو سکا۔ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ و تفسیر اور اردو ترجمہ و تفسیر شائع ہوئی۔ آنحضرت صلعم کی سوانحعمری انگریزی و اردو۔ خلافت راشدہ اردو و انگریزی شائع ہوئی۔ ریلیجن آف اسلام انگریزی میں اسلام پر ایک مبسوط کتاب شائع ہوئی۔ صحیح بخاری کا ترجمہ و تشریح اردو شائع ہوا۔ علاوہ ازیں کثرت سے انگریزی و اردو لٹریچر اسلام اور احمدیت پر شائع ہوا جن کی ایک طویل فہرست بن سکتی ہے۔ اردو اخبار "پیغام صلح"، انگریزی اخبارات "لائٹ"، "ینگ اسلام"، "مسلم ریویو"، "جرمن مسلم ریویو"۔ جاوا و فیجی کے اخبارات سب کے سب خدمت اسلام و احمدیت کے لئے شائع ہوتے ہیں۔ انگلستان کا مشن۔ جاوا کا مشن فیجی کا مشن، برلن کا مشن، وی آنا کا مشن۔ ٹرینیڈاڈ کا مشن، ہندوستان میں تبلیغی مشن اسی قلیل جماعت کی خدمات ہیں۔

قادیانی جماعت کا اندوختہ عمل

ادھر قادیان میں اتنی بڑی جماعت نے کیا خدمت اسلام کی ظاہر ہے کہ اس قدر قلیل کہ نہ ہونے کے برابر۔ البتہ اجرائے نبوت اور تکفیر مسلمانان کا مسئلہ نکال کر اسلام کا تختہ پلٹ دیا اور مطاع الکل خلیفہ بنا کر احمدیت کا بیڑا غرق کر دیا۔ ہاں جماعت کو سیاست کے سبق خوب پڑھائے گئے کبھی سرکار انگریزی کا ہاتھ بٹایا گیا کبھی اسے دھمکایا گیا۔ قادیان کو

ایک دارالسلطنت کے رنگ میں دیکھنے کے خواب آنے لگے مگر خدمت دین کیا ہوئی کچھ بھی نہیں۔ در ہوتی کس طرح جب شب و روز یہ کوشش ہو کہ دنیا ہماری غلام بنے اور ہم مجرد مسود مطامع انکل بنیں تو پھر خدمت دین کی توفیق کا چھن جانا لازمی امر تھا۔ حضرت مسیح موعود کا درد تو یہ تھا جو حضور کے اس شعر میں نظر آتا ہے۔

مجھے بایں مرا ایک ذرہ عز تہائے ایں دنیا
منہ از بیر باکرسی کہ ماموریم خدمت را

اس معیار پر دونوں جماعتوں کو پرکھ لو اور سورۃ کہف کی آیت ای الحزبین احصیٰ لما لبثوا امدا کے ماتحت دیکھ لو کہ یہ بائیس سال کی مدت کس فریق کی خدمت دین اور اسلام کے لئے مفید کام میں صرف ہوئی۔

اصحاب الکہف کے قصہ سے ایک سبق

یہ تو مسلّم امر ہے کہ اصحاب الکہف والرقیم ہی مسیحی لوگ ہیں جو ابتدا میں یہود اور رومن اور دیگر لوگوں کے ظلم سے تنگ آکر غاروں میں اور مختلف امن کی جگہوں میں پناہ ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ اس لحاظ سے یہ اصحاب الکہف کہلائے یعنی غاروں میں پناہ ڈھونڈنے والے اور ان کی اب انتہا یہ ہے کہ تمام دنیا میں ان کی تجارت اور سلطنت ہے۔ اور جو چیز ہے وہ تحریر کے ذریعہ پل رہی ہے۔ تجارت ہے تو اس کے اشتہارات اور دفاتر کی کثرت کا کوئی انتہا نہیں سلطنت ہے تو تمام دفاتر تحریر پر اس کا انحصار ہے اس لحاظ سے یہ اصحاب الرقیم کہلائے۔ لیکن سورۃ کہف میں انہی اصحاب کہف میں سے ایک چھوٹے سے گروہ کا علیحدہ بھی ذکر ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ اذ اوی الفتیۃ الی الکہف فقالوا ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وھیّئ لنا من امرنا رشدا۔ جب چند نوجوانوں نے امن کی جگہ میں پناہ لی اور کہا کہ اے ہمارے رب ہم پر اپنی جناب سے رحمت نازل فرما اور ہمارے اس ارادے کی کامیابی کے سامان مہیا کر دے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے فضربنا علیٰ اذانہم فی الکہف سنین عددا۔ ثم بعثنٰھم لنعلم ای الحزبین احصیٰ لما لبثوا امدا۔ پھر ہم نے اس جائے پناہ میں کئی سال تک ان کے کانوں کو مارے رکھا پھر انہیں اٹھایا تاکہ ہم ظاہر کر دیں کہ دونوں گروہوں میں سے کونسے گروہ نے وقت کی نگہداشت کی اور اس سے فائدہ اٹھایا اور مفید کام کیا۔ معلوم ہوتا ہے یہ قلیل گروہ جوانوں کا کسی کثیر گروہ کے ہاتھوں تنگ آکر نکل کھڑا ہوا۔ اور کسی امن کی جگہ میں جا کر اپنا کام کرتا رہا۔ اور وہ خدمت دین کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا اور جناب الٰہی سے نصرت اور مدد کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ ان کے کانوں پر مار دینے کا ایک مطلب تو یہ سمجھا گیا ہے کہ ان کو کسی طرف سے خبر نہ پہنچی۔ اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے کہ انہوں نے کسی کے کہنے سننے اور طعن کی پروا نہ کی اور خاموشی اور استقامت سے اپنا کام کئے گئے نتیجہ یہ ہوا کہ وقت آگیا کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اٹھایا اور زندہ قوم بنایا جس سے ظاہر ہو گیا کہ دونوں گروہوں یعنی کثیر اور قلیل گروہوں میں سے کس گروہ کا وقت مفید کام میں صرف ہوا اور کس گروہ نے اپنا وقت ضائع کر دیا اور کوئی خدمت دین نہ کر سکے۔

احمدیت کی تاریخ کا صحیح مرقع

اگر قرآن کریم کے قصص کا مطلب یہ ہے کہ اس سے عبرت حاصل کی جائے اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور ان کے اندر مستقبل میں آنے والی تاریخ بطور پیشگوئی کے پنہاں ہے تو پھر ای الحزبین میں دو گروہ صاف موجود ہیں۔ ایک وہ جس کے ہاتھوں قلیل گروہ تنگ آکر نکلا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ وہ کثیر گروہ ہوگا اور نہ قلیل گروہ کو ہجرت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس مسیح کے متبعین میں سے قلیل گروہ کا کسی دوسری جگہ جا کر خاموشی سے کام کرنا اور جناب الٰہی کے حضور میں اپنی بے سروسامانی پیش کر کے دعائیں کرنا اور بغیر کسی لعن طعن کی پروا کرنے کے خاموشی سے کام کئے جانا آج احمدیت کی تاریخ کا صحیح مرقع ہے اور جو خدمات ہو چکیں۔ گو وہ جتنی ہونی چاہئیں تھیں اس کے مقابل میں بہت قلیل ہے۔ مگر اس سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ احمدی جماعت کے قلیل اور کثیر گروہ میں سے کون ہے جس نے وقت سے فائدہ اٹھا کر خدمت دین کی اور اسلام کے نفع کے لئے وقت صرف کیا۔

مخالفت کی پروا نہ کرو۔ خدا پر بھروسہ رکھو

پس اے میرے دوستو! اپنی قلت اور ضعف قوت اور بے سروسامانی سے بے دل نہ ہو کہ تمہارے سامنے گذشتہ تاریخ کو قرآن کریم نے دہرا کر تمہیں حوصلہ و ہمت کرنے کے لئے رہنمائی فرمائی ہے تم اصحاب کہف میں سے قلیل گروہ کی طرح اپنی بے کسی اور بے سروسامانی کو جناب الٰہی میں پیش کرو اور اس سے مدد مانگو اور کسی کے لعن طعن کی پروا نہ کرو۔ خواہ وہ لعن طعن کرنے والے محمودی ہوں یا غیر احمدی۔ یا غیر مسلم ہوں۔

اہل نظر کا اعتراف

تم اپنا کام کئے جاؤ۔ وقت آئیگا کہ تم کو خدا ایک زندہ قوم بنائیگا اور تمہاری خدمت دین کا ایک زمانہ معترف ہوگا۔ آج بھی ان لوگوں کو چھوڑ کر جن کی آنکھوں پر تعصب اور حسد کی عینک لگی ہوئی ہے۔ اہل نظر تمہاری خدمات دینیہ کے معترف ہیں لیکن ابھی انشاء اللہ القدیر وہ وقت آنے والا ہے کہ خدا تمہیں ترقی دے کر دنیا میں اتنا اونچا کرے گا جیسا کہ ثم بعثنٰھم سے نظر آتا ہے کہ تمہاری مفید اور نفع بخش خدمات دینیہ کا اعتراف ہر ایک دوست دشمن کو ہوگا۔ مگر اس سے قبل ضروری ہے کہ ہم اپنی دعاؤں اور مجاہدات اور سعی اور خدمت میں بیش از بیش زور لگائیں۔ تاکہ وہ گھڑی جس کا آنا ان امور پر منحصر ہے جلد آوے کہیں ہماری سستی اور کمزوری سے اس میں تاخیر نہ ہو۔

جلسہ سالانہ کی غرض و غایت

جلسہ سالانہ کی بھی یہی غرض ہے کہ تا احباب ایک جگہ جمع ہوں اور آپس کے ملنے سے سستیاں اور کمزوریاں دور ہوں۔ مولانا نورالدین مرحوم کی زبانی سنا تھا کہ ایک بزرگ کی خدمت میں وہ جایا کرتے تھے ایک دفعہ کچھ عرصہ تک نہ جا سکے۔ پھر جو گئے تو وہ بزرگ بولے کبھی قصائی کی دوکان پر گئے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہاں۔ پھر وہ چپ ہو رہے تنہائی میں انہوں نے پوچھا کہ اس سے حضور کا کیا مطلب تھا۔ فرمانے لگے کہ قصائی کی دوکان پر اگر کبھی گئے ہو تو دیکھا ہوگا کہ تھوڑی دیر کے بعد وہ چھری کو چھری سے رگڑ لیتا ہے تاکہ استعمال سے دھار جو کند ہو گئی ہے وہ پھر تیز ہو جائے۔ اسی طرح مومن جب مومن سے ملتا ہے تو وہ ایمان کی دھار تیز ہوتی رہتی ہے۔

ہمارا مقصد محض خدمت دین ہے

پس میرے دوستو! اگرچہ یہاں کوئی پیر یا خلیفہ نہیں تو کیا ہوا تمہارا مقصد تو فقط خدمت دین ہے تم تو اسلام کے عاشق ہو۔ تم نے اسلام کی خاطر ایک جگہ جمع ہونا ہے۔ محض خدا کے لئے ایکدوسرے سے ملنا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مسلمان جو دوسرے مسلمان سے محض خدا کے لئے ملتا ہے تو قیامت کے ہولناک دن میں وہ دونوں خدا کے عرش کے سایہ تلے ہوں گے۔ پس ہم یہاں اپنے کسی دنیوی مقصد کے پورا ہونے کے لئے دعا کرانے اکٹھے نہیں ہوتے۔ نہ کسی دعا یا سفارش کے لالچ پر جمع ہوتے ہیں بلکہ محض خدا اور اس کے نام کو دنیا میں بلند ہوتا دیکھنے کے لئے جمع ہوتے ہیں پس اس سے بڑھ کر خدا کے لئے ملنا اور کیا ہو سکتا ہے

حاصل کلام

پس مبارک ہے وہ جو اس للّٰہیت اور خلوص سے بھرے مقصد کو لئے ہوئے جلسہ میں شامل ہو کر خدا کے عرش کے سایہ میں اپنے آپ کو لاتا ہے۔ آؤ ہم سب یہاں مل کر اپنے رب کے آگے التجا اور زاری کریں اور اپنے مرشد حضرت مسیح موعود کے ان اشعار میں دعائیں کریں۔ کہ۔

خاکساری کو ہماری دیکھ اے دانائے راز
کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بیقرار
اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہار دیں کہ میں ہوں اشکبار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

مخالفین احمدیت کیلئے دعا

دیگر کوششوں کے علاوہ مخالفین احمدیت کیلئے دعا بھی کی جائے ان لوگوں کی آنکھوں پر لاعلمی، غلط فہمی، تعصب، تنگدلی اور ذاتی اغراض کے پردے پڑے ہوئے ہیں یہ سب روحانی بیماریاں ہیں۔ ہماری حیثیت تیماردار کی ہونی ہونی چاہیئے۔ لٹریچر کی تقسیم اور زبانی تبلیغ کے علاوہ ان لوگوں کیلئے دردِ دل سے دعا بھی کرنی چاہیئے خدا ان کو نیک ہدایت دے۔ قادیانی دوستوں کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے۔ جن کا غلو احمدیت کی ترقی کے راستے میں روک بنا کھڑا ہے اور جن کے بعض عقائد ملانوں کے عقائد کی طرح مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

اپنے غیر از جماعت دوستوں

کو جلسہ نمبر ضرور پڑھنے کے لئے دیجئے اور ان کو سالانہ جلسہ میں ضرور اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریں۔

حضرت مرزا صاحب کا عشقِ قرآن

حضرت مرزا صاحب کو قرآن کریم سے بے انتہا اور غیر معمولی عشق تھا آپ نے اس کتاب اللہ کی تعریف نظم و نثر میں اس قدر شوق اور کثرت سے اور اس قدر والہانہ انداز میں کی ہے جس کی نظیر کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتی۔ قرآن کریم کی تعریف میں آپ کے بیشمار اشعار میں سے چند بطور نمونہ درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

۲۔ ایں صفت ہست خاصۂ فرقاں
ہر اصولش موثق از برہاں
آفتاب رہ صواب است ایں
بخدا بہ ز آفتاب است ایں
ہست فرقاں آفتاب علم و دیں
تا برندت از گماں سوئے یقیں

۳۔ از نورِ پاک قرآں صبح صفا دمیدہ
بر غنچہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ
اے کانِ دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نورِ آں خدائی کیں خلق آفریدہ

۴۔ آں چراغِ ہدیٰ است دنیا را
رہبر و رہنماست دنیا را
وہ چہ دارد خزائنِ اسرار
دل و عالم فدائے آں انوار
ہست آئینہ بہر روئے خدا
عالمے را کشید سوئے خدا

اگر حضرت مرزا صاحب نبی ہوتے!

(از سید محمد امین شاہ صاحب)

۱- نبوت

اگر حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہوتے تو جس طرح صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اپنی کتب میں لکھا ہے وہ بھی یوں فرماتے "محکم کیا ہے حضرت مسیح موعودؑ دینی نبی ہیں بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے ہی جیسے ہمارے آقا حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (الفضل ۴۔۲۰ اپریل ۱۹۱۴ء)

یوں نہ فرماتے۔ "ما نعني من النبوة ما يعني في الصحف الاولى بل هي درجة لا تعطى الا من اتباع نبينا خير الورى" (حقیقۃ الوحی استفتاء صفحہ ۱۶ ۱۹۰۵ء)

معنی۔ ہماری مراد اس نبوت سے وہ نبوت نہیں جو پہلے صحیفوں میں گزر چکی ہے۔ بلکہ یہ ایک درجہ ہے جو ہمارے نبی خیر الوریٰ صلعم کی پیروی کے بغیر کسی کو نہیں ملتا۔"

"پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء)

"سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔"

(خط حضرت مسیح موعود بنام الحکم)

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت کا ہوتا تو وہ جناب صاحبزادہ صاحب کی طرح یوں فرماتے۔ "نادان مسلمانوں کا خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں سے کچھ منسوخ کرے۔ یا بلا واسطہ نبوت پائے۔" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۳)

لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا اس واسطے انہوں نے یوں فرمایا: "مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔"

(خط حضرت مسیح موعود بنام الحکم مندرجہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء)

اگر حضرت صاحب نبی ہوتے تو صاحبزادہ صاحب کی طرح یوں فرماتے۔ "قرآن کریم کی اور شریعت اسلام کی اصطلاح کے رُو سے آپ حقیقی نبی تھے۔" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۷۴ مصنفہ صاحبزادہ صاحب)

لیکن حضرت صاحب اس کے برعکس فرماتے ہیں: سمیت

نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ"

سمیت نبیاً علی لسان خیر البریہ وذالک امر ظلی من برکات المتابعۃ" (حقیقۃ الوحی استفتاء صفحہ ۶۴ ۱۹۰۵ء)

اگر وہ نبی ہوتے تو بقول صاحبزادہ صاحب یوں فرماتے:-

... کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔"

(الوصیت صفحہ ۱۰، ۱۱ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء)

"سو یہ بات کہ امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳)

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے ہی ہوتے جن پر یہ امتیت اور نبوت کا اجتماعی لفظ صادق آتا اور دوسرا اس امت کا کوئی فرد اس کا مستحق نہ ہوتا تو جناب صاحبزادہ کی طرح یوں فرماتے: "امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہ ہوا۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۹)

یوں نہ فرماتے: "خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کا طرز نامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا۔ اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنی اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے" اور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت، نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔"

(الوصیت صفحہ ۱۲ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء)

۲- کفر و اسلام

اگر حضرت مسیح موعودؑ کا نبوت کا دعویٰ ہوتا تو وہ اپنے منکرین کو ضرور کافر کہتے (جیسے آجکل صاحبزادہ صاحب کا عقیدہ ہے کہ "محکم کیا ہے نبی کا منکر اولئک ھم الکافرون حقاً کے فتوے کے نیچے آتا ہے"

(الفضل ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ مصنفہ جناب صاحبزادہ صاحب

لیکن حضرت صاحب اپنے منکرین کے متعلق ذیل کا فتویٰ دیتے ہیں:-

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" اپنے دعویٰ کا [illegible]

مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا یا امتی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت صلعم کو جو سید المرسلین و خاتم النبیین ہیں امتی قرار دینا ہے اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔" (الفضل ۲۹ جون ۱۹۱۵ء)

یوں نہ فرماتے:-

"اس لئے اس نبوت (نبوت محمدیہ۔ ناقل) پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کیلئے ... انجام بھی ہے۔ لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ

تحریک احمدیت کے اصول

۱۔ اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس کے کامل پیروؤں کو اللہ تعالیٰ اپنی ہمکلامی کا شرف عطا فرماتا ہے۔

۲۔ اسلام کامل وحدت کا مذہب ہے جس کے پیرو سب بھائی بھائی ہیں اور کوئی شخص کسی اختلاف کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے۔

۳۔ اسلام کامل وسعت کا مذہب ہے جو تمام نسل انسانی کی وحدت کو اور ہر قوم کے اندر نبیوں کے آنے کو تسلیم کرتا ہے۔

۴۔ اسلام ایک فاتح مذہب ہے جو تمام مذاہب پر غالب آئیگا اور جس کے اصول عام طور پر دنیا میں قبولیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔

۵۔ اسلام ایک علمی مذہب ہے اور اس کے اصول اور فروع علم اور عقل کے مطابق ہیں۔

۶۔ اسلام میں اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور جو نئی ضروریات مسلمانوں کو پیش آئیں ان کا حل بذریعہ اجتہاد ہوتا رہے گا۔

۷۔ قرآن شریف شریعت اسلامی کا اصل اور غیر متبدل ماخذ ہے اور مسلمانوں کی زندگی کا اصل سرچشمہ ہے اور سب سے بلند مقام رکھتا ہے حدیث قرآن کے ماتحت ہے اور فقہ یا اجتہاد ائمہ قرآن و حدیث کے ماتحت ہے۔

۸۔ قرآن شریف قیامت تک نسل انسانی کی ہدایت کا سرچشمہ ہے اس کی کوئی آیت نہ پہلے کبھی منسوخ ہوئی۔ نہ آئندہ ہوگی۔

۹۔ قرآن شریف عظیم الشان روحانی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور اپنی روحانی طاقت سے قلوب کو فتح کرتا ہے۔ اپنی فتوحات کے لئے تلوار کا نہ یہ پہلے کبھی محتاج ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔

۱۰۔ قرآن شریف تمام مذہبی صداقتوں کا جامع ہے تمام مذہبی مسائل پر اعلیٰ درجہ کی روشنی ڈالتا ہے مذہبی مسائل پر نہ صرف تمام دعاوی کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے بلکہ ہر دعویٰ کے دلائل بھی پیش کرتا ہے۔

۱۱۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے کمالات کو اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ امت کسی دوسرے نبی کی تابع نہ پہلے ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔

۱۲۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے خاتم ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔ مجدد ہر صدی کے سر پر آتے رہیں گے۔ تاکہ غلطیوں کو دور کر کے مسلمانوں کو سیدھی راہ پر ڈالیں اور محدث اور اولیاء اللہ ہوں گے۔ جن سے اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوگا۔

کتب صرف۔ ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدید لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ سنہ ۱۹۰۲ء)

بس جو اس کو قادیانی دوست یہ کہکر رد کرتے ہیں کہ گو یہ کتاب سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی مگر لکھی ہوئی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تھی اس لئے یہ منسوخ ہے مگر بعد کی تحریریں بھی اسی کی موید ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

"یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگا دیں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰ سنہ ۱۹۰۵ء)

"اس زمانہ کے لوگ جو نہ صرف ہمارے مخالف ہیں بلکہ ہم کو کافر قرار دیتے ہیں وہ بموجب حدیث نبوی مومن کو کافر کہکر خود کافر بنتے ہیں"

(الحکم مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء)

"ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنے رسالہ المسیح والدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے میں نے کسی کتاب یا اشتہار میں ایسا نہیں لکھا اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کوئی کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸)

"میں ہمیشہ سے اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود بعض کے ہاتھوں سے انکی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی ہے ان کو مومن کیونکر کہہ سکتا ہوں" (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۶۵)

وہ وجہ کفر کی کیا ہے؟ فرماتے ہیں:۔

"دو سو مولویوں نے مجھے کافر ٹھہرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور انہیں کے فتوے سے یہ ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

جنازہ

اگر حضرت مرزا صاحب نبی ہوتے تو جناب صاحبزادہ صاحب کی طرح یوں فرماتے "غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے" (انوار خلافت صفحہ ۹۲)

یوں نہ فرماتے "متوفی اگر بالجہر مکذب اور مکفر نہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ علام الغیوب خدا ہی کی ذات ہے"

(الحکم مورخہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۹)

"جو مخالف برا نہ ہو تو اس کا جنازہ جائز ہے"

(خط مورخہ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۷ء بنام غلام قادر صاحب)

۳۔ خلافت

اگر حضرت مرزا صاحب نبی ہوتے تو یوں نہ فرماتے "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔" (الوصیت صفحہ ۲۳)

یہاں پر حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ قرار دیا ہے اور اپنے بعد جانشین انجمن کو قرار دیا ہے لیکن جناب صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں "میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلیفہ ہوں اور ایسے خلفا سے ہوں جنہیں خدا مقرر کرتا ہے"

[illegible] ۱۹۱۴ء صفحہ ۱)

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں: "میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" (خط حضرت مسیح موعود ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء)

یہ خط جب جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں پیش ہوا ۔ تو "قرطاس شیطان" کہہ کر مسترد کر دیا۔ اور آج تک اس حکم کے خلاف عمل کیا جا رہا ہے کیا یہی حضرت مسیح موعود کی صحیح جانشینی کا دعویٰ ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم یعنی قرآن کریم کی بدولت عرب کے بادیہ نشین جب دنیا کی حکومت کے مالک بن گئے تو انہوں نے اپنی سیاسی طاقت کو اپنی تمام شان و شوکت کا مرکز بنا لیا۔ اور اس امر کو فراموش کر دیا کہ اس طاقت کا قیام بھی قرآن کریم کی تعلیم کو بحال رکھنے پر منحصر ہے۔ انہوں نے قرآن کریم کے ارشاد کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کو ایسا بھلا دیا کہ رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کا نقشہ پیدا ہو گیا۔ اس کا لازمی نتیجہ مسلمانوں کا زوال ہوا جو روحانی اور مادی دونوں حالتوں میں رونما ہوا۔

جہاں ایک طرف روحانیت سے اسقدر بعید ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ کے اپنے نیک بندوں سے ہمکلام ہونے کے شرف یعنی الہام کو بھی قصہ پارینہ سمجھ لیا یا اپنے خیال پر فلسفیانہ رنگ میں اسے ایک دماغی کیفیت قرار دینے لگے۔ وہاں دوسری طرف اپنی مادی طاقت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اور برائے نام کہیں کہیں حکومت رہ گئی۔ ورنہ حقیقتاً پستی اور ذلت کی انتہائی گہرائی میں گر گئے۔ اکابر قوم نے مسلمانوں کے مرثیے پڑھ دیئے جس نے نمونہ دیکھنا ہو وہ ہمارے اس ملک میں مولانا حالی کی مسدس ملاحظہ کرے۔ مسلمان ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق نظر آنے لگے۔ چنانچہ زمانہ حاضرہ کے بلند ترین مسلم فلسفی شاعر ڈاکٹر اقبال نے اس کا مختصر نقشہ یوں کھینچا:۔

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

اس انحطاط کے ساتھ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ پیشگوئیوں کے مطابق مسلمانوں کا یہ انحطاط اور ذلت مقدر ہے جب تک کہ مسیح آسمان سے نہ اترے اور مہدی کا ظہور نہ ہو جو تلوار سے ساری دنیا کو مسلمان کرے گا۔ جہاں ایک طرف مسلمانوں سے قوت عمل کے سلب کرنیکا باعث بنا اور مسلمان ہاتھ پر ہاتھ رکھے مسیح اور مہدی کے ظہور کیلئے دست بدعا تھے وہاں دوسری طرف مسیح کے دو ہزار سال سے آسمان پر خلاف سنت اللہ بیٹھے رہنے کا عقیدہ عیسویت کی اشاعت میں معاون بن رہا تھا۔ اور اسلام اور مسلمان چکی کے ان دو پاٹوں میں پس رہے تھے۔

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ایک شخص کو بذریعہ الہام اس حقیقت کی اطلاع دی کہ مسلمانوں کی مشکلوں کا حل قرآن کریم کی اشاعت اور اس کی روحانی طاقت سے دنیا کو مسلمان کرنے اور عیسیٰ اور مہدی کی انتظار کو ترک کر دینے میں ہے۔ قرآن کریم ایک طرف روحانی طور پر بندوں کو خدا سے ہمکلام بناتا ہے (جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا جزو فرمایا ہے) اور دوسری طرف اس کی تعلیم دلوں کو فتح کر کے سیاسی اقتدار کے حصول کا باعث بننے والی ہے۔ حضرت عیسیٰ بروئے قرآن فوت ہو چکے اور حدیث میں ابن مریم کی آمد ثانی کا ذکر صرف ایک استعارہ ہے جس سے مقصود مسلمانوں کے ادبار کا اظہار ہے جن کی حد یہود کی اس حالت سے مشابہ ہونی تھی۔ جب یہود میں حضرت عیسیٰ کے مبعوث ہونیکو اللہ تعالیٰ نے ضروری سمجھا اور اسی نسبت سے اس شخص کو جس نے اس حقیقت کا انکشاف کر کے مسلمانوں کو تعزلات سے نکالکر ترقی کی صحیح راہ پر گامزن کیا۔ ابن مریم کا خطاب بارگاہ ایزدی سے مثالی طور پر عطا ہوا۔ ورنہ عیسیٰ کے لفظ سے کسی نبوت کا دعویٰ مقصود نہیں اور لا مہدی الا عیسیٰ مشہور حدیث ہے جس کی تشریح اسی طرح پر ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ کام مجدد کا ہے نہ کہ نبی کا تو سوال پیدا ہونا لازمی تھا کہ حدیث میں نزول ابن مریم کی حدیث میں نبی اللہ کا لفظ موجود ہے اس سوال کا جواب یہ دیا گیا کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ اپنے لغوی معنوں میں نبوت کہلا سکتا ہے یہی اس حدیث میں لفظ نبی کا مفہوم ہے کیونکہ نبوت حقیقی جبریل کے متمثل ہو کر اللہ تعالیٰ کا پیغام لانے کا نام ہو رہی مسل۔ رسولہ نبیرحی بازنہ مایشاء جو بعد محمد الرسول اللہ صلعم خاتم النبیین قیامت تک انکے سے جبریل روک دیا گیا ہے اور کثرت الہام پانے کے لحاظ سے تمام اولیاء جزوی اور مجازی طور پر نبی ہیں نہ کہ حقیقی طور پر حسب مفہوم حدیث اولیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ ہاں یہ ایک حقیقت اور امر واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر نبی اللہ کا لفظ بر رنگ پیشگوئی مجازی معنوں میں صرف ایک ہی شخص کیلئے خصوصیت سے استعمال ہوا ہے جس کو ابن مریم (عیسےٰ) کا خطاب بطور بالا دیا جانا تھا۔ اسی خصوصیت کو مرزا صاحب نے ظاہر فرمایا جس کو نہ سمجھتے ہوئے دشمن تو دشمن دوستوں کا ایک گروہ اس بات پر مصر ہو گیا کہ مرزا صاحب نے اولیاء سے الگ قسم کی حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا۔ مرزا صاحب کا دامن اس ظلم سے بالکل پاک ہے اس رنگ میں بھی اس لفظ کے استعمال سے صرف اس حقیقت کا اظہار مقصود ہے کہ قرآن کریم کی اتباع انسان کو اتنا بلند کر سکتی ہے کہ وہ نبیوں کی طرح اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو سکے

تحریک احمدیت کا عمل

۱۔ دنیا کی تمام قوموں کے مذہبی پیشواؤں اور کتب مقدسہ کا احترام کیا جائے۔

۲۔ تمام اصحاب رسول اللہ صلعم، تمام آئمہ (خواہ وہ کسی فرقہ کے ہوں) تمام اولیاء، تمام مجددین کا احترام کیا جائے۔

۳۔ تمام اسلامی فرقوں کو ایک درخت کی مختلف شاخیں سمجھا جائے۔ قرآن اور رسولؐ پر سب کا اجماع ہے۔ خواہ فروع میں کتنے بھی اختلاف ہوں۔

۴۔ احکام شریعت کی تابعداری اور شعائر اسلامی کا احترام کیا جائے اور قرآن شریف کی حکومت کو کلی طور پر قبول کر کے ہر ایک رسم و رواج سے اجتناب کیا جائے۔

۵۔ تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی رکھی جائے۔ خواہ کسی مذہب کسی ملک کسی قوم کے لوگ ہوں

۶۔ ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھکر حسب طاقت اس کی مدد کی جائے۔

۷۔ خدمت دین، امام وقت اور مجدد کے ساتھ ہو کر اس کے حکم کے مطابق کی جائے۔ قوم کے اندر سے ہر ایک غلطی کی اصلاح کے لئے ایمانی جرأت سے کام لیا جائے

۸۔ اسلام۔ اسلام کی کتاب، اسلام کے پیغمبر پر جو حملے ہوں ان کا دفاع کیا جائے اور اپنے آپ کو اسلام کے محافظ فوج کی حیثیت دی جائے۔

۹۔ تبلیغ اسلام میں اپنے آپ کو ایک مجاہد فی سبیل اللہ سمجھا جائے اور خدا کے کلام کو اور پیغام اسلام کو دنیا کی تمام قوموں تک پہنچایا جائے۔

۱۰۔ اپنے وقت اور اپنے اموال کا کم سے کم ایک حصہ دین کی حفاظت و اشاعت کیلئے وقف کیا جائے

۱۱۔ خدا کے دین کے لئے ہر قسم کی مصیبت اور تکلیف اور ذلت کو خوشدلی سے برداشت کیا جائے

۱۲۔ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے۔ رسول خدا کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہو۔ دین اسلام کی غیرت تمام غیرتوں پر فائق ہو۔ امت محمدیہ کی خیرخواہی تمام خیرخواہیوں سے بڑھ کر ہو۔

ہمارا قومی اجتماع

(از جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے)

انفروا خفافاً وثقالاً وجاهدوا باموالكم وانفسكم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ہ

رجب ۹ھ کا واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کو تبوک کی مہم پیش آئی۔ سلطنت روما ملک عرب پر حملہ کرنا چاہتی تھی، اور اپنی عظیم الشان طاقت اور منظم افواج کے ذریعہ بیچارے عربوں کا خاتمہ کرنے کے درپے تھی نبی کریم صلعم نے مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ لیکن اس وقت اس مہم کی تیاری کے لیئے مسلمانوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا تھا۔ اول تو تحط کے ایام تھے۔ دوسرے ملک شام کی حدود تک ایک بہت لمبا سفر درپیش تھا اور رستہ میں پانی اور رسد کی قلت تھی۔ تیسرے فصل بالکل پختہ اور کاٹنے کے لیئے تیار تھی۔ چوتھے موسم سخت گرمی کا اور پانچویں مقابلہ ایک زبردست حکومت سے۔ مسلمان ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں کہ حکم الہی نازل ہوا نکل پڑو خدا کی راہ میں ہلکے اور بوجھل یعنی جس حال میں بھی ہو نکل پڑو۔ اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔"

زمانہ خواہ کس قدر بدل چکا ہو لیکن اللہ تعالے کے احکام کی اطاعت ہر وقت لازم ہے۔ آج بھی ہمیں ایک زبردست مہم درپیش ہے۔ اور اسلام کی حفاظت کے لیئے ایک جہاد شروع ہے تلوار کے جہاد کی اگر ضرورت باقی نہیں رہی تو نہ سہی۔ جہاد بالقرآن کے لیئے بھی تو کم قربانی بکار نہیں۔ اس کے لیئے بھی بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کرنی ہوں گی اور بڑے بڑے دکھ اٹھانے پڑیں گے۔ اور اس جہاد کے لئے بھی ہمیں اپنی پوری قوت صرف کرنی ہوگی۔ اس ماہ کے آخری ایام میں ہمیں آیندہ سال کے لیئے اپنی فوجی طاقت کا جائزہ لینے اور نظم و نسق پر غور کرنے اور پیش آمدہ مہم کو سر کرنے کے لیئے تدابیر سوچنے کی غرض سے جمع ہونا ہے۔ ایک طرف مالی مشکلات اور اقتصادی بدحالی کا زمانہ۔ دوسرے لمبے سفر اور مسافری کی تکلیف تیسرے اپنے دنیوی فوائد کو قربان کرنا اور تمام مشاغل سے بے تعلق ہو کر خدا کے دین کی خاطر جمع ہونا۔ چوتھے سخت سردی کا موسم اور پانچویں ہمیں اپنی بے بضاعتی بیکسی اور مخالفین اسلام کی عظیم الشان طاقتوں کا احساس یہ سب مشکلات بیشک موجود ہیں۔ لیکن خدا کا حکم یہی ہے۔ انفروا خفافاً وثقالاً۔ نکل پڑو خدا کی راہ میں ہلکے اور بوجھل جس حال میں بھی ہو نکل پڑو" اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو۔ اور یاد رکھو کہ خدا کے دین کی تائید کے لیئے حرکت کرنا زندگی ہے تکلیف اٹھانا راحت اور ذلت اٹھانا عزت کا موجب ہے بشرطیکہ کوئی سمجھے۔ اِن کُنتُم تَعلَمُون

۲۵-۲۶ اور ۲۷ دسمبر کو ہم اللہ تعالے کے فضل سے بشرط زندگی ایک مرتبہ پھر اس عظیم الشان اجتماع میں شریک ہوں گے جس کی بنیاد خدا کے مامور اور زمانہ کے امام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔ یہ وہ اجتماع ہے۔ جس میں خدا کے دین کی خدمت کے لیئے ہمارے اندر ایک نئی روح نفخ کی جاتی ہے اور بے شمار انوار و برکات سے ہمیں حصہ ملتا ہے۔ یہ وہ اجتماع ہے جس میں ہمیں دینی فوائد اٹھانے، معرفت میں ترقی اور معلومات وسیع کرنے، اپنے بھائیوں سے تعارف بڑھانے اور تعلقات اخوت کو مستحکم کرنے کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ یہ وہ اجتماع ہے جس میں شمولیت ہمارے قلوب کو اسلام اور محمد رسول اللہ کی محبت سے لبریز کر دیتی ہے۔ یہ وہ اجتماع ہے جس میں شریک ہو کر ہم خدا کی وعدوں کو پورا ہوتا دیکھتے ہیں۔ ایک طرف اپنی مٹھی بھر جماعت اور دوسری طرف اس کی بے نظیر خدمات اسلامی کا نظارہ ہمارے دلوں پر وجد طاری کرتا ہے اور ہماری زبانوں پر بے ساختہ خدائی بشارت کے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں کم مِن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَت فِئَةً كَثِيرَةً باذن اللہ۔ یہی وہ اجتماع ہے جس میں مسیح موعودؑ کے مرید و شیدا جمع ہو کر اپنے مرشد کے روحانی کمالات کا نظارہ کرتے ہیں اور خدائی وعدہ یاتیک من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق کے واقعات کے رنگ میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور یہی وہ اجتماع ہے جس میں ہمیں سال بھر کے بعد پھر بارگاہ الہی میں جھکنے، اس کے انعامات کا شکر بجا لانے، اس کے آستانہ رحمت پر گرنے اپنے گناہوں سے معافی چاہنے۔ اس کے افضال کو طلب کرنے اور دست بدعا ہونے کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ پس کون احمق ہے جو اس عظیم القدر اجتماع میں شریک ہونے سے کوتاہی کرے گا اور اپنے آپ کو اس قدر برکات و فیوض سے محروم رکھے گا؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ میں شمولیت کو بہت ضروری قرار دیا ہے اور آپ نے اپنے متبعین کو بڑی تاکید سے فرمایا ہے "حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اور یہاں و جہان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے مواقع پیش آ جائیں۔ جن میں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو۔"

پھر آپ نے جلسہ کی اغراض اور ضروریات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

(۱) "بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالے کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔"

(۲) "اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔"

(۳) "اس جلسہ میں یہ ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لیئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لیئے تیار ہیں۔"

حضرت مسیح موعودؑ کے ان صریح ارشادات کے بعد کچھ اور عرض کرنے کی حاجت نہیں اور ہمیں قوی امید ہے کہ ہماری جماعت کا کوئی دوست بھی جو سفر کے قابل ہو۔ اپنے مرشد کے حکم سے سرتابی نہ کرے گا۔ اور جلسہ سالانہ میں اپنے دوست و احباب اور اہل و عیال سمیت ضرور شامل ہوگا۔

جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کے لئے ایک امر کا لحاظ رکھنا بھی بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ ہم پوری طرح تیار ہو کر اس اجتماع میں شریک ہوں۔ جس طرح سپاہی پوری تیاری کے ساتھ میدان جنگ میں جاتا ہے اسی طرح ہم بھی اس دینی جہاد کے لیئے مناسب سامان رسد اور تیاری کے ساتھ آئیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"اللہ جلشانہ نے قرآن کریم میں تدبیر اور انتظام کے لیئے ہمیں حکم فرمایا ہے اور ہمیں مامور کیا ہے کہ جو احسن تدبیر اور انتظام خدمت اسلام کے لیئے ہم قرین مصلحت سمجھیں اور دشمن پر غالب ہونے کے لیے مفید خیال کریں وہی بجا لاویں جیسا کہ وہ عزاسمہ فرماتا ہے وَاَعِدُّوا لَهُم مَا استَطَعتُم مِن قُوَّةٍ یعنی دشمنوں کے لیئے ہر ایک قسم کی تیاری جو کر سکتے ہو کرو اور اعلائے کلمہ اسلام کے لیئے جو قوت لگا سکتے ہو۔ لگاؤ۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کریمہ کس قدر بلند آواز سے ہدایت فرما رہی ہے کہ جو تدبیریں خدمت اسلام کے لئے کارگر ہوں۔ سب بجا لاؤ اور تمام قوت اپنے فکر کی اپنے بازو کی اپنی مالی طاقت کی، اپنے حسن انتظام کی، اپنی تدبیر شائستہ کی اس راہ میں خرچ کرو "تا تم فتح پاؤ۔"

پس حکم قرآنی وَاَعِدُّوا لَهُم مَا استَطَعتُم مِن قُوَّةٍ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم سپاہیوں کی طرح آئیں اور روحانی جنگ کا سامان ساتھ لائیں۔

اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کریں

حضرت مسیح موعود کی دلی تڑپ

مجھ کو دکھلا دے بہار دیں کہ میں ہوں اشکبار

دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار

فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتی اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

یا الہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولا اس طرف دریا کی دھار

اب نہیں ہیں ہوش اپنے ان مصائب میں بجا
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وہ ہو ویں رستگار

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آ گیا اس قوم پر وقت خزاں اندر بہار

اے خدا بن تیرے ہو یہ آبپاشی کس طرح
جل گیا ہے باغ تقویٰ دیں کی ہے اب اک مزار

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہی ہر دم سیل وار

اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہار دیں کہ میں ہوں اشکبار

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دعوت اور اپیل جلسہ سالانہ ۱۹۳۶ء

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (النور - ۶۲)

ترجمہ: مومن وہی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب کسی اہم معاملہ میں اس کے ساتھ ہوتے ہیں تو جاتے نہیں یہانتک کہ اس سے اجازت لے لیں وہ لوگ جو تجھ سے اجازت لے لیتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

برادران کرام

دنیا میں کسی پبلک تحریک کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ کس قدر اشخاص اس تحریک کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں اور اسکے لئے کس قدر قربانی کرنیکی استعداد رکھتے ہیں اور کہ اس کا نظام کس حد تک مکمل ہو جس کے ماتحت افراد کی کوششیں اور قربانیاں صحیح طریق اور موقع کے مطابق موثر طریق پر استعمال ہو سکیں ان مقاصد کے حصول کا سب سے موثر طریق قومی اجتماع ہے جس میں دور دراز کے افراد جب ان مرکز میں جمع ہو کر ایک طرف اُن نتائج کو دیکھتے اور ان سے باخبر ہوتے ہیں جو ان کی کوششوں سے دور دراز مقامات میں نظام کے ماتحت پیدا ہوتے ہوں اور اپنے کارکنوں کے علم و تجربات اُن کی ضروریات و مشکلات سے باخبر ہوتے ہیں۔ اور یہی چیز ہے جس سے اُن کے دلوں میں تحریک سے محبت بڑھتی ہے اور اسکی اہمیت کو محسوس کرکے جس قدر محبت زیادہ ہوتی ہی قدر قربانی کا مادہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ انسان کسی چیز کے لئے قربانی نہیں کرتا جب تک اسے اس کو محبت بلکہ عشق نہ ہو۔ تو دوسری طرف اپنے تجربات اور مختلف جگہوں کے مقامی حالات کے متعلق اپنے مرکز کو باخبر کرتے ہیں اور اپنے نظام کو بہتر بنانے میں مدد دیتا ہے اور سب سے بڑا اہم نتیجہ جو اس کے علاوہ حاصل ہوتا ہے وہ تحریک میں حصہ لینے والوں کی باہمی ملاقات اور محبت کے تعلقات ہیں جو ہر قوم کی زندگی کی اصل بنیاد ہے اسی لئے ہر زندہ تحریک کیلئے دنیا میں اجتماع کا دستور ہے اور اسی لئے قرآن کریم نے مندرجہ بالا آیات میں قومی اجتماعات میں شامل ہونا ایمان کا جزو قرار دیا ہے اور اس میں شامل نہ ہونے کو گناہ قرار دیا ہے۔

اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ معمولی معاملات میں اگر کوئی فرد اجتماع میں شمولیت سے غفلت برتے تو ممکن ہو کہ قابل درگذر ہو لیکن جس قدر معاملہ اور وقت کی نزاکت اور اہمیت زیادہ ہوگی اسی قدر غفلت اور بے پروائی سے کام لینے والا زیادہ گناہگار قرار پائے گا۔

آج جن دنوں میں سے ہم گزر رہے ہیں یہ ایسا وقت ہے جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ دنیا ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا صحیح نقشہ پیش کر رہی ہے وطن، قومیت، رنگ، مذہب، سائنس، مادیت جس چیز کی طرف نگاہ اٹھائیں اسی میں فساد کی دنیا کی حالت پکار پکار کر کہہ رہی تہذیب کی تلاش کے لئے حیران ہو جس میں صحیح محبت، امن اور انسانیت کامل اسلامی رنگ میں پائی جاتی ہو لیکن اسلام کے نقطہ اور قوانین حقہ میں موجود ہے۔ لیکن دنیا کی آنکھ اس کو نہیں دیکھتی۔

عین ضرورت وقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ایک مامور اس زمانہ کا مجدد ہو کر آ گیا جس نے اسکا عَزَّ وَجَلَّ لَاشَرِیْکَ قدوس خدا پر ایمان رکھ کر صرف اس ایک کی پرستش کرنا اور باقی سب پرستشوں کا ترک کرنا خواہ وہ صنم پرستی ہو یا بیجا پرستی ہو یا وطن یا قومیت پرستی ہوتا یا۔ ایک جماعت قائم کی جس کے ذمہ یہ فرض لگایا کہ دنیا کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے ایک طرف غیر مسلموں کے ساتھ سلوک کے متعلق تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ کا مقدس حکم دنیائے اسلام کو یاد دلائیں اور دوسرے اتحاد مسلمین کے لئے لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کو بنیاد قرار دیتے ہوئے تکفیر بین المسلمین کے مرض کا ازالہ کریں۔

یہ وہ عملی اسلام ہے جس کے علمبردار اس وقت سوائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی مختصر اور غریب جماعت کے دنیا میں کوئی نہیں۔ اس چھوٹی سی غریب جماعت نے جو کچھ بھی اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کے لئے کیا وہ اس کے ذرائع کے لحاظ سے کس قدر بھی زیادہ ہو مگر ماننا پڑے گا کہ فتنہ و فساد کے سمندر میں یہ اصلاح کا ایک قطرہ بھی ابھی تک نہیں۔ اور وقت کی نزاکت ہم سے بہت زیادہ مطالبہ کر رہی ہے۔ دوسری طرف دنیا بھر میں جو اقتصادی مشکلات اور بیکاری کی مصیبت پیدا ہو رہی ہے۔ اس کے اثر سے جماعت کا صاف بچ جانا بھی ممکن نہ تھا اور یہ صورت بظاہر قدم بڑھانے کے راستے میں ایک زبردست رکاوٹ نظر آ رہی ہے۔ اس کیساتھ ہی آج جمہور مسلمان بجائے غیر مسلموں کو مسلمان بنانے کے مسلمانوں کو کافر بنانے اور یہ کام کرنیوالوں کو نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور فریب بران برادران

یوسف حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اصل غرض کو پس پشت ڈال کر لِلْفِتْنَةِ ہم کا نقارہ اس قلیل جماعت کی بربادی میں دیکھنے کے شدت آرزومند ہیں۔

ان حالات میں دوہ ان آ گئے جو اللہ تعالیٰ کے مامور نے قرآن کریم کی آیت مندرجہ عنوان کے ماتحت قومی مشورہ کیلئے مقرر کئے اور موقع کی نزاکت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہر ایک فرد خواہ وہ امیر ہو یا غریب جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کیا ہے وہ اپنے پر اس شرکت کو لازمی قرار دے لے مصائب سخت ہیں مگر إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (المومن - ۵۱) یقیناً ہم اپنے رسولوں اور انکی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں مدد کرتے ہیں۔ آؤ ان سب پر غالب ہو۔ اللہ تعالیٰ کا قانون بدل نہیں سکتا انسان کو اپنے مدارج طے کرنے کے لئے مشکل میدان کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (العنکبوت ۲-۳) **ترجمہ:** کیا لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ یہ کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور وہ مصیبت میں نہ ڈالے جائیں۔ اور یقیناً ہم نے ان کو مصائب میں ڈالا جو ان سے پہلے تھے پس ضرور اللہ انہیں دیکھ لیگا جو سچے ہیں اور وہ جھوٹوں کو بھی ضرور دیکھ لیگا یہ خدا کا قانون ہے۔ اب دیکھنا یہ مطلوب ہے۔

کون کہتے ہیں	کون کہتے ہیں
قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ ..... فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ (المائدہ ۲۲-۲۴) انہوں نے کہا اے موسیٰ ان میں قوی لوگ ہیں .... تو اور تیرا رب جاؤ اور جنگ کرو ہم یہاں بیٹھے ہیں	كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ (البقرۃ ۲۵۱) **ترجمہ:** بسا اوقات چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر اللہ کے حکم سے غالب آ گیا۔

دیکھنا مطلوب ہے کہ

کون یہ حالت پیش کرتا ہے	کون یہ نقشہ پیش کرتا ہے
لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ (التوبۃ ۴۲) **ترجمہ:** اگر فائدہ جلد ملنے والا اور سفر میانہ ہوتا تو ضرور تیرے پیچھے ہو لیتے لیکن مشقت کا سفر انہیں دور کا معلوم ہوا۔	وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا **ترجمہ:** اور جب مومنوں نے جماعتوں کو دیکھا انہوں نے کہا یہ وہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور اسکے رسول نے دیا تھا اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس نے انہیں صرف ایمان اور فرمانبرداری میں بڑھایا۔

یقیناً یقیناً انشاء اللہ ہم وہ لوگ نہیں جن کے لئے یہ وعید ہو کہ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ بلکہ ہمارے لئے وعدہ ہے لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کی تکمیل ہمارے سے کرائی ہے اور نشان فتح نمایاں بنام ما باشد۔

مندرجہ بالا احکام الٰہی سنت اللہ کے مطابق مندرجہ ذیل امور کی جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ کو دعوت دی جاتی ہے۔

(۱) خود جلسہ پر تشریف لاویں اور جس قدر احباب جماعت یا غیر از جماعت ممکن ہو سکے اپنے ہمراہ لاویں۔

(۲) اپنے حلقہ اثر میں امداد حاصل کرنیکی پوری کوشش کریں۔

(۳) جلسہ پر مہمانداری کے اخراجات کے لئے جو امداد دے سکیں خواہ وہ نقدی کی صورت میں ہو یا جنس کی ارسال فرماویں اور اس کی مقدار سے بواپسی اطلاع دیں اور اپنے حصہ کی مقررہ رقم جو آپ کے نام ڈالی گئی ہے وہ ارسال فرمادیں۔

سید امیر علی شاہ مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تحریک دستکاری!

خواتین سلسلہ کی توجہ کے قابل

محترم بہنو! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کو علم ہوگا کہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور نے اشاعت اسلام میں مدد دینے کے لئے ایک دستکاری فنڈ جاری کیا تھا یعنی ہر ایک بی بی کوئی سا دستکاری کا کام اپنے ہاتھ سے بنا کر سال میں ایک دفعہ دیں اور یہ سب اشیاء جمع کر کے سالانہ جلسے پر جو ماہ دسمبر میں ہوتا ہے بذریعہ نمائش فروخت کی جائیں اور روپیہ اشاعت اسلام پر صرف ہو۔ چنانچہ کئی سال سے یہ نمائش ہوتی ہے افسوس ہے کہ اب تک بہت کم بہنوں نے اس مبارک کام میں حصہ لیا ہے۔ اگر یہ تحریک عام ہو جاوے تو اشاعت اسلام کو گراں قدر امداد خواتین کی طرف سے مل سکتی ہے اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ بھی اس نیک مفید تحریک میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں اور اپنی بچیوں و دیگر رشتہ داروں کو بھی شریک کریں۔

آپ جانتی ہیں کہ آجکل مسلمانوں پر کس قدر مشکلات کا زمانہ گذر رہا ہے۔ ان کی ہستی چاروں طرف سے معرض خطر میں ہے۔ ناموس اسلام پر گندے حملے ہوتے ہیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ناپاک ترین الزامات لگائے جاتے ہیں تو کیا ہمیں یونہی خاموش بیٹھے رہنا چاہیئے ہرگز نہیں مذہب اسلام نے طبقہ نسواں کو ذلیل ترین حالت سے نکال کر بام عروج پر پہنچایا اور ان کے حقوق قائم کئے تو ہر ایک دختر اسلام کا فرض ہے کہ وہ تن من دھن سے اپنے پیارے مذہب کی حفاظت کیلئے تیار ہو جائے۔ آپ چار دیواری کے اندر سے بھی بذریعہ دستکاری حفاظت اسلام جیسے زبردست جہاد میں حصہ لیکر دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتی ہیں۔ غریب سے غریب بہنیں بھی امداد دینے سے نہ ہچکچائیں کہ خلوص دل سے دیا ہؤا ایک پیسہ بھی نہایت قدر و قیمت رکھتا ہے اور ہماری متمول بہنیں بھی خادمہ اسلام ہونے کا شرف حاصل کرنے میں تاخیر نہ کریں۔ آج کل رمضان کا بابرکت مہینہ ہے۔ بہتر ہو کہ آپ اس مہینہ کو اس مجاھدہ میں صرف کریں اور روزانہ کم از کم ایک یا دو گھنٹہ لگا کر کوئی کار آمد اچھی سی دستکاری اشاعت اسلام کے لئے دیں یقیناً آپ کا یہ فعل بھی عبادت میں شمار ہوگا جس قسم کی دستکاری آپ کو آتی ہو آپ تیار کر سکتی ہیں اگر پسند نہ ہو تو اس کو دوبارہ خود ہی خرید سکتی ہیں۔ اس قدر خیال رکھنا چاہیئے کہ کم قیمت خوبصورت و پائدار چیز ہو۔ ایک قیمتی چیز سے متعدد سستی قیمت کی چیزیں بہتر ہیں آج کل مندرجہ ذیل اشیاء کی زیادہ کھپت ہے مثلاً کڑھے ہوئے دوپٹے، ازار بند، بچوں کے سویٹر، موزے، ٹوپی کا رواج بہت کم ہے، ٹیبل کلاتھ، غلاف تکیہ، کرسیوں کے کشن، بچوں کے کھلونے، پلنگ پوش، کھانا ڈھانکنے، الیڈ زرومال دیواروں پر آویزاں کرنے کے خوبصورت قطعے وغیرہ وغیرہ۔ ہر چیز خوبصورتی اور صفائی سے بنانی چاہیئے۔

یہ تمام اشیاء عید سے قبل خاکسار کے پاس پہنچ جانی چاہئیں

والسلام

خاکسار: اہلیہ محمد علی آنریری سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق مسلم اکابر و خواتین کی آراء

ہماری انجمن کی خدمات دینی کے متعلق مسلم اکابر و خواتین نے جو پیغامات وقتاً فوقتاً مدیر پیغام صلح کے نام بھیجے۔ ان میں سے بعض کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

اعلیحضرت ہز ہائینس نواب صاحب مانگرول

آپ کی انجمن نے جو اسلامی تبلیغی خدمات انگلینڈ و جرمنی وغیرہ ممالک میں انجام دی ہیں اور دیتی رہتی ہے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ ان کے نتائج محتاج بیان و تعریف نہیں ہیں ...... آپ کی انجمن کے جملہ افراد کو ان کی اسلامی خدمات پر مبارکباد دیتا ہوں۔

عالیجناب سر شیخ عبد القادر صاحب بالقابہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ایک عرصہ سے اشاعت مذہب کے متعلق بیش بہا خدمات انجام دے رہی ہے اس کے سب سے بڑے رکن اور صدر مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ہیں جنہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ شائع کر کے انگریزی خواں دنیا کو ممنون احسان کیا ہے۔ آپ ایک ایسے بزرگ ہیں جنہیں اسلام سے سچی محبت ہے۔

عالیجناب کرنل ڈاکٹر سر حسان سہروردی کلکتہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی دینی خدمات کا میں عرصہ سے معترف ہوں..... میرے خیال میں انجمن نے جو خدمات اسلامی انجام دی ہیں اور جو کام کر رہی ہے وہ نہایت ہی قابل قدر ہیں۔ میں دل سے اس انجمن کے کام کی قدر کرتا ہوں۔

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

احمدیہ جماعت لاہور کی خدمات اسلامی کا مجھے عرصہ دراز سے اعتراف ہے اگرچہ میں اس جماعت کے ان عقائد کو تسلیم نہیں کرتا جو میرے عقائد قدیمہ کے خلاف ہیں۔ تاہم اشاعت اسلام حفاظت اسلام اور تبلیغ اسلام وغیرہ خدمات جو احمدیہ جماعت لاہور انجام دیتی ہے اور دیتی رہی ہے وہ بے حد قابل تعریف ہیں۔

جناب ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

میں اس انجمن کی کارگذاری سے کئی سالوں سے واقف ہوں.... مجھے یہ معلوم کر کے نہایت مسرت ہوئی کہ اس انجمن کے ارکان اور عامۃ المسلمین کے درمیان توحید و رسالت کے متعلق کوئی فرق نہیں اور یہ چیز چونکہ میرے نزدیک اساسی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے میں اسے بہت اہمیت دیتا ہوں.... دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس انجمن کی کارگزاریوں میں برکت دے۔

جناب شیخ عظیم اللہ صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

میں دلی مسرت سے آپ کی انجمن کو ان کارناموں کیلئے جو اس نے دیگر ممالک خصوصاً یورپ میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے دائرہ میں دکھائے ہیں مبارکباد دیتا ہوں..... زمانہ حال میں اشاعت اسلام کے لئے جو سرگرمی ایثار اور قربانی احمدیہ جماعت کا دستور العمل رہا ہے وہ دوسرے تمام فرقوں کے لئے سبق آموز ہے۔

مولانا عبد المجید صاحب سالک مدیر اخبار "انقلاب" لاہور

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ہندوستان و بیرون ہند کے ممالک میں اسلام اور شعائر اسلام کے خلاف شائع ہونے والی غلط بیانیوں کی اصلاح انسداد ارتداد اور تبلیغ اسلام کے سلسلے میں جس قدر عظیم الشان کام کیا ہے اس کا اعتراف ہر منصف مزاج انسان کو کرنا پڑتا ہے۔ اس انجمن کے صدر محترم حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے علم و متانت کے پیکر اور فضل و دیانت کے مجسمے ہیں اور عامہ مسلمین کی مفید تحریکات میں ہمیشہ مخلصانہ شرکت فرماتے ہیں۔

ہمارے عقائد

بالفاظ بانی تحریک احمدیت

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد بالکل واضح ہیں ہم نے ہمیشہ نہایت صفائی سے ان کا اظہار کیا ہے لیکن بعض حلقوں کی طرف سے یہ بے بنیاد اعتراض کیا جاتا ہے کہ تمہارے پیش کردہ عقائد بانی تحریک سے مختلف ہیں۔ معترضین کے شکوک کے ازالہ کے لئے ہم حضرت مرزا صاحب کے الفاظ میں اپنے عقائد پیش کرتے ہیں۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ تمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا ایک نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی و تغیر کر سکتا ہو" (ازالہ اوہام مطبوعہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۳۷)

"نہ مجھے دعویٰ نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔"

(نشان آسمانی مطبوعہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۳۰)

"اور آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے۔ وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا ہے۔" (اشتہار اپریل ۱۸۹۷ء)

مولانا غلام رسول صاحب مہر مدیر "انقلاب" لاہور

احمدیہ جماعت سے بعض خاص امور میں اختلاف کے باوجود میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی وسیع دینی و ملی خدمات کا ہمیشہ معترف رہا ہوں۔

مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی مدیر اخبار "صدق"

تمام خدمات اسلامی آپ کی جماعت جس ہمت، سرگرمی اور جوش و انہماک کے ساتھ انجام دے رہی ہے ان کی داد دنیا ظاہر ہے اور دادگر معنی مجھے تو بار بار رشک آچکا ہے۔

جناب ملک عبد القیوم صاحب پرنسپل لاء کالج لاہور

میرا یقین ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جس کی سیادت اس وقت مولانا محمد علی صاحب جیسے مخلص ترجمان اسلام کو حاصل ہے اور جو اس گئے گذرے زمانے میں دنیائے غیر مسلم کے اطراف میں توحید و رسالت کی علمبردار ہے قطع نظر اختلافات جزوی جملہ مسلمانوں کی حمایت و اعانت کی مستحق ہے۔

مولانا عبد المجید صاحب قرشی مدیر اخبار "ایمان" پٹنہ

بے شک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی کارگزاری عظیم الشان ہے انجمن کی کامیاب کوششوں نے کائنات عالم کی تاریخ میں اپنے لئے ایک زریں ورق حاصل کر لیا ہے..... مجھے اس امر کا پورا پورا یقین ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی کامیاب اور عظیم الشان مثال ایک دن تمام امت کے لئے بیداری کا پیغام ثابت ہوگی۔

محترمہ لیڈی شفیع صاحبہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کیا ہندوستان اور کیا مغربی ممالک میں جو کام سرانجام دے رہی ہے وہ اظہر من الشمس ہے..... یہ ایسے نمایاں کام ہیں جن کے لئے ہم کارکنان انجمن کے ممنون و مشکور ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس انجمن کی مدد کرے۔

محترمہ لیڈی سر عبد القادر صاحبہ

یہ انجمن ہمارے مقدس مذہب کی اشاعت کے متعلق بیش بہا خدمات انجام دے رہی ہے۔ ممالک غیر میں اس کی طرف سے تبلیغ کا کام جاری ہے اور ہندوستان کے مختلف حصوں میں بھی مبلغ موجود ہیں۔

محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ

میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے بے نظیر کام کو مغربی ممالک میں بھی آنکھوں سے دیکھنے کی مسرت حاصل کر چکی ہوں جو نمایاں کام یہ انجمن سرانجام دے رہی ہے اس کے لئے ہم کارکنان انجمن کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔

محترمہ زبیدہ ظفر صاحبہ

اس کفر و ضلالت کے زمانہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایک بابرکت انجمن ہے جس کا وجود مسلمانوں کیلئے بڑی اہمیت رکھتا ہے سالہا سال سے یہ انجمن اسلام کی ...

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ریاض حسین ولد گل حسین شاہ ذات سید سکنہ جھنگ شہر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۴/۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۷/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دریہان ولد چوہڑ دہرکا کمار ذات سکنہ موضع ڈھول تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۶/۱/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۱/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ولی داد ولد نور خاں ذات بلوچ سکنہ موضع صالقی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۶/۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۷/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گنیش داس ولد گنگا رام ذات باگھلا سکنہ کچہ کیرا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۶/۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ راجہ ولد سلطان ولد نواب ولد راجہ ذات چیمہ سکنہ چک ۱۲/۴ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵/۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۷/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مغلا ولد سلوا ذات چیمہ سکنہ چک ۱۲/۴ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۵/۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۷/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مکھنہ ولد دل ذات ڈھوڈی سکنہ موضع چاریاری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۶/۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۷/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دھڑ ولد سجاد ذات سیال سکنہ چک ۱۷۶ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۲/۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۷/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کندا ولد نتو ذات بلوچ سکنہ چک ۱۷۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۲/۱/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۰/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دریام خاں ولد دالشاں ذات چیمہ سکنہ چک ۱۸۰ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۲/۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۱/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

استجابت دعا کی حقیقت

اب ہم فائدہ عام کے لئے کچھ استجابت دعا کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ استجابت دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں۔۔۔۔ اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے۔ پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے، اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جلشانہٗ اس کام کے پورے کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔ جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا وہ اسباب طبعیہ جو بارش کیلئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔

(برکات الدعا)

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

——— مولوی نیاز احمد صاحب عرفانی کو ضلع ڈیرہ غازیخاں کیلئے مبلغ مقرر کیا گیا ہے اس علاقہ میں وصولی چندہ کا کام بھی وہی کریں گے۔ احباب ان کی ہر ممکن امداد فرمائیں

——— سید اختر حسین شاہ صاحب مبلغ ۔ ۲۰ نومبر کو جالندھر، ریاست پٹیالہ، اور دہلی کے دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔

——— "پیغام صلح" کا "جلسہ نمبر" شائع ہو گیا ہے۔ بعض احباب کی خدمت میں زائد کاپیاں بھیجی گئی ہیں۔ وہ انہیں احتیاط و توجہ سے تقسیم فرما دیں۔

——— جماعت احمدیہ کے محترم و قدیم رکن جناب حکیم مرزا خدابخش صاحب مصنف "عسل مصفّٰی" علیل ہیں چند روز سے علالت نے تشویشناک صورت اختیار کر لی ہے۔ تمام احباب اس قیمتی و بزرگ ہستی کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

——— اخویم ثناء اللہ صاحب پوسٹل کلرک ادرنہ ... دو ہفتہ ... روز علیل ہیں

——— جناب چودھری سلطان علی صاحب بی ملی کی اہلیہ محترمہ دو ماہ سے بیمار ہیں

——— جناب خدابخش صاحب پٹیالہ کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

——— جناب عبدالحق صاحب ... محکمہ نہر لدھیانہ کا صاحبزادہ ... بخار شدید علیل ہے۔

پیغام صلح :- ان سب کے لئے دعائے صحت کی جائے

——— گذشتہ ہفتہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بعارضہ اسہال و بخار علیل ہو گئے تھے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرام ہے صرف نقاہت باقی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ اس قیمتی وجود کو عمر دراز عطا فرمائے اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے

احمدی اور غیر احمدی میں فرق

ہماری جماعت کی خصوصیات

(سید محمد امین صاحب گیلانی)

عام طور پر سوال کیا جاتا ہے کہ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے۔ بعض غیر احمدی حضرات غصہ میں آکر کہدیتے ہیں کہ ہم بھی احمدی ہیں۔ ہمیں غیر احمدی کہنا ظلم ہے۔ اور بعض آدمی اس کے برعکس بھی ملتے ہیں جو اپنے آپ کو احمدی کہلانا گالی سمجھتے ہیں اور اس کو ایک بدترین نسبت تصور کرتے ہیں۔

میں اس وقت یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احمدیت کیا چیز ہے بعض دفعہ کسی نام کی خصوصیت کسی خاص جماعت یا فرد کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہر انسان خدا تعالیٰ کا عبد ہے سو اس لحاظ سے ہر ایک پر عبد اللہ کا لفظ صادق آتا ہے۔ لیکن اگر ہر ایک کو اسی نام سے موسوم کیا جائے تو کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ حالانکہ معنوں کے لحاظ سے ہر ایک فرد بشر پر اس کا اطلاق جائز اور موزوں ہے۔

اسی طرح لفظ یہودی بلحاظ معنی ہر ایک ہدایت یافتہ پر صادق آتا ہے لیکن بلحاظ اصطلاح اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت ہی کہلاتی ہے۔

مسلم کا خطاب تمام انبیاء کی امم کو ملا ہے۔ لیکن اس وقت اس خطاب سے صرف ایک امت پکاری جاتی ہے جو خاتم النبیین کے دامن سے وابستہ ہے۔

پس اسی طرح پر لفظ احمدی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو ملحوظ رکھکر ہر ایک مسلمان پر صادق آتا ہے لیکن جب اس لفظ کے جمیع خواص و معانی پر غور کیا جائے تو اس نام کے مصداق بہت کم افراد امت مسلمہ میں سے نکلتے ہیں۔

اس جماعت کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین رکھکر معمولی سے معمولی شرک سے بھی اجتناب کرتی ہے۔ اگرچہ تمام مسلمان خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر متفق ہیں۔ لیکن بعض ایسے عقائد جو شرک کی بنیاد ہیں ان سے یہ جماعت بھی مجتنب ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ جس کے علمبردار عیسائیوں کے ساتھ دیگر مسلمان بھی ہیں اس واسطے عیسائیوں کے سب سے بڑے حملے سے مسلمانوں کا بچنا محال ہے اور اسلام کے لئے یہ عقیدہ باعث تنزل ہے اور عیسائیت نے ان مسلمانوں کے اس عقیدہ سے فائدہ حاصل کرکے مضبوطی پکڑلی۔ صرف ایک جماعت احمدیہ ہی ہے جس نے متحدہ طور پر اس عقیدہ کی تردید کی اور براہین قاطعہ سے غلط ثابت کیا اور بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی باقی انبیاء کی طرح وفات یافتہ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس عقیدہ کے مخالف ہر زمانہ میں ہوئے ہیں چنانچہ حضرت امام مالک اور امام ابن حزم نے اس کی مخالفت کی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا تو اس مسئلہ پر اتفاق رہا کہ حضرت عیسیٰ وفات یافتہ ہیں۔ لیکن درمیان میں کچھ زمانہ اس مسئلہ کے لئے برزخ کی حیثیت رکھتا ہے اور اسی عرصہ میں اس عقیدہ کی ترقی ہوئی۔ لیکن اس صدی کے مجدد نے چونکہ عیسائیت کے غلط عقائد کا قلع قمع کرنا تھا اور اسلام کی صحیح تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا اور دشمنوں کے تمام اعتراضات سے مبرا اور اعلیٰ و ارفع ثابت کرنا تھا۔ اس واسطے خدا تعالیٰ نے اس مبارک وجود کو ان تمام دلائل سے آگاہ کیا جن سے مخالفین ساکت ہو سکتے تھے۔ اسی واسطے مجدد علیہ الرحمۃ نے تقریباً اپنی ہر ایک کتاب اور ہر رسالہ میں اس عقیدہ کی تردید عقلی و نقلی دلائل سے کی ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو اور دیگر اسلامی جماعتوں میں اسی عقیدہ کو مابہ الامتیاز قرار دیا ہے :-

"یاد رہے کہ ہم میں اور ان لوگوں (عام مسلمانوں۔ ناقل) میں بجز ایک مسئلہ کے اور کوئی مخالفت نہیں یعنی یہ کہ لوگ نصوص صریحہ قرآن مجید اور حدیث کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور ہم بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ متذکرہ بالا کے اور اجماع ائمہ اہل بصارت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔" (ایام الصلح صفحہ ۸۷)

دوسری خصوصیت اس جماعت کی یہ ہے کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کو زندہ خدا یقین کرتی ہے۔ ہندو مذہب کے خدا نے تو ابتدا پیدائش نسل انسانی میں کچھ عرصہ کلام کیا۔ بعد میں ایسا خاموش ہوا کہ آج تک کسی ہندو کو تو اب یہ نہیں کہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ ہمارا پرمیشور بھی کلام کرتا ہے یا کر سکتا ہے۔ یہودیوں کا خدا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خاموش ہو گیا۔ عیسائیوں کا خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صفت تکلم سے مستعفی ہو گیا صرف ایک مذہب اسلام ہے جو اپنے پیروؤں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمہارا خدا زندہ خدا ہے وہ پکارنے والے کو جواب دیتا ہے جو اس کا متلاشی ہو وہ اس کو پا سکتا ہے اس کے ساتھ کلام کر سکتا ہے۔ ترقی کے اعلیٰ مدارج حاصل کر سکتا ہے لیکن ایک وقت اسلام کے متبعین پر ایسا آیا کہ وہ دیگر تمام مذاہب کے اس عقیدہ سے ملبوس ہو کر اپنی اصلی تعلیم کو بھول گئے اور ان کے دلوں میں بھی یہ بات جاگزین ہو گئی کہ اب کسی قسم کے الہام و وحی کا دروازہ کھلا نہیں۔

پس اس گمراہی و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ حق و صداقت کے دوبارہ پھیلنے ہونے کی بظاہر کوئی توقع نہ تھی ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ مجھ سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا ہے اور اگر کسی کو شک و شبہ ہو تو آکر امتحان کرے اور دنیا کو ثابت کر دکھلایا کہ واقعی خدا تعالیٰ اب بھی کلام کرتا ہے صرف طالبین کی کمی اور غفلت ہے ورنہ وہ تو اعلان کرتا ہے "انی اجیب دعوۃ الدعاء اذا دعان"

پس دوسری خصوصیت اس جماعت کی یہ ہے کہ یہ ایک زندہ خدا کے علمبردار ہیں۔

تیسری خصوصیت اس جماعت کی یہ ہے کہ یہ اسلام کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ برخلاف دیگر فرقوں کے مثلاً اس وقت کوئی گروہ ایسا نہیں ملیگا جو ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتا اور اس طرح پر وہ اسلامی اخوت جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا تھا توڑا جاتا ہے اور اس کی دیواروں کے گرانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اسلام میں ترقی معکوس دکھلائی جاتی ہے۔ لیکن یہ جماعت اپنے دلی جوش سے صحیح اسلامی تعلیم کو مدنظر رکھکر آئے دن تک تمام مخالفوں کا مقابلہ صبر و تحمل سے کرتی ہے اور کسی کلمہ گو کو کافر [illegible]

چوتھی خصوصیت اس جماعت کی یہ ہے کہ [illegible] جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے ان کی تمام تر کوشش [illegible] ہوتی ہے کہ اسلام کی ترقی ہو اور اسلام ادیان باطلہ پر [illegible] چنانچہ یہ غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں اور لوگوں کو دائرہ [illegible] لاتے ہیں۔ پس احمدیت کی یہ موٹی موٹی چار خصوصیات ہیں جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ پس جو شخص ان خصوصیات کو اپنے اندر پیدا کرتا ہے اور اسلام کی حقیقی تڑپ کو لیکر واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کو مدنظر رکھکر اور دوسری طرف ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کے مضمون کو سمجھکر اشاعت اسلام کی جماعت میں شریک ہوتا ہے وہ حقیقی احمدی ہے۔

پس اے مسلمان کہلانے والو۔ آؤ ہم اسلام کے پروانے بن جائیں اور اپنے اندر نمایاں تبدیلی پیدا کریں اور خدا کے بن جائیں تا خدا ہمارا بن جائے اور اس جماعت میں شامل ہو کر تبلیغ اسلام کریں جو عند اللہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام قرار پائی ہے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

عازمان حج کیلئے ضروری اطلاع

میں چونکہ سال گذشتہ حج بیت اللہ شریف کا کر آیا ہوں اور معلم کے انتخاب میں بہت مشکلات ہیں۔ لہذا جو احباب امسال حج کے لئے سفر کریں ان کو چاہیئے کہ وہ سید عبد الحی داؤد معلم مکہ معظمہ کے ہاں ٹھہریں سال گذشتہ ہم تقریباً تمام احمدی خواہ ان کا تعلق جماعت لاہور سے تھا یا قادیان سے تھا سید صاحب کے ہاں تھے ان کا سلوک حجاج کیساتھ قابل تعریف تھا۔ ہر ایک مقام پر انہوں نے حجاج کو وقت پر ہر قسم کی سہولت دینے میں بے حد کوشش کی۔ سید صاحب موصوف خود اردو اچھی طرح سے بول سکتے ہیں جو ہندوستان والوں کے لئے ایک قسم کی نعمت ہے نیز ان کے نمائندہ حاجی محمد یعقوب صاحب امرتسری جو آٹھ دفعہ حج بیت اللہ شریف کا ادا کر چکے ہیں۔ بڑے ان تھک اور ہمدرد انسان ہیں وہ شوال کے پہلے ہفتہ میں کراچی حاجی کیمپ میں پہنچ جاویں گے اور آخری جہاز کی روانگی تک وہاں ہی حجاج کو آرام دینے کی خاطر قیام رکھینگے عام طور پر لوگ ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے واقفکار شخص کی امداد بے حد مفید ہوتی ہے۔ نیز جدہ میں سید صاحب موصوف ہر ایک جہاز کے جدہ پہنچتے وقت خود موجود ہوتے ہیں۔ میں ان تمام احباب کی خدمت میں جو ارادہ حج کا رکھتے ہوں۔ عرض کرونگا کہ سید صاحب موصوف کے پاس ٹھہریں اور جماعت کے رنگ میں بھی ایک جگہ ٹھہرنا زیادہ مفید اور آرام دہ ہوتا ہے۔ میں اپنی ذاتی واقفیت اور تجربہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ زیادہ والسلام

(شیخ میاں محمد ملزادہ لائل پور)

"جذبات" کا مصور عید نمبر

منیجر ہفتہ وار "جذبات" لاہور مطلع کرتے ہیں کہ عید الفطر کی تقریب سعید پر جذبات کا مصور عید نمبر صوری و معنوی شان کے ساتھ شائع ہوگا۔ جو بلند پایہ اہل قلم حضرات کے مضامین نظم و نثر اور اعلیٰ تصاویر کا ایک مرقع جمیل ہوگا۔

خادم گجراتی کی افسوسناک غلط بیانیاں

میاں صاحب کی خلافت کا بے معنی ثبوت

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب)

یوں تو قادیانی غالی عام طور پر میاں صاحب کو خلیفہ برحق بنانے کے لئے طرح طرح کی باتیں بناتے ہی رہتے ہیں مگر ملک عبد الرحمن صاحب خادم گجراتی نے "الفضل" مجریہ ۲۲ نومبر ۱۹۳۶ء میں مجھے حضرت مسیح موعود کی شان میں گستاخی کرنیوالا اور میاں کی مخالفت کی وجہ سے ملاں عنایت اللہ احراری کا ہمرنگ قرار دیا ہے۔ اور پھر اپنے میاں کی عظمت اور صداقت کے لئے اور ان کو حسن احسان میں مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ثابت کرنیکے لئے میری طرف منافقت کو منسوب کیا ہے۔

کاش خادم صاحب حضرت مسیح موعود کے حسن احسان کو دیکھا ہوتا تو وہ میاں صاحب کو کبھی مسیح موعود کا نظیر قرار نہ دیتے۔ کہاں وہ خدا کا شیر جس نے تمام دشمنوں کو مباہلات سے ہلاک کر دیا اور اپنے تعلق باللہ اور ماموریت کے ثبوت کے لئے کڑے سے کڑے امتحان میں پڑنے کو منظور کر لیا مگر دشمنان دین کو ان کے گھر تک پہنچا کے چھوڑا اور کہاں خادم صاحب کے میاں جو حضرت مسیح موعود کی طرح بلند آہنگی سے دنیا کو مختلف اوقات میں مقابلہ کے لئے چیلنج تو کرتے ہیں لیکن جب کبھی کوئی مباہلہ کے لئے مقابلہ پر نکلا یا تفسیر نویسی کے لئے مقابلہ پر آیا تو میاں صاحب کا یہ حال ہوا کہ گویا وہ اس دنیا میں ہی نہیں ہیں۔ مرید اور بعض مخلصین کہتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ حضرت آپکی اس خاموشی سے تو احمدیت پر بھی دھبہ لگتا ہے براہ کرم مقابلہ کے لئے ضرور نکلیں مگر کیا ہوا۔ یہی کہ ؎

کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے بھی ہم پھر جگا جگا کر

میاں صاحب کو جناب مولانا محمد علی صاحب نے متعدد مرتبہ مقابلہ پر بلایا مگر میاں صاحب نہ نکلے اور اگر کسی خاص مصلحت سے کبھی خود سے بھی میاں صاحب نے حضرت امیر کو مقابلہ کے لئے بلایا تو وہ فوراً مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے لیکن اس پر میاں صاحب ہمیشہ خاموش ہو گئے۔ ان کو شکار کھیلنے اور سیر و سیاحت کے لئے فرصت ملی مگر حضرت امیر کے مقابلہ کے لئے کوئی وقت نہ ملا۔ اس لئے ہم تو میاں صاحب کو ان صفات میں مسیح موعود کا نظیر کہنا بھی حضرت مسیح موعود کی ہتک سمجھتے ہیں۔ اور جوں جوں میاں صاحب کی حقیقت لوگوں پر کھلے گی یقیناً ایسی جماعت پیدا ہوتی چلی جائیگی جو قادیان میں رہتی ہوئی میاں صاحب کی مخالفت کرے گی اور ان پر جائز و صحیح اعتراضات کرنے سے کبھی باز نہ رہے گی۔

حضرت امیر کا آخری چیلنج

خادم صاحب کو اگر کچھ میاں صاحب کی عزت کا پاس ہے تو وہ حضرت امیر کے چیلنج کو جو حال ہی میں دیا گیا ہے اپنے میاں کے پاس خود لے جائیں اور منت سے عرض کریں کہ حضور ہم تو آپ کی عزت بچانے کے لئے پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ ہر احمدی کو جو آپ کی بیعت نہ کرے منافق اور بے ایمان بتا کر مریدوں کو تسلی دے دیتے ہیں پر آخر کب تک۔ للہ آپ خواب راحت سے بیدار ہوں اور امیر جماعت احمدیہ سے ایک مرتبہ فیصلہ کن گفتگو کر کے ہماری عزت رکھیں

مگر خادم صاحب یاد رکھیں میرا ابھی سالہا سال کا تجربہ ہے۔ میاں صاحب حیلہ و بہانہ سے ضرور اس زہر کے پیالے کو ٹال دیں گے۔ نہ وہ پہلے کبھی مقابلہ کے لئے نکلے نہ اب نکلیں گے۔ بلکہ اگر وہ بہت ہی مجبور ہوئے تو شاید بہت کسی خادم کے سپرد ہی کر دیں گے گو مجھے اس کی بھی امید نہیں ہے کیونکہ وہ دل میں خوب جانتے ہیں کہ ان کی اصل حقیقت کیا ہے۔ یقیناً خدا پر ان کو تھوڑا ایمان ہے جیسا کہ ان کی مختلف حالتوں سے پتہ چلتا ہے۔

مسیح موعود کی توہین کا الزام

خادم صاحب قادیانیوں کو ہم سے نفرت دلانے کے لئے ہم پر مسیح موعود کی توہین کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں اور اس کے ثبوت میں وہ ایک فقرہ میری طرف منسوب کرتے ہیں جو یہ ہے:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا قیام قیامت ہر انسان کے لئے نبی ہیں۔ پس جب ہمارے پاس اصل نبوت ہے تو پھر ہم اصل کو چھوڑ کر کس طرف جائیں۔ آپ تو ہمیں ظلی نبوت دینا چاہتے ہیں" (الفضل ۲۱ نومبر ۱۹۳۶ء)

اگرچہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ منقولہ بالا الفاظ بجنسہ میرے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ ان الفاظ میں حضرت مسیح موعود کی کونسی ہتک کی بات ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود نے نہیں فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کی بارشوں میں سے ایک قطرہ ہے۔ پس آپکی ظلی نبوت دراصل آنحضرت صلعم کی حقیقی نبوت کا ایک عکس ہے۔ اس لئے وہ شخص واقعی احمق ہے جو عکس کو تو لیا کرے اور اصل کی توہین کرے۔ چونکہ خادم صاحب آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کی توہین کرتے رہتے۔ گو وہ نہ جانتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اس لئے ان کے اس کہنے پر کہ جو شخص نبوت کو بند مانتا ہے وہ سو فیصدی انعام الٰہی میں سے پچھتر فیصدی انعام الٰہی سے محروم ہے۔ یا اسے بند قرار دینے والا ہے۔ میں نے جو کچھ کہا تھا اس کا مفہوم یہ تھا کہ:-

"جبکہ نبوت محمدیہ تا قیامت زندہ ہے اور فیضان محمدی جاری ہے تو سلسلہ نبوت کے بند ہونے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ ہمارے پاس تو خاتم النبیین کی زندہ نبوت ہر آن موجود ہے اور اسی نبوت کاملہ کی ایک جھلک نے مسیح ناصری جیسے ہزاروں کاملین کو پیدا کیا اور مسیح موعود علیہ السلام انہیں میں سے ایک ہیں اور میرے ایمان میں ان سب میں بڑے بھی ہیں۔ مگر ہم اصل کو چھوڑ کر یعنی ختم نبوت کا انکار کر کے کسی اور نبوت کو کیا کریں"۔

میرے نزدیک جن الفاظ کو خادم صاحب نے میری طرف منسوب کیا ہے ان کا مفہوم بھی یہی ہے۔ جیسا کہ الفاظ

"اصل کو چھوڑ کر کس طرف جائیں"

سے صاف ظاہر ہے۔

یہ خادم صاحب کی عداوت حق کا نتیجہ ہے کہ خوبی کو عیب بتا رہے ہیں۔ میرا تو کہنے کا منشاء حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں یہ ہے کہ:-

کجا از آستان مصطفےٰ اے ابلہ بگریزیم
نمی یابیم جائے دگر ایں جاہ و دولت را

اب چونکہ خادم صاحب حضرت مرزا صاحب کو بلا قید یا بلا شرط نبی بتاتے ہیں جیسا کہ الفضل میں انہوں نے لکھا یا لکھوایا ہے کہ:-

"خادم صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کتب سے چالیس حوالے پیش کرنا ہے جنہیں حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے۔ اور نبوت کا غیر مشروط دعویٰ کیا ہے" (الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۳۶ء)

نبوت کا غیر مشروط دعوے

اب یہ غیر مشروط دعوے نبوت ہمارے نزدیک تو واقعی کفر ہے اور میرا خیال ہے کہ شاید مسیح موعود کا کوئی بھی سچا فرمانبردار ان الفاظ کو سننا بھی گوارا نہ کرے گا۔ حضرت مسیح موعود تو نبی کے لفظ کے ساتھ امتی ہونے کی شرط کو کبھی نہیں بھولے اور اس حقیقت کو ظلی بروزی اور فنافی الرسول کے الفاظ کے ساتھ بھی بیان فرماتے رہے۔ اب یہ قادیانی غلو کی انتہا ہے کہ وہ راست باز انسان جو دعوئ نبوت کو اپنی طرف منسوب کرنے والوں کو تہمت لگانیوالے قرار دیتا ہے۔ اسی کو نبی کہتے ہیں اور چالیس حوالوں سے ثابت کرتے ہیں کہ انہوں نے

"نبوت کا غیر مشروط دعوے کیا ہے"

نعوذ باللہ من ذالک ولعنت اللہ علی الکاذبین المفترین۔

نوٹ:- خادم صاحب کا یہ بیان کہ میں نے مناظرے میں صرف مرزا صاحب کا لفظ حضرت مسیح موعود کے لئے استعمال کیا اور حضرت اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ایک دفعہ بھی نہ کہے۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔

(عمر الدین)

ایک باہمت نوجوان

مولوی نظیر الاسلام صاحب

ہماری جماعت کے ایک قابل قدر اور محنتی نوجوان مولوی نظیر الاسلام صاحب جنہوں نے ۱۹۲۷ء میں مولوی فاضل اعلیٰ نمبروں پر پاس کیا اور اس کے بعد پرائیویٹ طور پر میٹرک پاس کر کے اسلامیہ کالج پشاور میں داخل ہو کر ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مولوی صاحب اپنی خداداد لیاقت کی بدولت مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں وظیفہ حاصل کر کے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ امسال وہاں سے ایم اے اور پی ایچ۔ ڈی پاس کر کے آپ سرینگر میں سری پرتاب سنگھ کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ اب وہاں سے دو سال کی رخصت لیکر مسلم یونیورسٹی کی طرف سے جرمن میں پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کی خاطر یورپ تشریف لیگئے ہیں مولوی صاحب موصوف تبلیغی جوش سے بھی سرشار ہیں۔

اس واسطے کامل امید ہے کہ ان کے جانے سے جرمن مشن میں اور بھی نمایاں ترقی ہوگی۔ تمام احمدی احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اس سعید نوجوان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ جماعت کا مستقبل ایسے ہی محنتی اور سعید الفطرت نوجوانوں کی کوششوں سے وابستہ ہے اس لئے جماعت کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے نیک اور باعمل نوجوانوں کی خواہشمند رہے۔ والسلام

خاکسار سید محمد امین گیلانی

مصارف حج کی تفصیل

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

عازمان حج کی سہولت کے لئے حج مکہ معظمہ و زیارت مدینہ منورہ کے جملہ مصارف کی تفصیل شائع کی جاتی ہے۔ ایک طلائی پونڈ کے ایک سو دس قرش میری ہوتے ہیں۔ ۸ ستمبر کی شرح مبادلہ کے مطابق ۱۱۰ قرش میری ۲۲ روپے ۷ آنے کے برابر تھے جملہ مصارف کے اندازہ میں اسی شرح کو ملحوظ رکھا گیا ہے اس شرح میں خفیف سی کمی بیشی ہر وقت ممکن ہے

واضح رہے کہ جدہ اور مکہ کے درمیانی درجہ اول میں حاجی کے لئے موٹر کا کرایہ درجہ دوم میں بس کا کرایہ اور درجہ سوم میں اونٹ کا کرایہ لگایا گیا ہے۔ اسی طرح سامان کے لئے علی الترتیب (۱) لاری سے اونٹ کا کرایہ (۲) دوسرے اونٹ کا کرایہ اور (۳) شغدف کا کرایہ لگایا گیا ہے۔ حاجی اس انتظام میں رد و بدل کا خواہاں ہو تو اسی تناسب سے مصارف میں کمی بیشی ہو جائے گی۔

یہ بھی واضح رہے کہ ہندوستان کے اندر ابتدائی اخراجات اور ریل کا کرایہ محض سرسری ہے ورنہ ظاہر ہے کہ ابتدائی اخراجات ہر حاجی کے خاص حالات کے مطابق ہوں گے۔ اور ریل کا کرایہ روانگی کے مقام سے بندرگاہ تک کے فاصلہ پر منحصر ہوگا۔

حجاز میں سفر کے تین طریقے ہیں (۱) بذریعہ کار جو ۴ یا ۶ مسافروں کے لئے کافی ہوتی ہے (۲) بذریعہ بس جس میں ۱۲ سے ۱۷ مسافروں تک آسکتے ہیں (۳) بذریعہ شتر جس پر دو مسافر سوار ہو سکتے ہیں۔

کراچی اور کلکتہ کی بندرگاہوں سے سفر کرنے والے مسافروں کے لئے جہاز کا واپسی کرایہ معہ خوراک ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

کراچی۔ درجہ اول۔	۶۰۲ روپیہ
کراچی۔ درجہ دوم۔	۴۲۷ روپیہ
کراچی۔ درجہ سوم	۱۴۲ روپیہ
کلکتہ۔ درجہ اول	۷۰۰ روپیہ
کلکتہ۔ درجہ دوم	۵۲۵ روپیہ
کلکتہ۔ درجہ سوم	۲۳۱ روپیہ

مصارف کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

درجہ اول

	پائی	آنہ	روپے
ابتدائی مصارف			۳۵
کرایہ آمد و رفت ریل		۰	۶۵
کرایہ جہاز بمبئی سے واپسی ٹکٹ		۰	۶۲۴
متفرق ٹیکس جدہ میں	۱	۱۴	۵۷
متفرق مصارف		۰	۱۰
وکیل کے پاس غیر ضروری اسباب رکھوانے کا خرچ		۰	۱
کرایہ موٹر از جدہ تا مکہ	۴	۶	۲۷
کرایہ شتر برائے سامان	۱۰	۱۲	۱۶
گاڑی کا کرایہ مکہ میں قیامگاہ تک		۰	۳
قیامگاہ کا کرایہ مکہ میں		۰	۴۲
خیمہ عرفات و منیٰ کا کرایہ		۰	۱۶
موٹر کا کرایہ عرفات تک آمدورفت	۰	۲	۶۷
سامان کیلئے اونٹ کا کرایہ عرفات تک	۰	۳	۱۱
متفرق مصارف عرفات		۰	۱۲
قربانیاں منیٰ میں		۰	۲۰
متفرق مصارف منیٰ		۰	۱۲
ڈیڑھ ماہ تک خرچ خوراک وغیرہ		۰	۱۳۵
گاڑی کا کرایہ قیامگاہ سے موٹروں کے اڈے تک واپسی میں		۰	۳
موٹر کا کرایہ مکہ سے جدہ کو	۴	۶	۲۷
کرایہ شتر برائے سامان	۱۰	۱۲	۱۶
وکیل کا اکرام	۹	۷	۲
جدہ میں متفرق مصارف		۰	۱۵
تحائف		۰	۸۰
علاج و دوا وغیرہ		۰	۴۰
میزان	۲	۱	۱۳۳۲

مصارف مدینہ

	پائی	آنہ	روپے
کرایہ موٹر آمد و رفت	۲	۱۰	۲۶۰
متفرق مصارف راہ		۰	۱۰
فیس مزدور و کرایہ مکان		۰	۳۰
مقامی ٹیکس		۰	۲
مصارف زیارات		۰	۲۰
مصارف خوراک		۰	۴۵
اگر آٹھ روز سے زائد ٹھہریں		۰	۲۵
میزان	۲	۱۰	۳۹۲
کل مصارف	۴	۱۱	۱۷۲۴

درجہ دوم

	پائی	آنہ	روپے
ابتدائی مصارف		۰	۱۵
کرایہ ریل		۰	۵۰
کرایہ جہاز بمبئی سے (واپسی ٹکٹ)		۰	۴۵۱
مختلف فیس اور ٹیکس جدہ میں	۱	۱۴	۵۷
متفرق مصارف جدہ میں		۰	۵
کرایہ غیر ضروری سامان کا جو وکیل کے پاس رہے گا	۰	۸	۰
جدہ سے مکہ تک کرایہ موٹر بس	۲	۰	۱۹
سامان کے لئے آمدورفت کا کرایہ	۹	۶	۸
گاڑی کا کرایہ مکہ میں موٹروں کے اڈے سے قیام گاہ تک		۰	۲
گاڑی کا کرایہ قیام گاہ سے موٹروں کے اڈے تک		۰	۲
کرایہ قیامگاہ		۰	۲۱
کرایہ خیمہ عرفات و منیٰ		۰	۸
کرایہ عرفات آمد و رفت موٹر بس	۰	۹	۳۳
کرایہ شتر عرفات برائے سامان	۹	۶	۵
متفرق مصارف عرفات		۰	۸
قربانی منیٰ میں		۰	۱۰
منیٰ میں متفرق مصارف		۰	۹
دوران قیام مکہ میں خرچ خوراک		۰	۹۰
واپسی میں موٹر بس کا کرایہ	۲	۰	۱۹
اونٹ کا کرایہ برائے سامان	۹	۶	۸
وکیل کا اکرام	۹	۷	۲
جدہ میں متفرق مصارف		۰	۱۰
تحائف		۰	۴۰
علاج و دوا وغیرہ		۰	۲۰
	۰	۱۴	۸۹۵

مصارف مدینہ

	پائی	آنہ	روپے
کرایہ موٹر بس مدینہ آمد و رفت	۸	۱۱	۱۶۷
متفرق مصارف راہ		۰	۷
فیس مزدور و کرایہ مکان مدینہ میں		۰	۲۰
مقامی ٹیکس		۰	۲
مصارف زیارات		۰	۱۰
خرچ خوراک دوران سفر میں		۰	۳۰
مدینہ میں آٹھ روز سے زیادہ قیام		۰	۲۵
میزان	۸	۱۱	۲۷۰
کل مصارف	۱۰	۹	۱۱۶۶

درجہ سوم

	پائی	آنہ	روپے
ابتدائی مصارف		۰	۱۰
کرایہ ریلوے آمدورفت تخمیناً			۹۵
کرایہ جہاز بمبئی سے مع خوراک واپسی ٹکٹ		۰	۱۷۸
جدہ میں اتر کر متفرق فیس	۱	۱۴	۵۷
جدہ میں متفرق مصارف	۰	۸	۲
کرایہ غیر ضروری سامان جو وکیل کے پاس رہیگا	۰	۴	۰
کرایہ شتر فی کس از جدہ تا مکہ	۷	۸	۹
کرایہ شغدف	۲	۶	۲
قیام بحرہ کے مصارف		۰	۱
قیام گاہ مکہ	۹	۱۴	۹
کرایہ شتر و شغدف تا عرفات آمد و رفت	۹	۷	۸
عرفات کے متفرق مصارف		۰	۴
قربانی منیٰ میں		۰	۵
منیٰ میں متفرق مصارف		۰	۶
مکہ میں ڈیڑھ ماہ کے قیام کے مصارف		۰	۴۵
کرایہ شتر واپسی از مکہ تا جدہ	۷	۸	۹
کرایہ شغدف ،، ،،	۲	۶	۲
بحرہ میں قیام کے مصارف	۹	۰	۱
وکیل کو اکرام	۹	۷	۲
جدہ میں متفرق مصارف		۰	۵
تحائف		۰	۲۰
میزان	۶	۶	۳۹۵

مصارف مدینہ

	پائی	آنہ	روپے
کرایہ شتر جدہ تا مدینہ آمدورفت	۴	۵	۸۸
کرایہ شغدف	۴	۹	۱۲
متفرق مصارف راہ		۰	۵
مدینہ میں مزدور کی فیس اور کرایہ مکان		۰	۱۰
مقامی ٹیکس مدینہ میں		۰	۲
مصارف زیارات		۰	۵
ایک ماہ کے سفر کے مصارف خوراک وغیرہ		۰	۳۰
میزان	۸	۱۴	۱۵۲
کل مصارف	۳	۵	۵۴۸

(بقیہ صفحہ ۲)

آخری دم تک خدمت دین میں مصروف رہنے کا عزم کرو

اس وقت میں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں وہ ایک شخص کا عزم ہونا چاہیئے کہ وہ آخری دم تک خدمت دین میں مصروف رہے گا۔ جو شخص خدمت دین میں لگا ہوا ہے اس کو موت آجائے تو کیا زندہ رہے تو کیا اس کو اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہونی چاہیئے حضرت مسیح موعود نے آریوں کو جواب دیتے ہوئے ایک نکتہ تحریر فرمایا ہے۔ آریوں کا اعتراض تھا کہ جب انسان کے اعمال محدود ہیں تو اس کا اجر کیونکر غیر محدود ہو سکتا ہے جیسا کہ اسلام کا عقیدہ ہے۔ حضرت صاحب نے جواب میں لکھا ہے کہ ایک نیک انسان کا یہ عزم ہوتا ہے کہ اگر ہزار سال بھی عمر ہو تو میں کار خیر میں مصروف رہوں چونکہ اس کا عزم غیر محدود ہوتا ہے اس لئے اس کا اجر بھی غیر محدود ہو گا۔

انشاء اللہ میں خوش مروں گا

مجھے بھی کسی نے کہا کہ یوں کرو گے تو زندہ رہو گے اور یوں کرو گے تو مر جاؤ گے۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔ مجھے تو کبھی ایک لمحے کے لئے بھی یہ خیال نہیں ہوا کہ میں نہیں مروں گا آدمی بیٹھے بیٹھے بات بات کرتے مر سکتا ہے اور ہر روز ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ چودھری یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر کی اہلیہ چند لمحوں میں انتقال کر گئیں بچہ پیدا ہوا اس کے بعد کہنے لگیں کہ دل گھٹتا ہے۔ اس کے بعد چند لمحوں میں خاتمہ ہو گیا۔ میں اس وقت بھی مروں تب بھی خوش مروں گا اور کسی اور وقت مروں تب بھی انشاء اللہ خوش مروں گا کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خدمت دین کی کچھ توفیق دی اور میرے بعض کاموں کو اپنی قبولیت بھی عطا فرمائی اور اتنا قبول فرمایا جتنا کہ میرا حق نہ تھا

کسی کے ڈرانے سے نہ ڈرو

کسی کے ڈرانے سے خوف مت کھاؤ۔ کام کو دیکھو۔ اگر اشاعت اسلام کا کام اچھا ہے ضروری ہے تو اسے پوری ہمت وہی سے کرو اور اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ کوئی کیا کہتا ہے یہ مبارک کام کرتے ہوئے موت آجائے تو کیا اور زندہ رہے تو کیا کام کرنیوالے ان باتوں کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔

بیمار احباب کے لئے درخواست دعا

ہمارے چند دوست بیمار ہیں ان کے لئے مجھے دعا کی درخواست بھی کی ہے۔ ایک تو حکیم مرزا خدا بخش صاحب مصنف "عسل مصفیٰ" ہیں۔ بڑے قیمتی بزرگ ہیں ان کی بیماری نہایت تکلیف دہ صورت اختیار کر گئی ہے۔ خون کے اسہال آرہے ہیں۔ ان کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے ڈاکٹر سعید احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کچھ افاقہ ہے لیکن ابھی تک پوری طرح آرام نہیں آیا۔ ان کی بیماری بھی بہت تشویشناک صورت اختیار کر گئی تھی۔ حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے خون کے معائنہ کے بعد تشویش کا اظہار کیا تھا ان کی صحت بھی اعجازی رنگ میں ہوئی ہے ابھی تک وہ بہت کمزور ہیں۔ اللہ انہیں جلد پوری صحت و توانائی عطا فرمائے۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب بھی گذشتہ دنوں بیمار رہے اب انہیں آرام ہے علاوہ ازیں اور بہت سے دوست بیمار ہیں جن میں سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب اعجاز آبادی اور ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ اور خلیفہ فضل حسین صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں آپ ان تمام دوستوں کے لئے اسباق وقتوں میں بھی اور دوسرے اوقات میں بھی دعا کریں۔

مباحثہ سنگرور کی قادیانی رپورٹ

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب)

سنگرور میں جو مناظرہ قادیانی اور احمدی جماعت میں ۱۵ر نومبر کو ہوا۔ اس میں قادیانی مبلغ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی کو بمقابلہ احمدی مبلغ جو شکست ہوئی اس کو قادیانی کبھی نہ بھولیں گے۔ مگر اپنی ندامت کو چھپانے کے لئے خادم صاحب نے جو رپورٹ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۴ر نومبر کے الفضل کی اشاعتوں میں درج کرائی ہے وہ بالکل غلاف واقعہ امور پر مبنی ہے اور اس قدر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے کہ کبھی کوئی دیندار انسان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔

دوران مناظرہ میں "خاتم" کے معنوں کے لئے حضرت مسیح موعود کے خطبہ الہامیہ میں سے حضرت عیسیٰ کے حق میں خاتم المرسلین کا لفظ دکھایا۔ جس کے معنی خود مسیح موعود نے سلسلہ موسوی کا آخری مرسل کئے ہیں۔ اس حوالہ سے قادیانی دعویٰ کہ خاتم کا لفظ جب کہ کسی جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو بند کرنے کے معنوں میں کبھی نہیں آتا۔ بلکہ اس کے معنی افضل کے ہوتے ہیں بالکل باطل ہو گیا۔ اس لئے خادم صاحب نے اس حوالہ کے پیش کئے جانے کو ناجائز قرار دیا۔ آخر اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ ایسا حوالہ بطور لغت پیش کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ مولوی منظور احسن صاحب سکول ماسٹر سنگرور کو مقرر کرایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا حوالہ پیش ہو سکتا ہے۔ مجبوراً قادیانی مبلغوں کو بھی یہ بات ماننی پڑی۔ اب اخبار میں لکھ دیا کہ ان ثالث صاحب نے احمدی جماعت کے خلاف فیصلہ دیدیا تھا۔ اس لئے ہم مولوی صاحب موصوف کے خط میں سے ضروری حصہ درج اخبار کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو اصل حقیقت معلوم ہو جائے (دھونڈا)۔

سنگرور ۲۴ر نومبر ۱۹۳۶ء

مخلصم جناب مولوی عمرالدین صاحب زاد لطفکم

وعلیکم السلام۔ والا نامہ شرف صدور لایا۔ مناظرہ کے متعلق میرے فیصلہ کی بابت دیتے ہیں جو آپ کے ...... روئیداد مناظرہ الفضل میں لکھی ہے آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ میں نے آپ کے متعلق وہ الفاظ نہ کہے ہونگے جو ۲۴ر نومبر کے پرچہ میں میری طرف منسوب کئے گئے ہیں ...... میرے بیان کی تشریح میں نامہ نگار "الفضل" سے ضرور غلطی ہوئی ہے۔ مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ فریقین میں سے کسی نے میرے فیصلہ کے خلاف کیا ہو۔ میرے خیال میں "الفضل" کی شائع شدہ روئیداد مناظرہ بہت مبالغہ آمیز ہے۔ (راقم)

منظور احسن

اب خادم صاحب اور "الفضل" کے پڑھنے والے خود سوچ لیں کہ ثالث کسے سچا قرار دے رہا ہے اور کسے جھوٹا۔ اور اگر اس سے تسلی نہیں ہوتی تو ذرا ثالث صاحب سے اور صفائی کرا لیں۔

اخبار عالم

ملک معظم کی مجوزہ شادی

—— لندن ۳ر دسمبر ملک معظم اور وزرا کے درمیان ایک تشویشناک لیکن دلچسپ کشمکش شروع ہو گئی ہے۔ بادشاہ ایک امریکن خاتون سے جو دو مرتبہ طلاق لے چکی ہے شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن وزراء اس سے متفق نہیں۔

—— لندن ۳ر دسمبر اخبارات کا بیان ہے کہ مسٹر بالڈون وزیر اعظم نے ملک معظم کو آگاہ کیا ہے کہ ان کی مجوزہ شادی کو کابینہ وزارت نہایت تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اگر اس مسئلہ کو تسلی بخش طور پر حل نہ کیا گیا تو ایسی خطرناک آئینی صورت حال پیدا ہو جائے گی جس سے تمام ممالک برطانیہ پر اثر پڑے گا

—— لندن ۳ر دسمبر معلوم ہوا ہے کہ ملک معظم اپنے عزم پر سختی سے قائم ہیں وزرا بھی مجوزہ شادی کو پسند کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے ہیں سلطنت برطانیہ کے آئین کی رو سے وزرا کو بادشاہ کے اس قسم کے ذاتی معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں اور نہ وہ بادشاہ کو تخت سے دستبردار ہونے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ بخلاف اس کے بادشاہ وزراء کو معطل کر سکتا ہے۔

—— مستعمرات میں مجوزہ شادی کو سخت ناپسند کیا جا رہا ہے ان کی طرف سے نہایت پر زور الفاظ میں حکومت برطانیہ کو تنبیہ کی گئی ہے۔ لندن اور مستعمرات کے پایہ تختوں کے درمیان باقاعدہ نامہ و پیام کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ باور کرنے کے لئے وجوہات موجود ہیں کہ آخر کار مستعمرات اور حکومت برطانیہ کی آرا اس نکتہ پر مرکوز ہو گئی ہیں کہ یا تو ملک معظم مجوزہ شادی کا خیال چھوڑ دیں یا تخت سے دستبردار ہو جائیں۔

—— لندن ۴ر دسمبر۔ ملک معظم کی مجوزہ شادی کے اعلان سے شاہی خاندان میں کھلبلی پڑ گئی ہے۔ ڈیوک اور ڈچز آف یارک سکاٹ لینڈ سے لندن واپس آگئے ہیں۔ ملک معظم اور ملکہ میری سے مشورہ ہو رہے ہیں۔ قصر شاہی کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ملک معظم نے اپنی والدہ ملکہ میری سے طویل ملاقات کی

—— لندن ۴ر دسمبر آج شام کے اخبارات نے مجوزہ شادی کے موجودہ آئینی الجھاؤ کو بہت اہمیت دی ہے۔ بہت سے اخبارات نے اس خاتون کا نام اور تصاویر بھی شائع کر دی ہیں جس سے ملک معظم شادی کرنا چاہتے ہیں

—— ملک معظم کی مجوزہ دلہن کا نام مسز سمپسن ہے اخبارات کا بیان ہے وہ نہایت حسین ہے اور بڑے دلکش انداز میں گفتگو کرتی ہے۔ اخبار "ٹائمز" کا بیان ہے کہ وزرا بادشاہ کی شادی کی اس لئے مخالفت نہیں کرتے کہ وہ قدامت پسند ہیں اور بادشاہ کا ساتھ کسی عام عورت کی شادی کو گوارا نہیں کرتے بلکہ مجوزہ شادی کے خلاف وزرا اور عوام کو یہ اعتراض ہے کہ مسز سمپسن دو دفعہ طلاق حاصل کر چکی ہے اور اس کے دونوں پرانے خاوند زندہ ہیں۔ یہ امر شاہی وقار کے خلاف ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ ملکہ میری ملک معظم کی مجوزہ شادی کے خلاف ہیں۔

—— ایک اخبار کا بیان ہے کہ آرچ بشپ آف کنٹربری نے اعلان کر دیا ہے کہ اگر ملک معظم نے مجوزہ شادی کا اعلان کر دیا تو میں شادی کی رسوم ادا نہیں کروں گا۔ مسٹر بالڈون نے ایک تہدید آمیز اعلان میں ظاہر کیا ہے کہ اگر ملک معظم نے شادی کا اعلان کر دیا۔ میں خود مستعفی ہو جاؤں گا اور دوسروں کو بھی وزارت مرتب کرنے سے روکونگا اور اپنے طرز عمل سے ملک معظم کو تخت سے دستبردار ہونے پر مجبور کر دونگا

—— لندن ۴ر دسمبر عوام اور زیادہ تر پریس ملک معظم کی مجوزہ شادی کے حامی ہیں

—— شادی کے مسئلہ کے متعلق ملک معظم کا نظریہ یہ ہے کہ:۔ میں یورپ کے کسی شاہی خاندان میں شادی کر کے سلطنت کو اور اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔ اس زمانے میں شاہی گھرانوں میں شادی کی روایات قائم رکھنا سخت حماقت ہے۔ میرے بھائی ڈیوک آف یارک نے ایک عام عورت سے شادی کی اور وہ خوش ہے میں بھی اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہتا ہوں۔

—— لندن ۶ر دسمبر معلوم ہوا ہے کہ مستعمرات کا خیال ہے کہ سٹیچوٹ آف ویسٹ منسٹر کے ماتحت حاصل شدہ اختیارات کی رو سے وہ ملک معظم کی خدمت میں خود عرضداشت پیش کریں گے۔

—— لندن ۶ر دسمبر کل رات وائٹ ہال اور قصر بکنگھم کے سامنے عوام نے اپنی کے مظاہرے ہوئے مظاہرین میں عورتیں اور مرد دونوں شامل تھے

سوال و جواب

ایک قادیانی مغالطے کا ازالہ

ایک مخلص دوست فاضلکا سے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک قادیانی صاحب نے ایک اعتراض اپنے گروہ کی سچائی ظاہر کرنے کی غرض سے پیش کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

"جماعت احمدیہ دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ ان میں سے ایک فریق اقلیتی گروہ ہے۔ جماعت قادیان میں حضرت مسیح موعود کے خاندان کے لوگ، پرانے مہاجرین، صحابہ وغیرہ شامل ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ سب غلطی خوردہ ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود کی قوت قدسی پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ مبرزوین قادیان کو محترم قرار دیا ہے" وغیرہ۔

جواب قادیانی دوست اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے غلط بیانی یا سادہ لوحی سے ایسے دلائل پیش کرتے رہتے ہیں جن کے کوئی وزن اور معقولیت نہیں ہوتی۔ ان کا مقصد حقیقت ناشناس عوام کو شخصیت پرستی کے رنگ میں مغالطہ دینا ہوتا ہے اور اپنی جہالت پر مہر تصدیق ثبت کرنا۔

صداقت کی پرکھ کا صحیح معیار

کسی جماعت کی سچائی کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ معیار غلط ہے کہ چونکہ فلاں شخص بانی سلسلہ کا عزیز ہے اس لئے سچا ہے یا فلاں جماعت کی تعداد زیادہ ہے اس لئے وہ سچائی پر ہے اور اس کے برخلاف فلاں قلیل جماعت چونکہ ایسے افراد پر مشتمل ہے جن کا بانئے سلسلہ سے کوئی جسمانی تعلق نہیں۔ اس لئے وہ گمراہ ہے۔ دراصل یہ ترتیب بعض سے بڑھ کر حقیقت نہیں رکھتا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ حق پرست دنیا میں تھوڑے رہے اور باطل پرست زیادہ، اور ابتدا سے لیکر آج تک قریباً ہر جگہ یہ اصول ہی چلتا رہا ہے۔ مسلمانوں ہی کو لیجئے ان میں سے کتنے ہیں جو صراط مستقیم پر گامزن ہیں اور کس قدر زیادہ ضلالت پر۔ کسی جماعت کو حق و صداقت کی کسوٹی پر پرکھنے کا معیار یہ ہے کہ وہ جماعت بانی سلسلہ کے ارشادات کو کس حد تک نبا رہی ہے۔ اگر وہ جماعت بانی اقدس کی تعلیمات کے خلاف راہ پر جا رہی ہے تو خواہ اس کے تمام اقربا و اعزہ ہوں وہ یقیناً گمراہ ہے۔ کسی کا عزیز ہونا خدا کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ نبی کریم صلعم نے خود اپنی پھوپھی اور دختر اطہر کو فرمایا تھا کہ یاد رکھو میرا عزیز ہونا تمہارے کچھ کام نہیں آئیگا تمہارے اعمال ہی نفع رساں ہوں گے۔ حضرت نوح کا بیٹا پیغمبر زادہ ہونے کے باوجود تباہ ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط کی بیویاں غارت ہو گئیں۔ ابولہب نبی کریم صلعم کا چچا ذلیل ہو کر مرا اور پیغمبروں کی قربت ان کے کچھ کام نہیں آئی۔

بزرگی کا معیار قرآنی تعلیم ہے

ہمارے نزدیک بزرگی کا معیار تعلیم قرآن ہے۔ اس میں کہیں بھی یہ مرقوم نہیں ملیگا کہ فلاں کا بیٹا ہونا، رشتہ دار ہونا باعث نجات اور راست روی ہے۔ اگر ہے تو یہی کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک موجب اکرام تمہاری پرہیزگاری ہے۔ قرآن شریف نے ہر مقام پر ایمان اور اعمال صالحہ کی تلقین فرمائی ہے۔ ہدایت کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے البتہ ہے کسی کی جاگیر نہیں جو بھی راہ راست پر گامزن ہوگا مقرب ہوگا اور جو دنیا دنیاوی جاہ کا طالب ہو کر تعلق باللہ کو بھول جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے مردود کر دیگا۔

معترض صاحب نے اس ضمن میں فرمایا ہے کہ کیا پرانے صحابہ بھی سب غالی ہو گئے اور کیا کسی اور مصلح کی بشریت میں اس کی مثال ملتی ہے

حضرت مسیح موعود کے چیدہ خدام کا مسلک

کاش کہ آپ نے حضرت صاحب کے صحابہ پر غور کیا ہوتا۔ ہر دوست کسی کا صحبت یافتہ صحابی ہونا بھی ہر ایک کو ٹھوکر سے نہیں بچا سکتا۔ حضرت صاحب کی صحبت سے جنہوں نے پورا پورا حصہ لیا۔ وہ یقیناً راہ راست پر رہے اور جن سے لغزش کھائی ہے تو اراد تاً شخصیت پرستی اور کمزوری طبع کے باعث۔ حضرت حکیم الامت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی۔ مولانا محمد احسن امروہوی مولانا غلام حسن پشاوری۔ مولانا محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین مرحوم، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم، حکیم خدابخش صاحب مصنف عسل مصفّٰی۔ شیخ رحمت اللہ مرحوم، ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب وغیرہم کی خدمات سلسلہ کس زمانے پر عیاں نہیں ہیں اور کیا یہ بزرگ حضرت صاحب کے دست راست نہیں تھے؟ یہی بزرگ تو حضرت صاحب کی عمر بھر کی کمائی تھے اور یہی وہ احباب تھے جنہوں نے شب و روز آپ کی خدمت میں علوم الہیہ کی تکمیل کی اور جن پر مجدد وقت کی قوت قدسیہ کا پورا پورا رنگ چڑھا۔ ان کے عقائد پر نظر دوڑائیے تو موجودہ قادیانی دوستوں کے عقائد سے زمین و آسمان کا فرق رکھتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اگر آپ کے نزدیک قادیانی ہی درست ہیں تو ان بزرگوں کے متعلق کیا فرمائیں گے۔ کیا حکیم الامت اور مولانا عبد الکریم سیالکوٹی اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے خلاف نہیں تھے۔ کیا مولانا محمد احسن مرحوم نے متواتر بارہ سال قادیانی عقائد کی تردید نہیں کی۔ کیا مولانا غلام حسن پشاوری موجودہ قادیانی عقائد سے بیزار نہیں اور اسی طرح اور بزرگ اور کیا موجودہ قادیانی صحابہ مولوی سرور شاہ صاحب، مفتی محمد صادق صاحب، مولوی قاسم علی صاحب اور خود میاں صاحب ختم نبوت کے قائل نہ تھے؟

حضرت صاحب نے اپنی حیات میں ایک انجمن بنائی جس کے ممبر غالباً ایسے ہی احباب کو منتخب کیا ہوگا جس کو اس خدا دوست ولی اللہ نے دین میں دوسروں سے اعلیٰ گردانا ہوگا۔ کیا ۱۹۱۴ء میں میاں محمود احمد صاحب کے خلاف اسلام عقائد سے اس انجمن کے ممبروں کی اکثریت نے اظہار بیزاری نہیں فرمایا تھا۔

ستر بزرگان جماعت کا حلفیہ اعلان

پھر کہتا ہوں کہ صداقت کا انحصار مردم شماری نہیں دل شماری پر ہے۔ حضرت صاحب کے ستر بزرگوار پیروؤں نے ۱۹۱۴ء میں حلفی اعلان کیا تھا کہ ہم نے کبھی بھی حضرت صاحب کو نبی نہیں سمجھا تھا اور نہ ہی حضرت صاحب نے اس کی طرف کبھی اشارہ کیا تھا اور اس کے مقابل قادیانیوں کو چیلنج دیا تھا کہ تم کو جو اپنی اکثریت پر ناز ہے تو ایسے سات سو یا کم از کم ستر آدمیوں کا اعلان کرا دو کہ ہم نے حضرت صاحب کی بیعت نبی سمجھ کر کی تھی۔ یا بعد میں ان کی حیات میں انہیں نبی تسلیم کر لیا تھا۔ مگر یہ چیلنج آج تک مرہون جواب ہے تو اس حقیقت کی موجودگی میں یہ پیش کرنا کہ کیا سب صحابہ غالی ہو گئے صداقت کا منہ چڑانا ہے۔

پیشوا پیروؤں کے غلو کا ذمہ دار نہیں ہوتا

کسی مصلح کی زندگی کے بعد اس کے متبعین کا جادہ ہدایت سے بھٹک جانا اس کی صداقت پر حرف نہیں لاتا۔ دنیا میں اکثر ہوتا ہے کہ ریفارمر آئے اور ان کے نام لیواؤں نے ان کے مراتب میں غلو کیا۔ ہندو سری کرشن جی اور رامچندر جی کو خدا سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں میں اکثر ایسے لوگ ہیں جو نبی کریم صلعم اور اولیائے امت کی نسبت عجیب عقائد رکھتے ہیں اور اس غلو کی واضح ترین مثال عیسائیت میں نظر آتی ہے۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنایا اس کو خدا کہا اور یہ سب کچھ اس کے شاگردوں کی بدولت ہوا۔ اور آج عیسائی دنیا (اغلباً بلا استثنیٰ) ان کو خدا کا فرزند سمجھتی ہے لیکن اس تمام غلو کے باوجود حضرت عیسیٰ کی قوت قدسی کا آپ کو بھی انکار نہیں۔

حضرت مسیح موعود کی قوت قدسی کے اندازے کا صحیح طریق

برادر من! قوت قدسی کا اندازہ مردم شماری سے نہیں لگایا جاتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس حالت میں بھی حضرت صاحب کی قوت قدسی پر کوئی حرف نہیں آتا جبکہ ہمارے سامنے آپ کے وہ پیرو جنہوں نے اپنی عمریں ان کی خدمت میں گذاریں اور ان عقائد پر قائم رہے جن پر ہم آج قائم ہیں اور وہ آج بھی آپ کے مسلک کے مطابق کام کر رہے ہیں لیکن حضرت صاحب کی قوت قدسی کا صحیح اندازہ ان کی پیش کردہ تعلیم کی ہمہ گیری اور فتح پر ہے۔ آپ نے قرآن کریم کی جو تشریح کی مسائل اسلامیہ پر جو روشنی ڈالی۔ مخالفین اسلام سے جو سلوک روا رکھا وہ آج ہمہ گیر ہو رہے ہیں۔ دنیائے اسلام طوعاً و کرہاً ان مسائل کو قبول کر رہی ہے جو آپ نے حل کئے اور آج وہی تعلیم کامیاب ہو رہی ہے جو آپ پیش کرتے رہے۔ حیات مسیح کا مسئلہ ختم ہو گیا۔ اجرائے وحی کا وجود تسلیم کر لیا گیا۔ بہشت و دوزخ کی تشریح قبول کر لی گئی۔ غرضیکہ دنیا نے باوجود مخالفت کے آپ کے علم و بزرگی کا لوہا مان لیا۔ کیا اس کے بعد بھی قوت قدسی میں شک رہ جاتا ہے۔

جماعت لاہور کی تبلیغی مساعی

آپ کا مشن دنیا میں تبلیغ اسلام اور مدافعت اسلام تھا اور وہ کام جس احسن طریق سے سرانجام پا رہا ہے وہ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ جماعت قادیان نے تبلیغ اسلام کے کام کو پس پشت پھینک سیاسیات کو مطمع نظر قرار دے لیا ہے۔ مگر جماعت احمدیہ لاہور آپ کے کام کو وظیفہ حیات بنائے ہوئے ہے۔ آپ نے ۱۸۹۱ء میں خواہش کا اظہار کیا۔ کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ ہونا چاہیئے۔ اسے جماعت احمدیہ لاہور نے پورا کر دکھایا۔ اور آج ہزاروں کی تعداد میں وہ مشرق و مغرب میں مفت تقسیم ہو چکا ہے۔ آپ نے تمنا کی کہ تعلیم اسلام پر ایک مبسوط کتاب تحریر کی جائے جس میں تمام اسلامی مسائل آ جائیں۔ الحمد للہ کہ آپ کے ایک مخلص جاں نثار نے ریلیجن آف اسلام جیسی عدیم النظیر کتاب تصنیف کر کے مجدد زماں کی روح اطہر کو خوش کیا اور آج یہی جماعت ہے جس نے اشاعت دین کے کام کو اقصائے عالم میں پھیلایا ہوا ہے۔ آپ کی قوت قدسی پوری ہوئی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کی تردید نہیں کر سکتی۔

جناب میاں صاحب کی افسوسناک غلط روی

مجھے اس جذبہ کا احترام ہے کہ آپ حضرت صاحب کی قوت قدسی کے قائل ہیں۔ مگر افسوس کہ آپ قوت قدسی کو رد کر رہے ہیں اور میاں صاحب حضرت مسیح موعود کی تعلیمات و عقائد ہی کی جڑوں پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ حضرت صاحب نے مدعی نبوت کو کافر اور مفتری قرار دیا ہے اور میاں صاحب حضرت صاحب کو نبی بنا رہے ہیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میرے انکار سے کوئی کافر یا دجال نہیں ہو جاتا اور میاں صاحب روئے زمین کے کلمہ گوؤں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے رہے ہیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جس کا فرقہ کہنا ہو اسکا جنازہ پڑھ لیا کرو۔ اور میاں صاحب فرماتے ہیں کہ غیر احمدی بچہ کا جنازہ بھی حرام ہے۔ کیا حضرت صاحب کی تعظیم ہے؟ اور آپ کی تعلیم کی پیروی؟ آپ کو قادیان کے رہنے والے ہونے کا احساس ہے اور میاں صاحب مکہ اور مدینے کے ساکنین کو خارج از اسلام قرار دیکر نبی کریم صلعم کی قوت قدسی پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ میاں صاحب نے کلمہ طیبہ کو منسوخ قرار دیدیا ہے۔ ان کے نزدیک اب کوئی شخص کلمہ پڑھ لینے سے مسلمان نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ حضرت صاحب کی نبوت کا اقرار نہ کرے۔ یہاں حضرت صاحب اور نبی کریم صلعم ہر دو مہتاب و آفتاب کی بزرگیوں کو اپنے خیالات کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے

حقائق پر غور و فکر کرو

مجھے امید ہے کہ آپ بجائے جذبات سے کام لینے کے حقائق پر تدبر فرمائیں گے تو انشاء اللہ حقیقت بھی الم نشرح ہو جائیگی اور آپ صحیح فیصلہ پر پہنچ سکیں گے۔ اگر کوئی مشکل نظر آئے تو تحریر فرمائیں میں حل کر دونگا۔

(مسلم۔ بی۔ اے)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ریاض حسین ولد گل حسین شاہ ذات سید سکنہ جھنگ شہر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۴ ۱۲/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۷ ۱۱/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دربھان ولد چودہری کالا رام ذات پسر سکنہ موضع ڈڈل تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۶ ۱/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۱ ۱۱/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ولی داد ولد نور خان ذات بلوچ سکنہ موضع صالبقی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۶ ۱/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۷ ۱۱/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ نوٹس ہذا تحریر کیا جاتا ہے کہ منکہ گنیش داس ولد گنگا رام ذات بانگھلا سکنہ کچہ کیر تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۶ ۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۷ ۱۱/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ساجد ولد سلطان و نواب ولد راجہ ذات جیبہ سکنہ چک ۲/۱۲ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵ ۱/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں (بورڈ کی مہر) مورخہ ۷ ۱۱/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مغلا ولد رسلوا ذات جیبہ سکنہ چک ۲/۱۲ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۵ ۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) تاریخ ۷ ۱۱/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محبتہ ولد نی ات ڈھوٹی سکنہ موضع چار یاری تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۶ ۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۷ ۱۱/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دھڑ ولد سجادلہ ذات رمیا سکنہ چک ۶/۷ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۲ ۱/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۷ ۱۱/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کندا ولد نانو ذات بلوچ سکنہ چک ۳/۷ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۲ ۱/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۰ ۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دریام خان ولد داتمان ذات سلمیہ سکنہ چک ۱۸۵ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۲ ۱۲/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ (بورڈ کی مہر) تاریخ ۱۱ ۱۱/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلام ایک زندہ مذہب اور اس کا خدا ایک زندہ خدا ہے

اب یہ بھی یاد رہے کہ وہ اسلام جس کی خوبیاں ہم بیان کر چکے ہیں وہ ایسی چیز نہیں ہے جس کے ثبوت کے لئے ہم صرف گذشتہ کا حوالہ دیں اور محض قبروں کے نشان دکھلائیں۔ اسلام مردہ مذہب نہیں تا یہ کہا جائے کہ اس کی سب برکات پیچھے رہ گئی ہیں اور آگے خاتمہ ہے۔ اسلام میں بڑی خوبی یہی ہے کہ اس کی برکات ہمیشہ اس کے ساتھ ہیں اور وہ صرف گذشتہ قصوں کا سبق نہیں دیتا بلکہ موجودہ برکات پیش کرتا ہے۔ دنیا کو برکات اور آسمانی نشانوں کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ پہلے تھی اور اب نہیں ہے ضعیف عاجز انسان جو اندھے کی طرح پیدا ہوتا ہے ہمیشہ اس بات کا محتاج ہے کہ آسمانی بادشاہت کا اس کو کچھ پتہ لگے۔ اور وہ خدا جس کے وجود پر ایمان ہے۔ اس کی ہستی اور قدرت کے کچھ آثار بھی ظاہر ہوں۔ پہلے زمانہ کے نشان دوسرے زمانہ کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خبر معائنہ کی مانند نہیں ہو سکتی۔ اور امتداد زمانہ سے خبریں ایک قصہ کے رنگ میں ہو جاتی ہیں۔ ہر یک نئی صدی جو آتی ہے تو گویا ایک نئی دنیا شروع ہوتی ہے اس لئے اسلام کا خدا جو سچا خدا ہے ہر یک نئی دنیا کے لئے نئے نشان دکھلاتا ہے اور ہر یک نئی صدی کے سر پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایک قائم مقام، نبی کا پیدا کر دیتا ہے ۔

(آئینہ کمالات اسلام)

پنجاب اسمبلی کا آئندہ انتخاب

لاہور کے کن امیدواروں کو ووٹ دیئے جائیں؟

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ نومبر کے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا کہ

"آج کل پنجاب اسمبلی کے انتخاب کا معاملہ شروع ہے ہماری جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ جن اشخاص کو مستحق و قابل سمجھا جائے انہی کو سارے احباب اپنے ووٹ دیں۔ اسی میں واقعی قوم کی قوت ہے اگر متفرق طور پر مختلف امیدواروں کو رائیں دی گئیں تو کوئی بھی آپ کی قوم کی قوت کو محسوس نہیں کریگا۔ آجکل ووٹ بالعموم برادریوں کے رنگ میں دیئے جاتے ہیں .... لیکن ہماری برادری جو ایک اصول پر قائم ہے ان تمام برادریوں سے مضبوط اور زبردست ہونی چاہیئے۔ ہماری جماعت کی قوت اسی میں ہے کہ جس امیدوار کو قابل سمجھیں سب اسی کو ووٹ دیں۔ ہماری انجمن غور کے بعد اپنی قوم کو یہ مشورہ دیتی ہے کہ :-

لاہور اندرون شہر حلقہ سے میاں امیر الدین صاحب کو

اور

لاہور رسول حلقہ کی طرف سے میاں عبد العزیز صاحب بیرسٹر کو ووٹ دیئے جائیں

سول سٹیشن کے نسوانی حلقہ کی طرف سے بھی کئی خواتین کھڑی ہوئی ہیں۔ ان سب میں سے ہماری انجمن بیگم شاہنواز صاحبہ کو ووٹ دینے کا مشورہ دیتی ہے ...

.... اندرون شہر کے نسوانی حلقہ کے متعلق ہم ابھی کسی نتیجہ پر نہیں پہنچے آپ سردست کسی سے وعدہ نہ کریں۔"

پیغام صلح ۔ لاہور کے علاوہ دیگر مقامات کے احباب بھی ان اصول کو پیش نظر رکھیں کہ مرکز کے مشورہ کے بغیر کسی امیدوار سے ووٹ کا وعدہ ہرگز نہ کیا جائے

مکتوب برلن

عالم اسلامی کے اکابر

کی طرف سے برلن مشن اور برلن مسجد کی خدمات دینی کا اعتراف

(از ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن)

عرصہ سے ہمارے مخالفین اس کوشش میں مصروف ہیں کہ جس طرح ہو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بدنام کیا جائے۔ اس کے عظیم الشان تبلیغی کام کی مخالفت کی جائے۔ برلن میں چند افراد کی ایسی جماعت موجود ہے جو شب و روز برلن مسجد اور مشن کے خلاف افسوسناک پروپیگنڈا میں مصروف رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی طرف سے طرح طرح کی غلط بیانیاں اور الزام تراشیاں کی جاتی ہیں۔ ہندوستانی اخبارات میں بعید از حقیقت مضامین شائع کرائے جاتے ہیں جو سراسر غلط بیانیوں سے لبریز ہوتے ہیں۔

قارئین "پیغام صلح" برلن کے حبیب الرحمٰن صاحب قریشی سے بخوبی واقف ہونگے یہ ہماری مخالفت میں سب سے پیش پیش رہتے ہیں یہ صاحب برلن مشن کے مفید کام اور خدمات دینی کو ہمیشہ جھٹلاتے ہیں.... اس کے ساتھ ہی وہ اپنی جماعت اسلامیہ کی کارگذاری پر بار بار اظہار فخر و ناز بھی کرتے ہیں لیکن افسوس وہ اپنی کارگذاری کو مسلمانان عالم کے سامنے پیش نہیں کرتے تاکہ مسلمان ان کے کارہائے نمایاں سے واقف ہو جائیں برلن مشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس کی طرف سے جرمن تبلیغی رسالہ "مسلم ریویو" بارہ سال سے شائع ہو رہا ہے اس کے علاوہ متعدد مفید اور موثر ٹریکٹ اسلام پر شائع کئے گئے ہیں ایک رسالہ عربی اور جرمن زبانوں میں نماز پر چھاپا گیا ہے کیا کبھی جماعت اسلامیہ کو کسی ایسی خدمت کی توفیق ملی ہے؟ برلن مسجد اور جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام اسلامی موضوعات پر باقاعدہ لیکچرز ہوتے ہیں کیا جماعت اسلامیہ نے کبھی کوئی ایسا انتظام کر رکھا ہے؟ مسجد میں مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا باقاعدہ اہتمام ہے۔ انہیں قرآن شریف پڑھایا جا رہا ہے جرمن نو مسلموں اور غیر مسلموں کے لئے عربی زبان کی تعلیم کی کلاس جاری ہیں۔ کیا جماعت اسلامیہ کو کبھی اس قسم کے مفید درس و تدریس کے انتظام کی توفیق ملی ہے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔ شیخ حبیب الرحمٰن صاحب اور ان کے رفقا نے مستقل طور پر کوئی نمونہ مفید کام کر کے دکھایا نہیں لیکن افسوس ان کی تمام تر طاقت ہماری خلاف مضامین لکھنے اور شائع کرانے پر صرف ہو رہی ہے۔ مگر ہمارے مخالفین کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا تبلیغی کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ ذیل میں ہم چند مقتدر حضرات کی آراء درج کرتے ہیں جنہوں نے اولمپیا کھیلوں کے دوران میں مسجد برلن کو اور برلن مشن کے کام کو دیکھا۔ ان آراء کو ہم کسی حاشیہ آرائی کے بغیر درج ذیل کرتے ہیں ان سے ناظرین کرام برلن مشن کے کام کی نوعیت و اہمیت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں اور ان آراء کی روشنی میں ہمارے مخالفین کے بیانات کی اصل حقیقت بھی معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ آراء صرف ہندوستان کے مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ ان میں عرب، مصر، جاوا، یوگوسلاویہ کے مسلمان اکابر بھی شامل ہیں۔

(۱)

مجھے برلن مسجد کی زیارت کر کے بہت مسرت ہوئی اور میں ڈاکٹر عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن کا ممنون ہوں جنہوں نے مجھے تمام مسجد دکھلائی اور جرمنی کے دارالسلطنت میں اس عظیم الشان اسلامی عبادت گاہ کے قیام کی تاریخ بیان کی۔ مسجد نہایت خوبصورت ہے اور نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اس کا انتظام ہوتا ہے اس کے امام یہاں کے باشندوں کو نہایت شوق سے اسلام کے اصول بتاتے ہیں اور اس عالمگیر اور سادہ مذہب کے اصولوں کو ان کے ذہن نشین کراتے ہیں۔ مجھے یقین واثق ہے کہ موجودہ دہریت کے ردعمل کے وقت جبکہ دنیا میں صحیح روحانی بنیادوں پر روحانی اور اخلاقی تہذیب کا نیا دور شروع ہوگا یہ مسجد نمایاں کام کرے گی۔

برلن ۹ر فروری ۱۹۳۶ء (ناظر ملک معتمد سلطان سر سید لیاقت علی ریاست بھوپال)۔

(۲)

میں نے ۱۱ر اگست ۱۹۳۶ء کو مسجد برلن کو دیکھا۔ اسے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی (شہزادی) سجادہ سلطان آف بھوپال۔

نوٹ: شہزادی موصوفہ ہز ہائنس نواب صاحب بھوپال کی صاحبزادی ہیں

(۳)

میں نے برلن مسجد کی روز جمعہ زیارت کی جبکہ مختلف ممالک کے مسلمان وہاں موجود تھے۔ موذن نے اذان دی پھر امام مسجد ڈاکٹر محمد عبد اللہ کھڑے ہوئے اور فصیح المانوی زبان میں اسلامی تعلیمات کی فضیلت پر خطبہ دیا جس میں مختلف احادیث کے حوالے تھے۔ آپ نے نہایت اچھے پیرایہ میں اسلام کی تبلیغ کی۔ مسجد صفائی خوبصورتی اور حسن انتظام کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ ہے۔ اس لئے مجھے یہ سطور لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کے منتظمین کو جزائے خیر دے میں جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب کا بھی ان احسانات کے باعث ممنون ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا محمد علی صاحب اور آپ کے تمام اخوان و اصحاب کو سلامت رکھے۔

ڈاکٹر عبد الغنی مالک مجلہ "الحکمۃ" بیروت

(۴)

اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ (لاہور ہندوستان) کو برلن میں اسلامی تعلیم کی تبلیغ میں ید بیضا حاصل ہے اور اس لئے میں اس بزرگ اور مبارک مسجد کی زیارت کی جس میں ہندوستانی عراقی، شامی، ترکی، اور عربی مسلمان جمع ہوتے ہیں یہ سب کچھ جماعت اسلامیہ احمدیہ کی مہربانیوں کا نتیجہ ہے جو لاہور میں قائم ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نیک جماعت کو ان نیک اعمال کی مزید توفیق اور دنیوی زندگی کے بعد ان کو جنت میں جگہ دے اور اپنی برکات کا محل بنائے

(سید حسام الدین الکبری بغداد)

(۵)

مسجد برلن کی زیارت کے وقت میں اس مبارک جماعت کا شکر ادا کئے بغیر نہ رہ سکا جس نے کمال مہربانی سے اس شہر میں اس مسجد کو تعمیر کیا جس کے ذریعہ مسلمانوں کا اجتماع قائم ہے۔

المصیدلی محمد جمال البحرہ دمشق (سیریا)

(۶)

میں نے اپنے شامی احباب کی معیت میں مسجد برلن کی زیارت کی اور اس میں نماز جمعہ پڑھی۔ میں نے ایسا محسوس کیا کہ میں گویا اپنے وطن اور گھر میں ہوں۔ امام مسجد اور دیگر نمازی حضرات سے جو بیروت ہندوستان مصر، عراق، اور جرمنی سے تھے ملاقات کی جس سے مجھے شرح صدر حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کو اپنی برکات سے کھول دے اور اس جیسی جماعتوں کو بڑھائے۔

محمد نفیس (بیروت سیریا)

(۷)

ہم نے مسجد برلن کی جمعہ کے روز زیارت کی ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ امام مسجد کے ممنون ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کے بانیوں کو اجر عظیم دے۔

(حبیب الرحمٰن)

(۸)

برلن ۷ر اگست ۱۹۳۶ء بروز جمعہ

میں نے مسجد برلن کی زیارت کی تاکہ فریضہ جمعہ ان مسلمانوں کیساتھ ادا کروں جو مشرقی اسلامی ممالک سے آئے تھے۔ میں اس مسجد کے منتظمین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری ضیافت کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کا علم بلند کرنیکی توفیق دے

(محمود عزت از قاہرہ)

(۹)

مجھے عالمگیر اسلامی برادری کو دیکھکر روحانی لذت حاصل ہوئی جس کے ذریعہ برلن مسجد میں دنیا کے ہر حصہ کے لوگ جمع ہوتے ہیں وہ چند لمحات جو میں نے یہاں گزارے ہیں مجھے عمر بھر یاد رہینگے۔　(آدم ناکو تاجر سراجیوو)

(۱۰)

عالمگیر اسلامی برادری کا وہ جذبہ جو ہمیں برلن مسجد میں کھینچ لایا ہے اس کے تصور سے روح کو راحت محسوس ہوتی ہے ان لمحات زندگی کو میں عمر بھر یاد رکھونگا۔ پروفیسر ایس۔ ایم عبد اللہ صاحب کی مہمان نوازی کا شکر گذار ہوں۔　(عبد اللہ اسلیٹ جرمن مسلم سائکس کولمبی)

(۱۱)

۱۲ر اگست ۱۹۳۶ء

خدا کا شکر ہے اور ہمیں اس سے بہت خوشی حاصل ہوئی کہ ہم نے اپنے گھر سے ہزار ہا میل دور ایک مسجد کو دیکھا اور اسلامی برادری میں اپنے آپ کو پایا۔　(ڈاکٹر سوگیری اور ان کی بیگم۔ جاوا)

(۱۲)

میں نے مسجد برلن کی زیارت کی اور اس میں جمعہ پڑھا۔ میں مبارک جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے ہمارا اچھی طرح استقبال کیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو ایسے نیک کاموں کی، ہر جگہ توفیق دے اور اسی پر بھروسہ ہے۔　(محمد داؤد دمشق)

برلن مشن کے خلاف غلط پروپیگنڈا

مخالفین پر حقائق و مشاہدات کی کاری ضرب

برلن مشن کے خلاف کافی عرصہ سے غلط پروپیگنڈے کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ پروپیگنڈا باطل ہونے کے ساتھ ہی انتہائی شرمناک اور بھونڈا ہے۔ اس طوفان بے تمیزی کو برپا کرنے والے برلن کے چند ہندوستانی مسلمان ہیں جنہوں نے اپنے کردار و روش سے دیار مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا کافی سامان بہم پہنچا دیا ہے اور شب و روز بہم پہنچاتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کے سامنے چند پست ذاتی اغراض کے سوا اور کچھ نہیں۔ اپنی اغراض کی تکمیل کا جنون ہی انہیں یہ طوفان مخالفت بپا کرنے پر مجبور کرتا رہتا ہے ان کی بیماری "شہرت دنیا" اور "زرق نقرہ" کی طلبگار ہے ان چیزوں کے ذریعہ ان کا جنون مخالفت کافی عرصہ کے لئے سکون پذیر ہو سکتا ہے لیکن افسوس برلن مشن اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے روحانی مقلب اپنے مخالفین کے لئے یہ مادی "اَدویات" مہیا کرنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ انہیں صداقت وخلوص دیانتداری اور سعی پیہم پر پورا اعتقاد ہے ان کے سامنے ایک بلند مقصد اور زریں اصول ہے۔

برلن سے باطل پروپیگنڈے کی جو لہر اٹھتی ہے اسے ہندوستان کے بعض مخالفین احمدیت کا تعصب عناد زیادہ تیز و تند بنا دیتا ہے۔ یہ لہریں قصر احمدیت کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں اس کی مضبوط بنیادوں کے ساتھ ٹکرا ٹکرا کر نامراد رہتی ہیں۔ لیکن بعض اخبارات کے دل و دماغ پر انہوں نے بہت برا اثر کیا ہے چنانچہ وہ برلنی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ایسی ایسی بے معنی باتیں کہہ رہے ہیں جنہیں عقل و خرد کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں۔

حال ہی میں نقاب پوش برلنی نامہ نگار نے برلن مسجد اور اس کے امام صاحب کے خلاف جو غلط بیانیاں اور بہتان طرازیاں کی تھیں ان کا شافی جواب ہم ۲۷ نومبر کے پرچہ میں عرض کر چکے ہیں اس کے بعد مخالف اخبارات میں نقاب پوش نامہ نگار اور حبیب الرحمٰن صاحب قریشی کے بیانات کی تائید میں چند شذرات شائع ہوئے ہیں جن میں اس غلط بیانی کے اعادہ کے ساتھ کہ مسجد برلن غیر از جماعت مسلمانوں کے چندوں سے تعمیر ہوئی ہے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ اس مسجد کا قبضہ غیر از جماعت مسلمانوں کو دیدے افسوس ایک باخبر اور انصاف پسند شخص اس بے معنی مطالبہ کو فتور ذہنیت وخلل دماغ کے نتیجہ کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ برلن مسجد جماعت احمدیہ لاہور کی کوششوں اور مالی قربانیوں سے تعمیر ہوئی ہے غیر از جماعت حضرات کی امداد اس قدر قلیل تھی کہ اس کو آٹے میں نمک کا مصداق بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ سالہا سال سے اس کی مرمت اور انتظام پر جو رقم خرچ ہو رہی ہے اس کی کیفیت بھی یہی ہے۔ ہر ایک آنکھیں رکھنے والا کہیگا کہ اس حقیقت کی روشنی میں مخالف اخبارات کا مذکورہ بالا دعویٰ صریح غلط بیانی کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ باقی رہا قبضہ کا سوال تو گذارش ہے کہ قبضہ کیوں دیا جائے؟ ہر ملک میں مساجد کی متولی کوئی جماعت یا شخص ہوتا ہے جماعت احمدیہ نے اس مسجد کو لاکھوں کے صرف سے تعمیر کیا۔ ہزاروں روپیہ سالانہ وہ اس پر خرچ کر رہی ہے اس سے زیادہ موزوں متولی اور کون ہو سکتا ہے؟ اس کے بعد گذارش یہ ہے کہ ہم کس شخص یا جماعت کو قبضہ دیں؟ کیا ان علماء اور لیڈروں کے حوالے یہ مسجد کر دیں جن کے نفس ناطقہ یہ مخالف اخبارات ہیں۔ دنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ یہ لوگ صرف میدان تکفیر کے پہلوان اور تخریب و خانہ جنگی کے شوقین ہیں نہ انہیں تبلیغ اسلام کا سلیقہ ہے نہ ان میں تعمیری کاموں کی اہلیت موجود ہے۔ یہاں ہندوستان میں انہوں نے کونسے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جن کی بنا پر توقع ہو کہ وہ سات سمندر پار جا کر کوئی کام کریں گے۔ اپنے وطن میں ان کے "مجاہدانہ عزائم" ضرورت سے زیادہ رسوا ہو چکے ہیں۔ مدرسہ دیوبند کی نامکمل دیواریں۔ ندوہ کی مقروضیت، جمعیۃ تبلیغ انبالہ کی نیم مردہ حالت اور دیگر قومی اداروں اور درسگاہوں کا افلاس و بے نظمی ان میں سے ہر ایک چیز مسلمان علماء اور لیڈروں کی نا اہلیت کی پکار پکار کر گواہی دے رہی ہے یہ لوگ برلن مسجد کو کیا سنبھالیں گے اور کیا اس کا انتظام کریں گے جس پر پندرہ بیس ہزار روپیہ سالانہ خرچ ہو رہا ہے

کیا حبیب الرحمٰن صاحب قریشی اور ان کی نام نہاد "جماعت اسلامیہ" کو یہ مسجد سونپ دی جائے جن کی بے عملی، افتراق پسندی اور کردار و اعمال برلن کے ہر کوچہ و بازار کی داستان بن چکے ہیں؟ جن کی آنکھوں کے سامنے وہ مسجد ویران ہوئی جو حکومت جرمنی نے دوران جنگ میں مسلمان فوجیوں کے لئے تعمیر کی تھی جس کا دامن اندوختہ عمل سے یکسر خالی ہے۔ ہرگز ایسا مت کرو۔ تعصب و عناد اور احمدیت کی مخالفت کی رو میں بہہ کر آنکھیں مت بند کر دو۔ دین کے ایک مفید کام کو برباد نہ کرو۔ مرکز کفر میں قائم ایک خانہ خدا کی ویرانی کی نامراد کوشش کا سیاہ داغ اپنی پیشانی پر نہ لگاؤ۔

پیش نظر اشاعت کے صفحہ ۲ پر عالم اسلامی کے چند مقتدر اصحاب کی آراء و خیالات درج ہیں جنہوں نے اولمپیا کھیلوں کے دوران میں مسجد برلن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان میں ہندوستان کے علاوہ دیگر متعدد ممالک کے حضرات بھی شامل ہیں۔ ہر ایک معقولیت پسند انسان ان بیانات کو نقاب پوش نامہ نگاروں کے جذبات عناد اور ہندوستانی اخبارات کی قیاس آرائیوں کے مقابلے پر بدرجہا زیادہ وزنی اور مستند تسلیم کرے گا۔ دراصل یہ برلن مشن کے خلاف باطل پروپیگنڈا کے سر پر حقائق و مشاہدات کی ایک کاری ضرب ہے جس سے ہمارے مخالفین کو عبرت پکڑنی چاہیئے +

جاوا مشن کا نیا قدم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے "جاوا مشن" نے خدمت و اشاعت اسلام کا نہایت شاندار اور قیمتی کام انجام دیا ہے۔ محترم مرزا ولی احمد بیگ صاحب اس مشن کے روح رواں ہیں۔ مرزا صاحب موصوف اور ان کے رفقاء کے نیک بلند عزائم کی موجودگی میں کہا جا سکتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس مشن کا مستقبل اس کے ماضی سے بہت زیادہ درخشاں ہوگا۔

مرزا صاحب موصوف اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ عوام جاوا میں "ہالینڈ مسلم مشن" کے متعلق ہمدردی اور بیداری پیدا کرنے کی غرض سے ایک عزیز دوست کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جو ڈچ اور ملائی زبانوں میں ایسے پمفلٹ شائع کرے گی۔ جن میں جماعت کی ان تبلیغی خدمات کا ذکر ہوگا جو وہ مختلف ممالک میں انجام دے رہی ہے۔ ان پمفلٹوں میں عوام سے اپیل کی جائے گی کہ وہ ہالینڈ میں تبلیغ اسلام کی تحریک کے معاون بنیں یا کم از کم اس کام کی غیر عقلمندانہ مخالفت سے مجتنب رہیں یہ عزیز دوست جن کی صدارت میں کمیٹی قائم ہوئی ہے ڈچ ترجمۃ القرآن کی اشاعت میں قیمتی امداد دے چکے ہیں۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ وہ ان پمفلٹوں کے شائع ہونے کے بعد تمام جزائر کا وسیع دورہ کریں گے جس سے انشاء اللہ مفید نتائج مرتب ہونگے۔ مرزا صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جاوا مشن سیرۃ خیر البشر کا دوسرا ایڈیشن ملیشین زبان اور زیادہ عمدہ صورت میں چھاپنے کا انتظام کر رہا ہے۔ نیز آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آئندہ خط میں ہالینڈ مسلم مشن کے پروگرام سے اطلاع دیں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان نیک مساعی و عزائم میں مرزا صاحب اور ان کے رفقا کا حامی و ناصر ہو۔ اور جماعت میں اور ایسے باہمت مبلغ پیدا ہوں +

ایک نیک خاتون کا نیک عزم

محترمہ مسز رحمت الٰہی صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ قصور ہماری ایک دیندار اور لائق عزت بہن ہیں۔ آپ کو اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے محبت ہے اور خدمات دینی میں شوق سے حصہ لیتی رہتی ہیں آپ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتی ہیں کہ:۔

"پیغام صلح کا جلسہ نمبر ملا۔ ایک ایک لفظ ہدایت دیتے ہے

ایر ہے۔ واقعی جس قدر سعی ہم جماعت کے استحکام کے لئے کریں کم ہے۔ میں انشاءاللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ پہ حاضر ہونگی اور دوسری خواتین سے بیس روپیہ چندہ جمع کرکے لاؤں گی اگر پیاری تم جمع نہ کرسکی تو باقی اپنے پاس سے ڈال دوں گی میری طرف سے بیس روپیہ کا وعدہ لکھ لیا جائے"

مسز موصوفہ کا یہ نیک عزم اور جذبہ خدمت دین ہماری دوسری بہنوں اور بھائیوں کیلئے لائق تقلید ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو بہت سے بہن بھائی اس کار خیر کو انجام دے سکتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری محترمہ بہن کو اپنی عزم میں کامیابی و برکت عطا فرمائے۔ اور دوسروں کو ان کی تقلید کی توفیق دے ؛

ملک معظم کی مجوزہ شادی

آجکل قلمرو ئے برطانیہ کا اہم اور دلچسپ ترین موضوع ملک معظم کی مجوزہ شادی ہے اس کے متعلق مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف خیالات و کیفیات آرائیوں کا اظہار ہو رہا ہے۔ اس مسئلہ نے آئینی سیاسی۔ سماجی اور اخباری ہر طبقہ پر اثر ڈالا ہے۔ ملک معظم ایک امریکن خاتون مسز سمپسن سے شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن خاندان شاہی کے اراکین برطانوی وزرا و امرا و پادری ان کے اس ارادہ میں مزاحم ہو رہے ہیں خاندان شاہی کے رسم و رواج اور برطانی آئین کی مختلف توجیہیں اور تشریحیں کی جارہی ہیں ملک معظم اور وزیر اعظم مسٹر بالڈون کی آراء میں شدید اختلاف ہے۔ ایسے حالات رونما ہو گئے ہیں جن میں ملک معظم کی تخت و تاج سے دستبرداری یا کابینہ وزارت کے مستعفی ہوجانے کا امکان پیدا ہوگیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ملک معظم کو مسز سمپسن سے غیر معمولی محبت ہے۔ علاوہ ازیں ان کا نقطہ نظریہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں یورپ کے کسی شاہی خاندان میں شادی کرنا بادشاہت اور سلطنت کے لئے خطرہ کا باعث ہے۔ امرا و وزرا اور لاٹ پادری کا خیال یہ ہے کہ مسز سمپسن کسی شاہی خاندان سے نہیں ہیں۔ وہ طلاق یافتہ ہیں غیر ملکی ہیں اس لئے انگلستان اس کو اپنی ملکہ نہیں بنا سکتا۔ دیکھئے اس کشمکش کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔

مجوزہ شادی کی مخالفت میں مذہبی پیشوا اور امرا و وزرا سب پیش پیش ہیں لہذا موجودہ کشمکش کو کسی واج یا غیر ذمہ دارانہ جذبات کا نتیجہ نہیں قرار دیا جاسکتا ہے بلکہ اس کی تمام تر ذمہ داری برطانی قانون، مغربی تہذیب اور عیسائیت پر عائد ہوتی ہے ان کی طفیل دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کا تاجدار حرمان نصیب بن رہا ہے۔ برطانی آئین و روایات، مغربی تہذیب اور عیسائیت کی طرف سے مساوات و آزادی کے بلند بانگ دعاوی ہمیشہ کئے جاتے ہیں لیکن ان کی کل کائنات یہ ہے کہ حرم شاہی کے دروازے ایک عورت پر اسلئے بند ہیں کہ وہ کسی شاہی خاندان سے نہیں۔ اسلامی قوانین اور روایات کی موجودگی میں ایسی تکلیف دہ صورت کا قطعاً امکان نہیں اور ایسے مواقع پر ہی دوست دشمن ہر ایک کو اسلامی مساوات کی برتری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے ؛

کشتی اسلام کے بچانے کیلئے ایک آواز

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے آپ کے ذمہ خدمت اسلام کا ایک کام ڈالا ہے جس کی طرف اخبار کے ذریعے سے اور پھر خاص چٹھیوں کے ذریعے سے مختلف جناب کو توجہ دلائی گئی ہے۔ ایک کام کو جب تک انسان دوسرے کا کام سمجھتا ہے تو اس میں اس کے کرنے کے لئے وہ عزم پیدا نہیں ہوتا اور نہ وہ ہمت پیدا ہوتی ہے جو اس کام میں پیدا ہوتی ہے جسے وہ اپنا ذاتی کام سمجھتا ہے۔

ذاتی کاموں کے سرانجام دینے کے لئے بہت لوگ ہیں جو اپنی صحت تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ نیند کو اپنے لئے حرام کر لیتے ہیں کام کرتے جاتے ہیں، اور تھکان معلوم نہیں ہوتی۔ گو اس کا اثر ان کی صحت پر بھی پڑ رہا ہو۔ دکھوں اور تکلیفوں کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ انسان ایک مقدمہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو کس طرح دیوانہ وار دوڑا پھرتا ہے۔ اس وقت اسے اپنی عزت کا خیال تک بھی نہیں ہوتا کبھی ایک کی منت کرتا ہے کبھی دوسرے کی، کوئی عزیز بیمار ہوتا ہے تو راتوں کو کبھی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس، کبھی دوائی خانہ میں دوڑا جاتا ہے کبھی بیمار کے سرہانے بیٹھتا ہے اور بستر خواب اسے برا معلوم ہوتا ہے۔

تو میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کام میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے وہ کسی دوسرے کا کام نہیں بلکہ آپ کا اپنا کام ہے وہ آپ کی ذات کے لئے منفعت بخش ہے اس لئے کہ وہ خدا کے دین کی خدمت کا کام ہے۔ من کان اللہ کان اللہ لہٗ پر آپ کا ایمان ہے جو اللہ کے لئے اپنے آپ کو کسی کام پر لگاتا ہے اللہ اس کے کام میں لگ جاتا ہے ولینصرن اللہ من ینصرہٗ کا وعدہ اس صادق مصدوق پر نازل ہوا جس نے اپنے ہر ایک ذرہ کو خدا کے کام میں لگا دیا اور جس کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا وہ نظارہ نظر آتا ہے کہ خدا کا کھلا ہوا ہاتھ اس کے لئے کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جو اللہ کے دین کی مدد میں لگ جائے یقیناً اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کریگا۔ آپ کے دلوں میں بھی یہ آرزو ہے یہ تڑپ ہے کہ آج بھی ہم خدا کی نصرت کے وہ نظارے دیکھیں اور خدا کے کھلے ہاتھ کو اسی طرح تائید اسلام میں کام کرتا دیکھیں۔ اگر آج ایسا نہیں ہوتا تو یہ ایک قصہ ماضی ہے۔ مگر اس قصہ ماضی کو آج آپ حقیقت کا جامہ پہنا سکتے ہیں بشرطیکہ خدا کے کام کو اسی ذوق و شوق سے کریں جس ذوق و شوق سے اپنے ذاتی کاموں کو کرتے ہیں۔ اپنے اندر خود ہی نگاہ ڈال کر دیکھئے کہ جس طرح بسا اوقات آپ کو اپنے دنیوی کاروبار کا شغف اس قدر ہوتا ہے کہ آپ دوسری سب باتوں کو بھول جاتے ہیں۔ کیا کبھی دینی کاروبار کا شغف بھی اس قدر ہوا کہ آپ اپنے دنیوی کاموں کو بھول گئے ہوں۔

اگر آپ کے سامنے دین اسلام کی وہ تصویر ہوتی جو مجدد وقت کو دکھائی گئی تھی تو یقیناً آپ اس کی نصرت کیلئے اس طرح دوڑتے کہ اپنے کاروبار کو بھول جاتے اور خدا کی نصرت کا ہاتھ بھی اسی طرح دوڑتا ہوا نظر آتا۔ میں نے کہا کہ آپ کسی مقدمہ میں مبتلا ہوجائیں تو تمام تفکرات کی جگہ یہ ایک ہی فکر لے لیتا ہے۔

آپ کا کوئی عزیز بیمار ہوجائے تو آپ کو اس وقت نہ دن سوجھتا ہے نہ رات آپ کے اندر ایک بےچینی ہوتی ہے کہ اس علاج سے فائدہ نہیں ہوا تو دوسرا شروع کریں۔ دوسرے سے فائدہ نہیں ہوا تو تبدیل کریں۔ طبیب کہتا ہے کہ اس کے لئے یہ چیز میسر کرو تو آپ اس کے میسر کرنے کے لئے کس طرح بیقرار ہوتے ہیں۔

مگر ایک روحانی طبیب آتا ہے وہ آپکو دین کی حالت سے آگاہ کرتا ہے وہ آپکو اس کے لئے علاج بتاتا ہے وہ اسلام کی کشتی کو ایک بھنور میں مبتلا دیکھتا ہے اور وہ بلند آواز سے پکارتا ہے

کشتی اسلام تا ہوجائے اس طوفاں سے پار
فضل کے ہاتھوں سے اب اسوقت کر میری مدد

اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار
یاالٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا

آ گیا اس قوم پر وقت خزاں اندر بہار
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا

آپ اٹھتے ہیں اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس کشتی کو بچانے کیلئے پوری قوت صرف کریں گے لیکن کیا فی الواقع جب دریا میں کشتی ڈوب رہی ہو تو کوئی عقلمند یوں کیا کرتا ہے کہ ساحل پر کھڑا مشورہ دیتا ہے یا جو لوگ اس کے بچانے میں مصروف ہیں دور سے کھڑا ان پر اعتراض کرتا ہے کہ فلاں یوں نہیں کرتا اور فلاں وہ نہیں کرتا یا اسوقت کپڑے اتار کر کود پڑتا ہے کہ اندر جا کر میں بھی اس کے بچانے کی کوئی کوشش کروں۔

اس کشتی کو بچانے کیلئے میں نے آپ کو آواز دی ہے اگر آپ کو اس کے بچانے کی فکر ہے تو بغیر سوچنے کے کود پڑیئے اگر نہیں تو اللہ اس کا مالک ہے وہ کوئی اور سامان اس کو بچانے کا کردے گا۔ آپ میں سے بعض وہ ہیں جو میرے لکھنے کے بغیر ہی کود پڑے ہیں اور بعض وہ بھی ہیں جنہوں نے دلی خوشدلی سے لبیک کہہ دیے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ابھی سوچ رہے ہیں اور بعض وہ بھی ہیں جنہیں اپنی غرض اپنا کاروبار زیادہ محبوب ہے ہر ایک دوست کم سے کم اتنا تو غور کرے کہ وہ کس گروہ میں ہے اور یہ کہ وہ، وہ کام نہیں کرسکتا جسے اس سے بہت زیادہ کمزور بھائی بھی بڑی خوبی سے کر رہے ہیں * والسلام

خاکسار
محمد علی

مکتوبِ مفتوح

بخدمت جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم معظم جناب میاں صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نہایت درد دل سے آپ کی خدمت میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ مسئلہ تکفیر مسلمین اور مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود کے بارے میں جو اختلاف جماعت لاہور اور جماعت قادیان میں بیس ۲۲ سال سے چلا آرہا ہے اور جس پر اخبارات، ٹریکٹوں، اشتہاروں، رسالوں، کتابوں میں بحثوں کی کوئی انتہا نہیں رہی۔

موجودہ طریق بحث یکطرفہ ہے

اس سے جماعت کو اور دوسرے لوگوں کو ابتک کوئی فائدہ اس لئے نہیں پہنچا کہ یہ سب بحث یکطرفہ ہے۔ دونوں جماعتوں کی تو بالخصوص یہ حالت ہے کہ انکے سامنے صرف سوال کا ایک پہلو آتا ہے۔ اور دوسرے فریق کے دلائل سننے کا ان کو موقع نہیں ملتا اور عام طور پر مسلمان پبلک کی بھی یہی حالت ہے کہ وہ ایک وقت میں ایک ہی فریق کے بیان کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور اس لئے جب وہ ایک فریق کے بیان کو پڑھتے ہیں تو وہ اس سے کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتے اس لئے کہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ دوسرے فریق کے پاس اس کا کچھ معقول جواب ہوگا۔

فیصلہ کے لئے جماعت لاہور کے عمائد کی تجویز

اس مشکل کو حل کرنے کے لئے قریباً دو سال کا عرصہ ہوا جماعت لاہور کے عمائد نے ایک تجویز جماعت قادیان کے عمائد کے سامنے پیش کی تھی کہ دونوں فریق کے امیر باہم ایک مباحثہ کریں جس میں چند آدمی جماعت قادیان کے جماعت لاہور اور اسی قدر آدمی جماعت لاہور کے جماعت قادیان منتخب کرے اور مباحثہ کے آخر پر یہ سب آدمی اپنی رائے کا اظہار کریں ممکن ہے ایک شخص کے دلائل سے دوسری جماعت کے بعض آدمی متاثر ہوجائیں تو فیصلہ کی ایک راہ نکل آئے۔ مگر ان کی اس تجویز کو قبول نہ کیا گیا۔

دوسری تجویز

یہ خیال کرکے کہ شاید اس طرح فتح و شکست کا خیال حائل ہوجاتا ہو ایک ماہ کے قریب ہوا میں نے خود اس شرط کو ترک کرکے یہ تجویز کی تھی کہ دیسے ہی میں اور آپ ایک جگہ جمع ہو کر ایک دوسرے کی باتوں کو سنیں اور پھر وہ تحریریں ایک جگہ شائع ہوجائیں تاکہ دونوں جماعتیں فریقین کے دلائل کا موازنہ کرسکیں اور مسلمان پبلک کے لئے بھی کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی راہ نکل آئے۔ اس کا بھی کوئی جواب اب تک نہیں ملا۔

تیسری تجویز

یہ خیال کرکے کہ شاید آپ ایک جگہ جمع ہونے کی تکلیف کو برداشت کرنا پسند نہیں کرتے میں اب ایک تیسری تجویز آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں آپ کو یہ تکلیف بھی نہ ہو اور مقصد بھی حاصل ہوجائے اور وہ یہ ہے کہ تحریری بحث دونوں اخبارات میں ہوتی رہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ تعداد صفحات یا الفاظ معین کردی جائے اور پرچوں کی تعداد بھی معین ہوجائے۔

اول مسئلہ تکفیر لے لیا جائے

آپ اپنا پرچہ لکھ کر میرے پاس بھیج دیں اس کے پہنچنے کی تاریخ سے سات دن کے اندر اندر میں اس کا اسی قدر لمبا جواب لکھ کر آپ کے پاس بھیجدوں اور یہ دونوں پرچے ایک ہی وقت میں دونوں اخباروں میں نکل جائیں یعنی "الفضل" اور "پیغام صلح" میں۔ پھر میرے پرچے کا جواب لکھ کر اسی طرح آپ سات دن کے اندر اندر میرے پاس بھیجدیں اور میں اس کا جواب سات دن کے اندر اندر لکھ کر آپ کے پاس بھیجدوں اور پھر یہ دونوں پرچے دونوں اخبارات میں ایک ہی وقت میں چھپ جائیں کل پرچوں کی تعداد اس مسئلہ میں چھ چھ ہو۔ اس کے بعد مسئلہ نبوت کو لے لیا جائے اور اس کے متعلق میں اپنا پرچہ لکھ کر آپ کے پاس بھیجدوں اور آپ اس کا جواب اسی وقت معینہ کے اندر اندر میرے پاس بھیج دیں اور جس طرح پہلے مسئلہ میں چھ چھ پرچے ہوں اسی طرح اس میں بھی چھ چھ پرچے ہوں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے اس طرح تھوڑی سی تکلیف اٹھا لینے سے مخلوق خدا کا بہت بھلا ہوگا اور شاید آئندہ یہ چھوٹی چھوٹی بحثیں جن سے آئے دن اخباروں کے اوراق بھرے رہتے ہیں بند ہوجائیں۔ اور ان کی بجائے خدمت اسلام کا کوئی اور زیادہ مفید کام ہوجائے۔ اور مسلمان بھی ان تحریروں کی بنا پر کم سے کم یہ فیصلہ تو کرسکیں کہ حضرت مسیح موعود کا اصل مذہب کیا تھا۔ اور غلط فہمیاں دور ہو کر اگر خدا کو منظور ہو تو سلسلہ کے لئے بھی لوگوں میں محبت پیدا ہوجائے اور اشاعت و تبلیغ اسلام کا وہ کام جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود نے رکھی تھی پھر قوت پکڑے۔

خاکسار محمد علی

۲۱ر رمضان المبارک

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ریاست ٹراونکور میں اچھوتوں کے درمیان تبلیغ اسلام کا نہایت مفید کام کررہے ہیں بفضل خدا ان کی کوششوں سے بہت سازگار فضا پیدا ہوگئی ہے۔ اس کار خیر میں ان کی اہلیہ محترمہ جو ایک انگریز نو مسلم خاتون ہیں آپکی معاون ہیں۔

— ۲۱ر نومبر کو میاں صاحب موصوف اور ان کی اہلیہ محترمہ دیور ڈسٹرکٹ کوٹائم تشریف لے گئے وہاں کے باشندوں نے آپکا باقاعدہ جلوس نکالا جس میں نواحی دیہات کے لوگ بھی بکثرت شریک ہوئے ایک پبلک جلسہ بھی منعقد ہوا۔

— میاں صاحب موصوف اپنے تازہ خط میں یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہیں کہ مسٹر ایچ۔ بی۔ محمد اورنگزیب (جن کے مکان پر میاں صاحب کا قیام ہے) کی بیگم صاحبہ کا ۲۰ر نومبر کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس صدمہ میں ہمیں مسٹر موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

— سید اختر حسین صاحب مبلغ اپنے دورہ میں مصروف ہیں ۴ر دسمبر کو ان کا پٹیالہ سے خط آیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ چند دن میں دہلی پہنچ جاؤں گا اور وہاں سے ۲۰ر دسمبر سے قبل براستہ فیروزپور لاہور پہنچوں گا۔

— رسالہ لعنت مجددین چھپ کر تیار ہے۔ قیمت فی کاپی ایک آنہ۔ محصولڈاک تین پیسہ۔ ایک روپیہ میں بیس کاپیاں علاوہ محصولڈاک اس رسالہ کی مانگ زیادہ ہے۔ احباب کو جس قدر کاپیاں مطلوب ہوں جلد دفتر اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب سے طلب فرمادیں۔

— برادرم شاہ دین صاحب دہلوی ایک محکمانہ امتحان میں شریک ہونیوالے ہیں اور احباب سے طالب دعا ہیں۔

— جناب حکیم مرزا خدا بخش صاحب مصنف "عسل مصفیٰ" بدستور علیل ہیں۔

— شیخ عبدالحق صاحب بلوی بعارضہ بخار بیمار ہیں۔

— برادرم عطاء اللہ صاحب شورکوٹ کی بھتیجی شدید علیل ہے۔

— اخویم فیض احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

— سید ممتاز علی صاحب کی صاحبزادی کو نسبتاً افاقہ ہے لیکن بیماری کا اثر ابھی تک باقی ہے۔

ان تمام بیماروں کے لئے درد دل سے شفائے کامل عاجل کی دعا کی جائے۔

— "مسلم ہوسٹل" لاہور کے لئے ایک تجربہ کار اور لائق احمدی باورچی کی ضرورت ہے۔ ضرورت مند سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل سے جلد ملاقات کریں۔

ہیڈ ماسٹر اور مدرسین کی ضرورت

مسٹر عزیز الٰہی خانصاحب عزیزی نے کلکتہ میں ایک ایجوکیشنل انسٹیٹیوٹ جاری کیا ہے جس کے لئے ان کو ذیل کے سٹاف کی ضرورت ہے!

ہیڈ ماسٹر گریجویٹ یا ڈبل بی۔ اے اور بی۔ ایس۔ سی جو انگریزی عمدگی سے پڑھا سکے۔ اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر جو ریاضی میں ہوشیار ہو ایم۔ ایس۔ سی کو ترجیح دی جائے گی۔

سکول کو کالج کے درجہ تک ترقی دینے کا خیال ہے اسلئے ہیڈ ماسٹر اور اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر ایسی قابلیت کے ہوں کہ کالج میں پڑھا سکیں۔ چونکہ مدرسہ ابتدائی حالت میں ہے اس لئے ایسے لوگ درکار ہیں جو قوم کیلئے قربانی کرسکیں اور گذارہ کے لائق تنخواہ موجودہ حالت میں قبول کرسکیں۔ درخواستیں مع نقول سندات بنام عزیز الٰہی خانصاحب [illegible]

ختم نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی غیرت

اجرائے نبوت کے شیدائیوں کی حرکت مذبوحی

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

جناب ڈاکٹر صاحب قبلہ نے اپنا ایک غیر مطبوعہ پرانا مضمون عنایت فرمایا ہے جو درج ذیل ہے کسی صاحب نے ان کی خدمت میں "الفضل" کا ایک بہت پرانا پرچہ بھیجا جس میں حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ کے متعلق بحث تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کا جواب لکھا جو ان کے کاغذات میں مخلوط ہونے کی وجہ سے شائع نہ ہو سکا۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر باوجود تاخیر کے شائع کیا جاتا ہے امید ہے قارئین کے فائدہ کا موجب ہوگا۔ (مدیر)

حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ پر قادیانیوں کا ناز بیجا

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ نے تو بہت ہی پرانا "الفضل" نہ معلوم کہاں سے نکال مارا۔ قصہ یہ ہے کہ آج سے کئی سال قبل اس محمودی قوم کو مسئلہ نبوت میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر بڑا ناز تھا۔ میں اکثر محمودی مناظرین کو دیکھا کرتا تھا کہ بغل میں حقیقۃ الوحی دبی ہوئی ہے اور صفحہ ۳۹۱ کی جگہ پر نشان رکھا ہوا ہے۔ موقعہ دبے موقعہ۔ جا و بے جا۔ ضرورت ہو یا نہ ہو بس حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱ کھول پڑھنا شروع کر دیا۔ ان کے اس شغف کی وجہ سے مجھے بھی اس صفحہ کی طرف توجہ ہوئی۔ جب میں نے اس پر غور کیا تو مجھے ان کی بھونڈی سمجھ پر بے اندازہ حیرت ہوئی کہ نبی کے نام پانے کی خصوصیت سے حضرت مسیح موعود کو نبی بنا دینا سوائے اختلال دماغ کے اور کسی چیز کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ . . . .

. . . .

اتنا نہیں سمجھتے کہ جو خود نبی ہوگا اس کے لئے نبی کا نام پانے کی خصوصیت کیا معنی رکھتی ہے۔ کیا پہلے کوئی نبی نبی نہیں کہلایا اجی ایک نبی کو نبی کا نام پانے کی خصوصیت کیسی؟ البتہ جو حقیقت میں ولی یعنی غیر نبی ہوگا اسے اگر کسی وجہ سے نبی کا نام دیا گیا ہو تو وہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ میں اگرچہ نبی نہیں ہوں مگر تاہم مجھے نبی کا نام دیا گیا ہے اور قاعدہ ہے کہ جب کسی فرد کو اس کی جنس کے غیر کا نام دیا جائے گا تو وہ ہمیشہ مجازاً دیا جائے گا۔ مثال سے بات اچھی طرح سمجھ آ جائے گی مثلاً شیر کبھی نہیں کہہ سکتا ہے کہ تمام شیروں میں میں ہی شیر کا نام پانے کے لئے مخصوص ہوں کیونکہ کسی شیر کا شیر کا نام پانے کے لئے مخصوص ہونا کیا معنی؟ البتہ کسی انسان کو بہادری کی وجہ سے اگر شیر کہہ دیا جائے گا۔ تو وہ کہہ سکتا ہے کہ انسانوں میں شیر کا نام پانے کی مجھے خصوصیت حاصل ہے اور اس قسم کا نام ہمیشہ مجازاً دیا جاتا ہے جیسا کہ انسان کو شیر جب کہا جائے گا تو مجازاً کہا جائے گا۔ اسی طرح ایک غیر نبی کو نبی کا نام جب دیا جائے گا تو وہ ہمیشہ مجازاً دیا جائے گا نہ کہ حقیقت کے طور پر جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ کہ خدا کی طرف سے میرا نام نبی مجاز کے طور پر رکھا گیا ہے نہ کہ حقیقت کے طور پر۔

اس موضوع پر میرا مبسوط مضمون

غرضیکہ میں نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ اور صفحہ ۳۹۱ پر پیغام صلح میں ایک مبسوط مضمون لکھا جو بعد میں ٹریکٹ کی شکل میں بھی چھپ گیا اور اس میں حقیقۃ الوحی کے ان صفحوں کی متنازعہ فیہ عبارت کے ایک ایک فقرہ کی تشریح کی۔ حق کی یہ ضرب باطل کے سر پر ایسی کاری پڑی کہ کچھ عرصہ تک تو غشی کا عالم رہا اور محمودی کیمپ میں سے کسی نے چوں تک نہ کی۔ جب ہوش آئی تو روتی صلال کرنے کی فکر ہوئی۔ کیونکہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ سے یاروں کی رکھی ہوئی نشانیاں نکل چکی تھیں اس لئے روتے جھینکتے اس وقت "الفضل" میں یہ مضمون نکلا جو آپ نے مجھے اب پیش کیا ہے مگر باطل کی رگِ جان کٹ چکی تھی۔ سوائے حرکت مذبوحی کے اور کیا ہو سکتا تھا۔

"الفضل" کا جھوٹا الزام

ملت محمودیہ کے اس سرکاری گزٹ میں حسب معمول بدکلامی اور درشت خوئی کا اظہار کیا گیا۔ اور مجھ پر "دھوکا دہی" کا الزام لگایا گیا۔ بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک مذہب فقط دھڑے بازی اور ابلہ فریبیوں کا نام ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہماری جماعت نے اپنا ہی اخبار پڑھنا ہے پیغام صلح کس نے پڑھنا ہے اس لئے جو جی میں آیا انٹ شنٹ لکھ دیا اور لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونک کر سرخرو ہو گئے۔

"الفضل" کے عائد کردہ الزام کی حقیقت

وہ دھوکا دہی کیا تھی جس کا مجھ کو ملزم گردانا گیا وہ بھی سن لیجئے۔ میں نے لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کے بارے میں اس قدر غیرت تھی کہ اگر آپ کے الہام میں لفظ نبی کا آ گیا تو اس کی تاویل کی۔ اگر آنے والے موعود کی نسبت صحیح مسلم میں کہیں لفظ نبی اللہ کا آ گیا تو اس کی تاویل کی۔ ایڈیٹر الفضل کے نزدیک میں نے یہ بات حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ گویا بزعم الفضل حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کیلئے قطعاً کوئی غیرت نہ تھی اور نہ کبھی آپ نے اپنے الہام میں نبی کے لفظ کی تاویل کی اور نہ صحیح مسلم میں جو نبی اللہ کا لفظ آ گیا ہے اس کی کبھی تاویل کی۔ جو لوگ حضرت صاحب کی تحریرات کو کبھی غور سے پڑھنے کے عادی ہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اس صحیفۂ قادیانی الفضل کے ذریعہ جو کچھ نازل ہوتا ہے اسے وحی آسمانی سمجھ کر وہی بولی بولنے لگ جاتے ہیں جو قادیان سے میاں مٹھوؤں کو یاد کرانے کے لئے رٹ لگائی جاتی ہے وہ "الفضل" کے اس الزام دہی سے متاثر ہو کر ممکن ہے کہ بغلیں بجاتے ہوں لیکن واقف کار لوگ جانتے ہیں کہ یہ محض ابلہ فریبی کے لئے ایک پروپیگنڈا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیشہ اپنے الہام میں نبی کے لفظ کی تاویل کی۔ حدیث میں نبی اللہ کے لفظ کی تاویل کی۔ مشتے نمونہ از خروارے عرض کئے دیتا ہوں:-

(۱) اپنے الہام میں نبی کے لفظ کی تاویل کے نمونے ملاحظہ ہوں:-

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے . . . . وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔" (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷)

پھر حقیقت الوحی میں فرماتے ہیں:-

سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ کہ اللہ کی طرف سے میرا نام نبی رکھا گیا مجاز کے طور پر نہ کہ حقیقت کے طور پر۔

اب فرمایئے الہامات اور مکالمات و مخاطبات الٰہیہ میں نبی کے لفظ کی یہ صریح تاویل نہیں تو اور کیا ہے اور یہ تاویل کیوں کی جا رہی ہے صرف اس لئے کہ آنحضرت صلعم کے ختم نبوت کے عقیدہ کے لئے آپ کو غیرت تھی۔ آپ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت اور رسالت کے دعویٰ کو مستلزم کفر سمجھتے تھے اسی لئے الہام میں جب نبی کا لفظ آیا تو اس کی تاویل کی۔

(۲) صحیح مسلم میں لفظ نبی کی تاویل سن لو۔ فرماتے ہیں:-

"سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا"

(حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸)

اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔ میں نے کیا اس میں دھوکا دہی کی؟ میں تو نہیں تاویل کر رہا۔ حضرت مسیح موعود خود تاویل کر رہے ہیں اور "خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا" کا فقرہ میرا نہیں خود حضرت مسیح موعود کا ہے۔

الفضل کی راستبازی کا نمونہ

میری دھوکا دہی تو ملاحظہ ہو چکی اب ایڈیٹر "الفضل" کی راستبازی ملاحظہ ہو جب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ میں دال گلتی نظر نہ آئی اور ادھر سے مایوسی ہو گئی۔ تو حضرت مسیح موعود کا خط بنام اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء سے حوالہ پیش کر دیا۔ مگر کیا کہ اتنے فقرے لکھ دیئے جتنے نقل کرنے سے پڑھنے والا دھوکے میں پڑ سکتا ہے۔ وہ فقرے جن کے پڑھنے سے حضرت کی تحریر کا مطلب صاف ہو جاتا ہے عمداً قلم انداز کر دیئے۔ سنا کرتے تھے کہ کسی بے نماز نے قرآن سے لا تقربوا الصلوٰۃ کا استدلال کیا کہ نماز کے نزدیک جاؤ اور انتم سکٰری کو چھوڑ گیا تھا کہ جب تم متوالے ہو۔ اسی طرح ہمیں یہاں نقشہ نظر آتا ہے کہ ایک ہی خط میں سے صرف اتنی عبارت نقل کر دی جس سے پڑھنے والے کو دھوکہ لگ جائے اور باقی کی عبارت جس سے مطلب صاف ہوتا ہے اُسے عمداً حذف کر دیا۔ یہ ہے آجکل کی مذہبی دیانتداری کا نمونہ۔

"الفضل" میں نقل شدہ عبارت

الفضل میں نقل شدہ عبارت صرف اتنی ہے:-

"گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا . . . . مستقل طور

درخواست دعا۔ (۱) بابو عبدالرحمٰن صاحب اور میری کی والدہ محترمہ . . . بیمار ہیں۔ (۲) ڈاکٹر جلال الدین صاحب تین چار یوم سے زیادہ علیل ہیں احباب سے درخواست دعا ہے۔

اپنے تئیں نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں سمجھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ سے میں یہی لکھتا رہا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔"

ایڈیٹر الفضل کی افسوسناک حرکت

بس ختم۔ الفضل کے اس نقل کردہ حوالہ میں حضرت صاحب نے انکار ہی انکار کیا ہے اقرار کسی بات کا نہیں کیا۔ ایڈیٹر صاحب نے محض انکار کے فقرے نقل کرکے بات کو مبہم چھوڑ دیا اور جن فقروں میں اقرار ہے وہ نقل نہیں کئے۔ جب انکار کے فقرے نقل کئے تھے تو اقرار کے فقرے بھی نقل کر دینے کہ کن امور کا دعویٰ ہے کیونکہ یہ فقرات جن میں محض انکار ہی انکار ہے بجائے خود مبہم ہیں۔ ان سے غلط نتائج نکالنے کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ اگر اس خط کا آخری حصہ بھی نقل ہو جاتا تو کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔ کیونکہ وہاں تو صاف طور پر موجود ہے کہ کن باتوں کا حضرت اقدس کو اقرار ہے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب کو بات صاف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہوں نے مرنے کے بعد خدا کے سامنے کوئی جوابدہی نہیں کرنی۔ صرف دنیا میں اپنے خلیفہ کے سامنے جوابدہی کرنی ہے۔ لہذا جن کا کھاتے ہیں ان کا گاتے ہیں۔

؎ عاقبت کی خبر خدا جانے؛ اب تو آرام سے گزرتی ہے

خط کا آخری حصہ

اب میں اسی خط کا آخری حصہ نقل کئے دیتا ہوں جس میں نہایت وضاحت سے حضرت صاحب نے اپنی پوزیشن کو صاف کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"پس اسی بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت میں کہ عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں۔ بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ اس میں نہایت کم ہوتی ہے اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے تاکہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لئے محض امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی ہوں تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔"

مذکورہ بالا عبارت کے نتائج

کیا مذکورہ بالا عبارت سے کوئی شک و شبہ کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے جو نتائج نکلتے ہیں۔ آسانی کے لئے نمبروار عرض کئے دیتا ہوں۔

(۱) آپ یعنی حضرت مسیح موعود اس زمانہ کے ملہمین اور خواب بینوں میں سے ایک ہیں۔

(۲) آپ میں اور اس زمانہ کے دوسرے ملہمین میں فرق صرف یہ ہے کہ ان کے الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتے ہیں اور اخبار غیبیہ بھی ان میں کم ہوتی ہے اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتے ہیں اور آپ کے الہام مقدار میں بھی کثرت سے ہیں اور اخبار غیبیہ بھی ان میں زیادہ ہے اور ہر ایک قسم کی ملونی سے پاک ہیں۔

(۳) عقل سلیم چاہتی ہے کہ ایسے لوگوں سے آپ کو کچھ امتیاز بخشا جائے

(۴) اس لئے جناب الٰہی نے محض امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے آپ کا نام نبی رکھ دیا۔

(۵) نبی کا نام محض ایک عزت کا خطاب تھا ورنہ آپ دراصل نبی نہ تھے۔ اگر آپ نبی ہوتے تو ایک نبی کو عزت کے خطاب کے طور پر نبی کا نام دیا جانا بے معنی تھا۔

(۶) نبی کا نام عزت کے خطاب کے طور پر دینے میں آنحضرت صلعم کی ایک پیشگوئی کو پورا کرنا بھی جناب الٰہی کو مدنظر تھا۔ جس میں آنحضرت صلعم نے آنے والے مسیح کی نسبت فرمایا تھا کہ وہ امتی بھی ہوگا اور نبی بھی۔

(۷) پس آنحضرت صلعم نے جو مسیح موعود کو امتی بھی کہا اور نبی بھی تو معلوم ہوا نبی کا نام اس موعود کو محض عزت کے خطاب کے طور پر دیا جانا مقدر تھا۔ ورنہ دراصل وہ نبی نہ تھا۔ محض دوسرے ملہمین سے عزت افزائی کے طور پر امتیاز بخشنے کے لئے ایسا کیا گیا پس یہ ایک اعزازی نام ہے جو مجاز کے طور پر ایک امتی کو دیا جا سکتا ہے

(۸) اور یہ امتیاز بھی محض ہمارے زمانہ سے ہی مخصوص اور محدود ہے جیسا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ "اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے"

اخبار عام کے خط پر "الفضل" کا فضول شور و غل

غور کرو کس برتے پر اخبار عام کے خط پر اتنا شور و غل مچایا جاتا تھا۔ حالانکہ اس خط میں تو صاف صاف حضرت صاحب نے اپنے آپ کو اس زمانہ کے ملہمین میں شامل کر دیا ہے۔ چونکہ ان کی وحی میں وہ صفائی اور علم غیب کی کثرت نہ تھی جو آپ کے الہام میں تھی۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ خدا نے محض اس امتیاز کو ظاہر کرنے کے لئے بطور خطاب عزت کے مجھے نبی کا نام دیا۔ اگر آپ نبی تھے اور آپ کی وحی، وحی نبوت تھی تو اس زمانہ کے خواب بینوں اور ملہمین سے آپ کا مقابلہ ہی کیا اور ان سے امتیاز پیدا کرنا کیا معنی؟ کیونکہ کجا ایک نبی اور اس کی وحی نبوت اور کجا ایک معمولی خواب بین اور ملہم جس کے الہام میں ابھی تک نفس کی ملونی باقی ہے۔ دونوں میں مماثلت اور مشابہت ہی کیا جس کے لئے کسی امتیاز پیدا کرنے کی ضرورت ہو۔ کیا آنحضرت صلعم نے یا کسی اور نبی نے بھی کبھی کہا کہ نبی کا نام مجھے محض دوسرے ملہمین اور خواب بینوں سے امتیاز بخشنے کے لئے دیا گیا ہے؟

ایک نبی کو نبی کا نام دیا جانا بالکل بے معنی ہے

ایک نبی کو نبی کا نام دیا جانا کیا معنے اور پھر عزت کے خطاب کے طور پر ایک نبی کو نبی کا نام دیا جانا کس قدر مہمل بات ہے کیونکہ جو نبی ہے اس کے لئے نبی کا نام کیسے عزت کا خطاب ہو سکتا ہے۔ ہاں ایک غیر نبی کے لئے اسے نبی کا نام دیا جانا ایک عزت کا خطاب ہو سکتا ہے یعنی اس کے الہامات کی صفائی کی وجہ سے اگر یہ عزت کا خطاب اسے دیدیں تو وہ کہہ سکتا ہے کہ صاحب! میرے ہمعصر ملہمین اور خواب بینوں سے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے میری یہ عزت افزائی کی گئی ہے کہ مجھے نبی کا نام یا خطاب دیا گیا ہے۔ مگر ایک نبی کی اسے نبی کہے جانے میں کیا عزت افزائی ہے اور پھر اس خط میں تو حد کر دی ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں کثرت وحی کی وجہ سے اپنے لئے نبی کا نام پانے کی جو خصوصیت بیان فرمائی تھی۔ اس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید آپ کو اپنے کثرت الہامات کا دعویٰ تمام زمانوں کے ملہموں کے مقابلہ میں ہے۔ لیکن اس خط میں تو کثرت الہامات کا دعویٰ محض اپنے زمانہ سے مخصوص کر دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو دوسرے ملہمین کے زمرہ میں شامل کرتے ہیں

بہر حال کثرت الہامات کا دعویٰ اپنے زمانہ سے مخصوص ہو یا کل زمانوں پر حاوی ہو۔ آپ اپنے آپ کو دوسرے ملہمین کے زمرہ میں شامل کرتے ہیں اور اسی لئے ضرورت پڑی کہ ان سے امتیاز بخشنے کے لئے آپ کو کوئی خطاب دیا جائے اور وہ خطاب ایسا ہو جو ایک طرف تو آپ کی عزت افزائی کا موجب ہو اور دوسری طرف اس کے ذریعہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی پوری ہو۔ پس آپ کو بطور خطاب عزت کے نبی کا نام دیا گیا اور اس میں کیا شک ہے کہ ایک ملہم کے لئے جو غیر نبی ہے نبی کا نام یقیناً خطاب عزت ہے جو اس کے دوسرے ساتھیوں اور ہمجنسوں کو نہیں ملا اور اس طرح اسے ایک امتیازی مرتبہ مل گیا۔ مگر ایک نبی کو نبی کا نام بطور خطاب عزت دیا جانا بالکل بے معنی ہے۔ جب وہ نبی ہے تو اسے نبی کا نام دیا جانا اور اسے خطاب عزت قرار دینا مجنونوں کا کام ہے۔

نمایش دستکاری کیلئے اشیاء

نمائش زنانہ دستکاری کے لئے اشیاء کی تیاری کی تحریک قبل ازیں کئی مرتبہ کی جا چکی ہے۔ امید ہے کہ جماعت کی خواتین اور بچیاں اشیاء کی تیاری میں مصروف ہونگی اگر کسی بہن نے تاحال اس ضروری کام کو شروع نہ کیا ہو تو وہ بہت جلد توجہ فرمائیں۔ تمام اشیاء جنوری تک یا زیادہ سے زیادہ دسمبر کے تیسرے ہفتہ میں موصول ہو جانی چاہئیں تاکہ آسانی سے ان کی قیمتوں کا تعین ہو سکے اور انہیں نمائش میں رکھنے کے لئے ترتیب دیا جا سکے۔ غالباً اس امر کے اعادہ کی ضرورت نہیں کہ نمائش کے ذریعہ ہر سال ایک معقول رقم اشاعت اسلام فنڈ کے لئے فراہم ہو جاتی ہے۔ اگر جماعت کی خواتین اور بچیاں زیادہ وسعت اور باقاعدگی سے اس کار خیر میں شریک ہوں اور اس کو اپنا ایک قومی شعار بنا لیں تو یہ نمائش اشاعت اسلام کے کام کیلئے غیر معمولی طور پر تقویت کا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔

جلسہ فنڈ کی رقوم

احباب کے ذمہ جلسہ فنڈ کی دو رقوم ڈالی گئی تھیں۔ یہ رقوم دو قسم کی تھیں

اوّل یہ کہ احباب اس جلسہ کے اخراجات کے لئے اپنی جیب سے کچھ رقم دیں۔

دوم یہ کہ احباب اپنے حلقہ اثر سے کچھ رقم جمع کرکے ارسال فرما دیں۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ یہ دونوں رقوم جتنی جلدی ممکن ہو دفتر

عازمان حج

کیلئے ضروری ہدایات واطلاعات

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

(۱) بمبئی اور کراچی سے روانہ ہونے والے عازمان حج کو چاہیئے کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو ان بندرگاہوں پر پہنچ جائیں اس لئے کہ ماہ رمضان کے بعد ان بندرگاہوں اور نیز جدہ اور اماکن مقدسہ میں مسافروں کا بہت ہجوم ہوتا ہے۔

(۲) جہاز کے ہر ایک درجہ میں مسافروں کے لئے نشستیں مخصوص اور محدود کر دی جاتی ہیں اور حجاج کا فرض ہے کہ وہ مقررہ حدود سے آگے نہ بڑھیں اور دوسروں کی نشستوں میں مداخلت نہ کریں۔

(۳) ہر جہاز پر طبی امداد کے لئے ڈاکٹر، نوکر اور نوکرانیاں اور کمپوڈر موجود رہتے ہیں۔ طبی خدمت اور دواؤں کے لئے کوئی قیمت نہیں لی جاتی۔

(۴) پہلے ہر حاجی کو روزانہ ڈیڑھ گیلن پانی ملتا تھا اب ہر روز چار دفعہ دو دو گھنٹوں کے لئے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ پانی احتیاط سے برتا جائے تو اس میں تمام مسافروں کا فائدہ ہے

(۵) حاجیوں کے لئے تختہ جہاز پر انبار کو دینا منع ہے۔

(۶) حاجیوں کو تختہ جہاز پر گندھک والی دیا سلائیاں۔ بارود پٹرول۔ مٹی کا تیل اور دیگر آتشگیر اشیا کے رکھنے کی ممانعت ہے

(۷) ڈاکخانے کے ٹکٹ اور پوسٹ کارڈ جہازوں میں برائے فروخت موجود رہتے ہیں۔

(۸) بمبئی اور کراچی سے روانہ ہونیوالی ریلوے گاڑیوں کے ٹائم ٹیبل ہر جہاز پر دستیاب ہوسکتے ہیں۔

(۹) عرشہ جہاز پر قبلہ کی پہچان کا انتظام کیا جاتا ہے۔

(۱۰) وضو کے لئے سمندر کا پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

(۱۱) کوڑا کرکٹ اور میلے پانی کے لئے ہر عرشہ پر برتن موجود ہیں اور حاجیوں کا فرض ہے کہ وہ ان کو استعمال کریں۔

(۱۲) اگر کسی جہاز میں متعدی یا وبائی بیماری پھیلی ہو تو سے پانچ روز تک قرنطینہ کامران میں ٹھہرایا جاتا ہے۔ اگر جہاز متعدی امراض سے پاک ہو تو حاجیوں کو ساحل پر ڈس انفکشن (صفائی وغیرہ) کے بعد پھر جہاز پر سوار کرا دیا جاتا ہے۔ جو چوبیس گھنٹہ کے اندر اندر روانہ ہو جاتا ہے۔

(۱۳) جہاز کے جدہ میں لنگر انداز ہونے پر ہندوستانی نائب قونصل اور اس کا عملہ تختہ جہاز پر آجاتے ہیں۔ اُن سے محصول، کرایہ کشتی، اجرت قلی و دیگر امور کے متعلق واقفیت حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۱۴) حاجیوں کو چاہیئے کہ جدہ میں جہاز سے اترتے ہی برٹش سفارت خانہ میں جائیں اور اپنا پاس (حصہ اول و دوم) اور اگر واپسی ٹکٹ ہو تو وہ بھی رجسٹری کے لئے پیش کریں۔ واپسی ٹکٹ اور پاس کا حصہ دوم سفارت خانہ اپنے پاس رکھے گا۔ اور پاس کا حصہ اول بعد تصدیق مسافر کو لوٹا دے گا۔

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگانِ سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کے لئے | **یکم دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء تک** | **صرف ایک ماہ کے لئے**

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے۔	۱۲ر	۵ ار
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم جو تین کتب سرمہ چشم آریہ، شحنہ حق، ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب پر مشتمل ہے	عا	۶
سلسلہ تصنیفات احمدیہ حصہ سوم جو تین کتب فتح اسلام، توضیح المرام، ازالہ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے	[illegible]	[illegible]
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ، الحق مباحثہ دہلی، آسمانی فیصلہ اور نشان آسمانی پر مشتمل ہے	[illegible]	[illegible]
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام، برکات الدعا، جنگ مقدس، حجۃ الاسلام، سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے۔	[illegible]	۱۲
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم جو سات عربی کتب تحفہ بغداد، کرامات الصادقین، حمامۃ البشریٰ، نور الحق حصہ اوّل و دوم، اتمام حجت اور سر الخلافت پر مشتمل ہے۔	[illegible]	۱۰
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم شہادت القرآن، نور القرآن ہر دو حصہ، ست بچن اور آریہ دھرم پر مشتمل ہے۔	۱۲	[illegible]
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۲ر	[illegible]
الحق مباحثہ دہلی	[illegible]	[illegible]
حجۃ الاسلام	۴ر	۲
اتمام حجت	۴ر	۲ر

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی
جلد اوّل	[illegible]	[illegible]
جلد دوم	[illegible]	[illegible]
جلد سوم	[illegible]	۱۱ر
جلد چہارم	۶	[illegible]
جلد پنجم	۶	۸ر
جلد ششم	۶	۸ر
جلد ہفتم	۶	[illegible]

الہامات حضرت مسیح موعودؑ

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی
البشریٰ حصہ دوم	۶	۴ر

ترجمۃ القرآن انگریزی یعنی انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

۲۰×۲۶ سائز کے ۱۵۰۰ صفحات پر تین قسموں میں۔

اصل قیمت پکا رجلد خالص چمڑہ ۲۵ روپے، رعایتی ۲۰ روپے

قسم دوم لچکدار مصنوعی چمڑا اصل ۲۰ روپے، رعایتی ۱۶ روپے

قسم سوم گتے کپڑے کی جلد اصل ۱۶ روپے، رعایتی ۱۲ روپے

محمد اینڈ کرائسٹ — اصل قیمت بے جلد [illegible] رعایتی ۸؛ مجلد [illegible] رعایتی ۱۲ر

محمد دی پرافٹ — رسول کریم صلعم کی سیرت بزبان انگریزی اصل ۸ر رعایتی [illegible]

خلافت — حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی کے حالات زندگی پر ایک انمول حصہ انگریزی میں ہے، رعایتی [illegible]

ترجمۃ القرآن انگریزی بلا متن

اصل قیمت ... للعہ رعایتی ... [illegible]

چیپ ایڈیشن ... [illegible] رعایتی ... [illegible]

فتح اسلام انگریزی — حضرت مسیح موعود کی کتاب فتح اسلام کا ترجمہ، اصل قیمت ۶ر، رعایتی ۳ر

ٹیچنگز آف اسلام — اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مسیح موعودؑ انگریزی ترجمہ، بے جلد [illegible]، رعایتی ۴ر

النبوت فی الاسلام انگریزی — النبوت فی الاسلام اردو کا مختصر ایڈیشن، اصل قیمت ۶ر، رعایتی ار

دیگر کتب حضرت مسیح موعودؑ

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی
مکاشفات	۴ر	۲ر
حمامۃ البشریٰ	۶	۸ر
کرامات الصادقین	۱۲	۷ر
آسمانی فیصلہ	۵ر	۳ر
درثمین تمام فارسی اردو نظموں کا مجموعہ	۱۱ر	۸ر
احمدیہ موومنٹ بزبان انگریزی	۱۰ر	۲ر
عقائد احمدیہ	[illegible]	۸ر
حقیقت اختلاف	۵ر	ار
آئینہ احمدیت	۶	۸ر
قمر الہدیٰ	۶	۸ر
احمد مجتبیٰ	۴ر	ار

متفرقات

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی
یجر بیا، دو یجر وید کے بیس ابتدائی ادھیاؤں کا ترجمہ	[illegible]	۸ر
مسیح موعود	[illegible]	۸ر
مناجات احمدیہ	۲ر	ار
احمدیت کیا ہے!	۲ر	ار
نماز مترجم خورد	ار	[illegible]
سر الخلافت	۸ر	۴ر
جنگ مقدس	۱۲ر	۶ر
نور الحق حصہ اوّل	۶	۸ر
نور الحق حصہ دوم	۸ر	۴ر
آثار مبارکہ	ار	[illegible]
احمدیہ جنتری	۴ر	[illegible]
دروس الصلیب	۲ر	ار
مسیح قرآن میں	ار	[illegible]
واقعات صلیب	ار	[illegible]
القول الممجد	[illegible]	ار
اعلام الناس	۵ر	ار
اعجاز القرآن	ار	[illegible]
غلامی	۴ر	۲ر
سراج الوہاج	۴ر	ار
اظہار النصائح	۵ر	[illegible]
القول المبین	۲ر	[illegible]
ستہ ضروریہ مباحثہ رامپوری	۳ر	ار
تبلیغ الحق الیٰ عبد الحق	۱۰ر	۵ر
المہدی	[illegible]	۴ر
مراۃ الحقیقت	۵ر	ار
آیت اللہ، مولوی ثناء اللہ کا مباہلہ سے فرار	۳ر	ار
محمد مصطفیٰ، مختصر سوانح عمری حضرت رسول کریم بزبان انگریزی	۵ر	۵ر
حقیقت المسیح	۳	[illegible]
رباعیات حامد	۳ر	[illegible]
تقریر اور خط	۳ر	[illegible]

ضروری اطلاع: تمام درخواستیں ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دی جانی چاہئیں۔ وہ فرمائش جن پر یکم جنوری ۱۹۳۷ء کی مہر ثبت ہوگی اس رعایت سے محروم رہیں گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت بذریعہ پارسل مانگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اسٹیشن کا نام ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھی جا سکیں یا ڈاکخانہ۔ محصول ڈاک و دیگر مصارف رعایت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔ قرآن دراقسام ... کا طریق نہیں، بذریعہ ریل کتب منگوانے کیلئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرما دیں۔

مینیجر دار الکتب اسلامیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

موجودہ حالات کی رُو سے مجدد کا آنا ضروری تھا

خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھکر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کرکے مجھے بھیجا ہے تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی .... اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ سو اے حق کے طالبو سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کیلئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گذشتہ صدی میں جو تیرھویں صدی تھی۔ کیا کیا صدمات اسلام پر پہنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا کیا ناقابل برداشت زخم ہمیں اٹھانے پڑے۔ کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے کیا اس وقت تک تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ کسقدر لوگ اسلام سے نکل گئے کسقدر عیسائیوں میں جا ملے کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہوگئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کسقدر اسلام کے رد کیلئے کتابیں لکھی گئیں اور دنیا میں شائع کی گئیں۔ سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی کے سر پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا۔ اگر ضرور تھا تو تم دانستہ الٰہی نعمت کو رد مت کرو اور اس شخص سے منحرف مت ہو جاؤ جس کا آنا اس صدی پر اس صدی کے مناسب حال ضروری تھا اور جس کی ابتدا سے نبی کریم صلعم نے خبر دی تھی اور اہل اللہ نے اپنے الہامات اور مکاشفات سے اسکی نسبت لکھا تھا۔ (آئینہ کمالات اسلام)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جلسہ سالانہ کے انتظامات سرگرمی سے ہو رہے ہیں پروگرام مرتب ہو چکا ہے احباب بھی جلد اس قومی دربار میں شرکت کی تیاری اور عزم فرمالیں۔

— اس سے قبل بھی اخبار میں اطلاع دی جا چکی ہے اور اب اس کا اعادہ کیا جاتا ہے کہ رسالہ "بعثت مجددین" چھپ کر تیار ہے۔ قیمت فی کاپی معہ محصولڈاک ۱ے۔ ایک روپے میں بیس کاپیاں علاوہ محصولڈاک عطا ہوتی ہیں۔ اس رسالہ کی مانگ زیادہ ہے۔ تقریباً نصف کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں۔ لہذا احباب بہت جلد اپنی فرمائشیں بھیج دیں۔

— گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا کہ سید اختر حسین صاحب مبلغ ۲۰ر دسمبر تک پٹیالہ دہلی وغیرہ کا دورہ کرتے ہوئے واپس آئیں گے لیکن مرکز میں بعض ضروریات کی وجہ سے وہ ۱۱ر کو لاہور پہنچ گئے۔

— ہمارے جماعت کے محترم رکن جناب ایم موسیٰ خانصاحب منتظم ریٹائرڈ محکمہ تعلیم کشمیر کچھ عرصہ سے مانسہرہ میں مقیم ہیں ان کا ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی علیل ہیں تمام دوست ان کی صحتیابی کیلئے خصوصیت سے دعا کریں۔ خانصاحب موصوف نہایت ہی قیمتی اور مخلص بزرگ ہیں۔

— جناب مرزا خدا بخش صاحب بدستور علیل ہیں۔

— جناب شیخ قمر الدین صاحب جہلمی بعارضہ بلغم بیمار رہے ہیں مدرسہ ... ہو گئی ہیں۔

— جناب ڈاکٹر جلال الدین صاحب ... چند دنوں تکلیف ہو گیا ہے۔

— برادرم عبد الرحمٰن ... صاحب اوورسیر گوجرانوالہ کی والدہ محترمہ کو بھی تا حال افاقہ نہیں ہوا۔

ان تمام بیماروں کے لئے صحت کامل و عاجل کی دعا کی جائے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر تاکید فرمائی ہے۔

حق ناشناسی کی ایک اور مثال

الیاس برنی صاحب کے ایک حامی کی ناکام کوشش

از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

کمال احمد فاروقی صاحب کا مضمون

میں نے جو اخبار "پیغام صلح" میں ایک مضمون "معارف کی حق ناشناسی" کے عنوان سے شائع کیا تو حیدر آباد سے میاں الیاس برنی صاحب آجکل بڑھان ہیں ایک صاحب کمال احمد فاروقی نے اخبار "احسان" میں اس کے جواب میں کچھ ارشام فرمایا ہے میں نے تو بڑے شوق سے اخبار اٹھایا تھا کہ شاید کوئی کام کی بات اس میں نظر پڑے مگر "بہ شوق آمدہ بودم بہ حرمان رفتم" والا مضمون ہو گیا

فاروقی صاحب کی نظر انصاف کی کجی

اس بے انصافی سے ان کا بھی دامن پاک نظر نہ آیا کہ ہم لاہوری احمدیوں اور قادیانیوں میں ان کی نظر انصاف میں بھی کوئی امتیاز نہیں۔ گویا وہ لوگ جو آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کے بھی قائل نہیں خواہ وہ نیا ہو یا پرانا اور وہ لوگ جو آنحضرت صلعم کے فیضان سے کسی نئے نبی کے آنے کے قائل ہیں ان کے نزدیک دونوں برابر ہیں۔ اگر یہ دونو برابر ہیں تو پھر کفر کا فتویٰ کس بات پر ہے اور اگر فرق ہے تو پھر کیا یہ ایمانداری کا تقاضا نہیں کہ ان دونو فریق میں فرق کیا جائے اور جو کچھ بھی فتویٰ دیا جائے اس میں اس امتیاز کو ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے کہ شرط تقویٰ و انصاف یہی ہے کس قدر ستم ہے کہ وہ لوگ جو ایک پرانے نبی کے آنے کے قائل ہیں یعنی حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتار رہے ہیں حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلعم سے فیضان پا کر نبی نہیں بنائے گئے بلکہ خود مستقل نبی ہیں ایسے لوگ تو ختم نبوت کے قائل اور سچے مسلمان سمجھے جاتے ہیں اور ہم لاہوری احمدی جو آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے بھی آنے کے قائل نہیں خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ ہم ختم نبوت کے منکر اور کافر کوئی دنیا میں انصاف بھی ہے یا سب دھڑے بازی اور بے انصافی ہی باقی رہ گئی ہے۔ آخر مرنا ہے خدا کو جان دینی ہے۔ وہاں الیاس برنی کی کتاب یا "زمیندار" اور "احسان" کے پرچوں پر تو فیصلہ نہ ہوگا۔ قرآن اور حدیث اور انصاف اور عدل اور تقویٰ کی پرسش ہوگی۔ ہمارے سینوں کو چیر کے تو تم نے نہیں دیکھا۔ پھر تمہارا کیا حق ہے کہ ہم اپنے عقائد پیش کرتے جاتے ہیں اور تم ان کے خلاف عقائد ہماری طرف منسوب کرتے ہو محض اس لئے کہ تمہارے پروپیگنڈے میں فرق نہ آوے۔ قرآنی وعید لا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا کیوں بھول گیا کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم انصاف نہ کرو

حضرت مرزا صاحب نے ہرگز دعویٰ نبوت نہیں کیا

رہ گئی یہ بات کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ نے دعویٰ نبوت کیا ہے اس کے لئے سو مرتبہ تو کہہ کہ ان کی کتابوں کو دیکھو تو وہ خود مدعی نبوت پر بار بار لعنت کرتے جاتے ہیں ایک مباہلہ کے اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ان پر واضح ہے کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگا دے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔۔۔ غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا ہے"

اصل مدعی کی تحریروں کو نظر انداز کر دینا اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا تلاش کرتے ہوئے ادھر ادھر کی باتوں سے اپنے غلط پروپیگنڈے کی تائید کرنا اہل تحقیق کا شیوہ نہیں ہے۔

صاحب مضمون کی بودی دلیل

یہ کس قدر بودی دلیل ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے کبھی نبی کا لفظ حضرت مرزا صاحب کے متعلق استعمال کیا تھا؟ میں کہتا ہوں ایک مولوی محمد علی صاحب نہیں ہزار مولوی محمد علی صاحبان بھی حضرت مرزا صاحب کے متعلق نبی کا لفظ استعمال کرتے تو اس سے اہل حق کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت ثابت نہیں ہوتا۔ مسیح اسرائیلی کو اگر ان کے بعض حواریوں نے خدا کا بیٹا کہا تو اس سے ان کا دعویٰ ابنیت الٰہی کا ثابت نہیں ہو گیا۔ اور اگر مولوی محمد علی صاحب کا ہی قول سند ہے تو وہ جو آج لاکھوں پکار کے کہہ رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اور اس کے ثبوت میں اصل مدعی کی تحریروں میں سے دلائل پر دلائل پیش کر رہے ہیں اس کو کیوں نہیں سند گردانا جاتا کسی بے دلیل پرانے قول کو سند پکڑ لینا اور نئے قول کو جو دلائل سے مستحکم ہو نظر انداز کرتے چلا جانا کیا صاف ظاہر نہیں کرتا کہ مطلب فقط پروپاگنڈا ہے جو احمدیت کے خلاف جاری ہے تحقیق حق سے غرض نہیں۔

مولانا محمد علی صاحب پر مضمون نگار کے الزام کی حقیقت

پھر مولانا محمد علی صاحب نے یہ کب لکھا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ نبی کا لفظ استعمال کر لینا مجاز اور استعارہ کے طور پر امر دیگر ہے اور دعویٰ نبوت منسوب کرنا امر دیگر۔ نبی کا لفظ استعارۃً اور مجاز کے طور پر حضرت مرزا صاحب نے بھی کچھ شک نہیں استعمال کیا ہے مگر وہ دراصل اس نبی اللہ کے لفظ کی توجیہ کے طور پر تھا جو خود حضرت نبی کریم صلعم نے آنے والے مسیح کی نسبت ارشاد فرمایا۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں پانچ مرتبہ یہ لفظ نبی اللہ کا مسیح موعود کی نسبت زبان مقدس نبوی سے ارشاد ہوا ہے۔ جب ختم نبوت ہو چکی اور حضرت مرزا صاحب نے یہ اعلان کیا کہ اب کوئی نبی نہ آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔ تو پھر کیا آپ کا فرض نہ تھا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں نبی اللہ کے لفظ کی بھی آپ تشریح اور توجیہ کرتے اور بتاتے کہ آنحضرت صلعم نے یہ لفظ مسیح موعود کی نسبت جو ارشاد فرمایا ہے تو لغوی معنوں کے رو سے استعارہ اور مجاز کے رنگ میں فرمایا ہے نہ کہ حقیقت کے رو سے۔

حضرت مرزا صاحب کے اپنے ارشادات

چنانچہ وہ حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں:۔ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ کہ میرا نام اللہ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجاز کے طور پر نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ ضمیمہ انجام آتھم میں فرماتے ہیں "اللہ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟" (حاشیہ انجام آتھم ص ۲۸)

ایک اور الزام بے جا اور اس کا جواب

رہ گیا آپ کا یہ فرمانا کہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں وغیرہ وغیرہ تو پھر اکثر صوفیاء اور اولیائے امت نے اپنے متعلق یہی کہا ہے کس کس کو اسلام سے خارج کرو گے۔ یہ تو وہ کمالات ہیں جو اس امت میں اولیاء کو ملتے رہے ہیں اور ملتے رہیں گے اور انہی کمالات کے حصول کی دعا ہے جو سورہ فاتحہ میں مومن کو سکھائی گئی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کہ اے اللہ ہمیں سیدھا رستہ دکھا ہم پر چل اور کامیاب کر دے ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ انعمت علیہم کی تفسیر خود قرآن نے کی ہے کہ انعم اللہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین کہ اللہ کے انعام جن پر ہوئے ہیں۔ وہ ہیں انبیاء، صدیق شہداء اور صالحین، نبوت تو ایک منصب اور موہبت ہے وہ تو اسی کو ملتی ہے جسے خدا منتخب کرتا ہے مگر اس کے انعام اور کمالات تو بند نہیں پھر اگر ان مختلف انبیاء کے انعامات اور کمالات کو پا کر کوئی آدم اور شیث اور نوح علیہ السلام وغیرہ سے روحانی مناسبت اپنے اندر پالے۔ اور عالم روحانیات میں اسے اس نام سے پکارا جائے تو کیا اس سے دعویٰ نبوت لازم آ جائے گا؟

ان اولیاء اللہ کو کیا کہو گے

اگر ایسا ہے تو بایزید بسطامی کو کیا کہو گے جن کے حالات میں درج ہے کہ:۔

"گفتند خدائے عزوجل را بندگانند بہ دل ابراہیم و موسیٰ و محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ گفت آں ہمہ منم۔"

(تذکرۃ الاولیاء مطبوعہ مطبع فخر المطابع ص ۱۵۶)

ترجمہ:۔ یعنی لوگوں نے کہا کہ خدائے عزوجل کے ایسے بندے بھی دنیا میں ہوتے ہیں جو دل کے لحاظ سے ابراہیم اور موسیٰ اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے ہیں۔ حضرت بایزید نے فرمایا۔ وہ سب میں ہی ہوں۔

حضرت امام الکاملین خواجہ محمد ناصر المتخلص بہ عندلیب پر کیا فتویٰ لگا دو گے جو نالہ عندلیب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"در امت محمدیہ کامل و اکمل اولیاء گردیدہ ماند۔ اگرچہ باعتبار سلوک باطن و جادۂ طریقت آنہا آدمی و نوحی و ابراہیمی و داؤدی و یعقوبی و موسوی و عیسوی و محمدی مشرب ہم باشند۔"

ترجمہ:۔ کہ امت محمدیہ میں کامل و اکمل اولیاء ہوئے ہیں۔ جو باعتبار سلوک باطن و بلحاظ راہ طریقت کوئی آدم مشرب کوئی نوح مشرب، کوئی ابراہیم، کوئی داؤد، کوئی یعقوب کوئی موسیٰ، کوئی عیسیٰ اور کوئی محمد مشرب تھا۔"

اور مولانا ابو الکلام آزاد کو کیا کہو گے جو اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں:۔

"کسی واصل باللہ کا قدم ناسی و اتباع حسب استعداد و داعیات وقت کسی ایک ہی کی منہاج پر واقع ہوتا ہے اور کسی کا کسی دوسرے نبی کی منہاج پر۔ اور اس کو بہ وجہ غلبہ مابہ الاختصاص اس نبی سے ایک خاص طرح کی نسبت حاصل ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ کسی کا قدم جامعیۃ نقش محمدی کا تعاقب کرنا اور مقام

(باقی صفحہ ۳ پر ملاحظہ ہو)

تکفیر اور نبوت کے مسائل پر فیصلہ کن بحث

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

"پیغام صلح" کے پچھلے پرچے میں میں نے یہ تحریر کیا تھا کہ اگر جناب میاں محمود احمد صاحب ایک جگہ جمع ہو کر ان مسائل پر بحث کرنا نہیں چاہتے تو مجھے یہ بھی منظور ہے کہ دونوں فریق اپنی اپنی جگہ پر رہ کر کوئی ایسی صورت پیدا کریں کہ ان مسائل کے دونوں پہلو دونوں جماعتوں کے اور عام مسلمان پبلک کے سامنے آجائیں۔ یہ مضمون چھپ چکا تھا۔ جب اخبار الفضل مورخہ ۱۱ر دسمبر ۳۶ء سے معلوم ہوا کہ جناب میاں صاحب نے کسی شخص کو اجازت دی ہے کہ وہ ان کی طرف سے یہ اعلان کردے کہ جناب میاں صاحب خود میری پہلی تجویز کے مطابق ایک جگہ جمع ہو کر بحث کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اس لئے میں اس دوسری تجویز کو واپس لیتا ہوں جو پچھلے پیغام صلح کے پرچے میں پیش کی تھی۔ یہ بھی اسی پرچہ الفضل میں میری نظر سے گزرا جو فی الحقیقت پہلے ۱۴ر اکتوبر ۳۶ء کے الفضل میں بھی نکل چکا تھا کہ ہماری بارہ ثالثوں کی تجویز کی مخالفت کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس میں چار ایسے آدمیوں کی شمولیت ہے جو جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ مگر اس کے لکھنے والے خود جناب میاں صاحب نہیں۔ اگر ان کو بھی اس مضمون کے لکھنے والے سے اتفاق ہو تو میں خوشی سے بارہ کی بجائے آٹھ ہی آدمی تجویز کرتا ہوں اور چار غیر از جماعت آدمیوں کو ترک کرتا ہوں۔ صرف آٹھ آدمی ہوں چار قادیانی جماعت کے بزرگ جنہیں میں منتخب کر دوں اور چار جماعت لاہور کے ممبر جنہیں جناب میاں صاحب منتخب کریں۔ اس سے کم سے کم یہ معلوم ہو جائے گا کہ آیا کسی فریق کے دلائل اس قدر کمزور تو نہیں کہ خود ان کی اپنی جماعت کا کوئی فرد بھی ان سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اسی لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تجویز مباحثہ کے ساتھ نہایت ضروری ہے۔ لیکن اگر جناب میاں صاحب کے دل میں یہ خوف ہے کہ ان کے اپنے مرید بھی ان کے دلائل سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ تو میں اس شرط کو بھی چھوڑتا ہوں۔

"الفضل" میں جو اعلان ہوا ہے اس میں صرف حضرت مسیح موعود کی نبوت پر بحث کا ذکر ہے اور مسئلہ تکفیر کا ذکر کوئی نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ سہواً رہ گیا ہو۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ جناب میاں صاحب مسئلہ تکفیر مسلمین پر بحث کرنے سے عمداً گریز فرما رہے ہیں۔ حالانکہ انہیں خوب علم ہے کہ دونوں فریق کا اختلاف پہلے اسی مسئلہ تکفیر پر ہی ہوا اور مسئلہ نبوت کی بحث بہت بعد میں شروع ہوئی۔ مسئلہ تکفیر مسلمین حضرت مولانا نور الدین مرحوم کی زندگی میں ہی دو گروہوں کا مبحث بن گیا تھا۔ اسی کی وجہ سے ہم نے قادیان کو چھوڑا۔ اور ہم تو آج بھی یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر جناب میاں صاحب مسلمانوں کی تکفیر کو چھوڑ دیں اور سب کلمہ گوؤں کا بروئے قرآن و حدیث و بروئے تحریرات حضرت مسیح موعود نہ اپنی اختیار کردہ سیاسی تعریف کی رو سے مسلمان ہونا تسلیم کر لیں۔ تو ہم مسئلہ نبوت پر ان کے ساتھ بحث کو آئندہ ترک کر دیں گے لیکن اگر ان کے نزدیک وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو پھر یہی تو اصل مابہ النزاع ہے اس کو ترک کرنے کا کیا مطلب؟ ہماری بحث ان باتوں پر ہوگی:۔

(۱) کیا کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟

(۲) کیا حضرت مسیح موعود نے دعویٰ نبوت کیا؟

جب تک جناب میاں صاحب اپنے قلم سے صاف اس بات کا اعلان نہ کریں۔ کہ وہ ان دو سوالوں پر جو بیان لکھے ہیں بحث کرنے کو تیار ہیں۔ اس وقت تک کوئی شرائط طے کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

محمد علی

۱۲ر دسمبر ۱۹۳۶ء

مدینہ منورہ کے یتیم خانے

حاجی شیخ الدین صاحب ہماری جماعت کے قدیم و مخلص بزرگ ہیں اکثر قارئین پیغام صلح ان کے اسم گرامی سے بخوبی واقف ہونگے گذشتہ سال آپ کو حج بیت اللہ شریف اور روضہ نبوی کی زیارت کا شرف نصیب ہوا مدینہ منورہ میں آپ نے وہاں کے دو یتیم خانوں کو بھی دیکھا جن کی مختصر کیفیت ہمیں لکھ کر عنایت فرمائی ہے جسے ہم اپنے الفاظ میں درج ذیل کرتے ہیں حاجی صاحب موصوف کی خواہش ہے کہ امسال جو احباب مدینہ منورہ میں جائیں وہ ان یتیم خانوں کو بھی دیکھیں اور ان کی مالی امداد کریں۔ حکومت حجاز کی طرف سے ان دونوں کو کوئی مدد نہیں ملتی۔ حاجی صاحب کی تحریر کا مفہوم یہ ہے کہ

مدینہ منورہ میں دو یتیم خانے ہیں ایک کا نام دار الحدیث اور دوسرے کا دار الیتامیٰ ہے۔ پہلا حرم نبوی کے قریب باب مجیدی کی ایک گلی میں واقع ہے اس میں تقریباً تیس بچے داخل ہیں ناظم و مہتمم شیخ احمد صاحب دہلوی ہیں جو صوفی منش و دیندار بزرگ ہیں انہی کی کوشش سے یہ مدرسہ چل رہا ہے دوسرا یتیم خانہ حرم شریف سے ساٹھ قدم کے فاصلہ پر ہے یہ بمبئی کے ایک مخیر سوداگر کی امداد سے چل رہا ہے وہ اس پر کافی رقم خرچ کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ مسلمانوں کی امداد و توجہ کا محتاج ہے اس یتیم خانہ میں تقریباً ۱۲۵ بچے شریک ہیں جن کو دینی علوم اور صنعت و حرفت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نو دس برس کا بچہ اس یتیم خانہ میں داخل کیا جاتا ہے جسے چھ سال کے عرصہ میں عالم دین اور کاریگر بنا دیا جاتا ہے بچوں کو نجاری۔ نقشہ نویسی۔ پارچہ بافی اور موچی کا کام سکھلایا جاتا ہے۔ میں نے تیار شدہ اشیاء خود دیکھیں نہایت مضبوط اور پائدار تھیں۔

روزنامہ احسان کی افسوسناک حرکت

محمد فاضل صاحب کا اظہار افسوس

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح" لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف

اخبار "احسان" لاہور کی اشاعت ۱۰ دسمبر ۱۹۳۶ء کے بعض مطالبات ہیں میرے نام سے احمدیہ بلڈنگس میں منعقدہ جلسہ کی روئداد شائع ہوئی ہے حقیقتاً میں نے حضرت صاحب کو جلسہ کی کارروائی اور قاضی میر... صاحب کی عجیب دلیل کا حوالہ دیا تھا۔ مگر شائع شدہ عبارت میں صرف چند سطریں میری لکھی ہوئی ہیں جن میں کوئی دل شکن لفظ تک نہ تھا لیکن خود حضرت صاحب کی تحریر ہے احمدیہ انجمن کے ساتھ مجھے ہر قسم کا اختلاف ہو سکتا ہے۔ مگر مولانا محمد علی صاحب کی ذات سے مجھے خصوصی عقیدت ہے۔ اور میں ان کو زمانہ حاضرہ کے علماء میں سے تجدید اسلام کا بڑا علمبردار اور داعی سمجھتا ہوں۔ اس غلط فہمی سے جو فطرتی رنج میرے بعض احباب کو پہنچا ہے اس کا مجھے دلی افسوس ہے اور ان سے میں معذرت خواہ ہوں۔ فقط

محمد فاضل ۱۰/۱۲/۳۶

ضروری اطلاع

عید کی وجہ سے پریس بند رہے گا اس لئے آئندہ پرچہ ۲۱ دسمبر کو شائع ہوگا

(بقیہ صفحہ ۲)

جامعیت کبریٰ اور "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" کے اکتساب فیضان سے ایک کیفیت بوقلمون اور جلوہ حسن صد رنگ و گوناگون پیدا کر دیتا ہے . . . . جب دعوت و اصلاح امت کا سرچشمہ و اصل مقام نبوت ٹھہرا اور تمام عوازم امور دعوت اسی سے ماخوذ اور اسی کے اسوہ سے مقتبس۔ تو ضرور ہے کہ عالم تجدید و احیاء شریعت کے بھی تمام کاروبار اسی اسلوب و نہج پر واقع ہوں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اصول و اساسات سے لیکر جزئیات اور فرعیات اعمال تک ٹھیک ٹھیک اسی مقام کے حالات و منازل سے مشتبہ و متخلق ہوں کا نظل و العکس ظہور میں آئیں" (تذکرہ صفحہ ۱)

ہماری خدمات دینی کا مقصد اللہ کی رضا ہے

رہ گیا آپ کا یہ فرمانا کہ احمدیوں نے خدمت اسلام کی ہے تو اونٹ کے گلے میں بلی" کی مصداق ہے۔ سرکار! اونٹ کے گلے میں بلی نہیں ہے سارے کا سارا اونٹ ہی ہے۔ مگر بدقسمتی سے شہر میں اونٹ بدنام ہے جس کی لمبی گردن ہے۔ احمدی اگر خدمت اسلام کرتے ہیں تو اللہ کے لئے کرتے ہیں مسلمانوں کو دکھلانے کے لئے نہیں کرتے کہ اب تک مسلمان ان خدمات کی قدر بقول آپ کے اس لئے کرتے رہے کہ حسن ظن سے کام لیتے رہے اور دھوکے میں رہے۔ اے کاش آپ میں بھی کوئی حسن ظن کا مادہ ہوتا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمانوں کو دھوکا کس بات کا لگا۔ کوئی ہم نے دکانداری تو نہیں بنا رکھی کہ ملمع کر کے چیزیں رکھی ہوئی ہیں جس سے خریدار دھوکا کھا گئے ہم خدا کے فضل سے جو خدمت دین کرتے ہیں اخلاص اور دین کی محبت کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم خود اسلام سے عشق رکھتے ہیں اور اس کی خدمت کرنا اپنا مقصد زندگی بنا رکھا ہے

ہم کسی کے چندہ یا خیرات کے دست نگر نہیں

ہم مسلمانوں کے دیئے ہوئے روپوں سے پیٹ نہیں پالتے۔ بلکہ اللہ کے فضل سے خود کماتے ہیں اور خدا کی راہ میں نہایت دلیری اور باقاعدگی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ حق حلال کماتے ہیں اور اللہ کی راہ میں لٹاتے ہیں۔ ما شاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ جس کا دل چاہے آ کے دیکھ لے۔ دوسرے مسلمانوں کو اگر دعوت شمولیت دیتے ہیں تو اس لئے کہ یہ خدمت دین کا کام ہے جس قدر اس کے قدم مضبوط ہوں گے اسی قدر کام میں وسعت ہو گی اور دین کی خدمت وسیع پیمانہ پر ہو سکے گی۔ نہ شامل ہوں گے تو ہمارا کیا بگڑے گا ہم خدا کے نزدیک اسی قدر مکلف ہیں جس قدر ہماری وسعت ہے۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اللہ کسی نفس کو مکلف نہیں کرتا۔ مگر وہیں تک جہاں تک اس کی وسعت ہو۔ یہ تو دل کی ایک تڑپ ہے کہ لوگوں کو اپنے ساتھ شمولیت کی دعوت دیتے ہیں کہ کسی طرح خدمت دین کی توسیع ہو اور زیادہ پیمانہ پر اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچ سکے۔ نہیں شامل ہوں گے تو ہماری کونسی ذاتی آمدنی بند ہو جائے گی۔ اللہ کے فضل سے ہم کسی کے چندہ یا خیرات کے دست نگر نہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے بلکہ ہم تو دوسری غیر احمدی انجمنوں میں بھی برابر چندہ دیتے ہیں۔ میں کسی شیخی سے نہیں کہتا محض تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں کہ ہماری جماعت اللہ کے فضل سے زر و مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا جانتی ہے۔ ہماری جماعت کے ایثار اور قربانیوں سے دوسرے مسلمانوں کو چاہیئے کہ سبق لیں۔

ہمیں دھوکا اور فریب کی کوئی ضرورت نہیں

ہمیں کیا غرض ہے کہ ہم کسی کو اس لئے دھوکا دیں کہ ہماری دکان چمکے۔ آج ایسی دکانوں کی غیر از جماعت مسلمانوں میں کمی نہیں ہے۔ وہاں تلاش کیجئے۔ المرء یقیس علیٰ نفسہ۔ اپنے نفس پر ہماری جماعت کو قیاس نہ کریں۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اپنے عشق سے کر رہے ہیں عشق نہ ہوتا تو ہمیں آج آپ لوگوں سے کفر کے فتوے اور گالیاں سننے کی ضرورت نہ تھی کوئی آپ کے دست نگر تو نہیں کہ اس کے سوا چارہ نہ تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے دنیا ہے اور ساتھ ہی اپنی راہ میں خرچ کرنے کی بھی توفیق دی ہے پھر غیروں کو خوش کرنے یا دھوکہ دینے کے کیا معنی ؟

جناب نواب صاحب مانگرول

نواب صاحب مانگرول ہماری خدمات دینیہ کو اچھی نظروں سے دیکھتے رہے اور اس میں حصہ لیتے رہے تو ظاہر ہے کہ ثواب کرتے رہے اس کا نیک اجر خدا سے لیں گے۔ اب اگر آپ کے پروپاگنڈے سے متاثر ہو گئے ہیں تو افسوس ہے مگر جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہ قادیانیوں کے مسئلہ اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے مخالف ہوں گے جس کے ہم خود مخالف ہیں۔ ہماری خدمات کی نسبت ان کے خیالات اب بھی برے نہ ہوں گے۔ بہرحال کوئی صاحب بھی ہوں اگر وہ خدمت دین میں حصہ لیتے ہیں تو مستحق اجر ہیں۔ اگر حصہ نہ لیں تو اس میں ہمارا ذاتی نقصان کچھ بھی نہیں۔ خدا کا کام ہے وہ جس سے چاہیگا کام لیگا۔ اس کا دروازہ بند نہ ہو۔ انسان کا کیا ہے۔ ایک دروازہ بند ہوتا ہے تو خدا ستر دروازے کھول دیتا ہے انسان پر بھروسہ کرنا ہی شرک ہے

الیاس برنی صاحب کی کتاب

الیاس برنی کی کتاب کی نسبت میں لکھ چکا ہوں اس میں جو عنوان قائم کئے گئے ہیں اور جو نتائج نکالے گئے ہیں اس سے بڑھکر تحریف معنوی اور استہزاء اور تمسخر ممکن نہیں۔ وہ اسی قسم کے عنوان اور نتائج ہیں جیسے پادریوں اور آریوں نے قرآن کریم کی آیات اور احادیث کی روایات سے نکالے ہیں میں نے تمثیلیں بھی دی تھیں۔ جنہیں ہاتھ لگانے کی بھی فاروقی صاحب کو جرأت نہیں ہوئی۔ الیاس برنی کا قدم اپنی مکذبین مستہزئین کے قدم پر ہے انہیں موت یاد نہیں۔ اور خدا کے سامنے جوابدہی کی ذمہ داری کا ڈر نہیں

خدا کے ہاں حق انصاف ہی مقبول ہے

وہ سمجھتے ہیں کہ خدا کے سامنے بھی تمسخر اور چالاکی سے کام چل جائیگا یا خدا کی ذہنیت بھی آج کل کے ملانوں کی ذہنیت ہے وہ بھی اس قسم کے پروپاگنڈے، اور دھڑے بازی اور تعصب کے مظاہروں اور تمسخر کو نظر استحسان سے دیکھتا ہے۔ اگر ایسا خیال ہے تو دل سے نکال دیں خدا کو کسی اسمبلی کی ممبری یا پریذیڈنٹی کے حصول کے لئے نہ تو احرار یا کسی قسم لوگوں کے ووٹوں کی ضرورت ہے اور نہ "زمیندار" یا "احسان" یا مجاہد کے پروپاگنڈے کی حاجت ہے وہ غنی عن العالمین ہے اس کی بادشاہی سچی ہے۔ وہاں حق پرستی، اور عدل اور انصاف کا دور دورہ ہوگا۔

عید مبارک

قارئین کرام کارکنان "پیغام صلح" کی طرف سے دلی عید مبارک قبول فرمائیں اللہ انکی زندگی میں بار بار ایسی عیدیں لائے اس مبارک موقعہ پر

اپنے قومی اخبار کی عیدی

کا بھی خیال رکھیں یعنی (۱) اس کیلئے جدید خریدار مہیا کریں (۲) طلبہ اور غریب لوگوں کے نام اپنی طرف سے اخبار جاری کرا دیں۔

رفتار عالم

ایڈورڈ ہشتم کی تاج و تخت سے دستبرداری

لندن ۱۰ دسمبر شاہ ایڈورڈ ہشتم کی شادی کے متعلق جو جھگڑا شروع تھا اس کا فیصلہ ہو گیا۔ آپ محبت کی خاطر تخت و تاج سے دستبردار ہو گئے۔ آپ نے ایک تحریر لکھ کر دی ہے جس میں تسلیم کیا ہے کہ انگلستان کے تاج و تخت پر میری اولاد کا بھی کوئی حق نہیں ہوگا پارلیمنٹ نے بھی اس مطلب کا ایک مسودہ قانون منظور کیا ہے کہ ایڈورڈ ہشتم کی اولاد تخت پر نہ بیٹھ سکے

— لندن ۱۲ دسمبر آپ کے چھوٹے بھائی ڈیوک آف یارک شاہ جارج ششم کے نام سے تخت پر بیٹھے ہیں۔ آج آپکی رسم تخت نشینی ادا کی گئی ہے

— لندن ۱۲ دسمبر شاہ ایڈورڈ ہشتم نے اپنے تمام خطابات ترک کر دیئے ہیں لیکن بعد کی خبر ہے کہ شاہ جارج ششم نے آپ کو ہز رائل ہائینس ڈیوک آف ونڈسر کا خطاب عطا کیا ہے

— شاہ ایڈورڈ کی دستبرداری پر تمام مملکت پر گہرے رنج کا اظہار کیا جا رہا ہے تاہم ہر طرف سکون ہے۔ حالات بالکل یکسو ہیں۔ لوگ نئے بادشاہ کا امید افزا طریق پر خیر مقدم کر رہے ہیں۔

— ۱۲ دسمبر کل شاہ ایڈورڈ ہشتم نے آلہ نشر صوت پر تقریر کی۔ سب سے پہلے چھوٹے بھائی ڈیوک آف یارک سے جو اب جارج ششم ہو گئے ہیں اظہار وفاداری کیا اس کے بعد فرمایا کہ اپنی محبوبہ کے بغیر میرے لئے شاہانہ فرائض کو سرانجام دینا ناممکن تھا اس لئے میں نے پورے غور و فکر کے بعد تاج و تخت سے دستبرداری کا فیصلہ کر لیا ہے۔

— لندن ۱۲ دسمبر۔ سابق شاہ ایڈورڈ ایک تباہ کن جہاز پر سوار ہو کر انگلستان کو خیرباد کہہ گئے ہیں۔ جہاز رات کی تاریکی میں بندرگاہ پورٹسماؤتھ سے کسی غیر معلوم مقام کی طرف روانہ ہو گیا۔

— لندن ۱۲ دسمبر معلوم ہوا ہے کہ شاہ جارج ششم نے حکم دیا ہے کہ سابقہ انتظامات کے مطابق آپ کی تاجپوشی کی رسم ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء کو ادا کی جائے۔ اس امر کی بھی توقع کی جاتی ہے کہ شاہ موصوف آیندہ سرما میں ہندوستان تشریف لا کر دہلی میں دوبارہ تاجپوشی منعقد کریں گے۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں محمد زمان صاحب

آنریری سب جج درجہ چہارم چارسدہ

فرم موسومہ لعل چند امیر چند بذریعہ نرسنگداس حصہ دار ساکن بازار چارسدہ

بنام

کرم چند چودھا رام واقعہ پپلاں ضلع میانوالی بذریعہ چودھا رام ولد تیج بھان ساکن پپلاں ضلع میانوالی۔

دعویٰ مبلغ ۶ — ۴ — ۳۸ روپے

مقدمہ بالا عنوان میں مدعا علیہ پر سمن کی تعمیل ہونی مشکل ہے اس لئے بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی اس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۲۵/۱/۳۷ کو عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً یا مختارتاً حاضر ہو کر پیروی مقدمہ کرے ورنہ اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔

آج مورخہ ۲۸/۱۱/۳۶ کو بثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا

دستخط حاکم　　(مہر عدالت)

عید الفطر کے مسائل!

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

۱۔ عید الفطر کے دن صبح اٹھ کر غسل کرنا۔ صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

۲۔ عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

۳۔ عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیئے خواہ غلہ کی شکل میں ہو خواہ نقدی کی شکل میں۔ جو صدقہ عید کی نماز کے بعد ادا کیا جائے گا وہ معمولی صدقہ میں شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ عید الفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غربا و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقع مل جاتا ہے مساکین محروم نہیں رہتے۔ صدقہ عید الفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اور نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے سرپرستوں والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے۔ جو ان کے رزق کے کفیل ہیں۔ صدقہ فی کس تقریباً ۲ سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت نقد لاہور کی جماعت نے فی کس ۳ر مقرر کیا ہے۔

۴۔ عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے۔ اس میں اذان و تکبیر اقامت کوئی نہیں ہوتی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے۔

۵۔ نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ ہندوستان میں چونکہ یہاں کی زبان اردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں مسائل و ہدایات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے کاغذ کا ایک رول لیکر جو مولوی لوگ پرانا لکھا ہوا عربی خطبہ پڑھ دیتے ہیں۔ یہ نہایت لایعنی چیز ہے۔ اس لئے لوگ سنتے سناتے خاک نہیں آپس میں معانقہ کرتے اور سینہ سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول رہتے ہیں بعض خطیب کے سامنے غلہ پھینکتے رہتے ہیں بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں یہ سب بدعت اور خطبہ کے آداب کے سخت خلاف ہے خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو نماز سے قبل دے دو یا خطبہ کے بعد۔ صدقہ عید الفطر ہمیشہ نماز سے قبل دے دینا چاہیئے۔

۶۔ عید کے خطبہ میں درمیان میں خطیب کو نہیں بیٹھنا چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ میں درمیان میں بیٹھا کرتے ہیں۔

۷۔ خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں ہے اور جس رستہ سے آئے ہیں اس رستہ کی بجائے کسی دوسرے رستہ سے واپس ہونا بھی مستحسن ہے۔

۸۔ عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو ہدایا اور تحائف یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے نہایت مستحسن چیز ہے عیدگاہ سے اپنے اپنے گھر میں گھس کر دن گذار دینا یہ قومی زندگی کی علامت ہوتی ہے؟

۹۔ چونکہ آج کل اسلام سے بڑھ کر کوئی غریب نہیں اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عید الفطر کا کل یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیجتے ہیں اس لئے سب احباب کو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ نماز عید سے قبل مجلس کو

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سحر بابل کے زیر اثر

۲۰ نومبر کے اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب ... نے لکھا ہے کہ آخری فیصلہ سحر بابل سے کم نہیں۔ بیشک جو لوگ مثل مولوی صاحب سحر بابل پر یقین رکھتے ہیں ان کا اسکے زیر اثر آ جانا کوئی اچنبے کی بات نہیں حضرت مسیح موعود نے مولوی صاحب کے لئے آخری فیصلہ لکھا جس پر مولوی صاحب نے جواب دیا کہ "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء) اسی پر بس نہیں بلکہ اس طریق فیصلہ کو منہاج نبوت کے خلاف قرار دے کر لکھا کہ "مرزائیو! تمہارا گرو اور تم کہا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے۔ بتلاؤ تو انعام لو" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء) اب اپنی ان صاف اور واضح تحریروں کے خلاف آخری فیصلہ کا ایک پہلو پیش کرتے رہنا صرف اسی شخص کا کام ہو سکتا ہے جو سحر بابل سے مسحور ہو چکا ہو ورنہ صحیح الدماغ شخص تو اسے پیش کرتے ہوئے شرم محسوس کریگا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مولوی جی اول جلول تو بہت کچھ لکھتے رہتے ہیں لیکن آخری فیصلہ کے متعلق اپنا جواب نقل کرتے ہوئے ان پر موت وارد ہوتی ہے اور اس پیالہ کو ٹالنے کے لئے کبھی سجدے میں اور کبھی اپنے نفس کی شرارت سے دعائیں مانگنی شروع کر دیتے ہیں

مولوی صاحب ہم نے آپ کے اپنی بھائیوں کی تحریریں اس لئے آپکے سامنے پیش کی تھیں تاکہ آپ پر اپنے اخبار اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے درج کردہ معیار کی صداقت ظاہر ہو جائے کہ از روئے قرآن جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دی جاتی ہیں تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں۔ آپ کا اپنا معیار آپکے سامنے پیش کر دیا گیا تھا۔ باقی رہی ماموریں کے خلاف تیز کلامی یہ سنت اللہ کے مطابق ہے نہ کہ کسی زید عمر و بکر کے مقرر کردہ معیار کے مطابق۔ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف جو حضرت نبی کریمؐ کے ایک غلام تھے اس کثرت سے اندرونی یا بیرونی تیز کلامی نہیں ہوئی جتنا کہ آپکے آقا حضرت نبی کریمؐ کے خلاف گذشتہ تیرہ سو سال میں ہوئی ہے جتنا کوئی عظیم الشان ہستی ہوگی اسی قدر اس کی نسبت تیز کلامی ہوگی حضرت محمدؐ رحمۃ للعلمین تھے دنیا کے کتوں نے سب سے بڑھ کر آپکی نسبت تیز کلامی کی حضرت مسیح موعودؑ اس زمانہ میں اسلامی دنیا کی سب سے بڑی ہستی تھی اسلئے ضروری تھا کہ دنیادار لوگ آپکی زیادہ مخالفت کرتے۔

شرفا کے اجتماع میں سحر بابل کے مسحور شدہ شخص کو مباحثہ کے لئے کھڑا کر دینا نہایت ہی زیبا فعل ہے۔ جو شخص دوسروں کو چیلنج بھی خود دے اور پھر اصل معاملہ کا دوسرا پہلو چھپانے کی کوشش کرنے میں سارا زور صرف کر دے ایسے کون شخص صحیح الدماغ و ایماندار قرار دے سکتا ہے اور اسکے ساتھ گفتگو کرنا کون پسند کر سکتا ہے؟ مولوی صاحب اپنی تحریر آخری فیصلہ اور اس کا جواب من و عن اپنے اخبار میں شائع کر دیں تاکہ آپکے اخبار کے ناظرین کی یاد تازہ ہو جائے اس کے بعد مباحثہ کا نام لیں آپ خود لکھ چکے ہیں کہ محض کسی پر الزام سن کر اس کو سچا مان لینا شرعاً و قانوناً جائز ہے (اہلحدیث ۱۳ نومبر ۱۹۳۶ء) تو پھر آپکے عائد کردہ الزامات بغیر دوسرا پہلو دیکھے معترض کے حق میں قبول کر لئے جائیں؟ (ابو الفضل)

صدقہ ادا کر دیں۔

۱۔ صدقہ عید الفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک پیسہ فی کس عید فنڈ بھی مقرر ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے تھے۔ اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے۔ لہٰذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں۔ اور عید فنڈ کے پیسے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں۔ یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک

خادم گجراتی کی عربی دانی

(از سید محمد امین صاحب گیلانی)

جی چرانا راستی سے کیا یہ دین کا کام ہے
کیا یہی ہے زہد و تقویٰ کیا یہی راہ خیار
(مسیح موعودؑ)

سنگرور ریاست جیند میں ملک عبد الرحمن صاحب کا مناظرہ مولینا عمر الدین صاحب شملوی احمدی کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر ہو رہا تھا۔ اس دوران میں خادم صاحب نے حضرت مسیح موعود کا ایک عربی حوالہ پڑھا جس میں قَالَ إِنَّهُ کے الفاظ آئے تھے۔ خادم صاحب نے صریح اعرابی غلطی کر کے یوں پڑھا قَالَ أَنَّهُ اس پر خادم صاحب کو مولینا صاحب نے ٹوکا کہ اعراب تو خدارا صحیح پڑھو لیکن خادم صاحب بجائے اس کے کہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے یوں گویا ہوئے کہ إِنَّهُ اور أَنَّهُ دونوں صحیح ہیں لیکن جب سوال کیا گیا کہ یہ قانون نحوی کی کس کتاب میں درج ہے۔ ہم نے تو پہلی مرتبہ ہی سنا ہے کہ قول کے بعد أَنَّ آتا ہے آج تک تو یہی پڑھا تھا کہ قول و ما اشتق منہ کے بعد ہمیشہ إِنَّ ہی آتا ہے لیکن اس پر خادم صاحب نے غلطی کا اعتراف نہ کیا بلکہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والا معاملہ کیا۔ اگرچہ میں نے خادم صاحب کو مخاطب کر کے عرض بھی کیا کہ میرے پاس کافیہ اوضح المسالک اور قواعد لغۃ العربیہ نحو کی یہ تین مستند کتابیں موجود ہیں آپ کہیں سے یہ قاعدہ نکال دیں تو ہم جھوٹے لیکن خادم صاحب کہنے لگے تم تو کہ خدا کی قسم کھاؤ مباہلہ کر لو۔ معلوم نہیں کہ یہ لوگ مناظرین بن کر خدا کے خوف کو کیوں بھول جاتے ہیں۔ خادم صاحب تو میرے نزدیک معذور ہیں کیونکہ عربی قواعد سے تو وہ بالکل ناآشنا ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل تھے وہ بھی ان کی گرمجوشی سے تائید کرتے تھے۔

میں اب پھر خادم صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اپنی اس دعویٰ کی تائید میں کسی مستند نحو کی کتاب کا کوئی حوالہ پیش کریں ورنہ اگر ان میں ذرا بھی ایمانداری ہے تو وہ اپنی اس صریح غلطی کا اعتراف کریں۔ اگرچہ خادم صاحب سے غلطی کے اعتراف کی امید نہیں کیونکہ اس سے قبل بھی ایک دفعہ لاہور میں ان کیساتھ ایسا واقعہ ہوا کہ ان کا اور برادر مکرم سید اختر حسین صاحب کا مناظرہ ہوا۔ اس میں خادم صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی مشہور تحریر "بَيْدَ أَنِّي مُمِيتٌ بِنْتَهَا" کو بَيْدَ إِنِّي پڑھا۔ اور پھر اس فاش غلطی کا انہوں نے ہرگز اعتراف نہیں کیا۔ بلکہ مصر رہے کہ "بَيْدَ إِنِّي" ہے۔

کیا یہی مسیح موعودؑ کی تعلیم ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا تو اس اسوہ کا مالک تھا۔ کہ قادیان سے مولوی محمد حسین بٹالوی کیساتھ مناظرہ کے لئے لوگ بٹالہ میں لاتے ہیں لیکن جب مولوی محمد حسین صاحب کے عقائد سنے تو فرمانے لگے یہ عقائد بالکل صحیح ہیں۔ اگر خادم صاحب کی طرح ہوتے تو اپنی ہٹ پر قائم رہتے کہ میں اس وقت مناظرہ کرنے آیا ہوں اس واسطے ضروری ہے کہ میں جھوٹ کو سچ کر دکھاؤں ورنہ میری کرکری ہوگی لیکن خدا کے پیاروں کو لوگوں کے استہزا کا کوئی خوف نہیں ہوتا وہ تو خدا تعالیٰ کی رضامندی کے طالب ہوتے ہیں۔ اسی واسطے دنیا پر ان کا سکہ بیٹھ جاتا ہے۔

میں پھر خادم صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اپنے دعویٰ کو سچا کر دکھائیں یا پھر اپنی غلطی کا اعتراف کر کے حقیقی احمدی ہونے کا ثبوت دیں ورنہ ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہونگے کہ آپکے پاس زبانی جمع خرچ کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور آپ حقیقت سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جیونہ ولد نکھو ذات ماچھی سکنہ اماع تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳ ۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۹ ۱۰/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شیرا ولد صالحون محمد ذات تارڑ سکنہ چک نمبر ۲۱۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۴ ۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۲۱ ۱۰/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بختاور ولد اللہ دتہ ذات جٹ سیال سکنہ کوٹ بہادر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۴ ۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۹ ۱۰/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شیر ولد سجاول ذات بہروانہ سکنہ چک نمبر ۱۶۷ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۵ ۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۲۰ ۱۰/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بوکھا رام ولد دسن رام ذات بڑھن سکنہ وساوا تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۶ ۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۰ ۱۱/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی خان ولد احان ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۱۳۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱ ۲/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۰ ۱۱/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ساوا ولد جگر ذات جوتہ سکنہ چک نمبر ۱۱۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵ ۱/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۱ ۱۱/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ہیرا، دتہ ولد نامانی ذات ارائیں سکنہ کوٹ مرزا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۳ ۲/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۰ ۱۱/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی عنایت شاہ ولد ظہیر شاہ ذات سید سکنہ ریوڑہ جہانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۳ ۲/۳۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۱۰ ۱۱/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بہادر ولد بوہٹ ذات ترہج سکنہ اصی تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۸ ۳/۳۷ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

(بورڈ کی مہر) مورخہ ۷ ۱۱/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سارنگ ولد کندا ذات بھاٹیا سکنہ کگی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۵ ۱/۳۷ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۱ ۱۱/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دیال چند ولد ساون مل ذات ججرا سکنہ قادرپور خورد تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مؤرخہ ۱۲ ۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۵ ۱۱/۳۶

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

علم کو ترقی دینے کا ذریعہ عمل ہے

حقیقت میں علم وہ ہے کہ دماغ سے اُتر کر تمام اعضا اس سے متادب و رنگین ہوجائیں اور حافظہ کی یادداشتیں عملی رنگ میں دکھائی دیں سو علم کے مستحکم کرنے اور اُسکے ترقی دینے کا بڑا ذریعہ ہی کہ عملی طور پر اسکے نقوش اپنے اعضا میں جمالیں کوئی ادنیٰ علم بھی عملی مزاولت کے بغیر اپنے کمال کو نہیں پہنچتا مثلاً مدت دراز سے ہمارے علم میں یہ بات ہے کہ روٹی پکانا نہایت ہی سہل بات ہے اور اسمیں کوئی زیادہ باریکی نہیں۔ صرف اتنا ہی کہ آٹا گوندھ کر اور بقدر ایک ایک روٹی کے اس آٹے کے پیڑے بناویں اور انکو دونوں ہاتھوں کے باہم ملانے سے چوڑے کرکے توے پر ڈال دیں اور ادھر ادھر پھیر کر اور آگ پر سینک کر رکھ لیں روٹی پک جائیگی یہ تو ہماری صرف علمی لن ترانی ہی ہے لیکن جب ہم ناتجربہ کاری کی حالت میں پکانے لگیں تو اول تو ہم پر یہی مصیبت پڑیگی کہ آٹے کو اسکے مناسب قوام پر رکھ سکیں۔ بلکہ یا تو پتھر سا رہے گا اور یا پتلا ہو کر گلگلوں کے لائق ہوجائے گا اور اگر مر کر اور تھک تھک کر گوندھ بھی لیا تو روٹی کا یہ حال ہوگا کہ کچھ جلے گی اور کچھ کچی رہے گی بیچ میں سے کچی رہے گی اور کئی طرف کان نکلے ہوئے ہونگے حالانکہ پچاس برس تک ہم پکتی ہوئی دیکھتے رہے غرض مجرد علم کی شامت سے جو عملی مشق کے نیچے نہیں آیا کئی سیر آٹے کا نقصان کرینگے پھر جبکہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں ہمارے علم کا یہ حال ہے تو بڑے بڑے امور میں بجز عملی مزاولت اور مشق کے صرف علم پر کیونکر بھروسہ رکھیں؟

(تعلیم اسلام)

پنجاب اسمبلی کے آیندہ انتخابات

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا عزم

یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائیگی کہ ہماری جماعت کے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور کے مسلم حلقہ کی طرف سے پنجاب اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف ہمیشہ سے مفید قومی کاموں میں نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد تو ان کا تمام تر وقت خدمت اسلام و مسلمین کے لئے وقف ہے اور پنجاب کے زراعت پیشہ طبقات سے آپ کو غیر معمولی ہمدردی ہے زیادہ تر اسی جذبہ کی وجہ سے آپ نے بعض احباب و علاقہ کے سرکردہ حضرات کے اصرار پر اسمبلی کے لئے بطور امیدوار کھڑا ہونا منظور کرلیا ہے ایسے مدبر ہمدرد با اثر و معاملہ فہم بزرگ کا اسمبلی میں جانا مسلمانوں اور بالخصوص زراعت پیشہ مسلمانوں کے لئے انشاءاللہ بیحد مفید ہوگا۔ لہذا اس حلقہ کے تمام مسلمان رائے دہندگان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنا قیمتی ووٹ شاہ صاحب موصوف کو دیں اس میں مسلمان قوم کی اور خود ان کی اپنی بھلائی ہے۔ اس علاقہ کے احباب جماعت کا بھی فرض ہے کہ وہ اس کام میں انتہائی کوشش و تعاون کا ثبوت دیں۔

دیگر اقوام اپنے بہترین آدمی اسمبلی میں بھیج رہی ہیں۔ اسلامی مفاد کا بھی یہ تقاضا ہے کہ مسلمان اپنے بہترین آدمی بھیجیں۔

جلسہ سالانہ کا پروگرام صفحہ گیارہ پر درج کیا جارہا ہے دوستاں سے ملاحظہ فرمائیں۔

صداقت اور عدالت سے محبت رکھنے والے

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ۔

اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر پسند نہیں کرتے یا دوست نہیں رکھتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی اترے۔

اسلام کا اقوام عالم پر کچھ کم احسان نہیں کہ وہ انکو اہل کتاب قرار دیتا ہے ان کے انبیا اور کتابوں کے من جانب اللہ ہونے پر جتنے اعتراضات پڑ سکتے ہیں ان کو اپنی گردن پر لیکر ان کا جوابدہ اپنے آپ کو گردان لیتا ہے اور یہ محض اس لئے ہے کہ اس کو حق اور صداقت کے ساتھ محبت ہے اور وہ عدالت کا شیدائی ہے۔ نہ دنیا کا اور کوئی مذہب دوسرے مذاہب کے اعتراضات اپنے سر لینے پر تیار نہیں۔ صداقت اور عدالت کے ساتھ محبت "جنون" کی ایک بلند ترین قسم ہے لوگ حسن اور خوشبوئی کے ساتھ محبت کرنے والوں کے راگ کثرت گاتے ہیں اور اقوام عالم کا لٹریچر اس قسم کے مواد سے مالا مال ہے مگر قیس فرہاد سے بدرجہا بڑھ کر قابل احترام وہ شخص ہے جو صداقت و عدالت سے محبت کرتا ہے اور اپنے اس عشق کی وجہ سے مجنون سے زیادہ اذیت دیا جاتا ہے اور فرہاد سے بڑھ کر دکھ اٹھاتا ہے کس قدر عدالت کا عاشق اور انصاف کا شیدائی وہ شخص ہے جس کی جان کے لاگو یہودی اور عیسائی سب ہیں یہ لوگ اس کی جان لینے کے منصوبے باندھتے ہیں جو اس میں اس کی تحقیر کے دلدادہ ہیں اپنے اپنے معابد میں اس پر لعنت بھیجنا عبادت کا ایک جزو سمجھنے لگ گئے ہیں لیکن اس کے بعد بھی یہ شخص ان کی الہامی کتاب قرار دیتا ہے ان کے انبیا کی عزت کرتا ہے بلکہ ان پر سے سارے الزام دھو کر رکھدیتا ہے کس قدر ظالم لوگ وہ ہیں خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرکین جو کہ وہ اس عدالت کے جویا اور صداقت کے فرزند کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں جو نبی کے مذہب اور انبیا کی تصدیق کیلئے مبعوث ہوا ہے۔ عدالت اور صداقت کی خاطر اپنے آپ کو مطعون بنا لینا یہ صدور جہ کی سچی محبت کا کام ہے اور دنیا کی کوئی محبت اس عشق محبت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

دنیا کی ہر ایک محبت کی غایت انسان کی اپنے آپ سے محبت ہے مجنون کا عشق لیلیٰ لیلیٰ کی خاطر نہ تھا بلکہ اپنے آپ اور اپنے دل کیساتھ اپنی انتہائی محبت و شیفتگی کا ثبوت تھا ہر شخص جو کسی سے محبت کرتا ہے درحقیقت وہ اپنے آپ سے محبت کرتا ہے چونکہ ہم اپنے آپ کو بجد چاہتے ہیں اسلئے ہر ایک وہ چیز جو ہماری ہے یا اسے اپنی بنانے کی تمنا رکھتے ہیں اس سے ہم محبت کرتے ہیں یہ تمام محبتیں محبت نفس کے کرشمے ہیں لیکن صداقت اور عدالت سے محبت خالصۃً للہ حقیقی محبت ہے جو انسان کے دل میں خدا کی محبت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ مندرجہ عنوان آیت کا مطلب یہ ہے کہ کافر اگر اس بات کو دوست نہیں رکھتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے خیر یا نیکی اتارے تو ان کا انکار درحقیقت تمہارا انکار نہیں بلکہ نیکی کے ساتھ محبت نہ رکھنے اور عدالت کیساتھ پیار نہ رکھنے کی وجہ سے ہے حق اور صداقت سے محبت رکھنا اور اپنے رب سے پیار نہ ہونے کا ثبوت ہے۔ اگر اہل کتاب کے دلوں میں خدا کی محبت ہوتی اپنی کتاب سے پیار ہوتا اپنے انبیا سے الفت ہوتی تو یہ لوگ یقیناً خیر اور نیکی سے محبت کرتے نیکی کا آفتاب اور صداقت کی روشنی کہیں سے بھی طلوع ہو یہی اسرائیلیوں سے ہو یا اسمٰعیلیوں سے ہو مصر سے ہو ایران سے ہو ہندوستان سے ہو اگر ہم نیکی کے پرستار ہیں تو اس کی محبت محض نیکی ہونے کی وجہ سے ہمارے دل میں ضرور ہوگی لیکن اگر ہم خود غرضی میں اپنے پرستار رہیں تو پھر اس نیکی پر ایمان لانے کے لئے اس کے ایک افق خاص پر طلوع ہونے کی شرط لگا دیتے ہیں اس خود غرضی نفس اور قومیت نگاہ سے باہر نکالنے کے لئے دنیا میں اسلام آیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں سب سے پہلی مرتبہ اس میزان عدالت اور صداقت کو قائم کیا۔

مجدد صدی چہاردہم اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

اس صدی کے مجدد نے اسلام اور غیر مذاہب کے درمیان اس عدالت کو ازسر نو قائم کیا اور آپ کے وصال کے بعد وہ لوگ جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ساتھ وابستہ ہیں ان کا ایمان اور اعتقاد ہے کہ وہ عدالت و صداقت نہ کبھی پہلے کسی خاص قوم کیساتھ مخصوص تھی اور نہ اب کسی مینار پر مقید اور نہ کسی حجرہ میں محدود نہ کسی مقبرہ میں مدفون ہے اور نہ کسی کی اولاد کا نام ہے بلکہ وہ ان عقائد کے اندر موجود ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے جن پر حضرت مسیح موعود تمام عمر قائم رہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ان چار الفاظ کے اندرونی حقیقت مرکوز ہے قرآن کریم نے جس کی مسلمانوں کو تاکید کی ہے۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتی ہے۔

اسلام نام ہے اس عدالت و صداقت کا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقوام عالم کے اندر قائم کیا ایک قوم جس نے قرآن کریم کی وساطت سے محمد رسول اللہ کے ہاتھ پر عہد کیا کہ وہ حق و صداقت کے اس پیغام کو اقوام عالم تک پہنچائیگی اور مجدد صدی چہاردہم کے ہاتھ پر اسی عہد کی تجدید کی اس کی محبت صداقت و عدالت اور عشق ربوبیت یا دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی محبت اب پھر میزان عدل پر رکھدی گئی ہے اس لئے کہ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ تمہارے مخالفین کی انتہائی کوشش یہ ہے کہ تمہیں اس خیر سے محروم کردیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تم پر نازل کی ہے۔

ہمارا سالانہ جلسہ۔ ہمارا سالانہ جلسہ ہماری طاقت اور قوت کا مظاہرہ ہے اور اس محبت صداقت کا ایک عملی ثبوت ہے جو ہمارے دلوں کے اندر موجود ہے وہ شخص جو اس کے اندر شامل ہونے میں سستی دکھاتا ہے وہ قوم کی طاقت کو عملاً کمزور کرتا ہے اور عشاق کی اصطلاح میں بزدل کہلاتا ہے پس لے برادران احمدیت اللہ تعالیٰ نے زندگی میں ایک بار پھر تمہیں اپنے فضل سے ایک موقع دیا ہے کہ تمہارا نام عاشقان دین اور محبان رسول کی فہرست میں لکھدیا جائے ان مبارک دنوں کے بعد کس کو یقین ہے کہ آئندہ سال بھی یہ دن میسر آسکتے ہیں۔

سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ کیا اس کی نجات احمدی نقطہ نگاہ سے ممکن ہے؟ ۔۔۔۔۔ مولوی صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ نجات کے متعلق ہمارا نقطہ نگاہ عیسائی کی طرح نہیں کہ چند اصول مان کر ہزار گناہ کرنے میں نجات ہو جائیگی بلکہ ہمارا مسلک اس معاملہ میں بالکل آزادانہ رہ اور قرآن وحدیث کے مطابق ہے ہمارے نزدیک گل گنہگار خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر یا مشرک اور دہریہ ہوں اپنے اپنے اعمال کی سزا بھگت کر آخر کار دوزخ سے نکل آئیں گے۔

سالانہ جلسہ پر اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی ساتھ لائیں

مولوی محمد حنیف صاحب ندوی کے ایک سوال کا جواب

(جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل کے قلم سے)

میرے مکرم دوست ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب مولوی محمد حنیف صاحب امام مسجد مبارک لاہور کا ایک تحریری قطعہ لائے جو کسی خاص شخص کے نام تھا اور اس کے ساتھ ہی مولوی صاحب کی اس تحدی کا ذکر کیا کہ اس سوال کا جواب کوئی شخص دے ہی نہیں سکتا۔ مولوی صاحب کا سوال یہ ہے۔

سوال:۔ "ایک شخص جو کلمہ گو ہے۔ نیک اور صالح ہے مرزا صاحب کو دیانتداری سے اپنے دعووں میں کاذب اور دجال سمجھتا ہے۔ کیا وہ عنداللہ مسلمان ہے اور کیا اس کی نجات احمدی نقطہ نگاہ سے ممکن ہے"؟

جواب:۔ "کیا وہ عنداللہ مسلمان ہے"۔۔۔۔۔ اس کا تو مطلب یہ ہے کہ کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے علم میں مسلمان ہے۔ مجھے اس سوال پر تعجب ہے۔ کیا سائل یہ سمجھتا ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے علم پر احاطہ کیا ہوا ہے اگر نہیں تو "عنداللہ" مسلمان کا کیا مطلب ہے۔ شریعت کا فتوے ظاہر پر ہوتا ہے اور مفتی اپنے علم پر مدار رکھ کر فتویٰ دیتا ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کے علم پر اس لئے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ سوال بالکل بے معنی ہے اور اس کا جواب کوئی شخص نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ اسے صاف الفاظ میں اطلاع نہ دے کہ فلاں شخص میرے نزدیک ایسا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کہ کوئی شخص اس کے علم میں کیسا ہے۔ شاید اسی وجہ سے مولوی صاحب نے یہ تحدی کردی ہوگی کہ اس سوال کا جواب کوئی شخص نہیں دے سکتا۔

آج تک تو ہم یہی سنتے چلے آئے تھے کہ اہلحدیث علما اس خیال میں ہیں کہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل نہیں۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ علم غیب کلیتہً ایک نبی کو بھی حاصل نہیں ہو سکتا تو ایک عام آدمی کس طرح علم غیب کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہے کہ خدا کے علم میں فلاں بات یوں ہے اور اگر واقعی کوئی شخص اس قسم کا فتوے دے سکتا ہے تو مولوی صاحب ہی مہربانی فرمائیں اور بتائیں کہ

اگر ایک شخص مثلاً ایک بریلوی بزرگ جو کلمہ گو ہے نیک اور صالح ہے جماعت اہلحدیث کو دیانتداری سے کاذبین اور دجالین کی جماعت سمجھتا ہے کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے علم میں مسلمان ہے اور کیا اس کی نجات اہلحدیث کے نقطہ نگاہ سے ممکن ہے"؟

کس قدر فضول بات ہے کہ یہ بحث کیجائے کہ خدا تعالیٰ کا علم اس طرح نہیں بلکہ اس طرح ہے گویا علم الٰہی پر ہمارا احاطہ ہے اور جنت وجہنم کے ہم اجارہ دار ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

مولوی صاحب کو سوال تو یہ کرنا چاہیئے تھا کہ جو شخص حضرت مسیح موعود کو کافر کہتا ہے اسے جماعت احمدیہ کیا سمجھتی ہے۔ مگر یا تو آپ اپنے مفہوم کو سوال میں واضح نہیں کر سکے۔ یا دانستہ اس طرح سوال کرنے سے اعراض کیا۔ اس لئے ہم آپ کو یہ بتا دیتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر ایک کلمہ گو مسلمان ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کلمہ گو کو یا جانتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کافر یا دائرہ اسلام سے خارج سمجھے وہ کفر دون کفر کے ماتحت کافر ہو مگر چونکہ وہ کلمہ گو ہے اس لئے ۔۔۔۔ دائرہ اسلام سے ہرگز خارج نہیں ہوتا۔

باقی بقول آپ کے جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو اپنے دعاوی میں کاذب و دجال سمجھتا ہے ہم بھی دیانتدارانہ دعوے میں کاذب اور دجال سمجھتے ہیں

فیصلہ کن مباحثہ کی دعوت کا قادیانی جواب

مسئلہ تکفیر پر بحث سے جناب خلیفہ قادیان کا افسوسناک گریز

قارئین کرام کو یاد ہوگا۔ کہ ۱۹۳۴ء کی ابتدا میں ہماری جماعت کے اکابر نے قادیانی حضرات کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ تکفیر المسلمین اور نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے مسائل پر جو ہم میں سب سے بڑی وجہ اختلاف ہیں۔ دونوں جماعتیں کے بارے ایک فیصلہ کن تحریری مباحثہ کریں۔ فریقین کے دلائل وخیالات بیک وقت ویکجا شائع ہوں۔ اور بارہ ثالث اس طریق پر مقرر کئے جائیں کہ ہم قادیانی حضرات میں سے چار ثالثوں کو منتخب کریں۔ اسی طرح وہ ہماری جماعت میں سے چار اور دو دو ثالث فریقین غیر از جماعت لوگوں میں سے منتخب کرلیں۔ بحث کے اختتام پر یہ ثالث اپنا فیصلہ دیدیں۔ تجویز بالکل سیدھی سادھی اور نہایت معقول تھی۔ لیکن افسوس جناب خلیفہ قادیان اور ان کے سرکردہ مصاحبین نے اس دوستانہ ومخلصانہ دعوت کا کوئی جواب نہ دیا۔ ہماری بار بار کی یاد دہانیاں بھی اس مہر سکوت کو نہ توڑ سکیں لگاتار تقریباً پونے دو سال گذر گئے۔ مگر کئی بار یاد دہانی کے باوجود بھی نہ خلیفہ صاحب نے کچھ کہا۔ نہ کسی مرید نے۔ کہ ہم فلاں مسئلے پر بحث کرتے ہیں۔ فلاں پر نہیں۔ یا فلاں شرط میں یہ نقص ہے۔ ہم اسے قبول نہیں کرتے۔

گذشتہ گرمیوں میں قادیانی حضرات کو بہشتی مقبرہ کے رجسٹر میں سے مولانا محمد احسن صاحب مرحوم کی ایک تحریر ہاتھ لگ گئی طویل عرصہ تک بحر خاموشی میں غرق رہنے کے بعد انہوں نے اس "تنکے" کا سہارا لیکر کچھ ہاتھ پاؤں مارے۔ ان کی مہر سکوت ٹوٹی۔ اور "الفضل" کے صفحات پر ایک شور بے ہنگام بلند ہوا۔ اس کے بعد ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء کے "الفضل" میں جناب خلیفہ صاحب کے ایک مرید مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری کی ایک تحریر شائع ہوئی جسمیں بارہ ثالثوں والی تجویز پر یہ اعتراض کیا گیا۔ کہ اگر چار چار ثالث دونوں جماعتوں کے ہوں۔ اور چار غیر از جماعت لوگوں میں سے تو عملاً فیصلہ غیر احمدی ثالثوں کے ہاتھ میں نہیں رہا۔ لہذا یہ تجویز ناموزوں اور دینی بحث کی روح کے صریح منافی ہے۔ لیکن "الفضل" کا یہ پرچہ دفتر "پیغام صلح" میں موصول ہوا۔ اور نہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ اور کارکنان "پیغام صلح" کی نظر سے گذرا۔ اس کا علم ہمیں اور وہ پہلے "الفضل" سے ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل پیغام صلح ۵ ار دسمبر ۱۹۳۶ء میں موجود ہے۔

"الفضل" ۱۴ اکتوبر کی تحریر کے علم کے بغیر اور جناب خلیفہ قادیان کے طویل سکوت اور گریز کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خیال سے کہ خلیفہ صاحب کسی طرح آمادہ ہو جائیں۔ ثالثوں کی تجویز مجبوراً چھوڑ دی اور اس کے بعد جناب خلیفہ صاحب کے مزید سکوت کے مدنظر گذشتہ ہفتہ اس تجویز کو زیادہ آسان صورت میں پیش کیا۔ یعنی ایک جگہ جمع ہونے کی پابندی بھی ترک کر دی۔ واضح رہے۔ کہ حضرت ممدوح کی یہ دونوں تحریریں ۱۴ اکتوبر کے "الفضل" کو دیکھے بغیر لکھی گئیں۔ اور شائع ہوئیں۔

اس کے بعد ۱۰ ار دسمبر کا "الفضل" موصول ہوا۔ جسمیں مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری کا ایک مضمون بطور مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا ہے۔ اسمیں مضمون نگار نے لکھا ہے۔ کہ جناب خلیفہ صاحب نے ان سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ:۔

"میری طرف سے اعلان کردیں۔ کہ میں خود مولوی محمد علی صاحب سے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بحث کروں گا۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اس کے لئے فریقین کے حق میں مساوی شروط کا تصفیہ کرلیں بحث میں خود کرونگا"

اس کے ملاحظہ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے "پیغام صلح" ۱۵ ار دسمبر میں تحریر فرمایا کہ:۔

"جناب میاں صاحب خود میری پہلی تجویز کے مطابق ایک جگہ جمع ہو کر بحث کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اس لئے میں اس دوسری تجویز کو واپس لیتا ہوں جو پچھلے "پیغام صلح" کے پرچے میں پیش کی تھی۔ یہ بھی اسی پرچہ الفضل میں میری نظر سے گذری۔ کہ "الحقیقت" پہلے ۱۴ اکتوبر ۳۶ء کے "الفضل" میں بھی نکل چکا تھا کہ ہماری بارہ ثالثوں کی تجویز کی مخالفت کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ اسمیں چار ایسے آدمیوں کی شمولیت ہے جو جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ مگر اس کے لکھنے والے خود جناب میاں صاحب نہیں۔ اگر ان کو بھی اس مضمون کے لکھنے والے سے اتفاق ہو۔ تو میں خوشی سے بارہ کی بجائے آٹھ ہی آدمی تجویز کرتا ہوں۔ اور چار غیر از جماعت آدمیوں کو ترک کر دیتا ہوں۔ صرف آٹھ آدمی ہوں۔ چار قادیانی بزرگ جنہیں میں منتخب کروں۔ اور چار جماعت لاہور کے ممبر جنہیں جناب میاں صاحب منتخب کریں"۔

اس کے بعد محولہ بالا مضمون ہی میں حضرت ممدوح نے تحریر فرمایا "الفضل" میں جو اعلان ہوا ہے۔ اس میں صرف حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر بحث کا ذکر ہے۔ اور مسئلہ تکفیر کا ذکر کوئی نہیں ممکن ہے کہ یہ سہو رہ گیا ہو۔ مگر مجھے ڈر ہے۔ کہ جناب میاں صاحب مسئلہ تکفیر مسلمین پر بحث کرنے سے عمداً گریز فرماتے ہیں حالانکہ انہیں خوب علم ہے کہ اصل فرق کا اختلاف یہی مسئلہ تکفیر پر تھا۔ اور مسئلہ نبوت کی بحث بہت بعد شروع ہوئی۔ مسئلہ تکفیر حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی زندگی میں ہی دو گروہوں کا مبحث بن گیا تھا۔ اسی وجہ سے ہم نے قادیان کو چھوڑا۔"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان صاف سیدھے معقول ارشادات کے جواب میں جناب خلیفہ قادیان نے مذکورہ بالا مولوی اللہ دتا صاحب جنہیں مولوی ابوالعطا بھی کہا جاتا ہے سے ایک طویل مضمون لکھوایا ہے۔ جو "الفضل" ۲۰ دسمبر میں شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کے شروع میں جناب خلیفہ صاحب کی سند تصدیق بھی درج ہے۔ یہ مضمون جس لہجہ اور طرز میں لکھا گیا ہے۔ اور جس قسم کے عامیانہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ وہ ایک شریف آدمی کے لئے سرمایہ ندامت ہی ہو سکتے ہیں۔ اگر مولوی صاحب مذکور یا قادیانی جماعت اس پر فخر کریں۔ تو دوسری بات ہے۔ خدا جانے مضمون نگار صاحب اپنی افتاد طبع یا کسی کے اشارہ چشم ابرو کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ یا ان کا یہ مقصد ہے کہ بدزبانی اور سخت بیانیوں کے ہنگامہ میں اصلی مبحث کو گم کردیں۔ بہر حال جناب خلیفہ قادیان کو اس "سفیر" کے انتخاب میں کوئی معقول ومتین آدمی مبارکباد نہیں دے سکتا۔

بدکلامیوں، سخت بیانیوں اور مغالطہ آمیزیوں کے حصہ کثیر کو چھوڑ کر مولوی اللہ دتا صاحب کے طویل مضمون کا ماحصل یہ ہے۔ کہ:۔

۱۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ثالثوں کے ترک کی تجویز پیش کرنے کے بعد واپس لے لی ہے۔

۲۔ مساوی تعداد میں احمدی اور قادیانی ثالثوں کی تجویز غیر احمدیوں کو ثالث بنانے سے بھی بدتر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آپ قادیانی جماعت میں سے ایسے آدمیوں کو منتخب کرلیں جو منافق ہوں۔

۳۔ بحث صرف مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہو۔ اختلاف کی اصل یہی مسئلہ ہے۔ مسئلہ تکفیر اس کی فرع ہے۔

پہلے اعتراض کے متعلق گذارش ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ثالثوں کے ترک کی تجویز جناب خلیفہ صاحب کے طویل سکوت اور گریز کی وجہ سے پیش کی گئی تھی اب جبکہ خلیفہ صاحب بحث کیلئے نیم آمادہ ہوگئے ہیں تو اسکی کوئی ضرورت نہیں رہی دوسرے عرض کیا جا چکا ہے کہ "الفضل" ۱۴ اکتوبر کا پرچہ ۱۰ ار دسمبر کے پرچہ سے قبل حضرت ممدوح کے ملاحظہ میں نہیں آیا اور نہ یہ پرچہ دفتر پیغام صلح میں موصول ہوا۔ خدا جانے دفتر "الفضل" کے حسن انتظام کی وجہ سے ایسا ہوا۔ یا اس میں قادیانی حضرات کی کوئی مصلحت پوشیدہ تھی مگر اس تجویز کو "الفضل" کے نامہ نگار کا اعتراض عدد کرنے کے بعد جس رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اسمیں یہ بھی گنجائش ہو سکتی ہے کہ اگر جناب میاں صاحب کو یہ خوف ہو کہ وہ اپنی دلائل سے اپنے مریدین کو بھی قائل نہیں کر سکتے تو یہ شرط چھوڑ دی جائے گی۔ اسلئے اس پر مولوی اللہ دتا صاحب کا اسقدر کاغذ سیاہ کرنا بے معنی ہے۔ جناب میاں صاحب کا ایک لفظ اس کیلئے کافی ہے۔

۲۔ افسوس قادیانی مضمون نگار کے دوسرے اعتراض میں بھی کوئی وزن نہیں ہم جانتے ہیں قادیانی جماعت میں "منافقین" کی تعداد بہت سرعت سے ترقی کر رہی ہے۔ اور قادیانی اکابر پر ان کا خوف غیر معمولی طور پر طاری ہو چکا ہے لیکن حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اس کے ازالہ کے لئے بھی ایک نہایت سہل صورت قبل ازیں تجویز فرما چکے ہیں۔ کہ ہمارے منتخب قادیانی حضرات میں سے جس جس کے متعلق جناب خلیفہ صاحب کہہ دیں گے کہ یہ منافق ہے۔ اسکی بجائے ہم دوسرا شخص منتخب کرلیں گے۔ اس صورت میں قادیانی ثالثوں میں سے کوئی منافق تو منتخب ہی نہیں ہو سکتا۔ ہم مزید اطمینان کیلئے یہ بھی عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم ان حضرات کو خلیفہ صاحب کے منافق [illegible] سے ثالث بننے کے نااہل

قرار دیں گے۔ ہم ان کے نام بھی پوشیدہ رکھیں گے۔ تاکہ وہ خلیفہ صاحب یا جماعت قادیانی کیلئے کسی تکلیف کا موجب نہ بنیں۔

۳۔ تیسرے اعتراض پر مضمون نگار نے اپنی طرف سے بہت زور لگایا ہے۔ اور اس کو بڑی طول طویل تمہیدوں کیساتھ پیش کیا ہے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ اس بات پر اصرار کیوں ہے کہ صرف مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعودؑ پر مباحثہ ہو۔ اور اس کو "فیصلہ کن" مباحثہ کس طرح کہا جاسکتا ہے۔؟

اصل اور فرع اور مقدم و موخر کا فیصلہ ہم ابھی آئندہ سطور میں کئے دیتے ہیں۔ لیکن اس سے انکار کی تو قادیانی حضرات کو بھی جرأت نہیں ہو سکتی۔ کہ صرف یہی ایک مسئلہ اختلاف کی وجہ نہیں ہے۔ اس موقع پر ہم انہیں جناب خلیفہ صاحب کی مشہور کتاب "آئینہ صداقت" کے یہ الفاظ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ:۔

"یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب (حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ) تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے۔ کہ آپ فی الواقعہ نبی ہیں۔ دوم۔ یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۂ صف آیت ۶) کے مصداق ہیں۔ سوم۔ یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہ سنا ہو۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" (صفحہ ۳۵)

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے علاوہ مسئلہ تکفیر المسلمین اور اسمہ احمد کی پیشگوئی دونوں جماعتوں میں وجہ اختلاف ہیں۔ اسمہ احمد کی پیشگوئی کے متعلق تو قادیانی حضرات اپنی کوششوں اور خیالات سے عملاً بہت بڑی حد تک دستبردار ہو چکے ہیں ورنہ ہم تو اس پر بھی مباحثہ کیلئے تیار رہتے۔ باقی رہ گیا تکفیر کا اہم مسئلہ تو اس سے گریز کیوں ہے؟ خود خلیفہ صاحب کی تحریر میں موجود ہے۔ قبل ازیں اس مسئلہ کو مستقل موضوع قرار دیکر دونوں جماعتوں کے مناظرے ہو چکے ہیں۔ آخر اس کو نظر انداز یا دوسرے مسئلہ میں ضم کیوں کیا جائے۔ اور صرف مسئلہ نبوت پر بحث کس طرح فیصلہ کن قرار دیجا سکتی ہے؟ کیونکہ ایک بہت بڑی وجہ یعنی مسئلہ تکفیر اس کے بعد بھی غیر طے شدہ رہ جائیگا۔ مسئلہ تکفیر ایک مستقل وجہ اختلاف ہے لہٰذا اس پر ایک مستقل موضوع کی حیثیت ہی بحث ہوگی۔ اس بحث سے گریز کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ قادیانی حضرات اپنے دلائل کو کمزور پاتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ مسئلہ نبوت پر بحث نہیں ہوگی۔ صرف مسئلہ تکفیر پر ہوگی۔ ہم دونوں پر بحث کرنے کیلئے تیار ہیں۔ جناب میاں صاحب فرمائیں۔ کہ وہ مسئلہ تکفیر سے گریز کیوں کرتے ہیں؟

باقی رہ گیا یہ معاملہ کہ مسئلہ تکفیر پر اول بحث کیوں ہو۔ اور مسئلہ دونوں جماعتوں کے اختلاف کی اوّلین وجہ کس طرح ہے؟ اس کا جواب اختلاف کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے مل سکتا ہے۔ یہ اختلاف حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ کی زندگی ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ ۱۹۱۱ء میں خواجہ صاحب مرحوم نے اعلان کیا۔ کہ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں۔ اور تمام ماموروں کا (جن میں مجددین شامل ہیں) ماننا ضروری ہے۔ جو کوئی کسی مامور کو نہ مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ اختلاف کی حقیقی ابتدا تھی اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں حضرت مولانا نور الدین مرحوم کی وفات کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہاں آکر جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں جو وفد بھیجا تجویز ہوا اس میں بھی مسئلہ تکفیر ہی اصل تھا۔ یہ اتنے واضح واقعات ہیں جنہیں مولوی اللہ دتا صاحب کی نگاہ ہی نظر انداز کرنے کی جسارت کر سکتی ہے۔ مسئلہ نبوت تو بعد میں اٹھا اور یہ در اصل قادیانی حضرات نے تکفیر کی امداد کے لئے ہی اٹھایا تھا۔ بعد میں واقعات کا رخ بے شک مسئلہ نبوت کی طرف زیادہ ہو گیا۔ اس کی بھی وجہ قادیانی جماعت کا مدعا تھا۔ سے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ مسئلہ تکفیر اختلاف کی اصل ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ تو صاف الفاظ میں اعلان فرما چکے ہیں۔ کہ:۔

"میں تو اس مسجد کے اندر اس مقام پر کھڑا ہو کر اعلان کرتا ہوں کہ اگر قادیان والے کہہ دیں کہ ہم مسلمانوں کی تکفیر کو چھوڑتے ہیں تمام کلمہ گو مسلمان ہیں تو میں مسئلہ نبوت پر بحث کو چھوڑتا ہوں"

(خطبہ جمعہ ۱۱ر دسمبر مطبوعہ پیغام صلح ۱۵ر دسمبر ۱۹۳۶ء)

اب دو ہی صورتیں ہیں۔ کہ یا تو خلیفہ صاحب تکفیر المسلمین سے دستبردار ہو کر تمام کلمہ گوؤں کو بروئے قرآن و حدیث اور بروئے تحریرات حضرت مسیح موعودؑ مسلمان تسلیم کرلیں۔ (اپنی ایجاد کردہ سیاسی اصطلاحات کی رو سے نہیں) یا سیدھی طرح اس مسئلہ پر بحث کریں۔ قادیانی حضرات کا بھی فرض ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو۔ وہ خلیفہ صاحب کو اس پر آمادہ کریں۔ اور یاد رکھیں۔ کہ خلیفہ صاحب کا گریز ان کی جماعت کے لئے باعث عزت نہیں ہو سکتا۔

مولوی اللہ دتا صاحب کے مضمون کے شروع میں جناب خلیفہ صاحب کا جو تصدیق نامہ ہے۔ اسمیں انہوں نے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ مباحثہ کو کھیل اور تماشا کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ بڑا مبارک قبال ہے۔ وہ یقین جانیں۔ کہ ہماری دعوت اخلاص پر مبنی ہے۔ انشاءاللہ ہماری طرف سے آئین اخلاق و شرافت کی پوری پابندی ہوگی۔ البتہ ان کے مرید اس نصیحت کے محتاج ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں ہماری دعوت پر فخر الدین ملتانی سے جو حرکتیں کرائی گئی تھیں۔ ان کو کھیل، فساد اور جعل سازی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ امید ہے۔ جناب خلیفہ صاحب کو یہ سب کچھ یاد ہوگا۔ اگر قادیانی بزرگ آج بھی تنہائی میں بیٹھ کر ان حرکتوں پر غور کریں۔ تو بے اختیار ان کی پیشانیوں سے عرق انفعال کے قطرے ٹپکنے لگیں۔

آہ ڈاکٹر جلال الدین صاحب

انتہائی رنج و افسوس کیساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ کا طویل علالت کے بعد ۱۷ر دسمبر کو اتوار کے روز انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح ہماری جماعت کا ایک قدیم و مخلص بزرگ دنیا سے اٹھ گیا۔ ان کی وفات ایک زبردست قومی نقصان ہے۔

جن دوستوں کو مرحوم سے شرف ملاقات حاصل تھا وہ جانتے ہیں کہ آپکے دل میں کس قدر دینی جوش و درد تھا۔ مرحوم ہر تحریک میں ہمیشہ بڑھ چڑھکر حصہ لیتے گوجرہ میں تنہا ان کا وجود ایک جماعت کے قائم مقام تھا۔ مرحوم کافی دنوں سے فالج میں مبتلا تھے۔ درمیان میں طبیعت کچھ سنبھلی لیکن بعد ازاں پھر زیادہ خراب ہو گئی۔ یہی مرض موت کا باعث بنا۔ مرحوم نے ایک بیوہ اور ایک لڑکا اپنے پیچھے چھوڑا ہے ہم ان سے اور مرحوم کے خاندان کے جملہ افراد سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین

لاہور میں یہ افسوسناک خبر بذریعہ تار عصر کے وقت دو ڈھائی بجے دوپہر پہنچی تمام بزرگان احباب جماعت کو سخت رنج ہوا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اسی روز جناب شیخ محمد نصیب صاحب انچارج دفتر تحصیل کو تعزیت و اظہار ہمدردی کے لئے گوجرہ روانہ کیا جو واپس آگئے ہیں۔ اس کے بعد جناب محمد یعقوب خاں صاحب "ایڈیٹر لائیٹ" تشریف لے گئے۔ وفات کے روز لائل پور سے جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب، شیخ میاں محمد صاحب، شیخ محمد حسین صاحب، شیخ عبد الغنی صاحب گوجرہ پہنچ گئے تھے چوہدری محمد عبد اللہ خان صاحب اور منشی محمد بخش صاحب پہلے ہی وہاں موجود تھے سب نے مل کر نماز جنازہ پڑھی۔ لاہور میں ۱۸ر دسمبر کو نماز جمعہ کے بعد جنازہ غیب پڑھا گیا۔ جملہ جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ ادا کریں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جلسہ سالانہ کے انتظامات سرگرمی سے ہو رہے ہیں۔ یہ آخری پرچہ ہے جو جلسہ سے قبل احباب کی خدمت میں پہنچیگا۔ لہٰذا مہمانوں کے لئے مندرجہ ذیل ہدایات کا اعادہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ لاہور میں آج کل سردی غیر معمولی ہے گرم بستر اور گرم کپڑے ہمراہ لائیں۔

۲۔ مہمانوں کے استقبال کے لئے ریلوے اسٹیشن پر رضا کاروں کا انتظام ہوگا۔

۳۔ احمدیہ بلڈنگس پہنچکر مہمان براہ راست مسلم ہائی سکول میں تشریف لے آئیں جہاں سے انہیں معہ اسباب کے ان کی مقررہ جائے رہائش پر پہنچا دیا جائے گا۔

۴۔ احباب ضرورت کے لئے رضا کاروں یا انچارج جلسہ سے استمداد کریں۔

۵۔ نمازوں، جلسہ، اور کھانے کے اوقات کی پوری پابندی کیجائے۔

۶۔ مہمان اپنی نقدی اور سامان وغیرہ کی خصوصاً سوتے وقت احتیاط کر لیا کریں۔

— جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ کو پہلے کی نسبت افاقہ ہے لیکن کمزوری بہت زیادہ ہے حتیٰ کہ نماز بھی بستر پر لیٹے لیٹے پڑھتے ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ ڈاکٹر صاحب بہت قیمتی نوجوان ہیں اللہ تعالیٰ انہیں تادیر سلامت رکھے۔

— جناب چودھری غلام نبی خان صاحب فارسٹ رینجر جہلم کے صاحبزادہ عزیز محمد اسلم خان صاحب براہ راست ڈپٹی رینجر کے عہدہ پر فائز ہو گئے ہیں اس خوشی میں چودھری صاحب موصوف نے انجمن کو پانچ روپے دیئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ہم چودھری صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو مزید دینی و دنیوی ترقیاں عطا کرے۔

— نیاز احمد صاحب عرفانی مبلغ انجمن چند دنوں سے بعارضہ ملیریا بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

مکتوب برلن

ماہ نومبر ۱۹۳۶ء میں برلن مشن کے تبلیغی کام کی مختصر رپورٹ

(ہمارے نامہ نگار مقیم برلن کے قلم سے)

مخالفین کی افسوسناک غلط بیانیاں

ہمارے مخالفین اس غلط اور بے حقیقت دعویٰ کا بار بار اعادہ کرتے رہتے ہیں کہ دیار مغرب میں اگر کوئی جماعت اسلام کو بدنام اور تباہ کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے اور اگر کوئی جماعت برلن میں خدمت اسلام کا کام کر رہی ہے تو وہ جماعت اسلامیہ برلن ہے

"جماعت اسلامیہ" اپنے کام کی تفصیل پبلک میں پیش کرے

ہم اس کے جواب میں بارہا مطالبہ کر چکے ہیں کہ اگر "جماعت اسلامیہ" فی الواقع خدمت اسلام کا کوئی کام کر رہی ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اس دعویٰ کی تشہیر کی بجائے اپنے کام کی تفاصیل پبلک کے سامنے پیش کرے تاکہ لوگ اس کے مذعومہ عمل کو دیکھ کر اس کی حیثیت اور عملی قابلیت و اہلیت کے متعلق کوئی صحیح فیصلہ کر سکیں۔ قرآن کریم نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین (کہو تم اپنی روشن دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو) اس حکم قرآنی کو پیش کرتے ہوئے ہم ایک مرتبہ پھر "جماعت اسلامیہ" سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی خدمات اسلامی کی تفصیل ذرا دنیا کے سامنے رکھے۔ ہم تو ہر ماہ اپنی کارگذاری کی رپورٹ باقاعدہ شائع کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے مخالفین کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی اس قسم کی رپورٹ اپنی خدمات اسلامی کے متعلق شائع کرتے رہا کریں تاکہ قارئین خود فیصلہ کر لیں کہ کون اسلام کو تباہ و برباد کر رہا ہے اور کون دین کا کوئی تعمیری کام کرنے میں مصروف ہے۔

ہمارا ماہ نومبر کا کام

ذیل میں نہایت اختصار سے اس تبلیغی کام کی رپورٹ درج کی جاتی ہے جو ماہ نومبر میں برلن مشن اور جرمن مسلم سوسائٹی کے ذریعہ ہوا۔ ہم اس کو فخر کے طور پر نہیں بلکہ صرف تحدیث نعمت اور اظہار حق کی خاطر شائع کرتے ہیں۔

امام مسجد برلن کا لیکچر

۴ نومبر کو ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن نے یہاں کی ایک سوسائٹی "Arischer Hiedeus Bund Verein" کی استدعا پر اسلام اور قسمت کے موضوع پر ایک عام لیکچر دیا اور لیکچر کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ سوالات و جوابات کا سلسلہ نہایت دلچسپ اور مؤثر تھا اس سے متاثر ہو کر ایک صاحب نے جو کسی دوسری سوسائٹی کے صدر تھے۔ امام صاحب موصوف سے درخواست کی کہ وہ یہ لیکچر یا اسی قسم کا کوئی دوسرا مفید و دلچسپ لیکچر ان کی سوسائٹی میں بھی دیں۔ امام صاحب نے اس درخواست کو بخوشی منظور کیا۔ یہ لیکچر انشاء اللہ ماہ جنوری میں ہو گا۔

امام صاحب کا دوسرا لیکچر

۱۰ ماہ نومبر کو جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام جناب امام صاحب موصوف کا ایک نہایت بصیرت افروز فلسفیانہ لیکچر "روزہ فلسفہ اور مذہب کی رو سے" کے موضوع پر ہوا۔ چونکہ ۱۵ نومبر سے رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہونے والا تھا اسی مناسبت سے لیکچر کیلئے یہ مضمون منتخب کیا گیا تھا۔ فاضل لیکچرار نے شروع میں جسمانی اخلاقی، روحانی، تمدنی، معاشرتی اور طبی نقطہ نگاہ سے روزہ کی اہمیت اور فلسفہ پر نہایت قابلیت اور جامعیت سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد روزے کے مسائل مثلاً سحری۔ افطار۔ روزے کا فدیہ۔ مسافر اور بیمار کیلئے شرعی ہدایتیں وغیرہ بیان کئے۔ یہ لیکچر بے حد مفید اور مؤثر تھا۔ حاضرین کی تعداد بھی کافی تھی لیکچر کے بعد ایک جرمن غیر مسلم طبیب (ڈاکٹر) نے بھی طبی نقطہ نگاہ سے روزہ کی اہمیت اور فائدہ رسانی پر چند کلمات کہے۔ حاضرین میں البانیہ کے ایک غریب تنگدست مسلمان بھی موجود تھے جنہوں نے اپنی غربت اور مشکلات کا اظہار کیا۔ اسی وقت حاضرین سے چندہ جمع کر کے ان کی امداد کی گئی

جرمن مسلم سوسائٹی کا اجلاس

ماہ نومبر میں بھی حسب معمول "جرمن مسلم سوسائٹی" کے ممبر اور ان کے دوست اکٹھے ہوئے۔ یہ اجتماع ۲۰ نومبر کو عمل میں آیا۔ اس موقع پر ایک ترک جناب رفعت ابراہیم صاحب نے ترکی جدید کے متعلق ایک مختصر اور پر از معلومات تقریر کی جس میں بتایا کہ ترکی کے متعلق یہ خیال کہ اس نے مذہب اسلام کو خیرباد کہہ دیا ہے بالکل غلط اور بعید از حقیقت ہے مصطفٰے کمال پاشا نے بے شک وہاں کے ملانوں اور شیوخ کے خلاف جو غریب اور جاہل پبلک کو دھوکا دیتے تھے جہاد کیا اور ان نقصان رساں باتوں کا قلع قمع کیا جو اسلام میں داخل ہو گئی تھیں لیکن درحقیقت ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ تقریر کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ فاضل مقرر نے تمام سوالات کا نہایت معقولیت سے جواب دیا۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ بھی نہایت دلچسپ اور پر از معلومات تھا۔ اس میں جرمن حضرات کے علاوہ ہندوستانی، البانوی اور عرب حاضرین نے بھی حصہ لیا۔ اس موقع پر حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی۔

مجالس مباحثہ کا انعقاد

۱۳ اور ۲۷ نومبر کو دو مباحثہ کا انعقاد عمل میں آیا جس میں صرف مسلمان دوستوں اور "جرمن مسلم سوسائٹی" کے ممبروں کو شرکت کا حق تھا۔ مجالس کا یہ سلسلہ اس غرض سے شروع کیا گیا ہے تاکہ مسلمانان عالم کے اندرونی خیالات و حالات پر بحث ہو سکے۔ ۱۳ نومبر کے روز موضوع بحث "اصلیت اور ظاہرداری" تھا۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن نے مختصر الفاظ میں بتلایا کہ کہ اگرچہ اسلام نے اپنے ارکان کی ظاہری شکل و صورت کو قائم رکھا ہے مگر اسلامی روح اصل چیز ہے اور ہر ایک سچے مسلمان کا مطمح نظر اس چیز کا مغز ہوتا ہے گو وہ عام حالات میں ظاہری شکل کی بھی سختی سے پابندی کرتا ہے۔ آپ نے نماز کو بطور مثال پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلامی نماز کی ایک خاص ہیئت ہے۔ مقررہ اوقات پر اس کو ادا کیا جاتا ہے۔ وضو کرنا، قبلہ رخ کھڑا ہونا عربی زبان میں مقررہ الفاظ اور دعاؤں کو ادا کرنا یہ سب ضروری چیزیں ہیں۔ پھر ہر ایک نماز کیلئے رکعات کی تعداد مقرر ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان سب کی تہ میں مقصود نماز کی اصل روح ہے کیونکہ خاص حالات میں ان ظاہری چیزوں میں رعایت و تبدیلی ہو جاتی ہے۔ مثلاً بیماری، سفر، اور پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو ضروری نہیں رہتا۔ رکعات کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔ قبلہ کی سمت معلوم نہ ہونے کی حالت میں فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (جدھر تم متوجہ ہو گے ادھر اللہ کی توجہ بھی ہو گی) پر عمل کیا جاتا ہے۔ زیادہ بیماری کی حالت میں نماز کی ظاہری شکل کو بھی قائم نہیں رکھا جاتا۔ صرف اشاروں ہی سے کام لیا جاتا ہے ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل چیز یہ ظاہری باتیں نہیں بلکہ نماز کی روح اور اس کا مغز ہے۔ امام صاحب موصوف کی تقریر کے بعد اس موضوع پر خوب بحث ہوئی جس میں متعدد حضرات نے سرگرم حصہ لیا۔ یہ سلسلہ رات کے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اس مجلس کا دوسرا اجلاس ۲۷ ماہ نومبر کو منعقد ہوا جو نہایت کامیاب تھا۔ موضوع زیر بحث "اسلامی رواداری اور مسئلہ جہاد" تھا جس پر خوب بحث ہوئی۔ بالآخر یہ ثابت کیا گیا کہ "سیفی جہاد" بعض شرائط سے مشروط ہوتا ہے۔ جب وہ شرائط کسی ملک یا زمانہ میں مفقود ہوں تو وہاں جہاد بالسیف کی ضرورت نہیں ہوتی اور انہی شرائط کے ماتحت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ہندوستان میں موجودہ زمانہ میں جہاد بالسیف کو غیر ضروری قرار دیا۔ اگر وہ شرائط پیدا ہو جائیں جو جہاد بالسیف کیلئے ضروری ہیں تو جہاد ضرور لازم ہو گا۔ اسلامی تبلیغ کے لئے اول آئینی ذرائع (Constitutional means) اختیار کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ اسلام بغاوت و قانون شکنی کی اجازت نہیں دیتا اور اگر دشمن مسلمانوں کو تلوار کے ذریعہ نیست و نابود کرنے کی ٹھان لے تو اس حالت میں بذریعہ تلوار مدافعت کی جائے گی۔

دیگر کوائف

آخر پر اس امر کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ برلن کے دوست شہر کے دور دراز حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں ان کا روزانہ نماز تراویح کے لئے آنا مشکل تھا۔ اس لئے امسال ماہ رمضان المبارک میں روزانہ نماز تراویح کا انتظام نہ ہو سکا اور یہ قرار پایا کہ کم از کم ہفتہ میں دو بار دوست اس غرض کے لئے مسجد میں جمع ہوا کریں۔ چنانچہ شروع ماہ رمضان سے اس پر عمل ہو رہا ہے (یہ خط عید سے کئی روز قبل برلن سے لکھا گیا تھا۔ مدیر) جرمن نومسلموں کے لئے عربی کلاس، اور بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے کلاس باقاعدہ جاری ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ماہ نومبر کے نومسلم

میں اس مکتوب کو ایک نہایت اچھی اور ایمان افروز خوشخبری پر ختم کرنا چاہتا ہوں ماہ نومبر میں دو سعید روحیں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ ان میں سے ایک مسٹر محمد احمد موسلر ہیں۔ نوجوان آدمی ہیں بیس سال کے قریب عمر ہو گی۔ آپ نے اپنے قبول اسلام کی خوشی میں ۱۵ نومبر کو چند احباب کو چائے پر مدعو کیا۔ آپ اسلامی تہذیب و تمدن کے بڑے دلدادہ ہیں اور بڑے جوشیلے نوجوان ہیں۔ دوسرے صاحب ایک انجینئر ہیں۔ آپ نے ۲۲ ماہ نومبر مطابق ۸ رمضان قبل از نماز تراویح امام صاحب مسجد برلن کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ ایک پختہ عمر کے آدمی ہیں سن ۵۴ سال سے تجاوز کر چکا ہے آپ کا اسلامی نام آپ کی خواہش کے مطابق "امین" رکھا گیا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے آمین ثم آمین

کاش ہمارے مخالفین خدمت اسلام کے ان کاموں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ آیا ہم اسلام کی خدمت کر رہے ہیں یا نعوذ باللہ بقول ان کے اسلام کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔

(نامہ نگار از برلن۔ ۳۰ نومبر ۱۹۳۶ء)

دو ضروری اعلان

(۱)

جن خریداران پیغام صلح کے ذمہ بقایا رقوم یا جن کا چندہ ماہ دسمبر ۱۹۳۶ء یا ماہ جنوری ۱۹۳۷ء میں ختم ہوتا ہے وہ سالانہ جلسہ پر ادا فرما دیں اور اپنا حساب صاف کر دیں۔

(۲)

بپیش نظر اشاعت کے بعد پیغام صلح کا ایک پرچہ بشرط ضرورت ۲۳ یا ۲۴ دسمبر کو شائع کیا جائے گا اور اس کے بعد انشاء اللہ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء کو۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد امیر ذات جبانہ سکنہ ڈیرہ صاحب تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۷/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی فدا حسین شاہ ولد مرید حسین شاہ ذات سید سکنہ ماڑی شاہ سخیرہ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی باہر ولد لکھن ذات کلو سکنہ سل بھان تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اسماعیل ولد [illegible] ذات لالی سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمود ولد احمد ذات ہرل سکنہ چک ۱۳۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مجتبیٰ، ریاہو ولد چھٹا ذات ماچھی سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احسان ولد محمد ذات تیم سکنہ تیرا کی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی قطب شاہ ولد لکھن شاہ ذات سید سکنہ کوٹ قاضی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گنیش داس ولد کرم چند ذات اروڑہ سکنہ شورکوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۵/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ولی، علی ولد دتہ ذات سیکرول سکنہ ماچھیوال تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۷/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۱/۳۶

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حاجی ولد احمد ذات کوبھار سکنہ کلری تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۰/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۱/۳۶

خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی برخوردار ولد محمد دین ذات [illegible] سکنہ کوٹ قاضی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱/۲/۳۷ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۲۳/۱۱/۳۶

خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا درسِ قرآن سیالکوٹ میں

جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ -

مکرمی ایڈیٹر صاحب سلمہ اللہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

پچھلے دنوں جب حضرت امیر سلمہ اللہ تعالے سیالکوٹ تشریف لائے تو حضور نے جماعت کی تنظیم کے متعلق احباب سے مشورہ فرمایا۔ اس موقعہ پر میں نے گذارش کی کہ اگر جماعت کا کوئی بزرگ کچھ عرصہ تک سیالکوٹ میں قرآن کریم کے درس کا سلسلہ شروع کرے تو نہایت مفید ہوگا۔ وہ گھڑی یقیناً قبولیت کی تھی کہ کافی اصرار کے بعد حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے ایک ماہ کے لئے یہ فرض اپنے ذمہ لیا۔ چنانچہ یکم رمضان المبارک سے درس باقاعدہ شروع ہوگیا حضرت مولانا کو قرآن کریم سے جو عشق و محبت ہے اس سے نہ صرف احباب جماعت بلکہ ملک کا دیگر تعلیمیافتہ طبقہ بھی اچھی طرح واقف ہے بلکہ جرمنی اور انگلستان اور بلاد اسلام کے بڑے بڑے فضلاء اور امراء کو بھی اس کا بخوبی علم ہے آپ لمبا ہے سال لنڈن اور برلن میں تبلیغ اسلام کا فرض نہایت خوبی اور خوش اسلوبی کیساتھ انجام دے چکے ہیں اور خدا تعالیٰ نے آپ کی محنت سے نہایت نیک نتائج مرتب فرمائے۔ آپ مسلمانوں میں تفرقہ کے دشمن اور اتحاد و اتفاق کے زبردست حامی ہیں اسی موضوع پر خصوصیت کیساتھ آپ نے درس میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں کو مخاطب فرمایا اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے ذریعہ ان عواقب و نتائج سے آگاہ فرمایا جو تفرقہ اور نفاق باہمی کی وجہ سے مسلمانوں کے نقصان کا باعث ہو رہے ہیں اور اتحاد و یگانگت سے جو برکات حاصل ہوتے ہیں انہیں بھی واضح طور پر ظاہر فرمایا۔ اسلام کی تعلیم کو علوم جدیدہ فلسفہ اور سائنس کی روشنی میں پیش کیا۔ اور بزرگان سلف کی خدمات اسلامی بجالانے ان کو بھی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا غرضیکہ آپ کا درس جامع معقول و منقول ہوا اس ضمن میں اختلافی مسائل مثلاً وفات مسیح علیہ السلام ختم نبوت اور حضرت مسیح موعود کے دعوے اور تعلیم پر بحث کے طور پر کئی کئی دن اظہار خیال فرمایا۔ یہ مکالمات نہایت محبت اور تہذیب کے ساتھ اس طرز سے ہوتے کہ مخالف اور موافق نہایت شوق سے سنتے اور محظوظ ہوتے رہے علماء اور فضلاء تو دنیا کے طبقہ پر بہت ہیں مگر جو صفات و حسنات خدا تعالیٰ نے اس بزرگ ہستی میں ودیعت فرمائے ہیں اس کی نظیر بہت کم ہے دعا ہے کہ خداوند کریم اس نافع للناس اور مفید وجود کو لمبی عمر صحت اور اپنے دین کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ درس کا سلسلہ رمضان شریف کیساتھ ختم ہوگیا ہے میں سمجھتا ہوں اس درس کا عملی اثر ہماری توقع اور امید سے بڑھ کر مسلمانان سیالکوٹ پر ہوگا اور نفرت اور حقارت کے جذبات دور ہو کر محبت اور آشتی کا دور دورہ ہوگا۔ اے خدا تعالیٰ تو ایسا ہی کر۔ آمین۔

نوٹ:- یہ مراسلت عید سے قبل موصول ہوئی تھی۔

جلسہ پر تشریف لانیوالے احباب

ریلوے کے رعایتی ٹکٹوں سے فائدہ اٹھاویں - ۱ ½ کرایہ میں دونوں طرف کا ٹکٹ مل جاتا ہے۔

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جو مورخہ ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۳۶ء

کو مسلم ہائی سکول واقعہ احمدیہ بلڈنگس (برانڈرتھ روڈ) لاہور میں منعقد ہوگا

۲۴ دسمبر بروز جمعرات

۱۰ بجے صبح جلسہ خواتین شروع ہوگا اور اس کے بعد نمائش دستکاری ہوگی۔

۲۵ دسمبر بروز جمعہ

۳ بجے سے ½ ۵ بجے تک

زیر صدارت جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ سول سرجن

۳ - ¼ ۳ تلاوت قرآن مجید — ماسٹر فقیر اللہ صاحب

نظم — طلباء مسلم ہائی سکول لاہور

¼ ۳ - ¾ ۳ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ میں تبدیلی کی؟ — جناب میر مدثر شاہ صاحب

¾ ۳ - ¼ ۴ ہماری تحریروں میں لفظ نبی کا استعمال — جناب شیخ محمد یوسف صاحب

¼ ۴ - ½ ۴ ریزولیوشن برائے مسلمانان فلسطین۔ محرک جناب مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی

½ ۴ - ¼ ۵ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ نبوت کیا؟ — مولانا مولوی عمر الدین صاحب شملوی

نماز مغرب و عشاء سات بجے

۲۵ دسمبر کی شام کو بعد نماز مغرب و عشاء جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا۔

۲۶ دسمبر بروز ہفتہ

پہلا اجلاس ½ ۹ بجے سے ½ ۱۲ بجے تک

زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ وزیر آباد۔

½ ۹ - ¾ ۹ تلاوت قرآن مجید — مولوی محمد صدیق صاحب بھیرہ

نظم — میاں غلام رسول صاحب جانباز

¾ ۹ - ¼ ۱۰ اسلام میں مجددین کی ضرورت — جناب مولوی محمد یار صاحب بی۔ اے مولوی فاضل

¼ ۱۰ - ¾ ۱۰ عظمت احمد اور جہاد — جناب سید محمد امین صاحب گیلانی مولوی فاضل۔

¾ ۱۰ - ½ ۱۱ مسیح موعود پر توہین انبیاء کا الزام — جناب مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل

½ ۱۱ - ½ ۱۲ تحریک احمدیت کا قدم کدھر جا رہا ہے — جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایڈیٹر دی لائٹ۔

نماز ظہر ایک بجے

دوسرا اجلاس ½ ۱ سے ۵ بجے تک

زیر صدارت جناب شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب مالک کاٹن فلور ملز لائلپور

نماز مغرب و عشاء ۷ بجے۔ کانفرنس انجمنہائے احمدیہ ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک

۲۷ دسمبر بروز اتوار

پہلا اجلاس ½ ۹ بجے سے ½ ۱۲ بجے تک

زیر صدارت جناب خان غلام ربانی خانصاحب ایم۔ ایل۔ سی۔ مانسہرہ

½ ۹ - ¾ ۹ تلاوت قرآن مجید — مولوی محمد ابراہیم صاحب

نظم احمدی نوجوانوں سے خطاب — ماسٹر حبیب علی صاحب ارشد

¾ ۹ - ½ ۱۰ کیا جماعت احمدیہ نے کوئی نئی بات پیش کی؟ — جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ بی۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ ڈی۔ پی۔ ایچ

½ ۱۰ - ¼ ۱۱ اہل قبلہ کی تکفیر اور جماعت احمدیہ — جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے

¼ ۱۱ - ½ ۱۱ بائبل وغیرہ کتب مقدسہ میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں — مولانا مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت و عبرانی۔

½ ۱۱ - ۱۲ جماعت احمدیہ اور سیاسیات — جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی۔ اے

۱۲ - ½ ۱۲ اتحاد اسلامیہ اور اسلام کا مستقبل — جناب سید امجد علی صاحب۔

نماز ظہر ایک بجے

دوسرا اجلاس ¼ ۱ بجے سے ¾ ۴ بجے تک

زیر صدارت جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب رئیس جھنگ۔

¼ ۱ - ½ ۱ تلاوت قرآن مجید

نظم پنجابی — شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی

½ ۱ - ۲ احمدیت مسلمانوں کی بیزاری — جناب ماسٹر مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب بی۔ اے

۲ - ½ ۲ اسلام میں جماعت احمدیہ کا صحیح مقام — جناب شیخ عبد الحق صاحب دہلوی

½ ۲ - ½ ۳ قوم سے خطاب — حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب۔ ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ۔

½ ۳ - ۴ برکات قرآن کریم — حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ مسلم مشنری۔

نماز پونے چھ بجے

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس اتوار کی شام کو آٹھ بجے ہوگا۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۴ — لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۸ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۳۶ء — نمبر ۸۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

لیکچراروں اور واعظوں کیلئے ایک زرین نصیحت

سب احباب متوجہ ہو کر سنیں میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کیلئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آکر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو جو بات ہو خدا کے واسطے ہو اگر اللہ کی رضا اور اس کے احکام کی تعمیل میرا مقصد نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے تقریریں کرنی اور وعظ سنانا تو ایک طرف میں تو ہمیشہ خلوت ہی کو پسند کرتا ہوں اور تنہائی میں وہ لذت پاتا ہوں جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ مگر کیا کروں بنی نوع کی ہمدردی کھینچ کھینچ کر باہر لے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس نے مجھے تبلیغ پر مامور کیا ہے۔ میں نے یہ بات کہ ظاہری قیل و قال ہی کو پسند کیا جائے اسلئے بیان کی ہے کہ ہر خیر میں بھی شیطان کا حصہ رکھا ہوا ہوتا ہے پس انسان جب وعظ کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت ہی عمدہ کام ہے مگر اس منصب پر کھڑا ہونیوالے کو ڈرنا چاہیئے کہ اس میں مخفی طور پر شیطان کا بھی حصہ ہے کچھ تو واعظ کے حصہ میں آتا ہے اور کچھ سننے والوں کے حصہ میں۔ اسکی حقیقت یہ ہے کہ جب واعظ وعظ کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو مقصود دلی تمنا صرف یہ ہوتی ہے کہ میں ایسی تقریر کروں کہ سامعین خوش ہو جائیں ایسے الفاظ اور فقرات بولوں کہ ہر طرف سے واہ واہ کی آواز آئے۔ پس اس قسم کی تقریر کرنیوالوں کے مقاصد اس سے بڑھ کر نہیں سمجھا جیسے کہ بھڑ بھوجے نقال قوال وغیرہ اگر چہ یہی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے سننے والے اُن کی تعریف کریں۔

(تقریر ۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء)

جلسہ سالانہ کے ایام میں ہر روز بعد نماز فجر جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا پُر معارف درس قرآن ہوا کریگا

خواتین اسلام کا عظیم الشان اجتماع

احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کا گیارھواں سالانہ جلسہ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۶ء بروز جمعرات بوقت دس بجے صبح مسلم ہائی سکول برانڈرتھ روڈ احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوگا جس میں معزز و لائق خواتین تقریریں فرمائیں گی نیز متعدد مفید اہم تجاویز غور و خوض کے لئے پیش ہونگی۔ اس جلسے کے علاوہ

دستکاری کی نمائش

ہوگی جس میں مختلف اشیاء کا ذخیرہ موجود ہوگا اور سب چیزیں ہاتھ کی بنی ہوئی خوبصورت و پائیدار ہوں گی قیمتیں اچھی ہونگی مثلاً اعلیٰ اشیاء بچوں کے اونی سوٹ، موزے، فراک خوبصورت نئی وضع کے بچوں کی ٹوپیاں کاڑھے ہوئے دوپٹے میز پوش غلاف تکیہ رومال قطعے کھلونے وغیرہ وغیرہ ہونگے۔ خواتین اسلام سے امید ہے کہ وہ اس جلسے و نمائش میں تشریف لاکر ثواب دارین حاصل کریں۔ انعامات جلسے میں تقسیم ہونگے لیکن بہت چھوٹے ہیں اسلئے جلسہ عین وقت پر شروع ہوگا پابندی وقت کا خیال رکھئے گا۔

نوٹ: ننھا بچہ ہمراہ لاکر تکلیف کا موجب ہوتے ہیں بہتر ہے کہ انکو ہمراہ نہ لائیں

خاکسار بیگم محمد علی آنریری سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام

جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیانی سے

ایک دردمندانہ درخواست

[از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ]

مکرم و معظم جناب میاں صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذشتہ ایک سال کے اندر میں نے دو دفعہ آپ کو ان دو مسائل پر بحث کے لئے مخاطب کیا جن پر ہم دو فریق کے اندر چوتھائی صدی سے اختلاف چلا آتا ہے۔ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں، مجھے مباحثات کا شوق نہیں بلکہ اپنی جماعت کو بھی زیادہ مباحثات میں پڑنے سے روکتا ہوں۔ مجھے جس بات نے آپ کو خطاب کرنے پر آمادہ کیا وہ صرف اسی قدر ہے کہ اس وقت جو کچھ ہم دونوں فریق کی طاقت باہمی مباحثات پر ضائع ہو رہی ہے وہ کسی بہتر مصرف پر لگے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ نے اس کی طرف اس قدر توجہ فرمائی کہ دو اختلافی مسائل سے ایک مسئلہ پر بحث کی آمادگی ظاہر کی لیکن اس بات کا افسوس ہے کہ آپ کی طرف سے جو مولوی صاحب لکھ رہے ہیں، انہوں نے اسے ابھی سے فتح و شکست کا سوال بنا لیا ہے حالانکہ اصل غرض یہ ہے کہ اختلافی مسائل پر آپ کے دلائل میری جماعت کے سامنے آجائیں اور میرے دلائل آپ کی جماعت کے سامنے آجائیں لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ دو اختلافی مسائل میں سے ایک پر تو آپ بحث کی آمادگی ظاہر فرماتے ہیں دوسرے سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ تمام احمدی اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ عقائد کے لحاظ سے جماعت قادیانی اور جماعت لاہور میں یا آپ میں یا مجھ میں دو باتوں پر اختلافات موجود ہیں۔

۱۔ ہم لوگ ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں اس لئے جو کلمہ گو حضرت مسیح موعود کے دعوے کو نہیں مانتے انہیں بھی مسلمان سمجھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک تمام کلمہ گو جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے گو انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

۲۔ ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعود نے کبھی دعوے نبوت نہیں کیا بلکہ اپنی طرف دعوے نبوت منسوب کرنے کو اپنے اوپر افترا قرار دیا۔ ہاں مجاز کے طور پر یا لغوی معنے کے لحاظ سے اپنے لئے لفظ نبی استعمال کیا۔ آپ حضرت مسیح موعود کو مدعی نبوت مانتے ہیں۔

اب آپ ان دو مسائل میں سے دوسرے مبحث کو قبول کر کے اس پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن مبحث اول پر بحث کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اخبار "الفضل" ۱۳ دسمبر سے اور خود آپ کی تحریر سے جو اس اخبار میں چھپی ہے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اب آپ ہی غور فرمائیں کہ اگر یہ دو مسائل ہم میں اختلافی چلے آتے ہیں تو اس کا کیا مطلب کہ ایک مسئلہ پر ہم بحث کریں گے دوسرے پر نہیں کریں گے۔ آپ سوچ لیں ۔ ۔ ۔ کہ یہ بحث ادھوری ہوگی یا نہ کہ دو اختلافی مسائل میں سے ایک پر بحث ہوگی اور دوسرا اسی طرح رہا۔ ادھوری بحث سے فائدہ کیا؟ بلکہ اس سے تو آپ کی بھی اصل غرض مفقود ہو جائے گی۔ کیونکہ جیسا کہ آپ کی تحریر سے ظاہر ہے کہ آپ نہیں چاہتے کہ مباحثہ محض ایک کھیل کے طور پر ہو۔ اور اگر دو مسائل میں ایک مسئلہ ہی زیر بحث نہ آیا تو یہ مباحثہ کھیل نہیں کہلائے گا یا کچھ اور؟

اخبار کے پورے تین صفحات میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ میرے نزدیک مسئلہ کفر و اسلام پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ حالانکہ میں بار بار اپنی تحریروں میں دونوں مسئلوں کو پیش کر رہا ہوں۔ آپ کو خوب علم ہے کہ دونوں جماعتوں میں جو یہ اختلاف ہوا تو اس کی جڑ مسئلہ کفر و اسلام ہے۔ ۱۹۱۲ء میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اس بات پر زور دیا کہ ہم احمدی تو کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے خواہ وہ حضرت مسیح موعود کو نہ مانتا ہو۔ آپ نے اس کی تردید کی اور اپنا وہ مشہور مضمون لکھا "مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے" اس میں آپ نے صرف مسئلہ کفر و اسلام کو لیا اور نبوت پر نہ کوئی بحث خواجہ صاحب کی طرف سے ہوئی نہ آپ کی طرف سے۔ یہی جماعت میں پہلا اختلاف تھا۔ اور اسی نے بالآخر جماعت کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کی آخری بیماری میں ہر جگہ جماعت میں یہی مسئلہ کفر و اسلام مبحث بنا ہوا تھا۔ اور مسئلہ نبوت پر اختلاف کہیں نہ تھا۔ جب حضرت مولانا مرحوم کی حالت بہت خراب ہو گئی تو آپ کو اور مجھے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ مسجد نور میں لوگوں کو بلا کر یہ سمجھایا جائے کہ سر دست مسئلہ کفر و اسلام کی بحث کو بند کر دیں۔ جب حضرت مولوی صاحب مرحوم فوت ہو گئے تو میں نے جو رسالہ شائع کیا اس میں بھی ہمارے اختلاف کا ذکر ۔ ۔ ۔ مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق ہی تھا نہ کہ مسئلہ نبوت کے متعلق۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب میں نے آپ سے حضرت مولوی صاحب کی وفات کے دن بعد از عصر تنہائی میں گفتگو کی تو اس میں بھی یہی کہا تھا کہ جب آپ ان لوگوں کو کافر کہتے ہیں جنہیں ہم مسلمان سمجھتے ہیں اور مسلمان کو کافر کہنے کے متعلق سخت تنبیہ آئی ہے۔ تو ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتے۔ اس وقت تک بھی مسئلہ نبوت پر اختلاف پیدا نہ ہوا تھا۔ پھر آج تک آپ نے بھی کبھی یہ نہیں کہا کہ مسئلہ اختلافی ہم میں صرف دعوے نبوت کا سوال ہے اور کفر و اسلام کے مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ آپ نے خود جہاں اختلافی مسائل کا ذکر کیا ہے دونوں کا ذکر کیا ہے۔

اب اگر کوئی انقلاب واقع ہو گیا ہے جس کا مجھے علم نہیں اور کلمہ گوؤں کی تکفیر کا مسئلہ آپ کے خیال میں اختلافی نہیں رہا تو آپ خود اپنے قلم سے یہ چار لفظ لکھ کر شائع کر دیں۔ ہم نے تو یقیناً آپ کا مسلک اختیار نہیں کیا ممکن ہے آپ نے ہمارا اختیار کر لیا ہو۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ آپ حرف بحرف اس کو تسلیم کریں جو میں کہتا ہوں آپ کا صرف اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو یہ لفظ "تریاق القلوب" میں لکھے ہیں کہ

"میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"

آپ ان کو درست مانتے ہیں اور آئندہ ۔ ۔ ۔ اپنی جماعت کو حضرت مسیح موعود کے ان چار فتووں پر بھی عمل کرنے کی ہدایت کر دیں جن کی رو سے غیر از جماعت مسلمانوں کے جنازے پڑھنے کا جواز ہے اگر آپ اس قدر اعلان کر دیں تو میں مسئلہ نبوت پر آپ سے بحث کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتا اور اگر یہ نہیں بلکہ اب تک آپ کا وہی مذہب ہے جو آپ نے "آئینہ صداقت" کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے کہ۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔

تو پھر اس موضوع کو بحث میں ہونے سے آپ ...

باقی رہا شرائط کا سوال میں نے صرف ایک شرط پیش کی ہے یہ کہ چار آدمی آپ کی جماعت کے میں منتخب کروں اور چار آدمی میری جماعت کے آپ منتخب کریں بحث کے آخر پر یہ آٹھ آدمی اپنی رائے کا اظہار کر دیں اس میں بھی میرے مد نظر صرف اس قدر تھا کہ معلوم ہو جائے کہ آیا کس فریق کے دلائل اس قدر قوی ہیں کہ دوسرے فریق کا آدمی بھی ان کو تسلیم کر لیتا ہے یا کس کے دلائل اس قدر کمزور ہیں کہ وہ اپنی جماعت کو بھی قائل نہیں کر سکتا۔ اس پر اخبار "الفضل" میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ میں آپ کی جماعت میں سے کسی منافق کا انتخاب کر لوں گا تو اس بارے میں میں آپ کو اطمینان دلانا چاہتا ہوں کہ جن جن لوگوں کو میں منتخب کروں اگر آپ ان میں سے کسی کے متعلق یہ لکھ دیں کہ وہ منافق ہے تو میں اسے چھوڑ کر اس کی جگہ دوسرا آدمی منتخب کر لوں گا۔ پس اب اس شرط کے ماننے میں بھی کوئی عذر نہ ہونا چاہیئے۔ مجھے تعجب اس بات پر ہے کہ میں نے اس قسم کی شرط بعض غیر احمدی علماء کے سامنے بھی پیش کی تھی اور انہیں کہا تھا کہ جملہ مسائل پر وہ اسی شرط کے ماتحت گفتگو کریں تاکہ دلائل کی قوت کا اندازہ ہو سکے مگر وہ بھی اس بات سے گھبراتے ہیں اور مجھے یہی سمجھ آتا ہے کہ اس گھبراہٹ کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہیں خود اپنے دلائل کی کمزوری کا احساس ہوتا ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ تم ہم میں سے کسی منافق کا انتخاب کرو گے تو کیا سوائے جماعت احمدیہ لاہور کے ہر جگہ منافق ہی بھرے ہوئے ہیں۔ بالآخر میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ صفائی کے لئے صرف چند سطریں لکھ دیں۔ پہلے مضامین بحث صاف الفاظ میں طے ہو جانے چاہئیں اور وہ یہ دو ہیں۔

۱۔ کیا وہ تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟

۲۔ کیا حضرت مسیح موعود نے دعویٰ نبوت کیا؟

میں ان دونوں باتوں کا جواب نفی میں دیتا ہوں۔ آپ اگر ان کا جواب ہاں میں دیتے ہیں تو پھر یہ دونوں مبحث طے شدہ سمجھے جائیں اور اگر آپ ۔ ۔ ۔ ۔ پہلے سوال کا جواب میری طرح نفی میں دیتے ہیں اور اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا جیسا حضرت صاحب کا اپنا مذہب تھا تو پھر میرے نزدیک دوسرے سوال پر بحث کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

خاکسار **محمد علی**

۲۱ دسمبر ۱۹۳۶ء

جلسہ سالانہ پر آنیوالے احباب

۲۵ دسمبر ۱۹۳۶ء کو نماز جمعہ

میں شمولیت لازمی سمجھیں اور اس سے غیر حاضر نہ ہوں جمعہ ٹھیک سوا ایک بجے شروع ہوگا۔

(محمد علی)

دربار ٹراونکور کا افسوسناک طرز عمل

نومسلم طلبہ کو تعلیمی رعایت سے محروم کر دیا

ٹراونکور جنوبی ہندوستان کی ایک ترقی پسند و روشن خیال ریاست سمجھی جاتی ہے۔ ہندو حلقوں کی طرف سے اس کی رواداری، انصاف پسندی اور آزاد خیالی کی تعریفیں نہایت فخر سے کیجاتی ہیں لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دربار ٹراونکور نے مسلمانوں کے متعلق جو طرز عمل اختیار کر رکھا ہے وہ نہایت ہی تنگ نظرانہ اور غیر منصفانہ ہے گذشتہ چند روز سے دربار کی مسلم آزادی کے متعلق جو اطلاعات اخبارات میں شایع ہو رہی ہیں وہ یقیناً کسی حکومت کے لئے نیکنامی کا موجب نہیں ہوسکتی ہیں۔

جنوبی ہندوستان کے دیگر علاقوں کی طرح ٹراونکور کے اچھوت بھی اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں ان کی ایک معقول تعداد گذشتہ چند ماہ ہی میں اسلام قبول کر چکی ہے۔ دربار ٹراونکور اچھوتوں میں اسلام کی اس مقبولیت کو برداشت نہیں کرسکا۔ مسلمان نہایت امن پسندی اور پابندی قانون کیساتھ تبلیغ کر رہے ہیں ایک روادار اور مذہبی آزادی کی دعویدار حکومت کے لئے لازم تھا کہ سوائے اس صورت کے کہ مسلمان پابندی آئین سے قاصر رہتے تبلیغ اسلام کی تحریک سے کوئی تعرض نہ کرتی لیکن تازہ اطلاعات کی روشنی میں صورت حالات بالکل اس سے برعکس نظر آرہی ہے۔

ریاست کے سرکاری سکولوں میں غریب مسلمان طلباء کو فیس کے متعلق جو رعایت دی جاتی تھی اس سے نومسلم طلبہ محروم کر دیئے حالانکہ بعض نومسلم ہریجن اس قدر مفلس ہیں کہ اپنے بچوں کی تعلیم کا خرچ برداشت نہیں کرسکتے۔ اس حکم کی وجہ سے جنوبی ہندوستان کے مسلمانوں میں شدید اضطراب پیدا ہوگیا ہے۔ دربار نے اس حکم سے نفاذ کی کوئی وجہ بھی بیان نہیں کی اس لئے مسلم حلقوں میں یہ خیال یقین کی حد تک پہنچگیا ہے کہ اس حکم کے نفاذ سے دربار کا منشاء محض تحریک اشاعت اسلام کی مخالفت ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ریاست میں مسلمانوں کے ساتھ کئی لحاظ سے غیر منصفانہ اور نازیبا سلوک ہو رہا ہے۔ دوسرے مذاہب کے مبلغین بالخصوص عیسائی پادری نہ صرف اپنے مذہب کی اشاعت میں آزاد ہیں بلکہ ان کو حکام ریاست نے اسلام کے خلاف زہر چکانی اور مسلمانوں کی دل آزاری کی بھی کھلی اجازت دے رکھی ہے بخلاف اس کے مسلمان مبلغین پر جو دیگر مذاہب پر حملہ کئے بغیر صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتے ہیں طرح طرح کی پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں۔

ہم ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب ٹراونکور اور ریاست کے دیگر ذمہ وار حکام کو ان افسوسناک شکایات کی طرف توجہ دلاتے ہیں ریاست کے اندر لاکھوں ہریجن اور جاتی ہندو عیسائی ہو چکے ہیں لیکن عیسائی مبلغین پر کوئی نامناسب پابندی عائد نہیں کی گئی بلکہ ان کو بہت سی قابل اعتراض آزادیاں حاصل ہیں اشاعت اسلام کے خلاف ہی اس قسم کے اقدام کئے جا رہے ہیں۔ یہ روش بہت ہی قابل اعتراض ہے اگر آیندہ کیلئے بھی یہ صورت قائم رہی تو یہ نہ صرف مسلمانوں کی کبیدگی کا موجب ہوگی بلکہ اس سے ریاست کی اچھی شہرت پر بھی بہت برا اثر پڑے گا۔ اور دیگر... بہ طرح طرح کی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔

حال ہی میں دربار ٹراونکور نے اچھوتوں کو مندروں میں داخلہ کا حق دیا ہے۔ اگر اس اقدام کو ان محرکات پر غور کئے بغیر دیکھا جائے جو اس اقدام کے باعث ہوئے ہیں تو یہ قابل تعریف نظر آتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دربار ٹراونکور کی تعریف بھی ہو رہی ہے لیکن مسلمانوں کی مذکورہ بالا شکایات اور غریب نومسلموں کیساتھ یہ بے انصافی اس نیک نامی کو یقیناً ضایع کر دے گی جو کہ دربار نے بظاہر اچھوتوں کو داخلہ مندر دے کر حاصل کی ہے۔

مسلمانان ریاست کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ موجودہ اشتعال انگیزیوں اور بے انصافیوں کے باوجود پوری طرح پُر امن رہیں اور ان کو دور کرنے کے لئے قانون و آئین کے اندر رہ کر اپنی کوشش جاری رکھیں اگر انہوں نے صحیح اصول و استقلال سے اپنی جد و جہد کو جاری رکھا تو یقیناً ایک دن یہ تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔

عیسائیت میں اچھوتوں کی زبوں حالی

یہ حقیقت اب روز بروز زیادہ واضح ہوتی جا رہی ہے کہ [illegible] کے پاس بھی اچھوت پن کے مرض کا مداوا نہیں اور [illegible] خاتمہ صرف اسلام ہی کر سکتا ہے۔ رنگ و نسل کی تمیز [illegible] تقریباً ہر جگہ قائم ہے لیکن جنوبی ہندوستان میں اس نے نہایت [illegible] صورت اختیار کر رکھی ہے اور وہ یقیناً ہندو دھرم کی چھوت چھات سے کم نہیں۔ وہاں عیسائیت قبول کرنے کے بعد بھی اعلیٰ ذات اور اچھوت کی تمیز باقی رہتی ہے۔ چنانچہ گرجوں کے اندر جاتی عیسائیوں اور اچھوت عیسائیوں کی نشستیں مقرر ہوتی ہیں۔ بعض مقامات پر تو گرجے بھی علیحدہ علیحدہ ہیں چند روز ہوئے مدراس کے سینٹ میری کیتھیڈرل میں ایک عبرت انگیز [illegible] میں آیا اچھوت عیسائی اپنی جگہ کو چھوڑ کر دیدہ دانستہ جاتی کیتھولک عیسائیوں کی نشستوں پر بیٹھ گیا اس سے جاتی کیتھولک عیسائی بے حد [illegible] خاصا ہنگامہ برپا ہوگیا جس کے نتیجہ میں جاتی کیتھولک عیسائی بطور اظہار ناراضگی گرجے سے واک آوٹ کر گئے۔ اچھوت عیسائی مساوات کا [illegible] کر رہے ہیں اور اس پر بضد ہیں اور جاتی کیتھولک عیسائی ان کا یہ مطالبہ ماننے کے لئے بالکل تیار نہیں دیکھئے کیا فیصلہ ہوتا ہے [illegible] واقعہ نہیں بلکہ اس سے قبل اس قسم کے متعدد ہنگامے ہو چکے ہیں تک کسی مسجد میں اس قسم کا جھگڑا پیش نہیں آیا ایک اچھوت [illegible] کے بعد مرنے سے بڑے آدمی کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے یہ واقعات بتا رہے ہیں کہ عیسائیت کے اندر اچھوتوں کو مساوات کی نعمت نہیں مل سکتی یہ دولت انہیں صرف اسلام ہی عطا کر سکتا ہے۔

جناب خلیفہ قادیان کی توجہ کے لائق

اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی
۴ دسمبر ۱۹۳۶ء

محترمی جناب ایڈیٹر صاحب زاد لطفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ذیل میں ایک مولوی مبلغ [illegible] درج کرتا ہوں۔ اگر مناسب خیال فرماویں تو اس کو اخبار میں شائع [illegible] ممنون ہوں گا۔ اصل فتوے میرے پاس محفوظ ہے۔ [illegible]

خاکسار محمد عبد اللہ

سوال:- "فاحشہ عورت یا کنچنی کا ناچ دیکھنا شریعت اسلامیہ کی رو سے کیسا ہے؟"

(محمد عبد اللہ اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی ۳ دسمبر ۱۹۳۶ء)

جواب:- "اگر کوئی مبلغ اپنی واقفیت کے حصول کیلئے [illegible] کا ناچ دیکھ لے تو میرے نزدیک کوئی حرج نہیں [illegible] مبلغ کسی چیز کے حسن و قبح کو اس طرح زیادہ واضح [illegible] ہے۔ اگر شوق سے دیکھنا ہے تو گناہگار رہے الاعمال بالنیات"

(دستخط عبد الغفور مولوی فاضل قادیانی مبلغ جالندھر [illegible])

کیا فرماتے ہیں جناب خلیفہ صاحب و مفتیان قادیان [illegible] اس مسئلہ کے موجودگی آیۂ شریف کا تقرب [illegible] الفواحش ما ظہر منہا وما بطن؟ (القرآن)

خاکسار [illegible]
محمد عبد اللہ
۱۴ دسمبر [illegible]

گرفتارانِ مرضِ مُصلح موعود اور جھوٹ و افترا

(از جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

مسلمانوں کے اندر ایک بہت بڑا مرض غداری، خودغرضی، اور نفس پرستی کا بسبب خدا تعالیٰ پر ایمان کمزور ہو جانے سے پیدا ہو چکا ہے۔ یہ مرض اس حد تک بڑھ گیا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی اصلاح کے لئے مجدد صد چہاردہم کو بھیجا انہوں نے اگر ایک طرف نشانِ سمانی دکھا کر سعید روحوں کا اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان تازہ کیا تو اس کے ساتھ ہی اس مرض کو دور کرنے کے لئے اپنے احباب سے یہ وعدہ بھی لیا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے اور اس طرح مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ پیدا کیا جو اسلام کی اصلی روح لئے ہوئے دین الہٰی کی تبلیغ دنیا میں کرے۔ آپ نے کوئی نیا مذہب نہیں بنایا اور نہ کوئی نئی نبوت قائم کی لیکن جیسا کہ قاعدہ ہے کہ جب ایک مرض حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے تو بہت بڑی حد تک لاعلاج ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مریضوں میں سے ایک قلیل گروہ ہی جو بہت اعتقاد ہو بچ سکتا ہے۔

چنانچہ گذشتہ واقعات پر غور کر کے دیکھا جائے تو سنت الٰہی یہی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت موسٰے علیہ السلام کے پیروؤں کی جو حالت ہوئی اس کا قرآن کریم میں نقشہ موجود ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پیروؤں نے جو نمونہ دکھایا وہ بھی کچھ چھپا ہوا نہیں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی بہت ہی اعلیٰ اور افضل تھی حضورؐ نے ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں عرب جیسی جاہل قوم کو ترقی کے معراج تک پہنچا دیا اللّٰھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمدؐ اور آپ کی پیدا کی ہوئی قوم نے ایک صدی سے بھی کم عرصہ میں دنیا میں ایک ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا جس کی نظیر ساری دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ آج کل اس مرض یعنی خودغرضی، غداری اور نفس پرستی کا اس قدر زور ہے کہ اگر قوم کے کل افراد کی حالت کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تقریباً ۸۰ فیصدی ایسے لوگ ہیں جو غدار ہیں یا قوم کی تباہی کے سامان پیدا کرتے ہیں یا اس کو ترقی نہیں کرنے دیتے۔

ظاہر ہے کہ کسی عمارت کا بنانا مشکل کام ہے لیکن گرانا اور تباہ کرنا آسان ہے اور بہت جلد عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ حضرت مجدد زمانؑ نے ایک جماعت بنائی کہ تبلیغ و حفاظت اسلام کرے نہ کوئی نئی نبوت قائم کی نہ کوئی نیا مذہب پیش کیا اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں اپنوں یا غیروں میں پیدا ہو چکی تھیں اور جو خلاف اسلام خیالات و اعتقادات ملانوں اور پیروں نے پیدا کر دیئے تھے وہ آپ نے اللہ سے علم پا کر دور کئے جس طرح قلعی گر ایک برتن کو صاف کرتا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود نے اسلام کے پاک چہرے کو مختلف قسم کے گرد و غبار سے دور کر کے اس کی اصل حالت میں پیش کیا آپ نے صرف دین کی تجدید کی اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

اور اصل بات یہ ہے کہ یہی مجددوں کا ایک سلسلہ ہے جو اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی نشانی اور سب سے بڑا ثبوت ہے۔ باقی مذاہب کیوں مردہ ہیں؟ اس لئے کہ انسانی دست اندازی سے جو غلطیاں ان میں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی سامان نہیں اور ختم نبوت کا تقاضا تھا کہ جب شریعت کامل ہو چکی تو اس مذہب کی حفاظت اور تجدید کا جو قیامت تک موجود رہنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے کوئی سامان کر دیا جائے کیونکہ زمانہ کے اثرات سے تو کوئی چیز بچ نہیں سکتی۔ سو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے اس غرض کے لئے اسلام کے اندر مجددین کا سلسلہ رکھا۔ حضور نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا کیا جایا کرے گا تا دین اسلام اپنی نورانی روشنی سے عین اسی طرح جس طرح کہ روز اول لیکر آیا تھا دنیا کو منور و فیضیاب کرتا رہے۔

پس نبوت کے بعد ایک سلسلہ قائم ہے جس کا ماننا ہر مسلم پر فرض ہے۔ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ اس لئے اگر کوئی صدی کے سر پر مجددیت کا دعویٰ کرے تو ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس کے دعوے پر غور کرے ماسوائے اس کے کسی شخص کا دعویٰ قابل التفات نہیں ہے۔ ہم نے اس زمانہ کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کو مانا اب دوسری صدی کے آغاز تک ہم کسی کو روئے شریعت اسلامی ماننے کے مکلف نہیں ہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے ایسے وجود کے ظہور تک جماعت کا نظام ایک انجمن کے سپرد کیا۔ جو ارشاد قرآنی کے ماتحت ہے جماعت کے ہر ایک ممبر کا فرض ہے کہ وہ اس فرمان کی متابعت کرے۔ ہاں اگر انجمن میں کوئی نقص ہے تو نیک نیتی سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے نہ کہ اس کو تباہ کرنے کے درپے ہو جائے۔

سب سے پہلے حضرت اقدس کے فرزند ارجمند نے اپنی حکومت قائم کرنے اور نفس کو دین پر مقدم کرنے کے لئے انجمن کو تباہ کیا اور پیری کے پیشہ کو جسے حضرت مجدد علیہ السلام سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس پاک سلسلہ میں از سر نو قائم کر دیا اور اس طرح قوم کا روپیہ دین کی خدمت کی بجائے اپنی ذاتی اغراض کے لئے نذرانوں اور دیگر بہانوں سے بٹور کر لاکھوں روپیہ کی ذاتی جائداد بنا لی اور اشاعت و حفاظت اسلام کو جو اصل مقصد سلسلہ عالیہ کا تھا پس پشت ڈال دیا۔ یہی نہیں بلکہ اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف وہ عقاید منسوب کئے جو کہ دشمن ہو کر منسوب کر کے لوگوں کو حضرت صاحب سے متنفر کیا کرتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سلسلہ جو کہ خدمت اسلام و مسلمین کے لئے قائم کیا گیا تھا وہ دشمن اسلام و مسلمین بن گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ؎

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

ایک تو ہمارے مذکورہ بالا مصلح موعود پیدا ہوئے جنہوں نے خدمت اسلام کی اس عمارت کی بنیاد ہی کو ہلا دیا جو حضرت اقدس علیہ السلام نے بڑی محنت سے بنائی تھی۔ اور یہ اسی غداری اور خودغرضی کے مرض کی وجہ سے ہے جو مسلمانوں پر بہت اثر کر چکی ہوئی ہے اس کے بعد جماعت نے اس انجمن کے نقش قدم پر یہاں لاہور میں انجمن قائم کی جس کو تباہ کرنے کے لئے میاں محمود احمد صاحب کے علاوہ کئی ایک اور مصلح موعود پیدا ہوئے ہیں لیکن وہ زیادہ تر دماغی بیماری کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں ان میں سے ایک ہمارے عزیز پڑوسی ہیں جو ایک عرصہ سے دماغی مرض ریلیجس مینیا (مذہبی جنون) میں گرفتار ہیں میں ان کو بچپن سے جانتا ہوں۔ انہوں نے حال ہی میں ایک رسالہ نکالا ہے اور پہلے بھی کئی ایک سالے نکالے ہیں جن میں وہ میرے متعلق ایسے الفاظ لکھتے ہیں کہ گویا میں ان سے حسن عقیدت رکھتا ہوں یہ بالکل غلط ہے میرا یقین ہے کہ وہ بیمار ہیں ان کا دماغ خراب ہو چکا ہے وہ مذہبی پاگل ہیں پس جس شخص کو بیمار دیکھوں کہ اس کی ایک وجہ اولاد بھوکی مر رہی ہے اور پھر وہ میرے عزیز دوست کا لڑکا ہو تو میرا فرض تھا کہ اپنے حسب استطاعت اس کی امداد کروں اس لئے میں نے اسے بہت سستے کرایہ پر مکان دے دیا ہوا تھا لیکن میں کرایہ اس سے لیتا تھا۔ ہاں جب اس نے اس مکان کی وجہ سے تعدی شروع کر دی تو میں نے اسے مکان سے نکال دیا کیونکہ قوم کے لئے اس کا مکان میں ٹھہرنا موجب ابتلا تھا۔ پس ان مصلح موعود صاحب کا یہ لکھنا کہ میں نے اپنے مکان مفت دیا ہوا تھا بالکل جھوٹ ہے۔ اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مصلح موعود بھی جھوٹ بولا کرتے ہیں؟ پھر دوسری غلطی جو انہوں نے کی وہ یہ ہے کہ ایک خط جو کسی وقت بابو منظور الٰہی صاحب نے مجھے کسی معاملہ کے متعلق لکھا تھا جس کا اب فیصلہ ہو چکا ہے۔ وہ خط میرے ڈسک سے کسی طرح چرا لیا اور اسے شائع کیا۔ کیا اسلام ایسا ہی بدقسمت مذہب ہو گیا ہے کہ اس کے مصلح موعود چوریاں کریں؟ ان مصلح موعود صاحب کا کام ہے انجمن کو تباہ کرنا کچھ بنانا نہیں لیکن افسوس کہ بعض ہمارے سادہ لوح احباب ایسے پاگلوں کی بڑوں میں روحانی چسکا لیتے ہیں اور اس کو بعض نادان خطوط لکھ کر اس کے مرض میں اضافہ کا موجب ہوتے ہیں۔

اول تو ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح اس مصلح موعود نے میرے متعلق افترا کیا ہے ان احباب کے خطوط کا بھی سارا حصہ نہ شائع کر کے لوگوں کو دھوکا دینا چاہا ہے لیکن اگر مان لیا جائے کہ ان احباب کے خطوط اسی طرح ہیں تو پھر ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں یہ بتائیں کہ کونسا معاملہ ہے جس میں نقص نہیں ہو سکتے؟ اگر انجمن میں کوئی نقص ہیں تو ہمارے بزرگ دوست یہ بتا دیں کہ ان کا یہی علاج ہے کہ انجمن کو جو نیک کام کر رہی ہے تباہ کیا جائے؟

بالآخر عرض ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی یہ سوچیں کہ یہ سلسلہ مجددین کے اور کونسا سلسلہ اسلام نے اصلاح قوم کیلئے رکھا ہوا ہے جس کا ماننا مسلمانوں کیلئے فرض ہو؟ افسوس عالم اسلام ہو کر ان امور کی طرف غور کوئی نہیں کرتا۔ ایک حصہ سرے ہی اس مسئلہ کا منکر ہے اور دوسرا ہر سال ایک نیا مصلح دیکھنا چاہتا ہے اس افراط و تفریط کی وجہ سے قوم تباہ ہو رہی ہے۔ اصل وجہ یہی ہے کہ ہوسی کی قوم کی طرح دنیا کی محبت کا مرض بہت زور پر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مرض سے نجات عطا کرے۔ آمین

خاکسار سید محمد حسین

انجمن کی مطبوعات میں رعایت

انجمن نے ماہ دسمبر ۱۹۳۶ء کے لئے اپنی اکثر مطبوعات میں کافی رعایت کر دی ہے جس کا اشتہار گذشتہ کئی پرچوں میں درج ہو چکا ہے پیش نظر اشاعت کے منتظم نے یہی موجود کہ ایام جلسہ میں احباب کو اس رعایتی نرخ سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانا چاہیئے ہر ایک خواندہ دوست کے پاس سلسلہ کے متعلق تمام ضروری لٹریچر موجود رہنا چاہیئے علاوہ ازیں صاحب استطاعت حضرات کو کوشش کرنی چاہیے کہ ضروری کتابیں اپنے گاؤں کے خرید کر کے دوستوں کو بطور تحفہ پیش کریں۔ ایام جلسہ میں کتابیں خریدنے سے محصول ڈاک کی بھی بچت ہو جائے گی۔

(پراپیگنڈا منیجر بکڈپو)

احمدیت ہی اصل اسلام ہے

(از جناب ایم موسیٰ خانصاحب منشی فاضل ریٹائرڈ محکمہ تعلیم کشمیر)

ابتدائے آفرینش سے زمانے کا چال رہا ہے۔ کہ حق کی مخالفت بڑے تشدد سے کی جاتی ہے حق کے دبانے کے لئے باطل بڑے جوش سے اٹھتا ہے۔ مگر آخر لیکن دیر سے کامیابی حق ہی کو ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حق ہی اور حق کے ساتھ رہتا ہے۔ دین اسلام جو ایک دین حق ہے۔ ہر زمانہ میں اس کو عاجز کرنے کیلئے غیر مسلم گروہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا بلکہ خود اہل اسلام نے اپنی نادانی اور خود غرضی سے یا نفس پرستی اور زر پرستی سے اس میں اضافہ کیا ہے۔ وہ اسلام جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ جس نے اپنی زبردست دلائل اور براہین سے اہل باطل کے دلوں کو گھائل کیا تھا۔ آج وہ زر پرست خود غرض اور ہوا و ہوس پرست نام نہاد علما . . . . . . کے ہاتھوں کی پڑوں میں . . . رہاں ہو گیا ہے۔ اور ان بزرگوں نے علمائے یہود کی طرح توڑ توڑ کر اس کو ایسا مسخ اور بدنما کر دیا ہے۔ اور رسم رواج اور دیگر خرافات کے ادخال سے اس کی یہ گت بنا دی ہے کہ اس کے صحیح خط و خال کا تصور کرنا بھی ناممکن ہے۔ اور کوئی بھی ان سیاہ غلافوں کو دور کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہر شخص ان دنیوی عزت اور ننگ و ناموس اور جاہ و حشمت پر فریفتہ اور شیدا ہے اور سمجھتا ہے کہ دینی معاملہ میں کلمہ حق کہنا اور خود غرض علماء کی مرضی کے خلاف کچھ لکھنا دنیاوی ظاہری شان و شوکت کو برباد کرنا ہے کیونکہ تجربہ گواہ ہے جس نے اس پرخار وادی میں قدم رکھا۔ وہی لعن طعن کا شکار ہوا۔ اسی کے لئے فتوے تکفیر مرتب ہوئے۔ لہذا ہر کوئی اپنی پیری بچانے اور دنیوی عزت برقرار رکھنے کے لئے حقیقی اسلام پیش کرنے کی ہمت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس زمانے میں حقیقی اسلام

احمدیت کے رنگ میں

حضرت مجدد چہار دہم صد نے پیش کیا۔ اور امتداد زمانہ اور علماء دین کی . . . اور بے پرواہی سے جو فضول پردے اسلام کے نورانی چہرے پر پڑے ہوئے تھے۔ سب چاک کر دیئے۔ اور نہایت دلیری سے اپنی پہلی تصنیف کردہ کتاب موسومہ براہین احمدیہ میں مجددیت کا دعویٰ کیا اور سنداً یہ حدیث شریف پیش کی عن ابی ہریرۃ۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کی اس کیلئے تجدید کرے۔ یہ حدیث شریف ابو داؤد میں بھی موجود ہے حضرت مجدد زماں نے اپنے کام کی تشریح کی اور اس کام کی تکمیل کیلئے ایک مقدس جماعت تیار کی اور اسکے ذمے وہ خدمت سپرد کی جو انبیاء۔ اولیا اور صلحا بجا لاتے تھے امتیاز کے لئے اس جماعت کا نام رسول کریم صلعم کے

مبارک اسم احمد صلی اللہ علیہ وسلم

پر رکھا۔ کیونکہ نئی زمانہ یہ وہی کام تھا جو آنحضرت صلعم نے کیا تھا۔ اس مقدس جماعت نے اسلام کا نورانی چہرہ عیسائی دنیا میں نہایت شاندار طور سے پیش کیا۔ اور بیشمار ۔ ۔ ۔ خدمات دینی جن کا تفصیلی ذکر کرنا ایک دفتر مرتب کرنا ہے سر انجام دیں۔ مگر وا از حد افسوس ہے کہ معترضین

احمدیت کے صحیح مفہوم

کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس کے روشن پہلو سے دیدہ دانستہ اغماض کر کے نادان لوگوں اور عام پبلک کو دھوکہ دیتے ہیں اور اس طرح زبردست اخلاقی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اگر ایسے بزرگ بصارت کے ساتھ بصیرت سے کام لیتے تو انہیں بہت جلد معلوم اور . . . واضح ہو جاتا کہ

حقیقی اسلام کا نام احمدیت ہے

رسم رواج اور دیگر غلط اعتقادات اور غلط روایات اور قصوں اور کہانیوں۔ تعویذ گنڈوں اور چلہ کشی اور وظائف وغیرہ وغیرہ امور جنہوں نے اسلام کا نورانی اور منور چہرہ چھپا رکھا ہے محض ڈھکوسلے ہیں۔ ان کو دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ احمدیت نے ایسی تمام غلط باتوں کے برخلاف جہاد اکبر جاری کر رکھا ہے احمدیت نام ہے صحیح طور پر قرآن کریم کی درس تدریس اور اس پر عمل کرنے کا۔ جماعت احمدیہ نے ان جملہ صحیح احادیث نبوی کو جو قرآن حکیم کے مطابق اور صحابہؓ اور تبع تابعین کے زیر عمل رہی ہوں اور علم فقہ کے مسائل کو جن میں کسی فرقہ کو اختلاف نہ ہو اور جو قرآن اور احادیث صحیحہ کے خلاف نہ ہوں اپنا دستور العمل بنا رکھا ہے۔ علاوہ بریں

احمدیت کے مخصوص امتیازات

مجملاً یہ ہیں جو صحیح طور پر دین اسلام اور اسلام کا نور ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ احمدیت کی صداقت دلوں کو کھا رہی ہے۔

(۱) احمدیت اسلام کا الگ فرقہ یا مذہب نہیں۔ اس میں ہر ایک کلمہ گو شامل ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ کسی فرقے سے ہو بشرطیکہ اس میں اعلاء کلمۃ الحق کی اشاعت کا شوق اور جانی و مالی قربانی کا مادہ ہو۔

(۲) اس جماعت کا نصب العین قرآن کریم کی تعلیم کی اشاعت کرنا رسول اکرم صلعم کی صحیح تصویر دنیا میں پیش کرنا۔ اسلام کے برخلاف جملہ اعتراضات کے جوابات دینے کے لئے ہر وقت تیار رہنا اور غلط امر کی تردید کرنا ہے جو اسلام کے متعلق ہو۔

(۳) ارکان اسلام پر سختی سے عمل کرنا

(۴) یہ جماعت ختم نبوت کی صحیح معنوں میں قائل ہے یعنی آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مانتی ہے اور اس امر پر محکم ایمان رکھتی ہے کہ نبی صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ پرانا اس صحیح عقیدہ سے باقی امت محروم ہو رہی ہے اور صریحاً انحراف کر رہی ہے

۵۔ احمدیت نے آنحضرت صلعم کے کشوف اور رؤیات جن کا احادیث میں مجملاً ذکر ہے۔ ان کی مفصل تشریح کر کے اسلام کی عزت و وقار اور من جانب اللہ ہونے کا ثبوت دیدیا ہے۔ جس کی توفیق اور کسی کو نہیں ہوئی۔

۶۔ احمدیت نے اس دہریت کے زمانہ میں ثابت کر دیا کہ اب بھی اللہ تعالیٰ انسان سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے نیک بندوں کو اسی دنیا میں خوشخبری پہنچاتا ہے اور ان کو ہر قسم کے خوف اور ڈر سے بچنے کے لئے ان پر فرشتے نازل کرتا ہے

(۷) احمدیت نے خونی مہدی کے خلاف قرآن غلط عقیدے کی جو اسلام پر ایک بدنما دھبے کی حیثیت رکھتا تھا پرزور تردید کی۔

۸۔ احمدیت نے جہاد کی صحیح تعلیم پیش کی جماعت احمدیہ جہاد اکبر کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ ضرورتاً جہاد سیفی کی بھی قائل ہے۔ بانئے جماعت مجدد چہار دہم صد کے اس بارے میں صاف ارشادات ہیں۔ شرارتاً ان کا مطلب خبط کیا جاتا ہے۔

۹۔ احمدیت نے اجتہاد کا دروازہ کھول دیا ہے اور مذہب اسلام کا عالمگیر ہونا ثابت کر دیا ہے۔

۱۰۔ احمدیت نے اتحاد کا مستحکم اصول قائم کر دیا ہے۔ یعنی ہر وہ شخص جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے۔ وہ مسلمان ہے خواہ وہ کسی فرقے کا فرد ہو۔

۱۱۔ احمدیت جملہ فیصلوں میں سب سے مقدم قرآن شریف کو قرار دیتی اور اسلام کو ایک علمی اور عقلی مذہب ثابت کرتی ہے

۱۲۔ ہر احمدی پورا پورا ایمان اور یقین رکھتا ہے کہ اسلام تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ اور اس کے حصول کے لئے پورے جوش اور ایثار سے کام کر رہا ہے۔

نوٹ:۔ احمدیت سے مراد وہ اصول اور عقائد ہیں جن کو جماعت احمدیہ لاہور مانتی ہے۔ کیونکہ قادیانی احمدی جماعت اب کام اور عمل کے رو سے احمدی جماعت کہلانے کے قابل نہیں رہی وہ عقائد کے لحاظ سے جملہ مسلمانان عالم کو کافر کہتی ہے۔ اور کام سیاسی جماعتوں کے سے کرتی ہے۔

ریلوے میں کلرکوں کی بھرتی

ریلوے کے ٹریننگ سکول میں داخلہ کیلئے کمرشل کلرکوں (پارسل گڈز بکنگ) کی بھرتی کے لئے درخواستیں لی جائینگی۔ چالیس اسامیاں خالی ہیں جن میں چودہ مسلمانوں کے لئے مخصوص ہوں گی۔ امیدوار کی تعلیمی لیاقت کم از کم سیکنڈ ڈویژن میٹرک پاس ہونی چاہئیے۔ عمر ۱۶ر فروری ۱۹۳۷ء کو ۱۸ سال سے کم اور ۲۱ سال سے زائد نہ ہو۔ فارم درخواست ہر ایک بڑے اسٹیشن سے ایک روپیہ قیمت پر مل سکتے ہیں جسے پر کر کے متعلقہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں بھیج دیا جائے (یعنی لاہور۔ راولپنڈی۔ کوئٹہ۔ کراچی۔ ملتان فیروزپور۔ دہلی) درخواست کے ہمراہ چال چلن۔ ادبی قابلیت اور کھیلوں میں مہارت کے تصدیق شدہ سارٹیفکیٹ بھی ہونے چاہئیں۔ ہر ایک ڈویژن میں انتخاب امیدواران ۱۲ر جنوری ۱۹۳۷ء کو ہوگا لیکن درخواستیں ۸ر جنوری ۱۹۳۷ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ ہر قسم کے اخراجات سفر امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ منتخب شدہ امیدوار ڈاکٹری امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۶ر فروری ۳۷ء کو قبل از دوپہر ایجنٹ کے دفتر واقعہ لاہور میں مرکزی بورڈ کے سامنے پیش ہوں گے۔ جس کے بعد سکول میں داخل ہوتے وقت ان کو ۱۲ روپیہ نقد ادا کرنے ہوں گے سکول میں ان کو ۱۸ روپیہ ماہوار وظیفہ ملیگا جس میں سے ۱۲ خرچ خوراک ہر ماہ وضع ہوتا رہے گا۔ پانچ ماہ کام سیکھنے کے بعد آخری امتحان پاس کر کے دو ماہ اسی وظیفہ پر لائن پر عملی تجربہ حاصل کر لینے کے بعد تیس روپیہ ماہوار پر ملازم رکھ لیا جائے گا۔

لیڈی ٹکٹ کلکٹروں کی ضرورت

محکمہ ریلوے میں مستورات کے ٹکٹ دیکھنے کے لئے وقتاً فوقتاً لیڈی ٹکٹ کلکٹروں کی ضرورت رہتی ہے جس کے لئے میٹرک پاس لڑکیاں درخواست دے سکتی ہیں۔ اس وقت غیر اقوام کی کئی لڑکیاں ملازم ہو چکی ہیں تنخواہ کا گریڈ معقول یعنی ۶۵ روپیہ ماہوار سے شروع ہوتا ہے مسلمانوں نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ ضرورت ہے کہ اس طرف فوری توجہ کی جائے اس وقت دہلی ڈویژن میں لیڈی ٹکٹ کلکٹروں کی ضرورت ہے فارم درخواست ایک روپیہ قیمت پر کسی بڑے سٹیشن سے خرید کر فوراً بذریعہ رجسٹری ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے دہلی بھیج دیا جائے۔ لفافہ پر لکھ دیا جائے کہ درخواست برائے اسامی لیڈی ٹکٹ کلکٹر۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد امیر ذات تھبانہ سکنہ ٹبہ ڈھبی تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۷ ۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی فدا حسین شاہ ولد مرید حسین شاہ ذات سید سکنہ ماڑی شاہ بجرہ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸ ۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی بابو ولد لکھن ذات سکلو سکنہ مسل بھان تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۲ ۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴۔

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اسماعیل ولد محمد رمانہ ذات لالی سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد احمد ذات ہرل سکنہ چک نمبر ۱۳۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸ ۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محبتی باجوہ ولد پٹھانہ ذات ماچھی سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احسان ولد محمد ذات تمیم سکنہ پترا کی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۰ ۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی قطب شاہ ولد لکھن شاہ ذات سید سکنہ کوٹ قاضی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی گنیش داس ولد کرم چند ذات [illegible] سکنہ شورکوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰ ۲/۳۵ تاریخ [illegible] صدر جھنگ برائے سماعت ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان [illegible] مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۵ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی [illegible] ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ولی علی ولد [illegible] ذات [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ [illegible] گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۷ ۲/۳۵ تاریخ پیشی [illegible] برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان [illegible] مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو [illegible]

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی [illegible] ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد [illegible]

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی حاجی ولد احمد ذات [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ [illegible] صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۰ ۲/۳۵ تاریخ [illegible] جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے [illegible] بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور [illegible] چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب [illegible] ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر ۱۲ ایکٹ امداد [illegible]

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ [illegible]

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی [illegible] کوٹ قاضی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک [illegible] صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۱ ۲/۳۵ تاریخ [illegible] سماعت درخواست مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان [illegible] اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ [illegible]

تحریر مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول [illegible] ضلع جھنگ